بعون صناع ازل و مکین لامکان و فضل خلاق زمین و زمان

بلبل شاخسار فصاحت قمر نورس نخل بلاغت دفتر نادرہ کار گلشن ہمیشہ بہار رشک سحر سامری

موسوم بہ

طلسم نوخیز جمشیدی

جلد اول

نتیجۂ کلک گہربار مستند روزگار مداح آل رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب مد ظلہ متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں مزین بہ طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثنا ہے بے منتہا ہے رب دو جہان بانی بناے زمین و آسمان کیا تیری صناعی ہر کرنگ قدرت سے ہر شئ بھری ہو انسان کو قطرۂ نجس سے پیدا کیا ایک قطرۂ نجس سے اسکی بنا ہوئی مگر سبحان اللہ کیا فخر عطا فرمایا کہ اشرف المخلوقات لقب ہوا بانی بناے غرفت و ادب ہوا کیا کیا خیال کرتا ہو لیکن اپنی جلالت پر مرتا ہو الا حقیقتًا بے اختیار رہو بقول شاعر ع بے رضاے تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت * تحت حیران ہون کہ اُس مالک کون و مکان کی حمد مین کیا لکھون

نظم

بشر مین بھلا اتنی طاقت کہان	کہ اُسکی ثنا مین کرے کچھ بیان
ہر اک نیک و بد سے خبردار ہو	تمام اپنے کامون کا مختار ہو
اُسی کی زمین ہو اُسی کا سپہر	اُسیکا قمر ہو اُسیکا ہو مہر
وہی سب کے بھیدون سے آگاہ ہو	جہان دیکھو اللہ اللہ ہو
کیے جسنے قدرت کن سے عیان	یہ نیرنگ پست و بلند جہان
خداے زمین و زمان ہو وہی	عزیز دل انس و جان ہو وہی

ہر اک شے مین دیکھا اُسیکا ظہور ہر اک دل مین اُسکی تجلی کا نور
گلون سے عیان رنگ و بو کیطرح دلون مین نہان آرزو کی طرح
بہار گل باغ ہستی ہو وہ سرور سے خود پرستی ہو وہ
صفاے گلستان ارباب دین چراغ شبستان اہل یقین ہے
وہی ذرے ذرے مین تابندہ ہو ہر اک چیز فانی وہ پائندہ ہو
نہ اُسکی پرستش سے خالی ہو دیر نہ بیت الحرم مین سوا اُسکے غیر
اُسیکا لقب ہو لطیف و خبیر اُسیکی صفت ہو سمیع و بصیر
ہر اک اُسکا محتاج وہ بے نیاز ہر اک خاطی اُسکا وہ عفو باز
وہی جسکو چاہے کرے نونہال وہی جسکو چاہے کرے پائمال
نگاہ کرم سے وہ دیکھے جدھر ملے خاک کو رتبۂ سیم و زر
جسے بخت سے وہ کرے شادکام رہے دین و دنیا مین وہ نیک نام
جسے وہ کرے مبتلاے ملال کوئی رحم اُسپر کرے کیا مجال
عجب اُسکی قدرت کے انداز ہین سمجھے نہین ہین چھپے راز ہین

نعت جناب اشرف انبیا صاحب قاب قوسین او ادنی حبیب خدا ملقب بہ اشرف انبیا یعنی جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

سبحان اللہ پروردگار نے کیا مرتبہ عطا فرمایا کہ شب معراج قریب پردہ حجاب بلایا کیا راز و نیاز ہوے در قدرت اُنپر باز ہوے بقول مصنف نظم

رسول امم سرور رہبر فریق چراغ ہدا نور شمع طریق
شہ انس و جان افسر انبیا شفیع امم مظہر کبریا
نسیم خوش جنت لایزال شمیم گل قدرت ذوالجلال
زہے خضر ظلمات کفر و دغل خلیل گلستان دین و عمل
سلیمان اورنگ زیب نعیم گدایان ایمان کو فیض عمیم

محمد کہ ہے صدر آرائے عرش — کرے اون چشم و دل زیر پا اُسکے فرش
مگر بجز ستر خدا ہے وہی — نہ رکھاان ہمسر دوسرا ہے وہی
اُسی کے لیے سب یہ پیدا ہوا — اگر وہ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ تھا
وہ ہے واقف رمز لوح و قلم — وہ ہے بے زوال حدوث و قدم
وہ نور مجسم ہے پیدا ہوا — ملے اُسکے سائے کا کیونکر پتا
ہوئی نور سے تیرگی بے نشان — بھلا نور کے پاس ظلمت کہان
دکھائے وہ اعجاز کفار کو — کہ رونق ہوئی دین کے بازار کو
جو انگلی اٹھا کر اشارہ کیا — مہ چاردہ کو دو پارہ کیا
بتون نے بھی اکثر کیے ہین کلام — کہین آپ بولا ہے زہر طعام
گواہ نبوت ہوا ہے درخت — کہین خاک سے کم ہوا سنگ سخت
ہوا انگلیون سے بھی جاری زلال — کہین سنگ ریزون نے کی تہلیل حال
ہزارون ہی دکھلائے ہین معجزے — بھلا کتنے یہ پائے ہین معجزے
بھلا اُسکا ہمتا ہو کب دوسرا — خدا نے جسے اپنی رحمت کہا
صفت اُسکی حد بیان مین نہین — کہ مانند اُسکا جہان مین نہین
نبیون کے جو خرق عادات ہین — وہ اُمت مین اُسکی کرامات ہین
عجب شان و شوکت سے آئے رسول — ہوئی کشتی نوح آل بتول
نبیون کے سرتاج فخر جہان — حبیب خدا زیب کون و مکان
بشیر و نذیر و رؤف و رحیم — امین و خلیق و کریم و حلیم
فلک عرصہ تاز و سوار براق — کہ طے کر گیا منزل محمد واق
قدم رنجہ اُسنے جہان تک کیا — وہان تک نہ پہونچیگی فکر رسا
قمر بیچ حضرت پہ ہر دم درود — کیا سنگ ریزون نے اُسکو سجود

منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار وصی احمد مختار زوج زہرائے نامدار فخر ہر دو سرا جناب علی مرتضیٰ

عجب شرف پروردگار نے عطا فرمایا کہ وصی مطلق و خلیفۂ برحق ہوے وہ معجزات دکھائے کہ کفار عاجز ہوسے ہر جنگ مین سینہ سپر رہے گہوارے مین اژدر کو چیر ڈالا کفار نے آکر حضرت سے شکایت کی کہ یا حضرت یہ اژدہا موسوم بہ معیار ولد حرام و حلال کی پہچان تھا اب کیونکر شناخت ہوگی حضرت نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ دوست اسکا حلالی اور دشمن اسکا حرامی ہو در خیبر کو انگلیون سے اکھیڑا پھر اسی در کا پل بنا دیا تمام اہل فوج جناب اشرف انبیا اسی پل سے اتر کر داخل قلعہ ہوے

بقول شاعر

نظم

کعبہ جو صدف ہو تو گہر حیدر کرار ۔۔۔ روضہ جو فلک ہو تو قمر حیدر کرار

فولاد کا رکھتے تھے جگر حیدر کرار ۔۔۔ ہر جنگ مین تھے سینہ سپر حیدر کرار

پیدا جو ہوا نخل جہان داور کون ہے ۔۔۔ اُس نخل کے ہین تازہ ثمر حیدر کرار

شمشیر حوادث سے بچا لیتے ہین مولا ۔۔۔ ہین سارے زمانے کی سپر حیدر کرار

کہتے ہین عبادت ہے پڑھو مرثیۂ کمازین ۔۔۔ ہر شاہ کو کرتے تھے سحر حیدر کرار

آرام سے سایے مین ہین جتنے ملک جن ۔۔۔ وہ گلشن دین مین ہین شجر حیدر کرار

اللہ کا نور ایکین ہو اللہ کی خصلت ۔۔۔ گو شکل ہمارے ہین بشر حیدر کرار

تعظیم گنہ کے لیے خود مغفرت آئے ۔۔۔ باندھین جو شفاعت پہ کمر حیدر کرار

جس روز محمد کو پڑی جنگ مین مشکل ۔۔۔ تھہرا نہ کوئی اور مگر حیدر کرار

اٹکنک نہ کبھی ہوگی بغیر اُنکے رسائی ۔۔۔ گھر احمد مختار ہین در حیدر کرار

کہتے ہین اسے قوت اعجاز کہ دم مین ۔۔۔ کرتے تھے ہرا خشک شجر حیدر کرار

کیا دولت دنیا کی حقیقت ہو جو چاہین ۔۔۔ باتون مین کرین کوہ کو زر حیدر کرار

جو بات کہی منھ سے ہوئی وہ کہ مشیت ۔۔۔ فرمان قضا حکم قدر حیدر کرار

کیا عجز ہو کھانا سپے اطفال بچا مین ۔۔۔ جا کر زن محتاج کے گھر حیدر کرار

پردہ تھا فقط بیچ مین باقی شب معراج ۔۔۔ احمد جو ادھر تھے تو ادھر حیدر کرار

ہر کام مین کیونکر نہ خدا سیر لیھرت ہو ۔۔۔ مین بھی تو ادھر ہون ہین جدھر حیدر کرار

شوہر تھے بلا شبہ علی بیوہ زنون کے — بیشک تھے یتیمونکے پدر حیدر کرار
بے مرضی سے لاکبھی انکو نہ تھی گردش — ہین حاکم خورشید و قمر حیدر کرار
سو بار دلھن بنکے اگر سلطنت آئے — کب کرتے ہین منظور ظفر حیدر کرار
مغرب سے پھرا مہر ہوا کوہ طلائی — رکھتے تھے نظر مین یہ اثر حیدر کرار
یون کہنے کو عالم ہوے دنیا مین ہزارون — ہین واقف قرآن و خبر حیدر کرار
اندوہ مین گھبرا نہ اسیر جگر افگار — لیتے ہین کوئی دم مین خبر حیدر کرار

سبب تصنیف کتاب بعد تصنیف طلسم خیال سکندری

کہتے ہین ایک روز حاضر خدمت جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع اودھ اخبار ہوا حضور ممدوح دام اقبالہ نے پوچھا اب کیا کام کیجیے گا مین نے بیان کیا کہ طلسم نوخیز جمشیدی عرض کرونگا فرمایا کہ چہرہ سنا چاہتا ہون اکثر روز بوقت شام بوجہ ماہ صیام یہین پر افطار صوم ہوا سامان افطار صوم مرحمت ہوا مین نے بعد افطار صوم حاضر خدمت بابرکت ہوکر طلسم مذکور کا چہرہ عرض کیا الحمد للہ بہت خوش ہوے ارشاد ہوا کہ یہی طلسم تحریر کر دیں حقیر نے بتاریخ ۲۸ - ماہ رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ مطابق ۲۱ - جنوری سنہ ۱۹۰۱ع کو قلم اٹھایا تحریر طلسم مذکور شروع کی اب ناظرین ملاحظہ فرمائین اگرچہ چہاردہ جلد طلسمات تصنیف کردہ حقیر شایع ہو چکی ہین مگر انشاء اللہ اس طلسم کو کسی کتاب سے میل نہ ہوگا بروقت ملاحظہ ناظرین پر مشقت حقیر بے تقصیر ظاہر ہوگی
مگر ذرا رجوع طبع سے ملاحظہ فرمایئے

در کلمۂ داستان رنگین بیان ذکر خدائی جمشید ثانی فرزند جمشید برادر سامری برائے سیر اپنی جگہ سے یعنی مقام طلسم سے چلنا و گذر ہونا صحراے سبزہ زار مین اور عاشق ہونا ملکہ یاسمن رنگین پوش پر و بیزاری یاسمن و عیاری اختر برق رفتار کہ عیارۂ ملکہ ہو و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامۂ نو تصنیف مصنف

پلا ساقیا ساغر لاجواب
کہ ذرے کو ہو خواہش آفتاب

پری شیشۂ مے سے باہر جو آئے
تو رندان میخوار کا رنگ اڑائے

اسی جوش مین سوے صحرا گیا
بگولون کا دیکھا عجب ماجرا

کہ ہین دشت وحشت مین وہ خوار و زار
کبھی جا کے چھپتے ہین ما بین غار

نہالان صحرا ہین بے برگ و بار
خزان نے کیا ہو انھین خوار و زار

نشان طیوران صحرا نہین
کہ اس دشت ویران مین سایہ نہین

ملا تھیں اکجا پہ یون خوار و زار
کہ مشتاق لیلی ہو وہ بے دیار

وہ ہو دشت الفت مین یون نیمجان
نکلتا ہو آہو نکا دل سے دھوان

سر کوہ پر نعرہ زن بار بار
کہ دل ہو مرا تیر غم کا شکار

یہ رندون کو جسوقت ظاہر ہوا
کہ ہو قیس سرگشتہ و مبتلا

کہے کوئی ہرگز وہ سنتا نہین
کہ ہو نجد مین بیقرار و حزین

گئے کیا کسی کی وہ فرقت نصیب
کہ جنگل مین پھرتا ہو آفت نصیب

نہالان صحرا سے ہو ہم کلام
کہ ہو لب پہ ای لیلی نیک نام

تری جستجو مین یہ حالت ہوئی
کہ جان حزین صرف وحشت ہوئی

جو صحرا سے سوے گلستان گیا
ملا رنگ گلزار سے یہ مزا

کہ سرو سہی عاشق قد یار
اکڑتا ہو مثل عروس بہار

یہ شبنم کے قطرون مین کیا میل ہو
کہ اطفال غنچہ کا یہ کھیل ہو

یہ ہین برگ گل یا کہ جام شراب
چھلکتا ہو گلشن مین جام گلاب

ہر اک نخل سرسبز و شاداب ہو
کہ بلبل گلستان مین بیخواب ہو

چمن کا چمن آج ہو سبز پوش
ہو ہر نہر کو بحر الفت کا جوش

ہر اک چشم ہو چشمۂ آفتاب
یہ آنکھین ہین عاشق کی یا ہین حباب

چمن سے بھی مایوس و ششدر پھرا
گل مدعا بھی نہ حاصل ہوا

قمر طبع رنگین کا جلوہ دکھا ٭ گلستان مین ناظرین جا بجا

چہرہ نگاران داستان رنگین بیان و کاتبان دفاتر طلسمات حیرت نشان اِس
داستان سحر بیان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف منور شعار
جلالت بیان بود رقم میکند حال این داستان ٭ توسن طبع کو میدان معانی مین یون
جولان کیا جاتا ہی کہ جمشید مردود بد او سامری غرّ نمرود نے جب پردہ دنیا کو چھوڑا
راہی جہنم ہوا بغض وحسد دنیا مین کم ہوا تو بیٹا جمشید کا ساحر زبردست بادۂ
کبر ونخوت سے مست ظلم وبدعت کا بانی موسوم بہ جمشید ثانی تخت خدائی پر بغرور
بیٹھا تقدیرین بگھارنے لگا کئی سو ملک اِس ملعون کے قبضے مین ہین بے خوف
خراج آتا ہی آٹھ پہر مزخرفات بکا کرتا ہی چار وزیر خام تدبیر حاضر رہتے ہین کئی لاکھ
ساحر علم نیرنج وشعبدہ سے ماہر ملازم ہین وزرا کے یہ نام ہین وزیر اول جو
کہ دست راست پر بیٹھتا ہی بیثاق کوہ گردان حقیقت مین اسکا سحر وساحری مین
مثل نہین وزیر دیگر کہ طرف دست چپ کے بیٹھتا ہی کملاق خارہ شکن بلند پروازی
مین بے نظیر ہی تیسرا وزیر ابلیس آوازہ زن کہ جب آواز دیتا ہی زمین تھراتی
ہی چوتھا وزیر شدید چابک خرام ہی ایک روز یہ چارون وزیر اپنے اپنے مقام
پر بیٹھے ہین جمشید ثانی تخت خدائی پر ذکر اپنی خدائی کا کر رہا ہی چالیس لاکھ
ساحر گرد اُس قصر کے اُترے ہوے ہین ایک ایک سامری عہد جمشید زمان
اُسوقت جمشید ثانی انتہا کے نشے مین بلبلا رہا ہی کہ آسمان پر ابر تیرہ وتار آیا
جمشید نے حکم دیا کہ بادہ دولت برائے شکار جاوینگے وزیرون نے تخت بلند کیا
جمشید سیر کرتا ہوا چلا کوہ ودشت کو دیکھتا ہوا ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا
دیکھا کہ نواح دلکشا ہی فرش سبزہ جابجا عندلیبان خوش نوا درختون پر زمزمہ سرائی
کر رہی ہین یہ اشعار زبان پر ہین نظم

جوش پر پھر میری چشم اشکبار آنیکو تھی ٭ اپنے رونے پر ہنسی پھر مجکو یار آنیکو تھی
بعد مدت اے جنون تیری بہار آنیکو تھی ٭ ہوش تھے جانے کو بوے زلف یار آنیکو تھی

جنبش اسی صحرا مین شہر سے کی کشش چند پریزادان ماہ طلعت مہر صورت کمسن کمسن چہار جانب سے گھیرے ہوے وہ تخت زمین پہ آکے اُترا ایک بارگاہ استادہ ہوگئی وہ شاہزادی تخت سے اُترکر خرامان خرامان طرف بارگاہ کے چلی اِدھر جمشید وزرا سے کہ رہا ہی کیون یارو اِس معشوق آفت جان کو بنے کہان پیدا کیا تھا وزرا عرض کرتے ہین قدرت یاد فرمائین غلامون کو یاد نہین اِسکا جمشید جواب دیتا ہی کہ یارو قدرت بھی پیدا کر کے بھول گئے اِسوقت اِسکی آتش رخسار نے قلب وجگر جلا دیا ہاے مجھکو خاک مین ملا دیا اگرچہ میری بندی ہی مگر جی چاہتا ہی اِسکو آغوش تمنا مین لون خاک پا توتیا سے چشم بناؤن نائب قدرت اِسکو قرار دون انتظام خدائی کیا کرے بندون کو بلا سے اپنے کو سجدہ کرا سے قدرت زیادہ خوش ہونگے جمشید ثانی یہ کہتا رہا وہ شاہزادی والا قدر حسن مین رشک بدر بارگاہ مین داخل ہوگئی کنیزین دروازے پر حاضر ہین اندر سے گانے کی آواز آئی کہ یہ اشعار کوئی گا رہا ہی نظم

از دل شدگان حجاب تا کی — رخسار تہ نقاب تا کی
ساقی صبح است خواب تا کی — بودہ ترک ثواب تا کی
تو بہ ز شراب ناب تا کی — این نقش بروے آب تا کی
ساقی برخیز جام بودہ — در موسم گل حجاب تا کی
در شیشہ زچشم شوق رندان — ای دختر رز حجاب تا کی
مغرور بجمال حسن تا چند — نادان عہد شباب تا کی
نازی بہ حیات چند نادان — آخر نفس حباب تا کی
دادی بر باد دین و ایمان — ای دل دگر اضطراب تا کی
او گفت شب وصال با من — این بوسہ بے حساب تا کی
آخر نوبت رسد بہ لطفش — خوش باش و لا عتاب تا کی
از آتش ہجر جان و تن سوخت — بر سوختگان عذاب تا کی

ناصح من و ترک عشق توبہ	این وہم و خیال خواب تا کی
پیرانہ سری دگر بہ این ریش	ای مرد خدا خضاب تا کی
از دیدہ نقاب شرم بردار	در روصل آخر حجاب تا کی
بر من نظری فگن خدارا	ای نرگس مست خراب تا کی
وقت است درا بہ باغ خندان	در موسم گل حجاب تا کی
رخسارہ یار گیر و بنشین	آخر خانہ خراب تا کی

یہ آواز دلفریب سُنکر جمشید بیقرار ہوگیا وزرا سے کہا تم لوگ باہر ٹھہرو مین اندر جاتا ہون جاکر معشوقہ کو تسخیر کرون یہ کہکے اُٹھا دربارگاہ پر آیا کنیزون نے روکا جمشید ہنس پڑا کنیزون نے کہنا شروع کیا اندر جائیے ملکۂ عالم آپ کو بُلاتی ہین جمشید اندر پہونچا جاکر دیکھا کہ وہ شاہزادی والاقدر مسند ناز پر بیٹھی ہو گرد کنیزان ماہرو خوشنوا اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین چُپکی ہو رہی ہین کہ ملکہ کی نگاہ پڑی دیکھا ایک شخص سیاہ رو بدخو کریہ منظر چہرہ اسقدر سیاہ ہو کہ مثال شب دیجور سے دون یا دہنہ پردۂ ظلمات کہون ایک طرف آکر بیٹھ گیا لیکن ہاتھ ہلا رہا ہو یا لوگ اُن کا رہی تھی یا خاموش ہو رہی ملکہ جون جون اشارہ کرتی ہو وہ اشارے سے جواب دیتی ہو کہ میری آواز نہین نکلتی ملکہ نے جس کنیز کو بلایا وہ اُٹھی اور پھر اسی مقام پر بیٹھ گئی پہلو مین ملکہ کے وزیرزادی بیٹھی ہو اشارہ پہلو سے ماہ ملکہ نے اُس سے متوجہ ہو کر کہا کیون ای صاحب تدبیر یہ کیا معرکہ ہو کہ کنیزین میرے قریب نہین آتین گانے والی خاموش ہر ایک کو حیرت کا جوش وزیرزادی نے عقل سے دریافت کیا کہ جب سے یہ شخص آیا ہو محفل مین ہماری انقلاب پیدا ہو گیا ملکہ نے اشارے سے کہا ای وزیرزادی اس بہیا سے دریافت کرو کہ یہ کون شخص ہو اور کیون آیا ہماری محفل کو کیون برہم کر دیا ای وزیرزادی مین نے خیال جو کیا تو معلوم ہوا کہ یا لوٹن میرے زمین نے تمام سیلے آثار سحر کے ظاہر ہین وزیرزادی نے کہا میرے نزدیک تو یہ بہتر ہو کہ مین تو

اِس سیاہ روسے کلام نہ کرو نگی اپنی عیارہ بچی کو بلوا لیجیے وہ عقیل و فہیم ہو سمجھکر کلام کریگی
ملکہ نے پکار کر کہا ہماری عیارہ بچی کو بلاؤ ایک کنیز نے پکار کر کہا ملکہ ارشاد فرماتی ہیں
کہ اختر برق رفتار کہاں ہو یہ آواز جیودی پردہ بارگاہ کا اٹھا ہوا تھا سب نے
دیکھا کہ ایک عیارہ طرارہ و فرارہ برق رفتار شعبدہ کردار زنگ پاؤن مین بندھے
ہوے آرہی ہو اُس عیارہ بچی کی آمد دیکھکر جمشید حیران ہو گیا وہ عیارہ قریب ملکہ
کے آئی دست بستہ عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہو ملکہ نے کہا اِس سیاہ روسے دریافت
کرو مگر اے اختر اسکا خیال رہے کہ اِس بیحیا کے شعبدے سے بچنا نہایت ساحر زبردست
ہو جب سے یہ آیا ہو رنگ محفل دگرگون ہو گیا کچھ میرا زور نہین چلتا یہ سُنکر وہ عیارہ
قریب جمشید آئی کہا اے شہنشاہ با اقبال آپ کا نام کیا ہو ہم لوگون کی صحبت مین
آنے کا کیا باعث جمشید نے کہا مین خداوند روے زمین ہون جمشید کا بیٹا سامری
کا بھتیجا جمشید ثانی میرا لقب ہو اپنی مالک سے جاکر کہو کہ تمکو خدائی بنا کر تجھ کو رنگا
سب اختیار خدائی دیدونگا اختر تو عقیلہ ہو اِسنے کہا یا خداوند تقدیر ہماری مالک
کی اچھی ہو کہ آپ کی نگاہ پڑی ہماری مالک آپ کو ضرور قبول فرماوینگی لیکن حضور
نے ایسا سحر کیا کہ سب مجبور ہو رہے ہین ہماری مالک بھی ساحرہ کامل ہین مگر آپ کے
سحر کو دفع نہین کر سکتیں مجبور ہو رہی ہین لہذا آپ اپنا سحر اُٹھا لیں یہاں وے صحرا مین
جو قصر نوتعمیر ہوا ہو آپ اُسمین چلیں مین مالک کو لیکر آتی ہون یہ سُنکر جمشید خوش ہوا
کہا اے اختر تجھکو مرتبۂ زہرہ عطا کرونگا یہ کہکے خوشی خوشی آرزوے وصل ملکہ مین سحر
اپنا دفع کر کے اُٹھا باہر آیا وزرا سے کہا قصر نوتعمیر مین چلو معشوقہ میری نام سُنکر
راضی ہو گئی یہ کہکے قصر مین جا کر بیٹھا وزرا نے ایک کمرے مین پلنگ لگا دیا سامان
وصل ممکن کیا اختر یہ رنگ دیکھکر ملکہ کے سامنے آئی عرض کی واری رہان زنگ محفل خوب
درست ہوا ہر ایک کاروباری چالاک و چست ہوا تب ملکہ نے کہا اے اختر اب
یہان سے نکل چلو ایسا نہ ہو وہ بیحیا پھر آجاے یہ کہکے طرف ابر کے اشارہ کیا کہ
تخت ابر سے زمین پر آیا اس معشوقہ کا پتہ و نشان وقت پر عرض کرونگا فوراً تخت

پر سوار ہوکر اشارہ کیا تمام کنیزین ہمراہ ہوئین تخت لئے ابر مین چھپ گیا طائر دن نے پرسے پر ملا کر ابر کو گھیر لیا ابر روانہ ہو گیا جمشید نے جو یہان دیر سے انتظار کر رہا تھا جب ملکہ نہ آئین تو گھبرا کر کہا کیون یارو کیا سبب ہوا کہ معشوقہ نہ آئی ذرا جا کر دریافت تو کرو میثاق جادو قصر سے نکلا سر اٹھا کر دیکھا کہ اُس صحرا مین سناٹا پڑا ہی آسمان پر دیکھا ابر بھی ندارد پلٹ کر آیا جمشید سے کہا یا خداوند وہ لوگ مکر کر کے چلے گئے جمشید گھبراتا ہوا اُٹھا اُسی صحرا کے گوشے مین ایک باغ تھا کہ جسکا باغ سامری نام ہی اُس مین آکر بیٹھا مگر یاد مین معشوقہ کی سرنگون یہ اشعار زبان پر جاری نظم

اِس دور مین بچا ہی رنج و الم سے کون
اک سر ہزار سودا لے مول دیکھے جان
تو ہی بتا صنم مجھے انصاف سے ذرا
ابرو کے یہ اشارے کشتہ کرے نہ کیون
ملنا ہین خاک ہو کر سر اج ہی بھی
شمشیر کا ہوا ہی سر سبز کھیت کب
ہی چار دن غنیمت رعنا جہان مین زیست

افلاک کے رہا ہی خالی ستم سے کون
الجھاے اپنے دل کو گیسو کے خم سے کون
بہتر ہی آج لعبتو میرے صنم سے کون
جانبر ہوے ہین قاتل تیغ دودم سے کون
سر یار کے اٹھائے نقش قدم سے کون
پھولا پھلا ہی ظالم جور و ستم سے کون
جاکر پھرا ہی ورنہ ملک عدم سے کون

وزرا سمجھا رہے ہین مگر جمشید کا دل نہین مانتا ہر مرتبہ گھبراتا ہی تصویر ملکہ آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی کبھی کہتا ہی اُس عیارہ نے مجھکو بڑا دھوکا دیا اُسکی بات کا مجھکو اعتبار آگیا یہ نہ سمجھا کہ یہ فریب کرتی ہی اگر یہ سمجھتا تو محفل سے اُس قاتل عالم کی نہ اُٹھتا کبھی وزرا سے کہتا ہی کہ یارو تمنے بھی نہ سمجھایا کہ اپنے ساتھ لیکر ملکہ کو چپوا ب کہو کہ پتہ ملیگا جمشید تو اِس حال پر ملال مین ہی ذکر اسکا دقت پر ہوگا

دو کلمہ داستان پروہ قاف آسمان پری پر کربیت بن قہقہہ کا چڑھکے آنا اور ملکہ قریشہ کا زخمی ہونا اور بھاگنا کربیت کا ہاتھ سے شاہزادہ نور الدہر کے

ملکہ آسمان پری و قریشہ سلطان بہ اطمینان تمام قلعہ گلستان ارم مین داخل ہین

فوجین بیرون قلعہ خود ملکہ آسمان پری بالاے قلعہ تشریف رکھتی ہین پہلو مین ملکہ
قرلیشہ بیٹھی ہین کہ صحراے گرد اُڑی کریت بن قہقہہ چالیس لاکھ دیو زاد کی جمعیت سے
آکر پہونچا ملکہ قرلیشہ سلطان کو جو بالاے قلعہ دیکھا مثل بید کے کانپنے لگا کہتا تھا
یارو اِس عورت شیر افگن سے ڈرتا ہون کہ بعد حمزہ کے اِسنے سلطنت کو قایم کیا مگر
سرکشان قاف نے تامل فرمایا اگر سب طرف سے لشکر کشی کرتے تو قرلیشہ کی کیا مجال
تھی کہ سب سے مقابلہ کرسکتی گھیر کر مار لیتے مقام افسوس ہی کہ بیٹھیں یہ دون مین
کوئی نام خداوند اس الشیاطین نہین لیتا نام خداوند آسمانی جاری ہی یہ کہکر اُتر پڑا
ملکہ قرلیشہ نے جو دیکھا کہ لشکر کریت آگیا قلعے سے باہر نکلین بارگاہ سلیمانی مین آکر
بیٹھین مگر کریت نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے صداے طبل جنگ بلند ہوئی ہرکارون
نے آکر ملکہ آسمان پری کو خبر دی قرلیشہ نے حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگی بجے غرض
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر عابد شب زندہ دار
ماہ نے تسبیح انجم کو سجادۂ فلک پر رکھکر سر بسجود مغرب رکھا آمد آمد شہنشاہ خاور کی
غلمن خاور سے شروع ہوئی فوج ضیاء و شعاع کو ساتھ لیکر میدان چرخ نیلوفری
مین آیا تخت زبرجدی پر بیٹھا تمام میدان نورانی اور منور ہوا لشکر جانبین کے
میدان مین آکر جمے قرلیشہ سلطان بصد جرأت و شوکت صف سے آگے بڑھکر
کھڑی ہوئین گرد سرداران نامی صفین جمین صداے ہاہو بلند ہوئی دیوزادون
کے ہنگامے قرنائین بج رہی ہین معلوم یہ ہوتا ہی کہ صور اسرافیل پھونک رہا ہی اور
نقیب نقابت کرتے پھرتے ہین کہ کریت نے اپنے کو صف سے نکالا دیو فیل سر
کہ پہلو مین کھڑا تھا اِسنے کہا اے شہنشاہ نہین مناسب ہی کہ ہم لوگ موجود ہون
اور آپ میدان مین جاوین مین ابھی جاکر سر قرلیشہ لاتا ہون کریت ٹھہر گیا اور دیو
فیل سر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے منم دیو
فیل سر ملازم شاہ ظلمات وہ جنگ کرون کہ دیکھنے والے عاجز ہون قرلیشہ نے
قریب پایۂ تخت آسمان پری آکر سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ اے مادر مہربان مجھے

اجازت میدان ملے آسمان پری نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ اے فرزند جاؤ
تمکو خدا کے سپرد کیا ہرچند دیو اقوال و سیاہ مک سیاہ و کلاہ وغیرہ نے عرض کی
کہ حضور میدان مین نہ جاوین غلام جاکر مقابلہ کرینگے مگر قریشہ نے نہ مانا بمقابلہ دیو
فیل سر آئین فیل سر نے جو قریشہ کو آتے ہوئے دیکھا چہ بدست فولادی اٹھائی
خبردار خبردار کہکر سر قریشہ پر لگائی قریشہ نے وار کو قلم کیا فیل سر نے چاہا کہ مین
لپٹ پڑون قریشہ نے نیمچہ سلیمانی کھینچا خبردار کہکے ہاتھ مار دیا فیل سر کا سر دھڑ سے
زمین پر گرا بھائی اسکا دیو دراز دندان مقابلہ قریشہ مین آیا دیر تک دراز دندان
مقابلہ قریشہ مین رد و بدل کرتا رہا آخر قریشہ نے سر کو بچاکر کمر پر ہاتھ مار دیا غرض سات
دیو مقابلہ قریشہ مین آئے اور جہنم واصل ہوئے بے حیا اُن کو یہ ثمر باغ جنگ سے
حاصل ہوئے کریت نے جو دیکھا کہ سات دیو ہاتھ سے قریشہ کے مارے گئے پکار کر
کہا بار و بدون نابدولت کوئی مقابلہ نہین کرسکتا آج قلعہ گلستان ارم لوٹ لونگا
سب کو شکست دونگا یہ کہکے مقابلے مین آیا وار کا ہاتھ لگایا قریشہ نے تیغ سلیمانی
سے وار کو قلم کیا مگر ٹکڑا وار کا شانے پر گرا کہ شانہ نشانہ ہوا کریت نے چاہا دبا کے
مار ڈالون دیو اقوال وغیرہ آپڑے قریشہ کو اٹھایا ہاتھ سے اُس ظالم کے بچایا اور
مغلوبہ ہونے لگی ہزارہا دیوزاد جانبین کا مارا گیا مگر لشکر قریشہ بے سردار تھا ظاہر
ہوا کہ اب شکست فاش ہوگی طبل امان بجوا کر پلٹے کریت بھی واپس ہوا اسکو یہ
نہ ثابت ہوا کہ لشکر اسلام مائل شکست تھا اپنی عقل کے زور سے طبل امان بجوا کر
پلٹا ہو کریت اپنی بارگاہ مین آیا مگر بہت خوش ہے کہ آج مین نے قریشہ کو شکست
دی ملکہ قریشہ سلطان کو ملکہ آسمان پری زخمدار لیکر اپنی بارگاہ مین آئین جب کہ
زخمدار ی ہوئی قریشہ نے آنکھین کھولین آسمان پری سے کہا اے والدہ ماجدہ میرا
شانہ شکستہ ہوا ایسا نہ ہو کہ کریت بارہ کردے تو اُس بھیا کو کون روکیگا مناسب
یہ ہے کہ تندک کو روانہ فرمایئے کہ کسی فرزند صاحبقران کو لاے یہ بھیا نام فرزند امیر
سنکر بھاگے گا تندک کو بلایا قریشہ نے کہا اے دیو تندک جلد طرف پردہ دنیا کے

جاؤ کسی فرزند امیر کو لاؤ جبتک کوئی وہان سے نہ آئیگا یہ ظالم کیونکر شکست کھائیگا
تندک نے کہا مین ابھی جاکر لاتا یہ کہکے روانہ ہوا ادھر لشکر صاحبقران کا یہ حال ہے
کہ ملک غروبیہ پر مقابلے مین کفار کے اُترے ہین مگر صاحبقران زمان کے پاس نامہ
خانہ کعبہ سے آیا کہ اسلم زنگی پہلوان زبردست ہے تین لاکھ زنگیون سے چڑھ آیا ہے
خواجہ عبدالمطلب نے لکھا تھا کہ اے فرزند اپنے کو جلد پہونچاؤ صاحبقران فورًا
عمرو و مقبل کو ساتھ لیکر بطرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے یہان لشکر مین انتظار رہا کہ
دشمن طبل جنگی بجوائے تو نکلکر مقابلہ کرین جب کئی دن گذرے کہ طرف سے دشمن کے
طبل جنگی نہ بجا تو نورالدہر بن بدیع الزمان بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ چند ٹکڑے ابر
آسمان پر آئے بوندیان پڑنے لگین شبرنگ نے عرض کی کہ حضور آج کا دن شکار
کے لایق ہے نورالدہر ہاتھ باندھکر سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی غلام امیدوار
ہے کہ مہلت شکار کی ملے بادشاہ نے فرمایا اے نور نظر تمام دنیا تمھاری دشمن ہے ایسا
نہ ہو کوئی فتور پڑے نورالدہر نے عرض کی کہ غلام زیادہ وہان نہ ٹھہریگا فورًا
شکار کھیلکر چلا آئیگا غلام کو بھی خیال ہے کہ شاید دشمن دہاوا ڈالے بادشاہ نے فرمایا
بسم اللہ جاؤ مگر شب باش نہ ہونا عرض کی بموجب ارشاد فیض بنیاد دوپہر کو پلٹ کر
آؤنگا بادشاہ نے اجازت دی نورالدہر نے شبرنگ کو حکم دیا کہ سامان شکار
آراستہ کرو بوقت سحر برائے شکار چلینگے یہ فرماکر داخل محل ہوئے شبرنگ نے
سب سامان تیار کیا گھڑی بھر رات رہے نورالدہر باہر آئے اسباب شکار تیار
دیکھا فورًا سوار ہوئے برائے شکار صحرا مین آئے طبل باز پر چوب پڑی جانور
آشیانون سے نکلنے لگے شکار کھیل رہے ہین تمام ہوا کو طائرون سے خالی کر دیا
ایک طرف طہماس شکار کھیل رہا ہے شبرنگ قریب نورالدہر کمان ہاتھ مین لیے
تیراندازی پر لیس جب پہر دن چڑھا تو شبرنگ سے فرمایا کہ ابتک شکار طائران
ہوائی کھیلا مگر کوئی جانوران صحرائی مثل ہرن وغیرہ کے سامنے نہین آیا شبرنگ نے
عرض کی کہ ہرکارے واسطے تلاش ہرن کے گئے ہین کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے

عرض کی کہ یہان سے تین کوس پر ایک کھیت دھانون کا ہو کئی سو ہرن چر رہے ہین
وہان تشریف لے چلیے بہت خوش ہو جیےگا نور الدہر نے طہماس وچند ... وارونکو
ساتھ لیا اسطرف روانہ ہوے دور سے دیکھا کہ دھانون کا کھیت ہو بہت سی ہرنیان
چر رہی ہین بیچ مین ایک آہوے کلان مادہ ہاے آہو پہ مستی کر رہا ہو نور الدہر نے
اشارہ کیا کہ ہان صاحبو شکار کرو مگر بیچ مین جو نر ہو یہ جسکی طرف سے نکلجائیگا مجھکو نیچ
ہوگا سرداران نے گھوڑے ڈالے نور الدہر نے اسپ پری وش سمنبر کیا ان
بے زبانون نے جو سرداران کو آتے دیکھا کر چیا لین بھر کر بھاگین مگر وہ آہوے
کلان جو جست کرتا ہو سامنے سے نور الدہر کے بھاگا نور الدہر نے گھوڑا اُسکے
پیچھے ڈالدیا آہو جست کرتا ہوا جاتا ہو نور الدہر گھوڑے کو بگٹٹ ڈالے ہوے
آہو کے پیچھے جاتے ہین تین چار کوس اُسکے تعاقب مین گئے ایک نخل کے سایے
مین پہونچکر آہو چوکڑی بھولا نور الدہر نے تیر مارا اُس آہو کے دوسار ہوا
آہو تڑپکر گرا نور الدہر گھوڑے سے کودے آہو کو بہ قربانی پہونچایا چاہتے ہین
کہ شکار بند سے اِسکو باندھکر پلٹون کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان تاجدار لیم و
شمیم بارہ ہزار جوان پشت پہ شکار کھیلتا ہوا آتا ہو دور سے نور الدہر کو دیکھا کیا
سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ جوان کون ہو ہماری عملداری مین شکار کر رہا ہو کچھ اسکو
خوف نہ آیا عیار آیا نام نشان دریافت کر کے گیا مسروق تاجدار گینڈا بڑھا کر
سامنے نور الدہر کے آیا کہا او جوان تو شاید ناواقف ہو ہم مسروق تاجدار ہین ہم
سے شکار کیا عادی ہون مناسب یہ ہو کہ اِس ہرن کو چھوڑ دے اور اِس صحرا سے
چلا جا نور الدہر نے کہا اگر ہم آگاہ ہوتے بس اور آہو ہمارے سامنے آتا ضرور شکار
کرتے مسروق نے فوج کو اشارہ کیا کہ اِس جوان کو گرفتار کر لو چہار طرف سے
سوار و پیدل چلے نور الدہر نے تلوار کھینچی جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا
جب مسروق نے دیکھا کئی سو جوان مارے جا چکے گینڈا بڑھا کر قریب آیا اور
للکار کر آواز دی کہ تم الگ ہو جاؤ مین اِسکو مارے لیتا ہون قریب آکر تلوار کا

وار کیا نور الدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر کو گردش دی ہاتھ بڑھا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا مسروق لپٹ پڑا دونون جوان اُترے کشتی ہونے لگی مسروق نین پہر برابر
لڑا پہر دن رہے مسروق نے دونون مونڈھے پکڑے ریلا کرکے دوڑا نور الدہر
چند قدم ہٹ کر آئے مسروق نے ہکبارا بایان گھٹنا نور الدہر کا آشنا بہ زمین ہوا
مسروق اوپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر ایسا زور کیا کہ اگر نخل پر زور کرتا تو
اُکھیڑ لیتا مگر لنگر مین نور الدہر کے جنبش نہ ہوئی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا او جوان
تیرے زور کا مشتاق ہون نور الدہر تڑپ کر اُٹھے ریلا کرکے دوڑے سترہ قدم
ریل کر لائے وہان پر آکر ہکبار مسروق کے دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوئے
نور الدہر نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ اللہ اکبر زبان سے کھینچا اور اپنے نام
کا نعرہ کیا نعرہ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بختم و بہ قہر ہشتہ ستارہ ہفتم شاہزادہ
نور الدہر بلند زمین تھرا گئی مسروق کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارون کہ مسروق نے
آواز دی الامان فرمایا امان بہ شرط ایمان مسروق نے کہا مین مسلمان ہوتا ہون
اب مجھکو ظاہر ہوا کہ آپ نبیرۂ صاحبقران ہین آپ کی ملازمت کرونگا حضور یہ جواے
زنگار رنگ مشہور ہے آگے بڑھکر میرا قلعہ ہے کہ جسکا قلعۂ رنگین حصار لقب ہے تشریف
لے چلیے ملک کو اسلام آباد کیجیے دوچار روز دعوت کرون نور الدہر نے کہا او
مسروق لشکر ہمارا مقابلہ دوؔ زنگی مین اُترا ہے اور ادھان لشکر مین نہین ہین
اب تو تم ہمارے ساتھ چلو انشاء اللہ وعدہ کرتا ہون کہ پھر تمھارے قلعے مین آؤنگا
مسروق تابعدار ہمراہ ہوا مسروق کو لیے ہوئے آتے ہین کہ تندک نے آسمان
سے دیکھا فوراً تڑپ کے گرا اکر مین نور الدہر کی پنجہ دیا اُٹھا لیگیا مسروق حیران
حیران دیکھ رہا ہے کہ آقا کو کون لے گیا کہ طہماس سامنے سے آیا شبرنگ بھی ساتھ
تھا مسروق مستعد اپنا نہ ہے ہوتا اطاعت شاہزادہ کرنا طہماس سے بیان کیا شبرنگ نے
کہا اب اسی مقام پر اُترپیے شاہزادہ آئے گا یقین ہے ملکہ آسمان پری نے بلوایا ہو
دیو تندک لے گیا ہو سب اسی مقام پر اُتر پڑے انتظار مین شاہزادے کے ہین

لشکر مین عرضی لکھ بھیجی کہ جب نور الدہر آئینگے تو ہم لوگ بھی حاضر ہونگے بادشاہ
کو عرضی دیکھکر بڑا تردد ہوا فرمایا کہ انقلاب فلک دیکھو کہ وہ اجان خانۂ کعبہ کو گئے ہین
نور الدہر صحرا مین جاکر غائب ہوے اگر وہ وہ زنگی نے طبل جنگی بجوایا تو تردد ہوگا
سرداران نے عرض کی غلامان جانباز برائے جانبازی حاضر ہین بادشاہ خاموش ہوئے
مگر دیو تندک نور الدہر کو لیے ہوے سامنے آسمان پری کے آیا نور الدہر کو
ہوشیار کیا نور الدہر نے دیکھا آسمان پری تخت پر ہین اور فریشتہ سلطان زخمدار
پلنگ پر آسمان کو سلام کیا آسمان نے کہا اے نور نظر کریت نے آکر گھیرا ہے کل جلوہ
کریگا مین قلعہ بند ہون نور الدہر نے کہا مین صبح کو نکلکر اُس سے مقابلہ کرونگا یہ فرما کر
آرام فرمایا وہان کریت نے رات بھر تیاری کی صبح کو قصد ہوا جلوہ کرون کہ پھاٹک
قلعے کا کھلا آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز جہانداری تیغ بکف
برآمد ہوے کریت نور الدہر کو دیکھکر کانپ گیا مگر چونکہ میدان مین آچکا ہے چوٹ کی
ہاتھ وار کا مارا نور الدہر نے وار کو قلم کیا ہاتھ تیغۂ خارہ وشگاف سلیمانی کا مارا کہ
کریت زخمی ہوا سامنے سے نور الدہر کے بھاگا نور الدہر نے پیچھا کیا آسمان پری
نے فوج کو حکم دیا کہ ہمراہ شاہزادے کے جاؤ نور الدہر تعاقب کرتے ہوے بارہ
کوس تک آئے کریت بھاگ کر پردۂ ظلمات مین گیا نور الدہر پلٹے تھوڑی دور چلے
تھے دیکھا چند دیوزادو زخمدار بیقرار سامنے سے آئے نور الدہر نے اُنسے حال پوچھا
اُنھون نے بیان کیا کہ ہم لوگ رہنے والے جزیرۂ صندل کے ہین دیو افلاک ملکہ
جواہر پری کا خواہان ہوکر آیا ہم لوگ نکلکر لڑے شکست کھائی جواہر پری اور
صندل پری والدہ اُسکی شکست کھاکر قلعہ بند ہوئی ہین نور الدہر نے فوج فریشتہ
کو رخصت کیا اور فرمایا مین طرف جزیرۂ صندل کے جاتا ہون اگر خدانخواستہ
کوئی فتور ہوا تو ملکہ صندل پری کیا فرمائیگی کہ نور الدہر نے سنا اور مدد نہ کی
ملکہ آسمان پری و فریشتہ سلطان وخواجہ عبد الرحمن وغیرہ بیٹے نور الدہر کا ذکر
تو کیا جاوے گا مگر آسمان پری و فریشتہ سلطان آکر ایک صحرائے سبزہ زار مین پہنچین

بارگاہ استادہ ہوئی مردمان فوج جا بجا اُتر پڑے لشکر مین چہل پہل ہونے لگی مگر جمشید
یاد مین محبوب کی بیقرار و اشکبار تھا یہ اشعار عاشقانہ زبان پہ جاری تھے **نظم**

نہ ملی گردش ایام سے فرصت مجھکو
زندگی بھر ہی رہی وصل کی حسرت مجھکو

دشمن و دوست ہین نظرون مین مری دونون یک
آئنے ہو دار و مدار اپنے مروت مجھکو

یاد مین زلف پریشان کی پریشان ہون مین
روے جانان کے تصور مین ہو حیرت مجھکو

حسن کے رعب سے اوسان اُڑے جاتے ہین
یہ عجب طور کے شعلے سے ہو دہشت مجھکو

غیر کا دخل ہوا اب مرا جینا معلوم
کوے جانان سے نظر آتی ہو رحلت مجھکو

دل پھنسا زلف مین یار رُخ پہ نور کہان
لیگئی زنگ طلب سے مری قسمت مجھکو

سر جھکا سے در جانان پہ پڑا رہتا ہون
دخل اغیار سے آتی ہو ندامت مجھکو

شب فرقت مین عجب کیا جو نکلجاے دم
ہوش اُڑجاتے ہین غالب ہو یہ وحشت مجھکو

چھوڑکر ملک عدم آپ سے کیا آیا ہون
کھینچ لائی ہو یہان بھی تری الفت مجھکو

کوہ پر محنت فرہاد کا آتا ہو خیال
دیکھکر جوے روان آتی ہو رقت مجھکو

خاکساری ہو مرے حق مین مقرر اکسیر
ہاتھ آئی ہو مقدر سے یہ دولت مجھکو

دہن و عارض گلرو کی جو پائی ہو شکل
ایسے غنچہ و گل سے ہو محبت مجھکو

قطع امید ہوئی یار سے یہ او رعنا
عمر گذری ہو کہ ہو صدمۂ فرقت مجھکو

اسی بیقراری مین شب کو اُٹھا پہاڑ پر چڑھگیا دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار مین
لشکر دیوان اُترا ہی اور ایک بارگاہ عالی ایستادہ ہو در بارگاہ پر ملکہ آسمان پری
کھڑی تھین صورت زیبا دیکھکر مرگیا پہاڑ سے اُترا سحر کیا کہ سب دیوزاد بیہوش
ہو گئے جمشید ثانی اندر بارگاہ کے آیا آسمان پری و قمر لیقہ سلطان بھی بیہوش
پڑی تھین خواجہ عبد الرحمٰن جنی حیران بیٹھے تھے کہ یکایک یہ کیا ہوا کہ سب بیہوش
ہو گئے کہ دیکھا ایک ساحر تنہا ہوا اندر بارگاہ کے آیا خواجہ عبد الرحمٰن زیر تخت
چھپ گئے یہ سمجھ گئے کہ اسی کے سحر سے انقلاب ہوا ہو مگر جمشید ثانی نے آسمان پری
و قمر لیقہ کو اُٹھا لیا اور چالیس افسرون کو لیا کل فوج کو وہین پڑا رہنے دیا مگر آپ

روانہ ہوگیا لاکر سب کو قید کیا لیکن عبد الرحمن جنی صبح کو زیر تخت سے نکلے آسمان وقریشہ
کو دیکھا نہ اور دل مین خیال کیا معلوم ہوا کہ جمشید ثانی گرفتار کر کے لے گیا اب
سوچنے لگے کہ کیا تدبیر کرون دیو زاد کوئی ہوش مین نہین سب بیہوش پڑے ہین
کوئی اس لایق نہین کہ خواجہ عبد الرحمن کو پردۂ دنیا مین لیجاے ناچار ہو کے
بارگاہ سے نکلے شکارگاہ سلیمانی مین آئے دیو ہوبان کو خبر ہوئی کہ عبد الرحمن
جنی تشریف لاے ہین آکر استقبال کیا احوال پوچھا خواجہ عبد الرحمن نے رو رو کر
سب حال بیان کیا کہ ملکہ آسمان پری وقریشہ طلسم نوخیز مین گرفتار ہوگئین اے
ہوبان مجھکو پردۂ دنیا مین پہونچا دو مین جاکر صاحبقران سے فریاد کرون بے
انکی اطلاع یہ مشکل حل نہ ہوگی ہوبان نے ایک تخت منگوایا اُسپر خواجہ کو سوار
کیا اور چار دیو زادون سے کہا کہ خواجہ کو طرف پردۂ دنیا کے لیجاؤ جو حکم کرین
وہ بجا لانا دیو زاد خواجہ کو لیکر اُڑے یہان بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ فرما
ہین تمام سردار بیٹھے ہین ذکر نور الدہر و صاحبقران ہو رہا ہی کہ خواجہ عبد الرحمن
آکر پہونچے بادشاہ نے تعظیم کی پوچھا یا خواجہ خیر تو ہی خواجہ نے سب حال گرفتاری
ملکہ آسمان پری وقریشہ کا بیان کیا اور یہ بھی فرمایا کہ جمشید ثانی فرزند جمشید ہی
اُسنے آسمان پری وقریشہ کو قید کر لیا سارا لشکر سحر مین اُس ملعون کے مبتلا صحرا
مین پڑا ہی کسی پہ قبضہ نہین ہوسکتا بادشاہ نے فرمایا خواجہ صاحب ملاحظہ تو فرمایئے
کہ اِس طلسم کا کون فتاح ہی اور اِس منازل عجائب وغرائب کا کون سیاح ہی خواجہ
نے قرعہ پھینکا جبین شکلین خیال کر کے ثابت کرنے لگے بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا
عرض کی بابکلاف عرض کرتا ہون فتاحی تو اِس طلسم کی حضور ہی کے نام ہی بادشاہ نے
فرمایا مین چلنے کو موجود ہون مقام تعجب یہ ہی کہ جدہ قید ہو جائین اور مین کوئی
کوشش اختیار کرون لیکن افسوس ہی کہ دادا جان بھی لشکر مین نہین ہین نور الدہر
بھی گئے خواجہ نے فرمایا گلستان ارم سے کربیت کو شکست دیکر طرف جزیرۂ
صندل کے گئے ہین نہین معلوم وہان کیا گذری بادشاہ نے فیروزہ سے کہا

مرکب تیار کر دین خواجہ کے ساتھ جاؤنگا فیروزہ نے کہا مین ضرور ساتھ چلونگا
ظل اللہ کو تنہا نہ چھوڑونگا بادشاہ نے سر جھکا لیا اور ہمراہ خواجہ عبدالرحمن روانہ
ہوے سردارون نے ہرچند کہا کہ غلامون کو ساتھ لیکر چلیے بادشاہ نے کسی کو ساتھ
نہ لیا اور جواب دیا کہ مقدمۂ طلسم مین کسی کی ضرورت نہین پروردگار معین و مددگار
ہو سردار خاموش ہو رہے بادشاہ ہمراہ خواجہ روانہ ہوے جب پردۂ دنیا سے
گذر کر سرحد قاف مین پہونچے دور سے ایک قلعہ دیکھا کہ ہزارہا انسان بالاے
قلعہ فریاد کر رہے ہین اور ایک دیو خونخوار جلوہ کیے ہوے جاتا ہی سعد شہریار
کو بہت ناگوار ہوا دیوزادون سے فرمایا کہ ہمکو اسی مقام پہ اُتار دو دیوزادون
نے عرض کی کہ اب حضور سرحد قاف مین آچکے سعد نے نہ مانا اُتر پڑے دیو بلغر کیے
ہوے جاتا تھا سعد نے للکارا اور نعرہ کیا نعرۂ شاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم +
بہار گلستان کاؤس و جم + اُس دیو نے پلٹ کر جو سعد شہریار کو دیکھا ایک قہقہہ
مارا اور ساتھ والون سے کہا آج خداوند راس الشیاطین مہربان ہین کہ حلوہ کا
سامنا ہوا ایک لقمۂ چرب تو معقول ہی یہ کہتا ہوا بڑھا قریب سعد کے آکر ہاتھ
بڑھایا کہ گولی بنا کر کھا جاؤن سعد نے کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو منھ کے
بھل آیا سعد نے ایک گھونسہ مارا دیو چیخنے لگا غل مچاتا تھا کہ اے آدم زاد چھوڑ دے
اب مین تجھے نہ لڑونگا سعد نے دو چار گھونسے مارے لپیٹ کر دے مارا اور سب
دیوزاد دوڑ پڑے غلغلہ کرتے ہوے کہا اپنے افسر دیو زلزال کو رہا کر لین سعد
نے سر اُسکا کھینچ لیا تلوار کھینچکر جا پڑے قلعے سے سب نکل آئے دیوزادون سے
لڑنے لگے آخر دیو شکست کھا کر بھاگے بادشاہ جو قلعے سے نکلا تھا اُسنے قدمونکو
بوسہ دیا عرض کی نام نامی سے آگاہ ہوا امیدوار ہون کہ دعوت قبول فرمایئے
سعد اُسکے ساتھ ہوے پوچھا تمھارا نام نامی کیا ہی شاہ نے کہا مین راشد جنی کا
بھتیجا ہون فولاد جنی میرا نام ہی یہ دیو طرف سے پردۂ تاریک کے آیا تھا کہ ممالک
تسخیر کرے اس قلعے پر آیا ہمنے مقابلہ کیا آخر زخمی ہوکر قلعہ بند ہوے حضور نے مین

وقت پہ مدد کی آپ ہی کے دادا جان اٹھارہ برس پیر دو قاف مین لڑے خارستان
مٹا کے گلزار اسلام کی بہار ہوئی حضور کہان جاتے ہین سعد نے کہا ملکہ آسمان پری
وقمر لیقہ سلطان طلسم نوخیز جمشیدی مین قید ہو گئی ہین اُنکی رہائی کو جاتا ہون فولاد
نام طلسم سُنکر کانپ گیا کہا او شہریار وہ طلسم بہت سخت ہی اُسطرف تشریف نہ لیجائیے
وہ مقام آپ کے جانے کے لایق نہین سعد نے فرمایا اب تو مین قصد کر چکا اِس مقام
تک آیا اب بدون اُنکی رہائی کے واپس نہ ہونگا فولاد حبشی ناچار سعد کو قلعے مین لایا
سامان دعوت کیا شاہ دعوت مین معروف ہوے کہ فولاد حبشی روتا ہوا سامنے
آیا شاہ نے حال پوچھا فولاد نے کہا دختر میری سہیل حبشیہ واسطے شکار کے گئی تھی
دیو زاد جو بھاگے تھے اُن مین کوئی دیو چھپ کر بیٹھ رہا وہ سہیل کو اُٹھا لیگیا سعد
نے فرمایا مین براے رہائی سہیل جاؤنگا ہر چند فولاد نے منع کیا مگر سعد نے نہ مانا
براے تلاش سہیل روانہ ہوے مگر فیروزہ بن عمرو کہ شہریار کے ساتھ ہی وہ ہمراہ
چلا سعد نے فرمایا بس کہ تم یہان ٹھہرو ہم پلٹ کر آتے ہین فیروزہ نے نہ مانا اور
سعد کے ہمراہ ہوا جب صحرا مین پہونچے سامنے ایک دیو کو دیکھا کہ دست و پا شکستہ
پڑا ہوا رو رہا ہی سعد نے فرمایا تیرے ہاتھ پاؤن کسنے توڑے اُس دیو نے کہا
میرا نام دیو قیصر ہی اِس صحرا کا حاکم ہون صبح کو دیو ہلال ایک معشوقہ کو ساتھ لیے
جاتا تھا مگر وہ نازنین بہت بیقرار تھی دمبدم کہتی تھی کہ مجھکو قتل کر ڈال مگر میری
عصمت کا خیال نہ کر مین فولاد حبشی کی دختر ہون بلکہ اُسکا مجھکو ناپسند ہوا مین نے
برہم ہو کر دیو ہلال سے کہا کہ اِس معشوقہ کو چھوڑ دے کیون ظلم کرتا ہی میرے اُسکے
مقابلہ ہوا وہ ہاتھ پاؤن میرے توڑ کر ڈال گیا کل سے پڑا تڑپ رہا ہون سامنے باغ
ہی اُسی مین دیو ہلال کا مسکن ہی یہ سُنکر سعد شہریار طرف باغ کے چلے دروازے پر
باغ کے چند دیو نگہبان تھے اول اُنکے گردن اُڑائی پھر ہانک مارکر بادشاہ اندر آئے دیکھا
دیو ہلال سہیل کو زانو پہ لیے ہوے بیٹھا ہی چاہتا ہی بوسہ لون مگر وہ اپنے کو بچاتی
ہی چہرہ زرد ہو رہا ہی ہاتھ باندھکر کہتی ہی کہ او دیو ہلال کیون انگشت نما ہوتا ہی مجھکو

چھوٹے دیو ہنستا ہے اور کہتا ہے اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان مجھکو ایک
بوسہ دے کر سعد کا نعرہ ہوا دیو ہلال اٹھا چاہا چنگل مارکر سعد کو کہ یونہی سعد نے
دیو کو قتل کیا سہیل جنیہ دوڑ کر قدمون پہ گری کہا اے شہریار بڑے ظالم کے پنجے سے
مجھکو بچایا اب آپ قلعے مین چلین بادشاہ نے فرمایا مین تلاش مین طلسم نوخیز کی جاؤنگا
سہیل نے کہا پہلو پر اِس باغ کے کوہ زبرجدی ہے اُس کوہ سے قلعہ معلوم ہوگا
سعد فیروزہ کو ہمراہ لیکر باغ سے نکلے سہیل طرف قلعے کے روانہ ہوئی جب کوہ
زبرجدی پہ چڑھے دیکھا سامنے قلعہ بسر بفلک کشیدہ دروازہ قلعے کا کھلا ہوا ہے
برج وغیرہ آراستہ ہزارہا دیو زاد وارین ہاتھ مین لیے ہوے بالاے قلعہ کھڑے
ہین بعض ٹہل رہے ہین چند زنگی قرنائین ہاتھ مین لیے دہن سے لگاے ہوے کھڑے
ہین اُس کوہ پر ایک نخل ہے اُسپر ایک طائر سبز رنگ زمزمہ سرائی کر رہا ہے اُسکے
زمزمے سے یہ اشعار پیدا ہوتے ہین

نظم

حضور آج تو تصویر دوچار ہم بھی ہین
تمھارے تیر نظر کے شکار ہم بھی ہین

کبھی ہمین بھی ہو شغل رقیب وصل نصیب
تری خدائی مین پروردگار ہم بھی ہین

جو ذرہ خاک در بوتراب کا ہو مہر
تو مرتضیٰ کی گلی کے غبار ہم بھی ہین

سمند ناز کو کر اسقدر نہ گرم عنان
تری رکاب مین اے شہسوار ہم بھی ہین

صفات چشم مین جادو نگاریان کی ہین
جو سحر ہو وہ نظر سحر کار ہم بھی ہین

چمن مین آمد فصل بہار ہے گلچین
صبا سے کہدو ذرا ہوشیار ہم بھی ہین

تمھارے گیسوے مشکین و روے روشن پر
نثار صورت لیل و نہار ہم بھی ہین

وصال ہجر نین رعنا کا ہو گیا آخر
لبوں پہ جان ہے اور بیقرار ہم بھی ہین

بادشاہ آواز طائر کی سُنکر جھومنے لگے کہ فیروزہ نے آواز دی غلام کو بچائیے
بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا ایک دیو بچہ کمر مین فیروزہ کی دیکر لے اُڑا بادشاہ تنہا
رہگئے اب پہاڑ سے دیکھو رہے ہین فیروزہ کے اُٹھ جانے کا بڑا افسوس ہے کہ ایک
یار وفادار ہمراہ تھا وہ بھی جدا ہوا آخر سوچے کہ اسی قلعے مین چلین مگر جدائی کا

فیروزہ کی بڑا انتشار ہو دعائین مانگ رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز فیروزہ سے ملادے یہ سوچتے ہوے پہاڑ سے اُترے جب ریگستان مین آئے قلعہ پر جو زنگی قرنائین ہاتھ مین لیے کھڑے تھے اُنھون نے قرنائون کو دم دیا دیوزاد غل مچانے لگے ہر ایک کی زبان پر یہی جاری تھا کہ اے اہل طلسم ہوشیار ہو جاؤ کہ طلسم کشا آپہونچا یکایک کان مین نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک برات بہت عمدہ آراستہ اور ایک تخت زبرجدی چند شخص کاندھے پر رکھے ہوے نمایان ہوے اور اُس برات کے آگے فیروزہ بن عمرو جست و خیز کرتا ہوا آتا ہو بس شہریار سے آنکھ ملاکر آواز دی کہ اے شہریار مبارک ہو تمام اہل جلسہ آپ کے مشتاق ہین یہ کہتا ہوا قریب آیا بادشاہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے بادشاہ نے جو اپنے یار وفادار کو پایا خوش ہو کر گلے لگایا فرمایا اے فیروزہ کیونکر رہائی پائی فیروزہ نے عرض کی اس قلعے مین سب اہل اسلام رہتے ہین مجھکو رہا کر کے حکم دیا کہ اپنے شہریار کو لاؤ بادشاہ اپنی بیٹی کی آپ کے ساتھ شادی کریگا سعد نے سر جھکالیا فرمایا اے فیروزہ رہنے والے اِس قلعے کے مجھکو کیا جانین فیروزہ نے عرض کی صاحبقران نے آکر اِس قلعے کو فتح کیا تھا اسوجہ سے سب مسلمان ہین چند شخص اور بھی تھے اُنھون نے بھی شاہ کو سلام کیا اور کہا تشریف لے چلیے طالب شاہ آپ کا مشتاق ہی یہ کہکے ایک تصویر بادشاہ کے ہاتھ مین دی بادشاہ نے جو تصویر کو ملاحظہ فرمایا تو دیکھا ایک مہ جبین نہایت جمیل و حسین غنچہ دہن فخر گلزار و چمن نقاش نے کس حسن سے یہ تصویر کھینچی ہی کہ غنچۂ دہن سے پھول جھڑ رہے ہین نازک اندام گلفام شیرین عذار کبک رفتار بہ قول شاعر فرد نقشہ بنا کے مانی نے مانگی جو اپنی داد ؛ تصویر بول اُٹھی مرے حاضر جواب کی ؛ بادشاہ تصویر کو دیکھکے مبہوت ہو گئے یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

ہو گیا وصل کی حسرت مین زوال بلبل
خلد جا پہونچی ہی اسعد رسے کمال بلبل

موسم گل ہی اگر عہد کمال بلبل
باغبان فصل خزان مین ہی زوال بلبل

گل ہی ساغر تو سبو غنچہ ہی مے ہی شبنم
آج کیا گل سے ہی سامان وصال بلبل

وصل ہوتا ہو میسر جو کبھی اُس گل سے / ہمصفیرو مجھے آتا ہو خیال بلبل
باغبان بھی نہین صیاد ہو یا گلچین ہو / سب یہ پڑجائے گا گلشن مین وبال بلبل
پھول پھولون نے کیے باد صبا نے ماتم / ذ ہوا کسکو یہان مرگ ملال بلبل
دخل صیاد ہو جنت مین نہ گلچین کا گذر / ہوگا محشر مین یہ رضوان سے سوال بلبل
نکلا پھر ایکبرس قرعہ بنام صیاد / دیکھی گلچین نے گلستان مین جو فال بلبل
باغ مین اُس سے مزاحم نہ ہو گلچین سے کہو / دخل بے حکم کرے تق یہ مجال بلبل
کبھی ناکام گئی باغ جہان سے ہیہات / مجھکو رہ رہ کے یہ آتا ہو خیال بلبل
داغ لالہ کو عبث تھمی ہو سنگ اسود / کعبۂ گلشن تو یہ ہو خام خیال بلبل
دردِ دل خاک بسر دونون ہین گلچین صیاد / باغبان پڑتا ہو یون دیکھ وبال بلبل
گلشن دہر مین رعنا شعرا رہتے ہین / گل کو معشوق سے عاشق ہے مثال بلبل

سب نے بادشاہ کو تخت پر سوار کیا دولھا بناکر لے چلے قلعے مین جو داخل ہوے ہزار ہا دوکاندار صرافت وبزاز دوکانین آراستہ کیے بیٹھے تھے جوہری بیچ پگڑیان سرپر باندھے ہوے اپنی دوکانون سے اٹھ اٹھکر مبارک کہنے لگے سعد ایک ایک کا سلام لیتے ہوے داخل دار الامارۂ شاہی ہوے دیکھا کہ ایک بادشاہ پیر تخت پر بیٹھا ہو گرد اگرد وزرا امرا بادشاہ دولھا کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھا تخت بادشاہ کا اپنے تخت کے برابر بچھوایا حکم دیا قاضی صاحب کو لاؤ بادشاہ تصویر کو ہاتھ سے نہین چھوڑتے اُس بادشاہ نے کئی مرتبہ کہا کہ حضور تصویر دیجیے اب صاحب تصویر کا سامنا ہوگا وہ بھی آپ کی مشتاق ہو سعد نے تصویر نہ دی سینے پر رکھے ہوے ہین دمبدم فرماتے ہین فرد دل کے آئینے مین ہو تصویر یار + جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی + ایک مرد ضعیف سامنے آیا اُسنے ایجاب قبول کرایا سعد سے کہا یہ دختر بلند اختر مہران تاجدار ہو یہ قلعہ مہر مین مقرر کیجیے سعد نے کہا مین اِس قلعے کا مالک نہین ہون بادشاہ اپنے مقام سے ہاتھ باندھکر اُٹھا کہا او شہریار یہ قلعہ مین نے آپ کے نام لکھدیا آپ اِسکو مہر مین دیجیے بادشاہ نے

سر جھکا لیا اُس بادشاہ پیر نے کہا کہ صاحبو یہ فرزند صاحبقران ہی میری دختر کو بہت
آرام دیگا ایک فخر اور ہ اُسکو حاصل ہی کہ وہ اِنپر عاشق ہی خوشی مین شادی کی کئی دن
سے کھانا نہین کھایا ہی کم رہی ہی کہ مین کنیزی مین شہریار کی جاتی ہون مین اِس
لایق نہین ہون کہ اُنکے پہلو مین بیٹھون مگر خدمت گزاری کرونگی کہ مجھے راضی
رہین ہر چند انہیں چلیین سمجھاتی ہین کہ خاصہ نوش فرمایئے ملکہ جواب دیتی ہی کہ
اب شہریار کے ساتھ کھانا کھاؤنگی قاضی صاحب زیادہ تکرار نہ کیجیے عقد واجبی کو
پڑھدیجیے قاضی نے بیٹھکر عقد پڑھا جانبین سے ایجاب و قبول ہوا بعد عقد کے اُس
تاجدار نے کہا محل مین تشریف لیجایئے اپنی مشتاق کو جمال دکھایئے وہ ہجران دیدہ
آفت کشیدہ نہایت بیقرار ہی ہزار دن دعائین دیگی بلائین بھی لیگی بادشاہ اُٹھکر
محل مین آئے دیکھا ہزارہا عورتین بھری ہوئی ہین بیٹے اُبھار کر سامنے آئین
مگر بادشاہ ایسے مبہوت ہین کہ کسی پہ نگاہ نہ ڈالی مگر ڈومنیان طبلے سارنگی بجاکر
یہ اشعار گارہی ہین نظم

سلامت رہین باجلال وحشم ۔۔۔ فلک پر ہین جبتک کہ انجم عیان
عدو اُنکے پامال ہون شاد دوست ۔۔۔ رعیت خوش اور مشفق خاندان
خوشی سے نہ ہو فرش کیونکر زمین ۔۔۔ کہ پھولا سماتا نہین آسمان
قمر ہی جو صرف صفیر دعا ۔۔۔ ہما ہی کہ طوطی ہندوستان

بادشاہ نے بلا کر مسند پر بٹھایا عروس بھی آکر بیٹھی ایک دوشالہ اوپر ڈالدیا آرسی
مصحف دکھانے لگے بادشاہ نے آئینے مین جو خیال کیا دیکھا کہ ایک ضعیفہ بڑھیا نہ
منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت گالون مین گڑھے پڑے ہوئے سر جھکائے ہوے
بیٹھی ہی بادشاہ نے جو یہ صورت ناشایستہ دیکھی کمال قلق ہوا بڑھیا نے دامن
پکڑ لیا کہا پیارے کیون آزردہ ہوے یہ کہکے ہاتھ بڑھایا منھ مثل غار کے کھولا
چاہا بوسہ لیوں وہ بوسے بدآئی معلوم ہوا بدھری کھل گئی بادشاہ نے جھلاکر
اول ہاتھ سے ہٹایا مگر اُسنے زمانا چاہا لپٹ جاؤن اور ہنس ہنس کے کہتی ہی کیلئے

او شہریار ہم تو مدت سے مشتاق تھے اب جو یہ شادی ہوئی تو یہ انکار قاضی اب عقد
پڑھ چکا اب میرے ساتھ عیش کر و بادشاہ نے ایک تمانچہ مارا بڑھیا نے دو شالہ
اُلٹ دیا غل مچانے لگی کہ اوبی بیو دوڑو دولہا بڑا ظالم ہی تمام محل کی عورتین آکے
جمع ہو گئین بادشاہ کو گھیر لیا غلغلہ کر رہی ہین اور کہتی ہین واہ رے مردوے ایسی
حسین پر توجہ نہین ہوتی ہے تو بہت کمسن ہے صرف دو سو چالیس برس کا سن ہی اپنے
ابھی دنیا کا کیا دیکھا چہار جانب سے عورتون نے غلغلہ کیا اور دُلھن تو یہی چاہتی ہی
کہ لپٹ جاؤن ہر چند کہ سعد کو شرم آتی ہی کہ عورتون پر کیا تلوار کھینچون مگر چہار
جانب سے عورتون نے گھیرا تب بادشاہ نے تلوار کھینچی عورتون کو قتل کرنے
لگے جب کئی سو عورتون کو قتل کیا دُلھن سامنے سے بھاگی سعد نے بڑھکر ہاتھ مارا
کہ دُلھن کے دو ٹکڑے ہوے عورتین غل مچانے لگین کہ دولہا نے غضب کیا دُلھن
کو مار ڈالا اُس بادشاہ پیر نے آواز دی یارو اب دولہا کو مار لو کئی ہزار آدمی محل مین
گھس آیا بادشاہ سے سب آکر لڑنے لگے بادشاہ لڑ رہے ہین مگر لاتے نہین معلوم
ہوتے تھوڑے عرصے تک بادشاہ لڑے آخر چہار طرف سے کمندین پڑنے لگین
اور کمندون رسنون مین بادشاہ کو گرفتار کیا وہین آہنگر آئے سعد شہریار کو
اُسی مقام پہ مسلسل و مطوق کیا کشان کشان لے چلے اُسی دربار مین لائے
اُسی بادشاہ کو دیکھا کہ تخت پر بیٹھا ہی اور وہ قاضی کہ جسنے عقد پڑھا تھا کرسی پر
بیٹھا ہی لاشہ عروس کا بھی ساتھ لائے ہین عورتون نے آکر فریاد کی کہ او شاہ
عادل دُلھن کو اِس نامنصف نے مارا قاضی نے پوچھا کیون او شخص اِس دعوی
طلسم کشائی پر یہ نامنصفی کہ عروس کو مار ڈالا شاہ نے فرمایا او قاضی بے وقوف تو مکار
رغدار ہی او شاہ تجھکو کیا منظور ہی خون کے بدلے خون لیگا بحکم قاضی بادشاہ نے
وزیر سے کہا کہ تم کوٹھا کھولو کتاب طلسی نکالکر لاؤ دیکھو جمشید اول کیا لکھ گئے
ہین اِس شخص کو لوگ طلسم کشا کہتے ہین اگر حقیقت مین یہ طلسم کشا ہی تو اُسمین تصویر
ضرور ہوگی احکام بھی مرقوم ہونگے یہ کہنا تھا کہ وزیر اُٹھا کوٹھا کھولکر کتاب لایا وہ

لاکر قاضی کے سامنے رکھی قاضی نے کتاب کو بوسہ دیا اور با خداوند کمک کتاب کو کھولا
صفحۂ اول مین یہ لکھا تھا کہ فلان دن طلسم کشا آئیگا و دس کو مار ڈالیگا ای مہران تاجدار
مناسب یہ ہو کہ فوراً اُس شخص کو قتل کرنا ہو وہ سال ہو کہ گھر سے آگ لگیگی اور طلسم برباد
ہوگا قاضی نے یہ مضمون سامنے شاہ کے پڑھا شاہ نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ قاضی نے
کہا ابھی قتل مناسب نہین صحراے ویران مین لیجاکر اِسکو چھوڑ دو اور طلسم مین اشتہار
دو یہ تین دن وہان بے آب و دانہ رہے چوتھے دن قتل کرنا سب اہل طلسم جمع ہون
اُس مجمع مین یہ قتل ہو غرضکہ شاہ نے وزیر کو حکم دیا کہ اِس شخص کو صحراے ویران مین
لیجاؤ وہان جاکر چھوڑ دو تین دن آب و دانہ نملے اسکے بعد لانا مین مشتہر کرتا ہون
کل اہل طلسم جمع ہونگے اُسی مجمع مین قتل کرونگا وزیر اُٹھا کر مین سعد شہریار کی پنجہ
دیا سعد شہریار کو لے اُڑا سعد شہریار متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگئے اب جو آنکھ کھلی
اپنے کو ایک صحراے ویران مین پایا کہ چہار جانب سناٹا درخت خشک بونڈے گرد کے
اُٹھ رہے ہین اگر کوئی طائر بھٹک کر آگیا تو شدت تشنگی سے گرا پر جل گئے پڑا ہوا تڑپ
رہا ہو صدہا طائر جا بجا پڑے ہین سعد شہریار حیران و پریشان اُس صحراے ویران
مین دوڑ دھوپ کرنے لگے کہین پانی کا نشان نہین ملتا اگر کسی مقام پر کوئی چھتر
بھرا ہو تو اُسکا پانی کھول رہا ہو اگر ہاتھ ڈالدیا تو آبلہ پڑجاتا ہو اُس پانی کو کون
پی سکتا ہو حیران و پریشان دوڑتے پھرتے ہین دھوپ و دہشت پڑ رہی ہو کہ زمین
تپ رہی ہو جو ذرہ بدن پر پڑتا ہو آبلہ پڑجاتا ہو اِس حال زار مین سعد شہریار کسی
مقام پر گر پڑتے ہین پھر اُٹھتے ہین ایک طرف روانہ ہو جاتے ہین کبھی دست دعا
اُٹھا کر دعائین مانگتے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اِس آفت سے نجات
دے اور اِس محنت سے بچائے رباعی ای آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی + در ظلمت
شب صبح نمایندہ توئی + دست من بیچارہ فرو بستہ شدہ + بکشاے خدایا کہ کشایندہ
توئی + چشمۂ چشم سے آنسو جاری ہین بادشاہ نوبت بجان و کارد بر استخوان ہو رہے
ہین بادشاہ تو اِس حال زار مین ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ یاسمن رنگین پوش کہ دختر مہران تاجدار رہی خواب مین سعد شہریار کو دیکھنا اور بیقرار اٹھنا اور برائے مدد سعد شہریار آنا باقی حالات متعلقہ داستان ہذا

پلا ساقیا جام جم سے وہ مل — کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل
تری بے رخی نے پریشان کیا — کہ سودائے زلف معنبر ہوا
پلا مجھکو اک جام حیرت فزا — کہ معشوق کا حال لکھون ذرا
تری شکل پر دل سے شیدا ہون مین — کبھی مثل سبزہ ہویدا ہون مین
تری شکل کا کیا سراپا لکھون — لکھون رخ کو آئینہ حیران ہون
رخ خوب کی کس سے توصیف ہو — سراپا کی کیا یار تعریف ہو
جو رخسار مین پھول سے بیمثال — تو ابرو مین تیرے مثال ہلال
ترا قد جو سرو لب جو ہوا — تو قمری کے نالے مین کو کو ہوا
نہال گلستان بھی ہین سبز پوش — کہ ہو شہر کو بحر الفت کا جوش
فسانہ وہ دلچسپ و رنگین لکھون — کہ مشتاق ہون سامعین بے سکون

چہرہ عاشقان بیقرار و مشتاقان زار و خوار اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرقع نگار فصاحت ادا + چنین می نگارد زکلک وفا + مہران تاجدار سعد شہریار کو صحرائے ویران مین بھجوا کر خوشی خوشی محل مین آیا بیٹی اسکی یاسمن رنگین پوش کہ جسپر جمشید ثانی عاشق ہوا تھا اسنے پوچھا کیون باواجان آج محل مین کیا ہنگامہ تھا مہران نے کہا اے نور نظر آج طلسم کشا نے داخل کیا اسکی برات ہوئی خبیثہ مردار خوار کے ساتھ شادی کی قاعدے سے اسنے اسکو قتل کیا + ہنگامہ ہوا مین نے اسے گرفتار کر لیا اب وہ شخص صحرائے ویران مین بے آب و دانہ تین دن جفا اٹھائے گا پھر اسکے قتل کی تدبیر ہوگی مگر خداوند مردہ لکھ گئے ہین کہ ہرگز طلسم کشا کو موت نہین ہے ضرور بربادی ہوگی مین حیران ہون کہ

اب اُسکو کون بچائیگا کیونکر رہائی پائیگا لایق تصویر کھینچنے کے ہر جری بہادر صف شکن
غنچہ دہن تیغ زن کس مایوسی سے صحرائے ویران مین گیا ہو وزیر نے مجھکو خبر دی اُسی
صحرا مین مارا مارا پھر رہا ہو نوبت یہان پہونچ رہی ہو جا بجا یہی ہنگامہ ہو کہ طلسم کشا آگیا
یاسمن یہ حال سُنکر خاموش ہو رہی مگر دل پر بڑا صدمہ پہونچا کہ افسوس ہو ایسا شخص
قتل ہوگا اسی سوچ مین وہ سو رہی عالم خواب مین دیکھا کہ ایک صحرائے لق و دق
وادی بے کنار ویران اُجاڑ ہو اُس مین سعد شہریار پھر رہے ہین یاسمن نے سامنے
جاکر پوچھا کہ اے شہریار کس حال پر ملال مین ہو بادشاہ نے بیقرار ہوکر فرمایا **نظم**

شان نزول زلف گرہ گیر چاہیے
فرقان روے یار کی تفسیر چاہیے

پھانسی کا جرم بوسہ کاکل ہین وہ حکم
میرے گلے مین زلف گرہ گیر چاہیے

اے ہمصفیر ہین شنوا گوشش گل مگر
نالے مین عندلیب کے تاثیر چاہیے

کیونکر بڑھاؤن ربط نہ رہا ن یار سے
آخر کوئی تو ملنے کی تدبیر چاہیے

کوشش سے ایک دن بھی میسر ہوا نہ وصل
تدبیر محض ہیچ ہو تقدیر چاہیے

دل نے صنم کا کل پیچان کو سر کیا
ملک تتار مین مجھے جاگیر چاہیے

رعنا نے جان دی ہو تصور مین یار کے
کنج لحد مین بھی وہی تصویر چاہیے

یاسمن نے جو یہ اشعار زبان سے سعد شہریار کی سُنے چاہا کہ لپٹ جاؤن خاک پاکو
توتیا سے چشم بناؤن سعد سامنے سے ہٹے یاسمن دوڑی ٹھوکر کھاکر گری آنکھ کھلگئی **نظم**

غزل

آنکھ کھلتے ہی ہو گیا سکتا
ہو کے حیران ہر طرف دیکھا

رو کے کہتی تھی کیا ہوا یہ خدا
ہائے کیا ظلم یہ فلک نے کیا

ستیاناس ہو ان آنکھون کا
مجھکو جی بھر کے دیکھنا نہ ملا

کور ہو جاتین یہ تو صبر آتا
پھر نہ ہوتین یہ آفتین برپا

ہائے کیون سو گئی تھی مین اسدم
خواب غفلت نے یہ کیا ہو ستم

زندگی اب محال ہو رعنا
اس بلا مین پھنسی ہون خاطر خواہ

اے فلک کیا تصور میرا ہو
در بدر مجھکو کیون پھراتا ہی

کیون نہ آنکھون مین ہو جہان تاریک	زلف جانان کا مجھکو سودا ہی
غول بھی بھاگتے ہین ڈر ڈر کے	کیا ہی یہ خوف میرا صحرا ہی

یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہی ہی جان کھو رہی ہو کہ چند کنیزین آئین اُنھون نے
آکر پوچھا کیون واری مزاج کیسا ہی ملکہ نے کہا مین نے طلسم کشا کو خواب مین دیکھا
بہت بیقرار ہون گل اندام ایک کنیز پاس بیٹھی تھی کہا واری آپ کا قصر جو ویرانے
مین ہی اُسی صحرا مین وہ قید ہی ایک دن اور ایک رات بھوک پیاس مین اُسکو
گذر چکا ہی اپنے قصر مین تشریف لے چلیے وہان پر لاکر آب و دانہ دیجیے یہ مژدہ سنکر ملکہ
یاسمن کو تسکین ہوئی دل ذرا ٹھہرا کنیزون سے حکم دیا کہ تخت تیار کرو مین طرف
صحراے ویران کے چلونگی اُس غریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کا حال مین
دیکھونگی ایسا شہریار کہ اپنے لشکر کا بادشاہ وہ اِسطرح تنہا پڑا پھرے وہ وقت مین
مدد کرون اجر عظیم ہوگا ہرچند کہ مان باپ دشمن ہونگے وزرا امرا بھی ناراض ہونگے
مگر جو کچھ ہو سو ہو بقول شاعر فرد ؎ مین دریاے بے پایان و زین طوفان شور افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا ۔ یہ شعر پڑھ کے فوراً تخت پر سوار ہوئی چند کنیزان
باوفا و رازدان کو ساتھ لیا طرف صحراے ویران کے تخت اُڑاتی ہوئی چلی قصر صحراے
ویران مین آکر اُتری بام پر آکر دیکھا کہ سعد شہریار دیوانہ وار وحشی مثال آبلے
پانون مین پڑے ہوے سر برہنہ پھر رہے ہین اور چلا چلا کر فرماتے ہین اے محبوب
مطلوب تیرا داغ لیکر چلے اِس صحرا مین زندگی دشوار ہی تیری جدائی مین جینا بیکار
ہی یاسمن نے اُسی گل اندام کو حکم دیا کہ جا کر شہریار کو بلا لا میرا نام لینا اور کہدینا
کہ جو تصویر تمھارے پاس ہی صاحب تصویر نے تمکو بلایا ہی گل اندام یہ سنکر چلی
دور سے دیکھا کہ سعد ریگ گرم پر بیٹھے ہین آنکھون سے آنسو بھی نہین نکلتے کف
افسوس مل رہے ہین گل اندام گرتی پڑتی قریب آئی شاہ کو سلام کیا دیکھا کہ
ہرچند یہ آفت اٹھائی مگر وہ تصویر ہاتھ سے نہین جدا کی ہی اُسی کو دیکھ دیکھکر زار و
نزار رو رہے ہین کہ گل اندام نے قریب آکر کہا آپ کیون اِسقدر بیقرار ہین صاحب

تصویر نے آپ کو یاد کیا ہو وہ شادی شعبدۂ طلسم تھی اب اصل مین معشوقہ نے یاد کیا
ہو وہ خود تمھارے واسطے بیقرار ہو میرے ساتھ چلیے سعد گل اندام کے ہمراہ رفتہ
رفتہ قریب قصر کے پہونچے ملکہ بالاے قصر کھڑی تھی شہریار کی جو نگاہ شوق پڑی
دیکھتے ہی حیران جمال و محو دیدار ہوے ملکہ نے اشارہ کیا سعد سیڑھیون کو طے کرکے
بالاے قصر آئے ملکہ نے جوش محبت مین ہاتھ ڈالدیا لاکر مسند پر بٹھایا پوچھا
کہیئے مزاج کیسا ہو سعد نے آہ کی کہا صاحب غریبون کا کیا حال پوچھتی ہو غربت مین ہم
گرفتار مجبور و ناچار بادشاہ نے عجب مکر کیا کہ تصویر تمھاری دکھائی اور ایک زنِ
ضعیفہ کو دلہن بناکر بٹھایا جب منھ پھیلائی تھی تو بوے بد دہن سے آتی تھی آخر ہم نے
اُسے قتل کیا اِس صحراے ویران کی سیر تقدیر مین لکھی تھی ایک رات ایکدن اِسی صحرا
مین گذرا کیا اپنا حال بیان کرین بقول شاعر اب یہ کیفیت ہو رہی ہو **نظم**

کھینچا ہو عکس قلب کے فوٹوگرافت مین	شیشے مین ہو شبیہ پری کوہ قاف مین
وہ سرد مہر رات کو سویا لپیٹ کے خوب	روتا مذاق وصل کا اُٹھا لحاف مین
گھونگھٹ مین مجکو ابروِ قاتل نظر پڑا	شمشیر برہنہ نظر آئی غلاف مین
ای بحر حسن کچھ مرے دل کی خبر بھی ہو	ڈوبا چہ ذقن مین کہ گرداب ناف مین
جنتی نہین ہو آج جب اُس شوخ و شنگ سے	عاشق سے کیا عجب ہو جو بگڑے زفاف مین
رعنا روئی کو چھوڑدے اور محو ذات ہو	پڑ کفر اور دین کے نہ تو اختلاف مین

اِس تکلف سے شہریار نے یہ اشعار پڑھے کہ یاسمن بلائین لینے لگی کنیزون سے
اشارہ کیا کہ کھانا لاؤ دسترخوان آکر بچھاؤ کنیزون نے اُسیوقت دسترخوان بچھایا
کھانا لاکر چنا یاسمن نے کہا نوش فرمایئے سعد نے ہاتھ کھینچ لیا فرمایا کہ اے یاسمن
جبتک دین اسلام نہ قبول کروگی یہ کھانا ہمپر حلال نہ ہوگا یاسمن نے کہا اے شہریار
مین اطاعت اسلام قبول کرتی ہون اِس طلسم مین جہانتک ہوسکے گا کد و کوشش
کرونگی یہ کہکے اطاعت اسلام قبول کی سعد نے خاصہ نوش فرمایا ملکہ کے ساتھ
شراب نوش کی سپر و شمشیر سامنے رکھی تھی وہ اُٹھا کر اُٹھے فرمایا لو ملکہ جاتے ہین

انشاء اللہ اگر اِس مکار مہران کو جا کر نہ مارا تو نام اپنا نہ پایا یاسمن رونے لگی کہا
اے شہریار پھر بلا مین مبتلا ہو جیے گا ہر چند کہ جمشید اول لکھ گیا ہی کہ طلسم کشا کی موت
اِس طلسم مین نہین ہی مگر کنیز کو وہ قتل کرے گا زندہ نہ چھوڑے گا گل اندام نے اشارہ
کیا کہ اے ملکۂ عالم کیون تکرار کرتی ہو سحر سے انکو بیہوش کرو اور طلسم سے نکال لیچلو
اگر یہان رہین گے تو ہزار ہا آفتین ہین صدہا ساحر آپ کی تلاش مین نکلین گے
جہان پائینگے پکڑ لیجاوینگے ملکہ نے سحر کر کے سعد کو بیہوش کیا جب تخت پر سعد کو
ڈالا تو سب کنیزین بھاگ گئین صرف گل اندام ساتھ رہی کہ اُسکو اپنے سحر پر ناز ہی
ملکہ نے تخت اُڑایا اِس خیال سے کہ سرحد طلسم سے نکلجاؤن ورنہ شہریار نہ مانینگے
سرحد طلسم مین جا دینگے گرفتار ہونگے ایک ایک ساحر بلاے روزگار ہی اُنکے
ہاتھ سے بچنا دشوار ہی سعد کو تخت پر ڈالا گل اندام نے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا
ملکہ تخت پر آئین سعد کا سر زانو پر رکھ لیا تخت اُڑتا ہوا چلا دوپہر برابر رہرو ی
کی تگ و پو طلسم ہزار کوس کے گرد سے مین ہی برابر کوہ و بیران کے پہونچین سعد کو
ہوشیار کیا سعد کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک پہاڑ پر پایا یاسمن حیران چہار طرف
دیکھ رہی ہی گل اندام کہتی ہی واری ابھی تو نانت طلسم ہی آگے بڑھیے یاسمن نے
کہا کئی پہر گذر رہے تخت کو اُڑاتے ہوے ابھی تک سرحد طلسم طے نہین ہوئی دیکھو ای
گل اندام دھوکا کھاتی ہو ہم سرحد طلسم سے نکل آئے سعد نے جو یہ ماجرا دیکھا تو
پوچھا کہ اے ملکہ مجھے کہان لائین یاسمن نے کہا آپ کو طلسم سے نکال لائی سعد نے
تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا مین اپنے کو ہلاک کرونگا یا طلسم مین جاؤنگا ملکہ سوچی
تو کہ ارادہ طلسم کشائی کا کیا اور پھر واپس جاؤن مین خاص طلسم مین جاؤن گا
اور جدہ کو چھڑاؤنگا یا اپنی جان دونگا ملکہ ناچار ہوئین کہا اے شہریار اِسی پہاڑ
پر ٹھہر ئیے مین تو یہ چاہتی ہون کہ آپ کو اِس بلا سے نکالون اور میری تو یہ کیفیت
ہی دل کی عجب حالت ہی

نظم

کیا عشق گل کھلاتا ہی اُس گلعذار کا		داغون سے باغ دل مین ہی عالم بہار کا

حیرت میں آ کے مانی و بہزاد رہ گئے
نقشہ کسی سے کھنچ نہ سکا اُس نگار کا

سیماب ہے خیال رُخِ آتشیں میں یہ
ممکن نہیں قرار دلِ بیقرار کا

نیرنگیِ جہان سے ہے گہ وصل گہ فراق
کیا رنگ ہے دو رنگیِ لیل و نہار کا

عاشق پہ عشق سرو قد یار میں ہے محو
سیدھا لیا ہے راستہ مجرم نے دار کا

شیریں کے در کو چھوڑ کے کیا دل میں آگئی
رستہ جو کوہکن نے لیا کوہسار کا

ہاتھوں میں نازکی سے سنبھلتی نہیں جو تیغ
ہے اِس میں کیا گناہ ترے جان نثار کا

دنیا سے غیر عشق گیا کون میرے ساتھ
ممنون ہوں مزار میں اِس یار غار کا

پھولا نہیں سماتا ہوں شادی سے اِس لیے
بوسہ ملا ہے آج کسی گلعذار کا

آئینہ سان خدا نے بنایا ہے دل کو صاف
دل میں ہمارے نام نہیں ہے غبار کا

تختِ رواں سے مجھکو سلیمان کے کام کیا
ساکن ہوں خاکسار ہوں میں کوے یار کا

پھر مرغ دل نے اپنے کیے بال و پر درست
رعنا قریب آیا ہے موسم بہار کا

سعد نے فرمایا اے ملکہ نہ گھبراؤ انشاءاللہ تعالیٰ اِس طلسم کو فتح کر کے تمکو بادشاہ کرینگے
ملکہ نے کہا اے شہریار یہ خیال خام و تصور ناتمام ہے آٹھ پہر سامنا فراق کا اختتام
اشتیاق کا آج کچھ ہے کل کچھ ہے زمانہ انقلاب میں ہے زندگی کا اعتبار نہیں ہے نظم

حسرت نظارہ موے کمر داریم ما
بہتر از صنعا شکاری در نظر داریم ما

رقت گریہ چشم صافش در نظر داریم ما
رہ چہ در تار نظر یکتا گہر داریم ما

نیست پروایم بجنگ آمد اگر ترک سپہر
ہمچو آہ دل خدنگ کارگر داریم ما

باعث رسوائی قاتل بعالم نیستم
کشتۂ عشقیم و زخم اندر جگر داریم ما

نیست ما را احتیاج شمع بر مرقد تمام
در دل خود داغ آن رشک قمر داریم ما

عاشق و معشوق مل رہے ہیں کلمات حسرت ہو رہے ہیں کہ ملکہ نے بیقرار ہو کر
کہا اے گل اندام تھوڑا پانی تو لا او گل اندام پہاڑ سے اُتری تلاش آب میں گئی
جب اُسکو دیر ہوئی تو ملکہ نے کہا ذرا آپ اُتر کر دیکھیے تو گل اندام کہاں گئی
سعد جو اُترے دیکھا کہ سامنے سے ایک اژدہا آتا ہے اژدہے نے سعد پر حملہ کیا

سعد نے تلوار سے اُسکو قلم کیا اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام سن اژدرجادو ہو سعد نے اپنے کو کنارے دریا کے پایا ایک کشتی سامنے سے نمایان ہوئی اُسپر ایک نازنین منہایت جمیل وحسین چند خواصین اُس کشتی کو روان کر رہی ہین اور ماہجبین قوم کی بنگالنین کشتی کو کھے رہی ہین وہ کشتی کنارے آئی اُس نازنین کی سعد پہ نظر پڑی کلیجہ تھام لیا سامری وجمشید کا نام لیا کنیزون سے اِشارہ کیا اِس جوان کو لاؤ ہمارے پہلو مین لاکر بٹھاؤ کنیزون نے آکر سعد کو بلایا پہلو مین لاکر ملکہ کو بٹھایا ملکہ نے اِشارہ کیا کہ کشتی روانہ کرو جب کشتی روانہ ہوئی اور وسط دریا مین پہونچی تو اُس نازنین نے ایک بنگالن کو اِشارہ کیا اُسنے ڈانڈ کشتی مین ماری کشتی چرخ مار کر غرق ہوگئی سعد کشتی سے کو دے مگر تموج ہوا سے بیہوش ہوگئے جب بعد چند ساعت کے آنکھ کھلی نہ دریا تھا نہ کشتی تھی صرف ایک صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا تھا ہر گل و غنچہ آنکھ کھولے ہوئے پتے سبز سبز درختون مین بیل مثل پستان معشوق عروسان بہار اکڑ رہی ہین عندلیبان خوشنوا محو زمزمہ سرائی ہین مگر یہ رعنائی وزیبائی دیکھتے ہوئے آگے بڑھے دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی ہوا سے سرد آرہی ہی بسم اللہ کہکر داخل باغ ہوے روش پٹری کو طے کرکے وسط باغ مین پہونچے دیکھا ایک مسند بچھی ہی اُسپر ایک شاہزادی تاج سر پہ چہرہ رشک قمر چند کنیزین گرد سامنے ایک گائن بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی مالک کا دل لبھا رہی ہی نظم

داغون سے باغ باغ ہی بستان سرا دل	کیا بیخزان بہار ہی گلچین فضا سے دل
مرجاے بھول کر نہ کسی سے لگاے دل	یارب کسی بشر کا کسی پہ نہ آے دل
قسمت سے نقش پاے صنم کو جو پاے دل	سو جان سے فدا ہو وہین لوٹ جاے دل
سینے گا آپ مجھسے اگر ماجراے دل	جاے کہین نہ ہاتھون سے بیٹھے بٹھاے دل
بوسہ وہان یار کا لے منھ کی کھاے دل	اور فرط شوق سے نہ کہین منھ کو آے دل
ناصح خطا معاف کسی پر نہ آے دل	جی چھوٹ جاے ہاتھ سے جسوقت جاے دل

وسعت یہ ہو نہ کون و مکاں تنگ ہمائے دل ‖ حسرت ہو تنگ جیسے تنگنائے دل
دل میں ندائے غم ہو تو غم میں صدائے دل ‖ دل غم پکارتا ہو تو غم ہائے ہائے دل
دلدار کام کرتی ہو آہ رسائے دل ‖ نادان نہ دل شکستہ نکلی ہے بد دعائے دل
آنکھیں بھی رو کے پھوٹ گئیں دیکھا علاج ‖ شامل رہا نہ درد میں کوئی سوائے دل

اُس نازنین نے جو سعد شہریار کو آتے ہوئے دیکھا اپنے مقام سے آگے ہو استقبال کر کے لائی مسند پر بٹھایا کہا اے سعد شہریار میرا نام جیجون جادو ہے میں تمہاری ہی تلاش میں نکلی تھی مگر آپ کو دیکھکر مائل ہوئی اب یہ بتاؤ کہ یاسمن کو کیا کیا تمام طلسم میں ہنگامہ ہے کہ یاسمن بھاگ گئی قیدی کو بھی لے گئی اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو مجھکو قبول کرو میرا دل نہ ملول کرو ورنہ پچھتاؤ گے یہاں سے نکلنے نہ پاؤ گے سعد نے کہا میں تجھکو نہ قبول کرونگا جو ہو سکے وہ کر خواہ قتل کر ڈال خواہ بخشدے مگر میں تجھ ایسی فاحشہ کو نہ قبول کرونگا مرد کے نام پہ ٹوٹی پڑتی ہے اپنی غرض کے واسطے لڑتی ہے میں نہیں جانتا کہ یاسمن کہاں ہے یاسمن اور گل اندام میرے ساتھ نہیں آئیں مجھکو ایک ساحرہ اٹھا لائی جیجون نے ہنسکر کہا اے سعد شہریار میرے پنجۂ ظلم سے رہائی نہ پاؤ گے تڑپ تڑپ کر مر جاؤ گے مجھکو ترس نہ آئیگا میں تمہاری تیار روانہ کر دونگی عہدہ جلیل پاؤنگی بادشاہ کا بھی حکم ہے کہ جو قیدی کو گرفتار کرکے لائے انعام و اکرام پائے مگر تیری محبت میں پیچھے گورا کی کہ بادشاہ طلسم کی دشمن ہی اگر ابھی وہ سن پائے تو آفت برپا کرے سعد نے کہا جو تجھسے ہو سکے قصور نکر خدائے ما بزرگ است وہ کریم و رحیم ہے کوئی سبب پیدا کریگا کہ رہا ہو جاؤنگا جیجون نے کہا میرے قبضے سے نکلنا دشوار ہے کہو تو ابھی اسی بات کو وہ بیان کر کے دکھا دوں معمورۂ کوہستان بنا دوں سب طرح کا مجھکو اختیار ہے تو مجبور و ناچار ہے اے سعد شہریار انکار بیکار ہے بیٹھکر عیش کرو گانا سنو شراب پیو کیفیت حاصل ہو اور انکار تمکو پریشان کریگا سعد انکار کر رہے ہیں اور جیجون جادو وصل پر آمادہ ہے کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر سیاہ فام آکر پہونچا کہا اری نازنین

جیجون رات بھر جسکو گذری انتظار کرتے کرتے اور تم نہ آئین جیجون نے کہا کہ او
ملعون سامنے سے جا دور ہو مین نے اب یہ معشوق پیدا کیا کہ آفتاب عالمتاب ہی
اب مین تیرے پاس نہ آؤنگی حکاک جادو نے غصے مین قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا
طرف جیجون کے چلا جیجون نے ایک دو تھپڑ مارا زمین سے پانی پیدا ہوا ایک دریا
ہوگیا دیکھا سعد نے کہ حکاک جادو شناوری کرتا ہوا آتا ہی پکارتا ہی کہ او جیجون
دیکھا تو نے کہ تیرے سحر کو دفع کیا دیکھ اب بھی وصل قبول کر یہ کہکے تڑپا جیجون پر
گرا پنجے مین دبا لیا اڑتا ہوا روانہ ہوگیا کنیزین سب بھاگ گئین سعد نے جو اپنے
کو تنہا پایا باغ سے نکلے صحرا سے سبزہ زار کو دیکھتے ہوے چلے جاتے ہین کہ کان مین
آواز توپ کی آئی طرف آواز کے متوجہ ہوے صحرا سے نکلکر دیکھا کہ ایک قلعہ
سر بفلک کشیدہ ہی ایک بادشاہ نوجوان فریاد کر رہا ہی اور ایک پہلوان
زبردست بلغر کیے ہوے جاتا ہی سعد نے للکارا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ

شہنشاہ شاہان فریدون حشم شجاع و جوانمرد و رستم نشان		بہار گلستان کاؤس و جم بہار گلستان صاحبقران	

اس پہلوان نے سعد کو دیکھکر نعرہ کیا کہ او سعد مین تمھاری تلاش مین تھا مین
قمار دریانشین یہ کہکے گینڈے سے کود اسعد پر حملہ کیا سعد نے تلوار اس کی
چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اہل فوج جو ساتھ کھڑے تھے لینا لینا کہکے
دوڑے ایک سوار نیزہ ہلاتا ہوا قریب آیا سعد نے قمار کو اسپر کھینچ مارا سوار
و قمار دونون پراشا ہوگئے تلوار کھینچکر فوج پر جا پڑے دو چار جوان مارے
تھے کہ وہ بادشاہ نوجوان قلعہ کھولکر نکل پڑا شریک جنگ ہوا قمار کی فوج کو
شکست دی ہمراہیان قمار لاش اپنے افسر کا لیکر بھاگے اس نوجوان نے آکے
سعد کے قدمون کو بوسہ دیا کہا فیروز تاجدار میرا نام ہی اس پہلوان نے آکر
شکست دی مین قلعہ بند ہوا اب طالب تھا کہ قلعہ خالی کر دو آپ نے عین وقت پر
آکر مدد کی مین آپ کا ممنون احسان ہوا سعد نے فیروز تاجدار کو کلمہ پڑھایا بس

فیروز مع فوج مسلمان مع اسعد کو لیکر قلعے مین آیا بادشاہ کو تخت پر بٹھایا بدل و
جان اطاعت کی بادشاہ نے فرمایا ای فیروز تا چند ادمین یہ چاہتا ہون کہ یاسمن کو
تلاش کرون نہین معلوم اُسپر کیا گذری مگر یاسمن پر یہ حال گذرا کہ یاسمن نے
جب دیکھا کہ عرصہ گذرا اور شہریار پلٹ کر نہ آئے اور نہ گل اندام پلٹی روتی ہوئی
پہاڑ سے اُتری کہ سامنے سے ایک ساحر آیا دیوانہ صحرا نشین نام ہی یاسمن کو دیکھکر
بہت ہنسا پکار کر کہا ای ملکۂ عالم قیدی کو کیا کیا یاسمن نے کہا مین قیدی سے
واقف نہین ہون براے سیر آئی تھی اب پلٹ کر جاتی ہون دیوانہ نے کہا مین
تمکو گرفتار کر کے لیچلونگا یاسمن نے کہا تیری کیا مجال ہو ساحر نے کوڑا مارا ملکہ نے
کاٹا اُس صحرا سے ایک زنگی پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم کیا حکم ہوتا ہی
یاسمن نے پکار کر کہا کہ اِس دیوانے کو ہوشیار کر دے زنگی قریب ساحر آیا ساحر
نے ہاتھ تلوار کا مارا زنگی نے کلائی پکڑ کے اُسکو چیر ڈالا ساحر کو مار کر زنگی طرف
صحرا کے چلا گیا عقاب جادو فرستادہ والیان طلسم نے جسکو براے تلاش بھیجا
تھا اُسنے آسمان سے یہ سب معرکہ دیکھا تڑپ کے گرا یاسمن کو پنجے مین دبا لیا اِس
زور سے جھٹکا دیا کہ یاسمن بیہوش ہو گئی عقاب جادو لیے ہوے ملکہ کو جاتا ہی
صبح کا وقت ہو سعد شہریار بالاے قلعہ بیٹھے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا
ایک ساحر یاسمن کو لیے جاتا ہو کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بجر کمان مین
پیوست کیا تاک کر مارا کہ سینے کو عقاب کے توڑ کر پار گذرا ملکہ چھوٹین بالاے
قلعہ غلطک کھاتی ہوئی آئین مگر سعد نے ہاتھون پر روکا ملکہ ہوشیار ہوئین
سعد کو دیکھکر رونے لگین کہا ای شہریار آپ اتنے عرصے کہان رہے سعد نے
سب ذکر کیا کہ جیجون جادو نے گرفتار کیا تھا مگر اُسکو اُسکا آشنا لے گیا مین نے
اِس قلعے کو آکر تسخیر کیا ملکہ کو لیکر دار الامارہ مین آئے ملکہ نے کہا ای شہریار اب
کیا قصد ہو فرمایا طلسم مین جاؤنگا یہ دن فتح طلسم آرام نہ آئیگا مقام افسوس ہی
کہ جدہر جاہری تو قید ہون اور ہم بہ آرام بیٹھین اِس قلعے کے لینے کو غنیمت جانین

جب بادشاہ طلسم قتل ہوجاوے رہا ہون تب دل کو آرام آئے ورنہ اِس قلعے مین تین
نذر ہونگا مین خود بدر سے فتاحی طلسم جاؤنگا او ملکہ عالم اولاد صاحبقران کو بڑی
مشکل ہو حریف بیحد ہیں یا جنگل ہو کسی امر کا ارادہ کرنا اور اُسکا نہ ہونا دربارہ اسلے
جشنک کرتے ہین اور ہمین تو بادشاہ لشکر اسلام ہون ضرور سب مشکل کرینگے اور
فرزندان خواجہ بزرجمہر کا احکام کبھی خالی نہین جاتا انھون نے اور دوسرے
خواجہ عبدالرحمن جنّی نے فرمایا ہو کہ آپ اِس طلسم کے فتاح ہین منازل عجائب
وغرائب کے سیاح ہین مگر سختی ہر دم سختی جھیلین گے جان پر کھیلین گے ملکہ خاموش
ہو رہین مگر سعد شہریار شب کو جو آکر سوئے دیکھا کہ یکایک آسمان پہ فراٹا ہوا
سر اُٹھا کر سعد نے دیکھا کہ ایک جادوگر فیروزہ کو لیے ہوئے جاتا ہو سعد فیروزہ
کو دیکھکر بیقرار ہو گئے تلوار سنبھال کر اُٹھے آخر سوچتے سوچتے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری تین بھال کا تیر مارا اسپر جو کڑکا ساحر الگ ہو گیا تیر اُسکے پاؤن پر
پڑا خون کے جو قطرے ٹپکے ہر قطرے سے ایک طائر پیدا ہوا ساحر نے نعرہ کیا
کہ باش او شخص تو نے بڑا ستم کیا کہ میرا پاؤن زخمی ہوا ایک سحر مین سب کو شاد گا
یہ کہکے اُترا زمین پر قایم ہوا سعد نے دوسرا تیر جوڑا ساحر چاہتا تھا کہ سحر کرون
مگر تیر آکر سینۂ پر کینہ پر پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا وہ طائر جو پیدا ہوئے تھے
جلنے لگے آندھی سیاہ چلی آواز آئی کشتی مرا نام من صحرا سے جادو بود بادشاہ نے
دوڑ کر فیروزہ کو ہوشیار کیا فیروزہ نے جو سعد شہریار کو دیکھا نہال ہو گیا اور
قدمون سے لپٹ کر رونے لگا عرض کی او شہریار آپ یہانتک کیونکر پہونچے
سعد نے سب حال اپنا بیان کیا اور فرمایا کہ دختر بادشاہ دربند مہبر عاشق ہو اور
لیکر نکل آئی وہ بھی اِسی قلعے مین ہو فیروزہ بہت خوش ہوا سعد فیروزہ کو ساتھ
لیے ہوئے محل مین آئے ملکہ نے جو فیروزہ کو دیکھا حیران ہو گئی پوچھا او شہریار یہ
کون ہو سعد نے بیان کیا کہ یہ ہمارا عیار طرار ہمین کا رفیق ہو نہایت شفیق ہو
اب یقین ہو کہ ہمارا ضرور جانا ہوگا فیروزہ بیرون بارگاہ آیا لشکر دیکھا فیروزہ نہ بدا

ست ملاقات کی سب خوش ہوے ہر ایک کا یہ قول تھا کہ جیسا ہے ویسا عیار ترین دیکھے
اب شہریار سلاح جنگ لگا کر آمادہ ہوے ملکہ رونے لگی کہا اے شہریار کنیز بھی ساتھ چلیگی
ہر مقام پر خدمت کریگی اگر کوئی ساحر سرکشی کریگا تو اُسپر ٹوٹ پڑیگی سعد نے کہا مین یہ
نہ منظور کرونگا ایک کنیز نے اشارہ کیا کہ آپ کیون تکرار کرتی ہین جب یہ جالین تو آپ
بھی جا بیٹھے کبوتر یا شہباز بنکر قریب ہو کے رہیےگا ملکہ خاموش ہو رہین سعد پشت
مرکب پر سوار ہوے جب بارگاہ مین آئے تو فیروز تاجدار نے دامن تھام لیا کہا
اے شہریار مین ضرور ساتھ چلونگا ایسے وقت مین ہمراہ نہ ہون سعد نے قبول کیا
فیروز تاجدار نے بارہ ہزار سوار تیار کیے سعد آگے ہوے تخت پر فیروز پیچھے
فوج ظفر موج جب شاہزادہ نکل گیا تو ملکہ تڑپ کر گری ایک باز کی شکل بنکر یہ بھی
چلی جیسے ہی قلعے سے سعد نکلے احکام جادو فرستادہ مہران تاجدار ڈھونڈتا
پھرتا تھا اسنے جو دیکھا کہ لشکر لیے سعد جاتے ہین تو اسنے آسمان سے عمل کیا کہ
سعد کا گھوڑا چلنے سے رُکا تخت فیروز بھی رُک گیا کل فوج کے مرکب بدلگامی
کرنے لگے جب لشکر رُک گیا تو سعد نے پلٹ کر فرمایا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے فیروزہ
بن عمرو کہ ہمراہ تھا رکاب چھوڑ کر الگ ہو ایک نخل کے سایے مین جا بیٹھا اور
رنگ و روغن ملا ...کا لگا کر ایک نازنین کی شکل بنا بیٹھکر رونے لگا احکام نے
جب آسمان سے دیکھا کہ سحر میرا تاثیر کر چکا تو بشکل اصلی آسمان سے اُترا چاہا کہ مین
سعد کو گرفتار کرون کہ کان مین رونے کی آواز آئی طرف آواز کے متوجہ ہوا
کہ دیکھا ایک نخل کے سایے مین ایک مہ جبین غنچہ دہن بیٹھی ہوئی رو رہی ہے ہر
دم چشم سے دو دریا بہے نکل رہے ہین تکمہ تار اشک مین پرو رہی ہے
ہچکی لگی ہوئی ہے احکام نے بیقرار ہو کر قریب آکر پوچھا اے نازنین تو کسواسطے
روتی ہے فیروزہ نے جواب دیا کہ مین دیہات کی رہنے والی ہون یہ لشکر جو ادھر
کا ٹون سے گذرا مین تماشہ دیکھنے نکلی اس فوج کے رسالدار نے مجھکو گود مین
اُٹھا لیا اپنے لشکر مین لایا آج کئی دن گذرے کہ شب کو مجھپر ظلم کرتا تھا مگر مین نے

دامن عصمت بچایا آج یکایک لشکر میں تلاطم ہوا میں بھی خیمے سے نکل آئی مجھکو کسی نے
نہ روکا ناچار سوکر یہان آ بیٹھی اب حیران ہون کہ تین منزلون کا بُعد ہی اپنے گھر تک
کیونکر جاؤن مان باپ ڈھونڈھتے پھرتے ہونگے احکام نے کہا میرے ہی سحر سے
یہ ہنگامہ ہوا مہران تاجدار نے مجھکو بھیجا تھا کہ سعد کو ڈھونڈھکر لاؤ مین نے
یہان پایا سحر کیا کہ سعد کا گھوڑا اڑک گیا لشکر والے بھی سب بیکار رہین اب مین
سعد کو گرفتار کر کے لیجاؤنگا تجھکو تیرے گھر پہونچا دونگا مگر مجھسے وعدہ کر کہ میرے
ساتھ شادی کرنا فیروزہ نے شرما کر جواب دیا کہ جب تم یہ مصیبت میری کاٹو گے تو
وہ میرے مان باپ جیتے خوش ہونگے بخوشی قبول کرینگے لیکن تم سوال نہ کرنا
مین ترکیب سے کہدونگی کہ اس شخص نے مجھکو ظالم سے بچایا اب مجھکو اسی کے ساتھ
کر دو جو میری تقدیر مین ہوگا وہ ہوگی یہ میرا وارث ہی جو جو مصیبت گذری ہی
اُسکو بیان کرونگی شرم سے تمسے نہین کہتی مان باپ سے پوست کندہ کہونگی
احکام بیٹھ گیا ہاتھ بڑھانے لگا فیروزہ نے کہا دیکھو دست درازی نہ کرو
فقط تین منزلین طے کرنا ہین احکام نے کہا مین ان قیدیون کو بھی لیلون شاہ
جو پوچھے گا تو اُس سے کیا کہونگا فیروزہ نے کہا فقط گنہگار کو لیلو احکام نے
کہا مجھکو بڑا تردد ہی کہ گل اندام کنیز و ملکہ یاسمن رنگین پوش کو ہمراہ لیکر یہ بھاگا تھا
وہ دونون کہان ہین مگر خیر یہ گنہگار تو ملا وہ بھی ملجاوینگی اب مین جاتا ہون سعد
کو گرفتار کر لاؤن لشکر کو اسی مقام پر چھوڑدون مہران تاجدار سب کو گرفتار
کرا منگاوے گا بہت ساحر ہین کئی سو ساحر تلاش مین نکلا ہی مین بسبب تیرے
ایک ہی قیدی کو لیے چلتا ہون فیروزہ نے کہا جاؤ صاحب گرفتار کر لاؤ احکام
نے ایک تخت سحر بنایا کہا اسپر بٹھا کر تمکو لے چلونگا کچھ قریے کا نام یاد ہی فیروزہ
نے تُتلا کر کہا مجھے نام نہین یاد فقط اتنا خیال ہی کہ میرا باپ زمیندار ہی دروازے
پر درخت بہت سے لگے ہین گانؤن بڑا ہی کھیتی تیار رجا بجا غلہ کٹ رہا ہی یہ نشان
لیا کم ہی احکام ہنس پڑا کہ مین کتنا ہی بالکل بے وقوف ہی یہ جو اسنے پتہ بتایا

ہر ایک گانوٗن بیت یہی ہوتا ہی مگر مین تلاش کرونگا یہ کہکے چاہا چلیون نازنین نے
کہا جھٹ جاوٗ بہت نہ گھبراوٗ کیا جلدی ہو سب تمھارے قبضے مین ہین سحر تمھارا غالب
ہو چکا بھاگ نہین سکتے احکام نے کہا جبتک مین زندہ ہون کسی کا قدم ہرگز
نہ اُٹھیگا اگر مجھکو منظور ہو تو آپس مین تلوار چلنے لگے ایک زندہ نہ بچے آپس مین
لڑ بھڑ کر مر جاوین مگر مجھکو منظور یہ ہی کہ یہ سب سامنے بادشاہ کے پہونچین پھر شاہ
کو اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ بخشے مین تو تمھارے فراق مین رہونگا گانون
مین تمھارے سکونت اختیار کرونگا مین بھی کچھ نہ کچھ بھید پھیلاونگا کہ تمھارے
باپ راضی رہین میرے رہنے سے یہ نفع ہوگا کہ کوئی اُنسے بول نہ سکیگا جسقدر
اُنکے دشمن وغیرہ ہونگے سب اطاعت کرینگے جو کوئی سرکشی کریگا اُسکو جلا دونگا
کسکی مجال ہو کہ اُنسے آنکھ ملا سکے فیروزہ نے کہا لو اور تماشہ دیکھو سعد نے
گھوڑا بڑھایا طرف صحرا کے بھاگا جاتا ہو احکام جادو پلٹا فیروزہ نے حلقے
کمند کے گلے مین ڈالدیے چاہا جھٹکا مارون مگر احکام کے منھ سے آگ نکلگئی
کمند جلی فیروزہ نے چاہا جست کرکے بھاگون احکام نے زمین پر دو قدم مارا
فیروزہ گرا رنگ و روغن چہرے سے اُڑگیا احکام نے فیروزہ کو گرفتار کیا
پوچھا کہ ارے تو کون ہی اگر مین ہوشیار نہ ہوتا تو مجھکو مار لیا تھا احکام فیروزہ
کو گرفتار کرکے قریب سعد آیا سعد چاہتے ہین تلوار کھینچون مگر ہاتھ قابو مین
نہین تلوار نیام سے نہ نکلی احکام نے آکے گرفتار کیا فیروزہ و سعد کو تخت پر
سوار کیا آپ کھڑے ہو کر سحر کرنے لگا کہ تخت اُڑتا ہوا چلے مگر ملکہ یاسمن سے
کہ بازمی ہوئی آئی تھین دور سے دیکھا کہ لشکر ایک مقام پر رکا ہوا کھڑا ہی
گھوڑے بدلگامیان کر رہے ہین حیران و پریشان ہوئین کہ یہ کیا معرکہ ہی ابھی
خیال کرکے دیکھا تو ایک ساحر نے سعد اور فیروزہ کو گرفتار کیا ہی چاہتا ہی تخت
اُڑا کر لیجاوے ملکہ نے سوچا کہ اسی ساحر نے گرفتار کیا ہی آسمان سے سحر کرکے
کارد سحر پھینکی اور للکار اکہ او نابہنجار ٹھہر یاسمن رنگین پوش اپنی جان بچا احکام

نے سر اُٹھایا کارد قریب پہونچ چکی تھی سینے پر پڑی تو ٹوٹ کر پشت کے پار ہو گذری
احکام کا مرنا کہ سعد اور فیروزہ نے رہائی پائی سعد نے فیروزہ سے پوچھا فیروزہ
نے کہا غلام نے عیاری کی تھی لیکن گرفتار رہوا یہ مدد غیبی کیونکر ہوئی ملکہ احکام
کو مار کر آگے بڑھ گئیں سعد سوار ہوے سب سوار اپنے ہوش مین آے لشکر چلا
چوتھے دن لشکر ایک صحرا مین آکر پہونچا وہان ایک قلعہ ہی کہ قلعۂ بوتیمار اُسکا نام
ہی بوتیمار جادو اُس قلعے کا حاکم بالاے قلعہ بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ایک
لشکر صحرا مین آکر اُترا ہی بوتیمار نے حکم دیا کہ دریافت کرو افسر لشکر کون ہی ہرکارون
نے آکر دریافت کیا معلوم ہوا کہ فتاح طلسم مہران تاجدار پر جاتے ہین احکام نے
راہ مین روکا تھا مگر وہ مارا گیا اُس لشکر مین کوئی ساحر نہین ہی یہ سُنکر بوتیمار اُٹھا
کہا میرے پاس تو نامہ پہونچا کہ تم بھی آنا طلسم کشا قتل ہوگا یہ کیا معرکہ گذرا ذرا
دریافت کرو کسقدر ساحر ہین سب تیار رہون چوبیس ہزار ساحر اسباب سحر سے
آراستہ ہو کر سامنے آے چوبیس ہزار ساحر ونکو ساتھ لیکر براے مقابلۂ سعد
شہریار چلا یہان سعد شہریار بعد اُترنے لشکر کے بیرون بارگاہ کرسی پر بیٹھے
تھے فیروز تاجدار و افسران فوج گرد بیٹھے ہین لشکر اُتر رہا ہی نوبت نقارے
بج رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام بد انجام تخت سحر پر
سوار چوبیس ہزار ساحر پشت پر آکر مقابلے مین اُترا ایک ساحر کو حکم دیا کہ خدمت
مین شاہ کی جاؤ ہماری جانب سے عرض کرو کہ آپ سے شاہ طلسم کو بہت ملال ہی
کہ آپ قید سے بھاگے اب مہران تاجدار کو اختیار ہی مگر ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمکو
بچالینگے خداوند عالم کو سجدہ کرنا جان بخش ہو جائے گی ساحر نے آکر سعد سے
کہا سعد نے جوابدیا کہ بوتیمار سے کہنا کہ ہم مہران تاجدار کو سزا دینے جاتے ہین
جو تجھے ہو سکے تقصیر نہ کرو ساحر نے پلٹ کر جواب دیا بوتیمار بہت جھلایا حکم دیا
کہ طبل جنگی بجے کل سب کو گرفتار کرونگا ایک رسی مین باندھکر بھیجونگا نقارہ زرنگار
پر چوب پڑی ہرکارے کہ لشکر سعد کے حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے خدمت سعد مین

آسے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ ٭ گل سرخ تابد چہ روشن
چراغ ٭ نگین سعادت بنام تو باد ٭ ہمہ کار عالم بہ کام تو باد ٭ شہریار عالم کی عمر دراز رہے
دشمن کو سوز و گداز رہے بوتیمار نے طبل جنگی بجوایا ہو کہ اُسکا ارادہ ہو کہ نکلکر معرکہ
آرائے نبرد ہو آتش کینہ و عناد و فساد کو دوبالا کرے بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی طبل جنگی بجے غرض یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب کہ جمشید ماہ تابان سوتخانۂ مغرب مین داخل ہوا
شہنشاہ زرین پوش سحر ضیا و شعاع تیار کرکے بالائے چرخ زبرجدی آیا تمام دنیا
روشن ہوئی ادھر سے بوتیمار جادو خرس پر سوار چھبیس ہزار ساحر پشت پہ طبلہائے
سیاہ کے پھریرے کھلے ہوئے اس کر و فر سے میدان مین آکر پہونچا ادھر سے لشکر
سعد پرے باندھے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے اس کر و فر سے میدان مین
آکے پہونچا صفین آراستہ و پیراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی لڑکیت یکایک
سے بوتیمار نے اشارہ کیا ایک زاغ سیاہ رو کائون کائون کرتا ہوا میدان مین
آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سعد نے گھوڑا بڑھایا مگر کمان کو
کاندھے سے اتارا زاغ نے چاہا سحر کرے دن مگر بادشاہ نے جلدی کرکے تیر مار دیا کہ
سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا کئی ساحر نکلے اسیطرح ہاتھ سے سعد کے مارے گئے
آخر بوتیمار نے خود اپنا خرس بڑھایا سعد نے تیر مارا بوتیمار نے جلا دیا کئی تیر مارے
بوتیمار نے جلا جلا دیے ایک گولہ مارا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی سعد خاموش
ہو کر کھڑے ہو رہے کمان ہاتھ سے چھوٹ کر گری گھوڑا بدلگامی کرنے لگا تمام لشکر
مین تہلکہ پڑگیا مگر یاسمن رنگین پوش بشکل کبوتر جو آئی تھین صحرا مین ایک نخل پر
بیٹھکر سو گئین آنکھ جو کھلی دیکھا لشکر جا چکا صحرا مین سناٹا پڑا ہے خیمے اکھڑ جانے کے
نشان معلوم ہوتے ہین اُڑتی ہوئی چلین اُسوقت پہونچین کہ بوتیمار سحر کرکے
بڑھا ہے کہ سعد کو گرفتار کرون آسمان سے جو یاسمن نے دیکھا بیقرار ہو گئین اور
بوتیمار کو پہچانا کہ مصاحبون مین مہران کے ہے فوراً ایک دستک دی اور آسمان سے

چند پھول چھینکے صحرا پر بہار ہونے لگا طائران زمزمہ سرا یہ اشعار گانے لگے نظم

کاکل و رخ کو ترے یاد کیا کرتے ہین — رات دن ہجر مین فریاد کیا کرتے ہین
دل تصور سے ترے شاد کیا کرتے ہین — اپنے ویرانے کو آباد کیا کرتے ہین
تیغ ابرو کی ہو جانباز کو جنبش کافی — قتل بیرحمی سے جلاد کیا کرتے ہین
وہ تو انسان ہین پر انسان یہ دیوانے ہین — انکو مشہور پریزاد کیا کرتے ہین
مشق کرتے ہین نئی سیکھتے ہین جور نئے — روز طرز ستم ایجاد کیا کرتے ہین
لیکے دل ہجر مین تڑپاتے ہین ترساتے ہین — جور کیا کیا ستم ایجاد کیا کرتے ہین
انکی انکھونکے جو منظور نظر ہین مضمون — اپنے اشعار پہ خود صاد کیا کرتے ہین
سنگدل سحر بیانی سے کیے ہین تسخیر — موم ہم بات مین فولاد کیا کرتے ہین
کوہ و صحرا مین مرے نالونکا سنکر شور — قیس و فرہاد بھی فریاد کیا کرتے ہین
انکا سن آتے ہین ہم دیر و حرم مین مذکور — شاد یون خاطر ناشاد کیا کرتے ہین
ناتوان قید جدائی سے کبھی تو ہون رہا — وہ کرو کام جو صیاد کیا کرتے ہین
غنچہ و گل کو گلستان مین اگر دیکھتے ہین — دہن یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین
شاہباز نگہ ناز پری پر رعنا — طائر سدرہ کو آزاد کیا کرتے ہین

بوتیمار نے جو دیکھا کہ صحرا پر بہار ہوا اور طائرون نے غل مچایا سمجھا کہ یہ سحر ملکہ یاسمن رنگین پوش کا ہو مگر حیران ہو کہ کہان ہو سر اٹھا کر دیکھا آسمان پر ایک کبوتر اڑ رہا ہو فورًا جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا نکالا بشکل عقاب بنایا طرف آسمان کے پھینکا وہ عقاب طرف کبوتر کے چلا یاسمن نے منھ سے شعلہ چھوڑا کہ عقاب جل گیا اب بوتیمار حیران ہو ملکہ نے کارد سحر نکالی اسم سحر کا پڑھ کے پھینک ماری بوتیمار کے سینے پر آ کر وہ کارد ہڈی توڑ کر پشت کے پار گذری بوتیمار کا مرنا سعد نے جو یہ معرکہ دیکھا پکار کر کہا ای ملکہ عالم مین یہ مدد نہین چاہتا مدد پروردگار کا مشتاق ہون ساحرون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا آپس مین اشارہ کیا کہ ملکہ سحر سے سب کو جلا دیگی لاشہ بوتیمار اٹھا لیا رونے پیٹنے

چلے قضائے کار سرحد طلسم مین جو پہونچے خونخوار تنگ پیشانی بادشاہ طلسم تخت پر بیٹھا تھا خبر سنی کہ کچھ ساحر ایک لاش لیے ہوئے آتے ہین باہر نکل آیا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بوتیمار کو یاسمن نے مارا اور طلسم کشا آتا ہے لپٹ کر جنجال جادو کو حکم دیا کہ جا اور یاسمن و سعد کو گرفتار کر لا جنجال جادو پچاس ہزار ساحر لیکر روانہ ہوا مگر ذکر اسکا وقت پہ تحریر ہوگا مگر سعد شہریار لشکر کشی کیے ہوئے چلے آتے ہین

دو کلمہ داستان شوکت بیان نورالدہر بن بدیع الزمان کہ طرف جزیرۂ صندل کے چلے ہین اور اِنکا بھی داخلہ بعنوان شایستہ طلسم مین ہوگا ساقی نامہ مصنف

چل اے توسن کلک فیروز بخت ‏ کہ در پیش ہے مجھکو منزل یہ سخت
قلم نے یہ سنکر طرارے بھرے ‏ کہ نالون سے روشن ستارے ہوے
عجب چست و چالاک ہے یہ قلم ‏ دکھاتا ہے برق سبک کا قدم
کبھی برق ہے اور کبھی باد ہے ‏ طرارون کی صورت اسے یاد ہے
لکھے ہین مضامین جلالت شعار ‏ برستا ہے مانند ابر بہار
حقیقت مین کیا چست و چالاک ہے ‏ یہ ہے دو زبان اور بے باک ہے
یہ رنگین بیانی پہ جب آئے گا ‏ تو رنگ گلستان بھی شرمائے گا
اگر غنچۂ گل پہ رکھے قدم ‏ خبر ہو نہ پتے کو بھی ایک دم
کبھی سوے دریا روان ہو گیا ‏ ہزارون طرح امتحان ہو گیا
لکھ اب داستان مرصع بیان ‏ کہ مشتاق ہین ناظرین اب یہان

چہرہ مرحلہ پیمایان دشت کربت و غربت و طی کنندگان مسافت رنج و مصیبت ایک داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگار فصاحت ادا چنین ہی نگارد زکلک وفا + شاہزادہ نورالدہر طرف جزیرۂ صندل کے روانہ ہوئے تھے مگر دیو افلاک نے جب دیکھا کہ جواہر پری و صندل پری داخل قلعہ ہوگئین چہار جانب سے قلعہ گھیر لیا آب و دانہ بند کیا جواہر پری فرماتی ہین کہ

صاحبو تم مین کوئی ایسا ہو کہ جاکر میرے وارث کو لاے انکو خبر کرے کہ دیو افلاک نے آکر گھیرا ہو دیو خوف سے افلاک کے نہین نکلتے کہ اگر باہر نکلین گے تو گرفتار ہو جاوینگے مگر افلاک نے رات کو طبل یورش بجوایا صبح کو یلغار کر کے چلا چوبدست گران ہاتھ مین شلنگلین لگاتا ہوا جاتا ہو تین لاکھ دیو پشت پر یہ صد کروفر قریب خندق پہونچا اہل قلعہ نے پتھر مارے مگر افلاک نے دفع کردیے خندق پر آکر آواز دی کہ او صندل پری بہتر اسی مین ہو کہ جواہر پری کو میرے حوالے کردین عشق مین اسکے بیقرار ہون

نظم

یاد آن روز کہ در کوے تو گریان رفتم
بگلستان صفت ابر بہاران رفتم

سجدہ کردم بدر میکدہ اب در میخانہ
از خرابات جہان صاحب ایمان رفتم

قشقۂ ناصیہ گردید نشان سجدہ
آدم کافر و صد شکر مسلمان رفتم

سر بکف آہ بدل بار ندامت بر دوش
بدر جان جہان وہ چہ لبا مان رفتم

داد از رنج و غم و غصہ کہ دیدم در ہجر
یاد آن روز کہ در بزم تو خندان رفتم

وحشتم برد سوے دشت ز کویش رعنا
یار در خانہ و من سوے بیابان رفتم

صندل پری نے جواب دیا کہ او مردود جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر جواہر پری نے جو دیکھا کہ دیو افلاک قریب خندق آگیا تاج سر سے اتار محتاج بدرگاہ باری تعالی ہو کر دست دعا اٹھا دیے کہ او رحیم و کریم اس ظالم کے ہاتھ سے بچاے

نظم

تو ای کا فریدی ز یک قطرہ آب
گہرہاے روشن تر از آفتاب

پدید آری از لطف گوہر پدید
بہ جوہر فروشان تو دادی کلید

جواہر تو بخشی دل سنگ را
تو بردے جوہر کشی رنگ را

نہار رسیو اتا نگو لی بہ را
زمین تا در دو تا نگو لی بیار

ای کریم تیرے حکم مین ہو فرشتون کو بہ اسے مدد بھیج کہ مشکل آسان ہو ورنہ مین اپنے کو ہلاک کرونگی مگر اس مردود کے ساتھ نہ جاؤنگی پشت پر کئی ہزار دیو زاد آمین کر رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ موت آجاے مگر اس ظالم کے ہاتھ سے

خدا بچائے ایسا نہو کہ قلعے مین گھس آئے تو اِس جلاد سے کون مقابلہ کریگا افلاک
شاتمو والون سے کہہ رہا ہو کہ ایک ایک پریزاد تم لوگ لینا چلکر قلعہ فتح کرتا ہون بھلا
کسکی مجال ہو کہ مجھسے مقابلہ کرے اگر زمانۂ عفریت مین ہوتا تو حمزہ کو مار لیتا عفریت
کو بچاتا جو ارادہ کیا وہی ہوا جواہر پری کو لیلون تو گلستان ارم پر جاؤن ملکہ
آسمان پری کو لون یہ کہکر اُسنے قصد کیا کہ خندق فراؤن جواہر پری نے تاج وسد مارا
کہ اے پروردگار ابتو خاتمہ ہوتا ہی جیسے ہی جواہر پری نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ
طرف سے صدائے آواز آئی باشیہ ای کافران بیباد و ای نابکاران پر رغانم نورالدہر
بن بدیع الزمان نعرہ نورالدہر

ہمائے اوج رفعت شاہبازم صف مردی
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہمیشش
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم

دیگر

گر شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندم
عدو در رزم گاہش صد ہزاران الامان خواندہ
نقارہ بیک دست بر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

جواہر پری نے جو نورالدہر کو آتے ہوے دیکھا صندل پری سے کہا کہ لو ای
والدۂ ماجدہ وہ شیر بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت آ پہونچا اب دیو افلاک
کو معلوم ہوگا ہان یارو قلعہ کھولدو قلعے کا پھاٹک کھلا نورالدہر جست کرکے برابر
دیو افلاک کے آئے افلاک کے ہاتھ مین چوبدست تھی چرخ دیکر چوبدست لگائی
نورالدہر نے چوبدست کو قلم کیا تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کا وار کیا افلاک نے
سپر سنگین چہرے کی پناہ کی مگر تیغۂ بیدریغ جھک کر اسپر کو کاٹ کر جو تڑپ کر گرا
دیو افلاک کے دو ٹکڑے ہوے دیوزاد آئے سے ملازمان جواہر پری بھی لڑنے
لگے نورالدہر نے سب کو شکست دی آخر لاشۂ دیو افلاک لیکر سب بھاگ گئے
جواہر پری نے نورالدہر کو ساتھ لیا نوبت نقارہ بجاتی ہوئی داخل قلعہ ہوئین
قلعے مین جتنے لوگ جمع تھے نورالدہر کو دعائین دیتے تھے اور کہتے تھے خدا اس
شہریار کو سلامت رکھے مین وقت پر آکر مدد کی اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لیا ورنہ

سب کو قتل کرتا اب دیر کیا تھی مگر خدا نگہبان ہی نور الدہر سب کا مجرا سلام لینتے ہوے دار الامارہ مین آئے پریزادان زرد زرگوش مرصع پوش سامنے آکر یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانے لگین نظم

رہ پری وبشر ہی حور نہین
پر ذرا حور سے قصور نہین
تیری تیغ نظر ہی آفت جان
قتل عشاق تجھسے دور نہین
ہمکو واعظ عذاب سے نہ ڈرا
نام خالق کا کیا غفور نہین
پر یہان تدسیون کے جلتے ہین
قصر جانان ہی کوہ طور نہین
نہ اٹھو خفتگان خواب عدم
میرا نالہ ہی نفخ صور نہین
عشق گیسو کا ہون مین سودائی
سر مین سرسام ہی سرور نہین
اُسکا کوچہ ہی گلشن جنت
کون کہتا ہی اُسکو حور نہین
بازمد پر ہی شباب کا عالم
نشے مین چشم مست چور نہین
بازمد پر رکھ لیا ہی غیرون نے
قتل مین آپ کا قصور نہین
ارنی کیون نہ بھول جائین کلیم
روے جانان ہی شمع طور نہین
ترک نخوت ضرور ہی رحمت
نشہ کبر مین سرور نہین

پہر رات گئے تک جلسہ رہا نور الدہر نے جاکر جواہر پری سے گوہر مراد حاصل کیا جواہر پری حاملہ ہوتی ہین اُنہین کے بطن سے نور الدہر ثانی پیدا ہونگے جلد سوم مین انکا ذکر ہوگا صبح کو نور الدہر اُٹھے غسل کر کے بارگاہ مین آئے کہا ملکہ مجھے روانہ کرو لشکر داداجان کا غروبیہ باختر پر فروکش ہی اور دوہ لوٹ نگی بلاسے روزگار رہا ایسا نہ ہو کہ بختیارک کوئی فتور کرے جواہر پری نے چار دیوزاد بلوائے نور الدہر تخت پر سوار ہوے اور چلے جیسے ہی قریب شکارگاہ سلیمانی کے پہونچے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ نقابدار زمرد پوش مع بارہ ہزار کے آکر پہونچا نور الدہر سے قدمبوس ہوا پوچھا اے شہریار آپ کہان سے آتے ہین نور الدہر نے ذکر کیا کہ مین جزیرہ صندل سے آتا ہون تم کہان جاتے ہو نقابدار نے

عرض کی کہ مین نے خبر پائی ہو کہ سعد شہریار طلسم نوخیز جمشیدی مین آئے ہین بادشاہ
طلسمی خبر پا گیا شہریار پر لشکر کشی ہو مین اُنکی مدد کو جاتا ہون اب پروہ قاف مین
نہ جاؤنگا یہ کہکے نقابدار تو ایک طرف روانہ ہوا نورالدہر اب سوچ رہے ہین کہ اگر
مین طرف طلسم مذکور نہ گیا اور کوئی خرابی ہوئی تو دادا جان شکایت کرینگے افسوس ہو
کہ مین نے نقابدار سے حال نہ پوچھا کہ کیا باعث ہوا کہ سعد شہریار طلسم مین تشریف
لائے کہ دیو تندک سے ملاقات ہوئی تندک سے حال پوچھا اُسنے سب کیفیت
بیان کی کہ آپ کی جدہ و قریشہ سلطان گرفتار ہو گئی ہین اور سعد کے نام فتاحی
طلسم نکلی ہو نورالدہر نے زانو پر ہاتھ مار اکر بڑے افسوس کی بات ہو کہ قریشہ بھی
گرفتار ہو گئین دیوزادون سے کہا مجھکو طلسم نوخیز مین اب لے چلو مین اپنی جان
دونگا مگر جدہ کو رہا کرونگا تندک تو رخصت ہو گیا دیوزاد تخت کو لے چلے ایک
مقام پر پہونچے دیکھا ہزارون ساحر ٹہل رہے ہین نورالدہر سمجھے یہی مقام طلسم
ہو دیوزادون سے کہا مجھکو اس مقام پر اُتار دو مین اِنکو قتل کرون کہ سعد کا پتہ
ملے دیوزادون نے نورالدہر کو اُتار دیا نورالدہر نے اُن ساحرون پر نعرہ کیا
وہ ساحر ملازمان جنجال جادو تھے دو چار تو مارے گئے باقی نے سحر کرکے اِنکو
قید کر لیا اور اپنے پر ڈال لیا پاس جنجال کے لیکر آئے جنجال جادو نے حکم دیا کہ انکی
قید پاس مہران تاجدار کے بھیجا کہ ایک سردار کو اِشارہ کیا وہ قید لیکر چلا کئی
منزلین طے کی تھین کہ اُدھر سے نقابدار زمرد پوش آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ
نورالدہر کو اپنے پر سوار کیے ہوے چند ساحر لیے جاتے ہین نعرہ کرکے گرا
ساحرون پر تیر مارنا شروع کیے جب سردار اُنکا مارا گیا تو نورالدہر نے قید
توڑ ڈالی مصروف جنگ ہوے ساحرون کو مار کر بھگا دیا کچھ بھاگے کچھ قتل ہوے
اب نورالدہر حیران ہین کہ مین کیونکر طلسم نوخیز مین پہونچونگا نقابدار سے
باتین کر رہے ہین نقابدار کہتا ہو میرے ساتھ چلیے ہم اور آپ مل کر طلسم مین
داخل کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار یاقوت پوش راستے کو طے کیے ہوے

جاتا تھا زمرد پوش کو دیکھکر آپ اڑنے لگا ہرچند نور الدہر نے منع کیا مگر نہیت نہ مانا
لڑائی مین مصروف رہا آخر دونون لڑتے ہوے طرف صحرا کے نکل گئے نور الدہر
اکیلے رہگئے ناچار ایک جانب روانہ ہوے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ سامنے ایک
باغ معلوم ہوا دیکھا ایک نازنین بیٹھی ہوئی شراب پی رہی ہی نور الدہر کو دیکھکر
اُسنے طلب کیا پہلو مین بٹھایا کہا ای فرزند صاحبقران مناسب یہ ہی کہ میرا وصل تم
اختیار کرو بہت آرام سے رہوگے نور الدہر نے اِنکار کیا اور پوچھا کہ تمھارا
نام کیا ہی اُسنے کہا کہ میرا نام گلرنگ جادو ہی ملازم مہران تاجدار ہون تمھین
لوگون کی تلاش مین نکلی تھی حکم تھا کہ یاسمن رنگین پوش سعد شہریار کو اپنے
ہمراہ لیکر بھاگ گئی ہی اُسکو تلاش کرو کئی سو ساحر نکلے ہین اور جنجال جادو برائے
مقابلۂ شہریار گیا ہی نور الدہر نے کہا ای گلرنگ وصل تو ہم لوگون سے بہت
دشوار ہی مگر اپنے ہمراہ رکھونگا جبتک مہران کے یہان پہونچا دو یا دریافت کرا دو
کہ لوح طلسمی کہان ہی کیونکر دستیاب ہو مین چاہتا ہون کہ سعد شہریار کو تکلیف
نہ پہونچے اور مین جاکر قریشہ وغیرہ کو رہا کرلون قریشہ میری پھوپھی ہین اور ملکہ
آسمان پری جدۂ معظمہ ہین گلرنگ خوش ہوگئی اِسنے کہا ای شہریار مین جستجو سے
لوح کرونگی فقط کنیزون مین ہمراہ رہونگی جنجال دیکھ لیا کرونگی مین ابھی جاتی ہون
اور جاکر شاہ سے پوچھونگی نور الدہر کو باغ مین چھوڑا کنیزون سے کہدیا خبردار
اِنکو کوئی تکلیف نہ پہونچے اور دروازہ باغ کا بند رکھنا ای شہریار بارہ دری
مین رہیے گا باغ مین نہ نکلیے گا یہ کہکے گلرنگ روانہ ہوئی نور الدہر بارہ دری
مین بیٹھے ہین کنیزین خدمت مین مصروف ہین مگر گلرنگ قلعۂ مہرانیہ مین آئی شہر
مین غدر ہی جا بجا یہی تذکرہ ہی کہ طلسم کشا آتا ہی بی یاسمن نے یہ آگ لگائی گلرنگ
ستی ہوئی بخدمت مہران آئی مہران نے کہا ای گلرنگ کچھ پتہ یاسمن کا ملا
ہمراہ سعد شہریار رہی یا الگ ہوگئی گلرنگ تو گھبرائی ہوئی تھی اِسنے کہا ای بادشاہ
دربند اول سے یاسمن کو تلاش کرلاؤنگی مگر کیون حضور لوح طلسمی کہان ہی خیرخواہ

نے کمان رکھی ہی مجھکو بھی معلوم ہو تو مین انتقام کرون مہران تاجدار یہ سنکر بہت
گھبرایا شک ہوا کہ گلرنگ کو لوح پوچھنے سے کیا کام تھا شاید سعد شہریار سے اسنے
سیل کیا یا سمن اسکے پاس آئی ہوگی گلرنگ کو جواب دیا کہ اب مین خونخوار کے
پاس جاؤنگا وہان دریافت کر کے تجھسے ذکر کرونگا اب تم تلاش مین یاسمن کی جاؤ
گلرنگ تو چلی گئی مہران نے بعد جانے گلرنگ کے وزرا سے صلاح کی کہ مجھکو تو
طریقے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ گلرنگ سعد شہریار سے ملگئی ایک جادوگر جائے
اور جا کر دریافت کرے کہ گلرنگ کیا کر رہی ہی آج حال لوح پوچھنے آئی تھی لوح
ایسے مقام پر ہی کہ جہان کوئی جا نہین سکتا کئی ہزار جادوگر وہان نگہبان ہین کیا مجال
کہ پرندہ پر مار سکے اور درندہ کی تو کیا لیاقت ہی کہ اُس حوالی مین جائے ایک ساحرہ
جستجو سے جادو واتحہ کھڑی ہوئی کہ اِسکو گلرنگ کی ذلت کا خیال ہی جاہتی ہی کہ
یہ گرفتار ہو بادشاہ کی نظرون سے گرے تو مین اِسکا عہدہ لون برائے تلاش
چلی ایک زاغ کی شکل بنکر باغ گلرنگ مین آئی دیکھا کہ ایک جوان خوشرو
مسند پر بیٹھا ہی اور گلرنگ کہہ رہی ہی کہ مہران تاجدار نے مجھسے وعدہ کیا ہی کہ
مین خونخوار سے پوچھکر تجھسے حال بیان کرونگا بس وہان سے اُڑی خدمت مہران
مین آئی کہا اے شہریار غضب ہوا کہ ایک اور جوان ہمشبیہ سعد شہریار باغ مین
گلرنگ کے بیٹھا تھا اور لوح کا ذکر ہو رہا تھا کہتی تھی کہ مین لوح آپ کو دلواؤنگی
مہران تاجدار خود اُٹھا کئی ہزار ساحرون کو ساتھ لیا طرف باغ گلرنگ کے چلا
ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ یقین ہی سب مسلمان اِس طلسم مین آوینگے دیکھیے دوسرا
شخص بھی آ پہونچا مسلمانون مین بڑا میل ہی جہان ایک نے قصد کیا وہین پر سب
جاتے ہین کیونکر خرابی نہ ہو ہم مین میل نہین ہی بی یاسمن یہ حرکت خراب کر چکین
کہ قیدی کو نکال لے گئین ساتھ والے کہتے ہین کہ ہر ایک طلسم مین یون ہی
انقلاب ہوا کہ شاہزادیان نامحذا شاہزادون پر عاشق ہوئین مہران نے
کہا مین اب اِسکا انتقام کرونگا جسکو پاؤنگا فوراً قتل کر ڈالونگا اول تو اُس

جوان کو دیکھون کہ وہ کون ہی اور کیونکر آیا یہان نور الدہر پاس گلرنگ کے
بیٹھے تھے کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ مہران تاجدار بالشکر گران آپہونچا ہی۔
نور الدہر تلوار ٹیک کر اُٹھے گلرنگ نے اسباب سحر جھولی مین ڈالا باغ سے
نکلے دیکھا ساحرون کے پرے جمے ہوے آگے آگے سب کے مہران تاجدار تخت
پر سوار اپنے دور سے دیکھا کہ اندر سے باغ کے ایک آفتاب طالع ہوا پیچھے
پیچھے گلرنگ اسباب سحر ہاتھ مین کئی ہوئی آتی ہی او شہریار ذرا بھر کر نکل چلیے
کسی صحرا مین چلکر بیٹھیے مین لوح کا پتہ لگا دونگی مہران تاجدار نے جو نور الدہر
کو دیکھا ساحرون کو اشارہ کیا کہ گلرنگ اور اِس جوان کو گرفتار کر لو نور الدہر
نے تیر سے دو چار کو مارا آخر مہران نے سحر کیا کہ نور الدہر گر کر بیہوش ہوے
مہران تاجدار نے گرفتار کر لیا گلرنگ بیقرار ہو کر لڑنے لگی جی مین کہتی ہی ہاے
افسوس کہ یہ شہریار گرفتار ہو گیا مہران تاجدار نے ہاتھ ہلا دیا کہ برق چمک کر
گری گلرنگ کے دو ٹکڑے ہوے نور الدہر کو آرا بے پر ڈالکر لے چلا لیکن
افسوس کرتا تھا کہ گلرنگ نے مفت اپنی جان دی مین کیا جانتا تھا کہ گلرنگ
بیٹھا ہی کلیجہ تو دیکھو کہ مجھسے لڑنے کو نکلے تھے اُسکا انجام پایا نور الدہر کی تیدیلیے
ہوے آتا ہی راہ مین جو قلعہ ملا اُسکو حکم پہونچایا کہ جلسے مین آکر جمع ہو مین اِس
جوان کو قتل کرونگا راہ مین ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کی حاکم مینوش شیرین کلام
ہی خبر آمد مہران سُنکر قلعے سے نکلی اول مہران سے ملاقات کی بعد اُسکے قریب
قیدی کے آئی جمال بیمثال نور الدہر دیکھکر حیران جمال و مودیدار ہوئی مگر
کچھ کہہ نسکی مہران سے پوچھا کہ اِس جوان کو کب قتل کیجیے گا مہران نے کہا میرا
ارادہ یہ ہی کہ تم لوگون کو خبر دے چلا اور شاہان دربند کو نامے لکھونگا کل تک
سب آجاوینگے جب مجمع عام ہو لیگا تو پس فردا اِسکو قتل کرونگا مینوش خاموش
ہو رہی مہران قیدی کو لیکر نکلگیا مینوش جو قلعے مین آئی سر جھکا کر بیٹھی حیران
تھی کہ یہ کیا غضب ہوا ہاے مقام افسوس ہی کہ ایسا جوان بے مثال یون قتل ہو

ہاے افسوس صد ہزار افسوس — نظم

اے اجل ہجر کی شب ہی مجھے آنا ہوگا ایک دم کے لیئے تکلیف اُٹھانا ہوگا
کس ستمگر سے پڑے دیکھیے پالا دل کو طائر جان کسی ناوک کا نشانا ہوگا
دیکھنا مصر کے بازار مین پڑجائیگی دھوم گھر سے وہ یوسف ثانی جو روانا ہوگا
سرخروئی ہی جو اغیار سے منظور دلا سر بکف کوچۂ سفاک مین جانا ہوگا
پھر کبھی عیش کے دن وصل کی راتین ہونگی یاالٰہی کبھی ایسا بھی زمانا ہوگا
نہ رہیگی یہ پریشانی خاطر جسدن زلف اک ہاتھ مین اک ہاتھ مین شانا ہوگا
وعدۂ وصل کیا ہی وہ نہ آئینگے مگر کچھ نہ کچھ موت سے آنیکا بہانا ہوگا
ترک عصیان کرو رعنا کہ تمہین روز جزا دیکھنا نامۂ اعمال دکھانا ہوگا

رات بھر اسی سوچ مین جیتی رہی ہر چند کنیزون نے پوچھا پیاری مزاج کیسا ہی مہنوش نے کچھ نہ بیان کیا آنکھون سے آنسو جاری تہین صبح کو تخت سے اُٹھی دوسرے تخت پر سوار ہوکر فوراً طرف مہرانیہ کے چلی یہان مہران تاجدار نے اُس شب بھر مین سب کو اطلاع دی کئی لاکھ جادوگر آکر جمع ہوے مہران تاجدار میدان خونی کی تیاری کراکے خود بھی میدان مین آیا حکم دیا نورالدہر کو ابھی قید خانے سے لاؤ کہ مہنوش آکر پہونچی آنکھین اُبلی ہوئی چہرہ اُداس عالم یاس بادشاہ نے کہا اے مہنوش مزاج کیسا ہی مہنوش نے عرض کی دیکھیے پنڈا پھیکا ہی سر مین خلل ہی جی بیکل ہی مگر حکم شہنشاہی پہونچ چکا تھا اسوجہ سے مین آئی ورنہ نہ حاضر ہوتی خیال مین آیا کہ غیر حاضری خلاف مزاج ہوگی اسوجہ سے حاضر ہوئی اگرچہ میرے آنے کا کام کیا تھا مہران نے کہا جاکر قیدی کو قید خانے سے لاؤ مہنوش چند ساحرون کو ساتھ لیکر چلی مگر حیران ہی کہ ہاے کیا تدبیر کرون کیونکر اس جوان کو لے نکلون جب قریب قید خانے کے پہونچی ساحرون سے کہا تم ٹھہرو مین اندر جاکر قیدی کو لاؤن سب کو باہر چھوڑا آپ اندر آئی دیکھا نورالدہر سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھے ہین جھریان آرہی ہین

کہ میدان خون کی تیاری ہو چکی مینوش اندر قید خانے کے پہونچ چکی ہی بنگاہ
حسرت نور الدہر کو دیکھ رہی ہی نور الدہر نے جو سراپا مینوش کا دیکھا ہر چند
کہ مغموم و مہموم ہو رہے تھے لیکن جمال مینوش پسند کیا مینوش نے کہا کیون
شہریار آپ کس بھروسے پر آئے تھے ہم نہین جانتے اور بلک ساحران مین
قدم رکھا یہ نہ سمجھے کہ یہ لوگ بلاے روزگار ہین گرفتار کر لین گے تو ہم کیونکر
رہین گے نور الدہر نے جواب دیا ای محبوب مطلوب ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے
ہین جسوقت مدد کریگا سب سامان مہیا ہو جائیگا ہمارے بادشاہ کے نام فتح کی
طلسم نکلی ہو ضرور طلسم فتح کرینگے پروردگار انکی مدد کریگا مینوش نے کہا اب
دوسرے کا ذکر نہ کیجیے اپنا حال فرمائیے کون سی صورت ہی کہ جان بچے اور قتل
آپ کا موقوف رہے نور الدہر نے کہا وہ رحیم و کریم ہی ای ملکۂ عالم اگر موت
میری دامنگیر ہی تو کوئی بچا نہین سکتا اور جو موت نہین ہی تو اگر تمام عالم
دشمن ہو جاے تو ایک موے جسم نہ کم کر سکے پروردگار سامان پیدا کریگا
مینوش نے کہا آپ کے کلمات دلپر تاثیر کرتے ہین ہم آپ پر مرتے ہین نہین
گوارا کہ آپ کو تکلیف پہونچے ہر چند کہ دشمن شہنشاہ طلسم سے باعث خرابی
ہی کہان جا کر چھپونگی کیونکر جان بچاؤنگی مگر اپنی جان کا خیال نہین یہ فکر ہی کہ آپکو
بچاؤن پس اب کیا کرون بادشاہ آمادۂ قتل ہی کئی لاکھ ساحر جمع ہین بڑے
بڑے تاجدار آئے ہین کس کس سے لڑونگی اب یہ ارادہ ہی کہ آپکو نیچے ہین و باکہ
اندر ہی اندر زمین کے لیکر نکلجاؤن قلعۂ سرمستان پر پہونچکر دیکھا جائیگا یہ سنکر
نور الدہر نے سر جھکا لیا مینوش نے گاتی باندھی اور زمین پر سحر کیا ایک غار
پیدا ہوا نور الدہر کی کمر مین پنجہ دیا اندر ہی اندر لے چلی جو ساحر کہ باہر کھڑے
تھے جب انھون نے دیکھا کہ عرصہ ہو گیا مینوش باہر نہین نکلین کئی آوازین
دین جب آواز نہ آئی دروازہ کھولدیا دیکھا ایک غار پڑا ہوا ہی نہ قیدی ہی نہ
مینوش روتے ہوے سامنے مہران تاجدار کے آئے مہران نے پوچھا یار و کیا ہوا

سب نے بیان کیا کہ مینوش اندر قیدخانے کے گئین قیدی کو لیکر غائب ہوگئین ہم
لوگ ناچار پلٹ آئے یہ سُنکر مہران بہت جھلایا حکم دیا کہ کوئی ساحر ایسا ہو کہ فوج لیکر
جائے اور قلعۂ سرمستان کو ویران کرے اور مینوش کو گرفتار کرکے لائے یہ سُنکر
گیا ہور جادو کہ مدت سے مینوش پر عاشق ہو گنبذے سے کود کر سامنے مہران کے
آیا کہا اے شہنشاہ کیا حکم ہوتا ہے مین جاکر مینوش کو لاؤن خیال مین ہے کہ دباؤ ڈالونگا
شاید مجھکو قبول کرے کہ یہ وقت سختی ہے یقین ہے کہ اس حیلے سے وصل حاصل ہو مہران
نے کہا اے گیا ہور مین خبر سُن چکا ہون کہ تم مینوش پر عاشق ہو لہٰذا اُسکا پاس نکرنا
گیا ہور نے کہا جو حکم شہنشاہی ہے وہی بجا لاؤنگا یہ کہکے ساٹھ ہزار ساحرون کو ساتھ
لیکر روانہ ہوا یہان مینوش قلعے پر پہونچی نورالدہر کو ساتھ لیے ہوے لاکر تخت پہ
بٹھایا عرض کی اب کیا انتظام کرون نورالدہر نے کہا لشکر تمھارے پاس کسقدر ہے
مینوش نے کہا سب مجموعہ دس بارہ ہزار ساحر ہین یہ قلعہ مختصر ہے فوج اسپر کم رہتی ہے
یقین ہے کہ مہران تاجدار سے مقابلہ پڑے کیا عجب ہے کہ یہ کنیز غالب آئے لوح کی
فکر کرونگی جبتک لوح طلسمی نملیگی طلسم کا فتح ہونا دشوار ہے آجتک کسی سے نہین
سُنا کہ لوح طلسمی کس مقام پہ ہے کسی سے شاہ ذکر نہین کرتا کہ لوح کہان ہے مہران
تاجدار کی زبان سے بھی نہین سُنا کہ لوح طلسم کسکے پاس ہے یہ کہکر افسران فوج کو
بلایا سب سے کہا مین نے اطاعت دین اسلام کی ہے جسکو اطاعت منظور ہو میرا
ساتھ دے ورنہ پاس مہران کے جائے سب نے عرض کی ہم آپ کے نمکخوار ہین
ہمین مہران سے کیا کام جب فوج کو اپنے آمادہ پایا تو نورالدہر کو گھوڑے پر
سوار کیا آپ تخت پہ سوار ہوئی اور بارہ ہزار فوج لیکر بیرون قلعہ نکلی لشکر کو
اُتارا آپ بارگاہ مین داخل ہوئی اور نورالدہر بیرون بارگاہ کرسی پہ بیٹھے ہین
کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی گیا ہور جادو ساٹھ ہزار فوج کی
جمعیت سے آکر مقابل لشکر کو مقابلے مین اُتار رات کو تنہا اُٹھا بارگاہ مینوش
مین آیا مینوش نے دیکھا کہ گیا ہور جادو پسینے پسینے چلا آتا ہے کہ گیا ہور نے آکر کہا اے

ملکۂ عالم حکم مہران تاجدار ہو کہ ملکہ کو گرفتار کر لاؤ مین نے حکم لیا کہ مین جاؤن لہذا حاضر ہون آپ کو کیا منظور ہو مہنوش نے کہا مین نہ قیدی کو دونگی اور نہ خود ہی چلونگی جو تمسے ہوسکے تقصیر نہ کرو اور سابق کی باتون کا خیال دفع کرو گیا ہو رہ نے کہا آپ خود آگاہ ہونگی کہ مین آپ سے محبت قلبی رکھتا ہون مجھے کیونکر گوارا ہوگا کہ مین آپ کو گرفتار کر کے لیجاؤن یقین کیجیے کہ میرے دل پر چھریان چل رہی ہین مین کیا کرون بڑے افسوس کی بات ہو کہ معشوق سے مقابلہ کرون یہ سنکر مہنوش نے کہا ان باتون کو دفع کرو گیا ہو ر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے اٹھا چلتے وقت ناچار ہو کر کہا اے ملکۂ عالم مین نہین چاہتا ہون کہ آپ کو تکلیف پہونچے مہنوش نے جواب دیا کہ اگر تکلیف کا وقت آگیا تو تمسے سوا ے خدا کے کون دفع کریگا جب وقت راحت آئے گا تو سمجھا جائیگا تم کوئی کوتاہی نکرنا گیا ہو ر مجبوری پلٹا اپنے لشکر مین آیا مصاحبون نے پوچھا کہ کیون حضور کچھ اصلاح ہوگئی گیا ہو ر نے کہا بڑی مشکل ہو میری تو اُسپر جان جاتی ہو اور وہ کہتی ہو جو چاہو سو کرو خیر میدان مین سمجھ لونگا یہ کہکے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی شہزادہ نور الدہر نے ملکہ سے پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم مین نے سنا کہ گیا ہو ر تمھارے پاس آیا تھا اُس سے کیا گفتگو ہوئی ملکہ نے کہا اے شہریار وہ اپنی ندامت جتاتا تھا مجھے رغبت طرف اپنے وصل کے دلاتا تھا مین نے جواب صاف دیا کہ جو ہوسکے وہ تقصیر نہ کرے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکے حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ

اے بہر کاری رفیقت قل ہو اللہ احد
دو نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یار ے ولم یولد ہمہ جا دستگیر
لم یکن حامی ترا ہو نبس لہ کفواً احد

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو گیا ہو ر نے طبل جنگی بجوا دیا سب ساحر تیاریان کر رہے ہین قضاے کار شبرنگ بن عمرو جب نور الدہر شکارگاہ سے طرف پردۂ قاف کے گئے تھے یہ صحرا مین پھر رہا تھا تندک اُڑتا ہوا پہونچا اُسنے جو شبرنگ کو دیکھا کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا ایک پہاڑ پر لا کر اُتارا سب کیفیت کہی

کہ نور الدہر پردۂ قنات مین ہین جنکو رسد سے اُٹھا لایا کہ پاس تمھارے
آقا کے پہونچاؤن شبرنگ نے تندک کو دعائین دین کہا مجھے خود انتظار تھا
کہ آقا کو گئے ہوئے عرصہ گذرا کیا سبب ہوا کہ آقا سے نامدار نہین آئے اب کس
مقام پر ہین تندک نے کہا مین نے قلعہ بیہوش پر چھوڑا غرض شبرنگ نے کہا
مجھکو میرے آقا پاس پہونچاؤ تندک شبرنگ کو لیکر چلا قلعہ بیہوش پر آیا شہزادہ
نور الدہر متفکر بیٹھے تھے اور فرماتے تھے کہ اے ملکہ عالم مقام افسوس ہے کہ ہم جس
کام کو آئے تھے اور کس کام مین پھنسے شبرنگ بھی ہمارے پاس نہ آیا کہ تندک نے
شبرنگ کو لا کر لشکر مین نور الدہر کے اُتارا نور الدہر بھی ذکر رہے تھے کہ
شبرنگ سامنے آیا نور الدہر نے گلے سے لگا لیا فرمایا کہ اے یار وفادار عجب
وقت پر آئے ہو ساحر سے مقابلہ ہے دیکھیے کیا ہوا ابھی ہرکارون نے خبر دی ہے
ملکہ بیہوش آمادہ ہین کہ مین ڈیڑھ کرجان روانگی کیا ہو رجادو صاحبان ہمراہ ان
سے برائے جنگ آیا ہو اُسی نے طبل جنگی بجوایا ہو مین نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوادیا
شبرنگ نے کہا ابھی جاکر اُسکو مارتا ہون یہ کہکے قنتق زرہ زربفتی لگاے باتھا
عیاری سے آراستہ ہو کر صحرا مین آیا سوچنے لگا کہ کیا تدبیر کرون آخر ایک عیاری
ذہن مین آئی رنگ و روغن عیاری کا لگا کے ایک نازنین کی شکل بنا کر بال
پریشان کر لیے کپڑے پھاڑ ڈالے روتا پیٹتا ہوا لشکر گیا ہو رہین آیا ایک ایک
سے پوچھتا تھا کہ مالک اس لشکر کے کہان ہین لوگون نے پتہ دیا کہ بارگاہ
مین تشریف رکھتے ہین لیکن وہ صورت زیبا بنائی ہے کہ جو دیکھتا ہے حیران جمال
محو دیدار ہوتا ہے لشتان سنکر شبرنگ روتا پیٹتا ہوا دربارگاہ گیا ہو رہ پر آیا
گیا ہو رہ نے خبر دی کہ ایک نازنین فریادی آئی ہے بارگاہ سے نکل آیا دیکھا کہ ایک
شعلہ جوالہ غنچہ دہن تیغن نہایت حسین وجمیل کھڑی ہوئی رو رہی ہے دوڑ کے
گیا ہو رہ کا دامن تھام لیا گوری گوری اُنگلیان جو دامن پر پڑین گیا ہو ر
بیقرار ہو گیا کہا صاحب بیان کرو کسنے تمپر ستم کیا ہے کوئی ظالم تھا جسنے تمھارے

سنا تھو یہ آفت بپا کی اُس نازنین نے ہاتھ تھام کر کہا میرا حال موافق اِن اشعار کے ہو ذرا غور سے سماعت فرمائیے نظم

طرفہ شور لعنت کہ در دور فلک می بینم
گفتہ و شیر زسما تا بہ سمک می بینم

حال حجاج بدو نیک بآخر پیداست
سنگ اسود بہ خدا سنگ محک می بینم

شور شی نیست چو در ذات نمک پروردہ
ہر نمکخوارہ را کور نمک می بینم

گشت برگشتہ و فاسد چو عقاید در دین
قلب ارباب یقین قالب شک می بینم

گردش چرخ نظر کن کہ سلیمان بر مور
روے آوارہ و محتاج کمک می بینم

بے خرد مست مے عیش و خردمندان را
بادہ خون جگر و دل چو گزک می بینم

تختہ باغ شد از لشکر صرصر تاراج
عوض سنبل و گل خار و خسک می بینم

سبب برہمی عالم و آدم رعنا
ہمہ از شعبدہ بازی فلک می بینم

ای شہریار اصل کیفیت یہ ہو کہ مین ایک زن بازاری ہون آپ کے لشکر کے رسالدار آئے مجھکو دس روپے پان کھانے کو دیے مین نے لے لیے جب میرے پاس بیٹھکر باتین کرنے لگے میرا سونے کا توڑا گلے سے اُتار لیا مین اُنکو کب پاسکتی تھی نوکرون نے جا بار دکین وہ تلوار چمکانے لگے نوکر پلٹ آئے لیکن رسالدار صاحب بھاگ گئے میرا توڑا دلوا دیجیے ورنہ آپ کے سامنے جان دونگی گیاہور نے حکم دیا کہ مین سمجھ گیا زنگیون کا جو رسالدار ہو وہی سرکشی کرتا ہو کئی نالشین اُسکی آچکین آج سزاے معقول دونگا اور عہدہ لے لونگا ایک ملازم سے اشارہ کیا کہ زنگی جو رسالدار ہو ہزار زنگی اُسکے سپرد ہین اُسکو بلا کر لاؤ مین پرسش کرونگا کہ اپنے لشکر مین ڈکیتی کرتے ہو ملازم نے جاکر رسالدار کو خبر کی کہ آپ کو افسر اعلیٰ بلاتے ہین اسلم زنگی ہاتھ باندھکر آیا دیکھا کہ گیاہور دربارگاہ پہ بیٹھا ہو اور وہ مہ جبین سامنے کرسی کے بیٹھی ہوئی رو رہی ہو اور کہتی ہو صاحبو مین نے کئی برس مین یہ توڑا بنوایا تھا اب مجھکو کیونکر ممکن ہوگا اپنی آبرو دیتے ہین دوسرے کی اطاعت کرتے ہین تب پیسہ ممکن ہوتا ہو لوگ

کہ رہے ہین ہان یہی سچ کہتی ہو تمھارا پیشہ بہت نازک ہو کہ اسلم زنگی سامنے گیاہور
کے آیا گیاہور نے کہا کیون او ظالم اب تو نے لشکر مین بھی دست درازی کرنا
شروع کی اسلم نے کہا حضور مین نے لشکر مین کسی کو نہین ستایا نازنین نے دوڑکر
دامن پکڑا کہا رسالدار صاحب وہ توڑا میرا لائے گیاہور بھی بدمزاج ہوا
کلمات سخت وسست کہے اسلم نے دیکھا کہ اگر انکار کیے جاتا ہون تو آبروریزی
ہوگی اپنے رسالے تک تو پہونچون اور اپنے ساتھ والون سے ذکر کرون
کہ گیاہور زبردستی میری آبرو لیتا ہو اگر تم لوگ میرا ساتھ دو تو مین اُس سے
مقابلہ کرون سراسر مجھپر تہمت ہو گیاہور سے کہا مجھکو اتنی مہلت دیجیے کہ رسالے
مین جاؤن اور توڑا اِسکا لے آؤن گیاہور نے کہا جاؤ مگر جلد آنا اسلم زنگی
گھبرایا ہوا رسالے مین آیا سب نے پوچھا کیون حضور افسر اعلیٰ نے کیون
طلب کیا تھا اسلم نے کہا مجھپر سراسر بدعت ہو مین اُس رنڈی کو پہچانتا بھی
نہین وہ کہتی ہو میرا توڑا اُتار لیا افسر صاحب بھی بدزبانی کرتے ہین تم لوگ
جانتے ہو کہ مین شام سے کہین نہین نکلا اور گیاہور صاحب کہتے ہین کہ اِسکا
توڑا دو مین کہان سے لاکر دون سب نے کہا ہم آپ کے ساتھ ہین میان
گیاہور بڑے مغرور ہو گئے ہین افسر جو ہو کر آئے ہین تو انکو بڑا گھمنڈ ہو
آپ چلیے ہم سب لوگ گواہی دینگے کہ افسر ہمارا کہین نہین گیا اور یہ طریقہ اِنکا
نہین کہ بازاری عورتون کے پاس جاوین ہزار جوان تیار رہے یہان
گیاہور اُس رنڈی سے لگاؤ کی باتین کر رہا ہو وہ نازنین جواب دیتی ہو
کہ میری یہ تقدیر کہان کہ آپ مجھے قبول کرین میرا توڑا دلوا دیجیے مین آپ سے
اِنکار نہ کرونگی گیاہور خوش بیٹھا ہو کہ اسلم زنگی رسالے کو ساتھ لیکر آیا سب
بڑھکر گواہی دینے لگے کہ حضور نے کیا مجرم بےنسبت ہمارے رسالدار کے
قرار دیا ہو رسالدار صاحب لشکر سے نہین گئے سامنے ہمارے اپنی بارگاہ
مین رہے کوئی کلمہ سخت اِنکو نہ کہیے گا اُس رنڈی کی طرف دیکھکر سوارون نے

کہا کہ حرام زادی تو نے یہ فتور برپا کیا ہی ہم تجھکو زندہ نہ چھوڑینگے وہ نازنین
گیا ہور سے لپٹ گئی کہا حضور مال تو گیا اب جان بھی میری جائیگی مین مال
سے باز آئی بھاگی جاتی ہون اور اِشارہ کرکے کہا کہ رات کو آپ کے پاس
آؤنگی آپ بہت خوش ہونگے یہ کنیز جہان گئی خوب مرد کو راضی کیا جب تو اِن
لوگون سے پیدا کیا مگر آپ کے لشکر مین بڑا اندھیر ہو گیا ہور نے کہا کہ کیون
اسلم زنگی تم تو توڑا لینے گئے تھے اب رسالے کو لیکر آئے ہو آمادہ بہ فساد
ہو تم جانتے ہو کہ مین کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون ہزار دن پر جاپڑون
ایک سحر مین لشکر کا توڑا کر دونگا زمین ہلا دونگا اسلم زنگی نے عرض کی آپ مالک
ہین مگر مین سراسر بیٹھا ہون رنڈی تو روتی ہوئی بھاگی یہ کہہ گئی کہ مین آؤنگی
توڑا میرا منگوا دیجیے یہ کہکر شبرنگ بھاگا ہرچند گیا ہور نے روکا کہا حضور
سب سوار مجھے ڈراتے ہین بعد جانے شبرنگ کے گیا ہور سے اور اسلم
سے تکرار ہونے لگی اسلم تو کہتا ہی مین نہین جانتا اور گیا ہور کہتا ہی توڑا
لاؤ ورنہ تمکو دار پر کھینچونگا اسلم نے کہا آپ کی کیا مجال ہی کہ مجھپر دست کر سکین
یہ ہزار جوان اپنی جان دینگے تب مجھپر قابو پائیے گا گیا ہور جھلا کر اُٹھا کہا او
بے حیا ابھی تو مجھسے اقرار کر گیا تھا کہ توڑا لاتا ہون اسلم نے بھی تیغے پر
ہاتھ ڈالا ہزار جوانون نے نیزے اُٹھائے بلڑ ہوا کہ گیا ہور کو مار لو ہم مہران
تاجدار کو جواب دے لینگے شاہ سے عرض کرینگے کہ ایسا افسر آپ نے ہمارے
ساتھ کیا کہ بیوجہ مجرم کرتا ہی آخر کیا کرتے اپنی آبرو بچالی جان دی گیا ہور
نے جو دیکھا کہ سارا رسالہ آمادہ فساد ہی سوچا کہ اِسوقت تکرار مناسب نہین
اور بیشک اسلم نے اُسکا توڑا لیا کہ یہ اقرار کرکے گیا تھا مین ضرور رو لواؤنگا
یا اپنے پاس سے دونگا پلٹ کے دیکھا کہا وہ رنڈی کہان گئی سب نے کہا وہ
تو بھاگ گئی گیا ہور نے کہا اے اسلم اپنے مقام پر جاؤ جا کر آرام کرو ہم اِس
مقدمے کو تحقیق کرینگے اگر اُسکی خطا نکلے گی تو سزا دینگے اسلم رسالے کو لیکر پلٹا

بعد جانے اسلم کے گیا ہور نے افسران فوج کو بلایا کہا یارو جاؤ اور اسلم کو
سمجھاؤ کہ توڑا اسکا دیدے اگر نہ مانے تو گرفتار کر لاؤ کہ سامنے سے پھیر دینے کی
آواز آئی دیکھا وہی رنڈی روتی پیٹتی آتی ہی آتے ہی کہا اے عادل تجھسے فریاد کرتی
ہون کہ رسالہ جو یہان سے گیا میرا مکان لوٹ لیا مین نوجوان بچا کر بھاگی ورنہ
مجھکو بھی سب قتل کرتے گیا ہور نے کہا تم بیٹھو مین نے افسرون کو بھیجا ہی گرا فسران
فوج پاس اسلم کے آئے کہا اے اسلم توڑا دیدو اسلم نے کہا مین اس مقدمے سے
بالکل آگاہ نہین مجھپر سراسر بہتان ہی افسرون نے کہا پھر تمنے اقبال کیون کیا تھا
اسلم نے کہا جب مین نے دیکھا کہ آبرو ریزی ہوتی ہی تو یہ کہکر چلا آیا کہ توڑا لاتا
ہون اب تو مرنے پر آمادہ ہوکر بیٹھا ہون افسرون نے کہا اب سرکشی نہ کرو ہمارے
ساتھ سامنے گیا ہور کے چلو اسلم نے کہا مین تو نہ جاؤنگا افسر بگڑے کہا اے
اسلم انھین باتون سے ثابت ہوتا ہی کہ بیشک تمنے توڑا لیا اب دینے مین کیا
عذر ہی ہمارے ساتھ چلو کہ ایک ہرکارے نے آکر خبر دی کہ وہی رنڈی فریاد
کر رہی ہی کہ میرا مکان سوارون نے لوٹ لیا مین جان بچا کر چلی آئی اسلم نے
کہا یارو دیکھو مین سیدھا اسی مقام پر آیا اسکا گھر کسنے لوٹا نہین معلوم یہ رنڈی
کون ہی افسرون مین تکرار ہونے لگی اسلم بھی اٹھا آپس مین تلوار چلنے لگی گر
گیا ہور کو خبر ہوئی کہ اسلم بگڑ گیا اسکا سارا رسالہ آمادہ فساد ہی چند افسر مارے گئے
گیا ہور سحر کرتا ہوا چلا اسوقت یہ سمجھا کہ چند افسرون کو سوارون نے مار لیا
اور چند بھاگے ہوے آتے ہین آکر لشکر کو تیار کیا اتنے خوب تلوار چلنے لگی ہزار
زنگی ساحر سحر کر رہے ہین گیا ہور نے جو آکر یہ معرکہ دیکھا پکار کر کہا کیون اے
اسلم تمنے لشکر مین بڑا غدر کیا سارا لشکر بگڑ گیا ہر چند گیا ہور نے منع کیا کسی نے
نہ مانا نسبرنگ بھاگا بخدمت مینوش آیا کہا اے ملکۂ عالم مین لشکر مین تو غدر کر آیا
اب گیا ہور اکیلا ہی سارا لشکر آپس مین لڑ رہا ہی آپ بھی جلوہ کر دیجیے نور الدہر
سوار ہوے مینوش سحر کر کے بلند ہوئی گیا ہور سحر کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ اسلم کو

گرفتار کرلون لیکن گھمسان کا سحر ہو رہا ہی کہ نعرہ نور الدہر کی آواز آئی زمین
تھرائی نعرہ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بہ قہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ
نور الدہر + آسمان سے ملکہ مینوش نے آکر گولا مارا آگیا ہور نے جو لشکر دشمن
کو دیکھا گھبرا گیا حیران تھا کہ کسکو حکم دون کہ اِنکو روکو مینوش کا گولا جو آسمان
سے آکر پھٹا آگ برسنے لگی جسپر شعلہ گرا وہ جلکر رہگیا گیا ہور چاہتا ہی مین سحر کو
روکون مگر ہمراہیان اسلم چاہتے ہین کہ گیا ہور کو مارلین گیا ہور اپنے کو سحر
سے بچا رہا ہو عین گرمی جنگ ہی کہ گیا ہور نے نور الدہر کو دیکھا چاہا جھپٹ کر
گرفتار کرلون نور الدہر نے تیر مارا تین بھال کا تیر سینے پر گیا ہور کے پڑا چاہتا
تھا ہٹ جاؤن مگر مینوش نے سحر کرکے گیا ہور کو سامنے کر دیا تیر آکر سینۂ پر کینہ
پر پڑا تو ٹرکر پشت کو پار گذرا آواز آئی کشتی مرا نام من گیا ہور جادو بود و ابتر
مینوش نے لشکر پر سحر کرنا شروع کیا لشکر والون نے دیکھا کہ یہ نازنین سب کو
جلا دیگی لاشہ گیا ہور اٹھا لیا روتے پیٹتے طرف مہرانیہ کے بھاگے سامنے
مہران تاجدار کے آئے مہران نے پوچھا کیا ہوا کہا حضور گیا ہور نے اپنی
جان دی عدالت نہ کی ظلم پر کمر باندھی جسکا یہ انجام ہوا کہ شکست فاش کھائی
مہران تاجدار نے حکم دیا کہ اور فوج جائے کئی ہزار جوان افسرونکو ساتھ
لیکر روانہ ہوے یہان نور الدہر بہ فتح و فیروزی بیٹے آکر قلعۂ مینوش مین
داخل ہوے مینوش نے کہا اب مین تلاش لوح مین نکلتی ہون جبتک لوح
نہ ملیگی مدعاے دلی حاصل نہ ہوگا اِس طلسم مین سات درجے ہین جب چھ درجے
فتح ہون تب خونخوار کے مقابلے مین پہونچیے نور الدہر نے کہا بسم اللہ ملکہ
تم فکر لوح مین نکلتی ہو اور نور الدہر بن بدیع الزمان قلعۂ مینوش مین ہین اُدھر
عیار شبرنگ حاضر خدمت ہی اِس قلعے کا نام قلعۂ سرمستان ہی جو حاکم ہوتا ہی
اُسکا نام شراب کی مناسبت پر رکھا جاتا ہی مگر ظہیر جادو کہ سب فوج پرافسر اعلی
ہوکر چلا ہی سات دن کوچ کرکے بعد قطع منازل و طی مراحل قریب قلعۂ مینوش

پہونچا تو ظہیر کو خبر ملی کہ ماہ مینوش قلعے مین نہین ہین بس یہ رات کو اُٹھا پر پرواز پیدا
کر کے قریب بارگاہ نور الدہر آیا آتے ہی سحر کیا کہ نگہبان سو گئے شبرنگ نے کہا اے
شہریار تاثیر سحر معلوم ہوتی ہے کہ ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے نور الدہر نے کہا شب کا وقت
ہے اسوجہ سے ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے نیند کا غلبہ ہے شبرنگ نے کہا خدا خیر کرے مجکو
رنگ بے طور معلوم ہوتا ہے یہ کہکے شبرنگ گرا بیہوش ہوگیا نور الدہر بھی غافل
ہوے ظہیر نے آکر نور الدہر و شبرنگ کو گرفتار کیا لشکر پر سحر کیا کہ سب غافل
ہوگئے ظہیر نور الدہر و شبرنگ کو لیے ہوے اپنے لشکر مین آیا مسلسل کر کے انکو
ہوشیار کیا انکی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس بلا مین مبتلا پایا ظہیر نے کہا او نور الدہر
مین نے تمکو کیونکر گرفتار کیا نور الدہر نے کہا او مکار غفلت مین گرفتار کر لایا
اسپر ناز کرتا ہے یہ طرف شبرنگ کے متوجہ ہوا شبرنگ نے کہا حضور کیا کہنا آپنے
وہ کام کیا کہ کسی سے نہ ہو سکتا مین چاہتا ہون آپ کا مذہب اختیار کرون ظہیر
خوش ہوگیا شبرنگ کو قید سے رہا کیا مگر شبرنگ نے چھوٹتے ہی کہا او شہنشاہ
ساحران نور الدہر کو جلد قتل کیجیے مجکو اپنی جان کا خوف ہے اگر یہ جوان رہائی پائیگا
تو مجکو قتل کر ڈالے گا ظہیر نے کہا ہم جیسے ملازم ہین یعنی مہران تاجدار نے حکم
قتل نہین دیا ہے مہرانیہ مین چلکر قتل کرینگے یہ جوان نبیرۂ حمزہ ہے بدون حکم شاہ کیونکر
اسکو قتل کرون مہران تاجدار کو اختیار ہے شبرنگ نے کہا آپ بڑی غفلت کرتے
ہین ان مسلمانون کو جہان پایئے فوراً قتل کیجیے جب انکو قید کیا تو کوئی نہ کوئی
انمین پیدا ہوتا ہے وہ انکو رہا کر لیتا ہے ظہیر نے کہا اب رہائی انکی دشوار ہے موت
انکے سرپر سوار ہے مہرانیہ مین چلکر قتل کرونگا شبرنگ خاموش ہو رہا خدمت مین
مصروف ہوا جب رات کو ظہیر بارگاہ مین آکر بیٹھا جلسہ جما کہا او افسر مین گاتا ہون
ذرا سماعت فرمایئے یہ کہکے باجا بجانے لگا اور یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

صبح محفل مین جو ذکر گیسو جانانہ تھا	پنجۂ خورشید تابان پر گمان شانہ تھا
سحر شعار رقص پری رو نغمہ تھا جادو نما	ہر شجر دیوان خانے مین غرض دیوانہ تھا

خواب میں نیرنگیِ عالم نظر آئی مجھے ۔ شہر دیکھا اک عجائب جس جگہ ویرانہ تھا

ایک سو سبزہ و شقایق اک طرف آبِ رواں ۔ میکدہ و مسجد کہیں کعبہ کہیں بتخانہ تھا

جاتے جاتے اک طرف دیکھی عجب بزمِ طرب ۔ جو مہیا اُس جگہ ساماں تھا سب شاہانہ تھا

دخترِ رز کا کہیں جلوہ کہیں ساغر کا دَور ۔ جو بشر تھا محوِ ذوقِ بادۂ مستانہ تھا

مجھکو بھی جامِ صبوحی بھر کے ساقی نے دیا ۔ کیا کہوں کیا ذائقہ تھا جسپہ دل دیوانہ تھا

جوشِ مستی سے گرا جب دم زمیں پر یک بیک ۔ ہو گیا نشہ ہرن دیکھا وہی ویرانہ تھا

ہند ہو گیا یوں سمجھتے ہو تم بقولِ اُوستاد ۔ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

جان پر کھیلا نہ منت کش ہوا اغیار کا ۔ شمع ہمت پر تمام اک عمر سے پروانہ تھا

ظہیر نے جو گانا سُنا کہا او شبرنگ تم تو اِس فن میں کامل ہو شبرنگ نے کہا ابھی حضور نے کیا کمال دیکھا ہے آپ کو خوب راضی کروں گا سر سے شراب پلاتا ہوں تب آپ کو ظاہر ہوگا کہ اِس کمال کو کوئی نہیں کر سکتا پاؤں سے ناچوں ہاتھ سے بتاؤں منہ سے گاؤں سر سے شراب پلاؤں تب آپ پر کمال ظاہر ہو ظہیر نے کہا او شبرنگ یہ تو بہت مشکل ہے شبرنگ نے کہا حضور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ ابھی امتحان کیجیے کنجی میخانے کی مجھے دیجیے کنجی لی میخانے میں آکر اپنے سب شراب کو خراب کیا بیہوشی ملا کر کئی گلابیاں محفل میں لایا ظہیر نے کہا دیکھو صاحب اِس طریقے سے شراب لایا ہے کہ بے اختیار پینے کو جی چاہتا ہے کہ شراب پیجیے اب شبرنگ نے گھنگرو باندھ کر اول گت ناچی بعد اُسکے جام کو سر پر رکھا تھرکنے لگا ناچتا ہوا سامنے ظہیر کے آیا ظہیر نے دونوں ہاتھ بڑھا کر جام لیا تعریفیں کر کے پی گیا شبرنگ نے دَور باندھا ساری محفل کو شراب پلائی اب کھڑا ہو کر گھومنے لگا تانیں مارنے لگا اور یہ اشعار اونچے سروں میں گانے لگا نظم

نرگس کی بھی ہے میری نظر میں نظری آنکھ ۔ ہے صاد کے قابل تری اور رشکِ پری آنکھ

آتی ہے نظر باغ میں جب نرگسِ شہلا ۔ پھر جاتی ہے آنکھوں میں تری نابھری آنکھ

رخنے سے جو جھانکوں تو پڑے دیں میں رخنہ ۔ پردے سے جو دیکھوں تو کرے پردہ دری آنکھ

نادک ہی نگہ ترک کی اور تیغ ہو ابرو
رنبالہ ہی سرے کا جو گنگا تو پھری آنکھ

آنکھیں نہ لڑایا کرو آہو سے مری جان
دیکھا ہی کہ کرتی ہی بہت بد نظری آنکھ

نظروں مین سمایا ہی مری وہ رخ روشن
کچھ طور کے شعلے سے نہ جھپکی نہ ڈری آنکھ

خوب رنگے کیا کرتا ہون دل بھر کے نظارے
کر دیتی ہی جب بند نسیم سحری آنکھ

کیا اُس بُت خوش چشم کی اُلفت مین ہے بیہوش
دیتی ہی مجھے جام مئے بیخبری آنکھ

ہو موت کا یہ نیند سحر کو نہ رہ
دیتی ہی حقیقت خبر بے خبری آنکھ

ہی جرم تو آنکھوں کا مگر دیکھیے رعنا
آفت مین گرفتار ہی دل اور بری آنکھ

بعد تھوڑی دیر کے محفل مین دست درازیان ہونے لگین بلا جو ہوا ظہیر نے کہا ارے یارو کیا میری محفل کو بازار بنایا ہی ہر چند چچا بیٹا مگر نشے مین کون سنتا ہی ایک کمیدان نے کہا چپکے بیٹھے رہو تمھاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہی ظہیر نے کہا کیا اُس کوے نے اڈا اچھا ہی کمیدان نے کہا بیٹھے رہیے مین پکڑے لیتا ہون ہاتھ بڑھا کر مونچھ ظہیر کی تھام ایک جھٹکا مارا ظہیر نے جھلا کر کہا ارے یہ کیا تو نے کیا کمیدان و ظہیر لڑتے لڑتے بیہوش ہوے شبرنگ نے سب کو بیہوش پڑا رہنے دیا اول بشکل ظہیر باہر آیا نور الدہر کو بلا کر رہا کیا اِشارہ کر دیا کہ آپ کہدیجے کہ مین جمشید پرستی اختیار کرتا ہون نور الدہر نے بہ صلاح شبرنگ کہا شبرنگ نے کہا او شہریار مین مطلب پورا کر چکا ظہیر بیہوش پڑا ہی اب جا کر قتل کرتا ہون نور الدہر نے کہا او شبرنگ سوتے مین قتل نہ کر لیکن شبرنگ نے نہ مانا تیغ کھینچ کر ماری کہ ظہیر کے دو ٹکڑے ہوے اب نور الدہر اور شبرنگ نے کل اہل دربار کو قتل کیا شبرنگ نے فوراً اپنے کو بشکل ظہیر بنایا فوج کو بلا کر حکم دیا کہ نور الدہر سے مجھے میل ہو گیا تم بھی چل کے اطاعت کرو بادشاہ نے بھی لکھا ہی کہ نور الدہر کی اطاعت کرو اِس فقرے سے شبرنگ سب کو لایا سب مطیع اسلام ہوے مگر چند ساحران سیاہ دل نکل کر بھاگے پاس صرصر کے آئے سب کیفیت بیان کی کہ او شہریار افسر کا بھائی

پتہ نہین کل فوج مطیع ہوگئی ہم نہین سمجھے کہ یہ کیا معرکہ ہوا اے شہنشاہ ساحران یہ
مہران نہایت صاحب اقبال ہی آپ تک آنے لگا نہین معلوم پری مینوش کہان
گئین اُنکے نہ ہونے سے ظہیر گرفتار کرلایا تھا نہین معلوم کیونکر چھوٹے فوج کو
کیا ہوا کہ سبنے اطاعت کرلی ہم تو کچھ نہین سمجھے مہران نے سرتاب جادو کو بلایا
کہا اے سرتاب جسطرح بنے نورالدہر کو گرفتار کرلاؤ سرتاب جادو تیس ہزار
فوج لیکر چلا یہان جو پلٹ کر مینوش نہ آئی نورالدہر نے فرمایا تیاری کوچ کی
کرو بیس ہزار ساحر تیار ہوے کوچ کرکے چلے ایک صحراے دلکشا مین پہنچے
دیکھا تمام صحرا سرسبز و شاداب ہے سبزہ بیدار رشک ہی یا فرش کمخاب ایک جانب نہرین
سلسبیل آسا پانی با آبرو فخر کوثر و تسنیم حباب شناوری کر رہے ہین جانوران
ہوائی آکر گرتے ہین پانی پی کر اڑ جاتے ہین ایک طرف نخل پر عندلیبان خوشنوا
عشق گل مین یہ اشعار عاشقانہ بالحان پڑھ رہی ہین

نظم

پیدا ہی لچک بار جو ہو بات زری ہی | اس شوخ مین یہ عالم نازک کمری ہی
ساغر مین جھلکتی ہی شراب اسلیے ساقی | شوخی مین وہ ڈوبی ہی شرارت مین بھری ہی
چلنے مین چھلاوہ ہی تو تسخیر مین جادو | یہ مردمک چشم ہی یا سیلی کہ پری ہی
اک جلوہ دکھا جاتی ہی پھر کر نہین آتی | ثابت نہین سایہ ہی جوان کہ پری ہی
خلقت مین ہر اک چیز کو بھی فرد ہی پایا | خلاق اسیواسطے شرکت سے بری ہی
دل دادہ اُن آنکھون پہ غزالان حرم ہین | رفتار سے پامال اگر کبک دری ہی
ہر چند ہی وہ چشم سیہ صورت آہو | چیتے کی طرح صید پہ سفاک جری ہی
سر جوش مین پھر خم سے نکالا ہی جو ساقی | کیا دختر رز کو بھی سر پردہ دری ہی
درماندہ ہین سب علم و گمان وہم و خیالات | بے شبہ تعین سے تری ذات بری ہی
رخصت نہین گر باد بہاری کی چمن سے | ہر در دیہ کیون نالہ مرغ سحری ہی
دل سے مرے پوچھے کوئی حال نظربار | آنے مین وہ بجلی ہی تو جانے مین پری ہی
روز سیہ ہجر و شب روشن وصلت | نیرنگی دور فلک نیلوفری ہی

کٹ جاتی ہے جو عمر رواں چشم زدن مین | معلوم ہوا یہ بھی جسے اتنی سحری ہے
اُس زلف سیہ مین شب یلدا کا ہے عالم | رخسار مین اِک جلوہ نور سحری ہے
آمادہ ہے وہ قتل پہ تولے ہوے تلوار | ہشیار دلا موقع سینہ سپری ہے
کچھ آپ سے تڑپا نہین دعناۂ خنجر | مجبور ہے بندہ ہے خطا سے بشری ہے

نورالدہر نے جو صحرا کا یہ حال دیکھا ظاہر ہوا کہ بہار خود یہان کی باغبان ہے ہر دم
اِسی مقام پر رہتی ہے کبھی یہان سے نہین نکلتی صحرا کو پسند کرکے فرمایا کہ آج
لشکر اِسی مقام پر اُترے لشکر اُتر پڑا چونکہ سویرے سے نورالدہر اُتر پڑے
پہر دن پچھلا باقی ہے کہ مرکب منگوایا فرمایا یارو ہم شکار کھیلنے آتے ہین سرداران
نے کہا ہم بھی ساتھ چلین نورالدہر مانع ہوے شبرنگ قدمون سے لپٹ گیا
عرض کی غلام ضرور ساتھ چلیگا نورالدہر نے کہا تھک جاؤگے مین ابھی پلٹ کر
آتا ہون مگر شبرنگ نے نہ مانا ہمراہ ہوا نورالدہر صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے کہا
اے شبرنگ کوئی آہو ابھی تک نہین ملا شبرنگ نے کہا وہ سامنے ملاحظہ فرمایئے
دھانون کے کھیت مین آہو چر رہا ہے نورالدہر نے گھوڑا بڑھایا آہو نے جو
مرکب کو آتے ہوے دیکھا ایک جانب بھاگا طرارے بھرتا ہوا جاتا ہے سامنے
ایک قلعے کے پہونچا جیسے ہی بُرج دیوار کے آہو آیا نورالدہر نے تیر مارا
آہو گرا آپ نے قریب آکر اُسکو بہ قربانی پہونچایا آواز آئی کہ او جوان یہ کیا ستم
کیا میرے فرزند کو مار ڈالا ہائے مجکو کیسا قلق دیا نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ
ایک دیو اژدر ولید وہ ہو جو بدست آہنی کاندھے پر رکھے ہوے جست و خیز کرتا
ہوا آتا ہے کمر مین زنجیر بندھی ہوئی لنگر پاؤن مین پڑے ہوے چیخین مار مار کر
روتا ہوا آتا ہے یہی زبان پر ہے کہ ارے میرے فرزند کو مار ا ستم دیوانہ فیل زور
نورالدہر پلٹے پیدل ہوکر سامنے دیو اسکے آنئے دیو اسنے چوبدست
لگائی نورالدہر نے خالی دی چوبدست اِس زور سے زمین پر پڑی کہ پانی
نکل آیا آواز دی ہائے یہ آفتاب مرغ مار اگیا یہان تک سرمہ ہوگئی ہو نگی

نور الدہر نے پہلو پر سے نعرہ کیا کہ ارے دیکھ اس حافظ حقیقی نے مجھے بچا لیا
حقیقت مین یہ ضرب ایسی تھی کہ اگر پہاڑ پہ پڑتی تو ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا مگر حافظ
حقیقی کے نزدیک بچا لینا کچھ بات نہ تھی دیوانہ چوبدست پھینک کر لڑنے لگا کشتی
ہونے لگی مگر دیوانے نے عین گرمی جنگ مین نور الدہر کا شانہ کاٹ کھایا بوٹی
کا بوٹا نوچ لے گیا نور الدہر نے ایک تمانچہ مارا کہ بوٹی منھ سے نکل پڑی دیو
تھرا گیا ہاتھ جوڑتا تھا کہ اب ایسی خطا نہ ہوگی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ اندر سے
بارہ ہزار دیوانے غلغلہ کرتے ہوے بیرون قلعہ آئے اپنے افسر کو دیکھا کہ
لڑ رہا ہے مگر عاجز ہو رہا ہے وہ سیدم کہتا ہے کہ آقاے نامدار و مولاے قدرشناس
ایک زور آخر کر لون تو حوصلہ نکل جاے پھر مین تجھسے نہ لڑونگا نور الدہر سامنے
کھڑے ہوے فرمایا بسم اللہ زور آخر بھی کر لیجیے دیوانہ ریلکر لے دوڑا پانچ
سات قدم نور الدہر کو لایا وہان پہ لا کر بکر مارا کہ بایان گھٹنا نور الدہر کا
آشنا بہ زمین ہوا تڑپ کر لنگر مارا کہ زانو تک غرق زمین ہوگئے اوپر آکر دیوانہ
چھایا کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ چہرہ سرخ ہوگیا مگر لنگر مین شاہزادہ کو وقار
کے حس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا کہا او آقاے نامدار اب آپ کے
زور کا مشتاق ہون نور الدہر تڑپ کر اُٹھے جیسے شیر انگڑائی لیکر اُٹھتا ہے اور
دونون مونڈھے تھام کر سر سینہ مین اڑا یا ریلکر لے دوڑے چودہ قدم لاکے
بکر مارا کہ دونون گھٹنے دیوانے کے آشنا بہ زمین ہوے کمر زنجیر مین ہاتھ دیکر
نعرہ کرکے اٹھا لیا جیسے ہی نور الدہر نے اُسکو اُٹھایا گرد سر کے چرخ دیکر زمین
پہ مارا اکودکر چھاتی پہ سوار ہوے خنجر چمکتا ہوا کمر سے نکالا دیوانہ کانپ گیا ہاتھ
باندھنے لگا کہتا ہوا کہ ای آقاے سرخ مین اطاعت کرتا ہون وہ خدمتگذاری کرونگا
کہ بہت راضی ہوگے نور الدہر نے کلمہ پڑھایا دیوانے نے الحمد للہ کہکے کلمہ پڑھا
بصدق مسلمان ہوا سب دیوانون سے پکار کر کہا کہ ہان یارو اس آقا کی
اطاعت کرو تمکو یاد ہوگا کئی دن گذرے ہین کہ مین نے خواب مین بڑے آقا کو

دیکھا تھا وہ فرما گئے تھے کہ اِس شکل کے شہریار کی اطاعت کرنا سب نے کہا ہم
غلامون کو بھی یاد ہی اِس شہریار کی اطاعت کرنا ہم سب کو فرض ہی ہم سب نے بھی
یہی خواب دیکھے تھے بلکہ آپ سے عرض بھی کیا تھا یہ کہکے بارہ ہزار دیوانے دائرۂ
اسلام مین آئے نور الدہر نے اِشارہ کیا کہ لشکر مین چلو دیوانے نے کہا اول
قلعے مین تشریف لے چلیے نور الدہر ناچار و مجبور راضی ہوئے ساتھ دیو انڈ
بلند قامت کے قلعے مین آئے قلعہ خوب آباد تھا سعا یا دلشاد نہ کسی کے لب پر فریاد
نہ بیداد دیوانے نے نور الدہر کو لا کر تخت پہ بٹھایا شراب و کباب حاضر کیا ناچ ہونے
لگا کسبیان کوٹھری مین بند ہین کسبیون کو نکالا انھون نے رقص شروع کیا مگر
دیو جب سامنے آجاتا ہی تو نور الدہر کو دیکھکر گھبرا جاتا ہی اور ہاتھ جوڑنے
لگتا ہی کہتا ہی اے شہریار آپ کو میرے سر کی قسم ہی آرام سے بیٹھیے اور کسبیون سے
کہتا ہی کہ اچھی طرح سے گاؤ آقا کو راضی کرو جو آقا راضی ہونگے تو مین بھی خوش
ہونگا شب کا وقت ہی اور وہ نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین بہ خوش
الحانی یہ اشعار گا رہی ہین

نظم

بلبلو آگئی چمن مین بہار	لائی باد صبا وطن مین بہار
پھول اُنکی ہنسی مین جھڑتے ہین	نظر آتی ہی کیا سخن مین بہار
یہ تو گلشن ہی یا در کہ گلچین	جائے وہ گل تو آئے بن مین بہار
بنگیا صاف غنچہ سوسن	ہی جسی کی عجب دہن مین بہار
چشم بد دور سبزہ خط سے	تازہ تر ہی چہ ذقن مین بہار
رخ چمکتا ہی شکل آئینہ	ہی عجب زلف پُر شکن مین بہار
شمع سے گرے یہ گل	شب کو رعنا رہی لگن مین بہار

اُس وقت کا سناٹا محفل کی کیفیت کیبدان رسالدار کرسیون پہ بیٹھے ہین لیکن
دیوانے کو چین نہین ہر مرتبہ اُٹھتا ہی اور کسبیون کو ڈانٹتا ہی کہ اچھی طرح گاؤ
کہ ایک تخت اُڑا ہم آسمان پہ جاتا تھا شبرنگ جادو تخت پر سوار سیر شب

مہتاب دیکھتا ہوا جاتا تھا اِس محفل پر جو نگاہ پڑی بیقرار ہو کر اُتر آیا شاہزادہ
نور الدہر کو مقام صدر پر پایا اور افسر گرد بیٹھے ہین کسبی سامنے ناچ رہی ہے خوب
خوب بتا رہی ہے شبرنگ نے جو یہ ہنگامۂ محفل دیکھا نور الدہر سے کہا اے شہریار
صاحب جلسہ کہان ہے نور الدہر نے کہا صاحب جلسہ کون شبرنگ جادو نے کہا
مینوش شیرین کلام کو پوچھتا ہون دیو انژ بلند قامت نے جو دیکھا تو قریب
شبرنگ کے آیا کہا اے شبرنگ آقا سے کیا کلام کرتے ہو شبرنگ نے کہا مین
جانتا ہون کہ تمنے اطاعت کی دیو انے نے چوبدست کو جنبش دیکر بار اک شبرنگ
پر اٹھا ہو گیا نور الدہر نے کہا اے دیو اے یہ تو نے کیا کیا دیو انہ غصے مین تھا
ایک چوبدست نور الدہر کو بھی مار دی نور الدہر نے چوبدست تھام لی
دیو انہ منتین کرنے لگا کہ آقا معاف کیجیے مجھے خیال یہ تھا کہ ایسا نہ ہو شبرنگ
آپ کو گرفتار کر لیجاے اِسوجہ سے مین نے اُسکو مار ڈالا ساحر بڑے مکار ہوتے
ہین یہ سب ملازمان مہران تاجدار آپ کی فکر مین نکلے ہین نور الدہر نے دیوانے
کو چھوڑ دیا اور حکم دیا کہ لاشہ شبرنگ کا بیرون بارگاہ پھینک دو شبرنگ کا
لاشہ باہر پھینک دیا مگر ملازمان شبرنگ جو عقب سے آتے تھے اُنھون نے
جو لاشہ اپنے مالک کا دیکھا اُتر پڑے لاشہ اُٹھایا اور دریافت کیا کہ اِسکو کسنے
مارا معلوم ہوا کہ دیو انژ بلند قامت کے ہاتھ سے مارا گیا لاشہ شبرنگ کا لیکر
سامنے مہران تاجدار کے آئے مہران نے حکم دیا ماتم بڑی مدت شروع ہوئی
اِس جوان نے بڑا ہنگامہ ڈالدیا ایک نامہ دیو انژ بلند قامت کو لکھو وہ مشکین
باندھکر نور الدہر کی بھیجدیگا ملازمان شبرنگ نے کہا کہ دیو انہ مسلمان ہو گیا ہے
اُسی نے اپنے آقا کی محبت مین شبرنگ کو مارا اُسکو نامہ لکھنے سے کیا نفع ہوگا وہ
بدل و جان اطاعت کر چکا یہ سنکر مہران تاجدار کو سناٹا آگیا کہا یارو مین خود
طلسم سے نکلون ایک جوان کے واسطے تم مین کوئی ایسا نہین ہے کہ اُس جوان
کو گرفتار کر کے لائے فگار جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شہریار کیا حکم ہے

غلام جائیگا غیر ساحر کو گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے پچاس ساحر لیکر کا مگار مکار چلا
راہ میں آکر ساتھ والوں سے کہا کہ تم لوگ منزل بمنزل آؤ مین جاکر اسکو گرفتار کیکے
لاؤن اپنے لشکر مین پہونچاؤن یہکہکر پرواز پید اکر کے چلا یہان نور الدہر اُس منزل
کو طے کر کے منزل قحطان پر آکر اُترے قحطان فیلزور کہ یہان کا حاکم ہو اُسنے جو خبر
سنی کہ ہمراہ حمزہ حرف طلسم کے جاتا ہو پچاس ہزار فوج لیکر مقابلے مین آیا کہلا بھیجا کہ
او شہریار اِدھر سے پلٹ جائیے نور الدہر نے جواب دیا کہ ہم اِسی طرف سے جائینگے
ہم زیلینین گے قحطان نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیاریان
ہوئین فراش ماہ تابان نے جب کہ خیمہ اپنا میدان فلک سے اُٹھایا اور کاشانہ
مغرب مین مع فوج سیارگان گیا اور شہنشاہ آفتاب تابان قلعہ مشرق سے نکلا فوج
ضیا و شعاع ہمراہ بصد شوکت و جاہ میدان چرخ زبرجدی مین آیا تخت نور پر بیٹھا
تمام دنیا کو منور کیا دھوپ پھیلنے لگی دونون لشکر میدان مین آئے قحطان گینڈا
بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ او فرقۂ خدا پرستان تم لوگ بڑے سرکش
ہو غیر ساحر ہوکر ساحرون پر جلوہ کل ساکنان طلسم تمھاری شکایت کرتے ہین اب
بابدولت میدان مین آئے ہین بدون فتح و ظفر نپلٹین گے نور الدہر نے گھوڑا
بڑھایا فیروز تاجدار سے رخصت ہوے مقابل قحطان مین آئے بعد کلام نیزہ بازی
ہونے لگی نور الدہر نے نیزہ قحطان کا نکالا قحطان نے قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہکر ہاتھ مار دیا نور الدہر نے چاہا کلائی پہ ہاتھ ڈالدون کلائی
پہ تو ہاتھ نہ پڑا دم شمشیر پہ جا پڑا شاہزادہ زخمی ہوا قحطان نے دوسرا ہاتھ مارا
کہ سبکی زخمی ہوا اور دیوانہ مع فوج کے جا پڑا قحطان کی فوج سے جنگ شروع کر دی
نور الدہر اُس زخمداری مین خوب لڑے جب غش آنے لگا تو ہاتھ گردن مین
مرکب کی ڈالدیے گھوڑے نے جو اپنے راکب کو سست پایا دولتیان اُچھالتا
ہوا نور الدہر کو لے نکلا یہان قحطان بھی زخمی ہوا اُسکی فوج والے اُسکو لیگئے
دیوانہ خوب خوب لڑا ہزارون کو چوبدست سے مارا آخر وہ لوگ طبل امان بجوا کر

پلٹ گئے مگر شبرنگ بن عمرو روتا ہوا سامنے فیروز تاجدار کے آیا بیان کیا کہ آقا
کو مرکب نکال لیگیا ہر چند کہ آج دیوانہ خوب لڑا لیکن اُس صاحب اقبال کا نہ ہونا
باعث خرابی ہوگا مین تلاش مین جاتا ہون یہ کہکے شبرنگ چلا مگر گھوڑا شاہزادے
کو لیے ہوے ایک صحرا مین پہونچا کمیت چابک خرام نامے عیار اُسطرف سے نکلا
دیکھا اُسنے ایک جوان خوبصورت سر سے خون بہ رہا ہی مرکب لیے لیے پھر رہا ہی
عیار نے آکر نور الدہر کو پہچانا خیال مین گذرا اِس جوان کو لے چلون شاہ طلسم
خوش ہوگا شاہزادہ زخمدار غش مین تھا اُسنے چاہا کہ بیہوشی دون نور الدہر کی
آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک عیار مجھکو گرفتار کیا چاہتا ہی کلائی تھام کے ایک تمانچہ
مار دیا کمیت لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوگیا نور الدہر گھوڑے سے اُترے اپنے
زخمون مین ٹانکے دیے کمر سے چادر وہ کھولا اُسکو سر پہ باندھا پھر مرکب پر سوار
ہوکر ایک جانب چلے بعد جانے نور الدہر کے ہوا جو چلی کمیت ہوشیار ہوا
اور اپنے دور سے دیکھا کہ وہی جوان مرکب پر سوار ایک جانب چلا جاتا ہی
شفقل بن شفتال کوہ بازو کا یہ عیار ہی آکے اطلاع کی کہ اے شہریار نبیرۂ حمزہ
اس دشت مین زخمی ہوکر آیا تھا مین نے چاہا گرفتار کرون اُسنے مجھکو تمانچہ مارا
مین بیہوش ہوگیا مگر کیا جلیل تھا کہ اُسنے مجھے نہ مارا اور چلا گیا اگر مناسب ہو تو چلکر
گرفتار کر لیجیے کہ وہ جوان زخمدار ہی شفقل بن شفتال نے کہا میرا یہ طریقہ نہین
کہ مجبور و ناچار کو گرفتار کرون اگر شاہ مجھکو نامہ لکھیگا جس مقام پر اُسکی فوج
ہی جا کر گرفتار کر لاؤنگا مگر کمیت کہ اِسکو بڑا خیال ہوا درستا بھی ہی کہ یہ جوان
لشکر اسلام کی جان ہی اس سوچ مین باہر نکلا ایک طرف سے گرد اُڑتی دیکھا
دختر شفقل مادیان مشکین پر سوار ہتیار لگائے ہوے مادیان اُڑائے ہوے
آتی ہی کمیت دیکھکر بیقرار ہوگیا مگر مجال نہین کہ قریب جا سکے ایک مقام پر
بیٹھ گیا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا **نظم**

نہ دیا شربت وصلت بہت ترسا ہوکر	خوب بیمار کو اچھا کیا میٹے ہوکر

کھو کے ناموس ہوا وصل صنم ہمکو نصیب
پہونچے ہم منزل مقصود کو رسوا ہوکر

قہر ہو عشق پر آشوب کا طوفان دیکھو
دل اب آنکھون سے بہا جاتا ہو دریا ہوکر

عشق صادق مین نہین نام کو کچھ ننگ کا کام
چھوڑ دے دامن یوسف کو زلیخا ہوکر

ڈھونڈھو لا نالۂ شبگیر کو شاید اے دل
لامکان پہونچا ہو وہ گنبد مینا ہوکر

شعلۂ آہ مرا درد جگر کے ہمراہ
اپنے سینے سے نکلتا ہو غبارا ہوکر

رات کو اُس دُر دندان کا تصور جو بندھا
چرخ پر مجھکو نظر آگیا تارا ہوکر

اُسکے ہکلانے مین جو منھ سے نکلتا ہو سخن
چیرتا ہو دل عشاق کو آرا ہوکر

بعد گیسو کے بندھا ہو مجھے ابرو کا خیال
خانۂ کعبہ مین پہونچا ہون کلیسا ہوکر

شوخ چیتی تری اللہ ری چشم بد دور
پتلیان بھی نظر آتی ہین تماشا ہوکر

خیر ہو بزم سے وہ آفت جان اُٹھتا ہی
فتنہ کر دے نہ قیامت کہین برپا ہوکر

وعدۂ وصل کو ایفا کرو تڑساؤ نہین
دم نہ دو بہر خدا ہمکو مسیحا ہوکر

ہو تعجب کہ مرے پانون کو لغزش ہو شہا
دستگیری نہ کرے آپ سا مولا ہوکر

بیدل آزار تو ہین نام کے دلدار فقط
دل حسینون کو دیے دیتے ہو رعنا ہوکر

اشعار پڑھتے پڑھتے یہ سوچا کہ اوگمبت بڑی مشکل درپیش ہو ہرچند کہ جیت دچالاک ہون مگر جبتک مسلمان نہ ہونگا یہ دولت نہ ہاتھ آئیگی یہ سوچکر یہاگا خیال مین تھا کہ جاکر نورالدہر سے ملاقات کرون اور قدمون پر سر رکھون یہ مشکل اپنی پیش کرون کہ دختر شفقتل پر عاشق ہون مجھے دلوا دیجیے وہ شیر بیشۂ جرأت ضرور قبول کریگا یہان نورالدہر اُسی حال مین جاتے تھے کہ تبلیغ صحرانشین قزاق لوٹ مار کیے ہوے آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک جوان گھوڑے پر سوار مگر زخم سے بیقرار ہو تبلیغ نے قریب آکر سلام کیا پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہو نورالدہر کی آنکھین بند دل دردمند کچھ جواب دیا مگر غش آنے لگا نہین معلوم کہ اُسکے موافق جواب دیا یا مخالف کلمہ نکلا جب تبلیغ نے دیکھا کہ یہ جوان بیہوش ہوا ساتھ والون سے کہا کہ اِسے گھوڑے سے اُتار لو اِس جوان کو لیچلکر

قید کر دین یہ مرکب لونگا مرکب بے مثل و بے نظیر ہو اور جواہرات بھی ذات پر
بہت کچھ ہو ہمیشہ قزاقان سے آکر نکلجائے عجیبت کی بات ہو ہم آٹھ پہر اسی فکر مین
رہتے ہین کہ جو کوئی نکلے اُسے لوٹ لین یہ مفت کا سودا ہو نورالدہر کو عالم غش
مین اُتار لیا مرکب بہت پسند ہو مرکب کو چمکارتا ہوا لاتا ہو قضاے کار کمیت جو
جست و خیز کرتا ہوا آتا تھا اِسنے دور سے دیکھا کہ اُس جوان کو قزاقون نے
گرفتار کر لیا حیران ہو گیا کہ یہ کیا غضب ہوا کچھ سوچکر دوڑا سامنے تبلیغ کے
آیا جھکنکر سلام کیا تبلیغ نے پوچھا او عیار تو کون ہو کمیت نے کہا آپ جانتے
ہین کہ یہ کون شخص ہو طلسم نوخیز یہ آجکل بلوے ہین آپ اگر اسپر غالب آوین تو
خواہ قید کرین خواہ قتل کرین لیکن بدون غالب ہوے یہ جوان نہ مانیگا آپنے
کیون گرفتار کیا تبلیغ نے کہا مجھکو یہ گھوڑا بہت پسند ہو کمیت نے کہا یہ گھوڑا
طلسمی ہو یہ کیسکی اطاعت نکریگا تبلیغ نے کہا بڑے شرم کی بات ہو کہ اِس عالم مین
اِس سے مقابلہ کرون کہ زخمدار و بیقرار ہو کمیت کو بھی ساتھ لیا کمیت نے کہا
مین سمجھاؤنگا یہ کہکر قریب نورالدہر کے ہو لیا تبلیغ قلعے مین لیکر آیا کہ قلعہ بالاے
کوہ تھا نورالدہر کی زخمدوزی کی مرہم کی پٹی چڑھا دی کمیت سے کہا تم اِسکے
پاس رہو جب یہ ہوشیار ہو تو سمجھانا کہ مرکب تبلیغ کو دیدو ورنہ وہ بڑی طرح
پیش آئیگا کمیت نے قریب پلنگ کے بیٹھکر تلوے سہلاے نورالدہر کی جو
آنکھ کھلی عیار کو اپنے قریب پایا کمیت قدمون سے لپٹ کر رونے لگا کہا اے
شہریار غلام کا عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو دختر شفقتل پر عاشق ہون
چاہتا ہون کہ غلام سے وعدہ کیجیے اگر شفقتل مسلمان ہو تو نرگس شہلا کا عقد میرے
ساتھ کرا دیجیے گا مین بصدق دل مسلمان ہوتا ہون اور تبلیغ قزاق نے آپکا
مرکب پسند کیا ہو کہتا ہو بعد صحت مقابلہ کرونگا نورالدہر نے کہا تیری آرزو قبول
کی کہ تبلیغ قزاق آیا اِسنے کہا او جوان گذر تیرا میرے بیشے مین ہوا مین نے
گھوڑا تیرا پسند کیا اپنا مرکب مجھکو دیدے تو مین تجھکو رہا کر دون نورالدہر نے

کہا یہ مرکب طلسمی ہو کسی کی اطاعت نہ کریگا اکھاڑہ اختیار کر اگر مجھسے مقابلہ کر اگر مجھپر غالب ہوگا
تو بیشک مرکب دونگا اگر شاید مین غالب ہوا تو تم اطاعت کروگے تبلیغ نے کہا مین
بجان و مال سے حاضر ہون نور الدہر نے کہا بسم اللہ اکھاڑہ اختیار کرو ہم سے تم سے
مقابلہ ہو جنگ مین حال معلوم ہو جائیگا تبلیغ نے آکر اکھاڑہ اختیار کیا اور اپنے قزاقون
سے کہا کہ آکر تماشہ دیکھو نور الدہر بھی اُسی مرکب پر سوار ہو کر آئے اور اکھاڑے
مین اُترے نعرہ کیا کہ اے تبلیغ آؤ امتحان ہو جاے تبلیغ جانگیا اور لنگوٹ باندھ کے
اکھاڑے مین آیا ہاتھ پکڑ کر شاہزادے کا پیچ باندھا نور الدہر نے توڑ کیا آپس
مین توڑ جوڑ ہونے لگے دو پہر تبلیغ لڑا جب پہلوان آفتاب تابان چرخ کے
اکھاڑے نے اپنی پہلوانی کی تیزی دکھا کر نکلا جانب مغرب جا کر ڈنڈ پیلنے لگا تب
اسنے کہا اے شہریار ایک زور آخر کرتا ہون نور الدہر نے کہا بسم اللہ اے تبلیغ تم
کوئی بات اُٹھا نہ رکھو جس پیچ پر نازہو وہی باندھو تبلیغ ریلکر لے دوڑا سات
آٹھ قدم پر ریلکر لایا وہان پر آکر بکہ مارا بایان گھٹنا نور الدہر کا آشنا بہ زمین ہوا
نور الدہر نے تڑپ کے لنگر مارا تبلیغ نے کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا مگر لنگر
کو حرکت نہ ہوئی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا نور الدہر تڑپ کر اُٹھے دونون مونڈھے
تبلیغ کے تھام کر لے دوڑے پندرہ قدم تک ریلکر لائے وہان پر آکر بکہ مارا
لنگر اسکا اکھیڑ کر تبلیغ کو اُٹھا لیا سر سے بلند کیا تبلیغ نے آواز دی الامان فرمایا
امان بہ شرط ایمان تبلیغ نے کہا قبول ہو مگر ایک شرط رکھتا ہون اگر قبول کیجیے
تو بہ صدق دل مسلمان ہون شغنتل بن شغنتال ایک پہلوان ہے اُسکی بیٹی
نرگس شہلا پر مدت سے عاشق ہون جب مقابلے کو گیا زخمی ہوا اُسپر غالب
نہ آیا پیغام جو دیا اُسنے منظور نہ کیا کہتا ہے جو مجھپر غالب ہو وہ میری بیٹی کے ساتھ
شادی کرے نور الدہر نے کہا اے تبلیغ اگر اژدر ہفت سر ہوتا تو مین اُس سے
مقابلہ کرتا اور تمھاری شرط پوری کرتا مگر گیتی جا بیک خرام بھی اُسی پر عاشق
ہے ایسی شرط پر مسلمان ہوا ہے اور مین پہلے قول اُسی کو دے چکا ہون سوچو تو

کہ یک انار و دو بیمار آخر کسکو دون اُسنے بھی اِسی شرط پر اطاعت کی اور رستم بھی اُسیکے خواہان ہوئین کیونکر اِسکا انجام ہوگا تبلیغ نے کہا غلام کی تو یہ کیفیت ہو عجب حالت ہو کہ جسکو عرض نہین کر سکتا لیکن اِن اشعار سے مدعاے دلی ظاہر ہوگا **نظم**

خیال وخواب پہ لیل و نہار جاتے ہین — ہم اپنی زیست فقط مستعار جاتے ہین
بدن پہ زخم نہین بد ہیان ہین بہولونکی — ہم اپنے دل مین اِسی کو بہار جاتے ہین
خطاسے جائین ختن کو تو تم ہو چین بجبین — تمہاری زلف کو مشک تتار جاتے ہین
جو شاہباز ہوا ہو ترک چشم تیری نظر — تو ہم بھی طائر دل کو شکار جاتے ہین
اُڑیگی خاک سر قبر میری بعد فنا — تمہاری شوخیان او شہسوار جاتے ہین
رضا قضا پہ ہو رعنا قدر پہ ہو تسلیم — ہم اپنے واسطے معراج دار جاتے ہین

جب نور الدہر نے دیکھا کہ تبلیغ بہت بیقرار ہو سمجھے کہ یہ حقیقت مین عاشق زار ہو فرمایا کہ انشاء اللہ ضرور تمھارے ساتھ نکاح کرینگے تبلیغ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ہر ایک قزاق صاحب ایمان ہوا کمیت نے جو دیکھا کہ اب تبلیغ زیر ہو کر مسلمان ہوا خوشی خوشی قریب نور الدہر کے آیا کہا او شہریار اب غلام کو تسکین ہوئی قحطان آپ کا انتظار کرتا ہوگا لشکر کو آپ کے پامال کیا ہو نور الدہر فوراً سوار ہوے تبلیغ کو ساتھ لیکر چلے یہان قحطان کو جسوقت معلوم ہوا کہ افسر اعلی لشکر مین نہین ہو طبل جنگی بجوا کر میدان مین آیا دیوا نے نے نکلکر مقابلہ کیا مگر زخمی ہوا کئی سردار قحطان نے زخمی کیے اب کوئی مقابلے مین نہین آتا قحطان پکار رہا ہو کہ او فیروز تو مقابلے مین آ کس جوان کو کہان بھگا دیا فیروز دعائین مانگ رہا ہو تاج سر سے اُتار اُنگار اُٹھا کہ او خالق بیچگان داور بے کار ساز **نظم** تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب + دعاے کند من کنم مستجاب + چہ عاجز رہا نندہ دانم ترا + درین عاجزی چون نخوانم ترا + سب افسر آمین کہہ رہے ہین قحطان ہر مرتبہ نعرہ کرتا ہو کہ او فیروز اب کوئی مقابلے مین نہ آئیگا مین وہین آتا ہون سب کو آکر قتل کرونگا نہین تو آکر اطاعت کرو

فیروز تاجدار دست پاچہ سب سردار بیقرار آمادۂ مرگ و مہیاے قضا مین ہر ایک کا
قول ہی کہ اے شاہ اگر قحطان ہم پر آپڑا تو ایسے لڑینگے کہ ان سرکشون کے دانت کھٹے
کر دینگے اُسوقت صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز آئی سب دیکھنے لگے دیکھا
نور الدہر بن بدیع الزمان پشت مرکب پر سوار تبلیغ قزاق شل جا کر ان کشتہ بین
ہمراہ قزاق کو دیکھ کر قحطان گھبرایا سوچا کہ جب تبلیغ کو زیر کر لیا تو میری کیا حقیقت
ہو گی بنڈا پھیرا اپنے لشکر مین آیا کہتا ہی یارو وہ جوان آپہونچا اب مین اُس سے مقابلہ
نکرونگا کسی اور پہلوان کو بلواؤن کہ وہ آکر مقابلہ کرے اُسیوقت طبل امان بجواکر
اپنی بارگاہ مین آیا فیروز تاجدار نے نور الدہر کا استقبال کیا شاہزادہ لشکر مین
آیا نور الدہر آکر بیٹھے کمیت و تبلیغ خدمت مین ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ مقابلہ
قحطان سے فراغت پاوین تو شفتل پہ چڑھائی ہو اور کمیت بھی سوچتا ہی کہ
معشوق ملیگی یہ وہ شہر ہی کہ شفتل کو جان بچانا دشوار ہو گی دونون اسی خیال مین
بیٹھے ہین کہ تبلیغ نے عرض کی حضور قحطان تو آپ کے خوف سے بھاگا اب مقابلہ
کو نہ آئیگا طرف شفتل کے چلیے کہ ہماری بھی آرزو پوری ہو کہ یکایک ہرکارون
نے خبر دی کہ کوئی پہلوان ہی شفتل بن شفتال اُسکا نام ہی بڑا بہادر ہی قحطان
نے اُسکو نامہ لکھا ہی کہ بھائی میری مدد کو آؤ یا تم مسلمانون سے بچاؤ ایسا نہو
کہ مجھے مقابلہ پڑے یقین ہی کہ وہ پہلوان مدد قحطان کو آئے یہ سنکر کمیت اپنے
مقام سے اُٹھا شاہزادے کے گرد پھرنے لگا کہا اے شہریار میری آرزو پوری ہوئی
کہ شفتل اسی مقام پر آتا ہی تبلیغ نے کہا اے عیار طرار تجھکو شفتل سے کیا کام ہی عیار
نے کہا اے تبلیغ مین اُسی کا عیار ہون ہوس وصل نرگس شہلا مین مسلمان ہوا اب
مین خواہش رکھتا ہون کہ وصل سے کامیاب ہونگا تبلیغ نے کہا او مکار خاموش
رہ مین مدت سے عاشق ہون مین شاہزادے سے اقرار لے چکا شاہزادے نے
مجھسے وعدہ فرمایا ہی دونون مین تکرار ہونے لگی نور الدہر مانع ہوے مگر تبلیغ
کو اپنی جرأت پہ دعوی ہی اپنے مقام سے اُٹھ کھڑا ہوا کہا او عیار مکار دلیری کیا

مجال ہو کہ میری معشوق کا نام لے کمیت نے کہا ای تبلیغ مین اپنی معشوق آقا سے لونگا نورالدہر نے دونون کو تسکین دی دونون کے کان مین یہ کہا کہ تمھارے ساتھ عقد کردینگے دونون خاموش ہو کر بیٹھے مگر کمیت دوسرے دن برا سے بالادری نکلا تھا کہ دیکھا ایک پہلوان بارگاہ شغفل لیے ہوے جاتا ہو یہ اپنے جی مین کہتا ہو کہ ای کمیت امید تو پوری ہوئی لیکن شہریار رہا را اُس سے بھی وعدہ کرچکا ہو دیکھیے اسکا کیا انجام ہو اِس فکر مین پلٹا اپنے مقام پر آکر سوچنے لگا کہ جاکر شغفل کو پکڑ لاؤن یہ تو سن چکا ہو کہ شغفل یہان سے دس کوس پر ہی اگر شغفل کو گرفتار کر لایا تو معشوق پر میرا حق ہوگا شاہزادہ انکار نہ کرسکیگا ضرور میرے ساتھ عقد ہوگا یہ سوچ کے اسباب عیاری سے آراستہ ہوا طرف صحرا کے چلا آتے آتے ایک کوہ پر پہونچا دیکھا لشکر شغفل اترا ہوا ہی پہاڑ سے اتر کر لشکر شغفل مین آیا دیکھتا بھالتا سامنے شغفل کے پہونچا سلام کیا شغفل نے پوچھا ای کمیت کئی دن سے کہان تھے کمیت نے عرض کی غلام اِس فکر مین تھا کہ آپ جسکے مقابلے کو جاتے ہین اُسکو گرفتار کر لاؤن مین گیا تھا مگر موقع نہ پایا اب حضور کے ہمراہ چلونگا چلکر گرفتار کر لاؤنگا وہ جوان شیر بیشۂ جرأت ہو یکہ تاز میدان جلادت ہو اگر سر میدان مقابلہ پڑیگا تو بہ مشکل زیر ہوگا تبلیغ قزاق اُسکا مطیع ہو گیا رحم ہو کر گیا تھا وہان جاکر تبلیغ کو زیر کیا اب اُسکا حشم و شان بڑھتا جاتا ہو مین اُسکو گرفتار کر لاؤنگا شغفل کا تو قدیم عیار ہو اسنے بہلا لیا انتظام شراب کرنے لگا شراب مین بیہوشی ملائی جب رات کو جلسہ آراستہ ہوا ایک نازنین بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بناز و ادا گانے لگی نظم

خزان چمن سے گئی فصل گل کے آئے دن	خدا نے پھر یہ چمن باغبان دکھائے دن
خزان چمن مین ہو بلبل قفس مین نالان ہو	خدا کیلے نہ دشمن کو یہ دکھائے دن
فراق یار مین دن ہو گیا ہو روز قیام	بلا سے عمر گھٹے پر خدا گھٹائے دن
دعا سے بھی نہین ہوتی شب وصال نصیب	فراق یار کے آتے ہین جن بلائے دن

جمال یار نہین خواب مین بھی اپنے نصیب — فلک نے کیسے الٰہی ہمین دکھائے دن
نہ پوچھو حال شب و روز ہجر رعنا کا — بلا کا سامنا رہتا ہے مجھکو آئے دن

کمیت نے اُسی ہنگامے مین شفقل کو جام دیا شفقل جام پی گیا کوئی شک اسکی
طرف سے نہ تھا سب سردار مشتاق بیٹھے تھے سب نے اِشارہ کیا ایک ایک
جام اُسنے سب کو دیا تھوڑے ہی عرصے مین دست درازیان ہونے لگین کسی نے
کسی کی کلاہ اُتار لی کسی نے کسی کی پگڑی اُچھالدی کوئی تلوار ٹیک کر اُٹھا کوئی
اکڑنے لگا کہا آئے کوئی مقابلہ کرے دوسرے جوان نے اُٹھکر آواز دی لو
مین آیا مجھسے مقابلہ کر شفقل نے جو یہ ہنگامہ بارگاہ مین دیکھا جھلا کے اُٹھا
اُٹھتے ہی پانوْن لڑکھڑائے گر کر بیہوش ہوا کمیت نے شفقل کا پشتارہ باندھا
اور لے بھاگا صحرا کو طے کرتا ہوا جاتا ہے قضائے کار ملکہ نرگس شہلا شکار کھیلکر
آتی تھی اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری اور نعرہ کیا کہ او جانے والے ٹھہر جا یہ پشتارہ رکھدے کس غریب پر
دست انداز ہوا ہے خبردار آگے نہ بڑھنا کمیت نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نقابدار
مرصع پوش کمان کاندھے سے اُتار چکا ہے تیر جوڑ رہا ہے سہم گیا سمجھا کہ کوئی گوشہ
بھی نہین جو اُسمین چھپون گھبراکر پشتارہ ڈالدیا جان بچاکر بھاگا جب کمیت
نکل گیا تو نرگس شہلا نے قریب آکر پشتارہ کھولا دیکھا کہ ایک جوان سیاہ رو
بدخو ہے آخر پہچانا کہ یہ تو میرا باپ ہے وہ عیار معلوم ہوتا ہے کہ کمیت تھا مگر مقام
تعجب ہے کہ بڑا نا عیار ہے اس لیجانے مین کوئی راز تھا مین نے ناحق دخل دیا مگر
گوشے سے کمیت دیکھ رہا تھا پہچان گیا کہ بیٹی نے باپ کو دیکھا اسکو بھی فقرہ
دون گوشے سے نکلکر سامنے آیا کہا حضور آپ نے کیون دخل دیا مین انکو
مطلب سے لیے جاتا تھا ایسے مقام پر لیجاتا کہ نام ہوتا نرگس شہلا نے پوچھا
آخر کہان لیجائے گا کمیت نے کہا بارگاہ نورالدہر مین لیجاؤنگا یہ اسکو گرفتار
کرینگے لڑائی موقوف ہو جائیگی ورنہ اس شخص کا گرفتار ہونا دشوار ہے

نرگس سمجھی کہ سچ کہتا ہو کہا اچھا لیجا سامنے نرگس کے کمیت نے پشتارہ باندھا لیکر روانہ
ہو گیا مگر بیقرار ہو کہ آج معشوق سے باتین کین ہنستا ہوا آتا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی
قحطان اُدھر سے آتا تھا اُسنے دور سے کمیت کو دیکھا کہ پشتارہ بدوش جاتا ہو نیزہ ہلاتا ہوا
جھپٹا کہ او عیار مکار یہ کسکو لیے جاتا ہو کمیت نے دیکھا کہ اگر یہ دیکھ لیگا تو مار ڈالے گا
پشتارہ پھینک کر بھاگا قحطان نے عیار کا پیچھا نہ کیا قریب پشتارے کے آیا پشتارہ
کھولکر شغفتل کو دیکھا باغ باغ ہو گیا جی مین کہتا ہوا و قحطان یہ عیار تو اسی کا ملازم تھا
پھر کیا باعث ہوا کہ اپنے مالک کو لیے جاتا تھا پشتارہ اُٹھا کے اپنے مرکب پر رکھ لیا
شکار کھیلتا ہوا لشکر مین آیا شغفتل کو ہوشیار کیا تمام کیفیت بیان کی کہ اے ملکہ بارگاہ
کا کئی روز ہوے آیا اور مین آپ کا انتظار کر رہا تھا برائے شکار گیا تھا راہ مین دیکھا
کہ عیار آپ کا کمیت چابک خرام آپ کو لیے جاتا تھا مین نے اُس سے پشتارہ آپکا
چھین لیا نہین معلوم کیا سبب تھا اور آپ کو کہان لیے جاتا تھا شغفتل نے کہا مین
خود حیران ہون مگر تم اب اپنا حال کہو قحطان نے کہا اے دوست صادق و اے محب
واثق اول جو نور الدہر سے مقابلہ پڑا میرے ہاتھ سے وہ جوان زخمی ہوا مگر گھوڑا
اُسکو نکال لے گیا ایسا صاحب اقبال ہو کہ وہان سے جو آیا تو تبلیغ ایسا قزاق شل چار ہزار
کمترین ہمراہ تھا اور یہ بھی خبر مین نے سُنی کہ تبلیغ کو زیر کر کے لایا مین سمجھ گیا کہ اب عہدہ بر آ
نہ ہونگا تب مین نے آپ کو نامہ لکھا شکر ہو لات و منات کا کہ آپ میرے پاس آ گئے
اب طبل جنگ بجوائیے مین آپ چلکر مقابلہ کرون شغفتل نے کہا اے برادر مجھکو یاد ہو مین
ایک مرتبہ شکار کھیلتا ہوا گیا تھا تو تبلیغ کے قزاقون نے مجھکو لوٹ لیا چند سوار
میرے ساتھ تھے مین ناچار ہو کے پلٹ آیا جس شخص نے کہ تبلیغ کو زیر کیا ہو مین اُس
سے نہ لڑ سکونگا تمھاری خوشی ہو کہ امتحان ہو جاے تو طبل جنگی بجواؤ مین سر میدان
سمجھ لونگا مہلت بھی نہ دونگا ہر چند کہ فنون سپاہ گری مین طاق و شہرۂ آفاق ہون
مگر زور سے مجبور ہون تب قزاقان تبلیغ نے گھیرا تھا ایسا عاجز ہوا کہ تلوار نہ کھینچ سکا
گھوڑا وغیرہ دیدیا اکثر فکر کی کہ تبلیغ سے مقابلہ پڑے مگر اُسکا قلعہ بالاے کوہ ہو پہنچنے

لشکر کشی نہ کی پہلے اسی کو ٹوکونگا قحطان نے کہا مین سر لشکر پر رہونگا آپ اسکو باتون
مین لگا لیجیے گا مین تیر مار دونگا شفقل یہ مضمون سنکر بہت خوش ہوا کہا اس مکر سے
تم غالب آؤ گے اول تبلیغ کو مارنا پھر نور الدہر کو للکارنا اسکے ساتھ میں یہی سامان
ہو غرض آپسمین صلاح کر کے شفقل نے طبل جنگی بجوایا مگر کمیت چابک خرام بدل و
خزین سامنے نور الدہر کے آیا نور الدہر نے پوچھا ای برادر کہان تھے کمیت نے
سب حال بیان کیا کہ مین شفقل کو لاتا تھا قحطان نے پشتارہ چھین لیا نور الدہر نے
کہا تمنے کیون تکلیف کی میدان مین سمجھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے
بعد دعا کے عرض کی کہ شفقل بن شفتال نے طبل جنگی بجوایا ہی مگر ایک حضور کو خیال
رہے کہ دونون دیر تک صلاحین کیا کیے تخلیے سے ہنستے ہوے نکلے فیروز تاجدار
سے نور الدہر نے حکم دیا کہ تم بھی طبل جنگی بجواؤ یہان بھی طبل جنگی بجا مگر دیوانہ
بلند قامت اکڑ رہا ہی دمبدم کہتا ہی اگر حکم ہو تو جا کر شفقل کو پکڑ لاؤن نور الدہر
منع کرتے ہین کہ ای بلند قامت یہ سرکشی بہتر نہین دیکھو خبردار لشکر سے نکلنے کا
ارادہ نہ کرنا دیوانہ خاموش ہو رہا تبلیغ قزاق کہ پہلو مین بیٹھا ہی دمبدم عرض کر رہا
ہی کہ حضور کل غلام کے واسطے روز عید ہی کل شفقل زیر ہوگا خدا وہ دن دکھائے
کہ غلام کو حضور لیکر چلین اور نرگس شہلا سے عقد ہو تو آرزو پوری ہو کمیت کو
بڑا تردد ہی کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی بہ قول شاعر فرد غم صیاد و فکر باغبان ہی + دو
گلے مین ہمارا آشیان ہی + وہ رفیق سرکار مین عیار دیکھیے کسپر توجہ ہو نور الدہر
یہ سوچے کہ اگر خدا فضل کرے تو ان دونون کی تصویرین سامنے اس نازنین کے
پیش کیجاوینگی جسکی تصویر پسند کرے اسکے ساتھ عقد ہوگا چار پہر رات اسی تیاری
مین گزری وہ وقت آیا

نظم

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوے بہرہ مند	ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان	اٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

فوج مسلح ہو کر طرف میدان کارزار کے چلی فیروز تاجدار و تبلیغ قزاق آراستہ
ہو کر در دولت شاہزادہ نور الدہر پر آئے کمیت خدمت مین حاضر ہو کر بارگاہ کا پردہ
اُٹھا سب نے دیکھا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان سلاح سے آراستہ ایک طرف
کمیت دوسری طرف شبرنگ بن عمرو مگر نور الدہر شبرنگ سے فرماتے ہین کہ ای
شبرنگ نہین معلوم ہنوش پر کیا گذری عرصہ ہوا ایلٹ کر نہین آئین لوح کی فکر مین
گئی تھین اور سُنتا ہون کہ لوح ایسے مقام پر ہو کہ جہان کوئی جا نہین سکتا گیا اور
گرفتار ہو گیا نہین معلوم کہ پہونچین یا نہین پہونچین شبرنگ عرض کرتا ہو انشاء اللہ
وہ پتہ لوح کا لگا کر آوینگی اُنھین کی وجہ سے لوح پایئگا مرکب سامنے آیا اُسپر
سوار ہوے مگر تبلیغ خدمت مین حاضر ہو کہتا ہو آج غلام کو رخصت ملے کہ شقتل
سے مقابلہ کرون مشکین باندھکر لاؤن تب میری مشکل آسان ہو نور الدہر
فرماتے ہین میدان کارزار مین سمجھا جائیگا اگر اُسنے تمکو پکارا تو بیشک اجازت
دونگا تبلیغ کہتا ہو ایسے ایسے پہلوانون کو جھکائیان دیکر مار لونگا ابھی جرأت اِس
غلام کی حضور نے ملاحظہ نہین فرمائی سواے حضور کے کسی نے میری پشت زمین
سے نہین لگائی مگر نور الدہر نے خیال کرکے دیکھا کہ چہرہ تبلیغ کا اُداس پریشانی
چہرے سے ظاہر ہو حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہو پھر سوچے کہ اُسی کی بیٹی پر عاشق ہو اُسکی
یاد مین بیقراری کر رہا ہو اسی خیال مین میدان مین آئے کہ شقتل نے گینڈا اپنا
نکالا مگر قحطان سے کہ آیا کہ ہوشیار رہنا قحطان ایک پہلو پر آکر کھڑا ہوا جیسے ہی
شقتل میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای تبلیغ میرے مقابلے مین آ تو نے بڑی
خطا کی ہو کہ مسلمان کی اطاعت کی بادشاہ طلسم کے دشمن ہوے تبلیغ تو منتظر کھڑا تھا
گھوڑے کو پھیرا خدمت نور الدہر مین آیا عرض کی آقاے نامدار مجھکو پکارتا ہو
نور الدہر نے کہا بسم اللہ تبلیغ سامنے فیروز تاجدار کے آیا اُس سے بھی رخصت
لی طرف میدان کے چلا تھا کہ گھوڑے کو ٹھوکر لگی خود سر سے گرا نور الدہر نے
منع بھی کیا کہ ای تبلیغ تم میدان مین نہ جاؤ شگون بد ہوا ہو مگر تبلیغ نے نہ مانا شقتل کے

مقابلے مین آیا شفقل نے کہا کیون ای تبلیغ تو نے بڑی خطا کی کہ شاہ طلسم سے پھر گیا بادشاہ
طلسم نے کیا تیرے ساتھ برائی کی تھی تبلیغ نے جواب دیا کہ مذہب اہل اسلام حق ہے تبلیغ
شفقل سے باتین کرنے لگا قحطان نے پشت پر سے تیر مارا تین پھال کا تیر پشت پر تبلیغ کی
پڑا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرا تبلیغ لڑکھڑایا شفقل نے اوپر سے ہاتھ مارا کہ سر کٹکر تبلیغ کا گرا
نورالدہر نے جو تبلیغ کو کشتہ دیکھا آگ لگ گئی نہایت غصہ آیا گھوڑا بڑھا کر چہار جانب
دیکھتے ہوے مقابل شفقل مین پہونچے فرمایا کہ او مکار یہ کیا حرکت کی کہ قحطان نے تیر
مارا اور تو نے ہاتھ تلوار کا مار دیا للکار کر قحطان نے نورالدہر پر بھی تیر مارا نورالدہر
نے جو سپر کمان کا کڑکتے سنا گھوڑا اپنا ہٹا لیا تیر گھوڑے پر شفقل کے پڑا گھوڑے نے
طرارہ بھرا نورالدہر نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سر کٹکر شفقل کا گرا شفقل کو مار کے
قحطان پر جا پڑے کہا او مکار مکر کا انجام دیکھا اب وار کر مین تیرے سامنے آیا ہون
قحطان کانپنے لگا طرف فوج کے اشارہ کیا کہ اس جوان کو مار لو تمام فوج بلوہ
کر کے نورالدہر پر آئی نورالدہر نے تلوار چمکائی اور نعرہ کیا نعرہ نورالدہر
نظیر حمزہ صاحبقران بہ خشم بہ قہر + شبستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر + فیروز تاجدار
نے جو دیکھا کہ شاہزادہ گھر گیا فوج کو لیکر آ پہنچا دونون لشکر آپس مین مل گئے تلوار
چلنے لگی نورالدہر لڑ رہے ہین مگر ہر مرتبہ قحطان پر جاتے ہین قحطان ہٹ جاتا ہے
ایک مقام پر قحطان لڑ رہا تھا کہ نورالدہر گھوڑا بڑھا کر قریب پہونچے قحطان
نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے خالی دیکر وار کیا قحطان نے سپر پر روکا مگر تیغہ
سلیمانی تڑپ کر جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو قحطان کی کاٹ کر جو تیغہ گرا قحطان
کے دو ٹکڑے ہوے قحطان کو مار کر فوج کو شکست دی پانون فوج کے اکھڑ گئے
فوج شکست کھا کے بھاگی نورالدہر نے مال و اسباب لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی
پلٹے مگر فرماتے ہوے کہ کیون اے شبرنگ مینوش کا کیونکر پتہ ملے عرصہ دراز گذرا
انکو گئے ہوے شبرنگ نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام تلاش مین جاے نورالدہر
نے فرمایا کہ اے شبرنگ بے نشان کہان جاؤ گے فیروز تاجدار نے عرض کی کہ اے

شہر بارہ طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ جزیرہ کمیاب مین گئین اگر حکم ہو تو اوسی طرف
چلنا چاہیے شاید پتہ ملے مگر مینوش کا یہ معرکہ ہوا کہ تلاش مین لوح کی خبر پائی کہ جزیرہ
کمیاب مین لوح ہو کمیاب جادو ساحرہ زبردست نگہبان لوح ہو فوج بھی وہان
زیادہ ہو ملکہ مینوش بڑی جستجو سے اُس جزیرے مین پہونچین اہل لشکر نے جو دیکھا
کہ ایک نازنین حسین وجمیل پر پرواز پیدا کیے آتی ہو بارگاہ مین جا کر کمیاب جادو
سے اطلاع کی کہ ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل اُڑتی ہوئی آتی ہو معلوم ہوتا
ہو آپ کی ملاقات کی شایق ہو کمیاب ہنس پڑی کہا صاحبو کتاب طلسمی میرے پاس
ہو جمشید اول سب حال لکھ گئے ہین صاف صاف تحریر ہو کہ فلان مہینے سے انقلاب
شروع ہوگا مسلمان اِس طلسم مین جلوہ کرینگے ساحر ناچار ہو جاوینگے مین انتظام
سمجھے بیٹھی ہون بی مینوش دختر مہران تاجدار آتی ہونگی مین انکی فکر کر چکی ہون
رجا بجا میزون پر جو طایران سیاہ رنگ بیٹھے تھے اُن سب نے منقارین اپنی کھولین
چہکارنے لگے اُنکی صدا اون سے یہ اشعار ثابت ہوتے تھے

نظم

گیا دل مفت ہاتھون سے مجھے رہ رہ کے یہ غم ہو — غضب کا ماجرا ہو اور قیامت کا یہ ماتم ہو
چمن کا رنگ ہو بڑھ کر جو رنگ باغ رضوان سے — بتا دے باغبان وہ آج کس گلرو کا مقدم ہو
مرا گریہ غم فرقت مین طوفان خیز ہو ایسا — سمندر سامنے جسکے بہ قدر اشک شبنم ہو
تمناے در فردوس کیا ہو مجھکو اے زاہد — در دولت سراے یار کیا فردوس سے کم ہو
تعجب کچھ نہین اِسکا جو بیمار تو لین جان آئے — تری ٹھوکر نہین ہو معجز عیسیٰ مریم ہو
خدا جانے کہ آفت آئیگی کس کس پہ اے رعنا — اُسے غیرون نے بھڑکایا ہو ظالم کل سے برہم ہو

کمیاب ہنسنے لگی کہا دیکھو صاحبو ظاہر ہوتا ہو کہ مینوش کسی پر عاشق ہو کر آئی ہو
ظالم کو آنے تو دو یہ ذکر تھا کہ ملکہ مینوش آسمان سے اُتریں جیسے ہی بارگاہ مین
قدم رکھا کمیاب اُٹھ کھڑی ہوئی پوچھا اے ملکہ عالم آج کہان سرفراز فرمایا ہم تو
آپ کے مشتاق تھے خوش نصیبی ہماری کہ آپ نے سرفراز کیا ہمنے آپ کی اِس عنایت
پہ ناز کیا یہ کہکر ہاتھ تھام لیا مینوش خوش ہو کر اب اِس سے حال لوح پوچھوگی

کمیاب نے مینوش کو لاکر مسند پر بٹھایا ادھر ادھر کی باتین کرنے لگی کنیزون کو آواز
دی اری گل اندام وغیرہ حاضر ہو مگر یہ خیال رہے کہ سامان سے آنا کئی سو کنیزین پشت تعمرے
آئین عہدے ہاتھون مین آپس مین خوش فعلیان کرتی ہوئین سبکے آگے گل اندام
نامے نہایت شوخ وشنگ اُسکے پہلو مین زعفران اور گلرنگ حاضر جام کرتی ہوئین
پشت پر آکر مینوش کی کھڑی ہوئین جو سب کے آگے تھی اُسنے گلابی بغل سے نکالی
جام بلورین لبریز کیا ساتھ قاعدے کے سامنے مینوش کے آکر عرض کی نوش فرمایئے
مینوش غافل از گردش فلکی مراد نہ سمجھی جام پی گئی کنیزون نے غل کیا کہ بی کمیاب
مبارک ہو جام پی کر مینوش نے کہا ای کمیاب تجھے خبر ہی کہ طلسم کشا طلسم مین آگیا
ایک شاہزادہ موسوم بہ نورالدہر طرف مہرانیہ کے جاتا ہی مین نے دل مین خیال کیا
کہ جاکے کمیاب کو ہوشیار کر دون یہ بتاؤ کہ لوح کہان ہی لوح پر خوب حفاظت کرو
نگہبان مقرر کر دو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کو لوح حاصل ہو جائے تو باعث خرابی ہی
کمیاب نے کہا ای مینوش اگر طلسم کشا کے ہزارون مددگار ہون اور سالہا سال
پھرین تو لوح کا پتہ نہ پائین مین آٹھ پہر کتاب سامری دیکھا کرتی ہون ساری کتاب
کی حافظ ہون بی مینوش صاف صاف بتاؤ کہ کس پر عاشق ہوئین کسکی محبت
مین جان سے بیزار ہو جزیرہ کمیاب مین بے خوف چلے آنا یہ تمھارا ہی کام تھا
تمکو کچھ خوف نہ آیا تمام طلسم مین مشہور ہی کہ کمیاب جادو کے پاس لوح ہی مین نے
آجتک لوح نہ دیکھی اور نہ جانتی ہون کہ کہان ہی اپنے جزیرے کی حفاظت کرتی ہون
آپ کی تشریف آوری سے قبل مجھکو معلوم ہو گیا کہ آپ فکر لوح مین آئی ہین
یہ طائر جو میزون پر بیٹھے ہین جمشید اول نے انپر بڑی مشقت کی ہی یہی سب
راز بتاتے ہین ہان ای طائران جمشیدی جلد اپنی ذہانت ظاہر کرو طائرون
نے دوبارہ پر کھولے اور یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

جاکے قاصد نے جو کی یار سے تقریر غلط	ہو گئی وصل کی تدبیر سے تقدیر غلط
خود غلط ہی جو کہے ہوتی ہی تقدیر غلط	لیکن قسمت کی بھی ہو سکتی ہی تحریر غلط

زلزلہ عرش کو آتا تھا مرے نالون سے
اب ہوا کیا کہ ہوئی آہ کی تاثیر غلط

روبرو اُسکے مہ مصر کا کب رتبہ ہی
سامنے مہر کے ہی ماہ کی تنویر غلط

لب معشوق نہ ہو تیر نظر کیون انکا
تا در انداز کے ہوتے ہین کہین تیر غلط

رہبری خاک مریدون کی ہو ممکن اُس سے
کجروی سے جو رہ راست کرے پیر غلط

ماہ و انجم کے عوض مصر کا زندان دیکھا
خواب یوسف کی مگر ہو گئی تعبیر غلط

دخل اغیار کا ممکن نہین اُنکے گھر مین
ہون رقیبو نے کہین وہ شکر و شیر غلط

حاشیہ مصحف رخ سے قلم انداز کرو
دیکھو قرآن کی نہین چاہیے تفسیر غلط

رہنما خضر ہو ہمدم ہو مسیحا اپنا
پھر ہو کس راہ سے راہ و رہ شبگیر غلط

جذب اُلفت کا تماشہ اُسے دکھلا دیتا
کر گیا راہ مگر نالۂ شبگیر غلط

چھوڑ کر مسجد کے کوچے کو پھرا آوارہ
ہوئی مجنون سے رہ خانۂ زنجیر غلط

پیر میخانہ سے رندون کو ہی بیعت زاہد
افترا ہی جو اُنھین کہتے ہین بے پیر غلط

قبر مین بات بس ایسے نکیرین نے کی
درمیان مین یار کے کی مین نے جو تقریر غلط

سحر ہی یا کوئی اسرار کہ ہو جاتی ہی
یار کے سامنے تاخیر مزامیر غلط

محفل یار مین موقع نہ رہا اب رعنا
آپ کو ہی ہوس عزت و توقیر غلط

یہ اشعار جو طائرون نے پڑھے کنیزون نے اشارہ کیا کہ ملکۂ عالم اُٹھیے اب قیدخانے مین چلیے آواز طائرون کی سُنکر مینوش ایسی مبہوت ہو گئی تھی کہ کچھ جواب نہ دیا جام پی چکی طائرون کی آواز تھمی کنیزون کے ساتھ ہولی کنیزین مینوش کو کمرے مین لائین ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین زبان مین جب سوزن دی تب مینوش نے کہا صاحبو مین نے کیا خطا کی جو مجھکو قید کر لیا مین تو برائے حفاظت آئی تھی کنیزون نے کہا اے مینوش اب تک غافل تھین اب ہوشیار رہو مین اب تمھارا اچھنا دشوار ہی اُسی کمرے مین مینوش کو قید کیا کمیاب سے آکر کہا حضور مینوش قید ہو گئین کمیاب نے کہا اے گل اندام تو انکو خدمت مین مہران تاجدار کی لیجا میری طرف سے آداب اور تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ یہ گنہگار حاضر ہی فکر بوح مین جزیرۂ کمیاب

ہین گئی تھین وہان جاکر قید ہوئین اپکی خدمت مین بھیجا ہی اب سزاو جزاکا آپ کو اختیار ہی مین تو اسکا سر کاٹ کر روانہ کرتی کہ اسنے صفائے تاش کی بادشاہ طلسم کی دشمن ہوئی لیکن یہ خیال آیا کہ حضور کی خراج گزار ہی اسوجہ سے مین نے نہین قتل کیا لہذا آپ ہی قتل کرین خواہ بخشین مگر آگاہ کرتی ہون کہ اسی کی ذات سے فتنو برپا ہوگا یہ طلسم کشا کو لائیگی اور آفت برپا کریگی گل اندام کو بخوبی سمجھا کر حکم دیا کہ قید کو لے جاؤ اور کہنا کہ اب زمانہ انقلاب کا ہی جمشید اول لکھ گئے ہین جابجا بھی کتاب مین لکھا ہی کہ اب طلسم نہ بچے گا عملداری مسلمانون کی ہوجائیگی مگر مین نے وہ انتظام کیا ہی کہ پرندہ پر نہین مار سکتا اور درندہ کی کیا لیاقت ہی کہ میرے جزیرے مین آئے جو آئیگا گرفتار ہوجائیگا گل اندام قید کو لیکر مینوش کی روانہ ہوئی جاتی ہی کئی کوس جاتا ہی جابجا ٹھہرتی جاتی ہی دور سے ایک کوہ فلک شکوہ دیکھا کہ پہاڑ سے دھوان نکل رہا ہی شعلہ ہائے آتش پہاڑ کو گھیرے ہوے ہین اُسی آگ مین طائر بھی اُڑ رہے ہین مگر پر نہین جلتے منقارین کھولے ہوے زمزمہ سرائی کر رہے ہین اُنکے زمزمے سے یہ آواز آتی ہی نظم

نزاکت پردہ میرے قتل کا بیڑا اٹھاتے ہین
مگر جاتے ہین اور اسپر بھی رہ رہ کر سہم جاتے ہین
جو عالی ظرف دریا دل ہین بہتے ہین قضے کی
حباب آسا ہی ثابت بے ثباتی بحر عالم کی
کیا ہی ذبح مرغ نامہ بر کو اُنسے کہتے ہین
سر بعشق پرور دسر اعجاز کیا معنی
لبھانے کو دل عاشق کے کیا کیا پیچ کرتے ہین
کسی کے طائر دل کو مقرر وہ پھنسائین گے
نکھرے پہ نہین بعد فنا گور غریبان پر
مسی ہی لب پہ ہاتھون مین حنا رخسار پر غازہ

نصیب اللہ اکبر زیر خنجر آزماتے ہین
سوال بوسہ پر ہر بار اُنسے ٹھوکی کھاتے ہین
در آتے ہین انھین کو زد نہین اور دریا بہاتے ہین
یہ غافل بے محل آب روان پر گھر بناتے ہین
رقیبون سے خدا سمجھے جو بے پر کی اڑاتے ہین
بھلا ہی حضرت عیسی کہین ہم دم مین آتے ہین
یہ گیسو بل کی لیتے ہین جسین جب سر جھکاتے ہین
جو دام زلف مشکین تل کے دانے پھیلاتے ہین
مگر ان قافلے اردان کے دنیا ستے جاتے ہین
خدا را کیسی نیرنگی سے رنگ اپنا جماتے ہین

خدارا پھر استقبال جلد اے جان باہر آ | عیادت کو مری جان جہان تشریف لاتے ہین
زر گل کی ہی بازار جہان مین گرم بازاری | جوانان چمن اب خوب گل چھرے اڑاتے ہین
گلستان آج کشت زعفران سے کم نہین گلچین | جو گل کھل کھل کے ہنستے ہین تو غنچے مسکراتے ہین
نظر پھر جاتی ہی جسوقت اُس خوش چشم کی رعنا | تو پھر مجھسے مرے چشم بھی آنکھین چراتے ہین

گل اندام نے جو آسمان سے کوہ کا یہ حال دیکھا مشتاق ہوئی کہ اس پہاڑ کی سیر کرون پہلو سے کوہ مین دیکھا کہ ایک گنبد ہی کہ نہایت آراستہ و پیراستہ ہی میز جابجا لگے ہین انگیز گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین کھانا سب طرح کا چنا ہوا ہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ کسی بادشاہ جلیل کے کھانے کا وقت ہی جب تو یہ دسترخوان چنا گیا ہی گل اندام سوچی کہ اِس گنبد مین چلکر ٹھہرون دم بھر آرام لون دیکھون یہ کسکا مقام ہی یہ سوچکر آسمان سے اُتری اُس گنبد مین آئی ایک کرسی پر آکر بیٹھی کہ ایک طرف سے گرد اڑتی دیکھا جمشید ثانی عقاب پر سوار فوج بے شمار پشت پر اِسی جانب آتا ہی جب قریب گنبد کے پہونچا پکار کر آواز دی اے کوہان سنگ بار ہم آتے ہین کل سامان تیار ہی گل اندام یہ آواز سنکر گھبرا گئی مگر کرسی پر بیٹھی رہی مینوش کو سامنے بٹھالیا ہی زبان مین اسکی سوزن لباس آہنی پہنے ہوے سرنگون بیٹھی ہی کہ پہلوے گنبد سے ایک ساحر آیا نعرہ کرتا ہوا کہ منم کوہان سنگ بار گنبد مین جو آیا گل اندام کو دیکھا پوچھا نیک بخت تو کون ہی یہ مقام رود خداوند ہی میرا نام لیکر پکارتے ہین مینوش پر جو نگاہ پڑی ہزار جان سے عاشق ہوگیا پوچھا او نازنین بتلا کہ تو کون ہی اور یہ کون ہی اِس قیدی کو کہان لیے جاتی ہی اِسنے کیا خطا کی گل اندام چاہتی ہی جواب دے کہ جمشید ثانی اندر آیا مینوش کو دیکھکر عاشق ہوا کہا کیون اے کوہان آج یہ غیر شخص کا یہان آنا کیسا میری تو عجب کیفیت ہی

نظم

برنگ غنچہ ہون اس باغ دہر مین دلتنگ | نہ نکلی نکہت گل کی روش سے دل کی امنگ
ہوا فرقت کا سفر سر پہ اور ہوا سپید درنگ | نفس ہی بانگ جرس کرچکا ہی اب آہنگ
حیا کا پاس ہی جبتک تو عشق ہی بس خام | مقام عشق مین رہتا نہین ہی نام کو ننگ

نگاہ و ابرو قاتل نے اک اشارے میں — اڑا دیے تن و جان و جگر کے ہیں جو رنگ
تپاک آپ کا مجھسے فقط لعب نہ ہو — کہ پیڑ غیر کو آنے مجھے خط پیرنگ
بڑا ہو طالع منحوس میں مرے مریخ — میں اُس سے صلح کا خواہاں وہ مجھسے بر سر جنگ
قضا کی طرحسے کیا جلد آتی ہو شب ہجر — شب وصال میں اللہ اکبر ایسی درنگ
پتہ یہ ہو مرے جان جہان کا ای قاصد — کشادہ سینہ ہو پتلی کمر دہن ہو تنگ
وہ سنگدل نہ ہو عاشق مزاج کیا معنی — نہاں ہی رہتی ہو آتش درون سینۂ سنگ
نہ چھوٹا زلف چلیپا سے یہ دل وحشی — ہوئی محبت گیسوے یار قید فرنگ
بڑھے گا رشتۂ الفت کٹینگے رشک سے غیر — نظام روز لڑاتا ہو اُس پری سے پتنگ

کوہان نے عرض کی قدرت کیوں بیقرار ہوتے ہیں یہ قیدی عاجز اور درماندہ ہو اسکو قید سے رہا کیجیے یہ جان و دل سے قدرت کو قبول کریگی جمشید نے کہا او نازنین تو کون ہو اسکو کہاں لیے جاتی ہو گل اندام نے گھبرا کر کہا یا خداوند یہ گنہگار ہو ملکہ کمیاب نے اسکو گرفتار کرکے بخدمت مہران تاجدار روانہ کیا ہو میں تھک کر یہاں ٹھہر گئی جمشید نے کہا جادو رہو یہ کیا خطا کریگی کمیاب جادو کی شامتیں آئی ہیں ای کوہان اسکے سر پر رنگامیز طائر کو بٹھا دو کہ یہ جزیرہ کمیاب میں جاکر کمیاب جادو کو سزا دے کہ وہ بھی یاد کرے کہ میں نے جنھیں تاکسیکو گرفتار کیا تھا اُسکی یہ سزا ہوئی کوہان سنگ بار ایک طائر بنانے لگا گل اندام نے رو کر کہا کہ یا خداوند میں جنھیں تا ہوں جو کچھ کیا کمیاب جادو نے کیا سامری نامے میں انقلاب لکھا ہو جمشید ثانی نے کہا اُس کتاب کا کیا اعتبار رہے جیا نقشے میں بیٹھا رہتا تو جو چاہا لکھ گیا اب اُس کتاب کو منسوخ کرونگا کوہان سنگ بار نے طائر رنگامیز تیار کیا سر پر گل اندام کے بٹھایا جیسے ہی طائر رنگامیز سر پہ آیا زمزمہ سرائی کرنے لگا کہ برابر اُس زمزمہ سرائی سے یہ اشعار عاشقانہ ظاہر ہوتے تھے نظم

گر دم قتل بھی دیدار میسر ہوتا — آب حیوان سے مجھے آب دم خنجر ہوتا
لاکھ معراج سے حق میں مرے بہتر ہوتا — کوے قاتل میں جو نیزے پہ مرا سر ہوتا

عالم اگر سلسلۂ زلف معنبر ہوتا | پھر نہ خالی کبھی سودے سے کوئی سر ہوتا
کوئی عاشق بھی نہ اس عشق سے جانبر ہوتا | تجھسا بے رحم زمانے مین جو دلبر ہوتا
دم گریہ ترے دانتون کا جو کرتا مین خیال | اشک گر کر صدف چشم سے گوہر ہوتا
اے بت پردہ نشین شہرۂ آفاق ہو تو | کیون ترے حسن کا ذکر نہ گھر گھر ہوتا
ہجر محبوب مین کیا کیا نہ اذیت کھینچی | موت آجاتی تو اس زیست سے بہتر ہوتا
دیکھتا صورت آئینہ جو اُسکا نہ جمال | شش جہت مین نہ کبھی آکے مین ششدر ہوتا
کوچہ اُس شوخ کا ہر چند ہی کانٹے کو سون | نامہ بر اُڑکے پہونچتا جو کبوتر ہوتا
مر گیا ہون شکم صاف پہ زیبا تھی یہ بات | سنگ مرمر جو مری قبر کا پتھر ہوتا
مثل گل پھولی نہ جامے مین سماتی بلبل | صحن گلشن مین جو پھولام کا بستر ہوتا
تو گرفتار غم ہجر نے دی جان آخر | کیون یہ مرتا جو غم و درد کا خوگر ہوتا
کوہکن کوہکنی جا کے نہ کرتا ہرگز | حق مین اُسکے دل شیرین جو نہ پتھر ہوتا
موتیون کا ہو جبین پر تری جھپکا اسطرح | جسطرح ماہ ہو پروین کے برابر ہوتا
یہ بسر اور یہی ارمانون مین کرتے نظام | عمر بھر بھی نہ اگر وصل میسر ہوتا

اُس طائر نے جو یہ اشعار پڑھے گل اندام کرسی سے اُٹھی اور وجد کرتی ہوئی چلی باہر آکے پر پرواز پیدا کیے طرف جزیرۂ کمیاب کے چلی یہان کمیاب جادو قصر مین بیٹھی ہو کتاب دیکھ رہی ہو بیٹھے بیٹھے اُٹھی کنیزون سے کہا لو صاحبو غضب ہوا جمشید ثانی مینوش پر عاشق ہو گیا گل اندام مبہوت آئی ہو مینوش کو اُسنے روک لیا ضرور انقلاب ہوگا عقلون پر پتھر پڑے ہین خداوند ہوکر ایسے مغرور ہین اُنکی فراست سے یہ دور ہو کہ ایسی گنہگار کو روک لیا کچھ خیال نہ آیا ہرچند کہ گل اندام میرا کیا کریگی مگر گل اندام کی قضا آئی ہو اسی آتش جمشیدی مین جلا دونگی خاک مین ملا دونگی دیکھون وہ طائر میرا کیا کرتا ہو ہر چند کہ وہ سحر قدرت کا ہو مگر مین خانۂ آتش مین رہتی ہون یہ کہکے باہر نکلی آگ مین آکر کھڑی ہوئی سب کنیزین دیکھ رہی ہین کہ دیکھا گل اندام نیچہ کھینچے ہوئے آتی ہو جیسے ہی کمیاب

کو دیکھا وہین سے للکارا کہ او نالایق تو نے غضب کیا مین تجھکو قتل کرونگی اب میرے
ہاتھوں سے بچکر کہان جائیگی کمیاب نے جواب دیا اے کمبخت قتل کر دیکھون کیسا سحر ہی گل اندام
تو بیہوش ہو رہی تھی کمیاب کو دیکھا کر گرتی اور کڑک کر گری کہ کمیاب کو اٹھالے
لیکن جیسے ہی آگ مین گری مثل ہیزم خشک جلنے لگی کمیاب نے طائر کو الگ کر لیا
اور پھر کر آتش آگ مین [illegible] حال تک جو [illegible] جلا کر کمیاب نکل [illegible] مین
[illegible] ہاتھ [illegible] انقلاب [illegible] رت سمجھے مین دو مگر
تو ہوگئی [illegible] تو کیا کرتے ہین بہر حال جمشید ثانی بعد جانے گل اندام کے ترب
مینوش آیا سوزن زبان سے نکالی ہتکڑیان بیڑیان دور کین کہا اے جان جہان
و اے آرام دل مشتاقان مین نے تجھکو قید سے رہا کیا اب معشوقۂ قدرت نبی سب
تجھکو سجدہ کرینگے مینوش نے جواب دیا کہ او خرہ بدلگام کیا بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور
نہ کر مین جسکی عاشق ہون وہ تیرا قاتل ہی یہ سنکر جمشید بہت جھلایا کہا اے کوہان
اسکو لیجا کر پہلو مین آسمان پری و قرلیشہ کے قید کر دو چار دن تکلیف اٹھالے تو
پھر راہ پر آئے کوہان نے مینوش کی پھر زبان مین سوزن دی کھینچتا ہوا لیچلا
ایک قصر مین لایا کہ آسمان پری و قرلیشہ وہان قید تھین اسی مکان مین اسکو بھی بند
کیا آسمان پری نے اس نازنین کو دیکھا کہ مسلسل و مطوق آکر بیٹھی آنکھون مین
آنسو بھرے ہوئے خیال مین نورالدہر کے ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی ہونٹوں پر
جان زار ہی فرقت سے دل بیقرار ہی کبھی طرف آسمان کے دیکھتی ہی جس سے یہ
اشارہ ہی کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار کس بلا مین پھنسا یا کیا تنگ دکھایا
کہ مجھکو اس شہریار سے جدا کر دیا کہ جسکی فرقت مین میرا زندہ رہنا محال ہی درد دل
درگاہ باری مین عرض کرتی ہی کہ اے کریم و رحیم جلد اپنا فضل شریک کر کہ مین اس
شہریار سے ملون ملکہ آسمان پری نے جو مینوش کو اس حال زار مین دیکھا تو پوچھا
کیون بی بی تم کون ہو اور ہم گنہگارون کے پاس آکر کیون قید ہوئین مینوش
کی زبان مین سوزن ہی بول نہین سکتی اشارے سے کہا مین عاشق جمال نورالدہر

ہون مگر لوح مین آئی تھی گرفتار ہوگئی تم لوگون کے پاس مجھکو قید کیا یقین ہر کہ
مجھکو قتل کرے مگر میری لاکھ جان اُس شہریار کے نام پر نثار ہی اگر اسی جستجو مین جان
جائے تو مجھکو گوارا ہی یہ حال پر ملال سُنکر ملکہ آسمان پری نے خوش ہوکر کہا کہ ہمارے
فرزند طلسم کے ٹکڑے اُڑا دینگے کیون مینوش کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ فتاح طلسم کی
کسکے نام نکلی مینوش نے سر پر تاج کا اشارہ بتایا کہ بادشاہ لشکر اسلام برائے فتاحی
طلسم آئے ہین ایک طرف نورالدہر ہین اور دوسری جانب بادشاہ جمجاہ ہین کئی
ملک تسخیر کرچکے ہین آسمان پری و قریشہ نے مینوش کی بڑی خاطر کی اور دعائین
مانگنے لگین کہ پروردگار تمکو قید سے چھڑائے کہ نورالدہر کی مدد کرو تم کیا سمجھ کے
کمیاب جادو کے پاس آئی تھین مینوش نے کہا مین نے سُنا تھا کہ لوح طلسمی
کمیاب کے قبضے مین ہو اور کمیاب کہتی ہر کہ مین نے آجتک لوح کی صورت
نہین دیکھی قریشہ نے کہا پروردگار پتہ لگا دیگا اگر سعد شہریار فتاح ہین تو لوح
انھین کو ملیگی آسمان پری نے ہنسکر کہا اپنے فرزندون کا حال سُنکر ہمارا رعب
بھی غائب آئیگا وہ جسطرف سے گذرینگے ملک کے ملک ویران کر دینگا جبتک ہماری
تقدیر مین تکلیف ہر تب تک قید رہینگے پھر اِس طلسم کا خراج بھی آیا کریگا اِس کی
حکومت بھی ہمارے متعلق ہوگی جب بدیع الزمان زیر ہوے ہین تو صاحبقران
زمان نے طلسم حیران سلیمانی کو فتح کیا تھا وہان کا باج وخراج بھی آتا ہی جو طلسم
مین ملازم ہین انکی تنخواہ پہونچتی ہر ہر سال وقائع گذرتا ہی مینوش کے قید خانے
مین آنے سے آسمان پری و قریشہ کو بڑی فرحت ہوئی باتین ہو رہی ہین اور فرماتی
ہین کہ خدا آبرو اِس دشمن خدا کے ہاتھ سے بچائے روز شب کو محفل مین بلواتا ہی
اور سوال وصل کرتا ہی آسمان پری فرماتی ہین کہ مین نے اکثر کلمات سخت کہے
مگر وہ بحیا ایسا بے غیرت ہر کہ دعوی خدائی کرتا ہی اور یکتائی پر مرتا ہی کلمات سخت
سُنکر سر جھکا لیتا ہی اور کہتا ہی اِنکو قید خانے مین لیجاؤ پریزادون سے کہتا ہی انکو
سمجھاؤ۔ آج بھی انھین باتون مین شام ہوئی چادر ظلمت نے پردہ پوشی کی مجنون

روز دشت نجد مغرب مین جا کر چھپا لیلی لیل نے زلف عنبر فام کھولی کہ دیو نہنکال کھانا
لیکر آیا آسمان پری و قریشہ کے سامنے رکھا چالیسون سردارون کو دیا پوچھتا پھرتا ہی
کہ آج کا قیدی کہان ہی آسمان پری نے بتلایا کہ وہ سامنے بیٹھی ہین نہنکال سامنے
مینوش کے آیا نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ چہرہ مثل آفتاب روشن غنچہ دہن رشک چمن
نازنین حور مثال پری تمثال چشم جادو فخر غزال رشک نرگس شہلا ہو دیکھکر بیقرار ہو گیا
اُسی مقام پر بیٹھا اور نام پوچھنے لگا سبب پوچھتا ہی کہ قید خانے مین قید ہونے کا
کیا سبب ہوا مینوش نے جواب دیا کہ یہی جمال ہمارا دشمن ہی خداوند تمھارے
دیو آبرو ریزی ہین نہنکال نے چپکے سے کہا کہ ای ملکۂ عالم اگر مجھکو غلامی مین قبول
کرو تو مین تمکو نکال لے چلون میرا حال بہت ابتر ہی جس وقت سے تمکو دیکھا ہی دل قابو
مین نہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ کانٹا کھٹک رہا ہی قلب مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی
کیونکر دل کو تسکین دون اس کمبخت کو کیا کہکر سمجھاؤن یہ نہ سمجھا تھا کہ عاشق زار
ہو کر یہ صدمات اٹھانا پڑتے ہین دل و چشم آپس مین لڑنے ہین آنکھین کہتی ہین
او دل خانہ خراب تو نے ہمین دین و دنیا سے کھویا دل مضمحل جواب دیتا ہی کہ گناہ تو
تمھارا ہی پہلے تمنے دیکھا پھر مین مائل ہوا انجام نہ سمجھا اب سر تیر شتاب ہو زندگی بیکار ہی
اِسوقت مین غلام کو خدمت مین قبول کیجیے تو آرام آئیگا ورنہ یقین ہی کہ پہلو
توڑ کر دل نکلجائے گا مینوش نے اِشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکال لے تو مین
جواب دون نہنکال نے بے سمجھے ہوے زبان سے سوزن نکال لی سوزن کا
نکلنا تھا کہ مینوش نے سحر کیا کہ قید سب ٹوٹ کر گری اور آواز دی کہ لو ملکۂ عالم
ہم تو جاتے ہین نہنکال نے کہا مین فراق مین مرونگا اور چاہا کہ ہاتھ پکڑون
ملکہ نے جنگل کی خاک کی اُسپر ڈالدی کہ وہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا نہنکال کو جلاکر
مینوش نے کہا کہیے تو آپ سب صاحبون کو رہا کر دون نکل چلیے آسمان پری
نے کہا بسم اللہ مینوش نے سب کی قید دور کی چالیسون افسرون کو رہا کیا
اور سب کو ساتھ لیکر نکلی مگر جمشید ثانی سوتے سوتے اٹھا گھبرا کر کہا کہ یار و وزرا

قید خانے کی خبر لو دیکھو نہنکال نے کیا کیا مجھکو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ مفت مین
نہنکال مارا گیا چند ساحر گئے دیکھا دروازہ قید خانے کا کھلا ہوا ہی اور قید خانے
مین سناٹا پڑا ہی روتے پیٹتے سامنے جمشید کے آئے کہا یا خداوند قید خانہ تو خالی
پڑا ہی اور نہنکال جلا ہوا پڑا ہی فقط ہڈیان باقی ہین گوشت و پوست جل گیا ہی
جمشید اُٹھا باہر نکلکر دیکھا کہ مینوش تو سحر کرکے نکلگئی مگر آسمان پری و قرلیشہ مع اپنے
چالیسون سردارون کے جاتی ہین وہین سے سحر کیا کہ سب کے پانون زمین نے
تھام لیے جمشید نے آکر سب کو پھر گرفتار کیا اُسی قید خانے مین لاکر قید کر دیا کئی
سو ساحر نگہبان مقرر کیے اور حکم دیا کہ جو کوئی کھانا اور پانی دینے جائے قید یون سے
بات نہ کرے ورنہ اُسے قتل کر دونگا نہنکال کی ذات سے یہ معرکہ ہوا ورنہ مینوش
کی کیا مجال تھی کہ میری قید سے نکلجاتی جمشید نے اِس تردد مین خونخوار تنگ پیشانی
کو نامہ لکھا کہ اے بندۂ خاص الخاص ساحرون کو تلاش مین مینوش کی روانہ کرو
جو مینوش کو گرفتار کرکے لائیگا دولت دنیا سے مالا مال کر دونگا جو مانگے گا وہی
پائیگا خونخوار کو جو نامہ پہونچا بہت پریشان ہوا مصاحبون سے کہنے لگا کیون
صاحبو یہ مینوش وہان کیونکر پہونچی قدرت نے کیونکر جانا مصاحب خاموش
ہو رہے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ قدرت نے بھی سنا ہوگا یہان تو یہ ذکر ہی مگر
خونخوار نے کئی سو ساحرون کو برائے تلاش مینوش روانہ کیا کہ جہان پاؤ گرفتار
کر لاؤ مگر وہ ساحرہ زبردست ہی ایسا نہ ہو کہ اُسپر غالب نہ ہو ساحر تلاش مین روانہ
ہوئے مگر مینوش واسطے نور الدہر کے بیتاب و بیقرار ہر مقام پر ٹھہرتی ہی اور
بیقرار ہو ہو کر کہتی ہی

نظم

زمانے مین کوئی ایسا نہ ہوگا ‌‌ ‌ جو تیرے حسن کا شیدا نہ ہوگا
ازل سے جو رہی ہی پردہ پوشی ‌ ‌ کسی نے آپ کو دیکھا نہ ہوگا
اُٹھانا ہی ندامت کس لیے تو ‌ ‌ یہ دردا ہی چارہ گر اچھا نہ ہوگا
ہزارون مر گئے لیکن نہ دیکھا ‌ ‌ کوئی تجھسا بھی بے پروا نہ ہوگا

کیے دیتی ہیں یہ پچی نگاہیں — کہ بالاے زمین کیا کیا نہ ہوگا
وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا — کہ اُس رستے میں پھر رستا نہ ہوگا
قیامت جسکو کہتے ہیں وہ ہی ہے — کنار قبر میں مُردا نہ ہوگا
اگر خادم کوئی جنت میں پہونچا — وہان کیا آپ کا چرچا نہ ہوگا
نئی دھمکی ہے یہ تو بندہ پرور — نہ دو گے دل تو پھر اچھا نہ ہوگا
بنا کر حضرت واعظ کو نافہم — نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہ ہوگا
انیس اب اُنکی باتون پر نہ جاؤ — بھلا کل وعدۂ فردا نہ ہوگا

یہ اشعار پڑھتی تھی اور روتی تھی ایک نخل پر بہ شکل عقاب بیٹھی تھی کہ آسمان پر دیکھا زاغ و زغن اڑ رہے ہین مگر زغن ہر مرتبہ جب زاغ پر پنجہ مارتی ہے تو پر زاغ کے ٹوٹتے ہین اور وہ پر مینوش پر آکر گرتے ہین مینوش نے دیکھا میرے ہاتھ پاؤن بیکار ہوے جاتے ہین ایسا نہ ہو بیہوش ہو کے درخت سے گر پڑون یہ مقدمہ بھی کچھ شعبدے کا ہے کیا عجب ہے کہ جمشید کے ساحر ہون یہ سوچکر اُڑی دن بھر پھری کہین پتہ لشکر نور الدہر کا نہ ملا مجبور و ناچار بیتاب و بیقرار ایک نخل پر آکر پھر بیٹھی جنگل کا سناٹا کسی طرف اژدر پھر رہے ہین کسی طرف ماران سیاہ اوس چاٹتے پھرتے ہین مینوش خاموش بیٹھی ہے کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی خیال کر کے جو دیکھا تو کوئی ہجران دیدہ آفت کشیدہ یہ اشعار پڑھتا ہے نظم

عاشقون مین کون مجھسا ناتوان پیدا ہوا — نالہ بھی میرے دہن سے بے فغان پیدا ہوا
بے نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا — یہ وہ طائر ہے کہ جو بے آشیان پیدا ہوا
پردہ پوشی قاتل بے رحم کی منظور تھی — ہر دہانِ زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا
دوست کی آمد مین دشمن کا بھی مژدہ سا تھا — جب بہار آئی ہمین خوف خزان پیدا ہوا
دیکھنا اسکا بھی مشکل یار نا ممکن رہا — شوق اپنے دل کا آنکھون سے نہان پیدا ہوا
وائے قسمت اہل دنیا ہوتے ہین کم ظرف بیش — اُٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا
انتہاے اوج کو پستی بھی ہوتی ہے ضرور — دیکھ لو پھر آسمان پر آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پر رہی صورت نہ ماشتخیال
کس بلا کی شام گیسو تھی نظر آئی نہ صاف
روز اک آفت ہی سر پر اسکے شاید اے نسیم

جب ہوئی ہستی مجھے نقل مکان پیدا ہوا
آنکھ جب اٹھی نگاہون مین دھوان پیدا ہوا
خاک کا پتلا برائے امتحان پیدا ہوا

یہ آواز سنکر مینوش بیقرار ہوگئی حیران تھی کہ یہ کون آفت رسیدہ ہی کہ جو پردہ شب مین بیقراری کر رہا ہی شاید اسکا درد لا دوا ہی یہ سوچتی ہوئی درخت سے اتری بصورت اصلی ہوکر نشان پہ آواز کے چلی قریب ایک درہ کوہ کے آکر دیکھا کہ ایک تاجدار گرد مین اٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا حیران و پریشان ایک گوشے مین بیٹھا ہی اور ہاتھ مین ایک تصویر ہی اُس تصویر کو دیکھ دیکھکر روتا ہی مینوش نے قریب آکر کہا کہ اے حلیق آتش اشتیاق و اے غریق لجۂ فراق کس بلا مین مبتلا ہی چہرے سے معلوم ہوتا ہی کہ کہین کا بادشاہزادہ ہی کہ تاج زمین پر پڑا ہی بے ہوش نہین کہ اُسکو اُٹھا کر سر پر رکھے مینوش کا حُسن عابد کش زاہد فریب تھا اُس نوجوان نے سر اُٹھایا آفتاب جمال دیکھکر آنکھین جھپک گئین ملکہ نے پوچھا آپ کا نام کیا ہی اُس تاجدار نے کہا نیر تاجدار میرا نام ہی اور قلعۂ خورشید نگار جو مشہور ہی وہ میرا مقام ہی باپ میرا مہران تاجدار بادشاہ ہی ایک دن واسطے شکار کے نکلا یہان سے قریب ایک کوہ ہی کہ اُسے کوہ سیاہ کہتے ہین کوہ پہ ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ بنا ہی ایک قزاق اُس مین رہتا ہی اُسکی دختر بلند اختر انجم گیسو کشا واسطے شکار کے اتری تھی نقاب چہرے سے اٹھ گئی تھی ماہ تابان پر لکۂ سحاب نہ تھا جمال دیکھکر ایسا مبہوت ہوا کہ نعرہ کرکے بیہوش ہوگیا وہ مغرور حسن و جمال مہربان ہوئی گھوڑے سے اُترکر فرش خاک پر بیٹھ گئی سر میرا زانو پر رکھا لخلخۂ زلف معنبر سنگھایا مین ہوشیار ہوا زیر سر تکیۂ زانوے محبوب پایا سر کو عرش اعلیٰ پر پہونچایا چاہا یون ہی لیٹا رہون وہ مجھکو ہوشیار دیکھکر شرمائی زانو اپنا کھینچ لیا جست کرکے اپنی مادیان پر سوار ہوئی بالائے قلعہ چلی گئی مین نے اپنے ملک مین جاکر باپ سے ذکر کیا باپ نے قزاق کو پیغام دیا اُسنے جواب دیا کہ جو مجھکو زیر کرے وہ میری بیٹی بیاہ

قابض ہو کوئی پہلوان ایسا نہ نکلا کہ جاکر اُس سے مقابلہ کرتا اُسکی یاد مین بیمار ہو گیا آج کئی دن کا زمانہ گذرا کہ شب کو پڑا سو رہا تھا کہ عالم خواب مین اُس محبوب کو دیکھا مین سامنے جاکر رونے لگا اور ہاتھ باندھکر کہتا تھا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان اپنی کیفیت ہی

نظم

قلق سے دم لبون پر خواہش دیدار مین آیا ۔ وہ آیا بھی تو چھپکر پردہ اسرار مین آیا

رقیبون کو جلایا اُنکے کی دیدہ بازی نے ۔ دل عاشق نئی صورت سے بزم یار مین آیا

سواد حسن گلشن کم نہین تحریر رنگین سے ۔ صحیفہ موسم گل کا خط گلزار مین آیا

برابر عاشق و معشوق کو رکھا مقدر نے ۔ وہ ملک حسن مین مین عشق کی سرکار مین آیا

ہمارا بھی خدا ہی زاہد و اتنا نہ اترا کے ۔ وہ کافر ہی جسے شک رحمت غفار مین آیا

مجھے حیرت ہی حالت دیکھکر شیخ و برہمن کی ۔ کہ ہر نادان فریب سبحہ و زنار مین آیا

بہت مشکل ہو رہنا پاکدامن کوٹ دنیا سے ۔ الجھکر رہگیا جو وادی پرخار مین آیا

برہمن دیر کو راہی ہوا اور شیخ کعبے کو ۔ نکلکر اس دوراہے سے مین کوے یار مین آیا

خط شبرنگ نے آکر ڈھائی حسن کی دولت ۔ خبر پہونچی کہ بال آئینہ رخسار مین آیا

برا ہی جان جان دل توڑنا امیدوار کا ۔ خلاف وضع ہی گر فرق کچھ اقرار مین آیا

نہین کرتے تمیز نیک و بد کچھ رند بد مشرب ۔ نہ ہے گا محتسب گر صحبت میخوار مین آیا

گرے جاتے ہین شمشاد و صنوبر فرط غیرت سے ۔ الٰہی کون سا سرو روان گلزار مین آیا

جب مین نے رو رو کر یہ اشعار خواب مین سامنے اُسکے پڑھے اور چاہا قدمون پر گرون تو اُسنے گلے لگا لیا کہا صاحب جستجو نہین کرتے اور ہمسے شکایت کرتے ہو اس مکان سے نکلو صحرا نوردی کرکے تلاش کرو ہم ضرور ملین گے ہم بھی تمہارے واسطے بیقرار ہین مگر مجبور و ناچار ہین باپ ہمارا اتنا بڑا زبردست ہی کہ اُدھر کا راستہ بند ہو گیا ہی جو نکلا اُسے لوٹ لیا کوئی قافلہ صحیح و سالم نہین جانے پاتا ای ملکۂ عالم اُس دن سے نکل آیا ہون آج تیسرا دن ہی کہ اس پہاڑ مین سختی اٹھا رہا ہون دیکھون تقدیر کیا دکھائے مہوش نے یہ سنکر کہا کہ ای شاہزادہ والا قدر تجھے

ساتھ جلو اگر مین پاس شاہزادے کے پہونچی تو وہ ایسا شیر بیشۂ جرأت ہی کہ ترزاق
کو فوراً زیر کریگا یہ مژدہ سنکر نیر تاجدار اٹھا اور گرد دیمر نے لگا کہتا تھا کہ ای مسیحائے
زمان آپ نے اسوقت وہ مژدہ دیا کہ دل باغ باغ ہوگیا ہین آپ کے ساتھ ہون
مینوش نیر تاجدار کو لیکر درۂ کوہ سے نکلین صحرا مین آکر ٹہری ہین کہ ایک طرف سے
گرد اڑتی دیکھا کہ ایک بادشاہ پیر تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار جوان پشت پر
چہار طرف دیکھتا ہوا آتا ہو ناگاہ نیر پر نگاہ پڑی دیکھا ایک حسین وجمیل ساتھ ہی
تاجدار نے پکار کر کہا یارو وہ شاہزادہ ہمارا سامنے کھڑا ہو چہار طرف سے لوگ
دوڑے نیر تاجدار کا گرد و غبار پاک کرنے لگے باپ نے آکر گلے سے لگایا کہا ای
نور نظر آج تین دن سے مجھپر آب و دانہ حرام ہوا تم اس ویرانے مین کیون نکل
آئے مین نے تدبیر کی ہو کہنگ بیشہ نشین کہ پہلوان زبردست ہو وہ اقرار
کر چکا ہو کہ مین ترزاق کو زیر کر کے دختر دلوا دونگا مجھسے کہا شاہزادے کو تلاش
کر کے لاؤ مگر یہ محبوب کون ہو نیر تاجدار نے کہا ای باپ ہر چند کہ تم کہنگ کا نام
لیتے ہو مگر میرے دل کو خوشی نہین ہوئی انکے کلام سے دل باغ باغ ہوگیا باپ نے
بیٹے کو تخت پر سوار کیا مینوش کو بھی تخت پر بٹھالیا طرف اپنے قلعے کے چلا قلعۂ
خورشید نگار مین آیا کہنگ کو خبر ہوئی کہ باپ بیٹے کو تلاش کر لایا کہری تلوار
باندھے ٹہلتا ہوا نشۂ جرأت مین چور مگر نہایت مغرور برائے ملاقات نیر آیا
ملکہ مینوش شیرین کلام کو دیکھکر پسینے پسینے ہوگیا بے اختیار پکار اٹھا نظم

باقی ہو شوق قاتل شمشیر زن ہنوز — ٹپکا رہے ہین زخم لعاب دہن ہنوز
منظور دل ہو عزت بے پردگی ہمین — کرتے ہین چاک کنج لحد مین کفن ہنوز
ابتک ہوئی ہین مجھسے تری کج ادائیان — ای چرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز
ہوتی نہین ہو کم مری ویرانہ دوستی — جاتا نہین ہو سر سے خیال وطن ہنوز
قاتل دریغ کر نہ لعاب زبانِ تیغ — کھولے ہوے ہین زخم ہمارے دہن ہنوز
تجدید رنج یاد رخ و زلف مین ہوئی — معروف تازگی ہین عذاب کہن ہنوز

ہم سرد بھی ہوے نفس سرد کھینچکر — گرمی دکھا رہی ہو تری انجمن ہنوز
ہر غنچہ معتقد ہو ترے شوق دید میں — پابند آرزو ہو بہار چمن ہنوز
جلوے دکھا رہے ہیں ترے داغہاے دل — اے رشک گل وہی ہو ہواے چمن ہنوز
پہلے ہی سے سوال کی ہیں بدگمانیاں — نکلا نہیں دہن سے ہمارے سخن ہنوز
اے جان اضطراب نہ کر رات ہو ابھی — باقی ہو دیکھ صحبت شمع و لگن ہنوز
اٹھیں گے کیا سوال نکیرین کے لیے — باقی ہو تیرتن میں بھی وہی ضعف تن ہنوز
ہر لخت دل میں ریزۂ الماس ہو نسیم — بھولا نہیں ہو یار کا وہ نوزتن ہنوز

ملکہ نے سر جھکا لیا کہا اے پہلوان سمجھکر کلام کریں ان باتوں کے سننے کے لایق
نہیں ہوں کنگ قدموں پر گر پڑا کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی
مجھکو غلامی میں قبول کرو ورنہ تڑپ تڑپ کے جان دونگا مجھے صبر نہیں ہوتا
دیر تک کنگ منتیں کرتا رہا مینوش نے کہا کیوں اے تیر تاجدار اسیواسطے
ہمکو لاے تھے کہ یہ سیاہ رو ہمکو تنگ کرتا ہو ابھی کھولو اسکو دیوانہ کر دونگی
چھینٹنے لگے اپنے ہوش میں نہ رہے مگر تمھارا پاس ہو تم کہو گے میری مشکل آسان
ہوتی تھی ملکہ نے مجھکو پریشان کیا وہ قزاق پھر زیر ہوگا تو ہمارے شاہزادے
کے ہاتھ سے زیر ہوگا عیار مہران تاجدار ریحان دوندہ ہوا سے کنگ کو
الگ بلایا اور کان میں کہا کہ اے پہلوان دوران آپ کیوں خوشامد کرتے ہیں
یہ سحر جانتی ہو ایسا نہ ہو دیوانہ کر دے جب یہ سو جائے تو زبان میں سوزن دیجے
اور زبردستی وصل حاصل کیجیے مجبور ہو جائیگی یہ اس جوان پر عاشق ہو کہ جسکا
حسن میں کوئی مثل نہیں وہ تمکو کیونکر قبول کرے کنگ خاموش ہو رہا مگر
مینوش کو بیقراری ہو کہ عیار شاہ نے اسکو کیا سمجھا دیا کہ یہ خاموش ہو گیا یقین
ہو کہ کوئی فکر کرے اسی سوچ میں رات کو سوئیں مگر دمبدم آنکھیں کھولدیتی
ہیں دو پہر سے شب گذری تھی مینوش بیدار ہو دیکھ رہی ہو کہ دیکھا کنگ
ایک گوشے سے نکلا ہوا آتا ہو آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہو مینوش سمجھ گئی کہ یہ

یہ ارادہ فاسد آتا ہو ضرور دست اندازی کریگا اگر اِسنے مجھکو ہاتھ لگا دیا تو بات
خرابی ہو مین اُس شہریار کو کیا جواب دونگی یہ سوچکر کروٹ لی چٹکی خاک کی اُٹھائی
جیسے ہی کہنگ سامنے آیا اِسم سحر پڑھکر خاک پھینک ماری اور آواز دی کہ
طرف صحرا کے جاؤ جنگل کی خاک اُڑاؤ کہنگ کانپا چہرہ زرد ہو گیا گریبان چاک
کیا روتا ہوا بارگاہ سے نکلا لشکر والے اِسکے ہر چند پوچھتے ہین کہ آقاے نامدار
کیا مزاج ہو یہ کچھ جواب نہین دیتا افسرون نے چاہا دوڑکر پکڑین کہنگ نے
تلوار کھینچی افسر ہٹ گئے اُسی طرح روتا ہوا کہنگ طرف صحرا کے چلا قضاے کار
دختر قزاق واسطے شکار کے جنگل مین آئی تھی مقدمہ صحرا کا نقاب اُلٹ دی تھی
آئینۂ رخسار پر کہنگ کی نگاہ پڑی مبہوت تو ہو رہا تھا ہاے جان جہان
کہکر دوڑا ملکہ نے مادیان کو بھگایا آگے مادیان جاتی ہو پیچھے پیچھے کہنگ ہاے
واے کرتا ہوا جاتا ہو وہ نازنین جب قریب پہاڑ کے پہونچی تو اُسنے اپنے
باپ کو آواز دی کہ اے والد نامدار مجھکو اِس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے سالم
قزاق بارگاہ مین آیا تھا کہ بیٹی کی آواز سنکر دوڑا بیرون قلعہ آکر دیکھا کہ
بیٹی تو بھاگی ہوئی آتی ہو ایک جوان بدخو صاحب تن و توش پکارتا ہوا
آتا ہو سالم نے للکارا کہ او خانہ خراب خبردار اِسپر ہاتھ نہ ڈالنا مگر کہنگ نے
نہ سُنا چاہا گھاٹیون پر چڑھ جاؤن سالم کودے کو دپڑا کہنگ سے کشتی ہونے
لگی دونون آپس مین سرنگرا رہے ہین پہر بہر کامل گذرا کہ دونون لڑ رہے
ہین ریحان دوندہ نے شاہ کو خبر کی کہ کہنگ نے ارادہ کیا تھا کہ مینوش پر
دست انداز ہو مینوش نے ایسا سحر کیا کہ وہ ایک نازنین کے تعاقب مین گیا
ہو دیکھیے کیا ہو اور طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ دختر سالم قزاق ہو یقین
ہو اِسکے اُسکے مقابلہ پڑے مہران تاجدار یہ خبر سُنکر سوار ہوا مینوش نے خبر
سُنی کہ بادشاہ فلک کہنگ مین جاتا ہو یہ بھی چلی مگر یہ دوا زسپید اکرکے آسمان
مین ڈوبی مہران اُسوقت پہونچا کہ کہنگ و سالم لڑ رہے ہین ایک پیر ایک

غالب نہین ہوتا کہنگ بلاے روزگار ہر بحر مین مینوش کے مبہوت ہو رہا ہی
ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ سالم کو زیر کرون مگر سالم اپنے کو بچاتا ہی مہران تاجدار بھی
آکر شہر اپتر تاجدار بھی ہمراہ ہی کہ صحراے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان آگے آگے تخت پر فیروز تاجدار و دیو اژدہا بند جات
مع بارہ ہزار دیو الون کے پشت پر پچاس ساٹھ ہزار کا لشکر ہمراہ مگر کمیت
چابک خرام رکاب سے لپٹا ہوا دور سے دیکھا کہ دو جوان آپس مین لڑ رہے
ہین نور الدہر نے نعرہ کیا کہ ای جوانو تم آپس مین کیون جنگ کرتے ہو وہ ایسے
گرم جنگ تھے کہ کچھ جواب نہ دیا نور الدہر گھوڑے سے اتر پڑے قریب ان
دونون کے آئے ریل پیل سے زور ہو رہے ہین نور الدہر نے بیچ مین آکر
داہنا ہاتھ کمر مین سالم کی دیا اور بایان ہاتھ کمر مین کہنگ کی ڈالکر بزور
صاحبقرانی دونون کو اٹھا لیا سالم تو پکارا اٹھا کہ ای شہریار مین مسلمان ہوتا
ہون کہنگ نے آہ از دل کی ای جوان مجکو زندگی منظور نہین کہنگ کو نور الدہر
نے دے مارا چھاتی پر چڑھکے سر کھینچ لیا سالم بصدق دل مسلمان ہوا مینوش نے
جو آسمان سے نور الدہر کو دیکھا خوشی خوشی اتر پڑی قریب نور الدہر کے
آئی کہا ای شہریار آپ کی جدائی مین یہ حال تھا نظم

کسی سے کہتے نہین دل کی بیکلی کا حال — چھپاے رکھتے ہین غنچے کی طرح جی کا حال
وہ اور پوچھے دشمن کی دشمنی کا حال — یہ مدعا ہی نہین جیسے مدعی کا حال
کہون فرشتون سے جو تجھسے درد دل کی کہون — کہ آدمی ہی تو سنتا ہی آدمی کا حال
کہا جو حال دل اسنے تو ہنسکے دل بولا — بیان کر نہین سکتا کوئی کسی کا حال
یہ قاصد اسنے نہ کہنا کہ آپ بن نہین ہم — وہ بدگمان نہ ہون سنکے بیخودی کا حال
غذا ہی رنجے مین اکثر دل حزین سے مرے — مین جانتا ہون ترے غم کی دل لگی کا حال
بہت فسانۂ لیلی سنا ہی مجنون سے — سناے اب کوئی دیوانہ اس پری کا حال
کبھی خیال بھی اسکا ادھر نہ آ نکلا — کہ دیکھتا شب فرقت کی بیکسی کا حال

عبث ہی آنسو رنسے سوز عشق کا اظہار بیان کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جلال	سمجھائے کوئی تو اُس سے کہین لگی کا حال وہ پوچھتے نہین دل سے ہمارے جی کا حال

نور الدہر نے مینوش کا ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ بڑے بڑے مصائب اُٹھائے کمیت نے عرض کی ای شہریار اسی مقام پر لشکر اُتار دیجیے ہر چند کہ نور الدہر کو تبلیغ کا بڑا قلق تھا مگر کمیت نے عرض کی ای شہریار سالم قزاق مسلمان ہوا اگر مناسب ہو تو قلعۂ شفق مین ایک نامہ لکھیے کہ تمھارا عقد ہمکو ساتھ فلان کے کرنا منظور ہی جلد اپنے کو یہان پہونچاؤ تاکہ عقد نیر تاجدار دختر سالم سے اور دختر شفق کا غلام سے ہو جائے نور الدہر نے اس راے کو پسند کرکے سالم قزاق سے سوال کیا کہ ہمارا سردار نیر تاجدار پسر مہران تاجدار تمھاری دختر بلند اختر پر عاشق ہی اگر خلاف نہ ہو تو اُسکے ساتھ عقد کر دو سالم نے کہا بسر و چشم نور الدہر نے نامہ اپنا دیکر کمیت ہی کو طرف قلعۂ شفق کے روانہ کیا کمیت نامہ لیکر قلعۂ شفق مین آیا یہان قلعے مین سب حیران و پریشان تھے کہ کمیت نے نامہ محل مین روانہ کیا نازک اندام نے جو نامہ دیکھا کہ آقاے نامدار نے لکھا ہی نامے کو سر پر رکھ لیا اور حکم دیا کہ محافہ تیار کرو کنیزون نے پوچھا اری کیا قصد ہی یہ سنکر نازک اندام نے کہا کہ آقاے نامدار نے یہ نامہ تحریر کیا ہی مین اُنکے حکم سے گردن تابی نہین کر سکتی فوراً محافے مین سوار ہو کر مع چند کنیزون کے روانہ ہوئی لشکر نور الدہر مین پہونچی نور الدہر نے الگ بارگاہ استادہ کرا دی مینوش نے نیر تاجدار کی سفارش کی نور الدہر نے کہا انشاء اللہ مین سالم سے کہہ چکا ہون وہ تدبیر کر رہا ہی غرض نور الدہر نے بشوکت تمام دونون کا عقد کیا زہے کو وہ عجب ہنگامہ ہی خوب روشنی ہوئی طائفے ناچے کئی دن ہنگامہ رہا کمیت کو شاہزادے سے بڑی الفت ہوئی جی مین کہتا ہی اگر آقاے نامدار کوشش نہ کرتے تو یہ وصل کبھی میسر نہ ہوتا شاہزادے کی کوشش سے یہ دن نصیب ہوا نور الدہر فرماتے ہین ای ملکۂ عالم لوح کی کیا فکر کی مینوش نے سر جھکا کر

جواب دیا کہ کنیز نے پتہ لگایا ہی جزیرہ کمیاب مین لوح ہی اُسی نے مجھکو گرفتار کیا
اور گرفتار کر کے روانہ کیا تھا قید خانے مین جا کر دیکھا ملکہ قرلیشہ و آسمان پری
نہایت پریشان ہو رہی ہین مگر یہ بھی فرماتی ہین کہ میرے فرزند طلسم کو درہم وبرہم
کرینگے مین رہا نے سب کو لے نکلی تھی مگر جمشید ثانی کو معلوم ہو گیا بڑی خیر ہوئی
کہ مجھسے مقابلہ نہین پڑا اُن سب کو گرفتار کر کے لے گیا ملکہ آسمان پری فرماتی
تھین کہ اے قرلیشہ اِسکا محبت نام ہی کہ سعد بن قباد برائے فتاحی طلسم تشریف
لائے ہین نور الدہر نے زمین ہلا دی اب یہ فرزند میرے اِس طلسم کو شکست
کرینگے اگر عمر طلسم آخر نہ ہوئی ہوتی تو ہم کیون گرفتار ہوتے نور الدہر نے کہا
مجھکو بھی بڑا قلق ہی کہ یہ شاہزادیان پروردۂ ناز ونعم اُنپر یہ رنج والم کہ کانٹے
قبضے مین ہین ملکہ کل ہم کوچ کرینگے مہران تاجدار کو تسخیر کر کے آگے بڑھین گے
کوئی صورت پیدا ہوگی لوح کا بھی پتہ ملجائیگا مینوش نے کہا بدون فتح جزیرہ کمیاب
پتہ لوح کا نہ ملیگا نور الدہر نے کہا اب کل تو کوچ کرینگے وقت پر جو سرداروں کی
صلاح ہو جیسا کہین گے ویسا کرینگے رات بھر تیاری رہی فیروز تاجدار و دیو
بلند قامت و نیر تاجدار و سالم قزاق اِن سب نے لشکر تیار کیے کمیت بھی انتظام
مین ہی بلٹن رسالے تیار کھڑے ہین کہ شاہزادہ برآمد ہوا مینوش نے فیروز
تاجدار کو سمجھایا کہ طرف مہرانیہ کے نہ چلنا ہو جزیرہ کمیاب پر لشکر کشی ہونا بات
مناسب ہی جیسے ہی شاہزادہ آیا فیروز نے دست بستہ عرض کی حضور طرف
جزیرہ کمیاب کے چلیے جبتک لوح کا پتہ نہ ملیگا یہی آوارگی رہیگی نور الدہر نے
کہا لشکر کو پھیرو نیر تاجدار نے بھی یہی عرض کی کہ غلام بھی سُن چکا ہی کہ لوح جزیرہ
کمیاب مین ہی جیسے ہی نور الدہر نے قصد کیا کہ گھوڑا بڑھاؤن کوس ہیبت ترق
زنجیر کو پھیرا ارادہ ہوا کہ طرف جزیرہ کمیاب کے روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اُڑی
نور الدہر نے اِشارہ کیا کہ اے شبرنگ خبر تو لاؤ شبرنگ نے قصد کیا کہ جاؤن
مگر کمیت چابک خرام آگے بڑھ گیا ایک نخل کے سائے مین کرشمہ اِکہ دامنگیر دل

شگفتہ ہوا دیکھا جنجال جادو بجمعیت ساٹھ ہزار ساحران غدار بڑے کروفر سے آکے پہونچا مقابلے مین آکر لشکر اُتارا نور الدہر نے جنجال جادو کو دیکھا اور مینوش نے بیان کیا کہ یہ ساحر ہمارا ہی اور آپ کی فکر مین آیا ہی کمیت آکر حاضر ہوا بیان کیا کہ جنجال جادو فرستادہ مہران تاجدار آیا ہی اُسکا ارادہ یہ ہی کہ مینوش اور حضور پر دست انداز ہو نور الدہر نے فرمایا کیا مجال ہی کہ ملکہ پر نگاہ ڈالے دریا خون کے بہادونگا کھڑے کھڑے اُسکو شکست دونگا کمیت و شبرنگ آمادہ ہوے کہ ہم جاکر گرفتار کیے لاتے ہین یہ کہکے بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر آپس مین صلاح کر کے چلے اول شبرنگ لشکر جنجال مین آیا پھرتا ہوا دربار گاہ جنجال پر پہونچا ایک ہرکارے کی شکل بناکر سامنے آیا کہا اے شہنشاہ ساحران وہ خبر لایا ہون کہ منھ میرا موتیون سے بھر دیجیے جنجال نے پوچھا ارے کیا خبر لایا ہی شبرنگ نے عرض کی نور الدہر و مینوش براے شکار گئے ہین صحرا مین چلکر گرفتار کر لیجیے فوج بھی ہمراہ نہین ہی جنجال جادو اُٹھا ہرکارے کو انعام دیا کہا چلکر مجھے بتادے مین دونون کو گرفتار کر لیجاؤنگا مہران تاجدار بہت خوش ہوگا اُسنے دمبدم فرمایا ہی کہ مینوش کو نور الدہر سے جدا کرو اُسکے ہمراہ ہونے سے زور نور الدہر کا بڑھتا جاتا ہی شبرنگ اِس فقرے سے جنجال کو لگا کر لیچلا مگر دیکھا کہ جنجال بہت چست و چالاک ہی ہر مرتبہ طرف ہرکارے کے دیکھتا ہی شبرنگ حیران ہوا اسکو کیونکر گرفتار کرون یہ تو بہت ہوشیار معلوم ہوتا ہی مگر صحرا مین لگاے ہوے لیے جاتا ہی کہ آواز رونے کی کان مین آئی کہ کوئی بیقرار ہوکر رو رہا ہی اور یہ اشعار زبان پر ہین

نظم

اُمڈے ہین اشک مردمک چشم حور مین ... دیکھو پری نہاتی ہی دریاے نور مین
شرم و حجاب دور ہو وصلت کا لطف ہی ... ایسے مزے کہان ہین شراب طہور مین
یہ سرو مہرباں شب تنہائی کی ہین آہ ... کاٹی ہین کانپ کانپ کے راتین سمور مین
غیبت مین حال دل نہین ممکن کہ لکھ سکون ... سُن لیجیے بلاکے سب اپنے حضور مین
مین نے کیا وہ کام جو مشاطے سے نہو ... سو بالیٹ دہ نشہ مے کے سرور مین

رویا مین بھی جمال سے محروم ہی رکھا | یہ لن ترانیان ہوان فقط بزم طور مین
پاس انکے میرا صحبت اغیار مین کہان | ارض و سما کا فرق ہی نزدیک و دور مین
ہو گرم ناز گور غریبان پہ وہ حسین | باقی رہا ہو حشر کے اب کیا ظہور مین
آمد شد نفس مین کسطرح چین آئے | ہر دم صدائے حشر ہی اس نفخ صور مین
سچ پوچھیے تو زندہ ہو در گور اب نظام | جان ہو حسرت کعبہ تن تن جیو دعوے مین

جنجال نے کہا ارے ہڑبڑے خبر تو لے کہ یہ کون رو رہا ہی شبرنگ طرف صدا کے چلا آکر دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین مگر زخمدار و بیقرار مسایہ نخل مین بیٹھی ہی اور بلک بلک کے رو رہی ہی شبرنگ نے پوچھا کہ ای نازنین تو کون ہی اُس نازنین نے قدمون کو بوسہ دیکر کہا آپ میرا حال نہ پوچھیے جنجال کو بھیجیے شبرنگ مطلب اصلی کو سمجھ گیا دل مین تعریف کرتا ہوا پاس جنجال کے آیا کہا ای شہنشاہ ساحران ایک نازنین نہایت حسین و جمیل کہ غلام کی نگاہ سے ایسی صورت نہین گذری یکہ و تنہا بیٹھی رو رہی ہی مین نے بہت پوچھا اُسنے کچھ جواب نہ دیا مجھی کہ یہ کوئی حقیر غریب آدمی ہی آپ کا رعب و دبدبہ دیکھکر عاشق ہو جائیگی یہ سُنکر جنجال چلا مگر دل مین شک ہی کہ یہ کیا بات ہرکارے نے کہی کہ تمکو دیکھکر عاشق ہو جائیگی ای جنجال کچھ فریب دیکھ تم اکیلے اِسکے ساتھ چلے آئے ایسا نہو کچھ فتور کرے تو مشکل پڑے دل سے یہ باتین کرتا ہوا سامنے نخل کے آیا اُس نازنین پر جو نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوا دیکھا سراپا خوب محبوب مرغوب سر جھکائے بیٹھی ہی آنسو آنکھو نسے جاری دیکھتے کے ساتھ ہی بیقرار ہو گیا پکار اُٹھا کہ ای نازنین ماہ وش اِس صحرا مین تنہا بیٹھی ہی تیرا حال دیکھکر دل بیقرار ہو گیا نظم

جگر بھنے ہی تو ہی دل مرا کباب جدا | پڑی ہی دل پہ مصیبت جدا عذاب جدا
ملال دیتا ہی وہ روے بے نقاب جدا | ستارہا ہی ترا عالم شباب جدا
ہماری آہ جگر سوز و چشم پُرنم سے | خجل ہی برق جدا منفعل سحاب جدا
مزے مین ہمکو برابر ہی گو نجھے ساقی | یہ آب کوثر و جدا ہی شراب ناب جدا

فراق یار مین درد جگر ہی کافی تھا
ملا کے ساتھ نہ غیرون کے ہمکو بکوا تو
مزہ اُٹھے تری صحبت کا کسطرح جانی
یہ روز ہجر ہو کیونکہ نہ اب شب دیجور
تمھارے گیسوئے شبرنگ رُخ سے یون سرکے
جلا رہی تھی یہ فرقت کی آگ مدت سے
ہوا تھا یار مرا کل جو گرم مینوشی ؎
شراب ناب تھی ساغر مین آتشتری مین کباب

ستا رہا ہر اب اس دل کو اضطراب جدا
پکارا کیجیے بندے کو او جناب جدا
حجاب رخ جُدا دے ہے یہ نقاب جدا
جدا اپنے گھر سے ہو وہ رشک آفتاب جدا
فلک پہ جیسے ہو مہتاب سے سحاب جدا
اٹھا جنون کا پھر اب دل مین التہاب جدا
ادھر اٹھا چنگ جدا اک طرف رباب جدا
چھلک رہے تھے کئی جام آفتاب جدا

ق

اُس نازنین نے مسکرا کے یہ جواب دیا کہ او تاجدار مین آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار قزاقون نے لوٹ لیا تین دن سے یہان پڑی ہون میرے ساتھ کیا عشق و محبت کی باتین کرتے ہو مجھے جسکا دل چاہے کنیز بنالے مین خدمتگذاری کرونگی مان اور باپ اور شوہر کو قزاق گرفتار کر لیگئے مین بھاگ کر یہان چھپی کسی شیر اور بھیڑیے نے بھی آکر نہ کھایا مسکرا مسکرا کر جو اُس نازنین نے باتین کین جنجال کا شک اور بڑھ گیا کہا اے نازنین تیرا نام کیا ہی کہا گیسو دراز میرا نام ہی اسیوجہ سے بلائے گیسو مین گرفتار ہون جنجال نے چپکے چپکے سحر کیا کہ پانون اُس نازنین کے زمین نے تھام لیے اور سحر کیا کہ رنگ و روغن بھی چہرے کا اُڑ گیا شبرنگ نے جو یہ معرکہ دیکھا پہچان گیا کہ کمیت نے عیاری کی تھی اور خوب وقت پر آیا مگر اُسکے دل مین شک تھا مین سوچ رہا تھا کہ یہ عیاری پوری ہوگی بھاگ کر ایک غار مین چھپا جنجال نے جب دیکھا کہ یہ تو عیار کمیت ہی ناگہ خرام عیار شفقل ہوا نے ہنسکر کہا کہ اے کمیت یہ کیا معرکہ ہی کہ تم ساحرون کے دشمن ہوے تم تو شفقل کے ساتھ تھے یہ جو جنجال نے کہا کمیت بہت عقیل تھا چیخین مارکے رونے لگا جنجال نے کہا اے کمیت کیون روتا ہی کمیت نے کہا اے شہنشاہ ساحران اصل معرکہ یہ گذرا کہ مین برائے عیاری لشکر نور الدہر مین گیا وہان جا کر گرفتار ہوا

شبرنگ بن عمرو بلاے روزگار ہے اُسنے گرفتار کر لیا آخر مین ناچار رہا اُسکی شرکت
کی اسنے یہ مکر تعلیم کیا کہ جادوگرون کو مار وقت مجھے یہ خطاسرزد ہوئی کہ ساحرون کو
قتل کرنے لگا یہ کہکے منھ پیٹا ہاتھ زمین پر دے مارے خنجر کمر سے نکالا کہا اے شہنشاہ
ساحران میرے ہاتھ قلم کیجیے کہ مین نے ان ہاتھون سے ساحرون کو قتل کیا لہذا
میرے ہاتھ کاٹیے مین خود شرمندہ ہون شبرنگ نے مجکو سمجھا کر بھیجا تھا کہ مین
ہرکارہ بنکے جنجال کو صحرا مین لاونگا تو عورت بنکر عیاری کرنا کوئی معین و مددگار
باقی نہ رہا آقا ہمارا مارا گیا ناچار ہوکر یہی قبول کیا کہ پاس مسلمانونکے رہیے مگر مذہب
کو خوب سمجھتا ہون مین نے اکثر باتون مین نورالدہر سے مناظرہ بھی کیا اور مین نے
پوچھا یہ بتائیے پونے دو سیر زیادہ ہوتے ہین کہ ایک زیادہ ہو اے شہنشاہ ساحران یہ
مسلمان بھی سمجھتے ہین کہ دین ہمارا اگرچہ زور ہو مگر جبری دہا ورہین جو کہا اُسی کی پیروی
کی دیکھیے یہ طلسم کیونکر بچتا ہو اگر آپ میری سرپرستی کرین تو مین نورالدہر کو جاکر
پکڑ لاؤن بی بیتو کلی بڑے جوش مین ہین دھگڑے پر مرتی ہین آٹھ پہر پہلو مین بیٹھی
رہتی ہین اور کہتی ہین کہ مین لوح کی جستجو کرونگی جنجال نے کمیت کو ساتھ لیا کمیت
باتین کرتا ہوا چلا ہر مرتبہ کہتا ہو کہ مین آپ کو مثل شفیق کے جانتا ہون ویسی ہی پرورش
آپ بھی فرمائیے دو دن مین لشکر نورالدہر کا خاتمہ کرونگا جنجال ہان ہان کرتا ہوا
آتا ہو اور کہتا ہو اے کمیت بچا ایک خرام مین تمکو اپنے لشکر کا شاطر کرونگا وہ مرتبہ
دون کہ عالم عالم رشک کرے کمیت نے کہا آپکو بھی ایسا راضی کرون کہ آپ
خوش ہو جاوین یہ کہتا ہوا لشکر مین پہونچا افسرون نے پوچھا حضور کہان گئے
تھے کہا یاور و اقبال ہمارا یاور تھا اور طالع مددگار ورنہ دو دھیا ۔ ون نے کمیہ اتعاین
اسکے کمر سے نکلا یہ عیار ملا ہو مین نے اِسکو سرسنگ لنگ کیا افسرون نے کہا بہت
مناسب کیا جیز لوگ پہچانتے تھے اُنھون نے کہا اے کمیت تم تو شقشق کے ہمراہ تھے
مسلمانون مین کیونکر ہو بچے کمیت نے رو کر کہا یہی میری تقدیر مین لکھا تھا کہ
ساحر میرے ہاتھ سے قتل ہون وہ نوشتۂ تقدیر پورا ہوا آج سامری و جمشید نے

بڑی خیر کی ورنہ جنجال کو قتل کرتا تو سامری و جمشید بہت آزردہ ہوتے مگر افسر
تمہارا بڑا صاحب اقبال ہو ایسا مجھکو پہچان لیا کہ مین مجبور ہو گیا مگر کیا پرورش
فرمائی ہو میرے کلام کو سچا جانا اب مین کبھی دغا کرون کہ یہ نا انصافی ہو جاوے جنجال
کمیت کو لیے ہوے بارگاہ مین آیا کرسی پر جگہ دی کمیت تنکر بیٹھا خدمتگارون کو
سر اٹھا کر دیکھا ان مین شبرنگ نظر آیا ہو پکار کر کہا اسکو گرفتار کر لو فرزند عمرو
آیا ہو شبرنگ کود کر بھاگا ایک خدمتگار کو مار گیا کمیت لینا لینا کہتا ہوا اٹھا کہ
جنجال نے پکار کر کہا او کمیت اسکے پیچھے نہ جاؤ ایسا نہو تمہین گرفتار کرے تو مجھکو بڑا
قلق ہوگا کمیت پلٹ آیا کہا او شہریار آپ نے مجھکو پھیر لیا ناچار ہو کر پلٹ آیا مگر
میری دشمنی ظاہر ہو گئی اب شبرنگ جا کر ذکر کریگا نورالدہر بھی دشمن ہو سب
راجہ میرے راہ زن ہوے دن بھر یہی باتین کرتا رہا کئی مرتبہ شبرنگ آیا کمیت
نے پہچان کر بھگا دیا اب جنجال کو اعتقاد کامل ہوا کہ بیشک کمیت ہمارا دوست
ہو اسکی وجہ سے لشکر مین بڑی آبادی ہو گی اتنی دیر مین کئی مرتبہ عیار آیا اور کمیت
نے پہچان لیا اگر کمیت نہ پہچانتا تو شبرنگ ضرور عیاری کرتا اسی کی وجہ سے عیاری
سے بچا حقیقت مین خوب پہچانتا ہو شبرنگ جو مرتبہ آیا کبھی خدمتگار بنا اور کبھی چوبدار
بنا حقیقت مین کمیت بڑا مقبل ہو کہ ہر صورت مین پہچان لیا اب مین عیاری سے تو
محفوظ رہونگا اگر شبرنگ آئیگا کمیت للکارے گا ایک نہ ایک مرتبہ موقع پا کے
گرفتار بھی کر لیگا فوراً قتل کرونگا یہ دل سے باتین کر رہا ہو کمیت نے جو جنجال کو
زیادہ مہربان پایا دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران جلسہ آراستہ کیجے
مین حضور کے سامنے کچھ گاؤن مین نے عمرو کے بیٹے سے سیکھا ہو اسی فن پر اسکی
ساری عیاری ہو جنجال نے حکم دیا جلسہ آراستہ ہو کمیت نے کہا کنجی میخانے کی مجھے
عنایت فرمایئے کہ مین شراب کو آراستہ کر کے لاؤن سازندے وغیرہ حاضر خدمت
ہوے کمیت چابک خرام نے گلابیان لا کر رکھین اول بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ
بتا بتا کر گانا شروع کیے

نظم

اس ابر مین یار سے جدا ہون　بجلی کی طرح تڑپ رہا ہون
گلبن ہون اگر تو ہون مین بے برگ　بلبل ہون اگر تو بے نوا ہون
دن رات تصور پری ہے　دیوانہ مین اندنون بنا ہون
افتادۂ خاک ہون ولیکن　مین سایۂ شہپر ہما ہون
اے ابر شب فراق دے ساتھ　رونے پر مستعد ہوا ہون
تو رنگ چمن مین ہوش بلبل　تو نکہت گل تو مین صبا ہون
سر رکھکے کبھی وہ سو گیا تھا　ابتک زانو کو سونگھتا ہون
وحشت نے نکالا اُس گلی سے　کانٹون پہ اسکو کھینچتا ہون
ممکن نہین اجتماع ضدین　تو بُت ہے مین بندۂ خدا ہون
ہو دو رو فا سرا سر اُس مین　ناسخ کیونکر اُسے نہ چاہون

یہ اشعار گاکر گھنگرو پانون مین باندھے اور گت ناچنا شروع کی اسطرح گت ناچا کہ جنجال تعریفین کر رہا ہے کہتا ہے اے کمیت حقیقت مین خوب کمال تجھنے حاصل کیا کمیت کھول کھول کر کہہ رہا ہے کہ جب ناچ گانے کا رنگ بندھے تو چاہیے کہ عیاری ہونے لگے ہے اسی پہلو مین عیاری ہوتی ہے یہ کہکے جام لبریز کیا ہتھیلی پر لیتا ہوا سامنے جنجال کے آیا کہا ایسے بادشاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے جنجال نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر پی گیا اب تو کمیت نے دورہ باندھا اور سب کو شراب پلانے لگا جسکے سامنے گیا کسی نے موتیون کا مالا دیا کسی نے اپنے ہاتھ کی انگوٹھی دی کسی نے روپیہ اشرفی کمیت نہال ہو گیا سب کو پلا کر سامنے بیٹھا محفل مین دست درازی ہونے لگی ایک پہلو سے شبرنگ بھی آیا گوشے مین چھپا کھڑا تھا جب سب بیہوش ہو چکے تو خنجر کھینچے ہوئے نکلا چاہا جنجال کو قتل کرون کمیت نے کہا اُستاد اسکو لیچلیے سامنے نورالدہر کے دربار سمجھا جائیگا مگر جلدی مت زبان مین سوزن ندی کیت سنگ پشتارہ باندھ لیا کہا لیں اُستاد نکل چلیے شبرنگ نے ایک وزیر کا پشتارہ باندھ لیا دونون اُستاد شاگرد جست و خیز کرتے

ہوے چلے صحرا مین جو پہونچے ایک نخل کے سامنے ہین کچھ بیٹھے آپس مین باتین کرنے
لگے تم پہ سالار لشکر جنجال بھونچال نامے واسطے شکار کے آیا تھا کبوتر بنا ہوا درخت
پہ بیٹھا تھا اُسنے جو دیکھا کہ دو عیار جنجال جادو وسوہان وزیر کو لیے جاتے ہین
پکارا اُسنے کہ او نابکار و خبردار آگے نہ بڑھنا سنکر بھونچال جادو شبرنگ نے سوہان
کو زمین پر رکھکر ایک خنجر مار دیا ساحر کے مرنے کا جو اندھیرا ہوا اُس اندھیرے مین
کمیت بھاگا مگر پشتارہ بھاری ہوتا جاتا ہو تھوڑی دور جاکر کمیت نے کہا اُستاد
عجب معرکہ ہو پشتارہ بھاری ہوا جاتا ہو شبرنگ نے کہا پشتارہ چھوڑ دو آخر ناچار
ہو کر کمیت نے پشتارہ ڈالدیا جیسے ہی پشتارہ زمین پر رکھا جنجال جادو ہوشیار
ہوگیا زبان مین اُسکی سوزن نہتی اُٹھتے ہی للکارا کہ او کمیت کہان جاتا ہو مین
تیرے مکر کو سمجھ گیا یہ دونون بھاگے جنجال نے جب دیکھا کہ دونون بھاگ کر نکلگئے
ناچار ہو کر پلٹا بھونچال سے ملاقات ہوئی بھونچال نے پوچھا او شمشتاد یہ کیا
ماجرا تھا اگر مین نہ پہونچتا تو وہ آپ کو لیچلا تھا جنجال نے کہا کمیت بڑا جعلساز
ہو ایسا دام مکر پھیلایا کہ مین اُسمین پھنسا یہ باتین کرتے ہوے دونون جاتے
ہین کہ دیکھا ایک طرف سے دو ڈولیان کہار لیے ہوے جاتے ہین دونون
عورتین پردے سے جھانکتی ہوئی جاتی ہین ایک نازنین پہ نگاہ بھونچال کی پڑی
دوسری پر جنجال کی دونون کی وہ نگاہین مست پڑین کہ دونون بیقرار ہوگئے
یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

ہو رخصت جان حال مین تیلا نہین سکتا — رہوار بہت تیز ہو ٹھہرا نہین سکتا
کچھ حال سے بھی کم ہو کنارِ لحدِ تنگ — آرام کو ان پانون تو پھیلا نہین سکتا
ہون خاطر پژمردہ کہان تازگی شوق — لطف چمنستان مجھے بہلا نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد — وہ عہد رگ تن روح کو الجھا نہین سکتا
تقصیر شب وصل ہو شکوہ بھی تمھارا — شرم آتی ہو تا نوک زبان لا نہین سکتا
رکتے نہین سیاح عدم اشک کی صورت — جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا

مشکل ہے نسیم اب کہ میسر ہوں دو راتیں　　کھو نے ہوے آرام لشبر پا نہین سکتا

جنجال نے پکارا کہ مہرافزا ٹھہر جاؤ جب کہار ٹھہرے تو یہ دونون قریب پہونچے پکار کر پوچھا کہ تم کون لوگ ہو دونون عورتین ڈولی مین رونے لگین کہا یہ بڑی بدعت ہوئی سواران لشکر اسلام ہمارے گانون مین گھس پڑے کئی ہزار سوار تھے گانون لوٹنے لگا ہم دونون بہنین زمیندار کی بیٹیان ہین اِن کہارون کو زیور دیا اور کہا ہمکو نکال لے چلو یہ کہار ہمکو نکال لائے جنجال نے کہا مسلمان بڑے ظالم ہین اُن دونون نے ہاتھ باندھکر کہا ہم اُنکی بدعت کیا بیان کرین ہمکو کہین چھپا دو تمھارا احسان ہوگا اگر باپ بچ گیا تو ہم وہان جائین گے ورنہ تمھارے ہی پاس رہین گے بھوسنجال نے کہا او ملکۂ عالم یہ جو تجسے باتین کر رہے ہین جنجال جادو نام تیس ہزار فوج کے افسر ہین برائے قتل اُنھین مسلمانون کے مامور ہوے ہین اگر تم اِنھین کے پاس رہوگی تو بڑا آرام پاؤگی اور مین اِنکا وزیراعظم ہون تیس ہزار فوج پر میرا اختیار ہے یہ نہ سمجھنا کہ ہم لوگونمین کوئی مجبور ونا چار ہو صد ہا لونڈیان خدمت مین رہینگی آٹھ پہر سیر وشکار کرو دونون ڈولی سے نکل آئین جنجال وبھوسنجال نے دیکھا کہ دونون کمسن نازک ادا دلفریب جنکے دیکھنے سے دل ناشکیب فرمائی ہوئی آنکھین خوف سے چہرے زرد کہار تو یہ کہکر بھاگے کہ ہم گانون کی تو خبر لادین جب کہار جا چکے جنجال لپٹنے لگا دوسری نے کہا ہوا ہماری تمھاری زندگی ڈولی مین رنگین جیبٹ کے ایک گلابی نکالی کہا اِس سے زندگی ہوئی اگر یہ نہ پیتے تو خوف سے سوارون کے مر جاتے یہ کہکر جام انڈیلا کہا لو صاحب تم بھی پیو گے جنجال کو جام دیا گورے گورے ہاتھ اُنپر جام رکھا ہوا بہ ناز آگے بڑھایا جنجال جام لیکر پیگیا بھوسنجال نے کہا مین بھی رو بھوسنجال کو بھی جام پلایا دونون پی کر لڑکھڑائے آنکھین سرخ ہوئین چاہا زمین پہ بیٹھ جائین کہ لڑکھڑا کر گرے ایک نے نعرہ کیا کہ منم شبرنگ بن عمرو اور ایک نے نعرہ کیا کہ منم کمیت چابک خرام دونون کے پشتارے باندھے طرف لشکر کے چلے مگر خائف وترسان چہار جانب دیکھتے ہوے

قریب لشکر کے پہونچے شاگردان شبرنگ سے اُنھون نے پوچھا اُستاد کہان سے
آتے ہو شبرنگ نے کہا جنجال اور رہونجال کو لائے شاگرد بھی ساتھ ہوئے ہر دو
عیار بارگاہ نورالدہر مین پہونچے مینوش کو خبر ہوئی کہ مہتر شبرنگ جنجال کو لایا
مینوش نے آتے ہی حکم دیا کہ ستون سے انکو جلد باندھو دونون نے دونون کو
ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا جنجال کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بارگاہ نورالدہر
مین پایا مگر خیال کیا کہ زبان مین سوزن نہین ہے مینوش نے پکار کر کہا کیون او
جنجال تو نے قدرت خدا کو دیکھا کہ کسطرح گرفتار ہوا اب بہتر یہ ہے کہ اطاعت دین
اسلام قبول کر ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگی دونون کو معلوم ہو چکا کہ ہماری زبانون مین
سوزن نہین ہے جواب دیا کہ ای مینوش کیون دیوانی ہوئی ہے ان عیارون کے
بھروسے پر شاہ طلسم سے بگڑی ہے حقیقت مین بڑے مکار ہین مگر اب ہمپر عیاری
نہ کر سکین گے جب سامنے آوینگے ہم فوراً گرفتار کر لین گے یہ کہکے دونون نے
سحر کیا کہ بارگاہ مین پتھر برسنے لگے مینوش روکنے لگی اُسپر کئی سو جوانون کے سر پھٹے
کچھ لوگ مر کر گرے یہ دونون جست کر کے اُڑتے ہوئے نکل گئے مینوش نے چاہا
روکون مگر ایسے پتھر برس رہے تھے کہ اُنکو نہ روک سکی مگر جنجال جو لشکر مین آیا
خیمے مین آکر مسند پر بیٹھا آتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے فوراً طبل جنگی پر چوب پڑی
ہرکارون نے نورالدہر کو خبر پہونچائی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور ۔ اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ ۔ بہت گرمخو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا ۔ نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار ۔ کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

جانبین کے لشکر میدان کارزار مین آئے صفین درست ہونے لگین جب صفین
آراستہ ہو چکین نقیبون نے نقابت کی گویون کے لڑکے یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
جسکو دیکھو وہ ہو پریشان وش

اس چمن کی ہوا سے بہمن و دی
آستین زن چراغ عقل پہ ہو

خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا سرو خوشنما پیدا

لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ

جب مٹے میکشان محفل درد
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد

جب ہوے خاک صاحب کاکل
تب نظر آیا گیسوے سنبل

مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان

گل ہوا جب چراغ عارض یار
تب گلستان مین گل ہوا اظہار

نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
چشم نرگس جھکی ہو سوے زمین

شاخ پر ہو جو سیب زیب چمن
کسی محبوب کا ہو سیب ذقن

عندلیبون کے ہین یہی الحان
غافلو کل من علیہا فان

خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
باغ مین آبشار روتے ہین

دیکھکر بے ثباتی عالم
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم

جب ہوا مرمر خزان کا ڈر
خاک اڑانے لگی نسیم سحر

اسی اندوہ مین کرو جو قیاس
گل سوسن کا ہو کبود لباس

یہ گلستان نہین ہے قابل سیر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار عبرت آمیز سنکر بہادر جھومنے لگے قیلاب جادو طرف سے جنجال کے میدان مین نکلا پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نورالدہر نے قصد کیا تھا کہ مینوش نے اپنا طاؤس بڑھایا کہا اے شہریار یہ ساحر مکار و غدار ہے آپ اسکے مقابلے مین نہ جایئے کنیز جا کر سمجھا وے گی نورالدہر نے سر جھکا لیا مینوش طاؤس اڑا کر میدان مین آئی قیلاب نے دیکھتے ہی گولہ مارا مینوش مسکرائین غنچہ دہن جو وا ہوا گولہ پھٹ کر گرا پھول آسمان سے برسنے لگے پھولون کی بو جو پھیلی قیلاب مست ہو گیا پکار اٹھا کہ اے شہنشاہ خوبی واہ

سرد باغ محبوبی ہین تمھارا آنا بعد ارسون جوش محبت مین مجبور و ناچار ہون امیدوار
ہون کہ مجھکو اپنی خدمت مین قبول کیجیے ملکہ نے ہنسکر کہا صحراے آتش بہار مین
جاؤ وہان تمھارا علاج ہو جائے گا قیلاب جادو جھومتا ہوا طرف صحرا کے روانہ
ہوگیا کہ اسکا حال تحریر ہوگا مگر چنچال جادو نے جب دیکھا کہ قیلاب روانہ ہوگیا
اُسکا نشان نہین معلوم ہوتا اب طرف لشکر کے پلٹا آواز دی کہ یارو مین خود جاؤن
مگر تمھارے واسطے باعث بدنامی ہو لوگ کہین گے اتنے بڑے افسر کم مرتبے تھے اور
کوئی میدان مین نہ نکلا افسر اعلیٰ میدان مین آیا سحاب جادو اسکا مطیع ہی بعض نے
لکھا ہی کہ چنچال کا بھائی ہو بل کرتا ہوا صف سے نکلا سامنے آتے ہی طرف آسمان کے
دیکھا ایک ٹکڑا ابر گھر کر آیا بوندیان پڑنے لگین مہنوش کے جسم پر جتنی بوندیان
پڑین اُتنے ہی آبلے پڑ گئے مہنوش نے کاغذ نکالا چند طاؤس کاٹے ہاتھ پر رکھکر
جو سحر کیا بہ شکل طاؤس اصلی ہوکر وہ اُڑے قریب ابر آکر رقص کرنے لگے اور وہ
منقارین کھولکر آوازین دیتے تھے کہ ابر ہٹا آوازین موقوف ہوئین ایک طاؤس
اُن مین سے قریب سر سحاب جادو آیا مثل انسان کے آواز دی کہ اے سحاب
منم طاؤس مہنوش بہتر یہ ہی کہ طرف صحراے آتش بہار کے جا قیلاب جادو سے
ملاقات ہوگی دونون ملکر اُسی مقام پر رہنا طاؤس نے جو یہ آواز دی سحاب
کا چہرہ زرد ہوا ہاتھ پانؤن مین رعشہ پڑگیا پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم جو حکم
ہو وہ بجا لاؤن مین تو مدت سے تمھارا مشتاق ہون تمھارے حکم سے انکار
نہین کرسکتا میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

دل چھٹکے جان سے گور کی منزل مین رہگیا ۔ کیسا رفیق ساتھ سے مشکل مین رہگیا
آئے کئی لوگ بیٹھے بھی اُٹھ بھی کھڑے ہوے ۔ مین جا ہی دیکھتا تری محفل مین رہگیا
ناقص ہو دوستداری مین کامل نہین ہی تو ۔ دشمن سے بھی غبار اگر دل مین رہگیا
قاتل سنبھل کے تیغ لگا جائے شرم ہی ۔ تسمہ لگا جو گردن بسمل مین رہگیا
آزادی سے زیادہ اسیری مین لطف ہی ۔ دل مرغ روح کا قفس گل مین رہگیا

سبقت جو زندگی مین سکندر سے کی تو کیا	او خضر پیچھے مرگ کی منزل مین رہگیا
مجنون برہنہ کرتا ہے اپنی طرح سے	لیلی کا پردہ پردۂ محمل مین رہگیا
کافر ہو منکر اسکی کریمی کی شان کا	خالی پیالہ کب کف سائل مین رہگیا
آتش کو دست تیغ سے ممکن ہوا نہ زخم	بیچارہ مر کے حسرت قاتل مین رہگیا

جب سحاب نے یہ اشعار پڑھے مینوش نے قصد کیا کہ جواب دون کہ جنجال جادو نے آواز دی کہ ای صاحب کہان جاتے ہو سحاب نے کچھ جواب نہ دیا قصد کیا کہ طرف صحرا کے روانہ ہون جنجال نے گود جھولی سے نکالا سحاب کی طرف پھینک مارا گولا آکر پھٹا سحاب پر قطرے گرنے لگے چند قطرے پانی کے جو سحاب پر گرے ہوش آگیا پلٹا چاہا جنجال کے پاس جاؤن مینوش نے جو دیکھا کہ سحاب کو ہوش آگیا جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک گجرہ سوکھا ہوا نکالا پھینک مارا جنجال نے سحاب کو پشت پر لیا آپ آگے بڑھا مگر وہ گجرہ جو ٹوٹا پھول برسنے لگے جنجال کی آنکھین سرخ ہوئین جھومنے لگا پکار اٹھا کہ ای ملکۂ عالم مشتاق جمال ہون قضا سے کار جمشید ثانی ہومخانے (؟) مین بیٹھا تھا سحر تیار کر رہا تھا کتاب پر جو نگاہ پڑی معلوم ہوا کہ جنجال فرستادۂ مہران تاجدار بھوت ہوا چاہتا ہو اگیاری پر ہاتھ ڈالا ایک طائر ہاتھ مین لیکر اڑایا وہ طائر اسوقت پہونچا کہ جنجال طرف صحرا کے چلا تھا کہ وہ طائر آکر پہونچا ایک چیخ ماری کہ شعلۂ آتش منہ سے نکلا جلکر خاک ہوا وہ خاک جنجال پر گری بس خاک کے گرتے ہی جنجال ہوشیار ہوا اور پکار اٹھا کہ یا خداوند آپ کے نثار کیونکر تیری پرستش نہ کرین یہ کہکے جھولی سے چند دانے ماش کے نکالے جمشید ثانی کا نام لیکر پھینک مارے وہ دانے جو مینوش پر گرے چرخ مار کر بیہوش ہو کر گری جنجال نے جو مینوش کو بیہوش دیکھا جھٹ گرفتار کر لیا نور الدہر نے گھوڑا اٹھایا جنجال نے ایک گولا مارا کہ مرکب نور الدہر کا رہ ہی سے تھم گیا جنجال نے سارے لشکر کو ساکت کیا سب کو گرفتار کیا سردارونکو لیا لشکر کو اسی حال مین چھوڑا طرف مہران کے روانہ ہوا کہ ذکر اسکا وقت پر ہوگا

نگر میتوش کی زبان مین سوزن دی ہی اور رابع پر سپ کو ڈال لیا جلدی ہی کہ
بخدمت مہران پہونچون اور پھر جا کر سعد کی خبر لون قضائے کار ایرج نوجوان
کر برائے شکار گئے تھے پلٹ کر جو لشکر مین آئے نور الدہر اور سعد کو نہ دیکھا
پوچھا کہ یہ دونون مصاحب کہان گئے سردارون نے بیان کیا کہ سعد طرف
پردۂ قاف کے گئے ہین ایرج گھبرائے کہ اے ایرج ایسا نہو کہ نور الدہر جا کر
کوئی کام کرین تو بڑے بابلا مین گے پردۂ قاف مین ایک بادشاہ ہی قوم جنات
سے فغفور جنی اسکا نام ہی بیٹی اسکی ملکہ سہیل غزال چشم ہی دیو دیوت اسپر عاشق
ہو کر آیا فغفور کو پیغام دیا کہ اپنی دختر کی شادی میرے ساتھ کردے فغفور نے
انکار کیا دیو دیوت نے طبل جنگی بجوا کر چند سردار قتل کیے فغفور کو زخمی کیا فغفور
بھاگ کر قلعہ بند ہوا مگر اب تردد ہی فغفور کو کہ دیوت بلوہ کر کے قلعہ لے لیگا
سہیل بہت تڑپتی ہی کہ ہاے تقدیر میری کہ مین دیو کی تقدیر مین ہون یہ چھینا مجھکو
لیجائے گا فغفور نے چند دیوزادون کو بلایا اور کہا کہ مجھکو یاد ہی کہ جب سلطنت
آسمان پری کو زوال ہوا تو پردۂ دنیا سے آدم زاد کو بلوایا حمزۂ عرب نے آکر عفریت
کو قتل کیا سلطنت آسمان پری بچ گئی تم دیوزاد طرف پردۂ دنیا کے جاؤ اگر کوئی فرزند
صاحبقران سے تو اسے لاؤ علم ستارہ شناسی سے خبر ملتی ہی کہ وہ شیر آکر قیامتین
برپا کریگا دیو دیوت کا قاتل ہو گا اس جوان کی یہ قطع ہی بڑی پہچان تو یہ ہی کہ
مرکب سبز چشمی پر سوار رہتا ہی لباس نیلم نگار زیب جسم ہی نہایت حسین و جمیل اسکو جا کر
اٹھا لاؤ تب یہ مشکل آسان ہوگی دیوزاد نقشہ لیکر چلے ایرج حیران و پریشان
مع شاپور کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا کہ انکو دیوزادون نے آسمان سے دیکھا
ایک دیو نے ایرج کو اٹھایا اور دوسرے نے گھوڑا لیا تیسرے نے شاپور
کو اٹھایا آپس مین اشارہ کر کے کہا کہ سردار جاے تو شاطر ضرور ساتھ ہو
اسوجہ سے شاپور کو بھی اٹھا لیا لیکر روانہ ہوئے قلعۂ فغفور مین آئے فغفور
تخت پر بیٹھا تھا دیو دیوت قلعے کو گھیرے ہوئے ہی جیسے ہی فغفور نے ایرج کو

دیکھا جوش محبت مین تخت سے اٹھا ایرج کو گلے سے لگا لیا ایرج کی آنکھ کھلی اُس بادشاہ کو دیکھکر پوچھا کہ آپ کون ہین فغفور نے کہا مین نے آپ کو تکلیف دی ہو کہ دیو دیوث نے مجھکو آکر گھیرا ہی میری بیٹی کا خواہان ہو مین نے آپ کو بلوایا کہ اُس دشمن خدا کے ہاتھ سے مجھے بچا لیجے ایرج نے کہا وہ کہان ہو کہا قلعے کو گھیرے ہوے ہو شاید وہ بھی ہوشیار رہا کہا او شہریار عجب مقام پر آئے یقین ہو کہ اب خبر نور الدہر کی بھی ملے مگر سہیل غزال چشم رو رہی تھی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ ایک فرزند صاحبقران آپ کی مدد کو آئے ہین آپ کے والد خاطر کر رہے ہین سہیل مشتاق جمال ہو کر محل سے نکلی دربار مین آئی اپنے والد کو سلام کیا دنگل زرین پر دیکھا کہ ایرج نوجوان بصد شوکت وشان جلوہ فرما ہین مگر آفتاب جمال خورشید مثال جری بہادر صف شکن فرزند حمزہ تیغ زن فغفور سے فرما رہے ہین کہ دیو دیوث کہان ہو ہمین اُسکے مقابلے مین لے چلو اور چند دیو واسطے خبر کے روانہ کرو کہ سعد شہریار و نور الدہر نامدار کس مقام پر ہین اُن لوگون نے یہان آکر کیا کیا فغفور نے چند دیوزاد واسطے خبر کے روانہ کیے ہین ایرج کی خاطر کر رہا ہو کہتا ہو حضور صبح کو مقابلہ پڑےگا سہیل رعب و دبدبہ دیکھکر حیران جمال ومحو دیدار سامنے کھڑی ہو بنگاہ محبت دیکھ رہی ہو ایرج نے سر اٹھا کر سہیل کو جو دیکھا ایک نازنین حسین رجبیل غنچہ دہن رشک چین تمثال خورشید خد حیران کھڑی ہو ایرج بھی جمال دیکھکر مائل ہوے اشارہ کیا کہ صاحب آؤ بیٹھ جاؤ سہیل کرسی پر بیٹھی فغفور نے کہا او شہریار اسی کنیز کو آپ کی دیو دیوث مانگتا ہو مین جانتا ہون مگر ہم بستری اسکی دیو سے قبول نہ کرونگا ایرج نے کہا انشاءاللہ صبح کو سمجھ لونگا فغفور نے صحبت عیش آراستہ کی ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز حاضر ہوے جام گردش مین آیا ایک نازنین خوش آواز بصد سوز وگداز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ہمپہ جو جو کچھ ہوا سب آپ پر کھلجائےگا	بندہ پرور دیکھنا جب دل کسی پر آئیگا

بخت بد دشمن فلک بیزار خویش و اقربا — کسکو رحم آئیگا مجھپر کون انہین سمجھائیگا
فاتحہ پڑھیے کہ رکنے کا نہین تیر نگاہ — آنکھ اس سے کیا غرض کوئی اگر مر جائیگا
پاکدامن فیض ابر تیغ کر سکتا نہین — رنگ خون قاتل کے پیراہن سے کیونکر جائیگا
صدقے اُس دشنام کے جو آپ کے منھ مین ہے — ایسی جا کے مختصر کوئی کہان سے پائیگا
جان جائیگی بلا سے ذبح پر راضی ہو تیرے — آنکھ ڈالو تو بھلا سینے پہ میرے آئیگا
گو تقاضائے اجل سے جان لب پر ہو مگر — اور بھی کچھ دن ہمین وعدہ ترا ٹھہرائیگا
تار تک رکھتے نہین دامن کہان ہے اے نسیم — اشک آکر آنکھ مین کیا کیا ہمین ٹھہرائیگا

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا فغفور نے جو دیکھا کہ سہیل ایرج سے مانوس ہے اور ایرج بھی بہ محبت باتین کر رہے ہین دل مین خوش ہوا کہ اب میری بھی صاحبقران سے عزیزداری ہو جائیگی چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دیوبٹ واسطے فتح کرنے قلعے کے چڑھا یلغار کیے ہوئے آتا ہے مگر حیران ہے کہ آج کیا معرکہ ہے کہ قلعے پر سناٹا ہے کوئی مجھکو روکتا نہین کہ یکایک قلعے کا پھاٹک کھلا دیکھا ایک جوان مرکب سبز ششی پر سوار نہایت حسین و جمیل اندر سے آتا ہے اور آتے ہی نعرہ کیا کہ باش او مغرور آگے نہ بڑھنا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ہے کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ہے نعرۂ ایرج سے زمین تھرا گئی دیو دیوبٹ بڑھا کہ چنگل مار کر کھا جاؤن جیسے ہی ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا دیا کہ دیوبٹ جھکا ایرج نے ایک گھونسہ مارا کہ سر دیوبٹ کا پھٹ گیا مارا جانا دیوبٹ کا ایرج تلوار کھینچکر دیوزادون پر جا پڑا فغفور نے جنات کو اشارہ کیا آخر دیوزاد شکست کھا کے بھاگے ایرج نوجوان بہ فتح و فیروزی ادھر پلٹے فغفور نے بڑی تعریفین کین کہا شکر کرتا ہون اُس پروردگار کا کہ آپ کو فتح عطا کی ایرج نوجوان خوشی خوشی قلعے مین آئے سہیل نے اشارہ کیا کہ برائے شکار چلیے راہ مین میرا باغ ہے وہان ملاقات ہوگی یہ کہکے اٹھ گئی ایرج نے فغفور سے کہا اگر آپ کا حکم ہو تو واسطے شکار کے جاؤن فغفور نے کہا بسم اللہ مگر ایسا

نہ ہو کر راہ مین فراری ملجاوین ایرج نے کہا اگر ملین گے تو شکست کھائین گے مین
اُنسے خوف نہین کرتا یہ کہکے سوار ہوے شاپور کو ساتھ لیا قلعے سے کئی کوس پر
ایک باغ تھا سہیل انتظار کر رہی تھی ایرج کو جو آتے ہوے دیکھا ایرج کا استقبال
کیا باغ مین لائی لاکر مسند پر بٹھایا ایرج باتین کر رہے ہین فرماتے ہین ای ملکا عالم
مین باپ سے تمھارے خواہش کرون سہیل نے کہا وہ خود بخود خواستگار ہین کہ آپ سے
پیوند ہو کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا ای شہریار ابھی صحرا سے گرد اُڑی ہو اور
ایک لشکر ساحران چند قیدیون کو ساتھ لیے ہوے ادھر سے جارہا ہی کنیز نے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ شاہزادہ نور الدہر جنجال جادو کے سحر مین گرفتار ہوے ہین
مینوش شبو بن کلام ایک ساحرہ زبردست بھی قیدیون مین ہو ایرج نور الدہر
کا نام سنکر تیغہ ٹیک کر اُٹھا سہیل نے پوچھا ای شہریار کہان چلے فرمایا نور الدہر برا
ہمچشم ہو اُسکو جاکر قید سے رہا کرون کہ میرا احسان ہو ملکہ خاموش ہو رہین ایرج
سوار ہو کر باہر نکلے دیکھا لشکر اُتر رہا ہی جنجال جادو نے خبر پائی ہو کہ فغفور چینی نے
کسی فرزند صاحبقران کو طلب کیا ہی آسنے آکر دیو دیوث کو مارا سہیل عزال چشم
پر دیو دیوث عاشق تھا وہ چاہتا تھا کہ سہیل کو طلب کرون کہ سامنے سے گرد اُڑی
ایک جوان کو دیکھا کہ ہمشبیہ نور الدہر نعرے کرتا ہوا آتا ہی مگر شاپور نے جو دیکھا
کہ لشکر ساحران ہو رکاب چھوڑ کر الگ ہوا طرف ارابے کے چلا ایرج جیسے ہی لشکر
ساحران پر گرے جنجال نے سحر کیا کہ گھوڑا رہروی سے رُک گیا ہاتھ دستگیری نہین
کرتے ساحرون نے قصد کیا کہ ایرج کو گرفتار کرلین شاپور قریب ارابے کے پہونچا
کہتا ہوا مینوش کو قتل کرو نور الدہر سرنگون بیٹھے ہین کہ شاپور نے زبان سے
مینوش کی سوزن نکالی مینوش نے اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا کہ نور الدہر کی قید دور ہوئی
جنجال نے قصد کیا ہی کہ ایرج کو گرفتار کرلون کہ مینوش نے سحر کیا کہ آسمان سے
پھول گرنے لگے چند پھول جو جنجال پر گرے مثل ہیزم خشک جلنے لگا لشکر ساحران
نے شکست کھائی نور الدہر رہا ہوتے ہی مینوش کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے چلے

ججنال چونکہ مارا گیا لشکر نے بھی سحر سے نجات پائی اپنے آقا کی تلاش مین چلے تھے کہ
سامنے سے آقا کو آتے ہوئے دیکھا مگر بیہوش سے کہتے ہوئے کہ یہ تاجر زادہ کیونکر
پہونچا مجھے یقین تھا کہ مین یہان آیا ہون یہ بھی ضرور آ ئیگا سہیل نے دیکھا کہ شاہزادہ
دریائے خون مین نہایا ہوا آیا بیقرار ہوگئی دوپٹے سے خون پونچھنے لگی یہ خبر جو
فغفور کو پہونچی کہ اُس شیر نے ججنال جادو کو شکست دی نور الدہر کو رہا کیا یہ
واسطے خوشخبری دینے کے آیا رادہ مین خبر سُنی کہ شاہزادہ باغ سہیل مین ہو اپنے وزیر
نیک رائے کو بھیجا کہ جا کر شاہزادے کو خبر دو کہ فغفور مبارکباد دینے آئے
ہین وزیر نے آ کر ایرج کو خبر دی ایرج شرما کر اُٹھے آ کر فغفور سے ملاقات کی مگر
فغفور نے دست بستہ عرض کی کہ وہ باغ اور کنیز آپ ہی کا مال ہو آپ کیون دہانشے
چلے آئے مگر آپ نے ساحران طلسم نوخیز سے بگڑی اُلجھائی مین چاہتا ہون کہ آپکا
عقد ہمراہ سہیل کے کردون ایرج نے سر جھکا لیا فغفور نے اُسی شب کو عقد ایرج
نوجوان ہمراہ سہیل غزال چشم معصوم سے کیا اور شاپور کا عقد وزیر زادی سے
بہ نازک ادا کے ساتھ ہوا دونون جوانون نے گوہر مراد حاصل کیا سہیل حاملہ
ہوئی اور نازک ادا کو بھی حمل رہا کہ ذکر انکا تیسری جلد مین کرونگا صبح کو ایرج
غسل کر کے بارگاہ مین آ کر بیٹھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ایک بادشاہ تاجدار در
دولت پر حاضر ہو امیدوار باریابی ہو ایرج نے کہا بلا لو دیکھا ایک بادشاہ پیر لباس
سیاہ پہنے ہوئے وزرا امرا ساتھ سامنے آیا آ کر ایرج کو سلام کیا اور قدمون سے
لپٹ کر رونے لگا کہا اے شہریار اقتباس مردار خوار یہان سے پانچ کوس پر ایک
صحرا ہو کہ وہان کا حاکم ہو ایرج نے اسکا نام پوچھا اسنے ظہیر تاجدار اپنا نام بتایا کہا
بیٹا میرا کہ جری و بہادر تھا معصوم بہ گلزار تاجدار صحرا مین جا کر جو پہونچا اقتباس
بھی واسطے شکار کے آیا تھا ایک آہو پر نگاہ پڑی میرے بیٹے کو گرفتار کر کے لیگیا
ہر چند نامے لکھے مگر قید سے نہین چھوڑتا یہی چاہتا ہو کہ قید مین اسکو ہلاک کرون
دوسری خرابی یہ گذری کہ بیٹی اُسکی غنچہ گلبدن میرے بیٹے پر عاشق ہو بلکہ لیجاگی

تھی راہ مین آکر اقتباس نے پھر گرفتار کر لیا ایسا سخت مزاج ہی کہ اُسنے اپنی بیٹی کو
بھی ساتھ گلزار کے قید کیا ہی مین نے بہت کچھ عذر کیا مگر وہ نہین مانتا مین نے خبر
سُنی کہ فرزند صاحبقران تشریف لائے اور رو بیہ دیوث ایسے شخص کو مار الٰہو غلام
فریادی آیا ہی کہ حضور میری مدد فرمائین اور اقتباس سے میرے بیٹے کو دلوادین وہ
مردار خوار ہو اور اپنی جرأت پر ناز رکھتا ہی کہتا ہی کہ اگر رستم اور اسفندیار ہوتے
تو مین اُنسے بھی خوب جنگ کرون اگر میرے زمانے مین اسفندیار رویین تن
ہوتا تو اُسکو بھی زیر کرتا ایرج نے کہا بڑا مغرور ہی اور یہ فرما کر شاپور کو ساتھ لیا
ظہیر تاجدار کے ساتھ چلے اقتباس اپنے قلعے مین بیٹھا تھا کہ اُسکو ہرکارون نے
خبر دی کہ ظہیر تاجدار نبیرہ صاحبقران کو لیکر آتا ہی بہت ہنسا کہا قضا اُسکو لاتی
ہی ہاتھ پانون توڑ کے رکھدونگا ان لوگون نے بڑے بڑے کام کیے مگر کسی بہادر
سے مقابلہ نہین پڑا لشکر تیار کرو لشکر تیار کرکے صحرا مین آکر اُترا دوسرے دن
صحراے گرد اُڑی ایرج نوجوان مع ظہیر تاجدار آکر پہونچے مقابلے مین اقتباس
کے اُترے ایک نامہ روانہ کیا کہ جسکا یہ مضمون تھا کہ اے اقتباس اگر اپنی خیر و خوبی
چاہتے ہو تو گلزار تاجدار کو روانہ کردو کہ باپ اُسکا مرد پیر زمین گیر آٹھ پہر روتا ہی
لہذا تمھاری جرأت کے سراسر خلاف ہی پیر زمین گیر کو ستانا مناسب نہین آیندہ
تمکو اختیار ہی جب نامہ تیار ہوا تو ایرج نے کہا ایک جوان کو چاہتا ہون کہ میرا نامہ
لیکر جاے کہ شاپور رونگل سے اُٹھا کہا اے آقا سے نامدار و اے مولاے قدر شناس یہ غلام
نامہ لیکر جاے اور جواب باصواب لائے ایرج نے کہا اے شاپور تم لوگ مکار و
غدار ہو ایسا نہو وہان جاکر کچھ فتنہ برپا کرو ہم ایک سوار کے ہاتھ روانہ کردینگے
مگر شاپور نے نہ مانا نامہ لیکر چلا راہ مین آکر صورت تبدیل کی بشکل ہرکارے کے
چلا لشکر مین اقتباس کے آیا در بارگاہ پر آکر زرنگ سالار سے عرض کی کہ پہلوان
دوران سے اطلاع کردو کہ دسدار سے یہ ہرکارہ حاضر ہی کچھ خبر لایا ہی چاہتا ہی کہ خدمت
مین حاضر ہون اقتباس نے کہا بلالو شاپور بشکل مبدل سامنے آیا ہاتھ اُٹھا کر

دعا دی عرض کی غلام واسطے خبر کے طرف لشکر ایرج کے جاتا تھا اُدھر سے ایک سوار
ایرج کا آتا تھا مجھکو معلوم ہوا کہ آپ کے پاس نامہ بھیجا ہی مین نے دھوکا دیکر اُس سے
نامہ لے لیا اور سوار کو مار کر وہین ڈالدیا مین نے کہا نامہ لیکے سرکار کے پاس جاؤن
دیکھون کیا فرماتے ہین لہذا یہ نامہ حاضر ہی مگر وہ سوار کہتا تھا کہ نامے پر زر نثار کرین
تب نامے کو ملاحظہ فرمائین اقتباس نے کہا نبیرۂ کوچک سلیمان کا نامہ ہی اسپر زر
کیون نہ نثار کرونگا یہ کہکے نامہ شاپور نے نکالا اقتباس نے اُسپر زر نثار کیا پھر
شاپور نے کہا ہاتھ پھیلایئے تو مین نامہ دون اقتباس نے ہاتھ پھیلا کے نامہ لیا
اور پڑھا مضمون مذکور نامے مین پایا ہنسا اور کہا کہ اِس طفل کی قضا لیکے آئی ہی اُنکے
دادا جان کے واسطے یہ شرف ہوگیا کہ کل پریزادہ قاف تسخیر کر گئے اور کسی کی کیا مجال
ہو کہ مجھسے مقابلہ کرے مین اِس شخص کو مار کر آسمان پری پر چڑھ جاؤنگا ایسا پامال
کرون کہ سلطنت اُنکی مٹجاے لو یہ نامہ اُنکو جواب جنگ دینا لیکن اگر وہ اپنے سوار
کو پوچھین تو اپنا بار نا ظاہر نہ کرنا شاپور نے نامہ لیا اور رخصت ہو کے باہر آیا پکار کر
آواز دی کہ او اقتباس منم شاپور شیر دل کسطرح تجھسے جواب لیا اب میدان مین
سمجھا جائیگا اقتباس نے حکم دیا اِسکو گرفتار کرو چہار طرف سے لوگ دوڑے مگر
شاپور کئی جوانون کو مار کر نکلگیا باقی لوگ پلٹ آئے اقتباس نے جھلا کر حکم دیا
کہ طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی شاپور نے آکر ایرج کو خبر دی کہ وہان
طبل جنگی بجا ہی ایرج نے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو آفتاب
زرین پوش بصد جوش و خروش چرخ زبرجدی پہ آیا تمام میدان منور و روشن
ہوگیا فوج ستارگان بھاگی نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت — خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند — لحاف غنچہ از رو در کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست — بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

دونون لشکر میدان کارزار مین آئے ایرج کے ساتھ جمعیت بہت کم ہی اقتباس

بارہ ہزار جوانون سے میدان مین آیا صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئی نقیب
نقابت کرکے ہٹے اقتباس نے گینڈا نکالا پکار کر آواز دی اوجوان نبیرۂ حمزۂ دلیر
مقابلے مین آ ایرج نے مرکب اڑایا اقتباس نے جو جمال بے مثال ایرج دیکھا
کہا او شہریار آپ کو کچھ جان کا خوف نہ ہوا اور میرے مقابلے مین چلے آئے آپ نے
خبر نہ سُنی ہوگی کہ جو میرے مقابلے مین آیا وہ مارا گیا آپ کیونکر بچین گے ایرج نے جواب دیا
کہ او جوان اسقدر غرور زیبندہ نہین وارکر یہ میدان کارزار ہے مین تیری جرأت کا
مشتاق ہون اقتباس گینڈے سے کود پڑا کہا مین آپ سے کیا مقابلہ کرونگا یہ تو
سُن چکا ہون کہ آپ نے زمانہ جہالت مین اٹھارہ سو ملک باختر کی سیر کی اور قلعۂ
ذوالامان پر جاکر لڑے اکثر مسلمان آپ کے ہاتھ سے مارے گئے لہذا مین عاشق
جمال ہون اور چاہتا ہون آپ کی قدمبوسی کرون ایرج گھوڑے سے اترے
اقتباس کو گلے سے لگا لیا اقتباس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اقتباس کو ساتھ
لیا قلعۂ اقتباس مین داخل ہوے اُن دونونکو قید سے رہا کیا ظہیر تاجدار کے فرزند
گلزار تاجدار و نازک اندام کا عقد کیا ایرج اترے ہوے ہین کہ ایک روز
اقتباس گھبرایا ہوا آیا کہا او شہریار میلان سرکش ایک پہلوان ہے کہ اُسکو اپنی
جرأت پر بڑا ناز ہے اور حقیقت مین بڑے بڑے پہلوان اُسنے مارے لشکر لیکر آیا ہے
میری بیٹی کو مانگتا ہے ہرچند کہ مین نے جواب کہلا بھیجا ہے مگر وہ نہین مانتا آمادۂ حرب و
پیکار ہے آپ چلکر سمجھا دیجیے ایرج نے کہا کیون سمجھاؤن طبل جنگی بجوا کر میدان مین
آنے دو تم جاکر یہ جواب دو کہ میدان کارزار مین طبل جنگی بجوا کر آ مین وقت پر
ضرور آ جاؤنگا اور مقابلہ کرونگا یہ فرما کر طرف صحرا کے واسطے شکار کے روانہ ہوے
اقتباس پہاڑ سے اُترا میلان سے کہلا بھیجا کہ طبل جنگی بجوا کر میدان مین آؤ اگر
مجھکو زیر کروگے تو بیٹی دونگا میلان نے طبل جنگی بجوا دیا جانبین مین طبل جنگی بجے
صبح کو خوش خوش میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ او اقتباس میرے مقابلے
مین آؤ اقتباس نے قصد کیا کہ مقابلہ میلان مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی جسنے

دیکھا کہ ایک نقابدار نیلم پوش مقابلہ میلان مین پہونچا میلان نے کہا کہ او نقابدار
تو کون ہی نقابدار نے کہا تیری جان کا ملک الموت ہون او دشمن خدا سن چکا کہ
نازک ادا کا عقد ہو گیا اور پھر اُسکو مانگتا ہی وہ کیونکر دے سکتا ہی اگر مجھپر غالب آ
تو البتہ ساتھ نازک ادا کے عقد ہو جائیگا میلان نے نیزہ مارا آپس مین نیزہ چلنے
لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے ایک مقام پر گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے
میلان کے نکلگیا میلان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہ ہاتھ تلوار کے ایرج پر مارے
ایرج نے وار خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا میلان لپٹ پڑا گینڈے سے آپس
آپس مین کشتی ہونے لگی دو پہر میلان لڑا دو پہر بجے ایرج کو ریلکر لے دوڑا
ساتوین قدم پر لاکر پٹکا مارا کہ بایان گھٹنا ایرج کا جھکا میلان آکر اوپر چھایا مگر
اقتباس حیران ہی کہ یہ جوان کون ہی کہ جو میلان سے لڑ رہا ہی افسوس معلوم
نہین کہ آقا پر کیا گزری کہ مدد کو نہ آئے میلان نے کمر مین ہاتھ ڈالکر کئی زور کیے
مگر لنگر کو حرکت نہ ہوئی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا اور کہا ای جوان اب تیرے زور کا
مشتاق ہون نقابدار نے اپنے مقام سے اُٹھکر دونون مونڈھے میلان کے
تھامے ریلکر لے دوڑا چند قدم لاکر پٹکا مارا میلان کے دونون گھٹنے آشنا بزمین
ہوئے چاہا لنگر قایم کرون مگر نقابدار نے کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا میلان نے
پکار کر آواز دی کہ ای نوجوان الامان تیری اطاعت کرتا ہون مگر امیدوار ہون
کہ تیرا جمال جہان آرا دیکھون تو دل سے اطاعت کرون نقابدار نے نقاب
چہرے سے ہٹائی اقتباس نے دیکھا کہ آفتاب جمال طالع ہوا نگاہ پڑی ایرج نوجوان
کو دیکھا میلان قدمون پر گر پڑا کہا مین دل سے اطاعت کرتا ہون چاہتا ہون حضور
کے ساتھ رہون ایرج نے گلے سے لگایا میلان بصدق دل مسلمان ہوا ایرج نے
اُن جوانون کو ساتھ لیا اقتباس رمیلان رظہیر تاجدار و گلزار تاجدار وغیرہ
ساٹھ ہزار کا لشکر ہمراہ ہوا ایرج نے کہا مقابلہ مین مہران تاجدار کے چلونگا جسے
گوارا ہو وہ میرے ساتھ چلے یا تو طلسم نوخیز جمشیدی کو فتح کرونگا اور یا پھر اپنی

جان دونگا سرداروں نے عرض کی غلام سرکار کے ساتھ ہین لیکن مقدمۂ طلسم ہی
ایسا نہ ہو کہ حضور گرفتار ہو جاوین میلان نے عرض کی کہ غلام یہ تو نہین جانتا ہی
کہ لوح کہان ہی اور طلسم کہان ہی مگر میرے ملک کے قریب صحراے سبزہ زار ہی لوگ
بیان کرتے ہین کہ اس صحراے ابتداے طلسم ہی لہذا اکثر جو صحرا مین گذر ہوا تو شب
کو گانے کی آواز آتی ہی پریزادون کا جمگھٹ ہوتا ہی اکثر غلام کے بزرگ اُس
جلسے مین شریک ہوے مگر مین بسبب خوف کبھی نہین گیا کہ ایسا نہ ہو کسی بلا مین
پھنس جاؤن اسی خیال سے غلام آیا تھا کہ سرکار کو ہمراہ لے چلے گا ایرج نے کہا
اے میلان مین یہ آرزو رکھتا ہون کہ جان جاے مگر طلسم فتح ہو میرا ہمچشم آیا ہوا ہی
دربندون کو فتح کرتا پھرتا ہی اگر مین قید سے نہ رہا کرتا تو قتل ہوتے مین نے کس دھوم
سے رہا کیا مجھسے ملاقات بھی نہ کی احسان بھی نہ مانا مگر وقایع نگار اس معرکے کو
لکھین گے تب لوگون کو ظاہر ہوگا کیون اے مہتر شاپور صحراے میلان مین چلون
شاپور نے کہا تکیہ پروردگار پر رکھیے آپ ہمیشہ اُنپر غالب رہین گے آپ کے والد
نامدار ہمیشہ بدیع الزمان پر غالب رہے آپ انپر غالب رہین گے ایرج نوجوان
نے سرداران نامور کو لیکر کوچ کیا چوتھے دن صحرا مین آکر لشکر اُترا بارگاہ استادہ
ہوئی اُس مین ایرج نوجوان پلنگ پر پڑا ہوا تڑپ رہا ہی کہ گانے کی آواز کان
مین آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند نئے انداز سے گا رہا ہی نظم

ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا
سنبھل سکتا نہین اب وحشت سے بوجھ اپنے گریبان کا

جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر
ہمارے انکے پردہ رہ گیا دیوار آہن کا

بہار اک دل کے داغون نے دکھائی خنجر قاتل کو
دہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا

جبین افشان جو پیشانی پہ آگئے چاندنی چھٹکی
ملی مستی تو آئینے مین پھولا تختہ سوسن کا

اندھیرے مین جو ڈر کر مجھسے وہ خورشید رو لپٹا
شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا

ڈراتا ہی کسے اے شیخ تو نار جہنم سے
سمندر موج مارے گر نچوڑون پاٹ دامن کا

سمجھتے تھے نہ ہم اتنا وہ رندانہ جنون مجھکو
گریبان سے تعلق ہو گیا موقوف دامن کا

در فردوس پر رضوان سے رخصت کون لیتا ہی — سمجھتا ہون مین کہین اک پھاند نا دیوار گلشن کا
یقین منزل محبوب اسیر مجھکو ہوتا ہی — دل صد چاک مین میرے ہی صاف انداز چلمن کا
نہین ہمسا گنہگار او فلک کوئی زمانہ مین — ہمارے مردے کو درکار ہی غسل آب آہن کا
ستایا ہی نہایت انقلاب دہر نے مجھکو — رہا کرتا ہی چشم تر کے اوپر گوشہ دامن کا
مجھے بھی گر کسی نے مجلسے مین حشر کے پوچھا — تو حسن لیتا کہ پردہ کھل گیا قاتل کے دامن کا
کیا اک آن مین تیغ قضا نے صاف دو ٹکڑے — کمان ہی رہگیا دشمن کو آتش اپنے جوشن کا

ایرج نے جو یہ اشعار عبرت آمیز سنے گھبرا کر آگے ہتھیار لگا کر باہر نکلے دیکھا کہ تمام صحرا روشن ہو رہا ہی ہر خیمے سے آواز گانے کی آ رہی ہو ایک خیمہ جو سامنے تھا اُسکا پردہ اٹھا ایک نازنین گلپوش خیمے سے نکلی ایرج کو آکر سلام کیا کہا او شہریار آپکو ملکہ عالم باز فرماتی ہین دیر سے آپ کی مشتاق ہین مین آپ کو لینے آئی ہون ایرج اُس نازنین کے ساتھ خیمے مین آئے دیکھا ایک مسند شاہانہ بچھی ہی اور کئی ہزار پریزادان زرین گوش مرصع پوش جمع ہین اور مسند پر ایک شعلہ جوالہ آفت کا پرکالہ خاموش بیٹھی ہی جیسے ہی ایرج سامنے پہونچے وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی اُس نازنین نے پکار کر کہا تشریف لایئے مین کئی دن سے آپ کی مشتاق ہون ایرج پہلو مین آکر بیٹھے اُس نازنین نے جام لبریز کیا ایرج کو اُسکا جام دینا ایسا پسند آیا کہ جام پی گئے جام پیتے ہی اُس نازنین نے پوچھا کہ کیونکر آپکا اتفاق اس صحرا مین ہوا ایرج نے کہا مین فکر فتاحی طلسم نوخیز جمشیدی مین نکلا ہون چاہتا ہون کہ لوح حاصل کرون یہ سنکر اُس نازنین کا چہرہ سرخ ہوگیا کہا او شہریار تصور فرمایئے بقول شاعر یہ مثل آپ پر صادق ہی۔ ایاس حد خود را بشناس ہماس طلسم مین ہزارون آہنین تن خونخوار تنگ پیشانی بادشاہ طلسم بلاے روزگار ہی کیا ممکن ہی کہ اُسکے ملک مین غیر کا گذر ہو نہ کہ آپ کیون اپنی جان دینے کا ارادہ کرتے ہین ابھی تک خیر ہی پلٹ جایئے ایرج نے کہا جان سے جانا قبول ہی مگر فکر فتاحی طلسم سے منھ نہ پھیرون گا انشاء اللہ اُس تنگ پیشانی کو جا کر قتل کرونگا وہ نازنین جھلا کر اُٹھی کہا

اب میں تو جاتی ہوں آپ کو اختیار ہے ایرج نے اٹھکر ہاتھ تھامنا چاہا کہ نہ جانے دین
وہ دوڑ کر چلی ایرج جیسے ہی جھپٹے میر فرش کی ٹھوکر لگی کہ گر کر بیہوش ہو گئے جب نسیم
سحری چلی تو ایرج کی آنکھ کھلی اپنے کو چھپرکھٹ پہ پایا شاپور روز سے جگانے کے آیا
دیکھا شاہزادہ جوڑا بھاری پہنے ہوئے عطر سہاگ ملا ہوا شاپور حیران ہو گیا کہ
یہ سامان کہاں سے آیا اسنے شاہزادے کو جگایا جب شاہزادہ اٹھا اور لباس کو دیکھکر
یہ بھی حیران ہو گیا شاپور نے پوچھا کیوں آقا ے نامدار یہ لباس کہان سے آیا
شاہزادے نے کہا او شاپور رات کو ایک جلسے مین شریک تھا اس جلسے کی تعریف
نہین کرسکتا میری بیہوشی مین شاید ملکہ نے یہ لباس پہنایا اور عطر وغیرہ لگایا مگر بڑی
شوخ تھی جب وہ چلی تو مین اسکے پیچھے چلا میر فرش کی ٹھوکر جو لگی گر کر بیہوش ہو گیا
اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو بستر پر پایا مقدمات طلسم شروع ہو گئے خدا انجام بخیر
کرے شاپور نے کہا اب ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو کہ آپ کی گرفتاری کی تدبیر ہو
تو غلام کیا کریگا خدا کرے بندگان عالی پر کوئی تکلیف ایسی نہ پڑے کہ جس سے
حضور عاجز ہون ایرج نے کہا او شاپور شب کو وہ سامان دیکھا ہے کہ جسکی یاد مین
دل تڑپ رہا ہے بقول آتش نظم

کوچۂ یار مین کس روز مین نالان نہ گیا — بلبل مست سے سودائے گلستان نہ گیا
رخ حسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق — تیر نہین دل مین مژگان بیان حال پریشان نہ گیا
ہو جدا روح روان کی تن خاکی سے نہ کی — ساتھ یوسف کے زمانے سے یہ زندان نہ گیا
صبح کی شام نظارہ مین رخ روشن کے — رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا
مرغ بسمل کی طرح رقص کرینگے طاؤس — چار دن اور اگر سیر گلستان نہ گیا
صادق القول نہین دوسرا مجھسا بیکش — شیشے سے منہ تو ہٹانے سے پیمان نہ گیا
خاک پا تو نے نہ مس عیسی نفس کی چھوڑی — باغبان نرگس گلزار کا یرقان نہ گیا
ہمسا غم زدہ سب نہ ہو دیگا کوئی دنیا مین — کونسی مجلس ماتم ہے مین مہمان نہ گیا
پھوٹ کر آبلون نے خشک کیا صحرا مین ترکین — تجھ سے شرمندہ ہین اے خار مغیلان نہ گیا

عاشق اُس غیرت بلقیس کا ہون ای آتش	بام تک جسکے کبھی مرغ سلیمان نگیا

رات بھر ایرج اسی طرح پریشان رہے شام کو شاپور نے اپنے ہاتھ سے شراب
وغیرہ پلائی اور کہا چلکر آرام فرمایئے غرض شاپور بھی اُسی مقام پر لیٹا اور سو گیا اب جو
ایرج نے دیکھا کہ شاپور سو گیا دبے پانون اُٹھے باہر بارگاہ کے آئے نکلکر دیکھا کہ
صحرا مین وہی روشنی ہے خیمون سے آواز گانے کی آرہی ہے ایرج چلے تھوڑی دور
چلے تھے کہ وہی ایک کنیز بلانے کو آئی کہا چلیے آپ کو جلسے والون نے بلایا ہے ایرج
اُسکے ساتھ گئے ایک خیمۂ اطلس مین پہونچے اندر جاکر جلسہ دیکھا کہ ایک شاہزادی
آفتاب جمال مسند پر بیٹھی ہے اُس نازنین نے استقبال کیا ایرج کو لاکر مسند پر بٹھایا
باتین میل کی کرنے لگی ایرج نے کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تمہاری
صحبت سے افسوس ہوتا ہے کہ تم مجھکو تڑپتا چھوڑکر چلی جاؤگی اُس نازنین نے ہاتھ
باندھکر کہا مین مطیع ہون مجھے آپ کی بے رخی کا خیال ہے کل آپ جس جلسے مین رہے
آج اُسکو فراموش کیا مجھکو خوف آتا ہے کہ آپ اسی طرح مجھکو بھی فراموش کرینگے ایرج
نے جواب دیا کہ اے ملکۂ عالم ہم محو خوا نہین مین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک تخت
نہایت سجا ہوا اُسپر ایک نازنین جلوہ فرما تھی نہایت حسین وجمیل آکر پہونچی اور
آتے ہی ایرج کو سلام کیا ایرج اُسکا جمال دیکھکر مبہوت ہو گئے نازنین اول کو
بھول گئے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہے اُسنے ہنسکر جواب دیا کہ مجھکو گل اندام کہتے ہین
مین آپ کو سمجھانے آئی ہون کہ آپ پلٹ جایئے طلسم کے جھگڑے مین نہ پڑیئے ایسا نہو
کہ شاہان طلسم آپ کے دشمن ہو جاوین ایرج نے تامل کرکے جواب دیا کہ آپ کی
مہربانی آپ نے سمجھایا مگر مین عہد کر چکا ہون کہ بدون فتح طلسم واپس نہ ہونگا میرا
بچشم اس طلسم مین آیا ہے تین باپ سے جنگ رکھتا ہون اُس نازنین نے زانو پر
ہاتھ رکھ دیا کہا اے شہریار اگر میرا کہنا نہ مانیے گا تو بہت پریشان ہو جیے گا ایرج نے
پھر وہی جواب دیا بس وہ نازنین اُٹھی اور کہا صاحب مین گشت کو آئی تھی تمکو
اکثر اس آفت مین دیکھا اس وجہ سے سمجھایا نہین مانتے تو رنج اُٹھاؤگے اب مین تو

رخصت ہوتی ہون ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا اے ملکہ عالم مین ابھی نہ جانے دونگا
ایک کنیز پہلو سے آئی اُسنے ایرج سے اشارہ کیا کہ انکو اپنے مقام پہ لے چلیے ایرج
نے کہنے سے کنیز کے ہاتھ اُسکا نہ چھوڑا کہا ہمارے مقام پر چلیے وہان بلا تکلف کی
صحبت ہوگی وہ نازنین ایرج کے ساتھ ہولی وہ نازنین جو مسند پہ بیٹھی تھی اُسنے
کہا اے گل اندام کہان جاتی ہو ایسا نہ ہو کہ تم پر کوئی اُفتاد پڑے اور چلیے ساتھ
چلی ہو یہ بھی سپنس جادوین اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ اے دلدار
پھر بڑا دایکا کہنا کیونکر رد کرون ایسا نہ ہو انکے دل نازک پر صدمہ پہونچے مین
بعد تھوڑی دیر کے چلی آؤنگی ایرج اُس نازنین کا ہاتھ تھامے ہوے بیرون
بارگاہ آئے پلٹ کر دیکھا وہ خیمہ اطلسی ندارد اُس نازنین نے کہا اے شہریار دیکھیے
خرابی شروع ہوگئی ایسا نہ ہو کہ عفریت طلسم آجائے تو کچھ نہ بن پڑے گا ایرج نے
کہا مین دیو بند دیو کش ہون وہ کنیز جسنے اشارہ کیا تھا وہ بھی پیچھے پیچھے ہے اشارہ
کر رہی ہے کہ اپنی بارگاہ مین چلیے اب ٹھہریے نہین ایرج اُس نازنین کو ساتھ لیکر
اپنی بارگاہ مین آئے مسند پر لا کے بٹھایا وہ کنیز بھی سامنے بیٹھی ہے یہ اشعار عاشقانہ
بہ آواز بلند بتا بتا کر گا رہی ہے

نظم

غم سوا عشق کا مآل نہین — کون دل ہے جو پائمال نہین
حُسن پہ آپ مین عبث مغرور — کون شے ہے جسے زوال نہین
حسن مین بال کا نہین ہے فرق — عمر بار دیکھو بال نہین
خواب مین بھی نظر نہین آتے — انکو مطلق مرا خیال نہین
زخم کے منہ سے بات کیا نکلے — لال ہے طاقت مقال نہین
غم سے افسردہ ہوگیا یا تنگ — آرزوے شب وصال نہین
رشک سے غیر کو جلاتا ہے — وصل کا آپ سے سوال نہین
ہجر مین ہوگیا وصال نظام — ہجر کیونکر کہون وصال نہین

کہ ایک آواز مہیب تاک آئی وہ نازنین جو گا رہی تھی یہ کہکر بھاگی کہ اے شہریار

ہوشیار ہو جائیے ایرج نے دیکھا پردہ بارگاہ کا اٹھا کیا ایک بد ہیبت صورت آیا
اور للکار کر کہا کیوں کل اقدام تو پاس دشمن خداوند کے بیٹھی ہی تجھکو کچھ خوف نہیں
شاہ طلسم نے تجھکو طلب کیا ہی ایرج تلوار کھینچکر جھپٹے اُس دیو نے کچھ اشارہ کیا کہ تلوار
ہاتھ سے ایرج کے گر پڑی ایک پنجہ کمر میں اُس نازنین کی دیا اور دوسرا کمر میں
ایرج کی دیا اور اپنی زور سے چیخ ماری کہ زمین ہلگئی ایرج اور نازنین کو سکتا
تموج ہوا سے آنکھیں بند ہوگئیں دیو نے جلادا کا اُن کی صورت جا ہرا شاپور
تھا اپنے بہت جستجو کی اندھا یا پیچھے جاؤن مگر تھوڑے عرصے میں وہ دیو نظروں سے
غائب ہوگیا شاپور ناچار صبح کو بہ خدمت میلان آیا سب سردار جمع ہوئے
شاپور نے سب معرکہ بیان کیا میلان نے کہا میں تو منع کرتا تھا مگر شاہزادے نے
نہ مانا اب سوائے طلسم کشا کے کوئی انکو رہا نہیں کر سکتا اور بادشاہ طلسم کو بڑی
کوشش ہی کہ یہ لوگ بھی طلسم میں آلے ہیں انکو گرفتار کر کے قتل کروں دیکھیے کیا ہو
شاپور نے کہا آپ لوگوں کو اختیار ہی میں جاتا ہوں جاکر سعد شہریار سے اطلاع
کروں کہ وہ انکی رہائی میں کوشش کریں سب سرداروں نے کہا ہم اسی مقام پر
ٹھہرے ہیں جیسا کچھ اتفاق ہوگا اُسکو دیکھیں گے شاپور سب کو ٹھہرا کر اسباب
عیاری سے آراستہ ہو اسعد شہریار کی تلاش میں چلا ایک مقام پر پہونچا کیا
لشکر اترا ہی فقیر بنکے لشکر میں آیا دریافت کیا معلوم ہوا نور الدہر بن بدیع الزمان
اس مقام پر فروکش ہیں اور مہوش شیرین کلام منتظم لشکر میں شاپور بلا تکلف
بصورت اصلی سامنے نور الدہر کے آیا نور الدہر نے شاپور کو گلے سے لگالیا
پوچھا کہ ہمارا ایرج اور کہاں ہی شاپور نے کہا وہ گرفتار طلسم ہوگئے سب معرکہ بیان
کر کے کہا میں بہ خدمت سعد شہریار جاتا ہوں کہ جاکر اُنسے اطلاع کروں کہ وہ فکر
رہائی میں مصروف ہوں ایسا نہو کہ دشمنوں پر کوئی معرکہ گذر جائے نور الدہر
نے کہا میں تو برابر مقابلہ عمران قصیدہ و باز جاتا ہوں مہوش بھی قریب نور الدہر
بیٹھی ہی کہ دہی صدا سے سیف آئی شاپور ایک جانب بھاگا مہوش کا نیمہ بھی تھا

شاپور نے دور سے دیکھا کہ وہی عفریت آکر پہونچا اور چاہا نورالدہر کو گرفتار کرے مینوش نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ مارا کہ سینے پر دیو کے پڑا توڑ کر پشت کے پار گذرا مگر وہ دیو نہ گرا پھر طرف مینوش کے جھپٹا مینوش نے جھپٹ کر دوسرا گولہ مارا سات گولے دیو پر مارے جسم میں دیو کے سوراخ پڑ گئے مگر زور دیو کا نہیں کم ہوتا یہی قصد کرتا ہے کہ مینوش کو گرفتار کر لون جب آٹھوان گولہ مینوش نے نکالا دیو نے اُن سوراخون پر ہاتھ پھیرا ہر سوراخ سے دھوان نکلنے لگا وہ دھوان جو آنکھ میں نورالدہر اور مینوش کی لگا دونون لڑکھڑا کر گرے دیو نے دونو نکو اُٹھا لیا اور کل سرداران نورالدہر کو لیا شاپور یہ سب معرکہ دیکھا کیا غرض وہ دیو سب کو لیکر اُڑ گیا شاپور نے چاہا پیچھا کرون مگر وہ غائب ہوگیا شاپور شیرول بجوب رونا چار افسوس کرتا ہوا تلاش سعد شہریار میں چلا کر ذکر اسکا وقت پہ تحریر کیا جاویگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان سعد شہریار کہ مع سرداران نامی طرف مہرانیہ کے چلے ہین مہران سے مقابلہ پڑنا و فیروزہ کی عیاری و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر بے عدیل
کہ میخوار رکھین گے تری سبیل

سُن اے ساقی بیخبر بادہ نوش
کہ رندون کو ہو جوش رہین خوش

تری مہر و الفت کا خواہان ہون مین
سمجھ نا تو آج بیجان ہون مین

مرا کلک ہو رُستم داستان
کہ ہو آج یہ برسر امتحان

اگر زور دکھلائے میرا قلم
تہور شعاری پہ مارے قدم

کہان رُستم و زال و افراسیاب
ہوے دہر کی بے رُخی سے خراب

کبھی آجتک یہ نہ سامان ہوا
کہ رُستم کو ہو کلک سے بھی وفا

اگر دشتِ ہیجا مین آئے قلم
تو ہو شور اُسکا سیانِ عدم

سمند اشہب کلک جولان رہا — کہ فتح و ظفر کا بھی سامان رہا
کبھی جیسنے پیچھے نہ پھیرا قدم — قلم ہی قلم ہی قلم ہی قلم
اٹھا ابر تاریک با شد و مد — کرین آکے میخوار سیری مدد
یہ جھڑ بست جوانونکے بیجا نہین — کسی نے یہ سامان دیکھا نہین
کہ میدان جمع میخوار رند زن نژاد — کہ ہو ذکر مے اور یہ ہووین شاد
اسی فکر مین جست و چالاک ہین — کہ میخوار ہین اور بیباک ہین
چلی اب کلک شیرین زبان بیدریغ — قمر کی زبان ہو کہ چلتی ہے تیغ

چہرہ کشایان اخبار طلسمات نیرنگ ساز و ساحران مکار و غدار و شعبدہ بازان داستان جلالت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف منور کرون محفل داستان + کہ ہی طبع موزون کا پھر امتحان + سعد شہریار ربیع یاسمن رنگین پوش منزل بمنزل آئے آتے ساحت مہرانیہ کے پہونچے مہران شعبدہ باز بالاے قلعہ بیٹھا تھا کہ اسنے دیکھا ایک لشکر جرار و سرداران نامدار اور سعد شہریار قریب ہوا آکر پہونچے مہران نے جو یہ معرکہ دیکھا بہت جھلایا بلبلا کر قلعے سے اترا بارگاہ مین آیا سردارون سے صلاح کرنے لگا کہ یہ مسلمان اپنے دل مین کیا سمجھے ہین کہ لشکر لیکر آئے ہین ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا بھاگنے کا بھی رستہ نہ دونگا وہ سحر کرون کہ سعد شہریار کا ہاتھ نہ اٹھ سکے سردارون نے کہا اگر آپ حکم دین تو سب کو گرفتار کر لاوین مہران نے کہا بیشک جاؤ سب کو گرفتار کر لاؤ وہ قیدی تو روانہ ہو گئے یقین ہے کہ شاہ طلسم نے انکو قید کیا ہے طومار جادو اپنے مقام سے اٹھا ساٹھ ہزار ساحرون کو لیکر بیرون قلعہ آیا سعد نے دیکھا کہ لشکر ساحران مقابلے مین آگیا فیروزہ اپنے مقام سے اٹھا کہا اے شہریار مین فکر مین اس مردود کی جاتا ہون اگر بنتا ہے تو گرفتار کرکے لاتا ہون سعد نے فرمایا اے فیروزہ یہ علمداری ساحرون کی ہے جو کچھ کرنا سمجھ بوجھ کے کرنا اگر خدا نخواستہ تم گرفتار ہو گئے تو باعث خرابی ہوگا پھر کون ہماری خبر لے گا اور زیادہ ساحر دباؤ ڈالین گے ظلم و بدعت سے

مطلب نکالین گے فیروزہ نے عرض کی غلام آپ کا خوب سمجھے ہوے ہو خدا قبلہ کعبہ
کو سلامت رکھے سب کچھ تعلیم کیا ہو آیندہ خدا کے اختیار ہو یہ کہکے باتماسے عیاری
سے آراستہ ہوا طرف لشکر طومار کے چلا مگر طومار لشکر کو اُتار کر خود تنہا چلا صحرا مین
پہونچا تھا کہ دیکھا سامنے سے ایک مالن آتی ہو چنگیر پھولون کا ہاتھہ مین اور رنگانار
ساری آدھی باندھے آدھی اوڑھے گجرے پھولون کے ہاتھون مین لپٹے ہوے
طومار کو دیکھکر چار ہاراہ کترا کر کلجاؤن کمر کو لچکاتی ہوئی چلی تھی کہ طومار کے دل کو
بیکلی ہوئی آخر پکار اُٹھا کہ اے پی جانے والی ذرا ٹھہر جاؤ ہمین کچھ بات کرنا ہو
مالن نے پلٹ کر دیکھا غنچہ دہن وا ہوا کہا کیون صاحب کیا ہو راہ گیر کو کیون ٹوکا
کیا اس طلسم مین لوٹ ہو مین اپنے کار ضروری کو جاتی ہون مجھے ٹھہرنے کی مہلت
نہین طومار جھپٹ کر قریب آیا مالن بس ٹھہر گئی پھولکر بولی کہو کیا کہتے ہو طومار
نے پوچھا تمھارا نام کیا ہو مالن نے کہا سگندھیا یہ نام ہو میری دیورانی کو درد زہ
لگا ہو مین دعا کرنے جاتی ہون کہ جا کر خداوندون سے عرض کرون کہ مشکل آسان
ہو آج تیسرا دن ہو کہ درد کے مارے تڑپ رہی ہو بس اب جاؤ مجھسے بات نہ کرو
مجھے زیادہ فرصت نہین ہو طومار نے کہا ذرا درہ کوہ مین چلو مین تجھسے دو باتین
کرونگا یہ کہکے ہاتھ تھام لیا مالن نے کہا چلو کیا مجھے کھا جاؤ گے مین ڈرتی نہین یہ
کہکر ساتھ طومار کے درہ کوہ مین آئی ہاتھ مین دستہ گل تھا وہ رکھدیا طومار نے
ایک بار اُٹھا یا اُسے سونگھنے لگا جیسے ہی سونگھا بو جو دماغ مین پہونچی چیخ مار کر
گرا بیہوش ہو گیا نعرہ ہوا کہ منم فیروزہ بن عمرو دستمال دغیہ وہ پھینک کر طومار جادو
کا پشتارہ باندھا جلدی مین سوزن دینا بھول گیا یہان دربار مین سعد شہریار
بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی استاد ایک پشتارہ لیے ہوے آتے ہین یاسمن نے
کہا معلوم ہوتا ہو کہ طومار پنجہ قابض ہو گیا یہ ذکر تھا کہ فیروزہ طومار کو لیے ہوے
بارگاہ مین آیا طومار کو لاکر ستون سے باندھا سعد شہریار نے کہا کہ ای فیروزہ
اسکو ہوشیار کرو فیروزہ نے ہوشیار کر دیا طومار نے آنکھ کھولی دیکھا کہ مین تو

دربار مین سعد شہریار کے جہان یاسمن نے پکار کر کہا کہ اے طوبار قدرت پروردگار کو دیکھا کہ تم گرفتار ہو گئے بہتر یہ ہے کہ اطاعت کر طوبار نے دیکھا کہ میری زبان مین سوزن نہین ہے جھلا کر جواب دیا اور جعلساز دمگڑے کے پہلو مین بیٹھی ہوئی باتین بنا رہی ہے یاسمن نے چاہا اپنے مقام سے طوبار پر سحر کرے فیروزہ نے دیکھکر کہا افسوس سوزن دینا مین نے فراموش کیا طوبار پھندے لیے نکلگیا جھپٹ کر سعد پر گرا پنجہ کمر مین دیکر لے اڑا یاسمن نے للکارا کہ ارے دشمن خدا اِس شہریار کو تو کہان لیے جاتا ہے یہ کہکے جھولی سے ایک پرچہ کاغذ کا نکالا طائر اُسکا بنا کر کچھ سحر کیا کہ وہ طائر اُڑتا ہوا سر پر طوبار کے آیا مثل انسان کے آوازین دینے لگا اور گرد سر چرخ مارتا تھا اور چہکارتا تھا کہ اُسکی آواز سے یہ اشعار پیدا ہوتے تھے نظم

خون فشان چھالے ہین مثل چشم گریان پاؤن مین | خار صحرا نے لگے جیب جیب کے مژگان پاؤن مین
جھک گیا ہون ضعف سے راہ طلب مین اِسقدر | چبھتے ہین ہر ہر قدم پر خار مژگان پاؤن مین
ہون وہ وحشی وحشت آباد جہان مین ایکدن | آبلون کے بدلے ہین چشم غزالان پاؤن مین
ضعف مین بار قبا اُترا اے دست جنون | بنگئی بیڑی مری طوق گریبان پاؤن مین

طائر نے جو یہ اشعار پڑھے طوبار جادو جھومنے لگا پکار کر کہا اے ملکہ عالم مین تو آنکھو دیکھنے آیا تھا یاسمن نے کہا اگر ہمارے خواہان ہو تو مہران تاجدار کا سر لادیو یہ سنکر طوبار جادو نے سعد شہریار کو چھوڑ دیا جھومتا ہوا یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا نظم

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا | زرد ژولیدہ ہمارا سبزۂ مدفن رہا
مُردے سے بدتر زبس احوال مجنونکا تھا | خانۂ زنجیر مین دن رات اِک شیون رہا
باغ عالم مین ہوا حسن سیہ سے مجھکو عشق | مین وہ بلبل ہون کہ جو محو گل سوسن رہا
صورت عاشق سے در پر وہ اُسے بھی عشق ہے | غرفے مین جالی رہی دیوار مین روزن رہا
چہرے کو اپنے سوادرون مین بھی ہم لکھو چکے | سالہا داغ ابلق ایام سا توسن رہا
گرد وہ نے میری اُڑکر آنکھین اُنکی بند کین | ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لیے رہزن رہا
چند روزہ عمر زنجیر تعلق مین کٹی | اِک پری کا دست نازک حلقۂ گردن رہا

دم میں دم جبتک رہا تیرے جلو میں یا جنون ــ میں گریبان چاک بھی باندھے ہوئے دامن رہا
سختی دوران تپ خار جنون نے سہل کی ــ سوم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا
دیکھکر اس ماہرو کو غش رہا دو دو پہر ــ حال پر اپنے ستارہ اپنا چشمک زن رہا
باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے ــ دوست جس گل کا رہا میں وہ مرا دشمن رہا

مہران شعبدہ باز اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا اور یہی ذکر کر رہا ہو کہ طلوبار نے آفت برپا
کی ہوگی سب کو گرفتار کرکے لاتا ہوگا کہ دربار گاہ پر بلڑ ہوا ہرکاروں نے بڑھکے
عرض کی کہ اے شہنشاہ طلوبار جادو دیوانہ وار وحشی مثال تلوار کھینچے ہوئے غصہ
میں چہرہ سرخ ہو رہا ہو آپ کو گالیاں دے رہا ہو صدہا ملازم اُسنے قتل کیے ملازم
روک رہے ہیں مگر وہ نہیں رکتا یہ خبر وحشت اثر سنکر مہران اٹھا در بارگاہ پر آیا
طلوبار نے جو مہران کو کھڑے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او نالایق کیا دیکھ رہا
ہو تو میری معشوقہ کا دشمن ہو تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا وہ دلہن بنی بیٹھی ہوگی اُسنے تیرا
سر مانگا ہو میں خاص اسی واسطے آیا ہوں کہ تیرا سر لیجاؤں کہ وصل سے کامیاب ہوں
مہران نے ہنسکر کہا کہ یہ دیوانہ بے سبب ہوا ہو معلوم ہوتا ہو کسی نازنین کے عشق میں
ہو پکار کر پوچھا کہ ارے تیری معشوقہ کا کیا نام ہو طلوبار نے کہا کہ او دیپیا تو نہیں جانتا
ملکہ یاسمن رنگین پوش تیری دختر آسنے تیرا سر مانگا ہو میں سر لیکر جاؤنگا مہران بڑھا
قریب طلوبار کے آیا طلوبار نے ہاتھ تلوار کا مارا مہران نے کالا پکڑ کے ایک طمانچہ
مارا کہ سر طلوبار کا اُڑ گیا مارکر طلوبار کو بڑا افسوس کیا کہتا تھا بڑا سردار مارا گیا اب
اور کوئی سردار جائے شہپال آسمان سیر اپنے مقام سے اٹھا کہا غلام جاتا ہو مہران
نے خلعت دیا شہپال چلا جب لشکر میں آیا بلڑ ہوا کہ شہپال آسمان سیر افسر قرار پایا
فیروزہ نے جو خبر سنی اُٹھا کہا غلام جاتا ہو ملکہ یاسمن نے کہا کہ اے فیروزہ بڑی جنگ
چڑھیگی مہران بڑی فوج رکھتا ہو سب سردار آوینگے کس [illegible] تیاری کروگے چنکہ
فیروزہ نے کہا میں اُسکا فرزند ہوں جسنے طلسم ہوشربا کو فتح کیا افراسیاب کو
عاجز کر دیا انشاء اللہ یہ شاہزادہ اپنے زمانے کا صاحبقران ہو ایسا ہی سحر کیا ہاں

بھی پڑا کیا ضرور ان کو عاجز کرونگا ساحر شہر نے زبانی کیگا یہ کیکے چلا کہتا ہو کہ نئی بات یہ ہو کہ
زمانے سے شہریار نے کوئی طلسم آجتک فتح نہین کیا پہلے پہل طلسم پہ ہاتھ ڈالا ہو خدا انکو
مظفر و منصور کرے اور یہان سے طلسم فتح کرکے پلٹین اور لشکر مین اپنے داخل ہون
آخر فیروزہ لشکر سے نکلا لشکر شہپال مین پھرنے لگا دیکھا ایک سردار پھر رہا ہو اُسکے
سامنے آیا جھک کر سلام کیا اُس افسر نے پوچھا تیرا کیا نام ہو فیروزہ نے کہا میرا نام
جہان گشت جادو ہو حضور کے پاس حاضر ہوا ہون امیدوار ہون کہ مجھکو اپنے
ساتھ رکھیے اُس افسر کا نام گلفام جادو ہو اُسنے کہا او جہان گشت کسکے یہان تم
ملازم رہے کہان کہان نوکری کی فیروزہ نے کہا اول بادشاہ طلسم ہوشربا کا ملازم
تھا بربادی ہوشربا دیکھی وہان سے بھاگ کر نورافشان مین آیا اُسکو بھی تباہ ہوتے
دیکھا پھر وہان سے طلسم ہفت پیکر مین آیا مسلمانون نے اُسکو بھی برباد کیا وہان سے
خیال سکندری مین پہونچا بقراط ثانی مالک طلسم تھا وہ بھی اِن خداپرستون کے
ہاتھ سے قتل ہوا اب مدت سے آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہون چنین
کہ میرے ملازم کرنے سے کوئی نفع نہین مگر اتنا فائدہ ہو کہ اگر مین حاضر رہونگا تو
کوئی عیار نہ آسکیگا عیار کو خوب پہچانتا ہون گلفام نے کہا چلو تمھارا نام لکھوا دین
ساتھ لیکر کچہری مین آیا نام لکھوایا خال و خط بھی لکھوا دیا رات کو گلفام نے کہا یہین
بارگاہ مین رہنا جہان مین سوؤن وہان سونا عیارون کا انتظام تمھارے سپرد ہو
فیروزہ نے کہا رات بھر جاگونگا مگر ملازمون کو حکم ہو جائے کہ جسپر اِشارہ کرون
اُسکا فوراً سر کاٹ لین زندہ نہ چھوڑین گلفام نے ملازمون کو حکم دیا کہ جہان گشت
جسکو اِشارہ کرے اُسکو فوراً قتل کرنا عیارون کا انتظام ہو جائے تو کل سے
جنگ آغاز کرون دیکھون تو بی بی پاسمن کیا کرتی ہین یقین ہو کہ عاجز ہوکر بھاگین
صورت نہ دکھا دین فیروزہ پہرے پر بیٹھا جو ساحر نکلا ساحرون سے اِشارہ کر دیا
کہ اِسکو مار لو ساحرون نے اُسے گولے مار کر مار لیا جب دس بارہ جادوگر مار گئے
اور صورت تبدیل نہ ہوئی تو ایک خدمتگار نے گلفام کو جگایا اور تمام کیفیت یہ

بیان کی کہا حضور ہمارے لشکر کے ساحر قتل ہوئے ہیں کوئی عیار تو ان میں نہ تھا
بعض سحر سے لڑے بھی ہمکو حال کھلگیا کہ ہمارے ہی ہمراہی تھے فیروزہ نے جو دیکھا
کہ گلفام کو بیچارہ ہاری جمعیت کر قریب آیا کہا او خدمتگار کیون افسر کو ستاتا ہو انکی نیند
مین فرق آتا ہو اٹھو لاشے پھکوا دیے صبح کو دیکھ لینا حال کھلجائیگا گلفام بھی نیند مین تھا
یہ کہکر لیٹ رہا کہ صبح کو سمجھا جائیگا جہان گشت نے خدمتگارون سے کہا باہر ٹھہرو ایسا
نہ ہو کہ کوئی عیار نقب دیکر آئے خدمتگار باہر گئے فیروزہ نے گلفام کو بیہوش کیا اور
چٹائی مین لپیٹ کر ایک گوشے مین کھڑا کر دیا آپ بشکل گلفام پلنگ پر سو رہا جب
صبح ہوئی تو افسرون نے آکر کہا ہمارے رسالے کے تین جوان مارے گئے کسی نے
کہا ہماری پلٹن کے دو جوان مارے گئے فیروزہ نے کہا یارو سمجھا جائیگا ان بارہ
ساحرون مین کوئی تو عیار ہوگا دیکھو آخر جہان گشت چلا گیا لباس لاؤ مین برائے
سلام شہپال جاؤنگا آج صلاح کر کے طبل جنگی بجوا مین مقابلہ پڑے خیر خواہی ظاہر
ہو افسر اعلی بھی ہماری جانبازی سے ماہر ہو جمعدل بائین ہاتھ پہ ڈالکر شہپال کی
بارگاہ مین آیا شہپال نے پوچھا کہ ای گلفام شب کو تمھاری بارگاہ پر کیا تم تھا یہ سنکر
گلفام نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران کچھ جادوگر باغی ہو گئے تھے
انکو شب کو قتل کیا مین آٹھو پہر انتظام مین رہتا ہون کہ کوئی ساحر میل نہ کرنے پائے
دیکھیے دختر شاہ جا کر ملگئین طوبا بہ جادو کو کیونکر قتل کرایا اب مجھکو حکم ہو کہ جا کے
لشکر دشمن کو تباہ کرون کوئی زندہ نہ بچنے پائے شہپال نے کہا مین اسی فکر مین ہون
کہ مسلمانون کو مٹاؤن مگر کوئی بات نہین نکلتی بی یاسمن رنگین پوش وہ شہزادی
ہو کہ جسپر قدرت عاشق ہین اور میرو دنہ پوچھا کرتے ہین کہ یاسمن گرفتار ہوئی مین
جانتا ہون جسدن گرفتار ہوگی اپنے سامنے بلوائین گے اور سمجھائین گے یقین ہو
یاسمن بھی قدرت کو قبول کرے اسی فکر مین ہون کہ اول یاسمن کو گرفتار کرون
تو دل کو آرام ہو پھر گلفام نے کہا آج جلسہ آراستہ کیا جائے صحبت عیش دلشاد
ہو شہپال نے کہا اختیار ہو گلفام نے جلسہ آراستہ کیا تمام سردار آکر بیٹھے پایان

بجانے لگا شہپال نے پوچھا اسکا شوق کب سے ہوا گلفام نے جو ستار کہا اسکا حال
نہ پوچھیے شب کو جمشید اول کو خواب مین دیکھا یہ کمال عنایت فرما گئے مین نے سرکار
سے ذکر نہین کیا ورنہ مجھکو باتین سے کیا کام دیکھیے کیا ہاتھ مین تاثیر ہے اب گانا سنیے یہ
کہکر سیدھا سیدھا ٹھیکا بجا کر یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانا شروع کیے

نظم

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست — بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست
منصور بھی جو ہون تو انا الحق کہین ہم — اپنے طریق مین نہین یہ ما و من درست
سجدہ کرین تجھے بت و زنار توڑ کر — جانین حقیقت اپنی اگر برہمن درست
رنگین خیال میری طرح ہو جو باغبان — ہر ایک فصل مین رہے رنگ چمن درست
حال شکستہ کا جو کبھی کچھ بیان کیا — نکلا نہ ایک اپنی زبان سے سخن درست
صورت کا تیری دل نہ ہو کیونکر فریفتہ — نقشہ درست جبین و گوش و دہن درست
آرایش جمال کو مشاطہ چاہیے ✣ — بے باغبان کے رہ نہین سکتا چمن درست
کم شاعری بھی نسخۂ اکسیر سے نہین — مستغنی ہو گیا جسے آیا یہ فن درست
مشق سخن نے بندش الفاظ چست کی — سچ ہے یہ بات کرتی ہے ورزش بدن درست
قاتل کے اشتیاق مین خود کاٹیے گلا — آراستہ ہے گور ہماری کفن درست
پانی نکلے جس مین سے ناقص ہے وہ کنوان — نزدیک اپنے تو نہین چاہ ذقن درست
آتش وہی بہار کا عالم ہے باغ مین — تا حال ہے دماغ ہوا سے چمن درست

اس رنگ مین فیروزہ نے یہ اشعار گائے کہ شہپال خوش ہو گیا کہا اے گلفام
قدرت تمکو بڑا کمال دے گئے گلفام نے کہا کیا بیان کرون کہ کیا کیا باتین قدرت
نے بتائین آخر مین یہ کمال مرحمت ہوا آج سب رنگ حضور کے سامنے ظاہر کرونگا
اور آپ کو خوب راضی کرونگا کلید میخانہ مجھکو دیجیے شہپال جانتا ہے کہ پرانا سردار
ہے کلید حوالے کر دی فیروزہ نے میخانے مین آکر شراب کو خراب کیا بیہوشی بخوبی
ملائی کئی سو گلابیان لیکر بارگاہ مین آیا سب تعریفین کرتے تھے کہ گلفام بڑا سلیقہ دار
ہے کس لطف سے شراب لایا جی چاہتا ہے کہ شراب پیجیے گلفام نقلی نے کہا کہ صاحبو

کیون گھبراتے ہو سب کو پلاؤنگا لشکر والون کو بھی تقسیم کرونگا جب مین ساقی ہون
تو کوئی باقی نرہیگا یہ کہکے جام لبریز کیا اول سامنے شہپال کے آیا اور جام بھرا ہوا
شہپال کو دیا شہپال جام پی گیا اور ونکو بھی جام دے رہا ہو سب خوش ہو رہے ہین
اور کہتے ہین کہ اے گلفام تمنے خوب کمال حاصل کیا آج تو تمنے سب کو محظوظ کر دیا کہ
تھوڑے ہی عرصے مین سب بیہوش ہوے فیروزہ نے قصد کیا کہ شہپال کو لے بھاگون
کہ پہلو سے دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی فیروزہ نے پلٹ کر دیکھا کہ پہلوے بارگاہ
سے شیر آتا ہو فیروزہ نے بہ تعجیل تمام شہپال کا پشتارہ باندھا اور جست کرکے بھاگا
شیر جست کرکے رہگیا جب صحرا مین فیروزہ پہونچا تو دیکھا طرف سے دروکوہ کے
وہی شیر آتا ہو فیروزہ حیران ہو کہ اس شیر نے خوب پیچھا لیا آخر ایک غار مین چھپ رہا
شیر ڈھونڈھکر پلٹا فیروزہ سوچا کہ ایسا نہو بارگاہ مین کچھ فتور ہو اسی غار مین
شہپال کا سر کاٹ کے ڈالدیا جست وخیز کرتا ہوا لشکر مین آیا یاسمن رنگین پوش
کو اطلاع کی کہ مین نے شہپال کو مارا یاسمن نے کہا اب تم بیٹھو مین وقت پر بادی
فوج ہو مین جاکر سحر کرتی ہون یہ کہکے طاؤس پہ سوار ہو مین بر سر لشکر شہپال آکر
آگ برسادی کئی ہزار ساحر جلے جو بیہوشی سے ہوشیار ہوا یا خداوند یا خداوند
کہتا ہوا بھاگا دیکھتے ہین کہ آگ برس رہی ہو خیمے جل رہے ہین آخر بھاگ کر اپنی جان
بچائی یاسمن خیمے وغیرہ جلاکر بیٹھین لشکر مین آئین سعد شہریار کو اطلاع کی سعد نے
فرمایا یہ جنگ ہمکو ناگوار ہو آیندہ ایسا نکرنا فیروزہ نے عرض کی ساحرون سے تو
یہی معرکہ ہوگا یہی تدبیرین ہونگی اسی طرح یہ دربند فتح ہوگا یاسمن نے فیروزہ سے
کہا اگر ہوسکے تو اپنے کو تابہ مہران پہونچاؤ فیروزہ نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے
اسی وقت بھاگا مگر یاسمن سے کہ گیا کہ میرا خیال رکھنا یاسمن نے کہا شہریار کو تو
پروردگار پہ تکیہ ہو مگر تدبیر ضرور ہو اے فیروزہ تم جاؤ مین بھی وقت پہ آؤنگی ادھر
سے فیروزہ چلا ادھر مہران شعبدہ باز تخت پہ بیٹھا تھا سب سردار جمع ہین یہی ذکر
ہو رہا ہو کہ شہپال سب کو لیکر آتا ہوگا کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من شہپال

جادو و بد و مہران نے کہا غضب ہوا شہپال بھی مارا گیا کہ ہمراہیان شہپال بھاگے
ہوئے پہونچے عرض کی اے شہنشاہ شہپال عجب رنگ سے مارا گیا ہرچند ثابت ہوا
کہ کیونکر قتل ہوا گلفام جادو وسپہ سالار نے محفل میں جلسہ کیا ناچ گایا سب کو شراب
پلائی پھر جو آنکھ کھل تو دیکھا کہ آگ برس رہی ہو ہوا سے بھاگنے کے کوئی چارہ نہ تھا
مہران تاجدار نے کہا اے طیران جادو تم جاؤ جاتے ہی طبل جنگی بجواؤ وقت پر میں
خود آؤنگا ایک سحر میں سب کو گرفتار کرونگا طیران جادو اٹھا لشکر کو ہمراہ لیکر چلا
فیروزہ یہ سب معرکہ دیکھ رہا تھا ایک ساحر بنکر طیران سے ملاقات کی طیران نے
پوچھا تو کون ہو کہا ویران جادو میرا نام ہو ایک عیار شہپال کو لے گیا تھا اُسکا جاکر
صحرا میں مارا میں جو کوہ سے نکلا میں نے اُسکو گرفتار کر لیا ہو میں درہ کوہ میں ڈالدیا
ہو آپ چلیے تو میں آپ کے سپرد کروں اور مجھکو انعام ملے طیران جادو خوش ہوگیا
کہا اے ویران تمنے بڑا کام کیا میں تمھارے ساتھ چلتا ہوں اُدھر بعد وداع کرنے طیران کے
مہران شعبدہ باز تخت پر بیٹھا ہوا انتظار کر رہا ہو کہ جب جنگ وہان آغاز ہو تو میں بھی
جاؤں مگر فیروزہ طیران کو ساتھ لیے ہوئے صحرا میں آیا یہی فکر کر رہا ہو کہ اسکو مار ڈالے
مگر ملکہ یاسمن آسمان سے دیکھ رہی تھیں کہ فیروزہ طیران کو لایا قتل نہیں کرسکتا
ہمراہ لیے لیے پھر رہا ہو کار دھر جھولی سے نکالی تاک کر طیران پر پھینک ماری طیران
کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذر رہی فیروزہ حیران ہو کہ اسکو کسنے مارا کہ ملکہ
یاسمن آسمان سے اتریں کہا کیوں منتر والا کہ عین وقت پر اسکو مارا میں آسمان
سے دیکھ رہی تھی کہ تم اسکو لیے لیے پھر رہے تھے قتل نہ کرسکتے تھے میں نے عین وقت
پر اُسکو مارا مہران شعبدہ باز تخت پر بیٹھا تھا طیران کے ہاتھ کا گلدستہ بندھا ہوا
سامنے رکھا تھا وہ دفعتہً جلنے لگا مہران تاجدار گھبرا گیا کہ یکایک اسکے کان میں
آواز آئی کہ طیران مارا گیا بس جھلا کر اُٹھا کہتا تھا یارو غضب کی بات ہو کہ جو جاتا ہی
وہ مارا جاتا ہو ساحر کا تھمنا دشوار ہو ہمارا انتقام بیکار رہا ایس کیا تدبیر کروں میں
جاکر دیکھوں تو کہ طیران کو کسنے مارا غصے میں اٹھا اُڑتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ

یاسمن اور فیروزہ باتین کرتے ہوے جاتے ہین لاشۂ طیران زمین پر پڑا ہی مہران
نے للکارا کہ او گیسو بریدہ مجکو معلوم ہوا کہ تیرے ہی ہاتھ سے طیران مارا گیا بربادی
ہماری چاہتی ہی یاسمن نے چاہا کہ بھاگون مہران نے سحر کیا کہ دونون گرے اِسنے
زمین پر آکے دونون کو گرفتار کیا لشکر مین آکر آواز دی ہان یارو جلوہ کرو سب
فوج تیار ہوئی ستر اسی ہزار جوان آگے آگے مہران شعبدہ باز یہان سعد شہریار
بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ یاسمن و فیروزہ دونون گرفتار ہوگئے ہین
مہران شعبدہ باز آتا ہی اور ارادہ ہی کہ مقابلہ کرے سعد شہریار اُٹھے فوج مین نقارہ
ہوا آپ مرکب پر سوار ہوکے بیرون لشکر نکلے کنارے پر کھڑے دیکھ رہے ہین
کہ دیکھا آگے مہران تاج کو سنبھالتا ہوا پشت پر اسی ہزار ساحر اسباب سحر ہاتھ مین
لیے ہوے سعد نے گھوڑا بڑھایا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ سعد شہریار منم
شاہ غازیان فریدون حشم ۔ بہار گلستان کاؤس وجم ۔ منم شیردل صف شکن نوجوان ۔
نہال گلستان صاحبقران ۔ کل فوج نے بھی جلوہ کیا مگر ساحرون نے پڑھکر جو پھیکے
کہ سوار و پیدل گرنے لگے اہل اسلام نے جب دیکھا کہ ہمارا زور نہین چلتا بیہوش
ہوکر گرتے ہین اور ساحر قتل کرتے ہین کمانین کاندھے سے اُتارین مگر جیسے ساحر کو
خیال آگیا اُسنے تیر چلا دیے تیر اندازی سے مطلب نہین نکلتا سعد نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
تاج کو سر سے اُتار احتیاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ اے
والی بیکسان داور رب دوجہان فرو شاہ از کرم بر من درویش نگر ۔ بر حال من
خستہ درویش نگر ۔ تو ہی اِس بلوے سے نجات دیگا اُن ظالمون سے سامنا ہی
کہ جو تنگا وتلے حریف کو بیکار کرتے ہین فیروزہ و یاسمن ایک تخت پر بیہوش
پڑے ہین بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد
اُٹھی دیکھا کہ نقابدار گلگون پوش بارہ ہزار دیوزادون سے براے شکار
جاتا ہی نقابدار نے جو دور سے دیکھا کہ بادشاہ ساحرون مین گھرے ہوے ہین
ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ اِن سب ساحرون کو کھا لو دیوزاد ہجوم کرکے

جب چنگل مارا اور دس کوے کے پھینکا مارنا شروع کیا مہران شعبدہ باز نے جبدیا
پہ ہاتھ ڈالا چاہتا ہو ان دیوزادون کو بھی بیکار کرون کہ نقابدار نے کمان کاندھے
سے اُتاری تاک کر تیر مہران کو مارا مہران کی آنکھ پر تیر پڑا کہ توڑ کر قفا کے پار گذرا
پرنالہ خون کا آنکھ سے جاری ہوا مگر ملکہ یاسمن کو جو ہوش آیا دیکھا سعد شہریار گھر
ہین اور مہران کی آنکھ سے دریا خون کا جاری ہو چاہتا ہو بھاگون یہ تو یقین کامل
ہو کہ اب زندہ نہ بچونگا آنکھ بھی بیکار ہوئی مگر یہ جرأت ڈر رہا ہو وہی قطرات خون لیکر
پھینک رہا ہو ملکہ نے چاہا اٹھون مگر سحر مین مہران کے ہو ہاتھ پانون مین طاقت
نہین ہو کہ اُٹھ سکے فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم مین بھی بیکار ہون ہاتھ پانون اعانت
نہین کرتے کہ اُٹھ سکون نقابدار نے دوسرا تیر مارا مہران شعبدہ باز کہ آنکھ بند
کیے کھڑا تھا جب چلو خون سے بھر جاتا تھا تو پھینک مارتا تھا کہ تیر نقابدار کا چل گیا
دوسری آنکھ بھی گئی سعد شہریار نے دور سے دیکھا کہ نقابدار نے کمال کیا کہ مہران
کو اندھا کر دیا گھوڑا بڑھا کر جا پڑے ہاتھ تلوار کا مارا جب تلوار چلی تو مہران نے
آہٹ پائی سپر پشت سے اُتار کر چہرہ کی پناہ کی مگر تیغہ بارہ دار برق مثال اسطرح سے
تڑپ کر گرا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوے سر اسر سر کو قلم کرتی ہوئی زمین کو بوسہ دیا
مہران کا مارے جانا کہ تمام زمانہ تاریک ہو گیا آوازین مہیب آنے لگین یاسمن
اپنے مقام سے اٹھین سحر مہران اُترا فیروزہ نے اُٹھتے اُٹھتے حقہ ہاے آتشبازی تیار
کئی ہو ساحر جلکر مرے سعد نے پکارا کہ اے نقابدار تمنے کیا کار نمایان کیا ورنہ یہ جنگ
فتح نہ ہوتی چاہتا ہون تمھارا جمال بے مثال دیکھون نام نامی سے آگاہ ہون کہ گل
کس گلستان کے ہو اور ماہ کس آسمان کے ہو نقابدار گھوڑا اُڑا کر قریب آیا
رکاب کو بوسہ دیکر عرض کی حضور کے ہوا خواہون مین ہون ورکسکی مجال ہو کہ
حضور کے ساتھ شریک جنگ ہو جبتک حضور اس طلسم مین ہین غلام ہمیشہ جرار
خدمتگذاری آئیگا سینہ سپر کریگا اگر خدا فضل کرے اور حضور یہانسے بفتح و فیروزی
چلیںین تو شاہزادہ بدیع الزمان سے میرا آداب و تسلیمات فرما دیجیے گا بعد اسکے

شاہزادہ قاسم سے کہیے گا کہ ہوا خواہ آپ کا نام کرتا ہے میان زعفر دیوش میرے خوف سے بڑا اسے شکار نہین آتے اب حضور سمجھے کہ مین کون ہون یہ کہکے گوشہ نقاب ہٹایا اور چہرہ بے نظیر دکھایا بادشاہ نے پہچانا کہ قمرزادہ صاحبقران ہین گلے سے لگا لیا اور فرمایا اے عم نامدار آپ نہ مدد کرینگے تو کون مدد کریگا بادشاہ نے لڑائی کو فتح کیا مہران کا لاشہ لیکر اہل فوج بھاگے طرف دربند ثانی کے چلے دوسرے دربند پر حاکم ہے کہ نام اُسکا قحطاس اژدر در ہے اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے یہی ذکر کر رہا ہے کہ یارو تمنے سنا اسکے مرتبہ واعظ طلسمی نے کیا گستاخی کی سر ممبر ایکخبر پڑھا اُسکا یہ توجیہ کیا کہ اسال طلسم برباد ہوجائیگا مذہب اسلام رونق پائیگا سراسر خلاف ہے خداوند کے ہاتھ مین کاغذ تھا جو چاہا وہ لکھدیا کسکی مجال ہے کہ ہم لوگون سے مقابلہ کرے غیر ساحر کی بھی یہ مجال ہے کہ ہم لوگون سے لڑے ہم لوگ وہ ہین کہ زمین و آسمان کے طبقے ملا دین کہ رونے کی صدا کان مین آئی سر اٹھا کر پوچھا ارے یہ کون روتا ہے کہ ہرکارون نے آکر بددعا دی قطعہ اے سرت سبز تا خزان بچرند ۭ شکست طبل تا سگان بدرند ۭ گرزہ آتش نہر از رنگار رنگ ۭ بر سر تو مو کلان بزنند ۭ اہل دربار نے عرض کی بیش باد یارو کیا خوشخبری لائے ہرکارون نے عرض کی کہ دربند اول تباہ ہوا مہران شعبدہ باز ایسا جادوگر مارا گیا اہل فوج اُسکے روتے پیٹتے آتے ہین قحطاس اپنے مقام سے اٹھا روتا ہوا باہر آیا لاشہ مہران کو جلوا دیا فوج والون کو صحرا مین اتارا کہا یارو تم یہان رہو مین ساحر روانہ کرتا ہون سب کو گرفتار کرکے لائیگا مگر سعد شہریار لڑائی کو فتح کرکے بخوشی بیٹھے بارگاہ مین آکر جیتے ناچ ہو رہا ہے مہجبینان نازک ادا یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

عدم سے جانب ہستی جوان تجھسا نہین آیا
بہ لیاقت اسپ تک تیری سواری کو نہین آیا

کیا شکر ادا آب بقا پیکر اُسے سے بھنے
جو اس ظلمت سرا مین لب تک آب آتشین آیا

غنیمت جان اے دل نقش عشق یار جانی کو
شرف ہے اس مکان کا جسمین مہمان حسین آیا

کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہین سکتے
وہ نادان ہے جسے خوف کراما کاتبین آیا

اثر اپنا کیا آخر ہمارے عشق کامل نے — فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا
جگہ بدبین نے کی پہلوے یار نیک طینت مین — الٰہی خیر کیونکر گرگ یوسف کے قرین آیا
بجا ہو عرش کے اوپر دماغ اُس شاہ خوبانکا — دل اپنا نذر لیکر سیکڑون کرسی نشین آیا
دکھائے جوہر اپنے آئنے نے فکر رنگین کے — مقر منکر ہوے باطل گمانون کو یقین آیا
نہ ہوگا حُسن کا جیسا بھی عاشق کوئی رنگین — نیاز اُس سے کیا پیدا نظر جو نازنین آیا
صباحت پہ تری تشبیہ دی جو شعر مین اُسکو — زبان پر میری صدقے ہونے مار یاسمین آیا
نہ دیکھین گی کبھی جسکو سپہر آنکھین وہ تکتا — غنیمت جان جو جنبش نگاہ واپسین آیا
کیا دجال کو پیوند خاک اقبال مہدی نے — خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

محفل مین عجب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے بادشاہ جمجاہ بھی خوش بیٹھے ہین پہلو مین یاسمن رنگین پوش ایسی معشوقہ بیٹھی ہے فیروزہ بن عمرو مگس رانی کر رہا ہے تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ دربارگاہ سے زنگ کی آواز آئی بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ مہتر شاپور شیردل سامنے دربارگاہ سے آیا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا عرض کی اے شہریار مین آپکے پاس فریاد لیکر آیا ہون نور الدہر و ایرج قید ہو گئے اور یہ نہ ثابت ہوا کہ کس مقام پہ قید گئی تا زمانیکہ طلسم نہ باطل ہوگا رہائی اُنکی غیر ممکن ہے بادشاہ نے فرمایا انشاء اللہ تم ابھی لشکر مین رہو مین پتہ لگاؤنگا یاسمن نے کہا اے شہریار یہ سب قیدی پاس جمشید ثانی کے جاوینگے کہ وہ خداوند طلسم ہے یقین ہے کہ جہان پر ملکہ آسمان پری و قرلیشہ وغیرہ قید ہین اُسی مقام پر اُنکو بھی قید کیا ہے سعد نے فرمایا اے شاپور ابھی تو ہم نے دربند اول فتح کیا ہے ابھی تک سرحد طلسم مین داخل بھی نہین ہوے دیکھیے فلک کیا دکھائے شاپور نے عرض کی کہ جب تک آقاے نامدار رہا ہون مین چاہتا ہون زیر سایۂ دامن دولت رہون مگر اتنا دریافت ہو جاے کہ آقاے نامدار کہان قید ہین کون مارا جائیگا جب آقا رہائی پاوینگے سعد نے فرمایا کیا فیروزہ کسی مقام پر کمی کریگا تیغ زنی مین اس دربند اول کی اسنے بڑی کوشش

کی اُسی کی جستجو سے یہ دربند فتح ہوا کہ بی یاسمن بول اُٹھین کہ ہو مقرر الاکھ عفریت طلسمی قید یہین لایا تھا مگر ہمارے باپ نے قیدیون کو طرف خونخوار کے روانہ کردیا خونخوار تنگ پیشانی کہ بادشاہ طلسم ہوا سب کو قید کیا جبتک خونخوار نہ قتل ہوگا وہ لوگ رہائی نہ پاوینگے مگر قضاے کار ایک ساحر فرستادۂ جمشید ثانی دربار مین بادشاہ کے حاضر تھا اُسنے جو یہ خبر سُنی کہ معشوقۂ خداوند بخدمت خونخوار گئی یہ خبر سُنکر بھاگا یہان جمشید عشق مین بیقرار یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہو

نظم

رہے کیونکر نہ دل ہر دم نشانہ ناوک غم کا / کہ ہو میرا تولد جشن ماہ محرم کا

گیا جو اُسکے کوچے مین وہ با چشم پرآب آیا / حرم سے جسطرح لاتے ہین پانی چاہ زمزم کا

سلیمانی ہو زیبا اُس پری کو ملک خوبی مین / تبسم نقش خاتم ہو دہن حلقہ ہو خاتم کا

جواب اُسنے نہ بھیجا اور بہتیرے خط لکھے دیتے / کہ مُہرین کہتے کرتے مٹ گیا نقش اپنی خاتم کا

نہین ہو معتقد میرا اگر حاسد تو کیا غم ہو / ہوا بے سجدۂ ابلیس کیا نقصان آدم کا

برنگ گل جگر ہوتا ہو ٹکڑے سیر گلشن مین / ہوا ہو تیغ غم بے یار نظارہ سپر غم کا

رسائی میرے اوج فکر تک ہوگی نہ حاسد کو / فرو رتبے مرے کرتا ہو کیا تخییل رستم کا

پریزادون سے منھ اپنا چھپایا ماہ سیرت نے / اِسے سوچو ذرا کیا حسن ہو اولاد آدم کا

ازل سے جو کہ باہم ہین جدا ہوتے ہین دنیا کے / دلیل اسپر جدا ہونا ہو یان طفلان توام کا

سخاوت جسکو کہتے ہین کہانی ہو زمانے مین / بخیلون کی بدولت رہگیا ہو نام حاتم کا

مری آنکھون مین پڑ جائین نہ کیونکر اسقدر چھالے / تصور رات دن رہتا ہو مجھکو زلف پُرخم کا

مسی آلودہ لب کو تو نے جس کپڑے سے پونچھا ہو / وہ میرے زخم دل کے واسطے پھاہا ہو مرہم کا

ق گذر ناگاہ جو میرا ہوا شہر خموشان مین / عجب نقشہ نظر آیا وہان شاہان عالم کا

کہین آئینہ زانوئے سکندر کا شکستہ تھا / کسی جانب پڑا تھا کاسۂ سر خاک مین جم کا

عجب ہین سایۂ رہ اور رہ دین خار رنج / سما فرد ادی امکان مین ہین گویا کوئی دم کا

جمشید ثانی اِس حال مین بیٹھا تھا کہ وہی ساحر آکر پہونچا عرض کی یا خداوند ملکہ مہوش شیرین کلام گرفتار ہو گئین مگر قید اُنکی پاس بادشاہ طلسمی کے گئی یہ سُنکر

جمشید ثانی اپنے مقام سے اُٹھا کہا وزیر پایۂ تخت اول کو بلاؤ میثاق کوہ گردان
حاضر ہوا کہا اے میثاق پاس خونخوار کے جاؤ کہنا خداوند نے ارشاد فرمایا ہے کہ مہوش
منظور نظر بادولت ہے سُنتا ہون کہ اُسکی قید تمہارے پاس پہونچی ہے خبردار اُسکو
کوئی تکلیف نہ ہونے پائے بہ احتیاط اُسکو ہمارے پاس روانہ کرو میثاق کوہ گردان
اُسی وقت روانہ ہوا صحراؤن کو دیکھتا بھالتا اول دربند ثانی پر آیا قحطاس سے
ملاقات ہوئی قحطاس نے پوچھا اے وزیر اعظم کہان جاتے ہو میثاق نے کہا مین
پاس بادشاہ طلسم کے جاتا ہون دختر مہران کو طلب فرمایا ہے مین جاکر انتظام کرون
اگر خونخوار نے کچھ تامل فرمایا تو تبدیل سلطنت ہوگی مین فوراً قبضہ کرلونگا
قحطاس نے کہا ضرور رفتو رپڑیگا مہوش بانی فساد ہے دوسرے یہ کہ مسلمانونکے
ساتھ قید ہے وہ کبھی مہوش کو نہ دیگا میثاق باتین کرکے قحطاس سے روانہ ہوا
سب دربندون کو طے کرکے اُسوقت دربار مین خونخوار کے پہونچا کہ خونخوار
نے سب قیدیون کو بلوایا ہے مہوش حیران وپریشان ہونٹھ سوکھے ہوئے چہرہ
زرد لب پر آہ سرد ایک طرف نورالدہر دوسری جانب ایرج جملہ سرداران
مسلسل ومطوق جو دربار مین پہونچے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی
اور مہوش نے جواب سلام دیا خونخوار جل گیا کہا کیون بی مہوش تم بربادی طلسم
پر آمادہ ہوئین دشمنون کو زور دیا مہوش نے کچھ جواب نہ دیا خونخوار نے نورالدہر
وایرج سے کہا تم لوگ خداوند جمشید ثانی کو سجدہ کرو ایرج شعلہ مزاج یہ سنکر برہم
ہو کے کہنے لگے او بیحیا جمشید ثانی کون کُتا ہے جسکو ہم سجدہ کرین ہم لعنت کرتے ہین یہ
سُنکر خونخوار نے حکم دیا کہ اِنکو لیجا کر قید کرو میثاق نے یہ حال دیکھکر نوشتۂ جمشید دیا
خونخوار نے نامے کو آنکھون پر رکھ لیا مگر پڑھکر بہت برہم ہوا کہا اے میثاق ذرا
سوچو تو ایسے گنہگار کو مین کیونکر دیدون کہ قدرت اُسپر رحم کرین یا رہا کردین
میثاق نے کہا اے خونخوار اگر قیدی کے دینے مین اِنکار ہے تو تاج وتخت ترک
کرو خونخوار نے کہا کسکی مجال ہے کہ مجھکو تخت سے اُٹھائے میثاق نے اُسی وقت

حکم دیا ہنگام بردبارہ کو بلاؤ ہنگام حاضر ہوا میثاق نے کہا اے ہنگام تمکو سلطنت
طلسم مبارک ہو ہنگام اٹھا کہا اے خونخوار تخت سے اُترآؤ خونخوار بگڑا کہا کسکی
مجال ہے کہ مجھکو تخت سے اُتارے آپس مین تکرار ہونے لگی ہنگام نے گولہ مارا
خونخوار کے پاس تحفہ جات طلسمی تھے گولے کو معدوم کردیا اب دربار مین ہنگامہ
ہوا خونخوار نے افسران فوج کو حکم دیا کہ ہنگام کو گرفتار کرلو چہار طرف سے
افسر ٹوٹ پڑے ہنگام انتہا کا زخمی ہوا میثاق نے جب دیکھا کہ ایسا نہ ہو ہنگام
مارا جائے جبیٹ کے کمر مین پنجہ دیا اور لے بھاگا یہان جمشید ثانی منتظر بیٹھا ہے کہ
معشوقہ آتی ہوگی وزیر اعظم گیا ہے کہ میثاق بدحواس ہنگام کو پنجے مین دبائے
ہوئے آکر پہونچا جمشید نے پوچھا کہ کیا ہوا میثاق نے بغاوت خونخوار کی بیان
کی کہا یا خداوند خونخوار ترک سلطنت نہین قبول کرتا یقین تھا کہ ہنگام مارا جائے
مین لے بھاگا اسکو بچا لیا وہ مینوش کو نہین دیتا بلکہ طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ
وہ خود مینوش پر عاشق ہوا ہے جمشید نے کہا قدرت تقدیر کرکے اُسکو غارت
کرینگے لاشون سے میدان بھر دینگے تینون وزیر حاضر ہون میثاق تو حاضر تھا
دوسرا کلاق خارہ شکن تیسرا شیدیز چابک خرام چوتھا بلند پرواز جب یہ
چارون وزیر حاضر ہوئے جمشید نے حکم دیا کہ تم چارون جاؤ خونخوار کو تخت
سے اُتار دو اور ہنگام بردبارہ کو تخت پر بٹھا دو چارون وزیر تخت پر سوار ہوئے
اور ہنگام کو ساتھ لیا دربار خونخوار مین پہونچے ان وزیرون کو دیکھکر خونخوار
گھبرایا میثاق نے کہا اے خونخوار اب جو تکرار کروگے تو خود قدرت تشریف لائینگے
خونخوار نے کہا آج شب کی مجھکو مہلت ملے کل جواب صاف دونگا اور ملازمونکو
حکم دیا کہ ان وزرا کو اُتارو سامان دعوت مہیا کرو وزرا ایک کمرے مین اُترے
خاطر مدارات ہونے لگی ہنگام کی زخم دوزی کی لیکن خونخوار نے شب کو تخلیہ
کیا اپنے صلاح کارون کو جمع کرکے تمام جھگڑا بیان کیا کہا یارو کیا کہتے ہو سلطنت
تو چھوڑ دونگا سب نے کہا ہمارے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ طلسم کشا دربند ثانی پر

فرد کش ہی چلکر اُس سے ملاقات کیجیے اور کہیے کہ اگر طلسم فتح کرا دون اور اطاعت
اسلام کرون تو سلطنت مجھکو ملے یہ راے خونخوار کو پسند آئی چند وزیر امیر اپنے
ساتھ لیے سب قیدیون کو تخت پر سوار کیا طرف سعد کے چلا مگر ایک ساحر ملازمون
مین اِسکے نہایت مکار وجعلساز تھا رشک جادو نام جب تیسرے دن شہر پنجیر خونخوار
پہونچا وہان کا بادشاہ سرداب گرم خو ہی اُسنے بڑی دھوم سے دعوت کی اور پوچھا
کہ آپ کہان جاتے ہین خونخوار نے کہا اِن قیدیونکو ایک شب باحتیاط رکھو مین براے
گرفتاری سعد جاتا ہون سرداب خاموش ہو رہا جب خونخوار الگ ہوا تو
رشک جادو حاضر ہوا کہا اے سرداب جادو تمکو کچھ خبر ہی کہ خونخوار کہان جاتا
ہی قدرت سے باغی ہوا اب قیدیون کو ساتھ لیے جاتا ہی طلسم کشا سے میل کریگا
قیدیون کو روک لو اور خونخوار سے کہو کہ آپ تشریف لیجائیے قیدی یہین
رہین گے قدرت آپ سے خوش ہونگے سرداب نے کہا یہ سب کا دشمن ہی
جب طلسم ٹوٹے گا تو ہم سب طلسم مین قتل ہونگے مین خونخوار کو اپنے ملک سے
نکال دونگا قیدیون کو نہ جانے دونگا رشک جادو نے کہا مین نے سب سمجھا دیا
ہی آیندہ آپ کو اختیار ہی صبح کو خونخوار تیار ہوا سرداب سے کہا قیدی ہمارے
دو تو ہم جا دین جا کر سعد کو گرفتار کر لا دین سرداب نے کہا اے خونخوار سب
حال تمھارا ہمکو معلوم ہوا طلسم کشا سے میل کرنے جاتے ہو ہم قیدیون کو نہ دینگے
خونخوار نے کہا اے سرداب تجھے کیا دخل ہی ہم جیسا مناسب جانین گے ویسا کرینگے
سرداب نے کہا قیدی نہ جاوینگے خونخوار پریشان ہوا سرداب سے تکرار ہونے لگی
آخر خونخوار اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے سرداب تیری یہ بھی حقیقت ہوئی کہ ہمارے
حکم کے خلاف کرے وہ آفت برپا کرونگا کہ تجھکو جان بچانا دشوار ہوگی سرداب
نے کہا مین ایسا حلوا نہین ہون کہ مجھکو کھا جاؤگے خونخوار نے چاہا سرداب
کو قتل کرے ان سرداب نے افسرون کو اشارہ کیا کہ اِسکو گرفتار کرو خونخوار
کی جانب افسران سرداب بڑھے خونخوار نے بقہر وغضب افسرون پر حملہ کیا اور

خوب لڑا گئی افسرون کو مارا جب دیکھا اسنے کہ بلوہ بڑھتا جاتا ہو تو پرپرواز پیدا کرکے
نکلا مگر قیدیون کو نہ پایا آخر اڑتا ہوا تلاش مین سعد شہریار کی چلا اس خیال مین
کہ وہ طلسم کشا ہین قیدیون کو رہا کرا لینگے یہ بھی مشہور ہو کہ جب طلسم کشائی کیجائیگی
سب سامان مہیا ہو جاوینگے ابھی تو معرکۂ عظیم باقی ہین وہان صبح کو میثاق وغیرہ نے
دیکھا کہ خونخوار غائب ہو گیا ہنگام بردبار کو تخت پر بٹھایا سامان سلطنت درست
کرکے وزرا اپنے بخدمت جمشید ثانی آئے سب کیفیت بیان کی کہ خونخوار قیدیونکو
لیکر بھاگ گیا ہنگام کو تخت نشین کرا آئے جمشید نے کہا طلسم سے نکلکر کہان جاویگا
جہان جائیگا گرفتار کرا کے منگا لونگا میری تو عجب نوبت ہو یاد مین معشوق گلفام

یعنی مینوش شیرین کلام کی یہ صورت ہو نظم

کعبے گئے مدینے گئے کربلا گئے + اک مغفرت کے واسطے ہم جا بجا گئے
رہوار تھا براق ملک تھے جلو مین ساتھ + اس شان سے فلک پہ رسول خدا گئے
نکلا دہان زخم سے کب حرف مدعا + کب روبرو مسیح کے بہرو و آگئے
سینہ سپر مدام رہے وقت امتحان + خنجر سے پوچھ لو نہ کبھی دم چرا گئے
دنیا مین آپ آئے تھے کیا لیکے اپنے ساتھ + اور کیسے یان سے حضرت دل لیکے کیا گئے
آئے تھے مثل باد بہاری کے ہم صفیر + باغ جہان سے دم مین برنگ صبا گئے
پھر کے بس آشیانے مین یہ بام یار تک + اڑ کر نہ مثل طائر قبلہ نما گئے
رعنا سراے دہر سے فکر خدا کرو + ایمان کے ساتھ تم سوے دار البقا گئے

مین اسکی تدبیر کرونگا فراق مینوش مین بہت بیقرار ہون جمشید ثانی تو اس فکر مین
ہو نامے جا بجا روانہ کیے کہ خونخوار تنگ پیشانی بھاگ گیا ہو قدرت سے بغاوت
کی ہو وہ جسکے یہان آئے گرفتار کرکے بھیجدے کہ قدرت اسکو سزا دینگے مگر خونخوار
سرخاب کے پاس سے بھاگ کر جو چلے تھے دربند پر آیا کہ وہان کا حاکم کمخواب جادو
ہو جمشید کا نامہ اسکے پاس پہونچ چکا اسنے آتے ہی سامان دعوت مہیا کیا دیکھا کہ
خونخوار گھبرایا ہوا ہو چاہتا ہو کہ ان دربندون سے نکل جاؤن کمخواب جادو نے

شب کو جلسہ کیا دعوت مین خونخوار کو بیہوشی دی جیسے ہی ہاتھ دھوے نے خونخوار
اُٹھا اور گھڑا کر گرا گمخواب نے حکم دیا اِسے گرفتار کرو زبان مین سوزن دیکر
گرفتار کیا صبح کو جب خونخوار بیدار ہوا گمخواب سے اِشارے سے کہا کہ او گمخواب
یہ کیا حرکت کی گمخواب نے کہا او شہریار آپ نے غضب کیا کہ خداوند سے باغی
ہوے اب آپ کی نجات کیونکر ہوگی مناسب یہ ہی کہ قدرت کو سجدہ کیجیے مین آپکو
پاس جمشید ثانی کے روانہ کرون قدرت کو اختیار ہو خواہ قتل کرین خواہ بخشین
ہرچند خونخوار نے عذر کیا مگر گمخواب نے کچھ نہ مانا اور مسلسل و مطوق کرکے طرف
جمشید ثانی کے روانہ کیا قتال جادو قید خونخوار لیکر چلا قضاے کار پانچوین دن
پہ ملک سحاب برف بار حاکم تھی نہایت حسین و جمیل جب قتال در بند سحاب پر
پہونچا تو سحاب نے پوچھا کہ او قتال تم تو خونخوار کے خراج گزار ہو کیا ایسی
خطا ہوئی کہ تمنے اسکو گرفتار کیا قتال نے سب ماجرا بیان کیا اور کہا خدمت مین
جمشید ثانی کی جاتا ہون قدرت کو اختیار ہو خواہ سزا دین خواہ بخشین یہ اِس
ملک مین تھے کہ قضاے کار سرو اب جادو قیدیون کو لیے ہوے آکر پہونچا
سحاب نے اِسکی بھی خاطر کی اور حال پوچھا کہ پری مینوش نے کیا خطا کی کہ یون
گرفتار ہوئین مینوش دیکھ دیکھکر نور الدہر کو بہت بیقرار ہو آنکھون سے دریاے
اشک رواں ہوا اسطرف جمال بیمثال ایرج دیکھکر سحاب کو پسینہ آگیا ہرچند
چاہا ضبط کرون نہ ہو سکا آخر مینوش کے پاس بہ محبت جا کر بیٹھی اور کہا کیون یہ
یہ جفا آپنے کیون اختیار کی مینوش نے طرف نور الدہر کے اِشارہ کیا کہ اِس
شہریار کی محبت مین یہ مصیبت مجھپر پڑی اگر یہ شہریار چھوٹے گا تو مین بھی رہائی
پاونگی ورنہ اسی قید مین تڑپ تڑپ کے جان دونگی سحاب نے افسوس کرکے
سرو اب سے کہا کیون او سرو اب مجھکو افسوس ہوتا ہی کہ تمنے یہ آفت کیون
گوارا کی او سرو اب اگر مناسب ہو تو مینوش کو قید سے چھوڑ دو اِسکا حال
دیکھکر مجھکو افسوس ہوتا ہی کہ اِسکا معشوق بھی آفت مین ہی سرو اب نے کہا او

ملکۂ عالم ایسا کلمہ نہ کہو ایسا نہ ہو قدرت سن لین تو تمکو بھی گرفتار کر لین سحاب نے
کہا سوچو تو کہ عورت تو ناراض ہی اور قدرت دست انداز ہوتے ہین نہ وہ کبھی تبدیل
نہ کرینگی قید مین مار ڈالین اور جو چاہے جفا کرین کمخواب اِشارے کر رہی ہی کہ ای
ملکہ سحاب جادو تم اِس مقدمے مین دخل نہ دو خونخوار نے اِشارہ کیا کہ ای ملکہ
کیون تکرار کرتی ہو ایسا نہ ہو کہ قدرت کو خبر پہونچ جائے بس تم میری زبان سے
سوزن نکال لو مین سرداب و کمخواب کو مار لونگا قیدی تمھارے پاس رہینگے
قیدیون کا حال سُنکر سحاب نہال ہوگئی ایرج نوجوان کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی
ہی اور دل سے باتین کر رہی ہی کہ ای سحاب مقام افسوس ہی کہ ایسا فقیر جیتے جرأت
کرجتنے کچھ جان کا خوف نکیا اور ان ساحرون پر چڑھ آیا یہ نجانتے تھے کہ طلسم مین
عجائب وغرائب ہوتے ہین کمخواب اور سرداب سے کہا کہ آج شب کو تم اندر
رہنا کل کا تمکو اختیار ہی اِس حیلے سے یہان آئے ہو ورنہ امورات انتظام سے تمکو
مہلت کہان کہ تمھارا آنا ہوتا سرداب خاموش ہو رہا قیدیون کو لیکر ایک کمرے
مین آبیٹھا ایرج نوجوان اور نورالدہر سے تکرار ہو رہی ہی دونون جوان زنجیرین
ہلا رہے ہین ایرج کہتے ہین او کشتی گیر زادے تو طلسم مین کیا سمجھ کے آیا ہی نورالدہر
نے جواب دیا ورتا جر بچے کہ پاس فروش بازاری تجھکو بھی یہ لیاقت ممکن ہوئی آخر
طلسم مین آکر کیا کر لیا ایکی مین چھوٹا اور مین نے طلسم فتح کیا مجھکو یہی قلق ہی کہ
سعد شہریار ۔ بادشاہ لشکر ہو کر تکلیف اُٹھائین اور مجھسے کچھ نہ ہو سکے خدا اُنکو
جلد مظفر و منصور کرے کبھی اُنھون نے طلسم نہین توڑا مین تو برائے خدمتگاری
آیا تھا تم کیا سمجھکر آئے آخر گرفتار ہوے ایرج نوجوان نے کہا بادشاہ جمجاہ
کیکی مدد کے محتاج نہین ہین دونون جوانون مین ایسی تکرار ہوئی کہ زنجیرین
ہلانے لگے خانۂ زنجیر مین غل ہوا ملکہ سحاب جادو نے جو ہنگامہ سنا گھبرا کے
آئی دیکھا دونون جوان بگڑے ہوے زنجیرین ہلا رہے ہین ایرج کا ہاتھ
پکڑ لیا کہا ای شہریار کیون اسقدر غصہ کرتے ہو ایرج کے آنسو ٹپک پڑے کہا!

ملکۂ عالم تمھیں کیا معلوم کہ کیا تکرار ہی یہ کشتی گیر زادہ ہوکر ہیرا چشم بنا ہی میں فرزند
شاہزادۂ خاور سیاہ ہوں ہمیشہ میرے باپ کے ہاتھ سے بدیع الزمان بھاگے
بھاگے پھرے اب میں انکو رولتا پھرتا ہوں لقا بدار گلگوں پوش کہ ہمارے
خاندان کا ہواخواہ ہی پردۂ قاف میں کیا کیا شمشیر زنی کر رہا ہی اور انکے ہواخواہ
میاں زمرد پوش ہرچند چاہتے ہیں کہ برابری کریں مگر گلگوں پوش کی جرات
کو نہیں پہونچتے اگر کہیں پا جائیگا تو قتل کر ڈالیگا اسطرح ایرج نے ملکۂ سحاب سے
کلام کیے کہ سحاب کا جوش اور بڑھ گیا بول اٹھی کہ ہماری تو یہ کیفیت ہی نظم

ہوں وہ واماندہ نشانِ ہمرہاں ملتا نہیں ۔ کارواں کیسا غبارِ کارواں ملتا نہیں
ڈھونڈھتے ہیں پر نشان بے نشاں ملتا نہیں ۔ جان جسپر دی ہو وہ جانِ جہاں ملتا نہیں
عشق لاتا ہی جو شبخون غارتِ دل کے لیے ۔ جز شکیب و صبر کوئی پاسباں ملتا نہیں
آپ میرے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہیں ہاں ۔ عذر ہی معقول میں ای مہرباں ملتا نہیں
جان خوبوں کا مجھے دینا بہت آسان تھا ۔ ڈوب مرنے کو زنخداں سا کنواں ملتا نہیں
جوشِ گل سے دل میں کیا گلشن میں جا باقی نہیں ۔ عندلیبوں کو مقامِ آشیاں ملتا نہیں
روز مجھ ہی بیگنہ پہ تیز ہوتی ہو چھری ۔ بو الہوس کیا تمکو بہرِ امتحاں ملتا نہیں
دخترِ رز پیر جو نسلِ گل میں ہی رنگِ شباب ۔ اب مزاجِ حضرتِ پیرِ مغاں ملتا نہیں
واہ ری قسمت کھلے قاتل کو جوہر بعدِ قتل ۔ کھلکے پچھتاتے ہیں رعنا سا جواں ملتا نہیں

سرو اب نے کہا ای ملکۂ عالم تم کھلی کھلی بغاوت کی باتیں کرتی ہو سحاب نے آنکھوں
میں آنسو بھر کر جواب دیا کہ ای سرو اب مجھکو انکے حال پر رحم آتا ہی کہ ایسے شیر
دلیر یوں گرفتارِ مصیبت ہوں میں تجھسے صاف صاف کہتی ہوں کہ اگر تو نے میرا
کہنا نہ مانا تو ضرور فساد کرونگی خواہ میرے لیے بہتری ہو یا بدتری میں جانتی ہوں
کہ خداوند کا دشمن ہوکر اس طلسم میں رہنا دشوار ہی مگر دل سے انسان مجبور و
ناچار ہی میں کیا کروں مجھسے ضبط نہیں ہو سکتا میں ضرور خونخوار کو رہا کرونگی
اور ملکہ جیبوش کو تو ضرور رہا کرونگی انکو بھاگنے کا رستہ نہ ملیگا سرو اب سنکا

او ملکۂ عالم جسوقت قدرت کو خبر پہونچے گی زمین ہلا دینگے اُنسے کون مقابلہ کرسکتا ہے
ایرج بول اُٹھے کہ او ملکۂ عالم مقام افسوس ہے کہ ایک ساحر زبردست کو اپنا خدا
جانتی ہو اصل مالک کو نہین پہچانتی ہو کہ جسنے اتنا بڑا آسمان بے ستون بنایا
پانی کے مَس کا جسمن ہے اُسی پر زمین کو بچھایا جمشید ثانی کہ سحر مین لاثانی ہے سوائے
سحر کے کچھ نہین جانتا وہ مردود پروردگار ہے ہر طرح مجبور و ناچار ہے ہم لوگون کا
قدم آیا ہے اب یہ طلسم ٹوٹیگا بادشاہ عالیجاہ سعدین قباد اسکی فتح کو آئے ہین
دادا جان بھی ضرور پہونچین گے جسوقت صاحبقران زمان آگئے ساری سحر
ساحری بھول جائیگا وہ مالک اسم اعظم الٰہی ہین سور وغیرہ مثل تماشاہی ہین ہرچند
کہ کئی پنڈت بیٹھے تھے کوئی جواب نہ دے سکا سحاب نے کہا ہان صاحبو تم سب
لوگ بیٹھے ہو مقدمۂ مذہب ہے اسکا جواب نہین دیتے پنڈتون نے کہا کیا جواب
دین بس سحاب جادو اُٹھی اور قریب خونخوار کے آئی کہا او بادشاہ آپنے
دنون بہت سلطنت کی ہم آپ کو قید مین نہین دیکھ سکتے قریب خونخوار آکر کہا
او شہنشاہ سنبھلکر بیٹھیے کہ مین زبان سے سوزن نکال لون خونخوار سنبھلکر بیٹھا
سرداب ہان ہان کرتا رہا مگر سحاب نے نہ مانا زبان سے خونخوار کی سوزن
نکالی اور مینوش کو بھی رہا کیا یہ دونون جو اُٹھے سرداب اور کمخواب تھم گئے
جا با بھاگین مگر خونخوار کب جانے دیتا ہر چند سنگ ریزے اُٹھا کر مار دیئے
کہ دونون کے سر پھٹ گئے اُنکا مرنا کہ سحاب جادو نے خونخوار کے قدمونکو
بوسہ دیا مگر ایک ساحر نکل بھاگا خدمت جمشید مین پہونچا تمام کیفیت بیان
کی کہ بی سحاب نے یہ آفت برپا کی خونخوار اور مینوش کو رہا کرلیا ایرج و نورالدہر
نے جو رہائی پائی بل کرکے قید کو توڑ ڈالا اپنے مقام سے اُٹھے مینوش نے
قریب نورالدہر آکر کہا جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن کہیے تو ایرج کو دیدون اُنکو دون
سحاب نے چڑھکر کہا او مینوش یہ ارادہ نہ کرنا ورنہ تیرے جیتے جی اور نگی کبھی ہوش
نہ آئیگا دونون جوان باہر نکلے مرکبون پر سوار ہو سحاب فوج لیکر ایرج کے

ہمراہ ہوئی مگر گل اندام بلوے سے الگ نکل گئی کہ ذکر اسکا تحریر ہوگا اور خوشخوار
نے کہا مین خدمت سعد مین جاتا ہون نور الدہر بن بدیع الزمان مع ہمراہیان
طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے یہ حال مصیبت مآل سنکر جمشید بہت گھبرایا کہتا ہو کہ
یارو ان مسلمانون کا مقدمہ عجیب و غریب ہو سحاب نے کچھ جان کا خوف نکیا جس
مقام پر پاؤنگا خاک مین ملادونگا جہان رہین گے وہان رہنے نہ دونگا لیکن
خاموش کیا کرے قہر درویش بجان درویش خوشخوار ادہر جاتا ہو وہان قحطاس
نے طبل جنگی بجوایا سعد نے بھی حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین
تیاریان ہونے لگین یاسمن نے کہا اے شہریار قحطاس جادو بلاے روزگار ہو
مقام تاسف ہو کہ دیکھین کل میدان مین کیا ہو شاہ نے فرمایا پروردگار مالک ہو
وہی سامان پیدا کریگا یاسمن خاموش ہو رہی لشکر مین تیاریان ہونے لگین
رات بھر تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آے صفین جمین نقیب
نقابت کرکے ہٹے قحطاس یہ خبرین سنکر برہم ہو رہا تھا خود میدان مین نکلا اور
پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ہرچند کہ ملکہ یاسمن کا قصد نہ تھا
مگر سوچی کہ مقام افسوس ہو اگر مین نہ نکلونگی تو شاہزادہ عالم خود نکلین گے قحطاس
کا کیا کرسکین گے گوکہ بہادر و جرار مین مگر وہ ساحر غدار ہو زور بازو کیا کرتا ہو
سعد سے اجازت لیکر میدان مین آئی قحطاس نے جو یاسمن کو دیکھا جلکر رہگیا
پکار کر کہا اے یاسمن مابدولت کے مقابلے مین آئی ہو کچھ تمکو جان کا خوف ہو
یا نہین یاسمن نے کہا ہزار جان نام پر سعد شہریار کے نثار ہو جو تجھسے ہو سکے قصور
نکر خداے ما بزرگ است فردوسی ؎ بہم ز شمشیر حبیب ٭ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ٭
قحطاس نے کہا سحر تو کر لو کہ حوصلہ نرہجاے یاسمن نے جوابدیا ہم جنگے تابعدارین
انکا یہ دستور رہا کہ پہلے حملہ نہین کرتے تیرے حملے کے بعد ہم بھی حربہ کرین گے
اگر خدا مظفر کرے گا تو غالب آوین گے ورنہ جان دینا مین دل کی آرزو ہو
قحطاس نے مشت خاک کی زمین سے اٹھائی اور خاک اڑا دی جیسے ہی وہ

خاک اُڑی تمام صحرا پُر غبار ہو گیا یاسمن گرد مین پوشیدہ ہو گئی مگر یاسمن نے سحر کر کے ابر غبار کو توڑا چمک کر نکلی قحطاس پر گولا مارا قحطاس نے خالی دیا دو چار سحر آپس مین ہوئے قحطاس نے پکار کر آواز دی کہ اے شگوفۂ رنگین ادا جلد آؤ کہ ہوا سے گرد اُڑی دیکھا ایک نازنین مرکب پر سوار پھولون کا گہنا پہنے ہوئے یہ اشعار گاتی ہوئی سامنے آئی اور پکار کر آواز دی ہان بی یاسمن یہ اشعار سن لو نظم

کل شب جو بزم غیر مین وہ جلوہ گر رہے / جیتے تھے پر عذاب مین ہم تا سحر رہے

پہلو مین میرے رات جو وہ رات بھر رہے / بیدار کیسے بخت مرے تا سحر رہے

جبتک کہ تیغ یار کی زیب کمر رہے / اے دل تجھے بھی چاہیے سینہ سپر رہے

ہرجائیون کے عشق نے کیا کیا ذلیل / رسوا رہے خراب رہے دربدر رہے

افسوس ہو کے مخبر صادق کے اُمتی / اس عمر مستعار مین ہم بے خبر رہے

کاٹی ہو کس عذاب سے ہمنے شب فراق / کل انتظار یار مین ہم تا سحر رہے

اعجاز سے جیا کوئی حسرت سے مر گیا / کیا کیا نہ کوے یار مین کل شور و شر رہے

کسطرح جائے طائر جان کوے یار تک / جب ضعف سے نہ قابل پرواز پر رہے

باغ جہان مین اب کے کچھ ایسی ہوا چلی / گل کیسے نام کو بھی نہ باقی شجر رہے

کاٹون گا انتظار مین روز قیام بھی / ایفاے عہد آپ کو مد نظر رہے

اُس شمع رو کی یاد مین روتا ہون تا سحر / دامن نہ کسطرح صفت شمع تر رہے

شاید وہ زلف و رخ نظر آجائین خواب مین / رعنا اسی خیال مین شام و سحر رہے

یہ اشعار جو اُس نازنین نے سامنے یاسمن کے گائے یاسمن جھومنے لگی مگر اُس نازنین نے کہا چلو تمھین قحطاس بلاتے ہین یاسمن نے سر جھکا لیا اُسی نازنین کے ساتھ چلی سعد نے جو یہ معرکہ دیکھا بیقرار ہو گئے گھوڑا بڑھایا وہین سے نعرہ کیا کہ او بے حیا آگاہ ہو نعرۂ سعد شہریار منم شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان کاؤس و جم ٭ منم صف شکن شیر دل نوجوان ٭ نہال گلستان صاحبقران ٭ جیسے ہی قحطاس نے دیکھا کہ سعد آتے ہین اور کاندھے سے کمان اُتار ہی رہے

سحر کیا کہ کمان ہاتھ سے سعد کے چھوٹ پڑی جلد سردار چلے تھے کہ قحطاس پر جا پڑین
قحطاس نے وہ سحر کیا کہ سب کے گھوڑے رک گئے اور مرکب سعد بد لگامی کرنے لگا
اب ہر چند سعد چاہتے ہین کہ مین اپنے کو قریب قحطاس کے پہونچاؤن لیکن گھوڑا
نہین مانتا اپنی ہی کرتا ہو قحطاس بڑھا کہ بادشاہ کو گرفتار کرلون اُسوقت بادشاہ
کی بیقراری ملکہ یاسمن کے ساتھ اُس نازنین کے طرف صحرا کے جاتی تھی کھڑے ہوکر
تماشہ دیکھنے لگی مگر بادشاہ نے یہ حال زار دیکھکر طرف آسمان کے دیکھا دست دعا
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکار اُٹھے کہ ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم اس
مشکل کو آسان کر مگر قحطاس آستین چڑھاتا ہوا آتا ہو پکارتا ہوا کہ ای سعد اب
کیونکر بچوگے میرے سحر مین مبتلا ہوے یہ سحر وہ ہو کہ کسی کے روکے سے نہ رکیگا سعد
نے فرمایا وہ رحیم و کریم ہو اگر اُسکا رحم ہو تو ابھی مشکل آسان ہوتی ہو کیون اِسقدر
غرور کرتا ہو جیسے ہی قحطاس نے چاہا جاکر ہاتھ تھام لون گھوڑے سے اُتار لون
پھر کل لشکر پر سحر کرون گا سب یون ہی رہین گے اُنکو کون رہا کریگا ہاتھ بڑھایا کہ
سعد کو گرفتار کرون سعد نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا اِس خیال سے کہ ساحر کے جسم سے
جسم مس نہ ہو اور پکار اُٹھے کہ ای بے نیاز وقت مدد ہو اِس دشمن سے مجھکو بچا لے
مصیبت سے نجات دے بیقرار ہوکر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک برق
کڑک کر گری کہ قحطاس کے دو ٹکڑے ہوے وہ نازنین جو یاسمن کو لیے جاتی
تھی وہ بھی جل گئی لشکر والے دوڑ پڑے اُتنے یاسمن نے مشت خاک اُٹھا کر
پھینک ماری کہ سب ساحر جلنے لگے فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی کئی ہزار ساحر
جل گئے آخر افسران فوج آکر قدمون سے لپٹ گئے مطیع اسلام ہوے ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ ہم آپ کے تابعدار ہین جو حکم کیجیے وہ بجا لاوین نوبت نقارہ
بجاتے ہوے طرف قلعے کے چلے مگر سعد نے فرمایا کہ کیون ای یاسمن تم تو اپنے
ہوش مین نہ تھین پھر قحطاس پر برق کیسے گرائی یاسمن نے کہا کسی ایسے ساحر
زبردست کا سحر تھا کہ قحطاس نہ روک سکا یہ کہکے طرف آسمان کے دیکھا کہ ایک

ساحر تاجدار اترتا ہوا آتا ہے یاسمن نے پہچانا کہا اے شہریار شہنشاہ طلسم یہی ہین
معلوم ہوتا ہے کہ جمشید ثانی ہے اِسنے بچاؤ ہوا چاہتا ہے خونخوار تنگ پیشانی
آکے سعد سے ملے کہ ایک آندھی سیاہ آتشی نمودار ہوا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے کر
زمزموں سے اُسکے یہ آواز آتی تھی نظم

فرقت مین مری آکے دل آزار خبر لے | ہون سخت مصیبت مین گرفتار خبر لے
مے شربت دیدار مجھے آکے پلا | ہون نرگس بیمار کا بیمار خبر لے
کس قہر سے کاٹے ہین تیرے ہجر مین دن رات | دکھلا کے رخ و زلف کا دیدار خبر لے
اغیار سے سن سن کے تری گرمی صحبت | جی جلتا ہے او غیرت گلزار خبر لے
دکھلا دے مجھے خواب مین اس ماہ کی صورت | بیچین ہون او طالع بیدار خبر لے
مشکل کا ہے یہ وقت کہ ہو رنج مین رعنا | یا شیر خدا کل کے مددگار خبر لے

یاسمن نے دیکھا کہ جمشید ثانی ایک تخت پر سوار ہاتھ ہلاتا ہوا پیدا ہوا پکارتا
ہوا کہ او خونخوار غضب کیا اب کیونکر بچیگا یہ کہکے سر سے ایک بال توڑا اُسکو
جھٹکا دیا وہ زنجیر بنکر گلے مین خونخوار کے پڑا ارادہ ہوا کہ سعد پر بھی پھینکدون مگر
کچھ سوچکر خونخوار کو تخت پر ڈال لیا یاسمن تو بھاگ کر ایک غار مین چھپی سعد
شہریار نے گھوڑا بڑھا کر اپنے کو قلعے مین پہونچایا مگر فوج جو پس پشت تھی اُنکے
پانون زمین نے تھام لیے جمشید نے جو دیکھا کہ سعد اندر قلعے کے بھاگ گئے
یاسمن کا نشان نہین ملتا خونخوار کو لیکر پلٹ گیا بعد جانے جمشید کے یاسمن نے
نکلکر پانی برسایا سب کے پانون کھل گئے آکر داخل قلعہ ہوے کہا اے شہریار اب
جمشید کو فکر پڑی کہ خود آنے لگا اب مشکل ہوگی دربندون کا فتح ہونا بہت دشوار
ہوجائیگا مگر افسوس ہے کہ خونخوار ایسا مددگار گرفتار ہوگیا اگر وہ ساتھ رہتا تو
پھر لوح طباق لوح کا پتہ لگاتا اُسکی شرکت سے بڑا مطلب نکلتا سعد نے فرمایا پروردگار
مالک ہے اُسکی رہائی کا سبب نکل آئیگا مگر جمشید ثانی خونخوار کو لیکر پلٹا اُسی قیدخانہ
مین لایا جہان ملکہ قریشہ و آسمان پری قید تھین وہین لاکے خونخوار کو بھی قید کیا

آسمان پری نے پوچھا ای بادشاہ تمنے کیا خطا کی کہ جو اِس قید خانے مین قید ہوے
خونخوار نے اشارون سے سب حال بیان کیا کہ مین طرفدار شہریار ہون اُسی
جرم مین جمشید نے گرفتار کیا ہو پروردگار مالک ہو صورت رہائی پیدا کریگا
انشاء اللہ تا بسعد پہونچ جاؤنگا طلسم فتح کرا دونگا مگر یہ جمشید ثانی بڑا شعبدہ باز
ہو اُسکو اپنے سحر پر ناز ہو جانتا ہو کہ میرا کوئی ہمعصر نہین ہو خدا اُسکے زور کو ڈھائے
اِس غرور کا انجام دکھائے ملکہ آسمان پری افسوس کرنے لگین فرماتی ہین کہ ای
خونخوار اب تمھارے واسطے ہمبی دعا کرینگے پروردگار صورت رہائی پیدا کریگا
ہمارے قید ہونے پر بڑے بڑے بلوے ہونگے سب فرزند ہمارے آوینگے
شنو ہر بھی میرا ضرور آئیگا وہ صاحب اسم اعظم ہو محترم و محتشم ہو سحر اُسپر تاثیر نہین
کرتا ساحر بہ ظاہر اُسکا کیا کر سکتے ہین زور باز دین کبھی اُس سے مقابلہ نہین کر سکتے
طلسم حیران سلیمانی کہ عجائب و غرائب سے معمور تھا اُسکو کس لطف سے فتح کیا
سب ساحر بار سے گئے مگر جمشید ثانی نے چند ساحر روانہ کیے ہین کہ خبر لا کر دو کہ
سعد شہریار کیا کرتے ہین زاغ جادو و زغن جادو حکم پا کر روانہ ہوے لیکن
زاغ جادو اُڑتا ہوا شہر قحطاس مین پہونچا تبہ بارگاہ پر بیٹھا یاسمن کی جو نگاہ
پڑی سینک کا تیر و کمان جھولی سے نکالا تاک کر مارا کہ زاغ کے دو سار ہوا بس
زاغ کا لاشہ زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے تمام ہوا زغن جادو کہ آسمان سے دیکھ
رہا تھا مرنا زاغ کا دیکھکر گھبرا گیا اُلٹا پلٹا سامنے جمشید کے آیا کہا یا خداوند زاغ
جادو مارا گیا جمشید ثانی نے کہا اب ہم اُسکو اور جگہ پیدا کرینگے جوان ہو کر خدمت
مین آئیگا دیکھو سعد کی ہمبی فکر کرتا ہون چند ساحر روانہ کیے کہ سعد کی خبر لیکر آؤ
ساحر چلے شہر قحطاس مین پہونچے سعد شہریار تخت پہ بیٹھے تھے گرد تمام ساحر تھے
ہین کہ استھان جادو اُڑتا ہوا آسمان پر آیا سعد کو دیکھکر کڑک کر گرا سعد کو
نیچے مین دبا لیا یاسمن نے جو دیکھا کہ کوئی ساحر شہریار کو لیے جاتا ہو للکارا کہ
او مکار کہان جاتا ہی استھان پلٹا یاسمن نے گولہ مارا کہ استھان کے سینے کو

توڑ کر پار گذر اسعد کو روک لیا لا کر تخت پر بٹھایا ناچ ہونے لگا سب سرداروں نے
نذرین دین اور کہتے تھے کہ حقیقت مین یاسمن کو بڑا خیال ہو بادشاہ نے فرمایا مستحق
سلطنت تو خود نخوار ننگ پیشانی ہو مگر بلکہ یاسمن نائب قرار پائین گی انھین سب کا
دخل ہوگا ہرچند کہ جمشید ثانی اسکو پا لے گیا مگر صورت رہائی خدا انکا لے گا اسکا قید
ہونا مجھپر شاق ہوا افسوس ملاقات بھی نہ کرنے پائے اب اسکی رہائی کی بھی جستجو ضرور ہے
یاسمن نے کہا اسکی رہائی دشوار ہے مگر آپ فکر مین مصروف ہون اب یہان سے کوچ
فرمایئے طرف دربند ثالث کے چلیے کاش کہ یہ دربند فتح ہون بادشاہ طلسم سے مقابلہ
پڑے بادشاہ نے کہا دو چار روز اور اس مقام پر رہیں پھر کوچ کرینگے سعد شہریار
تو اس فکر مین ہین دوسرا دربند قبضے مین آگیا ہو مشیران سلطنت آمادہ ہین کہ کوچ
کیجیے بادشاہ آمادہ سفر ہین کہ ذکر انکا تحریر ہوگا تخت پر بیٹھے تھے کہ چوبدار نے جھککر
سلام کیا عرض کی کہ ایک شاہ سیاہ پوش دردولت پر حاضر ہو امیدوار باریابی ہو
بادشاہ نے فرمایا بلاؤ کہ ایک بادشاہ اندر آیا اسنے آکر پایہ تخت کو بوسہ دیا سعد نے
کرسی مرحمت فرمائی پوچھا اے بادشاہ عالیجاہ کس فکر مین تشریف لائے ہو بادشاہ نے
کہا اے شہریار یہان سے بارہ کوس پر ایک صحرا ہو مسکن غولان اس صحرا کا لقب ہو
ہزارہا غول وہان رہتا ہو اگر حضور عنایت فرمائین تو درد اپنا عرض کرون بادشاہ
نے فرمایا مین مشتاق ہون کہ کیفیت اپنی بیان کرو وہ تاجدار چھلے زار زار رویا
عرض کی کہ ایک فرزند مجھکو پروردگار نے دیا تھا کہ نام اسکا اشمار دیو کش تھا
بچپن مین اپنے اسنے دیو کو مارا جرأت مین اسکا مثل نہ تھا ایک دن صحراے مسکن
غولان مین برائے شکار گیا چہار طرف سے غولون نے گھیر لیا وہ خوب لڑا کئی سو
غول قتل کیے مگر غول اسقدر تھے کہ دمبدم زیادہ ہوتے جاتے تھے سب ساتھ والے
تو بھاگ گئے اور وہ اکیلا بیکس و بے بس رسیون سے گرفتار ہوا امیدوار ہون
کہ اسکو رہا کر دیجیے مجھکو خواب مین آکر ایک بزرگ نے مسلمان کیا اور ہدایت کی
کہ بخدمت سعد شہریار جاؤ وہ تمھارے فرزند کو رہا کر دینگے ملک ومال قبضے مین ہوگا

ہمیشہ ہمراہ حاضر رہونگا فرزند میرا آپ ہی کی رفاقت کے لایق ہی آپ اسکی رفاقت
سے بہت خوش ہونگے بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ یاسمن تم تو اسی مقام پر رہو ہم ہمراہ
اشجار تاجدار جاتے ہین یہ فرماکر بادشاہ فوراً ہمراہ اشجار روانہ ہوے اشجار
ہمراہیون سے اپنے وجد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حقیقت مین ایسے بہادر نگاہ سے
نہین گذرے ہرچند کہ مین نے بیان کردیا کہ وہ صحرا مقام مسکن غولان ہی لیکن وہ
تیار ہوگئے اور ہمارے ساتھ ہوے خدا انکو مظفر و منصور کرے کئی دنون منزلین
طے کر کے قریب صحراے مسکن غولان پہونچے اشجار نے بیان کیا کہ حضور لشکر کو
الگ اُتار یے ایسا نہو شب کو غول بہ طور شبخون آپڑین بادشاہ نے کہا مین خود
چاہتا ہون کہ وہ آپڑین فیروزہ نے عرض کی لشکر اُتار یئے اول غلام جاے جاکر
وہانکا نقشہ دیکھے اگر بن پڑے تو انکے فرزند کو رہا کرلاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ
بسم اللہ فیروزہ بانہاے عیاری لگاکر روانہ ہوا صحرا مین جو گھسا دیکھا کہ ہزارہا
نخل ہین شاخ سے شاخ ملی ہوئی آوازین ہیبت ناک آرہی ہین فیروزہ ایک
نخل پر چڑھکے بیٹھا کہ رات اُسی جنگل مین ہوئی دیکھا ہزارہا غول پھر رہے ہین
چیخین مارتے پھرتے ہین جب فیروزہ نے دیکھا کہ غول ایک طرف نکل گئے
تو درخت سے اُترا درختون کی آڑ پکڑتا جاتا ہی قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا
آواز آہ آہ کی آرہی تھی فیروزہ خوف کرتا ہوا درۂ کوہ مین داخل ہوا دیکھا کہ
ایک نوجوان زنجیرون مین جکڑا ہوا پڑا ہی ایک سنگ کلان چھاتی پر رکھا ہی
فیروزہ نے اول پتھر ہٹایا پھر قید کاٹی اُس جوان کو ہوش آیا پوچھا کہ اے مونس و
ہمدم تو کون ہی فیروزہ نے بیان کیا کہ مین سعد شہریار کا عیار ہون تمھاری رہائی
کو آیا ہون اشجار اٹھا ایک طرف سپر و شمشیر رکھی تھی وہ اٹھالی ہمراہ فیروزہ نکلا
شب تیرہ و تار جیسے ہی درۂ کوہ سے نکلے غولون نے دور سے دیکھا کہ ہمارا قیدی
جاتا ہی آ پڑے اشجار لڑنے لگا فیروزہ نے کمر سے مویز نکالے مٹھی بھر بھر کے
پھینکنا شروع کیے جس غول نے مویز کھایا وہ بیہوش ہوکر گر اکئی سو غول بیہوش ہو

مگر ہزار ہا چلے آتے ہین چاہتے ہین فیروزہ کو گرفتار کرلین فیروزہ نے کمر کھولدی موہیزون کا جو انبار رہا غول تو موہیزون پر گرے اشمار اور فیروزہ چلے مگر بادشاہ جمجاہ پڑے ہوے سو رہے تھے کہ عالم خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای سعد شہریار تم پڑے سو رہے ہو اور ہم تمھارے مشتاق ہین لہذا ہمارے پاس آؤ کلید فتح طلسم ہمارے پاس ہو سعد شہریار اُٹھے باہر آکر دیکھا کہ ایک طرف چراغ جل رہا ہو اُس چراغ کی طرف چلے سوچے کہ ہوا چل رہی ہو مگر چراغ گل نہین ہوتا یہ مقدمہ کرامت سے خالی نہین ہو صحرا مین جو آئے دیکھا اشمار دیوکش اور فیروزہ لڑ رہے ہین بادشاہ بھی مصروف جنگ ہوے بادشاہ نے آکر نعرہ کیا چونکہ اشمار لڑ رہا تھا اور غول گھیرے ہوے تھے مگر نعرہ شاہ سنکر جان آگئی نعرہ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاوس و جم
منم شیر دل صف شکن نوجوان
نہال گلستان صاحبقران
اگر تیغ کین بر کشم از غلاف
ز لرزل فتد در میان مصاف
گر تیغ بر سنگ خارہ زنم
زگاو زمین بیخ و بن بر کنم

بادشاہ شمشیر زنی کرنے لگے تمام غول موہیز کھا چکے تھے بیہوش ہو ہو کے گر رہے ہین تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے ایک غول کلان نعرہ کرتا ہوا آیا چوبدست آکر لگائی بادشاہ نے چوبدست کو قلم کیا اُس غول نے ایک چیخ ماری کہ منم ہیتالک غول بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا ہیتالک کے دو ٹکڑے ہوے اُس غول کلان کا مارے جانا کہ جو غول باقی تھے وہ بھاگے بادشاہ نے فیروزہ سے کہا تم انکو لیکر لشکر مین جلد مین آتا ہون اشمار و فیروزہ طرف لشکر کے گئے بادشاہ طرف روشنی کے چلے پہاڑ پر چڑھے جب بلندی پر پہونچے تسبیح خوانی کی آواز آئی دیکھا وہ مرد بزرگ جو خواب مین تشریف لائے تھے بیٹھے ہوے ذکر خدا کر رہے ہین سعد اُنکے قریب پہونچے جھک کر باادب سلام کیا اُنھون نے اُٹھکر سعد کو گلے سے لگایا فرمایا ای نور نظر ہم تمھارے اشتیاق مین تھے مناسب یہ ہو

کہ ہمسے تحفہ لو اور فتح طلسم کا ارادہ کرو شاید طلسم فتح ہو جاوے یہ طلسم نہایت سخت و
صعب ہی اول ہمنے اشجار تاجدار کو ہدایت کی اور تمھارے پاس بھیجا جب دیکھا
کہ تم یہان نہین آتے خواب مین جاکر اطلاع کی یہ فرماکر زیر سجادہ سے ایک تختی
نکالی فرمایا یہ لوح محفوظ ہی کسی کا سحر تمپر تاثیر نہ کریگا بادشاہ نے اُس لوح کو اپنی
آنکھون سے لگایا اور گلے مین ڈالا اُن بزرگ سے رخصت ہوے اُن بزرگ نے
بروقت رخصت فرمایا کہ اِسکو بحفاظت رکھنا کہ سے ساحرون کے بچنا ایسا
نہ ہو وہم دیگر تمسے لے لین بادشاہ و پہاڑ سے اُترے صحرا مین آکر دیکھا کہ فیروزہ
کھڑا ہوا رو رہا ہی پوچھا سعد نے کہ اے فیروزہ کیا ہوا فیروزہ نے عرض کی کہ آپکے
جانے کے بعد ایک ساحر آیا اشجار دیوکش کو اُٹھا لے گیا غلام ایک غار مین چھپ
گیا تھا ورنہ مجھکو بھی لیجاتا نہایت بدصورت تھا بادشاہ جمجاہ ہمراہ فیروزہ ایک
جانب چلے دیکھا ہوا زور سے چل رہی ہی کہ قدم نہین جمتے تختی کو دیکھا نوشتہ پایا
کہ اس اسم کو ورد زبان رکھو تب مقام پر باد انگیز کے پہونچوگے بادشاہ اسم
پڑھتے ہوے چلے چند درون کو طے کیا ایک درے سے دیکھا کہ ہوا نکل رہی ہی
قریب آکر دیکھا کہ ایک ساحر مہیب صورت اشجار دیوکش کو ذبح کیا چاہتا ہی
بادشاہ نے نعرہ کیا کہ او ملعون بندۂ خدا کو ذبح کرتا ہی خبردار ہاتھ ہٹا لے وہ ساحر
اپنے مقام سے اُٹھا اشجار دیوکش کہ اُسکے سحر مین پھنسا ہی اُسی طرح بیہوش پڑا ہی
جسم کو جنبش نہین اُس ساحر نے اُٹھکر بادشاہ پر سحر کیا بادشاہ نے لوح محفوظ کو
سامنے کیا سحر اُسکا باطل ہوا اُس ساحر نے پکار کر آواز دی کہ او نوجوان تو بھی
کسی گروہ کا مونڈا ہوا ہی کہ میرا سحر تاثیر نہین کرتا بادشاہ قریب پہونچے باد انگیز
نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر اپنا وار کیا باد انگیز نے سر آگے کر دیا
ساحر کے دو ٹکڑے ہوے مرنا اُسکا کہ پہاڑ گر پڑا بادشاہ جمجاہ اشجار کو ساتھ
لیکر درۂ کوہ سے نکلے اشجار نے ہاتھون کو بوسہ دیا چونکہ خود بہادر ہی جرأت کی
تعریفین کرتا تھا بادشاہ اُسکو ساتھ لیکر لشکر مین آئے دیکھا لشکر پر ایک دشمن

چھپا یا ہوا ہی بادشاہ نے قریب آکر لوح کو چمکایا وہ دھوان برطرف ہوا دیکھا ایک
درخت پر ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی بادشاہ نے للکارا کہ او مکار مخفی ہوکر سحر کرتا
ہی اگر دعوی سحر ہی تو ظاہر ہو کر آ وہ ساحر شاخ سے کود پڑا چاہا کمر مین ہاتھ ڈالکر لے اڑے
بادشاہ نے ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا ساحر منھ کے بھل جھکا بادشاہ نے ایک تمانچہ
مارا یا کہ سر دُخان جادو کا اُڑ گیا دُخان کو مار کر باپ بیٹے کو ملوایا اشجار تاجدار
تعریفین کرتا تھا کہ آپ نے بڑی مشکل آسان کی بادشاہ اُسی مقام پر اُترے کہ دوسرے
دن صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساتھ ہزار جوان پشت پر مقابلہ
سعد مین آکر اُترا اور یہ کہلا بھیجا کہ آپ نے غضب کیا کہ دُخان جادو کو مارا بہتر ہی
کہ آکر اطاعت کیجیے سعد نے جواب دیا او عیوق مردم در جو تجھسے ہو سکے قصور نکر
عیوق نے طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے جواب مین حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے عیوق نکلا اشجار دیو کش نے جاکر مقابلہ کیا مگر کس
وجہ مین زخمی ہوا عیوق نے پکارا کہ اس شکار زبون کو لیجایئے اور آپ میرے
مقابلے مین تشریف لایئے مین مشتاق ہون سعد شہریار گھوڑا بڑھا کر مقابلے
مین عیوق کے آئے عیوق نے جو جمال بے مثال دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا
جھک کر سلام کیا کہا او شہریار اس مقام تک آنا کیونکر ہوا بادشاہ نے فرمایا بیتاب ملک
غول نے اشجار دیو کش کو گرفتار کیا تھا مین اُسکی رہائی کو آیا تھا شکر کرتا ہون اُس
پروردگار کا کہ وہ رہا ہوا دخان و باد انگیز قتل ہوے عیوق نے عرض کی ایک
عرض غلام کی ہی کہ سامنے کوہ پر شیبوخ قزاق رہتا ہی اُسکی دختر رعنا بانو پر عاشق
ہون مگر وہ نہین قبول کرتا امیدوار ہون کہ تشریف لے چلیے معشوقہ میری مجھکو
دلوا دیجیے اور گینڈے سے کود کر قدمون کو بوسہ دیا بادشاہ نے سنکر فرمایا مین
ضرور چلونگا عیوق کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے عیوق کی دھوم سے دعوت کی
محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی عیوق پہلوان خدمت مین حاضر ہی ناچ ہو رہا ہی
مطربان خوش آواز یہ غزل عاشقانہ گا رہے ہین نظم

دیر سے مین حرم مین جا نکلا — بتکدہ خانۂ خدا نکلا
بنکے بیمار آ ملا وہ مسیح — دردِ عشق مین مرے دوا نکلا
دیکھا کثرت مین جلوۂ وحدت — جسکو سمجھے تھے بت خدا نکلا
دل کا عقدہ نہ ایک بھی کھولا — نارسا گیسوِ رسا نکلا
عندلیبو فروغ رنگ چمن — اثر معجزہ صبا نکلا
خضر رہ ہو گیا دل وحشی — راہ گم کردہ رہنما نکلا
جام کو جم بنا کے پچتایا — دل جو جام جہان نما نکلا
شام سے صبح تک نہین سلجھا — گیسوِ یار اِک بلا نکلا
ق
نہ رلایا غریق رحمت ہو — بحر اُلفت کا آشنا نکلا
واہ کیا پاکباز تھا فرہاد — پارسی شخص پارسا نکلا
حُسن دلکش مین دلربا کے نظام — اثر جذب کہربا نکلا

شیبوخ قزاق بالا سے کوہ بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ عیوق پہلوان مسلمان ہو اسعد شہریار کو لیکر آتا ہے محفل مین اپنی صلاح کی کہ کیون یارو کیا تدبیر کرین عیار اِسکا شبخواب تیزرو اپنے مقام سے اُٹھا کہا مین اُسے گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکے شبخواب چلا بصورت مبدل لشکر اسلام مین آیا تحقیق کرتا پھرتا ہو کہ اسعد شہریار کسوقت برآمد ہوتے ہین قضاے کار اُدہر سے فیروزہ آتا تھا اُسنے فیروزہ سے پوچھا کہ سعد شہریار کب برآمد ہوتے ہین فیروزہ نے چشم و ابرو دیکھے سمجھ گیا کہ یہ عیار ہے کہا وہ دیکھو سامنے سعد کھڑے ہین جیسے ہی شبخواب پلٹا فیروزہ نے حلقہ ہاے کمند مارے شبخواب گرفتار ہوا فیروزہ نے مشکین باندھین کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہا صاف صاف بتا کہ تو کون ہے شبخواب کانپنے لگا کہا مین شیبوخ قزاق کا عیار ہون براے گرفتاری آیا تھا مگر خود گرفتار ہوا مین آپ کی اطاعت کرتا ہون فیروزہ نے کہا او مکار مین عمرو کا فرزند ہون تیور پہچانتا ہون صاف صاف کہہ شبخواب قدمون پر گر پڑا کہا آپ مجھکو رہا کرین مین کیسے تو رعنا بالو کو لادون

اور اگر حکم دیجیے تو شبورخ کو پکڑ لاؤن فیروزہ نے کہا اب صاف صاف کہتے ہو
تمھارا کتنا لایق اعتبار ہی شبخواب فیروزہ کا شاگرد ہوا کہا اب جاکے رعنا بانو کو
خبر کرتا ہون شاید میرے ساتھ چلی آئے یہ کہکے شبخواب روانہ ہوا بالاے کوہ
آیا شبورخ نے پوچھا ای مہتر کیا کیا شبخواب نے کہا تدبیر کر آیا ہون مقام نشست
و برخاست دیکھ آیا اب گرفتار کر لاؤنگا شبورخ سے یہ کہکر اندر محل مین آیا رعنا
نے پوچھا کہ ای شبخواب کہو کیا انجام ہوا شبخواب نے کہا کنارے چلیے تو مین
عرض کرون رعنا جب کنارے آئی تو شبخواب نے کل کیفیت اصلی بیان کی کہ مین
لشکر مین گیا تھا فیروزہ کے ہاتھ سے گرفتار ہوا اسکا شاگرد ہوکر آیا ہون رعنا
نے کہا ای شبخواب تو نے عجب مژدہ سنایا اگر تو مجھکو لے چلے تو مین نکل چلون سعد
شہریار کے ساتھ معشوق آیا ہی باپ کو میرے بڑا تردد ہی جب مین نکلجاؤنگی تب
خاموش ہو رہے گا مین چاہتی ہون آپس مین فساد نہ ہو اور یہ بھی سنا ہی کہ
سعد شہریار فتاح طلسم نوخیز جمشیدی ہین جو انسے مقابلہ کرتا ہی وہ زیر ہوتا ہی
پھر شبورخ مین کیا شاخ ہی کہ سعد سے مقابلہ کریگے شبخواب نے رعنا بانو سے
اقرار کیا کہ مین شب کو زیر کوہ کھڑا رہونگا آپ اتر آئیگا مین آپ کو لے چلونگا
یہ وعدہ کر کے باہر نکلا شب کو زیر کوہ آکر ٹھہرا رعنا بانو بموجب وعدہ اٹھی کمند
لٹکا کر اتری شبخواب نے کہا ای ملکہ وعدہ تو سچا کیا اب میرا اعتبار ہوگا فیروزہ
کو یقین نہ تھا کہ مین خیر خواہی کرونگا رعنا کو ساتھ لیکے چلا شبورخ پڑا سو رہا تھا
کہ ایک کنیز نے آکر شبورخ کو خبر دی کہ حضور صاحبزادی آپ کی نکل گئین شبورخ
جھلا کر اٹھا تیغ کھینچے ہوے پہاڑ سے پھاند پڑا دیکھا سامنے رعنا بانو جاتی ہی للکارا
کہ او شوخ دیدہ و او گیسو بریدہ ننگ خاندان تجھکو کب جانے دیتا ہون رعنا نے
کمان کاندھے سے اتاری شبخواب نے بھی تیر جوڑا یہ دونون تیر مار رہے ہین
شبورخ چاہتا ہی آگے بڑھون مگر خوف سے آگے نہین بڑھ سکتا قزاقون نے
جو سنا کہ افسر ہمارا اکیلا گیا ہی کئی ہزار قزاق پہاڑ سے اترے اسوقت پہونچے

کر رعنا قشنجواب ایک نخل کی آڑ پکڑے ہوئے تیر بار رہے ہین سب نے کہا اے
آقاے نامدار آپ تامل فرمائیے ہم گرفتار کیے لاتے ہین شیبوخ نے کا قزاقون نے
گھوڑے بڑھاے رعنا نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ اے کس بیکسان مین نے تیراین
اختیار کیا تجران ظالمون کی بدمت سے بچا لے صبح ہو چکی تھی کہ صحراے گرد اڑی
ویہیم تاجدار نے کہ براے شکار نکلا تھا دیکھا کہ ایک مہ جبین اور ایک عیار
لرزان و ترسان حیران و پریشان ایک نخل کے نیچے کھڑے ہین وہین سے للکارا
کہ او سوار و خبردار قریب اِس غریب کے نہ آنا او نا زنین نہ گھبرانا یہ کہکے سوار و نیم
جا پڑا شیبوخ نے دیکھا کہ یہیم تاجدار مصروف جنگ ہو آپ بھی ڑنے لگا یہیم
تاجدار کے قریب پہونچا ہاتھ تلوار کا مار دیا دیہیم نے روک کر جواب مین ہاتھ
مارا کہ شیبوخ کے دو ٹکڑے ہوے قزاقون کو مار کر بھگایا جب سب بھاگ گئے
تو گھوڑا اڑا کر قریب رعنا کے آیا کہا اے محبوب مرغوب مین بادشاہ قلعۂ یہیم
ہون اِس قزاق کو ایک ہاتھ مین مارا تو میرے ساتھ چل خاتون محل بناؤ نگار رعنا
نے کچھ جواب نہ دیا مگر دل کانپ گیا بیقراری مین [illegible] سے یہ نکلا کہ اے تاجدار
ہمارا تو یہ حال ہے

نظم

داغ دل چمکا خیال عارض پُر نور سے	ہو گیا روشن چراغ اپنا چراغ طور سے
زخمی ہون تیغ نگاہ نرگس مخمور سے	خون ٹپکتی ہو مرے ہر زخم کے انگور سے
کب ہوا مار سیہ کے سامنے روشن چراغ	بھاگتا ہو آفتاب اپنی شب دیجور سے
فصل گل کرتی ہو بالیدہ ہر رنگ گل سیے	جامۂ وحشت زیادہ ہو فزوں ساز ستور سے
آئینہ ہو آب بقا اور آئینہ ہو زہر فنا	کیا ہو ظلمت کو مثال اپنی شب دیجور سے
پیرزن نے کوہکن کا کام آخر کر دیا	زور کا کچھ بس نہین چلتا ہو ہرگز زور سے
نغمۂ مطرب سے مجلس مست ایسی ہو گئی	وہ چھلک پڑتی ہو ہر دم کاسۂ طنبور سے
پاشکستہ جبر ہو کرتا ہو جہان مین سلطنت	یہ صدا آتی ہو ہر دم تربت تیمور سے
وصف لب کرتا ہون اِک برق تجلی کا قلم	پھر خامہ شاخ منگوائی ہو نخل طور سے

دیہیم نے یہ اشعار سنکر ملازمون کو اشارہ کیا کہ محافہ لاؤ شبخواب سے کہا سبان ہو یا
تمہ ہو شبخواب تو ہمت تیز و طرار ہو یہ قدمون پر گر پڑا کہا مین ملازم پیشہ ہون حضور
کے ساتھ رہونگا اگر حکم ہو تو باتہا سے عیاری سے آؤن دیہیم نے کہا اچھا جاؤ رعنا
روتی ہوئی جاتی ہو کہتی ہوائی تاجدار تو ناحق مجھپر ظلم کرتا ہے مین جسکی خواہان ہون اسکے
پاس جاؤنگی دیہیم جواب دیتا ہو کہ او سرکش تجھکو جکڑ بند کرونگا آخر مجھکو قبول کریگی مگر
شبخواب جو بھاگا لشکر سعد مین آیا فیروزہ سے خبر کی کہ استاد مین رعنا بانو کو لاتا
تھا راہ مین دیہیم تاجدار ملا اُسنے ملکہ کو چھین لیا او رشیرو خ مارا گیا سعد فوراً
سوار ہوے اشمار دیوکش و اشجار تاجدار ہمراہ ہین اثناے راہ مین آ کے روکا
عیوق بھی روتا ہوا ہمراہ ہے سعد فرماتے ہین کیون گھبراتے ہو مین دیہیم کو نجانے
دونگا عیوق کو سمجھا کر گھوڑا بڑھایا پاس آکر نعرہ کیا کہ او دیہیم تاجدار نابکار
عورت کو لیے جاتا ہے بہتر یہ ہے کہ تو ٹھہر جا دیہیم تاجدار کو اپنے زور پر بڑا ناز ہے گھوڑا
بڑھا کر بمقابلہ سعد مین آیا بعد گفتگو ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا دونون جوان گھوڑے سے اترے کشتی ہونے لگی دوپہر مین سعد نے دیہیم
کو اٹھا لیا دیہیم نے آواز دی الامان اسی کا امیدوار تھا کہ جو مجھکو زیر کرے اسکی
اطاعت کرون سعد نے چھوڑ دیا عیوق نے آکر محافہ پر قبضہ کیا ان سب کو لیکر
لشکر مین آئے عیوق کا عقد ساتھ رعنا بانو کے کیا اب کل لشکر تیار کر کے طرف
دربند چہارم کے چلے لیکن دربند چہارم والے بیوارث ہو رہے تھے آکے
سعد کی اطاعت کی چاہی دربند سعد کے قبضے مین آئے اب سعد طرف دربند پنجم کے
چلے لشکر گران ساتھ ہے عیوق پہلوان و اشجار تاجدار و اشمار دیوکش وغیرہ ہمراہ
ہین کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا

وو کلمہ داستان حیرت بیان صاحبقران زمان کہ طرف خانہ کعبہ
گئے تھے مقابلہ ہونا اسلم زنگی سے اور اسلم کا بھاگنا صاحبقران کا

تعاقب کرنا اور رہ راہ سے ایک جادوگرنی کا صاحبقران کو اُٹھا لیجانا
باقی حالات متعلقہ داستان ہذا و ساقی نامۂ مصنف

ای بحر قلم رواں ہو جلدی — ہے اب تو طلسم پر لڑائی
سلطان سریر لامکان ہین — کعبہ پہ یورش مین کافران ہین
پہونچا دے امیر کو برابر — ہے جوش مین بحر طبع احقر
اسلم زنگی ہے عجیب ہر — کعبے پہ وہین لو آگیا ہے
پہونچین جو امیر با لیاقت — ظاہر ہو جری کا زور و طاقت
بھاگے اسلم بہ نامرادی — ہو مالک کعبہ کو بھی شادی
اک دشت مین جاکے آخرکار — اسلم جو ہوا وہان نمودار
اُس گُرو نے ترنت اُسکو روکا — ہنگامۂ جنگ تھا مہیا
اک ساحرہ فکر مین لگی تھی — گویا کہ پہاڑ پر کھڑی تھی
لیکن وہ امیر کو بہ صد جاہ — لے پہونچی وہ اپنے گھر پہ ناگاہ
اس ذکر سے فائدہ قمر کو — لکھتا ہون مین حالت سفر کو

چہرہ بادیہ پیمایان منازل صعوبت و جادہ نگاران صحائف مشقت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف ہو اخوا ہان بازار معانی + چنین آمد جنس نکتہ دانی + کہ اسلم زنگی نے آکر قلعے کو گھیرا ہے خواجہ عبدالمطلب نے امیر کو نامہ لکھا اور اسلم سے مہلت لی جب اسلم نے دیکھا کہ دن مہلت کے گذر گئے تو کہلا بھیجا کہ کل مین قلعے مین آؤنگا خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا کہ جو اُس سے ہوسکے وہ کرے جسکا گھر ہے وہی حفاظت کریگا وہ سب بات پر قادر ہے ہر مقام پر حاضر و ناظر ہے اسلم نے طبل یورش بجوایا خواجہ عبدالمطلب کے بموجب حکم سب عرب قلعے کے اندر چھپے ہوئے ہین مگر خواجہ عبدالمطلب قریب سنگ اسود تشریف لائے بوسہ دیکر دعا کی کہ اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز

اس دشمن کے ہاتھ سے بچالے یہ دعا کرکے آنکھ بند ہوگئی عالم خواب مین دیکھا کہ عین وقت پر صاحبقران آئے ہین اسلم یا تو قلعے مین آ گھسا یا طرف صحرا کے بھاگا اور صاحبقران اُسکے تعاقب مین گئے خواجہ عبد المطلب خوشی خوشی اُٹھے سب کو مژدہ دیا کہ کل میرا فرزند آئیگا سب کو بالاے قامہ لیکر بیٹھے مگر اسلم صبحکو سوار ہوا فوج لیکر چلا قلعے سے گولے پڑنے لگا کئی ہزار زنگی مارے گئے اسلم نے جھلا کر گرز اُٹھایا اکیلا طرف قلعے کے چلا کہتا ہوا کہ مین فوج کے بھروسے پر نہین ہون تنہا قلعہ فتح کرونگا سب عربون کو شکست دونگا لوگ اون کو روکتا ہوا چلا قریب خندق پہونچکر گھوڑے سے اُترا خواجہ عبد المطلب نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ ای بے نیاز و ای رب کارساز وقت مدد ہے رباعی

ای خالق ہر بلند و پستی	شش چیز عطا بکن ز ہستی
علم و عمل و فراخ دستی	ایمان و امان و تندرستی

ای رحیم و کریم اس دشمن کے ہاتھ سے بچالے اسلم نے قصد کیا کہ خندق فراؤن کر صحرا سے گرد اُڑی سب اُسی طرف دیکھنے لگے سامنے آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان آئے امیر نے جو دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال برِ خندق جھوم رہا ہے وہین سے نعرہ کیا زنہار او کافر خاسر آگے قدم نہ بڑھانا خانۂ خدا مین نہ جانا یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا اور نعرہ کرنے کے جیتے نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

ضیغم ہژبر بیشۂ عربستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان یہ فرماکر طرف اسلم کے چلے اسلم نے بھی صاحبقران کو آتے ہوے دیکھا امیر نے فوج کو اشارہ کیا فوج اسلم پر جا پڑی عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی مارے زنگی جلنے لگے مقبل تیر و کمان سے لڑنے لگا مگر اسلم زنگی مقابلہ صاحبقران مین آیا نیزہ مارا امیر نے نیزہ اسلم کا توڑ ڈالا اسلم

نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور ہاتھ تلوار کا بان امیر نے تلوار اسکی روک کر تیغ عجب
کا ہاتھ مارا کہ شانہ اسلم کا جھول پڑا امیر نے فرمایا تیرے وار کا مشتاق ہون مگر
اسلم نے کہا مین شانہ اپنا بالکل آفرین یہ کہکے گینڈا اپنا پھیرا بھاگا ہوا لشکر مین آیا
کہا یارو فتح ہونے مجھے معلوم نہین ہوتی لہذا بھاگ چلو یہ کہکے فوج کو پیچھے لیا آپ
آگے ہوا گینڈا بھگاتا ہوا چلا امیر نے پیچھا کیا سب فوج والے پیچھے رہگئے مگر عمرو
رکاب سے لپٹا ہوا ہے صاحبقران تعاقب مین اسلم کے جاتے ہین ایک صحرا مین
پہونچکر امیر نے اشقر تیز کیا سامنے آکر اسلم کو روکا اسلم پلٹا کر صاحبقران سے
مقابلہ کرون قضائے کار ماہ جادو کہ مدت سے صاحبقران پر عاشق ہے ایک پہاڑ
پر کھڑی دیکھ رہی تھی امیر کو جو دیکھا شگفتہ ہوگئی جھپٹ کے گری صاحبقران کی کمر
مین پنجہ دیا عمرو کو بھی اٹھالیا اس زور سے پکھ مارا کہ متوجہ ہوئے دونون کی
آنکھین بند ہوگئین ماہ جادو امیر کو بمحبت دیکھ رہی ہے اور عمرو کو دیکھکر کہا کہ اسے
بن مانس کہون یا جلمانس یا کسی جزیرے کا جانور ہے غرضکہ دنیا کو طے کرنے قریب
جبل علی پہونچی جبل اعلی سے گذر کر باغ مین اپنے کہ عین طلسم نوخیز مین ہے امیر و عمرو کو
لاکر اتارا امیر کو ہوشیار کیا خواجہ بھی ہوشیار ہوئے ماہ جادو نے ہنسکر کہا کہ
صاحبقران مین تمپر عاشق ہون مدت سے تلاش مین تھی آج صحرا مین پایا آپکو
اٹھا لائی لیکن یہ دوسرا کون جانور ہے امیر نے مسکرا کر فرمایا ہمارے لشکر کا قاضی
ہے سب کا عقد پڑھتا ہے ماہ جادو نے خوش ہوکر کہا کہ اچھا ہوا مین اسکو بھی لائی
امیر نے فرمایا ہان خواجہ سر تا پیر تاکر خواجہ نے کہا اے ماہ جادو تم دلہن بنکے
بیٹھو اور حمزہ کو دولہا بناؤ تو مین نکاح پڑھون لیکن کشتی منگواؤ شربت بناؤ
ماہ جادو اٹھی ایک کشتی مین قند کے کوزے اور نقل اور کئی توڑے اشرفیونکے
لاکر رکھے عمرو نے شربت بنایا بیہوشی ملاکر ماہ جادو کو پلایا ماہ جادو پیتے ہی
گھبرا گئی گھبرا کر اٹھی لڑکھڑا کر گری عمرو نے ماہ جادو کا سر کاٹا مال وہان کا سب
لوٹ لیا امیر و عمرو باغ سے نکلے جیسے ہی باغ سے نکلے دیکھا ایک دیو آتا ہے امیر نے

گھبرا کر کہا خواجہ پر وہ قاف مین آ گئے ہم یہ نہ سمجھے تھے اُس دیو نے جھپٹ کر ہاتھ بڑھایا
کہ امیر کو کھا لون امیر نے تیغ عقرب سلیمانی سے اُسے قتل کیا مار کر دیو کو آگے بڑھے
ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک بادشاہ شکار کھیلتا ہوا آتا ہے اُسنے جو دور سے
صاحبقران کو دیکھا پکار کر کہا یارو کوچک سلیمان آ گیا اِسکو گرفتار کرلو ورنہ یہ سعدی کی
مدد کریگا فوج آ پڑی صاحبقران تلوار کھینچکر لڑنے لگے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم ماہتاب سپہر کمال — منم اختر برج عز و جلال
سمندون ز پیشم فراری شدہ — زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف — سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد — کہ صاحبقران در جہان نام شد

امیر لڑتے بھڑتے قریب اُس بادشاہ کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
اُسکو اُٹھا لیا اِس تاجدار کا خلیل خارہ شکن نام ہو بہ صدق دل مسلمان ہوا کہا یا
صاحبقران مجھکو ایک مہم درپیش ہے میری مدد کیجیے صاحبقران نے فرمایا جو تو کہیگا
وہ قبول کرونگا صاحبقران کو مرکب پہ سوار کیا اپنے قلعہ مہمانیہ مین لایا سامان
دعوت مہیا کیا ساقیان سیمین ساق مطربان خوش آواز جمع ہوے یہ اشعار عاشقانہ
بہ آواز بلند گانے لگے

نظم

مسیحا تجھکو دردِ عشق کو تیرے دوا سمجھے — تری خاک قدم کو اے صنم خاک شفا سمجھے
ہمین تم بیوفا اغیار کو تم باوفا سمجھے — سمجھ پر آفرین ہو آپکی سمجھے تو کیا سمجھے
تمھارے غم کو شادی جانتے ہین رنج کو راحت — شہید ناز کوچے کو تمھارے کربلا سمجھے
جفائے بازاغم سے لبون پر جان آئی ہے — ارے او ناسمجھ اب بھی سمجھ تجھسے خدا سمجھے
ہوئی گر جان صدقے عاشقونکی تیر صدقے ہے — تغافل کیش کیا پروا تجھے تیری بلا سمجھے
فراق یار مین اوقات کاٹی اس مصیبت سے — دلون کو روز محشر رات کو کالی بلا سمجھے
خیال گلبدن مین سیر گلشن کی جو اے بلبل — تو عارض گل کو اور سنبل کو ہم زلف رسا سمجھے
طریق عشق مین ایمان جانا کفر کو ہمنے — مکان اُس بت کا قبلہ نقش پا قبلہ نما سمجھے

رخ و زلف صنم ہمکو نظر آئے جو اے رعنا	اِسے واللیل سمجھے اور اُسے بدر الدجیٰ سمجھے

امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ مہلیل خارہ شکن بیقرار زار زار رو رہا ہی امیر نے اشارہ
کیا کہ گانا موقوف رکھو کہا کیون ای شاہو باعث بیقراری کیا ہی مہلیل ہاتھ باندھکر اپنے
مقام سے اُٹھا عرض کی کیا گذارش کرون کس زبان سے اپنا حال زار کہون دختر
میری موسوم بہ نازچہر فنون سپاہ گری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق بیشے مین شکار
کھیلتی تھی اکثر گنوارون نے چاہا کہ اسپر دست انداز ہون مگر اُسنے جرأت سے کام لیا
اُنکو اپنے قریب نہ آنے دیا کئی گنوار اُسکے ہاتھ سے مارے گئے مشہور ہو گیا کہ یہ
عورت بدکار نہین ہی ایک دن شکار کھیلتی ہوئی صحراے عجائب نگار مین پہونچی
اخفش جادو کہ اُسی صحرا کا حاکم ہی اخفش کی جو نگاہ اُسکے جمال بیمثال پر پڑی پسینے
پسینے ہو گیا اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا کوہ سے اُترا آواز دی ای بہادر ٹھہر جا اُسنے
مرکب اپنا روک لیا اخفش قریب آیا سوال وصل کیا اُس پاک دامن نے جواب دیا
کہ او سیاہ رو کیا بیہودہ بکتا ہی کیا تو نے بازاری کسبی سمجھا ہی مین واسطے شکار کے
چلی آئی تو ایسے کلمات نادرست کہتا ہی بس اخفش نے غصے مین نازچہر کی کمر مین
پنجہ دبا کے اُڑا ہر چند کہ تڑپی پھڑکی مگر اخفش نے نہ چھوڑا لیکر اپنے باغ مین آیا کر
کنیزون کو بلایا کہا اسکی خاطر کرو خاطر ہونے لگی کنیزون نے کہا ای ملکۂ عالم یہ ساحر
زبردست ہی ایسا نہ ہو ظلم کرے لہذا اِسکا کہنا قبول کر لیجیے تشنۂ شربت وصل ہی ایسا
نہ ہو کہ آپ پر سحر کر دے تو آپ اپنے آپ سے باہر ہو جائیے گا نازچہر مردانہ مزاج ہی
غصے مین جواب دیا کہ اخفش سے کہو جو تجھسے ہو سکے تصور نہ کر میرا پروردگار مجھکو
بچائیگا اُسکی کیا مجال ہی کہ مجھپر جبر کرے کنیزون نے اخفش کو اطلاع کی کہ وہ ظالم
نہین مانتی اُس ظالم نے نازچہر کو ایک قفس آہنی مین بند کیا اور شب کو ہر روز
بلواتا ہی کنیزین سمجھاتی ہین مگر اُسنے ابتک قبول نہین کیا امیدوار ہون کہ اُسکو
قید سے رہا کرا دیجیے غلام بصدق دل مسلمان ہوا ہی صاحبقران زمان نے فرمایا
ای تاجدار جلیل اِسقدر بیقرار نہ ہو مہلیل نے کہا ای شہریار دو دختر مجھکو فرزند سے

بہتر تھی دیکھیے کیا جفا اُٹھا رہی ہو مگر کہنا اُسکا نہیں مانتی صاحبقران نے فرمایا کہ
انشاء اللہ تمھاری دختر کو تمسے ملا دونگا یہ فرما کر صاحبقران اُٹھے فرمایا اے مہلیل تم وہ
مقام چلکر مجھکو بتا دو انشاء اللہ اخفش کو قتل کرونگا اور تمھاری صاحبزادی کو رہا
کرونگا دوسرے دن صاحبقران مہلیل کو ساتھ لیکر طرف صحراے عجائب نگار
کے چلے بعد کئی دن کے اُس صحرا مین پہونچے دیکھا سبزہ نایاب درخت لاجواب
پھولون سے تمام جنگل بھرا ہوا ہو طائران زمزمہ سرا بصد رعنائی زمزمہ سرائی کررہے
ہین صاحبقران صحرا کو دیکھتے ہوے قریب درِ باغ پہونچے مہلیل و عمرو کو باہر چھوڑا
آپ اندر باغ کے داخل ہوے دیکھا عجب طرحکا باغ ہو درخت سوکھے ہوے سبزہ
مرجھائے ہوے زاغ و زغن سر اُٹھا اُٹھا کر غل مچا رہے ہین صاحبقران قریب
بارہ دری کے پہونچے قفس سے نازچہر کی نگاہ جو جمال بیمثال صاحبقران پر پڑی
پکار کر آواز دی کہ اے نوجوان اسطرف نہ آنا یہ مقام سحر سے معمور ہو اخفش جادو
حاکم یہان کا برا سے شکار گیا ہو ایسا نہو آجاے صاحبقران نے بہ نگاہ محبت
نازچہر کو دیکھا اُدھر سے تیور نازچہر نے ڈالے تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو مین
لیس تھے دونون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے صاحبقران نے کلیجا اپنا
تھام لیا نازچہر پسینے پسینے رنگت زرد لب پر آہ سرد دل مین درد مگر صاحبقران
قریب قفس پہونچے ہرچند نازچہر نے منع کیا کہ قفس کو ہاتھ نہ لگایئے صاحبقران
نے جوش محبت مین قفس توڑ ڈالا نازچہر نے نکلتے ہی عرض کی اے شہریار آپ نے
غضب کیا اخفش نہ جانے دیگا اگر ہزار کوس جایئے گا تو روکیگا صاحبقران نے
فرمایا اے نازچہر تو مجھے واقف نہین ہو منم کہ چاک سلیمان مالک اسم اعظم الٰہی مورد
فیوض نامتناہی کل پریزادہ قاف کو تسخیر کیا بعنایت پروردگار عفریت میرے
ہاتھ سے مارا گیا اور آسمان پری میری زوجہ و قریشہ سلطان دختر ہی پرورش پایا
مین وامادِ نوشیروان مشہور ہون دیشیان شاہ کی میرے عقد مین آئین سلام
کی کیا حقیقت ہو عنایت پروردگار چاہیے یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی نازچہر

کہا ای شہریار ہوشیار رہو جائیے یکایک باغ پر آکر وہ آندھی اسطرح چھائی کہ رعد کی
گرج برق کی چمک تمام باغ سیاہ ہو گیا صاحبقران زمان نے اسم اعظم پڑھکر دم
کیا ابر پھٹا ایک ساحر سیاہ رو بدخواہ اخوان انسان کے مالے گلے مین پہنے ہوئے
بال تا بکمر لٹکتے ہوئے بہ جوش وخروش پیدا ہوا اپنی معشوقہ کو دیکھا کہ بیرون
قفس کھڑی ہو ایک جوان حسین وجمیل تیغہ ہاتھ مین سامنے کھڑا ہی کچھ پڑھ رہا ہی
اخفش نے جو یہ معرکہ دیکھا جلگیا وہین سے آواز دی کہ او جوان تو کون ہی میری
معشوقہ کو رہا کیا دیکھ تو کیا آفت برپا کرتا ہون یہ کہکے کودا جھوم کر صاحبقران
پر آپڑا چاہا گردن پکڑ کے مروڑدون صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک
بکہ مارا کہ منھ کے بل گرجبکا امیر نے گردن پکڑلی مگر اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین امیر
نے اخفش کو دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے فرمایا کہ اب کہ کیا کہتا ہی مگر پروردگار کو پہچان
سامری وجمشید پر لعنت کر اخفش قدمون پر گر پڑا کہا امیدوار ہون کہ نام نامی
سے آگاہ ہون آپ کون بزرگ ہین کہ میرے سحر نے جواب دیا بالکل زور نہ چلا
صاحبقران نے فرمایا ہم کو چک سلیمان زلزلۂ قاف حمزۂ صاحبقران نام سنکر
اخفش حیران ہو گیا سوائے اطاعت کے کچھ جواب نہ نکلا قدمون پر گر کے
مطیع اسلام ہوا عرض کی حضور یہان کسوجہ سے تشریف لائے صاحبقران نے
فرمایا مین عقب مین اسلم زنگی کے جاتا تھا کہ ماہ جادو ساحرہ مجکو یہان اٹھا
لائی اخفش نے کہا سعد شہریار آپ کا پوتا اس طلسم مین آیا ہی آپکی زوجہ اور دختر
قید ہین مگر غلام آپ کو تا بہ طلسم مذکور لے چلیگا ماہ جادو ملازم سلطان طلسم
تھی اگر وہ کوشش کرتی تو بڑا مطلب نکلتا صاحبقران نے فرمایا وہ تو میرے ہاتھ
سے قتل ہوئی اخفش نے کہا چھٹا در بند کرو ہانکا حاکم امکان فیل زور ہی وہانتک
پہونچاؤنگا کیا عجب ہی کہ سعد شہریار سے ملاقات ہو جائے صاحبقران یہ باتین
سنکر اخفش سے بہت خوش ہوئے اخفش امیر کو ساتھ لیکر بارہ دری مین آیا
چند غلام بلاسے امیر کو مسند پر بٹھایا نازچہر پہلو مین امیر کے بیٹھی مگر اخفش اس

فکر مین مصروف ہو کر فوج جمع کرکے امیر کا ساتھ دون طرف دربند ششم کے لے چلون
امیر نے مہلیل خارہ شکن کو بلوایا ناز چہرے ملوایا مگر مہلیل خارہ شکن نے جو
امیر کو طرف ناز چہرے کے متوجہ دیکھا ساعت سعید دریافت کرکے عقد کر دیا امیر نے
فرمایا اے ناز چہر مین فی الحال مصیبت مین گرفتار ہون کہ شاہزادی پردہ قاف قید
ہو انشاءاللہ بعد انکی رہائی کے تجھسے ضرور وصل ہوگا ناز چہر خاموش ہو رہی مگر
دل مین کہتی ہو اس انتظام کو زمانہ چاہیے خدا انکو مظفر و منصور کرے کہ آرزوے
دلی پوری ہو مگر اخفش جادو بارہ ہزار ساحر جمع کرکے گرد باغ کے چھوڑ کر طرف
امکان جادو کے روانہ ہوا جب دربار مین امکان کے پہونچا دیکھا امکان
مصروف تیاری جنگ ہو اخفش نے پوچھا اے شہنشاہ کس سے جنگ درپیش ہو
امکان نے بیان کیا کہ پوتا حمزہ کا طرف دربند پنجم کے آتا ہو اس شاہ نے مجھکو
نامہ لکھا ہو مین تدبیر فراہمی لشکر کر رہا ہون تم بھی جاؤ اور جمعیت فوج کرکے آؤ اخفش
بہت خوب کہکر اٹھا بخدمت صاحبقران آیا تمام کیفیت عرض کی امیر نے فرمایا
اے اخفش جلد کوچ کرو ایسا نہ ہو سعد شہریار پر کوئی آفت پڑے اخفش نے عرض
کی جسقدر میری قوت تھی اسقدر فوج جمع کرچکا مہلیل خارہ شکن کو تخت پر
بٹھایا اخفش منتظم لشکر ہوا صاحبقران طرف دربند ششم کے چلے امکان کو خبر
پہونچی کہ اخفش صاحبقران کے ساتھ ہوگیا یہ لشکر ساحران آتے ہین گھبرا کے
ساحرون سے کہا کوئی تم مین سے ایسا ہو کہ صاحبقران زمان کو جاکے لائے
ہفت جوش جادو اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ مین ابھی جاکر صاحبقران کو
لایا امکان نے کہا اے ہفت جوش اگر تمنے یہ کام کیا تو بادشاہ طلسم تمکو عزیز
رکھیگا ہفت جوش پر پرواز پیدا کرکے اڑتا ہوا چلا امیر کو تیسری منزل ہو اخفش
نے انتظام کیا ہو ہفت جوش نے آسمان سے دیکھا کہ صاحبقران گھوڑے پر
سوار جاتے ہین تڑپ کر گرا امیر کو اٹھا لے گیا امیر اسم اعظم نہ پڑھ سکے سامنے
ایک کوہ صد اوستا اسپر آکے اتارا منظور ہوا کہ مشکین وغیرہ باندھ لون

ابھی امیر کی آنکھ کھلی ایک ساحر کو دیکھا کہ رسن وغیرہ درست کر رہا ہی چاہتا ہی
آ کے مشکین باندھوں کہ امیر نے اُٹھکر للکارا کہ او بچیا تو کون ہی ہفت جوش
نے گولہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گولہ اُسکا پھٹ کر گرا کئی سحر کیے مگر کسی سحر نے
تاثیر نہ کی ہفت جوش ناچار ہو تلوار کھینچکر دوڑا قریب امیر آکر ہاتھ مارا
امیر نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر ہفت جوش کا اُڑ گیا کوہ سے اُترے
طرف لشکر کے چلے قریب ایک درہ کوہ کے پہونچے کہ رونے کی آواز کان
مین آئی طرف صدا کے متوجہ ہوے اندر درے کے آکر دیکھا کہ ایک نوجوان
حسین وجمیل بندھا ہوا پڑا ہی ماران سیاہ گرد ہین اور اپنے پھن کھولے ہین چاہتے
ہین اُس جوان کو ہلاک کرین وہ جوان اپنے کو بچاتا ہی بلک بلک کر رو رہا ہی
امیر نے قریب آکر فرمایا ای جوان تو کون ہی اُس جوان نے آہ کر کے کہا ای مونس
تنہائی و باعث صبر و شکیبائی کیا حال پوچھتا ہی وہ مصیبت زدہ ہون کہ کوئی معین
و مددگار نہین جب امیر نے حال پوچھا تو اُس جوان نے طرف ماران سیاہ کے
اشارہ کیا کہ اُنکے خوف سے حال نہین کہہ سکتا امیر نے اسم اعظم پڑھکے دم کیا کہ
وہ ماران سیاہ جل گئے امیر قریب جوان کے بیٹھے حال پُرسی کرنے لگے اُس
جوان نے رو کر کہا القاس مردم آزار میرا نام ہی سامنے کوہ پر قلعہ ہی وہان کا
حاکم ہون پیشہ قزاقی کرتا تھا مگر سلطان جادوگر اِس درے کی حاکم ہی مجھکو
اُٹھا لائی لاکر یہان قید کیا بر اسے شکار گئی ہی جب آتی ہی ہزار طرح کے صدمے
پہونچاتی ہی مجبور و ناچار صدمات سہتا ہون کچھ کر نہین سکتا مگر ابتک تو ثابت
قدم ہون کہ اُسکے دام مین نہین پھنسا اور اُسکے ظلم سے بچا یقین ہی کہ آتی ہو
صاحبقران نے فرمایا ای القاس مردم آزار تمہارا نام کیا القاس نے کہا
جو کاروان نکلا اُسکو بہ ظلم لوٹ لیا غربا قتل ہوے اِسی وجہ سے مردم آزار
لقب ہوا صاحبقران نے فرمایا قزاقی سے توبہ کرو القاس رہ دار نام رکھو
اور جو اِدھر سے گذرے اُسکی ضیافت کرو اپنی عملداری سے بخیر و عافیت نکالدو

جہانتک ہوسکے نیکی کرو پروردگار سب مشکلین آسان کریگا القاس کلمہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوا کہ تھوڑے عرصے مین آگ آسمان سے برسنے لگی القاس
نے کانپ کر کہا اے شہریار وہی مکارہ آتی ہے امیر نے اسم اعظم ورد کیا سنبھلکر بیٹھے
کہ سلطان جادو پیدا ہوئی اپنے قیدی کو جو آزاد دیکھا پکارکر آواز دی کہ او
جوان تو کون ہے مجھے بہت پسند آیا اگر میرا وصل اختیار کرے تو القاس کو مین
چھوڑ دون تجھکو قبول کرون صاحبقران نے فرمایا او لکاتہ اپنی صورت دیکھ
کیا مجھکو پسند کرتی ہے جو ہوسکے قصور نہ کر سلطان جادو نے سحر کیا کہ آگ برسنے
لگی مگر امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا آگ نے اثر تاثیر نہ کی سلطان جلاکر بڑھی
کہ چیر پھاڑ کر اس جوان کو کھا جاؤن جیسے ہی قریب پہونچی امیر نے ہاتھ تیغہ عقرب
کا اٹھایا سلطان نے جو دیکھا کہ تیغہ برق مثال چمکا تھرا کر قدمون پر گر پڑی کہا
اے شہریار امیدوار ہون کہ نام نامی سے آگاہ ہون امیر نے فرمایا کوچک سلیمان
قاتل عفریت و سمندرون فتاح پردہ قاف کشندہ جنت سیمرغ پیروز معمان شہر
آسمان پری پدر قریشہ اتفاق سے یہان گذر ہوا سلطان جادو نے کہا اے
کوچک سلیمان مین اطاعت اسلام کرتی ہون مگر کیا قصد ہے امیر نے فرمایا میرا
ارادہ ہے کہ چیچے دربند پر جاکر امکان جادو سے لڑون واسطے آنے سعد شہریار
کے راستہ پاک کرون اپنے کو تابہ قید آسمان پری پہونچاؤن سلطان نے کہا
کہ کنیز بھی ساتھ چلیگی راہ وغیرہ بتائیگی میرے ساتھ ہونے سے بہت جلد پہونچیےگا
امیر نے فرمایا محبت تمھاری سلطان جادو بھی ہمراہ ہوئی امیر نے القاس و
سلطان کو ساتھ لیا درے سے باہر نکلے ملازمان القاس ڈھونڈھتے پھرتے
تھے اپنے آقا کو دیکھکر گرد پھرنے لگے کہتے تھے اے آقاے نامدار آپ کہان تھے
القاس نے کہا ان شہریار کے قدمون کو بوسہ دو کہ جنکے عجب سے رہائی پائی
ورنہ عمر بھر اسی مقام پر تڑپتے اور رہائی نہ پاتے تم لوگون کی کیا مجال تھی کہ مجھ تک
پہونچتے القاس نے عرض کی میرے قلعے مین چلیے مین سامان دعوت مہیا کرون

امیر مع سلطان قلعۂ القاس مین آئے القاس نے سامان دعوت مہیا کیا بڑی دھوم سے امیر کی دعوت کی دو پہر سے شب تجاوز کر چکی ہو ایک نازنین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہو

نظم

پیا جام مے چشم بتان آج ۔ ہوے پیر اڈسالی مین جوان آج

گریبان سایۂ دامن کرے گا ۔ کہ ہو مشق جنون کا امتحان آج

تصور بھی نہین جاتا وہانتک ۔ خل ہو چشم باز پاسبان آج

اشارون نے خبر دی مدعا کی ۔ ہوے باہم کلام بے زبان آج

اثر لینے لگا بوسے دعا کے ۔ کہ تھا مطلوب اِک غنچہ دہان آج

صبا سے ہین سبک باری کے دعوے ۔ مجھے بل پر ہو تیرا ناتوان آج

کہین شمشیر ہان خالی نہ جائے ۔ یہ دولت ہو نصیب دشمنان آج

نگاہون سے جہان ہوتا ہو زخمی ۔ لگاتے ہین وہ تیر بے کمان آج

نسیم اپنے کلام پاک سے ہو ۔ بہار گلشن ہندوستان آج

القاس خدمت کر رہا ہو کہ چند قزاق گھبرائے ہوے آئے القاس کے کان مین کچھ کہا القاس نے پریشان ہو کر صاحبقران سے عرض کی ای شہریار آپ تو رخصت ہو جایئے بھیر جو گذرےگی وہ جھیلونگا اب کیا زندہ بچونگا امیر نے فرمایا کیا معرکہ ہی کہا بادشاہ فیروز بخت تین لاکھ کی فوج سے بچیر چڑھ آیا ہو چہار جانب سے آکر گھیرا ہو مین نے اُسکی ارسال لوٹ لی تھی فیروز بخت نہایت زبردست ہو امیر نے فرمایا ای القاس ایسے وقت مین ہم تمسے جدا نہونگے ہم خود مقابلہ کرینگے تمنے ہمپر احسان کیا اُس احسان کا یہ بدلہ ہو کہ ہم وقت پر چلے جاوین القاس نے کہا آپ میرے مہمان ہین مین چاہتا ہون آپ کو تکلیف نہ پہونچے صاحبقران نے فرمایا جنگ تو ہمارا اَٹھو پہر کام ہو اِسی لڑائی مین نام ہو القاس نے کہا ای شہریار اُسکے ساتھ فوج بہت ہو امیر نے فرمایا دو لما دولمن سے مقابلہ پڑتا ہو براتی سب الگ ہو جاتے ہین انشاء اللہ دیکھنا کیسی جنگ پڑیگی القاس کو بھاکر

صاحبقران نے بٹھایا مگر فیروز بخت نے طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین نقارے
بجے صبح کو لشکر آکر میدان مین جمے فیروز بخت نے دور سے دیکھا کہ سب کے آگے
ایک جوان آفتاب جمال مرکب پر سوار کھڑا ہو مگر شیر صولت رستم جلالت چہرے سے
آثار فتح جنگ ہویدا و ظاہر گھوڑا بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا
مرگ کی ہو وہ نکلے او القاس قزاق تونے غضب کیا کہ ماجدولت کی ارسال سب
لوٹ لی آج مین نے تجھکو زیر کوہ پایا اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا القاس نے ارادہ
کیا کہ مقابلہ فیروز بخت مین نکلون مگر امیر نے القاس کو روکا فرمایا مناسب نہین
ہو کہ ہمارے سامنے تم جنگ کرو القاس مجبور و ناچار رہا مگر سوچتا ہو کہ اگر مغلوب
پڑی تو بڑی خرابی ہوگی ساتھ والے کہ رہے ہین کہ حضور ایسا لڑین کہ ان سب کو
مجبور کر دین ہمسے نہ دیکھا جائیگا کہ مہمان ہمارا قتل ہو یہان امیر مقابلہ فیروز بخت
مین پہونچے فیروز بخت نے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہو آپ کو ان قزاقون سے کیا
مطلب میرے تو یہ سب گنہگار ہین ان سب کو قتل کرونگا آج بدلہ لونگا امیر نے
فرمایا او فیروز بخت شاید تجھنے میرا نام سنا ہوگا کوچک سلیمان سرفتنہ ملک
قاف اٹھارہ برس پردۂ قاف مین لڑا تمام جزائر تسخیر کیے عفریت میرے ہاتھ سے
مارا گیا کوئی بہادر نہ نکلا کہ عفریت کو بچاتا کب ہو سکتا ہو کہ ہمارے ہوتے مین
تم القاس رادوار کو قتل کرو اور ہم دیکھین فیروز بخت نام صاحبقران سنکر
ٹھٹھر گیا جی مین کہتا ہو کہ قاتل عفریت سے کیونکر مقابلہ ہو اس جوان نے وہ وہ
دیو زاد مارے کہ جنکا نظیر نہ تھا سب سردار زادے اسی کے ہاتھ سے قتل
ہوئے کیا کوئی ایسا نہ تھا کہ اسپر غالب آتا لیکن حقیقت مین اسسے مقابلہ دشوار
ہو گھوڑے سے کود پڑا کہا او شہریار میری کیا مجال ہو کہ آپ سے مقابلہ کرون مین
اطاعت اسلام کرتا ہون صاحبقران نے فیروز بخت کو گلے سے لگالیا اور فرمایا
تم ہمارے برادر دینی ہو اب کسکی مجال ہو کہ تمسے جنگ کرے چلکر القاس سے
ملجاؤ جو رنج ہو وہ دفع کرو اب وہ قزاقی نہ کریگا فیروز بخت بہت خوب بہت خوب

کر رہا ہو امیر نے فیروز بخت کو لاکر القاس سے بغل گیر کرایا القاس نہال ہو گیا
ساتھ والوں سے کہتا ہو کیا صاحب اقبال ہیں کہ ایسا حریف یوں اطاعت کرے
اگر ایسے نہ تھے تو کل پروانہ قاف کیونکر تسخیر کیا مثل مشہور ہو کہ نام مرد بہ از مرد انکا
نام سنکر فیروز بخت مطیع ہوا سب کہتے ہیں یہ آپ کی اقبال مندی کہ شیر بیشۂ عربستان
آپ کا مہمان ہوا اور آپ کے حریف کو یوں لاکر ملایا جس سے جان کا خوف تھا
اب کوئی خوف نہیں القاس کہتا ہو ہاں اب انھیں کے ہمراہ ہونگا قزاقی
سے توبہ کی بندگان خدا امیر کے ہاتھ سے عاجز تھے راستہ بند ہو گیا تھا اب اشتہار
دونگا کہ جسکا دل چاہے اس راستے گذرے اب کسی کو تکلیف نہ پہونچیگی امیر
فیروز بخت کو ہمراہ لیکر بارگاہ القاس میں آئے ساقیان سیمین ساق و مطربان
خوش آواز جمع ہوے محو عیش و عشرت ہیں اشعار عاشقانہ گا رہے ہیں نظم

حیا بڑھنے نہیں دیتی ارادہ نوجوانی کا ۔۔۔ اشارہ ہو کے رہجانا تمہاری مہربانی کا
نہیں سنتا اسے اب دل لگا کر کوئی رغبت سے ۔۔۔ مزہ محفل میں تیری مٹ گیا میری کہانی کا
خیال وعدہ ہوا ای مرگ آنکھیں بند کیا ہونگی ۔۔۔ سمجھ لینگے نگاہوں سے تعلق پاسبانی کا
نگاہوں میں سبک ہوں اسکی پوچھا کیوں خفا ۔۔۔ لہو لبکا ہوا ایسا مزہ دیتا ہو پانی کا
خیال وعدہ انکا گو تسلی بخش ہو لیکن ۔۔۔ نسیم ابتک وہی عالم ہو اشکوں کی روانی کا

صاحبقران خوش بیٹھے ہیں کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ در دولت پر ایک
ساحر اور ایک جن مالش حاضر ہو امیدوار باریابی ہو امیر نے مسکرا کر جواب دیا
کہ بلالو القاس نے پوچھا کہ ای شہریار یہ جن مالش کون ہو امیر نے فرمایا میرا عیار
وفادار عمرو نامدار ہو کہ اخفش اور خواجہ عمرو سامنے آئے عمرو نے جو امیر کو
بہ نگاہ غور دیکھا سلام نہ کیا القاس کے سامنے آکر سر جھکایا کہا ای پہلوان دوران
میں ایک تاجر جلیل ہوں میرا غلام مال لیکر بھاگا ہو وہ تمہاری بارگاہ میں آکر
چھپا ہو القاس نے کہا میری بارگاہ میں دیکھ لیجیے خواجہ نے کہا وہ تو افسر بنا ہوا
بیٹھا ہو میں کیونکر گرفتار کروں القاس نے پوچھا غلام آپ کا کہاں ہو عمرو نے

طرف امیر کے اشارہ کیا القاس نے سر جھکا لیا کہا ای خواجہ بازرگان یہ تو ہمارا
افسر چین کوچک سلیمان انکی ذات سے جنگ سے فراغت پائی عمرو نے کہا
تمسے فریاد بیکار ہی ہین تو آیا تھا کہ تمسے اپنی داد پاؤنگا امیر نے فرمایا خواجہ لین
سنجر ہو چین ہوچکا آکر بیٹھو فیروز بخت سے ملو کہ یہ تازے مسلمان ہین فیروز بخت
نے اُٹھکر عمرو کو گلے لگایا موتیون کا مالا فیروز بخت پہنے تھا عمرو نے ترکیب سے
اُتار لیا جب خواجہ آکر بیٹھے تو فیروز بخت نے خیال کیا کہ موتیون کا مالا کیا ہوا
طرف عمرو کے دیکھنے لگا امیر نے پوچھا ای تاجدار کیا ہوا فیروز بخت نے کہا
ای شہریار میرا موتیون کا مالا غائب ہوگیا امیر نے فرمایا خواجہ مالا انکا دیدو
عمرو نے کہا آپ کے دربار مین آکر چور کہلاے مقام افسوس ہی کہ ہمارا مال
آپ نے نہ دیا یہان کوچک سلیمان بن بیٹھے اسطرح کے تحفے ہو رہے ہین اور
اخفش جادو بیٹھا دیکھ رہا ہی کہ کیا صاحب اقبال ہین اکیلے آئے اور یہان آکر
اتنی فوج کے مالک بن بیٹھے مین گرمی صحبت ہو کہ اپنے مقام سے فیروز بخت
اُٹھا کہا ای شہریار کچھ آرزو رکھتا ہون صاحبقران نے فرمایا بیان کر فیروز بخت
نے کہا یہ سامنے جو صحرا ہی اسی جنگل کی پشت پر غلام کا قلعہ ہی مگر سامنے صحرا ے
آدم خوار ان ہی شریر آدم خوار ساحر زبردست و بے نظیر ہی میرے قلعے پر
چڑھ آیا عجب طور سے مقابلہ کرتا ہی کہ ایک چنگل مار دیتا ہی کسکی مجال ہی کہ اُسکے
مقابلے مین ٹھہرسکے غلام زخمی ہو کر بھاگا اُسنے قلعۂ فیروز نگار پر قبضہ کر لیا ہی
امیدوار ہون کہ میرا قلعہ دلوا دیجیے صاحبقران اُسی وقت اُٹھے کہ مین برای
مقابلہ شریر آدم خوار چلتا ہون فیروز بخت نے عرض کی ابھی تو وقت شب ہی
صبح کو چلیےگا صاحبقران نے رات اُسی مقام پر بسر کی اور صبح کو فیروز بخت کو
ساتھ لیکر طرف قلعۂ فیروز نگار کے چلے القاس راہ دار بھی ساتھ ہوا جب
قریب قلعہ پہونچے شریر آدم خوار کو دیکھا کہ قلعے مین بدمعنت کر رہا ہی اہل قلعہ
ناچار ہو رہے ہین خبر جو سنی کہ فیروز بخت کوچک سلیمان کو ساتھ لیکر آئے ہین

شریر یہ سنکر اپنے مقام پر کہا کہ یار و کو چک سلیمان کو کیا سمجھتا ہون چیر پھاڑ کر
کھا جاؤنگا یہ کہکر حکم دیا کہ چہار جانب سے اِس جوان کو گھیر لو خون اسکا تم پر حلال
ہو چہار طرف سے آدمخوارون نے بلوہ کیا امیر نے نعرہ کیا کہ باشیدا ای کافران بیحیا
دادی تا بکاران پُر دغا آگاہ ہو کہ منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون ز چشم فراری شده	زمین دیو عفریت عاری شده
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد و اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد

نعرۂ نر سکے لڑنے لگے مگر آدمخوار اِسطور سے لڑ رہے ہین کہ بڑھ بڑھ کے چنگل مارتے
ہین امیر تیغ عقرب سے ہاتھ اُنکے سر دست قلم کر دیتے ہین جسکا ہاتھ کٹا وہ چیخ
مار کر بھاگا شریر آدم خوار سے آکر کہنے لگا کہ حضور جا کر مقابلہ کرین ہم لوگ
عاجز ہین ہر چند چاہتے ہین گرفتار کر لین مگر اُنپر قبضہ نہین ہوتا دو پہر برابر تلوار
چلی فوج جنگل آدمی کئی سو ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے آخر کار امیر لڑتے
بھڑتے قریب شریر آدم خوار کے پہونچے شریر نے چنگل مارا امیر نے کلائی
تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ شریر جھکا امیر گھوڑے سے کود پڑے کمر مین ہاتھ ڈالکر
شریر کو اُٹھا لیا پھر سر سے بلند کیا اور زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے
اور خنجر نکالا شریر ہاتھ باندھنے لگا کہنے لگا ای کوچک سلیمان مین تابعدار ہون
صاحبقران نے چھوڑ دیا شریر آدم خوار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا
امیر شریر کو ہمراہ لیکر سامنے فیروز بخت کے آئے فرمایا ای شریر یہ تمہارے
بادشاہ ہین اِنکے قدمون کو بوسہ دو شریر جھکا فیروز بخت نے گلے سے لگا لیا
پیشانی پر بوسہ دیا صاحبقران نے قلعہ فیروز بخت کو دلوا دیا مگر شریر آدم خوار
صاحبقران کا عاشق ہو گیا عرض کی ای شہریار مین ہمراہ رکاب رہونگا امیر نے
شب کو جلسہ آراستہ کیا ساقی بچے حاضر ہین جام گردش مین ہے پاؤن چل رہا ہے

مطربان خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کے گا رہے ہیں نظم

حکم تھا روز گذشتہ میں کہ ہم آتے ہیں آج
جو کہا تھا کل وہی پھر آپ فرماتے ہیں آج

حال دل کیونکر کہیں ہٹ پر انھیں پاتے ہیں آج
میرے بوسونکی لب نازک قسم کھاتے ہیں آج

رنگ عارض غیر کے بوسوں نے پھیکا کر دیا
دیدۂ بیدار اُنکے ہمسے شرماتے ہیں آج

مژدہ اے دل ہاتھ سوے دامن قاتل بڑھا
پانؤں آغوش اجل میں چلکے پھیلاتے ہیں آج

انتہا یہ نوبت ہوئی تم بھی قدم رنجہ کرو
جا چکے عیسیٰ احبا دیکھنے آتے ہیں آج

منزل مقصود تک جانیکی طاقت جو نہیں
جا بجا آنسو مرے تھک تھک کے رہجاتے ہیں آج

آرزومند تعلق ہو مری دیوانگی
دیکھنے کو دیدۂ زنجیر ترساتے ہیں آج

غفلت قاتل سے حاصل ہو گئی پژمردگی
زخم تن اپنے ہرے ہو ہو کے مرجھاتے ہیں آج

دیکھتے ہیں ابر رحمت سے ترے کیا کیا ملے
اے فلک ہم دامن فریاد پھیلاتے ہیں آج

کی ہے تعلیم حیا تیغ ادب آموز نے
ایسے منھ کھولتے میں زخم شرماتے ہیں آج

خندۂ دزدیدہ ہے ہر ہر دہان زخم میں
شادی اندوہ سے دل اپنا بہلاتے ہیں آج

شام فرقت نے سکھائے ہیں مجھے کیا کیا خیال
اے فلک ہشیار رہبر نالے آتے ہیں آج

آؤ قبل از حشر ملکر فیصلہ کر لیں بہم +
زندہ کر لینا ہمیں لو تم پہ مرجاتے ہیں آج

ہیں خیالی نامہ و پیغام اُن سے اے نسیم
متصل پیک تصور اپنے دوڑاتے ہیں آج

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے سب مسرور و خوش بیٹھے ہیں کہ آسمان پر آکر سیاہ پوش جادو فرستادۂ شاہ و رہبند ششم تھر آیا عمرو کو جو دیکھا تڑپ کر گرا اور اُٹھا لیا اخفش نے جو دیکھا کہ آسمان سے ایک ساحر آیا عمرو کو لیے جاتا ہے اپنے مقام سے اُٹھا گولہ جھولی سے نکالکر مارا سیاہ پوش جادو نے گولہ کاٹا اخفش سوچا ایسا نہ ہو سیاہ پوش نکلجاے خود بلند ہوا جا کر کارد ماری شانہ سیاہ پوش کا زخمی ہوا خون بہنے لگا مگر عمرو کو نہیں چھوڑتا صاحبقران نے جو دیکھا کہ اخفش بڑی جانبازی کر رہا ہے لیکن سیاہ پوش عمرو کو نہیں چھوڑتا یہی چاہتا ہے نکلجاؤں اور اخفش پر یہ کیا کہ آسمان سے تلوار گری سر اخفش کا زخمی ہوا امیر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر

تیر مارا سینے پر سیاہ پوش کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سیاہ پوش مر کر گرا خواجہ کو
روڑ کر امیر نے روک لیا عمرو بیہوش ہو گیا جب ہوشیار ہوا تو اُچکنے لگا کہا ای شہریار
آپنے کیون تکلیف فرمائی مجھکو جہان لیجاتا مین رہا ہو جاتا کیا کسی بات مین باہر تھا
امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا پکار کر آواز دی صاحبو خواجہ کو چھوڑو یہ انکو ساحر
لیجاتا تھا خدا نے انکو بچایا عمرو نے کہا ہان امیر یہ بات خوب تجویز کی چادر اپنی
پھیلادی دونیان چانیان روپیا اشرفیان گرنے لگین تھوڑے عرصے مین چادر مال سے
بھر گئی خواجہ نے سب اٹھا کر نذر زنبیل کیا کہا آقا سے نامدار آپ کی عنایت سے
اس مہینے کا سودا ادا ہو جائے گا مگر سرخ پوش مہر کر سیاہ پوش دیکھ رہا تھا جب
سیاہ پوش مارا گیا سوچا کہ ساتھی میرا قتل ہوا مین جا کر کیا منھ دکھاؤن گا زکیر
گرا چاہا اخفش کو لیجاؤن اخفش کو اٹھا لیا ہوا پر آکر اخفش نے ایک تمانچہ
مارا دونون لڑنے لگے امیر نے جو دیکھا کہ اخفش کمزور رہا ایسا نہ ہو سرخ پوش
مارے پھر کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ سرخ پوش بھی مارا گیا
سات بھر مین اسیطرح چھ جادوگر آئے امیر کے ہاتھ سے مارے گئے لاشے اُنکے
باہر پڑے ہین جتنے لاشہ ساحر کا دیکھا آپس مین کہا یارو طلسم مین ہنگامہ ہوا اب
چھٹے دربند پر صاحبقران جاوینگے یقین ہو کہ اُسکو فتح کر کے ساتوین دربند پر
چلینگے امیر نے کوچ کو حکم دیا سرداران مذکور جمع ہوئے لشکر کا شمار کیا تو معلوم
ہوا کہ چار لاکھ لشکر و سو لہ سرداران خرد و کلان ہین سب کو ساتھ لیکر طرف دربند
ششم کے چلے امکان برق بار کہ حاکم دربند ششم ہو انتظار مین تھا کہ ساحر براے
گرفتاری صاحبقران گئے ہین لیکر آتے ہونگے کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے
کاغذ کو کا فرون نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی قطعہ ای سرت سبز تا خزان بچہ ندبہ شکست
طبل تا سگان بدرند بہ گرز آتش نہر اور نگار رنگ بہ برسر تو مو کلان بزنند بہ
سرداروں نے عرض کی میش یاد کیا خوشخبری لاے ہرکارون نے عرض کی کہ امیر
بجمعیت کثیر آ پہونچے یہ خبر سنکر امکان اپنے مقام سے اٹھا دو ساحر بلاے ایک کو

نام باران قطرہ زن دوسرے کا نام ابر بار جادو ہوا انکو کچھ تحفے دیے اور کہا جاکر کوہ بوقلمون پر رہو یہ دونون ساحر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئے صاحبقران زمان منزل در منزل آتے ہین قریب ایک کوہ کے پہونچے دیکھا کوہ پر گلہاے رنگارنگ و شگوفہاے بوقلمون ہین جابجا سے پانی گر رہا ہے یہ رنگ دیکھکر صاحبقران گھوڑے سے اترے فیروز بخت سے فرمایا تم لشکر اتارو ہم سیر دیکھکر آتے ہین فیروز بخت نے منع بھی کیا کہ اندر درے کے جانا بہتر نہین مگر امیر نے نہ مانا اخفش کو اور بجملہ سردارون کو ساتھ لیا خواجہ سب سے آگے بڑھگئے اندر درے کے آکر دیکھا کہ ہزار ہا طائر مصروف زمزمہ سرائی ہین سبزہ و بید ارجنت لہلہا رہا ہے اسپر گل خود رو نظر دیتے ہین کوڑیالا سبزے پر اسطرح کھلا ہوا ہے کہ فرش زمردنگار پر موتیون کا فرش معلوم ہوتا ہے خواجہ ایک نخل کے نیچے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

ٹھہری اگر گھڑی کے سانس ہر بار وقت ٹل گیا — منت پھر اور مان کرین پھر سنبھل گیا
شانے کی راستی یہ بھی کیا مست ہیگی — ہم بندگی کرینگے جو زلفون سے بل گیا
دوڑو خدا کے واسطے دیکھو یہ کیا ہوا — کہتا ہے کوئی ہاے کلیجہ نکل گیا
کیون لاے دوست اسکو عیادت کے واسطے — دیکھا جو میرے زخم جگر کو دہل گیا
سر قوت کر لگائیگا پھاے کہان کہان — ای چارہ گر تمام بدن میرا چھل گیا
افسوس کر رہا ہے وہ پہچانتا نہین — اس چال پر تنار مین ایسا بدل گیا
توبہ تو ہو بلا سے جو ویسا نہین ہے دل — زاہد بہ شکل شیشہ کے کیون اُبل گیا
افسوس ہم جہان سے بے آرزو چلے — لو وہ بھی آکے خود کف افسوس مل گیا
دیکھا جو اسکو آنکھ جھپک کچھ نہ کہہ سکا — واعظ کا بھی قدم نہ جما لو پھسل گیا
سامان سفر کے ساتھ ہین ہر وقت ای نسیم — کیا خاک اس جہان مین مرا دل بہل گیا

خواجہ عمرو بھبوت بیٹھے گا رہے ہین کہ صاحبقران زمان پہونچے جلسہ دار ساتھ ہین فرمایا خواجہ مقام افسوس ہے کہ فیروز بخت یہ تماشہ نہ دیکھے اب تم جاکر فیروز بخت کو بھی بلا لاؤ کہ وہ بادشاہ لشکر ہے عمرو نے کہا بھی ای شہریار یہ بات چلیے

زیادہ اِس مقام پر نہ ٹھہریے امیر نے نہ مانا عمرو تو واسطے بلانے فیروز بخت کے گیا
صاحبقران نخلستان کے سایے مین آکر بیٹھے سیر صحرا دیکھ رہے ہین فرماتے ہین کہ
مین اٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہا مگر ایسا صحرا اے فرح افزا نگاہ سے نہین گذرا
حقیقت مین نمونۂ جنت ہو کیا کیفیت ہو اِس خیال مین بیٹھے تھے کہ ٹکڑا ابر آسمان
پر آئے امیر نے چاہا نکلجا دین مگر تھوڑی دیر مین ابر محیط عالم ہوا یا تو بوندیان پڑتی
تھین یا برف پڑنے لگی جو سردار اٹھا کہ اپنے کو بچاؤن نکلجاؤن برف کی سل گری
کہ وہ جوان اُسکے نیچے دب گیا بہت سی سلین صاحبقران پر گرین سپر سے روکین
آخر کو صاحبقران بھی دب گئے جملہ سردار مع صاحبقران برف کے نیچے دبے
برف کے انبار ہو گئے خواجہ عمرو پاس فیروز بخت کے پہونچے کہا ای فیروز بخت
صاحبقران زمان نے بلایا ہو فرماتے ہین تم بھی آکر تماشہ دیکھو اب فیروز بخت
وخواجہ و جملہ لشکر جو قریب آیا دیکھا کہ پہاڑ پر دوسرا پہاڑ برف کا ہو برف کی
سلون نے درۂ کوہ بند کر دیا عمرو رونے لگا فیروز بخت نے کہا خواجہ نگھراؤ
مین ابھی مزدورون کو حکم دیتا ہون برف کاٹکر درہ صاف کر دینگے کئی بیلدارون
کو حکم دیا بیلدار کمر کوہ کاٹنے لگے کہ پہاڑ پھٹ پڑا کئی سو مزدور بھی دب گئے اب تو
فیروز بخت بہت گھبرایا کہ خواجہ اب کیا کرون خواجہ نے کہا غضب ہوا امیر مع
سردارون کے اِس درے مین رہے مین کمبخت کیون چلا آیا لیکن باران قطرہ زن
اورا بر بار جادو پاس بادشاہ دربند ششم کے پہونچے کہا ای شہنشاہ ہمنے حمزہ کو
گرفتار کر لیا تین دن مین خاتمہ ہو جائیگا امکان جادو نے حکم دیا اُسی باغ مین
جاؤ جا کر سحر کو زور دو کہ وہ سب ہلاک ہو جائین تو پھر مین آگے بڑھون اور اپنے کو
دربند ہفتم پر پہونچاؤن طلسم کشا کا بھی خاتمہ کرون دو نون پھر روانہ ہوئے اور
ایک نامہ لکھا قطران ابلق سوار کو کہ وہ لشکر لیکر برسر لشکر خدا پرستان جائے
اُن سب کو گرفتار کر کے لائے غرض نامہ پاس قطران کے پہونچا تین لاکھ فوج
ہمراہ لیکر قطران روانہ ہوا یہان فیروز بخت وخواجہ سامنے درے کے آئے

ہین دعائین مانگ رہے ہین کہ اب کیا تدبیر کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی تمام صحرا سیاہ
ہوگیا فیروز بخت نے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر
سوار زمین لاکھ فوج سے آکر پہونچا مقابلے مین آتر پڑا طبل جنگی بجوایا فیروز بخت نے
جواب مین طبل جنگی بجوایا تیاریان ہوئین مگر فیروز بخت کہتا ہے کیون خواجہ اِس دیو
سے کون مقابلہ کریگا جو سردار لایق جنگ تھے وہ سب صاحبقران کے ساتھ پہنچے
مگر مین مقابلہ کرونگا خدا انجام بخیر کرے ایسا نہ ہو کہ لشکر پر شکست واقع ہو پہلوان
بڑا مغرور ہے خدا اِسکے شر سے بچائے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے قطران
نے جب دیکھا کہ صف بندی ہوچکی گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ
جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے فیروز بخت نے چہار جانب دیکھا جو سردار موجود
تھے اُنھون نے سر جھکا لیے یعنی مراد یہ تھی کہ ہم اِسکے مقابلے کے لایق نہین ہین
فیروز بخت نے جب دیکھا کہ کوئی اِسکے مقابلے مین نہین جاتا تو تخت سے اُتر کر
گھوڑے پر سوار ہوا مقابلہ قطران مین آیا اول نیزہ چلا فیروز بخت نے نیزہ
قطران کا ٹکالا مگر قطران نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر فیروز بخت کا زخمی ہوا چاہا
سر کاٹ لون اہل فوج نے دیکھا کہ ہمارا تاجدار قتل ہوتا ہے لینا لینا کرکے آپڑے
دونون لشکر ملگئے مگر قطران شیر اژدر ہا ہے جس صف پر پہونچا اُسے درہم وبرہم
کردیا ساتھ والے اِسکے بہ اطمینان لڑ رہے ہین کہ افسر سر پر ہے یہان فوج بھی
بے سردار جب دیکھا کہ شکست ہونے لگی تو خواجہ نے طبل امان بجوادیا دونون
لشکر پلٹے مگر قطران کہتا ہے کہ ہرکارے جائین آکر خبر دین کہ مسلمان اب کیا کرینگے
یہان فیروز بخت جو زخمی آیا اور خواجہ نے دیکھا کہ اب کل کون مقابلہ کریگا
فیروز بخت سے صلاح کی کہ لشکر یہان سے ہٹا لیجیے ایسا نہ ہو کہ دشمن شبخون مارے
رات ہی رات بارگاہین وغیرہ لدوا ئین طرف صحرا کے بھاگے ہرکارون نے
قطران کو خبر دی کہ مسلمان بھاگ گئے قطران اُسی وقت سوار ہو التعاقب
مین چلا یہ لوگ بھاگے ہوے جاتے ہین جس مقام پر پہونچتے ہین نشان آمد

فوج قطران ظاہر ہوتے ہین پھر اُسی طرح بھاگتے ہین عمرو نے دیکھا کہ کوئی گڑھا مثل
وغیرہ قریب نہین ہو کہانتک بھاگین سامنے ایک پہاڑ تھا اُسپر چڑھ گئے کہ قطران
آکر پہونچا چہار جانب سے پہاڑ کو گھیر لیا اب خواجہ گھبرائے فرمانے لگے کہ بڑی
غلطی ہوئی اِس پہاڑ پر نہ آنا تھا دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہو قطران نے اُترتے ہی
طبل یورش بجوا دیا خواجہ نے ہرچند چاہا کہ اگر کسی طرف سے راستہ ملے تو نکلجا ئین
لیکن چہار طرف سے پہاڑ گھرا ہوا ہو چار پہر رات اِسی ہنگامے مین گذری جب
گریبان سحر غم مین اہل اسلام کے چاک ہوا قطران سوار ہوا طرف پہاڑ کے چلا
خواجہ نے گھاٹیان درست کی ہین تیر انداز بٹھائے ہین جب فوج کو آتے ہوے
دیکھا اِسقدر تیر مارے کہ کئی ہزار کافر مارے گئے قطران نے دیکھا کہ فوج کا خاتمہ
ہوجائیگا سب کو روکا کہا مین تنہا جاتا ہون یہ کہکے گینڈا بڑھایا سپر منھ پر کھینچی نیزہ کو
قلم کرتا ہوا چلا اہل کوہ بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین کہ اے رب رب جہان اے
مالک زمین و زمان اِس ظالم کے ظلم سے بچالے قطران چلا آتا ہو آتے آتے قریب
کوہ کے پہونچا چاہتا ہو پہاڑ پر چڑھون خواجہ نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ اے کریم کارساز
و اے رب بے نیاز مقام افسوس ہو کہ افسر ہمارا سر پر نہین اور اِس بیحیا نے ہمارے
قتل پر کمر باندھی ہو تو رحیم و کریم ہو مگر قطران گینڈے سے اُترا گھاٹیان طے کرتا ہوا طرف
بلندی کے چلا جس گھاٹی پر پہونچتا ہو صدہا سپاہیون کو قتل کرتا ہو کئی گھاٹیان طے
کرچکا اب جو خواجہ نے دیکھا کہ قطران آپہونچا بلک کر دعا کی کہ اے رحیم و کریم فضل اپنا
شریک کر قطران نے چاہا کہ چند گھاٹیان جو باقی ہین اُنکو بھی طے کرکے بالائے کوہ
جاؤن فیروز بخت کو گرفتار کرلون فوج والے بھاگ جاوینگے میرے مقابلے
مین کون ٹھہر سکتا ہو مگر عمرو نے جو بلک کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ
صحرا سے گرد اُڑی عمرو حیران حیران دیکھ رہا ہو کہ دامنۂ گرد شگافتہ ہوا اب جو دیکھا
تو نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب باد رفتار پر سوار بہ صد زور و شور آتے ہین
فوج پشت پر دور سے جو نور الدہر نے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال بالائے

کوہ جاتا ہی اہل اسلام تڑپ رہے ہین نورالدہر نے گھوڑا بڑھایا وہین سے نعرہ
کیا نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بہ قہر ✦ شبیہ ستارۂ حشم شاہزادہ نورالدہر
او مغرور عقل و فراست سے دور ان دست و پا شکستون پر کہان جاتا ہی عمرو نے
جو بالاے کوہ سے نورالدہر کو دیکھا یکبارگی آواز دی کہ ای نور نظر و ای جان تمہارے
دراہ کوہ مین برف مین دبے ہین اس مردود نے آکر گھیرا ہی نورالدہر قریب پہاڑ کے پہونچے
فوج کو روک دیا پلٹ کر بگوش شنیدن کلام کو منع کیا کہ ملک خبردار رعونت کرنا نہین
اس مغرور سے سمجھ لونگا یہ فرما کر قریب کوہ آئے قطران کو للکارا کہ بالاے کوہ
کہان جاتا ہی قطران نے کہا اہل کوہ کو قتل کر لون تو پلٹ کر آتا ہون نورالدہر نے
جھاڑی کو تھاما اور نعرۂ تکبیر کر کے جست کی دو جستون مین بالاے کوہ پہونچے
قطران نے جو دیکھا کہ یہ جوان قریب آگیا چاہا او چتر سپر کی مار کے پہاڑ سے گرا دون
نورالدہر نے خم ہو کر سپر چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا زور کر کے اٹھا لیا اور
ہاتھ پر تولکر قطران کو ایک غار مین پھینک دیا پہاڑ سے اتر کر فوج پر جا پڑے
فوج قطران نے فرار پر قرار کیا نورالدہر انکے تعاقب مین چلے جب لشکر سامنے
سے بھاگ گیا تو خواجہ اپنا لشکر پہاڑ سے لیکر اترے فیروز بخت سے کہا تم اسی صحرا
مین اترو مین تلاش مین صاحبقران کی جاتا ہون مگر تم یہان سے آگے نہ بڑھنا غرض
فیروز بخت اسی مقام پر اترا اور خواجہ عمرو تلاش مین چلے ایک صحرا مین پہونچے کہ
زنگ کی آواز کان مین آئی پلٹ کے دیکھا کچھ اونٹ آٹے و گھیان و مسالے وغیرہ
لدا ہی چند شتربان ساتھ طرف صحرا کے جاتے ہین عمرو نے فقیر کی شکل بنا کر سوال
کیا شتربانون نے جواب دیا کہ شاہ صاحب یہ مال ایسا نہین ہی کہ جس مین سے
ہم کچھ دین عمرو نے کہا بابا فقیر کی ہر مذہب مین خدمت کرتے ہین ایک روٹی
مین بابا کیا نقصان ہو جائیگا شتربانون نے کہا دو جادوگر زبردست بحکم اسکان
باغ مین آکر اترے ہین حمزہ کو سحر کر کے برف مین دبا چکے اب یہ فکر ہی کہ انکا خاتمہ
کرین ہم شاہ کے حکم سے ہر روز انکو کھانا پہونچاتے ہین آج دیر ہو گئی ہمکو خود

خوف ہو کہ دیکھیے وہ کسطرح ہمسے پیش آتے ہین ایسون کے کھانے مین سے ہم کیونکر
دیسکتے ہین وہ جادوگر آفت برپا کرینگے عمرو یہ حال سنکر رونے لگا کہا بابا ہم تو فقیر
بھوک سے بیقرار ہو مگر تارک لذات ہو ایک سخی داتا نے قند کا کوزہ دیا ہو وہ لیلو
اور ایک روٹی دیدو شتربان بہت خوش ہوے اپنے کھانے کی روٹی بغل سے
نکالکر عمرو کو دی عمرو نے وہ قند پاس سے نکالا اور شتربانون کو دیدیا سب نے
آپس مین تقسیم کرکے کھایا اُس مین بیہوشی ملی تھی کھاتے ہی بیہوش ہوے عمرو
نے سب کھانے مین بیہوشی ملائی اس خیال سے کہ جادوگر کھانا کھاکر بیہوش ہونگے
مین قتل کرونگا جب ہوا چلی شتربان ہوشیار ہوے آپس مین کہتے تھے یارو آج
وہ ... بہت خفا ہونگے عمرو گلیم اوڑھے الگ سے دیکھ رہا ہو کہ شتربان چلے
کھانا سب مقام پر پایا کہتے ہونے کہ بڑی خیر ہوئی اُس فقیر نے کسی شے کو ہاتھ نہین لگایا
یہان باران قطرہ زن و برق بار جادو بیقرار بیٹھے ہین تحرکر رہے ہین آپس مین
کہ رہے ہین کہ کیا باعث ہو کہ آج کھانے کو دیر ہوئی کہ شتربانون نے آکر سلام کیا
باران و برق بار نے پوچھا ارے آج کہان دیر لگی تمھارے ہاتھ ہماری
زندگی ہو کہ کھانا لاتے ہو شتربانون نے کہا حضور صاف صاف آپ سے بیان
کرین راہ مین ایک فقیر ملا اُسنے ہمکو قند کا کوزہ دیا ہم اُسکو کھاکر سوگئے تھے
باران نے کہا اب ہمکو خوف ہوتا ہو کہ ایسا نہ ہو وہ فقیر ساربان زادہ ہو کے
امکان جادو نے کہدیا تھا کہ بہت احتیاط سے رہنا ایسا نہ ہو عمرو عیار آکر
تمکو مار ڈالے اور ضرور آئیگا یہ کہکے شراب کی گلابی اُتاری اُسکو جو سونگھا
بیہوشی کی بو آئی سب کھانے کو اُٹھاکر حوض مین پھینکدیا اور شتربانون کو قتل
کیا عمرو نے دور سے یہ سب معرکہ دیکھا حیران تھا کہ کیا کرون یہ تو بڑے ہوشیار ہین
کھانا نہ کھایا سب پھینکدیا ایسے بدگمان ہین کہ شتربانون کو بھی قتل کیا باران
نے برق بار سے کہا اب دو تین دن بے کھانے پینے بسر کرینگے کہین اور سے
کھانا کھا آیا کرینگے اب وقت سخت ہو ساربان زادہ ہمارا پتہ پاگیا جھٹ پٹ بیہوشی

کھانے مین ملائی اگر ہم کھا لیتے تو موت تھی بادشاہ سے پھر انعام و اکرام کون لیتا اگر
امیر کو قتل کیا تو طلسم مین بڑا نام ہوگا پھر طلسم کشا کی گرفتاری کتنی بڑی بات ہو ابھی
غفلت مین اسیر بھی سحر کرینگے سب کو ہم مار لین گے کوئی ہمارے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا
یہ باتین آپس مین کر رہے ہین پانی اور برف سامنے رکھا ہوا ہو جسمے استخوان انسان
کے بنے ہوئے انکو چرخ دے رہے ہین لکہا سے ابر اُٹھتے ہین جو ابر آسمان پر چھایا ہو
اسمین جا کر ملجاتے ہین برف کی بارش کو انتہا کا زور ہو برف برس رہی ہو کہ ایکطرف
سے دیکھا ایک تخت اُڑا ہوا آتا ہو اُس تخت پر ایک ساحر مہیب ایک کتاب ہاتھ مین
لئے کرتا ہوا آتا ہو کہ ای باران برف بارہنم جمشید ثانی مجھکو معلوم ہوا کہ فکر
مین تمھاری سار بان زادہ نکلا ہو اور لات و منات ملک الموت کو روانہ کر چکے
ہین سنے راہ مین اگر اُسکو روکا کہ خبردار ابھی نہ جانا ورنہ ساری دنیا کو ابھی غارت
کر دونگا ملک الموت تو پلٹ گئے مگر لات و منات اسی فکر مین ہین کہ تمکو قتل کرائین
دونون جادوگر اپنے مقام سے اُٹھے عرض کی یا خداوند آپ نے تکلیف فرمائی مگر
یہ بڑا کام کیا کہ ملک الموت کو روک دیا مگر ہم شراب کے واسطے بہت بیقرار ہین اگر
آپ حکم دیجیے تو جا کر پی آوین پھر بیٹھکر سحر کرین ابتو مسلمان نوبت بجان دکار دبر
استخوان ہونگے آجکی رات اور اُنکے خاتمے مین باقی ہو صبح کو میدان صاف
ہو جائیگا ہم پلٹ جاوینگے جمشید ثانی نے کہا ہم تمکو گلابی دیتے ہین مگر یہ شراب
شباب ہو ہمیشہ جوان رہوگے ضعیفی تم تک نہ آئیگی دونون خوش ہو گئے جمشید
نے کمر سے گلابی نکالی دونون کو ایک ایک جام پلایا پیتے ہی دونون گھبرا گئے اپنے
مقام سے اُٹھے کہا یا خداوند ہم آسمان پر جاتے ہین ہمکو فرشتے بلاتے ہین جمشید ثانی
نقلی نے کہا جلد جاؤ یہ شراب شباب کی تاثیر ہو کہ تمھاری آنکھون سے پردے
اُٹھ گئے فرشتے دکھائی دینے لگے دونون اُٹھے لڑکھڑا کر گرے عمرو نے دونونکو
ذبح کیا ادھر تو یہ مرے اُدھر لکہا سے ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے سب برف پانی ہو گئے
ہوگئی صاحبقران اپنے مقام سے اُٹھے سب سرداروں کو ساتھ لیا فرمایا یارو

یہ مقدمہ سحر تھا معلوم ہوتا ہو میرا یار وفادار پہونچا اُسنے ساحرون کو قتل کیا درہ
کوہ سے نکلے فیروز بخت نے ہرکارے مقرر کیے تھے وہ ہنستے ہوے سامنے
آئے کہا اے بادشاہ عالیجاہ صاحبقران مع سردارون کے آتے ہین فیروز بخت
نے آکر استقبال کیا صاحبقران لشکر مین آئے پوچھا خواجہ کہان ہین سب نے
عرض کی حضور کی تلاش مین گئے ہین یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی خواجہ
نے لاکر دونون سر سامنے ڈالدیے اور کہا حمزہ میرا روپیہ بہت صرف ہوا تب
یہ مارے گئے امیر نے دس ہزار روپیہ منگوا کر خواجہ کو دیے خواجہ نے کہا میرا روپیہ
بہت خرچ ہوا ہو امیدوار ہون کہ جلسہ جائیے سب سردارون کو حکم دیجیے اپنا
اپنا خون بہادیوین تب شاید میرا مطلب ہو صاحبقران نے حکم دیا جلسہ آراستہ
ہوا خواجہ نے چادر بچھادیا اور زنی بجا کر نئے طور سے یہ اشعار گانے لگے **نظم**

نازک حباب سے ہو مرا دل مرا مزاج — یہ جاے پانی ہوکے جو بدلے ذرا مزاج
اِکدم رہے نہ باغ جہان مین شگفتہ ہم — پژمردہ غنچہ تھا کوئی اپنا رکا مزاج
دشمن ہین ہو تو دوستی سے پیش آئین ہم — بیگانگی سے اپنا نہین آشنا مزاج
اِکدن رہا تنگ بغل مین لیا ہزار — اُس گلبدن کا پاگئی جو کیا قبا مزاج
مشق ستم ہوا ہے اسلیے اُس طفل شوخ کو — اصلاح پر نہ مجھسے کبھی آئے تا مزاج
صحت نہین نوشتۂ بیمار عشق مین — چٹ جاتی ہو غذا نہین پاتی دوا مزاج
کچھ غم نہ تھا ہزار زمانہ خلاف تھا — افسوس یار کا نہ موافق ہوا مزاج
ہمکو تو دل کی چاہ نے مجبور کر دیا — پھیرے مگر بتون کی طرف سے خدا مزاج
دیوانہ دیکھتا ہون مین دنیا کا خلق کو — آتش پری کا رکھتی ہو یہ بیسوا مزاج

تمام اہل دربار جمع ہین خواجہ کو روپیہ اشرفی دے رہے ہین تھوڑے عرصے
مین چادر معمور ہوگیا دو دن تک اُسی صحرا مین لشکر رہا بعد دو دن کے اپنے
کوچ کیا لیکن امکان جادو کہ تخت پر بیٹھا ہو جملہ ساحر حاضر ہین کہ بیرون نے لاکر
لاشہ باران قطرہ زن و برقبار کا پہونچایا امکان نے کہا یارو یہ وہ ساحر مارے گئے

کہ جنکی وجہ سے دربند ششم ویران ہوگیا مگر پکار کر پوچھا کہ کیا دھوکا کھایا بیرون نے
آواز دی کہ ای بادشاہ عالیجاہ ساربان زادہ جمشید ثانی بنکر آیا تھا انھین کی شکل پر
دونون کو قتل کیا یہ سُنکر امکان جادو نے زانو پیٹ لیا کہا لو یارو غضب ساحری
و جمشید کا خاتمہ ہوا کیا باعث ہوا کہ قدرت کی شکل بنکر عمرو آیا اور قدرت نے
اپنے بندون کو نہ بچایا یارو ہرچند کہ ایک دربند کا حاکم ہون اگر میری شکل بنکے
عمرو عیاری کرے تو مین آگاہ ہو جاؤنگا اور قدرت کو اپنے بندون سے یہ بھی
کہ آگاہ نہ کیا دونون ساحر قتل ہوگئے اب اِس طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ مسلمان
سچ کہتے ہین اور انسان ہوکر دعوی خداوندی کرے اور اُس سے کوئی اظہار
قدرت نہ ہو سب نے کہا ای شاہ خاموش رہیے ایسے کلمات زبان سے نہ نکالیے
ایسا نہ ہو قدرت آگاہ ہو جاوین تو باعث خرابی ہو امکان نے کہا قدرت کو خبر
بھی نہین ہوتی قدرت آٹھ پہر قصر مروارید مین رہتے ہین اسی وجہ سے کسی بات کی
انکو خبر نہین سب نیک و بد مروارید گوہر افشان کے سپرد کر دیا ہو جو اُنکے مزاج
مین آتا ہو وہ کرتی ہو یقین ہو چند ے مین طلسم کشا بھی لڑتا بھڑتا تابہ لوح پہونچ جائیگا
ایک ساحر اُٹھا اُسنے کہا مین ابھی جاتا ہون صاحبقران کو پکڑے لاتا ہون وہی
ساحر پلنگ نیک رای نام اُٹھکر باہر آیا ایک نازنین کی شکل بنکر چلا لشکر امیر
مین داخل ہوا بعد اُسکے جانے کے امکان نے کہا لو یارو پلنگ کے جانے پر
خاتمہ ہو اگر پلنگ جاکر حمزہ کو پکڑ لایا تو فوراً قتل کرونگا اگر پلنگ گرفتار ہوا
یا مارا گیا تو مین جاکر حمزہ کا شریک ہو جاؤنگا دل کو یقین ہوگا کہ جمشید ثانی خدا
نہین ہین مگر پلنگ نیک رای بشکل محبوب پریچہرہ پھرتا ہوا لشکر اسلام مین
آیا بازار مین جھپکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

کیا دیکھتا ہو طائر بسمل کا اضطراب — بڑھکر ہو اِس سے عاشق بیدل کا اضطراب
امید وار مرگ سے کیون منھ چھپا لیا — اب کون لیگیا مرے قاتل کا اضطراب
تھی کسکی آرزو کہ سر شب سے تا سحر — دیکھا کیے وہ صاحب محفل کا اضطراب

مدت سے آرزو ہے کوئی لحظہ بیٹھ کر
ممکن نہین کہ عشق کی تاثیر کچھ نہ ہو
قاتل یہ کہدی دم کا تماشا ہے دیکھ لے
اُسکو قرار ہواہے پروانہ دمبدم
تدبیر کچھ ضرور ہے بیٹھے ہو کیا نسیم

تم بھی تو دیکھ جاؤ مرے دل کا اضطراب
لیکن نہان ہے صاحب محمل کا اضطراب
لیجائیگی اجل ترے بسمل کا اضطراب
سیماب سے فزون ہے مرے دل کا اضطراب
جاتا نہین ہے آج مرے دل کا اضطراب

القاص راہ دار اپنی بارگاہ سے آتا تھا اُسنے جو اِس مہجبین کو دیکھا تڑپتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی اے شہریار انقلاب فلکی ہے کہ ایک نازنین حسین جمیل خوبصورت نیک طینت بازارمین بیٹھی گارہی ہے اگر مناسب ہو تو حضور اُسکو بلوائین صاحبقران نے حکم دیا عمرو نے کہا مین جاکر بلالاؤن امیر نے کہا بسم اللہ خواجہ باہر نکلے ایک خدمتگار کی شکل بنکر بازار مین آئے قریب اُس نازنین کے بیٹھ گئے ایک روپیہ پھینکا اور کہا اے مہجبین چل تجھکو حمزہ نے بلایا ہے عمرو کا دل کھٹک رہا ہے بہی دمبدم خیال ہے کہ کوئی ساحر نہ ہو جب وہ نازنین اُسکی تو عمرو نے کان مین کہا اے ملکہ مین تمکو خدمت مین آقاے نامدار کی لیے چلتا ہون اگر رنگ جمے اور آقا تمکو تخلیے مین لیجاوین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ بدل شریک ہونگا میرا ارادہ ہے کہ جاکر اِسکان جادو سے ملاقات کرون اور اپنی خرابی کا باعث کہون حمزہ وہ ظالم ہے کہ کوئی ملازم راضی نہین پلنگ نے کہا اے خدمتگار ہرچند کہ مین قتل صاحبقران نہین چاہتا مگر تیری زبان سے سنکر دل کو ہوس ہوئی جو حمزہ کو قتل کریگا اِسقدر مال دنیا پائیگا کہ بے نیاز ہو جائیگا سب اہل ورند اطاعت کرینگے مگر بادشاہ طلسم ساحر سخت ہے یقین ہے کہ وہ زندہ نچھوڑے مین عورت نہین ہون پلنگ نیک رداے جادو میرا نام ہے مین حمزہ کو گرفتار کرلیجاؤنگا جسوقت مجھکو تخلیے مین لیجاوینگے شراب پلاکر بیہوش کرونگا اور گرفتار کرکے لیجاؤنگا اگر تو شرکت کریگا تو اپنے انعام مین تجھکو بھی شریک کرونگا اور تیرا مطلب بھی ہوجائیگا یہ باتین کرتے ہوے خواجہ لے چلے ایک مقام پر آکر کہا

وہ دیکھو حمزہ کھڑا ہے تمہارا انتظار کر رہا ہے پلنگ جیسے ہی پلٹا عمرو نے حلقہ ہائے کمند مارکر حباب مارا پلنگ کو بیہوش کرکے زبان میں سوزن دی اور لپشتارہ باندھکر لے بھاگے دربار میں صاحبقران کے آئے القاس نے کہا خواجہ کیا کیا عمرو نے کہا یہ عورت نہیں ہے پلنگ نیک رائے ہے بصورت عورت آیا تھا کہ صاحبقران کو گرفتار کرے میں نے پوچھکر اسکو پکڑ لیا صاحبقران نے حکم دیا ستون سے باندھکر اسکو ہوشیار کرو عمرو نے ستون سے باندھکر جبو ہوشیار کیا پلنگ کی آنکھ کھلی دیکھا صاحبقران مقام صدر پر ہیں گرداگرد سردار بیٹھے ہیں ناچ ہو رہا ہے سب سردار معروف عیش و فرحت ہیں صاحبقران نے پکارکے آواز دی کہ ای پلنگ نیک رائے تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا اب بہتر ہے کہ لات و منات پر لعنت کر ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگا یہ سنکر پلنگ تھرا گیا اور منتیں کرنے لگا کہا میں مطیع اسلام ہوتا ہوں ای شہریار میں کلمہ پڑھتا ہوں لیکن اس طلسم میں ہنگامہ ہے ہر طرف سے شاہزادے آتے ہیں اہالی طلسم بھی آمادہ خونریزی ہیں شاید میرے ہاتھ سے بھی کوئی کام بن پڑے کہ میرا بھی نام ہو صاحبقران نے حکم دیا زبان سے پلنگ کی سوزن نکالی پلنگ قدموں پر گرا بصدق دل مسلمان ہوا امیر نے خلعت دیا وہ خلعت پہنکر لشکر میں رہنے لگا امکان جادو کو خبر ہوئی کہ پلنگ جاکر گرفتار ہوا اسنے کہا یارو میں نے مقدمۂ پلنگ میں عہد کیا تھا کہ میں خدمت صاحبقران میں جاؤنگا سب نے کہا حضور آپ اتنے بڑے ساحر ہوکر ایسا کہتے ہیں امکان نے کہا ایہا الحاضرین میں تو جاتا ہوں جسکو میرے ساتھ چلنا ہو میرا ساتھ دے اور چلکر اطاعت اسلام کرے ورنہ مارا جائیگا ساٹھ ہزار فوج مع سولہ افسران نامی امکان کے ساتھ ہوئے امکان ان سب کو لیکے قلعے سے نکلا قصد ہوا کہ اب خدمت صاحبقران میں چلوں دیکھوں کہ صاحبقران کیا کہتے ہیں اس جمعیت سے قریب لشکر پہونچا صاحبقران کو ہرکاروں نے خبر دی کہ امکان جادو بہ ارادہ اطاعت آتا ہے یہ سنکر امیر نے سرداروں کو حکم دیا کہ اسکو بہ اعزاز لاؤ پلنگ کو بھی

ساتھ کر دیا پلنگ نے آکر ملاقات کی کہا او شاہ در بند ششم تمکو معلوم ہوگا کہ مین اگر
گرفتار رہوا اگر اطاعت نہ کرتا تو کیا کرتا امکان نے کہا تمھارے اعتقاد پر تو مین بھی
آیا پلنگ امکان کو ساتھ لیکر بخدمت صاحبقران آیا امکان نے سلام کیا امیر
نے گلے سے لگا لیا پہلو مین جگہ دی امکان نے عرض کی اب حضور یہان کیون اترے
ہین قلعے مین تشریف لے چلیے سب آپ کے مشتاق ہین صاحبقران اٹھے اسیوقت
سوار ہوے امکان نے آکر قلعے کو آراستہ کیا تمام قلعے مین خبر اڑ گئی کہ امکان
مسلمان ہوا اب امیر مع لشکر آتے ہین دوکاندار دوکانون پر لباس فاخرہ پہنکر
بیٹھے نقارے پر چوب پڑی سب کو معلوم ہوا کہ امکان جادو با اعزاز امیر کو لاتا ہے
سب دوکاندار مشتاق بیٹھے ہین کہ دیکھا امکان تاجدار چوب و چپاق ہاتھ مین لیے
ہوے اہتمام کرتا ہوا آتا ہے صاحبقران کو لایا دوکاندار سلام کر رہے ہین صاحبقران
دونون ہاتھون سے سب کو جواب دیتے ہوے دار الامارہ مین آئے فیروز تخت
تخت پر تمام سردار جمع ہین کہ عرض ہوئی در دولت پر شتر سوار حاضر ہے امیر نے
فرمایا بلا لو مگر امکان کی رنگت متغیر ہو گئی شتر سوار نے آکر نامہ ہاتھ مین امکان کے
دیا بادشاہ در بند ہفتم قیلاب عقاب سوار نے لکھا تھا کہ اے امکان ہمکو معلوم ہوا
کہ تمنے سامری و جمشید کو چھوڑا اور اطاعت حمزہ اختیار کی بہتر اسی مین ہے کہ حاضر
خدمت مابدولت ہو ورنہ مابدولت خود آتے ہین اسقدر فوج ساتھ آئیگی کہ گاو
زمین بار نہ سنبھال سکیگی بھاگتے تمکو راستہ نہ ملیگا امیر نے فرمایا اے امکان مناسب
یہ ہے کہ اسکو جواب صاف دو اسی نامے پر لکھدو کہ جو تجسے ہو سکے کرو اور مین تو ضرور
اپنے کو تا بہ طلسم پہونچاؤنگا ہر چند کہ فتاح اسکے ہمارے بادشاہ جہجاہ ہین لیکن کوئی
مطلب تو مجسے بھی نکلیگا ایک طرف سے نور الدہر و ایرج لڑتے آتے ہین امکان
نے جواب لکھا کہ او مغرور قیلاب جو تجسے ہو سکے تصور نہ کر خدائے ما بزرگ است
شتر سوار نامہ لیکر چلا پاس قیلاب کے پہونچا قیلاب نے جو جواب صاف پایا
افسرون کو حکم دیا کہ تیاری کرو مابدولت کوچ کرینگے وردیان تقسیم ہونے لگین

بارگاہ مین نکلین قیلاب کا تو ارادہ ہو کر بر سر دربند ششم جاؤن اور امکان کو قتل کرون مگر صاحبقران زمان دوسرے دن جو بارگاہ مین آئے حکم دیا کہ اے امکان جسقدر لشکر امکان مین ہو تیار کرو ہم طرف دربند ہفتم کے جاوینگے امکان نے دو دن مین تیاری کی ساٹھہ ستر ہزار ساحران نامی کر افسر اُنکا امکان جادو اور چار لاکھہ فوج غیر ساحر اُنکا افسر فیروز بخت جملہ سرداران نامی کو لیکر امیر طرف دربند ہفتم کے چلے

دو کلمہ داستان جرأت بیان رستم پیلتن کے گذارش ہوتے ہین پہونچنا رستم کا سرحد طلسم نوخیز مین و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان ‏ کہ تو رنگ پر اب نئی داستان

مرے ساقی ماہ وش خوشخرام ‏ پلا مجھکو صہبائے اُلفت کا جام

محبت مین تیری سبک بار ہون ‏ بہت جان سے اپنی بیزار ہون

اگر مدت جو ساقی کی آمد ہوئی ‏ تو پیر مغان کو بڑی کد ہوئی

گلابی اُٹھا ساقی سیمبر ‏ کہ لیتا ہو میخانے کی بھی خبر

اٹھا ابر تاریک باز ور و شور ‏ ہوا سر وحلقی بر قصان ہین مور

ہمارے صفا مین بھی ہا جوش ہین ‏ ہوا فرق رندون کے بھی جوش مین

پیا جام ایسا بہکنے لگے ‏ چمن کے بھی طائر چہکنے لگے

کیا قمریون نے سر سرو شور ‏ کیا نشہ وے نے رندون کو کور

یہی خواہش طبع بیباک ہو ‏ کہ مضمون بیان جیت و چالاک ہو

کرون ذکر رستم بہ صد شد و مد ‏ کریگا خدا انکی ہر دم مدد

یہ ہین پوتہ صاحبقران ذیحشم ‏ کیے سیکڑون نخل بدعت قلم

کیا شہر مرزوق مین خوب کام ‏ ہر اک شہر مین ہو بڑا انکا نام

چل اے توسن کلک رنگین خیال ‏ کہ ہو منشی ذکر کو قیل و قال

قدم زیر افلاک جمتا نہین ‏ تری پشت پر پانون تھمتا نہین

طرارے دکھا سب کو شدیز کے لکھوں داستان عجائب بیان		اشارے یہ ہین طبع گلریز کے قمر طبع روشن کا ہو امتحان	

چہرہ پردازان جرأت مثال و شہور شعاران جلالت شعار اس داستان حیرت
بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف شہور شعار خجستہ مقال ؎ چنین
مینگارد زر کلک خیال ✱ رستم پیلتن کہ داخل لشکر ہین دل مین خیال کیا کہ بادشاہ
جمجاہ کو عرصہ ہوا قبلہ و کعبہ بھی نہ چھٹے نہین معلوم جنگ خانہ کعبہ مین کیا ہوا اسلم زنگی
ہمراز زبردست تھا پروردگار اُن شہریارے پھر ملائے اور نور الدہر و ایرج کا بھی
پتہ نہین یقین ہر دو شیر بیشہ جرأت تعاقب مین بادشاہ کے پہونچے نتاجی طلسم نوخیز
مین ہونگے سمک بلد اتی سے یہ سب باتین کہین سمک بہت پریشان ہوا لیکن
عرض کی کہ غلام فکر کریگا کہ حضور کا بھی داخلہ ہو یہ کہکے ہر اسے خبر چلا جنگل مین پھرتا
ہوا جاتا تھا کہ ایک درہ کوہ سے رونے کی آواز آئی سمک درہ کوہ مین آیا دیکھا
دیو تندک پڑا تڑپ رہا ہو سمک نے پوچھا اے دیو تندک خیر تو ہو کس بلا مین مبتلا
ہو تندک نے کہا اے معتبر والا گہر خشخاش جادو ایک دیولی ہو مدت سے مجھپر عاشق
تھی آج تیسرا دن ہو پاگئی اُسنے لاکے یہان قید کیا ہو وہ جبر کرتی ہو کہ اُسکا ذکر
نہین کرسکتا مگر مین غلام صاحبقران زمان ہون مین نے ابتک قبول نہین کیا
اسوجہ سے مجھپر جبر کرتی ہو سمک نے کہا اے تندک اگر بن پڑتا ہو تو آج اُسکو مارتا ہون
یہ کہکے سمک بلد اتی گوشے مین چھپا شام ہوئی ایک جھونکا ہوا کا چلا درختون کے
پتے مثل کنول روشن ہوگئے سامنے درے کے ایک بارگاہ استادہ ہوئی آسمان سے
ایک ساحرہ بال زمین مین لوٹتے ہوئے دھوتی نیلی باندھے ہوئے آکے پہونچی
تندک کو درے سے نکالا خیمے مین اپنے لیکر بیٹھی سوال وصل کرنے لگی مگر تندک
انکار ہی کرتا رہا سمک غار سے نکلکر ایک گوشے مین آیا چند بانس کاٹے ایک
[illegible] بنایا ایک دیو کی شکل بنکر اُس خول مین چھپا جست کرتا ہوا دروازے پر
آیا پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم یہ عاشق زار حاضر ہو خشخاش جادو نے جو آواز

سنی بیقرار ہوکر نکل آئی دیکھا ایک دیو کھڑا ہی ایک تصویر ہاتھ مین جیسے ہی خشخاش
سامنے آئی دیو لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا خشخاش نے قریب آکر سر اُسکا زانو پر رکھا
تصویر کو جو اُٹھا کر دیکھا تو اپنی تصویر پائی بلائین لینے لگی پانی کے چھینٹے دیکر ہوشیار
کیا کہا او عاشق صادق میری تصویر کیونکر پائی دیو نقلی رونے لگا کہا ایک تاجر ایک
صندوقچے مین لایا تھا کئی ہزار روپے دیکر یہ سودا خریدا ہی خشخاش نے کہا چلو بارگاہ مین
بیٹھو ایک دیو لنگوڑا دیوانہ ہی مین نے اُسکو قید کیا ہی ہمارے تمھارے وصل ہوا اُسکے
کباب لگا کر کھائین تب کیفیت ہو سمک نے پوچھا کیا اُس دیو پر آپ عاشق ہین یہ
سنکر خشخاش نے کہا مین تو مرد کے نام سے بھاگتی ہون مگر تمھاری عاشق صادق ہون
اسواسطے قبول کرتی ہون سمک نے کہا قلعہ دربند پنجم قاف کا بادشاہ ہون میری
عملداری مین کوئی دیو نہین آتا آسمان پری سے جنگ رہتی ہی کئی مرتبہ مین شکست
دے چکا ہون آخر وہ بھاگ جاتی ہین خشخاش نے کہا اب مین تمھاری عملداری
کرا دونگی وہ سحر کرون کہ سب مسلمان پابہ گل ہو جاوین جسکو چاہو قتل کرلو سمک نے
کہا او ملکۂ عالم اگر اتنا سہارا ہو تو ایک دن مین گلستان ارم مین عملداری کرلون
قریش کو قتل کرون اب خشخاش بہت خوش ہی دیو تندک سے اشارے کرتی ہی
کہ لنگوڑے دیکھ تو مجھے انکار کرتا تھا کیسا عاشق صادق ملا اسکو خان قاف بناؤنگی
تمام رئیسان پرورہ قاف اسکی اطاعت کرینگے اشمارو پردے تسخیر کرا دونگی سرکشان
قاف مین کوئی باقی نہین جسکو آسمان پری نے شکست نہ دی ہو کل پر دون پر قبضہ کرلیا
اب کوئی لایق مقابلے کے نہین رہا تندک اشارہ کرتا ہی کہ او جھلو تو لاکھ فتور کرے
مگر مین نہ تھوکونگا سمک نے کہا ملکہ شراب لاؤ کہ مطلب حاصل ہو خشخاش دوڑ کر
گلابی شراب کی لائی سمک نے جام لبریز کیا کئی مثقال بیہوشی ملائی خشخاش نے پوچھا
کہ او دلیمان تاجدار کمر سے کیا نکالکر ملایا سمک نے کہا یہ پڑیا رنگ شباب کی ہی
خوب رنگ لائیگی مجھکو اور تمکو لطف شباب حاصل ہوگا صبح تک عیش و عشرت
مین مصروف رہونگا آج میرے واسطے روز عید ہی مگر وہ لولا جو انی بعید ہی کیا جانتا تھا

کہ آج سامنا ہوگا ورنہ سب طرح کے نسخے لاتا یہ نسخہ ہر وقت موجود رہتا ہے جلدی
پی جاؤ ایسا نہ ہو ہوا لگ کر تاثیر مٹجائے خشخاش نے خوشی خوشی جام پیا سمک نے
جام پر جام دیا جب دو تین جام پلائے خشخاش نے گھبرا کر کہا صاحب میرا دل گھبراتا ہے
کلیجہ منہ کو آتا ہے کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہے سمک نے کہا ذرا اٹھکر ٹہلو کہ فرحت
حاصل ہو تسکین دل ہو خشخاش گھبرا کر اٹھا جیسے ہی دو چار قدم چلا لڑکھڑا کر گرا
سمک نے کہا اے تندک میں اب اسکو قتل کرتا ہوں لیکن ایک اقرار کرو کہ
مجھکو اور میرے آقا رستم کو پردہ قاف میں لے چلو تندک نے کہا اچھا شاہزادے
وہاں جنگ کر رہے ہیں صاحبقران بھی پہونچے ہیں لیکن ابھی تک لوح کا پتہ
نہیں ملا شاید آپ کی مدد سے لوح دستیاب ہو تو رفع اضطراب ہو سمک بلداقی نے
خشخاش جادو کو قتل کیا مرنے سے خشخاش کے بڑا اندھیرا ہوا پہاڑ تھرایا زمین بھی
ہل رہی ہے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام میں خشخاش جادو بعدہ سمک نے
تندک سے کہا آقا سے نامدار آج دن کو گھبراتے تھے انکو بھی یقین ہو گیا کہ ایرج
اور نور الدہر وہیں گئے تندک نے کہا تم جاکر رستم کو لاؤ میں پھر آکر بدیع الزمان
اور قاسم کو بھی لیجاؤنگا سمک نے کہا ان دونوں کے مقدمے میں تمکو اختیار ہے
مگر میں اپنے آقا کو لاتا ہوں رات بہت قلیل باقی ہے سمک تندک کو ٹھہرا کر بھاگا
یہاں رستم فرش خاک پر پڑے تڑپ رہے ہیں اور یہی خیال ہے کہ ایسا نہ ہو کہ
ایرج اور نور الدہر سے جنگ ہو جائے تو باعث خرابی ہے ایرج کے مزاج میں
جہالت ہے ہر چند کہ نور الدہر بہت سلیس ہیں مگر طعن وتشنیع کہاں تک اٹھا سکتے ہیں
اگر کہیں دونوں آپس میں مصروف جنگ ہو گئے تو پردہ قاف میں کون ایسا ہے کہ ان
دونوں کے بیچ میں جائے اس خیال میں نیند اڑ گئی ہے کبھی گھبرا کے یہ اشعار
زبان پر لاتے ہیں

نظم

ڈھونڈھکر ہم کوئی معشوق پریزاد کریں	اسطرح اب دل ناشاد کو بھی شاد کریں
پھر ہو ہمتو یہاں نالہ و فریاد کریں	ہائے وہ بزم میں اغیار کے دل شاد کریں

اسیلیے مین اسے پہلو مین نہان رکھتا ہون
جبتک کے ہون زیست مین ہر ایک سے دل کا ناتا
فرد عشاق کی وہ دیکھ رہے ہین یارب
ہم ادھر صبر و تحمل مین ہوے ہین مشتاق
رحم آیا ہی انھین اپنے گنہگارون پر
اپنے عشاق پہ او بت نہ کر اسقدر ستم
ضبط عشاق پہ تاکید کب کرتا ہو
حسرتین آرزوئین دلین ہمارے ہون مقیم
سیکڑون دوست گئے ملک عدم ای ملکوت

چھین کر دل نہ مراد وہ کہین برباد کرین
دوست تو کیا ہین عدو بعد فنا یاد کرین
کیا عجب آج مرے نام پہ بھی صاد کرین
وہ ادھر روز نہ ہراندون ستم ایجاد کرین
سان پر تیز نہ تلوارون کو جلاد کرین
تنگ آکر نہ خدا سے تری فریاد کرین
دل سے کھینچین کبھی آہ نہ فریاد کرین
گھر یہ مدت سے ہی اُجڑا ہوا آباد کرین
کسکا افسوس کرین کسکو بھلا یاد کرین

رستم اس حال مین بیٹھے تھے کہ سمک پردہ اٹھاکر آیا عرض کی ای شہریار تا بہ طلسم نوخیز چلیے گا غلام نے تدبیر نکالی رستم نے تیغ و کپتان اٹھایا سپر پشت پر ڈالی فرمایا ای سمک یہ بڑا احسان کیا کہین پر اور کیا تدبیر ہی سمک نے سب حال بیان کیا رستم باہر نکلکر اشتر بالا کبود فرنگی پر سوار ہوے اسی اندھیری رات مین ساتھ سمک کے روانہ ہو گئے جب صحرا مین پہونچے تو تندک کو دیکھا ٹہل رہا ہی رستم کو دیکھکر سلام کیا کہا ای شہریار حقیقت مین جبتک آپ لوگ نہ پہونچین گے اور بعد نہ تسخیر ہونگے تو طلسم کیونکر شکست ہوگا جبسے ملکہ عالم قید ہوئین ہین گلستان ارم مین نہین گیا ادھر ادھر مارا مارا پھرتا ہون خشخاش جادو نے قید کر لیا تھا لیکن سمک نے بڑا کام کیا اب مرکب یہین چھوڑیے رستم نے کہا مرکب ضرور لیچلو پر وہ قاف مین مرکب ممکن نہ ہوگا تندک نے سمک کو کاندھے پر سوار کیا رستم گھوڑے پر سوار ہوے تندک نے گھوڑے سمیت رستم کو اٹھا لیا اور لیکے بلند ہوا جبل اعلیٰ سے گذر کر جب بارگاہ سلیمانی مین پہونچے رستم نے اس صحرا کو بہت پسند کیا فرمایا ای تندک ہمکو اسی مقام پر اتار دو تندک نے کہا ابھی کہ ابھی طلسم نوخیز دور ہی رستم نے نہ مانا آخر تندک نے اسی مقام پر اتارا رستم سمک کو ساتھ

لیکر ایک جانب چلے تنذک تو چلا گیا مگر رستم کئی کوس چلے تھے کہ غریو دیوان کی آواز
کان مین آئی سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک صحرائے وسیع مین کئی سو نرہ ہائے دیو جمع ہین
اور ایک دیو بلند قد کو زنجیرون مین باندھا ہو آگ روشن کی ہو سب ملکر چاہتے ہین
کہ اسکو قتل کرکے کباب لگائین وہ دیو تڑپ رہا ہو رستم نے کہا ای سمک یہ بھی
کار ثواب ہو کہ یہ سب ملکر چاہتے ہین کہ اسکو قتل کرین اگر کہو تو اسکو بچاؤن سمک نے
منع بھی کیا مگر رستم گھوڑا بڑھا کر جا پڑے اور نعرہ کیا نعرہ رستم ارشد اولاد امیر
عرب * کیبست علمشاہ چو رستم لقب * دیگر علمشاہ رومی خبر فیلزور * کہ بر تخت
مرزوق افگند * شور بہ تیغہ کیبتان کو کھینچکر جا پڑے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے جب رستم نے دو چار دیو زادو قتل کیے وہ سب بھاگے رستم نے آکر اُس دیو
کو کھولا پوچھا کہ ای برادر یہ کیا معرکہ تھا دیو نے کہا دیو صمصام میرا نام ہو مین شکار
کھیلنے آیا تھا اِن سب نے مجھے گرفتار کر لیا آپ نے بڑا احسان کیا کہ ان ظالمون
کے ہاتھ سے بچا لیا مگر آپ کا نام نامی کیا ہو رستم نے کہا نام میرا علمشاہ ہو فرزند کوچک
سلیمان ہون براے مدد سعد بن قباد آیا ہون کہ بادشاہ ہمارے براے فتح طلسم
نوخیز آئے ہین دیو صمصام نے عرض کی آپ نے میری جان بخشی کی اِسکا بدلہ تو غیر
ممکن لیکن بادشاہ طلسم جہ ہنگام تاجدار ہو اُسکی دختر بلند اختر عنبر افشان نازک ادا ہو
مین نے اُسکو پرورش کیا ہو سحر مین یگانۂ آفاق حسن مین طاق ہو اکثر ہنگام کہا کرتا ہی
کہ میری بیٹی مین وہ کمال ہو کہ طلسم مین کوئی اُسکا مثل نہین اگر آپ فرمائین تو
مین جا کر عنبر افشان سے ذکر کرون چونکہ مجھکو بہت مانتی ہو اگر میری قید کا حال
سنیگی تو آکر ایک سحر مین سب کو دیوانہ کر دیگی رستم نے کہا ای صمصام یہ کچھ ضرورت
نہین پروردگار معین و مددگار رہے ہمکو تا بہ طلسم پہونچائیگا ہمارا آنا بیکار نہ ہوگا
اگر قضا لیکر آئی ہو تو مجبور و ناچار ہین اب تم رخصت ہو ہم راہی منزل مقصود ہے
ہین کسی راہ پر پہونچ جاوینگے دیو صمصام نہ جاتا تھا مگر رستم نے بگڑکر کہا کہ میرے
ساتھ کہان جاؤگے صمصام چلا گر دل مین سوچتا ہوا کہ ای صمصام انسان کہ

ضعیف البنیان کہ ہماری خوراک ہو وہ جان بخشی کرے اور مجھے کچھ نہ ہو سکے جستجو تو
کرو آیندہ پروردگار کو اختیار ہو یہ سوچتا ہوا چلا صحراے مینوسواد مین پہونچا
اُسی صحرا مین ایک باغ ہو کہ ملکہ عنبر افشان نازک ادا اکثر اُس باغ مین آتی
ہین دو دو چار چار دن قیام رہتا ہو قضاے کار ملکہ باغ مین تھین چند کنیزون نے
جو دیو صمصام کو دیکھا پکار کر پوچھا کہ اے صمصام کہان تھے ملکۂ عالم روز تمکو پوچھا
کرتی تھین کہ ہمارا صمصام کہان ہو کئی دن سے نہین آیا صمصام نے کہا صاحبو مین
عجب مصیبت مین تھا مگر خداے نادیدہ نے بچا لیا کنیزین جو ان جوان ہنستی ہوئی
بھاگین آپس مین کہتی ہوئین کہ آج تو صمصام نے نئی بات کی خداے نادیدہ
کا نام لیتا ہو ایک کہتی ہو دیوانہ ہو گیا ہو دوسری کہتی ہو کہ چہرہ بھی اُسکا اُداس
ہو رہا ہو آپس مین کھسر پھسر جو ہوئی عنبر افشان نے پوچھا اری شغلو کیا آپین
اشارے کنایے ہو رہے ہین کسکو برا کہہ رہی ہو کہا حضور دیو صمصام کئی دن سے
غائب تھا آج آیا ہو مگر عجب حال مین ہو خداے نادیدہ کا نام لیکر تعریفین کرتا ہوا
آتا ہو ملکہ نے کہا ذرا بلاؤ تو مین تو اُس سے پوچھون کہ تو نے خداے نادیدہ کی
کیا صفت دیکھی تجھکو کیونکر معلوم ہوا کنیزون نے صمصام کو بلایا صمصام ہنستا
ہوا سامنے ملکہ کے آیا عنبر افشان نازک ادا نے پوچھا کہ اے صمصام تم کئی
دن سے کہان تھے آج تو بہت خوش خوش آئے ہو صمصام نے کہا اے ملکۂ عالم
ساکنان صحراے مینوسواد ہمیشہ سے میرے دشمن تھے آج کئی دن ہوے کہ
مین براے شکار گیا مجھکو بلوہ کر کے گرفتار کر لیا چاہتے تھے قتل کرین مین نے
لات و منات کو پکارا کوئی نہ آیا سامری و جمشید کو پکارا اُنسے بھی کچھ نفع نہ ہوا
پھر خداوند راس الشیاطین کو پکارا وہ بھی مدد کو نہ آئے جب مین نے دیکھا
دہکتی ہو دیو آگ روشن کر چکے اب آمادہ ہین کہ مجھکو ذبح کرین تب مین نے
مایوس ہوکر خداے نادیدہ کو پکارا کہ اے کریم و رحیم اِن ظالمون کے ہاتھ سے
بچا لے یہ نام لیتے ہی صحراے گرد اُڑی ایک جوان آفتاب جمال حسین و جمیل

مرکب باد رفتار پر سوار صرف ایک عیار ہمراہ نعرہ کر کے اُن دیو زادون پر آپڑا اور پانچ دیو قتل کیے آخر وہ سب بھاگ گئے مجلد کھولا نام و نشان میرا پوچھا کلمہ تعلیم کیا مین بصدق دل مسلمان ہوا اسی وجہ سے خداے نادیدہ کی تعریف کرتا ہون مین نے دریافت کیا کہ آپ کا نام نامی کیا ہو اُس جوان نے نام اپنا علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران بتایا اب طرف طلسم نوخیز کے تشریف لے گئے طلسم نوخیز پر آفت ہو گئی فرزند صاحبقران کے اُسکی شکست کی فکر مین لڑ رہے ہین کئی دربند تسخیر کیے صاحبقران بھی اُسی حوالی مین ہین اُسی جوان کی زبان سے یہ سب حال معلوم ہوا مین دیوانہ نہین ہون خدا کی تعریف کر رہا ہون عنبر افشان رسبدم پوچھتی ہو اور کہتی ہو دیو زادون سے کیونکر لڑے کہ دیو زادونکا تذکرہ ہوتا ہو صمصام نے طرز جنگ رستم بیان کیا عنبر افشان طریقہ جنگ سُنکر گھبرا گئی کہا اے صمصام تو اُنکے ساتھ نہ رہا صمصام نے کہا مین نے قصد کیا تھا مگر اُنھون نے فرمایا دیو کو ہم ہمراہ نہین رکھتے ایسے جری بے پروا میری نگاہ سے نہین گذرے یا تو والد اُنکے اگر دیو زادون سے لڑے یا اب یہ آئے ہین غرض عنبر افشان یہ حال سُنکر خاموش ہو رہی مگر دل سے کہتی ہو اُس جوان کو کیونکر دیکھون ایسے بے خوف کہ دیو زادون کے ملک مین آگئے مین پوچھا کیون صمصام لوح طلسم کا کچھ ذکر کرتے تھے صمصام نے کہا فتاح طلسم اُنکا بھتیجا ہی وہ الگ کدو کوشش کر رہا ہو ایک پوتا اُنکا اور ایک بھتیجا اور رقیلہ و کعبا اُنکے قاتل عفریت یہ سب جوان آئے ہوے ہین بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے عنبر افشان اُسوقت تو خاموش ہو رہی مگر رات کو جو بیٹھی تو نیند نہین آتی تارے گن رہی ہو زبان پر یہ اشعار بیقراری مین جاری ہین رستم کی یاد پر نظم

غم نہین گو اے فلک رتبہ ہو نعجہ خار کا	آفتاب اک زرد پتہ ہو مرے گلزار کا
زلف کے حلقے مین اُلجھا سبزہ گوش یار کا	ہو گیا سنگ زمرد خال چشم مار کا
ناخدا سے موت جو دم ہو سو ہو بار دار	عزم ہو کشتی تن کو بحر ہستی پار کا

خانۂ زنجیر سے مثل صدا اٹھتا ہون اب
یاد آتا ہو کھٹ پا مین کھٹکنا خار کا

جوش گریہ نے کیا ہو ناتوان اتنا مجھے
ٹوٹنا ممکن نہین ہو آنسوون کے تار کا

ہاتھ قاتل کے گریبان تک پہونچ سکتا نہین
اور فرط شوق ہو ہان زخم دامن دار کا

پھول جو ہو اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہو
ہر شجر اس باغ مین لاتا ہو پھل تلوار کا

خط روے یار سے ایذا اٹھائی ہو زبس
سبزے سے ہوتا ہو صدمہ میرے دل کو خار کا

گرد پیش طاق ابروے صنم گیسو نہین
کعبے پر زرغہ ہوا ہو لشکر کفار کا

او صنم تیری کر بھی آنکھ سے ثابت ہوا
رنگ اڑ جاتا ہی روے مردم بیمار کا

یاد مین تیری رقیب روسیہ جاگا تو کیا
مرتبہ عالی نہ ہو خفاش شب بیدار کا

اس پری رو کے جو کوچے کا گذرتا ہو خیال
بن کے جن سایہ لپٹتا ہو مجھے دیوار کا

اٹھکے دیوار لحد سے مردے ٹکراتے ہین سر
اک قیامت ہو صنم عالم تری رفتار کا

او صنم عاشق سے رو پوشی نہین لازم تجھے
پردہ موسیٰ سے نہین اللہ کو دیدار کا

بوے گل آتش کہین ہوتی ہو محسوس نظر
افترا ہو روز محشر یار کے دیدار کا

رات بھر ملکہ تڑپی صبح کو جو اٹھی چہرہ زرد لب پہ آہ سرد کنیزون نے جو آکر دیکھا کہا او ملکۂ عالم مزاج کیسا ہو ملکہ نے کہا صاحب کیا پوچھتی ہو جو دل پر گذر رہی ہو کیا حال بیان کرون بگوڑے صمصام نے عجب حال بیان کیا کہ دل جسنے ٹکڑے کر دیا مین والد کی ملاقات کو جاتی ہون یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوئی اڑاتی ہوئی طاؤس کو جاتی ہو راہ مین ایک پہاڑ ملا کہ اسکو کوہ نیرنگ کہتے ہین اس کوہ کو دیکھا کہ نہایت پرفضا مقام ہو ہر سمت درخت سرسبز و شاداب ہر طرف نہرین جاری پانی گر رہا ہو طائران ہوائی آکر بیٹھتے ہین زمزمہ سرائی کرکے اڑ جاتے ہین ملکہ کو وہ مقام پسند آیا طاؤس اتارا پہاڑ پر ٹہلنے لگین چہار جانب دیکھ رہی ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک جوان آفتاب عالمتاب تاج شہریاری برسر و چارقب شہنشاہی در بر موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم تخت پر سوار چہرے کی چھوٹ پڑ رہی ہی

اگر وتخت ہالہ پڑا ہوا ہو پشت پر فوج ظفر موج سرداران نامی وپہلوانان گرامی
گرد گھیرے ہوے انالہ بارگاہ کا لدا ہوا اِس دھوم سے لشکر جا رہا ہو نگاہ وجود
جمال بے مثال پر پڑی پروانہ شمع جمال ہوئی پسینے پسینے ہو گئی جی مین کہتی ہو یہ
رہی جوان ہو جسکا صمصام نے ذکر کیا تھا مگر کیونکر روکون کیا کرون فوج
ولشکر سامنے سے گذر گیا تصویر جو آنکھون سے ہٹی دل کو تھام لیا اور ٹھنڈی
سانسین بھرنے لگی مگر کچھ بن نہ پڑا آخر ناچار ہوکر اُٹھی باغ مین آئی باغ پر نگاہ
ڈالی باغ خار خار معلوم ہوتا ہو پتے خنجر بُرّان شاخون کا خم گلے پر گویا تلوار
پھر رہی ہو ہر طرف عندلیبان خوشنوا کی پکار قمریون کی کوکو سے سر پھرنے لگا
سر جھکا کر بیٹھی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہو کنیزون نے عرض کی سواری خاصہ تیار
ہو ملکہ نے کہا دل غم والم سے بھرا ہو کھانے کو جی نہین چاہتا یہان تو ملکۂ عالم
باغ مین بیقرار ہین مگر بادشاہ سعد بن قباد کی یہ منزل آخر تھی قریب دربند
پنجم پہونچے سرخاب فراق نصیب تخت پر بیٹھا ہو ذکر طلسم کشا ہو رہا ہو مگر
سرخاب نے کہا مین تو خبر سن چکا ہون کہ چھٹا دربند بھی تسخیر ہو گیا وہان کے
حاکم نے خوف جان سے اطاعت کی مگر مین وہ جنگ کرونگا کہ مسلمانون کو
بھاگتے راستہ نہ ملیگا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے کافرکو
کافرون نے بدعادی قطعہ اے فخر جہانبانی وفا ساقط از وے گوہر بہ رہین داری و
را ساقط از وے روزان وشبان زحق تعالیٰ خواہم مرکب دولت خدا با
ساقط از وے مصاحبون نے کہا پیش بار تو کہو بھائی کیا خوشخبری لائے ہرکارون
نے کہا غلام واسطے بالا دوی کے نکلے تھے سعد بن قباد وشہریار مع فوج ظفر
موج آ پہونچے سامنے آپ کے قلعے کے اُترے ہین اور یہ بھی خبر مشہور رہی کہ
صاحبقران زمان اپنے دادا جان لڑتے بھڑتے دربند ششم کو فتح کر کے طرف
دربند ہفتم کے جاتے ہین اب جا بجا مقابلے پڑینگے یہ سنکر سرخاب جادو نے
حکم دیا لشکر تیار رہو مین مقابلے مین جاؤنگا اور سب کو گرفتار کر کے لاؤنگا

یہ کہکے لشکر لیکر نکلا لشکر کو آراستہ کیا اپنے عیار سیماب تیز رفتار کو بلا کر حکم دیا
کہ مین نے خبر سنی ہو کہ صاحبقران مالک اسم اعظم ہین کس طرح ایسی تدبیر کرو
اپنے لشکر سے نکلجا دین تو لشکر کو گرفتار کرلون اور یہی تدبیر واسطے سعد شہریار کے
ہو عیار نے کہا مین تدبیر کرونگا سرخاب بیرون بارگاہ کھڑا ہوا یہ کلام کر رہا ہی
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا نشان لشکر کھلے ہوے بادشاہ جمجاہ بصد کر و فر آکے
پہونچے ایک طرف سے ابر سرخ اُٹھا یاسمن رنگین پوش مع کنیزون کے آکر
پہونچی اہتمام کرنے لگی سرخاب یاسمن کو دیکھکر بہت گھبرایا کہا صاحبو دیکھو
گھروالے بادشاہ کے شریک ہوگئے کیونکر خرابی نہ ہو دیکھو اہتمام کر رہے
ہین مگر ایسا سحر کرون کہ یہ لشکر سے نکلجائے تو مین لشکر کا خاتمہ کردون یہ کہکے
طبل جنگی بجوایا سعد بارگاہ مین جلوہ فرما ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ سرخاب
مقابلہ حضور مین آگیا اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی بادشاہ نے حکم دیا یہان بھی طبل جنگی
بجا یاسمن نے کہا ای شہریار آج کی شب بڑی حفاظت چاہیے صبح کو مقابلہ ہو اگر
حکم ہو تو مین طلایہ دون بادشاہ نے فرمایا جو مناسب وقت ہو وہ اہتمام کرو
ملکہ یاسمن چند کنیزون کو ساتھ لیکر طلاسے پر آئین بازارون کا انتظام کیا پھر
بارگاہ سعد پر آکر شہر مین اگر کوئی طائر بھی نکلتا ہی تو اُسکو سحر کرکے مار لیتی ہین
کتنی ہین کہ مجھکو تردد یہ ہی کہ سرخاب نے کیا سمجھکر طبل جنگی بجوایا ہی کوئی تو انتظام
ایسا کیا ہو جسکے سبب سے مطمئن ہی دو پہر رات گذر چکی ہی ملکہ یاسمن بیٹھی ہین
اہتمام کر رہی ہین کہ کان مین رونے کی آواز آئی بیقرار ہوکر کہا یہ کون ایسا
دردرسیدہ رو رہا ہی جاکر خبر لون یہ کہکے نشان صدا پر چلین صحرا مین آکر دیکھا
ایک نخل کے سامنے مین ایک نازنین بیٹھی رو رہی ہی یاسمن نے آکر پوچھا کہ
کیون نیکبخت خیر تو ہی باعث گریہ کا کیا ہی وہ نازنین قدمون سے لپٹ گئی اور
کہا حضور شکر ہی کہ آپ نے میرا حال تو پوچھا دو دن سے یہان پڑی ہوئی بلبلا
رہی ہون کسی نے آکر حال بھی نہ پوچھا یاسمن نے کہا تمھارا نام کیا ہی نازنین نے

جواب دیا کہ میرا نام گلشن نازک ادا ہی یہان سامنے قریہ ہی میرا باپ زمیندار ہی مین اُسکی دختر ہون قضائے کار مسلمانون کا جو گذر ہوا قریہ لوٹ لیا میری تلاش مین تھے مین نکل بھاگی لیکن ایک رسالہ دار میرے تعاقب مین چلا تھا مین آکر یہان بیٹھ رہی اگر حضور اتنی عنایت کرین کہ میرے ساتھ چلکر میرے باغ مین مجھکو بٹھا آوین تو مین مطمئن ہوجاؤن یاسمن نے کہا چلو وہ نازنین اُٹھی یاسمن کو ساتھ لیکر چلی تھوڑی دور چلکر ایک دروازہ دکھائی دیا کہا یہی کنیز کا باغ ہی ملکہ ہمراہ اُس نازنین کے جو باغ مین آئین دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہی ہر طرف نہرین بھری ہوئی ہین طائران زمزمہ سرا چہکار رہے ہین بہار پیرایے عالم کو پکار رہے ہین جوانان باغ لباس سبز زیب جسم کیے اکڑ رہے ہین کسی جانب چمن زعفران زار کہ جسکو دیکھکر ہنسی آتی ہی ملکہ یاسمن ساتھ اُس نازنین کے مصروف سیر باغ ہوئین کنیزون سے کہا جاؤ جاکر بادشاہ سے اطلاع کرو کہ یہان تشریف لایے ایسی سیر ہی کہ بہت خوش ہوجیے گا کنیزین روانہ ہوئین وہ نازنین ہمراہ یاسمن سیر کر رہی ہی چمن دکھاتی پھرتی ہی یہان سعد جہ بیدار جو فرمانے لگے کہ صاحبو ملکہ یاسمن نے کیا انتظام کیا ہرکارون نے عرض کی کہ ملکہ یاسمن دروازے پہ نہین ہین بادشاہ بیقرار ہوکر نکل آئے ایک ایک سے پوچھ رہے ہین کہ ملکہ یاسمن کہان ہین ملازم عرض کر رہے ہین کہ وہ بہرات گئے طرف صحرا کے گئی تہین پھر پلٹ کر نہین آئین یہ ذکر تھا کہ کنیزون نے آکر عرض کی کہ حضور آپ کو ملکہ یاسمن نے بلایا ہی یہان سے تھوڑی دور پہ ایک باغ ہی اُسکو ملاحظہ فرما رہی ہین حضور تشریف لے چلین بادشاہ نے افسرونکو حکم دیا کہ طرف میدان کارزار کے چلو مین ملکہ یاسمن کو بلا لاؤن ایسا نہ ہو کہ اُنکے خلاف گذرے اور فرمائین کہ ہمنے بلایا تو تشریف نہ لائے یہ فرماکر سوار ہوے فیروزہ نے کہا بھی کہ حضور لشکر میدان کارزار مین جا پہنچا ہی جب آپ نہ ہونگے تو کون مقابلہ کریگا حریف کو کون جواب دیگا بادشاہ نے فرمایا

تم لوگ چلو مین ابھی آتا ہون یہ فرما کر ہمراہ کنیزون کے روانہ ہوے کل لشکر تیار ہوکر میدان مین آیا مگر بادشاہ وجیجاہ ہمراہ کنیزون کے جاتے ہین جب صحرا مین پہونچے تو دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا رو رہا ہو بادشاہ نے جو اُس درد رسیدہ کو دیکھا حال پوچھا اُسنے کہا میرے فرزند پر کسی نے سحر کردیا ہو کہ وہ دیوانہ ہو گیا ہو تو ایک حکیم نے بتایا ہو کہ پاس سعد شہریار کے جاؤ لوح محفوظ اگر چند ساعت کو ملے تو لاکر اُسکا پانی دھو کر پلاؤ تو اُسکی وحشت جاتی رہے حضور فرزند کی محبت آج تین دن سے اُس شہریار کو ڈھونڈ رہا ہون اور سنتا ہون کہ وہ حق ابن حق ہین ہر چند کہ لوح محفوظ اُنکی حفاظت ہو مگر ضرور رحمت کرینگے بادشاہ وجیجاہ کو بڑا افسوس آیا فوراً لوح گلے سے اُتاری فرمایا یہ لیجاؤ پانی پلا کر لاؤ وہ شخص لوح محفوظ لیکر ایک طرف چلا بادشاہ ساتھ کنیزون کے باغ مین جو آئے تو دیکھا ملکہ یاسمن شگفتہ اُسی باغ مین پھر رہی ہین بادشاہ کو دیکھکر بلایا بادشاہ ساتھ یاسمن کے مصروف سیر ہوے لیکن لشکر جو میدان کارزار مین پہونچا تھا اُدھر سے سرخاب جادو بھی فوج لیکر آیا دیکھا لشکر آکر پہونچا صفین آراستہ کرکے نقیبون کو اشارہ کیا نقیب میدان مین آئے یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے

نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار ۔ تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آپ ہو فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو ۔ ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا ۔ جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سرداری مین ۔ عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام ۔ ارغنون وار صدا گونجتی تھی صوت ہزار
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین ۔ کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ ۔ واہ ری تیری تنک ظرفی یہ این عز و وقار
جسپہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس ۔ آجکل وہ لب جو چیند کا ہو آئینہ دار
قمر کو جا بیند و باشند و نکو وانکے دیکھو ۔ تکیہ گور و گور زن آج ہو ہر ایک کا مزار

سینہ لبریز تمنا و بلب مہر سکوت	نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ جیلین نہ تڑپین نہ خود آرائی ہے	کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے بہا و رجو بہتے لگے مگر سرخاب فراق نصیب
تخت سے اُترا میدان مین آیا ایک گولہ جھولی سے نکالا اُٹھا کر مارا کہ آسمان پر
جاکر پھٹا اسقدر دھوان پیدا ہوا کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا تمام لشکر والے اُسی
دھوئین مین مبتلا ہوے لشکر کا یہ حال کر کے ایک دیوار دود آتش سرد دو نے گرد
لشکر بنا دی کہ کوئی نکل نسکے بارگاہ خیمہ وغیرہ اُسی دُھوئین کے اندر رہے اہل لشکر فریاد
کر رہے ہین سرخاب جادو یہ سامان کر کے پلٹا وہان بادشاہ ہمراہ یاسمن مصروف
سیر باغ ہین یہان سرخاب نے یہ آفت برپا کی مگر سرخاب جو پلٹا قلعے مین آیا اہل
لشکر سے کہا صاحبو تمنے دیکھا مین نے کیا انتظام کیا اب بادشاہ اور یاسمن بھی
گرفتار ہو کر آجاوینگے میرے سحر نے لوح محفوظ لے لی اب بادشاہ بیکار ہین یہ باتین
کہتا ہوا بارگاہ سے اُٹھا محل مین آیا عنبر افشان نازک ادا کو خبر ہوئی کہ سرخاب
فراق نصیب آتے ہین برائے استقبال اُٹھی سرخاب نے کہا اے نور نظر اب کیون
گھبراتی ہو مین نے انتظام کر دیا سارا لشکر سعد کا مبتلاے سحر کر دیا بادشاہ و یاسمن
فلان باغ مین سیر کر رہے ہین جبتک مین نہ چاہونگا نہ پلٹین گے عنبر افشان نے
جو یہ باتین سُنین یاد مین بادشاہ کی بیقرار ہو رہی تھی سوچی کہ اِسوقت مین اُنکی
مدد کرنا ازجملۂ واجبات ہے باپ سے کہا آپ نے سب کو پھنسا دیا مین بھی چلکر تماشہ
دیکھونگی پھر سرخاب سے کہا اے والد نامدار مجھکو بھی ہمراہ لے چلیے کہ اُن لوگون کو
مین بھی دیکھ لون کہ آپ نے کیا سحر کیا ہے سرخاب عنبر افشان کو ساتھ لیکر
میدان مین آیا دکھایا کہ دیکھو دیوار دُھوئین کی گرد لشکر ہے عنبر افشان نے
کہا مین سحر کرون کہ یہ سب جلنے لگین اِنکا زندہ رہنا بہتر نہین ہے سرخاب نے کہا
بیٹا تم تو جانتی ہو کہ سحر تین دن کا ہوتا ہے آج کے تیسرے دن آسمان سے آگ
برسے گی یہ خود جل جاوینگے تمہارے سحر کی کون ضرورت ہے عنبر افشان خاموش

ہو رہی سرخاب جادو بیٹا عنبر افشان یہ حال دیکھکر بیقرار ہو گئی جب دیکھا کہ اب
سرخاب چلا گیا تو عنبر افشان ایک پہاڑ پر آئی وہان آکر شعری جھولی سے ماش
کے دانے نکالے طرف لشکر اسلام کے پھینکے وسعدان شق ہوا جب وسعدان شق
ہوا تو اہل اسلام کو آرام ملا ملکہ عنبر افشان وہان سے پھر طاؤس پر سوار ہوئی یہان
سعد شہریار و یاسمن اور دوسری وہ نازنین جو لگا کر لائی ہو معروف سیر باغ مین کہ آسمان
سے آکر ایک برق گری کہ اُس نازنین کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اُسکے آواز
آئی کشتی مرا نام حسن مکار جادو بود ملکہ یاسمن نے گھبرا کر کہا اے شہریار ہمین اور آپکو
یہان کون لایا نہین معلوم لشکر پر کیا گذری برے وقت پر آپ چلے آئے بادشاہ
نے فرمایا مین تو تمھارے نام سے آیا ورنہ مین جانتا تھا کہ سرخاب سے مقابلہ ہی
دیکھیے لشکر پر کیا آفت برپا کی۔ جو سر اٹھا کر دیکھا ایک نازنین آفت جان نے کہ ایک
طاؤس پر سوار ہے پھر کر کے اُس نازنین کو مارا ہے کہ اُسنے پکار کر کہا واہ بی یاسمن اس مکار
کے سحر مین ایسی مبہوت ہوئین کہ لوح محفوظ شہریار سے نکالا دی اب طرف لشکر کے
چلیے مین حاضر ہوتی ہون یہ کہکر طاؤس بڑھایا ایک طرف نکلگئی ملکہ یاسمن و سعد
باتین کرتے ہوئے پہنچے گہہ کارون نے سرخاب کو خبر دی کہ آپ کے آنے کے
بعد وسعدان وغیرہ غائب ہو گیا لشکر مسلمانان مین خوشی ہو رہی ہے یہ سنکر سرخاب
اٹھا لشکر کو ہمراہ لیکر سوار ہو امیدان مین پہنچا دیکھا لشکر بہ آرام آتا ہوا ہے
وسعدان وغیرہ [illegible] ساحرون سے اشارہ کیا ان سب کو مار لو ساحر جو ہمراہ سے
تو لیکر بڑھے سحر کرنے لگے آسمان سے آگ برسنے لگی جسپر شعلہ گرا وہ جلگیا ہر طرف سے
فریاد کی صدا بلند ہوئی تھی الٰہی تو کریم کارساز ہے اے مالک بے نیاز اس آفت سے
بچا۔ چند کنیزان یاسمن جو یہان موجود ہین وہ سحر کو روک رہی ہین مگر اُنکے
سحر کو یہ کیا لیاقت ہے کہ سرخاب کے سحر کو روکے جو بڑھکے سحر کر رہی ہین لیکن
آسمان سے آگ کا گرنا موقوف نہین ہوتا کئی ہزار آدمی فوج کے جلکر خاک ہوئے
بعض گھوڑون سے گر پڑے ہین چاہتے ہین اُٹھین ہاتھ پاؤن مین اُٹھنے کی طاقت

جتنین دعائین مانگ رہے ہین کہ یا کریم و رحیم اس آفت سے نجات دے خود کمترا
سوا سرخاب جو کرہ بار بار جب گولا مارتا ہی آگ کو ترقی ہوتی ہی مگر اہل اسلام نے جتنی
بابات کر دعا کی ہوا سے گرد اڑی دیکھا سعد شہریار و ملکہ یاسمن رنگین پوش فقتے ہین
آتے ہین ہرکارے سے لشکر اسلام کے جو جین لقب خاک آلودہ رہے ہین بادشاہ کو
دیکھا شگفتہ ہو گئے کہا اے شہریار آپ کے بعد یہان بڑی آفتین برپا ہوئین ایک
مرتبہ دشمنوں نے لشکر کو گھیر لیا پھر وہ دشمن جاتا رہا اب سرخاب آپڑا ہی تمام
لشکر پامال ہوا جاتا ہی بادشاہ نے طرف یاسمن کے دیکھا یاسمن نے طاؤس بڑھایا
اور جھول پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے طرف آسمان کے پھینکے چند سپرین
فولادی پیدا ہوئین لشکر اسلام پر تھرانے لگین جو شعلہ گرا سپرون نے اپنے اوپر
لیا گویا سینہ سپر ہین پھول سپرون کے شگفتہ ہیں جس سے شعلہ گرتا ہی سپرین بڑھکے
شعلے کو اپنے اوپر روکتی ہین سرخاب نے جو یہ ماجرا دیکھا ایک ساحر کو اشارہ
کیا کہ بادشاہ کو اٹھا لا بادشاہ گھوڑے پر سوار جا رہے ہین تلوار کھینچکر جا پڑون کر
بلند جادو فرستادہ سرخاب تڑپ کر آسمان سے گرا اور بادشاہ کو لیچلا یاسمن
نے ہر چند منتر پڑھے مگر وہ ساحر نہ رکا حیران دیکھ رہی ہی اور کہتی ہی صاحب
جیسے بڑی غفلت ہوئی سرخاب نے اپنا رنگ جما لیا افسوس ہی بادشاہ نے
بڑا دھوکا کھایا اے فیروزہ بڑھکر خبر تو لو کہ وہ نازنین جو مدد کو آئی ہی وہ کہان گئی
مگر ملکہ عنبر افشان جو بادشاہ کو باغ سے باہر کرکے چلی ایک صحرا مین دیکھا ایک
ساحر عجیب بشکل عجیب لوح محفوظ لیے ہوئے جاتا ہی دوسرا ساحر اسکے ساتھ
ہی اس سے کہتا جاتا ہی کہ مین نے ایسا فقرہ دیا کہ بادشاہ نے تختی مجھکو دیدی اب
مین بخدمت سرخاب فراق نصیب جاتا ہون عنبر افشان نے آسمان سے سحر
کیا وہ ساحر چلاتا ہی در کوہ مین ہو کر نکلا اُن کے درہ کوہ سے آواز آئی او
پلنگ جادو کہان جاتا ہی ذرا پلٹ کر مجھ تک تو آ پلنگ نے پلٹ کر دیکھا کہ
ایک نازنین نہایت حسین و جمیل مسکراتی ہوئی آتی ہی پلنگ نے کہا اے آفت جان

کہان سے آتی ہو نازنین نے کہا تمھارا شوق لایا ہو خواب مین تمکو دیکھا تھا مجھے
تمنے خواب مین لوٹ لی کچھ بن نہ پڑا آخر تلاش مین نکلی شکر ہو خداوند جمشید ثانی
کا کہ تم اس مقام پر ملگئے اب میرے ساتھ چلو باغ مین چلکر صحبت آراستہ ہو مین وہ
انتظام کرون کہ تمکو اٹھو پھر خوش رکھون پلنگ جادو ساتھ اُس نازنین کے
چلا تھوڑی دور جاکر وہ نازنین بیٹھ گئی کہا اے پلنگ جادو اصل یہ ہو کہ باپ میرا
بڑا ساحر زبردست ہو اُسکو حال میرے عشق کا معلوم ہوگیا اُسنے وہ سحر کیا ہو کہ
پانوُن جلے جاتے ہین اب کچھ ایسی تدبیر کرو کہ میرے اوپر سے سحر اُترے پلنگ
نے کہا میرے پاس وہ شی ہو کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اُس نازنین نے پوچھا وہ کیا شی
ہو پلنگ جادو نے لوح محفوظ جھولی سے نکالی کہا لو اسکو گلے مین ڈال دو تاثیر
سحر جاتی رہیگی اُس نازنین نے لوح محفوظ لی عنبر افشان نے جو آسمان سے دیکھا
کہ مطلب ہوگیا لوح محفوظ میری فرستادہ کے قبضے مین آئی آسمان سے برق چمکائی
کہ پلنگ جادو کے دو ٹکڑے ہوے آسمان سے اُترکر لوح محفوظ لی اور پھر تخت
پر بیٹھکر روانہ ہوئی یہان وہ وقت ہو کہ سعد کو وہ ساحر سامنے سرخاب کے
لایا ہو سرخاب کہہ رہا ہو کیون سعد شہریار آپ نے بڑی بدمت پر کمر باندھی ہو یہی
اطاعت کرو ورنہ قتل کرونگا سعد اگرچہ سحر مین تھے مگر جواب دیا جو تجھسے ہوسکے
قصور نہ کر سرخاب نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ تمام افسران فوج کہ رہے ہین اگر
آپ نے اسکو قتل کیا تو مسلمانون کے زور ٹوٹ جاوینگے یہی جوان طلسم کشا ہو
جلاد نے آکر سعد کا بازو تھاما زیر تیغ بٹھایا آوازین دے رہے ہین فرد سلطنت
سلطان کند فریاد بر جا و جیست مرغ زار از الاشد ملعتہ بر جنیا جیست گرد نیر
کوے کا خط کھینچا منتظر ہو کہ دوسرا حکم ملے تو قتل کرون فیروزہ بن عمرو ایک ساحر
کی شکل بنا ہوا کھڑا ہو ساتھ والون سے کہ رہا ہو بادشاہ بڑا کرتے ہین کہ اس جوان
کے قتل کا ارادہ ہو کہ جسکا قتل ہونا بہت دشوار ہو خداوند سابق لکھ گئے
ہین کہ کوئی طلسم کشا کو قتل نہین کرسکتا مگر مین حیران ہون کہ اب یہ کیونکر بچین گے

لیکن سرخاب چاہتا ہو دوسرا حکم دون کہ آسمان سے ابر سنہرا پیدا ہو اور رعد کی
گرج برق کی چمک سرخاب نے کہا لو صاحب ملکہ عنبر افشان آتی ہین اسکو بھی
افسوس ہو کہ ملک تباہ ہوتا ہو ماری ماری پھر رہی ہو دیکھو تو اسکا حال کیا ہو گیا
ہو چہرہ زرد لب پر آہ سرد گویا دل مین درد کئی دن سے کھانا ترک ہو اب جو آئے
تو مین کہون کہ اے نور نظر کیون اتنی بیقرار ہو طلسم کشا قتل ہوتا ہو اب کسی کی مجال نہین
ہو کہ طلسم پر دست انداز ہو خداوند سامری لکھ گئے ہین کہ اگر کسی نے کوشش کر کے
سعد کو قتل کیا تو کئی ہزار برس طلسم قایم رہے گا اور عزیز و اقارب جو کوشش
کرینگے گو طلسم مین نہ آسکینگے اور جو آئیگا وہ گرفتار ہوگا یہ ذکر تھا کہ ابر سنہرا
آکر چھایا سب نے دیکھا کہ ملکہ عنبر افشان قطرے پسینے کے جبین سے ٹپک رہے
ہین صاف ظاہر ہو کہ آسمان سے بارش مروارید ہو رہی ہو مگر انتہا کا اضطرار دل
بیقرار سعد شرقی کو دیکھا سرنگون بیٹھے ہین ایک جلاد صاحب بیدار خنجر کھینچے کھڑا ہو
عنبر افشان اُتری سرخاب نے گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند کیون اسقدر بیقرار
ہو لو طلسم کشا کو گرفتار کرا منگایا اب قتل کرتا ہون عنبر افشان نے کہا اس شخص
کے مقدمے مین کیا کیا حکم ہین خداوند لکھ گئے ہین کہ آجتک ایسا جلیل طلسم مین
نہین آیا ساکنان طلسم کو مناسب ہو کہ اپنی حفاظت کرین اس جوان سے ڈرین
اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو مین قتل کرون پہلے ہاتھ کاٹونگی پھر پانون قلم
کرونگی سرخاب کیا جانے کہ اسکے دل مین کیا ہو بیساختہ حکم دیا اے عنبر افشان
خوشی تمھاری عنبر افشان نے کہا مجھکو ڈر ہو کہ جلاد میل نہ کرے اور مین میل کرونگی
ایک ہاتھ مین سر تن سے جدا کرونگی اُس تڑپے مارون کہ تڑپ تڑپ کر جان
دے اور کچھ نہ ہو سکے یہ کہکے نیمچہ تو اتق ہوئی بڑھی اور نیمچہ ہلایا کہ نیچے سے برق
گری جلاد کے دو ٹکڑے ہو سے جلاد کو مار کر چلا کر کہا اے شہریار یہ لوح محفوظ
موجود ہو اسکو گلے مین پہنے سعد نے لوح محفوظ لیکر گلے مین پہنی تمام قید ٹوٹ کر
گری سرخاب نے نعرہ کیا ارے اس گیسو بریدہ نے غضب کیا کہ طلسم کشا کو لوح

محفوظ تھا یہ سوچا دی اب طلسم کشا کو کون قتل کر سکیگا سعد نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا نعرۂ سعد

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
منم صف شکن شیر دل نوجوان	نہال گلستان صاحبقران

تلوار کھینچکر ڈپٹنے لگے عنبر افشان نے بھی سحر کیا ملکہ یاسمن نے لشکر بڑھایا سرخاب
نے خیال کر کے دیکھا کہ چہار طرف سے سحر کا گھیرا پڑا ہوا ہو لشکر ساحران قتل ہو رہا ہی
حیران تھا کہ کیا کرون مگر سعد شہریار جنگ رستمانہ کرتے ہوے جس غول پہ پہونچے
اُسکو درہم و برہم کر دیا کئی صفین الٹ کر مقابلہ سرخاب مین پہونچے سرخاب نے
جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا پیچھے ہٹا چاہتا تھا نکل جاؤن مگر دیکھا ہر طرف سے
دیوارین کھینچی ہین کسی طرف نکلنے کا راستہ نہین عنبر افشان اور یاسمن کے سحر سے
دیوارین کھڑی ہوئی ہین جدھر جاتا ہو یہی معلوم ہوتا ہو کہ مجھکو شیر گھیرے ہوے ہین
آخر سعد کے سامنے آیا کئی سحر کیے مگر سحر نے تاثیر نہ کی ناچار ہو کر ہاتھ تلوار کا
مارا عنبر افشان ایسے سحر کر رہی ہو کہ ایسا نہ ہو سرخاب بھاگ جائے بادشاہ نے
تلوار روک کر ہاتھ مارا سرخاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نے سپر کو
کاٹا سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری سر سرخاب کا زخمی ہوا سرخاب زخمی ہو کے
پیچھے ہٹا سعد نے گھوڑا بڑھایا بیچ مین کئی جادوگر آ پڑے مگر ہاتھ سے سعد کے
مارے گئے جو بڑھکر آیا لقمۂ شمشیر آبدار ہوا آخر قریب سرخاب کے پہونچے
سر سے اُسکے خون بہ رہا ہو چاہتا ہو فرق زمین ہو جاؤن مگر عنبر افشان نے
زمین کو سنگ لاخ کر دیا ہو چہار طرف شیر پھر رہے ہین سرخاب کو کچھ نہ بن پڑا
بادشاہ کے سامنے آیا کہا اے شہریار اطاعت کرتا ہون اگر میری جان بخشی ہو بادشاہ
نے فرمایا اگر اطاعت اسلام اختیار کر تو تیری جان بخشی ہو ورنہ تجھکو اختیار ہی
بدون قتل نہ چھوڑونگا تو نے اپنے نزدیک تو خاتمہ کر دیا تھا مگر خدا نے مدد کی
کہ تجھ ایسے ظالم کے ہاتھ سے بچایا سرخاب قدمون سے لپٹ گیا کہا میری خطا
معاف کیجیے ہم خطا وار ہین آپ صاحب خلق و فتاح طلسم ہین جو مناسب ہو اُس

غلام کے حق مین کہیے جب سرخاب نے یہ کہا تو بادشاہ نے اُسکو مطیع اسلام کیا بعدہٗ
سرخاب نے فوج کو منع کیا کہ یارو جنگ نہ کرو مین نے اطاعت کی یارو ظاہر رہے
کہ جو اِنکی اطاعت کریگا اُسکی جان بچیگی اور جو اطاعت سے گردن ہٹائیگا وہ مارا جائیگا
عمر طلسم تمام ہو چکی خداوند کا کہنا تخت نشین ہوا ہین کتاب مین لکھا ہو کہ فلان سنہ
مین اور فلان مہینے مین مسلمان بلوہ کرینگے پھر طلسم نہ بچیگا بانی اِسکے لوح بنا گئے ہین
جسدن وہ لوح طلسم کشا کو ملیگی اُسی دن خاتمہ ہی خداوند اپنی جان بچا دین ہم لوگ
تو مطیع ہو کر بچ بھی جاوینگے لیکن خداوند کیونکر امان پاوینگے مسلمانون کو بہت ہی
ناگوار ہی کہ اِنسان خدائی کرے اور یہ لوگ سجدہ کرین مسلمانون کا اعتقاد ہی کہ
ہمارا پروردگار ہر مقام پہ حاضر و ناظر ہو اُسی کی قدرت کا ظہور ہو سب افسر آکر
قدمون پر گرے بادشاہ نے سب کے عہدے قایم رکھے چارون دربندون کے
حاکم پانچوان سرخاب فراق نقیب بادشاہ کے ہمراہ ہین مگر عنبر افشان جادو
علٰحدہ علٰحدہ آتی ہی عنبر افشان نے جو یاسمن کو دیکھا کہ بادشاہ سے باتین کرتی
ہوئی خوش اور بحال آتی ہو بہت ناگوار ہوا اگرچہ چارہ نہ تھا سعد بھی بنگاہ محبت
ملکہ عنبر افشان کو دیکھ رہے ہین عنبر افشان نے عرض کی ای شہریار دار الامارہ مین
چلیے بادشاہ دار الامارہ شاہی مین آئے آکر تخت پر بیٹھے مگر سرخاب کو بسبب ملکہ
عنبر افشان بڑا انتشار ہو ساتھ والون سے کہ رہا ہو کہ یارو کیا سبب ہوا کہ یہ مطیع
ہوگئی دونون جادوگرون کو اِسی نے مارا اصحاب کہتے ہین ای شہنشاہ آج کئی
دن سے ملکہ بہت بیقرار تھین جسکا یہ انجام ہوا کہ لوح محفوظ آکر وقت پر پہونچائی
دونون جادوگرون کو مار لیا سرخاب نے کہا یارو میرا ارادہ ہو کہ آج شب کو
عنبر افشان کو لیجاؤن بخدمت بادشاہ طلسم پہونچاؤن ہنگام کو اختیار ہی چاہے
قتل کرے چاہے بخشے مین اپنا کام کرون اگر میری کوشش سے طلسم بچ گیا تو قدرت
پر احسان ہوگا قدرت بہت مانینگے اور فرماوینگے کہ ای سرخاب تجھنے بہت
بڑا کارنمایان کیا کہ اہل طلسم کو بچا لیا دن بھر ایسی ایسی فکرین کیا کیا شب کو سب نے

آرام کیا سرخاب فراق نصیب شب کو جاگتا رہا آخر اپنے مقام سے اُٹھا جس کمرے
مین ملکہ عنبر افشان سو رہی تھین آکے سحر کیا سوتے مین بیہوش ہو گئین سرخاب نے
عنبر افشان کو اُٹھایا کاندھے پر ڈالکر لے چلا مگر حیران ہو کہ کہان لے جاؤن خدمت
بادشاہ طلسم مین لیجاؤن یا خدمت مین خداوندی پہونچون جاکر حال کہون مگر قدرت
دعویٰ عشق کرینگے پاس ہنگام کے لے چلو یہ سوچکر اُڑا عنبر افشان کو لے چلا لیکن
چونکہ راستہ دور تھا خیال مین گذرا کہ راہ مین کسی مقام پر ٹھہر جاؤ ایک دن بسر کرو
دوسرے دن شہر سلطانیہ مین چلون کہ ہنگام تاجدار کو تخت پر پاؤن راہ مین
قریہ ہو کہ اُسکو قریۂ سیماب کہتے ہین سیماب جادو وہان کا حاکم و ناظم ہو جاکر سیماب کے
پاس ٹھہرا سیماب نے حال پوچھا تمام کیفیت سرخاب نے ظاہر کی کہ اسطرح شکست
ہوئی کچھ بن نہ پڑا آخر بھاگ آیا سیماب نے ایک قصر مین سرخاب کو اُتارا لیکن
باہر سے دیکھتا ہو کہ اُس مکان مین روشنی ہو گئی حیران ہو کہ آفتاب کہان سے آیا
کہ خانۂ تاریک روشن ہو گیا جھانک کر دیکھا کہ سرخاب مسند پر بیٹھا ہو سامنے
ایک آفتاب عالمتاب زنان مین سوزن بال چہرے کے بکھرے ہوے معلوم
ہوتا ہو کہ شب و روز ملتے ہین اور جو گیسو بلہاتے ہین صاف ثابت ہوتا ہو کہ شام
ہجر عاشقان ہو یا نمونۂ ظلمات ہو بوے خوش آ رہی ہو سیماب نے جو اُس معشوقہ
کو دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پکار کر آواز دی کہ میان سرخاب ذرا باہر آیئے
مجھے کچھ عرض کرنا ہو سرخاب تھرتھراتا ہوا سامنے آیا دیکھا کہ سیماب آنکھون مین اپنے
آنسو بھرے کھڑا ہو پوچھا کیون خیر تو ہو سیماب نے کہا اے شہنشاہ یہ نازنین کون ہو
سرخاب نے جوابدیا یہ میری بیٹی ہو اس سے خفا ہوئی مین اسکو مشکین باندھکر
لایا ہون اب خدمت شاہ طلسم مین لیے جاتا ہون سیماب نے کہا مین نہ لیجانے
دونگا مناسب یہ ہو کہ اسکو میرے پاس چھوڑ دیجیے آپ بخدمت ہنگام جایئے
سرخاب نے کہا مین ایسا نہ کرونگا سیماب خاموش ہو رہا مگر دل مین برابر آگ
جل رہی ہو سوچتا ہو کہ بڑے غضب کی بات ہو کہ باپ بیٹی کو قتل کرانے لیے جاتا ہو

رات کو چرا لونگا جب رات کو سرخاب سویا تو سیماب اپنے مقام سے اٹھا دبے
پانوں خیمے مین آیا آکر عنبر افشان سے اشارہ کیا کہ مین تمکو لیے چلتا ہون مگر مجکو
قبول کرنا عنبر افشان نے دیکھا کہ یہ وقت غنیمت ہو اس سے اقرار کر لو یہ سوچکر سیماب
کو سہارا دیا سیماب نے عنبر افشان کو اٹھایا کاندھے پر ڈالکر لے چلا باہر آکر پشتارہ
درست کیا پھر پرواز پیدا کر کے چلا راہ مین کوہ نیلی ہو اس پہاڑ پر آ کے ٹھہرا جیسے
بیٹھا قصد کیا کہ اس معشوقہ سے باتین کرون اگر مان لے تو وصل حاصل کرون تو
مالا مال ہو جاؤنگا اور اگر نہ مانیگی تو لیکر بھاگ جاؤنگا یہ سوچکر ہوشیار کیا کہا او ملکۂ عالم
مین تمکو نکال لایا اب وعدہ اپنا پورا کر و ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے ہماری سوزن
نکالو سیماب نے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن نکلی تڑپ کر عنبر افشان الگ ہوئی
کہا او گنوار ایسا خیال محال دل مین لایا خبردار الگ رہنا سیماب نے گود مارا
عنبر افشان نے کاٹا باہم سحر ہو رہے ہین اور لڑ رہے ہین مگر عنبر افشان عاجز ہو رہی ہو
کیونکہ نکلون یکایک کوہ نیلی پھٹا ایک ساحر زبردست پیدا ہوا آواز دی ار
تم کون ہو کہ میرے پہاڑ پر میرے سامنے لڑ رہے ہو عنبر افشان کو دیکھکر بیقرار ہو گیا
پکار کر کہا او ملکۂ عالم مین اسکو مارلون مگر مجھکو قبول کرنا ملکہ نے سر ہلا دیا نیلی پوش
نے کاردھو نکالکر پھینک ماری ہر چند سیماب نے ارادہ کیا کہ بچون مگر سیماب رنیچا
کشتہ ہو گیا یہان آتا اسکے واسطے اکسیر تہ ہوا مار کر سیماب کو نیلی پوش نے کہا او
ملکۂ عالم الکریم اذا وعد وفی ملکہ عنبر افشان نے کہا او بیحیا حلوہ خوردن را روے
باید ذرا سوچ تو مین عاشق جمال سعد شہریار ہون تو ایک ساحر صحرائی ایسا ارادہ
کرتا ہو میرے ساتھ چل مین انعام و نوادونگی کہ تو نے خیر خواہی کی یہ سنکر نیلی پوش نے
کہا مین کیا دیوانہ ہون جو تجھکو جانے دونگا یہ کہکے ارادہ کیا کہ دست انداز ہون
ملکہ نے اسپر بھی سحر کیا آپس مین سحر ہونے لگے پہاڑ جو پھٹ گیا ہو اسمین سے شعلے
نکل رہے ہین ہزارہا طائرون نے آکر عنبر افشان کو گھیرا ہو مگر عنبر افشان اپنے کو
بچا رہی ہو کبھی طائرون پر حملہ کرتی ہو کبھی نیلی پوش پہ جا پڑتی ہو مگر نیلی پوش لیے ایسے

سحر کرتا ہو کہ عنبر افشان بشکل بچی ہو یہان صبح کو جو بادشاہ اُٹھے فرمایا بارگاہ مین سب
آئے مگر سحر خاب اور عنبر افشان نہین آئے فیروزہ بیقرار ہو کر براے تلاش گیا
کمرے مین آکر دیکھا ملکہ کو نہ پایا فیروزہ سامنے سعد شہریار کے آیا سعد نے پوچھا
کیون ای فیروزہ کیا ہوا فیروزہ نے سب کیفیت بیان کی کہ اسطرح باپ اُسکا اُسکو
لے گیا نہین معلوم کہان گیا سعد نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ ای یار وفادار
جاکر تلاش کرو فیروزہ نکلا پھرتا ہوا سامنے کوہ نیلی کے آیا دیکھا شعلۂ برق سے
ہین عنبر افشان سے ایک ساحر لڑ رہا ہو فیروزہ کنارے ہوا اگر نیلی پوش نے
طائرون کو آواز دی کہ ہان یارو اگر ہو سکے تو اسکو گرفتار کر لو فلان مقام پر
خاک قبر جمشید کی ڈبیہ رکھی ہو وہ اٹھا لاؤ ایک طائر گیا ڈبیہ لاکر نیلی پوش کو دی
نیلی پوش لڑتا ہوا سامنے آیا عنبر افشان نے نیمچہ کھینچا چاہا ہاتھ مارون لیکن پہلے
آواز دی کہ خبردار ہوشیار رہنا نیلی پوش نے سر زخمی کرا کے ڈبیہ کھولدی خاک
جو اڑی عنبر افشان گری نیلی پوش نے زبان مین سوزن دی بر سر کوہ لایا اور
ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا بیقراری مین یہ کیفیت تھی کچھ
دل کی عجیب حالت تھی یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی

نظم

آیا مرے گھر شب کو جو وہ رشک قمر آج
شاید مری آہون نے کیا دل پہ اثر آج

پہلو مرا خالی ہو گیا یار کدھر آج
قابو مین نہ دل ہو نہ سنبھلتا ہو جگر آج

اٹھو اٹھکے غبار اپنا جو ہوتا ہو تصدق
کیا گور غریبان مین ہوا اُسکا گذر آج

کیا خانۂ دل مین مری حسرت ہوئی مردہ
کیون پیک نفس نے مجھے دی آکے خبر آج

معلوم ہوا خواب مین مجھکو ہوئی معراج
زانو پہ رہا اُنکے جو شب بھر مرا سر آج

وہ آئے عیادت کو دم نزع تو بولے
ہو حور کی خواہش جو عدم کا ہو سفر آج

خورشید جہان تاب مین سوزش ہی نہ ہوگی
جلتے ہین کچھ اسطرح سے داغ جگر آج

کیا دل پہ اثر کچھ مرے نالون نے کیا ہو
بتلایئے ای مشفق من آئے کدھر آج

کچھ ساز ہوا بخت سیہ سے مرے شاید
سطوت نہین ہوتی شب فرقت کی سحر آج

نیلی پوش نے یہ اشعار سنکر کہا او ملکۂ عالم بدون حصول وصل نہ چھوڑونگا کہ پہلو سے آواز
آئی زمین تھرا گئی نیلی پوش نے پلٹ کر دیکھا کہ خداوند جمشید ثانی تشریف لاتے ہین
جمشید ثانی کو دیکھکر اُٹھا مگر کانپنے لگا جمشید نے کہا کہ او نیلی پوش بڑے مغرور ہوگئے
ہو ہماری خاص بندی پر ہاتھ ڈالتے ہو بہتر اسی مین ہو کہ سامنے آؤ ہم تمکو ایک جام
پلا دین جسکے اوصاف قدرت اول لکھ گئے ہین کہ اس شراب کا پینے والا ہزار سال
زندہ رہیگا نیلی پوش خوش ہوگیا کہا یا خداوند تشریف لائیے مگر ڈر سے کانپ
رہا ہو زبان سے کچھ نہین نکلتا دل مین تاؤ پیچ کھا رہا ہو کہ مقام افسوس ہو کہ قدرت
اب اسکو لیجا دینگے ایسا نہ ہو اگر مین روکون تو مجھے جلا دین منتین کرنے لگا کہتا تھا
یا خداوند جو آپ فرمائین وہ کرون اگر حکم ہو تو مین عنبر افشان کو چھوڑ دون جہان
دل چاہے وہان جائے کسیکو اُسپر کیا اختیار ہی یہ سعد شہریار کی عاشق زار ہی
یہ کہکے سامنے جمشید کے آیا کہا یا خداوند شراب مرحمت فرمایئے جمشید نے ہنسکر
کہا کہ سوچ تو یہ شاہزادی تیرے لایق ہو زبان سے اسکی سوزن نکال نیلی پوش
نے کانپتے ہوے ہاتھون سے سوزن نکال لی جیسے ہی سوزن نکلی عنبر افشان
اُٹھی مگر جمشید نے للکارا کہ عنبر افشان خبردار سرکشی نہ کرو ماہ دولت کے ساتھ
چلو تمھارا مرتبہ بڑھا دینگے وہ مرتبہ عطا کرینگے کہ بہت راضی ہوگی عنبر افشان بہت
ڈرتی ہو کہ ایسا نہ ہو سحر کرکے مجھکو قابو مین کرے مگر سر جھکا لیا سوچی کہ اس ظالم کے
قبضے سے نکلنا دشوار ہی ہاتھ اُٹھائے ہوے دعا مانگ رہی ہو کہ او پروردگار مین
تو عاشق سعد شہریار ہون دوسرے کو دل کیونکر قبول کرے جمشید ثانی نے کرتے
گلابی نکالی جام لبریز کرکے نیلی پوش کو دیا کہا او نیلی پوش میرا نام لیکر پی جا یہ سنکر
نیلی پوش نے بے اندیشۂ انجام جام پی لیا جام پیتے ہی بہکی بہکی باتین کرنے لگا
کہتا ہو یا خداوند آپ کی چار آنکھین ہین اور دو سر ہین لیکن ناک بہت چھوٹی ہو
امیدوار ہون اگر حکم ہو تو ناک درست کردون جمشید نے ہنسکر کہا تمھارا دماغ
درست نہین جو چاہتے ہو بکے جاتے ہو شراب نے نشہ کیا ہو اُٹھکر جھومو کہ نشہ کم ہو

ایسا نہ ہو کچھ اور ہو جائے بہتر اسی مین ہی کہ ذرا کمر ٹیڑھے ہونکے ہوا کھاؤ تا کہ خون بڑھے
بعد دو چار دن کے تمھاری صورت بھی تبدیل ہو جائیگی از سر نو جوان ہو جاؤ گے
آخر نیلی پوش اٹھا چاہا تھا کہ لڈون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عنبر افشان
نے کہا کہ یہ کیا ماجرا ہوا فیروزہ خنجر لیکر چھاتی پر سوار ہوا عنبر افشان نے کہا کہ حضور
اپنے کیا خطا کی فیروزہ نے کہا او ملکۂ عالم بھلا نہین پہچانا منم فیروزہ بن عمرو عیار
سعد بن قباد فیروزہ نے نیلی پوش کو جو قتل کیا ایک دھماکا ہوا پہاڑ تھرایا آواز
آئی کہ او عنبر افشان ایسی دشمن ہوئین کہ نیلی پوش کو قتل کرایا اول ہی باب تمھاری
وجہ سے کشتہ ہوا اب بہتر یہ ہی کہ میرے ساتھ چلو ورنہ جلا کر خاک سیاہ کر دونگا
سامنے بادشاہ کے لے چلوں ملکہ نے پلٹ کر دیکھا کہ سرخاب آسمان سے چاہتا
ہی کہ لپک کر گردن فیروزہ تو جھپٹ کر ایک غار مین چھپا فکر مین ہی کہ سرخاب کی
بھی گردن لوں ایسا نہ ہو کہ عنبر افشان کو اٹھا لیجائے یہ سوچکر غار مین چھپ گیا مگر
سرخاب نعرہ کرکے گرا عنبر افشان سے متوجہ ہونے لگا دونا بلند ہین کبھی سرخاب
زمین پر آتا ہی کبھی بلند ہو کر آسمان پر جاتا ہی مگر عنبر افشان اپنے کو بچا رہی ہی ہر چند
ہنگامے ہو جاتے ہین کہ سرخاب فراق نصیب لپک کر گرا عنبر افشان نے جھولی
پر ہاتھ ڈالا کچھ پرچے کاغذ کے نکالے اُنپر سحر کیا طرف ہوا کے پھینک دیا آواز دی
کہ او وسواس جادو جلد آؤ اس بیبیا کی خدمت کرو جیسے ہی یہ آواز دی کہ ایک
پہلو سے جواب آیا کہ او ملکۂ عالم کیا مین تمھارے حکم سے باہر ہون جو حکم کرو وہ
بجا لاؤن عنبر افشان نے کہا جلد آؤ اسکو طرف باغ ویران کے لیجاؤ کہ اسکو معلوم
ہو کہ عنبر افشان کے ساتھ لڑنے سے یہ نفع ہوا وہان تڑپ تڑپ کے رہیگا آخر کار
جان بجہنم تسلیم ہو گا یہ جو عنبر افشان نے کہا صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا ایک نازنین
نہایت حسین و جمیل پکارتی ہوئی آتی ہی کہ او سرخاب باغ ویران تمھارا مشتاق
ہی میرے ساتھ چلو اسی مین خیر ہی ورنہ ابھی ایسا سحر کرونگی کہ دیوانے ہو جاؤ گے
سرخاب نے جو اس مہ جبین کے جمال کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا اس نازنین

قریب آکر سرخاب کا ہاتھ تھام لیا سرخاب بھی خوشی خوشی اُسکے ساتھ روانہ ہوا
وہ تا زمین باتین کرتی ہوئی سرخاب کو لے گئی فیروزہ نے غار سے نکلکر آواز دی
کہ اے ملکۂ عالم اب جلد نکل چلو یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی عنبر افشان نے کہا اے فیروزہ
تمکو پنجے مین دبالون اُڑا کر لے چلون فیروزہ نے کہا اصل یہ ہی کہ ہم جادوگر کے
قبضے مین نہین جاتے آپ چلیے یقین ہی کہ آپ سے چند قدم پیشتر پہونچونگا میری تو
تیزرفتاری مین فرق نہین ہی عنبر افشان طاؤس پر سوار ہوکر طرف لشکر سعد کے
روانہ ہوئی فیروزہ بن عمرو صحراؤن کو طی کرتا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر دیکھا کہ چند
زنگلیان صحرائی بیٹھے شراب پی رہے ہین فیروزہ ایک مالن کی شکل بنکر اُس جلسے مین
آیا سامنے بیٹھکر خوب گایا اپنے ہاتھ سے سب کو شراب پلانے لگا جنگلی آدمی عورت
جو خوبصورت دیکھی بلبلا رہے ہین ہر ایک کہتا ہی پہلے ہمکو پلاؤ فیروزہ اشارہ
کرتا ہی مین تم سب کے کام آؤنگی بہت خوش ہوگے شراب تو پیلو پھر باتین بنانا مگر
افسوس ہی کہ تم لوگون نے بھیر خیال نکیا مین تمھاری مشتاق آئی ہون سب نے کہا
ہم سب آپ کے تابعدار ہین جو حکم دیجیے وہ بجالا دین فیروزہ نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلو
درختون مین جو پھل لگے ہین وہ توڑکر میرے سامنے لاؤ سب کے سب نعرے کرتے
ہوئے اُٹھے جو اُٹھا وہ گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوئے فیروزہ نے
سب کو قتل کیا اِن لوگون کے مرنے کے بعد درۂ کوہ سے رونے کی آواز آئی کہ
کوئی رو رہا ہی فیروزہ اندر درۂ کوہ کے آیا دیکھا ایک جوان خوش رو زنجیرون مین
بندھا ہوا پڑا تڑپ رہا ہی فیروزہ نے قریب آکر پوچھا اے جوان تو کون ہی اُسنے رو کر
کہا آفت زدہ مصیبت کا مارا ہون جنگلی آدمی یہان رہتے ہین مین برا سے شکار
یہان آیا تھا اُن سب نے مجھکو گرفتار کر لیا ہی آج چار روز سے یہان قید ہون
مگر اِسوقت بدن مین طاقت آگئی چاہتا ہون اُٹھون تمھارے گرد پھرون کہ تمنے
آکر حال پوچھا مگر قوت کہان سے آگئی فیروزہ نے کہا نام تمھارا کیا ہی کہا سیمین
تاجدار یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ سیمین نگار کہتے ہین اکثر قدرت

بھی آتے ہیں میرے قلعے میں ایک شاہزادی رہتی ہے کہ نام اُسکا میگون شیرین کلام ہو قدرت اُسپر عاشق ہیں مہینے میں دو مرتبہ تشریف لاتے ہیں میرے مکان میں جلسہ رہتا ہو میں خدمت کرتا ہوں فیروزہ نے بیٹھکر چھکڑیان بیڑیان کاٹیں جب زنجیریں کٹ چکیں اور سیمین تاجدار کے ہوش درست ہوے تو پوچھا کہ اے مہربان اپنے نام نامی سے آگاہ کرو تو دل کو تقویت ہو فیروزہ نے اُسی وقت سب اپنا حال بیان کیا کہ میں صعد کا عیار ہون جن لوگون نے تمکو قید کیا تھا اُنکو مار ا جب تمکو رہا کیا سیمین تاجدار نے کہا میرے قلعے میں چلیے آپ نے آبرو بچائی آپ تو جان بخش ہیں آپ کی دعوت وضیافت کرون فیروزہ نے کہا اسکی کیا ضرورت ہو پھر کبھی آوینگے مگر سیمین تاجدار نے نہ مانا ہمراہ سیمین تاجدار قلعہ سیمین نگار میں آیا ملازمون نے جو اپنے آقا کو دیکھا ہر طرف سے دوڑ پڑے بہ اعزاز و اکرام وارد الامارہ میں لایا پکار کر آواز دی کہ یارو آگاہ ہو جاؤ کہ پیر الحسن آتا ہو جسنے فیروزہ کو دیکھا جھک جھک کے سلام کرنے لگا ہر ایک کا یہی قول ہو کہ تمھاری وجہ سے ہمارا ملک پھر آباد ہوا نگل زرین پہ فیروزہ کو جگہ دی اور ملازمون سے کہا کہ اِس مہمان عزیز کی خاطر کرو بادشاہی جلسہ ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آکر جمع ہوے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

پھر بیچارے کوے یار تلک آسرا تو ہے	اے ضعف تار اشک بجائے عصا تو ہے
ہمسے نہ اٹھ سکے پہ اٹھائینگے کوہ عشق	دل میں ہزار شکر کہ یہ حوصلا تو ہے
الفت میں خوف ہے تجھے کیا نہ بچیگی جان	گو غم و الم مرے دلپر گرا تو ہے
رکھیگا اپنے پاس حفاظت سے اے صنم	مکر و دغا سے تمنے مرا دل لیا تو ہے
وہ شوخ رفتہ رفتہ یونہی ہوگا مہربان	رستے میں شکل دیکھ کے میری ہنسا تو ہے
مرنے کا میرے اُنکے کسی نے کیا جو ذکر	وہ مسکرا کے بولے کہ جی ہاں سُنا تو ہے
ہم آج تمہیں دیکے آئے گھر میں لاوینگے	جائیگا کس طرف سے یہی راستا تو ہے
شکر خدا بشر کو بہر حال چاہیے	قالین اگر نصیب نہیں بوریا تو ہے

بچیں گے ایک دن فلک کج مدار سے — گر آہ مین کارگر نہیں تیر دعا تو ہی
کو اسقدر مفید نہیں حسن کا خیال — درد فراق یار کی لیکن دوا تو ہی
سرطوت عدو ہوا ہو جو الفت مین وہ صنم — ہمکو نہیں ہو خوف نگہبان خدا تو ہی

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا تو فیروزہ نے دیکھا کہ سیمین تاجدار کف افسوس
مل رہا ہو پوچھا اے شاہزادے کیا افسوس کر رہے ہو سیمین تاجدار نے کہا اے
بہتر والا گہر کیا بیان کرون باپ میرا اسکندر ثانی تاجدار نہایت جری و بہادر ہو
یہان سے پانچ کوس پر ایک صحرا ہو اسکو صحرائے ویران کہتے ہین درہ کوہ
مین لاکھون روپیکا مال رکھا ہو شب کو خود بخود روشنی ہو جاتی ہو والد کو جو مال
کی ہوس ہوئی ایک دن اُس صحرا مین پہونچے چند زنگی نکلے ہر چند کہ باپ میرا بڑا
بہادر تھا مگر اُن زنگیون سے کچھ زور نہ چلا گرفتار کرکے لے گئے اسوقت صحبت
کو دیکھکر یاد آیا کہ اگر آج وہ ہوتے تو تمھارے قدمون کے نیچے آنکھین فرش
کرتے فیروزہ نے کہا میرے ساتھ چلو خدمت شہریار مین وہ تمھارے باپ
کو رہا کر دینگے سیمین تاجدار خوش ہو گیا کہا والد کی رہائی تو مشکل ہو وہ مال ہی
ہاتھ لگے وہ اب کاہے کو زندہ ہونگے ہر چند کہ بہادر ہین مگر سختی قید نہ اُٹھا سکینگے
تڑپ تڑپ کے جان دی ہوگی فیروزہ نے کہا یہی ساحرون کا دستور ہو کہ
جسکو گرفتار کرتے ہین اُسکو قتل نہیں کرتے قید مین رکھتے ہین اگر وہ زندہ ہین
تو لاکر تمھے ملا دینگے اگر خدانخواستہ سیار گلشن جنان ہوئے تو وہ مال لاکر تمکو دینگے
رات بھر تو جلسہ رہا صبح کو سیمین تاجدار سوار ہوا فیروزہ کو اپنے پہلو مین بٹھا لیا
اور بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا یہان سعد شہریار بعد روانہ کرنے فیروزہ کے
انتظار کر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ نہیں معلوم کیا باعث ہوا کہ ہمارا یار
وفادار پلٹ کر نہیں آیا نہیں معلوم عنبر افشان کو پایا یا نہیں پایا سردار عرض
کر رہے ہین آپ کا عیار بلاے روزگار ہو ملکہ کو لیکر آئیگا اِس خیال مین بیٹھے
تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر خوک پیکر کرگدن مست پر سوار چالیس ہزار

ساحر پشت پر پڑے زور و شور سے آکر پہونچا لشکر کو مقابلے مین بادشاہ کے اُتارا
کہلا بھیجا کہ اے سعد شہریار یہ زمین مجھسے متعلق ہے یہان سے کوچ کر جاؤ بہت دنون
سے اُترے ہوے ہو اب مجھکو احوال معلوم ہوا کہ تم خداوند کے دشمن ہو لہذا
تمہارا رہنا یہان بہتر نہین ہم گلخیز جادو بادشاہ نے جواب دیا کہ جاکر کہدینا کہ تمہارے
صحرا کو اُجاڑا نہین کوئی نخل نہین قلم کیا پس غصے کا کیا باعث ابعد دو چار دن کے
چلے جاوینگے مگر تمہارے کہنے سے نجاوینگے گلخیز نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی نقارہ
رزمی بجا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو گلخیز میدان مین آیا اُدھر سے سعد پہونچے
دونون لشکر جمے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے گلخیز نے گینڈا اپنا
بڑھایا میدان مین آیا فوج والون سے کہا جب تم لوگ دیکھنا کہ مین مارا گیا
جنگ مغلوبہ کر دینا مین آجاؤنگا ایک چٹکی خاک کی طرف صحرا کے پھینکی کچھ اور سحر
کیے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار آیئے سعد شہریار گھوڑا بڑھا کر میدان مین
آنے بعد گلخیز نے سر آگے کر دیا اشارہ کیا کہ ہاتھ لگایئے بادشاہ نے فرمایا
ہمارا یہ دستور نہین ہے جب تمہارے حملے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی
حربہ کرینگے بقول شاعر فرد تو اول بر آور تمنائے خویش ٭ کہ من خصم را امید ہم
دست پیش ٭ یہ سنکر گلخیز نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا
اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر تیغ تمام کا وار کیا گلخیز نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
مگر تیغ تمام برق مثال تڑپ کر گرا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر
جو تلوار گری تا بہ جگر گاہ پہونچی بادشاہ نے نعرہ تکبیر کیا اہل فوج نے جو اپنے
افسر کو کشتہ دیکھا لینا لیناکہکر دوڑ پڑے بادشاہ بھی نعرہ کر کے جا پڑے دونون
لشکر بھڑے تلوار چلنے لگی اگرچہ سب ساحر بلا سحر کر رہے ہین مگر اختتام جنگ نہین ہوا
کہ صحرا سے گرد اُڑی گلخیز ایک عقاب پر سوار نعرے کرتا ہوا آپڑا اور آواز دی
کہ ہان یارو بادشاہ کو کمندون مین گرفتار کرلو چالیس ہزار ساحر بادشاہ کو
کمندین مارنے لگے بادشاہ ہر مرتبہ حلقے کمند کے قطع کرتے ہین مگر دس حلقے

کاٹے تو میں اونپر پڑ گئے آخر کئی ہزار حلقہ کمند کا بادشاہ پر پڑا بادشاہ گرفتار ہو کر گھوڑے
سے گرے از روے بلوہ کے سب نے گرفتار کر لیا گلچہر نے لشکر پر سحر کیا کہ سب مسحور ہو کر
گھوڑے سے ہوگئے تلوارین پھینک دین گلچہر نے لوح محفوظ گلے سے بادشاہ کے اتار لی
گرفتار کر رہا ہی آہنگرون کو بلایا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بیحیا یہ شہریار والا
تبار ہین ہتھکڑیان بیڑیان نہ پہنانا گلچہر نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک شاہزادی والا قدر
چہرہ درخشان بدر آسمان پر ٹھہرا رہی ہی اور نعرے کرتی ہی کڑک کر گرتی ہی تیغ سو کے سر
قلم کیے گلچہر ہرچند چاہتا ہی کہ اسکا سحر رد کرے مگر عنبر افشان کا سحر کون روک سکتا ہی
جب ہاتھ ہلایا سو دو سو کے سر قلم ہوے دس بیس گرے کچھ گھوڑے بدلگامیان
کرنے لگے لشکر اسلام پر سے بھی سحر اتارا وہ لوگ بھی جا پڑے ہاتھ پاؤن مین قوت
آئی لشکر گلچہر قتل ہونے لگا گلچہر بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہی مگر تاثیر نہین کرتا مگر لوح محفوظ
کو چمکا رہا ہی لوح محفوظ کا چمکنا عنبر افشان پر شاق ہوا ایک سحر کیا کہ ہوا سے گرد
اڑی ایک زنگی سیاہ رو تیغہ بکف آکر پہونچا اور للکارا کہ او گلچہر خبردار لوح لیکر نہ
بھاگنا جہان جائیگا وہان تیرا پیچھا کرونگا اور تیرا تعاقب نہ چھوڑونگا یہ کہکر کچھ پھول
سونگھے جھولی سے نکالا کہ طرف صحرا کے پھینکے بعد تھوڑی دیر کے گانے کی آواز آئی
اور وہ زنگی مقابلے مین گلچہر کے پہونچا گلچہر نے ہاتھ تلوار کا مارا زنگی نے کلائی پکڑ کر
تلوار چھین لی لوح محفوظ لی آپ طرف صحرا کے چلا گیا اب گلچہر بھاگتا پھرتا ہی عنبر افشان
نے کارد سحر پھینک ماری ہرچند گلچہر بھاگا اور سحر کیا کہ کارد رد ہو کون مگر وہ کارد چمکتی
ہوئی سامنے آئی سینے پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری گلچہر کا مارا جانا کہ فوج نے
شکست کھائی بھاگنے لگی سعد بن قباد لڑتے ہوے چلے آتے ہین کہ عنبر افشان
نے لوح محفوظ لا کر گلے مین ڈالی کہ دوسری گرد اڑی بادشاہ نے دیکھا فیروزہ بن
عمرو ایک شاہزادے کے ساتھ تخت پر سوار بڑے زور و شور سے آگے پہونچا
بادشاہ کو دیکھکر تخت سے کود اقدمون کو بوسہ دیا حال جنگ سنا اپنی کیفیت کہی
بادشاہ نے خیمے وغیرہ گلچہر کے لٹوا لیے بہ فتح و فیروزی بیٹھے آکر داخل دار الامارہ ہوے

سرداروں نے عرض کی آج خدا نے بڑی بلا ٹالی مناسب ہر کہ سامان خوشی ہو اور صحبت
جشن آراستہ ہو سب سرداروں کو خوشی حاصل ہوئی ہو بادشاہ نے بموجب کہنے سرداروں کے
جلسہ آراستہ کیا فیروزہ و سیمین تاجدار کو بلایا سیمین تاجدار نے سب حال اپنا بیان کیا
بادشاہ نے فرمایا ہر چند کہ ہمکو مہلت نہیں ہو مگر پہلے تمھارے ساتھ چلیں گے اگر خدا چاہیگا
تو تمھارے باپ کو تمسے ملا دینگے رات بھر جلسہ رہا ناچ گانا ہوا بوقت سحر بادشاہ
آکر تخت پر بیٹھے سیمین تاجدار سے فرمایا ای برادر چلو تمنے ہمارے عیار کا ساتھ دیا
پس اُسکا کہنا ہمپر شاق ہو دل اِسکا مشتاق ہو کہ تمھارے باپ کو رہا کریں اور تمسے
ملوائیں کہ خدا ہمپر بھی فضل کرے ہمارے بھی قیدی چھوٹیں کہ جنکی وجہ سے یہ کد و کوشش
کر رہے ہیں ہماری جدہ و ماجدہ و پھوپھی صاحبہ طلسم میں قید ہیں خدا وہ دن کرے
کہ انکو رہا کریں تو عید ہو سب سردار دعائیں مانگنے لگے کہ پروردگار ایسا کرے کہ
آپ کی آرزو پوری ہو آخر سیمین تاجدار کو بادشاہ ساتھ لیکر چلے فیروزہ بھی ساتھ
ہو مگر چند ہرکارے جو لشکر اسلام میں موجود تھے خبریں لیکر بھاگے کوہان فیل پیکر کے
سامنے آئے کہ اُس درے کا وہی مالک ہو ہرکاروں نے بیان کیا کہ طلسم کشا آتے
ہیں کوہان نے کہا میں کیا کسی سے پایہ کم کا رکھتا ہوں آئیں گے تو مزہ اُٹھائیں گے
وہ سحر کروں کہ بھاگتے راستہ نہ ملے بر سر کوہ آکر بیٹھا تماشہ دیکھنے لگا کہ صحرا سے گرد
اُڑی نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ تخت پر اور پشت پر کئی ہزار ساحر
وغیر ساحر اثال بارگاہ کا لدا ہوا اِس کر و فر سے آکر پہونچے عنبر افشان سنہرے ابر پر
سوار طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے زیر ابر آکر ملکہ بھی اُتری درہ کوہ کو دیکھا کہا ای
شہریار یہ مقام عجائب و غرائب ہو یہ جو مال سامنے رکھا ہوا ہی کی ہوس میں لوگ پھنسے
فیروزہ نے عرض کی اقبال شاہنشاہی پروردگار بڑھائے اِنکے ہاتھ سے باپ کو
سیمین تاجدار کے رہا کرائے غرض بادشاہ بھی اُتر پڑے لشکر صحرا میں اُترا لیکن
بادشاہ نے فرمایا آج طلایہ کون دیگا یاسمن رنگین پوش تڑپ کر سامنے آئیں اور
عرض کی ای شہریار آج طلایہ کنیز دیگی بادشاہ نے منع بھی کیا مگر یاسمن نے کہنا نہ مانا

بادشاہ نے حکم دیا کہ جسقدر فوج کہین انکے ساتھ جاے مگر خبردار ملکہ یاسمن کو ہرگز
تکلیف نہ ہو یاسمن اسی وقت تیاری کرکے واسطے طلایہ کے روانہ ہوئین اگر بانار؟
انتظام کیا یہ انتظام کرکے ٹھہرین طرف لشکر دشمن کے دیکھ رہی ہین کہ یکایک دامن
صحرا مین روشنی ہوئی تمام نخل مثل جھاڑ کے روشن ہوگئے تمام پتون سے یہ معلوم
ہوتا ہو کہ کنول روشن ہین بعد تھوڑی دیر کے درے مین بھی روشنی ہوئی یاسمن
نے جو پہاڑ کیطرف دیکھا کہ یہ روشنی ہوئی خیال مین گذرا کہ یاسمن بڑھکے دیکھو تو شہریار
نابار بنگے شاید کوئی مشکل آسان ہوجاوے دریافت تو کرون کہ اس درے مین
کون ہو یہ سوچکر یاسمن بڑھین سامے سے نخلستان کے راستہ ہو اسی راستے سے
ہوتی ہوئین جب سامنے درے کے پہونچین تو دور سے دیکھا کہ ایک تاجدار مسند
پر بیٹھا ہو چند قیدی زنجیرین پہنے ہوے سامنے بیٹھے ہین یاسمن نے چاہا اندر جاؤن
اس تاجدار سے ملاقات کرون حال پوچھون کہ یہ قیدی کون ہین آپ کون ہین یہ
روشنی کا کیا باعث ہو اول سے یہ باتین کرتی ہوئین آگے بڑھین جیسے ہی سامنے مین
کوہ کے پہونچین اس مسند نشین نے سر اٹھاکر دیکھا جو کنیزین کہ پشت پر کھڑی تھین
ایک سے اشارہ کرکے کہا دیکھو یہ کون آتا ہو وہ کنیز درے سے نکلی یاسمن کو آکے
سلام کیا یاسمن نے پوچھا یہ کون صاحب ہین کنیز نے کہا باغ دلفریب مین چلیے سب
حال آپ کو معلوم ہوجائیگا یاسمن نے کہا چلو اس کنیز کے ساتھ ملکہ یاسمن روانہ
ہوئین انکی کنیزین غل مچایا کین کہ دوری انتظام طلایہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ حریف آپہنچے
یاسمن نے پلٹ کر جواب نہ دیا ساتھ اس کنیز کے روانہ ہوگئین کنیزان یاسمن جنے
باہر سے دیکھا کہ ملکہ ہماری درے مین گئین اب نشان بھی نہین معلوم ہوتا چند
کنیزین مجمع سے جدا ہوئین اسی درہ کوہ مین جاکر غائب ہوگئین جو باقی رہین وہ
آپس مین کہنے لگین یہ اب نہ جاؤ ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنسین وہ کھڑی رہین
مگر کہتی تھین کہ صبح کو سعد شہریار پوچھین گے کہ ملکہ یاسمن کہان گئین تو ہم کیا انکو
بتائین گے جو جاتا ہو وہ پلٹ کر نہین آتا باقی رات کنیزون کو اسی انتظار مین گذری

صبح کو بخدمت سعد شہریار آئین سعد نے پوچھا کہ ملکہ یاسمن کہان ہین کنیزون نے کہا
کہ درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوئین سب حال بیان کیا کہ تیرہ کنیزین بھی گئین جب وہ پھر
نہ آئین تو ہم لوگ رُک گئے سعد نے فرمایا مرکب لاؤ مین خود جاؤنگا یہان کا حاکم بڑا
ناسمجھ ہی کہ کچھ اسکا بندوبست نہین کرتا مین دریافت کرکے آؤنگا اگر یاسمن کو قید
کیا ہو تو انکو بھی قید سے چھڑاؤن سیمین تاجدار نے کہا سرکار کو اختیار ہو لیکن اس
معاملے کو پہلے دریافت کرلیجیے سعد نے کہا دریافت ہونا بہت دشوار ہی طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہان کا حاکم بڑا ظالم ہی فیروزہ نے عرض کی حضور تشریف رکھین
غلام جاکر دریافت کرتا ہی جبتک واپس نہ آؤن حضور تشریف نہ لیجائین ایسا نہ ہو
کسی بلا مین پھنس جائیے یہ کہکے فیروزہ چلا جب سامنے کوہ کے آیا تو دیکھا کہ جلسہ
جمع ہی تاجدار مسند پر بیٹھا ہی چند قیدی مسلسل و مطوق سر جھکائے ہوے سامنے
بیٹھے ہین اُنسے وہ تاجدار کچھ کلام کر رہا ہی ایک طرف ملکہ یاسمن ہین وہ بھی مسلسل
و مطوق سر جھکائے ہوے بیٹھی ہین فیروزہ تو عیار ہی دبتا ہوا چھپتا ہوا سامنے تین
کوہ کے پہونچا کہ اُس تاجدار نے پشت پر دیکھا ایک عیار بچی تقتوزہ زر بفت و
بادلہ سقرلاطی ذات پر آراستہ چست و چالاک نہایت بے باک کھڑی ہوئی تھی تاجدار
نے اشارہ کیا کہ اے شمیمہ گوہر پوش ذرا دیکھ تو یہ کون آتا ہی ہر چند کہ وہ چھپتا ہوا آیا
مگر بادولت کو ظاہر ہوا کہ وہ کوئی عیار ہی شمیمہ بڑھی جست کرکے باہر آئی فیروزہ بھی
چھپ گیا تھا مگر اُس عیار بچی کو دیکھکر نکل آیا عیارہ نے کہا مہتر صاحب براے دریافت
حال آئے ہو باغ دلفریب مین چلو فیروزہ ایسا عقیل و فہیم عیار پیشہ کچھ نہ بولا ساتھ
اُس عیار بچی کے چلا جیسے ہی درے مین پہونچا وہ خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر ہوگیا
دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی لپٹین کی لپٹین آرہی ہین اُس عیارہ
نے اشارہ کیا فیروزہ باغ مین آیا دیکھا گلہاے رنگارنگ و شگوفہاے بوقلمون
سے باغ سرسبز و شاداب ہی جو چمن ہی وہ لاجواب ہی مگر ایک تاجدار نحیف و ضعیف
تاج شکستہ پہنے ہوے ہتھکڑیاں بیڑیاں ہاتھ پاؤن مین ایک نخل کے نیچے بیٹھا ہوا

رو رہا ہی ایک طرف ملکہ یاسمن زنجیرین ہلا رہی ہین فیروزہ نے چاہا پلٹون جاکے
سعد شہریار کو اطلاع کرون اُس نازنین نے کہا مہتر صاحب ابھی تُمنے کیا دیکھا ہی
میرے ساتھ آؤ یہ کہکے فیروزہ کو ساتھ لیے ہوے سامنے ایک چمن تھا کہ اُسمین
نخل سنبل آراستہ تھے وہان آئی عیارہ نے پکارکر کہا اے سنبل جادو انکو تماشہ دکھادو
ایک جادوگرنی اُس چمن سے نکلی ہتھکڑیان بیڑیان لیے ہوے آکر فیروزہ کو
پہنائین پھر چمن مین جاکر غایب ہوگئی فیروزہ بھی ایک نخل کے نیچے جا بیٹھا اپنے
حال زار پر رو رہا ہی کہ اے فیروزہ اگر ایسا سمجھتے تو نہ آتے وہ عیارہ قید کرا کے
فیروزہ کو چلی گئی فیروزہ جی مین کہتا ہی یقین ہی کہ شہریار بھی آکر اسی بلا مین پھنسین
کیونکر انکو اطلاع کرون اور عرض کرون کہ آپ تشریف نہ لیجایئے کیا عقل پر
پتھر پڑے کہ ساتھ اُس عیارہ کے چلے آئے یہ نہ جانتے تھے کہ جاکر بلا مین پھنسینگے
فیروزہ تو اس حال مین سرنگون رہا ہی انتہا کا گھبرا رہا ہی دمبدم یہی چاہتا ہی کہ اس
قید سے چھوٹون تو نکلجاؤن مگر رہائی غیر ممکن دن بھر اسی حال مین گذرا شام کو دیکھا
کہ تمام باغ مین روشنی ہوئی لالٹینین لٹکائی گئین جھاڑ کنول مردنگیان جابجا رکھے
ہین تمام باغ مین دن ہوگیا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے قیدیو ہوشیار ہو
شہنشاہ ذی اقتدار آتے ہین دیکھا ایک تاجدار ایک نازنین کا ہاتھ تھامے
ہوے پشت پر کئی خدمتگار وہی عیارہ جست وخیز کرتی ہوئی ہمراہ ہی جب وہ تاجدار
گذر گیا تو عیارہ نے کہا کہ چلو شہریار بلاتے ہین فیروزہ مع یاسمن و مع اُس
تاجدار زنجیعت بہ نیعت کے روانہ ہوا در رہ کوہ مین آکر دیکھا کہ وہ تاجدار مسند پر
بیٹھا ہو جیسے ہی فیروزہ سامنے آیا اُس تاجدار نے پوچھا کیون او عیار تو کیون
آیا تھا فیروزہ نے کہا اپنے آقا کے حکم سے حال دریافت کرنے آیا تھا آپنے مجھکو کیون
قید کیا ہی مین نے کیا خطا کی تاجدار نے کہا ہم اس گوشے مین آکر رہے اسیواسطے
کہ کوئی غیر نہ آئے مگر آنے والے آتے ہین اور اپنے کو بلا مین پھنساتے ہین اب تمکو
مناسب ہی کہ ہماری اطاعت کرو جمشید ثانی کو سجدہ کرو تو ہم تمکو ملازم کرین فیروزہ نے

کہا یہ خیال محال دل سے نکال ڈالیے ہم کبھی باطل پرستی نہ کرینگے تاجدار کے پہلو مین
جو نازنین بیٹھی تھی اُسنے کہا بھی کہ اے شہنشاہ اسکی کیا خطا ہے اسکو چھوڑ دو اسکے جلنے
سے یہ اثر ہوگا کہ اپنے آقا کو منع کریگا نہین معلوم اسکے آقا کون ہین اُس تاجدار نے
منھ پھیر لیا کچھ جواب نہ دیا کہا ان قیدیون کو لیجا چند خادم اُٹھے فیروزہ کو لا کر ایک
باغ مین پہونچا دیا لیکن سعد شہریار نے دو راتین انتظار کیا جب فیروزہ پلٹ کر
نہ آیا تو صبح کو اُٹھے مگر نہایت برہم تھے فرمایا کہ مین جاؤن جا کر دیکھون کہ کیا ماجرا ہے
جو جاتا ہے وہ پلٹ کے نہین آتا گیا راہ جادہ عدم ہوکر سیکڑون گئے اور کوئی پلٹ کر
نہین آیا فیروزہ جا کر کسی بلا مین مبتلا ہوا ورنہ وہ ضرور آتا کوئی امر تو مانع ہوکر
نہین آتا یہ فرما کر لباس پہنا سلاح ذات پر آراستہ کیے تیغ قمقام ہاتھ مین لیا سپر
پشت پر ڈالی جب باہر نکلے مرکب تیار ہوکر سامنے آیا اہل لشکر غل کر رہے تھے کہ
حضور کہان جاتے ہین سیمین تاجدار قدمون پر گر پڑا کہ حضور نہ جاوین مین تو
رہائی سے باپ کی باز آیا سمجھ چکا کہ وہ جا کر بلا مین مبتلا ہوے صبر کرونگا بادشاہ نے
فرمایا اے شاہزادے ہم لوگون کا یہ دستور نہین ہے کہ جو کہین وہ نہ کرین انشاء اللہ
تمھارے باپ کو رہا کر کے چلین گے یا شاید اسی سرحد مین ہماری قضا ہو تو
جان دینگے تم بیٹھو چالیس دن ہمارا انتظار کرنا بعد چالیس دن کے چلے جانا یہ
بادشاہ نے جو برہم ہوکے کہا سیمین تاجدار کنارے ہوا بادشاہ روانہ ہوے جب
سامنے درہ کوہ کے پہونچے ہزار ہا طائر آکر سد راہ ہوے مگر بادشاہ نے کچھ
خیال نہ کیا جب قریب درہ کوہ کے پہونچے تو سنا یہ پہاڑ کا پڑا ہاتھ پانون مین رعشہ
آگیا قلب کانپنے لگا لوح محفوظ کو چمکایا اور درہ کوہ سے لوح محفوظ کو مس کیا ایک
دھماکا ہوا اندھیرا ہو گیا دوبارہ جو لوح کو چمکایا پھر روشنی ہوئی دیکھا ایک دروازہ
قلعہ کا نہایت تکلف سے آراستہ خلقت کی آمد و رفت ہے کاہ فروش ہیزم فروش
چلے جاتے ہین کچھ لوگ اندر سے آتے ہین بادشاہ بسم اللہ کہکر اُس قلعے مین داخل
ہوے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد پر رونق پاکیزہ صراف بزاز وہ آراستہ جوہری بیٹھے

دوکانون پر بیٹھے ہین جواہرات بیش قیمت کا انبار ہر دکانون کی بول چال ہر گاہک کو
لگا رہے ہین مال بکوا رہے ہین جدھر سے بادشاہ نکلتے ہین کوئی اُنکے متوجہ نہین
ہوتا ایک کوچے کے سرے پر پہونچے دیکھا ایک ضعیفہ کمر مین خم عصائے ضعیفی ہاتھ مین
خاموش کھڑی ہو بادشاہ کو دیکھکر برائے تسلیم جھکی اور عرض کی اے شہریار آپ اِس
شہر مین مسافرانہ وارد ہین اگر آرام منظور ہو تو کنیز کو سرفراز فرمائیے غریب خانہ
حاضر ہو اِس فصاحت سے اُس ضعیفہ نے کہا کہ بادشاہ اُسکے ساتھ ہوے ضعیفہ
لیکر چلی بادشاہ نے کہا بڑی بی صاحبہ اِس شہر کے لوگ بڑے بیوفا معلوم ہوتے ہین
تمنے بلاوقت سے کلام کیا کسی نے سلام بھی نہ کیا بڑھیا نے کہا حضور یہی خدمت میرے
واسطے مقرر ہو کہ جو مسافر آتا ہو اُسکو اپنے مکان مین اُتارتی ہون نان و نمک سے
آرام ہو سب کافر اِس قلعے مین رہتے ہین مین مسلمان ہون اِس وجہ سے آپ کا
پاس کیا مقام افسوس ہو کہ آپ ایسا تاجدار آئے اور کوئی کلام نہ کرے اب صرف
دو چار روز مجھے سرفراز کیجیے نان و نمک جو ممکن ہو وہ نوش فرمائیے بعد آپ کو
اختیار ہو بادشاہ بہت خوش ہوے کہ یہ ضعیفہ مسلمان ہو صاحب ایمان ہو اِسکے
یہان رہنا کبھی خلاف نہ ہوگا تھوڑی دور جاکر وہ ضعیفہ ٹھہر گئی ایک مکان
مقفل تھا اُسے کھولا بادشاہ اندر آئے ایک کمرہ نفیس کہ وہ فرش و فروش سے
آراستہ تھا اُس ضعیفہ نے اِشارہ کیا کہ یہ کنیز کا مکان ہو اِس کمرے مین تشریف رکھیے
سعد شہریار کمرے مین بیٹھے ضعیفہ نے کہا کھانا حاضر ہو بادشاہ نے نوش فرمایا غرض
شام تک وہ ضعیفہ خدمتگذاری مین مصروف رہی چھپرکھٹ جو آراستہ تھا بادشاہ
شب کو خاصہ نوش کرکے پلنگ پر آکر لیٹے دروازے کمرے کے بھیڑ دیے وہ
ضعیفہ ایک پلنگ پر بیٹھی مگر بیرون کمرہ ستے ابھی تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ
اے مادر مہربان کیا کرتی ہو ضعیفہ نے اُٹھکر دروازہ کھولا سعد نے دور سے
دیکھا کہ دو عورتین جوان آئین ضعیفہ نے اُنکو اپنے پلنگ پر بٹھایا اور کہا اے
گلریز و اے محفل افروز کچھ باتین کرو کہ رات کٹے دل گھبراتا ہو گلریز نے کہا کہ اے

مادر مہربان آپ کو معلوم ہو کہ طلسم مین کیا ہنگامہ ہو ہر شخص کی زبان پر یہی ہو کہ اب
طلسم فتح ہو جائیگا محفل افروز نے کہا ابواجبتک لوح نہ ملیگی کیونکر طلسم فتح ہوگا
طلسم کشا بہت سخت ہو بڑے بڑے لوگ آئے قید ہوکر مر گئے کسی نے لوح کو نہ پایا
اُس ضعیفہ نے کہا بیٹا تم اپنے عہدے پر رہو تمھین اِن جھگڑون سے کیا کام ہو جس
جوان کی آمد کا غلغلہ ہو وہ تو میرے گھر مین سو رہا ہو یہ سب باتین بادشاہ سُن رہے
ہین گوش بر آواز ہین ضعیفہ نے کہا اے نور نظر آخر لوح کہان ہو اُسنے کہا لوح پاس
لوحدار جادو کے ہو کیونکہ بانیان طلسم نے اُسکو معتبر جانا لوح اُسکے سپرد کی ضعیفہ
نے کہا اگر ایسا ہی ہوگا تو مین اظہار اسلام کرچکی یقین ہو کہ مجھکو اور تمکو نہ ستائین
بادشاہ طلسم یہ جائین محفل افروز نے کہا آج شاہ فرماتے تھے کہ لوحدار جادو
خود جائیگی اور لوح بادشاہ کو دیگی مگر یارو اگر ہوسکے تو لوحدار کو منع کردو کہ
اپنے مکان سے نہ نکلے گوشے مین بیٹھی رہے ورنہ باعث خرابی ہو ضعیفہ نے کہا بیٹا
تم نوجوان ہو تمنے ابھی کیا دیکھا ہو جو قاعدہ حکما مقرر کر گئے ہین وہی ہوگا سب
احوال کھلجائیگا دونون خاموش ہو رہین ضعیفہ سے کہا اے مادر مہربان ہم تو اب
جاتے ہین مگر آپ بہت ہوشیار رہیئے گا ضعیفہ نے کہا مین نے کئی سلطنتین دیکھین
جب ایک شاہ مرا دوسرا تخت نشین ہوا مگر یہ شاہ جس دن سے تخت پر بیٹھا ہو ظلم و
بدعت کو رواج دیا دیکھین اِسکا انجام کیا ہو دونون دہ جو انین اُٹھکر چلی گئین
بڑھیا نے دروازہ بند کرلیا جب صبح کو بادشاہ اُٹھے منھ ہاتھ دھو کر ضعیفہ کو بلایا جب
ضعیفہ کمرے مین آئی تو پوچھا کیون اے مہربان رات کو یہ دو جوانین کون آئی تھین
اور تمسے کیا باتین ہوئی تھین ضعیفہ نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا شاید آپ سنتے تھے
ان باتون کا اعتبار نہ کیجیے میری بیٹیان شاہ طلسم کی ملازم ہین وہ اپنے ایسے
جھگڑے بیان کیا کرتی ہین مگر آپ نے اُنکو دیکھا بہت برا کیا مین دعا نی سے باز
آئی آپ تشریف لیجائیے اِس بے لطفی سے ضعیفہ نے یہ کہکر سعد کو بہت ناگوار
ہوا اپنے مقام سے اُٹھے دروازہ سے باہر نکلے تب ضعیفہ نے پکار کر کہا اے شہزادہ

خدا حافظ ہو بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور آگے بڑھے دیکھا اہل شہر عمدہ کپڑے پہنے ہوئے ایک جانب دوڑتے ہوئے جاتے ہین بادشاہ نے ایک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا او برادر کہان جاتے ہو کیا ضرورت درپیش ہو اُسنے کہا شاید تم نووارد ہو یہ شہر سرحد طلسم کوہ ہو یہان کا حاکم الوند جادو بادشاہ طلسم کو خراج دیتا ہو الوند جادو کی دختر بلند اختر آج بام پر جلوہ فرما ہوتی ہو سب اُسی کے جمال کے مشتاق جاتے ہین اور مشہور ہو کہ آج طلسم کشا بھی مجمع مین آئیگا بادشاہ نے ہاتھ اُسکا چھوڑ دیا اور سب کے ہمراہ چلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ گھنٹ اور ناقوس کی صدا کان مین آئی دیکھا ایک دیر کلان ہو کہ اُسمین ہزارہا تصویرین پتھر کی رکھی ہین اور برہمن پوتھیان پڑھ رہے ہین گھنٹ اور ناقوس بجاتے ہین بادشاہ اُس دیر کو دیکھکر فوراً ٹھہر گئے کہ ایک طرف سے نقارے پر چوب پڑی آمد خروج ظاہر ہوئی نشان ہوا مین اُڑتے ہوئے ایک تاجدار تخت پر سوار کئی ہزار جوان پشت پر وزرا امرا دست بستہ ہمراہ تاجدار وہ بادشاہ بھی آکر شہرا طرف دیر کے دیکھ رہا ہو کل اہالی شہر طرف اُسی دیر کے دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہو کہ آج تو بڑی دیر ہوئی کہ ایک طرف سے ہٹو بچو کی آواز آئی چند چوبدار آوازین لگاتے ہوئے ایک مرکب باد رفتار پر ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آیا دیر دیر پر کرسی بچھی تھی اُسی پر آکے بیٹھ گیا تمام شہر والے دیکھ رہے ہین کہ اُس نقابدار نے نقاب چہرے سے اُلٹی یہ ثابت ہوا کہ لکہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان یا مہر درخشان نکل آیا اور سب تو یاسے واسے کرنے لگے مگر بادشاہ لوح کو چمکاتے ہوئے سامنے اُس نازنین کے آئے اُس نازنین کی جو نگاہ پڑی لپسینے لپسینے ہوگئی پکار کر آواز دی اے شہریار آئیے مین تو آپ کی مشتاق تھی فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ہٰ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ہٰ خانۂ چشم مین تمھاری جگہ ہو بادشاہ نے جو اُس مہ جبین کو دیکھا ایسا حسن وجمال کبھی نگاہ سے نہین گذرا تھا پکار کر آواز دی کہ صاحب مین خود تمھارا مشتاق ہون چند برہمنون نے بڑھکر منع کیا کہ اے نوجوان

یہان نہ آنے مگر اُس نازنین نے منع کیا کہ کیون روکتے ہو آنے دو دوسری کرسی منگوا کر
بچھوا دی بادشاہ اُس کرسی پر بیٹھے اُس حسین سے باتین کر رہے ہین مگر وہ نازنین
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے کہتی ہو ہم چند ساعت کے مہمان ہین کیونکہ نقابدار
نیلی پوش آتا ہوگا وہ آپ کو نہ بیٹھنے دیگا بادشاہ نے فرمایا کیا مجال یہ ذکر تھا کہ گرانکے
کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا ایک نقابدار نیلی پوش گینڈے پر سوار للکارتا ہوا
آتا ہو کہ او جوان اجل گرفتہ تو نے بڑا غضب کیا کہ اس مقام تک آیا اب بھی اگر اپنی
جان تیری چاہتا ہو تو نکلجا ورنہ زور شمشیر کا کھلا ہو سعد نے جواب دیا او نامرد کیا بیہودہ
بکتا ہو ہم نہ اُٹھین گے اُس نازنین نے بھی اشارہ کیا کہ آپ نہ اُٹھیے گا یقین ہو کچھ
بہتری ہو نقابدار نیلی پوش نے پکارا کہ اے جوان اگر نہین اُٹھتا تو تجھے سزا بلد کرین
جواب دونگا اور ابھی تجھکو قتل کرتا ہون یہ مجال نہین کہ تو میری معشوقہ کے پاس
بیٹھے کے بادشاہ اُٹھے نیلی پوش نے بڑھکر نیزہ مارا سعد نے وار اُسکا رد کرکے نیزہ
اُسکا توڑ ڈالا نقابدار نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا اسعد
بن قباد نے لوح محفوظ کو چمکایا بازو بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا نقابدار نیلی پوش
گینڈے سے اُترا آپس مین کشتی ہونے لگی لیکن الوند تاجدار تخت سے بیٹھکر
دیکھ رہا ہو کہتا ہو نیا معاملہ ہوا کہ نقابدار نیلی پوش سے اسطرح جنگ ہو رہی ہو
مین یہ نہین چاہتا کہ مسافر گرفتار مصیبت ہو مگر وہ بھی پڑا جو مجھسے ہو سکیگا کیا
قصور کرونگا مگر نیلی پوش ہر مرتبہ چاہتا ہو کہ سعد کو پکڑ لاؤن مگر یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی
جرأت مین لاثانی بچ رہے ہین تمام اہل شہر کہتے ہیں آج میان نیلی پوش کو معلوم
ہوگا یہ جوان کیا بہادر ہو کس لطف سے جنگ کر رہا ہو سامری و جمشید اسکو غائب
کرین پھر بھی کامل نقابدار نیلی پوش بادشاہ سے لڑا جب بادشاہ کے ہاتھ پانون
مین رعشہ آتا ہو لوح محفوظ پر ہاتھ پھیر دیتے ہین پھر قوت آجاتی ہو ایک مقام پر
نیلی پوش بادشاہ کو لے دوڑا ساٹھ قدم ریلکر لایا وہان لاکر بیگانہ اسعد کا
جسم خم بھی نہ ہوا وہین سے پیٹے نیلی پوش کو ریلکر لے دوڑے ستر قدم ریلکر لائے

وہان پہ آکر ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے نقابدار کے آشنائے زمین ہوئے چاہا تڑپ کے
لنگر قایم کرون مگر سعد شہریار نے دونون ہاتھون سے دبایا لنگر قایم نہ ہونے دیا
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کوہ شگاف کیا بہ قول شاعر نظم یکے نعرہ زد ہمبر منزل مصاف ✤
کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ✤ بیکے نعرہ شد آن زحلقش بدر ✤ کہ آہن دلان را دریدہ
جگر ✤ نیلی پوش کو اٹھا لیا مگر جب کہ پڑا بند نقاب چہرے سے ٹوٹا بادشاہ نے دیکھا
کہ ایک ساحر سیاہ فام بدانجام بڑے بڑے دانت دہن سے نکلے ہوے ہین
ہر چند اسم سحر پڑھتا ہے مگر کچھ تاثیر نہین ہوتی بادشاہ نے اکھیڑ کر نیلی پوش کو زمین پر مارا
نقابدار نے مونڈھے کی کھا کر چاہا سنبھلون بادشاہ نے ایک ٹھوکر مار دی کہ
نیلی پوش چت ہوا سینے پر سوار ہوے فرمایا او ہیجا اب شناخت مین پروردگار
کی کیا کہتا ہے نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا جب تو بادشاہ نے سینے سے اٹھکر ایک
پانون دونون پانون سے دبایا اور ایک کو تھام کر ہکہ مار چیر کر نیلی پوش کو
پھینک دیا نقابدار کے مرتے ہی اندھیرا ہوگیا صدا آئی ہیہات آنے نگین لعل ایسکے
✤ راز آن کشتی مرا نام سن نقابدار نیلی پوش بود بادشاہ نے لوح محفوظ کو دیکھا یا
اندھیرا ہر طرف ہرا اب دیکھا کہ وہ قلعہ نہین ہے نہ سامنے ریہ ذرہ معشوقہ خوبرو
اپنے کو ایک صحرا مین پایا حیران چہار جانب دیکھ رہے ہین لیکن وہ معشوقہ
کہ الوند کی دختر ہے کرسی سے اٹھی مگر لڑکھڑاتی ہوئی سعد کی تصویر آنکھون کے نیچے
پھر رہی ہے جی مین کہتی ہے نہین معلوم کہان تشریف لے گئے اس شہریار پر کیا گذری
کہ الوند کوہ پیکر تخت کو قریب لایا کہا آؤ بیٹیا سوار ہو مالکہ حمال گیسوکشا تخت پر
سوار ہوئی پوچھا اے والد نامدار آخر وہ جوان کہان گیا الوند نے کہا بیٹیا جو مشہور
تھا کہ طلسم کشا آئیگا اسی جوان کو لوگ دکاہنان طلسم طلسم کشا کہتے ہین اسکی معشوقہ
یاسمن رنگین پوش بھی آکر قید ہوئی ہے حمال نے کہا اے والد نامدار لوح طلسمی تو
پاس لوحدار جادو کے ہے یہ لوح کیونکر پاوینگے کیونکر طلسم توڑینگے الوند نے کہا
خود لوحدار جادو انکے پاس جائیگی اور لوح دیدیگی حمال گیسوکشا نے کہا اے بابا

اُسکو منع کر دیجیے کہ لوح لیکر نہ جائے الوند نے کہا قاعدہ تو یہی چاہتا ہی حمالہ نے کہا
مین جاکر منع کر آؤن مگر وہ جوان کہان پہونچا ہوگا الوند نے کہا صحراے ویران مین
مارا مارا پھر رہا ہی مگر بیٹا جاؤ جاکر لوحدار کو منع کرو کہ لوح لیکر نہ جانے ورنہ باعث
خرابی ہی اہالی طلسم کے لیے حمالہ گیسو کشا پریشان ہو رہی ہی جی مین کہتی ہی دیکھیے کیا
آفت برپا ہو وہ جوان صحراے ویران مین کیسا گھبراتا ہوگا انتشار مین ہوگا کہ کہان
وہ آبادی اور کہان یہ ویرانہ مقام قیام نہ ٹھہرنے کی جگہ مین جاکر آگاہ کرون کہ اس
صحراے نکل جائیے کسی مقام آباد مین پہونچیے گا یہ باتین باپ سے کرکے اُٹھی یار
مین سعد کی حیران و پریشان ہی پرواز پیدا کرکے چلی یہان سعد شہریار اُس
صحراے ویران مین جسطرف جاتے ہین ویرانہ پاتے ہین جی مین کہتے ہین عجب
صحراے نامعقول ہی کہ جہان درخت کا نام نہین ایک طرف جو بڑھے دیکھا ایک
قصر عالی گوشے مین تعمیر ہی بادشاہ جمجاہ سامنے قصر کے آکر زیر نخل بیٹھ گئے مکان
مین دریچہ تھا وہ کھڑکی کھلی چند کنیزون نے آکر بادشاہ کو دیکھا لوحدار جادوگر
اپنے مقام پر بیٹھی تھی کنیزون نے آکر خبر دی کہ ایک جوان صف شکن تیغ زن نہایت
حسین و جمیل زیر درخت بیٹھا ہی مگر اس ویرانے سے بہت پریشان ہو رہا ہی کہ آپکے
قصر کو دیکھ رہا ہی لوحدار نے آکر جھانک کر دیکھا اک جمال بے مثال بادشاہ دیکھکر
پسینہ آگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑگیا صندوقچی لوح کی اُٹھا لی اور قصر سے نکلی
دور سے دیکھا کہ بادشاہ زیر نخل بیٹھے ہین اُسی طرف چلی صندوقچی کو بغل مین دبائے
ہوے قریب آکر پہونچی جھک کر سلام کیا کہا اے شہریار قصر مین تشریف لے چلیے

کنیز کا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اب تو جینا محال ہی

نظم

ہجر مین میرے سیہ خانہ کی رکھو پروانہ شمع — ہاے دیکھون آجکل شب ایک جا پروانہ شمع
دیکھکر محفل مین دشمن جلتے جلتے بجھ گئے — ہو گئی پوشیدہ میرے حال کا افسانہ شمع
روسیاہی قسمت گلگیر مین لکھی گئی — بیگناہی کے لیے بیچارہ ہوے پروانہ شمع
زندگی تک آتش الفت کی تھین سب گرمیان — جان پروانے کی نکلی ہو گئی بیگانہ شمع

وائے قسمت تحمل گریہ ایک بھی اگتا نہین
دن کو پنہان رات کو فانوس کی بخیہ آفتاب
دامن گریہ چھپا دیتا ہو عریانی کا عیب
کیا غضب ہو جو ہوے گل معشوق بلبل کیلئے
صاحب زینت نہین محتاج زینت غیر سے
قیدی زنجیر گریہ کیون ہو دیوانونکی شکل
بعد مردن عاشقونکے پاسبان معشوق ہین

یونہی ہو ناحق لگن مین، خشک کا پروانہ شمع
کسقدر رکھتی ہو پاس فرقت پروانہ شمع
تن پہ رکھتی ہو ردائے اشک بیتابانہ شمع
کچھ نہ آیا تجھکو پاس الفت پروانہ شمع
حاجت مشاطہ رکھتی ہو نہ فکر شانہ شمع
مانگ لے پروانہ کرنے کو پر پروانہ شمع
رات بھر کرتی ہو حفظ لاشہ پروانہ شمع

اے شہریار آپ اس مقام پر کیون بیٹھے ہین غریب خانہ مین تشریف لے چلیے مجھکو ہدایت تھی کہ طلسم کشا آوین تو انکو مکان مین لانا جو خاطر ہو سکے وہ کرنا امانت آپ کی میرے پاس ہو یہ کہکے صندوقچہ لوح کی بغل سے نکالی اور رکھو لکر سامنے رکھدی بادشاہ نے دیکھا لوح طلسم کو مثل قمر چمک رہی ہو بادشاہ نے لوح کو اٹھا لیا اور ساتھ لوحدار کے چلے اُس قصر مین داخل ہوے مصاحبون نے لوحدار کے چار طرف سے بادشاہ کو گھیر لیا لاکر مسند پر بٹھایا شراب وکباب پیش کیے بادشاہ نے انکار کیا اور فرمایا اگر اطاعت اسلام اختیار کرو تو مجھکو یہ حلال ہو لوحدار نے کہا مین مدت سے مطیع اسلام ہون یہی آرزو رکھتی تھی کہ آپ تشریف لاوین تو لوح حاضر کرون ہرچند کہ کل اہالی طلسم میرے دشمن ہو جاوینگے مگر خداے نادیدہ آپ کو سلامت رکھے میرا کوئی کیا کر سکتا ہو یقین ہو میرے لوح دینے کی خبر پہونچے بادشاہ نے جام نوش فرمایا کہ آسمان پر برق چمکی لوحدار نے کہا لو اور غضب دیکھو دختر الوند آتی ہو یقین ہو فساد برپا کرے بادشاہ نے پوچھا اس مہ جبین کا کیا نام ہو لوحدار نے کہا حمالہ گیسو کشا اسکا نام ہو کہ یہ پاس آپ پہونچے ہونگے نقابدار نیلی پوش آپکے ہاتھ سے مارا گیا ہوگا یقین ہو کہ حمالہ بہت خوش ہوئی ہو بادشاہ نے فرمایا اس سے خوف نکرو یہ ہماری مشتاق ہو اسی نے کہکر نقابدار کو قتل کرایا کہ حمالہ آکر اتری سعد کو مسند پر دیکھا اور لوحدار جادو

مصروف خاطرداری ہو بہت ناگوار ہوا کہا اے لوحدار ہم تمکو حکم پہونچانے آئے ہین کہ
لوح کی بہت حفاظت کرنا لوحدار نے کہا لوح میرے پاس کہان ہو شہریار گلے مین
پہنے بیٹھے ہین تمسے ہو سکے تو اُنسے چھین لو حمالہ نے ہنسکر کہا مین اسی لیے آئی ہون کہ
لوح دلواؤن سرکشون کو قتل کراؤن باپ نے میرے وہ بدعت کی ہو کہ کل اہل شہر
بیزار ہو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ اس بادشاہ کی بدبختی سے پیدا کرنے
والا ہمکو بچائے مین جاکر شاہ سے اطلاع کرتی ہون کہ مکان پر لوحدار کے طلسم کشا
پہونچ گئے لوحدار نے لوح دیدی مگر اے شہریار ایک خیال رہے کہ جو معرکہ درپیش
ہو لوح کو ضرور ملاحظہ فرمائیے گا بدون حکم لوح قدم نہ اُٹھائیے گا اہل طلسم بڑے
بڑے مکر کرینگے اب جاکر باغ دلفریب سے قیدیون کو رہا کیجیے باقی اورون سے
مقابلے پڑینگے مگر آپ صاحب اقبال ہین خداے نادیدہ آپ کی مدد کریگا انشاءاللہ
طلسم فتح ہوجائیگا سب ظالم مارے جاوینگے آپ کے ہاتھ سے امان نہ پاوینگے
یہ کہکر حمالہ گئی سو کشا اُسکے بعد جانے حمالہ کے بادشاہ قصر سے نکلے دیکھا سامنے ایک
باغ ہو کہ ملکہ یاسمن رنگین پوش وفیروزہ بن عمرو مسلسل ومطوق دروازے پہ
کھڑے ہین بادشاہ کو جو آتے دیکھا نہال ہو گئے یاسمن نے کہا او متوالا اگر اب
بادشاہ چھا وہ آتے ہین خدا اُنکو مظفر ومنصور کرے بادشاہ در باغ کے قریب آئے
ہزارہا طائر درختون سے اُترے غلطکین مارکر بشکل ساحر بنے بلائے ہوا کہ طلسم کشا
کو مار لو کئی ہزار ساحر سحر کرنے لگے بادشاہ نے لوح طلسمی کو چمکایا جسپر عکس پڑا وہ
نابینا ہوگیا بعض جل گئے آخر ساحر سامنے سے ہٹے بادشاہ داخل باغ ہوئے یاسمن
سے پوچھا اور کوئی قیدی بھی یہان ہو فیروزہ نے عرض کی ایک تاجدار نحیف و
ضعیف لاغر اندام تاج ٹوٹا ہوا سر پر ایک نخل کے نیچے بیٹھا رویا کرتا ہو بزبان
بلا رہا ہو بادشاہ نے فرمایا کیا عجب ہو کہ یہین تاجدار کا باپ ہو یہ فرما کر اندر آئے
اول زبان سے یاسمن کی سوزن لی فیروزہ کی پٹی بات کاٹی ان دونون کو ساتھ
لیکر اُس مقام پر آئے جہان وہ تاجدار ضعیف بیٹھا تھا لوح کو بادشاہ نے ملاحظہ

فرمایا نوشتہ پایا کہ یہی تاجدار ہے یہین تاجدار ہو بادشاہ نے قریب آکر سلام کیا وہ
تاجدار دعائین دینے لگا کہا زہے نصیب کہ آپ کی زیارت ممکن ہوئی بادشاہ نے
فرمایا تمکو ہمارا حال کیونکر معلوم ہوا سکہ زن تاجدار نے کہا شب کو مین نے دیکھا
خواب مین کہ ایک بزرگ فرمارہے ہین کہ او سکہ زن وقت رہائی تمھارا قریب
آیا کل طلسم کشا سے ملاقات ہوگی مین انتظار مین تھا اِسوجہ سے پہچانا قید سے رہا
کرکے سکہ زن تاجدار کو بھی ہمراہ لیا جیسے ہی باغ سے نکلے ہوا سے گرد اُڑی باعث
یہ ہوا کہ حمالہ گیسو کشا جو گئی تو باپ نے پوچھا کہ بیٹا کیا انتظام کر آئین کہا اے والد
مین اُسوقت پہونچی کہ طلسم کشا مکان مین لوحدار کے بیٹھے تھے اور لوحدار خانم
مین مصروف تھی مین نے ہرچند منع کیا مگر اُسنے جواب دیا کہ اب تو مین لوح دے چکی
میرے قبضے مین نہین اگر تمکو کچھ دعوی جرأت ہو تو طلسم کشا سے لے لو اور جو تمسے
ہوسکے قصور نہ کرو یہ سُنکر باپ اِسکا سوار ہوا حمالہ نے کہا مین بھی ساتھ چلون گی
بلا حکم دو تو آگے بڑھکر دیکھون باپ نے حکم دیا کہ اچھا جاؤ دیکھنا کیا کر رہے ہین
حمالہ اُڑتی ہوئی مقام پر لوحدار کے پہونچی دیکھا کہ لوحدار نے تمام مکان مین
آگ لگا دی اشیاے ضروری ایک تخت پر رکھکر کنیزون کو ساتھ لیکے باہر نکلی کہ حمالہ
آکر پہونچی حمالہ نے پوچھا طلسم کشا کہان گئے لوحدار نے کہا قید خانے کے باغ
مین گئے ہین یقین ہے کہ قیدیون کو رہا کر لیا ہو حمالہ نے کہا اے لوحدار تمنے بڑی
ہوشیاری کی کہ مکان مین آگ لگا دی ورنہ بہی آفتین تھین پھر حمالہ نے کہا اب
پرا سے مدد جاؤ والد پہونچ گئے ہونگے مین نے اِسی لیے جا کر آپسے اطلاع کر دی
کہ طلسم کشا سے مقابلہ کرین جو ہونا ہو وہ ہو جاے جیسے صبر نہ ہوسکیگا جسوقت
طلسم کشا پر دو بار ڈالین گے ایک طرف سے مین سحر کرون اور دوسری طرف سے
تم سحر کرنا یون طلسم کشا کو بچانا لوحدار نے حمالہ کی بلائین لین کہا بی بی سبحان اللہ
خوب تدبیر کی مجھکو اطلاع کر چلین ورنہ مین دیر مین آتی حمالہ تو یہ کہکر چلی یہان
سعد نے مع آمد فوج نیکی فیروزہ سے فرمایا لو بادشاہ طلسم آپسے نجات لوح کو ملاحظہ کیا

نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا خوف نہ کرنا تیرے مددگار بھی آتے ہین جو ہو سکے مصروف
شمشیر زنی ہو مگر سکہ زن تاجدار گھبرایا بادشاہ نے فرمایا تم اپنے کو کسی غار مین مخفی
کر دو یاسمن گاتی باندھکر تیار ہوئی کہا ای شہریار دو سحر کرون کہ لشکر کا پاؤن نہ جمے الوند
نے جو دور سے دیکھا کہ باغ مین سے بادشاہ آتے ہین الوند نے فوج کو اشارہ کیا
کچھ طائر صحرا کے درختون سے اترے لوٹ کر بشکل انسان بنے لاکھ سوا لاکھ ساحر
نے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ نے لوح کو ہاتھ مین لیا اور نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم　　بہار گلستان کاؤس وجم
منم شیر دل صف شکن نوجوان　　نہال گلستان صاحبقران

ایک طرف سے ملکہ یاسمن نے آکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی مگر الوند نے ساحرون کو
اشارہ کیا کہ سحر نہ کرو حملہ کرکے بادشاہ کو گرفتار کر لو ساحر تلوار سے لڑنے لگے ادھر
فیروزہ بن عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی مارے ہزارون کو جلا دیا بادشاہ نے
لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا وہ جلگیا بعض نابینا ہوکر گرے مگر یہی چاہتے ہین
کہ جسطرح ہو سکے بادشاہ کو گرفتار کر لین مگر کیا مجال ہو کہ کوئی قریب آسکے جو سلف
آیا علف شمشیر آبدار ہوا یاسمن نے مشت بھر بھر کے ماش کے دانے پھینکے جتنے
دانے پھینکے آتے ہی شعلے گرے الوند حیران ہو کہ کیا کرون کہ آسمان پر برق چمکی
دیکھا حمالہ آتی ہو آتے ہی حمالہ نے زلفون کو گردش دی ایک آندھی سیاہ چلی ساحر
تھرانے لگے مثل پرکاہ اڑ رہے ہین کہ دوسری طرف سے لوحدار کا نعرہ ہوا
الوند جانتا ہو کہ بیٹی میری طلسم کشا پر سحر کر رہی ہو جب لوحدار آکر پہونچی اسنے بھی
فوج ساحران پر حملہ کیا سحر کرکے دستک دی صحرا سے صدہا شیر پیدا ہوے اور
ساحرون کو چیر پھاڑ کر کھانے لگے تین جادوگرنیان سحر کر رہی ہین ایک طرف
وتاما سنا حقہ ہاے آتشبازی کا ہو جب فیروزہ حقے مارتا ہو سو دو سو ساحر
جل جاتے ہین آخر ساحر عاجز ہوکر سحر کرتے ہین اور کہتے ہین ای بادشاہ ہم شمشیر زنی
نہین جانتے ہم سحر سے لڑینگے الوند کہتا ہو کہ طلسم کشا لوح کو گردش دے رہا ہو

تین جادوگرنیان برابر کی سحر کر رہی ہیں حمالہ نے تو آفت برپا کر دی کس زور سے
آندھی چل رہی ہے کہ قدم نہیں جمتا میرا ارادہ یہ ہے کہ بھاگ کر نکل جاؤں جس طرح بنے
اپنی جان بچاؤں ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے تم لوگوں سے امید نہیں
ہے کہ اس جنگ کو سر کرو سب نے کہا جائیے ہم بھی چلے آتے ہیں سنگے تین جادوگرنیان
کس زور و شور سے سحر کر رہی ہیں کہ امیر غالب آنا دشوار ہے یہ کہکے الوند تخت سے
اُترا زمین میں غلطاں ماری طرف آسمان کے چلا حمالہ نے پکارا کہ اے شہریار یہ
جاتا ہے بادشاہ نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ حقیقت میں الوند جاتا ہے حمالہ نے کہا کہ اگر
یہ نکل جائیگا تو سبز بخت جادو کو لائیگا کہ جسکو دین بیٹھا رہتا ہے اُسکو اپنے سحر کا بڑا
دعویٰ ہے بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اسم حاشیہ لوح پڑھ کے تیر
پر دم کیا تیر سحر کمان میں جوڑ اتاک کر مارا الوند کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو
پار گذرا لاشہ اُسکا زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا بعد عرصے کے آواز آئی کشتی میرا نام
ہے الوند جادو وہ دیر لاشہ اٹھا کر لے چلے سبز بخت جادو در کوہ میں بیٹھا
تماصر وف عیش و نشاط تھا کہ ہیروں نے لا کر لاشہ الوند کا پہونچایا اور پکار کر
کہا کہ پیرومرشد طلسم کشا نے قید خانہ فتح کر لیا لوحدارہ نے لوح دیدی حمالہ شریک ہے
الوند مارا گیا اب طلسم کشا آتا ہے جو تدبیر کرنا ہو وہ کیجیے سبز بخت نے کہا تمام ہیں
کو سحر سے بیہوش کرونگا کیا مجھکو بھی الوند جادو جانتا ہے بی حمالہ اور لوحدارہ کو جلتے ہی
خاموش کرونگا کیا تعجب ہے کہ وہ دونوں جادوگرنیان ہیں یہ تو منیر گرین ہیں یہ کہکے اُٹھا در
کوہ سے باہر نکلا ایک دستک دی ہزار ہا ساحران صحرا آکر پہونچے کہا صاحبو تمنے
سنا اب وہ وقت ہے کہ کوئی معین و مددگار نہیں طلسم کشا آتا ہے جو تمسے بن پڑے
وہ سحر کرنا کئی لاکھ جادوگر آمادہ ہوئے یہاں بعد تاریکی جب روشنی ہوئی بادشا
نے اپنے کو قریب در کوہ پایا اور دیکھا کہ فوج ساحران صف جما رہی ہے اور
سبز بخت آگے صف کے کھڑا ہے جیسے ہی بادشاہ کو دیکھا کلوا بھیرون نارسنگھ کو
پکارنے لگا ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین کانپی غبار اُڑا بادشاہ ہرچند لوح کو

جھپاتے ہیں مگر تاریکی دفع نہیں ہوتی کہ حمالہ آکر آسمان سے جھک زلفون کو ہلایا بعد ایکے لوحدار نے بین آکہ سحر کیا کہ سب تاریکی برطرف ہوئی اب تو بادشاہ سبز بخت کی جانب چلے سبز بخت جادو دو سحر کر رہا ہے کہ زمین تھرا رہی ہو زمین سے دھواں نکل رہا ہو سبز نخل مثل شمع کافوری جل رہا ہو سبز بخت تڑپ رہا ہو زہالی فوج کو قتل کرتا ہو جہان شاہ پہونچے جادوگرون کو اشارہ کرتا ہو کہ کمندین مارکر گرفتار کرلو جب وہ کمندین لیکر چلتے ہین بادشاہ اندر جا پڑتے ہین حمالہ گیسو کشا زلفین زمین ہلا دیتی ہو کمندین ہاتھ سے ساحرون کے چھوٹ جاتی ہین پھر سب ملکر سحر کرتے ہین یاسمن اور لوحدار سحر دفع کر دیتی ہین سبز بخت نے حمالہ کو للکارا کہ او گیسو بریدہ جھکو نفرہ دیکر گئی وہان جا کے بادشاہ سے نہین مٹا کیا اب کہان جائیگی حمالہ نے پھر زلفون کو جنبش دی سبز بخت پر شعلہ ہاے آتش گرنے لگے سبز بخت جادو نے سپرین لوہے کی بنا کر اپنے گرد کرلین جو شعلہ آسمان سے گرتا ہو سپرین سینہ سپر کرتی ہین اپنے ہی اوپر روک لیتی ہین یہان سعد بن قباد ریشمانہ لڑ رہے ہین کہ حمالہ نے آواز دی او شہریار مدد کیجیے بادشاہ نے دیکھا دونون آپس مین سحر کر رہے ہین اس وجہ سے سنگ باری ہو رہی ہو سحر سے حمالہ کے آگ گر رہی ہو ہنگامۂ سحر گرم ہو بادشاہ لڑتے ہوے اُسی طرف چلے سبز بخت نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا سحر سے روکنے لگا مگر یہ لوح چمکاتے ہوے آتے ہین انپر سحر تاثیر نہین کرتا بہت سے جادوگرون کو مار کر جب قریب سبز بخت پہونچے تو حمالہ الگ ہو گئی فوج پر سحر کرنے لگی مگر سبز بخت نے ایک دستہ زمین پر مارا کہ بادشاہ پر تلوارین برسنے لگین لوحدار نے آکر سینہ سپر کر دیا بادشاہ مقابلہ سبز بخت مین پہونچے سبز بخت نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے بجاے سپر کے لوح کو اُٹھا دیا جیسے ہی سبز بخت نے ہاتھ مارا عکس جو لوح کا پڑ گیا جدولی شانے سے گری سبز بخت جھکا کہ جدولی اپنی اٹھالون سعد نے اوپر سے ہاتھ مارا سبز بخت نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ تمام دست زبردست بادشاہ

اسلام برق جہند و جنگ گری سپر سے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر سنبر بخت جادو کے دو ٹکڑے بکیے مرتا سنبر بخت کا آندھیاں سیاہ چلیں سنگ باری برف باری ہوئی بعد اس آفت کے آواز آئی کشتی مرا نام ہی سنبر بخت جادو تھا بادشاہ نے سجدہ شکریہ پروردگار کیا سب ساحر مطیع اسلام ہوئے سکندر تاجدار کو پیمین تاجدار سے ملایا اس اہتمام میں تھے کہ ایک مرد پیر نے کنجیاں لاکر بادشاہ کو بطور نذر کے پیش کیں بادشاہ نے پوچھا یہ کیسی کنجیاں ہیں حال گیسو کشا نے عرض کی کہ یہ کنجیاں خزانہ طلسم کی ہیں اسکو لیجیے اور خزانہ نکلوا لیجیے بادشاہ نے کنجیاں لیں اور درہ کوہ میں آئے اب جو کوٹھے کھولے مال بے حساب نکلا کئی ہزار سلاح اور لباس بہ اسے جواہر نگار شیر دل ساز و یراق مرکبان یہ سب سامان نکلا صندوقچے جواہرات کے توڑے اشرفیوں کے سب مال نکلوا کر باہر لائے اور اونٹوں پر لدوایا جب بادشاہ نے مال طلسمی لیکر قصد کیا کہ طرف اپنے لشکر کے جاؤں کوہان فیلزور کو ہرکاروں نے خبر دی کہ طلسم کشا نے طلسم کوہ کو فتح کیا مال طلسمی نکلوا لیا اب کوچ کر کے جاتے ہیں اسنے جھلا کر کہا یہ بڑے غضب کی بات ہے کہ ہماری عملداری میں طلسم تھا اور مال غیر شخص لیجائے یہ کہکے اسی وقت سوار ہوا اور امداد کیا مال لیلون کو سیمین تاجدار نے تلوار کھینچی اور کہا اے کوہان یہ مال بادشاہ اسلام کا ہے ہم اسکے دینے والے کون تم ٹھہرو ہم شاہ کو اطلاع کرتے ہیں جیسا حکم ہوگا ویسا بجا لاوینگے تب کوہان رک گیا سیمین تاجدار نے آکر بادشاہ کو خبر کی کہ حضور کوہان فیلزور آکے سدراہ ہوا ہے مال طلسمی نہیں لیجانے دیتا بادشاہ گھوڑا بڑھا کر اسوقت آئے دیکھا کوہان فیلزور تلوار کھینچے کھڑا ہے اور رنگمیانوں سے کہہ رہا ہے کہ مال اتار دو کیوں صاحبو انصاف تو کرو کہ میری عملداری کا خزانہ غیر لیجاوے کہ سعد نے نعرہ کیا کہ او کوہان ادھر متوجہ ہو وہ مال دینے کے مجاز نہیں ہیں کوہان نے جو سعد کو دیکھا گینڈا اپھیرا اور سمجھا کہ انکو موڑ کر مار ڈالونگا مجھے کیا لڑکیں کے طلسم کا فتح ہونا تو برکت لوح پہ موقوف تھا بے زور کے مقابلہ نہ ہوسکیگا یہ سوچکر

سامنے سعد کے آیا نعرہ کیا کہ ہم کوہان فیلزور اے سعد بن قباد شکست طلسم پر
ناز نہ کرنا میرے مقابلے مین جانبازی ہو سیکڑون پہلوان مین نے مارے ہین
مال کے واسطے کیون جان دیتے ہو تمنے مشقت کرکے طلسم توڑا نصف مال لیلو
بادشاہ نے فرمایا ایک ٹھہرو اس مین سے نہ دونگا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر خدا
بزرگ است یہ سنکر کوہان نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا کوہان نے
تیغے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے تیغہ لنگر وار جو سپر دار لگایا سعد نے سپر کو
چہرے کی پناہ کرکے گردش دی اور نہ بازو بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا مروڑ کر
تلوار چھین لون کوہان نے کہا جب انگلیان کٹ جاوینگی تب تلوار تیغے سے
نکلے گی گریبان مین ہاتھ ڈالدیا دونون مین کشتی ہونے لگی کوہان کو اپنے زور
پر بڑا ناز ہو ہر مرتبہ چاہتا ہو سعد کو ریلکر لے دوڑون مگر سعد نے جس مقام پر
قدم گاڑ دیے کیا مجال کہ وہان سے ہٹا سکے سعد ہر مرتبہ ریلکر لے جاتے ہین
اور فرماتے ہین کہ او کوہان جس پیچ پر ناز ہو آسے کر تو کہ دل مین حوصلہ نہ رہے
کوہان کیسے پیچ باندھ رہا ہو مگر جہان کوہان نے ہاتھ بڑھایا کہ مین فلان
پیچ باندھون سعد نے توڑ کو ہاتھ بڑھادیا دونون جوان یون لڑ رہے ہین
گویا بلبلین گتھی ہوئی ہین ہر مرتبہ ٹکرین چلتی ہین ریل پیل کے زور ہو رہے
ہین ایک مقام پر کوہان الجھا الجھتے ہی کوہان کے سعد کوہان کو لے دوڑے
اٹھارہ قدم تک لاے وہان پر آکے پٹک مارا دونون گھٹنے کوہان کے آشنا
بہ زمین ہوے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور جو کیا اٹھا لیا پہلے زور مین تا بہ زانو
دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا کہ پٹکے زمین پر
مار دون کوہان نے کہا الامان سعد نے فرمایا امان بہ شرط ایمان کوہان کلمہ
پڑھکر بہ صدق دل مسلمان ہوا کہا اے شہریار امیدوار ہون کہ میری دعوت
قبول کیجیے بالاے قلعہ تشریف لے چلیے سعد نے قبول کیا سرداران سعد
آکر شریک ہوے بالاے کوہ تشریف لاے اہل قلعہ کو مسلمان کیا قلعہ تمام

اسلام آباد ہوا کوہان نے دھوم سے دعوت کی سامان عیش و نشاط مہیا کیا ساقیان
سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر حاضر ہوئے جام ارغوانی گردش میں
آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی پریزادان دو در گوش و نازنینان
مہ سیما پوش یہ اشعار عاشقانہ گانے لگیں

نظم

وصل کی رات ہے آخر کبھی عریاں ہونگے | میں پشیماں ہوں تو کیا وہ نہ پشیماں ہونگے
آپ مر جاؤنگا تو آکے نہ آؤ ظالم | آج وہ دن ہے کہ مجھ سے مرے احسان ہونگے
غیر کی شکل بنیں گے کبھی خود آنکے شوق | ہم بھی دیکھیں تو کہاں تک نہ وہ پرساں ہونگے
دل جو روٹھا تو منانے سے کہیں منتا ہے | یہ ستم باعث حسرت مجھے ایماں ہونگے
آج بہروپ عدو کا ہے بنایا میں نے | اتنے تو وہ بھی مرے انداز پہ قربان ہونگے
انکو سینیں گے مرے دشت جنوں کے کانٹے | یہ وہ دامن ہے کہ آخر کو گریباں ہونگے
ہم بھی وہ ری جاناں ہیں انھیں ہوگی نسیم | میرے تلوے اثر فکر غزلخوان ہونگے

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو بادشاہ نے حکم کوچ دیا کوہان نے کہا میں
ساتھ رہونگا بادشاہ ناچار ہوئے کوہان کو ساتھ لیا بارہ ہزار فوج اسکی بھی ساتھ
ہوئی ارادہ کیا کہ طرف قلعۂ سیمین نگار کے جاویں کہ ہوا سے گرد اٹھی ایک پہلوان
دیو خصال و عفریت مثال گینڈے پر سوار ساتھ ہزار فوج پشت پہ آکے آتے
راستہ روکا حمال نے عرض کی اگر حکم ہو تو اس لشکر کو سمجھا دوں شہنشاہ دوران سعد
نے فرمایا اے حمال خبردار کبھی غیر ساحر پر حملہ نہ کرنا ورنہ ہمارے قاعدے کے خلاف ہوگا
تمرد نے کہلا بھیجا کہ بہتر یہی ہے کہ مال طلسمی جلد بھیجیے یہ مال ایک رتبہ جانے دونگا مالی
میرے حوالی کا ہے بادشاہ نے فرمایا ایک حبہ نہ دونگا میں نے جانبازی کرکے طلسم کو
فتح کیا ہے تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر تمرد نے طبل جنگی بجوا دیا بادشاہ نے سنکر نوازش
طبل کو حکم دیا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں مگر کوہان بہت گھبرایا
دست بستہ عرض کرتا ہوا کہ شہریار یہ پہلوان بڑا زبردست ہے میں ایک مرتبہ اسکے ہاتھ
زخمی ہو چکا ہوں ایک کاروان میں نے لوٹا تھا تاجروں نے اس سے فریاد کی تو اس نے

کہلا بھیجا کہ مال ان تاجرون کا دیدو یہ ہمارے رفیق ہین مین نے قطعاً انکار کیا اِسنے آکر طبل جنگی بجوایا مین لڑا تو اِسکے ہاتھ سے زخمی ہوا آخر نصف مال پھیر دیا لہذا اگر مال پر فیصلہ ہوجاے تو جنگ نہ کیجیے بادشاہ نے فرمایا اے کوہان ہم اپنے پروردگار پہ تکیہ رکھتے ہین اگر پروردگار چاہیگا تو زیر کرلین گے اور اگر قضا ہماری اسکے ہاتھ سے ہو تو ناچاری ہو شب بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے تمرد میدان مین نکلا پکار کر آواز دی بادشاہ اسلام کہان ہین آکر مقابلہ کرین بادشاہ نے مرکب بڑھایا کوہان قدمون سے لپٹ گیا کہ مین شہریار کو نہ جانے دونگا بادشاہ نے فرمایا میرا نام لیکر پکارتا ہے مجھے جانا ضرور ہے یہ فرما کر میدان مین آئے گھوڑا طرارے بھرتا ہوا دُم سے چنور کرتا ہوا سامنے تمرد کے پہونچا تمرد نے جو شوکت و شان دیکھی گھبرا گیا عرض کی مین آپ کو معاف کرتا ہون کہ مال لیجائیے مین آپ سے مقابلہ نہ کرونگا سعد نے فرمایا اب تو میدان مین آچکے جو کچھ گذرے وار کرو تب تمرد نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا ایک مقام پہ گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے تمرد کے نکلگیا تمرد نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا تیغۂ قمقام جو تڑپ کر گرا سر تمرد کا زخمی ہوا سمجھا کہ اب دوسرا ہاتھ مارینگے سر اُڑجائیگا گھوڑا پیچھے ہٹایا بادشاہ نے ہاتھ روک لیا فرمایا اے تمرد پلٹ جاؤ جب صحت پانا تب ہمارے مقابلے مین آنا ہمارا دستور نہین کہ زخمی پہ ہاتھ ڈالین صحت پاکر آنا جسطرح چاہنا مقابلہ کرنا تمرد نہال ہوگیا وجد کرتا ہوا اور کہتا ہو کہ حقیقت مین جرأت ان لوگون پہ ختم ہے کہا اے شہریار مجھکو حکم ہو کہ ہمراہ رکاب رہون بادشاہ نے فرمایا تمھارا اگھر ہے میری آنکھون پر رہو ایسا نہ ہوگا کہ کبھی تمکو تکلیف پہونچے انشاء اللہ تمکو باعزاز رکھین گے تمرد قدمون سے لپٹ گیا کہا اے شہریار مین نے بدل اطاعت کی اب امیدوار ہون کہ کلمۂ طیبہ ارشاد فرمایئے کہ مین بصدق دل مسلمان ہون بادشاہ نے کلمہ پڑھایا کلمہ بصدق دل پڑھکر تمرد مسلمان ہوا ساتھ ہزار فوج اِسکی بھی ساتھ ہولی اب بشوکت تمام طرف قلعۂ سیمین نگار

سے روانہ ہوے ایک مقام پر دوراہہ ملا سامنے ایک قلعہ تھا برج بارہ سے آراستہ
کئی سو توپ قلعے پر چڑھی ہوئی برقند از و گولہ انداز قلعے پر ٹہل رہے ہین عمرو نے جو قلعہ
دیکھا بے اختیار رونے لگا ہرکارے نے بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے قریب آ کے
پوچھا ای عمرو باعث گریہ کیا ہی عمرو نے عرض کی حضور یہ قلعہ میرے قبضے مین تھا مگر ایک
پہلوان ہی گہبان گرگدن سوار اسکا لقب ہی اُس سے مقابلہ پڑا قلعہ مجھسے چھوٹ گیا
امیدوار ہون کہ یہ قلعہ مجھے دلوا دیجیے اسوقت اِس قلعے کو دیکھکر دل بھر آیا جبتک
میرے قبضے مین رہا مین نے کبھی توپین نہین چڑھائین ہمیشہ دروازہ کھلا رہتا تھا
اِسیوجہ سے قلعہ ہاتھ سے گیا بادشاہ نے فرمایا بارگاہ لے چلو سامنے اِستادہ کرو
کوہان نے بڑھکر عرض کی حضور کیون کانٹون مین اُلجھتے ہین فرمایا ای برادر عمرو عیار
سردار ہی جسنے اُسکو ستایا اُسنے گویا ہمکو تکلیف دی اگرچہ لشکر ہمارے ساتھ کم ہی
مگر وہ قادر توانا جو ہمارا سرپرست ہی سب سے زیادہ زبردست ہی اگر اُسکو منظور
ہو ایک مور ضعیف کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمائے انشاء اللہ ایسا مقابلہ پڑیگا کہ تمکو
مزہ ملیگا کوہان نے کہا پہلے عمرو کو لڑوا دیجیے گا بادشاہ نے فرمایا مین کسی کو حکم نہین
دیتا جو جسکو پکارے وہ مقابلے مین نکلے بروقت دیکھا جائیگا مگر گہبان کو خبر پہنچی
کہ عمرو عیار ساتھ ہی بادشاہ لشکر اسلام پر اسکے مقابلہ آئے ہین یہ سنکر گہبان نے
حکم دیا بارہ لاکھ سوار کی فوج آراستہ کر کے قلعے سے نکلا ساتھ والون سے کہتا ہی موت
انکو کھینچ لائی ہی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا دونون لشکر میدان مین آکر ٹھہرے
صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے ہٹے گہبان میدان
مین آیا استقامت جسیم و ضخیم ہی گینڈے کی کمر لچکتی ہی زنجیرون سے کمر باندھے ہوے
میدان مین آیا پکار کر آواز دی میان عمرو مقابلے مین آؤ یہ سن عمرو کانپنے لگا بادشاہ
نے فرمایا کیون گھبراتے ہو مین مقابلے مین جاتا ہون یہ فرما کر مرکب پیش راتاج کی
کج کرتے ہوے سامنے گہبان کے آئے گہبان نے کہا ای سعد شہریار زیر کرنے
پر عمرو کے تمکو گھمنڈ ہو مناسب یہ ہی کہ میری اطاعت کرو وہ مرتبہ دونگا کہ عالم

عالم رشک کرے تمکو بادشاہ لشکر کرون اور مین تمھارا سپاہ و سالار ہون تمام اکناف
کے قطعے تسخیر کرون بادشاہ نے فرمایا اب زیادہ غرور نہ کرو زبان تیغ وسنان سے
سوال وجواب ہو گیہان نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے پر روکا دو گھڑی کامل پیچ
مین نیزہ بازی ہوئی بادشاہ نے ایک مقام پر گانٹھکر پھیر امارا کہ نیزہ ہاتھ سے
گیہان کے نکل گیا زمین پہ جا کر گرا بادشاہ نے اپنا نیزہ گاڑ دیا قبضے پہ ہاتھ ڈالا کہ
گیہان نے تلوار کا وار کیا بادشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کو گردش دیکر
کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا گیہان نے گریبان پر ہاتھ تور کھا مگر رنگ رو متغیر ہونٹ خشک
کہا اے شہریار اب آپ سے کل مقابلہ کشتی کا کرونگا بادشاہ نے ہاتھ چھوڑ دیا گیہان
پلٹا بادشاہ پلٹ کر اپنے لشکر مین آئے مگر گیہان جو اپنی بارگاہ مین آیا حکم دیا کوئی
میرے پاس نہ آئے تنہا بیٹھا رو رہا ہو کہ اے گیہان یہ جوان ایسا صاحب طاقت ہو
اگر اس سے کشتی لڑونگا زیر ہو جاؤنگا عیار اسکا سلیم صبار وجو ٹہلتا ہوا آیا دیکھا
کہ مصاحبان گیہان در بارگاہ پہ ٹہل رہے ہین اسنے پوچھا کہ کیون یارو تم اندر
کیون نہین گئے سب نے کہا ہمارے پہلوان نے منع کیا ہو کہ کوئی اندر نہ آئے
اکیلے بیٹھے کچھ سوچ رہے ہین سلیم سمجھ گیا کہ آج میدان سے مکدر پلٹے تھے اُسی کی
فکر مین ہونگے یہ بلاتکلف بارگاہ کے دروازے پہ آیا خدمتگار سے کہا عرض کرو
کہ سلیم حاضر ہو کچھ عرض کرنا چاہتا ہو گیہان تو حیران بیٹھا تھا عیار کو بلوالیا سلیم جو
سامنے آیا دیکھا کہ گیہان کی آنکھین سرخ ہو رہی ہین سرنگون بیٹھا ہو سلیم نے
پوچھا کیون شہریار خیر تو ہو گیہان نے کہا اے سلیم بڑے سخت حریف سے مقابلہ ہو
اگر کل مقابلے مین جاؤنگا تو زیر ہو جاؤنگا اب حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون اور
وہ بہادر ایسا باانصاف ہو کہ مین عاجز جو ہوا تو ہاتھ روک لیا مہلت مانگی مہلت
دی اب کیا تدبیر کرون سلیم نے کہا آپ نہ گھبرائیے مین گرفتار کیے لاتا ہون تمرد
اور کوہان پر تو آپ غالب ہین سعد شہریار کو مین پکڑ اسے لاتا ہون اور دن سے
آپ سمجھ لیجیے گا گیہان خوش ہو گیا کہا اے سلیم اگر تو گرفتار کر لایا تو اپنی بیٹی کی تیر سے

ساتھہ شادی کرونگا گلفام زلف آرا کہ نہایت حسین وجمیل ہی شاہان اطراف جسکے
خواستگار ہین ابھی تک مین نے قبول نہین کیا سلیم نہال ہو گیا با نہاے عیاری
سے آراستہ ہو کر نکلا بصورت مبدل لشکر اسلام مین آیا کوہان برسر طلایہ ہوا اسنے جو
دور سے دیکھا کہ ایک شخص ضعیف ہانپتا ہوا آتا ہی گھوڑا بڑھا کر قریب آیا اور کہا اے
شخص تو کون ہی کہ رات کو ہمارے لشکر مین آتا ہی ہم تجھے جانے دینگے پلٹ جاؤ سلیم نے
کہا گھوڑے سے اتر یے مین کچھ عرض کرونگا کوہان اتر پڑا سلیم کو کوہان باتین کرتے
کرتے ایک گوشے مین لایا حباب مار کر بیہوش کیا کوہان کو توکنارے ڈالدیا اُسکی
شکل بنکر نکلا گھوڑے پر سوار ہو کر انتظام کیا کہا یارو اسوقت خود بخود دل گھبرایا
مین ذرا آقا کو دیکھ آؤن تو پلٹ کر آتا ہون خبر آنے نپاے سب کو چھوڑکر سلیم
قریب بارگاہ سعد آیا نگہبانون نے پوچھا اے افسر اسوقت کیا کام تھا سلیم نے کہا
مین ذرا آقا کو دیکھونگا ایسا نہو کہ کوئی نقب دیکر آئے اور اُس شہریار کو چرا لیجاے
لہذا گھڑی بھر بیٹھونگا تو اطمینان ہوگا خادمون نے کہا بسم اللہ اے کوہان حقیقت
مین تمکو اُس شہریار سے بڑی محبت ہی سلیم پردہ اُٹھا کر اندر آیا دیکھا سعد شہریار
پڑے سورہے ہین کُپچہ نکالکر بیہوشی دی بیہوش کر کے پشتارہ باندھا اب حیران ہی
کسطرف سے نکلون سب طرف آدمی ہین آخر نقب کھودی نقب سے لے نکلا دبتا
ہوا چلا قضاے کار فیروزہ بن عمرو ایک دوکان پہ سو رہا تھا خواب مین خواجہ
کو دیکھا کہ فرماتے ہین ارے کیا سوتا ہی کچھ اپنے آقا کی بھی فکر ہی سلیم نامے عیار لیے
جاتا ہی تو اسقدر غافل رہتا ہی فیروزہ آنکھین ملتا ہوا چلا در بارگاہ سعد پہ آیا اگر
خدمتگارون سے پوچھا خدمتگارون نے کہا کوہان سردار تھوڑی دیر سے آیا ہی
اندر بیٹھا ہی یہ سُنکر فیروزہ کا دل کھٹکا سوچا کہ کچھ فتور ہی اندر آکر دیکھا پلنگ خالی
پڑا ہی برابر پلنگ کے منہ نقب کا لگا ہی پیٹر سے کا نشان دیکھکر کود انقب سے
باہر نکلا دیکھا سامنے سلیم پشتارہ بدوش جاتا ہی فیروزہ بیقرار ہو رہا تھا دوہین سے
پکارا کہ او سلیم آگے نہ بڑھنا خم فیروزہ بن عمرو مین آپہونچا سلیم نے جو فیروزہ کو آتے

دیکھا دس قدم آگے بڑھکے ٹھہر گیا جی مین کہتا ہو کہ اِس لونڈے کی کیا حقیقت ہو اِسکا
سر کاٹ لونگا ٹکڑے ٹکڑے شکست دونگا یہ سوچکر پشتارہ رکھدیا فیروزہ بھی جانب
نیچے چلنے لگا فیروزہ بھی چاہتا ہو کہ اِسکو ہٹا کر پہلے پشتارے پر قبضہ کرون پھر اِسے
سمجھ لونگا خدا چاہیگا تو شکست دونگا یہ سوچکر بنوٹ بیٹھکر نیچے مارنے لگا سلیم جست
کرکے خالی دیتا ہو مگر پشتارے کے پاس سے نہین ہٹتا رات کم تھی فیروزہ لڑا کیا
اتنی دیر گذری کہ گریبان سحر چاک ہوا جب روشنی ہوئی طائر آشیانون سے نکلنے لگے
گرمی سے آفتاب کی ہر ایک کے پر جلنے لگے مگر فیروزہ سلیم سے لڑ رہا ہو اور سلیم
عاجز ہو رہا ہو دل مین کہتا ہو کہ یہ لڑکا بڑا آفت روزگار ہو کہ قضاے کار گیہان کہ
اپنے شب بھر انتظار کیا جب صبح ہو گئی اور اِسکا عیار واپس نہ آیا تو گھبرا کر اپنے
مقام سے اُٹھا گینڈے پر سوار ہوکے چلا جب صحرا مین آیا تو تیغون کے جھنکانے
کی آواز آئی پلٹ کر دیکھا ایک نخل کے نیچے پشتارہ رکھا ہو میرے عیار نے ایک
شخص دبلا پتلا مگر چست و چالاک لڑ رہا ہو سوچا کہ شاید میرا عیار آتا ہوگا اِس عیار نے
آکر روکا ہو کمان کیانی کاندھے سے اُتاری آواز دی کہ او عیار بچ فیروزہ نے
جو دیکھا کہ ایک جوان زبردست آتا ہو تیر و کمان کاندھے سے اُتار رہا ہو فیروزہ
خوف جان سے بھاگا گیہان نے آکر عیار سے اپنے حال پوچھا عیار نے کہا
مین سعد کا پشتارہ لاتا تھا اُنکا عیار فرزند عمرو نامدار اُسنے آکر گھیرا تھا آپ کو دیکھ
دیکھکر بھاگ گیا آپ خوب وقت پر آگئے آپ کا اختر اقبال چمکا اب جلد اِنکو قتل
کیجیے اور سب کو مٹا دیجیے آپ سے کون مقابلہ کر سکیگا گیہان نے اِشارہ کیا سلیم نے
پشتارہ اُٹھا لیا آگے آگے گیہان پیچھے پیچھے سلیم دونون طرف لشکر کے چلے کہ صحرا
سے گرد اُڑی دیکھا ایک نقابدار بادل پوش گھوڑے کو اُڑاے ہوے آتا ہو جب
قریب پہونچا تو پوچھا کہ او عیار یہ پشتارہ کسکا ہو عیار نے کہا سعد شہریار جو بادشاہ
لشکر اسلام ہین اُنکو لیے جاتا ہون میرا افسر بھی ساتھ ہو نقابدار نے کہا مین تو
دیکھون کون شخص ہو عیار نے چادر چہرے سے ہٹائی نقابدار کی نگاہ جو چہرہ

سینے نظیر پہ پڑی دیکھا ایک جوان یوسف ثانی ہی مگر آنکھیں بند دیکھکر اُس نازنین کا کلیجہ
منھ کو آگیا پلٹ کر گیہان نے دیکھا عیار سے پوچھا یہ لقا بدار کون تھا عیار نے
کہا مین نہین جانتا کہا آگے چل اب عیار آگے آگے اور گیہان پیچھے پیچھے جاتا ہی
جب اپنے لشکر مین آیا عیار سے کہا اِسکو تو قید خانے مین قید کر آ پھر مین سمجھ لونگا
سلیم نے سعد کو لیجانیکا قصد کیا بادشاہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا
مگر غصے مین اُٹھ بیٹھے فرمایا کیون گیہان تمکو اپنی جرأت کا بڑا دعویٰ ہی عیار کے بھروسے
پہ کام کرتے ہو یہ تمنے بڑی بزدلی کی گیہان اِسکا کچھ جواب دینے کو تھا کہ عیار نے
کہا اے پہلوان دوران اِسّے زیادہ کلام نہ کیجیے فوراً قتل کا حکم دیجیے گیہان نے
جلاد کو بلوایا جلاد نے آتے ہی نعرہ کیا کہ تیغہ بار سعد ار رکھتا ہون بازوئے پُر قوت
ہی بس ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا حکم کی دیر ہی گیہان نے کہا جلد اِسکا
سر کاٹ لے جلاد چلا خنجر چمکاتا ہوا اِس خیال مین کہ سُبک ہاتھ ماروں کہ سر جدا
ہو جائے قضا سے کار گلفام زلف آرا دوسرے خیمے سے دیکھ رہی تھی مگر
جب سے آئی ہی تڑپ رہی ہی اب آنکھوں سے یہ دیکھا کہ معشوق زیر تیغ بیٹھا ہوا ہی
ایک جلاد خرس طینت میمون خصلت خوک بادیہ ضلالت خنجر چمکاتا ہوا جاتا ہی چاہتا
ہی کہ لبیک کے ہاتھ ماروں یہ حال پُر ملال دیکھکر کلیجہ منھ کو آگیا جی مین کہتی ہی اگر
یہ شہریار قتل ہوا تو بڑے غضب کی بات ہی کیا مجبور بیٹھا ہی ملکہ گلفام نے کمان اُٹھا کر
اور ترکش سے تیر نکالکر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا جلاد کے سینے پر پڑا
کر پشت سے پار گذر گیا جلاد لڑکھڑا کر گرا گیہان حیران ہی کہ یہ تیر کہانسے آیا کسنے
مارا چہار جانب دیکھتا ہی سعد نے ہنسکر کہا اے گیہان تو نے قدرت خدا کو دیکھا
کہ جلاد کا جلاد آسمان سے پیدا ہو گیا دم بھر مین جلاد کا خاتمہ ہوا پس گیہان جھلا
اپنے مقام سے اُٹھکر کہا دیکھوں اب کون بچاتا ہی غصے مین تیغہ مارا سعد نے ہاتھ
اُٹھا دیے ہتھکڑی کی ہتھکڑی کا کٹنا کہ خانۂ زورین آسکے نعرہ کیا قطعہ شعلہ شمشیر بیان
شمع جگر سوز من ؎ گرمی بازار عشق از تف خون من است ؎ بر سر دار فنا خانہ

غوغائے من ٭ باکسے نزارم زدار چوب ستون من است ٭ خانہ تاریک وتنگ بستہ بزنجیر
عشق ٭ بشکنم این بند را وقت جنون من است ٭ قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے
پھینکدیا اپنے مقام سے اُٹھے گیہان نے کہا لینا ایک پہلوان کہ برابر کھڑا تھا اُسنے
بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے اُسکی تلوار چھینکر اُسی تلوار سے اُسکو قتل کیا تلوار
لیکر لڑنے لگے لڑتے بھڑتے باہر نکلے فیروزہ نے لشکر مین خبر پہونچائی کوہان وتمرد
سوار ہوے اُسوقت پہونچے کہ سعد رستمانہ لڑ رہے ہین چہار طرف سے فوج کا
بلوہ ہے نیزہ و تلوار مار رہے ہین تمرد و کوہان نعرہ کرکے گرے سعد شہریار کو بیچ
مین لے لیا گھوڑے پر سوار کیا گیہان نے ہرچند کہ کوشش کی مگر کچھ نہ ہو سکا آخر
کوہان وتمرد لڑتے ہوے سعد کو لے گئے فیروزہ نے بھی حقہ ہاے آتشبازی
مارے کئی سو کافرون کو جلا کے مارا جب سعد نکل گئے تو گیہان اپنی بارگاہ مین
آیا عیار سے کہا کیون اے سلیم اب کیا کرون دیکھا تو نے کہ تیر مارنے والا ثابت ہوا
سلیم نے کہا اے شہریار جس طلسم یہ جانتے ہین اُس طلسم مین کتاب جمشیدی ہے اُسکے
ایک لکھ گئے ہین کہ طلسم کشا کو موت نہین ہے جس مقام پر پہنچید ہونگے ایسی آفتادیکھ
کر رہا ہو جاوینگے مگر مین آج پھر جاتا ہون اگر بن پڑا تو راہ مین قتل کرونگا زندہ
یہان نہ لاؤنگا یہ کہکے چار گھڑی دن پچھلا باقی ہے کہ چلا لشکر اسلام مین آیا دریافت
کیا کہ آج میر طلایہ کون ہے دریافت ہو گیا کہ تمرد بن تیمار طلایہ پر ہے ایک گوشے
مین بیٹھ رہا رات کو اُسنے نقب لگائی مرد نقب کا لاکر بارگاہ سعد مین توڑا سعد
سو رہے ہین سلیم نے چاہا بیہوش کرون سعد نے خواب مین دیکھا کہ قباد شہریار کھڑے
ہوے ہین باپ کو سعد نے سلام کیا عرض کی حضور آجکل کہان ہین فرمایا کہ اے فرزند
انشاء اللہ تعالی تمسے ملینگے تمکو تکلیف نہ ہونے پائیگی مگر ہوشیار رہو سعد نے
آنکھ کھولی دیکھا ایک سیاہ پوش کھڑا ہے اُسنے کچھ پڑھا بادشاہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور
اپنی طرف کھینچا سلیم نے جھٹکا مارا کہ لفافۂ عیاری بادشاہ کے ہاتھ مین رہگیا سلیم
جست کرکے بھاگا سعد نے پیچھا کیا سلیم قنات کو فرا گیا سعد نے بھی جست کی برابر

سلیم کے پہونچے سلیم چاہتا ہو جان بچا کر نکلجاؤن سعد نے بڑھکر سلیم کی گردن لی
اِس زور سے ٹیکا کہ استخوان اُسکے چور چور ہو گئے سر اُسکا کاٹ لیا اور پلٹے لشکر
مین ہلڑ ہو گیا تھا کوہان وتمرد چلے تھے فیروزہ بن عمرو بدحواس چلا آتا تھا شاہ
کو دیکھکر سب رُک کے دیکھا ایک سر رومال مین باندھے ہین اور جسم پر خون کی چھینٹین
فیروزہ نے بڑھکر پوچھا سعد رونے لگے کہ آج تو قبلہ وکعبہ نے سرفراز فرمایا اور
یہ کلمہ کہا کہ ہم تمسے ملین گے اِس کلام سے یہ پایا جاتا ہو کہ ابھی وہ حیات ہین یا میرا
جام عمر لبریز ہو چکا ہو کہ اب مین اُن جناب کی قدمبوسی حاصل کرونگا فیروزہ نے
عرض کی حضور کیا عجب ہو کہ وہ حیات ہون اور آپ اپنے والد ماجد کی زیارت
سے مشرف ہون فیروزہ اِسطرح سعد شہریار کو سمجھاتا ہوا بارگاہ مین لایا سب
افسر بھی موجود ہین جلسۂ عیش ونشاط آراستہ ہوا مگر گیہان اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا
اپنے عیار کو یاد کر رہا ہو کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ آج سنتا ہو کہ سلیم ہاتھ سے سعد
شہریار کے مارا گیا مسلمانون مین جشن ہو رہا ہو بڑے لطف سے وہ پہونچا چاہتا تھا
سعد کو بیہوش کرے سعد بیدار ہو گئے سلیم بھاگا سعد نے تعاقب کیا سنتے ہین
کہ جنگل مین جاکر اُسکو مارا یہ ذکر تھا کہ اور عیار بھی روتے ہوے آئے کہا اے شہریار
غضب ہوا اُستاد کو سامری وجمشید نے بلا لیا لاش اُنکی جنگل سے لائے ہین سر اُنکا
بالاے قلعہ رکھا ہو گیہان نے منھ پیٹ لیا کہا یارو میرا رفیق وشفیق مارا گیا جب مجھکو
تردد ہوتا تھا تو وہ دستگیری کرتا تھا حقیقت مین اِس عیاری مین اُسنے بڑی کدو
کوشش کی مگر موت نے مہلت نہ دی یارو لاشہ اُٹھا کر لاے ہوا رتھی جلواوٗ اور
ناری کو جہنم مین پہونچاوٗ بھائی سلیم کا کلیم سامنے ہاتھ باندھکر آیا کہا میری مجال
نہین کہ بھائی صاحب کے موافق عیاری کرون مگر جسطرح ہوگا سعد کو چرا لاوٗنگا
آپ کا اقبال ہو تو جاکر لاتا ہون یہ کہکے بانہاسے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا بصورت
مبدل لشکر اسلام مین پہونچا جا بجا پھرنے لگا مگر سعد شہریار خیال مین اپنے والد
کے مغموم بیٹھے ہین سب سردار سمجھارہے ہین کہ باعث فرط محبت تھا کہ وہ خواب مین

تشریف لائے مقام انتشار نہین ہو انشاء اللہ سب طرح خیریت رہیگی بادشاہ نے فرمایا
آج دل بہت گھبراتا ہو اگر تم سب کی صلاح ہو تو شکار کھیل آؤن دل کو جاکر جنگل مین
بہلاؤن سب نے کہا بہت مناسب ہو مگر فیروزہ نے عرض کی کہ غلام ہر وقت ہمراہ
رہیگا میرا دل دھڑکتا ہو کہ سلیم مارا گیا سنتا ہون کہ اُسکا بھائی کلیم نامے اُسنے دعوی
کیا ہو اور فکر مین حضور کی نکلا ہو کلیم بشکل خدمتگار بارگاہ مین کھڑا تھا اپنا نام سُنکے
بھاگا جنگل مین آکر انتظار کرنے لگا یہان سعد سوار ہوے فیروزہ ہمراہ ہوا اور چند
سردار ہمراہ ہوے بادشاہ براے شکار روانہ ہوے ایک صحرا مین آکر شکار کھیلنے
لگے کہ ایک آہو معلوم ہوا اُسپر شاہ نے گھوڑا اُڑایا فیروزہ کہتا جاتا ہو کہ حضور اپنا
گھوڑے کو تیز نہ کرین مگر سعد نے ذرا گھوڑے کو ایسا مہمیز کیا کہ فیروزہ پیچھے رہگیا
مگر گرتا پڑتا چلا جاتا ہو اُسکو خوف ہو کہ ایسا نہو کہ راہ مین کلیم عیاری کرے ایک
مقام پہ جاکر آہو چوکڑی بھولا سعد نے تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے آتر کر بہ قربانی
پہونچایا خیال مین گذرا دن چڑھ آیا ہو کباب لگاکر کھالین جبتک فیروزہ بھی آگیا
آہوے مذبوح کو کھینچکر زیر نخل لائے اچھا اچھا گوشت نکالا سیخین نکالکر کباب لگانے
لگے مگر کبھی اتفاق جو نہین ہوا تو آگ نہین سلگتی کہ صحرا سے ہو حق کی صدا آئی
دیکھا ایک فقیر بے نوا سامنے سے آیا کہا اے شہریار آپ کی آنکھین سرخ ہو رہی
ہین تکلیف پہونچی ہوگی مین کباب درست کرون خدمت کرون بادشاہ نے فرمایا
تمہارا احسان ہوگا فقیر نے بیٹھکر کباب درست کیے نمک اپنے پاس سے ملایا بادشاہ
کو کباب کھلاے پانی لاکر صحرا سے پلایا بادشاہ ہاتھ دھونے اُٹھے لڑکھڑا کر گرے
بیہوش ہوگئے عیار نے نعرہ کیا منم کلیم صبا رفتار پشتارہ بادشاہ کا باندھا لیکر چلا
مگر حیران ہو کہ گھوڑا کیونکر لے چلون عکم گھوڑے کو ہنکاتا ہوا لے چلا پشتارہ دوش پر
اپنے لگائے ہو مرکب اصیل نے جو پلٹ کر دیکھا کہ میری پشت خالی ہو اور میرے
آقا کا پشتارہ باندھکر لیے جاتا ہو فورًا اتھم گیا چلنے مین تامل کیا کہ صحرا سے گرد اُڑی
فیروزہ بن عمرو نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش گھوڑے کو

ہنکاتا ہوا لیے جاتا ہی وہین سے للکارا کہ باش او مکار مین آپہونچا کلیم نے جو فیروزہ
کو دیکھا گھوڑا چھوڑا ایک طرف بھاگا مگر پشتارہ سعد کا دوش پر ہی دوڑ نہین سکتا
ہر مقام پر ٹھہر جاتا ہی فیروزہ قریب پہونچا کہا بس بہتر اسی مین ہی کہ پشتارہ رکھدے
مین سن چکا تھا کہ تو تلاش مین نکلا ہی کلیم نے پشتارہ رکھا تیغ کھینچکر سامنے آیا فیروزہ
سے تیغ چلنے لگا مگر کلیم کسی مقام پر کمی نہین کرتا برابر لڑ رہا ہی ہرچند فیروزہ چاہتا ہی
کہ اسکو مار لون مگر تیغ قابو نہین ہوتا کہ صحرا سے گرد اڑی کلیم نے دیکھا کہ تمرد کا
بھائی سرشار قوی ترکیب شکار کھیلتا ہوا آتا ہی کلیم نے پکارا اے آقائے نامدار
جلد آیئے اس عیار نے مجھکو گھیرا ہی سرشار پلٹا اب فیروزہ گھبرایا کہ مین کیا کرون
کلیم پر تھوک دیا کہ او حبیبا اسی منھ پر دعوی عیاری کا اپنے مددگار کو بلاتا ہی سرشار
گینڈا ابڑھا کر چلا اب فیروزہ کا یہ حال ہی کہ ایک تیغ تو کلیم کو اور ایک تیر طرف
سرشار کے پھینکتا ہی کہ سرشار رکتا ہوا آتا ہی تیر کو خالی دیتا ہی مگر فیروزہ دعائین
مانگ رہا ہی پیچھے ہٹتا جاتا ہی عرض کرتا ہی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز کسی کو
میری مدد کرنے کو بھیج کلیم نے ارادہ کیا ہی کہ پشتارہ اٹھا لون کہ صحرا سے گرد اڑی
کوہان نوجوان تلاش مین بادشاہ کی آتا تھا دور سے اسنے دیکھا کہ فیروزہ ہٹتا
ہوا آتا ہی اور ایک عیار پشتارہ اٹھانا چاہتا ہی ایک پہلوان زبردست قریب
عیار کے کھڑا ہی فیروزہ نے جو کوہان کو دیکھا پکار کر کہا اے کوہان خوب وقت پر
آئے دیکھو تمھارے آقا کو عیار لیے جاتا ہی مین لڑ رہا تھا کہ یہ پہلوان آپہونچا ہی
کوہان گینڈا ابڑھا کر جا پڑا کلیم نے چاہا مین نکلجاؤن فیروزہ نے کہا بھلا اب مین
تجھکو جانے دونگا سرشار نے کوہان پر ہاتھ مارا کوہان نے سپر پر روکا الجھاؤ
سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا سرشار نے چاہا لپیٹ جاؤن مگر تلوار جو پڑی
ہاتھ سرشار کا اڑ گیا جب ہاتھ سرشار کا کٹا اور تلوار بھی گری تو کوہان نے کہا
اے شخص نکلجا ہم جیسے زبون کو قتل نہین کرتے ہمارے آقا کی مخالفت ہی سرشار گھوڑے
سے کود پڑا اور پکارے کہ کلیم سے کہا پشتارہ رکھدے اب مین نجانے دونگا

یہ شہریار ایسا انصاف پسند ہی کہ سردار اُسکے زخمی پہ ہاتھ نہین ڈالتے تیرے ساتھ
اتنی نیکی کرتا ہون کہ زندہ نکلجا فیروزہ نے جو دیکھا کہ سرشار بھی سطیع ہوا جھٹکر ہاتھ
مارا کہ دونون پانوٗن کلیم کے کٹ گئے کلیم گرا فیروزہ نے پشتارہ سعد کا کھولا اور
کوہان بھی شریک ہی بادشاہ کی جو آنکھ کھلی اپنے عیار اور سردار کو دیکھا کہ کھڑے
ہین ایک لاشۂ عیار سامنے پڑا ہو مگر تڑپ رہا ہی کہتا ہو ای فیروزہ ایک نیمچہ اور
مار دے کہ مین اِس کشاکش سے مہلت پاؤن فیروزہ نے نہ مانا بادشاہ نے فرمایا
ای فیروزہ اِس تکلیف دینے سے کیا نفع جو اِسنے کیا بہت اچھا کیا اپنے آقا کے حکم
کی تعمیل کی کہ مجھکو گرفتار کیا یہ فرما کر فیروزہ سے اشارہ کیا اُسی وقت فیروزہ نے
سر کلیم کا کاٹ لیا سرشار کو ساتھ لیکر بادشاہ پلٹے فیروزہ سب ذکر کرتا ہوا آتا ہی
کہ ای شہریار مین وقت پر پہونچا مگر مرکب آپ کا نہایت وفادار ہی حیران تھا کہ آقا کو
کہان لیے جاتا ہی مین کیا کرون مجھکو دیکھکر ہنہنانے لگا جس سے مراد یہ تھی کہ
اِسکو لینا کئی مرتبہ ہنہنا کر چاہا کہ کلیم کو مارون مگر مین نے منع کیا چونکہ اُسکی قضا ہی
تھی سرشار آ پہونچا کوہان نے آکر سرشار کا ہاتھ کاٹا سرشار مطیع ہوا کلیم بھی
چہار جانب دیکھ رہا تھا مین نے ایک ہاتھ پالٹ کا مار دیا دونون پیر کلیم کے اڑ گئے
اب حضور کے حکم سے قتل کیا ورنہ اِرادہ یہ تھا کہ اِسکو یہین پڑا رہنے دون لیکن
حضور رحم دل ہین سرشار عذر کرتا ہی کہ ای سعد شہریار آپ کے سردار نے ہاتھ میرا
کاٹا مگر ہاتھ روک لیا اور کہا کہ ہمارے آقا کا حکم نہین ہی کہ زخمی پہ ہاتھ ڈالو مجھکو محبت
ہوئی کہ ایسے شہریار کی اطاعت کرنا چاہیے بادشاہ نے ہاتھ سرشار کا باندھ دیا
اور سرشار یکدستی نام رکھا اور طرف اپنی بارگاہ کے چلے مگر ہرکارون نے یہ سب
خبرین تمرد کو پہونچائین کہ بھائی صاحب آپ کے ہاتھ کٹوا کر مطیع ہوے اور کلیم عیار
کیہان مارا گیا تمرد خوش ہوا اور کہا شکر کرتا ہون اُس خدا کا کہ بھائی میرا مطیع اسلام
ہوا مگر کیہان اِس فکر مین ہی کہ بادشاہ کو کیونکر گرفتار کرون خبر سُنی کہ بادشاہ جاتے
ہین فوج کو ساتھ لیکر چڑھ دوڑا بادشاہ آتے تھے کوہان و سرشار ساتھ ہین

کہ یہ فوج کو ساتھ لیکر آپڑا بادشاہ فوج کو دیکھکر ٹھہر گئے گیہان نے اِشارہ کیا کہ اِن سب کو پکڑ لو فوج لینا لینا کہکے آپڑی بادشاہ کب رُکتے ہین تلوار کھینچکر نعرہ کیا اور کوہان بھی ہمراہِ بادشاہ لڑنے لگا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
منم شیر دل صف شکن نوجوان

بہار گلستان کاؤس جم
نہال گلستانی صاحبقران

ایک طرف کوہان بھی لڑ رہا ہو مگر فوج نے بہ اشارۂ گیہان بادشاہ پر بلوہ کیا ہو جدھر کوہان جاتا ہو اُدھر سے ہٹ جاتے ہین مگر بادشاہ پر کمندین پڑنے لگین حتی کہ بادشاہ انتہا کے زخمی ہوے چہار جانب سے بلوہ کرکے بادشاہ کو گرفتار کر لیا گیہان گرفتار کرکے لے گیا کوہان اور سرشار اور فیروزہ اپنے لشکر مین آئے جنبے شادہ اِس فکر مین ہوا کہ اگر سردارون کی صلاح ہو تو جا پڑین بادشاہ کو رہا کرین یا اپنی جان دین مگر قدم نہ ہٹین آخر یہی صلاح ہوئی کہ بلوہ کرکے چلو یہان گیہان جو بادشاہ کو لایا مسلسل کرکے زیر تیغ بٹھایا جلاد قصد کرتا ہو کہ قتل کرون بادشاہ دل کو رجوع کرکے دعائین مانگ رہے ہین کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم اِس آفت سے بچا لے گیہان کھڑا ہو سارا لشکر اِسکا انتظار کر رہا ہو کہ بادشاہ قتل ہون تو نوبت نقارہ بجائین کہ سامنے سے دیکھا کہ کوہان و سرداران سعد مع فوج آتے ہین اِسنے جلاد کو اِشارہ کیا کہ سعد کا سر کاٹ لے جلاد نے بڑھکر جلدی مین ہاتھ مارا بادشاہ نے ہاتھ اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹ گئی خانۂ زور مین آکر قید کو توڑ ڈالا ایک پہلوان کو مار کر تلوار لی مصروف جنگ ہوے گیہان گھبرایا چاہتا ہو نکلجاؤن کہ بادشاہ لڑتے ہوے قریب پہونچے فرمایا او گیہان یہ قد و قامت اور یہ جرأت گیہان کو غیرت آئی لپک کر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روک کر ہاتھ مار دیا کہ گیہان کا سر اُڑ گیا مارے جانا گیہان کا اہل فوج نے فریاد کی کہ اے شہریار الامان بادشاہ نے فرمایا اگر تم لوگ مسلمان ہو تو امان دیتا ہون سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے مال و اسباب گیہان کا لدوا لیا بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر اپنے مقام پر اُترے ابجو

شمار کیا بارہ چودہ سرداران نامی تین لاکھ کا لشکر جمع ہوگیا بادشاہ بجمعیت لیکے طرف دربند
ہفتم کے چلے تین چار منزلین طے کرکے سامنے دربند کے پہونچے مگر یہان دختر یہان
موسوم بہ گلفام زلف آرا جب اسکو خبر معلوم ہوئی کہ باپ میرا مارا گیا فوج شریک
ہوگئی تو گھبرائی کہ اب مین کیا کرون آخر کنیزون سے یہ صلاح کی کہ مین نقاب ڈالے
جاتی ہون بادشاہ سے ملاقات کرون بڑے صاحب اقبال ہین کس کسطرح سے
یہ کہکے نقاب چہرے پر ڈالی کنیزون کو ہمراہ لیا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی
یہان بادشاہ قریب دربند ہفتم کے پہونچے ہین حاکم وہان کا سکان زمین کن اپنے
مقام پر بیٹھا تھا مگر گھبرا رہا ہی کہتا ہی بار و کیا ستم ہوا کہ سب دربند تسخیر ہوگئے اب
میرے دربند پر آوینگے دیکھیے کیا معرکہ پڑے ہنگام جادو کو عرضی لکھی کہ ای بادشاہ
طلسم بادشاہ اسلام لشکر کشی کرکے میرے ملک کے قریب آئے ہین جو حکم کیجیے وہ
بجا لاؤن سب دربند تسخیر ہوگئے دربند ششم باقی تھا اُسکو صاحبقران نے تسخیر کیا
بادشاہ یہان آپہونچے فوج اُنکے ہمراہ ساحر و غیر ساحر بہت ہین ہرچند کہ میرے ساتھ
بھی ساحر بہت ہین لیکن لوح محفوظ اُنکو ملگئی اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا کیا تدبیر کرون یا اگر
حکم ہو تو دربند کو چھوڑکر چلا آؤن اور اگر فرمایئے تو مقابلے مین جاؤن ایسے یہ لوگ
تیغ زن وصف شکن ہین کہ جو آیا وہ اکیلا آیا آخر کو یہ جمعیتین پیدا کرلین اب چار لاکھ
فوج سے بادشاہ آئے ہین ہنگام جادو نے جو عرضی حاکم دربند ہفتم کی پڑھی سناٹا
آگیا مگر کہتا ہی لوح محفوظ طلسم مین نہین لاینگی سر ٹیک کر باہر رہین گے طلسم مین ہرگز
نہ آسکین گے حکم دیا جواب لکھدو کہ بیدار جادو تمھاری مدد کو آتا ہی وہ سب
انتظام کرلیگا یہ کہکے بیدار کو حکم دیا بیدار جادو تین لاکھ ساحر ساتھ لیکر چلا ہی
جب بادشاہ سامنے دربند کے آئے اور کئی دن گذرے کہ کوئی مقابلے پہنچنین
آیا تو واسطے شکار کے سوار ہوئے فیروزہ ساتھ ہو صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے
ایک آہو پر مرکب کو بڑھایا تین چار کوس پر آکر اُسکو شکار کیا فیروزہ کباب تیار
کرنے لگا بادشاہ زین پوش بچھا کر بیٹھے بیدار جادو کا ایک بھائی ہی دلدار جادو

اُسکا نام ہی ہزار جوان اُسکے ہمراہ ہین یہ آگے بڑھا ہوا آتا ہوا اِسنے دور سے دیکھا کہ
ایک جوان نخل کے نیچے بیٹھا ہوا ہے عیار کباب لگا رہا ہے دریافت کرایا تو معلوم ہوا
کہ بادشاہ لشکر اسلام ہین سوچا کہ ہزار جوان میرے ساتھ ہین وہ کس کا گرفتار کرنا
کتنی بڑی بات ہے اشارہ کیا کہ اِس جوان کو گرفتار کر لو ہم اِلی کا خاتمہ کر دون بادشاہ
کو انتشار تھا حاکم و بندہ مفتم بھی کسقدر بیقرار تھا انتو چین کرے کہ مین طلسم کشا
کو گرفتار کیے لیتا ہون یہ سوچکے بڑھا سامنے آکر نعرہ کیا کہ منم دلدار جادو ہزار
جوان سحر کرتے ہوئے چلے بادشاہ نے جو بلوہ دیکھا تلوار کھینچکر اُٹھے فیروزہ تو
اپنے مقام سے اُٹھ نہ سکا مگر بادشاہ نے لوح محفوظ چمکائی جس ساحر کو ہاتھ مارا
اُسکے دو ٹکڑے کیے اِس زور و شور سے بادشاہ لڑ رہے ہین عین گرمی جنگ ہی
ہزار جوان چہار طرف سے گھیرے ہوئے ہین بادشاہ نے جو بلوہ فوج کا دیکھا تو
دست دعا بلند کیے کہ اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر بادشاہ نے
جو بیقرار ہو کر دعا کی ہوا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش چالیس پچاس
جوان ہمراہ اُسکے دوڑتے جو دیکھا کہ بادشاہ گھرے ہوئے جنگ کر رہے ہین وہین
سے نعرہ کیا کہ منم نقابدار بادلہ پوش پچاس جوان جو بادلہ پوش کی پشت پر تھے یہ
معرکہ جب اُنھون نے دیکھا کہ سحر ہو رہے ہین کاندھے سے اُتارین اِسقدر
تیر مارے کہ کئی سو ساحر گرا دیے دلدار جادو بیٹا اِسنے دیکھا کہ نقابدار نے ستم برپا
کر دیا ہے گولا اُٹھا کر پھینکا وہ گولا آکر پھٹا دُھواں نکلا دُھواں جھکے لگا کمان ہاتھ
سے گر پڑی بادشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار بیکار ہوا اول تو فیروزہ
پر آکر لوح محفوظ چمکائی فیروزہ نے اُٹھتے اُٹھتے حقہ ہائے آتشبازی مارے کئی ہی
ساحر جا کر گرے بادشاہ اِس ہنگامے مین لڑتے ہوئے قریب دلدار کے پہونچے
دلدار نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ پر شعلے گرے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی بادشاہ نے
بے خوف ہاتھ مارا دلدار نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر لوح محفوظ جو چمکی سپر کے
دو ٹکڑے ہوئے چپکلاٹ کر تلوار جو گری دلدار کا سر اُڑ گیا مرنا دلدار کا کہ نقابدار نے

بھی رہائی پائی وہ تیر اندازی کی کہ آخر سب ساحر بھاگے بادشاہ اُسی وقت اُسی حال
مین قریب نقابدار کے آئے فرمایا اے بہادر تونے بڑا احسان کیا کہ عین وقت پر
آکر شریک ہوا مگر چاہتا ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون ہمیشہ احسان مانونگا
کہ ایک کنیز نے گھوڑا بڑھایا عرض کی اے شہریار آپ نے انکو نہین پہچانا گیہان کی دختر
ہین جس روز آپ گرفتار ہو کر آئے جلاد کو انھون نے تیر مارا تھا آپ کو بچایا تھا بعد
قتل گیہان یہ قصد ہوا کہ آپ سے ملاقات کرین آپ کے لشکر مین آتی تھین لیکن جب
حضور کو اس بلا مین مبتلا دیکھا شریک جنگ ہوئین انکو ہمیشہ سے آپ کا خیال لگا ہی
بادشاہ خوش ہو گئے گلفام زلف آرا نے گوشے مین آکر چہرۂ بے نظیر دکھا دیا
بادشاہ نے بہت پسند کیا حسین و جمیل فنون سپاہ گری سے ماہر سلاح وغیرہ لگائے
ہوئے بادشاہ نے گلفام کو ساتھ لیا اپنے لشکر مین آئے انتظار ہو کہ بادشاہ قلعہ
سے باہر نکلے تو مقابلہ ہو گلفام سے بادشاہ اسلام نے عقد کیا جادوگرنیون سے
وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد فتح طلسم جب سحر سے توبہ کرو گی تو تمھارے ساتھ عقد کرینگے
وہ شاہزادیان مجبور و ناچار ہین نہین چاہتین کہ شاہ کو تکلیف پہونچے اسی انتظار
مین ہین کہ خدا وہ دن دکھلائے کہ طلسم فتح ہو لیکن بادشاہ سعد بن قباد سریر شاہی
پر جلوہ فرما ہین پردۂ بارگاہ کے اُٹھے ہین دیکھا کہ ہوا سے گرد اُڑی ایک جادوگر
تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار قطار در قطار بجرنگ بجرنگ کرتے ہوئے
آتے ہین سکان زمین کن کو خبر پہونچی کہ بیدار جادو آ گیا مقابلہ طلسم کشا مین آتا
فوج ساحران لیکر بیرون قلعہ آیا بیدار کو خبر پہونچی کہ سکان زمین کن برائے
استقبال آتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا بارگاہ سے نکلکر سکان سے ملاقات کی
دونون آپس مین بغلگیر ہوئے بیدار نے کہا آپ نے کیون تکلیف کی آپ باہر
کیون تشریف لائے مین کل سب کا خاتمہ کر دونگا لاشون سے میدان بھر دونگا
مین نے سنا ہی کہ چند جادوگرنیان بھی ساتھ ہین ہرکارے نے خبر دی ہی کہ بی بی ملکہ
یاسمن رنگین پوش دلو حد ار جادو رہنے والی طلسم کوہ کی وجمالہ گیسو کشا

دختر مالک طلسم کوہ و ملکہ عنبر افشان نازک ادا دختر بادشاہ دربند ششم ان جادوگرنیون کی وجہ سے ساحر ہاتھ نہین ڈال سکتے ہر وقت حفاظت مین معروف رہتی ہین جب انکی فکر ہو جاے تو بادشاہ پر سحر تاثیر کرے پھر بیدار نے کہا ان سب شاہزادیون کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین سب کو دیوانہ کرونگا ای شاہ آپ تشریف لیجائیے سکان نے کہا ای بیدار مین بھی تماشاے جنگ دیکھونگا مقدم یہ ہی کہ اگر تم کسی فکر سے لوح محفوظ لے لو تو پھر گرفتار کرنا کچھ بات نہین ورنہ فتح پانا دشوار رہی سحر ساحر کا بیکار رہی بیدار نے کہا پھر ان جادوگرنیون کی تم تدبیر کرو لوح محفوظ مین منگا لونگا اگر لوح محفوظ نہ لے سکے تو ہم ساحر کیسے ایسی فکر کرین کہ لوح محفوظ مین بہ صلاحین کرکے چند ساحرون کو روانہ کیا بیدار نے حکم دیا طبل جنگی سیجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر اسلام کے جو براے خبر حاضر تھے وہ دریافت کرکے بھاگے خدمت شاہ مین آئے بعد دعا کے عرض کی کہ بیدار نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو بھڑکا وے بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی اور بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارے بجنے لگے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا بقول شاعر نظم

علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا	رونق تخت لاجورد ہوا
ہو اسپیدان چرخ سے اکبار	مہ انجم سیاہ رو بفرار

بادشاہ جمجاہ نماز صبح سے فراغت حاصل کرکے سلاح خانے مین آکے لباس زیب جسم کیا ہتھیار لگاے لوح محفوظ گلے مین ڈالی باہر برآمد ہوے صاف ثابت ہوتا تھا کہ پردہ ظلمت کا اُٹھا آفتاب عالمتاب کا شانۂ مشرق سے نکلا جادوگرنیان سب دریاے سحر مین ڈوبی ہوئین کار دہاے سحر ہاتھون مین دروازے پر ٹہل رہی ہین بادشاہ کو دیکھکر براے تسلیم خم ہوئین ایک طرف سے جملہ سردار کہ حاضر تھے براے

تسلیم خم ہوے بادشاہ نے سب کو جواب سلام دیا بیدار جادو کہ سویرے سے غرور
کر رہا ہو پہلے میدان مین پہونچا تھا دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی بادشاہ جہجاہ تخت پر
جادوگر بنیان مذکور پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے ہمراہ ہین مگر بیدار کی جو نگاہ پڑی
جمال جہان آراے عنبر افشان کو دیکھکر بیقرار ہو گیا کہتا تھا کیا ستم کی بات ہو کہ ایسی
شاہزادیان مسلمانون کے پاس ہین جنکے اسکے بارے مین اکثر کد و کوشش کی مگر باپ اسکا
چونکہ مالک دربند تھا اُسنے غرور مین نہ قبول کیا یہی کہتا تھا کہ کوئی بادشاہ مثل میری
بیٹی کے حسین وجمیل اگر ہوگا اُسکے ساتھ شادی کرونگا یہ نہ جانتا تھا کہ مسلمانون کے
قبضے مین جائیگی ہر کارون سے پوچھا کچھ جانتے ہو کہ اسکا کیا نام ہو سب نے کہا کہ نام
اسکا مثل آفتاب کے روشن ہو عنبر افشان جادو ساحرۂ زبردست بیدار جادو
نے کہا اسی کو جاکر للکارتا ہون اور گرفتار کرکے لاتا ہون میدان مین آیا عجائب و
غرائب سحر کے دکھائے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ عنبر افشان مین تمہارے مقابلے
کا خواہان ہون نام اپنا سنکر عنبر افشان نازک ادا طاؤس بڑھا کر سامنے بادشاہ
کے آئی کہا اے شہریار بیدار جادو مجھے بُلاتا ہو امیدوار ہون کہ اجازت میدان ملے
کہ جاکر اس سے مقابلہ کرون دیکھون تو کیا کمال رکھتا ہو بادشاہ نے فرمایا خدا کے سپرد
کیا عنبر افشان طاؤس بڑھا کر سامنے بیدار جادو کے آئی بیدار جادو نے کہا
اے ملکۂ عالم آپ آگاہ ہو لین کہ مین مدت سے آپ پر عاشق ہون آپ کے والد کو بھی
پیغام دیا تھا آپ کے والد نے جواب صاف دیدیا کہ مین اپنی دختر کی شادی کسی
ایسے کے ساتھ کرونگا کہ جو میری بیٹی کے موافق خوبصورت ہو اور کوئی بادشاہ
جلیل القدر بھی ہو عنبر افشان نازک ادا نے جواب دیا جب تو والد کا اختیار
تھا اب مین تجھکو جواب صاف دیتی ہون کہ مین خدمت مین طلسم کشا کی ہون خدا
انکو مظفر و منصور کرے بیدار نے یہ سنکر گولہ مارا کہ ملکہ عنبر افشان پر آگ برسنے
لگی عنبر افشان ہنسین کہ مینہ برسنے لگا آتش سحر کو بجھا دیا کئی سحر بیدار نے کیے
عنبر افشان نے ہنس ہنسکر دفع کر دیے آخر مین بیدار نے طرف ہوا کے منھ کرکے

آواز دی کہ او گلفروش نازک ادا جلد آؤ اِس سرکش کو لیجاؤ سب نے دیکھا کہ صحرا سے ایک نازنین بناز و کرشمہ پائچے سنبھالے ہوے اِسی طرف آتی ہو عنبر افشان نے جو اُس نازنین کو دیکھا دوسری طرف ایک گولہ مارا اور آواز دی کہ او خرطوم بلند جینی اِس نازنین کو لینا ایک جوان بلند بالا اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا پیدا ہوا پکارتا تھا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان اپنے یہ کیفیت ہو

نظم

زخم بالیدہ ہوے داغونپہ جوبن آگیا
پرورش پایا کیا جو زیر دامن آگیا

دوری امید آخر کھینچ لائی مستعل
دشنۂ قاتل قریب خط گردن آگیا

کونسا یہ خاکسار آتا ہو دیکھو او شہسوار
اِک بگولا سا قریب گرد توسن آگیا

دست وحشت نے منادی آج دولونکی خلش
کچھ گریبان جھک گیا کچھ پاس دامن آگیا

خورش بر خیز محشر نے جگایا تھا مگر
میری آنکھونکو لحاظ خواب مدفن آگیا

بہ گیا دل خون ہوکر رہگیا درد فراق
دوست کے بدلے مرے پہلو مین دشمن آگیا

توڑ کر تسبیح مثل رشتۂ زنار ہو
بعد مدت یار اک طفل برہمن آگیا

دشمنون کی پردہ پوشی کی ہواے شوق نے
گردنون مین خار کے پیراہن تن آگیا

آتش داغ تمنا پرورش کرنے لگی
مثل اخگر دل تہ دامان گلخن آگیا

باغ عالم مین بشکل بلبل تصویر ہون
کچھ غرض رکھتا نہین گر سوے گلشن آگیا

صورت سوزن بنا کر بخیہ گر کے ہاتھ مین
بوسۂ چاک جگر لینے کو آہن آگیا

اے فلک شاید گمان خندہ اسیر بھی ہوا
جو لب ہر زخم زیر مشق سوزن آگیا

آج راحت پائی احسان اجل سے اے نسیم
فاتحہ پڑھنے لحد پہ یار رہزن آگیا

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے اُس نازنین کے آیا پکار کر آواز دی کہ ہم تمھارے فراق مین سرگردان ہین مناسب یہ ہو کہ ہمارے ساتھ چلو چلکر باغ کی سیر دیکھو وہ نازنین بلاتکلف اُس جوان کے ہمراہ ہوئی وہ جوان اُس نازنین کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے نکل گیا اپنے بیدار ہوشیار ہوا گویا خواب غفلت سے بیدار ہوا زانو پر اپنا ہاتھ مارتا تھا کہ بڑا افسوس میرا اٹھایا اُس نازنین کا غائب ہونا بہت شاق ہو دل عنبر افشان کا

مشتاق ہو کوئی سحر ابتک ایسا نہین کیا کہ اسکو تکلیف پہونچے ورنہ ابھی عفریت طلسم کو
بلاؤن مگر وہ آکر کہا جائیگا اگر ایسی نازنین یون پریشان ہوئی تو مین اسکے فراق مین
زندہ نہ رہونگا مگر عنبر افشان کہ رہی ہو کہ ای بیدار خواب غفلت سے ہوشیار ہو وجہ
نازنین ہماری تمیز کو آتی تھی وہ تسخیر ہو گئی آخر یہ انجام ہوا اب جو ہو سکے وہ کرو کہ
بیدار نے سامنے آکر ہاتھ باندھے اور کہا کہ عمر بھر تمہاری غلامی کرونگا کیا مجال جو مین
گردن تابی کرون ای محبوب مرغوب میرا کہنا قبول کر ایسا نہ ہو کوئی چشم زخم تجھکو پہونچے
مگر عنبر افشان نے کہا ہم کو کچھ جان کا خوف نہین اطاعت اسلام کر چکے باطل پرست
نہین ہین یہ سنکر بیدار بہت جھلایا چرخ مارنے لگا چرخ مار کر ایک پنج نخل پر دو ہنٹر
مارا اور آواز دی کہ ای عفریت آدمخوار جلد حاضر ہو لیکن اس نازنین کو صدمہ
نہ پہونچانا میرے سامنے لے آنا جیسے ہی بیدار نے دو ہنٹر مارا اس نخل کا نیا پنج نخل
سے ایک دیو نکلا منھ کھولے طرف ملکہ عنبر افشان کے چلا حالہ گیسو کشا نے
جو دور سے دیکھا کہ ایک دیو چلا آتا ہو ایک گوشے مین آکر دستک دی کہ ایک
نازنین درخت سے اتری سامنے اس عفریت کے آئی اور پکار کر کہا مین تیری
خوراک ہون دیو نے اس نازنین کو اٹھا کر جیسے ہی منھ مین ڈالا ایک شعلہ بھڑک کر
گرا کہ وہ عفریت جلنے لگا بیدار کو گالیان دیتا تھا کہ او نامرد تو نے مجھکو اسی واسطے
بلایا تھا کہ آتش سرکش مجھکو جلاسے اب بچاتا نہین بیدار نے کئی سحر کیے پانی برسایا
مگر پانی کی بوندین جو جسم پر دیو کے پڑین اٹھتے ہی آبلے پڑ گئے چرخ مارتا پھرتا ہو کہ
ارے مین جلا ہر اے سامری مجھے بچا لیکن عنبر افشان حیران ہین کہ یہ سحر کسنے کیا
پلٹ کر دیکھا کہ حالہ گیسو کشا دستکین دے رہی ہین جون جون دستکین دیتی ہین
آگ کی ترقی ہوتی ہو کچھ شعلے آسمان سے گرے عفریت کو جلا کر خاک کیا اب تو بیدار
گھبرایا کہ اسی سحر پر ناز تھا وہ یون مٹا معشوق بلاے روزگار ہو اس سے جان
نہ بچیگی عنبر افشان نے سوکھے ہوے ہار کر جو گلے مین پڑے تھے ایک ہار کو اتارا
اسم سحر پڑھکر پھینک مارا حالہ بھی اس سحر مین شریک ہو کر دستکین دے رہی ہو دفعۃً

صحرائے گرد اڑی ایک جوان کو دیکھا کہ تلوار چمکاتا ہوا سامنے بیدار کے آیا کہا چل
تجھکو بادشاہ طلسم نے بلایا ہی بیدار فوراً اُس جوان کے ساتھ ہوا تھوڑی دیرمین
صحرا مین جاکر غائب ہوگیا بعد چند ساعت کے وہی جوان جو پہلے آیا تھا سر بیدار کا
لایا آگے ڈالدیا کہا اے عنبر افشان یہ دشمن کا سر ہی تمھارے ساتھ دشمنی کرتا تھا مگر
سکان زمین کن یہ معرکہ دیکھ رہا تھا کہ بیدار پر یہ سانحہ گذرا طبل امان بجوا کے
پلٹ گیا ساتھ والون سے کہتا تھا اب لشکر طلسم کشا بڑے زور پر ہی وہ جادوگرنیان
شریک ہوئین کہ جنکا مثل نہین بیدار ایسا غافل تھا کہ عنبر افشان کے ساتھ حمالہ
نے سحر کیا اور بیدار کو قتل کرا یا آکر داخل بارگاہ ہوا مگر کہتا ہی وہ ساحر کہان گئے
جنکو واسطے لینے لوح محفوظ کے بھیجا تھا وزرا نے عرض کی اے شہنشاہ وہ ساحر فکر
مین گئے ہین اگر اُنکا پنجہ قابض ہوگا تو لوح محفوظ لا دینگے ورنہ واپس آوینگے یہ ذکر
تھا کہ ایک ساحر ہنستا ہوا آیا کہا اے شہنشاہ آج شب کو لوح محفوظ لے لونگا مین بیر
کرکے آیا ہون یہان سعد بن قباد جو پلٹ کر بارگاہ مین آئے شاہزادیان بھی آکے
بیٹھین عنبر افشان نے عرض کی آج حضور نے ملاحظہ فرمایا حقیقت مین حمالہ نے
کیا سحر کیا ہی بیدار کا اُسی کی وجہ سے خاتمہ ہوا حمالہ نے سر جھکا لیا کہا بی عنبر افشان
ابھی تمنے سحر نہین دیکھا انشاء اللہ پروردگار وہ دن کرے کہ طلسم مین داخل ہو کے
اُسوقت سحر کرینگے ابھی سحر کا کیا کام ہی خدا شہریار کو سلامت رکھے مالک لوح محفوظ
ہین اُنپر کوئی سحر نہین کرسکتا کہ فیروزہ نے لاکر پرچہ سرخ ہاتھ مین دیا سعد نے پڑھکر
فرمایا اے فیروزہ تدبیر کرو ہم براے طلایہ جاوینگے سردارون نے عرض کی حضور کیون
تکلیف فرماوین غلام کس دن کے واسطے ہین بادشاہ نے فرمایا اپنی اپنی باری ہی جب
تمھارا وقت آئیگا تب طلایہ دینا ہمارے لشکر کا یہی دستور ہی سال مین ایک دن
پڑتا ہی تو دادا جان بھی طلایہ دیتے ہین ہم کیونکر عذر کرین تم لوگ سب ہمارے مہربان
ہو وقت پر خدمت موقوف ہی ہم بھی تو تمھاری خدمت کرین سردار خاموش ہو رہے
مگر وجد کرتے تھے کہ ایسے سپاہی دوست سردار نگاہ سے نہین گذرے ایک ایک

مہربان ہین عدالت انکا کام ہو اسیوجہ سے نام ہو بادشاہ سوار ہوے فیروزہ ساتھ ہو
سو دو سو سوار کے جابجا پہرے کیے بازارون مین جادوگرون کو مقرر کیا لیکن
حمالہ گیسوکشا کہ عاشق صادق ہو اسکو چین نپڑا اپنی بارگاہ سے اٹھکر ایک نخل کے
اوپر جا بیٹھی بشکل طوطی زرین بال زمزمہ سرائی کر رہی ہو کہ دیکھا بادشاہ انتظام کر کے
اُسی نخل کے نیچے آبیٹھے فیروزہ سے فرمایا رات زیادہ ہو جاکر ایک گلابی لے آؤ
فیروزہ نے کہا مین حضور کے ساتھ ہون آپ کو اکیلا نہ چھوڑونگا بادشاہ نے
جھلا کر فرمایا یہان کون حریف و ظریف ہو مین یہان بیٹھا ہون ناچار فیروزہ چلا
مگر زمین پانون پکڑے لیتی ہو بعد جانے فیروزہ کے بادشاہ زیر نخل بیٹھے سنتے کہ
ایک طرف سے آواز آئی یا ہادی یا مرشد بادشاہ نے دیکھا ایک درویش بے نوا
کفنی پہنے ہوے ایک تسبیح ہاتھ مین کچھ پڑھتا ہوا آتا ہو قریب بادشاہ کے آکر ٹھہرا
جھک کر سلام کیا ہاتھ باندھکر کہا کہ خدا حضور کو سلامت رکھے مین ایک مصیبت
مین ہون اور سن چکا ہون کہ آپ نہایت سخی ہین میرے بیٹے پر ایک ساحر نے سحر
کر دیا ہو کہ وہ دیوانہ ہو گیا ہو امیدوار ہون کہ راہ خدا مین برائے چند ساعت لوح
مجھکو عنایت فرمایئے مین تھوڑی دیر مین لیکر آتا ہون بادشاہ کا دل بیقرار ہو گیا فرمایا
کہ لوح محفوظ موجود ہو مگر اوپر اور ساحرون سے مجھے مقابلہ ہو ہر وقت میری فکر
مین رہتے ہین زیادہ دیر نہ لگانا فقیر نے کہا داتا اپنے مطلب سے کام ہو لیجا کر اسکو
دھو دونگا پانی پلا کر لے آؤنگا بادشاہ نے لوح محفوظ دیدی جیسے ہی لوح محفوظ اُسکے
ہاتھ مین آئی جھولی مین رکھکر نعرہ کیا کہ او سعد بن قباد منم ہیکلان جادو فرستادہ
سکان زمین کن یون لوح لیجاتے ہین اب کیونکر ساحرون سے بچوگے حمالہ کہ
نخل پر بیٹھی تھی یہ آواز سُنکر ہشیار ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر مہیب لوح محفوظ لیے
جاتا ہو بادشاہ خاموش بیٹھے ہین قبضے پر ہاتھ ڈالتے ہین تلوار قبضے مین نہین آتی ہو
ہر مرتبہ تلوار تولکر رہجاتے ہین حمالہ تھرا کر نخل سے کودی للکار کر آواز دی کہ او چھیلا
کہان جاتا ہو منم حمالہ گیسوکشا یہ کہکے ایک دوہتڑ مارا کہ ساحر کے پانون زمین سے

تھام لیے اُسنے لوح محفوظ چمکائی کہ سحر اُتر گیا چاہا بھاگ کر نکلجاؤن جب تو حمالہ نے چند سنگریزے اُٹھاکر پھینکے آسمان سے پتھر برسنے لگے مگر وہ ساحر اپنے کو بچا رہا ہو آخر جب حمالہ نے دیکھا کہ کئی سو پتھر گرے اور ہیکلان پر تاثیر نہ ہوئی شرمندہ ہوکر موتیون کا مالا گلے سے اُتارا للکار کر آواز دی او ہیکلان اس سحر کو تو روک اب احوال کھایگا ہیکلان سحر کرنے لگا ہر عضو پر خون اپنا کاٹ کر پھینکتا ہو حمالہ پر جو قطرے گرتے ہین تو بدن مین آبلے پڑجاتے ہین حمالہ نے سحر کیا کہ آبلے مٹے بڑھکر للکارا کہ او ہیکلان اب کہان جائیگا یہ کہکے دستک دی اور آواز دی کہ ای آتش بہار جلد آؤ اس جوان کی خدمت کرو یہ کہکے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ پھٹا آگ برسنے لگی ہیکلان نے پانی برسا کر آگ کو بجھایا اسطرح کے دو چار سحر آپس مین ردوقدح ہوے اب حمالہ نے ناچار ہوکر زلف عنبرین کو کھولا سعد نے پلٹ کر دیکھا کہ وہ ساحر جھومنے لگا اور پکار کر آواز دی کہ ای حمالہ گیسو کشا تمھاری یاد مین بیقرار رہتا تھا اب جیسا حکم ہو وہ بجالاؤن حمالہ نے کہا باغ دلچسپ مین جاؤ اور یہ تختی ہمکو دیدو ہیکلان نے تختی جھولی سے نکالی بطور نذر پیش کی اور آپ جھومتا ہوا طرف صحرا کے گیا سعد سے حمالہ نے سب کیفیت بیان کی کہ کنیز کو اسکا خیال تھا کہ آج کوئی ضرور آئیگا مگر خدا نے فضل کیا کہ یہ کنیز حاضر تھی کہ اسکو روانہ کر دیا اب وہ عمر بھر صحرا ے ویران مین رہیگا آبادی مین نہ آئیگا انجام سرکشی یہ ہوا بادشاہ نے حمالہ کی بڑی تعریفین کین فرمایا ای حمالہ آج تمنے احسان عظیم کیا ورنہ وہ مجھکو گرفتار کر لیتا مین دیکھتا تھا کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہو معلوم ہوتا تھا کہ خون جسم سے نکل گیا طاقت ذرا نہ تھی تلوار ہاتھ سے گری پڑتی تھی پنجہ قبضۂ تلوار پر دستگیری نہین کرتا تھا حمالہ نے عرض کی حضور جسدم یہان پر اسے طلایہ تشریف لاے مین اُسیوقت میرے سحر نے مجھکو اطلاع دی کہ یہ ملعون واسطے لینے لوح محفوظ کے دربار سکان سے روانہ ہوچکا ہو بدین وجہ قبل سے اس درخت پر منتظر بیٹھی تھی بادشاہ جمجاہ نے حکم دیا کہ سکان کو خبر ہو کہ ای سکان آیندہ کیا منظور ہو بہتر یہ ہو کہ اگر اطاعت کرو لو حدار طلسم کوہ نے

عرض کی کہ یہ کنیز جائیگی اور جواب باصواب لائیگی سعد نے میر منشی کو حکم دیا کہ ایک نامہ تیار کرو میر منشی نے نامہ تیار کیا بادشاہ نے ملاحظہ فرمایا اور کہا بہت قاعدے سے لکھا ہوا ور اپنے دستخط سے مزین فرما کے حوالے لوحداران کے کیا اور لوحداران طلسم کوہ بہ رسم بشارت چلی یہاں وہ وقت ہو کہ سکان زمین کن تخت پر بیٹھا ہو وزرا امرا حاضر دربار ہین ذکر ہو رہا ہو کہ جنگ اول تو ایسی خراب ہوئی اتنا بڑا ساحر مارا گیا کہ جسکا جرأت مین مثل نہ تھا خوب خوب لڑا بھائی نے اسکے چاہا تھا کہ سعد کو گرفتار کرلے مگر سامری وجمشید نے اسکو بھی اپنے پاس بلا لیا چار چار جادوگرنیان عاشق ہین وہ آٹھو پہر کد وکوشش کر رہی ہین یہ ذکر تھا کہ درگہ سالار نے آکر عرض کی کہ دروازہ پر ایک ساحرہ حسینہ وجمیلہ بطریق سفارت آئی ہو امیدوار باریابی ہو سکان نے حکم دیا کہ بلالو لوحداران اندر آئی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی سکان بہت جلا لوحداران نے قریب آکر دیکھا کہ ایک ساحر زبردست دنگل پر بیٹھا ہو کہا میان ساحر صاحب ذرا دنگل سے اٹھ جاؤ ہم تمھارے شاہ سے کلام کرینگے ساحر نے کہا مجھکو سب مین حقیر سمجھا لوحداران نے کہا تم سب مین جلیل ہو مگر ذرا اٹھ جاؤ ساحر نے کہا مین تو نہ اٹھونگا اور کہین جا کر بیٹھو لوحداران نے کہا ہم تو اسی مقام پر بیٹھینگے ساحر نے سحر کیا کتمان جادو نام ہو لوحداران نے سحر اسکا دفع کرکے ہاتھ چمکا دیا کہ برق گری کتمان کے دو ٹکڑے ہوے مار کر کتمان کو اسی دنگل پر لوحداران بیٹھی شاہ نے پوچھا اے لوحداران کیا اتفاق ہوا کہ تم شریک مسلمانان ہوگئین لوحداران نے کہا اے سکان اگر انصاف کرو تو مذہب اسلام نہایت سچا ہو اور سامری وجمشید مثل ہمارے تمھارے ساحر تھے آخر مرے پھر خداوند کیسے سکان نے کہا مرنا تو سب کے واسطے ہو لوحداران نے وہ کلام کیے کہ سب اہل دربار خاموش ہو رہے لوحداران نے پکار کے کہا سے منم نامہ وار و منم نامہ دار + اے سکان آگاہ ہو کہ یہ نامہ شہنشاہ کا ہو میر بھجوا کر ایک وزیر یا امیر کو حکم دیجیے کہ وہ پڑھے اور آپ سنیے اور جواب باصواب

دیجے اگر مضمون پر غصہ آئے تو مجھپر اُتار دیگا نامے پر زور نہ کیجئے گا سکان نے مہر
بچھوایا مقرب جادو کو اشارہ کیا کہ اُسنے نامہ لیکر بر سر ممبر پڑھنا شروع کیا اول القاب
بادشاہ حقیقی نامے مین بموجب اشعار تحریر تھی نظم

طغرا است بنام بادشاہے — کورا است چو عرش بارگاہے
سلطان سریر ملک ہستی — بیناو نہ بلند و پستی

اے سکان ذیشان آگاہ ہو کہ منم سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام کل کی جنگ کو
دیکھ چکے بیدار و دلدار واصل جہنم ہوے اور تمنے ایک ساحر کو واسطے لینے
لوح محفوظ کے روانہ کیا تھا وہ بھی دیوانہ وار وحشی مثال کوہ و بیابان مین اپنا
سر ٹکراتا پھرتا ہوگا آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہوا اب تمکو لازم ہے کہ آکے
تم فوراً میری اطاعت کرو ورنہ نظم

دو شعلہ ز یک تیغ دارم بچنگ — یکے نور صلح و دوم نار جنگ
ترا ہرچہ بایست کردم پیام — حکایت برین ختم شد والسلام

سکان نے چاہا نامہ لیکر پھاڑ ڈالون لوحداران نے جست کرکے نامہ لے لیا
اور کہا اے سکان کیا مرضی ہے جو مناسب ہو وہ جواب دو سکان نے کہا اپنے ہاتھ
سے پشت نامے پر لکھو اور لیکر جواب نامۂ جنگ جاؤ لوحداران نامہ لیکر جب نکلی
تو سکان نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسے کلمات کہہ گئی اور نامہ جست کرکے
لے لیا میرے ہاتھ مین نہ آیا ورنہ نامے کو چاک کرتا پرزے پرزے کرکے دیتا مگر
یارو یہ زندہ نہ جانے پاے لوحداران نصف لشکر طے کر چکی ہے کہ لیبا لیبا کی آواز کان مین
آئی دیکھا کل لشکر کو جنبش ہوئی لوحداران نے فوراً سحر کرنا شروع کیا سکان بھی
نکل آیا سحر کر رہا ہے مگر لوحداران اپنے کو بچاتی ہے ہرکارے جو لشکر اسلام کے
حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے خدمت سعد شہریار مین آئے بعد دعا کے عرض کی
کہ لوحداران نے کیا مردانہ وار سفارت کی لیکن اب کل فوج نے گھیر لیا بادشاہ
نے پلٹ کر دیکھا تھا کہ گیسوکشا و عنبر افشان نازک ادا کو نہ پایا فرمایا یہ دونون

کہان گئین کنیزون نے عرض کی حضور جب ملکہ لوحداران برائے سفارت چلی تھین
تو یہ دونون بہکتے اُٹھین کہ وہان فساد ضرور ہوگا لہذا ہم شرکت کرین گے بادشاہ
نے فرمایا تو خیر و عافیت ہی مگر مرکب تیار کرکے لاؤ مرکب تیار ہو کر آیا سعد سوار
ہوئے سرداران نامی ہمراہ ہوئے یہان لوحداران ڈر رہی تھین سکان نے
حکم دیا کہ کمندین مار کر اِسے گرفتار کر لو کئی سو سوار کمندین سحر کی لیکر چلے جیسے ہی چلے
تھے کہ زمین شق ہوئی عنبر افشان نازک ادا اُن کمند اندازون پر گری دوسری
طرف سے حمالہ کا نعرہ ہوا اب یہ تین جادوگرنیان جب سحر کرتی ہین دو دو چار چار
سو جادوگر یہان پھاڑ ڈالتے ہین اور بھاگتے پھرتے ہین بعض جھیلون مین گرے
بعض نے اپنے کو کنوون مین گرا دیا غرق دریاے لعنت ہوئے کہ سامنے سے
گرد اڑی نعرۂ شاہ کی آواز آئی کہ باشید ای کافران بھیا وای نابکاران پر دغا ہر کہ
داند و اند و ہر کہ نداند بشناسد منم ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی شہنشاہ گیتی
ستان فرزند صاحبقران تلوار کھینچکر آ گرے آتے ہی تہ و بالا کر دیا سکان نے
دیکھا کہ تینون جادوگرنیان کیا کم تھین اب تو طلسم کشا خود بھی آ گئے ایسا نہ ہو
شکست فاش ہو اور بھاگنے کی تلاش ہو تو باعث خرابی ہو طبل امان کا بجوا دیا
بادشاہ نے لوحداران کو بیچ مین لیا عنبر افشان و حمالہ ساتھ ساتھ خون کی
چھینٹین لباس پر پڑی ہوئین بہ فتح و فیروزی پلٹے اُدھر سکان فوج کو ساتھ لیکر
خستہ و شکستہ پلٹا مگر حیران تھا کہ کیا جراٗت ہی اور کیا شوکت ہی کہ ڈیڑھ کر پلٹ گئے
اور کوئی گرفتار نہ کر سکا بارگاہ مین آیا رفیقون سے صلاح کی کہ یارو میرا ارادہ
ہو کہ کل مین خود میدان مین نکلون دیکھون کیا ہوتا ہو جہانسک بن پڑیگا ان
جادوگرنیون کو مٹاؤنگا بادشاہ کے ساتھ سے مٹاؤنگا کہ یہ عاجز ہو کر نکلوا دین پھر
سعد سے سمجھ لونگا جسوقت یہ نگہبان نہ ہونگی تو گرفتار کر لونگا ساحرون نے کہا
حضور اگر یہ جادوگرنیان نہ ہون تو لوح محفوظ چھین لینا کوئی بات نہین ہو فقرہ
دیکر لین گے سکان نے کہا مین اسکی بھی تدبیر کر لونگا یہ کہکر طبل جنگی بجوایا بادشاہ

کو خبر پہونچی بادشاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
جسوقت کہ لیلی شب نے نقاب چہرے سے اُلٹی مجنون روز بہ صد سوز صحراے نجد
چرخ زبرجدی مین آیا بس تیاریان ہونے لگین دونون لشکر تیار ہو کر میدان کارزار
مین آ ئے صفین جمین سکان پیدل آتا ہو تخت کے پیچھے چھپا ہوا بادشاہ نے دور سے
دیکھا کہ تخت سکان کا خالی ہو حیران ہوے کہ بادشاہ آج کہان گیا عنبر افشان نے
کہا کسی فکر مین ہو بوا حمالہ ہوشیار رہنا حمالہ نے کہا ہم ہوشیار ہین تم اپنی فکر رکھو مگر
لوحداران دور کھڑی ہوئی تھی کہ یکایک زمین شق ہوئی ایک عقاب نکلا اور پنجہ
کمر مین لوحداران کی دیکر اُٹھا لے گیا ہڑ جو ہوا عنبر افشان نے دیکھا کہ ایک
عقاب بلند پرواز لوحداران کو لیے جاتا ہو کئی سر کیے مگر عقاب نہ رکا اب تو عنبر افشان
وحمالہ چہار جانب دیکھ رہی ہین کہ کوئی ہمکو نہ اُٹھا لیجائے کہ ایک پنجہ کڑک کر ملکہ
عنبر افشان پر گرا اسطرح کا تکہ دیکر لے چلا کہ عنبر افشان بیہوش ہو گئی حمالہ یہ
دیکھکر جیتی تھی کہ ایک طاؤس گرا اُسنے حمالہ کو لیا اور لیکر غائب ہو گیا کنیزین سب
سر پیٹتی رہگئین سعد نے فرمایا خاموش رہو اُنکی رہائی کی تدبیر ہو جائیگی سب
خاموش ہوئین ہر ایک کا یہ قول تھا کہ بی بی کو خدا کے سپرد کیا لیکن سکان نے
تینون کو قید کیا اِسی کا سحر تھا کہ تینون کو لایا قفس آہنی مین بند کر کے ایک پہلوان
ہی سماک اژدر گیر تینون قفس اُسکے یہان بھیجدیے اور کہلا بھیجا کہ ای سماک اِنکو
قید کرو جب ہم کہین تو فوراً سر روانہ کرنا قفس جو پاس سماک کے پہونچے جمال
بیمثال تینون جادوگرنیون کے دیکھکر بیقرار ہو گیا کہتا تھا یارو اِن شاہزادیون
کو کیا ہوا کہ یہ سعد پر عاشق ہوئین اپنے کو بلا مین پھنسایا مین کیا کرون مجھکو خود
اِنپر رحم آتا ہو جا کر باغ مین بیٹھا حکم دیا وہ قفس لاؤ وہ قفس جب آئے تو کنیزون
نے سمجھایا کہ بادشاہ کو قبول کرو تمھارے واسطے بڑی راحت ہوگی ورنہ بڑی
مصیبت مین رہوگی یہان کا قیدی کبھی رہائی نہین پاتا سیکڑون قیدی یہان
آکر مرگئے لوحداران نے اِنکار کیا عنبر افشان نے بہ غصہ جواب دیا مگر حمالہ

کہ نہایت عقیل و فہیم ہو اُسنے کنیزون سے کہا کہ اِنپر تو میرا زور نہین مگر مین اپنی ذات
سے قبول کرتی ہون جو سماک کہیگا مجھے منظور ہو کنیزون نے سماک سے کہا سماک نے
کہا وہ سب سے زیادہ خوبصورت ہو اُس سے اگر اقرار ہوا تو نہال ہو جاؤنگا یہ کہکر
حمالہ کو قفس سے نکالا حمالہ نے کہا او سماک کیسے عاشق صادق ہو کہ زبان سے
ہماری سوزن نہین نکالتے ہمکو تکلیف ہوتی ہو سماک نے انجام نہ سمجھا فوراً اُسکی
زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن حمالہ کی زبان سے نکلی کڑک کر قفسون
پہ گری دونون قفس توڑ ڈالے اُنکی بھی زبانون سے سوزنین نکالین اب تو تینون
نے ملکر جو سحر کیا سماک اژدر گیر باغ مین ناچنے لگا خدمتگار سر ٹکرانے لگے نخل
کٹ کر گرے چمن ویران ہوے سیکڑون طائر مار اگیا لاشے پڑے تڑپ رہے ہین
یہ تینون شاہزادیان سماک کو دیوانہ کرکے اور خدمتگارون کو مبہوت کرکے
کہ ایک ایک کو مارتا ہو آمادہ ہین کہ آپس مین لڑین اپنی جانین دین باغ سے
نکلین طاؤسان زرین بال پر سوار ہو کے چلین یہان طبل جنگی بج چکا تھا صبح کو
دونون لشکر میدان مین تھے طرف سے سکان جادو کے تشہیر جادو ایک ساحر
زبردست نکلا میدان مین آکر پکارنے لگا جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے جسوقت
بادشاہ نے دیکھا کہ کوئی نکلنے والا نہین ہو تو مرکب بادرفتار بڑھایا سب سردار
آکر لپٹ گئے یاسمن نے آکر قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ او شہریار جس ملازم
کو حکم دیجیے وہ جاے حضور کا دمبدم نکلنا مناسب نہین بادشاہ نے فرمایا اب تو
قصد کر چکا اب رُک رہنا باعث نامردی ہو مرد ادھر روک رہے ہین بادشاہ فرماتے
ہین مین ضرور جاؤنگا اُدھر تشہیر جادو میدان مین مبارزطلبی کر رہا ہو کہ آسمان پہ
برق چمکی تینون شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار اُڑاے ہوے آتی
ہین سب کے آگے ملکہ حمالہ گیسو کشا ہو اُسنے جو دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام مردود
مجمع خاص و عام میدان مین مبارزطلبی کر رہا ہو لشکر اسلام سے کوئی مقابلے مین
نہین آتا حمالہ نے اپنے کو گرا دیا سامنے تشہیر کے پہونچی اور آواز دی کہ او بے حیا

جو ہو سکے وہ کر تشہیر نے گولہ مارا حمالہ نے گولا اُلٹا پھیرا تشہیر نے گولے کو گرا دیا
ورنہ زخمی کرتا وہ چار سحر چلے تھے کہ وہ بھی دونون شاہزادیان اُتر آئین تینون نے
ملکر سحر کیا کہ صحرا سے ایک نازنین ہنستی ہوئی آئی تشہیر کے سامنے آکر اول یہ اشعار
بخوش آوازی گانے لگی

نظم

پاک ہو لذت عشرت سے مکان واعظ | جو بلا آئے الٰہی سو بجان واعظ
ہم نفس باغ جنان گھر ہو گنہگارون کا | ڈھونڈ ہو دوزخ مین کہین جا کے مکان واعظ
خدمت رند قدح نوش مین ہو بے ادبی | جیبین ہو کاٹیے دانتو لیے زبان واعظ
خود فراموش ہو کیا اور کو سمجھائے گا | راست بازون سے کجی پر ہو گمان واعظ
کیون نہ ہو تیر اشارات سے عالم مجروح | قد خم گشتہ ہو گویا کہ کمان واعظ

بعد ان اشعار کے مسکرا کر تشہیر کا ہاتھ پکڑ لیا کہا اے عاشق صادق واے یار موافق
ہمارا باغ تیرا منتظر ہے چشم نرگس شہلا کھلی ہوئی ہے سنبل نے گیسوے عنبرین پریشان
کیے ہین لالہ داغ بدل سرو مضمحل ہر طرف تیرا ذکر ہے سوسن پکارتی ہے کہ تشہیر کو لاؤ
لہذا چلو تشہیر نے کہا صاحب اسوقت مین میدان مین آیا ہون کل آؤنگا حمالہ نے
ہنستے ہنستے اپنے منھ پر طمانچہ مارا بس اُس نازنین نے تشہیر کا ہاتھ تھام کے ایک
طمانچہ مارا کہا او سیاہ ہم تو تجھے کہتے ہین کہ باغ مین چل اور تو انکار کرتا ہے طمانچہ کھا کر
تشہیر نے سر جھکا لیا ہمراہ اُس نازنین کے چلا صحرا مین جا کر دونون غائب ہوگئے
حمالہ نے پوچھا کہ اے عنبر افشان یہ سحر تو خاص تمہارا تھا تشہیر کو خوب تم نے تسخیر
کیا مگر اب یہ کہان جائیگا عنبر افشان نے کہا اُس صحرائے ریگستان مین جا کے
چھوڑیگی کہ جہان دانہ نایاب اور رہائی ناممکن ہے پناہ پانی مشکل ہوگی آبرو نہ بچے گی
نگرسکان نے جو ان تینون شاہزادیون کو دیکھا منہ پر ہاتھ مارا اور کہنے لگا کہ
یارو نہیں معلوم تمھارے اژدرگیر پر کیا گذری ان تینون قیدیون نے کیونکر
رہائی پائی اور کس طرح یہانتک آئین نہیں معلوم انھون نے اُسکو مار ڈالا
جمال تو انکے عاجز کش و زاہد فریب ہین یا کوئی نگہبان ملگیا ساتھ والون نے عرض کی

حضور نامہ لکھیں خبر ملجائیگی سکان میدان سے پلٹا مگر بڑا سوچ ہی کہ کیا تدبیر کرون
مین نے تینون کو قید کیا تھا کیا افتاد پڑی کہ تینون رہا ہو کے آئین اور تشہیر کو یون
غارت کیا مگر مین جاتا ہون اگر صحراے ویران مین ملا تو تشہیر کو لاتا ہون سرداران
نے منع بھی کیا کہ آپ نہ جائیے ہم لوگ جاوین سکان نے نہ مانا ایک زاغ پر سوار
ہوکر چلا زاغ کو اڑاتا ہوا ہر طرف جاتا ہی ایک مقام پر دیکھا کہ صحراے ریگستان ہی
ریت کے جا بجا انبار ہین تشہیر جادو ایک مقام پہ دبا پڑا ہی کہ رہا ہی مین اُٹھ نہین
سکتا سکان نے آکر تشہیر کو ریت سے نکالا تشہیر گھبرایا ہوا تھا کہا اے شہنشاہ
اگر پھر دوپہر آپ اور نہ آتے تو مین تڑپ تڑپ کے تمام ہو جاتا لیکن یہ تو بتلایے
کہ وہ معشوقہ کہان گئی سکان نے کہا اے تشہیر تم ایسے ساحر ہو کر ایسے واہیات
کلام کرتے ہو وہ مصنوعی بے ہودہ سحر تھی کہ ایک طرف سے دیکھا ایک ضعیفہ قوم کی زنگن
بال چھوٹے چھوٹے سر پہ سر کھلا ہوا گاڑھے کی چادر یا اوڑھے ہوئے سوسی کا
پائجامہ پہنے ایک لٹھیا ہاتھ مین اُس مین بانڑ بندھے ہوئے اسی طرف آتی ہی
سکان نے کہا اے تشہیر لو تمھاری معشوقہ آتی ہی تشہیر نے جو دیکھا کہا حضور یہ تو
میری نانی کے سنون ہی سکان نے للکارا کہ او مکارہ کہان جاتی ہی مین تیرے
معشوق کو لیے جاتا ہون بڑھیا چیخی یہ کتنی ہوئی کہ او نگوڑے موے مونڈی
کاٹے اس نگوڑے کو نہ لیجا یہ یہین رہیگا تشہیر بھی کہنے لگا کہ اے سکان مین اونگا
ابھی مجکو فرصت نہین سکان نے کارد نکالکر اُس ضعیفہ پر پھینک ماری ضعیفہ نے
ہرچند اپنے کو بچایا مگر نہ بچ سکی کارد سینے پہ پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری جب
بڑھیا مری تب تشہیر کو ہوش آیا سکان تشہیر کو نکال لایا اُس صحرا مین نہ رہنے
دیا لیکر لشکر مین آیا ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے یہ خبر لیکر خدمت شاہ
مین آئے تمام کیفیت عرض کی کہ اسطرح سکان گیا تشہیر کو لایا یہ سنکر عنبر افشان
نے کہا آج رات کو پھر چلا جائیگا دیکھون کہان سے لاتا ہی کیا کیا نیرنگی
سحر دکھاتا ہی عنبر افشان نے رات کو سحر خانہ استادہ کیا بیٹھکر سحر کرنے لگی تشہیر

پڑا ہوا سو رہا تھا دو پہر شب گذری تھی کسی نے جگایا کہ حضور اٹھیے آنکھ کھلتے
تشمیر نے دیکھا کہ وہی آفت جان کھڑی مسکرا رہی ہے اور کہتی ہے کہ میرے ساتھ چلو
تشمیر اٹھکر ہمراہ ہوا وہ نازنین اپنے ساتھ تشمیر کو لیگئی صحرا میں جا کر غائب ہوئی
ہرکاروں نے آکر بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے فرمایا یہ شعبدات عجزین اس مین
مجھے کیا دخل ہے مگر خوب سزا دی اب تشمیر کا پلٹنا دشوار ہے کہ عنبر افشان آئی مگر
ملول و حزین سر خم چشم پر نم بادشاہ نے پوچھا اے عنبر افشان کیا مزاج ہے ملکہ نے
سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا جب تو حمال گیسو کشا اپنے مقام سے اٹھی کہا کیوں بوا
کیا مزاج ہے آج تمکو بہت پریشان پاتے ہیں یہ کہکے منہ پر ہاتھ پھیرا عنبر افشان
نے ہنسکر کہا اے حمال گیسو کشا اسوقت یہ خیال تھا کہ اتنا بڑا طلسم کیونکر فتح ہوگا
ہرچند کہ یہ ساتوان در بند ہے کئی مہینے جنگ کو گذر چکے اور خاتمہ نہیں ہوا روز
نیا شگوفہ نکلتا ہے اب دیکھو مقدمۂ تشمیر مین کیا ہوتا ہے ادھر صبح کو سکان کو خبر پہونچی
کہ تشمیر بستر خواب سے غائب ہوگیا اقتدا جمشیدی نکالکر دیکھا اُس مین مضمون نکلا
کہ تشمیر جادو صحرا سے گرد آباد مین خاک اُڑا رہا ہے یہ دیکھکر سکان فوراً صحرا سے
گرد آباد مین پہونچا دیکھا کہ تشمیر جادو پسینے پسینے ہو رہا ہے صحرا میں پھر رہا ہے اور
ایک ضعیفہ ہاتھ پکڑے ہوئے راہ بتاتی پھرتی ہے کہ ادھر چلو ادھر مگر تشمیر جادو
ہر مرتبہ اُس ضعیفہ کی بلائین لیتا ہے کبھی گرد پھرتا ہے کبھی بوسہ لیتا ہے وہ ضعیفہ کہتی ہے
اے فرزند اب تو مجھکو چھوڑ دے جنگل مین حیران ہوگئی مگر تشمیر کا جوش و خروش
بڑھتا جاتا ہے کہتا ہے تجھکو چھوڑ کر کہاں جاؤنگا تیرے واسطے گھر بار چھوڑا دوستوں کی
محبت سے منہ موڑا سکان نے للکارا کہ اے تشمیر کس حال مین ہے تشمیر نے کہا بیا
حال نہ پوچھیے مین عشق مین اس نازنین کے دیوانہ ہو رہا ہون سکان نے کہا
ارے یہ معشوقہ ہے کہ تیری نانی ہے تشمیر نے کہا بیہودہ نہ بکو ورنہ تمکو قتل کرونگا سکان
نے ضعیفہ کو للکارا کہ او بلا سے روزگار اسکا ہاتھ چھوڑ دے ضعیفہ نے تشمیر کا
ہاتھ چھوڑا سکان نے کارد سحر لگائی ضعیفہ کو مارا تشمیر نے کہا او سکان تمنے بڑا

ستم کیا کیسی معشوقہ حسین وجمیل اُسکو اِس حسرت سے قتل کیا میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے
ہو گیا ہائے کیا کرون اب اُسکو کیونکر پاؤن سکان نے ہاتھ پکڑا اور خون اُس ضعیفہ
کا ہاتھ مین لیکر منھ پر تشہیر کے ملا تب تشہیر ہوش مین آیا اُس ضعیفہ کا لاشہ دیکھکر
افسوس کرنے لگا کہ مین اِس شغل کے پیچھے مارا مارا پھرتا تھا آپ نے بڑی عنایت
کی کہ مجھکو اِس آفت سے نکالا سکان تشہیر کو ساتھ لیکر لشکر مین آیا کہا اے تشہیر خبردار
اب کہین نہ جانا مجھکو بڑی تکلیف ہوتی ہے تشہیر نے کہا اگر حکم دیجیے تو آج عنبر افشان
کو پکڑ لاؤن سکان نے کہا وہ بڑی زبردست ہے نہین معلوم تمھارا کیا حال کرے گی
مگر تشہیر نے نہ مانا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا قریب بارگاہ عنبر افشان آیا سحر
کرتا ہوا اندر پہونچا چاہا کہ عنبر افشان کو بیہوش کرکے لیجاؤن کہ پلنگ کے نیچے
سے شیر کے دھاڑنے کی آواز آئی ایک شیر ببر جھپٹ کر نکلا تشہیر نے چاہا اپنے کو
بچاؤن مگر شیر نے پناہ نہ دی چیر پھاڑ کر تشہیر کو پھینک دیا آواز سے شیر ببر کی ملکہ
عنبر افشان کی آنکھ کھلی دیکھا لاشہ تشہیر پڑا ہے شیر غرش کر رہا ہے عنبر افشان نے
ہاتھ سے اشارہ کیا وہ شیر زیر پلنگ جاکر غائب ہوا اگر دھماکا جو ہوا اور شیر نے
بھی آواز دی تھی چند کنیزین بیقرار ہوکر آئین کہ آج شب کو کیا معرکہ ہے کیسا ہنگامہ ہے
آکر دیکھا ملکہ کے منھ پر دوشالہ ہے ایک لاش پڑی ہے گوشت و پوست تو شیر کھا گیا
صرف ہڈیان باقی ہین حیران ہوکر دیکھنے لگین ایک ایک حیران تھی کہ یہ لاشہ کہان سے
آیا نہین معلوم کوئی چور تھا ملکہ نے آنکھین کھولکر دیکھا پوچھا ارے کیون حیران
ہو سب نے کہا واری یہ لاشہ کسکا ہے ملکہ نے کہا وہی تشہیر جادو مجھکو گرفتار کرنے
آیا تھا مین پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ آج شب کو ضرور فتور کریگا تو مین نے گرفتار کرلیا
شیر ببر نے اُسکو چیر پھاڑ ڈالا لاشہ اِسکا باہر پھینک دو لاشہ تشہیر باہر پھینکا گیا مگر
صبح کو ہرکارون نے سکان زمین کن کو خبر دی کہ تشہیر جادو مارا گیا لاشہ اُسکا
جنگل مین پڑا ہے سکان نے کہا لاشہ اُسکا اُٹھوا کر جلاؤ ناری کو جہنم مین پہونچاؤ
لاشہ تشہیر کا جلایا گیا مگر سکان نے جمشید ثانی کو عرضی لکھی کہ یا خداوند یہ کیا ستم

ہو کہ مسلمانون کے عظم وشان بڑھتے جاتے ہین ساحر تباہ و برباد ہین اب ہین طبل جنگی بجوا تا
ہون وقت پر یا تو کسی کو بھیجیے یا خود تکلیف فرمایئے عرضی روانہ کر کے طبل جنگی بجوایا
سعد نے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین
آئے سکان خود نکلا پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ
نکلے سعد شہریار نے گھوڑا بڑھایا میدان کارزار مین سامنے سکان کے آئے
سکان نے پوچھا اے شہریار آپ کسواسطے آئے ہین فرمایا تیرے مقابلے کو سکان
نے تلوار کھینچی کئی ہاتھ تلوار کے مارے سعد نے خالی دیے کئی وار خالی دیکر ہاتھ
تلوار کا مارو یا تیغہ تمام جوڑ تب کر گر اسپر کے دو ٹکڑے ہوے سر سکان کا زخمی
ہوا سکان نے اپنے کو زمین پہ گرادیا سعد نے چاہا اسکو مار لون مگر سکان تڑپکر
بلند ہوا چھ لاکھ فوج جو اسکی صفین جمائے کھڑی تھی اُسکا نسرون کا نام لیکر آواز دی
کہ ان سب کو مار لو مغلوبہ ہوئی دونون لشکر آپس مین لگے چارون شاہزادیان
جو آکر سحر کرنے لگین ہزارون کے قلب الٹ گئے بھاگے بھاگے پھرتے ہین بعض
کنوئین مین گرتے ہین بعض پہاڑ سے سر ٹکرانے لگے سکان نے جو یہ معاملہ دیکھا
کہ ساحر سر ٹکرا کر مر رہے ہین کبھی آپس مین لڑتے ہین ایک کو ایک طعن و تشنیع کرتا ہے
کوئی نام معشوق لیکر غل مچاتا ہے کوئی پکارتا ہے اے جان جہان و اے آرام عاشقان نظم

کیا لکھون حال چاک دامان کا — تار باقی نہین گریبان کا
بھر گئے دو گھڑی مین سب جل تھل — دو نگڑا اٹھا یہ ابر مژگان کا
نہ تڑپیو ذرا دل مضطر — زخم اٹھا لیجو تیر مژگان کا
کاغذ و خامہ دونون جلنے لگین — حال لکھون جو آہ و سوزان کا
خشک ہو کر مرا تن لاغر — ہو عصا ہاتھ و ستم دربان کا
اے قمر نقد جان عوض مین رون — پاؤن چھلا جو دست جانان کا

سکان نے جو دیکھا کہ ساحر اپنی جان دیے دیتے ہین اور آپس مین کشت و
خون ہونے لگا پکارا کہ یا خداوند جمشید میری مدد کیجیے زخمی ہو چکا اب سامنے

طلسم کشا کے نہ جاؤنگا اِن شاہزادیون نے وہ قیامت برپا کی ہو کہ جسکا دفع نا ممکن ہو
کئی ہزار ساحر جان دینے پر آمادہ ہین کس کسکو روکون آخر شکست کھا کر پلٹونگا کیونکہ
طلسم کشا صف شکن تیغ زن ہوکر مرے گوڑے قلعہ فتح کر لینگے یہ جو بیقرار ہوکر سکان نے
کہا صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر کوہ پیکر پشت کرگدن پر سوار چند ساحر پشت پر اِس
کروفر سے آکر پہونچا سکان نے یہ دیکھکر آواز دی ای ثریا سے روشن طبع قدرت
نے کیا ارشاد فرمایا ہی ثریا نے کہا ای بادشاہ دربند ہفتم تمھاری فریاد قدرت نے
سنی مجھکو حکم دیا تم چلو مین بھی آتا ہون آج اُن شاہزادیون کو سزا سے معقول دونگا
مگر میری بندیان ہین پھر اُنکو عہدہ ہاے جلیل دونگا یہ سُنکر سکان لڑنے لگا بجلیکے
سحر کرنے لگا جب گوریچیکا دس بیس کے سر پیٹے ثریا بھی سحر کرتا ہوا آیا آکے ایک
دو منتر زمین پر مارا اک گرد اُڑی اُسطرف ملکہ حمالہ گیسو کشا موجود تھین غبار مین
چھپ گئین دور سے عنبر افشان نے دیکھا کہ حمالہ کا خاتمہ ہوتا ہو تڑپ کر گری
اُس غبار کے ٹکڑے اُڑا دیے غبار کو خاک مین ملا دیا حمالہ نکلی ثریا نے جو یہ عالم
دیکھا گھبرا گیا کہا او سکان یہ شاہزادیان ہمارا سحر دفع کرتی ہین اب مین کیا کرون
سکان نے کہا او ثریا یہ وہ شاہزادیان ہین کہ اِنھون نے کل علم حاصل کیے ہین
کوئی سحر ایسا نہین کہ جو اِنھون نے نہین سیکھا لیکن اگر خداوند جمشید ثانی آجائے
تب یہ شاہزادیان عاجز ہوتین مین گرمی جنگ ہو کہ یکایک صحرا پہ بہار ہوا نخل جھومنے
لگے غنچے چٹکنے لگے کلیون کو بے کلی رنگ گل کو تری بیخ ہاے نخل سے دھوان نکلنے
لگا طائرون نے آواز دی کہ یارو ہوشیار ہو جاؤ شیطان کی خطا کے بانی یعنی
خداوند جمشید ثانی جو کہ سحر و ساحری مین لاثانی ہین تشریف لاتے ہین یہ صدا سنکر
چارون شاہزادیان یا تو جگر سحر کر رہی تھین یا خاموش ہو گئین ایک نے ایک کی
جانب دیکھا اِشارہ دیتا تھا کہ لو غضب ہوا جمشید مردود آتا ہو یہ ذکر تھا کہ ابر پھٹا
دیکھا کہ جمشید ثانی تخت پر سوار چند رسنین ہاتھ مین ہین چارون وزیر چارون
کونون پر سرنگون بیٹھے ہوے ہاتھ ہلاتے جاتے ہین اُسی کی یہ تاثیر ہو کہ جو اوپر ذکر کیا

طایرون کی زمزمہ سرائی صحرا کی رعنائی جمشید نے جو دیکھا کہ چارون شاہزادیان
سحر کر رہی ہین اول طرف عنبر افشان کے متوجہ ہوا پکارا کہ او ظالم بڑی سرکش ہی
او میثاق اسکو اُٹھا لے میثاق کڑک کر گرا عنبر افشان کو اُٹھا لے گیا حمالہ نے
چاہا بھاگون لیکن دوسرا وزیر کلاق خارہ شکن تڑپ کر گرا حمالہ کو بھی اُٹھا لایا
تیسرے وزیر سے پھر اشارہ کیا کہ بی لوحدار کو بھی لینا ابلیس بلند آواز تڑپ کر
گرا لوحدار کو بھی اُٹھا لے گیا یاسمن نے چاہا بھاگون کہین جا کر چھپون مگر جمشید
خود اُٹھا چونکہ اسپر عاشق ہی کسی وزیر کو اشارہ نہ کیا خود ہی یاسمن کو اُٹھا لے گیا
آپ تو بیٹھا شراب پی رہا ہی چارون شاہزادیان سامنے پڑی ہین مثل مُردے کے
بالکل حس و حرکت نہین جب آنکھ کھولتی ہین اور جمشید کو سامنے دیکھتی ہین تو پھر
خوف سے آنکھین بند کر لیتی ہین مگر جمشید نے سکان کو آواز دی کہ او میرے
بندۂ خاص الخاص دیکھا تو نے کہ قدرت سے کیا کیا اسی طرح سعد کو بھی گرفتار
کرتا ہون مغلوبہ کو زور دے سکان نے فوج کو اشارہ کیا چہار طرف سے سحر
ہونے لگا مگر بادشاہ نے جو دیکھا کہ چارون شاہزادیان گرفتار ہو لیبن جگر
اڑنے لگے عین گرمی جنگ ہی کہ فیروزہ کو بھی پنجہ اُٹھا لے گیا لا کر سامنے جمشید کے
ڈالدیا اب جمشید کچھ ہاتھ وغیرہ ہلا رہا ہی کبھی اشارہ کرتا ہی بادشاہ چہار طرف
جنگ مین سُستی دیکھتے ہین کہ ہمارے فوج والے بہت سُست لڑ رہے ہین یہی
ارادہ ہی کہ بھاگ جاوین سکان کے سحر سے بدحواس ہو رہے ہین اگر تلوار
اُٹھاتے ہین تو ہاتھ مین رعشہ کمان مین خم خنجر بیدم تیرون کا یہ حال ہی کہ مثل مدقوق
کانپ رہے ہین ہر طرف یہی آواز ہی کہ ای شہنشاہ غلام کیا کرین سلاح نے جواب دیا
تلوار نہین چلتی تیر ترکش مین طایر بند ہین خنجر نا لیستادہ ہین گھوڑون کو دیکھیے کیا
حال ہی کہ رہروی سے مجبور و ناچار کھڑے ہانپ رہے ہین سوار کانپ رہے
ہین علاوہ سحر سکان کے جمشید ثانی سحر کر رہا ہی بادشاہ نے دیکھا ایک جانب
ایک ساحر سیاہ رو فیروزہ کی مشکین باندھ رہا ہی اور فیروزہ پکارتا ہی کہ ای

آقا سے نامدار غلام کو بچایئے بادشاہ نے جو دیکھا کہ فیروزہ گرفتار ہوا اسکو چاکر رہا گر دن گھوڑے کو بڑھایا قبضے پہ ہاتھ ڈالکر للکارا کہ او نابکار بد کردار خبردار فیروزہ پر دست انداز نہونا اُس ساحر نے کئی سحر کیے مگر بسبب لوح محفوظ کے سعد محفوظ رہے لڑتے بھڑتے قریب اُس ساحر کے پہونچے ساحر نے ہاتھ تلوار کا مارا اسعد شہریار نے تلوار کو روک کر ہاتھ مار دیا کہ ساحر کے دو ٹکڑے ہوے مگر فیروزہ ہاے کہکر کہا اے شہریار غلام کے اعضا جلا چاہتے ہین جلد لوح محفوظ میرے گلے مین ڈالیے کہ مین سحر سے بچون معلوم ہوتا ہے کہ ہڈیان جل رہی ہین بادشاہ نے اپنے عیار کی محبت مین لوح محفوظ اپنے گلے سے اُتاری اور گلے مین فیروزہ کے پہنادی فیروزہ نے جو لوح پائی پیچھے ہٹ کر آواز دی کہ منم سرہنگ جادو یا خداوند لوح محفوظ مین نے لے لی یہ کہکر بھاگا قریب تخت کے آیا ہاتھ بڑھا کر جمشید نے لوح محفوظ لی اور ہاتھ ہلایا کہ رسن سحر گلے مین بادشاہ کے پڑی کھینچتے ہوے سامنے جمشید کے پہونچے جمشید نے اُسی تخت پر بادشاہ کو بھی ڈال لیا خیال مین ہو کہ اے جمشید اب نکل چلو مگر اہل اسلام نے جو دیکھا کہ بادشاہ بھی گرفتار ہو گئے اور سحر کا ہنگامہ ہے کوئی رہنے والا باقی نہ رہا بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ اے خالق کارساز و اے رب بے نیاز اس مشکل کو آسان کر

نظم

توئی کافریدی زیک قطرہ آب — گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف جوہر پدید — بجوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را — تو پیرا یہ بخشی جوہر رنگ را
نیارد ہوا تا نہ گوئی ببار — زمین تا دردنا ناگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی — بروں زانکہ یاری گرے خواستی
زگرمی و سردی و از خشک و تر — سرشتی بہ اندازہ [illegible]
چنان بر کشیدی و بستی نگار — کہ بہ زان نیارد خرد در [illegible]

اے کریم و رحیم سواے تیرے کس سے فریاد کرین اور سواے تیرے کس سے فریاد کرین

جمشید ثانی کھڑا دیکھ رہا ہی اہل اسلام کا انتشار ہر خرد و کلان بیقرار چاہتے ہین بھاگین
بھاگ نہین سکتے اگر مقابلے کا قصد کرتے ہین تو اپنے ہتھیار اپنے دشمن جدید اہیر ستمے
دو رہزن ہوئے ہر مرتبہ منھ طرف آسمان کے کرتے ہین پروردگار کو پکارتے ہین
کہ پروردگار بچالے اس کشاکش سے نجات دے گنہگار تیرے مبتلاے مصیبت ہین
امیدوار رحمت ہین جمشید چاہتا ہی ایک سحر ایسا کرون کہ ان سب پر برق گرے کہ
ایک ہی مقام پر رہجائین لڑنے سے باز آئین دامن سپر سے منھ چھپائین لڑنے سے
عاجز ہو جائین مگر اہل اسلام نے بلک کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا
سے گرد اڑی نوبت نقارے بجتے ہوئے علماے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے
جنپر تعریف الہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم سامنے آکر دامنہ گرد کا
شگافتہ ہوا سب نے دیکھا کہ صاحبقران زمان مع چند سردارون کے آکر پہونچے
خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے جست و خیز کرتے ہوئے آتے ہین ہرکارے
لشکر سعد کے صاحبقران کو دیکھکر دوڑے آکر خبر دی کہ اپنے کو جلد پہونچایئے سعد
شہریار قید ہو گئے اسکان جادو نے جو کہ صاحبقران زمان کے ساتھ ہوا اور
بصدق مطیع ہوچکا ہی اسنے کچھ جان کا خوف نہ کیا گھوڑے سے اتر اطرف جمشید کے
چلا اور پکار کے کہا کہ او شہریار اگر بنتا ہو تو سعد کو لاتا ہون اور کسی جادوگری کو
چھڑاتا ہون یہ کہکے بلند ہوا کہ کے تخت پر جمشید کے گرا جمشید نے اسکان کو
بھی گرفتار کر لیا مگر قیلاب عقاب سوار کہ حاکم دربند ہفتم ہو سکان اسکا نائب
ہو طرف دربند ششم کے گیا تھا اور سکان زمین کن کو اپنا قایم مقام کرکے چھوڑ گیا تھا
اسوقت آیا قریب تخت جمشید پہونچا آکر سجدہ کیا جمشید نے پوچھا او قیلاب کہان
تھے قیلاب نے عرض کی کہ براے گرفتاری اسکان جادو دربند ششم پر گیا تھا
اُس دربند کو بالکل ویران پایا جمشید نے کہا او قیلاب مین نے اسکو یہان
گرفتار کر لیا صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ اسکان بھی جاکر گرفتار ہوا بیقرار
ہو کر نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال | منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون ز پیشم فراری شدہ | زمین دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف | سلیمان کو چک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد | کہ صاحبقران در جہان نام شد

نعرہ کرکے تلوار کھینچی مگر عمرو کو زیرِ شکم مرکب ہو کہتا جاتا ہو کہ اے شہریار اسم اعظم پڑھیے جمشید کیسے کیسے سحر کر رہا ہو کبھی آگ برساتا ہو کبھی ہوا سے گرم چلتی ہو مگر صاحبقران پر تاثیر نہیں ہوتی اسی طور سے لڑ رہے ہیں کہ ایک طرف سے ایک نازنین آئی اور صاحبقران سے اُس سے آنکھ ملائی وہ مسکرائی اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی **نظم**

مہربانی ہو دمِ مرگ یہ اے یارِ محبت | دیکھنے آئے ہو تم صورتِ بیمارِ محبت
کم نہ تھے داغِ جگر سینہ کو افسوس کہ ہم | دیکھنے آئے ہیں کیفیتِ گلزارِ محبت
آپ کے بخل طبیعت سے اب امید نہیں | ہوش آئے ہیں ہم دولتِ دیدارِ محبت
کون سی بے ادبی کی جو کہا حال اپنا | ہمسے بل کرنے لگے گیسوئے خمدارِ محبت
غیر ممکن ہو کہ مسک سے میسر ہو فیض | دہن زخم نے چوسے لبِ سوفارِ محبت
میں ہوں افسردہ ہنسی آگئی کیونکر لب پر | گڑگڑاتے ہیں کفِ پا کو سرِ خارِ محبت
ہاں لوٹتے جو کتنا ہو وہ اے یارِ نسیم | ہونہ آزردہ کہیں کرتے ہو تکرارِ محبت

جیسے ہی اُس نازنین نے برائے تسخیر صاحبقران یہ اشعار پڑھے امیر نے اسم اعظم وردِ زبان کیا اُس نازنین پہ دم کیا بس وہ جلنے لگی جلکر خاک ہوئی اور آواز آئی کشتی مرا نامم من دل افروز جادو بود مارکر اُس کو صاحبقران آگے بڑھے قریب تخت جمشید پہونچے جمشید نے وزرا کو اشارہ کیا چاروں وزیروں نے سحر کیا مگر چونکہ صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہیں کسی کے سحر نے تاثیر نہ کی صاحبقران قریب تخت کے پہونچے جب تو جمشید نے تخت اپنا بلند کیا وزرا سے کہا تمہارا سحر تاثیر نہیں کرتا میں کیا کروں آخر ایک روز مقابلہ ہوگا اب تو ٹل چلو قدرت نے یہی تقدیر کی ہے یہ کہکے تخت کو بلند کیا اسکان جادو و سعد شمر چار وزیر ان شہریار

ان سب کو لیکر روانہ ہوا صاحبقران نے کئی تیر مارے مگر جمشید نے تیر جلادیے
کوئی تیر قریب اُسکے نہ پہونچا جمشید تو نکل گیا کل فوج نے صاحبقران زمان کو گھیرا
سکان و قیلاب طبل امان بجوا کر لیٹے قیلاب نے سکان سے کہا او سکان
تدبیر کرو کہ صاحبقران گرفتار ہوں سکان نے کہا آج رات کو جاؤنگا اور حمزہ
کو چُرا لاؤنگا ایسے مقام پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر مرین یہ کہکے سکان ہو خانے
مین آیا سحر تیار کیا رات کو اُڑتا ہوا لشکر صاحبقران مین آیا جابجا پھر رہا ہو خبر لیتا
پھرتا ہو کہ صاحبقران کس بارگاہ مین ہین خواجہ عمرو ایک سپاہی کی شکل بنے ہوے
آتے ہین کہ سکان نے پوچھا کیون میان سپاہی صاحبقران کس بارگاہ مین ہین
خواجہ کا یہ سُنکر ماتھا ٹھنکا فرمایا او شخص تو کون ہو کسواسطے پوچھتا ہو سکان چپ ہوا
حیران تھا کہ کیا جواب دون خواجہ سمجھ گئے کہ یہ کوئی حریف ہو عمرو نے کہا او برادر
مین تو خود حمزہ سے بیزار ہون مین چلکر بتادون بلکہ گرفتار کرا دون سکان ٹھہرا
کہا بڑے میان صاحب تمکو حمزہ سے کیا عداوت ہو عمرو نے کہا کئی مہینے کی تنخواہ میری
دبا لی ہو مین چاہتا ہون اُنکو سزا دلوا دون سکان نے کہا تنخواہ تمکو ہم دیوینگے
عمرو نے کہا اگر تنخواہ آپ دینگے تو مین بھی جان لگا دونگا سکان نے کہا بہت کچھ تمکو
دلواؤن ہرچند کہ حاکم کو اختیار ہو مگر میرے کہنے سے انکار نہین کر سکتے مین کاروبا
کل کرتا ہون عمرو نے کہا چلو مین ابھی گرفتار کرا دون سکان خوشی خوشی ساتھ
ہوا خواجہ اُسکو لیکر چلے ایک مقام پر آکر کہا دو دیکھو سامنے صاحبقران آتے
ہین جیسے ہی سکان پلٹا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند مارے اور رحباب مار کر بیہوش
کیا پشتارہ باندھا دربار مین سامنے صاحبقران کے لیکر آئے صاحبقران نے
پوچھا خواجہ یہ کون ہو عمرو نے کہا سکان فرستادہ قیلاب عقاب سوار امیر
نے کہا ہوشیار کرو اول تلقین کرو اگر اطاعت کرے تو جان بخشی ہو ورنہ قتل کرو
عمرو نے زبان مین سوزن دیکر ستون سے باندھا پھر سکان کو ہوشیار کیا سکان کی
جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار صاحبقران مین پایا تاجدار و سردار بیٹھے ہین امیر نے

پکار کر کہا کہ اے سکان تو نے قدرت خدا کا تماشہ دیکھا میری گرفتاری کو آیا تھا
تو خود گرفتار ہوا بہتر یہ ہی کہ جمشید ثانی پر لعنت کر تو نے خود دیکھا کہ میدان مین
میرے سامنے سے بھاگا چہ نکہ ساحر ہی سحر کر کے بلند ہو گیا مجھکو کچھ نہ بن پڑا مگر وہ
سعد کو گرفتار کر کے لے گیا ہی مین انشاء اللہ اُسپر لشکر کشی کرونگا اسطرح امیر نے
سمجھایا چند کلمے مذمت کفر مین کہے اور چند کلمے تعریف پروردگار مین بیان کیے
کہ سکان کے دل سے زنگ کفر دور ہوا قلب کو سرور ہوا پکار کر کہا مین بصدق
دل مسلمان ہوتا ہون عمرو نے کہا اے سکان اطاعت کرو کہ آقا کے کام آؤ سکان
نے کہا مین سب طرح حاضر ہون صاحبقران نے حکم دیا کہ سوزن زبان سے سکان
کی نکالو سکان کی زبان سے جب سوزن نکلی قدمون پہ صاحبقران کے گر پڑا
اطاعت اسلام اختیار کی زمرۂ سرداران مین آکر بیٹھا صبح کو ہرکارون نے یہ خبر
قیلاب کو پہونچائی کہ سکان شریک صاحبقران ہوا قیلاب بہت گھبرایا کہا
کیا مصیبت ہی کہ اِدھر کے لوگ اُدھر شریک ہو جاتے ہین اب یہ لوگ راز و نیاز
بتا دینگے مین جاتا ہون سکان کو گرفتار کر لاؤنگا یہ کہکے اُڑا سکان زمین کن
بارگاہ صاحبقران سے نکلا ہو کر اپنی بارگاہ مین جاؤن قیلاب نے آسمان سے
دیکھا تڑپ کر گرا سکان کو اُٹھا لے گیا اور آسمان پہ آکر نعرہ کیا کہ منم قیلاب امیر
نے جو یہ خبر پائی فرمایا خواجہ جاؤ جسطرح بن پڑے اُسکو رہا کر کے لاؤ ورنہ مین
خود جاؤنگا اُسکو رہا کر کے لاؤنگا قیلاب اُسکو کیا سمجھ کے لے گیا ہی مجھپر کد و
کوشش واجب ہی یہ سُنکر خواجہ اُسی وقت روانہ ہوے مگر یہان قیلاب
سکان کو لیکر بارگاہ مین آیا ستون سے بندھوا دیا سحر اپنا اُتار کر ہوشیار کیا اب
سکان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا قیلاب تخت پر بیٹھا ہوا غرور کر رہا
ہو کہ اے سکان تو نے دیکھا یون ہی حمزہ کو بھی گرفتار کر لاؤنگا مگر خواجہ بہ شکل
خدمتگار ایک طرف ٹھہرے قیلاب نے جو کلمات نادرست کہے سکان نے
بگڑ کر جواب دیا کہ او جیا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر کیون ڈراتا ہو مین بدل اطاعت

اسلام کی کرچکا یقین ہو کہ صاحبقران زمان میری رہائی مین کوشش کرینگے وہی میرے
آقاے نامدار ہین مین انکا ساتھ نہ چھوڑونگا قیلاب نے جھلا کر کہا جلاد کو بلاؤ کہ
اسکو قتل کرے جلاد جو حاضر ہوا بھائی سکان زمین کن کا کتمان زمین کن بیٹھا ہوا
تھا اُسنے جو دیکھا کہ بھائی قتل ہوتا ہو خون قرابت نے جوش مارا جی مین کہتا ہو کہ مقام
افسوس ہو بھائی صاحب قتل ہوجائین اور مین اپنی آنکھون سے دیکھون اپنے مقام
سے اُٹھا سامنے قیلاب عقاب سوار کے آیا کہا اے شہنشاہ ساحران ہرچند کہ یہ
قصوروار ہو مگر پرورش کا امیدوار ہو قیلاب نے جواب دیا اِسنے وہ خطا کی ہو
کہ لایق بخشنے کے نہین ہو کتمان نے عرض کی ملازمون سے ہمیشہ خطا ہوتی رہتی ہو
سرکار معاف فرماتے ہین اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو ملازمان قدیم کو نا امیدی ہوگی
یہ سُنکر کتمان سے قیلاب نے کہا کہ اول جاکر گنہگار سے دریافت کرو اگر وہ عذر
کرے تو مین خطا معاف کردون کتمان اُٹھا پاس سکان کے آیا کہا اے برادر تم
ناحق جان دیتے ہو یہان حمزہ کا گذر ہونا دشوار ہو اِس ملک کا ایسا پاس ہو
کہ خود قدرت تشریف لاے اور چارون شاہزادیون کو گرفتار کرکے لیگئے
قدرت اِس ملک کے مددگار ہین کیا عجب ہو کہ کوئی مرا اپنا چھوڑ گئے ہون کہ وہ
بروقت کام آئے لہذا تم عذر کرو کہ شہنشاہ تمھارے جرم سے درگذر فرمائین
یہ سُنکر سکان ہنسا کہا اے برادر تم کنارے بیٹھو جو ہماری تقدیر مین رہائی ہو تو
خیر ورنہ بقول شاعر فرد اگر تیغ عالم بجنبد زجاے۔ نہ برد رگے تا نخواہد خداے۔ اور
مین تو اسیر کارِ بند ہون بیت سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب۔ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب۔
یہ ذکر تھا کہ ایک اور جلاد صف سے تڑپ کر نکلا کہا اے شہنشاہ یہ مغرور متکبر یون
نہ مانے گا اگر مجھکو حکم ہو تو فوراً سر قلم کردون تب یقین ہو کہ اِسکو خبر ہوگی سب ملازم
آگاہ ہوجاوینگے کہ خطاوار کے واسطے یہ سزا ہوئی کتمان نے کہا اے جلاد تجھے کیا
دخل ہو ہم شہنشاہ سے تقصیر معاف کراتے ہین جلاد نے نہ مانا کہتا ہوا بڑھا فرد
سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست۔ مرغ را ازاد بلا شد طعنہ بر صیاد چیست۔

قریب آکر خنجر چمکایا اشارہ کیا کہ سنبھلکر بیٹھو منہ پر سپر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری یہ کہکے خواجہ نے زبان سے سکان کی سوزن نکالی سکان نے اٹھتے اٹھتے سحر کیا کہ تمام بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا رعد گرجا برق چمکی قیلاب نے کہا لینا یہ نہ جانے پائے چہار جانب سے ساحرون نے بلوہ کیا مگر یہ ساحر زبردست ہو جس مقام پر کھڑا ہوکر سحر کرتا ہو ہزارون ساحرون کے سر اڑ جاتے ہین کچھ بیہوش ہوکر گرتے ہین کچھ بھاگتے ہین اسی طرح سکان اڑتا ہوا کنارے پر لشکر کے پہونچا ہو کہ قیلاب نے آکر نعرہ کیا کہ او سکان تیری کیون قضا آئی ہو ایک گولہ ماروں نگا کہ سر اڑ جائیگا سکان نے جو نعرۂ قیلاب کی صدا سُنی پلٹ کر سحر کرنے لگا اور قیلاب کا سحر دفع کر دیا قیلاب نے جو دیکھا کہ سحر کو میرے دفع کر رہا ہو اہل فوج سے اشارہ کیا کہ اسکو مار لو ارے تم سب چہار طرف سے سحر کرو کسی کا سحر تو تاثیر کریگا کئی لاکھ جادوگر جو بڑھے سکان انکی طرف متوجہ ہوا اور اِنکے سحر روکنے لگا اُس بلوے مین قیلاب نے ہاتھ بلا دیا کہ برق گری اور سر سکان کا زخمی ہوا سر سے خون جو بہا چرخ مار کے گرا بیہوش ہوگیا سکان کے گرتے ہی قیلاب نے آواز دی اِسکو گرفتار کر لو ایک ساحر نحیف وضعیف قریب کھڑا تھا اُسنے پکار کر کہا کہ ہان صاحبو تم لوگ قریب نہ آؤ مین گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکے کمر پر ہاتھ ڈالا ایک جال نکالا اِسطرح پر وہ جال مارا کہ سکان جال مین آگیا کھینچا اُسکو نعرہ کیا کہ اے قیلاب آگاہ ہو نعرۂ خواجہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ خنگ بباختر ببرم
در محفل خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

عمرو جست وخیز کرتا ہوا بھاگا جس ساحر نے منھ کھولا کہ سحر کرون عمرو نے تیر مار دیا کہ گدی کو توڑ کر پار گذر ا جسنے ہاتھ بڑھایا عمرو نے اُسکا ہاتھ قلم کر دیا کاندھون پر ساحرون کے قدم رکھتا ہوا عمرو اُس بلوے سے نکلا ہرچند ساحرون نے تعاقب کیا مگر خواجہ کو کون پاتا ہو جب قیلاب نے دیکھا کہ عمرو سکان کو لیکر نکل گیا تو رنجیدہ پلٹا آکر بارگاہ مین بیٹھا کہتا ہو یارو کیا تدبیر کرون اِتنا بڑا ساحر زبردست

میرے قبضے سے نکل گیا مجھکو خیال یہ ہی کہ حمزہ کی مدد کریگا لیکن مین اسکا تعاقب ہرگز نہ چھوڑونگا پھر گرفتار کر لاؤنگا چین سے بیٹھنے نہ دونگا یہان صاحبقران دربار مین پریشان بیٹھے تھے کہ عمرو سکان کو لیکر آیا کہا اے آقاے نامدار سکان کہلایا مگر بہت نقصان ہوا کئی صندوقچے میرے پاس تھے وہ گر گئے بس اُسکی قیمت دیجیے صاحبزون نے سکان کو چھین لیا ہی روپیہ ملے تو مین اُسے چھڑالاؤن امیر با توقیر نے کئی ہزار روپیہ منگوا کر دیے خواجہ نے سکان کو نکالا سکان ہوشیار رہا کہا اے شہریار مین دیکھ رہا تھا خواجہ نے کیا کارنمایان کیا کہ مجھکو اُٹھا لائے ورنہ زندہ رہنا دشوار تھا امیر نے فرمایا خواجہ اگر ہو سکے تو قیلاب کو گرفتار کر لاؤ کہ اُسکے وجہ سے بڑا فتور پڑا ہی اگر یہ دربند فتح ہو تو راستہ طلسم کا کھلے عمرو نے کہا مجھکو کچھ خرچ ملیگا تو مین جا کر تدبیر کرونگا سکان نے کئی موتیون کے مالے گلے سے اُتارے عمرو کو دیے عمرو نے کہا اے سکان یہ رقم تو بہت حقیر ہی لیکن جستجو کرونگا اگر بن پڑا تو قیلاب کو لاؤنگا یہ کہکے عمرو کنارے ہوا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بشکل جمشید ثانی بنا تخت پر سوار ہوا تخت اُڑاتا ہوا چلا یہان قیلاب دربار مین بیٹھا ہی کہ اپنے دیکھا خداوند تخت پر آتے ہین براے استقبال اُٹھا قدرت آکر دربار مین بیٹھے کہا اے قیلاب حکم کتاب سے معلوم ہوا کہ ساربان زادہ تمھاری فکر مین نکلا ہی مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو تمپر ہاتھ ڈالے لہذا شراب منگواؤ اور سب جمع ہو کے بیٹھو مین ایک ایک جام سب کو پلاؤن عمر بڑھادون کہ ساربان زادہ کچھ نہ کر سکے مجھکو اپنے بندون کا بڑا خیال ہی آج کئی دن سے یاسمن کو پکارا ہون مگر وہ سرکش نہین مانتی آج ایسی تقدیر کرون کہ وہ مجھپر مائل ہو جو کہون وہ قبول کرے مین نے پیدا کیا ہی کیا یہ مجھ مین طاقت نہین ہی کہ دل پہ قبضہ کرون یقین یہ ہی کہ آج راضی ہو مگر مجھکو خیال ہوا کہ جا کر اپنے بندون کی عمر بڑھادون یہ مضمون سنکر سب خوش ہین کہ اب قدرت عمر بڑھاتے ہین کسکی مجال ہی کہ پھر ہمکو مار سکے مٹکے شراب کے لا کر رکھے گئے جمشید ثانی نے کمر سے ایک پڑیا نکالی سب حیران ہین کہ دیکھین قدرت

کیا کرتے ہین حکم دیا کہ یہ پڑیا کل شراب مین ملا دو اسی کا ایک ایک جام پیو لیکن
ایک سانس مین پینا اگر دم ٹوٹا تو عمر گھٹ جائیگی سبھون نے بڑے بڑے جام چُن
چُنکر پیے اُنکو اپنے ہاتھوں سے بھرا لبون سے لگا کر یہ کد و کوشش پیا قیلاب نے دو جام
پیے کہا یا خداوند شراب پیتے ہی عجب پردہ کُھلا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہو اور عرش
اعلیٰ کا سامان معلوم ہو رہا ہو جمشید ثانی نے اشارہ کیا کہ اُٹھکر ٹہلو قیلاب اُٹھکر
ٹہلنے لگا بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا اور اہل محفل بھی اپنی اپنی جگہ سے ناچتے
ہوے اُٹھے جو اُٹھا وہ جہان سے اُٹھا تھوڑے عرصے مین کل اہل محفل بیہوش
ہوے عمرو نے ارادہ کیا کہ قیلاب کو اُٹھا لون اور محفل کو لوٹون مگر سالار جادو
سپہ سالار قیلاب پہ اسے شکار گیا تھا اسوقت آیا آسمان سے بیرون بارگاہ
دیکھا کہ ہزارہا ساحر ناچ رہے ہین دوڑے دوڑے پھرتے ہین آسمان سے اُترا
ساحر اسکو گالیان دینے لگے کہ او سالار اسوقت تو کیون آیا سالار نے کسی پر
توجہ نہ کی پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین ایک شخص دبلا سا
محفل کو لوٹ رہا ہو لاشے پڑے تڑپ رہے ہین للکارا کہ باش او ساربان زادے
خبردار شاہ کو نہ اُٹھانا عمرو نے جو دیکھا کہ سالار آگیا جست کرکے بھاگے سالار نے
عمرو کا پہچانا نہ کیا قیلاب کو ہوشیار کر دیا قیلاب جو اُٹھا ساری محفل کو بیہوش پایا
پوچھا او سالار یہ کیا معرکہ ہو خداوند کہان گئے سالار نے کہا میرے سامنے خداوند
نہ تھے قیلاب نے کہا قدرت نے ہمکو شراب پلائی اور تو کہتا ہو کہ مین نے قدرت
کو نہین دیکھا معلوم ہوتا ہو کہ قدرت تجھسے ناراض ہین کہ اُنھون نے تیرا سامنا
نہین کیا وہ تجھکو دیکھکر پوشیدہ ہوگئے کہ اسکو بھی شراب حیاتی دینا ہوگی سالار
نے کہا او قیلاب مین نے آپ کو بچایا وہ قدرت نہ تھے بلکہ ساربان زادہ عیار
صاحبقران تھا قیلاب نے کہا او سالار تو مجھکو جُھٹلاتا ہو عیار کے پاس یہ تخت و
تاج کہان سے آیا یہ اُسکی مجال ہو کہ قدرت کی صورت بن سکے اسی طرح سالار
اور قیلاب سے خوب تکرار ہوئی قیلاب نے حکم دیا کہ سالار کو نکال دو جس سے

قدرت نما امن بین اس سے ہم بھی کشیدہ ہین جب ساحرون نے سالار کو گھیر اکر اسکو
بارگاہ سے نکال دین سالار بہت غمگین ہوا اور روتا ہوا بارگاہ سے باہر آکر سوچنے
لگا کہ اہل طلسم کی عقل پر پتھر پڑا ہو دوست کو دشمن بناتے ہین مسلمان بڑے قدردان
ہین جب تو سکان جا کر شریک ہوا مرنا گوارا کرتا تھا مگر کہتا اُسکا نہ مانا قیلاب نے
کیسا کیسا دباو ڈالا مگر ایسی قدر شناسی صاحبقران نے اُسکی کی ہو کہ مرنا گوارا کرتا
تھا کہ مجھکو قتل کر ڈالیے مگر اطاعت صاحبقران سے منھ نہ پھیرونگا پس انھین کی خدمت
مین جلد چلکر حاضر ہو رہائی بادشاہ مین جو پیروی کروگے تو صاحبقران بہت خوش
ہونگے لہذا سردارون کو بلایا ستر ہزار جادوگرونکا افسر ہو سب افسر آکر موجود ہوے
اُنسے بیان کیا کہ یارو میرا ارادہ ہو کہ جاکر صاحبقران کا شریک ہون سب افسران
فوج کہ رہے ہین کہ ای شہریار قیلاب قیامتین برپا کریگا خداوند جمشید ثانی بھی
پیروی کرینگے وہ قدرت ہین سالار نے کہا قول مسلمانان ٹھیک ہو دیکھو پاکین
پر عاشق ہین اور کچھ نہین کر سکتے بڑے اعتراض کی بات ہو جسکو پیدا کیا اُسی پر مائل
ہوے کیا اُس سے بہتر پیدا نہین کر سکتے معلوم ہوا کہ مجبور و ناچار ہین مگر ہرکارون
نے خبر قیلاب کو پہونچائی کہ سالار جادو کے خیمے مین افسرون کا مجمع ہو صلاح
ہو رہی ہو کہ خدمت مین صاحبقران کی چلین قیلاب یہ خبر سنکر بہت جھلایا اور کہا
کہ ابھی جاکر سزا دیتا ہون یہ کہکر تنتنا ہوا بارگاہ سالار مین آیا دیکھا کہ افسر جمع ہین
کچھ باتین ہو رہی ہین قیلاب کو دیکھکر سب اُٹھے تعظیم کر کے بٹھایا قیلاب نے کہا
کیون سالار تو بھی باغی ہوا ایک ایک کو قتل کرونگا زندہ نہ جانے دونگا سالار
نے کہا آپ ایسے افسر کو چھوڑ کر کہان جاؤنگا جسنے یہ خبر آپ سے کی سراسر خلاف ہو
مین یہ صلاح کر رہا ہون کہ جاکر سکان کو لاؤن اور خدمت مین پہونچاؤن مگر
قیلاب نے کہا او چھپا مین نے اپنے کانون سے سُنا کہ تو صلاح کر رہا تھا کہ خدمت
صاحبقران مین جاؤن چل دربار مین چل تدبیر بتاؤنگا کہ سکان کو یون گرفتار
کر سالار نے کہا آپ تشریف لے چلیے مین حاضر ہوتا ہون قیلاب نے کہا مین تجکو

اپنے ساتھ سے چلونگا سالار نے کہا میں تو آپ کے ساتھ نہ جاؤنگا قبلاب نے کہا
میں تجھکو زبردستی لے جاؤنگا مجال ہی کہ میرے حکم سے خلاف کرے تجھکو سر دربار میں
بہو تنبان مارونگا سالار بگڑ کے اٹھا کہ آپ کلمات نادرست کہتے ہیں ہم بھی افسر ہیں
یہ ذلت ہمسے نہ اٹھیگی جو دل چاہے وہ کیجیے قبلاب نے یہ سنکر گرز مارا سالار نے
لڑنے کو کہا تھا مگر کل سرداران سالار قبلاب پر حملہ کر رہے ہیں قبلاب نے اسی ہنگامے
میں کئی سرداروں کو دیوانہ کر دیا اور کئی کو قتل کیا افسروں نے جو اپنے ساتھ والونکی
لاشیں دیکھیں پکار کر کہا کہ او سالار اب اس ظالم کا ساتھ نہ دینگے اسنے ہمارے ساتھ
والوں کو قتل کیا سالار نے جو اپنے ساتھ والوں کو ثابت پایا لڑتا ہوا باہر نکلا جس
فوج کا یہ افسر تھا وہ فوج سامنے اتری ہوئی تھی سب نے دیکھا کہ سالار لڑتا ہوا نکلا
اور قبلاب بھی چلا آتا ہی فوج کو دیکھکر نعرہ کیا کہ ہاں یارو اسکو گرفتار کرلو فوج نے
کچھ جواب نہ دیا مگر افسروں نے جو پکار کر آواز دی کہ ہاں اے یارو قبلاب کو مارو
ہزار جوان کھڑے ہو گئے قبلاب پر حملہ کرنے لگے قبلاب نے پکار کر آواز دی
کل فوج تیار ہو اور سالار کو گرفتار کرلو کل فوج میں بلوہ ہوا صاحبقران زمان
[illegible] بیٹھے تھے کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ سالار جادو اور قبلاب سے بگڑ گئی
کل فوج میں بلوہ ہے صاحبقران نے حکم دیا کل لشکر تیار رہو ہم اسے مدد سالار جانا
ضرور ہے یہ فرما کر سوار ہوئے سکان زمین کن نے جو یہ حکم سنا اور معلوم ہوا کہ سالار
سے بگڑ گئی سب کے آگے چلا اسوقت پہونچا کہ دیکھا سالار کے ستر ہزار جوان بیچ میں
چار پانچ لاکھ سے گھرے ہوئے رکستانہ لڑ رہے ہیں ہر طرف سے ہنگامہ ہی قبلاب
[illegible] دے رہا ہی کہ ان سب کو گرفتار کرلو مگر سالار ایسا جوانمرد ہی کہ بلوے کو فوج کے
جھیل رہا ہی جان پر کھیل رہا ہی کسی کو قریب نہیں آنے دیتا دمبدم قبلاب پر حملہ کرتا
ہی مگر قبلاب اسکے سحر کو کب مانتا ہی جب سحر سالار نے کیا قبلاب نے دفع کر دیا سکان
نے نعرہ کیا کہ اے سالار نہ گھبرا نا صاحبقران تمھاری مدد کو آتے ہیں ساحروں کے
دم بند کر دینگے ناخنوں سے میدان بھر دینگے سالار نے جو سکان کو دیکھا کسی قدر

مطمئن ہوا جھپٹ جھپٹ کے سحر کرنے لگا سکان نے آسمان سے سحر کیا کہ قیلاب کا سر زخمی ہوا قیلاب نے وہی خون چلو مین لیکر فوج پہ پھینک مارا کل فوج بیہوش ہوکر گری قیلاب نے اشارہ کیا کہ ان سب کو گرفتار کرلو سکان نے ایسا سحر کیا کہ سب ہوشیار ہوگئے پھر اٹھنے لگے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ صاحبقران زمان آگے پہونچے اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین کل افسران صاحبقران بھی آپڑے ہر سردار ہر غول مین پہونچا مگر اخفش جادو نے جدولی پر ہاتھ ڈالا مٹھی بھر کر ماش کے دانے نکالے طرف صحرا کے پھینکے دیکھا قیلاب نے کئی سو نازنینان مہجبین ومہجبینان مہرتمکین صحرا سے پیدا ہوئین مگر سب کے آگے ایک نازنین خوبصورت طرحدار کبک رفتار شیرین گفتار یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی مستانہ اتی ہوئی آتی ہو نظم

کس پریرو کا انتظار ہو آج | دل مرا سخت بیقرار ہو آج
جلوہ گر میرا گلعذار ہو آج | بلبلو باغ مین بہار ہو آج
آہ کی برق کوندہا قی ہو | ابر تر چشم اشک بار ہو آج
شوق سے آ ادہر کمان ابرو | مرغ روح روان شکار ہو آج
تیر سے آتے ہی دیکھو راحت جان | چین ہو صبر ہو قرار ہو آج
وصل گلرو سے عیش باغ مین ہو | باغبون کو کمال خار ہو آج
مجھ سے غافل تو مجھسے ملنے کا | کسلیے تمکو ننگ و عار ہو آج
دھیان ہو تمکو کل پریشان کا | اسلیے دل کو انتشار ہو آج
قتل گہ مین جو خاک اڑتی ہو | گرم رو کوئی شہسوار ہو آج
لب معشوق دیکھ تیر نظر | تو دو دل کے صاف پار ہو آج
ہجر گلرو مین سیر باغ کہان | نکہت گل بھی ناگوار ہو آج
عندلیبو مقام نالہ ہو یہ | غیرت گل گلے کا ہار ہو آج
دھیان مین کسکی چشم میگون کے | کہو رعنا تمھین خمار ہو آج

قیلاب نے جو ان نازنینون کو آتے دیکھا صحرا کی جانب گولہ پھینکا ایک تاجدار

تخت پر سوار رعشق ناز نینان مہ جبین تھیں اُتتے ہی سردار پیدا ہوے اُس تاجدار
نے نازنین کو اشارہ کیا جو سب کے آگے تھی اُسنے آکر سلام کیا تاجدار نے ہاتھ
تھام لیا ہر سردار نے ہر نازنین پر قبضہ کیا اور ساتھ اپنے لیکر طرف صحرا کے روانہ
ہوگئے اخفش نے جو دیکھا کہ میرا سحر یون قیلاب نے مٹایا کہ ایک تاجدار آیا اگر
شاہزادیون کو لے گیا اپنے کو طاؤس سے گرایا سحر کرتا ہوا سامنے قیلاب کے آیا
اور چاہا تلوار کھینچکر جا پڑون سرمیدان اِس سے لڑون قیلاب نے للکارا کہ او
بیہیا تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ما بدولت کا سامنا کرے تجھ ایسے بہت سے شاگرد
ہین رومال سے ہاتھ باندھے اور میرے قریب آ شاید خطا معاف کردون
اخفش نے سحر کیا کہ قیلاب پر آگ برسنے لگی قیلاب نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ
دم بھر مین وہ آگ بجھ گئی دونون مین دیر تک ردو قدح ہوئی اخفش نے ایک
دو ہتھڑ زمین پہ مارا کہ برق گری مگر قیلاب زخمی نہ ہوا دیر تک لشکر مین ہنگامہ رہا
قیلاب سب کے سحر کا جواب دیتا ہو کسی کے سحر کو نہین مانتا کہ صاحبقران لڑتے ہوے
قریب قیلاب کے پہونچے قیلاب نے کئی سحر کیے مگر صاحبقران نزرگ کہ اسم
اعظم ورد زبان تھا جب کئی پہلوانون کو مار کر قریب پہونچے تو قیلاب پر ہاتھ
تلوار کا مارا قیلاب نے ہر چند روکا مگر تیغ عقرب کب رکتا ہو تڑپ کر مثل برق
گرا سپر کو کاٹ کرتا دوابرو پہونچا قریب تھا کہ دو ٹکڑے ہون کہ قیلاب نے
اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر بلند ہوا امیر نے کئی تیر مارے مگر قیلاب نے تیر چلادیے
قیلاب نے حکم دیا کہ طبل امان بجے طبل بازگشت پر چوب پڑی صاحبقران نے
سالار کو ہمراہ لیا سالار نے قدمون کو بوسہ دیا اور بہ صدق دل مطیع اسلام ہوا
تمام کیفیت بیان کی کہ میری وجہ سے خواجہ رہ گئے اُسکا بدلا اُسنے یہ کیا کہ کلمات
سخت زبان سے نکالے ہم ہر چند کہ اُسکے نوکر تھے مگر کلمہ سخت نہین سن سکتے امیر نے
بہ فصاحت و بلاغت کلام کیے اور آپ آپ کہا کیے ہر بات پر سالار وجد کرتا ہو
اور کہتا ہو یا خداوند نعمت ہم اسی کے طالب ہین اور حضور بہادر کے قدر دان ہین

اسی وجہ سے سکان بھی شریک ہوا اب ساحرون پر وقت انقلاب ہو صاحبقران نے
فرمایا اب خواجہ کو حکم دیا ہو خواجہ اپنے کو بارگاہ جمشید مین پہونچا دینگے اور صورت
رہائی بادشاہ کی ہوگی خدا اُنکو سلامت رکھے اے سالار وہ ایسے شیر کے فرزند ہین کہ جسنے
نو برس کے سِن مین جاکر فرنگستان کو فتح کیا ہرچند کہ رستم کی وجہ سے فرنگستان برباد
ہوا کہ یہ قباد سے بگڑ کے گئے تھے مگر دونون بھائیون نے ملک فرنگستان کو فتح کیا تم
دیکھتے ہو سعد و رستم سے چشمک رہتی ہو رستم نے جو سُنا کہ بھتیجا طرف طلسم نوخیز کے
گیا فوراً آنے جا بجا لڑ رہے ہین یقین ہو کہ یہ سب دلیر ہر وقت فتاحی طلسم شریک
ہین حقیقت مین یہ بڑا طلسم ہو سالار نے عرض کی کہ حضور جمشید ثانی وہ ساحر ہو
کہ سب سے زبردست ہو اُسکا قتل ہونا دشوار ہو اول تو اُسکے معین و مددگار ہین
جب بیہوش ہوگا کوئی نہ کوئی آکر اُٹھا لیجائیگا خواجہ ارادہ تو کرتے ہین پروردگار
اُنکی مدد کرے امیر نے فرمایا اے سالار افراسیاب سے بڑھکر کوئی ساحر نہ ہوا ہی
اور نہ ہوگا اُسکے جی چھڑوا دیئے آخر کو مارا گیا اور طلسم ہوشربا فتح ہوا عمرو نے وہ
وہ کارہائے نمایان کیے کہ ہوشربا کے ملاحظے پر موقوف ہو افراسیاب کو عاجز
کر دیا وہ کہا کرتا تھا کہ ہزار طلسم کشا ہوتے مگر عمرو نہ ہوتا تو میرا کوئی کچھ نہ کر سکتا
قیلاب جو بیٹھا اپنے آکر جا بجا نامے لکھے شاہان ملک کو لکھا کہ میرے وزیر پر
مسلمانون نے بلوہ کیا ہو میری آکر مدد کرو صاحبقران تو بارگاہ مین ہین مگر چالاک
بن عمرو بارگاہ قیلاب مین خدمتگار بنا کھڑا ہو خبر لے رہا ہو کہ آسمان سے ایک
طائر آیا اُس طائر نے نامہ قیلاب کو دیا قیلاب نے پڑھا اُس مین تحریر تھا کہ اے
برادر ہم طرف سے کوہ بیستون کے آتے ہین نام سے میرے آگاہ ہو کہ نام میرا
قبقاب فیلسوار ہو اور زوجہ میری کہ جو بلائے روزگار ہو ملکہ سیمتن غنچہ دہن ہو کہ
جسکے حسن کا تمامی طلسم مین شہرہ ہو ہم زن و شوہر آکر سب کو مار لین گے قیلاب نے
یہ نامہ پڑھکر چاک کر ڈالا اور اُگالدان مین ڈال دیا یہ کیا جانے کہ خدمتگار پڑھا ہوا
ہو چالاک نے سب نامہ پڑھ لیا اور بارگاہ قیلاب سے نکلا طرف لشکر کے پہونچا تھا

کر دیکھا خواجہ کھڑے ہین پوچھا اے فرزند کہان سے آتے ہو چالاک نے کہا اے والد نامدار بارگاہ قیلاب مین نامہ آیا ہو کوئی ساحر زبردست کہ قبقاب فیلسوار اُسکا نام ہو اور زوجہ اُسکی سیمتن اُسنے نامہ لکھا ہو کہ ہم دونون طرف سے کوہ جیبتون کے آتے ہین اگر حکم ہو تو جاکر روکون خواجہ نے فرمایا یہان آنے دو سمجھا جائیگا اگر جاؤگے تو میاری خراب ہوگی یہان آئیگا تو مین سمجھ لونگا تم اپنا حال بتاؤ کہ اِس طلسم مین کیونکر آئے چالاک نے کہا مجھکو دیو تندک نے پہونچایا مین تو کئی دن سے یونہی مارا مارا پھر رہا تھا کہ معلوم ہوا اِس مقام پر لشکر امیر اُترا ہوا ہو اور قیلاب عقاب سوار سے مقابلہ ہو تو مین بشکل خدمتگار بارگاہ قیلاب مین گیا وہان یہ خبر معلوم ہوئی خواجہ تو یہ خبر سُنکر طرف بارگاہ صاحبقران کے چلے مگر چالاک سوچا کہ چلکر قبقاب کو روکون یہ سوچکر چلا جب قریب کوہ جیبتون پہونچا ایک گویا بنکر ایک نخل کے نیچے بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

دل کو میرے خم غمنا نہ بنایا ہوتا ۔ کاسۂ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا

ہون فقط عقل کی افراط سے ششدر یارب ۔ اِس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا

کاش ہوتی صدف دُر مری چشم گریان ۔ دانۂ اشک کو دُردانہ بنایا ہوتا

گر سلیمان کا خاتم مجھکو دیا تھا تونے ۔ خانۂ دل کو پری خانہ بنایا ہوتا

آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور ۔ تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا

تیرہ بختی کا جو قسمت مین لکھا تھا سودا ۔ کاش خالِ رُخِ جانانہ بنایا ہوتا

خاکساری مجھے ملتی تو بڑی رفعت تھی ۔ خاک کا شانۂ جانانہ بنایا ہوتا

اِس غم آباد سے بہتر ہو کہ اے رب جہان ۔ دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا

غم دوری سے ہو انگشت بدندان رعنا ۔ غم نہ تھا حال جو افسانہ بنایا ہوتا

قضائے کار لشکر قبقاب کا ایک ساحر فیلقوس جادو واسطے سیر کے نکلا تھا اُسنے جو آسمان سے دیکھا کہ ایک گویا گا رہا ہو تمام صحرا مست ہو رہا ہو طائر زمزمہ اُنکی بھوے لگا سنے پر گوش بر آواز ہین تڑپ کر گرا چالاک کو اُٹھائے گیا بارگاہ قبقاب مین لایا

بیٹھے ہوں بارگاہ میں آیا تو دیکھا سب بیہوش پڑے ہیں زوجہ کو دیکھا بیہوش پڑی ہے آگر
زوجہ کو ہوشیار کیا کہا کیوں صاحب یہ کیا معرکہ ہے شقن نے کہا ایک گویا آیا تھا معلوم
ہوتا ہے اسنے شراب میں بیہوشی پلادی دریافت نوکروں کو کہ وہ گویا کہاں گیا ہر چند تلاش
کیا مگر کہیں پتہ نہ ملا ناچار قبقاب تو اپنی بارگاہ میں چلا گیا شقن نقلی نے سب کو ہوشیار کیا
محفل میں بیٹھی اب چالاک فکر میں ہے کہ قبقاب کو بھی لوں بیٹھے بیٹھے کہا چلکر دیکھوں تو
کہ صاحب کیا کر رہے ہیں یہ کہتا ہوا چالاک بشکل شقن چلا قبقاب نے خبر سنی کہ
ملکہ خانم آتی ہیں بڑا اسے استقبال یعنی استقبال کر کے بارگاہ میں لایا چالاک کو تو
جلدی ہی کہا صاحب سب کو ٹہلا دو جب سب ہٹ گئے تو چالاک نے گلابی بتلائی
کی جس میں بیہوشی ملا کر سامنے قبقاب کے پیش کی قبقاب نے چاہا کہ پیوں شراب نے
چرخ مارا جام ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جیسے ہی جام ٹوٹا اور شراب نے چرخ مارا قبقاب
نے کہا ارے تو کون ہے چالاک نے چاہا جست کر کے بھاگوں قبقاب نے ایک
مہرہ زمین پر مارا اگر چالاک زمین پکڑ لیا گیا ورنہ تمام عیاری کا چہرہ اس سے
اٹھ گیا قبقاب نے جو صورت تبدیل ہوئی دیکھی اور پہچانا کہ یہ عیار ہے کہا او ظالم
تو نے میری زوجہ کو کیا کیا تو جو اسکی شکل بنکر آیا تجھکو کچھ خوف نہ ہوا کہ قبقاب جو
پہنچے گا کہ شب کو کیا باتیں ہوئی تھیں تو کیا بتائیگا صاف صاف بتا کہ میری معشوقہ
کہاں ہے چالاک نے کہا میں نہیں جانتا قبقاب نے گرا کر کھینچکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا
تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا چالاک نے دیکھا کہ یہ تو غضب ہے چھاتی پر بیٹھا ہے ضرور
قتل کر ڈالیگا یہ سنکر کہا اے شہنشاہ ساحران آپ ایسا گھبراتے ہیں آپ اپنی زوجہ
کو مجھسے لیجیے میں ابھی حاضر کرتا ہوں اب جو قبقاب نے اپنی زوجہ کے ملنے کا نام
سنا خوش ہو گیا سینے سے اترا کہا اے چالاک جسقدر زر کہو دوں و مرحمت کروں تجھکو
نوکر رکھ لوں چالاک نے کہا حضور ہم لوگوں کی اسی میں بسر ہوتی ہے کہ ہزاروں کو
گرفتار کرتے ہیں کسی رئیس کے ہاتھ فروخت کر دیتے ہیں لشکر میں ایک لاکھ
چھ لاکھ ہزار یک بیچتے ہیں وہ لوگ بھی جابجا سے زر لیکر جنہیں گرفتار کروالاتے

ہین اور فروخت کر لیتے ہین ہمارا اور استاد کا حصہ بھی آتا ہو ان باتون مین چالاک
نے طول دیا مگر قبقاب گھبراتا ہو ہاتھ باندھ باندھکر کہتا ہو کہ او چالاک مطلب کی بات
کہو مین تمکو نوکر رکھ لونگا چالاک نے کہا جو حضور مجھکو نوکر رکھین گے تو ایسا خوش
ہونگے کہ ملک کے ملک تسخیر کرا دونگا وجہ معاش کامل ہو کہ ہماری اوقات بسر ہو
تو پھر ہم یہ کام چھوڑ دین بردہ فروشی سے باز آئین سیکڑون بہو بیٹیان اسی طرح سے
فروخت کر ڈالین انکے مان باپ کیسے کلپتے ہونگے انکی بددعا سے یہ ہمارا حال ہو کہ
صد پارہ ہوے جاتے ہین اور خراب حال ہین اور جسم پر بوٹی نہین چڑھتی دیکھیے کسقدر
نحیف و زار ہو رہا ہون خزانہ صاحبقران سے صرف تین روپے ملتے ہین کہ انمین
سوکھی روٹی بھی نہین ہوتی مگر مجبور و ناچار کیا کرین یون ہی بسر کرتے ہین اگر ہمیشہ
کو نوکر رکھیے گا تو جان لڑا دیجیے وہ وہ شاہزادیان لاکر ملا دین کہ آپ سیمتن کو
بھول جاوین قبقاب کہتا ہو کہ او چالاک مطلب کی بات کہو کہ میری تسکین ہو
ایسا نہو کہ زوجہ میری مجھکو نملے چالاک کہتا ہو کہ مطلب نکلے کا باتین تو کیجیے مجھکو
یہ خوف ہو کہ ایسا نہو آج تو آپ کی غرض ہو آپ کہتے ہین نوکر رکھونگا اور کل آپ
چھڑا دین تو مین کدھر کا رہا بھائیون سے چھوٹا باپ سے چھوٹا جنکی گود مین پرورش
پائی انسے چھوٹا جو لفظ مین نے زبان سے نکالا کبھی کسی عیار نے یہ کلمہ نہین کہا کہ
ہماری بردہ فروشی مین بسر ہوتی ہو جب قبلہ و کعبہ سنین گے کہ چالاک نے ایسی
بات کہی سامنے افسر کے وہ زمرے سے عیارون کے نکالدینگے قبقاب فیلسوار
نے کہا بھائی مین دل و جان سے کہتا ہون کہ وہ مرتبہ تیرا کرون کہ سب عیار رشک
کرین چالاک نے کہا مین بھی سب کام کا ہون خدمتگار مصاحب جس شغل مین کہ
آپ جاوینگے جوتا لیے سر پر کھڑا رہونگا قبقاب نے کہا او چالاک اب طول کلام
ہوچکا یہ بتاؤ کہ میری زوجہ کہان ہو ورنہ آتش سحر سے جلادونگا چالاک نے کہا کہ
خفگی نکیجیے پہلے نوکری کو پختہ کیجیے جواب صاف دیجیے تب مین بتاؤن کہ ملکہ عالم
کہان ہین قبقاب نے کہا ارے اتنا تو کہدے کہ اسی مقام پر میری زوجہ ہو چالاک نے

کہاں کہیں ہو مگر آپ کو ملجائیگی اول نوکری کو فرمایئے کہ نوکر رکھیئے گا اُسکی چپقلش کر و پیچھے یہ کہکے اپنے منہ میں تماچے مارنے لگا کہ ہائے مین نے کیا کلمہ کہدیا اب شرمندہ ہونے سے کیا ہوتا ہو بات منہ سے نکلی اور مشہور ہوئی اب یہ راز نہ چھپیگا ہائے سب بھائیون کو خبر ہوگی کہ چالاک ایسا عیار ہو تبلہ و کعبہ کسی کو حکم دینگے کہ چالاک کو قتل کرڈالو مہتر قران ایسا اُنکا شاگرد ہو کہ وہ راہ چلتے ایک لغدہ مار دیگا ہائے کیونکر جان بچیگی اب مین کدھر جاؤن کہان چھپون ہائے یہ مین نے کیا کیا اپنے بھائیونکا راز کھولا قبقاب نے کہا اے مہتر والا گہر بس اب افسوس کر چکے اب بتاؤ کہ زوجہ میری کہان ہو اُسکو میرے سامنے لاؤ کہ میرے دل کو آرام آئے اندر سے دل کانپ رہا ہو اصل مین یہ کیفیت ہو عجیب صورت ہو

نظم

کیا جلد آج تیرِ نظر کام کر گیا — آفت تک نہ کرسکے کہ جگر سے گذر گیا
جوشِ سرشک دیدۂ تر مین کمی کہان — دریا یہ وہ نہین کہ چڑھا اور اُتر گیا
اللہ ری سیاہی شامِ شبِ فراق — بھسا امیدوار اجل صاف ڈر گیا
روزِ جزا بھی پاس رہنا آگیا مجھے — منکر ہوئے وہ قتل سے مین بھی مکر گیا
چلا رہا ہون یادِ دلِ گم شدہ مین مین — او سینے لاڑلے مرے پیارے کدھر گیا
جاگو خفتگان اہل خراب تا کجا — تا جیب طوق دل چاک تہا سے سحر گیا
اللہ رے کرشمۂ تیغ ادائے یار — کوئی ذبیح کوئی طپان کوئی مر گیا
اب دستِ احتیاج اُٹھانے سے عار ہو — برسون گذر چکے کہ دعا سے اثر گیا
تنگی نے اعتقاد دہن دل سے کھو دیا — افراط نازکی سے گمان کمر گیا
سمجھا مذاق خضر ہمارا وہمی نسیم — طرحیکہ راہِ منزلِ ادراک کر گیا

یہ اشعار پڑھکے قبقاب رونے لگا کہا اے چالاک قسم کہاتا ہون سامری و جمشید کی کہ اب کچھ عذر رکھونگا اور تمکو قتل کرڈالونگا چالاک سوچا کہ اب یہان سے نکلنا دشوار ہو قبلہ و کعبہ کو بلواؤن وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت کسی حیلے سے مجھکو بھی نکالینگے کہا اے قبقاب تلوار کو نیام مین کرو میرا خون خشک ہوا جاتا ہو

قبقاب نے کہا بس زیادہ باتین نہ بناؤ ورنہ زوجہ سے ہاتھ اُٹھاؤنگا تمکو قتل کرڈالونگا
چالاک نے کہا صاف صاف تو یہ ہو کہ خواجہ مجھکو ساتھ لیکر آئے تھے زوجہ کو تھمالکا
روانے گئے مجھکو اُسکی صورت پر چھوڑ گئے تھے کہ قبقاب کو گرفتار کرلاتا اگر آپ سے
ہو سکے تو اُنکو بلوا لیجئے پھر آپ کی زوجہ بلجائے ایک تاجر جلیل تومم کا زنگی اُس سے
گفتگو ہوئی تھی شاید اگر رہن بھی رکھا ہوگا تو چھڑا لادینگے قبقاب نے منھ پیٹ لیا
کہا او چالاک یہ تونے غضب کا فقرہ کہا مین عمرو کو ابھی بلواتا ہون اگر اُسکو رہن کیا
ہوگا تو اُسکو اور تمکو دونون کو قتل کرونگا لیکن خواجہ عمرو کہان ہونگے چالاک
نے کہا بارگاہ صاحبقران مین بیٹھے ہونگے قبقاب نے ایک سنہری پتلی جیب سے
نکالی کہا اوہمشبیہ سامری خواجہ عمرو کو توجا کر اُٹھا لا وہ پتلی چلی چالاک بیٹھا ہوا
باتین بنارہا ہو مگر خواجہ عمرو دربارگاہ پر ٹہل رہے ہین شاگردون سے فرمارہے
ہین کہ چالاک غائب ہوا مجھکو ڈر ہو کہ ایسا نہو لشکر قبقاب مین جاے اور وہان
جاکر دست اندازی کرے سُنتا ہون کہ وہ بڑا ساحر زبردست ہو کہ پتلی نے آکر
آسمان سے دیکھا کہ خواجہ عمرو کھڑے ہین تڑپ کر گری اور خواجہ کو اُٹھا لیا اور
نعرہ کیا کہ منم فرستادہ قبقاب فیلسوار دربارگاہ پر یہ شور ہوا کہ اُستاد کو ایک پتلی لیے
جاتی ہو صاحبقران یہ سُنکر باہر نکل آئے سکان بھی ساتھ ہو سر اُٹھا کر دیکھا کہ
ایک سنہری پتلی خواجہ کو لیے جاتی ہو سکان نے پیچھا کیا مگر پتلی تیز رو سامنے سے
نکل گئی مگر سکان تعاقب کرتا ہوا جاتا ہو تفتاسے کار ایک صحرا مین پہونچا دیکھا کہ
ایک قصر عالی بنا ہو اُس مین آئینے لگے ہین نہایت آراستہ و پیراستہ اُس مین ایک
نازنین حسین موسوم بہ زعفران پوش بیٹھی ہوئی ہو سکان نے جو اُس نازنین کو
دیکھا اور سراپا پر نگاہ پڑی سکتہ سا ہوگیا چاہتا تھا کہ اِس قصر مین جاؤن لیکن
بسبب آئینہ بندی کے نہ جاسکا اُسکے حُسن کو باہر سے دیکھ رہا ہو کہ سراپا خوب
محبوب مرغوب ہو بقول شاعر

نظم

بکھرے بال اُس پری کے کیا کہیے	وہم سے کہیے کہ دل بلا سہیے

دیکھکر جسکو غش ہوا ہو چین
شوق مین اُسکے مضطرب ہیچان
عرق افشان ہو گیسوئے پُرخم
زلف ہو یا کہ ہو شب دیجور
کھولی جب اُس پری نے زلف دوتا
زلف کا کھولنا بہانا تھا
دیکھ پائے جو اُسکے ماتھے کو
عارضِ دل سے رکھتی ہو وہ حور
جسکو خالق نے حُسن بخشا ہو
خود نمائی سے ہو جبین کو کام
کیا کرون وصف ابروئے پُرخم
جنبش اُسکی ہو تیغ کا چلنا
ہج سے تھا نہ یہ ہلال جدا
ہو یہ شیشۂ شراب آب بقا
سو تو ان ناک یا الف کہیے
گفتگو ہو یہ اُسکے عاشق کی
واہ کیا کہیے گورے گورے گال
ایسا عارض جو اپنے ہاتھ آئے
کیا کہون اُس دہن کو مین بیدل
ہو دہن غنچہ بے سخن ور ہے ہو
اُن لبون کا مسیح دیوانہ
ہونے عاشق مزاج گر معشوق
واقف بھی ایسے خوبصورت ہین

لا کے تا رنظر سے مشکین
طرۂ تار سنبل و ریحان
پردۂ شب مین جسطرح شبنم
مانگ ہو اُس مین یا کہ ہو رہ نور
شعرِ مشاطہ نے یہ ورد کیا
مدعا جسسے منھ چھپانا تھا
عید کا چاند اُسپہ قربان ہو
تا نہ ہو درد سر کسی کا دور
اُسکو پروائے خال و خط کیا ہو
جبین دکھلائے لوح زیب کا دام
ہو بجلی زہر کی یہ تیغ دودم
اُس سے بہتر ہو سر جھکا چلنا
سحر نور نے دو نیم کیا
بایش مینی ہو خضر کو اس جا
ایسی بینی کو دیکھتے رہیے
نہ لگی آنکھ جب سے آنکھ لگی
قابل بوسہ ہے کہان یہ مجال
عارضِ دل کا دور ہو جائے
ہو دہن چوم لینے کے قابل
تنگ مانند تنگ شکر ہو
اُن لبون سے فسون ہو افسانہ
جان دے اُسپہ کیون نہ ہر خلق
کر نظیر اُنکی دے سکا نہ ہین

طرفہ شمرن ہر کوئی کیا جانے ۔ انکے اختر تراش ہین دانے
شفقت آمیز ہر کسی سے کلام ۔ تا نہ آزردہ ہو کوئی ناکام
جس پری کی زبان ایسی ہو ۔ دیکھیے آن بان کیسی ہو

سکان جادوگر دقصر پھر رہا ہو جا بتا ہو اندر جاؤن راستہ نہین ملتا قریب آئینے کے آکر سکان نے ایک دو پتھر مارا آئینہ ٹوٹا سکان ٹکر مار کر اندر گھسا جیسے ہی قصر مین آیا چرخ کھا کر گرا بیہوش ہو گیا اُس نازنین نے آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہو چند کنیزین آئین توم کی حبشنین انھون نے آکر سکان کو گرفتار کیا زبان مین سوزن دیکر ایک قفس آہنی مین بند کیا چھت مین پنجرا لٹکا دیا مگر دو پتلی خواجہ کو لیے ہوے بارگاہ قبقاب مین پہونچی کہا اے شہنشاہ یہ حاضر ہو پتلی کو اُٹھا کے قبقاب نے جھولی مین رکھا عمرو کو ہوشیار کیا خواجہ عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ میان چالاک بیٹھے باتین کر رہے ہین اور ایک ساحر زبردست سامنے بیٹھا ہی چالاک پر غصہ کر رہا ہو خواجہ حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہو چالاک نے جھک کے سلام کیا کہا قبلہ وکعبہ انکی زوجہ کو حوالے کر دیجیے عمرو نے حیران ہو کر کہا کیسی زوجہ اور کیا بیہودہ بکتا ہو چالاک نے کہا اب کچھ نہ فرمایئے معشوقہ انکی دیدیجیے اور ہمین نے اب آپ کا ساتھ چھوڑا شہنشاہ کا نوکر ہو گیا خواجہ نے ایک تھپڑ چالاک کو مارا چالاک نے کہا بس کنارے بیٹھیے اب نہ ہاتھ اُٹھایئے ورنہ مین بھی ہاتھ اُٹھاؤنگا تو آپ کو مشکل پڑیگی مین نے سب حال شہنشاہ سے کہدیا ایسے مالک کہان ملتے ہین بردہ فروشی بیسے چھوٹی خواجہ نے کہا ابے بردہ فروشی کیسی چالاک نے کہا جو ہمارا پیشہ تھا وہ جبنے ترک کیا اب نوکری کر کے بیٹھین گے سامری وجمشید کو یاد کرینگے پھر چالاک نے کہا بس اب زیادہ باتین نہ بنایئے مطلب پر آیئے خواجہ نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہو میرا دل خود پریشان ہو اور تجھے بردہ فروشی کا کیا نام لیا یہ شیوہ تو ہمارا نہین ہو چالاک نے کہا اب نہ مکریے صاف صاف کہیے باپ بیٹون مین خوب گتھم گتھا ہوئی قبقاب نے کہا

اب آپس مین لڑ چکے خواجہ میرے مطلب کی کہو کہ میری زوجہ کو کیا کیا چالاک نے
اشارہ کیا کہ قبول لیا اور مجھکو یہان سے نکال لیے میرا پیچھا نہین چھوڑتا خواجہ نے کہا اے
قبقاب زوجہ تمھاری رہن ہو گئی ہزار روپیہ صرف کرنا پڑیگا قبقاب نے کہا او شہنشاہ
اوج عیاری اگر اُس مردنے ہاتھ نہ لگایا ہوگا تو جو کہو گے وہ دونگا اگر اُسکی عصمت
مین کچھ فرق آیا ہوگا تو تم دونون کو مار ڈالونگا خواجہ نے کہا ایسی جلادی نہ فرمایئے
آپ کے غصے سے ہمارا دل کانپتا ہے خون گھٹا جاتا ہے روپیہ لیکر چلیے جنگل مین رکھیے
ایک درخت کے نیچے ہم آپ کی زوجہ کو رکھدینگے ہم روپیہ اُٹھالین اور آپ زوجہ
لین قبقاب نے کہا مجھے یہ منظور ہے مگر ایسا نہ ہو کہ آپ میری زوجہ کو نہ دین اور روپیہ
مفت لے لین عمرو نے کہا آپ تشریف تو لے چلین جب زوجہ کو اپنی دیکھ لیجیے گا
تب روپیہ اُٹھانے دیجیے گا چالاک نے کہا دیکھیے قبلہ و کعبہ سمجھ کے فرمایئے گا
ایسا نہ ہو میرے آپ کے فساد ہو عمرو نے کہا او نالایق چپ رہ کیون بولے جاتا
ہے شرم نہین آتی کہ تم شہنشاہ کے نوکر ہو اور اُنکی زوجہ نہ دی جاے اور اے
شہنشاہ ساحران آپ کوئی خطرہ اپنے دل مین نہ لایے اُسکی عصمت بچی ہوئی ہے
جس شخص کے پاس ہمنے رہن رکھا ہے اُس سے اقرار نامہ لکھا لیا ہے کہ خبردار اسکو
ہاتھ نہ لگانا یہ قبقاب فیلسوار جو کہ شہنشاہ ساحران ہین اُنکی زوجہ ہے تمکو سود
ملیگا اور یہ ہمارا ہمیشہ سے قاعدہ ہے کہ جسکو رہن کرتے ہین اُس مرتہن سے اقرار
کر لیتے ہین کہ خبردار یہ صرف مین نہ آنے پاے ورنہ سوگنی رقم دینا ہوگی لیکن جسکو
فروخت کر ڈالتے ہین تو اُس حالت مین مشتری کو اختیار ہے چاہے صرف مین لاے
اور چاہے نہ لاے اختیار باقی ہے اور یہ مشتری ہو گیا ہے اسکو بکنے دیجیے جو مین
عرض کرتا ہون اُسے قبول فرمایئے آپ کی زوجہ عصمت برقرار ملیگی اُسکا شیشۂ
ننگ و ناموس کیا مجال ہے کہ ٹوٹے اگر اسکے خلاف ہو تو مین نے اپنا خون سرکار
کو بخش دیا قبقاب نے جو یہ تقریر خواجہ کی سُنی خوش ہو گیا کہا مین روپیہ لیکے
تمھارے ساتھ چلتا ہون مگر خواجہ اشارے سے پوچھ رہے ہین کہ یہ تو بتا کہ زوجہ

اسکی کہان ہو چالاک نے کہا راہ مین بتا دونگا قبقاب کئی لاکھ روپیہ نقد و جواہرات
بیش قیمت لیکر اٹھا خواجہ ساتھ ہوے چالاک بھی ساتھ ہو راہ مین آکر چالاک نے
اشارہ کیا کہ زوجہ اسکی اس خیمے مین ہو خواجہ چلتے چلتے گر پڑے ہاے ورد ہاے
درد کرنے لگے قبقاب نے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہو خواجہ نے کہا یہ جو خیمہ
سامنے استادہ ہو مین تھوڑی دیر کو اس خیمے مین جاؤن اور پھر نکل آؤن ذرا
چیٹ باندھ لون تو درد جاتا رہے اسوجہ سے کہ مجھے آنت اترآنے کا مرض ہو
قبقاب نے کہا کیا مضائقہ ہو چالاک نے اشارے سے بتا دیا کہ خیمے کے ایک
گوشے مین چٹائی مین لپٹی ہوئی گٹھڑی ہو خواجہ نے اندر جا کر سیمتن کو چٹائی سے
نکال کر نذر زنبیل کیا اور ہنستے ہوے باہر نکل آئے قبقاب کے ہمراہ ہوے
چالاک نے اشارے سے پوچھا کہ مطلب ہو گیا خواجہ نے کہا اب صحت کامل
ہو اتنی دیر مین درد جاتا رہا اب مین نے خوب کسکر باندھ لیا قبقاب کے ہمراہ
چلے کنیزان سیمتن روتی ہوئی ہمراہ ہین کہ ہماری بی بی دیکھیے کیونکر ملین اور خواجہ
نے جسوقت سیمتن کو داخل زنبیل کیا تھا تو پکار کر کہدیا تھا کہ خبردار اسکو تکلیف
نہ پہونچے راحت سے رہے نگہبانون نے جواب دیا ایسا ہی ہوگا خواجہ نے
صحرا مین آکر چالاک سے اشارہ کیا کہ تم تو بھاگو ورنہ کلجا ؤ چالاک نے کہا قبلہ
وکعبہ آپ دشمنون مین رہین اور مین اپنی جان بچاؤن خواجہ نے کہا بس اب
زیادہ خیر اندیشی نہ فرمایئے مین نکل آؤنگا اور مین خوب سمجھتا ہون کہ جسوجہ مین
آپ فرماتے ہین مین اس رقم مین سے ایک خرمہرہ نہ دونگا ساری رقم میری ہو
چالاک سر جھکا کر خاموش ہو رہا اور اپنی جان کو غنیمت جانا اور طرف صحرا کے
بھاگا خواجہ نے ایک پرانا قالین نکالا اسکو بچھا کر تکیہ رکھا زنبیل سے ایک
پتلہ نازنین کا نکالا اسکو لٹا دیا اور پھٹا سا چادرہ اوڑھا دیا اور چہرہ کھلا رکھا
قبقاب نے جو دور سے دیکھا کہ عمرو نے میری زوجہ کو نکالا کہا خواجہ مین آؤن
عمرو نے کہا مین طرف روپیون کے جاؤن قبقاب نے کہا جایئے خواجہ عمرو نے

جھپٹ کر سب دیوون کے توڑے اُٹھائے اور لیکر بھاگے مگر قبقاب دوڑا ہوا آیا
ہاتھ پکڑ کر زوجہ کو بلانے لگا ہاتھ ٹوٹ کر ہاتھ مین آگیا خواصون نے پکار کر کہا
واری غضب ہوا کہ ملکہ ہماری گل گئین ایک خواص نے پیٹ پر ہاتھ رکھا کہ ہاتھ
پیٹ مین اُتر گیا کہا حضور یہ تو مبدوا اور شہاب کی بنی ہوئی تھین کسی نے چوٹی پکڑی
اُکھڑ آئی بعد عرصہ دراز ثابت ہوا کہ یہ پتلا بنا کر ڈال گیا قبقاب نے کہا کہ یہ حرامزادہ
ساحر بان زادہ کہان جائیگا قبقاب جھلاتا ہوا پلٹا کہا اے یارو یہ عیار بڑا دھوکا
دے گئے مگر دیوانہ کرکے مارونگا سارے لشکر کو پامال کر ڈالونگا غرض یہ کہتا ہوا
قبقاب لشکر مین آیا سارے لشکر کو تیار کیا آپ گینڈے پر سوار ہو کر طرف لشکر
اسلام کے چلا مگر خواجہ بھاگے ہوئے جاتے تھے ہوا مین قریب اُس قصر کے
پہونچے باحیرت دیکھا کہ سکان جادو قفس آہنی مین بند لٹکا ہوا ہے بس عمرو کے
ہوش اُڑ گئے کہ یہ یہان کیونکر ہو بجا اب دیکھکر چلے جانا یہان سے مناسب نہین ہے
اسکی فکر رہائی کرنا چاہیے ایک گوئیے کی شکل بنائی ز ہاتھ مین لیکر سامنے قصر کے
بیٹھے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

نہین جبدن سے یار پہلو مین — دل کو ہے اضطرار پہلو مین
نخل امید یہ ثمر لایا — ہے وہ رشک بہار پہلو مین
کسنے پھینکا اِدھر خدنگ نظر — دل ہوا ہے شکار پہلو مین
دل مشبک ہے تیر مژگان سے — زخم ہین بے شمار پہلو مین
نہین ملکر اب پتہ بھی ملے — ڈھونڈھو اے دل ہزار پہلو مین
دل و جان و جگر شب وصلت — ہوے تیر نثار پہلو مین
دل کو وارون مین جان نثار کرون — آؤ گر ایکبار پہلو مین
جام جم دیدۂ جہان بین ہے — دل ہے آئینہ دار پہلو مین
نہ بلبل پہ گل چڑھاؤن نظام — آئے گر گلعذار پہلو مین

اُس نازنین یعنی زعفران پوش کے کان مین جو یہ آواز پہونچی سر نکالکر دیکھا کہ

ایک گویا نحیف وضعیف مگر اتنا کا گورا ایک مشروع کا پاجامہ اور ایک کرتا عمدہ
چکن کا پہنے بیٹھا ہوا بجا رہا ہو اور اشعار عاشقانہ گا رہا ہو زعفران پوش ہقرا
ہوگئی ایک کنیز سے کہا اسکو اٹھا تو لا یہ صحرا مین کیونکر آیا یہ تو صحرا ے آئینہ دار شہو
ہو یہان کوئی آ نہین سکتا کنیز نکلی خواجہ کو اٹھا لیگئی سامنے زعفران پوش کے
لائی کنیزون نے خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ جو ہوشیار ہوے تو دیکھا کہ اُسی قصر
آئینہ مین بیٹھا ہون وہ نازنین مسکرا کر کہنے لگی کہ میان گوئیے اِس صحرا مین کیونکر
آئے عمرو نے کہا حضور آفت زدہ مصیبت کے مارے صحرا صحرا پھرتے ہین تمام
تاجدار مسلمان ہوتے جاتے ہین ہمکو کوئی پیسا نہین دیتا یہان صحرا مین آکر بیٹھے
کہ شاید عنایت جمشید ثانی ہو اور ہمارے ہماری مدد کرین مگر آپ ایسے قدردان اب
کہان ہین ہر ملک مین دیکھتے ہین مسجدین بنی ہین نماز روزے کا سامان ہو رہا ہو
سامری و جمشید کا کوئی نام نہین لیتا جہان دیکھو نام خدا سے نادیدہ لیا جاتا ہو
زعفران پوش نے کہا بڑے میان صاحب اپنا نام تو بتاؤ خواجہ نے کہا مجکو اُستاد
ہر بابی کہتے ہین مگر اِس طلسم مین بھی جابجا جلوہ ہو یہ کون شخص ہو جو قفس مین لٹکا ہو
زعفران پوش نے کہا یہ گنہگار خداوند ہو مجپر عاشق ہوا تھا اُسی جوش مین آیا یہان
آکر گرفتار ہوا اب مجال نہین ہو کہ اِس قصر سے آکر نکلجائے مین نے اِسکو گرفتار کیا ہو
اب سامنے خداوند کے لیجاؤنگی قدرت کو اختیار ہو خواہ قتل کرین خواہ بخشین
عمرو نے پوچھا قدرت کہان رہتے ہین زعفران پوش نے کہا قصر مرواربد نگار
جہان کی حاکم دروانہ گوہر پوش ہو وہان تشریف رکھتے ہین کل جلسہ ہو سب شہزادیان
جمع ہونگی میرا ارادہ ہو کہ مین بھی جاؤن اور اِس گنہگار کو سامنے قدرت کے لیے
جاؤن عمرو نے کہا بلئیان لون مجکو بھی اپنے ساتھ لے چلیے زعفران پوش نے
کہا مین ضرور تجکو اپنے ساتھ لے چلونگی اور تیرا گانا مجکو بہت پسند آیا یقین ہو کہ
قدرت بھی پسند فرمائین اِسکے نام کا تو اشتہار ہو کہ جو سکان کو گرفتار کرکے لاے
منصب اور جاگیر پاے مین حیران تھی کہ کیونکر تکلیف کرونگی جب در بند ہفتم پہچان

تب سکان کو پاؤن لیکن قدرت خداوند جمشید ثانی کہ یہ خود یہان آکر پہونچا اِس
آفت مین گرفتار ہوا عمرو نے کہا یہ گرفتار بڑا مغرور معلوم ہوتا ہو قفس اُتار لیجے
کہ مین اِس سے پوچھون کہ تو کیون مسلمان ہوا زعفران پوش نے اشارہ کیا کہ اسے
قفس سکان کا اُتارو سامنے میان مہربانی کے رکھو یہ بھی دریافت کرین کہ کیون
مسلمان ہوا اگر یہ خواہاں مذہب اسلام کی کیگا جب قفس زمین پر آیا تو عمرو نے قریب آکر
کہا کیون او سکان مذہب مسلمانان مین کیا بہتری دیکھی کہ جاگتی جوت کے خداوند کو
چھوڑا کہ جنھون نے کس پرورش سے تم لوگون کو پیدا کیا اور کیا مرتبہ عنایت ہوا
سکان نے کہا میان گویئے صاحب تم کیا جانو کہ مذہب کیا چیز ہو خدا اسے نادیدہ
خدا برحق ہو اور جمشید ثانی ایک ساحر مکار جعلساز شعبدہ باز ہو کہ جس نے
سب کو ورغلا رکھا ہو مین نے خداے حقیقی کا مذہب اختیار کیا گویئے نے کہا
اہو ملکۂ عالم دیکھیے عقل کی کوتاہی ایک کو مانتے ہین اور ایسے دوسرے کو چھوڑتے ہین
خداوندون سے منہ موڑتے ہین یہ باتین کرتے کرتے عمرو نے پوچھا اے ملکۂ عالم
یہ زبان مین اسکی سوئی کیسی لگی ہوا اگر حکم ہو تو اِسکو نکال لون زعفران پوش نے
کہا میان گویئے صاحب سوئی نہ نکالنا جادوگر کو جب قید کرتے ہین تو زبان مین اسکی
سوئی لگا دیتے ہین عمرو نے باتین کرتے کرتے آنکھ کا اشارہ دکھلا کر کہا کیون میان
سکان سوئی نکال لون سکان نے کہا خواجہ زندگی ہین اِس درد رو کے قہر
سے نکلنا دشوار ہو یا اپنے کہین گے ہر طرف سے روکین گے مین کس کس پہر کر دکھا
نا اگر ہو سکے تو اسکو بیہوش کرو خواجہ یہ سنکے چلے اِشارہ کیا کہ ملکۂ عالم یہ جھگڑے
تو رہین گے جلد اشعار سن لیجے وقت جاتا ہو زعفران پوش نے اِشارہ کیا اچھا
میان مہربانی کچھ گاؤ عمرو نے دو چار ٹھمریان گائین زعفران پوش بہت خوش
ہوئی عمرو نے کہا حضور آج تمھارا وزیر کرا اس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون اگر
شراب پیون تو طبیعت کھلے زعفران پوش نے اِشارہ کیا کہ میز پر گلابی رکھی ہوئی
ہو اٹھا کر پیو کون منع کر سکتا ہو عمرو نے گلابی اٹھا لی جام لبریز کیا بیہوشی ملا کر پیالہ

جستجو کرتا ہو پچیس قدم پر جاکر ٹھہرتا ہوا امیر بھی وہین پہونچتے ہین مگر آہو پھر دوڑ جاتا ہو
دیر تک صاحبقران اُس آہو کے پیچھے سرگردان رہے آخر نظرون سے غائب ہوگیا
ایک طرف روشنی معلوم ہوئی صاحبقران طرف روشنی کے چلے قریب آکر دیکھا کہ
ایک قصر آئینہ بنا ہوا ہو سامنے مین اُس قصر کے عمرو و سکان زیر تیغ بیٹھے ہین اور
ایک جادوگرنی زعفران پوش تخت پر سوار اشارے کرتی ہو کہ انکو جلد قتل کرو
حبشن تلوار لیکر چلی کہ قتل کرون عمرو نے طرف آسمان کے دیکھا پکارا کہا ہو کہ
و حاکم کیا میری موت آگئی کبھی زعفران پوش سے اشارے کرتا ہو کہ ملکہ عالم اِس
سکان کو قتل کیجیے مین تو آپ لوگون کا کملہ ہون امیر نے وہین سے نعرہ کیا کہ او
حبشن خبردار ہاتھ نہ بڑھانا یہ کہکے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری حبشن پر تیر مارا کہ
حبشن کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا جب حبشن گری تو زعفران پوش نے
کہا لو حمزہ آپہونچا چہار طرف سے گھیر کر مارو سب کنیزین و آئینہ دار و زعفران پوش
بھی ملکر سحر کرنے لگین صاحبقران کا اشتر گر گیا عمرو نے پکار کر کہا کہ او آقا بے نام و نشان
و ای سودائے قدر شناس اسم اعظم کو نہ فراموش فرمایئے صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھا جیسے ہی اسم اعظم ورد زبان کیا مرکب بڑھا امیر نے نعرہ کیا نعرہ صاحبقران

امیر عرب حمزہ شیردل — گذشتہ ز سہراب و رستم بحل
امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بُن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد

جو کنیز کہ سامنے آئی وہ علت شمشیر آبدار ہوئی لاشے کنیزون کے زمین پر گرے اور
آئینہ دار کہنے لگی کہ مین حمزہ کو گرفتار کیے لیتی ہون ایک چھوٹا سا آئینہ ہاتھ
مین تھا اُسکو چمکانے لگی صاحبقران ہر مرتبہ رک جاتے ہین مگر جب اسم اعظم پڑھتے ہین
تو مرکب بڑھتا ہو آئینہ دار سحر کرتی ہوئی سامنے پہونچی چاہا کہ نار دن اسکی پر تحوین
آئینہ ہو امیر نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا ایک تراقہ ہوا آئینہ ٹوٹا اس سے ایک برق چمکی

آئینہ دار کے دو ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ چلی تمام صحرا پر غبار ہو گیا امیر اُس اندھیرے
مین قریب عمرو کے پہونچے اول آتے ہی سوزن زبان سے سکان کی نکالی خواجہ
گرفتار سحر تھے اُنپر اسم اعظم دم کیا عمرو نے رہائی پائی اُٹھتے اُٹھتے عمرو نے ایک حقۂ
آتشبازی مار دیا مگر سکان نے چند سنگریزے اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے کہ زعفران
پر پتھر برسنے لگے زعفران پوش نے ایک سپر فولادی بنا کر سر پہ پناہ کی جو پتھر گرتا ہو
سپر سینہ سپر کرتی ہو دیر تک پتھر برسے مگر زعفران پوش کا کچھ نقصان نہ ہوا پکار کر کہا
او سکان ابھی چند سے سحر سیکھ مین ایسے سحر کو کب مانتی ہون مگر دیکھتی ہو کہ کیونکر قتل
ہوئین آئینہ دار اپنے سحر مین آپ جل رہ قصر آئینہ بھی گرا زعفران پوش نے چاہا کہ
نکلجاؤن کچھ پڑھکر شانون پر پھونکا کہ دو پر پیدا ہوے جب پر ظاہر ہوے تو اسنے
بازوون کو پکڑ دیا تخت سے اُڑی عمرو نے کہا آقاے نامدار یہ جانے نہ پاے
اگر نکلجائیگی تو آفتین برپا کریگی یہ اُن سب کی افسر ہو امیر نے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری تیر بھر کمان مین پیوست کیا اسم اعظم پڑھکر زعفران پوش پر مارا لیکن
زعفران پوش نے ہرچند اپنے کو بچایا مگر تیر آکر سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا
مارے جاتا زعفران پوش کا کہ دیر تک ہنگامہ رہا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی
مرا نام تھا زعفران پوش مالک قصر آئینہ بود بعد مارے جانے زعفران کے دیر تک
صحرا مین اندھیرا رہا جب صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا تب اندھیرا دفع ہوا سکان
و عمرو کو ساتھ لیکر صاحبقران لشکر مین آے مگر جمشید ثانی ظالم و جفا کا بانی تخت پر
بیٹھا ہو تقدیر پہ بگھار رہا ہو حکم دیا کہ ملکہ یاسمن کو لاؤ یاسمن کو سامنے بلوایا اور
پکار کر کہا او جان جہان راتین کیونکر تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین آپ دوانہ ترک ہو گیا
انتظام دنیا مین خلل پڑتا ہو نہین معلوم کتنے پیدا ہوے اور کتنے مرے یاسمن تو
خاموش کھڑی ہو لیکن جمشید ثانی نے قصد کیا کہ اُٹھکر گلے لگا لون یاسمن نے دعا کی
کہ اے پروردگار او مالک لیل و نہار اِس ظالم کی بدصحبت سے بچا لے ایسا نہ ہو
بیجا ہاتھ لگاے کہ ایک کرشمہ کا ہوا کہ سنگر قصر گرا جمشید ثانی نے کہا آج کوئی رکن

طلسم گیر لیکن حال نہ کھلا کہ کون مارا گیا کہ سامنے سے دیکھا چند طائر اڑتے ہوئے آئے
جو سب کے آگے تھا اُسنے پکار کر آواز دی یا خداوند غضب ہوا کہ قصر آئینہ گر گیا آئینہ دار و
مالک قصر آئینہ زعفران پوش ماری گئیں یہ سنکر جمشید نے زانو پہ ہاتھ مارا کہا یارو
سامنے سے اس ظالم کو ہٹاؤ اسی کے قدم کی نحوست سے یہ خبر وحشت اثر سنی ہو کہ
قدرت کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا وہ جادوگرنی مری ہو کہ جسکا مثل و نظیر نہ تھا او
برق بار تم اسی صحرا میں جاؤ جاکر حفاظت کرو ایک جادوگرنی بھاری لشکر لئے
ہوئے اپنے مقام سے اٹھی اور بجاے انتظام روانہ ہوئی برق بار نے جاکر
سب کے لاشے اٹھوائے قصر آئینہ بنایا برائے حفاظت بیٹھی اگر کوئی طائر بھی اڑ کر
آتا ہو تو اُسپہ بھی دھوکا ہوتا ہو سحر کرکے اُسکو جلا دیتی ہو اگر کوئی ہرن نکلا تو اسکو
بھی سحر کا شکار کیا جنگل میں کسی کو ٹھہرنے نہیں دیتی بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہو لیکن
خواجہ عمرو کو افسوس ہو کہ بڑے تاسف کی بات ہو کہ وہ قصر گیا اور اُسکی تلاش
نہ لی شاید کچھ مال نکلتا پھر سوچتے ہیں کہ اب پھر جلد چلکر دیکھو کہ کیا رنگ ہو خواجہ
تو اس فکر میں ہیں مگر مالک دربند ہفتم قیلاب عقاب سوار بارگاہ میں اپنی
بیٹھا تھا کہ خبر سنی کہ قبقاب فیل سوار آتا ہو کہا آنے دو اُسکا نامہ بھی آچکا ہو یہ
میرا چھوٹا بھائی ہو مصلاح کر رہا ہو کہ دیکھیے قبقاب آکر کیا کرتا ہو مگر قبقاب اپنی
زوجہ کے غم میں پریشان و مضطر بیقرار و خشمناک رہا دور سے جو لشکر اسلام کو دیکھا
جل گیا وہیں سے نعرہ کیا کہ باشندہ او مسلمانان مجھکو بتلاؤ کہ سارہ بانو زادہ کہاں ہو
قیامت برپا کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے قبقاب نے گولہ مارا کہ لشکر
اسلام پر تیر برسنے لگے اہل اسلام پامال ہوئے جاتے ہیں مگر اخفش نے جو
سنا کہ لشکر اسلام پر آفت برپا ہو خیمے سے نکلا دیکھا کہ ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہو ہزارہا
ساحر گرا ہو اہل اسلام کو قتل کر رہا ہو اخفش نے آتے ہی سحر کیا کہ تیر برسنا موقوف
ہوئے صاحبقران زمان و تماشا تماشا سنکر بارگاہ سے نکلے اسم اعظم پڑھنے لگے
اسم اعظم جو پڑھکر دم کیا جو لوگ بیہوش پڑے تھے وہ سب ہوشیار ہوئے مگر

قیلاب نے جو خبر سُنی کہ قبقاب آتے ہی لڑائی مین مصروف ہو گیا اپنے مقام سے
اُٹھا باہر نکلا نکلکر دیکھا کہ ابر آسمان پر چھایا ہو مگر بارش نہین پکارکر آواز دی کہ ای
ہر اور ہجان برابر قبقاب یہ کیسا ابر بنا ہو کہ جس سے بارش آب بھی نہین یہ سحر کیون
کیا قبقاب نے پکار کر کہا ای شہنشاہ ساحران مجھکو عمرو نے لوٹ لیا میری زوجہ کو
لیکر بھاگا ہو کیا مین دم دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ سُنکر قیلاب نے گولہ اُٹھاکر
طرف ابر کے پھینکا مراد یہ تھی کہ آگ برساؤن سب کو جلادون مگر ایک ساحر کہ جو
اُس ابر مین چھپا تھا گولہ آکر اُسکے سامنے پھٹا اُسنے پکار کر کہا یہ کون بے ادب ہو کہ
ہمکو ستاتا ہو سب کو قتل کرونگا ہمارے آقا نے سحر کیا ہو جو ستا سب جائین گے وہ
کرینگے اور کوئی اس مین دخل نہ دے قیلاب مالک ورہند نے پکار کر آواز دی کہ
اگر کوئی دخل نہ دے تو تو کیون مانع ہو اُس ساحر نے آسمان پر اشارہ کیا ایک لکڑا ابر
کا ٹوٹ کر قیلاب پر گرا قیلاب کا سر زخمی ہوا اب تو قیلاب بگڑ گیا ایک دو ہتڑ زمین
پر مارا اور خون سر کا لیکر پھینک مارا وہ خون کے قطرے جو ابر پر پڑے ابر لخت لخت
ہو گیا سحاب ابر بارہ ظاہر ہوا قیلاب نے اُس ساحر کو کھینچا جب وہ قریب آیا تو
کلائی پکڑی کہا کیون بھیا تو نے مجھکو زخمی کیا تیرا جو افسر اعلیٰ ہو وہ میرا چھوٹا بھائی
ہو تو مجھسے دعوی برابری رکھتا ہو سحاب ابر بار نے جواب دیا قیلاب نے جھلاکر
تمانچہ مارا کہ سر سحاب کا اُڑ گیا مرتے ہی سحاب کے لشکر قبقاب مین ہنگامہ ہوا
کئی سو ساحر دیوانے ہو گئے پہاڑون سے سر ٹکراتے تھے اور یہ اشعار عاشقانہ
بجوش وخروش زبانون پر جاری تھے نظم

تھا سنا ہو نے نہ پاے اے خدا برسات کا — بے صنم بھاتا ہو کسکو دیکھنا برسات کا
فصل کو وہ ہو مگر رونا ہمارا کم نہین — رہتا ہو بارہ مہینے سامنا برسات کا
جوش گریہ تا فلک پہونچا ہجوم رنج سے — اشک تر ایسے بڑھے رتبہ گھٹا برسات کا
بے صنم بھاتی ہو کب اے دل یہ فصل برشکال — قہر ہو آفت ہو ہمکو دیکھنا برسات کا
کسکا دل ایسا دکھایا ہو کسی بیدرد نے — ہو جو اشک تر سے عالم جابجا برسات کا

اِسقدر آنسو بہائے ہجنے جل تھل بھر گئے
چشم گریان کو اجازت دے کہ پھر یار مین
غرق ہین بحر ندامت مین سراپا آب ہم
ہو گیا لبریز صحرا گر گئے لاکھون سے گھر
پھر رہی چہلین وہی اٹھکھیلیان ہون یار
کم ہوا رونا تو ٹھنڈی سانسین بھرتا ہون نیم

لوگ کہتے ہین مہینہ تو نہ تھا برسات کا
دیکھ لین گے ایک دن ہم جو صلا برسات کا
ابر تر سے کیسے ہو وقد غا برسات کا
زور اُنکی تو نہایت بڑھ گیا برسات کا
جلد آجائے مہینہ اے خدا برسات کا
فصل سردی کی ہوئی موسم گیا برسات کا

قبقاب گینڈا بڑھا کر قریب قیلاب کے گیا اور کہا اے برادر یہ کیا حرکت کی کہ اُس ساحر کو مار ڈالا کہ جسکی ذات پر انتظام لشکر تھا قیلاب نے کہا اے برادر تمھارا مدعا کیا ہے قبقاب نے کہا میری زوجہ کو عمرو لے آیا ہے مین چاہتا ہون عمرو کو گرفتار کرون قبقاب نے کہا اگر سارا لشکر تباہ کر دوگے تو یہ لوگ بخوشی عمرو کو نہ دینگے تم پلٹ چلو مین وعدہ کرتا ہون کہ عمرو کو گرفتار کر دونگا غور سے دیکھو جسطرف امیر لڑ رہے ہین اُسطرف سحر نہین جاتا پھر ہم کیا کرین تدبیر کرکے لڑین گے کہ شاید ہم غالب آوین صاحبقران رستے ہوئے قریب قیلاب پہونچے تھے کہ طبل امان پر چوب پڑی دونون لشکر علٰحدہ ہوئے قبقاب کو ساتھ لیکر قیلاب پلٹا بارگاہ مین لاکر بٹھایا مگر قبقاب کے حواس درست نہین ہین زوجہ کی یاد مین بیقرار ہے قیلاب نے کہا مین جاتا ہون اور عمرو کو لاتا ہون اگر اُسنے تمھاری زوجہ کو دیا تو زندہ چھوڑ دونگا ورنہ اُسکو قتل کرونگا قبقاب کہتا ہے اے برادر عمرو کے ساتھ سختی نہ کرنا منت و خوشامد سے میری زوجہ کو لے لینا طاؤس تیز رو عیار قیلاب بیٹھا ہوا تھا اُسنے کہا آقا سے نامدار آپ تکلیف نہ کرین مین جا کر عمرو کو لاتا ہون یہ کہکے طاؤس تیز رو اُٹھا تلاش مین خواجہ کی نکلا مگر شاگردون نے خواجہ کو خبر پہونچائی کہ آپ کی تلاش مین طاؤس عیار آتا ہے خواجہ عمرو بھی بارگاہ سے نکلے ایک صحرا مین آکر ٹھہرے کہ ایک آواز آئی دیکھا کہ طاؤس تیز رو اُڑا ہوا آتا ہے عمرو نے حلقہ ہائے کمند خس پوش کر دیئے اور شاہراہ پر آکر بیٹھے جیسے ہی طاؤس اُدھر سے نکلا

عمرو نے شیر کی آواز دی طاؤس رُکا عمرو نے جھٹکا مارا کہ طاؤس گرا عمرو نے حباب
مار کر بیہوش کیا بیٹھکر طاؤس کو اپنی شکل بنایا آپ طاؤس کی شکل بنے طرف لشکر قبقاب
کے چلے قبقاب فیلسوار کہ انتظار مین تھا دیکھا طاؤس آتا ہو بیقرار ہو کر دوڑا
کہا او طاؤس کسے لایا کہا اُسی دشمن کو کہ جسکا وعدہ کر گیا تھا جنگل مین خوب تلوار
چلی مگر میرے ہاتھ سے کیا بچ سکتا تھا آخر مین نے گرفتار کر لیا ایک مقدمہ مین نے
اور دیکھا اُسکو بیان کرتے ڈرتا ہون کہ جنگل مین ایک جھاڑی تھی وہان اِسنے
کچھ چھپایا ہو مین اِسکی گرفتاری کی خوشی مین تھا خیال نہین کیا مگر اتنا معلوم ہو گیا ہو
کہ کسی عورت کو اِسنے چھپایا ہو قبقاب نے کہا ارے یہ بردہ فروش ہو کسی کی بہو یا
بیٹی کو پکڑ لایا ہوگا مگر خداوند ایسا کرین کہ میری زوجہ کو چھپایا ہو اے طاؤس تجھے
دولت دنیا سے نہال کر دونگا تیرا وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے طاؤس
نے کہا مین جان و مال سے موجود ہون جو مجھے ہو سکے وہ پیروی کرونگا یہ کہکر لشکر
ڈالدیا اور آپ طرف جنگل کے بھاگا جنگل مین آ کر سیمتن کو زنبیل سے نکالا زیور
سب اُتار لیا فقط ایک ساری باندھ دی پشتارہ لگا کر دوڑا ہوا آیا کہا او شہنشاہ
عورت ہو مگر پہچانیے کہ یہ کون عورت ہو قبقاب نے جو اپنی زوجہ کو دیکھا کہا او
طاؤس بڑا کام کیا بڑی خداوند نے خیر کی کہ جنگل مین کوئی شیر بھیڑیا آتا تو اِسکو
کھا جاتا مگر تو نے بڑا احسان کیا کہ ملکہ کو لایا جو تو مانگ وہ دون عمرو نے کہا مین
اِسکا مشتاق ہون کہ خوشی کیجیے اور شراب پلایئے اور پھر مین اپنے ہاتھ سے سبکو
شراب پلاؤن اور اُس ساربان زادے کو جلاؤن قبقاب عمرو کو اپنے ہمراہ
لیکر بارگاہ مین آیا طاؤس نقلی نے کہا کلید میخانہ مجھکو دیجیے قبقاب نے بخوشی
کلید دیدی خواجہ میخانے مین آئے سب شراب کو خراب کیا خوب دل بھر کے
بیہوشی ملائی بیہوشی ملا کر چند گلابیان آراستہ کین مے ارغوانی سے معمور کر کے
سامنے قبقاب کے لائے قبقاب نے اِتنے عرصے مین زوجہ کو اپنی نہایت
عمدہ کپڑے پہنائے مگر دیکھا کہ زیور نہین ہو جی مین کہتا ہو کہ ہائے زیور گیا یہ تو ملی

زوجہ کو اپنی پہنا اُٹھا کر مسند پر بٹھایا اور ہوشیار کیا پوچھا صاحب تمکو عمرو کہان لیگیا
تھا اِتنے دنون کہان رہین سیمتن نے کہا صاحب کیا بیان کرون ایک مکان عالی
بنا ہوا تھا اُسمین ہزارہا کنیزین تھین مجھکو دیکھکر دوڑین مین ڈری کہ دیکھیے اب یہ کیا کرین
ایک شاہزادی حسین کوڑا ہاتھ مین لیکر آئی کنیزون کو آکر مارا اور کہا ارے حکم ہو
اِس شغل کو آرام سے رکھنا تب کنیزین ہٹین اُس شاہزادی نے بہ محبت مجھے ایک
تھر مین لیجا کر بٹھایا تسکین دیتی تھی اور کہتی تھی کہ تھوڑے دنون مین تمھاری مدد
ہوگی کوئی تو دعا ہو کہ ہمکو حکم ہوا کہ اِسکو صدمہ نہ پہونچانا اِس حال مین رات دن
بیٹھی رہتی تھی کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا خواجہ عمرو صاحب آپ کو بلاتے ہین
پھر میری آنکھ بند ہوگئی اب مجھکو نہین معلوم کہ مین کیونکر آئی قیقاب کو یہ حال سنکر
تعجب ہوا دل مین سوچا کہ عمرو اپنے قول کا سچا تھا جو کہتا تھا وہی نکلا اب خواجہ
نے گھنگرو پاؤن مین باندھے بشکل طاؤس گت ناچنے لگے قیقاب وسیمتن خوب
تعریفین کر رہے ہین کہ او طاؤس کیا کہنا ہر پیٹے پر انعام دیتے ہین آرزو یہ ہے اسقدر
طاؤس کو دین کہ یہ بے نیاز ہو جاے اور کہتے ہین کہ او طاؤس ہم تجھکو قیلاب
مانگ لین گے ہمارے ہی ملک مین رہنا طاؤس نقلی نے سر جھکا کر جام سامنے
قیقاب کے کیا قیقاب نے بخوشی پی لیا دوسرا جام سیمتن کو دیا اسی طرح بارہا
تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی چونکہ سب نے بیہوشی پی آپس مین
دست درازی ہونے لگی کسی نے پکار کر کہا کمیدان صاحب آپ کی مونچھ پر کوا بیٹھا
ہو کمیدان نے جواب دیا کیا اِس جانور نے اُڑا مقرر کیا ہو رسالدار نے کہا چپکے
بیٹھے رہو مین پکڑے لیتا ہون یہ کہکے ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑ کر جھٹکا مارا کمیدان
نے کہا بھائی یہ کیا ہوا کہا بھائی کوا اُڑ گیا یہ پنجہ اُسکی ہاتھ مین رہگئی دونون آپس
مین لپٹ گئے کشتی ہوئی ایک نے ایک کو دے مارا دونون بیہوش ہوجے
اسیطرح سب گر گر کر بیہوش ہونے لگے کل محفل مین ہنگامہ ہوا جب دربار مین غل
ہوا قیقاب نے کہا یارو میرے دربار کو بازار مقرر کیا یہ زمین و شور ہنگامے ہوسے

اُٹھے کر سب کو نکالدیں بارگاہ تو پاک ہو دونوں لڑکھڑا کر گرے عمرو نے دونونکو
نذر زنبیل کیا اور ہنسکر کہا کہ خالی مادہ سے کیا کام نکلتا اب نر و مادہ ایک مقام پر
ہوے بچے بھی ہونگے غرض بارگاہ کو خوب لوٹا تنکا تک نہ چھوڑا کئی ہزار جوان پہلوان
جو بھا دیئے کہ منھ اُنکے کالے کیے اور ہاتھوں میں جوتیاں باندھدیں دروازے پر
آکر چوبداروں کے عصے لے لیے مگر یہ خیال رہا کہ عہدے سے نہ بگڑ جائیں لکڑیاں لیکر
اُنکے پہلو میں رکھدیں جنکے پاس سوتے تھے وہ اُٹھا لیے چلے ہوے سوختے اُنکے
پہلو میں رکھدیے کہ عہدے اِنکے قایم رہیں جب اُٹھیں تو اپنے عہدے کو پہلو میں
پائیں مگر طاؤس تیز رو کہ بارگاہ میں بندھا ہوا ہے آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ عمرو
نے بارگاہ کو خوب آراستہ کیا منھ سے نہیں بولتا کہ ایسا نہو عمرو ایک نیمچہ مجھکو
بھی مار دے اسی سوچ میں ہے کہ جو چاہے کرے مگر مجھکو زندہ چھوڑ دے عمرو جب
نکلکر روانہ ہوگیا قیلاب صبح کو جو اُٹھا اسنے خبر سُنی کہ طاؤس تیز رو میرا عیار عمرو کو
لایا ہے رات سے بارگاہ قبقاب میں جلسہ ہے اور رنگ ناچ ہو رہا ہے خیال گذرا کہ چلکے
بھیروں شہ ہیں حقیقت میں میرے عیار نے کیا کار نمایاں کیا کہ عمرو ایسے شخص کو لایا
میں نے تو طلب نہیں کیا کہ اُس سے حال کھلتا اب سب کچھ دریافت کرونگا جیسے ہی
در بارگاہ پر آیا دیکھا خادم و خدمتگار و چوبدار آپس میں لڑ رہے ہیں ایک کو ایک
کلمو ہا کہتا ہے قیلاب نے جھپٹ کر آواز دی ارے تم سب کلموہے ہو مار کر سب کو
نکالا اندر بارگاہ کے جو آیا دیکھا دریاے خون جاری ہے لاشے تڑپ رہے ہیں
مگر صاحب جلسہ کو وہاں نہ پایا پکار کر کہا ارے کس سے پوچھوں کہ مالک جلسہ
کہاں گئے کہ طاؤس نے آواز دی اے شہنشاہ یہ غلام آپ کا بندھا ہوا ہے پلٹ کر
قیلاب نے دیکھا کہ عمرو عیار بندھا ہوا ہے ایک تمانچہ مارا کہا او حیا یہ کیا ستم کیا
بتلا کہ قبقاب و ہیمتن کہاں ہیں طاؤس نے کہا میں ہوں آپ کا غلام طاؤس تیز رو
مجھکو گرفتار کرکے ساربان زادہ لایا میری شکل پر یہ ہنگامہ کیا اپنی شکل مجھکو بنا گیا
زن و شوہر کو لے گیا پہلو تک ہاتھ سے لے گیا اور ہنسکر کہا کہ خالی مادہ سے کیا کام

نکلنا اب نر و مادہ دونون کو لو بیچے بھی ہو گئے پھر مین نے اُن دونون کو نہ دیکھا کہ وہ دونون کیا ہو گئے اور عمرو نے ساری بارگاہ کو لوٹ لیا نہین معلوم کہ یہ سارا اسباب کیا ہو گیا اور یہان سے وہ خالی ہاتھ گیا ہو اب میرا منھ ہاتھ دھلوائیے تو میرا کہنا ثابت ہو آپ کو ظاہر ہو کہ مین طاؤس ہون قیلاب نے ڈرتے ڈرتے طاؤس کو کھولا طاؤس نے ہاتھ منھ پر پھیرے رنگ و روغن دفع کیا قیلاب نے کہا بڑا غضب ہوا کہ زن و شوہر گرفتار ہو گئے قدرت باز پرس کرینگے او طاؤس جا کر خبر تو لا مگر ذرا ہوشیار رہنا تاکہ ایسا نہ ہو پھر گرفتار ہو جاؤ میری بارگاہ مین آفت کرا تو تمھارے اعتبار پر قبقاب پڑ گیا بادشاہ طلسم پرسش کریگا کہ ایسے سردار جنکا مثل و نظیر اس طلسم مین نہین ہو وہ گرفتار ہوے تو باعث بدنامی ہو طاؤس نے کہا مین جا کر دیکھون کہ اُنپر کیا گذری یقین ہو اول صاحبقران سوال اسلام کرین اگر وہ مان گئے تو شریک ہونگے اگر نہ مانا تو حکم قتل دینگے آپ کو یہ حوصلہ نہین کہ اپنے بھائی کو اٹھا لائیے انکا جو سردار گرفتار ہوتا ہو وہ اسکو رہا کر لیجاتے ہین قیلاب نے کہا مین کیا کرون حمزہ تو مالک اسم اعظم ہو سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا بہادر بے نظیر صاحب جاہ و توقیر مجھکو بڑی مشکل پڑی ہو کہ ایسا نہ ہو قیدیون پر کوئی اُفتاد پڑے طاؤس اسی وقت بانہاے عیاری لگا کر روانہ ہوا اسوقت دربار مین پہونچا دیکھا کہ صاحبقران مقام صدر پر بیٹھے ہین عمرو پہلو مین کرسی پر ہنس ہنسکر باتین کر رہا ہو کہ امیر نے فرمایا خواجہ زن و شوہر کو نکالو انکا دربار سمجھا جائے یا مسلمان ہون یا قتل کیے جاوین عمرو نے دونون کو زنبیل سے نکالا زبانون مین سوزن ہٹا سے زنخ و دمن اب جو آنکھ کھلی دیکھا دربار صاحبقران ہوشکان جادو و اخفش جادو اپنے اپنے مقام پر دونون بیٹھے ہین دونون گھبرا گئے کہ ہم یہان کہان آئے صاحبقران نے پکار کر کہا او قبقاب و سیمتن تمنے قدرت خدا کو دیکھا کہ تم کیونکر گرفتار ہوے اب بہتر یہ ہو کہ جمشید ثانی پر لعنت کرو مذہب مانند حقیقی و مالک تحقیق اختیار کرو دیکھو سکان اور اخفش کی کیا آبرو ہو قبقاب تو بڑا ہی ساحر زبردست ہو سوچا کہ اگر اسوقت کچھ دم مار دونگا

اور انکار کرونگا تو قتل کیا جاؤنگا بہتر یہ ہی کہ ظاہر مین اِنکی اطاعت کرو اور رات کو
عمرو کو گرفتار کرکے لیچلو اگر عمرو کو پاؤن تو اُسکی بوٹیان کاٹون یہ سوچ کے زوجہ کو بھی
اشارہ کیا کہ جو مین کہونگا وہ تم بھی کہنا یہ کہکے صاحبقران کو جواب دیا کہ آپ صاحب
اقبال ہین ہم دونون اطاعت کرتے ہین ہمارے شریک ہونے کا نفع آپ کو معلوم
ہوگا بادشاہ کی رہائی کی تدبیر کرین خواجہ عمرو کو تا بہ بارگاہ جمشید ثانی پہونچائین امیر
نے اُنکو دونون کی زبانون سے سوزن نکالی دونون نے قید کو توڑ ڈالا قدمون پر
صاحبقران کے گرے گرے عرض کرتے تھے کہ ای شہریار فرد سر بکف پیش تو از ظل
اگر آمدہ ایم بسایۂ رحمتی و ما بپناہ آمدہ ایم صاحبقران نے دونون کا سر چھاتی
سے لگا لیا دونون کو کرسیان طلبین حکم ہوا بارگاہ انکی ایستادہ کرو طاؤس نے یہ سب
سیر اپنی آنکھون سے دیکھا کہ قبقاب بیٹھا کہ رہا ہو کہ خواجہ تمکو تا بہ بارگاہ جمشید
پہونچاؤنگا اور خواجہ فرماتے ہین کہ یار دور ہے ابھی تمہاری بات کا اعتبار نہیں تا
تمہارا چہرہ سیاہ ہو صاحبقران خواجہ کو منع کرتے ہین کہ خواجہ ایسے کلمات نہ کہو حکم
خلاف گذرے گا عمرو خاموش ہو رہا مگر طاؤس پلٹا بارگاہ قیلاب مین آیا تمام کیفیت
بیان کی کہ حمزہ نے سوال اسلام کیا وہ دونون مطیع اسلام ہوے قیلاب نے کہا
ای طاؤس ہوسکتا ہی کہ ان دونون کو گرفتار کرلا طاؤس نے کہا غلام ابھی جاتا ہو مگر
دن بھر تدبیر کرونگا رات کو پکڑ لاؤنگا یہ کہکے بانہاسے عیاری جسم پر آراستہ کیے لشکر
صاحبقران مین آیا معلوم ہوا کہ فلان مقام پہ بارگاہ ہی مگر دن بھر قبقاب رنگین
بارگاہ صاحبقران مین رہے شام کو اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آے قبقاب زوجہ سے
کہ رہا ہو کہ صاحب مین تو عمرو کو لونگا اور تم کسی اور کو لینا تم سکان کو لینا اگر یہ دو شخص
بارگاہ قیلاب مین پہونچ گئے تو بارگاہ صاحبقران مین سناٹا ہو جائیگا اس فکر
مین زن و شوہر بیٹھے ہین اور کبھی بیرون بارگاہ آتے ہین دریافت کرتے ہین کہ
خواجہ عمرو کہان ہین ہرکارون سے معلوم ہوا کہ خواجہ بازار بزازان مین انتظام
کر رہے ہین مگر طاؤس جنے دور سے دیکھا کہ خواجہ عمرو تو بازار بزازان مین ہین

اسطرف نہ آئین گے کنارے آکر رنگ ور روغن عیاری کا لگایا عمرو کی شکل بنکر تیار
ہوا دوڑا ہوا بارگاہ قبقاب مین آیا قبقاب نے پوچھا کیون اے خواجہ عمرو اسوقت
کہان آئے عمرو نقل نے کہا تمھاری خبر لینا منظور تھی اور ایک جام شراب بھی پیونگا اسی
وجہ سے چلا آیا قبقاب نے کہا خواجہ گلابی موجود ہے جام نوش فرمایئے طاؤس نے
ایک جام آپ پیا ایک ایک جام زن و شوہر کو پلایا دونون گر کر بیہوش ہوئے اب
طاؤس نے دونون کا پشتارہ باندھا سراچہ چاک کر کے نکلا طرف اپنے لشکر کے رستہ
لیا مگر پلٹ پلٹ کر دیکھ رہا ہو کہ کوئی میری فکر مین نہ آتا ہو رات بھر جنگل مین پھرا کیا
صبح ہوتے لشکر مین آیا قیلاب کہ بارگاہ مین بیٹھا تھا ہرکارون نے خبر دی کہ استاد
پشتارہ بدوش آتے ہین قیلاب نے کہا جلد بلاؤ طاؤس سامنے آیا پشتارہ سامنے
ڈالدیا قیلاب نے حکم دیا کہ دونون کی زبان مین سوزن دو جب سوزن دی گئی
تب طاؤس نے ہوشیار کیا بارگاہ کو حیران دیکھ رہے ہین کہ اے قبقاب
یہان کیونکر آئے قیلاب نے پکار کر آواز دی کیون اے قبقاب کوئی سختی نہین
پڑی اور مطیع اسلام ہو گئے خداوند جمشید ثانی کو برا کہا جب وہ سنین گے تو کیسے
برہم ہونگے فرمائین گے کہ ہم کیا بڑے خداوند تھے ان ساحرون کو کیا کیا مرتبے
دیے جہان تو یہ ذکر ہو رہا ہو مگر صبح کو خواجہ بواسطے مجرے کے صاحبقران کے
پاس آئے ہرکارون نے پرچہ اخبار صاحبقران کے ہاتھ مین دیا صاحبقران نے
ملاحظہ فرمایا اول یہی مضمون لکھا تھا کہ قبقاب اور زوجہ اسکی اپنی بارگاہ سے
غائب ہو گئے صاحبقران نے فرمایا خواجہ شاگرد تمھارے پڑھ دیتے ہین کہ
زن و شوہر غائب ہو گئے عمرو نے کہا مین نے تو عرض کیا تھا کہ دونون ملکا ہین
مگر انکی آنتین انھین کے گلے مین پڑین کہ خود گرفتار ہوے مین جاکر خبر لاتا ہون
یہ کہکے خواجہ روانہ ہوے اسوقت پہونچے کہ قیلاب اور قبقاب سے گفتگو ہو
قبقاب کہتا ہو اے قیلاب تجھے ہمارا اضطراب دل نہ ہونے دیا ہم کرنے چلے تھے
تجھے یہ سنکر قیلاب بہت جھلایا کہا اب جو گرفتار ہوکر آئے تو یہ باتین بناتے ہو

ہین زندہ نہ چھوڑونگا قدرت ہمارا قتل سنکر بہت خوش ہونگے فرمائینگے کہ خوب
کیا ایسے سرکارون کو قتل کر ڈالا انھون نے مابدولت کو برا کہا تھا اسی کی سزا پائی
ہرچند زن وشوہر کہتے ہین مگر قیلاب نہین مانتا حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد اسی دم
حاضر ہوا کہا زن وشوہر کو قتل کر اور سر اونکے کنگرۂ قلعہ پر رکھدے کہ لوگ دیکھین اور
عبرت کرین کہ جو قدرت سے باغی ہوگا اسکا یہ حال ہوگا جلاد جو آیا اسوقت زن وشوہر
گھبرائے پکار کر آواز دی یارو جیسا ہمنے کیا اسکا انجام پایا لیکن اگر کوئی خدمتگار
خواجہ عمرو یہان حاضر ہو تو اونسے عرض کردے کہ ہم بصدق مطیع ہوے مگر افسوس
ہو کہ سفر ہمارا قریب ہو اگر ہوسکے تو خواجہ آکر ہماری مدد کرین قیلاب نے کہا دیکھو
اب اور مضمون پر آئے کہ ایک جلاد مجمع سے نکلا اوس جلاد کا ہاتھ پکڑ کر ہٹایا کہا اب
مین قتل کرونگا قیلاب نے پکار کر پوچھا ارے جلاد تو کون ہو تجھکو کیا دشمنی ہے تو
خداوند کا دشمن ہو اسکا قتل ہونا ہی بہتر ہو وہ بولا مین بعد اب قتل کرونگا پہلے ہاتھ
قلم کرون پھر سر کاٹون کہ یہ بھی یاد کرین یہ کہکے قریب قبقاب آیا اشارے سے
کہا تم مہر سپہر عیاری تمھاری رہائی کو آیا ہون اور صاحبقران بھی آتے ہین جیسا
تمنے کیا ویسا پایا اگر ہم جانتے تو تمکو قید رکھتے لیکن تمنے کچھ خیال نہ کیا اسکا یہ انجام ہو
مین زبان سے سوزن نکالتا ہون قبقاب یہ حال معلوم کرکے ہنسنے لگا زوجہ نے
پوچھا صاحب یہ ہنسنے کا وقت ہو قبقاب نے اشارہ کیا کہ خواجہ عمرو آگئے اب مین
دم بھر مین قیامتین بپا کرتا ہون قیلاب ہان ہان کرتا رہا کہ او جلاد ذرا ٹھہر جا
مگر عمرو نے جھپٹ کر سوزن زبان سے نکالی قبقاب نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی اور
زوجہ کو بھی رہا کیا اب جو زن وشوہر اٹھے کئی سو ساحرون کے سر اوڑا دیے بارگاہ
مین اندھیرا ہوگیا قیلاب ہرچند چاہتا ہو کہ عمرو کو ذبح کرون مگر تاریکی نہین دفع
ہوتی زن وشوہر سحر کرتے ہوے باہر نکلے تمام لشکر نے گھیر لیا مگر یہ دونون زور و
شور سے لڑ رہے ہین جب ہاتھ چلاتے ہین اور سحر کرتے ہین تو آگ برسنے لگتی ہو
قیلاب باہر نکلا ہرچند فوج کو اشارہ کرتا ہو مگر فوج کا دل وہین نہین کرتی ہی آخر ہو

کہ انکو گرفتار کرونگا جو قریب آیا وہ واصل جہنم ہوا اور عمرو ایک ساحر بنا ہوا اِنکے تعاقب میں ہولیا لیا کرتا ہو لیکن جہاں کوئی بڑا جادوگر آیا خواجہ جست کرکے اُسکے قریب پہونچے کہا کہ حضور سحر کیجیے اُس ساحر نے سحر کیا عمرو نے پہلو پر آکر خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا ان و شوہر بہت خوش ہوتے ہیں آپس میں اشارے ہیں کہ دیکھو عمرو کیا جانبازی کر رہا ہو کوئی نامی ساحر نہیں بچتا کہ صحرا سے گرد اُڑی نعرے کی آواز آئی کہ زمین کانپی طائر آشیانوں سے اُڑے اُس آواز میں یہ ثابت ہوتا تھا نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار ۔ بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام ۔ یکے تیغ عقرب یکے زود انجام
بہ کافران از جہان پاک کرد ۔ ہمہ سرکشان جملہ در خاک کرد

ایک طرف سے سکان زمین کن و اخفش جادو بازو سے بازو شانے سے شانہ ملائے ہوئے آسمان پر اُڑتے ہوئے آکر پہونچے آتے ہی دونوں نے سحر کیا کہ دس ہزار جادوگر دیوانے ہو گئے ہر طرف سے آواز الامان بلند ہوئی صاحبقران نے دیکھا کہ زن و شوہر بیچ میں فوج کے گھرے ہوئے ہیں فوج کے جلوے سبحرن سے ہوں رہے ہیں آسمان سے آگ برس رہی ہو کسی نے پانی برسایا ملازمان اخفش و سکان یہ بھی آکر گرے اسطرح کے سحر کیے کہ ہمراہیان قیلاب دیوانہ وار وحشی مثال سر ٹکراتے پھرتے ہیں بعض نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین جا رہی سامنے بہ آواز بلند یہ اشعار گا رہی ہے

نظم

یاد آئینہ رو میں حیران ہیں ۔ دھیان میں زلف کے پریشان ہیں
اپنے مطلب کے کیسے ہیں دانا ۔ میرے مطلب کے وقت نادان ہیں
چشم مخمور و زلف و عارض یار ۔ دشمن جان و دین و ایمان ہیں
وجہ گلبانگ ہو جو گلچین ۔ حال بلبل پہ پھول خندان ہیں
عشق بازی ہمارا مشرب ہے ۔ ہم نہ ہندو ہیں نہ مسلمان ہیں
باڑھ پر رکھ لیا ہے غیروں نے ۔ قتل عاشق کے آج سامان ہیں

	وصل حاصل ہوا اُس پریرو سے		آج رعنا غرض سلیمان ہین	

اِن اشعار کو سُنکر ایسے دیوانے ہوے کہ جا کر کنوؤن مین گرے ہزار ہا جادوگر جب اسطرح دیوانے ہوے کہ اپنے بھائی بند تک کو نہین پہچانتے بلکہ ساتھ والون کو قتل کر رہے ہین اِسطرح جا بجا جو لشکر کا انتشار دیکھا قیلاب دعا مانگنے لگا اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپنے اِس آفت سے بچا لیے مین کہ سعر کر مر جاؤن کسکو روکون حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا سکان و اخفش آگ و پانی برسا رہے ہین اور قبقاب و سیتن نے سب کو دیوانہ کر دیا ہو ہر طرف یہی ہنگامہ ہو کہ یارو لشکر سے نکل چلو اب جان نہ بچیگی سکان و اخفش نے قیامت برپا کی ہم کس کس کے سحر کو روکین اُنکے برابر نہین جب ہمارا مالک سحر نہین روک سکتا تو ہم کیا کر سکتے ہین یہ حالات دیکھ دیکھکر افسران فوج نکل گئے بعض جا کر اپنے خیمے مین چھپے مگر خیمے جلے جلکر خاک ہوے لیکن پہر بہر کامل یہ جنگ رہی صاحبقران لڑتے ہوے قریب زن و شوہر پہنچے دونون کو اپنے ساتھ لیا فرمایا نکل چلو قیلاب نے دیکھا کہ صاحبقران دونون کو لے چلے اور کوئی ساحر قریب نہین جاتا جو قریب پہونچا ہاتھ سے صاحبقران کے مارا گیا مگر صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین جو قریب آیا ہاتھ سے صاحبقران کے واصل جہنم ہوا کہ یکایک طرف سے کوہ کے ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا سکان نے کہا او اخفش غضب ہی جمشید ثانی آتا ہو سب ساحر دیکھنے لگے دیکھا تخت پر جمشید ثانی سوار کچھ رسنین ہاتھ مین دیکھا کہ صاحبقران اپنے ساتھ زن و شوہر کو لیے جاتے ہین جمشید ثانی نے رسن کو جنبش دی ایک حلقہ گلے مین قبقاب کے پڑا جمشید نے اُسکو کھینچ کے تخت پر اپنے ڈال لیا صاحبقران نے کئی تیر مارے ایک تبر صاحبقران کا بارو پر جمشید کے پڑا اُسنے اُکھیڑ کر پھینکدیا اور پکار کر آواز دی کہ او سپہ سالار قدرت مین نے تجھکو یہ مرتبہ دیا مگر تو نے مجکو فراموش کیا امروز فردا مین تجھکو بھی قید کر لونگا مہلت نہ دونگا صاحبقران نے فرمایا او بھگوڑے شہر تو جا دیکھ تو کیا رنگ ہوتا ہو مگر جمشید نے زخمی ہو کر آواز دی

کراو قیلاب طبل بازگشت بجوا کر پلٹ جا قیلاب نے اُسی وقت طبل امان بجوا دیا
دونون لشکر پلٹے مگر صاحبقران جو پلٹ کر آئے کہا خواجہ تمنے دیکھا اب جمشید ثانی
نے خود آنا شروع کیا اگر سحر کرتا ہو سکان و اخنش درہ کوہ مین چھپ گئے تھے بعد جانے
جمشید کے نکلے عرض کرتے ہوئے کہ اے شہریار رفاسون کو بڑا تردد ہوتا ہو کہ ایسا نہو
ہمکو گرفتار کرے مگر اے شہنشاہ اوج عیاری تمھین کوئی تدبیر کروگے اگر جمشید ثانی
کو مار لو تو کل طلسم فتح ہو جائے عمرو نے کہا تم رازدار طلسم و ساحر زبردست ہو کسی
تدبیر سے جمشید کو مارو اسطرح کی صلاحین کرتے ہوئے اپنی بارگاہ مین آئے لیکن
قیلاب رنجیدہ و رکبیدہ پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ رہا ہی یارو دیکھتے ہو تم کہ
خداوند کیا پرورش فرماتے ہین وقت پر تشریف لاتے ہین مگر بادشاہ طلسم ایسا غافل
بیٹھا ہو کہ نہ کوئی مدد بھیجتا ہو اور نہ خود تشریف لاتا ہو ابھی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی
لکہ ہاے ابر آسمان پر نمایان ہوئے ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے زیر ابر
اڑتے ہوئے لاکھون ساحر بجرنگ کرتے ہوئے ایک ساحر زبردست لیکن
نہایت حسین وجمیل تخت پر سوار ہاتھ مین چند گوسے لپشت ساحران پر علمدار جنکے
علمون پر تعریف جمشید ثانی مرقوم آمد فوج کی دھوم قیلاب نے حکم دیا دریافت
تو کرو کہ یہ ساحر کون ہو اور کہان سے آتا ہو ہرکارے گئے عرض کی کہ طیران بلند پرواز
کو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہو کہ جا کر قیلاب کی مدد کرو اسوجہ سے یہ ساحر آیا ہو غرض
قیلاب واسطے استقبال کے چلا طیران نے جو قیلاب کو آتے ہوئے دیکھا تخت
سے کود پڑا دونون آپس مین بغلگیر ہوئے قیلاب نے پوچھا کہ اے طیران کیونکر
آپکا آنا ہوا طیران نے جواب دیا اے قیلاب شہنشاہ غافل نہیں ہین رو و تدبیر
مین مصروف رہتے ہین یہ خبر سُنی کہ تمپر سختی ہو ملک قبضے سے جاتا ہو مجھکو حکم دیا کہ
جاکر قیلاب کی مدد کرو دیکھو مین کیا دام مکر پھیلاتا ہون حکم ہو کہ عمرو کو گرفتار
کرکے روانہ کرو پس مین تدبیر کرتا ہون اب بارگاہ استاد کراو تو مین رنگ جماؤن
اتفاق سے خواجہ عمرو ایک خدمتگار کی شکل بنے کھڑے ہین طیران کی باتین سن

رہے ہین جی مین کہتے ہین دیکھون کیا فتور کرے قیلاب نے بارگاہ استاد کرائی طیران
اُٹھا کہا ایک چوکی لاؤ پھول اور انگیٹھی لاکر رکھو قیلاب نے یہ سب سامان رکھوا دیا
طیران آیا خود چوکی پر بیٹھا اور پکار کر کہا کہ اے قیلاب یہ سحر بھی دیکھنے کے لایق ہو کہ
دھوان اُٹھکر انگیٹھی سے جائیگا عمرو کو کشان کشان لائیگا عمرو نے جو یہ حال سنا تو
گلیم اوڑھکر چوکی کے نیچے جا بیٹھے مگر طیران نے پھولون پر سحر کیا ایک طوق آہن
پیدا ہوا کہا اے قیلاب اب ملاحظہ کرو یہ کہکے ایک دو ہتھڑ انگیٹھی پر مارا کہ دھوین
نے طوق آہن کو اُٹھا لیا دھوان بلند ہو کر مع طوق آہن گرد اُسی چوکی کے چرخ
مارنے لگا طیران ہر چند دستکین دیتا ہو کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارتا ہو مگر وہ دھوان
بارگاہ سے نہین نکلتا گرد اُسی چوکی کے چرخ مار رہا ہو طیران نے پکار کر کہا اے سحر
سامری کیا مین عمرو ہون کہ جو گرد میرے چرخ مار رہے ہو بہت جلد جاؤ عمرو کو گرفتار
کرکے لاؤ نہین جا سکتے تو بھوگ دونگا یہ کہکے بوتل شراب کی زمین مین انڈیل دی
یہ معلوم ہوتا ہو کہ شراب زمین مین جذب ہو گئی طیران نے پکار کر کہا کہ اے سحر اب تو
تدبیر کرو واسطے خداوند سامری کے جلد جاؤ عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ ہزار ہا مرتبہ اس
سحر کا امتحان ہوا مگر آج نیا معرکہ ہو کہ ہوش پراگندہ ہین کہ میرے ہی گرد دھوان چرخ
مار رہا ہو طوق آہن بھی اسی مقام پر چرخ مار رہا ہو لاکھ جیتا جیتا خون بھینٹ دینا کا حکم
دیا مگر دھوان اُسی مقام پر رہا آخر جھلا کر اُٹھ کھڑا ہوا خواجہ بھی چوکی کے نیچے سے
نکل آئے مگر گلیم اوڑھے ہوئے ہمراہ طیران چلے طیران انگلیون پر کچھ شمار کر رہا ہی
قیلاب نے پوچھا اے یار کیا انجام ہوئیگا طیران نے کہا افسوس کرتا ہون کہ آج
نئی بات ہوئی دستور یہی ہو کہ یہ دھوان جاکر طوق آہن حریف کے گلے مین پہنا دیتا
ہو مگر نہین معلوم آج کیا سبب ہوا کہ دھوان نہ بڑھا آخر ناچار ہو کر طیران نکل آیا
بارگاہ مین آکر بیٹھا کئی توڑے اشرفیون کے منگائے کہا انعام بانٹونگا ملازمون کو
دو دو چار چار دینے لگا عمرو نے جو دیکھا کہ اشرفیون کے توڑے بٹ رہے ہین
منھ مین پانی بھر آیا بیقرار ہو گئے ایک خدمتگار کی شکل بنے ہوئے گلیم اُتار کر

سامنے آسکے پکار کر آواز دی او شہنشاہ مین صاحب عیال ہون مجھکو زیادہ دیجیے طیران نے دس اشرفیان ہاتھ پر رکھکر سامنے کین خواجہ عمرو نے جھپٹ کر اٹھا لین طیران نے پھر اور دس اشرفیان رکھین عمرو دوسری صورت بنکر سامنے آیا وہ اشرفیان بھی اٹھا لین مگر طیران حیران ہو چپکے چپکے مصاحبون سے کہتا ہوا ابھی تک عمرو نہین آیا اگر عمرو آتا تو مجھکو خبر ہو جاتی عمرو نے بڑھکر کہا او شہنشاہ ساحران تم کسکی فکر مین ہو طیران نے کہا صاف تو یہ ہے کہ مین عمرو کی فکر مین ہون اگر عمرو آتا اور اشرفیان اٹھاتا تو اشرفیان اس سے نہ اٹھتین مین گرفتار کر لیتا یہ کہکے ایک دستک دی اور آواز دی کہ اری حسین شعبدہ باز جلد آ عمرو کو گرفتار کر پہلوے بارگاہ سے ایک نازنین دوازدہ سالہ مگر بہت تیز و طرار و عزار مسکراتی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آئی نظم

او فلک کچھ تو اثر حسن عمل مین ہوتا / شیشہ اک رات تو قاضی کی بغل مین ہوتا

وعدۂ وصل کہان عاشق بے صبر کہان / کام محتاج کا ہے لیت و لعل مین ہوتا

بل نکلا تری زلفون کا منہ شانہ سے / راتھی زور نہین پنجۂ شل مین ہوتا

عید نوروز دل اپنا بھی کبھی خوش کرتے / یار آغوش مین خورشید حمل مین ہوتا

عرش کی سیر یا صنعت نے مجھے دکھلائی / بخل مزدور ہو سلطان کے محل مین ہوتا

سخن تلخ مین سنتا ہون لب شیرین سے / عہد مین اپنے نہین موم عسل مین ہوتا

داغ مین پھولون دل نازک مین چمک رشک / جلوہ گر جیسے ہے شیشے کے کنول مین ہوتا

آنکھ عاشق سے لڑانے مین گریزان جو مین / امتحان مرد کا ہے جنگ و جدل مین ہوتا

عزل و نصب اسکو ہی منظور نظر ہے آتش / لطف کیا چرخ کو ہے پھیر بدل مین ہوتا

اس نازنین نے یہ اشعار گاتے گاتے سامنے آکر طیران کو سلام کیا طیران بولا او حسین شعبدہ باز اگر عمرو اس محفل مین ہو تو گرفتار کر لے وہ نازنین سب کو دیکھنے لگی عمرو کہ چوبدار بنا کھڑا تھا اس نازنین نے قصد کیا کہ بڑھکر عمرو پر ہاتھ ڈالدے عمرو نے کہا او ملکہ عالم دیکھیے وہ دیکھے عمرو کھڑا ہے جیسے ہی وہ نازنین پلٹی عمرو نے ایک عصا مارا کہ وہ نازنین چرخ کھاکر گری مگر پکار کر اسنے آواز دی کہ او طیران اسکو

لینا یہ شخص جانے نہ پائے لوگون نے چاہا عمرو پر ہاتھ ڈالدین کہ عمرو جست کر کے بھاگا
لینا لینا کرتا ہوا جاتا ہو جس ساحر کے قریب سے گذرا دھکا دیا اور نکل گیا ایک ساحر
ملازم طیران سیاہ پوش جادو نام راہ مین کھڑا تھا کہ عمرو کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر
آواز دی خواجہ ٹھہر جاؤ ایسا نہ ہو تمکو ملال پہونچے مین تمکو گرفتار کرلونگا خواجہ ٹھہر گئے
کہا او سیاہ پوش مین نے تیری کیا خطا کی ہو جو مجھکو گرفتار کریگا سیاہ پوش نے کلائی
پکڑی عمرو نے خنجر مار کے شکم چاک قصہ پاک اب جو عمرو بھاگا دیکھتا ہو کہ فزالان صحراء
جانوران دریا میری گرفتاری کا قصد کرتے ہین عمرو نے کئی آہو مارے کئی آہو کو دریا
اور کوئین مین ڈالدیا مگر نقشب جادو کہ کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا اُسنے جو سُنا کہ
عمرو بھاگا جاتا ہو کئی ساحرون کو مار گیا اور دستیاب نہین ہوتا ایک طائر کی شکل بنکر
اُڑا خواجہ بھاگے ہوئے آتے تھے پلٹ کر دیکھا ساحر غلغلہ کر رہے ہین مگر کوئی پیچھے
میرے نہین آتا ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہرے کہ ایک طائر خرد کو عمرو نے دیکھا کہ آکر
نخل پر بیٹھا مگر شاخ جھکی عمرو سمجھ گیا کہ یہ کوئی ساحر ہو بس خواجہ نے زنبیل مین ہاتھ ڈالا
ایک چھڑ نکالی اُس مین پھندہ تھا عمرو نے چھڑ بڑھا کر پھندہ گلے مین اُس طائر کے ڈالا
اور جھٹکا مارا کہ نقشب گرا عمرو نے جھپٹ کر حباب مار دیا وہی طائر بنا رہا عمرو نے
جنگل سے لاکر زبان مین سوزن دی اور سوئیاں چبھوئین طائر کو غربال کیا طائر کی جان پر
صدمہ ہو تڑپ رہا ہو خواجہ نے کہا او جیبا اپنی صورت اصلی بنا ورنہ چھید چھید کے مین
مار ڈالونگا تب تو نقشب نے اشارہ کیا کہ سامنے جو حوض ہو اُسکا پانی مجھپر ڈالدیجیے
تو مین بصورت اصلی ہو جاؤن خواجہ نے پانی ڈالا صورت طائر تبدیل ہوئی دیکھا
عمرو نے ایک جادوگر نہایت مہیب بشکل عجیب و غریب سامنے بیٹھا ہوا ہو عمرو نے
کہا ای نقشب دیکھا تو نے کہ مین نے تجھکو کیونکر گرفتار کیا بہتر یہ ہو کہ مسلمان ہو اور چلکر
دیکھ سکان وخشش کس آبرو سے ہین تجھکو بھی مرتبہ اعلیٰ ملیگا صاحبقران تجھکو عہدہ
جلیل دینگے اگر بادشاہ کی رہائی کی تدبیر کریگا تو صاحبقران اپنا محسن جانینگے وہ
مرتبہ تیرا کرینگے کہ عالم عالم رشک کریگا میرا ایک کا یہ قول ہوگا کہ نقشب نے رہائی

بشاہ کی تدبیر کی اے نقشب اب عذر کو کام نہ کر نقشب نے یہ سنکر سر جھکا لیا خواجہ نے
پشتارہ باندھا اور لیکر چلا طاؤس تیز رو یہ معاملہ دیکھ رہا تھا کہ دیکھا اسنے کہ عمرو
نقشب کو گرفتار کر کے لے چلا اسنے جھپٹ کر روکا اور پکارا کہ او سارنبان زادے
نقشب کو کہان لیے جاتا ہی عمرو پلٹا طاؤس نیچے مارنے لگا خواجہ پشتارہ زمین پر
رکھکر لڑنے لگے نیچے روک رہے ہین حلقہ ہاے کمند کمر سے گراتے جاتے ہین حلقے
عمرو نے گرا کر خس پوش کیے اور جھپٹ کر نیچہ مارا طاؤس پیچھے ہٹا دوبارہ اسنے
بھی گھسکر نیچہ مارا اچ حلقہ ہاے کمند مین آگیا عمرو نے جھٹکا مارا کہ طاؤس گرا عمرو نے
حباب مارکر طاؤس کو بھی بیہوش کیا دونون کا پشتارہ باندھا تلے اوپر دونون کے
پشتارے لگا کر خواجہ طرف لشکر کے روانہ ہوے سامنے صاحبقران کے لائے
کہا آقاے نامدار اور فکر مین کرونگا مگر یہ ساحر جو آیا ہی ایسا زبردست ہی کہ مجھکو خوف
ہی کہ میری آمد و رفت موقوف ہو جائیگی آج اسنے وہ سحر کیا تھا کہ اگر مین لشکر مین
ہوتا تو گرفتار ہو جاتا عمرو نے سب حال بیان کیا کہ یون چرکی کے نیچے چھپا سکان
نے کہا خواجہ اس سحر کا اور کچھ دفعیہ نہ تھا تمنے وہ کام کیا کہ یہی سامری و جمشید الکھ گئے
ہین خوب اپنے کو بچایا حقیقت مین کار نمایان کیا کہ ایسے ظالم کے ہاتھوں سے بچے اور
خواجہ یہ نقشب جادو قہر سامری کا رہنے والا ہی اگر یہ پیروی کریگا تو قمر ہفت جوش
مین پہونچادیگا غلام بھی ہمراہ چلیگا خواجہ نے نقشب و طاؤس کو ہوشیار کیا نقشب نے
سکان کا مرتبہ اعلی دیکھا اور اخفش کو دیکھا کہ دنگل زرین پر بیٹھا ہی مشیرون مین شریک
ہی سکان نے اٹھکر نقشب کو سمجھایا کہ اے نقشب ساحرون پر زوال ہی مسلمانونکا
جلال ہی اور انصاف کرو کہ جمشید ثانی بھی ایک انسان ہی تم لوگون نے خداوند بنایا
کہ اب وہ تقریرین بگھارتا ہی بلبلایا کرتا ہی سات سو ملک والے اسکو سجدہ کرتے ہین
وہ اپنے ہوش مین نہین ہی مگر اہل اسلام کے ہاتھ سے شکست کھائیگا یا مارا جائیگا
یا گرفتار ہوگا اسطرح سکان نے سمجھایا کہ نقشب نے اشارہ کیا کہ مین مطیع اسلام
ہوتا ہون اٹھکر قدمون پر صاحبقران کے گرا کہا آقاے نامدار آج یہی عہد کرکے چلا

تھا کہ اگر گرفتار ہو گیا تو شریک صاحبقران ہونگا عمرو طرف طاؤس کے متوجہ ہوا
کہ مہتر صاحب آپ فرمائیے تمکو کس طور سے گرفتار کیا طاؤس نے سر جھکا لیا کچھ سوچنے
لگا سوچ سوچ کے کہا اُستاد مین شاگرد ہوتا ہون عمرو نے جو یہ سُنا اور چہرہ اسکا دیکھا
بہت خوش ہو گئے فرمایا ای طاؤس تجھکو اولاد سے زیادہ عزیز رکھونگا یہ کہکر طاؤس
کو معقول فرمایا شاگردی کے لیے کچھ شیرینی چاہیے خدمتگار گئے طاؤس نے دو روپیہ
نکالے عمرو نے کہا ای مہتر والا گہر ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ تمھارا بھائی ہو تو
سب کو حصہ پہونچے طاؤس نے کہا اب آپ کے ساتھ عیاری کرونگا کسی ساحر کو مارونگا
کچھ مال ملیگا تو خدمت مین حاضر کرونگا عمرو نے وہ قلیل شیرینی منگوا کر طاؤس کو شاگرد
کیا کہا ای فرزند خبر تو لاؤ کہ طیران بلند پرواز کیا کر رہا ہے طاؤس روانہ ہوا بعد جانے
طاؤس کے چالاک نے کہا اگر حکم ہو تو مین بھی جاؤن مجھکو خوف معلوم ہوتا ہے کہ
یہ مقدمہ ہو سے بھی آگاہ نہین ہے ایسا نہ ہو کہ گرفتار ہو جائے خواجہ نے کہا بسم اللہ
ای فرزند خیال رکھنا مین طاؤس کو تمسے لونگا مگر طاؤس جو چلا بصورت مبدل لشکر
طیران مین آیا خبر سُنی کہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے طاؤس بلا تکلف بارگاہ طیران مین آیا
دیکھا ایک چوکی پر بیٹھا ہوا پھولون کو نوچ رہا ہے طاؤس کو خیال ہوا کہ اِسکو کسی
نہ کسی طرح گرفتار کرون لیکن طیران نے پھول نوچکر زمین پر پھینکے چند بچے سنہری
پیدا ہوے ایک ایک ہار لیے ہوے ایک بچے نے وہ ہار گلے مین طاؤس کے
پہنا دیا طاؤس گر کر تڑپا رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا طیران نے کہا او چھپا تیری
خبر تو آگئی کہ تو شاگرد عمرو ہوا طاؤس نے کہا مین تو عمرو کو دم دیکر آیا تھا کہ اپنے
آقا سے جا کر ملون مگر آپ نے گرفتار کیا طیران نے کہا اگر تیرا باطن صاف ہوتا تو
یہ پھول مرجھا جاتے پھول تو شگفتہ ہین مین تجھکو قید کرونگا پکار کر آواز دی کہ جلد
خاموش جادو کو بلاؤ ایک چوبدار سامنے کھڑا تھا وہ پکارتا ہوا باہر نکلا خاموش
سامنے آیا کہا مردبے صاحب کیا ہے مردبے نے کہا تمکو شہنشاہ بلاتے ہین خاموش چلا
مردبے نے راہ مین جیب سے چند خرمے نکالے ایک آپ کھایا اور ایک خاموش کو دیا

کہا یہ باغ سامری کا تحفہ ہو اِسکے کھانے سے قوت دماغ بڑھتی ہو خاموش نے وہ خربا
کھایا چند قدم چلا بیہوش ہو گیا چوبدار نے خاموش کو درہ کوہ مین ڈالدیا خاموش
کی شکل بنکر سامنے طیران کے آیا کہا غلام حاضر ہو کیا حکم ہوتا ہو طیران نے کہا یہ طاؤس
گرفتار ہوا ہو اسکو لیجا کر قید کرو مگر اچھی طرح حفاظت کرنا ایسا نہ ہو کہ عمرو آکر اسکو رہا
کر لیجاے یہ کہکے اِشارہ کیا کہ اِسکی مشکین باندھ لو خاموش نقل نے اول منتر طاؤس
کی مشکین باندھین پشتارہ لگا کرلے بھاگا باہر نکلا طرف لشکر صاحبقران کے بھاگا
چند ساحرون نے دیکھا کہ طرف لشکر صاحبقران کے جاتا ہو پکار کر آواز دی میان
خاموش کہان جاتے ہو چالاک نے پلٹ کر جواب دیا کہ ہم منتر چالاک بن عمرو
خاموش درہ کوہ مین پڑا ہو اُسکو نکال لینا ایسا نہ ہو کہ مصیبت مین مرجاے یہ کہکے
چالاک بھاگا لشکر صاحبقران مین آیا صاحبقران بارگاہ مین تھے چالاک نے لاکر
طاؤس کو حاضر کیا صاحبقران نے حال پوچھا چالاک نے کل کیفیت بیان کی امیر نے
چالاک کو خلعت دیا خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ فرزند کو خلعت ملا گھبرا کر اُٹھے پکار کر
کہا او فرزند حقیقت مین اب تمھارا کوئی مثل نہین ہو تمھین کو جانشین کرونگا چالاک نے
خلعت اُتار کر پیش کیا کہا یہ حاضر ہو اسکو زنبیل مین رکھیے خواجہ نے وہ خلعت لیکے
خوشی خوشی زنبیل مین رکھا چالاک کو بہت پیار کیا طاؤس نے کہا او منتر چالاک
تمھارا کیا کہنا تمنے وہ احسان کیا کہ عمر بھر یاد رکھونگا کیون نہ ہو فرزند خواجہ ہو جو
عمدہ تمھارے واسطے ہو زیبندہ و سزاوار ہو یہان طیران نے بعد تھوڑے عرصے
کے حکم دیا کہ خاموش جادو کو بلاؤ لوگ ڈھونڈھنے گئے کہین پتہ نہ پایا آکر طیران سے
کہا کہ خاموش کا پتہ نہین ملتا کہ ہرکارون نے عرض کی کہ ہم لوگ واسطے خبر کے گئے تھے
پلٹے آتے تھے کہ درہ کوہ سے رونے کی آواز آئی جا کے دیکھا کہ خاموش بندھے
پڑے مین ہمنے خوف سے رہا نہین کیا اگر حکم ہو تو لے آدین طیران نے حکم دیا کہ جاکر
اُسکو لاؤ کہو مین نے قیدی تمھارے سپرد کیا تھا اُس قیدی کو لائیے اُس سے پوچھین کہ
درہ کوہ مین کیونکر پہنچا ہرکارے جاکر خاموش کو ہوشیار کر کے لاے طیران نے

پوچھا تو نے قیدی کو کیا کیا خاموش جادو دیو سنکے خاموش ہوا جب بہت پوچھا تو عرض
کی کہ غلام کو ایک چوبدار نے بلایا نہین معلوم کیا کر دیا کہ مین بیہوش ہو گیا آنکھ جو کھل
دیکھا بندھا ہوا پڑا ہون طیران کو بڑا تعجب ہوا حکم دیا خاموش کو قید کرو خاموش
بیچارہ بیوجہ قید ہوا مگر خواجہ عمرو سے بعد اس مقدمے کے نقشب نے کہا کہ اے شہنشاہ
عیاران مین دربار خداوندکار رہنے والا ہون اگر حکم ہو تو آپ کو لے چلون عمرو خوش
ہو گیا کہا اے نقشب چلو اگر تمنے مجھکو وہان پہونچایا اور اُسکو تمھارا مسلمان ہونا
نہین معلوم ہوا ہی تو بیشک مین عیاری کرونگا نقشب نے کہا میرا ایک بھائی
مذہب جادو ہی اُسکی شکل پر مین تمکو لے چلونگا خواجہ نے نقشہ دریافت کیا گوشے
مین جو جا کر نکلے نقشب نے کہا اے برادر تم کہان تھے مین اب مطیع اسلام ہوا خواجہ
ہنس پڑے کہا اے نقشب صورت مین تو فرق نہین ہی نقشب نے کہا مین نے
ایسا موافق پایا کہ دھوکا کھایا مین جانتا تھا کہ خاص میرا بھائی آگیا یہ کہکے تخت سحر
بنایا خواجہ کو سوار کر لیا تخت اُڑتا ہوا چلا قضاے کار جمشید ثانی ظلم و بدعت کا
بانی سوار ہو کر براے سیر نکلا تھا راہ مین نقشب نے دیکھا کہ طائر زمزمہ سرائی
کر رہے ہین ایک لکۂ ابر آسمان پر تڑپ رہا ہی نقشب نے گھبرا کر کہا خواجہ معلوم
ہوتا ہی جمشید ثانی آتا ہی یکایک وہ ابر پھٹا دیکھا جمشید ثانی تخت پر سوار ہی نقشب
واسطے سجدے کے جھکا خواجہ نے بھی دو انگلیون کی محراب بنائی اور واسطے سجدے
کے جھکے جمشید نے کہا اے نقشب ہمکو کیون سجدہ کرتے ہو تم تو مطیع اسلام ہوے
نقشب نے ہاتھ باندھکر کہا یہ خبر حضور سے کسنے کہی مین تو اُسی طرح تابعدار ہون
مگر خواجہ نے جو دیکھا کہ نقشب اور جمشید سے باتین ہونے لگین سمجھے کہ اِسکو معلوم
ہو فوراً تخت سے کود پڑے اور پکار کر کہا کہ مین اُسکو بلا لاؤن یہ کہکے گلیم اوڑھ لی
جمشید نے نقشب کو گرفتار کیا پوچھا بھائی تیرا جو ساتھ تھا یہ کیون بھاگ گیا ہی
کسکو بلانے گیا ہی نقشب نے کہا غلام نہین سمجھا آپ کا غصہ دیکھکر کانپ کے بھاگا
جمشید ثانی نے کہا او مکار تو عمرو کو ساتھ لایا تھا کہ میرے دربار مین لے جاے

جسقدر یہ طائر بیرست ہین راہ مین آ شہد ہیر یہ سب مجھکو خبرین دیا کرتے ہین تبکو مفصل خبر پہونچی
کہ عمرو تمکو گرفتار کرکے لے گیا تمام طلیع اسلام ہوسے اور یہ بھی طائرون نے خبر دی کہ نقشب
عمرو کو ساتھ لیکر آتا ہو اسی سے مین واسطے شکار کے آیا کہ راہ مین چاکر وکون جمشید ثانی
نقشب کو گرفتار کیجے ہو سنے یہ باتین کر رہا ہی کہ آواز آئی یا خداوند نیری دوہائی ہی فوراً
جمشید نے سر جھکا کر دیکھا کہ ایک مہجبین شعلۂ جوالہ غنچہ دہن سیمتن رشک چمن کھڑی ہوئی
فریاد کر رہی ہو جمشید کو ہیبت آگیا قلب نخترا گیا پکار کر آواز دی کہ اہو بندی قدرت تجھکو
کسنے ستایا نازنین نے کہا تخت اُتار یے نیچے آئیے تو مین اپنا حال مفصل عرض کرون
جمشید نے تخت اُتارا نازنین نے قریب آکر جمشید کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا
یا خداوند شوہر میرا بڑا بدکار ہو تمام اسباب میرا جوسے مین ہار دیا آج مجھ کو مارنے دوڑا
تو مین بھاگی آپ کی تلاش مین نکلی تھی کہ اِس مقام پر آکر آپ کا جو تخت دیکھا فریاد کرنے
لگی آپ کا شکر کرتی ہون ایسی تقدیر کیجیے کہ شوہر میرا مجھپر مہربان ہو یہ ظلم و بدعت بھول
جاسے جمشید نے کہا اب تیرا شوہر تجھکو نہ ستائیگا مین نے اُسکا دل بدل دیا اب تجھپر
مہربان ہوگا مگر خواجہ جسوقت سے اِس عورت کی شکل بنکر آسے تمام طائر چاؤن
چاؤن کرتے ہوسے سامنے جمشید کے آتے ہین مگر جمشید ثانی ایسا حیران جمال
محو دیدار ہو رہا ہی کہ طائرون کی نہین سُنتا چاہتا ہو دم دیکر اسکو لیجاؤن مطلب
حاصل کرون خواجہ طائرون کو دیکھکر گھبراسے ہین ہوش پراگندہ باتین کر رہے ہین
اور ہاتھ پاؤن مین رعشہ کئی طائر تڑپ کر سامنے جمشید کے آئے اپنی زبان مین کچھ
کہا جمشید نے منھ پھیر لیا اب جو جمشید پلٹا خواجہ نے حباب مارا جمشید لہرا کر گرا
خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
برا تیز رفتار ہون گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاسے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو

جہانگیر عالم کا عیار رسیدن	روانہ جہانگرد و طرار ہون

جیسے ہی جمشید بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے چاہا اُٹھا لون سب طائر چاؤن چاؤن کرکے
گرے عمرو کو پر مارتے تھے عمرو نہ اُٹھا سکا جب چاہتا تھا قریب جاؤن وہ طائر آکر حائل ہوتے
ہین عمرو نے خنجر نکالا طائرون کو قتل کرنے لگے جس طائر پہ خنجر مارا سر اُسکا کٹ گیا مگر پھر
جسم سے ملا اُسی طرح زمزمہ سرائی کرنے لگا اب تو عمرو حیران ہوا کہ کیا تدبیر کرون ناگاہ
زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی زمین سے پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ او ساربان زادے
خبردار قدرت کو ہاتھ نہ لگانا عمرو نے دیکھا کہ ایک پتلہ فولادی آواز دیتا ہوا آتا ہی
عمرو پتلے کو دیکھکر ایک غار مین کود پڑا اُس پتلے نے آکر جمشید کو ہوشیار کیا جمشید کی
جو آنکھ کھلی اور پتلے کو اپنے قریب پایا گھبرا گیا کہا کیون او نالایق حفاظت مین قدرت
کی ایسی دیر کرتا ہی کہ عیار نے مجھکو بیہوش کیا اور فوراً مین آیا پتلے نے کہا یا خداوند
طائر تو ابتدا سے آگاہ کرتے تھے مگر آپ نے سماعت نہ فرمائی ایسے محو دیدار ہوے
طائرون نے عمرو کو آپ کے قریب نہین آنے دیا مین گوشے سے دیکھ رہا تھا آخر
تکلیف کی اور اب آپ کو آکر ہوشیار کیا علاوہ تعریف کے آپ خفا ہوتے ہین پتلے
نے جو یہ ڈپٹ کر کہا جمشید کو بڑا غصہ آیا ایک تمانچہ مار دیا کہ پتلا جلنے لگا مگر پکارتا تھا
کہ یا خداوند آپ نے بڑا ستم برپا کیا مجھ ایسے نگہبان کو مار ڈالا خواجہ نے جب دیکھا تھا کہ
جمشید کو نہین اُٹھا سکتا تو نقشب کی زبان سے سوزن نکال لی تھی نقشب نکل گیا
تھا جب خواجہ نے دیکھا کہ جمشید ثانی پتلے کو جلا کر روانہ ہو گیا تو غار سے باہر نکلے
سمجھے کہ نقشب لشکر مین ہمارے گیا ہوگا مگر نقشب پر یہ کیفیت گزری کہ جب خواجہ
سے جدا ہوا ایک صحرا مین پہونچا دیکھا خاک اُڑ رہی ہے صحرا گردہ نار معلوم ہوتا ہی کسی طائر
کا اُس مقام پر گزر نہین چشمے خشک پڑے ہین کہ ایک طرف سے آواز آئی او دشمن خدا تو
کہان جاتا ہی نقشب نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جادوگر نہایت عظیم و شحیم ہاتھ مین رسن
سحر اُسکو جنبش دیتا ہوا آتا ہی نقشب کو دیکھکر آواز دی کہ میان جانے والے ٹھہر جاؤ
نقشب نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن لیکن اُس جادوگر نے رسن کو جنبش دی ایک حلقہ

گلے مین نقشب کے پٹا کھینچتا ہوا لے چلا ہر چند نقشب عذر کرتا ہو مگر وہ جادوگر نہین سُنتا اور نعرے کرتا ہو کہ منم رستخیز جادو مالک ہوا ے رستخیز مجھکو قدرت نے خبر دی تھی کہ جب نقشب اِسطرف سے آئے فوراً گرفتار کرلینا اِسوجہ سے مین بر اے گرفتاری آیا ہون اور تجھکو قید کرکے پاس قدرت کے روانہ کرونگا وہ جو سزا تیرے حق مین مناسب جانین وہ دین اگر حکم قدرت نہ بجالاؤن تو جلکر خاک ہوجاؤن نقشب دعائین مانگنے لگا کہ ای پروردگار اِس ظالم سے بچائے نظم

خداوندا تهم دار و زر گردان ‌ ‌ ‌ چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبی دارم سیہ چون بخت امید ‌ ‌ ‌ درین شب رو سپیدم کن چو خورشید
توئی یاری رہ و فریاد ہر کس ‌ ‌ ‌ بہ فریاد من فریاد کن رس

بیقرار ہوکر جو نقشب نے دعا کی رستخیز نے دیکھا کہ ایک طرف سے ایک طفل چہاردہ سالہ پائجامہ مشروع کا پہنے ہوے آب روان کا کُرتا کلاہ زرین مگر ڈھلکی ہوئی کڑے سونے کے ہاتھون مین پہنے ہوے چمکتا ہوا سامنے آتا ہو یہ اشعار زبان پر جاری نظم

دو ٹکڑے کر چکے کہین تیغ دو سر کی چوٹ ‌ ‌ ‌ سر کو بتا کے کر چکا قاتل کمر کی چوٹ
آزار عشق سے یہ ہوا ہون مین ناتوان ‌ ‌ ‌ پتھر کی چوٹ ہو مجھے گل برگ تر کی چوٹ
درد اُسکو ہوگا سنکے مری آہ دردناک ‌ ‌ ‌ جس دل نے کھائی ہوگی ترچھی نظر کی چوٹ
مشتاق درد عشق جگر بھی ہو دل بھی ہو ‌ ‌ ‌ کھاؤن کدھر کی چوٹ بچاؤن کدھر کی چوٹ
ای آسمان دکھائین گے آیا جو بام پر ‌ ‌ ‌ پیدا کیا ہو جنّے بھی شمس و قمر کی چوٹ
بدبین کو اپنی بزم مین ای بُت جگہ نہ دے ‌ ‌ ‌ پتھر کو کاٹتی ہو یہ کافر نظر کی چوٹ
ہوتا ہو آہ سرد سے یون اپنے دل مین درد ‌ ‌ ‌ پُروا ہوا مین دکھتی ہو جیسے بشر کی چوٹ
دلکو لگی ہو چشم سیہ کی تری نظر ‌ ‌ ‌ رُکتی نہین کسی سے قضا و قدر کی چوٹ
بدتر نہین ہو غم فرزند سے کوئی ‌ ‌ ‌ دل کو نصیب ہو نہ الٰہی جگر کی چوٹ
صدمہ فراق کا ہو نہ مشتاق وصل کو ‌ ‌ ‌ اِسکے عوض لگے اِسے تیغ و تبر کی چوٹ
سوداے عشق ہو نہ تمھارے دماغ مین ‌ ‌ ‌ آتش بجھا ہی دیتی ہو انسان کو سر کی چوٹ

وہ لڑکا اسطرح یہ اشعار گاتا ہوا آتا ہو مگر صورت حیرت ہو رہا ہو گریبان کی دھجیان جیبی ہوئی ہین
خاک اڑاتا ہوا رستخیز گھبر گیا پکارکر کہا میان صاحبزادے کس فکر مین ہو کیسے اشعار گاتے
ہو اس صحرا سے ویران مین کیونکر گذر ہوا ہم لوگ ویرانے سے گھبراتے ہین تجھ ایسے معشوق
رشک قمر کا کیونکر گذر ہوا لڑکے نے ٹھنڈی سانس کھینچی سامنے آکر کہا کہ اپنا نام ونشان
کیا بتاؤن آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہون مونس نہ ہمدم گرفتار رنج والم ہون
طوفان شاہ باپ میرا بادشاہ جلیل غربا کا کفیل ہین بدنصیب اسی کا بیٹا ہون ساحل نام جدا
خطاب ہو لیکن اس تصویر پر عاشق ہوا دیوانہ ہو کر نکل آیا دیکھون اب تقدیر کیا دکھا
رستخیز نے کہا تصویر ذرا مین دیکھون کہ کس ظالم کی تصویر ہو کہ تمھاری یہ نوبت بنائی
کہ مین پریشان ہو گیا اُسنے لفافہ ہاتھ مین دیا کہا اسکے اندر تصویر ہو مگر برائے خدا
تصویر کھولنا نہین ایسا نہ ہو کہ میلی ہو جائے تو میرے دل پر میل رنج والم ہوجائیگا رستخیز
نے لفافہ ہاتھ مین لیا اُسے کھولنے لگا ایک دھوان نکلا کہ رستخیز بیہوش ہو کر گرا خواجہ
نے خنجر سے اُسے حلال کیا لباس اُتار لیا نقشب نے رہائی پائی اُس راہ مین جنگل ایسے
سطے ہر مقام پہ نقشب گرفتار ہوا اور خواجہ نے رہا کیا بمشکل لشکر مین پہونچے سکان
جو آتے ہوئے خواجہ عمرو و نقشب کو دیکھا بڑھکر پوچھا اے نقشب کہو کیا گذری نقشب
نے سب حال بیان کیا اور پھر عیاری خواجہ کی مدح وثنا کی اور کہا کہ اگر خواجہ ساتھ
نہ ہوتے تو زندہ آکر تم لوگون سے نہ ملتا علاوہ جمشید ثانی کے راہ مین جو ملا اُسنے
گرفتار کیا مگر خواجہ نے بعیاری ان سب کو مارا اور مجھکو رہا کیا بمشکل یہانتک پہونچا
سکان نے کہا خواجہ ایک معشوقہ جمشید کی ہی یہان سے قریب ایک باغ ہو اُس مین
رہتی ہو اگر اُسکو گرفتار کرو تو جمشید دھوکا کھائے خواجہ نے کہا اے سکان مین جاتا
ہون ذرا پتہ بتادو کہ کسطرف وہ باغ ہو سکان نے کہا یہان سے شمال کی جانب ایک
باغ موسوم بہ روح افزا ہو اُسی باغ مین وہ معشوقہ جمشید ثانی رہتی ہو اور خواجہ
مین بھی فکر مین رہونگا تم چلو تعاقب مین مین بھی آتا ہون یہ سنکر خواجہ روانہ ہوئے
ایک صحرا طی کرکے دوسرے جنگل مین پہونچے دیکھا سامنے ایک باغ کا دروازہ کھلا ہو

چند کنیزین دروازے پر کھڑی ہین خواجہ نے کنارے آکر ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسی کی
شکل بنکر سب کے سامنے آئے ایک نے کہا گل اندام کہان غائب ہو گئی تھی دیر سے
ملکہ تجھکو پکار رہی ہین یہ سُنکر عمرو اندر آیا دیکھا ایک باغ نہایت آراستہ و پیراستہ تختہاے
سرسبز و شاداب چمن نرگس شہلا معلوم ہوتا ہو کہ معشوقون نے اپنی آنکھین لگا دین ایک
طرف تختۂ سنبل پیچان صاف ظاہر ہو کہ معشوقان پریچہرو نے زلفین عنبرین کھول دی ہین
لالہ با دل داغدار صاف ثابت ہو کہ عاشقون کے دل کا نشان ہو سرو لب جو پر قد محبوب
کا گمان ہر طرف طائران خوش الحان مصروف زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی و زیبائی سے حظ
باغ مین ایک بارہ دری بنی ہوئی ہو اُس مین ایک شاہزادی حسین و جمیل مسند پر
بیٹھی ہو گرد کنیزان زرین پوش جب خواجہ سامنے پہونچے اُس نازنین نے کہا کہ اے
گل اندام کہان گئی تھی مثل دیوانون کے ماری ماری پھرتی ہو خواجہ نے کہا اے
ملکۂ عالم ہر وقت گلچین گلشن جمال کی کیا کرتی ہون نوکری پہ مرتی ہون مہینون اپنے
گھر نہین جاتی شاید کسی کام کو چلی گئی لیکن اگر حضور کنارے چلین تو کچھ عرض کرون
یقین ہو کہ حضور کے بھی خلاف ہو خداوند کو یہ مناسب نہ تھا یہ سُنکر وہ نازنین اپنے
مقام سے اُٹھی کہا اے گل اندام اپنے کو ہلاک کرونگی اگر قدرت مجھپر سوت لاے
تو مجھکو زندہ نہ پاوینگے اور بہت ہی پچھتاوینگے گل اندام نے کہا ابھی باعث خرابی
نہین ہو حضور ذرا کنارے چلین مین مفصل عرض کرونگی اگر اُسکا بندوبست کیجیے اور قدرت
سے بگڑیگا تو کیا عجب ہو کہ یہ امر موقوف رہے اگر وہ چار دن گذر جاوینگے تو پھر
کچھ بھی نہ ہو سکیگا یہ سُنکر وہ نازنین اُٹھی کہا بوا گل اندام تم نہ پیروی کروگی تو پھر کون
پیروی کریگا گل اندام سرو قد کو ساتھ لیکر ایک گوشے مین آئی باتین کرتے کرتے
گل اندام نقلی نے حباب مارا سرو قد بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو اُٹھا کر نذر زنبیل
کیا اُسکی شکل بنکر باہر نکلے کنیزون سے اشارہ کیا کہ صندل رگڑکے لاؤ کہ درد سر بہت
ہو کنیزین صندل رگڑکے لائین عمرو نے پیشانی پر لگایا تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ
طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے باغ کی بہار کو ترقی ہوئی کنیزون نے عرض کی دادی

معلوم ہوتا ہی کہ خداوند آتے ہین خواجہ سنبھلکر بیٹھے کہ اپنے آکر سامنے بیٹھ دیکھا جمشید ثانی لباس
فاخرہ پہنے ہوے تاج سر پہ ہنستا ہوا آتا ہی جب تخت کے قریب آکر یکبارا کہ صاحب
ذرا میرے پاس آؤ سرو قد اپنے مقام سے اُٹھی بہ ادائے تسلیم خم ہوئی جمشید نے کہا
آج کیا باعث ہی کہ قواعد قدیم مین فرق آیا عمرو نے منھ بنا کر کہا کہ صاحب میرے سر مین
درد ہی نہین معلوم اپنے مقام سے کیونکر اُٹھی تمکو قواعد کی پڑی ہی جاؤ بیٹھو طبیعت
حاضر ہوگی تو بات کرونگی ورنہ اسوقت چلے جاؤ زیادہ نہ ٹھہرو ایسا نہو کہ کچھ خلاف
ہو میرا مزاج درست نہین ہی جمشید ثانی باتون مین بہلا رہا ہی ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ
گلے مین ہاتھ ڈالون خواجہ ہاتھ جھٹک دیتے ہین جمشید ثانی بہت حیران ہی کہ کیا
سبب ہی کہ ملکہ آج شگفتہ نہین ہوتین ملکہ نے کہا صاحب مین آج اپنی جان سے بیزار ہون
دردسر نے حیران کر رکھا ہی جمشید نے کہا ای سرو قد شب کو اپنے بندون سے بچ کر
تمھارے باغ مین آتا ہون ایسا ہو کہ کوئی آگاہ ہو جاے تو باعث خرابی ہی سرو قد
نے کہا شراب آپ کے واسطے لاؤن جمشید نے کہا ای جان جہان تمکو تکلیف دینا مجکو
گوارا نہین سرو قد نے جمشید کو باتون مین لگا کر جام لبریز کیا بجاے نگارین پر رکھکر
سامنے کر دیا کہا یا خداوند نوش فرمایے جمشید نے بلا تکلف جام اُٹھا لیا لبون سے
لگا کر چاہا پی جاؤن کہ شراب چرخ مارنے لگی اور شعلہ بنکر اُڑگئی جیسے ہی شراب اُڑی
جمشید نے کہا ارے تو کون ہی خواجہ نے ہاتھ باندھکر کہا آپ کی کنیز ہون جمشید نے
ہاتھ تھام لیا کہا ظالم سچ بتا کہ تو کون ہی خواجہ کب اپنا نام بتاتے ہین یہی کہے جاتے
ہین کہ آپ کی کنیز ہون آج کیا سبب ہی کہ آپ خفا ہین جمشید نے کہا مین کیا تیرا نام
اور صورت نہین ظاہر کر سکتا یہ کہکے منھ پر عمرو کے ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری
اُڑ گیا دُبلا پتلا تانتیا نظر آیا جمشید نے کہا او ظالم مین نے تجھے پہچانا بتا کہ میری معشوقہ
کو تو نے کیا کیا اسی مین خیر ہی کہ اُسکو حاضر کر دے کہ مین تجکو رہا کر دون خواجہ نے
کہا کہ یا خداوند یہ میری مجال نہین کہ آپ کے سامنے مکر کرون صاف صاف کہے دیتا
ہون کہ جب مین یہان آیا تو مین نے ملکہ کو نہ پایا اُسی کی شکل بنکر بیٹھ رہا مین نہین

جانتا کہ ملکۂ عالم کہاں ہیں میں بیشک گنہگار ہوں کہ انکی شکل بنکر بیٹھا اب تو مجھے معاف
فرمائیے اب کبھی ایسی حرکت نہ کرونگا جمشید نے تیغہ اٹھایا عمرو نے کہا میرا خون سب
خشک ہوا جاتا ہو زبانی باتیں کیجیے ہاتھ نہ ہلائیے ورنہ اپنی جان دونگا میری جان
بہت نازک ہو فقط اشارے میں نکلجائیگی لہذا رحم فرمائیے قبضے پہ ہاتھ نہ ڈالیے
جمشید نے کہا او ساربان زادے تو نے میری معشوقہ کو کیا کیا اگر معشوقہ دیدیگا تو
میں تجھکو رہا کر دونگا میں بہت غمگین ہوں یاسمن کو گرفتار کرکے لایا روز اسکو سمجھاتا
ہوں مگر وہ نہیں مانتی یہاں چند ساعت کو آتا تھا دل بہلجاتا تھا یہ کہکے آواز دی
کہ ارے سیاہ پوش جادو جلد حاضر ہو وہ جو طائر قریب ابر کے ہیں ایک طائر
انمیں سے گرا ایک زنگن کی شکل بنکر آیا جمشید نے اشارہ کیا کہ او سیاہ پوش
اسکا سر کاٹ لا عمرو داد و فریاد کرنے لگا کہ یا خداوند میں آپ کا بندۂ قدیم ہوں
میں آپ کو خوب پہچانتا ہوں میرے قتل کا حکم نہ دیجیے مگر اس زنگن موئی خنگی نے
خواجہ کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا خواجہ نے ہرچند داد و فریاد کی مگر جمشید نے نہ سنی وہ
زنگن کھینچتی ہوئی خواجہ کو باغ میں لائی ایک نخل کے سائے میں بٹھایا تیغہ کھینچکر
کھڑی ہوئی گردن پر کوے کا خط دیا کہا جو ہوس ہو بیان کر عمرو نے کہا کوئی ہوس
نہیں ہوگا ایک ہوس ہو کہ قدرت کے سامنے لے چلو زنگن نے کہا میں تو اب
قدرت کے سامنے نہ لیجاؤنگی انھوں نے حکم قطعی دیدیا کہ سر کاٹ کر عمرو کا لا
یہ کہکے تیغہ تولنے لگی عمرو نے بلک کر دعا کی کہ اے کریم و رحیم اس آفت سے چھڑا دے
اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے قطعہ اے از کرمت امیدوارم ہمہ جز رحمت تو کس
نہ دارم ہمہ رحمی کن و دستگیرم شو ہمہ اے فیض رسان جملہ عالم ہمہ عمرو کی آنکھوں سے
آنسو جاری ہیں کبھی عرض کرتا ہو کہ اے کریم و کارساز میرے تیرے کوہ سراندیپ
پر وعدہ ہوا ہو کہ جبتک تین مرتبہ تو موت نہ مانگیگا جبتک وہ قریب تیرے
نہ آئیگی میں نے ابھی تک اس بُری چیز کا خیال بھی نہیں کیا آج تو ملک الموت سامنے
کھڑے ہیں مژدۂ موت دے رہے ہیں اے رحیم بچا لے اس آفت سے نجات دے

زنگن ہر مرتبہ تلوار تولکر سر پر آئی ہر گہ قضاسے کار سکان زمین کن کر تعاقب مین عمرو
کے تھا یہ مگر سب اپنے آنکھون سے دیکھا کہ عمرو ایک کنیز کی شکل بنکر اندر گیا دیر ہوئی
کر واپس نہین آیا جھک کر آسمان پر آیا دیکھا کہ خواجہ ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین اور ایک
زنگن سیاہ رو تلوار کھینچے کھڑی ہی قتل کیا چاہتی ہو سکان نے منھہ پیٹ لیا جی مین کہتا ہی
غضب ہوا مین نے صاحبقران کے سامنے اقرار کیا تھا کہ مین عمرو کے ساتھہ جاؤنگا
اگر پوچھین گے تو کیا جواب دونگا نہین معلوم کہ کیا باعث ہوا کہ یہ گرفتار ہوا جمشید تو
بلاے روزگار ہی معلوم ہوتا ہو کہ اُسنے پہچان لیا جب تو قتل کا حکم دیا ہی اب مین اِسکو
کیونکر بچاؤن کہ جمشید ثانی بھی سامنے موجود ہو آخر سوچ سوچ کر جھولی سے گولہ نکالا
بلند ہو کر پست ہوا گولے پہ اسم سحر پڑھکر زنگن پہ پھینک مارا زنگن نے سر اُٹھا کر دیکھا
کہ ایک ساحر نے گولہ مارا ہی چاہا کہ بچون مگر گولہ آکر سر پہ پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے
مرنا زنگن کا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین سکان ترنگر گرا عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا
مگر زنگن جو مری جمشید اپنے مقام سے اُٹھا باہر آکر دیکھا کہ زنگن مری پڑی ہو عمرو غدار و
جھلا کر طرف آسمان کے دیکھا سکان مثل ستارے کے بلند ہوا جمشید نے چاہا جست
کرکے جاؤن مگر دیکھا کہ دور جا چکا ہی ہاتھہ ملکر رہگیا مگر معشوقہ کا بڑا قلق ہی کہ عمرو اُسکو
لے گیا نہین معلوم کس آفت مین پھنسی ہاے مین نے کس ناز و نعم سے پرورش کیا
مگر جب وقت وصل آیا تو یہ افتاد پڑی ہاے کیا کرون یہ سوچتا ہوا اُٹھا تخت پہ سوار
ہوا مگر ملول و حزین رنجیدہ و کبیدہ یہ اشعار عبرت آثار زبان پر جاری تھے نظم

مرا ترکیست خونخوارے شریرے آفتِ جانے ... جفا جو تند خو غارت گر دین و ایمانے
خود آرائے پری روئے حسینے بزم افروزے ... چراغ خانۂ دلخستگان شمع شبستانے
بتِ نا آشنا وعدہ فراموشے وعیارے ... خود آرا خود پسندے بیوفا سست پیمانے
گہے نازک مزاجے شوخ و شنگے عربدہ جوے ... شریرے زود رنجے نازنینے آفتِ جانے
گہے عاشق کُشے خونخوارِ خلقے تشنہ خونے ... گہے عیشِ دلے جانِ جہانے راحتِ جانے
گہے در چمن صورت مثل باد صبح پیدائے ... گہے در روضۂ معنی چو بو در غنچہ پنہانے

سگے شکل تبسم در لب لعل پریرویان ‌‌ ‌ سگے بر چہرۂ عاشق برنگ اشک غلطانے
سگے سرگرم نازلن ترانی ہائے موسی ‌ ‌ سگے دلدادہ شیدائے رخ زہرجبین النسانے
چو باشم در عدم آن بے نشان اندر وجود آیم ‌ ‌ شوم گر از عدم موجود گردد باز پنہانے
چہ پرسی ہم نشین در عشق حال بندۂ مسکین ‌ ‌ چو تمیں آوارہ و سرگشتۂ دشت و بیابانے
ز حیرت ششدر و بے اختیارے سخت مجبورے ‌ ‌ ز عصیان نادمے خجلت کشے سر در گریبانے
گدائے بینوائے بیکسے آزادہ مسکینے ‌ ‌ غریبے خانمان آوارۂ بیساز و سامانے
بہ محشر شافع امت اگر سرگرم ناز آید ‌ ‌ رسد در حضرت او مغفرت ناخواندہ مہمانے
چو در عنا کس نگشتہ در تلاش شوخ ہرجائی ‌ ‌ بہ دشت غربت و اندوہ حیرانے پریشانے

اسی حال میں دربار میں آیا بڑے بڑے ساحران نامی حاضر ہیں چاروں وزیر باتدبیر حاضر ہیں سب نے دیکھا قدرت ملول و حزین ہیں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے میثاق کوہ گردان اٹھا اول سجدہ کیا اور پوچھا یا خداوند خیر تو ہی جمشید نے کہا کہ اے وزیر اعظم مسلمانوں نے ایسا صدمہ دیا ہی کہ قدرت کو بڑا قلق ہی اب کوئی ایسی تقدیر کروں کہ عمرو گرفتار ہو کر آئے میثاق نے عرض کی اگر قدرت حکم دین تو زمین کو میں ہلادوں طبقے زمین کے آسمان پر پہونچا دوں ارشاد تو فرمایئے کیا رنج پہونچا جمشید نے کہا آج سرو قد کو عمرو لے گیا میں نے اسکے قتل کا حکم دیا تھا سیاہ پوش قتل ہوئی سکان زمین کن نائب قیلاب عقاب سوار کہ جو شریک مسلمانان ہو گیا ہی عمرو کو اٹھا کر لے گیا قدرت کو کچھ بن نہ پڑا اب چاہتا ہوں کہ سکان اور عمرو دونوں گرفتار ہو کر آئیں میثاق نے عرض کی ابھی جا کر سب کو مٹا دوں عمرو و سکان کو لاؤں یا حکم ہو تو قتل کروں جمشید ثانی نے ایک پرچہ نکال کر دیا کہا اسکو دیکھتے رہو گے تو دھوکا ہرگز نہ کھاؤ گے میثاق اسی وقت ہزبر آتشین پر بیٹھکر طرف دربند ہفتم کے چلا یہاں وہ وقت ہی کہ سکان عمرو کو لیکر آیا سامنے صاحبقران کے ہوشیار کیا کل کیفیت بیان کی امیر نے فرمایا خواجہ اس سر جبین کو تو نکالو عمرو نے کہا میں قرضدار تھا مہاجن نے چھین لیا اگر روپیہ عنایت فرمایئے تو میں چھڑا لاؤں صاحبقران نے فرمایا خواجہ

کوئی وقت بھی ایسا ہوتا ہو کہ تمکو روپئی کی فکر سے مہلت ہو عمرو نے کہا آفت زدہ ہر وقت اپنی
مصیبت مین گرفتار رہتا ہو آپ کے یہان تو خزانے بھرے ہوے ہین بیکار روپیہ پڑا ہی
اگر مجھکو ملجاے تو قرضدارون سے مہلت پاؤن آپ تمسک لکھوا لیجیے تنخواہ مین مجرا لیا
کیجیے چندے مین ادا ہو جائیگا صاحبقران نے اشارہ کیا کہ دس توڑے لاؤ جب وہ
روپیہ سامنے آیا عمرو اٹھانے لگا امیر نے فرمایا پہلے اس سرجبین کو نکالیے تب روپیہ
اٹھا لیجیے عمرو نے رو رو کر سرو قد کو نکالا صاحبقران کی نگاہ پڑی ایک محبوب پُرفن
غنچہ دہن رشک نسرین ونسترن عربدہ جو خوشخو حقیقت مین سرو قد اسم بامسمیٰ خورشید خد
صاحبقران نے فرمایا یہ سرجبین تو ہمکو دیدو خواجہ عمرو باتین بنا رہے ہین کئی لاکھ روپیہ
مانگتے ہین یکایک لشکر مین غل ہوا ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ ایک ساحر ہژبر آتشین
پر سوار لشکر پر آکے گرا ہی خواجہ وسکان کی تلاش مین ہو کئی ہزار آدمی مار چکا ہی جب
اشارہ کرتا ہی آسمان سے تلوارین گرتی ہین کئی ہزار جوان قتل ہو چکے سکان وخشش
اپنے اپنے مقام سے اٹھے خواجہ عمرو تو اپنے مقام سے کہتے ہوے اٹھے کہ ہمکو بڑی
مشکل ہی اب کدھر جاوین مگر صاحبقران سوار ہو کر باہر نکلے دیکھا اس ساحر نے
قیامت برپا کی ہی اور یہی کہہ رہا ہو کہ او مسلمانو تم اگر اپنی جانبری چاہتے ہو تو عمرو
اور سکان کو حاضر کرو قدرت کے دونون گنہگار یہین ورنہ آج ایک زندہ نہ رہیگا
یہ خبر قیلاب ابلق سوار کو پہونچی کہ میثاق کوہ گردان وزیر اعظم خداوند لشکر مسلمانان
پر آ پڑا ہی زمین جلا دی ہی سب بھاگ رہے ہین یہ بھی اپنے مقام سے اٹھا فوج کو
ساتھ لیکر باہر آیا شریک جنگ ہوا اب تو چہار طرف سے سر چلنے لگا صداے ہو حق
بلند ہی گولون کے دناٹے ہو کے سناٹے زمین کانپ رہی ہی مگر صاحبقران زمان نے
نکلتے ہی اسم اعظم ورد کیا یکبارگی پڑھنے لگے اور نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون زہیبتم فراری شدہ	زمین دیو عفریت عاری شدہ
سر قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف

همه شهر آباد و اسلام شد ✦ که صاحبقران در جهان نام شد

امیر نے جو اسم اعظم بآواز بلند پڑھا تلواریں جو آسمان سے برس رہی تھیں وہ موقوف
ہوئیں ساحروں کے سر پھٹنے لگے سکان نے پشت پر سے آکر ایک گولا آہنی مارا کہ
پشت پر میثاق کی پڑا ہر چند کہ گولے نے نہ توڑا مگر ایسی چوٹ لگی کہ منھ کے بل گر کسی
ساحر نے آکر سنبھالا اب جو غصے میں اٹھا چاہا کہ سکان پر جا پڑوں اخنش نے بڑھکر
دوسرا گولا مارا جب طرف سکان کے چلتا ہے تو اخنش للکارتا ہے اور جب طرف اخنش
کے بڑھتا ہے تو سکان اپنے سحر سے روکتا ہے میثاق تو ان دونوں کے بیچ میں پھنسا ہوا ہے
مگر صاحبقران جنگ کرتے ہوے جاتے تھے کہ قیلاب کا تخت سامنے سے نمایان
ہوا قیلاب نے فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر کر گرفتار کر لو ساحروں نے بلوہ کیا
مگر صاحبقران شیرانہ رستمانہ لڑ رہے ہیں جو قریب آیا علف شمشیر آبدار ہوا اگر سحر
کرتے ہیں تو سحر الٹا پلٹ کے انھیں کے سینے پر پڑتا ہے گرد مرکب ہزارہا ساحروں کے
لاشے پڑے تڑپ رہے ہیں مگر لشکر میں انتشار جو ہوا جس بارگاہ میں صاحبقران
بیٹھے تھے پردے اسکے اٹھ گئے سرو قد گھبرائی ہوئی در بارگاہ پہ آکے کھڑی ہو گئی
میثاق نے جو دور سے دیکھا جی میں کہتا ہے اسی کے واسطے قدرت بیقرار ہیں میں تحفتاً
کرونگا کہ آپ نے تقدیر معقول نہ کی کہ عمرو و سکان کو پا جاتا لیکر حاضر ہوتا اسکو دیکھ
پایا نے آیا یہ سوچکر اڑکا بلند ہوا کڑک کے گرا سرو قد کو اٹھا لیا مگر امیر نے جو دیکھا کہ
سرو قد کو لیے جاتا ہے بیقرار ہو گئے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تیر جوڑ کمان میں
پیوست کیا کلائی میثاق کی تاکی تاک کر تیر مارا امیر کے ہاتھ کا تیر کب خطا کر سکتا ہے
عقاب تیر پر کھول کر چلا کلائی پر پڑا کہ توڑ کر استخوان کو پار گذرا سرو قد ہاتھ سے
چھوٹی امیر نے بڑھکر چند ملازموں کو اشارہ کیا کہ اسکو اٹھا لو ملازم سرو قد کو اٹھا
لیگئے میثاق بدحواس جی میں کہتا ہے کہ اگر خالی پلٹا تو کیسی ذلت کی بات ہے حمزہ پر
سحر تاثیر نہیں کرتا اس رمز سے قدرت بھی آگاہ ہیں علاوہ تاثیر نہ کرنے کے سحر جاکے
پلٹ آتا ہے جو ساحر سحر کر رہے ہیں انھیں کا کام تمام کرتا ہے ہائے کیا کروں سکان نے

جب دیکھا کہ ہاتھ میثاق کا زخمی ہوا کچھ سوچ رہا ہے تردد ہوا کہ کیا تدبیر کروں مگر میثاق نے
چاہا کہ اڑ کر بچکر نکل جاؤں کوئی مدعا حاصل نہ ہوا دیکھیے قدرت کیا فرماوین یہ سوچکر طرف
سکان کے چلا کہ اخفش نے للکارا کہ او میثاق غلامان صاحبقران سے تو آنکھ چار کر
ایک طرف سے اخفش اور دوسری طرف سے سکان ملکر سحر کر رہے ہین میثاق کو دیوانہ
کر دیا ہے جدھر پلٹتا ہے حربہ سحر پڑتا ہے اُسکو دفع کر کے پھر سنبھلتا ہے سکان نے آگ برسادی
میثاق کو وہ گردان ایسا ہی ساحر ہے کہ سب کے سحر سے بچ رہا ہے جب سحر کرتا ہے تلوارین
برستی ہین سوا اسے اسم اعظم کے اور کسی کے سحر کو نہین مانتا مگر صاحبقران لڑتے بھڑتے
قریب میثاق کے پہونچے میثاق نے تلوارین گرائین خنجر گرائے آگ برسائی مگر امیر پر
تاثیر نہ ہوئی تب تو امیر نے گھوڑے کو بڑھایا قریب میثاق کے پہونچے میثاق نے
ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کر وار کیا میثاق نے ہاتھ ہلایا تلوار چمک کر گری
چند سپرین فولادی سر پر میثاق کے حائل ہوئین مگر تلوار جو چمک کر گری سپرون کو
کاٹتا سپرون کو کاٹ کر جو تلوار گری تو سر میثاق کا زخمی ہوا میثاق نے اپنے کو مرکب
سے گرا دیا لوٹ مار کر بلند ہوا امیر نے کئی تیر مارے مگر میثاق پر نہ پڑے ایک تیر آخر کا
پانوں پر میثاق کے پڑا کہ پانوں میثاق کا زخمی ہوا مگر بلند ہو کر نکل گیا ایک پہاڑ پر
آکر ٹھہرا اور سوچنے لگا کہ او میثاق اگر خالی پلٹ گئے تو خداوند کو کیا منھ دکھاؤ گے
فرماوینگے کہ تم اس ہماہمی سے گئے اور خالی پلٹ آئے یہ سوچکر پہاڑ سے اُترا اگر
خواجہ عمرو کہ خوف سے میثاق کے بھاگے ایک مقام پہ جا کر ٹھہرے میثاق نے پرچہ
دیکھا معلوم ہوا کہ فلان مقام پہ عمرو ہے اُسی طرف چلا خواجہ ٹھہرے ہوے تھے
کہ دیکھا سامنے سے میثاق آتا ہے خواجہ وہان سے بھی بھاگے اب خواجہ جہان جا کر
ٹھہرتے ہین میثاق اُسی مقام پہ پہونچتا ہے ایک دن اور ایک رات خواجہ کو بھاگتے
بھاگتے گذر اتمام کوہ و دشت و بیابان مین جا کر چھپے مگر میثاق وہان بھی پہونچا اِدھر
چالاک بن عمرو تعاقب مین میثاق کے پھر رہا ہے اور دیکھتا ہے کہ قبلہ و کعبہ بھاگے
بھاگے پھرتے ہین اور میثاق دوڑا دوڑا پھر رہا ہے مگر میثاق کے پاس ایک کاغذ ہے

جب اُسکو نکالکر دیکھتا ہو تب دوڑتا ہی چالاک سمجھ گیا کہ یہ علم نجوم ہی اگر یہ اسکو نہ دیکھے
تو کیا عجب ہی کہ پھنس جائے ایک صحرا مین آیا دیکھا ایک نخل کا پودھا نہایت سرسبز و
شاداب گل غنچے اُسمین لاجواب ہین چالاک نے سوچکر توڑ کھولا کچھ پھول نکالے
کچھ غنچے کچھ طرح طرح کے پھل اُس درخت مین آراستہ کیے پھول بھی ہر رنگ کے
لگائے کسی طرف نرگس شہلا کسی طرف سنبل پر پیچ وتاب کسی شاخ مین نسرین و
نسترن درخت کو پورا چمن بنا دیا اور ایک تختی نکالی اُسمین بخط جلی لکھا کہ یہ نخل
قدرت خداوند سامری وجمشید ہی یہان تشریف لاتے ہین تمام درخت پر عطر
بیہوشی ڈالا اور ریخ مین اُسکی نقب کھودی اور خود اُسمین بیٹھا آمادہ ہو کہ اگر یہان
آئے تو میثاق کی گردن لون مگر میثاق پھرتا ہوا اُس صحرا مین پہونچا کہ بوے خوش
دماغ مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ صحرا مین ایک نخل ہی کہ سب طرح کے پھول وپھل
وغنچے اُس مین آراستہ ہین اور درخت پر ایک تختی لٹک رہی ہی کہ اُسپر بخط جلی
مرقوم ہی کہ این نخل قدرت خداوند سامری وجمشید است یہ دیکھکر میثاق بڑھا
جی مین کہتا ہی کہ جا بجا قدرت سامری کے ظہور ہین جمشید ثانی ناحق کو خداوند
بن بیٹھا ہو اُسکی قدرت کا کہین ظہور نہین عمرو کی تلاش مین یہ مدعا حاصل ہوا
بڑی سعادت حاصل ہوئی یہ سوچکر دوڑا جون جون قریب پہونچتا ہی خوشبو کی
لپٹین چلی آتی ہین تختی کو دیکھکر وجد مین ہی کہ اسکو پڑھکر بوسہ دون یہ سوچکر جھپٹا
جون جون قریب آتا ہو خوشبو بڑھتی جاتی ہو جب قریب پہونچا چاہا دوڑ کر تختی سے
لپٹون جیسے ہی دوڑکر قریب آیا اسطرح کی خوشبو آئی کہ جھوم کر گرا ادھر بیخ نخل سے
چالاک نکلا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ چالاک سہ * عیاری سن آنم چست * چالاک *
بچستم وشمن اندازم کفت خاک * نہ آید بادگرد تیز گامم * خلیفہ ادہم چالاک نامم *
خنجر کھینچکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا چاہا کہ قتل کرون کہ پہلو سے آواز آئی اے فرزند ٹھیرنے کا
کام نیا خوب نام کیا یہ وزیر اعظم جمشید ثانی ہو شاید مطیع اسلام ہو جسم پر سیہ عیاری
چالاک نے جو باپ کو آتے ہوے دیکھا ہاتھ روک لیا خواجہ جب قریب آئے تو

کہا اے فرزند تو نے بڑی عیاری کی اس لیے کو گرفتار کیا کیا کہنا یہ کہکے زبان میں میثاق کی
سوزن دی اور اُسی نخل سے باندھا کوڑا لیکر کھڑے ہوئے میثاق کو ہوشیار کیا میثاق
کی جو آنکھ کھلی اپنے کو نخل سے بندھا ہوا پایا زبان میں سوزن تھی خواجہ عمرو کوڑا لیے
ہوئے کھڑے ہیں کہہ رہے ہیں کیوں اے میثاق قدرت پروردگار کا تماشہ دیکھا تجھکو
کیونکر گرفتار کیا اب بہتر یہ ہے کہ جمشید ثانی پر لعنت کر اطاعت دین اسلام قبول کر اگر
اسکے خلاف کریگا تو تجھکو قتل کرونگا آٹھ پہر گزرے مجھکو بھاگتے بھاگتے اور تو نے
تعاقب نہیں چھوڑا آخر انجام دیکھا کر کیا ہوا میں اسی خیال میں تھا کہ میاں چالاک
بھی آلے میں دیکھوں کیا کرتے ہیں مگر حقیقت میں ایسی عیاری کی کہ جسکا مثل و نظیر نہیں
اب عمرو نے کمر سے میثاق کی دو پیچ نکال لیا دیکھا اُسمیں کچھ لکھا نہیں ہے میثاق جیکا
درخت سے بندھا کھڑا ہے سوچ رہا ہے کیا کروں کیونکر جان بچاؤں خواجہ نے کہا اے میثاق
کیا سوچ رہے ہو اگر کچھ مکر کروگے تو انتڑے تمہارے گلے میں آنتیں پڑینگی ہم تمہارے
تیور دیکھ رہے ہیں کہ تم کو یہی خیال ہے کہ اپنی جان بچاؤں ہم تمکو زنبیل کی سیر کرائینگے
نئے نئے سوا نئے نئے پہاڑ دکھائیں گے ملک الموت سے ملاقات کرائیں گے کہ اپنی
زندگی سے تم عاجز ہو جاؤ زنبیل میں پڑے رہوگے جب ٹوکری ڈھوؤگے تب
وجہ معاش ملیگی سیکڑوں جادوگر قید ہیں کہ آجتک اُنکا دربار نہیں ہوا جو جس جرم میں
قید ہوا وہ ہمیشہ کو قید ہوا ہزار تدبیر کروگے مگر وہاں سے رہائی نہ پاؤگے یہ کہکے
چہرہ اسی گھنڈیاں کھولیں کہا اے میثاق اپنے رہنے کا مقام دیکھ لو پھر اختیار ہے غرض
میثاق نے جھک کر دیکھا کہ بڑے بڑے ساحر ٹوکریاں سروں پر مٹی ڈھو رہے ہیں
اسنے گھبرا کر کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اس مقام کا کیا نام ہے عمرو نے کہا یہی زنبیل
ہے جسکو قید کر دوں کوئی رہا نہیں کر سکتا اگر جمشید ثانی تجھکو گرفتار کرکے لیجاتے تو بھی
زنبیل کو نہ دیکھ سکتا نگاہ وسعت دشمن کے مخفی ہو جاتی ہے کیا مجال ہے کہ کسی کا دخل ہو کہ اس
زنبیل میں آسکے یا ساحر زبان ہلا سکے میثاق کو بڑا خوف ہوا پسینے پسینے ہو گیا دل میں
کہتا ہے کہ اگر یہاں عمرو نے قید کر دیا تو کون ہمکو بچائیگا نہیں معلوم کیا انجام ہوگا پھر

نہ چھوڑونگا مشکل ان سب ساحرون کے مین بھی پڑا نہ ہونگا اور صاحبقران مالک تاث
ودنیا ہین ہر آفت سے بچالین گے جمشید کی محبت مین یہ آفت ہو آنکی دوستی مین راحت
ہو یہ سوچکر میثاق نے اِشارہ کیا کہ سوزن میری زبان سے نکالیے مین اطاعت کرتا ہون
عمرو نے دیکھا کہ پیشانی میثاق کی روشن ہوئی نور اسلام چہرے پر ظاہر ہوا عمرو نے
جھپٹ کر سوزن زبان سے نکالی میثاق نے چھوٹتے ہی عمرو پہ سحر کیا کہ پاؤن عمرو کے زمین
نے تھام لیے چالاک نے بڑھکر کہا او میثاق یہ تمنے کیا کیا اور دونون ہاتھ ہالے
اور حباب پھینکے میثاق پھر بیہوش ہو کر گرا عمرو نے پھر اُسکو باندھ دیا کئی مرتبہ میثاق
نے سحر کیا اور چالاک نے ہر فقرے سے بیہوش کیا میثاق سمجھ گیا کہ یہ عیار بلا کے ہین
اِنکے جھگڑے سے نکلنا دشوار ہو آخر قدمون پر عمرو کے گر پڑا کہا او شہنشاہ اوج عیاری
مین بصدق دل اطاعت کرتا ہون تدبیر رہائی بادشاہ وغیرہ بھی کرونگا یہ نہ سمجھنا کہ میرا
شریک ہونا بیکار ہوگا جمشید کو بڑا قلق ہوگا اپنے مقام پر کہیگا کہ میرا بازو ٹوٹ گیا
دیکھون اب کیا انجام ہو خواجہ ہر مرتبہ گلے سے لگا لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ او
میثاق نہ گھبرانا اگر تمھارے ساتھ کچھ بے اعتدالی ہوگی تو جان لگا دونگا قضائے کار
استقلان دریا بار ایک بادشاہ ہو کہ وہ برائے شکار نکلا ہو اُسکو ایک ہرکارے
نے خبر دی کہ میثاق کوہ گرزان شریک خواجہ عمرو ہو گیا جنگل مین ہاتھ باندھے
کھڑا ہو عمرو اُسکو تسکین دے رہا ہو ہمراہ استقلان بارہ ہزار جادوگر ہین اشارہ کیا
کہ چہار طرف سے گھیر لو یارو بڑی غیرت کی بات ہو کہ خداوند کا وزیر مسلمان ہو جائے
اور ہمکو معلوم ہو اور کچھ کوشش نہ کرین میثاق خواجہ کے پاس کھڑا ہوا باتین کر رہا
ہو کہ صحرا سے لینا لینا کی آواز آئی میثاق نے پلٹ کر دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر چہار طرف
سے بلوہ کیے ہوئے آتے ہین میثاق نے کہا خواجہ ہشیار ہین انسے سمجھ لیتا ہون انکی
کیا مجال ہو کہ مجھکو گرفتار کرین یہ کہکر بڑھکے گولہ مارا خواجہ گلیم اوڑھکر الگ ہوے
چالاک ایک غار مین مخفی ہوا مگر استقلان ساحرون کو اشارہ کر رہا ہو ساحر بلوہ
کرکے جاتے ہین مگر میثاق جسوقت سحر کرتا ہو ہزار دو ہزار ادھر گرتے ہین کسی پہ تلوار پڑی

کسی پر خنجر پڑا اسقلان دیکھ رہا ہی کہ تھوڑے عرصے مین میثاق نے چھ ہزار جوان مارکے
ڈالدیے وہ سحر کرتا ہی کہ زمین تھرا رہی ہی الامان کی آواز آرہی ہی کسی پر برق گری کسی پر
خنجر گرے کسی پر تلوارین گرین اسقلان گھبرایا جی مین کہتا ہی کہ یہ جوان سب کو مار کر نکلجائیگا
پکار اٹھا کہ یا خداوند جمشید ثانی مدد کیجیے ہم میثاق کو نہین روک سکتے آپ تشریف لایئے
اپنے وزیر اعظم کو لیجائیے جو وزیر کہ آپ کی خدمت مین رہا ہم اسکو کیا روک سکتے ہین
بیقرار ہوکر جو چلایا ابر تیرہ و تار پیدا ہوا نیزا رہا طائر آگے ابر کے زمزمہ سرائی کرتے ہوے
بڑھو بڑھکر پکار رہے ہین کہ یارو ہوشیار ہو جاؤ خداوند جمشید ثانی آتے ہین اُس ابر سے
آکر ابر تھرایا یکایک ابر پھٹا جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی تخت پر سوار آتے ہی للکارا
کہ او میثاق تجھکو کیا ہوگیا ہی چل میرے ساتھ وہی تیرا مرتبہ کرونگا تیرے لیے ذلت نہوگی
میثاق نے جواب دیا کہ مین تجھپر لعنت کرچکا یہ کہکر گرز مارا پایہ تخت جمشید ثانی ٹوٹا جمشید
نے دیکھا کہ پایہ تخت ٹوٹا بلا کا ساحر ہی میرے تخت کا تو یہ حال گزرا اور اس سے بھلا کون
لڑسکتا ہی اسکے سحر کا مثل نہین ہی کون اسکو روکے سحر کرنے لگا واضح رہے کہ جمشید سحر کی
جمشید کے پاس نہین ہی جب ہاتھ بڑھاتا ہی اُسی لکۂ ابر سے سنہری پنجے پیدا ہوتے ہین
جو شے طلب کرتا ہی وہ سامنے آجاتی ہی بس جمشید نے ہاتھ بڑھایا ایک سنہرا پنجہ پیدا ہوا
گرز لیے ہوے سامنے آیا جمشید نے وہ گرز پھینک مارا قریب سر میثاق آکے پھٹا
آگ برسنے لگی دھوان اسقدر پیچیدہ ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ ہوا سے دخان ہی
مجال نہین کہ کوئی اس مین گذر سکے اُس دھوئین کو دیکھکر میثاق نے قصد کیا کہ دھوئین
کو توڑکر نکلجاؤن جیسے ہی دھوان بلند ہوا آنکھون مین لگا بیہوش ہوکر گرا جمشید نے
رسن سحر لٹکا کر میثاق کا گلا باندھا اور اٹھا کر اپنے تخت پر ڈال لیا اسقلان سے پکار کر
آواز دی کہ او بندۂ خاص داویۂ قدرت تو خوب وقت پر آیا کہ اسکو روکا مگر یہ وہ
ساحر ہی کہ جسکو قدرت نے تعلیم کیا اب تم جاکر قیلاب کے شریک ہو کہ وہ حیران ہو رہا ہی
بہت گھبراتا ہی اسقلان نے عرض کی غلام اب گھر نجائیگا جاکر قیلاب کا شریک ہوتا
ہی عمرو نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ میثاق کو جمشید لے گیا چالاک بھی غار سے نکلا

کہا قبلہ و کعبہ بڑی بدنامی ہو اگر میثاق قید رہا تو آپ کے لیے سُبکی ہو عمرو نے کہا دیکھو
مین ابھی جاتا ہون اگر خدا نے چاہا تو قصر ہفت رنگ مین جاکر داخلہ کرون دیکھون
میثاق کیسکے سپرد ہوتا ہو چالاک نے کہا غلام بھی آئیگا عمرو نے کہا بیٹا تمھارا کام نہین
ہو بہ کیکہ خواجہ بھاگے طرف قصر ہفت رنگ کے جاتے ہین یہی خیال ہو کہ جاکر میثاق
کو رہا کرون مگر جمشید ثانی جو میثاق کو لیکر دربار مین آیا اور وزرا بھی موجود ہین
سب طعن و تشنیع کرنے لگے میثاق کسی کو جواب نہین دیتا تینون وزیر کہہ رہے ہین
کہ اے میثاق تجھنے خداوند کا خوف نہ کیا اور شریک مسلمانان ہو گئے دیکھا قدرت
کیونکر گرفتار کرلائے کسی مسلمان کی جرأت نہ ہوئی کہ تمکو روک لیتا جب جمشید نے
بہت کچھ کہا تو میثاق نے جواب دیا کہ اے یاوہ گو جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کرین نے
دو کد و کوشش کی کہ اگر تو دیکھتا تو وجد کرتا مگر چالاک نے ایسا دھوکا دیا کہ گرفتار
ہو گیا اب کیا چارہ ہو مین مسلمانون کا ساتھ نہ چھوڑونگا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر
جمشید نے پکار کر آواز دی کہ اے احول جادو جلد حاضر ہو ایک ساحرہ احول چشم
آئی جمشید نے اِشارہ کیا کہ میثاق کی آنکھین نکال لے اُس عورت نے انگلیان ڈالکر
آنکھین میثاق کی نکال لین ڈھیلے تک نکل آئے میثاق آہ کرکے بیٹھ گیا اور جادوگرنی
نے جھولی سے ڈبیا نکالی اُس مین آنکھین رکھین اور پھر غائب ہو گئی جمشید نے حکم
دیا کہ کلاق خارہ شکن اسکو لیجا کر قید کر۔ کلاق نے میثاق کو ہمراہ لیا ایک مقام
اندھیرے مین لاکر قید کیا خواجہ کی بیقراری میثاق بھی درد چشم سے لوٹ رہا ہو
ہاتھ آنکھون پر رکھے ہوئے گراہ رہا ہو بے اختیار کبھی پکارتا ہو کہ اے خداوند زمین
و آسمان و اے رحیم و رحمان تیرے اسماے متبرکہ سے دل کو قوت ہوتی ہو اور قلب
کو طاقت ہوتی ہو اے رحیم اِس آفت سے بچالے اور اِس بلاے ناگہانی سے رہائی
دے میثاق دعائین مانگتا ہو مگر خواجہ پھرتے ہوئے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا
ایک مقام پر ایک مکان ہو اور ایک جادوگرنی بیٹھی ہو چند کنیزین پھر رہی ہین
عمرو نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر کنیزون مین ملا کنیزون سے پوچھا کہ یہ

مالک مکان کا کیا نام ہے ایک کنیز نے ہاتھ چمکا کر کہا بوا تم ایسی نادان ہو کہ مالک کا نام بھول گئین ملکہ احول چشم جادو اِس باغ مین رہتی ہین اُنھون نے میثاق کو نابینا کیا ہے عمرو اندر آیا خیال مین گذرا کہ بڑا غضب ہوا کہ میثاق نابینا ہو گیا کیا عجب ہے کہ اِسکے قتل پہ دو وبینا ہو عمرو یہ سوچ رہا ہے اور احول مسند پر بیٹھی ہے کہ آسمان پر بجلی چمکی دیکھا ایک جادوگرنی طاؤسی تخت پر سوار آئی کئی کنیزین اُسکے ساتھ ہین اُسنے کہا کیون بوا احول جلسے مین نہ چلوگی احول نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین وہ جادوگرنی تو روانہ ہوگئی عمرو نے پوچھا ملکۂ عالم اِنکا کیا نام ہے احول نے کہا ملکہ ندیم جادو مصاحب خداوند لقا تھوڑی دیر کے ایک اور جادوگرنی آئی اُسنے آکر احول کا ہاتھ پکڑ لیا کہا بوا چلو اب وقت جانا ہے احول اُسکے ساتھ اُٹھی کنیز نے چپکے سے پوچھا اِن بی بی کا کیا نام ہے احول نے کہا اِنکا قسیم جادو نام ہے عمرو بھی اُچک کر تخت پر بیٹھے تخت اُڑتا ہوا چلا تھوڑے عرصے مین سامنے قصر ہفت رنگ کے پہونچے سات برج قصر کے بنے ہوے بیچ مین جو قصر ہے اُس مین تخت پر جمشید ثانی بیٹھا ہے ناچ ہو رہا ہے ایک نازنین مہ جبین بتا بتا کر یہ اشعار گا رہی ہے

نظم

تار تار پیرہن میں بن گئی ہو بوے دوست
مثل تصویر نہالی مین ہون یا پہلوے دوست

چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہو مگر
حسن مطلع ہو جبین مطلع ہو صاف ابروے دوست

ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت ہو دراز
دوش سے نیچے نہین اُترے ابھی گیسوے دوست

دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آگئے کو سینۂ صافی نے دکھایا روے دوست

واہ ری شانے کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
پنجۂ شل سے کھلینگے عقدہ ہاے کوے دوست

داغ دل پہ خیر گذرے تو غنیمت جانیے
دشمن جان ہین جو آنکھین رکھتی ہین سوے دوست

فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست

یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم
جب اُڑاتی ہو ہوا سے تند خاک کوے دوست

اُس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست

خواجہ احول کے ہمراہ چلے گانے والی کے پاس جا بیٹھے جو طبلہ بجا رہی تھی اُس سے کہا بوا تم

سم پہ نہ بجاتی ہو مجھے دو مین ٹھیکہ ٹھیک بجاؤن وہ سمجھی کہ یہ احول کی مقرب ہو
آستے طبلہ دیدیا خواجہ نے اِس کیفیت سے بجایا کہ جمشید بول اٹھا کہ طبلہ بجانے والی
گانے والی کو سنبھالے ہوئے ہو مگر افسوس ہو کہ میثاق اِس صحبت مین نہین ہو وزرا
نے عرض کی اگر حکم ہو تو بلائین سب ملکر سمجھائین اِشارہ کیا کہ میثاق کو لاؤ جاکے کنیزین
میثاق کو لائین میثاق آنکھون سے نابینا جمشید نے کہا او میثاق یہ کیا حال ہو اگر
دو چار دن نہ مانوگے تو تمھارے قتل کا حکم دونگا میثاق نے کہا او بیحیا کیا بکتا ہو میرا
معین و مددگار پروردگار ہو اگر موت تیرے ہاتھ سے ہو تو مجبوری ہو ورنہ بقول شاعر فرد
اگر تیغ عالم بجنبد زجاے ٭ نبرد رگے تا نخواہد خداے ٭ جمشید نے کہا جس کو یاد کرتا ہو
مین تو تقدیر کر چکا میثاق نے کہا اپنے مقدمے مین تو تقدیر کیجیے لوح طلسم تو بچا لیجے
جمشید نے جھلا کر کہا اسکو قید خانے مین لیجاؤ کنیزین میثاق کو لے گئین مگر قسیم جادو
کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جی مین کہتی ہو کیسا جلیل یون ذلیل ہو رہا ہو افسوس صد افسوس
آنکھین بھی اسکی نکلوالین بی احول کے سپرد کی ہین کملاق خارہ شکن اسیر متسلط ہو
او قسیم کیونکر اسکو قید سے چھڑاؤن کنیز جو طبلہ بجا رہی تھی اُس سے کہا کہ تم بجاؤ کنیز
نے قسیم کے کان مین کہا کہ آپ کو کیا سوچ ہو میثاق کا حال آپ نے دیکھا قسیم نے
کہا تیرا کیا نام ہو کنیز نے کہا گلچہرہ مجھکو کہتے ہین مگر میثاق کے حال پر رحم آتا ہو کہ خداوند
نے بڑی بدعت کی خالی اِسکو قید رکھا ہوتا آنکھین کیون نکلوالین قسیم نے کہا آج شبکو
مین تدبیر کرونگی گلچہرہ نے کہا مین آپ کے ساتھ ہون قسیم نے کہا مقام سخت ہو مجھکو
خوف ہو کہ ایسا نہ ہو شیر تمھین چیر پھاڑ ڈالین مین تو اپنے کو بچاؤنگی عمرو نے کہا کہ مین
آپ سے زیادہ ہنر کرونگی اپنے کو بچاؤنگی اور شیرون کو مارونگی اور آپ کی بھی جان
کی حفاظت کرونگی قسیم نے کہا لیا او قت پر گھبرا جاؤگی جان بچا کر بھاگوگی عمرو نے کہا
ملاحظہ فرمائیے گا دیر تک دونون مین صلاح رہی جب دو پہر شب گذری تو جمشید تکیے
پہ سر رکھکے سو گیا وزرا نے بھی آرام کیا قسیم اپنے مقام سے اٹھی خواجہ قسیم کے
پیچھے پیچھے ہوئے جب قسیم گوشے مین آئی تو عمرو نے ایک گلوری نکالکر دی قسیم نے وہ

گلوری کھائی کھاتے ہی لڑکھڑائی بیہوش ہوگئی عمرو نے زبان میں سوزن دیکر ہوشیار کیا
قسیم کی انکھ کھلی دیکھا ایک گوشے مین بیٹھی ہون ایک شخص دبلا پتلا سامنے کھڑا ہوا در
کہ رہا ہو کہ ای قسیم منم مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو مین تیرے ساتھ ہون مگر اطاعت اسلام
قبول کرو ورنہ قتل کرونگا قسیم مطیع اسلام ہوئی عمرو نے سوزن زبان سے نکالی اب قسیم
و خواجہ چلے سامنے کمرے کے پہونچے دیکھا اندر سے رونے کی آواز آتی ہو اور دروازہ
پر دو شیر بیٹھے ڈکار رہے ہین قسیم نے کہا خواجہ دو شیر بیٹھے ہین انکو کیونکر دفع کرون مگر سحر
کرتی ہون یہ کہکر قسیم نے سحر کیا کہ دونون شیر آپس مین لڑنے لگے مگر ایک نے ایک کو مارا
ایک دم ہلاتا ہوا چلا گیا قسیم نے بڑھکر دروازہ کھولا اندر کمرے کے آئی دیکھا میثاق
سر جھکائے رو رہا ہو دروازے کی آواز سُنکر سر اُٹھایا قسیم نے کہا او میثاق جادو
منم قسیم جادو خواجہ عمرو بھی ساتھ ہین میثاق نے کہا مجھے رہا کرنے آئی ہو جب تک
احول نہ قتل ہوگی مین یون ہی بیکار رہونگا او شہنشاہ ارج عیاری جسطرح ممکن ہو
احول کو گرفتار کرو اور وہ ذبیح ہو تو پھر مین لایق و فایق ہو جاؤن عمرو نے کہا قسیم
تمکو لیے جاتی ہین اور مین انشاء اللہ احول کو بھی لاتا ہون میثاق نے کہا مین حرکت سے
بھی ناچار رہون اور آنکھون سے بالکل بیکار رہون خیر قسیم کو اختیار ہو قسیم نے میثاق
کی کمر مین پنجہ دیا اور اپنے باغ کا پتہ بتایا کہ خواجہ فلان مقام پر میرا باغ ہو جب قسیم
میثاق کو لیکر نکل گئی تو خواجہ دوڑتے ہوئے کنیز کی شکل پر پاس احول کے آئے کہا
ای ملکۂ عالم اب اپنے مکان کو چلو قدرت آرام فرماتے ہین جب قدرت اٹھین گے
تو محفل مین ہنگامہ ہوگا شاید تجھسے بھی پرسش ہو تو کیا جواب دوگی مفت مین گنہگار
ہوگی احول نے کہا ارے کیا ہوا عمرو نے کہا بی قسیم جادو میثاق کو لیگئین قیدخانہ
خالی پڑا ہو کملاق بھی پرسش کریگا احول گھبرا کر اُٹھی کہا گلچہرہ تو نے خوب خبر دی
بی قسیم کی بھی شامت آئی ہو قدرت مٹا دین گے تمام عمدہ اُنکا خاک مین ملا دین گے
احول اسی وقت سوار ہوئی خواجہ بشکل گلچہرہ احول کے ساتھ باتین کرتے ہوے
چلے احول اپنے باغ مین آکر اُتری خواجہ بھی ساتھ ہین کہا بی بی آپ نے سُنا مین نے

آج کیسا طبلہ بجایا احول نے کہا کبھی تمکو گلچہرہ اِس کام مین نہین دیکھا اِسوجہ سے تعجب ہوتا ہی کہ تمکو کیونکر حاصل ہوا گلچہرہ نے کہا واری خداوندمرا میرے خواب مین آئے تھے گانا بھی تعلیم کرگئے اور فرمایا تھا کہ سوا احول کے اور کسی سے نہ کہنا لہذا مین نے عرض کیا اب آپ کو اختیار ہو مگر ذرا گانا میرا اُسن لیجیے احول نے کہا اوگلچہرہ تم جلسہ کرینگے سب شاہزادیون کو سنوائین گے اور اِسکا فخر کرین گے کہ قدرت نے ہماری کنیز کو تعلیم کیا ہو گلچہرہ نقلی نے کہا پہلے سماعت تو فرمائیے یہ کہکر سبد سا سبد سا ٹھیک بجاکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

وصل کے واسطے کل کہگیا جانان میرا — آج کیا حال کریگی شب ہجران میرا
ہائے کیا قہر ہو کچھ میری طرح اب یہ بھی — منھ چھپا لیتا ہو دل مین مرے ارمان میرا
خوف تکلیف ہو سر کا ہیئے اپنا کیونکر — روز شرماتا ہو آکر مجھے احسان میرا
ناتوانی کی اجازت نہ ملی گرچند سے — ہاتھ ہو جائیگا پیوند گریبان میرا
مجھکو باتین تری تاثیر کرین کیا واعظ — پاس ہی اُس بت بدکیش کے ایمان میرا
خبر وصل بھی سنکر یہ نہین خوش ہوتا — اِسقدر یار سے آزردہ ہو ارمان میرا
کثرت گریۂ الفت سے یہ عالم ہو نسیم — کم سمندر سے نہین گوشۂ دامان میرا

احول نے گلچہرہ کو گلے لگا لیا کہا او گلچہرہ بیتاب کردیا عمرو نے کہا مجھے تو یاد نہین رہا بہت سے کمال قدرت نے بندی کو تعلیم فرمائے ہین اور یہ بھی فرمایا تھا کہ تو شراب پلائیگی احول نے کہا او گلچہرہ یہ تو بہت مشکل ہو عمرو نے کہا امتحان کیجیے شاید صادق آئے یہ کہکر گلابیان کھینچین جام لبریز کرکے سر پہ رکھا سامنے احول کے گت ناچی احول ہر مرتبہ یا خداوند یا خداوند کہے جاتی ہو کہتی ہو اب جام گریگا مگر اِس خوبصورتی سے جام سامنے لائی کہ احول کھڑی ہوگئی دونون ہاتھ بڑھاکر جام لیا لیکر پی گئی اب تو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی احول کو جو نشہ ہوا خواجہ نے پوچھا کیون او ملکۂ عالم وہ ڈبیہ کہان ہو جس مین بیٹاق کی آنکھین ہین احول نے کہا وہ سامنے صندوقچہ رکھا ہو اُس مین ڈبیہ ہو

مگر ای گلچہرہ عجب حال ہی آسمان سے پریان چلی آتی ہین بعض مجھے بلاتی ہین دیکھو ایک
پریزاد عمدہ کپڑے پہنے ہوے تاج سر پر رکھے مجھے بلا رہی ہی خواجہ نے کہا آپ اُسے
بلا لیجیے جو اپنے سے محبت کرے اُس سے ضرور محبت کیجیے احول نے کہا لو آؤ یہ کہکے
اُٹھی بیہوشی نے طمانچہ مارا ارے کہکے گری گرتے ہی اُسکے کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین
جو اُٹھی وہ جہان سے اُٹھی گری اور بیہوش ہوئی جب سب بیہوش ہو چکین خواجہ کو
تو احول کی باتین بہت پسند آئی ہین صندوقچہ کھولکر ڈبیہ نکالی سارے مکان کو دوڑ لیا
احول کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا لیکر چلے قسیم کا باغ پوچھتے ہوے یہان قسیم میثاق کو
لیکر اپنے باغ مین آئی میثاق بلک بلک کر رو رہا ہی کہہ رہا ہی ای ملکۂ عالم مجھے ایسا بیکار
کیا کہ مین نہین دیکھ سکتا کہ آپ کی صورت زیبا کیسی ہی حقیقت مین تمنے احسان کیا مجھے
امید تھی کہ جس قید خانے مین سعد شہریار قید ہین مین بھی وہان جا کے قید ہونگا میرے
ساتھ وہ بھی رہائی پاوینگے مگر افسوس ہی کہ مجھکو جمشید نے الگ قید کیا اور اُس شہریار
کا کچھ احوال نہ معلوم ہوا کہ اُنپر کیا گذری دیکھیے خواجہ احول کو لاتے ہین یا نہین قسیم
کہہ رہی ہی ای میثاق مجھے تجھسے قلبی محبت ہی مگر شکر یہ کرتی ہون کہ مجھکو محبت بجنس نہین ہی
مین تمھاری رہائی کی جویا تھی پروردگار عنایت کی نظر کرے کہ تمھاری آنکھین روشن
ہون اور لشکر اسلام تک بخیر و عافیت پہونچو مین بھی ملازمت صاحبقران کرون
اُنکے اوصاف ایسے ہی سنے ہین یہ ذکر تھا کہ خواجہ ڈھونڈھتے ہوے وہ باغ پہونچے
کنیزین جو دروازے پر تھین وہ چیخ مار کر بھاگین سامنے آکر قسیم کے کہنے لگین کہ ایک
جن مانس دروازے پر آیا ہی دوسری نے کہا ملکۂ عالم یہ جھوٹی ہی جلمانس ہی تیسری نے
کہا مرچھیا جن ہی چوتھی بول اُٹھی اچھا خاصہ مٹھیا دیو ہی ہاو ہاو کرتا ہوا آتا ہی میثاق ہنسا
کہا لو بی قسیم مبارک ہو خواجہ آ گئے کیا عجب ہی کہ میری مراد بھی لاے ہون کنیزون
نے کہا انسان تو وہ نہین ہی قسیم نے کہا بلا لو کنیزین ڈرتی ہوئی دروازے تک آئین
خواجہ عمرو کو بلا لائین مگر ڈر ڈر کے پیچھے ہٹتی ہین کہہ رہی ہین کہ میان جن مانس صاحب
آؤ ملکۂ عالم بلاتی ہین مگر سب حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ کون شخص آیا ہی کہ میثاق بھی

خوش ہو ملکۂ عالم بھی فرماتی ہین کہ بلا لو ایسا نہ ہو کسی کو کہا جاے خواجہ بھی سب کو ڈراتے
ہین اب جو اندر آے قیسم نے اٹھکر سلام کیا اور کہا میان میثاق کی بھی مراد لاے خواجہ
نے کہا وہ ڈبیہ بھی لایا ہون اور بی احول بھی موجود ہین اب بھی اگر علاج نہ ہو تو تعجب کا
مقام ہو خواجہ نے ڈبیہ نکالکر سامنے رکھی کہا او میثاق اِسمین آنکھین تمھاری موجود ہین
میثاق نے کہا احول کو نکالیے خواجہ نے احول کو نکالا زبان مین سوزن دیکر رخت سے
باندھکر ہوشیار کیا اب جو احول کی آنکھ کھلی دیکھا سامنے میثاق اور قیسم بیٹھے ہین ایک
عیار کو مڑا ہیے کھڑا ہو کہ رہا ہو او احول مناسب یہ ہو کہ اطاعت اسلام قبول کرو چلکے
امیر کی ملازمت کرو مگر اِنکی آنکھون کی تدبیر بتاؤ کہ میثاق کی آنکھین روشن ہون عمرو
نے چند دلائل مذہب اسلام کے اور چند برائیان مذہب کفار کی اسطرح بیان کین کہ
زنگ کفر آئینۂ دل سے احول کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ مجھکو رہا کیجیے
تو آنکھین اِنکی روشن کرون خواجہ نے خیال کرکے دیکھا کہ پیشانی اِسکی روشن ہو
زبان سے سوزن نکالی احول چھوٹتے ہی قدمون پر خواجہ کے گری اطاعت اسلام
بصدق دل قبول کی احول نے وہ ڈبیہ کھولکر آنکھین حلقۂ چشم مین میثاق کے رکھین
کچھ اسماے عزیز پڑھے میثاق بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ہوشیار ہوا چند قطرات
گندیدہ نکلے آنکھین میثاق کی مثل تارے کے روشن ہو گئین اب جو خواجہ کو دیکھا
کہنے لگا او شہنشاہ اوج عیاری آپ نے بڑا احسان کیا کہ مین پھر انسانون مین آکر
شریک ہوا مجھے امید نہ تھی کہ پھر مین تمکو دیکھونگا مگر شکر کرتا ہون اُس پروردگار کا کہ
مُسنے یہ نعمت عطا کی اب طرف لشکر کے عمل چلیے قیسم نے کہا کہ او میثاق میرے باغ مین
مال بے حساب ہو یہ سب رہا جاتا ہو خواجہ نے کہا آپ باہر تشریف لے چلیے مین چھکڑے
منگوا کر سب لدوا لونگا جسوقت جو شے مانگو گی بلا تکلف حاضر کرونگا قیسم اور میثاق
باہر نکلے احول بھی ساتھ ہو خواجہ نے جال مار کر سب مال نذر زنبیل کیا پکار کر کہتے
جاتے ہین چھکڑے لے چلو جب باہر نکلے تو قیسم نے پوچھا کوئی چھکڑا باہر نہین نکلا عمرو
نے کہا تمنے خیال نہین کیا سب چھکڑے اِسی طرف سے گئے ہین قریب لشکر پہونچے ہونگے

شاگرد میرے اُتر والین سگے میثاق نے کہا اے ملکہ عالم نہ گھبراؤ جو خواجہ فرماتے ہین
اُسی طرح مال ملیا یگا غرض تخت پر سوار ہوے خواجہ و میثاق و قسیم و احول طرف
لشکر اسلام کے روانہ ہوے مگر وہان صبح کو کلاق خارہ شکن جو اپنے مقام سے اٹھا
اول قید خانے مین آیا میثاق کو وہان نہ پایا سامنے جمشید کے پہونچا کہا یا خداوند
کیا تقدیر تو کی کہ قیدی غائب ہو گیا جمشید نے کہا مین تیور دیکھ رہا تھا قسیم و احول
شریک مسلمانان ہو گئین اپنے باغ کو قسیم نے چھوڑا طرف لشکر اسلام کے جاتی ہین
کلاق نے کہا یا خداوند میرے قیدی کو لیگئین مین جا کر سب لشکر کو تباہ کرونگا اور
میثاق و قسیم و احول کو لاؤنگا اور سارہ بان زادے کا تو وہ احوال کرون کہ عمر بھر یاد
کرے جمشید نے منع کیا کہ اے کلاق تم نہ جاؤ ساعت نیک نہین ہی کچھ رنج تمکو پہونچیگا
اور کیا عجب ہی کہ پھنس جاؤ کلاق نے نہ مانا کہا یا خداوند جاتے ہی آگ لگادونگا اور
میثاق کی تو کیا مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے دیوانہ کرکے مار ونگا یہ کہکے اٹھا اور ایک
اژدر پر سوار ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا یہان صاحبقران زمان بارگاہ مین
تشریف رکھتے ہین سردار جمع ہین سکان و اخفش کہ رہے ہین کہ خواجہ کو گئے ہوے
عرصہ ہوا نہین معلوم کیا گذری صاحبقران فرماتے ہین خواجہ کا جانا خالی از لطف
نہ ہوگا یہ ذکر تھا کہ لشکر مین بلوہ ہوا فریاد و الغیاث کی صدا آنے لگی صاحبقران نے
فرمایا اے سکان دریافت تو کرو کہ یہ کیا بلوہ ہو سکان جو باہر نکلا دیکھا کلاق وزیر اعظم
جمشید ثانی کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی کہ خیمے بارگا ہین جل رہی ہین ہر طرف سے صداے فریاد و
الغیاث بلند سرکٹ کے اہل فوج کے گر رہے ہین بعض آگ مین جلے بعض بیہوش ہو کر
گرے بعض بھاگتے پھرتے ہین مگر جدھر جاتے ہین منھ کے بھل گرتے ہین سکان نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا آکر امیر سے کہا کہ دوسرا وزیر جمشید ثانی کا جواب وزیر اعظم قرار
پایا ہی کلاق خارہ شکن نام لڑ رہا ہی لشکر کے ہزار ہا آدمی مارے جا چکے ہین اگر
حکم ہو تو غلام جاکے مقابلہ کرے مگر سحر مین وہ بست زیر دست ہی جو سحر کہ حضور نے
میثاق کا دیکھا اُسکا سحر اُس سے زیادہ ہی چہار طرف سے سحر کر رہا ہی لشکر مین دشمن ان

بلند ہی جسکی آنکھ مین لگا وہ نابینا ہوا یہ مجال نہین ہی کہ بچ سکے چہار جانب اُسنے گھیر ڈالا ہی اور پکار پکار کر کہرہا ہی کہ میثاق و قسیم و احول کسطرف ہین انکو مجھے حوالے کرو تو تمکی جان بخشی کرون ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا صاحبقران فورًا اسوار ہوے باہر آکے دیکھا کہ ہزارہا نابینا ٹکراتے پھرتے ہین آوازین دیتے ہین کہ اے پروردگار ہمکو ہلاکت سے بچالے اِس آفت سے نجات دے تو مالک و مختار ہی تیرا رحم کافی ہی رباعی

شاہا ز کرم برمن درویش نگر — بر حال من خستہ و دل ریش نگر
ہر چند نیم لایق بخشایش تو — برمن منگر بر کرم خویش نگر

صاحبقران زمان نے جو فوج کو اِسطرح تباہ و برباد دیکھا وسط لشکر مین آئے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب منیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و تمقام نام — یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کرکے اسم اعظم کو بہ آواز بلند پڑھنے لگے سکان اور اخفش نے آکر دو جانب سے سحر کیا بہ برکت اسم اعظم خالق دو جہان ہزارہا نابینا بینا ہوے جو دیوانہ وار پھر رہے تھے وہ ہوش مین آئے اب نقیب ہاے بلند آواز جمع مین آکر آوازین لگانے لگے اور ہر ایک کی زبان پر یہ اشعار عبرت آمیز تھے نظم

ہر شخص کو ایک دن ہی مرنا — بوڑھا ہو کہ طفل ہو کہ برنا
مٹی مین ملین گی صورتین سب — مٹی کی بنی ہین صورتین سب
جانے کے لیے ہی سب کا آنا — گذرا یونہی اسقدر زمانا
کیا زور امانتِ خدا ہین — کیا دخل مشیت خدا ہین
فرصت نہین منھ سے بولنے کی — مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
پھر رک نہ سکا وہ جسکی آئی — بیٹا ہو کہ باپ ہو کہ بھائی
بندہ بندہ خدا خدا ہی — جو حکم وہ دے وہی بجا ہی

احمد محمود و عمر اور زید　　مرنے کو سب آئے ہین بلا قید
بد ہو یا نیک نحس یا سعد　　پہلے کوئی جائے گا کوئی بعد
نابود و لفظ بود ہو ایک　　سب کا عدم و وجود ہو ایک
جو جان کی کنار مین رہا ہو　　آغوش لحد مین اسکی جا ہو
ہو زیست اگر بصورت لوح　　اک دن نکلے گی جسم سے روح
سب کے لیے اک یہی سبق ہو　　مرنا برحق ہو موت حق ہو
یہ بات مگر سمجھنے کی ہے　　اچھون کو قضا بھی چاہتی ہو
وعدہ جب ہو گیا برابر　　گھر ہو کہ سفر ہو بحر یا بر
چھٹکارا پھر نہین کہین پر　　آپہونچیگی موت بس وہین پر
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان　　کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا وان
موقوف اک آدمی پہ کیا ہو　　ہر چیز کے واسطے فنا ہے
سب کے لیے یہ سفر ہو درپیش　　دو روز کا ہو فقط بس و پیش
یہ جو ہو سات دن کا ہفتہ　　سب جائین گے اس مین رفتہ رفتہ
کس کس کو موت نے نہ لوٹا　　کسکا تھا ساتھ جو نہ چھوٹا

یہ اشعار جو نقیب پڑھ رہے ہین بہادر نیزہ اٹھا کر چاہتے ہین کلاق پر جا پڑین لیکن کلاق کے سحر سے ہوا سے تیز چل رہی ہو قریب کلاق نہین پہونچ سکتے صاحبقران نے کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ گھوڑا بڑھا کر قریب کلاق کے جاؤن مگر ہوا نے نہ بڑھنے دیا ہر چند کہ امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین مگر اشقر اکثر ٹھہر جاتا ہو منہ پھرا کر کہتا ہو کہ آقاے نامدار مین مجبور ہون کہ قدم نہین اٹھتا صاحبقران نے ناچار ہو کر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے پکار اٹھے کہ اے کارساز و اے بے نیاز کوئی سبب حصول پیدا کر کہ اس آفت سے نجات ہو تو بخوبی آگاہ ہو کہ مین مجبور و ناچار ہون سراسر بیکار ہون یہ جو صاحبقران نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا آسمان پہ برق چمکی دیکھا میثاق کوہ گردان و قسیم واحول و خواجہ عمرو ایک تخت پہ سوار سامنے سے نمایان

ہوئے مگر میثاق نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہا اے قسیم غضب ہوا ہماری تمھاری تلاش مین
کلاق آپڑا اسی غیرت مین لڑ رہا ہوں یہی چاہتا ہو کہ تمکو اور مجھکو پاکے تو زندہ نہ چھوڑے
قسیم نے کہا ایک طرف سے ہم اور احول سحر کرین اور دوسری طرف سے تم جا پڑو
یقین ہو کہ پروردگار فضل کرے اور اے میثاق دیکھو کر صاحبقران صاحب اسم اعظم
ہین مگر قریب کلاق کے نہین پہونچ سکتے عمرو نے کہا اے میثاق حقیقت مین یہ حال
ہو کہ قلب پر امیر کے ہجوم غم و ملال ہو یہ لوگ جو قتل ہوئے صاحبقران کو کیسا صدمہ
پہونچا ہوگا میثاق تخت سے کودا اور للکار کر آواز دی کہ او کلاق اس بدعت سے
کیا نفع ہوا ہزارہا بندگان خدا کا خون اپنی گردن پر لیا اگر میری تلاش مین آیا ہو تو مین
موجود ہون یہ کہکر گولہ مارا کلاق نے جو گولہ کاٹا اسطرح کا دھوان نکلا کہ تمام صحرا تاریک
ہوگیا ایک طرف سے قسیم و احول نے سحر کیا کہ اُس اندھیرے مین برق چمکنے لگی اور
سب برقین کلاق کی طرف جاتی ہین مگر یہ دفع کر رہا ہو صاحبقران نے جو دیکھا کہ
کلاق طرف دفع سحر میثاق و قسیم و احول کے متوجہ ہو اسم اعظم پڑھتے ہوئے گھوڑے
کو بڑھایا قریب کلاق کے پہونچے اور قریب آکر نعرہ کیا کہ او کلاق بہت غریب کشی
کرچکا کلاق نے جو صاحبقران کو قریب دیکھا سحر کرنے لگا مگر اسم اعظم الٰہی کے سامنے
سحر کی کیا نمود ہو ادھر میثاق مہلت نہین دیتا آگ برسا رہا ہو اور چاہتا ہو قریب جا کے
لڑون کلاق سے تلوار چلے مگر صاحبقران نے قریب آکر وار کیا کلاق نے سپر ہائے
فولادی سر پر حائل کین مگر تیغ عقرب جو تڑپ کر گرا برق جندہ سے کب پناہ ہو ہونکر
سپرون کے ٹکڑے اُڑ گئے تلوار سر پر کلاق کے گری کہ کلاق زخمی ہوا تڑپ کر بلند
ہوا امیر نے تیر مارا کہ پانوُن بھی کلاق کا زخمی ہوا بے سر و پا زخمدار و بیقرار کلاق
بھاگا میثاق نے چاہا پیچھا کرون صاحبقران نے آواز دی اے میثاق اب اُسطرف
نہ جاؤ بھگوڑے کو بھاگ جانے دو آج اُسکی موت نہ تھی کہ تیغ عقرب سے بچ گیا سارے
لشکر کو اطمینان ہوا قیلاب کو ہرکارون نے خبر دی کہ میثاق کوہ گردان شریک امیر
ہوا و قسیم و احول بھی ساتھ آئے ہین کلاق آیا تھا زخمی ہو کر گیا قیلاب تو گھبرا رہا تھا

اسنے پھر عرض بادشاہ طلسم کو لکھی کہ اے شہنشاہ گیتی ستان اب مجھسے در رہتہ چپوڑا جاتا ہے امیدوار
ہون کہ میری مدد کیجیے ایسا نہ ہو کہ شکست فاش ہو جاے گئے کی تلاش ہو یہ عرض یاس ہنگام پر جا
کے پہونچی ہنگام نے جو نامہ پڑھا غصے مین کانپنے لگا لہا یارو کیا ستم ہے کہ مسلمان بڑھتے
چلے آتے ہین مگر تاسف کرتا ہون کہ طلسم کشا قید ہو گئے اور مسلمانون کا وہی زور وشور
ہے یارو تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ براے مدد قیلاب جاے اور جاکر اُسکی مدد کرے اور
طیران بھی گیا ہوا ہے اُسنے کچھ انتظام نہین کیا یہ کیسا ساحر زبردست ہے اُسکو تو اپنے سحر پر
بڑا ناز ہے مگر یقین ہے کہ طیران ضرور آفت برپا کریگا شاید ابھی کسل سفر ہے اسوجہ سے کچھ
بندوبست نہین کیا کہ سرو مہر جادو اپنے مقام سے اُٹھا عرض کی کہ اے شہنشاہ طلسم مین جاتا
ہون سب کی مشکلین باندھکر لاتا ہون اور ارادہ ہے کہ بعالم غفلت جاؤن حمزہ کو جاکر
اُٹھا لاؤن میان میثاق وغیرہ سب بھاگتے پھرین گے جب حمزہ قتل ہو جائیگا تو کوئی
سر نہ اُٹھائیگا یہ کہکے تخت سحر پر سوار ہوا تین لاکھ جادوگر لیکر چلا یہان امیر جنگ مذکور
فتح کرکے بیٹھے ہین بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین کہ طیران نے قیلاب سے کہا میرے
نام پر طبل جنگی بجوا دے مین میدان مین نکلکر میثاق کو ٹوکونگا دیکھون تو کیسے وزیر ہین
میرا کیا کرتے ہین یقین ہے کہ بھاگتے پھرین اور قسیم اور احول انکی کیا حقیقت ہے
انکو ایک سحر مین دیوانہ کردونگا طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے صاحبقران کو
خبر دی میثاق دربار مین بیٹھا ہے عرض کر رہا ہے کہ اے شہریار اگر آپ کی رسائی تا بہ قصر
ہفت رنگ ہو تو رہائی سعد شہریار کی ممکن ہے صاحبقران فرماتے ہین اے برادر
رہائی بادشاہ کی وقت پر موقوف ہے خواجہ عمر وکئی مرتبہ ارادہ کرچکے مگر ارادہ پورا
نہین ہوتا دیکھو تمھاری رہائی کے لیے گئے تمکو بینا بھی کیا اور رہا بھی کرلاے جسدن
بدل تصدکرینگے اسی دن بادشاہ کو رہا کرلادینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی
کہ طیران نے طبل جنگی بجوایا ہے میثاق نے کہا اے شہریار آپ بھی طبل جنگی بجوا دیجیے مین طیران
کے ہوش اُڑا دونگا دیکھون تو کیا کرتا ہے اُسکو اپنے مکر وحیلے پر بڑا دعوی ہے سر میدان
سمجھ لونگا امیر با توقیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان

بجی نقارۂ رزمی گڑگڑایا نیا ریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا نظم

سُرخیِ شمع مائل بہ زردی ہوا — لباسِ فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند — ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان — اُٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

دونون لشکر میدان کارزار مین آئے طیران بلند پرواز بعد صفوف آرائی میدان
مین نکلا پکار کر آواز دی کہ او فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے طیران نے جو
پکارا میثاق نے اژدر اپنا بڑھایا سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی او شہریار مجکو
اجازت میدان ملے صاحبقران نے فرمایا خدا کے سپرد کیا میثاق جو مقابلہ طیران
مین آیا طیران نے دیکھتے ہی آواز دی کیون او وزیر اعظم تمنے قدرت مین کیا بُرائی
پائی کہ اُسنے منھ پھیرا میثاق نے کہا اُسمین سوا بُرائی کے بھلائی کہان ہو مثل ہمارے
تمھارے وہ بھی ساحر ہو خداوند کیسا سراسر گناہ اوڑھ رہا ہو کندۂ جہنم ہوگا یہ سر کے
گذر رہے ہین اُسکے کیے کچھ نہین ہوسکتا اگر کسی لایق ہوتا تو یہ چھوڑ ربند فتح ہوجاتے
طیران نے گولہ مارا میثاق نے گولہ کاٹا دوچار ہوا آپس مین چلے تھے کہ میثاق نے
ایک گولہ طرف صحرا کے مارا اور پکار کر آواز دی او دلفریب جلد آؤ اِس طیران کو
لگاکر لے جاؤ ہنگام کو بھی معلوم ہو کہ مین نے ساحر بھیجا تھا اُسکا یہ حال ہوا اُسکے خون
مین وہی مبتلا ہو ہم بری رہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آگے آگے ایک نازنین چہاردہ
سالہ نہایت حسین و جمیل کئی سو کنیزین پنکھیان پھولونکی لیے ہوئے اُس نازنین کو جھلتی
ہوئی پیدا ہوئین وہ جو نازنین سب کے آگے تھی دو صف سے بڑھی سامنے طیران کے
آئی کہا او طیران یہ بے مروتی کنیزون نے پنکھیون کی ہوا دی طیران کا مزاج پلٹ گیا
کہا او جان جہان مین خود تجپہ جان دیتا ہون جو کہو وہ بجالاؤن نازنین نے ہاتھ تھام
منھ پر طیران بلند پرواز کے ہاتھ پھیرا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

نہ آہ کیجئے نہ نالے ہی ساز کرتے ہین — وہ تنگ عشق ہون سب احتراز کرتے ہین
کسو کی سوز محبت سے ساز کرتے ہین — ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہین

بتون سے ہوتے ہین ہم سجدہ وکیسے طالب وصل / دعا بھی بعد ادا سے نماز کرتے ہین

نیکا رنگ ہی محبت جو بیٹھے چپ بھی + / یہ ڈھنگ سے جلد تر آشنا سے راز کرتے ہین

لبون تک آتے ہین دل سے جو شکوے ہین تا / شکایت رہ دورہ و دراز کرتے ہین

نہ بند کر در مسجد کو مجھ پہ او زاہد / ہر سے گناہ پہ توبہ باز کرتے ہین

ترے تمام عمل ہین یہ رائگان او شیخ / وہ فعل کرنے تجھے جو عشق باز کرتے ہین

وہ شوخ کہتا ہی مجھکو بتا کے بے پروا / نیاز مند کو یون بے نیاز کرتے ہین

کہین نظر نہ لگے آئنے کی ڈرتا ہون / نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین

گلا نہ کیجیو ای دامن شب ہجران / کہ ہاتھ پنجۂ مژگان دراز کرتے ہین

وہ تیرے غم نے شب ہجر میرے ساتھ کیا / کہ بیکسون سے جو بیکس نواز کرتے ہین

بگاڑے قبر کو پامال کر کے عاشق کی / ملا کے خاک مین ہم سر فراز کرتے ہین

نہ بخت خوش نہ دل ای عشق بے اثر تجھسے / بگڑ بگڑ کے گلے کارساز کرتے ہین

یہ صید نیاز اٹھاتا ہو خنجر قاتل + / شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین

جلال بھول کے بھی آپ مین نہین آتے / خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

نازنین نے یہ اشعار گا کر پھر منھ پر طیران کے ہاتھ پھیرا طیران نے کہا ای جان جہان کیا اشعار سنائے ہین دل کو بیقرار کر دیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا جہان تم کہو وہان چلون تمھارا تابع فرمان ہون لیکن امیدوار وصل ہون اسنے کہا صاحب مین تجھسے راضی تم مجھسے راضی پھر کیا وجہ ہی کہ جدائی پڑی ہنگام پر دربار جہ بادشاہ طلسم ہی اسنے فراق ڈالا ہی روز ستم کرتا ہی چلکر اُسکو قتل کرو طیران نے کہا اُسکی کیا مجال ہی کہ میرے معاملے مین دخل دے ابھی چلکر سمجھائے دیتا ہون اُس نازنین نے کہا اگر اُسکو سمجھا دوگے تو مین تمھارے ساتھ ہون مگر چاہتی ہون کہ میرے واسطے ہتک نہ ہو طیران نے کہا کیا مجال دھوم سے برات لاؤنگا ہاتھی پر سوار ہو کے آؤنگا بھاری سہرا سر پہ بندھا ہوگا خلعت شادی پہنون شملہ سر پہ رکھون اس دھوم سے برات لاؤن کہ گلیان روشن ہو جاوین یہ کہکے طیران پلٹا طرف صحرا کے چلا وہ نازنین کھڑی دیکھا کی

جب طیران نظرون سے مخفی ہوا تو یہ نازنین اُسی طرح شرمائی ہوئی سر جھکائے ہوئے
کنیزون کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوگئی میثاق نے سار زطلبی کی لشکر قیلاب
مین ایک ساحر جو بلند بالا نام جھومتا ہوا نکلا قیلاب سے کہا اگر حکم ہو تو میثاق کو
جاکر چیر پھاڑ ڈالون قیلاب نے کہا تم ایسے ہی زبردست ہو مگر وہ وزیر اعظم خداوند ہی
بلند بالا نے کہا میرے سامنے ہو نہ چلیگا وہ ذلت دون کہ میثاق بھی یاد کرے یہ کہکر
میدان مین آیا میثاق نے طرف صحرا کے دیکھا آواز دی کہ ای بیران شیر سوار اسکو
لینا یہ بڑا مغرور ہے بلند بالا ابھی مقابلے مین میثاق کے نہ پہونچا تھا کہ صحرا سے گرد
اُڑی ایک شیر سوار نعرے کرتا ہوا آیا کہا او بلند بالا ٹھہر جا تیری خدمت کو آتا ہون
بلند بالا نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف شیر سوار کے دیکھا شیر سوار نے شیر کو دوڑا شیر نے
آکر بلند بالا پر حملہ کیا ہر چند بلند بالا سحر کرتا ہو مگر وہ شیر نہین رُکتا جست کرکے بلند بالا
کی گردن لی ایک تمانچہ مارا گال کا گوشت نوچ لیگیا دو تین حملون مین بلند بالا کو گرایا
اور چیر پھاڑ کر پھینک دیا کئی ساحر اسی طرح طرف سے قیلاب کے نکلے ہاتھ سے
میثاق کے مارے گئے پہر دن رہے طبل بازگشت بجا میثاق بھی پلٹ آیا آکر داخل
بارگاہ ہوا لیکن طیران جو صحرا مین میثاق کے پھینکر طرف صحرا کے چلا تھا قضائے کار
سرو مہر جادو کہ با فوج قاہرہ منزل بہ منزل آتا تھا صبح کو سوار ہوتا ہو تین پہر رہروی
مین بسر ہوتے ہین پہر دن رہے کسی مقام پر آکر اُترتا ہو ایک صحرا مین لشکر اُتر چکا ہو
سرو مہر ٹہل رہا ہو کہ سامنے سے دیکھا طیران جادو عجب حال سے آتا ہو ہچکیان بجاتا
ہوا سر ہلاتا ہوا ہائے جان جہان زبان پر کبھی کہتا ہو ای جان جہان وا آرام دل مشتاقان
تجسے یون جدائی ہوئی کہ امید ملنے کی نہین کبھی ٹھہر جاتا ہو کبھی دوڑتا ہو لشکر سرو مہر کا
دیکھکر اور زیادہ وہ جھلایا سمجھا کہ یہی سب لوگ میرے دشمن ہین معشوق کو چھڑایا ہو لہذا ان
سب کو قتل کرون سرو مہر دیکھ رہا تھا کہ طیران ٹھہرا کچھ سوچکر تیغے پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ
کرکے آپڑا اپنے گناہون کو قتل کرنے لگا یہی چاہتا ہو کہ سارے لشکر کو قتل کرڈالون
لیکن سرو مہر نے جو طیران کو مصروف جنگ دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای طیران اپنے

ہوش تو قایم رکھو ایسا نہ ہو کہ کوئی میرا گو اچپانے دشمن جل جاے طیران نے کہا او بچیا کیا مین تجھے دیتا ہون تیراہی سارا فساد ہو میری معشوقہ کو تجھے جدا کیا فراق نصیب ہوا یہ راتین ہجر کی کس مشکل سے کٹتی ہین یہ کہتا ہوا اور گولے پھینکتا ہوا بڑھا سرد مہر جھپٹ کر قریب آیا طیران کو للکارا طیران نے ہاتھ تلوار کا مارا سرد مہر نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی اور طیران کی مشکین باندھین مگر طیران عربدا تا ہو اور کہتا ہو مجھکو چھوڑ دو مین اپنی جان دونگا مگر سرد مہر نے نہ چھوڑا زبان مین سوزن دیکر قید کیا قیدی کو لیکر چلا مگر طیران آٹھ پہر غل مچاتا ہو کہ میری معشوقہ کو جدا کیا مجھے قید کیا ہو کوئی ایسا ہو کہ میری زبان سے سوزن نکال دے کہ لشکر کو تباہ کرون سرد مہر کو ٹھنڈا کرون قضاے کار حضرت چالاک بن عمرو کہین اسطرف گذرا صورت بدلکر لشکر مین آیا دیکھا ایک خیمہ مین طیران قید ہو خانہ زنجیر مین غل مچا رہا ہو چالاک نے پوچھا اسپر کیا گذری یہ کون بزرگ ہین نگہبانون نے کہا ملازم بادشاہ طلسم ہو براے جنگ گیا تھا وہان سے دیوانہ ہو کر آیا ہو چالاک نے بھانپا کہ طیران جادوگر مین میثاق کے پھنسکر آیا تھا اسی کو معلوم ہوتا ہو سرد مہر نے گرفتار کیا ہو سب مین ملکر میٹھا حقہ پلاکر سب کو بیہوش کیا خیمے مین آیا کہا اے طیران مین زبان سے سوزن نکالدون سیدھے طلسم مین جاؤ یہان کیون انجھ رہے ہو طیران نے کہا جو معشوقہ کا دشمن ہو وہ میرا بھی رہزن ہو اسیوجہ سے مین بگڑا تم مہربانی کرو کہ اب سوزن زبان سے نکالدو کہ اسی وقت اس لشکر کو تباہ کرون سرد مہر کو زندہ نچھوڑون ٹھنڈا کرون جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی قید کو توڑ ڈالا طرف رعایا کے پلٹا شور کرنے لگا آگ برسنے لگی سرد مہر کو خبر ہوئی اپنے مقام سے اٹھا باہر آکے للکارا مگر طیران کب مانتا ہو مبہوت ہو رہا ہو یہی یقین ہو کہ ان سب نے معشوقہ کو چھڑایا کارد ہو نکالی طرف سرد مہر کے پھینک ماری سرد مہر نے کارد کو کاٹا دو ٹکڑے ہو کر وہ کارد لہرائی طرف طیران کے چلی طیران ہرچند غل مچاتا ہو مگر وہ کارد نہین رکتی آخر آکر طیران کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری طیران کا مارے جانا کہ ہنگامہ برپا ہوا تاریکی چھاگئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو بود مارے کے

طیران کو سرو مہر سوار ہوا کہا یارو یہ کسی کے سحر مین پھنس گیا تھا بے جان دیے چین
نہ آیا مگر افسوس ہی کہ اُسنے مجھسے مفصل حال نہ بیان کیا ورنہ مین سحر اُتار لیتا کہ ایک ساتھی
نے عرض کی حضور وہ اپنے ہوش مین کب تھا کہ جو آپ سے حال بیان کرتا سرو مہر نے کہا
ہان یہی سبب ہوا مگر مجھکو اُسکے مارے جانیکا بڑا افسوس ہی سرو مہر راہ کو طی کرتا ہوا جاتا
ہی یہان صاحبقران بر سرو ربند قیلاب عقاب سوار فرو کش ہین میثاق بیٹھا ہوا
باتین کر رہا ہی کہ نہین معلوم طیران پہ کیا گذری کہ آسمان سے ایک طائر نے آواز دی
کہ کشتی مرا نام من طیران جادو بود از رای میثاق آگاہ ہو کہ طیران مارا گیا سرو مہر نے
اُسکو قتل کیا کہ وہ تا بہ طلسم نہ جانے پائے کہ چالاک آکر پہونچا سب کیفیت چالاک نے
بیان کی میثاق بہت خوش ہوا کہا اے چالاک کیا کتنا خوب قتل کرایا پردے بارگاہ
کے اُٹھے ہوے ہین صاحبقران بیٹھے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جادوگر
گینڈے پر سوار پشت پر لشکر بے شمار خیمے بارگاہین لدی ہوئی علمہاے زنگاری کے
پھریرے کھلے ہوے اُسپر تعریف جمشید ثانی مرقوم آمد فوج کی دھوم اِس کروفر سے
آکر پہونچا قیلاب نے استقبال کیا لشکر صحرا مین اُترا سرو مہر نے سب حال دریافت کیا
قیلاب نے کل حال کہا کہ میثاق وزیر اعظم خداوند شریک مسلمان ہوگیا ہی اُسنے طیران پر
سحر کیا تھا وہی دیوانہ وار یہان سے گیا تھا سرو مہر نے کہا وہ میرے ہاتھ سے شہید
ہوا کسی نے اُسکی زبان سے سوزن نکالدی وہ لشکر کو تباہ کرنے لگا مین نے اُسکو
مار ڈالا لیکن آخر مین مجھکو بڑا قلق ہوا کہ وہ اپنے ہوش مین نہ تھا بے وجہ مارا گیا مگر
اے قیلاب اب جنگ کس طور سے کیجاے قیلاب نے کہا بڑی مشکل یہ ہی کہ حمزہ
مالک اسم اعظم الٰہی ہی اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اب تو میان میثاق اپنا نام کر رہے ہین
رہائی بادشاہ کی تدبیر ہو رہی ہی نہین معلوم قدرت نے اُنکو کیون زندہ رکھا ہی
قتل کر ڈالین سر اُسطرف روانہ کرین کہ مسلمان گھبرا جائین اِس گھبراہٹ مین ہم دباؤ
ڈالین اور حمزہ کو چھڑا لائین آخر یہ صلاح ٹھہری کہ قدرت کو ایک عرضی لکھو کہ سعد کا
سر کاٹ کر روانہ کرین سرو مہر نے عرضی لکھی کہ یا خداوند یہان یہ امر درپیش ہی کہ

صاحبقران زمان مالک اسم اعظم ہین انپر سحر تاثیر نہین کرتا قدرت بھی آگاہ ہین لہذا سعد
بن قباد کا سر کاٹ کر روانہ فرمایئے دادا جب پوتے کا سر دیکھے گا تو نہایت پریشان ہوگا
بس اسوقت ہم لوگ حمزہ کو گرفتار کر لین گے اور آپ کے وزیر اعظم بڑے نام کر رہے
ہین اگر مناسب ہو تو کچھ انکی بھی فکر کیجیے ورنہ لڑائی مین مشکل ہوگی یہ عرضی جو پاس جمشید کے
پہونچی جمشید نے عرضی پڑھکر حکم دیا کہ رات کو جشن ہو صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو
سب شاہزادیان آوین اسی وقت سب کو نامے روانہ ہوے شام کو شاہزادیون کی
آمد شروع ہوئی ملکہ گلفام جادو و ماہ جادو و ملکہ کاکل دراز و ملکہ کالنگ شعبدہ باز
وغیرہ آئین انکے بعد ملکہ ہمائے نازک ادا بھی آئی کہ یہ نہایت حسینہ ہی حورین بھی سب سے
زیادہ طاق شہرۂ آفاق ہی محفل مین ہنگامۂ عیش و نشاط شروع ہوا جام گلرنگ ارغوانی
گردش مین آیا صدا اے ہر شا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی جمشید مست بیٹھا ہوا ہی
شاہزادیون کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی ہمائے نازک ادا پر جو نگاہ پڑی بلبلا کر کہا
او نازک ادا ذرا میرے قریب آؤ تو مین تمسے کچھ بات کرونگا ہمائے نازک ادا
قریب آئی جمشید دست درازی کرنے لگا ہمائے نازک ادا کو بہت ناگوار ہوا
کہا یا خداوند ہم تو آپ کے فرزند ہین اولاد کے ساتھ یہ گستاخی زیبندہ نہین ہی
جمشید نے کہا اے ہمائے نازک ادا جنے تمکو پیدا کیا یہ حسن و جمال دیا خاص ہمنے
اپنے لیے بنایا اور تم ہمین سے یہ انکار کرتی ہو ابھی تقریر کرون تو یہ صورت بدلجا
وہ صورت ہو کہ کوئی نگاہ اٹھا کر نہ دیکھے نازک ادا نے عرض کی آپ کو اپنی خدائی
کی قسم ہی کہ میری صورت بدل دیجیے یہ حسن و جمال تو خداداد ہی اسمین کسی کو کیا دخل ہی
جمشید نے کہا اچھا بیٹھو اور طور سے سمجھا جائیگا ہمائے نازک ادا الگ آکر بیٹھی ملکہ
کاکل دراز نے کہا بوا کیون تمنے قدرت کو آزردہ کیا نازک ادا نے جواب دیا
کہ مین اس بڈھے بوڑھے ریچھ کو کیا پسند کرتی منھ سے وہ بو سڑی آتی ہی کہ منھ
لگانے کو دل نہین چاہتا جب منھ کھولتا ہی قلب الٹ جاتا ہی کاکل دراز نے کہا
بوا قدرت کی برائیان نہ کرو ایسا نہ ہو کہ قدرت آگاہ ہو جاوین نازک ادا نے کہا

ہم اپنے دل کے بادشاہ ہین قدرت کا اس مین کیا اختیار ہو مگر جمشید یہ تماشا دیکھ رہا تھا ملکہ
نازک ادا کو دیکھ رہا ہو گلفام کو قریب بلا پاکہا ہو گلفام نازک ادا کو بہلا پھسلا کے
میرے پہلو مین بٹھاؤ گلفام نے آگر نازک ادا سے کہا نازک ادا نے جلکر جواب دیا
کہ بوا تم جاکر بیٹھو سر محفل ذلت اٹھاؤ کون اتنے بڑے دربار مین قدرت کے پہلو مین
بیٹھے اور وہ دست درازی کرے مجھسے یہ نہ ہوگا گلفام پلٹی آگر جمشید سے کہا کہ یا خداوند
وہ نہین مانتی جمشید نے کہا ابھی سحر کرکے صورت بدل دونگا نازک ادا نے کہا
چاہین کتنا بنا دین مگر مین نہ قبول کرونگی جمشید نے جھلا کر کہا اسکو کشان کشان میرے
سامنے لاؤ چار پانچ شاہزادیان اٹھین نازک ادا سے کہا بوا چلو نازک ادا نے
کہا برا مین تو نہ جاؤنگی ہاتھ تھام کر شاہزادیان کھینچنے لگین نازک ادا نے ہاتھ سے
اشارہ کیا وہ سب شاہزادیان گرین زمین پر تڑپنے لگین جمشید نے جو یہ دیکھا تخت
سے اٹھا تاج سنبھالتا ہوا کہا او نازک ادا جلد میرے پاس آ نازک ادا گھبرا کر
اٹھی سامنے سے بھاگی ایک کمرہ تھا اُس مین گُھس گئی دروازے بند کر لیے کہ ایک
کی آواز آئی منہ پھیر کر دیکھا کہ ایک نوجوان آفتاب جمال خورشید مثال بال سر کے
بڑے ہوئے آنکھین ڈگڈگا رہی ہین یا نرگس شہلا تھین یا نرگس بیمار ہین عارض انور
مثل زعفران زرد زنجیرون مین جکڑا طوق گلے مین پڑا آہ آہ کر رہا ہو بیچارے نازک ادا
کو لپیٹ آ گیا قلب تھرا گیا قریب آکر پوچھا کہ او گرفتار دام محنت و اومقید قید خانۂ
پریشانی و آفت کیا تو نے خطا کی جو اسطرح قید ہو وہ جوان ٹھنڈی سانس بھر کے یہ

اشعار پڑھنے لگا **نظم**

کچھ تمنا نہین جو تھین دل سے نکلنے کے لیے — اشک حسرت وہ نہین آنکھ سے ڈھلنے کے لیے
شمع اگر ڈھونڈھتے ہو جی کے بہلنے کے لیے — دل مین آ بیٹھو کلیجہ مرا ملنے کے لیے
شکوہ ہو برق تجلی سے کرا و نا انصاف — ہم ہوں منہ دیکھنے کو طور ہو جلنے کے لیے
نازکی دیکھون سنبھالیتی ہو کیونکر تمکو — دے تو دو ہاتھ مین ہاتھ اُٹھکے سنبھلنے کے لیے
پاس آ بیٹھے تھے پا کھینچنے لگے مجھسے وہ دور — اثر جذب محبت کے بدلنے کے لیے

دل سے آتا ہو جگر مین تو جگر سے دل مین — درد اُٹھتا ہو ذرا آج ٹہلنے کے لیے
دست دلبر مرے سینے سے رہے وصل مین دور — دل تو موجود ہو وہ ہاتھ اُچھلنے کے لیے
داغ کہتا ہو چراغ شب فرقت سے مرا — شمع سے شب ہونے کے لیے تو ہو مین جلنے کیلیے
دل پامال کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہین — کبھی اُٹھتا ہو تو اُن تلوؤن کے ملنے کے لیے
اپنے سایہ کو بھی ہم رشک سے لاتے نہین ساتھ — رصوب ہین کوچۂ محبوب کی چلنے کے لیے
پیار سے جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہین — اُس سے گرویدہ ہون تقدیر بدلنے کے لیے
کیا کدورت نے تری خاک اُڑا کر شب بیل — مجھسے بدلی مری پوشاک بدلنے کے لیے
نخل امید جما ہے قدم اپنا جلال — گلشن دل مین مرے پھولنے پھلنے کے لیے

سعد شہریار نے جب یہ اشعار پڑھے ملکہ نازک ادا نے سر جھکا لیا کہا اے شہریار سوال دیگر جواب دیگر آپ کا نام نامی کیا ہے سعد نے فرمایا نبیرۂ صاحبقران فرزند قباد شہریار عالیشان اس نیاز مند کو سعد کہتے ہین جمشید نے کہا ہے اسقدر رات حیات مین باقی ہے صبح کو قتل کیے جائین گے ہاتھ سے ظالم کے ۔ رات نہ پائین گے ہمارے ہی قتل کا تو یہ جشن ہے صبح تو اختتام جشن ہوگا ہمارے نازک ادا نے کہا اے شہریار نہ گھبرائیے پروردگار سمیع و مددگار ہے لیکن جمشید نے جو دیکھا کہ نازک ادا کمرے مین چھپ گئی قریب آکر کہا اے ملکۂ عالم تشریف لائیے نازک ادا سعد سے باتین کر چکی تھی فوراً اٹھکر آئی جمشید نے چاہا ہاتھ تھام لون نازک ادا نے اشارے سے کہا کہ یا خداوندا آپکے حکم سے کسکو انکار ہے لیکن یہ جلسہ اور یہ سب شاہزادیان جمع ہین اپنے مقام پر مضحکہ کرینگی حضور کے واسطے بھی باعث بدنامی ہے اور کنیز بھی بدنام ہوگی مین کل حاضر ہونگی جو حکم ہوگا وہ بجا لاؤنگی کیا آپ سے عذر کرونگی جمشید یہ سنکر خوش ہوگیا دستور ہے کہ جس کو طبیعت چاہتی ہے اسکا کلام بمنزلۂ حدیث و آیہ ہوتا ہے سمجھ گیا کہ سچ کہتی ہے پلٹ آیا ملکہ نازک ادا بھی آکر بیٹھی مگر خاموش ہے دل مین پیچ و تاب کر رہی ہے کہ اے نازک ادا کیونکر اس گرفتار دام محبت کو نکالون جادوگر ایسے ایسے جمع ہین خود جمشید کیسا کامل ہے ہاے وہ کلائیان نازک اُن مین ہتھکڑیان پاے نازک مین بیڑیان کا شکر دو زیور

جسکو پہنایا جاتا کیسا سرنگون بیٹھے ہین کیا سوچتے ہونگے ایسے دشمن کا سامنا کرجسنے بلا تکلف
قتل کا حکم دیا کنیزین براے تیاری میدان خونی سے گئی ہین کوئی بات ذہن مین نہین
آتی اگر مین نے اپنی جان دی تو کیا نفع ہوگا ہر نوع کوک کے گر رونگی بے بھاگونگی اگر
نکل گئی تو تنہا اور اگر گرفتار ہوئی تو پاس اسکے قید ہونگی تو بھی دل کی حسرت پوری
ہوگی کہ برابر معشوق کے ہم بھی قید ہین اسی سوچ مین رات تمام ہوئی گریبان سحر چاک
ہوا طائر آشیانون سے نکلے نالی مین چہچہ زن ہوے کسی طرف گھنٹے بج رہے ہین
کسی طرف سنکھ پھونک رہا ہو فوج مین ور دیان بج رہی ہین یہ آوازین سنکر جمشید
اٹھا تمام شاہزادیان وزرا امرا ساتھ ہین بیرون قصر نکلکر دیکھا وہ چٹیل میدان ہے
کہ جہان درخت کا نام نہین پہاڑ ریت کے جا بجا معلوم ہوتے ہین ہر مقام پر
طائران صحرا خشک شاخون پر حیران بیٹھے ہین بونڈے گرد کے اٹھ رہے ہین
مگر جمشید باہر نکل آیا کنیزون نے ایک طرف دارین استادہ کی ہین ایک طرف جلاد
شلنگین لگا رہے ہین جمشید نے کہا اے ملکہ ہماے نازک ادا قیدی کو لاؤ لاکے
زیر تیغ بٹھاؤ یہ سنکر ہماے نازک ادا دوڑی کمرے مین آکر قدمون سے لپٹ گئی
کہا اے شہریار بس اب یہی وقت ہے جمشید تو بیرون قصر گیا سارا مجمع اسکے ساتھ ہے مجکو
حکم دیا ہے کہ قیدی کو لاؤ مین آپ کو لیکر نکلتی ہون بادشاہ نے فرمایا اے ملکہ نازک ادا
مقام افسوس ہے کہ کوئی شاہزادی ہماری رہائی کو نہ آئی ایسا نہ ہو تم گرفتار ہو جاؤ
نازک ادا نے کہا مین بہت تیز رو ہون زمین کو کاٹ کرکے نکلونگی یہ کہکر قید کاٹی
کمر مین پنجہ دیا اور غرق زمین ہوئی بادشاہ کو لیکر چلی یہان جب عرصہ ہوا جمشید ثانی
نے کہا ذرا دیکھو تو کہ ہماے نازک ادا کیا کر رہی ہے بہت عرصہ ہوا ایک کنیز کے
منہ سے نکلا کہ یا خداوند آپ نے سعد کو وہ حسن دیا ہے کہ جو دیکھے وہ دیوانہ ہو جائے
اندر بی ہماے نازک ادا آپ سے تو انکار کرتی تھین مگر بادشاہ پر شاید عاشق
ہوگئین بس جمشید نے گھبرا کر کہا ارے دیکھو تو وہ شاہزادیان جو تخت کے قریب
تھین بدحواس ہوکر دوڑین قید خانے مین آکر دیکھا بقول شخصیکہ بھیر ون ناچ رہا ہے

ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹی پڑی ہین ایک غار عظیم الشان ہی اُس مین سے شعلہ ہاے آتش
نکل رہے ہین شاہزادیون نے بڑھکر جمشید سے سب کیفیت بیان کی جمشید نے کہا تم مین
کوئی شاہزادی ایسی تیز زد ہو کہ اپنے کو صحراے تیہو مین پہونچا سکے اسی طرف سے اُسکا
گذر ہوگا اتنا تو قدرت نے دریافت کرلیا اگر وہ گرفتار ہو کر آجائے تو ایسی سزا ے
معقول دون کہ عمر بھر یاد کرے آٹھ پہر فریاد کرے کاکل دراز پایۂ تخت چھوڑ کر جھپٹی
پر پرواز پیدا کر کے صحراے تیہو مین پہونچی آکر دیکھا وہ ویران مقام ہی صاف ظاہر ہی
کہ نمونۂ مصیبت ہی ویرانے کی عجب کیفیت ہی ہر طرف سناٹا خاک اُڑ رہی ہی بونڈرے
گرد کے اُٹھ رہے ہین چارون طرف اُس صحرا کے گشت کر رہے ہین اُنھین بونڈرون کا
گویا وہ مسکن ہی زاغ و زغن بے انتہا جابجا بیٹھے ہوے کاؤن کاؤن کر رہے ہین اور
ریت کے موجے ہین جن سے نشان دریا ثابت ہو رہا ہی چشمے جابجا خشک پانی کا کہین
نام و نشان نہین اگر کوئی پیاسا آیا تو اُسکو پناہ پانی مشکل ہوئی آبرو پر بنی دوڑ دھوپ
مین بسر ہوئی مگر پانی غیر ممکن بجاے آب قطرات شبنم جو گرے ہین وہ بھی خشک ہوگئے
ہین بعض کی زبانین خشک تھے دہن بستہ نخل سوکھے ہوے بیار و خستہ شاخین گل
پژمردہ خار انگشت نما خود و خوار و زار مگر انسان نے پاؤن رکھا اور تلوے کے پار
انگلیان اُٹھاتے ہین کہ اے آیندہ و روندہ اس طرف نہ آنا کاکل دراز ایک مقام پر پہونچی
ہر طرف سر اُٹھا اُٹھا کے دیکھتی ہی کہین سعد کا نشان نہین جی مین کہتی ہی قدرت نے
یون ہی کہدیا ناحق مجھکو دوڑایا اب پلٹ جاؤن مگر اے کاکل دراز مقام افسوس ہی
کہ مین نے نازک ادا کو نہ پایا ورنہ گرفتار کر کے لیجاتی انعام و اکرام پاتی اور سب
شاہزادیان بھی خوش ہوتین یہ باتین دل سے کر رہی تھی کہ سامنے سے زمین شق ہوئی
دیکھا ملکہ ہماے نازک ادا سعد کو بغچے مین دباے ہوے زمین سے نکل جیسے ہی
سر نکالا کاکل دراز نے زلفون کو ہلایا جیسے ہی زلفین ہلین اندھیرا ہوگیا نازک ادا
نے جو دیکھا کہ کاکل دراز نے جو کیا پکار کر کہا کہ لو ہم مصیبت زدون پر کیون ہاتھ
ڈالتی ہو وہ قیدی کہ جسکی رہائی کی کوئی صورت نہ تھی اگر اُسکو رہا کر لیا تو کیا خطا ہوئی

کیا مین تمھارے روکے سے رکونگی کاکل دراز نے کہا ہو اٹھکر جانے نہ دونگی نازک ادا
نے کہا ہو اشرمندہ ہوگی یہ کہکے نازک ادا نے سحر کیا کہ اندھیرا دفع ہوا اور ایک طرف
چلی کاکل دراز نے بڑھکر روکا نازک ادا نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری کہ سرتلک
کاکل دراز کا زخمی ہوا نازک ادا نے جو دیکھا کہ کاکل دراز زخمی ہوئی سوچی کہ اب
مین نکلجاؤن اور کاکل دراز نے خیال کیا کہ نازک ادا نکلجائیگی ہرچند روکا مگر نازک ادا
نہ رکی راہ مین جاکر سعد کو ہوشیار کیا پوچھا ای شہریار آپ کے جد عالی تبار کے لشکر مین
سے چلون سعد نے کہا جہان مناسب جانو وہان لے چلو ہم تو تمھارے قبضے مین ہین
نازک ادا چلی مگر کاکل دراز نے جب دیکھا کہ میرے روکے سے یہ لوگ نہ رکے
جاکر خداوند سے اطلاع کردون اسی زخمداری مین بھاگی سامنے جمشید ثانی کے آئی کہا
یا خداوند تمہین خبر نہ ہو مین گئی نازک ادا کو روکا مگر وہ نہ رکی اور نکلگئی مجھکو زخمی
کیا یہ سنکر جمشید نے سر جھکایا ایک طائر آسمان سے گرا اسنے زمزمہ سرائی کرکے کہا کہ
نازک ادا اپنے باغ پر بہار مین گئی ہو یہ سنکر جمشید نے سر اٹھاکر آواز دی کہ یارو
تم مین کوئی ایسا ہو کہ باغ پر بہار تک جائے اور نازک ادا کو گرفتار کر لائے کہ
ابلیس آوازہ زن اپنے مقام سے اٹھا کہا یا خداوند غلام جاتا ہو اور گرفتار کرکے
نازک ادا کو مع سعد لاتا ہو جمشید نے ابلیس کو حکم دیا ابلیس روانہ ہوا جمشید نے
کہا کچھ فوج بھی ساتھ لیتے جاؤ ابلیس نے کہا ایک عورت کے واسطے فوج کی کیا ضرورت
ہو مگر جمشید نے پانچ ہزار جادوگرون کو حکم دیا کہ ہمراہ ابلیس کے جاؤ جاکر انکا ساتھ دو
ابلیس ان سب کو ساتھ لیکر چلا مگر نازک ادا خستہ و شکستہ حیران و پریشان خوف
جمشید دل مین گھبرائی ہوئی اپنے باغ مین آئی باغ بنہایت سرسبز و شاداب ہو ہزارہا
کنیزان غنچہ دہن چمنون مین پھر رہی ہین سبنے اپنی مالک کو دیکھکر سلام کیا نازک ادا
نے اشارہ کیا کہ مسند وغیرہ آراستہ کرو کنیزون نے فرش وغیرہ درست کیا نازک ادا
نے سعد کو مسند پر بٹھایا مگر آپ حیران ہو رہی ہو اور کہتی ہو کہ کاکل دراز زخمی ہوکر
گئی ہو کوئی اور ساحر آئیگا جلدی تیاری کرو کنیزون نے کوٹھون سے اسباب نکالا

نازک ادا نے سب سے حال کہا کہ مین خداوند سے باغی ہو کر آئی ہون جسکو میرا ساتھ
دینا ہو رہے ورنہ رخصت ہو جائے سب نے عرض کی ہم تو آپ کے تابعدار ہین ہمین
جمشید سے کیا کام ہر جسکی آپ دشمن اسکے ہم دشمن نازک ادا کو اطمینان ہوا سب کو
ساتھ لیا سعد کو تخت پر سوار کیا مگر سعد نے فرمایا اے نازک ادا تحفہ ہمارا یعنی لوح
محفوظ رہگئی اگر وہ ملتی تو ہم کسی سے پردہ نہ کرتے نازک ادا نے کہا اے شہریار جبتک
مین وہان تھی سب طرحکا اختیار تھا اگر آپ فرماتے تو مین لوح محفوظ بھی لاتی اب تو
وہان سے چلی آئی نہایت دشوار ہو مگر آپ طلسم کشا ہین لوح محفوظ ضرور ملیگی اور لوح
طلسمی کا بھی پتہ ملیگا مگر جو تکلیفین سرکار پر ہونے والی ہین اُنکے بعد بہتری ہوگی یہ ذکر
تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ کو دیکھا کہ گلے مین تختی مثل ستارے کے چمکتی ہوئی
اُڑی ہوئی جاتی ہو سعد شہریار کو جو دیکھا کہ تخت پر سوار سات سو کنیزین گرد دیکھکر یہ
عظم و شان ہوا سے اُتر آئی سعد کو آکر سلام کیا کہا حضور نے مجھکو پہچانا سعد نے کہا
مین نے تجھکو دیکھا نہین جادوگرنی نے کہا مین وہ ساحرہ ہون کہ مین نے لوح جمشید
سے حاصل کی تھی وہ میرے پاس حاضر ہو اسوقت مین نے خبر سُنی کہ بی نازک ادا
آپ کو نکال لیگئین تو جمشید نے مجھسے کہا کہ جا کر صحرا سے ویران مین چھپ مین اُڑی
ہوئی جاتی تھی مگر آپ کے اقبال نے مجھکو روکا یہی دل مین آئی کہ خدمت مین حاضر
ہون اور لوح محفوظ دیدون ہمراہ سرکار رہون سعد نے فرمایا تمھارا احسان
ہو مگر تمھارا نام کیا ہو ساحرہ نے کہا کہ نوخیز جادو میرا نام ہو نوخیز نے لوح محفوظ پیش
کی سعد نے وہ لوح گلے مین ڈالی مگر نازک ادا نے دیکھا کہ لوح پہنتے ہی چہرہ سعد کا
سرخ ہوگیا نازک ادا نے آکر رکاب پر ہاتھ رکھا اس جاہ و حشم سے چلے بر سر منزل
تھے بادشاہ بیرون بارگاہ تشریف رکھتے تھے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک ساحر
فیروزہ کو پنجے مین دبائے ہوئے خدمت شاہ مین حاضر ہوا عرض کی اے شہریار
غلام کو نیکنام جادو کہتے ہین جب معلوم ہوا کہ زوجہ میری لوح محفوظ لیگئی تو مین
فیروزہ کو نکال لایا ایک طرف نیکنام اور دوسری جانب نوخیز جادو پشت پر بلکہ

ہمارے نازک ادا ساتھ سرکنیزان ماہ رو ہمراہ تھوڑی دور باغ سے چلے ہین کہ ایک
آواز مہیب آئی کہ زمین تھرائی نعرہ ہوا کہ منم ابلیس آوازہ زن پانچ ہزار ساحرون
نے چہار جانب سے بلوہ کیا نازک ادا و نوخیز سحر کرنے لگین ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی مگر
ابلیس ملعون جب آواز لگاتا ہی تو زمین تھرا جاتی ہی دس پانچ کنیزین گرتی ہین کسی کا
سر پھٹ گیا کسی کے سر پر زخم آیا نازک ادا روکتی ہی کہ آواز اسکی بلند نہ ہونے پائے
مگر غیر ممکن ہی کہ اسکی آواز کی تاثیر سے سعد گھوڑا بڑھا کر جا پڑے اور رفو کیا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
ہنر بردمان صف شکن نوجوان

بہار گلستان کاؤس وجم
نہال گلستان صاحبقران

چونکہ لوح محفوظ گلے مین ہی سحر سے بے خوف جنگ رستمانہ کر رہے ہین جسطرف جا پڑے
پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے نازک ادا ایک طرف سے سحر کر رہی ہی لیکن
ابلیس آوازہ زن بے خوف سحر کر رہا ہی قضائے کار دربار صاحبقران مین جلسہ
جما ہوا ہی میثاق بیٹھے بیٹھے اُٹھا کہا اوشہریار اگر حکم ہو تو فقکار کبیل آؤن اسوقت
خود بخود بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا صاحبقران نے فرمایا او میثاق اسوقت تمکو منتشر پاتا
ہون میثاق نے عرض کی او شہریار کیا عرض کرون اسوقت میرے سحر نے خبر دی ہی
کہ بادشاہ جہاں کسی مقام پہ گھرے ہین اور لڑ رہے ہین امیدوار ہون کہ اگر پہونچون تو
انکی مدد کرون یہ کہکے میثاق نے ہاتھ اُٹھایا اور پکار کر آواز دی او طیران خبر رسان
مجھکو معلوم ہو کہ بادشاہ جہاں کس مقام پر لڑ رہے ہین ایک طائر سرخ رنگ پیدا
ہوا اُسنے آکر عرض کی کہ او وزیر اعظم سامنے باغ بچہ بہار ہی وہین پہ بادشاہ گھرے ہین
صاحبقران نے فرمایا او میثاق مین بھی چلون چلکر شریک جنگ ہون میثاق نے کہا
بندگان عالی کی کیا ضرورت ہی غلام سمجھ لیگا یہ کہکر میثاق یکہ و تنہا روانہ ہوا اُسوقت پہونچا
کہ ابلیس نے نوخیز کو للکارا اور کہا اری تو نے بڑا غضب کیا نوخیز سامنے پہونچی چاہا
سحر کرون کہ ابلیس نے آواز دی او خنجر بار اپنی تیزی دکھا آسمان سے ایک خنجر گرا کہ سر
نوخیز کا اُڑ گیا مرنا نوخیز کا بادشاہ کو بہت شاق ہوا اُسکے شوہر نیکنام نے جبرالاش اپنی

زد جہ کا دیکھا سر ٹکرا کر جان دی بادشاہ نے جب دونوں کو مردہ پایا گھوڑا اچکا کر سامنے
ابلیس کے پہونچے آواز دی او چیپا و او دشمن خدا تو نے اسکو مار کر کیا نفع پایا ابلیس نے
ایک چیخ ماری کہ بادشاہ تھرا کر پیچھے ہٹے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ خنم میثاق کوہ گردان
او ابلیس چیپا کیوں اکڑ رہا ہے کس بات پر ناز کرتا ہے میں تیرے مقابلے میں آتا ہوں
دیکھوں تو کیا کریگا جو ہو سکے قصور نہ کر ابلیس نے ایک چیخ ماری کہ میثاق تھرایا اور
یقین تھا کہ زمین پر گرے مگر اپنے کو سنبھالا ابلیس نے دو تین آوازیں دیں میثاق
کانپ کر رہگیا وہ جانتا تھا کہ یہ زمین پر گریگا میں اسکو مار لونگا مگر میثاق نے حملے
اسکے خالی دیے جب ابلیس نے دیکھا کہ میری آواز کی تاثیر سے یہ نہیں گرتا تو بلند ہوا
قریب میثاق کے آکر اسطرح کی چیخ ماری کہ میثاق الٹ گیا اور تھرا کر زمین پر گرا
ابلیس یہ کہتا ہوا بڑھا کہ اگر قصد کروں تو آسمان کو زمین پر گرا دوں فلک بے ستون کا
گرانا کتنی بڑی بات ہے اب زمین پر آیا سعد نے جو دور سے دیکھا کہ ہمارا طرفدار قتل
ہوتا ہے زمین پر بیہوش پڑا ہے گھوڑے کو مہمیز کیا راہ میں ساحر روکنے لگے مگر جو سامنے
آیا علف شمشیر آبدار ہوا اکئی پہلوانوں کو مار کر قریب میثاق کے پہونچے گھوڑے سے
کود پڑے سایہ لوح محفوظ کا ڈالا جیسے ہی سایہ پڑا زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی
نیمچہ ہاتھ میں لیے ہوئے قریب میثاق کے پہونچا اور میثاق پر پانی کا چھینٹا دیا اب جو
میثاق نے آنکھ کھول دیکھا بادشاہ جمجاہ میرے گرد گھوڑا پھرا رہے ہیں یہی چاہتے ہیں
کہ ابلیس کو قریب نہ آنے دوں لوح محفوظ چاہتے ہیں اسکے گلے میں ڈالدوں میثاق
اٹھا دعائیں دینے لگا عرض کرتا تھا خدا حضور کو سلامت رکھے کہ حضور نے بچایا ورنہ
ابلیس شیطنت کرتا مگر میرے قتل پر وہ قادر نہیں ہے میں رفیق صاحبقران زمان
ہوں یقین ہے کہ فتح طلسم دیکھوں میں اپنی عمر کا شمار کر چکا یہ کہکے اٹھا ابلیس پر جا پڑا
آپس میں تلوار چلنے لگی میثاق نے جھکائی دیکر کمر بتائی سر پہ ہاتھ مار دیا کہ ابلیس
شیطان زخمی ہوا چیخ مار کر سامنے سے بھاگا چاہتا تھا خون اپنا میثاق پر پھینکوں
میثاق نے وہی پتلہ فولادی سامنے کر دیا خون ابلیس کا جو پتلے پر پڑا جلکر خاک ہوا

ابلیس بلند ہوگیا نازک ادا نے سب ساحرون کو مار لیا چند کس شکست کھا کر بھاگ گئے
کوئی مقابلہ باد شاہ جمجاہ میں نہ ٹھہر سکا میثاق رکاب شاہ پر ہاتھ رکھے ہوئے بادشاہ
جمجاہ اِن سب کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے روانہ ہوئے مگر ہرکارون نے صاحبقران کو
خبر پہونچائی کہ بادشاہ جمجاہ بہ فتح و فیروزی آتے ہین سرداران بادشاہ برائے استقبال
چلے جب لشکر صاحبقران قریب رہگیا تو کل لشکر بھی آگیا بادشاہ نے فرمایا ای نازک ادا
بہتر یہ ہی کہ جد عالی تبار در بند ہفتم پر لڑ رہے ہین مین وہان جا کر کیا کرون مین تو
طرف طلسم کے چلتا ہون نازک ادا نے کہا بہت مناسب ہو ہنگام بردبار ساحر
زبردست ہو ضرور روکیگا لیکن آپ کو روک نہین سکتا یہ فرما کر دو پہر رات گئے لشکر
تیار کر کے سوار ہوئے اِن سردارون کو ساتھ لیا طرف طلسم کے چلے صبح کو امیر کو
خبر ہوئی کہ بادشاہ جمجاہ طرف قلعۂ طلسمی کے گئے میثاق بھی ہمراہ گیا صاحبقران نے
شکر کیا اور نامہ قیلاب کو لکھا کہ اب جنگ مین دیر نہ کرو ہمارے بادشاہ گئے ہم
چاہتے ہین انکے ساتھ طلسم مین داخل کرین قیلاب نے کہلا بھیجا ایک ہفتے کی
مہلت دیجیے بعد اِسکے یا اطاعت کرونگا یا جنگ کرونگا صاحبقران متردد بیٹھے
ہین خواجہ سے فرما رہے ہین کہ خواجہ کوئی صورت رہائی آسمان پری و قریشہ نکالی
ہے تو مین جانتا ہون کہ انشاء اللہ سعد بہ فتح و فیروزی طلسم مین پہونچین گے مین اپنے کو
داخل کرونگا میثاق ساتھ گیا ہو بہت بہتر ہوا اِسی فکر مین صاحبقران زمان بیرون
بارگاہ آئے و تخت زرین پر بیٹھے جملہ سردار گرد بیٹھے ہین کہ سامنے سے دیکھا کہ ایک
بادشاہ پیر تخت پر سوار چند شتر اسباب کے لادے ہوئے ہمراہ بادشاہ نے جو
صاحبقران کو دیکھا تخت سے کود آکر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ایک مشکل لاحل
لایا ہون امیدوار ہون کہ اُسکو حل فرمایئے صاحبقران نے فرمایا بیان کرو بادشاہ
نے کہا اول اپنے نام سے حضور کو آگاہ کرتا ہون تہنیت تاجدار میرا نام ہی مین قلعۂ
تہنیت نگار کا حاکم ہون غرضکہ ایک فرزند حسین پروردگار نے مجھکو عنایت کیا تھا
شاہ ہور تیغ زن نام جب وہ جوان ہوا تو اُسنے بڑے بڑے پہلوان زیر کیے تمام ملک

کو رد ق ہوئی کئی ہو رفیق آسکے گرد بیٹھتے تھے قلعے سے پانچ کوس پر ایک صحرا مشہور ہو کہ اُس
صحرا کا صحرائے بہار رسپیرا نام ہو ایک نازنین زیر نخل کھڑی رہتی ہو جو اُسطرف سے نکلتا ہو
اُسکو آواز دیتی ہو اور ہاتھ پکڑکر لے چلتی ہو وہ جوان خاموش اُسکے ساتھ چلا جاتا ہو وہ
جب قریب درۂ کوہ پہونچتی ہو تو آواز دیتی ہو کہ اے بطلان خارہ کش جلد آ ایک جوان
نے ارادہ کیا ہو کہ مجھکو ذلیل کرے ایک زنگی درۂ کوہ سے باہر آتا ہو گرز ہاتھ میں اُس جوان
کو آکر ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہو میرا فرزند تعریف حسن نازنین سنکر سیر کرنے کے لیے گیا اُس
نازنین نے آواز دی کہ اے جوان میں تیری مشتاق تھی یہ قریب پہونچا اُس نازنین نے
اُسی طرح قریب درۂ کوہ آکر آواز دی وہ زنگی نکلا اُسنے گرز مارا اسنے کلائی تھام لی
اور گرز چھین کر پھینک دیا اور زور کرکے دے مارا اُس نازنین نے غل مچایا آسمان
سے ایک پنجہ گرا میرے فرزند کو اُٹھا لے گیا اُسکے فراق میں اندھا ہو گیا آج مجھکو خبر لی
کہ صاحبقران زمان حلال مہمات عالم ہیں اسوجہ سے غلام حاضر ہوا میرے فرزند کو
مجھے ملا دیجے صاحبقران نے فرمایا ایک ہفتے کی مہلت دو میں تمھارے ساتھ چلونگا
ہر چند عمرو نے منع کیا کہ آقائے نامدار آپ کو مہم قیلاب دربیش ہو بعد فتح طلسم وعدہ
کیجیے مگر امیر نے نہ مانا دوسرے دن تہنیت کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے جب قریب صحرا
کے پہونچے دیکھا ایک نازنین زیر نخل کھڑی ہو مگر سرو قد خورشید خد غنچہ دہن نازک اندام
سیمتن ہو اُس نازنین نے امیر کو پکارا امیر قریب آئے اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا
امیر اسم اعظم پڑھتے ہوئے اُسکے ساتھ چلے جب قریب درۂ کوہ پہونچے اُس نازنین
نے آواز دی کہ ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون درۂ کوہ سے نکلا مگر گرز ہاتھ میں اُسنے
گرز مارا نازنین الگ کھڑی ہو اور زنگی کی تعریف کر رہی ہو کہ اے بطلان کیا کہنا مگر
صاحبقران نے گرز چھین لیا اور کمر میں ہاتھ دیکر اُٹھایا زمین پر مارا وہ نازنین غل
مچا رہی ہو صاحبقران نے زنگی کو چیر ڈالا ایک پنجہ چمک کر گرا لیکن امیر نے اسم اعظم
پڑھا دیکھا کہ ایک دیو ہو وہ قصد کر رہا ہو کہ مجھکو اُٹھا لیجائے صاحبقران نے ہاتھ تیغ
عقرب کا مارا اُس دیو کے دو ٹکڑے کیے مرنا اُس دیو کا وہ نازنین غرق زمین ہو گئی

صاحبقران نے جو دیکھا کہ وہ نازنین غرق زمین ہو گئی طرف درے کے رُخ کیا چاہا تھا
کہ داخل ہوں کہ اندر سے درۂ کوہ کے ایک جوان مسلح و مکمل کئی سو جوان ساتھ للکارتا
ہوا نکلا کہ او جوان تو نے غضب کیا عفریت پنجہ کش کو مارا علامت کو مٹایا صاحبقران
نے فرمایا انشاء اللہ تعالی سب علامتین رفع ہو نگی وہ جوان تلوار کھینچکر بڑھا امیر نے
تیغۂ عقرب کو کھینچا نعرہ کر کے جا پڑے وہ کئی سو جوان چاہتے ہین کہ امیر کو گرفتار کر لین
مگر صاحبقران کے سامنے جو آیا علف شمشیر آبدار ہوا لڑتے ہوے قریب اُس جوان
کے پہونچے اُس جوان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا کہ ہاتھ کٹکر
گرا اُس جوان نے جُھک کر ہاتھ پھر اُٹھا لیا کٹے ہوے ہاتھ سے ملا دیا پھر امیر پر وار
کیا امیر نے چار پانچ مرتبہ ہاتھ اُسکا کاٹا آخر وہ جوان لپٹ پڑا امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہین
بدن مین رعشہ آگیا تھا مگر جب اسم اعظم پڑھا تب جسم مین طاقت آئی کشتی ہونے لگی
امیر نے تیسرے پیچ پر اُکھیڑ کر مارا کہ چارون شانے چت گرا امیر نے چاہا کو دکر چھاتی
پر سوار ہون کہ درۂ کوہ سے آواز آئی او جوان خبردار اسیر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ زمین
قیامت برپا کرو نگی دیکھا ایک جادوگرنی بال سر کے زمین پر لوٹتے ہوے آنکھین
سرخ ہاتھ ہلاتی ہوئی آتی ہو جست کر کے قریب صاحبقران کے آئی امیر نے اُسکے
بال پکڑے ساحرہ غل مچانے لگی کہ او جوان چھوڑ دے امیر نے ایک جھٹکا مارا کہ منھ
کے بھل گری امیر نے ہاتھ تیغۂ عقرب کا مارا اگر سر پر سے اُس جادوگرنی کے تلوار اُچٹ گئی
اُچٹ گئی جب صاحبقران ہاتھ مارتے ہین تلوار اُچٹ جاتی ہو وہ ساحرہ ہنس رہی
ہو کہتی ہو او جوان تو نے مجھکو کیا سمجھا ہو مگر تو ساحر زبردست ہو تیرے سحر سے مجھکو امان
نہین ملتی سحر بھولی جاتی ہون دیکھ کون آتا ہو صاحبقران بیٹے ساحرہ نے ہاتھ چھڑا یا
اور ایک چیخ مار کر بھاگی امیر بھی اُسکے پیچھے چلے جب وہ درۂ کوہ مین داخل ہوئی
تو صاحبقران بھی اُسکے ساتھ داخل ہوے وہ تو کسی مقام پر جا کر غائب ہوئی امیر
جو باہر نکلے دیکھا صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہو نخل سبز پوش نہرون کو بجا الفت کا
جوش حباب لب دریا یون منتظر ہین معلوم ہوتا ہو کہ دریا نے آنکھین کھولی ہین لیکن

آنکھون پر ورم ہو ایک سمت ہزار ہا طائر مصروف زمزمہ سرائی صاحبقران یہ تماشہ
دیکھ رہے ہین مگر حیران ہین کہ اب کسطرف جاؤن کوئی قصر سامنے نہین ہو کوئی قلعہ نہین
اِس سوچ مین کھڑے تھے کہ صحراے گرد اُڑی دیکھا ایک حکیم وضع ہوادار پر سوار
پانچ چار ہزار جوان پشت پر مگر سب لباس سفید پہنے ہوے ریش ہاے دراز چہرے پر
عطر ملے ہوے سامنے سے آتے ہین اُس ہوادار سوار نے جو صاحبقران کو دیکھا
ہوادار سے کود اقدمون کو صاحبقران کے بوسہ دیا عرض کی غلام کو حکیم دانشمند کہتے
ہین یہ سب میرے شاگرد ہین آپ کے مشتاق تھے براے استقبال آئے ہین امیر نے
سر سینے سے لگا لیا اور فرمایا اے حکیم دانشمند اگر ہمارے مشتاق ہو تو کلمۂ طیبہ پڑھو حکیم
نے کہا غلام ہمیشہ سے مسلمان ہو جسدن سے شاہور تاجدار آگر قید ہوا غلام ان سب
شاگردون کو مژدہ دیا کرتا تھا کہ اب شاہور تاجدار قید ہوا ہو اب صاحبقران زمان
آوینگے بس آجکے دن غلام کو چلکر سرفراز فرمائیے جو کچھ ماحضر حاضر ہو اُسے قبول فرماکر
نوش کیجیے پھر اختیار ہو دربار مین شاہ طلسم کے پہونچا دونگا عجب وقت پر آپ تشریف
لاے ہین کہ ساحرون کے یہان جشن ہو ایک گنبد مشہور ہو کہ اُسکو گنبد ارسطو کہتے
ہین ہمارے بزرگون نے بنایا ہو اب سب ساحر اُسمین آکر جمع ہوتے ہین آپ کو
بھی وہین لے چلونگا اور اُسی گنبد مین نام سب کے لکھے ہین اور بھی احکام ہین وہ
خاص آپ کی ذات کے لیے ہین کہ آپ ہی آسے پڑھینگے سب نے ملکر صاحبقران
کو ہوادار پر سوار کیا با اعزاز و اکرام لیکر چلے مگر خواجہ عمرو بعد جانے صاحبقران
کے سوچے کہ صاحبقران صاحب اسم اعظم تھے کہ درہ کوہ مین داخل ہو گئے اے
عمرو مین کیونکر جاؤن سامنے کوہ کے آکر ٹہلنے لگے مگر صاحبقران ہمراہ حکیم دانشمند
جاتے ہین کئی کوس راستہ طے کرکے سامنے ایک قصر دکھائی دیا ایک طرف ایک گنبد
بنا ہو کہ اُسکے دروازے پر گھنٹ نواز ناقوس نواز ہزار در ہزار بیٹھے ہین اور سحر
تیار کر رہے ہین حکیم نے کہا دیکھیے اے شہریار گنبد ارسطو یہی ہو کل سے میلہ جمع ہوگا
مین آپ کو لے چلونگا مجمع عام ہوگا پھر جو امور ضروری ہین وہ عرض کرونگا امیر ہان

بان کرتے ہوئے ہمراہ حکیم جاتے ہین جب قریب قصر کے پہونچے دروازہ قصر کا کھلا ایک نقابدار بادلپوش نکلا صاحبقران زمان کو استقبال کرکے قصر مین لایا اِس شائستگی سے باتین کین کہ معلوم ہوتا ہو زبان سے موتی گر رہے ہین یا زبان سے پھول جھڑ رہے ہین صاحبقران نام کے خواہان ہوئے نقابدار نے جواب دیا کہ انشاءاللہ وقت پر ثابت ہوجائیگا صاحبقران خاموش ہو رہے وہ نقابدار امیر کو بٹھا کر بیرون قصر گیا مرکب پر سوار ہوکے براے شکار روانہ ہوا لیکن حکیم دانشمند نے جلسہ آراستہ کیا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صدا ے ہوشا ہوش و نوشانوش بلند ہوئی ایک نازنین کرشمہ وناز سے معمور سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

اِک روز اِس سرا سے ہو بس لاکلام کوچ
سن تو سہی پکارتا ہو یہ مقام کوچ

حرص وہوا اگی نہ دل مین مرے رہے
تیرے مقام خاص سے کرجائین عام کیچ

اِک عمر سے روان ہون رہِ کوے یار مین
دکھلا چکی وہ منزل عالی مقام کوچ

اب ضبطِ آہ و نالہ کی طاقت نہین مجھے
صبر و قرار و ہوش کا ہو صبح و شام کوچ

بحر جہان مین آب روان سے کھلا یہ حال
استادگی کی جا نہین یان ہو دوام کوچ

منزل مین گور کی مین مسافر پہونچ چکون
آخر ہو توشہ راہ کا ہوئے تمام کوچ

مرتا ہو جان بلب ہو مسافر ہو بے خبر
خدمت سے تیری کرتا ہو اب یہ غلام کوچ

جب دیکھو رہروی مین ہون ریگ روان کی طرح
میرا مقام وہ ہو کہ جسکا ہو نام کوچ

دن رات روز و شب ہو وطن مین سفر مجھے
وہ پختہ مغز ہے مین سوداے خام کوچ

آتش خدا نے چاہا تو کرتے ہین آج کل
ہندوستان سے جانب بیت الحرام کوچ

دوپہر رات گئے تک صاحبقران جشن مین رہے کہ حکیم دانشمند نے آکر عرض کی کہ چہرے سے حضور کے ظاہر ہوتا ہو کہ آپکو تکلیف ہوتی ہو چلکر آرام فرمایئے ناچ راگ و رنگ موقوف ہو صاحبقران اُٹھے ساتھ ساتھ دانشمند کے ایک کمرے مین آئے کہ کل دروازے اُسکے کھلے ہوئے تھے چھپر کھٹ آراستہ تھا امیر نے آکر آرام فرمایا صبح کو جو اُٹھے خود مدار نتھا صاحبقران کو بڑا قلق ہوا جب حکیم دانشمند آئے تو صاحبقران نے فرمایا

کہ ہمارا خود جاتا رہا دانشمند نے عرض کی اِن مقاموں مین کوئی اور نہین آسکتا خادموں پر تاکید ہوئی سب نے انکار کیا کہ ہم نہین جانتے صاحبقران نے عمامہ باندھکر دربار کیا مگر سوچ مین ہین کہ یہ کسکا کام تھا جب دربار کے برخاست کا وقت آیا وہی نقابدار آیا کہا اے شہریار آپ کا خود جاتا رہا صاحبقران نے فرمایا مجھے خود کا بڑا خیال ہے نقابدار نے کہا غفلت کا یہی انجام ہے صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا مگر بات معقول تھی خاموش ہو رہے کچھ کہہ نہ سکے نقابدار نے صاحبقران کو کمرے تک پہونچایا جب صاحبقران چھپر کھٹ پر آئے تو نقابدار رخصت ہوا ہرچند صاحبقران نے نام پوچھا نقابدار نے نام نہ بتایا رخصت ہو گیا مگر صاحبقران کو یہ کلمہ یاد ہے کہ غفلت کا یہ انجام ہوا آج بیدار رہے پہر رات رہے اُسی نقابدار کو دیکھا کہ دبے پانوٗن آتا ہے اور قصد ہے کہ تلوار لیجاوٗن صاحبقران نے للکارا کہ او دُزد مین نے پہچانا نقابدار پلٹا صاحبقران بھی جست کر کے اُٹھے نقابدار دوسرے کوٹھے پر گیا صاحبقران بھی پہونچے الغرض چار کوٹھے نقابدار نے طے کیے تھے کہ صاحبقران برابر پہونچے ہاتھ نقابدار کا پکڑ لیا فرمایا اے نقابدار بہادر یہ کیا حرکت تھی نقابدار نے نقاب چہرے سے اُٹھائی ایک برق چمک گئی صاحبقران کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ہاتھ چھوٹ گیا نقابدار کود کر نکلگیا صاحبقران پلٹ کر اپنے مقام پر آئے مگر سوچ مین ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا صبح کو دربار مین آئے فرمایا ہم شکار کو جاوینگے حکیم دانشمند نے عرض کی یہان کے صحراٗن شکار بہت کم ہے آپ پریشان ہوجیے گا امیر نے نہ مانا اور سوار ہوے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے کہ ایک آہو جست کرتا ہوا سامنے آیا امیر نے چاہا اُسے گرفتار کریون حلقہ کمند مارے آہو جست کر کے بھاگا صاحبقران نے پیچھا کیا ایک باغ کی پشت پر آہو آیا جست کر کے باغ مین داخل ہو گیا صاحبقران نے اشقر کو مہمیز کر کے اشارہ کیا اشقر چارون ہتلیان جوڑ کر باغ مین آیا امیر نے دیکھا آہو جاتا ہے فوراً تیر مارا کہ آہو گرا امیر نے جا کر یہ قربانی پہونچایا گوشہ باغ سے کئی ہزار کنیزین حاضر ہوئین عرض کی اے شہریار آپ بارہ دری مین چلیے ہم لوگ کباب درست کرینگے صاحبقران حیران ہین کہ یہ کون لوگ ہین

کہ جو اس خاطر سے پیش آتے ہین مگر امیر کو کنیزین گھیر کر بارہ دری مین لائین امیر مسند پر بیٹھے کنیزون نے کباب لگا کر پیش کش کیے امیر نے کباب نوش فرمائے کہ سامنے سے نعرہ ہوا کہ منم نقابدار پر لطف نواز صاحبقران نے دیکھا کہ ایک نقابدار مرکب مشکین پر سوار للکارتا ہوا آیا کہا اے نوجوان تمنے غضب کیا کہ آہو ہمارا صید کیا اور ہمارے باغ مین آکر بیٹھے سپر و شمشیر حوالے کر دو اور چپکے چلے جاؤ صاحبقران نے فرمایا او نقابدار کوئی سپاہی سپر و شمشیر دیدیگا یہ فقط تیرا خیال خام ہو نقابدار نے کہا تو اٹھیے میرے آپ کے مقابلہ ہو جائے کہ آپ کے دل کا گھمنڈ نکلے آپ اپنے کو صاحبقران جانتے ہین مین اس حوالی کا صاحبقران ہون بے سلاح لیے نہ جانے دونگا صاحبقران اٹھے گھوڑے پر سوار ہوے نقابدار گھوڑا پھیر کر سامنے آیا نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی صاحبقران نے نیزہ گانٹھ کے تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نقابدار کے نکلگیا مگر نقابدار نے جست کر کے نیزے کو روکا امیر نے ڈانڈ ماردی کہ نیزہ نقابدار کا ٹوٹا نقابدار نے کہا آپ ان فنون مین طاق ہین زور کا امتحان کیجیے صاحبقران مرکب سے کود پڑے ایک چمن مین اکھاڑا آراستہ تھا نقابدار کود کر اکھاڑے مین آیا صاحبقران بھی آے کشمکش کے نبرد ہونے لگے ہرچند امیر چاہتے ہین کہ زیر کرون مگر پنجہ قابض نہین ہوتا دن بھر اسی کشاکش مین گذرا اسوقت پہلوان آفتاب عالمتاب مع شاگردان ضیاء و شعاع مغرب کے اکھاڑے مین جا کر ڈنڈ پیلنے لگا نقابدار امیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا اب جائیے صبح کو پھر آئیے گا صاحبقران نے فرمایا ہمارا یہ دستور نہین خاتمہ کر کے پلٹین گے یا زیر کرینگے یا زیر ہونگے نقابدار نے کنیزون سے اشارہ کیا کنیزون نے ہاتھ ہلاے کہ سب نخل روشن ہو گئے معلوم ہوتا ہو کہ سب جھاڑ روشن ہین پھر نقابدار سے کشتی ہونے لگی رات بھر ایک طور رہا دن بھر بھی گذرا صاحبقران حیران ہین کہ یہ نقابدار کون ہو کسی طرح زیر نہین ہوتا بلطف لڑ رہا ہو کسی مقام پر کمی نہین کرتا کہانتک عرض کرون کہ چار شبانہ روز ایک طور پر گذرے ہرچند کہ امیر تھک گئے ہین

مگر ایک طور پر لڑ رہے ہین چوتھا دن ہی چار گھڑی دن پچھلا باقی ہی کہ حکیم دانشمند آئے
پکار کر کہا کہ او نقابدار یہ کیا بے ادبی ہی کہ آقا سے نامدار سے لڑتا ہی اور امیر سے کہا
کہ او شہریار چھوڑ دیجیے آپ اِس جاہل سے مقابلہ نہ کیجیے یہ کہکے حکیم دانشمند بیچ مین
آئے صاحبقران کو ہٹانے لگے صاحبقران نے ہاتھ بڑھا کر نقاب نوچ لی دیکھا تو
وہی نازنین ہی برق جمال مین وہ چمک ہی کہ آنکھ خیرگی اختیار کرتی ہی صاحبقران کو بڑی
غیرت آئی کہ یہ محبوب مطلوب اور چار دن کی کشتی مین زیر نہ ہوئی دل مین خیال کیا کہ یا
صاحبقران اپنے کو ہلاک کرو حکیم دانشمند نے جو دیکھا کہ صاحبقران ملول و حزین ہین
حکیم نے کان مین کہا حضور کیون مکدر رہین اِسنے اپنا عظم و شان دکھانے کو یہ کام کیا ہی
لباس طلسمی زیب جسم ہی یہی باعث ہوا کہ زیر نہین ہوئی اور یہ خاص حضور کے
واسطے ہی یہین چاہتا ہون کہ خدمت مین رہے میرے واسطے فخر ہوگا آپ تشریف رکھین
صاحبقران بیٹھ گئے حکیم صاحب رخصت ہوے معلوم ہوا کہ لیلا سے عنبرین مو نام
ہی ملکہ امیر سے باتین کر رہی ہین کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین اور عرض کی او ملکۂ عالم
قیلاس سیر گردان باجمیت قاہرہ برا سے طلب حضور آیا ہی لشکر سامنے باغ کے
اُتار رہا ہی ملکہ نیچہ ٹیک کر اُٹھنے لگین کہ مین ابھی جا کر اُس سے مقابلہ کرتی ہون ساری
جرأت نکالدونگی یقین ہی کہ بھاگتا پھرے بھیا کو چین نہ ملے امیر نے دامن پکڑ لیا اور
فرمایا او ملکۂ عالم مناسب نہین ہی کہ میرے ہوتے تم جاؤ اور کافر سے مقابلہ کرو مگر مین
اُسکی بارگاہ مین جاتا ہون بخوبی سمجھا دونگا اگر نہ مانیگا تو سزا دونگا کنیزون نے کہا
درواز سے پر اپنی بارگاہ کے اُسنے وہ پہلوان بٹھایا ہی کہ جو تمام لشکر کا افسر ہی وہ اندر
نہ جانے دیگا باہر ہی روکے گا صاحبقران نے فرمایا کہ ہم سمجھ لین گے جسطرح بنے گا
اُسکے پاس جاوینگے بخوبی سمجھا دینگے اگر مان لیا تو خیر اور نہ مانیگا تو اُسکا سر لاتا ہون
ملکہ نے کہا او شہریار قیلاس زبردست ہی ایسا نہ ہو بندگان عالی کو کوئی صدمہ پہونچے
تو باعث خرابی ہوگا صاحبقران نے فرمایا جو کچھ ہوگا وہ جھیلین گے یہ فرما کر اُٹھے
ملکہ پیچھے پیچھے یہ کہتی ہوئی چلین او شہریار دل چاہتا ہی کہ آپ کے ساتھ چلون بڑے

سوذی سے مقابلہ ہو صاحبقران نے فرمایا اپنے مقام پر بیٹھو بیقرار نہ ہو ایسا نہ ہو دل کو
خیال رہے ہر وقت مقابلہ خرابی پڑے یہ کہکر گلے سے لگا لیا عارض کا بوسہ لیا عارض سرخ
ہو گیا بقول میر حسن فرد ٭ وہ رخسار نازک کہ ہو جاوین لال ٭ اگر آئینہ پوے کا گذرے خیال ٭
نہ کہ بوسہ لیا اور باعث افروختگی مزاج کا ہوا ملکہ نے شرما کر سر جھکا لیا صاحبقران اکیلے
باغ سے نکلے لشکر قیلاس کی سیر کرتے ہوے دربارگاہ قیلاس تک پہونچے دیکھا کہ
ایک پہلوان عفریت مثال دنگل پر بیٹھا ہو تیغ چوڑ زانو پر جو کوئی سامنے آتا ہو اسکو
جھڑک دیتا ہو کہتا ہو دربار میں جانے کا وقت نہیں ہو صاحبقران آگے بڑھے اُس
پہلوان نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال عفریت مثال تیغ بکف آتا ہو پکار کر
آواز دی کہ او جوان اِسطرف نہ آنا ہمارے پہلوان دوران گرشاسپ جہان ابھی سو کے
اُٹھے ہین بعد تھوڑی دیر کے بر آمد ہونگے دروازے پر ٹھہرو جب بر آمد ہونگے سلام
کر لینا صاحبقران نے فرمایا مین برائے سلام نہین آیا ہون منظور ہو کہ اُنکو تنبیہ کرون
یہ سُنکر وہ پہلوان مثل ابر کے گرگڑایا پکار کر آواز دی کہ یہان ہمارا اختیار ہو ہم ہرگز
نہ جانے نہ دینگے صاحبقران نے فرمایا ہم نہ رکین گے اور ضرور اندر جاوینگے یہ فرما کر
بڑھے اُس جوان نے تلوار کھینچی اور ہاتھ مارا صاحبقران نے بازو بچا کر کلائی پر
ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا دیا کہ منھ کے بیل جھکا امیر نے ایک تمانچہ مارا کہ سر چنبر گردن
سے اُڑ گیا مار کر اُسکو پرے وہ توڑ کر پھینکا اندر تشریف لائے دیکھا قیلاس مسند پر بیٹھا ہو
گرد چند پہلوان صاحبقران نے بطریق اسلام سلام کیا قیلاس نے اول سر اپنے
ورگو سالار کا دیکھا کہ ڈھلکتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا گھبرا کر کہا ارے اِسکو کسنے مارا کہ
چوبدار نے بڑھکر عرض کی یہ جو صاحب آئے ہین اِنکے ہاتھ سے مارا گیا قیلاس کچھ
سوچکر اُٹھ کھڑا ہوا پکار کر آواز دی آپ کے نام نامی سے آگاہ ہون کہ حضور کا نام
نامی و اسم گرامی کیا ہو صاحبقران نے فرمایا منم کوچک سلیمان قاتل عفریت و مُسندوین
سخن کن پردہ قاف قیلاس نے کہا مین حیران تھا کہ ایسے پہلوان کو کسنے مارا مین آداب
کرتا ہون تشریف لائیے فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭

خوشامد کرکے صاحبقران کو جتایا یا تین محبت کی کرنے لگا صاحبقران نے فرمایا اطاعت اسلام قبول کرو قیلاس نے مرکے کلمہ بھی پڑھ لیا اب خادمون کو اشارہ کیا کہ اسباب عیش و نشاط لاؤ ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہوے جام گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک طرارہ حسین و جمیل تباتا کر بہ ناز و کرشمہ یہ اشعار گانے لگی

نظم

یقین کو اپنے عاشق نے ہمیشہ بے خلل پایا　　تصور جب ہوا صادق تجھے زیر بغل پایا

مقام ناز کیا ہو سینۂ عاشق نہین آنے سے　　جناب عشق نے ٹوٹا ہوا دل کا محل پایا

فراغت کب میسر آئی رہ جو نکی کشاکش سے　　نہین خالی مشقت سے کبھی بیت اجل پایا

دم طفلی سے جانین سیکڑون قربان ہوتی ہین　　تمھارے مردم دیدہ کو بیمار ازل پایا

نہین مرتے وہ سید ہے جنکو قسمت بیچ دیتی ہے　　ہمیشہ طرہ ہاے زلف مین شانے نے بل پایا

حقیقت مین پسند طبع صانع بے لباسی تھی　　کہ جان نے تن کو تن نے جان کو عریان ازل پایا

مقرر صحبت ناجنس سے توقیر گھٹتی ہے　　ملا جب نقرہ و مس رتبۂ سیم دغل پایا

خدا کی راہ مین مرنا حیات جاودانی ہے　　فنا ہو کر بقا کے لطف کو نعم البدل پایا

نہین خالی رہیگا کوئی آسیب زمانہ سے　　کسی کو آج حاصل ہے کسی نے رہکے کل پایا

الٰہی روز سو جائے یون ہی وہ فتنۂ عالم　　مزا بوسون کا جسنے آج بے رد و بدل پایا

نسیم اطراف قسمون کسقدر سرسبز ہین دیکھو　　زمین شعر مین جس روز سے جسنے عمل پایا

ہنگامۂ عیش و نشاط جب خوب گرم ہوا تو قیلاس جام شراب لیکر اٹھا کہا اسے نوش فرمایئے صاحبقران زمان نے وہ جام بے اندیشۂ انجام قیلاس سے لیا اور بلا تکلف نوش فرمایا پیتے ہی صاحبقران کی کنپٹیان لپکنے لگین اور معلوم ہوا کہ کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہے اور وہان سے جاکے چھوڑ دیتا ہے صاحبقران اچھل پڑتے ہین فرمایا اے قیلاس تونے شراب مین مجھے کیا پلا دیا کہ میرا منہ خشک ہوا جاتا ہے قیلاس نے کہا باش اے حمزہ مین نے تجھے بیہوشی دی اب سرکشی کی سزا دونگا میرا پہلوان مارا گیا کر میرے قلب کو قلق ہے بہتر یہ ہے کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے صاحبقران جھلاکر اٹھے

کر او بیہودہ کیا بکتا ہوا ٹکڑے ٹکڑے کرے قیلاس نے آہنگرون کو بلایا صاحبقران زمان
کو مسلسل و مطوق کیا دوہری بیڑیان دوہری ہتھکڑیان پہنائین اور امیر کو ہوشیار کیا
امیر نے فرمایا او قیلاس یہ کیا حرکت تھی قیلاس نے کہا آپ نے اپنے پہلوان کو قتل کیا
کہ جسکا یہ بدلہ ہوا صاحبقران زنجیر ہلانے لگے اور قیلاس نے حکم دیا کہ صبح کو ایکجا چلیگا
مگر چند کنیزین جو ملکہ نے واسطے خبر کے بھیجی تھین اُنھون نے آکر دریافت کیا جاکے ملکہ
سے خبر کی کہ قیلاس نے صاحبقران کو قید کر لیا ملکہ رونے لگین کہا صاحبو مین تو منع
کرتی تھی کہ نہ جاؤ مگر اُنھون نے میرا کہنا نہ مانا امیر کے ہاتھ سے جو وہ پہلوان مارا گیا
اُسکو بڑا ناز تھا کہ اس پہلوان سے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا اسپر اُس نے یہ مکر کیا ملکہ تو
تڑپ رہی تھین اور فرماتی تھین کہ صاحبو اب کیا تدبیر کرون کہ حکیم دانشمند تشریف لائے
پوچھا کہ او فرزند یہ کیا ہوا ملکہ نے کہا حضور صاحبقران قیلاس کو سمجھانے گئے تھے اُسنے
مکر کر کے گرفتار کر لیا حکیم دانشمند نے کہا او نور نظر تم لباس طلسمی پہنے ہو کوئی تیر کارگر
نہین ہو سکتا ان کنیزون کو ساتھ لیکر شبخون مارو اور صاحبقران کو رہا کر لو قیلاس
کی کیا حقیقت ہی یہ مژدہ سنکر ملکہ مثل گل کے شگفتہ ہو گئین فرمایا بہت بجا ارشاد ہوا یہ
کہکر نقاب چہرے پر ڈالی کنیزون نے گھوڑیان درست کین سات سو کنیزون کو ساتھ لیکر
ملکہ نکلین اول سامنے لشکر کے آکر کمان کاندھے سے اُتاری سات سو تیر ایک مرتبہ مارے
سات سو جوان گرے اب ملکہ نے تیر اندازی کر کے تلوار کھینچی اور نعرہ مہیب کیا کہ منم
نقابدار مرصع پوش او قیلاس تو نے غضب کیا کہ صاحبقران کے ساتھ مکر کیا جرأت
ہین تو مار اکلمہ پڑھکر یہ کہکر کیا قیلاس کو خبر پہونچی کہ ایک نقابدار مرصع پوش لشکر پر آیا ہی
لشکر کو تباہ کر رہا ہی قیلاس گینڈے پر سوار ہوا باہر نکلا نعرہ کر کے لڑنے لگا لیکن کنیزین
اس ترکیب سے لڑ رہی ہین کہ ایک کنیز نے آکر نیزہ مارا دوسری نے پہلو پر خنجر مار دیا
لشکر قیلاس لوٹ رہے ہین کسی کا شکم چاک تسمہ پاک ہوا کسی کا سر اُڑ گیا ملکہ عجب
غول مین لڑ رہی ہین بڑے بڑے پہلوان گھوڑا بڑھا کر آتے ہین یک ضرب شمشیر
ملکہ دو ٹکڑے کرتی ہین جب کئی پہلوان مارے گئے تو قیلاس گینڈا بڑھا کر مقابلے مین آیا

ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ نے بے خوف روکا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا ملکہ نے خبردار خبردار
کہکر ہاتھ مارا قیلاس نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے
قیلاس نے گینڈا بھگایا پکار کر آواز دی کہ حمزہ کا سر کاٹ لو ایک سپاہی تلوار کھینچکر
اُٹھا امیر پر ہاتھ مارا امیر نے ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی خانہ زور زمین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من +
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق

گرمی بازار عشق از تف خون من است
باک ندارم ز دار چوب ستون من است
بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینک دیا اڑتے ہوے قید خانے سے نکلے اور
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام
بن کافران از جہان پاک کرد

بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ عقرب یکے ذو الجام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کر کے لڑنے لگے ملکہ نے جو نعرۂ صاحبقران کی صدا سنی لڑتی ہوئیں سامنے آئیں
صاحبقران نے قریب آکر فرمایا اے ملکۂ عالم یہ کیا حرکت تھی اگر کوئی آگاہ ہو جاے تو
ہمارے مذہب میں عورتوں پر جہاد ساقط ہے میں نادم ہونگا ملکہ نے عرض کی اے شہریار
آپ کا حال گرفتاری سنکر دل بیقرار ہو گیا نہ ضبط ہو سکا والد نامدار نے صلاح دی
کہ لباس طلسمی پہنے ہو تم پر کوئی غالب نہ ہو سکیگا شکر کرتی ہوں کہ آپ رہا ہوے
سامنے قیلاس کھڑا تھا اسکو جو معلوم ہوا کہ ملکہ باتیں کر رہی ہیں گینڈا بڑھا کر چاہا
جا پڑوں مگر صاحبقران بیچ میں آ گئے قیلاس نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے
کلائی تھام لی تلوار چھین کر پھینکی کمربند ہاتھ ڈالکر قیلاس کو اُٹھا لیا چاہا زمین پہ ماریں
کہ قیلاس نے آواز دی اے بزرگ خطا معاف کیجیے اب مجھسے ایسی خطا نہ ہوگی صاحبقران نے
ہاتھ روک لیا قیلاس کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا امیر نے قیلاس کو گلے سے
لگا لیا قیلاس نے فوج کو منع کیا افسران فوج نے بھی اطاعت کی کلمے پڑھ پڑھ کے

مسلمان ہوے صاحبقران بہ تیغ و فیروزی چلتے ملکہ کو ساتھ لائے جیسے ہی باغ مین پہنچے دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب ہو نہرین جاری عندلیبان خوشنوا منقارین کھولے یہ اشعار گا رہی ہین

نظم

رکھتی ہو کب اعتبار او جان روح ــ جسم مین ہو چار دن مہمان روح
فکر دنیا خواہش عیش و بقا ــ کیا نہین رکھتی بھلا ارمان روح
سیکڑون آتے ہین خاطر مین خیال ــ روز کرتی ہو نئے سامان روح
جسم کیا شو ہو کہ تا ہنگام مرگ ــ دوست رکھتی ہو ایسے ہر آن روح
غور سے دیکھا جو ہمنے او نسیم ــ تن مین رکھتی ہو نہایت شان روح

صاحبقران زمان بھی محظوظ بیٹھے ہین ملکہ پہلو مین کنیزین بھی بیٹھی ہین کہ صاحبقران نے آرام فرمایا عالم خواب مین دیکھا کہ دریچے آسمان کے وا ہوے ایک تخت پر ایک مرد بزرگ باریش سفید عمامہ سرپر بندھا ہوا قریب صاحبقران کے آئے امیر نے اٹھکر سلام کیا اُن مرد بزرگ نے فرمایا کہ یا صاحبقران آپ براے فتاحی طلسم آئے ہین اس طلسم کا طلسم مستور نام ہو لہذا اس باغ مین جو نخل سرو ہو اُسکو جاکر آپ بقوت صاحبقرانی اُکھیڑیے ایک دبنہ نقب کا پیدا ہوگا بعد اُسکے ایک قصر ملیگا اُس قصر مین ایک صندوق کلان رکھا ہو اُس صندوق مین لوح طلسم مستور ہو اُسکو لیجیے فتاحی طلسم مین معروف ہو جیے صاحبقران جو اُٹھے نماز سے فراغت حاصل کرکے گوشہ باغ مین آئے نخل سرو کو اُکھیڑا نقب پیدا ہوئی امیر داخل ہوے ایک قصر ملا اُس مین دیکھا کہ ایک میز پر صندوق رکھا ہو صندوق مین بجاے قفل مار سیاہ لپٹا ہوا امیر نے اسم اعظم پڑھکر ہاتھ بڑھایا دیکھا کہ وہ مار سیاہ لوہے کا ہو صندوق کھولا ایک برق چمکی کہ آنکھ امیر کی جھپک گئی دیکھا کہ اُس مین لوح رکھی ہو اُسپر لکھا ہو کہ لوح طلسم مستور صاحبقران نے لوح کو اٹھاکر گلے مین ڈالا کہ پہلو سے آواز آئی او جوان یہ تحفہ کہان لیے جاتا ہو مین اسکا نگہبان ہون صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو خونخوار تبر ہاتھ مین لیے ہوے آتا ہو قریب آکر تبر مارا امیر نے تیغ عقرب سے تبر کو قلم کیا تبر کٹتے ہی وہ دیو بھاگا

کہتا ہوا کہ او آدم زاد غضب کیا وہ بلا نازل کرون کہ عمر بھر رہائی نہو بعد تھوڑی دیر کے
کئی سو دیو ایک صورت کے چماق چار پین کلہاڑے وغیرہ لیے ہوئے نمایان ہوئے
آکر امیر پر حملہ آور ہوئے امیر اُنسے لڑنے لگے جس دیو کو قتل کرتے ہین ایک کے دو بنکر
حملہ آور ہوتے ہین جب تھوڑے عرصے مین وہ مکان دیو زادون سے بھر گیا تو صاحبقران
نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جو دیو سب کے آگے ہو اُسی کی موت کے ساتھ ان سب کی بھی
موت ہو جسطرح بنے اُسکو قتل کرو صاحبقران لڑتے ہوئے قریب اُس دیو کے پہونچے
اُسنے ہاتھ مارا امیر نے روک کر تیغ عقرب کا وار کیا اُس دیو کا سر کٹ کر دھڑ سے گرا
سب دیو ہلاک ہوئے بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک دیو کا لاشہ پڑا ہوا اور سب
لاشے زمین مین غائب ہو گئے امیر نے شکر پروردگار کیا لوح مین دیکھا مرقوم تھا کہ
جس مینڈھے سے لوح پائی ہو اُس مینڈھ کو ہٹاؤ ایک چشمۂ عین الحیات ہو وہ پانی نوش کرو جب
پانی جوش مارے اسم حاشیۂ لوح پڑھکر اپنے کو حوض مین گراؤ پھر تماشا سے قدرت
پروردگار ملاحظہ کرو صاحبقران نے ایسا ہی کیا جب چشمے مین کودے بعد تھوڑی دیر
کے زمین سے پانون آشنا ہوئے دیکھا ایک نخل کے سایے مین خواجہ عمرو بیٹھے ہوئے
رو رہے ہین امیر نے پکار کر پوچھا خواجہ خیر تو ہے عمرو نے ہاتھ ہلا کر منع کیا کہ چلا کر
کلام نکیجیے بہ سہولیت جواب دیجیے اور لوح طلسم میرے گلے مین ڈالدیجیے ابھی آپکو
معلوم ہو جائیگا کہ کیا رنگ ہوا امیر نے اُسی طرح قریب آکر لوح طلسمی گلے سے اپنے
اُتاری اور بجوش محبت عمرو مین گلے مین ڈالدی عمرو نے کہا اے آقاے نامدار میرے
ہاتھ پانون چلے جاتے تھے اب تسکین ہوئی مگر ذرا ہٹ جائیے تو مین اُٹھون امیر
جیسے ہی پیچھے ہٹے عمرو اُٹھکر بھاگا کہتا ہوا کہ او حمزہ منم سرشار جادو دیکھ یون ہتھنے
لوح لے لی یہ کہتی ہوئی بھاگی صاحبقران دوڑے مگر سرشار بھاگ کر نکل گئی ہی ہین
گئی ہوا او سرشار پاس مستورہ کے چلکے کہو کہ او ملکۂ عالم دیکھیے لوح آپ نے ایسے
مقام پر رکھی تھی کہ طلسم کشا پا گیا اب یہ لوح لائی ہون اسکو کہین اچھی طرح رکھیے یہ سوچکر
اُڑی تھی مستورہ مین آئی مستورۂ جادو تخت پر بیٹھی تھی کہ سرشار نے آکر سب حال

بیان کیا اور کہا کہ طلسم کشا پہونچ گیا مین نے لوح مکر سے لیلی دہ اُسی مقام پہ حصار سحر سے باہر
نکل نہین سکتے مستورہ نے کہا ای سرشار جہان یہ کام کیا ہی وہان اتنی اور تکلیف کرو کہ
بیرون طلسم دریاے نیرنگ ہی اُس دریا مین جاکر لوح کو ڈالدو پھر کوئی نہ پاسکیگا سرشار
نے کہا مین ابھی جاتی ہون اور لوح کو دریاے نیرنگ مین پھینکے آتی ہون یہ کہکر اُڑی
خواجہ عمرو کہ بیرون کوہ بشکل ساحر شمل رہے تھے دیکھا کہ اندر سے کوہ کے ایک جادوگرنی
آتی ہی عمرو نے کنارے آکر ایک طفل خوبصورت کی شکل بنائی دیوانہ وار وحشی مثال
خاک اُڑانے لگے اُس بیقراری میں یہ اشعار عاشقانہ ورد زبان تھے **نظم**

جب اور کسی پہ کوئی پیدا کروگے	یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے
ہم جان نگے کلہ رخصت کے اشارے	اب اور کہین جاکے گھر آباد کروگے
سیکھوگے جفائین مری ایذا کے لیے تم	شاگرد بنوگے کوئی اُستاد کروگے

سرشار نے یہ آواز سُنی پلٹ کر دیکھا کہ ایک طفل حسین بیٹھا ہوا گا رہا ہی سرشار کا دل
بیقرار ہوگیا جھپٹ کر قریب آئی اور کہا کیون صاحبزادے یہان صحرا مین کیون بیٹھے ہو
لڑکے نے کہا ای مادر مہربان تم کئی دن سے کہان تھین مین تمھاری تلاش مین پھرتا ہون
سرشار قریب آئی لڑکا اُٹھکر لپٹ گیا سرشار نے کہا ای فرزند الگ رہو یہ لوح طلسمی ہی
تم اسے جنبش دیتے ہو مین سحر بھولی جاتی ہون اتنے مین وہ طفل ایسا لپٹا کہ لوح کو بعنوان
شائستہ بدل لیا اور چاہا کہ بھاگون سرشار نے کہا ای فرزند کہان جاؤگے اور چاہا
کہ لپٹا لون اُس طفل نے تختی جو بدل لی تھی وہ تختی چمکا دی سرشار پر جو عکس پڑا الٹرا کر
گری عمرو نے خنجر مارا لوح کو چمکا دیا سرشار کا قتل ہونا کہ ایک سناٹا ہوا اور تیرگی اندھیرا
رہا تھوڑی دیر کے اندھیرا دفع ہوا عمرو نے لوح کو دیکھا معلوم ہوا لوح امیر سے
چھین لائی تھی لوح لیکر چلے اُس مقام پر پہونچے کہ جہان صاحبقران حیران و پریشان
کھڑے تھے عمرو نے لاکر لوح دی امیر نے لوح لیکر ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اگر لوح دوبارہ
دستیاب ہو تو مناسب ہی کہ اسم حاشیہ لوح بیٹھکر زیر بغل پڑھو ایک طائر پیدا ہوگا اُسپر
سوار ہوکر باغ دلکشا مین جاؤ صاحبقران نے بیٹھکر اسم پڑھا آسمان پہ سناٹا ہوا دیکھا کہ

ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے اُڑتا ہوا آیا زمین پر گرا صاحبقران جست کرکے اسکی
پشت پر سوار ہوے فرمایا کہ مجھکو باغ دلکشا مین لے چل طائر اُڑکر چلا مگر ہر مقام پر تیزی
کرتا ہو چاہتا ہو صاحبقران کو گرا دون صاحبقران نے لوح دیکھکر اسم پڑھا تب وہ طائر
ساکن ہوا وہ پھر برابر اُڑا سامنے سے ایک نخل معلوم ہوا دیکھا بڑے بڑے درخت
ہوا سے اُڑ رہے ہین طائر زمین پر اُترنے لگا امیر باغ مین اُترے طائر نے منقار کھولکر
کہا مین اب رخصت ہوتا ہون وقت ضرورت پھر حاضر ہونگا صاحبقران نے کچھ جواب
نہ دیا طائر تو گوشۂ باغ مین چھپ گیا مگر امیر سیر کرتے ہوے چلے قریب بارہ دری کے پہونچے
کہ اندر سے بارہ دری کے چند کنیزین برآمد ہوئین صاحبقران کو سلام کیا کہا اے شہریار
اندر تشریف لے چلیے صاحبقران اُن کنیزون کے ساتھ اندر بارہ دری کے آئے دیکھا
مسند پر ایک شاہزادی بشکل آسمان پری بیٹھی ہو امیر کو دیکھکر وہ نازنین اُٹھی امیر نے
دیکھا آسمان پری نہین ہین وہ نازنین مہجبین قریب آئی ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا لاکر مسند
پر بٹھایا مسکرا مسکرا کر باتین کرنے لگی امیر بھی حیران جمال و محو دیدار ہو رہے ہین ایسے
بھی ہنس ہنسکر جواب دیتے ہین کہ اُس نازنین نے کہا یا صاحبقران حضور نے ملکہ
آسمان پری کو کہان چھوڑا امیر نے فرمایا اصل یہ ہو وہ طلسم نوخیز مین قید ہین مین اُنکی
رہائی کی فکر مین ہون سعد شہریار پوتے آنکے برائے فتح طلسم آئے ہین اور سب بیٹے
آنکے بھی اُنکی رہائی پر تلے ہوے ہین بھلا کسکی مجال ہو کہ ملکہ آسمان پری کو قتل کرسکے
مین نے بقدر مقدور آسمان پری مین بڑی کد و کوشش کی ہو اُس نازنین نے رو رو کر کہا کہ اے شہریار
مین نے اسواسطے آپ سے ملاقات کی کہ مجھکو ثابت ہو کہ آپ کس فکر مین ہین لیکن ملکہ
آسمان پری اسقدر بیمار ہین کہ امید نہین زندہ رہین آپ جلدی کیجیے اپنے کو قید خانے
مین پہونچائیے البتہ ہو کہ آپ اُنکو زندہ نہ پائیے صاحبقران یہ خبر وحشت اثر سنکے
گھبرا گئے فرمایا تمہارا نام کیا ہو کہا غلمان پری میرا نام ہو ملکہ قمر چہر کی بہن ہون بلکہ اگر
آپ چلین تو مین اپنے ہمراہ لے چلون قید خانے مین پہونچا دونگی امیر نے فرمایا اے غلمان
مین ابھی موجود ہون تم مجھکو لے چلو تمہاری صورت آسمان پری سے بہت مشابہ ہو

سبھے دیکھکر حیرت ہوئی پہلے میں یہ سمجھا تھا کہ آسمان پری بیٹھی ہیں جب تمنے کلام کیا تب
سبھے یقین ہوا کہ آسمان پری نہیں ہیں غلمان پری نے کہا ذرا لوح طلسمی اتاریے اس میں
دیکھوں کیا خبر نکلتی ہو میں خاص کر کے اسی واسطے آکر بیٹھی تھی کہ صاحبقران سے سب حال
لکھونگی ایسا نہ ہو کہ امیر کو صدمہ پہونچے امیر نے لوح گلے سے اتاری چاہا غلمان پری کو
دو ون کہ لیکہ دفعتہ امیر کو خیال ہوا کہ مقدمۂ طلسم ہو بدون ملاحظہ لوح کوئی کام کرنا نہ چاہیے
یہ لوح اسنے کیوں مانگی ضرور اس میں کچھ فریب ہو یہ کہکر صاحبقران نے لوح اتارتے
اتارتے نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ او مفتاح طلسم یہ پری زادین کے ہیئت ہو غلمان جادو اسکا
نام ہو لوح طلسمی اسکے جسم سے مس کرو صاحبقران نے لوح کو گلے سے اتارا غلمان
سمجھی کہ لوح مجھکو دینگے مگر امیر نے اسکے جسم سے لگا دی جیسے ہی بدن سے لوح مس ہوئی اسنے
چیخ ماری اور ہر بن مو سے ایک آگ پیدا ہوئی مثل ہیزم خشک جلنے لگی جو کنیزیں تھیں وہ بھی
جل تھوڑے عرصے میں جلکر خاک ہوئی بعد مرنے غلمان جادو کے امیر نے حمد و شکر پروردگار کیا
پروردگار کیا جی میں کہتے ہیں کہ بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کرنا چاہیے ورنہ دھوکا
ہوگا کہ پشت سے خواجہ عمرو نے آواز دی کہ او شہریار غلام کو بچائیے امیر نے پلٹکر
دیکھا ایک طائر تڑپ کے گرا ہو عمرو کی کمر میں لپٹا ہو کشاں کشاں لیے جاتا ہو صاحبقران کو
بہت ناگوار ہوا جھپٹے مگر وہ طائر عمرو کو لیکر غائب ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا ایک
جادوگر سیاہ فام بد انجام عمرو کو کشاں کشاں لایا اور ایک نخل کے نیچے بٹھایا اور ہاتھ
تلوار کا مار دیا عمرو کا سر کٹ کر گرا اور لاشہ تڑپنے لگا امیر نے جو یہ حال دیکھا دل بیقرار
ہوگیا دوڑکر سر اٹھا لیا بیقرار ہوکر رونے لگے مگر عکس لوح کا جو پڑا سر کی صورت
تبدیل ہوئی دیکھا ماش کے آٹے کا سر ہو امیر نے لاحول پڑھکر سر پھینکا لوح کو ملاحظہ
فرمایا نوشتہ پایا کہ طائر ہفت رنگ کو بلاؤ وہ یہاں سے اڑا کر لیجائے اور تمکو صحرائے
نیلی میں پہونچائے صاحبقران نے اسم حاشیہ ورد زبان کیا وہ طائر شاداں آیا امیر
اسکی پشت پر سوار ہو سے طائر اڑتا ہوا چلا مگر اب شوخی نہیں کرتا امیر سے بہ محبت
باتیں کر رہا ہو کہ اگر آپ نے نیلی پوش جادو کو مار ڈالا تو پھر بادشاہ طلسم سے ملنا بلا ہو لیکن

صحرائے نیلی میں گنبد ارسطو میں جانا ضرور ہو یقین ہو کہ سب ساحر آکر وہان جمع ہون یہ باتین
کرتا ہوا طائر امیر کو لیے ہوئے ایک صحرا مین آیا امیر کو پشت سے اُتار دیا قدمون کو بوسہ دیا
عرض کی حضور اپنے کو گنبد مین پہونچائیں صاحبقران نے تدبیر کر کے صورت اپنی تبدیل کی
ساحرون کی صورت بنائی لوح کو کمر مین رکھ لیا طائر تو رخصت ہوا امیر آگے بڑھے کہ آواز
گھنٹ و ناقوس کی کان مین آئی دیکھا گنبد کے گرد ہزارہا ساحر جمع ہین قصد کرتے ہین کہ ہم
گنبد مین جائیں ایک ساحر زبردست دروازے پر آیا کھڑا کہ رہا ہو کہ یارو ابھی تامل کرو
طلسم کشا آلے تو تم بھی جاؤ اسوجہ سے در گنبد پر ہزارہا ساحر جمع ہو کہ نوبت نقارے کی
آواز کان مین آئی دیکھا مستورہ جادو تخت پر سوار تھین لاکھو ساحران غدار پشت پر
اور علمہائے زرنگار کے پھریرے کھلے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے اس دھوم
سے بادشاہ طلسم آئی اور بعجلت اول وہی داخل گنبد ہوئی نگہبان جو دروازے پر
کھڑا تھا سب کو روک رہا تھا پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم آپ کو معلوم ہو کہ آج طلسم کشا
کی آمد ہو جو اہتمام منظور رہو وہ کیجیے مستورہ نے کہا مجھے سب کچھ معلوم ہو لیکن قیدی
کی پابند ہون جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا میں آگاہ ہون کہ عمر طلسم تمام ہوئی ساحرون پر
زوال ہو یہی بڑا خیال ہو کہ ایسا نہ ہو بادشاہ سابق چھوٹ جائے اے نگہبان جادو یہی
اتنا خیال رہے ایسا نہ ہو کہ قیدی یہان آئے اور طلسم کشا تعرض کرے نگہبان نے
پکار کر کہا کہ غلام کی کیا مجال ہو کہ کچھ بھی دخل دے آپ جو حکم دینگی وہ بجا لاؤنگا مگر کہین
ایسا نہو کہ طلسم کشا برہم ہو جائے اور قیدی کو چھڑا لے نگہبان نے جو کچھ پکار کے کہا
صاحبقران نے بھی سُنا اور داخل گنبد ہوئے گنبد کو دیکھا بہت وسیع ہو صد با صحرا اور
لاکھون درخت بے برگ و بار طائرون کی پکار غل مچا رہے ہین کہ اے صاحبو ہوشیار ہو جاؤ
طلسم کشا گنبد مین آ گئے جس تخت پر جا کر مستورہ بیٹھی اُس تخت کے پہلو مین ایک نگ
زرین تھا صاحبقران اُس دنگل پر بیٹھے ساحر آنے لگے صاحبقران بھی جواب سلام
دیتے جاتے ہین مستورہ صاحبقران کو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہو مگر کچھ کہہ نہین سکتی بعد
تھوڑی دیر کے ایک تڑاقہ ہوا دیوار گنبد شق ہوئی ایک تخت نمایان ہوا اُسپر ایک

جادوگر نوجوان مسلسل و مطوق تاج ڈھلکا ہوا سوار ہی دو جادوگر قوی اُسکی گردن پر ہاتھ
رکھے ہوے اُس ساحر نے آتے ہی اول صاحبقران کو سلام کیا مستورہ نے کہا کیون
او مخفی جادو ہمارے سامنے یہ بے ادبی ہمکو نہین سلام کیا اور طلسم کشا کو سلام کیا تو یہ
سمجھ لے کہ بہت بُری طرح پیش آؤنگی اُس ساحر نے اِشارہ کیا کہ او ظالم تمام خاندان میرا
برباد کر چکی اِس حال کو پہونچایا اب جو منظور ہو وہ بھی کر لے مگر اب کوئی بول نہین سکتا
کہ طلسم کشا سامنے موجود ہین تو کیا بکتی ہو یہ باتین سُنکر صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ کیا
مستورہ اپنے مقام سے اُٹھی امیر نے اُن ساحروں کو آواز دی جو بادشاہ طلسم سابق پر
متسلط ہین فرمایا ذرا امیر سے قریب آؤ اُن ساحرون نے کچھ جواب نہ دیا اور چاہا تخت
کو لیکر روانہ ہو جائین امیر نے اُٹھکر پایۂ تخت تھام لیا وہ تاجدار کہتا ہوا او شہریار لوح
کو ملاحظہ کر کے کام کیجیے امیر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ لوح کو جسم سے اِس تاجدار
کے مس کر دو امیر نے لوح کو جسم سے مخفی تاجدار کے مس کیا ایک تڑاقہ ہوا فوراً قید
ٹوٹ کر گر پڑی امیر نے سوزن زبان سے نکالی اب جو وہ بادشاہ قید سے چھوٹا فوراً
سحر کیا کہ زمین تھرانے لگی مستورہ نے جو دیکھا کہ مخفی تاجدار نے رہائی پائی چاہا اُٹھکر
بھاگون مگر امیر اول باہر آئے پیشانی پر گنبد کی نوشتہ پایا کہ لوح کو گنبد سے مس کر دو
امیر نے لوح کو دیوار گنبد سے لگایا اڑاڑا کر گنبد گرا اُسکو سب ساحر سر پیٹنے لگے اور
ہر ایک کا قول تھا کہ یہ گنبد باعث حیات مستورہ تھا مستورہ نے فوج کو اشارہ
کیا وہ سب جادوگر امیر پر سحر کرنے لگے امیر نے نعرہ کیا کہ زمین تھرا گئی مگر تین لاکھ
جادوگر چہار طرف سے امیر پر حربے کر رہے ہین سحر بھی کرتے ہین تلوارین بھی لگاتے
ہین مگر صاحبقران بیچ مین اُنکے جنگ رستمانہ کر رہے ہین کہ پہلو سے سناٹا ہوا بجلیان
گرنے لگین غبار بلند ہوا صاحبقران نے دیکھا ایک ساحر عمرو کی کمر مین پنجہ دیے ہوے
آسمان پر تھرا رہا ہو اور وہ سحر کرتا ہو کہ غبار بلند ہوتا جاتا ہو تخل گرتے ہین طائرون کے
سر کٹکر گرتے ہین امیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اِس ساحر کو تیر سے مارو صاحبقران نے
تیر بھر کمان مین پیوست کیا اور تاک کر مارا کہ اُس ساحر کی پیشانی پر پڑا عمرو پنجے سے

چھوٹا اور امیر کو آواز دی کہ آقا سے نامدار اگر زمین پر گرا تو جسم کے پرزے اڑ جاوینگے
امیر نے بڑھکر عمرو کو ہاتھون پر روکا مگر مرنے سے اُس ساحر کے اندھیرا ہو گیا اور اسقدر
غبار بلند ہوا کہ تمام صحرا گرد سے بھر گیا امیر نے جب لوح کو چمکایا تو غبار برطرف ہوا آواز
آئی کشتی مرا نام ہمن سدس جادو بود مگر امیر نے دیکھا کہ وہ تمام گنبد گرا پڑا ہی اور صحرا میں
سناٹا ہی انسان وحیوان کا نام نہین اُسی اندھیرے مین مستورہ نکل گئی امیر نے لوح کو
ملاحظہ کیا تحریر پایا کہ جہان پر گنبد گرا ہی اُسکے پہلو مین دہنے نقب ہی اُس مین داخل ہو تو
زندان طلسمی مین پہونچو وہین شاہور تیغ زن سے ملاقات ہوگی اُسی پہلو سے راستہ
قصر مستورہ کا ہی وہان جاکر جنگ پڑیگی تب مستورہ قتل ہوگی ورنہ بڑی مشکل پڑیگی
صاحبقران زمان آکر نقب مین داخل ہوے سر جو نکالا دیکھا سامنے ایک قصر سیاہ
بنا ہوا ہی دروازے پر قصر کے ہزارہا ساحر بیٹھے ہین امیر کو دیکھکر سب نے غل کیا کہ او
تیرہ روزگار جادو جلد آؤ کہ طلسم کشا آگئے سب ساحر حربے لیکر روانہ ہوے طرف
امیر کے متوجہ ہوے امیر نعرہ کرکے لڑنے لگے مین گری جنگ ہو کر ایک طرف سے
رونے کی آواز آئی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان نحیف وضعیف ہتھکڑیان
بیڑیان پہنے ہوے زار زار رو رہا ہی کہتا ہی کہ او خداے آسمان طلسم کشا کو پہونچایا
حکم ہو ملک الموت کو کہ میری قبض روح کرے اب مجھے تکلیف نہین الحق امیر نے
لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ شاہور تاجدار یہی ہی قریب اسکے جاکر لوح کو چمکاؤ سب
قید ٹوٹ جائیگی یہ جوان نہایت بہادر ہی امیر نے بڑھکر لوح چمکائی شاہور قید سے
چھوٹا اُٹھتے اُٹھتے ایک ساحر کو مار تلوار لیکر لڑنے لگا جسکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے
کیے مین گری جنگ ہی کہ تیرہ روزگار نے بڑھکر شاہور کو گرفتار کرلیا چاہا سے بھاگون
شاہور نے آواز دی اے شہریار غلام کو بچاییے امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ تیرہ روزگار
شاہور تاجدار کو قید کیے لیے جا رہا ہی اور شاہور کی بیقراری مگر جو سے زور نہین چلتا
صاحبقران نے للکارا کہ او سیاہ رو اس غریب نے تیرا کیا لیا ہی مجھسے مقابلہ کر جو کا
زور دکھا تو مدعا حاصل ہو یہ سنکر تیرہ روزگار تلوار کھینچے ہوے بڑھا امیر پر پڑا

کئی ہاتھ تلوار کے مارے خنجر بھی امیر پر گرتے ہین تلوارین بھی گر رہی ہین مگر صاحبقران
اسم اعظم الٰہی کو ورد زبان کیے ہوے لوح کو جنبش دے رہے ہین کسی مقام پر غفلت نہین
کرتے جب تیرہ روزگار نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے امیر نے روکتے روکتے ہاتھ مارا
کر تیرہ روزگار کے دو ٹکڑے ہوے مرتا تیرہ روزگار کا کر دیو ار گری امیر نے دیکھا کہ
تخت زرین بچھا ہو اُسپر مستورہ بیٹھی ہو افسران فوج گرد بیٹھی صلاح کر رہی ہو کہ طلسم کشا
آپہونچے کیون صاحبو کیا کہتے ہو سب ساحر کہتے ہین کہ اے ملکۂ عالم دیکھو تنہا ہین گھیر کر
گرفتار کرلین گے کہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی زمین تھرائی نعرہ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار ـ بحکم خدا البتہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام ـ یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد ـ سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرہ کر کے صاحبقران چلے مستورہ نے اشارہ کیا کہ صاحبو جو صلاح کر رہے تھے
اُسی کا وقت ہو چہار طرف سے ساحران غدار نے امیر کو گھیرا امیر لڑنے لگے سات لاکھ
ساحر چہار طرف سے امیر کو گھیرے ہوے حربے لگا رہے ہین مگر صاحبقران اپنے کو
بچا رہے ہین کبھی لوح کو گردش دیتے ہین اُسکا عکس جو پڑتا ہو تو ساحر بے دست و پا
ہوتے ہین کبھی تیغ عقرب کو چمکاتے ہوے بڑھتے ہین ہر مرتبہ یہی قصد ہو کہ ڈھونڈھ کے
تا بہ مستورہ جادو پہونچون مگر ساحرون نے صفین باندھی ہین ہر طرف سے تیر چل رہے
ہین ہر سے ساحرون کے زمین سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین ہنگامۂ گیر و دار
بلند ہو ہر ایک کا یہی قول ہو کہ حمزہ کو گرفتار کرلو ہرچند کہ صاحبقران نے کئی ہزار ساحر
قتل کیے مگر لاشہ کسی کا زمین پر نہ پایا یہ عجائب دیکھکر گھبرائے یہی خیال تھا کہ جو میرے
ہاتھ سے مارے گئے لاشے اُنکے کیا ہوے ساحرون کا دمبدم ہجوم بڑھتا جاتا ہو
مستورہ غل مچا رہی ہو کہ ہان یارو گھیر کر طلسم کشا کو گرفتار کرلو رسیان اور کمندین اور
زنجیرین امیر پر پڑ رہی ہین ہرچند کہ امیر ان سب چیزون کو قطع کرتے ہین لیکن خوف ہو
کہ ایسا نہو گرفتار ہو جاؤن لوح کو ملاحظہ فرمایا اُس مین نوشتہ پایا کہ جبتک مستورہ

نہ قتل ہوگی یہی آفت رہیگی اب صاحبقران لڑتے ہوے بڑھے مگر ساحرون نے دیوار
باندھی ہو ہر طرف سے یہی ہنگامہ ہو کہ حمزہ کو گرفتار کر لو یارو یہ جوان اگر زندہ رہا تو مذہب
مین فرق آئیگا کہان جاکر چھپین سارے مرحلے فتح ہوے اب بادشاہ طلسم اس قصر ہی مین
آکر چھپی تھی وہان بھی یہ آکر پہونچ گیا مگر صاحبقران نے جب دیکھا کہ قریب مستور رخنین
جانے دیتے بیقرار ہوکر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے اور پکار اٹھے کہ اے
خالق عالم و اے رب اکرم اس آفت سے بچالے تا یہ مستور و مجھکو پہونچا کہ مین اسکو
قتل کرون تیزی کریمی کی کیا صفت عرض کرون بزرگان دین کو جا بجا بچایا حضرت ابراہیم
خلیل کو جب دشمنون نے قفس مین بند کرکے بلند کیا آتش شعلہ ور تھی حضرت خلیل نے
تجھسے رجوع کی ہرچند کہ سب فرشتے خواستگار تھے کہ شریک مصیبت خلیل ہون مگر حضرت
نے ہر ایک کو یہی جواب دیا کہ میرا معبود صاحب اختیار ہو یقین ہو کہ اس مجبور و ناچار کی
مدد کرے جسم مجروح آگ مین گرایا اور حضرت ابراہیم نے بلک کر دعا کی تیر رحم شریک ہوا
وہ آتش گلزار ہوگئی اسی طرح مجھے بھی بچالے آفت سے تو ہی نجات دے امیر نے فقیر
بلک کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یہ قدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل آسمان
سے نوبت نقارے کی آواز آئی امیر نے سر اٹھاکر نظر کی دیکھا کہ نقابدار زرین پوش
تخت پر سوار چلا آتا ہو اسنے بھی دیکھا کہ صاحبقران ساحرون مین گھرے ہوے ہین اور
جنگ کر رہے ہین مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے مصروف دعا ہین نقابدار نے
اشارہ کیا کہ تخت ہمارا زمین پر رکھدو سوائے جوانان الانسان کے کوئی دیو شریک جنگ
نہ ہو یہ اشارہ کرنا تھا کہ دیوزادون نے تخت زمین پر رکھا بارہ ہزار جیالون کو اتنا
نقابدار نے آتے ہی نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران بد دعا ہم نقابدار
زرین پوش بارہ ہزار جوان ہمراہیان نقابدار زرین پوش جنگ رستمانہ کر رہے
ہین سب نے مدہ تیرون کی بوچھار کی کہ ایک چشم زدن مین کئی ہزار ساحر مار گرادیے
ساحر چاہتے ہین بھاگ کر نکلجاوین اپنی جان بچاوین مگر نقابدار انکے عقب سے لڑتا ہو
کہ گھبرا اٹھے ہنستے ہوے ہر طرف سے تیرون کی بوچھار کر رہا ہو نیزہ ہاتھ مین جو ساحر سامنے

آیا ہاتھ سے لقا بدار کے مارا گیا ساحرون کو کچھ بن نہین پڑتا نہ بھاگ سکتے ہین مجبور و
ناچار مصروف جنگ ہین مگر اپنی زیست سے تنگ ہین مستورہ جادو تخت پر سوار
ہوا اُسنے بھی دیکھا کہ لقا بدار زرین پوش آگیا اور زمین کو ہلا دیا ہزار ہا ساحر مارا گیا ہو
مستورہ ساحرون کو آواز دے رہی ہو کہ صاحبو جنگ مین کمی نہ کرنا اگر ہم قتل ہوئی تو
مسلمان قبضہ کر لین گے سلطنت تمھارے خاندان سے نکلجائیگی مستورہ یہ غل مچا رہی ہو
اور ساحرون کو ترغیب دیتی ہو اور کہتی ہو صاحبو اگر لقا بدار آگیا تو کیا حقیقت ہو کل
بارہ ہزار جوان سے آیا ہو تم لوگ سات لاکھ ہو اگر بلوہ کرو اور خوب جمکر لڑو تو دم بھر مین
سب کو مار لو یارو خیال تو کرو کہ سامری و جمشید تم پر کیسے مہربان تھے کہ یہ سلطنتین دیگئے
اور تم نہین سنبھال سکتے دنیا کا یہی رنگ ہو کبھی شادی کبھی وقت جنگ ہو بڑے بڑے
شاہان اولوالعظم پیوند خاک ہوے کچھ بھی نہ کر سکے حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا سے
گئے سکندر ایسا بادشاہ کہ بر و بحر تسخیر کیا مگر جب وقت موت آیا تو کچھ نہ بن پڑا آخر ناچار
ہو کر فنا ہوا اب اُسکی قبر کا بھی نشان نہین ملتا سچ ہو بقول شاعر ع یہ جتنے سب خاک کے
تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر ہد اب انھین سے کوئی بادشاہ نہین سامری و جمشید نے ایسی
خدائی کی کہ جسکی آجتک رونق باقی ہو ہان یارو جمکر لڑو طلسم کشا کو مار لو صاف صاف
مرقوم ہو کہ اگر یہ طلسم کشا مارا جائے تو ہزار برس تک پھر طلسم پر زوال نہ آئے لیکن
اب زمانہ قریب ہو دیکھین کیا ہو شاید فتح حاصل ہو مستورہ نے جو طعن و تشنیع دی
سب ساحر بلوہ کر کے امیر پر چلے امیر نے دیکھا کہ لقا بدار بھی گھر گیا اور اُسکے بارہ ہزار
جوان اسطرح بیکار ہوے کہ مرکب اُنکے بد لگامیان کر رہے ہین تلوارین بے آب ہین
اور ہر طرف یہی غلغلہ ہو کہ طلسم کشا کو پکڑ لو مگر صاحبقران اسطور سے لڑ رہے ہین کہ
کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا ساحر دور سے چلتے ہین مگر جب قریب پہونچتے ہین تو عکس
لوح سے نابینا ہوتے ہین جہان امیر نے لوح کو جنبش دی عکس سے اُسکے ساحرون کے
سر پھٹتے ہین ساحر لوح کی چمک سے پیچھے ہٹتے ہین اب صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ کل
ساحرون نے بلوہ کیا ہو لقا بدار کے ملازمون پر بھی اسطور سے قبضہ کر لیا ہو کہ ہوش

سبکے پراگندہ ہوگئے تھے امیر نے بیقراری مین پھر دعا کی پکار اُٹھے کہ اے رحیم و کریم رحمٰن و سمیع و علیم
رحیم اپنا شریک کر امیر نے جو بیتاب ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا مخفی تاجدار نوشت
زرین پر سوار لاکھون ساحر ساتھ طلسم جاسے زرین کے پھر ہرے کھلے ہوے جبین
تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم مخفی نے جو دیکھا کہ مستورہ
فوج کو اشارہ کر رہی ہے اور صاحبقران مصروف جنگ ہین مگر کثرت فوج سے اپنی زندگی
سے تنگ ہین ہر مرتبہ قصد کرتے ہین کہ اپنے کو تا بہ مستورہ پہونچاؤن مگر وہ جادو ہی
کہ صفین بندھی ہین اگر ایک ساحر کو ہٹاتے ہین تو دس آجاتے ہین مخفی نے وہین سے
نعرہ کیا کہ باش او مستورہ نمک حرام اب ہین کیا تجھے زندہ چھوڑونگا بڑے بڑے جبر
تیرے سے اُٹھا چکا گھر بار اپنا شاہ چکا تو نے بڑا ستم کیا جسنے تجھکو اختیار دیا تو نے سلطنت پر
قبضہ کر لیا ایسے مقام پر قید کیا کہ سوائے طلسم کشا کے کسیکی مجال نہ تھی کہ اُس مقام پر
پہونچے سوائے طلسم کشا کے کون تجھکو رہا کر سکتا تو نے قدرت پروردگار کی دیکھا کہ مین
کسطرح رہا ہوا اور تو قتل نہ کر سکی یہ کہکر جو کیا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی اسطرح آگ
برسائی کہ ہزارون ساحر جلنے لگے مخفی تاجدار نے آتے ہی اسطرح کا جو کیا کہ ہزارہا ساحر
مارے گئے امیر نے دیکھا اب لاشے بس ساحرون کے پڑے ہین اور پھڑک رہے ہین
مخفی تاجدار نے جست کرکے اپنے کو قریب صاحبقران کے پہونچایا عرض کی اے شہریار
غلام حاضر ہے جو حکم ہو وہ بجالاؤن اگر مستورہ زندہ گرفتار ہوتی تو میرا مطلب حاصل
ہوتا صاحبقران نے فرمایا بہت مشکل ہے کہ مستورہ زندہ گرفتار ہو سات لاکھ ساحر بھی
لڑ رہے ہین جنگ مین مصروف ہین سب یہی چاہتے ہین کہ مستورہ کو بچائین اور ہم کو
گرفتار کرین مخفی نے عرض کی اب حضور کو کون گرفتار کر سکتا ہے مگر نقابدار زرین پوش
نے جو دیکھا کہ مخفی تاجدار مصروف مدد صاحبقران ہے گھوڑا اُٹھا کر ایک جانب نکل گیا
لشکر سبھون کو پامال کرتا ہوا گیا جسطرف سے نکلا لاشون کے انبار کر دیے مخفی تاجدار
نے مارے گرزون کے پرون کو درہم برہم کر دیا لاکھون جادوگر پامال ہوے مبتلاے
رنج و ملال ہوے صاحبقران نے جو اتنی مہلت پائی لڑتے بھڑتے چلے لیکن دور سے

کیا دیکھا کہ مستورہ نے ایک پہلوان کو بلایا اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر لے اُس پہلوان نے
گینڈا اپنا بڑھایا یہ کہکر چلا کہ اے شہنشاہ طلسم آپ نے مجکو اول کیون نہ طلب کیا مین حمزہ کو
گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا للکارا کہ او حمزہ تجکو بڑا غرور ہی
میرے مقابلے مین تو آ صاحبقران اشقر بڑھا کر سامنے آئے اُس پہلوان نے نعرہ کیا کہ مین
اضطراب خارہ شکن بڑے بڑے پہلوان مین نے مارے میرے ہاتھ سے نہین بچے
مین ہو نہ کرونگا تجھے یہ جرأت لڑونگا یہ کہکے نیزہ مارا امیر نے نیزہ اضطراب کا توڑ ڈالا جب
نیزہ ٹوٹا تو اضطراب بیقرار ہوا تلوار کھینچی کئی ہاتھ مارے امیر نے سپر گرشاسپ پر روکے
ہر وار کو اُسکے رد کر رہے ہین تخت مستورہ قریب ہی مستورہ ہر مرتبہ ترغیب دیتی ہی
کہ او اضطراب نہ گھبرانا مین تیری مدد کو موجود ہون ہرچند مخفی تاجدار نے آتے ہی
تمام میدان لاشون سے بھر دیا ہی مگر اب بھی پانچ لاکھ ساحر لڑ رہا ہی حمزہ کو گرفتار کرلے
خبردار تامل نہ کرنا بڑے لطف سے لڑ رہا ہی مگر اضطراب جبکہ ہاتھ مارتا ہی صاحبقران
سپر گرشاسپ پر روکتے ہین تلوار اچٹ جاتی ہی آخر گھبرا کر چاہا لپٹ جاؤن کہ تلوار سے
سپر نہین کٹتی شب فراق عاشقان ہی اسکا کٹنا دشوار ہی جب اضطراب نے چاہا امیر کو
لپٹ جاؤن تو امیر نے کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا چرخ دیکر طرف آسمان کے پھینکا چور رنگ
ہوائی قلم کیا اضطراب کو مار کر طرف مستورہ کے متوجہ ہوے مستورہ نے جو دیکھا
کہ صاحبقران آگئے اب کہ مر جاؤن ہو کرنے لگی صاحبقران لون چمکار رہے ہین اپنے کو
ہوے بچا رہے ہین مخفی تاجدار نے جو دور سے دیکھا کہ امیر نے اضطراب کو مارا اب
قتل مستورہ ہنگامہ ہو رہا ہی جست کرکے قریب آیا اور اسطرح کا سحر کیا کہ ہوا سے گرد
اڑی کئی سو نازنینان مہ جبینان ہوا سے پیدا ہوئین یہ اشعار عاشقانہ گاتی تھین اور

مستورہ کو سناتی تھین نظم

نام مشہور خاص و عام ہوا — عشق مین خوب میرا نام ہوا
دل مین اب درد کا مقام ہوا — ہجر مین کام ہی تمام ہوا
شور محشر بپا نہین قاتل — لاش پر میری ازدحام ہوا

پھنسے مغرور نپہ تہمت اے ناصح — آپ کو کیا خیال خام ہوا

لیے رویا مین بوسۂ رخ و زلف — دیکھنا وصل صبح و شام ہوا

خط غلامی کا لیجیے صاحب — بوسۂ خط پہ مین غلام ہوا

نہ رہی آرزوے خلد بریں — جب سے در پر ترے مقام ہوا

ہر فصاحت پہ آپ کی صلوات — گالیان آپ کا کلام ہوا

چونک اُٹھے خفتگان خواب عدم — جب خرامان وہ خوشخرام ہوا

آئے خط سیہ مین موے سفید — عاقبت موت کا پیام ہوا

دختر رز کا حکم حرمت ہو — ر کا پینا نہین حرام ہوا

ہجر مین دم نکل گیا رعنا — لو یہ قصہ ہی اب تمام ہوا

اُن نازنینان سرجبین نے یہ اشعار جو مستورہ کو سُنائے مستورہ رُکی اور رحم کرنا بھولی صاحبقران نے دست حق پرست اٹھایا اِس کن سے ہاتھ مارا کہ مستورہ کے دو ٹکڑے ہوے مرنا مستورہ کا اندھیرا ہو گیا سنگ باری بہت جاری ہونے لگی بعد ہونے دراز آواز آئی کُشتی مرا نام من مستورہ جادو بود سامنے ایک مکان دیکھا سب کو تیز کر کے صاحبقران مرکب سے اُترے جب قریب اُس مکان کے پہونچے تو رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی دردرسیدہ رو رہا ہے اور پکارتا ہے کہ اے معین و مددگار اب تو نوبت بجان دکار و بر استخوان ہون اگر دیر کیجیے گا تو غلام کو آپ زندہ نہ پائیے گا صاحبقران نے پوچھا اِس قصر مین کون ہے کہ جسکی آواز سے دل بیقرار ہوتا ہے ایک مرد بزرگ نے آکر عرض کی کہ حضور جسکی تلاش مین آئے ہین وہی چنگھاڑ رہا ہے اندر مکان کے جائیے شاہ پور تاجدار کو چھڑائیے صاحبقران اُس مقام کے اندر گئے دیکھا ایک جوان ماہ رخسار جیتاب و بیقرار تڑپ رہا ہے کبھی زنجیرین ہلاتا ہے آپ نے قریب آکر فرمایا کہ اے شاہ پور کیون اِسقدر بیقرار ہو شاہ پور نے امیر کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی آپ کے تصدق سے رہائی پائی مگر ایک امر کا امیدوار ہون اُس کو سماعت فرمائیے جب غلام یہان آکر قید ہوا تو ایک ساحرہ سیاہ فام رات کو یہان آتی

تھی مجھکو حیران کرتی طالب وصل ہوتی تھی مگر مین نے اُسکو قبول نہین کیا آج تیسرا دن ہو کہ
شب کو ایک معشوق خوبرو چشم آہو عنبرین گیسو نگاہ جادو خال ہندو کیا اُسکی چشم کی تعریف
بیان کرون بقول قمر نظم

سراپا کا اُسکے کرون کیا بیان	حسین مہ جبین قاتل عاشقان
وہ معشوق عالم مین تھی سرفراز	نسب دار عالم نشیب و فراز
دہن اُسکا تھا غنچۂ دلبری +	کہ باتون مین شوخی شرارت بھری +
قد یار تھا یا کہ سرو سہی +	نزاکت ہر اک عضو مین تھی بھری

غلام دیکھتے ہی بیقرار ہوا تسکین کرنے لگا کہ او ملکۂ عالم بیٹھ جاؤ مین ایک نگاہ بغور
دیکھ لون کہ طبیعت کو تسکین ہو اُس محبوب نے ہنسکر کہا کہ او شاہور تاجدار پروردگار
کا شکر کرو زمانہ تمھاری رہائی کا قریب آگیا صاحبقران لڑتے ہوے آتے ہین تمکو قید
سے رہا کرینگے مین بھی مدت سے تیری خواہان تھی مستورہ کی بیٹی ہون مگر جو نہین جانتا
کہ ساحرون کے منھ سے بوے بد آتی ہو پس او شہریار جبتک اُس معشوق کو نہ دیکھو تمھارا
رہائی بیکار ہو صاحبقران نے طیفور جادو کو نائب مستورہ تھا اُس سے حکم کیا کہ
بیٹی مستورہ کی شیدا نے گلپیرہن کہان ہو طیفور نے کہا یہ قصر جو سامنے ہو اسی مین
رہتی ہو مگر اسقدر نازک مزاج ہو کبھی ہو کے جلسے مین نہین بیٹھی سامری و جمشید کو
سجدہ نہین کیا کہتی تھی کہ سامری و جمشید مثل ہمارے تمھارے انسان تھے یہ کیا فتنہ
کیا کہ مکارون نے دعوی خدائی کر لیا بقول مسلمانان خدا وہ ہو کہ جسکو کوئی دیکھ نہ سکے
صاحبقران نے شاہور کو ساتھ لیا در دولت شیدا پر آئے فرمایا کہ او شاہور جاؤ
جا کر معشوق سے ملو شیدا کو جو خبر ہوئی کہ طلسم کشا تشریف لائے ہین اپنے مقام سے
اُٹھی صاحبقران کو آکر سلام کیا امیر نے شاہور کو سامنے کر دیا فرمایا او شیدا اگر تم بھی
مائل ہو ہم تمھارا اسکا عقد کر دینگے شیدا نے شرما کر سر جھکا لیا اشارے سے کہا او شاہور
سامنے صاحبقران کے بے ادبی نہ کرنا ہم خود بھی مائل ہین غرض صاحبقران زمان نے
تہنیت تاجدار کو بلایا باپ سے بیٹے کو ملایا تہنیت صاحبقران کو دعائین دیتا تھا

کہ آپ کے تصدق سے اپنے فرزند کو پایا امیر نے فرمایا اب اِسکے عقد کی تیاری کرو کل
ہم جاوینگے نہین معلوم لشکر کس مقام پہ فروکش ہو خوف یہ ہو کہ ایسا نہ ہو قیلاب طبل جنگی
بجوا دے تو کون جواب دیگا تہنیت تاجدار نے سامان عقد مہیا کیا شب کو امیر شاہ ہور
کو دولھا بنا کر لے گئے مکان پر شید اکے سامان عقد ہوا جب قاضی بلاے گئے تو خواجہ
نے جا کر قاضی کو بیہوش کیا قاضی کی شکل بنکر آئے شاہ ہور کا عقد پڑھا اوڑ کر کشتیان لین
دوسرے دن امیر نے طرف قلعے کے کوچ کیا مگر بعد جانے صاحبقران کے قیلاب نے
طبل جنگی بجوایا سکان و اخنش ولقشب کو زخمی کیا اور چند ساحر مارے گئے قیلاب کا
زور شور جو ہر روز میدان مین آتا ہو بہ فتح و فیروزی پلٹ جاتا ہو چار دن برابر فتح نصیب
ہوئی کہتا ہو یار ود وہ بادشاہ حمزہ کو لگا کر لے گیا اب انکا زندہ آنا دشوار ہو سب کو یونہی
قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تین دن کی مہلت دیتا ہون تین دن تامل کرکے
نوین دن صبح طبل جنگی بجوا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ او فرقہ خدا پرستان
واو زیر پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے یا آکر اطاعت کرے آج ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا اہل اسلام حیران و پریشان ہین کہ کسکو میدان مین بھیجین وزیر اعظم واسطے
شکار کے گیا ہو اور منظور اُسکو یہ ہو کہ خدمت مین شاہ کی رہون اب یہان کوئی ایسا نہین
کہ مقابلہ قیلاب مین نکلے گا چند ساحر اسے مقابلہ نکلے مگر وہ زخمی ہوے یا ہاتھ سے قیلاب
کے مارے گئے اہل اسلام نے ناچار ہو کر دست دعا بلند کیے کہ او پروردگار تیرا ارشاد
نہین بنیاد ہو اسی پہ دل کو تقویت ہو تیرے بندون کی عجب کیفیت ہو تو مدد کرے **نظم**

	تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب		دعائے کند من کنم مستجاب
	چو عاجز رہا شندہ دانم ترا		درین عاجزی چون نخوانم ترا

بلک کہ جو سب نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا ہوا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ
زلزلہ قاف ثانی سلیمان پشت مرکب پہ سوار تخت پہ تہنیت تاجدار گرشاہ ہور ایک
بھانے کے ساتھ ہو ناظر بچکا نے اہتمام سواری کرتے ہوے خواجہ عمرو رکاب پہ ہاتھ
رکھے ہوے مگر امیر نے جو دور سے دیکھا کہ اہل لشکر ہمارے بیتاب و بیقرار ہین قیلاب

بڑی آفت برپا کی ہو سیدان مین بلبلا رہا ہو کہ کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا آج یون
نہ پلٹونگا صاحبقران نے وہین سے مرکب بڑھایا مقابلہ قیلاب مین پہونچے قیلاب نے
بہت سحر کیے کہ صاحبقران کو روکون مگر صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے قریب قیلاب
پہونچ گئے قیلاب نے ہاتھ مارا امیر نے رد کرکے اسم اعظم الٰہی پڑھکر ہاتھ مارا قیلاب
نے سپر سحر کو اُٹھا دیا تیغہ دست زبردست صاحبقران سے جو تڑپ کر گرا اول سپر کے دو ٹکڑے
ہوے قیلاب نے چاہا اپنے کو گرا دون مگر تلوار جو چمک کر آئی سراسر سر کو کاٹتا اور سر کو
کاٹ کرتا بجگرگاہ پہونچی لاشۂ قیلاب زمین پر گرا فوج نے جو اپنے بادشاہ کو کشتہ پایا
لینا لینا کہکر دوڑ پڑے امیر گھوڑا بڑھا کر صف لشکر کفار پر آئے شاہپور کو اشارہ کیا
تہنیت تاجدار و شاہپور تاجدار فوج کو لیکر آ پڑے دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے
لگی مگر قیلاب کا بھائی سیلاب چابک سوار فوج کو لڑا رہا ہو چاہتا ہو کہ شاید لڑائی
فتح ہو جائے تو مین حاکم ہونگا مگر فوج دلدہی نہین کرتی اہل اسلام کی تلوار سے کل عاجز
ہین بھاگتے پھرتے ہین لیکن صاحبقران جنگ کرتے ہوے قلب فوج مین پہونچے
اُدھر سے علمدار فیلسوار علم کو کھولے ہوے ترغیب جنگ دیتا ہوا آتا تھا اُسنے جو
صاحبقران کو دیکھا ہاتھی بڑھایا امیر نے جو اشقر کو گدگدایا دونون ٹاپین اُسنے مستک
پر رکھدین علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کر اسطرح کا وار کیا کہ مع علم و
علمدار و مع ہاتھی کاٹ کے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا علم فوج گرا لشکر مین بھگدر پڑ گئی
سیلاب ہرچند غل مچاتا ہو کہ یارو تمکو مناسب ہو کہ جگر لڑو ایسا نہ ہو کہ صاحبقران ہمارے
قبضے سے نکلجائین ابھی ممکن ہو دلدہی کرو صاحبقران کو گرفتار کرو مگر صاحبقران
زمان خوب سنبھلے ہوے لڑ رہے ہین جو پہلوان قریب آیا واصل جہنم ہوا اگر اُسنے
للکارا تو صاحبقران فوراً آ جا پڑے اسطرح امیر لڑ رہے ہین کہ ہر طرف سے صداے
الامان آ رہی ہو سیلاب نے جب دیکھا کہ تھوڑے عرصے مین شکست فاش ہو جائیگی
اور بھاگنے کی تلاش ہو گی سیلاب نے بڑھکر امیر کو سلام کیا امیر نے جواب دیا سیلاب
نے عرض کی کیون شہریار اب کیا حکم ہوتا ہو جو حکم ہو وہ بجا لاؤن صاحبقران نے فرمایا

تمہین اختیار ہی تب سیلاب نے عرض کی کہ غلام اطاعت کرتا ہی یہ کہکر قدمون کو بوسہ دیا
صاحبقران نے گلے سے لگا لیا سیلاب نے کل فوج کو منع کیا کہ خبردار اب مین نے اطاعت
کی کوئی مقابلہ نہ کرے اور رغاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھے سب نے بخوشی تمام اطاعت دین
اسلام بصدق دل قبول کی باجے وغیرہ موقوف ہوے صاحبقران بہ فتح وفیروزی داخل
دربند ہفتم ہوے بہت کچھ مال وغیرہ دستیاب ہوا کئی لاکھ ساحر مسلمان ہوے پھر مال
وغیرہ نکلوا کر صاحبقران نے حکم دیا کہ کل تیاری کرو ہم طرف طلسم کے کوچ کرینگے رات بھر
تیاری رہی صبح کو صاحبقران سوار ہوے مع جملہ ساحران مذکور طرف طلسم کے کوچ کیا
منزل در منزل جاتے ہین مگر ہرکارون نے یہ خبر ہنگام بردبار کو پہونچائی کہ آگے سعد
بن قباد اور پیچھے انکے صاحبقران زمان طلسم پر آتے ہین ہنگام بردبار نے یہ خبر سنتے ہی
دربار مین آکر حکم دیا کہ کوئی ساحر ایسا ہی کہ جاکر صاحبقران کو روکے یہانتک نہ آنے دے
برق بار جادو اپنے مقام سے اٹھا کہا ای شہریار غلام جاکر صاحبقران کو روک دیگا
یہانتک نہ آنے دیگا ہنگام نے اجازت دی مگر بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد جو منزل روز ملے
آتے تھے راہ مین شاہزادیون نے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو قیدخانہ راہ مین جو پہلے
اسی مقام پر جنگ پڑے کیا عجب ہی کہ قیدیان زندان مصیبت رہائی پاوین بادشاہ نے
فرمایا اسی طرف لشکر پھیرو لشکر پھیرا ایک صحرا مین آکر لشکر صاحبقران اترا بادشاہ جمجاہ
اترے ہوے ہین صحراے فرح خیز جو پسند آیا میثاق سے فرمایا او وزیر اعظم مین ذرا
شکار کھیل آؤن تو پلٹ کر آتا ہون مگر مین جبتک نہ آؤن یہان سے کوچ نہ ہووے
یہ فرما کر صبح کو فیروزہ کو ہمراہ لیا یہ اسے شکار چلے میثاق انتظام لشکر مین مصروف
ہو مگر بادشاہ جو شکارگاہ مین آئے ایک آہو کے تعاقب مین مرکب ڈالا ساتھ والون
سے جدا ہوے ایک مقام پر آکے آہو کو مارا ایک نخل کے نیچے بیٹھکر کباب لگانے
لگے ایک قزاق موسوم بہ رفیع صحرانورد نے کہ بالاے کوہ سے دیکھ رہا تھا ایک
قزاق کو اشارہ کیا وہ جوان جو زیر نخل بیٹھا ہی اسکا مرکب لاؤ اور اسباب بھی بہت
کچھ پہنے ہی خبردار مار ڈالنے کا ارادہ نہ کرنا وہ جوان گھوڑے پر سوار ہو کے چلا جب

قریب سعد پہونچا تو کہا کہ ای جوان ہمارے آقا کو تیرے حال پر رحم آیا ہی مگر مرکب اور اسباب
مانگتا ہی سعد نے فرمایا بڑا رحم کیا کہ جان نہیں مانگی کیون ای برادر تم بھی سپاہی ہو ہم جو گھوڑا
اپنا حوالے کر دین تو پھر ہم کاہے پر سوار ہو کے جاوین جوان نے کہا ان وسیلون کو مجھے
حکم نہین دیا ہی فقط فرمایا ہی کہ مرکب اور سلاح لے آؤ سعد نے کہا ہم تو نہ دینگے اُس جوان نے
کہا افسر نے ہمارے جان بخشی کی ہی ایسا نہ ہو کہ ہمارا ہاتھ چل جائے سعد نے فرمایا ہم اِسی
کے مشتاق ہین کہ رہے سہے لو شاید ہمارا ابھی کچھ ہاتھ پانون ہلے کچھ ہو سکے شاید بچ جاوین
بس اُس جوان نے نیزہ ہلا کر گھوڑا بڑھایا چاہا کہ یون ہی نیزے پر اُٹھا لون جیسے ہی
نیزہ مارا سعد نے سنان بچا کر نیزہ توڑ ڈالا قزاق نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
کلائی تھام کر ہاتھ مار دیا کہ قزاق کے دو ٹکڑے ہوے مار کر قزاق کو بادشاہ کباب
لگانے لگے رفیع صحرا نورد نے جو کوہ سے دیکھا گھبرا گیا بڑا غصہ آیا کانپتا ہوا گینڈے پر
سوار ہوا بارہ ہزار جوان جرار کے بیٹھے تھے اُنھون نے کہا ای افسر ہم جاوین کہیے
سر لائین کہیے زندہ گرفتار کر لائین قزاق نے کہا مین خود سزا دونگا مجھکو بہت ناگوار
گذرا اِسنے میرے حکم کے خلاف کیا مین نے تو قزاق سے کہدیا تھا کہ جان بخشی کرنا
مگر وہ آمادۂ مرگ و سپاہ سے قضا ہو ابھی جا کر سر لاتا ہون تم لوگ یہین رہو تم مین سے کوئی
نہ آئے یہ تو اُسکو یقین ہو کہ افسر ایسا بہادر ہی کہ خود ہی آیا ایسا نہ ہو کہ بودہ مجھے اِصطلاح
کے لاف وگزاف کر کے گینڈے پر سوار ہوا زنجیر سے کمر باندھی عربدہ کرتا ہوا سامنے
سعد کے آیا کہا گھوڑے پر سوار ہو جیے میرے مقابلے مین آئیے سعد گھوڑے پر
سوار ہوے رفیع صحرا نورد سے مقابلہ ہوا نیزہ اُسکا نکالا رفیع نے ہاتھ تلوار کا مارا
بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا پھر بھر کی کشتی مین سعد نے رفیع صحرا نورد کو
زیر کیا رفیع صحرا نورد بصدق دل مسلمان ہوا جب اُسکو ثابت ہوا کہ بادشاہ لشکر
اسلام ہین سب کو بلا کر کلمہ پڑھوایا کہا بالائے قلعہ تشریف لے چلیے علیا کو بھی مسلمان
کیجیے بادشاہ بالائے کوہ آئے رفیع صحرا نورد نے جلسہ آراستہ کیا نازنینان مہ جبین
و مہ جبینان مہ تمکین حاضر ہوئین جام ہای ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و

نوشا نوش بلند ہوئی نازنینان مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگین نظم

مبتلاے آتش رخسار رہو — طوطی خط مرغ آتش خوار رہو
زخم کھا کر جان رون و شوار رہو — آب حیوان آب تیغ یار رہو
یہ جھانری تیغ اگر تیری چلے — ایک دم مین پھر تو بیڑا پار رہو
زخم دامن دار ہر تن پر قبا — زخم سر سر پر مرے دستار رہو
عاشقون کا خون ہو سر پر چڑھا — یا کہ سُرخ اُس ترک کی دستار رہو
کب ہوا ترک تعلق بعد مرگ — سر کے بھی دو گز کفن درکار رہو
مین وہ عاصی ہون مرا تار شک — غیرت تسبیح استغفار رہو
کتنے ہین عقد ثریا سب جسے — اُس قمر کا طوق دستار رہو
مدح کرتا ہو دہان زخم بھی — واہ کیا قاتل تری تلوار رہو
خواب مین بھی رہتی ہین آنکھین کھلی — کسکا سطوت طالب دیدار رہو

مین گرمی صحبت ہو کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک عیار حاضر ہو نام اپنا فیروزہ بتاتا ہو بادشاہ نے فرمایا بلالو رفیع نے پوچھا یہ عیار کون ہو بادشاہ نے فرمایا یہ عیار ہمارا یار وفادار ہو ڈھونڈھتا ہوا آیا ہو فیروزہ سامنے آیا پشت بادشاہ پر آکر کھڑا ہوا ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو کہ فیروزہ نے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام کچھ گائے بادشاہ نے حکم کیا کہ تمکو اختیار ہو فیروزہ نے بیٹھکر وہ تانین مارین کہ سب مبہوت ہو گئے تعریفین کرنے لگے قضاے کار دختر رفیع صحرا نورد ملکہ کاکل کشاے عنبرین مو بالاے بام بیٹھی تھی جمال سعد شہریار دیکھکر مبہوت ہو گئی کہتی تھی صاحبو تمنے دیکھا جیسا سردار ویسا عیار کیا خوش آواز ہو صدا مین سوز و گداز ہو دمبدم اُٹھ اُٹھکر سعد کو دیکھتی ہو اور کہتی جاتی ہو کہ حقیقت مین کیا حسین و جمیل ہین انتہا کے شکیل ہین اِنکا کیونکر آنا ہوا کنیزین بیان کر رہی ہین کہ براے شکار آئے باپ تمہارے سے لڑے مگر زیر ہوے آخر کو اُنکی اطاعت کی اِسوجہ سے سامان دعوت کیا ہو باپ کو عرضی لکھی کہ اے والد تاجدار مین چاہتی ہون کہ شریک صحبت ہون رفیع صحرا نورد نے

یہ سنکر حکم دیا کہ تمھاری صحبت ہو ابھی تخلیہ ہوا جاتا ہو رفیع نے اسی وقت تخلیہ کرا یا سبکو
باہر کر دیا فقط بادشاہ اور فیروزہ اور رفیع صحبت مین رہگئے ملکہ نقاب ڈالکر محفل مین
آئین بادشاہ کو بنگاہ محبت دیکھا۔ بہی ہین بعد تھوڑی دیر کے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و
اسم گرامی کیا ہو بادشاہ نے فرمایا مجھے سعد بن قباد کہتے ہین اسی طرحکی باتین جو ملکہ
کاکل کشا نے بادشاہ سے کہین تو بادشاہ بھی مشتاق ہوے کہ جمال بے مثال دکھا دو
کئی مرتبہ چپکے سے کہا کہ ملکہ نقاب چہرے سے ہٹا دو جمال بے مثال دکھا دو لیکن
ملکہ نے تامل کیا نقاب چہرے سے نہ اٹھائی یکایک آسمان پر برق چمکی ایک ساحر آیا
اُسنے نامہ رفیع کو دیا رفیع نے وہ نامہ پڑھا از طرف جمشید ثانی مرقوم تھا کہ اے رفیع
قزاق منظور رہے کہ طلسم کشا پر لشکر کشی ہو تم بھی اپنی فوج تیار کرو اور ہمراہ سے مقابلہ
سعد بن قباد جاؤ رفیع نے وہ نامہ بادشاہ کو دکھایا کہا اے شہریار مین جمشید ثانی کا
خراج گزار ہون لوٹ مار کا مجھکو اختیار ہے بادشاہ نے فرمایا جواب کیا لکھدوگے یہ سنکر
فیروزہ نے کہا جواب لکھو کہ ہم خدمت مین حاضر ہین جیسا ارشاد ہوگا وہ بجالاوینگے
رفیع نے یہی جواب لکھدیا بعد جانے ساحر کے یہ صلاح ہوئی کہ رفیع بصورت اصلی
چلے و بادشاہ کی صورت تبدیل کر کے شفیع جو بھائی رفیع کا ہے اُسکی صورت بنالو بادشاہ
نے کہا بلوہ کروگے شاید ہو کہ رہائی اُن سب کی ہوجائے رفیع نے یہی کیا کہ آپ بصورت
اصلی و بادشاہ کو اپنے بھائی کی شکل بنایا ملکہ نے کہا مین بھی چلونگی اُسکو ایک مصاحب
کی شکل بنا کر گھوڑے پر سوار کیا فیروزہ ایک شاطر کی شکل بنا طرف دربار جمشید کے
چلے جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہوا اول قاصد نے آکر عرضی رفیع کی پیش
کی جمشید خوش ہوگیا کہا لو اب رفیع آتا ہے وہ بادشاہ کو گرفتار کر لائیگا یہ ذکر تھا کہ اور
مصاحب آکر حاضر ہوے کہ خبر پہونچی رفیع آتا ہے مگر اُسکے ساتھ دو سوار ہین ایک
بھائی اُسکا اور ایک مصاحب ایک عیار ہے کہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے ہے جمشید
نے کچھ خیال نہ کیا دربارگاہ پر آکر رفیع اُترا مگر بادشاہ کو آگے کر لیا ملکہ کاکل کشا بھی
ہمراہ ہے اور یہی آرزو ہے کہ جب بادشاہ تلوار کھینچین تو مین بھی ساتھ بادشاہ کے لڑون

جب بادشاہ اندر داخل ہوے تو جمشید کو چھینک آئی تاج سر سے گرا وزیر اسنے فورًا تاج
اٹھاکر سر پر جمشید کے رکھا مگر جمشید کو ایک خوف ہوا اور فیروزہ پشت پر جمشید کی
جا کھڑا ہوا اور رومال ہلانے لگا جمشید نے پوچھا اور رفیع اپنے بڑے بھائی تو بھی سا گھوا ایسا
ہوا اسوقت میرا خود بخود دل دھڑکتا ہے ایک مقام پر کتاب مین لکھا دیکھا تھا کہ بادشاہ
بمجاہ سعد بن قباد اس بارگاہ مین آوینگے بادشاہ نے آنکھ ملاکر کہا کیون یا خداوند
بادشاہ آ۔ئے وہ نوشتہ ٹھیک ہوا جمشید نے کہا جو احکام میرے باپ لکھ گئے وہ سب پورے
ہو رہے ہین کسی حکم مین فرق نہین پڑا آج بادشاہ ضرور اس بارگاہ مین آوینگے قید ہونگے
بلا شبہ بزچابک خرام اپنے مقام سے اٹھا سامنے قصر تھا اسکا دروازہ کھول کے
آسمان پری و قریشہ مع چالیس سرداروں کے و دیگر ہمراہیان سعد بن قباد و بادشاہ طلسم
سابق و قبقاب فیلسوار و زوجہ اسکی ملکہ سیمتن وغیرہ سب کو لاکر حاضر کیا ہرچند کہ بادشاہ
آسمان پری کو قید مین دیکھکر بہت ملول ہوے مگر فیروزہ نے اشارے سے منع کیا کہ
ابھی نعرہ نہ کیجیے گا جمشید ثانی نے بغضب پکار کر آواز دی کیون اے آسمان پری ابھی تو
نہ قبول کریگی آسمان پری نے جھلاکر جواب دیا او مغرور و متکبر مین زوجہ صاحبقران
ہون بڑے لطف سے عقد ہوا میرا شوہر میری رہائی کو آتا ہو فرزند میرے لڑ رہے ہین
تو اپنی جان کی خیر مانگ انشاء اللہ تعالی اس طلسم کی عمر تمام ہوئی اب حال خدائی تجکو
کھلے گا تو مجکو نہین قتل کر سکتا قریشہ نے مانگا زنور یا پامرادی یہ حق کر او مادر مہربان
گفتگو سخت نہ کیجیے دیکھیے جلاد طلب کر چکا آسمان پری نے کہا او نور نظر آج وہ کشت و
خون ہوگا کہ لاشون کے انبار ہو جاوینگے مین نے شب کو خواب دیکھا ہے کہ فرزند
میرا اس قصر مین آکر شمشیر زنی کریگا مگر رہائی ابھی ہماری تقدیر مین نہین ہے جمشید نے جلاد
کو اشارہ کیا بس بادشاہ نے جو دیکھا کہ جلاد طرف آسمان پری کے چلا ضبط نہ ہو سکا قبضے
پہ ہاتھ ڈالا اور نعرہ کیا نعرہ بادشاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس
و جم + منم صف شکن تیغ زن پہلوان + نہال گلستان صاحبقران + رفیع قزاق نے
بھی تلوار کھینچی اور کاکل کشا نے بھی خنجر بلالی کھینچا جمشید نے جو نعرہ شاہ سنا اپنے

مقام سے اُٹھنے لگا فیروزہ نے دیکھا اگر یہ اُٹھیگا تو قیامت برپا کر دیگا اُٹھتے اُٹھتے جمشید
پر حباب مارا کہ جمشید بیہوش ہو کر گرا وزراے جمشید کے لڑنے لگے مگر ان سب قیدیون نے
قیدین اپنی توڑ ڈالین اور ہمراہیون کی زبانون سے سوزنین نکالین شاہزادیان جو چھوٹین
وہ سحر کیکے کر آگ برسانے لگین ہزار ہا ساحر جلے مگر بادشاہ چاہتے ہین اپنے کو جس طرح ہو قریب
جمشید پہونچاؤن ایک ہاتھ تلوار کا مارون مگر وزرا روک رہے ہین ہر مرتبہ ساحر
تلوار کھینچکر سامنے آتے ہین ہاتھ سے بادشاہ کے مارے جاتے ہین مگر شبدیز کو اسکے
سر پر پڑا نا نہ ہو تلوار کھینچکر قریب شاہ آیا نعرہ کیا کہ او سعد شہریار تمھاری قضا میرے
ہاتھ سے تھی یہ کہکر ہاتھ مارا بادشاہ نے سپر پر روکا لوح کو چمکایا لوح کا عکس شبدیز
پر جو پڑا آنکھین بند ہو گئین اسی حال مین تلوار پڑی کہ سر شبدیز چابک خرام کا زخمی
ہوا زخم کھا کر شبدیز سامنے سے ہٹا تینون وزیر جب بادشاہ کے ہاتھ سے زخمی ہوئے
تو شبدیز نے قریب آکر پکارا کہ یا خداوند اب بیہوش رہیے گا اُٹھیے ہم لوگ زخمی ہوئے
شبدیز نے جو یہ آواز دی ایک پتلا زمین سے نکلا اُسنے جمشید کے منھ پر ہاتھ پھیر دیا
جمشید کی جو آنکھ کھلی دیکھا قہر ہفت رنگ مین تلوار چل رہی ہو صداے گیر و دار
بلند کھار دردمند تینون وزیرون کو زخمی دیکھا اپنے مقام سے اُٹھا چاہا کہ سحر کرون
فیروزہ ہان ہان کرکے قریب آیا پھر حباب مار دیا جمشید پھر گرا بیہوش ہو گیا فیروزہ
قریب بادشاہ کے آیا فرمایا اب نکل چلیے ملکہ یاسمن وغیرہ نے بھی یہی صلاح دی کہ اگر
جمشید اُٹھے گا تو قیامت برپا کریگا اسکو غنیمت جانیے کہ آپ جس ارادے سے آئے
وہ پورا ہوا اور جمشید کے نگہبان موجود ہین جبتک مرحلات طلسمی نہ ٹوٹین گے جبتک
زور اسکا کم نہ ہوگا یہ بیہوش نہین رہسکتا اسکو بڑے اختیار ہین بادشاہ یہ سنکر باہر
نکلے مگر قبقاب و سیتن و یاسمن دلو حدار ان طلسم کو جو خونخوار تنگ پیشانی یہ
سب لوگ بادشاہ کے مرکب کو گھیرے ہوئے ہین آسمان پری و قریشہ اپنے سردارونکو
لیکر آگے بڑھ گئین یہان وزرا نے پیچھا نہ کیا آکر جمشید کو جگایا کہ یا خداوند اب اُٹھیے
بادشاہ قیدیون کو لیکر نکل گئے جمشید نے کہا مین قیدیون کو نہ جانے دونگا وزرا نے

بہت روکا کہ یا خداوند ہم قیدیوں کو پکڑ لاوینگے اسوقت نہ جائیے مگر جمشید نے نہ مانا
بیقرار ہو کے اُٹھا قضا سے کار یہ لوگ ساحروں سے لڑتے بھڑتے ایک صحرا مین پہونچ
کر وہان دور رہے تھا رفیع اور بادشاہ تو اپنے پیچھے ملکہ آسمان پری و قرلیشہ سلطانت
مع چالیس سرداروں کے جا چکی تھین کیونکہ یہ سب لوگ آگے تھے اور کوشش تھی کہ اپنے
کو گلستان ارم مین پہونچائین کہ بادشاہ نے دیکھا ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا ہزارہا طائر
زمزمہ سرائی کرتے ہوئے تخت پر جمشید سوار لشکر سے گزرتا ہوا آیا بادشاہ پر جو کیے مگر بسبب
لوح محفوظ کے ہونے تاثیر کی شاہزادہ بات بھی جو دفع کر دیتی ہین خونخوار تنگ پیشانی
کہ بادشاہ نے اِسکو لقب نامدار عنایت کیا ہوا ب یہ خونخوار نامدار مشہور ہوا اسنے ایسے ایسے
جو دفع کیے کہ جمشید کو بہت شاق ہوا اور پکار کر آواز دی او خونخوار تجھکو سر میدان
قتل کرونگا اسوقت تو اپنے حامیوں کے ساتھ ہو لیگا جو آنکھ اُٹھائی تو دیکھا کہ آسمان پری
و قرلیشہ مع چالیس سرداروں کے ایک صحرا مین چلی جاتی ہین ایک طائر کو اشارہ کیا
وہ طائر اُڑتا ہوا پہونچا سرون پر سب کے چیخ مارا اسب کے پانون زمین نے تھامے
جمشید نے ہر چند چاہا کہ ہمراہیان بادشاہ کو گرفتار کرون مگر جو نے تاثیر نکی بادشاہ تو
لڑ بھڑ کر نکل گئے مگر جمشید نے جا کر آسمان پری و قرلیشہ و چالیس سرداروں کو پھر
گرفتار کیا اور لا کر قید کر دیا بادشاہ ان ہمراہیوں کو ساتھ لیے ہوے لشکر ظفر اثر مین
آئے تین دن اُسی صحرا مین رہے چوتھے دن حکم دیا کہ او میثاق و خونخوار نامدار تم
دونون منتظم لشکر قرار پائے ہو طرف طلسم کے لے چلو بادشاہ اس فکر مین سوار ہوے
منظور یہ کہ طلسم مین داخل کرون شب کو بارگاہ مین بیٹھے ہین انجمن مشاورت منعقد ہے
صلاحین ہو رہی ہین کہ رونے کی آواز آئی دیکھا دیو تندک گریان و نالان آکر پہونچا
بادشاہ نے کہا خیر تو ہے عرض کی حضور جب جمشید ہو کر کے پلٹا اور کچھ نہ ہوا تو اسی نے جھپٹین
آسمان پری و قرلیشہ کو گرفتار کر لیا تا بہ گلستان ارم نہ پہونچ سکین بادشاہ نے آہ کا
نعرہ کیا فرمایا اے تندک بخدا مجھکو اپنی گرفتاری شاق نہ تھی گرفتار ہونا جدہ ماجدہ کا بہت
شاق ہے مگر جو ہونا تھا ہوا زبان کا مالک ہے میثاق نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جائے اگر پہونچ سکے

تو انکو چھڑا لائے بادشاہ نے فرمایا ابھی تامل کرو جب ہم طلسم مین داخل کرین اسوقت تعین اختیار رہو ابھی انتظام لشکر مین فرق پڑیگا اس فکر و مصیبت مین بادشاہ طرف طلسم کے جاتے ہین جمشید ثانی نے آسمان پری و فرخ لقا کو لا کر قید خانے مین قید کیا مگر آسمان پری سے کلام نہین کرتا کہ جواب سخت ملیگا اب اِن کا ذکر وقت پر تحریر کیا جاوے گا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان و قاسم عالیشان داخل اِن دونون جوانون کا طلسم مین و دیگر حالات متعلقہ داستان

ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام آتش نشان
مرے ساقیا جلد لے تو خبر
یہ دنیائے فانی خرافات ہے
سکندر سا سلطان زر دو جہان
کہ یہ مالک تخت اور تاج تھے
فلک نے دکھایا عجب ماجرا
سکندر ہوئے مالک تخت و تاج
یل پہلوان رستم و بیجشم
کوئی انکا اسوقت ہمسر نہ تھا
مگر کیا ہوئے یہ شہ و پہلوان
نشان قبر رستم کا پاتا نہین
کہ کیا ہو گئے یہ جوان و حسین
ہوئے خاک سب استخوان بیدرنگ
سکندر سا ذیجاہ و والا تبار

کہ آئی ہو اب رنگ پر داستان
کہ عالم مین ہے آجکل شور و شر
کہ ہر طرح تقنیع اوقات ہے
و دارائے ذیجاہ و فرخ شیم
خدا کے سوا کس کے محتاج تھے
کہ دارا کا جاہ و حشم مٹ گیا
بر و بحر سے جسنے پایا خراج
کہ تھے زور مین فائق و محترم
کہ زورون مین انکے برابر نہ تھا
دکھائین فلک نے یہ نیرنگیان
کوئی حال انکا سناتا نہین
نشان اِن جوانون کا ملتا نہین
دکھایا زمانے نے آفت کا رنگ
ملا خاک مین مثل مشت غبار

فریدون فرخ شیم سر لقا — عجب عدل و انصاف اُسنے کیا
کہ ضحاک ماران کو بھی مار کر — مٹایا زمانے کا سب شور و شر
نہ ظالم رہے اور نہ عاقل رہے — نہ عالم رہے اور نہ جاہل رہے
قمر سب کو آخر ہو اک دن فنا — لکھو داستان جلالت فزا

چہرہ غازیان شیر شکار و منصور شعاران میدان گیرو داراس داستان شوکت بیان
کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف شور شعاران جنگ آزما + چنین می نگارند حال
دغا + قضاے کار بدیع الزمان نامدار قیلاب بن دوود زنگی کو مار کر آئے بارگاہ
مین بیٹھے پکار کر کہا کہ آج میرے ہاتھ سے وہ شخص مار اگیا کہ جسکا غروبیۂ باختر مین مثل
نتھا قاسم نے کہا او کشتی گیر کیا لاف وگزاف کرتا ہو ایسے ایسے نامرد سے میرے ہاتھ
سے بہت مارے گئے یہ غروبیۂ باختر کی جنگ بہت طول کھینچے گی جب دادا جان
آوینگے تب فتح ہوگی بدیع الزمان نے جواب دیا اے فرزند مین تجھسے ذکر نہین کرتا آمد
سخن مین کہا مگر قاسم جھلا کر بارگاہ سے اُٹھا باہر آکر اُمیّہ سے کہا کہ اپنے آقا کو خبر کرے
کہ مین صحراے آتش فشان مین جاتا ہون کہنا کہ اگر دعویٔ جراٴت رکھتے ہو تو اُس
مقام پر آؤ سمجھا جائیگا اُمیّہ نے جا کر بدیع الزمان سے کہا یہ بھی خبر سُنکر اُٹھ کھڑے
ہوے گرمی مین طرف صحراے آتش فشان کے چلے مگر قاسم پہلے پہونچے تھے
جب دیکھا کہ آنے مین بدیع الزمان کے دیر ہوئی غصہ تو انتہا کا ہو درختون کو قلم
کرنے لگے کہ آواز سم مرکب کی آئی پلٹ کر دیکھا بدیع الزمان آتے ہین بس نعرہ کیا کہ او
کشتی گیر بے دولت آج بے قتل کیے نچھوڑونگا بدیع الزمان کو بھی غصہ تھا قریب
قاسم آئے آپس مین تلوار چلنے لگی صحرا مین سناٹا ہو کوئی روکنے والا نہین بے خوف
لڑ رہے ہین جب دس بیس وار رد و قدح ہوے تو بدیع الزمان نے تلوار پر ہاتھ
ڈالدیا قاسم بھی لپٹ پڑا دونون مین کشتی ہونے لگی بدیع الزمان حیران ہین کہ
خدانخواستہ ایسا نہو کہ قاسم کو میرے ہاتھ سے کوئی صدمہ پہونچے تو بھائی صاحب
کو کیا منھ دکھاؤنگا مگر قاسم بے خوف لڑ رہا ہی یہی چاہتا ہو کہ زیر کرون مگر بدیع الزمان کا

زیر ہونا کیسا بدیع الزمان بھی یہی چاہتے ہین کہ قاسم کو زیر کرون مگر قاسم بھی ایسا
نہین ہو یہ زور و شور لڑ رہا ہو دن بھر اسی ہنگامے مین گذرا شام کو بدیع الزمان نے
کہا اے قاسم اب جنگ موقوف کرو صبح کو پھر لڑینگے قاسم نے کہا دب گئے بے زیر کیے
اب پیچھا نہ چھوڑونگا بدیع الزمان نے کہا بیٹا اسی ہوس مین رہیو گے قاسم نے نہ مانا
اور لڑنا موقوف نہ کیا یہ صحراے سنسان کف دست میدان یہ دونون سر ٹکرا رہے
ہین مگر چہرے دونون کے مثل آفتاب کے روشن ہین قضاے کار ماہ جادو اور
مہر جادو دونون بہنین تخت پر سوار سیر کرتی ہوئی جاتی تھین سر جھکا کر جو دیکھا کہ یہ
دونون جوان کشتی لڑ رہے ہین ماہ نے کہا اے بہن مہر دیکھو اس صحراے ہول افزا مین یہ
دونون جوان لڑ رہے ہین نہین معلوم یہ کون ہین مہر نے کہا سبزپوش اچھا جوان ہو اور
ماہ نے کہا گلگون پوش سے بہتر نہین گلگون پوش شوخ و شنگ و شوخ مزاج کا جوان
ہو مہر نے کہا مین تو سبزپوش کو لیتی ہون ماہ نے کہا مین نے گلگون پوش کو لیا مگر بہن
علحدہ علحدہ چلو ماہ جادو نے کڑک کر قاسم کو لیا مہر جادو نے بدیع الزمان کو لیا
دونون لیکر چلین علحدہ علحدہ جاتی ہین جبل اعلیٰ سے گذر کر قریب طلسم نوخیز کے
پہونچین ایک قصر سر راہ بنا ہوا تھا اس مین ماہ جادو قاسم کو لیکر آئی خوش ہو
کہ وصل حاصل کرون ایسا جوان حسین ملا ہو کہ اسکے ساتھ چین کرونگی ہم سکھاؤنگی
یہ سوچکر قاسم کو قصر مین لائی طالب وصل ہوئی قاسم نے جھلا کر جواب دیا کہ او ملعونہ
کیا بیہودہ بکتی ہو ادھر بدیع الزمان کو مہر جادو نے ایک پہاڑ پر اتارا اور سوال
وصل کیا بدیع الزمان نے بھی انکار کیا مگر یہ دونون جوان جب انکار کرنے لگے
تو دونون انکو چھوڑ کر براے سیر گئین یہ دونون جوان سو گئے عالم خواب مین ان
دونون نے خواجہ عمرو کو دیکھا کہ فرماتے ہین اے فرزندو یہ تکرار کیا ضرور ہے یہ خواب
دیکھکر دونون جوان جاگے جادوگرنیان جو آئین دم دیکر شراب پلائی اور شراب
پلا کر آمادۂ وصل ہوے گلا دبا کر دونون کو مار ا مار کر قاسم قصر سے نکلے بدیع الزمان
پہاڑ سے اترے دونون سے صحرا مین ملاقات ہوئی قاسم نے للکارا کہ او کشتی گیر

بے دولت ساحرہ کے ہاتھ سے کیونکر بچا مین نے اُس فاحشہ کو چیر کر پھینک دیا ہی
بدیع الزمان نے کہا وہ میرے ہاتھ سے ماری گئی قاسم نے کہا فریب کیا ہوگا یہ سنکر
بدیع الزمان نے کہا فریبی تم ہو بعد تکرار آپس مین تلوار چلنے لگی قاسم نے جب ہاتھ
مار دیا تو بدیع الزمان نے جواب دیا دونون جوان لڑ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی
نقابدار گلگون پوش مع بارہ ہزار جوانون کے پیدا ہوا محبت قاسم کا دم بھرتا ہوا
مومین سے للکارا کہ باش او کشتی گیر تو یہان کہان آیا آقاے نامدار اسکو چھوڑ دیجیے
مین سمجھ لونگا قاسم نے کہا تم ہٹو مین ابھی اسکو اُٹھا سے لیتا ہون وہ شکست ودون
کہ عمر بھر کو یاد کرے بدیع الزمان نے جواب دیا کہ او قاسم گمر بار جیو تا اس غزت مین
ساتھ ہو کر کام کرین مگر گلگون پوش نے بدیع الزمان پر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے
سر چرایا پھپلا تلوار کا سر پر قاسم کے پڑا گلگون پوش منتین کرنے لگا کہ آقاے نامدار
معاف فرمایئے قاسم نے کہا او ہوا خواہ یہ اتفاق ہو کر نیچے پڑگیا مگر جوان ایسے زخمونکو
کب مانتے ہین ایسے زخم اکثر سر پر آئے ہین کبھی خیال بھی نہین کیا گلگون پوش نے
قاسم سے باتین کرتے کرتے پھر ہاتھ تلوار کا مارا ہر چند کہ بدیع الزمان نے اپنے کو
بچایا مگر تلوار سر پر پڑی کہ اوچھا سا زخم آیا بدیع الزمان نے تلوار کھا کر ارادہ کیا کہ
گلگون پوش پر جا پڑون گلگون پوش نیچے ہٹا بدیع الزمان نے چاہا مع گھوڑے
اسے اُٹھا لون قاسم نے نعرہ کیا کہ او کشتی گیر خبردار میرے ہوا خواہ پر ہاتھ نہ ڈالنا
کہ دوسری طرف سے اور گرد اُڑی نقابدار زمرد پوش بارہ ہزار جوانون سے پیدا
ہوا گلگون پوش نے للکارا کہ او مغلوک کہان جاتا ہو آقا کی زیارت کر لے یہ سنکر
زمرد پوش بھی پلٹا بدیع الزمان کو سلام کیا سر سے جو خون بہتے ہوے دیکھا بیقرار
ہوگیا کہا او شہریار یہ زخم کسکے ہاتھ سے آیا بدیع الزمان نے گلگون پوش کو بتایا
زمرد پوش پلٹا کہا او نالایق تو نے کچھ نہ خوف کیا مگر قاسم بھی زخمی ہین معلوم ہوتا ہی
تو ہی نے زخمی کیا گلگون پوش نے کہا تجھکو کیا زندہ چھوڑونگا یا تیرے قتل سے منھ
موڑونگا یہ کہکے دونون جوان لڑنے لگے تلوار جھنتاٹے کے ساتھ چل رہی ہی دونو

ر سپر غالب آسکتا ہو نہ یہ اُسپر فتح پاتا ہو قضا سے کار کیوس نیزہ دار و دیوث مردار خوار
کہ اِس صحرا کے حاکم ہین برائے شکار نکلے تھے اِنھون نے دیکھا کہ نبیرۂ حمزہ آپس مین لڑ رہے
ہین دونون بھائی آپڑے فوج کو اِشارہ کیا کہ اِن سب کو مار لو گلگون پوش نے طرف
زمرد پوش کے دیکھا کہا بھائی ہماری تمھاری لڑائی تو عمر بھر ختم نہوگی دشمن سے جنگ
کرو دونون نقابدار کیوس و دیوث کی فوج پر گرے ہنگامہ ڈالدیا ایک سوار نے
بڑھکر قاسم کو نیزہ مارا قاسم نے اُس سوار کا نیزہ توڑ کے اُسکو گھوڑے سے اُتار لیا
اور جست کرکے پشت مرکب پر سوار ہوے بدیع الزمان سے کہا اے عم نامدار اب
دشمن سے لڑیے بدیع الزمان نے بھی ایک سوار کو مار مار کر اُسی مرکب پر سوار
ہوے بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم گرد ررد زگین — توانم گشتم آسمان بر زمین
زتیغم بسے ملک اسلام شد — کہ سر فتنۂ باختر نام شد
مہ برج خوبی شہ انجمن — بدیع الزمان گرد لشکر شکن

قاسم نے جو نعرۂ بدیع الزمان کی آواز سُنی فوراً بڑھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ — زنم تیغ برابرو نیزہ بہ ماہ
زآب دم تیغ شستم زمین — ہمہ باختر شد بہ زیر نگین
دیگر
آفتاب مشرق دین پروری — شہ سوار لال پوش خاوری

مگر کیوس نے دیوث کو اِشارہ کیا کہ تو پشت پر جا مین سامنے سے روکتا ہون یہ سنکر
دیوث پشت پر آیا کیوس نے سامنے سے آکر روکا یہ شیر بیشۂ رستم عزم و حشم فوراً
جا پڑے کیوس سے تلوار چلنے لگی پشت سے آکر دیوث نے قاسم کو زخمی کیا لیکن
بدیع الزمان نے جو دور سے دیکھا کہ قاسم کشتہ ہوتا ہے کیوس پر آپڑے للکارا کہ او
نامرد بہادر کے ساتھ مکر کرتا ہے یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا تیغۂ طلسم طہمورث دیو بند بیست
زبردست شاہزادہ والا قدر نے تڑپ کے تیغۂ گراسپر کو کاٹ کر جگر گاہ تک تلوار پہونچی
قاسم نے کمرگاہ پر ہاتھ مار دیا اور آواز دی کہ وہ مارا بدیع الزمان کو دیوث نے

پشت سے آکر زخمی کیا قاسم نے للکارا کہ او نامرد مردان عالم سے تو آنکھ چار کر لیک کر
ہاتھ پلارک کا مارا بدیع الزمان بھی زخمدار قاسم بھی زخم سے بیقرار مگر دیوت پر ہاتھ پڑا
سپر کو کاٹ کر تلوار چلی تھی کہ بدیع الزمان نے بھی ہاتھ مار دیا کہ دیوت کے دو ٹکڑے
ہوے قاسم نے کہا او کشتی گیر مردہ کشتی نہین چھوڑتے بدیع الزمان نے کہا یہ تمھارا
کام ہے قاسم نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان کا سر چوپارہ ہوگیا زخم کھا کر بدیع الزمان
نے بھی ہاتھ مارا کہ قاسم کا بھی سر چوپارہ ہوگیا فوج کفار بے سردار ہوئی مگر قاسم نے
دیکھا کہ سر سے خون بہت بہا ایسا نہ ہو کہ غش کھا کر گھوڑے سے گرون دونون ہاتھ گردن
مین مرکب کی ڈالدیے مرکب عربی قاسم کو لے نکلا ایک طرف گھوڑا بدیع الزمان کو
لے گیا اور ایک طرف قاسم کو لے نکلا تھا بہادرون نے جو دیکھا کہ بدیع و قاسم لڑتے
لڑتے نکل گئے فوج کیوس اور دیوت کو شکست دی اور یہ بھی دونون جوان زخمدار
تھے ایک طرف لڑتے بھڑتے نکل گئے گلگون پوش الگ گیا زمرد پوش ایک طرف
چلا گیا اول حال قاسم عرض کرتا ہون کہ قاسم کو گھوڑا لیے ہوے ایک دشت ویران
مین پہونچا یہ گھوڑے سے گرے مرکب دیر تک پاس کھڑا رہا جب دیکھا کہ سوار نہین
اٹھتا تو ناچار ہوکر ایک طرف چرا مین مصروف ہوا قضاے کار ملکہ نسرین الماس پوش
اس صحرا کی مالک ہے کنیزون نے خبر دی کہ آج اس صحرا مین ایک جوان زخمدار بیقرار و
بیہوش پڑا ہے مگر آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری
ایسا حسین ہے کہ تمام صحرا نور جمال سے منور ہو رہا ہے نسرین الماس پوش اٹھی باغ سے
نکلکر دیکھا کہ مرکب ایک طرف چرا کر رہا ہے اور زیر نخل ایک آفتاب چمک رہا ہے غرض
نسرین نے آکر قریب سے قاسم کو دیکھا مائل ہوئی اٹھوا کر اپنے باغ مین لائی لاکر
زخم دوزی کی بیٹھکر تلوے سہلانے لگی آرام جو پہونچا قاسم نے آنکھ کھولی دیکھا کہ
ایک مہ جبین نہایت حسین ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار سرھانے بیٹھی ہوئی
ہے شعلۂ جمال ملکہ نے قاسم کے قلب و جگر کو جلا دیا اٹھ بیٹھے فرمایا او مہ جبین تو نے
مجھکو کیونکر پایا ملکہ نسرین الماس پوش نے مسکرا کر ان اشعار مین جواب دیا نظم

چھوٹ کر دام سے گلزار مین ناشاد رہا　　روز بلبل کو خیال رخ صیاد رہا
کیا کہون ہجر مین دلبر مرے کیا کیا گذری　　رات بھر مشغلۂ نالہ و فریاد رہا
راست بازی سے گرفتار علایق نہ ہوا　　سرو سا مین چمن دہر مین آزاد رہا
جور بھی تو نے کیے وعدہ خلافی کے سوا　　اک نیا روز ستم اور ستم ایجاد رہا
کاٹ ابرو کی کمان تیغ صفاہانی مین　　برق کے سامنے کیا رتبۂ فولاد رہا
لب معشوق ہوے لب نہ ترے تیر نظر　　صورت تودہ مشبک دل ناشاد رہا
زندگانی مین تو اغیار تلک تھے سب یار　　پر لحد مین مرے ہمراہ نہ ہمزاد رہا
فصل گل ختم ہوئی آئی خزان اے رعنا　　اب نہ گلزار مین گلچین ہے نہ صیاد رہا

قاسم نے ہنسکر کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی مین بھی تمھاری شمع جمال کا پروانہ ہون اٹھکر بیٹھے باتین کر رہے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی کہا کیون ملکۂ عالم یہ نوبت نقارہ کون بجا رہا ہے ملکہ نے کہا اے شہریار اس صحرا مین ایک مٹھ ہے اُس مین تصویر پتھر کی ہے بعد مہینہ بھر کے لوگ جمع ہوتے ہین اور پوجا پاٹ ملکر کرتے ہین سب طرف سے لوگ آتے ہین اب سب جمع ہونگے بعد دو دن کے میلہ ہوگا قاسم نے کہا ہم بھی میلہ دیکھنے جاوینگے نسرین نے منع کیا کہ آپ کا جانا بہتر نہین قاسم نے کہا ہم ضرور جاوینگے ہر چند ملکہ نے منع کیا مگر قاسم نے نہ مانا پلا رک ٹیک کر اُٹھے گھوڑے پر سوار ہوکر باغ سے نکلے مگر نسرین الماس پوش جانے پر قاسم کے بہت بیقرار ہوئی ایک طاؤس پر سوار ہوکے بلند ہوئی مگر یہ طاق بیگانۂ آفاق ہے طلسم نوخیز کی خراج گزار ہے مگر یہ صحرا سے ویران مشہور ہے پتھر کا پتلا اکثر باتین کرتا ہے اور حکم لگاتا ہے قاسم نے دیکھا گرد گنبد کے میلہ جمع ہے دروازہ گنبد کا کھلا ہوا ہے ایک تصویر سنگی بیچ مین بیٹھی ہے آنکھین چمک رہی ہین گرد میلہ جمع ہے ایک طرف دوکاندار شیرینی فروش دوسری جانب صراف تیسری سمت بزازہ چوتھی جانب جوہری بازار جواہر بیش قیمت کا انبار لگا ہوا ہے ہر سمت دلالون کی بول چال ایک طرف گلفروش لیے ہین آوازین دے رہے ہین کہ پلنگ توڑ بیلا ہے کون ایسا البیلا ہے کہ ہار لیکر پہنے

غنچۂ دل شگفتہ کرے قاسم نے جو یہ معرکہ دیکھا سیر دیکھتے ہوے سامنے پہونچے اُس تصویر
سنگی نے آواز دی اے بندگان سن یہ جوان سرخ پوش یزدان پرست ہے اسکو فوراً مار لو
شکنین باندھکر ہمارے سامنے لاؤ ہم سزا دینگے تمام جیلے دوڑے قاسم پر ٹوٹ پڑے
قاسم بھی لڑنے لگے جب کئی سو جوان ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے اور قاسم لڑتے
ہوے طرف گنبد کے چلے تو تصویر سنگی نے جماہی لی ایک دھوان منھ سے نکلا اسقدر
دھوان بلند ہوا کہ قاسم اُس مین چھپ گئے اور تصویر سنگی اپنے مقام سے اُٹھی قاسم
کی کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اُڑی ملکہ نسرین الماس پوش کہ آسمان سے یہ سب معرکہ
دیکھ رہی تھی پیچھے پیچھے چلی اُسی صحرا مین ایک باغ تھا درخت اُجاڑ ویران تصویر
سنگی وہان آکر اُتری قاسم کو سامنے بٹھا لیا نسرین نے آسمان سے دیکھا کہ ایک
ساحرہ سیاہ فام بد انجام ظاہر ہوئی قاسم سے سوال وصل کرنے لگی قاسم نے جواب
سخت دیا کہ او ملعونہ کیا بیہودہ بکتی ہے جو تجھ سے ہوسکے تصور نہ کر اُس جادوگرنی نے
آواز دی کہ ارے حاضر ہو چند کنیزین آکر موجود ہوئین اشارہ کیا کہ قاسم کو باندھو
نخل سے باندھکر کنیزین جنھین ساحرہ اُٹھی چاہا کوڑا قاسم کو مارون نسرین نے جو
آسمان سے دیکھا قلب مضطر ہوگیا جی مین کہتی ہے مقام افسوس ہے کہ اِس شہریار پر کوڑا
پڑے مگر اے نسرین نہین معلوم یہ ساحرہ کون ہے کہ اِس صحرا مین خدائی کرتی تھی کیا
کرون یہ سوچکر تاب نہ آئی آسمان سے نعرہ کیا کہ او بیحیا تو جو سوال وصل کرتی ہے بھلا
یہ جوان تیرے لایق ہے آفتاب عالمتاب حسینون مین لاجواب اُسپر تو عاشق ہوئی
ہے اپنی صورت تو دیکھ تو اِس لایق ہے کہ کنیزون مین بھی اِنکے شامل نہ ہو اُس ساحرہ
نے جو ملکہ نسرین کو دیکھا منھ کھولکر جماہی لی کہ دھوان منھ سے نکلنے لگا نسرین جو
بلند ہوئی آسمان سے آکر پانی برسایا تب وہ دھوان رُکا روشنی ہوئی نسرین نے
چاہا سے بھاگون مگر اُس جادوگرنی نے ایک مقراض جدولی سے نکالی نسرین پر
کھینچ ماری نسرین نے اپنے کو بہت بچایا مگر نہ بچ سکی مقراض آکر شانے پر پڑی کہ شانہ
زخمی ہوا ملکہ نسرین نے اُس مقراض کو شانے سے نکالا خون اپنا لگاکر اُسی ساحرہ پر

کھینچ ماری اُس جادوگرنی نے ہرچند اپنے کو بچایا مگر کب بچ سکتی ہے آ کر سینے پر پڑی کہ توڑ کر
پشت کو پار گذری مرنا اُس جادوگرنی کا کہ باغ جلنے لگا طائر اُڑتے ہین اور آواز دیکر
غائب ہو جاتے ہین بعض اپنے کو آگ مین گراتے ہین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی
کشتی مرا نام سن سنگین جادو بوو مارکر سنگین کو قاسم کو ساتھ لیا نسرین نے کہا
او شہریار آپ کے نام کے سب دشمن ہین ایسا نہ ہو آپ کسی مقام پر گرفتار ہو جاوین
تو باعث خرابی ہے ہین آپ کو طلسم نوخیز مین پہونچا دونگی وہان جا کر شمشیر زنی کیجیے قاسم
باتین کرتے ہوے آتے ہین کہ ہوا سے گرد اُڑی واہمہ جادو مع چالیس ہزار ساحر کے
پیدا ہوا اور پکار کر آواز دی کہ او نسرین الماس پوش یہ جوان کون ہے مجھکو خداوند
نے حکم دیا ہو کہ جو مسلمان جس مقام پر ملے اُسکو فوراً پکڑ لاؤ مین اِسکو جانے نہ دونگا
یہ کہکر ساحرون کو اشارہ کیا کہ اِسکو پکڑ لو تمام جادوگر بلوہ کر کے طرف قاسم کے چلے
نسرین نے اپنے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اور گلے مین قاسم کے پہنا دیا کہا
اِن ساحران حام کا تو سحر آپ پر تاثیر نہ کریگا قاسم نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ قاسم
آفتاب مشرق دین پروری ٭ شہسوار لال پوش خاوری ٭ جس ساحر کو ہاتھ مارا
اُسکے دو ٹکڑے کیے جب کئی سو ساحر ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے اور واہمہ نے
دیکھا کہ قاسم پر سحر تاثیر نہین کرتا خاک قبر جمشید جھولی سے نکالی لڑتا ہوا قریب ملکہ
نسرین کے پہونچا خاک اُڑا دی نسرین بیہوش ہو کر گری اب جو قاسم پر سحر کیا تو
قاسم چلنے سے رُکے واہمہ نے چاہا جا کر گرفتار کرون قاسم نے دونون ہاتھ
طرف آسمان کے اُٹھائے پکار اُٹھے کہ او خالق بے نیاز و او رب کارساز ہاتھ
سے اِس ساحر کے بچالے قاسم نے جو بلک کر دعا کی نقابدار زرین پوش صحرا مین
شکار کھیل رہا تھا عیار نے عرض کی کہ حضور قاسم نوجوان ایک ساحر کے ہاتھ سے
قتل ہوا چاہتے ہین نقابدار نے گھوڑا بڑھایا اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ او بیحیا خبردار یہ
وہ جوان ہین کہ کسی سحر کے بین نہین رُکے تو چاہتا ہے سحر سے اِنکو قتل کرے تیری تو کیا
مجال ہے ہم نقابدار زرین پوش یہ کہکر کمان کاندھے سے اُتاری اور تاک کر تیر مارا

کر واہمہ کی پیشانی پر پڑا تو ڑ گرگدی کو پار گذر رام نا واہمہ کا کہ نسرین کو ہوش آیا لقابد کی
طرف صحرا کے چلا گیا قاسم نے رہائی پائی لیکن لاشہ واہمہ پڑا ہو ساحرون کا بلوہ ہو کہ
قاسم کو گرفتار کر لین اور قاسم بہ شوکت تمام معروف جنگ ہین تھوڑے عرصے مین
کل فوج کو شکست دی ملکہ نے بھی سحر کیا دیوانہ وار وحشی مثال ہمراہیان واہمہ لاشہ
واہمہ لیکر بھاگے بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے جب میدان پاک ہو گیا کہ کوئی سامنے
نہ رہا تو نسرین الماس پوش نے کہا او شہریار چلیے آپ کے نہ ہونے سے باغ ویران
پڑا ہوگا یہ سنکر قاسم ملکہ کے ساتھ ہوے کہ سامنے سے دیکھا ایک آہو صحرائی کرچاین
بھرتا ہوا آتا ہو قاسم نے جو اُس آہو کو دیکھا کہ نہایت تیار ہو قاسم نے اُسکا پیچھا کیا
ملکہ نے چاہا سحر کرون کہ آہو رک جائے قاسم نے منع کیا کہ ملکہ جانور پر سحر نہ کر و مین اسکو
گھیر لونگا یہ کہکر مرکب بڑھایا آگے آگے آہو پیچھے اُسکے قاسم ملکہ ایک نخل کے سایے مین
ٹھہر گئین قاسم نے تین چار کوس پر آکر اُس آہو کو صید کیا ایک نخل کے نیچے بیٹھکر کباب
لگانے لگے کہ پہلو سے صحرا سے ایک فقیر پیدا ہوا اُسنے کہا مین آگ وغیرہ روشن کر دون
قاسم تو عاجز ہو رہے تھے راضی ہو گئے اُس فقیر نے آگ وغیرہ درست کرکے کباب
لگائے نمک اپنے پاس سے ملایا قاسم نے جو کباب کھائے سر گردش کرنے لگا کہا او
شاہ صاحب اِن کبابون مین کیا تھا کہ سر پھرنے لگا فقیر نے پکار کر کہا باش او پسر حمزہ
مین تو تمھاری تلاش مین تھا سُنو کیمیا سے تیز رفتار عیار سیماب ابلق سوار اِسی
فکر مین نکلا تھا عنایت خداوند سامری کہ زیادہ تکلیف نہ پڑی اِسی مقام پر تمکو پا گیا
سیماب بڑا کاہن زبردست ہو اُسنے کہا تھا کہ دس کوس سے زیادہ نہ جانا تجھے تیرا نقش
دما ملجائیگا قاسم چلا کر اُٹھے گر کر بیہوش ہوے کیمیا نے قاسم کا پشتارہ باندھا اور
لیکر چلا گھوڑا وہین چھوڑا بھاگا ہوا جاتا ہو کہ سامنے سے گرد اُڑی لقا بدار سبح نیش
شکار کھیلتا ہوا آتا تھا دور سے پکار کر آواز دی کہ او عیار مکار پشتارے مین تو
کسکو لیے جاتا ہو عیار نے چاہا نکلجاؤن مگر لقابدار گھوڑا بڑھا کر آیا عیار کے سینے پر
نیزہ رکھدیا جان کے خوف سے اپنے گوشہ چادر چہرے سے ہٹایا چادر ہٹتے ہی ایک

بجلی چمک گئی کہا او عیار پشتارہ ورکھدے اپنی جان کو غنیمت جان طرف صحرا کے چلا جا
عیار نے ناچار ہوکر پشتارہ ورکھدیا نقابدار نے قاسم کو اُٹھا کر پشت مرکب پر رکھ لیا
اور لیکر اپنے باغ مین آیا قاسم کو ہوشیار کیا قاسم کی جو آنکھ کھلی اپنے قریب ایک
معشوق آئینہ رخسار کو پایا پوچھا تمھارا نام نامی کیا ہی اور وہ عیار کہان گیا کہ مجھکو گرفتار
کرکے لے گیا تھا ملکہ نے کہا وہ عیار بھاگ گیا مین نے تمھین چھین لیا پھر پوچھا کہ تمھارا
نام نامی کیا ہی اُس مہ جبین نے کہا مجھکو مرآت آئینہ نما کہتے ہین یہان سے قریب قلعہ
ہوشیدا سے جادو باپ میرا ساحر زبردست ملازم جمشید ثانی اُسی قلعے مین رہتا ہی نامہ
جمشید کا آیا تھا کہ لشکر کشی کرکے بر سر سعد شہریار جاؤ اور اُنھین روکو غرضکہ باپ میرا
سامان لشکر کشی کر رہا ہی آجکے آٹھوین روز ہم سب جاوینگے تم بھی ملازم ہوکے چلنا
یقین ہی بادشاہ سے مقابلہ کرنا پڑے قاسم نے کہا مین ضرور بادشاہ سے مقابلہ کرونگا
مرآت نے کہا تم کون ہو قاسم نے کہا فضل تیغ زن میرا نام ہی مین اسی واسطے صحرا
مین پھر رہا تھا کہ اگر بادشاہ ملین تو اُنکو روکون تم اپنے باپ سے تقریب کرو کہ مجھکو بھی
ہمراہ لے چلیین مین اُنھین زیر کرلونگا مرآت نے جاکر اپنے باپ سے ذکر کیا کہ ایک
پہلوان آیا ہی فنون سپاہ گری مین طاق حسن و جرأت مین شہرۂ آفاق اور یہ مشہور ہی
کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نکریگا یہ جوان بہ جرأت لڑیگا باپ نے اُسکے قبول کیا کہا لشکر تیار
ہو رہا ہی مین لشکر لیکر آؤنگا تم بھی اُسکو ساتھ لیکر چلنا مقابلہ کراُینگے حقیقت مین
بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا اسکو اُنسے لڑوائینگے ملکہ نے آکر قاسم سے کہا قاسم نے
بھی قبول کیا چوتھے دن لشکر لیکر شیدا سے جادو سات ہزار سوار سے آکر ٹھہرا ملکہ
قاسم کو گھوڑے پر سوار کرکے باہر لائین شیدا سے جادو نے جو دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال پری و بہادر رہ مرکب پر سوار بہ شوکت تمام آیا بیٹی سے اشارہ کیا کہ اسپر
سحر کرو کہ بروقت مقابلہ تامل نہ کرے اور بادشاہ پر جا پڑے مرآت نے قاسم کو
آئینہ دکھا دیا اور نقاب سرخ چہرے پہ ڈالدی اور ساتھ لیکر چلے تیسرے دن مقابلہ
بادشاہ مین پہونچے سعد بن قباد ایک صحرا مین فروکش تھے کہ شیدا سے جادو مقابلہ

ہین پہونچا بادشاہ نے جو خبر سُنی کہ شیدا سے جادو مقابلے مین آیا ہوا اور ایک نقابدار ساتھ
ہو فیروزہ سے کہا دریافت تو کرو کہ یہ نقابدار کون ہو فیروزہ بن عمرو صورت بدل کر لشکر
مین آیا ایک کنیز کی شکل بنکر بارگاہ مرآت مین آیا دیکھا قاسم مسند پہ بیٹھے ہین معشوق سے
باتین کر رہے ہین فیروزہ حیران ہوا ایک گوشے مین چھپا جب یہ دونون سو گئے تو فیروزہ
نے قاسم کو بیہوش کیا چاہا لیکر نکل جاؤن کہ ملکہ کی آنکھ کھل گئی للکارا کہ ارے تو کون ہو
فیروزہ جست کرکے بھاگا مرآت نے قاسم کو ہوشیار کیا کہا او شہریار ایک عیار آپکے
لینے کو آیا تھا مین نے بچایا قاسم نے کہا وہی عیار ہوگا یہان بھی آگیا ہوگا ملکہ خاموش
ہو رہین قاسم صبح کو اُٹھکر دربار شیدا مین آئے شیدا نے پوچھا کہ شب کو کیا معرکہ گذرا
قاسم نے ذکر کیا کہ ایک عیار آیا تھا مجھکو لیے جاتا تھا مگر ملکہ نے اُسے بھگا دیا یہ سُنکے
شیدا نے آئینہ اُٹھایا قاسم سے کہا اِس مین دیکھیے جو آپ کے چُرانے کو آیا ہوگا معلوم
ہو جائیگا قاسم نے جو آئینہ دیکھا معلوم ہوا کہ فیروزہ آیا تھا شیدا سے بیان کیا کہ ایک
عیار بادشاہ عجاہ میرے چُرانے کو آیا مگر ملکہ نے بچا لیا اور آئینہ دیکھنے سے غصہ آیا فرمایا
بڑے تعجب کا مقام ہو سعد نے یہ کیا حرکت کی شاید جنگ سے عاجز ہین شیدا نے
طبل جنگی بجوا دیا بادشاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے
لگین چار پہر رات اِسی ہنگامے مین گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے قاسم نے مرکب نکالا اور آواز
دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے اشجار تاجدار فرزند اشجار تاجدار کو
اِشارہ کیا اشجار مقابلہ قاسم مین آیا قاسم نے نیزہ نکالا جب نوبت تلوار کی پہونچی
تو قاسم نے اشجار کو زخمی کیا بعد اشجار کے عیوق نکلا وہ بھی ہاتھ سے قاسم کے زخمی
ہوا اکئی سردار نکلے شام تک ہاتھ سے قاسم کے زخمی ہوے قاسم نے پھر دن رہے
مرکب پھیرا اور بہ ہیبت تمام پکار کر آواز دی کہ او سعد تم مقابلے مین نہ آئے کہ جرأت
کا مزہ ملتا سعد طبل بازگشت بجوا کر پلٹے مگر فیروزہ سے کہتے تھے کہ حقیقت مین یہ طرز
جنگ قاسم تھا کہ جو گیا وہ زخمی ہوا انشاءاللہ مین کل مقابلہ کرونگا اور اگر بن پڑیگا تو

لوح محفوظ بھی چپکا ہوگا کہ شاید دام سحر مین ہو تو ہوش مین آجائے ہرچند کہ آتش خو اور
شعلہ مزاج ہی مگر میرا پاس ضرور کریگا بادشاہ آکر بیٹھے ہین کہ پھر صداے طبل جنگی لشکر شید
سے آئی یہان بھی طبل جنگی بجا مگر فیروزہ بن عمرو ایک گویے کی شکل بنکر لشکر مین آیا ایک
مقام پر بیٹھکر گانے لگا مرآت اُدھر سے آتی تھی اُسنے جو گانا سُنا فیروزہ کا کنیزون سے
اشارہ کیا کہ اِس گانے والے کو لیتی آؤ یقین ہی ہمارا پہلوان گاتا ہی اسکا سُنکر بہت خوش
ہوگا کنیزون نے آکر فیروزہ سے کہا کہ میان گانے والے چلو تمکو ہماری مالک نے
بُلایا ہی فیروزہ ساتھ ہوا جب باغ مین آیا دیکھا قاسم بدون نقاب بارگاہ مرآت
مین بیٹھے ہین ایک طرف مرآت خوشی مین بیٹھی ہی فیروزہ نے آکر سلام کیا کہا اعلی
اعلی مراتب رہین یہ غلام بہت سے کمال جانتا ہی اول یہ کہ گانا سُنیے کبھی ایسا گانا نہ سُنا
ہوگا مرآت نے کہا گانا تمھارا ابھی سُنا حقیقت مین خوب گاتے ہو اور کمال ظاہر کرو
فیروزہ نے کہا مین ساقی ہون کوئی باقی نہ رہیگا یہ کہکر اُٹھا شراب کو خراب کیا اُ
پانؤن مین گھنگرو باندھ کر گت ناچا شراب کو سر پر رکھکر اول سامنے مرآت کے آیا
مرآت نے جام پیا دوسرا جام فیروزہ نے قاسم کو دیا قاسم بھی پی گئے ساری محفل کو
فیروزہ نے شراب پلائی تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے سب کو بیہوش کرکے
قاسم کا پشتارہ باندھا فیروزہ لیکے نکلا جب کنارے پر آیا تو سوچا کہ ایسا نہ ہو سامنے
سے جاؤن گرفتار ہو جاؤن طرف صحرا کے چلا مگر پھرتا پھرتا ایسا بھٹکا کہ ساری
رات جنگل مین گذری صبح کو قریب ایک جھیل کے پہونچا پانی پیکر ٹہلنے لگا کہ نہر مین
سے ایک مچھلی تڑپ کر نکلی فیروزہ اُسکی ماہیت سے آگاہ نہ ہوا وہ مچھلی تڑپ کے
قاسم پر گری پشتارہ اُٹھا کر لیگئی فیروزہ حیران ہوا کہ یہ کیا عجائب وغرائب تھا لیکن
خوف ہوا کہ یہان سے بھاگو یہان کی مچھلیان دشمن ہین ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس
جاؤن مگر او فیروزہ بھاگا جایگا یقین ہو کہ یہ تمام صحرا گھر بند ہی آخر یہ بھی تو ثابت ہو
کہ حاکم کون ہی کسکی عملداری ہی ایک جھاڑی مین چھپکر بیٹھا جب اچھی طرح صبح ہوئی
اور آفتاب عالمتاب بلند ہوچکا تو جھیل مین تہلکہ پیدا ہوا پانی اُچھلنے لگا بعد تھوڑے

عرصے کے پانی تو خشک ہو گیا دیکھا ایک شاہزادی رشک قمر سیم برچست و چالاک بیباک
بندری سیندور کی پیشانی پر دی ہوئی جس سے ثابت ہوتا ہو کہ سحر مین طاق ہو پشت پر کئی سی
نازنینان مہ جبین اسی طرف آتی ہو سامنے ایک چبوترہ بنا ہوا تھا کنیزون نے اسپر فرش
بچھایا شاہیانہ استادہ کیا وہ نازنین جیٹھی کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس جوان کو لاؤ فیروزہ
نے دیکھا قاسم مسلسل و مطوق زنجیرین ہلاتے ہوئے سامنے آئے ماہیان جادو نے
پکار کر آواز دی کہ کیون اے قاسم ہمارا کہنا نہ مانیگا قاسم نے کہا جبتک اطاعت اسلام
نہ کریگی مین تیرا کہنا نہ مانونگا ساحرہ نے کہا اے جوان اقرار کرتی ہون کہ اطاعت کرونگی
جو حکم دیگا وہ بجا لاؤنگی مگر دیکھیے تمھارے چاہنے والے تمھاری تلاش کرینگے ہم تو ہرگز
نہ جانے دینگے آیندہ جیسا کچھ ہو یہ سنکر قاسم بہت جھلائے فرمایا چاہنے والا کسکو بتاتی
ہو اس نازنین نے سر جھکا لیا اور چپکے سے کہا جبکے آپ سحر مین مبہوت تھے قاسم نے کہا
مجھے خیال نہین ماہیان جادو نے کہا بی مرآت جادو یہ کہکر مرآت کا سحر اتار دیا مگر
حقیقت مین صبح کو جو مرآت نے پہلو خالی پایا کنیزون سے پوچھا کہ یہ جوان کہان گیا کنیزون
نے کہا واری باغ مین تو نہین ہو اور نہ وہ گویا معلوم ہوتا ہو مرآت جادو جھلا کے اٹھی
فرمایا بیشک وہ گویا کوئی عیار شعبدہ باز مین فکر مین جاتی ہون یہ کہکر آئینۂ مرآت طلب
کیا اسکو دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور اٹھی اور یہ کہتی ہوئی چل کہ بی ماہیان کی شامت
آئی ہو میرے معشوق کو بٹھایا ہو دیکھو کیسی سزا سے معقول دیتی ہون یہ کہکر طاؤس پر
سوار ہوئی طاؤس لیکر بلند ہوا اس مقام پر پہونچی کہ جہان پر ماہیان نے بارگاہ
استادہ کرائی ہو دور سے اسنے دیکھا کہ ماہیان قاسم کو پہلو مین لیے بیٹھی ہو جل گئی
کہتی تھی اسکو کچھ میرا خوف نہ آیا اور پہلو مین بٹھا لیا آسمان پر آکر مرآت جلکی پکار کر
آواز دی کہ او ماہیان صحرائی تو نے بڑی خطا کی لیکن معاف کرتی ہون کہ اس معشوق
کو حوالے کر دے ورنہ مجھسے مقابلہ کر یہ سنکر ماہیان اٹھی اور گولا مارا مرآت نے
گولا کاٹا آپس مین سحر ہونے لگے جابجا سحر چل رہے ہین ماہیان پکارتی ہو کہ
اری مرآت کیون شامتین آئی ہین ایک سحر مین مٹا دونگی یہ کہکر تڑپی اور ایک کالا

نکالی اسم حجر پڑھکر پھینک ماری مرآت نے جو دیکھا کارد مثل بجلی کے چمکتی ہوئی آتی
ہی فوراً نشتر پیشانی پر مارا خون لیکر چھری پر پھینکا خون جو کارد پر پڑا کارد اُلٹی پلٹی
ماہیان نے بہت بہت روکا لیکن چھری آکر پڑی سینے کو توڑکر پار گذری ماہیان جادو
جہنم کو گئی باغ جلنے لگا ہر نخل سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے بعد تھوڑی دیر کے آمان
آئی کشتی مرا نام سن ماہیان جادو و بود ماہیان کو مار کر مرآت اُتری قاسم سے کہا او
شہریار مین نہ عرض کرتی تھی کہ سامری آپ کے جویا ہین قاسم نے جواب دیا صاحب سنو مین
اِسواسطے آیا ہون کہ بادشاہ کی مدد کرون لیکن موقع نہین آتا مین یہ چاہتا ہون کہ اپنی
جان دون یا اپنے کو مطلب پہ پہونچاؤن یہ نہین ممکن ہو کہ کوشش ہماری خالی جاے
لہذا ہم ایک مقام پر نہ بیٹھین گے مرآت نے جو یہ گفتگو قاسم کی سُنی وہی آئینۂ مرآت
سامنے کر دیا پھر وہی کیفیت قاسم کی ہوگئی مرآت قاسم کو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ
کے چلی جیسے ہی اُس باغ سے چلی کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر
سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان اور ایک عیار نہایت تیز و طرار رکاب پر ہاتھ
رکھے ہوئے آتا ہو عیار نے جیسے ہی قاسم اور مرآت کو دیکھا کہا او پہلوان دوڑ
اِس جوان کو مین لاتا تھا راہ مین اِس نازنین نے بہ صورت نقابدار چھین لیا سیماب
نے کہا مین ابھی گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر فوج کو اشارہ کیا تمام فوج لینا لینا کہکے
طرف قاسم کے چلی مرآت نے کہا او شہریار ایک سحر کرکے اِنکو بٹھا دون قاسم نے کہا
برائے خدا سحر نہ کرنا ورنہ میرے واسطے بدنامی ہو یہ کہکر جا پڑا پلارک کھینچکر لڑنے لگا
مگر بارہ ہزار کا جلوہ ہو ہر طرف سے لینا لینا کی صدا بلند ہو مگر قاسم رستا نہ ڈرے ہین
تقضائے کار فیروزہ بین عمرو واسطے بالا دری کے نکلا تھا دور سے دیکھا کہ قاسم
بیچ مین گھرے ہین بارہ ہزار جوان چاہتے ہین قتل کرلین مگر قاسم اپنے کو بچا رہے
ہین فیروزہ حال قاسم دیکھکر بیقرار ہوگیا بہ تعجیل پلٹا آکر بادشاہ سے عرض کی بادشاہ
فوراً اسوار ہوے مگر جادوگرون کو منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے غیر ساحر جبردار
سب مع عیوق وغیرہ چلے اسوقت آکر پہونچے کہ قاسم بیچ مین گھرے ہین بادشاہ نے

نعرہ کیا مگر قاسم نے جو بادشاہ کو دیکھا اور مرآت سامنے کھڑی ہے للکار کر آواز دی کہ او
سعد بن قباد تجکو بڑا غرور ہے یہ کہکے طرف بادشاہ کے چلے فیروزہ نے دیکھا اگر بادشاہ سے
مقابلہ ہوا تو باعث خرابی ہوگا ایسا نہ ہو کہ دونوں میں سے ایک مارا جائے سوا اسکے اگر
رنگ ورو غن عیاری کا لگایا ایک زن حسین کی شکل بنکر یہ اشعار گاتا ہوا طرف
مرآت کے چلا نظم

مستانہ ہے سبب نہیں نغمہ ہزار کا
پیغام کچھ صبا نے دیا ہے بہار کا

کیوں مرتبہ بلند نہ ہو انکسار کا
جھکنا ہی فیض ہے شجر باردار کا

کیونکر تڑپ تڑپ کے شب ہجر کی سحر
کچھ پوچھیے نہ حال دل بیقرار کا

بادِ فنا میں گردش دوران سے ہم رہے
اُٹھتا رہا لحد سے بگولا غبار کا

زاہد جو اہل دل ہو تو اتنا تو رکھ خیال
بیوجہ دل دکھے نہ کسی بادہ خوار کا

چلتا ہوں دشت نجد میں گھبرا کے جوش میں
ہے انتظار آمد فصل بہار کا

سیماب اضطراب میں بے شکل کیوں نہ ہو
پیرو ہے میری خاکِ دل بیقرار کا

کیوں روکتے ہو مجھکو مسافر عدم ہوں میں
کھلنا محال ہے کمر استوار کا

برسوں تمھارا باغ میں دیکھا ہے راستہ
نرگس سے پوچھو حال مرے انتظار کا

عشاق ہو کے جاتے ہیں نخچیر کی طرح
چلتے ہیں تیر شوق ہوا ہے شکار کا

گلزار کے گلوں کو سمجھتا ہوں داغ غم
عاشق ہوا ہوں کس گل رشک بہار کا

پژمردگی شکستہ دلوں کو ہوئی نصیب
بگڑا ہے رنگ کیا چمن روزگار کا

دل دیکے پھیرنے کا ارادہ جو ہے خبر
ہے امر آپ جیسے ہیں کیا اختیار کا

مرآت نے جو زن حسین کو دیکھا پکار کر آواز دی ای نازنین ذرا ادھر آ بقول شاعر فرد
کسکے غم میں ہوئی ای شخص یہ حالت تیری ٭ رونا آتا ہے مجھے دیکھکے صورت تیری جب وہ
فیروزہ قریب آیا وہاں لڑائی کو طول ہو گیا کہ قاسم فوج بادشاہ کو قتل کر رہے ہیں
یہی چاہتے ہیں کہ لڑ بھڑ کر بادشاہ تک پہونچوں اور بادشاہ کو قتل کریں لیکن بادشاہ
فوج سیماب کو قتل کر رہے ہیں مگر فیروزہ پکارنے پر ملکہ کے قریب آکے کہا ای مہرسان

حال جیقراران دوا و مرہم ریش سینہ فگاران میرا حال نہ پوچھیے ایک کمند زلف مین
میرا دل اُلجھ گیا ہی وہ صدمے اُٹھائے کہ آخر دیوانہ وار نکل پڑی اِس صحرا کا سامنا ہوا
مگر مجنون کو بہت ڈھونڈھا کسی جگہ ملاقات نہ ہوئی کہ اُنسے حال پوچھتی کہ عاشق کیا کماتے
ہین اور کیا پیتے ہین اور کیونکر جیتے ہین کئی مرتبہ قریب کوہ پہونچی فرہاد کو بھی پکارا اگر کوئی
آواز شیرین نہ سنی کہ اُنسے ہدایت لیتی آج تمنے حال پوچھا ہی ورنہ کون پوچھتا ہی کہ کس
حال مین ہوا اور کس ملال مین گذرتی ہی مرآت نے ہاتھ تھام لیا اور پوچھا کہ وہ ظالم
کون ہی جسنے متاع صبر لوٹی فیروزہ نے بغل سے ایک تصویر نکال کر وہ تصویر بادشاہ
کی تھی کہا ای ملکۂ عالم ملاحظہ فرمایے فرد این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسے راہ علیم اللہ
اگر تاب نظر ہست کسے راہ مرآت تصویر ہاتھ مین لیکر دیکھنے لگی چاہتی ہی کہ کہے کہ یہ
تصویر تو بادشاہ کی ہی کہ فیروزہ نے لپٹ کر خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک ہوا قاسم لڑتے
بھڑتے قریب بادشاہ کے پہونچے تھے بادشاہ فرماتے تھے کہ ای قاسم ہوش مین آؤ
مجھکو پہچانو مگر قاسم نے کچھ خیال نہ کیا ہاتھ تلوار کا اُٹھایا تھا کہ مرآت مری تلوار
ہاتھ سے چھوٹی بیہوش ہوکے گرے کفار نے چاہا قاسم کو مارلین مگر بادشاہ گھوڑے
پر سے کود پڑے گرد قاسم پھرنے لگے فرماتے تھے اوبے حیا ذبیح و صف شکن
اور تیغ زن ہی کہ جسنے ملک سنبھالا ہی مین گنجاب ایسے بادشاہ کے لشکر پہ شبخون مارے
ہوش اُسکے اُڑادیے یہ اِسی مرتبت کے ہو مین تھا ہماری جان و ایمان ہی بیہوش پہ
بلوہ کرتے ہو کہ قاسم کی آنکھ کھلی اپنے قریب جو بادشاہ کو پایا ہر چند کہ آتشِ شعلہ مزاج
ہی جانبازون کے سر کا تاج ہی مگر تحسین کرنے لگا کہ اوشہریار آپ نے مجھکو بچا لیا یہ کہکر گھوڑے
پہ سوار ہوا بادشاہ نے فرمایا ابھی کہ تم اب نہ لڑو مین ابھی اِس لشکر کو شکست دیتا ہون
مگر قاسم کو غیرت آئی مرکب پر سوار ہوکے لڑنے لگے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ز آب دم تیغ شستہ زمین
آفتاب مشرق وین پہ وری

دیگر

ز زخم تیغ برابر و نیزہ و بہ ماہ
ہمہ باخنجر شدہ بہ زیر نگین
شہ سوار لال پوشش خاوری

لڑتا بھڑتا قریب سیماب کے پہونچا آواز دی کہ او بے حیا اتو مجھسے مقابلہ کر سیماب نے
ہاتھ مارا قاسم نے سپر پر روکا اور ہاتھ مارا برق چلا رگ جو تڑپ کر گری خرمن حیات دشمن
کو جلا دیا سیماب کے دو ٹکڑے ہونے بادشاہ نے فوج کو شکست دی پکارے کہ ای
قاسم میرے پاس آو حقیقت مین کیں گبر کو مارا خوب للکارا مگر قاسم کو یہ شرم ہی
کہ بادشاہ فرما وینگے کہ میرے لشکر سے جنگ کی گھوڑے کو بڑھا کر ایک جانب نکل گئے
بادشاہ پکارنے لگے کہ او فرزند کہان جاتے ہو مگر قاسم نے کچھ جواب نہ دیا طرف
صحرا ے ویران کے نکلگیا مگر بادشاہ لڑائی کو فتح کرکے پلٹے لشکر مین آئے شدید اکو خبر
ہوئی کہ مرآت قتل ہو گئی قاسم کو ہوش آیا طرف صحرا کے نکل گیا مگر کہتا ہو کہ کل بادشاہ کو
سرمیدان زیر کرونگا ہر چند کہ مرآت کے ہونے عجب تاثیر کی تھی وہ آئینہ دکھایا کہ قاسم
حیران ہو گیا قتل پر سب کے آمادہ تھا مگر عیار نے کمال کیا اول کا ذکر یہ ہو کہ قاسم
و بدیع تو پردہ قاف مین تھے اِنکے دونون عیار اُمیّہ و سیارہ بیقرار جنگل مین پھر رہے
ہین کہ اُسطرف دیو تندک کا گذر ہوا دونون عیارون کو دیکھکر آیا کہا او فرزندان
خواجہ تمھارے آقا تو پردہ قاف مین پہونچے تم بھی چلو گے دونون عیار منتین
کرنے لگے کہ اے دیو تندک ہمکو بھی پہونچا اپنے اپنے آقا کے ساتھ رہین ایسا نہو
کہ ہمارے آقا کسی مصیبت مین پھنس جاوین دیو تندک نے دونون عیارون کو
اُٹھا لیا طرف پردہ قاف کے چلا جب جبل اعلیٰ سے گذرا دیکھا کہ لشکر کو لیے ہوے
کریت ہین قہقہہ آتا ہو اُسکی جو نگاہ پڑی کہ دیو تندک دو آدم زادون کو لیے جو
جاتا ہو ساتھ والون سے کہا اِسکو گرفتار کرلو چند دیو اُڑے برابر تندک کے آئے
تندک اُنسے لڑنے لگا ایک دیو نے چقماق چاور لگائی شانہ تندک کا زخمی ہوا دونون
عیار ہاتھ سے چھوٹے تندک تو اُڑ بھڑ کر نکلگیا مگر یہ عیار ایک دریا مین آکر گرے
مالک بحر و بر نے جان بچائی شناوری کرکے دریا سے نکلے لباس وغیرہ خشک کیا
ایک طرف سیارہ چلا دوسری طرف اُمیّہ روانہ ہوا ایک صحرا مین آکر اُمیّہ نے
دیکھا بدیع الزمان گھوڑے سے گرے ہوے زمین پر زخمی بیہوش پڑے ہوے ہین

اُمیہ نے زخم دوزی کی شاہزادہ ہوشیار ہوا اگر زخم کاری تھا فرماتے ہین اے اُمیہ کسی گوشہ
مین ٹھہرین بعد دو چار دن کے طبیعت راہ پر آئیگی اُمیہ کہتا ہو یہان گوشہ کہان مین نے
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ طلسم نے انتظام کیا ہو کہ جہان مسلمانون کو پاؤ فوراً
گرفتار کر لاؤ ایسا نہ ہو کسی ساحر کا سامنا ہو تو مشکل پڑے بدیع الزمان اس سوچ مین
چلے آتے ہین اُمیہ سے سبب پوچھا کہ تم کیونکر آئے اُمیہ نے تمام حال بیان کیا کہ دیو
تندک ہمکو لایا مگر راہ مین لڑائی پڑی ہم اُسکے ہاتھ سے چھوٹے مین نے دیکھا کہ سیارہ
بھی شناوری کر رہا تھا مگر دریا سے نکلگیا خدا کرے وہ بھی قاسم سے ملجائے بدیع نے
کہا قاسم کی جہالت کم نہین ہوتی آٹھ پہر دنگل رُستم کا ذکر رہتا ہو حیران ہون کہ کیونکر اُسکو
مطلع کرون لیکن بدیع الزمان کو خیال ہو کہ کیونکر اپنے کو قریب بادشاہ کے پہونچاؤن
کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک ساحر کاغذ ہاتھ مین لیے ہوے اُسکو دیکھتا ہوا آتا ہو
دور سے جو بدیع الزمان کو دیکھا پکار کر آواز دی میان جانے والے ٹھہر جاؤ اُمیہ
بہ تعجیل ایک غار مین چھپ گیا مگر اُس ساحر نے قریب آکر سحر کیا کہ بدیع الزمان بہرکی
سے رُکے آکر ہاتھ پکڑ لیا دیکھکر آواز دی اے جوان تو نووارد معلوم ہوتا ہو مگر بادشاہ
طلسم نے کئی سو ساحر تم لوگون کی گرفتاری کو روانہ کیے ہین ان مین سے مین بھی ہون
دشت جادو میرا نام ہو اپنا نام مفصل بتاؤ تو مین بادشاہ طلسم کے پاس تمکو لیچلون
بدیع الزمان نے ہر چند کہا کہ مین مسلمان نہین ہون لیکن دشت جادو نے نہ مانا
انگوٹھی بدیع کی لیکر نام پڑھ لیا کہا مجھکو معلوم ہو گیا کہ تو پسر حمزہ ہو کہ ایک طرف سے
آواز آئی کہ ہان بھائی اس جوان کو نہ چھوڑنا یہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران زمان
ہو جنگ کیوس دو دیوث سے زخمی ہو کر نکلا ہو مین کئی دن سے ڈھونڈھتا پھرتا ہون
آج یہان پتہ ملا وہ ساحر قریب آیا دشت جادو سے کہا او برادر ہم بھی اس سعادت
مین شریک رہین انعام جو ملے ہم تم بانٹ لین دشت جادو راضی ہوا اُس ساحر نے
کہا میرا بہمن جادو نام ہو اس جوان پر سحر کر دو یہ تو یہان گرا رہے ہم تم شراب پی کر
اسکو قتل کرینگے اور سر خدمت مین بادشاہ طلسم کی لیجاوینگے اسلیے کہ زندہ ان لوگون کا

لیجانا مشکل ہو اُنکے مددگار بہت ہین دشت نے کہا یہان شراب کہان ہو بہمن نے کہا بھائی جب مین
سیر کو نکلتا ہون تو ایک گلابی اپنے پاس رکھ لیتا ہون میرے پاس ایک گلابی موجود
ہو دونون بھائیون کو کافی ہوگی دشت جادو سے ہمراہ بہمن نقلی درہ کوہ مین آیا
پاس سے گلابی نکالی دشت جادو نے دیکھا کہ ارغوانی گلابی مین خوب بھری ہوئی
ہو رنگ شراب دیکھکر تڑپ گیا کہا بھائی پہلے ہمین پلانا بہمن نقلی نے جام لبریز کیا
چاہا لبون سے لگا کر پیے کہ دشت نے ہاتھ تھام لیا کہا بھائی جو جینے کہا ہو اُسکو
پورا کرو پہلے ہمین دو باقی تم پینا بہمن نقلی نے وہ جام دشت جادو کو دیا دشت
پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا اے برادر بڑا نشہ ہوا ہو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہو بہمن نقلی نے
کہا ذرا اُٹھکر ٹہلو یہ شراب بہت تند ہو دشت جادو واسطے ٹہلنے کے اُٹھا بیہوشی
نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا بہمن نقلی نے نعرہ کیا منم اُمیہ بن عمرو خنجر مار کر دشت جادو
کو قتل کیا مرنا دشت جادو کا ہنگامہ برپا ہوا آسمان سے آگ برسنے لگی بعد عرصے
کے آواز آئی کشتی مرا نام من دشت جادو بود یہ مواملہ اری خوش چشم جادو کا ہو
بر سر کوہ باغ ہو اُس مین بیٹھی تھی کہ کان مین آواز آئی کسی نے دشت جادو کو مارا کہا
ارے یہ کیا ستم ہوا یہ کہکر اُٹھی ٹہلتی ہوئی بر سر کوہ آئی جھک کر دیکھا ایک جوان آفتاب
جمال خورشید مثال سامنے پہاڑ کے کھڑا ہوا ہے جو ہوش مین آیا تو طرف درے کے
چلا کہ اندر سے درہ کوہ کے ایک عیار نکلا سر دشت جادو لیے ہوئے خوش چشم
نے جو یہ معرکہ دیکھا ہاتھ ہلا دیا دو پنجے آسمان سے گرے ایک نے بدیع الزمان کو
اُٹھایا دوسرے پنجے نے اُمیہ کو لیا خوش چشم آکر مسند پر بیٹھی کہ پنجے دونون کو لائے
بدیع الزمان کو پہلے ہوشیار کیا آنکھ کھلتے ہی بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک ساحرہ
مسند پر بیٹھی ہو بدیع الزمان نے اُٹھکر پوچھا کیون صاحب تمھارا کیا نام ہو خوش چشم
نے شرما کر کہا تمہین ہمارے نام سے کیا کام ہو ہم نام نہ بتائین گے پہلے اپنا نام ظاہر
کرو بدیع الزمان نے کہا ہمارا نام مثل آفتاب کے روشن ہو فرزند صاحبقران سرشتہ
ملک سنجان اتفاق سے یہان بھی آنا ہوا خوش چشم نے کہا اے شہریار طلسم مین ہنگامہ ہو

ہر طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہر یقین ہی بادشاہ طلسم سب کو سزا دے جسکو گرفتار کریگا
قتل ہی کرڈالیگا مگر مین آپ کو چھپا رکھونگی ظلم سے بادشاہ طلسم کے بچا لونگی مگر ایسا نہو
کہ طلسم پر بھی کوئی زوال آئے بدیع الزمان نے کہا پھر ہمکو کیون لائین ہم چلے جاوینگے
خوش چشم نے جانا بدیع الزمان کا قبول نہ کیا کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ
کلنگ جادو نامے اُڑی ہوئی جاتی تھی اُسنے جو دیکھا کہ خوش چشم جادو ایک جوان
حسین کو پہلو مین لیے ہوئے بیٹھی ہی جمال بدیع الزمان دیکھکر اُتر آئی کہا ای خوش چشم
یہ جوان کون ہی خوش چشم نے کہا یہ فرزند صاحبقران برائے بربادی طلسم جمشید
آئے ہین کلنگ جادو نے کہا ای خوش چشم ہر چند کہ شاہ طلسم نے مجھکو حکم دیا ہی
کہ جو مسلمان جہان ملے اُسے پکڑ لاؤ مگر مین اِس جوان کو چھپا رکھونگی خوش چشم نے کہا
ای کلنگ تم کیا چھپاؤگی مین تو وعدہ کر چکی ہون اِسطور سے چھپاؤن کہ کوئی آگاہ
نہو سکے کلنگ نے کہا مین تو لے جاؤنگی کہ بدیع الزمان نے اُمیہ کو جگایا فرمایا ای
برادر اُٹھو اُمیہ جو اُٹھا دیکھا کہ ایک خوش چشم جادو دوسری کلنگ جادو بدیع
پہ خوب لڑ رہی ہین خوش چشم تو کہتی ہی مین نہ جانے دونگی اور کلنگ تکرار کر رہی ہی اُمیہ
نے قریب کلنگ کے آکر کہا حضور آپ کیون تکرار کر رہی ہین دیکھیے بدیع الزمان
آپ کو کس نگاہ سے دیکھ رہے ہین آپ پر مائل ہین خوش چشم سے نفرت ہی منھ طرف سے
اُسکے پھیر لیا ہی کلنگ نے کہا تمھارا کیا مرتبہ ہی اُمیہ نے کہا مین اِسکا رفیق ہون جو
کہونگا وہ کریگا کلنگ سے اِسطرح کے اِشارے کیے کہ کلنگ سمجھ گئی کہ وہ جوان
مجھپر عاشق ہی اُمیہ نے بہ تعجیل جام بھرا اور کلنگ کے سامنے پیش کیا کلنگ نے جو
پی گئی پیتے ہی تھرانے لگی گھبرا کر لیٹ گئی پھر گھبرا کر اُٹھی گر کر بیہوش ہوئی خوش چشم نے
کہا میان عیار صاحب یہ کیا کیا عیار نے جواب دیا کہ نشے مین تھرا کر گری بیہوش ہو گئی
اُمیہ نے کہا کیون ملکہ اِسے قتل کرون خوش چشم نے کہا اختیار ہی اُمیہ نے خنجر کمر سے
نکالا چاہا کہ کلنگ کو قتل کرون کہ پنجہ آسمان سے گرا کلنگ کو اُٹھا لے گیا باعث
یہ ہوا کہ شلنگ فیلسوار تلاش مین زوجہ کی آتا تھا اُسنے جو آسمان سے دیکھا کہ

زوجہ بیہوش پڑی ہی اور ایک شخص قتل کیا چاہتا ہو تڑپ کر گرا زوجہ کو اپنی اٹھا لے گیا ایک پہاڑ پر آکر اُتارا کلنگ کو ہوشیار کیا کلنگ نے آنکھیں کھولکر دیکھا وہ صورت زیبا سامنے نہ پائی گھبرا کر شوہر سے پوچھا صاحب یہاں مجھے کون لایا شلنگ فیلسوار نے کہا تم بیہوش پڑی تھیں اور ایک شخص قتل کیا چاہتا تھا جھلا کر کلنگ نے جواب دیا کہ صاحب مجھکو وہاں کوئی قتل نہ کرتا کیوں اُٹھا لائے آخر دیکھو کہ انجام کیا ہوگا میں تو وہیں جاتی ہوں شلنگ نے کہا اگر وہاں جاؤگی تو قتل ہو جاؤگی کلنگ نے کہا تمہارا کیا اجارہ ہی ہمکو خواہ قتل کرے خواہ بخشے زن و شوہر میں تکرار ہونے لگی کلنگ تو اُٹھتی ہو کہ میں جاؤنگی شلنگ کہتا ہو کہ میں نہ جانے دونگا آخر کلنگ اُٹھی شلنگ نے ہاتھ بڑھایا کہ اُسکو روکوں کلنگ نے گول مارا کہ سر شلنگ کا پھٹ گیا شوہر کو مارکر غصے میں اُٹھی طرف اُس باغ کے چلی یہاں خوش چشم کہہ رہی ہو کہ اے شہریار کلنگ آکر آفت برپا کر گئی اُسکا شوہر اُسکو لے گیا ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پہ برق چمکی کلنگ آکر پہونچی بدیع الزمان کے قریب بیٹھی اُمتیہ نے پھر آکر کہا کہ اے ملکۂ عالم آپ کہاں تشریف لے گئی تھیں کلنگ نے کہا شوہر میرا مجھکو لے گیا تھا میں نے اُسکو مار ڈالا اُمتیہ نے کہا خوب کیا آپ تو اُدھر گئیں یہاں شاہزادے کو میں نے دیکھا کہ بیقرار ہو رہا ہو دمبدم فرماتا ہو کہ بعد ایسی شاہزادی کے زندگی بیکار ہی میں نے عرض کی کہ حضور نہ گھبرائیں وہ معشوقہ با وفا ہیں مجھے امید تھی کہ آپ تشریف لائیے گا ہی خوش چشم نے بہت آنکھیں مٹکائیں مگر شاہزادے نے خیال بھی نہ کیا وہ تو تمہاری نگاہوں کے مارے ہوئے ہیں اُنکی نگاہ میں کون سماتا ہو کلنگ جادو نے کہا دو چار اشعار گاؤ اُمتیہ نے کہا میں خود امید رکھتا تھا کہ آپ سرفراز فرمائیں یہ کہکر اُمتیہ نے با بیان بجا کر یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

جلوہ ہر رنگ میں دیکھا ترا گلرو پیدا ۔۔۔ ہر گل باغ جہاں میں ہو تری بو پیدا

جب ہوا زلف کے چھٹنے سے وہ ابرو پیدا ۔۔۔ میں یہ سمجھا کہ ہوا ماہ سے جگنو پیدا

غارت ملک دل و دین پہ کمر باندھی ہو ۔۔۔ کیا ہوے میرے لیے تو بھی بلا کو پیدا

تمکو دیوانے اگر مجھسے ہزارون ہین تو خیر ۔ ہم بھی کرین گے کوئی تمسا پری رو پیدا

شاید اُس پردہ نشین تک بھی رسائی ہوجائے ۔ پہلے دربان سے ولا ربط تو کر تو پیدا

تمنے آئینے کو گلزار بنایا دم زیب ۔ عکس عارض سے سمن زلف سے شبّو پیدا

صورت معنی لفظ اُسکی عجب شان ہو واہ ۔ آپ پنہان ہو مگر جلوہ ہو ہر سو پیدا

دام مین مرغ دل اپنا کبھی آتا نہ اگر ۔ دانۂ خال نہ ہوتا تہِ گیسو پیدا

جلوۂ برق کے ہمراہ برستا ہو سحاب ۔ درد دل ہی سے ہوا کرتے ہین آنسو پیدا

بال باندھا کمر یار کا لکھون مضمون ۔ تا نہ اشعار مین ہو فرق سر مو پیدا

نہ ہوئی حشر مین بھی بارگران تھا اِتنا ۔ میرے عصیان کے لیے کوئی ترازو پیدا

قطع کبتک نہ کرون دل سے اُمید مہلت ۔ جبکہ کرتا ہو نیا روز جفا جو پیدا

ماہ اُس مہر لقا سے تجھے کیا نسبت ہو ۔ منہ بنا کر ابھی خال و خط و ابرو پیدا

اُلفت چشم کا باقی ہو مرے پر بھی اثر ۔ ہین مری قبر پہ نقش سم آہو پیدا

حق و باطل مین ولا ارض و سما کا ہو فرق ۔ کیا کرے مرتبہ اعجاز کا جادو پیدا

طرفہ تاثیر ہو مجنون کی سیہ بختی مین ۔ قبر لیلی سے ہوے ہین گل شبّو پیدا

کتنی ابرو کے تلے شوخ ہین آنکھین تیری ۔ واہ کیا حق نے حرم مین کیے آہو پیدا

بات کچھ اور رنگفتہ کرو اے غنچہ دہن ۔ گل کے کھلنے سے ہوا کرتی ہو خوشبو پیدا

پھینک دی ہو وہین ساقی نے سمجھکر کف لا ۔ جام ہو مین جو ہوا سایۂ گیسو پیدا

اے خدا تنگ ہو جینے سے نہایت رعنا ۔ اِس سے بہتر تھا کہ کرتا نہ اِسے تو پیدا

یہ اشعار گا کر اُمیّہ نے جام لبریز کیا اور خوش چشم کو اشارہ کر دیا ہو کر آپ خاموش رہین مین اِسکی گردن لیتا ہون اُمیّہ نے منتین خوشامدین کرکے پھر جام پلا دیا جام پیتے ہی گھبرائی کہا میان قاضی صاحب شراب مین کیا ملا تھا کہ طبیعت بہکنے لگی اُمیّہ نے کہا اُٹھکر ٹہلیے کالنگ جادو اُٹھی کر ٹہلنے ہوا لگے نشے مین کیفیت حاصل ہوا اُٹھتے ہی بیہوشی نے تمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی اُمیّہ نے خنجر کھینچا کہ قتل کرون ایک کنیز نے تھرا کر کہا میان عیار صاحب ابھی اِسکو قتل نہ کیجیے

مین اسکو زمین مین چھپائے دیتی ہون تڑپ تڑپ کر جان دیگی کنیزون نے زبان مین کلنگ
کی سوزن دی اور مشکین باندھکر ایک غار مین چھپادیا خوش چشم نے بدیع الزمان سے
کہا ای شہریار مین ایسی ساحرہ نہین ہون کہ ظاہر مین دس برس کا ہین اور باطن مین دو سو برس
میرا جو ظاہر ہو وہی باطن ہو بدیع الزمان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مجھے طلسم مین پہونچاؤ کہ
جاکر بادشاہ کی مدد کرون کہ انکو بھی ثابت ہو کہ ہمارے رفیق آگئے قاسم ایک طرف
کد کر رہا ہو ایسا نہ ہو کہ پہلے وہ پہونچ جائے خوش چشم نے کہا اِس کلنگ جادو کے
جھگڑے نے دوسری فکر مین ڈالدیا مین بھی اِسی فکر مین ہون کہ آپ کو لے چلون اور
صحبت مینائے سرجوش مین پہونچاؤن وہ ایسی ساحرہ ہو کہ ہنگام بر و بار جان دیتا ہو
اگر بن پڑے تو اُسی کی صحبت سے جنگ شروع کیجے بدیع الزمان نے قبول کیا
خوش چشم نے کہا اگر حکم ہو تو مین پہلے جاؤن اور مینائے سرجوش سے وعدہ کراؤن
کہ اب فلان روز ہم آوینگے بدیع الزمان نے کہا بسم اللہ جاکر دریافت کرو
پھر جب آؤ تو مین چلون مین بھی یہی چاہتا ہون کہ بادشاہ کو اندر طلسم کے پہونچاؤن
وہین سے جنگ شروع ہو خوش چشم بدیع الزمان سے باتین کرکے روانہ ہوئی مگر
مینائے سرجوش کہ جادوگرنی زبردست ہو ہنگام بر و بار بادشاہ طلسم نے ایک
قصر اسکو رہنے کو دیا ہو کئی ہزار کنیزین برائے خدمت حاضر ہین مینا مسند پر بیٹھی ہو کہ
کنیزون نے خبر دی کہ بی خوش چشم آتی ہین نام خوش چشم سنکر مینا خوش ہوگئی سامنے
بلوایا خوش چشم نے آکر سلام کیا مینا نے جواب دیکر پوچھا بی خوش چشم اسوقت کیونکر
آنا ہوا خوش چشم نے کہا ہمارا ایک مہمان دور سے آیا ہو مین نے اُسکو مہمان رکھا ہو
مینا نے پوچھا وہ مہمان کون ہو خوش چشم نے جواب دیا ای ملکۂ عالم کیا عرض کرون ایک
جوان حسین وجمیل صف شکن مجھ ایسی کا مہمان ہوا ہو اور چاہتا ہو کہ بادشاہ اسلام سے
ملون اول آپ کی صحبت مین آئیگا پھر وہان سے برائے مقابلہ ہنگام جائیگا آپ نے
سنا ہوگا کہ ہر طرف سے طلسم پر بلوہ ہو فرزندان صاحبقران محبت مین بادشاہ اسلام
کی چلے آتے ہین ہر شخص جری صاحب اقبال صاحب جلالت ہو کوئی تنہا نہین ہو

فوجین سب کے ساتھ ہین مگر یہ سمان ابھی تنہا ہی فوج نہین دستیاب ہوئی یہ ذکر سنکر مینا نے
سر جھکا لیا کہا ای خوش چشم بخوبی جانتی ہو کہ مین مبتلاے مصیبت ہون ہر روز ہنگام آتا ہی
اور اسی کا طالب ہی کہ اپنے تیغے مین کرون مین آجتک انکار کرتی ہون مین نے اُسکا
کہنا نہین مانا مگر ای خوش چشم کوئی ایسی تدبیر کرو کہ ہم بھی تمھارے ساتھ نکل چلین ہر چند
کہ آوارہ رہین گے مگر کسی مقام پر کمی نہ کرینگے خوش چشم جادو بخوبی وعدہ وعید کرکے بہت
دیر تک صحبت مین رہین بعد اُسکے رخصت ہوئین باغ مین جو آئین دیکھا بدیع الزمان
انتظار رہین ستھے خوش چشم نے آکر خبر دی کہ مینا کو بھی آمادہ کر لیا ہی وہ خود بادشاہ طلسم
سے بیزار ہی عشق و عاشقی کیتین زبردستی ہوتی ہی آیندہ جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا یہ کہکے
بدیع الزمان کو ایک تخت پر سوار کر لیا آسیہ کو بھی ساتھ لیا خوش چشم تخت کو اُڑاتی
ہوئی چلی صحبت مینا سے سرجوش مین آکر پہونچی بدیع الزمان اپنے کو چھپاے ہوئے
ایک گوشے مین بیٹھے ہین اور خوش چشم و مینا مین باتین ہو رہی ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا
چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہ بادشاہ طلسم آتے ہین مینا و خوش چشم کھڑی ہو گئین
کہ بادشاہ طلسم آکر پہونچا مسند پر بیٹھا کہا ای مینا سے سرجوش کئی سال کا زمانہ گذرا
کہ ہم تمھارے واسطے بیقرار رہین اب زمانہ زوال کا بھی قریب آگیا جو کچھ ہو سکے وہ
حسرتین نکال لین دیکھون فلک کیا دکھاے مینا نے شرما کر سر جھکا لیا کہ ایک نارد
آسمان سے گرا زمین مین غلغلک ماری شش النسان کے بکر تیار ہوا سامنے ہنگام
کے آیا کہا ای بادشاہ طلسم آج شیدا سے جادو مارا گیا اول عیار شاہ نے مرآت
کو مارا شب کو ہر اسے طلایہ اُٹھے بادشاہ اور شیدا سے مقابلہ پڑ گیا بادشاہ پر سحر
تاثیر نہین کرتا شیدا نے چاہا نکلجاؤن بادشاہ نے تیر مارا اُنکا تیر کب خطا کرتا ہی سینہ
شیدا پہ پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا بادشاہ فوج پر جا پڑے میثاق و خونخوار لیے
ساحر موجود تھے لشکر کو شکست دی قریب درۂ قلعہ آگئے افسرون نے عرضی لکھی ہی
کہ جو حکم ہو وہ بجا لاوین قلعے سے روکین کہ باہر نکلکر لڑین جو ارشاد ہو وہ بجا لاوین
ہنگام نے گھبرا کر کہا ای ملکہ عالم یہ وقت جانبازی ہی آج مین نہ مانونگا اور ضرور

وصل حاصل کرونگا مینا سے اخوش چشم کو اِشارہ کیا کہ لواُسے بچاؤ کہ ایک کنیز چمک کر اُٹھی اُسنے کہا اے شہنشاہ کابیکو جبر و ظلم کیجیے مین شراب پلاؤنگا تا سُناؤن ساقی گری کرون یقین ہے معشوق کو آپ پر رغبت ہو ہنگام نے کہا بہتر کیا دیر ہے اُس کنیز نے بابان کھینچکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

تا بکی بر درِ اُمید چو سائل باشم — گہ غبارِ نظر و گہ اَلمِ دل باشم
التجا بر درِ مخلوق ز کوتہ نظری ست — چند چون اہلِ ضمیر بر رہِ باطل باشم
منکر صدِ حاتم طی در نظرم شل گر ہست — حیف باشد کہ گدا طبع و گدا دل باشم
ہر نفس چند دلم ز آتش عشقش سوزد — باز پروانہ صفت در پئے قاتل باشم
میبرد کشتیِ عمرم چو بموج ای مخفی — شرط انصاف نباشد کہ بساحل باشم

ہنگام سُن رہا ہے اِن اشعار کو سُنکر مینا نے بھی سر ہلایا اور مسکرائی ہنگام خوش ہوگیا کہ یکایک ایک غُل ہوا چند کنیزین دوڑتی ہوئی آئین کہا بادشاہ لڑتے ہوئے در قلعہ پر پہونچے دروازہ توڑ ڈالا قلعے مین تلوار چل رہی ہے سب افسر آپ کے امیدوار ہین کہ آپ تشریف لے چلین تو جنگ ہو ہنگام بر دبار اُٹھا بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ اب یہ جاتا ہے جا کر آفت برپا کریگا تیغ کھینچا اُٹھتے اُٹھتے نعرہ کیا کہ باش او کافر کہان جاتا ہے ایک ضرب تو قبول کر ہنگام نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال گوشے سے آتا ہے گھبراہٹ مین سحر تو نہ کیا چاہا تلوار سے مارلون تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے روک کر ہاتھ مارا کہ سر ہنگام کا زخمی ہوا ہنگام سحر کر کے اُڑا اُسوقت آکر قلعے مین پہونچا کر دیکھا ہر مقام پر تلوار چل رہی ہے نعرہ بادشاہ کی صدا بلند ہے بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ ہنگام بر دبار زخمی ہوکے نکلگیا فرمایا اے خوش چشم بس اب یہی وقت ہے کہ بلوہ کر کے چلکر بادشاہ کے شریک ہو مینا سے سر جوش نے جو جرأت بدیع الزمان کی دیکھی پروانہ شمع ہوگئی خوش چشم سے کہا کہ لو اسکل چلو حقیقت مین یہی وقت ہے کہ بادشاہ پر وقت پڑا ہے اُس قلعے مین تشریف لائے ہین کہ جو مقام سکونت بادشاہ طلسم ہے سات لاکھ جادوگر ہنگام کے

ملازم ہیں اور سب لڑنے بھی ہیں اور یہ بھی مشہور ہو کہ بادشاہ نے ایسے رفیق پائے کہ
جنکا مثل ممکن نہیں میثاق کوہ گردان کہ وزیر اعظم جمشید ثانی تھا و خونخوار کہ جسکو
بہت بڑا مرتبہ و اعزاز دربار شاہ سے ملا ہو اور ہنگام کا دشمن جانی ہو سحر مین کیا کوئی
بات اُٹھا رکھیگا بڑی کد و کوشش کریگا یہ سنکر خوش چشم نے مینائے سر جوش کو
تخت پہ بٹھایا آپ پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا بدیع الزمان سب کے آگے چلے چار ہزار
کنیزین اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے پشت پر یہان وہ وقت ہو کہ ہنگام نے
آتے ہی دو وہ سحر کیے کہ زمین ہلا دی مگر خونخوار نے جو دیکھا کہ ہنگام قیامتین برپا
کر رہا ہو گوشے سے نکلکر سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ او ہنگام سلطنت تو تو نے
لی اور جمشید نے چھین مگر انشاء اللہ تعالیٰ اب سلطنت کل مجھکو ملیگی ملازمان شاہی
مین قرار پائیگا یہ سنکر ہنگام نے سحر کیا خونخوار نے دفع کیا ہنگام کہتا ہو بڑا ستم ہوا
کہ دشمن سخت بادشاہ کا رفیق ہوا کیسے کیسے سحر کیے مگر اسنے بآسانی دفع کر دیے مجھکو
کچھ نہین بن پڑتا کہ ایک طرف سے لڑتا ہوا میثاق کوہ گردان پہونچا جہان پر مجمع
ساحران دیکھا ایک دو پتھر زمین پر مار دیا کہ غبار اُڑا ابر بنکر آسمان پر آیا اسقدر آگ
برسی کہ ہزارون جادوگر جل گئے لیکن مینائے سر جوش اُس ہنگامے مین اُسدم پہونچی
کہ ایک مقام پر کئی لاکھ جادوگر سحر کرتے ہوئے جاتے تھے اور میثاق اُس مقام پر
کھڑا ہوا تھا مینا نے آکر وہ سحر کیا کہ کئی ہزار جادوگرون کے سر کٹکر گرے میثاق مجمع
سے نکلا اور پکار کر کہا او ملکۂ عالم بڑا احسان کیا کہ جلوے سے ان ساحرونکے بچایا
کہ پہلو سے نعرۂ بدیع الزمان کی آواز آئی نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در روز کین
ز تیغم بپے ملک اسلام شد
مہ برج خوبی بشہ انجمن

توانم گستم آسمان بر زمین
کہ سر فتنۂ باختر نام شد
بدیع الزمان گرد لشکر شکن

نعرہ کر کے فوج پر جا پڑے مینا نے کہا اے خوش چشم بدیع الزمان غیر ساحر ہین یہ
کیا سمجھ کے جا پڑے خوش چشم نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا طرف بدیع الزمان کے

لیکر چلی مینا نے کہا ایک تختی اور ریتی جاؤ یہ کہکے گلے سے تختی اُتاری تختی اور [illegible]
مارا خوش چشم نے بدیع الزمان کو پہنایا اب تو بدیع الزمان اس زور و شور سے
لڑ رہے ہیں کہ پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے مگر ہنگام نے جو ایک طرف
سر اُٹھا کر دیکھا پانچ چھ شاہزادیاں شانے سے شانہ ملائے ہوئے اس طرح سحر کر رہی
ہیں کہ کسی کے سحر سے آگ برستی ہے اور کسی نے پانی گرایا کسی نے تلواریں برسائیں
کسی کے سحر سے گانے کی آواز آتی ہے کسی کا سحر موسم برسات کا مزہ دکھاتا ہے شاہزادیاں
نے للکارا کہ او ہنگام ادھر تو آ ناچار ہو کر ہنگام نے چاہا اس مجمع میں جاؤں پھر سوچا
کہ یہ سب حسین و جمیل ہیں سحر و ساحری میں عقیل ہیں انکا کیا کر لونگا اُدھر کر نکل جاؤنگا
مگر مینا میری طرفدار ہے اُسکے قریب جاؤں پلٹ کر دیکھا مینا سحر کر رہی ہے ہنگام یہ سمجھا
کہ لشکر دشمن پر سحر کر رہی ہے لڑتا ہوا قریب پہونچا پکار کر آواز دی اے جان جہان و اے
آرام دل عاشقان خوب وقت پر ساتھ دیا مینا نے کہا کہ او ہنگام تو بڑا بیغیرت
ہے آج سب اہل اسلام نے تجھکو گھیرا ہوا ایسا بے خبر کہ بادشاہ قلعے کے قریب آ گئے
اور تجھکو خبر نہیں مگر کیا جری و بہادر ہیں کہ شیبا کو مار کر جو بڑے قلعے میں آ کر لڑے
اب اُنکا لڑنا دشوار ہے ہنگام نے کہا بی بی تم بھی سحر کرو مینا نے کہا جس طرف بدیع
لڑ رہے ہیں اُس طرف تو مشتاق ہے سحر تاثیر نہ کریگا جدھر بادشاہ ہیں اُس طرف خوشخرام
لڑ رہا ہے اور یہ پانچ چھ شاہزادیاں آپس میں ملکر سحر کر رہی ہیں میں اُنپر سحر کرتی ہوں
اگر یاسمن رنگین پوش کو گرفتار کر لیا تو قدرت پر احسان ہوگا یہ سنکر ہنگام نے
جھولی سے گولا نکالا اُسپر سحر کرکے پھینکا مگر مینا نے جو ہنگام کو متوجہ پایا پشت پر
سے نیمچہ مارا کہ شانہ بھیا کا نشانہ ہوا پلٹ کر اسنے چاہا سحر کروں کہ خوش چشم نے نگاہ
ڈالی اور للکارا کہ او ظالم یہ کیا بدعت ہے جو تیرے ذہن میں آئی اب تیرا وقت برابر
آگیا یا تو بھاگ جا یوں جان بچا یا اپنے کو پاس جمشید ثانی کے پہونچا یقین ہے کہ تم
دونوں طلسم باطن میں جاؤ مگر یہ وہ شیر ہیں کہ کسی مقام پر پیچھا ہرگز نہ چھوڑیں گے
وہاں بھی پہونچیں گے اطاعت کر لے یوں جان بچا ہنگام نے کہا اے خوش چشم

تم سب کو گرفتار کر کے ایسے مقام پر قید کرون اور آب و دانہ بند کر دون کہ تڑپ تڑپ کے
مرو جبدن قدرت قصد کرینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے یہ کہکر ہنگام سوچا خیال مین ہو
کہ پاس جمشید کے جاؤن اُسکو ساتھ لیکر داخل طلسم باطن مین کرون وہان تو کوئی نہ جا سکیگا
یہ سوچکر بلند ہوا مینا نے پکار کر کہا کہ اے شہریار ہنگام جاتا ہے اسکو لیجیے اُدھر سے بادشاہ
آتے تھے انھون نے جو دیکھا کہ ہنگام جاتا ہے نکلا اُن کلام مینا سنکر کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری اور تاک کر تیر مارا ہنگام بلند ہو چکا تھا پانوُن پر تیر پڑا انگوٹھا زخمی ہوا
ہنگام نے پانوُن کو جنبش دی قطرات خون گرنے لگے کئی سو جوان جلکر خاک ہوئے
پھر ہنگام کو کوئی نہ روک سکا ہنگام نے بالاے آسمان آکر آوازدی کہ یارو بادشاہ کو
گھیر لو ساحرون نے بلوہ کیا پھر بلند ہوکر ہنگام طرف جمشید کے چلا یہان بادشاہ خوب
رات بھر لڑے جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تو دیکھا گلی کوچہ لاشون سے پٹا ہوا ہے
اور ساحرون کو دیکھا کہ نصف سے زیادہ تو چلے گئے اور نصف یہان موجود ہین ہر
طرف صداے الامان بلند ہوئی سو نفر دوہا اولتے ہاتھ باندھکر سامنے بادشاہ جہانجاہ
کے آئے عرض کی ہم اطاعت اسلام کرتے ہین بادشاہ نے سب کو گلے سے لگایا لاکھ
سوار و پیدل رہگئے تھے سب مطیع اسلام ہوے بادشاہ دارالامارہ مین آئے تخت پر
آکر بیٹھے فرمایا اے خونخوار یہ مقام تمھارا ہے تاج و تخت کے تم مالک ہو دیکھو پروردگار
نے اُس ملعون سے کیونکر یہ تاج و تخت دلوایا خونخوار نے عرض کی آپ کے تصدق
سے یہ تاج و تخت ملکن ہوا اُس ہیمیا نے تو یکایک حکم لگا دیا کہ تبدیل سلطنت کرو
مجھکو طرف سے پروردگار کے ہدایت ہوئی کہ خدمت طلسم کشا مین چلون پروردگار
نے اُسکا یہ انجام کیا کہ آج پھر اُسی تخت پر آکر بیٹھا وہی رفقا حاضر ہین تمام رئیسان
شہر حاضر ہوے اور خونخوار کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی جبدن سے تبدیل
سلطنت ہوئی ہم سب کا آرام و چین اُٹھ گیا ہم لوگ دربار مین نہ آتے تھے کہ ایسے
ظالم کے سامنے کون جائے جو کسی کی قدر نہین کرتا مگر سبحان اللہ آپ کا کیا انجام بخیر
ہوا خونخوار نے کہا ابھی تک تو طلسم ظاہر تھا کوشش سے کام نکلا اب طلسم باطن کی

بیٹے لوح کی ضرورت ہو سب شاہزادیان جو اپنے اپنے مقام پر بیٹھی تھین ملکہ عنبر افشان اپنے مقام سے اُٹھین کہا اے شہریار پروردگار اقبال آپ کا روز چند کرے اور ایسے دشمن بخت پر غلبہ دے کہ جو یا وہ گو اپنے کو خداوند بتاتا ہو ہم تو آپ کے مذہب کے تابع ہین اگر حکم ہو تو کنیز تلاش لوح مین جائے کیا عجب ہے جزیرۂ بحرین مین پتہ ملے ملکہ بحرین جادو وہان کی حاکم و ناظم ہین تمام عجائب عالم آپ ہی خشکی نایاب ہی دیکھون بحرین سے کیونکر ملاقات ہو وہ میری رشتے مین خالہ ہوتی ہین ہرچند کہ دشمنون نے بدنامی میری مشہور کر دی مگر آرزو رکھتی ہون کہ وہ ضرور مہربانی فرماوینگی اور کیا عجب ہی کہ خود بھی کمر باندھکر میرے ساتھ ہون میثاق نے کہا اے عنبر افشان بیٹے ہمین یہی منشا ہی کہ بحرین کی کوشش سے لوح دستیاب ہوگی خونخوار نے کہا مین بھی ساتھ چلون عنبر افشان نے کہا کوئی ضرورت نہین جب ملکہ بحرین قصد کرینگی تو مین آپ کو بلوالونگی جسوقت میری عرضی پہونچے فوراً سرفراز فرمائیے گا اگر لکھون کہ مع بادشاہ آئیے تو بادشاہ کو ساتھ لیکر آئیے گا جیسا موقع ہوویگا ویسا لکھونگی بخوبی سمجھا کر ملکہ عنبر افشان تو طرف جزیرۂ بحرین کے چلین کہ پہونچنا اُنکا گذارش کیا جائیگا مگر ہنگام جو بھاگا کئی لاکھ فوج ساتھ ہی جواہر وغیرہ خزانے سے نکلوا لیا توپون مین بھر لیا ہی نوبت و نقارے بجتے ہوے اپنی شوکت و شان سے بھاگا ہوا جاتا ہی آخر قریب قصر ہفت رنگ پہونچا سر اور پانون زخمی ہین یہ خبر جمشید کو پہونچی کہ ہنگام با حال خراب آیا ہی سامنے بلوایا حال پوچھا اُسنے کہا کہ یا خداوند عجب معرکہ گذرا کہ مین براے ملاقات مینا سے سر جوش جایا کرتا تھا اُسی کی صحبت سے فساد پیدا ہوا اِدھر بادشاہ قلعے مین آگئے دوپہر کا مل تلوار چلی کیسے کیسے جادوگر اُنکے ساتھ ہین اول تو آپ کے وزیر صاحب دوسرے خونخوار لنگ پیشانی کہ جنکو لقب فراخ پیشانی ملا ہی پانچ چھ شاہزادیان ایک ایک بلاے روزگار کوئی کسکو روکتا اور کس کسکو ٹوکتا آخر شکست کھاکے بھاگا اب بہتر یہ ہی کہ طلسم باطن مین چلیے ورنہ مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو قصر ہفت رنگ پر بھی آفت آئے اور مسلمان بر ہم آوینگے یقین ہی طلسم کشا اسی طرف لشکر کشی کرین جمشید نے ہنسکر جواب دیا یہ تقدیر تو

نابدولت تین ہزار برس پیشتر کر چکے ہین کہ قدرت طلسم باطن مین جادینگے وہان کوئی
مسلمان نہ آسکیگا اور جو آئیگا گرفتار پنجۂ تقدیر ہوگا اسیوقت جمشید اُٹھا تخت پر
سوار ہوا اسپ جادوگرون کو لیا اور جنگام اور آن چالیسون قیدیون کو بھی ہمراہ
لیکر طرف طلسم باطن کے چلا کہ پہونچنا اسکا عرض کرونگا مگر حال عنبر افشان یہ گذرا
کہ سات دن برابر رہروی کی ساتوین دن ایک کوہ پر پہونچی دیکھا کہ زیر کوہ جزیرہ
بحرین ہو دریا سے قہار و زخار جوش مار رہا ہو ایک طرف موجے اُٹھ رہے ہین بڑی
بڑی مچھلیان بہی چلی جاتی ہین ایک طرف گرداب ہین اسطرح کے شور پڑتے ہین
کہ گوش گردون کرہوتا ہو اُسمین سے نہنگان خون آشام چرخ مار کر نکلتے ہین اور بہے
چلے جاتے ہین عجب طرح کا تلاطم ہو کہ جس مین نہ ناؤ نہ بیڑا عنبر افشان نے پکار کر
آواز دی ای ملکہ بحرین کہان تشریف رکھتی ہو مین آپ کے دیکھنے کو آئی ہون یہ جو
عنبر افشان نے آواز دی پہاڑ کا پہاڑ ایک مقام پر سے پھٹ گیا ایک ساحر بڑے
تن و توش کا اُسمین سے نکلا مگر عنبر افشان کو دیکھکر بیقرار ہو گیا قریب آکر پوچھا ای جان جہان
وای آرام دل مشتاقان تمھین کسنے بھیجا ہو اور نام نامی تمھارا کیا ہو عنبر افشان نے
کہا مین براے ملاقات بحرین آئی ہون یہی چاہتی ہون کہ اُنسے ملاقات کرون مگر
تمھارا نام نامی کیا ہو اُس ساحر نے کہا سنگبار جادو میرا نام ہو ملکہ بحرین کا ملازم
ہون آپ میرے ساتھ چلیے مین ملاقات کرا دونگا عنبر افشان بہ مجبوری سنگبار
کے ساتھ چلین جس مقام سے سنگبار نکلا تھا وہان پر آکر ملکہ سے کہا اِس غار مین
بیٹھا نہ پڑیگا خاص دربار مین بحرین کے پہونچوگی اگر شاید پوچھین کہ کیونکر آنیکا اتفاق
ہوا تو بیان کر دینا کہ آپ کا ملازم سنگبار جادو پہونچا گیا مین بھی جلسے مین حاضر
ہون گا ہرچند کہ عنبر افشان کا کلیجہ دھڑکا مگر بڑا خیال یہ ہو کہ اگر بدون حصول مطلب
واپس ہونگی تو سب ساتھ والیان ہنسین گی اور کہین گی کہ اس زور و شور سے گئین
اور پھر خالی واپس آئین تو کیا جواب دونگی یہ سوچکر غار مین بیٹھ گئین اسقدر اندھیرا
تھا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ سوجھتا تھا کچھ جا بجا تصویرین مہیب بد صورت بد حیثیت

سنگ سیاہ کے بڑے بڑے پتھر جا بجا نصب ہین اُنکو دیکھتی ہوئی عنبر افشان جاتی ہین مگر
کسی مقام پر ٹھہر نہین سکتین کوئی دوڑاتا ہوا لیے جاتا ہو عنبر افشان داہنے بائین کو
دیکھتی تھین مگر کوئی معلوم نہین ہوتا تھا قریب قصر سیاہ کے پہونچین دروازے پر اُس
قصر کے دو زنگی کھڑے تھے اُنھون نے قریب آکر عنبر افشان کے سامنے سجدہ کرنا
شروع کیا عنبر افشان ہنستے ہنستے بیہوش ہوگئین اُن زنگیون نے زبان مین ملکہ کی
سوزن دی اور مسلسل و مطوق کر لیا اُسی مکان مین ملکہ کو قید کیا بعد تھوڑی دیر کے
جو ملکہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ زمین پر پڑی ہون کوئی دستگیری نہین کرتا حیران ہوگئین
کہا او عنبر افشان مقام افسوس ہو کہ علمداری تو ہماری خالہ کی ہو نہین معلوم کہ یہ
سنگبار جادو کون تھا اسی سوچ مین دن گذرا شام کو دیکھا ایک زنگن کالی کالی
صورت سوسی کا پائجامہ پہنے ہوے گاڑھے کی چدریا سر پر سینی مین کھانا لیے حاضر
ہوئی اور لاکر سامنے ملکہ کے رکھا ملکہ نے پوچھا یہ کھانا کسنے بھیجا ہو اور ہم کیسے گنہگار
ہین اور ہمنے کیا خطا کی زنگن رونے لگی کہا بی بی مجھکو ان باتون مین دخل نہین مین
سنگبار کی ملازم ہون اُسنے حکم دیدیا ہو ملکہ نے فرمایا تم یہ بھی جانتی ہو کہ یہان کی
حاکم ملکہ بحرین جادو کہان مین ذرا ہو سکے تو اُنکو بلا دو مین اُنسے کچھ کہنا ہو زنگن
نے کہا میری یہ حقیقت نہین کہ بی بی بحرین سے بات کر سکون مگر زنگی جادو جو ہمارا
افسر ہو کہو تو اُس سے کہون کہ سنگبار نے بلا وجہ ایک شاہزادی والاقدر کو قید
کیا ہو مگر بحکم خداوند جمشید ثانی انجام بخیر ہوگا ملکہ نے کہا تم زنگی جادو سے کہنا کہ جسکو
قید کیا ہو اُنکا عنبر افشان نام ہو یقین ہو کہ وہ زنگی تا بہ ملکہ بحرین جائے یہ سنکر زنگن
چلی گئی جاکر اپنے افسر سے اطلاع کی اُس زنگی نے کہا ہم خود جاوینگے اور دریافت
کرینگے کہ یہ کیا سحر کہ ہو صبح کے وقت کا کھانا ہمارے پاس لانا ہم خود لیکر جاوین گے
زنگن بہت خوب کہکر رخصت ہوگئی صبح کو کھانا لیکر سامنے زنگی کے آئی زنگی نے
کھانا لے لیا اور خود لیکر چلا جب قریب قصر سیاہ آیا دیر تک سوچا کیا خوف و بیم مین
رہا آخر دروازہ کھولکر اندر آیا ملکہ بیٹھی رو رہی تھین جمال پہ جو نگاہ پڑی کلیجہ تھام لیا

برائے تسلیم خم ہوا ملکہ نے کہا اے شخص تو کون ہے زنگی قدموں پر گر پڑا کہا میں غلام ہوں
جاہے سرکار کیجیے میں ہر طرح حاضر ہوں حکم سے انکار نہیں ملکہ نے کہا تو جانتا ہے ملکہ
بحرین کہاں ہیں زنگی نے جو نام بحرین سُنا کانپنے لگا کہا اے ملکۂ عالم شمال میں ایک
مرتبہ خدمت میں جاتا ہوں تنخواہ اُسی سرکار سے پاتا ہوں ملکہ نے کہا اتنا کہدوگے کہ
سنگبار جادو نے عنبر افشاں کو بلاوجہ قید کیا اور اُس بیگناہ کو صید کیا ہے زنگی نے
کہا میری یہ مجال نہیں ہے کہ میں ایسی باتیں سامنے مالک کے کروں ملکہ بحرین کے بڑے
مرتبے ہیں کل خداوند آئے تھے بحرین سے دیر تک تخلیہ رہا قدرت عذر کرتے تھے
اور فرماتے تھے کہ میں طرف طلسم باطن کے جاتا ہوں اور تم میری محافظ جان ہو پھر
میری کیا لیاقت ہے کہ میں اُنسے آپ کا حال کہوں مگر کہیے تو نکال لے چلوں مثل چاکران
کمترین ہمراہ رہوں اگر مجھکو سرفراز فرمائیے گا تو احسانمند ہونگا ورنہ اختیار ہے ملکہ نے
کہا تو زبان سے سوزن تو نکال لے اُسنے زبان سے سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی
عنبر افشاں نے سب قید توڑ ڈالی زنگی نے کہا میں تو نہ جانے دونگا عنبر افشاں نے
کہا تیری کیا مجال ہے جو مجھکو روک سکے یہانتک تکرار ہوئی کہ زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا
ملکہ نے تلوار پر ہاتھ رکھدیا ہاتھ رکھتے ہی وہ تلوار پلٹ کر سر پر زنگی کے پڑی کہ دو
ٹکڑے ہوئے مارکر زنگی کو ملکہ عنبر افشاں باہر نکلیں چہار جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھا ہر
طرف صحرائے سنسان کف دست میدان پایاب عنان نہ حیوان کچھ درخت سوکھے ہوئے
جو جا بجا لگے ہیں کھڑ کھڑا رہے ہیں چاہتے ہیں کہ اس ویرانے سے نکلجاویں لیکن
پانؤں میں طاقت کہاں آخر سوچی کہ اے عنبر افشاں ملکہ بحرین سے کیونکر ملاقات
ہو دیکھا اسی دشت ویران میں ایک چشمۂ آب ہے نہایت شیریں و لاجواب ہے ملکہ
طرف چشمے کے چلیں جب سامنے چشمے کے پہنچیں جھک کر دیکھا کہ مثل آئینے کے ہے
ایک طرف ایک قصر معقول ہے اور اُس میں ایک تخت بچھا ہے اُسپر ایک ساحر بیادہ فام
بیٹھا ہے ملکہ نے بہ غور دیکھا تو پہچانا کہ یہ تاجدار حباب جادو بھتیجا ملکہ بحرین کا ہے ملکہ
نے پکار کر آواز دی اے حباب ہم تمتک آنا چاہتے ہیں اُس جوان نے کچھ جواب نہ دیا

کئی آوازین ملکہ نے دین مگر کچھ جواب نہ سنا آخر ناچار ہو کر چشمے مین کود پڑین یہ معلوم ہوا
کہ بڑی بلندی سے کودی ہون بعد عرصہ دراز کے دیکھا کہ ایک صحراے معطر اچھا درسان
چمن لباس زمردگون ترتیب جسم کیے نہرین موج مار رہی ہین حباب زن کہ چشمان معشوق دو
صحرا ہے پر بہار دیکھکر ملکہ کو فرحت حاصل ہوئی مگر حیران تھین کہ وہ قصر کیا ہوا اور حباب
کہتان غائب ہوا چہار جانب ڈھونڈھتی پھرتی ہین کہ ایک طرف سے رونے کی آواز
آئی ملکہ نے دیکھا کہ وہی زنگی جسکو مین نے مارا تھا قید خانے مین پڑا ہوا ہے بیکس و بے بس
رو رہا ہے کبھی تڑپتا ہے کبھی اُٹھتا ہے بیٹھتا ہے نالے کرتا ہے بیتاب و بیقرار ہے ملکہ نے حیران ہوکر
پوچھا کہ ارے تو میرے ہاتھ سے کیونکر بچا زنگی نے جو ملکہ کو دیکھا اور زیادہ رونے لگا
کہا حضور اسکا سبب نہ پوچھیے مین روتا ہون آپ کے واسطے یہ بڑا طلسم ہے ایسے ایسے
عجائب وغرائب بہت دیکھیے گا مین آپ کا عاشق صادق ہون مجھکو موت نہین اب
بہتر یہ ہے کہ اس صحرا کو طے کر کے نکل جایے یہ سُنکر ملکہ کو بڑا تعجب ہوا فرمایا کہ یہ وہ جنگل ہے جس
سے گذرنا دشوار ہے لیکن کوئی راستہ سیدھا بتا زنگی نے کہا مجھے سراسر خطا ہوئی
کہ آپ کو رہا کر دیا اب آپ فلان درخت کے نیچے جا کر بیٹھیے ایک جوڑا سیاہ جانور کا
آئیگا وہ آپ کو راستہ سیدھا بتائیگا مین آپکا خیرخواہ ہون مگر امیدوار ہون کہ مجھکو فراموش نہ
فرمایے ملکہ نے اُس زنگی سے منھ پھیرا اُس نخل کے سایے مین جیسے ہی جاکے بیٹھین
وہ جانوران سیاہ رنگ آکر درخت پر بیٹھے اور آپس مین باتین کرنے لگے نر نے کہا
او مادہ کیون ملول ہو رہی ہو مادہ نے جواب دیا ملکہ عنبر افشان کہ زیر درخت
بیٹھی ہین انکو مناسب ہے کہ اس درخت کی شاخ توڑ لین اور اُسکی چھڑی بنا کر اپنے
ہاتھ مین رکھین ملکہ بحرین کو پکارین شاید کہ ملکہ کو خبر ہو جائے عنبر افشان نے
یہی کیا کہ شاخ نخل توڑ کر ہاتھ مین لی اور پکارا کہ او ملکہ بحرین ہم تمھاری ملاقات کو
آئے ہین اُس جنگل مین تڑاقہ ہوا اسقدر غبار اڑا کہ تمام صحرا تاریک ہوا عنبر افشان
نے شاخ نخل کو جنبش دی وہ اندھیرا بر طرف ہوا کہ دیکھا سامنے سے ملکہ بحرین ایک
کشتی پر سوار کئی سو کنیزین پشت پر کشتی بہتی ہوئی آتی ہے جب وہ کشتی قریب آئی تو ملکہ

عنبر افشان نے پکار کر کہا ای ملکہ بحرین ہم تمہاری ملاقات کے طالب ہین بحرین نے
کشتی کھینے والون کو اشارہ کیا اُنھون نے ڈانڈ ماردی کشتی نے چرخ مارا اور وہ اسی
پانی مین ڈوب گئی فوارہ چھوٹنے لگا بعد تھوڑی دیر کے قطرے پانی کے اسقدر بلند
ہوئے کہ ایک قصر بنکر تیار ہوا اُس قصر مین دیکھا ملکہ بحرین مسند پہ بیٹھی ہین عنبر افشان
کو پکار رہی ہین ملکہ عنبر افشان دروازے پر قصر کے پہونچین ایک کنیز اندر سے
نکلی اُسنے آکر سلام کیا کہا ای ملکۂ عالم اگر آپ ملاقات بحرین کی طالب ہین تو سامنے
کمرہ ہو اُس مین جائیے ضرور ملاقات ہوگی جیسے ہی ملکہ کمرے مین گئین کسی نے دروازہ
بند کر دیا وہین زنگی گوشے سے پیدا ہوا اُسنے آکر زبان مین سوزن دی ملکہ کو مسلسل
و مطوق کر کے ایک جانب لے چلا جب صحرا مین پہونچا تو بحرین سامنے سے آئین
زنگی کو جھڑکا کہا او بے حیا تو نے غضب کیا جو کوئی ہماری ملاقات کو آئے اُسکو تو
گرفتار کرے یہ کہکر زنگی کو تمانچہ مارا زنگی کا سر اُڑ گیا عنبر افشان کی زبان سے سوزن
نکل گئی زنجیرین ٹوٹ کر گرین بحرین نے عنبر افشان کا ہاتھ تھام لیا کہا بیٹا کیسا مزاج
رہا عنبر افشان نے کہا ای مادر مہربان ایک ہفتہ بھکو گذرا کہ اس صحرا مین ماری ماری
پھرتی ہون جس زنگی کو تمنے مار ڈالا اُسنے کبھی دوستی کی کبھی دشمنی آپ کو کئی مقام پر
دیکھا مگر ملاقات نہ ہوئی اب میری تقدیر نے رسائی کی کہ آپ سے ملاقی ہوئی بحرین
نے کہا ای نور نظر تم انقلاب طلسم سے آگاہ ہو کہ قدرت بھاگ کر طلسم باطن مین تشریف
لیگئے وہان بھی رہی عیش و عشرت ہی ہم لوگون پر تاکید ہو کہ راستے روکو تو مین نے
سبکی ملاقات موقوف کر دی تمہاری تکلیف کا حال سنکر دل بیقرار ہوا تب ملاقات
کو آئی نگہبان بڑھ گئے ہر مقام عجائب و غرائب سے مملو ہو اور مین تو راہبر ہون جزیرہ
انتخاب کا راستہ میرے سپنے مین ہو انتخاب جادو کہ مالک لوح ہو اُس تک پہونچنا
بہت دشوار ہو ای نور نظر جو کوئی ایسا ارادہ کرے وہ اپنی جان کا دشمن ہو لیکن مین
تمکو تا بہ جزیرہ انتخاب پہونچا دونگی مقام لوح کو دیکھکر تمہین اختیار ہو جو تدبیر
چاہنا وہ کرنا عنبر افشان نے کہا ای مادر مہربان مین نے آپکی شفقت کے بھروسے پہ

اقرار کرلیا ہو کہ لوح کا پتہ لگا دونگی بحرین نے کہا مقام لوح دیکھ آؤ گی تو اُسے کسطرح پاؤ گی
عنبر افشان نے کہا اتنو میں نے ارادہ کیا آپ کی شفقت سے تو مجھے امید ہو کہ لوح طلسمی
کا سفیل تپہ ملے آپ بخوبی آگاہ ہین کہ رعایاے طلسم کس مصیبت مین ہو آن عادلون کا
دور ہوگا کہ شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پئین اور ظالم مظلوم پہ ظلم نہ کر سکے بحرین نے کہا
ہین حل ہماری طرف جزیرے سے روانہ کر دونگی مگر اے نور نظر تمہین طلسم کشا سے کیا خصوصیت ہو
گنہگاروں کو بچاؤ گی امان دو گی عنبر افشان نے کہا مجھکو اختیار ہو کہ جسکو چاہوں مین
گنہگار کروں اور جس گنہگار کی چاہوں خطا معاف کروں شہریار بہت خلیق و رحیم ہین
یہی چاہتے ہین کہ کوئی ظالم مظلوم پہ ظلم نہ کرسکے رعایا آباد رہے بحرین نے کہا کہ اے
عنبر افشان میں بھی اسی بات کی خواہان ہوں کہ ظلم سے ملک پاک رہے بحرین جادو
عنبر افشان کو ساتھ لیے ہوے اسی طرح کی باتین کرتی ہوئی ایک قصر مین آئین اور
عنبر افشان کو مسند پر بٹھایا جلسہ آراستہ ہوا ایک گائن کو اشارہ کیا یہ اشعار بہ آواز
بلند گائن گانے لگی

نظم

پیدا ہو حجاب یا ہمہ صورت زری ہو — اس شوخ میں یہ عالم نازک کمری ہو
ساغر میں چھلکتی ہو شراب اے طلب ساقی — شوخی میں وہ دُزدی ہو شرارت میں بھری ہو
چلنے میں چھلاوہ ہو تو تسخیر میں جادو — پیدا نمک چشم بھی ایسی کہ پری ہو
خلقت میں ہر اک چیز کو بھی فرد ہی پایا — خلاق اسی واسطے شرکت سے بری ہو
دل پر وہ داغ آنکھوں پہ غزالان حرم ہیں — رفتار سے پامال اگر کبک دری ہو
ہر چند ہیں دو چشم یہ صورت آہو — چیتے کی طرح صید پہ سفاک جری ہو
کیونکر کیا صبر ترے ہجر میں بیکس — اک سل ہو کہ بھاری مرے سینے پہ دھری ہو
سرجوش میں پیر خرابات نکالے ہو جو ساقی — کیا دختر رز کو بھی سر پردہ دری ہو
میخانہ میں ہیں سب علم و گمان وہم و خیالات — بے شبہ یقین سے تری ذات بری ہو
کچھ نسبت نہیں گر باد بہاری کی چمن سے — پھر درد یہ کیوں نالہ مرغ سحری ہو
رہتی ہو سوسے پر بھی مجھے یاد تمہاری — ہر چند زخود رفتگی وہ بے خبری ہو

دیکھی نہین بجلی مین بھی ایسے یہ شرارت — کیا کوندے کے شوخی تری رگ رگ مین بھری ہی
روز سیہ ہجر و شب روشن وصلت — نیرنگی دور فلک شیشلہ گری ہی
کٹ جاتی ہر جو عمر رواں چشم زدن مین — معلوم ہوا یہ بھی چراغ سحری ہی
اُس زلف سیہ مین شب یلدا کا ہی عالم — رخسار مین اک جلوۂ نور سحری ہی
آمادہ ہو و قتل پہ تولے ہوے تلوار — ہشیار دلا موج سینہ سپری ہی
پھر آپ سے تڑپا نہین رہتا یہ خنجر — مجبور رہو بندہ ہو خطا سے بشری ہی

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط برپا رہا صبح کو بحرین نے چند باتین کان مین عنبر افشان کے کہین اور آواز دی کہ او دل شکن جلد حاضر ہو دیکھا پہلو سے وہی زنگی جبکر مارڈالا تھا تھمتا ہوا سامنے آیا بحرین نے کہا او دل شکن ملکہ کے ہمراہ جاؤ اِنکو تا بجزیرۂ انتخاب پہونچاؤ مگر خبردار راہ مین شرارت نہ کرنا اسم ہاسمی ہو اگر اِسکو کوئی صدمہ پہونچے گا تو مین بیقرار ہونگی اِسکی راحت سے مجھکو راحت ہو دل شکن زنگی نے کہا او ملکۂ عالم اگر میرا کہنا یہ مانینگی تو مین بر سر جزیرۂ انتخاب پہونچا دونگا اور اگر میرا کہنا نہ مانین گی تو آوارہ رہین گی عنبر افشان نے کہا او مادر مہربان آپ اِسکی باتون کو ملاحظہ فرمایئے یہ مجھسے طالب وصل ہی مین یہ کہنا قبول نہ کرونگی زنگی نے عرض کی میری مجال ہی کہ ایسا امر آپ سے کہون آیندہ آپ کو اختیار ہو غرض بہر نوع بعد تکرار لیا اُس زنگی نے ایک تخت تیار کیا اُسپر ہی عنبر افشان سوار ہوئین زنگی پایۂ تخت تھامے ہوے تخت کو لیے جاتا ہو جب ایک صحراے وحشت خیز مین پہونچا تو زنگی نے پایۂ تخت چھوڑ دیا عنبر افشان تخت سے گری تخت ایک طرف جا کر گرا اگر عنبر افشان جو زمین پر آگی دیکھا ایک کوہ لالہ زار ہو جہانتک نگاہ کام کرتی ہو تختۂ لالہ باول راغدار پہاڑ پر کھلا ہوا ہو اکثر طائر آتے ہین قریب لالہ زار آکر غل مچاتے ہین پھر اُڑ جاتے ہین ملکہ نے ہاتھ سے اشارہ جو کیا ایک طائر اُڑتا ہوا سامنے آیا عنبر افشان نے پوچھا او طائر وحشی یہ کیا مقام ہو وہ طائر مثل انسان کے گویا ہوا کہا او ملکۂ عالم یہی راستہ سیدھا ہو درہ کوہ مین سے ہو کر جائیے دل شکن کا انتظار دیکھیے نہین معلوم وہ کب آتے دیکھیے اُسپر

کیا گزرے اُسکی جان پر بنی ہوگی وہ بیوجہ چھوڑ کے نہین چلا گیا عنبر افشان نے کہا مین
اُسکی خواہان نہین ہون اگر آوے ساتھ لے جاوے پتہ جزیرۂ انتخاب کا ملنا چاہیے مگر
بلا کا راستہ ہو کہ کسی طرح صاف نہین طائر تو سامنے سے چلا گیا عنبر افشان درۂ کوہ مین
داخل ہوئی دیکھا ہزارہا عورتین درۂ کوہ مین کھیل رہی ہین عنبر افشان کو دیکھکر سب نے
سلام کیا پوچھا حضور کہان جائیے گا عنبر افشان نے کہا جزیرۂ انتخاب کی خواہش ہو
تمھین کچھ نشان بتاؤ اُن عورتون نے اشارہ کیا کہ سامنے جاؤ عنبر افشان اُن عورتون
سے نکلکر آگے بڑھی تھی کہ دیکھا کئی ہزار زنگیان آدمخوار بیچ مین اُن سب کے دل شکن بیٹھا
ہو سب زنگی حربے لیکر اُٹھے چاہتے ہین اُسکو ذبح کرین آگ سامنے جل رہی ہو ارادہ ہو
ذبح کر کے اُسکے کباب لگائین زنگی نے جو عنبر افشان کو دیکھا فریاد کرنے لگا کہ حضور
اس عذاب مین مبتلا ہون آکر مجھکو بچائیے عنبر افشان نے کہا کیون صاحبو اسنے کیا
خطا کی سب نے کہا یہ آپ کو کیون لایا راہ جزیرۂ انتخاب وہ راہ پیچ دار ہو کہ کوئی آجا
نہین سکتا طائر اسرار نے آپ کو یہانتک پہونچایا یہ کہکے ایک زنگی اُٹھا اُسنے ہاتھ
تلوار کا مار ہی دیا سر زنگی کا کٹکر گرا کل زنگیون نے چیر پھاڑ کر گوشت اُسکا کھایا سر کو
ایک طرف پھینک دیا ملکہ سے کہا اب آپ سامنے جائیے راستہ آپ کو ملیگا کوئی
راہبر بتا دیگا ملکہ عنبر افشان اُسی جانب چلین دیکھا ایک درخت پر ہزارہا جانور
بیٹھے ہوے زمزمہ سرائی مین یہ آوازدے رہے ہین اے آیندہ و روندۂ راہ جزیرۂ انتخاب
تو مصیبت لاجواب ہو لہذا اے جانے والے اس راہ کو سمجھکر طے کرنا ملکہ ان آوازون کو
سنتی ہوئی سرکو دھنتی ہوئی جاتی ہو کہ ایک طرف سے غول کا غول آہوون کا پیدا ہوا
آہوون نے آکر عنبر افشان کو گھیر لیا نگاہین ڈالتی ہین جن آہوون کے سرون پر
سینگ ہین وہ سینگ بڑھاتے ہین کہ ملکہ کو غربال کرین بروقت چلنے کے بحرین نے
تعلیم کر دیا تھا کہ مجمع آہوان جادو آگے نہ بڑھنے دیگا تم کہنا کہ منم فرستادۂ بحرین ملکہ
نے جو یہ کہا کہ اے آہوان صحرا نشین مجھکو ملکہ بحرین نے بھیجا ہو مین تا بہ جزیرۂ انتخاب کے
جاؤنگی آہو سامنے سے ہٹے اشارہ کرتے تھے کہ سامنے جاؤ تھوڑی دور اور بڑھی تھی

کہ دیکھا امیر زادہ ایک کنوان ہی اُس مین سے آواز آتی تھی کہ افسوس ہی غریق چاہ محبت ہوا
مگر معشوق نے خبر نہ لی ملکہ نے جھُک کر دیکھا کہ وہی زنگی دل شکن غوطے کھا رہا ہی اور
پکار رہا ہی کہ مجھکو بچا لیجیے ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر زنگی کا ہاتھ تھاما ڈوبتے ہوے کو نکالا زنگی
نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا ای ملکۂ عالم سب چوکیان طی کر آئین اب سامنے جزیرہ انتخاب
ہی مگر بہت سمجھ کے جانا انتخاب جادو سحر مین طاق ہی شہرۂ آفاق ہی لوح کا مقام دیکھکر
چلی آنا اور کچھ کلام نہ کرنا بخوبی سمجھا کر وہ زنگی تو غائب ہوا عنبر افشان آگے بڑھی دیکھا
کہ پختہ مکان معلوم ہونے لگے کنارے دریا کے عمارت ہاے عالی بنی ہوئی ہین ملکہ
عنبر افشان ٹہلتی ہوئی سامنے اُن مکانون کے پہونچین کہ ایک طرف سے دیکھا آگے
آگے ایک ساحرہ تاج سر پر رکھے ہوے پشت پر کئی ہزار کنیزین پکار کر آواز دی ای
عنبر افشان بڑی تکلیف اُٹھائی کیونکہ یہانتک آئین دل شکن کہان گیا عنبر افشان نے
جواب دیا کہ حقیقت مین بمشکل آپ تک پہونچی انتخاب جادو نے بڑھکر عنبر افشان
کا ہاتھ تھام لیا ساتھ لیکر چلی اپنے قصر مین لائی سامنے کا دروازہ کھولدیا اور کہا ای
عنبر افشان خیال کر کے دیکھو عنبر افشان نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک گنبد بنا ہوا ہی
اُس مین ایسی روشنی ہی کہ معلوم ہوتا ہی برج آفتاب ہی کئی لاکھ جادوگر گرد اُس گنبد
کے اُترے ہوے ہین اور سحر کر رہے ہین انتخاب جادو نے کہا ای عنبر افشان یہی
برج اسرار ہی بانیان طلسم نے لوح کو اِس مین رکھا ہی یہ روشنی لوح کی ہی دیکھ لو اور
رخصت ہو عنبر افشان کے ہوش اُڑ گئے کہتی تھی مقام افسوس ہی کہ یہانتک سعد
شہریار کیونکر آوینگے اور گنبد اسرار تک کیونکر پہونچین گے کیونکر لوح لین گے بس
معلوم ہوا کہ طلسم باطن فتح نہ ہوگا کہ انتخاب کھڑی ہو گئی سب کنیزین پرا جما کر کھڑی
ہوئین اور سامنے سے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش گھوڑا اُڑاتا ہوا آتا ہی ادھر
انتخاب و سب کنیزین اُسی طرف دیکھ رہی ہین وہ نقابدار قریب قصر آکر اُترا اور
تلوار ہاتھ مین پنجون کے بھل اکڑتا ہوا قصر مین آیا سواے انتخاب کے اور جینے
سلام کیا انتخاب نے پوچھا ای نور نظر و ای پارۂ جگر اس وقت دھوپ مین کہان سے

آئی ہو لقا بدار نے نقاب چہرے سے ہٹائی ایک برق چمک گئی عنبر افشان نے اپنا
سر جھکا کر کہا او مالکۂ عالم آپ مجھے آگاہ نہین مثم ماہتاب سرگردان دختر انتخاب گشت
کرکے آئی ہون مجھکو یہ خبر ملی تھی کہ طلسم کشا صاحب ادھر کا ارادہ رکھتے ہین کیا مجال اور کیا
تاب وطاقت ہے کوئی ساحر اگر مثل سامری وجمشید ہو تو ادھر نہین آسکتا بارہ کوس کے
گردے کی زمین میرے اختیار مین ہے کیا مجال کہ پرندہ بھی پر مار سکے اور درندہ کی کیا طاقت
ہے کہ اس صحرا سے گذرے انتخاب نے کہا بیٹا خاموش رہو وہ لقا بدار پھر نقاب اپنے
چہرے پر آراستہ کرکے گھوڑے پر سوار ہو کے روانہ ہو گیا انتخاب نے کہا یہ عجب
معرکہ گذرا کہ اسوقت یہ لقا بدار بھی آگیا اور آپ کو دیکھ گیا اب انتظام معقول کرنے گا
کوئی غیر اس صحرا مین نہ آسکیگا عنبر افشان نے کہا مین رخصت ہوتی ہون انتخاب نے
کہا بی بی تمنے بڑی تکلیف اٹھائی آج شب کو یہان تشریف رکھو کل اختیار ہے ہر چند ملکہ
عنبر افشان نے چاہا رخصت ہو جاؤن مگر انتخاب نے بڑی دھوم سے جلسہ آراستہ کیا
عنبر افشان کو مقام صدر پر بٹھایا گانیوالیان گا رہی ہین رقاصہ ناچ رہی ہے اور جام ارغوانی
گردش مین صدائے ہوشیار ونوشا نوش بلند ہے سب بہ خوشی بیٹھے ہین کہ وہی لقا بدار
گرمی صحبت مین آیا کرسی پر بیٹھکر کہا کیون مادر مہربان آپ نے عنبر افشان کو اپنے قصر
مین جگہ دی گنبد اسرار بھی دکھا دیا ایسا نہ ہو کہ آپ کے واسطے باعث خرابی ہو انتخاب
نے کہا بیٹا مہمان کا آنا اور مایوس ہو کر جانا گوارا نہ ہوا لقا بدار نے کہا ہم جانتے ہین
کہ آپ مقدمۂ لوح مین گنہگار ہونگی اور قدرت آپ کے ساتھ بدی پیش آوینگے
انتخاب نے کہا او نور نظر مثل میرے کون حفاظت کر سکتا ہے کئی مہینے گذرے ہین کہ
دشمن اپنی فکر مین ہین پھر انتخاب نے کہا بیٹا میری خطا جب ہے کہ میرے انتظام مین فرق
ہو رات کا سونا چھوڑ دیا دن کو تھوڑی دیر سو رہتی ہون دو دن جمشید ثانی دکھائین
کہ اب قدرت پلٹ کر طلسم ظاہر مین آئین لقا بدار نے کہا او مادر مہربان حقیقت یہ ہے
کہ یہ مقام لوح دیکھکر جاوینگی طلسم کشا سے ضرور ذکر کرینگی لیکن او مادر مہربان مین نے
مینا کو کس ذلت وخواری سے گرفتار کیا توبہ کرکے پلٹ جاوینگے اسپر لوح تک نہ آسکینگے

انتخاب نے کہا اے نور نظر جو کچھ ہوا ہو وہ دیکھا اور جو ہوگا وہ بھی دیکھیں گے اس سے
تو ہم بخوبی آگاہ ہیں کہ عمر طلسم تمام ہوئی اب دیکھیے کیا ہو خداوند مردہ جو کتاب میں اپنی
لکھ گئے ہیں وہ سب ضرور ہوگا یہ کہکر نقابدار کو رخصت کیا بعد جانے نقابدار کے ملکہ
عنبر افشان نے پوچھا اے انتخاب جادو یہ صاحبزادی کون ہیں جنکو اپنے انتظام پر بڑا
گھمنڈ ہے انتخاب نے کہا یہ میری بیٹی ہے نام اصلی قمر عذار آفتاب جمال گشت صحرائے
طلسم کی اسکے متعلق ہے آجتک انکی نگہبانی میں کوئی فتور نہیں ہوا رات بھر اسی گشت
میں رہتی ہیں اور اے عنبر افشان جمال دیکھا جال پر جب نگاہ پڑے تو کیسا ہی مدالط وضابط
ہو مگر غش کھا گرے حقیقت میں قمر عذار ہے بڑے بڑے لوگ اسکے جو یار ہے ابتک
میں نے قبول نہیں کیا خداوند مردہ کتاب میں لکھ گئے ہیں کہ یہ طلسم کشا کے ساتھ ہوگی
جس وقت جمشید ثانی سے مقابلہ پڑیگا تو یہ طلسم کشا سے موافق ہوگی حقیقت میں اگر
ایسا ہوا تو قدرت کو مشکل پڑیگی غار افراسیاب میں جاکر وہ سحر کیا کہ وہاں کے حاکم
تعریفیں کرتے تھے عنبر افشان نے کہا کیوں اے انتخاب جادو غار افراسیاب کیا
مقام ہے میں جو برائے امتحان گئی پہلے میں کوٹھری بنی ہے اُس میں سے شعلہ ہائے آتش نکلتے
ہیں اور آواز آتی تھی کہ اے عنبر افشان ابھی تم امتحان کے لایق نہیں ہو لیکن وہاں
نگہبانوں نے امتحان لیا اور سند مجھکو دی انتخاب بولی وہ وہ مقام ہے کہ سامری جمشید
نے اس آگ کو روشن کیا امتحان دینے والوں کے واسطے ایک سند ملتی ہے عنبر افشان
نے کہا کیوں اے انتخاب کسی نے کوٹھری میں جاکے بھی دیکھا کہ اندر اُسکے کون ہے انتخاب
نے کہا یہ حکم نہیں ہے کوئی اندر نہیں جانے پاتا لیکن قمر عذار جب برائے امتحان گئی
تو کوٹھری میں گھس گئی دیکھا ایک ساحر بیٹھا ہے ہاتھ چمکار رہا ہے اُسنے جو عنبر افشان کو
دیکھا بے اختیار ہو گیا کہتا تھا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تجھ ایسی ساحرہ
یہاں نہیں آئی خداوند مردہ نے تجھکو اپنے ہاتھ سے بنایا آ میرے پاس بیٹھ جا یہ اُسکے
پاس بیٹھ گئی اُسنے غصہ کیا کہ جسم پر ہاتھ رکھے یہ برہم ہوکر اُٹھ آئی جیسے ہی باہر نکلی دیکھا
سند پڑی ہے اور اُسمیں لکھا ہے کہ قمر عذار کا اب کوئی مثل نہیں ہے نگہبانوں نے جو دیکھا

قدمون کو اسکے چومنے لگے اور کہتے تھے ای قمر عذار تم مقبول بارگاہ خداوند ہو مین بیدو
صاحبزادی ہو کہ جسکو نائب قدرت نے پسند فرمایا پس اب رخصت ہو پر یاد رہے حالات
نہ پوچھو اگر یہ طلسم کشا کے ساتھ ہو جائیگی تو مین خاک اڑاونگی اور قدرت سے فریاد
کرونگی یقین ہو کہ قدرت دل پھیر دین اور یہ میری اطاعت کرے پھر اسکا جدا ہونا
واسطے طلسم کشا کے خرابی ہو راتون کو انکو چین نہ پڑیگا اور یہ خیال بھی نہ کریگی مین ضرور
ایک مرتبہ طرف غار افراسیاب کے جاؤنگی کہ وہ سرحد ترکستان مین ہی بڑے بڑے
ساحر وہان جمع رہتے ہین اور مہینون کوشش کرتے ہین تب سند ملتی ہی یہ سب باتین سنکر
عنبر افشان رخصت ہوئی جیسے ہی باہر نکل دیکھا ہزارہا ساحر اسباب سحر ہاتھ مین لیے
کھڑے ہین عنبر افشان نے چاہا پلٹون دروازہ قصر کا بند ہو گیا ان سب ساحرون نے
عنبر افشان پہ حملہ کیا عنبر افشان لڑنے لگی ایک ساحر نے قریب آکر ڈبیہ خاک
قبر جمشید کی کھولدی عنبر افشان بیہوش ہو کر گری اب اسکو خبر نہین کہ مین کہان
ہون ساحرون نے قفس آہنی مین بند کیا اور زمین پر رکھدیا کہ ایک دھوان زمین
سے نکلا قفس کو گھیر لیا اور بگرد باد لپیٹا فضا سے کار قفس اڑا ہوا جاتا ہی نہین معلوم
کہان روانہ کیا مگر بادشاہ لشکر اسلام لشکر مین ہین خونخوار فراخ پیشانی و میثاق
حاضر خدمت ہین اور جادوگریان جو بیٹھی ہین وہ خود بخود ہنستین خونخوار نے کہا
کیون بی بیو بلا وجہ ہنسنے کا کیا باعث کسی نے کچھ جواب نہ دیا ایک طائر آسمان سے
آیا آتے ہی پکار کر آواز دی کہ ای خونخوار بادشاہ عادل مقام افسوس ہو کہ عنبر افشان
کی قید طرف جزیرہ مندغوان کے جاتی ہو اگر وہان پہونچ گئی تو پھر زندہ رہنا دشوار
ہو یہ کہکر طائر جل گیا خاک اسکی برباد ہوئی مگر خونخوار اپنے مقام سے اٹھا جھولی
سے ایک پرچہ نکالا اسکو دیکھا اور باہر نکلا چہار جانب دیکھ رہا ہو مگر کوئی علامت
نہین معلوم ہوتی کہ پھر اسنے ایک عقاب آیا خونخوار اسپر سوار ہوا عقاب اڑکر
بلند ہوا اب خونخوار نے دور سے دیکھا ایک دھوان پیچ و تاب کھاتا ہوا آتا ہی
اس دھوئین کو دیکھکر خونخوار نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے سحر کیا

کہ وہ دھوان قریب آیا خیال کرکے دیکھا کہ دھوئین کے اندر قفس آہنی چھپا ہوا ہی
اور اُس قفس مین عنبر افشان قید ہی خونخوار نے جو عنبر افشان کو اس حال مین دیکھا
کہ زبان مین سوزن سر ڈالے ہوے ہچکیان لے رہی ہی خونخوار نے پانی برسایا آگ
دھوئین کو مٹایا دھوئین کو مٹا کر چاہا قفس پر ہاتھ ڈالون کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ
خونخوار خبردار ہاتھ قفس پر نہ ڈالنا یہ سحر خداوندی ہی اگر اسپر ہاتھ ڈالیگا تو جلکر خاک
ہو جائیگا خونخوار نے دیکھا کہ ایک ساحر پیدا ہوا ہی جسکے سر سے دھوان نکلتا ہوا
تڑپ کے قفس پر گرا قفس کو لے چلا خونخوار نے کئی سحر کیے لیکن وہ ساحر نہ رُکا
قفس کو لیکر نکلگیا مگر یاسمن رنگین پوش یہ سب معاملہ دیکھ رہی ہی جب دیکھا کہ وہ
ساحر نہ رُکا تو یاسمن بلند ہوئی چاہا تڑپ کر گردن اوڑ قفس کو چھین لون کہ اُس ساحر
نے تلوارین برسائین یاسمن نے وہ تلوارین توڑین اُس ساحر نے آواز دی اے
جگر خراش جلد آ اس ظالم کو اپنا کانا سُنا کہ ایک طرف سے ہوا سے سرو چلی شاخسار
نخل بلین ایک شاخ کٹکر زمین پر گری دیکھا ایک جادوگرنی نہایت شوخ و شنگ
موسوم بہ زعفران رنگ اُٹھنے اُٹھنے پکاری کہ اے یاسمن ذرا ادھر متوجہ ہو دیکھو
کیا اشعار کہے ہین عاشق معشوق کی یاد مین پڑھ رہا ہی وہ اشعار یہ ہین **نظم**

ندانم دل ربود از من کدامے — نشان بر سم کجا از کہ نامے
ہمہ مشتہر ہند بنوش از بادہ جامے — بود با تاکسان خوردن حرامے
من از مذہب بہ مذہبے در گذشتم — ز من گبر و مسلمان را سلامے
ز سو سوی ماجراے طور پرسیم — خدارا جلوۂ بالاے بامے
چرا صیدت نہ گردد مرغ جانم — چہ خالت دانہ باشد زلف دامے
دل عشاق پامال ادا شد — ہنوز ہست آن پری خوش خرامے
روان بخشد لیکن فرق این است — صنم با ناز و عیسیٰ از کلامے
پریشان نیست کاکل بر رخ یار — براے مرغ جان گسترده دامے
ز رقصت تا عدم شد شور تحسین — بہ سوے ہم خدا را یک دو گامے

صبا مشاطہ گل شد بہ گلشن
کشیدم نالہای شب بہ جوشش
فلک طرز جفاسے ترک بگرفت
خلیل اللہ بر آساید چو از ناز
وفاسے دور چرخ این است ساقی
ز ہستی تا عدم دانی چہ فرق است
نہ تنہا کار عشق است رعنا

دگر از نو بہار آمد پیالے
خبر دار ز من گئے بادہ پیالے
بہ جرم غیر از من انتقاضے
بود در عشق ہر یک پختہ خامے
نہ جم ماند و نہ جمشید و نہ جامے
نہ باشد جیش الا یک دوگانے
مسلمان ہندو و شیخ ہندو ست رائے

جب اشعار عاشقانہ یاسمن نے سنے جھومنے لگی آنکھین سُرخ ہوگئین اُس نازنین نے آگر ہاتھ تھام لیا کہا اے ملکہ چلو باغ ہمیشہ بہار مین تمھارا سب انتظار کر رہے ہونگے نرگس شہلا چشم براہ انتظار ہو سنبل پیچان پریشان و بیقرار جام گل شراب شبنم سے خالی ہر گل لا آیا لی کسی جانب باغبان و صبا ولڑ رہے ہین گلچین و صبا مین جھگڑے پڑ رہے ہین اسطرح مسکرا مسکرا کر باتین کین کہ یاسمن کو کچھ نہ بن پڑا ساتھ اُس نازنین کے روانہ ہوگئین وہ جو ساحر آسمان سے آیا تھا وہ قفس کو لے گیا یہ نازنین یاسمن کو ہمراہ لیکر طرف ہوا کے روانہ ہوگئی میثاق نے چاہا بڑھکر روکون مگر نیروزہ بن عمرو نے ہاتھ تھام لیا کہا اے وزیر اعظم اسوقت ہنگامہ گیرودار بلند ہوا اور جو ساحر جم گیا ہے تمھارا رنگ نہ جمے گا خونخوار ایسا ساحر کیا کیا کد و کوشش کی مگر وہ نہ رُکا قفس کو لے ہی گیا بادشاہ و میثاق و خونخوار و غیرہ رنجیدہ و کبیدہ چلے آکر بارگاہ مین بیٹھے صلاحین ہونے لگین بادشاہ نے فرمایا مین کل روانہ ہونگا ایسا نہ ہو کہ آپ لوگ روکین جسکو ساتھ چلنا ہو وہ چلے ورنہ مجھکو مہلت دے کہ مین جاکر اُن گرفتاران دام مصیبت کی رہائی کی تدبیر کرون سامنے سے ساحر آکے لیگیا اور ہمارے کیے کچھ نہ ہو سکا لہذا کل جسکو چلنا ہو وہ ہمارا ساتھ دے خونخوار نے عرض کی غلام تو ضرور ہی ساتھ چلیگا سب سرداروں نے عرض کی غلامان جانباز ہمراہ رہین گے بادشاہ نے فرمایا مین چاہتا ہون اس سفر مین یکہ و تنہا جاؤن اگر ظفریاب ہوئی

اور رستا سب ہوگا تو مین پلٹ کر تم جمعدون کے پاس آؤنگا اگر لوح نہ ملی تو مجھسے ملاقات
نہ ہوگی بڑا مقام افسوس ہو کہ سب قیدی چھوٹے آسمان پری و فریشتہ قید رہین
اُنکی رہائی کی صورت ابتک نہ نکلی خدا انکو رہا کرائے اُنہدن تمام آپ آجتک کوشش
بیکار گئی رات بھر یہ صلاحین مشورہ رہا صبح کو بادشاہ نے لباس جسم پر آراستہ کیا اور
سلاح جنگ لگائے گھوڑے پر سوار ہوے خونخوار و میثاق سحر کرکے بلند ہوے
جانورون کی شکل بنکر بادشاہ کو دیکھتے ہوے چلے بادشاہ گھوڑا اڑائے ہوے جاتے
ہین سرداران غیر ساحر تھوڑی دور تک ساتھ آئے آخر بادشاہ نے سب کو رخصت
کیا سب پلٹ گئے بادشاہ گھوڑا اڑائے ہوے جاتے ہین کئی کوس راستہ طے کیا تھا
کہ سواے گرد اڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پہ سوار پشت پر کئی ہزار جوان اپنے
گھوڑے اڑاے ہوے آتے ہین اُس جوان نے جو بادشاہ کو اکیلا دیکھا اپنے
ساتھ والون سے آواز دی اِنکو گرفتار کرلو چار طرف سے وہ لوگ آگ برسانے
لگے بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا ساحرون کے ہوش اُڑے آسمان سے خونخوار اور
میثاق نے جو دیکھا کہ بادشاہ پر سحر کابل ہو رہے ہین اور خونخوار بھی دیکھ رہا ہی
کہ کیا دجادو سب کا افسر ہی یہی چاہتا ہی کہ بادشاہ کو گرفتار کرلون خونخوار زمین پر
آیا اور نعرہ کیا کہ او بیحیا تو چاہتا ہی طلسم کشا کو گرفتار کرلے یہ غیر ممکن ہی مجھسے تو اول
مقابلہ کر یہ کہکر ایک دستک دی کہ ایک جوان لحیم و شحیم گینڈے پر سوار آیا پشت پر
کئی غلام ہشو ہشو کرتے ہوے آتے ہی للکارا کہ او کیادجادو ہمارے شہنشاہ کا
مقابلہ کرتا ہی سحر کرنے پر مرتا ہی پہلے مجھسے مقابلہ کر جب مجھکو قتل کرلینا تب اختیار ہی
ہرچند کہ یہ حقیر مجبور و ناچار ہی لیکن تیرے مقابلے مین کب بیکار ہی کیادجادو تلوار
چمکاتا ہوا پلٹا اُس جوان پر جا پڑا غلام جو اُس جوان کے ساتھ ہین وہ بھی برابر
لڑ رہے ہین اپنے مالک کے قریب کسی کو نہین آنے دیتے کیادو نے ہاتھ تلوار کا
مارا اُس جوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا وار کو اُسکے بہ آسیب سپر روکا اُلجھا دے
سے ہاتھ نکالکر بدرا خونخوار نے بھی دستک دی دستک کی یہ آواز سنکر اور زیادہ

چمک کر تڑپنے لگا ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے سپر کو اُٹھا دیا مگر تلوار نے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو
تلوار گری تا بہ جگر گاہ پہونچی جگر سے کیاد کے دھوان نکلا اُس دھوئین نے غبار باندھا
اُس دھوئین سے زخم کیاد کا صحت پا گیا سات مرتبہ اُس جوان نے کیاد کو قتل کیا مگر ہر مرتبہ
صحت پا گیا خونخوار نے جو دیکھا کہ کیاد نہین مرتا ہر مرتبہ صحت پا جاتا ہی جھولی پر ہاتھ ڈالکر
ایک طائر نکالا اُسکو چھوڑ دیا اُس طائر نے سر پر کیاد کے آکر ایک چیخ ماری دہن سے
آگ نکلی طائر جلا خاک اُسکی کیاد پر گری کیاد بھی جلنے لگا میثاق نے آسمان سے ایسا
سحر کیا کہ سب ساحر بھاگے فیروزہ بن عمرو حقہ ہائے آتش بازی مار رہا ہی جب حقہ دو
دس پانچ کو جلا دیا آخر وہ سب بھاگے میثاق نے چلتے چلتے کئی ہزار کو جلایا باقی سب
بھاگ کر درہ کوہ مین چھپے خونخوار نے عرض کی اے شہریار یہ راہ جزیرۂ انتخاب ہی قدم
با قدم ساحر بھرے ہوے ہین جا بجا سرکار کو روکین گے اب آج اسی مقام پر مقام
کیجیے شب بھر عیش و فرحت رہے صبح کو پھر روانہ ہو جیے گا بادشاہ نے حکم دیا گوشۂ
صحرا مین بارگاہ استادہ ہو ہمارے ساتھ سوائے فیروزہ کے اور کوئی نرہے میثاق
و خونخوار الگ اُترے بادشاہ جاکر بارگاہ مین بیٹھے فیروزہ سے فرمایا اگر ہو سکے
تو ذرا بہلاؤ فیروزہ بن عمرو سامنے آکر بیٹھا اور یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

بوسے ہونٹونکا شب وصل وہ کیا دیتے ہین — ذائقہ قند مکرر کا چکھا دیتے ہین
ملک الموت ہین عشاق کے حق مین یہ حسین — جیتے جی خاک مین زندون کو ملا دیتے ہین
کام کرتے ہین دم رقص مسیحائی کا — ایک ٹھوکر سے وہ کشتے کو جلا دیتے ہین
کشتۂ تیغ نگہ تک نہ کہین بھر کے نگاہ — خون بہا مانگے تو وہ خون بہا دیتے ہین
نہ رسائی ہوئی گو زلف رسا تک رعنا — شام جب ہوتی ہی ہم اُنکو دعا دیتے ہین

فیروزہ بڑے زور و شور سے گا رہا ہی بادشاہ نے تاج اُٹھا کر رکھدیا ہی سر بزانو بیٹھے
ہین گانا سن رہے ہین دو پہر شب گذر چکی ہی زلف لیلاے شب کمر سے گذر چکی ہی
بڑھتی جاتی ہی زلف مہوشان کا ڈھنگ ہی اُس رات کا عجب رنگ ہی کہ ایک ابر
گلنار آسمان پہ پیدا ہوا بارگاہ پر آکر لہرایا ایک دہانا ہوا کہ فیروزہ کانپ گیا وہ ابر

بیٹھا ایک تخت زمردین آیا اُسپر ایک معشوق خوش وضع کبک رفتار شیرین گفتار سوال
آفتاب جمال ابرو ہلال دونون ہونٹھ برگ گل طائرون کا ابریشین غل وہ نازنین ہنستی
ہی تو معلوم ہوتا ہی درج دہن کھلا موتی برس رہے ہین دندان گوہر شاہوار جیسے آب
مروارید نثار کلام ہین مسیحائی وضع ہین رعنائی زیبائی وہ نازنین تخت سے اُتری ارادہ
تو یہ تھا کہ حربے مار لونگی مگر جب نگاہ پڑی جمال جہان آرا سے بادشاہ کو دیکھا حیران
جمال و محو دیدار ہوگئی یہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کہ زلفین عنبرین عارض انور پر لہرا رہی
ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ صبح و شام گلے ملتے ہین روشنی عارض کی صبح طلب جھکا کر
سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ بڑھا دیا اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا بادشاہ کے پاس بیٹھی
زانو پر ہاتھ رکھکر پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی کچھ آپ کو خوف نہ آیا کہ پرائی
عملداری مین آپ آکر اُترے یہ تو خبر ضرور سُنی ہوگی کہ یہ راہ جزیرۂ انتخاب ہی ہر منزل
مین ساحران نامی مقرر ہین آپ جا بجا روکے جاوینگے اور مین متحیر گشت ہون یہ سنکر
بادشاہ نے فرمایا میرا نام مشہور ہی سعد بن قباد نبیرۂ صاحبقران عالیمقدار طلسم کشا
نوخیز جمشیدی انشاء اللہ تا بجزیرۂ انتخاب پہونچین گے ہر چند کہ جو شاہزادی
واسطے دریافت حال کے گئی تھی وہ گرفتار ہوگئی ہم اُسی کی رہائی کو جاتے ہین مگر
انشاء اللہ اُسکو رہا کرینگے جو جو قیدی گرفتار ہوگئے ہین اُن سب کی رہائی ہو تب
دل کو قرار آئے قمر عذار نے جواب دیا بڑی محنت آپ نے اپنے اوپر گوارا
کی ہی آپ کا خدا آپ کی مدد کرے قمر عذار تو ہنس ہنس کے یہ باتین کر رہی ہی کہ
آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا کہ او گیسو بُریدہ مین جانتی ہون کہ تجھکو اپنے سحر پر ناز ہی
مگر منم انتخاب جادو کیا مین تجھکو زندہ چھوڑونگی قمر عذار نے جو مان کو دیکھا گھبرا گئی
آواز دی کہ ای مادر مہربان آپ آکر سُن لیجیے مین انکو سمجھانے آئی ہون مگر یہ نہین
مانتے بہت مجبور رہی ہون مین نے ابھی تک کوئی کلام محبت آمیز نہین کیا انتخاب نے
سامنے آکر گولہ مارا قمر عذار نے ہنس دیا گولہ پھٹ کر گرا قمر عذار نے جھولی پر ہاتھ
ڈالا گولہ فولادی نکالا مگر پکار کر آواز دی کہ ای مادر مہربان مجھکو خوف آتا ہی کہ یہ گولہ

خالی نہ جائیگا اپنے کو بچائیے بھاگ جائیے انتخاب نے دیکھا کہ حقیقت مین یہ گولہ ساختہ
سامری و جمشید ہی اس سحر مین بڑا بھید ہی تڑپ کر بلند ہوئی اور بھاگی مگر چلتے چلتے کہہ گئی
کہ او قمر عذار چین نہ لینے دونگی پاس خداوند جمشید ثانی کے فریاد و جاؤنگی اُنکو لا کر
تجھسے لڑواؤنگی قمر عذار ہرچند کہ زرد ہوگئی مگر کہا او شہریار آپ کی محبت مین یہ جفا
اول ہو کر مان دشمن ہوئی مگر شکر کرتی ہون اگر گولہ مار دیتی تو مان کا خاتمہ ہوتا ہرچند کہ
اُنکی قضا قریب ہی مگر صبر سے - تو خون نہ ہو آپ کو موت ملجائے اور دفعتاً ہی طلسم مین معروف
ہون تمام ساحران نامی جب آپ کے ہاتھ سے قتل ہون تو والدہ ماجدہ بھی اُسی
بلوے مین قتل ہونگی کیسا بے ڈھب مقابلہ پڑا ہی کچھ بن نہین پڑتا عجب صورت ہی

نظم

ہی خال یہ رخسار رُو جانان کے برابر — تارہ ہی کوئی یا مہ تابان کے برابر
روتا ہون کھڑا مین در جانان کے برابر — ہر نہر روان روضۂ رضوان کے برابر
افشان ہی اُدھر زلف مین سینے مین ادھر داغ — اک اور چراغان ہی چراغان کے برابر
پیراہن یوسف کا صبا یعقوب کو مژدہ — آپہونچا ہی اب قافلہ کنعان کے برابر
کاکل کا تصور نہین زنجیر سے کچھ کم — خلوت ہی مین خانۂ زندان کے برابر
رعنا کوئی تدبیر کر و جوشش جنون کی — آپہونچا ہی اب ہاتھ گریبان کے برابر

یہ اشعار پڑھکر قمر عذار بہت روئی کہا یہ مقدمہ بہت نازک ہی دیکھیے کیا انجام ہو
رونا اسکا ہی کہ صرف مین آکر بیٹھی چند باتین بھی نکرنے پائی کہ مادر مہربان کو خبر ہوگئی
مین افسوس اسکا کرتی ہون کہ مین نے اُنکے سحر کا جواب کیون دیا لیکن اگر نہ دیتی
تو مبتلاے بلا ہوتی لہذا اب مین رخصت ہوتی ہون جاکر دریافت کرون کہ مادر
مہربان نے یہان سے جاکر کیا انتظام کیا ہی تو اُنکے حکم کی مطیع ہون جو تدبیر کرین
چاہتی ہون کہ گردن تابی نکرون لیکن خوف گرفتاری دامنگیر ہوتا ہی مجھکو گرفتار
کرینگی تو وہ سزا دینگی کہ جو مجھسے اُٹھہ نہ سکیگی مین نے ہمیشہ ناز و نعم سے پرورش
پائی مجھسے سختی نہ اُٹھیگی اسی خوف سے مین نے سامنا کیا یہ کہکر سعد سے جب رخصت
ہونے لگی تو سعد نے دامن تھام لیا کہا او شہنشاہ خوبی و او سرو باغ محبوبی عجب

فارغ رہنے کو آئی تھین دیکھون کیا انجام ہو مگر اسکا خیال رہے کہ ہمارا دل سے کے
حاقی ہوا اور ہم بر سر راہ ہین ہر منزل پر خیال رہے ملکہ نے کہا مجھے خود چین نہ پڑیگا
مین جاتے ہی انتظام کرونگی یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی اور اپنے باغ مین آئی ملول و
بیقرار ہو رہی تھی آتے ہی حکم دیا ایک کنیز والدۂ ماجدہ کی مخفی خبر لائے کہ انھون نے
کیا کیا سمنبر نامے ایک کنیز اُٹھی عرض کی واری مین خبر مخفی لاؤنگی یہ کہکر روانہ ہوئی
مگر انتخاب جادو جو پلٹ کر قصر مین آئی رونے لگی کنیزون نے آکر گھیر لیا پوچھتی تھین
کیون ملکۂ عالم خیر تو ہے انتخاب نے کہا صاحبو غضب ہوا کہ قمر عذار ایسی شاہزادی
جا کر سعد شہریار سے ملگئی مجھکو یقین تھا کہ جسروز اسکا سامنا ہوگا یہ بادشاہ کو سحر سے
پکڑ لائیگی یہ جو پھرتی ہوئی شب کو گئی بلا تکلف انکی بارگاہ مین اُترپڑی مین بھی وقت
پر پہونچی مین نے للکارا وہ آمادۂ سحر ہوئی مین ایسی ہی ساحرہ تھی کہ اُسکے سحر سے بچی
اب کیا کرون یہ ذکر تھا کہ سمنبر کو آتے ہوے دیکھا کہا او سمنبر اسوقت کیونکر تم آئین
سمنبر نے کہا او ملکۂ عالم جسوقت سے ملکہ قمر عذار پلٹ کر آئی ہین آپ کے لیے بیقرار
ہو رہی ہین چاہتی ہین آپ سے فساد نہ ہو اور اسی لیے مجھکو بھیجا ہے کہ دریافت
کرو کہ والدۂ ماجدہ کیا انتظام کر رہی ہین مگر خوف اس بات کا ہے کہ ایسا نہ ہو آپ
انکو گرفتار کر کے سزا دین فرماتی ہین مین نے ناز و نعم سے پرورش پائی مجھسے مصیبت
زندان خانہ نہ اُٹھ سکے گی دو پہر مین جنازہ نکلے گا یہ سُنکر انتخاب رونے لگی کہا ای
سمنبر جا کر کہدینا کہ او نور نظر مین تو تمھارا فعل مخفی کرون مگر قدرت کو جو خبر ہوگی
کہ وہ داخل طلسم باطن ہین اور اہل طلسم باطن انکی خاطر کرتے ہین قدرت
عیش پسند ہین جسوقت سنین گے کہ قمر عذار طلسم کشا کی مددگار رہی ایسا نہ ہو کہ
قدرت اُسکو کٹھرے ہون میری جانب سے سمجھا دینا کہدینا کہ او نور نظر مجھے سب کچھ
گوارا ہوا اور مجھے خوف ذکر نہ کرنا قدرت سے اپنے کو بچانا مین اطلاع ضرور کرونگی
ابھی نامہ روانہ کرتی ہون اور اگر کسی کی زبانی انھون نے خبر پائی تو مجھپر خفا ہونگے
اور فرماوینگے کہ تمنے بیٹی کی خبر ہمسے چھپائی اسکا مین کیا جواب دونگی تم ہوشیار رہنا

اپنے کو قدرت سے بچانا میں نہیں چاہتی کہ تم قید ہو یا تم پر قدرت بدعت کریں سمنبر تو
آدمی پیٹی ادھر انتخاب جادو نے جمشید کو عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند لوح کی تو
حفاظت آپ کی ذات بابرکات پر موقوف ہے عنبر افشان اور یاسمن رنگین پوش جو
آپ کے پاس قید خانے میں ہیں انکی بخوبی تمام حفاظت کیجیے گا اور قمر عذار سے ضرور
ہوشیار رہیے گا کہ وہ طلسم کشا سے مل گئی ہے اس سے ہوشیاری چاہیے ہے اور میں بھی
اسکی فکر کر رہی ہوں لیکن حضور خوب آگاہ ہیں کہ قمر عذار ایسی نہیں ہے کہ جسکو سوائے
آپ کے اور کوئی گرفتار کر سکے آیندہ آپ کو اختیار رہے یہ عرضی جو جمشید کو پہونچی پڑھکر
بہت برہم ہوا کہا لو صاحب غضب کی بات ہے کہ انتخاب جادو اطلاع کرتی ہے کہ بیٹی
میری سعد پر عاشق ہوئی یہ کہکر ہرکارے مقرر کیے کہ خبر ہمکو پہونچاؤ کہ سعد شہریار کس
راستے سے آتے ہیں میں خود جاؤنگا ہرکارے روانہ ہوئے یہاں سعد بن قباد کہ
یاد میں دونوں شاہزادیوں کی بیقرار تھے اب قمر عذار کا آکر رخصت ہونا اور زیادہ
پریشانی کا باعث ہوا فرمایا ای خونخوار فراخ پیشانی انتظام کرو کہ لشکر روانہ ہو حیف
کہ قمر عذار آج وہ داغ دے گئی ہیں کہ دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل
سنگ فراق قمر عذار سے ٹوٹا دیکھیے اب کب ملاقات ہو اگر ہو سکے تو خبر منگواؤ کہ
انپر یہاں سے جا کر کیا گذری خونخوار نے اسی وقت ایک ساحر موسوم بہ منزل پیما
کو روانہ کیا منزل پیما جو ہوا سے خبر روانہ ہوا اسوقت آیا کہ قمر عذار باغ میں اپنے
بیٹھی ہے اور کنیزوں کو حکم دے رہی ہے کہ دریافت کرو کہ بادشاہ اس منزل سے روانہ
ہوئے یا وہیں اترے ہیں چند کنیزیں واسطے خبر کے روانہ ہوئیں کہ جا کر خبر لا دیں کہ
منزل پیما آ کر پہونچا ملکہ قمر عذار نے جو منزل پیما کو دیکھا پوچھا اے منزل پیما کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا منزل پیما نے عرض کی کہ مجھے سعد شہریار نے روانہ کیا ہے اور دریافت فرمایا ہے
کہ یہاں سے جانیکے بعد آپ پر کیا گذری قمر عذار نے کہا میری طرف سے آداب و
تسلیمات عرض کرنا اور دعائے ترقی عمر و دولت دیکر کہنا کہ کنیز کو ہر وقت یہی فکر ہے
کہ آپ کا حال دریافت کروں منزل پیما نے عرض کی شہریار کا کوچ ہوا اور آج منزل

سر خاب پر جا کر اترین گے یقین ہے کہ دو چار دن مین قریب جزیرۂ انتخاب پہونچین قمر عذار نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ اے منزل پیما جس کو کہ منزل سر خاب کہتے ہین وہ مقام مایوس جادو ہے مجھکو یقین ہے کہ مایوس فساد برپا کرے اُسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہے منزل پیمانے عرض کی وہان تو کوچ کی تیاری ہوگئی یقین ہے کہ نصف منزل طے کر گئے ہونگے اگر حکم ہو تو جا کر سمجھاؤن قمر عذار نے کہا اے منزل پیما اگر ممکن ہو سکے تو راہ مین اُترنے پائین صحراے مایوس جادو مین نہ جائین وہ وہ سحر کریگا کہ جنکا دفعیہ دشوار ہوگا اور خونخوار فراخ پیشانی ہرچند کہ ساحر زبردست ہے مگر اُسکے سحر سے مہلت ہرگز نہ پائین گے میثاق بھی اپنے کو سحر سے بچائین اسواسطے کہ وہ مالک تحفہ جات طلسمی کا ہے اور چند فقرے اپنے ہاتھ سے تحریر کیے آخر مین یہ اشعار عبرت آثار لکھے نظم

بے یار کسطرح نظر آئے نہ گھر اداس — وحشت ہو کیون نہ دیکھ کے دیوار و در اداس
کیا جانے کیا جواب خط شوق کا ملے — آتا ہی کچھ ادھر سے مرا نامہ بر اداس
کیا آج یاس ہوگئی تاثیر گریہ سے — یون تجھکو دیکھتے تھے نہ اے چشم تر اداس
اندھیر ہو نہ آیا شب وعدہ بھی کوئی — جیسے زیادہ شمع رہی رات بھر اداس
دیکھیں دکھائے آج شب انتظار کیا — جلتا ہو شام ہی سے چراغ قمر اداس
تڑپا رہی ہین دل کو اگر اسکی شوخیان — پھر کیون ہو میری آہ کا رنگ اثر اداس
نکلا تھا لیکے جسکو ترا شوق جستجو — آئی ہی پھر کے آنکھون مین کیا وہ نظر اداس
بیشک ہو کچھ کسی سے مکدر کہ تم سا شوخ — بیٹھے اداس بزم مین اور اسقدر اداس
اول تو دیکھیں صبح شب وصل یار ہم — پھر اے فلک سحر بھی تو ایسی سحر اداس
محفل کا عاشقون کی بھی ہو رنگ دیدنی — کوئی ادھر اداس ہو کوئی ادھر اداس
سب چھپے بچھا سے ہین اسکی یاد نے — ایک ایک بات رکھتی ہے دو دو پہر اداس
اظہار درد کون کرے آہ و نالہ کون + — ہم چپ دل ستم زدہ ساکت جگر اداس
ساری جلال بھول گئے اپنی شوخیان — افسردہ یہ ہوئے وہ مجھے دیکھکر اداس

یہ نامہ لکھکر آخر مین لکھا نامۂ شوقیہ قمر عذار بخدمت سعد شہریار مشرف باد منزل پیما

نامہ لیکر چلا اڑا ہوا آتا تھا کہ گذر اسکا ایک صحرا مین ہوا دیکھا ایک درخت مین آئینہ لٹکا
ہوا ہو حیران ہوا کہ جنگل مین آئینہ کون لٹکا گیا آکر آئینہ دیکھا آئینے کو دیکھتے ہی حیران ہوا
حرکتین خلاف کرنے لگا کہ سامنے سے مایوس جادو آیا پکار کر پوچھا ارے تیرا کیا نام
ہو کہان سے آتا ہو اور کہان جائیگا منزل پیما نے فورًا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ سعد شہریار
کا ملازم ہون پاس قمر عذار کے گیا تھا یہ کہکر نامہ نکالا سامنے مایوس کے پیش کیا آگے
اُسکے ایک قصر تھا مایوس نے اشارہ کیا کہ اِس قصر مین جاکر بیٹھو منزل پیما یہ حکم سُنکر
اُس قصر مین داخل ہوا جاکر دیکھا صدہا قیدی زنجیرین پہنے ہوے بیٹھے ہین اور فریاد
کر رہے ہین یہ دیکھکر منزل پیما نے چاہا قصر سے نکل بھاگون کہ وہ سب قیدی لپٹ گئے اور
منزل پیما کو آہنی زنجیرین پہنا دین زبان مین سوزن دی اب منزل پیما کو جو ہوش آیا
اپنے حال پر افسوس کرتا تھا مگر سعد شہریار دن بھر منزل چلے شام کو ایک صحرا مین
جاکر پہونچے دیکھا صحراے ویران ہو بگولے گرد کے اُٹھ رہے ہین درختون کے پتے
گرے ہوے جنگل مین اُڑتے پھرتے ہین وحشت کا مکان کف دست میدان تمامتر
اُجاڑ سنسان ہو خونخوار نے بڑھکر عرض کی کہ اب حضور آگے نہ بڑھین آگے بڑھکر اور
صحراے ویران ملیگا اسطرف جنگل کوئی آباد نہین ہو بادشاہ گھوڑے سے اُتر پڑے پھر
ہر مقام پر سردار اُترنے لگے بارگاہین اِستادہ ہوئین سوار و پیدل اُترے تھوڑی
دیر مین سب کھانا پکانے کے سامان کرنے لگے چولھے بن گئے آگ روشن ہوئی ہو کہ
آسمان پر ابر تیرہ و تار آیا بادشاہ نے فرمایا کیون اے خونخوار اب کیا انتظام کرین
اگر مینھ برسا تو یہ لوگ کہان جاوینگے خونخوار نے عرض کی غلام کیا عرض کرے اور
حقیقت مین مقام بہت ویران ہو لیکن غلام جاکر تلاش کرتا ہو اگر کوئی قصر ملے تو آپ
لشکر کو اُتار رہے اِن لوگون کی جان تو بچے بادشاہ آکر بارگاہ مین بیٹھے لیکن سرگلون
خونخوار و میثاق تلاش مین نکلے ایک مقام پر دیکھا گوشۂ صحرا مین ایک چھوٹا سا
مکان بنا ہو بجاے قفل کے ایک آئینہ لٹکا ہو خونخوار و میثاق نے جاکر آئینے مین منھ
دیکھا یہ معلوم ہوا کہ ایک صحبت پُر تکلف آراستہ ہو نازنینان مہ جبین و مہ جبینان

مہر تمکین ہر مقام پر بیٹھی ہین اور ایک ساحر جلیل مقام صدر پر میثاق وخونخوار نے
جو یہ معرکہ دیکھا کانپنے لگے ہوش وحواس پراگندہ ہوے کہ ایک طرف سے مایوس
آیا اور کہا کہ اے خونخوار ومیثاق اس قصر مین تمھارے سب مشتاق ہین بلکہ کیا عجب
ہو کہ تمھارے قیدی بھی اس قصر مین ہون یہ کہکر مایوس نے دروازہ کھولدیا میثاق
وخونخوار اندر داخل ہوے دیکھا وہی جلسہ آراستہ ہے کہ ایک ساقی بچے نے بڑھکر
خونخوار کو جام دیا خونخوار نے نصف آپ پیا اور نصف میثاق کو پلایا دونون
جام پیتے ہی دیوانے ہوگئے اہل محفل نے پکڑکر زندانون مین انکی سوزن دی مایوس
نے سب سے کہا خبردار انکو باہر نہ نکلنے دینا اب مین جاکر لشکر بادشاہ کو مٹاتا ہون ادہر
بادشاہ خونخوار ومیثاق کا انتظار کر رہے تھے کہ جو ابر اٹھا تھا اس سے برف گرنے
لگی لشکر مین تلاطم ہوا شاہزادیون نے نکلکر دیکھا کہ برف کی سلین گر رہی ہین ہزارہا
طائر شاخہاے نخل پہ بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہے شاہزادیان حیران ہوگئین طائرونکو
دیکھکر ہوش اڑے کہ یہ طائر کیسے ہین کہ ان پر برف تاثیر نہین کرتی چاہا پلٹین کہ سلین
گرنے لگین اسی برف کے نیچے یہ شاہزادیان بھی دب گئین اب کون لڑنے والا ہے
کہ ایک صداے مہیب آئی کہ منم مایوس جادو واے مسلمانان ایسے بے خوف ہوے
کہ ماید ولت کے صحرا مین اتر پڑے بادشاہ نے جو دیکھا کہ کوئی رفیق وشفیق باقی نہ رہا
اور فیروزہ بھی ایک جگہ دبا پڑا ہے اٹھ نہین سکتا بادشاہ بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ ایک
ساحر مہیب بہ شکل عجیب وغریب بیہوشون کو قتل کرتا پھرتا ہے بادشاہ نے نعرہ کیا کہ او
نامرد خبردار جو بیہوش پڑے ہین انکو قتل نہ کرنا مایوس نے پکارکر کہا کہ اے بادشاہ تم
اپنی خیر مناؤ دیکھو تو کیا تمھین برباد کرتا ہون بادشاہ نے گھوڑا بڑھایا لوح محفوظ
کو پھینکا جس مقام پر بادشاہ کھڑے تھے اس مقام کی برف باری موقوف ہوئی
مگر ایک پہلوان نے آکر مقابلہ کیا اور بادشاہ کو نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اسکا توڑا
نیزہ توڑکر چاہا وار کرون کہ وہ پہلوان سامنے سے بھاگا بادشاہ نے گھوڑا بڑھایا
چاہتے تھے اسے گرفتار کرون وہ جوان لشکر سے نکلا جنگل مین آکر آواز دی کہ اے

مددگار یکسان دای یاور غریبان اگر میری مدد کر و صحرا سے گرد اڑی بارہ ہزار جوان ایک
صورت کے پیدا ہوے وہ جوان جو بھاگ کر آیا تھا ایک گھوڑے پر سوار ہوا ایسی
سبکا افسر تھا آوازین دے رہا ہو کہ ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید فرور وز
جنگ است جنگ باید کرد ۂ کوشش نام و ننگ باید کرد ۂ یہ جو وہ جوان آواز دیتا ہی
تو سب بلوہ کر کے بادشاہ پر حربے لگاتے ہین بادشاہ مجبور و ناچار بیقرار ہو کر دعائین
کر رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شد درانم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا

بیقرار ہو کر جو بادشاہ نے دعا کی ان سب نے بلوہ کیا ہو زنجیرین و رسیان لیکر بڑھے
ہین کہ بادشاہ پر حربہ کرین بادشاہ تلوار کھینچے ہوے لڑ رہے ہین کسی کو قریب نہین
آنے دیتے جو قریب آیا طعمۂ شمشیر آبدار ہوا جب دو چار سو جوان مارے گئے بادشاہ
چاہتے ہین انکے مجمع سے نکلون مگر مالیوس جادو پکار رہا ہو کہ ہان یارو گرفتار کر لو
ایسا نہ ہو کہ کوئی معین و مددگار آجائے بادشاہ نے بیقرار ہو کر پکارا کہ ای خالق کون
و مکان وای رب دو جہان اِس آفت ناگہانی سے نجات دے کہ مین مہلت پاؤن
ایسا نہ ہو گرفتار ہو جاؤن مالیوس خوش ہو رہا ہو کہ مین نے سب لشکر کو مبتلا کر لیا ہو
میثاق و خونخوار جو بڑے ساحر زبردست تھے انکو وہان پھنسایا مگر بادشاہ پر سحر
تاثیر نہین کرتا یہ سب تو اس فکر مین ہین کہ بادشاہ کو گرفتار کر لین مگر بادشاہ کہتے ہین بموجب
اِس مصرع کے ؎ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ؂ تو سب کا حاکم و
ناظم ہی تجھکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی ای معبود حقیقی وای رب تحقیقی
اِس آفت سے بچالے مالیوس ٹہلتا ہوا قریب آگیا ہی ہر چند بادشاہ چاہتے ہین کہ
گھوڑا بڑھا کر قریب مالیوس پہونچون مگر وہ سب جوان سینہ سپر کیے ہوے ہین
بادشاہ کو بڑھنے نہین دیتے وہ چاہتے ہین اِنکے بیچ سے نکلون اور قریب مالیوس
پہونچون مگر وہ جوان نہین جانے دیتے بادشاہ کو روکے ہوے ہین بادشاہ نے

بیقرار ہو کر دعا کی کہ آسمان سے لکہ ابر گلنار پیدا ہوا جسپر طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے
وہ ابر آکر برسا مایوس جادو نے جو وہ ابر دیکھا خوش ہوگیا کئی ملازم جو قریب تھے کہنے
کہنے لگا لو میری مددگار آتی ہو اب بادشاہ گرفتار ہو جاوینگے ملازمون نے کہا آخر
کون آپ کی مدد کو آیا مایوس نے کہا ملکہ قمر عذار کہ خدمت گشت اُسکے سپرد ہو خبر اُسکو
ملگئی عین وقت پر آئی ایک ملازم نے کہا آپ آگاہ بھی ہین منزل پیماے جادو جو قید
ہوا ہو اُسیکا نامہ وار تھا اب تدبیر کیجیے مایوس نے کہا اب کیا تدبیر ہو سکتی ہو مگر
سامنے خداوند کے بھیجا جائیگا یکایک وہ ابر پھٹا سب نے دیکھا کہ قمر عذار ایک
طاؤس پر سوار ہو بھاری جوڑا پہنے ہوے دوپٹہ ڈھلکا ہوا بجاے بندی سیندور کے
ماتھے پر آئینہ بندھا ہو کہ مثل برق کے چمک رہا ہو للکارا کہ او مایوس بہتر یہ ہو کہ تو
بھاگ جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ صدا سنتے ہی مایوس جادو نے جھپٹ کر
گولہ مارا قمر عذار نے گولہ کاٹا گولہ کٹتے ہی دھوپ نکل آئی برف برسنا موقوف ہوئی
جو لوگ بیہوش پڑے تھے اکثر اُن مین سے اُٹھنے لگے بعض کو ہوش آیا لیکن ملکہ
لوحداران طلسم کو وجو تڑپ کر اُٹھی دیکھا بادشاہ مجمع مین گھرے ہین للکارا کہ او
ساحر مغرور تو نے اپنے نزدیک بڑا سحر کیا ہو ہمارے شاہ کو حیران کر رہا ہو میرے
مقابلے مین تو آ یہ سُنکر مایوس نے آواز دی کہ او خنجر مار اُسکا سر کاٹ لے قمر عذار
دیکھ رہی ہو کہ آسمان پر برق چمکی اُس برق سے ایک خنجر پیدا ہوا یقین تھا کہ ملکہ
لوحداران طلسم کو وہ پر گزے قمر عذار نے ہاتھ ہلا دیا کہ خنجر کے دو ٹکڑے ہوے اور
آواز دی کہ او نازنین اپنے کو بچا یہ مایوس جادو بلاے روزگار ہو ایسا نہ ہو کہ تمپر
حملہ کرے اُس خنجر سے تم نہ بچتین مگر خیر مین نے بچا لیا یہ سُنکر لوحداران کو بڑا صدمہ
ہوا پکار کر کہا او شاہزادی والا تبار ہر چند کہ آپ حسن رشک آفتاب و مہتاب ہو
لیکن یہ سقدمہ سحر بہت لاجواب ہو اسکو سحر کرنے دیجیے انشاء اللہ تعالی مین دنع کرونگی
آپ دخل نہ دیجیے قمر عذار تو مسکرا کر خاموش ہو مین دل مین خیال آیا کہ لوحداران کو
مجھے دیکھکر رشک ہوا مایوس جادو نے دوسرا خنجر گرایا ہر چند لوحداران نے روکا مگر

خچر تڑپ کر گرا کہ سر لوحدار ان کا زخمی ہو گیا سر سے خون بہا مایوس نے چاہا بڑھکر گرفتار
کرون قمر عذار کو تاب نہ آئی مسکرا کر آواز دی کہ اے طائران صحرا و اے مرغان ہوا اس
بیحیا کو لینا بڑا غرور دکھا رہا ہے یہ جو قمر عذار نے آواز دی چند طائر زمین پر گرے ساحر
کی شکل بنکر بطرف مایوس کے چلے مایوس ہر چند روکتا ہے مگر کیا ممکن ہے کہ روک سکے پھر
دفعتًہ ایک برق چمکی مایوس نے ہر چند اپنے کو بچایا مگر نہ بچ سکا برق نے سر زخمی کیا پس
مایوس نے ایک پتھر زمین سے اٹھا کر قمر عذار پر پھینکا پتھر برسنے لگے قمر عذار نے
مسکرا کر آواز دی اے سپر سحر آکر حاضر ہو جیسے ہی ملکہ نے یہ آواز دی دیکھا سب نے
کہ سپرین فولادی سر پر قمر عذار کے قایم ہوئین جو پتھر گرتا ہے سپر ین اسپنے اوپر روکتی
ہین مایوس بہت پریشان ہوا جی مین کہتا ہے کہ جو سامری نے لکھا ہے اسکا ظہور ہو رہا
ہے مایوس نے کمر سے ایک عقاب کاغذی نکالا سحر کر کے عقاب کو اڑایا وہ طرف قمر عذار
کے چلا قمر عذار نے جو عقاب کو آتے ہوے دیکھا ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری کہ عقاب
کے دو ٹکڑے ہوے مایوس نے کئی عقاب اڑانے لگا قمر عذار کے ہاتھ سے قتل
ہوے مایوس جھلا کر ایک تخت پر سوار ہوا اڑتا ہوا طرف قمر عذار کے چلا ملکہ
قمر عذار نے جو دیکھا کہ مایوس آتا ہے تیغ سحر کھینچے ہوے اس زور و شور سے سحر
کر رہا ہے کہ زمین کانپ رہی ہے گھبرا گئین لیکن جب دیکھا کہ یہ قریب آپہونچا اور روکے
سے نہین رکتا تو جھول پہ ہاتھ ڈالا اور سحر نکالکر ماری اور پکار کر کہا کہ اے مایوس ہوشیار
ہو جا اگر مایوس نے بہت سے سحر کیے لیکن کسی نے تاثیر نہ کی کار د سحر آکر سینے پر پڑی
کہ توڑ کر پار گذری مایوس کا مارے جانا کہ جتنے لوگ بیہوش پڑے تھے سب ہوشیار
ہو گئے میثاق و خونخوار جو قید خانے مین قید تھے یکا یک دنا تا ہوا قیدین توڑ کر
گرین زبان سے سوزن خود نکل گئی یہ جوان دونون کے دونون اس مکان سے
نکلے کسی قیدی کو اپنے قریب نہ پایا آپس مین کہتے تھے کیون اے میثاق یہ کیا شعبدہ تھا
خونخوار نے جواب دیا کہ ہم تم تو مایوس مین پھنسے تھے معلوم ہوتا ہے کسی نے
مایوس کو قتل کیا تب ہمنے اور سبنے رہائی پائی لیکن چلو دیکھین لشکر کا کیا حال ہے

ہم تم ایسے ساحران زبردست یون پھنس گئے اور نکل نہ سکے مگر حقیقت مین وہ شہریار صاحب اقبال ہو ایسا ہی کوئی ساحر نامی تھا جسنے مایوس کو مارا جسکا سحر جنگلون مین تیار تھا اسپر یہ دست اندازی دشوار تھی نہین معلوم کون ساحر مدد کو پہونچا مگر ہرکارے جمشید نے مقرر کیے تھے یہ معرکہ دیکھکر خبرین لیکر بھاگے سامنے جمشید ثانی کے آئے بیان کیا کہ یا خداوند مایوس نے بڑی قیامت برپا کی برت برسا کر لشکر مسلمانان کو تباہ کیا خونخوار و میثاق کو بھی قید کر لیا تھا عین وقت پر بی قمر عذار مدد کو آکر پہونچین اور مایوس کو آکر مارا جمشید ثانی نے زانو پر ہاتھ مارا کہا خیر آگے منزل آہوان ہو اور غزال جادو وہان کی حاکم ہو وہ قیامت برپا کریگی کہ ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی صبح شہریار نے کوچ کیا میثاق و خونخوار گھوڑون پر سوار ہمراہ لشکر ہین جب دن کم رہا تو ایک صحرائے خوشگوار مین پہونچے کہ چارون طرف دھانون کے کھیت لہرا رہے ہین اور چشمے جا بجا بھرے ہوے پانی موج مار رہا ہو ہر طرف بڑا ہنگامہ ہو ہزارون آہو پھر رہے ہین کہ دو آہو سامنے میثاق و خونخوار کے آئے اِن دونون نے گھوڑے اُن وحشیون پر ڈالے ہرچند سب منع کرتے ہین کہ او میثاق و خونخوار کہان جاتے ہو مگر اِن دونون نے جواب نہ دیا آہوؤن کے ساتھ نکل گئے جا کر ایک دشت لالہ زار مین پہونچے آہو تو سامنے سے غائب ہو گئے مگر اُس چمن لالہ زار مین دو شاہزادیان بیٹھی ہین اور یہ اشعار گا رہی ہین نظم

ٹھہری جب کوئی تسکین دل کی شکل یار دین
تو آنکلے تڑپ کر ہم تمہارے بیقرارون مین

نگہ کہتی ہو کچھ تیری مرے دل سے اشارون مین
نہین معلوم کیا باتین ہین دو بے اختیارون مین

جوانی عاشق ناشاد کی معشوق کا جوبن
یہی دنیا مین ہین دونون بڑے بے اعتبارون مین

دیے داغ تمنا تمنے سب کو بزم مین اپنی
مگر وہ لے چلے حسرت جو تھے امیدوارون مین

فلک کو دیکھکر دنگ اور ہوتا ہون شب فرقت
کہ گردش ہی نہین پاتا مین آج اُسکے ستارون مین

جو اپنے تیر کے پیکان کی ہو جستجو تمکو
چلے آؤ کسی دن ڈھونڈھنے ہم دل فگارون مین

لیے عشق مین درد جگر سے دل یہ کہتا ہو
اِدھر بھی آنکلنا ہم بھی ہین امیدوارون مین

محبت میں تمہاری جسنے عقل و ہوش کھوئے ہیں — وہی ہے عقلمند جہان میں وہی ہے ہوشیاروں میں

وہ ماتم بزم شادی ہے تمہاری جس میں شرکت ہو — وہ مرنا زندگی ہے تم جہاں ہو سوگواروں میں

خوشی کی کچھ خوشی غم کا نہ غم عشاق کو تیرے — یہ دل ہیں انکے سینوں میں کہ رہتے ہیں مزاروں میں

کیا تمنے جو قصد دلربائی پڑ گیا جیب گٹ — کرشموں میں اداؤں میں کنایوں میں اشاروں میں

وہ کھینچینگا جلال آہیں کہ اسکی خاک اڑا دینگے — فلک نے ہمیں ڈالا ہے سمجھکر خاکساروں میں

خونخوار و میثاق نے جب یہ آوازیں سنیں اور ان اشعار کو سمجھا ہنستے ہوئے قریب معشوقوں کے گئے
دونوں نے اٹھکر ہاتھ تھام لیے ان دونوں نے سر جھکا لیا وہ دونوں معشوقیں
ان دونوں کو لیے ہوئے ایک باغ میں آئیں جیسے ہی باغ میں قدم رکھا ایک طائر
شاخ نخل سے اڑکر سر پر میثاق و خونخوار کے آیا چرخ مارنے لگا اور یہ آواز دی کہ اے
خونخوار تاجدار زن مریدی سو توبہ کرو مردانہ وار رہو دیکھو تو کس بلا میں پھنسے ہو
اسطرح جو طائر نے آواز دی خونخوار کو ہوش آیا وہ عورتیں پاس قریب کھڑی
تھیں یا ہاتھ چھوڑ کر چاہا الگ ہوں خونخوار نے ہاتھ تھام کر ایک تمانچہ مارا
کہ نازنین کا سر اڑ گیا یہی کام میثاق نے کیا دونوں نازنینوں کا مرنا کہ وہ باغ سب
جل گیا دونوں پلٹے اب طرف لشکر کے چلے جس صحرا سے گرفتار ہوئے تھے اپنے مرکب
اسی مقام پر پائے مرکبوں پر سوار ہو کر چلے کہ وہی دونوں آہو سامنے سے آئے
خونخوار نے کہا او میثاق یہی آہو ہمکو لگا کر لائے تھے میثاق نے تیر مارا خونخوار
کا تیر بھی برابر پڑا دونوں آہوؤں نے تڑپ کر جان دی ایک غبار بلند ہوا آواز
آئی کشتی مرا نام صنم آہوان صحرائی بود اب یہ دونوں جوان طرف لشکر کے چلے مگر
یہاں بادشاہ نے لشکر کو اتارا پایا تو سب آہو دامانوں میں چرا کرتے تھے پاس کو
اٹھا کر لشکر پر آپڑے سیکڑوں جوان شاخوں سے انکی غربال ہوئے جس آہو کو
پکڑ لیتے ہیں وہ چھوٹ جاتا ہے اول تو ہاتھ نہیں آتا اگر کمند مار کر گرفتار کیا تو تڑپ کر
نکل جاتا ہے بادشاہ کو خبر پہونچی کہ آہوان صحرا نے لشکر کو تباہ و برباد کیا ہے بادشاہ نکل کر
گھوڑے پر سوار ہوئے اور آہوؤں پر جا پڑے جب لوح محفوظ چمکانے ہیں تو

آہو بھاگ جاتے ہین جہان لوح کو گلے مین ڈالا آہوون کا وہی زور و شور ہوا چاہتے
ہین گھوڑے سے لپٹ جاوین مگر بادشاہ بڑی ہوشیاری سے شمشیر زنی کر رہے
ہین جو آہو آیا اُسے ہاتھ مار دیا جب لاشہ زمین پر گرا دوسرے آہو نے آ کے
سونگھا ایک آہو نے اپنا عکس ڈالا اور ایک نے شاخ سے اِشارہ کر دیا مراد یہ ہی
کہ اشکر چل کہ وہ آہو دوڑنے لگا اِسطرح کسی آہو کا لاشہ نہین ملتا صدہا آہو شاہ
نے قتل کیے مین گرمی جنگ تھی لاکھون آہو لشکر پر گرے ہوے جو انکو غربال
کر رہے ہین اور بادشاہ جہجاہ بیچ مین آہوون کے تیغ بکف معروف جنگ ہین مگر
حیران ہین کہ کیا کرون اِسقدر آہو ہین کہ جنکی گنتی غیر ممکن ہے کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا
میثاق و خونخوار گھوڑون کو کوڑا کرتے ہوے آتے ہین دور سے جو یہ کیفیت
دیکھی خونخوار نے گھوڑا بڑھایا پکار کے آواز دی کہ حضور نہ گھبرائین غلام آگئے
کہ ایک طرف سے ایک آہو کلان نمودار ہوا خونخوار نے بڑھکر آہو کلان پر گول
مارا آہو نے گول خالی دیا ایک طرف سے میثاق سحر کر رہا ہے اور دوسری طرف سے
خونخوار مگر وہ آہو بھاگا بھاگا پھر رہا ہے بادشاہ نے دیکھا کہ دونون جوان
بہ جانبازی سحر کر رہے ہین مگر آہو سحر کو بے طرف کر دیتا ہے دوڑا دوڑا پھر رہا ہی
بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بھر کمان مین پیوست کیا اور ایسا
تاک کر اُس آہو کو مارا کہ پیشانی پر آہو کی پڑا توڑ کر پار گزرا اُس آہو کے جسم
سے شرارہ ہاے آتش نکلے اُن آہوون پر گرے آہو جلنے لگے تھوڑے عرصے
مین سب آہو جلکر خاک ہوے جو لوگ زخمی تھے وہ بھی صحت پا گئے اور آواز آئی
کشتی مرا نام من غزالہ جادو بود اور دیکھا سب نے کہ لاشہ ایک جادوگرنی کا
پڑا ہوا ہے اور صحرا مین سناٹا ہے ہرکارے جمشید ثانی کے جو حاضر تھے وہ یہ خبرین
لیکر بھاگے سامنے جمشید کے آئے عرض کی یا خداوند اِسطرح میثاق و خونخوار
صحراے لالہ زار تک پہونچے وہان جا کر ہوشیار ہوے آکر غزال کو گھیرا مگر
بادشاہ نے تیر مار دیا صحراے آہوان بھی صاف ہوا جمشید نے بڑا افسوس کیا

کہا بڑا رفیق مارا گیا مگر میرا کوئی حرج نہین ہوا میرا کوئی کیا کر سکتا ہی مجھ تک کوئی
نہ آسکیگا لوح طلسمی کو کیونکر پائیگا ساحرون نے عرض کی یا خداوند معظم و شان بعد
بڑھتا جاتا ہی ایسے ایسے ساحر شریک ہو گئے کہ جنکا مثل نہین خونخوار تاجدار کس
تکلف سے شریک مسلمانان جا کے ہوا جمشید نے کہا ایک مجھکو بڑا تعجب ہی کہ
ہنگام بردبار جو قلعے سے بھاگا تھا وہ کہان گیا ہرکارون سے حکم دیا جا کے
دریافت تو کرو کہ ہنگام بردبار ہمارے ساتھ سے چھوٹ کر کہان رہگیا ہین
اسکو براے جنگ طلسم کشا روانہ کرون ہرکارے چلے یہان لشکر بادشاہ اترا
ہوا ہی اور خونخوار فراخ پیشانی کہ آچکے وہان خدمت طلایہ اسکے متعلق ہوئی ہی
کئی سو جوانون کو ساتھ لیکر پر سر طلایہ آیا انتظام کرکے سوارون کو جابجا مقرر کیا
آپ ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرا اگر ہنگام بردبار جو جمشید سے علیحدہ ہوا
اسکو سلطنت چھوٹنے کا بڑا قلق ہی کہا کرتا ہی بارہا کیا کرون ہاے سلطنت چھوٹی
کس لطف سے سلطنت کرتا تھا ہاے کیسی لڑائی پڑی کہ پاؤن نہ جما ملک چھوٹا
اس سوچ مین آتا تھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ملا اُسنے چاہا اتر پڑون پہلو مین اس صحرا کے
ایک کوہ ہی کہ اسکو کوہ رنگین کہتے ہین ملکہ رنگین جادو یہان کی حاکم ہی رنگین کو
جو ہنگام نے دیکھا آسمان سے اتر آیا رنگین جادو نے بحیثیت مقام صدر پہ جگہ
دی پوچھا اے شہنشاہ رات کو کہان سے پھرتے ہوے آتے ہو ہنگام نے کل
کیفیت بیان کی رنگین نے بڑا افسوس کیا کہا اے شہنشاہ حقیقت مین بادشاہ اول
پر بڑا جبر ہوا اسکا انجام یہ ہوا کہ آپ سے ملک چھوٹا ہنگام بردبار بیٹھا ہوا شراب
پی رہا ہی کہ سامنے روشنی دیکھی اور یہ بھی دیکھا کہ خونخوار تاجدار پشت مرکب پہ
سوار طلایہ پھر رہا ہی خونخوار کو دیکھکر جلگیا رنگین سے کہا اے رنگین جادو مجھے
دل کو قلق ہی چاہتا ہون کہ خونخوار کو قتل کرون بادشاہ لشکر اسلام کو بڑی مدد
اسکی ذات سے ملتی ہی رنگین نے کہا ابھی کہو تو اسکو بلوا لون اور قید کر لون ابھی
ہنگام نے کہا اے رنگین یہ تو بڑا احسان ہوگا اگر خونخوار قید ہو جاے تو بادشاہ

لشکر اسلام کا زور بہت زور کم ہو رنگین جادو نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ او گل اندام
آہو کی شکل بنکر خونخوار کو لگا لا کنیز اپنے مقام سے اٹھی غلطک مار کر ایک آہو کی
شکل بنی جست و خیز کرتی ہوئی چلی یہان خونخوار کھڑا ہو شب ماہ چاندنی کھلی ہوئی
دن سے بہتر روشنی بہ قول شاعر فرو رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار ہر زاغ پرندگان
ہوشیار ہر اکثر طائر آشیانون سے جہک اٹھتے تھے مگر خونخوار نے دیکھا کہ ایک
مادہ آہو سامنے سے آتی ہو کمان کیانی کاندھے سے اتاری تیر بھر کمان مین پیوست
کیا تاک کر تیر مارا مادہ آہو کے سینے پر پڑا دوسرے پہلو کو توڑ کر پار گذر گیا وہ گرا
آہو گرا تڑپ تڑپ کر جان دی آواز آئی کشتی مرا نام ہی گل اندام جادو بود رنگین
کو جو معلوم ہوا کہ میری کنیز قتل ہو گئی کہا اے شہنشاہ اب مین کیا کرون مین یہی سمجھی تھی
کہ کنیز لگا لائیگی اور مین یہان قید کر لونگی مگر وہ بھی ساحر زبردست ہی پہچان گیا کہ
یہ کوئی عورت ہو میری کنیز کو آئی ہو اسی وجہ سے اسکو مار لیا ہنگام بردبار نے
کہا مین خونخوار کو ضرور ہی قتل کرونگا بے قتل کیے نہ جاؤنگا رنگین جادو نے کہا
میری کنیز قتل ہوئی مین بھی ضرور بدلہ لونگی ہنگام اور رنگین مین صلاح ہوئی
کہ ایک خونخوار کو لے اور ایک لشکر پر حملہ کرے رنگین نے کہا مین لشکر کو تباہ
کرونگی تم خونخوار سے سمجھ لو ہنگام نے قبول کیا مگر رنگین جادو ایک عقاب پر
سوار ہوکے بالاے آسمان آئی ماش کے دانے پھینکے لشکر پر پانی برسنے لگا
جسپر قطرہ گرا وہ بیہوش ہوا قضاے کار کئی سو جوان جب بیکار ہوے گرد خیمہ
حمالہ گیسو کشا ہنگامہ برپا ہونے لگا اُسکی آنکھ کھلی باہر نکلکر دیکھا صدہا آدمی بیہوش
پڑے ہین اور ابر سیاہ آسمان پر آیا ہو بوندیان پڑ رہی ہین جسپر قطرہ گرا بیہوش
ہوا حمالہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین تاجدار پھولون کا زیور پہنے ہوے
دریاے جواہر مین غرق عقاب پر سوار سحر کر رہی ہو حمالہ نے جب دیکھا کہ اب لشکر
تباہ ہوا جاتا ہو جھولی پر ہاتھ ڈالا گولا نکالا رنگین پر پھینک مارا رنگین نے جو دیکھا
گولا آتا ہو ہاتھ ہلایا برق چمک کر گری گولے کے دو ٹکڑے ہوے گولا جو کٹا اور

زمین پر گرا حمالہ کو بڑا غصہ آیا تڑپ کر بلند ہوئی قریب آ کر چاہا نیچہ مارون مگر ہنگام بردبار
دور سے دیکھ رہا تھا وہین سے ہاتھ ہلایا ایک برق گری کہ سر حمالہ کا زخمی ہوا حمالہ نے
پلٹ کر دیکھا کہ ہنگام بردبار آسمان پر تھترا رہا ہے پلٹ کر کچھ اشیائے سحر پھینکے مگر ہنگام نے
ہاتھ ہلا دیا وہ سحر برطرف ہوا حمالہ نے زلفین اپنی کھولین جیسے ہی زلفین کھولین اندھیرا
ہوگیا اُس اندھیرے مین رنگین کو نیچہ مارا کہ رنگین کا شانہ زخمی ہوا مگر خونخوار نے
دور سے دیکھا کہ حمالہ کو رنگین و ہنگام نے گھیرا ہے ایسا نہ ہو اسکو قتل کر ڈالین خونخوار
نے وہین سے گولا مارا کہ قریب رنگین آ کر گولا پھٹا ایک برق گری کہ جسکو رنگین نے
کاٹا اپنے کو بچایا مین گری جنگ تھی کہ خونخوار نے دو چار سحر ایسے کیے کہ وہ سب قریب
سے حمالہ کے بیٹھے حمالہ زمین پر آئی مگر رنگین چاہتی تھی کہ اٹھ کر اُٹھاؤن حمالہ نے دو چار
سحر ایسے کیے کہ رنگین کانپ گئی مگر سنبھل کے گولا مارا کہ جو اسمین سے چند شیر پیدا ہوے
سعد نے جو دیکھا کہ شیران صحرائی آگئے تلوار کھینچ کر اُنپر جا پڑے کئی شیر قتل کیے جیسے عکس
لوح محفوظ پڑ جاتا ہے وہ شیر پانی ہو کر بہ جاتا ہے خونخوار ہر چند سحر کرتا ہے کہ شیرون کو گرد
سے سعد کے ہٹاؤن مگر غیر ممکن ہے اگر ایک کو قتل کیا تو دس اور آجاتے ہین اور نعرے
بلند ہین زمین کانپ رہی ہے صدہا شیر گرے زمین مین لوٹتے پھرتے ہین خونخوار نے
بڑی کد و کوشش کی مگر کچھ زور نہین چلتا آسمان سے آگ برس رہی ہے خونخوار آگ کو
روک رہا ہے کہ لشکر نہ جل جاے الغرض شہریار سعد نے کل شیرون کو قتل کر ڈالا ہنگام
نے جب دیکھا کہ جو سحر کرتا ہون خونخوار اُسے مٹا دیتا ہے رنگین جادو کو حمالہ نے
زخمی کیا جب رنگین زخمی ہوئی اور ہنگام نے دیکھا کہ رنگین زخمی ہو کر پلٹی کہتی ہوئی
کہ اے شاہ طلسم مقام افسوس ہے کہ یہ جنگ مین نے اپنے ذمہ لی مگر سعد شہریار کے مین
مددگار بہت ہین ہنگام نے کہا مین جا کر خونخوار کو مارے لیتا ہون اور حمالہ کو
گرفتار کرکے لاتا ہون رنگین نے کہا ہرچند کہ آپ شاہ طلسم ہین لیکن خونخوار ایسا
نہین ہے کہ تمھے دبے دیکھیے انجام کیا ہو مگر ہنگام نے نہ مانا مقابلہ خونخوار مین آیا
للکارا کہ او خونخوار تو نے غضب کیا کہ شریک مسلمانان ہوگیا قدرت تیرے

سناکی ہین خونخوار نے جواب دیا کہ مین جمشید ثانی پر لعنت کرونگا اور کرتا ہون یہ سنکر
ہنگام نے تیغ کھینچا اور خونخوار سے تلوار چلنے لگی لیکن خونخوار اس چالاکی سے لڑتا
ہو کہ تلوار سے اپنے کو بچاتا ہوا اپنا ہاتھہ مارتا ہوا ایک مقام پر ہنگام نے حمر کرکے ہاتھہ
مارا خونخوار نے سپر سر پر روکا روک کر ہاتھہ مارا کہ سر ہنگام بر دو بار کا زخمی ہوگیا
ہنگام ہٹا خونخوار نے چاہا اسکو مار لون لیکن ہنگام نہ ٹھہرا سامنے سے خونخوار
کے بھاگا خونخوار نے للکارا ابھی کراو نامرد مقابلے مین آیا تھا اور بھاگا جاتا ہی لیکن
ہنگام نے کچھ جواب نہ دیا رنگین نے دیکھا کہ میرا کوہ برباد ہو جائیگا ہنگام تو جاتا ہی
اب مسلمان بلوہ کرکے بالاے کوہ آوینگے مین کیا جواب دے سکونگی نگاہ اٹھا کر جمال
بے مثال سعد کو دیکھا سوچی کہ یہ شاہزادیان جو شریک ہوئی ہین آخر کچھ تو مراد ہوگی
یقین ہی سعد نے وعدہ کیا ہو کہ مین تمھارا ساتھہ دونگا اگر ان لوگون نے طلسم فتح کیا
تو یہی شاہزادیان حاکم ہونگی قریب جمالہ کے آئی کہا اے جمالہ مین اطاعت کرتی ہون
جمالہ رنگین کو ساتھہ لیکر خدمت سعد مین آئی کہا اے شہریار یہ مطیع اسلام ہوتی ہی
رنگین نے قدمون کو بوسہ دیا سعد نے رنگین کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے رنگین
اسی کوہ کی حکومت پر قایم رہو جہانتک ہو سکے ہماری مدد کرنا ہم طرف جزیرۂ انتخاب
کے جاتے ہین رنگین جادو تو مطیع اسلام ہوکر بالاے کوہ آئی سب کو مطیع اسلام کیا
اور کہا صاحبو اپنی اپنی خیر مناؤ اب یہ طلسم نہ بچیگا طلسم کشا کو دیکھتے ہو ہر بر دشت نبرد ہی
ہر چند کہ ہنگام نے شیران صحرا مقابلے مین بھیجے مگر سعد نے سب کو قتل کیا اب کسی
شیر کا نشان نہین میان ہنگام تو بھاگ گئے اگر مین اطاعت نہ کرتی تو پھر کیا کرتی
ملک و مال چھین جاتا بالاے کوہ چڑھہ آتے مین خونخوار کو روک سکتی تھی سب نے
کہا آپ نے بہت مناسب کیا بادشاہ بجا وہ اس لڑائی کو فتح کرکے داخل بارگاہ ہوے
خونخوار نے کہا اے شہریار افسوس کرتا ہون کہ ہنگام زندہ نکل گیا اب پھر مقابلے
مین آئیگا اسکے آیا اور مین نے اسکی گردن لی سعد نے فرمایا تیاری کرو جزیرۂ انتخاب
مین چلنا ضرور ہی خونخوار نے لشکر تیار کیا کل ساحرون کا اہتمام اسکے سپرد ہی سب کو لیکر

چلے مگر جمشید ثانی قصر طلسمی مین بیٹھا تھا نازنینان مہ جبین جمع ہین بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہی
کہ چند ساحر گھبراے ہوے آے عرض کی یا خداوند ہنگام طرف سے کوہ رنگین کے
آتا تھا کہ رنگین جادو وہان کی حاکم ہی وہ بہ محبت پیش آئی کہ سامنے سے لشکر بادشاہ
دکھائی دیا ہنگام و رنگین جا پڑے خوب جنگ ہوئی مگر خونخوار نے ہنگام کو زخمی
کیا وہ زخمدار او ربیقرار آتے ہین افسوس کرتے ہین کہ مین ساتھ سے قدرت کے کیون
الگ رہگیا اور کیون جنگ کی جمشید نے کہا اُسکو بُلاؤ تو ہنگام سامنے آیا مگر سر سے
خون بہتا ہوا جمشید ثانی نے پوچھا کہ کیون اے ہنگام یہ کیا معرکہ ہوا ہنگام نے
سب کیفیت بیان کی کہ چند ہرکارے آے ہاتھ اُٹھا کر جمشید کو بددعا دی مصاحبون
نے کہا بیش باد عرض کی یا خداوند رنگین جادو مطیع اسلام ہو گئی اُسنے بھی شاہ کا
ساتھ دیا جمشید ثانی تو نہایت مغرور و متکبر ہی جواب دیا کہ وہ ہزار کوشش کرین
مگر لوح طلسمی نہ پاوینگے مین قمر عذار آفتاب جمال کی فکر مین ہون اُسکو گرفتار کرکے
لاؤنگا چند ساحر روانہ کیے ہنگام بھی خدمت مین حاضر رہا مگر جمشید ثانی مصروف
عیش و نشاط ہوا ادہر بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد مع لشکر ظفر اثر جاتے ہین ایک مقام
پہ پہونچے تھے کہ صحرا سے ایک نرگاؤ آیا اُسنے قریب آکر چاہا کہ سینگون پر گھوڑے
کو اُٹھا لون بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا نرگاؤ بھاگا بادشاہ نے اُسکا پیچھا کیا۔
تھوڑی دور آکر ایک باغ تھا کہ اُس مین نرگاؤ گھس گیا بادشاہ بھی باغ مین آئے
جستجو سے نرگاؤ مین باغ مین آکر دیکھا کہ باغ تو نہایت سرسبز و شاداب ہی عروسان
چمن لباس زمرد نگار زیب جسم کیے ناچ رہی ہین نہرون کا جوش و خروش ہی ہر طائر
شاخ گل پر خاموش ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے شہریار مین آپ کی تلاش
مین آئی ہون پلٹ کر بادشاہ نے دیکھا کہ آفتاب آسمان برتری و مہر تابان فلک
نیلوفری گلعذار ماہ رخسار یعنی ملکہ قمر عذار آفتاب جمال خرامان آتی ہین
بادشاہ نے جو قمر عذار کو دیکھا دل و جان سے اسیر مبتلا ہین پکار کر آواز دی کہ اے
شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی ہم تو تمھارے مشتاق تھے قمر عذار نے کہا بیچ

نرگاؤ کو روانہ کیا کہ بادشاہ کو لگا لا وہ آپ کو لگا لایا شکر ہے کہ مین نے آپ کو دیکھ لیا یہ جو کئی
منزلین آپ نے طے کین بڑی سخت تھین اب یہ منزل متعلق مکار جادو ہے مین نے کہا کہ
جاکر شہریار کو سمجھا دون اور پلٹ کر آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہے چند کنیزین گوشۂ باغ
سے آئین دست بستہ عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے قمر عذار نے حکم دیا کہ بارہ دری مین
سامان عیش ونشاط مہیا کرو کنیزون نے بڑھکر جلسہ آراستہ کیا ساقیان سیمین ساق
ومطربان خوش آواز گلابیان لیکر موجود ہوے بادشاہ آکر مسند پہ بیٹھے قمر عذار
پہلو مین بیٹھی ہے مگر اپنے کو عکس لوح محفوظ سے بچاتی ہے کہ ایسا نہ ہو جو پر سایہ پڑجاے
اب ایک گائن شوخ وشنگ موسوم بہ چلترنگ یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

سارے ارمان ہوے کشتۂ دم سنگے ہین — اب بھی دل سے کوئی پوچھے تو بھلے چنگے ہین
یا اسی بت کو سلیقہ نہین دلداری کا — یا تو کچھ حضرت دل آپ ہی بے ڈھنگے ہین
کیون نہ دیدے پھر اپنے گلے کے کپڑے — خار صحرا سے جنون کہتے ہین ہم سنگے ہین
حوصلے سب کی خموشی نے بہت پست کیے — شور آہون کے نہ نالون کے وہ اب دنگے ہین
رنگ لاے ہین غضب دیدۂ خونبار یہان — کپڑے ہمنے بھی دکھانے کو ترے رنگے ہین
مانگیے بوسہ تو منھ پھیر کے کہتا ہے وہ شوخ — آپ عاشق نہین شاید کوئی بھک منگے ہین
اگلے معشوقون کی کہتے ہین وفائین سنکر — یہ حکایت ہے کہ افسانے ہین دم سنگے ہین
اپنے جامے سے ہین باہر ترے بیمار عشق — ایک حمام مین جتنے ہین سبھی ننگے ہین
مرض عشق سے صحت ہوئی مرتے ہی جلال — اب تو ہم فضل الٰہی سے بھلے چنگے ہین

جب ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہوا تو قمر عذار نے خود جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھکر سامنے
بادشاہ کے پیش کیا بادشاہ نے چاہا لیکر پیون نگاہ جو اٹھ گئی دیکھا سامنے ایک درخت
ہے اسکی شاخ پر ایک طائر سرخ رنگ بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہے جیسے ہی بادشاہ
نے اس سے اپنی آنکھ ملائی طائر نے اشارہ کیا کہ جام نہ پینا بادشاہ نے ہاتھ سے وہ
جام رکھ دیا قمر عذار نے کہا کیون شہریار میرے ہاتھ سے نفرت ہے کئی شاہزادیان جو
عاشق ہین انھون نے منع کر دیا ہوگا کہ قمر عذار کے ہاتھ سے شراب نہ پینا سعد جرنگ

دل دادہ ہین آنکھون مین آنسو بھر کر جو قمر عذار نے کہا جام لے لیا اور فرمایا ای ملکۂ عالم مین بخوبی جانتا ہون کہ تم میری دوست ہو مگر تمنے ابھی کہا تھا کہ یہ مقام مکار جادو کا ہی ہوشیار رہیے گا میرا دل دھڑکا اسوجہ سے مین نے شراب نہین پی اسوقت دل نہین چاہتا قمر عذار نے کہا ہماری خاطر سے پی جاؤ ورنہ ہم نہ بولین گے اور نہ کسی مقام پر دن گزار دینگے بادشاہ نے پھر سر اُٹھایا طائر نے پھر سر ہلایا مراد اُسکی یہ ہی کہ شراب نہ پیجیے گا اگر شراب پی تو لوح محفوظ قبضے سے نکلجائیگی مگر سعد ایسے مبہوت ہو رہے ہین کہ طائر کے منع کرنے کو نہین قبول کرتے یہی قصد ہی کہ جام پی جاؤن اور سوچتے ہین کہ اگر یہ رنجیدہ ہوئی تو پھر اِس سے ملاقات نہ ہوگی قمر عذار نے دوسرا جام لبریز کیا اپنے ہاتھ سے منھ مین سعد کے لگا دیا فرمایا پی جائیے جیسے ہی سعد نے جام منھ سے لگایا پہلو سے نعرہ ہوا کہ او مکارہ تو نے غضب کیا میری شکل بنکر آئی ہی مین تجھکو کب زندہ چھوڑتی ہون سعد نے دیکھا کہ خود قمر عذار گرتی پڑتی ہوئی آتی ہو سامنے آتے ہی اشارہ کیا کہ یہی جام شراب اِسپر ڈالدو پھر تماشا ے قدرت پروردگار کو دیکھو بادشاہ نے فوراً جام بھرا ہوا قمر عذار نقلی پہ اُنڈیل دیا جیسے ہی شراب جسم پر پڑی رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا آثار سحر دفع ہوتے ہی آہ آہ کرکے اُسٹھی مگر کہتی جاتی ہو کہ آپ نے بڑا غضب کیا کہ مجھکو جلاکر خاک کر دیا کنیزون نے جو دیکھا کہ ہماری مالک جل رہی ہو دوڑکر لپٹنے لگین جو لپٹی وہ بھی جلنے لگی تھوڑے عرصے مین وہ جلکر خاک سیاہ ہوئی کنیزین بھی جل گئین سعد نے دیکھا کہ اب قمر عذار اصلی پہلو مین آکر بیٹھی کہا ای شہریار مین نقشۂ کتاب طلسم دیکھ رہی تھی کہ مجھکو معلوم ہوا مکارہ جادو آپ پر سحر کرتی ہو مین نے اول طائر روانہ کیا مگر آپ نے طائر کا اعتبار نہ کیا آخر مین خود دوڑی اور یقین کامل ہوا کہ اب اگر دیر لگاؤنگی تو شہریار گرفتار ہو جاوینگے شکر ہو کہ وقت پر آئی اِس منزل کو بھی آپنے تمام کیا اب آگے منزل بہروز جادو کی ہو وہ خاص انتخاب کی صاحب ہو سحر مین لاجواب ہو اِن سب حرام زادیون کو مین نے سحر سکھایا مگر کوئی میرا کہنا نہین مانتی دیکھیے بہروز جادو کیا کرے مگر بہت ہوشیار رہیے گا ایسا نہو بہروز

کوئی فقرہ کرنے کے لوح محفوظ آپ سے چھین لے تو بڑی مشکل پڑیگی لو مین تو رخصت ہوتی
ہون مجھکو خوف ہی کہ جمشید ثانی نہ کہین آجاے وہ ہر وقت اسی فکر مین ہی کہ قمر عذار کو
گرفتار کرے ون لہذا بہت ہوشیار رہیے گا ایسا نہ ہو کہ کوئی مکر کامل کرے اور لوح محفوظ
آپ سے لے لے بخوبی بچا کر قمر عذار اُٹھی چاہتی تھی نکلیاؤن کہ پہلوے باغ سے نعرہ
ہوا کہ او گیسو بریدہ و دشمن سامری و جمشید تو نے بادشاہ کو بچایا اب مین کیا تجھکو زندہ
چھوڑونگا دیکھا جمشید ثانی سامنے سے آتا ہی للکارتا ہوا کہ او قمر عذار تجھکو کیا نفع ہوا
کہ تو نے مکارہ کو قتل کرایا قمر عذار نے جو جمشید کو دیکھا گھبرا گئی مگر بادشاہ تلوار کو
ٹیک کر اُٹھے سامنے جمشید کے آئے فرمایا او نابکار مجھسے تو مقابلہ کر جمشید نے
بڑھکر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ ایک غار ہوگیا اُس غار سے ایک پہلوان نکلا اُسنے
سعد سے مقابلہ کیا قمر عذار نے آواز دی لوح محفوظ چمکا لیے جیسے ہی اُس پہلوان نے
چاہا کہ سعد پر ہاتھ ڈالون سعد نے لوح محفوظ چمکا دی وہ پہلوان جلنے لگا اب یہ
معلوم ہوتا ہی کہ اِس غار مین کئی پہلوان بیٹھے تھے نکل نکلکر مقابلہ کرتے ہین لیکن سعد
لوح چمکا رہے ہین جب لوح کا عکس پڑا پہلوان جلگیا جمشید گھبرایا بادشاہ اُن سب
پہلوانون کو مار کر طرف جمشید کے چلے جمشید بھاگتا پھرتا ہی قمر عذار کھڑی دیکھ رہی
ہی جمشید نے جو دیکھا کہ سعد شہریار قمر عذار سے علٰحدہ ہوے جست کر کے قریب آیا
قمر عذار کی کمر مین پنجہ دیا قمر عذار نے پکار کر آواز دی کہ کنیز کو بچائیے اگر مجھکو لیجاے گا
تو قتل کریگا سعد پلٹے مگر جمشید قمر عذار کو پنجے مین دبا کر بلند ہوگیا سعد کی بیقراری
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جمشید کو تیر مارا جمشید کا پانون زخمی ہوا مگر نہ رکا
قمر عذار کو لے گیا سعد شہریار نے جو دیکھا کہ قمر عذار کو جمشید لے گیا گریبان پر
ہاتھ ڈالا گریبان چاک کیا تاج دے مارا چاہتے ہین اپنے کو ہلاک کرین کہ سامنے
سے خونخوار اور فیروزہ آکر پہونچے پوچھا کیون حضور خیر تو ہی بادشاہ نے بیان کیا
کہ مکارہ جادو نے مجھکو دام تزویر مین لیا تھا قمر عذار نے آکر بچایا مین وقت پر
جمشید ثانی پہونچ گیا قمر عذار کو لے گیا اُسی غم نے مجھکو بیقرار کیا ہی خونخوار نے کہا

ابھی تک جمشید راہ مین ہی مین جا کر فکر کرتا ہون حضور بھی تشریف لے چلین سعد ہمراہ
خونخوار چلے فیروزہ بھی ہمراہ ہی مگر جمشید ثانی جو قمر عذار کو لیکر چلا راہ مین ایک
قصر ملا اُس قصر مین بہروز جادو جلسہ آراستہ کیے بیٹھی ہی جمشید کو جو آتے ہوے
دیکھا سجدے کرنے لگی عرض کی تشریف لایئے جمشید ثانی قمر عذار کو لیے ہوے آیا
بہروز خاطر کرنے لگی جمشید نے کہا ای بہروز اِس نالایق کو سمجھاؤ قمر عذار نے بادشاہ
کی اطاعت کی ہی بہروز اپنے مقام سے اُٹھی قمر عذار کو سمجھانے لگی قمر عذار جواب
نہین دیتی خاموش بیٹھی ہی کہ آسمان پر ابر سیاہ آیا انتخاب جادو بھی آکر پہونچی جمشید
کو دیکھکر بیٹھ گئی جمشید نے کہا ای انتخاب تمھاری صاحبزادی کو گرفتار کر کے لایا ہون
اِسکو سمجھاؤ کہ یہ مجھکو سجدہ کرے ورنہ زندان طلسم مین قید کرونگا تڑپ تڑپ کے مریگی
انتخاب نے جو قمر عذار کو اِس حال مین دیکھا محبت مادری جوش مین آئی قریب آکر
کہا کیون ای نور نظر انجام دیکھا قمر عذار نے آنکھ سے اِشارہ کیا کہ ای مادر مہربان
میری زبان سے سوزن نکالدو دیکھون تو یہ بہروا کیونکر روکتا ہی انتخاب جادو نے
بہ فرط محبت زبان سے قمر عذار کی سوزن نکال لی جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی
قمر عذار تڑپی زیور جسم کا اُتار اُتار کر پھینکنے لگی جمشید نے دیکھا کہ ایک طرف سے
شیر آتے ہین اور دوسری طرف سے فیل مست اور ایک طرف سے ایک پہلوان
صرف پشت کا مقام خالی ہی جمشید کو کچھ نہ بن پڑا تینون طرف سے آفت دیکھی اُٹھکر
بھاگا کتا ہوا ای قمر عذار سحرون کی بوچھار کر دی مین کس کس کو روکون بہروز بھی
قہقہہ مار کر ہنسی اور سامنے قمر عذار کے آئی ایک کاردھ مار دی قمر عذار نے ہنسکر
اِشارہ کیا اور منھ سے نکلگیا کہ ای کارد بہروز کا خون پی لے وہ کارد پہلو بہروز
کے پڑی کہ توڑ کر پار گذری بہروز نے آہ کا نعرہ کیا جیسے ہی جمشید باہر نکلا دیکھا ہوا
سے گرد اُڑی سعد بن قباد کو دیکھا آتے ہین پشت پر لشکر ظفر افرسب کے آگے خونخوار
ہی خونخوار نے دیکھا کہ جمشید باغ سے نکلا للکارا کہ او بھگوڑے کہان سے بھاگا
کہ آسمان سے نعرہ ہوا اسم قمر عذار سامنے سے خونخوار چلا قمر عذار نے آسمان سے

سحر کیا جمشید کے اوپر وہ سحر پڑھے مگر یہ کب مانتا ہو آنکھون کے اشارے سے اُن سحرونکو
برطرف کر دیتا ہو قمر عذار نے کئی مرتبہ برقین گرائین مگر جمشید نے اپنے کو بچایا خونخوار
قریب پہونچ گیا جمشید نے تلوار کھینچی خونخوار جانتا ہو کہ یہ بلا سے روزگار ہو اسپر
سحر تاثیر نہ کریگا فوراً ہاتھ تلوار کا مارا جمشید نے روک کر آنکھ سے اشارہ کیا ایک
برق گری کہ سر خونخوار کا زخمی ہوا جمشید نے چاہا سر کاٹ لون قمر عذار تڑپ کر گری
خونخوار کو بچایا جمشید کو یہی غنیمت ہوا کہ میری نوجوان بچی ورنہ اس ظالمہ سے بچنا
دشوار تھا اب کل چلون قمر عذار نے خونخوار کو لا کر کنارے لشکر اسلام کے اتارا
مسلمانون نے ہاتھون ہاتھ خونخوار کو اٹھایا سعد لیکر بارگاہ مین آئے حمالہ وغیرہ
نے بیٹھکر سر مین خونخوار کے ٹانکے دیے تب خونخوار نے نجات پائی جمشید تو یہ
آفتین اٹھا کر نکلگیا قمر عذار نے جب دیکھا کہ جمشید چلا گیا اور مان کو اپنی دیکھا کہ
قصر مہروز سے نکلین بیٹی کو دیکھکر آواز دی کہ اے نور نظر مین تمھاری ہی وجہ سے
خداوند کی دشمن ہوئی قمر عذار نے جواب دیا آپ ناحق کو مصیبت مین مبتلا ہین بس
اطاعت اسلام کیجیے اس شہریار کے ساتھ ہو جایئے لوح لا کر انکو دیجیے انتخاب
نے کہا بیٹا مین لوح اٹھانے کی مجاز نہین ہون سوا اسے طلسم کشا کے اس قصر مین اور
کوئی نہین جا سکتا یہ مجال نہین ہو کہ مین جا کر لوح اٹھا لاؤن نگہبان مقرر ہین وہ
روکین گے اور یہی چاہین گے کہ مجھکو قتل کرین مین تمھارا حکم بجا لاتی ہون اور
اطاعت اسلام کرتی ہون مگر ملکہ بجرین آفت برپا کریگی مین قصر مین اپنے نہ جا سکونگی
لہذا مناسب یہ ہو کہ مجھکو ایک نوشتہ دو کہ مین شاہ کی جاؤن اور وہ
نوشتہ پیش کر دون مگر ابھی دیکھو تو لون کہ جمشید مجھے کس طرح پیش آتا ہو یہ کہکر انتخاب
رخصت ہوئی قمر عذار اپنے باغ مین آئی دربار باغ پر چند مصاحبون کو مقرر کیا اور حکم
دیدیا کہ اگر جمشید کو آتے دیکھنا تو ہمکو خبر کر دینا کچھ کنیزین دیوار باغ پر مقرر کین کہ
چہار جانب کا خیال رکھنا مگر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی پاؤن زخمی قصر طلسم مین
آیا شاہزادیون نے دیکھا کہ قدرت زخمی ہو کر آئے حال پوچھا جمشید نے کہا انتخاب

بیٹی کی محبت مین آگ لگی آئے غضب کیا کہ سوزن زبان سے اُسکی نکالدی قمر عذار تو آفت کی
پرکالہ ہی مجھپر وہ سحر کیا کہ مین گھبرا گیا تھا ایک طرف سے شیر آیا اور ایک طرف سے پہلوان
فقط پشت کا مقام خالی پایا اُدھر سے جو نکلا سعد نے تیر مار دیا سینہ تو بچا مگر بانوں زخمی
ہوا پھر جمشید نے کہا ایک کنیز پاس انتخاب کے جائے اُس سے دریافت کرے کہ تو نے
غضب کیا اب تجھے کیا منظور ہے یا تو آکر قدرت کو سجدہ کر ورنہ میری سرحد سے نکلجا اور
اگر اسکے خلاف کریگی تو جہان پاؤنگا قتل کرونگا یا بیٹی کی ساتھ جا یا ابدولت کے پاس
آکر سجدہ کر تب مین صاف ہونگا ایک کنیز اتفاق جادو نام سے یہ کہکر اُٹھی کہ انتخاب
میری بہت خاطر کرتی ہین مین جا کر سمجھاتی ہون اتفاق جادو چلی یہان انتخاب اپنے
قصر مین آکر بیٹھی ہو مگر گھبرا رہی ہو کہتی ہو صاحبو گنبد کی حفاظت کرو نگہبانون کو اطلاع
کردو کہ طلسم کشا قریب ہو ایسا نہو آپڑے راہ کی سب چوکیان اُٹھین فقط بحرین باقی
ہو گو کہ وہ ساحرہ زبردست ہو کہ جمشید ثانی بھی اُسکی عملداری مین جاتے گھبراتا ہو بلا
صعوبات سخت اُٹھا کر پہونچتا ہو مگر وہ بھی کسیقدر اعتقاد طلسم کشا رکھتی ہو مین نے
کتاب مین دیکھا تھا کہ اگر طلسم کشا پر وقت پڑیگا تو بحرین بھی شریک ہوجائیگی اور
جمشید ثانی اُسکا کچھ نہین کرسکتا یہ ذکر تھا کہ اتفاق جادو آکر حاضر ہوئی انتخاب نے
جو اتفاق کو دیکھا پوچھا بوا اسوقت کہان آئین اتفاق نے کہا اے انتخاب قدرت
تمھاری شکایت کررہے ہین تمنے کیا غضب کیا کہ قمر عذار کو رہا کر دیا کہ قدرت کا
بانوں زخمی ہوا کسکی مجال تھی کہ قدرت پر نگاہ ڈالے مگر تمنے جو کچھ چاہا سو کیا اب بہتر
اسی مین ہو کہ میرے ساتھ چلی چلو قدرت سے عذر کرو انتخاب نے جواب دیا کہ مین
تو سامنے قدرت کے نہ جاؤنگی کیا جواب دونگی اتفاق نے کہا اے انتخاب جادو
اگر یہ اتفاق نہوا تو جہان کہین قدرت تمکو پاوینگے فوراً قتل کرینگے انتخاب نے
کہا تم جاؤ قدرت سے کہدینا کہ مین اپنے شوہر سے صلاح کرونگی جیسا وہ کہیگا ویسا
کرونگی اتفاق تو روانہ ہوئی انتخاب نے اپنے شوہر کمیاب جادو کو نامہ لکھا کہ
صاحب جلد آؤ مین عجب مشکل مین ہون صاحبزادی تمھاری بگڑ گئین شریک مسلمانان

ہو مین نے بھی بیٹی کی محبت مین ارادہ کیا ہو کہ شریک سعد ہو جاؤن یہ نامہ لکھکر ایک
سحر کا پتلا بنایا گلے مین اُسکے نامہ ڈالکر طرف جزیرۂ کمیاب کے روانہ کیا کمیاب جادو
اپنے مقام پر بیٹھا ہو کہ پتلا نامہ لیکر پہونچا کمیاب نے پوچھا تو کہانسے آیا ہو پتلے نے کہا
مین فرستادۂ انتخاب جادو ہون یہ نامہ لیکر آیا ہون کمیاب زوجہ کا نام سُنکر خوش
ہو گیا نامہ لیکر پڑھنے لگا پتلا غلطک مار کر غائب ہوا کمیاب نے جو نامہ دیکھا جھلا کر
اُٹھا تخت پر سوار ہو کر پاس انتخاب کے آیا کہا صاحب کیا سحر کہ ہوا انتخاب نے
سب کیفیت بیان کی کہ دختر تمھاری مبہوت ہو رہی ہو دریاے محبت بادشاہ اسلام
مین غرق ہو اُسکی دشمنی مین کیا فرق ہو کمیاب نے کہا مین ابھی جا کر قمر عذار کو لاتا ہون
ہرچند انتخاب نے روکا مگر کمیاب نہ رکا تیغہ کمر سے لگا کر ایک طاؤس پر سوار ہوا
طرف قصر قمر عذار کے چلا یہان کنیزین دیکھ رہی ہین وہ صحراے ویران اُسمین طاؤس
اُڑاے ہوے کمیاب آتا ہو کنیزون نے دیکھکر ملکہ سے اطلاع کی کہ والد نامدار آپ کے
آتے ہین قمر عذار نے سُنکر ہاتھ ہلا دیا ایک دیوار آہنی کھنچ گئی کمیاب جادو جو بڑھا آگے
بڑھکر دیکھا کہ ایک دیوار لوہے کی کھینچی ہوئی ہو پیچھے ہٹکر دیوار مین ٹکر ماردی دیوار کو
جنبش نہ ہوئی اسیطرح کئی ٹکرین مارین دیوار کو خبر بھی نہ ہوئی بلکہ ایک در بھی مانند
سوراخ سوزن پیدا ہوا پکار کر کہا او گیسو بریدہ خوب پردہ کر کے بیٹھی مگر مین جا کر سعد کا
سر لاتا ہون جب تو بیقرار ہو گئی دعا کرنے لگی کہ اے مالک وربِ دو جہان اُس شہریار کو
میرے باپ کے ہاتھ سے بچانا کمیاب نے کہا میرے سامنے اب آئیگی تو آگ
لگا دونگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر پلٹا قریب دو کوس کے چلا اور ایک نخل کے
نیچے ٹھہرا کہ آمد لشکر بادشاہ اسلام معلوم ہوئی لشکر کو دیکھکر اسنے گولہ مارا خونخوار
نے دیکھا کہ ایک گولہ آکر لشکر مین پھٹا آگ برسنے لگی خونخوار حیران ہو کہ اس صحرا مین
تو کوئی نہین ہو یہ گولہ کسنے مارا کمیاب نے دوسرا گولہ پھینکا اب کے جا کر گولہ جو
پھٹا آسمان سے پانی برسنے لگا ایک طرف آگ دوسری جانب پانی مگر خونخوار
نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک آبخورہ پانی کا نکالا جسطرف آگ برس رہی تھی اُدھر

پھینکا پانی برساکر آگ بجھ گئی جدھر پانی برس رہا تھا اُدھر گولہ پھینکا کہ ابر پھٹ گیا دھوپ نکل آئی لشکر کو اشارہ کیا کہ بڑھو مگر حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی کمیاب نے جو دیکھا کہ دونون سحر میرے خالی گئے کون ایسا ساحر زبردست ہی جسنے میرے ایسے سحر مٹا دئے آگے بڑھا خیال کر کے دیکھا معلوم ہوا کہ خونخوار نے میرے سحر مٹائے فورًا بڑھا ارادہ ہی کہ تلوار کھینچکر جا پڑے زن میثاق نے عرض کی اوشہریار ہوشیار ہو جائیے دیکھیے کمیاب آتا ہی خونخوار نے جو کمیاب کو دیکھا للکار کر کہا کہ او نامرد چھپا ہوا سحر کر رہا تھا اب تیری جرأت دیکھون کمیاب تلوار کھینچے ہوے مقابل خونخوار مین پہونچا آپس مین تلوار چلنے لگی مگر تلوار سے کمیاب کی شعلۂ آتش نکلے جسطرف وہ شعلے گرتے ہین بارگاہ و خیمہ جلنے لگتا ہی خونخوار نے سر اپنا زخمی کرایا خون اپنا لیکر پھینکا تب تاثیر شعلہاے آتش مٹی اِسکو مٹا کر تلوار کھینچی اور للکارا کہ او کمیاب ہوشیار ہو جا قضا تجھکو لیکر آئی ہی لیکن کمیاب وہ مغرور ہی کہ اِسنے کچھ خیال نہ کیا جواب دیا کہ جو ہو سکے قصور نہ کرو خونخوار نے سر کو تاک کر سر پر ہاتھ مارا کہ سپر کٹی کمیاب نے دیکھا کہ اب یہ تلوار تا بہ جگرگاہ پہونچے گی اپنے کو زمین مین گرا دیا لوٹ مار کر جا ہا بلند ہو کر نکلون اُدھر سے بادشاہ جمجاہ آتے تھے اُنھون نے دور سے دیکھا کہ جو ساحر سحر کر رہا تھا اب وہ بھاگا جاتا ہی کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا سینے پر کمیاب کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذر گیا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من کمیاب جادو بود دو زنگی زمین سے پیدا ہوے لاشۂ کمیاب اُٹھا کرکے چلے سامنے انتخاب کے لائے انتخاب نے جو شوہر کا لاشہ دیکھا پیٹنے لگی پوچھتی تھی صاحبو یہ کیا ہوا زنگیون نے حال بیان کیا کہ لشکر بادشاہ پر اِنھون نے آگ برسائی بادشاہ نے غصے مین آکر تیر مار دیا اُنکا تیر خطا نہین کرتا لوح محفوظ گلے مین تھی اُسکا عکس جو پڑا تیر نے اپنا کام کیا یہ سنکر انتخاب نے کہا اب شاہ کی اطاعت نہ کرونگی جمشید کو عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند مجھکو سامنے نہ بلائیے مجھے حجاب آتا ہی آپ کو صورت نہ دکھاؤنگی قمر عذار کو

گرفتار کرکے لاؤنگی آیندہ آپ کو اختیار رہو اگر مجھپر دباؤ ڈالیگا تو بادشاہ کی شریک ہو جاؤنگی ورنہ آپکی اسی طرح مطیع ہون کبھی مجھسے خطا نہ ہوگی یہ عرض ایک کنیز کو دی گلچہرہ نامے کنیز عرضی لیکر چلی گلچہرہ آتے آتے قریب دریاے بحرین پہونچی چاہتی ہو کہ پار اُترون کہ ایک نہنگ نے سر نکالا اور جست کرکے گلچہرہ کو پکڑ لیا دریا مین غوطہ مار کر غائب ہوا گلچہرہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا مین سامنے بحرین کے کھڑی ہون اور بحرین کہ رہی ہو اے گلچہرہ کہان جاتی تھین گلچہرہ نے کہا عرضی مالک کی بخدمت خداوند لیکر جاتی تھی آپکا نہنگ پکڑ لایا بحرین نے کہا بی انتخاب پہ بڑی مصیبتین پڑین گلچہرہ نے کہا حقیقت مین انتخاب پر بڑی مصیبتین پڑین کہ شوہر اُنکا قتل ہوا بحرین نے کہا مین احکام کتاب سامری دیکھ چکی صاف صاف ترقیم فرما گئے ہین کہ جو طلسم کشا سے دشمنی کریگا وہ گرفتار ہوگا اور مارا جائیگا لیس مین نے ابتک کوئی حرکت ساتھ طلسم کشا کے نہین کی مگر حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون دریا کو جوش دے رہی ہون اور صدہا ساحر نگہبان دریا مین مقرر کیے ہین کہ وہ وقت پر روکین گے اِسطرح کا بلوہ کرین کہ لشکر کو تباہ کر دین اِسطرف سے بادشاہ گذرین تو بہت تدبیرین کرونگی مگر وہ بڑے صاحب اقبال ہین سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا کیا تدبیر کرون یہی مناسب ہو کہ دشمنون کو اُٹھنے دون تب خدمت شاہ مین جاؤن یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی لشکر شاہ آ پہونچا بحرین اپنے مقام سے اُٹھی گلچہرہ سے کہا بی جاؤ عرضی قدرت کو پہونچاؤ دیکھین وہ کیا تدبیر کرتے ہین گلچہرہ نکلی کنارے پہ دریا کے ایک پہاڑ تھا اُسپر آکر ٹھہری نشان آمد لشکر شہنشاہ دیکھے آگے تخت پر بادشاہ جمجاہ پایہ تخت پر خونخوار ہاتھ رکھے ہوے ایک طرف فیروزہ بن عمرو جست وخیز کرتا ہوا آتا ہو حیران جمال ہوکر بصورت بادشاہ دیکھنے لگی ایسی مبہوت ہوئی کہ پہاڑ سے کھڑی دیکھ رہی ہو یہ خیال نہین کہ مجھکو بھی کوئی دیکھے گا کہ خونخوار کی نگاہ پڑ گئی خونخوار نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی برسر کوہ کھڑی ہو خونخوار کو خیال ہوا کہ بحرین نے بھیجا ہوگا کارد جو ماری سینے پہ گلچہرہ کے پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری گلچہرہ کا لاشہ زمین پہ گرا

خونخوار نے جو بولی اُسکی مُتولی نامہ انتخاب نکلا اُسکو پڑھکر حیران ہوا کہ کیونکر کہون
انتخاب بیٹی کا پاس ذکر گئی یقین ہو کہ یہ ساحرہ بھی شریک ہو جا سے وہ نامہ لاکر بادشاہ
کو دکھایا عرض کی مین نہ سمجھا تھا کہ یہ ساحرہ فرستادۂ انتخاب ہے ہوا انتخاب نے جمشید سے
عذر کیا ہو کہ مین حاضر نہین ہو سکتی نہین چاہتی کہ سرکار کو منھ دکھاؤن بادشاہ نے
فرمایا دریا سے بحرین سے کل اُتارا ہوگا خونخوار نے عرض کی جسوقت سرکار کو
مناسب ہو اور قصد کیجیے دیکھیین کون سرکار کو روکتا ہو سب منزلین حضور نے طے
کین یہ منزل آخر ہو بادشاہ نے فرمایا شب کو تو اسی مقام پر اُترو صبح کو انشاء اللہ
پار اُترنے کی تدبیر کیجائیگی یہ فرما کر حکم دیا کہ کنارے پر لشکر کے بارگاہ استادہ کرو ہم
اُس بارگاہ مین رہین گے مگر میثاق کو وہ گردان کہ اِس منزل کے حالات سے بخوبی
آگاہ ہو ٹہلتا ہوا لشکر سے نکلا کنارے دریا کے آکر ٹھہرا کہ ایک طرف سے آواز
رونے کی آئی میثاق نے جاکر دیکھا کہ ایک عورت آنکھون سے نابینا چیخین مار
مارکر رو رہی ہو میثاق نے پوچھا کہ نیک بخت تجھپر کیا گذری اُس نابینا نے کہا اے
بزرگ تو کون شخص ہو کہ مجھ محتاج کا حال پوچھتا ہو میری عجب کیفیت ہوگا بحرین جادو
جو یہان کی حاکم ہین مین اُنکی دایہ ہون میری بیٹی ہو گل پیرہن اُسکا نام ہو وہ واسطے
شکار کے گئی تھی راہ مین بادشاہ کو اُسنے دیکھا بہت اُسکو پسند آئے زبان سے
دو رنجیدہ آئی بی بحرین نے پوچھا کہ کیون مزاج کیسا ہو اُسنے اپنا دردمند جان کر
سب حال بیان کیا بحرین بہت خفا ہوئین اُسکے منھ سے نکلا کہ آپ کیون آزردہ
ہوتی ہین جو زیادہ خفا ہو جیے گا تو مین بادشاہ کے لشکر مین چلی جاؤنگی اِس لفظ
پہ بی بحرین ایسی بگڑی ہین کہ اُسکو تو قید کیا ہی اور میری آنکھون پر سحر کردیا کہ مین
نابینا ہو گئی یہ مصیبت ہو ہر چند کہ بی بحرین بھی محبت بادشاہ کا دم بھرتی ہین مگر ظاہر
مین دشمنی ظاہر کر رہی ہین میثاق نے یہ سنکر آنکھون کو دیکھا اور ایک نشتر جیب ولی
سے نکالا پیشانی کا اپنی خون لیکر آنکھون مین اُس دایہ کی پھیرا آنکھین فوراً روشن
ہو گئین اور کہا مجھکو اپنے ہمراہ لے چل مین تیری بیٹی کو بھی رہا کر دون اتنا ہو جاتی

ہو کر جو زبان سے سوزن نکال لونگا تو نکلجاویگی عورت نے کہا لو وہ طاق ہو بی بجرین کے
سحر کرنے کے مقام پر چوکا دیا کرتی تھی میثاق نے صورت اپنی سحر سے تبدیل کی وہ عورت
میثاق کو لیکر چلی راہ مین عورت نے پوچھا کیون ای غریب پرور تمھارا نام ونشان
کیا ہو مجھکو آگاہ تو کرو کہ مین شکریہ ادا کرون میثاق نے کہا ای نیک بخت مین غلام بادشاہ
اسلام ہون میثاق کوہ گردان میرا نام ہو تیرا حال دیکھکر دل بیقرار ہوگیا بجرین کو
کیون ناگوار ہوا عورت نے کہا مزاج ہی تو ہو خلاف گذرا کہ ہماری دایہ کی لڑکی عاشق
ہو کر آئی ہم اسکو قید کرین مگر واری مین نے کیا خطا کی تھی مجھکو دنیا ہی سے کھو دیا تھا
تمکو خدا سلامت رکھے کہ تمنے آنکھین روشن کین ورنہ عمر بھر نابینا رہتی جب کنارے
دریا کے آئے تو عورت سے میثاق نے کہا کہ اب کدھر سے چلین عورت نے کہا یہ
درخت چنار جو کنارے پر ہو اسے اکھیڑ و اسی مین سے راستہ پیدا ہوگا میثاق نے
بزور سحر جو درخت کو اکھیڑا پختہ مہرہ نقب کا ظاہر ہوا میثاق آگے آگے وہ عورت
پیچھے ہو جیسے ہی نقب مین داخل ہوے گوشے سے آواز آئی کہ او جانے والے ذرا
ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا میثاق نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک شیر مثل انسان کے آواز دیتا ہی
میثاق نے جواب دیا کہ بھائی غریبون کو کیون روکتا ہو ایسا نہ ہو تمکو خلاف گذرے
مگر اُس شیر نے پنجہ اُٹھایا کہ میثاق پر حملہ کرون میثاق نے چٹکی خاک کی اُٹھاکر اُس شیر
پر ڈالدی شیر جلنے لگا جلکر خاک ہوا جہان پر گرا وہان پر ایک دروازہ پیدا ہوا
اُس سے آہ آہ کی آواز آتی تھی کوئی دردرسیدہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا تھا نظم

آپ پر جان دین یہ تھا مطلب	ساتھ دم کے نکل گیا مطلب
سُن لے دل خط شوق کا مطلب	کوئی رہ تو نہین گیا مطلب
دل تو جاتا ہو کس کے ہوکے رہین	حسرت آرمان مدعا مطلب
بند کا بند ہی رہا خطِ شوق	قاصد اسکا نہ کچھ کھلا مطلب
کیونکے غیر کیا چھپاے گا دل	جس سے اپنا نہ چھپ سکا مطلب
فرق ہوا او صنم دلون مین تو ہو	میرا تیرا نہین جدا مطلب

صورت شمع ہجر مین پیام وصال | ہم جیے فوت ہو گیا مطلب
لفظ و معنی کا ربط تھا ہر سے | دل سے ہو کسطرح جدا مطلب
مین نے چپکے سے کچھ دعا کی تھی | سننے والون نے سن لیا مطلب
ایک سینہ ہو حسرتین لاکھون | ایک دل ہو ہزار ہا مطلب
وصل کی رات بے وفا نکلا | پڑھ کے تمسے بھی کچھ مرا مطلب
ہون ورد بخود کہون گا کچھ کا کچھ | مجھسے پوچھو تو تم مرا مطلب
عمر بھر ہم قرار دے نہ سکے | دل بیتاب کا ہے کیا مطلب
خود ہی اپنے لکھے کو پڑھکے جلال | کچھ سمجھ تو بڑا ابھلا مطلب

اِسطرح کی صدا ے دردناک آئی کہ میثاق بیقرار ہو گیا کہا کیون نیک بخت یہ کون رو رہا ہی وہ عورت رونے لگی کہا یہ اسی قیدِ دامِ مصیبت کی آواز ہی کہ جسکی آواز مین یہ سوز و گداز ہی میثاق نے کہا پہلے اسکو رہا کر دون تو پھر صحبت بحرین مین چلون وہ عورت دعائین دینے لگی کہتی تھی اے انصاف پسند تو نے وہ احسان کیا ہی کہ عمر بھر دعائین دونگی میثاق اُس دروازے مین داخل ہوا دیکھا ایک عورت نحیف و ضعیف پڑی ہوئی تڑپ رہی ہی ہاتھ پانؤن مین ہتھکڑیان و بیڑیان خانۂ زنجیر مین غل ہی مان کو دیکھکر گھبرا گئی کہا اے مادر مہربان کیونکر آنا ہوا عورت نے جواب دیا کہ بیٹا خدا وزیر اعظم کو سلامت رکھے میری آنکھین روشن کین تمھاری رہائی کو آئے ہین نام رہائی سنکر پانو ملول و حزین تھی یا شگفتہ ہو گئی میثاق نے قریب بیٹھکر ہتھکڑیان و بیڑیان کاٹین زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی زبان سے سوزن نکلی تڑپکر اُسنے زمین مین ٹکر ماری ایک غار پیدا ہوا کہا اے مادر مہربان مین تو اب جاتی ہون لیکن صحبت بحرین مین جاؤن مان نے کہا بیٹا وہ ظالم قتل کر ڈالیگی نہین معلوم کیا سزا دیگی اب تم نکلجاؤ جہان تمھارے مزاج مین آئے وہان جاؤ اور مین تو میثاق کی کنیز ہون اِنھین کی خدمت مین رہونگی گل پیرہن نے کہا احسان تو مجھپر بھی ہوا مین انکی خدمت کرونگی یہ کہکر اُسی غار مین داخل ہوئی زمین کو کاٹتی ہوئی نکلی تڑپ

ایک کوہ کے پہونچی نظر اُٹھا کر کوہ کو جو دیکھا کہ مقام سرسبز و شاداب ہے کوہ لاجواب ہے
ایک نخل کے سایے مین گل پیرہن بیٹھی ہے بیثاق نے اُس عورت سے کہا کہ اب تو
تمھاری بیٹی رہا ہو گئی کنارے پر صحرا کے پہاڑ ہے اُسی پر جا کر بیٹھی ہے تم بھی اُسی مقام پر
چلو بیٹی کے پاس ٹھہرو مین صحبت بحرین کا ملاحظہ کر کے آتا ہون عورت نے کہا ای فرزند
مین ساتھ رہون بیثاق نے کہا کوئی ضرورت نہین یہ کہکے اُس عورت کو رخصت کیا
آپ نقب کو طی کرتا ہوا چلا جب کنارے پر نقب کے پہونچا ساز کی آواز کان مین آئی
اور محفل مین کچھ باتین ہو رہی ہین قہقہے پڑ رہے ہین چپکے قہقہے سُنکر بیثاق داخل
صحبت ہوا دیکھا بڑا وسیع دالان ہے مسند پر بحرین بیٹھی ہے گرد نازنینان مہ جبین
و مہ جبینان مہر تمکین اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین یکایک آسمان پر سے [illegible] بحرین نے
کہا لو شداد جادو آتا ہے صاحبو تمنے کچھ سُنا یہ بھڑوا جب مجھے ملتا ہے تو لگاوٹ کی باتین کرتا
ہے مین نے ہمیشہ جواب سخت دیے تو مجھے بہت بیزار ہے یہ ذکر تھا کہ تخت آکے اُترا
شداد جادو داول سامنے بحرین کے آیا جھک کر سلام کیا بحرین نے پوچھا کہ ای
دوست صادق کہان سے آتے ہو اور کہان جاتے ہو شداد ہنس پڑا کہا ای
ملکہ اسوقت باغ مین اپنے بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا اور تمھاری تصویر ہر وقت میری
نگاہون کے سامنے رہتی ہے آسکو جو دیکھا دل پر چھری پھر گئی خواہش ہوئی کہ چلکر
تجھسے ملاقات کرین شاید اپنے عاشق پہ رحم کرے بحرین نے کہا ای شداد تمنے اکثر
ایسی باتین کہین مگر ہمنے تمکو جواب دیدیا کہ ہمسے ایسا خیال نہ رکھنا اسبکی [illegible] جسدن
ملاقات خداوند کو جاؤنگی پہلے یہی ذکر کرونگی یقین ہے کہ تمہاری بات کو بھی ناگوار ہو
ضرور فرماوینگے کہ شداد سے تمسے کیا واسطہ شداد نے کہا ای ملکۂ عالم چاہے میرا
سر کٹ جاوے مگر آج تو طالب وصل ہو کر آیا ہون مجھکو محروم نہ کیجیے پہلو مین جگہ دیجیے
یہ کہکر اپنے مقام سے بڑھا چاہا جا کر مسند پر بیٹھ جاؤن بحرین اُٹھ کھڑی ہوئی کہا ای
شداد دیکھو ہوش مین آؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ شداد نے ہاتھ بڑھائے کہ گلے
مین ہاتھ ڈالدون اور قدمون کو بوسہ دون بحرین کو بہت ناگوار ہوا ہاتھ شداد کا

جھٹک کر ایک تمانچہ مارا اور کہا او بے ادب قاعدے سے نہین بیٹھتا گستاخی کرتا ہی میری اور تیری کیا مناسبت ہی بھلا میرا اور تیرا کیسے ساتھ ہو سکتا ہی الگ بیٹھ شداد نے جو سر محفل تمانچہ کھایا تو اسکے کی آواز ہوئی بہت شرمایا غصے مین آکر جیب مین ہاتھ ڈالا ڈبیہ خاک قبر جمشیدی کی نکالکر کھولدی بحرین لڑائی زبان بند ہو گئی شداد نے کمر مین پنجہ دیا اسوقت بحرین کی زبان سے اتنا کلمہ نکل گیا کہ ارے کوئی ایسا نہین ہو کہ مجھکو اس ظالم کے ظلم سے بچالے میثاق اپنے مقام سے اٹھا بحرین کی زبان بند ہی مگر آنکھین کھلی ہوئی ہین اگرچہ پتھرا گئی ہین مگر دیکھ رہی ہی نگاہ پڑی ایک جوان معقول گوشے سے اٹھا اور اُسنے کارد ماری شداد جادو مارا گیا مرتے ہی شداد کے بحرین کو ہوش آیا قریب بلایا کہا او جوان تو کون ہی میثاق نے آگے بڑھکے کہا منم غلام سعد شہریار میثاق کوہ گردان میرا نام ہی بحرین نے پوچھا آپ کے تشریف لانے کا کیا باعث ہوا میثاق نے بیان کیا کہ دایہ تمھاری مادر گل پیرہن جنگل مین رو رہی تھی مجھسے یہ خطا ہوئی کہ مین نے اسکا عوا آتارا آنکھین اسکی بینا ہوئین وہانسے آکر گل پیرہن کو رہا کیا تمھاری محبت کا مشتاق تھا شریک صحبت ہوا کہ یہ بے حیا آگیا اسکی قضا میرے ہاتھ سے تھی مین آپ کا ہوا خواہ ہون یہ سنکر بحرین نے سر جھکا لیا اور کہا او میثاق مین بھی مشتاق تھی کہ کوئی ذریعہ پیدا ہو تو بادشاہ کی شریک ہون مگر کوئی باعث نہ نکلتا تھا تم ایسا رفیق خیر خواہ اُنکا ملا اب مجھکو خدمت مین شہریار کی لے چلو میثاق کہ بحرین پر عاشق ہو چکا ہی دل تڑپ رہا تھا اور قلب پھڑک رہا تھا بے اختیار یہ منھ سے نکل گیا

قطعہ

کونسا دام نہان تیغ کے جامے مین نہین	پیچ ایسا بھی کوئی ہی کہ عمامے مین نہین
رنگیا پردہ مری جامہ دری کا او عشق	یون جنون مین ہون نہ خود رفتہ کہ جامے مین نہین
وحشت کا شکوہ لکھا ہی کہ عدو کا یہ نہ پوچھ	نامہ بر نام کسیکا مرے نامے مین نہین
پیرہن چاک کیا مین نے بہار آتے ہی	بوے گل ہون کہ ابھی تھا ابھی جامے مین نہین
ایک سان برہمن و شیخ ہین عشق بت مین	فرق کچھ دونکی پگڑی مین عمامے مین نہین

نامہ بر یار سے کس بات کا لائیگا جواب	حرف مطلب ابھی دل ہی میں ہیں نامے میں نہیں
بانکپن اپنا لکھیں یار کو کیا خط میں جلال	خاک ہم نوک کی ہیں نوک ہی خامے میں نہیں

بحرین نے سر جھکا لیا کہا اے میثاق تم ہمارے جان بخش ہو یہ مقدمہ خاص اسیواسطے ہوا کہ سبب پیدا ہو گلبدن کہاں گئی میثاق نے کہا گلبدن کون کہا وہ کنیز جو نابینا ہو گئی تھی گل پیرہن کی ماں میثاق نے آواز دی کہ اے گلبدن سامنے آ جا اب خوف نہ کر وہ عورت جو نابینا ہوئی تھی سامنے آ کر بحرین سے لپٹ گئی بحرین نے کہا تم تو میری مادر مہربان ہو میری خطا معاف کرو گلبدن نے کہا واری یہ تمہید ہونے کو تھی کہ کہاں تو میثاق طلایہ دے رہے تھے میری آواز سنکر آئے یہاں یہ افتاد ہوئی اب میں بہت رضامند ہوئی کہ میں بھی شریک مسلمانان ہوئی اور مالک میری شریک ہوئی اب البتہ بہ آسانی بادشاہ دریا سے گذر جاوینگے پھر کہا گل پیرہن کو تلاش کرو میثاق خیال کر کے ہنسا کہا وہ قریب لشکر اسلام پہونچ چکی خونخوار جو نکلے انکی نگاہ پڑ گئی انھوں نے اسکو بلا لیا اب وہ خدمت شاہ میں پہونچی باتیں کرتی ہی اور یہاں کا ذکر ہو رہا ہی خونخوار نے اسکو اپنے قبضے میں کیا اور یہ کہہ رہی ہی کہ میثاق بھی آتے ہونگے بحرین نے کہا اب آپ جائیے میں کشتیاں درست کرتی ہوں بادشاہ کا آنا دریا سے کرائیے جزیرۂ انتخاب میں کھل بل پڑ جائیگی اے وزیر اعظم میری شرکت ایسی نہیں ہی کہ کسی کو خبر نہ ہو میثاق نے کہا بسم اللہ آپ تدبیر کیجیے میں جا کر شاہ کو لاتا ہوں بحرین اسی وقت اٹھی دریا پر آئی آواز دی کہ اے نہنگ جادو کشتیاں تیار کر دریا میں کشتیاں اور زورقیں پیدا ہونے لگیں میثاق تو بحرین سے رخصت ہوے خدمت شاہ سعد میں آئے دیکھا خونخوار گل پیرہن پر لٹو ہیں گل پیرہن بھی ساتھ ہوئی بادشاہ بجاہ سوار ہوے تمام لشکر میں ذکر ہونے لگا کہ میثاق نے بڑا کار نمایاں کیا سمجھے تھے کہ دریا سے بحرین پر بڑی لڑائی پڑیگی مگر بے لڑے بھڑے دریا قبضے میں آیا سعد آ کر سوار ہوے کنارے دریا کے بحرین صف جمائے کھڑی ہیں اول سب کے بادشاہ نے کشتی میں قدم رکھا سب سردار اور افسر سوار ہوئے

لگے مگر سعد شہریار جس کشتی پر ہیں وہ کشتی سب کے آگے ہی گرد سرداروں کی کشتیاں
جس کشتی پر خونخوار سوار ہوئے اُسی کشتی پر گل پیرہن بھی ہی گلبدن نے جو دور سے
بیٹی کو دیکھا کہ خونخوار کے ساتھ ہی بہت خوش ہوئی بحرین سے کہ رہی ہی کہ حضور کیا
اقبال پروردگار نے عطا کیا کہ میری دختر گل پیرہن اُسکے ساتھ ہی میری تقدیر کہ بادشاہ
حوالی طلسم میری دختر پر مائل ہوئیں کیونکر نہ فخر کروں بحرین کہ رہی ہی کہ بادشاہ ہمارے
بخیر و عافیت نکلجاویں تو روح کو راحت اور قلب کو قوت ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان
پر ابر سیاہ پیدا ہوا بحرین نے جو ابر کو دیکھا گھبرا گئی کہا اے شہریار لوح محفوظ وغیرہ
سے ہوشیار رہیے گا سب سردار ہوشیار رہیں کہ وہ ابر آکر پھٹا اور نعرہ ہوا کہ مَیں
جمشید ثانی آنتے ہی ایک برق گری کہ کشتی شاہ کی ٹوٹی شاہ دریا میں گرے اور
شناوری کرنے لگے کہ ایک نہنگ دریا سے پیدا ہوا بادشاہ نے چاہا اس سے بچیں
ایک وار بھی تلوار کا کیا مگر اُس نہنگ نے قریب آکر دم کھینچا بادشاہ کو نگل گیا
میثاق و خونخوار نے کیسی کیسی برقیں نہنگ پر گرائیں مگر وہ تو نہنگ لاولا تھا
کسی برق کو نہ مانا اور بادشاہ کو نہ چھوڑا جب بادشاہ غائب ہوئے تو کل کشتیاں
ٹوٹنے لگیں بحرین نے جمشید ثانی کو دیکھا چاہا بھاگ جاؤں مگر جمشید تڑپ کر گرا
بحرین کو بھی اُٹھا لے گیا لشکر بحرین میں تلاطم ہو گیا رو رو اب غضب ہوا تقدیرات
ہم سب کے دشمن ہوئے جمشید سب کشتیاں توڑ کر اس خیال سے کہ یہ سب ڈوب
جاویں گے غرق دریا سے فنا ہو نگے بحرین کو لیکر روانہ ہو گیا چلتے وقت اُسنے
آواز دی کہ اے دریا سے بحرین ان سب کو مہلت نہ دینا میثاق و خونخوار اُنکو بکل
سحر کے نکلے لیکن بحرین بیہوش و مدہوش ہی جمشید ثانی لیے ہوئے بحرین کو جاتا
ہی کہ قریب کوہ لالہ زار پہونچا لالہ زار جادو بالک کوہ جلسہ آراستہ کیے بیٹھی ہی
گانا ہو رہا ہی جمشید نے سر جھکا کر دیکھا کہ لالہ زار کا جلسہ آراستہ ہی اور لالہ زار مسند
پر بیٹھی ہی جمشید ثانی کو جو آتے ہوئے دیکھا مسند سے اُٹھی جھک کر سجدہ کیا اور
یکبارگی آواز دی کہ یا خداوند آئیے جمشید تو عیش پسند ہی ناچ گانا جو دیکھا لالہ زار

ایک حسین جادوگرنی ہاتھ اٹھائے گٹھری ہر بلا رہی ہو اترآیا بحرین کو سامنے ڈالدیا
آپ تخت پر بیٹھا لالہ زار نے پوچھا یا خداوند بحرین نے کیا خطا کی جو مستوجب سزا
کی ہوئی جمشید نے سب حال بیان کیا کہ اِسنے غضب کر دیا دریائے بحرین کہ ابتدائے
طلسم سے جاری ہو اُس سے طلسم کشا کو اُتار دیا ہر چند کہ مین نے جاکر سب کشتیان
توڑ ڈالین سب کو ڈبو دیا نہنگ دریانشین طلسم کشا کو بھی لے گیا مگر خوف یہ ہو کہ گلے
مین اُنکے لوح محفوظ ہو ایسا نہ ہو ہوش آجائے اور نہنگ دریانشین پر کوئی اُفتاد
پڑے یہ ذکر کر رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا نہنگ دریانشین اُسی صورت پر
اُترتا ہوا آیا جمشید کو دیکھکر اُترا بادشاہ کو منھ سے اُگلا سعد اُسی طرح بیہوش ہین
جمشید نے کہا اے لالہ زار کیا کرون طلسم کشا کیونکر قتل ہو لالہ زار نے کہا اب تو
آپ کے قبضے مین ہین قتل کر ڈالیے کریہ ہنگامہ مٹے حیران ہون کہ شاہزادیون کو
کیا ہو گیا گویا مشتاق بیٹھی تھین کہ طلسم کشا کے آتے ہی سب کے دل اُلٹ گئے
جمشید نے کہا اے لالہ زار ذرا بادشاہ کے قریب تو جاؤ جمال بے مثال کو تو دیکھو
لالہ زار تخلق ہوئی قریب نہنگ آئی بادشاہ کو دیکھا بیہوش پڑے ہین لیکن چہرہ
آفتاب عالمتاب لوح محفوظ گلے مین جمال شاہ دیکھکر لالہ زار مبہوت ہو گئی کہا یا
خداوند حقیقت مین ایسے جوان کا قتل ہونا مقام تاسف ہو جمشید ثانی نے کہا اے
لالہ زار اگر یہ زندہ بچا تو ہماری تمھاری سب کی خرابی ہو لالہ زار نے کہا مین تو
نہ عرض کرونگی کہ اِنکو قتل کیجیے لالہ زار و جمشید آپس مین باتین کر رہے ہین ہوا جو
چلی بادشاہ کو ہوش آیا سر اُٹھا کر دیکھا جمشید تخت پر بیٹھا ہو ایک طرف بحرین
بیہوش پڑی ہو جمشید کہہ رہا ہو کہ بادشاہ کو قتل کرو لالہ زار جلادون کو منع کر رہی ہو
کہ خبردار حاضر نہ ہونا جمشید خود تیغ پکڑ کے اُٹھا کہا اے لالہ زار تمھاری چشم و ابرو
سے معلوم ہوتا ہو کہ بادشاہ پر مائل ہو گئین لالہ زار نے کہا یا خداوند مین تو اُنکی
قدرت کی قائل ہون کہ کیا کیا قدرت نمائی کر رہے ہین مگر طلسم نوخیز وہ طلسم ہو کہ
کوئی اُسے شکست نہین کر سکتا لاکھ کد و کوشش کرین آخر مین ناچار ہونگے جو شاہزادیان

شریک ہوگئی ہین وہ بھی اطاعت کرینگی جمشید یہ باتین سُنکر خوش ہوگیا ہمیشہ سے یہ تو
خوشامد پسند ہی ہو مگر لالہ زار اِس فکر مین ہی کہ بادشاہ کو کیونکر رہا کرون ہر مرتبہ بڑھ کے
خوشامدین کرتی ہی کہ یا خداوند آپ کے جاہ و جلال بڑھین گے کون آپ سے بھلا مقابلہ
کرسکتا ہی کہ بحرین بھی ہوشیار رہو ایک کنیز نے قریب آکر کہا کہ یا خداوند رات کو
تو عجب سیر کہ گذرا مین سورہی تھی کہ دیدۂ بصیرت وا ہوئے میرا گذر آسمان پر ہوا
مین نے آپ کو دیکھا کہ آپ تخت پر بیٹھے ہین اور گرد ہزارہا فرشتے زمرد و یاقوت کے
پر حوران جنان سر پہ مگس رانی کر رہی ہین آپ نے مجھکو قریب بلایا اور گلے پر پنجے
ہاتھ رکھا فرمایا کہ ہم تمکو علم موسیقی دیتے ہین اُسوقت سے عجیب حال ہی کہ راگنیان
صورت دکھاتی ہین ہر مرتبہ یہی اشارہ ہی کہ اپنا کمال قدرت کو دکھاؤ ذرا میرا گانا تو
سُنیئے یا تو جمشید کو غصہ تھا یا اُس کنیز کی باتون پر مفتون ہوگیا کہتا تھا اری میری بندی
خاص الخاص تم خواب بھول گئین ہمنے خواب مین کچھ ارادہ بھی کیا تھا کچھ بوس وکنار
سے بھی پیش آئے تھے کہ تم خواب سے بیدار ہوئین کنیز نے کہا ہان خداوند آپ
سچ فرماتے ہین مین چونک پڑی اور ڈر کر بھاگ گئی مگر اے خداوند اُسوقت اُسبات کا
کیا ذکر وہ وہ عجائب و غرائب دیکھے کہ جنکا بیان امکان سے باہر ہی بندی کا تو کیا ذکر
قدرت خود نہین اظہار فرماسکتے مگر قدرت نے اپنی صورت کو نہ تبدیل کیا اس مین
کیا بھید ہی کہ کبھی کی ڈانٹ معلوم ہوتے ہین یہ کہکر گنگنائی اور یہ اشعار عاشقانہ بآواز
بلند جمشید کو سُنانے لگی

نظم

شکوہ یہ پیر مغان تجھسے ہی میخوارون کو — آنے دیتا نہ تو میخانے مین ہشیارون کو
غیرت عشق نے کانٹون مین گھسیٹا مجھکو — لگیئے غیر گلے سے جو ترے یارون کو
ناامید اہل خرابات نہین رحمت سے — بخشدیگا وہ کریم اپنے گنہگارون کو
تمکو غیرون سے ہی صحبت جو شب و روز تو ہم — پیار کرلین گے کہین ہم بھی طرفدارون کو
نخل قامت ہی ترے سنبل ہی تو گیسو شاخین — منہ کو غنچہ کہین اور گل ترے رخسارون کو
گھر ترا گلشن فردوس ہی اے رشک چمن — حور و غلمان کہین کیونکر نہ پرستارون کو

کیجے صیاد کی بیرحمی کا شکوہ کس سے
موسم گل ہی مین بے پر کیا پروازون کو

نقد دل لیکے وہ ہو جائین نہ کیون بے پروا
کبر مفلس سے ہوا کرتا ہی زردارون کو

قصد اُس یوسف ثانی کا ہی اب جانب مصر
وہ خبر یوسف کنعان کے خریدارون کو

ابرو آنچل مین دوپٹے کے چھپانا ہی بجا
ترک کیا میان مین رکھتے نہین تلوارون کو

سدّرہ ہوتا ہی دربان جو دربانان پر
پھاند جانا ہمین آسان ہی دیوارون کو

قُم باذنی مرے حق مین ہی صدا جان بخش
سنکے جی اٹھتا ہون پازیب کی جھنکارون کو

شب فرقت مین کسی رشک قمر کی رعنا
شام سے تا بہ سحر گنتے رہے تارون کو

یہ غزل گا کر کنیز نے جمشید کو ایسا محظوظ کیا کہ جمشید یا تو تلوار کو ٹیک کر اٹھتا یا کہا اے چمن آرا کیا خوش آواز ہی اور آواز مین سوز و گداز ہی اپنے ہاتھ سے ایک جام بھی پلا دے چمن آرا سے نقلی نے کہا یا خداوند یہ کمال بھی آپ نے مجھکو دیا ہی رات کو میرا سینہ کمالون سے بھر گیا یہ کہکے جام لبریز کیا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی گاتی ہوئی سامنے جمشید کے آئی جام پیش کیا جمشید نے کچھ خیال نہ کیا جام پی گیا جام پیتے ہی باتین غرور کی کرنے لگا چمن آرا نے دورہ باندھا مگر لالہ زار کو جام نہ دیا لالہ زار نے کہا کہ اے چمن آرا کیا ہم شراب نہین پیتے کنیز نے اشارے سے منع کیا کہ آپ نہ نوش فرمایئے لالہ زار حیران ہی کہ چمن آرا کیون منع کرتی ہی مگر خاموش ہو گئی چمن آرا سے نقلی نے تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی جمشید نے بیٹھے بیٹھے کہا اے چمن آرا مین آسمان پر جاتا ہون تم بھی چلوگی تمکو حورون مین داخل کرونگا چمن آرا نے عرض کی اے خداوند آپ چلیے مین بھی آتی ہون جمشید مسند سے اٹھا اٹھتے ہی ڈگمگا کر گرا کل اہل محفل بیہوش ہوے چمن آرا نے نعرہ کیا کہ منم فیروزہ بن عمرو اے لالہ زار اسی واسطے تمکو منع کیا اب بادشاہ کو رہا کر لو بادشاہ اُٹھے بحرین کو بھی ہوش آیا بحرین نے اُٹھتے ہی کہا اے شہریار آپ کے عیار نے کمال کیا اب نکل چلیے بادشاہ کوہ سے کودے بحرین اُڑتی ہوئی سر پر اُسوقت قریب دریا پہونچے کر دیکھا ساتھ والے ڈوب رہے ہین مگر شناوری مین مصروف ہین بادشاہ نے آتے ہی لوح محفوظ کا جو عکس ڈالا دریا مین غراٹا ہوا

مچھلیان مرنے لگین ہزار ہا مچھلیان پانی پر تیر رہی ہین کہ بیشاق وخونخوار جو کنارے
پر تھے انھون نے سحر کیا کل فوج صحیح وسالم دریا کے پار ہوگئی مگر لالہ زار نے وہان
جمشید ثانی کو ہوشیار کیا کہا یا خداوند آپ آسمان تک نہ پہونچے جمشید نے پوچھا
بادشاہ وبحرین کہان گئے لالہ زار نے کہا اسی کوہ مین مخفی ہوئے مین دیکھ رہی تھی
کہ جب آپ بیہوش تھے تو کوہ نے منھ کھولا بادشاہ وبحرین کو دہن مین لے لیا یہ حال
سنکر جمشید بہت خوش ہوا پہاڑ پر ہاتھ رکھا کہتا تھا اے کوہ فلک شکوہ تو میرا پیدا کیا
ہوا ہو تو نے اطاعت کی مگر تعجب کرتا ہون کہ مین بیہوش ہوا کوئی نگہبان نہ آیا یہ ذکر
تھا کہ زمین کوہ پھٹی ایک پتلہ فولادی سر نکالکر سامنے آیا کہا یا خداوند مین موجود تھا
مگر مین دیکھ رہا تھا کہ لالہ زار آپ کی اعانت کریگی جمشید شرما کر اٹھ گیا طرف طلسم کے
روانہ ہوا اثناے راہ مین کوہ مرآت پر پہونچا دیکھا مرآت آئینہ نما پہاڑ پر بیٹھی
ہو ایک آئینہ بڑا سا سامنے لگا ہو اسکو دیکھکر ہنس رہی ہو اور کہتی ہو کیا خداذہین
کہ عیارے کے فقرے مین آگئے لوا جتو یہان آتے ہین بادشاہ وبحرین رہا ہوے
لشکر کو اتار رہے ہین کہ سر اٹھا کر جمشید ثانی کو دیکھا کہ طرف کوہ مرآت کے متوجہ
ہوا ہو مرآت آئینہ نما نے اٹھکر سجدہ کیا اور کہا یا خداوند آئیے جمشید آکر بیٹھا اور
آئینے پر نگاہ ڈالتے ہی حیران ہو گیا صاف صاف دیکھا کہ لالہ زار جادو اسباب
وغیرہ لدوا رہی ہو کہتی ہو نکل چلو انتخاب سے مقابلہ پڑیگا یقین ہو بادشاہ تابہ گنبد
جادو پہنچ جمشید نے جو یہ معرکہ دیکھا کہا مرآت آئینہ نما جلد جاؤ لالہ زار کو گرفتار کرلاؤ
اس مکارہ نے بڑا دھوکا دیا کہ کچھ بھکہ نہ پڑا مرآت نے کہا یا خداوند آپ کی
غفلت سے یہ طلسم برباد ہو رہا ہو جمشید نے کہا اے مرآت یہ خیال نہ کر اس طلسم پر
کوئی قبضہ نہین کر سکتا یہ وہ طلسم ہو کہ سامری وجمشید اس مین رہے اپنے زمانۂ
دولت تک عیش وجیش کیا کیے یہانتک کہ بد دولت کی خدائی کا وقت آیا جو کچھ
مسلمانون سے ہو سکے کوشش کرین مگر یہ مجال نہین ہو کہ مجھپر ہاتھ ڈال سکین صدہا
نگہبان ہین مگر لالہ زار جادو تیاری کر رہی ہو کہ اب مین نکلجاؤن خدمت شاہ سعد

مین پہونچون مگر مرآت آئینہ نما بحکم جمشید اُٹھی آئینہ ہاتھہ مین لیا چمکاتی ہوئی چلی یہان
لالہ زار سوار ہوگئی مگر انتخاب جادو کو خبر پہونچی کہ بحرین شریک ہوگئی بادشاہ بھی
دریا سے اُتر آسے خود خداوند آئے تھے مگر کچھہ نہ کر سکے حکم دیا ارسے کوئی ایسا ہو کہ
جاکر بادشاہ کو روکے سمنبر جادوگر ساحرہ ہوشیار ہو اُسنے کہا اگر مجھکو حکم ہو تو گرفتار
کرلاؤن خاص بادشاہ پر جاکر گرون لوح محفوظ رکھی رہجاے مگر مین اُٹھا لاؤنگی پینگر
انتخاب نے کہا او سمنبر بہت سمجھکر سحر کرنا سمنبر نے کہا آپ دیکھیے مین کیا کرتی ہون
آپ میدان خونی کی تیاری کیجیے مین طلسم کشا کو لاتی ہون جاتے ہی وہ جنگ کرون
کہ سب کو عاجز کردون خونخوار و میثاق کیا ہین دونون کو دیوانہ کرکے مارون یہکہکر
چلی ساٹھہ ہزار ساحر انتخاب نے ساتھہ کیے یہان بادشاہ کی بارگاہ فلک اشتباہ
ایستادہ ہو رہی ہی میثاق و خونخوار انتظام مین معروف ہین کہ زمین کا پتی سمنبر مع
ساحران مذکورہ آکر پہونچی خونخوار نے چاہا بڑھکر روکون کہ سمنبر نے آواز دی او
ولد الزنا اش لینا جانے نہ پاوین جیسے ہی خونخوار بڑھا کہ نخل سے آواز آئی او شہنشاہ
مجھکو قید سے چھڑا لیجیے ورنہ میری جان جاتی ہی خونخوار نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک
نازنین مہ جبین نہایت حسین نخل سے بندھی ہی غل مچا رہی ہی خونخوار نے پلٹ کر
کہا کہ او حسین و جمیل کسنے تجھپر یہ بدعت کی یہ کیا حالت ہوئی اُس نازنین نے کہا
آپ جایئے مجھ سوختہ بخت کا حال نہ پوچھیے مین یہین کی رہنے والی ہون ایک زنگی
آدمخوار گرفتار کر لایا باندھکر مجھکو کہ گیا ہی کہ آگ لاکر روشن کرون تو تیرے کباب
لگاؤن مین راضی ہون کہ وہ آکر جلا دے مگر آبرو مین فرق نہ آئے یہ ذکر ہو رہا تھا
کہ خونخوار نے دیکھا ایک زنگی سیاہ رو آدمخوار کچھہ لکڑیان ہاتھہ مین لیے ہوسے
آگ سلگاتا ہوا آتا ہی خونخوار نے پکار کر پوچھا کہ او ظالم ایسی معشوقہ پر یہ بدعت
زنگی نے کہا حسین آدمی کا گوشت مزے کا ہوتا ہی مین کیونکر یہ تدبیر نہ کرون بھائیون
نے کہا تھا کہ ہمکو بھی ساتھہ لے چلو مین نے نہ مانا اور یہ جواب دیا کہ کباب لگا کے
لاؤنگا خونخوار نے تلوار کھینچی پکار کر کہا او بدعت پسند بڑا مغرور ہی ہم ہین اپنے سامنے

قتل نہ ہونے دونگا پلٹ جا ورنہ مارا جائیگا اُس زنگی نے لکڑیان پھینکدین اور تلوار کھینچی زنگی بھی برابر آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر خونخوار نے جھکائی دیکر ہاتھ مارا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے جھونکا ہوا کا چلا کہ لاشہ زنگی کا اُڑ گیا خونخوار زنگی کو مارکر قریب اُس نازنین کے آیا کہا اے جان جہان وا اے آرام دل عاشقان مین نے دشمن کو تیرے مارا اب تجھے رہا کرتا ہون مگر امیدوار ہون کہ میرا وصل قبول کر اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو بھرکر کہا کہ مین خود تیر مائل ہون خونخوار نے یہ جواب سُنکر اُسکو رہا کیا اُسنے ہاتھ تھام کر کہا یہان سے قریب میرا باغ ہے وہان آپ تشریف لے چلیے تو آپ کو فرحت حاصل ہوگی خونخوار بلا تکلف ساتھ ہوے اور وہ نازنین ہمراہ لیکر چلی میثاق نے بہت پکارا کہ اے بادشاہ عالی جاہ آپ کہان جاتے ہین یہ مقدمہ فریب ہے مگر خونخوار نے کچھ جواب نہ دیا ساتھ اُس نازنین کے چلے جاتے جاتے کوئی کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا لپٹین خوشبو کی آرہی ہین وہ نازنین خونخوار کو ساتھ لیکر چمنستان مین پھرنے لگی ہر نخل کے نیچے آکر کہتی ہے کہ اے خونخوار پھل کھاؤ کہ جوانی کا پھل ملے خونخوار ہاتھ بڑھاتے ہین مگر ثمر تک ہاتھ نہین پہونچتا بعد روانہ ہوجانے خونخوار کے اب تو سمنبر بے اطلاع آپکی میثاق کی فکر مین ہے میثاق گھوڑا دوڑا کر طرف سمنبر کے چلے کہ ایک آہو سامنے سے آیا آہو نے آکر میثاق کو آنکھین دکھائین وہ آنکھین گردش کرتی ہوئین آہو تھوتھنی کو اُٹھا کر سامنے سے بھاگا میثاق نے گھوڑا بڑھایا آگے آہو جاتا ہے تعاقب مین میثاق اُسی باغ مین جا کر آہو نے میثاق کو پہونچایا آہو تو غائب ہوگیا میثاق نے دیکھا کہ خونخوار ٹہل رہے ہین اُس معشوق کی شمع جمال کے پروانہ جسطرف جاتی ہے جاتے ہین یہ بلا عذر اُسکے ساتھ پھر رہے ہین حباب چشم اشارے کرتے ہین کہ اِدھر نہ آؤ موج مین رہوگے پناہ پانی مشکل ہوگی آبرو کو بچاؤ اگر ہوسکے تو باغ سے نکل جاؤ مگر خونخوار ایسے مبہوت ہین کہ کسی امر کا خیال نہین کرتے کہ میثاق بھی قریب آیا کہا اے شہنشاہ چلیے لشکر بادشاہ کو سمنبر پامال کر رہی ہے یہ سُنکر

خونخوار نے منھ پھیر لیا کہا ای میثاق ہمکو بادشاہ سے کیا کام ہے ہمارا تمھارا نام ہے تم یہان
کیون آئے جاکر ہمنبر سے لڑو میثاق نے کہا ای خونخوار مزاج کیسا ہے آپ اسوقت کیسی
باتین کرتے ہین ہم دل وجان سے بادشاہ کے طرفدار ہین ایسا نہ ہو کہ آخر کوئی افتاد پڑے
تو ہم تم بھی مبتلا ے مصیبت ہونگے یہ باتین آپس مین ہو رہی ہین مگر وہ نازنین منع کرتی ہے
کہ ای میثاق تم کیون دراندازی کرتے ہو اپنا کام کرو ایسا نہ ہو کہ کسی بلا مین مبتلا ہو
خونخوار کہتے ہین ای میثاق یہ سچ کہتی ہے تم دخل نہ دو اور سیدھے چلے جاؤ ایسا نہ ہو
کہ کوئی درخت پھٹ پڑے اور تمھارا نقصان کرے میثاق نے کہا مجھے سب گوارا ہے
لیکن تمھارا یہان رہنا قبول نہین چلکر بادشاہ کی مدد کرو یہ سنکر اُس نازنین نے
ایک نخل کے سائے مین لاکر دونون کو ٹھہرایا اُس نخل کی جو ہوا لگی میثاق کا بس چہرہ
سرخ ہوگیا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا یہ اشعار زبان پر لایا نظم

مین پاؤن سے سر ہوا کسطرح وہان کی خبر ۔۔۔ ہیمبرون کو نہ ای دل ملی جہان کی خبر
وہ دل مین رہتے ہین پر درد لیے کام نہین ۔۔۔ یہ کیا غضب ہے مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا ۔۔۔ مکین کو خاک نہین اپنے اپنے مکان کی خبر

اسطرح ان اشعار کو پڑھکر میثاق خوب رویا کہا ای مہ جبین مین تیرے ساتھ ہون
خونخوار نے کہا ای میثاق ایسے کلمے نہ کہو مجکو شاق گذرے گا میثاق نے کہا مین تو
اسیر عاشق ہون آپس مین تکرار ہونے لگی خونخوار کا قول ہے کہ مین نے اسکی محبت
مین گھر بار چھوڑا میثاق کہتے ہین مین نے بادشاہ کی محبت سے منھ موڑا بدعت
سنگ عشق نے شیشۂ دل توڑا یہانتک تکرار ہوئی کہ دونون نے تلوارین کھینچین
قریب ہے کہ تلوار چلے مگر لالہ زار جادو جو کوہ سے روانہ ہوئی اڑتی ہوئی آتی تھی اس نے
دور سے دیکھا کہ میثاق وخونخوار آپس مین لڑا چاہتے ہین یہی جستجو ہے کہ ایک کو ایک
قتل کرے خونخوار کا میثاق دشمن اور میثاق کا خونخوار رہزن جس درخت کے
نیچے کھڑے ہین غنچے چٹک رہے ہین پھولون نے آنکھین کھولدین پتے خنجر بران اور
شاخین شمشیر آبدار ہین سے دھوان نکل رہا ہے ملکہ لالہ زار کہ گذر اُسکا اسطرف سے ہوا

یہ حالت دیکھکر اسنے کئی مرتبہ للکارا کہ اے میثاق وخونخوار یہ کیا جہالت ہے کسی نے جواب
نہ دیا لالہ زار تڑپ کر گری نخل کو قلم کیا ہاتھ ہلایا کہ برق جستہ وگری اُس نازنین کے دو
ٹکڑے ہوئے میثاق وخونخوار ہنسنے لگے سارے باغ مین آگ لگ گئی نخل جل جلکر
گرے مینہ مین غراٹا مارکر خشک ہوگئین لالہ زار نے جب اُس نازنین کو مارا خونخوار
ومیثاق کو ہوش آگیا کہتے تھے اے مہربان تونے بڑا احسان کیا اب چلو چلکر دیکھین
کہ سمنبر کے سحر نے کیا قیامت برپا کی لالہ زار تو جاکر ابر مین چھپ گئی مگر ابر جاتا ہے نیچے
ابر کے میثاق وخونخوار تلوارین کھینچے ہوئے آپس مین صلاحین کرتے ہوئے
کہ خداوندا ہمکو عین وقت پر پہونچا کہ ہم بھی مطلب سے کامیاب ہون اگر ایسا ہوگا
تو بہت محجوب ہونگے یہان وہ وقت ہے کہ سمنبر نے سحر کر کے سب شاہزادیون کو
بیکار کیا وہ سرے سحر مین سرداران نامی وپہلوانان گرامی کو آپ سے باہر کیا مگر
بادشاہ کو دیکھا کہ لڑتے ہوئے آتے ہین یہ دیکھکر ارادہ کیا کہ بادشاہ سے شعبدہ
کر کے لوح محفوظ لے لون اور پھر گرفتار کر لون ارادہ ہے کہ جھولی پر ہاتھ ڈالے
اور کچھ اشیاے سحر بہا سے شعبدہ نکالے کہ میثاق وخونخوار آکر پہونچے دور سے
دیکھکر سحر کیا کہ جو سحر مین گرفتار تھے اُنکو ہوش آیا لالہ زار چمک کے فوق پر جا پڑی
ہر طرف سحر ہونے لگے مگر سمنبر بھی بلاے روزگار ہے خونخوار کے سحر کو روک رہی
ہے لالہ زار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ خونخوار وسمنبر مین سحر چلنے لگا آسمان پر آکر
کارد سحر جھولی سے نکالی اپنا خون اُسپر ڈالا اور کارد طرف سمنبر کے کھینچ ماری
وہ کارد پشت پر سمنبر کے جا کر پڑی کہ سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذری سمنبر جادو
مری اور خونخوار نے لشکر سمنبر پر سحر کیا کہ کئی ہزار کے سر اُڑ گئے لاشے تڑپنے لگے
دیکھا سب نے کہ کوئی مقام استقامت ہمارے واسطے نہین دامن صحرا کو منہ پر
رکھکے بھاگے گوشۂ دشت مین جا کر چھپے صدہا جوان گرفتار ہوے وہ جو سامنے
بادشاہ کے آئے عذر کرنے لگے کسی نے کلمہ پڑھا کوئی مطیع اسلام ہوا تھوڑے
عرصے مین سب لشکر کا خاتمہ ہوا اکثر لوگ کلمہ پڑھ پڑھکر شریک سعد بن قباد ہوئے

بحر من بھی ساتھ بحر دریا کو مٹا دیا تمام مچھلیاں ماری گئیں نہنگ بھی ہلاک ہوئے مگر انتخاب
شہنگر ن بیٹھی ہوئی سوچ رہی ہو کہ کیا کروں کہ ہرکاروں نے خبر دی سمنبر نے وہ سحر کیا کہ
میثاق و خونخوار صرف صحرا کے نکل گئے اب بادشاہ کا گرفتار کرنا باقی تھا یہ سن شنکر
انتخاب پر خوشی ہوتی ہو کہ یکایک رونے کی صدا کان میں آئی پوچھا ارے خیر تو ہی یہ
کیا [illegible] ہرکاروں نے مفصل خبر دی کہ عین وقت پر لالہ زار آگئی اور اُسنے سحر
سمنبر [illegible] کر خونخوار و میثاق ہوش میں آئے اور پھر سمنبر کو مارا تمام لشکر تباہ
ہو گیا کچھ مارے گئے اور کچھ بھاگے اور باقی ماندہ نے اطاعت بادشاہ کی یہ سنکر
انتخاب اپنے مقام سے اُٹھی اور سب سے کہا کہ میں نے عہد کیا تھا کہ اگر سمنبر پر کوئی
آفت پڑیگی تو شریک بادشاہ ہو جاؤنگی سب کہہ رہے ہیں کہ آپ کو اختیار ہے ہم تو
آپ کے ساتھ ہیں انتخاب یہ سن سنکر بہت خوش ہو رہی ہو کہ آسمان پر ابر گلنار
نمایاں ہوا اُس پر [illegible] ساحر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے اُس ابر کو دیکھکر انتخاب اپنے
مقام سے اُٹھی ابر پھٹا ایک تخت پر دیکھا قمر عذار چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل میں
درد گھبرائی ہوئی تخت سے اتری کہا کیوں مادر مہربان اب آپ نے کیا انتظام تجویز
کیا ہو بادشاہ دریا سے بحر بن سے اُتر آئے انتخاب نے کہا او نور نظر مجھکو تو بڑی
مشکل ہو باپ تمھارے گئے تھے مارے گئے اب میں ناچار ہوں کہ کیا کروں اگر
شرکت کرتی ہوں تو جمشید ثانی بلائے روزگار ہو ایسا نہ ہو گرفتار کر لیا سے اگر
نہیں شریک ہوتی تو سعد بن قباد کہ طلسم کشا ہیں اُنپر زور نہیں چلتا سحر اُنپر تاثیر
نہیں کرتا اُنکا اسم معین و مددگار بڑھتے جاتے ہیں تجھے تو خداوند نے دشمنی کی دیکھیے
انجام کیا ہو قمر عذار نے کہا او مادر مہربان جسقدر رنج ہے اُسیقدر ڈرکر کیا نکلتا ہی ہے
ایک بات قرار دیکر بیٹھیے جعل فریب موقوف کیجیے کہ ادھر بھی شریک ہیں اُدھر بھی
شریک ہیں مثل مشہور ہو کہ تھالی کا بینگن کبھی اِسطرف کبھی اُسطرف اِسمیں بدنامی ہوگی
کوئی کام بن نہ پڑیگا میں تو براے ملاقات بادشاہ جاتی ہوں تُمسے عرض کروں کہ
یہاں سے نکلنا تو ں پر مہربانی فرمائیے سیدھے گنبد کو جائیے کہ آپ کو لوح طلسمی ملے

اور دوست آپ کے کامیاب ہوں جو آپ سے بن پڑے وہ انتظام کیجیے ہیں تو اُنکے
ساتھ جاؤنگی انتخاب نے منھ پیٹ لیا کہا بیٹیا یہ کیا ارادہ ہی اُنکے رفیق کیا کم ہیں اول
بیثاق کوہ گرد ان دوسرے خوشخوار فراخ پیشانی تم بیٹیا نہ شریک ہو سفر مدیح
بہت نازک ہی مجھکو ڈر ہی کہ جسوقت بادشاہ گنبد میں جا دینگے تو قدرت کو ضرور خبر ہوگی
نگہبان لوگ وہ ہیں کہ طائر بنکر پہونچین گے قمر عذار نے کہا اب تو میں آمادہ ہوں
جو ہونا ہی وہ ہو جاے سر کو ہتیلی پر رکھا ہی موت کا مزہ چکھا ہی یہ بخوبی یقین ہی کہ
اگر ہم گرفتار ہو جاوینگے تو بادشاہ چھڑا دینگے اب مجھکو کوئی قتل نہیں کر سکتا ابد احیققد
چاہے پہونچا دے انتخاب ناچار ہوکر رونے لگی کہ بیٹیا میں جانتی ہوں کہ تم
محبت میں سعد شہریار کی چور ہو وہ شاہزادہ والا قدر ہی کہ ملکہ بحرین بھی شریک ہوگئیں
اب ساتھ آتی ہیں ہر چند کہ قدرت نے آکر کشتیاں توڑیں ہزاروں کو ڈبو دیا مگر
کیا زور چلا دور ہا ہوکر آگئے وہ مکر کیا تھا قدرت نے کہ نہنگ جادو کو جان کا
خوف نہ ہوا اور سعد شہریار کو مع لوح محفوظ نگل گیا مگر کچھ آزار نہ پہونچا سکا قدرت
کے سامنے فیروز نے عیاری کی اور ساحرہ کو چھڑا لایا ملکہ لالہ زار بھی مطیع ہوگئی
ماں بیٹیوں میں دیر تک باتیں رہیں مگر کچھ فیصلہ نہ ہوا جلسہ آراستہ ہی ماں بیٹیاں
کلام کر رہی ہیں کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ خوشخوار فراخ پیشانی آکر
پہونچا انتخاب نے خاطر سے بٹھایا خوشخوار نے کہا اے ملکۂ عالم ہم آپ سے دریافت
کرنے کو آئے ہیں طلسم کشا نے فرمایا ہی کہ کل صبح کو ہم گنبد میں جاوینگے تمھاری لڑکی پر
وہ مائل ہیں انھیں کا ہر وقت ذکر کرتے ہیں فرماتے تھے میں افسوس کرتا ہوں
کہ کیا اب نے اپنی جان دی ایسا نہ ہو کہ بی انتخاب بھی وقت پر آکر سد راہ ہوں
میں اُسوقت تلوار کھینچے ہوے ہونگا سب افسر جنگ کرینگے ایسا نہ ہو کہ تمپر ہاتھ
پڑ جاے قمر عذار نے کہا اے مادر مہربان اب جواب دیجیے انتخاب نے کہا اے خوشخوار
تم مطمئن رہو کہ میں بر اسے مقابلہ نہ جاؤنگی جب لوح اُنکو ملجاے تب بہ اعلان میں
شریک ہونگی مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو لوح نہ ملے اور رفتو ر پڑ جاے تو جمشید ثانی

میرے ساتھ بہ بدی پیش آئے آپ جائیے اور لوح کی جستجو کیجیے بی قمر عذار آپ کے ساتھ ہین کہ آپنے قدرت سے مقابلہ بھی پڑھ چکا جو کچھ تقدیر مین ہوگا وہ ہوگا قمر عذار ساتھ خونخوار کے اُٹھی مان سے لپٹ کے بہت روئی انتخاب نے کہا او نور نظر اگر قدرت تمکو پاگئے تو بہت بُری طرح پیش آوینگے قمر عذار نے کہا مین مقدمہ حصول لوح مین بادشاہ کی شریک رہونگی آجتک علحدہ رہی جو تقدیر دکھائیگی وہ دیکھونگی یہ کہکے خونخوار کے ہمراہ ہوئی خونخوار قمر عذار کو ساتھ لیکر لشکر ظفر اثر مین آیا یہان بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین کل رفقا جمع ہین یہی تدبیر ہو رہی ہو کہ صبح کو گنبد مین داخل ہوا اپنی اپنی سب کہ رہے ہین حمالہ گیسو کشا کہتی ہو کہ مین نگہبانون سے سمجھ لونگی ملکہ لالہ زار کا قول ہو کہ مین دروازے پر رہونگی ہر شاہزادی اپنی اپنی جانبازی ظاہر کر رہی ہو میثاق کہتے ہین مین ہوا پر رہونگا کسی کو آسمان سے نہ آنے دونگا کہ قمر عذار و خونخوار آکر پہونچے اور خونخوار نے بیان کیا کہ حضور انتخاب جادو رو گئے مین ہین چاہتی ہین قدرت کی دوست بھی رہون اور آپ کی شریک بھی ہون مگر ملکہ قمر عذار جان و دل سے آپ کی شریک ہین اِنکے ارادے سب ٹھیک ہین بادشاہ نے فرمایا او فیروزہ ملکہ تشریف لائی ہین اگر ہو سکے تو کچھ بیٹھکر گاؤ فیروزہ بن عمرو بیچ مین آکے بیٹھا ڈھولک بجا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا ملکہ کو لبھانے لگا نظم

مجھکو جس دل کی شکایت تھی کہ قابو مین نہین | اب تڑپتا ہون اکیلا مین وہ پہلو مین نہین

وصل پر راضی ہون جبتک وہ پہلو مین نہین | دیکھ لونگا جب کر بیٹھیگے آکے قابو مین نہین

خنجر اُس سفاک کا گو میرے قابو مین نہین | مار ڈالا رے کیا کٹاری دل کی پہلو مین نہین

ہجر کی شب آئی تھین کتنی بلائین کچھ نہ پوچھ | اِسقدر تھین بل بھی جتنے تیرے گیسو مین نہین

کیا تری ابرو تھی ہمکو قتل کرتی جو تمام | اب وہ چتکنک چین پیشانی و ابرو مین نہین

داغ عشق یار کو اپنا نہ سمجھے دل کبھی | رنگ کتنا ہو وفا اُس پھول کی بو مین نہین

سحر بھی تو سوہنی بھی اُن کی آنکھون مین مگر | سوہنی مین جو کرشمے ہین نہ جادو مین نہین

مرغ روح قاتل سے کیا ہون جلوون سو کھا ئیگی | منھ پہ ملنے کو لہو کی بوند جلو مین نہین

کہتے ہیں وہ اپنے انداز آئنے میں دیکھکر — آج کچھ میری طبیعت میرے قابو میں نہیں
بے اثر دونوں ہیں گو اپنے دم سرد اشک گرم — پھر بھی جو ہو آہ میں گرمی وہ آنسو میں نہیں
گو چھپائے لاکھ جب چھپنے بھی دے دل کی تڑپ — دل ہو عاشق کا یہ بجلی تیرے بازو میں نہیں
بیٹھتے ہی پاس مجھکو آپ سے باہر کیا — غیر کے پہلو میں ہو تم میرے پہلو میں نہیں
خود گلا کاٹو گے اپنے زخمیوں کو دیکھکر — تڑپتے زخموں کی ادا وہ ہی جو ابرو میں نہیں
آپ کیا جانیں ہوئی کشتہ کب اپنی آرزو — آشکارا ہو خو اس اس خون کی خو میں نہیں
تم شگفتے دید کی حسرت کو کیو نکر دیکھتے — آنکھ سے گر پڑنے کی خصلت اس آنسو میں نہیں
دل کو صدمے کیسے کیسے دل کی الجھن نے دیے — یاد گیسو کے وہ جھٹکے ہیں جو گیسو میں نہیں
وصل میں بھی ناگوار آنکا نکلنا ہے جلال — کیا کہیں ارمان دل کے اپنے قابو میں نہیں

صحبت عیش و عیش برپا ہے قمر عذار آمادہ جنگ ہو کر تشریف لے چلیے یکایک اب وہ وقت آیا کہ طلسم کشا سے مشرق طلسم شب کو فتح کر کے لوح مہر گلے میں ڈالے ہوئے میدان چرخ زبرجدی میں آیا بادشاہ نماز سحر سے فراغ حاصل کر کے اٹھے اور تمام جادوگرنیاں ساتھ ہیں سب کے آگے قمر عذار و لالہ زار و حمال گیسو کشا وغیرہ سب آمادہ ہیں کہ دیکھیں گنبد میں کیا گذرے حقیقت میں وہ مقام سخت ہے بادشاہ سب کے ساتھ جیسے ہی سامنے گنبد کے پہونچے دیکھا کئی لاکھ جادوگر مشغول رہتے ہیں جیسے ہی بادشاہ کو آتے ہوئے دیکھا آمادہ ہو گئے جھولیوں پر ہاتھ ڈالے مگر بادشاہ جہجاہ تلوار کھینچکر اُن ساحروں پر جا پڑے خونخوار نے بڑھا سحر کیا کہ جادوگر گھبرا اسے ایک طرف سے لالہ زار دوسری طرف سے حمال گیسو کشا یہ سب سحر کر رہی ہیں مگر ساحر نہیں مٹتے میثاق کو وگرداں آسمان سے سحر کر رہا ہے آگ برسا دی ہزاروں کو جلا یا بادشاہ بھی قتل کرتے ہوئے آتے ہیں مگر سب ساحر آپس میں کہ رہے ہیں کیا سبب ہے کہ ہماری افسر نہیں آئیں اُنکے ہونے سے دل کو قوت ہوتی ہے اب کسکے بھروسے پر لڑیں بادشاہ نے بہر بھر کمال شمشیر زنی کی ساحروں کو مٹا کر وہ گنبد پر پہونچے دیکھا دروازے میں گنبد کے قفل لگا ہے قمر عذار نے کنجی اپنے پاس سے

تالی قفل کو کھولا مگر سحر بھی شریک تھا جب قفل کھلا تو قمر عذار نے اشارہ کیا کہ بسم اللہ
گنبد میں جائیے لوح طلسمی لیجیے خدا آپ کے اقبال کو یاور کرے طالع مددگار رہین
اب سب جادوگرنیان مع قمر عذار دروازے پر ٹھہرین بطور نگہبان ہین بادشاہ جو
اندر گنبد کے آئے دیکھا صدہا ماران سیاہ پھر رہے ہین بادشاہ رکے مگر وہ ماران
سیاہ پھنچ بلند کرکے طرف بادشاہ کے چلے کہ پہلو سے آواز آئی او شہریار لوح محفوظ
کو چمکا لیجیے بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا ماران سیاہ جلنے لگے مگر ایک مار کلان کہ
وہ نہین سامنے سے ہٹتا بادشاہ ہر مرتبہ لوح محفوظ دکھاتے ہین مگر مار سیاہ کلان
زبان منھ سے نکالتا ہی چاہتا ہی کاٹ کھاؤن مگر بادشاہ اپنے کو بچاتے ہین پہلو
سے آواز آئی کہ لوح اسکے سامنے پھینک دیجیے بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ کون
آواز دیتا ہو دیکھا قمر عذار پہلو مین چھپی ہوئی آوازین دے رہی ہو بادشاہ نے
لوح محفوظ کو پھینکا کہ وہ مار کلان بھی جلا اسکے جلتے ہی سب سانپ جل گئے اور
آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام من ماران سیاہ رو بود گرخاک جو اڑی ہزارہا طائر
خاک ماران سیاہ سے پیدا ہوے آسمان پر آکر غل مچانے لگے کہ او نگہبانان طلسم
جلد دوڑو ماران سیاہ بھی مارا گیا اب کوئی ایسا نہین کہ طلسم کشا کو روکے طائرون
نے جو یہ آواز دی ہر طرف تڑپ تڑپ کے جاتے ہین اور غل مچاتے ہین تمھارے کار
جمشید ثانی صحبت مین بیٹھا ہو ناچ دیکھ رہا ہو شراب اسقدر پی ہو کہ کبھی ڈکارتا ہو
اور کبھی اوکتا ہو کہ یکایک آسمان پر ہنگامہ ہوا کانون سے کہا یا خداوند آپ کو تو
عیش سے فرصت نہین ذرا سنیے تو طائر کیا آواز دے رہے ہین جمشید نے سر
اٹھا کر دیکھا کہ ہزارہا طائر پر سے پر ملاے ہوے سر پیٹ رہے ہین مثل انسان
کے آواز دیتے ہین کہ یا خداوند آیئے اور جل جلکر گر رہے ہین تو باعث یہ ہو کہ خونخوار
جو ہوا پر اڑ رہا ہو طائرون کو جو دیکھا اُنپر شور کرنے لگا کنیزون نے جو جمشید ثانی
کو طعن و تشنیع دی جمشید اپنے مقام سے اٹھا پرواز پیدا کرکے چلا اسوقت
پہونچا کہ بادشاہ ماران سیاہ کو مار کر جو ملاحظہ فرماتے ہین دیکھا ایک گلدستہ ہوا گئی

اندر لوح ہو مثل جرم قمر چمک رہی ہو قمر عذار نے آواز دی کہ اے شہریار اب تامل نہ فرمایئے
لوح کو اٹھا لیجیے سب سے زیادہ کام خونخوار کر رہا ہو کہ آسمان سے سحر کرتا ہو طائر دلکو
جلا رہا ہو بادشاہ بڑھے کہ گلدستے پر ہاتھ ڈالون مگر قمر عذار پیچھے بادشاہ کے ہو اور یہ
کہتی جاتی ہو کہ اب دیر نہ کیجیے بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا ہو کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم
جمشید ثانی خونخوار نے جو دیکھا کہ جمشید آپہونچا تلوار کھینچکر مقابلے مین آیا ہاتھ
تلوار کا مارا جمشید کو انتہا کا غصہ تھا کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک تمانچہ مارا کہ خونخوار
الٹ گیا طرف زمین کے چلا خونخوار کو بیہوش کر کے جمشید تڑپ کر گرا گلدستے پر ہاتھ
ڈالا بادشاہ نے تلوار کا وار کیا جمشید نے تلوار پر ہاتھ مار دیا ہر چند کہ انگلیان کٹین
مگر وہی خون اُنسے بادشاہ پر جھٹک دیا بادشاہ کے ہاتھ سے تلوار گری جمشید ثانی نے
لوح اٹھائی رومال مین لپیٹ کر چاہا بلند ہوں قمر عذار نے بڑھکر سحر کیا کہ جمشید کو روکوں
مگر جمشید نے قمر عذار کو بھی ایک دھکا دیا کہ قمر عذار گری حمالہ کو منھ سے پھونکدیا
لالہ زار کو تمانچہ مارا ان سب جادوگرنیوں کو بیکار کر کے بلند ہوا میثاق نے جب
دیکھا کہ سب کو بیکار کر کے جمشید جاتا ہو جست کر کے پانوں مین لپٹ گیا جمشید نے
سر پر میثاق کے ہاتھ مارا کہ میثاق بھی الٹ گیا اور للکار کر آواز دی کہ او نالائقو پہنچے
تمکو یہ کیا اور ہمارے ہی ساتھ جنگ کرتے ہو سب کو مثا دونگا وہ تقدیر کرون کہ
مارے مارے پھرو کوئی تمھاری دستگیری نہ کر سکے یہ کہتا ہوا لوح کو لے گیا اور پکار کر
آواز دی اے انتخاب مقام افسوس ہو کہ سب نے اپنا کام کیا مگر ہمنے تمکو نہ دیکھا ملکہ
انتخاب اپنے مقام پر بیٹھی تھی یہ آواز جو سُنی کنیزون سے کہا صاحبو تمنے یہ آواز دیکھی
یہ آواز جمشید کی ہو کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی وارثی بادشاہ نے وہ
کار نمایان کیا کہ رستم سے نہ ہو سکتا مگر عین وقت پر قدرت آگئے اور لوح طلسمی
لے گئے دیکھیے وہ جاتے ہین انتخاب نے سر اٹھا کر دیکھا جمشید بلند ہوا ہو انتخاب
نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا کر قصر سے نکل آئی دیکھا سب جادوگرنیان اور میثاق و خونخوار
افسوس کر رہے ہین بادشاہ حیران و حیرت مین خاموش کھڑے ہین انتخاب نے آکر

سلام کیا بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا انتخاب سمجھی کہ مجھ سے خفا ہین قمر عذار نے بڑھکر مان
کو قدمون پر گرایا سعد نے فرمایا یہ کون صاحب ہین قمر عذار نے کہا اِس گنہگار کی
مان ہین انتخاب نے کہا اے نور نظر اب مین صحبت جمشید مین جاتی ہون جاکر دیکھون
کہ اب لوح پر کیا سر گذرے گا یعنی کہان رکھی جاتی ہے اور سعد سے کہا کہ اگر مین ہوتی
تو کیا کرتی اب اُسکے سامنے جانے کے تو لایق نہ رہی کھونگی مین جانیکی تیاری کر رہی
تھی آپ کی آواز سُنکر سمجھی کہ آپ تشریف لائے مگر بادشاہ فکر کرینگے اب لوح جہان
رکھی جائیگی وہان کا حال دریافت کرکے سرکار سے عرض کرونگی قمر عذار نے کہا
اے مادر مہربان اب آپ کی رائے سالم ہوئی آپ تشریف لے جاوین اور خبر لیکے
آوین انتخاب اُسی وقت روانہ ہوئی سب ساحرون نے بادشاہ سے کہا لشکر مین
چلیے بادشاہ منہ سے نہین بولتے قمر عذار نے ہرچند بادشاہ سے کلام کیا بادشاہ نے
کچھ جواب نہ دیا دل مین یہ پختہ کرلیا ہے کہ مین اکیلا نکلونگا کسی کو ساتھ نہ لونگا اسیوجہ
سے بات کا جواب نہین دیتے وہ سناٹا گذر رہا ہے کہ کلام کرنے کو دل نہین چاہتا مگر
سب ساحر و جادوگرنیان مثل قمر عذار و حالہ گیسو کشا و ملالہ زنار و جمجون وغیرہ
بخوبی بادشاہ کو سمجھا کر لشکر مین لائین ہرچند سب نے سمجھایا مگر بادشاہ نے کھانا نہ
نوش کیا سر شام دربار برخاست کیا سب لوگ حیران ہین کہ بادشاہ کا کیا ارادہ ہے
مگر بادشاہ سب کے ظاہر مین پلنگ پر آکر لیٹے دل سے باتین کر رہے ہین کہ ہمارے
برابر کوئی بدنصیب نہ ہوگا لوح سامنے تھی اور ہم لے نہ سکے اب قضا تدبیر کرینگے تو
پروردگار مدد کریگا یہ سوچتے سوچتے دو پہر رات گئے جب دیکھا کہ سناٹا ہوگیا تو
پلنگ سے اُٹھے منہ لپیٹے ہوے نکلکر چل ایک جانب چلے رات کا عجب وقت ہے اور
چار جانب سناٹا ہے سائین سائین آوازین آرہی ہین اسد بادشاہ دبکے اُس جنگل
مین چلے جاتے ہین یہی ارادہ ہے کہ یا تو اپنی جان دون یا لوح کا پتہ لگاؤن ایک
درہ کوہ مین داخل ہوے اندر درے کے دیکھا فرش بچھا ہے نغمہ ناچ ہو رہا ہے
چند نازنینان مہ جبین شریک صحبت ہین صاحب محفل نگین جادو مسند پر بیٹھی ہوئی

نگاہ جمال بادشاہ پر پڑی اُٹھ کھڑی ہوئی اور پکار کر آواز دی ای فرو رواق منظر چشم من
آشیانہ تست بفرما کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ہے بادشاہ آکر بیٹھے گلچین نے کہا اے شہر یار
اس شب تیرہ و تار میں کیونکر تکلیف فرمائی اور کہاں جائیے گا بادشاہ نے فرمایا کہ
تلاش لوح میں نکلا ہوں پروردگار یا تو لوح دلوائیگا یا جان دونگا گلچین نے کہا لوح
ایسے مقام پر گئی کہ جہاں انسان اور حیوان جا نہیں سکتا بادشاہ نے پوچھا وہ کونسا
مقام ہے گلچین نے کہا اسی طلسم میں ایک دریا ہے کہ اُسکو دریاے قلزم کہتے ہیں جمشید
نے لوح طلسم کو دریاے قلزم میں ڈلوا دیا مقصود یہ تھا کہ اگر لوح رہیگی تو طلسم کشائی
کا ہر ایک کو دعویٰ ہوگا بادشاہ نے حال لوح سنکر فرمایا میں اپنے کو دریا میں گرا دونگا
یا لوح دستیاب ہوگی یا جان دونگا یہ فرما کر اُٹھنے لگے گلچین نے دامن تھام لیا کہا
آخر شب کا وقت ہے تشریف لیجائیے صبح کو اختیار ہے بادشاہ نہ مانتے تھے مگر گلچین
قدموں پر گر پڑی کہ اس اندھیری رات میں نہ جانے دونگی بادشاہ بیٹھ گئے فرمایا
اے گلچین تم کیا جانو کہ مجھپر کیا گذر رہی ہے میں جب سے لوح کے مقام سے خالی پلٹا
میں نے آب و دانہ ترک کیا ہے اپنے کو قریب دریاے قلزم پہونچاؤنگا اور اپنے
کو دریاے قلزم میں گرا دونگا گلچین چاہتی ہے کہ انکو روکوں ہاے مقام افسوس ہے
کہ ایسا شیر دلیر یوں اپنے کو ضایع کرنے کو ہے کیا تدبیر کروں کہ انکو اس ارادہ سے
باز رکھوں یکایک پردۂ کوہ میں روشنی ہوئی قمقام جادو برادر سیر نکلا تھا سوچا
کہ چلکر گلچین سے ملاقات کروں بلا تکلف اندر در سے کے آیا دور سے دیکھا کہ
ایک جوان ماہ طلعت پہلو میں گلچین کے بیٹھا ہے قمقام نے جو بادشاہ کو دیکھا پہچانا
کہ یہ تو طلسم کشا ہے گلچین نے یہ کیا ستم کیا کہ اپنے پہلو میں بٹھا لیا اگر قدرت کو معلوم
ہو جائے تو کیسا غضب کرے یہ پکار کر آواز دی کہ اے گلچین یہ کیا حرکت کی کہ دشمن خداوند
کو اپنے پہلو میں جگہ دی گلچین نے جو قمقام جادو کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے قمقام
اگر تم بھی ایسے ملو گے تو محفوظ رہو گے جو انکا شریک ہوا اُسنے آبرو پائی اب
قدرت کے یہاں ظلم و بدعت ہے کسی عزت نہ رہی یہ خداوند میثاق کو وہ گرد ان

شریک ہوگیا یہ سُنکر قمقام نے جواب دیا قدرت غصہ کرتے ہین خفا ہوتے ہین اگرنوبچے
پیدا کیا ہو اُنکا غصہ بھی گوارا ہو یہ سُنکر کیخین نے جواب دیا کہ اے قمقام اپنی آبرو کے بھی
خواہان ہین مین بھی اِنکے ساتھ رہونگی یہ سُنکر قمقام نے نعرہ کیا کہ او گیسو بریدہ مین
تجھکو زندہ کب چھوڑونگا یہ کہکے گولہ پھینکا بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکا دیا گولہ
پھٹ کر بیکار ہوگیا قمقام جھلایا اور پُکار کر آواز دی اے بادشاہ جہاہ آپ بڑے
سرکش ہین آپ نے کیون دخل دیا بادشاہ نے فرمایا ہم اپنے سامنے کیخین کو ذلیل
نہ ہونے دینگے کہ اِنسے پہلے حال لوح بیان کیا دوستی کا دم بھرا یہ سنکر قمقام جھپٹکر
طرف کیخین کے چلا بادشاہ تیغ کھینچکر اُٹھے فرمایا او قمقام سمجھکر آنا قمقام نے بادشاہ پر
ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا
قمقام کے دو ٹکڑے ہوے مارکر قمقام کو بادشاہ نے حکم دیا لاشہ اِسکا پھینکو
لاشہ قمقام کا پھینکدیا کیخین قدمون پہ گر پڑی کہتی تھی اے شہریار آپ نے میری جان
بچائی ورنہ یہ زندہ نہ چھوڑتا اب شب کو نہ جانے دونگی بادشاہ ناچار بیٹھے رات بھر
وہان بسر کی صبح کو چاہا روانہ ہون کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی کیخین نے
کہا اے شہریار سیلاب دریا بار جادو زبردستی مجھپر چڑھ آیا ہو کہتا ہو میرا وصل تو
قبول کر مگر مین اِنکار کرتی ہون دیکھیے بیرون درہ اُترا ہو پہاڑ گھیر لیا ہو بادشاہ نے
کہا کیا مجال کہ ہمارے سامنے تجھپر دست کرے ہم مقابلے مین جاتے ہین اگر بنا ہو
تو اُسکا سر لاتے ہین یہ فرما کر درے سے باہر نکلے کیخین نے کنیزون کو حکم دیا تم
شہریار کے ساتھ جاؤ کنیزین ساتھ ہوئین درے سے نکلکر بادشاہ اُترے ادھر
سیلاب دریا بار نے خبر سُنی کہ بادشاہ اسلام براے مدد کیخین تشریف لاے ہین
کہتا ہو یہ ادر مہربانی خداوند کی ہوئی طلسم کشا کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا خدمت خداوند
مین پہونچاؤنگا قدرت سے پیغمبری کا طرہ لونگا میرا نام ہوگا سب اہل طلسم خوش
ہونگے یہ کہکے طبل جنگی بجوا دیا بادشاہ کو خبر پہونچی بادشاہ نے بھی حکم دیا یہان بھی
طبل جنگی بجا لیکن وہان صبح کو جو خوبخود اُٹھا بارگاہ وشاہ مین آیا کہ بادشاہ کو رہے

نماز جگاؤن دیکھا پلنگ خالی پڑا ہی سب شاہزادیان آئین سب پریشان ہو گئین ایک
ایک کا قول تھا کہ بادشاہ کہان گئے قمر عذار نے کہا مین مطلب آنکا سمجھ گئی ہی خیال
ہوا کہ جا کر لوح حاصل کرون کسیکی مدد نہ لون لیکن مین فکر مین آنکی جاتی ہون خونخوار
و میثاق نے کہا ہم بھی چلین گے یہ تینون روانہ ہوئے لالہ زار ودیحال ایک طرف کو
چلین مگر بحرین سب سے علحدہ ہو کر اکیلی چلی فیروزہ بن عمرو لشکر مین افسر قرار دیکر
یہ کہکر نکلا کہ آپ لوگ یہان سے نہ ہٹیئے گا اور لوحدار ان کو افسر لشکر کیا لوحدار نے
روتی ہو دل سے کہتی ہی افسوس ہو کہ مین بادشاہ کی مدد کو نہ گئی اُدھر بادشاہ رات بھر
تیاری مین رہے صبح کو میدان مین نکلے وہی چند کنیزین پشت پر کھڑی ہین اُدھر سے سیلاب
لشکر گران لیکر آیا خود میدان مین نکلا للکار کر آواز دی کہ او بادشاہ لشکر اسلام میرے
مقابلے مین آئیے تو حال ظاہر ہو کہ مین کیسا ساحر ہون بادشاہ نے اپنا مرکب نکالا
سیلاب نے سحر کیا کہ کنیزون پر آگ برسنے لگی کنیزون نے غل مچایا بادشاہ بڑھے آکر
لوح محفوظ کو چمکایا جب لوح چمکی تب سحر اُترا خواہین جلنے سے بچین اب بادشاہ پھر
بڑھے سیلاب نے پھر سحر کیا بادشاہ اس آمد و رفت مین حیران ہو گئے قضائے کار
بحرین جادو آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی تھی آسمان سے بادشاہ کی آمد و رفت دیکھی
بھی کہ سیلاب کے سحر نے یہ آفت برپا کی ہو مگر یہ کنیزین کہان سے آئین کہ بادشاہ
کا ساتھ دیا ہو معلوم ہوتا ہو کہ کوئی جادوگرنی مایل ہوئی کیا صاحب اقبال ہین کہ
جہان جاتے ہین معشوق عمدہ پاتے ہین حقیقت مین ایسے صاحب اقبال نہ ہوتے
تو اِتنے بڑے طلسم پر کیون قصد کرتے جیسے ہی بادشاہ کنیزون کی صف سے
بڑھے سیلاب نے سحر کیا بحرین نے سحر سیلاب کو روکا کنیزون کو بچایا جب
بادشاہ نے دیکھا کہ کنیزین محفوظ رہین بادشاہ گھوڑا اچکا کر مقابلۂ سیلاب مین
پہونچے سیلاب تیغہ کھینچکر قریب بادشاہ آیا کہا ای سعد اپنے کو بچا دیکھون تو
کیونکر بچتے ہو وہ ہاتھ مارون کہ مع گھوڑے چار ٹکڑے ہون بادشاہ نے فرمایا
او ناہنجار و او ظلم شعار جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر یہ کہتے ہوئے قریب پہونچ کر

سیلاب نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ
نکالکر سیلاب پر وار دیا تیغ برق مثال تڑپ کر گرا سیلاب کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والون
نے جو اپنے افسر کو کشتہ دیکھا لپنا لپنا کمر آ پڑے بادشاہ نے گھوڑا بڑھا کے اپنے
نام کا نعرہ کیا نعرۂ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم
منم صف شکن شیر دل نوجوان

بہار گلستان کاؤس و جم
نہالِ گلستان صاحبقران

تین لاکھ ساحرون نے چہار جانب سے گھیر لیا بادشاہ تین لاکھ مین گھرے ہوئے
لڑ رہے ہین ایک طرف سے بجریون سحر کر رہی ہو مگر مجمع ساحران نہین ہٹتا تقضائے کار
خونخوار و میثاق وغیرہ جو تلاش مین شاہ کی نکلے تھے اُڑتے ہوئے پہونچے بادشاہ
کو جو گھرے ہوئے دیکھا ایک طرف سے خونخوار نے سحر کیا اور دوسری طرف سے
میثاق آ پڑا قمر عذار نے آکر سحر کیا مگر ایسا سحر کیا کہ ساحر سر ٹکرانے لگے بہت سے
جا کر سمندرون مین گرے بعض غل مچاتے پھرتے ہین بھائی نے بھائی کو قتل کیا باپ
نے بیٹے کو مارا ہر طرف یہی ہنگامہ ہو کر بھاگ کر نکلا دین خونخوار ایسا ساحر سحر
کر رہا ہو میثاق نے دو چتھڑ مارا کہ شیران صحرا پیدا ہوئے کئی ہزار کو چیر پھاڑ کر
پھینکدیا لالہ زار نے ایک طرف سے سحر کیا کہ جادوگر بھاگنے لگے مین گرمی جنگ
ہو ساحران ہمراہی بادشاہ سحر کر رہے ہین بادشاہ ایک نخل کے نیچے کھڑے ہین اور
جانبازی ساحرون کی ملاحظہ فرما رہے ہین قمر عذار تڑپ رہی ہو مگر ساحرون کا وہ
بلوہ ہو کر قریب شاہ نہین پہونچتی ایک مقام پر دس بیس ساحرون نے ملکر سحر کیا کہ
قمر عذار بیقرار ہو گئی اپنے کو قریب بادشاہ کے پہونچایا عرض کی اے شہریار ذرا
لوح محفوظ میرے گلے مین ڈالدیجیے ساحرون نے وہ سحر کیا ہو کہ کلیجے مین درد پیدا
ہوا ہو اسوقت کوئی سحر یاد نہین آتا بادشاہ نے فوراً لوح محفوظ اُتار کر گلے مین ملکہ
قمر عذار کے ڈالدی قمر عذار لوح کو سینے سے مس کر رہی ہو کہ آسمان سے ایک
پنجہ تڑپ کر گرا بادشاہ کو اُٹھا لے گیا قمر عذار نے ایک چیخ ماری اور پکار کر کہا

اے خوش نخوار اِس جنگ کو تم سر کر لینا بادشاہ کو دریا نوش اُٹھا لیگئی مین تلاش مین
جاتی ہون یہ کہکر چلی لوح محفوظ کو لپیٹ کر جھولی مین رکھ لیا بادشاہ نے کہ شروع ہوا سے
بیہوش ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھولی دیکھا ایک مکان اندر دریا کے ہو گر دا سکے
دریا بہ رہا ہو مگر مکان کو کچھ ضرر نہین پہونچتا اپنے کو اُس مقام پر پایا جا بکر اُٹھے ان
کا ایک طرف سے پردہ اُٹھا دیکھا کہ ایک مہ جبین کبک رفتار شیرین گفتار دریا
جواہر مین غرق پردے سے نکلی کئی سو کنیزین پشت پر بادشاہ اُسکے آتے ہی نظارہ
کرنے لگے عجب حسن دیکھا کہ محو مطلق ہو گئے وہ نازنین بھی سراپاے شاہ کو دیکھ
رہی ہو اشارہ کیا کہ بیٹھ جائیے بادشاہ بیٹھے اُس نازنین نے پوچھا آپ کا نام نامی
کیا ہو بادشاہ نے فرمایا میرا نام مشہور عام ہو ذکر سنا ہو گا کہ سعد بن قباد چراغ
لشکر اسلام فتاح طلسم ہوشربا سرکوب جمشید ثانی یہ باتین سنکر وہ نازنین ہنسی اور
ہنسکر کہا کہ طلسم کشائی مبارک ہو لیکن لوح طلسم کیا ہوئی بادشاہ نے فرمایا کوئی
دریا ہو کہ اُس مین لوح کو پھینکوا دیا مین اُسی کی تلاش مین نکلا ہون تمہارا نام نامی
کیا ہو اُس نازنین نے کہا مجھکو دریا نوش کہتے ہین مین اِسی دریا مین رہتی ہون
جسدن جمشید ثانی نے لوح پھنکوائی مین کنارے دریا کے سیر کر رہی تھی ایک
مچھلی نے لیکر اُسکو نگل لیا مین آپ کو دون آپ فتاحی مین مصروف ہو جیے لیکن
اُمیدوار ہون کہ زمرے مین کنیزان شاہی کے مین بھی محسوب ہون بادشاہ نے
فرمایا مجھکو یہ دل وجان قبول ہو دریا نوش نے پکار کر آواز دی اسے گلعذار
کو بلاؤ کنیزون نے ڈھونڈھا جب گلعذار کو نہ پایا تو سامنے دریا نوش کے
آئین عرض کی داری گلعذار کا پتہ نہین ملتا ایک کنیز نے عرض کی حضور نے جو
تحفہ اُسکے پاس رکھوایا تھا وہ لیکر بھاگ گئی کہتی تھی الٰہی سزا دلوا ؤنگی کہ عمر بھر کو
یاد کرین دریا نوش بہت شرمندہ ہوئی کہا اے شہریار مجھسے خطا ہوئی کہ مین نے
لوح کو گلعذار کے سپرد کیا وہ دھوکا کھایا کہ عمر بھر افسوس کرونگی مگر مین اسیوقت
جاتی ہون اور لوح کی تدبیر کرتی ہون کہ دریا مین غرض ہوئی دریا نوش نے

کہا یہ کون آتا ہی بیچ مین سے موج ہٹا شاہ نے دیکھا قمرعذار پسینے پسینے پیشانی سے
قطرے ٹپکتے ہوے آکر پہونچی بیٹھکر سب حال سُنا دریا نوش کو دیکھا کہ محبت شاہ مین
مبہوت ہو رہی ہی جی مین کہتی ہو کہ عجب حسین وجمیل کا سامنا ہوا ہو کہ جسپر ہر شخص عاشق
ہوتا ہو پوچھا ای دریا نوش تمنے شاہ کو کیونکر پایا دریا نوش نے کہا مین مدت سے
ذکر سنتی تھی اسدن اُڑتی ہوئی آئی تھی جنگ مین آپکی صورت دیکھا اُٹھا لائی یہ
باعث ملاقات ہوا مگر ای قمرعذار اگر تم ساتھ دوگی تو مین اپنے کو دربار جمشیدین
پہونچا دونگی اور لوح کی خبر لونگی قمرعذار نے کہا مین اپنی والدہ ماجدہ کے پاس
ابھی جاتی ہون وہ پاس جمشید کے گئی ہین گنبد مین عدم حضوری کا عذر کرنے انکو
معلوم ہوگا کہ گلعذار جو لوح لیکر گئی جمشید نے لوح کو کیا کیا ان سے دریافت
کرکے ہم تم فکر کرینگے یہ کہکر قمرعذار چلی مگر دریا نوش سے کہ گئی کہ شاہ کو تم کہین
جانے نہ دینا مین پلٹ کر آتی ہون یہ کہکر قمرعذار دریا جمیل کے نکلی قریب دریا ایک
پہاڑ تھا کہ اسکو کوہ بوقلمون کہتے ہین اسپر آکر ٹھہری تماشہ دیکھ رہی ہو طائرون کی
اُچھل کود درختون کی رعنائی کہ آسمان سے ایک ابر پیدا ہوا قمرعذار نے دیکھا
کہ انتخاب جادو چھو کرتی ہوئی آتی ہو ماں کو دیکھکر آواز دی کہ ای مادر مہربان
مین کچھ عرض کرونگی ذرا سن لیجیے انتخاب جادو اُتر آئی قمرعذار نے سلام کیا
انتخاب نے بیٹی کو گلے سے لگایا پوچھا بیٹا کہان سے آئی ہو قمرعذار نے سب
کیفیت بیان کرکے کہا آپ تو بیان کیجیے کہ کہان سے آتی ہین انتخاب نے کہا کہ
مین دربار جمشید ثانی مین گئی اور مین نے عدم حضوری کا عذر کیا سب سردار
میری تعریفین کرنے لگے جمشید نے بٹھا لیا میرے سامنے ساحر بروج پھینکنے گیا اور
پلٹ کر آکے کہا مین لوح پھینک آیا تھوڑی دیر مین ایک کنیز گلعذار نامے آئی
لوح لاکر جمشید ثانی کو دی کہ یہ لوح دریا نوش نے پائی تھی میرے پاس رکھوائی
مین لیکر بھاگ آئی جمشید نے اسکو بہت سرفراز کیا اور لوح کو لیکر اپنے وزیر کو
دیکر کہا اس لوح کو جزیرہ بلاخیز مین لیجاؤ بلاخیز جادو سے کہنا کہ یہ تحفہ تمھارے

سپرد کرتے ہین ہم جانتے ہین کہ تمھارے جزیرے مین کوئی نہین آسکتا ہم بھی اگر آسنے
دین تو تکلیف ہوتی ہو اور کسکی مجال ہو کہ جزیرۂ بلاخیز کا ارادہ کرے جو جاے وہ بلا
مین پھنس جائے صدہا ساحر وہان مرا پڑا ہو انکی روحین بلا بنی ہوئی پھرتی ہین بلکہ
سکان ارض پیا ساحر لیکر اسی زمین مین دفن ہو جسدن نکلے گا قیامت برپا ہوگی وہ
بلاسے روزگار ہو اگر اُسکے دام مین پھنس جاوے تو عمر بھر نہ نکل سکے وزیر گیا اور بعد
دو پہر کے آیا چہرہ سیاہ ہوگیا تھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا رونے لگا کہا یا خداوند
ایسا راستہ سخت تھا کہ مین ہی ایسا تھا کہ گذر کر کے گیا کبھی دریا مین اُترا اور کبھی
کران ملا کبھی صحراے ویران کبھی ملک آباد جہان آبادی راہ مین پائی مین نے
اُس ملک کی سیر کی بلاخیز کے پاس پہونچا اُسنے میرے سامنے دروازے پر
ایک نخل چنار ہو اُسکی بیچ مین لوح کو رکھدیا اور کئی ہزار ساحر مقرر کیے ہین کہ
اسکی حفاظت کیا کرو وہ یہ خبر سُنکر بہت خوش بیٹھا ہو مجھکو رخصت کیا اور کہا اپنے
ملک مین رہنا مین ابھی وہان سے پلٹی ہون قمر عذار نے کہا مین آپ ہی کی ملاقات
کو نکلی تھی شکر ہو کہ حال لوح دریافت ہوا اب جاتی ہون اعدہ بادشاہ کو سے کر
پہونچتی ہون اگر خداے نادیدہ نے چاہا تو لوح لیکر طیشو نگی سکان جہان پیما
مر نکرا سکے مر گیا ہوگا اگر نکلے گا تو منہ پائیگا ہم ہی لوگون کے ہاتھ سے مارا جائیگا
لوح محفوظ بادشاہ کے گلے مین نہ تھی اسوجہ سے دریا نوش اُٹھا کر لیگئی ہین بھی
وہان پہونچی اصل یہ ہو کہ بادشاہ کا جمال فریب زنان ہو جسنے دیکھا وہ عاشق ہوئی
دریا نوش بھی ساتھ ہوگی ہم دونون ملکر انتقام کرلینگے یہ سُنکر انتخاب جادو
رخصت ہوئی چلتے چلتے کہا اے نور نظر خداے نادیدہ تمھاری مدد کرے اور بچان
بچاسے یہ کہکر انتخاب رخصت ہوئی ملکہ قمر عذار چاہتی ہو روانہ ہون کہ آسمان پر
برق چمکی اُس کوہ کا حاکم رنگار رنگ جادو آسمان سے اُترا قمر عذار کو دیکھکر
بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی کہ اے قمر عذار آج اسطرف کہان آنکلین قمر عذار
نے کہا ایک ضرورت کو آئی تھی شکر کرتی ہون کہ وہ مطلب ہوگیا مدت سے مین نے

تمکو نہین دیکھا تھا مگر جیسا دیکھ لیا رنگار رنگ نے کہا مجھے سرفراز فرمایئے میرے یہان آپ کی دعوت ہے سب سامان مہیا ہے صرف آپ کے تشریف لے چلنے کی ضرورت ہے قمر عذار نے بہت عذر کیا کہا مین کار ضروری مین ہون جب مہلت ہوگی تب آؤنگی رنگار رنگ قدمون پر گر پڑا کہا مین ضرور آپ کو لے چلونگا زہے نصیب کہ آپ کو پا گیا اب یہ کب مانتا ہون ضرور آپ کو چلنا ہوگا کاشانۂ حقیر کو منور فرمایئے قمر عذار مجبور ہو مین ہمراہ رنگار رنگ کے چلین وہ کوہ مین قمر تھا وہان لایا مقام صدر پر ملکہ کو جگہ دی چند جادوگر آکر بیٹھے رنگار رنگ نے کہا گائنون کو بلاؤ گائن حاضر ہوئی سامنے ملکہ کے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

نزاکت پر وہ میرے قتل کا بیڑا اٹھاتے ہین
نصیب اللہ اکبر زیر خنجر آزماتے ہین

مکر جاتے ہین اُسپر بھی دم جو ہمرہی آتے ہین
سوال بوسہ پر ہر بار کتنی قسمین کھاتے ہین

بہت رونے مگر دیکھیں نہ کوئی صورت لت
اب آخر ہے تجھے اے طالع خفتہ جگاتے ہین

خیال یار آئے بے تکلف خانۂ دل مین
بجائے فرش آنکھین راستے مین ہم بچھاتے ہین

حباب آسا ہے ثابت بے ثباتی بحر عالم کی
یہ غافل بے عمل آب رواں پر گھر بناتے ہین

خوشامد سے نہ ہو شیرین زبانونکی کبھی غافل
یہ شیرینی ہے گویا زہر قاتل کو ملاتے ہین

بہانے سے چلے جاتے ہین اُٹھکر میرے پہلو
رقیبون پر عنایت ہے قیامت مجھپہ ڈھاتے ہین

نہین دیتے جواب صاف تک پیغام دلکا
کبھی خاموش رہجاتے ہین گاہے مسکراتے ہین

بسے فاک بہر جھونکے کہ نکہت جانے سنبل کی
جو ملتے خوں بہا تو دم مین پھر وہ خون بہاتے ہین

چمن مین معلوم ہوا اب آمد فصل بہاری کی
عنادل آشیانے آجکل گلشن مین چھاتے ہین

بلا سے یہ نہین بعد فنا گور غریبان پر
مگر ہان قافلے ارواح کے دنیا سے جاتے ہین

مسی زر لب پہ ہاتھون مین حنا رخسار پر غازہ
خود آرائی کیسی نیرنگی سے رنگ اپنا جماتے ہین

زر گل کی ہے بازار جہان مین گرم بازاری
جوانان چمن اب خوب گلچھرے اڑاتے ہین

گلستان آج کشت زعفران سے کم نہین گلچین
جو گل کھل کھلکے ہنستے ہین تو غنچے مسکراتے ہین

نظر پھر جاتی ہے جس وقت اُس خورشید چہرہ کی رعنا
تو پھر کیسے سرے سے چشم بھی آنکھین چراتے ہین

ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہوا اسوقت رنگار رنگ اپنے مقام سے اٹھا سامنے قمر عذار کے
آیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا اے ملکۂ عالم غلام کو سرفراز فرمائیے اگر حکم ہو تو چھپر کھٹ وغیرہ
درست کراؤں قمر عذار نے کہا اے رنگار رنگ کچھ دیوانہ ہو جو کس کام سے لایا ہو
دعوت کر کے عین دعوت میں یہ عداوت ایسا نہ ہو کہ میں جواب سخت دوں تو پھر تجھکو
خلاف گذریگا مجھکو تو کچھ زن بازاری سمجھا ہے خبردار اب ایسی بات نہ کہنا یہ کہکے چاہا
اٹھوں رنگار رنگ نے سحر کیا کہ پاؤں قمر عذار کے زمین نے تھام لیے قمر عذار
نے کہا اے رنگار رنگ یہ کیا حرکت ہے کیا تو مجھے حرام سمجھا ہے میں نکل نہیں سکتی رنگار رنگ
نے کہا اب نہیں نکل سکوگی میں نے روک دیا ہے بدون حصول وصل نہ اٹھنے دونگا ملکہ
قمر عذار نے مسکرا کے ہاتھ ہلایا اور اپنے مقام سے اٹھی کہا لو رنگار رنگ میں
جاتی ہوں رنگار رنگ نے کہا میں تو نہ جانے دونگا مدت سے کشتۂ تیغ ابرو ہوں
اب مجھے صبر نہیں ہو سکتا قمر عذار نے کہا اے رنگار رنگ بہت پچتاؤگے رنگار رنگ
نے چاہا لپٹ جاؤں قمر عذار ہاں ہاں کہکر پیچھے ہٹی رنگار رنگ بہت بیقرار ہو کبھی
ہاتھ باندھتا ہے کبھی منت کرتا ہے جب دیکھا قمر عذار نہیں رکتی تو جھولی میں ہاتھ ڈالکر
ماش کے دانے نکالے قمر عذار پر پھینکے قمر عذار ایسے ایسے سحر باتوں میں دفع
کرتی ہوا اشارہ کر دیا کہ وہ ماش کے دانے تصدق ہوئے ایک دانہ اُس میں سے
اڑکر جسم پر رنگار رنگ کے پڑا کہ آبلہ پڑ گیا اُف اُف کرنے لگا کئی مرتبہ جھولی سے
ماش کے دانے نکالے اور پھینکے قمر عذار نے ہر مرتبہ ہنسکر اُس سحر کو دفع کر دیا
رنگار رنگ بہت شرمایا تلوار کھینچی قمر عذار نے کہا او بے غیرت او ننگ عشق
تلوار کھینچتا ہے خفت کھینچے گا یہ کہکر موتیوں کا ہار گلے سے اتارا کچھ اسم سحر کا پڑھکے
ایک سڑاکا مارا کہ برق چمکی رنگار رنگ نے دیکھا کہ ایک طرف سے آواز آئی اے
رنگار رنگ ہم تمھارے بہت مشتاق ہیں پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین نہایت
مہ جبین وحسین پکار رہی ہے کہ اے رنگار رنگ میں کیا قمر عذار سے کم ہوں اب
امیدوار ہوں کہ توجہ فرمائیے مجھکو اپنے قریب بلائیے اُس نازنین کو دیکھ کے

زنگار رنگ رو رہا تھا تھام لیا اُس نازنین نے کہا او زنگار رنگ تلوار تو کھینچ
نیام سے کھینچ چکے ہو اپنے گلے پر رکھو دیکھیں تمہیں مجھ سے کتنی محبت ہے زنگار رنگ نے
تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی کہا میں تیرے حکم سے جان دیتا ہوں نازنین نے کہا مجھے
یقین نہیں آتا تلوار کو کھینچو جانبازی دکھاؤ زنگار رنگ نے تلوار کھینچ لی حرکت کر
کر ڈالا تڑپنے لگا جیسے ہی زنگار رنگ کا سر کٹا کوہ پھٹ گیا قمر عذار نے دیکھا ایک
پھاٹک سے لگا ہوا ہے اسی قدر دریا نوش کا ہو بادشاہ مسند پر بیٹھے ہیں دریا نوش
مصروف خدمت گزاری ہے قمر عذار خوش ہو گئی جی میں کہتی ہے یہ شاید قصر دریا نوش
کا دربان تھا اسکی قضا لیکر آئی تھی کوہ سے اتری اسی پھاٹک کے راستے سے
داخل قصر دریا نوش ہوئی بادشاہ نے جو قمر عذار کو پاس آتے ہوئے دیکھا
بے اختیار پکار کر آواز دی کہ او ملکۂ عالم بہت جلد آئیں کہاں رہیں جو اتنی دیر
لگائی سب کیفیت پوری کی قمر عذار نے بیان کی کہا او شہریار لوح طلسمی صحرائے
بلا خیز میں گئی وہاں کی بڑی سختیاں سنی ہیں تشریف لے چلیے کنیز آپ کے ہمراہ ہو اگر
پروردگار نے چاہا تو بلا خیز کو مار کر لوح طلسمی حاصل کرونگی بادشاہ اُٹھے ملکہ نے
کہا او قمر عذار میں بھی پروانہ اسی شمع جمال کی ہوں چاہتی ہوں ساتھ چلوں قمر عذار
نے کہا او دریا نوش یہ راستہ بہت دشوار ہے صحرائے پرخطر دریائے زخار و چاہ
تیرہ و تار ملک آیا ورتا یا ہاں شاہ جب ان سب کو طے کر چکیں گے تب اُس جزیرے
میں پہنچیں گے جہاں صحرائے بلا خیز واقع ہے دریا نوش نے کہا میری جان تک
نثار ہے سوائے جانبازی کے اور کیا ضرورت ہے بادشاہ نکلے ایک طرف دریا نوش
دوسری جانب قمر عذار بادشاہ نے فرمایا او قمر عذار و او دریا نوش مجھ سے الگ
رہو جب میں کسی آفت میں پھنسوں تب آکر شریک ہو یہ سنکر قمر عذار اُڑ کے
آسمان پر گئی دریا نوش کبوتر بنکر ایک درخت پر جا بیٹھی بادشاہ اُس دریائے
خونخوار سے نکلے راہ کوہ زنگار رنگ کو طے کر کے ایک نخل کے سایے میں کھڑے
ہو کر سامنے سے دیکھا خونخوار دیو بتاق و جمالہ گیسو کشا و لالہ زار وغیرہ کی

سردار بادشاہ کو ڈھونڈھ رہے ہین اِن سب نے جو بادشاہ کو دیکھا سب نے آکر بادشاہ
کے قدمون کو بوسہ دیا خونخوار نے حال پوچھا کہ حضور کو کون لے گیا تھا بادشاہ نے
فرمایا دریا نوش جادو غافل پا کر اُٹھا لیگئی تھی اب میرے ہمراہ تم لوگ بھی میرے
ساتھ سے ہٹ جاؤ طائرون مین مختفی ہو مین طرف جزیرۂ بلاخیز کے جاتا ہون ملکہ
لالہ زار نے کہا لشکر آپ کا انتظار مین ہوگا اگر حکم ہو تو لشکر کو بھی لے آؤن بادشاہ
نے فرمایا مین تنہا جاؤنگا مگر خونخوار کانپ گیا کہا ای شہریار غلام کو بڑا تردد ہو کہ راہ
جزیرۂ بلاخیز بہت دشوار ہی بادشاہ نے فرمایا ہم اپنے کو پہونچا دینگے کیا وجہ کہ
لوح طلسم اُس مقام پہ ہو کون ایسی تدبیر ہو کہ نہ جا دین اور لوح طلسمی دستیاب ہو
جمشید ثانی نے پاس بلاخیز جادو کے بھجوا دی جو کہ اب وزیر اعظم ہو وہ لوح لیکر
گیا تھا خونخوار وغیرہ طائر بنکر درختون پر جا بیٹھے بادشاہ نے چاہا گھوڑا اپنا
بڑھاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک جادوگر تخت سحر پہ سوار پشت پر کئی ہزار
ساحر جرار آتا ہو آتے جو بادشاہ کو دیکھا ایک ساحر سے کہا دریافت تو کرو یہ کون
شخص ہین ساحر نے آکر نام پوچھا بادشاہ نے مفصل نام بتا دیا یہ سنکر اُس ساحر نے
نعرہ کیا کہ منم ابریق جادو قدرت سے وعدہ کر کے چلا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار
کر کے لاؤنگا ہان یارو گرفتار کر لو ساحرون نے سب طرف سے بلوہ کیا بادشاہ نعرہ
کر کے جا پڑے تلوار چلنے لگی جدھر ہاتھ مارا اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے تھوڑے
عرصے مین لاشون کے انبار لگا دیے کبھی لوح محفوظ چمکا دیتے ہین ابریق جادو
دور سے سحر کر رہا ہی مگر سحر بادشاہ پہ تاثیر نہین کرتا آگ برسی تلوارین گرین لیکن
بادشاہ محفوظ رہے گھوڑے کو بڑھاتے ہوئے طرف ابریق کے چلے ابریق
اپنے سحر پہ بڑا ناز رکھتا ہو تلوار کھینچکر بادشاہ پر جا پڑا چاہتا ہی سحر کرے ہاتھ مارون
کوئی سحر یاد نہین آتا آخر یون ہی ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پہ
روکا اُلجھا دیے سے ہاتھ نکالکر نعرہ کیا کہ او بیحیا فرو تو ہم بہ نردی ضرب سن
نوش کن ✤ ہمہ شادی از دل فراموش کن ✤ مین تیری جان کا ملک الموت ہون

بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا ابریق نے سپر سحر کو اٹھا دیا مگر تلوار جو پڑی سپر کے
دو ٹکڑے ہوے ابریق نے جان کے خوف سے چاہا کلائی پر ہاتھ ڈالدون بادشاہ
نے ہاتھ تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ ابریق چاروتھرایا بادشاہ نے کمر مین ہاتھ ڈالکر
زور کیا اور ابریق کو اٹھالیا سر سے بلند کیا چاہا زمین پر مارون ابریق پکارا اٹھا
کہ ای شہریار الامان بیشک آپ صاحب اقبال ہین مین حیران ہون کہ سحر کیونکر مین
بھول گیا ورنہ آپ کی کیا مجال تھی کہ مجھکو قاش زمین سے اٹھا لیتے مگر آپ بڑے
صاحب جاہ وجلال ہین جو کچھ کیجیے وہ جا ہے ہو بادشاہ نے فرمایا میرے پاس
لوح محفوظ ہو اسوجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا یہ فرما کر ابریق کو ہاتھ سے رکھدیا اب
ساتھ والون کو ابریق نے منع کیا کہ لڑنے سے باز رہو مین بصدق دل مطیع اسلام
ہوا بادشاہ ابریق کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے چلے دستور یہ ہو کہ شام کو اتر پڑتے
ہین اور رون کو رہبری کرتے ہین سب سردار شب کو خدمت مین آتے ہین اور
شریک جلسہ رہتے ہین تیسری منزل تھی رات کو بادشاہ چھپر کھٹ پر لیٹے تھے
کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی کہ کوئی صدا دے رہا ہو کہ یارب میرے مجھکو موت
عطا کر اور ملک الموت کو حکم دے کہ وہ میری قبض روح کرے بادشاہ صدا کو
سنکر بیقرار ہوگئے تلوار اٹھالی اور باہر نکلے خادمون نے پوچھا کہان تشریف
لیجائیے گا بادشاہ نے فرمایا یہ رونے کی آواز آرہی ہو نہین معلوم کون روتا ہو
خادمون نے عرض کی غلام شام سے یہ آواز سن رہے ہین کوئی شخص اپنے ولی
نعمت سے جدا ہوگیا ہو اُس سے ملنے کی دعا کرتا ہو بادشاہ ٹہلتے ہوے صحرا مین
آئے دیکھا ایک نخل کے سایے مین فیروزہ بن عمرو بیٹھا ہوا رو رہا ہو بادشاہ نے
گلے سے لگا لیا فرمایا ای یار وفادار ہم تمھارے خود خواستگار تھے فیروزہ نے
جو اپنے بادشاہ کو دیکھا قدمون سے لپٹ کے بہت رویا بادشاہ نے فیروزہ
کو اٹھایا غبار وغیرہ چہرے کا پاک کیا فیروزہ نے پوچھا آپ کو اُس جنگ سے
کون لیگیا تھا بادشاہ نے فرمایا کس جنگ سے فیروزہ نے عرض کی کوہ گنجین پیچ

فرمایا و ریا نوش اٹھا کر لے گئی تھی اسکی وجہ سے معلوم ہوا اور قمر عذار نے جا کر دریافت
کیا کہ لوح طلسمی جزیرۂ بلاخیز مین گئی فیروزہ نے کہا کیا مشکل کی بات ہو کہ ایسی منزلون
مین غلام ساتھ نہ ہوا بادشاہ فیروزہ کو لیکر لشکر مین آئے برابر پلنگ کے جگہ دی
فیروزہ سے باتین ہونے لگین بادشاہ نے سب کیفیت بیان کی چار پہر رات گذر کر
ستارۂ سحری چمکا سب سردارون نے فیروزہ بن عمرو کو دیکھا خوشخوار نہایت
خوش ہوا کہا اے شہریار حقیقت مین عیار آپ کا فرزند خواجہ عمرو ہوا اِسکا ساتھ رہنا
ضرور ہو رات بھر فیروزہ ہمراہ رہا سب حال پوچھا کیا بادشاہ نے اپنا ارادہ ظاہر
کیا کہ اب جزیرۂ بلاخیز کو جاتے ہین فیروزہ نے عرض کی غلام آگے بڑھے وہان
جا کر رنگ جمائے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ مگر اے فیروزہ سُنا ہو کہ تمام صحرا بلاؤن
سے معمور ہو بہت سمجھکر جانا ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جاؤ فیروزہ نے عرض کی
غلام بہت ہوشیار رہیگا یہ کہکر ہانسا سے عیاری سے آراستہ ہوا طرف صحرائے
بلاخیز کے چلا مگر قمر عذار نے کرتبے سے فیروزہ کے باہر نہین ہوا کر عرض کی کہ اے
شہریار مقام تعجب ہو کہ میان فیروزہ اکیلے جاتے ہین اگر حکم ہو تو مین ساتھ دون
بادشاہ نے فرمایا وہ عیار ہی فرزند عمرو نامدار ہو کیا کسی مقام پہ کمی کریگا قمر عذار
نے کہا مین الگ رہونگی جا کر اُنکی چالاکی دیکھون بادشاہ خاموش ہوے ملکہ
قمر عذار بھی پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئی مگر فیروزہ جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہو
دن بھر رہروی کی شام کو ایک صحرائے ویران مین پہونچا دیکھا جنگل ویران کف
دست میدان جا بجا ریت کے انبار ہین بگولے اٹھ رہے ہین ماہ تابان جو نکلا
پر نکلا ہو اِسقدر غبار اُڑا ہو کہ ماہ تابان مکدر ہو رہا ہو چاندنی کی بہار نہین کہین
طائر کی چہکار نہین ایک درخت پر چڑھکر بیٹھا صحرا کو دیکھنے لگا دو پہر رات تو خوب
خیر و عافیت سے گذری بعد دو پہر کے صحرا سے کچھ شیر پیدا ہوے ہر ایک شیر
اسی نخل کے نیچے آتا ہو پنج کو ستقام کر شجر کو ہلاتا ہو مگر فیروزہ شاخ سے لپٹا ہوا بیٹھا ہو
پہر بھر کامل شیرون کا ہنگامہ رہا یکایک صحرا مین شعلے اُٹھنے لگے وہی شعلے شق ہوے

کالی کالی صورت کے انسان ننگے بدن سے چنگاریاں نکلتیں سراپا شعلۂ آتش بنے ہوئے جنگل میں دوڑتے پھرتے ہیں آپس میں کہتے ہیں کہ اِس جنگل میں آج کوئی آیا ہی اُسی نخل کے نیچے آکر دو تین کھڑے ہوئے جمع ہوتے ہی ایک نے سر اُٹھا کر دیکھا فیروزہ کو دیکھکر آواز دی میان عیار صاحب درخت سے اُتر ییے کوئی عیاری کیجیے کہ ہم بھی دیکھیں عیاری کیا چیز ہی فیروزہ نے سر جھکا کر دیکھا کہ سب تو چلے گئے مگر ایک نخل کے نیچے اڑا کھڑا ہی دمبدم پکارتا ہی کہ میان عیار صاحب مین بے ملاقات آپسے کیے نہ جاؤنگا یہ کہکر ارادہ کیا کہ درخت کو اُکھیڑ لون اِسطرح درخت سے لپٹا کہ درخت تھرایا فیروزہ کو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو درخت اُکھڑ جاے ناچار ہو کر اُترا اُسنے ہاتھ پکڑ لیا فیروزہ سر جھکاے ہوے اُسکے ساتھ چلا جاتا ہی مگر قمر عذار کہ بالاے آسمان بصورت طائر پرواز کر رہی تھی اِسنے آسمان سے دیکھا کہ فیروزہ کو ایک بلا لیے جاتی ہی تاب نہ آئی کڑک کر گری اُسکے دو ٹکڑے کیے فیروزہ چھوٹا مگر مرتے ہی اُس جوان کے صحرا مین ہنگامہ ہوا دیکھا ہزارہا آتشی جسم کے لوگ دوڑتے پھرتے ہین فیروزہ جاکر ایک غار مین چھپا ایک اُن مین سے بر سر غار آیا اور پکار کر کہا کہ میان عیار صاحب نکلو تمنے ہمارے بھائی کو قتل کرایا فیروزہ مجبور و ناچار غار سے نکل آیا اُس شخص نے ہاتھ پکڑ لیا اور پکار کر آواز دی بھائیو جلد آؤ ہمارے بھائی کا قاتل ملا ہی اِسکا گوشت نوچ نوچ کر کھاؤ وہ سب صحرا نشین دوڑے چاہتے تھے فیروزہ کے لپٹ جائین اور چیر پھاڑ کر پھینکدین کہ فیروزہ بن عمرو نے بیقرار و اشکبار ہو کر دعا کی قطعہ

شاہا ز کرم بر من درویش نگر	بر حال من خستہ و دلریش نگر
ہر چند نیم لایق بخشایش تو	بر من منگر بہ کرم خویش نگر

قمر عذار نے آسمان سے دیکھا کہ فیروزہ کو وہ سب لپٹا چاہتے ہین کڑک کر گری پہلے اُسکا سر اُڑایا جو فیروزہ کو تھامے ہوے تھا اور سب نے چاہا کہ فیروزہ کو پکڑ لین فیروزہ کو دور بھاگا مگر قمر عذار سحر کر کے بلند ہوئی آسمان سے دیکھ رہی ہی

کر وہ سب دوڑتے پھرتے ہین طرف آسمان کے دیکھکر آواز دیتے ہین یہ بھی عنایت خداوند
سامری وجمشید کہ ہم دن کو ظاہر ہوے ورنہ رات کو یہ جنگل ہمارا مقام ہی ہمکو دن سے
کیا کام ہی مگر قمر عذار اُن سب کو دیکھ دیکھکر ماش کے دانے پھینک رہی ہی جسپر ماش کا
دانہ پڑا وہ مثل ہیزم خشک جلا مگر فیروزہ جو بھاگا جنگل مین جا کر ایک دروازہ ملا اُس
دروازے مین گھس گیا دیکھا ایک عورت ایک نخل کے نیچے بیٹھی ہوئی رو رہی ہی
فیروزہ کو دیکھکر آواز دی کہ میان عیار صاحب ذرا میرے پاس آئیے فیروزہ ڈر گیا
کہ اسکو کیونکر معلوم ہوا کہ مین عیار ہون یہ بھی کوئی بلا ہی خنجر کمر سے نکالکر قریب آیا کہا
کہو کیا کہتی ہو وہ ہنس پڑی کہا او عیار طرار مین تیرے واسطے آئی ہون فیروزہ نے
قریب آکر باتون مین لگایا جب وہ باتین کرنے لگی تو دھوکا دیکر خنجر مارا اُس عورت
کا شکم چاک تعسر پاک ہوا مگر مرتے ہی اُسکے غبار اُڑا کہ تمام مقام تاریک ہو گیا صدائین
مہیب آنے لگین فیروزہ ایک طرف کھڑا ہی مگر خوف سے کانپ رہا ہی یہ معلوم ہوتا ہی
کہ کچھ لوگ میرے ہاتھ پکڑے ہین کشان کشان لیے جاتے ہین بعد تھوڑی دیر کے
آنکھ کھلی دیکھا ایک حجرے مین بند ہون چند عورتین جوان جوان اپنے آپس مین
لپٹی ہوئی کھڑی ہین ایک کے ہاتھ مین دوسری کا ہاتھ کبھی حلقہ باندھکر خداوندونکا
نام لیکر تالیان بجاتی ہین حلقے کے بیچ مین ایک تھال پھول کی اُسپر کچھ پھول
کچھ موہن بھوگ رکھا ہوا تھال کے گرد چکر لگاتی ہین پھول اُٹھا اُٹھا کر سب اپنے
سینون پر چڑھاتی ہین اور آواز دیتی ہین کہ یا سامری وجمشید یہ پھول سونگھیے اور
یہ موہن بھوگ نوش کیجیے آپ کی دعوت ہی زیادہ خواہش ہو تو شیر نوش فرمائیے
آج جینے اپنے قاتل برادر کو پایا ہی دوسری نے مسکا کر آواز دی اری کلموہی
دیکھ خداوندون نے اپنی اپنی صورتین ہمارے سینون پر نمایان کین جلدہی نے
کہا کیا تیرے ہی سینے پر خداوند نے لعنت کا ہاتھ پھیرا کہ اپنی صورت ظاہر کی ذرا
غور کر کے دیکھ ہر ایک کے جسم پر خداوند نے اپنی صورت کو بنایا ہی آپسمین خوب
دوکا جھونکی ہو رہی ہی فیروزہ خاموش سر جھکائے بیٹھا یہ کرشمے دیکھ رہا ہی کہ یہ عورتین

آپس مین دست درازیان کر رہی ہین ایک ایک سے کہہ رہی ہی کہ ہمین خداوندون نے
اپنے اپنے پاس تم سب کو بُلایا ہی یہ کہکر چلین قریب فیروزہ کے آئین سب نے کہا
ہواتمنے اِسکو پہچانا کہ یہ کون ہی ایک نے کہا یہ ہمارے بھائیون کا قاتل ہی اِسکو قتل
کرو فیروزہ حیران ہی کہ اِن بلاؤن سے کیونکر نجات پاؤنگا کہ دفعۃً سب عورتین نگاہ
سے فیروزہ کی غائب ہوئین صرف ایک عورت اکیلی پاس فیروزہ کے آکر بیٹھی
اور کہنے لگی کہ مین تجھپر مائل ہون میرا وصل قبول کرو ورنہ جان سے ہلاک کر ڈالونگی
فیروزہ نے انکار کیا کہ دوسری عورت ظاہر ہوئی اور اُسنے کہا کہ اگر میری بہن تجھے
ناپسند ہی تو مجھکو قبول کر فیروزہ سر جھکائے بیٹھا ہی کسی کا جواب نہین دیتا آخر کو سب
عورتین ظاہر ہوئین آپس مین یہ صلاح کی کہ یہ نگوڑا یون نہ مانیگا ہم سب اپنا گانا اِسکو
سُنائین جب یہ محظوظ ہوگا تو ہم سب کا مطلب حاصل ہوگا یہ صلاح کر کے سب عورتون
نے حلقہ باندھا اور دُھول بجا کر یہ اشعار عاشقانہ بھیانک آوازون مین سب ملکر
خوب اُڑانے اور بڑانے لگین ایک طوفان بےتمیزی اُٹھا نظم

باغ مین بے یار کے جانے سے ہم دم دیکھنا — دل دکھائیگا گل و بلبل کا باہم دیکھنا
اختلاج قلب کا میرے نہ گھٹتا اُس سے حل — تو جو ای قاصد مزاج یار برہم دیکھنا
کہتے تھے طفلی مین اُنکو دیکھکر اہل نظر — نوجوان ہونے تو دو پھر اِنکا عالم دیکھنا
زخم پر رکھتے ہی فوارہ چھٹا ہی خون کا — کار نشتر کر گیا تاثیر مرہم دیکھنا
تو سہی تِرتا پھرے سے یہ آسمان شکل حباب — کیا غضب کرتی ہی اِک دن چشم پُرنم دیکھنا

اِتنے مین ایک عورت اور آئی اُسنے کہا اِسکو پہچانتی ہو یہ کون ہی مین نے قبر پر جا کے
سکان جہان پیما کی آواز دی کہ یہ کون شخص آیا ہی کہ ایک طائر قبر سے نکلا اُسنے
مثل انسان کے آواز دی کہ یہ مقام سکان جہان پیما ہی اِسطرف سے کوئی گذر نہین
سکتا مگر یہ عیار فرزند عمرو نامدار ہی طرف جزیرہ بلاخیز کے جائیگا تمھارے ہاتھ نہ
آئیگا یہ سُنکر وہ سب عورتین فیروزہ کو دشنام دینے لگین کہتی تھین کیون نگوڑے
وہ تیرا باپ کون ہی جو قاتل ساحران مشہور ہی ہم لوگ مجاور قبر سکان جہان پیما ہین

یہ بھی کتاب مین لکھا ہو کہ سکان جہان پیما زمانے مین طلسم کشا کے نکلے گا وہ آفت برپا کریگا
کہ سب عاجز ہوجاوین گے آخر خدمت سامری مین جاوے گا تب لشکر طلسم کشا مہلت
پائیگا ورنہ اس عیار کی کیا حقیقت تھی کہ اس صحرا مین آتا اب فیروزہ نے دیکھا عورتین
پھر جمع ہونے لگین تھوڑے عرصے مین وہ حجرہ عورتون سے بھر گیا فیروزہ حیران
حیران دیکھ رہا ہو کہ جو عورت ہو ایسی کالی کہ الٹا توا مات ہو چہرہ و دہنہ ظلمات ہو
قد بڑے بڑے جیسے تاڑ کے درخت آنکھین لال لال مثل مشعل کے روشن پلکین درانتی
نمایان ہو مگر وہ عورتین اپنی رعنائی پر ناز کر رہی ہین جو آتی ہو وہ فیروزہ سے کہتی ہو
کیون او عیار ہمے سرفراز نہ کریگا کہ یکایک ہلڑ ہوا کچھ نقارون کی آواز کان مین
آئی روشن چوکی بھی ہٹو ہٹو کی صدا بلند ہوئی فیروزہ نے دیکھا ایک عورت تخت پر
سوار کئی ہزار عورتین تخت کو گھیرے ہوے ہٹو ہٹو کرتی ہوئی آتی ہین تخت نشین
نے آکر کہا اری او نالائقو یہ دشمن بلا خیز زندہ بیٹھا ہو اسکو لے چلکے قتل کرو گوشت
اسکا کھاؤ اور شغل سے ہاتھ اٹھاؤ کسی کا مطلب اس سے نہ نکلے گا تھوڑی دیر کا
مہمان ہو اسکے قتل مین بڑی لڑائی پڑیگی اسکے مددگار بھی پہنچینگے یہ سنکر سب کھینچتی
ہوئین فیروزہ کو بیرون حجرہ لائین فیروزہ کو جنگل مین بٹھا دیا پھریان کٹاریان
خنجر کمر سے نکالے وہ تخت نشین حکم دے رہی ہو کہ جلد اسکو قتل کرو ایک زن
سیاہ فام خنجر لیکر قریب آئی کہتی ہو کیون فیروزہ تو نے مجھپر کچھ توجہ نہ کی حسرت لیکر
یہ دل و دنیا سے چلا تجھکو بھی افسوس رہے گا کہ ایسی شاہزادیان میرے قبضے مین
نہ آئین فیروزہ اپنی جان سے بیزار ہو تخت نشین کہ رہی ہو کہ اسکو جلد قتل کرو کہ
وہ زن سیاہ رو خنجر لیے جو کھڑی تھی اُسنے پکار کر کہا کہ او نگوڑے سر جھکا کے بیٹھ
فیروزہ ناچار و مجبور سر جھکا کر بیٹھا زن سیاہ رو نے چاہا خنجر مارے ون فیروزہ نے
بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای کریم کارساز ان ظالمون سے بچا لے ان بلاؤن مین گھرا
ہون قضائے کار ملکہ قمر عذار کا ادھر سے گذر ہوا دیکھا فیروزہ سرنگون بیٹھا
ہو اور ایک تخت نشین حکم دے رہی ہو کہ اسکو قتل کر زن سیاہ رو خنجر بکف

سر پر کھڑی ہی قمر عذار یہ حال دیکھکر بیقرار ہوگئی تڑپ کر گری کہ اول زن سیاہ رو کا سر اڑا دون مگر اُس سیاہ رو پر جو گری سر تو اُسکا نہ کٹا بلکہ ہاتھ قمر عذار کا پھنس گیا زن تخت نشین نے حکم دیا کہ اسکی مشکین باندھ لو مقام پرستان جہان پیما کے لیے چلو قمر عذار و فیروزہ کو کشان کشان زن سیاہ رو کھینچتی ہوئی ایک مقام پر لائی دیکھا کہ ایک گنبد گلی بنا ہو کئی کھڑکیان اُس مین بنی ہوئی ہین اُس سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین تخت نشین تخت سے اُتری قریب گنبد گلی آئی پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ اقلیم بلاخیز یہ گنہگار حاضر ہین جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ایسا نہ ہو کہ انکی رہائی کی کوئی صورت ہو روزن سے ایک طائر نکلا مثل انسان کے آواز دی اے بادشاہ صحراے بلاخیز جو تنے کیا یہی مناسب تھا مگر قمر عذار دختر انتخاب ہو ایسا نہ ہو مان کو اسکی خبر ہو تو وہ بہت پریشان ہوگی اِن دونون کو لیجا کے قید کر یہ آواز دے کر وہ طائر چلگیا تخت نشین نے حکم دیا کہ اِن دونون کو لیجا کر قید کرو کشان کشان قمر عذار و فیروزہ عیار کو لا کر اُسی حجرے مین بند کیا بند کر کے سب عورتین چلی گئین یہ دونون آپس مین باتین کر رہے ہین فیروزہ کہتا ہو اے قمر عذار کس آفت مین پھنسے کس بلا مین مبتلا ہوے قمر عذار کہتی ہو اے فیروزہ نئی بات یہ ہو کہ مین نے سحر فراموش کیا یہ ذکر تھا کہ زمین شق ہوئی ایک جوان لئیم و شیم سیاہ رو بدخو پیدا ہوا آ کر قمر عذار سے کہنے لگا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان کہین دل نہین لگتا کیونکر بسر کرون میرا تو یہ حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو

نظم

یہ سن باغ مین ہر صبح بلبل کا ترانہ ہو	غنیمت خندۂ گل ہو بہت نازک زمانہ ہو
مثل یہ راست ہو ہنستے ہی گھر بستے ہین بستی مین	نہ ہوگی دل لگی تو غم کدہ ہر ایک خانہ ہو
پریشان ناظرون کی دل لگی سے ہو جمعیت	پریشان کاکل پُرخم کے حق مین جیسے شانہ ہو
بہارِ باغ کشت زعفران ہو خندۂ گل سے	مثال قہقہہ قمری منادل کا ترانہ ہو
ہنسی آپس کی ہو تو دل سے کر شکر خدا رعنا	یہ جو رونے کی جا جس شخص پر ہنستا زمانہ ہو

قمر عذار نے جواب دیا او ناہنجار بدکردار اپنی صورت دیکھ اور میرا حال دیکھ مین
تیرے لایق ہون فیروزہ نے کہا اے ملکہ نہ گھبراؤ مین اسکا علاج کیے دیتا ہون یہ
سمجھا کر فیروزہ نے کہا اے جوان تو کون ہے وہ جوان نہ بولا تب فیروزہ نے کہا میرے
پاس آؤ تو مین قمر عذار کو راضی کر دون وہ جوان خوشی خوشی بیٹھ گیا فیروزہ نے
باتین کرتے کرتے خنجر مارا کر شکم چاک قصہ پاک ہوا مرتا اُس جوان کا بڑا غل بلند ہوا
آواز آئی کہ او عیار غضب کیا صاحب سکان جہان پیا کو مارا اب تو زندہ نہ
بچیگا قمر عذار نے دیکھا کہ زمین سے ایک زنگی نکلا آتے فیروزہ کو پکڑ لیا کشان
کشان لیکر چلا فیروزہ ہرچند منتین کرتا ہے کہ مجھکو کہان لیجائیگا مگر اُس سیاہ رو نے
کچھ جواب نہ دیا جب فیروزہ کو وہ جوان لیکر باہر نکلا تو نقارے پر چوب پڑی اور
روشن چوکی کی آواز آئی دیکھا ایک تاجدار نہایت حسین و جمیل اگرا اترا قریب ملکہ
قمر عذار کے آیا کہا اے جان جہان وہ جوان تو سیاہ رو تھا مین تو خوش رو ہون اب
مجھکو قبول کرو یہ کہکر گرد پھرنے لگا قمر عذار حیران ہے کہ کیونکر اس سے جان بچاؤن
یہ سنکر کہا کہ اے تاجدار مین تجھسے راضی ہون مگر وہ سامنے جوان عیار کو لیے جاتا ہے
اُسکو پھیر لا وہ ہمارے مذہب کا قاضی ہے جب وہ نکاح پڑھیگا تب مین آمادہ ہونگی
یہ سنکر اُس تاجدار نے آواز دی او زنگی سیاہ رو پلٹ آ اب آگے نہ جا وہ یہ سنکر پلٹا
فیروزہ کو حجرے مین لایا اُس تاجدار نے اُس جوان سے کہا اب تو بھاگ جا۔
وہ جوان زنگی غرق زمین ہو گیا تاجدار نے کہا لو صاحب مین نے اپنے معین کو
ہٹا دیا اب کیا عذر ہے قمر عذار نے فیروزہ کو اشارہ کیا کہ اے فیروزہ میری جان و
آبرو بچاؤ اس صحرا مین بڑی بلائین ہین فیروزہ نے کہا اے شہنشاہ صحرائے بلاخیز
بیٹھ جاؤ مین اسکو راضی کیے دیتا ہون تاجدار نے کہا کیا مجھکو بھی قتل کریگا یہ سنکر
فیروزہ نے کہا کیا مجال ہے تو آپ کا بلکہ آپ کی مان کا تابعدار ہون تاجدار یہ
پاکیزہ گفتگو سنکر بیٹھ گیا فیروزہ نے کہا دیکھیے وہ زنگی پھر آیا ہمکو ڈراتا ہے آپ کا
عیب دیکھا چاہتا ہے وہ تاجدار پلٹا فیروزہ نے خنجر مارا کر شکم چاک قصہ پاک ہوا

مرتے ہی اُس تاجدار کے فیروزہ کی قید کنگر گری اور ملکہ قمر عذار کو سحر یاد آیا قید کو توڑ ڈالا فیروزہ کو پنجے مین دبا کر بکل پر پرواز پیدا کر کے لے چلی کوئی چار یا پانچ کوس پر لا کر چھوڑا فیروزہ جنگل مین دوڑا ہوا جاتا ہے ایک جھیل کے قریب پہونچا وہان ٹھہرا دیکھا ایک ساحر پسینے پسینے دوڑا ہوا آتا ہی فیروزہ نے اُس ساحر کو آواز دی اُس ساحر نے جو دور سے جھیل دیکھی پانی کو دیکھکر بیقرار ہو گیا یہ سمجھا کہ اس پانی سے پناہ پانی مشکل ہی آبرو نہیگی قریب آیا چاہا پانی پیین فیروزہ نے ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ خبردار پانی نہ پینا یہ زہر قاتل ہی حلق سے اُترا اور پانی ہو کر بہہ جاؤ گے اُس ساحر نے پلٹ کر کہا او ساحر تو کون ہی فیروزہ نے کہا مین اس جھیل کا نگہبان ہون ایک اژدہا آکر اس جھیل مین پانی پیتا ہی کف اپنا ڈال جاتا ہی مین اسی واسطے یہان کھڑا رہتا ہون کہ جو کوئی آکر قصد کرے اُسکو پانی نہ پینے دون لیکن تم کون ہو اور کہان جاتے ہو اُس ساحر نے کہا مین نامہ رسان جمشید ثانی ہون پاس بلاخیز جادو کے جاتا ہون فیروزہ نے کہا مین تمھارے واسطے ابھی پانی لاتا ہون تمکو پلاتا ہون یہ کہکر درۂ کوہ مین گھس گیا جام پانی کا بھر کر بیہوشی اُسمین ملا کر لایا کہا لو یہ جام پیو وہ ساحر انتہا کا پیاسا تھا جھوٹ وہ جام پی گیا پیتے ہی گھبرا کر کہا مجھکو کوئی آسمان پہ لیے جاتا ہی پسینہ چلا آتا ہی فیروزہ نے کہا ٹہلو جیسے ہی وہ ساحر ٹہلنے لگا بیہوشی نے تمانچہ مارا کر لڑکھڑا کر گرا فیروزہ نے ٹانگ گھسیٹ کر اُسکو درۂ کوہ مین ڈالدیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر اُسی ساحر کی شکل بنا وہ نامہ لیکر چلا دو کوس راستہ طے کر کے سامنے دیکھا کہ ایک قصر عالی بنا ہوا ہی اُس مین ہزارہا نازنینان مہ جبین اشعار عاشقانہ گا رہی ہین سبنے فیروزہ کو دیکھکر آواز دی کہ او نامہ رسان ہم تو تمھارے مشتاق تھے فیروزہ نے کہا مین حاضر ہوا فیروزہ قصر پر آیا پوچھا ملکہ بلاخیز کہان ہین اُن عورتون نے کہا بلاخیز کی ملاقات دشوار ہی ہمین نامہ دو ہم تمھین جواب لا دین یہ سنکر فیروزہ نے کہا مجھکو حکم ہی کہ ہاتھ مین بلاخیز کے دینا مجھکو تم صرف بتا دو کہ بلاخیز

کہان ہین اُن عورتون نے کہا یہ سامنے جو کوٹھری ہو اُسمین جاؤ نام لیکر آواز دو کہ اے
ملکہ بلاخیز مین تجسے ملاقات کرونگا فیروزہ اُس کوٹھری مین آیا دیکھا ایک تصویر
سنگی رکھی ہو فیروزہ نے دو انگلیون کی مسجد بنا کر اُسکو سجدہ کیا اور پکار کر آواز دی
ملکہ بلاخیز کہان ہین تصویر سنگی ہنسی اور کہا او عیار مکار بلاخیز سے ملاقات دشوار
ہو فیروزہ نے خیال کیا کہ رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا اُن عورتون نے آکر گرفتار
کیا کہا کیون نگوڑے تو یہانتک کیونکر آیا کچھ تجھکو خوف نہ ہوا فیروزہ نے کہا مین
نظر کردۂ جمشید ثانی ہون مجھکو کس صورت پر کردیا تم سب مکار معلوم ہوتی ہو
وہ سب کب مانتی ہین فیروزہ کو کشان کشان لے چلین اُس کوٹھری سے نکل کے
دالان مین پہونچین دیکھا ایک مسند لگی ہو اُسپر ایک ساحرہ تاج سر پر رکھے ہوئے
بیٹھی ہو کہہ رہی ہو اِس مکار کو لاؤ کہ مین اِسکا سر روانہ کرون خداوند مشتاق ہین
لیکن نامہ رسان دروکوہ مین بیہوش پڑا تھا ایک کاہ فروش نے ہوشیار کیا
اُسنے دیکھا نامہ نہین ہو روتا ہوا دوڑا جزیرۂ بلاخیز مین آیا پکار کر آواز دی ہم
نامہ رسان ملکہ بلاخیز کو خبر کرو کہ نامہ دار خداوند آیا ہو چاہتا ہو کہ آپ کی خدمت
مین پہونچے سب حال اپنا کہے اُن عورتون نے نامہ رسان کو بلا لیا سامنے
بلاخیز کے لائین کہا واری دیکھیے نامہ دار یہ ہو مگر اِس مکار کا ظاہر ہوا اِسنے اِس
نامہ رسان کو بیہوش کرکے ڈالدیا تھا بلاخیز نے کہا کہ مین حیران ہون کہ یہ اُس
جنگل سے کیونکر نکلا کوئی معین و مددگار اِسکے ساتھ ہوگا ایک تدبیر کرو کہ اِسکو
قید رکھو یقین ہو کہ اِسکا مددگار بھی آئے اُسکو بھی گرفتار کرلین تو دونون کو قتل
کرین اگر اِسے قتل کرڈالا تو معین اِسکا بچ جائیگا سب نے کہا بہت مناسب ہو
مگر وہ عورتین کشان کشان فیروزہ کو جنگل مین لائین لاکر زیر تیغ بٹھایا ایک عورت
خنجر کھینچکر سر پر آئی فیروزہ نے دونون ہاتھ بلند کیے پروردگار سے دعا کرنے لگا رباعی

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک چہ احتیاج بپیش تو حال دل گفتن	۹	بر آستان تو دارند میل دربانی کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

بیقرار ہوکر جو فیروزہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا قمر عذار بہزار مشقت
بیار اُس جنگل سے نکلی آسمان پہ اُڑتی ہوئی آئی دور سے دیکھا فیروزہ زیر شجر بیٹھا
ہی تڑپ کر گری فیروزہ کو پنجے مین اُٹھایا چاہے نکلون کہ اُن عورتون نے غل مچاکر
کہا صاحب کیسا اندھیر ہی کہ صحرائے بلاخیز مین ساحرانے لگے اپنا جاہ و جلال دکھاتے
ہین اے سکان جہان پیدا مدد کرو تم ثانی جمشید ہو کر آسمان پہ برق چمکی ایک ساحر
آسمان سے آیا اُسنے للکار کر آواز دی اے قمر عذار یہ بے ادبی کہ صحرائے بلاخیز سے
لیے جاتی ہو خبردار آگے نہ بڑھنا قمر عذار ٹھہر گئی چاہتی ہو نکلجاؤن ہاتھ پانوٗ نہین
طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین ناچار ٹھہری اُس ساحر نے آکر کہا کہ اے
قمر عذار یہ سب شاہزادیان تمھاری مشتاق ہین چلکر اُنسے ملاقات کرو قمر عذار
اُتر آئی جب اُن عورتون نے قمر عذار کو پایا تو ملکر گرفتار کیا اب فیروزہ و قمر عذار
دونون گرفتار ہوے سامنے بلاخیز کے پہونچے تو فیروزہ نے دیکھا کہ جس شہر مین
بلاخیز ہو اُسکے دروازے پہ درخت چنار ہو اُس درخت پہ ہزارہا طائر بیٹھے ہوے
زمزمہ سرائی کر رہے ہین اور وہ درخت روشن ہو معلوم ہوتا ہو رشک ماہ تابان ہو
یا مہر درخشان ثمر اُس مین لگے ہین جانور نوش کرکے مصروف زمزمہ سرائی ہین نخل ہین
رعنائی و زیبائی قمر عذار نے کہا اے فیروزہ مادر مہربان نے جو بیان کیا تھا وہی
شجر ہو دیکھو کیسا نخل زیبا ہو کیسا سرسبز و شاداب ہو رہا ہو فیروزہ نے کہا اے ملکہ عالم
اب اپنی خیر مناؤ ہم کہان اور بادشاہ کہان قمر عذار نے کہا اے فیروزہ سامری نامے
مین لکھا ہو بادشاہ یہانتک ضرور آوینگے ہمکو اور تمکو چھڑاوینگے اب ہماری اور
تمھاری قید مین طول ہو انجام مین بہتری حصول ہو اُن عورتون نے لیجا کے اِن
دونون کو سامنے بلاخیز کے پہونچایا بلاخیز نے جو قمر عذار کو دیکھا ہنسکر کہا اے
قمر عذار تمکو قدرت نے اسی واسطے تعلیم کیا تھا کہ صحرائے بلاخیز سے عیار کو نکال
لاؤ مین اُسنے یہ بے ادبی کی کہ ہم تک پہونچا ارے اِن دونون کو لیجاؤ لیجا کر زندان
دیرگاہ مین قید کرو چند کنیزین قمر عذار و فیروزہ کو ایک مکان مین لائین دیکھا

ع

وہ مکان نمونۂ جنت ہے کوٹھریاں بنی ہوئی ہیں ہر کوٹھری کے آگے صحنچی اُسمین پلنگ لگے ہیں
ایک جوان ہر صحنچی میں بصد شوکت و شان بیٹھا ہے ایک صحنچی میں فیروزہ نے اور دوسری
صحنچی میں قمر عذار نے اپنے کو پایا لیکن فیروزہ بن عمرو نے کہ عیار چست و چالاک اور
نہایت بیباک ہے اُن سب سے پوچھا کہ تم لوگ کس جرم پر قید ہو اُن سب نے کہا
ہم شاہزادگان والا قدر ہیں برائے طلسم کشائی آئے کچھ نہ ہو سکا سالہا سال سے
قید ہیں کئی سو جوان ہمارے سامنے مارے گئے اب ہمارا بھی وقت قریب ہے مگر
تم کون ہو فیروزہ نے کہا میں عیار طلسم کشا ہوں یہ معشوقۂ طلسم کشا ہے انھیں کی
مدد سے صحرائے بلا کو طے کیا مقام سماوستان جہاں پایا کہ دیکھا آخر یہاں آکر قید
ہوئے اب دیکھیں تقدیر کیا دکھائے سب جوان ۔ وے لگے کہتے تھے کہ ایک کے
بعد ایک قتل ہوگا صبح کو ایک نقابدار گلگون پوش آسمان سے آتا ہے اور ایک
پہلوان زنگی آکر اُس اکھاڑے میں للکارتا ہے جسکا دن ہوتا ہے وہ جاکر اُس سے
مقابلہ کرتا ہے اُس نقابدار نے شرط کی ہے کہ جو اِس زنگی کو زیر کرے اُسکو رہا کروں
اور اگر نہ زیر کر سکے تو زنگی اُسکو قتل کرے اُسکا خون لیکر وہ نقابدار پیشانی پر لگاتا
ہے تب جاکر منہ دھوتا ہے مگر بلا خیز بعد قید کرنے اِن دونوں کے اپنے مقام سے
اُٹھی اور قریب گنبد گل آئی اور پکار کر آواز دی کہ اے ہمشیرہ ساحرہ آپ کو تو خبر
معلوم ہوگی کہ عیار و قمر عذار کو قید کیا ہے اگر حکم ہو تو جاکر بادشاہ کو بھی لاؤں مگر
ایک ہفتہ زندان دیرگاہ میں مقید کرونگی بعد ایک ہفتے کے اُنکی بھی موت ہے
یہ کہکر تریاق سحر بند کو حکم دیا کہ بادشاہ و لشکر کو اُٹھا لاؤ تریاق سحر بند روانہ ہوا
مگر بادشاہ جہجاہ بعد جانے فیروزہ و قمر عذار کے سوار ہوئے کل لشکر تیار ہو گیا
خوشخوار و میثاق وغیرہ ہمراہ ہیں قصد ہے کہ روانہ ہوں کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا
ایک ساحر نہر بحرائی پر سوار تین لاکھ ساحر غدار پشت پر آتا ہے ہرکاروں نے جو دیکھا
بادشاہ کو خبر دی کہ ایک ساحر برائے مقابلہ حضور آیا ہے پلنگ صحرا نشین اُسکا
نام ہے بادشاہ سنکر اُتر پڑے خوشخوار نے عرض کی کہ کل غلام مقابلہ کریگا بادشاہ نے

فرمایا یہ امر وقت پر موقوف ہے اگر اُسنے میرا نام نہ لیکر پکارا تو تم جانا اور جو میرا نام
لیکر پکارے گا تو مین خود جاؤنگا خونخوار خاموش ہو رہا مگر پلنگ نے طبل جنگی بجوایا
بادشاہ کے لشکر مین بھی نقارۂ ورزی بجا تیاریان ہونے لگین تلوارین چیخ پر چڑھ رہی
ہین کہ صقل پھرے چہرۂ نوچے ہین دستانہاے نیزہ کو زہر سے آبداری دے رہے ہین
طائران تیر گوشۂ ترکش مین آشیان گزین ہین یا بامیون مین ماران سیاہ چار پہر رات
گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

رخ شمع مائل بہ زردی ہوا — لباس فلک لاجوردی ہوا
موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند — ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند
لگے ہونے آنکھوں سے تارے نہان — اٹھے لوگ لے لیکے انگڑائیان

تمام جہان روشن ہوا رستم زرین پوش بصد جوش وخروش اکھاڑے سے مشرق کے
نکلا شاگردان ضیاء وشعاع ساتھ ہین آکر چرخ نیلی پر قایم ہوا اودھر سے وہ ساحر
پلنگ صحرانشین شیر ہوائی پر سوار تین لاکھ ساحران غدار پشت پر آیا صفین آراستہ
ہوئین نقیبون نے نقابت کی کرلکیت کڑکا کھکر جبکہ پلنگ نے شیر اپنا چمکایا اور
میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ مین مقابلہ سعد بن قباد کا مشتاق ہون
بڑی حیرت ہے کہ عمرو زرہ وقمر عذار صحراے بخیج بلا سے کیونکر گذر رہے مگر اب زندان
دیرگاہ مین قید ہین سعد نے مرکب چمکایا لوح محفوظ سینے پر سامنے پلنگ کے
پہونچے پلنگ نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا چند طعنون مین ہوائی کر دیا
پلنگ کو اپنی جرأت پر ناز ہے اسیوجہ سے سحر سے باز ہے چاہتا ہے فنون سپاہ گری
مین زیر کرون وہ ہاتھ مارون کہ اِسی صحرا مین ڈھیر کر دون جب نیزہ نکل گیا آخر
خفیف ہوکر قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو
تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر کمر کو بنا کر سر پر ہاتھ مارا تیغ تمامی جو
چمک کر گرا سپر دو ٹکڑے ہوئی سپر کو کاٹ کرتا دو ابر وتیغ پہونچا اُسنے دستانہ مارا
کہ تیغ جھٹکا کر نکلا چادر خون کی چہرے پر آئی پلٹ کر اپنی فوج کو اشارہ کیا کہ بارہ

مین تو زخمی ہوا چہار طرف سے بادشاہ کو گھیر کر مار لو مگر خبردار سحر نہ کرنا یہ مسلمانون کا طریقہ ہو کہ غیر ساحر سے ساحر لڑے بادشاہ نے پلٹ کر خونخوار کو منع کیا کہ کوئی ساحر میری مدد کو نہ آئے غیر ساحر سرداران نامی و پہلوانان گرامی مدد بادشاہ کو آئے دونون لشکر آپس مین مل گئے گھمسان کی جنگ ہونے لگی تلوار چلنے لگی بقول مصنف **نظم**

چلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ	گئے مومن و گبر باہم لپٹ
سوارون کے اک سمت سینے ہوئے	پیادون سے کاٹے پہ کاٹے ہوئے
فلک کا ہوا پر غبار آئینہ	تھا حیرت کے عالم مین چار آئینہ

کئی پہلوانون نے ملکر بادشاہ کو زخمی کیا پلنگ پکار رہا ہو کہ ہان یارو گرفتار کرلو مگر شیر بیشۂ صاحبقرانی بہ جرأت لڑ رہے ہین جو سامنے آیا وہ مارا گیا گرد اشوب کے انبار الامان کی فوج مین پکار بادشاہ منگاہ نہ پیشتر نہ لڑ رہے ہین مگر پلنگ زخم کو باندھے ہوئے دور کھڑا ہو کر رہا ہو کہ تب خونخوار نے پکار کر کہا کہ او شہریار یہ سحر کرتا ہو اگر حکم ہو تو غلام آکر جواب دے مگر بادشاہ نے منع کیا مین گرمی جنگ ہر خوب جگہ تلوار چل رہی ہو کہ تریاق سحر بند اڑتا ہوا آسمان پہ آیا ایستہ دیکھا کہ سعد بن قباد و زخم دار مصروف جنگ ہین چونکہ تنہا کا مجمع ہو جہانتک نگاہ کام کرتی ہو فوج دریا موج اڑ رہی ہو برق شمشیر کی چمک کمانون کی کڑک تیر اسطرح چل رہے ہین کہ گویا ابر سے مینہ برس رہا ہو تریاق سحر بند ایک طرف آتا اُنکر مین شاہ کی چلا بادشاہ گھوڑا بڑھا کر طرف پلنگ کے چلے مین مگر فوج سے جنگ کرتے ہوئے آتے ہین کوئی قریب نہین آتا بادشاہ صفون کو درہم و برہم کرتے ہوئے قریب پلنگ پہونچے ہین کہ پلنگ نے ہاتھ کے دانے پھینکے چند شیر پیدا ہوئے گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بادشاہ نے مرکب کو رانون مین مسلا شیرون پہ گھوڑا جا پڑا بادشاہ نے لوح محفوظ کا کچھ خیال نہ کیا لباس مین لوح محفوظ مخفی ہو اسی حال مین تریاق سحر بند تڑپ کر گرا اور بادشاہ کو اُٹھا لے گیا بادشاہ کی آنکھ اوج ہوا سے بند ہوگئی بیہوش اور مدہوش ہوئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی

اپنے کو اُسی زندان مین پایا دیکھا کئی سو شاہزادے اپنی اپنی چھپی مین بیٹھے ہین نعمت
سب طرح کی موجود ہو صراحیان آب سرد کی میوہ جات جا بجا چنے ہین ورزش کے
لیے مگدر رکھے ہین نالیان جا بجا کھدی ہوئی ہتھکڑیان بیڑیان کچھ نہین ایک طرف
فیروزہ بن عمرو و قمر عذار کو دیکھا کہ یہ بھی خوش و محظوظ بیٹھے ہین جمال بے مثال
بادشاہ اسلام کو دیکھکر سب شاہزادے قریب آ بیٹھے اپنے اپنے حال بیان کرنے
لگے کوئی روم کا شاہزادہ ہو کوئی ایران کا کوئی ترکستان کا باشندہ ہو سب نے اپنے
اپنے حال ظاہر کیے کہ ہم لوگ براے طلسم کشائی آئے مگر اسے بلا مین آکر گرفتار
ہوے مگر بادشاہ نے دیکھا کہ ایک جوان حسین و شکیل سرنگون ایک طرف
بیٹھا ہو بادشاہ نے فرمایا کہ کیون یارو یہ جوان کون ہو انتہا کا مغرور ہو کہ تم سب
صاحب آئے وہ نہ آیا سبنے کہا اوشہریار مغرور نہین ہو کل اِسکی باری ہو اُس زنگی سے
یہی مقابلہ کریگا آجتک ہم لوگونکو کئی مہینے گذرے جو اُس زنگی سے لڑا زیر ہوا اور
مارا گیا وہ جو نقابدار گلگون پوش آتا ہو خون کشتے کا پیشانی پر لگا لیتا ہو تب
جا کر مشہور ہوتا ہو ہمنے سُنا ہو کہ یہ بلا خیز کی بیٹی ہو لالاخونریز نام ہو چاہتی ہو مرد کا
تخم نہ باقی رہے مرد کے نام سے نفرت ہو اِسی وجہ سے یہ جوان سرنگون بیٹھا ہو
کہ کل اِسکی باری ہو بادشاہ نے فرمایا اِس جوان کو بلاؤ تو ہم اِسکا داغ نہ گوارا
کرینگے کل ہم اِسکے بدلے لڑینگے شاہزادون نے اُس جوان کو بلایا اُسنے بادشاہ
کو دیکھکر جھک کر سلام کیا حضرت نے اُٹھکر گلے سے لگا لیا فرمایا ای برادر تمھارا
نام نامی کیا ہو اُسنے کہا مین بہارستان مغرب کا رہنے والا ہون اور مین بیٹا
ہلال زرین تاج کا ہون فرامرز عاد مغربی کا چھوٹا بھائی سہیل نام ہو بادشاہ نے
فرمایا تمھارا بھائی ہمارے لشکر کا سپہ سالار ہو مذہب کیا رکھتے ہو کہا حضور
مسلمان جب بڑے بھائی صاحب مسلمان ہوے تب مین بھی مسلمان ہوا ایک
براے شکار نکلا تھا موت تو یہان لکھی تھی ایک پریزاد عاشق ہو کر اُٹھا لائی کتنے
مہینون اُس سے ہم بستر رہا گلنار پری اُسکا نام ہو ایک دن اُسنے طلسم کا ذکر کیا

مین یہ جرأت کہان کئی در بند فتح کیے مگر جب صحراے بلا مین آیا صد ہا جوان مہیب شکل
آگ کے شعلے بنے ہوے آکر لپٹ گئے کچھ زور نہ چلا آکر یہان قید ہوا اب کل غلام
کی باری ہی بادشاہ نے فرمایا اے سہیل عاد مغربی نہ گھبراؤ ہم کسی کا فراق نہ گوارا کرینگے
اُس زنگی سے کل لڑینگے اگر خدا نے چاہا تو اُسکو زیر کرینگے یہ بہت روز کی مٹا دینگے
فیروزہ بیٹھا ہوا کہہ رہا ہو کہ اے شہریار مقام خوف ناک ہو ایسا اِدارہ نہ کیجیے آخر آپکی
بھی باری آئیگی بادشاہ نے فیروزہ کو جھڑک دیا اور فرمایا تجھے اِس مقدمے مین
کیا دخل ہی ہم کیونکر کسی کا داغ گوارا کرین سب ہمارا قتل دیکھین ہم نہ دیکھین کہ
کوئی ہمارے سامنے قتل ہوا انشاءاللہ تعالی بحول و قوت الٰہی زنگی کو مارینگے
یا اپنی جان دینگے یہ فرما کر سب کے ساتھ کھانا کھایا شراب و کباب سب کچھ موجود ہی
فیروزہ نے بیٹھکر چند اشعار گائے رات بھر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ رہا لیکن
سہیل شگفتہ نہ ہوا ہر چند بادشاہ نے سمجھایا کہ اے سہیل کیون ملول ہو جو ہمنے کہا
ہی وہی کرینگے اگر خدانخواستہ تم ہمارے سامنے مارے گئے تو تمھارے باپ
و بھائی کو کیا منھ دکھائین گے وہ ضرور شکایت کرینگے سہیل عرض کرتا ہی کہ حضور
نے بجا ارشاد فرمایا ہم تو سرکار کے نمکخوار ہین مگر یہان مجبور و ناچار ہین کیا کرین

یکایک ہوا دان سحر کا ظہور
اڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا
نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار
کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

یکایک آسمان پر ابر نمایان ہوا رعد گرجا برق چمکی وہی نقابدار گلگون پوش تخت
یاقوت پر سوار اول آکر بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے پھاٹک کھلا وہ جوان زنگی اکڑتا
ہوا آیا پہلے نقابدار کو سلام کیا پھر اکھاڑے مین اُترا یہ سب لوگ پرا باندھے
کھڑے ہین سہیل عاد مغربی ملول و حزین ایک طرف کھڑا ہی کہ اُس زنگی نے
اکھاڑے مین اُترکر اول گیارہ ڈنڈ پیلے مٹی بازو و ن پر چڑھائی صورت مہیب

بناکر آواز دی کہ آج جسکی باری ہو وہ کہان ہو لالۂ خونریز کہ تخت پر بیٹھی ہو چند کنیزین
ساحرہ گرد بیٹھی ہین کہ اُس زنگی نے جو پکار کر آواز دی پرے سے بادشاہ نکلے ملکہ
لالۂ خونریز نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال لباس معقول
زیب جسم مسلح و مکمل زخم سر بندھا ہوا تاج کج سر پر تیغہ کمر مین کمان کیانی کاندھے پر
ثابت ہوتا ہو کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا ابروے خمدار ہلتے ہوے معلوم ہوتا ہو
تیغ اصفہانی کو جنبش ہو قتل عاشقان کی کوشش ہو لالۂ خونریز نے جو بادشاہ کو دیکھا
کلیجہ تھرّا گیا پسینے پسینے دل بیقرار آنکھین اشکبار ہر مرتبہ بہ نگاہ محبت دیکھتی ہو جب
بادشاہ قریب اکھاڑے کے آئے اور سبیل کو روک دیا زنگی نے پکار کر آواز دی
کہ آج نئی بات ہوتی ہو کہ جو کل قید ہوا ہو وہ مقابلے کو آیا ہو لالۂ خونریز نے پکار کر
کہا اے جوان تاجدار اپنی جوانی پر رحم کر تیری باری اِن سب کے بعد آئیگی کیدن تو
اسقدر گھبراتا ہو بادشاہ نے فرمایا او خونخوار تجھے ہمارے مقدمے مین کیا دخل ہو
ہم اسکے بدلے مقابلہ کرتے ہین ہرچند لالۂ خونریز نے سمجھایا مگر بادشاہ اپنی کہے
جاتے ہین زنگی کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ تو ہمسے مقابلہ کر اُس خونخوار سے کیا کہتا ہو
جو دشمن مردان عالم ہو جب لالۂ خونریز نے دیکھا کسی طرح بادشاہ نہین مانتے زنگی
کو منع کیا کہا آج مادر مہربان سے پوچھ لون تب مقابلہ کرنا ایسا نہ ہو طریقۂ طلسم مین
فرق پڑے یہ کہکر سوار ہوئی مگر پلٹ پلٹ کے دیکھتی جاتی ہو سج دھج جو بادشاہ
کی دیکھتی ہو دلپر چھریان چل رہی ہین غرض اپنے قصر مین آئی سوچی کہ مان سے
ذکر نہ کرون ایسا نہ ہو حکم قتل دیدین اِسنے مان سے نہ پوچھا صبح کو پھر سوار ہوئی
یہان سعد نے سب کو کلمہ پڑھایا سب شاہزادے بہ صدق دل مسلمان ہوے
سب کو یقین کامل ہوا کہ بیشک یہ بہادر ہین دوسرے کے واسطے جان دیتے
ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا ملکہ لالۂ خونریز شب بھر کی جفا اُٹھائے ہوے خمار نیند
خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری سعد کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہو تخت
آکر اُترا دیکھا سب شاہزادے سجے کھڑے ہین سب کے آگے سعد بن قباد گویا

سب کے افسر ہین کہ یکایک زنگی بھی آیا اکھاڑے مین کود امثی بدن پہ پڑھائی نام
لیکر پکارا کہ ای سہیل تاجدار تمھاری باری ہو خبردار کوئی دوسرا نہ آئے سہیل نے
چاہا اٹھون بادشاہ نے روکا اور خود بڑھے لالہ خونریز نے پکار کر کہا کہ ای جوان کیون
جان دیتا ہو تیری تدبیر ہو جائیگی بادشاہ نے فرمایا ہم بھی تدبیر کر چکے کہ زنگی کو چیر کے
پھینکدینگے سہیل کو نہ لڑنے دینگے لالہ خونریز نے مسکرا کر کہا ای جوان کیون دیوانہ
ہوا ہو آٹھ دن اپنی زندگی کو غنیمت جان پھر مقابلہ کرنا لاکھ تجھکو دعوی جرأت ہو
مگر یہ جوان طلسمی ہو لالہ خونریز دیکھہ دیکھکر سعد شہریار کو دل مین افسوس کر رہی ہو
یہی خیال کرتی ہو کہ خداوند جمشید ثانی نے کیا کیا انسان بنائے ہین سراپا ٹھیک
جری ایسے کہ لڑنے بھڑنے یہانتک پہونچے جیسیون شاہزادیان عاشق ہین اگر
مین بھی انھین محسوب ہون تو کیا حرج ہو پھر پکار کر کہا ای نوجوان کیون اپنی ہلاکت
کے درپے ہوتا ہو ایک دن تیری بھی باری آئیگی سعد نے کہا ہماری روز باری ہو
ہم کسی کا غم نہ دیکھین سب ہمارا الم اٹھائین یہ کیسا مقام افسوس ہو کہ یا تو زندہ
ہو یا یکایک مردہ ہو گیا اور سب دیکھ رہے ہین لالہ خونریز نے کہا زیادہ جرأت
نہ بیان کرو سعد نے فرمایا تم تو جلاد خونریز ہو بدعت مین تیز ہو لالہ خونریز نے کہا
ہم آج سے یہ رسم موقوف کر دینگے مردون کو قتل نہ کیا کرینگے مگر تم ہٹ جاؤ گنہگار
کو آئندہ دیکھو بانیان طلسم نے قیدیون کے واسطے کیا سامان کر دیا ہو سب طرحکا
کھانا آتا ہو شراب و کباب گزک اسی کے گنہگار رہین کہ طلسم مین کیون آئے اسی کی یہ
سزا ہو سعد نے کہا ہم تو نہ ہٹینگے زنگی سے مقابلہ کرینگے ہم دیکھین تو کہ یہ کیسا
صاحب طاقت ہو سیکڑون بندگان خدا کا خون اسکی گردن پر ہو آج مین اسکا
غرور نکالدونگا لالہ خونریز نے اشارے سے کہا ای شہریار یہ ساحر ہو اسپر زور
نہ چلیگا سعد نے کہا خدا چاہے تو سحر بھول جائے وہ قادر و توانا ہو اسکو سب طرحکا
اختیار ہو اسکا سحر بیکار ہو لالہ خونریز نے اپنے زانو پر ہاتھ مار لیا کہا ہان او زنگی
اسنے مقابلہ تو کر سعد یہ سنتے ہی اکھاڑے مین پھاند پڑے اور خم مار اچکار کر کہا

او سیاہ رو آنو سون بندگان خدا کا قاتل عالم حقیقت سے بالکل جاہل زنگی اکھاڑے مین
پھاند پڑا اگر قمر عذار الگ کھڑی ہوئی ہنس رہی ہو فیروزہ سے کہتی ہو ای فیروزہ ذرا
دیکھو خدا نے بادشاہ کو کیا حسن وجمال دیا ہو کہ دشمن بھی دوست ہوتا ہو بیشک بہت بڑے
صاحب اقبال صاحب جاہ وجلال ہین زنگی نے سعد کا ہاتھ تھاما بادشاہ نے لوح
محفوظ کو کھولدیا عکس جو اسکا زنگی پر پڑا کانپنے لگا زور کرتا تھا مگر زور نہ چلتا تھا
دمبدم کہتا ہو یا جمشید ثانی آج کیا معرکہ ہو کہ مین سحر بھولا جاتا ہون ہر چند قصد کرتا ہو
کہ بادشاہ کو لے دوڑون مگر کیا مجال ہو کہ بادشاہ پر غالب آئے بادشاہ سے گھڑی
دو گھڑی اُلجھا اُلجھ کر لڑا لالہ خونریز بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہو کہ بادشاہ جمجاہ کس زور و
شور سے لڑ رہے ہین ایک مقام پر بادشاہ زنگی کو ریلکر لے دوڑے وہ ہر چند
چاہتا ہو کہ رکون مگر مثل پر کاہ اُڑا جاتا ہو بادشاہ چالیس قدم ریلکر لائے وہانپر
لاکر ہکر مارا دونون گھٹنے زنگی کے آشنائے زمین ہوے بادشاہ نے کمر مین ہاتھ ڈالکر
زور کیا اور نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس وجم
منم شیردل صف شکن نوجوان	نہال گلستان صاحبقران

نعرہ کرکے زور کیا زنگی کو اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا زنگی نے چاہا سونڈ سے
کی کھا کر سنبھلون بادشاہ نے ایک لات ماری کہ چارون شانے چت ہوا بادشاہ
نے چھاتی پر سوار ہوکے سوال اسلام کیا زنگی نے جواب سخت دیا بادشاہ نے
ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا دوسرا ٹھوڑی پر رکھکر ہکر مارا سر زنگی کا کھینچ لیا تمام شاہزادے
خوشیان کرنے لگے مگر زنگی کا مرنا ہنگامہ ہوگیا آسمان سے آگ برسنے لگی پھاٹک
کھل گیا لالہ خونریز گھبرا کر تخت پر سوار ہوئی کنیزون سے کہا یہ کیا قیامت برپا ہو
تخت اُڑا کر لے چلو کنیزون نے آکر تخت اُڑایا ہوا پر آکر دیکھنے لگی سب شاہزادے
مسلح و مکمل بادشاہ کے پیچھے ہوئے کہا ای شہریار نکل چلیے خدا نے بڑا فضل کیا یل
ہمراہ ہو کہتا ہو حضور نے مجھپر بڑا احسان کیا حقیقت مین غلام کی جان بچائی ورنہ

اس ظالم کے ہاتھ سے نہ بچیگا مگر قمر عذار نے دیکھا کہ پھاٹک کھل گیا ہو آگ چار جانب
روشن ہی یہی معلوم ہوتا ہو کہ سارا مکان جل جائیگا لالہ خونریز کی بیقراری دیکھتی ہین جو
ساحرہ ساتھ ہین اُنسے کہہ رہی ہو کہ صاحبو اب مین کیا کرون دیکھو وہ نکلے جاتے ہین
اُسوقت لالہ خونریز بیقرار ہوکر پکارنے لگی او شہریار مروت شعار ہو سمجھکر ذرا نکلیے
ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جائیے مین آپ کی بہتری چاہتی ہون یہی آرزو ہو کہ آپکو
اس مقام سے نکالون قمر عذار نے بھی دیکھا کہ سحر کی آگ برس رہی ہو اور سب
شاہزادے سوائے سعد بن قباد حیران و پریشان کھڑے ہین سعد بن قباد تو
لوح محفوظ اچھکار رہے ہین اسوجہ سے شعلہ اونکے قریب نہین آتا جو شعلہ گرا پانی ہوکر
بہ گیا مگر اس قصر مین ہنگامہ ہو تمام اشیاے خوردنی جل گئین گلابیون سے آگ
نکل رہی ہو کبابون کا رگ و ریشہ جلا دیوارین آگ کی زمین بھی آگ کی ہو ملکہ
قمر عذار نے جو دیکھا کہ تمام قصر آتش بہار ہوگیا موتیون کا مالا گلے سے آتارا
ایک سرا کا مارا کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر آیا پانی برسنے لگا پکار کر آواز دی کہ ہو
شہریار نکل چلیے آگے بڑھکر دروازہ کھولا دروازہ کھلتے ہی شاہ باہر نکلے تمام
شاہزادے پشت پر ہر ایک امیدوار فتح و ظفر اسی کے امیدوار ہین کہ اس شہریار
کے ساتھ رہین جب لالہ خونریز نے دیکھا کہ مکان زندان خانہ و بزمگاہ جلکر خاک
ہوا اور قیدی سب نکل گئے پکار کر آواز دی کہ او فلک کجرفتار او گردون غدار
کیا جفا دکھائیگا کہانتک مصیبت زدون کو رُلائے گا اچھا یہ کیفیت ہو نظم

نظر مہر سے چلے وہ اِدھر دیکھین تو — دیکھنا آتے بھی ہین داغ جگر دیکھین تو
عشق مین دوستی درد جگر دیکھین تو — کسطرح دل کی یہ لیتا ہو خبر دیکھین تو
آخر اس جذبۂ دل کا کچھ اثر دیکھین تو — ملتفت گو وہ نہین مڑکے ادھر دیکھین تو
ہجر جانان مین نہ دو دن ہین نہ راتین اپنی — انقلاب فلک شمس و قمر دیکھین تو
جوش مارا کرین اُلفت مین سرشک رنگین — آہین کتنی ہین کہ کچھ رنگ اثر دیکھین تو
آنکھ بھی جلوے کی مشتاق ہو اے حضرت دل — کون ہو آپ کا منظور نظر دیکھین تو

ڈھونڈتی ہے وہی یار کو خاموشی بھی — نازکی خود ہی کتنی ہے کمر دیکھین تو
آزمائینگے قفس مین تجھے اے شوق چمن — ہم بھی اُڑتے ہین یہ ٹوٹے ہوئے پر دیکھین تو
تجھسے کہدینگے حقیقت ہے جو اُسکی موسیٰ — جلوۂ طور کو ہم ایک نظر دیکھین تو
دل مین بھی ایک دن آنا تھا ضرور انکو جلال — حسرتون سے ہے جو آباد وہ گھر دیکھین تو

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی اپنے قصر مین آئی مگر حیران تھی کہ کیا کرون اولاد خونریز
کس بلا مین پھنسی دیکھیے انجام کیا ہووے تو اس سوچ مین نہایت ملول و حزین اور
اندوہگین ہی کچھ کنیزون کو بھیجا کہ جاکر دریافت تو کرو کہ قیدی لوگ کدھر گئے کنیزین
واسطے خبر کے چلین یہان بادشاہ مع اُن شاہزادونکے چلے قمر عذار ہوئے ملو
بادشاہ کے پہلو پر ہوکر صحرا سے گذر رہی تریاق سحر بند کہ جو بادشاہ کو اٹھا لایا تھا
سامنے سے نمایان ہوا بادشاہ کو دیکھکر پکارا کہ او قیدی تو یہانتک کیونکر پہنچا
تڑپ کر قمر عذار سامنے آئی پکار کر کہا او تریاق اگرچہ تو زہر ہے مگر خدا کا قہر تیرے ہو
سحر کر تو مین تجھکو تماشا دکھاؤن تریاق نے گولہ مارا قمر عذار مسکرائین گولہ اُلٹا پلٹا
طرف سینۂ تریاق کے چلا تریاق نے اپنے کو غار مین گرا دیا وہ گولہ جاکر ایک
درخت پر پڑا کہ درخت پاش پاش ہوگیا درخت کے گرتے ہی جو ہزارہا طائر اسپر
بیٹھے تھے گرد سر تریاق آکے چرخ مارنے لگے تریاق خاموش ہوا وہ طائر ایک
طرف جاکر گرے جھیل مین غرق ہوگئے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے شہنشاہ
ساحران مین آپ کی بہت مشتاق ہون ذرا میرے پاس آئیے تریاق نے
پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین زہرہ جمال مشتری خصال یہ اشعار پڑھتی ہوئی آتی ہے نظم

کیا وجہ آشنا کو جو نا آشنا کہون — اچھا جو واقعی ہو مین کیونکر برا کہون
آرام روح راحت جان دلربا کہون — ہو بیوفا کوئی تو اُسے بیوفا کہون
تم تو وفا شعار ہو مین تمکو کیا کہون

اسطرح یہ اشعار اُسنے گائے کہ تریاق نے جھولی وغیرہ پھینک دی نازنین نے
کہا تلوار نہ پھینکو تلوار کھینچو تریاق نے نیام سے تلوار کھینچی اُس نازنین نے کہا

اسکو گلے پر رکھ لو تم عذار کہتی ہو دیکھیے کیا ہوتا ہے سب تعریفین قمر عذار کی کر رہے ہین کہ
ملکہ عالم سبحان اللہ کیا سحر کیا ہو تریاق نے تلوار گلے پر رکھ لی تازبین نے کہا کھینچو فوراً
تریاق نے اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈالا سامنے والے سب بھاگ گئے بادشاہ
ایک ہوا مین آکر اُترے وہی شاہزادے ساتھ ہین بارگاہ دستار ہوئی کہ اُس قید خانے
سے بارگاہ لیکر آئے ہین سب شاہزادے اُتر پڑے بادشاہ فیروزہ کا ہاتھ پکڑے
ہوئے بارگاہ مین آئے مگر قمر عذار کے قریب شہریار رہتیں ہو بیٹھ بیٹھے گھبرائی بادشاہ
نے فرمایا کیون ملکہ مین تمکو متردد پاتا ہون ملکہ نے کہا خدا خیر کرے میرا دل تو خود
بخود گھبرا رہا ہو باہر نکلین اور پریشانی زیادہ ہوئی کہ سامنے سے اپنی ایک
کنیز کو دیکھا کہ دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری بڑا غضب ہوا کہ خداوند جمشید ثانی
تشریف لائے ہین اور آپ کو یاد فرماتے ہین ہرچند قمر عذار نے کہا کہ مین سامنے
جاؤنگی تو قدرت آزردہ ہونگے کنیز نے کہا اگر نہ جائیے گا تو وہ یہان چلے آوینگے
قمر عذار مجبور و ناچار کنیز کے ساتھ چلی دیکھا سامنے ایک درخت ہو اُسکے نیچے
ایک تخت بچھا ہو اُسپر جمشید ثانی بیٹھا ہو قمر عذار نے آکر سلام کیا جمشید ثانی
نے جواب دیا کہا او قمر عذار تجھسے کیون باغی ہوئین قمر عذار نے کہا مین تو آپکی
اُسی طرح تابعدار ہون آپ مجھے گنہگار بتاتے ہین جمشید ثانی نے ہاتھ قمر عذار کا
تھام لیا اور تخت پر بٹھایا کہو چلو قمر عذار نے سر جھکا لیا جمشید ثانی کے ساتھ
ہوئی جمشید ثانی نے تخت اُڑایا قمر عذار کو لے چلا تخت اُڑتا ہوا جب قریب کوہ
نینواز کے پہونچا نینواز جادو بالاے کوہ بیٹھی تھی اپنے جو دیکھا کہ خداوند
آتے ہین اور بی قمر عذار ساتھ ہین کھڑی ہوگئی اول سجدہ کیا بعد اُسکے پایۂ
تخت پر ہاتھ ڈالا جمشید ثانی کو صحبت مین لائی جمشید نے جھولی پر ہاتھ ڈالکر
ایک طائر نکالا اور نینواز کو دیا نینواز نے اُس طائر کو لیکر دہن مین رکھا
اُس طائر کو نگل گئی جیسے ہی طائر کو نگلا قمر عذار کی رنگت زرد ہوئی جمشید نے
کہا او نینواز قمر عذار تمھارے سپرد ہین نینواز نے کہا میری آنکھون پر بیٹھے

سب کنیزیں واسطے خدمت کے موجود ہیں یہ مقدمہ جنگ انکو اختیار رہو یہ سنکر جمشید ثانی
روانہ ہوا قمر عذار رخ نواز کے پاس پہنچی ہو مگر چہرہ زرد ہو رہا ہو رخ نواز نے کہا کیون
ملکہ آپ کیون متفکر ہو قمر عذار نے جواب دیا مین قدرت کی ناراضی کا باعث سمجھ گئی کہ
میرا عمر واسطے تریاق کے زہر ہوا اُسی کے مارے جانے پر قدرت آزردہ ہین
لہٰذا اگر فوج ہوتی تو مین لشکر کشی کر کے بادشاہ پر جاتی کہ ناگاہ اسے گرد اُڑتی دیکھا
سہوان جادو بہ جمعیت بیس ہزار ساحرون کے آکر پہونچا اور نامہ جمشید ثانی کا
ہاتھ مین قمر عذار کے دیا قمر عذار نے دیکھا کہ اُس نامے مین یہ مرقوم ہو کہ اے
قمر عذار تجھسے بڑی خطا ہوئی مگر اب اُسکا بدلہ یہ ہو کہ سہوان کو مع فوج ساتھ لو
اور بادشاہ پر لشکر کشی کرو قمر عذار نے وہ نامہ جیب مین رکھ لیا اور فوراً تخت
پر سوار ہوئی سہوان کو ساتھ لیکر طرف سعد بن قباد کے چلی یہان بادشاہ
بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ جمشید ثانی آکر قمر عذار کو
لے گیا بادشاہ کو سناٹا آگیا بعد دو پہر کے خبر پہونچی کہ قمر عذار ہمراہ سہوان جادو
لشکر کشی کر کے آتی ہو بادشاہ نے فیروزہ کی زبانی خبر سُنی کہ کل لشکر بھی آتا ہو جب
لشکر اسی مقام پر آکر جمع ہوا خونخوار نے کہا اے خونخوار تمنے سُنا کہ قمر عذار تسخیر
ہو گئی جمشید اُسکو لے گیا تھا اب با لشکر گران آتی ہو خونخوار کو سناٹا آگیا کہا حضور
حقیقت مین قمر عذار بڑی ساحرہ ہو اب اُسکو جمشید ثانی نے تسخیر کر لیا حضور کی
بغاوت پر کمر باندھی ہو غلام کسی طرح کمی نہ کریگا بادشاہ نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو
بدیع الزمان کو کل لشکر کا سپاہ سالار کرو آپ تخت پر سوار ہوے لشکر کو لیکر برائے

مقابلۂ ملکہ قمر عذار جادو چلے

دو کلمۂ داستان شوکت بیان شاہزادۂ خاور سپاہ کہ جنگ سے
نکل گئے تھے بادشاہ سے محجوب ہو کر اب اِنکا ذکر بھی لازم ہو
اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ از تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام صہباے عشق　　کہ سینے مین میرے جگہ پاے عشق

مین مضطر ہون اے ساقی مہربان　　کہ لکھنا ہے قاسم کی اب داستان

زمانے کا کچھ رنگ ہی اور ہے　　پلا دے کہ اب آخری دور ہے

لکھون کیا نشیب و فراز جہان　　ڈرایا و رُستم کی گرد اشتان

کیا باپ نے سامنے بیٹے کے کیا　　جوان اور نو العظم کشتہ ہوا

عجب شور و شر تھا عجب بند و بست　　ہوئی فوج دشمن کو آخر شکست

یہی تو زمانے کا ہے انقلاب　　فلک دے رہا ہے مجھے بھی جواب

یہ گردش سے وہ باز آتا نہین　　کسیکا اِسے عیش بھاتا نہین

کسی کو خوشی ہے کسی کو ہے غم　　ترحم مین اِسکے ملا ہے ستم

یہ ہر وقت ہے بر سر امتحان　　چھپے خاک مین کیسے کیسے جوان

وہ شاہان عالی ذوی الاقتدار　　اُٹھاتے تھے جو اک زمانے کا بار

قدم خاک پر اُنکا پڑتا نہ تھا　　کوئی خار غم دل مین گڑتا نہ تھا

حکیمان ذیقدر و فرخندہ پے　　جنھون نے کیا راہ حکمت کو طے

زمانہ کچھ ایسا ہوا تاک مین　　جگہ دی انھین گوشۂ خاک مین

چھپے سب کے سب جا کے زیر زمین　　کوئی نام تک اُنکا لیتا نہین

کوئی عشق لیلی مین دیوانہ تھا　　کسی کا طرب خیز میخانہ تھا

خم و بادہ و جام عشرت فزا　　جو دیکھا تو تھی سب کو آخر فنا

تصور تو کیجے کہ محمود شاہ　　محبت مین پھنسکر ہوا کیا تباہ

کجا وہ غلام ذلیل و حقیر　　کہان یہ شہنشاہ گردون سریر

ہوا دام اُلفت مین پھنسکے تنگ　　دکھایا محبت نے آخر یہ رنگ

مے عشق مین اُسکے سرشار تھا　　محبت کا اُسکی گنہگار تھا

وہ تھا دام اُلفت مین ایسا اسیر　　کہ بنتے تھے اُسکے امیر و فقیر

نہ کچھ سلطنت نے دکھایا شرف　　ہوئی زندگی اُسکی آخر تلف

کرون حال الفت کہانتک رقم — اُٹھائے ہین شاہون نے رنج و الم
قمر طبع روشن کا کر امتحان — کہ آئی ہو اب رنگ پر داستان

چہرہ شہسواران ہنگامۂ جانبازی و مجاہدان میدان سرفرازی اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شمع مصنف شور شعار رجلالت نشان جادو رقم میکند باز این داستان جو شاہزادہ خاور سپاہ یعنی قاسم نوجوان جو زخمی ہوکر جنگ سے نکلے پشت مرکب پر سوار گھوڑا اسکا رات بھر پھرا کی صبح کو ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے ماران جادو اپنے قصر مین بیٹھی ہو گرد کنیزین بصد زیب و زینت جلوہ فرما ہین کہ یکایک ماران نے دیکھا ایک جوان ہو آفتاب جمال زخمدار پشت مرکب پر سوار گھوڑا اسیطرح لیے پھر رہا ہو کہ مرکب نے ایک صحرا مین گرا یا ماران جادو نے قصر سے دیکھا کنیزون سے اشارہ کیا کہ یہ جوان جو گھوڑے سے گرا ہو اِسکو اُٹھا لاو کنیزین آکر قاسم کو اُٹھا لے گئین جب سامنے ماران کے لائین نگاہ پڑی تو دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین گلرخسار صف شکن تیغ زن بیہوش پڑا ہو کنیزون سے کہا اِسکے ٹانکے لگاو کنیزون نے جب ٹانکے لگائے تب قاسم ہوشیار ہوے دیکھا ایک قصر مین چھپر کھٹ پر پڑا ہوا ہون ایک ساحرہ سرھانے بیٹھی مگس رانی کر رہی ہو قاسم نے آنکھین کھولین ماران جادو نے کہا اے صاحب شوکت ولیاقت کہان جنگ ہوئی کسکے ہاتھ سے زخمی ہوے قاسم نے کہا جس حریف سے مقابلہ پڑا اُسکو مارا خود زخمی ہوے تم اپنا نام نامی بتاو ماران نے کہا میرا ماران جادو نام ہو عاشق ہوکر اُٹھا منگوا یا مناسب یہ ہو کہ میرا وصل اختیار کرو قاسم نے دیکھا کہ یہ ساحرہ ہو اگر انکار کرونگا تو ظلم کریگی فرمایا کیا مضائقہ ہو اگر تم براہ محبت پیش آوگی تو مین سب طرح حاضر ہون ماران نہال ہوگئی کنیزون سے اشارے کر رہی ہو ایسا معشوق کسی ساحرہ کے پاس نہ ہوگا جو جادوگرنی آیگی اسپر جان دیگی قاسم نے صحبت آراستہ کرائی گلابیان شراب کی آئین قاسم نے اتنی شراب

پلائی کر ماران جادو زہر اُگلنے لگی ہر مرتبہ چاہتی ہی ہاتھ بڑھاتی ہو کر گلے سے لپٹ جاوے
قاسم ہر مرتبہ منھ پھیر لیتے ہین جب دیکھا کہ نہین مانتی تو طرف کمرے کے اشارہ کیا
ماران تو مخمور ہو رہی تھی کمرے مین جا کر لیٹ گئی قاسم آکر با قاعدہ بیٹھے گلا پکڑ کر
دبا دیا ماران جادو نی النار ہوئی اور آواز گیر و دار آنے لگی کنیزون نے جو
ہنگامہ سُنا آکر قاسم کے پیرون پر گر پڑین اور کہا اے جوان تو نے بڑی عنایت کی
جو ماران جادو کو مارا ہم لوگ زمیندار زادیان ہین اس ساحرہ کی قید مین ہم
پھنسے تھے اگر حکم ہو تو اپنے اپنے گھر کو جاوین کچھ مال اُس قصر مین تھا وہ مال
کنیزون کو دیکر اور مسلمان کر کے قاسم نے رخصت کیا سب دعائین دیتی ہوئی
رخصت ہوئین مگر ایک نازنین کہ نہایت حسین و جمیل تھی اُسنے رو کر کہا اے شہریار
مین کہان جاؤن مجھکو یہ بڑی دور سے اُٹھا لائی تھی امیدوار ہون کہ مجھکو اپنی
خدمت مین قبول فرمائیے یا مجھکو پردۂ دنیا پر بھیجدیجیے قاسم نے کہا ابھی تو ایسا
موقع نہین ہی تم اسی مقام پر رہو جسوقت کوئی دیو وغیرہ ملکن ہوگا تو مین تمکو پردۂ
دنیا بھجوا دونگا کہ دیو سرخاب آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ ایک
جوان باغ مین کھڑا ہوا ایک نازنین سے باتین کر رہا ہو ہوا سے اُتر آیا قاسم
سے کہا میرے قدمون کو بوسہ دے کہ دس ہزار دیوزاد میرے مطیع و منقاد
ہین جو کوئی تجھسے لڑیگا اُسکو قتل کرونگا قاسم نے کہا مین تجھکو خود قتل کرونگا
دیو نے وار شمشاد لگائی قاسم نے خالی دیکر وار شمشاد چھین لی دیو سے کشتی ہونے
لگی قاسم نے سرخاب کو زیر کیا دیو سرخاب کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان
ہوا کہا اے شہریار مین پردۂ چہارم قاف کا رہنے والا ہون قلعۂ سرخاب حصار
کا حاکم تھا ملکہ قریشہ نے وہ قلعہ چھین لیا امیدوار ہون کہ وہ حکومت میری
مجھکو ملے قاسم نے کہا اول اس زمیندار زادی کو پردۂ دنیا پر پہونچا آؤ تو پھر
مین نامہ دون دیو گل اندام کو لیکر چلا برابر کوہ بلور کے پہونچا تھا کہ اُدھر
سے نقابدار نمر ویوش آتا تھا اُسنے دیو سے پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان جاتا ہی

آتا ہو اور کسطرف جانیکا ارادہ رکھتا ہو اور یہ عورت کون ہو سرخاب نے کہا
کہ شاہزادہ خاور سپاہ نے اسکو میرے سپرد کیا ہو مین پردہ دنیا پر لیکر جاتا ہون
زمرد پوش نے گھیر کر سرخاب کو قتل کیا اور گلبدن کو چھین لیا مگر قاسم جو
اُس باغ سے نکلے گھوڑا اڑاتے ہوے جاتے ہین ایک مقام پر دیکھا لشکر
ساحران اُترا ہوا ہو قضاے کار ملکہ قمر عذار سہوان جادو کو ساتھ لیے
ہوے براے مقابلہ شاہ جاتی تھی کہ قاسم پر نگاہ پڑی سحر کیا کہ قاسم سامنے
ملکہ قمر عذار کے آئے قمر عذار نے رو ایک جام اپنے ہاتھ سے پلائے قاسم
مبہوت ہو کر کہنے لگے اے شہنشاہ اقلیم خوبی و اے سرو باغ محبوبی جو حکم دو وہ بجا لاؤن
قمر عذار نے کہا مین براے مقابلہ سعد بن قباد جاتی ہون تم بادشاہ سے
لڑو گے قاسم نے کہا مجھے قبول ہو قمر عذار نے قاسم کو بھی ساتھ لیا طرف
بادشاہ کے چلی قاسم راتون کو بیقرار رہتے ہین پلنگ پر پڑے تڑپ رہے
تھے کہ رونے کی آواز کان مین آئی پلنگ سے اُٹھے نشانِ آواز پر چلے
جنگل مین آکر دیکھا ایک عورت بیٹھی رو رہی ہو قاسم نے کہا اری تو کون ہو
اُس نازنین نے کہا آپ مجھے بھول گئے آپ نے ہمراہ دیو سرخاب کے
مجھکو روانہ کیا تھا نقابدار زمرد پوش نے اُسے قتل کر کے مجھکو چھین لیا مین
رات کو وہان سے نکل بھاگی آج کئی دن سے اِس جنگل مین پڑی ہوئی ہون
شبیر وغیرہ سے بچی مگر آپ کس حال مین ہین قاسم نے کہا مین ہمراہ قمر عذار کے
جاتا ہون کہ سعد بن قباد سے جا کر مقابلہ کرون وہ نازنین رونے لگی کہا اے
شہریار وہ تو آپ کے لشکر کے بادشاہ ہین اُنسے کیونکر مقابلہ کیجیے گا قاسم نے
کہا مین نے سامری و جمشید کو سجدہ کیا ہو گلبدن نے شرما کر کہا کہ اے شہریار
واے بر حال آپ کے کہ ہمکو تو مسلمان کیا اور خود کافر ہو گئے قاسم کو بہت
ناگوار ہوا فرمایا قمر عذار نے مجھسے کہا کہ خداوند جمشید ثانی تمھارا مرتبہ بہت
بڑھا دینگے اور اپنے لشکر کا سپہ سالار کرینگے اِن باتو مین صبح ہو گئی کہ صداے

گرد اڑی قاسم نے دیکھا نقابدار زمرد پوش اسی عورت کو تلاش کرتا ہوا آتا ہو
دور سے دیکھا کہ قاسم اُس عورت سے باتین کر رہے ہین فوج سے اشارہ کیا کہ
اِس جوان کو گھیر کر مار لو فوج نے آکر قاسم کو گھیرا قاسم معروف جنگ ہوے
مگر گل اندام نخل کے نیچے کھڑی رو رہی ہو کبھی دعائین مانگتی ہو کہ ای پروردگار اِس
معین و مددگار کو بچا لے کہ اِسکی ذات سے میری آبرو ہو صاحبقران زمان کا
زینت پہلو ہو کہ دوسری طرف سے گرد اڑی دیکھا نقابدار گلگون پوش بصد
جوش و خروش آکر پہونچا قاسم کو جو گھرا ہوا دیکھا بیقرار ہو گیا نعرہ کر کے آپڑا مگر
قمر عذار جو صبح کو اُٹھی براے نظارہ قاسم آئی پلنگ خالی دیکھا نگہبانون سے
پوچھا انھون نے کہا قلیل رات باقی تھی کہ اُٹھکر طرف صحرا کے گئے پلٹ کر نہ آئے
قمر عذار نے سب کنیزون کو اپنے ساتھ لیا تلاش کرتی ہوئی چلی اُسوقت پہونچی
کہ قاسم ہاتھ سے نقابدار زمرد پوش کے زخمی ہوے ہین مگر بہ جرأت معروف
جنگ ہین قمر عذار کھڑی ہو کر تماشہ دیکھنے لگی مگر ایک کنیز کہ پہلو پر کھڑی ہوئی
تھی شعلہ شمشیر زن نام ہو کہا ای شعلہ جا تو بھی دیکھ تو کیسی جنگ ہو اگر بن پڑے
تو سحر کر کے قاسم کو نکال لا اِن سب کو اڑنے دے شعلہ چلی ایک گولہ اٹھا کر
مارا کہ آگ برسنے لگی جھونکے ہوا سے تند کے چلنے لگے شعلہ نے آکر سحر کیا کہ کچھ
ہمراہیان نقابدار گلگون پوش و کچھ ہمراہیان زمرد پوش منتشر ہو کر بھاگنے
لگے مگر گلگون پوش نے جو ساحرہ کو دیکھا کان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر
تاک کر مارا کہ شعلہ شمشیر زن کے سینے کو توڑ کر پار گذرا جیسے ہی شعلہ گری قاسم
گھوڑے سے تھرّا کر گرے تھوڑی دیر مین ہوشیار ہوے دیکھا گلے مین میرے
بت پڑے ہین کچھ بازو پر بندھے ہین سوچے کہ یہ کہان سے آئے یہ سوچکر مرکب
نکالا طرف صحرا کے روانہ ہوے مگر قمر عذار نے سحر کیا کہ دونون نقابدار دست
راست و دست چپ بھاگے قاسم کو اپنے حال پر بڑی خفت ہوئی کہ ای قاسم
یہ خبر بادشاہ کو پہونچی ہوگی کہ قاسم میرے مقابلے مین آتے ہین کیسا رنجیدہ ہونگے

اب جب خفت سے کہ آنکی مدد کو پہونچون اس سوچ مین قاسم طرف صحرا کے
نکلگئے قمر عذار نے بعد اختتام جنگ دیکھا کہ قاسم کا نشان نہین ہو بہت حیران
ہوئی پھر ہرکارون سے کہا دریافت تو کرو کہ قاسم پر کیا گذری ہرکارون نے
عرض کی جب کنیز آپ کی شعلۂ شمشیر زن مری ہو تب وہ گھوڑے سے گرے اپنا
حال دیکھکر مکدر ہوگئے ایک طرف لڑتے بھڑتے نکل گئے اب انکو کون پاسکتا ہو
قمر عذار نے کہا انکے ہچشم کو ڑوا وُنگی دیکھو تو کیا قیامت برپا کرتی ہون مگر وہ
خداوند جمشید ثانی سے باغی ہوکر کہان جائیگا جب خداوند کو غصہ آئیگا سب کے
دل بدل دینگے محبت مین خداوند کی چور رہین گے ایسی ایسی باتین کہتی ہوئی
پلٹ کر لشکر مین آئی مگر قاسم پانچ کوس پر جاکر ٹھہرے ہین کہ دیکھا سامنے سے
ایک دیو آتا ہو اُسنے جو دور سے قاسم کو دیکھا خوب اُچھلا کودا کہتا تھا خداوند
راس الشیاطین نے میری خوراک بھیجی قریب قاسم کے آیا کہ کھاؤن قاسم
نے ایک خنجر مارا کہ دیو کو چکر آگیا لیٹ پڑا قاسم نے دے مارا چھاتی پر چڑھ
بیٹھے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہو اُسنے کہا دیو کیوس زور آزما ملازم آسمان پری
ہون قاسم بہت شرمندہ ہوئے فرمایا ای کیوس تم گویا ہمارے ملازم ہو وہ
ہماری دادی ہین ملکہ قریشہ سلطان جدہ بھی ہوتی ہین مین پھوپھی امان کہتا
ہون چونکہ اُنھون نے بدیع الزمان کو پرورش کیا تو جدہ ہوئین اور اگر رشتہ
ملکہ آسمان پری لیا جاے تو پھوپھی ہوتی ہین مگر ایک ہمارا کام کرو ای کیوس
تم فلان صحرا مین ایک عورت بیٹھی ہو اُسکو لیکر پردۂ دنیا پر پہونچا دو کہ اپنے مان
باپ سے جاکر ملے کیوس نے آکر گل اندام کو اُٹھایا اور کاندھے پر سوار
کرکے لے چلا راہ مین گل اندام نے حال پوچھا کیوس نے سب کیفیت بیان
کی کہ قاسم نے مجھکو زیر کیا اور حکم دیا کہ تمکو پردۂ دنیا پر پہونچا دون اب مین تمکو
لیے چلتا ہون کیوس لیے ہوے گل اندام کو جبل اعلیٰ سے گذرا پھرتا ہوا
تمام دنیا کی سیر کرتا ہوا آہن حصار مین لایا مان باپ سے گل اندام کو ملایا

سب قاسم کو دعائین دینے لگے اہل آہن حصار مدت سے مسلمان ہین یہ قلعہ متعلق فرنگستان ہے دفتر مین ذکر ہو چکا ہے زیادہ تشریح کی کیا ضرورت ہے یہان قاسم نے چاہا رات صحرا مین رہون جب رات ہوئی سناٹا جنگل کا پتون کی بھی کھڑکھڑاہٹ ماران سیاہ کا دوڑنا دو پہر رات گئے قاسم نے دیکھا کہ صحرا سے ایک اژدہا آیا اسنے دہن سے مار سیاہ اگلا مار سیاہ نے دہن سے ایک شعلہ نکالا اسی کی روشنی مین صحرا مین پھرنے لگا اب قاسم ایک درخت پر چڑھکر دیکھنے لگے کہ کیا چیز ہے کہ جسکی وجہ سے سارا صحرا روشن ہو گیا خیال کرکے دیکھا تو معلوم ہوتا ہے کہ ستارۂ سحری چمک رہا ہے کہ طرف سے درۂ کوہ کے چند زنگنین آئین آکر زنگنون نے بارگاہ استادہ کی ایک شاہزادی بصد زیب و زینت در سے نکلکر آئی بارگاہ مین جا کر بیٹھی گائنین ساتھ تھین ایک گائن با ناز و کرشمہ و ادا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

ہمیشہ مستعد کارزار رہین پلکین — کبھی چھری کبھی تیر و کٹار رہین پلکین
یہ گھٹائین برستی ہین جیسے بارش مین — فراق یار مین یون اشکبار رہین پلکین
یہان گذرتی جو آنکھون مین رات وصل کی — گواہ طول شب انتظار رہین پلکین
وہ آنکھ جس سے پھری اُس سے پھر گئین یہ بھی — شریک گردش لیل و نہار رہین پلکین
کھڑی ہو سینون کو تانے ہوے صف عشاق — سنبھالین نیزے اگر نیزہ دار رہین پلکین
یہ کاوش مژہ لیجاے گی پس مردن — کرینگے کام مین زیر مزار رہین پلکین
جگر کی پھانس ہو مژگان یار کی الفت — جو دل مین چبھ کے نکلین وہ خار ہین پلکین
چبھینگی نہین شب ہجر مین کہین اے دل — ہماری آنکھ سے کیا شرمسار ہین پلکین
غضب ہے شوخ نگاہی تمھاری آنکھون کی — کہ جسکو دیکھ کے خود بیقرار ہین پلکین
پہونچ سکین نہ گریبان صبح تک شب ہجر — دراز دست تری گو ہزار ہین پلکین
رلا رہی ہے لہو یاد حق جو آنکھون کو — جگر کے ٹکڑے مین منصور وار ہین پلکین
جلال اشارون مین کیا کچھ نہین یہ کہتین — زبان چشم سخن گوے یار ہین پلکین

قاسم نے جو یہ اشعار سنے خواہش ہوئی کہ اِس محفل مین جاؤن خرامان
درخت سے اُتر سے دربارگاہ پر آئے ایک کنیز مہر سے پر بیٹھی تھی اُسنے جو قاسم
کو دیکھا اُٹھکر سلام کیا عرض کی آئیے ملکۂ عالم آپ کی مشتاق ہین قاسم اندر آئے
دیکھا مسند پر ایک نازنین شعلہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار گلعذار بیٹھی ہو
قاسم کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی مسکرا کر کہا تشریف لائیے اِس ناز سے کہا اور یہ
شعر پڑھا شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست +
قاسم اِس خلق پر نثار ہو گئے اور قریب آکر بیٹھے ملکہ نے اُٹھکر گلابی کو اُٹھایا
جام لبریز کیا قاسم نے جام پر ہاتھ رکھدیا مسکرا کر اُس نازنین نے کہا کہ مین
بھی کسی نے منع کر دیا ہو قاسم نے کہا یہ باعث نہین ہی مجھکو ظاہر ہو کہ تمھارا سا
نام نامی کیا ہو گل کسکے گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو اُس نازنین
نے شرما کر کہا مجھکو زلف آرا سے شب بیدار کہتے ہین یہان سے قریب قلعہ
ہو باپ میرا بیدار فیلسوار وہانکا حاکم ہو مین اُسکی دختر بلند اختر ہون یہ مقام
میرا سیرگاہ ہو آج مجھکو خبر ملی کہ قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران اِس صحرا مین
تشریف لائے ہین مین برائے خدمت حاضر ہوئی اب قلعے مین چلیے میرا باغ
علحدہ ہو وہان تشریف رکھیے ایسا نہو کسی مقدمۂ طلسم مین پھنس جائیے تو
باعث خرابی ہو قاسم ساتھ اُس نازنین کے روانہ ہوئے تھوڑی دور پر
جاکر دیکھا ایک قلعہ بلند و مرتفع ہو توپین چڑھی ہوئین گولا انداز ٹہل رہے ہین
ملکہ قاسم کو ساتھ لیے ہوئے قلعے مین آئی پہلوے قلعہ مین باغ تھا اُسمین
لاکر قاسم کو داخل کیا اب قاسم بہ عیش رہنے لگے چوتھے دن صبح کو جو اُٹھے
تو توپ کی آواز کان مین آئی ملکہ سے پوچھا ملکہ نے کہا صاحب عجب ظلم ہو
شید اے صحرا نورد نامے پہلوان ہو کہ اُسنے میرے حسن کا شہرہ سنکر باپ
سے پیغام کیا باپ نے انکار کیا اُسنے کل سے گھیرا ہو باپ مقابلے مین گئے
تھے مگر زخمی ہوکر قلعہ بند ہوئے آج اُسنے یلغر کیا ہو قاسم نے کہا مین ابھی جاکر

اُسکو سمجھا سے دیتا ہون ملکہ نے دامن پکڑ کر کہا صاحب اُسکے ساتھ فوج بہت ہی
ایسا نہ ہو آپ کو آزار پہونچائے قاسم نے کہا تم بالاے قلعہ جا کر تماشہ دیکھو
مین اُسکی مشکین باندھکر لاؤنگا یا جان دونگا زلف آرا نے ناچار ہو کر دامن
چھوڑ دیا قاسم نے کہا ایک مرکب کی ضرورت ہی ملکہ نے کہا میرے والد نامدار
ایک مرکب خرید کر لاے تھے وہ بڑا بدلگام ہی اٹھ پہر ٹاپین مارا کرتا ہی زمین
کھود ڈالی ہی کئی سائیس ہلاک ہوے وہ موجود ہی مگر وہ سوار نہ ہونے دیگا
قاسم نے کہا ہمین دکھا تو دو ملکہ نے گوشۂ باغ مین لاکر دکھایا کہ ایک مرکب
کوہ سرین کوہ کفل زنجیرون مین بندھا ہوا ٹاپین مار رہا ہی قاسم نے جو دور سے
دیکھا بہت پسند کیا کہا اے ملکۂ عالم یہ گھوڑا لایق سواری کے ہی ملکہ نے کہا اُسکے
قریب نہ جانا ایسا نہ ہو بدی کرے قاسم نے کہا ہمسے بدی نہ کریگا یہ کہکر سامنے
آئے مرکب بہ محبت دیکھنے لگا قاسم نے پوچھا اسکا نام کیا ہی ملکہ نے کہا اسکو
ابرش اسمعیل کہتے ہین قاسم نے کہا ہمارے بزرگون کا گھوڑا ہی یہ کہکر چمکارا
گھوڑا اِشارے کرنے لگا کہ قریب آئیے قاسم جو قریب گئے گھوڑے نے
تھوتھنی سینے پر رکھدی پیشانی کو قدمون پر رکھدیا قاسم نے اُس گھوڑے
کو کسا گھوڑے نے قاسم کو گویا اپنے اوپر سوار کر لیا اب قاسم نے اُسکو
دوڑایا برق وش پری پیکر تھا ملکہ نقاب ڈالکر بالاے قلعہ آئین بیدار کینہ سوار
زنجدار بیٹھا ہی شیدائے صحرانشین گرز ہاتھ مین لیے ہوے چلا آتا ہی بیدار
نے جو بیٹی کو دیکھا کہا اے نور نظر تم کیون چلی آئین دیکھو دشمن آتا ہی ملکہ نے سر
جھکا کر کہا اِسکی گوشمالی کو کوئی آیا چاہتا ہی بیدار نے کہا یہان کون میرا معین
و مددگار ہی کہ اِسوقت مین مدد کرے اِس آفت کو رد کرے مگر شیدا آگینٹ
کو اُڑاتا ہوا گولون کو رد کرتا ہوا قریب خندق پہونچا پکار کر آواز دی کہ اے
بیدار کیون فساد بڑھاتے ہو ایک عورت کے واسطے یہ طول کلام ہمیشہ
تمھارا معین رہونگا بیدار تو اُسکی آواز سے تھرا گیا مگر ملکہ نے جواب دیا

اور ناہنجار بدکردار کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر شیدا نے جو آواز
معشوق سنی بیقرار ہوگیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان جہان آواز
سنائی نقاب بھی ہٹا دو صورت زیبا دکھا دو ملکہ نے کہا اب تھوڑی دیر مین
تجھکو صورت عروس مرگ دکھائی دیگی شیدا حیران ہوکر کس بات پر اسکو گھمنڈ
ہو کون میرے مقابلے مین آئیگا اس صحرا مین میری جرات مشہور ہی جو جس سے
سوال کرتا ہون وہ انکار نہین کرتا اسکو کیا گھمنڈ ہی یہ کہکر چاہا گینڈے کو اڑادن
اور خندق کے اسپار جاؤن ملکہ نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ صحرا سے گرد اڑی سبنے
دیکھا ایک جوان آفتاب جمال تیغ تولتا ہوا گھوڑا کھولتا ہوا مرکب کو اڑاتے
ہوئے آتا ہی وہین سے نعرہ کیا کہ باش او کافر خاسر آگے نہ بڑھنا منم نبیرہ امیر
عالیشان قاسم نوجوان نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری ہاشمی سوار
لال پوش خاوری یہ نعرہ کرکے گھوڑا بڑھایا مقابل شیدا مین پہونچے شیدا
حیران ہوکر یہ جوان کہان سے آیا مگر قاسم جو سامنے شیدا کے پہونچے تو شیدا
نے پوچھا کہ ای جوان تو اسوقت کیونکر آیا قاسم نے کہا تمھاری جان کا ملک الموت
ہون کیونکر نہ آتا شیدا نے جھلا کر نیزہ مارا قاسم نے چند طعنون مین نیزہ ہوائی کیا
شیدا نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا یا کمر زنجیر
مین ہاتھ ڈالکر زور جو کیا قاش زین سے اٹھا لیا شیدا نے کہا الامان قاسم
نے کہا امان بشرط ایمان شیدا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اہل فوج بھی
دائرۂ اسلام مین آئے بیدار قلعے سے اتر آیا باعزاز و اکرام قاسم کو قلعے
مین لایا اہل قلعہ قاسم کو دعائین دیتے ہین کہ اس جوان کی وجہ سے جان و آبرو
بچی شیدا رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ساتھ ہی ساتھ ہزار سوار و پیدل مثل
چاکران کمترین ہمراہ ہین اس دھوم سے قاسم قلعے مین آئے جسکی نگاہ
پڑتی ہی تعریفین کرتا ہی اور کہتا ہی سبحان اللہ کیا جوان شیر دل ہین جرات مین
کامل ہین بیدار قاسم کو ساتھ لیے ہوئے دار الامارہ مین آیا اور عرض کی

تخت پر قدم رنجہ فرمایئے قاسم نے کہا تاج و تخت تمہارا تمکو مبارک رہے
ہمکو دعوی سپاہ گری ہے یہ فرما کر بیدار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل پر بیٹھے شیدا
قاسم کی پشت پر عاشق جمال کھڑا ہو دمبدم کہتا ہے اے شہریار میری خوش نصیبی
کہ مین مشرف بہ اسلام ہوا آپ کے ملازمون مین نام ہوا قاسم نے بیٹھتے ہی
بیدار سے کہا ہماری دو عرض ہین قبول فرمانا ہونگی بیدار نے سر جھکا کر کہا کہ
جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن قاسم نے کہا اول تو یہ کہ مسلمان ہو اسلام ملت
بیضا قبول کرو اور دوسری عرض یہ ہے ہم چاہتے ہین کہ تجھسے پیوند کرین بیدار
سمجھ گیا کہ زلف آرا کے خواہان ہین وزیر کو اشارہ کیا وزیر نے لاکر ترنج
خوشبوئی سینے پر قاسم کے لگایا دربار مین غل ہوا کہ شاہ نے بیٹی کو ساتھ
قاسم کے منسوب کیا گھر گھر ڈھنڈورا پٹا کہ شاہزادی دختر بیدار ساتھ
قاسم کے منکوحہ ہوگی بیدار نے بڑی دھوم سے سامان مانجھے کا کیا ایک
باغ عمدہ قاسم کے رہنے کو دیا وزرا کو ساتھ کیا کہ تم لوگ شاہزادے کے
ہمراہ رہو بڑی دھوم سے مانجھا آیا قاسم زعفرانی جوڑا پہنکر دنگل پر بیٹھے
ملک کو بھی مانجھا پہنایا یہان تو یہ جشن ہے تقریب ساچق و مہندی ہو رہی ہے
مگر یہان سے قریب ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعہ آذریہ کہتے ہین وہان کا حاکم
آذر شاہ بت تراش ہے اسنے یہ خبر سنی کہ قاسم کی شادی ساتھ زلف آرا
کے ہوتی ہے یہ سنکر بہت جھلایا کہا بڑے تعجب کی بات ہے کہ مین نے بیدار کو
پیغام دیا تھا اور اسنے نسبت قبول کی تھی اب یہ کیا معرکہ ہے کہ مسلمان ہو گیا
قاسم سے بیٹی کو منسوب کیا عیار جو اسکا بیٹھا ہوا ہے اسنے پوچھا اے پہلوان
دوران کیا ارادہ ہے آذر نے کہا لشکر کشی کرونگا عیار اسکا کہ بہت چست و
چالاک ہے سفاک تیز رو نام ہے اسنے دست بستہ عرض کی کہ جب تک حضور خود
لشکر کشی کرینگے برات وغیرہ ہو جائیگی اگر حکم ہو تو غلام جاکر عروس کو چرا لائے
آذر نے کہا اے سفاک اگر ایسا کام کرے تو مین بہت خوش ہونگا معشوق

میرے قبضے مین آجاے پھر کسکی مجال ہو کہ مجھے لے سکے عیار نے کہا خود زلف آرا
قاسم پر عاشق ہو آزر نے کہا اول منت کرونگا ورنہ بجبر وصل حاصل کرونگا یہ سنکر
سفاک اسی وقت تیار ہوا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر چلا یہان قلعے مین
روز ن ہو کہ برات آئیگی تیاری ہو رہی ہو شہر مین جا بجا قلعے آتشبازی کے گڑے
ہین جوانان سرخ پوش پھر رہے ہین قاسم کے یہان تیاری برات جانیکی ہو رہی
ہو سہرا بھاری باندھا ہو جوانان رفیق ہمراہ ہین بیرون باغ سب سامان تیار ہو کر
قاسم برآمد ہوے ملازمان بیدار نے ہاتھی لا کر موجود کیا کہ سب ہاتھی رنگا
ہوا ہو اور ہاتھی کے سر پر بھی سہرا بندھا ہوا ہو قاسم ہاتھی پر سوار ہوے
وزیر بیدار سہرا سنبھالے ہوے ساتھ قاسم کے سوار ہوا آگے آگے
نوبت و نشان پیچھے باجون کا سامان شتر و گھوڑے قطار در قطار چہار جانب
برات کی یکبار اِس دھوم سے برات چلی جا بجا قلعے آتشبازی کے دغنے لگے
چرخیون کا زور ہوائیون کا شور عجب عجب سامان مہیا تھے یہان زلف آرا
آبازرودی مین دُلھن بنی ہوئی بیٹھی ہو گرد شاہزادیان ذکر کر رہی ہین کہ بی بی
مبارک ہو تم اپنا دولھا آپ ڈھونڈھ لائین جن جن شاہزادیون نے قاسم
کو دیکھا ہو وہ کہ رہی ہین کہ بی بی دولھا تو چاند کا ٹکڑا ہو حقیقت مین تم تو بڑی
صاحب نصیب ہو سفاک اسی ہنگامے مین پہونچا اِسنے دیکھا کہ برات جاتی ہو
ساتھ ساتھ چلا جب برات دردارالامارہ پر پہونچی کہاریون کا دروازے
پر انتظام ہو چہار طرف پھر رہی ہین سفاک نے ایک کہاری کو بیہوش کیا
اُسکی شکل بنکر اندر آیا محل کی چہل پہل دیکھی کہ شاہزادیان گلنار پوش پھر رہی ہین
اودھر زلف آرا کی اتاروا لشت مین پانی لیکر دوڑین ہاتھی کے پیٹ کے نیچے
آکر پانی پھینکا مراد اُس سے یہ تھی کہ دولھا ہمیشہ سامنے دُلھن کے پانی بھرے
ہماری بی بی کی آبرو بڑھے سفاک بھی پھر رہا ہو جب دولھا ہاتھی سے اُتر کے
اندر محل کے آیا گانیوالیون نے بیڑے چنوا لئے دولھا کو لا کر بٹھایا تل شکر کا رسم ادا کیا

اب نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین یہ سہرہ گانے لگیں نظم

کھلا ہے جشن سے طرفہ چمن مبارک ہو — تمام بزم ہی گلپیرہن مبارک ہو
چٹک کے کہتی ہیں باغ مراد کی کلیان — وصال شاہد غنچہ دہن مبارک ہو
سنا کے دیتی ہے مژدہ گھڑی یہ شادی کی — کہ سازگار رہو سہرہ دلہن مبارک ہو
کھلے ہین پھول کسی رشک گل کے اے بلبل — تجھے بھی وصل عروس چمن مبارک ہو
بنا ہی کون یہ نوشہ کہ خوش ہی ایک جہان — پکارتا ہی سپہر کہن مبارک ہو
ترانہ سنج ہی خود مطرب طرب شب و روز — کہ راگ رنگ کی یہ انجمن مبارک ہو
بلند چار طرف شور تہنیت ہی جلال — پکارتے ہین یہی مرد و زن مبارک ہو

محل مین جا بجا ہر نخل باغ کو آراستہ کیا ہی شاخین جھوم رہی ہین بقول شاعر نظم

دلکشا ایسا در باغ کہ سبحان اللہ — جسکو سعدی کی گلستانکا دیباچہ کہوں باب
باغ ایجاد کے چار دن چمن اسپر ہین بنے — آٹھو فردوس نہین ایک خیابان کا جواب
ہر طرف بوقلمونی کے عجائب بنیرنگ — سرو شمشاد ونسرانے گل و ریحان نایاب
غنچوں کے دل مین امنگین ہین جوانی کی ہی — پودے دکھلاتے ہین رعنائی آغاز شباب
جب نسیم آتی ہی کھلجاتا ہی غنچہ دل کا — جب شمیم آتی ہی ملجاتی ہی وہ عطر گلاب
روشون پر عجب انداز سے چلتی ہی صبا — روح کو چال کیے دیتی ہی جسکی بیتاب
رنگ اڑا دے ہم آغوش ہو نسرین چمن — بستر ناز پہ سبزے سے طراوت بخواب
نکہت سنبل تر کرتی ہی مشک افشانی — گل وہ شاداب ہین جنسے کہ ٹپکتا ہی گلاب
صحبت بادہ پرستان کا ہی نقشہ گلمین — شاخ ساقی ہی سبو غنچہ ہی گل جام شراب
باغبان کرتے ہین خاطر تو ادا گلچین — دشمنون سے بھی چلی آتی ہی بوئے احباب
ایسے سرسبز گلستان نہ کبھی دیکھے تھے — کشت امید رہے فیض سے جسکے شاداب
چار سو جوش ریاحین کا گلون کی کثرت — وسط گلزار مین اک نہر مصفی پر آب
جوے آئینہ مین دیکھی تھی نہ یہ جلوہ گری — چشمہ مہر مین پائی تھی نہ اسطرح کی تاب
جسکی موجون مین تماشائے درخشانی برق — جسکے فوارون مین کیفیت باران سحاب

سفاک یہ سب تماشہ دیکھتا ہوا اُس قصر مین آیا جہان عروس بیٹھی ہی یہ بھی آکر بیٹھ گیا کان مین جھک کر کہا کیون بی بی پیشاب وغیرہ کی ضرورت ہو تو فراغت کر آیئے بعد تھوڑی دیر کے قاضی صاحب آوینگے زلف آرا ابھی سچ کہتی ہو کہا ہو مجکو لے چلو سفاک عروس کا ہاتھ پکڑ کر لے چلا باتین کرتا ہوا کہ ملکۂ عالم کیا صاحب نصیب ہو دولھا بھی آفتاب عالمتاب ہو آپ کے منگیتر کو کس دھوم دھڑکے سے مارا اُس ملعون نے قصد کیا تھا کہ قلعہ لے لون اب سنتی ہون قلعۂ آزریہ والے بہت بگڑے ہوے ہین زلف آرا نے کہا مین کسی کو نہین جانتی ہم لوگ مان باپ کی بیٹیان ہین جہان مناسب جانا وہان عقد کر دیا ای چمن آرا ایک بات کی خرابی ہو کہ وارث ہمارا زمانے کا یوسف ہو جیسیون شاہزادیان اُنکے نام پر مرتی ہین سوتین بہت ہونگی مگر اُنکو اختیار ہو جیسا مناسب جانینگے ویسی میری آبرو بڑھاوینگے حقیقت مین اُنکا حسن بے زوال ہو شہر خاور اُنکی ننھیال ہو قیماس خان خاوری اُنکا نسبتی بھائی ہو سفاک نے جب دیکھا کہ مجمع کم ہوا تو ایک گلوری پان کی اپنے پاس سے نکال کہا حضور یہ گلوری کھا لیجیے ملکہ گلوری کھاتے ہی پسینے پسینے ہو گئین کہا کیون بوا اس گلوری مین کیا تھا کہ اپنے دل بیقرار کر دیا سفاک نے کہا ملکہ آگے بڑھیے ہوا لگیگی پسینہ خشک ہو جائیگا جیسے ہی ملکہ آگے بڑھی بیہوش ہو کے گری سفاک نے پشتارہ باندھ اب حیران ہو کہ کدھر سے جاؤن آخر سوچتے سوچتے کوٹھے پر چڑھ گیا دیکھا ایک شجر مکان سے ملا ہوا ہی اُسپر کمند ماری کمند پر چڑھکے درخت پر آیا بہ مشکل نیچے اُترا سنبھلکر پشتارہ لے چلا کترا کے لشکر سے نکلا اگر کسی نے پوچھا کہ تم کیا لیے جاتے ہو تو جواب دیا کہ اسباب جہیز کی تیاری ہو یہ صندوق لیے جاتا ہون راہ مین نسیم نامے خواجہ سرا ملا اُسنے پکار کر پوچھا کہ ای شخص کیا لیے جاتا ہو سفاک نے اشارہ سے بلایا جب وہ آیا خنجر مار گرا دیا وہان سے بھی سفاک گذر از پردیوار باغ ہو کر چلا ایک کنیز کھڑی تھی اُسنے جو پوچھا سفاک نے خنجر مارا اُس کنیز کو

مار کر آگے بڑھا اب صحرا کا راستہ لیا کوئی دو کوس راستہ طے کر چکا تھا کہ صحرا سے گرد
اڑی دیکھا کہ ایک جوان تاجدار گھوڑے پر سوار پشت پہ چند ملازم آیا اُسنے
قریب آکر پوچھا کہ اِس پشتارے مین کیا ہی سفاک نے کہا حضور قلعۂ بیدار
مین شادی کا سامان ہی اشیاے ضروری لیے جاتا ہون وہ تاجدار قریب آگیا
گوشۂ چادر جو چہرے سے زلف آرا کے ہٹ گیا بجلی چمکی عکس عارض انور
جو زمین پر پڑا معلوم ہوا ہالہ پڑ گیا جوان تاجدار موسوم بہ نیرنگ تاجبار ہو
دیکھکر بدحواس ہو گیا کہا کہ بون او عیار تو لوٹکتا تھا اسباب ہی دلھن کو کہان چھپا لایا
سفاک خاموش ہوا نیرنگ نے نیزہ سینے پر رکھدیا اور کہا بس اِسی مین خیر ہی
کہ پشتارہ رکھدے سفاک نے پشتارہ رکھدیا اور کہا چاہے مجھے مار ڈالیے
مین آپ کے قبضے مین ہون مگر اِسکو اُس پہلوان نے طلب کیا ہی کہ جسکی جُرأت
شہرۂ آفاق ہی آپ بھی نام جانتے ہونگے آزربت تراش وہ جبس مہم پہ گیا اسکو
فتح کر کے آیا آپ سے اُس سے فساد ہوگا نیرنگ نے کہا مین کسی سے باہر نہین
ہون تم جاکر کہدینا مین سمجھ لونگا نیرنگ تاجدار نے محافہ منگوایا اُس مین
ملکہ کو سوار کر کے لے چلا زلف آرا کی جو آنکھ کھلی اپنے کو محافے مین پایا
حیران ہو کر پوچھا مجھکو کون لیے جاتا ہی مین تو عاشق جمال خاور سیاہ ہون
نیرنگ نے قریب آکر کہا او شہنشاہ مصر خوبی و او سرو باغ محبوبی منم نیرنگ
تاجدار قلعۂ نیرنگ حصار کی تم شاہزادی ہو گی حکم احکام سب تمھارا ہو گا
زلف آرا نے منھ پھیر لیا کہا او نامنصف مین تجھکو کیا سمجھاؤن تو مجھکو کیون
لایا نیرنگ منتین کرتا ہوا قلعۂ نیرنگ مین لایا ملکہ نے کہا کہ ایک خالی مکان
مین مجھے اُتار دو پھر مین تمھارے ساتھ چلی آؤنگی یہ سنکر نیرنگ نے ایک
مکان خالی کروایا اُس مین ملکہ اُتری ملکہ نے کنڈی بند کر لی نیرنگ ہر چند منتین
کرتا ہی کہ او ملکۂ عالم میرا کہنا قبول کرو زلف آرا نے جواب دیا کہ مجھے قتل کر ڈال
مگر مین وصل نہ قبول کرونگی نیرنگ تاجدار روتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا آگے

کشتیون کو بلانا شروع کیا کئی سو کشتیان جمع ہوئین نیرنگ نے بیان کیا کوئی تم مین
ایسی ہو کر جا کر اُس آہوے وحشی کو رام کرے بڑا کام کرے ایک ضعیفہ با موے
سفید اپنے مقام سے اُٹھی سامنے آکر عرض کی کہ اے شہنشاہ یہ کام میرا ہے مین وہ
دلالہ ہون کہ سیکڑون بہو بیٹیان آوارہ کر دین ابھی جا کر اُسکو راضی کر لاؤنگی
آج شب کو آپ کے پہلو مین سلاؤنگی میرے ساتھ کوئی نہ آئے یہ کہکر اکیلی چلی
دروازے پر پہونچکر دیکھا کہ ملکہ اُس تنہا مکان مین حیران پریشان بیٹھی ہے آنکھون
سے آنسو بہہ رہے ہین کہ چشمۂ چشم سے قلزم محبت موج زن ہے گرفتار دام رنج محن
فرش خاک پر بیٹھی پکار رہی ہے کہ اے خالق ارض و سما و اے معبود یکتا تو ہی اس
مصیبت سے نجات دیگا کہان آکر پھنسی ہون مگر شکر ہے تیرا جو مناسب جانا وہ
میرے حق مین کیا کہ اُس ضعیفہ نے پکار کر کہا اے بی بی شاہزادی مین کچھ تم سے
عرض کرونگی ذرا دروازہ کھولو زلف آرا جھپٹ کر اُٹھی قریب دروازے
کے آکر کہا او مکارہ مجھکو راضی کرنے آئی ہے بڑھیا نے کہا واری مجھے راضی
کرنے سے کیا مطلب مین تو مشتاق دیدار ہو کر آئی ہون زلف آرا نے کہا مین
ایک طرح بلاتی ہون اگر تو نے نیرنگ کا ذکر کیا تو تجھکو قتل کرونگی اور طرح کی
باتون کا اختیار ہے یہ سنکر بڑھیا نے جواب دیا واری کیا مجال جو اُس نگوڑے
کا نام بھی لون آپ لوٹ ہی سے نہ ڈرین زلف آرا نے دروازہ کھولدیا
بڑھیا اندر آئی بلائین لینے لگی کہتی تھی نگوڑے ظالمون کو خدا غارت کرے
کیسا گل سا چہرہ کملا گیا ہے کچھ نوش فرمائیے تو لاؤن واری اپنی جان بچاؤ باقی
پھر سمجھا جائیگا نیرنگ تمھارے نام پر جان دیتا ہے آج شب کو گھڑی دو گھڑی
کے واسطے صحبت مین چلی جاؤ عقلمندی یہ ہے کہ ہاتھ نہ لگانے دو یہ سنکر زلف آرا
بہت برہم ہوئی کہا کیون او مکارہ دلالہ تو نے پھر وہی ذکر نکالا اُس ضعیفہ
نے کہا بیٹیا یہ ذکر جانے دو مگر نیرنگ تمھارا عاشق صادق ہے بہت خدمت
کریگا جو چاہے تخت پر بیٹھنا نیرنگ عہدہ وزارت قبول کریگا حکم احکام

آپ کا جادو رہیگا تو مین جاتی ہون جاکر اُسکو سمجھاتی ہون آج شام کو پاس
نیرنگ کے جاؤ بیٹھکر باتین کرو وصل کا اقرار کرو دو چار دن کو ٹالدو یہ سنکر ملکہ
زلف آرا نے پتھر بڑھیا کو مارا بعد پتھر کے نیزہ اُٹھایا سینے پر بڑھیا کے ماردیا
بڑھیا لڑکھڑا کر گری تڑپ تڑپ کے جان دی زلف آرا نے ٹانگ پکڑ کر کھینچا
لاشہ بڑھیا کا باہر پھینکدیا لوگون نے جاکر نیرنگ سے کہا کہ بڑھیا کو ملکہ نے مارڈالا
بڑھیا نے لاکھ دام تزویر بچھایا مگر اُس ظالم نے کچھ نہ مانا بڑھیا کو قتل کیا اب نیرنگ
وزرا امرا کو بھیج رہا ہی مگر یہ بھی کہتا ہی کہ آب و دانے سے اُسکو محروم نکروالیا
نہ ہو کہ تمام ہوجاے اُسکے فراق مین جان دونگا نیرنگ تو اس فکر مین ہی مگر
سفاک عیار پشتارہ چھوڑکر بھاگا خدمت آزربت تراش مین آیا آکر تمام
کیفیت بیان کی آزربت تراش بہت جھلایا کہا کہ او بھیا تونے مابدولت کا
نام نہ لیا اس حوالی کے جسقدر شاہ ہین نام سے میرے کانپتے ہین مین یکہ وتنہا
جاتا ہون ابھی جاکر معشوق کو لاتا ہون دیکھون تو کون روک سکتا ہی سفاک
نے کہا مین نے لاکھ حضور کا ذکر کیا مگر نیرنگ نے نہ مانا پشتارہ چھین لیا آخر
مین نے اپنی جان بچائی ورنہ اُس ظالم کے ہاتھ سے مارا جاتا آزر نے حکم
دیا لشکر تیار کرو ساٹھ ہزار سوار و پیدل تیار ہوے آزر گینڈے پر سوار
ہوا تیغ جوڑا ہاتھ مین لیکر چلا سب کا یہی ارادہ ہی کہ جاکر قلعے مین گھس پڑین
قلعے کو خوب لوٹین دیگر معشوقان پیچھرو کو قبضے مین کرین اور آقا کی معشوقہ آقا
سے ملائین مگر نیرنگ بالاے تخت بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ
آزربت تراش مع لشکر گران آتا ہی نیرنگ نے بھی لشکر تیار کیا بیرون قلعہ
آکر اُترا اُدھر سے آزر آیا آتے ہی طبل جنگی بجوایا صبح کو مقابلہ پڑا آخر آزر کے
ہاتھ سے نیرنگ زخمی ہوا بھاگ کر قلعے مین چھپا آزر نے قلعے کو گھیرا آب و
دانہ بند کیا کہ رسد اندر نہ جانے پائے سب انتظام ہوگیا ایک دن تامل
کرکے آزر نے طبل یورش بجوایا صبح کو کل لشکر کو لیکر سامنے قلعے کے آیا اور

پکار کر آواز دی ای نیرنگ کیون جان دیتا ہی اس گھر وندے کی کیا حقیقت ہی دم بھر مین مٹا دونگا گینڈا جو بڑھاؤن تو قلعے مین آکر دم لون ایک عورت کے واسطے تو ایسا انکار کرتا ہی نیرنگ نے جھلا کر آواز دی کہ او ظالم جیتے جی ہو سکے قصور نہ کر معشوقہ میرے قبضے مین ہی مجھسے باغی ہو رہی ہی ہاے کیا کیجئے سمجھاؤن کیونکر اُسپر پورے طور سے قبضہ کرون ای آذر مین مجبور و ناچار ہون مین تو اپنی زندگی مین معشوقہ کو نہ دونگا ہر چند کہ خود مجبور و ناچار ہو رہا ہون مگر امروز فردا مین ضرور قبضہ کرلونگا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین یہ کیفیت ہی عجب حالت ہی فراق مین یہ صورت ہی

نظم

ایسا ویران کسیکا دل ناشاد نہ ہو
گھر جو آباد کرو تم بھی تو آباد نہ ہو

ہمدمی کون کرے میری جو فریاد نہ ہو
بات بھی کوئی نہ پوچھے جو تری یاد نہ ہو

رے چلی بلبل شیدا کو لگا کر سیو باغ
بوے گل نام ہی جسکا کوئی صیاد نہ ہو

آئینہ ہی نگہ ناز کی کھوے گا کبھی
عیب جو کون ہی جب سامنے استاد نہ ہو

دل دیا ہی کسی ظالم کو مگر ڈرتا ہون
کر و کمبخت بھی خو کردۂ بیداد نہ ہو

کھینچنا بزم بتان مین نہین بہتر اُسکا
ضبط جس آہ مین تاثیر خدا داد نہ ہو

ہم یہ کہکے بناتے ہین انھین سے جو جور
اُس سے کیا ذکر وفا جو ستم ایجاد نہ ہو

سمجھا ناشاد تو عشاق مین ہوگا نہ جلال
دیکھکر تیرا جنازہ بھی کوئی شاد نہ ہو

نیرنگ تاجدار نے جو یہ اشعار رو رو کر پڑھے آذر نے کہا آپ میرے سپرد کر دیجیے مین سمجھا لونگا نیرنگ نے کہا ای آذر مین نہ دونگا تمسے مہلت پاؤن تو انگوٹھی الماس کی لیکر سامنے جاؤن کہونگا کہ اب اپنی جان دیتا ہون آذر نے یہ سنکر ہنس کر کہا یارو نیرنگ دیوانہ ہو گیا ہی ابھی جا کر ہوشیار کر دونگا اشخاص سے گلیان بھر دونگا یہ کہکر بلوہ کیا قلعے سے توپین چلنے لگین لغفت صبیدان طی کیا تھا کہ کئی ہزار جوان اُڑ گئے فریاد کرتے ہوے بھاگے کہتے تھے ای شہریار آگ برس رہی ہی کیونکر آگے بڑھین آذر بت تراش یہ کہکر پلٹا

کہ کل اس سے سمجھ لونگا مگر شاہزادۂ خاور سپاہ کا حال عرض کرتا ہون کہ برات لیکر آئے
ہین اور مقام صدر پہ بیٹھے ہین کہ یکایک محل مین ہُڑ ہوا ایک خواجہ سرا دوڑا
ہوا آیا کہا اے شہریار دلہن آپ کی بھاگ گئی قاسم آتشخو شعلہ مزاج یہ لفظ سنکر جھلا گئے
خواجہ سرا کو قریب بلا کر ایک تمانچہ مارا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے سر خواجہ سرا کا اڑ گیا
کماریان وغیرہ دوڑے کہ رہی ہین کہ خواجہ سرا سچ کہتا تھا حضور دلہن کا پتہ ہمکو
نہین ملتا قاسم اپنے مقام سے اُٹھے غصے مین کانپتے ہوئے محل مین آئے کوٹھے
پر آکر دیکھا کہ کمند پڑی ہے یقین ہوا کہ لیجانے والا ادھر ہی سے لیگیا ابرش اصیلی
پر سوار ہوئے اُسی نشان پر چلے کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ ایک کنیز کا لاشہ
پڑا ہے وہانسے پرے آکر دیکھا کہ ایک خواجہ سرا کا لاشہ پڑا ہے اُن نشانون کو دیکھتے
ہوئے قاسم چلے مگر غصے مین کانپتے ہوئے بلارک پر ہاتھ پڑا ہوا گھوڑا اُڑائے ہوئے
جاتے ہین پانچ سات کوس نکلے تھے کہ کان مین توپ کی آواز آئی طرف آواز کے
متوجہ ہوئے سامنے ایک قلعے کے آکر دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال گولونکو
روکتا ہوا قریب خندق پہونچا ہے قلعہ والے بیقرار ہین قاسم نے ایک سے پوچھا
کہ یہ کیا معرکہ ہے اُس جوان نے کہا ایک معشوقہ دختر جیدار کو عیار ہمارے آقا
کا چُرا کر لاتا تھا نیرنگ نے اُسکو چھین لیا ہمارے آقا نے آکر قلعہ گھیرا ہے اب
معشوقہ کو نکال لاوینگے یہ سنکر قاسم آگ ہوگیا للکارا کہ او نامرد قلعے پر کہان
جاتا ہے ہم شاہزادۂ خاور سپاہ سہرہ وغیرہ نوچکر پھینک دیا مقابلۂ آزر مین چلے
اُدھر سے آزر پلٹا کہتا ہوا کہ یہ جوان کون ہے کہ بپھرا غصہ آتا ہے چیر کر پھینکدونگا
یا زیر کر کے اپنا رفیق بناؤنگا قریب آکر نیزہ مارا قاسم نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا
آزر نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار کو
چھین کر پھینکدیا کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا آزر نے عرض کی الامان فرمایا امان
بشرط ایمان آزر کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا افسران فوج نے آکے
قدمون کو بوسہ دیا قاسم آزر کو مسلمان کر کے طرف قلعے کے پہنچے آواز دی

او نیرنگ نکل آ نیرنگ گھبرایا قاسم نے مرکب اڑایا خندق کو فراکر قریب پھاٹک کے پہونچے پھاٹک کو اکھیڑ لیا اندر قلعے کے گھسے نیرنگ نے آکر مقابلہ کیا قاسم نے نیرنگ کو بھی زیر کیا یہ بھی بصدق دل مسلمان ہوا ان دونوں کو مسلمان کرکے قاسم نے ساتھ لیا اور آکر ملکہ کو سوار کرایا بہ شوکت تمام چلے راہ میں جاتے سنتے کہ ایک قلعہ ملا اس قلعے کی مالک ملکہ شاخسار جادوگر نہایت حسین وجمیل تھی قاسم کو دیکھکر مائل ہوئی قاسم کا لشکر اسی صحرا میں اترا رات کو آکر قاسم کو چرا لیگئی مگر جب اپنی بارگاہ میں لائی قاسم بیہوش و مدہوش تھے شاخسار نے ہوشیار کیا قاسم نے جو جمال شاخسار دیکھا بیتاب ہوگئے ملکہ شاخسار نے کہا او شہریار آپ کا نام نامی کیا ہو قاسم نے کہا نبیرۂ صاحبقران قاسم نوجوان نام سنکر شاخسار ہنسی کہا او شہریار میں میری ملکہ حمائلگیسوکشا خدمت سعد شہریار میں ہو میں امیدوار ہون کہ مجھکو سرفراز فرمائیے قاسم نے کہا او شاخسار ایک شرط نہایت سخت ہو ساحرہ کو ہم جب قبول کرتے ہین کہ سحر سے توبہ کرے جب سحر سے توبہ کروگی تب ہم عقد قبول کرینگے شاخسار نے کہا کہ او شہریار اس زمانے مین آپ طلسم مین آئے ہوئے ہین کنیز سے مطلب نکلے گا آپ کو مقابلہ جمشید مین لے چلونگی قاسم نے قبول کیا کہ بعد فتح طلسم تمسے عقد کرونگا اور شاخسار نے بھی عہد کیا کہ مین سحر سے توبہ کرونگی خدا آپ کو بہ شوکت تمام اس طلسم سے نکالے شاخسار نے قاسم کو تخت پر بٹھایا خاطر کرنے لگی صبح کو افسران قاسم بھی آئے آذر بت تراش کا نام آذر بت شکن رکھا اور نیرنگ تاجدار بھی حاضر ہوا ملکہ کو محل مین داخل کیا شاخسار نے پوچھا او شہریار اب کیا ارادہ ہو قاسم نے کہا ارادہ ہو کہ کوچ کرین شاخسار نے بارہ ہزار جادوگر ملکن کیے آذر و نیرنگ سپہ سالار ہوئے لشکر کو آراستہ کرکے طرف جمشید کے چلے دو تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک پہلوان دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان اسی طرف آتا ہو سماق چوب گردن

اِس پہلوان کا نام ہر برا سے سپر نکلا تھا آمد لشکر دیکھی ایک جوان آفتاب جمال کو بالا
تخت پایا دو پہلوان سپہ سالار بپشت پر کل فوج ایک ابر سرخ رنگ سر پر سایہ
فگن عیار سے کہا دریافت تو کر کہ یہ جوان کون ہر کہان سے آتا ہر کہان جائیگا
عیار جھپٹا سامنے قاسم کے آیا جلال دیکھکر سلام کیا پوچھا حضور کا نام نامی کیا ہر
ہمارا پہلوان سماق چوب گردان دریافت کرتا ہر قاسم نے کہا جا کر کہدو کہ
نبیرۂ صاحبقران قاسم بن رستم آفتاب ملک خاور یہ سنکر عیار پلٹا سامنے
سماق کے آیا بیان کیا کہ قاسم نبیرۂ صاحبقران برسر جمشید ثانی جاتے ہین
اِن مسلمانون نے تمام طلسم کو درہم و برہم کر دیا سماق نے کہا لشکر روک دو
ہم نہ جانے دینگے اِسی صحرا مین قتل کرینگے اِن لوگون نے بڑے جاہ و جلال پیدا
کیے ہین لشکر سماق کا اُتر پڑا قاسم بھی اُسی مقام پر اُترے سماق نے طبل جنگی
بجوایا قاسم نے بھی خبر سنکر جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون
مین نقارۂ رزمی بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے
سماق چوب گردان نہایت لحیم و شحیم ہو زور کا اپنے دعوی کرتا ہر اپنے مقام پر
کہتا کرتا ہر کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے اِس زمانے مین تو اُن سب کو زیر کرتا
جب صفین جم چکین تو سماق نے گھوڑا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہان ہین
نبیرۂ صاحبقران میرے مقابلے مین آوین یہ سنکر قاسم نے ابرش اسمعیلی کو
بڑھایا ہر چند کہ شاخسار نے عرض کی کہ یہ مقدمۂ طلسم ہر ایسا نہ ہو کہ سرکار کو
تکلیف پہونچے مجھکو حکم ہو مین اِسکو سمجھا دون قاسم نے کہا ہمارا یہ طریقہ نہین
کہ غیر ساحر سے ساحر کو لڑوائین ہر چند شاخسار نے سمجھایا مگر قاسم نے نہ مانا
مرکب اُڑا کر مقابل سماق مین آئے سماق نے جو دیکھا کہ یہ جوان نحیف و ضعیف
ہر سمجھا کہ طاقت مین بھی کم ہوگا کہا مین آپ سے کشتی لڑونگا قاسم گھوڑے
سے کود پڑے سماق حیران ہر کہ اِس جوان کو کیا دعوی ہر کہ سوال کرتے ہی
گھوڑے سے کود پڑا کشتی پر بھی آمادہ ہر ہڈیان توڑ کے رکھدونگا جھومتا ہوا

گینڈے سے کو واجب ہاتھ سے ہاتھ ملایا قاسم نے ایک جھٹکا مارا کر شہر کے
بھل سامنے آیا بمشکل اپنے کو سنبھالا سنبھلکر لڑنے لگا مگر جب قاسم پکڑلاتے ہین
دو دو گھڑی رگڑتے ہین جب وہ قاسم کو پکڑ لیجاتا ہو تو قاسم جھپٹ کر نکلجاتے ہین
شام تک اُلجھ اُلجھ کر لڑا شام کو جنگ سے ہاتھ کھینچا کہا ای جوان اب مین کل
مقابلہ کرونگا قاسم نے ہاتھ تھاما کر مین نہ جانے دونگا سینہ زیر و زبر کیے ہوے
نہ پلٹونگا سماق کو دکر الگ کھڑا ہوا کہا مین رات کو مقابلہ نہین کرتا ہر چند قاسم
نے کہا روشنی کو حکم دو مگر سماق گینڈے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلا
قاسم ناچار پلٹ کر آئے مگر سماق جو بارگاہ مین آیا اکیلا بیٹھا سوچ رہا ہو کہ
کیا تدبیر کرون عیار اسکا شبگر دجہان پیما آیا اور اُسنے بہت کچھ سمجھایا کہ مین جاکر
قاسم کو پکڑ لاؤن سماق نے کہا اُسکی حفاظت کو دو زبردست پہلوان موجود ہین
اور کوئی ساحرہ بھی اُسکے لشکر مین ہو اِسکی کیا تدبیر کرون اگر تم گئے اور گرفتار
کر لائے تو ساحرہ ضرور آئیگی مین سن چکا کہ شاخسار نامے ایک ساحرہ ہو کہ
وہ اِس جوان پر عاشق ہو اُسکو کب گوارا ہوگا کہ یہ جوان گرفتا ہو اِس سوچ
مین بیٹھا تھا کہ شنکال جادو نامے اِسکی آشنا ہو وہ خبر سُنکر آئی کہا ای سماق
کس فکر مین ہو تم جاکر آرام کرو مین قاسم کو اُٹھائے لاتی ہون فوراً قتل کرنا
تمہارا نام ہوگا یہ کہکر اُٹھی اور روانہ ہوئی یہان پہر رات گئے تک قاسم بھی
بارگاہ مین رہے شاخسار ساتھ ساتھ ہو طرف اپنی خوابگاہ کے جاتے ہین کہ
شنکال نے آسمان سے دیکھا تڑپ کر گری قاسم کو اُٹھا لیگئی شاخسار نے جو
دیکھا کہ کوئی ساحرہ قاسم کو لیے جاتی ہو تعاقب مین چلی مگر شنکال نے بلند ہو کر
جو جمال قاسم دیکھا جی مین کہتی ہو کہ مقام افسوس ہو ایسے جوان کو قتل کراؤن
اپنے ملک مین لے چلون اِسکو اپنی صحبت مین رکھون اِسکی صورت ایسی ہو کہ
سیاہ فام ضعیفہ سر ہلتا ہوا نہ منہ مین دانت نہ پیٹ مین آنت طرف اپنے قلعے
کے چلی راہ مین ایک کوہ ملا کہ کوہ سبز وار اُسکا نام ہو اُس پہاڑ پر آکر ٹھہری

بیتاب و بیقرار ہو رہی ہو کہ کیونکر اس جوان سے وصل حاصل کرون اور کیونکر امید دلی پوری ہو قاسم کو ہوشیار کیا مگر ہاتھ پانون قاسم کے سحر سے بیکار رہے ہین قاسم کی آنکھ کھلی اپنے کو بلا مین مبتلا دیکھا کہ ایک ساحرہ سامنے کھڑی ہو اور سوال وصل کر رہی ہو مگر نحیف و ضعیف سر ہلا رہا ہو بلائین لیتی ہو کہتی جاتی ہو کہ میری جان تجھپر نثار ہو میرا وصل قبول کر قاسم نے کہا او ساحرن ثانی ظلم و بدعت کی بانی اپنی صورت تو دیکھ تو اِس لایق ہو کہ تجھپر توجہ کرون پھر خیال ہوا کہ اسکے ساتھ لگاؤ کرو دام مکر مین پھنساؤ کہا کیون صاحب تمھارا کیا نام ہو اُسنے کہا کہ شنکال جادو میرا نام ہو اور مین آوارہ نہین ہون مدت دراز گذری کہ سماق سے رسم محبت ہو اور کسی سے نگاہ نہین لڑی قاسم نے کہا مین بھی چاہتا ہون کہ مجھسے اور تجھسے وصل رہے شنکال خوش ہو گئی چاہتی ہو کہ قاسم کو رہا کرے کہ آسمان پہ برق چمکی ملکہ شاخسار جادو آکر پہونچین آتے ہی آواز دی کہ او لکاتا اِس آفتاب عالمتاب سے تجھکو کیا کام ہو شنکال نے کہا یہ میرا معشوق عاشق خصال ہو اور تو کون ہو شاخسار نے کہا مین تیری ملک الموت ہون اپنی خیر منا اور چلی جا ورنہ مجھسے سامنا نہ کرنا ورنہ تنکے چنوا دونگی مگر شنکال کو بھی اپنے سحر پہ دعوی ہو اسنے گورز لکا کر مارا شاخسار نے کچھ غنچہ ہاے گل جھولی سے نکالے اور پھینک مارے شنکال ناچنے لگی تتا تتا کر یہ اشعار گانے لگی قاسم کے دل کو لبھانے لگی

نظم

اس واسطے بھید کو کب رازدار پاتے ہین / کہین ہو درد نہان ہم کہین بتاتے ہین
یہ شوخ ہین جو کسی وقت یاد آتے ہین / تو یاد سے بھی ہماری وہ نکلے جاتے ہین
نہ جائیگی کبھی اسکی تڑپ نہ جائے گی / ہمارے دل کو وہ چھاتی سے کیون لگاتے ہین
جگر مین سینے مین پہلو مین دل مین او سنگ / کمان کمان ترے اِک تیر کو چھپاتے ہین
غبار تک نہین ہوتا بلند عاشق کا / وہ نیچی نظرون سے یون خاک مین ملاتے ہین
لگے نہ خندۂ دندان نما کو تاک نظر / نقاب ڈال کے چہرے پہ مسکراتے ہین

وہ سو رہا ہو دباتے ہیں پانوں ہم شب وصل
پکارتے نہیں فتنوں کو یوں جگاتے ہیں

خود آنکھ ور اہیں ہیں معلوم دل میں آپکی
وہ راستہ نہیں چلتے جو ہم بتاتے ہیں

ذرے نہ دیگا فلک مرکے بھی گلی ہیں تری
کہ اپنی خاک کے کچھ پانوں اُٹھے جاتے ہیں

گلہ ہو اِس دل بے اختیار سے اتنا
خبر تو کر کہ کسی بے خبر کو لاتے ہیں

جلال آنکھ سے آنسو نہیں نکلتے جو آب
جگر کا خون کیا ہو اُسے چھپاتے ہیں

شنکال گاتے گاتے ایسی مبہوت ہوئی کہ قاسم کے سامنے آکے تھرکنے لگی
شاخسار نے کہا او شنکال خالی کیا بتاتی ہو لو یہ نیچہ لو جانبازی دکھاؤ شنکال
نے نیچہ لیا شاخسار نے اِشارہ کیا شنکال نے اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ ڈالا
شاخسار نے کمر میں قاسم کی پنجہ دیا ہر چند کہ اِنکو ناگوار ہوا کہا او شاخسار
میں چلا جاؤنگا مگر شاخسار نے نہ مانا لیکر بلند ہوئی ہوا پر اُڑتی ہوئی چلی
کہ سامنے سے برق چمکی شنکال کی بہن نہنکال اپنے قصر میں بیٹھی تھی اُسکے
پاس موتیوں کا مالا تھا اُس میں ایک موتی بڑا تھا کہ جس سے موت وحیات
شنکال کی معلوم ہوتی تھی جب وہ موتی ٹوٹا تو نہنکال گھبرا کر اپنے قصر سے
نکلی ہر طرف دیکھتی بھالتی ہوئی چلی آتی ہو مگر شاخسار نے جو نہنکال کو دیکھا
کہا او شہریار وہ جو ساحرہ مرگئی اُسکی بہن آتی ہو دیکھیے کیا فساد برپا کرے
یہ کہکر شاخسار نے سحر کیا کہ ایک حباب شیشے کا پیدا ہوا اُس میں قاسم کو
بند کرکے چھوڑ دیا مگر نہنکال نے پکار کر پوچھا او شاخسار کہاں سے آتی ہو
شاخسار نے کہا شنکال نے مجکو بڑا صدمہ دیا اُس نے مقابلہ پڑا ایسی دو
بیچارہ اس تھی کہ اپنا گلا آپ کاٹ لیا ابھی میرے سامنے تڑپ کر جان دی نہنکال
نے کہا او شاخسار حباب شیشے میں کسے بند کیا ہو شاخسار نے کہا او نہنکال
اِس جوان پر نگاہ نہ ڈالو اِسی کی وجہ سے شنکال نے جان دی نہنکال کو
بہت ناگوار ہوا گولہ نکالکر حباب پر مارا حباب پھٹا قریب تھا کہ قاسم گرین
شاخسار نے پنجہ ہاے فولادی پیدا کیے اُن پنجوں نے قاسم کو روکا اور

نیچہ کھینچکر نہنکال پر جا پڑی آپس مین نیچہ چلنے لگا اب شاخسار جنگ نہنکال مین
ایسی مصروف ہی کہ قاسم پر توجہ نہین کرتی سنہری پنجے جو پیدا ہوے تھے انھون نے
قاسم کو روک کر پھر حباب مین بند کیا پنجے دستگیری کرکے روانہ ہوگئے قاسم اسی
طرح اُس حباب مین بیٹھے ہین حباب اُلٹ پلٹ ہو رہا ہی شاخسار دمبدم سحر کرتی
ہی مگر نہنکال دفع کر دیتی ہی دونون مین سحر چل رہا ہی ایک نے آگ برسادی اور
دوسری نے پانی برسایا ایک بلند ہوئی تو ایک نیچے آئی بلا کے سحر ہو رہے ہین
لڑتے لڑتے جو شاخسار پلٹی دیکھا کہ وہ حباب غائب ہو گیا ابتو شاخسار بہت
گھبرائی حیران تھی کہ انکو کون لیگیا جھلا کر کارد سحر نکالی خون اپنا ڈالکر وہ کارد
کھینچ ماری نہنکال کے سینے کو توڑ کر پار گذر گئی اور قاسم پر یہ سانحہ گذر رہا ہی کہ
سیماے ابر سوار اُڑی ہوئی جاتی تھی اُسنے آسمان سے دیکھا کہ دو جادوگرنیان
لڑ رہی ہین اور حباب شیشے مین ایک جوان صف شکن تیغ زن نخچہ دہن بیٹھا
آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری مجبور و ناچار
بیٹھا ہی جمال قاسم کا دیکھکر بدحواس ہوئی پسینے پسینے ہو گئی تڑپ کر گری حباب
کو اُٹھا کر لے گئی مگر شاخسار جب آگاہ ہوئی کہ قاسم کو کوئی لے گیا نہنکال
کو تو مارا لاشہ اُسکا زمین پر گرا مگر شاخسار حیران و پریشان کہ شاہزادے کو
کون لے گیا مجھے بڑا داغ دے گیا مگر دیکھا کہ ایک طرف برق چمکتی ہوئی جاتی
ہی اُسی طرف چلی ایک صحرا مین آکر دیکھا کہ وہ حباب ٹوٹا پڑا ہی یہ دیکھکر اور زیادہ
پریشان ہوئی جی مین کہتی ہی کہ کون ایسا ظالم تھا کہ میرے معشوق کو لے گیا
مین نے حباب مین بند کیا تھا وہ اُس حباب کو یہان ڈال گیا یہ سوچتی ہوئی چلی
مگر سیماے ابر سوار جو قاسم کو لیکر چلی اپنے قصر مین آئی کنیزون کو اشارہ کیا
کنیزین آکر جمع ہوئین ارادہ ہی سیما کا کہ قاسم کو ہوشیار کرون کہ آسمان پر برق
چمکی جیسے ہی ایک ساحرہ کو آتے ہوے دیکھا سیما نے قاسم کو چھپا دیا شاخسار
نے آتے ہی غصہ کیا کہ کیون بوا تم قاسم کو لائین سیما نے کہا کہ مین نے یہ نام

بھی کبھی نہین سنا مجھکو مرد کے نام سے نفرت ہو شاخسار حیران ہو کہ اب کیا کرون
ایک کنیز سامنے کھڑی تھی اُس سے جو آنکھ ملائی اُسنے اشارہ کیا کہ فلان کوٹھری
مین قاسم کو بند کیا ہو شاخسار اُدھر چلی سیما نے کہا ای ملکۂ عالم اُدھر کہان جاتی ہو
اُس کوٹھری مین ماران سحر بند ہین شاخسار نے کہا ماران سحر میرا کیا کرین گے
سب کو جلا کر خاک کر دونگی یہ کہکر چاہا کوٹھری کھولون کہ سیما نے سحر کیا کہ اندر
سے کوٹھری کے ایک مار سیاہ رینگتا ہوا نکلا اُسنے چاہا شاخسار پہ حملہ کرین
شاخسار نے چٹکی خاک کی اُٹھا کر ڈالدی کہ وہ مار سیاہ جلگیا جلتے ہی مار سیاہ
کے شاخسار اندر کوٹھری کے گئی دیکھا مکان روشن ہو رہا ہو خیال کر کے
دیکھا کہ قاسم ایک گوشے مین پڑے ہین شاخسار نے چاہا اُٹھالون لیکن
سیما نے سحر کیا کہ زمین شق ہوئی ایک دیو پیدا ہوا اُسنے للکار کر آواز دی کہ او
شاخسار کیون دیوانی ہوئی ہو ہٹجا ورنہ تجھکو کھا جاؤنگا یہ کہکر چنگل مارا چاہا
شاخسار کو کھا جاؤن شاخسار نے گولہ نکالکر مارا کہ دیو کے سینے کو توڑ کر
پار گذرا دیو کا مرنا کہ اندھیرا ہو گیا اب شاخسار کو کچھ معلوم نہین ہوتا ہر طرف
ٹٹولتی پھرتی ہو سیما نے کہا او شاخسار مین اِس جوان کو نہ دونگی شاخسار نے
کہا مین ابھی لیجاؤنگی آپس مین تکرار ہونے لگی سیما نے بال نوچکر سحر کیا صدہا
ماران سیاہ شاخسار پہ چلے شاخسار نے ایک طاؤس سحر نکال کر چھوڑا کہ
وہ طاؤس کل ماران سیاہ کو نگل گیا چند سحر آپس مین ہوئے آخر شاخسار نے
ایک ایسا سحر کیا کہ رقص و سرود کی آواز آئی آواز سُنکر سیما چہار جانب دیکھنے
لگی دیکھا ایک شجر سے آواز آتی ہو پتّے مثل ساز بج رہے ہین جب ہلتے ہین
تو زنگ کی آواز آتی ہو شاخون سے سارنگی کی آواز نکلتی ہو ہر نخل سے کوئی
یہ اشعار آبدار بصد سوز و گداز گا رہا ہو نظم

وہ کھینچے تیغ جھکائے ہوئے ہین ہم گردن
یہ تیغ یار سے کہتا ہون کرکے خم گردن

یہان ازل ہی سے تسلیم کی ہی خم گردن
اڑا دے تجھکو سر یار کی قسم گردن

گلے سے چھوٹ جو نکلا ہو تیرے پان کا رنگ — شراب سرخ کی ہو ساقیا قلم گردن

فراق یار میں مانع ہو میکشی سے مجھے — کچھ آج ہلتی ہو مینا کی دمبدم گردن

نکال لونگا میں قتل حسرت پابوس — کبھی نہ چھوڑے گی کنگر ترے قدم گردن

قریب جس رگ گردن سے آپ ہو قاتل — ستم ہو ہو وہ تہ خنجر ستم گردن

حریم کوچۂ جانان ہو سجدہ گاہ بتان — یہان جھکا کے اٹھاتے نہین صنم گردن

اٹھائی ہین جو محبت مین سختیان دل نے — کبھی اٹھا نہین سکتی دہ کوہ غم گردن

لکھا تھا خط اسے سنی سرنوشت کی نہ خبر — کر نامہ بری کی ہو جائے گی قلم گردن

ہم انکو وصل مین شرمندہ کرکے خود ہین خجل — جھکی ہین اسطرف آنکھین ادھر ہے خم گردن

ابھار ہو ترے سینے کا کسقدر سرکش — بہت اٹھائے نہ یہ بانی ستم گردن

حضور غیر وہ بیٹھے ہین سر جھکائے جلال — فلک کو دیکھ رہے ہین اٹھائے ہم گردن

یہ اشعار سنکر **سیما** کا چہرہ سرخ ہو گیا **شاخسار** نے پکار کر کہا بی بی کیون مکدر کھڑی ہو کیون سر جھکائے ہو اس شاہزادے کی قید کہان ہے سیما نے کہا مین ابھی قیدی کو لاتی ہون یہ کہکر گئی **قاسم** کو لائی کہا لیجیے یہ قیدی حاضر ہے اور **قاسم** سے کہا آپ کی عاشق نے مجھکو بہت تنگ کیا اگر حکم ہو تو مین بھی ساتھ رہون **قاسم** نے کہا اگر اطاعت اسلام کرو تو میرے ساتھ چلو مین مطیع اسلام کا خود عاشق ہون سیما سے ابر سوار یہ سنکر خوش ہو گئی بصدق دل مطیع ہوئی غرض بارہ ہزار جادوگرنیون کو لیکر یہ بھی ہمراہ ہوئی **قاسم** پشت مرکب پہ سوار ہوے **شاخسار جادو** داہنی جانب رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوے بائین جانب سیما **قاسم** دونون جانب دیکھتے ہین ایک آفتاب دوسری ماہتاب چہرے انکے چمک رہے ہین کہ ہوا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پہ سوار پشت پہ بارہ ہزار فوج جرار سیما کو جو ساتھ **قاسم** کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ کیون او جان جہان یہ کیا معرکہ ہے تم مجھسے کیا کہکر آئی تھین اور یہ کیا ہوا مجھے تو بڑا ملال ہے بچہ نہ کرو تو مین مقابلہ کرون **قاسم** نے مرکب بڑھایا مقابلہ مطلق ہوا

مین اسکے اسنے نیزہ مارا قاسم نے نیزہ توڑ ڈالا آخر تلوار چلی دو چار وار رد و قدح
ہوئے تھے کہ قاسم نے کمر کو بنا کر سر پہ ہاتھ مار دیا کہ ابلق سوار کے دو ٹکڑے
ہوئے مگر سماق چوب گردان اپنے مقام پہ آتا ہوا تھا اسکو ہرکارون نے
خبر دی کہ شنکال جادو قاسم کے ہاتھ سے ماری گئی اور بی بیما شریک قاسم
ہوگئین ابلق سوار مقابلے مین آیا تھا بہ یک ضرب شمشیر دو پرکالے ہوئے
یہ خبر سنکر سماق گھبرایا ساتھ والون سے صلاح کی سب نے یہی کہا کہ نکل چلیے
ایسا نہو کہ قاسم آجاوین یہ صلاح کر کے سماق چوب گردان سوار ہوا
سارے لشکر کو ساتھ لیکر چلا کوئی چار کوس راستہ طے کیا تھا کہ زنجیرون کی آواز
کان مین آئی دیکھا مہلال دیوانہ مع بارہ ہزار دیوانون کے آتا ہے سماق نے
جو مہلال کو دیکھا خوش ہو گیا مہلال نے کہا او سماق کہان سے آتے ہو
سماق نے کہا مین برائے مقابلہ قاسم گیا تھا ناچار ہو کر چلا آیا اگر نہ چلا آتا
تو اسکے ہاتھ سے مارا جاتا مہلال نے کہا او سماق کیون گھبراتے ہو مین ابھی
لشکر مین چلا ہون کہ جا کر اس جوان کو پست کرون کئی قلعے قبضے مین کر چکا ہے ایسا
ایسی ساحرہ شریک ہوئی پھر مہلال نے کہا تم میرے ساتھ رہو سر میدان مین
چیر پھاڑ کر اسکو کھا جاؤنگا مسلمان کا گوشت میٹھا ہوتا ہے وہ شکست فاش
دون کہ بھاگتے راستہ نہ ملے بہر نوع سماق مہلال کے ساتھ ہوا یہان قاسم
لشکر مین آئے ہین سب خوشیان کر رہے ہین کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے
ہاتھ اٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ ـ گل سرخ تا بچید چمن
چراغ ـ نگین سعادت بنام تو باد ـ ہمہ کار عالم بکام تو باد ـ شہریار کی عمر
دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو سماق چوب گردان جو بھاگا تھا مہلال
دیوانہ کو ساتھ لیکر آیا ہے مقابلے مین حضور کے اترا ہے تمام دیوانے غل مچاتے
ہین جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین قاسم باہر نکلے دیکھا سماق چوب گردان
نہایت تکلف سے انتظام کر رہا ہے دیوانون کو اتار رہا ہے مہلال دیوانہ ہر طرف

چوبدست کو تولتا ہی اور رکھتا ہی کہ وہ جوان کہان ہی میرے مقابلے مین آئے تو حال معلوم ہو قاسم کو یہ سنکر تاب نہ آئی پیدل میدان مین آئے پکار کے آواز دی کہ ای مہلال دیوانے مین خود تیرا مشتاق ہون اُس چوبدست کا مین خواہان ہون کہ جو تیرے ہاتھ مین ہی مہلال یہ نعرہ سنکر دوڑ پڑا سامنے قاسم کے آیا ہاتھ چوبدست کا مارا قاسم نے چوبدست کو تھام لیا ایک جھٹکا مارا کہ دیوانہ کے قبضے سے چوبدست نکل گئی دیوانے نے شرماکر چوبدست کو چھوڑ دیا کہا ای جوان مین نے اپنا حربہ تجھکو دیا قاسم نے وہی چوبدست گھماکر مہلال کے سر پہ لگائی مہلال تو عادی تھا چوبدست پکڑ کر لپٹ پڑا ایک چنگل مارا کہ زرہ نوچ لے گیا قاسم کے بدن سے خون بہنے لگا قاسم کو جو غصہ آیا ایک تھپڑ مارا کہ چہرہ دیوانے کا سرخ ہوگیا گال سہلانے لگا قاسم لپٹ پڑے دیوانے نے شانے پر قاسم کے چکٹ ماری بوٹی نوچ لے گیا قاسم نے دوسرا تھپڑ مارا کہ منھ سے دیوانے کے بوٹی نکل پڑی اور کاٹنا موقوف کیا اب قاسم سے کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین پہر بھر کی کشتی مین قاسم نے دیوانے کو زیر کیا دیوانے نے کہا ذرا خود تو سر سے ہٹایئے قاسم نے جو خود سے ہٹایا دیوانہ قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار مین نے خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ عالم رویا مین تشریف لائے آپکی زلف خلیلی کا پتہ دیگئے تھے مین بصدق دل مسلمان ہوتا ہون اپنے ساتھ کے دیوانون کو آواز دی کہ آکر قدمبوسی کرو سماق نے دیکھا سب دیوانے چلے حیران ہوگیا ہر چند کہ چاہتا ہی روکون مگر کوئی دیوانہ نہین رکتا سماق گھبرا کر سوار ہوا اپنا لشکر لیکر بھاگا چاہتا ہی اپنے قلعے مین پہونچ جاؤن قضاے کار بدیع الزمان لشکر سعد سے جدا ہوکر براے شکار آئے تھے اُس لشکر کو دیکھکر جا پڑے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در روز کین	توانم کشم آسمان بر زمین

زتیغم لیسے ملک اسلام شد	کہ سر فتنہ باختر تمام شد
ہم برج خوبی شہ انجمن	بدیع الزمان گرد لشکر شکن

تلوار چلنے لگی بدیع الزمان کے ہاتھ سے کئی افسر مارے گئے بدیع الزمان
لڑتے بھڑتے قریب سماق پہونچے سماق نے جو بدیع الزمان کو دیکھا جلال و
جلال دیکھکر تھرا گیا کہا اے شہریار مین آپ کی اطاعت کرتا ہون بدیع الزمان نے
سماق کو مسلمان کیا ان بارہ ہزار سوارون کو ساتھ لیکر چلے اب منظور رہا
کہ سعد کے لشکر مین نہ جاؤن بدیع الزمان کا قصد ہے کہ اپنے کو مقابل جمشید
مین پہونچاؤن لوگون نے عرض کی کہ حضور بدون رسائی طلسم کشا ہرگز راستہ
نہ کھلیگا بدیع الزمان نے کچھ نہ مانا اور کوچ کرکے چلے مگر قاسم نوجوان جو
دیوانے کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے دیوانہ دمبدم بگڑ جاتا ہے قاسم اُسکو تنبیہ
کرتے ہین تب دیوانہ اطاعت کرتا ہے ذرا سی کوئی بات ہوئی اور دیوانے
نے چو بدست ماردی قاسم عادی ہو گئے ہین چو بدست چھین لی اور دے مال
جہان چھاتی پر سوار ہو کر خنجر کھینچا دیوانہ منت کرکے اپنے کو بچالیتا ہے قاسم نے
شمار لشکر کیا بیدار تاجدار و نیرنگ تاجدار افسر غیر ساحران ہین ملکہ سیما
وشتا غسار افسر جادوگرون کی اس دھوم سے لشکر لیکر چلے جاتے ہین کہ
سب سے قبل پہونچون قریب ایک کوہ کے پہونچے کہ بالائے کوہ ایک قلعہ
ہے شلنگ سحر النشین اُس قلعے کا حاکم ہے قلعے مین اپنے بیٹھا تھا کہ نوبت
نقارے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک لشکر گران اتر رہا ہے
عیار اُسکا مزیل تیز رو کر سامنے حاضر تھا حکم دیا کہ اے مزیل دریافت تو کرو
کہ یہ لشکر کسکا ہے اور کون ایسا سرکش ہے کہ ہماری عملداری مین آکر اترا نام
ہمارا نہین سُنا بلکہ حاکم لشکر کے پاس جاتا اور کہنا کہ یہ مقام شلنگ سحر النشین
کا ہے اور تمنے بلا اجازت لشکر اُتارا ہے بس بہتر اسی مین ہے کہ لشکر اپنا فوراً یہان سے
اُٹھا لے جاؤ عیار چلا لشکر قاسم مین آکر دیکھا کہ جوانان صف شکن تیغ زن

جا بجا اُتر رہے ہیں بارگاہیں استادہ ہو رہی ہیں ایک سے اُسنے پوچھا کہ افسرِ اعلیٰ کون
صاحب ہیں قاسم دربارگاہ پر کھڑے ٹہل رہے ہیں اُس شخص نے اشارہ کیا کہ ہمارے
افسرِ اعلیٰ یہ ہیں عیار ادب سے سامنے قاسم کے آیا جاہ و جلال دیکھکر ہر اسے تسلیم
خم ہوا ہاتھ باندھے سامنے کھڑا ہو کچھ منھ سے نہیں نکلتا قاسم نے پوچھا اے عیار
طرار کیا کچھ پیغام لایا ہو جو بیان کرنا ہو وہ بیان کر عیار نے کہا افسر ہمارا منع کرتا ہو کہ
ہماری سرحد میں نہ اُترئیے قاسم نے کہا شلنگ سے کہدینا کہ ہم تمھارے مقابلے
کے مشتاق ہیں یہ خبر سُنکر وہ بھاگا سامنے شلنگ کے آیا بیان کیا کہ وہ جوان کہتا
ہو کہ ہم تو مقابلہ شلنگ کے مشتاق ہیں شلنگ نے ایک چیخ ماری کئی تو افسر
ساٹھ ہزار جوان جمع ہو گئے فوج کو دیکھکر حکم کیا کہ پہاڑ سے اُترو اس جوان کو
گھیر لو ایسا نہ ہو کہ یہ جوان نکلجائے قدرت نے فرمایا ہو کہ جو اس جوان کو گرفتار
کریگا اُسکو اپنا نائب کرونگا یار و تمکو بڑے مرتبے ملینگے افسران فوج سبکو
ساتھ لیکے اُترے مقابلہ لشکر قاسم میں آئے قاسم نے بھی اپنے لشکر کو درست
کیا قریب شام شلنگ بھی کوہ سے اُترا لشکر میں اپنے داخل ہوا حکم دیا کہ فوراً
طبل جنگی بجے دونوں لشکروں میں نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریاں ہونے لگیں
دوسرے دن صبح کو کہ آفتاب عالمتاب نے جلوہ اپنا دکھلایا میدان چرخ چہارم
میں آیا تمام میدان روشن ہوا صفیں آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی
آوازیں دینا شروع کیں کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید شیر و روز
جنگ است جنگ باید کرد کوشش تمام و ننگ باید کرد جوانان صف شکن
آوازیں دیتے ہیں بیت آن زمن بشم کہ روز جنگ بینی پشت من آن منم کاندر میان
خاک و خون بینی سرے شلنگ نے جب دیکھا کہ نقیب
نقابت کر چکے تو گینڈا اپنا نکالا میدان میں آکر آواز دی کہ اے جوانان صف
شکن و بہادران تیغ زن جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مجھسے مقابلہ کرے
سرداروں نے قصد کیا تھا مگر قاسم نے سب کو روکا ابرش اسمٰعیلی بڑھایا

مقابلہ شلنگ مین آئے شلنگ نے جو جمال جہان آرا دیکھا محو دیدار ہو گیا
مثل آئینہ حیران و مثل زلف پریشان ہوا پوچھا حضور کا نام نامی کیا ہو قاسم نے
فرمایا ذکر سنا ہوگا کہ فرو آفتاب مشرق دین پرویزی ماہ شہسوار لال پوش
خاوری سلہ نبیرۂ صاحبقران قاسم نوجوان ہم لوگ اس لیے عازم ہوئے
ہین کہ بادشاہ کو تکلیف کم ہو شلنگ نے کہا او جوان مجھکو تیری صورت پر
رحم آتا ہو اگر میرا حربہ چل گیا تو پھر بچنا دشوار ہو قاسم نے جواب دیا کہ مین اسی
حربے کا مشتاق ہون کہ جو حربہ مٹا دیتا ہو یہ سنکر شلنگ نے گھینڈا اپنے ہٹایا
نیزے کو گردش دیتا ہوا خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا قاسم نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا اور پکار کر آواز دی یہ وار تو بہنے تمہارا روک لیا اب دوسرے
وار کے مشتاق ہین شلنگ نے پھر نیزہ مارا قاسم نے ایکے مرتبہ سنان سے
بچکر نیزہ شلنگ کا ہوائی کیا جب شلنگ کا نیزہ نکلگیا تو شلنگ بہت متعجب
ہوا کہا او شہریار میرے آپ کے کشتی مین امتحان ہو جائے اگر آپ غالب
آوینگے تو مین آپ کی اطاعت کرونگا اور جو مین غالب آؤن تو آپ میری
اطاعت کرین قاسم گھوڑے سے کود پڑے اودھر سے شلنگ کود اقاسم
اور شلنگ سے کشتی ہونے لگی مگر شلنگ عاجز ہو رہا ہو جہان پر شلنگ
پکڑ لاتا ہو قاسم تڑپ کر نکلجاتے ہین قضائے کار دختر شلنگ سحر آفرین میمونہ
میمونہ نازک اندام بالائے کوہ سے دیکھ رہی ہو کہ قاسم نے شلنگ کو
عاجز کر دیا ہو کنیزون سے کہہ رہی ہو کہ صاحب حقیقت مین باپ میرے کمال
کر رہے ہین کہ جو اس جوان سے لڑتے ہین ایسا نہ ہو کہ کوہ وغیرہ اتر جائے
دیکھو قاسم نے پیچ باندھا مگر والد نے توڑ کیا کنیزین کہہ رہی ہین کہ حضور
شلنگ زیر کرینگے میمونہ کہتی ہو صاحب ذرا خیال کرکے دیکھو کس طرح باپ
روک رہے ہین حقیقت مین یہ جوان کل علوم مین فایق ہو جب تو سب سلمان
بادہ کرکے آئے ہین کل اقلیم مین مقابلے پڑ رہے ہین دوپہر ڈھلتے ڈھلتے قاسم

ریلکر لے دوڑے شلنگ چاہتا ہو کہ ہشون پانون ایک مقام پر گاڑ دیوے قاسم نے
جھپک مارا اکو شلنگ کا اتر گیا بیہوش ہوکر کاندھے پر سر رکھدیا قاسم نے اپنے
ہاتھون پر روکا پکار کر آواز دی کہ یارو اس صید زبون کو سامنے سے لیجاؤ جب
لوگ اسکا بیٹے کا تب آکر لڑیگا افسر لشکر شلنگ کا سالار زرد پیشانی دوڑ پڑا
شلنگ کو آکر ہاتھ سے قاسم کے لیا لیکر ہوا اور پر سوار کیا مگر شلنگ نے
آنکھ کھولدی درد سے کراہ رہا ہو کہا او شہریار مین آپ سے زیر ہوا اب آپ سے
مقابلہ نہ کرونگا آیندہ آپ کو اختیار ہو مین ہر نوع تابعدار ہون آپ میرے
قلعے مین تشریف لے چلیے سب کو مسلمان کیجیے لیکن یہ مکر مطیع ہوا قاسم نوجوان
بھی شلنگ کے ساتھ ہوے بالاے کوہ آکر مقام صدر پر بیٹھے سالار بھی
کلمہ پڑھکر بہ مکر مسلمان ہوا مگر شلنگ سے جھک جھک کر کچھ کہ رہا ہو قاسم نے جو سنا
تو سالار کہتا ہو کہ او شہنشاہ اب وعدہ وفا کیجیے شلنگ نے جواب دیا اگر
میرا اختیار ہوگا تو مین ضرور شادی میمونہ کی تیرے ساتھ کرونگا مگر مجھکو کچھ اور
رنگ معلوم ہوتا ہو کل شب کو میمونہ قاسم کی تعریفین کر رہی تھی سالار نے
کہا مین آپ کے لشکر کا افسر ہون فساد برپا کرونگا شلنگ خاموش ہو رہا ادہر
میمونہ نے دیکھا کہ باپ میرے قاسم کو ساتھ لائے بالاے کوہ پہونچے اب
شلنگ نے اپنے ہاتھ سے جام بھرا اس مین بیہوشی ملائی سامنے قاسم کے لایا
کہا او شہریار یہ جام اصلاح ہو چاہتا ہون کہ میرے ہاتھ سے نوش فرمائیے
کہ سب اہل قلعہ جان جاوین کہ شلنگ نے اطاعت قبول کی قاسم نوجوان
نے بے اندیشۂ انجام جام پی لیا پیتے ہی بیہوش ہوے شلنگ نے آواز دی
کہ آہنگرون کو بلاؤ قاسم کو مسلسل و مطوق کیا قید خانے مین بھیجدیا مگر میمونہ یہ
سب معرکہ دیکھ رہی ہو کہ قاسم کو مکر سے قید کر لیا قید خانے مین بھیجا میمونہ بیقرار
ہوگئی کہتی تھی صاحب والد نامدار نے بہت برا کیا حقیقت مین ایسا جوان صاف
باطن اسکو یون دھوکا دیا یہ مناسب نہ تھا کنیزون نے عرض کی آپ رات کو

قید خانے مین چلیے گا قید سے رہا کر دیجیے گا تب مطلب حاصل ہو جائیگا میمونہ نے
کہا میرا تو یہ حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو نظم

مجھے جسدم خیال جلوۂ جانانہ آتا ہو
تو یاد اہو دل کلیم و طور کا افسانہ آتا ہو
خود آرائی شب وصلت وبال جان عاشق ہو
سحر کر دیتے ہین وہ ہاتھ مین جب شانہ آتا ہو
فراق یار مین اسدرجہ دل کو بیقراری ہو
مرے سینے سے جو نالہ ہو بیتابانہ آتا ہو
سلیمان پیش رو ہین اور جلو مین خسرو عیسیٰ ہین
شہ خوبان مرا باشوکت شاہانہ آتا ہو
جو رہرو ہین وہ سودائی ہین اس صحرائے وحشت مین
نہ تنہا قیس ہی اس دشت سے دیوانہ آتا ہو
نشان میرا جو پوچھے قیس تو اے خضر کہہ دینا
کہ آگے اس سے وحشت خیز اک ویرانہ آتا ہو
بہا دیتی ہو آنسو شمع جلکر آتش غم سے
آسے جسدم خیال سوزش پروانہ آتا ہو
حرم کی راہ ہو معلوم رعنا کو پرا و زاہد
خیال خدمت دیر بیت خانہ آتا ہو

کنیزین خاموش ہو رہین سمجھین میمونہ کو جوش و خروش ہو یہ کسیکا کہنا نہ مانے گی
وہی ہوا اک دن تو تڑپ تڑپ کے کاٹا شام کو میمونہ نے خنجر ہاتھ مین لیا کہا ہمارا
ساتھ کون دیتا ہو چند کنیزین اٹھین میمونہ کو ساتھ لیا نقب کھودنے لگین دو دہر
مین نقب کھد چکی قید خانے مین آکر دیکھا کہ قاسم سرنگون بیٹھے ہین مگر کچھ اشعار
پڑھ رہے ہین جیسے کوئی کسی کی یاد مین ہوتا ہو میمونہ سمجھی کہ یہ اپنی معشوقون کو
یاد کرتے ہونگے مہرو نقب کا توڑ کر سامنے آئی قاسم کی نگاہ پڑی کہ ایک معشوقہ ہو
پریچہرہ نہایت حسن بقول قمر نظم

بال بکھرے ہوے وہ چہرے پر
ابر ہو جسطرح سے گرد قمر
اسکے گیسو یون پیچ کھاتے تھے
سانپ جسطرح غصے مین ہوے
چشم مستانہ وار حد سے سوا
لال ڈورے کھنچا کھنچا نقشا
قاتل خلق کا فسون پر فن
تھا یہ ظاہر کہ ہین یہ دو رہزن
طاق ابرو کا مرتبہ ہو سوا
جنکی مشتاق ہوے خلق خدا
ایسے خنجر تھے ابروے کافر
زخم جنکے کبھی نہ ہون ظاہر

یہی کہتے ہیں بعض نکتہ بین — ہیں یہ دونوں ہلال چرخ برین
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہیں — یا خط کہکشان یہ ابرو ہیں
گورے گورے وہ عارض پرنور — رنگ گل جنسے ہو گئے کافور
سہ کال جو اُنسے لڑ جائے — صاف منھ پر تمانچہ پڑ جائے
رنگ گل گر مقابلے کو آئے — ہو یقین وہ بھی اپنے منھ کی کھائے
پتلے پتلے وہ ہونٹھ یان سے لال — زرد ہو جائے جنکو دیکھکے لعل
دہن تنگ حقۂ گوہر — یا اُسے کہیے غنچۂ گل تر
وہ گلا یار کا صراحی دار — پتلی پتلی رگوں کا جس سے اُبھار
لوح سیمین وہ سینۂ پرنور — صاف شفاف مثل سینۂ حور
اُبھری اُبھری وہ گات تھی اُبھر — قبۂ نور جنکو سمجھے بشر
ہاتھ آئیں کہیں جو عاشق کے — تو لگالے وہ اپنے سینے سے
ساق پا میں تو نور کا ہی ظہور — یا تراشی ہوئی ہو شاخ بلور
پائجامے میں یون ہی جلوہ فگن — شمع فانوس جیسے ہو روشن
لال مہندی سے دونون تھے کف پا — ہاتھ لنا تھا اپنا دزد حنا
قد کی تعریف میں ہو حیرانی — کلک قدرت کہون کہ سرو سہی
سرپہ آنچل پڑا دوپٹے کا — پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا
دل عاشق نے بیقراری کی — شعلۂ غم نے آگ بھڑکا لی
ہاتھ اور پانوں تھرتھرانے لگے — اشک آنکھوں میں بھر بھر آنے لگے

قاسم نے اُس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور کیون تشریف لائی ہین میمونہ نے جواب دیا ای شہریار جسوقت سے میں نے آپ کو دیکھا کہ شلنگ نے قید کر لیا اسقدر دل بیقرار ہوا کہ آخر نقب کھود کر آئی ابھی شب باقی ہے نکل چلیے قاسم نے قید توڑ ڈالی میمونہ نے کنیزوں سے کہا گھوڑا لاؤ کنیزیں گھوڑا جاکر لائیں قاسم نکلکر سوار ہوے میمونہ مادیان پہ طرف صحرا کے چلے مع شلنگ کے۔

خبر ہوئی کہ میمونہ قاسم کو لیکر بھاگ گئی سالار زرد پیشانی یہ خبر سنکر بہت
جھلایا کہا کیون اے شہنشاہ آپ نے میرے ساتھ نہ شادی کر دی آخر یہ انجام
ہوا فوج مجھکو ملے مین جا کر انکو پکڑ لاؤن شلنگ نے کہا فوج موجود ہی لیجائو
مگر وہ جوان ایسا نہین ہی کہ جسکو گرفتار کر لاؤگے سالار نے کہا اسقدر فوج میرے
ساتھ ہوگی وہ جوان کیا کریگا آخر گرفتار ہو جائیگا مین گرفتار کر کے لاتا ہون
بارہ ہزار فوج لیکر سالار زرد پیشانی چلا اودھر قاسم اور میمونہ جاتے ہین
چند کنیزین ساتھ ہین ملکہ نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے جاتی ہی کہ ادھر اسے
گرد اوڑی افہام تاجدار کہ دس ہزار فوج سے آتا تھا دور سے اسکی نگاہ پڑی
دیکھا ایک نقابدار اور چند عورتین جاتی ہین میمونہ نے جو آواز اسکی سنی
گھوڑی کو پیچھے ہٹایا گھوڑی نے جو جست لگائی کی نقاب چہرے سے ہٹی افہام
کی جو نگاہ پڑی عاشق ہو گیا پکار کر کہا او نقابدار ذرا اسطرف آ مین بہت
بیقرار ہون قاسم نے نعرہ کیا کہ او بے ادب کیا بکتا ہی یہ ہمارے قبضے مین ہی
خبردار اسکی جانب نہ آنا مگر افہام نے نہ مانا فوج کو اشارہ کیا کہ نقابدار کو
گرفتار کر لاؤ اس جوان کا سر کاٹ لاؤ کہ ہمارے حکم سے انکار کرتا ہی کل فوج
لینا لینا کہکر چلی قاسم نعرہ کر کے جا پڑے فوج کو درہم و برہم کر دیا ملکہ الگ سے
تیر مار رہی ہین جسکو دیکھا قریب قاسم کے آیا اُسکو تیر مار دیا تیر ملکہ کا خطا نہین
کرتا چند نقاب درست کر لیے ہین افہام تاجدار نے جو دیکھا کہ یہ جوان گرفتار
نہین ہوتا گھوڑا اپنا بڑھایا چاہا مقابلۂ قاسم مین جاؤن کہ ادھر سے گرد اوڑی
سالار زرد پیشانی مع فوج کے آگیا اپنے دور سے دیکھا کہ ایک تاجدار
سے جنگ ہو رہی ہی وہین سے نعرہ کر کے آپڑا قاسم نے جو دیکھا کہ سالار
بھی آپڑا گھوڑے کو بڑھایا جنگ رستمانہ کرتے ہوئے قریب سالار کے
پہونچے فوج سالار نے اسقدر کوشش کی کہ قاسم کو قریب سالار کے نہ جانے
دیا چہار جانب سے نیزے و تیر مار رہے ہین کئی تیر قاسم کے جسم پر پڑے تیر

کھا کر قاسم کو غصہ آیا پلارک کو جنبش دی گھوڑا اُڑا یا صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے
قریب سالار کے پہونچے سالار زرد پیشانی نے کہ چلایا ہوا تھا ہاتھ تلوار کا مارا
قاسم نے کلائی تھام لی کمر زنجیر مین ہاتھ دیکر اُٹھالیا افہام نے جو دور سے دیکھا
کہ وہ سپہ سالار پکڑ اگیا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے جو پلٹ کر ہاتھ مارا تو
افہام تاجدار کے دو ٹکڑے ہوے مار کر افہام کو سالار کو ہاتھون پر تولکر
طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت ہاتھ مار دیا چورنگ ہوائی قلم کیا دونون
افسر جو مارے گئے فوجون مین صداے الامان بلند ہوئی قاسم نے ہاتھ روکا
سب افسر آکر قدمون پر گرے قاسم نے سب کو مسلمان کیا دونون لشکر شریک
ہوے مگر چند کس بھاگ کر پاس شلنگ کے پہونچے سب کیفیت بیان کی یہنکر
شلنگ نے کہا آخر کہان جاوینگے خیر اپنے مقام پر اُترو مگر قاسم اُس لشکر کو لیکے
چلے اور میمونہ بھی ہمراہ ہوکر دیکھا ایک طرف سے ایک پہلوان گینڈے پر سوار
بارہ چودہ ہزار جوان پشت پر یہ صد کروفر آتا ہو آنے وہین سے آواز دی کہ او جوان
کہان جاتا ہو منم سرشار صحرا نشین یہ وہ بیشہ ہو کہ شیر بھی قدم نہین رکھتے مگر تم
اِسطرف کیونکر آئے بارہ ہزار جوان لینا لینا کہکر آپڑے ناظرین کو یاد ہوگا کہ
قاسم کے ساتھ شاخسار جادو ملکہ سیماے ابر سوار ہین دونون عاشق
جمال ہر وقت صورت زیبا دیکھا کرتی تھین جب اُنھون نے خیال کیا کہ قاسم
قلعۂ شلنگ مین گئے اور پھر برآمد نہ ہوے آنکو شک ہوا یہ براے تلاش
قاسم لشکر کو اُسی مقام پر چھوڑ کر روانہ ہوئین قضاے کار اُسوقت اُس مقام
پر پہونچین کہ سرشار صحرا نشین رو قائم ہے۔ مقابلہ پڑا ہوا ہو مگر قاسم سُست لڑ رہے
ہین سارے مین سپر کے اپنے کو بچاے ہوے جنگ کر رہے ہین افسران
فوج اپنی فوجون کو ترغیب دے رہے ہین ہر طرف سے یہی غل ہو کہ اِس جوان
کو گرفتار کر لو مگر قاسم اِسطرح کا بیدار مغز ہو کہ پشت و پہلو سے ہوشیار لڑ رہا ہو
اور خوب معروف جنگ ہو شاخسار و سیما نے آکر دیکھا کہ قاسم معروف

جنگ ہین مگر نہین معلوم یہ کیا معرکہ ہو کہ قاسم کی تلوار بہت کم کاٹتی ہو شاخسار و
سیما نے آپس مین صلاح کی کہ قاسم نوجوان ایسا جری و بہادر ہست کیون لڑ رہا ہی
معلوم ہوتا ہو کہ کوئی باعث ہو سیما نے کہا یہ جو طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہو جب
اسکی آواز کان مین پڑتی ہو تب شہریار ست ہو جاتے ہین سیما نے کہا مین ابھی
اسکو مٹائے دیتی ہون یہ کہکر سحر کیا کہ ایک عقاب کلان اڑتا ہوا آسمان سے
آیا اُس طائر پر گرا اچیر پھاڑ کر اُسکو پھینک دیا جب لاشہ زمین پر گرا تو معلوم
ہوا کہ ایک ساحرہ نے بعد مرنے کے صورت بدلی مرتا اِسکا کہ قاسم ہرچند
کہ زخمدار ہین مگر مردانہ وار لڑنے لگے سرشار صحرا نشین کو اِسی ساحرہ کا گھمنڈ
تھا کہ جس جنگ پر جاتا تھا یہ اُسکا ساتھ دیتی تھی انجم جادو نام تھا جب یہ آواز کان
مین پہونچی کہ کشتی مرا نام من انجم جادو بو دگھبرا گیا ساتھ والون سے کہا کہ
یارو اِس جوان پر غالب ہونا بہت دشوار ہو اِسکے ساتھ یہ دو جادوگرنیان
بلائے روزگار ہین معین کو ہمارے مار لیا اب تم سب کی خوشی ہو تو اطاعت
کرون اطاعت کے پردے مین کوئی کام ہو جائے گا ساری فوج بیدل تو ہو رہی
تھی سبنے کہا کہ بہت مناسب ہو یہ دل سے اپنے باتین کرتا ہوا سامنے قاسم کے
آیا یہان دونون جادوگرنیون نے لشکر کو پامال کر ڈالا ہزارون کے سر کٹے
پڑے ہین سرشار صحرا نشین پکار اُٹھا کہ اے شہریار مین اطاعت کرتا ہون اور
امیدوار ہون کہ اطاعت میری قبول ہو قاسم تو صاف باطن ہین فوراً ہاتھ
روک لیا سرشار آکر قدمون پر گرا کلمہ پڑھا یہ مکر مسلمان ہوا افسر بھی آکر قدمون پر
گرے قلعۂ سرشار بھی قبضے مین آیا اب سب لشکر قاسم کا بھی آگیا بیرون قلعہ
سب آتر پڑے قاسم کو سرشار قلعے مین لایا شاخسار و سیما منع کرتی تھین کہ
قلعے مین نہ جائیے تازہ مسلمان ہوا ہو ایسا نہ ہو کہ سرکار کے ساتھ کچھ مکر کرے
قاسم نے کچھ جواب نہ دیا اور ساتھ سرشار کے قلعے مین آئے سرشار نے
قلعے مین لاتے ہی ایک جام لبریز کیا اُس مین بیہوشی ملا کے قاسم کے سامنے

پیش کیا قاسم نے نوش کر لیا جام پیتے ہی گھبرا کے کہا کیون ای سرشار اس
شراب مین کیا تھا کہ پیتے ہی ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا سرشار نے پکار کر کہا او
نبیرہ صاحبقران کیا تجھے زندہ چھوڑونگا تو نے بڑا ستم کیا کئی سرافسر میرے
مارے گئے انجم جادو قتل ہوئی اب تجھکو پیل کے صحرا مین قتل کرونگا قاسم
جھلا کر اُٹھے بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی ڈگمگا کر گرے سرشار نے اشارہ جو کیا
آہنگر آکر موجود ہوے مسلسل و مطوق کر کے قاسم کو اور اپنے پڑوالا فوج
کو ساتھ لیکر دوسرا دروازہ قلعے کا کھولکر قاسم کو لے نکلا یہان بیرون قلعہ
سب سردار ایک بارگاہ مین جمع ہین مگر شاخسار کہ رہی ہے کہ صاحبو آقا کی
خبر منگاؤ مجھکو تردد ہے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ سرشار نے قاسم کو گرفتار
کر لیا دوسرے دروازے سے نکل گیا سب سردار تلوارین ٹیک کر اُٹھے
شاخسار نے کہا مین جاتی ہون راہ مین جاکر رہا کرونگی کیا اُس بیبا کو جانیدونگی
مگر سرشار قید قاسم لیے ہوے تین کوس پر پہونچا تھا ٹھیک دوپہر کا وقت
ہے کہ اپنے آسمان پرستار سے دیکھے پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ اختر جلد میرے
پاس آؤ ملکہ انجم قتل ہو گئین مگر افسر لشکر کو لایا ہون کہ ایک ستارہ آسمین سے
زمین پر گرا غلطاک مار کر ایک ساحرہ موسوم بہ اختر جادو کی شکل بنا اختر جادو
روتی ہوئی سامنے آئی کہا کیون بھائی صاحب کیا انتظام بگڑا کہ تمسے قلعہ
چھوٹا جنگل مین مارے مارے پھر رہے ہو سرشار نے سب حال بیان کیا
اختر نے کہا اِسی مقام پر شہر و میدان خونی کی تیاری کرو اُس نوجوان مقید کو
لاؤ ابھی قتل کرینگے اُسی وقت دارین استادہ ہونے لگین جلادان مریخ صولت
خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے آوازین لگانے لگے کہ کون گنہگار شاہی ہے کہ
ایک ہاتھ مین سرکو تن سے جدا کرین اختر نے آواز دی بس اب زیادہ
باتین نہ بناؤ ایک خنجر مار دو کہ انجم کے خون کا بدلہ ہو ای سرشار مین سوچ رہی
ہون کہ مسلمانون کے مقابلے مین جادوگری کا بچنا دشوار ہوا انکا خدا ہے نادیدہ

ہر مقام پر مدد کرتا ہی انکا قتل ہونا دشوار ہوا او سرشار اگر اِس جوان کو مار لیا تو
پھر تیرے مقابلے مین کوئی نہ آئیگا اور مین حصار سحر بیچ دیتی ہون کوئی نہ آسکیگا
ہر چند کہ اسکے ساتھ دو جادوگرنیان ہین جو سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین اور اس
پہ عاشق ہین یہ کہکر اختر نے جھولی سے ماش کے دانے نکالے چاہتی ہی کہ
پھینکون کہ آسمان سے نعرہ ہوا او اختر کیون شاتتین آئی ہین منم شاخسار
یہ کہکر آتے ہی سحر کیا کہ قاسم پہ برق گری اُس برق نے ہتھکڑیان بیڑیان
کاٹین اور وہی برق چمکنے لگی قاسم نے جو اپنے کو قید سے رہا پایا فوراً اپنے
مقام سے اُٹھے ایک سوار کو مار کر تلوار لی اور اُسی کے گھوڑے پر سوار
ہوکر لڑنے لگے اختر نے یہ دیکھا کہ قاسم جنگ کر رہے ہین اور شاخسار
آسمان پر ٹھہرا رہی ہی چاہتی ہی کہ اختر سحر کرے تو سحر کرون مگر اختر جادو نے
جو لشکر کو ہراسان دیکھا کہا ای ملکۂ عالم کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہو ایک
سحر مین زمین ہلا دونگی شاخسار نے آواز دی کہ تجھکو قسم ہی جمشید ثانی کی کہ
سحر کر اختر جادو نے کچھ خاک اُٹھا کر پھینکی صحرا مین غبار بلند ہوا قاسم اُس
غبار کو دیکھکر آنکھین ملنے لگے جو حریف قریب آتا ہو تلوار مار کر بھاگتا ہو ملکہ
شاخسار نے آسمان سے دیکھا کہ طور جنگ قاسم بدل گیا دستک دی پانی
برسا یا وہ غبار دفع ہوا قاسم لڑتے بھڑتے طرف سرشار کے چلتے ہین کہ
صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی کل لشکر قاسم کا آکر پہونچا شریک جنگ ہوا اب
اختر نے جو دیکھا کہ کل سرداران قاسم آگئے ایسا نہ ہو کہ سرشار مارا جائے
تڑپ کر سرشار پر گری بچہ کمر مین دبکر لے بھاگی جنگ شاخسار سے منھ پھیرا
چاہتی ہو کنارے ہوکر نکلجاؤن مگر سیماب ابر سوار نے جو ایک درخت پر پتون کی
آڑ مین بیٹھی ہوئی تھی للکارا کہ او بھگوڑی کہان جاتی ہو اختر نے جو سیما کو
دیکھا چاہا پلٹون اُدھر سے شاخسار کا نعرہ ہوا اب اختر پریشان ہو کہ اگر
داہنے پہ جاتی ہون تو سیما روکے گی اور اگر بائین پہ جاؤن تو شاخسار

تو کے گی اس خیال مین تھی کہ شاخسار نے سامنے آکر دستک دی اور پکارا کہ او
دلفریب جلد آؤ بی اختر تمھاری مشتاق ہین یہ بھی وقت کے اتفاق ہین اختر نے
پلٹ کر دیکھا کہ صحرا سے ایک نازنین دریا مین پھولون کے غوطہ مارتے ہوے
بخوش الحانی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہو

نظم

لہو سے دامن قاتل جو آج لال ہوے　　شہید ناز کو کیا کیا نہ انفعال ہوے
گلے زبان پہ آئے بہت ملال ہوے　　جو ہجر مین تھے وہ صدمے شب وصال ہوے
ہوا زوال اگر صاحب کمال ہوے　　بلند مرتبہ ہم صورت ہلال ہوے
شباب یار نے پائی نمو وپینے سے　　بہار باغ مین آئی شجر نہال ہوے
رقیب سفلہ کرین عیش ایک ہم پیدا　　الم کے واسطے او رب ذوالجلال ہوے
سمند ناز کی جولانیون نے ڈھایا ظلم　　ہزار با دل عشاق پائمال ہوے
شب وصال نہ شانے نے انکو رخصت دی　　یہ گیسوے جانان مجھے وبال ہوے
نہ آیا وعدہ فراموش کیا کرون رعنا　　کہ انتظار مین کیا کیا مجھے خیال ہوے

اُس نازنین نے آکر اختر سے آنکھ ملائی اور پکار کر آواز دی ہوا اختر باغ مین
جوش بہار ہو سب سامان موجود ہو تمھارے سب مشتاق ہین سرشار کو ساتھ
لیکر چلو باغ مین چلکر عیش کرو ہم بھی تمھارے ساتھ ہین جو حکم دوگی وہ ہم بجا
لاوینگے عروسان باغ کا پیغام لائی ہون یہ آواز سنکر اختر نہال ہوگئی کہا بجا
دلفریب کیا مژدہ دیا ہو کہ دل شگفتہ ہوگیا مین بھی یہی چاہتی ہون کہ بعد بہن کے
مرنے کے سرشار کا ساتھ دون اِس سے آشنائی کرون اپنے قلعے مین چھپکر بیٹھے
اب کسی کو نہ روکے نہ ٹوکے اُس نازنین گلپوش نے جواب دیا کہ جو آپ کی
راے ہو وہی درست ہو یہ کہکر وہ نازنین قریب آئی اختر کا ہاتھ تھام لیا
گاتی ہوئی لے چلی ہر قدم پر ناز وغمزے کرتی ہوئی اختر سرنگون آنکھون مین
آنسو بھرے ہوے سرشار کو ساتھ لیے ہوے جاتی ہو سرشار نے کہا کیون
ملکۂ عالم کہان چلوگی اختر نے کہا دلفریب نے خبر دی کہ باغ پر بہار ہو وہان

تشریف لے چلئے مین کیونکہ اُسکا کہنا نہ مانون ایسا نہ ہو کہ کچھ سزا دے سرشار نے
کہا مین بھی خواہان ہون کہ بعد انجم کے تجسے ملاقات کرون تم بھی خوش رہو مین
بھی خوش رہون اگر کچھ عذر ہو تو بیان کرو اختر نے کہا تجسے عذر کیا ہو مین نے
بیبری کئی سال نباہے اُسی طرح مین بھی بسر کرونگی دوسرے مرد کی شکل نہ دیکھونگی
اگر راہ گلی مین ایسا اتفاق ہو جائے تو معاف کرنا چھون مین اُسکا ذکر نہ آئے
وہ لوگ حقہ پانی بند کر دینگے اُسوقت مشکل ہوگی کہ ہیچ بہ نگاہ حقارت دیکھینگے
مگر دلفریب دونون کو فریب دیتی ہوئی لیکر ایک باغ مین پہونچی کہ سارا باغ
سرسبز و شاداب ہو رہا ہے بن لاجواب عروسان چمن اکڑ رہے ہین پودے نخل کے
سرسبز و شاداب پھولے پھلے ہوے چمنہاے طولانی نہایت تکلف سے
آراستہ طائرون کی زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی زیبائی یہ رنگ باغ دیکھکر اختر
سرشار کو لیے ہوے وسط باغ مین آئی چبوترے پر فرش بچھا تھا اُسپر
لاکر سرشار کو بٹھایا خواہان وصل ہوئی کہ پہلو سے آواز آئی کہ او نا ہنجار
خبردار ایسی حرکت نہ کرنا دیکھا ایک زنگی سیاہ رو تیغہ برہنہ کھینچے ہوے آیا
اور آتے ہی سرشار پر حملہ کیا تب سرشار گھبرا گیا چاہا بھاگ جاؤن مگر
اُس زنگی نے نہ جانے دیا گھیر کر سرشار کو مارا جب سرشار قتل ہوا تو اختر
بہت روئی دلفریب نے کہا بی بی کیون روتی ہو یہ زنگی اُس سے بہتر ہی
بہت آرام سے آپ کو رکھے گا آپ کو فرحت حاصل ہوگی ایسی اطاعت کریگا
کہ آپکی تسکین دل ہوگی اختر یہ سنکر زنگی سے لپٹنے لگی زنگی نے ایک ہاتھ اختر کو
بھی مارا دیا اختر کے بھی دو ٹکڑے ہوے وہان جنگ مین جب فوج نے
دیکھا کہ دونون افسر چلے گئے نہ اختر ہی نہ سرشار اور شاخسار نے سحر بھی کیا
تو سب لشکر والے چادرین ہلانے لگے سب آکر قدمبوس ہوے جب سب
مسلمان ہو چکے تو سب کو ساتھ لیکر قلعۂ سرشار مین آئے اب جو شمار کیا تو
ڈیڑھ لاکھ فوج ہی چالیس پچاس افسران نامی اِسقدر فوج کا جماؤ دیکھکر قائم

شاخسار سے صلاح کر رہے ہین کہ اب مقابلہ جمشید مین چلین شاخسار نے
کہا مجھکو خبر معلوم ہوئی کہ ابھی بادشاہ کو لوح نہین ملی جب وہ مقابلے مین جمشید
کے پہونچین تب آپ بھی تشریف لے چلیے خوب مقابلہ پڑیگا مگر جسدن جمشید
ڈیگا زمین تھرائیگی آسمان سے آگ برسے گی سوا اسے طلسم کشا کے اور کسی کو
نہ ملیگا یہ قلعہ کہ مقام محفوظ ہے یہین تشریف رکھیے مین خبر دیتی رہونگی جسوقت
بادشاہ کو لوح ملجائیگی اسوقت مین خبر دونگی تب آپ کوچ کیجیے گا قاسم نے
اس راے کو قبول کیا اسی قلعے پر اُترے لیکن شلنگ صحرانشین نے کہ باپ
ہے ملکہ میمونہ کا سب خبرین سنین لشکر گران لیکر طرف قلعۂ سرشار کے چلا یہان
قاسم فروکش ہین دن کو بارگاہ مین بیٹھتے ہین شب کو محل مین میمونہ کے آتے
ہین دن کا وقت ہے بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ باپ ملکہ
میمونہ کا شلنگ صحرانشین آتا ہے آمادۂ حرب وپیکار ہے قاسم نے کہا آنیدو
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا شلنگ گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج ہمراہ بڑھے
کروفر سے آکر پہونچا کہلا بھیجا کہ اے شہریار آپ نے میرے ساتھ بڑا مکر کیا کہ
مین نے تو بدل اطاعت کی تھی اور آپ میری بیٹی کو لے بھاگے مجھکو بڑا
ملال ہے چاہتا ہون کہ آپ سے جنگ کرون قاسم نے جواب دیا کوئی حوصلہ
باقی نہ رہے پھر طبل جنگی بجواؤ اور تمنے جیسے بدل اطاعت کی تھی اسی کا یہ نتیجہ
ہمارے ساتھ کیا کہ ہمکو بمکر گرفتار کیا شلنگ نے افسران فوج سے صلاح
کی سب نے کہا ہم لوگ آمادہ ہین جادو ہین بھی اُتنے زیادہ ہین جب آپ مقابلہ
مین پہونچین گے تو ہم لوگ بلوہ کر دینگے آپ کو نہ لڑنے دینگے گھیر کر قاسم
کو مارلین گے افسرون سے یہ سُنکر شلنگ نے طبل جنگی بجوایا قاسم کے لشکر
مین بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین
آئے شلنگ نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی کہ اے قاسم نوجوان
تمھارے مقابلے کا مشتاق ہون قاسم نے مرکب صف سے نکالا شلنگ نے

کئی تیر مارے مگر قاسم نے قلم کیے بعد کئی تیرون کے جب قاسم قریب پہونچے
شلنگ کانپنے لگا فوج کو پکار کر آواز دی ہان یارو اِس جوان کو مار لو
تین لاکھ جوان قاسم پر آپڑے قاسم نعرہ کرکے جا پڑے تلوار چلنے لگی اور
سرداران قاسم بھی آکر شریک جنگ ہوے ہرچند کہ یہ ڈیڑھ لاکھ مین تین لاکھ
سے مقابلہ ہو مگر قاسم نے لاشون کے انبار لگا دیے صفون کو درہم وبرہم
کر دیا شاخسارہ ہر مرتبہ قصد کرتی ہو کہ سحر کرون مگر قاسم مانع ہوے اور فرمایا
اے ملکہ عالم مین بدنام ہو جاؤنگا میرا چشم بھی اِس طلسم مین آیا ہوا ہے طعنہ
دیگا کہ جادوگرنیون کے بھروسے پر لڑتے ہین اِس طلسم مین بڑے معرکے
پڑینگے جمشید بیوجہ مغرور نہین ہے جانتا ہے کہ لوح طلسم نہ ملیگی اب لوح کو ایسے
مقام پر رکھا ہے کہ جہان ہوا کا جانا ممکن نہین بادشاہ کی کیونکر رسائی
ہوگی ہر وقت یہی سوچ رہتا ہے مگر قاسم نے بجرأت چند حملون مین اُس
جنگ کو فتح کیا اور فوج شلنگ پسپا ہوئی شلنگ مارا گیا قاسم اُسی قلعے
پر فروکش ہین یہان جمشید ثانی نے اپنے مقام پر سب خراج گزارون کو
جمع کیا اور اُنسے صلاح کی کہ یارو کس ساحر کو لاؤن کسکو برائے مدد بلاؤن
کہ مسلمانون کو روکدے کہ مجھ تک نہ آسکین سب نے صلاح دی کہ آپ
غار افراسیاب مین جائیے وہان کے خداوند سے خواہان مدد ہوجیے
اور یہ کہدیجیے کہ اگر میرا طلسم بچا تو مین خراج اُسکا یہان بھیجونگا جب ایسا
ہوجائےگا تو بگڑ بیٹھےگا ایک حبہ نہ بھیجےگا حقیقت مین آپ کا پھر کون مقابلہ
کرسکیگا یہ صلاح کرکے جمشید اُٹھا بڑے جاہ وجلال سے غار افراسیاب
پر آیا جب قریب پہونچا اور ساحران غار افراسیاب نے دیکھا کہ جمشید آج
بہ شوکت تمام آیا ہے سامنے جس کوٹھری مین آگ جل رہی تھی ساحرون نے
اُسکے پاس جاکر فریاد کی کہ یا خداوند مگر محتاج جمشید ثانی آتا ہے آواز آئی نہ گھبراؤ
مدد کا خواہان ہوکر آتا ہے ہم اُسکو مدد دینگے جمشید تخت سے اُترا سامنے اُس

کوٹھری سے کے آیا جھک کر سجدہ کیا اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند گرجو مین آپکا
بندہ ہون امیدوار ہون کہ اسوقت مین میری مدد کیجیے اُن سب پہ خدائی
کرتا ہون مگر آپ کا بندہ ہون اگرچہ گندہ ہون اندر سے آواز آئی کہ اسے
آتش سوزان ایک بندے کو ہمارے حکم دو کہ بندہ تو کے ساتھ جائے
یکایک آگ بھڑکی ایک ساحر سیاہ فام نعرہ کرکے نکلا اور آواز دیتا تھا کہ
منم آتش افروز جادو اے جمشید ثانی مجھکو اپنے ساتھ لے چل مین سب کو
گرفتار کرونگا جمشید نے کہا چلیے لیکن مسلمانون کے عیار بڑے غضب کے
ہین اُنسے بچنا آتش افروز نے کہا آپ چلیے مین آتا ہون اسطرح سے پہونچون کہ
آتے ہی قیامت برپا کرون کیا مجال ہے کہ مجھسے مقابلہ کر سکین قدرت نے
مجھکو بتلا دیا ہے کہ بڑی بڑی جادوگرنیان شریک ہین لیکن وہ سحر کرون کہ جسکا
کوئی جواب نہ دے سکے جمشید ثانی خوشی خوشی سامنے کوٹھری کے آیا اور
پکار کر آواز دی کہ یا خداوند یہ بندہ تو رخصت ہوتا ہے آواز آئی کہ او بندہ تو
تم چلو آتش افروز آتا ہے سب انتظام کر دیگا لاشہ ہاے مسلمانان سے تمام
میدان بھر دیگا جمشید ثانی خوشی خوشی پلٹ کر طلسم مین آیا رفقا نے جو
جمشید کو خوش دیکھا عرض کی یا خداوند آج ہم قدرت کو بہت خوش پاتے
ہین جمشید نے کہا خداوند ہمارا افراسیاب نے کہ میرے برادر ہوتے ہین
مدد روانہ کی ہے کہ وہ آکر سب کو گرفتار کر لیجائیگا خداوند گرجو بڑے آتش خو
و شعلہ مزاج ہین سب کو آتش قہر و غضب مین جلا دینگے یا شاید گرفتار کرکے
میرے پاس روانہ کرین جیسا ارادے قدرت مین آئیگا ویسا ہوگا سب ساحر
خوش ہوگئے جمشید کو دعائین دینے لگے ہر ایک کا قول تھا کہ اگر قدرت
تدبیر نہ کرینگے تو کون تدبیر کریگا یہ سلطنت یہ حکومت یون مٹتی ہے جمشید نے کہا
لوح طلسم پہ وہ انتظام کیا ہے کہ اگر طلسم کشا عمر بھر مشقت کریگا تو لوح ہرگز
نہ پائیگا جمشید ثانی تو اِس حال مین ہے کہ ناچ ہو رہا ہے نازنینان مہ جبین کے

ساتھ اختلاط کرتا ہو بڑے بڑے شاہزادے بڑے بڑے ساحر جمع ہین ہر ایک کا
قول ہو کہ قدرت ہی کا کلیجہ تھا کہ خداوند آتش سے ہم کلام ہوسے ورنہ وہ مقام وہ
ہو کہ کلام سے زبان مین چھالے پڑتے ہین کسکی مجال ہو کہ وہان جا کر ٹھہر سکے آپ ہی کا
کام تھا کہ وہان جا کر کلام کیا جمشید ثانی نے کہا دریافت کرو آتش افروز
کہا تلک آیا کس سے مقابلہ پڑا ہرکارے واسطے خبر کے روانہ ہوسے ادھر سے
آتش افروز ساٹھ ہزار فوج کو ساتھ لیکر بڑے کروفر سے بتلاش سروانان
نامی چلا قضاے کار اسطرح گذر ہوا کہ جس مقام پر صاحبقران زمان مع
لشکر ظفر اثر فروکش ہین صبح کا وقت ہو خواجہ عمرو واسطے بالادوی کے نکلے
ہین ایک پہاڑ پر چڑھے دیکھا کہ ایک ساحر زبردست مع لشکر اترا ہوا ادھر خواجہ
حیران ہوسے کہ یہ ساحر کہان سے آیا معلوم ہوتا ہو کہ ہمارے آقا کی فکر مین آتا
ہو اسکی خدمت کروا اسکی گردن لو یہ سوچکر پہاڑ سے اترے ایک فقیر کی شکل
بنکر لشکر مین آسے دریافت کیا کہ اس ساحر کا کیا نام ہو لوگون نے بیان کیا کہ
آتش افروز جادو از ساکنان غار افراسیاب ہو جس پہاڑ کے نیچے آکر یہ اترا
عمارات کو اسنے دیکھا کہ پہاڑ پر روشنی ہوئی ایک نازنین پری پیکر اور چالیس
کنیزین تخت پر ٹہل رہی ہو آتش افروز اس مہجبین کو دیکھکر عاشق ہوگیا
سب کو دریافت کرایا لوگون نے بیان کیا کہ کوہ یار جادو جو اس کوہ کا حاکم
ہو یہ اسکی بیٹی نہایت حسین وجمیل دلبر صنوبر قد نام ہو شاہان جہان نے اسکی
خواہش کی مگر باپ نے اسکے قبول نہین کیا یہ سنکر آتش افروز نے کوہ یار
کو ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ منم ساکن غار افراسیاب براے مدد جمشید
آیا ہون ابھی تک کوئی مسلمان نہین ملا قریب اس کوہ کے جو میرا گذر ہوا
دلبر صنوبر قد کو دیکھکر عاشق ہوا میری یہ کیفیت ہو جب سورت ہو نظم

حال نزار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا	زرد و ترد ولیدہ بہار اسبزہ مدفون رہا
گردش سے بدتر زلبس احوال مجنون کا تھا	خانہ زنجیر ... ن تربت ذکر شیشیان ...

پیلے کپڑے یار کے سونگھے تھے میں نے ایک رات — نکہت گل پر گمان بوے پیراہن رہا
آشیان بلبل و قمری ہوا روزن ہر یک — چار دن جس گھر میں تو اے غیرت گلشن رہا
باغ عالم میں ہوا حسن سبب سے عشق — میں وہ بلبل ہوں کہ جو محو گل سوسن رہا
صورت عاشق ہے در پردہ سے بھی عشق ہی — غرفے میں جالی رہی دیوار میں روزن رہا
شمع ساں رو رو کے یاد گور میں شب روز کیا — جب تلک میرا چراغ زندگی روشن رہا
اسکو یرقان ہے تو اسکو ہی یرقان زرد — خندہ زن نرگس کے اوپر کیا گل سوسن رہا
چہرے کو اپنے سوار و تحسین بھی ہم لکھ چکے — سالہا داغ ابلق ایام سا توسن رہا
گرد رہ نے میری اڑکر اسکی آنکھیں بند کیں — ہاتھ اتنا مجھ مسافر کے لیے رہزن رہا
چند روزہ عمر زنجیر تعلق میں کٹی — اک پری کا دست نازک حلقۂ گردن رہا
دم میں دم جبتک رہا تیرے جلو میں باوجود — میں گریبان چاک بھی باندھے ہوے دامن رہا
سختی دوران سب خار جنوں نے سہل کی — موم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا
دیکھکر اس ماہ رو کو غش ہے دو دو پہر — حال پر اپنے ستارہ اپنا چشمک زن رہا
باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے — دوست جس گل کا رہا میں وہ مرا دشمن رہا

یہ اشعار لکھکر پاس کوہ یار کے نامہ بھیجا کوہ یار نے جو دیکھا کہ یہ ساحر اس طلسم نہیں ہے غدار افراسیاب سے آیا ہے کہلا بھیجا کہ میں نسبت پر رضامند ہوں کل ملکہ کو روانہ کرونگا یہ کہکر سامان کرنے لگا کچھ برتن باسن وغیرہ ملکہ کے لیے چاندی کا چھپر کھٹ عماری زرین میں ملکہ کو سوار کرکے روانہ کیا گر دلبر صنوبر قد دختر کوہ یار نام ساحر کا لشکر مثل ابر گہربار گریان ہے روتی ہوئی جاتی ہے کہتی ہے کیسے ساحر سے بسر نہ ہوگی ساحر کے منہ سے بو آتی ہے اسیطرح پر سواری جاتی ہے گر عیار بن عیار چالاک بن عمرو کا اسطرف گزر ہوا دیکھا کہ ایک برات بھی سجائی عماری زرین میں ایک آفتاب تابان محو میں آگر [illegible] چھپکا کا تھا ملکہ دلبر پریشانی میں بیرون بارگاہ کرسی بچھا کے بیٹھی ہے چالاک نے دریافت کیا کہ دختر کوہ یار پاس آتش افروز کے جاتی ہے [illegible] تعریف کی شکل [illegible]

سوسی کا پائجامہ پہنے گاڑھے کی چدریا اوڑھے ہوئے بیٹھے مین ایک بٹوا گھسا ہوا
اُس مین سے تمباکو نکالکر کھاتی ہوئی کھیت کی مینڈھ پر چلی ایک کنیز نے پکار کر کہا
بڑی بی صاحب گر پڑو گی بڑھیا نے جھلا کر جواب دیا تیرے باوا کا کیا اجارہ ہی
ہم روز اپنی راہ سے آتے جاتے ہین یہ کہکر چند قدم چلی تھی کہ ڈگمگا کر گری غل
مچانے لگی کہ ارے کلجبھی زبان دراز تو نے کس زبان سے کہا کہ میرا کولا ٹوٹ گیا
اب مجھکو کون اُٹھائے دلبر صنوبر قد نے کنیزون سے کہا ارے اُسکو اُٹھا لاؤ
چارپائی پر لا کر لٹا دو نانی تو بڑھیا کوس رہی ہو کیون گلچہرہ تو نے کیا سمجھ کر ایسا کہا تھا
کہ بڑھیا گر پڑو گی وہ تجھی کو کوس رہی ہو چند کنیزون نے جا کر بڑھیا کو اُٹھا لا کر
چارپائی پر لٹایا کولا کسکر باندھا تو بڑھیا اُٹھ بیٹھی ہنس ہنسکر باتین کرنے لگی
کہا بی بی مجھکو یہان دیر لگی وہان محلون والے میرے مشتاق دروازے پر
کھڑے ہونگے کہتے ہونگے کہ آج نانی امان کہان گئین مین اپنے بچون سے دل لگی
کے واسطے سب کچھ گوارا کرتی ہون ہر چند کہ سن مین اُنکی نانی سے زیادہ ہون
مگر مجھسے اُنکا بڑا مطلب نکلتا ہی جب تو سب بیقرار ہو کر آتے ہین مین بس اُنکا
کہنا قبول کرتی ہون کنیزین ہنس رہی ہین ملکہ کہتی ہین کہ بڑی بی کے آنے سے
دل بہل گیا اب اُنکو آج یہین رکھو بڑی بی صاحب آج نہ جاؤ جو کچھ ہمکو میسر ہی
اُسکو تناول کرو رات کو تمسے باتین کرینگے بڑھیا نے کہا بی بی مین حکم تو آپ کا
بجا لاؤنگی مگر میرے بچے پریشان پھرینگے دلبر نے جواب دیا کہ بڑی بی صاحب
آج کا دن معاف کرو ہم تمھاری خدمت کرینگے بڑھیا نے اُٹھکر بلائین لین کہا
مین صدقے مین قربان مجھکو کسی قدر گانا بھی آتا ہی بڑی بڑی ڈومنیان میرے
سامنے شرماتی ہین اور محلے کی طوائف مجھسے تعلیم لینے آتی ہین مین اُنکو سکھاتی
ہون ایسا گاؤن اور بتاؤن کہ گھر کا پتہ بھلا دون مگر کیون بی بی شادی کی وجہ
مین تم روتی کیون ہو دلبر صنوبر قد نے کہا نانی امان صاحب مین نے سُنا ہی
کہ شوہر میرا ساحر ہی اتنا مقرب ہی کہ خدمت خداوند غدار افراسیاب مین رہتا ہی

اور برابر اسکے مادر جمشید ثانی آیا ہو یہ ساحر اس طلسم کا رہنے والا نہین ہو کنیزون نے
کہا واری غم نہ کھائیے چلکر اُسکے ساتھ رہیے ہم کسی اور مرد وسے کو ڈھونڈھ لاوینگے
آپ کو رضامند کرینگے بڑھیا چمک کے بولی واری یہ کام میرے متعلق کیجیے نگوڑے کو
زہر دیکر مارون عمر بھر ترساؤن آپ ناحق غمگین ہین ہم اسکی تدبیر کرلینگے دلبر نے
منھ پیٹ لیا کہا بڑی بی صاحب عصمت کے خلاف ہوگا بڑھیا نے کہا بیٹا اس بات کا
خیال نہ کر دیکھو اپنا حرج نہین ہوتا دم بھر مین مطلب نکلتا ہو جب مردوے کے پاس
آئے باتین کرکے ٹالدیا آشنا کو خوش کیا دلبر نے کہا اچھا بڑی بی جو تمھاری خوشی
دن بھر یہ باتین رہین رات کو دلبر نے کھشولی بڑھیا کی اپنے پلنگ کے قریب بچھوائی
بڑھیا ہنس ہنسکر باتین کرنے لگی کہتی ہو واری جوانی مین میرا شوہر بڑا ظالم تھا مگر
مین اُسکو ہمیشہ بہلاتی رہتی تھی آشنا رات کو آتے تھے اُنسے مزے اڑاتی تھی شوہر کو
ہمیشہ ٹلالے بتاتی تھی یہ باتین سنتے سنتے دلبر سو گئی چالاک اپنے مقام سے اٹھا اُسکو
دلبر کو بیہوش کرکے ایک صندوق مین بند کر دیا آپ اُسکی شکل بنکر چپرکھٹ پر آیا
دوشالہ تان کر سو رہا صبح کو سامان سفر ہوا محافے مین بیٹھکر چالاک چلا آتش افروز
کو خبر ہوئی کہ ملکۂ عالم آتی ہین اشتیاق مین آگے بڑھگیا کنارے پر لشکر کے آکے
کھڑا ہوا کہ اول اسباب جہیز آیا محافۂ زرین مین سے چالاک جھانک رہا تھا
آتش افروز آنکھین دیکھکر مرگیا رفقا سے کہتا تھا حقیقت مین کیا آنکھ ہین تو
اِسکی نگاہون کا مارا ہون جب محافہ آیا تو ملکہ اُترین جس وقت محافہ آرہا تھا
اُسی وقت خواجہ عمرو بھی آئے تھے حال دریافت کر رہے تھے معلوم ہوا
کہ دختر کوہ یار برابر اسکے آتش افروز آئی ہو ایک بڑھیا کی شکل بنکر دوڑے دوڑے
پھرتے تھے کہ کیونکر اِس مہ جبین کو دیکھون مگر ساحر انتظام کر رہے ہین کوئی
آنے نہین پاتا کئی مرتبہ خواجہ گئے مگر نگہبانون نے ہٹا دیا خواجہ حیران ہین
کہ یہ کیا معرکہ ہو ایک درخت کے نیچے جاکر بیٹھے جب سواریان آچکین آتش افروز
اِسقدر بیقرار ہوکہ شام سے اپنے جلسہ آراستہ کیا کہا ملکۂ عالم کو لاؤ چالاک بیخوف

گھونگھٹ نکالے ہوئے چند کنیزین ساتھ محفل مین آیا مگر شرماتا ہوا لڑکھڑاتا ہوا اگر مسند پر بیٹھا آتش افروز صورت کو دیکھکر دنگ ہوگیا نازنین غنچہ دہن گلبدن رشک نسرین ونسترن فخر عروسان چمن اپنے جو دیکھا کلیجہ پکڑ لیا کنیزون سے حکم کیا کہ تم لوگ باہر ٹھہرو جب کنیزین باہر جاچکین تو آتش افروز نے ہاتھ بڑھایا کہ گلے لگالون دلبر نقلی رونے لگی آتش افروز نے پوچھا کہ کیون اے ملکۂ عالم رونے کا کیا باعث جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن صندوق میرے پاس ہی کہ تمام جڑاؤ زیور اس مین بھرا ہوا ہین اُسے طلب کرکے خدمت مین حاضر کرون ملکہ نے ہاتھ ہلا دیا کہ مجھکو ضرورت نہین جب ضرورت ہوگی منگالونگی آتش افروز خاموش ہورہا کہ گانے کی آواز کان مین آئی پکار کر آواز دی ارے دیکھو تو یہ کون گارہا ہے اُسے بلالو چوبدار نے جاکر دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین ایک بڈھا بیٹھا نی بجارہا ہی چوبدار نے کہا بڑے میان صاحب چلو تمکو ہمارے آقا بلاتے ہین بڑے میان فوراً اٹھ کھڑے ہوئے چوبدار کے ساتھ چلے لیکن آتش افروز نے کہا ملکۂ عالم تم چھپ جاؤ بڈھا تھوڑی دیر مین آکر چلا جائیگا دلبر نے کہا صاحب بڈھا مجھے کیا دیکھیگا آتش افروز نے کہا بلالو بڈھا سامنے آیا دعا دینے لگا کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین چراغ سحر روشن رہے آتش افروز نے پوچھا بڑے میان تمھارا نام کیا ہی خواجہ نے اُستاد خورد و بزرگ اپنا نام بتادیا آتش افروز نے کہا کچھ گائیے بڑے میان نے نی بجاکر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانا شروع کیے

نظم

دل کی کدورتین اگر انسان سے دور ہون
سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہون

مل اسقدر رگڑا ہی برسون ہی غم رہے
آنسو جو اپنے دیدۂ گریان سے دور ہون

نزدیک آچکی ہی سواری بہار کی
برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون

ٹلتا نہین نوشتۂ قسمت کسی طرح
جو ہر کبھی نہ خنجر بران سے دور ہون

فصل بہار آئی ہی کپڑون کو پھاڑیے
دل کے بخار دست و گریبان سے دور ہون

یہ تنگ کر رہا ہو تو الجھا رہے ہین وہ ‌ ‌ ‌ دامن کے پاٹ پہلے گریبان سے دور ہون
وحش وطیور کو مری آئین کرین ہلاک ‌ ‌ ‌ آب وگیاہ و کوہ و بیابان سے دور ہون
ممکن نہین نجات اسیران عشق کو ‌ ‌ ‌ یہ قیدی وہ نہین کہ جو زندان سے دور ہون
مدت کے بعد آئے ہین صحرا مین اے جنون ‌ ‌ ‌ یہ آبلے تو خار مغیلان سے دور ہون
گردش سے چشم یار کی آتش عجب نہین ‌ ‌ ‌ جو جو محل کہ گردش دوران سے دور ہون

چالاک بن عمرو حیران حیران دیکھ رہا ہو کہ یہ گویا قیامت برپا کر رہا ہو مگر خواجہ نے کہا حضور نے یہ کیا کا تماشا ہے مین ساقی گری خوب کرتا ہون آتش افروز خوش بیٹھا ہو چاہتا ہے محفل مین آج وہ رنگ ہو کہ معشوقہ راضی ہو یہ سوچکر کہا ساقی گری کا تماشہ دکھاؤ خواجہ نے گھنگرو پاؤن مین باندھے کلید میخانہ لی گلابیان درست کر کے لائے آتش افروز سے پوچھا پہلے ملکۂ عالم کو پلاؤن اتنے چالاک سمجھ گیا کہ جناب قبلہ و کعبہ تشریف لائے ہین کہا لائیے پہلا جام مجھے دیجیے خواجہ نے جام لبریز کر کے نازنین کو دیا چالاک سمجھ گیا کہ بیہوشی ملی ہوئی ہو گی خوبصورتی سے گریبان مین جام گرا لیا اب خواجہ سمجھے کہ معشوقہ تو جام پی چکی اب آتش افروز کو پلاؤن دوسرا جام لبریز کر کے سامنے آتش افروز کے لائے اور گنگنا کر یہ شعر گایا فرد بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند آتش افروز نے جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا کہ ایک طائر دروازے سے پیدا ہوا آواز دی کہ ای شہنشاہ ساحران شراب نہ پیجیے گا ورنہ غضب ہو جائیگا جیسے ہی یہ آواز آتش افروز نے سنی شراب پر نگاہ گرم ڈالی شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا جیسے ہی عمرو نے یہ دیکھا اپنے مقام سے نعرہ کر کے اٹھا نعرۂ عمرو

کہ زان استاد عیاران عالم ‌ ‌ ‌ سراپا دانش و عقل مجسم
بہ باغ دین زنکرش آبیاری ‌ ‌ ‌ جہان سر سبک در خنجر گذاری
بہر کشور بلاے جان کفار ‌ ‌ ‌ عمرو آن شاہ عیاران عیار

نعرہ کر کے عمرو نے آتش افروز کے خنجر مارا آتش افروز نے اپنے کو گرا کر بچایا

چالاک نے حلقۂ کمند کا مارا اُسکے منھ سے آگ نکلی حلقۂ کمند کا جلا کمند کے جلتے ہی
چالاک نے خنجر مارا اُسنے اپنے کو پھر گرا دیا خنجر شکم و گردن پر نہ پڑا ران پر پڑا کہ
آتش افروز آہ آہ کرنے لگا ایک جادوگر قریب بیٹھا تھا چالاک نے اُسکو
خنجر مارا کہ اُسکا سر اُڑ گیا اندھیرے میں یہ دونوں نکل گئے آتش افروز کو آکے
ساحروں نے اُٹھایا دیکھا ران پر زخم کاری لگا ہے کہ جسکے سبب حیرانی و پریشانی ہے
آتش افروز نے کہا ارے وہ گویا تو عمرو تھا مگر او طائر خیال یہ معشوقہ کو کیا ہو گیا
وہ بھی نکل گئی دیکھیے اب تقدیر کیا دکھائے کنیزوں کو بلایا بلا کر پوچھا ملکۂ عالم کہاں
کہاں اُتری تھیں کنیزوں نے پتہ دیا کہ فلاں سرا میں اُتری تھیں ایک بڑھیا آئی
تھی پھر اُسکا پتہ نہ ملا آتش افروز نے سر پیٹ لیا کہا یارو عیار میری فکر میں
آئے ہیں اب میں خود تلاش میں نکلتا ہوں یہ کہکر اُٹھا اور تلاش خواجہ میں چاہا
چلوں یہاں خواجہ عمرو جدھر راہ میں آئے حیران ہو کر کہا چالاک تو کیونکر پہونچا
چالاک نے سب کیفیت بیان کی اور کہا قبلہ و کعبہ آپ نے آکر ہنگامہ ڈالدیا
ورنہ میں اُسکو مار لیتا خواجہ نے کہا او نورنظر خیال رکھنا میں اُسکی فکر میں
ہوں وہ برائے مقابلۂ طلسم کشا چلا ہے مجھکو تردد ہے کہ ابھی تک اُنکو سوجھ نہیں
ملی صاحبقران زمان بھی بجمعیت تمام جاتے ہیں اور یہی منظور ہے کہ مقابلۂ
جمشید ثانی میں پہونچ جاویں ایسا نہ ہو کہ صاحبقران زمان پہونچیں اور
جمشید سے مقابلہ پڑے اور آتش افروز جادو بھی وہاں پہونچ جائے تو
خرابی ہوگی میں یہی چاہتا ہوں کہ راہ میں اُسکو لوں اسلیے کہ یہ ساحر زبردست
ہے او نورنظر رنگ تو جم چکا تھا مگر طائر خیال نے ہوش اُڑا دیے اسیوجہ سے
آتش افروز آگاہ ہوا چالاک نے کہا میں بھی فکر میں پھر جاتا ہوں اور ای
والد تاجدار دلبر صنوبر قد دختر کوہ یارہ جادو اسکے ساتھ منسوب ہوئی ہے اُسکو
ساحر سے نفرت ہے میں زیادہ تر اُسی کی فکر میں جاتا ہوں اگر خدا چاہتا ہے تو
اُسے لاتا ہوں خواجہ چالاک سے رخصت ہو کر ایک جانب روانہ ہوئے

اور چالاک ایک مسافر کی شکل بنکر دوسری جانب چلا درختون کی آڑ پکڑتا ہوا جاتا
ہو اگر کوئی جھاڑی جھنڈی ملگئی تو اُس مین چھپ رہا چہار جانب نگاہ اُٹھا اُٹھا کے
دیکھ رہا ہو مگر آتش افروز جادو بعد نکلجانے عمرو چالاک کے مصاحبون سے
بہت بگڑا کہا یارو تمنے گرفتار نکر لیا مگر اب سارہ بان زادہ کہان جائیگا گرفتار کرکے
لاؤن وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے لیکن یہ معشوقہ کی صورت پر کون تھا سب
مصاحبون نے کہا ملکۂ عالم یہ حرکت کرگذرین آتش افروز نے کہا الٰہی مہ جبین حور
طلعت آفتاب صورت کو یہ حوصلہ کیونکر ہوا کہ خنجر ماردیا اگر مین اپنے کو نہ گرا دیتا
تو خنجر شکم پر پڑتا خداوند جمشید ثانی نے بچایا کہ خنجر ران پر پڑا اگر تم لوگ بڑے بچے
ہو یہ کیونکر معلوم ہو کہ یہ کون تھا جہان پر معشوقہ بیٹھی تھی وہان کی تھوڑی مٹی تو
اُٹھا لاؤ مٹی منگا کر اُسکا پتلہ بنایا اور اپنے ہاتھ کا خون کاٹ کر قطرہ اُسکے منہ مین
دیا قطرہ دیتے ہی اُس پتلے نے پھریری لی آتش افروز نے کہا بتلا کہ یہ معشوقہ
کون تھی وہ پتلا رونے لگا آتش افروز نے نشتر دکھایا کہ ایک نشتر ماردونگا
تو بھی زخمی ہو تو حال کھلے مین تو زخمداری سے بیقرار ہون ہرچند کہ زخم باندھ لیا
ہو مگر معلوم ہوتا ہو کہ زخم مین آگ لگی ہوئی ہو اُس پتلے نے کانپ کر کہا کہ وہ
چالاک بیٹا عمرو کا تھا یہ سُنکر بہت جھلا یا کہا لو صاحبو غضب دیکھو باپ بیٹے
دونون ملکر آئے تھے مگر ہائے مجھکو رونا یہ ہو کہ معشوقہ کو کیا کیا اسکا مجھکو بڑا
غم ہو ہائے وہ کیا کہتی ہوگی کہ وہ یار نے میری عرض کو قبول کیا اور سوار کرکے
روانہ کردیا اب اگر مجھ تک نہ پہونچے تو وہ کیا کرے یہ کہکے اسباب سحر جھولی مین
بھر اتیغہ کھینچے ہوئے اُٹھا کہا لو صاحبو مین تو جاتا ہون بھائی اسکا شعلہ افروز
یہ کہکر اُٹھا کہ بھائی صاحب مین بھی جاتا ہون آپ عمرو کو لائیے چالاک کو مین
لاتا ہون آگے آتش افروز پیچھے اسکے شعلہ افروز چلا مگر چالاک ایک جھاڑی
مین چھپا بیٹھا ہو کہ اپنے دیکھا آگے آتش افروز ایک جانب دوڑا ہوا جاتا ہو
بعد اسکے نکلجانے کے دیکھا کہ شعلہ افروز بھی آتا ہو چالاک یہ دیکھکر گھبرایا اپنے

جی مین کہتا ہو یقیناً ہماری ہی دونون کی تلاش مین یہ دونون بھائی بھی باہم ہوکر نکلے ہین یہ سوچکر چالاک دعائین مانگنے لگا کر قبلہ و کعبہ ہوتے تو کوئی تدبیر بتاتے جیسے ہی یہ سوچا غنودگی سی ہوئی کسی قدر سوتا تھا کسی قدر جاگتا تھا دیکھا سامنے خواجہ عمرو کھڑے ہین چالاک نے عرض کی قبلہ و کعبہ آتش افروز آگے گیا ہو اور شعلہ افروز اب پیچھے جاتا ہو مسکرا کر فرمایا کہ واہ بیٹا چالاک ہمیشہ احمق ہی رہوگے تم اور برق دونون جاہل ہو حقیقت مین ہوشربا مین برق نے کیا کیا کارہاے نمایان کیے مگر کوئی عیاری ایسی نہ ہوئی کہ جسکا ذکر رہتا بس بیٹا ایک بھائی کی شکل بنکر ایک کو مار لو چالاک کی آنکھ کھلی اپنے باپ کو دعائین دینے لگا رنگ و روغن عیاری کا لگایا آتش افروز بنکر تیار ہوا تیغہ ہاتھ مین لیا جھاڑی سے نکلکر دوڑ اپکار کر آواز دی بھائی صاحب ذرا ادھر آیئے اب جو شعلہ افروز نے دور سے دیکھا کہ آتش افروز ہنستا ہوا آتا ہو پکار کر پوچھا او بھائی صاحب خیر تو ہو آتش افروز نقلی نے جواب دیا کہ بھائی ایک کو مین نے مار ڈالا اور اب دوسرے کو تلاش کرتا ہوا چلا آتا ہون شعلہ افروز نے کہا بھائی صاحب سر اُسکا ضرور روانہ کرنا ہو شہر باے اور یہانتک کوئی مقام ایسا نہین ہوا کہ جہان اِن عیارون نے گستاخی نہ کی ہو مگر کوئی عیار کہین مارا نہین گیا آپ نے روح سامری و جمشید کو شاد کیا یہ وہ شخص مارا گیا ہو گویا کہ افراسیاب کا رقیب مار اگیا فتنۂ نور افشان کو ملاحظہ کیجیے کہ کیا کیا کارہاے نمایان کیے کہ حیرت کو اُسکی جانبازی پر رحم آیا اور اُسکے ساتھ عقد کر لیا اور آخر فتنۂ نور افشان مین ذکر ہو زمانۂ عروج ایرج نوجوان مین ہمراہ نور الدہر بن بدیع الزمان یہی چالاک ساتھ تھا کیا کیا کارہاے نمایان کیے کہ دفترین مرقوم ہو اِسکے نام کی باختر مین بھی دھوم ہو آتش افروز نقلی نے کہا بھائی تم چلکر سر کاٹ لو اور تم ہی لیکر خدمت خداوند مین جانا اظہار پیغمبری طلب کرنا کہنا آپ کے بندے نے بڑی کد و کوشش سے اِسکو مارا ایسے مقام پر مارا گیا

کہ جس زمین پر آب و دانہ بھی نہین ہوتا وہ صحرا ایسے ہول خیز ہو کہ شیرون کے ہوش
اڑتے ہین طائر اُس صحرا مین قدم نہین رکھتے اگر بھولکر آ گئے تو منقار کھولکر گر پڑے
توون سے پچل جاتے ہین پھر ممکن نہین کہ اڑ سکین ریتی کا میدان سنسان ویران
جھکو ملگیا مین نے ہاتھ مار دیا یہ ایسے دو ٹکڑے ہوے تم چلکر سر کاٹ لو یہ سنکر
شعلہ افروز ہنسنے دیتا ہو خوش ہو کر کہتا ہو بھائی صاحب جو ساحر کہ مسلمان ہو گئے
ہین مثل شاہان ہزار اسپ و شہنشاہ و شہریار چاہ ماران و ام الجبال و
عنقلی آباد جب انکے یہان خبر پہونچیگی سب مسلمان رنجیدہ ہونگے کہین گے کہ آج ہماری
کمر ٹوٹ گئی ایسے فرزند کا ہے کو ہوتے ہین خلیفہ لقب ہو کیا کہنا جبار زمان کی ہین
افراسیاب کو دنگ کر دیا شعلہ افروز آتش افروز کے ہمراہ ہوا باتین کرتا
ہوا چلا کہنے لگا بھائی صاحب آج آپ نے وہ کام کیا ہو کہ سامری و جمشید جہنم مین
خوشی کرتے ہونگے کیا عجب ہو کہ آپ سب مسلمانون پر غالب آوین اگر طلسم کشا
کو مٹا دیا تو صاحبقران نابینا ہو جاوینگے خاص ملکہ مہر نگار کا پوتا ہو فرزند قباد
شہریار جری بہادر صف شکن دونون رخسار چاند کے ٹکڑے گویا ہین اور اسکی
پیشانی مہر درخشان سے زیادہ نمایان ہو سرو قد خورشید خد غنچہ دہن کم سخن
دہن کو شعرا نے معدوم لکھا ہو جس مین گنجایش کلام نہین کسی چیز کی حقیقت
نہین سمجھتے دربندون کو ویران کرتے ہوے آتے ہین ایک طرف صاحبقران
دوسری طرف سعد بن قباد تیسری جانب ایرج و نور الدہر چوتھی سمت قاسم
و بدیع الزمان ایک طرف رستم پیلتن بھی ہمراہ ہین آتش افروز نقلی نے کہا
ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا تھوڑی دور آ کر کہا وہ دیکھو سامنے لاشہ پڑا ہو
ایک سیار کھا رہا ہو کوئی ٹانگ لیے بھاگا جاتا ہو کسی کے منہ مین ہاتھ دبا ہوا ہو
ایک سینے پر چڑھا ہوا خون پی رہا ہو حقیقت مین انجام تو اس عیار کا خراب ہوا
کہ دفن و کفن بھی ممکن نہ ہوا یہ سنتے ہی شعلہ افروز پلٹا کہ دیکھوں لاشہ کہان ہو
چالاک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے جھٹکا مارا اور اپنا نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بہ عیاری من آنم چست وچالاک ہے بچشم دشمن اندازم کف خاک ہے نہ آید باد گرد تیز گامم ہے خلیفہ اولم چالاک نامم ہے خنجر مارا کے شکم چاک قصہ پاک ہوا شعلہ افروز مر کر گرا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من شعلہ افروز جادو بود دیگر آتش افروز نے جو بھائی کے مرنے کی آواز سنی بیقرار ہو گیا طرف صدا کے پلٹا یہاں چالاک نے لاش شعلہ افروز کی ایک کوئیں میں ڈالدی اور آپ رنگ و روغن عیاری کا لگاکر بصورت دلبر صنوبر قد جھاڑی میں چھپکر بیٹھا اور یچیخیں مار مار کے رونے لگا پکارتا تھا کہ او جمشید ثانی ظلم و بدعت کے بانی ملک الموت کو جلد بھیج کہ میری روح قبض کرے مقام افسوس ہی کہ شیر بھیڑیا بھی مجھکو نہیں پوچھتا مگر آتش افروز جو بھائی کے مرنے کی آواز کو سنکر دوڑا اِس مقام پر آیا کچھ نہ پایا جی میں کہتا ہی کہ پیر اکثر غل مچاتے ہین اِن شیطانون کی بات کا کیا اعتبار ہی کہ رونے کی آواز کان مین آئی کوئی بلک بلک کر رو رہا ہی پلٹ کر دیکھا جھاڑی مین روشنی معلوم ہوتی ہی قریب جھاڑی کے آکر دیکھا کہ دلبر صنوبر قد عجب حال زار سے بیٹھی بلک رہی ہی پانچون مین گردبھری ہوئی دوپٹہ جابجا سے مسکا ہوا چہرہ اُداس گرد وغبار مین اٹا ہوا گریبان پھٹا ہوا رو رہی ہی اشکون سے منھ دھو رہی ہی آتش افروز کہ اِسکا عاشق ہی یہ حال زار دیکھکر بیقرار ہو گیا آکر ہاتھ تھام لیا کہا ای خدا یو مے خوبی و ای سرو باغ محبوبی ہم خود تمکو ڈھونڈھتے پھرتے ہین تم اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر بچین اُس ظالم نے بڑی احتیاط سے قید کیا ہوگا ملکہ نے کہا وہ نگوڑا اسواسونڈی کاٹا کیا قید کرتا ایک درہ کوہ مین مجھکو ڈال آیا تھا ایک مسافر خدا رسیدہ وہان پہونچ گیا اُسنے ہوشیار کر دیا مین نے ہاتھون کے کڑے اُسکو دیدیے جنگل مین بھاگ آئی مگر کیا سخت جان ہون کہ دہان کے جانور نے چھوا اور نہ یہان کوئی شیر پلنگ آیا آتش افروز نے کہا ای ملکۂ عالم آپ کی جان اُس ظالم سے خوب بچی دلبر نے کہا وہ تو سمجھا تھا کہ اِسکو شیر بھیڑیا کھا جاویگا مگر سامری نے مجھکو ہر بلا سے محفوظ رکھا بھلا اِس جنگل

مین یہان تنہا عورت کیا کرتی مگر واہ ری قدرت جمشید ثانی کہ تم بھی یہان آ گئے ذرا
بیٹھ جاؤ میرے حواس درست ہون تو تمھارے ساتھ چلون آتش افروز بیٹھا ملکہ
کی شیرین زبانی پر عشق کرنے لگا جی مین کہتا ہی کہ کیا شیرین زبان ہی ایسی معشوق
کیسے ملتی ہی اوخداوند جمشید ثانی تمھاری قدرت کے نثار کہ ایسی زوجہ مجھکو عطا
کی جسکو دیکھکر نہال ہوتا ہون ملکہ کبھی چٹکی لیتی ہین کبھی اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارتی
ہین کبھی کہتی ہین الگ رہو میرے قریب نہ آؤ ملکہ نہ بیٹھو آتش افروز اس ناز کی
باتون پر مرا جاتا ہی کہ دلبر نے کہا کیون صاحب آٹھ پہر گذر گئے کہ آپ دراز
نہین کھایا ہماری آنکھون کے نیچے اندھیرا آتا ہی اگر ہو سکے تو ایک جام شراب
پلا دو کہ ہمارا دل ٹھہرے آتش افروز نے کہا میرے پاس گلابی ہی مگر سحر کرنیکے
لیے رکھی ہی کہو تو اُسی گلابی سے ایک جام دیدون مگر بوقت سحر مجھکو ضرورت
پڑیگی تو خالی رہونگا ملکہ نے کہا صاحب نکالو آتش افروز نے جھولی سے گلابی
نکالی ملکہ نے کہا آدمی تم پیو پھر مین پیونگی آتش افروز نے ہنسکر کہا مین منھہ کو
کھولکر بیٹھتا ہون جتنی مناسب جانو آتی میرے حلق مین چھوڑ دو یہ کہکر منھہ کھولکر
بیٹھا ملکہ نے گھائی سے بیہوشی ملائی اور ساری گلابی منھہ مین اُنڈیل دی اور منھہ
پیٹ لیا کہا صاحب تم تو بھاڑ سا منھہ کھولکر بیٹھے ساری شراب پی گئے اب مین
کیا کرون لیکن الگ بیٹھو آتش افروز اُٹھا ٹہلنے لگا دو قدم اُٹھائے تھے کہ
لڑکھڑا کر گرا چالاک نے نعرہ کیا نعرہ چالاک بہ عیاری سن آنم حیثیت چالاک
بچشم دشمن اندازم کف خاک ✚ نیاید با دگر و تیز گامم ✚ خلیفہ اولم چالاک نامم ✚
نعرہ کرکے خنجر کمر سے کھینچا منظور یہ تھا سر کاٹ لون کہ آسمان سے آواز آئی کہ
خبردار او مکار کیا کرتا ہی خنجر نہ مارنا ورنہ تجھکو قتل کرونگا چالاک نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہ ایک عقاب مثل انسان کے آواز دیتا ہوا آتا ہی چالاک ایک غار مین
کود پڑا وہ عقاب تڑپ کر گرا آتش افروز کو لے بھاگا کمر مین لپٹا ہوا لیے جاتا ہی
یہان لشکر مین اُسکے سب سرداربارگاہ مین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ ہمارے

آ تا گئے ہین عیار کا سر لاتے ہونگے یا زندہ لا دینگے کہ دیکھا آسمان پر سنّاٹا ہوا ایک
عقاب کمر مین آتش افروز کی لپٹا ہوا آیا آتش افروز کو زمین پر رکھدیا اور ایک
پرچہ کاغذ کا سینے پر رکھکر روانہ ہوا سرداروں نے پریشان ہوکر آتش افروز کو
ہوشیار کیا آتش افروز کی جو آنکھ کھلی کاغذ سینے پر پایا اُسکو پڑھا تو اُسمین نوشتہ
پایا کہ منم خداوند گر مخواہ آتش افروز ہرچند کہ ہم آگ مین رہتے ہین مگر سب دنیا
کا حال معلوم رہتا ہی جمشید ثانی ہرچند کہ خدائی کرتا تھا مگر ہمکو آکر سجدہ کیا وہ ہمارا
بندۂ خاص ہوا ای آتش افروز ہمکو معلوم ہوا کہ چالاک تجھکو قتل کرتا ہی ہمنے
عقاب کو روانہ کیا اُسنے تمکو بچایا لیکن ہوشیار رہنا عیار تمھاری فکر مین ہین قدرت
کو ہزار طرح کے کام ہین ہر وقت تمھارا خیال نہین رہسکتا تمام دنیا کے امورات
ہمارے متعلق ہین سب کو رزق پہونچانا گنہگاروں کو سزا دینا بے گناہون کو
ثواب دینا مگر ای آتش افروز ہوشیار رہنا اُس کاغذ کا مضمون پڑھکر آتش افروز
بہت خوش ہوا ساحرون سے کہا کیون صاحب تمنے دیکھا قدرت کو کسقدر خیال
ہو لشکر تیار کرو مقابلہ طلسم کشا مین چلین ایسا نہو قدرت کے خلاف گذرے
کاغذ کو جھولی مین رکھ لیا لشکر کو تیار کرکے چلا ساحرون نے کہا بھائی صاحب
آپ کے کیا ہوے کہا یارو معلوم ہوتا ہو کہ راہی جہنم ہوگئے مرنے کی اُنکے
آواز ہمنے سُنی تھی مگر لاشہ نہین ملا ایک صحرا مین جاکر لشکر اُترا ایک کوان
پڑا تھا اُس جنگل مین تھا اُسی سے سب پانی بھر کر پیتے تھے اور کہتے تھے کہ یارو
یہ بو کیسی آتی ہو جب آتش افروز نے بھی پیا تو کہا کہ اب کوچ کرو ایسا نہو کہ اس
پانی سے کوئی بیمار ہوجائے صبح کو آتش افروز جو بر سر چاہ آیا لاشہ پھولا ہوا
شعلہ افروز کا کوئین مین دیکھا آتش افروز نے ایک کنکری اُٹھائی اسم سحر
پڑھکر کوئین مین ڈالی اور آواز دی کہ ای سحر سامری اِس لاش کو کوئین کے
باہر ڈالدو کہ یکایک پانی مین غراتا ہوا پانی اُبلنے لگا پانی کے ریلے مین لاش
کوئین سے باہر آئی لاشہ دیکھکر سب جادوگر نوحہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یارو

بڑا غضب کیا کہ ہمنے رات کو یہ پانی پیا آتش افروز کہتا تھا مین نے بھی پیا تھا مگر پینے کے وقت معلوم ہوتا تھا کہ سڑا ہوا گوشت حلق سے اُتر رہا ہو سب نے بڑا افسوس کیا ہر ایک کا قول تھا کہ عیار بلاے روزگار ہین آتش افروز جادو گینڈے پر سوار فوج ہمراہ ہو یہی ارادہ ہو کہ مقابلۂ اسعد مین جاوین مگر خواجہ و چالاک الگ الگ ہوکر لشکر آتش افروز مین آئے خواجہ نے کہا چالاک ہم تمکو سامنے آتش افروز کے لے چلین گے صورت بناکر آؤ چالاک سمجھ گیا ایک نازنین دوازدہ سالہ کی صورت بنکر آیا کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو رال ٹیک پڑے خواجہ رنگ و روغن عیاری کا لگاکر ایک تاجر عجم کی شکل بنے اُس نازنین کو ساتھ لیا لشکر مین آتش افروز کے آئے ملازمون نے آکر آتش افروز سے خبر کی کہ ایک تاجر عجمی آئے ہین آپ کی ملاقات کے خواہان ہین یہ خبر سُنکر آتش افروز نے حکم دیا کہ بلالو سامنے بلاکر پوچھا کیون سوداگر صاحب آپ کے آنیکا کیا باعث ہوا سوداگر صاحب نے عرض کی ذرا کنارے چلیے تو مین عرض کرون آتش افروز اُٹھا کنارے جو آیا سوداگر نے برقع چہرے سے اُس نازنین کے ہٹا دیا برقع جو ہٹا بجلی چمک گئی آتش افروز صورت زیبا دیکھکر گھبرا گیا کہا کہ او سوداگر اِس نازنین کو کیون لائے ہو سوداگر نے کہا من عقد این دختر خود ہمراہ حضور خواہم کرد و مادر این صبیہ انتقال نمود من سپرد حضور خواہم کرد این ہنایت صاحب لیاقت است در کار دنیوی طاق چونکہ نام حضور شنیدم حاضر خدمت ساختم مگر امید آن دارم کہ برین یتیم مہربانی از حد فرمایند کہ این صبیہ یتیم یاد ندارد آتش افروز چونکہ عجمی زبان سے واقف نہین ہوا اپنے ایک سردار سے دریافت کیا کہ سوداگر صاحب کیا فرماتے ہین سردار نے تمام حال مفصل ظاہر کیا کہ اپنی بیٹی کا عقد آپ کے ساتھ کرنا چاہتے ہین آتش افروز خوش ہو گیا آخر طے ہوا کہ مہر کسقدر بندھے سوداگر نے کہا دو لک روپیہ تعداد مہر سنکر آتش افروز گھبرایا سردار سے کہا اِنکو سمجھا دو

کر دس ہزار مجھے ہو سکتے ہین تاجر نے انکار کیا آخرمین بیس ہزار روپیہ وقت مہر قرار
پایا آتش افروز کے ساتھ عقد کیا سوداگر نے خود بیٹھکر عقد پڑھا بیس ہزار روپے
لیکر سوداگر صاحب تو چلدیے آتش افروز کو نہایت اشتیاق ہی بارگاہ مین آکر
بیٹھا کہ رہا ہی کنیزین مقرر کر دی بی کو ہماری کوئی صدمہ نہ پہونچے جس شی کی خواہش
ہو منگا دو عطر کی شیشیان خاصدان مین گلوریان رکھوادین دن بھر تو انتظار کیا
رات کو حجلۂ عروسی تیار کرایا آپ تو وہان آکر بیٹھا حکم کیا ملکۂ عالم کو بلاؤ وہ نازنین
کنیزون کے ہمراہ آئی سر جھکا کر بیٹھی مگر سب نے دیکھا کہ وہ نازنین رو رہی ہی آخر
آتش افروز نے پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم کیا تکلیف پہونچی جو حکم دو وہ مین بجا
لاؤن نازنین نے رو کر کہا صاحب ابا جان ہمارے کہان گئے آتش افروز نے
کہا کل بلوا دونگا وہ بھی اب یہین رہا کرینگے اگر وہ تشریف رکھتے تو ایسی مجال
تھی کر چار و ناچار تھوڑا نہ بیچتا نازنین نے یہ سنکر گلابی کینچی جام لبریز کیا ہاتھ بڑھایا
آتش افروز نہال ہوگیا جام بلورین لیا بے اندیشۂ انجام پی گیا جیسے ہی خبر
حلق سے اتری گھبرا کر کہا کیون اے جان جہان و آرام دل مشتاقان اس شراب
مین کیا تھا کہ جسکے پیتے ہی کلیجے مین آگ لگ گئی اس نازنین نے جواب دیا
صاحب مین کیا جانون شراب تمھارے گھر کی تھی کیا کچھ مین اپنے ساتھ لائی
تھی یہ سنکر آتش افروز گھبرا کر اپنے مقام پر سے اٹھا چاہا تھا کہ بےہوشی
اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا چالاک نے زبان مین سوزن
دی پشتارہ باندھا لے بھاگا راہ مین خواجہ عمرو سے ملاقات ہوئی کہا لیجیے
قبلہ و کعبہ آتش افروز کو لایا خواجہ نے کہا بخدمت صاحبقران زمان لیچلو
چالاک لیکر چلا یہان صاحبقران زمان دربار عام مین تشریف رکھتے ہین
کرزنگ کی آواز آئی خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو و چالاک آتے ہین صاحبقران
نے فرمایا بلا لو چالاک سامنے آیا آتش افروز کو ستون سے باندھدیا امیر
نے فرمایا اسکو ہوشیار کرو ستون سے باندھ کر عمرو نے ہوشیار کیا امیر نے

فرمایا کیون اے آتش افروز قدرت خدا کو دیکھا کسطرح گرفتار ہوکر آئے بہتر یہ ہے کہ
اطاعت اسلام کرو ورنہ جلاد کو بلاؤنگا جلاد تمکو قتل کر ڈالیگا جلاد کا نام سنکر آتش افروز
کانپنے لگا دست بستہ عرض کی مین غلامی اختیار کرتا ہون چاہتا ہون اطاعت دین
اسلام اختیار کرون صاحبقران نے یہ سنکر حکم دیا کہ زبان سے اسکی سوزن
نکالو زبان سے سوزن جو نکلی آتش افروز داہنے بائین دیکھنے لگا چاہتا ہے کہ
نکل بھاگون مگر ڈر ہے کہ عیار پکڑ لاوینگے دل مین کہتا ہے اے آتش افروز کیونکر بچونگا ضرور
گرفتار ہو جاؤنگا اسوجہ سے کیون بیٹھا ہے یہ سوچتے سوچتے بول اٹھا کہ اے چالاک فرزند
خواجہ عمرو اب صاف صاف بتاؤ کہ ملکہ دلبر صنوبر قد کہان ہے چالاک نے جو
یہ بات سنی خیال کیا کہ مسلمان تو ہو چکا ہے صاف صاف بیان کر دیا وہ سنکر خاموش
ہو رہا اور باہر نکلا عمرو نے کہا اے آقائے نامدار اسکو روکیے ورنہ یہ بھاگ
جائیگا صاحبقران نے فرمایا اگر یہ بھاگ جاویگا تو پھر گرفتار ہوگا عمرو دور سے
دیکھ رہا ہے کہ آتش افروز طرف صحرا کے چلا چالاک نے کہا قبلہ وکعبہ مین اسکو
روکتا ہون عمرو نے کہا اے فرزند جانے دو جو مرضی آقائے نامدار کی ہو مینے اول ہی
عرض کر دیا تھا ہمارا کہنا نہ مانا اسوقت تم جا کر اگر روکو گے وہ عذر کریگا کہ صحرا مین
واسطے شکار کے جاتا ہون چالاک کہنے سے خواجہ کے رکا مگر آتش افروز
صحرا مین آیا پر پرواز پیدا کر کے اڑتا ہوا طرف اپنے صحرا کے چلا جب لشکر مین آیا
تو افسرون پر اپنے بہت خفا ہوا کہا یارو ایسے غافل ہو گئے ہمکو گرفتار کر کے
عیار لے گیا اور تم مین سے کسی نے نہ روکا سب نے عرض کی ہم سب بیہوش پڑے
تھے کون روکتا کون ٹوکتا آتش افروز نے جواب دیا کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا
اب آیندہ خیال رہے مگر ایک مطلب حاصل ہوا کہ دلبر صنوبر قد صندوق مین
بند ہے اسکو نکالو میرے پہلو مین لا کر بٹھاؤ دلبر کو مصاحبون نے صندوق سے
نکالا اب جو آنکھین ملتی ہوئی وہ اٹھی ساحرون کو دیکھ کر گھبرائی اور پوچھنے لگی کہ میری
کنیزین کہان ہین سب نے کہا کنیزین آپ کی سب موجود ہین مگر اب چلیے آپ سے

شوہر آپ کو بلاتے ہین نام شوہر سنکر دلبر رونے لگی کہا مین توغیر کے سامنے نہ جاؤنگی
ساحرون نے کہا آپ ہی کی شکل بنکر عیار انکو چرا لیگیا تھا لشکر صاحبقران سے جاکر
آپ کے شوہر بھاگ آئے لیکن اب ارادہ یہ ہو کہ براے مقابلہ مسلمانان نہ جائین
دلبر اسی مقام پر بیٹھ گئی مصاحبون نے آتش افروز سے کہا کہ دلبر صنوبر قد آپکے
نام سے نفرت کرتی ہو ہر چند بلاتے ہین وہ نہین آتی آتش افروز نے کہا مین ابھی
جاکر راضی کیے لیتا ہون یہ کہکر چلا تھا کہ چوبدار نے عرض کی نامہ دار غدار افراسیاب
سے آیا ہو آتش افروز نے کہا بلالو نامہ دار اندر آیا آتے ہی نامہ دیا نامے کو اسنے
پڑھا اس مین یہ لکھا تھا کہ اے آتش افروز منم سمر خاب مقرب کل جو سجدہ کیا تو قدرت
نے حکم دیا کہ ہمارا بندۂ خاص عجب آفت مین مبتلا ہو اسکو بلا بھیجو ہم اسکے سحر کو مضبوط
کردین نامہ دار نے کہا میرے ساتھ چلیے آتش افروز نامہ دار کے ساتھ ہوا
مصاحبون نے کہا ابھی حضور نے سمجھ لیا کہ یہ نامہ دار وہین سے آیا ہو آتش افروز
نے کہا سمر خاب مقرب نے نامہ لکھا ہو کہ وہ نائب خداوند ہو اب جو وہان سے
آؤنگا تو قیامتین برپا کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا مگر مین دربار حمزہ کو دیکھ آیا
بڑے بڑے جادوگر اسکے ہمراہ ہین ان سب کو ایک دم مین پست کردونگا بھلا کسکی
مجال ہو کہ جو مجھسے مقابلہ کرسکے خداوند گر مجھکو بلاے روزگار ہین ایسے ایسے سحر
پیدا کرتے ہین کہ زمین تھرا جاتی ہو ستارہ ہاے آسمان ہلجاتے ہین وہ ایسا ہی
کوئی سحر مجھکو دینگے کہ مین آکر زمین ہلادونگا سب نے کہا آپ کو اختیار ہو اب
نامہ دار سے باتین کرتا ہوا چلا نامہ دار سے پوچھا تمھارا کیا نام ہو نامہ دار
نے جواب دیا مجھکو اختقاق جادو کہتے ہین مقرب خداوند کے پاس رہتا ہون
آتش افروز بے خوف ہوگیا ایک مقام پر آکر نامہ دار رکا یا تو آگے آگے
جاتا تھا یا تھرا کے پیچھے آیا آتش افروز نے پوچھا خیر تو ہو اختقاق نقلی نے
کہا ایک شیر ببر راہ مین کھڑا ہو آتش افروز نے کہا کیون ڈرتا ہو مین ابھی سحر
کرکے ہٹاے دیتا ہون اس ببر کو بلاؤن کہ جو شیر کو بھی ڈرادے اور وہ

تھے اپنی دُم دبا کر بھاگے نامہ وار نے کہا آپئے سحر کیجئے جیسے ہی آتش افروز آگے
بڑھا پشت پر سے حلقے کمند کے پڑے اور نعرہ ہوا نعرۂ چالاک بہ عیاری
من آنم چیست وچالاک ہے بہ چشم دشمن اندازم کف خاک ہے نہ آید باد گر دنیز کہ نامم ہا
خلیفہ اولم چالاک نامم ہے نعرے کی صدا سنکر آتش افروز نے چاہا پلٹوں چالاک
نے حباب مار دیا آتش افروز بے ہوش ہوا زمین پر گرا چالاک نے چاہا پشتارہ
باندھوں کہ آسمان سے ایک عقاب تڑپ کر گرا چالاک تو ایک غار مین جاکر
چھپا عقاب نے آتش افروز کو اُٹھا لیا اور لیکر اُڑتا ہوا چلا چالاک نے دیکھا
کہ عقاب آتش افروز کو لیے جاتا ہے یہ بھی چھپتا ہوا چلا عقاب آخر ایک قصر مین
داخل ہوا چالاک جو قریب قصر آیا دیکھا صدہا چوبدار و خدمتگار دروازے پر
کھڑے ہین چالاک نے ایک کو اشارہ کیا جیسے ہی وہ سامنے آیا چالاک نے
اُسکو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر دروازے پر آیا باتون مین لوگون سے پوچھا کہ
اِس قصر مین کون صاحب رہتے ہین چوبدارون نے کہا میان ایسے نادان ہوگئے
خداوند گر محزو اِس مکان مین واسطے عیش کرنے کے آتے ہین ساحرون کو بڑا
دھوکا دیا ہے اِس مکان سے کوئی آگاہ نہین ہے چالاک یہ خبر سنکر اندر چلا چوبدار
نے کہا کیا میان خدمتگار تمکو بلایا ہے چالاک نے کچھ جواب نہ دیا سر ہلایا اندر
آکے دیکھا کہ مکان فرش مشجر سے آراستہ ہے تخت پر ایک جادوگر بیٹھا ہوا ہے اور
آتش افروز سامنے بیہوش پڑا ہے اُس تخت نشین نے آواز دی کہ او خدمتگار
اِسکو ہوشیار کر دے چالاک بہت خوب کہکر قریب آیا پانی چھڑک کر آتش افروز
کو ہوشیار کیا آتش افروز نے آنکھین کھولکر اُس ساحر کو دیکھا واسطے سجدے
کے جُھکا کہا یا خداوند آپ یہان کہان آئے گر محزو نے جواب دیا کہ دن کو
اکثر یہان آتے ہین تیری خبر پائی کہ عیار باندھ چکا ہے چاہتا ہے کہ اُٹھا لیجائے بڑے
افسوس کی بات ہے کہ دو دو تین تین دھوکے کھاتا ہے اور پھر ہوشیار نہین
ہوتا مگر مین تجھکو ایک بیضہ دیتا ہون اِسکو جاکر صاحبقران کے سامنے کاٹنا

اُنکو اسم اعظم فراموش ہو جائیگا تب اُنکو اُٹھا لا نا یہ کہکے ایک بیضۂ سفید دندان فیل کا دیا اور ترکیب اُسکی بتادی کہ اسم اعظم بند کر کے صاحبقران کو تو اُٹھا لا نا آتش افروز نے کہا یا خداوند مین جاتا ہون خدمتگار نے دست بستہ عرض کی یا خداوند مین بھی اِنکے ساتھ جاؤن گرمخو نے کہا ای آتش افروز اسکو بھی ساتھ لیتے جاؤ یہ تمکو ہوشیار کرتا رہیگا یہ خدمتگار قدرت ہی کل امور کی حقیقت سے آگاہ ہی آتش افروز خدمتگار کو ساتھ لیکر چلا راہ مین اِسنے کہا آپ چلیے مین آیا سرمیدانی بھول آیا ہون اُس مین سرمۂ جمشیدی ہی جسوقت آنکھون مین آپ لگا لیجیےگا سحر اور زیادہ یاد آجائیگا اور ایک عمدہ بات یہ ہی کہ آپ سب کو دیکھیے آپ کو کوئی نہ دیکھ سکے آتش افروز نے کہا تم سرمیدانی لاؤ مین آگے بڑھتا ہون خدمتگار غائب ہوا آتش افروز چلا راہ مین آکر آتش افروز نے دیکھا کہ جنگل مین ایک عورت پھر رہی ہی اور یہ اشعار پڑھ رہی ہی

نظم

خاک مین ملکے بھی مین اُسکو نہ دشمن سمجھا
گردش چرخ کو اک گردش دامن سمجھا

چھوڑتا میرے گریبان کو نہین وحشی جنون
کیا یہ اُسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا

زلفین سنبل مین تو پھر نرگس شہلا آنکھین
جسنے دیکھا ترے مکھڑے کو وہ گلشن سمجھا

کیا تماشا ہے کوچۂ محبوب ہے سبحان اللہ
کوئی کعبہ کوئی جنت کوئی گلشن سمجھا

یاد آئی جو مجھے اپنی بیابان مرگی
گنبد قصر فلک گنبد مدفن سمجھا

سینے سے مثل جبین مین نے لگایا جو اسے
داغ سودا کو مرا دل گل سوسن سمجھا

موم دونون کو کیا نالۂ آتش خو نے
سنگ کو سنگ نہ آہن کو یہ آہن سمجھا

ہو گئی یار کے ہاتھون پہ جو مہندی کالی
انگلیون کو مین زبان گل سوسن سمجھا

سنبل تر مجھے بے زلف صنم دود ہوا
بے رخ یار مین گلزار کو گلخن سمجھا

محفل یار مین دیکھا جو سر اُسکا کٹتے
گردن شمع کو عاشق کی مین گردن سمجھا

کیون نہ معراج محمد کا ہو قائل آتش
مہ و خورشید کو نقش سم توسن سمجھا

آتش افروز نے بڑھکر پوچھا کہ ای نازنین اس صحرا مین کیون ماری ماری پھرتی ہی

اُس مہجبین نے بہ نگاہ غور دیکھا ہنسکر کہا لو صاحب میری آرزو پوری ہوگئی مین نے
خواب مین تمکو دیکھا تمھاری ہی تلاش مین نکلی لیکن جمشید ثانی کے صدقے کہ یہان
ملاقات ہوگئی اب مین تمھارے ساتھ ہون آتش افروز اُسکو اپنے ساتھ لیکر
چلا ایک مقام پر تنہا کے پیچھے ہٹی کہا لو صاحب غضب ہوا میرے باپ آتے ہین
تلوار کھینچے ہوے ہین آتش افروز نے کہا تم نہ ڈرو مین سمجھا لونگا نازنین نے
کہا آگے بڑھو آتش افروز آگے بڑھا جیسے ہی آگے بڑھا چالاک نے حلقۂ
کمند گلے مین ڈالدیے اور حباب مارکر بیہوش کیا خنجر کھینچکر مارا کہ آتش افروز
کا شکم چاک قصہ پاک ہوا جنگل مین ہنگامہ ہوا آگ برسنے لگی چالاک ایک
غار مین چھپا جیسے ہی نکلا آسمان سے تڑپ کر وہی عقاب گرا چالاک کو اُٹھا لیگیا
چالاک نے راہ مین دیکھا ایک ساحر بیہ فام بد انجام پنجے مین دبائے ہوے
لیے جاتا ہو کہ ایک طرف سے دیکھا شعلہ افروز آتا ہو مگر روتا ہوا کہ ہائے بھائی
کا لاشہ اِن آنکھون سے دیکھا کاش کہ نابینا پیدا ہوتا مگر اِن عیارون سے خداوند
جمشید ثانی بچاوین عقاب نے جو دیکھا کہ شعلہ افروز روتا ہوا آتا ہو عقاب نے
پکارکر آواز دی کہ ای برادر آتش افروز کہان سے آتے ہو کیون روتے ہو
مین نے تمھارے بھائی کے خون کا بدلہ لے لیا دیکھو اِس قاتل کو لیے جاتا ہون
شعلہ افروز نے کہا بھائی تیرے صدقے ہو جاؤن ذرا نیچے آؤ مین اِس ظالم کی
بوٹیاں دانتون سے کاٹون تو میرے دل کو آرام آئے عقاب نے کہا مین نے
سُنا تھا کہ تم بھی مارے گئے شعلہ افروز نے کہا جب مین نے سُنا کہ عیارون کا
ہنگامہ ہو تو پیر کو اپنی صورت بنا کر مین الگ ہو گیا تھا وہ پیر مارا گیا اور مین
غار مین مخفی رہا آج نکلا تھا کہ بھائی کے مرنے کی آواز کان مین آئی لاشہ دیکھکر
بیقرار ہو گیا سامنے قدرت کے بہت فریاد کرونگا مگر اِسکو نیچے لاؤ مین سزا دون کر
دل کو تسکین ہو عقاب ہوا سے اُتر آیا شعلہ افروز نے بڑھکر چالاک کو ایک
لات ماری تلوار کھینچکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا عقاب نے کہا ای شعلہ افروز قتل نہ کرنا

قدرت نے کہدیا تھا کہ اے عقاب زندہ ولا تا قدرت کے سامنے چلو اُنکو اختیار
ہو شعلہ افروز نقلی نے کہا دیکھو سامنے بھائی صاحب آتے ہین قدرت نے میری
دعا قبول کی بھائی صاحب زندہ ہوگئے عقاب جادو خوشی خوشی کہنے لگا کہ اگر قدرت
کی نظر رحمت ہوئی تو کیا بڑی بات ہو سیکڑون بندے پیدا کرتے ہین ایک مُردے
کو زندہ کر دیا تو کیا کمال ہوا عدم سے پھیر دیا روح کو بدن مین داخل کیا یہ کہکے
عقاب پلٹا شعلہ افروز نقلی نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارکر
بیہوش کیا اور نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم	رنگ از رُخ بختک بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

نعرہ کرکے خنجر مار کر عقاب جادو کا شکم چاک قصہ پاک ہوا چالاک نے کہا
قبلہ و کعبہ خوب آپ وقت پر آئے خواجہ نے کہا مین دیکھ رہا تھا کہ تمکو عقاب
لیے جاتا ہو مجھکو کچھ نہ بن پڑا شعلہ افروز کی شکل بنکر آیا خیر عیاری موزون ہوگئی
اب کیا ارادہ ہو چالاک نے کہا صاحبقران کو جا کر خبر دیجیے کہ کوچ کرین
چالاک و خواجہ ساتھ ملے ہوے سامنے صاحبقران کے آئے سب
کیفیت بیان کی مگر چالاک نے کہا دلبر صنوبر قد اُسکے لشکر مین ہو اگر حکم ہو
تو اُسکو لے آؤن صاحبقران نے فرمایا اے چالاک کون صنوبر قد چالاک
نے عرض کی کوہ یار جادو ایک قلعے کا حاکم ہو گلزار آتش افروز کا اُسکی طرف سے
ہوا یہ دلبر صنوبر قد کو دیکھکر عاشق ہوا اُسنے کوہ یار کو نامہ لکھا کہ اپنی دختر کو
میرے ساتھ منسوب کر اُسنے بخوشی قبول کیا ملکہ کو سوار کرکے روانہ کر دیا کہ
گذر میرا اُس صحرا مین ہوا کہ جہان صنوبر قد اُتری ہوئی تھی مین نے عیاری
کرکے دریافت کر لیا کہ دلبر صنوبر قد کو ساحر کے نام سے نفرت ہو مین نے
عیاری کرکے صنوبر قد کو ایک صندوق مین بند کر دیا تھا مگر اب سننے مین آیا
تھا کہ آتش افروز نے اُسکو صندوق مین سے نکالا اور طالب وصل ہوا مگر

ملکہ نے انکار کیا اُسکا ارادہ ہوا تھا کہ ملکہ پر کچھ جبر کرے کہ مین اور قبلہ وکعبہ پہونچے
صاحبقران نے فرمایا اب کسی طور سے جاؤ اور اُسکو لاؤ چالاک باہر نکلا آکر
خواجہ سے پوچھا کہ کیون قبلہ وکعبہ کیونکر جاؤن خواجہ نے کہا اُسی طرح جاؤ جیسے
چالاک حیران ہوا کہ قبلہ وکعبہ نے عجب فقرہ کہا یہ سوچ رہا تھا کہ برق سامنے
سے آیا واضح رہے کہ مہتر برق سے اور دیو تندک سے ملاقات ہوگئی اسنے
کہا اے تندک مجھکو بھی طلسم نوخیز مین پہونچا دے تندک نے لاکر ایک صحرا مین
چھوڑ دیا مدت سے لشکر مین تھا اب اپنے کو برق نے ظاہر کیا برق سے بھی
چالاک نے پوچھا کہ کیون بھائی برق کیونکر جاؤن برق نے سنکر کہا کہ اُسی
صورت پر جاؤ چالاک حیران ہوا کہ برق نے بھی وہی کلمہ کہا جو قبلہ وکعبہ نے
کہا تھا اے چالاک کیا تدبیر کرون سوچتے سوچتے ایک عیاری عقل مین آئی
چار شاگرد ولیے اُنکو خدمتگار بنایا مرکب عربی پر سوار ہوا بہ صورت آتش افروز
چلا جہان لشکر والے حیران تھے کہ نہین معلوم آقا پر کیا گذری کہ ابھی تک
پلٹ کر نہین آئے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شہنشاہ آتش افروز آتے ہین
افسرون نے آکر استقبال کیا بہ اعزاز لیکر بارگاہ مین آئے چالاک نے بیٹھتے ہی
پوچھا کہ دلبر کا مزاج کیسا ہے کنیزون نے عرض کی جب سے آپ گئے ہین ہر وقت
رویا کرتی ہین اور کہتی ہین ہین آتش افروز سے راضی نہین یا میرے قلعے
مین بھیجدین یا طرف لشکر صاحبقران کے روانہ کرین کہ وہان جاکر عبادت
خدا کرون یہ سنکر آتش افروز نقلی نے حکم دیا کہ ملکہ سے کہدو کہ تخلیہ کرو ہم
آتے ہین ملکہ نے خبر سنکر منھ پیٹ لیا کہا جس امید پر آتے ہین ہمیشہ ناامید رہینگے
مجھپر دست انداز نہ ہوسکینگے کنیزین ہر بہانے سے ہٹنے لگین کہ ایک کنیز نے
خبر دی کہ شہنشاہ آگئے اُسی جلدی مین دلبر نے ایک خنجر اپنے پاس رکھ لیا جب
کنیزین سب ہٹ گئین تو آتش افروز نقلی اندر آیا سامنے ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا
ملکہ نے کہا صاحب کیون کھڑے ہو بیٹھ جاؤ چالاک نے کہا آپ نے غلام

قدیم کو پہچانا دلبر نے سر جھکا کر کہا ہان صاحب پہچانا کہ آپ شہنشاہ ساحران ہین
مگر مجھسے کچھ امید نہ رکھیے گا چالاک نے کہا مجھے آپ نے نہین پہچانا حضور مین ہون
چالاک بن عمرو کہ ایک کنیز کو دیکھا چلی آتی ہی ہنستی ہوئی پانچے ہلاتی ہوئی
سامنے آکر کہا ای فرزند کیا کہنا تم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری ہین
بھی پہونچا تھا کہ ملک کو لے جاؤن مگر تم بھی خوب آئے اب انکو نکالدو پھر ہم
لشکر سے سمجھ لین گے چالاک نے باہر نکلکر حکم دیا کہ محافۂ زرین لاؤ اس مین
ملک کو سوار کرو لشکر مین حمزۂ عرب کے بیہدہ وہم لڑ بھڑ کر لے لین گے ملک کی تو
مراد پوری ہو جائے محافۂ زرین آیا ملک خوشی خوشی سوار ہوئین پچیس سوار
ساتھ کیے کہا لشکر حمزہ مین پہونچا کر چلے آؤ پھر کہا دو افسرون کو بلاؤ جو غالب
ہوگا اسکو سپہ سالار لشکر کرینگے خیل جادو اور ابابیل جادو آئے دونون کو لڑوایا
مراد یہ تھی کہ آپس مین سحر کرو جو غالب ہوگا ہم اسکو افسر کرینگے خیل و ابابیل
مین سحر چلنے لگا خیل جادو ابابیل پہ سحر کر رہا ہی ابابیل نے جو دیکھا کہ خیل سحر
کرنے لگا آتا ہی جھلا کر ایک تمانچہ مار دیا تمانچہ کھا کر خیل جھلایا جھولی سے کارد
سحر نکالی اسپر اپنا خون ڈالا سحر کر کے کھینچ ماری ہرچند ابابیل نے چاہا رد کون
مگر کارد نرگی سینے پر آکر پڑی کہ پشت کو توڑ کر پار گذری ابابیل جادو کا گرنا
کہ چالاک نے انکے ملازمون سے کہا تمھارے افسر کو مار ڈالا تم اس سے
بدلا لو ان سب نے ملک خیل کو مارا ملازمون نے شور و غل مچایا اسطرح پر
چالاک نے ہزار دو ہزار کو قتل کراکے گرایا اسکے بعد اپنے کو ظاہر کیا سب
بصدق دل مسلمان ہوئے چالاک اور عمرو سب کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے
اسباب تو سب خواجہ نے نذر زنبیل کیا پہلے صاحبقران زمان نے سنا کہ
دلبر صنوبر قد آئی ہی اسکو اُترا اُتروایا بعد اسکے ہرکارون نے خبر دی کہ خواجہ
و چالاک لشکر کو لیکر آتے ہین صاحبقران نے سردارونکو بھیجا وہ استقبال
کر کے لائے صنوبر نے جو صاحبقران کو دیکھا عاشق جمال بے مثال ہوئی

صاحبقران نے بخوشی دلبر کے ساتھ عقد کیا مگر باپ اسکا کوہ یار جادو بالاے کوہ بیٹھا تھا مخبر کارون نے خبر دی کہ آپ کی صاحبزادی کا عقد صاحبقران کے ساتھ ہوگیا نام حمزہ کا سنکر کوہ یار بہت جھلایا کہا مین نے تو پاس آتش افروز کے روانہ کیا تھا اُسپر کیا سانحہ گذرا مخبر کارون نے بیان کیا کہ آتش افروز مارا گیا شعلہ افروز قتل ہوا چالاک عمرو عیاری کرکے آپ کی دختر کو لیگئے کوہ یار نے حکم دیا کہ ماید ولت کو بہت ناگوار ہوا کہ میری لڑکی مسلمان کے ساتھ منسوب ہو کر جو خداے نادیدہ کی پرستش کرتے ہین یہ فعل مجھپر بہت شاق ہو حکم دیا کہ لشکر تیار ہو کر بر سر حمزہ جائے سردارون نے کہا کہ تم بھی آپڑنا مین جا کر ادھر سے سحر کرینگا لشکر مین ہنگامہ پڑ جائیگا ساٹھ ہزار کا لشکر صبح کو روانہ ہوگیا لشکر تو دن کو گیا اور شام کو آپ ایک ہنس پر سوار ہوا طرف آسمان کے چلا یہان صاحبقران تو بارگاہ مین ہین جملہ سردار حاضر ہین چونکہ صاحبقران نے شب کو عقد کیا ہو لہذا خواجہ عمرو ونی بجاکر یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین

نظم

وہ مسیحا قبر پر آتا رہا	مین موے پر روز جی جاتا رہا
زندگی کی ہجنے مرمر کے بسر	وہ بُت ترسا جو ترساتا رہا
واہ بخت نارسا دیکھا تجھے	نامہ بر سے خط کہین جاتا رہا
وصل کی شب بھی شب فرقت ہوئی	رات بھر وہ شوخ شرماتا رہا
چھوڑ کر چاہ ذقن نکلا نہ دل	لاکھ گیسو اسپہ لہراتا رہا
دل تو دینے کو دیا پر ہمنشین	ہاتھ مین مل مل کے پچھتاتا رہا
دیکھ اُسکو ہوگیا مین بے خبر	دل یکایک ہاتھ سے جاتا رہا
عمر بھر اُس برق وش کی یاد مین	سیل اشک آنکھون سے برساتا رہا
ڈھونڈھتا پھرتا ہون اُسکو جابجا	دل خدا جانے کدھر جاتا رہا
اُس مسیحا کی امید وصل مین	شام جیتا صبح مرجاتا رہا
عشق کا رعنا مرض ہو لادوا	کب سنا تو نے کہ وہ جاتا رہا

کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ساٹھ ہزار فوج ساحران مقابلہ حضور مین آئی ہر انکا
ارادہ ہر کہ آج ہی رات کو لڑائی کا خاتمہ کر دین صاحبقران نے فرمایا خدا رحیم
رحیم است وکریم است یہ ذکر تھا کہ صداے طبل جنگی کان مین آئی صاحبقران
نے پوچھا عمرو نے عرض کی ہرکارے آتے ہونگے کہ ہرکارے آکر حاضر ہوے
دعا و ثناے شاہی بجالائے قطعہ اے سپہر کارے رفیقت قل ہو اللہ احد ہمدی
نگہبان تن وجان تو اللہ الصمد ہمہ لم یلد یارت ولم یولد ہمہ جا دستگیر ہمہ لم یکن
تا مرترا مونس ہمہ کفوا احد ہمہ شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو افسران
لشکر کوہ یار نے طبل جنگی بجوا دیا مگر کوہ یار لشکر مین نہین ہر امیر نے خواجہ
سے فرمایا خواجہ کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و بہ تائید ربانی
طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گرگرایا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات
تیاری رہی اب وہ وقت آیا **نظم**

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند	لحاف غنچہ از رو بر کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

مگر رات کو یہ سامان ہوا کہ جب رات کم باقی رہی تو آسمان سے پتھر برسنے
لگے لشکر مین صاحبقران کے صداے فریاد و فریاد بلند ہوئی صاحبقران زنان
ہنگامہ سنکر نکل آئے دیکھا خیمہ ہاے زنگاری و گلناری سرنگون پڑے ہوے ہین
ہر طرف بڑی بڑی بارگاہین اکثی ہوئی پڑی ہین صدہا بندگان خدا سر پیٹتے ہین
تڑپ رہے ہین جسپر پتھر پڑا سر پاش پاش ہوگیا جب کئی سو جوان اس آفت
سنگین سے سیار گلشن جنان ہوے اور صاحبقران نے اپنی آنکھونسے
دیکھا کہ بارش سنگ موقوف نہین ہوتی تو عمرو نے آکر کہا اسم اعظم پکار کے
پڑھیے امیر نے اسم اعظم پڑھا جیسے ہی آواز بلند ہوئی پتھر برسنا موقوف
ہوے صاحبقران پلٹ گئے جاکر بارگاہ مین بیٹھے پھر صداے فریاد آنے لگی

باہر نکلکر دیکھا کہ پتھرون کی بوچھار ہے اہل اسلام عاجز ہو رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ کدھر نکلجاوین کیونکر جان بچاوین صاحبقران نے پھر اسم اعظم پڑھا پتھر برسنا موقوف ہوے آکر بارگاہ مین بیٹھے پھر صداے فریاد بلند ہوئی پھر امیر نے آکر اسم اعظم پڑھا پھر موقوف ہوگئے اِسی طرح سے صبح تک تلاطم رہا جب نیر اعظم نکلا اور روشنی پھیلی تب بالکل پتھر موقوف ہوے صاحبقران سوار ہوے لشکر کو ساتھ لیکر میدان مین آئے افسران فوج کوہ یار بھی ساٹھ ہزار فوج کو ساتھ لیکر میدان مین آئے صفین جمین بعد نقابت سہراب جادو طرف سے کفار کے میدان مین آیا پکارکر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے جیسے ہی سہراب نے آواز دی القاس گھوڑا اُچھکا کر نکلا صاحبقران سے اجازت لی امیر نے فرمایا ای القاس نہ جاؤ تم غیر ساحر ہو ساحر کے مقابلے مین جاتے ہو کیونکر جواب دوگے القاس نے عرض کی غلام تیر سے اُسکو مار لیگا صاحبقران نے ناچار اجازت دی القاس میدان مین آیا تیر مارا سہراب نے جلا دیا کئی تیر القاس نے مارے لیکن سہراب نے جلا دیے سہراب نے سحر کیا کہ گھوڑا لیکر القاس کو طرف ہوا کے بھاگا سہراب نے پھر آواز دی کہ اور جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے امیر نے اشقر بڑھایا میدان مین پہونچے سہراب نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر نے تاثیر نہ کی صاحبقران قریب پہونچ گئے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سہراب جادو کے دو ٹکڑے ہوے کئی ساحر اِسی طرح نکلے ہاتھ سے صاحبقران کے مارے گئے اب امیر للکار رہے ہین کوئی مقابلے مین نہین آتا کہ ہوا سے گرد اُڑی کوہ یار ایک اژدہا آتشین پہ سوار مقابلے مین صاحبقران کے آیا آتے ہی تلوارین برسائین مگر امیر پر تاثیر نہ ہوئی کئی سحر کوہ یار نے کیے جب کچھ اثر نہ ہوا تو کوہ یار گھبرایا مقابلے مین امیر کے تلوار کھینچکر آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر امیر نے بہ فنون سپاہ گری رد کے پھر ہاتھ تھام کر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر کوہ یار کو اُٹھا لیا ہرچند وہ چاہتا ہے سحر کرین مگر سحر یاد نہین آتا آخر صاحبقران نے فرمایا کہ ای

کوہ یار مین تمھارا لحاظ کرتا ہون چاہتا ہون کہ اپنی جان نہ دو دین اسلام اختیار
کرو آخر کوہ یار بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو بھی دائرہ اسلام مین لایا صاحبقران
بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوئے یہ سب خبرین جمشید ثانی کو پہونچین
اسنے گرم خو کو عرضی لکھی کہ یا خداوند مین آپ کا ہرچند کہ گندہ بندہ ہون لیکن لوح
ایسے مقام پر رکھی ہو کہ جہان ہوا کا بھی گذر نہوگا پس لوح تو عمر بھر نہ پاوینگے مگر در بند
ویران ہوگئے یہ عرضی جو جمشید ثانی کی پہونچی نگہبانون نے عرضی کو آگ مین ڈالدیا
ایک شعلہ پنجہ پیدا ہوا اسنے عرضی کو اٹھا لیا گرم خو نے وہ عرضی پڑھی سوچا کہ بڑا
ساحر مارا گیا آتش افروز کہ نگہبان آتش تھا اسکو عیارون نے مارا اسی کی شکل
بنکر عیاریان کین دلبر انکے قبضے مین گئی کوہ یار بھی بصدق دل مسلمان ہوا اب
کیا تدبیر کرون دیر تک سوچا کیا آخر آواز دی کہ اے ہما اے جادو جلد آؤ کہ آسمان
سے ایک ہما اترتا ہوا آیا آکر آگ مین گرا پر پرزے جل گئے ایک طرف سے
آواز آئی کہ اے مقرب درگاہ خداوندی اپنے کو سنبھال ہما کے فورًا پر پرزے
درست ہوگئے سامنے گرم خو کے آیا گرم خو نے کہا اے ہما اے جادو تو براے
مقابلہ مسلمانان جائیگا مسلمانون کو گرفتار کر لائیگا ہما نے کہا قدرت کا ارشاد
ہو آنکھون سے بجا لاؤنگا یہ کہکر ہما باہر نکلا اور ڈیڑھ لاکھ فوج ساتھ لی براے
مقابلہ صاحبقران چلا یہان صاحبقران بعد فتح جنگ کوہ یار دربار مین ہین
پورے بارگاہ کے اٹھے ہوئے ہین سب سرداران ساحر وغیر ساحر جمع ہین کہ
صاحبقران نے فرمایا خواجہ براے ملاقات سعد شہریار جاؤ انکو ہمارے
پاس لاؤ کہنا اے نور نظر تمنے ماشاء اللہ بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے کہ تمھارے
نام سکے ہین مگر ہماری ملاقات کو آؤ خواجہ عمرو چلے مگر بادشاہ جمجاہ
ایک صحرا مین فروکش ہین جادوگرنیان مثل حالاکیسو کشا و لوح دار ان
طلسم کوہ رنجور جادو وغیرہ دربار بادشاہ مین جمع ہین سرداران غیر ساحر بھی
ہین ذکر بدیع الزمان ہورہا ہو بادشاہ فرماتے ہین عم نامدار کو کئی دن گذرے

کر شکار سے پلٹ کر نہین آئے مجھکو بڑا انتشار ہی کہ فیروزہ دوڑا ہوا آیا عرض کی
مبارک ہو کہ قبلہ و کعبہ تشریف لاتے ہین سعد بہت خوش ہوئے خواجہ نے
آکر سلام کیا بادشاہ نے گلے لگا لیا پوچھا اے عمر نامدار کیونکر تشریف لانیکا اتفاق
ہوا خواجہ نے نامہ صاحبقران کا پیش کیا سعد نے فرمایا اے عمر نامدار مین بڑے
تردد مین ہون کہ ملکہ قمر عذار ایسی ساحرہ اُسکا دل جمشید ثانی نے سحر کرکے بالکل
الٹ دیا ہی وہ میرے مقابلے مین آئی ہی مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو قتل ہو جائے
قتل سے امان نہ پائے اور پھر راہ پر نہ آئے خواجہ نے کہا اے فرزند اس مقدمہ
مین روپیہ کا بہت صرف ہی بادشاہ نے کئی لاکھ روپیہ کا رقعہ لکھا اور خواجہ کے
حوالے کیا خواجہ نے کہا کہ اے بیٹا رقعہ تو تمنے لکھدیا لیکن اسکو لیکر مین جاؤنگا
تم خوب واقف ہو کہ مین قرضدار رہتا ہون مہاجن وغیرہ مجھکو گرفتار کر لینگے
کچھ نقد دلواؤ بادشاہ نے کئی ہزار روپیہ نقد بھی دیے خواجہ نے روپیہ لیکے نذر
زنبیل کیے اور فیروزہ سے کہا تم خالی بیٹھے رہتے ہو تم سے کچھ نہین ہو سکتا
مفت کی تنخواہ کھاتے ہو بس مناسب یہ ہی کہ جتنا زمانہ اس طلسم مین گذرے
اسکی پوری تنخواہ لینے کا مین مستحق ہون آپ تنخواہ سے ہاتھ دھوئیے لیکن
بدیع الزمان کئی دن سے جنگل مین شکار کھیل رہے ہین قمر عذار کو یہ سب
خبرین پہونچین کہ بدیع الزمان نے صحرا مین آکر سماق جادو کو مطیع کیا اور شکار
کھیل رہے ہین اُنکا ارادہ ہی کہ طلسم باطن مین داخل کرین یہ خبر وحشت اثر سنکر
اپنے مقام سے اُٹھی افسرون سے کہا کہ مین براے کار ضروری جاتی ہون تم
لوگ نہ گھبرانا یہ کہکر باہر نکلی طاؤس پر سوار ہو کر اُسی صحرا مین آئی جہان شاہزادہ
بدیع الزمان شکار کھیل رہے تھے دو پتلیان سنہری جیب سے نکالین اُن کو
چھوڑ دیا ایک سے کہا تم جاکر بدیع الزمان کو لاؤ دوسری سے کہا تم جاکے
سماق کو تسخیر کرو دونون پتلیان روانہ ہو گئین بدیع الزمان نے ایک آہو
پر گھوڑا ڈالا اسپ تو پیچھے رہ گئے مگر سماق جادو اڑتا ہوا ساتھ ہی جب اسنے دیکھا

کہ شاہزادہ کئی کوس نکل آیا تو سحر کرکے آہو کو روکا آہو نے ایک نخل کے نیچے ٹھہر کر چہار جانب دیکھا بدیع الزمان نے تیر مارا آہو لڑکھڑا کر گرا بدیع الزمان نے آکر بہ قربانی پہونچایا کہ سماق جادو بھی پہونچا بدیع الزمان نے کباب لگانے اُس دشت کا جو حاکم تھا ساحل جادو اُسنے کوہ سے دیکھا کہ ایک ساحر اور ایک غیر ساحر ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین کباب لگا رہے ہین عیار کو اپنے حکم دیا کہ جاکر اِن جوانون کو گرفتار کر لاؤ سہمناک تیز رو روانہ ہوا ایک فقیر بنکر سامنے بدیع الزمان کے آیا کہا مین کباب لگا دون حضور کو تکلیف ہوتی ہی بدیع الزمان نے کہا کیا مضایقہ ہی عیار نے کباب لگائے نمک اپنے پاس سے ڈالا دونون کو بیہوش کیا دونون کے پشتارے باندھکر لے چلا ارادہ ہو کہ بالاے کوہ جاؤن دفعۃً گانے کی آواز آئی کہ کوئی یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

ہم دل سے لگ چلے تھے کہ دیوانہ پن ہوا
سمجھے تھے راہبر جسے وہ راہزن ہوا

وحشت کا جوش باعث ترک وطن ہوا
گھر مجھپہ تنگ ہو کے مرا پیرہن ہوا

اظہار سوز دل مین جو گرم سخن ہوا
شعلہ ہوئی زبان پھپھولا دہن ہوا

گیسو کا عشق تھا سبب برہمیِ یار
تقدیر کا بل اُسکی جبین کا شکن ہوا

یون دل مین مجھ مین تفرقہ روز ازل پڑا
جبتک رہا بدن مین نہ جزو بدن ہوا

شیشون نے مارے قہقہے توبہ جو ٹھنکی
بے اختیار ساغر و خندہ زن ہوا

تھا مجھ مین یار مین یہی جھگڑا دم وداع
جو نزع مین معاملہ روح و تن ہوا

مجھکو جو کوے یار مین جا سے لحد ملی
خواہان مرگ رشک سے خود گورکن ہوا

محشر مین داغ عشق کی پھیلی جو تیرگی
چلاّئے اہل حشر کہ سورج گہن ہوا

سمجھا تھا مین کہ سامنے ٹوٹیگا اُنکے دم
رشتہ مری حیات کا پیمان شکن ہوا

پیدا کیے ہین کچھ نئے ڈھنگ آسمان نے
فیروزہ رنگ لانے لگا جب کہن ہوا

کیا وضع رنگ و بو پہ ہنسی اے صبا ہوئی
اہل وفا کی بزم مین رسوا چمن ہوا

پھر کر نگاہ شوق نہ آئی جو آنکھ مین
یا گم وہ آپ ہو گئے یا گم وطن ہوا

تماشائی ہون دو دل کا تری جلوہ گاہ مین
شکوہ نہین دیے جو بتون نے جواب سخت
رخت قبا سے گل کا جو ٹکڑا تھا اے جنون
آزار ہیے کتنی ہو وحشت عدم مین بھی
پہچانتا نہین یہ اثر کو اثر اسے
کرتا ہی بخیہ گریہ ملامت ہی بار بار
اٹھتے ہی پردہ آنکھون پہ دیے پڑ گئے
تھا اک حجاب اپنے گنا ہو نے تیغ مین
محمل کے پاس اپنے کو پہونچا سکا نہین
پیری سے آرزوے جوانی جو ہے تنگی کی
سمجھے ہین اجنبی مجھے سب بزم یار مین
کس شوخ پر گلون کے گریبان پھٹ گئے
آکر وطن مین ہو گئے دیوانے اے جلال

آ سٹھا تو سر منہ تنگ انجمن ہوا
شکر خدا کہ بات کے قابل دہن ہوا
کچھ بچ رہا تھا اُنھین مرا پیرہن ہوا
جھگڑے ہین سب یہ گور ہوئی یا کفن ہوا
نالہ نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا
کتنا جگر کا چاک دریدہ دہن ہوا
جلوہ ترا نقاب رخ انجمن ہوا
جسوقت مر گئے وہی پردہ کفن ہوا
آہٹ ہی پا کے ناقہ لیلی ہرن ہوا
ایسا دیا جواب کہ دندان شکن ہوا
مین اے فلک وطن مین غریب الوطن ہوا
کسکا حجاب پردہ در انجمن ہوا
یہ شور آہ آہ اہل وطن ہوا

یہ آواز سنکر عیار چہار جانب دیکھنے لگا کہ دیکھا سامنے سے دو عورتین حسین و جمیل نازنین بارق ہوئی آتی ہین عیار اُنکی صورت زیبا دیکھنے لگا کہ نہایت ہی حسین ہین اور کمسن اٹھلا اٹھلا کے آ رہی ہین عیار دیکھتے ہی حیران جمال و محو دیدار ہوا اُن دونون نے قریب آکر کہا میان عیار صاحب کسے لیے جاتے ہو عیار نے کہا فرزند صاحبقران شاہزادہ بدیع الزمان اور رفیق اُنکا سماق دونون کو پکڑا ہو خدمت مین آقا کی لیے جاتا ہون اُن دونون نے کہا ہم اُنکو دیکھین عیار نے پشتارے کھولے ایک کی نگاہ بدیع الزمان پر پڑی وہ جو دوسری تھی اُسنے سماق جادو کو دیکھا سر جھکا کر خاموش ہو رہین دونون کے منھ پر ہاتھ پھیر دیا اور عیار کو جھڑکا کہا جا بھاگ جا ٹھہرے گا تو بلا مین مبتلا ہوگا عیار پشتارہ چھوڑ کر بھاگا اُن دونون نازنینون نے دونون کو ہوشیار کیا

بدیع الزمان اُٹھے نازنین کو بہ نگاہ محبت دیکھنے لگے اُنسے ہنسکر کہا میرے
ساتھ چلیے مین آپ کا پہلو گرم کرونگی آپ کو تکلیف نہ ہونے پائیگی دوسری نے
سماق سے کہا کہ مین تیرے ہمراہ ہون تجھکو آرام سے رکھونگی وہ مرتبہ دونگی کہ
عالم عالم رشک کرے دونون جوان دونون کے ساتھ چلے مگر ایک دوسرے
پر نثار ہی بہ نگاہ غور دیکھتے ہوے ساتھ جاتے ہین کہ اُدھر سے خواجہ آتے تھے
دور سے دیکھا کہ بدیع الزمان ہمراہ ایک سردار ساحر کے دو معشوقون کے
ساتھ ہنستے ہوے جاتے ہین سمجھے کہ یہ کسی کا سحر ہی کنارے آکر رنگ و روغن
عیاری کا لگایا ایک گویے کی شکل بنکر گانے لگے اُن دونون نے جو گانے کی آواز سنی
منھ پھیر لیا بدیع الزمان اور سماق نے کہا بھی کہ دیکھو یہ کون گاتا ہی دونون نے
ہنسکر کہا کہ اس گانے پر توجہ نہ کرو یہ بڑا مکار ہی ایسا نہ ہو عیاری کرے تو باعث
خرابی ہو ہمارا کیا کرسکتا ہی دیوانہ ہوا ہو کہ فکر مین آتا ہی پکار کر آواز دی میان
گانے والے ذرا اِدھر آیئے خواجہ نے جو تیور دیکھے ہر چند اُن عورتون نے
بلایا مگر خواجہ نہ آئے گلیم اوڑھکر غائب ہوگئے مگر دل سے باتین کرتے ہین کہ
یہ تو بڑی خرابی ہوئی کہ بدیع الزمان سحر مین پھنسا یہ سعد کو آزار پہونچائیگا سعد
بدیع الزمان کا کیا کرسکین گے یہان، قمر عذار بیٹھی ہوئی تھی کہ پیرون نے خبر
دی کہ بدیع الزمان و سماق جادو آتے ہین دونون عورتین ساتھ ہین اور
دونون پر فریفتہ ہین قمر عذار نے ہاتھ سے اِشارہ کیا کہ وہ دونون نازنینین
بدیع الزمان و سماق کو ہمراہ لیے ہوے سامنے قمر عذار کے آئین بدیع الزمان
نے آکر سلام کیا سماق بھی برائے تسلیم خم ہوا ملکہ نے پوچھا کہ اے شاہزادہ کہ
والا قدر و اے آسمان جلالت کے بدر تم ہمارے لشکر کی سپہ سالاری قبول
کروگے بدیع الزمان نے عرض کی جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن قمر عذار نے
بدیع الزمان کو خلعت افسری دیا بدیع الزمان افسر بنکر بیٹھے سماق جادو کو
سپہ سالار ساحرون کا کیا اور لشکر کو تیار کرکے چلی دوسری منزل پر آکر اُتری

مگر افسوس کرتی ہو کہ ہائے بڑے غضب کی بات ہو ایسا نہ ہو ہاتھ سے سعد کے یہ
قتل ہو جائیں یا سعد مارے جاویں تو مقام تاسف ہو مگر بدیع الزمان لشکر کو
لیے ہوئے آگے بڑھتے ہوئے سامنے لشکر سعد کے پہونچے سعد نے بھی
دیکھا کہ بدیع الزمان انتظام لشکر کرتے ہوئے اور سماق جادو ایک ساحر ہو
کہ وہ اہتمام ساحران کرتا ہوا آکر مقابلے میں میرے اترے ہیں شام کو انتظام
طلایہ بدیع الزمان کے سپرد ہوا اودھر سے سعد بن قباد انتظام کرکے کنارے
پر ٹھہرے تھے کہ بدیع الزمان سامنے سے آئے سعد نے پکارا کہ اے عم نامدار
مزاج تو اچھا ہو بدیع الزمان نے منھ پھیر لیا مگر قمر عذار دربار میں بیٹھی ہو کہ
اپنے دیکھا جمشید ثانی تخت پر سوار آتے ہیں قمر عذار اٹھی جھک کر سلام کیا
عرض کی کہ یا خداوند آئیے میں آپ کی مشتاق تھی جمشید ثانی نے تخت اتارا
محفل میں آکے بیٹھا قمر عذار نے پوچھا کہ یا خداوند آپ کہاں سے آتے ہیں جمشید
نے کہا اے قمر عذار قصر طلسمی میں اسوقت بیٹھا تھا کہ یکایک دل گھبرایا برائے
سیر نکل آیا یہاں تجھسے ملاقات ہوئی یہ پسر حمزہ کیونکر آیا اور سماق جادو کیونکر
شریک ہوا قمر عذار نے کہا یا خداوند جسطرح میں شریک ہوئی اسی طرح یہ
دونوں جوان بھی مبتلا ہو کر آئے ہیں شاہزادیوں کے مشتاق ہیں میں نے
انکو سپہ سالار کیا ہو جمشید نے کہا اے قمر عذار اپنے لشکر میں بادشاہ طلایہ
دے رہے ہیں ایسا نہ ہو کہ بدیع الزمان کو لوح محفوظ دکھا دیں تو مشکل
پڑیگی قمر عذار نے کہا میں چاہتی ہوں کہ ایک جنگ بدیع و سعد سے سر میدان
ہو جائے کیا عجب ہو کہ بدیع الزمان سعد کو کشتی میں مار لیں اگر بدیع الزمان
غالب آئے تو خاتمہ ہو گیا اور اگر مغلوب ہو گئے ہاتھ سے اس شہریار کے تو بھی باعث
خرابی ہو میرے دل کو دونوں طرح بیتابی ہو کل میرا بھی ارادہ ہو کہ سحر کا اپنے
امتحان کروں جمشید نے کہا اے قمر عذار جو تمنے سوچا ہو وہی ہوگا میں بھی
تعذیر مضبوط کرونگا اگر ہمارے قدرت نے چاہا تو سر میدان بدیع الزمان

سعد کو زیر کر لین گے اب طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے خبر بادشاہ کو دی بادشاہ نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا بقول شاعر نظم

یکایک ہوا دان سحر کا ظہور	اڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا	نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار	کریلے کیا زاغ شب کو شکار

دونون لشکر میدان مین آئے قمر عذار تخت پر سوار بدیع الزمان پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے ایک طرف سماق جادو پشت پر ساٹھ ستر ہزار ساحران عذار میدان مین آکر پہونچے اِدھر سے سعد بن قباد بہ شوکت تمام و بہ اطمینان مالا کلام آئے لشکر جیسے بادشاہ دیکھ رہے ہین کہ بدیع الزمان قمر عذار کے تخت کے ساتھ مثل چاکران کمترین آتے ہین اشارے کے امیدوار ہین کہ جو قمر عذار کہے وہ بجالاوٴن سعد یہ دیکھکر حیران ہو گئے حال بدیع الزمان دیکھکر جی مین کہتے ہین مقام افسوس ہو کہ فرزند رشید صاحبقران اس بلا مین مبتلا گھوڑا اڑاے ہوے چلے آتے ہین جب صفین جم چکین نقیبون نے نقابت کی کرکیت کڑکا کھکریٹے قمر عذار نے طرف بدیع الزمان کے دیکھا بدیع الزمان نے مرکب اڑایا میدان مین آئے بُت پتھر کے بازوون پر بندھے ہوے چند بُت گلے مین پڑے ہوے اس صورت سے میدان مین آئے پکار کر آواز دی کہ او سعد بن قباد یا تو جمشید ثانی کو سجدہ کرو یا مقابلے مین آؤ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام یہ باتین کب سن سکتے ہین فوراً مرکب اڑایا مقابلہ بدیع الزمان مین آئے جادوگریون نے کہا بھی کہ اگر حضور فرمائین تو ہم بدیع پر سحر کرین سعد نے فرمایا مین نہ گوارا کرونگا کہ میرے عم نامدار پر سحر ہو وہ اپنے آپ مین نہین ہین یہ فرماکر مرکب کو بڑھایا

جب سامنے پہونچے تو بدیع الزمان نے سلام کیا بادشاہ نے جواب دیکر کہا کہ
اے عم نامدار یہ کیا قطع بنائی ہے بدیع الزمان نے جواب دیا جب سے سمجھ لیا کہ
مذہب جمشید ثانی حق ہے تو اسکو سجدہ کیا آپ سے جو ہو سکے قصور نہ فرمایئے
بادشاہ نے فرمایا مین آپ پر کیا حملہ کرون آپ میرے بجائے قبلہ و کعبہ ہین قباد
شہریار مین اور آپ مین کیا فرق ہے رستم نے قبلہ و کعبہ کے ساتھ کیا کیا مگر
وہ اپنا محسن ہی جانا کیے کبھی شکایت نہین کی بدیع الزمان نے کہا مین حملہ
کرون بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ بدیع الزمان نے نیزہ مارا ہر چند نیزہ اس
فن سے مارا تھا کہ خوف ہوا سینے پر پڑیگا تو توڑ کر پشت کو پار گذر یگا مگر سعد
بن قباد دے کر فنون سپاہ گری مین طاق و شہرۂ آفاق ہین نیزے کو روک لیا اور
آپ بھی نیزہ مارا اگر سینۂ بدیع الزمان کا بچا کر اب نیزہ بازی ہونے لگی بادشاہ
تو الگ الگ نیزے مار رہے ہین مگر بدیع الزمان چاہتے ہین کہ ایسا نیزہ
مارون کہ سینے کے پار گذر جائے دو گھڑی کامل نیزہ چلا بادشاہ ہر چند چاہتے
ہین کہ نیزہ ہوائی کرون مگر ممکن نہین ہوتا بدیع الزمان خود لڑے بھڑے
معرکے دیکھے ہوئے ہین انکا کب نیزہ نکلتا ہے مگر بادشاہ نے کاٹ کر تیغہ جو مارا
نیزہ بدیع الزمان کا ٹوٹ گیا بدیع الزمان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا
مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اب تلوار چلنے لگی قمر عذار یہ غور دیکھ
رہی ہے کہتی ہے صاحبو کسکی مجال ہے کہ ان لوگون سے لڑ سکے مگر بادشاہ نے لڑتے
لڑتے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا فرمایا عم نامدار بس بدیع الزمان نے گریبان پکڑا
دونون جوان گھوڑون سے کودے کشتی ہونے لگی کس زور و شور سے
بدیع الزمان لڑ رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ بادشاہ کو زیر کرون مگر بادشاہ
اپنے کو بچا رہے ہین شام تک ایک طور پر کشتی ہوئی شام کو بدیع الزمان
نے بادشاہ کو روکا اور کہا اب رات کو ہماری آپ کی جانبازی کون دیکھیگا
بادشاہ نے فرمایا آپ درست فرماتے ہین بدیع الزمان کو چھوڑ کر الگ ہوے

بدیع الزمان بھی اپنے لشکر مین گئے مگر قمر عذار نے بدیع الزمان کو بیچ مین
سے لیا نزرنثار کرتی ہوئی پلٹی ادھر بادشاہ واپس آئے کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے
بادشاہ نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آج بدیع الزمان سے مقابلہ پڑا لیکن
پروردگار کی عنایت تھی مجھے ہر مقام پر یہی یقین تھا کہ ایسا نہ ہو مین زیر ہو جاؤن
تو اپنی جان دونگا زیر ہو کر کسکو منھ دکھاؤنگا مگر پروردگار نے بچایا کوئی تدبیر
ایسی کیجیے کہ بدیع الزمان راہ راست پر آوین عمرو نے کہا ای شہنشاہ اِس
مقدمے مین روپیہ بہت صرف ہوگا بادشاہ نے فرمایا آپ جانتے ہین کہ نئے
ملک تسخیر ہوے ہین کہین سے خراج نہین آیا فوج اسقدر کیا تدبیر کرون لیکن جو
گلے مین پہنے ہون موتیون کے مالے یاقوت احمر کے کنٹھے یہ لے لیجیے اور تدبیر
کیجیے عمرو نے کہا خیر بناچاری یہی سہی بادشاہ نے کنٹھے یاقوت احمر کے اور
موتیون کے مالے دیے خواجہ رات کو طرف لشکر بدیع کے چلے لوح محفوظ بھی
بادشاہ سے لے لی قریب بارگاہ بدیع الزمان آکر دیکھا کہ گرد بارگاہ بدیع
چند شیر پھر رہے ہین یہ انتظام قمر عذار نے کیا تھا قمر عذار کو خوف ہوکر ایسا
نہو کوئی لوح محفوظ گلے مین ڈالدے تو بدیع الزمان کا سحر اترجائیگا خواجہ عمرو
دیر تک گرد بارگاہ بدیع الزمان کے پھرے مگر کوئی پہلو ایسا نہ پایا کہ داخل
بارگاہ ہوتے پھر رات رہے پلٹے ایک مقام پر چند خدمتگار سو رہے تھے
ایک نے دوسرے کو پکارا کہا بھائی صبح ہونی ہو وقت بیداری شہزادہ
والاقدر آگیا جاکر شاہزادے کو بیدار کرو خواجہ عمرو یہ صدا سنکر ٹھہرے
ایک گوشے مین آکر لیٹ رہے جس خدمتگار نے آواز دی وہ اپنے مقام
سے اٹھا قریب عمرو کے آکر پکارا کہ بھائی ہدایت اٹھو وقت نوکری آگیا
خواجہ بہت خوب کہکر اٹھے وہ خدمتگار ساتھ خواجہ کے چلا ستارہ صبح چمکا
ہوکر دیکھا قمر عذار اپنی بارگاہ سے نکلی ہاتھ ہلایا وہ شیر جو گرد بارگاہ پھر رہے
تھے طرف صحرا کے چلے گئے کہ یہ خدمتگار پہونچے قمر عذار نے پکارکر آواز دی

کہ میان ہدایت ذرا ہمارے پاس آؤ خواجہ ڈرے کہ اِسنے عجب طور سے پکارا ہی
ایسا نہ ہو پہچان لے تو کیسی مشکل ہو اور یہ بھی خیال ہو کہ یہ ساحرہ زبردست ہی ایسا
نہ ہو گرفتار کر کے قتل کر ڈالے بدیع الزمان کو بالکل خیال نہیں یہ سوچکر خواجہ
پیچھے ہٹے قمر عذار نے پکار کر کہا ارے ہدایت ہم تجھکو بلاتے ہیں اور تو پیچھے
ہٹا جاتا ہی خواجہ ایک خیمے کی آڑ پکڑ کر بھاگے قمر عذار نے پکار کر کہا ہدایت
کو لینا یہ جانے نہ پائے لوگون نے ہدایت کو گھیرا ہجوم ساحران ہو ایک کے ہاتھ
سے بچتے ہین دوسرا آجاتا ہی کبھی نیچہ مار دیتے ہین کبھی حقہ ہاے آتشبازی مارتے ہین
مگر حقون سے آگ نہین نکلتی اب عمرو پریشان ہوا ایک مقام پر آکر جست کی چاہا
تڑپ کر نکل جاؤن وہان پر نخل تھا شاخ نخل کی ٹکر جو لگی خواجہ گرے ساحرون نے
گرفتار کر لیا سامنے قمر عذار کے لائے قمر عذار نے کہا تو کیون بھاگا تھا عمرو
نے جواب دیا کہ مین اونچا سنتا ہون میرے کان مین آواز آئی کہ اِسکو پکڑ لو اسوجہ
سے مین بھاگا قمر عذار نے گرم پانی سے منھ دھلوایا رنگ و روغن اُتر گیا صورت
اصلی نکل آئی قمر عذار نے جو عمرو کو دیکھا کہا کیون او میمون تو کس خیال مین آیا
تھا عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اب توبہ کرتا ہون کبھی نہ آؤنگا قمر عذار نے پکار کر کہا
ارے کوئی حاضر ہی ایک کنیز سامنے سے آئی کنیز سے کہا او گل اندام اِسکو پاس
نیغواز کے مع نامہ لیجا کہنا اسکو ایک ہفتہ قید کرو پھر مین بلوا لونگی گل اندام خواص
عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی وہ وقت ہی کہ نیغواز جادو بالا کوہ بیٹھی ہی
کنیزین گرد بیٹھی کہ رہی ہی کہ نہین معلوم قمر عذار پر کیا گذری خداوند نے اِتنا بڑا
کام میرے سپرد کیا ہی کہ مین حیران ہون اِسکا انجام کیا ہوگا یہ ذکر تھا کہ خواص آکر
پہونچی خواص نے قید عمرو پیش کی اور نامہ قمر عذار کا دیا نیغواز نے نامہ پڑھا
مضمون مذکور تحریر تھا نیغواز نے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ ای ماہ آسمان کمال و ای
صاحب جاہ و جلال ملکہ قمر عذار زاد حسنہا نامہ فیض شمامہ پہونچا عمرو کی قید پائی
ایسے طور پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر اپنی جان دے آب و دانہ بند کرونگی کہ بھوکا

پیاسا تڑپ تڑپ کر مرے میں وقت پر حاضر ہونگی یہ بھی خبر ہیں نے پائی ہی کہ چچا سے بھتیجے کو لڑوا دیا خداوند کا آپ پر پیار رہے سب ہیر بھی جو آپ کے قبضے میں ہین بڑی آسایش سے رہتے ہین آپ کا پوجا پاٹ بڑے تکلف سے ہوتا ہی خداوند آپ کی الفت پر ناز کرتے ہین عریضۂ نیاز نمیوازہ کنیز نامہ لیکر روانہ ہوئی نمیواز نے پکارا ظلمات حاضر ہو ایک زنگن سامنے آئی کہا عمرو کو لیجا کر قید کر دو وہ زنگن عمرو کو کشان کشان لے چلی ایک اندھیرے مکان میں عمرو کو لاکر قید کیا عمرو نے کہا اے ملکہ ظلمات تمہاری صورت کا قید خانہ بھی ہی ظلمات نے کہا او نگوڑے یہ وہ قید خانہ ہی کہ کوئی یہان سے کبھی زندہ نہین نکلا اب تیری باری ہی عمرو نے کہا انشاء اللہ پروردگار رہا کرا دیگا کوئی صورت رہائی کی پیدا ہوگی ظلمات عمرو کو قید کرکے چلی گئی شام کو پھر آئی دو روٹیان اور ایک آبخورہ پانی کا لائی ظلمات نے دیکھا کہ عمرو رو رہا ہی ظلمات نے کہا خواجہ کیون روتے ہو عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم جو کچھ کیسے میں صرف کرون میری رہائی کی تدبیر نکالیے ظلمات نے کہا خواجہ کیا دوگے عمرو نے کہا کئی ہزار روپے حاضر ہین یہ کہکے کئی پوٹلے روپیون کے نکالکر دیے ظلمات نے گنے اور گنکر چدریا مین باندھ لیے اور کہا اور بھی کچھ تیرے پاس ہی عمرو نے کہا میرے پاس سب کچھ ہی دوسری پوٹلی دی وہ بھی اُسنے چدریا مین باندھی عمرو نے ایک ڈبیہ نکالی کہا لو ملکۂ عالم اس مین مال عالم ہی لقا کے تاج کی الماس کی تختی ہی مگر کیا صاحب اقبال ہو کہ مدت سے یہ تختی میرے پاس تھی مین نے اپنی زوجہ کو نہ دی ہرچند وہ مانگا کی کہ لڑکون کو پہناؤنگی اسوقت تک زوجہ اور اپنے لڑکون سے حیلہ حوالہ کرتا رہا ہمارے آقا سے نامدار نے بارہا مانگی مین نے کسیکو نہ دی مگر اب تمسے بڑھکر کون لینے والا ہی تو بتاؤ کہ اب مجھے کب رہا کرا دوگی ظلمات نے کہا امروز فردا مین مزاج پاکر ذکر کرونگی اور یہ کہونگی کہ اس غریب کو چھوڑ دو ایسا نہ ہو مرجائے تو خون آپ کے ذمہ ہوگا وہ رحم دل ہین اسی وقت حکم دین گی

چھوڑ دو لیکن میں تختی الماس کی دیکھ لوں عمرو نے کہا آپ کا مال ہے دیکھ لیجیے لیکن مجھکو رہا کرا دیجیے گا ظلمات نے کہا اگر ملکہ کہنا نہ مانینگی تو دروازہ کھولکر تجھکو میں خود نکال دونگی تم گھبراتا ہے یہ کہکر ڈبیہ کھولنے لگی خواجہ سنبھلکر بیٹھے جیسے ہی ظلمات نے ڈبیہ کھولی ڈبیہ سے دھواں نکلا ظلمات کی آنکھوں میں جو لگا اندھیرا آگیا بیہوش ہو گری خواجہ نے ظلمات کو اپنی صورت بنایا آپ ظلمات کی صورت بنکے قید خانے سے نکلے دربار میں نیوا ز کے ہنستے ہوئے آئے نیوا ز جادو نے پوچھا کیوں بی ظلمات آج کس بات پر خوش ہو عرض کی واری آج میں نے سامری و جمشید کو خواب میں دیکھا کہ میرے ساتھ بڑی محبت کرتے تھے اور فرمایا کہ ہم تجھکو ساقی گری کا کمال دیتے ہیں جسکو شراب پلائیگی اسکی عمر بڑھ جاویگی نیوا ز نے کہا تجھکو بڑا کمال قدرت دیگئے کہا حضور امتحان کیجیے یہ کہکر پاؤں میں گھنگرو باندھے اور یہ اشعار عاشقانہ متعلق مضمون شراب شروع کیے نظم

بے یار کیا مزہ مجھے دیگی بھلا شراب
مجھکو پلا رہا ہے جو تو ساقیا شراب

خون جگر فراق میں پیتا ہوں جائے و
بے یار مجھکو دیگی نہ لذت ذرا شراب

ابر بہار آکے چلی ہے ہوا سے سرد
گلشن میں چلکے جلد پلا ساقیا شراب

جی چاہتا ہے ساقی مہوش کے ہاتھ سے
مجھکو دکھا دکھا کے پیوں واعظا شراب

گردون وقار ہے مرا محبوب ساقیا
ہاں مہر و مہ کے جام میں بھر کر پلا شراب

موقوف ہے اسی پہ مری زیست ناصحا
کسطرح چھوڑ دوں ہو گئی میری غذا شراب

خمخانۂ غدیر کا میکش ہوں ساقیا
ہے میرے حق میں عشق ولی خدا شراب

بیخود ہوں تشنگی مجھے بے حد ہے ساقیا
کار ثواب جان کے تھوڑی پلا شراب

سطوت ہے مست ساقی کوثر کے عشق سے
میخانۂ جہان میں پیئے کیا بھلا شراب

یہ اشعار سنا کر کلید میخانہ طلب کی نیوا ز نے کلید میخانہ دی خواجہ میخانے سے گلابیان آراستہ کر کے لائے بیہوشی سب میں ملا دی اور جام لبریز کیا سامنے نیوا ز کے آئے عرض کی ایسی شاہزادیوں کو سر سے شراب پلانا چاہیے نیوا ز نے

دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر پیا پیتے ہی آنکھون مین نشہ ظاہر ہوا خواجہ نے دور دوبارہ دیا تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی دست درازیان محفل مین ہونے لگین کسی نے کسی کا دوپٹہ کھینچا کسی نے کسی کو دھول ماری محفل پر جو پڑے ہو نیواز نے جھلا کر آواز دی کیا صاحبو تمنے باز ارمقرر کیا ہو غصہ مین اٹھی ڈگمگا کر گری اہل محفل لیٹا لیا کہکر اٹھے جو اٹھا وہ بیہوش ہوا تھوڑے عرصے مین سب بیلب فرش ہوے خواجہ نے چاہا نیواز کو قتل کرے دن کہ بدیع کو ہوش آنے قضاے کار طنبور جادو وزیر نیواز بر اسے شکار گیا تھا آہٹ پاکر آیا دیکھا دروازے پر ہنگامہ ہو رہا ہو خادم خدمتگار وہین جوتی پیزار ہو رہی ہو گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہو لوگ اپنے آپ سے باہر ہو رہے ہین پردہ اٹھا کر دیکھا کہ اندر سب بیہوش پڑے ہین ایک عیار خنجر کھینچے ہوے نیواز کو قتل کرنے جاتا ہو طنبور نے للکارا کہ او ظالم کیا کرتا ہو خبردار خنجر نہ مارنا خواجہ نے جو آواز سنی جست کر کے بھاگے طنبور نے آکر سب کو ہوشیار کیا نیواز سے کہا یہ کیا معرکہ تھا نیواز نے کہا عمرو تو قید ہو پھر یہ کون آیا کہ جسنے یہ آفت برپا کی یہ کہکر اوراق کھولے اس مین سب حال دیکھا معلوم ہوا کہ مقام پر عمرو کے ظلمات قید ہو عمرو نکلگیا ظلمات کو رہا کیا حال پوچھا ظلمات نے ساری کیفیت بیان کی نیواز نے کہا صاحبو اب ہوشیار رہنا ظلمات نے کہا واری مین جاتی ہون عمرو کو گرفتار کر کے لاتی ہون یہ کہکر پرواز پیدا کیے تلاش مین عمرو کی چلی خواجہ صحرا مین شعبدہ بازی فلک سے غافل جاتے تھے ظلمات کی نگاہ پڑی آسمان سے تڑپ کر گری عمرو کو اٹھا لیا مگر خواجہ نے عطر بیہوشی بدن مین مل لیا تھا جیسے ہی ظلمات لیکر بلند ہوئی دماغ مین بوے بیہوشی پہونچی ہوا پر جاکر ڈگمگائی خواجہ پنجے سے چھوٹے زمین پر آکر ظلمات گری خواجہ نے گرتے گرتے خنجر مارا کہ شکم چاک تھا پاک ہوا قضاے کار نیواز کے سامنے گلدستہ رکھا تھا ظلمات کے ہاتھ کا بنایا ہوا وہ گلدستہ مرجھا گیا ظلمات نے

مقدر اپنا پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہو ظلمات قتل ہوئی چند کنیزون کو حکم دیا کہ
جا کر تلاش کرو کنیزون نے اسے خبر ظلمات چلین یہان خواجہ نے مار کر ظلمات
کو کپڑے اُتار لیے تھے لاشہ برہنہ جنگل مین پڑا تھا کنیزون نے جو لاشہ ظلمات کا
دیکھا کہ برہنہ پڑا ہی لاشہ اٹھا کر لائین نیفواز بہت روئی کہ اسکی پرانی رفیق
تھی آخر حکم دیا کہ اسکو لیجا کر جلاؤ نیفواز کو بڑا افسوس ہی کہ میری ساحرہ ماری گئی
عمرو کو کیونکر پاؤن کیونکر بدلہ لون آخر یاد مین ظلمات کی چین نہ پڑا ادہر اسے
ملاقات ملکہ قمر عذار چلی یہان قمر عذار مقابلہ اسعد مین اتری ہوئی ہی اسکو
تردد ہی کہ عمرو کو مین نے کوہ نیفواز پر قید کرکے روانہ کر دیا ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی
دوسرا عیار اگر بدیع الزمان کو لوح پہنا دے تو سب سحر باطل ہو جائیگا اس
سوچ مین وہ بیٹھی تھی کہ نیفواز آکر پہونچی کہا اری غضب ہوا کہ عمرو قید سے
چھوٹ گیا قمر عذار نے کہا تم کیون گھبراتی ہو مین پھر عمرو کو گرفتار کرلاؤنگی
نیفواز کو مطمئن کیا نیفواز قمر عذار سے باتین کرکے رخصت ہوئی مگر بدیع الزمان
قمر عذار سے کہ رہے ہین کہ طبل جنگی بجوائیے قمر عذار کہتی ہی تامل فرمائیے مجھکو
بڑا تردد ہی کہ ایسا نہ ہو آپ پر کوئی افتاد پڑے تو لونڈی کی مشقت ضایع ہو
مگر بدیع الزمان دمبدم یہی کہتے ہین کہ مین خواہش رکھتا ہون کہ بادشاہ سے
مقابلہ کرون مگر قمر عذار ٹال رہی ہی کچھ بہانہ کر دیتی ہی مگر نیفواز جو قمر عذار سے
رخصت ہوئی اُڑتی ہوئی جاتی ہی چالاک نے جو دیکھا کہ نیفواز آئی تھی اور
دربار سے قمر عذار کے جاتی ہی رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بشکل قمر عذار
بنا ایک درخت کے نیچے بیٹھ رہا جب نیفواز وہان پہونچی تو پکارا کہ اے
نیفواز ٹھہر جاؤ نیفواز نے جو قمر عذار کو دیکھا آسمان سے اُتر آئی کہا اے ملکہ
قمر عذار کیا کہتی ہو قمر عذار نے کہا مجھے کچھ باتین تجھسے کرنا ہین مین چاہتی ہون
کہ تامل کرکے بدیع الزمان کو لڑوا دون ابھی لڑنے مین نقصان ہی نیفواز
نے کہا اگر آپ کا حکم ہی تو مین سحر کو زور نہ دونگی ایسا نہ ہو کہ مین کچھ سحر کرون

اور وہان اتفاق دوسرا ہو جاسئے چالاک سنے بشکل قمر عذار دیر تک نیمنواز
سے باتین کین مگر وکیعا بہت ہوشیار ہی آخر ناچار ہوکر چالاک سنے نیمنواز کو
رخصت کیا آگے بڑھی تھی کہ پھر ایک مقام پر دیکھا کہ قمر عذار بیٹھی ہین اب نیمنواز
کو شک ہوا ہرچند کہ آسمان سے اتر آئی مگر سحر کیا کہ پانوُن قمر عذار نقلی کے زمین نے
تھام لیے قمر عذار نے ہنسکر جواب دیا ای نیمنواز تمنے مجھپر سحر کیا ابھی زمین کا
طبقہ ہلا دونگی مگر نہین چاہتی کہ تمھارے سحر کو مٹاؤن تمکو ملال ہوگا بس بہتر ای
ہین ہی کہ پانوُن میرے کھولدو نیمنواز نے کہا او مکار مین نے تجھکو پہچانا ایسے
مقام پر تجھکو مارون کہ جہان پانی نہ ملے تو سنے بڑا ملال دیا عمرو نے ہنسکر کہا
ای ملکۂ عالم تعجب کیا خیال ہی مجھکو کیا سمجھتی ہو مین سحر کرکے تمکو دکھاؤن یہ کہکر
خواجہ نے جیب سے ایک گولہ نکالا نیمنواز پر پھینک مارا نیمنواز نے ایک
ہاتھ اپنا ماردیا کہ پھٹا سکے کی آواز آئی قطرات آب نکلکر منھ پر نیمنواز کے
پڑے کہ نیمنواز گری اب خواجہ حیران ہین کہ مین کیا کرون زمین پانوُن تھامے
ہوے ہی اسے کیونکر قتل کرون آخر سوچتے سوچتے کمند نکالی نیمنواز پر پھینکی
نیمنواز کو اپنے قریب کھینچا جب قریب آگئی تو خنجر مارا مگر خنجر اوچھا پڑا نیمنواز
کا سر نہ کٹا اب خواجہ ناچار ہین ہاتھ مین زیادہ قوت نہین پانوُن مین اٹھنے
کی طاقت نہین کہ سامنے سے دیکھا چالاک آتا ہی پکار کر آواز دی ای نورنظر
جلد آؤ مین آفت مین پھنسا ہون مصیبت مین مبتلا ہون چالاک نے جو باپ کو
اِس آفت مین دیکھا جھپٹ کر قریب آیا نیمنواز کو چالاک نے قتل کیا مرتا
نیمنواز کا کر ایک شور و غریو ہونے لگا مگر چالاک و خواجہ بھاگے کہ جاکر
سعد شہریار سے اطلاع کرین یہان وہ وقت ہی کہ قمر عذار نے طبل جنگی بجوایا ہی
لشکر کو لیکر میدان مین پہونچی ہی اُدھر سے سعد بن قباد تشریف لائے ہین بدیع
میدان مین نکلے ہین سعد شہریار کو پکار رہے ہین سعد شہریار کا ارادہ ہی
کہ مقابلۂ بدیع الزمان مین جائین کہ بانو بدیع الزمان مرکب کو مہمیز کر رہے تھے

پکارتے تھے کہ میرے مقابلے مین آئیے مجھسے مقابلہ کیجیے یکایک گھوڑے پر
تھرائے اور بیہوش ہوکر گرے اُدھر قمر عذار کو یہ معلوم ہوا کہ آنکھون کے آگے
برق چمکی اپنے آنکھین بندکرلین جیسے ہی آنکھ بند کی بیہوش ہوگئی زمین پہ گرپڑی
بدیع الزمان و قمر عذار زمین پر تڑپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا
بدیع الزمان نے دیکھا کہ پتھر کے بت میرے گلے مین پڑے ہین اور بازوون پر
بھی بندھے ہین کہ صحراے گرد اُڑی خواجہ عمرو چالاک آکر پہونچے بدیع الزمان
حیران چہارجانب دیکھ رہے ہین کہ خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی
کہ یہ لشکر جو سامنے ہے یہی تمھارا دشمن ہے بدیع الزمان اُدھر پلٹے کہ قمر عذار کو
ہوش آیا اپنے جوان کا یہ حال دیکھا بیقرار ہوکر سحر کرنے لگی ایسا سحر کیا کہ اہالی لشکر
دیوانے ہوکر یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

چتر شاہانہ نہ ہرگز بندہ پرور چاہیے — دامن رحمت کا سایہ میرے سر پر چاہیے
سنگ طفلان ہمکو عشق تو کا زیور چاہیے — تمکو سب کچھ اور ہمکو خاک بستر چاہیے
وصل کا سامان ہو آنکھین بچھائینگی ہر شب — ساتھ اُنکے سونے کو پھولونکا بستر چاہیے
اوج حاصل تھا ترے زانو پہ رہتا تھا کبھی — اسطرح تجھکو نہ ٹھکرانا مرا سر چاہیے
قبر میری دیکھ کے حسرت سے وہ کہنے لگے — اِسکی تربت پر بھی اِک پھولونکی چادر چاہیے
دل پہ چھریان ہین سے جب روکین تو قاتل نے کہا — کچھ تو جان کا پاس تجھکو اے دلاور چاہیے
کج ادائی کا کبھی چرچا بھی ہونے کا نہین — ٹیڑھی باتین وہ کرین سیدھا مقدر چاہیے
مر رہا ہون مٹ رہا ہون جان جان تیرے لیے — عشق صادق کا یقین ہر وقت مجھپر چاہیے
رحم کھا کر آب و دانہ جب دیا صیاد نے — رو کے بلبل نے کہا مجھکو گل تر چاہیے
ہمتو ہین جانباز پہنا دو ہمین زخمون کے ہار — نازنین ہو تم تمھین پھولونکا زیور چاہیے
بیکسی کہتی ہے تربت پر شہید ناز کی — اِک سہری پھولونکی اور ایک چادر چاہیے
تو کرے جنت کی خواہش ہے بڑی غیرت کی جا — تجھکو اے دل آرزوے کوے دلبر چاہیے
جان تمپر دے رہا ہے یہ منیر خستہ جان — جان جان اب تو نگاہ رحم اِسپر چاہیے

کل فوج اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی روانہ ہوگئی ملکہ قمر عذار بخدمت سعد شہریار
حاضر ہوئین اور اپنی بغاوت کا عذر کیا کہ کنیز کی خطا کو معاف فرمایئے مین اپنے
ہوش مین نہ تھی سعد نے گلے لگا لیا اور فرمایا ای ملکۂ عالم تمھاری خیرخواہی سے ہمکو
بڑی امید ہی ہم تمکو دل سے چاہتے ہین تم نہ شرماؤ یہ فرما کر بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر بدیع
ایسا شرمائے کہ گھوڑا ڈالکر طرف صحرا کے نکل گئے اہل لشکر قمر عذار ادھر طرف چلے
گئے اب بادشاہ داخل بارگاہ ہوے اُدھر بدیع الزمان گھوڑا اڑاتے ہوے جاتے
ہین کہ ایک صحراے سبزہ زار مین جاکر ٹھہرے چاہتے ہین کہ کوئی آہو نکلے تو
اُسکو شکار کرون کہ صحراے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان برہمن بلند بالا نام
دس ہزار فوج پشت پر آرہا ہی اُسنے بدیع الزمان کو دیکھکر دریافت کرایا کہ یہ کون
جوان ہی جب اُسکو معلوم ہوا کہ بدیع الزمان فرزند صاحبقران ہین فوج سے
اشارہ کیا کہ گرفتار کرو اہل فوج لینا لینا کہکر دوڑے بدیع الزمان نعرہ کرکے
جا پڑے عین گرمی جنگ تھی کہ نقابدار زرین پوش صحرا مین شکار کھیل رہا تھا عیار
نے خبر دی کہ بدیع الزمان گھرے ہوے ہین نقابدار زرین پوش آپڑا کفار کو
قتل کرنے لگا بدیع الزمان نے جو مہلت پائی لڑتے بھڑتے قریب برہمن کے
پہونچے برہمن نے ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے تلوار چھین کر برہمن کو
اُٹھا لیا برہمن بلند بالا بہ صدق دل مسلمان ہوا فوج کو بھی اسلام تعلیم کیا مگر
نقابدار نے سامنے آکر کہا کہ ای بدیع الزمان مین تمکو پیغام دیتا ہون کہ جب
صاحبقران سے ملاقات ہو تو میری جانب سے آداب عرض کرنا اور کہنا کہ ای
شہریار کیون جنگ کو آپ طول دیتے ہین مین عرض کرتا ہون کہ جسوقت بانہاے
صاحبقرانی آپ مجھکو دیجیے ایک ہفتے مین کفار کا استیصال کرودنگا بدیع الزمان
نے کہا ای نقابدار بہادر صاحبقران کا تو مرتبہ عالی ہی مین فرزندان صاحبقران
مین حقیر و ذلیل حاضر ہون مجھسے مقابلہ کیجیے نقابدار نے ہنسکر کہا کہ ای فرزند
صاحبقران حقیقت مین تم ایسا جری و بہادر فرزندان صاحبقران مین نہین ہی

مگر مین نہین چاہتا کہ سواے صاحبقران کسی سے مقابلہ کرون جسدن مقابلہ ہوگا
اُسدن دیکھ لینا مین یہی چاہتا ہون کہ مجھسے بے ادبی نہ ہو مگر صاحبقران زبان
نہین مانتے یہی چاہتے ہین کہ سر میدان مقابلہ ہو مین ٹال رہا ہون مین آپ کو
پیغام جنگ نہین دیتا یہی چاہتا ہون کہ صاحبقران کو سمجھا دیجیے گا بدیع الزمان
نے کہا خیر مین کہدونگا نقابدار تو رخصت ہو کر روانہ ہوا مگر بدیع الزمان برہمن
کو ساتھ لیکر چلے ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا صحراے سبزہ زار دو
نواح دلکشا ہر سبز سبز درخت لباس زمردین پہنے ہوے تھالون مین پھولون کا
انبار طائرچہچہہ زن جنگل رشک چمن ہر پھول فخر نسرین و نسترن ہر طرف طائران خوش
الحان بزبان حال تعریف ایزد منان مین مصروف ہین لیکن سامنے ایک قصر ہے کہ
اُسمین ملکہ کاکلکشاے عنبرین مو بیٹھی ہے چند کنیزین نوجوان سامنے حاضر ہین کنیزون
نے جو لشکر کو دیکھا کہا واری یہ لوگ بڑے گستاخ معلوم ہوتے ہین کہ جنگل مین
چلے آے تمام سبزہ پامال ہوتا ہے انکو کچھ تماشہ دکھائین کاکلکشا کمسن یہ الفاظ سنکے
کے دن اشارہ کیا ہان بھلا دیکھین کیا کمال دکھاتی ہو کنیزون نے سحر کیا کہ گھوڑے
بدلگامی کرنے لگے پیدل شدت تشنگی سے بدحواس بدیع الزمان حیران و
پریشان گھوڑا اُڑا کر طرف قصر کے بڑھے اِن ایسا شہسوار مرکب نے جو طرارہ
بھرا پشت مرکب سے گر کر بیہوش ہوے برہمن بلند بالا ایک طرف بیہوش پڑا
ہے تمام جوانان صف شکن و سرداران تیغ زن سوار و پیدل گر گر کر بیہوش ہوے
کنیزون نے کہا واری اب چلکر تماشہ دیکھیے کہ اِن سب پر کیا گذری کاکلکشا
قصر سے نکلی کنیزین اُچھلتی کودتی ہوئین دوپٹے ڈھلکے ہوے پائینچے ہاتھ سے
چھوٹے ہوے اشلاق ہو ہُن کو سے مشتاقی ہوئین آتی ہین مگر کاکلکشا مرد کے
نام سے بالکل آگاہ نہین عشق و عاشقی سے ناواقف خواصون کے ساتھ
کھیلنا کودنا کمال سحر پرا اپنے نازشباب آغاز سامنے جو پہونچی اب جمال بے مثال
بدیع الزمان پر نگاہ پڑی کہ ایک ماہ شب چہاردہم حسین و جمیل سپاہی وضع

سلاح سنجوگ مذہب سے آراستہ و پیراستہ زیر نخل بیہوش پڑا ہی جرأت و صولت شاہانہ ہر
قبضۂ تیغ ہلالی کا قبضے مین سپر پشت پر قرولی زیب کمر زیور مرصع پہنے مگر عارض گرد آلود
غبار جسم پر پڑا ہوا کاکلشا نے جو شاہزادے کو اِس حال سے دیکھا پسینہ آگیا قلب
تھرا گیا اُسی مقام پر بیٹھ گئی سر شاہزادے کا اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا کنیزون نے جو
دور سے یہ حال دیکھا حیران و پریشان ہوئین ایک سے ایک کہتی ہی لو لوا غضب
ہوا ملکہ افسر اعلیٰ پر عاشق ہوئین خاک پر بیٹھین سر اُسکا زانو پر رکھ لیا دیکھو کس
محبت سے دیکھ رہی ہین ایک نے کہا بوا ہمین کیا غرض ہی ہان! انکی سُنین گی آفت
برپا کرینگی ایسا نہ ہو کہ ملکہ سن لین تو آزردہ ہونگی فرمائین گی ہماری باتون پر تم
ہنستی ہو ہم نہین چاہتے کہ پھر خفگی ہو ایسا نہ ہو خفا ہو دین کہ کاکلشا نے پکار کر
کہا اری کہان دوڑی دوڑی پھرتی ہو اِس جوان کو آکر اُٹھاؤ ہمارے تصرین
سے چلو خواصین دوڑ کر پلنگ لائین بدیع الزمان کو اُسپر لٹایا ایک خواص
گلچہرہ نامے برہمن پر عاشق ہوئی دیکھا بڑے قد کا جوان سانولی رنگت نمکین ہر
جاہ و وقار دیکھکر پاس بیٹھ گئی برہمن کو گلچہرہ نے اُٹھایا تصرین لائین کاکلشا
نے پلٹ کر دیکھا کہ گلچہرہ افسر کلان کو لیے ہوے بیٹھی ہی پکار کر کہا کیون گلچہرہ
تم اِس جوان کو کیون اُٹھا لائین گلچہرہ نے کہا واری مجھے اِسکے حال پر رحم آیا
اِسوجہ سے اُٹھا لائی مین اِسکی خدمت کرونگی کاکلشا کو معلوم ہوا کہ جو میرے
دل پر گذری وہی اِسپر بھی گذری بدیع الزمان ہوشیار ہوے نگاہ جو جمال بے مثال
کاکلشا پر پڑی یہ بھی مائل ہوے تعریف حُسن کرنے لگے فرماتے تھے **نظم**

اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آزری	ہر چند وصفت میکنم در حسن زان زیباتری
تو از پری چابکتری و ز برگ گل نازکتری	و ز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری

کاکلشا یہ اشعار سنکر ہنسی کہا بس زیادہ باتین نہ بنایئے آپ کا نام نامی کیا ہی آپ
کہان جاتے ہین بدیع الزمان نے صاف صاف بیان کیا کہ ہمارے بادشاہ
اسلام بارادے فتح طلسم نوخیز آئے ہین ہم لوگ اِسی تدبیر مین ہین کہ دربند و نکو

فتح کریں کہ شہریار کو زیادہ تکلیف نہ ہو کاکلشا نے کہا یہ سودا اسے خام دماغ سے
نکال ڈالیے سب خبریں ہمکو معلوم ہیں کئی شاہزادے جا بجا جنگ کر رہے ہیں
مگر یہ کوششیں بیکار ہونگی لوح طلسم کا ملنا دشوار ہے مجھکو بھی نامۂ قدرت کا آیا تھا
کہ اپنے کو جلدی پہونچاؤ مگر میں نہیں گئی اور قدرت خود اتنے بڑے ساحر ہیں کہ انکا
کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا بدیع الزمان نے کہا اے ملکۂ عالم یہ سب تہ تیغ ہونگے دیکھنا
انشاء اللہ کس طرح لوح حاصل ہوتی ہے اور بادشاہ یہ ابر بہمن بچینگے کاکلشا نے
کہا اے شہریار یہ امر بہت دشوار ہے لوح اپنے مقام پر سے منتقل ہوئی اب لوح ہرگز
دستیاب نہوگی بدیع الزمان نے کہا بہ اقبال شاہی اگر دس مرتبہ منتقل ہوگی تو بھی بادشاہ
کو پہونچیگی جمشید ثانی نے جو کتاب لکھی ہے وہ مضمون سب ہمکو معلوم ہے کاکلشا نے
آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا ہمیں لوگوں نے آپکو آگاہ کیا میں خوف کرتی ہوں کہ
ایسا نہ ہو خبر تشریف آوری حضور میرے ماں باپ کو پہونچ جاوے سحاب ابر جگن
میرے باپ کا نام ہے اور ماں میری سوجہ قطرہ زن کہ دونوں بلاے روزگار ہیں
کہ جنکا میں نمونہ ہوں بس وہ قیامت برپا کرینگے باپ میرا کس طرح گوارا نہ کرے گا
کہ مسلمانوں سے محبت رہے قضا نے کار ایک کنیز ملکہ کی کہ علامہ مکارہ اسکا نام
ہے اسنے جو دیکھا کہ اب فرش و فروش کی تیاری ہے اور رنگائیوں کو بھی حکم ہوا باغ
آراستہ ہونے لگا اپنے جی میں جلگئی آپ ہی آپ کہتی ہے دیکھو اس گیسو بریدہ کو کہ
دھگڑے کو لیکر بیٹھی ہے تیاریاں کر رہی ہے کیسی آج خوش ہے چلکر اسکے ماں باپ
کو اطلاع کروں علامہ تو اسطرف چلی یہاں تمام باغ آراستہ و پیراستہ ہوا جب
کہیں آفتاب عالمتاب مع گلہاے ضیاء و شعاع باغ مغرب میں جا کر سیر کرنے لگا اور
لیلی شب نے مجنون روز کے غم میں نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی ملکہ نے روشنی کا حکم
دیا روشنی ہونے لگی تمام در و دیوار ہاے باغ پر کنول قطار در قطار سرخ و سبز گلاس
بیشمار رکھے گئے ادھر ملکہ شاہزادے پر نثار ہاتھ میں ہاتھ پکڑا ہوا سیر باغ دیکھ رہی تھی کہ
فراش نے آکر فرش بچھایا با تکلف اسپر مسند زر دوزی لگائی بدیع الزمان

آکر مسند پر بیٹھے کاکلکشا شاہزادے کے پہلو مین بیٹھی ایک گائن مع سازندون کے
آکر سامنے محفل مین بیٹھی اور یہ اشعار عاشقانہ بخوش آوازی گانے لگی نظم

فصل گل ہو لوسے کیفیت مےخانہ آج — دولت ساقی سے مالا مال ہو پیمانہ آج
بادشاہ وقت ہو اپنا دل دیوانہ آج — داغ سودا مجھکو دیتا ہو جنون نذرانہ آج
جلوہ حسن پری دکھلا رہی ہو فصل گل — عقل کل کہیے اسے جو کوئی ہو دیوانہ آج
خوبرو تجھسا کوئی بازار عالم مین نہین — قیمت یوسف نہ تھی جو ہو ترا بیعانہ آج
نقش آسیب پری ہو صورت زیبا تری — ہوش مین آتا ہو تجھکو دیکھکر دیوانہ آج
زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح — آئنہ انکا مصاحب ہو مقرب شانہ آج
خال مشکین کو ترے ارزان سمجھکر مول لین — قیمت خرمن بھی گر دیجے ملے پروانہ آج
نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہو آتش نہ ڈر — شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

یہان تو رات بھر جلسے کا ہنگامہ رہا آخر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اور بادشاہ مشرق
قلعۂ افق سے نکل کے تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ گر ہوا اتفاقاً چالاک پھرتا پھراتا
زیر دیوار باغ ملکہ گزرا گانے کی آواز سنکر دیوار پر آیا دیوار سے اترا ایک
کنیز براے ضرورت جو آئی اسکو حباب مارکر بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر شریک محفل
ہوا بدیع الزمان کو جو محفل مین دیکھا خوش ہو گیا جی مین کہتا ہو فرزندان امیر
کیا خوش نصیب ہین معشوق پریچہرہ پہلو مین لیے بیٹھے ہین یہ سب اقبال سے ہین
حقیقت مین انکا کیون نہ شہرہ ہو مگر علامہ آتش رشک وحسد سے بھنتی ہوئی
قلعۂ سحاب مین پہونچی سحاب ابر شکن مع زوجہ بعیش بیٹھا تھا زوجہ سے پوچھ
رہا تھا کہ کئی دن سے صاحبزادی کو نہین دیکھا زوجہ نے جواب دیا صاحب وہ
اب جوان ہوئی اسی قصر مین رہتی ہو کنیزون کے ساتھ کھیلا کرتی ہو یہان آتی ہو
تو میری تانس بین رہتی ہو اپنے دہائین رکھتی ہون و صبح خفا ہوتی ہو ان تم
جانتے ہو کہ کیسی نازک مزاج ہو بات بات پر پہرون رویا کرتی ہو وہان جاکر شگفتہ
ہو جاتی ہو کل اسکو بلواؤنگی اور رکھونگی کہ باپ تمھارے پوچھتے تھے سحاب نے

کہا صاحب کیا کہون طلسم مین عجب ہنگامہ ہو شاہزادیان نوجوان اُدھر شریک ہوگئین
ہر مقام پر یہی خیال ہو کہ میرے لیے بدنامی نہ ہو قدرت طلسم مین آسگئے اور طلسم کشا
چلا آتا ہی ہر مقام پر اسکو مدد ملتی ہو جو مشکل اُسپر پڑتی ہو آسان ہوجاتی ہو زوجہ نے
جواب دیا میری بیٹی ایسی نہین ہو جب کبھی شادی کا ذکر آیا اسقدر روئی کر جل تھل
بھر دیے مین نے جو گلے لگا کر پوچھا کہ بیٹا کیون روتی ہو تو اُسکا جواب دیا کہ ہم
آپ سے چھوٹ جاوینگے ہماری شادی نہ کیجیے گا جو ہم کبھی مرد کا نام لین گے
تو ہماری زبان کاٹ ڈالیے گا ایسی بھولی بھالی سے یہ امید نہین ہو کہ کسی پر نگاہ
ڈالے یہ ذکر تھا کہ علامہ آکر پہونچی زوجہ نے پوچھا کیون علامہ خیر تو ہو علامہ
نے جواب دیا کہ لو واری غضب ہوا پسر حمزہ جو اُس صحرا مین آیا ہم لوگون نے
اُسے بیہوش کیا آپ کی صاحبزادی بلند اقبال سیر کرتی ہوئین اُسطرف پہونچین
پسر حمزہ کو دیکھکر عاشق ہوئین اپنے قصر مین اُٹھوا لائین اب صحبت عیش و
جشن آراستہ ہو خوش بیٹھی ہین یہ سنکر سحاب کانپنے لگا کہا جا کر دیکھ پڑیگا
موجہ قطرہ زن گھبرائی بولی صاحب تم نہ جاؤ مین جا کر سمجھا لونگی علامہ مکارہ
جھوٹی ہو سحاب نے جھلا کر جواب دیا کہ مین ابھی مفصل خبر منگواتا ہون اور تصویر
دونونکی کھنچواتا ہون یہ کہکر ایک پرچہ کاغذ کا نکالا اور کچھ اسم پڑھا کاغذ کو زمین
پر رکھکر ایک چھینٹا پانی کا مارا اور آواز دی کہ ای قرطاس تصویر کش جلد جاؤ
کا کلکشا اور پسر حمزہ کی تصویر کھینچ لاؤ اور مفصل خبر آکر بیان کر وہ جب کاغذ بھیگا
ایک طائر بنکر بالاے آسمان پہونچا اُڑتا ہوا چلا یہان بدیع الزمان و ملکہ
بیٹھے ہین کہ طائر آکر نخل باغ پر پہونچا بیٹھا ہوا چہکا رہا ہو کاکلکشا نے
باتین کرتے کرتے دونون ہاتھ گلے مین بدیع الزمان کے حمائل کیے اختلاط
ہونے لگے بس طائر نے درخت سے جیسے ہی یہ سمر دیکھا فورًا اُڑ کر چلا آکے
بدیع الزمان و کاکلکشا پر پرون کا سایہ ڈالا تھوڑی دیر اُس مقام پر قایم
ہوکر اُڑتا رہا جب دونون کا عکس طائر کے دونون بازوون پر پڑا طائر نے

گرکر اپنے پرون کو دونون کے سرون سے ایک جھپٹے مین مس کیا کہ دونون بازوون مین دونون کی تصویر کھنچ گئی اور اڑتا ہوا چہکارین مارتا ہے۔ چلا یہان سحاب و قطرہ زن ذکر کا کلاکشا کر رہے ہین کہ طائر آکر پہونچا چہکار مار کے زمین پر بیٹھا سحاب نے جو دیکھا تالی بجا کر دستک دی کہ طائر زمین پر لوٹنے لگا طائر تو لوٹ مار کر غائب ہوا وہی کاغذ دکھائی دیا سحاب نے کاغذ اٹھا کر دیکھا ملکہ و شاہزادے کی تصویر کھینچی ہوئی ہے دونون ہاتھ ملکہ کے گلے مین شاہزادے کے پڑے ہوے دیکھکر قہقہے لگا اور کہنے لگا دیکھو صاحب تم علامہ کو جہوٹھا بتاتی تھین قرطاس تصویر کش سے مفصل حال معلوم ہوا مین دونون کو جاکر قتل کرونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاوینگے اِنھین نوجوانون کی وجہ سے بڑے بڑے شاہ شریک ہو گئے طلسم کشا کو زور ملا ہے مین ہرگز شرکت نہ کرونگا پسر حمزہ کا سر روانہ کرونگا کل لشکر کو قتل کرونگا لاشون سے میدان بھرونگا علامہ ملکہ کی شکایت کیے جاتی ہے مان ملکہ کی اِشارہ کرتی ہے کہ علامہ بس خاموش رہو مگر علامہ نہین مانتی اور سحاب برس رہا ہے گرج رہا ہے یہی کہتا ہے کہ مین ابھی جاتا ہون اور دونون کے سر بہ خدمت خداوند روانہ کرونگا قدرت کو یہ تو معلوم ہو کہ ایک نوخیز خواہ ہمارا طلسم مین ہے کہ جسنے یہ کام کیا کہ اپنی بیٹی کو قتل کر ڈالا پسر حمزہ کو قتل کرکے طلسم کشا پر لشکر کشی کرونگا اُنکو بھی قتل کرونگا کہ تمام طلسم کو آرام ملے یہ بار موقوف ہو ایک طرف سے صاحبقران لڑتے ہوے آتے ہین کچھ عجب آفتاد ہے کہ جو مقابلے مین گیا یا مارا پڑا یا مطیع ہوا انیسو از جادو کتنی بڑی ساحرہ تھی عیارون نے اُسے گھیر کر مار لیا مگر یہ باتین مجھپر نہ ہو سکینگی آہستہ آہستہ سحر کرونگا یہ بھی جانتا ہون کہ صاحبزادی برابر کی ساحرہ ہین جب انکا معشوق قتل ہوگا تو ضرور بگڑینگی مین وہ نوبت نہ آنے دونگا اول ہی سے بیکار کردونگا جاتے ہی زبان مین سوزن دونگا دونونکو باندھکر مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرین یہ کہکر اٹھا نہ دیوے نہ کہا مین بھی

چلونگی ایک تخت پر دونون سوار ہوے طرف قصر کاکلکشا کے چلے یہان دونون عاشق
و معشوق بیٹھے ہوے ہین ذکر کر رہے ہین ملکہ کہ رہی ہی کہ اے شاہزادہ والا قدر میری
تمھاری خبر والدین کو پہونچ گئی یہ طائر جو آیا تھا تصویر کھینچکر لے گیا یہ قرطاس تصویر کش
میرے باپ کا سحر بہت زبردست ہی انکو اپنے مقام پر اس سے سب خبرین معلوم ہوتی
ہین میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی ایسا نہ ہو کہ والدین آتے ہون مین جاکر سحر خانہ بناکر
سحر تیار کرتی ہون کہ بروقت انکی آمد کے انکو ادھر ہی روکدون تاکہ وہ یہانتک
نہ آسکین ورنہ مجھکو اور تمکو زندہ نہ چھوڑینگے بدیع الزمان نے اُٹھنے نہ دیا ہاتھ پکڑکر
بٹھالو کاکلکشا مطیع اسلام ہو چکی تھی اختلاط ہو رہا تھا اور بدیع الزمان سے
عقد کا وعدہ ہوا بدیع الزمان نے عہد کیا ہی کہ جب تم سحر سے توبہ کروگی تو مین ضرور
عقد کرونگا ادھر تخت اُڑاتے ہوے کاکلکشا کے والدین آتے ہین اور یہان یہ
دونون خوش خوش مصروف عیش و نشاط ہین باتین ہو رہی ہین بدیع الزمان
فرماتے ہین اے ملکۂ عالم مین تو کل کوچ کرونگا کاکلکشا کہتی ہی کہان جائیےگا بدیع
فرماتے ہین بمقابلہ جمشید ثانی جاؤنگا مین چاہتا ہون سب سے پہلے پہونچون ملکہ
کاکلکشا نے کہا مین کتاب مین دیکھ چکی ہون سب کے پہلے طلسم کشا پہونچینگے
اُسکے بعد آپ لوگ فرداً فرداً داخل ہونگے جمشید ثانی بھی بڑی لشکر کشی کریگا
گیارہ بارہ سو ملک اُسکے قبضے مین ہین سب تاجدار آوینگے اور جمشید کو بچا دینگے
مگر اے شہریار کیا پردے غفلت کے پڑے ہین اپنے ہاتھ سے ملعون نے لکھا ہی پھر
طلسم شکنی کا قایل نہین ہی نام طلسم کشا کا لکھ چکا حسب و نسب تحریر کیا اور پھر کہتا ہی کہ
مین نکلنے مین تھا اُس تحریر کا اعتبار نہین چالاک بیٹھا یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی
اور کنیزون سے باتین کر رہا ہی ماں باپ کا حال پوچھ رہا ہی کنیزین بیان کرتی
ہین بی شگوفہ اصل یہ ہی کہ باپ انکا بڑا جلاد ہی اور بڑا ساحر ہی سحر مین اپنا مثل
نہین رکھتا ہمکو ڈر ہی کہ انکو خبر نہ ہوجائے بی بی کے لیے تو کچھ نہ ہوگا ہم لوگ
قتل ہوجاوینگے تمام شاہان جہان کے نامے آئے ہوے ہین ہر ایک کا مضمون

یہی ہو کر کل سلطنت نام پر کاکلکشا کے نثار رہو اور یہان یہ معرکہ ہوا اُن سب شاہزادیون
کو ناگوار ہوگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر گرج پیدا ہوئی اور نعرہ ہوا کہ منم سحاب ابر شکن
او گیسو بریدہ تو نے غضب کیا کہ مسلمان کو پہلو مین بٹھایا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا
ہون کاکلکشا نے جو ماں باپ کو آتے ہوے دیکھا چاہا اٹھون اور سحر کرون مگر
سحاب تو آمادہ ہو کر آیا ہی آتے ہی ابر برسا دیا قطرے جو کاکلکشا پر گرے
بیہوش ہو گئی ایک قطرہ بدیع الزمان پر پڑا بدیع الزمان بھی بیہوش ہوے
پانی برسا کر سب کنیزون کو بیہوش کیا سب کو بیہوش کر کے میان بی بی اُترے مگر
چالاک ایک گوشے مین چھپ گیا تھا جب دونون آکر اُترے بدیع الزمان اور
کاکلکشا کو ایک درخت سے باندھ دیا چاہا حکم قتل دون کہ سامنے سے شگوفہ
ہنستی ہوئی آئی کہا اے شہنشاہ ساحران کیون اسقدر غصہ ہے مفصل حال مجھے
سنیے کوئی مطلب ابتک نہین ہوا کاکلکشا پاک و صاف ہے حقیقت مین کاکلکشا
کو مردے نفرت ہے مجھے صلاح کی تھی مین نے سمجھایا کہ واری آپ اتنے بڑے ساحر
کی بیٹی ہین تمام دنیا مین مشہور ہو جائیگا کہ کاکلکشا پسر حمزہ پر عاشق ہوئی ہین
جن شاہون نے نامے آپ کے نام بھیجے ہین وہ سب کیسے حقیر ہونگے اپنے
مقام پر کہین گے کہ ہم مین کیا برائی تھی کہ ہمکو نہ قبول کیا مسلمان کے گھر بیٹھ گئین
تاڑ طرف تیرے معلوم ہوتا ہے کہ جمشید کا وقت زوال ہے عقل مین اُسکی فتور آگیا ہے
جو بات کرتا ہو وہ اُلٹی ہو جاتی ہے اسی واسطے طلسم مین آکر چھپا ہے اب طلسم کشا
یہان بھی آجاوینگے ملکہ لقا ہر طرح ہوئی ہین کہ چچا کی وجہ سے بھتیجا مجھکو اور میرے
والدین کو اپنا نہ ہو بچا سکے جو شاہزادیان اُسکے ساتھ مین بلاے روزگار ہین سحر
مین پرکالۂ آتش جانتی ہین کہ ہمارا کوئی کیا کر سکیگا دیکھو اکثر شاہزادیان صاف
نکل آئین لشکر طلسم کشا مین چین کر رہی ہین طلسم کشا اُن سب کی خاطر کرتا ہے دیکھیے
انجام کیا ہو مگر صاحبزادی کی کوئی خطا نہین ہے آپ برہم نہ ہون مین آپ کے
سامنے گاؤن شراب پلاؤن بیٹی کو ہوشیار کیجیے پسر حمزہ کی بھی خطا معاف فرمایئے

اسطرح شگوفہ نے سمجھایا اور باتین بنائین کہ سحاب کا غصہ کم ہوا نہ وجہ رو رہی ہو کہ ہاے میری بیٹی درخت سے بندھی ہو چالاک نے یہ باتین کرکے پایان کھینچا سیدھا سیدھا تھیک بجا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا
سنبھل سکتا نہین اب ہم سے بوجھ اپنی گردن کا

جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر
ہمارے اسکے پردہ رہگیا دیوار آہن کا

رگ گلرنگ سے جھلکی جو سرخی پان کی اُہین
گلے سے یار پر عالم ہوا شیشے کی گردن کا

بہار اک دل کے داغون نے دکھائی چشم قاتل کو
وہان زخم سینہ بنگیا دروازہ گلشن کا

اندھیرے مین جو ڈر کر مجھسے وہ خورشید رو لپٹا
شب تاریک مین ہاتھ آیا مضمون روز روشن کا

کہان آگے مردان خدا کے چل نہین سکتا
ہے داؤد مین یکسان ہو عالم موم و آہن کا

ڈراتا ہے کسے اے شیخ تو نار جہنم سے
سمندر سوز ماسے گر نچوڑون پاٹ دامن کا

ستایا ہے نہایت انقلاب دہر نے ہمکو
رہا کرتا ہے چشم تر کے اوپر گوشہ دامن کا

کیا اک آن مین تیغ قضا نے صاف دو ٹکڑے
کمان ہی رہگیا دشمن کو آتش اپنے جوشن کا

اِسطرح یہ اشعار چالاک نے گائے کہ سحاب ہنس پڑا کہا اے شگوفہ حقیقت مین تم تو علم موسیقی مین کامل ہوگئین چالاک نے عرض کی اے شہنشاہ ساحران ابھی آپ میرے کمال سے کہان آگاہ ہوے چاہتی ہون ساقی گری کرون کہ پانون سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن زبان سے گاؤن اور سر سے شراب پلاؤن یہ کہکے کلید میخانہ سحاب سے لی میخانے مین آکر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے گا لوگ شراب لیجانے لگے چالاک نے کئی سو گلابیان آراستہ کرکے کشتی اُٹھائی سر پر رکھکر محفل مین آیا سحاب نے کہا دیکھو صاحب شگوفہ کس طریقے سے شراب لائی ہے کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے چالاک اول گت ناچا پھر جام سر پر رکھکر ٹھوکرین لیتا ہوا سامنے سحاب کے آیا سر جھکا کر کہا ایسے شاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے سحاب نے جام پیا چالاک نے دوسرا جام اُسکی زوجہ کو دیا اسطور دور باندھا تھوڑے عرصے مین ساری محفل کو شراب پلائی سحاب کو بیٹھے بیٹھے

نشہ ہوا یہ کہکے اُٹھا کہ پسر حمزہ کو قتل کرون لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا نہ وجہ بھی اسکی
بیہوش ہوئی جب سب بیہوش ہوے تو چالاک قریب کاکلکشا کے آیا کہا کہ اے
ملکۂ عالم مین نے سب کو بیہوش کرایا کاکلکشا نے کہا یہ سامنے جو حوض ہو اسکے پانی سے
میرا منھ دُھلا دو چالاک نے پانی لا کر کاکلکشا کا منھ دُھلایا کاکلکشا کو ہوش آیا
چالاک نے بدیع الزمان کو بھی رہا کر لیا سحاب و موجہ کی زبان مین سوزن
دی اِن دونون کو درخت سے باندھکر فتیلۂ رفع بیہوشی دیا اب جو سحاب کی آنکھ
کھلی اپنے کو گرفتار پایا بدیع الزمان نے کہا اے سحاب قدرت پروردگار کو دیکھا
مین اپنے ساتھ نہ لایا تھا مگر خدا نے چالاک کو پہونچایا دیکھو تم گرفتار ہوے اب
مناسب یہ ہو کہ زن و شوہر اطاعت کرو ورنہ تمھین قتل کرونگا کاکلکشا نے یہ
کہا کہ اے والد نامدار و اے والدۂ ماجدہ مین ابتک آپ کے حکم کی پابند ہون مجھکو
اِسوقت تک بدیع الزمان نے ہاتھ نہین لگایا جب آپ لوگ حکم دینگے تو
عقد ہوگا تب مین وصل سے کامیاب ہونگی آیندہ آپ کو اختیار ہو سب نے جو
ملکہ سمجھایا اور چالاک بہ صورت اصلی سامنے آیا کہا شگوفہ کو آپ نے پہچانا
اے سحاب و اے موجہ اطاعت بدیع الزمان کرو کہ تا بہ طلسم کشا پہونچو گے اور
شریک سعادت ہوگے تصور تو کرو کہ جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی شل تمھارے
وہ بھی ایک ساحر ہو علم نیرنگ و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہو اُسکو خدا جانتے ہو پیدا
کرنے والے کو نہین پہچانتے ہو اسطرح جو سمجھایا سحاب و موجہ کے
دل مین تاثیر ہوئی زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا دونون
زن و شوہر بہ صدق دل مطیع اسلام ہوے بدیع الزمان نے دونون کو رہا کر دیا
سحاب نے چالاک سے کہا کیون اے چالاک اب کہو کیا سزا دون ایک سحر
کرون کہ جلکر خاک ہو جاؤ چالاک نے قریب آکر دو حباب بیہوشی مار دیے زن و
شوہر پھر بیہوش ہوے پھر سوزن دیکر درخت سے باندھ دیا سحاب نے کہا
اے چالاک تم لوگونکی عیاری کرامات ہو چالاک نے کہا اے سحاب مدد پروردگار

ضرور ہی سحاب نے کہا مجھے امتحان منظور تھا ورنہ دل سے تو مطیع ہو چکا بدیع نے
دونون کو کھولا دونون زن و شوہر قدمون پر گرے بدیع الزمان سے عذر کرنے
لگے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا اے نور نظر تمہاری وجہ سے ہم دائرۂ اسلام مین آئے پیشتر
پائے پھر محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی کاکلکشا پہلو مین بدیع الزمان کے آکر
بیٹھی سحاب و موجہ حاضر ہین بدیع الزمان نے کہا مجھکو منظور ہے کہ مقابلہ مین
جمشید کے جاؤن برہمن خداپرست دس ہزار فوج سے میرے ہمراہ ہین یہ ارادہ
ہے کسی طرح اُستک پہونچون جنگ آغاز کردون یہ مشورہ رہے کہ اول مقابلے
مین بدیع الزمان پہونچے سحاب نے عرض کی یہ غلام آپ کے ساتھ ہے جمشید کے
باپ سے مقابلہ کرونگا مگر جمشید بلاے روزگار ہے جبتک بادشاہ اسلام لوح
نہ پاوینگے تب تک مقابلہ جمشید سے نہین ہو سکتا جمشید سب پر غالب آئیگا
ایک سحر مین ہم ایسون کو مٹا دیگا یہ کنیز آپکی کاکلکشا بھی سحر مین طاق شہرۂ آفاق
ہے جسوقت یہ سحر کریگی زمین کانپ جائیگی غلام بھی کوئی بات اُٹھا نہ رکھے گا رات
بھر جلسہ رہا صبح کو ہمراہ سحاب قلعے مین آئے ساٹھ ہزار جادوگر مطیع اسلام ہوئے
اب یہ سب لشکر ملکر بیرون قلعہ اُترا ہے برہمن خداپرست کل لشکر کا منتظم ہے اور
ساتھ والون سے کہتا ہے صاحبو اقبال مندی آقاے نامدار کی دیکھی کس کام کو
آئے تھے اور کس بلا مین پھنسے کیا انجام ہوا ساٹھ ہزار ساحر مطیع اسلام ہوئے
تین سو جادوگر کامل واکمل شریک شہریار ہوئے اب کوئی خوف نہین ہے سحاب
نے بدیع الزمان سے عہد لیا کہ بعد فتح طلسم اِس کنیز کے ساتھ عقد کیجئے گا بدیع
نے اقرار کیا بعد چار دن کے بدیع الزمان نے کوچ کیا قلعے سے دو کوس پر آکر
اُترے صحرا نہایت معقول تھا کئی دن اُس مقام پر مقام کیا بعد کئی دن کے قصد
ہوا کہ کوچ کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک ساحر تخت پر سوار لاکھ ڈیڑھ لاکھ
ساحران غدار پشت پر خیمے بارگاہین لدی ہوئین مقابلہ بدیع الزمان مین آکر
اُترا ہرکارون نے خبر دی کہ ہمارے جادو بھیجا ہوا اگر مخوکا ۔۔دگار جمشید ثانی

براے مقابلہ حضور آیا ہی سحاب نے عرض کی حضور نہ گھبرائین کنیز اور غلام
موجود ہین اگر وہ طبل جنگی بجوائیگا تو ہم لوگ مقابلہ کرینگے بدیع الزمان خاموش
ہو رہے مگر ہمارے جادو اُتر رہا ہی قریب بارگاہ کھڑا حکم دے رہا ہی کہ لشکر آمادہ رہ
پسرِ حمزہ کو لیکر جاؤنگا وہ سحر دکھاؤن کہ سب عاجز ہون کسکی مجال ہی کہ میرے مقابلہ
کرے بدیع الزمان بیرون بارگاہ اُترے ہوے ہین برہمن و موجہ قطرہ زن
و سحاب و کاکلکشا خدمت مین حاضر ہین کہ آسمان سے ابر گلنار پیدا ہوا قریب
لشکر بدیع الزمان آکر ابر پھٹا ایک شاہزادی موسومہ بہ گلگونہ فرستادۂ جمشید
ڈیڑھ لاکھ جادوگرنیون کے ساتھ براے مدد ہما پہونچی جب ہمارے جادو نے
گلگونہ کو دیکھا پسینہ آگیا قلب متغیر ہوگیا قریب آکر مسکرا مسکرا کر باتین کرنے لگا
کبھی کہتا تھا اے ملکۂ عالم اصل تو یہ ہی نظم

ناحق یہ ترا غیظ مین آنا نہین اچھا　　اے یار غریبون کا ستانا نہین اچھا
منہ افعی گیسو کو لگانا نہین اچھا　　موذی کو بہت سر پہ چڑھانا نہین اچھا
کشتونکے تمھارے ہین نشان رہنے دو کہین　　قبرون کو شہیدون کی مٹانا نہین اچھا
برسونکی محبت ہی نہ کر ترک ملاقات　　آپس مین سخن رنج کے لانا نہین اچھا
پردے کو اُلٹ دینگے تمھین دیکھ ہی لینگے　　مشتاقون سے مکھڑے کا چھپانا نہین اچھا
سوزِ غم ہجران سے کہین خاک نہ ہو جاے　　اِتنا دل عاشق کو جلانا نہین اچھا
دل توڑ دیا سنکے مرے غم کی کہانی　　منہ پھیر کے بولے یہ فسانا نہین اچھا
ڈر ہو دوسرے کے ہو جانے کا ہی جان کی جوکھم　　محفل مین پرے اورون کی جانا نہین اچھا
بس روک لو شمشیر کو مریخ نہ ہو جاؤ　　خون شہدا مین تو نہانا نہین اچھا
جو تیر نظر سے جگر و دل کو اُڑا دے　　ایسے کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا
ایک ایک سے آنکھین نہ لڑایا کرو صاحب　　ہر اِک کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا
زلفونکی محبت نہ بشر اب کبھی کرنا　　دل دیدہ و دانستہ پھنسانا نہین اچھا

ان اشعار کو سنکر گلگونہ نے کہا اے ہمارے جادو اپنے ہوش مین آؤ زیادہ باتین

ڈ بناؤ ہمکو قدرت نے تمھاری مدد کو بھیجا ہو کہو ٹھہر تن کہو چلے جاوین ہماسے جادو
قدموں پر گر پڑا کہا ای ملکۂ عالم مین تابعدار ہون مجھکو اپنی غلامی مین قبول فرمایئے
گلگونہ نے جھلا کر جواب دیا کیون دیوانے ہوے ہو کیسی باتین کرتے ہو ایسا نہو
مجھکو زیادہ ملال ہو تو مین چلی جاؤنگی ہماسے جادو کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہو بول اُٹھا
کہ اب جا سکتی ہو کیا مجال کہ یہان سے جا سکو ہمارے پہلو مین چلا بیٹھو محفل عیش و
جیش آراستہ ہو گلگونہ و ہماسے تکرار ہونے لگی سب کنیزین اُتر رہی ہین ادھر
ہماسے جادو کے ملازمون نے جو دیکھا کہ ہمارے مالک سے تکرار ہو رہی ہو
سب آ کے جکڑ کھڑے ہو گئے اور کہا اگر حکم ہو تو ان سب کو مارلین ہماسے نے کہا
صاحبو تم لوگ دخل نہ دو مین معشوقۂ سرکش کو رضامند کر لونگا پہلو مین بٹھاؤنگا
بڑی دھوم سے شادی ہوگی اس دھوم سے برات لاؤن کہ ملکۂ عالم خوش
ہو جاوین گلگونہ نے کہا کیون او ہماسے جادو یہ زبردستی ہم رضامند نہین اور تم
برات لانے کو کہتے ہو ہماسے جادو نے سحر کیا گلگونہ تڑپی کنیزین تمام آمادہ کھڑی ہین
سب ملکر سحر کرنے لگین بدیع الزمان نے دیکھا کہ لشکر ہما مین صداے گیرودار
بلند ہوئی گولے ترنج ونارنج وغیرہ چلنے لگے گلگونہ چاہتی ہو نکل جاؤن لیکن
ہماسے جادو روک رہا ہو جب سحر کرتا ہو گلگونہ تھرا جاتی ہو یہ خبر ہرکارون نے
بھی فضل بدیع الزمان سے کہی سحاب نے کہا اگر حکم ہو تو غلام جاکے دونون کو
شکست دے یہ سب آپ کے دشمن ہین اِنکا جھنا بہتر نہین سب کے پہلے کاکلکشا
اپنے مقام سے اُٹھی کہا مین گلگونہ کو لاتی ہون یہ کہکر چڑپی اُسوقت پہونچی کہ ملکہ
گلگونہ حیران کھڑی ہو اور رو رہی ہو ہماسے نے سحر کیا ہو کاکلکشا نے جو گلگونہ کی یہ
حالت دیکھی آتے ہی کاکل کو جنبش دی کہ گلگونہ کے ہوش درست ہوے
پکار کر کہا ای معین و مددگار تمنے بڑا احسان کیا اِسکے سحر نے قلب پر تاثیر کی
تھی کاکلکشا سحر کرنے لگی جب ماش کے دانے پھینکے سو دو سو جوان صحرا مین
بجاکر سر ٹکرانے لگے اب ہما چاہتا ہو کہ مین نکلجاؤن مگر کاکلکشا نے وہ سحر کیا ہو

کہ ہماے جادو کا قدم نہین اُٹھتا دمبدم دعائین دیتا ہو کاکلکشا کی بلائین لیتا ہو کاکلکشا نے
جواب دیا کہ او بھیا کیون خبطی ہوا ہو ایسا نہ ہو دیوانہ ہو جاے ہماے نے کہا کہ اے
ملکۂ عالم مین غار افراسیاب کا رہنے والا ہون خداوند گرمغو نے بھیجا ہو کہ جا کر
پسر حمزہ کو گرفتار کر لاؤ لہذا مین خالی نہ پلٹونگا اے کاکلکشا تیری خبر پہونچ چکی تو نے
اطاعت اسلام کی ایسی بُری طرح پر خداوند میتی آوینگے کہ زندہ رہنا دشوار
ہوگا کاکلکشا نے جواب دیا کہ او نابینا میرے ماں باپ ساتھ ہین جمشید ثانی
لنگوٹا کون ہو اسکی عقل پر تو پتھر پڑے ہین آپ ہی تو لکھ گیا ہو وہی سب ظہور
مین آرہا ہو اب اس تحریر سے انکار کرتا ہو کہ مین نشے مین تھا کہ ایک طرف سے
سحاب کا نعرہ ہوا دوسری جانب سے موجۂ قطرہ زن پہونچی ہماے جادو نے
پھر سحر کیا کہ ایک گنبد آتشین آسمان سے پیدا ہوا شعلۂ آتش بھڑکتے ہوے
وہ گنبد آتشین زمین پر آکر ٹھہرا ہماے جادو نے پکار کر آواز دی کہ اے سحاب
وغیرہ یہ سحر مین نے کامل کیا ہو اس سحر سے کوئی نہ بچیگا سب نے دیکھا کہ قطرہ زن
قریب گنبد پہونچی چاہتی ہو آگ مین پھاند پڑے ون کہ پہلو سے نعرۂ بدیع الزمان
کی صدا آئی کاکلکشا نے پکار کر کہا کہ اے مادر مہربان کہان جاتی ہو وہ آتش سحر
ہو مگر قطرہ زن نے کچھ جواب نہ دیا دونون پانون جا کر آگ مین پھاند پڑی
گرتے ہی غائب ہو گئی کاکلکشا نے یہ معاملہ دیکھا کہ مادر مہربان نے اپنے کو آگ
مین گرا دیا سحاب نے کہا بیٹا نہ گھبراؤ میری زوجہ کو آگ مین جو گرا دیا ہو تو مین
آگ بجھا دونگا یہ کہکر سحاب نے سحر کیا کہ آسمان سے پانی برسنے لگا مگر وہ پانی آگ
کو نہین بجھاتا ہماے جادو بھی سحر کر رہا ہو کاکلکشا تڑپ کر گری شعلہاے آتش
بھڑکے کہ کاکلکشا کی کچھ زلفین جلین بدیع الزمان نے آکر نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان

بدیع الزمانم کہ در روز کین
زتیغم لبے ملک اسلام شد
مہ برج خوبی شہ انجمن

توانم گشتم آسمان بہ زمین
کہ سر فتنہ با ختر نام شد
بدیع الزمان گرد لشکر شکن

اور ایک طرف سے برہمن خداپرست آگرا بدیع الزمان کو ہمارے جادو
نے دیکھا کر قتل کرتے ہوئے آتے ہین کئی پہلوان آنکھون کے سامنے مارے
دیدیہ ہوکر کاکلکشا بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہو جس ساحر نے بدیع الزمان پر سحر کیا ملک
کاکلکشا نے کاکل کو جنبش دی بدیع الزمان اُس ساحر کو مار لیتے ہین اگر کسی ساحر
نے سحر کیا تو کاکلکشا حفاظت کر رہی ہو ساحرون کو گھیر گھیر کر مقابلہ بدیع الزمان
مین بھیجتی ہو پھر قریب آکر موتیون کا مالا گلے سے اُتارا بدیع الزمان کو موتیون کا
مالا پہنا دیا کہا اب آپ بخوف لڑیے یہ ساحر جو سحر کرینگے وہ باطل ہوجائیگا اِسنو
بدیع الزمان ساحرون کو مارتے ہوے چلے جب قریب ہمارے جادو کے پہونچے
ہمانے دیکھا کہ اب بدیع الزمان قریب آگئے سوچا کہ اپنے نہ مقابلہ کرو ورنہ
غضب ہوگا یہ سوچکر پیچھے ہٹا بدیع الزمان سے مقابلہ نہ کیا بدیع الزمان اور
ساحر پر جا پڑے کاکلکشا ... مسکرا دیتی ہو سحر ساحر کا دفع ہوجاتا ہو بدیع الزمان
لڑتے ہوے جاتے ہین کہ سامنے سے حملہ ار فوج لڑتا ہوا آتا ہو ساحرونکو ترغیب
دے رہا ہو کہ ہان یارو یہی وقت جانبازی ہو لیہ حمزہ کو گرفتار کرلو مگر جو ساحر سامنے
بدیع الزمان کے آیا عالم شمشیر آبدار ہوا ہر طرف تلوار چل رہی ہو ایک مقام
پر گلگونہ کھڑی تھی کہ ہمارے جادو نے اپنے کو قریب پہونچا یا خون اپنا گوشت کاٹکر
چلو مین لیا اور چاہا گلگونہ پر پھینکون کہ سامنے سے کاکلکشا پیدا ہوئی اُسنے
جو یہ دیکھا کہ گلگونہ پست ہو رہی ہو آواز دی کہ اے گلگونہ ہوشیار رہو اگر یہ خون
پڑگیا تو جل جاؤگی گلگونہ یا تو آنکھین بند کیے کھڑی تھی آواز کاکلکشا کی سنکر
ہوشیار ہوئی ہمارے جادو نے خون پھینکا کاکلکشا نے پڑھکے جو سحر کیا وہ
خون زمین پر گرا پھر گلگونہ پر سے سحر کو ہمارے جادو کے دفع کرکے کہا اے گلگونہ
نکل چلو ہمارے لشکر مین چلکر ٹھہرو ایسا نہ ہو کہ گرفتار ہو جاؤ گلگونہ نے جو
کاکلکشا کو مہربان پایا تڑپ کر بلند ہوئی ہمانے چاہا روکون ملکہ کاکلکشا نے
سامنا کیا ایک گولہ مار دیا کہ گولہ پھٹا اُس مین سے دھوان نکلا وہ دھوان

آنکھون مین ہچاکی لگا آنکھین ملنے لگا اپنے کو بچانے لگا اُدھر لشکروالے شمشیرزنی کر رہے
ہین بدیع الزمان قتل کرتے پھرتے ہین کئی سو دو ہاتھ سے بدیع الزمان اور
برہمن بلند بالا کے مارے گئے سحاب نے دور سے دیکھا کہ کاکلستان نے بری
جرأت کی کہ ہمارے جادو کو نابینا کیا آنکھین ملتا ہے جب آنکھین کھولتا ہے تو اسکو
کچھ نہین سوجھتا پھر آنکھین بند کر لیتا ہے ہمارے چند افسر جو قریب تھے اسنے کہا اب
گلگونہ کو نذر وکو نکل جانے دو افسرون نے عرض کی لیسرِ حمزہ نے کئی سو افسر قتل کیے
ہم لوگ کیا کرین سحر بار بار اثر نہین کرتا سحاب نے سحر کیا وہ گنبد پھٹا دیکھا ایک
گوشت مین زوجہ بیہوش پڑی ہے کاکلستا نے بڑھکر مان کو اُٹھایا آپ ومیدہ سحر
سے منھ دُھلایا اب جو موجہٗ قطرہ زن اُسکی سحر کی بوچھار کردی ہمارے جادو تکی
ہوا مرے خون بہنے لگا سب افسرون نے صلاح دی نکل چلیے ورنہ آپ قتل
ہو جایئے گا آخر شکست فاش کھا کر ہمارے جادو بھاگا مگر گلگونہ کاکلستا کے
ساتھ تو جب ہمارے جادو بھاگ کر نکلگیا کاکلستا نے آکر گلگونہ کا ہاتھ تھاما
کہا کیون بوا مزہ اُٹھایا اور جمشید کی شرکت کر کے جنگ کو آئی تھین خوب جنگ
ہوئی اب ہمارے ساتھ چلو دیکھو بارگاہ بدیع الزمان مین کیا کیفیت ہو گئی ہین
مغلوبہ مین چالاک نے دیکھا کہ ہمارے جادو شکست کھا کے جاتا ہے پیچھے پیچھے
چلا اور بدیع الزمان سے کہگیا کہ ہمارے جادو کو گرفتار کر کے لاتا ہون یہ سنکر
بدیع الزمان نے کہا سمجھ بوجھ کے جانا چالاک عقب مین ہمارے جادو کے
روانہ ہوا مگر ہمارے جادو پانچ کوس پہ آکر ٹھہرا ایک پانی کی جھیل تھی اُس مین
نہایا تب آنکھین روشن ہوئین بارگاہ مین آکر بیٹھا ساتھ والون سے کہ رہا ہے کہ
صاحبو مین اپنا حال کیا کہون میرا تو عجب حال ہے دل پر ہجوم غم و ملال ہے **نظم**

مجنون جنونی ز تو این نام و نشان چیست	بیکام و زبانی ز تو این کام و زبان چیست
جان و دل و دین زلف و خط و خال تو بردند	ای بیخبر از خویش دگر دعوی جان چیست
شد تجربہ صد بار کہ سود تو زیان است	ای دل دگر اندیشۂ این سود و زیان چیست

بدریدترا پردۂ عصمت چو زعصیان
ظاہر شدہ بر خالق و از خلق نہان چیست
مخفی چہ کنم چارہ کہ از دوست بہ پرسم
مقصود زبیدا ابش این کون و مکان چیست

اصل مین شعلۂ حسن گلگونہ نے کلیجے کو جلادیا مجھکو تو خاک مین ملادیا ہاے کیونکر صبر کرون کس طرح دلپر جبر کرون حقیقت مین پسر حمزہ بڑا صاحب اقبال ہی کون کون لوگ شریک ہوگئے ہرکارے نے خبر دی گلگونہ ہمراہ بدیع الزمان گئین کاکلکشا آسے بہکا کرلے گئی اب شریک ساحران نہوگی مسلمان کے ساتھ رہیگی ہمامے جادو نے کہا مین اُسکو چین نہ لینے دونگا ابھی جاتا ہون اُسکو مین گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکر اُٹھا اسباب سحر جھولی مین رکھکر طرف صحرا کے چلا جیسے ہی صحرا مین پہونچا ایک طرف سے آواز آئی کہ کوئی یہ اشعار پڑھ رہا ہی نظم

رفتیم کہ نوشیم ہو از ساغر مستان
گر دیم بہ رسوائی آشوب پرستان
نوشیم زمیخانۂ وحدت مے گلگون
اسرار مے و میکدہ گوئیم بہ مستان
قفل در میخانہ بہ اندیشہ کشائیم
راز دل پیمانہ نگوئیم بدستان
چون موسم گل رست در آغوش خزان ست
کافیست مرا دیدن دیدار گلستان
افسردگیی بود ازان ہم اثری نیست
بگذشت مگر گرمی بازار زمستان
تاریک شد از ظلمت غم خانۂ عشرت
روشن کنم از آتش و شمع شبستان
ہنگامی و مجلس فرزانہ نشین نیست
دیوانہ بود ہر کہ شود ہمدم مستان
مغرور نہ گردی کہ در توبہ فراز است
ہشیار کہ این راہ بسے دور و دراز است

یہ آواز سنکر ہمامے جادو اُسطرف پلٹا دیکھا کہ گلگونہ جادو ایک نخل کے نیچے بیٹھی رو رہی ہی ہمامے جادو دوڑ کر قدمون پر گر پڑا کہتا تھا ای ملکۂ عالم میری بات کا بُرا نہ ماننا مین تابعدار ہون سارے ملک کی حکومت آپ ہی کو دونگا کبھی عذر نہ کرونگا گلگونہ نقلی نے کہا او نگوڑے تو بڑا بیوفا ہی مجھکو ڈر ہی کہ ایسا نہو میرے ساتھ برائی کرے ہمامے نے کہا مین غلام تابعدار ہون ای ملکۂ عالم وعدہ کرتا ہون کہ ملک و مال کا آپ کو اختیار رہی جسکو چاہو نوکر رکھو جسکو چاہو

چھوڑا تو مین کسی مقدمے مین دخل نہ دونگا ملکون کا خراج آپ کے پاس آئیگا اُسکا بھی آپ ہی کو اختیار ہو چالاک نے باتین کرتے کرتے خاصدان کھولکر گلوری کھائی ہما نے کہا مجھے بھی گلوری دیجیے گلگونہ نے گلوری کھلائی کہا چلو تمھارے ساتھ چلتی ہون مگر وعدہ فراموشی نہ کرنا میرے خود دلپر صدمہ ہو لشکر بدیع الزمان مین جا کر نکل آئی وہان نہ ٹھہر سکی ہی کا گلکشا کو اگر تم کہو تو لے آؤن ہما نے کہا مین سمجھ لونگا چند قدم جا کر لڑکھڑا یا گر کر بیہوش ہوا گلوری تو کھا ہی چکا تھا اُسی مین چالاک نے بیہوشی دی تھی چاہا زبان مین سوزن دون دیکھا چند ساحر آتے ہین ساحرون کو دیکھکر چالاک گھبرایا بھاگا ایسے مددگار ہونگے بدون سوزن دیے پشتارہ باندھکر چلا وہ ساحر اور طرف چلے گئے چالاک سمجھا میرے پیچھے آتے ہین درختون مین چھپتا ہوا سامنے بدیع الزمان کے آیا عرض کی غلام ہما کو لایا بدیع الزمان نے حکم دیا ستون سے باندھو ستون سے باندھکر ہما کو ہوشیار کیا ہما کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بندھا ہوا پایا گلکشا نے پکار کر کہا ای ہما خدا کی قدرت کو دیکھا کہ تم گرفتار ہو آئے مگر ہما سے جادو نے دیکھا کہ میری زبان مین سوزن نہین ہے یہ سوچکر گلکشا کو کچھ جواب نہ دیا تڑپ کر بلند ہوا چلتے وقت ایک گولا مار دیا سحاب نے للکار کر کہا او چھپا کہان جاتا ہے منم سحاب ابر شکن اب تو ہما ایسا بھاگا کہ پلٹ کر بھی نہ دیکھا بدیع الزمان نے آواز دی ای سحاب آگے نہ جانا چالاک سے پوچھا اِسکی زبان مین سوزن کیون نہ دی چالاک نے عرض کی مین نے جب اِسکو بیہوش کیا چند ساحر آتے تھے مین سمجھا اِسی کے ملازم ہین پشتارہ لیکر بھاگا سوزن نہ دینے پایا گلگونہ نے کہا مین ایسا جانتی تو جب چالاک لیکر آئے تھے تب ہی قتل کر ڈالتی لیکن یہ ابھی فتور کریگا سحاب نے کہا اگر فتور کریگا تو مارا جائیگا امان کبھی نہ پائیگا ہما سے جادو بھاگا ہوا اپنے لشکر مین آیا مگر پسینے پسینے کپڑے پھٹے ہوے سب نے پوچھا کیون آقاے نامدار کیا ماجرا گذرا ہما نے سب کیفیت بیان کی کہا آج رات کو جا کر گلگونہ کو مین

گرفتار کر لاؤنگا اتنا کہکر خاموش ہو رہا دن بھر لق و دق صحرا کو طے کیا رات کو اُس صحرا مین روشنی ہوئی آواز گانے کی آئی کہ کوئی خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

کام ہی شیشے سے ہمکو اور نہ ساقی سے غرض
آشنا ہوتے ہین مفلس کے کہان یہ لالچی
اپنے فعلون سے تعجب ہی نہ ہو سے جو فساد
بوسۂ لب مانگنے پر گالیان دیتا ہی یار
ناز بیجا بھی نہ ہو دل ناگوار طبع ہو
عاشق بیتاب کو بوسہ عنایت کیجیے
فرش قالین و نمد کا آشنا ہوتا نہین

مست رہتے ہین شراب روح پرور سے غرض
زر کی خواہش ان حسینون کو ہی زیور سے غرض
زن سے مطلب ہی زمین سے دعا زر سے غرض
زہر ملتا ہی اُسے جسکو ہو شکر سے غرض
اب تو انکی ہی تری اُس ماہ پیکر سے غرض
مرد مفلس کی نکلتی ہی توانگر سے غرض
آتش درویش کو ہی اپنے بستر سے غرض

یہ آواز سنکر ہماسے جادو چلا حیران تھا کہ کون گا رہا ہی جب صحرا مین پہونچا تو دیکھا ایک ساحرہ تخت پر بیٹھی ہی گرد کنیزین ہین ایک گا ان گا رہی ہی اس ساحرہ کا نام نسرین جادو ہی یہ صحرا اسکی سیر گاہ ہی ہماسے نے دیکھا کہ گلگونہ سے اسکی شکل ملتی ہی بیقرار ہوکے دوڑا نسرین نے جو دیکھا کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا آتا ہی مگر ہاتھ پھیلائے ہوے ہی یہی مراد ہی کہ جاکر صحبت مین بیٹھون نسرین نے پکار کر آواز دی ای ہماخبردار تکو مین نے پہچانا اس صحبت مین نہ آنا میری کنیزین سب پردہ دار ہین اگر ملاقات منظور رہی تو مکان پر آنا ہم جواب دینگے ہماسے جادو رُکا مگر دور سے کھڑا ہوکر دعائین دینے لگا کہتا تھا ای ملکۂ عالم آپ سلامت رہیے مجھکو اپنی صحبت مین آنیکا حکم دیجیے چند ساعت بیٹھکر چلا جاؤنگا گلچین گلشن جمال کی کر لون تو پھر نہ ٹھہرون نسرین نے جواب دیا مینے تجسے کہدیا کہ مکان پر آنا یہان نہ آؤ ہماسے جادو پیچھے ہٹا پکار کر کہا مکان کا پتہ دیجیے نسرین نے کہا بالاسے کوہ نسرین آنا پھر ایک کنیز کو بھیجا کہ جاکر اُس سے وعدہ کر آؤ کوہ نسرین کا پتہ دو ایسا نہ ہو کہ پتہ بھول جائے تو باعث خرابی ہو کنیز نے آکر سب پتہ بتایا ہماسے جادو مشتاق ہوا کہ کوہ نسرین پر جاؤنگا اگر ملکہ کو

توجہ نہ ہوتی تو پتہ کیون بتاتین اس سوچ مین پلٹا آکر اپنے لشکر مین داخل ہوا
رات بھر بستر خواب پر تڑپا صبح کو آراستہ ہوا اسباب سحر جھولی مین رکھا طرف کوہ
نسرین کے چلا اُسی نشان پر جو کنیز نے بتا دیا تھا اُن مقامون کو دیکھتا ہوا جاتا ہے
پانچ کوس راستہ طے کیا تھا کہ ایک کوہ سبزہ زار دکھائی دیا بالائے کوہ بڑے
بڑے درخت ہوا سے ہل رہے ہین اکثر طائران زمزمہ سرا بزبان حال توصیف و
تعریف ایزد منان مین مصروف ہین کبھی شاخون سے اُڑ کر بلند ہوتے ہین عین
وسط کوہ پر فرش بچھا ہوا ہو وہی ساحرہ مسند پر بیٹھی ہی ہما کو جو آتے ہوے دیکھا
ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بالائے کوہ آؤ ہمائے جادو بالائے کوہ پہونچا نسرین
اپنے مقام سے اُٹھی ہمائے جادو کا ہاتھ تھام لیا لاکر اپنے برابر بٹھایا پوچھا
او ہما خیر تو ہی تم بھی آوارہ لشکر بھی پریشان صحرائے سیرگاہ مین اُترے ہوے ہو
مجھے کیون سرفراز کیا ہمائے جادو سفلہ مزاج ہی ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ او ملکہ
رات بھر آپ کے فراق مین تڑپا ہون شب تیرہ و تار نہ کٹتی تھی بہ مشکل صبح ہوئی
تب مین حاضر ہوا امیدوار ہون کہ غلامی مین مجھکو قبول کیجیے نسرین نے کہا
او ہما تم جانتے ہو کہ مجھے مرد کے نام سے نفرت ہی تمھین یاد ہوگا کہ جب مین
برائے امتحان غار افراسیاب مین گئی تو قدرت نے خود پیغام دیا کہ او ملکہ
نسرین یہان رہا کرو تمھین یاد ہوگا کہ مین نے جواب صاف دیا کہ یا خداوند
مین یہان نہین رہسکتی میرے وقت معین ہین شب کو سیرگاہ مین جاتی ہون
دن بھر کوہ نسرین پر رہتی ہون قدرت اسقدر آزردہ ہوے کہ امتحان کی سند
نہ دی مگر مین نے قبول نہ کیا اور پلٹ آئی تم کیا خداوند سے زیادہ ہو بڑا مرتبہ
قدرت عطا فرماتے خبردار ایسا خیال نہ کرنا ہمانے کہا مین تو آپ کے وعدے
پر آیا ہون اب امیدوار ہون کہ غریب نوازی فرمایئے نسرین نے کہا مجھکو
جو جواب دینا تھا وہ جواب دے چکی اب تم اپنی کہے جاؤ ہم جواب نہ دینگے
یہ کہکر حکم دیا ارے گائن کو بلاؤ دل افروز نامے گائن حاضر ہوئی سامنے بیٹھکر

یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی **نظم**

عکس رخسار سے ناقص ہو تو کامل ہو جائے — مہ نخشب مہ گردون کے مقابل ہو جائے
یار کے عارض انور کا اگر عکس پڑے — ماہ نو دم مین فلک پر مہ کامل ہو جائے
تب مین جانون مری جانب سے کدورت نکلی — صاف جب صورت آئینہ ترا دل ہو جائے
وصف مین یار کے گیسو کا بیان کرتا ہون — سننے والون کا پریشان نہ کیون دل ہو جائے
وہ حسین عارض انور سے اٹھا دے جو نقاب — دعوی حسن مہ و مہر ابھی باطل ہو جائے
تیغ ابرو کا وہ سفاک اشارہ جو کرے — مرغ بسمل کی طرح دل مرا بسمل ہو جائے
گر بیان حال کرون دل کی پریشانی کا — بس پراگندہ ابھی یار کی محفل ہو جائے
نور دم بھر کو اگر وہ بت مغرور آئے — شمع رخسار سے روشن مری محفل ہو جائے

گانا ہو رہا ہے ہماے جادو خاموش بیٹھا گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہے کہ درہ کوہ مین دھما کا ہوا ہماے نے دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ فام بد انجام سر منڈا ہوا لب گد از ناک دراز کوتاہ گردن چوڑا سینہ پست قد ہاتھ پاؤن گول ایک لنگوٹ باندھے ہوئے کوہ سے نکلا قریب ملکہ کے آیا کہا اے ملکۂ عالم آفاق جادو آپکے یہ کون ہے جو تمھارے پاس بیٹھا ہے ملکہ نے کہا اے مقصود خبر رسان یہ ایک مسافر ہے مین نے دل بہلانے کو اسے بٹھا لیا ہے زنگی نے کہا میان مسافر تمھارا کیا نام ہے اور کہان کے رہنے والے ہو ہماے نے کہا بھائی مین تمھارے قبیلے سے ہون ہماے جادو میرا نام ہے غار افراسیاب کا رہنے والا ہون جس وقت سے سلطنت ہوشربا کی اور خدائی لقائے بے بقا کی نیست و نابود ہوئی اور مسلمانون کا قبضہ ہوا ہم لوگ تباہ و برباد ہو گئے تمام طلسم یہی برباد ہوا افراسیاب جادو ہاتھ سے اسد نامدار کے مارا گیا زنگی نے کہا تم ایک ہوشربا کو کہتے ہو ہمکو سب خبرین ہین ہر جگہ مسلمانون کا قبضہ ہوتا جاتا ہے نورافشان اتنا بڑا طلسم کیسا ویران ہوا کہ سحر العجائب مارا گیا مصر الغرائب بھاگ کر ہفت پیکر مین پہونچا وہان بھی نہ بچا رستم نے جا کر ہفت پیکر کو مارا طلسم کو درہم و برہم کر دیا

اور اپنا قبضہ کیا بقراط ثانی اتنا بڑا ساحر کہ جو طلسم خیال سکندری مین خدائی
کرتا تھا اور کوئی اُسکا مقابل نہ تھا وہ نور الدہر کے ہاتھ سے مارا گیا یا سے
وہ طلسم بھی کیسا برباد ہوا اب مسلمانون کا اِسطرف اِرادہ ہوا ہو دیکھیے اُنکا
خداے نادیدہ کیسا کیسا اُنکو ہر مقام پر فتحیاب کرتا ہو کہ تمام ملکون اور سلطنتون
پر قبضہ ہوتا جاتا ہو اور ہمارے خداوند جمشید ثانی ایسی غفلت کے نشے مین ہین
کہ کچھ خبر نہین طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ وقت انقلاب زمانۂ قدرت آگیا کیسی کیسی
شاہزادیان شریک مسلمانان ہو رہی ہین کیسے کیسے ساحر اُنکے ہاتھ سے
سامری و جمشید کے پاس پہونچتے جاتے ہین مسلمانون کے خداے نادیدہ نے
کیسا نور چہرے پر دیا ہو کہ جس شاہزادی نے دیکھا وہ عاشق جمال ہو کر شریک
ہو گئی یہ باتین کر کے زنگی تو درۂ کوہ مین چلا گیا ہما ے جادو بیمار ہا لنسرین
دمبدم کہہ رہی ہو کہ اے ہما اب جاؤ ورنہ ایکے مقصود زنگی قیامت برپا کرے گا
کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک ساحر سانولی رنگت بال بڑے بڑے کمر تک لٹکے ہوے
اکیلا تخت پر سوار آکر محفل مین پہونچا لنسرین نے کہا اے آفاق جادو آج آنے مین
دیر کیون ہوئی آفاق نے کہا اے ملکۂ عالم آج ایک کار ضروری مین تھا مین شب بھر
آپ کے اشتیاق مین رہا صبح ہوتے ہی روانہ ہوا راہ مین مسلمانون کے لشکر دیکھے
جا بجا اُترے ہوے ہین کیا غضب ہو اے ملکۂ عالم کہ جس لشکر مین جادوگرنیونکو دیکھا
جوان جوان خوبصورت کوئی طلسم کشا پر عاشق کوئی فرزند صاحبقران کے ہمراہ
فی الحال بی بی کاکلکشا و سحاب ابر شکن و موجۂ قطرہ زن شریک بدیع الزمان
ہوے ہین اِنھون نے کوچ کیا ہو صحراے گرد آباد مین پہونچے ہین صحراے غولان
راہ مین ملیگا بی بی کاکلکشا و سحاب صحراے غولان سے بچا کر لیجاوینگے تا بہ قصر
خداوندی پہونچا دینگے جوان جادوگرنیون مین ایک تمہین باقی ہو کہ مجھسے واسطہ
ہی نہ سنکر ہما نے کہا اے آفاق جادو ذرا سمجھکر کلام کرو مین ملکہ کا مشتاق ہو کر
آیا ہون جسطرح مانینگی قبول کراؤنگا اپنے ساتھ لیجاؤنگا میری محفل مین بھی آبادی

ہوآفاق نے کہا ای ہماے جادو تم تو بڑے گستاخ ہو روبرو ہمارے ایسا کلمہ
کہتے ہو بس اب اٹھ جاؤ ایسا نہ ہو تمھاری جان پر بنجائے تو پناہ پانی مشکل ہوجائے
کہا ای آفاق جادو مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون مسلمانون سے جو شکست
کھائی وہ عیارون کا باعث تھا کہ عیارون نے ایسا حیران کیا کہ شکست کھا کر بھاگا
ہون تو آپ غم مین ہون تم مجھے آزردہ کرتے ہو آفاق نے کہا ای ہماے جادو جب
تمھاری شامتین آئی ہین بعد تکرار بسیار ہماے نے گود مارا آفاق جادو نے گود
کاٹ دیا جب ہما اُٹھنے لگا کہ آفاق سے مقابلہ کرون تو نسرین جادو نے دہن
تمام کر ایک قہقہہ مارا ہماے جادو چپ ہوگیا آفاق نے اُٹھکر ہما کی مشکین
باندھین زبان مین سوزن دی کہا اژدہا لاؤ اژدہے پر سوار کرکے سلسل ومطوق
کیا کہا اِنکو خدمت خداوند مین لیجاؤنگا وہان سزا دلواؤنگا نسرین نے کہا ای عاشق
صادق اِسکو خدمت خداوند مین نہ لیجانا خداوند ہمیشہ سے میرے نام پر بیل کرتے
ہین وہ اِسکو سزا نہ دینگے اور مجکو طلب کرینگے مین اُنکے سامنے نہ جاؤنگی آفاق نے
کہا مین اِنکو اپنے قصر مین لیجاؤنگا وہان جاکر قتل کرونگا نسرین نے کہا اسکا اختیار
ہی وہ بھی تو جانے کہ کسی پر عاشق ہوا تھا یہ صدمہ اُٹھایا آفاق قید ہما کی لیکر چلا
منزلین طی کرتا ہوا جاتا ہو ایک صحرا مین آکر اُترا کہ وادی برہوت اُس جنگل کا نام ہی
برہوت جادو وہان کا حاکم ہما کا دوست ہی برہوت کو خبر پہونچی کہ آفاق ہما کو
لیے ہوے جاتا ہو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ بڑے افسوس کی بات ہی کہ میرا
دوست گرفتار ہو اور مین مدد نہ کرون ٹہلتا ہوا لشکر مین آفاق کے آیا آفاق
کو خبر پہونچی کہ برہوت آتا ہی چند سردار واسطے استقبال کے بھیجے برہوت
دربار آفاق مین آیا کہا کیون ای آفاق ہماے نے تمھاری کیا خطا کی آفاق نے
کہا مین تجسے کیا بیان کرون ایسی خطا کی ہی کہ گرفتار کرکے لیے جاتا ہون جاکے
میدان خونی کی تیاری کرونگا ایسے مقام پر قتل کرونگا کہ جہان آب و دانہ نہو
روح اِسکی بھٹکتی رہے اور چندے یاد کرے برہوت نے کہا ای آفاق مجھپر

احسان کیجئے خطا اسکی معاف کر دو رہائی کا حکم دو کہ مین اسکو اپنے کوہ پر لیجاؤن
اب یہ پلٹ کر غار افراسیاب مین جائیگا آفاق نے جواب دیا اوبہرادر اگر
تنہا سنیئے گا تو تم بھی بیزار ہو جاؤ گے برہوت نے کہا جو خطا کی ہو اُسے معاف
کرو یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا کے عرض کی ملکہ چنچل جاتی
تھین لشکر کو دیکھکر اتر پڑین دریافت کیا کہ یہ لشکر آفاق جادو کا ہو دیکھیے قریب
بارگاہ آپہونچین آفاق نے ہنسکر کہا کہ مین مدت سے چنچل کا مشتاق تھا اگر وہ
آجائے تو مطلب دلی حاصل ہو ہرکارون نے عرض کی دربارگاہ پر کھڑی ہین
آفاق برائے استقبال اٹھا سامنے آکر سلام کیا کہا بی چنچل آؤ چنچل ساتھ آفاق
کے بارگاہ مین آئی برہوت نے جو چنچل کو دیکھا بہت پسند کیا پکار کر کہا او ملکہ عالم
آئیے مجھے آپ نے نہین پہچانا چنچل نے جواب دیا مین تمکو نہین پہچانتی برہوت
نے کہا یہ صحرا میری عملداری مین ہو چنچل نے کہا عملداری مبارک ہو مین تو آفاق
کی ملاقات کو آئی ہون گھڑی بھر ٹھہرونگی چلی جاؤنگی آفاق نے ہاتھ تھام کر کہا ملکہ
میرے قریب بیٹھو برہوت سے کلام نہ کرو ہر چند کہ مجھکو نسرین کا خوف ہو مگر آجکل
آپ کا حسن و شباب زورون پر ہو دیکھو چہرہ آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب
کیونکر انسان عاشق نہ ہو چنچل نے کہا او آفاق بی نسرین تمکو مبارک رہین مین
ایسے جھگڑونمین نہین پھنستی اسی معشوقہ کو بلاؤ کہ تمہارے دل کو چین ملے مین صرف
ملاقات کو آئی تھی دیکھ لیا اب جاتی ہون برہوت نے اٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا کہ
ملکہ بالا سے کوہ چلو چنچل نے آہ کی کہا تم لوگ کیا جانو کہ مین کس آفت مین ہون جب
سے مرگ گذرا بی کا کل کشا فرزند حمزہ پر عاشق ہوئی ہین انھین کے ساتھ ہین جو
آگ مجھ سے گذری مجھکو جنت مین لیجا کر اپنے معشوق کو دکھایا حقیقت مین فرزندان
حمزہ بہت حسین ہین وہ لوگ طلسم نوخیز جمشیدی پر چہار طرف سے جھکے ہین طلسم
ظاہر کو فتح کر لیا سعد بن بختیار و طلسم کشا ہین وہ کوچ کیے ہوے جاتے ہین قصد ہو کہ
جمشید ثانی سے مقابلہ کرین مسلمان ایسے نہین ہین کہ کسی سے دب جاوین قدرت نے

بڑے بڑے جادوگر بھیجے مگر کچھ نہ ہوا اب غار سا فراسیاب سے مدد آئی ہو دیکھین اس کا
انجام کیا ہو بیچ مین چنچل داہنے پر آفاق جادو بائین پر برہوت باتین کرتے ہوے
دربارگاہ پر آئے اُس وقت دیکھا کہ ابر تاریک اُٹھا تمام صحرا سیاہ ہو گیا رعد کی گرج
برق کی چمک ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر بڑھتا ہوا آتا ہو جب اس
صحرا مین پہونچا تو ابر پھٹا دیکھا تخت پر شبدیز کلنگ سوار گرد وزیر و امیر پشت پر کئی
لاکھ جادوگر بھیرہرے علمون کے کھُلے ہوے اس کروفر سے وہ جادوگر آتا ہو کہ زمین
کانپ رہی ہو آفاق نے کہا کہ اے ملکۂ عالم نئی بات یہ ہو کہ شبدیز کلنگ سوار بادشاہ
ملک بنگالہ ہو اس وقت کہا سے آتا ہو نہین معلوم کہان جائیگا برہوت نے کہا مجھ سے
تو اس سے ملاقات ہو آج میری عملداری مین آیا مین ملاقات کرونگا یہ کہکر چنچل کا ہاتھ
چھوڑ دیا خود بلند ہوا آکر شبدیز کو سلام کیا شبدیز نے پوچھا کہ اے یار وفادار تم
اس صحرا مین کہان برہوت نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ اے شہنشاہ بنگالہ یہی صحرا
برہوت ہو مین یہان کا حاکم ہون پہاڑ پر تشریف لے چلیے شبدیز نے کہا کہ تمہاری
خوشی ہم کرین گے تمہارے ساتھ چلین گے یقین ہو کہ آج شب کو بجاوین برہوت
نے کہا کہ اب تو یہان اُترئیے آفاق جادو صحرا مین اُترا ہوا ہو جاے جادو
کی قید لیے جاتا ہو مین چاہتا ہون رہا کرون شبدیز نے کہا ابھی ساحرون کو حکم
دون کہ لوٹ پڑین جان بچانا دشوار ہو دیکھو لشکر قہار میرے ساتھ ہو جہان اشارہ
کردون دریاے خون بہادین برہوت نے ہرچند منع کیا کہ آپ دخل نہ دین لیکن
شبدیز نے فوج کو اشارہ کیا کہ ہمارے دوست کی خوشی کرو اس فوج کو مار لو کئی
لاکھ فوج بڑے بڑے افسر شاہ بنگالہ کے ساتھ لینا لینا کہکر چلے لشکر پر آفاق کے
آگے بڑھنے لگی آفاق چنچل سے کہہ رہا ہو کہ یہ کیا آفت آئی بادشاہ بنگالہ کیون بگڑ گیا
چنچل نے کہا برہوت نے جاکر آتش بر پا کی بادشاہ کو ورغلا دیا وہ بگڑ گیا تھوڑے
عرصے مین فوج شبدیز نے فوج آفاق قتل کرنا شروع کی آفاق نے جاکر ہما کو
رہا کیا ہما رہا ہوتے ہی سحر کرنے لگا ہر سحر مین دو چار ہزار کو مارتا تھا شبدیز نے

جو دیکھا کہ یہ تو میری فوج کو قتل کر رہا ہی پکار کر آواز دی کہ ای ہمامے جادو احسان فراموش ہو مین نے تمکو رہا کرایا اُسکا یہ بدلہ ہوا کہ ہماری فوج کو قتل کر رہے ہو ہما نے کہا کہ ای شہنشاہ بنگالہ میری اور کچھ مراد ہی شبدیز نے کہا وہ مراد بالاے طاق رکھو مجھسے فساد نہ کرو ورنہ بہت پچتاؤ گے میرا سحر وہ قیامت کا ہی کہ زمین کو ہلا دون ملنا مین آسمان کی کھینچ لون بس اب بہتر یہ ہی کہ کنارے ہو جاؤ ہمانے کہا مین کنارے نہ ہونگا جب تو شبدیز نے ہاتھ ہلایا ایک برق چمک کر گری ہماکے دو ٹکڑے ہوے آفاق جادو نے جو دیکھا کہ ہما مارا گیا چنچل سے کہا کہ لو صاحب اب جھگڑا دفع ہوا چنچل نے کہا ہان بیشک تمھارا رقیب مارا گیا اب مین سحر کرون کہ لشکر والے آپسمین سر ٹکرانے لگین آفاق نے کہا ہان ملکہ امتحان کرو کہ یہ لشکر رُکے چنچل نے بڑھکے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اسم سحر پڑھکر پھینک مارا موتی ٹوٹے جسپر ٹکڑا گرا وہ جل گیا چند ساحر غل مچانے لگے زبانون پر اُنکی یہ اشعار تھے نظم

درس عشقت را بیان دیگر است ‏ ‏ این مدرس را زبان دیگر است
اختری اختر شناسان ترا + ‏ ‏ بر فلک ہر دم قران دیگر است
تا بہ کی سرگرم کار این جہان + ‏ ‏ این جہان را ہم جہان دیگر است
از شراب عشق میسوزد جگر + ‏ ‏ نُقل این می از دُکان دیگر است
در میان خلق می جویند و نیست ‏ ‏ طالب حق را مکان دیگر است
رہروِ راہ طلب را ہر قدم ‏ ‏ ہمرہی با کاروان دیگر است
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را ‏ ‏ با غمت راز نہان دیگر است +
کس نمیداند کہ منزل در کجاست ‏ ‏ ہر کسے از کاروان دیگر است
در نیابد غیر چشم حق شناس + ‏ ‏ مردمیدان را نشان دیگر است
در نیابد ہر کسے اسرار عشق + ‏ ‏ این معلم را زبان دیگر است
پرتوِ اقبال صاحب ہمتان + + ‏ ‏ مختفیا از آسمان دیگر است

یہ اشعار پڑھتے ہوے پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے بعض آپسمین جنگ کرنے لگے

شبدیز نے وزرا سے پوچھا کہ یہ کسکا سحر ہی جو ہمارے اہل لشکر دیوانہ پھر رہے ہین ایک وزیر کہ جسکا برق برقبار نام ہی اُسنے عرض کی کہ ای شہنشاہ بنگالہ وہ دیکھیے سامنے عورت گاتی باندھے ہوے سحر کر رہی ہی اُسی کے سحر نے یہ انقلاب کیا ہی یہ دیکھ کر شبدیز بہت بگڑا اور پکار کر آواز دی کہ او نازنین اس طرف آ ہمین تجھسے کچھ کہنا ہی اس لطف سے شبدیز نے کہا کہ چنچل دوڑی ہوئی آئی قدمون کو شاہ کے بوسہ دیا شبدیز نے جو دیکھا کہ گورے گورے ہاتھ چہرہ آفتاب عالمتاب حُسن و جمال مین لاجواب بقول شاعر نظم

اجل کا مکان گوشۂ چشم مین
ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین اُستاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

جبین مطلع صبح ایجاد حُسن
قیامت نہان گوشۂ چشم مین
وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشے مین شباب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب تھے ابرو

دیگر

بھوین دست بازوے جلاد حسن
وہ تھا ٹھ وہ نور کا سراپا
ہر چین تھی موجۂ لطافت
دنبالہ کب اُنہین سرے کا تھا
شہباز نے وا کیے تھے بازو

شبدیز نے ہاتھ تھام کر پہلو مین بٹھا لیا آفاق نے جو دور سے دیکھا کہ چنچل خدمت مین شبدیز کی پہونچی لشکر سارا قتل ہو گیا چاہا جست کر کے نکل جاؤن مگر وزرا سے شبدیز نے چہار جانب سے گھیر لیا ہر چند آفاق نے چاہا کہ نکلون مگر کب نکل سکتا ہی اُسی جگہ پر کھڑا رہگیا چار وزیر سحر مین طاق شہرۂ آفاق چہار جانب سے سحر کر رہے ہین آفاق کا نکلنا دشوار ہی شبدیز نے جب دیکھا کہ وزیرون نے آفاق کو گھیرا ہی جھلا کے ہاتھ ہلا دیا ایک برق کڑک کر گری کہ آفاق کے بھی دو ٹکڑے ہوے جو باقی رہے وہ طرف صحرا کے بھاگے مگر شبدیز سب کو بھگا کر اُسی جنگل مین اُتر پڑا رات کا وقت ہی شبدیز تخت پر بیٹھا ہی وزرا و امرا گھیرے ہوے ہین کہ خبر پہونچی برہوت جادو آتا ہی شبدیز نے حکم دیا آنے دو وہ ہمارا دوست ہی برہوت سامنے شبدیز کے آیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران آپ نے وعدہ کیا تھا کہ غلام کو سرفراز کرینگے مین نے سب سامان تیار کیا ہی امیدوار ہون کہ دعوت مین تشریف لے چلیے شبدیز اُٹھ کھڑا ہوا برہوت کی مراد یہ ہی کہ اسکو دعوت مین لیجاؤن اور

چنچل کو کسی ترکیب سے لے بھاگون شاید مطلب پورا ہو یہ سوچ کر شبدیز کو ساتھ لیچلا
راہ مین کہتا ہوا کہ امیدوار ہون کُل لشکر کی دعوت کرون شبدیز کلناگ سوار نے
کہا کہ مہربان تمکو اختیار ہی جب تو ہمنے دعوت قبول کی برہوت شبدیز کلناگ سوار
کو باتین کرتا ہوا بالاے کوہ لے چلا راہ مین پوچھا کہ حضور چنچل کو کیا کیا شبدیز نے کہا
چنچل میری معشوقہ ہی کنیزون کے ساتھ کھیل رہی ہوگی مین نے اسباب عیش ونشاط
مہیا کر دیا برہوت نے پوچھا یہ کیا باعث ہوا کہ چنچل نے آپ سے انکار نہ کیا شبدیز
نے ہنس کر کہا مین نے اُسپر سحر کر دیا ہی سبکتگین جادو میرے ساتھ ہی اُسی کے سحر سے پرد
ہی جو کوئی اُس کو مارے تب چنچل ہوش مین آے یہ سب باتین پوچھ کر شبدیز کو بالاے
کوہ لایا سامان دعوت مہیا کیا کُل فوج کے لیے کھانا بھیجا جب رات کم باقی رہی تو
سبکتگین جادو کو زہر ملا کر کھانا کھلایا سبکتگین جادو کا کلیجہ کٹ گیا دیر تک خون
اُگلا کیا جب خون کی قے ہوتی ہی تڑپ جاتا ہی مگر کہ رہا ہی کہ یارو ابھی تو مین اچھا تھا
یہ کیا عارضہ ہوا کہ یکایک یہ حال ہو گیا ساتھ والے کہتے ہین جس وقت سے آپ نے کھانا
کھایا اُسی وقت سے آپ کا حال ابتر ہی طشت رکھوا لیا دمبدم قے کرتا ہی آخر کسی طرح
صحت نہ ہوئی گھبرا کر اُٹھا اور پھر گرا جب کئی مرتبہ اسی طرح گرا آخر کار ایک مرتبہ جو
گرا سر پھٹ گیا لوگون نے جو یہ معرکے دیکھے گھبرا گئے ہر ایک کا قول تھا کہ سبکتگین
افسر اعلیٰ تھا اُس کے مرنے سے لشکر مین انتظام نہ ہوگا اسکی ذات سے بڑا انتظام
تھا جا بجا یہی ذکر ہو رہے ہین مگر جب برہوت کو معلوم ہوا کہ سبکتگین مر گیا اُسوقت
خیمہ چنچل مین آیا دیکھا کہ چنچل بیہوش پڑی ہی اب جو ہوشیار ہوئی کنیزون سے
پوچھا مجھے یہان کون لایا کنیزون نے عرض کی کہ یہ بارگاہ شہنشاہ بنگالہ ہی ہم
سب تمھارے نوکر ہین چنچل سر جھکاے بیٹھی ہی کہ زمین شق ہوئی برہوت نے سر نکالا
نکلتے ہی قدمون پر گر پڑا کہتا تھا کہ اے شہنشاہ معشوقان میری خطا پر خیال نہ کرو
اور کسی طرح ملال نہ کرو اب میرے ساتھ چلو کوہ برہوت کی سلطنت کرو چنچل نے دیکھا
کہ اگر یہان رہونگی اتنا بڑا بادشاہ جلیل ہی قبضہ کر لیگا برہوت کے ساتھ نکل چلون

یہ سوچ کر اپنے مقام سے اُٹھی برہوت کے ساتھ چلی برہوت چنچل کو لیے ہوے سرحد
کوہ برہوت سے تین چار کوس نکل کر ٹھہرا کہا ای ملکۂ عالم اب کہو کدھر چلون کسی غیر
ملک مین نکل چلین اگر انکی اقلیم مین رہین گے تو یہ آفت برپا کرین گے مگر سرحد بنگالہ سے
پہنچ کر چلو یقین ہو کہ شبدیز کو بھی ملال ہو مقدمہ عورت کا نازک ہوتا ہی ضرور اُسکو
مجھسے بغض ہوگا چنچل خاموش بیٹھی ہی اور کچھ سوچ رہی ہی کہ جس پہاڑ پر بیٹھی تھی وہ پہاڑ جنبش
مین آیا وسط سے پھٹا ایک ساحر مہیب چند سنگریزے ہاتھ مین لیے بلبلاتا ہوا نکلا
پکار کر آواز دی کہ اے تم لوگ کون ہو کہ بلا تکلف آکر بیٹھے ہو برہوت نے پکار کر
کہا کہ ای سنگسار مجکو نہین پہچانتا مین ہون اور ملکہ چنچل ہین نام عورت کا سُن کر
سنگسار سامنے آیا چنچل کو بہ نگاہ محبت دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای برہوت بس
جاؤ اس عورت کو چھوڑ دو برہوت نے کہا کہ ای بھائی مین نے اسکے واسطے ملک و
مال چھوڑا غریب الوطن ہوا گھڑی بھر کو ٹھہر گیا تھا تم ایسی بات کہتے ہو جسکو دل قبول
نہ کرے مین اسکو نہ چھوڑونگا اپنے مقام پر جا کر بیٹھو سنگسار نے کہا کہ مین تو اس معشوق
کو نہ لیجانے دونگا بعد مدت کے اس صحرا مین عورت کا گذر ہوا یہ وہ پُر مسیدان ہی
کہ مسافر بھی ادھر سے نہین گذرتے اب آے ہوے شکار سے مین کیونکر باز رہون
اس کو اپنے واسطے راضی کر لونگا برہوت ہر چند منتین کرتا ہو مگر سنگسار جادو کسی
طرح نہین مانتا چاہتا ہی دوڑ کے لپٹ جاؤن جب کئی مرتبہ بڑھا تو چنچل نے طرف
برہوت کے دیکھا اس نگاہ یاس سے آنکھ اُٹھائی کہ برہوت بیقرار ہوگیا اور اپنے
مقام سے اُٹھ کھڑا ہوا کہا ای سنگسار تجاہل کرتے ہو جو ہو سکے وہ کر لو سنگسار
نے ایک چیخ ماری کہ جتنے سنگریزے تھے اُتنے ہی جوان پیدا ہوے آکے سبھون نے
چنچل کو گھیر لیا برہوت و سنگسار آپس مین لڑنے لگے مگر چنچل جب سحر کرتی ہی سو دو سو
جادوگر بلبلا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین نظم

دو میں نے سے ہون ای چرخ ستمگار جدا	ایک ہفتہ تو نہ ہو مجھسے مرا یار جدا
میان سے کرتا ہی وہ ترک جو تلوار جدا	تن سے ہوتے ہین سر عاشق غمخوار جدا

اور معشوق میں یہ غمزہ و عشوہ ہی کہاں
تیر انداز زمانے سے ہوا ای یار جدا

چشم مخمور سے کیونکر نہ ملین ہونٹون کو
لب سے کسطرح یہ ساغر کرین میخوار جدا

ای مسیحا تری آنکھو نپہ ہین عاشق دونون
دلِ بیمار جدا نرگس بیمار جدا

دلِ صد چاک پہ اک پیچ نیا پڑتا ہی
زلف کا شانے سے ہوتا ہی جو ہر تار جدا

عمر بھر ساتھ نہ ای رشک پری چھوڑونگا
سایے کی شکل سے ہونگا نہ مین زنہار جدا

ڈر خدا کا ہی تو ہی پاس صنم بھی ای دل
شیخ تسبیح سے کیونکر کرے زنار جدا

ایک جا رہنے نہین پاتا فلاک کے ہاتھون
مین جدا رہتا ہون ای نور مرا یار جدا

برہوت نے بھی صدہا کو قتل کیا ہی خوب سحر کر رہا ہی قتلے کا رشدیز گلنات سوار رات بھر دعوت مین رہا صبح کو اسکے ملازمون نے خبر دی کہ برہوت چنچل کو لیکر بھاگ گیا شدیز اُسی وقت سوار ہوا کہا یہ بھگوڑا جانے نہ پاے فوج چارطرف سے چلی اُسوقت پہونچا کہ چنچل اور برہوت گھرے ہوے ہین اور سنگسار سحر کر رہا ہی یہی ارادہ ہی کہ چنچل پر قبضہ کرون مگر چنچل بلا کا سحر کر رہی ہی زیور اُتار اُتار کر پھینک رہی ہی جسپر سحر کیا وہ دیوانہ ہو گیا کئی ہزار ساحر دونون کے ہاتھ سے قتل ہو چکا ہی کہ سامنے سے گرد اُڑی شدیز آکر پہونچا کہا ارے ان سب کو مار لو اُس فوج کو جو آتے دیکھا ملازمان سنگسار آپس مین یہ کہتے ہوے بھاگے کہ یارو یہ لشکر تو مثل مور و ملخ کے ہی کس کس کو جواب دین اور کس کس سے لڑین سنگسار نے چاہا مین بھی نکل جاؤن لیکن شدیز نے ہاتھ ہلا دیا برق گری کہ سنگسار کے دو ٹکڑے ہوے برہوت کے اوپر اشارہ کیا کہ او بے حیا اسی مکر کے واسطے میری دعوت کی تھی کہ چنچل کو لے بھاگا چنچل نے آواز دی کہ او بے حیا میرا سر لیجانا مین زندہ نہ جاؤنگی شدیز نے چند دانے ماش کے چنچل پر پھینکے چنچل تھرائی چہرہ سُرخ ہو گیا طرف شدیز کے دوڑی ہر چند برہوت روکتا ہی مگر چنچل نے برہوت کو جواب نہ دیا اور دوڑ کر قریب تخت شدیز آئی شدیز نے پہلو مین بٹھا لیا چنچل ہنس ہنس کر باتین کر رہی ہی مگر برہوت مجبور و ناچار بیتاب و بیقرار ہو کر مایوس ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ بنگالہ میرے حال پر رحم کیجیے

ہر چند چیخا پیٹا مگر شدیز نے کچھ جواب نہ دیا جب تو بر ہوت نے ایک گولہ مارا کہ پایہ
تخت شدیز ٹوٹا جادوگرون نے بڑھ کر کاندھا دیا شدیز نے پکار کر آواز دی ای
دل افروز جلد آکر بر ہوت کو صحراے نیلگون مین لیجاؤ وہان جاکر خاک اڑایگا
اپنے اعمال کی سزا پائیگا کہ صحراسے ایک نازنین قمرعذار ماہ رخسار بہشتی ہوئی سامنے
بر ہوت کے آئی بر ہوت کا ہاتھ تھام لیا کہا صحراے نیلگون مین چلیے بر ہوت
خوشی خوشی اُس نازنین کے ساتھ ہوا وہ نازنین بر ہوت کو لیکر روانہ ہوگئی
شدیز چنچل کو ساتھ لیے ہوے اُسی صحرا مین اُتر پڑا چنچل کو ایک بارگاہ مین جگہ دی
کنیزین مقرر کین چنچل خوش بیٹھی ہر شدیز نے شب کو جلسہ آراستہ کیا چنچل کو بھی بلوایا
چنچل بخوشی آکر بیٹھی مگر دل افروز جادو بر ہوت کو لیے ہوے جاتی ہر اُدھر سے
چالاک آتا ہو دوسے راستے دیکھا کہ ایک نازنین ایک ساحر کا ہاتھ تھامے ہوسے
لیے جاتی ہو فورًا رنگ وروغن عیاری کا لگا کے ایک گویے کی شکل بنا گاتا ہوا سامنے سے
گذرا دل افروز نے پکار کر کہا کہ میان گانے والے ذرا اس طرف آؤ کہ ہم بھی
تمہارا گانا سنین چالاک نے کہا یہ وقت نازک ہو ہم بھٹی پر جاتے ہین شراب خوار
وہان جمع ہوتے ہین ہم اُن کے سامنے جاکر گاتے ہین پیسہ پیسہ وہ سب دیتے ہین پانچ
چھ گنڈے جمع ہو جاتے ہین باپ اُس شخص کا ارباب جادو ضعیف ہوا چارپائی پر
پڑا رہتا ہو ہم جو کچھ کما کر لیجاتے ہین اُسی مین بسراوقات ہوتی ہو نانی ہماری بہت
لنگٹین ورنہ اُن کی وجہ سے بڑی آسائش تھی لڑکے آکر دو چار آنے دیجاتے تھے اب
کون مدد کرے اگر آپ ہمارا حرج کرین گی تو ہماری معاش مین فرق آئیگا دل افروز
یہ بھولی بھولی باتین سُن کر بیقرار ہوگئی کہا میان گویے ہم تم کو روپیہ دین گے یہ کہکر
روپیہ نکال کر چالاک کو دینے لگی چالاک نے کہا ہم روپیہ نہ لین گے ہمین پیسے دیجیے
دل افروز نے ہنس کر کہا کہ بڑے بے وقوف ہو چالاک نے کہا کہ بیوقوف تم ہو ہم
اپنی نانی سے پوچھ کر نکلے ہین اُنھون نے بتا دیا ہو کہ کسی عورت سے نہ پھنسنا ہم کوئی
فقرہ نہ قبول کرین گے دل افروز نے کہا کہ ہم بے گانا سُنے نہ جانے دین گے تب تو

چالاک ناچار ہوا اُسی مقام پر بیٹھ کر گانے لگا ایسے دو چار شعر گائے کہ دل افروز کو خواہش ہوئی کہ اس لڑکے کو پہچانوں چپکے سے کہا کہ درۂ کوہ میں چلو چالاک نے کہا کہ میں ساتھ ہون جہان چاہے لے چلیے کسی بات سے انکار نہ کرونگا یہ سن کر دل افروز نے برہوت کو اُسی مقام پر ٹھہرایا کہا ای برہوت یہین بیٹھے رہو مین تم کے سے باتین کر کے آتی ہون چالاک کا ہاتھ پکڑے ہوے درۂ کوہ مین آئی چہار جانب سے دیکھنے لگی کہ کوئی آتا تو نہین بیٹھ گئی چالاک نے اپنے پاس سے گلوری نکالی کہا لو یہ گلوری کھالو دل افروز نے گلوری کھائی گلوری کھاتے ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا گھبرا کر اُٹھی بیہوش ہو کر گری چالاک نے سر کاٹ لیا یہان تو برہوت بیہوش ہوا وہان چنچل کہ پہلوے شبدیز مین بیٹھی تھی گر کر بیہوش ہوئی جب بعد تھوڑی دیر کے برہوت کو ہوش آیا اپنے کو صحرا مین پایا چنچل کا نام لیکر روتا ہوا چلا یہان چنچل جادو کو جب ہوش آیا اپنے کو محفل شبدیز مین پایا اسکی تو نگاہ کے نیچے صورت بدیع الزمان پھر رہی ہی چلا کر کہا کہ کیون ای شبدیز یہ کیا گستاخی ہی مین جاتی ہون شبدیز نے کہا کہ مین نہ جانے دونگا چنچل اُٹھی سحر کرتی ہوئی نکلی شبدیز نے حکم دیا ساحرون نے چنچل کو گھیر لیا چنچل لڑ رہی ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا انم برہوت جادو ای چنچل دیکھو تو مین اس بنگالی کا کیا حال کرتا ہون اسنے بڑا مکر کیا میرے ساتھ فتور کیا نعرہ کر کے گرا شبدیز نے دیکھا کہ اب ایک سے دو ہوے لشکر ان پر ہاتھ نہین ڈال سکتا ہی دونون نے سحر کی بوچھار کر دی ہی جدھر دونون جاتے ہین ساحر بھاگتے پھرتے ہین شبدیز نے اول برہوت پر سحر کیا کہ برہوت بیہوش ہو کر گرا چنچل پر اشارہ کیا یہ بھی گر کے بیہوش ہوئی سب سے کہا کہ دونون کو گرفتار کر لو سبھون نے دونون کو گرفتار کیا زبانون مین سوزن دی مسلسل و مطوق کر کے دونون کو ایک قفس آہنی مین بند کیا ساحرون سے کہا ان کو رکھو آپ آکر بارگاہ مین بیٹھا چند ساعت گذرے تھے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آے عرض کی کہ ای شہنشاہ بنگالہ آپ نے سُنا بھائی آپ کے بہران آدمخوار جمعیت تمام آتے ہین شبدیز نے کہا کہ وہ بڑے بھائی ہین

بجاے باپ کے ہین یا رو جا کر استقبال کرو افسران فوج گئے استقبال کر کے ببران
کو لاے ببران آکر بیٹھا ناچ وغیرہ ہو رہا تھا کہ ببران بھی صحبت مین گانا سننے لگا شبدیز
سے پوچھا کہ کیون برادر یہان برابر غیر فصل مین کوچ کیون کیا مین تو شکار کے واسطے
آیا تھا اس طرف جو گذر ہوا تمھارا حال سُنا شبدیز نے سب کیفیت بیان کی اور کہا
بھائی صاحب ان دونون کے واسطے دل افروز کو مقرر کیا تھا کسی نے اُسکو قتل کیا
عیاران اسلام جا بجا پھرا کرتے ہین جسکو پاتے ہین مار ڈالتے ہین ظلم و بدعت سے
مطلب نکالتے ہین مگر ببران نے چنچل کو دیکھا عاشق ہو گیا شبدیز سے کہا کہ ای برادر
یہ تم سے راضی نہین ہی اور نہ ہوگی اگر مناسب ہو تو میرے حوالے کرو مین اسکو راضی
کر لونگا خیال کر کے دیکھو کہ مجکو بنگاہ محبت دیکھ رہی ہی اور مین تم سے خوبصورت
بھی ہون اس وجہ سے مجھپر مائل ہی میری تیغ ابرو کی گھائل ہی اس مضمون کو سامنے
شبدیز کے خوب بڑھا کر بیان کیا اور اپنے حُسن کی بڑی تعریف کی شبدیز نے
یہ بات سُن کر جواب دیا کہ ای بھائی صاحب ایک عورت کے واسطے مین تمکو آزردہ
نہ کرتا کئی دن سے میرے یہان ہی مگر مین نے اسکو تخلیے مین طلب نہین کیا اسی امید
پر کہ یہ خود خواہان وصل ہو اور ای برادر یہ تڑپا کرتی ہی کسی کے اوپر عاشق ہی
ببران نے جھلا کر جواب دیا کہ بھائی ایک عورت کے بارے مین طول نہ کرو یہ مجھی
پر عاشق ہی عالم رویا مین اِسنے میری صورت دیکھ لی ہوگی اور کئی مہینے کا زمانہ گذرا
ہوگا کہ یہ اپنے کوہ پر بصد تجمل بیٹھی تھی اور میری سواری اُدھر سے گذری اس نے
مجکو بلایا مگر مین ضرورت مین تھا نہ ٹھہرا اگر قصد کرتا تو اُسی دن وصل ہو جاتا یہ سُنکر
شبدیز نے کہا اب زیادہ اسمین حجت نہ کیجیے مین اس عورت کو نہ دونگا یہی چاہتا ہون
کہ معاف فرمایے ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے مکان کو چلے جایے ببران نے کہا کہ کیون
ای شبدیز تجکو سلطنت پر بڑا غرور ہی اگر مین دعوی کرتا تو نصف سلطنت مجکو ملتی
مگر مین نے یہ جانا کہ بھائی صاحب بادشاہ ہونگے میری خاطر کرتے رہین گے جو کہونگا
وہ قبول فرمائین گے آج مین نے بعد مدت کے ایک عورت کی درخواست کی اور تم

اسمین انکار کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ مجھسے بے ادبی ہو جائے شبدیز نے کہا کہ جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو مین عورت کو نہ دونگا آپس مین تکرار ہونے لگی ببران اُٹھا شبدیز اپنے مقام سے اُٹھا آپس مین سحر ہونے لگے فوج والون نے جو دیکھا کہ مالک لڑ رہے ہین یہ سب آمادہ ہوے دونون فوجین آپس مین مل گئین جنگ سحر ہو رہی ہی کہین قمقمے گولہ چلا کہ دنا تا ہوا کسی نے ماش کے دانے پھینکے مگر شبدیز نے کہا کہ ای چینچل تم میرے قریب رہو ایسا نہ ہو کہ یہ تم کو اُٹھا لیجائے چینچل نے کہا اگر مجکو قفس سے نکالو تو مین خود سحر کرون لشکر کو ببران کے دیوانہ کر دون ناچار ہو کر شبدیز نے قفس جو کھولا پٹلے برہوت نکل آیا قدمون پہ شبدیز کے گرا کہا ای شہنشاہ بنگالہ مین اب آپ کے ساتھ رہونگا چینچل کا بھی نام نہ لونگا آپ کی معشوقہ ہی جب آپ نے اپنے بھائی کو نہ دیا تو مین کیا ہون اب مجکو یقین ہو گیا کہ آپ بیشک اسیر عاشق ہین شبدیز چونکہ بلوہ تھا اشارہ کر دیا کہ تم بھی سحر کرو اور فوج ببران کو پامال کر دو برہوت بھی سحر کرنے لگا مگر چینچل نے قفس سے نکلتے ہی موتیون کا مالہ گلے سے اُتارا اسم سحر پڑھ کر طرف لشکر ببران کے پھینک مارا کئی سو جوان دیوانہ وار و وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

قدمین باز نگر نرگس بیمارے ہست — کہ اسیران چمن را سر گفتارے ہست
باغبان دست ستم باز کش از چیدن گل — کہ نہان در کفِ گل ہم بچمن خارے ہست
نیست گر زاہد ترا سبحۂ اسلام بدست — بکمر حسن ترا رشتۂ زنارے ہست
عشق و آشفتہ ز آشفتگی طرۂ زلف ؛ — دل عشاق بہر موے گرفتارے ہست
شب بخون مکن ای دوست کہ امشب مجنون — عاشق دل شدہ را گرمیِ بازارے ہست
تشنہ لب نیست کسے در نہ درین دشت چہ باک — شربتے ہست بہر جا دل بیمارے ہست
دیدہ اگر گشت ز دیدار رُخش تو محروم ؛ — شکر ہست کہ بدل حسرتِ دیدارے ہست
نیست گر ہیچ دگر حاصل رسوائی عشق — گرمی معرکہ و مجمع بازارے ہست
نقد جان چند فروشی بہ تفاخر مخفی ؛ — این متاعی ست کہ در ہر سر بازارے ہست

ہر طرف یہی ہنگامہ گرم ہی مگر شب دیز لڑتا بھڑتا قریب بیران کے پہونچا اور للکارا کہ
او بیحیا خوب تو نے ہنگامہ کیا آخر میرے ہاتھ سے شکست کھائیگا بیران نے گولہ مارا
شبدیز کو اور غصہ آیا گولہ اسکا کاٹ کر ہاتھ اٹھایا برق چمک کر گری کہ سر بیران کا
زخمی ہوا سامنے سے شبدیز کے بھاگا شبدیز نے للکارا ساتھ والون کو آواز دی کہ
یہ بے حیا جانے نہ پاے چارطرف سے فوج نے بلوہ کیا مگر بیران تحر کرتا ہوا چلا ہر چند
فوج نے چاہا روکین مگر بیران نہ رکا لڑ بھڑ کر نکل گیا فوج شکست خوردہ ہمراہ ہی
کئی کوس تک شبدیز نے پیچھا کیا بیران بدحواس ہی کہ ایسا نہ ہو گرفتار ہو جاؤن
تو یہ ظالم سزاے معقول دیگا ایک صحرا مین پہونچا دیکھا ایک درخت کلان چنار کا
بیچ میدان مین واقع ہی ہزارہا طائر اُسپر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا ہی اور پہلو مین اُس
نخل کے ایک قصر اعلیٰ بنا ہی اُسکے دروازے پر چند زنگی نگہبان ہین اور سر قلعہ پر
ایک تصویر سنگی جمشید ثانی کی نصب ہی بیران بدحواس ہو رہا ہی فوج والے سب
منتشر ہو گئے اکیلا بھاگا ہوا چلا جاتا ہی جانتا ہی کہ میرے تعاقب مین شبدیز آتا ہوگا
گھبرا کر طرف قصر کے چلا کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا شبدیز مرکب بادرفتار پر سوار
کئی سو سوار و پیدل ہمراہ چلا آتا ہی دور سے دیکھ کر للکارا کہ او بیران خبردار آگے
نہ بڑھنا ٹھہر جا قدمون کو مابدولت کے بوسہ دے اور حیخل کو کہہ کہ یہ میری پیر و مرشد ہی
ورنہ مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا اب بیران اور زیادہ گھبرایا طرف قصر کے چلا
زنگیون نے آواز دی کہ ای آنے والے اُس طرف نہ آنا ورنہ اُس بلا مین مبتلا ہوگا کہ
تا بروز حشر رہائی نہ ہوگی بیران نے کچھ جواب نہ دیا جب قریب قصر آیا تو دیکھا کہ
گنبد کلان سے قصر کا دروازہ کھلا ایک مہ جبین پری رخسار نے نہایت زیب و زینت
سے سر نکال کر آواز دی کہ ای بادشاہ ہم تیرے مشتاق ہین یہ کہہ کر سر کھینچ لیا دروازہ
گنبد کا بند ہو گیا یہ حال دیکھ کر بیران آپ سے باہر ہوا پکارتا تھا کہ ای جان جہان
و ای آرام دل مشتاقان مین مشتاق جمال حاضر ہون کیونکر قلعے مین آؤن یہ زنگی مجھے
منع کرتے ہین پھر گنبد کا دروازہ کھلا اُسی نازنین نے سر نکال کر کہا کہ ای نگہبانان

طلسم نوخیز جمشیدی ہمارے مشتاق کو نہ روکو آنے دو اُن زنگیون نے آواز دی ای
نوجوان جلد جا کہ ملکۂ عالم بلاتی ہین اب تو ببران بڑھا جیسے ہی قریب دروازے کے
پہونچا اُن زنگیون نے ہاتھون ہاتھ ببران کو لیا لیکر قلعے مین گئے شبدیز کھڑا ہوا
یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی کہ اُس نازنین نے ایک تخت بچھوایا تخت پر ببران کو بٹھایا
چند کنیزین گرد حاضر ہین دو لھا میان دو لھا میان کر رہی ہین کہ سامنے سے نوبت و
نقارے کی آواز آئی دیکھا چند کس تاشے وغیرہ بجاتے ہوے ایک سمت روشن چوکی
والے ہر مرتبہ یہی آواز دیتے ہین کہ ای بادشاہ عالیجاہ شادی مبارک ہو چند کنیزون
نے آکر سہرہ سر پر ببران کے باندھا خلعت شاہانہ پہنایا جب یہ دولھا بن چکا تب
تخت پر سوار کر کے قلعے مین لے گئے کنیزین مبارکبا د دیتی ہوئین نوبت و نقارہ
بجتا ہوا شبدیز نے جو یہ معرکہ دیکھا بہت جھلّایا کہا اس بے حیا نے مثل لڑکون
کے شادی کی ایک سوار سے اشارہ کیا کہ جا تو بھی اہل قلعہ کو اطلاع کر دے کہ
شبدیز کلنگ سوار بادشاہ ملک بنگالہ بہت خفا ہوتا ہی اور فرماتا ہی کہ ببران کی
مشکین باندھ کر بھیجدو ورنہ سارے قلعے کو پامال کر ڈالونگا سوار چلا جیسے ہی قریب
قلعے کے پہونچا زنگی جو نگہبان کھڑے تھے اُنھون نے اول تو منع کیا جب اُس سوار
نے نہ مانا تو اُن مین سے ایک زنگی نے تلوار چمکائی اور جست کر کے پشت پر سوار کے
سوار ہوا سوار نے چاہا اپنے تئین بچاؤن مگر زنگی نے مہلت نہ دی اس طرح کا خنجر مارا
کہ سوار مارا گیا شبدیز نے دوسرے سوار کو روانہ کیا وہ بھی اسی طرح مارا گیا سات
آٹھ سوار شبدیز نے بھیجے جو سامنے گیا وہ اسی طرح قتل ہوا جب تو شبدیز بہت جھلّایا
کمر کھول کر اُسی مقام پر اُتر پڑا اسوارون سے کہا کہ جا کر کل لشکر کو لاؤ مین یہین ہون
میرے ملازم یہان مارے گئے اس قلعے کی اینٹ سے اینٹ بجوا کر یہان سے جاؤنگا یہ سنکر
سوارون نے کہا بھی کہ حضور یہ مقدمہ سحر ہی اسمین دخل نہ دیجیے شبدیز نے کہا کہ کیا مین
سحر نہین جانتا ہون چار گھڑی مین اس قلعے کو مثل بادستد اُڑا دونگا کسکی مجال ہی کہ
مجھسے مقابلہ کر سکے چند سوار جو ساتھ تھے کچھ تو اُسکے ساتھ اُتر پڑے کچھ واسطے لینے

فوج کے گئے مگر ہبران پہ یہ معرکہ گذرا کہ دولھا بنا ہوا ایک قصر مین آیا سامان دعوت
مہیا کیا دن بھر عیش وجیش رہا ملازمون نے رات کو عرض کی حجلۂ عروسی مین عروس
آپ کی مشتاق ہی ہم کو یہی حکم دیا کہ ہمارے شوہر کو بلاؤ ہبران خوشی خوشی حجلۂ عروسی
مین آیا دُلھن سے اختلاط کرنے لگا جب زیادہ اختلاط کیا تو دُلھن نے گھونگھٹ اپنا
کھولا ہبران نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ زنگن جُھریان پڑی ہوئین کمر مین خم گریبان مین
ہاتھ ڈالے بیٹھی ہی کہہ رہی ہی کہ ای فرزند اب تجکو وصل مین کیا دیر ہی ہبران بہت گھبرایا
کنیزون نے غل کیا کہ صاحبو دوڑو شب اول دولھا دُلھن سے لڑائی ہوتی ہی چند شاہزادیان
آئین اُنھون نے آکر ہبران کو سمجھایا کہ ای جلیل یہ راتین عیش کی ہین اسمین فساد کرنا
سراسر حماقت ہی کھانا پینا شراب وکباب سب موجود ہی ہبران نے کہا کہ جس معشوقہ کے
ساتھ میری شادی ہوئی وہ کہان گئی سب نے کہا کہ یہ وہ ہی شاہزادی ہی جو تمھارے
ساتھ آئی ہی دروازہ بند رہا کہین ایسا ہوا ہی کہ دُلھن بدل جلے ہبران نے کہا کہ یہ
وہ معشوقہ تو نہین ہی شاہزادیون نے کہا اچھا اسکو قید کرو سب کنیزین ہبران کو آکر
لپٹ گئین ہرچند ہبران نے چاہا کہ سحر کرکے نکل جاؤن مگر سحر نہ یاد آیا آخر سب نے ملکر
گرفتار کرلیا اور سے چلین یہی بازار ہی کہ قصر عدالت مین لے چلو معتوب فیصلہ کردیگا اب
ہبران گھبرایا زنجیرین ہار رہا ہی یہی قول ہی کہ صاحبو مین کیا کرون مین بے گناہ ہون مگر
کوئی نہین سُنتا کنیزون نے وہ چاؤن چاؤن کی کہ آخر ہبران خاموش ہو رہا دُلھن ساتھ
ہبران کو کشان کشان لیکر شہر مین نکلے سب اہل بازار ہنستے ہین کہ رات کو برات تھی
دن کو یہ ذلت ہبران کیسا شرماتا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا سارے شہر مین پھرا کے
ایک قصر مین لائے دروازے پر قصر کے صدہا زنگی نگہبان ہین ہر ایک کا یہی قول
ہی کہ جیسا اس بے حیا نے کیا ویسا پھل پایا قصر کے اندر لائے دیکھا کہ ایک زنگی تخت
پر بیٹھا ہی کنیزون نے سب حال بیان کیا کہ یہ دُلھن کے ساتھ جھگڑا کرتا ہی عروس نے بھی
آکر فریاد کی کہ ای معتوب شاہ مجکو بیاہ کر لائے حجلۂ عروسی مین آکر فساد برپا کیا اسے
شاہزادیون نے گرفتار کرلیا اب جو حکم ہو وہ فرمائیے معتوب شاہ نے حکم کیا کہ اسکو

لیجاکر زندان طلسم مین قیدکرو ببران کو کشان کشان ایک مکان مین لاے کہ وہ مکان لوہے
کا بنا ہوا تھا اُس مکان مین ببران کو داخل کیا ببران نے دیکھا کہ کئی سو جوان تاجدار
زنجیرین ہلا رہے ہین اور سب یہی شادی کی شکایت کر رہے ہین کہ ایسی دُلھن ملی کہ جسنے
قید کرایا سُنتے ہین کہ طلسم کشا آکر رہا کریگا اس امید پر جیتے ہین اکثر خواب دیکھے کہ کوئی
بزرگ فرما رہے ہین کہ یارو نہ گھبراؤ طلسم کشا آکر تم کو رہا کریگا قید کی مدت تمھاری تمام
ہو چلی ہی ببران بھی اُسی مقام پر قید ہوا دُلھن روز آتی ہی سمجھاتی ہی کہ ای فرزند اب
بھی مجھسے انکار نہ کر ببران دیکھتا ہی کہ ایسی عورت ہی کہ جسکے پاس بیٹھنے سے وہ بوے بد
آتی ہی کہ دماغ اُلٹا جاتا ہی مگر شبدیز نے برات جانا ببران کی دیکھی کہ دولھا بن کے گیا
بہت جھلایا دیکھ کر کہا کہ اس قلعے کے لوگ بڑے بے انصاف ہین مجھ ایسا بادشاہ سامنے
اُترا ہوا ہی اور یہ بھی آگاہ ہوے کہ ببران بھاگ کر آیا اُس ملعون کو دولھا کیا بنانا تھا
اب اس قلعے کو اُڑا دونگا تھوڑے عرصے مین کُل فوج آکر پہونچی دامنہ مین قلعے کے لشکر
کو اُتروایا ہنستا پھرتا ہی کہتا ہی صاحبو کل اس قلعے کو فتح کر لونگا عجب کچھ شعبدے ہین
پہلے ہی ببران گیا زنگیون نے منع کیا پھر معشوقے نے کوٹھے پر بلا لیا دولھا بن کر گیا کل مزہ
چکھا دُنگا اس قلعے کو آسمان پر اُڑا دونگا شام کو طبل یورش بجوایا قلعے سے بھی جواب مین
آواز آئی صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہان بھی طبل جنگی بجا لشکر مین شبدیز کے تیاری ہونے لگی
شبدیز نے بھی خوب سحر تیار کیے جبکہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش کاشانۂ
مشرق سے نکلا اور تخت زبرجدی پر آکر بیٹھا تمام عالم روشن ہوا شبدیز کلنگ سوار تخت
پر سوار ہوا تین لاکھ فوج کو ساتھ لیکر سامنے قلعے کے آیا اول بہت کچھ ڈرایا پکار کر
آواز دی تم سب کے لیے بہتر یہ ہی کہ ببران کو حوالے کر دو اُس دشمن کو کیون دولھا بنایا
برات بڑے زور و شور سے لے گئے ما بدولت کو بڑا ملال ہی یہی خیال ہی کہ ببران کو لونگا
اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو ببران کو میرے سپرد کر دو منم شہنشاہ بنگالہ ہر چند کہ قلعے پر سب
کھڑے تھے مگر کسی نے کچھ جواب نہ دیا ایک بادشاہ ضعیف قوم کا زنگی تخت پر آکر بیٹھا
سب اُسی کے پیچھے صف جماے کھڑے ہین تو مین قلعے پر تعین اور سب مسلح و مکمل دروازے پر

چند زنگی کھڑے ہین تلوارین تول رہے ہین کہ شبدیز نے لاف وگزاف کرکے فوج کو
اشارہ کیا تین لاکھ جوان گولے اور ترنج مارتے ہوئے بڑھے خوب آگ برسائی تمام
میدان تاریک ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے شبدیز نے حکم دیا کہ اب سحر سے ہاتھ روکو
جب سب نے ہاتھ روکا دیکھا کہ وہ قلعہ اُسی طرح قایم ہی اور وہ بادشاہ بیٹھا ہوا ہی
ساتھ والے بجے کھڑے ہین اور للکار رہے ہین کہ او بے حیا یہ تو نے کس پر آگ برسائی
ہم کو گرمی بھی نہ معلوم ہوئی کیون دیوانہ پن کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ یہان سے پلٹ جا ہیران
کو ہم نہ دین گے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر یہ آواز ین سنکر شبدیز اور زیادہ جھلایا تخت
اپنا بڑھایا جھولی سے گولہ نکالا طرف قلعے کے پھینکا اس زور و شور سے گولہ چلا کہ
معلوم ہوتا تھا شعلۂ آتش بھڑکتا ہوا جاتا ہی مگر ایک زنگی نے گولہ روک لیا شبدیز
کو بڑی حیرت ہوئی کہ ایسا سحر یون ضائع ہوا کہ زنگی نے نابدولت کا گولہ روک لیا گولے
مارتا ہوا بڑھا کل فوج بھی ساتھ ہی سب گولے مار رہے ہین مگر قلعے کا کوئی نقصان
نہین ہوتا جب شبدیز نے دیکھا کہ ہزار ہا گولہ دیوار قلعہ پر پڑا ایک اینٹ بھی نہین
گری تخت کو بڑھاتا ہوا چلا اہل فوج سے کہا کہ تم سب ٹھہرو مین اکیلا جا کے قلعے کو
فتح کرتا ہون یہ کہکر بلند ہوا آسمان سے آکر دیکھا اندر قلعے کے دوکانین آراستہ ہین لوگ
پھر رہے ہین کچھ کسی کو خیال بھی نہین کہ قلعہ لڑ رہا ہی حیران ہوگیا کہ میری فوج قلعے کو
گھیرے ہوئے ہی اور حرب ہاے سحر ہو رہے ہین اہل قلعہ کو خبر بھی نہین ہوتی سب قلعے
مین خوش پھر رہے ہین حیران ہوکر کئی گولے مارے مگر وہ گولے پھٹ کر بیرون قلعہ گرے
یہ کڑکڑا کر برج قلعہ پر گرا جیسے ہی برج کے قریب آیا دروازہ برج کا کھلا ایک نازنین
نہایت حسین شوخ و شنگ صاحب عشوہ و ناز عارض رشک قمر موے میان نازک تر نظم

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا
ہر چین تھی موجۂ لطافت
دنبالہ کب اُنہین سرے کا تھا
شہبا نے وا کیے تھے بازو

ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین اُستاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نشے مین شباب کے بھری تھین
جبنی کے قریب کب تھے ابرو

یہ جمال بیمثال دیکھ کر شبدیز یا تو غصے مین بھرا ہوا تھا

یا بحیثیت جمال بے مثال دیکھنے لگا جس عضو کو دیکھتا ہے بے مثل و بے نظیر چہرہ رشک دہ ماہ منیر اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ صاحب کیون تلوار کھینچے ہو میرے قریب آؤ مین تمکو سمجھادون زیادہ غصہ نہ کرو شدیز ٹہلتا ہوا قریب پہونچا اُس نازنین نے ہاتھ تھام کر گنبد مین بٹھالیا کنیزین جو پشت پر کھڑی تھین اُن سے اشارہ کیا کہ شہنشاہ بنگالہ یہان تشریف لاے ہین تخت زرین لاکر بچھاؤ اسیران کو بٹھاؤ کنیزین جا کر تخت لائین چارون کونون پر تخت کے چار گلدستے جواہر کے رکھے تھے اُس تخت پر شدیز کو بٹھایا شدیز نے کہا کہ کیون صاحب یہان کا بادشاہ کہان ہے مین اُس سے ملاقات کرونگا نازنین نے ہنس کر کہا کہ تمھین بادشاہ سے کیا کام شدیز نے کہا کہ مالک سے کلام کرین اُس کو آگاہ کرین کہ اپنے قلعے کو بچاؤ ہمارے ہاتھ سے ویران ہوگا دو سحر ایسے کرونگا کہ قلعہ اُڑ جائیگا پھر کوئی نشان قلعے کا نہ پائیگا نازنین نے ہنس کر کہا کہ تمھین بادشاہ کی کیا ضرورت ہے تمھین بادشاہ ہو عدل و انصاف کرو سب تمھاری اطاعت کرینگے ہمارے ملک مین ظلم و بدعت کا نام نہین ہے عدالت یہان کا شیوہ ہے بقول فردوسی علیہ الرحمہ نظم فریدون فرخ فرشتہ نبود + ز مشک و ز عنبر سرشتہ نبود + کہ مشہور شد او بہ این نیکوئی + تو داد و دہش کن فریدون توئی + ہم کو مطلب عدل و انصاف سے ہے اگر آپ منظور کرین تو مین تیاری شادی کی کرون شدیز خود جمال بے مثال دیکھ کر عاشق ہو گیا ہے ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہے بے اختیار بول اُٹھا کہ اے شہنشاہ خوبی وای سرو روان باغ محبوبی اصل کیفیت تو یہ ہے کہ تمھاری محبت مین یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نظم

ز شمع بخت خواہم ز مہر جگنان را　　　　خواہم کشم بیک سو ازمردمان عنان را
تا چشم باز کردہ صحبت وجود عشق است　　　　فرصت شمر غنیمت دیدار دوستان را
کی وصل گل بہ بلبل آسان شود میسر　　　　صد خلہ بودہ باشد در پاچہ باغبان را
خورشید حسن ہر جا طالع شود ز اول　　　　سازد ز زلف سنبل ترتیب سائبان را
تا چند بار محنت بر دل توان کشیدن　　　　یکبار علاجے کن بیداد ناتوان را

در چشم اہل بینش اسلا تفاوتے نیست | در فصل نو بہاران در رنگ تو خزان را
در راہ عشق مجنون باید گذشت از جان | نبود کنار دریا دریا بے بیکران را
مخفی بدام محنت گشتم اسیر آخر | چون مرغ ناز پرور گم کردہ آشیان را

اُس نازنین نے سر جھکا لیا منھ پھیر کر جواب دیا کہ ای بادشاہ عالیجاہ مین آپکی خدمت
مین حاضر ہوئی جو فرمائش ہو وہ بجا لاؤن مگر مین بھی خاندان عالی سے ہون معتوب شاہ
جو یہان کا بادشاہ ہی اُسکی عزیز قریب ہون امورات شرعی ہو جاوین پھر آپ کو
اختیار ہی سامنے دیکھیے باغ ہی برہمن حاضر ہی کنوان بھی موجود ہی بھونری
پھر جاوے پھر آپ کو اختیار ہی کیا مجال جو آپ سے انکار کرون بلکہ ہر وقت خدمت
مین موجود رہون ہر طرح کی جفا سہون کیا مجال ہی کہ آپ کے حکم سے گردن تابی
کرون شبدیز رضا مند ہوا ساتھ اُس نازنین کے باغ مین آیا برہمنون نے آکر
گھیر لیا ساعت نیک بتائی اُس نازنین کو شاہزادیان اپنے ساتھ لے گئین دلھن
بنا کے لائین شبدیز کو برہمنون نے دولھا بنایا شبدیز بہت خوش ہی طریقے پر مذہب
ہنود کے بھونری پھری گٹھ بندھن ہوا اب تو ظاہر ہوا کہ ضعیفہ زنگن بیاہی گئی شہنشاہ
بنگالہ سے نسبت ہوئی شبدیز خوشی خوشی طرف حجلۂ عروسی کے چلا جب تنہائی مین آیا
دلھن کا گھونگھٹ اُلٹا دیکھا ایک ضعیفہ نحیف وضعیف ہاتھ بڑھا رہی ہی کہ ای فرزند
آؤ گلے سے مل جاؤ شبدیز جھلایا کہ ارے تو کون ہی مین نے تو اُس معشوقہ سے شادی
کی تھی کہ جو گنبد مین بیٹھی تھی مین تیرے ساتھ وصل نہ کرونگا دلھن نے گلے مین ہاتھ
ڈالدئے بدبو آئی کہ دماغ اُلٹ گیا شبدیز غصے مین اُٹھا دلھن نے ایک چیخ ماری
کئی سو کنیزین آکر جمع ہو گئین غلغلہ کرتی تھین کہ ای شہنشاہ اس دلھن مین بڑی صفت
ہی کہ جاہو زرد جو جاؤ جا ہو پانی لو یہ ہر طرح خدمت کریگی شبدیز کب مانتا ہی کہتا ہی
صاحبو دیکھو تو میری لونڈیان بھی اس سے بہتر ہین جب شبدیز نے نہ مانا کنیزون نے
شبدیز کو گرفتار کیا دلھن بیٹھی بدلی ساتھ ہوئی دربار مین معتوب شاہ کے لائین کہا کہ
ای شہنشاہ یہ ظالم بڑی بدعت کرتا ہی یا تو عشق مین بیقرار تھا اب انکار کرتا ہی اسکو

سزا ہے جیسے معتوب شاہ نے حکم دیا کہ اس کو زندان طلسم میں لیجاؤ جب چند روز یہ
مصیبت اُٹھائیگا تب راہ پر آئیگا کنیزیں کشان کشان شبدیز کو لے چلیں دُلھن کہتی
ہے میں شبدیز کے ساتھ رہوں گی کنیزیں کہتی ہیں بی بی آپ عزیز دار شاہ ہیں محل
میں جا کر بیٹھیے بعد چندے شوہر ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا مگر دُلھن نے نہ مانا شبدیز کے
ساتھ اُسی قیدخانے میں آئی شبدیز نے دیکھا کئی سو تاجدار نحیف و ضعیف بال بڑھے
ہوئے ناخن بڑھے ہوئے زنجیریں ہلا رہے ہیں ایک جانب بیران گوشے میں بیٹھا
ہے آہ آہ کر رہا ہے دُلھن کو دیکھ کر رونے لگا کہا ای شاہ آپ بھی اس فریب میں پھنسے
میں بھی اسی وجہ میں گرفتار ہوا شاہزادوں نے کہا کہ ای شبدیز نہ گھبراؤ اب خبریں
سُنتے ہیں کہ طلسم کشا آتا ہے ہم کو تم کو سب کو رہا کریگا چند روز کی مصیبت ہے کٹ جائیگی
ایک گوشے میں شبدیز بھی آکر بیٹھا یہ بھی زندان طلسم میں قید ہوا کہ ان سب کا ذکر
بروقت آمد طلسم کشا تحریر ہوگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان نور الدہر بن بدیع الزمان کہ قید سے رہا ہو کر چلے ہیں باقی حالات متعلقہ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان
شب ہجر کی ہوگئی پھر سحر
گلابی سے ہمکو سروکار ہے
کہ آنا وہ میخوار ہیں سب بہم
بگولے کہیں گرد کے اٹھتے ہیں
میں کس فکر میں تھا یہاں کیا ہوا
اسی جنگ میں فتح پاؤ گے تم
زمین آسمان سخت حیران ہے
بس اب دشمنوں سے بڑی جنگ ہے
نہ رستم کرے اس میں کچھ قیل و قال

کہ آئی ہے پھر رنگ پر داستان
سمجھ لے کہ سونے کا موقع نہیں
ہمارا بھی اب بخت بیدار ہے
وہ صحرائے وحشت فزا بیدرنگ
لکھوں حال صحرا نوردوں کا میں
ہر اک سمت ہے دشمن تیرہ رنگ
جہاں ہیں فریدون کے بھی ہوش گم
مگر شیر دل رستم پہلوان ہے
کہ اس جنگ سے دل پر امنگ ہے
بجا ہی تو ہے ای محرم راز دان

گلابی اٹھا ساقی سیمبر
ادھر جلد آ ساقی مہ جبین
چل ای کلک شیرین ادا خوش قدم
کہ بیٹھے ہیں جمع جا بجا شیر و پلنگ
کہ ہنگامہ سخت برپا ہوا
اولوالعزم شاہوں نے ٹھہری ہے جنگ
عجب جنگ کا آج سامان ہے
ہزبر وہاں شاہ اسلامیان
مگر وہ لکھوں حال جنگ و جدال
کہ بانا ہے دم بدم سر داستان

چہرہ سیاحان صحرائے رزم و وغا و ہژبران بادیہ پیمائے میدان ہیجا اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج و غواص دریائے ہوش چنین مینگارد یہ جوش و خروش جب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے اُس قید طلسم سے رہائی پائی اور فوج ظفر موج ساتھ ہوئی سرداران جنگ آزما و تہور شعاران میدان وغا فیروز تاجدار و دیوانہ بلند قامت و نیز تاجدار و سالم قزاق مع اپنے ہمراہیون کے وہ مہوش شیرین کلام عاشق جمال نورالدہر یہ سب سردار ساتھ ہین ایک صحرائے فرح افزا مین آکر اُترے عیارون کا شبرنگ و کمیت چابک خرام شاگرد شبرنگ حاضر خدمت ہین سب سردار گرد بیٹھے ہین نورالدہر فرماتے ہین کہ یارو اب کوچ مین جلدی کرو مجکو ایک ایک دم یہی خیال ہو کہ ایسا نہ ہو لشکر میرا کسی مقام معقول پر پہونچ جائے حقیقت مین اُسکو بڑا خیال ہے یہی چاہتا ہو کہ کارہائے نمایان کرون اپنے لشکر سے بڑھ جاؤن مین آٹھ پہر اسی خیال مین رہتا ہون مگر جلسۂ عیش و نشاط جمع ہے شبرنگ سامنے بیٹھا ہوا یہ اشعار گا رہا ہے نظم

کاش مرجائے کسی کوچے مین ہم فرقت نصیب ❊ یاد تو کرتا کوئی کہکر کبھی جنت نصیب
شوق سے برپا کرین فتنے تری انکھیان ❊ ہے بہت مشتاق ان چالون کا اک آفت نصیب
واہ ری تقدیر اُسکی یار جسکو رنج دے ❊ عاشقون مین بھی نکل آئین گے کچھ راحت نصیب
شکر کر ای دل کسے ملتا ہے داغ عشق دوست ❊ خوش نصیبون کو ہوا کرتی ہے یہ دولت نصیب
وائے ناکامی کسے کہ عاشق ناکام کی ❊ ہون گلا محروم نصیب آنکھین ہین حسرت نصیب
شر کی باتین اُس سے دل کرتا ہے یارب خیر ہو ❊ وصل مین بھی کچھ نہ آفت لائے یہ آفت نصیب
تفرقہ پردازیون کی داد دیتے کو تجھے ❊ ای فلک کیا رہ گئے تھے اک ہمین فرقت نصیب
کام اپنا کر چلا آئینہ آکر پیش یار ❊ اور تو دیکھا کیا او دیدۂ حیرت نصیب
نقش پاسے یاد خضر راہ کیا ہوگا جلال ❊ یہ بھی دور افتادہ تم بھی نارسا فرقت نصیب

دو پہر رات تک ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا نورالدہر چھپر کھٹ پر آئے شبرنگ ہمراہ آیا فرمایا کہ ای یار وفادار آج خود بخود دل گھبراتا ہے کوئی دل کو تڑپاتا ہے یہ سنکر

شبرنگ نے عرض کی کہ حضور جس فکر مین ہین خدا اُس امر کو پورا کرے آپ کو فتح و نصرت
نصیب ہو شبرنگ تو رخصت ہوا طلاسے پر آیا انتظام کرنے لگا اور نورالدہر بیخبر
پڑے ہوئے سور ہے ہین دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی وا ہین خواب مین دیکھا کہ
ایک محفل خلد منزل مین گذر ہوا چند کنیزون نے آکر نورالدہر کا استقبال کیا لاکر
مسند پر بٹھایا کہ ایک طرف سے پردہ اُٹھا اندر سے ایک نازنین دلجو پری رو معشوق
خوبرو دکھائی دی نورالدہر نے جو اُس نازنین کو دیکھا محبت کا جوش ہوا دونون
ہاتھ پھیلا کر فرمایا فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ
تست + ای شہنشاہ خوبی وای سرو روان باغ محبوبی دیر سے مشتاق تھا کہ جمال بیمثال
دیکھون اُس معشوق نے جواب دیا مہینون مجکو تڑپتے ہوئے گذرے اب دیکھین تقدیر
کیا دکھاے کب آپ سے ملاے ظالمون کے ظلم و ستم مین مبتلا ہے رنج و غم مین کہین
یہ صدمہ کب دفع ہو مگر سر نکالکر پردے سے اُس نازنین نے یہ باتین کین ہر چند نورالدہر
بلاتے ہین مگر وہ نازنین پردے سے نہین نکلتی دیر تک نورالدہر نے منت و خوشامد
کی کہ پردے سے باہر آؤ مگر وہ مہ جبین نہ نکلی آخر مین نورالدہر نے بیقرار ہو کر کہا
صاحب کیا ہی کہ جو باہر نہین آتی ہو ہم کو کیون تڑپاتی ہو اگر قریب آتین تو دو دو
باتین ہو جاتین اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ تم کیون نہین آتے تمھین کون روکتا ہی
نورالدہر بیقرار ہو کر اُٹھ چلا ہا جا کر پردے کو ہٹاؤن راہ مین سیر فرش پڑا
تھا اُسکی ٹھوکر لگی لڑکھڑا کر گرے آنکھ کھل گئی مگر وہ صورت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی کبھی
آہ کرتے ہین کبھی پکارتے ہین کہ ای معشوق پریچہرہ صورت تو دکھا دے عاشق مردہ
کو جلا لے اگر مسیحائی کر اپنے عاشق کو جلا اگر نہ آؤگی تو پھر زندہ نہ پاؤگی بیقرار
ہو کر جو نورالدہر نے کہا شبرنگ آواز سن کر دوڑا دیکھا کہ شاہزادہ رو رہا ہی
پوچھا حضور خیر تو ہی شاہزادہ نورالدہر نے کہا کہ ای یار وفادار کیا کہون فلک
ہم پر ٹوٹ پڑا تقدیر نے عجب سامان دکھایا شبرنگ نے پوچھا کہ حضور نے کیا
دیکھا نورالدہر خاموش ہو گئے دل سے باتین کرنے لگے کہ راز عشق افشا نہ ہو

بس زیادہ نہ کہو ہر چند شبرنگ نے پوچھا مگر نور الدہر نے کچھ نہ کہا یہی سوچنے لگے
کہ راز عشق کا ظاہر کرنا سراسر خلاف ہی عاشقان ثابت قدم طعن وتشنیع کرین گے کہین گے
کہ صبر نہ ہو سکا آخر دیکھین کیا انجام ہو یہ سودا ایسا نہین ہی کہ دماغ سے نکلے نہین
معلوم انجام کیا ہو اگرچہ شبرنگ یار وفادار ہی مگر راز عشق کا کہنا سراسر بیکار
ہی شبرنگ ناچار ہو اسوچا کہ آقا کچھ نہین کہتے زیادہ اصرار کرنا کیا ضرور ہی جو کچھ
ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا کونسا راز ہی کہ جو ہمسے چھپے گا یہ سوچ کر شبرنگ تو اٹھ گیا
مگر نور الدہر کو نیند نہین آتی تڑپ رہے ہین کبھی صحن مین آتے ہین کبھی چھپر کھٹ پر
آکے بیٹھتے ہین تصویر اُس معشوقہ کی صفحۂ دل پر نقش ہی آہ آہ کا لفظ زبان پر جاری ہی
کبھی بیقراری کبھی اشکباری آخر بیٹھے بیٹھے گھبرا کے سلاح جسم پر آراستہ کیے گھبرا کر
بارگاہ سے نکلے طرف صحرا کے روانہ ہوے صحرا مین جو پہونچے صحرا ویران سنسان ہی
میدان کف دست بیابان ہر طرف سناٹا ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

وہ دنکو آئینگے ثابت ہی خواب صبح گاہی سے — اگر شک پڑ گیا ہی دلمین جھوٹے کی گواہی سے
کیے ہین ہوش بھی گم عشق مین گم کردہ راہی سے — کہ بربادی سے منزل پوچھتا ہون گھر تباہی سے
گدائی ہمسری کرتی ہی اپنی بادشاہی سے — یہان کچکول کی اٹکی ہی گپڑی کجکلاہی سے
شہادت حسرت دید اسکی دی میری آنکھون نے — کیا قتل اُس نگہ نے دو گواہونکی گواہی سے
فغان و آہ کے یہ حضرت عشق آپ تھے یا دل — کیا جو کام جسنے بن پڑا اقبال شاہی سے
لگاتے ہو جب آنکھو نہین تم اپنی پھیل جاتا ہی — بنا ہی کیا یہ کاجل بخت عاشق کی سیاہی سے
سنا کر تمنے دریا مین گلے کٹوا دیے لاکھون — لڑی بازو کی مچھلی کی نگہ ایک ایک ماہی سے
جدھر بہکا کے دل لایا وہین تھی منزل مقصد — بہت سی راہین پیدا ہو گئین گم کردہ راہی سے
پھر آیا نالۂ شب بند ہی باب اثر شاید — نہ سر ٹکرانے جاکے تھے آہ صبحگاہی سے
چلے آتے ہین دلمین عرش پر بھی پہونچے ہین — جنون نے پوچھ لی ہی راہ محبوب الٰہی سے
ہمین منظور ہی اظہار کرنا دل کے چھالونکا — لکھینگے یار کو خط چھوٹنے والی سیاہی سے
نگاہ شوق بھی اپنی تڑپ دل کو دکھا دیتی — تماشا تھا جو باہم صید رہتی مرغ و ماہی سے

چھپا سے جیا کرین اے میکشو داغ سیہ کاری	جھپکتی آنکھ ہے کیون ابر رحمت کی سیاہی سے
اجابت پاؤن پھیلاتی ہے استقبال مین جسکے	جلال اچھا تو ہے تم ہاتھ اُٹھاؤ اُس دعا ہی سے

نور الدہر نے وہ باقی رات اُسی صحرا مین بسر کی صبح جو ہوئی پتے روشن ہونے لگے
حیران و پریشان بیٹھے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک بادشاہ تخت پر فوج بہت سی
پشت پر اُسنے دور سے جو نور الدہر کو دیکھا عیار سے اشارہ کیا کہ دریافت تو کر کہ یہ
کون شخص ہے عیار اُسکا سمند تیز گام پایۂ تخت چھوڑ کر سامنے نور الدہر کے آیا جاہ
وجلال دیکھ کر واسطے تسلیم کے خم ہوا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا نور الدہر نے پوچھا
کیا کہتا ہے عیار نے عرض کی کہ ہمارے آقائے نامدار اشتیاق تاجدار آپ کا نام نامی
دریافت فرماتے ہین نور الدہر چونکہ بیزار بیٹھے تھے نام اصلی اپنا بتا دیا عیار نے
جاکر اشفاق سے کہا اشفاق نے کہا کیا قدرت لات و منات ہے جسکے ساتھ اتنا
لشکر ہو وہ یکہ و تنہا مل جائے چار جانب سے بلوہ ہو گرفتار کر لو کل فوج لینا لینا کہ کر
آپڑی نور الدہر نے تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر سے جلے اوج
رفعت شاہباز عرصۂ مردی * کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانندہ و پناہ لشکر
اسلام نور الدہر کز نہیبش * عدو در رزمگاہش صد ہزار الامان خوانندہ * نعرۂ
شیرانہ کر کے نور الدہر لڑنے لگے کئی سو افسر جیسے ان کے ہاتھ سے مارے گئے اور کوئی
قریب نہین آسکتا تب اشفاق نے عیار سے کہا کہ تو جاکر گرفتار کرلے سمند تیز گام
چالیس پیکیون کو ساتھ لیکر قریب نور الدہر پہونچا کمند دن مین شاہزادے کو عیار نے
نے گرفتار کر لیا مسلسل و مطوق کر کے اشفاق نے شاہزادے کو ارابے پر ڈال لیا
قلعۂ اشفاقیہ قریب تھا نور الدہر کو لیکر دربار مین آیا اہل دربار سمجھا نور الدہر نے
کلام مردانہ کیے کہ او بے حیا تو نے نامردی سے مجھے گرفتار کیا ہے اُسیر خواہان ہے
کہ میرا مذہب اختیار کرو جو تجھسے ہو سکے اُسمین قصور نہ کر زنجیرین ہلا رہے ہین ارادہ
ہے کہ قید توڑ ڈالون اشفاق حیران بیٹھا ہے امراے صلاح کی سب نے یہی کہا کہ
آج تو اس جوان کو قید کیجیے کل میدان خفی کی تیاری ہو اگر اس کا سر آپ بخدمت

جمشید ثانی روانہ کرین گے تو بڑی نیکنامی ہوگی اشتفاق نے حکم دیا کہ انکو قیدخانہ
مین لیجاؤ سامنے ایک قصر تھا اُسمین نورالدہر کو قید کیا مگر دختر اشفاق گل پیرہن
جھروکون سے دیکھ رہی تھی نورالدہر کی جرأت پہ عاشق ہوئی جب نورالدہر
قیدخانے مین بھیجے گئے تو گل پیرہن اپنے قصر سے اُٹھی کنیزون سے صلاح کی سب نے
کہا کہ اگر حکم ہو تو نقب دے کر نکال لائین ملکہ اسپر راضی ہوئین سب خواصین اکٹھا
ہوکر نقب دینے لگین ملکہ بھی ساتھ ہوئین پہر رات رہے آکر مہرہ نقب کا ٹوٹا اب
ملکہ جو نقب سے نکلین نورالدہر کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین گل اندام ہے چہرۂ زیبا
آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب دیکھتے ہی پسند کیا فرمایا کہ ای شہنشاہ ملک خوبی وای
سرو روان باغ محبوبی نام نامی سے آگاہ ہون ایک کنیز نے بڑھکر کہا کہ اِن کا نام
ملکہ گل پیرہن ہے آپ کو جو قید مین دیکھا بہت ناگوار ہوا آخر نقب کھدوا کر آئین
نورالدہر نے کہا رہائی ہماری وقت پر موقوف ہے جس وقت خدا چاہیگا فوراً رہا
ہو جائینگے مگر ملکہ نے نہ مانا نیچے سے ہتھکڑیان کاٹین نورالدہر نے قید توڑ ڈالی
بغلون سے خون بہنے لگا ملکہ بیقرار ہوگئین دوپٹے سے خون پونچھنے لگین شاہزادہ
کو ساتھ لیکر قیدخانہ سے نکلین خبرگرد کوتوال طلائے پر سوتا اُٹھتے پکار کر آواز دی کہ
یہ کون جاتا ہے ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ ای شہریار غضب ہوا کوتوال شہر آگیا اپنے تئین
بچائیے آکر جنگ کیجیے یہ کہکر کمان کاندھے سے اُتاری چند کنیزون نے بھی کمانین اپنے
اپنے کاندھون سے اُتارین تیرون کی بوچھار کی شبگرد نے جو دیکھا کہ اُس طرف سے
تیر آتے ہین گھبرا گیا ساتھ والون کو اشارہ کیا سب طرف سے ٹوٹ پڑے وچہار جانب
سے پیادون نے حملہ کیا نورالدہر نے تلوار کھینچی لڑنے لگے کوتوال نے دیکھا کہ یہ
وہی جوان ہے جو کل قید ہوا تھا ایک پیادے کو حکم دیا کہ جا کر شاہ کو خبر کرو پیادے
نے جا کر شاہ کو خبر کی اشفاق تاجدار بھی سوار ہوا اُس وقت آکر پہونچا کہ دیکھا
نورالدہر لڑ رہے ہین پیادے بھاگتے پھرتے ہین اشفاق نے حکم دیا چار جانب
سے فوج والے نورالدہر پر ٹوٹ پڑے مگر نورالدہر اس بلوے سے بھلا کب

ڈرتے ہین شیر انہ لڑرہے ہین جنگ آغاز ہی ملکہ گوشے سے تیر مار رہی ہین جب تیر
پڑتے ہین دو چار سو گرتے ہین نور الدہر نے کئی مرتبہ منع کیا کہ ملکہ تیر اندازی نہ کرو
مگر ملکہ نے نہ مانا ہر وقت یہی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو یہ گوہر بحر صاحبقرانی ان ظالمون
کے بلوے مین گرفتار ہو جاے ہر مرتبہ تیرون کی بوچھار کرتی ہین اشفاق تاجدار
نے کہا یہ کون لوگ ہین جو تیر مار رہے ہین عیار جو ساتھ تھا اُسنے کہا معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ
گل پیرہن ہین ایسا نہ ہو کہ ملکۂ عالم پر کسی کا حربہ پڑ جاے اُنپر کوئی چشم زخم پہونچے
مگر نور الدہر نے جو اتنی مہلت پائی کہ ملکہ کی تیر اندازی سے کئی سو جوان گرے جب
کئی سو جوان گر چکے فوج مین تہلکہ ہوا نور الدہر لڑتے بھڑتے قریب اشفاق کے
پہونچے اشفاق نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے کلائی تھام کر تلوار چھین لی
کمر مین ہاتھ ڈال کر اشفاق کو اُٹھا لیا اشفاق نے عرض کی الامان نور الدہر نے
جواب دیا امان بشرط ایمان اشفاق نے جو یہ مہربانی نور الدہر کی دیکھی بصدق
دل مسلمان ہوا پوچھا اے شہریار یہ لوگ کون ہین جو تیر مار رہے ہین نور الدہر نے
فرمایا کہ اسکا حال تمپر کھلیگا کیون گھبراتے ہو انشاءاللہ سب حال تمپر ظاہر ہوگا یہ
سنکر اشفاق خاموش ہو رہا نور الدہر کو لیکر طرف بارگاہ کے چلا نور الدہر نے ملکہ
کو اشارہ کیا کہ تم اپنے قصر مین جاؤ ملکہ اپنے قصر مین گئین نور الدہر دربار مین
اشفاق کے آے اب اشفاق کو ثابت ہوا کہ میری بیٹی نے جا کر نور الدہر کو
رہا کیا دربار مین آکر وزیر کو حکم دیا کہ ترنج خوشبوئی سینے پر نور الدہر کے لگاؤ جب
نور الدہر کے سینے پر ترنج خوشبوئی لگایا نور الدہر نے کہا کہ اے اشفاق تاجدار
مجکو بدل منظور ہی لیکن اس مقدمے مین ابھی عرصہ ہی انشاءاللہ تعالے ہم وقت
پر عقد کرین گے اشفاق خاموش ہو رہا مگر کنیزون نے یہ خبر ملکہ کو پہونچائی کہ اے
ملکۂ عالم نئی طرح کی بات ہی کہ آپ ایسی حسین وجمیل شاہزادی اور نور الدہر
مائل نہین یہ سنکر گل پیرہن رونے لگین کہا معلوم ہوتا ہی اس شہریار کا دل کہین
پھنسا ہی اتنا جا کر کوئی کہے کہ ملکۂ عالم فرماتی ہین ذرا محل مین تشریف لائیے تو مین

مفصل حال سُنوں شاید کوئی علاج ہو سکے نور الدہر کو خبر پہونچی کہ ملکہ نے یاد فرمایا ہی
نور الدہر اندر آئے ملکہ نے استقبال کیا نور الدہر کو لاکر مسند پر بٹھایا بجبت پوچھا
کہ ای شہریار شاہ سے کیا گذری نور الدہر نے بیان کیا کہ شاہ نے ہمارے ساتھ
تمھاری نسبت قرار دی ہی ہم نے قبول کیا مگر چند روز کی ہم نے مہلت مانگی ہی ملکہ نے
گھبرا کر پوچھا کہ آپ کو کیا ضرورت درپیش ہی نور الدہر نے کہا کہ ای ملکہ عالم تجھسے
پردہ نہیں ہو سکتا صاف صاف ظاہر کرتا ہون کہ مین نے کل شب کو خواب دیکھا کہ
اُس خواب کی لذت اب تک میری زبان پر ہی چاہتا ہون کہ پہلے وہان تک پہونچون
پھر تم سے عقد کرون نور الدہر سے ملکہ نے پوچھا کہ صورت کا نقشہ بتائیے یہ سُنکر
نور الدہر نے تقریر مین تصویر کھینچی ملکہ نے جو حال نقشہ کا سُنا مُنھ اپنا پیٹ لیا
کہا ای شہریار غضب کی بات ہی کہ یہ آپ اُس شخص کا پتہ دیتے ہین کہ جو ہمارے چچا
کی بیٹی ہی ملکہ سیمائے زمرد پوش نام ہی اُس قلعے پر چلیے اگر آپ نے شفتل بن شفتال کو
کہ حاکم قلعہ ہی مار لیا تو مطلب دلی حاصل ہو گا لیکن ساحر زبردست ہی یہ تو کہیے
کہ ساحر سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا مین آنکھون سے برائے خدمتگزاری حاضر ہون
جس طرح حکم ہو مین آپ کو لے چلون سیمائے زمرد پوش کو دکھا دون پھر آگے آپ کو
اختیار ہی مگر عاشقون کا اُسکے کوچے مین جھاڑو ہی ذرا اپنے کو بچائیے گا نور الدہر
آمادہ ہوے کہ مجکو ضرور لیچلو گل پیرہن نے نور الدہر کو زنانے کپڑے پہنائے
ہتھیار لگا کر دوپٹہ اُڑھا دیا کہا میری کنیزون مین مل کر چلیے نور الدہر راضی ہو کے
بشکل کنیز ایک تانگے مین سوار ہو کر ملکہ کے ساتھ چلے کئی کوس راستہ طی کر کے دور
سے ایک قلعہ دیکھا کہ برج بارے کنگرے سے آراستہ و پیراستہ ہی چند لوگ قلعے پر
ٹہل رہے ہین محافظ جو آتے ہوے دیکھے پکار کر آواز دی کہ تم کون لوگ ہو نور الدہر
نے بہ آہستگی جواب دیا کہ یارو تمھارے مہمان ہین جب نگہبانون کو ثابت ہوا کہ ملکہ
گل پیرہن آئی ہین دروازہ کھولدیا ملکہ قلعے مین آئین وہین کے نگہبانون سے پوچھا
اُسنے بیان کر دیا کہ دختر شاہ اپنے باغ مین جلوہ فرما ہین ملکہ نے حکم دیا کہ ہماری

سواری اُسی باغ مین نے چلو کنیزین اور نگہبان سب ساتھ ہین جب محافہ دروازے
پر پہونچا سیما نے زمرد پوش مسند پر بیٹھی تھی جیسے ہی اسنے خبر سُنی کہ ہمشیرہ آئی ہین
خود بخود گھبرا رہی تھی کنیزون سے دمبدم کہتی تھی کہ صاحبو آج کیا معرکہ ہی خود بخود دل
گھبراتا ہی کنیزین عرض کرتی تھین شب سے حضور نے آرام نہین فرمایا اسی وجہ سے دل
بیقرار ہی تبسم نامے ناظر نے آکر عرض کی کہ ملکہ گل پیرہن آئی ہین سیما نے زمرد پوش
نے ہر چند کہ نورالدہر کو ابھی نہین دیکھا ذکر سُنا کرتی ہی کہ فلان فلان شاہزادیان
شاہزادے کی اطاعت مین ہین خداوند سے باغی ہو گئین وہ سب شاہزادیان عاشق
ہین یہ باتین دل سے کرتی ہوئی استقبال کو اُٹھی دروازے پر آکر ٹھہری کہ محافہ زرین
لگایا گیا اول گل پیرہن اُترین نورالدہر کہ بشکل کنیز ساتھ تھے یہ بھی اُترے نگاہ
ملکہ سیما کی پڑی سوچی کہ معلوم ہوتا ہی یہ وہی شخص ہی جسکا پتہ خواب مین ملا تھا ہاتھ
تھام کر کہا کہ کیون بُوا گل پیرہن اس کنیز کا کیا نام ہی گل پیرہن نے کہا کہ ای ہمشیرہ
یہ کنیز پُرانی ہی اسکو سب مین زیادہ فخر حاصل ہی میرے ہی ساتھ سوار ہوتی ہی ملکہ
حیران ہی کہ کتاب مین کچھ نکلا اور ظہور سے معلوم ہوتا ہی کہ خواب بھی ہمارا خلاف ہوا
جو بزرگ عالم خواب مین تشریف لائے تھے اُنھون نے یہی فرمایا تھا کہ ہمراہ گل پیرہن
آئین گے ای فلک یہ کیا معرکہ ہی کہ گل پیرہن آگئین اور اُس شہریار کا پتہ نہین ہی
دیکھین تقدیر کیا دکھائے یہ باتین کرتی ہوئی گل پیرہن کو لاکر مسند پر بٹھایا مگر دل طرف
نورالدہر کے کھنچا ہوا ہی حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی دل خانہ خراب کیا رسوا کریگا
دیکھیے تقدیر کیا دکھائے آخر گائن سے اشارہ کیا گائن نے بیٹھ کر چند اشعار گائے
ملکہ نے جام لبریز کرکے اول گل پیرہن کو دیا دوسرا جام بھر کر طرف نورالدہر کے
بڑھایا نورالدہر نے ہاتھ پھیلا دیا اور جام لیا چاہا کہ پیون مگر مذہب کا خیال
آیا بسہولیت اُسکو گریبان مین گرا لیا مگر جس وقت سے سیما نے زمرد پوش کو دیکھا ہی
دل کی تعریفین کر رہے ہین کہ تو نے معشوق کے پاس پہونچایا عجب انتشار تھا جب
کئی مرتبہ نورالدہر نے جام لیکر گریبان مین گرایا تو سیما نے ہاتھ تھام لیا کہا یہ

کیا معرکہ ہی کہ تمنے کئی جام پئے مگر آنکھون مین نشہ نہین معلوم ہوتا نورالدہر کو تاب باقی نہ رہی اس انداز سے سیمانے کہا کہ نورالدہر نے بے اختیار جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم مذہب کی پابندی تو یہی خیال رہتا ہی کہ کافر کے ہاتھ سے شراب نہ پئین ملکہ نے کہا تجکو اسلام سے کیا کام شاہزادے نے مسکرا کر جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم تمنے ہمین نہین پہچانا یہ کہکر چہرے سے روغن پونچھا سیمانے پہچانا کہ خواب مین انھین سے سامنا ہوا تھا کہا کیا صاحب نصیب ہین کہ میری بہن کے ساتھ آئے شرماکر سر جھکالیا کہا ای شہریار آپ نے جو قصد کیا تھا مجھ تک اپنے کو پہونچایا ایک نظر ہمنے بھی آپکو دیکھ لیا آئندہ نہین معلوم کب ملاقات ہو بڑے بڑے شاہ بھیر عاشق ہین مجکو خوف ہی اگر انکو خبر ہو جائے تو وہ آپ کو ستائین نورالدہر نے فرمایا مین کئی بادشاہون کو مسلمان کرچکا لشکر گران اُترا ہوا ہی اور باپ بھی گل پیرہن کا اشفاق تاجدار مسلمان ہوچکا ملکہ نے یہ سنکر کلمہ پڑھا تب نورالدہر نے جام پیا قضائے کار دیو احقاق آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے جو ملکہ کو دیکھا عاشق ہوگیا تڑپ کر گرا اُسکر پنجہ دے کر ملکہ کو اُٹھا لیا ہر چند نورالدہر نے تیر مارے مگر دیو بلند ہوگیا نورالدہر رونے پیٹنے لگے جا بالغ سے نکلون کہ کنیزون نے ملکہ گل پیرہن سے کہا کہ ای ملکۂ عالم سامنے کوہ احقاق ہی اُسی پر دیو احقاق رہتا ہی اگر ہو سکے تو شاہزادی سے فرمایئے کہ وہ کچھ تدبیر کرین شاید پنجہ اُن کا قابض ہو باپ ملکہ کا ثریائے تاجدار جو خبر سُنے گا تو ضرور جائیگا اُسنے بھی ایک دیو کو مارا تھا غرض جو ہوا ایک کنیز نے جاکر ثریائے تاجدار سے اطلاع کی کہ آپ کی صاحبزادی کو دیو احقاق اُٹھا لیگیا ثریائے تاجدار کو اپنے اوپر بڑا گھمنڈ ہی فوراً تیار ہوا گھوڑے پر سوار ہوکر زیر کوہ آیا دیو احقاق نے ملکہ کو ایک قفس مین بند کرکے پہاڑ پر لٹکا دیا ہی ملکہ نے دیکھا کہ ثریائے تاجدار زیر کوہ کھڑا ہوا للکار رہا ہی کہ کیون ای احقاق پہاڑ سے اُتر ورنہ مین کوہ پر آتا ہون بڑی سختی پڑے گی احقاق نے جو نعرہ سُنا بہت خوش ہوا کہا لو اور مزہ دیکھو جو ہماری خوراک تھی وہ ہمارے مقابلے کو آیا ہی ایک

چنگل مار کر کھا جاؤنگا یہ کہکر پہاڑ سے اُترا چاہا چنگل مارے ثریا سے تاجدار نے تیغہ
مارا دیو احقاق نے کلائی تھام لی ثریا سے تاجدار چیخنے لگا کہ ای دیو احقاق ہاتھ
چھوڑ دے ورنہ میرا ہاتھ ٹوٹ جائیگا مگر دیو احقاق نے کچھ جواب نہ دیا ثریا کو پکڑ
لے گیا پہاڑ پر لاکر اُسی قفس مین بند کر دیا اب باپ بیٹی ایک قفس مین بند ہوے ملکہ
زار زار رو رہی ہین یہی قول ہے کہ کوئی کسی کا عاشق نہین ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا
نور الدہر بن بدیع الزمان آکر پہونچے اور نعرہ شیرانہ کیا کہ او دیو احقاق یہ
کیا بے ادبی کی ہے پہاڑ سے اُتر دیو احقاق ہنسا ثریا سے تاجدار سے کہا کہ انکو
بھی لاکر قید کر دون یہ کہتا ہوا پہاڑ سے اُترا آکر چنگل مارا نور الدہر نے اُس کی
کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو چیخنے لگا نور الدہر نے دو گھونسے مارے اور دیو
کو اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھکر کہا کہ شناخت مین پروردگار نہ کی کیا کہتا ہے
راس الشیاطین پر لعنت کر دیو نے کہا کہ آپ کا نام کیا ہے نور الدہر نے کہا کہ نبیرہ
کوچک سلیمان نام صاحبقران سُن کر دیو قدمون پر گرا کہا مین اب بالاے کوہ نہ
جاؤنگا مجکو خدمت مین ملکہ آسمان پری کی پہونچائیے مین ملازمت ملکہ قریشہ کی
کرونگا نور الدہر نے نامہ دیا دیو احقاق طرف گلستان ارم کے اُسی طرح بخدمت
عبد الرحمن جنی روانہ ہوا اُنھین کے نام نور الدہر نے نامہ لکھا تھا کہ اسکو اپنے
ساتھ رکھیے جب ملکہ قریشہ و آسمان پری بہ عنایت پروردگار رہا ہونگی تب اس کو
بھی کسی صاحبہ کا ملازم کرا دیجیے گا نور الدہر احقاق کو بھیج کر بالاے کوہ چلے اب
ثریا سے تاجدار نے پوچھا کہ ای نور نظر یہ جوان کون ہے ملکہ نے کہا کہ مین نہین پہچانتی
مگر میری خواہش مین یہ بھی آے ہین ثریا نے کہا کہ مین ان کے ساتھ تمکو منسوب
نہ کرونگا ملکہ خاموش ہو رہین نور الدہر چند گھاٹیان طے کر کے چاہتے ہین کہ کوہ پر
چڑھ جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی زلغین تاجدار کہ مدت سے عاشق ملکہ تھا خبر سُنکر
ساٹھ ہزار فوج سے آیا اور نور الدہر کو للکارا کہ او جوان بالاے کوہ نہ جانا ورنہ
بہت بُری طرح پیش آؤنگا نور الدہر پچاند پڑے تلوار چلنے لگی نور الدہر لڑتے بھڑتے

قریب زلفین تاجدار پہونچے ہر چند سب طرف سے تیز سے پڑے ہین مگر تیز دن کو
قلم کرتے ہوے سامنے زلفین کے آے زلفین نے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر
نے بار دہ بچا کر تلوار تھام لی تلوار تو چھین کر پھینک دی زلفین کو قاش زین سے
اُٹھا لیا زلفین نے امان مانگی نور الدہر نے سوال اسلام کیا زلفین سوچا کہ اب
اگر انکار کرونگا تو جان جائیگی مکر سے کلمہ پڑھا کلمہ پڑھ کر بظاہر مسلمان ہوا نور الدہر
کو اپنے لشکر مین لایا جام شراب پلا کر بیہوش کیا بیہوش کر کے مسلسل کیا بالا سے
کوہ آیا قفس آہنی اُتار لایا کہا ای ثریا لے تاجدار میرے تمھارے وعدہ تھا بیٹی
کی شادی میرے ساتھ کرو ثریا نے جواب دیا کہ ای زلفین تاجدار بیٹی میری تمھارے
سامنے موجود ہی اگر یہ قبول کرے تو مین سامان کرون ملکہ نے کہا کہ ای زلفین یہ
گمان اپنے دل سے نکال ڈالو جس شہریار کو تم نے قید کیا ہی وہ ہی میرا شوہر ہی
زلفین تاجدار نے قفس قبضے مین کیا اور کہا دونون کو قید مین مار ڈالونگا
ہر چند ثریا سے تاجدار نے چاہا کہ قید سے رہا ہون مگر زلفین نے نہ رہا کیا
قفس کو اپنے قبضے مین کر کے زلفین نے کوچ کیا منظور یہ تھا کہ قید نور الدہر
بخدمت جمشید ثانی پہونچا دون خواہ وہ قتل کرین خواہ بخشین پھر آکر معشوقہ پر
قبضہ کرونگا قید کو لیکر چلا کئی کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی نقابدار
زمرد پوش شکار کھیلتا ہوا آتا تھا اُسکو معلوم ہوا کہ قید نور الدہر لیے جاتے ہین
نعرہ کر کے آگرا لڑنے لگا لڑتا بھڑتا قریب نور الدہر پہونچا نور الدہر کو قید سے
رہا کیا نور الدہر نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر سہ نظیر حمزۂ صاحبقران
بجشم و بہ قہر و شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر لڑتے بھڑتے قریب زلفین کے
پہونچے زلفین کو پھر کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا زلفین اب بصدق دل مسلمان ہوا
نقابدار زمرد پوش تو رخصت ہو گیا نور الدہر زلفین تاجدار کو ساتھ لیکر
قلعۂ زلفین مین آے ملکہ کو مع اُسکے والد کے رہا کیا سب کو ساتھ لیکر روانہ ہوے
چاہتے ہین کہ اپنے کو قلعۂ ثریا مین پہونچاوین کہ صحرا سے گرد اُٹھی سلطان تاجدار

به فوج بے شمار آکر پہونچا نور الدہر سے کہلا بھیجا کہ ملکہ سیما کو حوالے کر دیجیے چنگیز
نور الدہر نے جواب دیا کہ ملکہ کی نسبت میرے ساتھ قرار پا چکی اب ملکہ کو نہین پاؤگے
سلطان نے طبل جنگی بجوایا نور الدہر کو خبر ہوئی نوازش طبل جنگی کا حکم دیا دونون
لشکرون مین تیاریان ہونے لگین صبح کو سلطان میدان مین آیا ادہر سے نور الدہر
نکلے آپس مین نیزہ چلنے لگا نور الدہر نے نیزہ سلطان کا نکالا سلطان نے قبضے پر
ہاتھ ڈالا نور الدہر نے تلوار سلطان کی چھین لی سمجھے کہ یہ اب کشتی لڑیگا مگر سلطان
گھوڑے سے کود پڑا عذر کرنے لگا کہ ای شہریار مین آپ سے نہین لڑ سکتا اطاعت
کرتا ہون نور الدہر نے قبول کیا سلطان مکر سے مسلمان ہو کر نور الدہر کو بارگاہ
مین لایا زلفین و ثریا سے تاجدار ہمراہ ہین ان تینون کو بیہوشی پلا کر بیہوش کیا
مسلسل کر کے ہوشیار کر دیا وہان سے ملکہ کے پاس آیا ملکہ نے جو سنا کہ اس بے حیا
نے نور الدہر کو اور میرے باپ کو مکر سے گرفتار کر لیا دونون کو قید کیا پیٹنے لگی
اور کہلا بھیجا کہ خبردار میرے سامنے نہ آنا ورنہ جان دونگی میرا مردہ پائیگا زندہ
نہ دیکھیگا سلطان ڈرا کہ ایسا نہ ہو عورت اپنی جان دے دے باہر آیا ساتھ والون
سے صلاح کرنے لگا سب نے کہا نور الدہر خوبصورت ہی اُسکے ساتھ نسبت قرار
ہو چکی اور تم نے اُسے قید کر لیا اسی وجہ سے نہین مانتی نور الدہر قتل ہو جائین
اور اسکو یاس ہو تو ضرور آپ کو قبول کریگی سلطان نے میدان خونی کی تیاری
کرائی حکم دیا کہ تینون گنہگارون کو لاؤ ملازم جو آئے دیکھا ثریا و زلفین تو موجود
ہین مگر نور الدہر کو قید خانے مین نہ پایا ایک طرف دیکھا کہ مہرہ نقب کا لگا ہی
عیار سے کہا کہ دریافت تو کر کہ یہ کسنے نقب دی عیار اسکا سمند تیز رو نقب مین
کودا فتیلۂ عیاری جلا کر چلا ایک باغ مین سر نکالا خیال کر کے دیکھا کہ یہ باغ دلکشا
تو دل آرام عنبرین مو دختر سلطان کا ہی ایک گوشے سے آکر دیکھا کہ نور الدہر
پہلو مین دل آرام کے بیٹھے ہین ایک گائن بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

باغ مین بے یار کے جلنے سے ہمدم دیکھنا	دل دکھائیگا گل و بلبل کا باہم دیکھنا

خندہ زن ہی نالۂ بلبل یہ ہر دم دیکھنا — دیکھنا گلچین چمن مین گل کا عالم دیکھنا
کام ہر دم ہی حکایات ملال آمیز سے — خفقل اپنا ہو گیا ہی دفتر غم دیکھنا
اختلاج قلب کا میرے نکہتا اُس سے حال — تو جو ای قاصد مزاج یار برہم دیکھنا
کہتے تھے طفلی مین اُنکو دیکھ کر اہل نظر — نوجوان ہونے تو دو پھر انکا عالم دیکھنا
زخم پر رکھتے ہی فوارہ چھُٹا ہی خون کا — کارِ نشتر کر گیا تاثیر مرہم دیکھنا
طالب دیدار ہین مشتاق روز حشر کے — ہی تمھارے حُسن کا جلوہ مقدم دیکھنا
آج ای صیاد میری بیقراری کو نہ دیکھ — فصل گل آئے تو بیتابی کا عالم دیکھنا
کیا غضب ہی ساتھ لیجاتے ہین مجکو جب کہین — کہتے ہین محفل مین تم میری طرف کم دیکھنا
تو سہی تر تا پھرے یہ آسمان شکل حباب — کیا غضب کرتی ہی اکدن چشم پر نم دیکھنا
ہی دعا آخر نگر مین ہو مبارک ای ہزبر — خلق کو شان جلوس جان عالم دیکھنا

عیار نے نور الدہر کو پہچانا اور پلٹا آکر سلطان سے کہا کہ نبیرۂ صاحبقران آپ کی دختر کے باغ مین ہی سلطان سوار ہوا آکر باغ کو گھیر لیا کنیزون نے آکر ملکہ کو خبر دی کہ آپ کے باپ نے باغ کو گھیر لیا نور الدہر سپر و شمشیر لیکر اُٹھے ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار آپ یکہ و تنہا ہین وہ اتنی فوج سے آیا ہی باغ کو گھیر لیا نور الدہر نے کہا کہ تم دور سے تماشا دیکھو مین جاکر سلطان کو سزا دیتا ہون مکر کرنے کا بدلہ لیتا ہون سلطان باغ کو گھیر کر گینڈا اکڑاتا ہوا چلا چاہا باغ مین گھُس جاؤن مگر یاد آتا ہی کہ ای سلطان وہ بلا کا سپاہی ہی ایسا نہ ہو کہ تنہائی مین مجکو قتل کرے مگر گینڈے کو بڑھاے ہوے چلا جاتا ہی تیغہ چوڑا ہاتھ مین غصہ بات بات مین تھوڑی دور پر دروازہ باغ کا باقی تھا کہ یکایک دروازہ کھُلا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شجاعت افروز جہانداری صاحب عظم و شان نور الدہر بن بدیع الزمان نکلے سلطان کو جو آتے ہوے دیکھا للکارا کہ او مکار ادھر کیون آتا ہی سلطان نے جو نور الدہر کو دیکھا اور نعرے کی صدا سُنی فوج کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو مار لو چار جانب سے فوج نے گھیر لیا نور الدہر نعرہ کرکے جا پڑے ملکہ نے بھی

بالائے بام سے دیکھا کہ نور الدہر اکیلے لڑ رہے ہین ہزارہا کافر نیزے اور تلوار اور
تیر لگا رہے ہین مگر شاہزادہ سب حربون کو رد کرتا ہی اور زور و شور سے لڑ رہا ہی جیسے
کسی کا حربہ چلا ملکہ نے کلیجہ پکڑ لیا پکار اٹھی کہ ای پروردگار میرے وارث کو ان دشمنون
کے ہاتھ سے بچائیو کبھی کنیزون سے کہتی ہین دیکھو کیا جرأت ہی کیا شوکت ہی ہزارون مین
اکیلے لڑ رہے ہین جسپر جا پڑے وہ سا ہی ملک عدم ہوا مگر وہ مجمع کفار ہی کہ نکل نہین
سکتے ملکہ نے جو دیکھا کہ شاہزادہ مجمع مین گھرا ہوا ہی ہر چند قصد کر رہا ہی کہ نکلجاؤن
مگر کفار نے صفین باندھی ہین اگر ایک صف سے نکلے دوسری صف مین جا کر گھرے
افسران فوج کو مار کر ڈالدیا ہی قصد کرتے ہین لڑتا بھڑتا تا بہ سلطان پہونچون جسطرح
سے بنے اُسکو زیر کرون مگر سلطان دور سے کھڑا ہوا لینالینا کر رہا ہی شریک جنگ
نہین ہوتا کئی مرتبہ کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر کو بجر کمان مین پیوست کیا اور
سینۂ بے کینہ کو تاک کر کئی تیر مارے نور الدہر نے عقاب تیر کے پر قلم کیے کوئی تیر
ان کے جسم پر نہین پڑا تب ملکہ نے ناچار ہو کر کنیزون سے کہا کہ مجکو خوف ہی کہ
ایسا نہ ہو شاہزادے کو بلوہ کر کے ہلاک کرین مین نکل کر بچاؤن اگر مہلت پا جادین
تو غالب آدین سب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین جو مناسب جانیے وہ کیجیے ملکہ نے
نقاب چہرے پر ڈالی ہتھیار جسم پر لگا سے سات سو کنیزون نے ساتھ دیا سب کو بادپایان
پر سوار کر کے ملکہ آگے بڑھکر نکلین اور گھوڑی کڑکا کر پہلوے فوج پر پہونچین پر
جاکر تیرون کی بوچھار کرنے لگین کفار حیران ہین کہ تیر کہانسے آتے ہین اور جو تیر آیا
سوار یا پیدل کو نشانہ کیا گئی سو افسر مارے گئے جب سات سو تیر چلتا ہی دو تین سو
جوان گرتے ہین جب کئی حملے ملکہ نے کیے اور فوج متفرق ہوئی نور الدہر نے گھوڑا
بڑھایا لڑتے بھڑتے قریب سلطان تاجدار پہونچے سلطان نے چاہا قریب اپنے
نہ آنے دون کئی تیر مارے نور الدہر نے تیر قلم کیے جب نور الدہر قریب پہونچے
سلطان نے نیزہ مارا نور الدہر نے سنان نیزے کو اُڑا دیا ڈانڈ کو توڑ ڈالا
سلطان نے ناچار ہو کر تلوار کھینچی اور خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نور الدہر نے

سپر پر روک کر ہاتھ تیغۂ خارہ شگاف سلیمانی کا مارا دست زبردست نورالدہر
تلوار مثل برق کے چمک کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر سر پر گری سرا سر
کلہ اور جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینے سے مانند
سیماب گذر کر زین کو کاٹا سمند زین کو کاٹا خوگیر کو کاٹ کر شمع گیند سے سلطان کے چار
ٹکڑے کیے مرتے ہی سلطان کے ادھر ملکہ نے تیروں کی بوچھار کی کئی ہزار نشانۂ تیر
آبدار ہوئے آخر سب کے پاؤں اُٹھے چند کو نورالدہر نے گرفتار کر لیا باقی فرمایا
جسکو مسلمان ہونا ہو وہ آکر شریک ہو اور جسکو نامنظور ہو وہ ہمارے لشکر سے نکل جائے
کئی سو جوان آکر شریک ہوئے کئی ہزار غلغلہ کرتے ہوئے بھاگے دامن صحرا میں جا
چھپے ملکہ تو فوراً داخل باغ ہو گئیں خیال میں ہو کہ کوئی آگاہ نہ ہونے پائے ورنہ باعث
خرابی ہے یہ سوچ کر داخل باغ ہوئیں مگر کنیزیں مقرر کیں کہ شاہزادے کی خیر لاؤ بعد
کنیزیں روانہ ہوئیں نورالدہر سب سے مل رہے تھے جو جسکا لائق تھا اسی پر مقرر
کرتے ہیں افسران فوج تعریفیں کر رہے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حقیقت میں لڑائی
سخت تھی مگر پروردگار نے آپ کے ہاتھ سے خوب فتح کرا دی کہ ایک کنیز نے آکر دعا کی
آپ کو ملکہ عالم بلاتی ہیں نورالدہر نے کہا کہ چلو ہم آتے ہیں کنیز نے آکر ملکہ سے
خبر دی کہ شاہزادہ تشریف لاتا ہے ملکہ نے انتظام کو حکم دیا فرش وغیرہ کیا گیا
ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوئے جلسہ جب آراستہ ہو چکا تو بعد
تھوڑی دیر کے شاہزادہ آیا ملکہ نے کہا کہ اے شہریار آپ تو عجب بلا میں پھنس گئے
کہ چاروں طرف سے تاجداروں نے خروج کیا نورالدہر نے کہا کہ جسقدر تاجدار آئے
آویں اُن سے مقابلہ کرونگا مگر سیاہ زمرد پوش کو نہ چھوڑونگا اور تمہارے باپ
بھی خواستگار ملکہ تھے مجھے بمکر گرفتار کیا آخر اسکا یہ انجام ہوا کہ جان گئی اور کچھ
ہاتھ نہ آیا اب تم کہو ملکہ نے کہا کہ مجکو تو آپ کا قید ہونا نہایت ناگوار ہوا تھا دشمنوں
نے مکر کیا اور چار طرف سے اُسکے خروج والوں نے گھیر لیا تھا مگر خدا نے نجات دی میرے
ذہن میں یہی آیا کہ آپ کو اِس بلوے سے بچاؤں ایسا نہ ہو کہ آپکے دشمن تمکو گرفتار کر لیں

نورالدہر پہلو مین دل آرام عنبرین مو کے بیٹھے ہین کہ یکایک ہلڑ ہوا نورالدہر نے
پوچھا خیر تو ہی سب نے عرض کی کہ ایک دیوانہ موسوم بہ زلعت دراز کہ نہایت زبردست
ہی وہ محل سیماے زمرد پوش مین گھس گیا تمام عورتین فریاد کر رہی ہین اُس کے ساتھ
بارہ ہزار دیوانے ہین وہ چوبدستین لیے ہوے دروازے پر کھڑے ہین کسی کو اندر
جانے نہین دیتے مراد اُن کی یہ ہی کہ ہمارا افسر جو محل مین گیا ہی چاہتا ہی کہ ملکہ کو لے آے
اور اپنا قبضہ کرے یہ سُنکر نورالدہر اُٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا اے شہریار
بلوے مین نہ جائیے وہ دیوانہ بہت زبردست ہی اُسنے راستہ بند کر دیا ہی کوئی اُس
راستے سے نہین جاتا یہ خبر سُنکر برہم ہوا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر چڑھ آیا اُسنے
صدہا قریے برباد کیے ہین علاوہ دیوانہ ہونے کے بڑا زبردست ہی اُسنے جو سنا کہ ملکہ اس
مکان مین ہین وہ دیوانہ محل مین گھس گیا نورالدہر نے کہا کہ مین اُسکو جا کر سمجھا دونگا
دیوانے کو ہوشیار کر دونگا کسی کی مجال نہین ہی کہ میری زندگی مین سیما پہ قبضہ کرے
مین نے بڑی کد و کوشش سے ملکہ کو پایا ہی ایسا ہو سکتا ہی کہ دیوانہ لے جاے
یا جبر کرے اور مین نہ جاؤن یہ فرما کر نورالدہر نے دامن چھڑا لیا اور تلوار کھینچے
ہوے وہان آئے دیکھا کئی ہزار دیوانے دروازے پر محل کے بطور نگہبانون
کے کھڑے ہین نورالدہر نے آگے چند دیوانون کو قتل کیا جب دو چار مارے گئے تب
دروازے سے ہٹے ایک دیوانے نے جا کر محل مین خبر کی کہ نبیرہ صاحبقران آتا
ہی کئی دیوانے آپ کے لشکر کے مار ڈالے زلعت دراز دیوانہ یا تو ملکہ کی طرف
جاتا تھا یا طرف نورالدہر کے پلٹ پڑا باہر آ کے للکارا کہ او نبیرہ حمزہ ان نگہبانون
نے کیا خطا کی تھی نورالدہر نے دیوانے کا ہاتھ پکڑ لیا فرمایا کہ او بے حیا تو نے بڑی
گستاخی کی کہ محل مین گھس گیا اگر ملکہ کا ایک موے جسم میلا ہوتا تو بدون قتل کیے
تجکو نہ چھوڑتا یہ سُنکر دیوانہ لنگر وغیرہ ہلانے لگا اور کہا کہ وہ میری نزرک ہی اگر مجکو
دیجیے تو مین آپ کی اطاعت کرون نورالدہر نے جواب دیا کہ ملکہ کو نہین پاؤ گے
جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو دیوانہ فوج لیکر پاٹا مقابلہ نورالدہر مین اُترا

سب دیوانے غلغلہ کر رہے چین افسر نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر نے بھی خبر سنکر
نوازش طبل جنگی کو حکم دیا رات بھر تیاری ہوئی صبح کو وہ دیوانہ جوشان و خروشان
میدان مین آیا ادھر سے ہمراہیان نورالدہر مین زلفین تاجدار نے قصد کیا
نورالدہر نے اجازت دی زلفین جو مقابلہ مین دیوانے کے پہونچا دیوانے نے
ایک چوبدست ماردی زلفین نے چاہا چوبدست روکون مگر دیوانہ وہ زبردست
ہوکر چوبدست جو اسکی پڑی زلفین مع گینڈا اپرا ٹھاہو گیا اب دیوانے نے بلبلا کے
آواز دی وہ جوان میرے مقابلے مین نہین آیا ایسے شخص کو میرے مقابلے مین
بھیجا کہ جو ایک ضرب میری نہ اُٹھا سکا نورالدہر یہ سُنکر گھوڑے سے کود پڑے
مقابلے مین دیوانے کے آئے دیوانے نے کہا کہ ای آقاے سُرخ مجھے تیرے
حال پر رحم آتا ہی نورالدہر نے کہا تو پھر اطاعت کر دیوانے نے کہا نرزک جوالہ کرو
نورالدہر نے کہا کہ یہ نہ ہوگا بس دیوانہ بگڑا اور چوبدست کو چرخ دیا نورالدہر
پینترے بے کھڑے ہوے دیوانے نے جو چوبدست لگائی نورالدہر نے چوبدست
پر ہاتھ ڈالدیا یہ اپنی طرف کھینچتے ہین وہ اپنی طرف کھینچتا ہی دیوانہ بڑے بڑے زور
کر رہا ہی مگر نورالدہر کے ہاتھ سے کب چوبدست چھوٹتی ہی جھٹکا مارکر چوبدست
چھین لی چوبدست جو چھین کر پھینکی دیوانہ جلایا دوڑکر لپٹ پڑا اور ایک چنگل
مارا کہ زرہ نوچ لے گیا اب دیوانے نے چاہا زور کرکے لے دوڑون نورالدہر
نے ایک تمانچہ مارا کہ دیوانہ چکرا گیا کہتا ہی کہ ای آقاے سُرخ آپنے تمانچہ مارا
کہ گرز مار دیا میرے گال مین درد ہوتا ہی نورالدہر نے کہا تمنے چنگل مارا دیکھو ہمارے
جسم سے خون جاری ہی مین نے بھی تمانچہ مارا دیوانے نے کہا مین اب نہ نوچونگا
تجھسے مقابلہ کیجیے دیوانے سے کشتی ہونے لگی دو پہر وہ دیوانہ نورالدہر سے
لڑا مگر اُلجھا اُلجھا کر دو پہر ڈھلتے نورالدہر نے دیوانے کو دے مارا اور چھاتی پر
سوار ہوے خنجر نکالا کہ سر اسکا کاٹ لون زلفین کے خون کا بدلہ لون دیوانہ
منتین کرنے لگا ہر مرتبہ یہی جواب دیتا تھا کہ ای آقاے سُرخ مین نے آپ کو خواب

مین دیکھا ہی ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ نور الدہر کو جنگ عظیم درپیش ہی اُنھین کے
ساتھ رہنا اگر آپ مجھے قتل کرین گے تو رفاقت کون کریگا ای آقاے نامدار مین کسی سے
آج تک زیر نہین ہوا تھا آپ سے زیر ہوا اب کیا عذر ہی نور الدہر نے چھوڑ دیا
دیوانہ قدمون پر گرا بمشکل کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوا اب نور الدہر نے
دیوانے کو مطیع کرکے ہمراہ لیا لشکر گران ساتھ ہی اور جو جو معشوقین دستیاب ہوئین
اُن کو ساتھ لیا بارگاہ مین بیٹھے فرمارہے ہین کہ اہل لشکر ہمارے متفکر ہونگے
مین رات کو اُٹھ کر چلا آیا تھا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین رفقا کہ رہے ہین کہ
اب برسر جمشید خروج کیجیے آپ کے برابر کسی کا لشکر نہ ہوگا نور الدہر نے کہا پہلے
مقابلہ جمشید مین شہنشاہ ہمارے پہونچین اور لوح طلسمی اُن کو دستیاب ہو تب جمشید
سے مقابلہ پڑیگا اگر ہم لوگ قبل مین پہونچ جائینگے تو ہاتھ سے جمشید کے شکست ہوگی
کہ صحراسے گرد اُڑی دیکھا شیرنگ بن عمرو آتا ہی یہ تلاش مین شاہزادے کی نکلا تھا
یہاں کی خبر سُنی خوشی خوشی چلا آتا ہی نور الدہر نے جو اپنے یار وفادار کو دیکھا سردارون
سے فرمایا کہ ہمارا عیار آتا ہی اسکا استقبال کرو سردار جاکر شیرنگ بن عمرو کو لاے
شیرنگ آکر صحبت مین بیٹھا پہلے یہی پوچھا کہ کیون ای شہریار معشوقہ اصلی دستیاب ہوئی
جسکے واسطے آپ بیقرار تھے نور الدہر نے کہا کہ ای شیرنگ کیا حال بیان کرون ایک
پھول کو کانٹون سے نکالا ہی اب تک اُسی کے خواہان چلے آتے ہین شیرنگ نے کہا
کہ ای آقا لشکر مین چلیے سب آپ کے مشتاق ہین نور الدہر نے کہا کہ اب تو دن چڑھ چکا
کل انشاء اللہ کوچ کرین گے شب کو نور الدہر نے آرام کیا مگر یہانسے بارہ کوس پر
ایک قلعہ ہی کہ جس قلعے کا نام قلعہ ہوشنگیہ ہی حاکم وہاں کا ہوشنگ نیزہ باز ہی فنون
سپہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہی اُسکو خبر ہوئی کہ نبیرۂ حمزہ نے سیماے زمرد پوش پر
قبضہ کیا کئی تاجدار گرے تھے وہ زیر ہوے یہ خبر سُنکر بہت جھلایا کہا بڑے افسوس کی بات
ہی کہ باپ نے اُسکے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ تمھارے ہمراہ شادی کرونگا یہ کیا ستم کیا کہ ہمراہ نبیرۂ
حمزہ نسبت قرار دی جاکر چھین لاؤنگا مگر یارو چاہتا ہون کہ نبیرۂ حمزہ میرے قبضے مین

آجاے پہلے اُس کو سزا دون پھر ملک پر قبضہ کرون عیار اسکا کافور تیز رو اٹھ کھڑا ہوا
کہا اے شہریار اگر حکم ہو تو گرفتار کر لاؤن آپ اُسے قتل کیجیے ہوشنگ نے کافور تیز رو
کو حکم دیا کہ اگر تو نور الدہر کو لے آیا تو نصف سلطنت دونگا اور اپنی بیٹی کی شادی
تیرے ساتھ کرونگا کافور مدت سے اسکی بیٹی پر عاشق تھا نام اُسکا گیسو کشا ہی
عرض کی حضور مجکو سند لکھدین تو غلام جاے اور وعدہ کرتا ہون کہ نور الدہر کو
گرفتار کر لاؤنگا پہلے تو نور الدہر کو قتل کیجیے اُسکے بعد لشکر پر اُن کے لشکر کشی کیجیے
سیاسے زمرد پوش پر قبضہ کیجیے اپنی شادی زمرد پوش کے ساتھ اور میری شادی
گیسو کشا کے ساتھ کیجیے ہوشنگ نیزہ باز نے سند لکھ کر کافور کو دی کافور بانا
عیاری لگا کر روانہ ہوا شام کو لشکر نور الدہر مین پہونچا بارگاہ دریافت کر کے
ایک گوشے مین جا بیٹھا نقب دینے لگا دو پہر رات گئے نقب بارگاہ نور الدہر
مین توڑی باہر نکل کر قریب چھپر کھٹ کے آیا نور الدہر غافل سو رہے تھے کافور نے
قریب آکر نور الدہر کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر راہ نقب سے لے نکلا بھاگا ہوا
جاتا ہی شبرنگ طلاے پر تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک سیہ پوش پشتارہ بدوش
جاتا ہی پکار کر آواز دی کہ ارے جانے والے ذرا ٹھہر جا کافور اور تیزی کے ساتھ
بھاگا شبرنگ کو تردد ہوا کہ کوئی تو باعث تھا جو یہ سیہ پوش نہ ٹھہرا پیچھے اُسکے چلا
کافور بھاگا ہوا جاتا ہی شبرنگ ہر چند چاہتا ہی کہ قریب پہونچون مگر کافور بڑا
تیز رو ہی صحرا کو طی کرتا ہوا ایک درے مین پہونچا کہ چشمے وہان بہت بھرے ہوے تھے
ہزارہا طائر درختون پر زمزمہ سرائی کرتے تھے کافور نے جو اُن طائرون کو دیکھا
زمزمہ سرائی اُن کی دیکھنے لگا اُن جانورون کی اُچھل کود کبھی چشمے مین شناوری کرتے ہین
کبھی بالاے شاخ جا کر بیٹھتے ہین یہ تماشا دیکھ کر کافور ایک نخل کے سایے مین ٹھہرا
پشتارہ زمین پر رکھ دیا ہی آپ ٹہل رہا ہی اور شبرنگ اسکے تعاقب مین آتا ہی
قضاے کار اس صحرا کا حاکم وادی جادو درہ کو مین بیٹھا تھا سر نکال کر دیکھا کہ
ایک پشتارہ رکھا ہی اور ایک عیار ٹہل رہا ہی وادی جادو نے سحر کیا کہ پشتارہ

اُڑکر درۂ کوہ مین آگیا کافور نے پلٹ کر دیکھا کہ پشتارہ کیا ہوا حیران روتا
پھرتا ہی کہ شبرنگ نے آکر پوچھا شبرنگ سے کافور نے حال بیان کیا کہ مین ہوشنگ
شیزہ باز کا عیار ہون نورالدہر کا پشتارہ لیے جاتا تھا اس صحرا مین آکر پشتارہ
رکھا پشتارہ خودبخود غائب ہوگیا اب آقا کو کیا جواب دونگا اور آقا نے یہ سند
لکھدی ہی کہ بیٹی کی شادی کردونگا اس تردد مین حیران ہون شبرنگ نے سوچ کر
جواب دیا کہ یہ کام کسی ساحر کا ہی مین زن حسین کی شکل بنتا ہون تو مجکو اس درۂ
کوہ کے سامنے لے چل جب وہ ساحر طلب کرے تو مجکو چھوڑ کر بھاگنا مین سمجھ لونگا
کافور بہت خوش ہوا شبرنگ صورت تبدیل کرکے ایک زن حسین کی صورت
بنا کافور ساتھ لیکر سامنے درہ کوہ کے آیا وادی جادو نے جو دیکھا کہ ایک زن
حسین کو ایک شخص لیے جاتا ہی للکارا کہ او جانے والے ذرا ٹھہر جا کافور بھاگا
وادی جادو نے نکل کر شبرنگ کا ہاتھ تھام لیا شبرنگ نے شرماکر سر جھکالیا
وادی جادو کے ساتھ بشکل حسین عورت کے چلا وادی جادو درۂ کوہ مین لایا
لگاوٹ کی باتین کرنے لگا شبرنگ نے کچھ انکار نہ کیا ایک گلوری نکال کر اپنے پاس
سے دی وادی جادو کھاکر بیہوش ہوا شبرنگ نے وادی جادو کا سر کاٹا
کوہ مین اندھیرا ہوگیا کافور پہلو سے کوہ مین چھپا ہوا کھڑا تھا اسنے جو دیکھا کہ اس عیار
نے جادوگر کو مارلیا گیر و دار کی صدا بلند ہی شبرنگ ٹٹولتا پھرتا ہی مگر آقا کو نہین
پاتا مگر کافور نے پشتارہ دیکھ لیا جھپٹ کر دوسے مین آیا پشتارہ لیکر بھاگا جب
روشنی ہوئی تو دیکھا کہ وہی عیار پشتارہ لیے جاتا ہی اُسی کے پیچھے پیچھے چلا کافور
پشتارہ نورالدہر کا لیے ہوے قلعۂ ہوشنگیہ مین آیا ہوشنگ نے نورالدہر کو
مسلسل و مطوق کرکے قیدخانے مین بھیجا کافور نے وہ سند پیش کی ہوشنگ نے کہا
کہ او بے حیا کب ہوسکتا ہی کہ مین اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کرون اگر زیادہ
بولیگا تیرے قتل کا حکم دونگا سو پچاس روپیہ تجکو دے دونگا مین یہ نہ سمجھا تھا کہ تو
پشتارہ لے آئیگا بس اب کنارے جاکر بیٹھ اور سند چھین لی سند کو پھاڑ ڈالا کافور

ناچار ہوکر خاموش ہو رہا آخر سوچا کہ ہوشنگ نے میرے ساتھ مکر کیا مین بھی ویسا ہی
کرون یہ سوچ کر چپکا اُٹھا قید خانے مین آیا نگہبانون سے کہا کہ مین پشتارہ لیجاؤن
لیجا کر درہ کوہ مین رکھون ایسا نہ ہو ان کا عیار آجاے اور ان کو چھڑا لے تو باعث
خرابی ہو نگہبان جانتے ہین کہ یہی پشتارہ لایا اگر کوئی افتاد پڑیگی تو اسی کے سر پڑی
ہوگی کہا میان کافور صاحب لیجاؤ تم کو اختیار ہی کافور قید خانے مین آیا نورالدہر
کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا اس قلعے کے قریب ایک قلعہ ہو کہ اُسی
کے نام سے آباد ہوا ہی کئی سو عیار کافور کے شاگرد وہان رہتے ہین سوچا کہ اُسی
قلعے مین چلون شاہ سے لڑونگا اگر نہ مانینگے تو نورالدہر کو چھوڑ دونگا یہ جو ان
اُن کی گردن توڑیگا حقیقت مین اب بدون مکر نہ بنے گا یہ سوچ کر قلعۂ عیاران مین آیا
نورالدہر کو ایک مقام پر قید کیا شاگردون کو جمع کر کے کہا مجھپر ہوشنگ نیزہ باز
نے یہ بدعت کی سند لکھدی تھی پھر وہ سند چاک کی مین بھی قیدی کو لے آیا ہون اگر
تم سب ساتھ دو تو شاہ سے جنگ کرون سب نے کہا کہ ہم سب آپ کے شاگرد ہین
جو آپ سے لڑے اُس سے لڑین بادشاہ نے سراسر خلاف کیا وعدہ مین فرق کیا
مکر سے مطلب نکالتے مین آپ نہ گھبرائین ہم سب آپ کی مدد کو ساتھ ہین کافور
نے قلعے کو توپون سے آراستہ کیا آپ قلعے پر آکر بیٹھا مگر ہوشنگ نیزہ باز بارگاہ
مین اپنی بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ آپ کا عیار قید نورالدہر لے گیا قلعۂ
عیاران مین باغی ہو کر بیٹھا ہی اور کہتا ہی جب تک میرا عہد پورا کرینگے تب تک
قید نہ دونگا یہ سنکر ہوشنگ نے فوج کو حکم دیا کہ تیار ہو مین ابھی جا کر قلعۂ عیاران کو
تباہ کرونگا اور کافور کو مار لونگا ساٹھ ستر ہزار سوار لیکر چلا سامنے قلعے کے آیا
کافور نے توپین داغین ہوشنگ نے گینڈے کو بڑھا کر آواز دی کہ او کافور
کیون شامتین آئی ہین ایک حملے مین قلعہ لے لونگا اور غضب یہ ہی کہ رعایا بھی
تیرے ساتھ ہوئی ہی ان سب کو قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا کافور نے
جواب دیا کہ جو آپ سے ہو سکے قصور نہ کیجیے ہم پانچ سو آدمی قلعے مین ہین آپ

اتنی فوج لیکر آئے ہین جو ہمسے بن پڑیگا کیا اُٹھا رکھین گے اب تو بغاوت ہوئی کہ یہ
صورت ہوئی جو حضور سے ہو سکے قصور نہ کرین ہم بھی مرنے پر آمادہ ہین ورنہ جو عہد
کیا تھا اُسے پورا کیجیے ہو شنگ نے کہا کہ تجھ ایسے نالائق کے ساتھ بیٹی کی شادی کردون
دیکھ تو کیونکر قلعہ لیتا ہون دیر تک کھڑا ہوا لاف و گزاف کیا کیا مگر کافور سینہ سپر
تہ بالاے قلعہ بیٹھا ہو شبرنگ بن عمرو نے تمام معرکہ اپنی آنکھون سے دیکھا سوچا کہ
عیارون کے ساتھ عیاری کرنا جائز ہو یہ سوچ کر پشت قلعہ پر آیا دیوار مین کھڑکی
بنی ہوئی تھی اُسمین لوہے کی سلاخین لگی تھین شبرنگ سلاخین کاٹ کر اندر قلعے کے
آیا پھرنے لگا سامنے قید خانے کے پہونچا دیکھا کہ ایک احاطہ ہو اُسکے دروازے پر
کئی عیار بیٹھے ہین حاضر باش و ناظر باش کی صدا دے رہے ہین شبرنگ صورت
تبدیل کرکے ایک مالن کی شکل بنا اُدھر سے جو نکلا عیارون نے پکارا کہ بی مالن کہان
جاتی ہو شبرنگ پلٹا برنجی تھال ہاتھ مین تھا اُس مین موہن بھوگ رکھا تھا عیارون
نے لیکر وہ موہن بھوگ کھایا کھاتے ہی بے ہوش ہوے شبرنگ اندر آیا دیکھا ایک
کنوان ہو اُس مین نور الدہر کو قید کیا ہو شبرنگ نے آکر فتیلۂ عیاری روشن کیا
کنوئین مین فتیلہ لٹکایا دیکھا نور الدہر مسلسل و مطوق بیٹھے ہین بیقرار ہوگیا جی مین
کہتا ہو کہ ہاے آقاے نامدار اس مصیبت مین مبتلا ہین مگر کافور پڑا ہوا سوتا تھا
خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین اے کافور بیدار ہو شبرنگ بن عمرو
احاطہ مین پہونچ گیا نور الدہر کو رہا کیا چاہتا ہو جا کر امتحان کرلے پھر تو اُس کی
اطاعت کر اطاعت مین تیری بہتری ہو یہ خواب دیکھ کر کافور جاگا کسی کو ساتھ نہ لیا
اکیلا چلا جب احاطہ مین آیا دروازے پر نگہبانون کو بیہوش پایا اور دروازہ احاطے
کا کھلا ہوا پایا یہ معاملہ دیکھ کر کافور بہت گھبرایا اور خنجر کھینچ کر اندر آیا دیکھا کہ شبرنگ
فتیلہ روشن کیے ہوے آقا کو پکار رہا ہو کہ اے آقاے نامدار و اے مولاے قدر شناس
یہ کمند لٹکاتا ہون اسکو تھام کر چڑھ آئیے کافور نے للکارا کہ او ناعیار خبردار
قیدی کو نہ رہا کرنا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا مین تجھسے امتحان چاہتا ہون

شبرنگ نے کہا مین موجود ہون دونون مین تیغہ چلنے لگا عیار جو کافور کے آگئے اُن
سب کو کافور نے منع کہ تم لوگ دخل نہ دو عیار بھی کھڑے دیکھ رہے ہین کہ شبرنگ نے
لڑتے لڑتے کہا کہ ای کافور دیکھو تمھاری پشت پر کون کھڑا ہی جیسے ہی کافور پلٹا فوراً
شبرنگ نے حلقہ ہائے کمند سارے حباب بھی مار دیا کافور بیہوش ہوا شبرنگ نے
اُسکے عیارون سے کہا کہ اپنے اُستاد کو ہوشیار کرو کافور کو شاگردون نے اُس کے
ہوشیار کیا جب ہوشیار ہوا اُٹھ کر قدمون پر شبرنگ کے گرا شبرنگ نے کافور
کو گلے سے لگایا کلمہ تعلیم فرمایا اور فرمایا کہ ای کافور ہمارے آقائے نامدار تمھاری مشکل
کو آسان کرینگے تم گھبراؤ نہین کافور نے جلدی سے نورالدہر کو قید سے رہا کیا
چاہ سے نکال کر عذر کیا اور اپنی چاہ ساتھ گیسو کشا کے ظاہر کی اور کہا ای شہریار
مین عرصے سے اُسپر مائل ہون امیدوار ہون کہ اُسکے ساتھ میرا عقد کرا دیجیے یہ
کہکر قدمون پر گر پڑا نورالدہر نے کافور کو گلے سے لگایا اور کہا ای کافور کیون
اس درجہ پریشان ہوتے ہو انشاء اللہ تعالےٰ تمھارا عقد ساتھ گیسو کشا کے
کرینگے ہوشنگ نے تمھارے ساتھ سراسر خلاف کیا کہ اقرار کرکے انکار کیا
اور تمھاری سند چاک کر ڈالی اب ہم اسی طرح اُسکا شکم چاک کرینگے یہ فرماکر
کافور کے ساتھ چلے یہان زیر قلعہ ہوشنگ بلبلا رہا ہی اور کہتا ہی قلعہ کو ابھی
جاکر پامال کرتا ہون گینڈا بڑھا کر چلا جب قریب خندق پہونچا چاہا خندق فراون
کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سواری کسی شاہ کی آتی ہی خونخوار بلند بالا جب
قریب آیا تو ہوشنگ نے پہچانا یہ بھی ملکہ سیمائے زمردپوش پر عاشق ہی برائے
مقابلہ نورالدہر چلا تھا گینڈے کو بڑھا کر میدان مین آیا کہا او ہوشنگ مین نے
سُنا ہی کہ تو نام پر ملکہ سیمائے زمردپوش کے عاشق ہی اور عشق اپنا ظاہر کرتا ہی
اپنے ہوش مین آ اگر نام ملکہ کا لیگا تو ہوش و حواس پراگندہ کردونگا ہوشنگ
یہ سُنکر پلٹا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ہوشنگ ذوخونخوار
سے نیزہ چل رہا ہی مگر نورالدہر کے ساتھ کافور کے آتے تھے دروازہ کھول کے

نعرہ کیا کہ با شیدا ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا کیون آپس مین لڑتے ہو
مجھسے امتحان کرو وہ ناموس میرا ہی میری زندگی مین کوئی ملکہ پر قابض نہین ہو سکتا
یہ کہکر بڑھے بیچ مین دونون کے آسے پہلے ہوشنگ کو جھڑکا بعد اُسکے خونخوار کو
منع کیا کہ مقابلہ نکرو مگر جب کسی نے نہ مانا تب نور الدہر نے دونون کی کمر مین ہاتھ
ڈالکر نعرہ کیا زور جو کرتے ہین دونون کو سر سے بلند کیا مگر خونخوار نے بصدق
دل اسلام اختیار کیا اور ہوشنگ نے بمکر کلمہ پڑھا لیکن ہوشنگ سے شاہزادے
نے اقرار واثق لے لیا تب دونون کو رہا کیا سب کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے
صحبت عیش آراستہ ہو فرمایا کہ ای ہوشنگ سامان عقد کا فور کرو ہوشنگ بہت
خوب کہکر محل مین آیا بیٹی نے پوچھا کہ ای والد نامدار کہیے کیا ارادہ ہی ہوشنگ
نے کہا کہ ای نور نظر یہ پڑیا سودۂ الماس کی لایا ہون شربت مین ڈالکر نور الدہر
کو پلاؤنگا کلیجہ کٹ کے نکل جائیگا عقد تمہارا کافور عیار کے ساتھ پڑھانے کو
کہتے ہین بس قاضی کو شربت پلا کر قتل کرونگا اس طرح سے اس جھگڑے کو مٹا دونگا
گیسو کشا خاموش ہو رہی تسکین ہوئی کہ باپ نے خوب تدبیر کی ہی ایک گوشے
مین آکر لیٹی دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوئے عالم خواب مین ایک
بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای گیسو کشا سامنے تو دیکھ گیسو کشا نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہ ایک طرف ایک مکان ہی اُس مین آگ جل رہی ہی بجاے شبنم قطرات آتش
گر رہے ہین ایک طرف ایک باغ ہی کہ سر سبز و شاداب رعنائی و زیبائی مین لاجواب
طائران زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین یہ حال دیکھکر گیسو کشا کانپنے لگی اُن
بزرگ نے فرمایا ان مکانون مین سے کون سا مکان پسند ہی گیسو کشا نے عرض کی
کہ کون ایسا احمق ہوگا کہ اس باغ کے سامنے اس مکان آتش کو پسند کرے اُن بزرگ
نے فرمایا کہ یہ باغ تو شرط دوستی نور الدہر بن بدیع الزمان ہی اور مکان ثمرۂ دوستی
کفار یہ ہی ہر چند اور بھی صورتین ہو سکتی ہین مگر مین نے تجکو براے ہدایت تیری
یہ تماشا دکھلایا ہی جب سو کے اُٹھنا تو نور الدہر کو سودۂ الماس سے بچانا اور کافور

سے عقد قبول کر تیرے واسطے وہ کافور جنت ہی گیسو کشا یہ خواب دیکھ کر اُٹھی مگر حیران
تھی کہ کیا کرون یہ خبر سُن چکی ہی کہ بارگاہ مین عقد ہو رہا ہی باپ شربت بنا کر بھی لیگیا
ہی جلدی مین ایک رقعہ بنام شبرنگ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ ای عیار اس مین
کافور سے بجان و دل راضی ہون حکم شاہزادے کا قبول ہی مگر خبردار شاہزادے کو
شربت نہ پینے دینا ورنہ غضب ہوگا کلیجہ کٹ کٹ کر نکل جائیگا دو مثقال الماس باپ میرا
پیس کر لے گیا ہی آئندہ جو مناسب وقت ہو وہ تدبیر کیجیے کنیز کو رقعہ دیا کہ شبرنگ
کو جا کر دینا یہان وہ وقت ہی کہ نور الدہر عقد پڑھ چکے ہین ہوشنگ نے شربت
بنا رکھا ہی عرض کر رہا ہی کہ آپ نے بڑی تکلیف فرمائی جام شربت نوش فرمائیے
اور شربت پلائی دیجیے کہ ہم بھی خوش ہون ادھر شبرنگ کو کنیز نے رقعہ لاکے دیا
شبرنگ سے پڑھا بیقرار ہو کر دوڑا اُس وقت پہونچا کہ نور الدہر نے جیب مین
ہاتھ ڈالا ہی ارادہ ہی کہ شربت ہوشنگ سے لین شبرنگ سمجھ گیا کہ اسی جام مین
سودۂ الماس ہی آکر نور الدہر کے سامنے کھڑا ہوا کہا ای آقاے نامدار یہ جام زرّین
کو بخشد تیجیے کہ یہ دختر کے باپ ہین پہلے یہ نوش کرین کہ ان کا حق زیادہ ہی یہ جو
شبرنگ نے کہا ہوشنگ یہ سنکر پریشان ہوگیا نور الدہر نے ہوشنگ سے
کہا کہ ای ہوشنگ شبرنگ سچ کہتا ہی کہ تم بیٹی کے باپ ہو تمھارا شرف زیادہ
ہی ہم تمھارے بعد پئین گے پہلے تم پیو ہوشنگ نے کہا کہ آقاے نامدار میری بھلا
یہ مجال ہی کہ مین آپ پر سبقت کرون شبرنگ نے کہا کہ آقا تم کو بخشتے ہین اسکو کیون
نہین قبول کرتے شاہزادہ عذر کرتا ہی یہ کہکر ہوشنگ کو جام پھیر دیا ہوشنگ نے
جو جام ہاتھ مین لیا کانپنے لگا جام گرا زمین اُتنی سیاہ ہو گئی نور الدہر نے پوچھا ای
ہوشنگ اسمین کیا تھا کہ زمین سیاہ ہو گئی اگر ہم پیتے تو ہمارا بھی یہی حال ہوتا ہوشنگ
نے جب دیکھا کہ اب مکر میرا کھلا چاہتا ہی تلوار کھینچکر نور الدہر پر وار کیا کوٹھے پہ سے
گیسو کشا بھی دیکھ رہی تھی جب جام گرا اور زمین سیاہ ہو گئی منھ پیٹ لیا کہا اس
دشمن خدا نے غضب کیا تھا مگر حافظ حقیقی نے آقا کو بچایا مگر جیسے ہی ہوشنگ نے ہاتھ

تلوار کا مارا کہ خونخوار بلند بالا پشت پر کھڑا تھا خونخوار نے گردن ہوشنگ کی پکڑ لی اور اٹھا کر دے مارا چھاتی پہ چڑھ کر سر کھینچ لیا ہوشنگ کے مرتے ہی گیسو کشا نے مبارکباد دی کہ آپکو خدا سلامت رکھے کنیز کی آبرو بچ گئی کیون نہ ہو آپ مجاہد فی سبیل اللہ ہین کیسے کیسے ملک فتح کیے کون کون لوگ مسلمان ہوئے آپ کی ذات سے اس طلسم مین اسلام پھیلا اس بے حیا نے مکر کرنا چاہا تھا اُسکا یہ انجام ہوا کہ خود مارا گیا رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوا نورالدہر نے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم کافور کا مرتبہ کم نہ جاننا کافور میرا فرزند ہی ایسا نہ ہو کہ تم خیال کرو کہ پیشۂ عیاری کرتا ہی اب یہ شاگرد رشید شبرنگ ہوا پروردگار نے اسکو مرتبۂ اعلیٰ عطا فرمایا ملکہ نے بہت شکر کیا کافور کو حجلۂ عروسی مین داخل کیا جیسے ہی کافور اندر آیا ملکہ کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان سانولی رنگت طرار و فرار ہو صورت کافور دیکھ کر عاشق ہوئی اُٹھ کر کافور کا استقبال کیا کافور نے جو عذر کیا کہ مین آپ کے گھر کا غلام ہون ملکہ نے کہا کہ تم فرزند ہمارے آقائے نامدار کے ہو اور میرے لیے تم مالک مجازی قرار دیے گئے ہو مجھے تمھاری اطاعت فرض عین ہی کافور نے ملکہ گیسو کشا کے ساتھ گوہر مراد حاصل کیا صبح کو خوشی خوشی باہر آیا نورالدہر بارگاہ مین جلوہ فرما تھے اول کافور نے غسل کیا پوشاک بدلی شاہزادے کو نذر دی نورالدہر نے بخلعت سرفراز کیا سب سردار اسکی منزلت پر ناز کرتے تھے کہ آقائے نامدار نے کیا مہربانی فرمائی کہ کافور کا عقد ہمراہ اُس شاہزادی کے کیا کہ جسکے بڑے بڑے بادشاہ خواہان تھے ایسے سردار کی کیون نہ اطاعت کرین نورالدہر نے سب لشکر کو جمع کیا مستورات کو محافے مین سوار کیا سوار کر کے کوچ کیا منظور یہ ہی کہ اپنے لشکر مین جا کر ملین یہان فیروز تاجدار بعد غائب ہونے نورالدہر کے پریشان تھا کہ نہین معلوم آقائے نامدار پہ کیا گذری اس انتشار مین تھا سب سے زیادہ ملکہ میگون شیرین کلام بیقرار ہے دمبدم پوچھتی ہی کہ کیون ای فیروز تاجدار شاہزادے کا کچھ حال نہ معلوم ہوا شبرنگ بھی پلٹ کر نہ آیا فیروز نے ادھر ہرکارے روانہ کیے ایک روز بیٹھا ہی

سب سردار جمع ہین مگر بارگاہ مین سناٹا ہی مقام نورالدہر خالی ہی ملکہ کہتی ہین کہ ای
فیروز سب سردار موجود ہین مگر دیکھو دربار مین کیسی اُداسی ہی ایک شاہزادے کا نہ
ہونا گویا باعث پریشانی ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر
سوار اسّی نوے ہزار فوج پشت پر مقابلۂ فیروز مین آکر اُترا اور کہلا بھیجا کہ ای فیروز
بہتر اسی مین ہی کہ نورالدہر کو ہمارے حوالے کرو ورنہ سب کو قتل کرونگا فیروز نے
جواب دیا کہ ہم کو ایک ہفتے کی مہلت دو شاہزادہ کہین گیا ہی جب آئیگا تو تم سے
مقابلہ کریگا وہ پہلوان یہ سُنکر بہت جھلایا نام اِسکا قنطور آہن کلاہ ہی طبل جنگ بجنے
کو اُسنے حکم دیا فوراً طبل جنگی بجا ملکہ کہتی ہین کہ ای فیروز اس لشکر کو سامنے سے ہٹا دو
فیروز نے کہا کہ برائے خدا تم دخل نہ دو آقا کے قانون سے یہ خلاف ہوگا غیر
ساحر مقابلہ کرین گے اپنے سامنے مانع ہوتے ہین ہم بھی اُسی قاعدے کے پابند ہین
سب سردارون نے عرض کی کہ ہم مقابلہ کرنے کو موجود ہین جب تک ہمارے جسم مین جان
ہی ہم آپ کو تصدیعہ کرنے دین گے قنطور آہن کلاہ کے لشکر مین جو طبل جنگی بجا فیروز
نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا مگر ہر ایک سردار کا قول ہی کہ خدا خیر کرے وہ صاحب
اقبال لشکر مین نہین ہی جب اُن کے بعد کوئی اتفاق ہوا لشکر کو شکست ہوئی بدون
اُن کے آئے لڑائی فتح نہ ہوگی خدا انجام بخیر کرے ہر ایک کو یہی تردد ہی کہ آقا کا لشکر
مین نہ ہونا باعث خرابی ہی یہی سبب بیتابی ہی حقیقت مین ہمارے آقائے نامدار بڑے
اقبالمند سپاہی ہین جری و بہادر وصف شکن تیغ زن حسن مین بے نظیر چہرہ رشک
ماہ منیر تیاریان جنگ کی چہار جانب ہو رہی ہین لیکن افسرون نے رات تڑپ تڑپکر
کاٹی کسی کو امید نہین کہ یہ جنگ فتح ہو یا تو بے خوف رہتے تھے اب خود انتظام کرنا
پڑا ہر ایک شخص کو یہی تردد ہی کہ دیکھین انجام جنگ کیا ہو پہلوان زبردست سے
مقابلہ ہی کہ ایک خدمتگار بعل اُٹھا کہ ملک طرطوس پر جب جنگ ہوئی ہی تو یہی
جوان آکر پہونچا طبل جنگی بجوایا تیاریان ہوئین صبح کو گینڈا بڑھائے ہوئے آتا تھا کہ سامنے
سے ایک فیل مست آیا اُس فیل نے بڑھکر سونڈ سے گھونسا مارا مین نے آنکھو نسے

دیکھا کہ اسنے سونڈ کو اُکھیڑ لیا اور دو تین گھونسے لگائے کہ ہاتھی بیٹھ گیا اور چیخین مارتا تھا آخر لوگون نے ہاتھی کو ہٹایا مگر یہ نہ ہٹا اُسیطرح آج خدا انجام بخیر کرے چار پہر رات انھین تذکرون مین گذری اب وہ وقت آیا کہ نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند	لحافِ غنچہ از رو در کشیدند
سمن از آب شبنم روے خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

صبح کو لشکر خیل خیل ذیل ذیل قشون کے قشون تیپے کے تیپے دستے کے دستے طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے اُدھر قنطور آہن کلاہ بجمعیت تمام طرف میدان کے چلا جب صفین جم چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر بیٹے قنطور نے اپنا گینڈا بڑھایا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ مسلمانان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نیر تاجدار گھوڑا بڑھا کر سامنے باپ کے آیا عرض کی اجازت میدان ہرچند کہ فیروز تاجدار کو نہ ہونے نور الدہر کا بڑا قلق ہو مگر بیٹے کو اجازت دی نیر تاجدار گھوڑا بڑھا کر مقابلہ قنطور آہن کلاہ مین آیا قنطور نے دیکھ کر کہا کہ اب یہ نوبت بہم پہونچی کہ تم میدان مین نکلے ہو تمھارے آقا کہان ہین اُن کو کہان چھپایا نیر نے کہا کہ ای قنطور آقا ہمارے بڑے ہی جری و بہادر ہین بھلا وہ مخفی ہونیوالے ہین تم سے مہلت بھی مانگی تجنے مہلت نہ دی ہم لوگ تمھارے مقابلے کو موجود ہین جو ہو سکے قصور نہ کرو قنطور نے نیزہ مارا نیر تاجدار مصروف نیزہ بازی ہوا آخر نیر نے قنطور کا نیزہ توڑ ڈالا قنطور نے تلوار کھینچی اور خبردار کہ کر ہاتھ مارا نیر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر قنطور آہن کلاہ انتہا کا زبردست ہی اس کس سے تلوار لگائی کہ سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو پہونچی دیوانہ بلند قامت جا پڑا نیر کو ہٹایا آپ مقابلہ کیا وہ چوبدست لگائی کہ قنطور کا گینڈا مارا گیا قنطور نے گینڈے سے کود کر اس طرح ہاتھ تلوار کا مارا کہ شانہ دیوانے کا جھول پڑا بعد دیوانے کے سالم قزاق نکلا شام تک جنگ کی مگر زخمی ہوا آخر کو قنطور نے پکار کر آواز دی کہ ای فیروز کل

کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا اب رات درمیان مین ہی ہمارے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی
نبیرۂ حمزہ کو بلاؤ فیروز زخمیون کو لیکر پلٹا قنطور اپنی بارگاہ مین آیا کہہ رہا ہی کہ
یارو دیکھا تم نے مجھسے کون مقابلہ کرسکتا ہی پانچ سردار زخمی کیے چار دن قنطور
نے میدانداری کی فیروز بھی زخمی ہوا پانچوین دن جو قنطور میدان مین آیا گینڈے
کو مہمیز کیا اور پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے فیروز نے سر اٹھا کر
دیکھا کہ سب سردار زخمدار کھڑے ہین کوئی مقابلے کے لائق نہین اور قنطور للکار رہا
ہی فیروز نے تاج سر سے اُتارا بیقرار ہو کر دعائین کرنے لگا کہ ای کریم کارساز و
ای بے نیاز **نظم** تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب + دعائے کند من کنم مستجاب + چو
عاجز رہا بندہ دانم ترا + درین عاجزی چون نخوانم ترا + ہر کس بکسے نازد و
ما را تو بسے + من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے + بیقرار ہو کر جو فیروز نے دعا کی
سب سردارون نے آمین کہی قنطور چاہتا ہی کہ مغلوبہ کردون تلوار کھینچکر جا پڑون
فوج کو شکست دون بارگاہ فیروز مین گھس جاؤن ڈھونڈھ کر اُس جوان کو نکالون
جب شکست فاش ہوگی تب تو وہ جوان نکلے گا اگر یہ بھی نہ ہوگا تو سب مال لوٹ لونگا
فیروز تاجدار کو گرفتار کرکے لاؤنگا ان مسلمانون کو مزہ چکھاؤنگا ہر مرتبہ قصد کرتا
ہی اور رُک جاتا ہی اور لشکر نور الدہر مین عجب طرح کا تہلکہ ہی زخمدار چاہتے
ہین کہ جا پڑین دل کھول کر لڑین فیروز کہہ رہا ہی کہ دیکھا جو ہم کہتے تھے وہ ہی
ہوا صاحب اقبال کی ذات سے لشکر کا انتظام تھا کیسی کیسی لڑائیان پڑین اگر خدا
نے اُس شہریار کو بھیجا اور پھر جمال دیکھا تو قلب کو تسکین ہوگی خدا وہ دن
کرے کہ وہ شہریار آجاوین اور بلبلانا قنطور کا مٹاوین قنطور نے پکار کر کہا
کہ ای فیروز جان نہ دو اگر میرے شریک ہوجاؤ تو بہتر ہی سب نے جواب دیا کہ جان
دینا گوارا ہی مگر تیری شرکت نہ کرین گے قنطور بہت جھلایا پودے پر ہاتھ ڈالا منظور
ہوا کہ جا پڑون فیروز بیقرار و بیتاب ہو کر تڑپ رہا ہی دعائین مانگتا ہی کہ صحرا سے گرد
اُڑی قنطور بھی دیکھنے لگا سب دیکھ رہے ہین کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا آگے

آگے نور الدہر بن بدیع الزمان تخت پر شریا سے تاجدار و دیگر سرداران نامی و
پہلوانان گرامی ساتھ ساتھ مع فوج کے آکر پہونچے شبرنگ نے خبر دی کہ ای شہریار
قنطور آہن کلاہ نلے پہلوان میدان مین کھڑا جھوم رہا ہی نور الدہر نے قصد کیا
تھا کہ مقابلہ قنطور مین جا پڑون مگر دیوانہ زلف دراز جو برابر گھوڑے کے جھوم رہا
تھا چوبدست ہلاتا ہوا جا پڑا قریب آکر للکارا کہ او نامرد بے سردار کے لشکر پر یہ دباؤ
ان بیچارون کو زخمی کیا اب دیکھنا کہ کیا رنگ کرتا ہون قنطور نے نیزہ مارا دیوانے
نے روک کر چوبدست ماری کہ مع گھوڑے قنطور پرا ٹھا ہوگیا فوج والے آپڑے سب
دیوانے چوبدستین ہلاتے ہوے جا پڑے نور الدہر بھی نعرہ کر کے فوج قنطور پر جا پڑا
اِدھر سے فیروز تاج۔ اہنے اشارہ کیا سب فوج جا پڑی دونون مینون لشکر ملگئے
تلوار چلنے لگی مگر نور الدہر سب سے آگے بڑھتے ہوے نعرے پر نعرے کر رہے ہین
پہر بھر کامل تلوار چلی آخر ملازمان قنطور شکست کھا کر بھاگے اور کئی ہزار گرفتار ہوے
بہ فتح و فیروزی نور الدہر پلٹے مگر فیروز نے پوچھا کہ ای شہریار آپ کہان نکل گئے تھے
نور الدہر نے سب حال بیان کیا کہ اس طرح مین نکل گیا خدا نے میری آرزو پوری
کی کئی تاجدار خواہان سیماے زمرد پوش تھے اُن سب کو سزا دی آخر یہ صورت ہوئی
کہ مین بخیر و خوبی آیا سب خوشیان کرتے ہوے نور الدہر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آے
میگونہ ملول بیٹھی تھی اُٹھ کر نور الدہر کے گرد پھری کہا ای شہریار عجب طرح کی جنگ
تھی اب آمادہ ہوئی تھی کہ نکل کر سحر کرون مگر آپ کے سردار کیا ثابت قدم ہین کسی
نے سحر کرنا قبول نہ کیا نور الدہر آفرین کر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ ای میگونہ
بڑی معیوب بات ہی غیر ساحر پر سحر کرنا کفار تو ایسا کرتے ہین مگر ہمارے جد عالی تبار
صاحبقران نامدار کا یہ قانون جاری ہی کہ ساحر کو ساتھ نہین رکھتے ہرچند کہ امیر نے
دہ وہ طلسم فتح کیے کہ جنکا فتح ہونا مشکل تھا طلسم ہزار اسپ فتح کیا شہنشاہ و
شہریار جادو وہ ساحر زبردست تھے کہ جنھون نے دمامہ سے مقابلہ کیا اگر اُنکو
ساتھ رکھتے تو کہین جنگ نہ ہوتی وہ آتے ہی لشکر کو مٹا دیتے ایک سحر مین زمین ہلا دیتے

سنگل خان جادو بادشاہ طلسم گوہر نگار کہ نور الدہر کا مطیع ہی ہر مقام پر آیا گر
کسی مقام پر صاحبقران نے اُسکو لڑنے نہین دیا سب سردار خوشیان کر رہے ہین
دو پہر رات گئے تک جلسہ رہا بعد دو پہر رات کے نور الدہر نے آرام فرمایا شبرنگ
بن عمرو طلائے پر آیا ایک گوشے سے دیکھا کہ جنگل مین روشنی ہو رہی ہی بنگاہ غور
دیکھا کہ چند پریزادین جنگل مین پھر رہی ہین ایک تاجدار اُن سب کے بیچ مین ہی
پریزادین کہتی ہین کہ ای تاجدار جلیل ہم تیرے ساتھ ہین جو حکم ہو وہ بجالاوین
اُس تاجدار نے کہا کہ سامنے جو بارگاہ استادہ ہی اُس مین نور الدہر سوتے ہین
جا کر مع پلنگ اُٹھا لاؤ ایک پریزاد چلی شبرنگ ایک گوشے مین چھپکر بیٹھا کمندین
خس پوش کر دین جب وہ پریزاد وہان پر آکر پہونچی شبرنگ نے شیر کی آواز دی
وہ جھجک کر رُکی شبرنگ نے جھٹکا مارا جب وہ پریزاد گری تو شبرنگ نے نیمچا
مار دیا جیسے ہی حباب پڑا وہ پریزاد تڑپی مثل قطرۂ آب زمین مین غائب ہو گئی یہ دیکھکر
شبرنگ حیران ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ تھا یہ کیسی انسان تھی کہ مثل قطرۂ آب زمین مین جذب
ہو گئی صحرا مین اُسیطرح روشنی ہو وہ ہی تاجدار پھر رہا ہی ہر مرتبہ پکارتا ہی کہ ای گلنار
نور الدہر کو لا مین بعد تھوڑی دیر کے شبرنگ نے دیکھا کہ وہ ہی پریزاد نور الدہر
کا پلنگ لیے ہوے آئی سامنے اُس تاجدار کے رکھدیا اب تو شبرنگ گھبرایا اُس
تاجدار نے پریزاد سے اشارہ کیا کہ اسکو اُٹھا کر لے چلو پریزاد نے پلنگ اُٹھا لیا
شبرنگ بھی چھپتا ہوا چلا حیران تھا کہ یہ کون ہی آقا کو کہان لیے جاتی ہی راہ
مین اُس پریزاد نے نور الدہر کو مسلسل و ملوق کیا تھوڑی دور جب نکل چلی
وہ تاجدار تو غائب ہو گیا سامنے ایک باغ تھا اُس مین لیکر وہ پریزاد نور الدہر
کو آئی شبرنگ بھی چھپا ہوا داخل باغ ہوا ایک گوشے سے چھپ کر دیکھا کہ اُس
پریزاد نے آواز دی کہ ای بی شاہرخ جلد آؤ تمھارے مطلوب کو لائی ہون
ہر چند کہ تاجدار جادو کہتے تھے کہ اس جوان کو قتل کرو مگر ہم زندہ اسکو لائے
شبرنگ نے دیکھا کہ گوشۂ باغ سے ایک پریزاد نہایت حسین و جمیل ظاہر ہوئی

صحن باغ مین فرش بچھوایا نور الدہر کو ہاتھ سے اُس پریزاد کے جلد لیا فقیہ جسم سے
دور کی لاکر مسند پر بٹھایا شاہزادہ ہوشیار ہوا اب آنکھین کھول کر دیکھا کہ ایک پریزاد
گرد زرکوش مرصع پوش میرے پہلو مین بیٹھی ہی ایسا اپنے کو مسند پر پایا حیران تھے کہ
مین یہان کہان آیا مگر شاہرخ نے حکم دیا کہ گائن کو ہماری بلاؤ ایک پریزاد روانہ ہوئی
شبرنگ نے بھی پیچھا کیا صحرا مین آکر اُس پریزاد سے باتین کین کہ گائن کہان رہتی
ہی پریزاد نے کہا کہ سامنے جو قصبہ ہی گلنار نام گائن وہان رہتی ہی ہماری سرکار
کی نوکر ہی اُسی کو بلانے جاتی ہون شبرنگ نے باتین کرکے اُس پریزاد کو بیہوش کیا اُسکی
شکل بنکر قصبہ مین آیا مکان گلنار کا دریافت کیا مکان پر گلنار کے آیا دیکھا ایک ڈومنی
نہایت شوخ و شنگ بیٹھی مجرا کر رہی ہی شبرنگ نے آکر کہا کہ بی گلنار چلو شاہرخ نے
بلایا ہی مگر گوشے مین چلو مین کچھ کہونگی کنارے لاکر گلنار کو بیہوش کیا اُسکو صندوق مین
بند کر دیا گلنار کی شکل بنکر شبرنگ آکر سوار ہوا بہلی چلی بہلی ہانکنے والے سے زنانی
باتین کرتا ہوا جاتا ہی کہ گھوڑے جلدی جلدی ہانک وقت جاتا ہی ایسا نہ ہو کہ بلا کر عام
خفا ہون تھوڑی دیر مین بہلی قریب باغ کے پہونچی شبرنگ اُتر کر اندر آیا شاہرخ
تخت پر بیٹھی تھی نور الدہر سے باتین کر رہی تھی کہ گلنار نقلی نے آکر سلام کیا پکارا ہوا
کہ بی گلنار آگئین محلدار نے قریب آکر پوچھا کہ کیون بی گلنار کہان تھین گلنار نقلی
نے کہا کہ بوا محلدار کیا پوچھتی ہو اُن محفلون مین جانیکا اتفاق ہوتا ہی جہان وضعدار
جوانان نامدار بیٹھے ہوتے ہین مین ایک جوان پر عاشق ہوگئی دل ہاتھ سے بیقرار تھی
پلنگ سے اُٹھتی نہ تھی آج جب حکم گیا تو ناچار ہوکر آئی ایسے صدمے گذرتے ہین ہم
ناچار ہوکر ضبط کرتے ہین کہ ایسا نہ ہو بات مشہور ہو جائے تو یہی باعث خرابی ہی
کہ شاہرخ نے پکار کر کہا کہ بی گلنار باتین بناؤگی کہ کچھ گاؤگی بھی آج کئی دن کے
بعد آئی ہو اور خاموش بیٹھی ہو شبرنگ نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

اب نہ پریون کی ہوس ہی نہ پرستان کی ہوس	دل جو اُلٹا ہی تو ہی کوہ و بیابان کی ہوس
سلطنت کی ہی نہ ہی ملک سلیمان کی ہوس	دل کو ہی آٹھ پہر کوچہ جانان کی ہوس

خاکِ پا یار کی مجھکو جو کہین مل جاے | زندگی بھر نہ کرون کحل صفاہان کی ہوس
بھاگنا چاہیے سائے سے پریزادون کے | ہوش اُڑا دیتی ہے بنا مکد پرستان کی ہوس
شوق دیدار مین دم بھر کبھی آنسو نہ تھمے | اُسپہ نکلی نہ مرے دیدۂ گریان کی ہوس
درد آمیز یہ اشعار جو ہونگے مشہور | اہل دل دل سے کرینگے مرے دیوان کی ہوس
آرزو ہے تو وطن کی بھی نہیں ہم کو غریب | دل مین باقی ہے درِ شاہِ خراسان کی ہوس

شبرنگ نے اس رنگ مین یہ اشعار گائے کہ شاہرخ تعریفین کرنے لگی اور کہتی تھی کہ اے
گلنار آج تو تمنے ایسا خوش کیا کہ دل بیقرار ہوگیا شبرنگ نے عرض کی کہ کنیز کا
کمال ابھی حضور پر نہین کھلا یقین ہے کہ جب وہ کمال ظاہر ہو تو آپ بہت محظوظ ہون
شاہرخ نے کہا کہ کیون بی گلنار وہ کون کمال ہے شبرنگ نے کہا کہ وہ ساقی گری
کرتی ہون کہ پاؤن سے ناچون اور ہاتھ سے بتاؤن منھ سے گاؤن سر سے شراب
پلاؤن تب آپ کو معلوم ہو کہ قدرت نے یہ کمال مجھکو دیا ہے شب کو قدرت خواب مین
آئے تھے اور فرما گئے تھے کہ کل سامنے شاہرخ پری کے یہ کمال ظاہر کرنا القصہ شبرنگ نے
عرض کیا کہ امیدوار ہون کلید میخانہ ملے کہ مین شراب محفل مین لاؤن شاہرخ نے
کنجی دی شبرنگ کلید میخانہ لیکر اٹھا میخانے مین آیا شراب کو غور سے کیا یعنی بیہوشی
ملائی چالیس پچاس پیالے درست کرکے کشتی مین لگائین تکلف سے محفل مین لایا شاہرخ
نے کہا کہ کیون صاحب تم نے وہ کونسی اعلیٰ قسم شراب لائی ہو کہ زاہد صد سالہ کی
بھی رال ٹپک پڑے نورالدہر نے سر ہلا دیا کہ شاہرخ گلچینی گلشن جمال کی
کرتی ہی ہے مرحبا بھی انتظار ہے کہ شراب نوش فرمائیے مگر شبرنگ نے پہلا جام
لبریز کیا سر پر رکھ کر توڑے لینے لگا بقول شاعر فرد ناچنے مین جو لیا یار نے ہنسکر
توڑا اہل محفل نے کیا اُسپہ نچھاور توڑا سامنے آکر سر جھکایا کہ ایسی شاہزادیون
کو بہت سے شراب پلانا چاہیے شاہرخ نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر خوشی
خوشی پی گئی اب تو شبرنگ نے دور دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب
پلا چکا نورالدہر کو جب جام دیا ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر اشارہ کیا کہ گریبان مین گرا لیجے

ہین ہین شبرنگ غلام آپ کا نورالدہر نے یہی کیا کہ جام گریبان مین گرا لیا یہان
کنیزین جو بیدار جو تھے اُنمین دست درازیان ہونے لگین کسی نے کسی کی پگڑی اُچھال دی کسی
نے کسی کے دھول ماری شاہرخ نے بدمزاج ہوکر غصہ سے کہا کہ صاحبو میری محفل
کو بازار بنایا ہی یہ کہکر جیسے ہی اُٹھی بیہوش ہوکر گری لینا لینا کہکر سب کنیزین اُٹھین
وہ بھی گرکر بیہوش ہوگئین شبرنگ نے نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار غلام وقت
پر پہونچا اب کیا ارشاد ہوتا ہی خوف اس بات کا ہی کہ اگر شاہرخ کو قتل کرون تو کوئی
آفت نہ برپا ہو نورالدہر نے جواب دیا کہ اسکو گرفتار کرکے لے چلو شاید اس سے
کوئی مطلب نکلے لشکر مین سب منتشر ہونگے شبرنگ شاہرخ پری کا پشتارہ لیکر
چلا نورالدہر تیغ لیکر ساتھ ہوے شبرنگ پہاڑ سے اُترا کبھی کنیز تک کو اپنے ہاتھ
نہین لگایا ساری محفل کو بیہوشی مین چھوڑا جب پہاڑ سے اُترکر چلا تو یکایک آسمان سے
نعرہ ہوا کہ او عیار یہ گستاخی شبرنگ نے دیکھا کہ ایک دیو غلغلہ کرتا ہوا آتا ہی چاہا
شبرنگ کو اُٹھا لیجاوے نورالدہر نے بڑھ کر دیو کا ہاتھ تھام لیا ایک جھٹکا مارا
کہ دیو خم ہوا ایک دو گھونسے مارے دیو نے تڑپ کر ہاتھ اپنا چھڑا لیا اُڑتا ہوا چلا
نورالدہر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر جوڑ کر مارا کہ دیو کے
سینے کے پار گذرا دیو کا گرنا تھا کہ آواز آئی او جوان غضب کیا ہمارے خیرخواہ کو
مارا ایسا نہو کہ تجھپر بھی کوئی آفت آجاے نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک
طاؤس کوہ سے یہ باتین کر رہا ہی نورالدہر نے دوسرا تیر نکالا تاک کر طاؤس کو مارا
طاؤس کے بھی سینے کو توڑکر پار گذرا کہ یکایک کوہ پھٹا ہزارہا ساحر گرز اور تیغ
ہاتھون مین لیے ہوے غار مین سے نکلے سب آواز دیتے تھے کہ اس جوان کو مار لو ایسا
نہو کہ شاہرخ کو لے جاے نورالدہر نعرہ کرکے گرے ساحرون سے لڑنے لگے
ایک ساحر جو سب کے آگے تھا اُسنے بڑھکر نعرہ کیا کہ ہان جوانو تم اسکو مار لو اور ملکہ
شاہرخ پری کا پشتارہ نہ لے جانے دو مگر نورالدہر جمے ہوے لڑ رہے ہین جسکے
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر نئی بات یہ ہی کہ لاش کسی کا نہین معلوم ہوتا نورالدہر نے

جب کئی سو جوان قتل کیے اور لاشہ کسی کا نہ پایا حیران ہین کہ لاشے کون اُٹھا لیجاتا ہی یہہ بیچ جنگ
کرتے گذرا کوئی لاشہ زمین پر نہین شبرنگ پشتارہ لیے کھڑا تھا اسکو بار اٹھا معلوم ہوا
اب جو دیکھا پشتارے مین شاہرخ پری نہ ارد بیقرار ہو کر عرض کی کہ اے شہریار بڑا
غضب ہوا پشتارے سے شاہرخ غائب ہو گئی نہین معلوم یہ کیا باعث ہوا اگر چہ
سب کے آگے افسر لڑوا رہا ہی ہر چند نورالدہر چاہتے ہین اُسکے قریب ہوجاوین
مگر اُسکے قریب نہین جا سکتے وہ جو افسر لڑ رہا ہی ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ نورالدہر کو اُٹھالے
مگر نورالدہر کے ہاتھ مین تیغہ خارہ شگاف ہی جب چمکاتے ہین تب وہ جوان بھاگ جاتا
ہی مقابلے مین نہین آتا قضاے کار اُدھر صبح کو جو دربار ہوا اور میگونہ کو معلوم ہوا کہ نورالدہر
غائب ہوے پر پرواز پیدا کر کے تلاش مین چلی اُس وقت پہونچی کہ نورالدہر مصروف
جنگ ہین اور شبرنگ کلیجہ پکڑے کھڑا ہی کہ مین نے اس جانبازی سے تیاری کی اور
پشتارہ غائب ہو گیا اب کیا کرون یہی افسوس کر رہا ہی میگونہ نے جو آسمان سے دیکھا
کہ ایک جوان ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ نورالدہر کو اُٹھالون مگر چمک تلوار کی دیکھ کر
بھاگتا ہی کبھی قصد کرتا ہی کہ شبرنگ ہی کو اُٹھالون شبرنگ کسی غار مین چھپ جاتا ہی
میگونہ نے کارد سحر جھولی سے نکالی اُس جوان پر کھینچ ماری سینے پر اُسکے پڑی توڑ کے
پشت کو پار گذر گئی مرتے ہی اُس جوان کے نورالدہر نے دیکھا کہ صدہا لاشہ زمین پر
پڑا ہی ساحر بھاگے جاتے ہین میگونہ نے تلوارین برسائین جسپر پڑی اُسکا سر اُڑ گیا
جب کئی سو ساحر مارے گئے باقی ماندہ بھاگے اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام مرغ غرائب جادو
بود میگونہ نورالدہر کے ساتھ ہوئی شبرنگ سے کہا کہ تم کیون حیرت مین ہو شبرنگ
نے سب حال بیان کیا کہ مین شاہرخ پری کو لایا تھا وہ پشتارے سے غائب ہو گئی یہی
مجکو انتشار ہی میگونہ نے کہا کہ جب غرائب جادو مارا گیا تب یہ شعبدہ گیا یہ اسی کا
شعبدہ تھا مگر اس صحراے سے جلد نکل چلو ایسا نہ ہو کہ کوئی اور آفت آجاے نورالدہر
و میگونہ و شبرنگ لشکر مین آے میگونہ نے کہا اسی وقت کوچ کیجیے لشکر تیار ہوا
نورالدہر سوار ہوے تین کوس پر آکر ایک دشت مین اُترے دشت نہایت سبزہ زار

تھا طائرونکی پکار اشجار قطار در قطار اُن درختون سے ساز کی آواز آتی ہی معلوم ہوتا ہی
کہ عمدہ ساز بج رہے ہین نورالدہر یہ آوازین سُنکر مرکب سے اُترے میگونہ نے کہا ابھی
کہ اس جگہ نہ اُتریے مگر نورالدہر صدائین اُن طائرون کی سُن رہے ہین کوئی طائر
اس طرح بولتا ہی کہ گویا طبلہ بج رہا ہی کسی طائر کی آواز سے معلوم ہوتا ہی کہ سارنگی
بج رہی ہی میگونہ نورالدہر کو پھیر لائی بارگاہ مین لاکر بٹھایا کہا ای شہریار آج شب کو
مین طلایہ دونگی اس دشت مین بھی کوئی جادوگر رہتا ہی مین سمجھ کر انتظام اسکا بخوبی
کرونگی نورالدہر نے اشارہ کیا میگونہ نے شام کو چند کنیزون کو ہمراہ لیا اور طلایہ
کا انتظام کیا دو پہر رات گئے تک تو یہ انتظام رہا کہ ہر بازار مین سوار مقرر کیے کہین
پیدل چھوڑے کسی مقام پر کنیز سے کہدیا کہ حفاظت کرنا مگر دو پہر کے بعد جب زلف
لیلائے شب کمر سے گذری میگونہ نے دیکھا کہ اُس دشت مین روشنی ہوئی ایک طرف
سے گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بعد سوز وگداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

گر نہین بعد فنا روشن سر مدفن چراغ — دل کے داغون سے ہی میری قبر مین روشن چراغ
میرے گھر مین ہی جو تیرے حُسن کا روشن چراغ — بنگئے ہین سب در و دیوار کے روزن چراغ
میری تربت پر کبھی ہوتے ہین گر روشن چراغ — ضد سے آکر ہی بجھاتا وہ بت پُرفن چراغ
نکتے ہنس ہنس کے جو مِسّی اپنے ہونٹون پر ملی — عکس لب سے بنگیا شب کو گُلِ سوسن چراغ
جلے دلسوزونکے ملجاتے ہین روغن مین جو اشک — رات کو کرتا ہی تربت پر مری روشن چراغ
مردم دیدہ کو ہوتی ہی جو گرمی ناگوار — دیکھتا ہون چھوڑ کر پلکونکی چلمن چراغ
تیرگی میری شب فرقت کی کچھ کم ہوئی — چرخ پر شب کو ہوا جب ماہ کا روشن چراغ
طرفہ ہی اندھیر میری قبر پر بھی یہ ستم — تیر سے آکر اُٹھاتا ہی وہ تیر افگن چراغ
آگئے ای سطوت جو بہر سیر وہ رشک بہار — رات کو گلزار مین لالے کا ہو روشن چراغ

یہ آوازین سُنکر میگونہ اُٹھین کنیزون سے کہا کہ مین دیکھون یہ کون گا رہا ہی یہ کہکر میگونہ
بڑھین صحرا مین آکر دیکھا زیر نخل فرش بچھا ہی اور طائر آشیانون سے نکل نکل کر آکر بیٹھے ہین
پریزادون کی شکل بنے ہوئے ہین جب میگونہ آئین تو پریزادون نے کہا آئیے صاحب

آپ بھی بیٹھیے گانا سُنیے میگونہ بیٹھ گئیں چند طائر آشیانون سے نکلے پریزادون کی شکل بنکر طرف
صحرا کے بھاگے بعد تھوڑی دیر کے اُسی طرف سے روشنی پیدا ہوئی دیکھا کہ ایک پریزاد
تاج سر پر رکھے ہوے آئی پر زمرد کے بازوون پر ایک مشعلچی آگے چند پریزادین گھیرے ہوے
کہتی ہوئین کہ ای ملکۂ عالم آج ایک مہمان آیا ہی اُسکو بھی بٹھایا ہی وہ تاجدار جواب دیتی گئی
کہ مہمانون ہی کے واسطے یہ سامان کیا ہی مگر ای طائران طلسمی مقام افسوس ہی کہ وہ جوان
نہین آیا کہ جسکی وجہ سے شاہرخ پری کو رنج پہونچا میگونہ نے دیکھا کہ وہ پریزاد
تاجدار آکر مسند پر بیٹھی اور میگونہ سے کہا کہ آپ نے سرفراز فرمایا کہ ہماری صحبت مین آکر
شریک ہوئین مگر مناسب یہ ہی کہ جا کر نورالدہر کو بُلا لائیے کہ ہم بھی اُن کا جمال دیکھین
میگونہ نے کہا کہ مین ابھی جاتی ہون اور جا کر اُن کو لاتی ہون یہ کہکر میگونہ اُٹھین
راہ مین سوچتی ہوئی چلین کہ کیا نقصان ہی اگر وہ بھی اس جلسے مین آوین گے تو کچھ حرج
نہین یہ پریزاد اُن کے جمال پر عاشق بھی ہوگی تو وہ قبول نہ کرین گے آکے بارگاہ مین
نورالدہر کو جگایا کہا ای شہریار تشریف لے چلیے آپ کو مالک صحبت دشت نے بُلایا ہی
نورالدہر اُٹھے ہتھیار لگا کر میگونہ کے ساتھ ہوے راہ مین پوچھتے ہوے کہ کیون
ملکہ صاحبِ صحبت کون ہی میگونہ نے کہا کہ ایک پریزاد تاجدار دریاے جواہر مین
غرق نہایت حسین وجمیل مالک صحبت ہی اُسی نے بُلایا ہی نورالدہر یہ سُنکر خاموش
ہو رہے غرضکہ محفل مین آے اُس پریزاد تاجدار نے استقبال کیا لا کر پہلو مین اپنے
بٹھایا پریزاد نے پوچھا مزاج اقدس کیسا ہی نورالدہر نے سر جُھکا لیا مگر نگاہ محبت
اُسکے جمال کو دیکھ رہے ہین اُس پریزاد نے گائن کو اشارہ کیا گائن نے پھر چند اشعار
گاے ایک نازنین نے گلابی اور جام اُٹھا لیا جام کو لبریز کر کے سامنے نورالدہر
کے پیش کیا نورالدہر پی گئے دوسرا جام اُسنے میگونہ کو دیا میگونہ بھی پی گئین ادھر
تو گانے کا ہلڑ ہی اور اُدھر وہ پریزاد نگاہ محبت سے نورالدہر کو دیکھ رہی ہی جب
ایک ایک جام دونون نے پیے تو اُس پریزاد نے میگونہ سے کہا کہ لو ذرا زبان تو اپنی
نکالو میگونہ نے زبان نکالدی اُس پریزاد نے زبان مین میگونہ کی سوئی دی اور ہتھکڑیان

بیڑیان منگوائین نورالدہر کو پہنائین ایک قفس منگا کر دونون کو بند کیا اور پریزادونکو دیا
کہ اس قفس کو باغ سرسبز مین لے چلو پریزادین قفس کو لے گئین اب میگونہ کے ہوش درست
ہوے جی مین کہتی ہی یہ آفت نہ سمجھی تھی کہ جاکر گرفتار ہو جاوینگے اب دیکھیے کیونکر رہائی
پاوینگے پریزادون نے قفس لاکر اُس باغ مین رکھدیا بعد جانے قفس کے وہ تاجدار
یہ کہکر اُٹھی کہ اس راہ مین سب آکر پھنسینگے کسی کو جانے نہ دونگی سب کو یہین روک لونگی
کسکی مجال ہی کہ میرے شعبدے سے باہر جاے میرا شعبدہ ایسا نہین کہ خالی جاے
اُدھر کا حال سُنیے کہ وہان صبح کو سب سردار بارگاہ مین آے شبرنگ بھی آکر بیٹھا مگر میگونہ و
نورالدہر نہین ہین دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ رات کو دونون صاحب ساتھ گئے تھے
پھر پلٹ کر نہ آے ہم نہین جانتے کہ کیا گذری شبرنگ یہ خبر سُنکر گھبرایا فیروز تاجدار
سے کہا کہ تم لشکر کی حفاظت رکھنا مین تلاش مین آقا کی جاتا ہون یہ کہکر بانہاے عیاری
لگاکر تلاش نورالدہر مین چلا دن کم باقی تھا اُسی دشت مین شام ہوگئی ایک درخت
پر چھپ کر بیٹھا بڑی رات گئے اسکے کان مین آواز آئی کہ کوئی گا رہا ہی اور خوب رنگ
محفل ہو رہا ہی شبرنگ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ سامنے فرش بچھا ہی ایک تاجدار پریزاد
بیٹھی ہی گرد کنیزین جمع ہین گانا ہو رہا ہی شبرنگ بیٹھا دیکھا کیا کوئی مطلب حاصل
نہ ہوا صبح کو درخت سے اُترا ایک طرف روانہ ہوا جب شام ہونے لگی جنگل کا سناٹا
طائر آشیانون مین چہکار رہے ہین کہ اُنکی چہکار سے قلب کو راحت ہوتی ہی آخر شبرنگ
خائف ہوکر اُس دشت سے نکلا دوسرے دشت مین آکر دیکھا کہ صحرا سنسان کف دست
میدان ہی چہار جانب غول پھر رہے ہین جنگون کا پاتی خشک درخت سوکھے کھڑ کھڑا رہے ہین
پتے لوٹتے پھرتے ہین شبرنگ کو دیکھتے دیکھتے جب شام ہو گئی تو شبرنگ ایک نخل پر بیٹھا
پتون مین اپنے کو چھپا لیا جب رات زیادہ گذری تو دیکھا ایک طرف سے کچھ چھکڑے
آتے ہین جنکے اُن پر لدے ہوے ہین اُن لوگون نے آکر بارگاہین استادکین چند کنیزین
دشت سے پیدا ہوئین فرش وغیرہ بچھایا گیا چند ڈومنیان آئین اور اندر بارگاہ کے
پہونچین شبرنگ نے دیکھا درہ کوہ کی طرف سے شعلے بھڑکے ایسے شعلے بھڑکے کہ درخت

جلنے لگے تمام جنگل آتش بہار ہوگیا پھر دیکھا کہ ایک اژدہا آیا جنگل مین بیٹھ کر رونے لگا دیر
تک رویا آنسو جتنے ٹپکے اُتنے ماران سیاہ پیدا ہوئے وہ ماران سیاہ قریب اُس اژدر
کے بیٹھے ہین پھر دیکھا کہ وہ اژدہا لوٹنے لگا پیٹ سے اژدہے کے روشنی ہوئی دیکھا ایک
صندوقچہ شکم سے اژدہے کے نکلا اژدہے نے وہ صندوقچہ کھولا ایک پریزاد دُر در
گوش مرصع پوش اُس صندوقچے سے نکلی مگر تاج سر پر رکھے ہوئے ٹہلتی ہوئی چلی مگر
شبرنگ اُس پریزاد کو دیکھ کر بد حواس ہوگیا جی مین کہتا ہی کہ ای شبرنگ عجب معرکہ
ہی اژدہے کا شکم پھٹا ہوا ریتی مین پڑا ہی مگر وہ پریزاد کہ جو شکم سے اژدہے کے نکلی
ہی خراماں خراماں آکر مسند پر بیٹھی فرمایا ارے کوئی حاضر ہی ایک کنیز جھک کر سامنے آئی
کہا جاؤ جا کر نبیرۂ حمزہ کو لاؤ میگونہ کو اُن سے الگ کر دینا قفس آہنی مین بند کر کے
لاؤ شبرنگ کنیزون مین ملا ہوا بیٹھا ہی یہ سب باتین سُن رہا ہی وہ کنیز گئی تھوڑی دیر
مین ایک ساحر آسمان سے اُترا قفس آہنی اُسکے ہاتھ مین قفس مین نور الدہر مسلسل
و مطوق بیٹھے ہین سر نگون رنجیدہ و کبیدہ اُس نازنین نے پکار کر کہا کہ ای شہریار ذرا
سر اُٹھائیے ہم سے تو آنکھ ملائیے نور الدہر نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک شاہزادی
پریزاد شعلۂ جوالہ صنوبر قد خورشید خد قمر عذار ماہ تابان عارض انور کا آئینہ دار گرد
کنیزان زرین پوش بصد کر و فر بیٹھی ہی نور الدہر دیکھ کر دل سے فریفتہ ہوئے آنکھین
لڑنے لگین اشارون کی چھریان چل رہی ہین کبھی نور الدہر ٹھنڈی سانس کھینچتے ہین
اور فرماتے ہین کہ ای خدیو مصر خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی چہرہ برقع مین مخفی رکھو ایسا
نہ ہو کہ ماہ تابان کو رشک ہو ہر ستارہ صورت اشک ہو ہم تمھارے جان و دل سے
مشتاق ہین اُس نازنین نے نور الدہر کو قفس سے نکالا ہتھکڑیان بیڑیان دور کین
اپنے پہلو مین جگہ دی باتین اختلاط کی ہونے لگین جب نور الدہر مسکراتے ہین سپیدی
اور براقی دانتون سے برق چمک جاتی ہی اُس برق سے کلیجہ اور دل اُس نازنین
کا جل جاتا ہی جب وہ نازنین ہنستی ہی نور الدہر کا بھی یہی حال ہوتا ہی بقول شاعر
فرد بہر آہے کہ از دل بر کشیدے ٭ کسان بوے کباب دل شمیدے ٭ دونون مبہوت

بیٹھے ہین شبرنگ حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون دونون خوش بیٹھے ہین اگر اسمین کوئی عیاری
کرون تو باعث خرابی ہی ایسا کچھ سوچ کر شبرنگ خاموش ہو رہا مگر گنگنا کے یہ
اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

ہم تو نہ یہ کہینگے کہ اُسنے چُرا لیے　　ہان ناز کرکے عاشقونکے دل لُبھا لیے +
یہ شغل ہی فراق مین عاشق کو رات دن　　جب دل بہت بھر آیا تو آنسو بہا لیے
ظلم و جفا و جور و ستم کھیل ہی ترا +　　جب چاہا تو نے عاشقونکے دل دُکھا لیے
اُس شہسوار نازنے سب عاشقونکے دل　　کیا ہی کمند زلف سیہ مین پھنسا لیے +
پھولونکے ہار اُسنے جو پھینکے اُتار کر　　عاشق نے اپنی قبر کی خاطر اُٹھا لیے
افشان کے ذرے تیری جبین سے جو گر پڑے　　چرخ برین نے رات کو جھک کر اُٹھا لیے
ای جان تیرا ناز نہ اُٹھیگا مجھسے کیا +　　کوہ غم فراق تو دل پر اُٹھا لیے +
بہر وصال یار جو تڑپا دل حزین +　　جب کچھ چلا نہ زور تو آنسو بہا لیے
مر کر چُھٹے ہلے جو سطوت کے استخوان　　شکر خدا یہ ہی سگ جانان نے کھا لیے

نورالدہر تعریفین کر رہے ہین اور فرماتے ہین کہ ای ملکۂ عالم یہ کون اس صحرا مین
گا رہا ہی ملکہ نے کہا کہ ہماری گائن گُلنار ہی وہ ہی گا رہی ہوگی اُسکا یہی پیشہ ہی آٹھ پہر اسی
دُھن مین رہتی ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک دنا نا ہوا زمین کانپ گئی اور اِس قدر
اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم ہوتا اُسی اندھیرے مین آواز آئی کہ او
گیسو بریدہ و ای ننگ خاندان یہ تو نے کیا غضب کیا کہ پہلو مین مسلمان کے بیٹھی ہی یہ صدا
سُنکر نورالدہر حیران ہوے کہ یہ کون آواز دے رہا ہی قبضے پر ہاتھ رکھ کر جب اُٹھنے کا ارادہ
کرتے ہین تو پھر بیٹھ جاتے ہین کبھی ملکہ کو پُکارتے ہین کچھ آواز نہین آتی حیران حیران چہار
جانب دیکھتے ہین اندھیرے مین کچھ معلوم نہین ہوتا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ تاریکی دفع
ہوئی اب دیکھا کہ نہ ملکہ ہین اور نہ کوئی کنیز ہی کنیزین بھاگ بھاگ کر غارون مین چھپی ہین
جھاڑیون مین پناہ لی ہی نورالدہر نے گھبرا کر کہا کہ ارے کوئی حاضر ہی ایسا نہ ہو
خدانخواستہ اُن پر کوئی زوال آئے بعد تھوڑی دیر کے آسمان پر سناٹا ہوا وہی ساحر

جو قفس لیکر آیا تھا وہ آکر پہونچا نور الدہر کو پھر مسلسل و مطوق کیا قفس مین بند کرکے لیچلا
شبرنگ نے کہا غضب ہوا کہ یہ بھیا نہین معلوم کون ہی نور الدہر کو لیے جاتا ہی اب
میرا یہان کیا کام ہی چل کر دوسری جگہ تلاش کرونگا کہ وہ جادوگر نظرون سے شبرنگ کی
مخفی ہوا مگر شبرنگ بن عمرو ایک حسین عورت کی شکل بنکر روانہ ہوا ایک مقام پر دیکھا
کہ اُسی ساحر نے ایک تخت بنایا ہی اور اُسپر قفس نور الدہر رکھا ہی ارادہ ہی کہ تخت
اُڑائے کہ شبرنگ بشکل نازنین سامنے آیا آکر اُس جادوگر کا دامن پکڑ لیا کہا ای شہنشاہ
ساحران تم کو کچھ ہمارا خیال نہین ہم تمھارے اشتیاق مین آئے جابجا ٹھہرے رہے
اب ہم بھی تمھارے ساتھ چلینگے وہ جادوگر خوش ہو گیا ریش فش پر ہاتھ پھیرنے لگا
کہنے لگا صاحب حقیقت مین تم لوگ بڑے جانباز ہو مین نے تم کو پہچانا اسی وجہ سے
مین نے قصد کیا کہ زیادہ یہان رہونگا تو خرابی ہوگی قیدی کو لیجاؤن او مکار اب
کہان جائیگا کیا تجھے زندہ چھوڑونگا شبرنگ نے چاہا جست کرکے نکل جاؤن مگر خیال
کیا کہ پاؤن کو زمین تھامے ہی اسی مقام پر رہگیا اُس ساحر نے کہ نام جسکا آہنگر جادو
ہی شبرنگ کو پکڑ لیا ساتھ نور الدہر کے قفس مین اسکو بھی بند کیا اور لیکر روانہ ہوا
شبرنگ نے دیکھا کہ پہر بھر کامل وہ ساحر اُڑا بعد پہر بھر کے ایک قصر بلند دکھائی دیا
قصر مین آکر اُترا نور الدہر نے دیکھا کہ وہی مہجبین جو میرے پہلو مین بیٹھی تھی وہ قفس
مین بند ہی اور قفس اُسی قصر مین لٹکا ہی نور الدہر کو جو شبرنگ نے گرفتار دیکھا اور پہلو
مین اپنے پایا صدف چشم سے گوہر آبدار اشک جاری ہوئے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا
مقام افسوس ہی کہ آپ گرفتار ہوئے اور ہم بھی مجبور و ناچار ہوئے دیکھین اب انجام
کیا ہو شبرنگ نے اشارہ کیا کہ ای ملکۂ عالم نہ گھبرائیے انشاء اللہ تعالیٰ یہ جو پکڑ کر
آپ کو گرفتار کرکے لائے ہین تو ان سب کی موت آئی ہی اُس ساحر نے ایک قفس اور نکالا
اُس قفس مین شبرنگ کو بند کیا نور الدہر کا قفس قریب اُس مہجبین کے قفس کے
لٹکا دیا کہ ایک کو ایک دیکھے رنج و الم انکا بڑھے ایک طرف میگونہ کو دیکھا کہ یہ
بھی ایک قفس مین بند ہین شبرنگ ان سب کو قفس مین دیکھ کر سوچنے لگا کہ از شبرنگ

کیا تدبیر کرون لیکن جب دن تمام ہوگیا اور شب تاریک نشان سب کی پردہ پوشی کی
ایکدن پارسا یا غیر پارسا خوان کھانے کے لیکر آئی میگونہ کو کھانا کھلایا اُس مہجبین
پریزاد کو بھی کھانا کھلایا جب نور الدہر کے پاس آئی تو نور الدہر نے کہا کہ ہم کھانا
نہ کھاوینگے اُس عورت نے کہا کہ ہم تمھین زبردستی کھلا دینگے نور الدہر نے کہا کیا
مجال ہے صاحب تم اسمین کیون تکرار کرتی ہو ہم ہرگز کھانا نہ کھاوینگے عورت نے
کھانا ہٹا لیا سامنے شبرنگ کے لائی شبرنگ نے بھی عذر کیا اور کہا دیکھو مقام
انصاف ہے کہ آقا نہ کھاوین اور غلام کھانا کھالے کھانے کو ہٹاؤ یہ سُنکر وہ عورت
جلا کر اُٹھی کہتی ہوئی کہ یہ قیدی کیا غمزہ کرتے ہین کھاتے ہین کھائین نہ کھاتے ہین
نہ کھائین وہ خوان لیکر روانہ ہوئی مگر باہر اس قصر کے ایک باغ بنا ہوا ہے کہ اُسمین
صہبائے شیرین کلام رہتی ہے سحر و ساحری مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر اُسنے
جو یہ خبر سُنی کہ اس قیدخانے مین قیدیون کو آب و دانہ نہین ملتا رحم آگیا جب دسترخوان
بچھواتی ہے تو پہلے کھانا قیدخانے مین روانہ کرتی ہے آج دسترخوان بچھا ہے تمھارے مومی
وکافوری روشن ہین قصد ہے کہ خاصہ کھاؤن کہ وہی عورت سامنے سے آئی
بکتی جھکتی کہتی ہوئی کہ نگوڑے قیدی کس پر ناز کرتے ہین داری آپ نوش فرمائیے
ایک وہ جوان کہ جو پریزاد پر عاشق ہے اُسنے کھانا نہین کھایا اُسکے ساتھ اُسکے عیار نے
بھی نہین کھایا مین نے بہت بہت کہا مگر دونون مین سے ایک نے بھی نہ مانا عیار کا
کہنا تو معقول ہے کیونکہ اُسکا یہ قول ہے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میرا آقا نہ کھاوے
اور مین کھاؤن یہ غیر ممکن ہے اور وہ جوان جو شیفتۂ جمال پریزاد ہے حقیقت مین وہ
خود معشوق خوبرو ہے وہ کہتا ہے ہم اپنی جان دینگے اور یہ کھانا نہ کھاوینگے مین
آخر کو کھانا اُٹھا لائی ابھی آج بھوک کم ہے کل منتین کرینگے اور ہم نہ دینگے صہبا
نے کہا کہ او بے حیا جو انسان تیرے قبضے مین ہون تو اُن کو قتل کر ڈالے رحم کا تیرے
دل مین نام نہین خواص بڑبڑا کر کنارے ہوئی صہبا نے کہا کہ ہم خود قیدخانے مین
جاوینگے اور اپنے ہاتھ سے اُسکو کھانا کھلا دینگے یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا

کہ کھانا لیجاؤ ہم بھی چلتے ہین ہرچند کہ خواصین مہیا تک ہوئین مگر حکم حاکم مین کیا عذر رہتا
کھانا سب اُٹھا لیا لالٹینین ہاتھ مین لین صہبا چلی ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ آپ کے
جانے مین ایک اعتراض ہی کہ اُس پریزاد کا حال کھل جائیگا ملکہ نے کہا ابتو ارادہ کیا جو
ہو سو ہو بدون کھانا کھلائے نہ پلٹینگے لالٹینین لیکر کنیزین آگے بڑھین یہان وہ
نازنین نورالدہر سے کہ رہی ہی کہ آپ نے کیون نہ خاصہ نوش کیا نورالدہر کہتے ہین
جو مناسب جانا وہ کیا وہ نازنین کہتی ہی اب تمام رات اور سارا دن یون ہی گذریگا
نورالدہر نے کہا تقدیر مین ہماری جب وقت کھانا ہوگا کھاوینگے اگر موت ہی چھوٹے
مر جاوینگے کہ دروازہ قصر کا کھلا روشنی ظاہر ہوئی اُس نازنین نے گھبرا کر کہا کہ لیجیے
ہمین اور آپ کو کوئی قتل کرنے آتا ہی نورالدہر نے کہا اسکا خوف نہین جو قسمت مین ہی
وہ پورا ہوگا کہ دیکھا لالٹین والیان سامنے سے گذرین بعد اُن کنیزون کے چند مصاحبین
پھولون کی بنکھیان ہاتھ مین لیے ہوے بیچ مین ایک ماہ تابان مہر درخشان خوشخو پریرو
آفت جان غارتگر دین و ایمان خرامان خرامان آتی ہی جب قریب قفس نورالدہر پہنچی
دیکھا کہ نورالدہر سرنگون بیٹھے ہین اشک حسرت آنکھون سے بہ رہے ہین صہبا نے قریب
آکر کہا کہ کیون اے شہریار آپ نے خاصہ کیون نہین نوش فرمایا نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا
جیسے ہی صہبا قریب آئی اور عکس اسکا اُس قفس پر پڑا کہ جس مین وہ پریزاد ہی عکس اسکا
پڑتے ہی صورت اُس کی بدل گئی دیکھا کہ ایک ضعیفہ جھریان پڑی ہوئین قفس مین بیٹھی ہی
ملکہ نے ہنس کر کہا کہ کیون بی پریزاد تمھارا کیا حال ہوا وہ حسن و جمال و شباب کیا ہوا پریزاد
رونے لگی قفس سے سر ٹکرایا مُنھ سے دھوان چھوٹا ہاتھون سے شعلہ ہاے آتش نکلے
جل جل کر خاک ہوئی مگر صہبا نے فرش بچھوایا خاصہ چنوایا قفس نورالدہر اُتارا اور
کہا ابتو خاصہ نوش فرمایئے نورالدہر نے جواب دیا کہ ہمارے نہ کھانے کا یہ باعث
ہی کہ تم لوگ سامری پرست ہو ہم تمھارے ہاتھ کا کھانا نہ کھاوینگے صہبا نے کہا کہ اس
مقدمے مین ہم ناچار ہین نورالدہر نے کہا کہ تو ہم کھانا نہ کھاوینگے اگر اطاعت
اسلام کرو تو بہ نگاہ محبت دیکھین ورنہ آمادہ ہین کہ اپنی جان دے دین جیسا تقدیر

دکھائے اُس مین کیا چارہ ہی صہبا نے کہا مین اطاعت دین اسلام کی کرتی ہون جو فرمائیے وہ کرون آپ کے حکم کی تابع ہون لیکن باعث خرابی ہی کہ طلسم کشا کو لوح ابھی نہین ملی اگر مین کلمہ پڑھ لونگی تو تم لوگ کیونکر بچو گے جو ہو سکیگا وقت پر مدد کرونگی نور الدہر نے کہا کہ مین اسکا خواہان نہین صہبا کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا عجب جاہل سے سامنا پڑا ہی کہ اپنی کہے جاتا ہی ہاتھ پکڑ کر نور الدہر کو دسترخوان پر بٹھایا نوالہ بنا کر منھ مین دیا شاہزادے نے بخاطر نوالہ مُنھ مین لے لیا دوسرا نوالہ بنا کر ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا صاحب کیا میرے ہاتھ ٹوٹ گئے نور الدہر نے شرمندہ ہو کر کہا کہ ہمارا دل تو یہی چاہتا ہی صہبا نے غنچۂ دہن وا کر دیا کہا لو صاحب تمھاری خوشی کرتی ہون مصاحبون کو بھی اشارہ کیا سب نے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا نور الدہر نے کھانا کھاتے مین پوچھا کہ کیون ملکۂ عالم یہ پریزاد کیون جل گئی ملکہ نے کہا کہ یہ مقدمات طلسم ہین مین دخل نہین دے سکتی نور الدہر نے پھر حال نہ پوچھا مگر شبرنگ کو ملکہ نے حکم دیا کہ اسکو بھی کھانا دے دو شبرنگ نے ہاتھ کھینچا تھا کہ نہ کھاؤن مگر نور الدہر نے اشارہ کیا کہ ای برادر پروردگار کا شکر کرو ورنہ بے آب و دانہ رہتے پروردگار نے ان کے دل مین رحم ڈالدیا بے شک وہ رزاق مطلق ہی کس ترکیب سے کھانا پہونچایا ہی یہ سُنتے ہی شبرنگ نے بھی کھانا کھایا مگر فکر مین ہی کہ اب کوئی تدبیر کرون ایک خواص سے اشارہ کیا کہ تمھاری مالک آئی ہوئی ہین باجا مجکو لا دو کہ مین بجاؤن عاشق و معشوق بیٹھے ہین دونون رضامند ہون ہم لوگ ملازم اسی واسطے ہوتے ہین کہ مالک کو راضی کرین ایک کنیز نے باجا لاکر دیا شبرنگ نے باجا بجا کر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

ہشیاری سے رنج دہی ہی تیرے فرنگ کا
دیوانگی نشانہ بناتی ہی سنگ کا

معدوم الی ہی جو تیر سے خط سبز رنگ کا
رہتا ہی اُسکو آٹھ پہر نشہ بنگ کا

دہان بہا ۔ باغ ہی دو چار روز کی
چندے ہی دَور دَور شراب فرنگ کا

غیرت کا کوہ عشق و جنون مین گذر نہین
ہوتا ہی تنگ حوصلہ یان عار و ننگ کا

ای بت خدا کیواسطے دل کو نہ سخت کر
اس کعبے مین ضرور نہین فرش سنگ کا

شگفتہ ہون تختہ پھولا ہے نرگس کا باغ مین　　آنکھین لڑائیے جو ارادہ ہو جنگ کا
رتبہ ہے پست تخت سلیمان کا اے پری　　پایہ بہت بلند ہے تیرے پلنگ کا
رخسار صاف چاہیئے نظارہ کے لیے　　آئینہ ہو حلب کا و یا ہو فرنگ کا
بعد فنا بھی رنگ طبیعت نہ جائیگا　　تربت سے میری پیڑ اُگیگا پتنگ کا
ساقی نہ قطع سلسلۂ دور جام ہو　　مطرب نہ تار ٹوٹے اب آواز چنگ کا
اس گنبد سپہر کو مین کیا کرونگا یاس　　آتش ہمیشہ رنج رہا گور تنگ کا

اس طرز سے یہ اشعار گائے کہ صہبا نے بڑی تعریفین کین اور کہا کہ اے شبرنگ کس لطف سے یہ اشعار گائے ہین کہ دل خوش ہو گیا شبرنگ کا ارادہ ہے کہ ساقی گری کا فقرہ کالون ملکہ نے بھی قصد کیا کہ شبرنگ کو رہا کرون کہ یکایک آسمان پر ایک ابر سیاہ آیا وہ تھا ساحر جو نور الدہر کو قید کرکے لایا ہے للکارتا ہوا آسمان سے آیا پکار کر آواز دی کہ کیون بی صہبا تم قید خانے مین کیون آئین صہبا تھرا گئی منہ سے بات نہ نکلتی تھی ضبط کرکے کہا اے آہنگر مین ایک ضرورت سے آئی تھی مین نے عہد کیا ہے کہ جب قیدی کھانا کھا لینگے تب مین کھاؤنگی گلعذار کنیز کھانا پھیر کر لیگئی مجکو خیال ہوا کہ اگر قیدی بھوکے رہے تو بدنام ہو جاؤنگی اے آہنگر اسکا خیال نہ کرنا کہ مین کسی وجہ سے آئی ہون فقط ان کی غربت پہ رحم آیا اس وجہ سے چلی آئی مگر واسطہ خداوند جمشید ثانی کا اسکا خداوند سے ذکر نہ کرنا آہنگر بگڑنے لگا شبرنگ نے ہاتھ تھام لیا کہا اے آہنگر بیٹھ جاؤ دو چار اشعار سن لو
آنکھ ملا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

آب حیوان نہ اگر در تہ چاہ ذقن است　　طرۂ زلف چرا بر لب آن چہ رسن است
ہمنشین چون بخیالت نشود مردم چشم　　پرتو شمع رخت روشنی چشم من است
از سرم تا بہ قدم گشتہ ہمہ جا ہر تیغ　　بسکہ پیکان خدنگ تو نہان در بدن است
بعد مرگم بہ لحد خجلت عریانی نیست　　کشتۂ عشق ترا جامۂ خونی کفن است
بعد ازین وصف رخ و زلف بتان خواہد کرد　　مخفیا ہر سر مویم کہ بہ اعضاے تن است

اس رنگ سے شبرنگ نے یہ اشعار گائے کہ آہنگر کا غصہ کم ہوا بیٹھ کر گانا سننے لگا

شبرنگ نے گلابی کو اُٹھایا گھاٹی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی اور آہنگر کو جام دیا آہنگر نے
ملکہ سے پوچھا کہ مین شراب پیون ملکہ نے کہا کہ پیو آہنگر پی گیا پیتے ہی مسخرہ پن کرنے لگا ملکہ
نے کہا کہ ای آہنگر تمنے تو آج ہمارا بالکل لحاظ اُٹھا دیا کیا کیا لغفطین کہ رہے ہو یہ لغفطین
ہماری صحبت کے لائق ہین اگر تم خداوندسے میرا ذکر کروگے تو مین بھی اظہار کرونگی کہ آہنگر نے
میرا لحاظ نہین کیا لغفطین خلاف کہین آہنگر اُٹھا کہ مین تو جاتا ہون جا کر خداوند سے کہونگا
کہ بی صہبا قید خانے مین گئین جیسے ہی اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا شبرنگ فوراً
خنجر کھینچکر چھاتی پر سوار ہوا صہبا ہان ہان کرتی رہی مگر شبرنگ نے نہ سُنا خنجر مارا کہ شکم
چاک قصہ پاک ہوا آہنگر کے مرتے ہی صہبا گھبرا گئی کہا ای شبرنگ غضب کیا اُس شخص کو مارا
کہ جو مقبول نظر خداوندی تھا اب آفت برپا ہوگی یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ تم
فیلان فیل پیکر ای صہبا یہ کیا غضب کیا کہ آہنگر کو قتل کرایا اسکا انجام بُرا ہوگا اب ہم کو
خداوندنے قید کا حکم دیا ہی صہبا گھبرا کر اُٹھی کہ سحر کرکے نکل جاؤن مگر فیلان تڑپ کر گرا
ملکہ کو گرفتار کیا زبان مین سوزن دی ایک قفس آہنی مین بند کرکے اُسی قصر مین لٹکا دیا اور
کنیزون سے کہا کہ جاؤ جا کر باغ مین جیو اب قدرت کو اختیار ہی مناسب جانین رہا کرین
یا سزا دین ہم کو اختیار نہین یہ کہکر قفس لٹکا کر لاشہ آہنگر کا اُٹھا لیا طرف قصر جمشید ثانی کے
چلا اور نور الدہر کو بھی اُسی طرح پھر قید کر دیا اور یہان جمشید ثانی قصر ہفت رنگ
مین بیٹھا ہی حسینان طلسم گرد بیٹھی ہین اُن سے اختلاط کر رہا ہی ہر ایک سے کہتا ہی کہ مین تیرا
عاشق ہون وہ شاہزادیان جواب دیتی ہین کہ آپ کا عشق چند ساعت کا ہی آپکی محبت
پہ ناز کرنا بیجا ہی ہم کو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو آپ محبت کرکے کسی بلا مین پھنسا ئین جمشید کہتا ہی
تم لوگ منظور نظر قدرت ہو خبردار اسکا کوئی خیال نہ کرے کہ طلسم پر بلوہ ہی جسدن قدرت
کا جی چاہیگا سب کو مٹا دینگے مسلمانون کی کیا حقیقت ہی بلوہ کرتے ہین تو کیا کرین لوح
طلسمی نہ پاوینگے بس لوح طلسمی کا نہ ملنا باعث خرابی ہوگا یہ ذکر تھا کہ فیلان آکر پہنچا
لاشہ آہنگر سامنے ڈالدیا کہا یا خداوند ملکہ صہبا نے اسے قتل کرایا اور میںنے دیکھا لیکن
عیار تو جست و چالاک ہین نہایت ہی بیباک ہین جہان قبضہ پایا فوراً ساحر کو قتل کرتے ہین

مگر یا خداوندا اتنا رحم فرمائیے کہ آہنگر کو زندہ کر دیجیے جمشید نے جھلا کر کہا کہ او احمق تجکو
مقدمات خداوندی مین کیا دخل ہی ابھی اگر کہو تو انقلاب کر دون لاشہا ے مسلمانان سے
جنگل بھر دون فقط قدرت کو یہ منظور ہی کہ حال خیر خواہ و بدخواہ ظاہر ہو جاے کہ کون کون
صاحب میری خدائی پر رضامند ہین اور کون صاحب ناراض ہین فقط اسی واسطے مین نے
یہ آشوب کیا ہی بعد چند روز یہ آشوب مٹا دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ صہبا کو بلاؤ اُس سے
پوچھون دیکھون وہ کیا کہتی ہی چند جادوگر گئے قفس صہبا لیکر آے سامنے جمشید کے رکھا
جمشید نے پوچھا کہ کیون اے صہبا مجھے بڑا قلق ہی کہ تم قفس مین بند ہو تم قیدخانہ مین
کیون گئین صہبا نے جواب دیا کہ مین خداوند سے عرض کر چکی تھی کہ قیدیون کو کھانا
کھلاؤنگی اسی وجہ مین گئی جمشید نے حکم دیا کہ جو دشمن خداوند ہی تم نے اُسکو کھانا کھلایا
ایک ہفتہ وہین قید رہو صہبا نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ آپ کو اختیار ہی اب
مین آیندہ قیدیون کو کھانا نہ پہونچاؤنگی آنکھون مین آنسو بھر کر جو صہبا نے کہا جمشید
تو ان سب شاہزادیون پر جان دیتا ہی دیکھکر بیقرار ہو گیا کہا اے صہبا معاف کیا
مگر خبردار شام کو میری صحبت مین ضرور آنا قدرت تجسے رضامند ہین اور خبردار اب
کبھی قیدخانے مین نہ جانا اگر ہم سن پاوینگے کہ تم قیدخانے مین گئین تو تمھارے واسطے
سزاے کامل ہوگی جس طرح یہ سب شاہزادیان خدمت مین حاضر ہوتی ہین اُسی طرح
تم بھی حاضر ہوا کرو تمھین رتبۂ اعلی ملیگا صہبا بہت خوب بہت خوب کہا کی تھوڑی دیر
دربار مین ٹھہری بعد اُسکے روانہ ہوئی باغ مین آکر کنیزون کے پاس بیٹھکر رونے لگی
کنیزون نے کہا واری کیا چاہتی ہو جو حکم ہو وہ بجالادین صہبا نے کہا کہ سب نشہ
اُتر گیا ہر وقت طبیعت پر وفور غم والم ہی مقام افسوس ہی کہ ایسا شیر بیشۂ جرأت و
یکہ تاز میدان جلالت وہ اس طرح پر قید ہی اگر تم سب صاحب مل کر مدد کرو تو نقب
کھود کر قیدخانے مین جاؤن عیار اُن کا بڑا تیز و طرار ہی باتون باتون مین آہنگر
کو مار لیا اُسکو رہا کر دون شاید اُسکی راے سے کوئی بات نکلے ایک کنیز نے کہا
واری میگو نہ نامے کیسی کامل واکمل جادوگرنی ہی اُن کے ساتھ قید ہی اُس کو بھی

رہا ہیجیے وہ سحر کر کے نورالدہر کو نکال لاویگی ملکہ نے کہا مین سب کو رہا کرونگی جمشید کو اختیار
ہو جو چاہے سزا دے مین اپنی زندگی سے بیزار ہون یہی چاہتی ہون کہ محبت مین اُس جوان
کی جان دون سب کنیزین آمادہ ہوئین ملکہ نے ایک گوشے سے نقب دینا شروع کردیا
نقب دیتے دیتے پہر رات رہے عمرہ نقب کا قید خانے مین توڑا صہبا نقب سے جو نکلی
قریب قفس میگونہ پہونچی اور زبان سے میگونہ کی سوزن نکالی میگونہ قفس توڑ کر نکلی
نکلتے ہی قفس نورالدہر توڑا شبرنگ کو بھی رہا کیا کہا ای شہریار نکل چلیے نورالدہر
و میگونہ صہبا سے وعدہ کر کے چلے کہ انشاءاللہ تمھاری خبر لین گے صہبا نے کہا کہ یہ
گستاخی میری بالا بالا نہ جائیگی اِسکا بدلہ ضرور ہوگا مگر تم لوگ خیر و عافیت سے نکلجاؤ
قید خانے سے میگونہ و نورالدہر و شبرنگ نکلے جیسے ہی چاہا کہ آگے بڑھین دیکھا
سامنے سے ایک شیر للکارتا ہوا آتا ہی کہ ای قیدیان بلا کہان جاتے ہو اب آگے نہ
بڑھنا ورنہ قیامتین برپا کرونگا میگونہ و نورالدہر و شبرنگ کے پاؤن زمین نے
تھام لیے صہبا نے جو دیکھا کہ وہ شیر غلطک مار کر ایک ساحر کی صورت بنا نعرہ کرتا ہوا
چلا کہ منم ہژبر جادو چاہا کہ میگونہ پر جا پڑون صہبا نے جھولی سے کارد سحر نکالی اسم سحر
کا پڑھ کر پھینک ماری ہژبر کے سینے کو توڑ کر پار گذری ہژبر کے مرتے ہی میگونہ اور
نورالدہر و شبرنگ آگے بڑھے کہ پہلو سے پھر دھڑوکے کی آواز آئی کہ منم فیلان فیل پیکر
نگہبان زندانخانہ سامنے آکے ہاتھی نے سونڈ اپنی زمین پر دے ماری ایک غبار اُٹھا اُس
غبار نے سب کو گھیر لیا صہبا نے دیکھا کہ یہ لوگ پھر بیکار ہوے جھولی سے ایک تلوار
نکالی اسم سحر پڑھ کر پھینک ماری اُس فیل نے زنجیل دی ایک تبر تڑپ کر گرا تلوار ٹوٹی اور
نعرہ کیا کہ ای صہبا مین نے دیکھا کہ تو نے ہژبر کو مارا فیلان کو بھی چاہتی ہی کہ قتل کرے
فیلان ایسا نہین ہی کہ تیرے سحر سے مارا جاے مگر صہبا نے جو دیکھا کہ تلوار ٹوٹی اور
فیل جھومتا ہوا آتا ہی خنجر پھینک مارا ہاتھی کا بھسونڈا اُڑ گیا ہاتھی منھ پھیر کر بھاگا صہبا
نے دوسرا خنجر مارا نہ اکی مرتبہ فیل کا سر اُڑ گیا فیل جب مارا گیا تو اندھیرا ہو گیا آواز آئی
کشتی مرا نام من فیلان فیل پیکر بود جب یہ دونون جادوگر مارے گئے تو نورالدہر و

شبرنگ و میگونہ نکلے جب دور نکل گئے تو ملکہ صہبا تھراتی ہوئی باغ مین آئی کنیزون کو
جمع کیا ملکہ نے کہا کہ کیون صاحبو کیا ارادہ ہی اب آفت آیا چاہتی ہی یقین ہی کہ جمشید
کو خبر ہوگئی ہو کوئی ساحر یہان آئیگا تو مین ابھی نکل جاؤن مگر تم لوگ جو ساتھ دو سب نے
کہا ہم آپکے ساتھ ہین چالیس کنیزین و ملکہ صہبا ایک تخت پر سوار ہوکے نکل چلین
یہان نورالدہر و ملکہ میگونہ و شبرنگ جاتے تھے ایک صحرا کو طی کرچکے تھے کہ ایک
اور جنگل ویران ملا بوندلے گرد کے اٹھ رہے ہین شیر و پلنگ پھر رہے ہین ایک
طرف سے ایک اژدر آتش فشان پکارتا ہوا پیدا ہوا کہ منم اژدر صحرانشین میگونہ
نے قصد کیا کہ سحر کرون جھولی سے ماش کے دانے نکالے اور پھینک مارے وہ دانے
زمین پر گرے اژدہے نے گرد ان کے حلقہ کرلیا اب میگونہ لاکھ طرح چاہتی ہی
کہ سحر کرون مگر سحر یاد نہین آتا حلقے مین اسی اژدہے کے پھنسی ہوئی ہی میگونہ جب
سحر یاد کرتی ہی تو سحر صفحۂ خاطر ملکہ سے اڑجاتا ہی ناچار ہوکر سمجھانی ہی کچھ بن نہین پڑتا
کہ اژدر نے غلطہ ماری شکم چاک ہوا ایک جادوگر بصورت مہیب و بشکل عجیب و غریب
ظاہر ہوا اور میگونہ کو دیکھ کر رقص کرنے لگا لوٹے لیکر کہتا تھا کہ کیون ای گنہگارو آج
تم تینون کے سر کاٹ لون میگونہ تو نہ بولی مگر نورالدہر نے دل کو سنبھالکر جواب دیا
کہ او بے حیا جو تجھسے ہوسکے اوسمین قصور نہ کر اگر ہماری قضا تیرے ہی ہاتھ سے ہی
تو ناچاری ہی یہ کہکر پکارے کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت سے بچالے
وہ ساحر کھڑا ہوا اللکار رہا ہی بار بار ہاتھ بڑھاتا ہی کہ میگونہ پہ قبضہ کرون میگونہ کی صورت
زیبا دیکھ کر پسینے پسینے ہورہا ہی کبھی ہاتھ باندھتا ہی کبھی قدمون پہ گرتا ہی کہتا ہی کہ
اگر تو مجکو قبول کرے تو ان دونون کو رہا کردون مگر تجکو اپنے مقام پہ لے چلونگا ای
میگونہ یہان سے لشکر تک ہزار آفتین ہین کس کس سے بچوگی میگونہ نے کہا کہ ہمارا
حافظ حقیقی ہماری حفاظت ہر جگہ کریگا اژدر جادو نے نورالدہر کی طرف دیکھ کر کہا
کہ مقام افسوس ہی اس جوان پہ عاشق ہوئی ہو جان کا کچھ خوف نہین میگونہ نے کہا کہ
ابتو جو کیا وہ کیا مگر تو مجھے کچھ امید نہ رکھنا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر اژدر جادو

منتین کر رہا ہی کبھی کہتا ہی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کیا کہون نظم

وصل کی شب دنگ گردون نوع دیگر ہو گیا
شام کے ہوتے ہی مین جامے سے باہر ہو گیا

عیسی مریم وہ لعل روح پرور ہو گیا
روے زیبا کے سبب یوسف پیمبر ہو گیا

ظلم سے اپنے پشیمان وہ ستمگر ہو گیا
دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہو گیا

اُس شہ خوبان کو لکھا جب عریضہ شوق کا
اسقدر لوٹا ہما اُس پر کبوتر ہو گیا

منتخب تو نے کیا لیکر قلم کو ہاتھ مین
صاد تیرا شعر کے چہرہ کا زیور ہو گیا

روح کو تفریح اُن دانتون کے دیکھے سے ہوئی
آب گوہر سے ہرا دل کا صنوبر ہو گیا

کوچہ گیسو سے کس دلبر کے آئی تھی نسیم
بوے سنبل سے دماغ جان معطر ہو گیا

صورت قاتل کے دیکھے سے ہوئی ایسی خوشی
اپنی آنکھون مین ہلال عید خنجر ہو گیا

آنکھ سے دیکھا سُنا کرتے تھے صحبت کا اثر
تیری گردن مین صراحی دار گوہر ہو گیا

ایک الف سے قد کے سودے مین ہوا آتش فقیر
چار ابرو کو صفا کر کے قلندر ہو گیا

یہی اشعار پڑھتا ہی اور منتین کرتا ہی مگر میگونہ ثابت قدم کوے محبت ہر مرتبہ جواب دیتی ہی کہ ای اژدر جادو جو تجھسے ہو سکے قصور نکر قتل کر ڈال مگر ذکر عصمت کا نہ نکال مین اپنی جان دونگی مجھے زندہ نہ پائیگا ای اژدر شاہزادے کا ساتھ دے کہ تیرا انجام بخیر ہو جاے مگر اژدر نہین مانتا یہی چاہتا ہی کہ میگونہ پر قبضہ کرون قضاے کار ملکہ صہبا جو تخت اُڑائے آتی ہین اژدر نے دیکھا کہ ایک ابر گلنار پیدا ہوا زیر ابر طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر نہایت رعنا و زیبا اژدر جادو نے خیال کیا کہ کوئی مددگار نور الدہر کا آتا ہی ایک گولہ ابر پر مارا ابر پھٹا صہباے شیرین کلام کو دیکھا کہ تخت پر سوار چالیس کنیزین ہمراہ ابر سے ظاہر ہوئین للکارا کہ او اژدر جادو خبردار ان پر ہاتھ نہ ڈالنا اژدر نے پُکار کر کہا کہ ای صہباے شیرین کلام تمہاری گرفتاری کا بھی حکم ہی کئی جادوگر اسی فکر مین چلے ہین مین سب کے قبل پہونچ گیا لہذا مناسب یہ ہی کہ سامنے خداوند کے چل چلو وہان عذر اور معذرت کر لینا مجکو جو حکم ہی وہ مین بجا لاؤنگا مین سامنے خداوند کے تمکو

بیجا ڈنگا اس جہان کی ذات سے بڑے بڑے صدمے پہونچے صدہا جادوگر مارا گیا کوہ قی
صنم مہ قران کو بھی پہونچے صہبا نے کہا کہ ای اژدر جادو میرے سامنے تیری مجال نہین ہی
کہ قران کو ستانے آئندہ پروردگار کو اختیار ہی اژدر نے کہا کہ تم بھی جمشید ثانی سے
پھر گئین خدائے نادیدہ کو یاد کرتی ہو یہ کہکر قصد کیا کہ میگونہ پہ ہاتھ ڈالدون میگونہ
نے بہ نگاہ یاس طرف صہبا کے دیکھا کہا ای صہبا یہ ملعون بجبر آبرو لیتا ہی تمسے اسکے
بیکار ہون جو جبر چاہے کرے تم مین کیا اختیار ہی آخر صہبا نے کارد جھولی سے نکالی اسم
سحر پڑھ کر پھینکا اور کی شانہ اژدر کا نشانہ ہوا اور کارد توڑکر پار گذری شانہ زخمی ہو گیا
اژدر نے چاہا کہ بھاگ جاؤن صہبا نے کہا کہ ای اژدر اب تجھکو نہ جانے دونگی اژدر
نے بھی گولہ نکال کر مارا صہبا نے گولہ کاٹ دیا اب دونون مین سحر چل رہے ہین کہ شیر رنگ
نے بیقرار ہو کر کہا کہ ای اژدر جادو بڑا غضب ہوا میری کمر مین روپیہ تھے وہ گرے
جاتے ہین یہ پوٹلہ تو لے لو اژدر نے ہاتھ بڑھایا شیر رنگ نے کمر سے نکال کے رومالی دیا
اژدر جادو نے خیال کرکے دیکھا کہ بہت بڑا پوٹلہ ہی یقین ہی کہ دو چار سو روپیہ ہونگے
سوچا کہ اسکو کھولکر دیکھون جیسے ہی گرہ کھولی دھوان نکلا اژدر بیہوش ہو کر گرا ادھر سے
صہبا نے ہاتھ مار دیا ایک برق چمک کر گری کہ اژدر جادو کے دو ٹکڑے ہو گئے سب نے
رہائی پائی صہبا نے کہا کہ آپ لوگ بڑھین مین بھی آتی ہون ای میگونہ تم کیسی ساحرہ
ہو جلد نکل جاؤ ہر مقام پر پھنس جاتی ہو میگونہ نے جھولی سے گولہ نکالا سحر تیار کرکے
ہاتھ مین لے لیا ہوشیار ہو کر چلی مگر لشکر نورالدہر جس مقام پر فروکش ہی رات کو جو
نورالدہر و میگونہ نکل گئے صبح کو فیروز تاجدار نے دربار کیا گھبرا گھبرا کر کہہ رہا تھا
کہ آقا کا اب تک نشان نہ معلوم ہوا شیر رنگ تلاش مین گیا وہ بھی اس وقت تک پلٹکر
نہین آیا معلوم ہوتا ہی کہ بی میگونہ بھی کسی آفت مین پھنس گئین کہ کچھ حال نہ کھلا سب سردار
پریشان ہو رہے ہین سب سے زیادہ دیوانے زنجیرین ہلاتے پھرتے ہین اور کہتے ہین
فلک نے کیا سامان دکھایا دیکھیے انجام کیا ہو کہ ابر سیاہ آسمان پر اٹھا اور آواز آئی کہ
منم باران جادو آسمان سے آگ برسنے لگی جسپر شعلہ گرا وہ جل کر خاک ہوا بعض سپاہی

جو بھاگتے ہین شعلۂ آتش اُنکا تعاقب کرتا ہی کئی ہزار جوان جب جل گئے تو جملہ سردار مجبور
و ناچار ہوکر دعائین کرنے لگے کہ ای رب کارساز و ای مالک بے نیاز رحم اپنا شریک کر نظم

تو ئی کافریدی ز یک قطرہ آب ۔ گہر ہاے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف جوہر پدید ۔ بجوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را ۔ تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نبارد ہوا تا نگوئی ببار ۔ زمین تا ورد تا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی ۔ برون زان کہ یاری گرے خواستی
ز گرمی و سردی و از خشک و تر ۔ سرشتی بہ اندازہ یکدگر
چنان بر کشیدی و بستی نگار ۔ کہ بہ زان نیارد خرد در شمار

سب سردار سر برہنہ کیے ہوے دعائین مانگ رہے ہین کہ صحرا کی طرف سے دیکھا ملکہ
میگونہ آگے نور الدہر و شبرنگ پیچھے آتے ہین مگر میگونہ کا چہرہ سُرخ ہو رہا ہی گولہ
ہاتھ مین اور ایک ہاتھ مین کارد سحر جیسے ہی دیکھا کہ لشکر تباہ ہو رہا ہی اور باران جادو
آسمان سے آگ برسا رہا ہی گولہ کھینچ مارا گولہ پھٹا دھوان نکلا دوسرا ابر اور تیار ہوا دونون
ابرون مین جنگ ہونے لگی میگونہ سحر کر رہی ہی اور باران جادو دفع کر رہا ہی ابر بھی
آپس مین جنگ کرتے ہین جب دونون ابر مل جاتے ہین تو صدائین مہیب آتی ہین مار گر
جل جل کر گر رہے ہین کہ دوسرا ابر سُرخ رنگ پیدا ہوا بہ تعجیل آیا اور آکر پھٹا سب نے
دیکھا کہ صہباے شیرین کلام نہایت غصے مین آکر یہ نعرہ کیا کہ او باران جادو
یہ کیا حرکت ہی غضب کرتا ہی تو نے بخطاؤن کو جلا دیا اسکی پرسش خدا تجھسے کیا کریگا
باران جادو نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم مجھسے خطا ہوئی مگر آپ اپنے کو بچائیے یہ کہکر ہاتھ
ہلایا ہزار ہا شعلۂ آتش صہبا پر گرا اُن شعلون مین ملکہ بند ہو گئین مگر تڑپکر نکلین کئی مرتبہ
ایسا ہی اتفاق ہوا کہ شعلۂ آتش مین گھر گئین مگر فوراً تڑپ کر نکل گئین آخر ملکہ نے بلند ہوکر
ہاتھ ہلایا کہ برقین گرین ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اب باران کا سامنا ہوا باران نے
جو سامنے صہبا کو دیکھا گولہ کھینچ مارا صہبا نے وہ گولہ کاٹا جب کئی سحر باران کے ملکہ

صہبا نے دفع کیے تو باران نے ایک چیخ ماری کہ ای قطرہ زن آفت بار تو اپنے کو کیون نہین ظاہر کرتی مین عاجز ہو رہا ہون سحر میرا تاثیر نہین کرتا کہ دوسرے پہلو سے آواز آئی کہ ای باران مین ابر کو زور دے رہی تھی کہ برق نے ابر کو توڑا اب ناچار ہو گئی کیا کرون مین بھی ہر چند قصد کرتی ہون کہ اسپر غلبہ پاؤن مگر ممکن نہین ہوتا ہم تم مل کر سحر کرین شاید اسپر غالب آوین یہ کہکر اُس ساحرہ نے برقین گرائین صہبا اُن برقون مین چھپ گئی مگر تڑپکر نکلی سب برقون کو قلم کیا ایک برق کو اشارہ کر دیا وہ برق چمک کر سر پر اُس ساحرہ کے آئی اسطرح کڑک کر گری کہ اُس ساحرہ کے دو ٹکڑے ہوے اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین قطرہ زن آفت بار بود مرتے ہی قطرہ زن کے باران جادو گھبرایا چاہا بھاگ کر نکل جاؤن مگر صہبا نے رو کا زلفون سے ایک بال توڑ کر جھٹکا دیا کہ زنجیر بنکر پاؤن مین باران کے پڑا ملکہ نے کھینچا باران کھنچتا ہوا قریب آیا ہاتھ باندھتا تھا کہ مجھے نہ مارو مگر ملکہ نے ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری کہ باران کے دو ٹکڑے ہوے اب نورالدہر و میگونہ و شبرنگ داخل لشکر ہوے صہبا بھی آکر شریک ہوئی ساحرون کو اور زور ہوا میگونہ نے تنہائی مین نورالدہر سے کہا کہ وہ ساحرہ آپ کی شریک ہوئی کہ جسکا سحر و ساحری مین مثل نہین اگر وقت پر جمشید ثانی آپڑے تو صہبا ایسی ہی کہ اُس کو جواب دے کیا عجب ہی کہ اسکا سحر غالب ہو یہ شعلۂ جوالہ ہی نورالدہر نے بھی بہت کچھ تعریفین کین اور کہا کہ راہ بھر مین کئی ساحرون نے گھیرا مگر اُن سب کو صہبا نے مارا میگونہ ہر مرتبہ گرفتار ہو گئین مگر صہبا نے آکر رہا کیا ہمکو بھی بچایا اسی کی وجہ سے یہانتک پہونچے ورنہ زندانخانہ سے یہانتک آنا دشوار تھا سب سردار دربار مین آکے بیٹھے نورالدہر سے باتین کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان مسلح و مکمل آکر مقابلے مین پہونچا اور کہلا بھیجا کہ منم عفریت خونخوار ای نبیرۂ صاحبقران بہتر یہ ہی کہ اس صحرا سے کوچ کر جاؤ ورنہ وہ آفت برپا کرونگا کہ جو کسی نے نہ سنی ہو صہبا نے کہا کہ ای شہریار حقیقت مین یہ اسم بامسمی ہی اگر حکم ہو تو سحر کرکے اسکو آوارہ کردون نورالدہر نے جواب دیا کہ یہ ہمارے

لشکر کا قانون نہین ہی غیر ساحر سے ساحر نہین لڑ سکتا ہم حکم نہ دین گے عفریت نے فوراً طبل جنگی بجوایا نور الدہر کو خبر پہونچی انھون نے بھی طبل جنگی بجوایا صبح کو عفریت خونخوار بڑے زور و شور سے میدان مین آیا نور الدہر بھی لشکر لیکر میدان مین آے ایکطرف صہبائے شیرین کلام اور ایک جانب میگونہ اور چار سردار پشت پر صف باندھے کھڑے ہین مگر عفریت نے جو صہبا کو دیکھا پسینے پسینے ہوگیا اگینڈا بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای نور الدہر مین تم پر رحم کرتا ہون مگر اتنا احسان کرو کہ صہبا کو یہان بھیجدو مین قدرت سے کلام کرونگا جو جو گستاخیان ان سے سرزد ہوئین مین معاف کرا دونگا صہبا نے رکاب سے ہاتھ ہٹایا کہا ای شہریار مین اسکا حکم پورا کردون دیوانہ ہو کر طرف صحرا کے چلا جاے پہاڑ سے سر ٹکرائے پھر پلٹ کر نہ آئے ہر چند نور الدہر نے روکا مگر صہبا کو اسقدر ناگوار ہوا تھا کہ تلوار کھینچ کر اپنے گلے پر رکھ لی کہا اگر مجکو اجازت نہ دیجیے گا تو مین اپنا گلا کاٹ لونگی ناچار ہو کر نور الدہر نے صہبا کو اجازت دی صہبا نے میدان مین آکر ایک گولطرف صحرا کے مارا کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

دل ہے نالہ کنان بلبل نالان کی طرح	سینہ بنجاے جو داغون سے گلستان کی طرح
لاغر اس گل کی محبت نے یہ دشت مین کیا	استخوان چبھنے لگے خار مغیلان کی طرح
چاندنی پھیل گئی سارے جہان مین شبکو	بام پہ یار جو آیا مہ تابان کی طرح +
جب سے آنکھون نے چھپا چاند سا چہرہ انکا	داغ ہر دل پہ ہمارے مہ تابان کی طرح
آمد فصل بہاری کی خبر سن سن کر +	چہچہے دل نے کیے بلبل بستان کی طرح
لاغر ایسا ہون کہ طاقت نے دیا مجکو جواب	بستر خواب پہ ہون قالب بیجان کی طرح
دست رنگین سے بت شانہ نہ زلفون مین کرو	شل نہ ہو جاے کہین پنجۂ مرجان کی طرح +
آتش عشق جو سینے مین ہمارے بھڑکی +	داغ دل جلنے لگے مہر درخشان کی طرح
رشک اس بات کا تھا غیر نہ جانے پاے	اسکے در پر مین رہا جاکے نگہبان کی طرح

دیکھا سامنے سے ایک مہ جبین شعلہ رخسار یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی عفریت نے جو

اُس مہ جبین کو دیکھا بیقرار ہوگیا پکار اُٹھا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان میرے
پاس آؤ اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ تم کو دور جانا ہی میرے پاس آؤ مین تم کو راستہ
بتا دون عفریت گینڈے سے اُترا جب قریب اُس نازنین کے آیا تو اُس نازنین نے
ایک پرچہ ہاتھ مین دیا مضمون اُسمین یہ لکھا تھا کہ یہ سحر صہبائے شیرین کلام ہی طرف
قصر ہفت رنگ کے جاؤ اور سر جمشید ثانی کا لاؤ وہ پرچہ ہاتھ مین لیکر عفریت پھر
اپنے گینڈے پر سوار ہوا اور کہا کہ کیون ملکۂ عالم تم سے کہان ملاقات ہوگی اُس نے
مسکرا کر جواب دیا کہ جب تم جمشید سے لڑ چکو گے تو مین بھی اُسی قصر مین ملونگی تمھاری میرے
ساتھ شادی ہوگی مین دُلھن بن کر بیٹھونگی یہ سُنکر عفریت خونخوار بہت خوش ہوا اور طرف
جمشید کے روانہ ہوگیا صہبا نے سحر کرکے لشکر کو بھی اسکے متفرق کیا نور الدہر بفتح
و فیروزی پلٹے مگر عفریت خونخوار بلبلاتا ہوا تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے اُسکو چمکاتا ہوا
طرف قصر ہفت رنگ کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ جمشید تو دربار مین نہین ہی لیکن
وزیر اسکا شبدیز چابک خرام دربار مین بیٹھا ہی احکام جاری کر رہا ہی کہ لشکر مین تلاطم
ہوا شبدیز نے پوچھا کہ اے یارو یہ کیا معرکہ ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ حضور
عفریت خونخوار نامے پہلوان لشکر پر آگرا ہی سب کو قتل کر رہا ہی اور قدرت کو بُرا
کہ رہا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین ہی اُس کو جو دیکھتا ہی تو اور زیادہ بلبلاتا ہی کئی ہزار
جوان قتل کر ڈالے ہین اپنے زمانے کا دیو ہی کوئی اُس سے لڑ نہین سکتا جسنے سامنا کیا
وہ مارا گیا یہ خبر دہشت اثر سُنکر شبدیز اپنے مقام سے اُٹھا اور قصر سے کود ا لشکر
مین آکر دیکھا کہ چار طرف تلاطم ہی عفریت خونخوار گینڈے پر سوار ہر ایک کو قتل
کر رہا ہی اور آواز دیتا ہی کہ جمشید ثانی کہان گیا اس وقت میرے مقابلے مین نہین
آتا بے حیا خداوند بن کر بیٹھا ہی آج اُسکی خدائی مٹاؤنگا ملکۂ عالم کا حکم ہی کہ جا کر
جمشید کا سر لاؤ مین تم سب کو قتل کر ڈالونگا ورنہ جمشید کو بتاؤ شبدیز نے للکارا کہ
او عفریت کیون دیوانہ ہوا ہی قدرت نے تجکو پیدا کیا اُنھین کو بُرا کہتا ہی ابھی
دم بھر کے قیامت برپا ہوگی بس بہتر یہ ہی کہ آکر قدمون پر گرو خطا اپنی معاف کراؤ

یہ کلمہ جو شبدیز نے کہا عفریت خونخوار تیغہ چمکاتا ہوا جھپٹا پکارتا ہوا کہ او مردود تجکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ مجھسے تو مقابلہ کریگا ایک وار مین دو ٹکڑے کرونگا یہ کہتا ہوا قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نے کلائی تھام لی تلوار چھین کر پھینکی پرچہ کاغذ کا چھین لیا جو اُس کو پڑھا اُسمین مرقوم تھا کہ یہ سحر صہبائے شیرین کلام کا ہے عفریت گینڈے سے کودا اور کہا کہ او بے حیا پرچہ کاغذ کا واپس دے ایسا نہ ہو کہ مشوق پوچھے تو کیا جواب دونگا شبدیز نے منھ پر ہاتھ پھیرا اور پشت ٹھوک کر کہا کہ ای عفریت تم چلو مین بھی آتا ہون بی صہبا کو مزہ چکھاتا ہون بڑی گستاخ ہو گئی ہین یہان تک سحر پہونچایا قدرت کا خوف بھی موقوف ہوا ایک ذلیل پہلوان اُس کو دیوانہ کیا وہ بیہودہ بکتا ہوا آیا اگر بادولت اس وقت یہان نہ ہوتے تو لشکر کی خرابی تھی یہ سُنکر عفریت گینڈے پر سوار ہوا صحرا کی طرف روانہ ہو گیا شبدیز نے قصر ہفت رنگ مین لباس فاخرہ پہننے لگا جھولی مین اسباب سحر رکھا ایک ہاتھی پر سوار ہوا طرف لشکر نورالدہر کے چلا یہان وہ وقت ہے کہ نورالدہر بارگاہ مین بیٹھے ہین صہبائے شیرین کلام بھی دربار مین بیٹھی ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم شبدیز چابک خرام کیون بی بی مجھسے اٹھو مقابلہ کرو مجھپر سحر کرو تب مین جانون کہ سحر مین کامل ہو ورنہ مین تمکو لیجاونگا سامنے قدرت کے پہونچاؤنگا صہبا یہ سُنکر اُٹھنے لگی نورالدہر نے دامن پکڑ لیا کہا ای ملکہ عالم سمجھ بوجھ کر سحر کرو یہ وزیر جمشید ہے ایسا نہ ہو کہ باعث خرابی ہو صہبا نے کہا کہ اس کو ایسا دیوانہ کرون کہ جہان جاے وہان جوتیان کھاے جمشید کی صحبت مین بیٹھنے نہ پاے آخر دامن چھڑا کر بلند ہوئین شبدیز سے رد و قدح ہونے لگی دو چار سحر آپسمین ہوے صہبا نے دیکھا کہ جو سحر مین نے کیا شبدیز نے اُسکو دفع کر دیا جھولی سے ایک نشتر نکالا پیشانی پہ اپنی مار لیا خون چلو مین لیا طرف شبدیز کے پھینک مارا شبدیز پہ جو قطرے خون کے پڑے زمین سے غبار اُڑا اُس غبار نے شبدیز کو گھیر لیا ہر طرف سے آگ بھڑک اٹھی ہر شبدیز چاہتا ہے آگ سے نکلون مگر ممکن نہین کہ نکل سکے ملکہ نے آخرین اور خون پیشانی کا لیا وہ بھی پھینک مارا منھ پر شبدیز کے پڑا شبدیز نے پکار کر کہا کہ

ای شہنشاہ مصر خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی مین جاتا ہون اور سر لیکر جمشید کا آتا ہون
یہ کہکر پلٹی صہبا پلٹ کر آئین سب سردارون نے تعریف کی کہ ای ملکۂ عالم کمال کیا تمنے
وزیر جمشید کو پلٹا یا میگو نہ نے کہا یہ وہ وزیر ہی کہ تمام کارخانے اسکی ذات پر موقوف
ہین بڑے جڑے انتظام کرتا ہی ای شبرنگ ہوسکتا ہی کہ اسکی خبر لاؤ کہ اس نے جاکر
کیا کیا شبرنگ نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون صہبا نے کہا کہ ای شبرنگ بن عمرو
قصر ہفت رنگ مین سمجھ کر پاؤن رکھنا وہ ایسا قصر ہی کہ جمشید کو سب خبرین ملتی ہین
ایسا نہ ہو کہ تم کو پہچان لے شبرنگ نے کہا کہ مین سمجھ کر جاؤنگا یہ کہکر شبرنگ چلا جب
لشکر سے نکلا تو زنگ کی آواز کان مین آئی پلٹ کر دیکھنے لگا دیکھا کہ شہنشاہ اوج عیاری
خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری جست و خیز کرتے ہوے آتے ہین شبرنگ نے سلام کیا
خواجہ نے کہا کہ بیٹا کہان چلے تمھارے آقا کے یہان تو خیر و عافیت ہی شبرنگ نے کہا
کہ آپ کے تصدق سے اس وقت تک خیر و عافیت ہی کل جیسا کچھ ہوگا وہ سمجھا جاے گا
وزیر جمشید آیا تھا موسوم بہ شبدیز چابک خرام اُسکو ملکہ صہبا سے شیرین کلام
نے سحر کر کے بھیجا اب وہ مسحور ہو کر قصر ہفت رنگ مین گیا ہی اور مین براے خبر
جاتا ہون خواجہ نے کہا کہ بسم اللہ مین نور الدہر سے ملاقات کر کے
پلٹ جاؤنگا خواجہ نے شبرنگ کو رخصت کیا مگر شبدیز چابک خرام بلبلاتا ہوا
جاتا ہی کسی مقام پر رکتا نہین سامنے کوہ نور ہ تھا زرریز جادو ایک شاہزادی حسین
و جمیل اپنے اوہ پر بیٹھی تھی کئی سرکشین گرد بیٹھی ہین محفل عیش و نشاط آراستہ ہی جام گردش
مین ہی شبدیز چابک خرام نے دور سے جو یہ معاملہ دیکھا آسمان سے اُترا زرریز نے
جو وزیر اعظم کو دیکھا لا کر مقام صدر پر بٹھایا شبدیز چابک خرام صورت زیبا زرریز کی
دیکھ رہا ہی آخر ضبط نہ ہو سکا پکار اُٹھا کہ ای شاہ اقلیم خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی
میرے پہلو مین آکر بیٹھو مین تمھارا گشتۂ ابرو ہون عاشق گیسو ہون پریشان ہو رہا ہون
زرریز نے کہا کہ ای وزیر اعظم اپنے ہوش مین آؤ کیا بیہودہ بکتے ہو سر محفل ایسا
کلام کیا ایسا نہ ہو کہ مجھے خلاف گذرے مین نے خداوندی کی خاطر سے تمکو محفل مین آنے

جگہہ دی ورنہ تم اس قابل نہین ہو کہ کوئی شریف تم کو اپنی صحبت مین جگہہ دے شبدیز نے کہا کہ ای زرریز مین نے بہت ضبط کیا جب ضبط نہ ہو سکا تب ایسا کلام کیا مین اپنے ہوش مین نہین ہون میرا عجیب حال ہی میری مدد کرو نظم

ہوا ہی شوق مجکو اُسکے در پر جبہ سائی کا / کہ شاہی سے ہی اعلے مرتبہ جسکی گدائی کا
اُٹھایا عشق مین ہر چند غم ساری خدائی کا / مگر اب مجھ سے اُٹھ سکتا نہین صدمہ جدائی کا
ملک عرش بریں پر دیکھکر حضرت کو کہتے تھے / یہ وہ بندہ ہی جو مختار ہی ساری خدائی کا
اُٹھا پردہ دوئی کا جب تو وہ یکتا نظر آیا / حجاب غیر مانع تھا مرے دل کی صفائی کا
علی کے نام پر مشکلکشائی ختم کی حق نے / کسے ایسا ہوا ہی حوصلہ مشکلکشائی کا
نہ بات اب پوچھیگا ہرگز کوئی قند مکرر کی / کہ پہونچا مصر تک شور اُسکے ہونٹھون کی مٹھائی کا
ہزبر اب مدحت شاہ نجف مین مشق ہو ہر دم / اگر رکھتے ہو دل مین حوصلہ طبع آزمائی کا

زرریز یہ اشعار سُنکر بہت برہم ہوئی کہا ای شبدیز بڑی گستاخی تم کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ تم کو میری طرف سے ملال پہونچے شبدیز نے کہا کہ مین وزیر اعظم خداوند ہون میری سب خاطر کرتے ہین زرریز بولی کہ اگر ایسا گھمنڈ کروگے تو سامنے خداوند کے بدنام ہوگے شبدیز نے کہا کہ مین خیر خواہ دولت کہلاتا ہون مجھے کوئی بدنام نہین کر سکتا آخر تکرار بڑھی شبدیز نے ہاتھ بڑھایا کہ گلے مین ہاتھ ڈالدون زرریز نے ایک تمانچہ مارا تڑاقے کی آواز ساری محفل مین پہونچی کنیزون نے کہا کہ ای شبدیز مبارک ہو کہ معشوق کے ہاتھ کا تمانچہ تو کھایا شبدیز نے کہا مین تو اسکی آرزو رکھتا تھا کہ معشوق گستاخ سے سابقہ پڑے یہ کہکر زرریز سے کہا بہتر یہ ہی کہ میرے ساتھ چلو باغ مین میرے بڑی تیاری ہی پھولون کے جابجا انبار لگے ہین زرریز نے کہا کہ ای شبدیز اب جاؤگے کہ ذلت اُٹھاؤگے ابکے مرتبہ ایسا سحر کرون کہ پہاڑ سے سر ٹکراؤ اسنے لگو غیرت کی بات پر شرماتے نہین ہو آخر بیباک تکرار بڑھی کہ شبدیز بڑھا چاہا کہ ملکہ کو گود مین اُٹھالون زرریز نے سحر کیا پاؤن شبدیز کے تھرائے پہلوے نخل سے دیکھا کہ ملکہ صہباے شیرین کلام مسکراتی ہوئی آتی ہین آکر کہا کہ ای شبدیز تم یہان کیون ٹھہرے قصر ہفت رنگ مین جاؤ قدرت کے سامنے مطلب حاصل ہوگا

زرریز سے تکرار نہ کرو صہبائے نقلی نے جو یہ کہا شبدیز کے دل پر تاثیر ہوئی زرریز کو جھک کر
سلام کیا کہا ای ملکۂ عالم رخصت ہوتا ہون زرریز نے کہا کہ صاحب اختیار ہو خواہ بیٹھو خواہ
جاؤ شبدیز کوہ سے اُترا جست وخیز کرتا ہوا چلا ایک ایسے صحرا مین پہونچا کہ ہزارہا آہوان
ختنی پھر رہے ہین ایک جانب دو جوان شکاری تیر وکمان ہاتھ مین لیے شکار کھیلتے پھرتے ہین
یہ صحرا جو شبدیز نے دیکھا ایک آہو کے پیچھے دوڑا وہ آہو بھاگا ایک باغ مین گھس گیا شبدیز
بھی ساتھ ہی پہونچا دیکھا فرش بچھا ہی ایک نازنین مسند پر بیٹھی ہی اُس آہو کی پشت پر
ہاتھ پھیر رہی ہی شبدیز جھپٹ کر آیا کہا کیون ای نازنین یہ آہو ہمارا شکار ہی تم نے اسے کیون
رفیق بنایا مین اِسے لیجاؤنگا اُس نازنین نے کہا کہ یہ آہو پالو ہی اسکو شکار نہ کرسکو گے
شبدیز نے کہا کہ ابھی تیر مارتا ہون آہو تھمیا کر گریگا یہ کہکر کمان کیانی کاندھے سے اُتاری
تاک کر تیر مارا آہو کی پشت کے پار گذرا آہو کے مرتے ہی باغ مین اندھیرا ہو گیا دیوارین چار
جانب کی گر پڑین نخل سب جلنے لگے شبدیز نے جو یہ ہنگامہ دیکھا باغ سے نکل کر بھاگا صحرا مین جو
آکر دیکھا تو وہی آہو چرا کر رہا ہی بیقرار ہو کر کہا ای شبدیز مین نے اسی آہو کو مارا تھا وہ
یہان زندہ پھر رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہان کوئی شعبدہ باز رہتا ہی جسکے شعبدے سے یہ
ظہور ہوا یہ کہتا ہوا طرف آہو کے چلا تھا کہ دور سے دیکھا ایک گنبد ہی اُسمین ایک شاہزادی
حسین وجمیل بیٹھی ہی جیسے ہی شبدیز سامنے پہونچا اُس شاہزادی نے اشارہ کیا شبدیز
اشارۂ جنبش ابرو سے ذبح ہو گیا بیقرار ہو کر دوڑا جب قریب دروازے کے پہونچا
ٹھوکر لگی گر پڑا اچھلا کر اُٹھا جب ارادہ کرتا ہی کہ اندر جاؤن ٹھوکر لگتی ہی گر پڑتا ہی وہ
نازنین ہنس کر کہتی ہی کہ ای وزیر اعظم مزاج کیسا ہی شبدیز جواب دیتا ہی ای راحت جان
وروح تیری جنبش ابرو نے کلیجے پر زخم کاری لگایا وہ زخم تپک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی
اب حاضر ہوتا ہون اُس نازنین نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ پشت سے گنبد کی آؤ اُدھر
بھی دریچہ لگا ہی شبدیز پشت گنبد پر آیا ایک مختصر کھڑکی دیکھی چاہا اندر جاؤن چونکہ جسیم و
شحیم تھا کھڑکی مین پھنس گیا ہر چند چاہتا ہی کہ نکلون مگر ممکن نہین ہوتا اب شبدیز کھڑکی
مین پھنسا ہوا تڑپ رہا ہی نہ باہر آسکتا ہی نہ اندر جا سکتا ہی اپنے حال زار پر پریشان ہی کہ

در گنبد سے ایک جوان آیا پاس اُس نازنین کے آکر بیٹھا اختلاط کرنے لگا وہ کہتی بھی ہی
کہ دیکھو صاحب کیا کرتے ہو غیر شخص دیکھ رہا ہی جا بجا ذکر کریگا میرے واسطے مقام ذلت ہوگا
مگر وہ جوان نہین مانتا اُس نازنین کو لپٹا جاتا ہی شدبیز کلمات سخت کہنے لگا اُس جوان نے
اُٹھ کر شدبیز کے پٹّے پکڑ کر دو تین تمانچے مارے اور مُنھ پر تھوک دیا کہا او نالائق و بے حیا
جیسا بادشاہ ویسا وزیر ایک عورت کے سبب سے تیرا یہ حال ہوا کہ آپ مین نہین آپے سے
باہر ہو گیا شدبیز کیسا تڑپتا ہی کہ کیونکر اس جوان سے بدلہ لون کہ دوسرا جوان آیا وہ
بھی اُس نازنین سے اختلاط کرنے لگا اُس کو بھی شدبیز نے کلمات سخت کہے اُسنے بھی آکر
چند تمانچے مارے شدبیز نے جھلّا کر کہا کہ او بے وفا مجھکو ذلیل کراتی ہی مجھکو تکلیف ہوتی ہی
میرا سر کاٹ لے کہ مجھکو آرام ملے یہ دونون جوان جو آے ہین مجھکو سخت ناگوار ہی وہ نازنین
اپنے مقام سے اُٹھی نیمچہ تولتی ہوئی چلی وہ دونون جوان منع کرتے ہین کہ ایسے بیغیرت کو
مارنے سے کیا فائدہ اتنا بڑا عہدہ دار اور ایسا بے غیرت کہ آکر کوٹھڑی مین پھنسا ہی اور
نکل نہین سکتا بلکہ ہم سزا دین کہ ہمیشہ یاد رکھے پھر کبھی ایسی خطا نہ کرے ایک نے نیمچہ لیا اور
ایک نے خنجر کھینچا طرف شدبیز کے چلے اُس وقت شدبیز کی بیقراری پکارتا ہی کہ او جمشید
غافل بیٹھا ہی میری مدد کو نہین آتا ہی بیقرار ہو کر جو یہ نالہ کیا اور چیخین مار کر رو دیا جمشید
قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہی نازنینان مہ جبین سے اختلاط کر رہا ہی کہ کان مین آواز آئی
کہ شدبیز کہین چیخ رہا ہی جمشید نے کہا کہ یارو سُنتے ہو معلوم ہوتا ہی کہ شدبیز کسی بلا مین
پھنسا سب نے کہا کہ یا خداوند وہ آدمی چالاک ہی ساحر بے باک ہی اپنی حرکت سے کہین
پھنسا جمشید نے کہا کہ جا کر خبر لیتا ہون یہ کہکر اُٹھا یہان اُن دونون نے بڑھ کر تلوار و خنجر
کا ہاتھ مارا کہ سر اور شانہ شدبیز کا زخمی ہوا اُن دونون نے ارادہ کیا کہ اور وار کرین شدبیز
نے بلک کر کہا کہ یارو مجھ بے گناہ کو کیون مارتے ہو کہ دیکھا سامنے سے صہبائے شیرین کلام
گنبد مین آئی اور پکار کر کہا کہ کیون شدبیز کچھ عشق کا مزہ ملا اب تو غنچۂ آرزو کھلا شدبیز
نے پکار کر کہا کہ لاکھ جان میری تجھپر نثار ہو تیری محبت نے یہان تک پہونچایا کہ بلا مین
پھنسا ہون اگر میری مشکل آسان کر صہبا نے نقلی بڑھی کہ اسکو کوٹھڑی سے نکال لون

کہ آسمان پر کڑکڑاہٹ ہوئی دیکھا کہ جمشید ثانی بقہر و غضب تمام پیدا ہوا صہبا سے
نقلی کو ایک تمانچہ مارا صہبا گری مثل قطرۂ آب زمین میں جذب ہوگئی جمشید ثانی طرف
اُس نازنین کے متوجہ ہوا کہا کہ کیون او شوخ دیدہ تو نے میرے وزیر پر یہ بدعت کی [illegible]
سے اُس کے سامنے اختلاط کیا اور اُسکو محروم رکھا اُس نازنین نے بھر کر کہا کہ یا خداوند
میری کیا خطا ہے جو قاعدے ملکہ غزال نے مقرر کئے ہیں وہ ہی ہوئے [illegible] جمشید ثانی
خاموش ہو رہا قریب آکر دریچے پر نگاہ ڈالی [illegible] دریچہ [illegible] ہوا کہ شبدیز نکل آیا اور
جمشید کے قدمون پر گرا اور کہتا ہے کہ یا خداوند آپ اب جاتے ہیں اِس نازنین سے
وصل حاصل کر کے آؤنگا جمشید ثانی نے کہا کہ او وزیر بد [illegible] دونو
جوان جو آمادہ کھڑے ہیں اِس نازنین کے [illegible] اُن کو
چھوڑ کر وہ تمپر توجہ کرے بس بہتری اسی میں ہے کہ چلے چلو اُس وقت شبدیز نے [illegible]
جمشید نے ہاتھ تھام کر شبدیز کو ساتھ لیا اور لیکر چلا راہ میں یہ کلمہ کہا کہ ای شبدیز
تم نے اُس آہو پر کیون تیر مارا اُسی وجہ سے تم بلا میں گرفتار ہوئے اگر ہم نہ آتے تو تم
رہا نہ ہوتے بلکہ یہ دونون جوان تم کو قتل کر ڈالتے شبدیز باتیں کرتا ہوا جاتا ہے عرض کرتا
ہے کہ یا خداوند آپ نے بڑا احسان کیا کہ مجکو بچا لیا ورنہ میں زندہ بچتا ایسا دریچے
میں پھنسا کہ نکاسی غیر ممکن تھی آپ نے آکر دریچے کو کھینچ لیا یہ باتیں کرتا جاتا ہے کہ ایک
صحرائے سرسبز و شاداب سے گذرا شبدیز نے دیکھا کہ ایک نخل کی آڑ پکڑے ہوئے صہبا
کھڑی ہے اور شبدیز کو اشارون سے بلا رہی ہے شبدیز بہک گیا راہ چلتے چلتے رُکا
کہا یا خداوند میرے پیٹ میں درد ہوتا ہے آپ بڑھیں میں آتا ہون جمشید سمجھ گیا پلٹ کر
کہا کہ ای شبدیز پھر تم پر کوئی شعبدہ ہوا غزال تمھیں نہ نکلنے دیگی خبردار اور کہیں نہ
جاؤ چپکے چلے چلو ورنہ خراب ہوگے شبدیز نے نہ مانا کہا یا خداوند مجھپر کون شعبدہ
کریگا میں کسی کے شعبدے کو کب مانتا ہون آپ کی صحبت میں رہا ہون آپ کی آنکھیں
دیکھے ہوئے ہون جمشید نے کہا کہ بیشک میرے ساتھ تو رہے مگر کچھ قدرت سے تعلیم نہ لی
ہمیشہ قدرت تم سے بعید رہی اور تم نے اپنے کو لہو و لعب میں ڈالدیا مگر تمہاری ذلت

میری خجالت ہی کیونکہ تم میرے وزیر اعظم کہلاتے ہو دیکھو خیر ہی اب بھی نہ جاؤ میرے ساتھ
چلو مگر شبدیز نے نہ مانا بجا و درست کہتا ہوا ایک جانب بھاگا اول اُس درخت کے
قریب آیا وہان صہبا کو نہ پایا دیوانہ وار و وحشی مثال یہ اشعار محبت آمیز پڑھنے لگا نظم

مجکو منظور ہی جاتا رہے نور آپ کو کیا ۔ اپنی آنکھون سے مین روتا ہون حضور آپکو کیا
غم و اندوہ کا ہی دل پہ وفور آپ کو کیا + اپنی آنکھونسے مین روتا ہون حضور آپکو کیا
شب اغیار مین ہوتا ہون حضور آپ کو کیا ۔ اپنی آنکھونسے مین روتا ہون حضور آپکو کیا
صبر کو ہاتھ سے کھوتا ہون حضور آپ کو کیا + اپنی آنکھونسے مین روتا ہون حضور آپکو کیا +
غصہ بیجا ہی بگڑنا ہی عبث سوچیے تو + اپنی آنکھونسے مین روتا ہون حضور آپکو کیا

اُس صحرا مین خاک اُڑاتا پھرتا ہی کبھی آہو دن کے پیچھے دوڑتا ہی کبھی گرد کے بوڈلون سے
کلام کرتا ہی کہ ای گرد باد میرے محبوب کا نشان بتا دے جب کوئی آواز نہین آتی تو بدحواس
ہوتا ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای عاشق صادق مین خود تیری مشتاق ہون شبدیز
نے دیکھا سامنے ایک کوہ فلک شکوہ ہی اُسپر فرش معقول بچھا ہوا ہی کئی سو کنیزان مروارید پوش
بیٹھی ہین اُنکے بیچ مین مسند پر ملکہ صہبائے شیرین کلام بعد شوکت و حشم بیٹھی ہین اور
مجکو پکار رہی ہین کہ ای عاشق صادق ہم خود تیری ملاقات کے مشتاق ہو کر آئے ہین کہین ٹھکانا
نہ ملا تو اس پہاڑ پر آکر ٹھہرے شبدیز یہ باتین سنتا ہوا بالائے کوہ پہونچا ملکہ نے پہلو مین بٹھالیا
کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر زبردست بے قام و بد انجام تخت پر سوار محفل مین آیا پکار کر
کہا کہ ای صہبائے شیرین کلام مین مدت سے تمپر جان دیتا ہون آج تک پتہ نہ ملا لیکن آج مجکو
ہرکارون نے پتہ دیا کہ کوہ زہرہ پر ملکہ جلوہ فرما ہین مین اشتیاق مین حاضر ہوا ہون ملکہ
نے جواب دیا کہ ای سلیم جادو مجھے تمہارا حال معلوم ہی مگر ابتو قدرت نے مجھے حکم دیا ہی کہ
شبدیز کے ساتھ رہو مین مجبور و ناچار ہون خدمت خداوند مین چلو مین بھی چلون سامنے
قدرت کے یہ حال ظاہر کرونگی جیسا قدرت حکم دین گے وہ بجالاؤنگی سلیم جادو نے کہا کہ
ای ملکۂ عالم چلیے قدرت کے سامنے روبکاری ہوگی ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئین شبدیز تڑپتا رہگیا
سلیم نے ملکہ کو تخت پر بٹھالیا اور ساتھ لیکر روانہ ہوا شبدیز دیوانہ وار و وحشی مثال

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا پہاڑ کے اوپر سے اترا نظم

این عشوہ بتان را نہ باندازہ ناز است	وین رشتہ سلسل شدہ تا زو نیاز است
از روے ہوس پنجہ مزن شانہ دران زلف	این سلسلہ ہر چند کشائی بود دراز است
چون عشق عنان گیر شود در رہ معشوق	محمود غلامی ز غلامان ایاز است ++
نومید مشو با ہمہ عصیان ز خداوند	چون نام خداوند جہان بندہ نواز است
مخفی بفغان کوش کہ در گلشن امید ++	دل مرغ گرفتار ہوس چنگل باز است

بیتاب و بیقرار پہاڑ سے اتر کر پھرنے لگا لاکھ چاہتا ہے کہ صحرا کو طے کر دون مگر وہ صحرا تمام نہین
ہوتا یہ قیامت ہے کہ وہ صحرا بے کنار اسکے لیے صحراے محشر ہو گیا دن بھر پھرا شام کو ایک نخل کے
نیچے آکر پڑ رہا تین دن اسی صحراے وحشت خیز مین رہا چوتھے دن جو صبح کو اُٹھا بیقرار ہو کے رونے لگا اور
پکارتا تھا کہ اے جمشید ثانی مجھے اس صحراے وحشت سے نکالیے میری معشوقہ لیکر سلیم جادو
گیا ہے میرے اُسکے درمیان مین انصاف فرمائیے ایسا نہو کہ غلام تڑپ کر ہلاک ہو جاے اپنے
بندے پر رحم فرمائیے بیقرار ہو کر جو دعا کی اور جمشید کو پکارا جمشید قصر ہفت رنگ مین
بیٹھا تھا یہ ہر وقت مصروف عیش و نشاط رہتا ہے طائر سر پر اُڑا کرتے ہین ایک طائر نے آواز دی
کہ یا خداوند وزیر اعظم آپ کا جنگل مین تڑپ رہا ہے اُسکو بچائیے صہبا نے غضب کیا اُس کو
دھوکے دیے ہین آج کئی دن سے جنگل مین پھرتا ہے راستہ نہین ملتا پہلے ایک صورت بنکر دھوکا
دیا پھر اپنی صورت دکھائی اب غزال جادو نے اپنے شعبدے مین پھنسایا ہے اسی وجہ سے
جنگل مین مارا مارا پھرتا ہے جمشید نے جو یہ کیفیت سنی تو ہنسا کہا صاحبو تم سے شنا قدرت کے سب
غافل جانتے ہین قدرت ہے سب کا حال روشن ہے ہم اپنے بندون کے حال سے غافل نہین ہون
ابھی جا کر اُسکو بچاتا ہون مسلمانون کے خداے نادیدہ دکھائی نہین دیتے اور مین صورت
اصلی دکھاتا ہون ابھی اُسکو لاتا ہون یہ کہکر اُٹھا طائرون نے چار جانب سے گھیر لیا ابر گلنا
کا سر پر سایہ ہوا اس کر و فر سے جمشید چلا شبدیز پر بیٹھا ہوا اُڑ رہا ہے کہ سامنے سے ایک آہو
آیا کئی دن کا بھوکا تھا دوڑا کہ اسکو پکڑ لون مگر آہو جست کر کے نکل گیا شبدیز اُس کے
پیچھے دوڑا سامنے ایک باغ تھا اُس مین آہو گھس گیا شبدیز بھی اُسکے تعاقب مین آیا اندر

آگے دیکھا کہ صحن مین فرش بچھا ہو اور ایک شاہزادی حسین وجمیل مسند پر بیٹھی ہو شبدیز نے جو
اُس محبوب کو دیکھا خیال صہبا دل سے دور ہوا اُسکے جمال پر مائل ہوگیا قریب آیا کہا ای جانِ
جہان و ای آرام دل مشتاقان آج کئی دن سے اس جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون بھوک و پیاس
نے پریشان کیا ہو اُس نازنین نے شبدیز کو بٹھایا کھانا وغیرہ کھلوایا شراب پلائی جب ہوش
وحواس درست ہوے کہنے لگا کہ کیون صاحب مین تو خدمت خداوند مین تھا یہان کیون کر
آیا اِس جام کے پینے سے آنکھین کھُل گئین غزال نے جواب دیا کہ ای شبدیز تم سحر مین صہبا کے
تھے مین نے وہ سحر اُتار دیا خداوند تمھاری مدد کو آتے ہین کہ ابر گلنار پیدا ہوا شبدیز براے
استقبال اُٹھا ابر آکر پھٹا جمشید آکر شریک صحبت ہوا کہا کیون ای غزال تجھے شبدیز کو اپنے
شعبدے مین پھنسایا غزال نے کہا کہ یا خداوند یہ سحر مین صہبا کے تھے اب جانیکا ارادہ نکرین
جمشید نے کہا کہ ای غزال مین اسکو منع کرتا تھا اِسنے میرا کہنا نہ مانا قدرت کو بدنام کیا کہ
وزیر اعظم خداوند اس بلا مین مبتلا ہوا اب اِس کو لیجا کر علاج کرونگا اس مصیبت سے
نکالونگا یہ کہکر ہاتھ شبدیز کا تھام لیا اپنے تخت پر سوار کرکے قصر ہفت رنگ مین لایا سب
شاہزادیان شبدیز کو دیکھ کر ہنسین کہتی تھین کہ ای شبدیز تم سے تعجب ہو کہ صہبا کے سحر مین
پھنسے جمشید نے کہا کہ صہبا بلاے روزگار ہو شبدیز نے کہا کہ یا خداوند ابھی جاتا ہون
جسپر وہ عاشق ہوئی ہو اُسکو لاتا ہون جمشید نے ہرچند منع کیا کہ ای شبدیز ساعت اچھی
نہین ہو مگر شبدیز نے نہ مانا فوج کثیر لیکر براے مقابلۂ نورالدہر چلا یہان نورالدہر دعوت
وضیافت صہبا مین مصروف ہین نورالدہر فرماتے ہین کہ ای صہبا ے شیرین کلام یہ
ہوسکتا ہو کہ لوح ہم کو ملے صہبا نے عرض کی کہ آپ کا نام کتاب مین نہین ہو اس طلسم کے
فتاح بادشاہ جہجاہ ہین لوح اُن کو ملیگی تب طلسم فتح ہوگا پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے تھے
کہ صحرا سے گرد اُڑی نورالدہر نے دیکھا کہ شبدیز چابک خرام ایک گینڈے پر سوار
فوج کثیر پشت پر بمقابلۂ نورالدہر آکر پہونچا لشکر کو اُتارا نورالدہر سے کہلا بھیجا کہ بی
صہبا کو میرے پاس بھیجدیجیے نورالدہر نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہو جو تجھسے ہوسکے
قصور نہ کر شبدیز نے طبل جنگی بجوایا رات کو براے علانیہ اُٹھا اِدھر صہبا نے شاہزادے

سے عرض کی کہ آج مین آپ کی حفاظت کرونگی نورالدہر نے حکم دیا صہبا دروازے پر
بارگاہ کے آکر بیٹھی شبرنگ نے کہدیا کہ خیال رکھنا مگر شبدیز چابک خرام نے طلایہ پھرتے
پھرتے ساتھ والون سے کہا کہ تم لوگ حفاظت بازار کرو مین ایک کار ضروری کو جاتا ہون
یہ کہکر روانہ ہوا نگہبان دیکھ رہے ہین کہ آسمان پر جاکر ایک شرارۂ آتش چمکا یہان صہبا
در بارگاہ پر بیٹھی ہین کہ ایک شعلۂ آتش کو دیکھا کہ آسمان سے بھڑکتا ہوا آیا قبہ بارگاہ توڑکر گرا
صہبا نے پردہ اُٹھاکر دیکھا کہ شبدیز آیا نورالدہر کو سحر کرکے اُٹھالیا صہبا سوچ رہی تھی
کہ یہ بلند ہوئے تو مین اسکا پیچھا کرون شبدیز نورالدہر کو پنجے مین دباکر بلند ہوا صہبا
نے بلند ہوکر ایک گولہ مارا کہ شبدیز پر آگ برسنے لگی کئی آبلے اسکے جسم پر پڑے اُف اُف
کرتا ہوا بھاگا جاتا ہی مگر صہبا تعاقب مین جاتی ہی صحرا مین آکر شبدیز تھما صہبا بھی برابر
پہونچی للکارا کہ او شبدیز بڑا بے غیرت ہی کیا کیا رنج اُٹھائے مگر آنکھین نہ کھلین اب
بہتر یہ ہی کہ نورالدہر کو چھوڑدے اور چلا جا شبدیز نے کہا کہ اسکو لیجاکر قتل کرونگا کہ تو
اسپر عاشق ہی کچھ تو مزہ ملے کہ انجام عشق کیا ہوتا ہی شبدیز نے گولہ مارا صہبا نے گولہ
کو کاٹا دو چار سحر آپس مین رد و قدح کے ہوئے تھے کہ پہلو سے آواز آئی کہ ای شبدیز نہ
گھبرانا منم خداوند جمشید ثانی شبدیز نے پلٹ کر دیکھا کہ جمشید آیا اور قریب آکر کہا کہ ای
شبدیز ایسے غافل ہو تم نے کوئی سحر نہ کیا کہ صہبا اُس مین پھنستی اس شوخ دیدہ نے بڑی
جرأت کی کہ تم پر آپڑی یہ کہکر جمشید نے کہا کہ دیکھو سامنے صہبا کھڑی ہی جو اسپر سحر کر شبدیز
نے جھولی سے گولہ نکالا تھا کہ سپیرا تھا کہ پشت سے نعرہ ہوا کہ منم شبرنگ بن عمرو یہ کہکر
حلقے کمند کے ا سے حباب مارکر شبدیز کو بیہوش کیا شبدیز گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا شبرنگ
نے پکارکر کہا کہ ای ملکۂ عالم نورالدہر کو تو لیجاؤ مین شبدیز کو لیکر آتا ہون جیسے ہی صہبا نے
نورالدہر کو اُٹھایا اور شبرنگ نے قصد کیا کہ شبدیز کا پشتارہ باندھون کہ ایک عقاب
آسمان سے گرا شبدیز کو اُٹھالیا شبرنگ ایک غار مین چھپا جب وہ عقاب شبدیز کو
لیکر چلا تو شبرنگ بھی پیچھے پیچھے روانہ ہوا دیکھا کہ وہ عقاب بارگاہ مین اُترا شبدیز کو
ہوشیار کیا شبدیز نے دیکھا کہ خداوند بیٹھے ہین میری پشت پر ہاتھ پھیرتے ہین اور

فرماتے ہین کہ ای شبدیز ایسے غافل ہو کہ عیار کی عیاری مین پھنس گئے اگر مین نہ پہونچتا تو
تم کو گرفتار کر کے لیجاتا اب ہوشیار رہنا شبدیز نے کہا کہ یا خداوند مین نور الدہر کو ضرور
لاؤنگا آپ سے وعدہ کر کے آیا ہون کیا خالی پلٹونگا جمشید تو چلا گیا قصر ہفت رنگ
مین آیا شاہزادیون نے پوچھا کہ یا خداوند کہان گئے تھے جمشید نے کہا کہ وزیر اعظم
میرا بلا مین مبتلا تھا اُسکی رہائی کو گیا تھا بارگاہ مین اُسکو پہونچا آیا ناچ وغیرہ سامنے ہو رہا
ہر جام مے ارغوانی گردش مین آیا مگر وہان شبدیز نے طبل جنگی بجوایا لشکر نور الدہر
مین بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا رات بھر تیاری رہی صبح کو شبدیز میدان مین آیا فوج کو ساتھ
لیکر صفین جمائین ادھر سے نور الدہر بن بدیع الزمان مع فوج غیر ساحران و ساحران
میدان مین آکر پہونچے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ رہے تھے کہ صحرا
سے گرد اُڑی ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار سوار و
پیدل ہمراہ ہین آکر پہونچا مگر شبدیز حیران حیران دیکھ رہا ہے کہ اُس پہلوان نے قریب آکر
کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران آپ کو مناسب ہے کہ یہانسے پلٹ جائیے یا مجھسے مقابلہ کیجے
نور الدہر نے جواب دیا کہ اس تن و توش پر نازان ہو مگر اُس جوان نے شبدیز سے کہا
کہ آپ مجھسے آگاہ نہین ہین منم سلمان جہان پیما جسنے مجھسے مقابلہ کیا اُسنے شکست کھائی اور
میرے ہاتھ سے مارا گیا آپ وزیر اعظم ہین تامل فرمائیے مجکو بھی حکم خداوند آیا تھا کہ جاکر
شبدیز کی مدد کرو شبدیز نے کہا کہ ای پہلوان دوران مین کیا عاجز ہون کسی بات مین کیا
مین رک جاؤنگا اب مین نے سحر تیار کیا ہے وہ رنگ دکھاؤن کہ تمام صحرا گلزار بیخزان ہو جائے
بی صہبا دیوانہ وار و وحشی مثال سر ٹکراتی پھرین مگر سلمان نے نہ مانا گینڈا بڑھا کر میدان
مین آیا لاف و گزاف کرنے لگا اور آواز دیتا تھا کہ ای فرقۂ خدا پرستان و ای قوم
زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے میری ضرب دست غضب سامری و جمشید ہے
نور الدہر نے قصد کیا ہے کہ اسکے مقابلے مین جاؤن سردار گھیرے ہوئے ہین کہ رہے ہین
کہ ای شہریار ہم آپکو نہ جانے دینگے ہم لوگ اسی کام کے لیے ہین کہ آپ کو بچائین اپنی جان
نثار کرین نور الدہر نہین مانتے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان بعد شوکت

شان گھوڑا اُڑاتے ہوئے آتے ہین سلمان کو جو میدان مین دیکھا ایک طرف لشکر نور الدہر
ملاحظہ فرمایا سلمان پر جا پڑے للکارا کہ او نامرد ہم سے مقابلہ کر اُس بیچارے کو للکارتا ہی وہ
جادوگرنیون کے بھروسے پر لڑا کرتا ہی سلمان نے نیزہ مارا ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا
اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے روک کر ہاتھ تیغ دو دمہ سکندری کا مارا اُس پہلوان
کے دو ٹکڑے ہوئے تمام اہل فوج کے بدن مین تھرتھری پڑ گئی کہ کیا تلوار کاٹ ہی پھر
للکارے کہ کوئی میرے مقابلے مین آئے اخلاق جہان گرد بھائی سلمان کا فوج لیے ہوئے
آگے کھڑا تھا جھلا کر جا پڑا نیزہ ایرج پر مارا ایرج نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اخلاق نے
ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے روک کر اسکے بھی دو ٹکڑے کیے سب ساتھ والے سلمان کے
بھاگے الامان الامان کرتے ہوئے کہتے تھے کہ آج وہ پہلوان مارا گیا کہ جسکو کبھی شکست
نہ ہوئی تھی ہم ٹھہر کر کیا کرین وہ لوگ تو سب بھاگ گئے مگر شدید مقابلے مین لشکر کے کھڑا ہی
سحر کے بھروسے پر بلبلا رہا ہی مگر یہ دو جوان ایسے مارے گئے کہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آگیا خوف کرتا ہی کہ ایسا نہ ہو یہ جوان مجھپر آ پڑے مگر ایرج نے جب دیکھا کہ سب
بھاگ گئے تو للکار کر آواز دی کہ او کشتی گیر زادے مقابلے مین آ تجکو بھی جنگ کا مزہ
چکھاؤن تب معلوم ہو کہ حبشی اسکا نام ہی نور الدہر نے کئی مرتبہ آواز دی کہ ای
بھائی معاف کرو لشکر مین آ کر اُترو اسباب جشن و نشاط مہیا ہی کوئی تم کو تکلیف نہ ہوگی ایرج
نے للکارا کہ ہم کیا تیرے محتاج ہین مین تو تیرے ہی مقابلے کو آیا ہون جب تو نور الدہر
نے گھوڑا بڑھایا مقابلہ ایرج مین آئے ایرج نے سامنے آتے ہی نیزہ مار دیا نور الدہر
نے نیزے کو نیزے پر روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر نیزے دونون
کے بیکار ہوئے تلوار چلنے لگی نور الدہر نے بڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا فرمایا ای
ایرج بس اب تامل کرو ایسا نہ ہو کہ تم کو کوئی چشم زخم پہنچے ایرج نے گریبان مین ہاتھ
ڈال دیا دونون گھوڑون سے کود کے کشتی ہونے لگی شدید حیران ہی کہ یہ کیسے جوان ہین
کہ آپس مین لڑ رہے ہین حقیقت مین یا سے روزگار ہین لیکن بڑی جھڑپ کے ساتھ لڑ رہے ہین
نور الدہر چاہتے ہین کہ زیر کرون گر ممکن نہین ہوتا ایرج نوجوان تعلیم کردہ خواجہ کل فنون

سپہ گری سے آگاہ ہین زور اور ریلے نورالدہر کے روک رہے ہین ایرج چاہتے ہین کہ
اِن کو زیر کرون کیسے کیسے زور کرتے ہین مگر نورالدہر زورون کو روک رہے ہین دوپہر
گذرے کہ دونون جوان بجرأت تمام لڑ رہے ہین نورالدہر نے کئی مرتبہ کہا کہ ای برادر
بس اب امتحان ہوچکا اب لشکر مین چلو چل کر شریک بزم ہو ایرج کہتے ہین آج مین تم کو
سمجھا دونگا کہ پھر کبھی گستاخی نہ کرو نام دنگل رستم کا نہ لو قبلہ و کعبہ نے کیا کیا جنگ کی کیسی
کیسی جرأت دکھائی مگر صاحبقران زمان کو اپنے فرزند کا پاس تھا کبھی التفات نہ کیا
ہم لڑ بھڑ کر دنگل لین گے نورالدہر جواب دیتے ہین کہ اگر دنگل کا نام لوگے تو زبان
کاٹ لونگا دنگل رستم سے تم کو کیا مطلب ہے ایرج اسپر جھلا جھلا کر لڑ رہا ہی قضائے کار
نقابدار زرین پوش صحرا مین شکار کھیل رہا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایرج
و نورالدہر بھڑ بھڑ کے لڑ رہے ہین جدا نہین ہوتے نقابدار زرین پوش یہ خبر سنکر
آیا اُسوقت پہونچا کہ دونون نے خنجر کھینچے ہین جہالت کی تکرار ہو رہی ہی خنجر چلا چاہتے ہین
نقابدار بیچ مین آکر کود پڑا داہنا ہاتھ سینے پر نورالدہر کے رکھا اور بایان ہاتھ سینۂ
ایرج پر رکھا بقہر و غضب فرمایا کہ کیون ای جوانو یہ کیا حرکت ہی آپس مین لڑتے ہو حریف
کیون نہ دلیر ہو یہ کہکر ایرج سے فرمایا یا تو دعوت نورالدہر قبول کرو یا صحرا کی طرف
چلے جاؤ ایرج کو کچھ نہ بن پڑا پشت مرکب پر سوار ہو کے طرف صحرا کے نکل گئے جنگل
مین آکر ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے کہ صحرا سے گرد اُڑی اشتباہ تاجدار مع ساٹھ
ہزار فوج کے آکر پہونچا اور پکار کر آواز دی کہ منم اشتباہ تاجدار عیار سے کہا کہ
یہ جوان جو نخل کے سائے مین کھڑا ہی اسکو گرفتار کر لو لینا لینا کہکر سب آپڑے ایرج
نے نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ ایرج ۔ منم ایرج آن آفتاب منیر ۔ کہ صاحبقرانیم و
آفاق گیر ۔ اگر تیغ کین بر کشم از غلاف ۔ تزلزل فتد در میان مصاف ۔ اگر تیغ بر
سنگ خارہ زنم ۔ زگاو زمین بیخ و بن بر کنم ۔ نعرۂ شیرانہ کرکے لڑائی مین مصروف
ہوئے کئی سو افسر نامی و گرامی ایرج کے ہاتھ سے مارے گئے پھر اُس تاجدار کو للکارا
لڑتے بھڑتے قریب تاجدار کے پہونچے اشتباہ نے ہاتھ تلوار کا مارا آپسین تلوار

چلنے لگی ایرج نے بعد گیر و دار ون کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تاجدار کو قاش زین سے اٹھا لیا
تاجدار نے کہا الامان ایرج نے سوال اسلام کیا وہ تاجدار کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان
ہوا عرض کی یہان سے بارہ کوس پر قلعہ ہی اُسے قلعۂ رنگین حصار کہتے ہین سامنے قلعے کے
میدان ہی ایک قصر بنا ہوا ہی جو اُدھر سے نکلتا ہی دیوانہ ہو جاتا ہی حضور اس راز سے غلام کو
آگاہ کرین کہ کون دیوانہ کرتا ہی ایرج اشتباہ تاجدار کے ساتھ قلعۂ رنگین حصار مین
آئے سامنے دیکھا قصر ہی پہلو پر قصر کے ایک نخل ہی اُسپر ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی
ایرج نے کہا کہ کل انشاء اللہ حال ظاہر کر دین گے شب کو ایرج محفل مین شریک رہے
صبح کو اُٹھے تھے کہ اشتباہ تاجدار نے آکر سلام کیا کہا رات کو غلام پر یہ سانحہ گذرا کہ
سپہ سالار لشکر حریق نوجوان اُس طرف نکل گیا دیوانہ ہو کر آیا ہی وحشت کیے رہا ہی ایرج
نے کہا کہ انشاء اللہ ابھی جاتے ہین اور خبر لیکر آتے ہین یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہو کے چلے
اشتباہ تاجدار بلک بلک کر روتا تھا اور کہتا تھا برائے خدا نہ جائیے ایسا نہو کہ حضور
پر کوئی چشم زخم پہونچے ایرج نے کہا ہمارا یہی کام ہی ہر ایک کی مشکل حل کرتا ہون اپنی جان
کو نہین ڈرتا ہون یہی ہم لوگون کا طریقہ ہی تم خدا سے دعا کرنا کہ پروردگار ہم کو مظفر اور
منصور کرے ایرج نوجوان تو روانہ ہو گئے اشتباہ تاجدار سجادہ بچھا کر بیٹھا ہاتھ طرف
آسمان کے بلند کیے بلک بلک کر دعا کرنے لگا نظم

از وجود بے وجودت گشت اظہار وجود ❊ شد عیان از پردۂ ایجاد اسرار وجود
جلوۂ جان ہم بچشم باطنش جلوہ دہد ❊ ہر کسے کز دیدۂ دل دید دیدار وجود
مہر و مہ بر اوج موجودات شد پرتو فگن ❊ شد چو از نور الٰہی روشن انوار وجود
بلبلان را شد بباغ دہر عطر آگین دماغ ❊ چون شد از نگہاے رنگین تازہ گلزار وجود
ہمچو دل در سینہ میدارد مکان آن دلربا ❊ خانہ داری میکند دلدار در دار وجود

کبھی عرض کرتا ہی کہ اے کریم و رحیم میرے آقا کو بچانا مجکو روز سیاہ نہ دکھانا حسین و جمیل تیری بہ جہاد ہین
اگر اُن کے لیے کچھ خلاف ہوگا تو یہ بندہ تیر الطعون ہو جائیگا قضائے کار اُس قصر مین ایک
شاہزادی گلعذار آفتاب جمال خورشید مثال ابرو ہلال آسمان خوبی کی ماہ کمال بقول شاعر

فرد مانگ اُسکی کہکشان زہرہ جبین ابرو ہلال ٭ پنجۂ خورشید اُسکے گیسوؤن کا شانہ تھا دیگر
بت مین اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا ٭ وہ تجلی تھی کہ موسےٰ کے بھی لیجائے ہوش ٭ غرق دریائے
جواہر مین قدم سے تا فرق ٭ زیور نور وصفا زیب بدن گوہر پوش ٭ کان کی بجلیون مین
تابش برق سر طور ٭ اختر بخت حسینان تھا کہ انجم درگوش ٭ مسند پر جلوہ فرما ہی گرد چند کنیزان
خوبصورت ونیک سیرت کہ جنکی صحبت سے فرحت حاصل ہو نام اُس شاہزادی حسین کا ملکہ
میمونہ گوہر پوش ہی ایک کنیزنے کہا کہ دیکھیے اور کوئی شامت زدہ آتا ہی میمونہ نے جو سر
اُٹھا کر دیکھا دیکھا کہ ایک جوان بلند بالا تنو مند درشت چنگال غزال چشم شیر خشم تیغہ ہلالی دست
حق پرست مین قصر کو دیکھتے ہوے آتے ہین میمونہ گھبرا کر سامنے کھڑی ہو گئی اب جو جانبین کے
کمان خانۂ ابرو مین تیر مژگان لیس تھے دونون کے تودۂ دل پر لب معشوق ہوے اِدھر
تو ایرج نوجوان تھرا کر گرے اُدھر میمونہ بھی گر کر بیہوش ہو گئی بعد دیر کے دونون کو ہوش آیا
سب کنیزون نے گھیر لیا کسی نے تلوے سہلائے کوئی گرد پھرتی تھی کسی نے اِترا کر عطر سنگھایا
کسی نے چھوٹی مٹی کا ڈھیلا اُٹھا کر پانی اُسپر ڈالا برابر نتھنون کے لگا دیا ملکہ نے آنکھین اپنی
کھولین سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایرج نوجوان فرش خاک پر پڑے ایڑیان رگڑ رہے ہین بغصہ
طرف خواصون کے دیکھا کہا صاحبو مین کیا مر گئی تھی ایک شخص غریب الوطن مسافر راہ
صعوبت گرفتار رنج ومصیبت خاک پر پڑا لوٹ رہا ہی اُسکو نہ جاکے اُٹھایا مجکو کیون گھیرا
ہی سامنے سے ہٹو جاؤ اُس غریب کو اُٹھا لاؤ چند خواصین پلنگ لیکر گئین اور اُسپر ڈال کر
اُٹھا لائین جیسے ہی بالاے قصر پہونچین ملکہ فرش خاک پر بیٹھ گئین اور سر ایرج نوجوان کا
اپنے زانو پر رکھ لیا خواصون نے آپس مین اشارے کیے کہ دیکھو صاحبو یہ محبت کی خوبی ہی کہ سر
زانو پر رکھ لیا ہی میمونہ نے منھ سے منھ کو ملایا عارض پر عارض رکھدیا بوے زلف عنبرین
شکن گھائی اِس لخلخے کی بوجو دماغ مین پہونچی ایرج نے آنکھ کھولدی زیر سر تکیۂ زانوے محبوب
پایا اُس محبوب کو سرھانے دیکھا کہ جس محبوب کو دیکھ کر بیہوش ہوے تھے ایرج نے آنکھ اُٹھا کر
جمال بے مثال دیکھا گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے ملکہ نے شرما کر زانو کو ہٹا لیا ایرج بھی اُٹھکر
بیٹھے دزدیدہ نگاہون سے دیکھ رہے ہین کہ کنیزون نے فرش درست کیا مسند عمدہ لگادی اُسپر

دونون آکر بیٹھے باتین ہونے لگین میمونہ نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہو ایرج نے بیان کیا کہ نبیرۂ صاحبقران نوزنگاہ قاسم عالیشان جد میرے رستم صاحب شوکت و حشم مگر تمھارے نام نامی کے سُننے کا امیدوار ہون کہ ایک خواص نے بڑھکر عرض کی کہ واری نوبت ولفگار سے جو بیچ رہے ہین آپ کا باغ گھر گیا سہیل کرگدن سوار کہ اُس سے نسبت آپکی ہو چکی تھی اُسنے آکر بلوہ کیا ہو آپ کے والد زخمی ہوکر قلعے مین چھپے اور یہ خبر وہ پا گیا کہ اس باغ مین دختر شاہ ہو تو اُسنے باغ کو بھی آکر گھیرا ہو کل صبح کو بلوہ کریگا یہ سُنکر ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ابھی جاکر اُسکا سر لاتا ہون ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہا اے شاہزادۂ والا قدر اپنا تو وہ حال ہو کہ بیان جسکا محال ہو

نظم

در پئے قتل یار جانی ہے + ہم کو پہلے سے سرگرانی ہے +
لوگ کیونکر نہ ہون ترے عاشق + حسن بے مثل ہے جوانی ہے +
جسم و دل عاشقو کے ہونگے ہرے + پہنی پوشاک اُسنے دھانی ہے
زیست مین اپنے ناز اُٹھوالو + تکو میت مری اُٹھانی ہے +
اُن کے دندان سے خاک ہو ہمسر + کہ گہر ایک بوند پانی ہے +
کیون تمھین پر نہ زہر کھاکے مرین + آخر اک روز موت آنی ہے
دے کے قاصد کو خط پتہ نہ دیا + یہ نئی میری بد گمانی ہے +
پیار کر لین گے بے اجازت اُنھین + ہمنے یہ دل مین اپنے ٹھانی ہے
دیکھ کر میری چشم کی بارش + ابر خجلت سے پانی پانی ہے +
شعر سطوت کے دل سے سُنتے ہین + شعرا کی یہ قدردانی ہے +

آپس مین حسرت و یاس کے کلام ہو رہے ہین ملکہ نے کہا کہ اے شہریار صبح کو جب وہ بلوہ کریگا تب آپ کو اختیار ہو اور مین بھی مسلح ہوکر چلونگی یقین ہو کہ باپ بھی قلعے سے نکل پڑیگا جب وہ خبر سُنین گے کہ میمونہ باغ سے نکل آئی تو ضرور قلعے سے باہر نکلین گے ایرج صحبت مین بیٹھے ہین کنیزین آپس مین باتین کر رہی ہین ایک نے کہا کہ بُوا گستاخی تو دیکھو کہ ایک عاشق نے آکر گھیرا ہو اور دوسرے کو لیے بیٹھی ہین وہ بالکل مبہوت ہو رہی ہین کہتی ہین کہ جب

تم نہ گھبراتا کوئی باغ مین نہ آسکیگا پچاس ساٹھ ہزار پہلوانون سے وہ اُترا ہوا ہی یہ
یکہ وتنہا اگر نکلین گے تو گرفتار ہو جاوین گے ہزارون پر کیونکر فتح پاوین گے رات بھر یہی
ذکر رہا یہان سہیل کرگدن سوار رات بھر حفاظت کرتا رہا صبح کو اُٹھا مُنھ ہاتھ دھو کے
سلاح جسم پر آراستہ کیے گینڈے پر سوار ہوا دس ہزار سوار کے افسر کو حکم دیا کہ تم لوگ
باغ پر جاؤ کوئی نہ نکلنے پائے دس ہزار سوار کا افسر کہ نام اُسکا زفیل خان ابلق سوار
ہی اِس نے تعمیلِ حکم کی جب سامنے باغ کے پہونچا تو گینڈا بڑھا کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم
مین آپ کا ملازم ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن مگر اتنا خیال ضرور ہی کہ آپ ہمارے
مالک کی معشوقہ ہین ہم پاس ضرور کرین گے اور اگر سرکشی ہوئی تو گرفتار کر کے لیجائین گے
یہان سے کنیزون نے تیر مارے ایرج نوجوان سوار ہوے زفیل ابلق سوار سامنے کھڑا
دیکھ رہا ہی کہ باغ سے تیر آرہے ہین کئی سو کنیزین تیر مار رہی ہین زفیل نے گینڈا اپنا بڑھایا
کہتا ہوا چلا کہ پہلے باغ مین ہمین جاوین گے سایۂ دیوار مین پہونچا تھا کہ دروازہ باغ کا کھلا
آفتاب عالمتاب جرأت ماہتاب آسمان جلالت صاحب شوکت وشان ایرج نوجوان باغ
سے نکلے یہ تو آتشو شعلہ مزاج ہین دیکھا کہ ایک جوان لحیم وشحیم گینڈے پر سوار اسطرف آتا
ہی جب ایرج باہر نکلے تو میمونہ بھی کوٹھے پر آگئین سات سو کنیزین پشت پر تیر اندازی
کر رہی ہین معلوم ہوتا ہی کہ تیرون کا مینھ برس رہا ہی قریب آٹھ نو سو جوانون کے تیر
سے مارے گئے زفیل نے للکار کر کہا کہ یارو یون جان جاتی ہی یلوہ کر کے باغ مین گھس جاؤ
دس بیس آدمی گر جاوین گے جب تک دور رہو گے تیر اندازون کی زد پوری ہوتی ہی ایرج
نے نعرہ کیا کہ او بے حیا باغ کی طرف نہ جانا زفیل کو للکارا زفیل پلٹ پڑا ایرج نوجوان سے
مقابلہ ہوا بعد کلام بسیار زفیل نے نیزہ مارا مگر کسی مقام پر زفیل کمی نہین کرتا ایرج
نے دو گھڑی مین نیزہ اُسکا نکالا نیزہ جو ہاتھ سے نکل گیا گویا سینے سے کلیجہ نکل گیا جھلا کر
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر
لگا ٹھٹکا تھم کر اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا کمر کو تا کر سر پر ہاتھ مارا چمک کر جو تیغہ گرا چار جانب
سے تعریفین ہونے لگین بیک ضرب شمشیر زفیل کے دو ٹکڑے ہوے زفیل کو مار کر طرف

فوج کے متوجہ ہوے اہل فوج نے دیکھا کہ کیا بے نظیر سپاہی ہی کہ زنبیل ایسے کو مارا ہم لوگون
پر کیا گذریگی سب قدمون پر گرے دس ہزار نے اطاعت کی ملکہ بھی باغ سے نکل آئین اور
سات سو کنیزین بھالے اپنے اپنے ہاتھون مین سنبھالے ہوے مادیانون پر سوار ہوئین ان
سب کو ساتھ لیکر ایرج نوجوان طرف قلعے کے چلے ادھر سہیل کرگدن سوار جب سامنے قلعے
کے آیا معمار شاہ پدر ملکہ میمونہ توپین لگا کر پٹھا ہی گولہ انداز مشل رہے ہین اور کوٹھے کے
اوپر نشان ہوا مین فرار ہے ہین گولہ انداز و برق انداز و سنگ انداز و تیر انداز سب
چھپے ہوے بیٹھے ہین قلعے کی حفاظت کر رہے ہین کہ سہیل نے بلوے کا حکم دیا معمار نے
اشارہ کیا گولہ اندازون نے توپون کو سیدھا کیا سیدھا کرکے نہین معلوم کیا کان مین
پھونکا کہ توپین کڑکین اور گرجین آگ اُگلنے لگین پانچ چار ہزار جوان پہلی ہی باڑھ مین راہی
ملک عدم ہوے ہر چند سہیل چلایا مگر فوج نے کچھ نہ سُنا سب پیچھے ہٹے اور پکار کر کہا کہ اے
افسر آگ برس رہی ہی کیونکر جاوین بہتر یہ ہی کہ اپنی جان بچاوین سب تو پیچھے ہٹ گئے لیکن
سہیل کو غیرت آئی گرز ہاتھ مین لیکر گینڈا بڑھایا طرف قلعے کے چلا گولہ وہا سنے پڑ رہا ہی
جو گولہ داہنے پر آیا اُسے جانے دیا جو بائین پر آیا اُسپر بھی توجہ نہ کی جو گولہ سامنے آیا
گھوڑا دوڑا کر اُسپر تپانچہ گرز کا مارا کہ گولہ ایک طرف گرا ایرج نوجوان جنگ کرتے ہوے
اُس وقت پہونچے کہ سہیل قریب خندق پہونچ چکا ہی معمار تاجدار لات و منات کو پکار رہا
ہی کبھی جھلا کر پکارتا ہی کہ اے نئے خداوند جمشید ثانی آکر مدد کرو جب سب کو پکارا اور کسی
نے مدد نہ کی تو بے اختیار ہو کر پکارا کہ اے خداے نادیدہ مین تیرا بندہ ہون تو مدد کر سب نے
کہا کہ حضور یہ آپنے خوب کہا وقت سخت مین جو مدد کرے وہ ہی خداوند ہی اور یہ لات
وغیرہ تو پتھر کے پتلے ہین سامری و جمشید مثل ہمارے وہ بھی انسان سے انتقال ہوا اب اُن کو
خداوند کیونکر جانین مذہب کو سمجھ کر اختیار کرنا چاہیے سب یا خداے نادیدہ مدد کر یا خداے
نادیدہ مدد کر کہہ رہے ہین سہیل کا ارادہ ہی کہ خندق فراوُن پل کر رہا ہی اس بات پر
نازہی کہ مین نے قلعے لیا کئی مرتبہ اسنے قصد کیا کہ خندق فراوُن مگر رُک رُک گیا اور
ہر مرتبہ پکارتا ہی کہ یارو راہ پر آؤ میرے ہاتھ سے جان بچاؤ اگر مین اندر آ ؤ نگا تو کسی کو

زندہ نہ چھوڑونگا اور جس بات پر تم لوگ گھمنڈ کرتے ہو اُسکا انتظام پہلے ہی ہو گیا ملکہ آتی ہونگی تم لوگون نے بیکار فساد مچایا مین ملکہ کو قبضے مین کر چکا بادشاہ نے جو یہ سُنا اور معلوم ہوا کہ دس ہزار فوج اُس طرف روانہ کر چکا بادشاہ نے زانو دن پہ ہاتھ مارا کہ ہاے بڑا غضب ہوا وہان باغ مین کون روکنے والا ہی چند عورتین اُس کے ساتھ ہین اُن سے کیا بن پڑا ہوگا خیر یارو تحمل کر اس سے صلح کر لو مگر کیا عجب ہی کہ اُسکی عصمت بچے اور ہماری جان بچے ایک منتو اور دعا کر لیں شاید خداے نادیدہ کو رحم آجائے یہ کہکر تاج سر سے اُتارا اور بہ رجوع قلب پکار اُٹھا کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر **نظم**

ببین بدیدۂ باطن کہ در نظر ہمہ اوست ۔۔ چو خور بمطلع توحید جلوہ گر ہمہ اوست
حجاب دور کن و پردۂ دوئی بردار + ۔۔ کہ نار و نور و بد و نیک و خیر و شر ہمہ اوست
صدائے قمری و غوغاے بلبلان چمن + ۔۔ درین بہار گل و خار و خشک و تر ہمہ اوست
چہ اہل علم چہ دانا چہ اہل فضل و ہنر ۔۔ چہ اہل جہل چہ نادان چہ بے ہنر ہمہ اوست
چہ وحش و طیر چہ غلمان و حور و جن و پری ۔۔ چہ مور و مار چہ دام و دد و بشر ہمہ اوست
بہر دیار و بہر شہر و کوچہ و بازار + ۔۔ بہر مکان و بہر جا و دار و در ہمہ اوست

بیقرار ہوکر جو بادشاہ نے دعا کی سب آمین بول اُٹھے کہ صحرا سے گرد اُڑی آگے آگے ایرج نوجوان پشت پر ایک نقابدار بادلہ پوش چہ سات سو جوان نیزہ دار تیر و کمان لیے ہوے اُنکی پشت پر دس ہزار جوان ہمراہیان زفیل آئے ایرج نے دہین سے للکارا کہ او سہیل کیون غریبون کو ستاتا ہی تیرا حریف مین ہون مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر ایرج نے نعرہ کیا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + چو تیغ یلی برکشم از غلاف + تزلزل فتد در میان مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم + زگاو زمین تیغ و بن برکنم + نعرہ کرکے گھوڑا بڑھایا زفیل کے مارے جلنے سے نقابدار کو اطمینان ہی کہ یہ سہیل پر بھی غالب ہونگے کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہی ایرج گھوڑا اُڑاتے ہوے قریب خندق پہونچے سہیل نے گینڈا اپھیرا مگر حیران ہی کہ زفیل ابلق سوار پر کیا گذری کہ اُسکے ساتھ والے اسکے ساتھ ہین حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ یہ نقابدار کون ہی کس زور و شور سے آیا ہی پریشان ہی کہ کس

پوچھون ایرج سے کہا کہ ای جوان زفیل ابلق سوار جو باغ پر گیا تھا اُسپر کیا معرکہ گذرا
ایرج نے کہا کہ وہ رہگرای ملک عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوا اُسکے ساتھ والے سب
مسلمان ہوے یہ سُن کر سہیل بہت جھلایا نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر
روکا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ایرج نہایت تیز دست ہین نیزہ سہیل کا کاٹا سہیل
نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے سپر کو گردش دی اور کلائی
پر ہاتھ ڈالدیا سہیل نے گریبان پکڑا دونون جوان کو دے کشتی ہونے لگی مگر معمار شاہ
پدر ملکہ میمونہ جب اسنے دیکھا کہ کشتی ہونے لگی تو قلعے سے نکل آیا صف باندھکر کھڑا ہوا
تعریف ایرج کر رہا ہی اور ساتھ والون سے کہتا ہی کہ کیون یارو یہ جوان آفتاب جمال کون
ہی کہ اس پہلوان دیو خصال سے لڑ رہا ہی ہر مقام پر غلبہ دکھلاتا ہی کہ ہرکارے دوڑے
ہوے آئے عرض کی کہ ای معمار شاہ عجیب معرکہ گذرا کہ زفیل ابلق سوار کو سہیل نے باغ
ملکہ پر بھیجا تھا جب اُسنے جاکر جلوہ کیا تو کنیزون نے تیر مارے زفیل نے جو تیر آتے دیکھے
گینڈا بڑھایا اور تیرون کو قلم کرتا ہوا جاتا تھا کہ دروازہ باغ کا کھلا اور یہی جوان اندر سے
نکلا زفیل کو قتل کیا اور یہ نقابدار جو سامنے کھڑا ہی آپکی صاحبزادی ہین ہمراہیان زفیل
مسلمان ہوے یہ سنکر معمار کو سناٹا آگیا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ یارو بڑا غضب ہوا یہ
لوگ دشمنان جمشید ثانی مشہور ہین یقین ہی کہ خداوند اس نسبت سے بہت آزردہ ہون
اگر وہ بگڑے تو اُنکو کون روکیگا سب نے کہا کہ خود خداوند مسلمانون کے ہاتھ سے عاجز ہوکے
طلسم مین آئے ہین ان لوگون کے نام سے بھاگتے پھرتے ہین ان لوگون کا مقابلہ نہین کرتے
یہ لوگ اُنسے کسی بات مین کمی نہ کرین گے مگر سہیل دوپہر کامل ایرج نوجوان سے الجھا الجھ
لڑا جب زوال آفتاب ہوا تو ایرج نے نعرہ کرکے سہیل کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارون
سہیل نے فریاد کی کہ ای شہریار مین اطاعت کرتا ہون ایرج نے چھوڑ دیا سہیل کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ ستر ہزار جوان دائرۂ اسلام مین آئے معمار تاجدار
نے ایرج کا استقبال کیا اپنے قلعے مین لیکر آیا ملکہ پلٹ کر باغ مین گئین کنیزونکو مقرر کیا
کہ خبر ہمکو پہونچاؤ ایسا نہو کہ باپ کچھ مکر کرین تو باعث خرابی ہوگا کنیزین صورتین

بدل کر براے خبر حاضر ہین مگر معمار شاہ ایرج کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا تاج و تخت حاضر کیا
کہ اس سب کا آپ کو اختیار ہی ایرج نے کہا کہ ہمین تاج و تخت سے واسطہ نہین معمار کو
تخت پر بٹھایا آپ ذکل پر بیٹھے سہیل بھی حاضر خدمت ہی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز
جام و سبو لیکر حاضر ہوے جام گردش مین آیا ایرج نے کہا کہ ای معمار تاجدار ایک امر
تم سے پوچھتے ہین اُسکو بیان کرو کیا سبب ہی کہ جو سامنے مین قصر کے آتا ہی دیوانہ ہو جاتا
ہی معمار نے عرض کی کہ یہ کام غلام کا نہین ہی پہلوے قصر مین جو درخت ہی اُسپر ایک
طائر بیٹھا رہتا ہی مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو حضور کے ساتھ بغاوت کرے ایک جادوگر ہی
کہ منصرم جادو اُسکا نام ہی وہ بھی سحر کر دیتا ہی کہ انسان دیوانہ ہو جاتا ہی اگر اُس طائر کو
کوئی مارے تب یہ جھگڑا موقوف ہو ایرج نے کہا کہ مین جاکر اُس طائر کو مارونگا اگر خدا
نے چاہا تو یہ آفت موقوف ہوگی معمار تاجدار نے عرض کی کہ غلام کو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو
کہ آپ کے دشمنون کے لیے کچھ خرابی ہو ایرج نے کہا کہ انشاءاللہ تعالی مین اِس آفت
کو دفع کرونگا معمار حیران ہی کہ دیکھیے مقدمے مین بیٹھ کے کیا کہتے ہین مگر وزرا نے بادشاہ
سے کہا کہ اب مناسب یہ ہی کہ نسبت اِن کی ملکہ کے ساتھ کر دیجیے بادشاہ نے ناچار ہو کے
وزرا کو اشارہ کیا وزرا نے ترنج خوشبوئی تیار کر کے سینے پر ایرج کے لگایا مبارک
مبارک کی صدا بلند ہوئی نذرین گذرنے لگین مشہور ہوا کہ میموزہ گوہر پوش کے ساتھ
ایرج نوجوان کی نسبت قرار پائی مگر ایرج نے حکم دیا کہ آج ہی عقد ہو جاے بادشاہ
نے جلسہ آراستہ کیا تمام سامان مہیا ہوا قاضی بلاے گئے ملکہ کو حجلۂ عروسی مین بٹھایا ایرج
بیرون بارگاہ ہین کہ قاضی واسطے پوچھنے کے اندر چلا کنیزین گرد بیٹھی ہین ملکہ دلھن بنی
بیٹھی ہی کہ ایک دناکے کی آواز ہوئی دیکھا سامنے کہ ایک جادوگر سیہ فام و بد انجام
جھومتا ہوا چلا آتا ہی کنیزین ڈر کے مارے بھاگین اُس جادوگر نے ملکہ کو بغل مین دبالیا
کہتا ہوا چلا کہ ہم منصرم جادو کہین صاحبو آج تک معمار آگاہ نہ ہوے کہ ہم مدت سے اِس
محبوب پر عاشق ہین مسلمان کے ساتھ عقد ہو رہا ہی معمار کو آگاہ کرنا کہ منصرم جادو ملکہ کو
لے گیا اگر ملاقات منظور ہوگی تو مین بلا بھیجونگا اور ملکۂ عالم اب یہان تشریف نہ لاوینگی ملکہ کو

کوئی نہ دیکھیگا یہان تک تو ہم کو ناگوار تھا کہ قصر کے سامنے کوئی نہ آئے کئی سو جوان قید ہین
جو آیا بلا مین مبتلا ہوا آج ہم کو خبر ملی کہ ملکہ کی شادی ہوئی جاتی ہے یہی دل مین سوچا کہ
چل کر معشوقہ کو لے آؤن کنیزین سب سُن رہی ہین سوائے بجا و درست کے کچھ نہین کہتی ہین
منصرم ملکہ کو پنجے مین دبا کر تھوڑی دیر ٹھہرا پھر پرواز بہ ہوا کر کے چلا گیا لوگون نے آکر
ایرج کو خبر دی ایرج جھلا کر اپنے مقام سے اُٹھے بیرون بارگاہ آکر دیکھا کہ ایک
جادوگر ملکہ کو پنجے مین دبائے لیے جاتا ہے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر
بجر کمان مین پیوست کیا ہاک کر تیر مارا ایک پاؤن منصرم کا زخمی ہوا جب منصرم کو معلوم ہوا
کہ پاؤن میرا زخمی ہوا پلٹ کر دیکھا کہ ایرج نے دوسرا تیر نکالا ہے چلاتے ہین کہ دوسرا
تیر مارون منصرم نے سر سے اپنے ایک بال توڑا جھٹکا دیکر زنجیر بنائی اُس زنجیر کو ایرج
کی طرف پھینکا ایرج اُس مین بندھ گئے دونون کو لیکر روانہ ہو گیا اب بعد جانے منصرم کے
عمار شاہ آیا اُسنے کہا یارو غضب ہوا منصرم جادو بلائے روزگار ہے ایسا نہ ہو کہ لشکر پر
کوئی آفت برپا کرے سب نے کہا کہ حضور اب کیون آفت برپا کریگا ملکہ کو بھی لے گیا جس کے
سبب سے فساد تھا اُس کو بھی لیگیا خدا اُنکو بچائے عمار تدبیرین کرنے لگا مگر منصرم جادو
دونون کو لیے ہوئے اپنے قصر مین آیا آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہے چند کنیزین سامنے
آئین عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے منصرم نے ملکہ کو دیا کہا ان کو لیجا کر کھانا کھلاؤ عمدہ عمدہ
چیزین پیش کرو اور یہ بھی کہدو کہ وہ شوہر تمھارا فقیر ساحر ہے مین سحر جانتا ہون باغ
و تالاب وغیرہ بنانا میرا کام ہے اگر تالاب بنادون تو کوئی اُسمین نہا نہین سکتا ایسے
محل مین بناتا ہون اُن قصرون مین ملکہ کو رکھونگا کہ شاہان سابق نے نہ دیکھے ہونگے کنیزین
ملکہ کو لیکر ایک قصر مین آئین سمجھانا شروع کیا ملکہ نے جواب دیا کہ صاحبو میرے سامنے اُس
روسیاہ کا نام نہ لو میرا عاشق و معشوق جو کچھ ہے وہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران
ہے اگر منصرم کو قتل کرنا منظور ہے تو بسم اللہ مین حاضر ہون لیکن ایرج کو قید سے رہا
کردو کنیزون نے جاکر منصرم سے کہا منصرم نے یہ سُنکر کہا اچھا ملکہ کو بھی قید کردو مگر جب سے
ایرج نوجوان طلسم کی فکر مین نکلے مہتر شاپور شیردل کہ فنون عیاری مین طاق شہرہ

آفاق ہر یاد مین اپنے آقا کی رویا کرتا ہو ایک دن روتا ہوا جاتا ہو کہ دیو تندک کا
اُس طرف گذر ہوا شاپور نے جو تندک کو دیکھا پکارا کہ برادر کہان جاتے ہو تندک
نے جو شاپور کو دیکھا بھائی بھائی کہتا ہوا اُتر آیا آپس مین ملے بہت خوش ہوے تندک
نے کہا کہ ای شاپور تم کو کچھ خبر ہی کہ آقا تمھارے کہان گئے شاپور نے کہا کہ اُنھین کے
فراق مین مرتا ہون مارا مارا پھرتا ہون مجکو کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا آقا کے دیدار سے
شاد رہتا ہون تندک نے کہا کہ وہ طلسم نوخیز جمشیدی مین پہونچے شاپور لپٹ گیا کہ
بھائی مجکو بھی پہونچاؤ کہ مین اپنے آقا سے ملون عیاریان کرون نورالدہر کے ساتھ
شبرنگ موجود ہو تندک نے شاپور کو کاندھے پر سوار کر لیا طرف قاف کے لے کر
چلا پھرتا پھراتا قلعۂ اشتباہ پر آکر ٹھیرا یا دیکھا یہان کے سب لوگ غمگین پھر رہے ہین
اشتباہ تاجدار نے یاد مین ایرج کی تاج و تخت ترک کیا ہو صحرا مین بیٹھا رہا ہو شاپور
نے کہا کہ ای تندک مجکو اسی مقام پر اُتار دو کیا عجب ہی کہ آقا کا پتہ ملے تندک نے شاپور
کو وہین اُتار دیا شاپور نے بصورت اصلی آکر اشتباہ کو سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کچھ
ایرج نوجوان سے آگاہ ہین نام سنکر اشتباہ بیقرار ہو کر رو دیا کہا ای یار تو کون ہی کہ تو نے
اُس شہریار کا نام لیا کہ قلب کانپ گیا جری و بہادر سخی و فیاض صف شکن و تیغ زن ایسے
شیر کا جدا ہونا غضب ہی خدا پھر اُن کو زندہ دکھلائے شاپور نے آنسو بادشاہ کے
پونچھے اور پوچھا کہ کیا معرکہ گذرا کہا کہ میری شامت کہ مین نے ذکر کر دیا کہ سامنے صحرا مین
ایک قصر ہی جو اُس قصر کے سایے مین جاتا ہی وہ دیوانہ ہو جاتا ہی مجکو اسکی اصلیت بتایئے
واہ ری جرأت مجھسے سنتے ہی آمادہ ہو گئے جب چلنے لگے تو مین مانع ہوا اُسکا جواب
یہ دیا کہ اب تو ارادہ کر چکے جس بات کو ہان کی اُسکا نہین کرنا شیوۂ مردان عالم کے خلاف
ہی مجھسے رخصت ہو کر آج تیسرا دن ہی کہ تشریف لے گئے پھر ہم کو نہین معلوم کہ اُس شیر
پر کیا گذری بے آب و دانہ اُسی شہریار کی یاد مین پڑا تڑپ رہا ہون مگر تم بھی اپنے نام
نامی و اسم گرامی سے آگاہ کرو کہ تم اُن کو کیا جانو شاپور نے کہا کہ مین اُس شہریار کا عیار
ہون عیاران دست راست میان چالاک و شبرنگ وغیرہ میری عیاریان دیکھکر حیران ہوتے ہین

سب کو دیکھ بھال چکا ہون اب مین جاکر اپنے آقا کی فکر کرتا ہون آپ جاکر دار الامارۂ شاہی
مین بیٹھیے وہ صاحب اقبال ہین کوئی صورت پیدا ہوئی ہوگی یہ کہکر شاپور نے اشتباہ تاجدار
کو بارگاہ مین پہونچایا آپ بانہلے عیاری لگا کر طرف قصر کے چلا پھرتا پھراتا قلعۂ معار مین
پہونچا معار سے ملاقات کر کے حال میمونہ و ایرج پوچھا جب شاپور کو یہ دریافت ہوا
کہ آقا کو منصرم جادوگر گرفتار کر کے لے گیا ہے شاپور تلاش مین نکلا مگر منصرم جادو آٹھ پہر
عشق ملکہ میمونہ مین رویا کرتا ہے بشکل جانور درخت پر بیٹھا رہتا ہے شاپور نے کنارے آکر
لباس فاخرہ نکالا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک مہ جبین کی شکل بن کر تیار ہوا ایک
گوشے مین آکر بیٹھا چلا چلا کر رونے لگا پکارتا تھا کہ یا خداوند جمشید ثانی کسی شیر بھیڑیے
کو حکم دیجیے کہ مجھ بدنصیب کو کھا جاے منصرم نے جو یہ آواز سنی گھبرا گیا درخت سے اترا
نشان پر آواز کی چلا تھوڑی دور آکر دیکھا کہ ایک گوشے مین روشنی ہو رہی ہے ایک نازنین
کو دیکھا کہ بال سر کے پریشان بیٹھی ہوئی رو رہی ہے چشمۂ چشم سے قلزم اشک موج زن
ہے اسقدر روئی ہے کہ ہچکیان لگی ہوئی ہین منصرم نے قریب آکر پوچھا کہ کیون ای مہ جبین کیا
تردد ہے کہ خداوند سے عرض کرتی ہو کہ شیر بھیڑیے کو بھیجیے یہ باتین مجھ پر زمبندہ ہین کہ
آفت نصیب فرقت قریب ہون معشوق بیزار دل بیقرار اصل مین اب میری یہ صورت ہے غم

غم میکند فزونی ای دوستان خدا را
شاید نهفته ماند این راز آشکارا

مارا چو موم بگداخت این آتش محبت
تا چند باشدت دل در سینه سنگ خارا

مردیم و گردش چرخ رحمے نکرد بر ما
تا کی توان بدشمن صاحبدلان خدا را

مستی و تنگدستی بدنام خلق سازد
با طرز شه چه نسبت درویش بے نوا را

کشتی عمر بشکست در بحر ناامیدی
مشکل که باز بینم دیدار آشنا را

حاصل نشد چو گه گه کاے ز تیر تدبیر
تدبیر را گذارم گردن نهم قضا را

بگذشت موسم گل شد ناله اے بلبل
تا کی شراب مستی یا ایها الشکارا

بر باد رفت در غم یاران ذخیرهٔ عمر
باشد که گردش چرخ فرصت دهد قضا را

یاران به بزم عشرت مخفی و کوے محنت
با عافیت چه کار است درویش بینوا را

اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ ای منصرم جادو تجکو میرے حال پر رحم آیا ہی تو مجکو لے چل مین
تیرے ساتھ رہونگی اور اُس معشوقۂ نازنین کو بھی راضی کردونگی ایسا کردون کہ جسطرح
تو اُسپر عاشق ہی وہ تجھپر عاشق ہوجاے یہ ذکر سُنکر منصرم نہال ہوگیا یعنی کہتا ہی کیا
معشوقہ ملی کہ اُسکو بھی راضی کردیگی عورت ہی حسین و جمیل یہ جو سمجھائیگی تو وہ مان جائیگی اگر
دونون معشوقین قبضے مین آئین تو کل عیش سے بسر کرونگا ہاتھ بڑھا کر کہا کہ صاحب چلیے تمھارا
وہ مرتبہ کرون کہ وہ بھی رشک کرے مگر تمھارا نام کیا ہی شاپور نے کہا کہ صاحب مجھ سوختہ
بخت کا نام گلبدن ہی منصرم نے پوچھا کہ اس صحرا مین آنیکا کیا باعث ہوا شاید مین نے
مسلمان کو جو قید کیا قدرت نے مجکو بدلہ دیا تو ایسی حور پیکر اور یہ جنگل کیونکر تردد نہ ہو
اُس نازنین نے کہا کہ اپنے باپ کے ساتھ جاتی تھی کہ قزاق آکر گرے مال و اسباب
لوٹ لیا جب میرے خیمے مین گھُسے تو مین نے بتلادیا کہ فلان خیمے مین مال بہت رکھا ہی
وہ لوگ اُس طرف گئے مین نکل بھاگی اس جھاڑی مین آکر پڑ رہی منصرم نے کہا کہ قدرت
نے تجکو میرے پاس بھیجا ہی ورنہ صحرا مین آنا اور یون لٹنا باپ سے چھٹنا تین دن مین کوئی شیر
بھیڑیا نہ آیا قدرت نے مجکو بھیجا ہی شاپور نے ہنس کر کہا کہ جس وقت مین پیدا ہوئی
تھی تو میری تقدیر مین یہی لکھا تھا مگر صاحب قدر کرنا پریشان نہ ہون منصرم نے کہا کنیزان
چینی و رومی واسطے خدمت کے مقرر کردون اور تجکو تخت پر بٹھاؤن انتظام مالی و ملکی سب
تیرے سپرد ہو شاپور اچھا اچھا کہتا ہوا جاتا ہی منصرم جادو اُس نازنین کو اپنے باغ
مین لایا چند کنیزین کہ جنکو یہان کا نگہبان کیا تھا اُنھون نے آکر فرش وغیرہ بچھایا مگر
شاپور نے شراب کا ذکر کیا کہا صاحب آج کئی دن سے یہ مجھسے چھوٹی تڑپ تڑپ کر تین
دن کاٹے ہین اب تو اسقدر پیون کہ بیہوش ہوجاؤن بیہوشی مین تم کو اختیار ہی چاہے ذبح
کرڈالو منصرم ان باتون پر مرا جاتا ہی اور کہتا ہی عمر بھر خدمتگزاری کرونگا شاپور نے کہا
کہ وہ معشوقہ سرکش کہان ہی اُسکو بھی راضی کرون صحبت مین لاکر بٹھاؤن اُسکو شراب
پلاؤن اگر راضی ہوجاے تو پہلے اُسی سے وصل حاصل کیجیے اور میرا کیا ہی مین تو کنیز ہون
جس وقت فرمائیے گا مین اُسی وقت حاضر ہونگی کسی طرح وہ سرکش راضی ہو منصرم

نے بتایا کہ وہ سامنے جو کمرہ ہی قفس مین بند ہی جا کر اُس سے بات کرو مگر زیادہ منت نہ کرنا
مجھے اب تیرے حال پر توجہ ہی اگر وہ راضی ہوجاے تبہا ورنہ زیادہ اصرار نہ کرنا میری تجہیر
جان جاتی ہی شاپور نے اُلٹے ہاتھ سے ایک تمانچہ مارا منصرم گال سہلا کر رہ گیا و نخچیون پر
تاؤ پھیر رہا ہی کہ مین کیسا خوبصورت ہون کہ ایسی مہ جبین مجہپر مائل ہوئی مگر شاپور چھپ کر
کمرے مین آیا ایک قفس مین ایرج کو دیکھا ایک قفس مین وہ ماہ تابان سرنگون بیٹھی رو رہی
ہی شاپور قریب آکر بیٹھ گیا کہا ای ملکۂ عالم کیون روتی ہو مین غلام تمہارا ہون عیار
ایرج نوجوان کہ جو ساتھ آپ کے محبوس ہین موسوم بہ شاپور شیر دل مین ابھی منصرم
کو مارے لیتا ہون آپ اتنا کہدیجیے کہ مین تجہپر مائل ہون تو نے ظلم کیا اس وجہ سے
انکار ہوا ملکہ نے کہا کہ ای بہتر والا گہر انصاف کرو کہ مین یہ کلمہ کہ کر مُنھ کو نجس کردون ایسا
کلمہ زبان سے کہون مین اُس شہریار کی عاشق ہون کہ جو میرے ساتھ قید ہی تم اُنکو بچاؤ
مین قید مین پڑی رہونگی شاپور نے کہا کہ انشاء اللہ تعالے دونون صاحبونکو قید سے
رہا کرتا ہون منصرم جادو میرے قبضے مین ہی یہ کہکر شاپور باہر نکلا پکار کر آواز دی کہ ای
منصرم جادو بڑے صاحب نصیب ہو وہ خود تمپر عاشق ہی مگر تمنے بدعت کی اس وجہ سے
اُسنے انکار کیا وہ تو آمادہ ہی کہ مجھسے وصل حاصل کرین مجکو دیکھ کر جل گئی اب مجکو بھی ضد
ہوئی کہ اسکو جلاؤن مجھسے کیون رشک کیا مرد کو خدا نے فخر دیا ہی کہ دس دس معشوقین
ہوتی ہین اگر مجکو تمنے قبول کیا تو کیا بُرا ہوا اُسکو اپنے حسن پر بڑا غرور ہی منصرم نے کہا کہ تمسے
تو حسن مین بہتر نہین ہی شاپور نے سپٹے پکڑ کے کہا کہ نگوڑے مجہپر طعن کرتا ہی اور مجکو بناتا ہی
مین اُس سے زیادہ خوبصورت نہین ہون البتہ سن میرا کم ہی مین انصاف کو ہاتھ سے نہ
دونگی یہ کہکر جام لبریز کیا کہا لو صاحب تم پی لو کہ تم کو سرور ہو اور مین لونگی جام
پیونگی تین دن سے محروم ہون اسی کے نہ پینے سے میری یہ نوبت ہوئی کہ نوبت بجان و کار دیگر
استخوان ہوگئی منصرم نے جام لیا خوشی خوشی پی گیا شاپور نے دو جام منصرم کو متواتر پلائے
وہ قاتل بیہوشی ڈالی تھی کہ اگر دریا مین ڈالے تو مچھلیان بلبلا کر نکل پڑین منصرم بیٹھے بیٹھے گھبرایا
کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مجکو کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی پسینہ چلا آتا ہی

شاپور نے کہا اُٹھ کر ٹہلنے ہوا لگے تو گرمی کم ہو جلے منصرم جادو اُٹھا اور ارادہ کیا کہ مین ٹہلون
بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا شاپور نے جو دیکھا کہ منصرم بیہوش ہوا خنجر کھینچ کر چھاتی پر
چڑھ بیٹھا چاہتا تھا کہ قتل کرون کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او نا عیار کیا کرتا ہے منم انصرام جادو
شاپور نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جادوگر بصورت مہیب بشکل عجیب و غریب آسمان سے
آتا ہے چاہتا ہے کہ کڑک کر گردن شاپور کے دو ٹکڑے کرون شاپور نے بیہوشی اُڑا دی جیسے ہی
انصرام کمرے کے اندر آیا بیہوشی دماغ مین پہونچ گئی لڑکھڑا کے گرا شاپور نے نعرہ کیا
کہ منم شاپور شیر دل دونون کو شاپور نے قتل کیا ایک دناٹا ہوا اندھیرا ہو گیا شاپور
نے اُسی اندھیرے مین آکر ایرج کو قفس سے نکالا ایرج نے جو اپنے یار وفادار کو دیکھا
نہال ہو گئے گلے مین ہاتھ ڈال کر پوچھا کہ کیون بھائی کہان تھے کیونکر آئے شاپور نے
سب کیفیت بیان کی کہ دیو تندرک مجکو لایا ایرج نے آکر ملکہ کو قفس سے نکالا تمام قصر کو
چھانا کسی آدمی کا نشان نہ پایا منصرم اکیلا ہی رہتا تھا یہی ہر ایک کو سحر کرکے دیوانہ
کر دیا کرتا تھا پہلو مین قصر کے ایک قیدخانہ تھا اُس مین چالیس گنہگار قید تھے ایرج
اُن سب کو رہا کرکے نکلے وہ سب جوان بصدق دل مسلمان ہوے اب ایرج اُن
سب کو ساتھ لیے ہوے معمار شاہ کی ملاقات کو آئے معمار شاہ ایرج کو دیکھکر بہت
خوش ہوا کہتا تھا مجکو بڑا شرف حاصل ہوا ایسا داماد مجکو ملا کہ غنچۂ خاطر شگفتہ ہو گیا
مدتون سے یہ معاملہ درپیش تھا مجکو بھی پس و پیش تھا یہ نہ جانتا تھا کہ کلید فتح اُسکی جس
کے ہاتھ مین ہے غلام کی عملداری کا کانٹا نکل گیا ہر وقت خوف لگا رہتا تھا کہ ایسا نہو
کسی کو مسحور کر دے مگر شکر کرتا ہون اُس خدا کا کہ وہ واصل جہنم ہوا اب ایرج نوجوان
معمار شاہ سے رخصت ہوے اور تہیل کرگدن سوار کو لشکر کا سپہ سالار کیا اور طرف
تندرک اشتباہ و تاجدار کے کوچ کیا بعد طے مراحل و قطع منازل اشتباہ کو خبر ہوئی کہ وہ
جوان آتا ہے خوش ہو گیا اور کہا کہ مین اسی دن سمجھ گیا تھا کہ یہ جوان صاحب اقبال ہے کہ ایرج
آ پہنچے یہ بہر استقبال دوڑا ایرج کو بارگاہ مین لایا اور قدمون پر گر پڑا کہ تخت پر
بیٹھیے ایرج نے جواب دیا کہ تمھارے حکم سے انکار نہین مگر ہم لوگون کے واسطے تاج و

تخت نہیں مقرر ہوا اس وجہ سے ہم کو انکار ہی کہ ہمارے تاجدار کے واسطے بدشگنی ہی سوچ سے ہم کو انکار ہی ورنہ تمہارے ارشاد سے کیا گردن تابی ہی تم محبت سے کہتے ہو یہ سُن کر اشتباہ تاجدار نے کہا کہ بسم اللہ آپ دنگل پر تشریف رکھیے ایرج نوجوان دنگل پر بیٹھے ساقی بچون نے چرچا شراب کا کیا ایک گائن شوخ وشنگ بتا بتا کر یہ اشعار گانے لگی نظم

دنیا مین سوجھتا نہین کچھ بھی سوائے حرص — ایسی بھری ہی سر مین ہمارے ہوائے حرص
ذلت کا اس جہان کی کسی کو نہین خیال — سائے کیطرح ساتھ ہی سب کے بلائے حرص
عاشق جو ہین تو ہی یہی اللہ سے دعا — عشق صنم ہو دلمین ہمارے بجائے حرص
اُس رُخ کے بوسے لیکے مرا دل ہوا نہ سیر — کس سے بھلا بیان کرون ماجرائے حرص
دنیا مین ذلتین وہ اُٹھائیگا دمبدم — نازل کسی کے سر پہ جو ہوگی بلائے حرص
واعظ بتا نہین ہی کسے زر کی آرزو — دنیا مین آکے ہوتے ہین سب مبتلائے حرص
جی چاہتا ہی یار کے بوسے لیا کرون — ایسی کسی کے دلمین نہ یارب سمائے حرص
دنیا کی ذلتون سے بچون پھر تو ای کریم — تو ہی مدد کرے تو مرے دلسے جائے حرص
سطوت فقیر کو تو قناعت سے ہی غرض — منعم جو ہین وہ ہی ہین سو ابتلائے حرص

رات بھر جلسۂ عیش ونشاط آراستہ رہا ایرج نے اس جمعیت کو غنیمت جانا حکم دیا کہ ہین مقابلے مین جمشید کے بیچلو ایک طرف سے نور الدہر اور دوسری طرف سے ایرج چلے کہ پہونچنا ان جوانون کا گزارش کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان دارائے ہند لندھور بن سعدان آنا طرف طلسم نوخیز کے اور باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ تصنیف مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے مل — کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل — کسی سے تو آ کام فرخندہ فال
کہ دنیا ہے آخر کو خواب خیال — لکھون حال لندھور ذیجاہ کا — کہ ہو دا غلہ اُنکا بھی برملا
امیر جہانگیر کے جانشین — جدائی مین شیردل یہ ہی حزین — یہ حال جلالت بھی تحریر ہو
قمر نظم مین صاف تقریر ہو — کہ نفرت ہی اُلجھن سے دلکو مرے — نہ ربط عبارت مین کچھ شک پڑے

وہ تحریر رنگین ہو ای ذی شعور
لڑائی کے اوصاف تقریر ہون
چل ای توسن کلک شیرین رقم
کرون منزل جنگ کو صاف طی
اٹھا ابر جو تیرہ و تار ہی
تو جام و صراحی سے بھی فیض پائین

نہو اشتیاق جہان میں سے دور
کرین جا کے دشمن کو یہ گرد برد
کہ سامان جنگ و جدل ہین بہم
شراب مصفیٰ کا خواہان ہو تمین
اسی رنگ سے بس سر دکار ہی
قمر آگیا وقت تحریر کا ++

جلالت کے سامان تحریر ہون
کہ اہل طلسمات ہون خرب سرد
کبھی سنج ہی اور کبھی چین ہی
ترے درد کا بھی درمان ہو تمین
جو رندان میخوار تشریف لائین
دکھا زور تو اپنی تقریر کا

چہرہ غازیان غزوات جرأت و ہمت و مجاہدان میدان کارزار جلالت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر گہر سنجان دریاے معانی + چنین آرند جنس قدردانی + کہ دارائے ہند لندھور بن سعدان ان کا لشکر ہمیشہ الگ رہتا ہی غرو بیہ باختر یہ نولاکھ ہندیون سے فردکش ہین ایک ایک ہندی بانکا خانہ جنگیان لڑے ہوئے زخم کلون پر پڑے ہوئے جری و بہادر وصف شکن اگر آگ کا دریا ہو تو جا پڑین دشمن کو تلوار کے گھاٹ اُتارین جس دن سے صاحبقران گئے ہین ادیبادشاہ لشکر غائب ہوئے ناظرین کو یاد ہوگا کہ رستم و بدیع الزمان وقاسم یہ لوگ روانہ ہوگئے لندھور نے جو بارگاہ کا یہ رنگ دیکھا کہ جو سردار گیا وہ پلٹ کر نہ آیا اور نہ کوئی خبر ملتی ہی دل سے اپنے باتین کر رہے ہین کہ ای لندھور یہ سب لوگ کہان گئے کیونکر خبر لون کہ کیا کر رہے ہین اگر خدا نخواستہ کسی آفت مین مبتلا ہوگئے ہون تو مشکل ہی دربار سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئے صحبت عیش بھی نہ آراستہ کی اور الیاس ہندی سے بھی کلام نہ کیا اُلجھن سے طبیعت کی خاصہ بھی نہ نوش فرمایا اُسی حال مین چھپرکھٹ پر آکر لیٹے تڑپتے تڑپتے سوگئے خوابہاے پریشان دیکھنے لگے آخر مین امیر کو خواب مین دیکھا لندھور دوڑکر قدمون سے لپٹ گئے کہا ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس آپ کبھی تنہا نہ جاتے تھے بغیر آپ کے مجھے یہ مقام قید خانہ ہی صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر کی تو خبر لو لندھور کی آنکھ کھل گئی کہ لشکر سے فریاد فریاد کی صدا آنے لگی لندھور نے تیغ دودمہ ہندی اُٹھا لیا بیرون بارگاہ آئے دیکھا لشکر مین تلاطم ہی ایک شعلہ جدھر جاکے گرتا ہی اُدھر آفت برپا ہوتی ہی لندھور جب اُس طرف جاتے ہین تو شعلۂ آتش دوسری طرف چلتا ہی صبح تک

لندھور یہی کیا کیے تولا کہو کے لشکر مین تلاطم رہا آخر غم والم مین اہل اسلام کے گریبان سحر
چاک ہوا اخبار نویس نے پرچہ دیا کہ دو ہزار جوان لشکر کے مارے گئے اور یہ نہ ثابت ہوا کہ
کسنے مارا لاشے تو غائب ہین مگر استخوان جلے ہوے جابجا پڑے ہین ہر پلٹن مین ہر رسالہ
مین یہی ذکر ہی کہ اسقدر آدمی مارے گئے کچھ گھوڑے غائب ہوے کچھ اونٹ ناپدید ہوگئے مگر
جس طرف فیلان مست بندھے تھے اُس طرف وہ شعلہ نہین آیا لندھور نے بہت تفتیش کی
مگر کچھ حال نہ کھلا دن بھر اسی انتظار مین رہے کہ شام سے پھر وہی آفت ہوگئی پھر رات
دوادوش مین بسر ہوئی صبح کو پھر خبر گذری کہ دو ہزار جوان مارے گئے لندھور جو
بارگاہ مین آے سرداران حاضر وقت نے سبب ملال پوچھا لندھور نے کہا کچھ سبب سمجھ مین
نہین آتا مین رات بھر دوادوش مین رہا مگر کچھ حال نہ کھلا سب سردار رونے لگے اور کہتے تھے
کہ ای دارا ے ہند اُس صاحب اقبال کا لشکر مین نہ ہونا بڑی خرابی ہی آرام نہین
ملیگا کہ خواجہ زادون نے پوچھا ای دارا ے ہند آج تمھاری آنکھون مین آشوب سا معلوم ہوتا
ہی اگر حکم ہو تو سرمۂ سلیمانی نکال لائین ایک دو سلائیان آنکھون مین پھیر لو لندھور نے کہا
کہ آپ کا حکم بجالاتا ہون منگوائیے لگا لونگا مگر بارگاہ کا یہ حال ہی سردار دنگ ہو رہے
طبیعت کو انتشار ہی خواجہ زادے گئے سرمۂ سلیمانی نکال کر لے آئے لندھور نے دو سلائیان
آنکھون مین لگائین اچھی طرح رات کو آکر آرام کیا کہ رات کو پھر بلا ہوا لندھور نکلے اُنھین
کی بارگاہ کے قریب وہ شعلہ خیمون پر گر رہا تھا لندھور نے خیال کرکے دیکھا کہ ایک دیو
ہی وہ جابجا بندگان خدا کو آزار پہونچاتا ہی خیمون کو جلا رہا ہی لندھور نے للکارا کہ او
خونخوار ان بندگان خدا نے تیرا کیا لیا ہی نعرہ کرکے قریب پہونچے اُس دیو نے پلٹ کر
چنگل مارا کہ اِن کو بھی چیر پھاڑ کر کھا جاؤن تین دن مین پانچ چار ہزار جوان اس ظالم نے کھائے
لندھور نے کلائی پکڑ کے ایک جھٹکا مار دیا کہ منھ کے بل دیو جھکا اوپر سے ایک گھونسا
مارا اور نعرہ کیا نعرۂ لندھور سہ جزیرہ ہاے دریا را اگر فتم تا بہ ہندوستان ہوا گرنام
نمیدانی منم لندھور بن سعدان ہو لندھور کے نعرے کی صدا سُن کر افسران فوج دوڑ پڑے
آکے سب نے دیکھا کہ لندھور ایک دیو سے لپٹے ہوے لڑ رہے ہین کوئی سپاہی قتل ہو گئے

نہین پایا دیو زور کر رہا ہی چاہتا ہی چھوٹون تو بھاگ جاؤن مگر لندھور کب چھوڑتے ہین
برابر کشتی ہو رہی ہی جب پکڑ لاتے ہین ایسے دو چار گھونسے مارتے ہین کہ دیو چیخنے لگتا ہی بمشکل
جان بچاتا ہی پہر رات باقی تھی صبح تک وہ دیو لندھور سے لڑا آخر لندھور نے صبح ہوتے
دیو کو زیر کیا چھاتی پر چڑھ کر کندۂ زانو سے دبایا پوچھا کہ او حیا بندگان خدا نے تیری کیا
خطا کی تھی کہ تو باعث بربادی ہوا تین دن سے تار باندھ دیا دیو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای
دارا سے ہند مین خداوند بند کو سجدہ کرتا ہون ایک دن جا کے سجدہ کیا تو قدرت نے
فرمایا کہ مسلمانون نے بہت عاجز کیا ہی تو اُن کی طرف جا اور لشکر حمزہ کو تباہ کر دے سب کو
کھا جا مین حکم خداوند سے آیا تھا مین نے بے وجہ خطا نہین کی لندھور نے کہا کہ تمھارے
خداوند کون ہین دیو نے جمشید ثانی کا نام لیا اور بیان کیا کہ طلسم نوخیز جمشیدی کے تمام
ہین چہار طرف سے مسلمانون نے بلوہ کیا ہی قدرت عاجز ہو رہے ہین مگر وہ طلسم ایسا نہین
ہی کہ جو یکایک شکست ہو اور مسلمانون کا بندوبست ہو لندھور نے کہا کہ اب کیا ارادہ ہی
دیو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ مین آپ کا بندہ ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن لندھور نے کہا
کہ ہم کو بھی حوالی طلسم نوخیز مین پہونچا دو جو کچھ کہو وہ تم کو دین دیو نے قبول کیا لندھور
نے کہا کہ کل رات کو آکر گوشے مین ٹھہرنا ہم اکیلے چلے آوین گے ہمین لے چلنا الیاس ہندی
یہ سُن رہا تھا خاموش ہو رہا لیکن دوسرے دن رات کو وہ دیو موافق وعدے کے آکر ٹھہرا
لندھور نے سلاح جسم پر آراستہ کیے نکل کر طرف دیو کے چلے جب قریب دیو کے پہونچے
تو دیو نے سلام کیا اور کہا کہ جو غلام نے عہد کیا تھا اپنے وعدے پر حاضر ہوا مین تخت
بناؤن اُسپر سوار ہو کے چلیے مگر الیاس ہندی عیار اُنکا سُن چکا تھا یہ بھی وقت پر آکر
حاضر ہوا دیو نے ایک تخت تیار کیا اُسپر لندھور سوار ہوے کہ الیاس ہندی نے عرض کیا
کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس تعجب ہی کہ آپ تو خدمت صاحبقران مین
جاوین اور غلام رہجاوے لندھور نے جو الیاس ہندی کو آمادہ دیکھا اِسکو بھی تخت
پر سوار کر لیا کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی مالک اشتر دعب درانہ عیار ابھی یہ بھی
آئے مالک نے کہا کہ ای دارا سے ہند مقام افسوس ہی کہ تم جاؤ اور ہم نہ جاوین

وہ وہ سردار گئے ہین کہ جنکا مثل پردۂ دنیا مین نہین ہی ایرج نوجوان گشندہ کافران نورالدہر
بن بدیع الزمان اُن سے انجشم ہمیع اور قاسم ہم کیونکر کہین کہ یہ شیر خالی بیٹھے ہونگے مگر یاسعت
کا مقام ہی کہ تم جاؤ اور ہم کو ساتھ نہ لو لندھور نے کہا کہ آئیے خیال مین گذرا کہ ای لندھور
خیر یہ ایرج کے معین رہین گے مین تو ہمراہ رکاب نورالدہر بن بدیع الزمان رہونگا
الغرض لندھور اور مالک اور الیاس ہندی اور عرب درازتخت پر سوار ہوے وہ دیو
زیر تخت ہاتھ دیے ہوے شب ماہ مین لیے جاتا ہی چند ساعت مین جبل اعلیٰ سے گذر گیا شکارگاہ
سلیمانی وغیرہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہی ایک مقام پر افغان کوچک بیٹھا تھا تیر و کمان کو
اُٹھا کر سینہ دیو کا تاکا مگر تیر ہاتھ سے چھوٹ پڑا دوسرا تیر اُس نے اس لطف سے مارا کہ دیو
کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا تخت دیو سے چھوٹا لندھور و الیاس ایک طرف
جا کر گرے مالک و عرب دراز ایک جزیرے مین پہونچے مگر لندھور بن سعدان ایسے
مقام پر پہونچے کہ وہ صحراے غولان تھا غولون نے جو دیکھا کہ دو آدمی پھر رہے ہین چار طرف
سے آکر گھیر لیا لندھور تیغ کھینچ کر لڑنے لگے جب کئی سو غول مارے گئے تو ایک غول نے چیخ
ماری کہ ای افسر ہمارے آدمی زادے نے ہم کو تباہ و برباد کیا ہی اگر مدد کرو کہ صحرا سے ایک
غول بلند بالا آکے پہونچا چوبدست کاندھے پر رکھے ہوے آتے ہی لندھور پر وار کیا
لندھور نے روک کر تیغہ مار دیا کہ اُس غول کے دو ٹکڑے ہوے اُس غول کے مرتے ہی
سب غول بھاگے درہ ہاے کوہ مین جا کر چھپے لندھور نے الیاس ہندی سے کہا کہ ای
الیاس آج تو اسی صحرا مین رہو کل کسی مقام پر پروردگار پہونچائیگا تقاضاے آب و دانہ
کھینچ کر لیجائیگا الیاس نے عرض کی کہ سواے صحرا کے اور یہان کیا ہی حضور آرام کرین
مین جاگتا رہونگا لندھور نے کہا کہ نا انصافی ہمارا کام نہین ہی دو پہر ہم جاگین دو پہر تم
جاگو الیاس نے کہا جو مناسب وقت ہوگا دیکھا جائیگا غلام سب طرح راضی ہی غرضکہ
رات موافق گفتگو کے بسر ہوئی صبح کو دونون ایک جانب چلے بھالک غول جو لندھور
کے ہاتھ سے مارا گیا ہی تو زوجہ اُسکی بیٹھی رو رہی تھی اپنے جو دور سے لندھور کو آتے ہوے
دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی اور ٹہلتی ہوئی چلی جب قریب پہونچی تو لندھور کو صریحہ نے للکارا

کہ او آدم زاد کہان جاتا ہی تیرا گریبان پنجۂ اجل مین پھنسا کہ کشان کشان کھینچ کر یہان تک لایا
سچ بتا کہان جائیگا لندھور نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی تجھکو کیا دخل ہی کہ ہم کہان
جائینگے صرصریہ نے چوبدست اُٹھائی لندھور پر لگائی لندھور نے چوبدست اُسکے ہاتھ
سے چھین لی صرصریہ نے چاہا کہ لپٹ جاؤن لندھور نے اُسی چوبدست سے اُسکو قتل کیا چاہا
کہ آگے بڑھون درۂ کوہ سے انسانون کی آواز آئی لندھور نے کہا کہ ای الیاس ہندی
معلوم ہوتا ہی کہ کچھ بندگان خدا یہان قید ہین الیاس نے کہا کہ یہ تو ظاہر ہی کہ صحراے غولان
ہی آپنے افسر کو مار کر ہلاک کیا یہ اُسی کی مادہ تھی ایسی باتین سُنکر لندھور درۂ کوہ مین گھسے
چالیس پینتالیس شاہزادے وہان قید تھے اُن سب کو لندھور نے رہا کیا بارگاہین وہان تھین
باہین بیرون درہ استادکرائین خیمے بہت نکلے کیونکہ جو تاجر ادھر سے نکلتا تھا غول اسکو لوٹ
لیتے تھے جو قافلہ گذرا وہ لُٹا اکثر شاہون کی ارسالین لوٹ لین انسانون کو ہلاک کرتے تھے مال
لیکر جمع کرتے تھے وہ سب مال لندھور نے پایا بیرون راہ اُترے خیمے استادہ ہین روشنی ہورہی
ہی دوکاندار آگئے دوکانین لگادین ایک طرف گلفروش بیٹھے ہین ایک جانب نانبائی خمیری
روٹیون کے انبار لگائے ہین ایک جانب شیرمالین اور باقرخانیان رکھی ہین دیگچے نہاری کے
کے چولھون پر چڑھے ہین گاہک ٹوٹ رہے ہین ایک جانب گلوری والے سُرخ رو
بیٹھے ہوے ہین ایک پیسہ مین سُرخ رو کرتے ہین گاہک کی آبرو بڑھاتے ہین گلفروش صدا
لگا رہے ہین ہار جو ہی کے البیلے مزاج والا ملاحظہ کرے بیلے کے گجرے ہین بھانڈ بھگتیین نقلین
کر رہے ہین لندھور حیران ہین کہ یہ سامان کہان سے آگیا یہ میلہ کیونکر جما لندھور اسی حیرانی
مین ہین قضاے کار سامنے اسی [illegible] کے ایک وادی پُرخار ہی کہ تمام ڈھاکا شاخ در
شاخ پٹا ہوا ہی نقابدار زرین پوش واسطے شکار کے آیا تھا اسی جنگل مین شام ہوگئی تو اُترپڑا
چند چراغ لشکر مین روشن ہین باقی لشکر مین سناٹا ہی تاریکی شب خال زنگی کا مزہ دیتی ہی نقابدار
گھبراکر بارگاہ سے نکلا دیکھا سامنے خوب روشنی ہی کہ سپتے نخل کے مثل برق چمک رہے ہین اکثر
طائر صبح جانکر چہک اُٹھتے ہین بقول شاعر فرد رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار * زاغ پر تھا
گمان بو تیمار * نقابدار زرین پوش یہ سامان دیکھکر بہت متحیر ہوا گھوڑا منگواکر اُسپر سوار ہوا

ہر چند کہ وقت شب ہی مگر بازسفید سر پر اپنے گُن ہی نقابدار گھوڑے کو ٹہلاتا ہوا اُس مقام پر آیا روشنی کا تماشا دیکھنے لگا لندھور کو الیاس ہندی نے خبر دی کہ نقابدار زرین پوش آپکے بازار میں ٹہل رہا ہی لندھور پر یہ خبر جلالت اثر سُنکر وہ رعب طاری ہوا کہ تھتے اُٹھا کر لیے ہوے بازار میں آکر نقابدار کو سلام کیا نقابدار لندھور سے زیادہ جھکا اور چُپا سکر بغلگیر ہوا لندھور نے کہا کہ بارگاہ میں تشریف لے چلیے نقابدار ساتھ ہوا عیار نقابدار ہمراہ ہی جب بارگاہ مین لندھور نقابدار کو لاے مقام صدر پر جگہ دی نقابدار نے لندھور کو دست راست پر بٹھا لیا لندھور نے کُل کیفیت ظاہر کی نقابدار نے سب خاطرین لندھور کی گوارا کین جام گردش مین آیا عیار نقابدار نے چنگ مرصعی کو بجایا الیاس ہندی یہ اشعار گانے لگا نظم

جب سے مائل اُس بت سفاک پر دل ہو گیا ✦ کیا کہون بس اک زمانہ میرا قاتل ہو گیا ✦
جوش وحشت لاکھ ہو صحرا کو جا سکتا نہین ✦ اے جنون اب مین گرفتار سلاسل ہو گیا
بوسہ جب مین مانگتا ہون ہنس کے کہتا ہی وہ شوخ ✦ ہی خدا کی شان تو بھی اسکے قابل ہو گیا ✦
حُسن آرائی مین تم مشاق جب سے ہو گئے ✦ عشقبازی مین حسینون کی مین کامل ہو گیا
نازبیجا اب اُٹھانے کی مجھے طاقت نہین ✦ ٹکڑے ٹکڑے تیری باتون سے مرا دل ہو گیا
حُسن اپنا دیکھ کے خود اُس کو حیرت ہو گئی ✦ آئنہ جب اُس پریرو کے مقابل ہو گیا
وصل کی پروا نہین یہ فخر کیا کم ہی مجھے ✦ مین تمھارے چاہنے والون مین داخل ہو گیا
مثل مجنون بنکے دیوانہ مین صحرا کو چلا ✦ جب نہان آنکھونسے وہ لیلی شمائل ہو گیا
مدتون عاشق تصور مین ترے لوٹا کیا ✦ لطف وصل یار بھی فرقت مین حاصل ہو گیا
کیون برا ے قتل باندھے ہی کمر سے تیغ وہ ✦ آنکھ بھر کر جسنے دیکھا اُس کو بسمل ہو گیا
روضۂ سبط نبی مین جبکہ مین داخل ہوا ✦ کیا کہون کیا شادمان سطوت مرا دل ہو گیا

مین گرمی صحبت مین نقابدار نے لندھور سے کہا کہ اے دارا ے ہند تم رفیق قدیم ہو امیر کے اور امیر کے مزاج سے بخوبی آگاہ ہو جب مین نے اُن سے سوال کیا اُنھون نے یہی جواب صاف دیا کہ سر میدان مجھسے مقابلہ کرو یا نے مجھے لو مین نہین چاہتا کہ سر میدان اُن کی خفت ہو یا میری ذلت ہو وقت دیکھ کر صاحبقران کو سمجھانا کہ سر میدان سے باز آئیے یہ سنکر

لندھور نے کہا کہ ای بہادر صاحبقران وہ سپاہی ہین کہ سات برس کے سن مین طاہر عادی و مطاہر عادی کو مارا بارہ برس کے سن مین ہشام بن علقمہ خیبری کے یک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے سولہ برس کے سن مین ہندوستان مین آے میرے گرز کھاے اور مجکو تسخیر کر لاے ہرچند کہ مین زیر نہین ہوا مگر عقل سے دریافت کر لیا کہ صاحبقران مجپر غالب ہین آخر شباب مین مجکو زیر کیا اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف گئے دیو راہ دار و دیو عفریت و ارجنیک آہن شاخ و سمندون ہزار دست وغیرہ سرکشان قاف کو مار کر چھتیس برس کے سن مین پردۂ دنیا مین آے نوشیروان ایسا بادشاہ جلیل کہ کرور فوج کا بادشاہ تھا صاحبقران کے ہاتھ سے شکست کھاتا ہوا ملکون ملکون بھاگا بس ای نقابدار یہ یاوہ گوئی مین نے اسوجہ سے کی کہ اُن کی نظر مین کوئی جچتا نہین اپنے فرزندون کو زیر کیا کسی سے روگردانی نہین کی مجھے نہین یقین کہ بدون مقابلہ وہ بانے دین نقابدار نے کہا کہ خیر ای دارای ہند کل معرکۂ عظیم ہی کہ سات لاکھ نرہ ہاے دیو سے قہقہہ سہ چشمی کا بیٹا کریت بن قہقہہ آئیگا اُس سے مقابلہ پڑیگا کل مجھے بڑی کدوکاوش کرنی ہی سب پردۂ ظلمات کی فوج لیکر آیا ہی اور وہ بھی کہتا ہی کہ ایسی جنگ کرون کہ مردان عالم کو یاد رہے لندھور نے مقام پوچھا نقابدار نے کہا کہ مین جو اس صحراے ویران مین اُترا ہون تو کیا باعث ہی کل وہ خود آئیگا اُسنے مجکو نامہ لکھا تھا مین اُسکے وعدے پر آیا ہون ہرچند کہ وہ فوج کثیر لیکر آئیگا مگر میرے وہی بارہ ہزار رفیق ہین اُنھین کو ساتھ لیکر مقابلہ کرونگا نقابدار کو ایسی صحبت لندھور کی پسند آئی کہ رات بھر گانا سُنا کیا صبح کو رخصت ہوا لندھور آخر تک لشکر کے نقابدار کو پہونچانے آے جب نقابدار نے بہت عذر کیا تب لندھور پلٹے نقابدار عیار سے اپنے کہتا ہوا چلا کہ حقیقت مین لندھور بے مثل و نظیر جوان ہی صاحبقران نے کمال کیا کہ ایسے دلیر کو رفیق بنایا لشکر مین آکر سہہ پہر تھا کہ سب سردار استقبال کر کے نقابدار کو لے گئے نقابدار آکر بارگاہ مین بیٹھا پردے بارگاہ کے اُٹھوا دیے کہ صحرا سے گرد اُٹھی تمام صحرا تاریک ہوگیا بعد چند ساعت کے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے کریت بن قہقہہ کئی ہزار من کی چوبدست فولادی کاندھے پر رکھے ہوے تخت پر سوار کئی ہزار نرہ ہاے

دیو تخت کو اُٹھائے ہوے فوج مثل مور و ملخ کے ساتھ اس گرد فر سے کریت آکر پہونچا اور اُسکی
مقام پر اُتر پڑا اسقدر دیوزاد جو آئے زمین وہان کی تھرا گئی ہزار ہا نخل و ریان ہو گئے
کریت بن قہقہہ تخت سے اُتر کر بارگاہ مین آیا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے نقابدار کو خبر ہوئی نقابدار
نے بھی طبل جنگی بجوایا بارہ ہزار جوان سے مقابلہ کریت بن اُترا ہوا ہی دونون لشکرون مین
طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین اُس شب کو نقابدار عالی مقدار خود اپنے لشکر مین طلایہ
پھرا کیا کریت بن قہقہہ کی طرف سے دیو سر سام ستر ہزار نرہ ہاے دیو سے براے طلایہ اُٹھا
تھا پہر رات رہے نقابدار سے سامنا ہو گیا سر سام دیو نے دیکھا کہ چند جوان نقابدار کے
ساتھ ہین اور نقابدار کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہی سر سام کے ساتھ ستر ہزار نرہ ہاے دیو بڑے
بڑے قد کے جو پوستین نمد اغول ارہاے پشت نہنگ کاندھون پر رکھے ہوے کھڑے تھے
سر سام نے جو اشارہ کیا وہ سب طرف نقابدار کے چلے نقابدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالا
نعرہ کر کے جا بجا اسر سام کو للکار کر آواز دی کہ او نامرد تو مقابلے مین آ اورون کو کیا
بھیجتا ہی سر سام نے آگے بڑھکر ارہ پشت نہنگ کا وار کیا نقابدار نے بیچ مین تلوار کا
ہاتھ مارا کہ ارے نے دانت نکال دیے اور دو ٹکڑے ہوا آرے کو کاٹ کر خبردار
کہکر نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا سر سام نے سپر سنگی چہرے کی پناہ کی تیغ ابر قتاب جو چمکر
گرا سپر سنگی کو کاٹا سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری سر سام کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والون نے
چاہا کہ جا پڑین مگر بعض نے منع کیا کہ نقابدار بہادر بے نظیر ہی جو اس سے مقابلہ کریگا مارا جائیگا
نقابدار سر سام کو مار کر پلٹا آکر آرام فرمایا یہ طلایہ والے بھاگے ہوے سامنے کریت کے
آئے سب حال بیان کیا کریت نے کہا اِسی وقت بلوہ کر دیتا لیکن طبل جنگی بج چکا ہی اب صبح
کو میدان کارزار مین سمجھا جائیگا یہ کہکر کریت نے آرام کیا قتل سر سام کا ذکر جا بجا ہوتا
ہی کہ بڑا افسر مارا گیا جسکو دعوی تھا کہ مین نقابدار کو قتل کرونگا نقابدار نے بیک ضرب
شمشیر اُسکے دو پر کالے کیے رات بھر یہی چرچے رہے صبح کو ادھر سے نقابدار سوار ہوا وہ اُن
بارہ ہزار جوان ساتھ ہین تیور پر کسی کے بل نہین کہ سامنے سے گرد اُڑی کریت بن قہقہہ [illegible]نگین
لگاتا ہوا چہ بدست فولادی ہلاتا ہوا میدان مین آیا سات لاکھ نرہ ہاے دیو پشت بہ آگرچہ

مگر آمادہ ہین کہ کریت حکم دے تو ان آدمزادون پر جا پڑین جب نقیب نقابت کر چکے کریت نے دائنی
طرف دیکھا دیو نہنکال کہ سرداران زبردست سے ہی جست وخیز کرتا ہوا میدان مین آیا نہیب دی
کہ اے آدمزادو تم ہماری خوراک ہو جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے نقابدار نے گھوڑا پھیرا ارادہ
ہوا کہ مقابلہ نہنکال مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار سفید پوش گرز گران سنگ
کاندھے پر آکر پہونچا نہنکال سے مقابلہ کیا نہنکال نے چو بدست لگائی نقابدار سفید پوش
نے چوبدست قلم کی چوبدست کاٹ کر گرز مارا کہ نہنکال پرا ٹھا ہو گیا پھر آواز دی کہ او کریت
کسی اور کو بھیج سرسام کا بھائی دیو گمنام رات سے جھلا رہا تھا نہنکال کا مارا جانا
اور زیادہ شاق ہوا غصے مین بھرا ہوا گمنام نکلا مقابلہ نقابدار سفید پوش مین آیا اور
حملہ کیا نقابدار نے چوبدست اسکی گرز پر روکی کمر تک زمین مین غرق ہو گیا مگر پھر زمین سے
نکلا دو دستی گرز مارا دیو گمنام بھی پیوند زمین ہوا دیو مرغ سر نکلا اُسنے آکر نقابدار سفید پوش
پر کئی چوبدستین لگائین نقابدار نے وار اسکے روکے اور پھر گرز دو دستی مارا حریف پیوند خاک
ہو گیا بارہ دیو فرداً فرداً نکلے اور ہاتھ سے نقابدار سفید پوش کے مارے گئے لیکن نقابدار
زرین پوش حیران ہو کہ یہ کون جوان ہو کہ بارہ افسر مارے گرز دو دستی اسکا خالی نہین جاتا
جسپر گرز پڑا وہ پیوند خاک ہو گیا جب کریت نے دیکھا کہ بارہ افسر مارے گئے غصہ کرتا ہوا
نکلا قریب نقابدار سفید پوش کے آیا چوبدست فولادی کو چرخ دیکر ہاتھ مارا کہ نقابدار کا
شانہ نشانہ ہوا ہر چند کہ شانہ جھول پڑا مگر نقابدار سفید پوش نے شانے کو باندھکر ہاتھ
تلوار کا مارا کہ کریت کا سر زخمی ہوا کریت نے فوج کو آواز دی کہ ہان یارو گھیر کر ان سب کو
مار لو سات لاکھ نرہ ہاے دیو کا بلوہ ہوا نقابدار زرین پوش نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ
اس کی مدد کرنا چاہیے یہ کہکر گھوڑا اُٹھا کر فوج پر جا پڑا نقابدار سفید پوش بھی لڑ رہا
ہو لاشون کے انبار لگا دیے ہین جو دیو سامنے آیا ہاتھ سے نقابدار سفید پوش کے مارا گیا
نقابدار زرین پوش بہت حیران ہو کہ یہ جوان کون ہو کہ جو اس زور وشور سے لڑ رہا ہو
بارہ افسر قتل کیے اور مغلوبہ مین لڑ رہا ہو بڑا جری وبہادر ہو عیار سے کہا کہ دریافت تو
کرو کہ یہ جوان کون ہو عیار چلا مگر نقابدار سفید پوش کے شانے سے خون بہت بہا متظور ہوا

کہ اب نکل چلیے مگر خون بہنے سے شانے کے سست ہو رہا ہی لڑتا بھڑتا ہوا جاتا ہی یک گوشے
پر آیا چاہتا ہی کہ بلوے سے نکلون کہ نقابدار زرین پوش لڑتا ہوا اُس مقام پر پہونچا
کہا اے جوان مین تیری جرأت کا قائل ہوا امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے
آگاہ کر یہ سُنکر نقابدار نے بند نقاب چہرے سے اُٹھایا نقابدار زرین پوش نے دیکھا کہ
دارائے ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران ہین نقابدار کے ہوش اُڑ گئے کہا کہ
اے دارائے ہند ماشاءاللہ کس لطف سے جنگ کی ہی مین تمھاری جرأت کا قائل ہوا یہ
سُنکر لندھور نے کہا کہ اب مجھ مین قوت نہین ہی مین رخصت ہوتا ہون نقابدار نے بڑھکر
شمشیر زنی کی لندھور لڑتے بھڑتے نکل گئے مگر نقابدار زرین پوش اُس غلوے مین لڑ رہا ہی
عیار سے کہتا ہی کہ شب کو جو مین نے کلام کیا اُسکا ظہور لندھور نے دکھایا حقیقت مین امیر ہی
کا کلیجہ تھا کہ ایسے جوان کو زیر کرکے رفیق اپنا بنایا لندھور کی جرأت مین کوئی فرق نہین عین
گرمی جنگ ہی نقابدار زرین پوش کے ہاتھ سے زخم سر کریت چہارہ ہوا کریت سامنے سے
نقابدار کے ہٹ گیا چاہتا ہی بھاگ کر جان بچاؤن مگر نقابدار اُن بارہ ہزار جوانون سے
سات لاکھ پر غالب ہی مگر افسوس کر رہا ہی کہ لندھور بڑی جرأت دکھا گئے مگر یہ لوگ ہزار
جرأت دکھائین مین ضرور بانے لونگا اور صاحبقران سے سر میدان لڑونگا کہ صحرائے گرد اُڑی
ایک طرف سے نقابدار زمرد پوش اور ایک طرف سے نقابدار گلگون پوش بارہ بارہ
ہزار فوج سے آکر پہونچے اور شریک جنگ ہوے جب یہ دونون نقابدار آے ذرہ جم کر
جنگ کی کئی لاکھ نیزہ بازے دیو مارے گئے تب کریت بھاگا دس کوس تک اسکا نقابدار
زرین پوش نے پیچھا کیا مگر کریت نکلگیا نقابدار جنگ فتح کرکے پلٹا مال و اسباب کا فردن کا
لوٹ لیا مگر لندھور بن سعدان جو جنگ سے پلٹے منھ پونچھتے ہوے جاتے ہین مگر غش آرہا
ہی لندھور ضبط کرتے ہوے جاتے ہین کہ صحرائے گرد اُڑی اخفائے تاجدار بارہ ہزار
فوج سے جاتا تھا اسکو جو معلوم ہوا کہ لندھور جانشین صاحبقران جاتا ہی فوج سے اپنی
اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کرو لندھور نے بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ لندھور سے جزیرہ ہاے
دریا گرفتم تا بہ ہندستان ÷ اگر نام نمیدانی منم لندھور بن سعدان ÷ نعرہ کرکے لڑنے لگے

لڑتے بھڑتے قریب اخفلے تاجدار پہونچے اخفلے تاجدار نے حربہ کیا لندھور نے تلوار
چھین کر اخفائے تاجدار کو اُٹھا لیا اخفائے تاجدار بارہ ہزار جوانون سے مسلمان ہوا
اپنے مقام پر آکر اُترا لندھور نے اخفائے تاجدار سے کہا کہ کل مین نے مادہ غول کو قتل
کیا تھا بینتالیس شاہزادے اُسکی قید مین تھے سب کو مین نے رہا کر دیا جو بارگاہین وغیرہ
موجود ہین یہ سب اُسی نے لوٹ لوٹ کر جمع کی تھین وہ ہمین دستیاب ہوئین مگر اخفائے تاجدار
یہ دوکاندار کہان سے آئے تھے اخفائے نے کہا کہ میرا قلعہ یہان سے بارہ کوس پر ہے اُسی قلعے
کے سب دوکاندارون نے آپکے یہان میلہ جمایا آپ نے سیر کی لندھور نے کہا کہ میرا
ارادہ ہے کہ مین مقابلہ جمشید ثانی مین جاؤن اخفائے نے کہا کہ بسم اللہ غلام آپکے ساتھ
ہے لندھور نے اخفائے تاجدار کو ہمراہ لیکر طرف جمشید کے کوچ کیا مگر مالک اشتر
جو تخت سے گرے تو ایک جزیرے مین گذر ہوا وہانکا حاکم مہلال سرکش تھا اُسکو خبر پہونچی
کہ جانشین صاحبقران ہمارے جزیرے مین آیا ہے مہلال نے بارہ ہزار جوان ساتھ لیے
اور آکر مالک کو گھیرا مالک اشتر نے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا ودای نابکاران پُردغا
ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرۂ مالک سے منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار در
لشکر اہل دین + نعرہ کرکے نیزۂ دوزبان سنبھالا جسپر نیزہ مارا سینے کو توڑکر پار گذرا اور
اُکھیڑ کر مارا کہ استخوان اُسکے چور چور ہو گئے کئی سو جوان مالک نے قتل کیے پھر لڑتے بھڑتے
سامنے مہلال سرکش کے آئے مہلال نے ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے تلوار چھینکر اُسکو
اُٹھا لیا مہلال بارہ ہزار جوانون نے بصدق دل مسلمان ہوا جزیرہ اسلام آباد ہوا مالک کو
مہلال سرکش ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا مالک آکر بیٹھے ایک نازنین نہایت شوخ و شنگ
سامنے آکر رقص کرنے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ایک عالم غرق طوفان ہو گیا — کیا تجھے ای چشم گریان ہو گیا
لب تک آیا حرف شوق وصل یار — آشکارا راز پنہان ہو گیا +
دی چمن مین کیا کسی بلبل نے جان — چاک کیون گل کا گریبان ہو گیا
کیا خطا کی مین نے مین بھی تو سنون — کس لیے تو دشمن جان ہو گیا +

رہگذر مین تیری خون اتنے ہوے ‎ جابجا گنج شہیدان ہوگیا +
کشور دل ہوگیا ہو کا مقام + ‎ خاک اُڑتی ہی بیابان ہوگیا
ہی جرس نالان ہمیشہ کس لیے ‎ قافلہ کسکا پریشان ہوگیا
چاہنے والون کا تیرے قافلہ ‎ داخل ملک خموشان ہوگیا +
میرے دیرانے مین آیا جب وہ گل ‎ ہر طرف کوسون گلستان ہوگیا
فصل گل آئی تو بے تکلیف دست ‎ پرزے پرزے خود گریبان ہوگیا
دست وحشت سے نوہ کی پردہ دری ‎ چاک دامن تک گریبان ہوگیا
وہ جو بیٹھے آکے پہلو مین ہزبر ‎ درد دل کا میرے درمان ہوگیا

مگر نقابدار زرین پوش جنگ دیوان فتح کرکے شکار کھیلتا ہوا اس جزیرے مین پہونچا عیار نے مالک کے مالک کو خبر دی کہ نقابدار زرین پوش اس جزیرے مین آیا ہی یہ سنکر مالک اپنے مقام سے اُٹھے آکر نقابدار سے ملاقات کی نقابدار نے کہا کہ ای مالک لندھور نے بڑا کار نمایان کیا بڑا جری و بہادر ہی مالک نے کہا کہ ای نقابدار بہادر اہل ہندوستان کیا جانین کہ جرأت کیا چیز ہی بہادری ہمارے عرب مین اُتری ہی اس جزیرے مین مین اکیلا آیا تھا مہلال سرکش کو زیر کیا اب بارہ ہزار جوان ساتھ ہین نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا کہ عیار نقابدار سامنے سے آیا عرض کی کہ ای شہریار جزیرے کے پہلو مین ایک کوہ کلان ہی استدون بن سمندون بارہ ہزار نرہ ہاے دیو سے اُترا ہوا ہی طرف گلستان ارم کے جاتا ہی نقابدار نے کہا کیا مجال کہ آج کل کوئی طرف گلستان ارم کے جاسکے مالک نے مادیان کو بڑھایا کہا کہ ای نقابدار بہادر ابھی جاکر اُسکو شکست دیتا ہون ہرچند نقابدار نے روکا مگر مالک ذکر لندھور سُنکر بیقرار سے کہنا نقابدار کا نہ مانا اور فوج استدون پر جا پڑے جاتے ہی نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا نعرۂ مالک سہ منم مالک اژدر خشمگین + سپہ دار در لشکر اہل دین + نعرہ کرکے جا پڑے کئی نرہ ہاے دیو کو مارا جسپر نیزہ مار دیا سینے کو توڑ کر نیزہ پار گذرا نیزے سے بارہ چودہ دیو مارے نقابدار کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی مالک نے استدون کو للکارا کہ او بیحیا بیہ

مقابلے مین آ امندرون نے بڑھکر حملہ کیا مالک نے خالی دیکر نیزہ مارا کہ شانہ امندرون
کا زخمی ہوا نقابدار بھی جا پڑا فوج امندرون کو شکست دی نقابدار زرین پوش نے
بڑی تعریفین کین مالک خوش ہوگئے نقابدار رخصت ہوگیا مگر مالک ہلال سرکش
کی بارگاہ مین آئے فرمایا کہ ای برادر کل ہمارا کوچ ہی ہلال نے کہا غلام آپ کے ساتھ
چلیگا اب ساتھ نہ چھوڑیگا مالک نے کہا کہ بچشم میرا کوچ کرچکا ایسا نہ ہو کہ وہ مجھسے پہلے
پہونچ جاے تمنے خبر سُنی کہ نقابدار زرین پوش کہ برابر صاحبقران کے ہی اُسنے لندھور
کی تعریف کی ہین سنے اکیلے جاکر لشکر امندرون کو شکست دی ہلال نے کہا کہ ہمارے
جزیرے مین شکار متعدد ہی دو دن شکار کھیلیے بعد اُسکے حضور کے ہمراہ چلونگا مقابلۂ
جمشید ثانی مین چلکر اُترے مقابلہ آغاز ہو جاے مالک نے قبول کیا رات کو عرب دراز
سے حکم دیا کہ شکار کی تیاری کرنا عرب دراز نے رات ہی سے تیاری شکار کی کی بہلیے
قراول حاضر ہوے صبح کو مالک اُٹھے واسطے شکار کے چلے صحرا مین آکر نماز پڑھی جھاڑی
جھنڈیان بہلیے قراول جھاڑنے لگے جو تیتر لوا بٹیر نکلا مالک نے اُسکو شکار کیا تھوڑی دیر
مین جانوران پرندے اراب لادیے پہر دن چڑھے فرمایا کہ ای عرب دراز کوئی آہو
سامنے نہین آیا عرب دراز نے عرض کی کہ ہرکارے واسطے خبر کے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے
کہ چند گنوار سامنے سے آئے اُنھون نے خبر دی کہ یہان سے تین کوس پر ایک دھانون کا
کھیت ہی کئی سو آہو چرا کرتے ہین مالک نے مادیان کو بڑھایا چند سوار ساتھ ہین دور سے
مالک نے دیکھا کہ ایک کھیت مین کئی مادہ ہاے آہو ہین ایک نر سب کے بیچ مین مادائون
پرمستی کر رہا ہی مالک نے ساتھ والون سے کہا کہ مادائون کا تم سب کو اختیار ہی مگر نر کو مین
شکار کرونگا یہ کہکر گھوڑے اُٹھاے مادائین تو اور طرف بھاگین مگر نر نے مالک سے
آنکھ ملائی اور یکایک اس طور سے جست کی کہ کُمر اُسکے مالک کے خود مین لگے مالک
کو بڑا غصہ آیا کہ اس بے زبان نے مجھ ہی کو گنہگار کیا اب اسکو بے مارے نہ چھوڑونگا
یہ کہکر مادیان کو پھیرا تعاقب مین چلے جاتے ہین کہ شکار کرون آہو طرارے بھرتا ہوا
جاتا ہی ایک مقام پر جاکر چوکڑی بھولا مالک نے تیر مارا کہ آہو لنجا کر گرا مالک نے

اُترکر اُسکو بقربانی پہونچایا کہ دوسری گرد سامنے سے اُڑی مالک نے دیکھا ایک آہو تیر خوردہ
بھاگا ہوا آتا ہی مالک نے اُسکو بھی تیر مارا وہ بھی گرا اُس کو بھی بقربانی پہونچایا اب ارادہ
ہوا کہ دونون آہو شکار بند سے باندھون کہ کھڑاکے کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا کہ ایک
جوان نقابدار مرصع پوش گھوڑا ڈالے ہوے آتا ہی حیران حیران چہار جانب دیکھتا ہی اپنا
شکار جو پڑا ہوا دیکھا گھوڑا بڑھا کر قریب مالک کے آیا کہا کہ کیون او اجل گرفتہ تو نے میرے
شکار کو کیون شکار کیا تو یہ نہ سمجھا کہ کسی شوقین بہادر کا یہ آہو شکار کردہ ہی میرا مزہ کھو دیا
مالک نے کہا کہ صحرا مین آہو سامنے آیا کیونکر نہ شکار کرتے نقابدار نے کہا کہ مین تجکو شکار
کرونگا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی
کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا جھٹکا جو پڑا بند نقاب ٹوٹ گیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین پریزاد ہی
میر حسن نظم برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن • جوانی کی راتین مرادون کے دن • دگر وہ تھا
وہ نور کا سراپا • ایسا نہین حور کا سراپا • وہ صبح جبین تھی صبح جنت • ہر چین تھی موجۂ لطافت
آنکھین اُستاد سامری تھین • نشے مین شراب کے بھری تھین • دنبالہ کب اُنکین سرمے کا تھا •
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا • بینی کے قریب کب تھے ابرو • شہباز نے وا کیے تھے بازو • مالک
کی جو نگاہ جمال بے مثال پر پڑی مُنھ سے اُف اُف نکلی چرخ کھا کر گرے بیہوش ہو گئے مگر اُس
نازنین نے سر مالک کا زانو پر رکھ لیا پیشانی سہلانے لگی یہی چاہتی تھی کہ اسکو ہوش آئے
تو اس سے کلام کرون کہ عرب دراز جو اپنے آقا کی تلاش کرتا پھرتا تھا سامنے سے پیدا ہوا
نقابدار نے جو عیار کو دیکھا شرما کر اُٹھ گیا عرب دراز نے دور سے دیکھا کہ ایک نقابدار
بیٹھا تھا یا سوار ہو کر روانہ ہوا چاہا کہ تعاقب کرون مگر نقابدار گھوڑا بڑھا کر نکلگیا عرب دراز
پلٹا دور سے دیکھا کہ مالک بیہوش پڑے ہین قریب آکر اسنے پانی چھڑکا مالک کو ہوش آیا
دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

بلبل گلون سے دیکھ کے تجکو بگڑ گیا • قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا
آئی تو تجکو پسند اسے چال یار کی • سُن لیجو پانون کبک دری کا اُکھڑ گیا
پیچھے ہٹانہ کوچۂ قاتل سے اپنا پانون • سر سے تڑپ کے چار قدم اپنا دھڑ گیا

کھینچی جو میری طرح سے قمری نے آہ سرد / جاڑے کے مارے سرو چمن مین اکڑ گیا
اللہ رے شوق اپنی جبین کو خبر نہین / اُس بُت کے آستانے کا پتھر رگڑ گیا
درمان سے اور درد دوچار ہوا دوچند / مرہم سے داغ سینہ مین ناسور پڑ گیا
گلدستہ بن کے رونق بزم شہان ہوا / کوڑا جو اس فقیر کے تکیے سے جھڑ گیا
نکلا نہ جسم سے دل نالان شریک روح / منزل مین زنگ ناقے سے اپنے بچھڑ گیا
پاتا ہون شوق وصل مین احباب کے کمی / حسن وجمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا
برسون کی راہ آگے عزیزان نکل گئے / افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا
آیا جو سُرخ لعل لب یار کا خیال / جھنڈا قلم کا اپنے بدخشان مین گڑ گیا
آتش نہ پوچھ حال تو مجھ دردمند کا / سینے مین داغ داغ مین ناسور پڑ گیا

عرب دراز ہرچند پوچھتا ہی مگر مالک کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی کبھی جواب دیتے ہین کہ ای یار وفادار کیا حال پوچھتا ہی میری تو عجب کیفیت ہی دیکھیے عشق کیا انجام دکھائے یہ کہکر مادیان پر سوار ہوے جسطرف سے نقابدار آیا تھا اُس طرف روانہ ہوے عرب دراز ساتھ ساتھ چلا آتا ہی مگر عرض کرتا ہی کہ ای آقاے نامدار وای مولاے قدرشناس مجھے جو کچھ کہیے وہ بجالاؤن مالک نے کہا کہ تم سے مین کیا کہون کوہ غم والم دل پر ٹوٹ پڑا بیتابی کی ترقی ہی تاب وتوانائی نے جواب دیا مگر مقام افسوس ہی کہ تمنے اُسکو جاتے دیکھا اور پیچھا نہ کیا عرب دراز نے کہا کہ مین نے آپ کو پڑا ہوا دیکھا دل بیقرار ہوگیا مجھے گمان تھا کہ یہ نقابدار کوئی راہ گیر ہی یہ کیا جانتا تھا کہ آپ کا صبر وسکون لے گیا مالک نے جوابدیا کہ ای عرب دراز آگے بڑھ جاؤ جستجو تمھاری خالی نہ جائیگی خواجہ عمرو کے شاگرد ہو شاید پتہ ملے عرب دراز بہت خوب کہکر آگے بڑھا لشتان مرکب دیکھتا ہوا آتا ہی ایک مقام پر دیکھا کہ ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی چند کنیزین دربان پر کھڑی ہین عرب دراز نے آکر ایک کنیز کو اشارے سے بُلایا حباب مارکر بیہوش کیا شل مُردے کے ٹانگ پکڑکر ایک غار مین چھپادیا خود اُس کنیز کی شکل بنکر اندر باغ کے آیا دیکھا باغ سرسبز وشاداب ہی نہرین جاری ہین ہزارے چھوٹ رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ

بارش مروارید ہوتی ہی عرب دراز تماشا دیکھتا ہوا وسط باغ مین آیا دیکھا فرش وغیرہ بچھا ہی
اور ایک شاہزادی آفتاب جمال و خورشید مثال صاحب جاہ و جلال مسند پر بیٹھی ہی مگر چہرے
سے پریشانی ظاہر ہی عرب دراز نے آکر سلام کیا ملکہ نے پوچھا کہ کیون گلچہرہ یہ کیا سبب ہی
کہ آج ہنستی ہوئی آئی ہو ہم تو رنجیدہ و کبیدہ بیٹھے ہین اور تمھین خوشی ہی گلچہرہ نقلی نے
دست بستہ عرض کی کہ دشمنان حضور کو کیا غم ہی ملکہ نے کہا کہ ای گلچہرہ حقیقت مین عیش و
فرحت نے ہماری صحبت کی قسم کھائی تھی جا بجا ذکر ہوتے تھے کہ تیغ خندان کی صحبت مین
رنج و غم کا ذکر نہین ہی کیسی کیسی گانے والیان موجود ہین کہ جنکی آواز سے دل کو فرحت ہو
مگر آج فلک نے وہ غم دکھایا ہی کہ سوا رنج و ملال کے سامان خوشی نہین گلچہرہ نقلی نے
عرض کی کہ واری مین امیدوار ہون کہ مین بھی سنون کہ سرکار کو کیا غم پہونچا اگر ہو سکے تو
رفع ملال کی تدبیر کرون ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا کہ ای گلچہرہ آج جو مین شکار کو
گئی تو ایک جوان رعنا خمس گردن بلند بالا تنومند درشت چنگال مرد سپاہی کو دیکھا کہ
شکار کھیل رہا ہی اور دو آہو شکار کیے پڑے تھے مین نے چاہا کہ مین ڈراؤن مگر وہ کب
خائف ہوتا ہی اُسنے مجکو اُٹھا لیا مگر صورت دیکھ کر بیہوش ہو گیا میرا بھی عجیب حال ہوا مگر
اپنے کو سنبھالا جس طور سے بنا اُسی مقام پر بیٹھ گئی سر اپنے پیارے کا اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا
منظور ہوا کہ اِسکو بیدار کرون کہ ایک عیار کو آتے ہوے دیکھا اُسکو دیکھ کر بھاگی جبوقت
سے آئی ہون دل کو وحشت ہی کہ کیونکر اُس شخص تک پہونچون گلچہرہ نقلی نے کہا کہ کچھ نام اُسکا
حضور کو معلوم ہوا کہ اُسکا نام کیا ہی مقام کہان ہی ملکہ نے جواب دیا کہ ای گلچہرہ نام و
مقام تب معلوم ہوتا کہ جب کلام کرنے کی نوبت آتی گلچہرہ نے کہا کہ آپنے انگشتر سے نام اُسکا
دریافت نہ کیا ملکہ نے کہا کہ ہان میرے ہوش درست نہ رہے مین عیار کو دیکھ کر بھاگی یہی خوف ہوا
کہ غیر شخص سے کیونکر بات کرونگی گلچہرہ نے کہا کہ اگر مجکو حکم ہو تو مین اُسی مقام پر جا کر اُس
جوان کو تلاش کرون ملکہ نے کہا کہ اتنا مین نے سُنا ہی کہ یہان سے قریب ایک قلعہ ہی
کہ ہلال سرکش وہانکا حاکم ہی اُس قلعے کو مالک اشتر نے تسخیر کیا ہی شاید وہ بھی اِس
صحرا مین برائے صید افگنی آئے ہون طریقے سے معلوم ہوتا ہی وہ بھی ہونگے کل والد نے

یہ ذکر کیا تھا ملکہ فرماتے تھے کہ لشکر کشی کرکے جاؤن اُس جوان کو گرفتار کرلاؤن مگر وہ جانشین صاحبقران ہی اُسکا گرفتار ہونا دشوار ہی ای صبح خندان آج کل شکار وغیرہ کو نہ نکلنا ایسا نہو کسی مقام پر مقابلہ پڑجاے میری شامت کہ مین براے شکار گئی جوان کو خیال تھا وہ بھی ہوا کہ خود شکار ہوئی باپ ہمارے جلیل خارہ شکن ہرچند کہ پہلوان ہین مگر نام سے اُس جوان کے کانپتے ہین تم ای گلچہرہ اگر ہوسکے تو ٹہلتی ہوئی جاؤ اور مفصل خبر لاؤ گلچہرہ نے کہا کہ واری مین اُن کو بُلا لاؤن ملکہ سے اور عرب دراز سے باتین ہورہی ہین کہ وزیرزادی ملکہ کی موسوم بہ اظہار ما۔ طاعت آئی اُس کو دیکھ کر میان عرب دراز مائل ہوے دوڑکر استقبال کیا اور عقل سے سمجھ گیا کہ یہ وزیرزادی ہی کہا ای وزیرزادی صاحب آئیے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا بڑی محبت سے کہا آئیے ملکہ تنہا بیٹھی تھین آپ پاس بیٹھیے اور مین تلاش مین جاتی ہون ملکہ نے اشارہ کیا کہ گلچہرہ کہان جائیگی اور کہان تلاش کریگی گلچہرہ نے کہا کہ مین وہین جاؤنگی اور بُلا لاؤنگی ملکہ تو خاموش ہوئین اور عرب دراز نکلا ملک راہ مین کھڑے تھے پکار کر پوچھا کہ ای مسیحاے زمان ہمارا علاج بھی تجویز کیا عرب دراز نے جواب دیا کہ حضور کے علاج کو گیا مین بھی بیمار ہوکے آیا ای شہریار حقیقت مین ملکہ تو شعلۂ جوالہ ہی وزیرزادی اُنکی اسقدر شوخ و شنگ ہی کہ غلام مرگیا اصل مین یہ کیفیت ہی ملکہ اُسکی محبت مین یہ صورت ہی نظم

انصاف کی ترازو مین تولا عیان ہوا	یوسف سے تیرے حُسن کا پلہ گران ہوا
روے زمین پہ ایسا مین بسمل تپان ہوا	اُڑکر مرا لہو شفق آسمان ہوا
اُس برق وش کا عشق نہانی عیان ہوا	ابر سیاہ آہون کا میری دھوان ہوا
دیکھا جو مین نے اُسکو سمندر کی آنکھ سے	گلزار آگ ہوگئی سنبل دھوان ہوا
خوش چشمون کے فراق مین کھانے پیچ و تاب	شاخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا
انبوہ عاشقان سے ہی ہوا حُسن کو غرور	کثرت سے مشتری کی یہ سوداگران ہوا
انسان کو چاہیے کہ نہو ناگوار طبع	سمجھے سبک اُسے جو کسی پر گران ہوا
اُس گل سے عرض حال کی حسرت ہی رہگئی	کانٹے پڑے زبان مین جو میل بیان ہوا
اللہ کے کرم سے بتون کو کیا مطیع	زیر نگین قلمرو ہندوستان ہوا

انصاف میں نے عالم اسباب میں کیا	جو آئی چاندنی تو میسر کتان ہوا +
قاتل کی تیغ سے رہِ ملکِ عدم ملی +	آہن ہمارے واسطے سنگِ نشان ہوا
فکر بلند نے مری ایسا کیا بلند +	آتش زمین شعر سے پست آسمان ہوا

مالک نے اپنے سے زیادہ عرب دراز کو بیقرار پایا کہتا ہے چلیے میں کنیز کو بیہوش کر کے ڈال آیا ہوں اُسی کی شکل بن کر آپ کو لیچلونگا مالک تو خود گھبرائے ہوے تھے عرب دراز کے کہنے سے ہمراہ ہوے گلچہرہ کی شکل پر عرب دراز ہمراہ ہوا جب مالک دروازے پر باغ کے پہونچے تو گلچہرۂ نقلی نے جا کر عرض کی کہ حضور وہ آتے ہیں ملکہ نے کہا کہ ای گلچہرہ تو تو ایسی جلدی آئی کہ جیسے وہ کہیں راہ ہی میں کھڑے ہوے تھے اگر وہ نہ ہوں اور کوئی ہو گلچہرہ نے کہا کہ اگر وہ نہ ہوں تو سامنا نہ کیجیے گا اور اگر وہی ہوں تو تہمت میں جگہ دیجیے وزیرزادی نے سمجھایا کہ واری یہ بہتر نہیں کہ جس شخص سے آگاہ نہوں اُسکا بلا تکلف آنا ایسا نہو کہ آپکے والد کو خبر ہو جائے تو بہت بُری طرح پیش آوینگے ہم لوگوں پر آفت برپا کرینگے اور فرمائینگے کہ تم لوگوں نے انتظام نہ کیا مگر آپ کو بے حواس پاتے ہیں اس وجہ سے ناچار ہیں ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا ادھر عرب دراز دوڑا ہوا دروازے پر آیا پکار کر کہا کہ آئیے مالک تنتے ہوے اندر آے رنگ باغ دیکھ کر شگفتہ ہو گئے کہ کیسا سرسبز و شاداب باغ ہے جس کا فردوس کو داغ ہے ملکہ منہ لپیٹے بیٹھی ہیں مالک کو دور سے جو دیکھا وزیرزادی سے کہا اصل میں یہ کیفیت ہے فرد

این است کہ خون کردہ و دل بردہ بسے را + بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را +

جمال بے مثال مالک دیکھ کر وزیرزادی بھی دنگ ہو گئی مالک آکر بیٹھے ملکہ منہ پھیرے ہوے بیٹھی ہیں مالک نے کہا کہ کیوں بی گلچہرہ ہم کیسے مہمان ہیں عرب دراز نے کہا کہ میزبان آپکی ابھی خاموش ہیں انشاء اللہ باتیں ہونگی وزیرزادی نے کہا کہ کیوں گلچہرہ آج کیسی باتیں تم کر رہی ہو لفظ انشاء اللہ کہاں سے سیکھا عرب دراز حیران ہو گیا کچھ جواب نہ دیا دل میں اپنے کتاری کہ میں نے یہ کلمہ کیوں کہا مگر ملکہ سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو دو چار شعر گاؤں ملکہ نے ہنس کر کہا کہ ای گلچہرہ تو گانا کیا جانے گلچہرہ نقلی نے عرض کی کہ واری میں نے حضور پر ظاہر نہیں کیا آج اظہار کرتی ہوں یہ کہکر بایاں کھینچا مخفی سے یہ اشعار گانے لگی نظم

مجنون جنونی ز تو این نام و نشان چیست / بے کام و زبانی ز تو این کام و زبان چیست
جان و دل و دین زلف و خط و خال نبردند / ای بے خبر از خویش دگر دعوی جان چیست
شد تجربہ صد بار کہ سود تو زیان است / ای دل دگر اندیشۂ این سود و زیان چیست
بدرید ترا پردۂ عصمت چو ز عصیان / ظاہر شدہ بر خالق و از خلق نہان چیست
مخفی چہ کنم چارہ کہ از دوست بپرسم / مقصود ز پیدایش این کون و مکان چیست

اس رنگ سے عرب دراز نے یہ اشعار گائے کہ وزیرزادی سے بڑی تعریف کی عرب دراز
قدموں سے لپٹ گیا کہا حضور ابھی آپنے کیا سنا ہے اور بہت سے کمال جانتی ہوں کہ جس سے
آپ محظوظ ہو جاویں قدموں سے جو عرب دراز لپٹا وزیرزادی نے مسکرا کر کہا کہ اے
گلچہرہ آج تجھے کیا ہو گیا ہے کہ جو ایسی باتیں کرتی ہے عرب دراز نے کہا کہ بی گلچہرہ وہاں
بیہوش پڑی ہیں میں تو آپ کا غلام ہوں یہ کہکر رنگ و روغن عیاری پونچھا ملکہ نے ایک
دو تھپڑ مارا کہا کہ او لنگوڑے عیار مکار تو نے بڑا جال پھیلایا اب وزیرزادی کو بھی ثابت ہوا
کہ عرب دراز عیار ملاک ہے منہ پھیر کر بیٹھی کہا اے ملکۂ عالم اس لنگوڑے نے بڑا جال پھیلایا
کہ جان نہ پہچان اور قدموں پر لوٹ گیا مگر گلچہرہ کو جو ہوشیار کیا یہ سن دراز عورت یہ حال
سنکر چل گئی جی میں کہتی ہے کہ عیار و سردار نے خوب جال پھیلایا چل کر ان کے باپ سے اس
امر کی اطلاع کروں کہ وہ آکر سزا دیں مالک کو قتل کریں ملکہ کو بھی سزا ملے اور یقین ہے
کہ بی وزیرزادی بھی گنہگار ہوں یہ سوچ کر بھاگی کہ جا کر شاہ سے اطلاع کروں ادھر
شاہ برائے شکار گئے تھے پلٹے ہوئے آتے تھے راہ میں گلچہرہ سے ملاقات ہوئی پوچھا
کہ کیوں گلچہرہ کہاں سے آتی ہو گلچہرہ جھلائی ہوئی تھی بلاتکلف بولی کہ آپ کو کچھ حال بھی معلوم
ہے کہ آپ کی صاحبزادی نے پالنے سے پاؤں نکالے غیر شخص کو بلا کر بٹھا لیا اور عیار انکی
میری شکل بن کر آیا وہ بی وزیرزادی کے ساتھ چہچلا کر رہا ہے اب شاہزادی اور وزیرزادی
ایک حال میں ہیں دونوں مردوے بیٹھے ہیں جلیل خارہ شکن یہ حال سن کر کانپنے لگا گلچہرہ
اور زیادہ باتیں بنانے لگی کہا واری میں نے ان لوگوں کا سامنا نہیں کیا آپ کی تلاش
میں نکلی تھی آپ یہیں مل گئے جلیل نے کہا کہ میں بھی چلتا ہوں شکار سے پلٹ کر آیا ہوں

یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا طرف باغ کے چلا یہان وہ وقت ہے کہ مالک ملکہ سے باتین کر رہے ہین
کنیزین سامنے حاضر ہین عرب دراز وزیرزادی پر ٹوٹا پڑتا ہے اور وزیرزادی برہم ہوتی
ہے کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ واری غضب ہوا آپ کے والد تشریف لاتے ہین
اور بی گلچہرہ ساتھ ہین ملکہ کا رنگ رو اُڑ گیا گھبرا کر کہا کہ اب مین کیا کرون صاحب تم کہین
چھپ جاؤ مین باتین کر کے اُن کو ٹال دونگی مگر گلچہرہ نے سب حال کہا ہوگا وزیرزادی
نے کہا کہ وہ نگوڑی رشک مین بھری ہے اُسکو صبر نہ آیا اُسنے ضرور کہا ہوگا وہ ہی شاہ کو لیکر
آئی ہے مالک نے جو ملکہ کو پریشان دیکھا کہا ملکۂ عالم کیون گھبراتی ہو آنے دیجیے سمجھا جائیگا
ملکہ نے کہا کہ صاحب وہ بہت زبردست ہین بڑے بڑے پہلوانون کو مارا ساٹھ ستر ہزار
فوج کے وہ حاکم ہین سب پہلوان اُن کو مانتے ہین مالک نے کہا آنے تو دو کہ سامنے کا
دروازہ کھلا اور جہلیل خارہ شکن تلوار تولتا ہوا اندر آیا مالک کو جو بیٹھے ہوے دیکھا
للکار کر آواز دی کہ او باغی تو یہان تک کیونکر پہونچا اب تم سبھون کی قضا میرے ہاتھ سے
ہے تلوار کھینچ کر دوڑا مالک اُسیطرح بیٹھے رہے کنیزون نے باہم کہا کہ لو لوا یا تو تلوار برسا رہے
ہے یا حیران بیٹھے ہین قبضے پر ہاتھ نہین ڈالتے دوسری نے کہا کہ بُوا جہلیل خارہ شکن
بلائے روزگار ہے بڑے بڑے پہلوان زیر کیے جلاد صاحب علم و بیدا داکثر کو اپنے ہاتھ
سے قتل کیا مگر جب جہلیل نے دیکھا کہ یہ جوان نہین اُٹھتا تلوار کھینچ کر سر پر آیا ہاتھ تلوار کا
مالک پر مارا مالک نے گھٹنے ٹیک کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار جہلیل کی چھین کر
پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر نعرۂ شیرانہ کیا اور جہلیل کو اُٹھالیا چاہا زمین پر مارون
جہلیل نے آواز دی کہ اے شہریار الامان مالک نے سوال اسلام کیا جہلیل خارہ شکن
راضی ہو گیا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا عرض کی کہ مین جا کر قلعے مین سامان دعوت کرون
کہ کل رعایا آپ کی زیارت سے مشرف ہو مالک نے قبول کیا جہلیل قلعے مین آیا مالک
اُسی طرح مسند پر آکر بیٹھے مگر ملکہ نے کہا کہ اے شہریار یہ آپ نے اچھا نہ کیا اس مکار
کو چھوڑ دیا اپنے تئین بہت بچائیے گا ملکہ نے عرب دراز سے کہا کہ اے عرب دراز مالک
کی اپنے حفاظت رکھنا عرب دراز خاموش ہو رہا مگر جہلیل خارہ شکن کہ اس کو اپنے

زیر ہونے کا بڑا قلق ہر راہ مین سوچتا ہوا قلعے مین آیا افسرون نے آکر استقبال کیا بارگاہ مین
آکر بیٹھا انجمن مشاورت کو منعقد کیا شمع راے روشن جوئی غواصان بحر بے پایان مضامین
و شناوران دریاے قمار لطف سنج گوہر آگین یون ذکر کرتے ہین کہ سب اپنی اپنی راے
ظاہر کرنے لگے کسی نے کہا کہ شبخون مارئیے کسی نے کہا کہ ایک مرتبہ بلوہ کردین وہ اکیلے ہین
گھیر کر مار لین گے کیا اُن کو پناہ دین گے مگر عیار اسکا سرخیل تیز رفتار اپنے مقام سے
اُٹھا اور ہاتھ باندھ کر جلیل کے سامنے آیا عرض کی کہ آپ کیون تردد فرماتے ہین مین مالک
کو پکڑے لاتا ہون اپنا قبضہ کرکے قتل کیجیے یہ راے سب کو پسند آئی کہا ای سرخیل اگر
مالک کو پکڑ لائے تو گویا سلطنت بچائی سرخیل نے کہا مین گیا اور لایا یہ کہکر باتہلے عیاری
سے آراستہ ہوکر طرف مالک کے چلا پشت باغ پر آکر کمند ماری دیوار پر چڑھا دیکھا ملکہ
اور مالک چھپر کھٹ پر سو رہے ہین سرخیل نے آکر مالک کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر
لے بھاگا بعد تھوڑی دیر کے ملکہ نے جو ہاتھ ڈالا پہلو خالی پایا گھبرا کر اُٹھی عرب دراز کو
جگایا بلا کر کہا کہ ای عرب دراز مالک کو کوئی چرا لے گیا عرب دراز نے پیترہ دیکھا کہا
معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عیار لے گیا ملکہ صبح خندان نے کہا کہ ہان ایک عیار میرے باپ کا
سرخیل تیز رفتار نامے ہے وہ ہی لے گیا ہوگا عرب دراز نے کہا کہ مین جاتا ہون نیمچہ
پکڑ کے چلا مگر سرخیل جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی کوئی تین کوس نکل چکا ہی کہ پشت سے آواز
آئی کہ منم عرب دراز او ناعیار کہان جاتا ہی سرخیل نے جو پلٹ کر دیکھا کہ عرب دراز
غصے مین آنکھین سُرخ نیمچہ کھینچے ہوے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی فورًا زمین پر پشتارہ رکھدیا
آپس مین نیمچہ چلنے لگا عرب دراز چاہتا ہی کہ یہ پشتارے کے پاس سے ہٹے تو مین قبضہ کرلون
مگر سرخیل جما ہوا لڑ رہا ہی پشتارہ نہین چھوڑتا ایک شاگرد سرخیل مینوش مست مزاج
جو طرف لشکر مالک کے چلا تھا ایک زرغے مین چھپا بیٹھا تھا کان مین اسکے آواز آئی کہ
کہین اُستاد لڑ رہے ہین جھانک کر دیکھا کہ ایک عیار طرار بڑے قد و قامت کا سرخیل
کو گھیرے ہوے ہی اور بیخ نخل پر پشتارہ رکھا ہی مینوش نے جھپٹ کر پشتارہ اُٹھا لیا
دبے پاؤن لیکر بھاگا یہان عرب دراز نے گھس گھس کر نیچے مارے سرخیل پیچھے ہٹا مگر

سرخیل نے جو پلٹکر پشتارہ نہ دیکھا سمجھا کہ کوئی شاگرد اسکا ساتھ آیا تھا اُسنے یہ کام کیا اب
اپنی جان بچاؤ نکل چلو یہ سوچ کر بھاگا عرب دراز نے سمجھا کیا مگر تیز رفتار اسکا نام تھا
جست و خیز کر کے نکل گیا عرب دراز سوچا کہ چل کر ملکہ سے خبر کرون پھر مالک کی فکر کرونگا
یہ سوچ کر پلٹا یہان ملکہ مسلح و مکمل بیٹھی ہین کہ مین فورًا جاؤنگی اور جنگ کر کے اپنے مالک کو
چھڑا لاؤنگی کہ عرب دراز آکر پہونچا سب حال اِسنے بیان کیا ملکہ نے کہا کہ قید مالک کی
پہونچ گئی خدا اُن کو بچائے ای عرب دراز تم نے غفلت کی خیر مین چلتی ہون عرب دراز
نے کہا کہ آپ نہ چلیے مین اُنکو رہا کرا لاؤنگا ملکہ نے کہا کہ بھیا مجھسے صبر نہ ہوگا آخر مین نے
فنون سپہ گری کیون سیکھے تھے یہی اُسکے صرف کا وقت ہی یہ مین جانتی ہون کہ اگر لڑتی بھڑتی
اُن تک پہونچگئی اور ہتھکڑی اُن کی کاٹ دی تو وہ قید فورًا توڑ ڈالین گے مگر بھیا یا تم
لڑتے ہوے پہونچنا یا مین اپنے کو پہونچاؤنگی ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی سات سو کنیزین
عربی و ترکی و تازی مادیانون پر سوار نیزے ہاتھ مین گھوڑیان طراوے بھرتی ہوئین
اِس شوکت و شان سے ملکہ چلین یہان وہ وقت ہی کہ سرخیل تو رنجیدہ و کبیدہ لشکر
مین آیا سبھون نے کہا کہ اُستاد کیا کام کیا ہی اِسنے کہا کہ ساری مشقت میری خاک مین
مل گئی پشتارہ غائب ہو گیا مین حیران ہوکے بھاگا اُس عیار سے میری جان نہ بچتی یہان
بچکے بھاگ آیا ایک شاگرد نے خبر دی کہ ای اُستاد خلیفہ صاحب بیہوش ست مزاج
پشتارہ لائے سرخیل یہ سنکر بہت خوش ہوا کہا وہ ایسا ہی شاگرد ہی مین اپنا اُسے جانشین
کرونگا خوب اُسکو مین نے بتایا ہی مگر اُسنے بھی اچھی طرح حاصل کیا ہی یہ کہکر دوڑا بارگاہ
مین آیا دیکھا سب گھبرا رہے ہین اور پشتارہ رکھا ہی سرخیل نے کہا کہ ای شاہ بڑی
آپ غفلت کرتے ہین اگر اس کو ہوش آگیا تو قیامت برپا کریگا جلد آہنگر کو بلائیے حکم کی
دیر تھی آہنگر آکر موجود ہوا دُہری قید مالک کو پنہائی مالک بیہوش پڑے ہین آہنگر
ہتھکڑیان بیڑیان پنہا رہا ہی کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا صلیل نے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی
ہرکارے نے خبر دی کہ ایک نقابدار مرصع پوش سات سو جوانون سے آپ کے لشکر
گرا ہی قتل کرتا ہوا آتا ہی کیسے کیسے پہلوانون نے روکا مگر نقابدار نہین رکتا ساتھ دو

اُسکے کیا عمدہ رفیق و شفیق ہین جہان کسی نے وار کیا ایک نے اُسکے مرکب کی آنکھ پر تیر
مار دیا گھوڑا سوار کو لیکر بھاگا کسی نے جب دیکھا کہ ہمارے آقا پر کسی پہلوان نے حربہ کیا
اُسنے پہلو پر آکر نیزہ مار دیا اُس پہلوان کا ہاتھ بلند نہ ہونے پایا کہ جان بحق تسلیم ہوا اور
یہان نقابدار لڑتا بھڑتا قریب بارگاہ پہونچا ہر افسران فوج روک رہے ہین مگر نقابدار
رستمانہ لوٹتا ہوا در بارگاہ پر پہونچا اور طنابین بارگاہ کی قطع کرنا شروع کین جب طنابین
کٹین تو بارگاہ لہرائی گھبراہٹ مین حلیل کے مُنہ سے نکلا کہ یارو نکلو ایسا نہ ہو یہ بارگاہ
آرہے مگر قیدی کو بھی باہر لے چلو یہ کہکر دوسری طرف سے باہر نکلا سپاہی کشان کشان
مالک کو بھی لائے کہ بارگاہ گری کئی ہزار آدمی دبے نقابدار نے دیکھا کہ مالک کو
مسلسل کرکے لے نکلے ہین حلیل افسرون سے صلاح کر رہا ہے کہ تم سب نقابدار کو روکو
مین قیدی کو لیکر نکل جاؤن قلعہ خوش گوار یہان سے تین کوس پر ہے خوشباش جادو
وہان کا حاکم ہے میرا دوست صادق و محب واثق ہے ایک سحر مین سب کو مٹا دیگا افسرون
نے کہا کہ ہم نقابدار کو روک لین گے آپکے تعاقب مین نہ جانے دین گے یہ کہکے
فوج نے پرے باندھے حلیل نے مالک کو اراسپ پر سوار کیا دس ہزار جوان ساتھ لیے
اور تین ہزار مقابلہ نقابدار مین چھوڑے آپ صحرا کی طرف چلا عرب دراز نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ
مالک کو حلیل لیے جاتا ہے نقابدار کو خبر کی نقابدار لڑ بھڑ کر مجمع سے نکلا مگر فوج والے
جان دیے دیتے ہین صفین جمائے ہوئے کھڑے ہین اگر ایک صف ٹوٹی تو دو صفین آراستہ
ہوگئین نقابدار چاہتا ہے کہ لڑ بھڑ کر نکلوں حلیل کا تعاقب کرون مگر فوج والے نکلنے نہین
دیتے روکے ہوئے کھڑے ہین تیر جانبین سے چل رہے ہین طائران تیر اُڑتے پھرتے ہین
میدان مین ہنگامہ ہے حلیل دو کوس نکل گیا ہے وہان ایک قریہ ہے کہ حاکم وہان کا مُہر زور
نامے زمیندار پڑا ہوا سو رہا تھا دیدۂ ظاہری بند تھے دیدۂ باطنی وا تھے عین خواب مین دیکھا
کہ در ہائے آسمان وا ہوئے ایک تخت نور پر ایک مرد پیر مقدس سوار ہین چہرہ مثل آفتاب
عمامۂ سفید سر پر بندھا ہوا قبا پہنے ہوئے وہ تخت آکر قریب مُہر زور اُترا مُہر زور نے
اُٹھ کر سلام کیا اُس صاحب تخت نے علیکم السلام کہا فرمایا ای مُہر زور اگر سعادت کونین

چاہتا ہی تو مالک کی قید لیے ہوے مہلیل آتا ہی سو دو سو جسقدر سپاہ ان ہو دن ان کو لیکر
کمینگاہ مین بیٹھو جب وہ یہان پہونچے تو جنگ آغاز کرنا خدا انجام بخیر فتح دیگا پُر زور یہ جواب
دیکھکر اُٹھا پچاس ساٹھ غلامان حبشی و چینی وردی تیار رکھتے اُن سب کو لیکر چلا رعایا بھی
ہمراہ ہوئی گانون کی کُمار جمع ہوئی جا چار پانچ سی جوانون کو ساتھ لیکر پُر زور کنار
پر قریے کے آکر مع جوانون درختون کی آڑ پکڑ لی کہ صحرا سے گرد اُڑی مہلیل قید مالک لیے ہوے پیدا ہوا
پُر زور نعرہ کر کے جا پڑا مہلیل حیران ہی کہ یہ دشمن کہان سے آیا مگر کہتا ہی کہ ان گنوارون کا
مار لینا کتنی بڑی بات ہی تلوار چلنے لگی صدائے گیر و دار بلند ہوئی کہ ہرکارے نے آکر خبر دی
کہ نقابدار نے کل فوج کو شکست دی سب بھاگے ہوے آتے ہین اور نقابدار تعاقب مین آتا ہی
کئی سی افسر نامی نقابدار نے قتل کیے ہمراہیان نقابدار بڑی جانبازی کر رہے ہین ہمین
گرمی جنگ ہی کہ مہلیل نے دیکھا بھاگے ہوے لوگ آنے لگے اِدھر زمیندار پُر زور لڑتا
بھڑتا قریب مالک پہونچا ہتھکڑی کاٹی ہتھکڑی کٹتے ہی مالک نے قید آہن توڑ کر پھینکی
اور لڑتے ہوے اُٹھ نعرہ کیا نعرہ مالک سے منم مالکِ اژدر خشمگین * سپہ دار رد لشکر
اہلِ دین * پُر زور نے جو دیکھا کہ مالک نے رہائی پائی بڑھ کر مالک کو سلام کیا مالک نے گلے
سے لگا لیا فرمایا کہ ای پُر زور تو نے احسان کیا پُر زور قدمون سے لپٹ گیا کہا آپ کی وجہ
سے مین نے دولتِ کونین پائی بزرگان دین میرے خواب مین آے مجکو ہدایت کر گئے مین
بصدق دل مسلمان ہوا شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ آپ نے میری وجہ سے رہائی پائی
مالک نے فرمایا کہ مین تمہارا ممنون ہوا تم نے خوب قاعدے سے بلوہ کیا پُر زور نے
عرض کی کہ میرے ہمراہی قاعدے سے لڑ رہے ہین مالک لڑتے بھڑتے سامنے مہلیل
کے پہونچے مہلیل نے ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے تلوار چھین لی اور کمر مین دست زبردستی
دے کر مہلیل کو اُٹھا لیا اور قصد کیا کہ زمین پر مارون مہلیل سوچا کہ اب زندہ نہ بچونگا
پکار کر آواز دی کہ ای مالک اب مین دل سے اطاعت کرتا ہون جو کچھ کہ بغض میرے
دل مین تھا وہ نکل گیا مالک نے ہاتھ سے رکھدیا مہلیل قدمون سے لپٹ گیا کلمہ
پڑھ کر یہ ارادہ فاسد مسلمان ہوا جب مہلیل مسلمان ہوا تو اسنے عرض کی کہ آپ لوگون کی

مدد غیب سے پیدا ہوتی ہی مالک نے جنگ کو موقوف کیا کہ عرب درّاز آکر پہونچا دیکھا
کہ مالک نے مہلیل کو مسلمان کیا کُل فوج باقی ماندہ عذر کر رہی ہی مالک نے اِن سب کو
بھی مسلمان کیا مگر شُرپزور زمیندار دست بستہ کھڑا ہی عرض کرتا ہی کہ غلام کے
قریے مین چل کر اُتریے سب آپ کی خدمت کرین گے سب گُنار لیکر آیا ہون مالک نقابدار
کا انتظار کر رہے ہین کہ نقابدار بھی نادیان اُڑاتا ہوا آیا دیکھا کہ جنگ فتح ہو گئی اب
عرب درّاز نے عرض کی کہ ای آقاے نامدار آپ سمجھے کہ یہ نقابدار بہادر کون
ہی مالک نے کہا کہ مین سمجھ گیا کہ صبح خندان نے یہ جرأت کی نقابدار سے کہا قریے مین
چلیے نقابدار اگر داخل ہوا مالک بھی پرزور کے ساتھ آے قریے مین آکر اُترے لشکر
بھی سب اُترا مہلیل انتظام کر رہا ہی مگر مہلیل نے ایک نامہ جادوگر کو لکھا کہ
ای خوشباش اگر تم سے ہو سکے تو آکر سب کو گرفتار کرو ورنہ سلطنت جاتی ہی قریۂ پرزور
مین سب اُترے ہوے ہین جب یہ لوگ مبتلا ہو نگے تو مین بھی بلوہ کرونگا خوشباش کو جو
یہ نامہ پہونچا کئی سو ساحرون کو ساتھ لیکر اپنے قلعے سے خروج کیا اور کوچ کر کے آیا
سامنے قریے کے اُترا مالک کو خبر پہونچی کہ خوشباش جادو کئی سو ساحرون کو لیکر آیا
ہی مالک بھی براے مقابلہ نکلا مہلیل فکر کر رہا ہی کہ مالک پر وہ سحر کرے تو مین بلوہ کرون
اہلِ فوج کو ترغیب دے رہا ہی رات کو جانبین مین طبل جنگی بجے صبح کو خوشباش میدان
مین آیا آتے ہی سحر کیا کہ سب سرداران مالک مع پُرزور مبتلاے سحر ہوے ہاتھ پاؤن
مین کسی کے طاقت نہین ہتھیار ڈھل کر گرنے لگے مگر خوشباش دختر مہلیل کا خواہان ہی تلاش
کرتا ہوا چلا ہر ایک خیمے مین جاتا ہی اور دیکھتا ہی کہ کس خیمے مین صبح خندان ہین
ایک خیمے مین جو آیا تو دیکھا کہ ملکہ بیٹھی ہین اور چشمۂ چشم سے قلزم اشک موج زن ہی خوشباش
پاس بیٹھ گیا کہنے لگا کہ کیون ای ملکۂ عالم رونے کا کیا باعث ہی ملکہ نے کہا کہ ای خوشباش
مین تیرے واسطے رو رہی ہون کہ تو نے اتنا بڑا کام کیا ایسا نہ ہو کہ عیار اُنکا جو بلاے
روزگار ہی تجکو کوئی چشم زخم پہونچاے خوشباش نے کہا کہ مین نے سب کو بیکار کر دیا ہی
مہلیل سب کو قتل کریگا مہلیل حقیقت مین خوش خوش پھر رہا ہی سرداران مسحور کو دوڑ دوڑ کے

قتل کرتا پھرتا ہی جب قریب پُرزور کے چلا تو پُرزور نے دست دعا بلند کیے اور پکارا
اُٹھا کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز تو نے حکم دیا تھا کہ تیری فتح ہوگی یہ کیا
معرکہ ہی کہ اب سامنا قتل کا ہی تیری امید پر دلکو تسکین ہی نظم

ہر طلبگار خدا مشتاق ذات ۔ ذات را بیند ز انوار صفات
اہل بینش را وجود پاک تو ۔ می نماید از وجود کائنات ‌◆
از طریق حق نمی لغزد قدم ۔ گر بود بر جای خود پای ثبات ◆
نسبت کامل بذات خالق است ۔ جسم و جان را در حیات و در ممات
گاہ خالق زندہ را مردہ کند ۔ گاہ بخشد مردہ را نور حیات
میدہد نام خداوند کریم ۔ بر زبان ہا لذت قند و نبات
خامہ در تسطیر وصفش سرنگون ۔ خشک در تحریر تعریفش دوات
خم بدرگاہ جناب ذوالجلال ۔ گردن گردون برای کورنشات
بہر ہر بندہ بفرمان خدا ۔ ہست کار بندگی از واجبات ◆
ہند یا پیش خدا کن التجا ۔ در زمانہ بہر حل مشکلات ◆

پُرزور تو دعائیں مانگ رہا ہی حلیل تلوار چمکاتا ہوا آتا ہی اور کہتا ہی کہ ای
پُرزور تم نے بڑا کار نمایان کیا کہ عجب طور سے بلوہ کرکے مالک کو رہا کرلیا لیکن اب
سب کو قتل کرتا ہون قریب ہی تمھارا میرے قبضے مین آئیگا اور رعایا لاکر بساونگا اور تم
سب کو قتل کرونگا تم نے خداوند کے ساتھ دشمنی کی پُرزور جواب دیتا ہی کہ ای حلیل
یہ جنگ ہم ہین فتح کرینگے بزرگان دین جو کچھ کہہ گئے تھے اُن سب کا سامنا ہی جو جو فرمایا تھا
وہ دیکھا اسمین بھی کچھ مصلحت ہی مگر وہان خوشباش خیمے مین ملکہ سے باتین کر رہا ہی جمال
دیکھ کر بہت خوش ہوا اور جی مین کہتا ہی کہ ایسی معشوقۂ خوش خو کسی ساحر کے قبضے مین نہ
ہوگی محلون مین لیکر اِسے جاونگا کہ ملکہ نے کہا ای خوشباش جس وقت سے تم پر یہ
جنگ درپیش ہوئی مین نے آب و دانہ ترک کیا رات کو خبر سُنی تھی کہ خوشباش نے آکر
طبل جنگی بجوایا ہر چند کہ کنیزون نے دسترخوان بچھایا مگر مین نے توجہ نہین کی اگر تمھاری

خوشی ہو تو ایک جام پیون کہ دل ٹھہرے اور جانشین حمزہ کو میرے سامنے لاکر قتل کرو
ہر چند کہ وہ شب کو یہین رہے مگر میرے قریب نہین آے مین نے مُنھ نہین لگایا یہی کہا
کہ کیون گھبراتے ہو اب تو مین تمھارے قبضے مین ہون وہ یہی جانتے تھے کہ اب ہمارا کوئی کیا
کرسکتا ہی لڑائی کو فتح کرلیا خوشباش نے کہا کہ شراب پیجیے خاصہ نوش فرمائیے ملکہ نے
جام لبریز کیا کہا لو پہلے تمھین پیو یہی دعا مانگتی تھی کہ خوشباش کو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤ
خوشباش نے جام لیکر بخوشی پیا پیتے ہی گھبرا گیا کہا ای ملکۂ عالم اس شراب مین کیا تھا کہ
میرا دل گھبرانے لگا ملکہ نے کہا کہ صاحب شراب نوکشید ہی اُسنے نشہ زیادہ کیا اُٹھکر
ٹہلو کہ ہوا لگے نشہ کم ہو خوشباش اُٹھا بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی
بیہوش ہوا ملکہ نے نعرہ کیا کہ منم عرب دراز زبان مین سوزن دیکر خوشباش کو ستون
سے باندھ دیا ملکہ ایک گوشے مین مخفی تھی کوڑا ہاتھ مین لیکر نکلی قریب آکر کہا کہ ای خوشباش
اطاعت اسلام اختیار کر ورنہ ابھی تجکو قتل کرونگی خوشباش حیران ہی کہ کیا تدبیر کرون زبان
مین سوزن ہی مشکین بندھی ہوئی ہین ستون سے بندھا ہون یہ سوچ کے اشارہ کیا کہ
زبان سے میری سوزن نکالیے مین اطاعت کرتا ہون ملکہ نے اشارہ کیا کہ ای عرب دراز
کیا صلاح ہی عرب دراز نے بشرہ دیکھ کر کہا یقین ہی کہ یہ مکر نہ کرے خوشباش جادو
کی زبان سے سوزن نکالی خوشباش بصدق دل مطیع ہوا عرب دراز نے کہا کہ باہر جاؤ
جہلیل ظلم کررہا ہی اگر اُسنے پُرزور کو قتل کرڈالا تو تمھاری بھی زندگی نہ ہوگی خوشباش نے
کہا کیا مجال ہی مین ابھی جاکر سب کو بچاتا ہون اور سحر اُتارے لیتا ہون یہ کہکر خوشباش
باہر نکلا یہان جہلیل نے تیغہ اُٹھایا کہ پُرزور کو قتل کردن کہ پشت سے آواز آئی کہ خبردار
او جہلیل ہاتھ نہ مارنا ورنہ جلاکر خاک کردونگا جہلیل نے پلٹ کر دیکھا کہ خوشباش سب کے
سحر اُتارتا ہوا آتا ہی اور پُرزور پر سے بھی سحر اُترا پُرزور اکڑ کر اُٹھا چاہا جہلیل پر جا پڑون
خوشباش نے منع کیا کہ اب اِسکی خطا معاف کرو جو اِسنے کیا وہ سراسر حماقت تھی جہلیل جاکر
مالک کے قدمون پر گرا مالک نے سر سینے سے لگالیا خوشباش آکر گرد پھرا کہا کہ ای
مالک مین تمھارے ساتھ ہون خدا وہ دن دکھاے کہ بمقابلۂ جمشید پہونچو مالک نے

آکر قریے مین سب کو مسلمان کیا مہلیل سے کہا کہ ملکہ کا عقد ہمارے ساتھ کردو مہلیل نے
بہ ساعت نیک مالک کا عقد ساتھ صبح خندان کے کیا اور وزیرزادی کا عقد عرب دراز
کے ہمراہ ہوا اب مالک نے سب لشکر جمع کیا مہلال سرکش و مہلیل خارہ شکن و بہ زور
زمیندار و خوشباش ساحر کہ بارہ ہزار جادوگرون سے شریک ہوا اِن سب کو جمع کرکے قصد ہوا
کہ کوچ کردن رات کو حکم دے رکھا صبح کو سب تیار ہوے مہلیل کو تخت نشین کیا مہلال
کو سپہ سالار لشکر قرار دیا خوشباش سے کہا کہ تم اُس وقت شرکت کرنا جب کوئی ہم پر
جادوگر آے ہمین قانون صاحبقران کا سب سے زیادہ خیال ہے یہی چاہتے ہین کہ مقابلۂ
جمشید ثانی مین پہونچین خوشباش نے کہا بمقابلۂ جمشید پہونچا تو دون مگر بڑے بڑے ساحر
وہان جمع ہین مالک نے کہا کہ ہمین ساحرون کا کیا خوف ہے بموجب مضمون مصرع ع
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است + مگر ہمارے شہریار نہین معلوم کہان ہین خوشباش
سے کہا کہ ہرکارے روانہ کردو اُن کی خبر ہم کو معلوم ہو ہم مغرور نہین ہین اپنے شہریار کے
ساتھ ہو کر مقابلۂ جمشید مین چلین خوشباش نے ہرکارے روانہ کیے کہ خبر مفصل لاؤ کہ
شہریار کس مقام پر ہین مگر یہ بھی دریافت کرنا کہ لوح طلسمی ملی یا نہین ملی جب تک لوح نہین
ملے گی اور مرحلہ جات نہ لوٹین گے تب تک جمشید سے کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ
مالک طلسم ہے پھر خوشباش نے عرض کی کہ ہرکارے تو غلام نے روانہ کیے ہین مگر مین یہ
عرض کرتا ہون کہ ہرچند مین سحر مین حقیر ہون مگر رازدار جمشید ثانی ہون ایسے مقام پر
پہونچاؤن کہ جمشید بھاگ نہ سکے آپ جا پڑین اُس وقت میری کارگزاری دیکھیے گا کہ
جمشید ایسے کو روکونگا قفس سے نکلنے نہ دونگا مالک لشکر مذکور کو ساتھ لیکر قریے سے
باہر نکلے ہین کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار آتا ہے پشت پر ساٹھ
ستر ہزار جوان ایک محافہ ہمراہ ہے کہاریان ناظر ہیکل نے اُس محافے کو گھیرے ہوے آتے ہین
باعث یہ ہوا کہ کلکال خون آشام نامے پہلوان ہے قلعۂ خون نگار کا حاکم اِس نے
مہلیل کو پیغام دیا تھا کہ اپنی بیٹی کی شادی ہمارے ساتھ کردو ورنہ قلعے کو ویران کردونگا
زبردستی چھین کر لے جاؤنگا مہلیل نے بخوف جان و مال اقرار کرلیا تھا کہ فلان زمانہ مین

آئیے تو مین عقد کر دون وہ بھی زمانہ ہو اسنے جو خبر سُنی کہ جانشین صاحبقران کے ساتھ عقد
کر دیا تو یہ بقہر و غضب تمام لشکر کشی کر کے آیا ہو ایسا اپنی جرأت پر اطمینان ہو کہ محافہ بھی
ساتھ لایا ہو کہاریان بھی ملازم کر لین ناظر بچکانے بھی لایا ہو مراد یہ ہو کہ ملکۂ عالم اس سامان کو
دیکھکر خوش ہو جاوین کہ میرا امنگیتر بڑا معقول ہو سامنے آکر اُترا مہلیل سے کہلا بھیجا کہ
ای برادر الکریم اذا وعد وفیٰ۔ تمھارے وعدے کا وقت آگیا لہذا ملکہ کو میرے
پاس روانہ کرو مہلیل نے وہ نامہ مالک کے سامنے پیش کیا اور کہا بیشک مین نے شادی کردینے کا
وعدہ کیا تھا مگر جب آپ ایسا داماد ملا تو مین نے اُسے ترک کیا اب حضور کو اختیار ہو یہ
سُنکر مالک نے نامہ پھاڑ ڈالا اور ایلچی کو دربار سے نکلوا دیا کلکال نے جو یہ خبر
سُنی جھلا کر طبل جنگی بجوایا مالک کے لشکر مین بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین صبح کو کلکال
میدان مین آیا پکارا کہ میرا رقیب کہان ہو اگر میرے مقابلے مین آئے تو احوال معلوم ہو
مالک نے مادیان کو بڑھایا کلکال نے جو مالک کو دیکھا بہت شرمندہ ہوا جی مین
کہتا ہو کہ اس جوان کے سامنے مجکو کاہے کو قبول کریگی کہنے لگا کہ ای پہلوان دوران ایک عورت
کے واسطے جان دیتے ہو ایک سال کا زمانہ گذرا کہ مجھسے نسبت ہوگئی مہلیل نے تم کو دھوکا
دیا جس حال سے ملکہ ہو میرے پاس روانہ کردو مالک نے کہا کہ کیون بیہودہ بکتا ہو کوئی
بھی اپنی منکوحہ کو دیتا ہو جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر کلکال نے نیزہ مارا مالک نے کہ اس
سے نیزہ بازی مین کسی قدر کم ہین چند طعنون مین نیزہ اسکا توڑ ڈالا کلکال نے قبضے پر ہاتھ
ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا مالک نے بازو بچا کر کلائی تھام لی کلکال نے گریبان
پر ہاتھ ڈالا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی شام تک کلکال
لڑا مگر اُلجھ اُلجھکر یہی چاہتا ہو کہ کسیطرح جان بچاؤن سامنے سے بھاگ جاؤن کہ پردۂ شب
حائل ہوا کلکال کو یہ حیلہ ملا کہا ای مالک پلٹ جاؤ اب کل مقابلہ ہوگا مالک نے کہا کہ
میرا یہ دستور نہین ہو بے زیر و زبر کیے نہ پلٹون گا کلکال نے کہا کہ میرا یہ دستور نہین ہو
کہ مین رات کو مقابلہ کرون یہ کہکر اپنے تئین چھڑا کر گینڈے پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا مالک
اپنی بارگاہ مین آئے مگر کلکال جو اپنی بارگاہ مین آیا سب افسرون کو جمع کیا آپس مین

مشورہ ہونے لگا کلکال نے صاف صاف کہا کہ وہ جوان مجھپر غالب ہو اگر شام نہ ہوجاتی
تو پہر بھر کا دم مجھ مین اور باقی تھا بعد گذرنے پہر بھر کے وہ زیر کر لیتا اب کیا تدبیر کرون
عیار اسکا سرنگ سنکر وہ یہ کہکر اُٹھا کہ مین مالک کو پکڑ لاؤن گا اور اگر نیچہ قابو ہوا
تو ملکہ کو بھی لاؤنگا اگر دونون دستیاب ہوے تو کیا اچھی بات ہو کلکال یہ سنکر خوش ہو گیا کہا
ای یار وفادار اگر تو ایسا کرے تو آبرو بچ جاے ورنہ اس جوان سے جان بچنا دشوار
ہو حقیقت مین بلاے روزگار ہو مین ہی ایسا تھا کہ چار پہر اُس سے لڑا ورنہ کیا کوئی اُس سے
لڑ سکتا ہو بچپت بھی انتہا کا ہو صاحبقران کی آنکھیں دیکھی ہین کہ جن پر آج تک کوئی
غالب نہین ہوا پردہ قاف مین جا کر دیوزادونکو مارا سمندرون ہزار دست ایسا تھا
کہ جو ایکسر تبہ ہزار حربے کرتا تھا اُسکو بھی مارا اور چشمۂ حیوان کو مٹایا سرنگ نے کہا کہ
یہ سب کچھ ہو مگر دیکھیے تلوار کیا کام کرتا ہو یہ کہکر سرنگ روانہ ہوا لشکر مالک مین
آیا بصورت مبدل پھرنے لگا قضاے کار عرب دراز کہ ہر وقت فکر مین پھرتا ہو اپنے مالک
کا خیال ہو کہ جس طرح بنے اپنے مالک کو بچاؤن لندھور پر غالب رہین فتح و ظفر کے طالب
رہین ایک طرف سے پھرتا ہوا آتا تھا کہ دیکھا ایک ضعیف عورت ایک دوکاندار سے پوچھ
رہی ہو کہ مالک کس بارگاہ مین رہتے ہین عرب دراز نے قریب آکر کہا کہ بڑی بی صاحب
ہمارے ساتھ آؤ ہم بتا دین کہ مالک کہان رہتے ہین سرنگ نہ سمجھا کہ یہ عیار مالک ہو
اور مجکو دھوکا دیتا ہو پلٹ کر کہا کہ ای فرزند مین غریب ہون اُن کے سامنے سوال کرونگی
ایسا کچھ ملے کہ میری وجہ معاش ہو عرب دراز نے کہا کہ مجکو بھی تمھارے حال پر
رحم آیا کہ اس ضعیفی مین بھیک مانگنے نکلی ہو ایسا کچھ دلواؤن کہ مطمئن ہو جاؤ بڑھیا ساتھ
ہوئی عرب دراز بڑھیا کو ساتھ لیے ہوے سامنے بارگاہ کے آیا کہا وہ دیکھو سامنے
مالک بیٹھے ہین سوال کرو یقین ہو کہ جواب باصواب ملے یہ جانشین صاحبقران ہین
ایسا کچھ دین گے کہ غنی ہو جاؤ گی جیسے ہی سرنگ نے مُنھ پھیرا کہ سوال کرون عرب دراز
نے حلقہ ہاے کمند مارے سرنگ کمند مین پھنسا عرب دراز نے جھٹکا مارا سرنگ گرا
چاہا غلغلک مارکر نکلون مگر عرب دراز نے خنجر مار دیا اس عرصے مین اور چند شاگرد آگئے

سب کو معلوم ہوا کہ عیار کو گرفتار کیا ہی عرب دراز نے حکم دیا کہ گرم پانی لاؤ اسکا منھ
دُھلاؤ یہ تو معلوم ہو کہ یہ کون ہی جب سرنگ کا منھ دُھلایا تو دیکھا کہ ایک عیار طرار ہی
کمندین وغیرہ بازوون پر لگی ہوئین تیغچہ حائل عرب دراز نے حکم دیا کہ اسکو لیجا کر قید کرو
صبح کو دربار سجھا جائیگا شاگردان عرب دراز سرنگ کو لیکر چلے راہ مین سرنگ نے
کہا کہ ای بھائیو مین تمھارا قیدی ہون لیکن کچھ روپیہ ملا تھا وہ میرے پاس ہی لیلو
اور مجھکو چھوڑ دو شاگردان عرب دراز نے دھوکا کھایا روپئے کا پوٹلہ اُس سے لیا اُسکو
جو کھولا بیہوشی اُڑی شاگرد سب بیہوش ہوے سرنگ کمندین کاٹ کر نکل گیا پھرتا ہوا
قریب بارگاہ مالک آیا ایک گوشے مین بیٹھ کر نقب دینے لگا مہرہ نقب کا بارگاہ مین
لاکر توڑا نقب سے نکلا مالک کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا مگر عرب دراز جو پھرتا
پھراتا اُس مقام تک آیا کہ جہان شاگرد بیہوش پڑے تھے حیران ہو گیا کہ انپر کیا معرکہ
گذرا کہ جو بیہوش پڑے ہین کچھ روپئے پڑے ہوے دیکھے یقین ہوا کہ ان لوگون نے
دھوکا کھایا سب کو ہوشیار کیا وہ کانپتے ہوے اُٹھے کہا اُستاد ہمسے خطا ہوئی عرب دراز
چلا کہ مالک کی خبر لون اُس وقت آیا کہ سرنگ نکل گیا تھا مالک کو پلنگ پر نہ پایا لعاب
مین چلا پُرزور زمیندار طلائے بیٹھا تھا اُسنے دیکھا پکار کر پوچھا کہ کیون مہتر صاحب کہان
جاتے ہو عرب دراز نے کہا کہ بڑا غضب ہوا سرنگ عیار کلکال مالک کو چُرا لے گیا
یہ سُنتے ہی پُرزور نے کہا کہ مین ابھی جاکر قیامت برپا کرونگا اُسکی کیا مجال ہی کہ ہمارے مالک
کو ستا سکے ہر چند عرب دراز نے منع کیا اور کہا مین جاکر مالک کو رہا کرتا ہون تم نجاؤ
پُرزور نے نہ مانا جب عرب دراز روانہ ہو گیا تو اسنے ساتھ والون کو آواز دی پانچ سو جوان
جو اسکے قبیلے کے ہین وہ اکٹھا ہو کر آے پُرزور سب کو ساتھ لیکر روانہ ہوا یہان کلکال
اپنی بارگاہ مین بیٹھا انتظار سرنگ کر رہا ہی کہ آتا ہوگا پہلے ہرکارون نے آکے خبر دی کہ
سرنگ گرفتار ہو گیا کلکال گھبرایا کہنے لگا غضب ہوا اب زندگی تہ ہوگی بعد تھوڑی دیر
کے یکایک زنگ کی آواز بلند ہوئی دیکھا سرنگ شُکر و پشتارہ بدوش آتا ہی کلکال
بحال ہو گیا کہنے لگا کہ ای سرنگ مین نے تمھاری گرفتاری کی خبر سُنی تھی سرنگ نے

کہا وہ عیار بڑا تیز ہی مگر شاگردون کو اُسکے مین ڈھونڈ کا دیکر نکل آیا مالک کو بھی لا یا پشارہ
سامنے ڈال دیا کلکال نے کہا کہ ہوشیار کرو مرتاگ نے کہا کہ ایسا غضب نہ کیجیے گا یہ
اُٹھتے ہی قیامت برپا کریگا پھر کون روک سکیگا کلکال نے حکم دیا آہنگر آے مالک کو
مسلسل کرکے ہوشیار کر دیا مالک نے جو ہاتھ اُٹھایا خانۂ زنجیر مین غل ہوا اکڑ کر اُٹھے سامنے
کلکال کو دیکھکر تھوک دیا کہا او نامرد مردان عالم کے ساتھ مکر کرتا ہی جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور
نہ کر کلکال نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد حاضر ہوا آتے ہی اُسنے گردن پر کوڑے کا خط دیا اور
شلنگین لگا کر کہنے لگا فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ
بر صیاد چیست + ای بادشاہ عالیجاہ یہ نوجوان جانشین صاحبقران ہی حکم اول
ہی ذرا سمجھ بوجھ کر دیجیے کا قتل کرنا میرا کام ہی اور زندہ کرنا خداوند جمشید ثانی کا کام ہی
کلکال نے کہا کہ حکم آخر دیتا ہون کہ جلد قتل کر ہر مرتبہ کلکال حکم دیتا ہی جلاد کو خود خوف
ہی کہ ایسا نہ ہو مین اس جوان کو قتل کرون تو اسکے ملازم آکر مجھکو قتل کرین خنجر کھینچے ہوے
ٹہل رہا ہی کہ اول عرب دراز پہونچا ایک خدمتگار کی شکل بن کر اندر آیا دیکھا مالک
بیٹھے ہین اور جلاد ٹہل رہا ہی عیار جلایا ہی وہ ایک طرف کھڑا دیکھ رہا ہی جلاد سے اشارہ
کر رہا ہی کہ جلد قتل کر دیر نہ کر عرب دراز جست کرکے پشت پر جلاد کی آیا کمر سے خنجر کھینچا
کہا او جلاد قتل مین دشمن کے دیر کرتا ہی ملازم اسکے آتے ہین یہ کہکر عرب دراز نے خنجر
مارا کہ جلاد کا شکم چاک قصہ پاک ہوا پکار کر آواز دی کہ ای شاہ مین اس کو قتل کر دون
کلکال نے حکم دیا کہ جلد قتل کر دیر نہ کر عرب دراز خنجر کھینچ کر قریب مالک اشتر کے
آیا اشارہ کیا کہ غلام آپہونچا سنبھل کر بیٹھیے مین خنجر مارتا ہون مالک سمجھ گئے کہ میرا عیار
آپہونچا انھون نے ہاتھ اُٹھا دیے عرب دراز نے خنجر مارا ہتھکڑی کٹی مالک نے
سمٹ کر قید کو توڑا اور نعرہ کیا نعرہ کہ مالک سہ منم مالک اشتر خشمگین + سپہ دار دولشکر
اہل دین + نعرہ کرکے اُٹھا ایک جوان برابر کھڑا تھا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے
تلوار اُسکی چھین لی اور اول جوان کو قتل کیا عرب دراز نے حقہ آتشبازی داغا کہ ڈھوئین
وجہ سے بارگاہ مین اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین مالک اشتر لڑتے بھڑتے نکلے

بیرون بارگاہ آتے کافرون نے چہار جانب سے گھیر لیا مالک اُن کے بیچ مین لڑ رہے ہین
کہ سامنے سے پُر زور زمیندار مع پانچ سو جوانون کے پیدا ہوا آتے ہی نعرہ کرکے
شریک جنگ ہوا اب پانچ سو جوان آگئے پُر زور نے لاش پر لاش گرا دی ہنگامہ گیر ودار
بلند ہی مالک لڑ رہے ہین مگر پُر زور نے خوب جنگ کی مین گرمی جنگ ہی کہ صحرا سے گرد اڑی
دارائے ہند لندھور بن سعدان جو فوج لیکر چلے تھے اِس وقت آکر پہونچا اور دور سے
دیکھا کہ مالک گھرے ہوئے ہین آتے ہی لندھور نے نعرہ کیا نعرۂ لندھور بن سعدان

سہ جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان ؛؛ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان ؛

مع فوج آپڑے چند حملون مین فوج کلکال کو زیر و زبر کر دیا مگر مالک کو بہت ناگوار گذرا
پھر مالک نے دیکھا کہ ایک طرف سے ایرج نوجوان مع فوج مختصر کے آکے پہونچے
اور اپنے نام کا نعرہ کرکے لڑتے بھڑتے قریب مالک پہونچے فرمایا کہ ای بہادر
مین لڑائی کو روکے ہوے ہون تم افسر لشکر کو لو مالک جنگ کرتے ہوے قریب کلکال کے پہونچے
کلکال نے ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے نیزۂ دو زبان چہرخ دے کر مارا کہ سینے کو توڑ کر
کلکال کی پشت سے پار گذرا جب کلکال مارا گیا تو فوج کو شکست فاش ہوئی مگر
لندھور اُسی طرح لڑتے ہوے نکل گئے ایرج نوجوان جنگ کرکے ٹھہرے مالک نے
ایرج نوجوان کو بارگاہ مین لاکے کہا ای شیر بیشۂ ماجرائی کیا رنگ گذرا ایرج
نے کہا کہ ای عم نامدار مین لڑتا بھڑتا یہان تک پہونچا ہون اب برائے مقابلۂ جمشید
جاتا ہون خواہ الگ آنا خواہ میرے ہمراہ چلو مالک نے کہا کہ مین آپ کے ہمراہ
رہونگا رات کو جلسہ کیا شاپور شیر دل ایسا عیار موجود ہی سرداران مالک سب
حاضر دربار ہین کہ ایرج نوجوان نے اشارہ کیا شاپور شیر دل نے سامنے بیٹھ کے
چنگ مرصعی بجایا عرب دراز نے سامنے بیٹھ کر یہ چند اشعار گانا شروع کیے نظم

واقعہ دل کا جو موزون ہی تو مضمون غم ہی ؛ صفحہ ہر اک مرے دیوان کا صف ماتم ہی
خاکساری سے جُھکا ہی سر شوریدہ مرا ؛ وائے بر حال ندامت سے جو گردن خم ہی
دل مین آتا ہی کہ آپ اپنے گلے کو کاٹون ؛ نیم جان چھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہی

دل کہین جان کہین چشم کہین گوش کہین ÷ اپنے مجموعے کا ہر ایک ورق برہم ہی
کیا کہون مین کمر یار ہی کیسی نازک عالم الغیب سوا کوئی نہین محرم ہی
زندگانی سے جو تنگ آکے ہی دل گھبراتا پوچھنے جاتا ہون مُردون سے کہ کیا عالم ہی
وعدۂ شربت دیدار ہی بیمارون سے دم کے دینے کو مسیحا بھی مرا حاتم ہی
دردمندان محبت کا ہی وہ تسکین بخش زخم فرقت کے لیے وصل ترا مرہم ہی
دل عاشق کو نگینے کی عوض جڑوانا دستِ معشوق کو زیبا ہی تو یہ خاتم ہی
کوچۂ یار کی حسرت مین ہون رویا کرتا ÷ شوقِ دیدار مین آنسو یہ نہین شبنم ہی
عاشقون سے یہ اشارہ ہی تری مژگان کا اس ضعفِ جنگ مین جو کھیت رہا رستم ہی
وُصلتِ حور کی حسرت نہ رہیگی آتش خلد میراث سمجھ اپنی بنی آدم ہی ÷

عرب دراز نے اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ سب سردار خوش ہوگئے اور شاپور نے بھی کہا کہ ای عرب دراز کیا کہنا رات بھر جلسہ رہا صبح کو ایرج نوجوان نے مالک کو ساتھ لیکر مع فوج گران کوچ کیا برائے مقابلۂ جمشید ثانی جاتے ہین کہ پہونچنا ان کا جلد دوم مین گزارش کرونگا اور جلد اول اس مقام پر تمام کرتا ہون والسلام والاکرام

تقریظ چکیدۂ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب سہیل خلف الصدق جناب منشی احمد حسین صاحب قمر مصنف کتاب ہذا

بعد حمد ربِ دوجہان و نعت پیغمبر آخر الزمان و منقبت جناب حیدر صفدر وصی برحق سیف ربِ داور حقیر عرض کرتا ہی کہ ماشاءاللہ جناب قبلہ و کعبہ نے یہ جلد کس فصاحت و بلاغت سے تحریر فرمائی ہی جسکا وصف کرنا غیر ممکن ہی ایک دریاے قہار جوش مار رہا ہی کیسی کیسی جلدین تحریر فرمائین جنکی عمدگی کا تمام عالم مداح ہی با اینہمہ طبیعت مین کمی نہین اس طبیعت کو گنجینۂ مضامین کہنا چاہیے میرے تو قبلہ و کعبہ ہین میری تعریف و توصیف کا کیا اعتبار نہین تمام زمانہ اُنکی تعریف کرتا ہی اور جن حضرات نے اُنکی تصنیفات ملاحظہ فرمائی ہین [illegible] دیتے ہین کہ ایسا باکمال دیکھنے اور سننے مین نہین آیا داستان گوئی تو ادنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خدا اے جہان آفرین بانی بناے زمان و زمین کیا صنعت ہی مقدمۂ پیدائش انسان ملاحظہ
فرمائیے کہ اول قطرۂ نجس سے بناے انسان ہوئی اُسکے بعد مضغہ تیار ہوا بعد چند ماہ
کے اُسمین جان ڈالی مقام پرورش شکم مادر قرار پایا بعد اُسکے بہ مدت نہ ماہ لڑکا پیدا ہوا
بالکل بے عقل و بے سمجھ اُسکو رفتہ رفتہ کرکے خلعت عقل و ہوش پنہایا کہ عقیل و فہیم ہوا جب
وقت شباب ہوا تو کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتا کوئی ارسطو بنا کوئی لقمان وقت
اپنی عقل پر کیا کیا گمان ہوا مگر سبحان اللہ کیا انتظام رکھا ہی جب موت آئی تو کوئی فراست
نہین چلی شداد مردود کہ جسنے دعوی خدائی کیا اور بہشت بنوائی مگر کیا کارسازی ہی حکم ہوا
کہ دروازے پر اُسی باغ کے اُسکی قبض روح ہو باغ کو نہ دیکھ سکا یا تو اپنی عقل پر یہ دعوی
تھا کہ رب بے نیاز سے دعوی برابری کیا آخر مین ایسا مجبور ہوا کہ باغ مین نہ جا سکا کوئی
مشیت اُسکی اگر غور کرے تو مصلحت سے خالی نہین بڑے بڑے فصحا نے اعتراف کیا کہ
تعریف پروردگار غیر ممکن ہی مجھ ایسے کج مج زبان آوارۂ دشت بے ہنری مائل مضامین پروری

کو کیا لیاقت ہی کہ ایک نکتہ بھی حمد پروردگار مین رقم کرون عنان توسن کلک طرف نعت اشرف انبیا کے پھیرتا ہون مضامین اصلی کو گھیرتا ہون

دو کلمۂ نعت جناب اشرف انبیا صاحب قاب قوسین او ادنیٰ

سبحان اللہ کیا شرف عطا فرمایا کہ پیغمبرؐ کو ہمارے کیا مرتبہ بخشا کہ شب معراج براق پر سوار ہو کے تا بہ عرش اعلیٰ پہونچے پاے اقدس سے نعلین جو حضرت نے بہ تعجیل تمام اُتاری آواز آئی کہ ای اشرف انبیا نعلین کو کیون پاؤن سے جدا کیا حضرت نے بصد تعظیم عرض کی کہ ای ربّ بے نیاز وادی مقدس مین کلیم اللہ کو حکم ہوا۔ فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی۔ وہ مقام زمین تھا یہ عرش برین ہی کیونکر تعظیم نہ کرون آواز آئی کہ ای حبیب جب ہمنے عرش اعظم کو خلق کیا تو عرش اعظم مضطر و بیقرار تھا دریافت کیا کہ باعث بیقراری کیا ہی عرش نے عرض کی اس وجہ سے بیقرار ہون کہ مین اپنی زیب و زینت کا امیدوار ہون ای اشرف انبیا ہمنے عرش برین سے وعدہ کیا تھا کہ اپنے حبیب کو بلائین گے وہ اُسکی شب معراج ہوگی اور نعلین اُسکی تیرے سر کی تاج ہوگی لہذا وعدے کو میرے وفا کر مع نعلین قدم عرش پر رکھدے دونون نواسے تیرے حسنؑ و حسینؑ زینت کونین رونق زمین و زبان گوشوارۂ عرش برین ہین یہی عرش کی زینت ہی بموجب قول شاعر نظم

قرآن سے اگر بحث کرے روے محمدؐ
حق ہو طرفِ چہرۂ نیکوے محمدؐ

ہی صفحۂ قرآن ورقِ روے محمدؐ
بسم اللہ قرآن دیا بروے محمدؐ

یوسفؑ ہی نہین شیفتۂ روے محمدؐ
موسیٰؑ بھی ہین وابستۂ گیسوے محمدؐ

بیہوش ہوے دیکھ کے جس نور کو موسیٰؑ
وہ طور پہ تھی روشنیِ روے محمدؐ

ہر چند گئے چرخ چہارم پہ مسیحاؑ
پہونچے نہ مگر تا سر زانوے محمدؐ

پیدا گلِ شاداب ہوے واہ ری تاثیر
جس خاک پہ ٹپکا عرقِ روے محمدؐ

جاری جو ہوا روز ازل لوح پہ خامہ
ہر سطر لکھی صورتِ گیسوے محمدؐ

سب دیکھ کے کہتے تھے ید اللہ کی جرأت
ہی شیر یہی قوت بازوے محمدؐ

جسطرح کہ پہلو مین قمر کے ہون ستارے — سبطینؑ سے تھی زینتِ پہلوے محمدؐ
خاکِ لحدِ فاطمہؑ مٹھی مین اُٹھاکر — سونگھے جو کوئی آئے ابھی بوے محمدؐ
کسطرح دبائے سے دبون پیرِ فلک کے — مین بھی ہون اسیر ایک سگِ کوے محمدؐ

منقبت جناب حیدر کرار غیر فرار وصی احمد مختار زوج زہرائے نامدار والد شبیر و شبر کنندۂ درخیبر کشندۂ عمرو و عنتر

سبحان اللہ جناب علیِ مرتضیٰؑ مطیع احکام اشرف انبیا جاری کن احکام کبریا عابد و زاہد راکع و ساجد وہ امر کیا جو اشارہ پروردگار کا ہوا ہمیشہ نان جوین کھاکر بسر کی سائلونکی غربت پر نظر کی ہر جنگ مین جناب اشرف انبیا کے ساتھ رہے بھاگنے والے بھاگے مگر یہ صف شکن ہمیشہ سینہ سپر احمد مختار رہے کبھی جان کا خوف نہین کیا سرکشان عرب کو مارا کسی کو یہ دن نصیب نہین ہوا روز جنگ احد ایسی جنگ سخت تھی کہ حضرت امیر حمزہ شہید ہوے مگر جناب حیدرؑ کرار ہمراہ جناب احمد مختار رہے آخر جنگ کو فتح کیا لڑائی سے مُنھ نہ پھیرا ہر جنگ مین جان دینے مین عذر نہین کیا سخی ایسے کہ نان کے سائل کو قطار اونٹون کی مرحمت فرمائی اپنے فرزندون کو راہ خدا مین دیدیا چاہتے تھے کہ کسی سائل کا سوال رد نہ کرون جو سائل آیا اور حاضر خدمت ہوا اُسکو غنی کرکے رخصت کیا جو فقیر آیا اور سوال کیا حضرت نے فوراً سوال اُسکا پورا کیا مرقوم ہی کہ ایک سائل نے سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ ای سائل ٹھہر جا اشرف انبیا وعظ کہ لین تو مین تیرا سوال پورا کرون کسی مفسد نے سائل سے کہا کہ جناب حیدرؑ کرار خود فاقے کرتے ہین دیکھ لے قباے کہنہ زیب جسم ہی تیری اوقات ضائع ہوگی ان کے وعدے پر قایم نرہ سائل گھبرایا پھر اُٹھا اور سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ ای برادر کیون جلدی کرتا ہی حضرت وعظ فرمالین تو مین تیرا سوال پورا کرون جس مفتری نے بہکایا تھا پھر بہکا دیا پھر اُسنے سوال کیا حضرت نے دو مرتبہ مین اُس سے دونے سوال کا وعدہ کیا یعنی چار ہزار کا خواہان تھا حضرت نے بارہ ہزار تک فرمائے مگر مفتری اُسکو بہکاتا رہا حضرت ہر مرتبہ سوال کو اُسکے دونا کرتے تھے مگر وہ سائل گھبراتا رہا جب حضرت رسولخدا

وعظ فرما چکے تو حضرت سائل کو ساتھ لیکر مسجد سے آئے سلمان کو بلا کر فرمایا کہ ہمارا باغ
بیچو سلمان نے وہ باغ بیچا قیمت جو حضرت کے سامنے آئی سائل کو دے کر باقی ماندہ غربا
کو تقسیم کی جب گھر مین آئے جناب سیدہ نے دامن تھاما اور فرمایا کہ یا علیؑ تم نے باغ بیچا
میرے فرزندون پر آج دو دن سے فاقہ ہی میرا حق کہان ہی جناب حیدر کرار نے سر
جھکا لیا جناب سیدہ فرماتی تھین کہ بدون اپنا حق لیے تمھارا دامن نہ چھوڑون گی
جناب اشرف انبیا مسجد مدینہ مین تشریف رکھتے تھے فوراً جبرئیل امین بخدمت جناب
ختم المرسلین حاضر ہوے عرض کی کہ پروردگار فرماتا ہی کہ ای حبیب میرے جلد جاؤ
ہمارے ولی کا دامن ہماری کنیز نے تھاما ہو ولی ہمارا محجوب ہو رہا ہی جا کر دامن چھڑاؤ
ہمارا ولی محجوب نہ ہونے پاے جناب اشرف انبیا نے آکر جناب سیدہ کو سمجھایا کہ ای سیدہ
شوہر تمھارا سخی ہی بارہ ہزار کی کیا حقیقت تھی سائلون کو تقسیم کر دیا علیؑ مطیع حکم خدا
ہین جو پایا راہ خدا مین دے دیا ایسے سخی کے پاس دولت دنیا کب رہ سکتی ہی ہر چند کہ
دنیا عروس بنکر آئی مگر آپ نے طلاق دی دنیا کی کچھ حقیقت نہ جانی عمر اپنی اطاعت خدا
اور اعانت جناب اشرف انبیا مین بسر کی ہمیشہ ایک طور پر رہے فیض و سخا زہد و اتقا
ذات بابرکات جناب حیدر کرار پر تمام ہوا بقول شاعر نظم

کعبہ جو صدف ہی تو گہر حیدر کرار
روضہ جو فلک ہی تو قمر حیدر کرار

فولاد کا رکھتے تھے جگر حیدر کرار
ہر جنگ مین تھے سینہ سپر حیدر کرار

پیدا جو ہوا نخل جہان دانۂ کن سے
اُس نخل کے تھے تازہ ثمر حیدر کرار

شمشیر حوادث سے بچا لیتے ہین مولا
ہین سارے زمانے کی سپر حیدر کرار

کہتے ہین عبادت اسے پڑھ پڑھ کے نمازین
ہر شام کو کرتے تھے سحر حیدر کرار

اللہ کا نور اُنمین ہی اللہ کی خصلت
گو مثل ہمارے ہین بشر حیدر کرار

جس روز محمدؐ کو پڑی جنگ مین مشکل
ٹھہرا نہ کوئی اور مگر حیدر کرار

کہتے ہین اسے قوتِ اعجاز کہ دم مین
کرتے تھے ہرا خشک شجر حیدر کرار

کیا دولتِ دنیا کی حقیقت ہی جو چاہین
باتون مین کرین کوہ کو زر حیدر کرار

ہر کام مین کیونکر نہ خدا میری طرف ہو
شوہر تھے بلاشبہہ علیؑ بیوہ زنون کے
سو بار دُلھن بن کے اگر سلطنت آئے
یون کہنے کو عالم ہوے دنیا مین ہزارون
اندوہ مین گھبرانہ اسیرِ جگر افگار

مین کبھی تو اُدھر ہون ہین جدھر حیدرؑ کرار
بیشک تھے یتیمون کے پدر حیدرؑ کرار
کب کرتے ہین منظور نظر حیدرؑ کرار
ہین واقفِ قرآن و خبر حیدرؑ کرار
لیتے ہین کوئی دم مین خبر حیدرؑ کرار

دو کلمۂ داستان حیرت بیان شروع جلد دوم ذکر انتشار جمشید ثانی و مدد کو بُلانا حاکم جزیرۂ گوہر بار کو کہ ساحر زبردست ہی اور دعوی خدائی کرتا ہی اور باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ۔ ساقی نامۂ مصنف

چل ای توسنِ کلک جادو رقم
ہوا کے ہی گھوڑے یہ ہر دم سوار
کیے کام کیا کیا مرے کلک نے
رکھین سر پہ احقر کے الف کا تاج
ہر اک جا ہی تحریر کا رنگ اور
ہوا مجکو ممکن جو سامان جنگ
قدم با قدم سیر کرتا ہوا
یہ بڑھ بڑھ کے میدان مین ہر دم لڑا
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی
فقط طبع روشن کا جلوہ کہون
کیا دشمنون نے بہت اہتمام
دیا موج دریاے جرأت لکھون

کہ سامان عیش و فرح ہین بہم
طرارے جو اپنے دکھانے لگا
عجائب غرائب یہ قصے لکھے
مجھے اپنی تحریر پر ناز ہی
رہے اندنون مہربانی کا دور
وہ تیزی دکھائی قلم نے مرے
چلا اڑکے ہر دم اُبھرتا ہوا
کمیتِ قلم کی ہین چالاکیان
سمجھ لو کہ مرکب نہین برق ہی
کیا دشت جرأت کو اکدم مین طی
کہ لین بڑھ کے مرکب کو جلنے سے تمام
قمر سامنا ہی نئی جنگ کا

مرا توسنِ کلک ہی برق بار
ہوا کو بھی دم مین اُڑانے لگا
کہ ہون ناظرین دیکھکر خوش مزاج
کہ جلد دوم یان سے آغاز ہی
چلا کلک شیرین رقم بیدرنگ
پراگندہ تھے دشت کے بونڈلے
صف فوج دشمن پہ بس جا پڑا
دکھاتا ہی ہر وقت بے باکیان
صبا سے اسے کیا مشابہ کرون
کہ اقلیم شوکت کا سرتاج ہی
مگر اسکو ابر بہاری کہون
چل ای توسنِ کلک شیرین ادا

چہرہ بہادران تہور شعار و تہور شعاران میدان کارزار اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف تہور شعاران میدان جنگ ۔ سُناتے ہین سامع کو

رزم پلنگ + واضح ہو کہ ایک روز جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین داخل ہی وزرا و امرا جمع ہین
اور قتل نینواز کا ذکر ہو رہا ہی طائرون نے خبر دی ہی کہ بادشاہ حمجاہ برائے دریافت لوح
طلسم کوشش کر رہے ہین سب نے عرض کی کہ یا خداوند کوئی تدبیر ایسی کیجیے کہ وہ شہریار
رہ کے جائین ایسا نہ ہو کہ لڑتے بھڑتے تا بہ قصر ہفت رنگ پہونچ جائین جمشید مغرور
عقل و فراست سے دور کہ رہا ہی بادشاہ کی کیا مجال ہی کہ میرے مقابلے مین آوین مین نے
تقدیر کر کے کتاب سوانحات کا رنگ بدل دیا اُس نوشتے پر عمل نہ کرو یہ ذکر تھا کہ آسمان
پر برق چمکی ایک تخت پر ایک شاہزادی دریاے جواہر مین غرق لباس بھاری پہنے ہوے
چند کنیزین پشت پر آکر پہونچی جمشید کو سجدہ کیا جمشید نے کہا کہ ای شطانہ شیطان پرست
کہان سے آتی ہو شطانہ نے کہا کہ یا خداوند جزیرہ گوہر بار مین گئی تھی وہان کا جو خداوند
ہی مبہوت کارگزار اُسکے یہان شادی تھی مجکو بھی بُلایا مین جا کر شریک ہوئی یا خداوند وہ
جزیرہ آباد ہی رعایا شاد ہی مبہوت کارگزار بہ عہدۂ خدائی تخت پر بیٹھا تھا وزرا امرا
گرد جمع تھے خراج جزیرے سے چلا آتا ہی ایک مہینہ مین وہان رہی خداوند مجکو آنے
نہین دیتے تھے مین زبردستی چلی آئی آپ کے اشغال پوچھے مین نے بیان کیا کہ اس زمانے
مین مسلمانون نے بلوہ کیا ہی طلسم کشائی بنام سعد شہریار ہی اُن کے ساتھ جادوگرنیان و
جادوگر شریک ہو گئے ہین جس ملک پر مسلمان جاتے ہین اپنا رنگ جماتے ہین قدرت ہمارے
طلسم ظاہر سے طلسم باطن مین چلے آئے ہین یہ سُنکر خداوند نے کہا کہ اگر جمشید ہماری مدد
قبول کرے تو ہم آ کے لڑائی فتح کر دین جمشید نے کہا کہ ای شطانہ تم خود جاؤ اور جا کے
مبہوت کارگزار کو لاؤ مسلمانون سے لڑواؤ شاید وہ ہی غالب آئے اور یہ لالچ دینا
کہ چہارم طلسم تمکو دونگا اسکا خراج ہمیشہ پہونچا کریگا شطانہ نے کہا کہ نامہ لکھیے مین بر سر
کوہ نیرنگ یعنی اپنے مکان پر جاتی تھی اب پھر اُسی جزیرے مین پلٹ جاؤنگی نامہ آپ کا
پہونچاؤنگی اُنھون نے خود وعدۂ مدد کیا ہی اور زبانی بھی عرض کرونگی کہ قدرت کی مدد کو چلیے
حقیقت مین اُن کی خدائی بہت روشن ہی ساحر بھی بڑے بڑے ہمراہ ہین اگر وہ لڑیگا تو
کوئی اُسکی برداشت نہ کرسکیگا جمشید ثانی نے کہا کہ ای شطانہ بہر نوع سمجھا بجھا کر اُسکو لاؤ

اور مسلمانون سے لڑوادو شاید اُسی کے ہاتھ سے فتح ہو جاے مین اس جھگڑے سے جہات پاؤن
ہر چند کہ یہ مجال نہین ہے کہ مسلمان طلسم فتح کر سکین یا مجھ تک آسکین لوح ایسے مقام پر ہی کہ جہان
ہوا کا بھی جانا ناممکن ہی مگر خیر اے شطانہ تمھاری خوشی ہی مین اُس مغرور کو نامہ لکھتا ہون
اگر انکار کیا تو تقدیر کر کے غارت کر دونگا اور جو چلا آیا تو ہمیشہ محبت رہیگی اپنا مختلف البطن
کنیز بچہ چھوٹا بھائی سمجھونگا اگر اُسپر بھی کوئی سختی ہو گی تو مابدولت جا کر مدد کرین گے ہمیشہ
اُسکے شریک رہین گے میری خدائی اُسکے خدائی سے بہت زیادہ ہو ایسے ایسے لاف و گزاف
کر کے قلمدان طلب کیا اور پرچہ ہاتھ مین لیکر لکھنے لگا مضمون یہ تھا کہ اے برادر بجان برابر
تم ایک جزیرے کے خداوند ہو وہ بھی پورا جزیرہ قبضے مین نہین ہو میرے قبضے مین سات سو
ملک ہین سب بادشاہ خراجگزار ہین حکم احکام کے تابعدار ہین اگر قصد کرون تو مشرق سے
مغرب جاؤن اور جنوب سے شمال پہونچون اور عاجز نہ ہون یہ فرمان پہونچتا ہو اسکو دیکھتے ہی
مع فوج بیشمار میری مدد کو آؤ مسلمانون سے لڑو سب کو گرفتار کر کے لیجاؤ چہارم طلسم کا
خراج تمکو دیا کرونگا اگر تمپر کوئی سختی ہو گی تو جان و مال سے موجود ہون ہر مقام پر مدد کرونگا
دشمنون سے تم کو بچاؤنگا اس قلیل تحریر کو کثیر جاننا دیکھتے ہی نامہ شوقیہ شطانہ کے ساتھ
آنا راہ مین بادشاہ کو روکنا وہ ہی طلسم کشا ہین جرأت مین یکتا ہین زیادہ اشتیاق محبت
اپنی شوکت و شان کو بخوبی نہین لکھا فقط ایک نکتہ لکھدیا ہی جو تمپر واضح ہو گا شطانہ نامہ
لیکر چلی راہ مین خیال آیا کہ مین اپنے خداوند سے دریافت کر لون کہ وہ کیا فرماتے ہین یہ
لوگ تو سامری و جمشید کو سجدہ کرتے ہین مین خداوند اس الشیاطین کی پرستار ہون
اگر خداوند نے حکم دیا تو جاؤنگی اور اگر منع فرمایا تو مجبور و ناچار ہون ایسا کچھ سوچ کر نامہ
لیا جھولی مین رکھ کر روانہ ہوئی کوہ نیرنگ پر پہونچی اُسی درے مین ایک تصویر پتھر کی
رکھی تھی کہ مثل انسان کے باتین کرتی ہی تمام دیوزاد اسی کو آکر سجدہ کرتے ہین اور جنات بھی
اسی تصویر کے معتقد ہین شطانہ اندر گھسی تصویر کو سجدہ کیا پکار کر کہا یا خداوند اس الشیاطین
خداوند جمشید ثانی نے خداوند مبہوت کو طلب کیا ہی میری معرفت نامہ بھیجا ہی کیا ارشاد ہوتا
ہی جاؤن کہ نہ جاؤن مین جمشید ثانی کو نہین جانتی میرے خداوند آپ ہین وہ تصویر ہنسی

آواز دی کہ ای شطانہ ہمیشہ آباد رہو گی ہمارا اعتقاد تا روز قیامت رہیگا جا بجا دیو زاد
سجدہ کرتے ہین مین اُن سب کی مدد کرتا ہون اور تو تو مقبول بارگاہ ہی تجکو زندگی دو ہزار برس
کی عطا کی ہی اگر مہبوت اس طرف سے آئیگا تو کہنا کہ ہمسے ملاقات کرکے جاے قدرت نظر کردہ
کر دین گے شطانہ نے کہا کہ یا خداوند وہ خود دعوی خدائی کرتے ہین نظر کردہ ہونا کیونکر
گوارا کرین گے پتلے نے آواز دی کہ او بے ادب حکم خداوند سے انکار کرتی ہی تو کہدینا وہ
ضرور آئیگا شطانہ تصویر سنگی سے یہ باتین کہکے باہر آئی طرف جزیرے کے چلی مگر دل مین
سوچتی ہوئی جاتی ہی کہ ایسا نہ ہو مین مہبوت سے کہون وہ بگڑ جاے اور یہ کہے کہ مین خود
اُن کو نظر کردہ کرونگا تو اُس وقت قدرت کے خلاف ہوگا ایسا نہو دونون قدرت لڑنے لگین
مگر پھر سوچنے لگی کہ قدرت سمجھ لین گے دونون قدرت ہین جو تقدیر مناسب جانین گے وہ کرینگے
یہ سوچتی ہوئی جزیرے مین آئی دربار مین مہبوت کار گزار کے آئی دیکھا مہبوت تخت یاقوت
پر بیٹھا ہی تقدیرین بگھار رہا ہی ملازم بجا و درست کہہ رہے ہین کہ شطانہ نے آکر سجدہ کیا مہبوت
نے ہنس کر کہا کہ ای شطانہ تم تو شیطان پرست ہو تمنے کیون سجدہ کیا شطانہ نے کہا یا خداوند
مین آپ کی بھی معتقد ہون ایک پیغام لائی ہون آپ نے خواہش بھی کی تھی کہ اگر جمشید ثانی
مجھسے امیدوار مدد ہون تو مین اُن کا طلسم پاک کر دون جمشید نے فرمان بھیجا ہی اُس کو
ملاحظہ فرمائیے اور دوسرا پیغام یہ ہی کہ مین راہ سے آتی تھی کوہ نیرنگ مین جو خداوند
راس الشیاطین رہتے ہین اور مین مشہور بہ شیطان پرست ہون واسطے سجدے کے اندر
گئی قدرت نے آواز دی کہ ای شطانۂ شیطان پرست کہان رہین مین نے عرض کی کہ مین
براے ملاقات خداوند مہبوت جاتی ہون خداوند نے ارشاد فرمایا کہ جب مہبوت ادھر
سے جاوین تو ہم سے ملاقات کرتے جائین شاید ہم بھی اُن کے ساتھ کوچ کرین اُنکی شرکت
ضرور ہی یہ بات سُنکر مہبوت نے اپنے وزیر اعظم سے کہا کہ ای کیوان بر فبار جلد فوج
تیار کرو یہ زمانہ بہار ہی سیر کرنا بھی ضرور ہی اسی چلے مین فتح بھی ہو جائیگی جمشید محجوب
رہیگا شطانہ نے کہا کہ یا خداوند جمشید چہارم طلسم دینے کو کہتے ہین مہبوت نے کہا
کہ ہم کل طلسم پر قبضہ کرینگے چہارم نہ لین گے شطانہ نے کہا کہ یا خداوند نامہ تو ملاحظہ کیجیے

مبہوت نے نامہ کھولا مضمون سے آگاہ ہوکر کہا کہ وہ لکھا کرے ہم سارے طلسم پر قبضہ کرینگے
صرف اُسکو گزارہ دین گے کہ ایک جگہ آرام سے بیٹھا رہے چین کرے ورنہ بُرائی ہوگی
ایسی سزا دون کہ وہ بھی یاد کرے ان سات سو ملکون کی خدائی پر نہ پھولے اوری کیوان
تم بھی ذرا اس نامے کو دیکھو مجکو اپنا برابر دار بھی نہین لکھا ہی جیسے کوئی چھوٹے بھائی کو لکھتا ہی
کیوان بر قبار نے کہا کہ یا خداوند معلوم ہوتا ہی کہ جمشید ثانی کوئی بڑا متکبر
شخص ہی کہ جسکی تحریر سے بڑا غرور پایا جاتا ہی اور ذرا آخر نامہ کو ملاحظہ فرمائیے کہ یہ کیا فقرہ
لکھا ہی کہ ہمنے اپنی شوکت و شان کو بخوبی نہین لکھا مبہوت اس کلمے کو سُنکر بہت غصے مین ہوا
کہا خیر سمجھا جائیگا لشکر تیار ہونے لگا تین دن مین تین لاکھ ساحر زبردست آکر حاضر ہوے
مبہوت تخت پر سوار ہوا اور لشکر بصد کر و فر روانہ ہوا اس جاہ و حشم سے جاتا ہی کہ جہان
اُتر پڑتا ہی وہ صحرا آباد ہو جاتا ہی سیکڑون جنگلون کو آباد کرتا ہوا برابر کوہ نیرنگ کے پہونچا
شطانہ نے عرض کی کہ ہمارے خداوند اسی پہاڑ مین ہین اگر مناسب ہو تو ملاقات کر لیجیے
مگر جب لشکر مبہوت کا اُتر چکا تو اہل لشکر روتے ہوے آے عرض کی کہ یا خداوند آج نئی
بات ہی کہ چولھے بنلے آگ نہین روشن ہوتی دھوان بلند ہوکے رہجاتا ہی مبہوت اسپر
ہنسا اور کہا کچھ دیوانہ ہی ایسے شعبدے دکھا کر میرا امتحان کرتا ہی تم سب جاکر کھانا
پکاؤ آگ کی بھی یہ مجال ہی کہ ہمارا حکم نہ مانے اگر حکم دون تو آسمان زمین پر فرش ہو جاے
یہ جو مبہوت نے کہا سبنے شکریہ ادا کیا کہ یا خداوند آگ روشن ہو گئی شطانہ نے
کہا کہ تشریف لے چلیے مبہوت نے کہا کہ مین ملاقات کو نہ جاؤنگا ما بدولت کو شعبدے
دکھاتا ہی خود قدمبوسی کو نہین آتا اگر اشارہ کر دون تو مع کوہ آے آکر سجدہ کرے یہ قدمون
کو بوسہ دے یہ کہ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ طائر نکالے اشارہ کیا کہ ای طائران قدرت
سامنے راس الشیاطین کے جاؤ اُسکو تسخیر کر کے لاؤ اس طور سے آے کہ قدرت کو سجدہ کرے
وہ طائر چہکارین مارتے ہوے چلے شطانہ کو منظور ہوا کہ جاکر دیکھون کہ یہ طائر قدرت
کیا کام کرتے ہین وہ بھی قدرت قدیم ہین کہ دیوزادون اور جناتو نسے سجدہ کرایا درہ کوہ
مین اکیلے رہتے ہین یہ سوچ کر اُٹھی جیسے ہی سامنے درہ کوہ کے آئی دیکھا وہ طائر بر سر کوہ

بیٹھے ہین اور زمزمہ سرائی مین یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

تیری خوش چشمی کا افسانہ سُناتا ہون مین ✧ خواب خرگوش سے آہو کو جگاتا ہون مین
ہند سے دور جو کعبے کو سُنا ہی مین نے ✧ پھیر کھا کر ترے کوچے ہی سے جاتا ہون مین
سینہ صافی سے ہی آئینے کو رتبہ حاصل ✧ جیسا ہووے کوئی ویسا نظر آتا ہون مین
سُرخ پوشاک پہنتا ہی تو کہتا ہی وہ ترک ✧ آنکھ مریخ لڑائے تو لڑاتا ہون مین
نعمت عشق کبھی ممکن نہین بے فضل خدا ✧ شکر کرتا ہون اگر داغ بھی کھاتا ہون مین
ساقیا جام کو اللہ سلامت رکھے ✧ یہ قدح میرا ہی خیر اسکی مناتا ہون مین
بے نقاب آتا ہی گلگشت کو وہ رشک بہار ✧ بلبلون کو چمنستان سے اُڑاتا ہون مین
ساقیِ میکدہ نے مجکو یہ خدمت دی ہی ✧ نشے مین مست جو گرتا ہی اُٹھاتا ہون مین
شمع کی طرح سے جلنے لگے شعلہ ہو بلند ✧ سوزش دل کو زبان پر نہین لاتا ہون مین
کوے مقصود کے سودے مین شب و روز آتش ✧ جادے کیطرح تجھے راہ مین پاتا ہون مین

اور پہاڑ اپنے مقام سے جنبش کر رہا ہی قصد کرتا ہی کہ بڑھون شطانہ گھبرا گئی کہ سحر خداوند مبہوت نے تاثیر کی اب آج کھُل جائیگا کہ کون خداوند ہین مذہب صاف ہوجائیگا پہاڑ چند قدم چلا تھا کہ اندر سے آواز آئی کہ ای کوہ قدرت کہان جاتا ہی قدرت یہان سے کہین نہ جاوینگے ای غولان بیابانی مبہوت کے لشکر کو تباہ کرو یہان مبہوت دربارگاہ پر کھڑا ہی کوہ کی جانب دیکھ رہا ہی کہ پہاڑ کو جنبش ہوئی مگر رُک گیا مبہوت نے آواز دی کہ او کوہ صحرائی کیون نہین آتا اُس مغرور کو بھی لا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا لوگ روتے پیٹتے سامنے آے کہا یا خداوند لاکھون غولان بیابانی آکر لشکر پر گرے ہین چہارم لشکر کو چیر پھاڑ کے پھینکدیا ہی مبہوت نے جو یہ خبر سُنی حکم دیا کہ ہزبر بیشہ نشین کو بُلاؤ یہ کہکر ایک آواز دی کہ ای ہزبر بیشہ نشین آکر غولان بیابانی کو روکو بلکہ انسے مقابلہ کر وان کو مٹا دو یہ پتلہ سنگی اپنی خدائی کا رنگ دکھاتا ہی دیوانہ ہوا ہی پہاڑ کھُدوا کر پھنکوا دونگا ہزبر کا نام جو مبہوت نے لیا جتنے غول بیابانی تھے اُسی قدر شیر پیدا ہوے غولون سے لڑنے لگے جس غول نے قصد کیا کہ آدمی پر حملہ کرون شیر نے آکر دھڑ دکہ مارا اُچک کر تمانچہ ماردیا کہ

سر غول کا اُڑ گیا دھڑ زمین پر گرا تھوڑے عرصے مین شیرون نے ہزار ہا غولون کو مارا مگر
مبہوت نے پھر سحر کیا کہ پہاڑ کو جنبش ہوئی شیطان نے جو دیکھا کہ پہاڑ پھر چلا ایک چیخ ماری
اور آواز دی کہ ای معین و مددگار سکا کہ زہر خوار جلد آؤ اس معرکے کو مٹاؤ ایک آندھی
سیاہ چلی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام و بد انجام اُڑتی ہوئی آسمان سے آئی لشکر
مبہوت پر سحر کرنے لگی آگ برسی ہزار ہا ملازمان مبہوت جلے کہ ہرکارے نے بڑھکر خبر دی
کہ یا خداوند دیکھیے سکا کہ زہر خوار آپ کے لشکر کو مٹا رہی ہی مبہوت نے سر اُٹھا کر دیکھا
کہ ایک ساحرہ مکارہ سراپا شعلۂ آتش بڑی سرکش آسمان پر ٹھہرا رہی ہی مبہوت نے پکار کر
آواز دی کہ ای سکا کہ زہر خوار ذرا ہمارے پاس آؤ ہم تمھارے بہت مشتاق ہین سکا کہ
نے جو یہ سُنا فورًا ہوا سے اُتر آئی کہا یا خداوند جزیرہ مین تو ہمیشہ سے آپ کی مشتاق تھی
مبہوت نے پشت پر ہاتھ پھیر دیا اور کہا اس پتلۂ سنگی کا سر لاؤ سکا کہ زہر خوار ہاتھ
پشت پر رکھتے ہی جھومنے لگی پکار اُٹھی نظم

پیری نے قدِ راست کو اپنے نگون کیا + محراب قصرِ تن کو ہمارے ستون کیا +
جلنے سے جسم کے کبھی مین دیوانہ تنگ تھا · ایکی بہار مین اسے نذرِ جنون کیا +
دیوانے تیرے یون تو ہزار ون ہین ای پری · شیشے مین جسنے تجکو اُتارا فسون کیا +
کس کس نگاہِ ناز سے دیکھا مری طرف + کیا کیا نہ چشمِ یار نے مجھپر فسون کیا +
گرگِ بغل کو پہلو مین دل کی طرح رکھا · یوسفؑ سے بھی عزیز اُسے ہمنے فزون کیا
آرائش اہلِ حُسن کی جادو سے کم نہین · بے تیغ تیرے دستِ نگارین نے خون کیا
فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشے سے مر گیا · شیرین نے ناپسند مگر بے ستون کیا
دریا بہا شراب کا بے یار رات بھر · مثلِ حباب کاسۂ دو واژگون کیا +
مضمون بندھا نہ ہمسے کبھی دل کے داغ کا · بیرون لب زبان سے نہ سوزِ درون کیا
جوہر وہ کونسا ہی جو انسان مین نہین + دیگر خدا نے عقل اسے ذو فنون کیا +
کیا کیا نہ داغ مجکو دیے شوق بوسہ نے · کیفیتِ شراب نے جو وہ رُخ لالہ گون کیا
آنکھون سے جاے اشک ٹپکنے لگا لہو + آتش جگر کو دل کی مصیبت نے خون کیا

یہ شعر پڑھتی ہوئی طرف کوہ کے چلی وہان اُس پتلۂ سنگی نے دیکھا کہ سکاکہ زہرخوار آتی ہی
جھلا کر للکارا اور آواز دی کہ او سکاکہ کہان آتی ہی ہر چند چنجا پیٹا مگر سکاکہ نے نہ سنا وہ پتلہ
دروازے پر کھڑا ہی ہاتھ سے منع کر رہا ہی مگر سکاکۂ زہر خوار سحر مین مبہوت کے پھنسی ہوئی
بجوش وخروش آتی ہی للکارتی ہوئی کہ او دیوانے خداوند جزیرۂ گوہر بار سے مقابلہ کرنا
ہی وہ خداوند اصلی ہین تو دعوی سحر مین یکتا ہی مگر وہ تقدیر کر کے تجکو مٹا دینگے یہ کہتی ہوئی
قریب پہونچی تیغچہ پتلے کو مارا پتلے نے کلائی اُٹھا دی تلوار اُسکی کلائی پر پڑی جھنّاٹے کی
آواز آئی پتلے نے کلائی تھام کر ایک تمانچہ مار دیا کہ سر سکاکہ کا اُڑ گیا شیطان سکاکہ کو مار کر
بہت رو یا کہتا تھا کہ میری ندیم قدیم قتل ہو گئی بڑے انتظام کرتی تھی ہائے مین یہ نہ سمجھا
کہ یہ سحر مین مبہوت کے ہی مگر پیروان جادو کو بلاؤن یہ کہکر ایک چیخ ماری کہ تمام پہاڑ مثل
بید کے تھرا گیا ایک طرف سے کوہ کے ایک فیل مست جھومتا ہوا آیا پتلے نے آواز دی کہ
ای پیروان جادو بصورت اصلی لشکر مبہوت پر جاؤ اور مبہوت کو گرفتار کر کے لاؤ
ہاتھی نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی اور کوہ سے آواز آئی کہ ای پیروان جادو مین
کتاب سوانحات پڑھ رہی ہون لیکن سمجھ کر جانا بڑے ظالم سے مقابلہ ہی ایسا نہ ہو کہ تم پر
زوال آئے اُس فیل مست نے ایک چیخ ماری کہ اُس سے یہ آواز آئی کہ ای نہان جادو
میرا جانا خالی از لطف نہ ہوگا قدرت کا جا کر رنگ جماؤن زور و شور اپنا دکھاؤن یہ کہتا ہوا
فیل مست چلا جیسے ہی لشکر مبہوت مین پہونچا اہل فوج غلغلہ کرنے لگے کئی ہرکارے دوڑے
ہوے سامنے مبہوت کے آے کہا یا خداوند ایک فیل مست لشکر کو پامال کر رہا ہی مبہوت
نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک فیل بلند بالا بڑے بڑے دانت خیمون کو گراتا ہوا چلا آتا ہی جو
انسان راہ مین مل گیا اُسکو چیر پھاڑ کر پھینک دیا مبہوت نے جو فیل کو آتے ہوے دیکھا
پکار کر آواز دی کہ ای گیہان فیلدر کیا کر رہے ہو ایک جوان صحرا سے پیدا ہوا نہایت
لحیم وشحیم تیغہ چوڑا کھینچے ہوے فیل کو للکارتا ہوا کہ او بے ادب یہ لشکر خداوند ہی جتنے
بندے تو نے مار ڈالے ہین اُتنے ہی بندے قدرت پیدا کرینگے یہ کہتا ہوا قریب فیل کے
پہونچا فیل نے بھسونڈا مارا اُس جوان نے گھوڑے سے کود کر بھسونڈا تھام لیا ایک ہاتھ مارا کہ

ہاتھی نے دونون گھٹنے زمین پر ٹیک دیے وہ جوان تیغ کھینچے ہوے قریب شکم کے آیا اور شکم
مین فیل کے مارا کہ شکم کھل گیا ایک جوان پیٹ سے اُسکے گرا مُنھ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑتا ہوا
اُس جوان نے شعلہ آتش کا کچھ خیال نہ کیا ہاتھی نے تڑپ تڑپ کر جان دی یہ جوان دوڑا
شکم سے ہاتھی کے جو جوان نکلا تھا وہ بھاگا سامنے پیلے کے پہونچا پیلے نے کہا کہ تو شکم سے
فیل کے کیون نکلا اُس جوان نے کہا کہ فیل مارا گیا شکم اُسکا چاک ہوا مین ناچار ہو کر
نکل آیا یہ ذکر تھا کہ پشت سے نعرہ ہوا کہ منم گیہان فیلدر یہ کہکر اُسپر گر پڑا کئی ہاتھ تلوار
کے مارے مگر پیروان روک رہا ہی روکتے روکتے ایک مقام پر چوکا گوشہ سپر کو کاٹ کر
تلوار شانے پر گری کہ شانہ بھی نشانہ ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے
چلہ سنگی نے جو دیکھا کہ اُس جوان نے پیروان کو مارا تو چلہ سنگی نے چلاکر آواز دی کہ اے
نہان جادو اس جوان کو لینا بڑی بے ادبی کیے جاتا ہی کہ یکایک کوہ تھرایا ہر ایک
پتھر شق ہوا دو دو چار چار جوان نکلنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین کئی لاکھ ساحران ہنگ سوا
اُس پہاڑ سے پیدا ہوے مگر گیہان فیلدر مظفر و منصور لڑ رہا ہی اُن ساحرون نے
گیہان فیلدر کو گھیرا چار طرف سے اسقدر تیر مارے کہ گیہان فیلدر غربال ہو گیا
چاہا کہ بھاگون مگر اِن ساحرون کے آگے ایک جادوگرنی بلند بالا سیہ رو بدخو کھڑی جھوم
رہی تھی اُسنے للکارا کہ او گیہان فیلدر کہان جاتا ہی یہ کہکر ہاتھ جھکایا کئی سو برقین گیہان
پر گرین گیہان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرا اور تڑپ تڑپ کر جان دی اب اُس جادوگرنی نے
نعرہ کیا کہ یارو فوج دشمن کو مار لو کئی لاکھ ساحر تیر مارتے ہوے چلے فوج مہوت کا رگزار
پیچھے ہٹتی جاتی ہی مہوت نے جو دیکھا کہ میری فوج ہٹ آئی اور شکست فاش ہوا چاہتی
ہی بیقرار ہو کر آواز دی کہ یا خداوند جوگی جیپال مین آپ کے نام کا روشن کرنیوالا ہون
تشریف لائیے میری شکست کھانا بڑے افسوس کی بات ہی آپ کا بندہ ہو کر ایک شیطان بچہ
سے بھاگے تو کیا باعث خرابی ہی اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہی اور وہ شیطان بچہ سامنے
نہین آتا پہاڑ کے اندر سے سحر کرتا ہی اگر سامنے آجاے تو مزہ اُٹھاے یہ کہکر مہوت نے
جو چیخ ماری آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر مین رعد کی گرج برق کی چمک تھی

اُس آواز سے تمام دشت کانپ گیا اور پہاڑ بھی تھرایا وہ ابر آکر پھٹا ایک جوان بلند بالا سیہ رو
بال چہرے پر چھوٹے ہوے معلوم ہوتا ہو کہ ماران سیہ لہرا رہے ہین جٹائین بالون کی اُلجھی ہوئین
ایک سیہ کرتا پہنے ہوے لنبی دھوتی باندھے ہوے ابر سے نکلا زمین پر آکر قائم ہوا اللکارا
کہ او نہان جادو اس فوج پر بڑا غرہ ہو نہین جانتی کہ کس سرزمین کا یہ بادشاہ ہو اپنے
زمانے کا خداوند ہو چونکہ مین یہ نہین چاہتا کہ ہرا ہی مجھے یا تمھارے قتل ہون تم ہٹجاؤ
مین درۂ کوہ مین جاؤنگا کچھ تمھارے خداوند سے کلام کرونگا نہان جادو نے جو یہ فقرہ
سُنا شعلۂ جوالہ بنکر اُس جوگی پر جا پڑی خوب خوب سحر آپس مین ہوے مگر مبہوت دستکین
دے رہا ہو جب دستک دیتا ہو وہ جوگی گرما جاتا ہو اور ہاتھ بڑھاتا ہو کہ نہان جادو کی چٹیا پکڑلون
مگر نہان جادو اپنے کو بچاتی ہو ایک مقام پر نہان جادو نے ایک گولہ مارا کہ اُس جوگی
پر آگ برسنے لگی مگر جو شعلہ گرتا ہو وہ جوگی آنکھون پر ہاتھ رکھ لیتا ہو وہ شعلے پانی ہو کر زمین
پر گر جاتے ہین جب اُس جوگی نے اس طرح سحر دفع کیے تو نہان جادو نے ایک چیخ ماری کہ
زمین تھرا گئی طبقہ زمین کا شق ہوا شق ہوتے ہی چند جوان مسلح و مکمل زمین سے نکلے اُس
جوگی کو گھیر لیا جسنے ہاتھ تلوار کا مارا جوگی نے ہاتھ بڑھا دیا اُسکے ہاتھ بڑھاتے ہی تلوار
اُس جوان کی پٹ پڑتی ہو اور جواب مین ہاتھ مارتا ہو اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوتے ہین
اس طرح اُس جوگی نے اُن سب جوانون کو مارا جب نہان جادو نے دیکھا کہ وہ سب جوان
مارے گئے اور جوگی جھوم رہا ہو اور کہتا ہو ای نہان جادو تم خود کوئی حملہ کرو نہان نے
نیمچہ کمر سے کھینچا اور خبردار کہکر ہاتھ مارا جوگی نے وہ ہی ہاتھ بلا دیا وار نہان کا
خالی گیا جوگی نے اپنا تیغہ اُٹھایا کہا ای نہان جادو ہم شبیہ خداوند جوگی جیپال ہین
ہم کو کوئی قتل نہین کر سکتا مین اُس شیطان بچے کی ملاقات کو آیا ہون جب مین اُس کے
مقابلے کو موجود ہون تو تو ناحق اپنی جان دیتی ہو جا کر چپ رہ ورنہ میرے ہاتھ سے قتل
ہوگی مگر نہان جادو نے نہ مانا وار تلوار کے کیے گئی مگر جوگی نے خالی دیے جب کئی وار کر چکی
تو نہان جادو نے چاہا کہ جوگی سے لپٹ جاؤن جوگی خود شعلۂ جوالہ ہو کمر مین ہاتھ دے کے
نہان جادو کو اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا نہان جادو نے چاہا کہ تڑپ کے

اُٹھون مگر جوگی نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ نہان جادو کے دو ٹکڑے ہوے جوگی نے
نہان جادو کو مار کر ایک چیخ ماری اور آواز دی کہ ای صحرا النورد جلد آ ان فوج والون کو
پامال کر صحرا سے گرد اُٹھی کئی ہزار جوگی اُسی صورت کے گرد سے نکلے آتے ہی فوج پر گر کے
ایک ایک نے دس دس کو قتل کرنا شروع کیا مگر وہ پتلہ سنگی درۂ کوہ مین کھڑا ہو جوگیون کا
جلوہ دیکھا شطانہ سے اشارہ کیا کہ تو کیا دیکھ رہی ہو ان سب کو مارے شطانہ آگے بڑھی
ایک جوگی پر وار کیا اُس جوگی کے دو ٹکڑے ہوے دو جوگی بن گئے اب شطانہ کو قتل کرنے
سے جوگیون کے یہ نفع ہوتا ہو کہ ایک کے دو تیار ہوتے ہین تھوڑے ہی عرصے مین جوگیون
سے میدان بھر گیا وہ جوگی جو اول آیا تھا نہایت سیہ رو بلند بالا قوی تن و قوی من اپنے
پرے سے بڑھا اور شطانہ کو للکارا کہ او ملعونہ تو نے ہمارے ساتھ والون کو قتل کیا اور
تو مہبوت کار گزار کی دوست بنتی ہو اُسی کا مجھے کسی قدر خیال ہو شطانہ نے کہا میرے
خداوند نے مجکو حکم دیا مین کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگی بس اُس جوگی نے ایک چیخ ماری
کہ زمین تھرا گئی جھپٹ کر شطانہ کے بال پکڑے شطانہ نے آواز دی کہ یا خداوند مجھ کو اس
جوگی کے ہاتھ سے بچاؤ شطانہ نے جو یہ پکار کر کہا صحرا سے گرد اُٹھی چند پتلے فولادی غوغو کرتے
ہوے آے جوگیون پر گرے مگر جس جوگی پر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے تو ہوے زمین پر گر کر تڑپا
مگر دو جوگی تیار ہوے اور جس جوگی نے پتلۂ فولادی کو ہاتھ مارا وہ جلنے لگا تھوڑی دیر مین
جلکر خاک ہوا جب چند پتلے جلے تو شطانہ نے پکار کر کہا کہ یا خداوند اس کنیز کے سحر کا خاتمہ ہوا
اب کچھ تدبیر بتائیے میری مدد کو آئیے کنیز عرض کرتی ہو کہ مین ان سب سے لڑتی ہون آپ تو
نکل جائیے پتلے نے کہا کہ ای شطانہ مقام افسوس ہو کہ مین ٹل جاؤن مہبوت کیسی خوشی کریگا
مین اسکا خوش ہونا نہین چاہتا اسکی سلطنت مٹاؤن گا یہ کہکر خود بڑھا شطانہ نے کہا کہ یا
خداوند آپ تکلیف نہ فرمائیے ایسا نہ ہو کسی کا سحر آپ پر پڑ جاے اور باعث زوال ہو اگر
آپ پر زوال آیا تو ہم لوگ کسے سجدہ کرین گے مگر یا خداوند موت و زیست پر آپ کو اختیار
نہین ہو پتلے نے کہا ہم کو سب طرح کا اختیار ہو مگر موقع محل ہو اس وقت تقدیر کی ہو کہ مجکو
کوئی نہ مار سکیگا مگر اُس جوگی کلان نے جو شطانہ سے لڑتے لڑتے ہاتھ بڑھا کر بال پکڑ لیے تھے

ایک جھٹکا مارا کہ شطانہ گری جوگی نے اوپر سے لات ماردی کہ شطانہ کے استخوان چور چور ہوے
شطانہ کے مرتے ہی ایک ہنگامہ ہوا اور آواز آئی کہ یا خداوند اپنے کو بچائیے ایسا نہو کہ
آپ کے اوپر بھی کوئی زوال ہو مگر وہ جوگی کلان شطانہ کو مار کر پتلے پر جا پڑا پتلے نے چاہا
کہ نکل جاؤن مگر بوتون زمین تھامے ہوے تھی اُس جوگی نے پکار کر کہا او شیطان بچے اب
نہ ہٹنا ہم سے مقابلہ کرے پتلے نے تلوار کھینچ کر کئی ہاتھ جوگی پر مارے جوگی نے وار خالی دیے
مبہوت نے دور سے دیکھا کہ جوگی پتلے سے لڑ رہا ہے دستک دی دستک دیتے ہی جوگی اور
تیز ہو گیا چمک چمک کر لڑنے لگا آخر پتلے کو جوگی نے مارا مرتے ہی پتلے کے پہاڑ گرا پہاڑ کے
گرتے ہی رونے کی آواز آئی مگر جوگی نے آکر مبہوت کو سلام کیا اور کہا اس نالائق کو مین نے
مارا کیسا خداوند بنکر بیٹھا تھا مغرور عقل و فراست سے دور آخر کچھ نہ ہو سکا یہان جادو
اسکی منتظم کار تھی اُسکے مرتے ہی اسکا زور گھٹا اگر اُسکو پہلے نہ لڑواتا تو وہ اسکو نکالکر
لے جاتی مبہوت نے کہا کہ مین خداوند جزیرۂ گوہر بار ہون میرے سامنے کون سحر کر سکتا
ہے آج یہان تک ہماری خدائی ہوئی اب خراج ملا کریگا اور جو لوگ غرور کرینگے اُنکو مٹاؤنگا
صفت خداوندی دکھاؤنگا مصاحب کہہ رہے ہین کہ آپ خداوند حقیقی و مالک تحقیقی ہین
آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہے اس شیطان بچے کو بڑا غرور تھا دیوزادون اور جناتون
کو تسخیر کیا تھا مبہوت نے کہا کہ اب وہ سب بارگاہ دولت کے پاس آوینگے مصاحب ہمارے
کہینگے کہ تمھارے خداوند کیسے تھے کہ شبیہ جوگی جیپال کے ہاتھ سے مارے گئے مگر
مبہوت کے کان مین جو رونے کی آواز آئی وزرا سے کہا کہ دیکھو یہ کون رو رہا ہے وزرا
دوڑے بعد تھوڑی دیر کے واپس آے عرض کی سامنے جو درۂ کوہ ہے ایک ساحرہ ضعیفہ
بیٹھی رو رہی ہے ہرچند اُس سے پوچھا مگر اُسنے کچھ سبب نہ بیان کیا مبہوت ٹہلتا ہوا قریب
درۂ کوہ کے آیا دیکھا کہ ایک ضعیفہ بیٹھی ہے پشت پر اُسکے ایک کوٹھری ہے مثل نگہبان
دروازے پر بیٹھی ہے کبھی مُنھ پھیر کر کہتی ہے کہ کیون بی بی اب آرام و چین کیونکر ملیگا خداوند
سنگی مارے گئے مبہوت کارگزار لوٹ مار مین مصروف ہے ہماری تمھاری کوئی خبر نہین لیتا
یہ کہکر رونے لگی اسی طرح بیتاب و بیقرار ہے آنکھون سے دریاے اشک جاری ہے کہ سامنے

سے مبہوت آیا تاج مکلل بجواہر پہنے ہوے بھاری لباس زیب جسم تلوار کمر سے لگی ہوئی طرز
و غیر بدلے ہوے سامنے ضعیفہ کے آیا کہا کیون اے ضعیفہ اسقدر کیون بیتاب و بیقرار ہے جو درد
ہو وہ بیان کر کہ ہم اُسکا علاج کرین ہم خداوند کُش ہین ضعیفہ نے کہا کہ یا خداوند یہ تو بتائیے
کہ اس کوٹھری مین کون ہے مبہوت نے کہا کہ قدرت جانتے ہین مگر نہ بتائین گے تو حال اپنا
ظاہر کر ضعیفہ نے کہا کہ ایک شاہزادی موسوم بہ یمن عذار ہے ایک شب کو ایک دیو اُسکو لیے
جاتا تھا خداوند مردہ نے جو دیکھا اشارہ کیا کہ دیو اُتر آیا خداوند نے کہا کہ ارے اس مہ جبین
کو کہان لیے جاتا ہے دیو نے کہا کہ یہ شاہزادی ملک یمن کی ہے سیر کر رہی تھی مین نے جو دیکھا
دل ہاتھ سے گیا اب اسکو لیے جاتا ہون کہ دلاران پر رکھونگا جبر دیکھ ہی لیا کرونگا شاید اسکو
میرے حال پر رحم آے خداوند مردہ نے جلا کر حکم دیا کہ اس دیو کو مار ڈالو اور سامنے سے
ہمارے نکالدو ایسی بدعتین کرتا ہے دیو کو تو مار کر نکال دیا اس نازنین پر نگاہ ڈالی دیکھا
تو ماہ تابان و مہر درخشان سے مثال ہے حقیقت مین پری خصال ہے دونون ابرو غیرت ہلال
پیشانی درخشان ماہ آسمان حسن و کمال ہے کل اعضا اسکے مناسب پائے قدرت کو پسند آگیا
فرمایا اے مہ جبین ہم تجکو نائب قدرت کرین گے اگر ہمارا وصل اختیار کیا تو وہ مرتبہ دین
کہ پریان آکر سجدہ کرین مگر یمن عذار نے جواب صاف دیا کہ یا خداوند آپ ایسا نہ کیجیے
مین ہرگز قبول نہ کرونگی بس خداوند مردہ نے مجکو کہ نگہبان جادو میرا نام ہے اسپر مسلط
کیا کہ اے نگہبان اسکو سمجھاؤ آج کئی مہینے گذرے کہ سمجھاتی ہون دھمکاتی ہون اور
ڈراتی ہون مگر وہ اپنی ہی کہے جاتی ہے کسی طرح رضامند نہین ہوتی مبہوت نے کہا کہ
اے نگہبان جلد اُٹھو اور ہم کو سجدہ کرو ذرا اُس نازنین کو ہم بھی دیکھین جس وقت ہم
اُس شاہزادی کو دیکھین گے وہ خود ہم پر مائل ہوگی اور خواہش کریگی کہ مجھے سرفراز
فرمائیے وہ جو مارا گیا وہ دیوانہ تھا خداوند ہو کر عاشق ہوا اور بندی توجہ نہ کرے
دیکھو ہم نگاہ ڈالتے ہین نگہبان جادو نے کہا کہ آپ ذرا سامنے سے ہٹ جائیے تو مین
اُسکو بلاؤن یا کھینچ کے لاؤن مبہوت تو پیچھے ہٹا ضعیفہ کوٹھری مین گئی اُس نازنین
کو بغل مین دبا کر دونون پاؤن زمین پر مارے اور غرق زمین ہو کر روانہ ہوئی مبہوت

نے جب دیکھا کہ عرصہ ہوا اور نگہبان نہ نکلی کئی آوازین دین جواب بھی نہ آیا آخر غصے مین کوٹھری
کی طرف چلا دروازہ کھول کر اندر آیا دیکھا کہ ایک غار معلوم ہوتا ہی اور ایک تصویر پڑی ہی
بہبوت نے وہ کاغذ اٹھایا اسکو اٹھا کر پڑھا نوشتہ پایا کہ ای بہبوت ایسا ارادہ نکرنا
ورنہ جل جائیگا بہبوت نے جھلا کر وزرا کو آواز دی چند وزرا آواز اپنے خداوند کی سنکر
آئے پوچھا یا خداوند کیا ہی یہ بھی سب نے دیکھا کہ ایک تصویر قدرت کے ہاتھ مین ہی اسکو
دیکھ دیکھ کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین نظم

گلرخون کے ہجر مین کرتا ہون شیون ای صبا — کسطرح مجکو خوش آئے سیر گلشن ای صبا
آمد آمد کس شہ خوبان کی ہی کھلتا نہین — آج جو آراستہ ہی چمن گلشن ای صبا
پھر بہار آئی گریبان وحشیون کے پھٹ گئے — چاک تو بھی کر تبلے گل کا دامن ای صبا
تیری خوشبو سونگھ کر اپنا معطر ہی دماغ — مجھکو کے شاید لائی ہی اس گل کا دامن ای صبا
باغ مین دیکھے جو اس گل کے مسی مالیدہ لب — کیا کہون مین کسقدر شرمائی سوسن ای صبا
بارش اشک عنادل نے کیا شاداب اسے — دیکھنا ہی کسقدر سرسبز گلشن ای صبا
میکشون کو دے مبارکباد پھر آئی بہار — آج کچھ بدلا ہوا ہی رنگ گلشن ای صبا
کیا خزان گلزار مین آئیگی جائیگی بہار — بلبلین گلشن مین کیون کرتی ہین شیون ای صبا
مستی ہونٹھون پر لگائی ہی جو میرے یار نے — ہونٹھ ہین اسکے کہ دو ہین برگ سوسن ای صبا
دیکھ رہے بدلے گلے کے جابجا کانٹون کے ڈھیر — ہین خزان کے ہاتھ سے برباد گلشن ای صبا
جھومتا ہی ہر شجر آئی ہی مستانہ بہار — ٹپکا پڑتا ہی رخ ہر گل سے جوبن ای صبا
خاک آ دیکھو نکر اڑ جائیگی حافظ ہین ملک — کربلا کی ہی زمین سطوت کا مدفن ای صبا

وزرا نے سمجھایا کہ یا خداوند اسقدر پریشان نہ ہوجیے جان لے کے جائیگی آپ بتا دیجیے گا
ہم لوگ گرفتار کرلا دین گے آپ کے پہلو مین لاکر بٹھا دینگے بہبوت نے کہا کہ [illegible]
ہی کہ نگہبان جادو بیان کرتی تھی کہ خداوند مرد سے اسنے انکار کیا تھا مین نے یہی کہا
تھا کہ میرا سامنا کرادو دیکھتے ہی عاشق ہوجائیگی افسوس ہی کہ یہ نمونہ ہی اب جو میرا حال ہی
وہ ہی اسکی بھی کیفیت ہوتی بدون قدرت کے دیکھے اسکو چین نہ تھا کہ ایک مرد ضعیف

سامنے سے آیا اُسنے چند کنجیان ہاتھ بن دین کہا یہ خزانے کی کنجیان ہین اس مرنیوالے کو
روپیہ بہت عزیز تھا خزانے بھرے پڑے ہین مہبوت نے پہلا کوٹھا کھلوایا دیکھا کہ روپے
اشرفیان ملی ہوئی بھری ہین مہبوت نے کہا کہ یہ کوٹھا رہنے دو بند کردو اسقدر چکڑے
وغیرہ میرے ساتھ نہین ہین جب اُدھر سے پلٹونگا تو اس خزانے کو بھی ساتھ لے لونگا یہ
کہکر دوسرا کوٹھا کھولا اُس مین سب جواہرات بھرا تھا کئی ہزار صندوقچے نکلوائے اور
کوٹھا بند کردیا کہا اسکو بھی واپس ہوکر لینگے تین دن اُسی مقام پر رہا مال یہان سے
بےحساب پایا اور پھر کوٹھے بند کرادیے بعد تین دن کے مہبوت نے یہان سے کوچ کیا
جس آبادی مین پہونچتا ہی ہرکارونسے دریافت کراتا ہی ملکہ کا کہین پتہ نہین ملتا چار دن گذرے
کوچ کرتے ہوئے جہان زیادہ بستی پاتا ہی دو دو دن وہان ٹھہرتا ہی مطلب یہ ہی کہ نگہبان
کا پتہ لگے مگر کہین پتہ نہین ملتا کئی روز برابر اسی فکر مین سرگردان رہا برابر کوہ زلزال
کے پہونچا دیکھا کہ ایک پہاڑ نہایت بلند و مرتفع ہی درخت اُسپر بڑے بڑے لگے ہوے
ہین ہزارون طائر اُن درختون پر بیٹھے زمزمہ سرائی کررہے ہین مہبوت نے جو اُس
کوہ کو دیکھا کہا دریافت توکرو کہ اس پہاڑ کا کون حاکم ہی ہرکارون نے آکر خبر دی
کہ زلزلہ جادو بھائی اُسکا جنبش جادو دونون بہن بھائی یہان کے حاکم ہین مہبوت
نے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند جوگی جیپال زلزلہ کو میرے سامنے حاضر کرو اُسیطرح
ابر سیاہ اُٹھا آکر لہرایا وہ ہی جوگی بلند بالا پیدا ہوا سامنے مہبوت کے آکر ٹھہرا کہا
یا خداوند کیا حکم ہوتا ہی کیون مجکو تکلیف دی مین آپ کے حکم سے بجزیرہ ماران
مین رہتا ہون سانپون سے کھیلا کرتا ہون آپ کی آواز جو کان مین پہونچی اپنے کھیل
کو موقوف کیا دوڑا ہوا آیا مہبوت نے کہا کہ ای شبیہ خداوند زلزلہ جادو
کو مع جنبش لا دو دونون بہن بھائی آدین جو حکم دون وہ بجا لاوین چاہتا ہون جس راہ
سے گذرون خدائی کو اپنی روشن کرتا ہوا چلون جوگی نے کہا کہ یا خداوند مین ابھی
جاکر دونون کو لاتا ہون یہ کہکر جوگی چلا مہبوت تسکین دے رہا ہی یہان زلزلہ جادو
و جنبش جادو دونون تخت پر بیٹھے ہین ہرکارے بیان کررہے ہین کہ آج اس صحرا مین

میہوت کا رگزار کا گذر ہوا ہی خداوند راس الشیاطین کو مار کر آیا ہی زلزلہ کہتی
ہی وہ دیوانہ ہی اُسکی بات کا کیا اعتبار خداوند راس الشیاطین سے کیون لڑا کہ اس
عرصے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ آپ کو طلب فرمایا ہی شبیہ جوگی جیپال آتا
ہی زلزلہ نے کہا کہ آنے دو جنبش نے کہا کہ آئینگے تو کیا کرینگے ہم اُسکا اعتقاد نہین
رکھتے یہ احسان کیا کم ہی کہ ہم نے اپنے جنگل مین اُترنے دیا ورنہ ہٹا دیتے نہ اُترنے
دیتے لشکر کو اُنکے تباہ کر دیتے ایک زندہ نہ بچتا بارگاہ مین زلزلہ کے یہ باتین ہو رہی
ہین کہ آندھی سیاہ اُٹھی ابر نمایان ہوا وہ ابر آکر بارگاہ پر لہرایا ایک دنا ہوا وہ جوگی
بلند بالا ریش کلان چہرے پر نعرے کرتا ہوا اُترا کہ ہم شبیہ خداوند جوگی جیپال
ای زلزلہ آگاہ ہو کہ خداوند نے تجکو طلب فرمایا ہی زلزلہ نے کہا کہ مجھے کیا غرض
ہی کہ مین اُنکی ملاقات کرون وہ اپنی خدائی دکھادینگے مین ایک غریب آدمی اس کوہ
کی حاکم اس صحرا کی ناظم یقین ہی دبا وڈالین جوگی نے کہا کہ چلنا ہوگا ایسا نہین ہوسکتا
کہ قدرت طلب فرمائین اور تم نہ جاؤ زلزلہ نے کہا کہ مجھے کون لیجا سکتا ہی اُس جوگی
نے ہاتھ اپنا پشت پر زلزلہ کے پھیرا اور بہ محبت کہا کہ ای ملکۂ عالم ملاقات کر کے چلی آنا
کچھ تمکو تکلیف نہوگی اگر اسکے خلاف کیا تو پھر زبردستی لے جاؤنگا پشت پر ہاتھ کے
پھیرتے ہی زلزلہ اپنے مقام سے اُٹھی کہا ای تصویر خداوند مین تو خود مشتاق
تھی یہ بڑا مژدہ ملا کہ قدرت نے خود طلب فرمایا مین بہت لطف سے ملونگی یہ کہکر زلزلہ اُٹھی
بھائی بھی اسکا ساتھ ہوا جوگی نے دونون کو ابر پر سوار کیا اور ساتھ لے کر چلا
زلزلہ و جنبش ہنستے ہوے جوگی کے ساتھ ہین کہتے ہوے جاتے ہین کہ قدرت
نے کیا عنایت کی ہی کہ ہم کو طلب فرمایا ہی اب جا کے مشرف ہونگے خاک قدم خداوند آنکھون
سے لگا دینگے یقین ہی کہ آنکھون کی روشنی زیادہ ہو جوگی کہتا ہی کہ ای زلزلہ
تم کو اس سرزمین کا حاکم کرینگے جسقدر خراج دوگی بخوشی قبول کرلینگے اور جہانتک
جی چاہے عملداری کرلو کوئی مانع نہین ہوسکتا وہ ابر آتے آتے برسر بارگاہ میہوت
پہونچا جوگی نے کچھ اشارہ کیا ابر پھٹا جوگی زلزلہ و جنبش کو ساتھ لیے ہوے سامنے

مبہوت کے آیا کہا یا خداوند یہ حاضر ہین بڑے زورون سے آئے ہین یہ سُنکر مبہوت
نے کہا کہ کیون ای زلزلہ ہماری ملاقات سے انکار تھا زلزلہ نے کہا کہ یا خداوند مین آپکا نام
سُنتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی ایک مرتبہ مین نے کہا تھا کہ مین نہ جاؤنگی جب دوبارہ کہا کہ قدرت
نے بُلایا ہی مین فوراً چلی آئی مبہوت نے پوچھا کہ ای زلزلہ تم کسکو خراج دیتی ہو زلزلہ
نے کہا کہ جمشید ثانی کو مگر فی الحال طلسم مین غدر ہی مسلمان چیرہ آئے ہین قدرت بھاگ کر
طلسم باطن مین پہونچے ہین مسلمان چلے آتے ہین صدہا ملک تسخیر کر لیے جہان جاؤ یہی دیکھو
کہ مسجدین بنی ہوئی ہین دیر کھدے پڑے ہین اس وجہ سے ہم بر اے سیر نہین نکلتے یہ
ذکر تھا کہ ایک چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ دروازے پر چند کنیزین ملکہ زلزلہ کی حاضر ہین
کہتی ہین کہ جنبش سے کچھ عرض کرین گے زلزلہ نے کہا کہ بھائی صاحب دیکھو تو کیا کہتی ہین
جنبش باہر آیا کنیزون نے کہا کہ ای شہریار آج اُس نازنین کا عجب حال ہی آنکھین
اُلٹ گئی ہین ہاتھ پانون مین رعشہ ہی یہی کہتی ہی کہ مجکو پاس میرے معشوق کے پہونچاؤ
جنبش نے کہا کہ تم سب چلو مین آتا ہون یہ کہکر جنبش نے سب کو رخصت کیا آپ اندر آیا
مبہوت نے پوچھا کہ کیون ای جنبش کنیزین کیون آئی ہین کیا کہتی ہین جنبش نے کہا کہ یا
خداوند مین اپنے پہاڑ پر بیٹھا تھا کئی دن کا زمانہ گذرا دیکھا کہ ایک ساحرہ ایک
آفتاب عالمتاب کو پنجے مین دبائے ہوئے لیے جاتی ہی مین نے للکارا وہ ساحرہ میرے
مقابلہ ٹھہر گئی آخر مین نے کارد سحر پھینک ماری وہ ساحرہ مرگئی تو آواز آئی کشتی میرا نام من
نگہبان جادو بود نام نگہبان سُن کر مبہوت نے کہا کہ ای جنبش جادو بہتر یہ ہی
کہ اُس نازنین کو لاؤ وہ منظور نظر قدرت ہی بدولت کی جان اُسپر جاتی ہی گو کہ قدرت نے
اُسکو دیکھا بھی نہین بغیر ملاحظہ کے عاشق ہین اُسی کے سبب سے ادھر آنے کا اتفاق ہوا اگر قدرت
مراد دیدی کس طرح نگہبان جادو کو تیرے ہاتھ سے قتل کرایا ورنہ وہ ایسی ساحرہ تھی
کہ اُسکو تو یکایک مار لیتا بس بہتر یہ ہی کہ جلد اُس نازنین کو حاضر کر جنبش نے کہا کہ غلام ابھی
جاتا ہی اور اُسے لیکر آتا ہی مبہوت نے ملازمون سے کہا کہ مرآۃ تسخیر لاکر رکھدو کہ جب وہ نازنین
آوے تو اپنی صورت زیبا دیکھے یقین ہی کہ قدرت پر مائل ہو دم محبت کا بھرے اور

اپنے کو عاشقون مین شمار کرے مگر جنبش جادو مبہوت سے رخصت ہو کر بالاے کوہ آیا سامنے ایک حجرہ بنا تھا اُس مین پہونچا کہ اُسی حجرے مین وہ نازنین بند تھی حجرے مین جا کر دیکھا کہ سنانا پڑا ہی وہ نازنین مع گلخیز جادو و نگہبان سب کے غائب ہی روتا پیٹتا جنبش سامنے مبہوت کے آیا مبہوت نے پوچھا کہ کیون ای جنبش کیا ہوا جنبش نے کہا کہ یا خداوند طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ گلخیز جادو جو کہ میرا ملازم تھا وہ اُسپر عاشق تھا لیکر بھاگ گیا اب مین کیا کرون ساحرون کو روانہ کرتا ہون مبہوت نے کہا کہ ای جنبش قدرت کو بڑا قلق ہوا وہان سے نگہبان لیکر بھاگی تھی یہان تمھارے نگہبان نے دھوکا دیا ای وزیر اعظم نسناس تیرہ درون تم جلد چند ساحرون کو روانہ کرو کہ گلخیز کو ڈھونڈھ کر لا دین نسناس نے اُسی وقت چند ساحرون کو روانہ کیا کہ وہ ساحر باز و عقاب بنکر چلے مگر گلخیز جو اُس مہ جبین کو لیکر بھاگا تا بکوہ بلا پہونچا بلاے سخت جادو بالاے کوہ بیٹھا تھا اُسنے جو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ رو ایک مہ جبین آفتاب جمال کو لیکر آیا ہی اپنے مقام سے اُٹھا قریب گلخیز کے آیا نازنین کو دیکھ کر بیتاب ہو گیا کہا ای ساحر اس نازنین کو چھوڑ دے جہان تیرا جی چاہے چلا جا جتنا روپیہ کہو دون ورنہ ایسی آفت مین مبتلا کرونگا کہ تو دیوانہ وار وحشی مثال پھرا کریگا کہین چین نہ پائیگا یہ جو پکار کر کہا گلخیز زمین پر اُتر آیا اور کہا کہ ای برادر بجان برابر مین اپنی جان دے کر اس مہ جبین کو لایا ہون کیونکر ہو سکتا ہی کہ تیرے حوالے کر دون بلاے سخت نے کہا کہ اپنی جان کی خیر منا ایسا نہ ہو کہ مجکو غصہ آ جاے گلخیز و بلاے سخت سے تکرار ہونے لگی آخر بلاے سخت نے ایک گولہ مارا صحرا کی طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک معشوق سامنے سے پیدا ہوئی اور یہ اشعار زبان پر تھے نظم

ہوا ہی شوق مجکو اُسکے در پر جبہ سائی کا	کہ شاہی سے ہی اعلیٰ مرتبہ جسکی گدائی کا
اُٹھایا عشق مین ہر چند غم ساری خدائی کا	مگر اب مجسے اُٹھ سکتا نہین صدمہ جدائی کا
ملک عرش بریں پر دیکھکر حضرت کو کہتے تھے	یہ وہ بندہ ہی جو مختار ہی ساری خدائی کا
اُٹھا پردہ دوئی کا جب تو وہ یکتا نظر آیا	حجاب غیر مانع تھا مرے دل کی صفائی کا
علیؑ کے نام پر مشکلکشائی ختم کی حق نے	کسے ایسا ہوا ہی حوصلہ مشکلکشائی کا

نہ ہونگا مین کبھی مجبور ای دل کامیابی سے
نبات اب پوچھیگا ہرگز کوئی قند مکرر کی ؛
جھلک دکھلا کے چھپ جانا چھلاوہ سا نظر آنا
ہر ایک مدحتِ شاہِ نجف مین مشق ہو ہر دم

غلام اُسکا ہون جو مختار ہی حاجت روائی کا
کہ پہونچا مصر تک شور اُسکے دانتونکی صفائی کا
کہان سیکھا ہی او ظالم چلن یہ دلربائی کا ؛
اگر رکھتے ہو دلمین حوصلہ طبع آزمائی کا

اُس نازنین نے گلچہر سے آنکھین ملاکر جو یہ اشعار پڑھے گلچہر کا چہرہ سُرخ ہوگیا قریب آکے کہا کہ کیون صاحب کیا حکم دیتی ہو اُس نازنین نے پوچھا کہ تم کو ہم سے کسقدر محبت ہی گلچہر نے کہا کہ جان تک تم پر نثار ہی اُس نازنین نے کہا کہ مجھے تمھاری باتون کا یقین نہین آتا تلوار تو کھینچو گلچہر نے تلوار کھینچی اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ گلے پر رکھ لو گلچہر نے تلوار گلے پر رکھ لی اُس نازنین نے ہنس کر اشارے سے کہا کہ تلوار کھینچ لو گلچہر نے جوش محبت مین تلوار کھینچ لی اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا مرتے ہی گلچہر کے بلاے سخت نے اُس نازنین پر اپنا قبضہ کیا مسکرا کر کہا کہ ای ملکۂ عالم مین نے دشمن کو تمھارے مارا اب مجکو قبول کرو اگر تم بھی نہ مانوگی تو ایک سحر ایسا کرونگا کہ تم خود مجھپر عاشق ہو جاؤگی مین مجبور نہین ہون یہ سنکر سمن عذار نے کہا اب تیرے اختیار مین ہون جو تیری طبیعت چاہے وہ کر مگر دل میرا تجکو قبول نہین کرتا یہ سُنتے ہی بلاے سخت نے کچھ غنچے کچھ پھول توڑے گلدستہ بنایا اُس نازنین کو سنگھایا جیسے ہی بو اُسکے دماغ مین پہونچی کانپنے لگی اور گرکر بیہوش ہوئی بلاے سخت نے چاہا کہ قبضہ کرون اور اس سے وصل حاصل کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی قضاے کا اسطرف مقہور چوب گردان مصاحب جمشید ثانی کا گذر ہوا یہ براے گشت نکلا تھا اسکی نگاہ جو سمن عذار پر پڑی بیقرار ہوگیا پہاڑ پر اُتر پڑا بلاے سخت سے کہا کہ ای بلاے سخت یہ نازنین جو تیرے سامنے بیہوش پڑی ہی مین جانتا ہون کہ تو نے سحر کیا کہ مجھے موافق ہو بلاے سخت نے کہا کہ ای مصاحب خداوند مین نے بڑی مشقت سے اسکو قبضے مین کیا ہی آپ ایسا نہ فرمایئے مقہور نے للکار کر کہا کہ او بے حیا کوہی تجکو بھی یہ دعویٰ ہوا کہ ہماری بات کا جواب دے اب بہتر یہ ہی کہ سامنے سے ہٹ جا ورنہ مین ابھی تیرا سر اُتارتا ہون یہ کہکر مقہور نے پشت پر اُس نازنین کے ہاتھ رکھا کہا یا خداوند سامری و جمشید جو

بلاے سخت نے سحر کیا ہو وہ دفع ہو جاے اور یہ مہ جبین مجکو قبول کرے اور بلاے سخت
کسی بلاے سخت مین گرفتار ہو یہ جو مقہور نے کہا بلاے سخت تو ایک جانب بھاگا
مگر سمن عذار کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک ساحر قوی من وقوی تن سرہانے بیٹھا ہی باتین
محبت آمیز کر رہا ہی سمن عذار نے کہا کہ صاحب تم کون ہو مقہور نے کہا کہ مصاحب خداوند
جمشید ثانی ہون اسی انتظام کے واسطے نکلا ہون کہ کوئی ظالم کسی مظلوم پر بدعت نہ کرے
بلاے سخت نے تمپر قبضہ کیا تھا اُسکو دیوانہ کر کے مین نے صحرا نورد کیا اب تم میرے قبضے
مین ہو مجکو قبول کرو قصر ہفت رنگ مین لیجلون کہ جہان خداوند رہتے ہین یقین ہی
کہ قدرت اپنی صحبت مین تم کو جگہ دین وہ شاہزادیان کہ جو حاضر خدمت رہتی ہین
سب تمھاری خدمت کرین مرتبۂ عظیم ملیگا سمن عذار نے سر جھکا لیا کہا صاحب مین
مجبور و ناچار ہون جو بدعت چاہو کرو مقہور نے سمن عذار کا ہاتھ تھام کر تخت پر بٹھا لیا
اور لیکر روانہ ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے چلا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ قدرت
خداوند جمشید ثانی ہی ایسی نازنین مجکو ملی ہی کہ جلسے مین خداوند کے سب کی سرکردہ
کہلائیگی سب کہتے ہین کہ ای شہنشاہ ساحران ایسا نہ ہو کہ قدرت اسکو پسند کر لین مقہور نے
کہا کہ قدرت ہزار کہین گے مگر مین نہ مانونگا عرض کرونگا کہ یا خداوند مین بڑی مصیبت سے
اسکو لایا ہون یہ کہتا ہوا لیے جاتا ہی مگر بلاے سخت جادو جو دیوانہ وار چلا تھا لشکر
مین مبہوت کے پہونچا دریافت کیا کہ یہ کسکا لشکر ہی معلوم ہوا کہ خداوند جزیرۂ گوہر بار
براے مقابلہ مسلمانان جاتے ہین براے مدد خداوند جمشید ثانی تشریف لاے ہین زار زار
روتا ہوا سامنے مبہوت کے آیا اول سجدہ کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ مقہور نے مجپر
بڑا ظلم کیا کہ معشوقہ کو میری چھین لیا جس وقت سے آپ کے سامنے آیا ہون وہ جو سودا
تھا اُتر گیا اب ہوش مین ہون مبہوت نے کہا کہ اُس معشوقہ کا نام کیا ہی صورت کیسی
تھی بلاے سخت نے تقریر مین تصویر کھینچی اور نام سمن عذار کا بتایا کہا گلخیز جادو لیے جاتا
تھا سحر کر کے مین نے اُسے مارا تب اُسپر قبضہ کیا وہ راضی نہ ہوتی تھی مین نے چاہا کہ
اُسکو سحر کر کے تسخیر کرون کہ میان مقہور صاحب آگئے مجکو دیوانہ کر کے نکالا اب اُس نازنین

کو لے گئے ہونگے مبہوت نے جو نام و نشان معشوقہ کا سُنا بیقرار ہو گیا کہا مین ابھی چلتا ہون
جمشید ثانی سے کہلا بھیجونگا کہ مین تیری مدد کو آیا ہون ایک عورت کے واسطے فساد نہ
برپا کر اپنے مصاحب سے معشوقہ کو لیکر میرے پاس روانہ کردے مین تیرا مددگار رہون
اگر اسکے خلاف کریگا تو تیرا دشمن ہوجاؤنگا ای بلاے سخت تجکو دامن مین پناہ دیتا ہون
ہمیشہ میرے ساتھ رہنا بلاے سخت کو ہمراہ لیکر مبہوت نے قصد کیا کہ کوچ کرون کہ
وزیر اسکا سکوت جادو اپنے مقام سے اُٹھا کہا یا خداوند ہرچند کہ جمشید ثانی آپکے
حکم سے انکار نہ کریگا لیکن اگر اُسنے اپنے مصاحب کا پاس کیا تو آپ کو ملال ہوگا آج کی
شب اسی صحرا مین رہیے کل کوچ کیجیے گا مبہوت رُک گیا رات بھر جلسہ آراستہ رہا
مصاحب مبہوت کو بہلا رہے ہین مگر مبہوت یاد مین معشوقہ کی انتہا کا بیقرار رہی
ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہے رات اسی حال مین گذری اب وہ وقت آیا کہ نظر یکایک
ہوا دان سحر کا ظہور + اُڑا آشیانے سے طاؤس نور + وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ +
بہت گرم خو اور روشن نگاہ + سپہ کی علامت سپیدہ ہوا + نشان آگے آگے خط صبح کا +
کیا دبدبہ خلق پر آشکار + کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار + مبہوت اُٹھا باہر نکل کے
دیکھا کہ سب لشکر تیار ہے تخت پر سوار ہوا چاہا کہ لشکر کو لیکر چلون کہ صحرا سے گرد اُڑی
علمہاے زنگاری کے پھر ہرے کُھلے ہوے نوبت و نقارے کی آواز کان مین آنے لگی
قضاے کار زلزلۂ قاف ثانی سلیمان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی لیشت اشقر پر
سوار خواجہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے آے مبہوت کو ہرکارون نے خبر دی کہ صاحبقران
براے مقابلہ جمشید ثانی جاتے ہین مبہوت نے وزیر سے کہا کہ اول انکو گرفتار کرلون
کہ جمشید پر کچھ احسان بھی ہو ان کو قید کرکے روانہ کرون تب معشوقہ طلب کی جاے یقین ہے
کہ اس احسان سے نہال ہوجاے گا فوراً معشوقہ کو آراستہ کرکے روانہ کریگا وزیر
نے کہا کہ قدرت کیون تکلیف فرمائیں مین لشکر بڑھاتا ہون اور تمام لشکر حمزہ
پر آگ برساتا ہون حمزہ کو پکڑ لاؤنگا پھر آپ اُن کو روانہ کر دیجیے گا مبہوت نے کہا کہ
خوشی تمہاری وزیر اعظم مبہوت نے کہ جسکا نسناس تیرہ درون نام ہے بیس ہزار لشکر ساتھ

لیا اور بڑھکر لشکر صاحبقران کو روکا صاحبقران نے خبر پائی کہ یہ نئی بلا نازل ہوئی
کہ مبہوت کارگزار جزیرہ گوہر بار سے کوچ کرکے آیا ہے اور ہم سے مقابلے کا خواہان ہے
صاحبقران اُسی مقام پر اُتر پڑے کہ نسناس مقابلے مین آیا امیر کو گمان تھا کہ طبل جنگی
بجائیگا میدان مین آکر جواب و سوال کریگا مگر نسناس نے لشکر تو مقابلے مین اُتارا
طبل جنگی نہ بجوایا آپ لشکر سے نکل کر ایک پہاڑ پر آیا انگیٹھی آگ کی روشن کی ایک سحر کیا کہ
وہ انگیٹھی اُڑتی ہوئی آسمان پر آئی ابر آتش فشان بن کر تیار ہوئی لشکر پر صاحبقران
کے آگ برسنے لگی صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ لشکر مین شور و فریاد بلند ہوا امیر
نے سر اُٹھا کر فرمایا کہ دریافت تو کرو کہ یہ کیسا ہلڑ ہے چالاک نے آکر خبر دی کہ لشکر پر حضور
کے آگ برس رہی ہے صدہا خیمے جل گئے حضور جلد باہر آدین اور اسم اعظم پکار کر
پڑھین ورنہ یہ آگ سارے لشکر کو جلا دیگی یہ سُنکر صاحبقران بیرون بارگاہ آئے دیکھا
کہ لشکر مین آگ برس رہی ہے ایک انگیٹھی ہوا پر ٹھہر رہی ہے اُسی سے شعلے نکل کر گرتے ہین
لشکر مین جابجا غریو ہے کچھ لوگ بھاگے جاتے ہین کچھ اپنی جان دینے پر آمادہ ہین تلوارین
چمکا رہے ہین کہ صاحبقران نے پکار کر اسم اعظم پڑھا جیسے ہی اسم اعظم کی آواز بلند
ہوئی نسناس جہان بیٹھا سحر کر رہا ہے دیکھا کہ وہ انگیٹھی پلٹی اور سامنے آکر قائم ہوئی ہرچند
نسناس سحر کرتا ہے مگر انگیٹھی نہین اُڑتی کہتا ہے کیا ستم کی بات ہے کہ مین دعویٰ کرکے آیا
مگر سحر تاثیر نہین کرتا اسکا کیا باعث ہے یہ سوچ کر انگیٹھی پر ایک گولہ مارا چند شعلے بھڑکے
ایک شعلہ بھڑک کر اسکے سامنے آیا اُس سے آواز پیدا ہوئی کہ اے نسناس ہم مجبور و
ناچار ہین ایسی آواز ہمارے کان مین آئی کہ ہم آگے نہ بڑھ سکے نسناس نے کہا لو یارو
مین سمجھ گیا حمزہ بھی ساحر ہے اُسنے میرا سحر دفع کیا مگر دوسرے طور پر سحر کرونگا یہ کہکر اُن شعلے
پر اپنا خون ڈالا وہ شعلہ بھڑک کر بلند ہوا ایک ابر صاف و شفاف گھر گیا اور پانی اُسکے
برسنے لگا صاحبقران نے پھر اسم اعظم پڑھا فرمایا خواجہ دریافت تو کرو کہ یہ سحر کسنے
کیا ہے یہ سُنکر خواجہ صورت تبدیل کرکے نکلے بیرون لشکر آکر دیکھا کہ پہاڑ سے لکہ ہائے
ابر آتے ہین پانی زور و شور سے برساتے ہین خواجہ نے جو یہ معرکہ دیکھا اپنے دلمین سوچے

کہ سحر کرنے والا بالاے کوہ ہی یہ سوچتے ہوے اُسی پہاڑ کی طرف چلے دور سے دیکھا کہ ایک
ساحر سیہ رو تمبری دھوتی باندھے ہوے بیٹھا سحر کر رہا ہی مگر عاجز ہی کہ اب پانی نہین برستا
دو خدمتگار جو ساتھ تھے اُن سے کہا یارو تم نے دیکھا کہ آگ برسائی وہ پلٹ آئی مینھ کس
زور سے برس رہا تھا وہ بھی موقوف ہوا اب کیا تدبیر کرون سب نے کہا کہ آپ ان
باتون کی فکر نہ کیجیے مسلمان سب باتون مین طاق شہرۂ آفاق ہین جس ساحر سے مقابلہ پڑا
وہ مارا گیا نسناس نے کہا کہ مین کیا عاجز ہون دوسرے طور سے سحر کرونگا آج تامل کرو
کل سب کو مٹا دونگا یہ کہکے کوہ سے اُترا ابر ہٹ آیا نسناس سوچ رہا ہی کہ کونسا سحر کرون
کہ مسلمان عاجز ہون اُدھر سے خواجہ عمرو آتے تھے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر بد مزاج
جھلایا ہوا آتا ہی خواجہ نے اپنے تئین ہٹایا صورت تبدیل کرکے ایک زرغنے مین بیٹھے
جمشید ثانی کو بڑی بیقراری اور نہایت بیتابی سے رو رو کر پکارنے لگے کہ یا خداوند جمشید ثانی
اس گنہگار کی آواز سُنیے مجھے اس آفت سے بچائیے ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میری قبض
روح کرے اب مجھے صدمہ نہین اُٹھتا یہ آواز جو کان مین نسناس کے پہونچی طرف صحرا
کے متوجہ ہوا آکر دیکھا کہ ایک زرغنۂ نخلستان مین ایک مہ جبین آفتاب جمال بیٹھی رو رہی ہی
نسناس نے قریب آکر کہا کہ کیون صاحب کیا معرکہ گذرا کس آفت مین مبتلا ہو نازنین
نے رو کر جواب دیا کہ مین خواجہ خورشید بازرگان کی بیٹی ہون کاروان باپ ساتھ لیکر
آتے تھے قزاق آکر گرے سب کو لوٹ لیا مین بھاگ کر یہان چھپی تین دن گذرے ہین
کہ بے آب و دانہ پڑی ہون کسی شیر بھیڑیے نے نہ پوچھا ملک الموت نے بھی قبض روح
نہ کی اب زندگی سے بیزار ہون نہایت مجبور و ناچار ہون نسناس نے کہا ای شہنشاہ
ملک خوبی وای سرو روان باغ محبوبی مین خداوند جزیرۂ گوہر بار کا وزیر اعظم ہون
مسلمانون کو مٹانے گیا تھا مگر اس وقت سحر نے تاثیر نہین کی پلٹ آیا مگر کل سحر کرونگا
کہ اگر دس لاکھ ہون تو سب قتل ہو جاوین اُس نازنین نے رو کر کہا کہ صاحب مجھے
تمھارے عظم و شان سے کیا کام ہی اگر ہو سکے تو مجکو میرے گھر پہونچا دو میرے عزیز مجکو
ڈھونڈھتے ہونگے جو مانگو وہ حاضر کرون نسناس نے پوچھا کہ تمھارا مکان کہان ہی اور

نام تمہارا کیا ہی نازنین نے جواب دیا کہ مجکو گلرخسار کہتے ہین اور مکان تو میرا اسی مقام پر ہی جہان املی کے پیڑ لگے ہین اور چند پیڑ بیری کے بھی ہین نسناس نے پوچھا کہ نام گانون کا کیا ہی کہا صاحب گانون کے نام سے کیا کام ایسا نشان بتادیا کہ جلدی پہونچ جاؤگے نسناس جی مین کہتا ہی کہ بڑی بھولی عورت ہی کیا پیاری باتین ہین اپنے گانون کا نام نہین جانتی یہ سوچ کر لگاوٹ کرنے لگا اُس نازنین نے کہا کہ صاحب مجکو ساتھ لیچلو میرے گھر پہونچادو سب عزیز خبر سُنتے ہی دوڑ پڑین گے ہلڑ ہو جائیگا کہ گلرخسار آئی ایک ساحر لایا ہی سب تمکو انعام دین گے اسقدر ملیگا کہ اُٹھا نہ سکو گے نسناس نے کہا کہ ای شہنشاہ ملک خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی مین اپنی جان نثار کرنے کو حاضر ہون اسکا خواہان نہین ہون کہ تم سے کچھ لے یہ کہکر نازنین کا ہاتھ تھاما کہا صاحب چلو پہلے اپنے لشکر مین لیچلون پھر محافے مین سوار کرکے تمہارے گھر پہونچادون وہ نازنین اُٹھی نسناس کے ساتھ ہوئی نسناس دولت عشق سے مالا مال ہی اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا جاتا ہی نظم

درداکہ غم زحد برون شد	فریاد کہ دردمن فزون شد	دیوانۂ عشق رفتہ ہر
درمکتب عشق ذوفنون شد	درخرمن عمر من زد آتش	ہر آہ کہ از دلم برون شد
درسینہ دلے نہ بود جز نام	وان ہم زجفاے چرخ دون شد	از گم شدہ گان عشق بودم
آمد غم عشق ورہنمون شد	از کوشش وسعی حاصلی نیست	چون کوکب طالعت زبون شد
بگرفت غم تو مرغ دل را	دل بردن من برت شگون شد	رسوائی من بہ وادی عشق
قانون ضوابط جنون شد	مردم زغم دلم نہ گفتند	کو محنت انتظار خون شد
بنشینم و صبر را کنم یار	تا یار مرا شود خریدار	ایسے ایسے اشعار پڑھتا ہوا

خوشی خوشی جاتا ہی سراپا کو اُس نازنین کے دیکھ رہا ہی کہتا ہی حقیقت مین کیا سراپا ہی معشوق یکتا ہی چہرے کی روشنی نازک بدنی سیم تنی کس کس کمائی کو دیکھون مین نے تھوڑا ہی مسلمانون کو ستایا تھا کہ یہ دولت لازوال حاصل ہوئی کیا قدرت کا شکریہ ادا کرون کل تلوارین برساؤنگا وہ نازنین پوچھتی ہی کہ کیون صاحب یہ چپکے چپکے کیا باتین کرتے ہو تمہاری بات کچھ سمجھ مین نہین آتی نسناس کہتا ہی کہ صاحب مین کیا بیان کرون وجد مین ہون

تم ایسی معشوقہ مجکو دستیاب ہوئی عمر بھر خداوند جمشید ثانی کا شکریہ ادا کرونگا نازنین نے
کہا کہ صاحب تمھارا اب حق ثابت ہوا مان باپ میرے تمھارے ہی ساتھ بھونری پھیر دین گے
مگر اکیلے مکان مین رہونگی دوسرا نہ کوئی آنے پاے صرف ایک ماما کافی ہی اور وہ بھی سن رسیدہ
ہو جوان نہ ہو نسناس کہتا ہی صدہا کنیزان چینی و رومی خدمت مین حاضر کرونگا یہ سُن کر
وہ نازنین جھلائی کہا صاحب میرا مطلب بھی سمجھتے ہو مین نہین چاہتی کہ دوسری عورت
تمھارے سامنے آے مجکو اسکا بڑا رشک ہی ایسا نہ ہو کسی سے فساد ہو جاے ان باتون پر
نسناس اور مرا جاتا ہی کہتا جاتا ہی کہ ای ملکۂ عالم آج تو میرے یہان تشریف رکھو کل تم کو
تمھارے گھر پہونچا دونگا جب تم راضی ہو تو مان باپ کیون نہ رضامند ہونگے اُسی وقت
بھونری پھر جائیگی یہ کہتا ہوا اپنے لشکر کے قریب پہونچا خدمتگارون سے کہا کہ جاکر ایک
محافہ لاؤ تو مین ان کو سوار کرکے لے چلون نازنین نے کہا کہ اب محافے کی کیا ضرورت ہی
یون ہی چلی چلونگی نسناس نے کہا کہ میں ہزار جادوگر اُترے ہوے ہین آپسین چشمک کرینگے
مشہور ہو جائیگا کہ وزیر اعظم ایک عورت لیکر آے ہین کوئی کچھ کہیگا کوئی کچھ کہیگا تو مجکو
ناگوار ہوگا خادم محافہ لینے گئے اب اکیلا رہا چاہتا ہی کہ اختلاط کرون اُس نازنین نے
ایک تمانچہ مارا اور پٹے پکڑ کے کھینچ لیے کہا او دیوانے بے طور ہاتھ لگاتا ہی ہمنے تجھسے
کہدیا کہ مان باپ ہمارے رضامند ہوکر جب بھونری کو حکم دین گے تب ہم خود آمادہ ہو جائینگے
جب تک حکم والدین نہین ہوتا کوئی امر وقوع پذیر نہ ہوگا یہ کہکر چادر سے مُنھ پونچھا نسناس
نے کہا کہ ای شہنشاہ ملک خوبی کیا نوش فرمایا نازنین نے کہا کہ بڑے نظر باے ہو ہر بات
کا خیال رکھتے ہو یہ کہکر چادر سے ایک گلابی نکالی کہا اسی کی وجہ سے تین دن زندگی ہوئی
جب بھوکھ و پیاس سے حال ابتر ہوا ایک جام پی لیا دل کو تسکین دی یہ وہ شی ہی کہ جان
کو بچاتی ہی نسناس نے کہا کہ ایک جام ہمکو بھی دو ہم تمکو شراب کے مٹکے بھروا دینگے اُسی سے
نہایا کرنا شراب کی کیا کمی ہی نازنین نے کہا کہ تم سب پی جاؤ گے مین حیران ہونگی مُنھ کھولکر
بیٹھو مین تھوڑی سی مُنھ مین چھوڑ دون جب اور آجائیگی تب اس کو صرف کرونگی نسناس
مُنھ کھول کر بیٹھا نازنین نے مُنھ مین گلابی اُنڈیل دی اور پھر آپ ہی مُنھ جھلا کر بیٹھی کہ تمنے

تو جھاڑ سا مُنھ کھول دیا ساری شراب پی گئے نسناس نے گھبرا کر کہا کہ اس شراب مین کیا تھا کہ دل گھبرانے لگا نازنین نے کہا کہ اُٹھ کر ٹہلو کہ ہوا لگے نسناس اُٹھ کر ٹہلنے لگا جیسے ہی ہوا اسکے بدن مین لگی گر کر بیہوش ہوا خواجہ نے چاہا کہ سر کاٹ لون پھر خیال مین گذرا کہ خدمت صاحبقران مین لے چلون شاید مسلمان ہو یہ سوچ کر پشتارہ باندھنے لگے کمر ٹٹولی زنجیر سونے کی باندھے ہوے تھا خواجہ نے وہ زنجیر کھول لی قضاے کار وہ خادم جو محافہ لینے گئے تھے وہ آپہونچے اُنھون نے دور سے دیکھا کہ میان نسناس تو بیہوش پڑے ہین اور ایک عیار کمر ٹٹول رہا ہے وہین سے للکارا کہ او ظالم کیا کرتا ہے خواجہ نے جو دیکھا کہ خادم اسکے آگئے غل مچا رہے ہین نسناس کو چھوڑ کر بھاگے خادمون نے آکر نسناس کو ہوشیار کیا نسناس نے پوچھا کہ وہ معشوقہ کہان گئی سب نے کہا کہ حضور معشوقہ تو نہین ایک عیار تھا کہ آپ کو قتل کیا چاہتا تھا نسناس نے کہا کہ تم نے اُسے پکڑ نہ لیا خادمون نے عرض کی کہ خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے براے قتل حضور موجود تھا ہم نے للکارا وہ چھوڑ کر بھاگ گیا مگر وہ ایسا جلد نکل گیا کہ ہم قریب نہ پہونچ سکے ناچار ہو کر ٹھہر گئے نسناس اُسی نازنین کو یاد کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کہ رہا ہے کہ یارو افسوس ہے معشوقہ کا پتہ نہ لگا تب مصاحبون نے کہا کہ طریقے سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہی عیار عورت بنا تھا آپ کے ساتھ آتا تھا تنہا پاکر بیہوش کیا نسناس نے کہا کہ یارو تم جانو کہ کیا معرکہ گذرا وہ معشوق دلفریب تھی کہ اُسکے دیکھنے سے صبر و ہوش و حواس غائب ہوے اب تک میری آنکھون کے نیچے وہ صورت پھر رہی ہے ناچار ہون کہ کیا کرون کہان تلاش کرون طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی عیار اُسکو لے گیا خادمون نے عرض کی کہ حضور عیار آگیا تھا نسناس کہتا ہے کہ ایسی صورت زیبا تھی کہ ویسی صورت کوئی بنا نہین سکتا اسی تردد مین لشکر مین آیا خادمون کی بہت باتین ناگوار ہوتی ہین دربار مین آکر بیٹھا یہان بھی دل نہ لگا آخر دربار سے اُٹھا بارگاہ مین آکر لیٹا مگر انتظار مین نیند نہین آتی دو پہر رات گذر چکی تھی کہ کان مین رونے کی آواز آئی گھبرا کر پلنگ سے اُٹھا اُس آواز کے نشان پر چلا جون جون قریب آتا ہے الفاظ بھی سمجھ مین آنے لگے کہ جیسے کوئی درد رسیدہ یہ کہہ کر رو رہا ہے کہ او فلک کج رفتار تو نے یہ دن

دکھایا کہ میرے عاشق سے مجکو چھڑایا فسناس قریب آیا دیکھا کہ ایک زرینے مین وہ ہی معشوق آفتاب جمال بیٹھی رو رہی ہو جیسے ہی نسناس کو آتے ہوے دیکھا مُنھ اپنا چھپالیا اور پکارکر کہا کہ صاحب تم میرے آگے نہ آؤ مجھے تمھاری صورت سے نفرت ہو گئی ہماری تو یہ محبت اور تمھاری یہ نفرت مگر افسوس یہ کرتی ہون کہ میرے بخت نے مجکو ایسے مقام پر پہونچایا کہ پھر تمھاری صورت نازیبا دکھلائی دی اب مین تمھاری صورت کا دیکھنا نہین چاہتی ہون نسناس بیقرار ہوکر دوڑا کہا صاحب میرا تو یہ حال ہی نظم

عاشقِ بیدل کند چون پیش آن دلدار عرض	دلربا با گوش باطن بشنود ہر بار عرض
نیست در بان بر درِ آن والیِ کون و مکان	گر کسے خواہد شود حاضر کند صد بار عرض
حقتعالےٰ جرم بخشد عفو فرماید خطا	چون کند بعد از ندامت بندۂ بیکار عرض
پردہ بردارد کند دور از رُخِ انور نقاب	چون کند ز اخلاص باطن طالبِ دیدار عرض
آید اندر جوش ابر رحمت پروردگار	تشنہ لب چون میکند با چشم گوہر بار عرض
وقت تنگی تنگ دست و وقت غم اہل الم	میکند ہر بار پیش حضرت دادار عرض
واقف از احوال دل چون ہست علام الغیوب	از زبان ہندی چرا پیشش کنی اظہار عرض

ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای سرو روان باغ محبوبی مین اپنا حال کیا عرض کرون میرا حال پُر ملال اس لائق نہین ہو کہ جسکو زبان پر لاؤن اگر کیفیت شب فراق عرض کردن بدون تقریر حال ابتر ہوجائے ارادہ کیا تھا کہ شب فراق کا حال ذکر کردن دونون آنکھونسے اشک سیاہ ٹپکنے لگے طائران دل وجگر قفس تن مین مثل مرغ بسمل پھڑکنے لگے وہ کالی رات کہ جسکو مثال ظلمات سے ہو اُسمین بیقراری دل فراق دیدہ ہجران کشیدہ کی آہ و زاری کوئی ساتھ نہین دیتا کون ساتھ دے کون تسکین کرے تمھاری یاد مین نیند بھی نہین آتی تھی مین تڑپ تڑپ کے رہجاتا تھا مشیرون سے صلاح پوچھتا تھا دن کو کھانا بھی نہین کھایا آب و طعام کچھ اچھا نہین معلوم ہوتا مگر صاحب یہ تو بیان کرو کہ تم پر کیا گذری مجکو بڑا اشتیاق ہو کہ تمھارا حال سنون مگر اب خداوند جمشید ثانی ایسا نہ کرین کہ ہمارے تمھارے جدائی ہو نازنین نے رنجیدہ ہوکر جواب دیا کہ بے غیرت ہمارا حال بھی سُنا چاہتا ہو عیار حمزہ جسکے نام لینے کی ممانعت

ہی آیا اُس ظالم نے گرفتار کیا نہین معلوم کیا کیا کہتا تھا مگر رات کو مین نکلی اب آگے قدم نہ
اُٹھا اسی مقام پر بیٹھ گئی شام سے رو رہی ہون مگر تمھین کیونکر خبر ہوئی نسناس نے کہا سامنے
میری بارگاہ ہی مین پڑا سو رہا تھا مگر تمھاری یاد مین نیند کہان آتی ہی آواز سُن کر اُٹھا اور یہان
آیا شکر کرتا ہون خداوند جمشید ثانی کا کہ تم کو پا گیا ورنہ تمھاری یاد مین میری زندگی نہ ہوتی
ای جان جہان مین بھی یہی چاہتا تھا کہ تم کو پاجاؤن کہ دل کو تسکین ہو اُس نازنین نے کہا
کہ صاحب تم میرے قریب آؤ تم ایسے لوگون سے رسم کرنا سراسر حماقت ہی تم نے اُس ظالم
کے ہم کو سپرد کیا کہ جان و ایمان دونون کا خواہان تھا مگر پیدا کرنے والے نے بچایا کیا کہون گا نا
اُسکا حقیقت مین سحر ہی اس طرح گایا کہ دل کو بیقرار کر دیا یہ الفاظ سُنکر نسناس نے کہا کہ
صاحب جو گذرا اُسکا ذکر نہ کرو مجھے خود افسوس ہوتا ہی کہ تم پر یہ صدمے گذرے اگر وہ ظالم
مجکو مل جاتا تو بوٹیان اُسکی کاٹ کر چیل کوون کو دیتا مجھے بہت ناگوار ہی لیکن میرے
کہنے پر کام کرو تو اُسکی مجال نہین کہ آسکے نسناس پاس بیٹھ گیا نازنین نے کہا کہ اب تو
وہ گلابی بھی باقی نہین کہ قدرے پیکر اپنی تسکین کرتی تھی نسناس نے کہا کہ سامنے لشکر ہی
وہان تشریف لے چلیے سب کچھ ممکن کر دونگا وہان سب کچھ موجود ہی جو شی نہ ہو گی اُسے منگوا دونگا
تمھارے آگے پیش کرونگا بمنت و خوشامد ہاتھ تھام کر اُٹھایا طرف لشکر کے لیکر چلا مگر نازنین
لڑکھڑاتی ہوئی آتی ہی ہر مقام پر یہی خوف ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی ملازم آجاے تو پھر خرابی
ہو غرض بمشکل لشکر مین آیا بارگاہ مین اپنی لے گیا عیار اِسکا سرہنگ سُکر و اُس نے
جو دور سے دیکھا کہ آقاے نامدار باہر گئے تھے ایک عورت کو لیکر آے ہین سوچا کہ اسمین
کچھ بل معلوم ہوتا ہی چھپٹا قریب آکر آقا کو سلام کیا مگر اُس نازنین نے مُنہ چھپا لیا عیار نے
اشارے سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہین نسناس نے کہا کہ ای یار وفادار میری تقدیر کی
رسائی کہ مین اِسکو پا گیا وہ جو مین کہتا تھا وہ ہی ہوا کہ اُس عیار نے ان کو پکڑا تھا جفائین
کرتا تھا مگر یہ ثابت قدم کوے محبت میری ہی یاد مین رہین مگر عیار کو شک ہی کہ کیونکر اس
نازنین کو دیکھون اس نازنین نے تو مُنھ چھپا لیا صورت نہ دکھائی عیار ایک گوشے مین
مخفی ہوا مگر نسناس نازنین کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اور اُسکو مسند پر بٹھایا آپ

پہلو مین آکے بیٹھا نازنین نے کہا کہ صاحب گلابی لاؤ آج جو تمھارا روزہ ہی کہ آپ دوا سے
محروم ہون اب تو کوئی شی مُنہ مین جاے نسناس نے گلابی اُٹھائی اُس نازنین نے گلابی ہاتھ
مین لیکر گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی مگر عیار گوشے سے دیکھ رہا ہی کہ اُس نازنین نے گلابی
مین پڑیا بیہوشی کی ملائی جام بھر کر نسناس کو دیا عیار نے دیکھا کہ اگر یہ جام پیا تو انجام بد
ہوگا صبر نہ ہوسکا پکار اُٹھا کہ ای آقاے نامدار خبردار جام نہ نوش کیجیے گا اگر نوش کیا تو
جان نہ بچیگی نسناس رُکا عیار جھپٹ کر آیا خواجہ نے جو دیکھا کہ عیار آگیا اور پتے کی بات کہتا ہی
ناچار ہو کر بھاگے عیار نے جام ہاتھ سے چھین لیا کہا ای شہریار دیکھیے وہ نازنین کسطرح
بھاگ گئی آپ نے بڑا دھوکا کھایا تھا مین نے اول ہی چاہا تھا کہ اُسپر ہاتھ ڈالون مگر آپسے
ڈرا کہ آپ خفا ہونگے اور مین شرمندہ ہونگا مگر اب جا کے تلاش کرتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا یہان
خواجہ جنگل مین بیٹھے ہین ایک نخل کی آڑ پکڑے ہوے دیکھ رہے ہین کہ دیکھا سامنے سے عیار
نسناس آتا ہی سرہنگ کو آتے دیکھکر خواجہ نے حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے گوشے
مین چھپ کر بیٹھے کہ عیار اُسی مقام پر آیا جیسے ہی حلقہ ہاے کمند مین پانون رکھا خواجہ نے دھوکہ
کی شیر کے آواز دی عیار رُکا خواجہ نے جھٹکا مارا کہ عیار گرا خواجہ نے اُٹھکر حباب مارکے
بیہوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر عیار کو اپنی شکل بنایا آپ عیار کی شکل
بنکر لپٹتارہ عیار کا باندھ لیا طرف بارگاہ نسناس کے چلے یہان نسناس حیران بیٹھا ہی
جو خادم آتا ہی اُسکو بھیجتا ہی کہ جاکے خبر تو لاؤ کہ میرے عیار نے کیا کیا کہ ایک خدمتگار نے آکر
عرض کی کہ آپ کے عیار نے جاکر اُس مکار کو گرفتار کیا نسناس نے کہا کہ جلد لاؤ خدمتگار
نے جاکر عرض کی کہ ای سپہسالار چل تجکو آقا نے بلایا ہی خواجہ نے کہا کہ حاضر ہوا یہ بھاگ کر
چلا تھا مگر مین نے گرفتار کرلیا بھلا میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاتا نسناس نے تلوار کھینچی کہا
لا مین اسکو قتل کرونگا عیار نے کہا کہ ای آقاے نامدار اسکو ہوشیار کیجیے کہ اپنے حال
زار کو دیکھے مگر ڈرتا ہون کہ کوئی فتور نہ کرے ایسا نہ ہو کہ آپ اسکے فریب مین آجاوین
تو باعث خرابی ہو نسناس نے کہا کہ ای عیار کیا مین دیوانہ ہون کہ اسکے فریب مین آونگا
تو نے بڑا کار نمایان کیا عیار نے عرض کی کہ ایک جام شراب نوش کیجیے اور اُس نشے مین اسکو

قتل کیجیے نسناس نے عیار سے اشارہ کیا عیار نے گلابی اُٹھائی بیہوشی ملا کر جام پلایا جام
پیتے ہی نسناس نے تلوار کھینچی چاہا کہ اُٹھون بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی جیسے ہی اُٹھا لڑکھڑا کے
گرا خواجہ نے عیار کو تو اُسی مقام پر چھوڑا نسناس کا پشتارہ لیکر بھاگے جنگل مین آے
خیال کرتے ہین کہ پشتارہ دمبدم بھاری ہوتا جاتا ہی مگر خواجہ دوڑے ہوے جاتے ہین کہ اپنے
کو بارگاہ صاحبقران مین پہونچاؤن لیکن ایک خدمتگار نے جا کر عیار کو ہوشیار کیا عیار
نے جو دیکھا کہ آقا کو لے گیا بدحواس ہوکر دوڑا دیکھتا بھالتا ہوا جاتا ہی دور سے دیکھا
کہ خواجہ عمرو بصورت اصلی پشتارہ نسناس کا لیے جاتے ہین وہین سے للکارا او ناعیار
پشتارہ کہان لیے جاتا ہی خواجہ عمرو ٹھہر گئے اور پشتارہ انتہا کا بھاری ہو گیا یقین ہوا کہ
پشتارہ گر پڑیگا اب نہ چل سکیگا عیار نے قریب آکر نیمچہ مارا خواجہ نے نیمچہ روکا اتنے مین
نیمچہ چلنے لگا جنگل کا سناٹا عیار تو چاہتا ہی کہ جسطرح بنے پشتارے پر قبضہ کرون لیکن خواجہ عمرو
وہ ہوشیار ہین کہ پشتارے کے قریب نہین آنے دیتے نیمچہ جھناٹے کے ساتھ چل رہا ہی ایک
مقام پر خواجہ نے کمر بتا کر جو نیمچہ مارا سر عیار کا زخمی ہوا خون کی چادر جو منھ پر آئی عیار
گھبرایا خواجہ نے جھکائی دے کر اور نیمچہ مارا شانہ بھی عیار کا نشانہ ہوا عیار نے دیکھا
کہ اب اگر ٹھہرونگا تو قتل ہو جاؤنگا عمرو کو دھوکا دیکر بھاگا خواجہ نے عیار کا پیچھا نہ کیا
پشتارے کو اُٹھایا ہر چند اُٹھاتے ہین پشتارہ نہین اُٹھتا اسقدر بھاری ہوا کہ زمین
نہین چھوڑتا اب حیران ہین کہ کیا کرون اس سوچ مین کھڑے ہین مگر عیار بھاگا ہوا لشکر
مین آیا پکار کر کہا کہ یارو آقا تمھارے گرفتار ہو گئے اگر ہو سکے چل کر رہا کر لو مگر بڑا عرصہ
ہوا چند جادوگر دوڑے یہان خواجہ حیران کھڑے ہین کبھی سوچتے ہین کہ پشتارہ چھوڑ جاؤن
کہ سامنے سے دیکھا چند جادوگر آتے ہین خواجہ سمجھے کہ اب یہ ساحر آکر اسکو ہوشیار کر دینگے
خنجر تو ہاتھ مین تھا مار دیا سر نسناس کا کاٹ کر طرف صحرا کے بھاگے جادوگرون نے دیکھا
کہ نسناس کا سر کٹا پڑا ہی اور لاشہ تڑپ رہا ہی لاشہ اُٹھا یا روتے پیٹتے لشکر مین آے
سارے لشکر مین غریو بلند ہوا سب روتے تھے کہ ہمارا افسر مارا گیا اب کیا کرین آخر تابوت
بنا کر لاش کو اُسپر لٹایا مرگھٹے مین لا کر جلایا اب سوچنے لگے کہ چل کر خداوند سے عرض کرین

سب اہل لشکر روتے پیٹتے خدمت مہبوت مین آے مہبوت نے جو لاشہ نسناس کا دیکھا اور سب
حال سُنا جھلّا کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ حمزہ کو گرفتار کرکے لاے ہنگام جادو
کہ مصاحبون مین مہبوت کے ہی وہ اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوند اگر غلام کو
حکم ہو تو حمزہ کو زندہ گرفتار کرکے لائے اور عمرو کا سر لائے بڑا سردار سرکار کا مارا گیا ہی
غلام کو نسناس کا بڑا قلق ہی اگر فوج ساتھ لیکر لڑتا تو ہمینون جنگ کرتا مگر مین جاتے ہی
تلوارین برسادونگا ایسی تدبیر کرون کہ سب نابینا ہو جاوین کسی طرح مہلت نہ پاوین
جب حمزہ تنہا رہجائیگا تو اُسکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی ہر چند کہ عیار بلاے روزگار
ہی مگر میرے سحر سے بھاگتا پھریگا جو مجھے عرض کرنا تھا وہ مین نے سامنے حضور کے عرض کیا
یا خداوند مین جاتے ہی سحر کرونگا پہلے لشکر کو تباہ کر دونگا ساحرون نے کہا کہ ای ہنگام
حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا ہنگام نے سر ہلا کر کہا کہ جیسا مناسب جانونگا ویسا کرونگا
ہر نوع حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا عیار تو میرے سامنے کوئی آ نہین سکتا مین نے وہ انتظام کیا
ہی کہ ہوا بھی نہین آسکتی انسان کی کیا لیاقت ہی یہ حالات سُنکر مہبوت نے کہا مین تمھارے
سب حال سے آگاہ ہون جو اپنے نزدیک مناسب جاننا اُسپر کاربند رہنا اور قدرت
بھی تمھارا حال دیکھتے رہین گے جس وقت کوئی سختی ہوگی ضرور مدد کرینگے مگر ای ہنگام
بڑی ہوشیاری سے کام کرنا بے شک عیاران اسلام بلاے روزگار ہین ہنگام مہبوت
سے رخصت ہو کر براے بربادی لشکر اسلام روانہ ہوا مقابلۂ صاحبقران مین اگر
اُترا اور طبل جنگی بجوا دیا صاحبقران نے بھی اپنے لشکر مین حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی
بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے بموجب حکم صاحبقران طبل جنگی پر چوب پڑی
دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان جنگ کی ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین
بسر ہوئی صبح کو صاحبقران سوار ہوے میدان کارزار کی طرف چلے اُدھر سے ہنگام
سوار ہوا پچیس ہزار ساحر پشت پر ایک ایک اُن مین کامل و اکمل علم سحر مین طاق شہرۂ آفاق
اس کر و فر سے میدان مین آکر پہونچا دونون لشکر میدان مین آکر قائم ہوے جانبین مین
صفین بندھنے لگین جب آراستگی صفون کی ہو چکی نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر

اُٹھے ہنگام نے افسرون کی طرف دیکھا سرہنگ جادو طاؤس کو بڑھا کر نکلا ہنگام سے رخصت میدان لی کہا مین افسر اعلی کو للکارتا ہون ہنگام نے کہا کہ تیرے ہی نام پر فتح ہے یہ کہکے سرہنگ میدان مین آیا سحر کے عجایب و غرائب دکھائے پکار کر آواز دی کہ صاحبقران زمان کا مشتاق ہون صاحبقران نے اشقر کو پھیرا ہر چند کہ سب ساحر جو مطیع اسلام ہوے ہین آکر قدمون سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے کہ یہ جادوگر بڑا مکار ہے آپ اسکے مقابلے مین نجائیے غلام جاکر مقابلہ کرینگے مگر صاحبقران نے نہ مانا اشقر کو دوڑا کر میدان مین آے سرہنگ نے گولہ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا سرہنگ نے کئی سحر کیے عمرو زیر شکم مرکب ہے آگاہ کرتا جاتا ہے کہ ای شہر یار اسم اعظم پڑھیے صاحبقران اسم اعظم جب پڑھ دیتے ہین سحر باطل ہوتا ہے اب تو سرہنگ حیران ہوا تلوار کھینچ کر قریب امیر کے آیا کہا ای بہادر پشت پر جو شخص کھڑا ہے اُسکو منع کر دو وہ مجکو تیر مارا چاہتا ہے تمھاری جرأت کے خلاف ہے صاحبقران پلٹے سرہنگ نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سر صاحبقران زمان کا زخمی ہوا صاحبقران نے غصے مین پلٹ کر کمر پر ہاتھ مار دیا سرہنگ کے دو ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ چلی بیرون نے آواز دی کہ کشتی مرا نام من سرہنگ جادو بود ہنگام نے کل فوج کو اشارہ کر دیا کُل فوج لینا لینا کر صاحبقران پر آپڑی ہر چند کہ صاحبقران زخمدار تھے مگر نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ صاحبقران ۔ منم اختر برج عز و جلال ۔ منم ماہتاب سپہر کمال ۔ سمندرون ز بیشم فراری شدہ ۔ زمن دیو عفریت عاری شدہ ۔ ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف ۔ سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف ۔ ہمہ شہر ہا دار اسلام شد ۔ کہ صاحبقران در جہان نام شد ۔ جنگ مغلوبہ ہونے لگی مگر چونکہ سر پر صاحبقران کے زخم تھا بڑھ بڑھ کے جو لڑے ہر چند کہ فوج کو شکست دی مگر خون سر سے اسقدر بہا کہ آنکھین بند ہونے لگین دونون ہاتھ گردن مین اشقر کی ڈالدیے فرمایا کہ ای مرکب اصیل لے نکل مرکب طرارہ و فراجست و خیز کر کے نکل گیا سردارون نے فتح پائی صاحبقران کو تلاش کیا نہ پایا خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ صاحبقران کا پتہ نہین کہ ہرکارون نے عرض کی اتنا تو ہمنے بھی دیکھا کہ مرکب صاحبقران کو لیے جاتا تھا گھوڑا لیکر کسی طرف نکل گیا خواجہ عمرو تلاش مین چلے لشان قطرات خون دیم کب

دیکھتے ہوے جاتے ہین مگر صاحبقران کو مرکب لیے ہوے ایک دشت لالہ زار مین پہونچا
پشت سے صاحبقران کو گرایا قضاے کار ملکہ لالہ رخسار کہ ساحرۂ زبردست ہی اپنے کوٹھے
پر بیٹھی تھی اسنے دیکھا کہ ایک مرکب آیا اور ایک سوار کو گرایا خود چرا مین مصروف ہوا اگرچہ
وہ سوار گرا ہی معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب چمک رہا ہی مرکب چرتے چرتے پلٹ کر آتا ہی اور
چاہتا ہی کہ سوار میرا اُٹھے اور مجھپر سوار ہو مگر سوار بیہوش پڑا ہی لالہ رخسار نے کنیزون
سے کہا کہ جاکر دیکھو تو کہ یہ کون جوان پڑا ہی اُسکو اُٹھالاؤ علاج کیا جاے کنیزین گئین اور
صاحبقران کو اُٹھا لائین نگاہ جو لالہ رخسار کی جمال بے مثال پر پڑی مثل آئینہ حیران
و بشکل زلف پریشان ہوئی پیشانی پر پسینہ آگیا قلب تھرا گیا جراح کو بلوایا زخمون مین
ٹانکے دلواے پٹی مرہم کی چڑھادی خود رومال ہاتھ مین لیکر بیٹھی مگس رانی کر رہی ہی
کہ صاحبقران کی آنکھ کھُلی دیکھا کہ ایک معشوقہ شعلہ رخسار قمر عذار شیرین گفتار کبک
رفتار میرے سرھانے بیٹھی ہی آنکھون سے آنسو جاری ایک ایک سے کہ رہی ہی کیون
صاحبو یہ جوان صحت پائیگا صاحبقران جمال اُسکا دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوے
ارادہ کیا کہ اُٹھون مگر ضعف سے نہ اُٹھ سکے لالہ رخسار نے کہا کہ صاحب کیون مشقت
کرتے ہو زخم کاری تھا اب اُس مین پٹیان چڑھائی ہین بحکم سامری و جمشید صحت پاؤگے
ابھی اُٹھنے کا ارادہ نہ کرو صاحبقران نے فرمایا آپکا نام نامی کیا ہی لالہ رخسار نے
ہنس کر کہا مجکو لالہ رخسار کہتے ہین اس دشت کی مالک ہون جمشید ثانی کی خراجگزار ہون
صاحبقران پھر بیہوش ہوگئے لالہ رخسار کا تردد بڑھا سر صاحبقران کا زانو پر
رکھ لیا بوے زلف عنبرین جو دماغ مین پہونچی اُسنے کام لخلخے کا کیا پھر ہوشیار ہوے ہاتھون
کو ٹیک کر اُٹھے اُٹھ کر بیٹھے ملکہ نے نام پوچھا صاحبقران نے صاف صاف نام اپنا بتادیا
لالہ رخسار کو تردد ہوا کنیزون سے اشارہ کیا کہ یہ دشمن خداوند ہین اب کیا کرون
مروت کے خلاف ہی کہ کوئی بُرائی کرون ایسا نہ ہو کہ کوئی دراندازآجاے اور فتنہ
برپا کرے اگر قدرت کو خبر ہوگی تو یہ بدی پیش آوینگے مین قدرت سے لڑ سکتی ہون
جس ساحر کو بھیجدینگے وہ مجکو گرفتار کر لیجائیگا میری سلطنت کیا ہی دشت لالہ زار

کی حکومت مختصر سا صحرا ہی انکی صحبت کا ہر ساحر یکتا ہی مگر صاحبقران بیٹھے ہین رنگ روے
لالہ رخسار دیکھ رہے ہین کہ تردد بڑھتا جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ کیون ملکہ عالم
تمھین کیا تردد ہی لالہ رخسار جادو نے کہا کہ ای شہریار آپ کا حال تو ظاہر ہوا کہ آپ
بر سر خداوند جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا عین گرمی جنگ مین زخمی ہوا گھوڑا
اس طرف نکال لایا ہم اب رخصت ہوتے ہین لالہ رخسار نے کہا کہ مین تو نہ مانون گی کہ
اس حال مین آپ جائیے اگر کسی دشت مین گر پڑے تو کون سنبھالیگا صاحبقران نے
فرمایا کہ اسکا خیال نہ کرو پروردگار حافظ و نگہبان ہی سامری و جمشید تو ساحر تھے تم
لوگون کو تسخیر کر گئے خیال تو کرو کہ وہ وحدہ لاشریک کارساز برحق و بانی بناے
زمین و آسمان رحیم و کریم مطلق ہی وہ حفاظت کریگا لیکن تم سے کہتا ہون کہ اگر مناسب جانو
تو اطاعت دین اسلام قبول کرو لالہ رخسار نے کہا کہ مین فوراً سامری و جمشید کے اوپر
لعنت کرتی ہون آپ کے مذہب کا اعتقاد کرونگی مگر یہ تو بتائیے کہ اگر قدرت آگاہ
ہو گئے تو کیونکر جان بچاؤنگی صاحبقران نے فرمایا کہ خدا حافظ و نگہبان ہی اُسکا ہر وقت
احسان ہی لالہ رخسار مطیع اسلام ہوئی مگر خاموش بیٹھی ہی دامن امیر کا تھامے ہوے
کہتی ہی کہ مین جانے نہ دونگی دو چار روز یہان رہیے صحت کامل پاکر جائیے گا صاحبقران
سر جھکا لیتے ہین کچھ جواب نہین دیتے جب ملکہ نے بہت کہا تو صاحبقران نے فرمایا کہ اہل
لشکر ہمارے پریشان ہونگے ہم کئی مہینے سے اس طلسم مین داخل ہین کیا کیا اذیتین پہونچین
مگر پروردگار نے اُنکی مشکلون کو آسان کیا کہ یکایک آسمان پر برق چمکی اور نعرہ ہوا کہ
منم کوہان سنگبار کیون لالہ رخسار دشمن خداوند کو گھر مین جگہ دی ہی حکم خداوند ہی
کہ مشکین باندھ کر لاؤ کیا مجھسے آگاہ نہین ہو لالہ رخسار نے کہا کہ لو صاحب غضب ہوا
خداوند کو خبر ہو گئی یہ ساحر وہین سے آیا ہی دیکھیے کیا آفت برپا کریگا مگر اُس ساحر نے
اُترتے اُترتے سحر کیا کہ لالہ رخسار تھرا کر گری زمین پر گر کر ایڑیان رگڑنے لگی پھر اُس
ساحر نے چاہا کہ صاحبقران کو اُٹھا لون جیسے ہی اُسنے ہاتھ بڑھایا صاحبقران زمان
نے اسم اعظم پڑھ کر کلائی تھام لی ایک نعرہ کر کے جھٹکا مارا کہ وہ ساحر منھ کے بل جھکا ایر

نے گھونسا مار دیا کہ ساحر کا سر پھٹ گیا آندھی سیاہ چلی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من
کوہان سنگبار بود مرتے ہی کوہان کے لالہ رخسار اُٹھ بیٹھی ہاتھ صاحبقران زمان کے
چومنے لگی کہتی تھی کہ ای شہریار آپ نے بڑا کار نمایان کیا کہ ایسے ساحر کو مار لیا حقیقت مین
یہ وہ ساحر تھا کہ قدرت نے جہان بھیجا اپنے ہی کرکے آیا مگر آج نہین معلوم کیا ہوا کہ آپکے
ہاتھ سے مارا گیا مگر اب یہان ٹھہرنا بہتر نہین قدرت کو ضرور معلوم ہوگا کہ کوہان مارا
گیا ابکے کوئی ایسا آئیگا کہ اسم اعظم بند کرلیگا اُس وقت آپ کو مشکل پڑیگی ہرچند کہ میرے
ساتھ بارہ چودہ ہزار فوج ہی ایک ایک ساحر بلاے روزگار ہی مگر وہ ساحر کہ جو خدمت
خداوند مین رہتا ہی اُس سے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا خود خداوند دوڑ پڑتے ہین لڑائیون
مین جاکر لڑتے ہین ایک بڑا جملہ نکالا ہی کہ کتاب سوانحات کو منسوخ کردیا جو جو کچھ لکھ
گئے ہین فرماتے ہین کہ تم لوگ اُس تحریر پر عمل نہ کرو اب حال مین جو لکھون اُسکے پابند رہو لہذا
میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ سوار ہوکر نکل چلیے مین بھی آپکے ساتھ ہون یہ کہکے
آواز دی کہ ای گلزار جادو فوج لیکر آؤ یہ کہتے ہی گوشہ ہاے باغ سے فوج آنے لگی
تھوڑے ہی عرصے مین چودہ ہزار جادوگر آکر جمع ہوگئے مگر عورتین زیادہ ہین امیر پشت
اشقر پر سوار ہوے لالہ رخسار تخت پر سوار ہوئی فوج کو ساتھ لیکر چلی جب باغ سے لالہ رخسار
جادو نکلی تو باغ مین آگ لگادی کہ ہر گل بوٹا جلنے لگا شعلے بلند ہوے دس قدم نکلی تھی
کہ آواز آئی باش او لالہ رخسار قدرت نے تجکو بُلایا ہی لالہ رخسار نے کہا کہ تو کون
ہی آواز آئی کہ منم سیماب سیمین بدن یہ کہتا ہوا سامنے آیا سحر کیا کہ آگ برسنے لگی
صحرا کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ او دلفریب جلد آؤ حمزہ کو بھی تسخیر کرلو اب لالہ رخسار
تو تخت پر خاموش بیٹھی ہی سحر بالکل فراموش ہی مگر سیماب اکڑتا ہوا طرف صاحبقران
کے چلا صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہین کہ سیماب نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا
صحرا سے ایک آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار پڑھتا ہوا آتا ہو نظم

یار نے وعدہ کیا ہی آج آنے کے لیے	منتظر ہون راہ مین آنکھین بچھانے کے لیے
آتے ہین وہ دل ہمارا آزمانے کے لیے	جاتے ہین ہم اپنی جانبازی دکھانے کے لیے

بلبلو فصلِ بہاری ہین یہ کیا سودا ہوا | شاخ گُل کی آرزو ہی آشیانے کے لیے
آگ دامن مین لگی ہی آہ آتش بار سے | دوڑے آتے ہین مرے آنسو بجھانے کے لیے
اُس پری رو نے جو اُٹھوایا مرے تابوت کو | گھر کے آیا ابرِ رحمت شامیانے کے لیے
خون رو کر زخم دل سے مین تو بیدم ہو گیا | رہگیا سوفار تیرا مسکرانے کے لیے
صورت اُنکی دیکھنا ہوتی ہی کب اُنکو نصیب | ہین مری آنکھین فقط آنسو بہانے کے لیے
تجھسے کوے یار مین ای دل نہ تڑپا جائیگا | ضعف ترسائیگا تجکو تلملانے کے لیے
دل یہ کہتا ہی کلیجے کا لہو کر دو شریک | پیسی جاتی ہی حنا اُنکے لگانے کے لیے
بیخودی سے وجد مین آتا ہی ہو کر مست ذوق | جسکو ہم دیتے ہین غزلین اپنی گانیکے لیے
سکۂ داغ جنون دو نذر اُن کو ای بحر | سینت رکھی ہی یہ دولت کس زمانے کے لیے

صاحبقران یہ آواز سُن کر یا تو اسم اعظم پڑھ رہے تھے یا خاموش ہوے سیماب نے جو امیر کو دیکھا کہ خاموش کھڑے ہین تیغہ چمکاتا ہوا چلا کہ پہلے اِن کو قتل کرون پھر لالہ رخسار کو گرفتار کرونگا سارا لشکر مبہوت ہو گیا ہی سب کنیزون نے اشیاے سحر ہاتھ سے پھینکدیے ہین سیماب ہی کو دیکھ رہی ہین جب سیماب قریب صاحبقران پہونچا تو پہلو سے ایک کنیز دوپٹہ بھاری اوڑھے ہوے پائچون کو سنبھالتی ہوئی گلوری کلّے مین دبی ہوئی آئی پکار کر کہا کہ او سیماب اُدھر کہان جاتا ہی کیا سمجھا ہی ذرا میری طرف متوجہ ہو دیکھ مین نے اُس شخص کو دیکھ لیا کہ جسکی ذات سے یہ صاحبقران کہلاتے ہین سیماب نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک کنیز نہایت حسین و جمیل ہنستی ہوئی آتی ہی سینے پر اُبھار دو سنانین ہین کہ دل کے پار ہوتی ہین مگر نہایت گھبرائی ہوئی سیماب نے کہا کہ کیون صاحب کیا کہتی ہو مین تمھارے خلاف نہین چاہتا کنیز نے کہا کہ مین نے عمرو عیار کو دیکھ لیا وہ سامنے جھاڑی ہی اُس مین چھپا بیٹھا ہی پہلے اُسے قتل کرو اِن کا گرفتار کرنا کچھ مشکل نہین ہی مگر وہ چھلاوہ ہی عیاری کر کے نکلجائیگا میرے قریب آیا تھا ہنس ہنس کے باتین کرتا تھا مین نے صاف کہدیا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہی مین سیماب کے ساتھ رہونگی چونکہ یہ وعدہ ہو چکا ہی اِس وجہ سے مین نے تمکو اطلاع دی سیماب اُس کنیز کے ساتھ ہوا کہتا ہوا جاتا ہی کہ ای ملکۂ عالم بتاؤ کہ وہ عیار مکار کہان ہی

کنیز نے کہا صاحب سامنے تو وہ مکار بیٹھا ہی سحر کرو کہ مین جا کر نیچہ مارون مگر جلدی سحر کرو ایسا نہ ہو کہ اُٹھ کر بھاگ جاے تو پھر کوئی اُسکو نہ پائیگا جھپٹ کر نکل جائیگا سیماب نے کہا کہ صاحب مجکو نہین معلوم ہوتا کنیز نے کہا کہ سحر کرو زمین اُسکے پانوٗن تھامے تب مین گرفتار کرلاؤن کشان کشان تم تک پہونچاؤن سیماب اسم سحر پڑھتا ہوا آگے بڑھا اسم سحر کا پڑھا رچا ہا کو لہ پھینکون کنیز نے حلقۂ کمند گلے مین ڈال کر جھٹکا مارا کہ سیماب گرا کنیز نے حباب مار دیا سیماب بیہوش ہوا کنیز نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو سے عمرو ہون مین عیار صاحبقران ٭ مرے ڈر سے کانپتا ہی جہان ٭ تراشندۂ ریش کفار ہون ٭ زمانے کا مکار و غدار ہون ٭ مرا تیز رفتار ہو گر قدم ٭ صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم ٭ اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو ٭ نہ پاے مری گرد پاپوش کو ٭ دوندہ جہان گرد طرار ہون ٭ جہانگیر عالم کا عیار ہون ٭ کوکھ پر خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا سیماب کشتہ ہوا لاشہ جلنے لگا خاک ہو کر کیمیا ہوا لالہ رخسار کے ہوش درست ہوے صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا لالہ رخسار نے قریب آکر کہا کہ آپ بڑے صاحب اقبال ہین کہ سیماب بھی کشتہ ہوا خواجہ نے بڑا کار نمایان کیا وہ جو کنیز نے کہا تھا کہ جھٹ پٹ نکل چلیے دیکھیے اُسی کا سامنا ہو رہا ہی دو جادوگر متواتر آچکے کو ہان پر تم برسے سیماب کشتہ ہوا اب دیر نہ کیجیے ورنہ اور کوئی آتا ہوگا صاحبقران نے اشقر بڑھایا خواجہ عمرو بھی رکاب تھامے ہوے ہین لالہ رخسار چاہتی ہی کہ جھٹ پٹ یہان سے نکل چلین اس دشت تیرہ و تار کا مالک زاغ سیہ روپر اور وہ بھی صاحب خدا و تدبیر اگر اُسکو خبر ہوگی تو ضرور سحر کریگا یہ ذکر تھا کہ ایک زاغ اُڑتا ہوا آیا سامنے نخل پر بیٹھ کر

یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

چنانم دل ز جور مدعی در سینہ می لرزد
کہ طفل از روز شنبہ در شب آدینہ میلرزد

بوقت وصل اگر دست و لم لرزد معذورم
کہ بیخود رعشہ دار از رعشۂ دیرینہ می لرزد

زباد فتنہ در گلشن ز چشم بلبلان پنہان
درخت بید مجنون را دل آگینہ می لرزد

ز ضعف و ناتوانی ہا کہ از قوت زبون دارم
مرا امسال دل از محنت پارینہ می لرزد

ز بس از گردش گردون دون ہمت ہراسانم
دلم چون عکس آئینہ درون سینہ می لرزد

گرفت او گرز بید ردی بطرز دشمنی دست
چو مفلس در پلاس و خرقۂ پشمینه می لرزد

به زیر خاک اگر مخفی بیابد یک درم را ہم
زعدل روزگار از تہمت گنجینه می لرزد

زاغ کی جو آواز بلند ہوئی ملکہ لالہ رخسار کا رنگ رو متغیر ہوا صاحبقران زمان نے دیکھا
کہ اشقر چلتے چلتے رکا عمرو نے پکار کر آواز دی کہ ای آقائے نامدار اسم اعظم پڑھیے امیر نے
اسم اعظم پڑھا ہاتھ پانون مین طاقت آئی زاغ نے چاہا تھا کہ گرد سر صاحبقران چرخ مارون
کہ صاحبقران نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بحری کمان مین پیوست کیا
اسم اعظم پڑھ کر تیر مارا اب وہ تیر کب خطا کرتا ہی سینے پر زاغ کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا
زاغ زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر جان دی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زاغ سیہ رو بود کہ پہلوے
صحرا سے ایک مادۂ زاغ غل مچاتی ہوئی سامنے آئی مادہ کے غل مچانے سے آگ برسنے لگی کئی سو
آدمی جلے لالہ رخسار نے جھولی سے کمان نکالی سینگ کی کمان تھی سینگ کا تیر پیوست کیا
تاک کر اُس مادۂ زاغ کو مارا اکثر کنیزون نے بھی تیر مارے کہ وہ مادۂ زاغ بھی مشبک ہو کر
گری اب راستہ پاک ہوا لالہ رخسار نے غل مچایا کہ جھٹ پٹ نکل چلیے مجکو ڈر ہی کہ جمشید نہ
آجائے تو بڑی مشکل پڑے گی اُسکے سحر کا کون جواب دیگا لشکر بڑھا جب قریب لشکر پہونچے
سرداران صاحبقران کو خبر ہوئی واسطے استقبال کے آئے صاحبقران بہ اعزاز و
اکرام تمام داخل لشکر ظفر اثر ہوے ہرکارے جو موجود تھے وہ خبرین لیکر بھاگے سامنے
مہبوت کے آئے تمام کیفیت بیان کی کہ لالہ رخسار صاحبقران کی شریک ہوئی چودہ ہزار
ساحرون سے صاحبقران ابھی لشکر مین آئے ہین شرکت لالہ رخسار کی خبر جمشید ثانی کو بھی
پہونچی تھی اُسنے کئی ساحر روانہ کیے مگر صاحبقران کے ہاتھ سے مارے گئے مہبوت نے کہا
کہ ایک نامہ ہنگام کے پاس روانہ کرو مضمون یہ لکھو کہ ای ہنگام جادو تم نے کیا کیا تمہاری
کچھ کارگزاری ثابت نہ ہوئی نامہ لکھا جاتا تھا کہ لشکر مین غریو ہوا مہبوت نے کہا کہ ارے
دیکھو تو یہ کیا آفت آئی ہرکارون نے خبر دی کہ ہنگام جادو شکست خوردہ آتا ہی مہبوت
نے کہا آنے دو جب ہنگام سامنے آیا کلاہ دے ماری اور کہا یا خداوند حمزہ پر سحر تاثیر
نہین کرتا مین نے خود بہت سے سحر کیے مگر سر ہنگ کو ایسا غصہ آیا کہ تلوار کھینچ کر قریب

پہونچا دھوکا دے کر ہاتھ مارا کہ سر حمزہ کا زخمی ہوا مرکب اُسکو نکال لے گیا بعد دو چار روز
کے آیا لالہ رخسارہ ساتھ ہی جمشید ثانی نے بہت روکا مگر صاحبقران نہ رُکے مہبوت نے
پوچھا کہ ای ہنگام اب کیا ارادہ ہی ہنگام نے کہا کہ اب لشکر اور لے اکی مرتبہ جاکر تلوارین
برسادونگا مہبوت نے کہا جس قدر چاہو لشکر لے لو ہنگام نے پچاس ہزار ساحر ہمراہ لیے
خواجہ بصورت مبدل دربار مین موجود تھے جب ہنگام رخصت ہوا خواجہ بھی نکلے ہنگام
کے لشکر سے مل کر چلے ہنگام ایک دشت مین جاکر اُترا ساحر کمرین کھول رہے ہین خیمے استاد
ہو رہے ہین ہنگام ٹہل رہا ہی کہ کان مین رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی رو رو کر دعائین
مانگتا ہی کہ یا خداوند جمشید ثانی ملک الموت کو حکم دیجیے کہ میری قبض روح کرے ہنگام
یہ آواز سنکر نشان صدا پر چلا جنگل مین آکر دیکھا کہ زرغۂ نخلستان مین ایک عورت بیٹھی رو رہی
ہی لباس مین گرد بھری ہوئی چہرہ عرق آلود تابش و حرارت آفتاب سے چہرہ سُرخ ہو رہا ہی
ہنگام نے قریب آکر پوچھا کہ ای نازنین تو کون ہی کہ مرنے کی دعا مانگ رہی ہی اُس
نازنین نے کہا کہ صاحب مین فلک زدہ آفت کی ماری کل سے یہان پڑی ہون کسی جانور درند
نے نہ پوچھا کہ مین کشاکش سے فراغت پاتی سامنے جو گانون ہی حمزہ اُس راستے سے گذرا تمام
گانون کو لٹوا لیا مین بخوف آبرو نکل کر بھاگی گانون مین سناٹا ہی مین یہان آکر چھپی مگر ایسی
سخت جان ہون کہ آج تم نے آکر پوچھا کوئی عزیز قریب نہ آیا کہ حال زار پوچھتا مگر تم کون ہو
کہ مجھ سوختہ بخت کا حال پوچھتے ہو ہنگام نے کہا کہ لشکر حمزہ کہان گیا مین اُنھین کی فکر مین
نکلا ہون سب کو تباہ کر دونگا لاشون سے میدان بھر دونگا کہ ایک زندہ نہ بچے ایسا سحر کرون
کہ خنجر و تلوارین برسین کہ سب کے سر اُڑ جائین نازنین نے کہا کہ خداوند جمشید ثانی میری دعا
قبول کرین کہ تمھارا حکم پورا ہو باتین کرتے کرتے ہنگام فرش خاک پر بیٹھ گیا ہاتھ بڑھا کر کہا کہ
صاحب یہ گرد کیسی پڑی ہی اُس نازنین نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا او بے ادب اس حیلے سے سینے
پر ہاتھ رکھتا ہی مین کوئی بازاری عورت نہین ہون کہ تیرے فقرے مین آؤنگی یہ کہکے
دوپٹے سے مُنھ ڈھانپ لیا بغل سے گلابی نکالی ایک جام پیا ہنگام نے کہا کہ صاحب یہ کیا ہی کہا
یہ آب حیات ہی جب حال ابتر ہوتا ہی تو ایک جام پی لیتی ہون قلب کو تسکین دیتی ہون یہ سُنکر

ہنگام نے کہا کہ ایک جام مجکو دو نازنین نے کہا کہ یہ شراب تو حاضر ہے مگر مجکو او منگا دینا اسی
کی وجہ سے آج تک زندہ ہون ہنگام نے کہا کہ لشکر مین چلو میخانہ ہمراہ ہی وہ سب حاضر کرون
نازنین نے خوش ہو کر گلابی بغل سے نکالی ہنگام کو ایک جام پلایا جام پیتے ہی ہنگام گھبرایا
کھڑا ہو گیا چاہا کہ شاون بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک تا سینہ
چاک ہوا خواجہ تو سر ہنگام کا لیکر چلے گئے مگر لشکر جو اسکا اُتر رہا تھا اُن سب نے آواز سُنی کہ
ہنگام مارا گیا تو خیمہ استاد کر رہے تھے یا بخوف جان بھاگے روتے پیٹتے سامنے مبہوت کے
آئے کہا یا خداوند ہنگام مارا گیا ہم لوگ بے افسر کہان جاتے آخر بھاگ کر چلے آئے مبہوت
نے کہا کہ کل لشکر تیار ہو سب لشکر کو تیار کر کے مبہوت تخت پر سوار ہوا صاحبقران کیطرف
چلا مگر کہتا ہوا کہ بدون قدرت کے جاے کچھ نہ بنے گا جا کر وہ تقدیر کرون کہ سب کو مٹا دون
دیکھو تو کیا آفت برپا کرتا ہون میرے سردارون کا مارا جانا بالا بالا نہ جائیگا یہان امیر ملکہ
لالہ رخسار کو لیکر لشکر مین آئے کرسی بچھا کر بیرون بارگاہ بیٹھے اول خواجہ عمرو سر ہنگام کا
لیکر آئے سب حال بیان کیا صاحبقران تعریفین کرتے تھے خواجہ کیا کہنا کہ صحرا سے گرد
اُڑی صاحبقران نے دیکھا کہ مبہوت کار گزار تخت پر سوار سات آٹھ لاکھ ساحر پشت پر
بڑے کر و فر سے پہونچا لشکر کو لاکر مقابلے مین اُتارا صاحبقران حیران ہین کہ دیکھیے اس سے
کیا گذرے مگر مبہوت نے اُترتے ہی صاحبقران کو نامہ لکھا کہ بہتر یہ ہے میرے مقابلے سے
ہٹ جاؤ اپنی جان بچاؤ ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا صاحبقران نے نامہ چاک کر ڈالا
ایلچی کو نکلوا دیا ایلچی سامنے مبہوت کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہا یا خداوند کیا پُر زور
بندہ آپ نے پیدا کیا ہے آپ سے بالکل نہین ڈرتا ہرچند کہ آپ کا نام لیا مگر وہ یہی کہے گیا
کہ خداوند مبہوت کون شخص ہین ہرچند مین نے سمجھایا مگر حمزہ نے نامہ پھاڑ ڈالا اور مجکو
نکلوا دیا مبہوت یہ حال سُنکر بہت خفا ہوا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی کی جو صدا بلند
ہوئی ہرکارے جو بامر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے سامنے صاحبقران کے آئے
بعد دعا و ثنا کے عرض کی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ * گل سُرخ تا بد چو روشن
چراغ * نگین سعادت بنام تو باد * ہمہ کار عالم بکام تو باد * شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو

سوز و گداز ہو مبہوت نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ معرکہ آراے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دوبالا کرے صاحبقران نے حکم دیا کہ خواجہ کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و بہ تائید ربانی نوازش طبل ہو یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین مگر بعد طبل جنگی بجوانے کے صاحبقران نے فرمایا خواجہ یہ مبہوت نہایت مبہوت ہو رہا ہی اسکی کچھ فکر نہ کروگے خواجہ نے کہا کہ آقاے نامدار فرزندارون نے ایسا حیران و پریشان کیا ہی کہ نکل نہین سکتا ہر طرف لوگ ڈھونڈھتے پھرتے ہین مین چھپتا پھرتا ہون صاحبقران نے دس ہزار روپیہ منگا کر دیا خواجہ عمرو نے کہا کہ اب مین فکر مین جاتا ہون آئندہ پروردگار مالک ہی یہان مبہوت تخت خدائی پر بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی ناچ سامنے ہو رہا ہی ایک مہ جبین بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

ای جان جان ہر روز یہی آرزو ہے مجھے
تاثیر ہی یہ عشق حقیقی کی ای صنم
ہوتا ہی دل کو چین جگر کو مرے قرار
بیجے جو مین نے پھول تو کہتا ہی گلبدن
نالان ہون دل کے ہاتھ سے دیدونگا مین آگ
افسوس وقت نزع بھی آیا نہ وہ صنم
ناسور دل مین ڈال دیا آسمان نے
پھر مجکو کربلا کی زیارت نصیب ہو

دل مین فدا کرون جو نظر آے تو مجھے
دیکھا جدھر کو مین نے نظر آیا تو مجھے
پہلو مین ای صنم جو بٹھاتا ہی تو مجھے
آتی ہی صاف ان مین محبت کی بو مجھے
آجاے گا نظر جو کوئی خوبرو مجھے
تھی اُسکے دیکھنے کی بہت آرزو مجھے
مثل گہر رکھا ہی جو با آبرو مجھے
سطوت دوبارہ جاؤن یہ ہی آرزو مجھے

بیٹھے بیٹھے پکار کر آواز دی کہ آج خدمت طلایہ کسکے سپرد ہی مصاحبون نے عرض کی سوفار گوشہ نشین انتظام کر رہے ہین پوچھا مسلمانون مین کون طلایہ دار ہی ہرکارون نے آکے عرض کی کہ لالہ رخسار مصروف انتظام ہی مبہوت اپنے مقام سے اُٹھا اور دربار کو برخاست کیا چاہتا ہی کہ براے خواب جاؤن کہ آسمان پر سناٹا ہوا اب وہ وقت ہی کہ لالہ رخسار سامنے سوفار گوشہ نشین کے پہونچی ہی آپس مین نگاہین مل رہی ہین مگر مبہوت نے دیکھا کہ آسمان پر ایک تخت اُڑا ہوا جاتا ہی اور اُس تخت پر ہنگام سوار ہی مبہوت

گھبرا گیا کہ ہنگام کہا نسے آیا مگر وہ تخت زمین پر آیا ہنگام نے اُتر کر مہوت کے قدمون کو
بوسہ دیا کہا یا خداوند غلام نے اپنے کو کیا خوب بچایا راہ مین مجکو معلوم ہوا کہ کوئی افتاد
ہونے والی ہی مین نے اپنے ہم شکل کو ظاہر کیا اور آپ مخفی رہا اب خیال مین آیا کہ جاکے
قدرت سے تول لون اب لشکر طلسم کشا پر جاتا ہون جاکر اُسکے لشکر کو مٹاتا ہون مہوت
سنے گلے سے لگا لیا کہا ای ہنگام بڑا کام کیا بڑے لطف سے اپنے کو بچایا مگر اب طبل جنگی مین
بجوا چکا ہون صبح کو مقابلہ ہوگا ہنگام نے کہا صبح ہوتے ہوتے آفت برپا کردونگا دربار
مین تشریف لے چلیے تو مین کچھ عرض کرون مہوت دربار مین آیا ہنگام نے ایک جام لبریز
کرکے مہوت کو پلایا گلوری بھی کھلائی مہوت کھاکر گھبرایا اپنے مقام سے اُٹھا کہ ٹہلون
بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو
کزان اُستاد عیاران عالم + سراپا دانش وعقل مجسم + بہار غ دین زنگرش آبیاری + جہان
سرہنگ در خنجر گزاری + بہر کشور بلاے جان کفار + عمرو آن شاہ عیاران عیار + نعرہ کرکے
زبان مین سوزن دیکر پشتارہ اُٹھا لیا لیکر روانہ ہوا راہ مین اکثر ساحرون کو دیکھا گوشے
مین چھپتے ہوے لشکر صاحبقران مین آے یہان وہ وقت ہی کہ طلائے پر ہنگامہ ہو رہا ہی
اُدھر سے سوفار گوشہ نشین آیا اِدھر سے ملکہ لالہ رخسار آئین سوفار نے بچھا کو تیر
مارا لالہ رخسار نے تیر کو کاٹا اور کاٹ کر کار دسحر جھولی سے نکالی اور کارد پر کچھ اسم سحر
پڑھا اور کھینچ ماری سینے پر سوفار کے پڑی کہ پشت کو توڑکر پار گذری سوفار کے مرتے ہی
ساتھ والے اُسکے آپڑے لالہ رخسار نے سحر کرکے بالون کو ہلایا آسمان سے سانپ برسنے لگے
جسپر سانپ گرا اُسکو کاٹا وہ شخص پانی ہوکر بہ گیا ہزارہا جوان سحر سے لالہ رخسار کے واصل
جہنم ہوے کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے لالہ رخسار کا ارادہ ہی کہ لشکر مین گھس جاؤن اور
بارگاہ پر مہوت کی گولہ ماروں خواجہ نے ہاتھ تھام کر روکا فرمایا ای لالہ رخسار
بارگاہ صاحبقران مین چلو مین مہوت کو گرفتار کر لایا اہل لشکر مہوت پلٹے اور یہ بھی
سب کو معلوم ہوا کہ خداوند گرفتار ہو گئے ہرکارون کو روانہ کیا کہ جاکر خبر لاؤ مگر امیر
دنگل پر جلوہ فرما ہین سب سردار جمع ہین صاحبقران کو گھیرے ہوے بیٹھے ہین کہ ہرکارون

نے خبر دی کہ لالہ رخسار و سوفار گوشہ نشین سے سامنا ہوا لالہ رخسار نے سوفار کو بلا
لشکر کو اُسکے شکست دی کہ خواجہ عمرو سامنے آسے عرض کی کہ ای آقاے نامدار اگر مبہوت
گرفتار ہو کر آجاے تو کیا صرف کیجیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ کیون خواجہ کوئی وقت
بھی ایسا ہی کہ تم روپے کی فکر سے غافل رہتے ہو عمرو نے دیکھ کر آواز دی کہ میرا حال ظاہر
ہی کہ پراگندہ روزی پراگندہ دل اس حال مین مبتلا ہون کہ راستہ بند ہی اُن گلیون سے
راستہ چلتا ہون کہ جن گلیون مین انسان کا تو کیا ذکر حیوان کا بھی نام نہین ہر وقت یہی
خوف ہی کہ کوئی گرفتار نہ کر لے کیونکر جان بچاؤن صاحبقران نے پچیس ہزار روپے منگا کر
آگے رکھے کہا اگر منظور نظر ہو تو کوشش کیجیے خواجہ عمرو نے پشتارہ سامنے رکھکر کہا کہ جملہ
سردار بھی مہربانی فرماوین کسی نے سو کسی نے دو سو کسی نے ہزار کسی نے دو ہزار پیش کیے
خواجہ نے سب روپے لیکر نذر زنبیل کیے صاحبقران نے حکم دیا کہ ستون سے باندھ دو
مبہوت کو ستون سے باندھا ہرکارے جو لشکر کفار کے موجود تھے خبرین لیکر بھاگے بارگاہ
مبہوت مین آکر حال کہا سردار جمع ہین اور رو رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ خداوند پر
عجب مصیبت پڑی کیاد تیرہ درون کہ وزیر اعظم ہی یہ خبر سنتے ہی اپنے مقام سے اُٹھا
ہرکارون نے پھر مفصل خبر بیان کی کہ قدرت کی زبان مین سوزن ہی ستون سے بندھے ہوے
ہین کیاد تیرہ درون غرق زمین ہوا صمصام برقبار اُٹھ کر آسمان پر پہونچا قمقام کو کن
سردارون کو لیکر چلا سیاف جہانگرد فوج کا افسر ہی کل فوج کو لیکر چلا یہان وہ وقت ہی کہ
صاحبقران سمجھا رہے ہین کہ ای مبہوت حقیقت مین تو مبہوت ہی مناسب یہ ہی کہ اب
خدائی سے توبہ کر پروردگار کو سجدہ کر مبہوت چاہتا ہی کہ کچھ جواب دون کہ زمین شق ہوئی
کیاد تیرہ درون نے زمین سے سر نکالا صاحبقران نے چاہا کہ تیر مارون مگر کیاد نے
زبان سے مبہوت کی سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی مبہوت تڑپا قید کو توڑ کر پھینکدیا
آسمان سے صمصام کا نعرہ ہوا ایک طرف سے سیاف گرا اور ایک طرف سے قمقام بھی
بڑے زور و شور سے گرا بارگاہ مین آگ لگ گئی صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی پڑھا تب
آگ موقوف ہوئی صاحبقران نعرہ کرکے اُٹھے جملہ سردار تو خاموش بیٹھے ہین اپنے مقام

سے اُٹھ نہین سکتے مگر لالہ رخسار نے برق گرائی کہ سر کیاد کا زخمی ہوا مبہوت نے دیکھا کہ کیاد
زخمی ہوا اور صاحبقران کے ہاتھ سے صمصام و قمقام مارے گئے اور کئی افسر مثل ابابیل
جادو و طیران بلند پرواز و قیران سخت آواز و قلیان و مبارز وغیرہ سولہ افسران نامی
صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہوے اور عمرو نے تودہ حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ اہل
لشکر کے مُنہ جھلس دیے مبہوت نے کہا کہ اے کیاد نکل چلنا بہتر ہے ایسا نہ ہو کہ حمزہ سے
اور مجھسے مقابلہ پڑ جاے ہر چند کہ وہ تقدیر کرون کہ زمین اُلٹ جاے مگر قدرت کو یہ بڑا خیال
ہے کہ ایسا نہ ہو میرے بندے بخطا مارے جاوین تو قدرت کو ملال ہوگا کیاد نے کہا کہ یا خداوند
آپ نے آنکھون سے دیکھ لیا کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا اسکی تدبیر تو بتائیے مبہوت نے کہا
حمزہ کچھ پڑھتا ہے اس وجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا مگر اسکی تدبیر کرونگا وہ تقدیر کرون کہ حمزہ
جو پڑھتا ہے وہ بھول جاے اب تو نکل چلو کیاد نے بڑھ کر طبل بازگشت بجوایا لشکر جدا ہو کر
پلٹے عمرو نے صاحبقران سے عرض کی کہ غلام کا آپ کے بہت روپیہ صرف ہوا لاکھون روپے
رشوت کے دے کر مبہوت کو لایا تھا یہ نہ سمجھا تھا کہ یہ بلوہ ہوگا کیاد تیرہ درون ساحر
زبردست ہے مگر لالہ رخسار نے بڑا کام کیا کہ کیاد کو زخمی کر دیا لیکن کئی لاکھ روپیہ اور
خرچ کیجیے تو مین پھر فکر کرون صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ لاکھ روپیہ دونگا اگر ایکی مرتبہ
مبہوت کو گرفتار کر کے لاؤ یہ سُنکر عمرو پھر چلا یہان مبہوت گھبرایا ہوا بارگاہ مین آیا دل
مین سوچ رہا ہے کہ مین نے بڑی حماقت کی جزیرے مین چین کرتا تھا بیٹھے بیٹھے یہ کیا سوجھی کہ
کوچ کر کے اپنا آرام وچین کھویا حمزہ پر غالب ہونا دشوار ہے کون کون جادوگر اُس کے
ہاتھ سے مارے گئے کہ جنکا سحر مین مثل نہ تھا مین نے زبان سے سوزن نکلتے ہی آگ لگا دی مگر
جب حمزہ نے پڑھا تو آگ گل ہو گئی سحر میرا سامنے حمزہ کے نہ گیا صمصام و قمقام ایسے بہادر
دریاے سحر کے بے بہا دُر وہ بیک ضرب شمشیر قتل ہو گئے ان رفیقون پر مجکو گمان تھا کہ ان کو
کوئی قتل نہین کر سکتا مگر سامنے حمزہ کے ایسے حیران ہوے کہ کوئی سحر کائنات کا نہ کیا شیرانِ
صحرا و نہنگان دریا اُنکے قبضے مین تھے اُن کو بلاتے تو لشکر حمزہ کو پامال کر ڈالتے مگر خاموش
رہے کچھ اُنکے مُنہ سے نہ نکلا اگر یہی دریا کو ان ارہ کرتے تو تمام صحرا عالم آب ہو جاتا لاکھون

آدمی ڈوب جاتے اگر شیران سحرا کو بلاتے وہ سب کو چیر پھاڑ کے کھا جاتے لیکن اُنپر ایسا خوف
غالب ہوا کہ کسی کو بھی نہ بلایا سامنے حمزہ کے چلے گئے کوئی سحر معقول نہ کیا مشیرون نے عرض کی کہ
یا خداوند ہم کو طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ حمزہ صاحب اسم اعظم ہو اسی وجہ سے حمزہ پر سحر تاثیر
نہین کرتا سحر کرنے والا خود مبہوت ہو جاتا ہو اسی سبب سے یہ ساحر مارے گئے سحر کامل نہ کیا سب
سردار ہان مین ہان ملا رہے ہین مبہوت بلبلا رہا ہو اہل دربار درست کہ رہے ہین کہ آسمان
پر سناٹا ہوا مبہوت نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک خداوند تخت پر سوار ہین اور تخت بارگاہ پر
لہرا رہا ہو مبہوت اُٹھ کھڑا ہوا اور پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب آئیے جمشید ثانی نے
مُنھ پھیر لیا کہا او بے حیا ایسا مغرور ہو کہ خداوند نہین کہتا مابدولت کو بھائی بناتا ہو خداوند
کہ کے بُلا تو ہم آوین تیرے واسطے بڑے جھگڑے پڑے ہین سامری تو کہتے ہین کہ یہ ہماری ہمسری
کا دعوی کرتا ہو اسکو مٹا دو مگر مجکو بہت ناگوار ہوا کہ ہمارا بندہ ہو اگرچہ گندہ ہو سحر کے زور
مین مبہوت ہو رہا ہو ہم خطا اُسکی معاف کرین مابدولت خود چلے آے کہ جا کر اُسکو شراب حیات
پلا دین دو ہزار برس تک نہ مر سکے مین تو اس واسطے آیا ہون اور تو بھائی صاحب کہتا ہو
شرم نہین آتی یہ باتین سُن کر مبہوت منتین کرنے لگا کہتا تھا یا خداوند آئیے شراب حیات پلائیے
حقیقت مین سامری کے خلاف گذرا ہوگا مین حاضر ہون جو کہیے وہ عذر کرون خداوندی کا
دعوی نہ کرونگا اپنے کو بادشاہ کہواونگا جب مبہوت نے بہ عجز کلام کیے تب تخت اُترا مبہوت
تخت سے ہٹا جمشید آ کے تخت پر بیٹھے کہا اے مبہوت مٹکے شراب کے منگوا اپنا القاب اُس پر
پڑھ دون پھر سامری لاکھ ارادہ کرین گے تو کچھ نہ ہوگا قضا تمھارے قریب نہ آئیگی مگر تجھ کو
بچاؤن کہ تیرے ساتھ والون کی حفاظت کرون سب سردار اُٹھ کھڑے ہوے جمشید کو سجدے
کیے اور سب کہتے تھے کہ یا خداوند جب میان مبہوت صاحب نے دعوی خدائی کیا ہو تو
ہم لوگ منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خداوند قدیم کے خلاف ہوگا مگر یہ ایسے مغرور تھے کہ
کسی کا کہنا نہ مانا اور دعوی خدائی شروع کیا اپنے جزیرے سے نکل آے کل کتنی بڑی ذلت
ہوئی کہ قدرت باندھے گئے اور ہم لوگ جان دے کر رہا کر لاے بڑی لڑائی پڑی قدرت کو
اپنے بچا لیا ہم حیران تھے کہ دیکھین انجام کیا ہو یہ نہین جانتے تھے کہ آپ مدد کر رہے ہین

جمشید نے کہا ہین کچھ اسکا خیال نہین اکثر بندے مغرور ہو جاتے ہین آخر سزا پاتے ہین اس
عرصے مین کئی سو مٹکے شراب کے رکھے گئے جمشید نے کمر سے ایک نقش نکالا مٹکون مین چپکا دیا
کچھ عبارت بھی پڑھا کیے کہا ایک ایک جام سب مل کر پیو مگر اے مبہوت تم تو دو تین جام
پیو کہ تمھاری عمر سب سے زیادہ ہو کہ تم خدائی کرنا چاہتے ہو مبہوت نے ایک بڑا جام
اُٹھایا سب فوج والے بھی آکر بیٹھے ہر ایک امیدوار ہو کہ جام پیون انجام بخیر ہو قدرت
نے بڑی عنایت فرمائی کہ ہماری خطا معاف کی ورنہ لائق سزا تھے دیکھو صاحبو خداوند یہ
ہین کہ خطا معاف کرکے سرفراز فرمایا عمر بڑھائی جب قضا ہمارے قریب نہ آئیگی تو مسلمان کیا
کر سکین گے آخر ہمارے شہنشاہ مسلمانون کو مار لین گے جو ارادہ کرکے آئے ہین وہ پورا ہو
اپنے جزیرے مین خوشی خوشی جادین جاکر رعایا کو سنادین کہ دیکھو کیا انجام ہوا کس تکلف
سے نام ہوا کہ مسلمانون کو مٹایا مبہوت نے دو جام پیے اور سب ایک ایک پیکر خاموش
بیٹھے ہین کہ مبہوت نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ بھائی جمشید دیکھو سامری آتے ہین مگر بڑے غصے
ہین ہین جمشید نے کہا اُن کو بھی بُلاؤ مین تمھارے اور اُن کے درمیان مین صفائی کرا دون
کہ آپس مین ملال نہ رہے یہ سُنکر مبہوت اپنے مقام سے اُٹھا آسمان کی طرف دیکھ کر آواز دی
کہ او سامری آ تو مجھسے خفا ہو غصہ نہ کر یہ کہہ کر دوڑا سب سردار بھی اُٹھے یا سامری یا سامری
پکارتے ہین ہوا جو لگی مبہوت بھی گرا اور سب ساتھ والے بھی بیہوش ہو کر گرے لاکھون
لشکر والے بھی گرے کہ جمشید نقلی نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو سہ عمرو م کہ کلہ از سر قیصر ببرم ✤
رنگ از رخ بختک بد اختر ببرم ✤ در مجلس خسروان چو گردم ساقی ✤ تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم ✤
اب عمرو نے مبہوت کو اُٹھا لیا اور کیا دتیرہ دروان کو اُلٹا لٹکا دیا بارگاہ کو خوب لوٹا
چند ساحر بھی قتل کیے جنکو افسر سمجھا اُن کو مٹا دیا پشتارہ لیکر بھاگے مگر خوف دل پر غالب ہو
پلٹ پلٹ کر دیکھنے جاتے ہین چند ساحر کہ جنھون نے شراب نہ پی تھی اُنھون نے دور سے
دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش بارگاہ سے نکلا ہوا جاتا ہو وہ ساحر دوڑے خواجہ عمرو
تیز ہوے اُن جادوگرون نے غل مچایا کہ دیکھو یارو ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہو
اُن جادوگرون کے پکارنے سے اور چند ساحر دوڑے خواجہ نے پلٹ کر حقّہ ہاے آتشبازی

مارے گئی ساحر جل کر گرے جو ساحر بچے تھے وہ پلٹ کر لشکر مین آے دیکھا کہ لشکر مین غریو ہی کوئی ناچ رہا ہی کوئی دوڑا دوڑا پھرتا ہی کوئی کنوئین مین پھاند پڑا کسی نے نہر مین گر کر اپنی جان دی کوئی سر ٹکراتا پھرتا ہی کوئی جھوم جھوم کر یہ اشعار پڑھ رہا ہی نظم

محبت جان جان تمکو جو میری آزمانی ہی ٭ تو اُسکا امتحان کرلو جو تمنے دلمین ٹھانی ہی
قریب الموت ہون اور دور مجھسے یار جانی ہی ٭ کشش تیری مجھے اسوقت اے دل آزمانی ہی
شباب آئینہ دکھلا کر اُنھین کرتا ہی خود رفتہ ٭ بجا ہی یہ غرور حسن آغاز جوانی ہی
پھٹا پڑتا ہی جوبن ہوتی ہین جانین فدا صدقے ٭ ستم ہی حسن کا عالم قیامت نوجوانی ہی
عدم کے کوچ کرنے کا اجل فرمان لائیگی ٭ جو تحریر مقدر ہی وہ اک دن پیش آنی ہی
تڑپتا ہی کوئی دل تھام لیتا ہی کوئی سنکے ٭ حقیقت مین نہایت درد خیز اپنی کہانی ہی
ہمارے سرنوشتے کی نہین کرتے ہو کچھ پروا ٭ تمھین رحمت خدا کی واہ وا کیا قدردانی ہی
چلے ہین جان پر ہم کھیل کر پردہ اُلٹنے کو ٭ نہ ڈر برق تجلی کا نہ خوف لن ترانی ہی
لہو مین تھوکتا ہون درد دل دم بھر نہین تھمتا ٭ جدائی مین یونہین گھٹ گھٹ کے اکدن جان جانی ہی
خزان مین بھی قفس سے چھوٹنے کی تجکو حسرت ہی ٭ تری تقدیر مین خاک اے بلبل شیدا اُڑانی ہی
ہنر ہی اب تو دُر خوش آب ہر ہر شعر ترا اپنا ٭ بحمد اللہ وہ بحر طبیعت کی روانی ہی

اسی طرح پر ہزارہا جادوگر دوڑتے پھرتے ہین اور آپس مین دھینگا مشتی کرتے ہین آخر وہ سب اندر بارگاہ کے آے دیکھا کہ کیادو تیرہ دروں لٹکا ہوا ہی ساحرون نے اُسکو کھولا پانی سرد چھڑک کر اُسکو ہوشیار کیا جیسے ہی کیادو کی آنکھ کھلی دیکھا سب ساحر رو رہے ہین اور افسر بیہوش پڑے ہین افسرون کو ہوشیار کرنا شروع کیا ہر ایک کو معلوم ہوا کہ خداوند کو کوئی لے گیا کیادو نے کہا کہ ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ قدرت اپنے ساتھ ہمارے بادشاہ کو آسمان پر لے گئے وہانسے تعلیم کر کے بھیجین گے غرور جو دماغ مین بھر گیا ہی وہ نکال دینگے یقین ہی اب قدرت صاف ہو کر آوین یہ جھگڑا مذہب کا صاف ہو جاے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آے بعد دعا کے عرض کی کہ عیار حمزہ کا یعنے عمرو قدرت کو گرفتار کر کے لے گیا اب دربار مین جا رہا ہی یہ سنکر کیادو بیقرار ہو گیا کہا یارو ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ قدرت کو عمرو

لے گیا بڑی غضب کی بات ہو کہ شہنشاہ ہمارے سامنے مسلمانونکے یہان قید ہون اور دربار
سمجھا جائے جزیرۂ گوہر بار کا نام مٹتا ہو یارو تم مین کوئی ایسا ہو کہ جاکر قدرت کی زبان
سے سوزن نکال لے مین اب نہ جاؤنگا لالہ رخسار کے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہون عیار سے تو
کا بیابان گرد بیٹھا ہو کیاد کی باتین سنکر اُٹھا کہا ای وزیر اعظم مین جاکر زبان سے قدرت کی
سوزن نکالونگا آپ فوج لیکر آئیے کیاد نے آواز دی یارو تیار ہو کہ لشکر مسلمانان سے مقابلہ
ہو سب تیار ہوکر سامنے آئے اول بیابان گرد چلا بعد بیابان گرد کے کیاد تیرہ دروں
کل فوج کو ساتھ لیکر چلا یہان صاحبقران زمان مبہوت کو سمجھا رہے ہین کہ ای مبہوت
مقام افسوس ہو کہ پیدا کرنے والے سے نہین ڈرتے ہو روز حشر اس گستاخی کی پرسش ہوگی
کیا جواب دوگے اُس معبود حقیقی و رب تحقیقی نے ایک قطرۂ نجس سے تم کو پیدا کیا اور یہ
گمان کہ دعوی خدائی کر بیٹھے اب توبہ کرو بیابان گرد گوشے مین چھپا کھڑا تھا ان باتون کو
سُن رہا تھا جلاد کی شکل بن کر دوڑا کہا حضور کس مغرور کو آپ سمجھا رہے ہین دیکھیے کچھ جواب
نہین دیتا مبہوت کو سناٹا آگیا ہو دل مین کانپ رہا ہو کہ حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی
کہ بیابان گرد نے بڑھ کر زبان سے مبہوت کی سوزن نکالی کہا یا خداوند ہوشیار ہو جیسے
مبہوت کی قید ٹوٹ کر گری مگر عمرو نے جو دیکھا کہ عیار نے یہ کار نمایان کیا پیچھے آکر ایک
تیچہ مارا کہ سر بیابان کا کٹ کر گرا مبہوت نے چاہا کہ بلند ہوکر نکل جاؤن مگر صاحبقران
جست کرکے قریب آئے مبہوت نے تلوارین برسائین مگر صاحبقران پر تاثیر نہ ہوئی قریب
مبہوت کے پہونچ گئے مبہوت نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے کلائی مبہوت کی تھام لی
مبہوت لاکھ لاکھ سحر کرتا ہو مگر ہاتھ نہین چھوٹتا اب مبہوت گھبرایا صاحبقران نے
ایک جھٹکا مارا کہ مبہوت جھکا امیر نے چاہا کہ تمانچہ ماردون مگر مبہوت پکار اُٹھا کہ ای
شہریار الامان امیر نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان مبہوت نے کہا کہ دل و جان سے اطاعت
کرتا ہون صاحبقران مبہوت سے باتین کر رہے ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ کیاد تیرہ دروں کل فوج کو لیکر آگیا صاحبقران نے فرمایا کہ
ای مبہوت ان سب کو منع کرو ایسا نہ ہو کہ بندگان خدا قتل ہو جائین ہاتھ سے دشمنان خدا

سے مہلت نہ پائی مگر لالہ رخسار قبل ہی نکل گئی تھی کیاد نے دور سے جو لالہ رخسار کو دیکھا جھلا کر
آگے بڑھا اُدھر لالہ رخسار جلائی ہوئی تھی کارد سحر پھینک ماری شانہ کیاد کا نشانہ ہوا کسی سردار
نے ہاتھ تلوار کا بھی مار دیا سر کیاد کا زخمی ہوا سر زخمی ہوتے ہی جھوم کر گرا لالہ رخسار نے اپنا
ہاتھ ہلا دیا آپ سے برق چمک کر گری کیاد کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والے بھاگنے لگے کہ مبہوت
سامنے آیا اہل فوج کو پکار کر آواز دی خبردار جنگ نہ کرو میں نے اطاعت کی صاحبقران زمان
ایسے خلیق ہیں کہ ایسا بندہ آج تک خلق نہیں رہا جو میں نے کہا وہ قبول کیا میں مطیع اسلام
ہو چکا جسکو میری اطاعت کرنا ہو وہ میرے پاس حاضر ہو اور جسکے خلاف ہو وہ نکل جاوے
خبردار میرے پاس نہ آئے چھ لاکھ کے افسر حاضر خدمت ہوئے اور اطاعت اسلام کی بلکہ مبہوت
کہتا ہے یا صاحبقران مجھے کلمہ پڑھائیے میں سحر سے توبہ کرون آپ کے مذہب میں ساتھ آبرو کے
داخل ہوں صاحبقران نے فرمایا اے مبہوت ابھی ساحرون سے لڑائی درپیش ہے اور
اس طلسم کے فتاح بادشاہ جمجاہ ہیں بلکہ اگر بادشاہ کا نشان معلوم ہو تو میں تم کو اُنہیں کے
پاس روانہ کرون کہ طلسم کشا کے ساتھ رہو جمشید ثانی سے جس دن مقابلہ پڑیگا زمین ہلا دیگا اگر تم
موجود ہوگے تو اُسکے سحر کو رد کروگے مبہوت نے عرض کی کہ یا صاحبقران جب موقع پڑیگا
تو ملاحظہ فرمائیےگا کہ کیسی جانبازی کرتا ہون آپ کی عنایت سے جمشید ثانی بہت گھبرائے گا
اور بھاگتا پھریگا صاحبقران زمان مبہوت کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ میں آئے تخت پر
اُسکو جگہ دی تاج اپنے ہاتھ سے سر پر رکھا آپ دنگل پر بیٹھے حکم دیا کہ کل لشکر کا کوچ ہوگا
دوسرے دن کل لشکر نے کوچ کیا بعد اُسکے صاحبقران نے کوچ کیا ہر روز آب نوجا ہے
ٹوٹتا ہے صحرا اُن کو تسخیر کرتے ہوئے چلے جو دیہات راستے میں ملے اُن کو باسلام آباد کیا اس
زور و شور سے صاحبقران طرف جمشید ثانی کے جاتے ہیں ایک دشت میں آکر اُترے ہیں
یہ کہ دن باقی ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی بلقیا سے گرگدن سوار چالیس لاکھ فوج سے مقابلہ امیر
میں آیا اور راستہ روک کر اُترا جب بارگاہ میں آیا تو بیٹا اسکا گرگان تیرہ درون کہ بڑا
جنگجو اور زبردست ہے اپنے باپ سے کہا کہ ایک نامہ واسطے صاحبقران کے لکھیے میں ایلچی ہو کے
جاؤں اور دھمکا کے اُن کو بلا لاؤں آپ کے قدموں پر گراؤں بلقیا بہت خوش ہوا میر منشی کو حکم دیا

کر نامہ تیار کر دبیر منشی نے نامہ لکھا دربار مین لاکر رکھا گرگان نے اُٹھ کر نامہ دو بلغے سے باندھا بارہ ہزار فوج ساتھ لیکر برسم سفارت روانہ ہوا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی صاحبقران نے فرمایا جس طرح آتا ہو اُسی طرح آنے دو گرگان آکر لشکرِ صاحبقران مین داخل ہوا لشکر کو دیکھ کر ہوش اُڑ گئے کہتا تھا کہ یہ لشکر ظفر اثر بڑے جلیل کا ہو کیونکر اتنے بڑے لشکر کو سنبھالا حقیقت مین کیا لشکر ہو اور کیا افسر ہین یہ کہتا ہوا جاتا تھا سامنے بارگاہ لالہ رخسار کے پہونچا جمال بے مثال پر جو نگاہ پڑی بیقرار ہو گیا کلیجہ پکڑ لیا ٹہلتا ہوا سامنے لالہ رخسار کے آیا کہا ای ملکۂ عالم آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہو کیا عرض کرون جو کیفیت ہو اصل مین یہ صورت ہو نظم

ای روے زیباے ترا رشکِ گلستان دربغل　　وے قدِ رعناے ترا سرو خرامان دربغل
ہر چشم گریان مرا صد جوے خون در آستین　　ہر ناوک ناز ترا صد تیر مژگان دربغل +
نازم بچشم عاشقی کز گریہ در زندان عشق +　　دارد ز اشک لالہ گون رشکِ گلستان دربغل
بلبل بود سیر چمن کز اشک خون آلود من　　در دیدہ دارم از صبا صد باغ بُستان دربغل
گر یوسفِ وقتِ خودی غافل ز اخوانت مشو　　زیرا کہ دارند از حسد صد چاک کنعان دربغل
ہر شعلۂ آہ مرا صد گونہ شور اندر کمین　　ہر ناوک ابرو مرا صد تیز پیکان دربغل +
مخفی بہ زندان جفا از دست بیداد غمت　　چون غنچہ دارد جیب گل صد چاک پنہان دربغل

لالہ رخسار نے سمجھا کر کہا کہ ای پہلوان دوران آپ بارگاہ مین تشریف لیجائیے وہان آپ کو جواب باصواب ملیگا یہان آپ کیون ٹھہر گئے ایسا نہ ہو کہ آپ کو تکلیف ہو گرگان جھوم رہا ہو دمبدم اپنی صورت لالہ رخسار کو دکھاتا ہو چہرے پر ہاتھ پھیر رہا ہو لالہ رخسار رنجور شامد کہہ رہی ہو کہ ای گرگان اب جاؤ یہان تمھارا کیا کام ہو مین صاحبقران زمان کی کنیز ہون ایسا نہ ہو کہ صاحبقران کے خلاف گذرے گرگان نے کہا کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی میری تم پر جان جاتی ہو لالہ رخسار نے کہا کہ ای پہلوان دوران مین تجھسے کہہ چکی کہ مین صاحبقران کی کنیز ہون اور آپ ایسی باتین فرماتے ہین آپ برسم سفارت آئے ہین ایسا نہ ہو کہ مین کوئی سحر کر دون تو دیوانے ہو جاؤ گے گرگان نے نہ مانا ہاتھ بڑھایا

کہ عارض چھولون پر فضل ملکہ لالہ رخسار کو بہت ناگوار ہوا غصہ سے کہا کیون ای گرگان ہین آقا
نامدار سے خوف کرتی ہون کہ وہ قانون سے قدم نہین ہٹاتے دشمن کے ساتھ بہ نیکی پیش آتے
ہین ورنہ سزا دیتی اسکے ٹھہرنے سے بارہ ہزار جوان وہان پر جمع ہین کہ رہے ہین ہمارے آقائے
نامدار اچھے مقام پر آکر ٹھہرے ہین کوئی خیمے کی تعریف کرتا ہی کوئی کہتا ہی کیا جمال جہان آرا
ہی نام کیا موزون ہی لالہ رخسار شیرین گفتار کبک رفتار قمر عذار حقیقت مین کیا خدا نے حُسن
وجمال دیا ہی ایسی ایسی باتین جو لالہ رخسار نے سُنین پھولون کا زیور پہنے ہوے تھی گجرا
اُتار کے سحر کیا کہ صحرا سے ایک نازنین یہ اشعار گاتی ہوئی آئی نظم

ذرہ خورشید ہو پہونچے جو در یار کے پاس ۔ سایہ بن جائے ہما لوٹ کے دیوار کے پاس
کوچۂ یار مین سائے کی طرح رہتا ہون ۔ در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس
سیکڑون تشنۂ دیدار ہین معلوم نہین ۔ کسکی قسمت کا ہی پانی تری تلوار کے پاس
مجکو دربانی کی خدمت ہو تو ای خانہ خراب ۔ سائے کو آنے نہ دون مین تری دیوار کے پاس
فکر مرغان چمن کی ہی بہار آئی ہی ۔ جھونپڑا ڈالا ہی صیاد نے گلزار کے پاس
کار زنجیر جو اُن گیسوے پیچان سے ہوا ۔ رو ئین کے بیٹھ کے آزاد گرفتار کے پاس
پھر گیا مُنھ تری ابرو کی طرف سے اُن کا ۔ سینے کو کھول کے جاتے تھے جو تلوار کے پاس
ایڑیان شوق شہادت مین کہانتک رگڑون ۔ ابتو جلاد کو بھجواؤ گنہگار کے پاس
حالتِ نزع ہی صورت کوئی بچنے کی نہین ۔ اُٹھ گیا رو کے جو آیا ترے بیمار کے پاس
باغ عالم مین جو رکھا ہی قدم ای آتش ۔ خندہ زن گل کیطرح بیٹھ کے ہو خار کے پاس

اُس نازنین نے آتے ہی گرگان کا ہاتھ تھام لیا اور کہا باغ عیش مین چلو گرگان کھڑا ہو گیا
اُس نازنین کے ساتھ چلا بارہ ہزار جوان لشت پر وہ نازنین باتین کرتی ہوئی گرگان کو لے چلی
لشکر سے نکل کر سامنے دیکھا کہ ایک باغ ہی وہ نازنین سب کو ساتھ لیکر اُس باغ مین داخل ہوئی
باغ کا دروازہ بند ہو گیا کنیزان لالہ رخسار نے آکر خبر دی کہ وہ نازنین گرگان کو ساتھ لے کر
ایک باغ مین داخل ہو گئی دروازہ باغ کا بند ہو گیا لالہ رخسار نے کہا اُسکی یہی سزا تھی
مگر جب عرصہ گذرا یہ خبر لقیا کو پہونچی کہ فرزند آپ کا ایک باغ مین داخل ہوا دروازہ باغ کا

بند ہو گیا الفیا نے ادر سوار کی معرفت نامہ صاحبقران کو روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ کیون
یا صاحبقران آپ کے یہان یہی دستور ہو کہ ایلچی کے ساتھ یون ہی پیش آتے ہین صاحبقران
نے فرمایا کہ کیون لالہ رخسار یہ تم نے کیا کیا ہمارے یہان ایلچی کے ستانے کا حکم نہین ہو ملکہ
لالہ رخسار نے تھرا کر عرض کی کہ ای شہریار اُسنے میرے ساتھ وہ حرکت کی کہ اگر حضور
ملاحظہ کرتے تو اس سے زیادہ پیش آتے صاحبقران نے فرمایا کہ جلد سحر اُتار دو لالہ رخسار
نے پھر گجرا اُتار کر پھینکا اور کچھ اسم پڑھا گرگان ایک باغ مین پھر رہا تھا بارہ ہزار ساتھی
سرگردان و حیران و پریشان باغ مین پھر رہے تھے کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی وہ نازنین تو غائب
ہوئی بعد آندھی دفع ہونے کے ایک صحرائے ویران مین ایک درخت کے نیچے سب نے اپنے
تئین پایا گرگان حیران ہو گیا کہتا تھا کہ یارو ہم کہان جاتے تھے اور یہان کہان آگئے
سب نے کہا کہ آپ راستہ بھولے اس طرف چلے آئے راستہ لشکر صاحبقران کا اور
ہو گرگان اُٹھ کر گینڈے پر سوار ہوا لشکر صاحبقران مین آکر بدعتین کرنے لگا چاہتا ہو جھنڈے
قلم کرون بارگاہ ہو کو چھکڑون پر بار کرتا ہوا نکلون مگر لوگ خاموش ہین مزاج سے امیر کے
واقف ہین کہ اگر اسکے ساتھ بدی پیش آوینگے تو آقا کے خلاف ہوگا گرگان اکڑتا ہوا
دربارگاہ پر پہونچا درگہ سالار نے للکارا کہ ذرا ٹھہر جائیے مین عرض کرتا ہون گرگان ٹھہر اگر
درگہ سالار نے جا کر صاحبقران سے عرض کی صاحبقران نے کہا اُسکو نہ روکو آنے دو
گرگان اندر آیا مثل کافرون کے سلام کیا صاحبقران نے کچھ نہ کہا خاموش ہو رہے گرگان
ایک زنگل پر آکر بیٹھا لالہ رخسار بھی ایک طرف بیٹھی ہین لالہ رخسار سے متوجہ ہو کر کہنے لگا
ای ملکہ ہمنے تم کو بڑی دیر کے بعد دیکھا آنکھین تمکو ڈھونڈھ رہی تھین شکرات و منات
نہ اب دکھایا ہمارے ساتھ چلو تمھاری خاطر کرینگے کنیزین واسطے خدمت کے دینگے یہ
سُنکر لالہ رخسار نو آنکھون مین آنسو بھر کر خاموش ہو رہی مگر صاحبقران نے فرمایا کہ ای
پہلوان دوران تم ہمارے پاس آئے ہو عورت سے کیا کلام کرتے ہو گرگان نے کہا کہ
یا صاحبقران یہ نازنین مجکو بہت پسند ہو اگر میرے ساتھ کر دیجیے تو صفائی کرا دون ورنہ میرا
آنا خالی نہ جائیگا آپ کو ملال پہونچیگا صاحبقران کو بہت غصہ آیا فرمایا ای گرگان تجکو بڑا

غرور ہی ہم کو کیا رنج پہونچائیگا بس نامہ دے اور چلا جا گرگان نے کہا مین تو اس عورت کو لیکر
جاؤنگا میری جان پر بنی ہی صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا فرمایا بس اب اٹھ جاؤ ہمسے کلام نہ کرو
گرگان زدرون پر چڑھا ہوا ہی بلبلا کر کہا یا صاحبقران خاموش رہیے جو کہتا ہون وہ ہی
کرونگا ای نازنین اٹھ اور میرے ساتھ چل یقین ہی والد قبول کرین بڑا تیرا اعزاز و اکرام
ہوگا صاحبقران نے فرمایا او بیہودہ ہم منع کرتے ہین نہین مانتا گرگان نے تلوار کھینچ کر ہاتھ
لگایا امیر نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک تمانچہ مارا کہ گرگان گرکر بیہوش ہوگیا امیر
کو بہت غصہ تھا لیکن سرہانے گرگان کے ٹہل رہے ہین دمبدم فرماتے ہین کہ ای گرگان
اٹھو کہان تک آرام کروگے گرگان نے آنکھ کھولکر جو صاحبقران کو دیکھا جھاڑ پونچھ کر
اٹھا کہا لیجیے مین جاتا ہون میرا ٹھہرنا آپکو خلاف ہی صاحبقران نے فرمایا تم تو نہین خلاف ہو
مگر تمہاری حرکتین خلاف ہین جس واسطے آئے تھے وہ نامہ تو دو کہ ہم پڑھین گرگان نے نامہ
دو بلغے سے کھولا ہاتھ پر رکھ کے صاحبقران کو دیا صاحبقران نے نامہ ملاحظ فرماکے
اتنا فرمایا کہ یہ نامہ اُسی کو پھیر دینا کہنا کہ میدان مین سمجھا جائیگا میر منشی سے کہا کہ جواب لکھدو
منشی نے اوپر نامے کے لکھدیا کہ جواب نامہ جنگ گرگان نے نامہ لیا اور بارگاہ سے
نکلا ساتھ والون سے کہا کہ تم کو معلوم ہی کہ ہم پر کیا گذری سب نے کہا کہ ہم کو کیا خبر
کہا جسقدر قریب صاحبقران کے سردار بیٹھے تھے سب مجکو لپٹ گئے چاہتے تھے قتل
کرین مگر حمزہ نے منع کیا کہ ہماری خرابی ہوگی اسکے ساتھ فساد نہ کرو تب میری نجات ہوئی
مگر مین نے جواب نامے کا لیا اب چلو میدان مین سمجھ لونگا لیکن حمزہ نہایت صاحب طاقت
ہی اس طرح کی باتین کرتا ہوا لشکر مین آیا سامنے باپ کے پہونچا باپ نے پوچھا ای فرزند یہ
کیا معرکہ گذرا گرگان نے سب حال بیان کیا کہ راہ مین لالہ رخسار مل گئی مجھپر عاشق ہوئی
کہتی تھی بیٹھو مین نے کہا کہ مین برسم سفارت آیا ہون مین نہین ٹھہر سکتا تب اُسنے سحر کردیا باغ
مین پھرتا تھا جب آپ نے حمزہ کو طعنہ دیا ہی تب لالہ رخسار نے سحر اُتارا اپنے کو مین نے
ایک جنگل مین پایا ناچار ہو کر سامنے حمزہ کے پہونچا حمزہ نے سب سردارون کو اشارہ کردیا
سب سردار مجکو لپٹ گئے مگر مین مغلوبہ لڑا ہوا تھا اُن کے گرانے سے نہ گرا تب حمزہ نے

اُٹھکر یہ انصاف کیا کہ ان کو چھوڑ دو اور نامہ پڑھکر جواب جنگ لکھ دیا یہ حال سُن کر باپ
اسکا بہت جھلایا کہا طبل جنگی بجے اسطرف فوراً ہرکارون نے صاحبقران کو یہ خبر پہونچائی
گردن سے طبل جنگی بجا ہر صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجوایا گرگان واسطے شکار کے گیا
اتفاق سے صاحبقران بھی آئے شکارگاہ مین جو سامنا ہوا گرگان نے کہا کہ کیون حمزہ
اب کس طرح پیش آؤن ہر شرط کہ دبوچ کر مار ڈالون امیر نے کہا کہ ای گرگان خاموش رہو
گرگان نے چاہا کہ لپٹ پڑون امیر نے تمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا امیر نے پھر
ہوشیار کیا فرمایا اب تو جاؤ میدان مین سمجھ لینا گرگان اُٹھ کر روانہ ہوا تیاریان جنگ
کی ہو رہی تھین کہ گرگان نے آکر باپ سے کہا کہ جنگل مین مین نے حمزہ کو خوب ڈرایا ایک تمانچہ
مار دیا حمزہ بیہوش ہوا جب ہوشیار ہوا تو منتین کرنے لگا مین خاموش ہو رہا مگر مجھ سے
کہتا تھا کہ اسکا ذکر نہ کرنا مگر مین نے آپ سے کہدیا ہرکارے جو لشکر صاحبقران کے
حاضر تھے فوراً خبر لیکر بھاگے سامنے صاحبقران کے آئے امیر جاہتے تھے ہتھیار کھولین
کہ ہرکارون نے پرچہ اخبار دیا امیر پرچہ پڑھتے ہی بہت جھلائے اشقر پر سوار ہو کے
چلے سردارون نے ارادہ کیا صاحبقران نے سب کو منع کیا کہ خبردار میرے ساتھ کوئی
نہ آئے سب سردار رُک گئے صاحبقران اشقر پر سوار ہوے طرف لشکر دشمن کے چلے
بارگاہ مین آئے آتے ہی مثل اہل اسلام کے سلام کیا فرمایا کیون گرگان ہمنے تم سے صحرا مین
منتین کی تھین تجنے تمانچہ مارا تھا اسقدر مغرور نہ ہو جو گذرا ہو وہ بیان کر دگرگان نے
کہا کہ حمزہ بس اب چلا جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا صاحبقران قریب گرگان کے
آئے گرگان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک تمانچہ مار دیا کہ
گرگان گرا امیر نے چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا فرمایا مین جاتا ہون جسکو دعویٰ ہو وہ بدلہ اسکا
مجھسے لے کوئی نہ بولا صاحبقران سوار ہوے سر گرگان کا اپنے شکاربند سے باندھ
لیا جب وسط لشکر مین آئے تو بقیانے افسرون سے کہا کہ یارو حمزہ بڑی گستاخی کر گیا ہر
تم مین کسی نے جواب نہ دیا اب اگر مناسب ہو تو جاکر گھیر لو گرفتار کرکے میرے سامنے لاؤ
مین سزا دون امیر بیچ لشکر مین پہونچے تھے کہ چہار طرف سے بلوہ ہوا لینا لینا کی آواز آئی

امیر نے اشقر کو پھیرا نعرہ کر کے تلوار کھینچی امیر گھرے ہوے بیچ مین لڑ رہے ہین اور اچھے اچھے زخم بھی کھاے ہین بیقرار ہوکر دعائین مانگ رہے ہین کہ اے کریم و رحیم اس آفت سے مجکو بچاے دشمنون کے ہاتھ سے نجات دے نظم

هر کجا اندر گلستان عندلیب زار دید ۔ همسر گل در چمن استاده نوک خار دید
فی الحقیقت اندرین دنیا چه دنیادار دید ۔ درد و داغ و حسرت و اندیشه و آزار دید
بر رخ شمس و قمر اهل نظر هر بار دید ۔ جلوه گر از چهرهٔ هر دو جمال یار دید
در دیار معرفت سوداگری هر کس که کرد ۔ روز سوداے محبت گرم هر بازار دید
نیک شد انجام آن مرد خدا روز جزا ۔ هر که اندر ابتدا بر انتهاے کار دید
عارف آن پرده نشین گوشهٔ توحید را ۔ گاه اندر خلوت و گه بر سر بازار دید
گفتگو ناگفتنی آورد هر کس بر زبان ۔ حالت نادیدنی از دیده آخر کار دید
کرد بر یاران گهر در نظم این دیوان نثار ۔ سینهٔ خود را چه هندی معدن اسرار دید

امیر نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سرداران تہمتن و جوانان صف شکن آکر پہونچے اور جنگ مین مصروف ہوے اب صاحبقران نے مہلت پائی سردارون نے آکر گھیر لیا گرد آگئے صاحبقران با اطمینان جنگ کرنے لگے بقیا نے سامنا پڑا بیٹے کے غم مین کلیجہ سے دھوان اُٹھ رہا ہے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تیغہ عقرب پر رو کا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا بقیا کا سر زخمی ہوا سامنے سے بھاگا وزیرون سے کہا کہ جلدی سے طبل بازگشت بجواؤ ہمراہیان حمزہ سب چلے آتے ہین بقیا طبل امان بجوا کر پلٹا امیر بفتح و فیروزی واپس ہوے آکر داخل بارگاہ ہوے سب سردارون سے حال بیان کیا سردارون نے عرض کی کہ آقاے نامدار جب آپ نے ہم کو ساتھ نہ لیا تو ہم نے ہرکارون کو بھیجا ہرکارون نے آکر خبر دی کہ صاحبقران نے گرگان کا سر کھینچ لیا وسط لشکر مین آکر گھرے ہین ہم لوگ فوراً پہونچے شکر ہے کہ آپ کو بخیر و عافیت پایا مگر بقیا کا گھمنڈ نکل گیا وہ جو اُسکو گمان تھا کہ جس لڑائی پر جاتا ہون فتح کر لیتا ہون آخر اُسکا بیٹا مارا گیا مگر بقیا جو پلٹ کر گیا بارگاہ مین بیٹھا ہوا ذکر امیر کا کر رہا ہے کہ صاحبو آج تو حمزہ نے غضب کیا کہ سر دربار آکر میرے بیٹے کو مارا حمزہ کو کیا گھمنڈ

ہو گا کہ سامنے آکر میرے بیٹے کو مارا کوئی تم مین ایسا ہے کہ حمزہ کو جواب دے شہپال تیغ زن
پہلوان زبردست بیٹھا تھا اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ اے شہنشاہ اگر حکم ہو تو کل حمزہ سے
مقابلہ کرون اگر سر میدان نہ قتل کرون تو میرا نام شہپال نہ رکھیے گا لقیا نے کہا کہ طبل جنگی بجواؤ
شہپال نے کہا کہ خدمت طلایہ داری بھی آج میرے نام ہو صبح کو مقابلہ کرونگا یہ کہکر طبل جنگی
بجوایا صاحبقران نے یہ خبر سنکر نوازش طبل کا حکم دیا پھر صاحبقران کو خبر معلوم ہوئی کہ
شہپال آج شب کو طلایہ دیگا عمرو نے عرض کی کہ آج حضور کا طلایہ ہے صاحبقران نے فرمایا
کہ خواجہ تیاری کرو ہم خود لشکر کا طلایہ دینگے یہ فرماکر مقبل کو ساتھ لیا طلائے پر آئے
جابجا سوار و پیادے مقرر کیے آپ اُن کا انتظام کرکے کنارے پر آکر ٹھہرے اِدھر سے
شہپال طلایہ پھرتا ہوا سامنے آیا امیر کو دیکھ کر جل گیا ساتھ والون سے کہا کہ یارو تمنے
دیکھا حمزہ نے سر دربار آکر گرگان کو مارا اب سامنے کھڑا ہے مجکو بہت ناگوار گذرتا ہے اگر
تم لوگ کہو تو حمزہ کو مار لون سب نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے ہم آپ کے ساتھ ہین شہپال
بڑھا پکار کر آواز دی کہ کیون حمزہ تونے بڑی جرأت کی کہ باپ کے سامنے جاکر بیٹے کو مارا اگر
اب کیونکر بچوگے ہر چند کہ مین طبل جنگی بجوا چکا ہون مگر اسی وقت تم کو قتل کرونگا صاحبقران
نے مقبل کو اشارہ کیا مقبل تلوار کھینچ کر بڑھا اور پکار کر آواز دی کہ او بے ادب یہ کیا کلام
زبان سے نکالتا ہے منم غلام صاحبقران مجھسے تو مقابلہ کر آقا کو کیا غرض ہے کہ تجھ ایسون کو
جواب دین شہپال نے گینڈا بڑھا کر ہاتھ تلوار کا مارا مقبل نے تلوار کو تلوار پر روکا
اول تلوار گینڈے پر ماری گینڈے کا چہرہ کٹا شہپال زمین پر آیا اُترتے اُترتے مقبل
کو ہاتھ مار دیا مقبل کا سر زخمی ہوا شہپال نے چاہا سر کاٹ لون امیر نے اشقر کو بڑھا کر
آواز دی کہ او قابو پرست کیا کرتا ہے شہپال رُکا امیر جا پڑے شہپال نے ہاتھ تلوار کا
مارا امیر نے وار روک کر سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مار دیا شہپال کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والون
کو اُسکے بھگایا ہتھیار شہپال کے کھول لیے مقبل نے تلوار اسکی نکال لی سپر پشت پر ڈالی
صاحبقران پلٹے ہرکارون نے یہ خبر لقیا کو پہونچائی کہ شہپال مارا گیا طلائے پر لاشہ
پڑا ہے کئی سو ہمراہی مارے گئے لقیا تلوار کو ٹیک کر اُٹھا مگر افسرون نے منع کیا کہ اب

رات کا وقت ہو نہ جانے بقیا ٹھہر گیا کہا صبح کو میدان مین سمجھونگا معاوضۂ خون گرگان مین اسطرح قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین اور مجکو ذرا ترس نہ آسے کیا گرگان کا خون بالا بالا جائیگا چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کرہٹے بقیا نے گینڈا بڑھایا میدان مین آکر آواز دی کہ یا امیر میرے مقابلے مین آئیے دو خون آپ کی گردن پر ہین یہ دونون خون رنگ لاوینگے روز سیہ دکھاوینگے صاحبقران نے اشقر بڑھایا سامنے بقیا کے آئے بقیا نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا بقیا نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بقیا بھی امیر سے لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی جب صاحبقران پکڑ لاتے ہین دو چار گھستے ایسے دیتے ہین کہ بقیا گھبرا جاتا ہے اُلجھ اُلجھ کے نکلتا ہے چار پہر یون ہی کشتی ہوئی شام کو بقیا چھوڑ کر الگ ہوا کہا حمزہ تو مجھسے خوب لڑا مین تیری جرأت کی تعریف کرتا ہون اب کل مقابلہ کرونگا رات کو مین نہین لڑتا ہون صاحبقران نے روکا اور ہدایت کی کہ روشنی کا حکم دو بعد زیر و زبر ہونیکے واپس ہونگے مگر بقیا نے کچھ جواب نہ دیا گینڈے پر سوار ہو کے پلٹ گیا صاحبقران اپنے لشکر مین آئے مگر بقیا جو بارگاہ مین پہونچا عیار اسکا سماک تیز رو بیٹھا ہوا تھا بقیا نے کہا کہ ای سماک تجھسے کچھ نہین ہو سکتا سماک نے کہا کہ غلام سے کب ارشاد ہوا اگر حکم دیجیے تو حمزہ کو پکڑ لاؤن گرگان مارا گیا مجھپر بہت شاق ہوا سر میدان عیاری کرتا مگر یہی خیال مین آیا کہ آپ کی جرأت کے خلاف ہوگا ورنہ سر میدان گرفتار کر لیتا اب آپ طبل جنگی نہ بجوائیے مین لڑائی فتح کرائے دیتا ہون یہ کہکر سماک اُٹھا بانہائے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر صاحبقران کے چلا لشکر مین آکر پوچھنے لگا کہ حمزہ کس بارگاہ مین رہتا ہے اُدھر سے خواجہ عمرو آتے تھے دوکاندار نے بیان کیا کہ وہ جو مرد ضعیف سامنے جاتا ہے صاحبقران کو پوچھتا تھا ہمنے نہین بتایا عمرو نے بڑھ کر آواز دی کہ بڑے بھائی صاحب ذرا ٹھہر جائیے سماک ٹھہرا عمرو نے قریب آکر کہا کہ کیون بڑے میان صاحب حمزہ سے کیا کام ہے سماک گھبرایا کچھ جواب نہ دیا سوچنے لگا کہ کیا کہون عمرو نے کہا بڑے میان وہ دیکھو صاحبقران کھڑے ہین جیسے ہی سماک پلٹا عمرو نے حلقہ بلے کمند مارے سماک جست کرکے حلقوں سے

نکلا عمرو نے پیچھا کیا مگر سماک بھاگا لشکر سے نکل کر پلٹ پڑا عمرو سے نیچے چلنے لگا ایک مقام پر
سماک نے عمرو کو حباب مارا عمرو کے دماغ پر پڑا عمرو بیہوش ہوکر گرا سماک نے چاہا کہ اسکا
سر کاٹ لون پھر سوچا کہ اسکا قتل کرنا اچھا نہین اسکو یہان باندھ دون اسکی شکل بنکر جاؤن
یہی اسنے کیا کہ رنگ و روغن لگا کر بصورت عمرو بنا عمرو کو درخت سے باندھ دیا آپ بشکل
عمرو لشکر صاحبقران مین آیا مگر گھبرایا ہوا شاگرد جو راہ مین ملے اُنھون نے پوچھا اُستاد
مزاج کیسا ہی سماک نے کہا عیار دشمن آیا ہی اُسی کی فکر مین پھر رہا ہون بارگاہ امیر کہان ہی
شاگرد خاموش ہو رہے مگر ایک شاگرد جاتا تھا کہ چالاک سے ملاقات ہوئی شاگرد نے کہا
خلیفہ صاحب اس وقت اُستاد کو عجب حال مین دیکھا کہ مجھسے پوچھتے ہین کہ صاحبقران
کس بارگاہ مین رہتے ہین ہرچند مجکو کھٹکا ہوا مگر خاموش ہو رہا چالاک نے کہا کہ تونے
غضب کیا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی اور شخص ہی وہ قبلہ و کعبہ کی شکل بنکر آیا ہی یہ کہکر چالاک
چلا دور سے دیکھا کہ قبلہ و کعبہ جاتے ہین پکار کر آواز دی کہ خداوند نعمت ذرا ٹھہر جائیے مین
کچھ عرض کرونگا سماک چالاک کو نہین پہچانتا تھا اسنے کچھ جواب نہین دیا چالاک جھپٹکر قریب آیا
آنکھ جو ملائی پہچان گیا کہ یہ عمرو نہین ہین بیقرار ہو گیا کہا آپ کسکو ڈھونڈھ رہے ہین سماک
نے کہا مین حمزہ کی تلاش مین ہون پس چالاک نے دھوکا دیکر حلقہ ہائے کمند مارے
حلقے گلے مین پڑے ایک جھٹکا مارا اور حباب مار دیا کہ سماک بیہوش ہوا یہان خواجہ عمرو کو
کاہ فروشون نے کھولا اُس وقت آکر پہونچے کہ چالاک نے سماک کو بیہوش کیا ہی عمرو نے
آکر چالاک کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای فرزند اسنے مجکو بیہوش کرکے ایک درخت سے باندھا
تھا اور میری صورت بنکر برائے عیاری آیا تھا مگر تم نے بیٹا بڑا کام کیا کہ اسکو گرفتار کیا
اب مین اسکی شکل پر جاتا ہون تم تو اسکو لیجاکر قید کردو مین دو چار کوڑی پیسے کا روزگار
کرون قرضدارون نے بہت ستایا ہی کہین سے آج کل پیسہ نہین ملتا چالاک نے مُنھ پھیر کر
کہا کہ اس فکر سے کبھی آپ کو مہلت نہ ہوگی عمرو نے کہا کہ او نالائق تو ان باتون کو کیا جانے
کہ ایک سر ہزار سودے کس کسکو دیکھون کتنی بی بیان ہین اگر دس دس روپئے فی زوجہ
ماہواری خرچ رکھو تو کسقدر روپیہ چاہیئے علاوہ اس خرچ کے دو تین ہزار روپئے روز کی

خیرات کرتا ہون اور تنخواہ جانتے ہو کہ کس مقدار کی ہی سواے اُسکے اور کوئی ٹکہ اوپر سے
نہین ملتا اور مہاجن اب قرض بھی نہین دیتے چالاک نے کہا کہ جی بہت درست ہی جو کچھ آپ
فرماتے ہین بہت بجا ہی مگر خواجہ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بصورت سماک بنے لشکر دشمن
مین آے شاگردون نے پوچھا کہ اُستاد کہان سے آتے ہو عمرو نے کہا کہ براے گرفتاری حمزہ
گیا تھا سب پتہ لگا لیا اب رات کو گرفتار کر لاؤنگا شاگرد کنارے ہوے خواجہ بارگاہ مین
آے بقیا سے بھی کہدیا کہ سب تدبیرین کر آیا ہون رات کو حمزہ کو گرفتار کر لونگا مگر عیار
اُن کا بلاے روزگار ہی مین نے گرفتار کر لیا تھا اُسی کی شکل بن کر سب حال دریافت کر آیا
بقیا نے خلعت دیا عمرو نے کہا کہ اے پہلوان مجھے اس خلعت کی ضرورت نہین آج تمام
دن اسی فکر مین گذرا بقیا نے کہا کہ اے سماک اگر حمزہ کو گرفتار کر لایا تو وہ مرتبہ تیرا کر دون
کہ تمام عالم رشک کرے عمرو نے کہا کہ آج نیا ایک معرکہ گذرا جنگل مین آتا تھا ایک طائر نے
آواز دی کہ اے سماک کہان جاتا ہی مین نے بیان کیا کہ فکر مین حمزہ کی نکلا ہون تب طائر
نے گرد سر چرخ مارا اور کہا کہ اے سماک تم کو کمال علم موسیقی عطا ہوا مین فرستادہ خداوند
ہون جمشید ثانی نے حکم دیا کہ سماک کو جا کر کامل و اکمل کر دو اے شہنشاہ گانا تو سنیے
دیکھیے مجکو کچھ کمال آیا یہ کہکر بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار گانے لگا نظم

نہ راز دل بتائے وصف یہ ہی میرے نالے مین
کبھی منہ سے نہ چھوٹی بات یہ ہی منہ کے چھالے مین

سواے اشک رنگین اور پھل ہرگز نہ آئیگا
بھرا ہی خون اے نخل تمنا تیرے تھالے مین

دکھائی صبح کسکو گریۂ شام جدائی نے
سفیدا آنسو ٹپکتا ہی تو مل جاتا ہی کالے مین

مُنے یہ کون یارب غیر کا صدمہ سہا اُسنے
تمکھے دل جس سے دشمن کا نہو وہ درد نالے مین

چمک کر بخت تیرہ نے دکھایا ہی نیا عالم
اُجالا ہی اندھیرے مین اندھیرا ہی اُجالے مین

رقیبون سے گلے مل کر جو عاشق کو جلایا ہی
پھپھولے ہو گئے تھے جتنے موتی اُنکے مالے مین

شب غم داغ ہی کوئی نصیب ایسا ہوا ہوتا
کہ پڑھ لیتے لکھا تقدیر کا اُسکے اُجالے مین

چلے اے باغبان ہم دیکھ لے تو اپنے گلشن کو
گلون کی بو گلون مین رنگ لالے کا ہی لالے مین

اگر سنتے ہو درد دل تو پہلے دیکھ لو منہ کو
شکست رنگ کی آواز ہی عاشق کے نالے مین

خدا کا گھر جلال این زاہدون ہی کو مبارک ہو	بتو نسے ہم جگہ تھوڑی سی لیتے ہین شوالے مین

بقیا بہت خوش ہوا کہا لو صاحب میرا عیار نظر کردۂ خداوند جمشید ثانی ہوا فخر کا مقام ہی یہ
سُنکر سب نے کہا اب لڑائی فتح ہوگی جو قدرت کو منظور ہوا تو سب مشکلین آسان ہونگی سماک
نقلی نے عرض کی کہ ایک کمال اور بلا ہی عمرو کے گرفتار کرنے کی ایسی ساقی گری کرون کہ کوئی
باقی نہ رہے ساری محفل ایک حال مین ہو بقیا نے کہا کہ شراب پلانا کتنی بڑی بات ہی سماک
نے کہا مزہ تب ہی کہ ہاتھ سے بتاتا جاؤن پاؤن سے ناچون سر سے شراب پلاؤن تب آپکو
میرا کمال ظاہر ہو بقیا نے کہا کہ ای سماک سُنا ہی یہ کام تو عمرو کرتا ہی سماک نقلی نے عرض کی
اسی واسطے قدرت نے یہ کمال مجکو بتایا ہی کہ عمرو ناچار ہو شراب پلاکر اُسکو بیہوش کرونگا
کُنجی میخانے کی عطا فرمایئے بقیا نے کنجی دی خواجہ عمرو میخانے مین آئے سب شرابکو خراب کیا
یعنی بیہوشی ملائی پکار کر آواز دی کہ یارو جسکو شراب کی خواہش ہو وہ لیجاے ہم ساقی ہونگے
کوئی باقی نہ رہے خادم یہ آواز سُنکر دوڑے گلابیان اُٹھا اُٹھا کرلے چلے خواجہ کہتے جاتے ہین کہ
یارو شراب لیجاؤ آج جی بھر کے پیو ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہے شراب لٹ رہی ہی
عمرو نے پچاس گلابیان آراستہ کر کے مئے ارغوانی اُس مین بھری گھڑے گلابیون کے تمامی سے
باندھے محفل مین لیکر آے بقیا نے کہا کہ دیکھو کس طریقے سے شراب لایا ہی کہ دل رغبت
کرتا ہی خواجہ عمرو نے گھنگرو پاؤن مین باندھے سر پر جام رکھا بتاتے ہوے چلے سامنے
بقیا کے آے سر جُھکا کر کہا کہ ایسے پہلوانون کو سر سے شراب پلانا چاہیے بقیا جام لے کر
بے اندیشۂ انجام پی گیا اب تو عمرو نے دورہ باندھا تھوڑے عرصے مین خواجہ عمرو نے
سب کو شراب پلائی بقیا بیٹھے بیٹھے یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ یا خداوند آیئے اُٹھتے ہی گرا بیہوش
ہوا اب اہل دربار بھی بیہوش ہوے خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو ۔
عمرو ہون مین عیار صاحبقران + مرے مکر سے کانپتا ہی جہان + تراشندۂ ریش کفار ہون ۔
زمانے کا مکار و غدار ہون + مرا تیز رفتار ہو گر قدم + صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم +
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو + نہ پہونچے مری گرد پاپوش کو + دوندہ جہانگرد طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون + عمرو نے بیٹھ کر بقیا کی داڑھی مونچھین مونڈین ایک بال رہنے دیا

اُس مین ایک رقعہ باندھا رقعے مین لکھ دیا کہ او بقیا تم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری
دعا دے صاحبقران کو کہ حکم قتل نہین ہی کہ بیہوشی مین کسی سردار کو قتل کرون اب بہتر یہ ہی کہ
جب بیدار ہونا تو بدل آکر اطاعت کرنا ورنہ ایک مرتبہ تیرا سر کاٹ لیجاؤنگا تمام اسباب
محفل کا لیکر خواجہ اُدھر سے چلے اِدھر عیار کو جو قید کر آے تھے وہ عیارونکے سامنے رونے لگا
عیارون نے پوچھا کیون روتے ہو عیار نے کہا مین نے اطاعت کی عمرو کا شاگرد ہوتا ہون
اب مجکو رہا کرو عیارون نے اُسکو چھوڑ دیا یہ جو نکلا در دولت صاحبقران پر آیا مقبل
پڑا سو رہا تھا مقبل کو اسنے بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا جی مین کہتا ہوا کہ کچھ تو
کام کر کے چلا راہ مین اُدھر سے خواجہ عمرو آتے تھے اِدھر سے یہ عیار جاتا تھا عمرو نے پکار کر
پوچھا کہ کون جاتا ہی اور اپنے نام کا نعرہ کیا عیار نے اپنا نام بتایا عمرو نے کہا کہ مین اسباب
محفل لیے جاتا ہون عیار نے کہا کہ مین مقبل کو لیے جاتا ہون عمرو نے اسباب زمین پر رکھا
اور نیمچہ کھینچ کر سامنے آیا کہا مین تجکو نہ جانے دونگا بہتر یہ ہی کہ پشتارہ رکھدے عیار
نے نہ مانا عمرو نے نیمچہ مارا آپس مین نیمچہ چلنے لگا دونون آپس مین لڑ رہے ہین صحرا کا
سناٹا عمرو چاہتا ہی کہ مین عیار کو مار کر پشتارہ لون مگر عیار یہ ہوشیاری لڑ رہا ہی کہین
پر چوکتا نہین قضاے کار نقابدار زرین پوش اس صحرا مین اُترا ہوا تھا اسکے عیار نے
خبر دی کہ عمرو عیار ایک عیار سے لڑ رہا ہی نقابدار وقت پر آیا نیزہ سینے پر عیار کے
رکھدیا کہا کہ صاف بتا تو کون ہی عیار نے کہا کہ اے نقابدار بہادر انصاف کیجیے کہ
مین مقبل کو لیے جاتا ہون انھون نے میرے مالک کی بارگاہ کو لوٹا مین یہ چاہتا ہون کہ
اسباب چھین لون عمرو چاہتا ہی کہ پشتارہ بھی لون آپ انصاف کیجیے نقابدار نے عمرو
کو جھڑکا کہا خواجہ کھڑے رہو اسکو اسباب لیجانے دو انصاف یہی ہی ورنہ اُسے مقبل کو لیجانیدو
تم اپنا اسباب لیجاؤ پھر عیاری کر کے چھڑا لانا ہرچند عمرو تڑپا مگر نقابدار نے نہ مانا عیار کو رخصت
کر دیا جب عیار چلا گیا تب نقابدار نے عمرو سے کہا کہ صاحبقران سے میرا پیغام دینا کہ مجھسے
مقابلہ نہ کیجیے اور بلنے عنایت فرمائیے ورنہ سر میدان مقابلہ ہوگا عمرو نے کہا بہت خوب مین
کہ دونگا یہ کہکر نقابدار تو چلا گیا خواجہ عمرو طرف لشکر کے روانہ ہوے مگر مقبل کا بڑا خیال ہی

خواجہ لشکر مین آے آکر صاحبقران کو سلام کیا سب حال نقابدار کا بیان کیا کہ کچھ تھوڑے
گدڑے جیتھڑے بارگاہ لقبیا سے لاتا تھا کہ راہ مین اُسکا عیار مقبل کا بشارہ لیے جاتا تھا مین نے
اُسے روکا مین وقت پر نقابدار زرین پوش آگیا اُسنے کہا ہم یہی انصاف کرتے ہین کہ مقبل کو
اُسے لیجانے دو اور تم اسباب لیجاؤ اور یہ پیام کہدینا صاحبقران نے فرمایا نقابدار کو نہین معلوم
کیا خیال ہے اور مین بدون مقابلہ کیے بانہاے صاحبقرانی نہ رونگا خیر دیکھا جائیگا مگر خواجہ مقبل
کی فکر کرو خواجہ نے عرض کی کہ حضور جانتے ہین کہ بوجہ قرضداروں کے بمشکل راستہ چلتا ہون اور
مین واسطے اداے قرضہ کے بارگاہ لقبیا مین گیا تھا کہ کچھ وہین سے حاصل ہو جاے اصل ادا
ہونا تو مشکل ہی کچھ سود ہی مہاجنون کو پہونچ جائیگا وہانسے کچھ بھی حاصل نہ ہوا ایسا کچھ اسباب
حمل ملا کہ آخر اُسکو مین نے جلا کر جنگل مین پھینک دیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ تمھارے
فقرے نہین جاتے عمرو نے کہا کہ ای شہریار پراگندہ روزی پراگندہ دل کچھ مرحمت فرمائیے تو
مین براے رہائی مقبل جاؤن صاحبقران نے ہزار روپیہ منگوا کر پیش کیے عمرو نے کہا کہ اس
رقم سے کیا ہوگا امیر نے فرمایا کہ زیادہ ممکن نہ ہوگا جی چاہے براے رہائی جاؤ ورجی چاہے نجاؤ
عمرو نے کہا کہ مین تو نہ جاؤنگا امیر نے فرمایا اشقر تیار کرو اشقر تیار ہو کر آیا صاحبقران زین
سوار ہو کر چلے یہان عیار نے لشکر مین آکر اہل فوج کا عجب رنگ دیکھا کہ دیوانہ وار پھر رہے ہین
سب کو ہوشیار کرتا ہوا بارگاہ مین آیا لقبیا کو ہوشیار کیا اُسنے جو رقعہ اور اپنا حال دیکھا اور
دیکھا کہ سب سردار بیہوش پڑے ہین مُنھ پر داڑھی مونچھ ندارد جھلا کر پوچھا کہ او مکار یہ کیا ہوا سب
کیفیت عیار نے بیان کی لقبیا نے کہا کہ جلاد کو بُلاؤ غلام ہی کو اُن کے قتل کردن کہ دلکو صبر ہو
عمرو تو بڑا غضب کر گیا ساری بارگاہ کو لوٹ لے گیا کوئی تو کام مین بھی کردن کہ کچھ میری ذلت
کا بدلہ لے جلاد جلاد کا ہڑ ہوا جلاد حاضر ہوا لقبیا نے حکم دیا کہ اسکو قتل کر عیار نے کہا مین خود
قتل کرونگا مقبل کو کھینچا مقبل ہوشیار ہوا اپنے کو زیر تیغ پایا بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا
کہ ای کریم کارسازو ای مالک بے نیاز دشمنونسے بچانے نظم

چو از پردہ جمالت چہرہ بنمود	شد از ایجاد پیدا شکل موجود
بحکمت پیل گردد عاجز از مور	بگیرد پشہ جان از جسم نمرود

بہر مذہب بہر ملت بہر دین + تو مقصودی تو مسجودی تو معبود
تو رحمانی تو سبحانی تو دیان + تو خلاقی تو رزاقی تو مودود +
کند گر صد گنہ بندہ گنہگار + نمی سازی تو باب رزق مسدود
درین جلوہ گہ اہل نظارہ + گہے شاہد شدی وگاہ مشہود
فقط کردی تو روشن نام ہندی بہر دیوان بہ نظم گوہر آمود

مقبل دعا مانگ رہا ہی عیار خنجر کھینچے کھڑا ہی کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا بقیلا نے پوچھا کہ ارے کیا معرکہ ہی ہرکارے نے خبر دی کہ صاحبقران آتے ہین درگہ سالار کو قتل کیا ملازم آپ کے روک رہے ہین یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا صاحبقران زمان تشریف لاے اپنے طور پر سلام کیا بقیلا صاحبقران کو دیکھ کر خاموش ہو گیا امیر نے آکر جلاد کو قتل کیا مقبل کی زنجیر کاٹی کہا اُٹھو چلو مقبل ساتھ ہوا صاحبقران زمان مقبل کو لیکر باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوے مقبل نے رکاب تھام لی جب صاحبقران نکل گئے تو بقیلا نے کہا حمزہ بڑا بانکپن کر گیا کہ اپنے ملازم کو لے گیا یاردگھیر کر حمزہ کو مار لو افسرون نے کہا آپنے کچھ حکم ہی نہ دیا ورنہ ہم حمزہ کو قتل کرتے بقیلا نے کہا اب مار لو صاحبقران وسط لشکر مین پہونچے تھے کہ کل لشکر نے بلوہ کیا صاحبقران نعرہ کرکے لڑنے لگے مقبل پشتی بانی کر رہا ہی کبھی کسی پر تیر مارتا ہی کبھی تلوار لیکر پشت پر آتا ہی صاحبقران کو بچاتا ہی کہ بقیلا سامنے آگیا فوج کو ترغیب دے رہا ہی ایک طرف نقیب ہلڑ کر رہے ہین کہ ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید فرد روز جنگ است جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + نظم

تخت جمشید د خط جام ہوا نقش فنا + نہ سکندر رہا نہ آئینۂ حیرت افزا +
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس شہر سے ہم گرد اڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم + کف افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا

رباعی

لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار — جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہلِ فنا سے پوچھین — اے مقیمانِ عدم حال کہو کیا گذرا
راحتین بسر ہوئی کہ ایذا گذری — کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
اے گنج لحد کے رہنے والو افسوس — کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری

تھوڑے عرصے مین صاحبقران کے ہاتھ سے کئی سرافسر مارے گئے مقبل بھی بزور و شور جنگ
کر رہا ہی عین گرمی جنگ ہو کہ سرداران صاحبقران آپڑے سرداروں نے آ کر جنگ کی
لشکر بقیا کو پامال کیا صاحبقران اڑتے ہوے سامنے بقیا کے پہونچے فرمایا او قابو پرست
مین خود تیرے سامنے موجود ہون جسطرح چاہے مقابلہ کر بقیا نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
تلوار کو تلوار پر روکا سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مار دیا بقیا کے دو ٹکڑے ہوے فوج شکست کھا کے
بھاگی مگر لاشہ بقیا کا لے گئی صاحبقران نے سب مال لوٹ لیا خیمے تک اُکھڑوا لیے لشکر مین
تشریف لاے دو روز کے بعد یہان سے کوچ کیا طرف قصر ہفت رنگ کے چلے مگر خواجہ عمرو
لشکر سے آگے بڑھے ہوے سیر و شکار کرتے ہوے جاتے ہین اُدھر مقہور وزیر جمشید ثانی جو سمن عذار
کو لے گیا تھا اپنے باغ مین لایا جلسہ آراستہ کیا سمن عذار سے طالب وصل ہوا سمن عذار
نے جواب دیا کہ اے مقہور مین اپنی جان دونگی میری عصمت کو ہاتھ نہ لگانا مقہور نے ملکہ کو
ایک قفس آہنی مین بند کیا قفس کو اُسی باغ مین لٹکا دیا کہ خواجہ پھرتے ہوے پشت پر اُس
باغ کی پہونچے آواز گانے کی کان مین آئی کمند مار کر دیوار پر چڑھے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام
و بد انجام مسند پر بیٹھا ہی اور سامنے قفس رکھا ہی اُسمین ایک نازنین بند ہی اُس سے منتین کر رہا
ہی مگر وہ نازنین نہین مانتی انکار کیے جاتی ہی خواجہ سمجھے کہ یہ جادوگر اس مہ جبین پر عاشق
ہی اور یہ انکار کر رہی ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر وہ جبر کریگا تو یہ اپنی جان دیدیگی
ایک کنیز کی شکل بنکر محفل مین آے کہا کہ اے شہنشاہ ساحران اِسکا آپ کیون منتین کرتے ہین
مقہور نے کہا پھر کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا کہ اگر تھوڑی دیر کے واسطے قفس مجکو ملے تو مین
راضی کر دون مقہور خوش ہو گیا قفس اُٹھا کر عمرو کو دیا عمرو قفس کو لیکر گوشے مین آیا کہا
اے مہ جبین تو کون ہی کچھ تیرا حال نہین معلوم ہوتا سمن عذار نے سب حال اپنا بیان کیا

اور بیقرار ہوکر کہا کہ مین نام پر مسلمانون کے جان دیتی ہون ایک دن عالم خواب مین ایک جوان
رعنا کو دیکھا کہ کبھی ایسی صورت نہ دیکھی تھی نام پوچھا تو اُس شہریار نے نام اپنا قاسم نوجوان بتایا
اُس روز سے بیقرار ہون جس شب سے یہ خواب دیکھا ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی کیا تدبیر کرون
اور کیونکر اس ظالم سے جان بچاؤن عمرو نے کہا کہ آپ نے مجکو بھی پہچانا سمن عذار نے کہا
کہ مین نہین جانتی عمرو نے سمن عذار سے کہا کہ مین عیار صاحبقران ہون اگر مین پڑتا ہی تو
تم کو رہا کرتا ہون یہ کہکر عمرو نے اُسی وقت رنگ و روغن عیاری کا نکالا سمن عذار کو قفس سے
نکالا رنگ و روغن عیاری کا لگاکر خود سمن عذار کی شکل بنے سمن عذار سے کہا تم اپنے کو
ایک گوشے مین چھپاؤ خواجہ ہنستے ہوے محفل مین آے پکار کر کہا کہ کیون صاحب ہمارے
قتل کے درپے ہو سر حاضر ہی کاٹ لو تمھاری تو خوشی ہوجاے مقہور نہال ہوگیا ہاتھ پکڑکے
مسند پر بٹھایا کہا صاحب میری یہ مجال ہی کہ مین تم کو قتل کرونگا میری زبان سے نہین نکلتا
آج تین دن سے تمھاری محبت مین بیقرار ہون سمن عذار نقلی نے کہا کہ ای مقہور مین بدنصیب
ہون میرا زندہ رہنا بہتر نہین ایک تلوار کا ہاتھ مارو کہ میرا خاتمہ ہو مقہور نے گلے مین
ہاتھ ڈالدیے اور کہا کہ ای جان جہان اسکا خیال رکھو تمھارے دشمنون کو قتل کرونگا میری
جان تم پر نثار ہی تمنے محبت سے بات کی مین شاد ہوگیا اُس نازنین نے اُٹھکر گلابی اُٹھائی
اور کہا صاحب مین کئی دن سے اس آفت مین مبتلا ہون آب و دانہ تک ممکن نہین ہوا اگر
ہوسکے تو کچھ کھانے کی چیز لاؤ سامنے میوے کا خوان رکھا تھا مقہور نے کھینچ کر ملکہ کے سامنے
کردیا ملکہ نے ایک سیب اُٹھاکر تراشا دو پھانکین مُنھ مین مقہور کے دین دو آپ کھائین مقہور
کھاتے ہی بیحواس ہوا کہا ای شہنشاہ ملک حُسن و جمال سیب کھاتے ہی کچھ عجب میری کیفیت ہوئی
عمرو نے کہا کہ ایک جام بھی پی لو تو طبیعت درست ہوجاے یہ کہکر جام بھی لبریز کیا مقہور
کو پلایا مقہور گھبراکر اُٹھا لڑکھڑاکر گرا عمرو نے اسباب محفل لوٹ لیا مقہور کا سر کاٹ لیا
سمن عذار کو آواز دی کہ ای ملکۂ عالم جلد آؤ دیکھو دشمن خدا کو مارا ملکہ نے آکر لاشۂ
مقہور دیکھا بہت خوش ہوئین عمرو نے عطر بیہوشی سُنگھاکر ملکہ کو بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا
وہانسے نکلے رو براہ ہوے راہ مین ایک پہاڑ پر چڑھے دیکھا کہ ایک لشکر گران اُترا ہوا ہی

جھنڈے بازارون کے فرار ہے ہین مگر اُن پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم ہے خواجہ کوہ سے اُترے لشکر مین آکے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قاسم نوجوان کا یہ لشکر ظفر اثر ہے عمرو نے لشکر مین آکر سیارہ سے ملاقات کی سیارہ نے کہا کہ اس وقت کہان تشریف لائے خواجہ نے کہا کہ جاکر قاسم سے کہو کہ ایک نازنین کو بیچتا ہون اگر تمھارا دل چاہے لے لو سیارہ نے کہا کہ جس روز سے اس طلسم مین آئے ہین چین نہین پایا عمرو نے کہا تمھارے آقا ایسے ہی بد اقبال ہین لشکر صاحبقران آتا ہے امیر کے ہمراہ رہین سیارہ نے جا کے قاسم سے کہا قاسم نے کہا چھوٹے دادا جان کو بلاؤ خواجہ عمرو سامنے قاسم کے آئے اُس نازنین کو قاسم نے بہت پسند کیا اور کہا کہ ای چھوٹے دادا جان مین نے اسکو کہین دیکھا ہے خواجہ نے کہا کہ کہین خواب مین دیکھا ہوگا قاسم ہنسنے لگے کہا ای دادا جان آپ سچ فرماتے ہین ایسا ہی ہوا قاسم نے کئی لاکھ روپئے دے کر خواجہ سے اُس مہ جبین کو لیا اور ساتھ اُس نازنین کے عقد کیا قاسم کو جو خبر معلوم ہوئی کہ لشکر دادا جان کا آتا ہے رات ہی کو کوچ کر کے روانہ ہوے خیال یہ ہوا کہ اگر دادا جان دیکھین گے تو مجکو اپنے ساتھ لین گے اور مین الگ رہنا چاہتا ہون یہی چاہتا ہون کہ جمشید ثانی کو بذات خود شکست دون سردارون نے کہا ہے کہ آپ ہی کے نام فتح ہے قاسم کوچ کیے ہوے جاتے ہین ایک دشت مین جاکر اُترے کہ وہ دشت ویران ہے سنسان میدان نہ جانور نہ انسان قاسم دشت کو دیکھکر بہت گھبرائے ایک بارگاہ مین آکر اُترے رات کو جاکر بارگاہ مین بیٹھے سیارہ سامنے بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے

نظم

فدا دل تمھارا جو اُس پر ہوا
مناسب ہوا یہ تو بہتر ہوا
سماجت بہت یاس و حسرت نے کی
جہان شور اللہ اکبر ہوا
ہزارون گلو نکے ورق اُڑ گئے
تجھے ڈھونڈھتے مجکو دن بھر ہوا

کہو شیخ صاحب یہ کیونکر ہوا
نہ باقی رہا ضبط رونے لگے
موافق نہ ہمسے مقدر ہوا
بجھائی مری آب آہن نے پیاس
چمن کا پریشان جو دفتر ہوا
شب و روز ای غیرت مہر و ماہ

دل شیخ مائل صنم پر ہوا
تری بزم مین دل جو مضطر ہوا
گلے پر چھری چل گئی لب شب وصل
دم مرگ احسان خنجر ہوا
ہوئی صبح امید گردش مین شام
طلب مین تری مجکو چکر ہوا

پر پری کو لکھا بھی نامہ اگر | تو عنقا جہان مین کبوتر ہوا | تمنا رہی کچھ سزا بھی نہ دی
گنہگار حاضر تو اکثر ہوا + | ہوا لذت عشق سے برخلاف | کبھی درد دل کم جو دم بھر ہوا
یہ کس رشک لیلی کے غم مین مرا | مین تصویر مجنون سراسر ہوا | کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی

قضائے کار زلفین کا کل دراز اس صحرا کی حاکم ہو پہاڑ پر بیٹھی ہو جو گانے کی آواز کان مین آئی اپنے مقام سے اُٹھی حیران تھی کہ یہ کون گا رہا ہو اتنے مین اک آندھی سیاہ اُٹھی دربارگاہ قاسم پر جا کر اُتری پردہ اُٹھا کر اندر آئی منظور تھا گانا سنونگی مگر جمال قاسم دیکھ کر بیقرار ہو گئی کہا صاحب آپ کون ہین قاسم نے قریب اپنے زلفین کو بٹھا لیا نام نامی پوچھا ملکہ نے بتایا اور قاسم نے بھی صاف صاف نام بتا دیا زلفین نے کہا کہ ای شہریار میرے پاس نامہ جمشید ثانی کا آچکا ہو یہی مضمون درج تھا کہ لشکر گران لیکر آؤ جو مسلمان جس مقام پر ملے اُسے روکو آپ میری سرحد مین آگئے اب جیسا فرمایئے وہ بجا لاؤن قاسم نے کہا یہ سر حاضر ہو اگر اسکے کاٹ لینے سے آپ کی نیکنامی ہوتی ہو تو بسم اللہ تامل نہ فرمایئے زلفین نے کہا جان میری آپ کے نام پر نثار ہو مجھسے کوئی بے ادبی نہ ہوگی مین اپنی سرحد مین یہ نہین چاہتی کہ آپکو ملال پہونچے زلفین نے اس طرح کی باتین کین کہ قاسم کو اور زیادہ محبت ہوئی فرمایا کہ ای ملکہ زلفین میرا ارادہ یہ ہو کہ اپنے کو تا بہ جمشید پہونچاؤن جنگ آغاز کر دون کہ جمشید کو بھی معلوم ہو کہ ایسے ایسے شیر طلسم مین آئے ہین زلفین نے کہا کہ ای شہریار آپکے بہت عزیز و اقارب لڑ رہے ہین مین چاہتی ہون کہ آپ کا ساتھ دون مین نے کتاب سوانحات مین دیکھا صاف صاف لکھا ہو کہ اس سال مین طلسم فتح ہو جائیگا سعد شہریار فتاح طلسم ہین سعد شہریار سے آپ کو کیا رشتہ ہو قاسم نے کہا کہ یہ سراسر بیکار ہو کہ سعد شہریار فتاح ہین جو شمشیر زنی کرے اور لڑتا بھڑتا پہونچے حصول لوح طلسم جستجو پر موقوف ہو جب لوح طلسم ملجائیگی تو ہم ہی طلسم کو فتح کر لین گے زلفین نے کہا کہ ای شہریار لوح کا ملنا تائید غیبی پر موقوف ہو لوح سوائے طلسم کشا کے اور کسی کو نہین ملیگی قاسم نے کہا کہ تم پیروی کرو آئندہ حکم خدا پر موقوف ہو سیارہ سامنے بیٹھا ہو یہ باتین ہو رہی ہین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان تو نے غضب کیا کہ دشمن کے پہلو مین بیٹھی ہو کچھ خوف خداوند تیرے

دل مین نہ آیا منم اسلم زمین کن زلفین نے جو اسلم کو آتے ہوے دیکھا اتنی مہلت پائی کہ قاسم
سے مخاطب ہو کر کہا کہ ای شہریار یہ اسلم جادو خادم جمشید ہر اسنے دیکھ لیا اب یہ ضرور جمشید
سے کہیگا یہ کہکر زلفین نے ارادہ کیا کہ اپنے مقام سے اُٹھون اسلم سے مقابلہ کرون کہ اسلم
نے گولہ پھینک مارا گولہ قریب سر زلفین آکر پھٹا دھوان گولے سے نکلا وہ دھوان جو آنکھون
مین زلفین اور قاسم کی لگا دونون بیہوش ہوے سیارہ کو اسلم یہ سمجھا ہر کہ یہ تو گویا کہ
دونون کو بیہوش کر کے زمین پر آیا سیارہ نے اُٹھ کر سلام کیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہ اعلےٰ اعلےٰ
مراتب رہین اسلم نے پوچھا کہ ارے تجھے کہان سے بلا لایا سیارہ نے جواب دیا کہ سامنے جو گانون
ہر اسی مین رہتا ہون چوبدار جا کر بلا لایا کئی مجرے کر چکا ہون ابھی تک ایک ٹکہ نہین ملا آپ تو
دو چار اشعار سُنیے یہ کہکر سیارہ نے بایان کھینچا اور سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ
تا بتا کر گانا شروع کیے نظم

آمد بہار داد بہ گلشن ندائے عشق ٭ بلبل ہزار نالہ بساز و نوائے عشق
نشو و نما چو سبزہ ام از خاک بردمد ٭ یا بم اگر ترشح آب و ہوائے عشق
بیہودہ کاوش تو بہ زخم طبیب چیست ٭ درمان درد را نکند جز دوائے عشق
خواہی بہ صبر خو کن و خواہی بہ آب چشم ٭ جز خون دیدہ ہیچ نباشد دوائے عشق
در بے ستون بحسرت دیدار جان سپرد ٭ فرہاد نامراد تو از نالہائے عشق
مجنون ازان بدیدن لیلی ز ہوش رفت ٭ کاید صدائے درد ز بانگ درائے عشق
کشتی اگر شکست نداریم بیم و غم ٭ بر سر ملازم است مرا ناخدائے عشق
یاران و بزم و بادہ و ہنگام عافیت ٭ مخفی و درد و محنت بے انتہائے عشق

سیارہ نے ایسی تانین مارین کہ اسلم جادو خوش ہو گیا تعریفین کرنے لگا سیارہ نے کہا کہ
بیٹھ جائیے مین آپ کو گانا سُناؤن اسلم بیٹھا سیارہ نے اور چند شعر گا کر جام لبریز کیا اسلم کے
سامنے کیا اس رنگ سے شعر گاے کہ اسلم نے جام لے لیا اور بے خوف انجام پیا پیتے ہی
بدحواس ہوا گھبرا کر اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا بیہوش ہوتے ہی سیارہ نے زبان مین
سوزن دی اسلم کو ستون سے باندھا ہوشیار کر کے کہا قاسم و زلفین کو ہوشیار کر اسلم نے

اشارون سے سحر اُتارا دونون ہوشیار ہوے زلفین نے کہاکہ ای اسلم تو خوب جانتا ہوکہ
طلسم اب ٹوٹیگا جمشید ثانی مارا جائیگا قاتل جمشید ثانی طلسم توڑتا ہوا آتا ہو ای اسلم اطاعت
انکی کرو ورنہ اب ہمارے قبضے مین ہوا اگر نہ مانو گے تو ہم تمکو قتل کرین گے قاسم نے سمجھایا کہ ای
اسلم آج تک ہم لوگون نے جس مقام کا قصد کیا اُسکو فتح کرلیا اب ہم لوگون نے ارادہ
کیا ہو چار طرف سے صاحبان اقبال آتے ہین اور ایک طرف سے صاحبقران کوشش
کررہے ہین مبہوت کارگزار کہ جو مالک جزیرۂ گوہر بار تھا اُسنے بھی اب اطاعت کی
بصدق دل مطیع صاحبقران ہوا ہو اس طرح جو قاسم و زلفین نے اسلم کو سمجھایا تو زنگ
کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اسلم نے اشارہ کیا کہ زبان سے میری سوزن
نکالیے مین اطاعت اسلام کرتا ہون زلفین نے زبان سے اسلم کی سوزن نکالی سوزن
کے نکلتے ہی اسلم قدمون پر قاسم کے گرا عرض کی کہ مین ہمیشہ کے لیے مطیع ہوا زلفین نے
عرض کی کہ مین بھی ساتھ رہون اور اسلم بھی ہمراہ رہین اسلم نے قاسم سے عرض کی کہ طرف
قصر جمشید کے ابھی نہ جائیے قصر ہفت رنگ ایسا قصر ہو کہ جس مین جانا بہت دشوار ہی
ایسا نہ ہو کہ آپ جاکر کسی بلا مین مبتلا ہو جائیے زلفین نے کہا کہ مین بھی یہی عرض کرتی ہون
کہ اتنا تامل کیجیے کہ طلسم کشا کو لوح مل جاے امید ہو کہ طلسم فتح ہوگا جب تک مرحلہ جات
نہ ٹوٹین گے تب تک کچھ نہ ہوگا جمشید بڑے بڑے فتور کریگا اُسکا سحر آفت ہو قاسم نے کہا
کہ ای ملکہ عالم ہم لوگ مدد پروردگار کے خواہان ہین اگر مین لوح پاگیا تو فوراً جمشید ثانی
کو قتل کرونگا اسلم جادو قاسم سے یہ کہکر رخصت ہوا کہ غلام اب جاتا ہو اپنی فوج لاوے
اور اسباب سحر جمع کرکے لے آوے زلفین نے کہاکہ ای اسلم جلد آنا یہ سُنکر اسلم اُسیوقت قاسم
سے رخصت ہوا اول قصر ہفت رنگ مین آیا جمشید کو سجدہ کیا دیکھا جمشید تخت پر بیٹھا ہو
مشیر و وزیر جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہو کہ لوح کی حفاظت کرو اکثر ساحرون کو روانہ کیا کہ جاؤ
اور لوح کی حفاظت کرو چند ساحر روانہ ہوے مگر اسلم گھبرایا ہوا ہو چاہتا ہو کہ اسباب سحر
جمع کرلون اور خدمت مین آقا کی پہونچون جمشید نے جو اسکو بدحواس دیکھا پوچھا ای اسلم جادو
آج صبح سے کہان گیا تھا کس فکر مین ہو اسلم کے مُنھ سے نکلا کہ برائے سیر گیا تھا اس فکر مین ہون

کہ کسی مسلمان کو گرفتار کر لون کیون یا خداوند یہ کیسی تقدیر کی کہ جبسدن سے بادشاہ اسلام اس طلسم مین آے ہزار ہا جادوگر نامی وگرامی مارے گئے کوئی مسلمان آج تک قتل نہین ہوا مین چاہتا ہون کہ کسی کو گرفتار کرلاؤن جمشید نے کہا کہ ذرا کتاب سوانحات تو اُٹھا لو جند با منسوخ کردن اول ٹوٹنا طلسم کا موقوف رہے لوح طلسمی نہ ملے مسلمان آپس مین لڑین ایک کا ایک دشمن ہو جاے طلسم سے ہاتھ اُٹھائین سب مسلمان نکل جائین اسلم جاکر کتاب اُٹھا کے لایا ہاتھ مین جمشید کے دی جمشید نے جو کھولا پہلے ہی یہ مضمون نکلا کہ بروز چہارشنبہ اسلم جادو خدمتگار خداوند مطیع اسلام ہو گا جمشید نے ہاتھ اسلم کا تھام لیا کہا اے اسلم صاف بتاؤ کہ تم پر کیا معرکہ گذرا اسلم نے عرض کی کہ مین تو کہہ چکا کہ براے گرفتاری مسلمانان جاتا ہون کسی پسر حمزہ کو گرفتار کرکے لاتا ہون جمشید نے کہا کہ مین یہ نہین پوچھتا مین یہ دریافت کرتا ہون کہ تو آج صبح سے کہان گیا تھا اسلم نے عرض کی کہ صحرا مین پھر کر چلا آیا کسی کا لشکر نہین ملا مگر ایک گاؤن مین جو پہونچا تو گنوارون نے نشان بتایا کہ برابر کوہ مقناطیس کے لشکر قاسم فروکش ہے وہان جاؤنگا اور گرفتار کرکے قاسم کو لاؤنگا جمشید نے اور عبارت بڑھی سحر سے خیال کیا تو معلوم ہوا کہ اسلم مطیع اسلام ہو گیا ہر چند اسلم نے عذر کیا مگر جمشید نے نہ مانا زبان مین سوزن دے کر چند ساحرون کو حکم دیا کہ یہانسے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ قلعۂ آفتاب نما اُسکا نام ہے آفتاب جادو وہانکی حاکم ہے اسلم کی قید اُس کے سپرد کرنا ہر چند اسلم چیخا پیٹا عذر بھی کیا مگر جمشید نے نہ مانا ساحر لیکر اسلم کو چلے قضاے کار خواجہ عمرو لشکر صاحبقران سے براے بالا دوی نکلے تھے دور سے دیکھا کہ بارہ جادوگر مسلح و مکمل ایک ساحر کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتے ہین خواجہ عمرو نے آگر رنگ دروغن عیاری کا لگایا ایک سر موم کا بنایا سر اصلی پر اُس سر کو قائم کیا کئی ہاتھ شانون پر آراستہ کیے ایک نخل پر چڑھے جب قید اسلم زیر نخل پہونچی تب خواجہ نخل سے کودے اور پکار کر آواز دی کہ منم ملک الموت قدرت خداوند جمشید ثانی ساحرون نے جو عمرو کو دیکھا سب جُھک کر سلام کرنے لگے پوچھا اے ملک الموت کسکی فکر مین نکلے ہو عمرو نے کہا کہ تم سب کی روح قبض کرنے کا حکم ہے خداوند جمشید نے فرمایا ہے کہ سب کی روح قبض کرکے اسلم کو

رہا کردو اگر مین اسکے خلاف کرونگا تو خود سزا پاؤنگا یہ سُنکر سب کانپنے لگے مشہور جادوگر سب کا
افسر تھا قدمون پر گر پڑا کہا ای ملک الموت ہم کو اتنی مہلت دو کہ والدین سے مل لیوین گھر کا
کچھ بندوبست کر دین عمرو نے کہا کہ حکم خداوند مین دیر نہین ہوتی مُنھ کھول کر بیٹھو مین تمھاری
روح قبض کرون یا اور بھی فرشتے میرے ساتھ ہین کچھ رشوت دو تو سو پچاس برس کی مہلت ملے
یہ مضمون سُنکر سب جادوگر خوش ہوے اپنے پاس سے روپیہ نکال کر رکھا سو پچاس روپے
جمع ہو گئے عمرو نے کہا اس مین کیا ہوتا ہو ٹکہ ٹکہ بانٹ لین گے ہمسے نہین ہو سکتا تم سب
مُنھ کھول کر بیٹھو ہم روح قبض کرین پھر بکدی نکالی اور کہا دیکھو یہ آلہ روح قبض کرنے کا
ہو جادوگرون نے بخوف جان کپڑے چاندی کے ہاتھ سے اُتارے زنجیرین کر سے کھولین عمرو
نے ایک سیب نکالا اور اُسکے بارہ ٹکڑے کیے کہا ایک ایک پھانک سب مل کر کھاؤ سو سو
برس کی عمر بڑھ جائیگی اسلم جادو دیکھ رہا ہو مگر دل مین کہتا ہو کہ یہ کون شخص ہو کہ جس کو
مارنے جلانے کا اختیار ہو سیب کی پھانکین سب نے خوشی خوشی کھائین پھانکین کھا کر سب
جادوگر بیہوش ہوے عمرو نے سب کو قتل کیا کپڑے بھی سب کے اُتار لیے اسلم سے پوچھا
کہ کیون ای برادر تم کس جرم پر قید ہوے صاف صاف بتاؤ اسلم رونے لگا کہا ای مین و
مددگار مین نے قاسم کی اطاعت کی جمشید کو معلوم ہو گیا اُسنے مجکو قید کر کے طرف قلعہ
آفتاب نما کے روانہ کیا تھا تم نے مہربانی فرمائی عمرو نے زبان سے سوزن نکالی اسلم کو
رہا کر کے حکم دیا کہ پاس قاسم کے جاؤ اسلم وہان سے رہائی پا کر اپنے باغ مین آیا دو ہزار
جادوگر وہان موجود تھے اُن کو ساتھ لیکر روانہ ہوا یہی آرزو ہو کہ خدمت مین قاسم کی پہونچے
اسلم تو اس طرف سے جاتا ہو مگر جمشید ثانی کہ قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا بیٹھے بیٹھے ہنسا
مشیرون وزیرون نے پوچھا کہ یا خداوند خیر تو ہو جمشید نے کہا ساربان زادے نے عجب مقرہ
کیا بارہ جادوگرون کو قتل کر ڈالا اب میان اسلم خدمت قاسم مین روانہ ہوے ہین کوئی ایسا
ہو کہ قاسم کو جا کر گرفتار کر لائے زلفین وقاسم باغ مین بیٹھے ہین جام چل رہا ہو ہنگامۂ عیش
و نشاط گرم ہو قاسم نے باتون مین زلفین سے مذہب کا سوال کیا زلفین نے اطاعت اختیار
کی مگر جمشید ثانی نے جو آواز دی دیلم گرمخو اپنے دنگل سے اُٹھا کہا یا خداوند مجکو حکم ہو تو مین

جاؤن اور قاسم کو گرفتار کر لاؤن جمشید نے حکم دیا دلیم جادو اُڑتا ہوا چلا اُس وقت پہونچا
کہ قاسم و زلفین مسند سے اُٹھے ہین روشون پر پھر رہے ہین کہ آسمان سے آواز آئی کہ ارے
او شوخ دیدہ و گیسو بریدہ تیرے لیے سرکار خداوند سے حکم ہوا ہی کہ گرفتار کر کے لاؤ زلفین نے
سر اُٹھایا دلیم کو دیکھ کر نعرہ کیا کہ او بجیا مین کیا تیرے خداوند کی کنیز ہون جو تجھسے ہو سکے
اُس مین قصور نہ کر دلیم تڑپ کر گرا اس طرح کا سحر کیا کہ زلفین پریشان و خاموش ہو کر کھڑی
ہو گئی دلیم نے زلفین کو اُٹھا لیا اور کہہ گیا کہ او جوان اسکو قید کر آؤن تو آتا ہون تجھے بھی
لیجاؤنگا دونون کے سر خدمت خداوند مین پہونچاؤنگا قاسم تڑپ کر رہگئے مگر دلیم روانہ ہوا
سیارہ نے عرض کی کہ غلام جاتا ہی جاکر ابھی خبر لاتا ہی یہ کہکر سیارہ چلا قاسم سے کہہ گیا کہ آپ
تشریف نہ لائیے گا مین جاکر تدبیر کرتا ہون مگر دلیم زلفین کو لیے ہوے قلعے مین آیا ایک گوشے
مین زلفین کو بٹھا دیا خود بالاے قلعہ ٹہل رہا ہی ارادہ ہی کہ براے گرفتاری قاسم جاؤن
کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آتا ہی دلیم نے پکار کر پوچھا کہ کیون او ساحر
کیا خبر ہی سیارہ نے پکار کر کہا کہ مین خبر لے کر آیا ہون قریب پہونچون تو عرض کرون یہ کہتا ہوا
بالاے قلعہ آیا پوچھا آپ نے ملکہ کو کیا کیا دلیم نے کہا کہ وہ سامنے بیٹھی ہی اسقدر بیقرار ہی کہ
رو رہی ہی اپنے حال زار پر افسوس کر رہی ہی ہرکارے نے عرض کی کہ وہانسے عیار دعوی کر کے چلا ہی
کہ زلفین کو چھڑا لاؤنگا دلیم نے کہا مجال ہی کہ پرندہ یہان پر مار سکے اور درندہ کی تو کیا طاقت
ہی کہ میرے قلعے تک آسکے یا زبان ہلا سکے ہرکارے نے عرض کی کہ مین ذرا جاکر اُس سے
باتین کرون دیکھون تو کیا کہتی ہی دلیم نے ہنسکر کہا کہ میرے وصل پر اسکو راضی کرو تو مین خداوند
سے اسکی خطا معاف کرا دون ہرکارہ نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون خوشخبری سُناؤن کہ دلیم کو
قبول کرو تو قید سے رہائی ملے دلیم نے کہا کہ خوب محبت سے سمجھانا مین قید اسکی نہ لیجاؤنگا بلکہ
مرتبہ اسکا بڑھاؤنگا یقین ہی کہ بہت خوش ہو گی ہرکارہ دلیم سے حکم لیکر قریب زلفین آیا
ساحرون سے کہا کہ ہٹ جاؤ مین ملکہ سے کچھ باتین کرونگا جب نگہبان ہٹ گئے تو ہرکارے
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم غلام کو اپنے پہچانا منم سیارہ بن عمرو سوزن نکالتا ہون ایسا نہ ہو کہ
پھر تم پر کوئی افتاد پڑے زلفین نے کہا کہ ای سیارہ مین تڑپ کر نکل جاؤنگی اس بجیا کے

روکے سے نہ رُکو نگی سیارہ نے سوزن زبان سے نکالی آپ تو کود کر ایک جانب بھاگا زلفین
جو کڑکی چند دانے ماش کے پھینکے کئی سو ساحر جل گئے دیلم نے پکار کر آواز دی کہ ہان یارو اسکو
گرفتار کر لو اگر نکل جائیگی تو بڑا فتور برپا کریگی نمک ریز جادو کہ منتظم کل لشکر تھا کُل فوج کو
لیکر اُٹھا سب نے مل کر سحر کیے زلفین زمین پر آئی لڑتی بھڑتی چلی نمک ریز جادو سے سامنا ہوا
اسنے پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم اب کیا ارادہ ہے مین آپ کی خدمت کو حاضر ہون زلفین
نے گولہ مارا نمک ریز نے کاٹا سحر کو دفع کر کے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا ایسی گرد اُڑی کہ
زلفین خاموش ہوگئی نمک ریز نے زلفین کو گرفتار کیا اور لیکر بھاگا پہلوے کوہ مین آیا
ایک تختۂ سنگ پر بٹھادیا اور کہا کہ کیون اے زلفین اس وقت کی خبر نہ تھی اگر وصل دیلم کا
قبول کرو تو صورت رہائی کی ہو زلفین نے کچھ جواب نہ دیا آنکھون سے آنسو جاری ہوے
دعائین مانگ رہی ہے عرض کر رہی ہے کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اس آفت سے بچالے نظم

چرا نہ بندہ کند بر جبین عنایت ناز ... کہ حق قبول کند نا زجلہ را بہ نیاز
نوشت کاتب قدرت بخامۂ اعجاز ... جدید صورت و شکل جدید تازہ طراز
ز نور حسن بہر دیدہ میرسد جلوہ ... ز سوز عشق بہر گوش میرسد آواز
خبر ز وحدت حق بے خبر نمیدارد ... کہ ہست واقف این رمز نکتہ دان رماز
بہ بند بندگی حق نباشد آن بندہ ... کہ مبتلاے ہوا باشد و مقید آز
غریب و عاجز و مسکین بندۂ خاکی ... بدار دہر کند بر کدام عزت ناز
بملک ہند ازین نظم فارسی ہندی ... نمود تازہ سخن را چو بلبل شیراز

نمک ریز چاہتا ہے کہ زلفین کو قتل کرے خنجر لیے ہوے ڈرا رہا ہے کہہ رہا ہے کہ اے زلفین
وصل دیلم قبول کرو ورنہ تم کو قتل کرونگا خیال تو کرو کہ تم نے مسلمان سے میل کیا اور دیلم کے
وصل پر قدرت بھی تم سے خوش ہونگے اور تمہاری خطا معاف کرین گے زلفین جواب دیتی ہے
کہ جو کیا وہ کیا اُن کا قاتل بھی آتا ہے اگر ہم نہ ہونگے تو کیا ہوگا جو تیرے مزاج مین آے
وہ کر مین دیلم کو نہ قبول کرونگی اسی وجہ مین مین جان دونگی نمک ریز نے خنجر کھینچا کہ زلفین
کو قتل کرے کہ پہلوے آواز آئی کہ او نمک ریز کیا کرتا ہے خبردار خنجر نہ مارنا مجکو پیغام آچکا

کہ زلفین مجھسے راضی ہی یہ انکار ظاہر کا ہی کنیزون سے کہ آئی کہ مین زیر حکم دلیم ہون کسی امر سے
مجکو انکار نہین نمک ریز نے پلٹ کر دیکھا کہ دلیم خود دوڑا ہوا آتا ہی جھپٹ کر قریب نمک ریز کے
پہونچا کہا ای نمک ریز وہ دیکھو ابر تیرہ و تار اُٹھا ہی شاید خداوند آتے ہین جیسے ہی نمک ریز
پلٹا سیارہ نے خنجر مارا کہ نمک ریز کا شکم چاک قصہ پاک ہوا زبان سے زلفین کی سوزن
نکالی زلفین تڑپ کر اُٹھی سیارہ کی تعریفین کرنے لگی کہا ای سیارہ کیا کہنا کیا وقت پر پہونچے
یہان دلیم نکل جانے سے زلفین کے کہ رہا ہی کہ نمک ریز زلفین کو کہان لے گیا کہ زلفین آگرا آسمان
پر جمکی ماش کے دانے لشکر پر مارے دلیم ہر طرف دوڑتا پھرتا ہی اپنے ساحرون کو ہر چند بچاتا ہی
مگر جسپر دانہ ماش کا پڑا وہ جل کر رہگیا کہ صحرا سے گرد اُڑی قاسم بھی آکر پہونچے نعرہ کرکے لشکر پر
گرے نعرۂ قاسم سے ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ ٭ زخم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ ٭ ز آب دم
تیغ شستم زمین ٭ ہمہ باختر شدہ زیر نگین ٭ اب جو قاسم آکر گرے فوج کو درہم و برہم کر دیا مگر
زلفین آنے سے قاسم کے گھبرا گئی حیران تھی کہ ایسا نہ ہو کہ قاسم کسی کے سحر مین پھنس جائین یہ
سوچ کر تڑپ کر گری قاسم کے گلے مین ایک موتیون کا مالا پنھا دیا اور کہا کہ اب آپ پر کسی کا
سحر تاثیر نہ کریگا لڑتے بھڑتے نکل چلیے قاسم نے جم کر دو حملے کیے اور زلفین کو ساتھ لیا طرف
صحرا کے نکل گئے دلیم نے پلٹ کر دیکھا کہ کئی ہزار ساحر مارے گئے اور زلفین نکل گئی حیران
حیران دیکھ رہا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ قاسم زلفین کو نکال لے گئے دلیم نے کہا پھر
سمجھ لونگا پلٹ کر قلعے مین آیا فوج کا انتظام کیا مگر قاسم و زلفین جو چلے تھے اُسی باغ مین آکر
پہونچے کہ جس باغ کو رنگین حصار کہتے ہین رنگین جادو باپ زلفین کا باغ سے الگ ایک
قلعہ ہی اُس مین رہتا ہی ہرکارون نے اُسکو خبر دی کہ دختر آپ کی قاسم پر عاشق ہوئی
ہی دلیم جادو کو حکم خداوندی ملا تھا وہ گرفتار کرکے لے گیا تھا مگر قاسم اُسکو لڑ بھڑ کے
لائے ہین باغ مین بیٹھے ہین رنگین جادو یہ خبر سُن کر بہت جھلّایا کہتا تھا کہ قدرت نے یہ کیا
کیا دلیم کو کیون حکم دیا وہ تو ہمیشہ سے میرا دشمن ہی مین سمجھ لیتا اگر میرے نام حکم آتا تو مین
زلفین کو گرفتار کرکے روانہ کر دیتا قدرت کو تکلیف نہ ہوتی یہ کہ رہا ہی یا لائے قلعہ
بیٹھا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ دلیم جادو مع فوج کہین جاتا ہی ہرکارون سے

کہا دریافت تو کرو کہ یہ کہان جاتا ہی ہرکارے گئے اور خبر لیکر آے کہ برسر باغ رنگین حصار جاتا
ہی رنگین جادو دس ہزار فوج لیکر قلعے سے نکلا راستہ روک کر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی
کہ ای دیلم آگے نہ بڑھنا ہرچند کہ اُس گیسو بریدہ نے حرکت خلاف کی مگر مین اُسکو سزا دے لونگا
دیلم نے پکار کر کہا کہ ای برادر ناحق برہم ہوتے ہو مجکو قدرت نے حکم دیا ہی رنگین جادو
نے کہا کہ میرے پاس کیون نہ خبر بھیجی مین سمجھ لیتا دیلم مقابلۂ رنگین مین اُتر پڑا جانبین مین
طبل جنگی بجے جب دونون لشکرون مین طبل جنگی بج گئے تو تیاریان جنگ کی ہونے لگین ساحر
اپنے اپنے سحر تیار کر رہے ہین مگر ملازمان دیلم سحر درست کر رہے ہین تیر و کمان دوش پر
ڈالتے ہین ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ کل لشکر رنگین کو لوٹ لین گے ایک کو زندہ نہ چھوڑین گے
کیا سمجھ کے قلعے سے نکلا ہی ہمارے مالک سے کب مقابلہ کر سکتا ہی دیلم کا وہ سحر ہی کہ زمین کو
ہلا دیگا قلعے مین گھس چلین گے قلعہ بھی لوٹ لین گے جانبین مین یہی ہنگامے ہین کہ چار پہر رات
گذر کر وہ وقت آیا نظم رُخِ شمع مائل بہ زردی ہوا ✦ لباس فلک لاجوردی ہوا ✦ موذن
اذان سے ہوے بہرہ مند ✦ ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند ✦ لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان ✦
اُٹھے لوگ لے لے کے انگڑائیان ✦ جب دونون لشکر میدان مین آے دیلم نے گینڈا نکالا اور
پکار کر آواز دی کہ ای رنگین جادو اب ہم کو ثابت ہوا کہ تمھاری بیٹی نے جو قاسم سے میل کیا
ہی تو تم بھی اس فعل پر راضی ہو اب مقابلے مین آؤ رنگین جادو نے ایک ہزبر آتشین طلب کیا
اُسپر سوار ہو کر مقابلۂ دیلم مین آیا آپس مین سحر چلنے لگے آخر دونون لشکر آپس مین مل گئے مغلوبہ
ہوئی اگرچہ دیلم لڑتا بھڑتا ہر مرتبہ مقابلۂ رنگین مین آتا ہی لیکن ساحر بیچ مین آجاتے ہین مقابلہ
نہین ہوتا دونون کو یہی ہوس ہی کہ کسی طرح مقابلہ ہو دیلم یہ جانتا ہی کہ مین رنگین کو مارونگا
اور رنگین کو یہ خواہش ہی کہ مین دیلم کو قتل کرونگا ہر مرتبہ دو دو سحر چلے اور پھر الگ ہوگئے
ایک مقام پر دیلم لڑ رہا ہی رنگین نے لپشت پر سے آکر ہاتھ ہلایا برق تڑپ کر گری کہ خرمن
حیات دیلم کو جلا دیا جب لشکر بے سردار رہا تو رنگین نے سب کو شکست دی کچھ ساحر قتل
ہوے اور کچھ بھاگ گئے اور بعض نے اطاعت رنگین کی رنگین نے لاشے پڑے رہنے دیے
بفتح و فیروزی پلٹا قلعے مین آکر بیٹھا مصاحبون سے صلاح کرنے لگا کہ یارو تم سب کی اب کیا

راے ہی زلفین کو ایک نامہ لکھون اگر وہ چلی آے تو بہتر ہی سب نے کہا کہ وہ عشق مین قاسم کے
مبہوت ہو رہی ہین مناسب یہ ہی کہ چل کر گھیر لیجیے جب دباو پڑیگا تو ضرور اطاعت کریگی اور
اگر نامہ لکھیے گا تو آپ کا قول ضائع ہو گا لشکر لیکر چلیے لشکر باغ کو گھیر لیگا آپ تنہا بیٹی کے پاس
جائیے گا اور سمجھائیے گا کیا تعجب ہی کہ آپ کی اطاعت کرین جب رنگین جادو نے مصاحبون
سے یہ سُنا فوج کو آراستہ کیا مگر پہلے نامہ بر کو بھی نامہ دیکر روانہ کیا اور اُس سے کہا کہ ای نامہ بر زبانی
بھی کہنا کہ باپ نے تمھارے دیلم کو قتل کیا اب مجھسے خوف نکرو میرے پاس چلی آؤ نامہ دار اُدھر
چلا رنگین جادو نے لشکر تیار کیا اور تخت پر سوار ہوا یہان زلفین جادو نہایت خوش اور
محظوظ ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ دیلم ہاتھ سے رنگین کے مارا گیا اب رنگین لشکر لیکر آتا
ہی زلفین نے قاسم سے کہا کہ آپ تو مخفی ہو جائین مین طریقے سے جنگ کرونگی قاسم نے کہا کہ
ای ملکۂ عالم مردی سے یہ بعید ہی کہ ہم تو کنارے بیٹھین اور تم براے مقابلہ جاؤ قاسم نے نہ
قبول کیا تلوار ٹیک کر اُٹھے چاہتے تھے باہر جا دین کہ آسمان سے ایک ساحر اُترا اُسنے آکر نامہ
زلفین کے ہاتھ مین دیا نامے کو پڑھا مضمون سے آگاہ ہو کر زلفین نے نامہ دار کو جواب دیا
کہ ہمارے والد نامدار سے کہدینا کہ بہتر اسی مین ہی کہ قاسم کی شرکت کیجیے کتاب سوانحات
کو ملاحظہ فرمائیے کہ خود قدرت صاف صاف لکھ چکے ہین کہ فلان سنہ مین زوال عملداری
قدرت ہی اور مین یہ ہرگز نہ مانونگی جو اُنسے ہو سکے قصور نہ کرین نامہ دار نے دیر تک ملکہ
کو سمجھایا کہ ملکہ باپ سے سرکشی نہ کرو تمھاری حفاظت کے واسطے دیلم کو مارا زلفین نے کہا کہ
او نامہ دار زیادہ زبان درازی نہ کر جا کر جواب دے دے اگر ہماری موت اُن کے ہاتھ سے
ہی تو کیا چارہ اور اگر موت نہین ہی تو کون ہم کو قتل کر سکتا ہی نامہ دار پلٹ گیا قاسم گھوڑے
پر سوار ہوے زلفین دریاے سحر مین غوطہ مار کر مع کنیزون کے باغ سے نکلی صفین جما کے
کھڑی ہوئی کہ صحراے گرد اڑی رنگین جادو آگے آگے پشت پر دس ہزار فوج آیا دور سے دیکھا
کہ قاسم مرکب پر سوار ہین زلفین جادو مع چند کنیزون کے سینہ سپر کیے ہوے کھڑی ہی چاہتی ہی
کہ جنگ شروع ہو تو سحر کرون قاسم قبضے پر ہاتھ ڈالے کھڑے ہین مگر زلفین نے باپ کے سامنے
موتیون کا مالا گلے سے اُتارا گلے مین قاسم کے پہنا دیا اور کہا ای شہریار کسی کا سحر آپ پر تاثیر

نہ کریگا رنگین نے ساتھ والون سے کہا کہ یارو تم نے دیکھا کہ اس گیسو بریدہ نے وہ مالا گلے مین قاسم کے پہنا دیا کہ سامری بنا کر ہمارے خاندان کے سپرد کر گئے تھے کہ جب اسکو گلے مین ڈالو تو کسی کا سحر تاثیر نہ کریگا مگر چہار جانب سے گھیر کر ان دونو نکو گرفتار کر لو چہار طرف سے فوج لینا لینا کہکر چلی قاسم مرکب بڑھا کر آپڑے بلارک افراسیابی سے قتل کرنے لگے زلفین نے وہ سحر کیا کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر آیا آگ برسنے لگی جسپر شعلہ گرا وہ جل کر خاک ہوا تھوڑے عرصے مین لشکر رنگین نصف رہگیا کنیزون نے وہ سحر کیے کہ ہزارون قتل ہوے مگر قاسم لڑتے بھڑتے سامنے رنگین کے پہونچے رنگین نے کئی سحر کیے قاسم پر آگ برسائی مگر کوئی شعلہ انکے قریب نہین آیا یہ مرکب اُڑاتے ہوے سامنے رنگین کے آے رنگین نے جو قریب دیکھا ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے بلارک پر روکا اور اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر تلوار لگائی برق تڑپ کر گری کہ رنگین کا سر زخمی ہوا قاسم نے چاہا سر کاٹ لون رنگین نے گھوڑا بھگایا اہل فوج بیچ مین آپڑے کئی سحر جو ان ہاتھ سے قاسم کے مارے گئے رنگین آخرکار شکست کھا کر بھاگا زلفین نے ایک کنیز کو نامہ دیکر بھیجا کہا جا کر باوا جان کو سمجھا نا کہ بہتر اسی مین ہی کہ ہماری شرکت کیجیے جو ساحر کہ جمشید کا ساتھ دیگا وہ مارا جائیگا اور جو شریک مسلمانان ہوگا وہ عہدہ جلیل پائیگا اگر مناسب ہو تو چلے آئیے بصدق دل اطاعت کیجیے کنیز کو روانہ کیا کنیز نامہ لے کر چلی یہان رنگین جو شکست خوردہ آیا قلعے مین بیٹھا ہی مگر افسوس کر رہا ہی کہ یارو مین نے شکست کھائی بیٹی کے ہاتھ سے یہ ذلت اُٹھائی اب کیا تدبیر کرون مصاحب کہہ رہے ہین کہ پھر لشکر کشی کیجیے ایکے مرتبہ جان دین گے مگر قدم نہ ہٹائین گے اُن کو بھی معلوم ہووے کہ جنگ کرنے والے ایسے ہوتے ہین یہ صلاحین ہو رہی ہین کہ عرض ہوئی گلبدن نامے ایک کنیز ملکہ کی بھیجی ہوئی آئی ہی رنگین نے کنیز کو سامنے بلوایا نامہ لیکر پڑھا مضمون سے آگاہ ہو کر ساتھ والون سے کہا کہ یارو بڑی شرم کی بات ہی کہ بیٹی سمجھاتی ہی مین اُسکا کہا قبول نہ کرونگا اُسکو گرفتار کر کے لاؤنگا تب اُسکو اختیار ہی اگر اطاعت قبول کی تو نہیں تو اُسے قتل کرونگا سب نے کہا سرکار کو اختیار ہی اُسنے کنیز سے کہا کہ کہدینا اے نور نظر جو تمنے کیا وہ بہت خوب کیا مین تمھاری اطاعت نہ کرونگا کنیز روانہ ہو گئی مگر رنگین جادو تمام

دن سوچا کیا شام کو اپنے مقام سے اُٹھا طرف باغ زلفین کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ قاسم مسند پر بیٹھے ہین کنیزین وغیرہ پشت پر بیٹھی ہین ایک کنیز گلرنگ نامے یہ اشعار بیٹھی گارہی ہی نظم

دلے کہ بہر حسینان عدوے ما گردد	چسان بمردم بیگانہ آشنا گردد
بہر دیار کہ گرد بلا برانگیزد	مرا بدیدہ کہ امید توتیا گردد
مکن تکبر دولت مناز بر حشمت	کہ از ادائے مخالف غنی گدا گردد
ز داغ درد جدائی دل فلک سوزد	دران زمان کہ دلے از دلی جدا گردد
من و محبت و در سر ہوائے سودایش	کہ سایہ اش بسرم سایۂ ہما گردد

قاسم نے موتیون کا مالا اُتار کر رکھدیا ہی زلفین تو غافل بیٹھی ہی کہ آسمان سے نعرے کی آواز آئی کہ منم رنگین جادو زلفین حیران ہو کر رہگئی قاسم کے پاؤن زمین تے تھام لیے سیارہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ رنگین آسمان سے اُترا آکر بیٹھی کی کمر مین پنجہ دیا چاہا لے اُڑون کہ پہلو سے آواز آئی ہان ہان صاحب ذرا ٹھہر جاؤ میری بھی سُن لو خبردار پرواز پیدا نہ کرنا ورنہ بہت خلاف گذریگا یہ کہکر جست کر کے قریب آیا رنگین نے دیکھا ایک کنیز نوجوان ہنستی ہوئی آتی ہی کہتی ہوئی کہ سامری کی عنایت خداوند جمشید ثانی ہر مقام پر مدد کرتے ہین اسوقت میرے ہوش و حواس مطلق درست نہین ہین ای رنگین مجکو بچا لے عیار نے آکر مجکو حیران کیا مگر مین نے اپنے کو بچایا تم میرے ساتھ چلو تو مین عیار کو گرفتار کرا دون رنگین ہنستا ہوا ہمراہ ہوا راہ مین کنیز نے کہا کہ ای رنگین جادو جب وہ عیار نگوڑا مجکو ملا تو ہنس ہنس کے باتین کرنے لگا مین نے انکار کیا تب اُسنے پنجہ مارا شانہ میرا زخمی ہوا اب مین دل مین سوچی کہ چل کر رنگین جادو سے اطلاع کرون مین نے تم سے آکر فریاد کی ہی جلد بتا دون تم اُسے گرفتار کر لو ایسا نہ ہو وہ بھاگ جاے رنگین کنیز کے ساتھ چلا ایک نخل کے قریب آکر کنیز نے کہا صاحب دیکھو وہ سامنے بیٹھا ہوا زنانے کپڑے پہن رہا ہی رنگین نے کہا کہ مین نے نہین دیکھا کنیز نے ہنسکر کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ناک اپنی کٹوا ڈالو تم سحر کر و زمین اُس کے پاؤن تھام لے گی پھر تم کو دکھا دینگے نگوڑے کو گرفتار کر کے قتل کرین پنجہ مارنے کا بدلہ ملے تب ثابت ہو کہ انجام کیا ہوا رنگین نے گولہ کمر سے نکالا اسم سحر پڑھ کے پھینکا کنیز نے حلقۂ کمند

کے گلے مین ڈالدیے جھٹکا مارا اور حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر محفل مین لایا قاسم اپنے مقام پر بیٹھے ہین زلفین جادو خاموش ہو سحر فراموش ہر سیارہ نے رنگین کو ایک نخل سے باندھا ہوشیار کیا کہا کیون ای رنگین قدرت پروردگار کو دیکھا کہ تم کو گرفتار کرادیا اب بہتر یہی ہو کہ اطاعت اسلام کرو ورنہ اب نہ چھوٹو گے ابھی قتل کرونگا رنگین سوچا کہ بیٹی نے سچ کہا تھا کہ زمانہ انقلاب آگیا خداوند چولا تبدیل کرنے کو ہین انھین کی اطاعت کرو تو جان بچیگی ورنہ نہین معلوم فلک کیا رنگ دکھاے گا اپنا کیا ہوا آگے آئیگا اشارہ کیا کہ مین اطاعت کرتا ہون سیارہ نے اُسکو کھولا زبان سے سوزن نکالی رنگین قدمون پر قاسم کے گرا اطاعت اسلام قبول کی بیٹی سے کہا کہ اب قلعے مین چلو یہان رہنا کیا ضرور ہی بیٹی اور قاسم کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا سامان دعوت مہیا کیا دور جام بے اندیشۂ انجام چلنے لگا ساقیان سیمین ساق مطربان خوش آواز جمع ہین ناچ گانا ہو رہا ہی ایک نازنین خوش آواز بصد ناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گا رہی ہی

نظم

در دلم تا کی خیالِ خام دنیا بگذرد
بر سرم تا چند این آشوب سودا بگذرد

بگذرد دہر کہ خیال عافیت در خاطرم
شعلۂ آہ دلم از سقف مینا بگذرد

او محبت میفزاید در سر بازار عشق
بر سر عاشق ز رسوائی چو غوغا بگذرد

شب شود دہر روز بر امید فردا روز من
حیف این عمرے کہ بر امید فردا بگذرد

بعد ازین مخفی من و پاس دل فارغ ز غم
تا بکی عمر گرامی در تمنا بگذرد

قاسم خوش بیٹھے ہین زلفین پہلو مین رنگین جادو تخت پر بیٹھا ہی کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا محفل کو دیکھ کر بھاگا رنگین نے گھبرا کر کہا کہ ای زلفین تمنے دیکھا یہ طائر واسطے خبر کے یہان آیا تھا زلفین نے کہا کہ سمجھا جائیگا مگر وہ طائر اُڑتا ہوا اسلئے جمشید ثانی کے پہونچا کچھ زمزمہ سرائی کی جمشید نے کہا لو غضب ہوا رنگین جادو بھی مطیع ہوا اب ساحر نمکحرامی اپنی ظاہر کر رہے ہین مگر جسدن بگڑونگا سب کو قتل کر ڈالونگا یہ کہکر حکم دیا کہ کوئی ساحر تم مین سے ایسا جاے کہ زلفین و رنگین و قاسم کو گرفتار کرکے لاے حسام جادو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ ابھی سب کو لاتا ہون یہ کہکے روانہ ہوا اگر پچاس ہزار فوج لیکر چلا پیا

رات بھر جلسہ رہا صبح کو سب سو گئے حسام آگر گرا فوج رنگین کو قتل کرنے لگا ہلڑ جو ہوا قاسم
اپنے مقام سے اُٹھے مرکب پر سوار ہوے فوج سے لڑنے لگے مگر زلفین جو گھبرا کر اُٹھی دیکھا
کہ موتیون کا مالا کھونٹی پر لٹکا ہی گھبرا کر کہا کہ ای شہریار آپ غضب کرتے ہین یہ تحفہ نایاب جسکو
دستیاب ہو وہ اُسکی قدر نہ کرے جوش جرأت مین جا پڑے آکر باپ کو اُٹھایا رنگین جادو
سحر کرتا ہوا نکلا زلفین نے دیکھا قاسم مجمع مین لڑ رہے ہین حسام نے سحر کیا گھوڑا چلتے چلتے
رُکا ہاتھ بھی رُک گیا حسام نے دور سے دیکھا کہ قاسم لڑتے لڑتے رُک گئے زلفین جھپٹ کر
بلند ہوئی اُترتے اُترتے مالا پہنایا قاسم کے گلے مین جو مالا آیا جوش جرأت زیادہ ہوا حسام
نے آکر ہاتھ تلوار کا مارا سمجھا تھا کہ میرے سحر مین مبتلا ہین قاسم نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے
سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا تلوار چاک کر گری سپر کو کاٹ کر سر حسام زخمی کیا حسام نے پکار کر
آواز دی کہ یارو ما بدولت زخمدار ہوے تم سب مل کر اس جوان پر ٹوٹ پڑو گرفتار کر لو
فوج نے بلوہ کیا ہر چند کہ قاسم شیرانہ لڑ رہے ہین مگر پچاس ہزار ساحرون نے بلوہ کیا ہی
کس کس کو قتل کرین زلفین نے جو دور سے دیکھا کہ قاسم گھرے ہوے ہین مگر رستمانہ لڑ رہے ہین
کئی سو لاشہ گرد مرکب کے پڑا ہی قاسم کس دھوم سے لڑ رہے ہین بقول شاعر فرد ترک خنجر داس
گردون ہر دم از چرخ برین + رزم او میدید میگفت آفرین صد آفرین، جی مین کہتی ہی
ای زلفین جرأت ان لوگون پر ختم ہی کس دھوم سے لڑ رہے ہین وہ علمدار فوج کو مارا مگر
فوج کا بلوہ بڑھتا جاتا ہی ہر طرف سے ساحر ستمگر آ گئے ہین بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگی کہ ای
رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر نظم

ہر کرد از مال دنیا احتراز | بر رخش باب سعادت گشت باز
آدمی دارد بدنیاے دنی + | عمر خود کوتاہ و امید دراز
صاف دارند از کدورت آئنہ | بندگان نیک سیرت پاک باز
زندگانی کن بسر ای زندہ دل | روز و شب در طاعت و عجز و نیاز
بندہ شو ای مالک ملک و منال | سر بنہ در سجدہ ای گردن فراز

بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عز بے بدل

از پردۂ بیابان گرد بر خاست زلفین دیکھنے لگی سمجھی کہ حسام کا کوئی معین اور آیا سامنے آکے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک جادوگر گھوڑے پر سوار بارہ ہزار ساحران غدار الشیت پر بڑے کروفر سے آتا ہی قاسم کو جو لڑتے ہوے دیکھا فوج سے اشارہ کیا کہ ان دشمنون کو مار لو آقاے نامدار لڑ رہے ہین یہ کہکر اپنا گھوڑا بڑھایا نعرہ کیا کہ منم اسلم جادو ایک طرف سے آکر حجم کر جو سحر کیا آگ برسنے لگی حسام نے چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن ایک طرف سے زلفین نے آگ برسا دی ہی اور ایک طرف سے قاسم لڑ رہے ہین ایک طرف سے اسلم نے وہ سحر کیا کہ کچھ طائر پیدا ہوے سرون پر چرخ مارنے لگے کچھ شیران صحرا کچھ نہنگان دریا پیدا ہوے اُنھون نے ساحرون کو کھالیا چیر چیر کر پھینک دیا مگر اسلم لڑتا بھڑتا قریب قاسم کے آیا آکے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس کئی دن سے آپ کو تلاش کر رہا تھا شکر ہی کہ خیر و عافیت سے آپ کو پایا یہ ساحر کون ہی جو آپ سے جنگ کر رہا ہی قاسم نے یہ سب حال بیان کیا اسلم جادو نے جو زلفین و زنگین کو دیکھا کہا ای شہریار یہ ساحران زبردست آپ کو ملے ہین اب مین جاکر حسام کو مارون گا آپ کو مہلت ملے یہ کہکے جھپٹا سامنے حسام کے پہونچا سحر کرکے اُس کو ہٹایا اُدھر سے حسام آتا تھا ادھر سے قاسم پہونچے حسام نے جو قاسم کو دیکھا سحر کرنے لگا جب سحر کی تاثیر کچھ نہ ہوئی تب اسنے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے خالی دے کر جواب مین ہاتھ تیغے کا مارا تیغہ جو تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کرتا جگرگاہ پہونچا حسام کے مرتے ہی فوج والے بھاگے لاشہ حسام کا اُٹھالے گئے دامن صحرا کو مثل دامن مادر جان کردرہ ہاے کوہ مین مخفی ہوے قاسم بفتح و فیروزی پلٹے زلفین نے جو اسلم جادو کو ہمراہ دیکھا بڑھ کر پوچھا کہ ای شہریار یہ تو اسلم جادو ہی یہ تو اس طریقے سے آیا کہ مین نے اسکو نہ پہچانا خوب وقت پر آیا قاسم نے کہا یہ دل سے مطیع ہو چکا ہی زلفین نے کہا اب فوج معقول آپ کو ممکن ہوئی اب کوچ فرمایئے اور طرف قصر ہفت رنگ کے چلیے یقین ہی کہ لڑائی پڑے اور جمشید کو بھی معلوم ہو کہ کسی سے مقابلہ پڑا اپنی جان سے عاجز ہوگا قاسم سب لشکر کو لیکر قلعے مین آے زنگین نے بڑی دھوم سے اسلم کی دعوت کی جلسہ آراستہ ہوا تین دن لشکر اس مقام پر رہا تین دن کے بعد قاسم نے ان سب کو

ساتھ لیکر کوچ کیا باقی لشکر جو اور مقام پر تھا اُسکو بھی ساتھ لیا بشوکت تمام طرف قصر ہفت رنگ کے چلے کہ پہونچنا ان کا گزارش ہوگا قاسم نے اپنے لشکر کا یہ انتظام کیا ہی کہ تخت پر رنگین جادو کو سوار کیا ہی اور سپہ سالار اسلم جادو کو قرار دیا ہی اس شوکت و حشمت سے جاتے ہین

دو کلمۂ داستان حیرت بیان بادشاہ اسلام کہ بشوکت تمام طرف جزیرۂ بلاخیز کے جاتے ہین پہونچنا اِن کا تا بہ جزیرۂ مذکور اور حالات راہ وغیرہ و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ و ساقی نامہ نو تصنیف مصنف

پلا ساقیا اپنے خم سے وہ جام
کہ جاتی ہی بلبل بھی گلزار مین
کہ سب رند میخوار آباد ہون
کہ ہر میکدہ مین خوشی کا سمان
کہ آمد ہی ساقیِ میخوار کی +
مری طبع کو صاف یہ کھل گیا
خوشی کا ہر اک سمت سامان ہی
صدائین خوشی کی نکلنے لگین
کیا غنچون نے بھی آکر ہجوم
ہر اک غنچۂ گل کی شوکت ہوئی
قمر رنگ محفل دگرگون ہوا +

کہ ظاہر ہو میخوار پر یہ تمام
بہم میکدہ مین ہی اک شور و شر
چمن گرد و مسرور و دلشاد ہون
کسی سمت میخوارون کا ہی ہجوم
خوشی جا کے بلبل نے اظہار کی
کہ ساقی کی آمد ہی باصد خوشی
مگر زلف دشمن پریشان ہی
ہوا شور لو آگیا ساقیا
ہوئی میکدہ مین مبارک کی دھوم
ترانے یہ بلبل کے ظاہر ہوے
کہ ہر وقت تحریر عشرت فزا

کہ ساقی کی آمد ہی دربار مین
کہ ساقی کو ہوئے نہ غم کی خبر
کسی سمت ہی ابر گوہر فشان
کہ ہر میکدہ مین خوشی کی یہ دھوم
گلو نکو خوشی کا ہی سامان ملا
کہ میخوار ملتے ہین آکر سبھی +
ہوائین فرح خیز چلنے لگین
ہر اک رند میخوار بھی خوش ہوا
نہالِ گلستان کو فرحت ہوئی
کہ گلچین و صیاد حاضر ہوے

چہرہ گلچینان دوحہ تحریر و تقریر و باغبانان گلستان جنت نظیر اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین مصنف مرصع نگار فصاحت ادا + چنین مینگارد زر کلک وفا + تحریر ہوتا ہی کہ بادشاہ با لشکر کثیر و جم غفیر زندان دیر گاہ سے رہائی پاکر طرف جزیرۂ بلاخیز کے جاتے ہین لشکر ساحران وغیرہ ساحران ہمراہ ہی بشوکت تمام صحراے رشک بہار مین پہونچے دیکھا کہ عجب طرح کا صحرا ہی ہر گوشے مین یہ ثابت ہوتا ہی کہ درخت سرسبز و شاداب ہین نہرین جا بجا لاجواب ہین طائران زمزمہ سرا خوش الحانی

صحرا مین اُڑ رہے ہین آہوان صحرائی گوشون سے نکل نکل کر جنگل مین جست وخیز کرتے پھرتے ہین ایک طرف کچھار ہی شیران فیلدر دھاڑ کے لگا رہے ہین کچھ پڑے سو رہے ہین پھولون کا زیر شجر انبار نئے طور کی بہار طائرون کی زمزمون مین پکار صاف ثابت ہوتا ہی کہ میخوار ٹہل رہے ہین کسی جانب نخل ہاے موزون سنبل پیچان مثل زلف مہوشان کسی جانب نرگس شہلا مثل دیدہ مہ لقا سیر چمن مین مصروف ہی کسی جانب عشق پیچان کہ جسکا حال نہان وعیان ظاہر ہی کہ پیچ وخم اسکا رنگ زلف مہوشان مٹاتا ہی کبھی بلبلون کی زبان پر یہ ترانہ آتا ہی نظم

پھول سے عارض جو تیرے دیکھ پاے عندلیب	چھوڑ کر گلشن ترے کوچے مین آے عندلیب
سامنے آنکھون کے گلچین نے اُجاڑا آشیان	کس طرح غم سے نہ سر پر خاک اُڑاے عندلیب
سیر کرنے کو اگر جاے ہمارا نازنین +	توڑ کر گل صحن گلشن مین بچھاے عندلیب
قید سے کر دے رہا صیاد کو آجاے رحم	داستان غم اگر دم بھر سناے عندلیب
فصل گل آئی ہی مجکو ای ستمگر چھوڑ دے	روز ہی صیاد سے یہ التجاے عندلیب
دیکھ لے یہ قد جو بوٹا سا ترا او شمع رو +	بنکے پروانہ تری محفل مین آے عندلیب
صحن گلشن مین وہ رشک گل ہی محو خواب ناز	کوئی یہ کہدے نہ اتنا غل مچاے عندلیب
روضہ شبیر بھی سطوت ہی اک باغ بہشت	نالہ ہر زائر کا ہی گویا صداے عندلیب

بادشاہ جمجاہ نے جو وہ صحراے جنت نشان دیکھا شگفتہ ہوگئے فرمایا کہ ای فیروزہ آج لشکر اسی مقام پر اُترے کیونکہ آج کئی دن کے بعد یہ صحراے پُر فضا ملا ہی یقین ہی کہ فرحت تازہ ملے سرداران کو فیروزہ نے روکا لشکر اُترنے لگا ایک طرف بارگاہ بادشاہ جمجاہ استادہ ہوئی بادشاہ آکر تخت پر بیٹھے تاجداران عالی نژاد وسرداران والا نہاد گرد آکر بیٹھے ایک طرف میثاق کوہ گردان وخونخوار بلند بالا وغیرہ ایک سمت شاہزادیان کہ سحر وساحری مین بینظیر ہین مثل ملکہ لالہ زار وملکہ دریا نوش وقمر عذار وغیرہ وملکہ بحرین کہ جو منظور نظر میثاق ہی سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین گلچینی جمال بادشاہ جمجاہ کر رہے ہین مگر اس صحرا کی حاکم و ناظم ملکہ گلنوش نرگسی چشم دربار جمشید مین حاضر ہی کہ بیٹھے بیٹھے جمشید ثانی کو ملکہ یاسمن اور عنبر افشان یاد آئین کہا کیون صاحبو ہم نے یاسمن وعنبر افشان کو قید کیا ای گلنوش تم

جاکر سمجھاؤ گلنوش اُٹھی کمرے مین آکر دونون کو سمجھانے لگی دونون مبہوت ہو رہی ہین غصے سے
جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی جمشید سے کہ کہ اپنی صورت بنوائے ہم سے پیغام نہ کرے گلنوش اگر
جمشید سے کہنے کو تھی کہ آسمان پر برق چمکی چند جادوگرنیان تخت لالۂ خونریز حاکم زندان دیرگاہ
دوش پر اُٹھائے ہوئے آئین مگر ملکہ فراق مین بادشاہ کے تڑپ رہی ہی راتین ہجر کی کس مشکل سے
کاٹی ہین سامنے جمشید ثانی کے آئی اس ادا سے سجدہ کیا کہ جمشید بیقرار ہو گیا پوچھا کہ کیون ای
لالۂ خونریز اس وقت کس مقام سے آنا ہوا لالۂ خونریز نے عرض کی کہ زندان دیرگاہ ٹوٹ گیا
ہر ایک قیدی چھوٹ گیا مین عرض کرنے کو آئی ہون کہ وہ جو طریقہ تھا مٹا کہ گلنوش نے آکے
خبر دی کہ یاسمن و عنبر افشان انکار کرتی ہین لالۂ خونریز نے پوچھا کہ یا خداوندہ شاہزادیان
کون ہین گلنوش نے کہا کہ عاشق جمال بادشاہ جمجاہ خداوند اُن کو گرفتار کر لائے ہین چاہتے
ہین کہ اپنے قبضے مین کرین وصل حاصل ہو لالۂ خونریز کا یہ حال سُن کر دل کانپ گیا کہ خود مبتلائے
فراق ہی بادشاہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہی کہا یا خداوند میرے ہمراہ اُن کو کر دیجیے مین انکو
سمجھا کر راضی کر دونگی اور تیور جو جمشید کے دیکھے کہ مجکو دیکھ کر بیقرار ہو رہا ہی اشارے سے
کہا کہ مین بھی حاضر ہونگی اور اُن کو بھی سمجھا کر لاؤنگی جمشید یہ سنکر خوش ہو گیا کہا ای گلنوش اُن
دونون شاہزادیون کو اور لالۂ خونریز کو اپنے کوہ پر لیجاؤ لالۂ خونریز اقرار کرتی ہی کہ مین اُن کو
سمجھا کر حاضر خدمت ما بدولت کر دونگی تم بھی شرکت کرنا شاید وہ راہ پر آوین گلنوش نے
ایک تخت تیار کیا لالۂ خونریز تخت پر سوار ہوئی دونون قفس بھی برابر رکھ لیے اشارے سے کہا
کہ گھبرانا مین تمھاری اعانت کرونگی بادشاہ سے ملاؤنگی مگر میرا بھی خیال رہے دونون
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم جان و دل سے حاضر ہین کئی مہینے سے قید ہین تڑپ رہے ہین دیدار
شاہ سے محروم ہین گلنوش تخت اُڑاتی ہوئی چلی جب گلنوش جا چکی تو چند طائر سامنے جمشید
کے آکے کچھ زمزمہ سرائی کرنے لگے جمشید نے برہم ہو کر کہا کہ لو غضب ہوا جس صحرا مین گلنوش
گئی ہین اُسی صحرا مین لشکر بادشاہ فرد کش ہی کوئی جائے اور جا کر گلنوش سے کہے کہ اُس
صحرا سے چلی آؤ ایسا نہ ہو گلنوش بھی مبہوت ہو جائے جمال بادشاہ نمونہ سحر ہی چند کنیزین
چلین کہ جا کر گلنوش کو خبر کرین مگر گلنوش لالۂ خونریز وغیرہ کو لیے ہوئے برسر کوہ پہونچی دیکھا کہ

صحرا مین روشنی ہی دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر سعد بن قباد فروکش ہی فرش بچھوایا لالہ خونریز
آکر بیٹھین دونون قفس سامنے رکھ لیے سمجھانے لگین سمجھاتے سمجھاتے دونون کی زبانون سے سوزن
نکالی دونون تڑپ کر اُٹھین سحر کرنے لگین ہنگامۂ جنگ گرم ہوا گلنوش بدحواس ہی کہ یہ کیسا ہنگامہ
ہوا قضاے کار سعد شہریار بارگاہ مین اپنی بیٹھے تھے کہ دیکھا بالاے کوہ ہنگامہ ہوا شعلے بھڑکنے
لگے آگ برس رہی ہی میثاق سے فرمایا ای میثاق ذرا خبر تو لو کہ بالاے کوہ یہ کیسا ہنگامہ
ہی سب کے پہلے فیروزہ بن عمرو چلا بالاے کوہ پہونچا دیکھا کہ یاسمن اور عنبر افشان بڑے
زور و شور سے لڑ رہی ہین چاہتی ہین کہ لالہ خونریز کو بھی لے اُڑین مگر گلنوش بڑھنے نہین دیتی
فیروزہ کو یاد آیا کہ یہ وہی شاہزادیان ہین کہ جنکو جمشید گرفتار کر کے لے گیا تھا فیروزہ
وہانسے اُترا خدمت شاہ مین آیا شاہ فوراً سوار ہوے میثاق کوہ گردان اُسوقت پہونچا
کہ آسمان سے دیکھا کہ یاسمن و عنبر افشان گھری ہوئی ہین گلنوش سحر کر رہی ہی لالہ خونریز
سحر و ساحری سے ناواقف چہرہ اُداس ہی عالم یاس ہی دعائین مانگ رہی ہی کہ ای مالک
میرے رحم اپنا شریک کر مجکو اس بلا سے نجات دے دیدار فرحت آثار بادشاہ اسلام دکھادے نظم

ابتدا را ابتدا غیر از تو نیست
انتہا را انتہا غیر از تو نیست

دوستان ہنگام مطلب دوست اند
صاحب صدق و صفا غیر از تو نیست

وقت حاجت بندۂ محتاج را
مالک و حاجت روا غیر از تو نیست

نیست جز تو رافع درد جگر
چارہ ساز لا دوا غیر از تو نیست

از کہ جوید مدعا اہل سوال
صاحب جود و سخا غیر از تو نیست

در زمان حاکم بجز تو نیست کس
در جہان فرمان روا غیر از تو نیست

خالق و رزاق و رب العالمین
در خدائی ای خدا غیر از تو نیست

نیست غیر از تو بہ غربت آشنا
دوست ہنگام بلا غیر از تو نیست

ہست ہندی عاجز و زار و نزار
بر کمال فضل تو امیدوار

اس بیقراری مین دعائین کر رہی تھی کہ نعرۂ سعد شہریار کی آواز آئی لالہ خونریز نے جو سر
اُٹھا کر دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ لڑتے ہوے آتے ہین کھڑی ہو گئی بیتابی و بیقراری جو حد سے زیادہ

بڑھی دور سے بلائین لینے لگی مگر میثاق جو چلا تھا اِس وقت پہونچا کہ دونون شاہزادیان کھڑی
ہوئی ہین مگر اِن پر کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا اب تک لڑ بھڑ کر نکل جاتین مگر چونکہ لالہ خونریز کا خیال
ہو کہ اگر ہم نکل گئے تو اس شاہزادی کے واسطے باعث خرابی ہو اگر سحر و ساحری جانتی ہوتی تو
لڑ بھڑ کر نکل جاتی میثاق نے آتے ہی ایک گولہ مارا کہ آگ برسنے لگی مگر گلنوش نے جو نعرہ شاہ
کی صدا سُنی اور لالہ خونریز نے گھبرا کر کہا کہ لو بُوا تمھارے مطلوب آ گئے گلنوش نے سر اُٹھا کر
دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال صف شکن تیغ زن جری و بہادر صفون کو درہم برہم کرتا ہوا
آتا ہو اور جو مقابلے مین پہونچا علف شمشیر آبدار ہوا گلنوش نے بنگاہ غور چہرۂ بے نظیر کو
دیکھا جی مین کہتی ہو کہ یاسمن و عنبر افشان کی بیقراری جائے تھی ایسے آفتاب عالمتاب سے
کیونکر روگردانی کرین اے گلنوش انصاف شرط ہو مگر میثاق دو چار گولے پھینک کر قریب
عنبر افشان آیا کہا لڑتی بھڑتی نکل چلو عنبر افشان نے کہا کہ اے میثاق عجب مشکل کا مقام
ہو لالہ خونریز کہ مہتمم زندان دیر گاہ کی تھین آخر وہ شعبدہ مٹایا گیا اور بوجہ کوشش خونریز
ہم لوگون نے رہائی پائی چونکہ وہ سحر نہین جانتی ہین تو کیونکر ہو سکتا ہو کہ اُن کو دشمنو تین چھوڑ دین
کنیزان گلنوش بلوہ کر رہی ہین ہم کو یہی خوف ہو کہ ایسا نہ ہو اُنپر کوئی زوال آ جائے اُنھین
کی مہربانی سے ہم نے رہائی پائی یہ ذکر تھا کہ سامنے سے سرداران بادشاہ جمجاہ لڑتے بھڑتے
پہاڑ پر چڑھ آئے میثاق نے لالہ خونریز کو نیچے مین دبایا گلنوش نے ہرچند چاہا کہ میثاق
کو روکون مگر میثاق بلائے روزگار ہو ان ایسونکے سحر کو کب مانتا ہو دو گولے ایسے مارے
کہ زمین تھرا گئی گلنوش نے جو مجمع عظیم دیکھا گھبرا گئی اپنی جان کے خوف سے طبل بازگشت
بجوادیا سرداران نامی نے جو صدائے طبل بازگشت سُنی عنبر افشان و یاسمن کو بیچ مین لیا لڑتے
بھڑتے کوہ سے اُترے بادشاہ تو اپنی بارگاہ مین آئے عنبر افشان و یاسمن کو جو شاہزادیون
نے دیکھا سب کی سب خوش ہو گئین شاہ نے پوچھا کہ اے عنبر افشان و اے یاسمن اس قید مین
بڑے صدمے اُٹھائے دونون نے عرض کی کہ لونڈیان ہر وقت اسی خیال مین تھین کہ شہنشاہ
ہماری مدد کرینگے شکر کرتے ہین کہ آپ ہی کی مدد سے رہائی پائی کہ بادشاہ نے گھبرا کر کہا کہ کیون
اے عنبر افشان لالہ خونریز پر کیا گذری شاہزادیون نے عرض کی کہ میثاق اُنکو اُٹھا کر

لے گیا ہی جب تو ہم لوگ لڑتے بھڑتے نکل آئے اُنھین کے سبب سے ہم لوگون نے رہائی پائی جسوقت
کہ میثاق نے اُن کو اُٹھالیا تو ہم لوگ مطمئن ہوے یہ ذکر تھا کہ میثاق آکر پہونچا لالہ خونریز کو اپنے
ہاتھون پر اُٹھاے ہوے راہ مین جو ملکہ نے کہا کہ مین عاشق جمال شہریار ہون میثاق نے
کمال عزت و آبرو سے لالہ خونریز کو لیا خدمت مین پہونچایا شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ بارگاہ مین
جاکر بیٹھو اور شاہزادیون کو حکم دیا کہ چند کنیزین براے خدمت ملکۂ عالم روانہ کردو کئی کنیزین
کہ ہمراہ ہین براے خدمت گزاری خدمت لالہ خونریز مین آئین ملکہ بہ اطمینان فرد کش ہوئین
مگر کنیزون سے کہا کہ جاکر شہریار سے عرض کرو کہ ذرا آپ بھی تشریف لائیے مین مدت سے فراق
دیدہ و ہجران کشیدہ ہون جمال جہان آرا سیر ہوکر دیکھون کنیزون نے جاکر سعد شہریار سے اطلاع
کی سعد شہریار تشریف لاے لالہ خونریز سے حکایت و شکایت ہوئی ملکہ نے بہت شکوہ کیا
کہ ای شہریار آپ نے ہماری خبر بھی نہ لی سعد نے فرمایا اُس روز سے آج تک ایک ساعت کی
مہلت نہین پائی تدبیر فتح طلسم مین مصروف ہون دشمنون کے زور فوجون کا آنا آٹھ پہر لڑائی
رہتی ہی ہمنے ایک لمحہ راحت نہین پائی مگر اکثر تمھارا خیال آتا تھا کئی مرتبہ فیروزہ سے کہا کہ
ملکۂ عالم کا پتہ لگاؤ فیروزہ نے کہا کہ مین نے بہت جستجو کی مگر کہین نشان نہین ملا تب مین ناچار
ہوا یہان تو یہ کیفیت ہی مگر گلنوش جو پلٹی آکر شمار کیا تو معلوم ہوا کہ کئی ہزار کنیزین قتل ہوگئین
مگر تیر مژگان بادشاہ دل مین پیوست ہین پریشان بیٹھی ہوئی کنیزون سے کہ رہی ہی کہ کیون صاحبو
اب کیا ہوگا میرا تو عجب حال ہی کنیزین سمجھا رہی ہین کہ واری ایسا نہ کیجیے شاید قدرت کو خبر ہوجاے
گلنوش نے کہا کہ قدرت کے اختیارات دیکھے آٹھ پہر خوف کرتے رہتے ہین اگر ایسا نہوتا
کچھ اختیار رکھتے ہوتے تو معشوقون کو اپنی میرے ہمراہ کیون کرتے مگر لالہ خونریز نے خوب ہی
کمال کیا یہ کہکر ایک کنیز کو حکم دیا جاکر دریافت تو کرو کہ ملکہ کیا کر رہی ہین کنیز گئی تھوڑی دیر مین پلٹکر
آئی خبر دی کہ ملکہ لالہ خونریز نے سعد شہریار کو بلوایا ہی اُنسے حکایت و شکایت ہو رہی ہی
یہ سُنکر ملکہ گلنوش اُٹھین کہا مین جاتی ہون عرض کرونگی کہ مجھ کشتۂ تیغ حسرت کا علاج آپ نے
نہ کیا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا قصر مین پھرا تمام کوہ پر گشت کی اور پلٹ گیا گلنوش نے کہا کہ خدا
خیر کرے طائر نے چرخ مارکر ہوش اُڑا دیے مگر وہ طائر اُڑتا ہوا قصر ہفت رنگ مین آیا اور

زمزمہ سرائی کرنے لگا جمشید نے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو غضب ہوا وہ جو مین سمجھا تھا کہ افتاد پڑیگی وہ ہی ہوا لڑائی بڑی گلنوش کو شکست حاصل ہوئی اب تدبیر ہو رہی ہر کہ مین بھی نکل جاؤن کوئی ایسا ہر کہ جاکر اُسکو روکے اور گرفتار کرکے یہان لاے یہ جو کہا شیرون مین سے اسکے ایک پہلوان اُٹھا کہ ساحر بھی بے نظیر ہر اور زور مین بھی زبردست ہر نام اسکا طولاب خارہ شکن ہر اُسنے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوندا اگر حکم ہو تو گلنوش کو کشان کشان لاؤن جمشید ثانی نے حکم دیا کہ طولاب جلدی کرنا لشکر بادشاہ زیر کوہ اُترا ہر طولاب نے عرض کی کہ جاتے ہی اُسکو گرفتار کر لونگا اور لشکر سے بادشاہ کے لیکر آؤنگا ایسے ایسے لاف و گزاف کرکے طولاب روانہ ہوا یہان گلنوش مکدر بیٹھی ہر کنیزون سے کہ رہی ہر کہ تم مین کوئی ایسا ہر کہ خدمت مین شاہ کی جاے اور میرا حال عرض کرے چند کنیزین عرض کر رہی ہین کہ واری ہم جائین بادشاہ کو جاکر سمجھا دین یقین ہر کہ خود تشریف لا دین آپ کو بہ اعزاز لیجادین یہ ذکر تھا کہ طولاب آکر پہونچا پہاڑ پر چڑھ آیا کنیزون سے دریافت کیا کہ ملکۂ عالم کہان ہین کنیزون نے عرض کی کہ سامنے جو قصر ہر اُسمین تشریف رکھتی ہین طولاب اندر آیا آتے ہی گلنوش کا ہاتھ تھام لیا کہا ای ملکہ چلو تم کو خداوند نے بُلایا ہر گلنوش کا چہرہ زرد ہو گیا کنیز جو سامنے کھڑی ہوئی تھی اُسکو اشارہ کیا کہ خدمت شاہ مین جاکر حاضر ہو اس معاملے کو بیان کرنا وہ کنیز بھاگی لیکن طولاب ہاتھ ملکہ کا نہین چھوڑتا دمبدم یہی کہتا ہر کہ بہتر اسی مین ہر کہ چلی چلیے ایسا نہو کہ آپ کو ملال پہونچے گلنوش کہتی ہر کہ مین نے خطا کیا کی کہ جو مجھپر یہ بدعت ہر طولاب نے کہا کہ ہم نہین جانتے ہم کو حکم خداوند ملا ہر کہ گلنوش کو گرفتار کر لاؤ گلنوش نے کہا کہ ہاتھ چھوڑ دو مین درباری کپڑے پہن لون تب تمھارے ساتھ چلون طولاب کہتا ہر مین ہاتھ نہ چھوڑونگا تخت سحر میرے ساتھ ہر اُسپر سوار ہو جب ہاتھ چھوڑونگا سامنے خداوند کے پہونچکر عذر کر لینا اُن کو اختیار ہر جو مناسب جانینگے وہ کرینگے طولاب نہین مانتا مگر کنیز گلنوش خدمت سعد شہریار مین پہونچی بادشاہ لالہ خونریز سے باتین کر رہے تھے اور فرماتے تھے کہ ای ملکۂ عالم ایک سر ہزار سودے ہین کہ اُس کنیز نے آکر سلام کیا بادشاہ نے پوچھا تو کون ہر کنیز نے عرض کی کہ مجکو ملکہ گلنوش نے بھیجا ہر اور آپ کی خدمت مین عرض کی ہر کہ ایک پہلوان

ازجانب جمشید ثانی میری گرفتاری کو آیا ہی مجکو اُسکی بدعت سے بچائیے یہ سُنکر بادشاہ اپنے مقام
سے اُٹھے فیروزہ سے فرمایا کہ مرکب تیار کر دفیروزہ فوراً مرکب لیکر حاضر ہوا بادشاہ سوار ہوے
اکیلے طرف پہاڑ کے چلے میثاق کوہ گردان کو ہرکارون نے خبر دی کہ بادشاہ اکیلے جاتے ہین
میثاق اپنی بارگاہ سے نکل آیا پکار کر کہا کہ ای شہریار آپ کہان جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا تم
ٹھہرو مین آتا ہون میثاق نے کہا مین نہ مانونگا مین ہمراہ رکاب فیض انتساب رہونگا غلام کی
یہ مجال ہی کہ حضور کو اکیلا جانے دے اس عرصے مین اور شاہزادیان بھی آئین عنبر افشان نے
آکر قدمون کو بوسہ دیا بحرین گرد پھرنے لگی عرض کی ہم ساتھ چلین گے بادشاہ مجبور ہوے فرمایا
مین ناچار ہون تم لوگ فرداً فرداً آنا سب سردار الگ ہوے مگر میثاق سب کے آگے چلا
گلنوش عذر کر رہی ہی طولاب ہر مرتبہ ساتھ والون سے کہتا ہی کہ ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ
گلنوش کہتی ہی کہ ای طولاب ناحق مجکو قدرت ذلیل کرتے ہین مین باغی نہین ہون قدرت
سے بغاوت کرکے کہان جاؤنگی جیسا حکم دو وہ بجا لاؤن کہ میثاق آکر پہونچا برابر طولاب کے
بیٹھ گیا کہا ای طولاب ہاتھ گلنوش کا چھوڑ دو زبانی کلام کر دیکھو تو کیا ہوتا ہی یہ ذہن مین
نہ سمجھو کہ ہمین کو سحر آتا ہی اور بھی کسی نے سحر سیکھا ہی طولاب نمر گیا ہاتھ چھوڑ دیا کہا ای میثاق تجسے
یہ امید نہ تھی کہ ہمسے ایسے کلام کروگے میثاق نے کہا کہ ہم غلام بادشاہ جمجاہ ہین ممکن نہین کہ
تم ان کو سیانے بیجاؤ ہم نہ جانے دین گے یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ ای
ملکۂ عالم بادشاہ آگئے گلنوش کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہوگیا کہ بادشاہ پردہ اُٹھا کر اندر آئے قریب
طولاب کے آکر کہا کہ ای طولاب تم کس وجہ سے آئے ہو طولاب نے کہا کہ حکم خداوند ہی
کہ ملکہ گلنوش کو گرفتار کر لاؤ مین اسکے خلاف نہ کرونگا میثاق ٹہلتا ہوا قریب طولاب کے
آیا گلنوش سے اشارہ کیا کہ اُٹھ آؤ ایک بات سُن لو گلنوش اُٹھی طولاب نے کہا کہ ای ملکہ
کہان چلین بادشاہ نے طولاب کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا فرمایا ای طولاب ہم کو رو کو عورت
پر کیا دست انداز ہوتے ہو یہ بات مردی سے بعید ہی طولاب نے جھلا کر کہا کہ ای بادشاہ
جمجاہ آپ مجکو کیا سمجھے ہین اگر بگڑ جاؤنگا تو سنبھالنا مشکل ہوگا بادشاہ نے فرمایا آپ بگڑ جائیے
ہم سنبھال لین گے طولاب اپنے مقام سے ہٹا بادشاہ سے زور کرنے لگا بادشاہ نے کمر مین

ہاتھ ڈالا آپس مین کشتی ہونے لگی طولاب ہر چند چاہتا ہو کہ بزور قوت بادشاہ کو پکڑ لاؤن مگر پنجہ قابض نہین ہوتا بادشاہ کئی مرتبہ طولاب کو پکڑ لائے مگر جیت کرنے کا ارادہ نہین کیا گردن پر ہاتھ رکھ کے دو تین ہتّے ایسے مارے کہ طولاب اپنی جان سے بیزار ہو گیا بمشکل نکلا دو چار مرتبہ بادشاہ جو طولاب کو پکڑ لائے میثاق وغیرہ کھڑے ہین طولاب نے بدحواس ہو کے کہا کہ ای شہریار ٹھہر جائیے مین باہر سے ہو کر آتا ہون ذرا ہوا کھا آؤن بادشاہ نے چھوڑ دیا طولاب باہر نکلا دیکھا لشکر سے بادشاہ کے سردارون کا تانتا بندھا ہوا ہو طولاب گھبرایا افسران فوج سے کہا کہ اگر ہو سکے تو پہاڑ پر تم بلوہ کرو صرف بادشاہ کو بلوہ کر کے گرفتار کر لو باقی مین سب سے سمجھ لونگا بادشاہ کے لشکر مین دو ساحر زبردست ہین خونخوار و میثاق ان کو بہ مکر گرفتار کر لونگا اور سب کو بجرأت زیر کر دونگا یہ سنکر فوج نے بلوہ کیا بادشاہ نے جو ہلڑ سنا فرمایا کہ ای میثاق دیکھو تو یہ کیسا ہنگامہ ہو میثاق نے باہر آکر دیکھا کہ طولاب نے بلوہ کرا دیا ہو پہاڑ پر سرداران نامی سے تلوار چل رہی ہو میثاق آکر پہونچا اور آواز دی کہ ای طولاب یہ تم نے کیا حرکت کی کہ فقرے سے باہر آئے اور یہان آکر بلوہ کرا دیا معلوم ہوتا ہو کہ تم اپنی جان مفت دو گے طولاب نے میثاق کو للکارا کہ او میثاق تجکو ہمارے فعل مین کیا دخل ہو ہم کو جو قدرت نے حکم دیا ہو وہ بجا لاوینگے جس طرح ہو سکیگا کد و کوشش کرینگے کیا تو مجکو صرف پہلوان جانتا ہو مین پہلوان بھی ہون اور سحر و ساحری مین بھی بیعدیل و بے نظیر ہون میثاق نے کہا کہ کوئی سحر کرو ہم بھی ذرا عجائب و غرائب دیکھین جس کام کو تم آئے وہ کام تو تمھارا نکلا گلنوش کو نہ لے جا سکے اب گلنوش بخدمت شاہ حاضر ہو اگر خود جمشید بھی اپنے مقام سے آئے تو اسپر قابض نہو طولاب نے میثاق پر گولہ مارا میثاق نے گولہ کاٹا اور ایک دو پتھر زمین پر مار دیا زمین تھرائی ایک آواز آئی کہ ای میثاق مین حاضر ہون میثاق نے جواب دیا یہ تمھارا ہی کام ہو انھین شعبدون مین نام ہو کہ صحرا سے گرد اڑی اور ایک آواز معقول آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہو نظم

جبکہ رسوا ہوے انکار سے کچھ بات مین کیا	ای صنم لطف تھا پردے کی ملاقات مین کیا
یار نے وعدۂ فردا ہے قیامت تو کیا	شک ہو ای نالۂ دل تیری کرامات مین کیا

کوئی بتخانے کو جاتا ہو کوئی کعبے کو ❊ پھر رہے گبر و مسلمان ہین تری گھات مین کیا
ایک مدت سے ہون سائل ترے دروازے پر ❊ بوسہ یا گالی ملیگی تری خیرات مین کیا
دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف ❊ ایسا پڑتا تھا خلل یار کی اوقات مین کیا
بڑھ کے خط اور بھی مایوس ہوے وصل سے ہم ❊ یار نے بھیجا سفر سے ہمین سوغات مین کیا
آتش مست جو مل جاے تو پوچھون اُس سے ❊ تو نے کیفیت اُٹھائی ہو خرابات مین کیا

اُس نازنین نے آکر طولاب کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب باغ فرح افزا مین چلو وہانکے گل بوٹے تمھارے مشتاق ہین ذرا تمکو بھی تو معلوم ہو کہ مین کیا تکلیف اُٹھاکر آئی سُنا کہ طولاب بگڑا ہوا ہی مین نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو دشمنون سے جنگ ہو جاے تو باعثِ خرابی ہو عاشق کو سب طرح مشکل ہو طولاب اُس نازنین کے ساتھ روانہ ہوا میثاق نے آکر گلنوش سے کہا کہ ملکہ تم کوہ سے ہمراہ شہریار اُتر چلو بعد تھوڑی دیر کے وہ پلٹے گا اب جو آئیگا تو اور رنگ مین ہوگا ملکہ گلنوش نے اُسی وقت کنیزون کو ساتھ لیا اسباب وغیرہ بار کراکے ہمراہ بادشاہ کے کوہ سے اُتر آئی لشکر مین بادشاہ کے بعیش و فرحت رہنے لگی مگر وہ نازنین طولاب کو ساتھ لے کر صحرا مین آئی کہا آگے جاؤ دروازہ باغ فرح افزا کا ملیگا وہان ٹھہرو مین بھی آتی ہون یہ کہکے وہ نازنین رخصت ہوئی طولاب حیران و پریشان و سرگردان اُس صحرا سے نکلا سامنے سے دروازہ باغ کا دکھائی دیا چاہا کہ باغ مین جاؤن دروازہ باغ کا بند ہو گیا طولاب دروازے پر کھڑا ہوا سر ٹکرا رہا ہو اور دمبدم پکارتا ہو کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تم کہان چلی گئین دروازہ باغ کا کھولو تو مین باغ مین داخل ہون کہ ایک طائر زفیلین پکارتا ہوا آیا گرد سر طولاب چرخ مارا اور چلا گیا طولاب کو ہوش آیا حیران تھا کہ مین یہان کیون کر پہونچا کہ صحرا سے گرد اُڑی لشکر اسکا شدت تشنگی سے بیقرار و پریشان و حیران آکر پہونچا طولاب نے لشکر کو ساتھ لیا بغیظ و غضب تمام پلٹا بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ طولاب با فوج گران مقابلے مین آکر اُترا پہاڑ کو ویران پایا خبر سُنی کہ ملکہ گلنوش داخل لشکر بادشاہ ہین ایک نامہ لکھا کہ ای بادشاہ جمجاہ مین گلنوش کو لینے آیا تھا گلنوش آپ کے لشکر مین چلی آئین اُن کو روانہ کر دیجیے ورنہ قیامت برپا کرونگا بادشاہ نے ایلچی کو جواب دیا کہ جاکر اپنے مالک

کہو کہ جو کچھ ہو سکے قصور نہ کرو طولاب نے جو یہ خبر سنی طبل جنگی بجوا دیا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا نظم یکایک ہوا دان سحر کا ظہور ٭ اڑا آشیانے سے طاؤس نور ٭ وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ ٭ بہت گرمخو اور روشن نگاہ ٭ سپہ کی علامت سپیدہ ہوا ٭ نشان آگے آگے خط صبح کا ٭ کیا دبدبہ خلق پر آشکار ٭ کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار ٭ صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بادشاہ کے ساتھ ساحرون کا جمگھٹ ہے شاہزادیان طاؤس سان زرین بال پر سوار گلنوش سب کے ساتھ ساتھ ہے کبھی رکاب بادشاہ پر ہاتھ رکھ دیتی ہے مگر میثاق کوہ گردان سب کے آگے بڑھا ہوا کل لشکر کا انتظام کرتا ہوا آتا ہے اُدھر سے طولاب آکر پہونچا گینڈا میدان مین کالا پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور آکر مقابلہ کرے میثاق گھوڑے کو بڑھا کر خدمت شاہ مین آیا عرض کی غلام کو رخصت ملے کہ جاکر اس مغرور کو بتادون الگے ایسے کے ساتھ کرون کہ اپنی جان دے مین جانتا تھا کہ یہ پلٹ کر نہ آئیگا مگر جمشید کو معلوم ہوا اُسنے طائر سحر کو روانہ کیا اُسنے جاکر سحر اُتار دیا اب یہ یہانتک پھر آیا میثاق یہ کہکر مقابلہ طولاب مین پہونچا طولاب نے دیکھتے ہی گولہ مارا میثاق نے گولہ کاٹ دیا جو سحر طولاب نے کیا میثاق نے اُسکو بہ آسانی دفع کر دیا مگر طولاب نے جب پانچ چار سحر کیے تو میثاق نے طرف صحرا کے دیکھا اور پکار کر آواز دی کہ اے نگہبان ظلمات جلد آؤ اس مغرور سے آکر مقابلہ کرو یہ جو پکار کر میثاق نے کہا دیکھا جنگل سے ایک زنگی قوی تن دقوی من سلاح جسم پر آراستہ اکڑتا ہوا آتا ہے آتے ہی پکار کر آواز دی کہ اے وزیر اعظم کیا حکم ہوتا ہے میثاق نے پکار کر آواز دی تمکو تکلیف دی ہے کہ طولاب سے مقابلہ کرو مگر خوب سمجھ کر لڑنا یہ ساحر مغرور ہے عقل و فراست سے بہت دور ہے کسی فن مین کمی نہ کرنا زنگی نے عرض کی اس طور سے مقابلہ کرون کہ اُسکو یہی گمان ہو کہ پہلوان سے لڑ رہا ہون یہ کہکر وہ زنگی ٹہلتا ہوا سامنے طولاب کے آیا پکار کر آواز دی کہ او نامرد فرد بیار انچہ داری زمردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ طولاب نے نیزہ مارا زنگی نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی زنگی لطف سے لڑ رہا ہے بعد تھوڑی دیر کے زنگی نے گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ طولاب کا توڑ کر پھینکا طولاب نے دیکھا کہ نیزہ ٹوٹا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا زنگی نے سپر پر کاٹا

اُٹھادے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا طولاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ
تڑپ کر گرا سپر کو کاٹتا سر پر گرا جگر گاہ تک تلوار پہونچی صندوق سینہ کھل گیا طولاب گینڈے سے
گرا مگر صندوق سینہ سے ایک طائر نکلا اُڑتا ہوا طرف جمشید کے چلا میثاق میدان کارزار مین
جھوم رہا تھا کہ پکار کر آواز دی ای جمشید پرستان اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین
آے بھائی طولاب کا بیتاب جادو کہ صف پر کھڑا تھا گھوڑے کو اُڑاتا ہوا میدان مین آیا
پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ ساحران سحر کھیجے میثاق نے کہا کہ یہی زنگی تمھارے مقابلے
کو کافی ہی بیتاب نے پیشانی پر نشتر مارا خون چلو مین لیکر زنگی پر کھینچ مارا زنگی کے بدن سے
آگ نکلی جل جل کر خاک ہوا باقی خون لیکر میثاق پر پھینکا میثاق نے کچھ اسم سحر پڑھکر خون کو پلٹایا
وہ خون پلٹ کر جسم بیتاب پر پڑا کہ چند آبلے پڑ گئے بیتاب بہت بیقرار ہوا کہ سارے جسم مین
ایک آگ لگی ہوئی ہی میثاق نے اشارہ کیا کہ کیون بیتاب اسی سحر پر خاتمہ ہی بیتاب نے کہا
کہ ای وزیر اعظم تمنے بڑی نمکحرامی کی کہ قدرت سے جدا ہو کر شریک مسلمانان ہوے اب تم ہی
سوچو کہ اگر تم نہ شریک ہوتے تو رتبہ ہاے جلیل ملتے میثاق نے جواب دیا او نابینا آنکھین اپنی
کھول کر خیال تو کر کہ جمشید ثانی کُندۂ جہنم ہی کونسا فخر اُس مین پایا جاتا ہی اپنے سحر پر اُسکو دعوی
ہی تم بھی سحر جانتے ہو مین بھی سحر جانتا ہون خدا وہ ہی کہ جسکا کوئی شریک نہین بقول شاعر فرد
ہر گیاہے کہ بر زمین روید + وحدہٗ لاشریک لہ گوید + ای بیتاب مین سب کو ہٹا دون صرف
میرے تیرے مقابلہ ہو تو جمشید کو پکار مین وحدہٗ لاشریک سے عرض کرون دیکھ تو کسکی مراد حاصل
ہوتی ہی سب حال کھل جائیگا یہ سنکر طولاب نے ایک کوراگھڑا اُٹھالیا اُسکو چرخ دیکر طرف
میثاق کے پھینکا میثاق نے یارحیم ویاکریم کہکر اُسی گھڑے پر گولہ مارا کہ گھڑا ٹوٹ گیا گھڑے
کے ٹوٹنے سے بیتاب کے منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا میثاق نے
وہ گھڑا توڑ کر آواز دی کہ ای طاؤس سامری اپنا رنگ دکھا گھڑے کے ٹکڑے جو پڑے تھے اُنکو جنبش
ہوئی ایک طاؤس نکلا گرد بیتاب چرخ مارکر اُڑتا ہوا طرف صحرا کے چلا بیتاب نے گھوڑا
مہمیز کیا طرف اُس طاؤس کے چلا تیر و کمان ہاتھ مین ہی جستجو مین طاؤس کی جاتا ہی میثاق نے
پکار کر آواز دی کہ ای بیتاب اب نہ آنا مگر طاؤس جاکر ایک نخل پر بیٹھا بیتاب نے تیر بارادہ

تیر پشت کو طاؤس کی توڑ کر پار گذرا طاؤس زمین پر گرا جل جل کر خاک ہوا بعد اُس طاؤس کے دوسرا
طائر آکر نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا بیتاب کو بہت ناگوار ہوا پھر تیر ترکش سے نکالا پھر کمان
مین پیوست کرکے اُس طائر کو جو مارا طائر کے گرتے ہی بیتاب نے اُسکو ذبح کیا کباب لگاسے
بیٹھ کر زیر نخل کھانے کباب کھاکر ایک جوش وخروش ہوا طرف صحرا کے چلا اکڑتا ہوا مونچھون پر
تاؤ پھیرتا ہوا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک باغ دکھائی دیا جیسے ہی قریب پہونچا دروازہ باغ کا
بند ہوگیا بیتاب پشت باغ پر آیا دیوار پر چڑھا دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہی وسط باغ مین فرش بچھا
ہی اُسپر ایک مہ جبین دوازدہ سالہ بیٹھی ہی صد ہا کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے گرد اُس نازنین کے
بیٹھی ہین مگر بیتاب نے جو اُس مہ جبین کو دیکھا پسینے پسینے ہوگیا چاہتا ہی کہ جاکر قدمون پر گرون
گرد پھرون دیوار سے اُترا سامنے اُس نازنین کے آیا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا اُس مہ جبین
نے پوچھا کہ کیون خیر تو ہی اے شخص کیا چاہتا ہی بیتاب نے کہا کہ اے جان جہان واے آرام دل
مشتاقان میری جان تمپر جاتی ہی اُس نازنین نے کہا آؤ بیٹھو بیتاب پہلو مین بیٹھا چاہا گلے مین
ہاتھ ڈالدون اُس نازنین نے ایک تمانچہ مارا اور کہا کہ او بیتاب کیون اسقدر بیقرار ہوتا ہی
اول تو کئی شرطین باقی ہین ایک شرط کو بھی اُن مین سے پورا کر تو وصل تیرا اختیار کرون بیتاب
نے کہا کہ آپ شرط بتائیے اگر کہیے تو آسمان سے تارے توڑ لاؤن پلکون سے جاروب کشی کرون
تم کو سر پر بٹھاؤن اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ اے بیتاب ہم تو تم سے راضی ہین مگر جمشید ثانی
منع کرتا ہی اگر تم سے ہو سکے تو قصر ہفت رنگ مین جاؤ اور جمشید کا سر لاؤ تو میری تمھاری
شادی ہوجائے بیتاب نے کہا ابھی جاکر اُسکا سر لاتا ہون مگر کیون صاحب وہ کیون منع کرتا
ہی اُس نازنین نے مسکرا کر کہا وہ بھی مجکو چاہتے ہین اکثر پیغام بھیجا کہ ہم بھی تمپر مرتے ہین مگر تم ایسا
چاہنے والا جب مجکو ملے تو مین اُس نگوڑے کو کب قبول کرونگی تم ایسا عاشق مجکو کاہے کو ملیگا
مین ہر وقت خدمت مین رہونگی جفائین تمھاری سہونگی بیتاب بیقرار ہو کر چہار جانب دیکھتا
ہی کبھی پکار اُٹھتا ہی کہ یا خداوند جمشید ثانی ظلم و بدعت کے بانی کیا کیا رنگ دکھاتا ہی کس
صورت مین سامنے آتا ہی دل بیقرار ہوا جاتا ہی یہی جی چاہتا ہی کہ خاک پا لیکر توتیائے چشم بناؤن
گرد پھرون تصدق و نثار ہون یہ کہتا ہوا نخل کے سایہ سے نکلا ایک طائر عقیر شاخ نخل پر بیٹھا تھا

پکار اُٹھا کہ ای بادیہ پیماے یاس و حسرت و ای رہرو جادۂ اندوہ و مصیبت تم کو مناسب یہ
ہی کہ یہانکی سیر کر کے قصر ہفت رنگ مین جاؤ اور جاکر جمشید ثانی کا سر کاٹ لاؤ یہ آواز
کان مین بیتاب کے آئی اب تو تیغہ تولتا ہوا دوڑاتا ہوا جاتا ہی اور سحر اپنا خوب یاد کر کے
ایک ابر بنایا اور اُس مین ہزارہا تیر و خنجر و سنان ہلے نیزہ و پیکان تیر و گرز وغیرہ انسان
کے ہلاک کرنیوالے آلے بھر کر آسمان پر اُڑا دیا اور پکار کر آواز دی کہ وقت کا انتظار رہے
ابر سے جواب مین صدا آئی کہ بہت بہتر مین ہر وقت حاضر ہون یہ سُنکر اور زیادہ جوش ہوا
طرف قصر ہفت رنگ کے چلا اور یہان کئی سو شاہان جلیل دربار مین جمشید ثانی کے حاضر
ہین اور جمشید تخت پر بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی جمشید کہتا ہی کہ بیتاب کی فکر نے بیقرار کیا ہی
اول اُسکے بھائی کی اُلٹ پھیر مین رہا چونکہ وہ مارا گیا اب اِسکی فکر دامنگیر ہوئی ہی دیکھیے
کیا رنگ لاتا ہی لیکن ساحر ہوشیار ہی مگر میثاق بڑا کارگزار ہی سحر مضبوط کرے گا وزرا
چاہتے تھے کہ کچھ جواب مین عرض کرین کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا تلوار و تیر و خنجر سبھون پر
برسنے لگے جسکے سر پر پڑا وہ ہلاک ہوا بڑے بڑے ساحران نامی کا قصہ پاک ہوا کہ
چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ بیتاب جو ہمراہ طولاب کے براے گرفتاری گلنوش گیا
تھا طولاب تو مارا گیا اب بیتاب بھائی اُسکا مسحور ہو کر آیا ہی کئی سو جادوگر اُس کے
ہاتھ سے مارے گئے اب وہ آپکے لشکر پر آپڑا ہی اور ایک ابر اُسکے ساتھ ہی اُسمین سے
تیر و خنجر و تبر و نیزے برستے ہین جسکے سبب سے بہت سے آدمی ہلاک ہوے اور تمام لشکر
خداوندی تباہ ہو رہا ہی جمشید نے جھولی سے ایک کاغذ نکالا اُسکو چاک کیا یہان
بیتاب کے سر پر جو ابر سیاہ تھا وہ غائب ہوا چند روئی کے گالے سیاہ بنے پھر وہ گالے
آسمان سے زمین پر گرے بیتاب بہت گھبرایا پکار پکار کر جمشید ثانی کو گالیان دینے لگا الفاظ خلاف
شان خداوندی کے جمشید نے جو یہ آواز سُنی اور سامنے جو جمشید کو دیکھا تیغہ کھینچ کر دوڑا کہتا ہوا
کہ سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ کر خدمت معشوق مین لیجاؤن جمشید ثانی نے کہا بچہ آؤ تو بیتاب
نے قریب آکر تلوار کا ہاتھ مارا جمشید ثانی نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دا اپنے ہاتھ
سے تمانچہ مارا کہ سر بیتاب کا اُڑ گیا اندھیرا ہوا صدائین مہیب آنے لگین آواز آئی کشتی مرا

نام سن بیتاب جادو بود جمشید تو خاموش ہو کر بیٹھا لیکن میثاق کوہ گردان کہ خدمت شاہ مین
حاضر ہو وہان جسوقت بیتاب مرا اور رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوا میثاق ہنسا
سرداروں نے پوچھا کہ ای وزیر اعظم بے وجہ کس لیے ہنستے ہو کوئی وجہ ہوگی میثاق نے کہا باعث
یہ ہوا کہ بیتاب کو جمشید ثانی نے مارا اور پھر بیتاب کی لاش پر بیتاب ہوتا تھا ڈاڑھین
مار مار کر روتا تھا سب خاموش ہو رہے مگر یہان فوج پر طولاب کے یہ معرکہ گذرا کہ جب
طولاب مارا گیا اور بیتاب اسکا بھائی مسحور ہو کر طرف جنگل کے روانہ ہوا تو افسران
فوج نے طبل بازگشت بجوادیا اپنی اپنی بارگاہون مین داخل ہوے دونون لشکر جانبین
کے اُترے ہوے ہین جمشید نے بعد مارے جانے بیتاب کے حکم دیا کہ آیا کوئی تم مین سے
ایسا ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے اور خون طولاب و بیتاب کا بدلے شمیم جادو
زمرۂ مصاحبون سے اُٹھا سامنے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا خداوند اگر حکم ہو تو مین طلسم کشا
کو گرفتار کر کے لاؤن یہ کہکر شمیم جادو تخت پر سوار ہوا تخت اُڑاتا ہوا باہر نکلا کئی بادشاہ طبل
با فوج قاہرہ آئے ہین اور گرد قصر ہفت رنگ اُترے ہوے ہین طلایہ دے رہے ہین لیکن
کاؤس تاجدار کہ بڑا بہادر شاہ ہی مرکب عربی پر سوار تاج سر پر رکھے ہوے بازارون کا
انتظام کرتا پھرتا ہی کاؤس تاجدار انتظام کر کے ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرا اسنے
دیکھا کہ جانب قصر ہفت رنگ سے گرد اُڑی کاؤس نے حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ یہ فوج
ساحران کیدن آتی ہی اور کہان جائیگی عیار اس کا طاؤس تیز رو برای خبر گیا اور
تھوڑی دیر مین واپس آیا اُسنے عرض کی کہ شمیم جادو مصاحب خداوند جمشید ثانی ہی قصر
ہفت رنگ سے برای گرفتاری طلسم کشا نکلا ہی کاؤس کھڑا دیکھا کیا جب وہ لشکر سامنے
سے گذرا تو سوچا کہ ان کو قتل کرون قدرت نے میرے آنے کو کیا سمجھا کہ اور ساحرون کو
روانہ کیا مجھسے کیون نہ اطلاع کی کہ مین جا کر سب کو ایک آن واحد مین گرفتار کر لاتا یہ سوچکر
جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک سیاہ کپڑا نکالا اُس کو سحر کر کے اُڑایا پھر کچھ سحر کیا وہ لکۂ ابر بنکر
تیار ہوا ابر دھوان دھار رعد کی گرج برق کی چمک وہ آکر لشکر شمیم پر چھایا اور اُسمین سے
بوندیان پڑنے لگین جسپر قطرہ پڑا وہ مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہو گیا اسی طرح پر

ہزار ہا جادوگر لشکر شخیم کے مارے گئے جب شخیم نے دیکھا کہ آسمان سے پانی برس رہا ہی اور ایک
ابر تیرہ و تار لشکر پر چھایا ہوا ہی گولہ اٹھاکر ابر پر مارا کہ ابر کو توڑکر گولہ پار گذرا پھر گولے نے قصد
کیا تھا کہ تڑپکر گرون کہ ایک سنہرہ پنجہ پیدا ہوا گولے کو پکڑکر لے گیا اور آواز دے گیا کہ دیکھ
سمجھکر سحر کر سب سحر ہمارے دیکھے ہوے ہین شخیم جادو نے دیکھا کہ گولہ میرا غائب ہو گیا قصد
کیا کہ اور گولہ نکالون کہ یکایک آواز آئی کہ ای حریق آتش اشتیاق و ای غریق لجہ فراق
کیون کد و کاوش کرتا ہی سحر تیرا تاثیر نہ کریگا شخیم رکا اور یہ آواز سُن کر بہت گھبرایا جھولی سے
ایک تیلی سُنہری نکالی اُس سے پوچھا کہ مجھے کون روک رہا ہی تیلی نے کہا میر طلایہ کاؤس تاجدار
کہ بادشاہ جلیل ہی وہ تمہارے لشکر پر سحر کر رہا ہی اُسکو ناگوار گذرا کہ شخیم کیون جاتا ہی خداوند
نے مجکو کیون نہ روانہ کیا شخیم نے اُسی تیلی کو اُڑایا وہ جاکر ابر مین ڈوبی ابر کے ٹکڑے ٹکڑے
کر دیے ابر کو توڑکر شخیم جادو طرف لشکر طلسم کشا کے چلا ہرکارون نے اُسکو خبر دی کہ لشکر
بادشاہ حمجاہ آگے بڑھ کر ملیگا رواروی کرتا ہوا جاتا ہی مگر ساتھ والون سے کہہ رہا ہی کہ مین
قدرت سے کاؤس کی شکایت کرونگا کہ اُسنے مجکو بے وجہ روکا راستے کو طی کرتا ہوا رات ہی
کو قریب لشکر بادشاہ حمجاہ پہونچا افسران لشکر طولاب نے جو اس لشکر کو دیکھا سب کے سب
دوڑے اور آکر شخیم سے ملے اور سب احوال شکست بیان کیا کہ ہمارا افسر مارا گیا اور اُسکا
بھائی بیتاب مسحور ہو کر طرف صحرا کے نکل گیا نہین معلوم اُسپر کیا گذری شخیم نے کہا وہ قدرت
کے ہاتھ سے مارا گیا کلمات ناشائستہ شان مین قدرت کے کہتا تھا اب قدرت نے واسطے
مدد تم لوگون کے مجکو روانہ کیا ہی شخیم نے جو اُن سب کو تسکین دی وہ سب اِسی کے ساتھ ہوے
چاہا کہ لشکر طلسم کشا پر جا پڑون مگر میثاق کوہ گردان کہ لشکر شاہ کا طلایہ دار ہی اسنے جو
دیکھا کہ ایک لشکر گران سامنے آکر کھڑا ہوا اور ارادہ یہ رکھتے ہین کہ لشکر پر آپڑین میثاق نے
ہرکارے کو روانہ کیا کہ دیکھو یہ لشکر کسکا ہی ہرکارے نے آکر خبر دی کہ شخیم جادو طرف سے
جمشید کے آیا ہی اور لشکر طولاب نے اُسکا ساتھ دیا اب جمعیت بڑھ گئی اُسکا ارادہ ہی کہ
آپ کے لشکر پر آپڑے میثاق آگے بڑھ کر کھڑا ہوا کہ شخیم نے فوج کو اشارہ کیا فوج والون
نے کچھ گولے کچھ ماش کے دانے طرف لشکر اسلام کے پھینکے دو چار سو جوان قتل ہوے

کچھ تلوارین گرین کسی کے سحر سے مینھ برسا میثاق نے ہاتھ ہلا دیا کہ آگ برسنا موقوف ہوا اور
بڑھ کر للکارا کہ او شمیم جادو میرے مقابلے مین آ کیا چھپ چھپ کر سحر کرتا ہی شمیم گھوڑا بڑھا کے
سامنے میثاق کے آیا پکار کر آواز دی کہ ای میثاق مین تمھارا حال سن چکا تمنے نمک حرامی پر
کمر باندھی ہی بہتر یہ ہی کہ ہاتھ باندھ کر میرے سامنے چلے آؤ مین قدرت سے تمھاری خطا معاف
کرا دونگا میثاق نے پکار کر آواز دی کہ ای شمیم مین آتا ہون خبردار رہنا میثاق نے
چند دانے ماش کے طرف صحرا کے پھینکے کہ ایک آواز ہیبتناک آئی شمیم نے دیکھا کہ صحرا سے
چند شیر و کرگدن سوار نیزے ہاتھون مین لیے ہوے آتے ہین شمیم نے چاہا کہ ان سبکو دفع کرون
ہر چند گولے مارے اور سحر بھی کیا مگر وہ آنے والے نہ رکے آکر لشکر شمیم پر گرے لشکر شمیم
قتل ہونے لگا ہمراہیان طولاب نے بڑھ کر کہا کہ ای شہنشاہ ساحران یہ سحر میثاق کا ہی
یون نہ رکیگا لشکر کو تمھارے تباہ کر دیگا شمیم نے بڑھ کر ایک نیزہ دار سے مقابلہ کیا اُسنے
نیزہ مارا شمیم نے نیزہ توڑ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا جیسے ہی تلوار پڑی اُس جوان نے سر آگے
کر دیا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے شمیم پلٹا کہ دوسرے پر جا پڑون کہ دیکھا وہ ایک جوان
کے دو جوان بن کر تیار ہوے اور فوج سے لڑنے لگے یہان تک تلوار چلی کہ کئی ہزار ساحر
لشکر شمیم کے مارے گئے شمیم نے عاجز ہو کر گھوڑا اپنا بڑھایا اور للکار کر آواز دی کہ ای میثاق
یہ غریب ناحق قتل ہو رہے ہین میرے تمھارے سامنا ہو تو احوال کھلے میثاق نے پکار کر کہا
کہ ای دلفریب شمیم کو آکر لیجا باغ پر بہار کی سیر کرا اسکو بڑا گھمنڈ ہی یہ بھی آگاہ ہو کہ سحر کیا
چیز ہی یہ جو پکار کر کہا صحرا سے ایک آواز آئی شمیم نے کان لگائے تو طریقے سے معلوم ہوا کہ
جیسے کوئی خوش آواز بصد خوش الحانی یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی دل کو لبھا رہا ہی نظم

گو کہ ہین اور بھی معشوقونکے پیارے انداز — نہ تمھاری سی ادا ہین نہ تمھارے انداز
دیکھتے ہو بہت آئینے مین سارے انداز — تمکو دیوانہ بنا دین نہ تمھارے انداز
عکس سے پوچھتے ہین اپنے وہ آئینے مین — آ گئے تجھ مین کہانسے یہ ہمارے انداز
ایک دل چھینے یہ سب تیری طرف سے خواہان — ناز اغماز ادا غمزے اشارے انداز
رات کو زیر فلک بیٹھ کے افشان نہ چنو — سیکھ جائین گے چمکنے کا ستارے انداز

راز الفت نہ کسی طرح چھپا یارون مین ٭ میری خاموشیون کے آپ پکارے انداز
گر میان ابھی نہ ای برق تجلی دکھلا ٭ یہی پیدا نہ کرین دل کے شرارے انداز
وہی شوخی رہی دانستہ شرارت وہی چھیڑ ٭ میرے دل مین بھی ہین دلبری کے سارے انداز
ناز اُس شوخ کے دشمن بھی اُٹھاتا ہی جلال ٭ اب تو کمبخت نے سیکھے ہین ہمارے انداز

دیکھا غول کے غول نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین جوڑے بھاری پہنے ہوے گاتی بجاتی آتی ہین شخیم نے جو اُن معشوقون کو دیکھا سب کے آگے بڑھی ہوئی ایک جان نہایت شوخ و شنگ ناز و کرشمے سے معمور مسکراتی ہوئی سامنے شخیم کے آئی اور ہاتھ تھام کر کہا کہ کیون صاحب ہم تو ڈھونڈھتے پھرتے ہین اور تم یہان آکر ٹھہرے ہو آج کل باغ پر بہار ہو وہان چل کر ٹھہرو کہ تم کو ثابت ہو کہ ہمین کس درجہ تم سے عشق ہی شخیم نہال ہو گیا اُس نازنین سے لپٹنے لگا اُس نازنین نے جھلا کر جواب دیا کہ ارے دیوانے مین تو تیرے پاس آئی ہون کیون جلدی کرتا ہو باغ مین چل وہان تنہائی بھی ہی ہم تم موصول ہونگے یہ سُنکر شخیم گرد اُسکے پھرنے لگا کہا مین تو تابعدار ہون جہان کہو وہان چلون اُس نازنین نے کہا چلو یہ کہکر اور شخیم کو ساتھ لیکر چلی جیسے ہی یہ ساتھ ہوا ملازمان طولاب نے سامنے آکر کہا کہ ای شخیم اس ظالم کے ساتھ نہ جاؤ اسی نے بیتاب کو بیتاب کیا تھا اسی کی محبت مین وہ قتل ہوا شخیم نے جھڑک دیا کہا صاحبو تمھین کیا دخل ہی میرے اشتیاق مین وہ تو کوسون سے آئی اور مین بے اعتدالی کرون تم لوگ ٹھہرو مین ابھی آتا ہون یہ کہکر اُس نازنین کے ساتھ چلا وہ نازنین ناز و عشوہ کرتی ہوئی شخیم کو لے چلی شخیم نے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک آہو جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی اُس نازنین نے کہا صاحب اسے شکار کرو شخیم نے تیر مارا کہ وہ آہو گرا قریب اُسکے آکر آہو کو ذبح کیا کباب لگا کے چند کباب اس نازنین کو دیے اسنے کہا تم نوش کرو خاص تمھارے ہی واسطے کہا تھا شخیم نے وہ کباب کھائے کباب کھا کر اور زیادہ بیقرار ہوا نازنین نے کہا صاحب گھبراؤ نہین باغ قریب ہی وہ باغ خاص اسی واسطے بنایا ہی کہ ہم تم وہان بیٹھین تم گلچینی گلشن جمال کی کرنا اور مین باغ کا تماشا دیکھونگی تب تمکو کیفیت ملیگی خبردار خبردار اب راہ مین مجکو ہاتھ نہ لگانا اس صحرا مین سب میرے عزیز رہتے ہین اگر اُن کو خبر ہوگی تو

وہ اگر تمھیں آزار پہونچاوینگے شمیم خاموش ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ باغ دکھائی دیا نازنین نے کہا کہ لو صاحب ناحق کی گھبراہٹ تھی باغ کے قریب آگئے اب تمھیں اختیار ہی میں انکار نکرونگی مگر میرے طالب بہت ہین یہی چاہتے ہین کہ مین تم سے نہ ملون اور مجھے تمپر توجہ ہی کبھی ایسا نہوگا کہ مین تمھارا ساتھ چھوڑون یا تمھارے حکم سے انکار کرون یہ کہکر اُس نازنین نے شمیم کا ہاتھ تھام لیا اور باغ مین داخل ہوئی جیسے ہی یہ دونون باغ مین پہونچے ایک آواز آئی کہ کیون او گیسو بریدہ و شوخ دیدہ تو پھر اسکو لائی اُس نازنین نے تھراکر کہا کہ لو صاحب غضب ہوا کہ میرا طالب آگیا شمیم نے کہا کہ مین کیا کسی سے باہر ہون کہ گوشۂ باغ سے ایک زنگی سیہ رو تیغہ برہنہ کھینچے ہوے آیا شمیم سے تلوار چلنے لگی وہ نازنین کہتی جاتی ہی کہ او زنگی کیون بدعت کرتا ہی تیرے وقت پر تیرے پاس آونگی تو کیون اسقدر بگڑتا ہی یہ ایسا طالب ہی کہ تیرے سامنے کچھ نہ کہیگا مین اسکو لشکر سے لائی ہون اسنے بڑا کام کیا کہ آہو کو میرے واسطے شکار کیا اور اُسکے کباب مجکو کھلاے اور آپ بھی کھاے اب کوئی بات باقی نہین ہی زنگی کہتا جاتا ہی کہ او گیسو بریدہ اسکو سمجھا دون تو تجھے سمجھونگا ارے یارو کیون تامل کرتے ہو یہ جو کہا گوشۂ باغ سے چند زنگی اور پیدا ہوے شمیم پر جھکے ایسا اسکو پراگندہ کیا کہ چار طرف سے تلوارین پڑ رہی ہین اور یہ بیچ مین کھڑا ہوا ہی تلوارین روک رہا ہی کہتا جاتا ہی کہ ای جان جہان دیکھو یہ لوگ ناحق مجکو ذلیل کرتے ہین مین نے ابھی تک حکم کے خلاف نہین کیا ایک سحر مین ان سب کو قتل کرونگا ایک زنگی نے سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ شمیم کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی شمیم کے اُس زنگی نے اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا کہا گوشے مین چلو یہان لشکر شمیم حیران و پریشان کھڑا تھا سب کہتے تھے کہ یارو کیا غضب کی بات ہی کہ وہ ہی نازنین جو آکر بیتاب کو لے گئی تھی وہ ہی شمیم کو بھی لے گئی اب اُن کا زندہ رہنا دشوار ہی نہین معلوم جاکر کس بلا مین پھنسے ہون ایسا نہو کہ کسی آفت مین مبتلا ہو جاوین کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام من شمیم جادو صاحب خداوند جمشید ثانی بود فوج والون نے جو یہ آواز سُنی کہا لو صاحبو غضب ہوا شمیم بھی مارا گیا ادھر میثاق نے جو صدا سُنی کہ شمیم کا خاتمہ ہوا دو چار سحر فوج پر کیے آگ برسائی تلوارین گرائین چند لوگ قتل ہوے آخر کو سب بل کر بھاگے یہ صلاح ہوئی کہ چلکر خداوند سے اطلاع کرین کہ شمیم بھی مارا گیا کچھ حال نہ کُھلا کہ کیونکر قتل ہوا

اتنا تو ہم لوگون نے دیکھا تھا کہ وہ نازنین اُسکو لے گئی اُسی کی ذات سے کچھ فتور برپا ہوا وہ سحر
میثاق کوہ گردان کا تھا وہ بھلا کب کمی کرتا ہی یہ کہتے ہوے طرف قصر ہفت رنگ کے چلے
یہان وہ وقت ہی کہ جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ نہین معلوم شحیم جادو پر کیا
گذری سردار عرض کر رہے ہین کہ خداوندا اگرچہ یہ بہت بڑے ساحر ہین مگر وزیر اعظم خداوند
کا میثاق کوہ گردان بلاے روزگار و شعبدہ باز و سحر ساز ہی کیونکر ہم کہین کہ اُسپر یہ فتح پا وینگے
شرمندہ ہو کر پلٹ آوینگے یہ ذکر تھا کہ شور و فریاد و زاری بلند ہوا جمشید نے کہا دریافت
تو کرو یہ کون روتا ہی ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ ملازمان طولاب و شحیم گریان و نالان
آئے ہین یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ کل افسران فوج آکر قدمون پر گرے جمشید کو سجدہ کیا عرض کی
کہ یا خداوند آپ نے بمقدمۂ شحیم تقدیر کی تھی کہ مسلمانون کے ہاتھ سے تیری قضا نہین ہی
تجکو ہاتھون ہاتھ بلکنٹھ بھیجین گے لیکن میثاق نے وہ سحر کیا کہ ایک نازنین پیدا ہوئی شحیم
کو لگا کر لے گئی ہم لوگ حیران و پریشان کھڑے رہے کہ میثاق نے آگ برسائی آخر ہم لوگ
تاب نہ لاسکے فرار برقرار اختیار کیا خدمت مین آکر پہونچے جمشید یہ خبر سُنکر بہت جھلایا کہا
یارو مقام افسوس ہی کہ کوئی ایسا نہین کہ جا کر میثاق کو ٹوکے اور اُسکو گرفتار کرکے
لاے وعدہ کرتا ہون کہ فوراً قتل کرونگا یہ کہہ رہا تھا کہ آسمان پر لکہ ابر گلنار نظر آیا اور
ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے یہ اشعار عاشقانہ زبان پر چلے آتے ہین نظم

حکمرانی پر ہوا میل سلیمانِ بہار	عشق پیچان بن گیا طغراے فرمان بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے	نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا	نَی سواران چمن سے مرد میدان بہار
چاک پیراہن ہر اک گل کا بعینہ زخم ہی	کھیت ہی تلوار کا یارب کہ میدان بہار
روشنی ہوئے جو آنکھونین تو سیر باغ کر	لالۂ آتش زبان ہی شمع ایوان بہار
جان تازہ آتی ہی آتے ہی تیرے باغ مین	جلنے سے تیرے نکل سی جاتی ہی جانِ بہار
نخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین	ہی سزاوار خزان آتش نشایان بہار

کچھ کنیزین حسین و جمیل گلدستہ ہاے گل ہاتھ مین لیے ہوے آگے آگے ابر کے آتی ہین کہ وہ

ابر قریب آکر پھٹا ایک ضعیفہ جادوگرنی کو دیکھا کہ جھریان چہرے پر پڑی ہوئین موے سر بسبب کبر سنی کے گر گئے ہین اُسپر تیل ملا ہوا نیلے کپڑے پہنے ہوے ایک جھولی بائین ہاتھ مین ڈالے ہوے جیسے ہی جمشید نے اسکو دیکھا بے اختیار ہنسنے لگا ساتھ والون سے کہا کہ قدرت سوچ رہی تھے کہ کیا تقدیر کرون مگر خود بخود تقدیر ہوگئی ملکہ ظلمانہ گوشہ نشین آپ ہونچین ان کے سامنے میثاق کی کیا حقیقت ہے کہ سحر کرے اسی کے سامنے پیدا ہوا کچھ اسنے کبھی سکھایا پھر جوان ہوکر ملکون مین گیا اور وہانسے سحر سیکھ کر آیا قدرت نے اپنا وزیر کیا اب اُسکو یہ غرور ہے کہ مجھسے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اور یہ ظلمانہ جادو وہ ساحرہ ہے کہ خدمت سامری مین رہی قدرت کو پانی پلاتی تھی روز گنگا جلی لاتی تھی اُسنے سحر اسنے سیکھے ہین سامری اسپر مہربان تھے ہوا کہ کر بچکارتے تھے ایجاد کرنا سحر کا اسکو بتایا ہے اتنے عرصے مین وہ ابر پورا پھٹا پشت پر تخت ظلمانہ کے ایک اور تخت یاقوت احمر کا نمایان ہوا ایک نازنین سمن بر و غنچہ دہن و سیمین بدن جسم النور رشک نسرین و نسترن ایک تاج بے بہا پہنے ہوے وہ کنیزان حسین و جمیل بجلے ہاتھ مین گلدستے ہین وہ سب اسکو گھیرے ہوے گڑیان سامنے رکھی ہین دولہا دُلھن بنے بیٹھے ہین اور وہ نازنین گڑیان کھیل رہی ہے ایک عالم ہے کہ سبحان اللہ ہر مرتبہ کنیزین پھول نثار کرتی ہین وہ نازنین ہنس دیتی ہے جہان غنچہ دہن وا ہوا غنچہ دہن سے پھول گرتے ہین آنکھین نرگس شہلا گیسو سنبل پیچان بہاری اوڑھنی اوڑھے ہوے تخت پر بیٹھی ہے ظلمانہ کا تخت زمین پر آیا ظلمانہ نے آتے ہی سجدہ کیا جمشید نے سر سینے سے لگا لیا دست شفقت پشت پر رکھا پوچھا کہ ای ظلمانہ کہانسے آتی ہو اور یہ نازنین کون ہے ظلمانہ نے کہا بیٹا سجدہ کرو اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ مین تو بوڑھے ریچ کو سجدہ نہ کرونگی جمشید نے کہا کہ ای ظلمانہ زیادہ نہ کہو کم سن ہے ایسا نہ ہو رنجیدہ ہو جاے ظلمانہ کو منع کرکے جمشید نے ہنس کر پوچھا کہ ای ملکۂ عالم و ای فخر معشوقان جہان و ای آفتاب تابان تمھارا نام کیا ہے اُس نازنین نے تو سر جھکا لیا ظلمانہ نے کہا بہار اعجاز ان کا نام ہے بہت خوب سحر کرتی ہین جمشید ظلمانہ و بہار اعجاز کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا خود تخت پر بیٹھا پہلو مین دنگل تھا اُسپر ظلمانہ کو جگہ دی بہار اعجاز کو پہلو مین بٹھا لیا مگر بہار

جمشید کو دیکھ کر ایسا شرمائی ہو کہ سر نہین اُٹھاتی سر جھکائے بیٹھی ہو جمشید نے کہا کہ ای بہار
کچھ باتین کرو بہار نے جھلا کر گڑیان بھی اُٹھا ڈالین ایک پٹاری تخت پر رکھی تھی اُس مین
سب گڑیون کو رکھ دیا جب جمشید نے بہت سا چھیڑا تب بہار نے ہنس کر کہا کہ کیون
یا خداوند آپ نے سب کو پیدا کیا کیسے کیسے خوبصورت بنائے اپنی صورت ایسی بھونڈی
بنائی یہ ریش فش ہو کہ جیسے چھپر کے تنکے آنکھین زرد کہ جسکو دیکھ عارضۂ یرقان یاد آئے قد
ہو کہ ساکھو کا لٹھا ہاتھ پاؤن ٹھنٹے درخت کے مونچھین کہ بالون کی چونری بعضون نے
پھبتی کہی کہ کوئی جانور نگل گیا ہو اُسکی دُم باہر نکلی ہوئی ہو میری مجال نہین کہ سراپائے خداوند
مین کلام کرون مگر یہ اعتراض البتہ ذہن مین آیا ہو کہ اپنی صورت سب سے بہتر بنائی
ہوتی کہ جو کوئی دیکھتا بے ساختہ تعریف کرتا نہ کہ صورت دیکھ کر خوف آتا ہو کہ قدرت
کاٹ نہ کھائین جمشید ان باتون پر ہنستا ہو کہا ای ظلمانہ میثاق کو وہ گردان کا تم کو
بچپن یاد ہو ظلمانہ نے کہا کہ کمسنی تو نہین مجکو اسکی مان کا بیقرار ہونا یاد آتا ہو جب شادی
کے بعد کئی سال لڑکا نہ ہوا تو روتی ہوئی مان اسکی سامری کے پاس آئی سامری اُسوقت
خوش بیٹھے تھے پوچھا کہ کیون کیا مطلب ہو وہ قدمون سے لپٹ گئی اور عرض کی کہ یا خداوند
مین بدنام ہوتی ہون آرزو یہ ہو کہ مجکو فرزند عطا فرمائیے سامری نے پیٹ پر ہاتھ رکھدیا اور
فرمایا کہ جا تیرے یہان اولاد ہوگی غرض اُسی مہینے مین وہ حاملہ ہوئی سات دن برابر اُسنے
دردِ زہ اُٹھائے بہ ہزار خرابی یہ نگوڑا پیدا ہوا اسکے پیدا ہوتے ہی وہ مرگئی یہ بدنصیب
پرورش پانے لگا مین نے بہت سحر اسکو سکھائے اس وجہ سے کہ بے مان کا بچہ تھا اگر نہ
سکھاتی تو لوگ کہتے کہ اگر اپنی اولاد ہوتی تو اُسکو ظلمانہ خوب سکھاتی اس وجہ سے مین نے
تعلیم سحر اس مردے کو خوب کی جب جوان ہوا تو یہ غار افراسیاب مین گیا وہان سے
جا کر سند لایا اب اُسکو غرور ہو کہ میرا ہمسر کون ہو جمشید نے کہا کہ قدرت کو بڑے ملال
ہو دنچلے مین جا کر شریک مسلمانان ہوا کئی ساحرون کو دیوانہ کہکے مارا جمشید نے کہا کہ
ای ظلمانہ اگر مناسب ہو تو تم جاؤ جس طرح ہو سکے میثاق کو گرفتار کرکے لاؤ ظلمانہ نے
کہا کہ ای شہریار مین ابھی جاتی ہون کہ اُس معشوقہ نے ہنس کر کہا کہ نانی امان ہم بھی چلینگے

جنگ کا تماشا کرین ظلمانہ نے کہا کہ ای نور نظر جو سحر جنگ مین ہوتے ہین وہ تمنے ابھی تک نہین دیکھے مین جاکر میثاق کو کان پکڑ کے لے آؤنگی قدرت سے کہونگی اسکی خطا معاف کیجیے اور قدرت گلے سے لگا لینگے میثاق مجھی سے اشارہ کریگا کہ صفائی کرا دیجیے مین ضرور ضرور صفائی کرادونگی اور وہی عہدۂ قدیم دلادونگی اسلیے کہ مجھے بھی اُس سے ایک محبت ہی بچپن سے گودیون مین پالا ہمیشہ نذر سامری دلائی تب اُسکو نئی چیز کھلائی آم کی فصل مین اگر ضد کرتا تھا مین باغ سے منگا دیتی تھی اُسکی کیا حقیقت ہی کہ میرے سامنے سحر کرے جمشید نے کہا یہ تو ظاہر ہی کہ تم سے مقابلہ نہین کر سکتا اسی لیے تم کو تجویز کیا ہی ظلمانہ نے کہا کہ ای بہا تم تو یہان خدمت خداوند مین رہو مین جاکر میثاق کو لاؤن اُسی کے ہاتھ سے کُل کام کرادونگی طلسم کشا کو پکڑ لائیگا لوح کو چھپادیگا کسکی مجال ہی کہ میرے سحر کو دور کرے جمشید نے کہا کہ ای ظلمانہ تمھارے آنے سے دل کو قوت ہوگئی روح کو راحت ہوئی اب اگر تم تدبیر کروگی تو مقدمہ بن پڑیگا آجتک تو یہی تماشا رہا کہ جو ساحر گیا وہ ہاتھ سے مسلمانون کے قتل ہوا پھر پلٹکر زندہ نہ آیا ظلمانہ نے کہا کہ جن ساحرون کو تمنے بھیجا وہ سحر نہ جانتے تھے ورنہ اسطرح ذلیل و زبون نہ ہوتے سحر وہ چیز ہی کہ انسان اپنے ہوش مین نہین رہتا میثاق کی کیا لیاقت ہی کہ قدرت کے ساتھ برائی کرے بہار نے جو یہ سُنا آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا ہم یہ نہ سمجھے تھے کہ آپ ہم کو صدمہ دینے کو لائی ہین ہم بدون آپ کے یہان کیونکر رہ سکینگے خدمت خداوندی مین ہرچند کہ صدہا شہزادیان ہین مگر میری بسر نہ ہوگی ظلمانہ نے کہا اچھا ای نور نظر مین اپنے ساتھ تمکو نہ لیجاؤنگی خدمت خداوند مین رہنے سے انکار کرتی ہو تو ایک باغ تمکو ایسا بنادون کہ اُسمین ہر وقت تمھارا دل بہلے وہان ہر وقت طائران چمن نغمہ زن رہینگے نہرین آب صاف و شفاف سے مملو ہونگی بلبل کو وصل گل کا لطف اُٹھانا زاغ و زغن کی مجال نہین کہ اُس باغ مین قدم رکھسکین سیکڑون تکلف ایسے بنادون کہ تمھارا دل لگے بہار اعجاز نے ہنس کر کہا نانی اماں جان رکھوگی وہان رہونگی مگر یہان قدرت کے پاس نہ رہونگی یہ سُنکر ظلمانہ کے سامنے ایک صحرائے سبزہ زار تھا اُسپر نگاہ ڈالنے لگی کبھی ہنستی ہی کبھی ہاتھو سے اشارہ کرتی ہی کبھی مثل لڑکون کے دوڑی دوڑی پھرتی ہی کہ ایک آندھی سیاہ چلی تمام صحرا پر آشوب ہوگیا

گرد اُڑنے لگی تمام صحرا نگاہون سے چھپ گیا بعد تھوڑی دیر کے وہ گرد و غبار ہٹا جمشید نے
دیکھا کہ ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہی ظلمانہ نے بہار کو اشارہ کیا کہ بیبی!
تمھارے رہنے کا یہ مقام ہی اور ہاتھ پکڑ کر باغ مین لائی بہار نے دیکھا کہ تمام باغ سرسبز و
شاداب ہی عمارتین لاجواب نہرین پر از آب پھولون مین بھینی بھینی خوشبو ہی عندلیبان
چمن کو پہلوے گل مین پھول کے بیٹھنے کی آرزو ہی ہواے سرد چل رہی ہی طائران زمزمہ سرا
مصروف زمزمہ سرائی ہین بہار باغ کو دیکھکر خوش ہوگئی بارہ دری مین آکر دیکھا جا بجا سامان
دل لگی مہیا ہی ایک طرف ایک تخت پر فرش بچھا ہوا ہی گڑیان رکھی ہین ایک طرف گنجیفہ وغیرہ
رکھا ہی ایک طرف چند کتابین علم تاریخ کی الماریون مین رکھی ہوئی ہین تمام بارہ دری
اسباب عیش و نشاط سے مملو ہی بہار ہنسنے لگی کہ نانی امان آپنے کوئی شی نہین چھوڑی کہا
ای نور نظر یہ سحر دست بردا شتہ ہین اگر جم کر سحر کرون تو آسمان کو زمین پر پہونچادون ماہ تابان
و مہر درخشان و ثوابت و سیارگان سب اُسمین موجود ہون یہ مقام تو تمھاری دل لگی کے
واسطے بنادیا یہ کہکے گلے سے ایک موتیون کا مالا اُتارا کہا بیٹا کسکی مجال ہی کہ مجھے نگاہ
ملا سکے مگر تمھارے اطمینان کے لیے یہ سامان بھی بنادیا اس مالے مین جو مروارید کلان
ہی جب اسپر کوئی زوال آئے اور یہ موتی ٹوٹ جاے تو جان لینا کہ ظلمانہ قتل ہوئی
پھر تمھین اختیار ہی بہار نے کہا کہ نانی امان ایسا کلمہ نہ فرمائیے آپ نہ ہون اور مین زندہ
رہون مجکو دنیا اندھیر ہوجائیگی طبیعت کیونکر تسکین پائیگی ظلمانہ نے گلے سے لگالیا کہا کہ
ای نور نظر طائر بھی آیا کریگا وہ دمبدم میری خبر پہونچائیگا جب تم بہت گھبرانا تو میرے پاس
چلی آنا مین اپنا حال تمسے کہونگی دیکھون تو کیا تم ہی کہ جو جاتا ہی وہ پلٹ کر نہین آتا کیا
شہر خموشان ہی کہ ساحر جاکر سحر بھول جاتا ہی مسلمان اُسکو مار لیتے ہین یہ کہکر کنیزون سے
کہا کہ دیکھو صاحبو خبردار کھیل کود مین اس کا دل بہلانا کسی وقت اکیلا نہ چھوڑنا اگر میرے
لیے روئے تو آکر خبر لیجانا بخوبی سمجھا کر بُجھا کر بہار کو تو اس باغ مین ساکن کیا جس باغ مین
بہار ہو اُسکی رعنائی کا کیا ذکر بہار تخت پر آکر بیٹھی مگر ظلمانہ گوشہ نشین باغ سے نکلی سامنے
جمشید کے آئی کہا یا خداوند جاتی ہون خالی میثاق کو لاؤن یا طلسم کشا کو بھی گرفتار کر لون

جاتے ہی میثاق کو للکارونگی دیکھون تو کیسا سحر سیکھا ہو اب تو سحر اُسکا کمال پر ہو مگر دیکھون
تو مجھسے کیونکر مقابلہ کرتا ہو مگر یا خداوند دلدہی کا اپنی کنیز کے خیال رہے جب گھبرایئے گا باغ
مین چلے جایئے گا بہار سے ملاقات ہوگی وہ آپ کی بڑی خاطر کریگی اور یہ کلمات جو اُسنے کہے
کہ بوڑھے ریچھ کو کیا سجدہ کرون یہ باعث بچپن ہو ابھی لنگوٹی رو کر روٹی مانگتی ہو جسدن سے
اسکی مان مری ہو مین نے سینے پر لٹا کے پرورش کیا دم بھر اس سے جدا نہین ہوئی اب اُس سے
جدا ہوتی ہون آٹھ پہر مجھی کو ڈھونڈھے گی مین بھی اسکے واسطے تڑپونگی مگر تین دن کا اقرار
کرتی ہون کہ تین دن مین خاتمہ کر دونگی جو دربند تسخیر ہو گئے ہین اُن سب کو آباد کر دونگی اور
مسلمانون کو جابجا سے گرفتار کر لونگی جمشید نے کہا کہ اپنے ید قدرت کے تم کو سپرد کیا ای
ظلمانہ بہت ہوشیار رہنا عیار وہان بلا کے ہین عمرو میرے قصر مین آکر عیاری کر گیا اور
کسی سے کچھ نہ ہو سکا جمشید کو سمجھا بجھا کر ظلمانہ چلی یہان لشکر بادشاہ صحراے سبزہ زار
مین فروکش ہو میثاق کوہ گردان منتظم لشکر ہو اور شاہزادیان بھی انتظام مین مصروف
رہتی ہین میثاق کوہ گردان کنارے پر لشکر کے کھڑا ہو شاہزادیان بھی گرد جمع ہین
رات کا ذکر کر رہا ہو کہ صاحبو مین طلایہ پھرتے پھرتے ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرا ہوا
جو ٹھنڈھی چلی آنکھ بند ہو گئی عالم خواب مین دیکھا کہ مجکو کوئی گرفتار کر کے لے چلا ایک
قفس مین بند ہو کے سامنے جمشید کے پہونچا جمشید نے حکم دیا کہ اس قفس کو لٹکا دو پھر مین
کیا بیان کرون کہ جو کچھ ہنگامے دیکھے بعد مشکل بسیار قید سے رہائی پائی بلا کی لڑائی پڑی
شاہزادیان کہہ رہی ہین ای وزیر اعظم کسکی مجال ہو کہ تم کو قید کر سکے میثاق کہتا ہو صاحبو
تم کیا جانو اس طلسم مین بڑے بڑے مقام ہین بڑی بڑی جادوگرنیان ہین کہ ابھی وہ اپنے
مقام سے نہین نکلین میری کیا حقیقت ہو جمشید ثانی سے مقابلے کا ارادہ رکھتی ہین اگر
وہ جادوگرنیان مقابلۂ جمشید مین آجاوین تو قدرت کو مشکل پڑے اُنکے سحر نمونۂ سحر سامری
ہین شاہزادیان ہنس رہی ہین مگر میثاق خاموش کھڑا ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک
ابر تیرہ و تار کڑکتا ہوا سامنے سے پیدا ہوا میثاق نے ہرکارون کو اشارہ کیا کہ جا کر
دریافت تو کرو یہ کون آیا ہو ہرکارے دوڑ کر گئے تھوڑے عرصے مین پلٹ کر آئے عرض کی

کہ اے وزیر اعظم ملکہ ظلمانہ گوشہ نشین آپ کی فکر مین آئی ہین نام ظلمانہ سُن کر میثاق کے منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا لو صاحبو جنکا ذکر کر رہا تھا اُن مین سے یہ ایک آئی ہی آپ لوگ ہوشیار رہین وہ ابر آکر پھٹا دیکھا ظلمانہ تخت پر سوار بال سر کے کھُلے ہوے مُنھ سے رال ٹپک رہی ہی جب چنگھاڑتی ہی تو صحرا ہل جاتا ہی نخل کانپ رہے ہین طائر اُڑے ہوے جاتے ہین ظلمانہ تخت سے کودی سامنے جو میثاق کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ او چھوکرے تو نے قدرت کو بڑے رنج پہونچائے اب انتظام کر کے کھڑا ہوا ہی میرے پاس آ کہ مین تجکو خدمت خداوند مین روانہ کرون یہ سُنتے ہی میثاق نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر طرف ظلمانہ کے پھینکا ظلمانہ نے گولے پر ہاتھ مار دیا گولہ پھٹا صحرا مین جا کر گرا صحرا سے آواز آئی کہ اے ملکہ ظلمانہ گوشہ نشین مین حاضر ہوتی ہون دشمن کی تدبیر کر لونگی ظلمانہ تو خاموش ہوئی مگر میثاق سامنے کھڑا ہوا اسماے سحر پڑھ رہا ہی مگر دمبدم کہتا ہی کہ یہ سحر کچھ تاثیر نہ کرین گے کہ ظلمانہ نے طرف صحرا کے دیکھا اور پکار کر آواز دی کہ کیون اے گلشن آرا دیر کیون لگائی جلد آؤ میثاق کو میرے پاس لاؤ حقیقت مین مشکل ہی اب دیر نہ کرو یہ جو ظلمانہ نے کہا ہر چند کہ میثاق نے بہت سحر کیے ہین اپنے گرد حصار بھی کیا ہی مگر شاہزادیان دیکھتی ہین کہ رنگ رو متغیر و متردد و متحیر ہی دمبدم سحر پڑھتا ہی اور ظلمانہ کو دیکھ کر کانپ رہا ہی کہ صحرا سے ایک آواز آئی مگر خوش آواز تھوڑی دیر مین صحرا سے گرد اڑی دیکھا آگے آگے ایک مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی چلی آتی ہی نظم

فرق دوری سے تری دوست مین دشمن مین نہین　　تیغ جلاد ہی شہ رگ مری گردن مین نہین

لیگئی ہوش یہ موسیٰ کی تجلی تیری　　سیکڑون کوس پتا وادیِ ایمن مین نہین

جب زمانے نے کجی کی یہ نکل جاوینگے　　میری تقدیر کے سے بل تری چتون مین نہین

آنکھ خورشید قیامت سے بھی جھپکے اُنکی　　ایسے ذرے تری دیوار کے روزن مین نہین

دیکھ لو داغ کبود آ کے مرے سینے پر　　کہ یہ وہ تختۂ سوسن ہی جو گلشن مین نہین

خون ناحق سے بچایا تجھے کیسا دم ذبح　　چھینٹ تک میرے لہو کی ترے دامن مین نہین

اشک خونی نہ موثر ہوے الفت مین کبھی　　رنگ تاثیر ازل سے مرے گلشن مین نہین

کیا اگر دل سے نکالا کبھی اشکون نے غبار
خاک اُڑنے کا تکلف کوئی سا دن مین نہین
تیغ قاتل نے کیا فیصلہ کیا خوب جلال
ایک جھگڑا ابھی بس قتل سر و تن مین نہین

وہ نازنین گاتی ہوئی ہاتھ چمکاتی ہوئی لفظون کو بتاتی ہوئی سامنے میثاق کے پہونچی میثاق نے اپنا مُنھ پھیر لیا اُس نازنین نے قریب آکر ہاتھ بڑھا کر کہا کہ کیون اے وزیر اعظم ہمنے تمھاری کیا خطا کی جو ہم سے روگردانی کرتے ہو بہتر یہ ہے کہ باغ رنگین حصار مین چلو وہان ہم تم تنہا ہونگے راز و نیاز کی باتین ہونگی وصل کی گھاتین ہونگی ہمیشہ تمھاری دلدہی کرتی رہونگی آٹھ پہر تمھاری خوشی کا خیال رہیگا جس وقت جو چاہو وہ کرو کوئی عذر نہ کرونگی میثاق نے سر جھکا لیا اور ساتھ ساتھ اُس نازنین کے چلے وہ نازنین میثاق کو لیے ہوے سامنے ظلمانہ کے آئی ظلمانہ نے اُس نازنین سے اشارہ کیا کہ اسکی زبان مین سوزن دے کہ سحر نہ کر سکے اُس نازنین نے میثاق سے کہا کہ ذرا زبان تو نکالو میثاق چونکہ مبہوت ہو رہا ہے زبان نکال دی اُس نازنین نے سوزن دی جب زبان مین سوزن آچکی تب میثاق کو ہوش آیا طرف نازنین کے متوجہ ہوا کہا کہ اے نازنین یہ کیا ظلم کیا کہ مین سحر سے ناچار ہوا ظلمانہ نے حکم دیا کہ قفس آہنی لاؤ کنیزین قفس لائین قفس مین میثاق کو بند کیا قفل لگا کر ایک کنیز کو پکارا کہ اری گل پیرہن لے اس کو تو خدمت خداوند مین لیجا اور عرض کرنا کہ یہ گنہگار آپ کا حاضر ہے اور سبھون کی بھی تدبیر کرتی ہون جلد گرفتار کر لاؤن طلسم کشا کو بھی لے لون آج کے تیسرے دن حاضر ہونگی وہ کنیز قفس لیکر چلی گلگونہ نے دیکھا کہ میثاق گرفتار ہوے قفس مین بند ہو کر جاتے ہین بیقرار ہو گئی اور یہ بھی دیکھا کہ ایک کنیز قفس لیے جاتی ہے لشکر سے نکلی تلاش مین اُس کنیز کے چلی اُدھر بادشاہ جمجاہ نے جو یہ خبر سنی اُسی وقت فیروزہ کو حکم دیا کہ جس طرح بنے میثاق کو رہا کر و فیروزہ بھی چلا مگر گلگونہ نے صحرا مین آکر اُس کنیز کو گھیرا وہ کنیز گھبرا گئی گلگونہ سحر کرتی ہوئی قریب آئی اُس نازنین نے قفس رکھدیا اور پکار کر کہا کہ یہ قیدی حاضر ہے مین آپ سے مقابلہ نہین کر سکتی گلگونہ نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق کڑک کر گری کنیز کے دو ٹکڑے ہوے اب گلگونہ نے چاہا کہ میثاق کو رہا کرے کہ پہلو سے آواز آئی کہ او گیسو بریدہ و شوخ دیدہ خبردار قیدی کو ہاتھ نہ لگانا تم ظلمانہ جادو مین جانتی تھی کہ تو بیجا کریگی اسی وجہ سے مخفی ہو کر آئی تو جانتی ہے کہ مین نے گل پیرہن کو مارا

سے یہ زندہ ہی یہ کہکر کہا کہ ای گل پیرہن اُٹھ بیٹھ کہانتک سوئیگی گل پیرہن ہنستی ہوئی اُٹھی کہا واری
مین سو گئی تھی عجب عجب خواب پریشان دیکھے ظلمانہ نے پکار کر کہا کہ ای گلگونہ تمھین میثاق سے
بڑی محبت ہی اسی کے ساتھ جاؤ گی ای گل پیرہن زبان مین اسکے بھی سوزن دے دے گل پیرہن نے
قریب گلگونہ کے آکر کہا کہ بی بی مُنھ کھولو زبان نکالو گلگونہ نے زبان نکال دی گل پیرہن نے
زبان مین گلگونہ کے سوزن دی تب گلگونہ کو ہوش آیا گھبرا گئی ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ ای
یہ کیا معرکہ ہی میرے سحر نے مجکو خبر دی تھی کہ دو شخص تلاش مین گل پیرہن کے نکلے ہین ایک جب
تو ظاہر ہوئین دوسرے کا ابھی پتہ نہین لگا ہی ای اسرار جادو مجکو خبر دے کہ دوسرا کون شخص
ہی سامنے سے ایک زاغ سیاہ آیا اُس نے کچھ کاؤن کاؤن کی ظلمانہ نے ہنس کر کہا کہ اب تم
جاؤ مین سمجھ گئی یہ کہکر ایک دستک دی اور آواز دی کہ ای فیروزہ جلد حاضر ہو اسی مین
ہتری ہی فیروزہ جو ایک گوشے مین چھپا کھڑا تھا اُسکو یہ معلوم ہوا کہ تین طرف سے شیر آتے ہین
جس طرف ظلمانہ کھڑی ہی وہ ہی راستہ کُھلا ہی اُسی طرف بھاگا جیسے ہی ظلمانہ کے سامنے
پہونچا ظلمانہ نے آواز دی کہ ای فیروزہ کیون بھاگا جاتا ہی مجھے تجھسے کچھ کہنا ہی فیروزہ یہ
آواز سُنکر ٹھہر گیا کہا ملکۂ عالم فرمائیے جو ارشاد کیجیے وہ بجا لاؤن ظلمانہ نے آواز دی کہ ای
گل پیرہن ان کو بھی تو فیروزہ ایسا طرار و فرار مگر خاموش کھڑا ہی گل پیرہن نے آکے ہاتھ
تھام لیا گلگونہ و فیروزہ کو بھی اُسی قفس مین بند کیا ظلمانہ نے کہا کہ اب یہ قفس لیجاؤ
قدرت سے کہنا کہ یہ تینون گنہگار تو حاضر ہین اب طلسم کشا کو بھی روانہ کرونگی گل پیرہن قفس
کو لیکر روانہ ہوگئی فیروزہ گلگونہ سے کہہ رہا ہی کہ مین اپنی عقل پر حیران ہون کہ جست و خیز
کرتا ہوا جاتا تھا اُسکے کہنے سے کیون ٹھہر گیا ایک عورت نے ہاتھ تھاما تھا ایک خنجر مار کے
نکل جاتا گلگونہ نے کہا کہ ای فیروزہ یہ باعث سحر ظلمانہ تھا فیروزہ نے کہا یہ تو ظاہر ہی تین
طرف سے تین شیرون نے گھیرا آخر اُس طرف بھاگا ظلمانہ نے گرفتار کیا میثاق اشارہ کرتا ہی
کہ اگر مین ایسا سمجھتا تو اس بے حیا کا سامنا نہ کرتا خدا اسکے شر سے اہل اسلام کو بچائے یہ وہ
ساحرہ ہی کہ آنکھین سامری کی دیکھین اُنکی خدمت مین حاضر رہتی تھی آخر اس مرتبے کو پہونچی
آج اُسکا کیا کوئی مثل و نظیر ہی افسوس یہ کرتا ہون کہ اگر اسکے دام مکر مین نہ پھنستا تو بادشاہ

جمجاہ کو ہر آفت سے بچاتا اب دیکھیے اُن کے ساتھ کیا فتور کرتی ہو کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرون
افسوس ہو کہ مین اس آفت مین پھنس گیا اب پروردگار شاہ کو ہر بلا سے محفوظ رکھے ہر چند کہ کتاب
سوانحات مین مرقوم ہو کہ طلسم کشا کا کوئی کچھ کر نہین سکتا ہر مقام سے مدد پیدا ہو گی اُنکی جان بچیگی
قیدی آپس مین یہ باتین کر رہے ہین اور گل پیرہن یہ قفس لیے جاتی ہو مگر جمشید ثانی اپنے
دربار مین بیٹھا ہوا ظلمانہ کا ذکر کر رہا ہو کہ میری قوت بازو و زینت پہلو گئی ہو ابھی تک اُسنے
کوئی قیدی نہین روانہ کیا مین یقین کرتا ہون کہ پہلے وہ میثاق کی گردن لیگی اور جو سامنے
آجائیگا وہ گرفتار بلا ہوگا ارے یارو خبر تو منگاؤ کہ ظلمانہ نے کیا کیا یہ ذکر تھا کہ گل پیرہن آکر
پہونچی جمشید کو سجدہ کیا قفس آگے رکھدیا کہا لیجیے میثاق وبی گلگونہ اور یہ عیار تو حاضر ہین
اور ملکہ عالم طلسم کشا کی فکر مین تشریف لے گئی ہین جمشید یہ سُنکر بہت خوش ہوا کہا کیون ای
میثاق مجکو سجدہ نہ کروگے ایسے بیزار ہو کیون بی گلگونہ تم کیا کہتی ہو جس وقت لالہ خونریز
آئی ہو اور اُسنے یہ کہا کہ قدرت ان دونون ہ جبینون کو میرے سپرد کر دیجیے تو مین باغ گلگونہ
مین جاکر ان دونون کو آپ کے وصل پر راضی کر دون تب مین نے قفس یاسمن و عنبر افشان
تمھارے سپرد کیا مگر ای گلگونہ تم بھی جاکر مائل طلسم کشا ہوئین اب تمکو کیا سزا دون خیر جو کچھ ہوا
سو ہوا اب بہتر یہ ہو کہ مابدولت کو سجدہ کرو ورنہ اس ذلت سے قتل کرونگا کہ تمام اہل طلسم دیکھین
اور افسوس کرین اور مجکو ترس نہ آئے گلگونہ نے کچھ جواب نہ دیا میثاق بھی سر جھکائے بیٹھا ہو
کچھ جواب نہین دیتا جمشید نے حکم دیا کہ اس قفس کو لیجاکر لٹکا دو ان گنہگارون سے سمجھا جائیگا
یہ تو تینون قید ہوے اُدھر ظلمانہ جادو مقابلۂ شاہ مین آکر اُتری اور سعد شہریار کو ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ میثاق و گلگونہ و فیروزہ قید ہو گئے شاہ کو نہایت افسوس ہوا مگر کچھ جواب
نہ دیا کہ شام کو ظلمانہ نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے بادشاہ کو خبر دی کہ ظلمانہ نے طبل جنگی
بجوایا ہو بادشاہ نے بھی نوازش طبل جنگی کا حکم دیا یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگیں
لشکر مین شاہ کے ہنگامہ ہو کہ ظلمانہ کو کون جواب دیگا میثاق ایسے ساحر کو ایک اشارے
مین گرفتار کر کے لے گئی اب کون سامنا کریگا چار پہر رات تیاری ہوئی اب وہ وقت آیا کہ شاہ
خورشید زرین خلوت سرائے مشرق سے بصد آب و تاب نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیے تیغ کو

حائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا ادھر ظلمانہ جادو بافوج گران میدان مین آکر پہونچی سب کے
آگے کھڑی ہوئی مثل فیل مست جھوم رہی ہی دوسری طرف سے گرد اُڑی بادشاہ جمجاہ بانوبت ونقارہ
آکر پہونچے سب سے زیادہ گلگونہ کے واسطے بحرین بیقرار ہی کہتی ہوئی آتی ہی کہ مقام افسوس
ہی کہ گلگونہ گرفتار ہوگئی مین آج میدان مین ظلمانہ سے سمجھونگی بادشاہ فرماتے ہین کہ ای بحرین
تم نہ نکلنا مین جاکر اس بجیا سے مقابلہ کرونگا یہ فرماتے ہوے لشکر کو لیکر میدان مین آئے کہ
ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ لشکر اسلام اپنے کو مجھسے بچاؤ ورنہ سب کا خاتمہ کردونگی
کوئی زندہ نہ بچیگا بادشاہ نے جواب دیا کہ او ظلمانہ اسقدر غرور نہ کر پروردگار مالک ہی اگر
اسنے چاہا تو تو ابھی قتل ہوگی ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ کسی کو میرے مقابلے مین بھیجیے بحرین نے
طاؤس بڑھایا بادشاہ سے رخصت ہوکر طرف میدان کے چلی جیسے ہی سامنے ظلمانہ کے
پہونچی ظلمانہ قہقہہ مار کر ہنسی اور پکار کر آواز دی کہ واہ خداوند سامری میرے مقابلے
مین بی بحرین آتی ہین اگر سحر کردون تو زمین تھرا جاے مہر فلک کے جسم مین تھرتھری پڑے یہ سنکر
بحرین نے آواز دی کہ او مغرور سحر نوکر ہم تیرا سحر تو دیکھین ظلمانہ نے ہاتھ ہلایا کہ بحرین پر آگ
برسنے لگی بحرین نے ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ ایک دریاے قہار پیدا ہوا موجہ بلند ہوا
صدہا مچھلیان تڑپ رہی ہین اُن کی ماہیت سے کون آگاہ ہی کما ہی حال یہ ہی کہ سب اسکے
سحر کے بیر ہین یہی چاہتے ہین کہ جو دریا مین قدم رکھے اُسکو ہلاک کرین مگر ظلمانہ نے جو دیکھا
کہ دریاے موج خیز و آفت انگیز جوش مارتا ہوا طرف لشکر کے آتا ہی چند دانے ماش کے
پھینکے سب مچھلیان مرگئین نہنگان خون آشام اُلٹے پڑے ہوے بہے جاتے ہین کسی مین دم
نہین یہ سحر کرکے ظلمانہ نے چند دانے ماش کے اور مارے اب دریا خشک ہونے لگا تھوڑی
دیر مین دریا خشک ہوگیا وہان خاک اُڑنے لگی تھوڑے عرصے مین سب زمین صاف و
شفاف ہوگئی ظلمانہ نے آواز دی کہ ای قمر عذار جلد آ ؤ بحرین کو لیجاؤ دریا کی سیر کراؤ کہ صحرا
سے ایک آواز آئی دیکھا کہ ایک نازنین بصد ناز و ادا یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی نظم

مستی مین مین جو شکل قدح خندہ زن ہوا ÷	زاہد بھی جھوم جھوم کے توبہ شکن ہوا +
زاہد یہ بت پرست پہ کیا طعنہ زن ہوا ÷	کہتا ہی شیخ آج سے مین برہمن ہوا +

مجھ پر بنیا ستم تو چرخ کہن ہوا ۔۔ گردش مین آئے بخت غریب الوطن ہوا
صحرا نورد کو ن ہو آئی بہار گل ۔۔ صدقے غبار دشت پہ رنگ چمن ہوا
جو ہر وہ دیکھتا ہو مجھے بزم مین تری ۔۔ مین دنگ ہو کے آئینۂ انجمن ہوا
جسمین خوشی کے قافلے رہتے تھے اب وہ دل ۔۔ کچھ حسرتین غریب تھین اُن کا وطن ہوا
بخت سیہ کا سایہ غنیمت تھا بعد مرگ ۔۔ کچھ سائبان گور رہا کچھ کفن ہوا
اللہ ان بتون کی یہ کچھ بدگمانیان ۔۔ کعبے چلا تو ساتھ مرے برہمن ہوا
اور اک غزل جلال پڑھو اپنے رنگ کی ۔۔ مطبوع اہل بزم یہ رنگ سخن ہوا

اُس نازنین نے آتے ہی ظلمانہ کو سلام کیا پوچھا کہ واری کیا حکم ہوتا ہو ظلمانہ نے کہا کہ جلد بحرین کو لیجاؤ ان کو صحرا نورد کرو ظلمانہ نے جو اشارہ کیا وہ نازنین قریب بحرین آئی ہاتھ تھام کہا کہ بوا کیون ردو قدح کر رہی ہو تم صحراے مشک فام مین چلو وہان بہت آرام ملیگا تمام دن سیر کرو شب کو آرام کرو دمبدم راحت ملیگی کلی آرزو کی کھلے گی بحرین نے اُس نازنین کا ساتھ دیا نازنین جب لیکر چلی تو بحرین حیران حیران چار جانب دیکھ رہی تھی عنبر افشان نے جو بحرین کا یہ حال دیکھا کلیجہ تھرا گیا بادشاہ سے عرض کی کہ مقام تاسف ہو کہ بحرین گرفتار ہو کر جاتی ہو اگر حکم ہو تو رہا کرلون بادشاہ خاموش کھڑے تھے کچھ جواب نہ دیا عنبر افشان نے اسباب سحر جھولی سے نکالا کچھ سحر کرکے کڑکی اور گرجی اُس نازنین پر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے اُسکو مارکے بحرین کا ہاتھ تھام لیا کہا ای بحرین کہان جاتی ہو گرفتار ہو جاؤ گی بدعت سے اس ملعونہ کی مہلت نہ پاؤ گی بحرین ہوش مین نہین ہو کہا ای عنبر افشان تم ہمارے مقدمے مین دخل نہ دو تمنے اسکو کیون مارا ہم اسکے خون کا بدلہ لین گے عنبر افشان نے کہا واہ بوا ہمنے تو خیر خواہی کی تم اُس خیر اہی کو برائی بتاتی ہو عنبر افشان و بحرین سے تکرار ہونے لگی ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ ای قمر عذار اُٹھو کہان تک سوؤگی یہ جو آواز دی وہ نازنین اُٹھی بحرین سے کہا بوا چلو عنبر افشان نے کہا کہ مین تو نہ جانے دونگی بحرین نے کہا کہ مجکو کوئی نہین روک سکتا مین کسی کی لونڈی نہین ہون ہرچند عنبر افشان سمجھاتی ہو مگر بحرین کو جوش و خروش ہی ہی جاہتی ہو کہ مین قمر عذار کے ساتھ جاؤن جو یہ کہے وہ ہی کرون شاید کوئی مطلب حاصل ہو کہ

ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ ای قمر عذار دونون کو لیجاؤ اور قید کر کے بھیجو کہ اسکو بھی معلوم ہو کہ
سحر اسکا نام ہی قمر عذار نے کہا کہ ای عنبر افشان تمھاری پشت پر کون کھڑا ہی عنبر افشان
جیسے ہی پلٹی اُس نازنین نے حلقہ ہاے کمند گلے مین عنبر افشان کے ڈال دیے بحرین نے زبان
مین عنبر افشان کی سوزن دی قمر عذار نے کہا کہ ای بحرین تم بھی زبان کھولو کہ ہم تمھاری
بھی زبان مین سوزن دین بحرین نے مُنھ آگے کر دیا اُسنے سوزن دیکے دونونکو اپنے ساتھ لیا
اور طرف صحرا کے روانہ ہوگئی تھوڑی دیر مین دیکھا کہ ایک زنگی سیہ رو و تیرہ درون تیغہ
کھینچے ہوے آیا بحرین و عنبر افشان کو کھینچتا ہوا سامنے ظلمانہ کے لایا ظلمانہ نے کہا کہ
ان دونون کو بھی دربار خداوندی مین لیجاؤ ایک کنیز عنبر افشان و بحرین کو ساتھ لیکر
طرف دربار جمشید کے روانہ ہوئی اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ اب آج پلٹ جاؤ تھوڑے
دن اور چین کر لو سب کو اسی طرح مٹاؤنگی اور گرفتار کر کے لیجاؤنگی مگر عنبر افشان و بحرین
کو وہ کنیز لیے ہوے مقام قصر ہفت رنگ پر آئی اندر داخل ہوئی جمشید کو سجدہ کیا کہا
یا خداوند یہ دونون قیدی حاضر ہین ظلمانہ نے عرض کی ہی کہ دو چار دن مین بادشاہ کو بھی
روانہ کرتی ہون تردد نہ فرمائیے گا جمشید ظلمانہ کی تعریفین کرنے لگا کہا صاحبو تمنے دیکھا
کہ ظلمانہ نے جا کر کیا کیا بڑا قیدی تو اسمین میثاق کو وہ گردان ہی کہ جسکے سحر پر طلسم کشا
کو بھی ناز تھا آخر سب ناز نکل گیا دربار شاہی مین تو غم ہو رہا ہی مگر جمشید ثانی مونچھون
پر تاؤ پھیر رہا ہی کہتا ہی یارو یہ وہ شاہزادیان ہین کہ مین نے انکے ہمیشہ ناز اُٹھاے اب
یہ قید ہوئین تو مجکو ملال ہی ہر وقت یہی خیال ہی کہ ان کو قید سے رہا کرون اور عہدہ ہاے
جلیل پر پھر ممتاز و سرفراز کرون مگر یہ شاہزادیان کب مانینگی عاشق جمال بادشاہ جمجاہ ہین
آخر جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ان کو لیجا کر کوئی سمجھاے اور راہ پر لاے ایسا نہ ہو کہ قدرت
کو غصہ آجاے تو پھر یہ جانبر نہ ہونگی جس کمرے مین میثاق قید تھا اُسی کمرے مین انکو بھی
قید کیا یہان بادشاہ جمجاہ دربار مین جلوہ فرما ہین ذکر بدعت ظلمانہ ہو رہا ہی بادشاہ جمجاہ
فرماتے ہین پروردگار اسکی بدعت سے بچاے رحم اپنا شریک کرے وہ کریم و رحیم ہی بادشاہ
یہ فرما رہے ہین سب سردار عرض کرتے ہین کہ پروردگار مالک و حاکم ہی کوئی سبب ضرور

پیدا کریگا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی بادشاہ نے دیکھا کہ مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری
شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار لشکر شاہ مین آئے پردہ اُٹھا کر اندر پہونچے بادشاہ برای
تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے بادشاہ کو عمرو نے سلام کیا بادشاہ نے خواجہ عمرو کو گلے لگا لیا عمرو
نے کہا کہ یہ خالی خالی اعزاز واکرام مجکو اچھا نہین معلوم ہوتا ای شہنشاہ اتنے تاجدار
ساتھ ہین اگر دس دس روپئے دین تو کئی ہزار ہو جائین آپ آگاہ ہونگے اور خبر سُنی ہوگی
کہ مہاجنون کا آج کل یورش ہی ایک مہینے مین سود بھی نہین پہونچا بادشاہ نے فرمایا کہ ای خواجہ
تمنے سُنا کہ ظلمانہ گوشہ نشین آئی ہوئی ہی اُسنے بڑی بدعت کر رکھی ہی اول میثاق کوہ گردان
گرفتار ہوا بعد اُسکے گلگونہ اسیر ہوئی پھر فیروزہ واسطے عیاری کے گیا وہ بھی مبتلا ے
آفت ہوا بعد ازان اُسنے طبل جنگی بجوایا دونون لشکر میدان مین آئے بحرین فراق مین میثاق
کے بیقرار ہو رہی تھین وہ ظلمانہ پر جا پڑین چند سحر آپس مین رد و قدح کے ہوے تھے کہ ظلما
تو بلاے روزگار ہی بحرین کو بھی گرفتار کر لیا پھر عنبر افشان نے جو بحرین کا یہ حال دیکھا اُسنے
بھی سحر کیا یہ بیچاری بھی گرفتار پنجۂ مصیبت ہوئی پانچ آدمی گرفتار ہو کے دربار جمشید ثانی مین
جا چکے ہین نہین معلوم اُن بیچارون پر کیا آفت گذری اور اُس مردود نے کیا بدعت کی ہو
خداوند عالم اُن بیچارون کو اُسکے شر سے محفوظ رکھے ای عم نامدار کوئی تدبیر ایسی فرمائیے
کہ ظلمانہ خواہ گرفتار ہو کر اطاعت کرے یا قتل ہو اور یہ پانچون آدمی رہائی پاوین تو میثاق
آپ کا بھی فائدہ ہو خواجہ نے کہا کہ ای فرزند تم میرے افلاس سے بخوبی واقف ہو اسقدر
خرچہ ہی کہ جسکا بیان نہین ہی اور جو کچھ کہ تمھارے دادا جان دیتے ہین اُس سے بھی آگاہ ہو
بظاہر اور کوئی آمدنی نہین اب یہ نوبت ہی کہ مہاجنون نے قرض دینا موقوف کر دیا ہی میرا
باہر نکلنا مشکل ہی اُن کے ملازم لوگ میری فکر مین رہتے ہین کہ جہان کہین مین ملجاؤن مجکو
گرفتار کرکے اپنے مالک کے پاس لیجاوین تو ای نور نظر مین نے باہر نکلنا بالکل چھوڑ دیا اور
ایسے ایسے گلی کوچون سے راستہ چلتا ہون کہ انسان کا تو کیا ذکر جانور تک اُس راہ سے
نہین گذرتے البتہ کوئی ایسی فکر کرو کہ اصل کا ادا ہونا تو درکنار صرف ایک یا دو مہینے
کا سود مہاجنون کو پہونچ جاے تو ایک آدھ مہینے کی فرصت ہو جاے شاید کوئی ترکیب

ین توڑے بادشاہ اگرچہ شکستہ دل ہو رہے تھے مگر خواجہ کی اس تقریر سے مسکرائے اور کہا
ای عم نامدار ہمیشہ آپ کی یہی حالت رہتی ہو کبھی آپ کو خوش نہ دیکھا خواجہ نے کہا کہ ہان بیٹا سچ
کہتے ہو جسپر پڑتی ہو وہ ہی خوب جانتا ہو بادشاہ نے بچیس توڑے منگوا کر سامنے رکھے عمرو
نے کہا کہ ای فرزند یہ تو اُسکے ایک ملازم کی رشوت ہو جب اُسکے مصاحبون کو ملاؤنگا تب
کہین مطلب نکلیگا بادشاہ نے مسکرا کر اور دو توڑے منگوا دیے عمرو نے وہ سب روپیہ لیکر
نذر زنبیل کیا اور کہا کہ ای نور نظر صاحبقران اس زمانے مین صحراے جہان پیما مین اُترے
ہوے ہین اُنھون نے مجکو واسطے تمھاری خیر و عافیت کے روانہ کیا تھا تمکو مناسب ہو کہ
ایک عرضی بنام صاحبقران اس واقعہ کی لکھو وہ بھی ضرور تشریف لا دینگے اور ایک
ساحر زبردست مطیع ہوا ہی مبہوت کار گزار نامے کہ جو جمشید ثانی کے مقابلے کے لائق
ہی اور یہ ساحرہ بھلا اُس سے کیا مقابلہ کر سکتی ہی بادشاہ نے اُسی وقت ایک عرضی بنام
صاحبقران روانہ کی مضمون جسکا یہ تھا کہ ای ولی نعمت جمشید ثانی نے ظلمانہ گوشہ نشین
کو طلب کیا ہی اور وہ میرے مقابلے مین آئی ہوئی ہی کہ جسکی بدعت سے اس وقت تک پانچ آدمی
گرفتار ہو چکے ہین اور اب خواجہ نامدار بھی تشریف لائے ہین حضور کو مناسب ہو کہ بملاحظۂ
عرضی ہذا بہت جلد تشریف لائیے تاکہ قوت فدوی کی زیادہ ہو واجب جانکر عرض کیا۔
اور اُسکو ملفوف کر کے طرف خونخوار بلند بالا کے متوجہ ہوے اور کہا کہ ای خونخوار
کسی طرح اس عرضی کو صاحبقران کے پاس بھجوا دو خونخوار نے اُسی وقت ایک طائر
سفید رنگ جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر وہ عرضی گلے مین اُس طائر کے ڈال دی
وہ طائر زقیل مار کر طرف صاحبقران کے روانہ ہوا کہ پہونچنا طائر کا اور آنا صاحبقران
کا ہین وقت پر آئندہ لکھونگا یہان خواجہ عمرو اُسی وقت بانہ ہاے عیاری سے آراستہ
ہو کر طرف لشکر ظلمانہ کے روانہ ہوے لشکر مین ایک فقیر بن کر دریافت کیا کہ ملکۂ عالم کیا
کر رہی ہین جادوگرون نے بیان کیا کہ بادشاہ حمجاہ سے مقابلہ ہی دیکھین کیا تدبیر ہو ظلمانہ
جادو و سحر تیار کر رہی ہین خواجہ نے پشت پر اُس خیمے کے آکر نقب لگائی پہرہ نقب کا سامنے
ظلمانہ کے ٹوٹا ظلمانہ نے دیکھا کہ زمین سے کوئی شخص نکلتا ہو اس طرح جست کر کے خواجہ نکلا

کہ ظلمانہ سمجھی کوئی ساحر زبردست ہی خواجہ نے پکار کر آواز دی کہ منم فرستادہ خداوند جمشید ثانی
ظلمانہ نے جو اُس ساحر کو دیکھا اور نام جمشید سُنا سُنکر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا ای ساحر زبردست تیرا
کیا نام ہی اور اس طرح کیون آے خواجہ نے دست بستہ عرض کی کہ قدرت نے فرمایا تھا
کہ ساحران جلیل لشکر اسلام کے گرفتار ہو چکے ہین عیار بھی بادشاہ کا گرفتار ہو گیا شاگرد
وغیرہ اُسکے پھر رہے ہین کہ جہان جادوگر کو پاوین مار ڈالین مجکو حکم ہوا کہ زمین کے اندر سے
جاؤ اور اس خیمے کا پتہ دیا تھا کہ ملکہ وہان ملین گی ظلمانہ نے کہا خیر تو ہی ساحر نے عرض کی کہ
ای ملکۂ عالم ظاہر مین تو خیر و عافیت ہی باطن کا حال نہین معلوم نامے مین سب کچھ لکھا ہی ملاحظہ
فرما لیجے آپ پر سب ظاہر ہو جائیگا ظلمانہ نے نامہ ہاتھ مین لیا چاہتی ہی کہ پڑھون کہ آسمان پہ
تارہ چمکا ظلمانہ حیران ہو گئی کہ دن دہاڑے تارہ کہانسے آیا پکار کر آواز دی کہ ای سیارۂ
جادو خیر تو ہی وہ ستارہ ٹوٹ کر گرا ایک ساحر مہیب ظاہر ہوا کہا کہ ای ملکۂ عالم اپنے کو بچائیے
یہ عیار مسلمانان ہی ظلمانہ نے ہاتھ بڑھایا اور قصد کیا کہ عمرو کو گرفتار کرون خواجہ نے خنجر اُسکے
ہاتھ پر مارا کہ ظلمانہ کا ہاتھ زخمی ہوا چاہا کہ جست کر کے نکل جاؤن ظلمانہ نے آواز دی کہ ار
لینا یہ جانے نہ پاے گوشہ ہاے باغ سے چند زنگی پیدا ہوے راستہ عمرو کا روک دیا ایک
زنگی نے عمرو کو پکڑ لیا اور کشان کشان سامنے ظلمانہ کے لایا عمرو نے جھک کر ظلمانہ کو سلام کیا
اور کہا ای ملکۂ عالم مین مدت سے ملاقات کا طالب تھا کوئی ذریعہ نہ نکلتا تھا لہذا حاضر ہوا کہ
آپ کا امتحان کرون ظلمانہ نے کہا کہ او مکار تو نے ملک کے ملک ساحرون کے تباہ کر دیے
مین بھلا تیری بات کا یقین مانونگی ای شمشیر جادو جلد حاضر ہو ایک کنیز پڑی سو رہی تھی
آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی ظلمانہ نے ہنس کر کہا کہ ای شمشیر تو نے سُنا نگوڑا ساربان زادہ میری
فکر مین آیا تھا مگر مین نے گرفتار کیا اسکو لیجا کر خداوند کے جا کر سپرد کر دو کہنا اور ون کا تو
آپ کو اختیار ہی اگر آپ نے اسکو قتل کیا تو لشکر اسلام کا خاتمہ ہی یہ کلید عقل مسلمانان ہی
شمشیر نے یہ سُنکر عمرو کو باندھ لیا فوراً روانہ ہوئی مگر ظلمانہ عمرو کو روانہ کر کے لیٹ رہی
سو گئی عالم خواب مین ایک خواب عجیب پریشان دیکھا کہ آواز آئی کشتی مرا نام من شمشیر جادو
بود ایک ساحر سامنے کھڑا کہہ رہا ہی کہ ای ظلمانہ ہوشیار ہو ایسا نہ ہو کہ اب آ کر وہ عیار

تمپر حملہ کرے ظلمانہ گھبرا کر اُٹھی گر شمشیر جادو جو خواجہ عمرو کو لیکر چلی راہ مین خواجہ رونے لگے شمشیر نے پوچھا کہ خواجہ کیون روتے ہو پہلے نہ سمجھے کہ یہ ساحرہ بلاے روزگار ہی ہم اس پر عیاری کرتے ہین عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اُس بدنصیب کی تقدیر کو روتا ہون کہ کیا کم نصیب ہی کہ جب سامان ہوا کوئی نہ کوئی فتور پڑ گیا آج روپیہ لیکر نکلا کہ اسباب شادی خرید دون کہ یہ اتفاق ہوا مین گرفتار ہو گیا شمشیر نے پوچھا کہ وہ کون ہی عمرو نے کہا کہ وہ نواسی میری ہی اُسکا کوئی والی وارث نہین ہی مین نے اُسے پرورش کیا جا بجا سے بھیک مانگ کر کچھ روپیہ جمع کیا کہ اسکی شادی کر دون وہ روپیہ لے لیجیے مگر میری سفارش خداوند سے کیجیے شمشیر سوچی کہ قیدی کے کہنے کا کون اعتبار کریگا روپیہ لیلو عمرو سے کہا کہ کسقدر روپیہ ہی عمرو نے کہا کہ بہت کچھ ہی ایک رومال نکال کر دیا کہا دیکھیے اسقدر تو یہ ہی شمشیر نے رومال کو کھولا جیسے ہی رومال کھولا دیکھا اُسمین اشرفیان اور روپیے بندھے ہوے ہین شمشیر خوش ہو گئی دو تین بوٹلے خواجہ نے دیکر ایک ڈبیا نکالی کہا ای ملکۂ عالم اس مین میری روح ہی یہی ڈبیا باعثِ زندگی ہی مگر تم کو دیتا ہون کہ میری چلکر خداوند سے سفارش کرنا شمشیر نے کہا کہ کیون شامتین آئی ہین فوراً قتل کیے جاوگے ملکہ ظلمانہ نے نامے مین لکھدیا ہی بھلا میری سفارش کیا کارگر ہوگی اسلیے کہ انھون نے نامے مین یہ لکھدیا ہی کہ اُن قیدیون کو تو قید رکھنا مگر خواجہ کو بہت جلد قتل کرنا ای عمرو یہ بتادے کہ اس ڈبیا مین کیا ہی عمرو نے کہا کہ تم کھول کر دیکھ لو مین زبان سے نام نہ لونگا خداوند لقا جو ہین اُن کے یہان لوٹ مین یہ ڈبیا بھی پائی تھی اسپر نوشتہ لگا تھا اُس مین لکھا تھا کہ ای باشندگان باختر اس ڈبیا مین وہ شی رکھی ہی کہ چشم فلک نے نہ دیکھی ہوگی مین نے کھول کر نہین دیکھا سمجھ لیا کہ اس مین جواہرات ہین اب تمھاری تقدیر کا جو کچھ ہو شمشیر نے ڈبیا کو کھولا ڈبیا سے دھوان نکلا دماغ پر پہونچا گر کر بیہوش ہوئی خواجہ نے خنجر سے اُسکو قتل کیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر شمشیر کی شکل بنے اور طرف لشکر ظلمانہ کے روانہ ہوے روپیہ اپنا لیکر زنبیل مین رکھ لیا جب لشکر مین آے کنارے پر لشکر کے خیمہ ملاکہ اُسمین سے گانے کی آواز آرہی ہی کہ جیسے کوئی خوش آواز لحن داؤدی یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

شوخیون نے تری کچھ کام نکلنے نہ دیا	رنگ حیرت نے زمانے کو بدلنے نہ دیا
لاکھ احسان جنازے پہ گران باری کے	دو قدم کوچۂ محبوب سے چلنے نہ دیا

کچھ نہ معلوم ہوا خواب مین دیکھا کسکو
کبک و طاؤس مین تلوار مقرر چلتی ہے
کبھی نالے نے دکھائی نہ بہار تاثیر ہے
تھی جدھر بزم مین آنکھ اُسکی اُدھر سے نہ پھری
مل گئے خاک مین ہر چند اُٹھے اُٹھ نہ سکے
بام پر آے تھے وہ ہم کبھی وہین ہوتے جلا

نیند کمبخت نے آنکھون ہی کو ملنے نہ دیا
نازکی نے اُسے گلشن مین ٹہلنے نہ دیا
شجر ای عشق دیا پھُولنے پھلنے نہ دیا
بخت نے گردش ساغر کو بدلنے نہ دیا
تیری ٹھوکر نے قیامت کو سنبھلنے نہ دیا
رہگئی کچھ تپش شوق اُچھلنے نہ دیا ہے

خواجہ یہ آواز سُن کر اُس خیمے مین آے دیکھا چند کنیزین خوشیان کر رہی ہین خواجہ سلام کرکے بیٹھے ایک کنیز سے کہا کہ بُوا مین بھی کچھ گاؤن یہ کہکر عمرو نے ڈھول لیکر بجایا اور چند اشعار گاے کنیزین خوش ہوگئین کہا کہ ای شمشیر تم تو بڑی خوش آواز ہو راگ و راگنی مین بھی دخل رکھتی ہو عمرو نے کہا کہ مین ساربان زادے کو لیکر گئی تھی راہ مین اُسنے فیل کیے جھلا کر مین نے ایک ٹھوکر ماردی کہ مُنھ کے بھل زمین پر گرا اور اسقدر مُنھ سے خون جاری ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اس مقام پر ڈبرے بھرے ہوے ہین تڑپ کر اُسکا دم نکل گیا مین نے لاشہ اُسکا جنگل مین پھینکدیا مین ادھر پلٹی اور وہ اُٹھ کر بھاگا ہر چند دوڑی پھر اُسکو نہ پایا آواز جو سُنی کہ ہماری بہن گا رہی ہین مین بھی شریک ہوگئی یہ کہکر ایک کنیز کا ہاتھ تھام لیا کہا بُوا کنارے چلو تو اور ایک معاملہ بیان کرون محمودہ کو ساتھ لیکر ایک گوشے مین آے کہا دیکھو وہ سامنے مقام ہے کہ جہان لاشہ عمرو کا مین نے پھینکا تھا محمودہ پلٹی کہ اُس طرف دیکھے خواجہ نے کمند مار کر جلدی سے حباب ماردیا کہ محمودہ بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو تو کنارے ڈالدیا اب اُسکی شکل بن کر کنیزون مین آملے اور پھر کنیزون سے رخصت ہو کر طرف ظلمانہ کے چلے یہان ظلمانہ کہہ رہی ہے کہ نہین معلوم شمشیر جادو پر کیا گذری کہ محمودہ نے آکر سلام کیا اور کہا کہ حضور نے سُنا شمشیر کو عمرو قتل کرکے نکل گیا مین نے پیچھا کیا آخر نہ پایا بھاگ کر وہ نکل گیا ظلمانہ نے کہا کہ ای محمودہ مین نے ابھی خواب مین بھی دیکھا کہ شمشیر قتل ہوگئی مگر تم وہان کہان گئی تھین عمرو نے کہا کہ اتفاق سے نکل گئی وہان جاکر یہ معاملہ دیکھا حضور بخوبی آگاہ ہین کہ مجھے شمشیر سے بڑی محبت تھی ظلمانہ نے کہا کہ جاؤ جاکر بیٹھو اس مقدمے مین دخل نہ دو مین تدبیر کرلونگی عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم

مین دیکھتی ہون کہ آپ اُداس بیٹھی ہین شراب پلاؤن کوئی ساز بجاؤن ابھی آپ کو خوش مزاج کردون
ظلمانہ نے کہا کہ ارے کیا شراب پیے گی محمودہ نقلی نے سرہلا کر کہا کہ اگر آپ کی خوشی ہو یہ کہہ کر
جام لبریز کیا کہا نوش فرمائیے ظلمانہ نے جام ہاتھ مین لیا شراب چرخ مارنے لگی ظلمانہ نے
کہا کہ یہ کیا ہوا مگر مین ابھی دریافت کرتی ہون یہ کہہ کر ایک دستک دی گوشۂ خیمہ سے ایک ساحر
پیدا ہوا ظلمانہ سے آکر کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ عمرو عیار ہو اسکو گرفتار کر لیجیے ظلمانہ نے کہا کہ پکڑ لے
خواجہ عمرو نے قصد کیا تھا کہ نکل جاؤن مگر اُس ساحر نے آکر ہاتھ پکڑ لیا عمرو نے کہا کہ کیون
مین نے کیا کیا اُس ساحر نے کہا کہ ملکہ ظلمانہ کامل و اکمل ہین مین اُنکا بیر ہون تجکو گرفتار کرکے
لیچلونگا محمودہ نقلی نے کہا کہ مین حاضر ہون مگر پشت پر آپ کی کون کھڑا ہو جیسے ہی وہ بیر پلٹا
عمرو نے لپٹ کر ایک خنجر مار دیا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا اور آپ جست کرکے بھاگے ظلمانہ نے
دیکھا کہ عمرو عیار نکل گیا اور بیر میرا مارا گیا اپنے مقام سے اُٹھی جھومتی ہوئی باہر آئی پکار کر
آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہو کنیزین حاضر حاضر کہہ کر دوڑین ایک کنیز سے کہا کہ جھپٹ کر
صحرا مین جا عمرو عیار جاتا ہو اُسے گرفتار کر لا مگر خبردار زبان سے کچھ نہ نکالنا کہ مین نے عمرو
عیار کو پکڑا ہو وہ بڑا جعلساز ہو وہ کنیز موسوم بہ گلچہرہ صحرا کی طرف روانہ ہوئی جنگل مین آکر
دیکھنے لگی چہار جانب دیکھا جب کہین عمرو کا پتہ نہ ملا تو دیکھا ایک جھاڑی ہل رہی ہو جھانک کر
دور سے دیکھا کہ عمرو جھاڑی مین چھپا بیٹھا ہو مگر لباس بدل رہا ہو اُس کنیز نے جھولی سے ایک
گولہ فولادی نکالا چاہا کہ بڑھ کر گولہ مارون کہ پشت پر سے آواز آئی کہ ای گلچہرہ خبردار بے ادبی
نہ کرنا یہ مقدمۂ عمرو عیار ہو گلچہرہ نے چاہا کہ پلٹون کسی نے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیے اور
جھٹکا مار کر حباب مار دیا بیہوش کرکے ایک غار مین پھینکدیا اور گلچہرہ کی شکل بن کر چلے لشکر مین
جو آئے جسنے پوچھا کہا ہوا وہ چھلاوہ ہو ہوا سے بھی آگے چلتا ہو اسی وجہ سے مین نے اُسکا پیچھا
نہین کیا کہ بھاگنے کا زیادہ پچھتانہ کرنا چاہیے آخر اُسی کی شکل بنے ہوے پھر سامنے ظلمانہ کے آئے
کہا ای ملکہ مین اپنی جان کے خوف سے بھاگ آئی ظلمانہ نے کہا کہ جاؤ جا کر بیٹھو جب ہم بُلائین
تب آنا اگر نہ بلاؤن تو نہ آنا خواجہ ناچار ہو کر پلٹ آئے ظلمانہ گرد خیمے کے حصار کرکے بیٹھی
اور پکار کر آواز دی کہ ای بی گلچہرہ آؤ گلچہرہ اُٹھ کر سامنے آئی ظلمانہ نے کہا کہ ای گلچہرہ مجھے تجھپر

شاک ہوتا ہی خواجہ نے گھبرا کر کہا مین تو مجبور و ناچار ہون ظلمانہ نے کہا کہ ای گلچہرہ شمشیر ایسی
ساحرہ کا قتل ہونا میرے کلیجے پر تلوار پھر گئی مدت کی ملازم سحر مین طاق شہرۂ آفاق تھی آج اُسکو
ساربان زادے نے مارا اُسکے عزیز و اقارب جو پوچھین گے تو مین اُنکو کیا جواب دونگی جب سے مجکو
بڑا افسوس ہی مین نے خواب مین بھی دیکھا تھا کہ ایک شخص کھڑا کہہ رہا ہی کہ عمرو نے شمشیر جادو
کو مارا وہ خواب سچا ہوا گلچہرہ نقلی نے کہا کہ حقیقت مین عمرو کا گرفتار ہونا دشوار ہی وہ بلا کا عیار
ہی مین جاکر پھر تلاش کرتی ہون ظلمانہ نے سر ہلا دیا خواجہ یہ فقرے بنا کر بہ ہزار خرابی سامنے
سے ظلمانہ کے ہٹے اور بشکل گلچہرہ بھاگ کر نکل گئے جب ظلمانہ نے دیکھا کہ گلچہرہ نکل گئی جھولی سے
کاغذ نکالا اُس مین دیکھ کر زانو پر ہاتھ مارا دوسری کنیز جو کھڑی تھی اُسنے پوچھا کہ واری کیا ہوا
ظلمانہ نے کہا کہ بشکل گلچہرہ عمرو عیار آیا تھا مین نے دھوکا کھایا اُس ظالم کو نہ پہچانا سامنے سے
آکر نکل گیا سب نے کہا کہ جب آپ سے عمرو کا یہ حال ہی تو ہمارا کیا ذکر سو دھوکے عمرو کے ہاتھ
سے کھاوینگے ظلمانہ نے کہا کہ جسدن قصد کرونگی اگر سو پردے مین ہوگا فورًا گرفتار کر لاؤنگی
یہ کہہ کر حکم دیا کہ چند کنیزین واسطے گرفتاری عمرو کے جاوین اور ڈھونڈھ کر ساربان زادہ کو
لاوین کنیزین براے تلاش عمرو نکلین اُنھین سے ایک کنیز شمعون بلا خوار نامہ کا ایک صحرا مین گذر
ہوا خواجہ سے سامنا ہوا شمعون نے پکار کر کہا کہ خواجہ ٹھہر جاؤ اب آگے نہ بڑھنا اسی مین
خیر ہی مین آپہونچی عمرو نے جو شمعون کی آواز سُنی بے خوف ٹھہر گئے شمعون دوڑ کر قریب آئی
اور کہا کہ کیون خواجہ اب کہو تمھارا کیا حال کرون خواجہ نے کہا وہ عمرو سامنے چھپا ہوا
بیٹھا ہی دیکھو کپڑے بدل رہا ہی شمعون تو اُدھر پلٹی عمرو نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے
خواجہ نے قصد کیا کہ اسکو بیہوش کرون کہ درخت پر ایک طائر ظاہر ہوا آواز دی کہ ای
شمعون عمرو کو پا گئین اب نہ چھوڑنا طائر نے جو یہ آواز دی شمعون نے چاہا کلائی پر
ہاتھ ڈالدون عمرو نے خنجر مارا کہ ہاتھ شمعون کا اُڑ گیا شمعون کا ہاتھ کاٹ کر خواجہ عمرو
بھاگے شمعون ہاتھ کو پکڑے تڑپ رہی ہی کہ ظلمانہ مع چند کنیزون کے آکر پہونچی ظلمانہ
نے کہا کہ ای شمعون کیا معرکہ ہوا شمعون نے کہا عجب اتفاق ہوا مین نے چاہا اُسکو پکڑ لون
اُسنے خنجر مار دیا کہ میرا داہنا ہاتھ اُڑ گیا ظلمانہ نے جھلا کر کہا کہ ای شمعون تم جاکر بیٹھو

اب مین خود ساربان زادے کو لاتی ہون اس ہاتھ کاٹنے کی وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے یہ کہکر اُڑتی ہوئی چلی لیکن خواجہ ایک نخل کے سائے مین آکر پہونچے ایک گوشے مین چھپ کر بیٹھے مگر دو آنکھین کھول دی ہین کہ دیکھا صحرا کی طرف سے گرد اُڑی کئی لاکھ جادوگر نمایان ہوے طلمانہ کا بھی اتفاقاً اسی طرف گذر ہوا اِسنے دیکھا کہ سرسام جادو شیر جمشید مع کئی لاکھ جادوگرون کے آکر پہونچا طلمانہ اُتر کر نیچے آئی کہا بھائی صاحب عجب بات ہو ساربان زادے نے مجکو حیران کر رکھا ہو کہین اُسکا پتہ نہین ملتا مین نے بڑی بڑی کوشش کی سرسام نے کہا کہ آپ چلکر خیمے مین تشریف رکھیے مین اُسکو ابھی لاتا ہون یہ کہکر طلمانہ کو واپس کیا اور آپ تلاش مین عمرو کی روانہ ہوا یہان خواجہ عمرو جا بجا چھپتے پھرتے ہین اور اسی خیال مین ہین کہ جس طرح بنے طلمانہ کو قتل کرون لیکن سرسام خواجہ کو ڈھونڈھتا ہوا ایک صحرا مین گذرا دیکھا کہ ایک نازنین نہایت کمسن چالاک و چست جنگل مین پھر رہی ہو اور یہ اشعار زبان پر ہین نظم

وہ پھر کے آپ تو آتا اگر جو اب نہ تھا	پیامبر تھا الٰہی مرا شباب نہ تھا
ارادہ کرتی تو جان حزین نکلجاتی	ہجوم غم شب فرقت مین سدباب نہ تھا
یہ گم ہوا تھا سیاہی مین شام فرقت کی	کہ صبح ہو گئی تھی اور آفتاب نہ تھا
اُٹھا کے رنج پکارا یہ کوے یار مین دل	بہشت مین تو الٰہی کوئی عذاب نہ تھا
تمھارے حسن کا شوخی نے پردہ فاش کیا	یہ رنگ چھپنے ہی والا تہ نقاب نہ تھا
اُٹھا دیا جو خرابا تیون نے محفل سے	خدا نخواستہ مین تارکِ شراب نہ تھا
گناہ بولے جو گھبرا گیا مین روزحساب	ابھی تو پرسش اعمال تھی حساب نہ تھا
نگاہِ یار ہی پہچاننا تو مشکل ہی	جلال لطف سے خالی کبھی عتاب نہ تھا

سرسام نے جو اُس مہ جبین کو دیکھا گھبرا گیا دل سے کہتا تھا کہ یہ مہ جبین اور یہ مقام ہولناک معلوم ہوتا ہو دیوانی ہو گئی اپنے گھر سے نکل آئی اسکو بہکا کر قبضہ مین کرون یہ سوچکر آسمان پر سے اُتر آیا قریب آکر کہا کہ ای مہ جبین یہ کیا معرکہ ہو کیون پریشان پھر رہی ہو اُس نازنین نے صورت سرسام کی دیکھی اور ایک چیخ مارکے گری دانت وغیرہ بیٹھ گئے اور بیہوش ہو گئی آثار موت چہرے سے ظاہر ہوے سرسام رونے لگا جی مین کہتا ہو کہ کیا غضب ہوا میری شکل مین کیا تھا

کہ مجکو دیکھ کر بیہوش ہو گئی یا خداوند جمشید ثانی اسکی جان بچا لیجیے یہ کہکر قریب آکر دیکھا کہ بغل مین ایک
کاغذ تھا وہ زمین پر پڑا ہی سر سام نے جو اُسے اُٹھا کر دیکھا اُس کاغذ مین اپنی تصویر پائی جسمین
کہتا ہی کہ میری تصویر پر یہ عاشق ہوئی اب راضی کرنا کتنی بڑی بات ہی قریب بیٹھ گیا سر اُس
نازنین کا سینے سے لگایا پانی چھڑکا اُس نازنین کو ہوش آیا سر اپنا زانو پر سر سام کے پایا بیتاب
و بیقرار ہو کر آواز دی کہ او ظالم آج میرے دن پھرے کہ تو نے میرا سر زانو پر رکھا مجکو یقین ہوا
کہ عشق نے اپنا رنگ دکھایا سُنا کرتے تھے کہ عشق مین بڑے فتور ہین اب آج یقین ہوا کہ عشق
تاثیر دار چیز ہی کہ مین بیقرار ہو کر گھر سے نکلی اُس کا انجام بخیر ہوا کہ تجھ تک پہونچی تیری تصویر
ایک سوداگر فروخت کرتا تھا ایک صندوقچے مین رکھی تھی مین نے اس تصویر کو دو سو روپے
کو خرید کیا جس وقت سے تصویر دیکھی اپنے آپ مین نہین رہی آخر گھر سے نکل آئی یاد آیا کہ
مجنون دلریش عشق لیلی مین کیسا بیقرار تھا ایک دن لیلی جو اونٹ پر سوار ہوئی ہانکنے والا
سو رہا اونٹ پھرتا ہوا دشت نجد مین لایا لیلی سے مجنون ملے اپنی جفائین بیان کین لیلی نے کہا کہ
مین موجود ہون جو تیری خواہش ہو وہ پوری کر مگر مجنون تو پاک اعتقاد تھا اُسنے کہا کہ اب تو
سوار ہو جاؤ پھر جب ملو گی اُس وقت مطلب دلی حاصل ہو گا وہ اُسی وقت سوار ہو گئی شاید
مجکو بھی عشق تاثیر دکھاے معشوق کسی مقام پر مل جاے تو وہ امید اب پوری ہوئی اب مجھے
لیچلو جہان کہو وہان رہون مگر تم سے جدا نہ ہون یہ کہکر اپنا سر پٹینے لگی سر سام نے ہاتھ تھام لیا
کہا کیون ملکۂ عالم کاہے کو سر پیٹتی ہو مجھسے کبھی خطا نہ ہو گی ہمیشہ خدمتگزاری کرونگا کوئی دقیقہ
خدمت کا اُٹھا نہ رکھونگا اُس نازنین نے پٹے پکڑ کے دو تمانچے مارے کہا او ظالم ہمارا خیال تجکو
بالکل نہین اگر محتاج ہی تو زیور حاضر ہی اسکو فروخت کر اپنا مطلب نکال کہ میری آرزوے دل
پوری ہو اور اگر صاحب مال ہی تو خیر زیور رہنے دے جس وقت تجکو خواہش ہو گی سب
اسباب جاے لینا مین ہرگز عذر نہ کرونگی یہ سُنکر سر سام ہنسنے لگا کہتا تھا کہ اے ملکۂ عالم مین کسیطرح
خدمت سے باہر نہین ہون اُس مہ جبین نے جیب مین سر سام کی ہاتھ ڈالا ڈبیا گلوریونکی
نکال لی ایک گلوری آپ کھائی اور ایک سر سام کو دی سر سام خوشی کھا گیا نازنین نے
ہاتھ تھام لیا کہا کیون صاحب یہ بدعت کیا ضرور ہی مجکو اسی جنگل مین رہنے دو مجھے یہ ویرانہ

پسند ہی دل بہت دردمند ہی علاوہ اسکے میرا باپ صاحب مال و دولت ہی جو مانگوگے وہ پیش
کرونگی مین محتاج کے گھر کی نہین ہون سرسام کو وہ گلوری کھاکر بیقراری ہوئی کہا صاحب
میرے کلیجے مین آگ لگ گئی ہڈیان جل رہی ہین نازنین نے کہا معلوم ہوتا ہی تمباکو زیادہ تھا اُسی
کی وجہ سے یہ بیقراری ہی ذرا اُٹھ کر ٹہلو کہ تاثیر تمباکو کی موقوف ہو یہ سُنکر سرسام اُٹھا چاہا تھا دوائی
بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا اُس نازنین نے خنجر کھینچا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمر و ے
عمر دم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم + رنگ از رُخ بختک بداختر ببرم + در مجلس خسروان چو گردم
ساقی + تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم + نعرہ کرکے خنجر مارا کہ شکم چاک و قصہ پاک ہوا عمرو نے کپڑے
اسکے اُتار لیے چاہا کہ بھاگون کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ آیا سامنے ایک غار تھا خواجہ اُس مین
کود پڑے بہ نگاہ غور دیکھا کہ وہ ابر آکر پھٹا ظلمانہ جادو لاش پر سرسام کی آئی بھائی بھائی
کہکر پیٹنے لگی چند کنیزین جو ساتھ تھین اُنھون نے لاشہ اُٹھایا ظلمانہ نے لاشہ سرسام کا لیجاکر صحرا
مین جلایا لیکن خواجہ عمرو حیران ہین کہ مین کیا کرون کیونکر اسکو لون کسی طرح ظلمانہ پر پنجہ
قابض ہو تو مزہ ہو مین اگر غار مین نہ کود پڑتا تو یہ گرفتار کرلیتی ایسی چست و چالاک ہی کہ ہر وقت
خیال رکھتی ہی یہ سوچ کر غار سے نکلے صورت ایک طفل کی بنائی دوڑ کر ظلمانہ سے لپٹ گئے کہا
کیون نانی امان آپنے مجکو یون فراموش کیا کہ جنگل مین مارا مارا پھرتا ہون اگر کوئی سُن پاے کہ صاحبزادے
اس جنگل مین پھر رہے ہین تو آپ پر کیا طعن و تشنیع کرے میری اچھی نانی امان مجھے ساتھ لیچلو ظلمانہ
نے اسی وقت عمرو کو ہاتھ پکڑ کے ابر پر بٹھالیا چاہا اپنے ساتھ لیچلون اُس طفل نے اپنے تئین ابر
سے گرادیا اور زمین پر ایڑیان رگڑنے لگا کہتا تھا کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار کہانتک
میرے ساتھ کجروی کریگا مین یہان سے نہ جاونگا اسی جنگل مین پھرونگا ظلمانہ نے ہاتھ تھام کر کہا
کہ ای نور نظر مین نہین چاہتی کہ تمکو ملال پہونچے ایسے مقام پر تمکو رکھون کہ سب کو رشک ہو عمرو نے
کہا کہ بیٹھ جائیے جو میرے حق مین بہتر ہو وہ فرمائیے ظلمانہ نے کہا کہ ای فرزند مین نہین چاہتی
کہ تمکو رنج پہونچے باغ مین لیجاکر رکھونگی کنیزین براے خدمتگزاری مقرر کرونگی ہر وقت اپنے
کھیلا کرنا اب خواجہ حیران ہین کہ کس طرح اسکو مارون ناگاہ ایک طائر ایک نخل پر آکر بیٹھا کچھ
زمزمہ سرائی کرکے چلا گیا ظلمانہ تو پاس کھڑی تھی ہاتھ عمرو کا تھام لیا کہا او ساربان زادے

میرے سحر نے مجکو خبر دی ورنہ تو نے تو دم مکر مین پھنسا یا تھا اب بھلا میرے قبضے سے کہان جائیگا عمرو نے چاہا کہ ہاتھ چھڑا کر بھاگون خیال کیا کہ زمین پانون پکڑے ہوے ہی مگر ظلمانہ نے عمرو کو گرفتار کیا اور کشان کشان لے چلی خواجہ کہتے ہوے جاتے ہین کہ ای ملکۂ عالم مین عمرو عیار نہین ہون ایک صحرا نورد ہون مجکو مصیبت مین نہ پھنساؤ ورنہ میری جان جائیگی آپ کو کیا ہاتھ آئیگا ظلمانہ نے منھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی ظلمانہ نے کہا کہ او ظالم اب تو مفصل معلوم ہو گیا کہ تو وہ ہی ساربان زادہ ہی مین کیا تجھے زندہ چھوڑونگی ابھی چل کر قتل کرونگی خواجہ ناچار ہوے کہا ای ملکۂ عالم مین تمھاری ملازمت چاہتا ہون حمزہ کی نوکری سے بیزار ہون صرف تین روپئے مہینہ ملتا ہی اُسمین بھی غیر حاضریان کاٹ لیتے ہین اگر تم مجکو ملازم کرو تو مین سب کو مار کر تم کو بادشاہ کرون اور جمشید ثانی کو بھی قتل کر ڈالون ظلمانہ نے کہا کہ او عمرو تو نے بڑی خلاف ورزیان کین اب تیری بات کا اعتبار نہین آتا عمرو نے کہا کہ آپ بھی ایک مرتبہ امتحان کر لیجیے اگر خلاف مرضی کچھ کام کرون تو جو دل چاہے سزا دیجیے گا عمرو ہر چند تڑپا پھڑکا مگر ظلمانہ نے کچھ اسکا کہنا نہ قبول کیا اور گرفتار کر کے لے چلی اول اپنے لشکر مین آئی سردارون سے کہا کہ صاحبو سرسام بھائی میرا اسکے ہاتھ سے مارا گیا مگر مین نے کہہ رکھا تھا مین وقت پر پہونچگئی اب اس ظالم کو گرفتار کیا ہی بخدمت خداوند جمشید لیے جاتی ہون تم لوگ گھبراتا نہین مین پلٹ کر آتی ہون لشکر والون کو سمجھا کر روانہ ہوئی جمشید ثانی کہ قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہی یہی ذکر کر رہا ہی کہ نہین معلوم ظلمانہ پر کیا گذری کہ لوگون نے عرض کی کہ ملکہ ظلمانہ آتی ہین جمشید نے سردارون کو اشارہ کیا کہ استقبال کر کے لاؤ ظلمانہ سامنے آئی کہا یا خداوند آج مین نے بڑا کار نمایان کیا ہی ہر چند کہ بھائی قتل ہو گیا مگر خیر کیا نقصان ہی اُسکا جام عمر لبریز ہو گیا تھا مگر یہ ساربان زادہ تو میرے ہاتھ سے گرفتار ہوا جسنے ملک کے ملک مٹا دیے دمامہ ایسی ساحرہ کو مارا ساحر ششمش کہ خداوند ساحران کہلاتا تھا اُسکو دریاے قلزم مین جا کر مارا جمشید عمرو کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کہا ای ظلمانہ تم جا کر طلسم کشا کے لانے کی تدبیر کرو مین کل میدان خونی کی تدبیر کرونگا سر میدان اِسکو قتل کرونگا ظلمانہ نے عمرو کو دیکر جمشید سے

کہا یا خداوند قتل مین عمرو کے زیادہ دیر نہ کیجیے گا جمشید ثانی نے کہا کہ آج نامے ہر طرف روانہ کرتا ہون رات بھر تیاری ہوگی صبح کو اسکو قتل کرونگا بس رات بھر کا یہ مہمان ہی اسکو قتل کرکے سر اسکا خدمت حمزہ مین روانہ کرونگا اسکے قتل ہوتے ہی مسلمان بھاگ جاوینگے کبھی نہ ٹھہرینگے جو بڑے بڑے جادوگر تھے وہ اِسی کے ہاتھ سے مارے گئے یہ کہکر ایک قفس مین عمرو کو بند کیا کہا اُسی کمرے مین جاکر قید کرو جہان میثاق وغیرہ قید ہین وہان سبھون نے عمرو کو لیجاکر قید کیا سیلاب جادو ایک جادوگرنی ہی اُسکو نگہبانی کا حکم ہوا سیلاب نے باہر کمرے کے چند جادوگرنیان مقرر کین کہ نگہبانی کرو مگر میثاق وغیرہ نے جو عمرو کو دیکھا سب کے جی چھوٹ گئے ہر ایک کا یہ قول تھا کہ اب تک تو امید تھی کہ خواجہ تم ظلمانہ کو قتل کروگے مگر خواجہ تمھارے گرفتار ہونے سے بڑا انتشار ہوا یہ تو بتاؤ کہ تم کیونکر آگئے عمرو نے کہا کہ مین برائے سیر نکلا تھا لشکر سعد مین آیا سعد نے حکم دیا کہ ظلمانہ آئی ہوئی ہی اگر اُسکو قتل کرو تو ہم تمھین کچھ دینگے آپ لوگ جانتے ہین کہ مین قرضدار ہون لالچ مین آکر اس بلا مین پھنس گیا آخر گرفتار ہوا مگر لوگون کی رہائی کا وقت قریب آیا کہ مجکو فلک نے یہان بھیجا اب انشاء اللہ تم سب کو رہا کرونگا خون مین جادوگرون کے ہاتھ بھرونگا سب عمرو کو دعائین دینے لگے مگر عرض کرتے ہین کہ ای کریم کارساز وای ربِّ بے نیاز اس مشکل کو آسان کرکہ خواجہ رہائی پاوین تاکہ ہم لوگ بھی اس قید مصیبت سے نجات پاوین نظم

بکن بدرگہ سلطان جان و دل فریاد + کہ وقت رنج و غم آن دادگر بہ بخشد داد
خدا بوقت مدد بندہ را دہد امداد + خدا مراد بہ بخشد لطالبان مراد +
بچار سوے زمانہ بکار سر گرم اند + بحکم حضرتِ حق آب و خاک و آتش و باد
صدا ز عرش بر آید کہ مرحبا عبدے + کند چو بندہ لبشام و سحر خدا را یاد
متاب گردن تسلیم از اطاعت حق + مطیع حکم شو و سر مپیچ از ارشاد +
بہ گل مراد تعلق ز خار دامن کش + ببوستان جہان مثل سرو باش آزاد
چو ہست طینت تو مشت خاک ای خاکی + چرا تو آبروِ خاک میکنی برباد +

پانچون آدمی بلک رہے ہین دعائین پروردگار سے کر رہے ہین عمرو نے سب سے کہا کہ اب

خاموش رہو کیون تڑپتے ہو مگر سیلاب جادو کنیزون کو باہر بٹھا کر اندر آئی کہا کیون خواجہ
کس فکر مین بیٹھے ہو تمہارے قتل کی تدبیرین ہو رہی ہین نامے گئے ہین سب سردار کل جمع ہونگے
تم دار پر کھینچے جاؤ گے خواجہ رونے لگے کہا کہ ای ملکۂ عالم مجکو کسی طور سے بچالو تو مین کچھ
خدمت مین حاضر کرون سیلاب نے کہا کہ خواجہ سفارش کرنا تو میرا کام ہی آئندہ قبول
وعدم قبول کا خداوند کو اختیار ہی عمرو نے کہا کہ ذرا میٹھ جاو مجکو قفس سے نکالو تو مین سب
حال اپنا بیان کرون سیلاب نے لالچ مین روپئے کی عمرو کو قفس سے نکالا عمرو نے قدمون
کو بوسہ دیا اور جیب مین ہاتھ ڈال کر ایک پوٹلہ روپیون کا نکالا سیلاب کو دیا کہا کہ ای
ملکۂ عالم اور بھی کچھ حاضر کرونگا سیلاب نے کہا کہ خواجہ جو دینا ہو وہ دیدو مین اور بھی
سردارون کو ملاؤنگی کیا مجھ اکیلی کو ہضم ہوگا اور مصاحب بھی میری بات مین دخل دینگے
عمرو نے ایک ڈبا نکالا کہا لو ملکۂ عالم اس مین اسقدر جواہر ہی کہ مصاحبون کو بھی ملالو جسکو
دوگی وہ خوش ہو جائیگا سیلاب نے کہا کہ مین اسے کھول کر دیکھون عمرو نے کہا کہ میرے
سامنے نہ کھولو دل کو قلق ہوگا کہ ہم نے کس مشقت سے جمع کیا اور تم اسکو لیے جاتی ہو دل
کانپ رہا ہی سیلاب نے کہا کہ مین تو ضرور دیکھونگی خواجہ ہان ہان کرتے رہے مگر سیلاب نے
وہ ڈبا کھولا اُس مین سے بیہوشی اُڑی سیلاب بیہوش ہوئی خواجہ نے سیلاب کو اپنی صورت
بنایا اور زبان مین سوزن دے دی گلے مین ایک گیند ٹھونس دیا سیلاب کو قفس مین بند کیا
آپ سیلاب کی شکل بن کر باہر نکلے کنیزون سے کہا کہ ہوشیار رہنا مین جاکر آرام کرتی ہون
خواجہ دربار مین آئے ہر مقام پر پہونچے کل خیمون مین گشت کی مال بھی وہان کا اُٹھا لیا اپنی
صنبی مین آکر آرام کیا رات بھر نوبت ونقارے بجے ہین بڑے بڑے شاہان وحاکمان دربند
مع فوج آکر پہونچے ہین اُترتے جاتے ہین اسقدر رات بھر جماؤ ہوا کہ تمام صحرا فوج سے مملو
ہوگیا صبح کو خواجہ اُٹھے سامنے جمشید کے آئے کہا یا خداوند رات بھر جاگی ہون حفاظت
کرتی رہی مگر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہون کہ خیر وعافیت سے رات گذری ابھی تک تو سب
قیدی موجود ہین جمشید نے حکم دیا فقط عمرو کو لاؤ وہ تو سب میرے ملازم ہین ایک فیروزہ
عیار غیر ہی بعد قتل عمرو وہ سب اطاعت کرینگے سیلاب نقلی نے کہا کہ یا خداوند خوب

تجویز کیا حقیقت مین یہی ہوگا خواجہ جاکر قفس سیلاب اُٹھالاے سامنے جمشید کے آے عرض
کی کہ اسکو دار پر کھینچ دون کئی سو تاجدار کھڑے ہین اہالی دربند مشتاق قتل عمرو ہین ہر ایک کا
یہی قول ہو کہ وہ کار نمایان کرو کہ قدرت خوش ہون نوبت و نقارے تیار رہین کہ جب عمرو مارا جا
تو کل نقارون پر چوب پڑے خواجہ نے قیدخانے مین آکر سب کی زبانون سے سوزن نکالدی
فیروزہ سے کہا کہ تم تو نکل جاؤ الگ سے تماشا دیکھو کہ کیا معاملہ ہوتا ہو فیروزہ ایک جادوگر
کی شکل ہو کنارے کھڑا دیکھ رہا ہو کہ عمرو نے سیلاب کے پاؤن مین زنجیر باندھی سیلاب کی
آنکھ کھلی دیکھا کہ میری شکل کی ایک عورت مجکو دار پر کھینچ رہی ہو غین غین کرنے لگی کبھی کنیزون کی
طرف دیکھتی ہو کبھی جمشید کو اشارے کرتی ہو عمرو نے بڑھ کر ایک تمانچہ مارا کہا او ساربان زادے
اب تیرا وقت رحلت قریب ہو یہ وہ مقام ہو کہ جہان کی خدائی خداوند جمشید ثانی کے سپرد ہو
اب امروز فردا مین بادشاہ اسلام بھی گرفتار ہوکر آوین گے وہ بھی اسی طرح سے دار پر
کھینچے جاوین گے اور جو بھاگ گئے تو طلمانہ وہ ساحرہ ہو کہ کسی کو جانے نہ دیگی سبکو روک لیگی
سیلاب خاموش ہو رہی عمرو نے جلاد کو اشارہ کیا اور جمشید سے کہا کہ تیر و کمان ہاتھ مین
لیجیے سب سردار ایک ایک تیر لگائین کہ اس ساربان زادے کو بھی معلوم ہو کہ کوئی صدمہ
پہونچا سب تاجدارون نے کمانین کاندھے سے اُتارین جمشید نے بھی کمان کیانی ہاتھ مین لی
تین بھال کا تیر اُسمین پیوست کیا جس وقت جمشید نے تیر کو رہا کیا کئی ہزار تیر عمرو پر چلے
نوبت و نقارے بجنے لگے وہ ہنگامہ بلند ہوا کہ گوش گردون کر ہو گیا مگر کئی ہزار تیر جو سیلاب پر
پڑے جسم تمام غربال ہو گیا چونکہ نوبت و نقارے بج رہے ہین ہر چند کہ صدا بلند ہوئی کہ کشتی مرا
نام من سیلاب جادو بود مگر نوبت و نقارے کے ہنگامے مین کسی نے آواز نہ سنی سب آپس مین
بغلگیر ہو رہے ہین جمشید ثانی بہت خوش ہو سردارون کو گلے سے لگا رہا ہو کہتا ہو آج وہ شخص
مرا کہ جسکا مکاری مین مثل نہ تھا جمشید تخت پر سوار ہو کل سردار گھیرے ہوے کھڑے ہین کہ میثاق
قیدخانے سے نکلا پشت پر تینون شاہزادیان اسباب سحر ہاتھون مین لیے ہوے میثاق آگر آسمان پر چمکا
تینون شاہزادیان آمادہ سحر ہین میثاق نے نعرہ کیا کہ او جمشید منم میثاق کوہ گردان یہ کہکر
گولہ مارا تینون شاہزادیون نے ماش کے دانے پھینکے آگ برسنے لگی کسی کے سحر سے تلوارین برسین

ہر طرف کے لشکر تباہ ہونے لگے تھوڑے ہی عرصے مین کئی ہزار ساحر واصل جہنم ہوے جمشید نے
قصد کیا کہ میثاق پر جا پڑون عمرو نے حقۂ آتشبازی مارا کہ جمشید کے سینے پر پڑا تمام لباس جلنے لگا
ایک طرف سے فیروزہ نے چند حقے مارے کہ تمام میدان دھوان دھار ہوگیا جمشید ثانی سر
پیٹ رہا ہی اور کہتا ہی کہ یارو یہ کیا معرکہ ہوا سر دھڑا دھڑ گر رہے ہین دریا کی طغیانی ایک
طرف آگ برس رہی ہی ایک طرف موج زن پانی بحرین نے دریاے سحر جاری کیا میثاق نے
زمین ہلادی عمرو نے آواز دی کہ ارے اب نکل جاؤ ایسا نہ ہو کہ جمشید آپڑے وہ عاجز ہورہا
ہی یہ نہ ہو کہ کسی کو گرفتار کرلے میثاق خود آمادہ تھا یہی اسکو خیال تھا کہ کہین کوئی شاہزادی
نہ پھنس جاے تو مین شہریار کو کیا منھ دکھاؤنگا ادھر عمرو کی آواز جو کان مین آئی کہ اب نکل چلو
میثاق نے شاہزادیون کو اشارہ کیا شاہزادیون نے چلتے چلتے موتیون کے مالے پھینکے کسی
نے کان سے بجلی نکال کر پھینکی کسی نے انگوٹھی پھینک ماری اُستادان سخنور تحریر فرماتے ہین
کہ ان ساحرون کے سحر سے لاکھ ساحران نامی فوج جمشید کے مارے گئے مگر تاجداران جلیل
بھی زخمی ہوے تھے چاہتے تھے بھاگ کر نکلی ہین ادھر تھوڑے ہی عرصے مین جمشید نے وہ ابر مٹاکے
پانی کو خشک کیا آگ کو بجھایا دیکھا کہ وہ لوگ چلے گئے کہا صاحبو دیکھو مین نے کسے قتل کیا اسکو
دار پر کھینچا عین گرمی جنگ مین عمرو کے نعرے کی آواز آتی تھی صاف ظاہر ہی کہ عمرو نہین
مارا گیا کسی طرف نکل گیا مگر ان سب کی زبان سے سوزن کسنے نکالی سب نے عرض کی یا خداوند
یہ کیا مشکل تھا جب عمرو چھوٹا تو اُسنے سب کی زبان سے سوزن نکالی بعد اُسکے جانے کے اُن
سب نے آکر سحر کیا جمشید نے کہا کہ سیلاب کو تو دیکھو کہ وہ کہان ہی جب سب جگہ ڈھونڈھا
اور کہین نہ پایا جاکر دیکھا کہ دار پر لاشہ لٹکا ہی لاکر جمشید کو دکھایا جمشید نے کہا کہ یارو مقام
افسوس ہی کہ اتنی بڑی جادوگرنی قتل ہوا اور پیرون نے آواز نہ دی سب نے کہا کہ بروقت
قتل نوبت و نقارے اسقدر بجے کہ اُس ہلڑ مین آواز نہ سُنی اسمین مقام تردد کیا ہی جمشید
ہر وجہ کو قبول کرتا جاتا ہی مگر پریشان ہی کہتا ہی کہ طلمانہ کو ایک نامہ لکھو اُسکا مضمون یہ ہو
کہ عمرو قید سے چھوٹ گیا اب جو عمرو کو پانا تو یہان نہ لانا سر ہی روانہ کرنا سب نے عرض کی
ابھی نامہ روانہ کرتے ہین یہان تو یہ پریشانیان ہو رہی ہین مگر راہ مین خواجہ عمرو نے جاکے

فیروزہ سے ملاقات کی میثاق وغیرہ سے کہا کہ آپ لوگ لشکر مین چلین ہم آتے ہین تینون
شاہزادیان ومیثاق کوہ گردان طرف لشکر کے روانہ ہوے اور خواجہ نے کچھ باتین فیروزہ
کو سکھائین اور کان پکڑ کے کہا تو بچہ ہو دیکھ یون کام کرتے ہین او نالائق مین سمجھاتے سمجھاتے
عاجز ہوگیا فیروزہ بہت خوب کہکے پیچھے رہگیا خواجہ آگے چلے مگر ظلمانہ جو عمرو کو روانہ کرکے
آئی سحر کیا کہ گرد لشکر اسلام آگ روشن ہوگئی آسمان پر ابر چھایا ہوا ہو رعد گرج رہا ہو برق
چمک رہی ہو ظلمانہ آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھی جشن کر رہی ہو سب سردارون کو جمع کیا ہو شراب
چل رہی ہو ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز مصروف نغمہ سرائی ہین ظلمانہ مست
بیٹھی ہو کہہ رہی ہو کہ مین نے خدائی خداوند کی بچالی ورنہ مسلمانون نے خاتمہ کردیا تھا اب
مجکو خداوند خلعت نیابت عطا کرین گے تب مین راضی ہونگی ورنہ خداوند سے ناراض رہونگی
ہمیشہ مقدمات خدائی مین رخنے ڈالونگی کہ خبر پہونچی سیلاب جادو نامہ لیکر آئی ہو مگر بہت خوش
ہو ظلمانہ نے کہا کہ ارے اُسے بُلالو خواجہ بصورت سیلاب سامنے آے ایک کشتی ہاتھ مین
اُسمین پھولون کے ہار رکھے ہوے چند گلوریان بھی رکھی ہوئین سامنے آتے ہی سلام کیا کہا ای
ملکۂ عالم قدرت نے تم کو طرۂ پیغمبری دیا ہو یہ کہکر ہار گلے مین پہنادیا ایک دو گلوریان اُٹھا
منھ مین دین اور کان مین طرہ لگادیا کہا یہ طرۂ پیغمبری ہو قدرت نے عمرو کو قتل کیا جو خوشی ہوئی
وہ کرو اب کل میثاق کو بھی قتل کرین گے یہ کہکے عرض کی کہ مجھے بھی بڑی خوشی ہو گھرون مین
سب خوشیان کر رہے ہین تمھین سب دعائین دے رہے ہین اگر حکم ہو تو مین سب کو شراب
پلاؤن ظلمانہ نے کہا کہ ای سیلاب تین دن یہان رہو بعد تین دن کے مژدہ لیکر جاؤ
کہ کل اہل اسلام کا خاتمہ ہوا تین دن مین سب جگہ پھر آؤنگی ان سامنے والون کا تو مین نے
خاتمہ کردیا سب لشکر محاصرۂ سحر مین محصور ہو آسمان سے آگ برس رہی ہو فریاد کی آواز
آتی ہو مگر حصار سے نکل نہین سکتے ای سیلاب سب کو شراب پلاؤ تم بھی خوشی کرو یہ مجال ہو کہ
جس بات کا ارادہ کرون وہ رہ جاے سیلاب نقلی نے جام لبریز کیا اور سر پر رکھا ٹھوکرین
لیتی ہوئی سامنے ظلمانہ کے آئی کہا ایسون کو سر سے شراب پلانا چاہیے اور یہ اشعار گاتی تھی نظم

تم رہو آسکے یہ جہان رہے یا نہ رہے		تمسے آباد ہو دل جان رہے یا نہ رہے

ڈھونڈھنا تھا دلِ گم گشتہ کو بس ڈھونڈھ چکے	اب کوئی زلف پریشان رہے یا نہ رہے
بندۂ عشق ہون اللہ سے کہتا ہون یہی	بت سلامت رہین ایمان رہے یا نہ رہے
میری حیرت کو نہ پہونچیگا تمھارے آگے	آئنہ بزم مین حیران رہے یا نہ رہے
کنگھی زلفون مین کرو کیا دلِ عشاق سے کام	ایسے دو چار پریشان رہے یا نہ رہے
سجدہ جسدن سے کیا اک بتِ کافر کو جلال	شک ہی ہمکو کہ مسلمان رہے یا نہ رہے

ظلمانہ کو جام پلا کر سب کو شراب پلا رہی ہی محفل ظلمانہ مین ایک ہنگامہ ہی دست درازیان ہو رہی ہین کوئی کہتا ہی خداوند آتے ہین کوئی اُچھلتا ہی کوئی کودتا ہی کوئی گانے والی سے لپٹا جاتا ہی کوئی گانے والی کی ناکہ پر نگاہ ڈالتا ہی کہتا ہی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان خوب نوچی تیار کی ہی کیا رنگ بندھا ہوا ہی دیکھو تو پونے دو ہی خداوند آئے ہین کہ ظلمانہ اپنے مقام سے یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ صاحبو کیا محفل کو بازار مقرر کیا ہی اسقدر ہلڑ نہ کرو اُٹھتے ہی گری سب لینا لینا کہکر اُٹھے جو اُٹھا وہ جہان سے اُٹھا سب بر لب فرش ہوے خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو سے عمرو ہون مین عیار صاحبقران + مرے ڈر سے کانپتا ہی جہان + تراشندۂ ریش کفار ہون + زمانے کا مکار و غدار ہون + مرا تیز رفتار ہو گر قدم + صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم + اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو + نہ پہونچے مری گرد پاپوش کو + درندہ جہانگرد طرار ہون + جہانگیر عالم کا عیار ہون + خنجہ پکڑ کے طرف ظلمانہ کے چلا کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ظلمانہ غرق زمین ہو گئی اب تو عمرو گھبرایا اور دن کو قتل کرنے لگا سب کو برہنہ کر ڈالا کپڑے سب کے لیکر داخل زنبیل کیے مگر جب ظلمانہ غرق زمین ہوئی اور طبقے کی تہ پر پہونچی تو ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا اُسنے ظلمانہ کو ہوشیار کیا کہا ای ظلمانہ جلد جا و سب سردارون کا خاتمہ ہوتا ہی خواجہ عمرو ہر چند کہ لوٹ رہے ہین مگر چہار جانب نگاہ ہی کہ ایک گوشے سے دھوان نکلا عمرو حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ یکایک ظلمانہ نے سر نکالا عمرو کود کر بھاگا ادھر ظلمانہ نے نکلتے ہی دیکھا کہ تمام بارگاہ مزبلۂ قصابان بنی ہوئی ہی باہر بڑے بڑے جادوگر برہنہ دوڑے دوڑے پھر رہے ہین چوبدار وغیرہ جو دروازے پر بیٹھے ہین وہ اس حال سے ہین کہ عصے وغیرہ ندارد سر برہنہ چوبہ بدست کے عصے بنے ہوئے

ہاتھون مین پیشانی پر سب کی یہ شعر لکھا ہو فرد اگر شیطان بر روے زمین ست ،، ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست ٭ ظلمانہ نے مُنھ پیٹ لیا اور سب پر باران سحر برسایا جسپر قطرہ گرا وہ ہوشیار ہوا سب کو ہوشیار کرکے بیرون بارگاہ آئی مگر میثاق کوہ گردان جب قریب لشکر اسلام پہونچا تو دیکھا کہ آگ برس رہی ہو کہا ای عنبر افشان بڑا غضب ہوا لشکر پر اُسنے سحر کردیا تمام لشکر بلا مین مبتلا ہو مین اب جاکر ابر کو توڑتا ہون تم لوگ سحر کرکے دھوان وغیرہ مٹاؤ عنبر افشان وگلگونہ وبحرین بڑھ کر حصار شکست کرنے لگین مگر میثاق جو ابر پر گرا ابر کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے جو لوگ بیہوش پڑے تھے اُن کو ہوشیار کیا بارگاہ شاہ مین آیا دیکھا کہ بادشاہ مبہوت بیٹھے ہین سب سردار خاموش جھوم رہے ہین میثاق نے آکر ایک اسم سحر پڑھا سب پر پانی برسایا سب اس آفت سے نکلے جسپر قطرہ گرا وہ ہوش مین آیا مگر بادشاہ جمجاہ خاموش بیٹھے ہین میثاق نے بادشاہ کا بھی مُنھ دھلایا لوح محفوظ کو چمکایا بادشاہ کے ہوش درست ہوے عنبر افشان وگلگونہ وبحرین نے سحر کرکے حصار توڑا سب سحر مٹایا اب لشکر مین چہل پہل ہونے لگی سب اہل اسلام خوشیان کرنے لگے ہلڑ ہو گیا کہ میثاق کوہ گردان وعنبر افشان وبحرین وگلگونہ قید سے رہا ہو کر آگئے میثاق سب سے مل رہا ہو کہ خواجہ آکر پہونچے کہا ای میثاق ایک بڑے غضب کی بات ہو کہ جب ظلمانہ بیہوش ہوئی مین نے چاہا قتل کرون کہ غرق زمین ہو گئی مین ناچار ہوا خیال یہ تھا کہ دو چار کوڑی کا روزگار تو کرلون مین لوٹ رہا تھا کہ اُسنے سر نکالا مین اُسکو دیکھ کر بھاگا باہر آکے اپنے کو درست کیا بھاگ کر نکل آیا مگر ظلمانہ کو بڑا قلق ہوا میری تلاش مین ہو میثاق نے کہا کہ خواجہ یہ خیال رہے کہ یہان سے قریب ایک قلعہ ہو کہ اُس قلعے کو تراب آباد کہتے ہین تراب جادو وہان رہتی ہی اور وہ اُس قلعے کی حاکم ہو اُسکو لاکر قتل کیجیے تو یہ بات موقوف ہوا گر آپ نے اُسکو مار لیا تو گویا نصف طلسم فتح ہو گیا مین پہلے جو اُسکے سحر مین پھنس گیا وہ باعث غفلت تھا اب مجھپر ہاتھ نہین ڈال سکتی مین جب قید سے چھوٹا تو راہ مین دیر عنبر فام ملا مین اُسمین گیا اندر جاکے یہ تماشا دیکھا کہ ایک پتلہ رکھا ہو گرد برہمن بیٹھے ہین پوجا پاٹ کر رہے ہین مین نے سحر کو مضبوط کیا برہمنون کو مار ادیر کو گرا دیا اب ظلمانہ کی مجال نہین ہو کہ مجھپر یون ہاتھ ڈالے

اور بڑے بڑے تحفے میرے پاس ہین اب یہ مجال نہین ہو کہ مجکو یکایک گرفتار کرے بڑی مشکل پڑیگی خدا چاہے تو یاد کرے آپ تو قلعہ تراب کی طرف جائیے مین لشکر کی نگہبانی کر رہا ہون خواجہ تو طرف قلعہ تراب کے چلے یہان میثاق گرد لشکر پھر رہا ہی اور وہ سحر کیے ہین کہ لکہ ہاے ابر آسمان پر چھاے ہوے ہین ایک ابر گلنار اس طور سے چھایا ہو کہ اُس سے پھول برس رہے ہین جیسے ہی اہل اسلام نے ملال اُٹھاے تھے ویسے ہی خوش ہو رہے ہین ہر خیمے کے سامنے پھولون کے انبار لگے ہوے ہین طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین سب اہل اسلام خوش بیٹھے ہین ظلمانہ جو باہر نکلی اس نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ ابر کا تو نشان نہین دھوان وغیرہ سب غائب ہوا لشکر اسلام ایک باغ پُر بہار مین اُترا ہوا ہی طائرون کی زمزمہ سرائی پھولون کی رعنائی پلٹ کے ہرکارون سے کہا کہ ارے خبر تو لاؤ ہرکارے گئے اور پلٹ کر آے بعد دعا کے عرض کرنے لگے کہ میثاق کوہ گردان و عنبر افشان وبحرین وگلگونہ نے اس طرح کا سحر کیا کہ جسکا نمونہ یہ ہو ظلمانہ یہ کہکر پلٹی کہ کل سب کو مٹا دونگی مگر خواجہ رہروی کرتے ہوے سامنے قلعہ تراب کے پہونچے دیکھا کہ پھاٹک کُھلا ہوا ہی آمد و رفت کا کوئی روکنے والا نہین ہو کاہ فروش اور ہیزم فروش اندر قلعے کے جاتے ہین بعض اندر سے نکل رہے ہین خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا اور بیرون قلعہ سے اندر قلعے کے داخل ہوے ایک بڈھے گوئیے کی شکل بنکر بازار مین پہونچے وہان بیٹھ کے طنبورہ چھیڑا اور پھر چند اشعار عاشقانہ گاے قضاے کار تراب جادو بارگاہ سے اپنی نکل کر طرف اپنے مکان کے جاتی ہو بازار مین جو آئی تو دیکھا کہ ایک ہنگامہ ہی ہزارہا آدمی جمع ہو گئے ہین اور بڈھے کا گانا سُن رہے ہین تراب بھی ٹہلتی ہوئی آئی اور گانا سُنے لگی جب دو چار اشعار سُنے تو پلٹ کر چوبدار سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو بڈھے کو سمجھا کر میرے سامنے لے آنا یہ سمجھا کر تراب جادو چلی گئی چوبدار نے آکر خواجہ سے کہا کہ بڑے میان صاحب تمھاری تقدیر نے رسائی کی کہ بادشاہ قلعہ نے یاد کیا ہی خواجہ چوبدار کے ساتھ ہوے جب بارگاہ مین تراب کی آے دیکھا کہ مکان وسیع ہی تراب جادو تخت پر بیٹھی ہو گرد سب سردار و مصاحب وغیرہ بیٹھے ہین اور یہی ذکر ہو رہا ہی کہ آج کل ہماری مالک ملکہ ظلمانہ جادو اہل اسلام سے لڑ رہی ہین تراب جادو نے

خواجہ عمرو کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ بڑے میان بیٹھ جاؤ خواجہ دعائین دینے لگے سلام کر کے بیٹھ گئے طنبورہ چھیڑ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

در خون نشستہ ام ہمہ از آرزوے دل — دارم بآب دیدہ ہمہ شست و شوے دل
از بس ز درد و محنت ہجران گریستم — یک قطرہ خون نماند مرا در سبوے دل
گشتم چنان ضعیف کہ در تن نشان نیافت — چند انکہ کرد پیک غمت جستجوے دل
بس مرغ دل بگریۂ ہجر تو خو گرفت — خواہم کہ روے دیدہ گرارم بروے دل
جانان ببزم بادہ و ہنگامہ با رقیب — محفی و درد عشق و ہمان گفتگوے دل

کہ یکایک سامنے سے ایک گائن آئی پکار کر آواز دی کہ میان گوئیے صاحب آپ خوب گا رہے ہین اور کیا خوب بتا رہے ہین خواجہ نے سلام کر کے سر جھکا لیا تراب جادو نے کہا بڑے میان حقیقت مین روح سامری کو شاد کرتے ہو کیا خوب گاتے ہو اور کس حُسن سے بتاتے ہو عمرو نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک کمال اور رکھتا ہون کہ آپ کو بڑی حیرت ہو تراب جادو نے کہا کہ بڑے میان وہ کیا بات ہی عمرو نے کہا کہ مین ساقی گری خوب کرتا ہون سرسے شراب پلاؤن محفل کا رنگ دگرگون ہو بقول آپ کے روح سامری و جمشید رضامند ہو اور آپکو بھی یقین ہو کہ ایسا کمال ہر کس و ناکس نہین کر سکتا یہ کہکر خواجہ نے کنجی میخانے کی لی اور میخانے مین پہونچے پکار کر آواز دی کہان یارو آؤ آج جہان تک دل چاہے شراب پیو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا خادم وغیرہ یہ صدائین سُنکر دوڑے شراب اُٹھا اُٹھا کر لیجانے لگے خواجہ نے چند گلابیان آراستہ کین ایک کشتی مین لگا کر بارگاہ مین لائے سرداروں نے تراب جادو سے کہا کہ کس سلیقے سے شراب لایا ہی کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو رال ٹپک پڑے خواجہ عمرو نے آکر گھنگرو پاؤن مین باندھے پہلے تو گت ناچے جھک کر جام لبریز کیا سر پر رکھا گاتے ہوے اور منافع شراب بتاتے ہوے سامنے تراب جادو کے پہونچے سر جُھکا کے کہا کہ ایسی ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے کہ معلوم ہو کامل ایسے ہوتے ہین تراب جادو نے دونون ہاتھ بڑھا دیے اور جام پیا اب تو عمرو نے دورہ باندہ دیا تھوڑے ہی عرصے مین سبکو شراب پلائی دست درازیان ہونے لگین تراب جادو خاموش بیٹھی ہی رنگ محفل دیکھ رہی

کچھ سمجھ مین نہین آتا پہلو مین وزرا بیٹھے ہین اُن سے چپکے چپکے کہتی جاتی ہی کہ صاحبو عجب رنگ محفل
ہی کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا آخر تراب جادو نے حکم دیا کہ ارے دوشالہ لاؤ جیسے ہی دوشالہ
آیا اور تراب جادو اُٹھی کہ ساقی کو خلعت دون بے ہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری اور
بیہوش ہوئی لینا لینا کہکر سب اُٹھے وہ بھی غش اسکے بیہوش ہوئے ساری محفل کی محفل درہم و
برہم ہوئی سب بیہوش پڑے ہوے ہین کہ خواجہ نے خنجر کھینچا جب قریب تراب جادو پہونچے
تو زمین کانپنے لگی اور آواز آئی کہ او ساربان زادے کیا کرتا ہی ابھی تراب کا کیا سن ہی فقط
سات سو برس کا سن ہی اسنے دنیا کا کیا حال دیکھا خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا خواجہ کب سُنتے مین اپنے
دل مین سمجھ گئے کہ نگہبان اِسنے مقرر کیے ہین وہ ہی غل مچا رہے ہین ایسا کچھ سوچ کر خنجر مار دیا
کہ تراب جادو کا شکم چاک و قصہ پاک ہوا اب اور جادوگرون کی طرف عمرو متوجہ ہوا
کسی کو خنجر مار دیا کوئی جادوگر چاہتا ہی کہ اُٹھون مگر بیہوشی اُٹھنے نہین دیتی زمین پر پڑے
بڑا رہے ہین خواجہ عمرو سب کے سر کاٹ کر طرف بادشاہ سعد کے روانہ ہوے اور آکر
کل حال کہا بادشاہ نے فرمایا خواجہ یہ تم نے بڑا کار نمایان کیا عمرو نے کہا کیسی ہی جانبازی
کرو مگر سوائے تعریف کے کچھ اصل مطلب نہین نکلتا کیا میرا تعریف سے پیٹ بھرتا ہی بادشاہ
نے فرمایا کہ ای مہر سپہر عیاری و ای قطب فلک خنجر گزاری ابھی پچیس ہزار روپئے لے چکے ہو
اب انشاءاللہ جس وقت ظلمات کو قتل کروگے یا گرفتار کرکے لاؤگے اُس وقت زر کثیر دونگا
خواجہ نے کہا کہ ای نور نظر سچ کہتے ہو تم دوگے مجکو یقین ہی مگر اس وقت مین خرچ کہانسے
کرون تم نے جو پچیس ہزار روپیہ دیا تھا وہ مین نے مہاجنون کو دے دیا پچاس ہزار روپیہ
اُن سے اور قرض لیا جسکا تمسک اُن کو لکھدیا ہی وہ سب روپیہ میان میثاق کی رہائی
وغیرہ مین صرف ہوا کہ پانچ آدمیون کو رہا کیا اور اب جا کر تراب جادو کو مارا آخر یہان
بھی کچھ صرف ہوا میثاق نے جو یہ کلمہ خواجہ سے سُنا اپنے دنگل سے اُٹھا کہا ای خواجہ
مین آپ کی خدمت کو بدل موجود ہون خواجہ نے کہا کہ بس مُنہ سے کہدیا میثاق ہنسنے لگا
بحرین کی طرف متوجہ ہوا کہا صاحب خواجہ کو کچھ نہ کچھ ضرور دینا چاہیے بلکہ بحرین اور
میثاق نے پانچ پانچ ہزار روپیہ دیا ملکہ گلگونہ و عنبر افشان نے آٹھ ہزار روپیہ دیا

اب خواجہ عمرو اور سردارون کی طرف متوجہ ہوے سب سردارون نے موافق اپنی اپنی حیثیت
کے خواجہ کو دیا کہ عمرو کے آگے زرکثیر جمع ہوگیا خواجہ نے سب روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور طرف
سعد کے متوجہ ہوکر کہا کہ اب مین فکر مین ظلمانہ کی جاتا ہون یہ کہکر خواجہ تو تلاش مین ظلمانہ
کی نکلے مگر ظلمانہ بارگاہ مین بیٹھی تھی تمام افسر گرد بیٹھے ہین اُن سے صلاح کررہی ہی کہ مجھے تو
کوئی نہین مار سکتا کوئی ساحر ایسا ہو کہ جاکر عمرو کو گرفتار کرلاے مین پختہ وعدہ کرتی ہون کہ
ابکی مرتبہ جو عمرو گرفتار ہوکر آیا فوراً قتل کرونگی اب زندہ نہ چھوڑونگی مگر بادشاہ جمجاہ نے جو
صاحبقران زمان کو نامہ لکھا تھا وہ طائر نامہ لیکر بخدمت صاحبقران پہونچا قریب آکے
وہ نامہ ڈالدیا صاحبقران زمان نے وہ نامہ پڑھا مضمون سے ماہر ہوکر پشت پر
جواب لکھا کہ ای نور نظر قبلا ب خارہ شکن نامے پہلوان میرے مقابلے مین ہی مین نہین آسکتا
انشاء اللہ بعد فتح مقدمۂ جنگ قبلا ب ضرور آنیکا قصد کرونگا آب ودانے پر اختیار ہی
یہ جواب لکھکر طائر کے گلے مین ڈالدیا وہ طائر نامہ لیکر روانہ ہوگیا مگر صاحبقران کو بڑا
تردد ہوا یہی انتشار ہی کہ مقام افسوس ہی کہ خواجہ عمرو کئی دن سے وہان موجود ہین لیکن
اُنھون نے کچھ انتظام نہ کیا چالاک سامنے کھڑا تھا فرمایا کہ ای چالاک اگر بن پڑے اور موقع
ہو تو تابہ لشکر بادشاہ جاؤ اور اپنے قبلہ وکعبہ کی خبر لاؤ سعد شہریار کو نہایت انتشار ہی جاکر
اُن کا انتشار دفع کرو برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا عرض کی کہ یا صاحبقران زمان اگر حکم ہو تو
جاکر تہلکہ ڈالدون اور اُستاد کو بلا کر لاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ ای برق فرنگی اگر [illegible] قوت
ہین خواجہ کی کمک کرو اور ظلمانہ جادو کو مار لو تو بڑا کمال کرو مجکو بڑا انتشار ہی ظلمانہ بڑی
بے مثل ساحرہ ہی پروردگار بہتری کرے انجام بخیر ہو کہ بادشاہ کا انتشار دفع ہوجاے برق
تڑپتا ہوا چلا جب سامنے لشکر بادشاہ کے پہونچا ایک طرف لشکر ظلمانہ کو دیکھا کہ بڑے
بڑے ساحر انتظام کررہے ہین ہر ایک کا یہ قول ہی کہ بادشاہ جمجاہ سے مقابلہ ہو دیکھین کیا
انجام ہو ظلمانہ نے کہا کہ مین ابھی جاکر عمرو کو لاتی ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی یہان برق
ایک ساحرہ کی شکل بنا ہوا زیر نخل کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی حیران تھا کہ کس تدبیر سے جاؤن اور
کیونکر ظلمانہ سے ملاقات کرون کہ ظلمانہ اُڑتی ہوئی آسمان پر آئی دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین

ایک ساحرہ کھڑی ہی شاخ پر آکر بیٹھی پکار کر آواز دی کہ کیون ساحرہ کہانسے آتی ہی اور کہان جائیگی ساحرہ نے کہا کہ حضور میرا پوتا لشکر اسلام مین ملازم ہی مین اُسکو دیکھنے گئی تھی وہین سے پلٹی ہون ظلمانہ نے کہا کہ کیون بڑی بی صاحب جب لشکر مین گئی ہو گی تو سب کو دیکھا ہو گا کچھ یہ بھی ظاہر ہوا کہ عمرو عیار کہان ہی ساحرہ نے جواب دیا کہ جب مین اپنے پوتے سے باتین کر رہی تھی تو عمرو گھبرایا ہوا آیا مجھسے پوچھنے لگا کہ تم کون ہو اور ملازم سے اپنے کہا کہ کسی غیر کو نہ آنے دینا مین ظلمانہ کی فکر مین جاتا ہون میرے سامنے وہ اس جنگل مین آیا سامنے جو جھاڑی ہی اُسمین چھپا بیٹھا ہی جی چاہے تو اُسے گرفتار کرلو مجھے بھی کچھ دینا کہ میرے پوتے نے یہ جواب دیا کہ ابھی تنخواہ نہین بٹی مین خالی ہاتھ گھر جاتی ہون جب آئی تھی روپیہ دو روپیہ دے دیتا تھا بلا سے مخبری کرون وہ گرفتار ہو گا تو میرا کیا نقصان ہو گا ظلمانہ یہ مژدہ سُنکر نخل سے اُتر آئی مگر برق ظلمانہ کو لگا کر لیجا کہتا جاتا ہی کہ عمرو کو آگاہ کر دون کہ بھاگ جا ظلمانہ کہتی ہی کہ خبردار یہ ارادہ نہ کرنا مین دس بیس روپئے تجکو دونگی برق پیچھے ہٹا کہا لو ملکہ قریب آگئین وہ سامنے عمرو بیٹھا ہی ظلمانہ نے کہا کہ مجکو تو نہین معلوم ہوتا برق نے ہنس کر کہا کہ ایک گولہ اسم سحر پڑھ کر پھینکیے کہ پانون اُسکے زمین تھام لے بس پھر گرفتار کر لیجیے گا مگر مجکو نہ دیکھیے ورنہ میرے پوتے پر دباؤ ڈالیگا مین بھی چاہتی ہون کہ عمرو گرفتار ہو جاے میرا پوتا جب تنخواہ لاتا تھا تو یہ ظالم روپیہ چھین لیتا تھا مجھے بھی اُس سے دشمنی ہی ظلمانہ نے گولہ جھولی سے نکالا چاہا پھینکون برق نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ظلمانہ کے ڈالدیے جھٹکا مارا کہ ظلمانہ گری گرتے ہی حباب مار کر بیہوش کیا خنجر لیکر چلا کہ سر ظلمانہ کا کاٹ لون کہ پہلو سے آواز آئی کہ او بھورے یہ کیا کرتا ہی خبردار اسکو قتل نہ کرنا برق نے پلٹ کر دیکھا کہ اُستاد آتے ہین کہا اُستاد دیکھیے مین نے جھٹ پٹ اسکو گرفتار کر لیا اب جو مناسب جانیے وہ کیجیے عمرو نے قریب آکر اول سوزن زبان مین ظلمانہ کی دی اور پشتارہ باندھا زیور اُسکا اُتارنے لگے برق نے چند انگوٹھیان اُسکی اُتار لین اور مُنہ مین رکھ لین عمرو نے ایک تمانچہ مارا برق کے مُنہ سے انگوٹھیان گرین مگر برق نے پھر اُٹھا لین ہرچند کہ مار بھی کھائی مگر انگوٹھیان نہ چھوڑین برق تو سامنے سے بھاگ گیا خواجہ چیختے رہے کہ ارے انگوٹھیان دیتا جا برق نے کہا کہ اُستاد کچھ میرا بھی حق ہی خواجہ نے کہا کہ ارے احمق مین خود پریشان ہون

اکیلے مہینے مین مہاجنون کا سود بھی نہین پہونچا سب میری تلاش مین پھر رہے ہین مگر برق فرنگی
بھاگ کر نکل گیا خواجہ نے ظلمانہ کا پشتارہ باندھا سوچے کہ مین تراب جادو کو قتل کر آیا اِسی
وجہ سے پتلا نہین آیا وہ جو میثاق نے کہا تھا پیش آیا پشتارہ لیے ہوے خواجہ جلے تھے
کہ سامنے سے ایک ساحر آیا اُسنے پکارکر کہا کہ او ساربان زادے کہان جاتا ہو اور یہ
پشتارہ کسکا ہو خبردار آگے نہ بڑھنا یہ کہکر اُسنے سحر کیا خواجہ گرے وہ ساحر قریب آیا چاہا
کہ ظلمانہ کو اُٹھالون خواجہ نے کہا کہ ای بھائی یہ کیا کرتے ہو پشت پر تمھاری کون کھڑا ہو
جیسے ہی وہ ساحر پلٹا عمرو نے حلقے کمند کے مارے حباب مار دیا کہ وہ ساحر گرا گرتے ہی
بیہوش ہوا عمرو نے لپک کر سر کاٹا اور پشتارہ لیکر بھاگے لشکر مین آے بارگاہ سعد مین
پہونچے سعد شہریار تخت پر بیٹھے تھے کُل سردار جمع ہین میثاق وغیرہ بیٹھے ہین یہی ذکر ہو رہا
ہو کہ دیکھین خواجہ کیا کرتے ہین میثاق کہتا ہو کہ ظلمانہ وہ بلاے روزگار ہو کہ جس کا
گرفتار ہونا دشوار ہو کہ خواجہ پشتارہ لیے ہوے آے میثاق نے جو دیکھا کہ خواجہ عمرو
پشتارہ لاے اور پکارکر کہا کہ مین ظلمانہ کو لایا میثاق نے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری
یہ ظلمانہ جادو ہو بہت سمجھ بوجھ کر اس سے کلام کرنا مجکو ڈر ہو کہ ایسا نہ ہو آپ کو لے جاے
عمرو نے کہا کہ زبان مین سوزن تو مین نے دے دی ہو آئندہ خدا کو اختیار ہو بادشاہ نے
اشارہ جو کیا ایک ستون سے ظلمانہ کو باندھ دیا ہوشیار کیا ظلمانہ کی جو آنکھ کُھلی اپنے
کو دربار شاہ مین پایا اور زبان مین سوزن دی ہوئی ہو حیران حیران دیکھنے لگی خواجہ نے
پکارکر کہا کہ ای ظلمانہ جادو خدا کی قدرت کو تُنے دیکھا کہ ایک شاگرد میرا مہتر برق فرنگی
اُسنے کیسا فقرہ دیا کہ تم پھنس گئین اب بہتر یہ ہو کہ جمشید ثانی پر لعنت کرو ظلمانہ کچھ جواب
نہین دیتی ہاتھ بندھے ہین زبان مین سوزن ہو کچھ بول نہین سکتی کہ زمین شق ہوئی اور ایک
عقاب زمین سے نکلا تڑپ کر ظلمانہ پر گرا اس طرح منقار ماری کہ کمندین کٹ گئین کمر مین پنجہ
دے کر لے اُڑا نعرہ کرتا ہوا چلا کہ منم عقاب جادو نگہبان ظلمانہ ای مسلمانو تمھاری کیا مجال
ہو کہ ظلمانہ کو قتل کرو میثاق نے چاہا کہ عقاب جادو کو رد کون مگر وہ تیز پر تھا سنانا ہو کے
نکل گیا خواجہ بھی جھپٹے ایک صحرا مین عقاب نے ظلمانہ کو اُتارا زبان سے سوزن نکالی

طلمانہ نے عقاب کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ ای فرزند خوب وقت پر پہونچے مجکو تاسف یہ ہی کہ فولادی پُتلہ کیون نہین آیا عقاب جادو نے کہا کہ پُتلے کا سرپرست زندہ نہین ہی عمرو نے جاکر تراب جادو کو مارا مین اُس جلسے مین نہ تھا برائے شکار گیا تھا جب پلٹکر آیا تو دیکھا کہ تراب جادو کا لاشہ بے سر پڑا ہی محفل ساری درہم و برہم ہی گھبرا کے نکلا کہ آپ سے اطلاع کرون لشکر مین آیا آپ کو نہ پایا جنگل مین آکر خبر سُنی کہ طلمانہ کو عمرو آکر گرفتار کرلے گیا یہ خبر وحشت اثر سُن کر مین دربار بادشاہ اسلام مین پہونچا آپ کو گرفتار پایا گو کہ جانتا تھا کہ میثاق وغیرہ بیٹھے ہین مگر جی داری کرکے آپ کو لے بھاگا بارے مجکو کسی نے نہ پایا میثاق نے کئی سحر کیے مگر مجھ تک نہ پہونچے یہ کہکر عقاب جادو تو رخصت ہوا اگر طلمانۂ جادو ایک بیخ نخل پر بیٹھی یہ سوچ رہی ہی کہ گرفتاری عمرو کی کیا تدبیر کرون کہ پہلو سے رونے کی آواز آئی طلمانہ کے کان کھڑے ہوے جی مین کہتی ہی کہ معلوم ہوتا ہی پھر عمرو آگیا مُنہ پھیر کر دیکھا کہ زرغۂ نخلستان مین ایک جوان نہایت شکیل بیٹھا ہوا رو رہا ہی طلمانہ سوچی کہ عیار کی یہ صورت کہان یہ تو کوئی شاہزادہ ہی اگر سامری وجمشید اپنا فضل کرین تو اس سے وصل حاصل کرون یہ سوچ کر قریب آئی کہا ای جوان کیون روتا ہی اُس جوان نے جو صورت طلمانہ کی دیکھی اور زیادہ خوف سے کانپنے لگا طلمانہ نے قریب آکر پوچھا کہ ای جوان تو کون ہی اور کیا سانحہ تجھپر گذرا جوان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم پر مشکل ہی طلمانہ نے کہا کہ مین نام ونشان پوچھتی ہون اُس جوان نے کہا کہ مجھ بدنصیب کا رفیق تاجدار نام ہی یہان سے پانچ کوس پر ایک قلعہ ہی وہان کا حاکم ہون قدرت سامری وجمشید کہ اس صحرا سے نکلا قزاقون نے کُل مال لوٹ لیا مین نکل کر بھاگا اُنھین قزاقون کے خوف سے یہان چھپا ہوا بیٹھا ہون اب اتنی مہربانی کرو کہ مجکو تا بہ قلعہ پہونچا دو عمر بھر احسان مانونگا طلمانہ سوچی کہ ابھی یہ نوجوان ہی اگر اسکو صورت اچھی بناکر دکھادونگی تو یہ تابعدار ہوجائیگا لطف دنیا اُٹھیگا یہ سوچ کر کہا کہ ای رفیق تاجدار میرے ساتھ چل مین تیرا دہ مرتبہ کردونگی کہ دیکھنے والے رشک کرین وہ جوان اپنے مقام سے اُٹھا کہا حضور چلیے ہرچند کہ آپ کو تکلیف ہوگی لیکن جو کچھ کہ حچہ آتش اس ذرہ بے مقدار کو میسر ہی ادل

اُسکو نوش فرمائیے پھر یہ فدوی آپ کے ہمراہ رہیگا ظلمانہ راضی ہوئی اُس جوان کا ہاتھ تھامے
ہوے ہی اور وہ جوان بھی لگاؤ کی باتین کر رہا ہی ظلمانہ کو ہمراہ لیکر چلا تھا کہ ایک مقام پر وہ
جوان آکر رُکا کہا لو ملکہ اور غضب دیکھو کہ ایک شخص دُبلا پتلا تا نتیا زرغۂ نخلستان مین بیٹھا ہی تلوار
صاف کر رہا ہی مجھسے آنکھ ملاتا ہی ای ملکۂ عالم یہ کون شخص ہی ظلمانہ نے کہا کہ خاموش رہو
عمرو عیار ہوگا جوان نے کہا کہ عمرو عیار کون شخص ہی ظلمانہ نے کہا کہ وہ میرا دشمن ہی مین اُسکی
دشمن ہون وہ میری فکر مین ہی اور مین اُسکی فکر مین رہتی ہون اگر مین نے عمرو کو مارا تو میرا
نام ہوگا اگر میری قضا اُسکے ہاتھ سے ہی تو جو حکم سامری و جمشید مگر مجکو معلوم نہین ہوتا
جوان نے کہا کہ جھاڑی گنجان ہی پتے بڑے بڑے ہین آپ گولہ پھینک ماریے اور آواز کر دیجیے
کہ زمین اُسکے پاؤن تھامے پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی یہ کہکر ظلمانہ سے اشارہ کیا کہ
وہ سامنے بیٹھا ہی ظلمانہ نے گولہ مارا خواجہ عمرو تو بصورت رفیق پشت پر تھے حلقۂ کمند
کے گلے مین ڈالدیے حباب مارکر بیہوش کیا پشتارہ لے بھاگے دربار سعد مین آے سعد نے
کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری بہت جلد کام کیا اب جو پشتارہ آیا میثاق کھڑا ہوکے
ٹہلنے لگا جادوگرنیون نے کچھ ماش کے دانے اسم سحر پڑھکر پھینک مارے کہ زمین کا بھی
انتظام ہوگیا میثاق نے کہا کہ اب اسکو ہوشیار کیجیے خواجہ نے ستون سے باندھکے
ظلمانہ کو ہوشیار کیا ظلمانہ کی جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین سعد کے پایا شاہزادیان اسماے
سحر پڑھ رہی ہین زمین کو بھی سنگ لاخ کردیا ہی بادشاہ نے نیمچہ کھینچا فرمایا کہ ای ظلمانہ اب
بہتر اسی مین ہی کہ خداے حقیقی کو سجدہ کرو سامری و جمشید پر لعنت کرو اگر اسکے خلاف
کروگی تو ابھی قتل کرونگا اور بخوبی جانتی ہو کہ عمر طلسم تمام ہو چکی بہ عنایت پروردگار لوح
طلسم بھی ملیگی جزیرۂ بلاخیز کو جاتے ہین لوح کی تدبیر ہو جائیگی جو ہماری اطاعت کریگا وہ
عہدۂ جلیل پائیگا ورنہین تو جمشید کی محبت مین جان جائیگی ظلمانہ سوچی کہ میثاق نے
انتظام کرلیا شاہزادیون نے زمین کا راستہ روکا تراب جادو زندہ نہین اب مکر سے
اپنی جان بچاؤ یہ سوچ کر جواب دیا کہ ای شہریار مین اطاعت کو موجود ہون مثل میثاق کے
خدمت مین رہونگی جزیرۂ بلاخیز مین چلکر لوح دلوا دونگی جمشید سے مقابلے پڑینگے کیا مین

اُس سے مُنھ پھیرونگی بادشاہ نے تو بہتر کہا مگر عمرو نے جواب دیا کہ ای ظلمانہ ابھی تمھارا
قلب صاف نہین ہی ظاہر مین کہتی ہو ظلمانہ کے ہوش اُڑ گئے کہ جو میرے دل مین ہی وہ یہی
ظالم بیان کرتا ہی کہا ای شاہ عیاران عیار تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ مین نے دل سے اطاعت
نہین کی طلسم کشا کے خلق نے بندہ بے زر بنایا ہی ان کی اطاعت سے انکار نہین کرونگی
بادشاہ نے خواجہ کی طرف دیکھا خواجہ نے اشارہ کیا کہ نہین مگر میثاق نے قریب آکر
کہا کہ ای ظلمانہ سوچ تو اپنی جان کا بچنا مقدم ہی اسی وجہ سے مین نے اطاعت کی ورنہ
مین جانتا تھا کہ سحر مین سوائے جمشید ثانی کے اور کسی سے نہ دبونگا لیکن تمھارے مقابلے
مین ایسا مبہوت ہوا کہ گرفتار ہو گیا مگر خدا خواجہ کو سلامت رکھے کہ انھون نے جا کے
کس لطف سے رہا کیا ظلمانہ سوچی کہ دل کو صاف کرو اطاعت کر کے رہو پھر سمجھا جائے گا
اسنے کہا کہ ای شہنشاہ مین بصدق دل اطاعت کرتی ہون چاہتی ہون کہ خدمت مین
رہون بادشاہ نے خواجہ کی طرف دیکھا خواجہ نے پھر منع کیا بادشاہ نے زبان سے ظلمانہ کی
سوزن نکالی ظلمانہ نے بادشاہ کے قدمون کو بوسہ دیا اور قدمون پر گری بادشاہ نے سر
اسکا سینے سے لگا لیا خلعت بہت بھاری منگا کر دیا مگر ظلمانہ سوچ رہی ہی کہ کیا تدبیر کرون
عمرو کو لے بھاگون یا طلسم کشا کو لون آخر ایک کرسی پر آکر بیٹھی خواجہ نے بادشاہ سے
کہا کہ اب غلام کو کچھ عنایت ہو کہ مین رخصت ہون بادشاہ نے فرمایا کہ ابھی اور ایک دو
روز توقف فرمائیے ضرور خدمتگزاری کرونگا مجھے کیا آپ سے انکار ہی مگر ظلمانہ جادو
شاہزادیون سے گھل مل کر بیٹھی سب سے باتین خلق و محبت کی کر رہی ہی دن تمام ہوا شام
کو میثاق تو طلائے پر آیا بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے رہے دس گیارہ بجے دربار برخاست
کیا آکر آرام فرمایا مگر ظلمانہ شب کو اپنے مقام سے اُٹھی اُس مقام پر آئی کہ جہان بادشاہ
آرام فرما رہے ہین دیکھا کہ لوح محفوظ مثل جرم قمر کے چمک رہی ہی گلے مین بادشاہ کے
پڑی ہی سرہانے مونڈھا رکھا ہی اُسپر تمام سلاح جنگی رکھے ہین ہر چند کہ ظلمانہ جادو
کانپنے لگی مگر قریب آکر اول لوح محفوظ کو ڈورا کاٹ کر اُتار لیا اب بادشاہ جمجاہ پر
سحر کیا ہاتھ پاؤن بادشاہ کے بیکار ہوے نیند کا جو زیادہ غلبہ ہوا اور غافل ہو کے

سو گئے ظلمانہ نے کمر مین پنجہ دیا لوح محفوظ کو جھولی مین رکھا اور لے بھاگی یہ تو ادھر سے جاتی
ہو مگر دل پر خوف طاری ہو کہ جہان کہین پتا کھٹکا اور یہ وہان سے سرکی کوئی دو کوس راستہ
طے کیا تھا کہ ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہری سوچ رہی ہو کہ دربار جمشید ثانی مین لیجاؤن
یا اپنے لشکر مین لیجا کر قید کرون کہ صحرا کی طرف سے گرد اڑی ابر ہاے تیرہ و تار چھاے ہوے
ہزار ہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے اور بوے خوش اُس ابر سے آتی ہوئی ظلمانہ
اُس ابر کا تماشا دیکھنے لگی حیران تھی کہ یہ کسکی آمد ہو وہ ابر سامنے آکر پھٹا دیکھا کہ ایک بادشاہ
جلیل تخت یاقوت احمر پر سوار تاج شاہی بر سر چارقب شہنشاہی در بر اس عظم و شان سے یہ
ابر آتا ہو کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کسکی آمد ہو اور یہ کون شخص ہو مگر اُس تاجدار نے دیکھا
کہ ایک جادوگرنی ایک نوجوان کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتی ہو ملازم جو برابر تخت کے تھا
اُس سے کہا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ یہ جادوگرنی کون ہو اور کسکو لیے جاتی ہو ظلمانہ تو حیران
ہو کر دیکھ رہی ہو کہ ملازم نے آکر سلام کیا کہا اے ملکۂ عالم آپ کا نام نامی کیا ہو اور اس گنہگار
نے کیا خطا کی کہ اسکو گرفتار کیا ہو ظلمانہ سوچی کہ جمشید کا کوئی دوست ہوگا اکثر ساحر ایسے
ایسے ہین کہ ہمنے نہین دیکھے حقیقت مین طلسم نوخیز جمشیدی بہت وسیع ہو سات سو ملک
قبضے مین ہین ہنس کر جواب دیا کہ ظلمانہ جادو میرا نام ہو بادشاہ لشکر اسلام کو گرفتار کرکے
لیے جاتی ہون ملازم نے جاکر اُس تاجدار سے حال بیان کیا اُس تاجدار نے ظلمانہ کو قریب
بلایا کہا اے ظلمانہ تم سمجھی نہین منم مبہوت کار گزار مطیع پروردگار کب گوارا کرونگا کہ
تم روح روان صاحبقران کو لیجاؤ مین واسطے شکار کے نکلا تھا پروردگار نے خوب
میرا تمھارا سامنا کیا ظلمانہ نے کہا کہ اے مبہوت مین وہ بلاے روزگار ہون کہ کسی سحر
مین بند نہین ہون مبہوت نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا پشتارہ تو رکھدو ظلمانہ سوچی کہ اگر
پشتارہ نہ رکھونگی تو یہ ہاتھ تلوار کا ماریگا پشتارہ پھر چھین لونگی وہ وہ سحر کرونگی کہ اسکو
بھاگتے راستہ نہ ملیگا پشتارہ رکھ کر تڑپی ایک گولہ مارا کہ تخت مبہوت ٹکڑے ٹکڑے ہوا
قریب تھا کہ مبہوت تخت سے گرے مبہوت نے اپنے کو سنبھالا ملازمون سے کہا کہ اس شہریار
کو تو لیجاؤ مین اس سے سمجھ لونگا یہ کہکر تخت سے الگ ہوا کہا او ظلمانہ اب تو سحر کر دیکھو تیرا سحر

تیرے ہی گلے مین پڑیگا ظلمانہ نے کارد سحر کھینچ ماری مبہوت کے شانے پر پڑی مگر تاثیر
کی مبہوت نے وہی کارد اُٹھا کر اسم سحر پڑھا کہا او ظلمانہ لے اس زور سے پھینکا کہ وہ
کارد تڑپتی ہوئی قریب ظلمانہ پہونچی ظلمانہ نے چند قطرے خون کے اُس کارد کے سامنے
پیش کیے کارد گر کر غرق زمین ہوئی دونون مین سحر چل رہے ہین دس بیس ملازم بھی مبہوت
کے قتل ہوے مبہوت نے زمین ہلادی ظلمانہ عاجز ہو رہی ہو مگر سحر کر رہی ہو قضاے کار
مہر سپہر عیاری جو صبح کو سو کر اُٹھے اور خبر سُنی کہ ظلمانہ بادشاہ کو لیگئی تلاش مین نکلے صحرا مین آکر
دیکھا کہ آگ برس رہی ہو دریاے سحر جاری ہو مبہوت سے اور ظلمانہ سے سحر چل رہا ہو بس عمرو
نے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ساحر کی شکل بنائی اور گولہ ہاتھ مین لیا پکار کر آواز دی
کہ ای ظلمانہ گھبرا نا مت دشت نورد قدرت نے بھیجا ہو کہ جا کر ظلمانہ کی مدد کرو ہاتھ سے
مبہوت کے بچا لو ظلمانہ خوش ہو گئی وہ ساحر جست کر کے قریب آیا اور وہ گولہ ظلمانہ کی طرف
پھینکا مراد یہ تھی کہ یہ گولہ لیکر سحر کرو مبہوت بیہوش ہو جائیگا ظلمانہ نے اُسے روکا گولہ ہاتھ
مین آتے ہی پھٹا گولے سے دھوان نکلا ظلمانہ بیہوش ہو کر گری خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا
نعرۂ عمرو سہ کزان اُستاد عیاران عالم ٭ سراپا دانش و عقل مجسم ٭ بباغ دین زکرش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری ٭ بہر کشور بلاے جان کفار ٭ عمرو آن شاہ عیاران عیار ٭
مبہوت نے جو خواجہ کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ عیاران اس وقت تو آپ نے
کار نمایان کیا مین ناچار ہو رہا تھا جو سحر کیا اُسکا اس ملعونہ نے توڑ کیا آپ نے خوب گرفتار کیا
لیجایئے خدا حافظ اگر حکم ہو تو مین حاضر ہون عمرو نے کہا کہ تمھاری کوئی ضرورت نہین ہو بمجرد
صاحبقران جاؤ مین اسکو پہونچا کر آتا ہون خواجہ پشتارہ باندھ کر لے چلے مبہوت طرف
لشکر صاحبقران کے گیا یہان دربار شاہ جمع ہو رہا ہو میثاق کہہ رہا ہو خدا اپنا فضل کرے
کہ ظلمانہ بادشاہ جمجاہ کو لے گئی دیکھیے کیا ہو خواجہ نے کہا تھا کہ یہ بصدق دل مسلمان
نہین ہوئی اسکا دھوکا نہ کھاؤ بادشاہ نے نہ مانا اب دربار مین جمشید کے تلوار چلیگی ایسا
ہو سکتا ہو کہ ہم لوگ بیٹھے رہجاوین اور بادشاہ گرفتار رہون ہمارا قلب نہ گوارا کریگا
اتنے مین خبر پہونچی کہ بادشاہ آتے ہین سب سردار خوش ہو گئے براے استقبال دوڑے راہ

مین حال پوچھا بادشاہ نے سب حال بیان کیا اور فرمایا کہ صاحبقران عالیشان کے ساتھ
مبہوت کارگزار رہنے والا جزیرۂ گوہربار کا ہر راہ مین آگیا پشتارہ ظلمانہ سے چھین لیا
اب دونون لڑرہے ہین دیکھین کون غالب ہو میثاق نے کہا مین ابھی جاتا ہون جاکر
اُسے گرفتار کرائے دیتا ہون یکایک زنگ کی آواز بلند ہوئی دیکھا کہ خواجہ عمرو پشتارہ
بدوش آتے ہین میثاق نے بڑھ کر خواجہ کو سلام کیا کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری خدا
نے بڑا فضل کیا کہ بادشاہ رہا ہوگئے ورنہ ظلمانہ بڑا مکر کرکے لے چلی تھی خدا نے وقت پر
مبہوت کو پہونچایا کہ بادشاہ کو اُسنے رہا کیا عمرو نے کہا کہ مین ظلمانہ کو بھی لایا میثاق
نے کہا کہ یہ کبھی بصدق دل مسلمان نہ ہوگی اسکو قتل کرڈالو عمرو نے کہا کہ یہ راے پر بادشاہ کی
موقوف ہی غرض پشتارہ لیے ہوے خواجہ دربار مین آے ظلمانہ کو زبان مین سوزن دیکر ستون
سے باندھ دیا سب سردار بیٹھے ہین بادشاہ سمجھا رہے ہین مگر ظلمانہ کچھ جواب نہین دیتی
خاموش کھڑی ہی مگر حال جمشید ثانی سُنیے کہ جس دن سے ظلمانہ اس طرف آئی ہی اور نانی
نوروسی کو باغ سحر مین چھوڑ آئی ہی جمشید ثانی دونون وقت جاتا ہی چاہتا ہی کہ اسکو تسخیر کرون
ایکدن ہنس ہنس کر باتین کررہا ہی لیکن بہار خاموش بیٹھی ہی کچھ جواب نہین دیتی جب بہت کہا
تو بہار رونے لگی کہا یا خداوند آپ جب آتے ہین نیا جھگڑا اچھیلاتے ہین یہ تو بتائیے کہ
نانی امان پر کیا گذری کوئی تو باعث ایسا ہوا کہ وہ پلٹ کر نہین آئین تین دن کا وعدہ وہ
کر گئی تھین جسکے پانچ چھ روز گذر چلے جمشید نے پکار کر آواز دی کہ ای طائر اسرار
آکر حاضر ہو ایک طائر اُڑتا ہوا آیا جمشید نے پوچھا کہ ظلمانہ کیا کررہی ہی اُس طائر نے
مثل انسان کے آواز دی کہ ظلمانہ گرفتار ہوگئی دربار بادشاہ اسلام مین بندھی ہی
بادشاہ سمجھا رہے ہین مگر ظلمانہ آپ کی دوست ہی یہی چاہتی ہی کہ خدمت خداوندی مین پہونچوں
جمشید نے سب حال بہار سے بیان کیا بہار روتی ہوئی اُٹھی ہرچند کہ جمشید نے کہا
کہ صاحب تم نہ جاؤ مین خود جاتا ہون اور ظلمانہ کو رہا کرکے ابھی لاتا ہون مگر بہار نے
نہ مانا یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ نانی امان نے ہمین کس دن کے لیے یہ سحر سکھایا ہی ایسے وقت مین
مدد نہ کرون تڑپ کر بلند ہوئی جمشید بھی پیچھے پیچھے چلا یہان جب بادشاہ نے بہت سمجھایا

اور ظلمانہ کچھ نہ بولی تب جھلاکر فرمایا کہ ای ظلمانہ تمھارے قتل کا اب ہم حکم دیتے ہین ظلمانہ
اسپر بھی نہ بولی بادشاہ نے فرمایا جلاد کو بلاؤ جلاد حاضر ہوا خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے
شلنگین لگاتا ہوا آواز دیتا ہی فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست * مرغ را
دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست * ای شہنشاہ گیتی ستان خنجر آبدار و بازو پر قوت رکھتا ہون
ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون لیکن یہ بلا کی ساحرہ ہی حکم اول ہی سمجھ کر دیجیے گا
قتل کرنا میرا کام ہی جلا نہین سکتا بادشاہ نے فرمایا تجکو کیا دخل ہی ہزار حکم کا ایک حکم
دیتا ہون کہ سر اس کا قلم کر جلاد ظلمانہ کو کھینچ کر وسط بارگاہ مین لایا گردن پر کوٹے کا
خط دیا بادشاہ سے آنکھین ملاے ہوے کہ رہا ہی کہ حضور حکم ثانی دین بادشاہ نے فرمایا جلد
قتل کر کہ آسمان سے ایک گلدستہ گرا زمین پر گر کر پھٹا وہ بوے خوش آئی کہ سب جھومنے لگے
میثاق ایسا کامل و اکمل پھول اُٹھا اُٹھا کر سونگھ رہا ہی کہ کڑک کر بہار گری میثاق نے
سحر کیا کہ اسکو روکون بہار نے کھڑے ہو کر ظلمانہ کی زبان سے سوزن نکالی ظلمانہ کی زبان
سے جو سوزن نکلی تڑپ کر اُٹھی ایک گولہ مارا کہ بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا بہار نے کہا
کہ نانی امان اب نکل چلو یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی مگر جمال بادشاہ دیکھ کر بہار کو پسینہ
آگیا بہ نگاہ غور دیکھا کی تاج کی خوشنمائی لوح محفوظ کی زیبائی سپر و شمشیر سامنے رکھی ہوئی
ہی سرداروں سے باتین کر رہے ہین بہار نے اس طرح بادشاہ سے نگاہ لڑائی کہ تیر مژگان
نے دل بادشاہ کو بھی مشبک کیا آخر بہار نے کہا کہ سامری و جمشید کی کیا قدرت ہی کہ دین
نانی امان تمنے دیکھا کہ بادشاہ لشکر اسلام کیا حسین و جمیل ہین ظلمانہ نے کہا کہ ای نور نظر
و ای پارۂ جگر اس جمال کو نہ دیکھو سمجھ لو کہ یہ عابد کش و زاہد فریب ہی کون ایسا ہی کہ اس
جمال کو دیکھ کر اپنے آپ مین رہے دیکھو یہ شاہزادیان اپنے اپنے گھر ویران کر کے آئی ہین
جفائین اُٹھا رہی ہین بہار نے کہا کہ آج تو تکلیف ہی کل ان کے واسطے راحت ہو گی
یہ شاہزادیان عہدہ ہاے جلیل پر قابض ہونگی سحر مین طاق حسن و جمال مین شہرۂ آفاق
ہین بادشاہ بھی اُنکو بہ نگاہ محبت دیکھتے ہین دیکھو عنبر افشان کی کرسی قریب تخت بچھی ہی
ہاتھ شہریار کے زانو پر رکھے ہوے ہی ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی نانی امان محبت کا

یہی مزہ ہو نہ کہ مثل جمشید ثانی جسدن سے تم اس طرف آئین دونون وقت آتا تھا اپنی ہی
کہتا تھا اس وقت بھی اپنی خواہش بیان کر رہا تھا کہ مین نے تمھارا حال دریافت کیا اُسنے
طائر سحر کو بلا کر حال بتا دیا کہ ظلمانہ دربار مین بادشاہ اسلام کے قتل ہوا چاہتی ہو مین
فوراً اُسکو بہان آئی شکر کرتی ہون سامری و جمشید کا کہ آپ کو زندہ پایا مگر ظلمانہ نے
قصد کیا ہی کہ میثاق کو لیتی چلون کوئی تو ساحر کم ہو میرے لڑائی مین کون کون سے ساحر
مارے گئے ہم نے آج تک کسی کو قتل نہین کیا ایک شخص کو تو ہم بھی قتل کرین جھپٹی کہ میثاق
پر جا پڑون میثاق نے ایک گولہ مارا وہ گولہ قریب ظلمانہ آکر پھٹا ظلمانہ نے کچھ اسم سحر
پڑھا گولہ بلند ہو کے پھٹا ایک گنبد شیشے کا آسمان سے اُترا ظلمانہ اُسمین بند ہو گئی لاکھ
لاکھ تڑپتی ہی مگر نکل نہین سکتی میثاق نے چاہا اسکو بیہوش کر کے پکڑ لون کہ بہار نے ایک
دستک دی ہار جو گلے مین پڑے ہوئے تھے وہ توڑ کر پھینکے جیسے ہی وہ ہار پھینکے پھولون کا
بارگاہ مین انبار ہو گیا وہ خوشبو مست و دلفریب آئی کہ جادوگر جھومنے لگے بادشاہ جمجاہ
قبضے پر ہاتھ ڈال کر اُٹھنے لگے بہار نے وہ گنبد توڑا بادشاہ نے جو قصد کیا بہار نے
مسکرا کر کہا کہ اے شہریار آپ نہ اُٹھیے آپ کو تکلیف ہوگی یہ جو مسکرا کر کہا سپیدی دیراقی
دانتون کی مثل گوہر آبدار کے جو چمکی خرمن ہوش و حواس بادشاہ کو جلا دیا بادشاہ بھی
بہ نگاہ محبت دیکھنے لگے دونون جانب سے تیر مژگان چل رہے ہین لیکن ملکہ بہار جمال
بادشاہ دیکھکر اس طرح مبہوت ہوئی کہ نگاہ آئینہ جمال سے نہین پھرتی مگر ظلمانہ جو
رہا ہوئی کہا بیٹا تم نے کیون تکلیف فرمائی مجھے کون قتل کر سکتا ہی یہ سُنکر بہار نے کہا
نانی امان بڑی مشکل کی بات ہی کہ جسدن سے آپ تشریف لائین قدرت برابر تشریف
لاتے ہین جب آتے ہین تو اپنی ہی کہتے ہین مگر آج تک اس کنیز نے ارشاد اُنکا قبول
نہین کیا آج نیا سامان تقدیر نے دکھایا مگر نانی امان اب نکل چلیے ایسا نہ ہو کہ دشمن روکین
تو کس کس کو جواب دیا جائیگا میثاق جادو عقب تخت بادشاہ کھڑا ہی دمبدم سحر کرتا ہی
بہار ہنس دیتی ہی وہ سحر دفع ہو جاتا ہی تھوڑے عرصے مین بہار نے سب سحر مٹا کے
بادشاہ سے آنکھین ملا کر کہا کہ ظاہر ہوا آپ صاحب اقبال ہین ورنہ آپکی تدبیر ہو جاتی

یہ کہکر ظلمانہ کا ہاتھ تھاما ظلمانہ نہ جاتی تھی کہتی تھی بی بی تم جاؤ دیکھون تو مجھے کون روکتا ہی میثاق
کے دل مین حوصلہ نہ رہے سب کمال اپنے صرف کرلے مگر بہار نے نہ مانا کہا نانی امان چلو یہ کہکر
کچھ اشارہ کیا زمین سے پاؤن بلند ہوے جس طرح پر کوئی راستہ چلتا ہی اُس طرح یہ دونون
اُڑتی ہوئین روانہ ہوئین میثاق نے بڑھکر گولہ مارا پہلو سے آواز آئی کہ منم جمشید ثانی
اور گولے پر ہاتھ مار دیا گولہ پھٹ کر گرا ظلمانہ نے کہا کہ یا خداوند آپ نے کیون تکلیف
فرمائی یہ چھوکری بلاے روزگار ہی اسکو کون روک سکتا ہی میثاق وہ ہی شخص ہی کہ اسکو
ہم تعلیم کیا کرتے تھے آج ہم سے مقابلہ کرتا ہی اسکا سحر کیا ہم سے دفع نہ ہوگا ای میثاق
اب گوشے مین جاکر بیٹھو جمشید کو دیکھکر میثاق کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا مگر بادشاہ مثل
تصویر کے خاموش بیٹھے ہین جمال بہار کو دیکھ رہے ہین اشارون سے کچھ باتین بھی ہوئین
اُنھین اشارون سے وعدہ کرگئی کہ اگر ضبط نہ ہوسکیگا تو ہم آوین گے ایسا نہ ہو کہ آپکو
انتشار رہے بادشاہ نے بھی آنکھ کے اشارون سے جواب دیا کہ ہم مشتاق رہین گے اور
انتظار کرین گے جمشید دونون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا جمشید نے جو لشکر بادشاہ جمجاہ
دیکھا منظور ہوا کہ آگ برسادون بہار نے ہان ہان کہکر ہاتھ تھام لیا کہا یا خداوندان
غربا کے قتل کرنے سے کیا نفع بس اب چلیے جمشید نے سر جھکا لیا اسباب سحر ہاتھ سے
پھینک دیا بہار ہاتھ نہین چھوڑتی جمشید نے کہا کہ بی بی مین سحر کرنے سے باز آیا بقول
تمھارے ان غربا پر سحر کرنے سے کیا نفع مین نے قبول کیا اگر کہو تو بادشاہ کو گرفتار کرلون
اگر ای ملکہ مجھے رہ رہ کے یہی خیال آتا ہی کہ ایسا نہ ہو کوئی خرابی پڑجاے بہار نے کہا کہ
بادشاہ صاحب لوح محفوظ ہین اگر اُنکی گرفتاری کا ارادہ کیجیے گا تو خوف ہی تیور سے اُنکے
ثابت ہوتا ہی کہ کسی امر مین عاجز نہین ہین اگر رستم ہو تو اُسپر بھی جا پڑین بس اب چلیے ہرچند
کہ پانچ چھ لاکھ ساحر مقابلے مین اُترے ہین لیکن بادشاہ کو وہ ہی اطمینان ہی نانی امان
سے وہ فراغت پائین تو جزیرۂ بلاخیز مین جائین اگرچہ مین سُن چکی ہون کہ لوح طلسمی ایسے
مقام پر ہی کہ کوئی ہاتھ نہین ڈال سکیگا مگر طلسم کشا کہ جسکے نام پر فتاحی طلسم مرقوم ہی اُس سے
خوف ہی جمشید درست کہتا ہوا چلا جاتا ہی جی مین کہ رہا ہی کہ سبحان اللہ کس

زور وشور سے بہار نے آکر ظلمانہ کو رہا کر لیا بس مناسب یہی ہی کہ اب نہ ٹھہرین جمشید آتے آتے ایک مقام پر رُکا بہار نے پوچھا کہ کیون خیر تو ہی یا خداوند کیون رُکے جمشید ثانی نے جواب دیا سامنے کوہ زنگار رنگ ہی ملکہ رنگین ادا بالاے کوہ بیٹھی ہین ذرا یہان بھی ٹھہر جایئے مطمئن ہوکر چلینگے بہار نے کہا بہتر ہی مگر رنگین ادا نے جو جمشید ثانی کو آتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی واسطے سجدے کے جھکی اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ کہانسے آتے ہین مگر بہار جو سامنے آئی رنگین ادا نے شرما کر سر جھکا لیا جی مین کہتی ہی کیا حسن وجمال ہی کہ نگاہ نہین ٹھہرتی معلوم ہوتا ہی قدرت اسپر عاشق ہوے اس طرح ساتھ ہین کہ جیسے ملازم ساتھ ہوتا ہی آخر جمشید کو لاکر تخت پر بٹھایا ظلمانہ پشت پر کھڑی ہوئی بہار آکر پہلو تخت پر بیٹھی مگر رنگین ادا نے گلابی اپنے ہاتھ سے اُٹھائی جام لبریز کر کے اول جمشید کو دیا جمشید پی گیا دوسرا جام ظلمانہ کو دیا یہ بھی پی گئی تیسرا جام لبریز کر کے سامنے بہار کے آئی بہار نے انکار کیا رنگین ادا نے دست بستہ عرض کی کہ ای بہار حقیقت مین تمہارا حسن عابد کش وزاہد فریب ہی لیکن اب ہم کو سرفراز کیا ہی تو جام بھی نوش کرو اتفاق کی بات ہی کہ تمہارا آنا ایسے وقت پر ہوا کہ قدرت بھی ہمراہ ہین اب مہربانی کرو جام نوش کرنے سے انکار نہ کرو بہار نے جام کو اُٹھا لیا چند قطرے پیئے اور جام واپس دیا جمشید ثانی یہ سب دیکھ رہا ہی اگرچہ حسن پر رنگین ادا کے ہمیشہ سے مائل تھا مگر آج سامنے آفتاب حسن بہار کے حسن اسکا ذرہ معلوم ہوتا ہی جب ایک ایک جام یہ لوگ پی چکے تو رنگین ادا نے اشارہ کیا ایک نازنین مہ جبین بانازو کرشمہ آکر بیٹھی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

مل گئے کیا حضرتِ ناصح مرے دلبر سے آپ
زندہ کرتے ہین دلِ مردہ کو اک ٹھوکر سے آپ

آج کچھ سمجھا رہے ہین اور ہی تیور سے آپ
داد اسکی ہم سے لین یا داورِ محشر سے آپ

آرزو ہی اسکی بھی ہمکو کسی شب کی ہو صبح
آنکھ دشمن نے تو دکھلائی نہین کہدیجیے

دیکھ لے دشمن نکلتے ہون ہمارے گھر سے آپ
چھپ رہے ہین آکے میرے دلمین کسکے ڈر سے آپ

دلمین کچھ حسرت گلا کٹوانے ڈالو نکے نہ ہو
آبلے کیطرح کیا کیا پھوٹکر روئے ہین ہم

پوچھیے تو رگ کے چلنے کا سبب خنجر سے آپ
چھیڑ دینے کو کسی کے کم نہین نشتر سے آپ

کام از خود رفتگی نے اپنی قاصد کا کیا
وہ نہ جاگ اُٹھے جو اک شب عمر بھر سویا نہین
وصل مین بھی جب نہ نکلے اپنے ارمان ای جلال

ہم کو کہنا تھا جو کچھ کہہ آئی وہ دلبر سے آپ
یہ ذرا کہہ دیجیے گا فتنۂ محشر سے آپ
تنگ ہو کر سب نکل آئے دل مضطر سے آپ

اُس وقت کوہ رنگین پر ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہی جمشید مبہوت بیٹھا ہی اور بہار نے جو یہ اشعار گائے سے سُنے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تصویر خیالی بادشاہ جمجاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی مگر رنگین ادا کام کاج مین مصروف ہی جب سامنے جمشید کے آتی ہی جمشید کہتا ہی آؤ بیٹھ جاؤ مگر خواجہ نے چاہا تھا کہ اپنے کو تا بہ رنگین ادا پہونچاؤن مگر نہ ہو سکا زیر کوہ آ کے ٹھہرے دیکھا کہ جمشید خوش و خرم بیٹھا ہی وجد کر رہا ہی آخر خواجہ نے دیکھا کہ موقع نہین بن پڑیگا اب ان کو جانے دو خواجہ تو پلٹ آئے مگر برق فرنگی کہ بلاے روزگار ہی ایک کنیز کی شکل بن کر بر سر کوہ آیا رنگین ادا نے اسکو چنچل کنیز بہار جانکر بٹھایا برق نے بیٹھتے ہی ملکہ سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین بھی کچھ گاؤن کل سے میرا حوصلہ کھلا ہی حقیقت مین علم موسیقی عجب علم ہی بقول اُن صاحبون کے جو یہ پیشہ کرتے ہین ہرچند کہ مین نے اسکو سیکھا نہین مگر مجکو یہ کمال قدرت نے عطا فرمایا ہی رنگین ادا نے کہا کہ بوا چنچل چین سے بیٹھو اپنی صورت پر گھمنڈ نہ کرو ایسا نہ ہو کہ قدرت پسند فرمالین تو مشکل ہو گی مگر تمھاری خوشی چند اشعار گالو یہ سُن کر برق نے بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر چند اشعار گائے اس طور سے برق نے تانین ماریں کہ رنگین ادا نے بہت تعریفین کین کہا بوا چنچل کیا کہنا ہم تو تمھارے گانے پر بہت خوش ہوے برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای ملکۂ عالم بہتر یہ ہی کہ ساقی گری کرون تو اور زیادہ لطف ملے جمشید نے جو نام ساقی گری کا سُنا فوراً اُٹھ کھڑا ہوا کہا ای رنگین ادا جلتے ہین رنگین ادا نے عرض کی بعد مدت کے آج آپ تشریف لاے ہین پہر چار گھڑی تو تشریف رکھیے جمشید نے کہا کہ ای رنگین ادا چنچل نے ایسا فقرہ کہا کہ دل پر چوٹ لگی یہ سنکر رنگین ادا نے کہا کہ اسکا گانا موقوف ہو جاے جمشید نے کہا نام جو اسنے ساقی گری کا لیا مجکو ساربان زادہ یاد آگیا اسی فقرے پر اُسنے تمام محفل کو بیہوش کیا جب تک زندہ رہونگا اور چولہ تبدیل کرونگا جب تک یہ فقرہ یاد رہیگا برق نے بہت باتون مین اُلجھایا رنگین

سب نے بھی بہت کہا مگر جمشید نہ ٹھہرا چنچل کو بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی برق نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو یہ
پہچان لے اور رنگ و روغن چہرے کا اُڑا دے اور صورت اصلی نکل آسے پیچھے ہٹ گیا جمشید ثانی نے
بہار سے کہا کہ چلو بہار جو اُٹھی ظلمانہ جادو بھی ساتھ اُٹھی اور طرف باغ بہار کے چلی
تھوڑے عرصے میں باغ سامنے سے معلوم ہوا بہار نے کہا کہ یا خداوندا اب جائیے
ہم اپنے باغ مین جا کر ٹھہرین گے جمشید نے کہا کہ کیون صاحب ہمارا چلنا تمکو ناگوار
ہی بہار خاموش ہو رہی باغ مین آکر بیٹھی جمشید کو تخت پر جگہ دی جمشید نے بیٹھتے ہی کہا
کہ ای ظلمانہ جادو جو تم کہو وہ ہم تمکو دین مگر بہار کا وصل حاصل ہو ایک ہفتہ گذرا ہی کہ
آٹھ پہر تڑپتا ہون بیقرار رہتا ہون مین نے اپنے کو بمشکل سنبھالا ظلمانہ نے سر جھکا لیا
کہا ای بہار سنتی ہو قدرت کیا ارشاد فرماتے ہین بہار نے کہا کہ قدرت کو ناحق کا ملال
ہی یہان اور ہی کچھ میرے دل مین خیال ہی اب مناسب یہ ہی کہ قدرت اس خیال کو دل سے
دور کرین ایسا نہ ہو کہ قدرت کو ملال پہونچے جمشید خاموش ہو رہا اور کہا کہ اب مین
جاتا ہون مگر تڑپتا ہون باعث یہ ہوا کہ رنگین ادا کو سمجھتا تھا کہ یہ سب سے زیادہ خوبصورت
ہی مگر بہار کے سامنے جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ آفتاب کے سامنے چراغ جلایا دل سے
وہ اُتر گئی جمشید تو چلا گیا مگر بہار نے ظلمانہ سے کہا کہ نانی امان آپ سمجھین کہ قدرت کا
کیا منشا ہی ظلمانہ نے کہا کہ بیٹا وہ تم پر عاشق ہین بہار نے کہا کہ پھر مین کیا کرون ہرگز اس
امر کو قبول نہ کرونگی قدرت بیجا فرماتے ہین ظلمانہ نے کہا کہ بیٹی یہ مقام فخر ہی کہ خدائی سب
آوین گے اور تمکو سجدہ کرین گے ظلمانہ نے ہر چند سمجھایا مگر بہار اپنی ہی کہے گئی تصویر
بادشاہ حجاب ہ اسکی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی اور بادشاہ کا ناچاری سے دیکھنا بخوبی
یاد ہی یہی باعث فریاد ہی ظلمانہ نے کہا کہ برائے مقابلہ بادشاہ جاتی ہون بہار نے کہا
کہ نانی امان اب آٹھ پہر تمہارا خیال رکھونگی ایسا نہ ہو کہ گرفتار ہو جاؤ ابھی طبل جنگی نہ
بجوانا جب مین کہون تب مقابلہ کرنا ہم اور تم شریک ہو کر سحر کرین ہگے مگر ظلمانہ جو اپنے لشکر
مین آئی سرداروں سے اپنے صلاح کی کہ میری نواسی نے آج منع کیا ہی ہین طبل جنگی نہ
بجواؤنگی سرداروں نے عرض کی کہ کوئی سبب بھی بتایا ہی ظلمانہ نے کہا کہ شام کو کوئی سحر

تیار کر رکھی اس وجہ سے منع کیا ہو کہ طبل جنگی ابھی نہ بجوانا آج رات کو ایسا سحر تیار کرینگی کہ بادشاہ
بیکار ہو جاوین ظلمانہ جادو اپنی محفل مین یہ ذکر کر رہی ہو مگر بادشاہ نے شام کو بارگاہ کنارے
پر لشکر کے استادہ کرائی اُس مین آکر بیٹھے فقط فیروزہ پاس ہو مگر ملکہ بہار شام کو بیٹھے بیٹھے
گھبرائی لاکھ لاکھ ضبط کیا مگر نہ ہو سکا آخر اپنے مقام سے اُٹھی گلدستہ ہاتھ مین لیکر اُچھالا ایک
مادیان مشکین پر ند پیدا ہوئی اُسپر سوار ہو کر چلی آتے آتے ظلمانہ کے لشکر کی طرف سے
گذری ظلمانہ نے دور سے دیکھا کہ بہار جاتی ہو خاموش ہو رہی بعد تھوڑی دیر کے خود
بھی چلی یہان بہار بخدمت بادشاہ آئی پردہ اُٹھا کر اندر گئی بادشاہ ملکہ بہار کو دیکھ کر
اُٹھ کھڑے ہوے فرمایا کہ آؤ ای شہنشاہ ملک خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی تمھارے
انتظار مین بیٹھا ہوا تھا بہار نے عرض کی کہ ای شہریار والا قدر آپ آفتاب عالمتاب ہین
آپ کا اشتیاق ایسا نہین ہو کہ کوئی فراموش کرے بادشاہ نے کہا جبسے تم گئین تمھاری تصویر
آنکھون کے نیچے پھر رہی تھی بہار نے کہا کہ یہی کیفیت میری بھی تھی چند باتین ہونے پائی ہین
کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی بہار نے گھبرا کر کہا کہ لو شہریار غضب ہوا ملکہ ظلمانہ آتی ہین یہ
سُنکر بادشاہ نے فرمایا کہ اب کیا ہوگا بہار نے کہا کہ اگر خدا نے چاہا تو اُسکو بھی آپکے
قدمون پر گراؤنگی بادشاہ جمجاہ نے لوح محفوظ پر ہاتھ ڈالا اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ
رکھا کہ آندھی شق ہوئی ظلمانہ جادو دربارگاہ پر آکر کودی پکار کر آواز دی کہ او
بہار یہ تو نے کیا ستم کیا کہ دشمن کے پہلو مین آکر بیٹھی مین تجھے قتل کر ڈالونگی ہاے
کیا ستم ہوا قدرت تیرے وصل کی خواہش کرتے تھے کیا تو نے اسی وجہ سے انکار کیا تھا
افسوس ہین یہ سوچی تھی کہ اگر قدرت سے یہ پیوند قرار پا جاے تو باعث خوشی کا ہو تو نے سراسر
خلاف کیا ہو شرط تجکو ابھی قتل کرون ہرچند کہ تو سحر مین ہمسر ہو گئی ہو وہ وہ نازک سحر کرتی
ہو کہ ہم عاجز ہوتے ہین مگر خیر سمجھا جائیگا بہار نے پیچھے ہٹ کر اشارہ کیا کہ ای شہریار نہ
گھبرائیے گا مگر ظلمانہ دیر تک سامنے کھڑی رہی اور قصد کیا کہ سحر کرون مگر حوصلہ نہ پڑا
یہی خیال تھا کہ جو سحر کرونگی یہ اُسکا دفعیہ کر دیگی آخر ناچار ہو کر چلی گئی اُسکے جانے
ظلمانہ کے بہار نے کہا کہ ای شہریار اب آفت برپا ہوگی ہرچند کہ ظلمانہ مجکو بہت چاہتی

ہو گر اس مقدمۂ خاص کو صاف صاف سامنے خداوند کے بیان کر گئی اب اسکی تدبیر واجب
و لازم ہو چند ساعت بیٹھکر بہار رخصت ہوئی ایک ابر آتش فشان پر بیٹھ کر چلی مگر ظلمانہ غائب
مین چلی گئی تھی باطن مین یہ فتور کیا کہ ایک گوشے مین چھپ کر بیٹھی جب دیکھا کہ بہار ابر پر سوار
جاتی ہو پشت پیسے آکر حلقہ ہاے کمند مارے بہار غافل تھی گلا پھنس گیا ظلمانہ نے سحر کیا
کہ بہار بیہوش ہو گئی زبان مین سوزن دے کر لے چلی ہر قدم پر یہی کہتی تھی کہ او شوخ دیدہ و
گیسو بریدہ و بدنصیب و ننگ خاندان تو نے غضب کیا کہ دشمن خداوند سے میل کر لیا اور
قدرت سے انکار گل شہزادیون نے اپنے اپنے گھر مٹائے پہلوے غیر کو آباد کیا اپنے کو برباد کیا
ہر چند کہ محبت میری تجھسے از حد ہو مگر اب تیرے قتل کی کد ہو اس طرح تجھکو قتل کرون اور نام
تیرا مٹاؤن کہ جو سُنے اُسکو افسوس آئے اور مجکو خیال بھی نہ ہو ایسے کلمات کہتی ہوئی بہار
کو لیے جاتی ہو مگر جب بہار بادشاہ سے رخصت ہوئی تھی بادشاہ نے فیروزہ سے فرمایا تھا
کہ ذرا بڑھ کر خبر تو لو فیروزہ بھاگا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا کہ ظلمانہ نے بہار کو گرفتار کر لیا
اور لیکر چلی فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا لگا یار نگین ادا کی شکل بنا باعث یہ ہوا تھا
کہ برق فرنگی نے فیروزہ سے رنگین ادا کا بخوبی حلیہ بیان کر دیا تھا اُس خیال سے
فیروزہ بصورت رنگین ادا بنا جنگل مین کھڑے ہو کر پکارنا شروع کیا کہ ای ظلمانہ اس
گیسو بریدہ نے بڑا ستم کیا حقیقت مین تم کو بڑا صدمہ ہوا اگر ٹھہر جاؤ اسکو سمجھا بجھا کر تمھاری اطاعت
کراؤنگی مجکو یہ بہت مانتی ہو بیٹھے بیٹھے مجکو معلوم ہوا کہ ظلمانہ نے بہار کو گرفتار کر لیا
جب آگے مین نے دیکھا تو مجکو خیال ہوا کہ سحر نے مجکو معقول خبر دی ظلمانہ جادو
رنگین ادا کو دیکھ کر اُتر آئی کہا ای رنگین ادا مین اس حال کو نہ جانتی تھی آپس مین رد و قدح
ہونے لگی رنگین ادا تو کہتی ہو کہ اسکی قید میرے حوالے کرو ظلمانہ کہتی ہو کہ مین قیدی کو نہین
دونگی دونون مین یہ باتین ہو رہی ہین کہ رنگین ادا نے کہا وہ سامنے دیکھو جھاڑی
مین کون بیٹھا ہو جیسے ہی ظلمانہ لپٹی فیروزہ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالکر حباب
مار دیا ظلمانہ بیہوش ہوئی فیروزہ نے بہار کی زبان سے سوزن نکالی بہار جو ہوشیار ہوئی
یہ نہ سمجھی کہ عیاری ہوئی ہو رنگین ادا کو دیکھ کر پوچھا کہ کیون بُوا تمھارے آنے کا کیا باعث ہوا

فیروزہ نے کہا کہ حضور نے مجکو نہین پہچانا شہریار نے مجکو بھیجا تھا کہ ذرا جا کر خبر تو لو مین عین وقت پر آیا شکر ہی خدا کا کہ آپ کو اِس ظالم کے پنجے سے رہا کیا اب جیسا کہیے وہ بجا لاؤن طلمانہ کو لیے جاتا ہون خدمت مین شاہ کی پہونچاؤن بہار نے کہا کہ ای فیروزہ کہدینا مین بھی حاضر خدمت ہوتی ہون فیروزہ نے طلمانہ کا پشتارہ باندھا بہار طرف باغ کے گئی مگر فیروزہ طلمانہ جادو کا پشتارہ لیے ہوے جب لشکر مین پہونچا شاگردون نے پوچھا کہ اُستاد والا نژاد کہان سے آتے ہو پشتارے مین کیا ہی فیروزہ نے کہا کہ مین طلمانہ کو لایا ہون ایک شاگرد نے کہا کہ پشتارہ ہمین دیجیے آپ پسینے پسینے ہو رہے ہین فیروزہ نے پشتارہ دے دیا پشتارہ پاتے ہی وہ شاگرد بھاگا فیروزہ نے پکار کر کہا کہ او مردود کہان جاتا ہی شاگرد نے جواب دیا کہ او ناعیار غنیمت جان کہ تجکو چھوڑے جاتا ہون منم طاؤس رازدان فیروزہ حیران ہو کر ٹھہر گیا دل مین کچھ سوچ کر پھر جھپٹا کہ جانے نہ دونگا طاؤس رازدان نے اُسی وقت طلمانہ کو ہوشیار کیا اور پکار کر کہا کہ ای ملکہ سنبھل کر اُٹھنا طلمانہ کی جو آنکھ کُھلی دیکھا کہ فیروزہ بھاگا ہوا چلا آتا ہی اور مین اپنے ہوش مین ہون چاہا فیروزہ کو پکڑ لون فیروزہ نے اپنے تئین ایک غار مین گرا دیا اس طرح مخفی ہوا کہ کوئی دیکھ نہ سکے ناچار ہو کر طلمانہ رہگئی مگر طاؤس کی بڑی تعریف کی اور جھولی سے کچھ نکال کر دیا اور کہا کہ ای طاؤس تو نے بڑا احسان کیا اگر تو نہ پہونچتا تو قید میری سامنے بادشاہ جمجاہ کے پہونچ جاتی طاؤس کو رخصت کر کے طلمانہ غصے مین چلی قصر ہفت رنگ مین آئی یہان جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہی اور ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہی ذکر ہو رہا ہی دیکھیے اب طلمانہ کیا کرتی ہی کہ طلمانہ آکر پہونچی جمشید کو سجدہ کیا اور سامنے جمشید کے رونے لگی کہتی تھی فرد شعلے بھڑک کے اُٹھنے لگے دل کے داغ سے + آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے + جمشید ثانی نے کہا کہ ای طلمانہ خیر تو ہی طلمانہ نے عرض کی کہ خداوند کیا کہون مجھپر فلک پھٹ پڑا کہ بہار ایسی ساحرہ کیسی نازک مزاج ہی لیکن طلسم کشا کے پہلو مین جا کر بیٹھی مجھپر ایسی افتاد ین پڑین کہ امید زندگی کی نہ تھی مگر آج تقدیر نے بچا لیا کہ وقت پر طاؤس رازدان پہونچ گیا اگر دس پانچ منٹ اور نہ آتا تو فیروزہ مجکو لے کر دربار شاہی مین پہونچ جاتا یا خداوند خیال کرتی ہون کہ طلسم کشا کے ساتھ کیا کیا سامان مہیا

ہوتے جاتے ہین جن ساحرون کا عدیل و نظیر نہین وہ جاکر شریک ہوتے ہین میثاق کوہ گردان
ایسا وزیر اعظم یون شریک ہوا کہ برابر کا سحر اُس سے ہوتا ہی مگر بہار کی شرکت سے سب
ساحر اور زور پکڑین گے جمشید نے یہ خبر وحشت اثر سُن کر بڑا افسوس کیا کہا ای ظلمانہ یہ
ہمین امید نہ تھی ہر چند کہ تقدیر کرکے مین نے بہت سی تیری بُرائیان مٹائین لیکن وہ رنج
جو تقدیر مین لکھے ہین وہ ضرور ادا ہوتے ہین ہرچند تدبیر کر رہا ہون مگر تقدیر سے ناچار ہون
ظلمانہ نے کہا کہ یا خداوند گرفتار کرکے بہار کو لاؤنگی آپ کے ہاتھ سے قتل کراؤنگی جمشید
نے کہا کہ ای ظلمانہ مین ایسا دل کہا سے لاؤن کہ جو بہار کے قتل کا حکم دون مجھسے ہرگز نہ دیکھا
جائیگا کہ بہار کا لاشہ خاک و خون مین غلطان ہو ای ظلمانہ بہار پر میری جان جاتی ہی آخر کو
ناچار ہو کر یہ قصد کرونگا کہ بہار کو بُلا کر وہ تقدیر برجستہ کرون کہ بادشاہ جمجاہ کو بھول جاے
میری محبت اُسکے دل مین جگہ پاے ظلمانہ نے عرض کی کہ اب مجکو کیا حکم ہوتا ہی اُسکے سر پر
تو سودا سوار ہی میرا کہنا نہ مانیگی سحر مین بے مثل و بے نظیر ہی مین نے سب کمال اُسکو بتادیا
ہی جو سحر کرونگی اُسکا دفعیہ کردیگی اسی سے حیران ہون جمشید نے کہا کہ ای ظلمانہ تم تو اب
فکر گرفتاری بادشاہ کرو مین بہار سے سمجھ لونگا ظلمانہ نے کہا کہ آپ کو اختیار ہی مین جاکے
بادشاہ کو لاتی ہون ایسا سحر کرون کہ سب شاہزادیان اور میثاق مبہوت ہو کر میرے پاس
چلے آوین ظلمانہ جمشید سے رد و قدح کرکے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئی جمشید فکر مین
بہار کی بیٹھا ہی مگر بہار جا دو نے دن تو تڑپ تڑپ کر کاٹا شام کو صبر نہ ہو سکا دامن صبر دست
استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ محبت سے ٹوٹا تخت پر سوار ہو کر چلی قریب بارگاہ
بادشاہ آئی آواز سُنی کہ فیروزہ بن عمرو یہ اشعار گا رہا ہی **نظم**

رشک کے مارے زمرد خاک مین مل جائیگا	سبزہ پر اُس گوش کے فیروزہ ہیرا کھائیگا
حُسن کا جلوہ بھی کم برق تجلی سے نہین	چشم موسےٰ سے جو دیکھے گا اُسے غش آئیگا
ایک عالم سے رسا سُنتا ہون مین مجنون اُسے	میری گردن تک ترے گیسو کا حلقہ آئیگا
چار دیوار عناصر کی ہی وُسعت کسقدر	شیشۂ ہمت کو تنگ کردیگا جو دل گھبرائیگا
بعد مردن بھی رہیگا زلف مشکین کا خیال	گور مین بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا

اپنی زلفون کے اُلجھنے سے خفا وہ شوخ ہی — جسنے سیدھی بات کی اُلٹا اُسے لٹکائیگا

یہ صدا آتی ہی مجھ دیوانے کی زنجیر سے — امن چاہے تو دیارِ بیخودی مین پائیگا

آستانِ یار سے اُٹھنے کا قصد آتش نہ کر — چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا

یہ اشعار سُن کر بہار اندر آئی بادشاہ جمجاہ نے جو بہار کو آتے ہوے دیکھا بے اختیار ہو کر کھڑے ہو گئے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم آؤ بقول شاعر فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست * کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست * بہار آکر بیٹھی بادشاہ سے باتین ہونے لگین بہار نے کہا کہ ای شہریار ظلمانہ آپ کی فکر مین ہی ایسا نہ ہو کہ کسی دن گرفتار کر لیجاے قضاے کار گلعذار جادو ایک شاہزادہ ہی کہ وہ مدت مدید سے بہار پر عاشق ہی تخت اُڑاے ہوے جاتا تھا ناگاہ جو پڑی دیکھا کہ بہار پہلو مین بادشاہ کے بیٹھی ہی تخت اُتار کے لایا کہا کہ کیون ای بہار یہان کہان آئین اُٹھو میرے ساتھ چلو بہار نے کہا کہ ای گلعذار تو کہان سے گھبرایا ہوا آتا ہی گلعذار نے کہا کہ تمھین کو دیکھنے آیا تھا مگر تمکو یہان بادشاہ کے پہلو مین بیٹھے پایا خیر اب اسی مین بہتری ہی کہ میرے ساتھ چلو بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ای شخص تو کون ہی بادشاہ نے فرمایا کہ او بے حیا تو ہمارے گھر پر آیا ہی بس اب چلا جا اسی مین بہتری ہی ایسا نہ ہو کہ میرے ہاتھ سے مارا جاے گلعذار نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر رُوکا اُلجھانے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا ہر چند کہ گلعذار نے سحر بھی کیا تلوارین برسین خنجر گرے پیکان تیر چلے مگر بادشاہ پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی جب گلعذار مارا گیا بادشاہ نے فیروزہ سے کہا کہ لاشہ اسکا پھینکدو کسقدر بے حیا کو سمجھایا مگر اسنے کہنا نہ مانا آخر مارا گیا فیروزہ نے چاہا کہ لاشہ اسکا اُٹھاؤن کہ رونے کی آواز آئی گلچہرہ اسکی بہن آسمان سے اُتری بھائی کا لاشہ دیکھ کر بہت روئی پُکار کر آواز دی کہ کیون او نازنین تو کون ہی کہ میرے بھائی کو قتل کرایا اور بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ کیون او جوان میرے بھائی کو کسنے قتل کیا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ ایسا گستاخ تھا کہ ہمارے سامنے آکر کلام سخت کیا ایسے شخص کا یہی جواب تھا ساحرہ جھلا کر بڑھی کہ بادشاہ جمجاہ کو پنجے مین دبا کر اُٹھاؤن بہار نے للکارا کہ او ملعونہ خبردار قریب بادشاہ کے نہ آنا دور رہ یہ کہہ کر گورے گورے ہاتھ جو ہلاے تلوارین برسنے لگین مگر

گلچہرہ بہار کا سحر دفع کرکے پیچھے ہٹی بال کھول دیئے سر ہلانے لگی صاف معلوم ہوتا تھا کہ گنوار زنین
جسطرح بیر آتے ہین اُسطرح کھیلنے لگی مگر دور کھڑی تھی بادشاہ نے فرمایا کہ ای بہار اسکو قریب
آنے دو ایک ہاتھ اسپر بھی چھوڑ دو ن بھائی سے اپنے مل جاوے بہار نے کہا کہ حضور بیبے ادب ہی
قریب شہریار آنا اسکا بہتر نہین دیکھیے مین سمجھائے دیتی ہون یہ کہکر پھولون کے گہنے سے جو پہنے تھی
چند پھول توڑے اور پھینک مارے اُن پھولون کے پھینکتے ہی اسقدر پھول برسے کہ گلچہرہ
اُسمین مخفی ہوگئی بہار نے پکار کر آواز دی کہ او گستاخ تو باغ بہار مین جا وہان تیرا انجام ہوجائیگا
یہ سُنتے ہی گلچہرہ سنبھل کر بھاگی طرف باغ بہار کے روانہ ہوئی سب نے دیکھا کہ گلچہرہ بدحواس
دوڑی ہوئی جاتی ہی اسقدر جوش وخروش ہی کہ کسی کے ٹھہرائے نہین ٹھہرتی دو تین کوس رستہ
طی کرکے ایک باغ ملا اُسمین داخل ہوئی ایک زنگی سامنے سے آیا اُسنے پکار کر کہا کہ صاحب
ادھر آو گلچہرہ اُدھر متوجہ ہوئی تھی کہ دوسری طرف سے دوسرا زنگی پیدا ہوا پکارتا ہوا آیا
کہ خبردار آگے نہ جانا او زنگی سیہ رو میری معشوقہ کو بُلاتا ہی دونون زنگیون مین تلوار چلنے لگی
اول والا زنگی مارا گیا دوسرا زنگی اُسکو مار کر قریب گلچہرہ کے آیا تلوار چمکا کر کہا کہ ارے تو میری
زوجہ ہوکر یون بازار مین پھرتی ہی گلچہرہ نے کہا کہ کچھ دیوانہ ہوا ہی ہم لوگون کا شوہر نہین
ہوتا جسنے طلب کیا اُسکے پاس گئے اُس زنگی نے تلوار چمکا کر ہاتھ مارا گلچہرہ نے سر آگے کردیا
دھڑ سے سر کٹ کر گرا گلچہرہ کو مار کر وہ زنگی تلوار پونچھتا ہوا گوشہ باغ مین جاکر غائب ہوا یہان
فیروزہ نے گلعذار کا لاشہ ٹانگ پکڑ کر باہر پھینک دیا بہار نے عرض کی کہ وہ ساحرہ بھی
قتل ہوگئی کیون شہریار دیکھیے کیا کیا افتادین پڑتی ہین بس اب مین رخصت ہوتی ہون
بہار بادشاہ سے رخصت ہوکر جیسے ہی باہر نکلی جمشید ثانی کا نعرہ ہوا کہ خبردار او گیبو بریدہ
آگے نہ بڑھنا تو نے غضب کیا کہ بھائی بہن کو قتل کرایا اور بیٹھی دیکھا کی تو نے منع نہ کیا اور
بہن کو تو آپ قتل کیا نہین معلوم تو کیا سمجھی ہی دیکھ اب تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکے ارادہ کیا
کہ سحر کرون بہار نے گلدستہ کھینچ مارا جمشید کے سینے پر پڑا سینے پر پڑتے ہی وہ گلدستہ پھٹا
اسقدر پھول برسے کہ جمشید جھومنے لگا بہار نے گلے سے ہار اُتارا اُسمین سب قسم کے پھول
گُندھے ہوئے تھے چاہا کہ اسکو بھی پھینک مارون جمشید خاموش کھڑا ہی گلدستے کے پھولونکو

سونگھ رہا ہی کہ ایک طائر نے گردسر جمشید آکر چرخ مارا جمشید ہوش مین آیا للکارا کہ او شوخ دیدہ
تو نے ماہ دولت پر سحر کیا جو شرط لہ وہ تقدیر کردن کہ تو در بدر ماری ماری پھرے بہار نے
دو بارہ بھی پھینک مارا اور پھول برسنے لگے اب جمشید دیکھ رہا ہی کہ پتون کو لے کر سونگھ رہا ہی
کہ زمین شق ہوئی ایک جوان سیہ فام زمین سے پیدا ہوا جمشید کو اُٹھا کر لیچلا یہ حال سُن کر بادشاہ
بھی بارگاہ سے باہر نکل آے جب وہ جوان سیہ رو جمشید کو لیچلا تو بادشاہ نے تیر مارا پانون
جمشید کا زخمی ہوا مگر وہ جوان نہ رُکا جمشید کو لے گیا لاکر قصر ہفت رنگ مین اُتار اُتار کر
غائب ہوا شاہزادیان دوڑ پڑین عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا معرکہ ہوا پاے قدرت کیسے زخمی
کیا جمشید نے کہا کہ مین تو طلسم کشا کے ہاتھ سے زخمی ہوا مگر افسوس یہ ہی کہ بہار نے میرا کچھ
خوف نہ کیا ابکی مرتبہ جو جاؤنگا پہلے سے تدبیر کرونگا بہار کو پکڑ لاؤنگا سب شاہزادیون نے
جمشید کا علاج کیا پانون مین جمشید کے ٹانکے لگے پٹی مرہم کی چڑھائی گئی جمشید خاموش
بیٹھا ہی مگر غصہ مین جھلا جھلا کر کہ رہا ہی کہ ایک ساحرہ کے مقدمے مین ماہ دولت زخمی ہوے
افسوس ہی کہ بہار کا کچھ نہ کر سکے یہ ذکر تھا کہ ظلمانہ جادو آکر پہونچی ظلمانہ نے آکر جمشید
کا جو یہ حال دیکھا رونے لگی کہا یا خداوندی مجکو خوف ہی کہ وہ گیسو بریدہ بلاے روزگار تم
کہ قدرت کو زخمی کرایا اب آپ نہ ارادہ کرین مین سمجھ لونگی بہار کو پکڑ لاؤنگی جمشید خاموش
ہو رہا ظلمانہ جمشید کو بخوبی سمجھا کر اپنے لشکر مین آئی سردارون نے پوچھا کہ ای ملکہ عالم
کیا ہوا ظلمانہ نے بیان کیا کہ قدرت کا پانون زخمی ہوا ہی بادشاہ پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا
لوح محفوظ اُن کے گلے مین ہی جب لوح طلسمی ملیگی تب مرحلہ جات پر جاوینگے جب تک کہ
لوح نہین ملتی ہی تب تک اُن کو مشکل ہی اب وہ تدبیر ہو کہ لوح کی حفاظت کیجاے اور کوئی
ایسا ہو کہ بادشاہ کو پکڑ لاے ایک سردار اسکا بہمن سیہ رو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ
اگر غلام کو حکم ہو تو مع بہار بادشاہ کو پکڑ لاؤن ظلمانہ نے کہا کہ ای بہمن تم نے بہت بڑا
دعوی کیا بادشاہ کا لانا بہت دشوار ہی اُسنے کہا حضور حکم تو دین پھر میری کارگزاری دیکھین
کہ دونون کو کیونکر لاتا ہون ظلمانہ نے حکم دیا کہ ای بہمن خوشی تمھاری مگر پہلے بہار کو لاؤ
غفلت مین جاکر سحر کرو مگر اُسکے سحر سے اپنے کو بچانا مجکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو بادشاہ اُس

مقام پر آجائین تو پھر کچھ بن نہ پڑیگا بہمن سیہ رو طرف باغ بہار کے چلا قریب باغ جو پہونچا
دروازہ باغ کا بند پایا پشت باغ پر آیا دیوار پر چڑھا دور سے دیکھا کہ ملکہ بہار باغ مین ٹہل
رہی ہین بہمن نے پہلو پر سے آکر گولہ مارا گولہ جو پھٹا اسقدر دھوان نکلا کہ ملکہ دھوئین مین
چھپ گئین مگر ہاتھ ہلا یا کچھ پانی برسا کہ وہ دھوان برطرف ہوا اور چند قطرات آب جو بہمن
پر گرے بہمن حیران ہو گیا ہوش وحواس پراگندہ ہوے چہرہ سیاہ حال تباہ ہوا ہاتھ
باندھنے لگا کہنا تھا جو فرمایئے وہ بجالاؤن بہار نے کہا کہ ای بہمن تم ایسے مقام پر جا کر
رہے ہو کہ وہان کوئی جا نہین سکتا قصر ہفت رنگ مین جاؤ جمشید ثانی کا سر لاؤ
اسی مین تمہارا عشق پورا ہوگا مین تمہاری بدل وجان اطاعت کرونگی میرے ہاتھ سے کوئی زندہ
نہ بچیگا پھر بہار نے کہا اچھا جاؤ جو دلمین ہر وہ ہی کرنا بہمن جھومتا ہوا چلا بیرون بارگاہ آکر
گینڈے پر سوار ہو اطرف قصر ہفت رنگ کے چلا یہان وہ وقت ہر کہ جمشید ثانی تخت پر
بیٹھا ہر اور کہہ رہا ہر کہ آج کئی دن گذرے کہ بہمن ظلمانہ سے وعدہ کرکے گیا ہر پلٹ کر نہین آیا
ظلمانہ بھی برائے صلاح آئی ہر بیٹھی ہوئی ہر جمشید سے صلاح کر رہی ہر کہتی ہر کہ یا خداوند
کیا تدبیر کرون کہ بہار میرے قبضے مین آئے راتون کو روتی ہون کہ جسکو چھ مہینے کے سن سے
پرورش کیا ہو وہ اس طرح سے باغی ہو جائے کہ اُسکو میری صورت سے نفرت ہو گئی حسن مسلمانان
کیا سحر ہر کہ سب سحرون پر غالب آتا ہر کئی شاہزادیان خدمت مین حاضر ہین کبھی ہم لوگون کا
نام نہین لیتین یہ ذکر تھا کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا جمشید نے پوچھا کہ ارے یہ کیا معرکہ ہر کہ ہرکار
نے آکر عرض کی کہ بہمن سیہ رو دیوانہ وار وحشی مثال آپ کے لشکر پر آکر آگ برسا رہا ہر
کئی سر افسر قتل ہوے چاہتا ہر کہ لڑ بھڑ کر بارگاہ مین آؤن ساحر اُسکو روک رہے ہین جمشید
نے کہا کہ ای ظلمانہ دیکھو تو کہ بہمن کس حال مین ہر ظلمانہ باہر گئی دیکھا لڑ رہا ہر خیمے گراتا پھرتا ہر
ہاتھ مین چند پھول ہین اُن کو سونگھے جاتا ہر ظلمانہ روتی ہوئی سامنے جمشید کے آئی کہا
یا خداوند یہ سحر مین بہار کے مبتلا ہر اگر حکم ہو تو گرفتار کر لاؤن یا قتل کرون جمشید نے کہا کہ تمکو
اختیار ہر یہ سنکر ظلمانہ نکلی مگر چلتے وقت جمشید نے یہ بھی کہہ دیا کہ ای ظلمانہ جہان تک ہو سکے
اسے گرفتار کر لینا کیونکہ یہ اپنے ہوش مین نہین ہر مین اسکو ہوش مین کر لونگا ظلمانہ

بہت خوب کہکر باہر نکلی جیسے ہی بہمن پر نگاہ پڑی ظلمانہ جادو نے پکار کر آواز دی کہ او سیہ رو
تیرہ درون پہاڑ سے سر ٹکرا ٹکرا کر جان دے یہان نہ آنا قدرت تجھسے ناراض ہین بہمن نے کہا
کہ او بیحیا مین تیری بات کو سمجھا اب ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا جمشید کا اور تیرا سر لیکر جاؤنگا
ظلمانہ اور بہمن سے سحر چلنے لگا ہر چند ظلمانہ قصد کرتی ہو کہ مین اسکا سر کاٹ لون مگر بہمن سیہ رو
سحر دفع کر دیتا ہو انھین پھولون کو سونگھتا جاتا ہو ظلمانہ وہ وہ سحر کر رہی ہو کہ جنکا مثل نہین مراد
یہ ہو کہ پھول جو ہاتھ مین لیے ہو اُنکو پھینک دے تو مین اسکو مار لون مگر بہمن پھول نہین پھینکتا
دمبدم سونگھتا جاتا ہو جب پھول سونگھ کر بڑھتا ہو ظلمانہ کا سحر دفع کر دیتا ہو جب دو چار مرتبہ
ایسا ہی اتفاق ہوا تو ظلمانہ نے آواز دی کہ ای زاغ سیہ رو جلد آکر حاضر ہو پھول اس کے
ہاتھ سے گرا دے کہ پہلوے نخل سے ایک جوان سیہ رو قوی تن و قوی من یہ پکارتا ہوا پیدا ہوا
کہ او بہمن خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ قیامت برپا کرونگا مگر بہمن کب سنتا ہو مبہوت ہو رہا ہے
اُس جوان نے قریب آکر ہاتھ پر ایک تھپکی ماری کہ پھول ہاتھ سے گرے بہمن نے چاہا کہ پھول
پھر اُٹھاؤن مگر اُس جوان نے پاؤن سے پھول مل ڈالے اور غائب ہو گیا اُس وقت بہمن
بیقرار ہو گیا اُس جوان کو ڈھونڈھتا پھرتا ہو اور پکار رہا ہو کہ او زاغ سیہ رو تونے غضب کیا
کہ میرا تحفہ مٹایا معشوق کی نشانی تھی ظلمانہ نے جو دیکھا کہ بہمن کو اور زیادہ وحشت ہوئی
ہاتھ ہلا دیا تلوارین بہمن پر برسنے لگین دو چار تلوارین توڑین ایک تلوار ایسے زور سے
گری کہ بہمن کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی بہمن کے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من بہمن جادو بود جمشید نے جو یہ آواز سُنی گھبرا کر باہر نکل آیا کہا ای ظلمانہ
تم نے غضب کیا بے خطا کو مارا کچھ نیک و بد نہ سمجھا ظلمانہ نے عرض کی کہ یا خداوند بہت بہت
تدبیرین کین اور منتین کرتی رہی کہ ای بہمن سرکشی نہ کرو ورنہ مین قیامت برپا کرونگی مگر اُسنے
نہ مانا آخر میرا سحر چل گیا نگوڑا قتل ہوا سرکشی کا یہی انجام تھا کہ جو ہوا یا خداوند اب چل کر
صلاح کیجیے کہ لوح کسی طرح بچے اور بادشاہ وہان تک نہ جا سکین جمشید نے کہا کہ ای ظلمانہ
مین سب تدبیرین کر چکا ہون اور سب خبرین مجکو ملتی ہین جمشید و ظلمانہ براے صلاح ایک
قصر مین داخل ہوے کہ ذکر ان کا وقت پر ہوگا اِدھر سعد بن قباد اپنی بارگاہ مین رہتے ہین

بہار برابر آتی جاتی ہی لیکن کوئی خیال نہین کرتا کہ لشکر کا کیا رنگ ہی میثاق کوہ گردان کیسا
سردار نامی ہی شاہزادیان اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین صلاحین ہو رہی ہین میثاق کہتا ہی کہ
بادشاہ حجاہ کو تا بہ جزیرہ بلاخیز لے چلو وہان چل کر لوح کی فکر کرو سب نے قبول کیا قضاے کار
ایک طائر اُڑتا ہوا آیا سب کے سرون پر چرخ مارا عنبر افشان نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ وہ طائر
چرخ مار کر چلا گیا عنبر افشان نے کہا کہ ای ملکہ گلگونہ اگر تمھاری خوشی ہو تو تم بھی چلو ہم لشکر
کی سیر کرنے جاتے ہین گلگونہ نے کہا کہ مین خود تمسے کہنے کو تھی کہ صبح کا وقت ہی سیر سے فرحت
ہوگی ملکہ یاسمن نے کہا کہ مین بھی چلتی ہون تینون شاہزادیان اُٹھین بارگاہ سے باہر نکلین کنیزون
سے کہا کہ ہم تو جاتے ہین تمکو بلوا لین گے تم بھی آنا اس بارگاہ مین رہنے سے کیا فائدہ کنیزونکی
مجال تھی کہ جواب دیتین عرض کی کہ حضور کو اختیار ہی جہان حضور بلائین گی وہان آدینگے
تینون شاہزادیان باتین کرتی ہوئی چلین کنیزین بھاگی ہوئی بارگاہ مین آئین میثاق سے عرض کی
کہ تینون شاہزادیان طرف قصر ہفت رنگ کے جاتی ہین میثاق یہ کہکر اُٹھا کہ مین ابھی جا کے
پھیرے لاتا ہون طائر کو دیکھ کر میرے ہوش اُڑے مگر کچھ کہہ نہ سکا دم بھر مین اِن تینون کا قلب
اُلٹ گیا یہ کہکر میثاق بھی چلا لشکر مقابلے مین ظلمانہ کا اُترا ہوا ہی ظلمانہ بیرون بارگاہ کھڑی
ہوئی کچھ اشارے کر رہی ہی کہ وہ طائر اُڑتا ہوا آیا اُس طائر کو دیکھ کر ظلمانہ نے کہا کہ ارے سبکو
لایا طائر نے سر ہلا دیا یہ اشارہ تھا کہ مطلب ہو گیا ظلمانہ نے سردارون سے کہا کہ جا کر کنارے
پر لشکر کے ٹھہرو جو کوئی آتا ہو اُسکا استقبال کرو بہ اعزاز لاؤ سردار جا کر کنارے پر لشکر کے
کھڑے ہوے دیکھا تینون شاہزادیان باتین کرتی ہوئی آتی ہین ایک سے ایک کہتی ہی کہ بُوا
سمجھو تو ظلمانہ ہم سب کی بزرگ ہی اُسکے پاس چلین گے تو کیا حرج ہوگا اُسکی بات کا ماننا ہمارے
واسطے بہتر ہی کہان تک خلاف اُسکے کرین کہ سردارون نے بڑھ کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم
آئیے ملکہ ظلمانہ آپ کو یاد کر رہی ہین میثاق کوہ گردان سب کے پیچھے آواز دیتا ہوا آتا
ہی کہ ای عنبر افشان ٹھہر جاؤ ہم آلین تو چلو مگر سرداران ظلمانہ نے بڑھ کر سب کو اپنے بیچ
مین لیا میثاق نے جھلا کر کہا کہ کیون ای عنبر افشان ہمارا کہنا نہ مانا ان سب کے ساتھ ہو گئین
دیکھو ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کے خلاف ہو بڑی تلوار چلیگی مگر بادشاہ اسلام یعنی سعد شہریار کو آکر

ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ عنبر افشان دگلگونہ و ملکہ یاسمن ومیثاق قریب بارگاہ ظلمانہ
پہونچ چکے ہین اور وہی طائر اُن سب کے سر پر سایہ فگن ہی گویا سبکو لیے جاتا ہی اور سرداران ظلمانہ
ہنس ہنس کر باتین کر رہے ہین ظلمانہ بھی بارگاہ سے نکلی ہی ان کو اشارون سے بلا رہی ہی بادشاہ
اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا ہم تو سمجھ گئے تھے کہ یہ سحر ظلمانہ کا ہی چارون کو مبہوت کیا طائر لگا کر لیگیا
یہ فرماتے ہوے چلے سامنے پہونچے اِدھر قریب بارگاہ ظلمانہ چارون پہونچ چکے ہین کہ ابر گلنار
سامنے سے اُٹھا ملکہ بہار جادو تخت پر سوار ظاہر ہوئی پُکار کر آواز دی کہ او طائران کے
سر پر سے ہٹ جا یا تیری شامت آئی ہی عنبر افشان نے پلٹ کر آواز دی کہ ای ملکہ بہار تم
اس مقدمے مین دخل نہ دو کنارے رہو مگر بہار نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمک کر گری کہ
طائر کے دو ٹکڑے ہوے خون اسکا ان سب پر گرا جسپر قطرہ ٹپکا اُسکو ہوش آگیا سامنے
سے ظلمانہ کے پلٹین کہا ای میثاق ہم کہان جاتے ہین ہم کو پلٹا لیچلو میثاق نے کہا کہ آپ
پلٹ آئیے وہان جانا بہتر نہین ہی دیکھو طلسم کشا بھی آتے ہین سحر ہم پر سے اُتر گیا ملکہ بہار
نے وقت پر آکر مدد کی ہم سبھون کی آبرو بچالی نہین معلوم ظلمانہ کس بدعت سے قید کرتی کیا
ظلم کرتی ظلمانہ نے جو دیکھا کہ یہ لوگ آکر پلٹ چلے پُکار کر آواز دی کہ ای بہار مین تیرا بڑا
پاس کرتی ہون ایسا نہ ہو کہ میرا سحر چل جاے بہار نے نگاہ ملا کر آواز دی کہ نانی اماں
اب ہمارے تمھارے بھی سحر ہوگا یا تم مجکو قتل کرو یا مین تم کو قتل کرون تب یہ جھگڑا مٹے گا مجھے
یہ امر نہ دیکھا جائیگا کہ تم لشکر طلسم کشا کو برباد کرو اور جمشید کا لشکر آباد کرو ظلمانہ نے ٹھنڈی
سانس بھر کر آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے اور بحسرت جواب دیا کہ کیون بہار تجھے تم کو
اسی لیے پرورش کیا تھا کہ دشمنون سے میل کرو اور ہمارے سحر کا دفعیہ ہو مین کیا جانتی تھی ورنہ
اسقدر نہ بتاتی بہار نے ہنس کر کہا کہ بڑی بی جاؤ بیٹھو قہر درویش بجان درویش اپنا غصہ
اپنے ہی اوپر اُتارو یہان یہ چارون پلٹ کر چلے طلسم کشا کو جو آتے ہوے دیکھا سب نے
جُھک کر سلام کیا میثاق نے بڑھ کر عرض کی کہ آپ نے کیون تکلیف فرمائی بہار نے عین
وقت پر آکر مدد کی آج ظلمانہ سے بڑی گفتگو ہوئی ملکہ بہار نے آج صاف صاف کہہ دیا
کہ بدون تمھارے مرے یہ جھگڑا پاک نہ ہوگا تب ظلمانہ جھلا کر پلٹی بادشاہ جمجاہ نے سب پر آکر

لوح محفوظ کا عکس ڈالا سب ہوشیار ہوے رکاب بادشاہ مجاہ پر ہاتھ رکھدیا پلٹ کر لشکر مین
آے بادشاہ سب کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آے اور سب سے پوچھا کہ تمھارے قلب
کا کیا حال تھا سب نے کہا کہ یہی دل چاہتا تھا کہ جا کر ظلمانہ کے قدمون پر گرین جو وہ کہے
وہ ہی کرین جس وقت طائر مارا گیا اُس وقت ہمارے ہوش درست ہوے بادشاہ نے
کہا کہ آج اگر تم لوگ نہ پلٹ آتے تو وہ تلوار چلتی کہ ظلمانہ کو بھی معلوم ہو تا کہ جنگ اِسکا نام
ہی مین جو پہونچا تو تم لوگ پلٹے ہوے آتے تھے اور مین نے جاتے ہوے ابر بہار کو دیکھا اُسنے
پلٹ کر اشارہ کیا کہ اپنے سردارون کو لیجائیے آج ظلمانہ بہت بگڑی سامنے بہار کے روتی تھی
میثاق نے عرض کی کہ جی ہان بہت رنجیدہ ہوئی کہتی تھی کہ ای بہار ہم نے تم کو اسی دن کے لیے
پرورش کیا تھا یہان تو یہ ذکر ہی وہان ظلمانہ جو پلٹ کر بارگاہ مین آئی سب سردارون کو جمع کیا
کہا صاحبو تم نے دیکھا کہ آج بہار نے وقت پر آکر سردارون کو روک لیا طائر قتل ہوا مین کیا
سحر سے عاجز تھی اگر سحر کرتی تو بی بہار بھی عاجز ہوتین لیکن تم سب آمادہ رہو آج رات کو وہ سحر
کرون کہ ملازمان بادشاہ اسلام سب اُن کے دشمن ہو جائین آخر کس سے لڑین گے سب سردار
مل کر اُن کو مار لین گے ایک جوان ایسا مقرر کرون کہ وہ طلسم کشا پر غالب آے گرفتار کر کے
لیجاے اور لیجا کر باغ سنسان مین قید کرے مین کہلا بھیجونگی کہ سر بادشاہ لیکر آؤ کوئی آگاہ
بھی نہ ہو گا کہ کہان مارے گئے کون مدد کو اُن کی جائیگا باغ سنسان وہ مقام ہی کہ جہان
کوئی پہونچ نہ سکے بڑے بڑے ساحرون کو مین نے اُسمین بسایا اور پھر مار لیا کسی کو خبر بھی نہ
ہوئی اس سحر کا توڑ بی بہار کو نہین بتایا دیکھون کیا کرتی ہین یہ کہکر ایک خیمہ ہو رہنے کا قرار دیا
اور سب افسر بیرون بارگاہ آے سب کو ظلمانہ نے حکم دیا کہ تیار رہو اگر لڑائی پڑے تو سحر کرنا
کسی سے منھ نہ پھیرنا سب نے کہا کہ حضور ہم آپ کے تابعدار ہین جو حکم دیجیے گا اُسے آنکھو ننسے
بجا لائین گے لڑائی سے منھ نہ پھیرینگے سب افسرون نے چپکے چپکے جا کر لشکر تیار کیا اور ظلمانہ ہو رہنے
مین بھی سحر کر رہی ہی ایک پتلہ ماش کے آٹے کا بنایا قطرے خون کے اپنے جسم سے لیکر اُسکے منھ
مین ڈالے وہ زنگی بنکر اُٹھا ظلمانہ نے کہا کہ ای زنگی قوی ترکیب تجھسے اور طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا
ذرا سمجھ کر لڑنا یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے زنگی اُس خیمے سے نکلا طرف صحرا کے روانہ ہو گیا یہان

بادشاہ جمجاہ کو خبر پہونچی اُنھون نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جس وقت خبر ہوئی کہ فراش ماہتاب نے فرش چاندنی
لپیٹا اور خورشید خاوری بہ رونق تمام چرخ زبرجدی پر آیا دونون لشکر میدان مین پہونچے
نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کرہٹے ظلمانہ سے طرف صحرا کے کچھ ماش کے دانے پھینکے اور
پکار کر آواز دی کہ اے قاتل طلسم کشا جلد آؤ وقت میدانداری ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک
زنگی کرگدن مست پر سوار تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے گینڈے کو اُڑاتا ہوا سامنے ظلمانہ کے
آیا ظلمانہ نے کہا کہ میدان کارزار مین جا اور طلسم کشا کو للکارلے وہ زنگی جوشان و خروشان
میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ طلسم کشا کہان ہین میرے مقابلے مین آوین تو حال معلوم ہو
میثاق نے قصد کیا تھا کہ مین مقابلے مین جاؤن مگر بادشاہ نے منع کیا فرمایا کہ اے میثاق
مین تم کو کیونکر رخصت دون وہ میرا نام لیکر پکارتا ہو دشمن ذکر کرین گے کہ ساحر کو مقابلے مین
بھیجا میثاق نے ہرچند کہا کہ حضور یہ سحر کا بنا ہوا ہو مگر بادشاہ نے نہ مانا مقابلے مین اُس
زنگی کے پہونچے اُس زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے بارہ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
وہ زنگی لپٹ پڑا بادشاہ گھوڑے سے کود کے کشتی ہونے لگی ہرچند بادشاہ چاہتے ہین کہ
اسکو زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا جب لوح محفوظ پل جاتی ہو تو جسم مین طاقت آتی ہو تمام دن
اسی کشاکش مین گذرا ظلمانہ نے افسرون سے کہا کہ ہاے مین کیا کرون اگر طلسم کشا کے گلے
مین لوح محفوظ نہ ہوتی تو اب تک یہ ایسے ایسے چار کو گرفتار کرکے لیجاتا مگر لوح محفوظ بچا رہی ہی
اب وہ تدبیر کرون کہ لوح محفوظ سے کچھ مطلب نہ نکلے اور زنگی غالب آجاے ایک چوکی لاؤ
اُسپر ہار پھول رکھو تو مین سحر تیار کرون ملازمون نے چوکی لاکر رکھی اُسپر پھول وغیرہ رکھے ظلمانہ
اُچک کر بیٹھی مگر بادشاہ عاجز ہو رہے ہین خوف ہو کہ ایسا نہ ہو یہ مجھپر غالب آجاے بیقرار
ہوکر دعائین مانگتے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے کریم کارساز اس مشکل کو آسان کر **نظم**

ابر گریان یافتیم و برق خندان یافتیم	در دو رنگی رنگ آن یک رنگ پنہان یافتیم
نقد جان از دست خود دادیم جانان یافتیم	جنس مطلوب درین بازار ارزان یافتیم
در دل تاریک مدفون گنج عرفان یافتیم	ما درین ظلمت نشان آب حیوان یافتیم

قطرہ از فیضان جودش ابر نیسان یافتیم	ذرہ ز انوار رخش مہر درخشان یافتیم
گنج گوہر در فیوض چشم گریان یافتیم	سینہ را روشن ز نور آہ سوزان یافتیم
مسکن محبوب نزدیک از رگِ جان یافتیم	در میان جسم و جان انوار جانان یافتیم
علم و فضل و مال و جاہ و دین و ایمان یافتیم	انچہ حق بخشید در دنیا فراوان یافتیم
یافتیم اندر عبادت مشتغل وحش و طیور	خم بمحرابِ عبادت جن و انسان یافتیم
شکر حق ہندی کہ در حمد خداوند کریم	در زبان پارسی این عمدہ دیوان یافتیم

بادشاہ بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین اب وہ وقت ہی کہ ظلمانہ دوسرا سحر کیا چاہتی ہی کہ ابر گلنار آسمان پر نمایان ہوا پھولون کی خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا ابر آکے پھٹا ظلمانہ نے دیکھا کہ بہار جادو ایک طاؤس پر سوار تاج سر پر رکھے ہوے حسن کی چھوٹ پڑ رہی ہی جس طرف سے نکلتی ہی اُس طرف روشنی ہو جاتی ہی چہرے پر گمان ہی کہ آفتاب یا ماہتاب ہی یا ستارۂ سحری چمک رہا ہی آتے ہی آواز دی کہ ای شہریار نہ گھبرائیے ایسے شعبدے بہت سے دیکھے ہین ہمارے ساتھ کیا کر سکتے ہین یہ کہکر بہار نے طاؤس بڑھایا چند پھول سر پر زنگی کے پھینکے جیسے ہی پھول سر پر زنگی کے پڑے زنگی کمزور ہونے لگا بادشاہ جمجاہ نے جو زنگی کو اپنے سے کمتر پایا مونڈھے تھام کرلے دوڑے چند قدم پر آکر پٹکا مارا مگر بہار سحر کر رہی ہی پھول پھینکے جاتی ہی گویا رنگ سحر دکھاتی ہی بادشاہ نے جو پٹکا مارا دونون گھٹنے زنگی کے آشنا بہ زمین ہوے بہار نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اب نہ پناہ دیجیے گا کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیجیے بادشاہ نے دست زبر دست بڑھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور جو کیا پہلے زور مین تابہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اُس خود سر کو بلند کیا ذرا فرق نہ ہوا چرخ دے کر زمین پر مارا عکس لوح محفوظ بھی پڑا دیکھا تو ماش کے آٹے کا پتلہ ہی ایک لات ماری کہ سر اُسکا پاش پاش ہوگیا بہار ہنسی اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار سبحان اللہ ارے ظلمانہ کو خبر دو کہ اُس زنگی سیہ رو کو طلسم کشا نے مار لیا اور کسی کو بھیجے کہ وہ مقابلہ کرے ظلمانہ اپنے خیمے مین بیٹھی ہوئی تھی اُسکے کان مین جو یہ آواز پہونچی جھلا کر نکل آئی پکار کر آواز دی کہ او شوخ دیدہ کہانتک گستاخی کریگی ایسا نہ ہو مجکو خیال جو تیرا ہی

وہ دل سے نکل جاوے تو دم بھر مین پامال کرونگی بہار نے ہنس کر جواب دیا کہ نانی امان غصہ نکرو
اب شام ہوئی پلٹ جاؤ کل پھر میدان داری کرنا تمھارا سحر ایسا ہی کہ تاثیر نہ کرے کوئی بچ سکتا ہی
مگر مین تو جمشید پر لعنت کر چکی وہ ہی کریم کارساز ہر وقت مدد کرتا ہی یہ سُن کر ظلمانہ جادو نے
طبل بازگشت بجوایا افسون کو ساتھ لیکر پلٹی مگر کہتی ہوئی کہ صاحبو بڑی شوخ دیدہ سے
سامنا ہی اسپر غالب ہونا دشوار ہی دیکھیے اس سے کیسی جنگ پڑے کل سحر میرے اسکو یاد
ہین سب کا توڑ بھی یاد ہی وقت فریاد ہی او بہار اب راہ پر آور نہ تیرا شباب خاک ہی مین
ملا دونگی سر میدان قتل کرونگی میرا سات سو برس کا سن ہی ہزارون معرکے دیکھے خیال تو کرے کہ
دمامۂ جادو زبرجد نگار مین قتل ہوئی مین اپنی جان بچا کر نکل آئی مشمش مارا گیا دریاے قلزم
مین اُسپر آفت آئی یہان بھی ہزار طرح کی آفت آئیگی مین اپنی جان بچا کر نکل جاؤنگی کوئی مجھ کو نہ
پائیگا ای بہار اپنی بہار نہ مٹاؤ اپنے ہوش درست کرو ایسا نہ ہو کہ مین تمکو قتل کر ڈالون
یہ کہکر بال سر کے کھول دیے اور ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ ابر گلنار ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
اور بہار کے طاؤس کے بھی دو ٹکڑے ہوے بہار زمین پر بیہوش ہو کے گری ظلمانہ تیغ کھینچکر
بڑھی کہ بہار کو قتل کرون بادشاہ مرکب چمکا کر بڑھے اور نعرہ شیرانہ کیا میثاق وغیرہ نے
آگ برسادی مگر عنبر افشان نے جھپٹ کر بہار کو ہوشیار کر دیا بہار جو اُٹھی تو غصے مین کف
مُنھ سے جاری چہرہ سُرخ ہو رہا ہی اُٹھتے ہی سحر کیا کہ پھول برسنے لگے ایک آندھی اُٹھی کہ تمام
صحرا تاریک ہو گیا ظلمانہ نے دیکھا کہ مین ایک باغ مین کھڑی ہون ایک نازنین حسین وجمیل
ایک گلدستہ لیے قریب کھڑی ہی ظلمانہ کو سنگھا رہی ہی ظلمانہ گھبرا گھبرا کر مُنھ پھیرتی ہی مگر وہ نازنین
ہر طرف پھر رہی ہی اور گلدستہ نتھنون سے لگائے دیتی ہی کہ سامنے سے ملکہ بہار آئی اور پکار کے
آواز دی کہ کیون نانی امان اب آپ کا کیا حال کرون آپ نے دیکھا کہ کیسا باغ تیار ہو گیا
اب آپ کو طرف باغ ویران کے روانہ کرون او گلرنگ یہان ان کو کہان دوڑاتی پھرتی ہی
یہ تو باغ پُر فضا ہی اگر یہان رہیگی تو آرام پائیگی باغ ویران مین اسکو جلد لیجا اُس نازنین
نے ہاتھ ظلمانہ کا تھام لیا اور کشان کشان لیچلی اُس وقت ظلمانہ کی ناچاری بال سر کے
کھلے ہوے نیلی چدریا سر سے ڈھلکی ہوئی لہنگا گھٹنون سے اونچا پہنے ہوے پکار رہی ہی

کہ یا خداوند جمشید ثانی میری مدد کو آئیے جیسے ہی ظلمانہ نے یہ کہکر پکارا جمشید ثانی گوشۂ باغ
سے پیدا ہوا بہار جمشید کو دیکھ کر بھاگی جمشید نے اُس نازنین کو آواز دی کہ او گیسو بریدہ و
شوخ دیدہ ظلمانہ کا ہاتھ چھوڑدے اپنی جان کو غنیمت جان دیکھ اس باغ کو ابھی مٹاتا ہون
یہ کہکر دیوار پر ایک لات ماری دیوار باغ گری دیوار گراکر ظلمانہ کو نکالدیا کہا اپنے لشکر
مین جاؤ اے ظلمانہ سمجھ کر سحر کیا کرو تم نے بہار کو سب کچھ بتادیا کچھ اپنے لیے نہ رکھا اگر مین اس وقت
نہ آتا تو تم گرفتار ہو جاتین یہ کہکر ہاتھ ہلایا آگ برسنے لگی تمام چمنستان کو جلادیا مگر ظلمانہ
جو باغ سے نکلی سیدھی اپنے لشکر کی طرف بھاگی بارگاہ مین جاکر چھپی پھر جمشید نے چند ساعت
مین باغ کو جلادیا دیوارین گرادین اور پکار کر آواز دی کہ اے بہار اس وقت تو تم بھاگ گئین
ابکی جو سامنا پڑیگا تو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا تمھارے قتل سے منھ نہ موڑونگا آواز آئی کہ او بیحیا دروغ
دروغ گو کس بات پر گھمنڈ کرتا ہے مین تجھسے بھی باہر نہین جب سحر چلیگا تو حال کھلیگا جمشید ثانی
چہار جانب دیکھنے لگا کہ یہ کدھر سے آواز آئی دیکھا کہ اُن گری ہوئی اینٹون پر ایک زاغ سیاہ
بیٹھا ہوا سخنہاے مذکور کہرہا ہے جمشید نے ہاتھ ہلادیا کہ اُس زاغ کا سر اُڑگیا آواز آئی کہ
او بےحیا میرے قتل سے تجکو کیا نفع ملا جمشید نے کچھ جواب نہ دیا لشکر بادشاہ کو دیکھتا ہوا
طرف قصر ہفت رنگ کے روانہ ہوگیا یہان تمام شاہزادیان اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین جب
جمشید قصر مین داخل ہوا تو شاہزادیون نے پوچھا کہ یا خداوند خیر تو ہے کس حال مین ہو جمشید نے
جواب دیا کہ مین نے اس وقت جاکر تقدیر کرکے باغ سحر بہار کو مٹایا اس وجہ سے بڑی تکلیف
پہونچی تمام شاہزادیان جمشید کی تسکین کرنے لگین شراب وغیرہ پلائی جمشید مطمئن ہوا مگر
ظلمانہ گوشہ نشین جو پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آئی آتے ہی سردارون سے کہا کہ صاحبو یہ سحر تو
میرا خالی گیا اب مین دوسرا سحر تیار کرون کسی طور سے سعد شہریار گرفتار ہون سب نے عرض کی
جو حکم دیجیے وہ بجالاوین ایک پہلوان بیٹھا ہے کہ فولاد خارہ شکن اُسکا نام ہے ظلمانہ نے کہا
کہ اے فولاد مین تجھپر سحر کرتی ہون کل تو طلسم کشا سے مقابلہ کر لوت محفوظ کی تاثیر مٹاؤن کہ
تجکو ضرر نہ ہو اور سعد تجھپر غالب نہ آوین تو بھی دل مضبوط رکھنا بس آٹھ پہر کشتی رہیگی بعد
آٹھ پہر کے اُن کا زور کم ہوگا تمھارا زور زیادہ ہوگا تب سعد شہریار پر غالب آؤگے یہ سنکر

فولاد نے کہا کہ مین آپ کا حکم جان و دل سے مانونگا بادشاہ کی تو کیا حقیقت ہر اگر آپ حکم دین تو
صاحبقران سے لڑون اور گرفتار کرلاؤن ظلمانہ نے اپنی کرتی اُتار کر فولاد کو پہنادی اور
بیٹھ کر سحر کیا معلوم ہوتا تھا کہ زرہ پہنے ہو اُسکے بعد ایک ہیکل سحر کی بنائی وہ بھی فولاد کو پہنادی
ظلمانہ نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے یہان بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ صدائے طبل جنگی
کان مین آئی ہرکارون نے عرض کی کہ ظلمانہ نے پھر طبل جنگی بجوایا ہو کوئی پہلوان زبردست
فولاد خارہ شکن نامے ہو وہ کل حضور سے مقابلہ کریگا سعد شہریار نے حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارے گڑگڑائے
تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری بوقت سحر دونون لشکر میدان مین
آئے صفین جمین نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیت کڑکا کہ چکے ظلمانہ نے پکار کر آواز دی کہ ای
فولاد خارہ شکن اپنی فولادی ظاہر کرو اب وہ وقت ہو کہ میدان مین جاؤ طلسم کشا کو ٹوکو
اُنھین سے مقابلہ کرو فولاد خارہ شکن نے گینڈا بڑھایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی
کہ ای فرقۂ خداپرستان دای قوم زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین نکلے مگر سوائے
بادشاہ اسلام کے کوئی میرے مقابلے مین نہ آئے یہ سُنتے ہی بادشاہ اسلام نے مرکب بادرفتار
نکالا گھوڑا اطرارے بھرتا ہوا میدان مین آیا فولاد نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا گینڈے کو
بڑھا کر نگاورزن ہوا بعد تگاورہ کے نیزہ مارا بادشاہ سے نیزہ بازی ہونے لگی دو گھڑی کامل
فولاد سے نیزہ چلا بادشاہ نے ایک مقام پر نیزہ اُسکا گانٹھ کر جھپیڑا جو مارا نیزہ ہاتھ سے فولاد
کے نکل گیا فولاد نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
فولاد لپٹ پڑا دونون جوان گینڈے اور گھوڑے سے کود کے کشتی ہونے لگی مگر سب دیکھ رہے ہین
کہ بادشاہ ہر مقام پر زیادتیان کرتے ہین جب فولاد کو پکڑ لاتے ہین ایسے دو چار گھسے مارتے ہین
کہ فولاد اپنی جان سے بیزار ہو جاتا ہو بمشکل نکلتا ہو دن بھر اُلجھ اُلجھ کر لڑا جب دیکھا شام ہوئی کہ
تو کہا ای شہریار آپ مجھسے خوب لڑے اب جا کر آرام فرمائیے کل پھر مقابلہ ہوگا بادشاہ نے فرمایا
کہ یہ ہمارا دستور نہین فولاد نے کہا کہ ای سعد شہریار اگر ہم اور آپ رات کو جنگ کرین گے تو
کون دیکھیگا بادشاہ نے فرمایا روشنی کو حکم دو رات دن سے بہتر ہو جائیگا ہرچند فولاد نے کہا مگر بادشاہ

نے نہ مانا یہی فرما رہے ہین کہ ای فولاد جنگ کا انتظام کرو جب جنگ خاتمے پر ہو تب میدان سے
پلٹے جاتے ہو کسی فن مین تم مجھپر غالب نہین ہو یہ کہکر ہاتھ پکڑ کے کھینچا فرمایا کہ ای فولاد مقابلہ کیے جاؤ
حال زیر و زبر کا معلوم ہو جائیگا بس اب طول کلام ہو چکا پھر فولاد اور بادشاہ سے کشتی ہو رہی ہی
فولاد کیسے کیسے زور کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ بادشاہ پر غالب ہون مگر لوح محفوظ گلے مین بادشاہ
کے پڑی ہی جب اُسکا عکس پڑتا ہی چوندھیا جاتا ہی رات بھر اسی ہنگامے مین گذری مگر بادشاہ
نے وہ گھسے مارے ایسا اُٹھا اُٹھا کے پٹکا کہ ہڈیون مین اسکی درد ہو رہا ہی چاہتا ہی جان بچاکے
بھاگون پھر کبھی ان کے مقابلے مین نہ آؤن بمشکل رو رو کر رات کٹی اب صبح کو زور اس کا زیادہ
ہونے لگا بادشاہ کے ہاتھ پاؤن مین سنسناہٹ پیدا ہوئی فولاد بادشاہ کو پکڑ لایا چاہتا ہی
گھسے دون مگر یہ بچیت ہین اپنے کو بچاکر نکل آتے ہین فولاد دنگ ہو جاتا ہی بادشاہ حجاجاہ بیقرار
ہوکر پروردگار سے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق لیل و نہار اس بلاے ناگہانی سے بچالے
اور مجھے اس پہلوان پر غالب کر میری آبرو رکھ اور اس دشمن خدا کے ہاتھ سے نجات دے نظم

الٰہی بر غریبان لطف فرما ۔۔ کرم بر بندگان کن بادشاہا
الٰہی چہرۂ مقصود بنما ۔۔ بر دے مادری از فیض بکشا
الٰہی مرحمت کن بر گنہگار ۔۔ الٰہی بر منِ عاصی ببخشا
الٰہی دارم اندر ہر دو عالم ۔۔ من بیکس بذات تو تولا
تو ستاری تو غفاری تو داور ۔۔ تو رزاقی تو خلاقی تو مولا

بادشاہ حجاجاہ نے بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ بہار جادو باغ مین
اپنے بیٹھی ہی صبح کا وقت ہی باغ کی رعنائی و زیبائی قطرات شبنم برگ ہاے درختان سے ٹپک رہے
ہین طائر نکل نکل کر آشیانون سے شاخہاے نخل پر بیٹھے مصروف زمزمہ سرائی ہین کہ اسکا دل بیٹھے
بیٹھے گھبرایا کنیزون سے دیکھ کر آواز دی کہ خدا خیر کرے معلوم ہوتا ہی کہ ظالمانہ تے پھر کوئی مکر
کیا ورنہ مجھے رنج و غم سے کیا کام کنیزون نے عرض کی کہ واری خدا رنج و غم آپ کو نہ دکھائے اگر
فرمائیے خبر لادین ملکہ نے اشارہ کیا کہ جھپٹ کر جاؤ اور جلد خبر لیکر آؤ دیر نہ کرنا وہ کنیز دوڑ کر چلی
دونون لشکرون کے درمیان مین آئی دیکھا کہ ایک ہنگامہ ہو رہا ہی کہ بادشاہ اسلام اور فولاد

سے مقابلہ ہی اب یہ نوبت پہونچی ہی کہ فولاد خارہ شکن زیادتیان کرنے لگا ہی جب پکڑلاتا ہی نکلنے نہین
دیتا بادشاہ چونکہ بچپت ہین بہزار مشکل نکلتے ہین لشکر مین ظلمانہ کے ایک غریو بلند ہی ظلمانہ خیمے مین
بیٹھی سحر کر رہی ہی کنیزین اُسکو برابر خبرین دے رہی ہین کہ ای ملکۂ عالم اب وہ جوان طلسم کشا پر
غالب آیا گھڑیون ایک مقام پر لڑ رہا ہی جب طلسم کشا کو پکڑ لاتا ہی تو طلسم کشا بمشکل نکلتے ہین ہر چند
چاہتے ہین کہ مین فولاد کو زیر کرون مگر ممکن نہین دو چار پہر مین یہ بات بھی موقوف ہو جائیگی مجکو
یقین ہی کہ وہ زیر کرلے یہ آوازین سُن کر وہ کنیز پلٹی باغ مین بہار کے پہونچی بہار نے پوچھا خیر تو
ہی کنیز نے عرض کی کہ واری بڑی سختی ہی آٹھ پہر سے ایک پہلوان لڑ رہا ہی اب وہ زیادتیان
کر رہا ہی روح پر اُن کی صدمہ ہی ایسے بہادر کا ناچار ہونا مقام غیرت ہی بہار نے جو یہ سُنا
زانو پر ہاتھ مارا کہا صاحبو غضب ہوا بڑا سحر ظلمانہ نے تیار کیا فوراً اُٹھی کہا طاؤس لاؤ ایک
طاؤس آیا اُسپر سوار ہو کر چلی اُس وقت پہونچی کہ دیکھا بادشاہ کے ساتھ فولاد زیادتیان
کر رہا ہی اور ظلمانہ بارگاہ کے اندر بیٹھی دستکین دے رہی ہی یہی چاہتی ہی کہ فولاد بادشاہ
کو زیر کرلے بہار نے آتے ہی کچھ پھول پھینکے وہ پھول جو فولاد پر گرے زرہ کی صورت تبدیل
ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک کرتی پہنے ہوے ہی بادشاہ تڑپ کر نیچے سے نکلے فولاد بدحواس ہوگیا
بہار نے اور پھول پھینکے ایک سناٹا ہوا بادشاہ بشوکت تمام لڑنے لگے فولاد کو ریل کر
پندرہ قدم پر لائے وہان پر لا کر ہتہ مارا کہ دونون گھٹنے فولاد کے آشنا بہ زمین ہوے کمر مین
ہاتھ ڈال کر نعرہ کیا نعرہ بادشاہ جمجاہ سہ منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس جم +
منم شیر دل صف شکن نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + زور جو کیا فولاد کو اُٹھا لیا چرخ
دے کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ او بے حیا شناخت مین پروردگار
کی کیا کہتا ہی اُسنے جواب دیا کہ لاکھ لاکھ جان میری نام پر جمشید ثانی کے نثار ہو بادشاہ
نے سر فولاد کا کھینچ لیا لشکر مین ظلمانہ کے ایک غریو ہوا سب سردار لینا لینا کہکر بادشاہ پر آپڑے
لڑنے لگے اِدھر سے میثاق وغیرہ بھی پہونچے اِن سب نے آگ برسادی غریو جو ہوا ظلمانہ جادو
نکل آئی بہار کو دیکھا کہ آسمان پر سے سحر کر رہی ہی پکار کر کہا کہ او گیسو بریدہ تو نے یہ سحر بھی
میرا مٹایا اب کہہ کہ تیرا کیا حال کرون بہار نے جواب دیا کہ جو آپ سے ہو سکے وہ کیجیے

مین بھی اسی کی مشتاق ہون کہ آپ سے فیصلہ ہو جاے روز کا جھگڑا مٹے آپ پیچھا نہ چھوڑینگی
ہر روز ایک نیا ڈھکوسلا نکالتی ہین ظلمانہ نے گولہ مارا کہ طاؤس کا سر اُڑ گیا بہار تھرائی
میثاق نے بہار کو روکا اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ ہوشیار رہیے دیکھیے حریف کا سحر چل گیا
بس پھر تو بہار سنبھلی تڑپ تڑپ کر گرنے لگی جب غول پر گری اُسکو تہ و بالا کر دیا بادشاہ جمجاہ
شیرانہ و رستمانہ لڑ رہے ہین جب افسر کے سامنے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
وار اُسکا روک کر ہاتھ مار دیا اُس افسر کے دو ٹکڑے ہوے علمدار لشکر نے جو دور سے یہ
معرکہ دیکھا ہاتھی بڑھا کر طرف بادشاہ کے چلا بادشاہ نے بڑھ کر علمدار کو مارا علم سرنگون ہوا
کفار پر علم ماتم گرا فوج ظلمانہ کو شکست ہونے لگی لاکھ لاکھ کوشش کی مگر کچھ نہ ہوا آخر
طبل بازگشت بجوا کر ظلمانہ پلٹی مگر ملول و حزین کہتی ہوئی صاحبو تمنے دیکھا آج لڑائی کا کیا
انجام ہوا اس شوخ دیدہ نے شکست دلوائی بڑا رونا یہ ہے کہ قدرت بھی اُسپر جان دیتے ہین یہی
فکر ہے کہ وہ گرفتار ہو کر آسے تو اُسکو قبضے مین کر دن مگر اُس کمبخت کی ضدین بلا کی ہین جو کہتی ہے
وہ ہی کرتی ہے ہر چند کہ اُسکے عاشق بہت ہین مگر قدرت کا عشق سب پر غالب ہے صاف صاف
کہتی تھی کہ مین نے جمشید ثانی پر لعنت کی اب مین اِس مذہب مین نہ آؤنگی مین نے یہ افتادین
کبھی نہین دیکھی تھین اگر ایک دو پہر اور نہ آتی تو فولاد بادشاہ کو زیر کر لیتا ایسی میرے
سحر کی تاثیر ہوئی تھی کہ لوح محفوظ کچھ نہ کر سکی سحر بہار نے اُسکی تاثیر کو مٹایا صاحبو مجکو ہنسی آتی ہے
کہ اُس ظالم نے آتے ہی چند پھول پھینک دیے فوراً بادشاہ مین طاقت آگئی پھر فولاد کا زیر
ہو جانا کتنی بڑی بات تھی لوح محفوظ بھی چپکی آخر یہ انجام ہوا کہ علمدار تک مارا گیا مین نے
جلدی کر کے طبل بازگشت بجوا دیا ورنہ آج یہی یقین تھا کہ کل لشکر فرار پر قرار لیتا یہ باتین
کر رہی تھی کہ آسمان پر لکۂ ابر سفید نمایان ہوا وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا تخت پر ایک
شاہزادی نہایت حسین و جمیل لباس سفید پہنے ہوے دریاے مروارید مین از سر تا پا غرق
ہے آتے ہی ظلمانہ کو سلام کیا ایک کاغذ ہاتھ مین دیا ظلمانہ نے دیکھا کہ وہ کاغذ فرستادۂ جمشید
ہے پڑھا تو اُسمین لکھا تھا کہ ای ظلمانہ آج کی بھی جنگ کا حال ہمپر ظاہر ہوا تمنے سحر کامل کیا تھا
لیکن معشوقۂ قدرت نے بوجہ تاثیر تقدیر قدرت آکر سحر کو مٹایا فولاد کو قتل کرایا تم طبل امان

بجواکر پلٹین وہ لوگ بخیر و عافیت پلٹ گئے ادھر بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین فیروزہ سے فرمایا کہ دریافت
تو کرو اب ظلمانہ نے کیا کیا دیکھیے اس بڑھیا سے کیونکر نجات ملے فیروزہ ایک ضعیفہ کی صورت
بنکر طرف بارگاہ ظلمانہ کے چلا اُس وقت آکر پہونچا کہ ظلمانہ وہ کاغذ پڑھ رہی ہو اس مقام
تک پہونچی ہو کہ کاغذ مین مرقوم ہو کہ ای ظلمانہ مرواریدِ سفید پوش کہ ساحرہ بے نظیر ہو
وعدہ کرتی ہو کہ مین بہار کو پکڑ لاؤنگی اور ظلمانہ کے پاس قید کرونگی لہذا ملکہ مروارید آتی ہین
ظلمانہ یہ نامہ پڑھکر طرف مروارید کے متوجہ ہوئی کہا کیون بی بی اُس شوخ دیدہ کو کیونکر
گرفتار کروگی بہار وہ بلاے روزگار ہو کہ تم کو دیوانہ کردیگی مروارید نے جواب دیا کہ وقت
پر میرے سحر کا حال کُھلیگا مین بالاعلان اُسکی بارگاہ مین جاؤنگی اور ٹوک کر گرفتار کرون گی
ظلمانہ نے کہا کہ ای مروارید وہ تمھارے سحر کو نہ مانے گی مجکو ڈر یہ ہو کہ تم بھی میری دشمن نہ ہوجاؤ
جو جو شاہزادیان اس طلسم مین حسین و جمیل ہین اُن کو قدرت کا حکم ہو جاے کہ وہ فرزندان
حمزہ کو نہ دیکھین جسنے اُن کا جمال دیکھا وہ یون مبتلا ہوئی کہ اپنا گھر بار مٹایا اُن کا گھر آباد کیا۔
اِسکی مان مری ہو تو یہ بد نصیب چھ مہینے کی تھی مین نے بمشکل اِسکو دودھ پلوا کر بالا کل سحر سکھایا
کوئی جملہ اُٹھا نہین رکھا یہ نہ جانتی تھی کہ میری ہی دشمن ہوگی اُسنے تو وہ قیامت برپا کی کہ
مجھے زندگی دشوار ہوگئی آج وہ سحر مٹایا ہو کہ کلیجے پر سانپ لوٹ رہے ہین اگر دو پہر اور
وہ کمبخت نہ آتی تو فولاد بادشاہ کو زیر کر لیتا لیکن ای مروارید اب تم اپنا انتظام کرو مروارید
نے ایک ترنج ہاتھ مین لیا اور طاؤس سحر پر سوار ہوئی بہار جادو اپنے مقام پر بیٹھی ہو ناچ
ہو رہا ہو خادم و خدمتگار و کنیزین پشت پر کھڑی ہین رومال ہلا رہی ہین بہار کہہ رہی ہو
کہ صاحبو مین نے تو نانی امان سے صاف صاف کہدیا کہ جو آپ سے ہو سکے وہ کیجیے میری
بادشاہ پر جان جاتی ہو میرا دل نہ پھریگا اور آٹھ پہر یہی خواہش ہو کہ بادشاہ ہر امر مین غالب
رہین اور ظلمانہ گرفتار ہو کر سزا پاے یا اگر اطاعت بادشاہ کرے تو پھر اسمین اُسی طرح اپنا
بزرگ تصور کرونگی خیر سمجھا جائیگا اب تو فساد پڑ گیا مگر مروارید سفید پوش ترنج ہاتھ
مین لیکر ظلمانہ سے رخصت ہوئی اُس وقت پہونچی کہ بہار مسند پر بیٹھی تھی سامنے آکر مروارید
نے نعرہ کیا کہ ای ملکہ بہار تمھاری بدعت کا شہرہ تا بہ خداوند پہونچا مجکو حکم ہو کہ تم کو

گرفتار کرنے کے لیجاؤن بہتر یہ ہو کہ اُٹھو مین سامنے قدرت کے لے چلون تم سجدہ کرکے فوراً چلی آنا
جو فرمائین وہ بجالانا ای بہار سمجھو تو کہ سب بزرگ تمھارے جمشید ثانی کے پرستار اور زیر دست
تھے اور ترقیان عہدون کی پاتے تھے تمنے یکایک یون منھ پھیرا یہ تمھارے واسطے بہتر نہوگا
بہار رنجیدہ مٹھی تھی جواب دیا کہ او بیہودہ کیا بکتی ہی مین جمشید ثانی پر لعنت کرچکی یہ کیسا
خداوند ہو کہ اسکے کیے کچھ نہین ہوسکتا مجکو دیوانہ کر دیا ہوتا یا مجھپر کوئی آفت نازل ہوتی
بادشاہ جمجاہ اپنے دربار مین مجکو نہ آنے دیتے پھر یہ کیسا خداوند ہو کہ مسلمانون سے دردمند
ہو ای مروارید عقل کا سارا فتور ہی انسانیت سے بہت دور ہو کہ ایسے کو سجدہ کرے یہ سُن کر
مروارید نے وہ ترنج جو ہاتھ مین تھا پھینکا اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ بہار مراد اس
سحر سے یہ ہو کہ خدمت خداوند مین چل کر حاضر ہوا اور جو سرکشی کی ہو اُسکا عذر کرو جیسے ہی
ترنج آکر پھٹا بہار نے گلدستہ اُٹھا کر پھینکا ترنج تو باطل ہوا مگر طائران باغ نے آکر مروارید
کو گھیر لیا بہار نے اُٹھ کر ایک دستک دی اور آواز دی کہ ای عندلیب خوشنوا آکر زمزمہ سرائی
تو کرو اس طرح اُڑتی ہوئی آؤ کہ بی مروارید کے ہوش اُڑا دو یہ جو پکار کر بہار نے کہا گوشہ
باغ سے ایک عندلیب خوشنوا چکارتی ہوئی یہ اشعار پڑھتی ہوئی آئی نظم

لو مبارک ہو کہ تم پر دل ناشاد آیا + بے وفائی کے چلن سیکھ لو اُستاد آیا +
قتل عشاق کو جب وہ ستم ایجاد آیا + منچلے بڑھ کے پکارے کہ وہ جلاد آیا
ایک آنسو نہ پکارا یہ شب فرقت مین + مین لگی تیری بجھانے دل ناشاد آیا +
ہوش کو اُسکی خبر کے لیے بھیجا تھا کبھی + پھر کے ابتک نہ وہ آوارہ و برباد آیا
نالہ اپنا سوے محشر جو کہین جا نکلا + + غل ہوا صور سرافیل کا اُستاد آیا
آفت روز قیامت سے بچایا اُسنے + میرے آڑے بخدا عشق خداداد آیا
فاختہ باغ مین ٹی بزم مین دل سینے مین + شاکی عشق تھا جو صاحب فریاد آیا
کسنے سر سنگ در یار سے پھوڑا ہی جلال + بے ستون سے جو قدم لینے کو فرہاد آیا

اُس عندلیب نے سر پر مروارید کے چرخ مار کر یہ اشعار پڑھے کہ مروارید کا چہرہ یکایک
سُرخ ہوگیا جھولی بائین ہاتھ سے اُتار کر پھینکی اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم جو حکم ہو وہ بجالاؤن

بہار نے کہا کہ تمہارا یہی علاج ہی کہ جا کر ظلمانہ کا سر لاؤ یہ سُن کر مروارید نے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم
مین تو مدت سے خواہان تھی کہ ظلمانہ سے مقابلہ پڑے اُس بڑھیا کو بڑا گھمنڈ ہی مین رخصت ہوتی ہون
ملکہ نے گلے سے اپنے ایک ہار اُتار کر مروارید کے گلے مین پہنا دیا مروارید جھومتی ہوئی چلی باغ سے
نکلی صحرا کو طے کرتی ہوئی جاتی ہی کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ ایک بلندی سے دیکھا کہ ایکطرف
لشکر بادشاہ حمجاہ اور ایک جانب لشکر ظلمانہ اُترا ہوا ہی دونون لشکر مثل دریاے قہار کے موج مار رہے
ہین قضاے کار خونخوار بلند بالا کسی ضرورت مین لشکر بادشاہ سے نکلا ہی کنارے پر لشکر کے
کھڑا ٹہل رہا ہی نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ ایک مہ جبین بلندی پر کھڑی ہی لشکر ظلمانہ کو دیکھ دیکھ کر
کلمات سخت کہہ رہی ہی خونخوار حیران ہوا کہ یہ مہ جبین کون ہی کہ جسپر یہ آفت پڑی کہ چہرہ سُرخ ہو رہا
ہی گلے مین ہار پہنے ہوے جوشان وخروشان قصد کرتی ہی کہ لشکر ظلمانہ مین جاؤن اور جا کر
آفت برپا کرون خونخوار نے ہاتھ سے اشارہ کیا مروارید بلندی سے اُتر کر آ گئی خونخوار
نے دیکھا کہ گلے مین ایک ہار پہنے ہی خونخوار نے وہ ہار اُتار لیا ہار اُترتے ہی ہوش مروارید کے
درست ہوے خونخوار نے کہا کہ ای مہ جبین کہان چلی تھین یہ ہار تمھین کسنے پہنایا مروارید نے کہا
کہ براے گرفتاری بہار گئی تھی وہان جا کر یہ ہار جیت حاصل ہوئی یہان آ کے تمسے ملاقات ہوئی
خونخوار نے کہا کہ اب مجھے سرفراز کرو چل کر میری بارگاہ مین بیٹھو بہار تمہارے ساتھ بغاوت
نہ کریگی مین تمہارے اُن کے صفائی کرا دونگا ایک امر کا اور خیال رہے کہ اس طلسم کی عمر تمام
ہو چکی ہی جو کوئی جمشید ثانی کا ساتھ دیگا وہ مارا جائیگا آرام نہ پائیگا اور جس وقت ہمارے
بادشاہ حمجاہ طلسم کو فتح کرینگے تو ہم سب کو عہدہ ہاے جلیل ملینگے اور ہمارا ملک ہم کو
ملیگا اور علاوہ ملک کے اور بھی غنچۂ آرزو کھلینگے سوا اسکے جمشید ثانی مثل ہمارے تمہارے
ساحر ہی خداوند کیسا چل کر پروردگار کو سجدہ کرو جس طرح ہم لوگ رہتے ہین اُسی طرح تم بھی
رہو اس فصاحت سے خونخوار نے مروارید کو سمجھایا کہ مروارید کے ذہن مین آ گیا خونخوار
کے ساتھ بارگاہ بادشاہ مین آئی بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کہ ای خونخوار یہ کون
ہین خونخوار نے عرض کی کہ یہ بحکم جمشید بہار سے لڑنے گئی تھین وہان سے مبہوت ہو کر آتی ہین
براے قتل ظلمانہ جاتی تھین غلام نے اِن کو روک لیا اب یہ اطاعت شاہی کرتی ہین چاہتی ہین

کہ نمکخواران شاہی مین محسوب ہون ہر چند کہ حضور جانتے ہین کہ غلام اس لائق ہی کہ ان کی
خدمت بوجہ احسن کریگا مگر سرکار شاہی سے کچھ مقرر ہونا ضرور ہی بادشاہ نے کئی سو روپے
ماہواری کی تنخواہ مروارید سفید پوش مقرر کی خونخوار مروارید کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین
آیا مگر ہرکارے لشکر ظلمانہ کے جو حاضر دربار تھے یہ خبر لیکر بھاگے سامنے ظلمانہ کے آئے تمام
کیفیت بیان کی کہ ای ملکۂ عالم بی مروارید جو بڑا گھمنڈ کر کے برائے گرفتاری ملکہ بہار
گئی تھین وہان سے مبہوت ہوکر برائے بربادی لشکر حضور آئین کہ خونخوار سے نگاہ مل گئی خونخوار
نے سحر بہار اُتارا اور بہ فصاحت سمجھا کر دربار شاہ مین لے گیا بادشاہ نے اُسکو اپنا ملازم
قرار دیا اور اب وہ بارگاہ خونخوار مین ہی جو خبر پائی تھی وہ غلامون نے عرض کی آٹھ پہر
اسی واسطے حاضر رہتے ہین مگر شہنشاہ اوج عیاری خواجہ عمرو بھی دربار مین حاضر ہین بادشاہ
نے فرمایا کہ کیون چھوٹے دادا جان ظلمانہ کی کچھ فکر نہ کیجیے گا وہ روپیہ مفت مین آپ نے ہضم کیا
اب مناسب یہ ہی کہ یا تو فکر کیجیے یا روپیہ واپس دیجیے عمرو نے رو کر کہا کہ ای شہنشاہ خدا
آپ کو سلامت رکھے غریب کے پاس روپیہ کب رہتا ہی بقول شیخ سعدی فرد قرار در کفِ
آزادگان نگیرد مال + نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال + بادشاہ ہنسنے لگے کہا چھوٹے دادا
جان صاحب یہی تو مشکل ہی کہ آپ روپیہ لیکر باتین بناتے ہین اب یا روپیہ دیجیے یا کام مین بدل
کوشش فرمائیے عمرو نے کہا کہ اب تو میرے ہوش درست نہین ہین اس مہینے کا سودا دا
فرمائیے تو البتہ مین کچھ تدبیر کرون ورنہ اب رخصت ہوتا ہون دادا جان تمھارے منتظر ہونگے
میری غیر حاضری لکھی جاتی ہوگی پوری تنخواہ بھی نہ رہیگی یہ کہکر اُٹھے بادشاہ نے ہاتھ تھام
لیا کہا چھوٹے دادا جان مین آپ کو جانے نہ دونگا عمرو نے کہا کہ مین آج ہی جاتا ہون اگر
بنتا ہی تو ظلمانہ کو لاتا ہون بادشاہ نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ آپ کسی اور کو ظلمانہ کی شکل بنا کر
لے آوین تو کون پہچان سکیگا عمرو نے ہنس کر کہا کہ ایسا نہ تصور فرمائیے یہ باتین اپنے حمزہ کے
ساتھ کرتا ہون بچون کے ساتھ ایسی باتین کرنا سراسر خلاف ہی یا ظلمانہ کو لاؤنگا یا اپنی
جان دونگا مگر سودا ایکے مہینے کا حضور کے ذمے رہا بادشاہ نے سر جھکا لیا فرمایا چھوٹے دادا جان
آپ مین یہ بڑا عیب ہی کہ کام مین فتور ڈالتے ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ اب سب حال حضور پر

کھل جائیگا خواجہ عمرو بادشاہ سے وعدہ کرکے باہر نکلے جو صورت منظور ہوئی اُس صورت پر
طرف بارگاہ ظلمانہ کے چلے یہان ظلمانہ جادو مسند پر بیٹھی ہی تمام سردار جمع ہین مروارید کا
ذکر ہو رہا ہی ظلمانہ کہتی ہی کہ بی مروارید کو ایسی سزا ملیگی کہ عمر بھر یاد کرین مین کیا اُنھین
چین سے بیٹھنے دونگی وہ جو سوچی ہین کہ مین قدرت سے جدا ہو گئی چین سے خدمت شاہ مین
رہون یہ غیر ممکن ہی مین اُن کی خود گرفتاری کو جاؤنگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا سب نے
دیکھا کہ جمشید ثانی تخت پر سوار آتا ہی ظلمانہ اُٹھی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آئیے تخت
جمشید کا اُترا آیا ظلمانہ نے چاہا کہ سجدہ کرون جمشید نے منع کیا کہا کہ ای ظلمانہ ہمین سجدہ
نہ کرو ہمنے اب اپنے بندون کو منع کر دیا ہی کہ جب مسلمانون سے سجدہ کرالین گے تب تم سے بھی
سجدہ لین گے کیا ضرور ہی کہ جو اپنے مطیع و منقاد ہین وہ تو سجدہ کرین اور مسلمانون کی بغاوت
مٹ نہ سکے اُنکی بغاوت مٹا کر سامان ہوگا اسوقت بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ ظلمانہ مقابلہ مسلمانان
مین اُتری ہوئی ہی ایسا نہ ہو کہ اُسپر کوئی اُفتاد پڑے چل کر عمر ظلمانہ کی بڑھاؤن ظلمانہ یہ
سُن کر خوش ہو گئی کہا یا خداوند آپ کی پرورش اور آپ کی عنایت مجکو روز موت کا سامنا
ہی جمشید ثانی نے کہا کہ مین آج تیری ایسی عمر بڑھادون کہ کوئی قتل نہ کر سکے مصاحبون نے
عرض کی کہ خداوند ہم سب کی عمرین بڑھا دیجیے کہ قتل مسلمانان سے بیخوف رہین مغلوبہ
مین جھپٹ جھپٹ کر جائین جب یقین ہو گا کہ ہمین کوئی نہین مار سکتا تو دل کھول کر لڑین گے
خوب معرکے پڑین گے مسلمانون کے دانت کھٹے کر دین گے ظلمانہ نے حکم دیا کہ خداوند
فرماتے ہین مٹکے شراب کے لاؤ مین سب کی عمرین بڑھاؤنگا لشکر ظلمانہ کا جانور تک نہ مرنے
پائے سب ساحر خوش ہو کر جمع ہوے ہین اور جمشید نقلی کا ارادہ ہی کہ مٹکون مین شراب
کو خراب کرون کہ آسمان پر نعرہ ہوا کہ باش او ساربان زادے ظلمانہ پر ہاتھ نہ ڈالنا
عمرو نے جو نعرہ جمشید کی آواز سُنی تخت سے اُٹھ کر گلیم اوڑھ لی جمشید تخت کو اُڑائے ہوے
آیا کہا ای ظلمانہ یہ عمرو تھا کہان غائب ہو گیا بلاے روزگار ہی مین قصر ہفت رنگ مین
بیٹھا تھا مجکو طائر سحر نے خبر دی کہ آپ کی شکل پر ساربان زادہ قیامت برپا کیا چاہتا ہے
بارگاہ ظلمانہ مین موجود ہی مجکو تاب نہ آئی ہر چند کہ ساحرون نے عرض کی کہ ہم لوگ جادین

اور جاکر بچالین مین نے جواب دیا کہ قدرت خود تکلیف کرین گے اگر ایک چند منٹ اور نہ
آتا تو اُسنے خاتمہ کر دیا تھا ای ظلمانہ بہت ہوشیار رہنا بہار تمہارے واسطے خزان کی طلبگار
ہو جہان تک ہو سکے اُس سے مقابلہ نہ کرنا کتاب سوانحات مین مرقوم ہو کہ ظلمانہ کی خرابی
بہارہ کے ہاتھ پر موقوف ہو ظلمانہ نے کہا کہ یا خداوند مین خود اُسکے درپے آزار ہون
جسدن میرے سحر مین پھنسی سر پٹک پٹک کر مرے گی ابھی اُسکی بدعتین دیکھ رہی ہون کہ آخر
کیا کرتی ہو جس روز میرے ہتھے چڑھ گئی دیوانہ کرکے مارونگی اب تو وہ عشق مین بادشاہ
کے مبہوت ہو باغ مین بھی گھبرایا کرتی ہو بادشاہ پر مرتی ہو اور بادشاہ کو بھی اُس سے محبت
ہو اب بی مروارید بھی اُس لشکر مین پہونچین اب وہ بھی کچھ آگ لگائین گی مگر میرے ہاتھ
سے بچ کر کہان جاوین گی جسدن مین نے سحر کیا بی مروارید خود دوڑی آوین گی جمشید یہ سب
باتین ظلمانہ سے سُن کر روانہ ہو گیا ظلمانہ فکر مین مصروف ہو مگر یہ خبر ہرکارون نے بادشاہ کو دی
کہ خواجہ عمرو بشکل جمشید ثانی بارگاہ ظلمانہ مین برائے گرفتاری ظلمانہ گئے تھے مگر خالی پلٹے
جمشید ثانی نے خود آکر رنگ عیاری خواجہ مٹایا یہ ذکر تھا بادشاہ افسوس کر رہے تھے کہ آواز
زنگ کی بلند ہوئی دیکھا خواجہ عمرو پریشان پریشان آتے ہین بادشاہ نے پوچھا کہ کیون دادا جان
خیر تو ہو خواجہ نے سب حال بیان کیا بادشاہ نے فرمایا کہ مین سب حال سُن چکا خواجہ عمرو نے سر
جھکا لیا کہا ای شہریار مین اسی فکر مین پھر جاتا ہون یہ کہکر خواجہ پھر بصورت میدلی لشکر ظلمانہ مین
گئے دیکھا کہ ظلمانہ بیٹھی ہو سامنے جھیل ہو تماشا دیکھ رہی ہو خواجہ نے ایک تربوز کاٹ کر چھلکا اُسکا
مثل سر انسان بناکر جھیل مین چھوڑا وہ بہتا ہوا سامنے ظلمانہ کے پہونچا ظلمانہ نے اُس پر تیر
مارے جب یقین کامل ہو گیا کہ تربوز کا چھلکا کسی نے ڈالا ہو تب خاموش ہوئی رات کو خواجہ عمرو
جھیل مین اُترے اُسی چھلکے کو سر پر رکھ لیا دو آنکھین اُسی مین بنالی ہین اُسی سے دیکھتے ہوے
قریب بارگاہ ظلمانہ پہونچے جھیل سے نکل کر آئے سراپچہ چاک کیا بارگاہ ظلمانہ مین آئے دیکھا
ظلمانہ پڑی ہوئی سو رہی ہو خواجہ نے قریب آکر ظلمانہ کو بیہوش کیا پشتارہ اسکا باندھا مگر
زبان مین سوزن دے لی اُسی طرح بارگاہ ظلمانہ سے نکلے اور جھیل کے کنارے کنارے چلے
شبگر دنامے کو توال لشکر جو پھرتا ہوا آیا اُسنے پکارا نگہبانون کو بیہوش پایا اندر بارگاہ کے آیا

پلنگ ظلمانہ کا خالی دیکھ کر ایک چیخ ماری کہ یارو غضب ہوا کوئی ملکۂ عالم کو لے گیا یہ کہ کر خود دوڑا
بہت سے جادوگر اسکے ساتھ ہین شبگرد نے دور سے دیکھا کہ ایک سیہ پوش پشتارہ بدوش جاتا
ہی آواز دی کہ او جانے والے ٹھہر جا خواجہ عمرو اور تیز ہوے جادوگر دوڑے خواجہ نے
جو دیکھا کہ جادوگر آتے ہین سامنے ایک غار تھا اُس مین پشتارہ ڈالدیا اور آپ ایک جھاڑی
مین بیٹھ رہے سب جادوگر ڈھونڈھتے پھرتے ہین لشکر مین ہلڑ ہوگیا کہ ظلمانہ کو کوئی لے گیا چند
جادوگر دوڑ کر سامنے لشکر بادشاہ کے پہونچے وہان بھی طلایہ دار وغیرہ پلٹ رہے ہین لیکن کچھ
ذکر گرفتاری ظلمانہ نہ پایا مگر یہان جنگل مین ساحرون کا ہجوم ہی ہر طرف تلاش کر رہے ہین ایک
جادوگر پھرتا پھراتا قریب جھاڑی کے آیا خواجہ نے اُسکو صورت دکھائی اُسنے چاہا گرفتار
کر لون خواجہ نے اُسے حباب مار کر بیہوش کیا جھاڑی کے اندر اُسکو ڈالدیا اُسکی شکل بن کر
نکلے جادوگرون کے ساتھ غل مچانے لگے کہتے ہین یارو مقام افسوس ہی کہ ملکہ کو کون لے گیا
اور کدھر سے آیا شبگرد کہتا ہی کہ یارو مین نے دور سے دیکھا تھا کہ ایک سیہ پوش پشتارہ بدوش
جاتا تھا اسی مقام پر آکر غائب ہوا ہی خواجہ اُس ساحر کی شکل بنے ہوے شبگرد کے ساتھ
پھر رہے ہین جواب دیتے ہین کہ مین نے آگے دیکھا تھا سب صاحب اُسی طرف بڑھ چلیے
شاید وہ شخص مل جائے مگر دل مین حیران ہین کہ مین جسکی شکل بنا ہون نہین معلوم اُسکا نام کیا
ہی کہ شبگرد نے پکارا ای سموم جادو تم نے کس مقام پر دیکھا تھا خواجہ سمجھ گئے کہ جس ساحر
کی مین شکل بنا ہون یہ اُسکا نام ہی کہا ای شبگرد آپ کیا ارشاد فرماتے ہین شبگرد نے کہا کہ
ای سموم تم نے پشتارہ بدوش کہان دیکھا تھا خواجہ نے کہا کہ وہ آگے مقام ہی سب اُس
طرف دوڑے شبگرد بھی نکل گیا خواجہ اچھا اچھا کہ کر ٹھہر گئے آکے غار سے پشتارہ نکالا لیکر
بھاگے مگر قضائے کار شبگرد نے اُس مقام پر پہونچ کر کہا کہ سموم جادو نے اسی مقام کا پتہ
دیا تھا وہ خود نہین آیا ایک نے کہا کہ سموم جادو پیچھے رہگیا شبگرد کے دل کو لگی ہوئی تھی
کہ مین کوتوال ہون میرے ذمے بڑی بدنامی ہوگی ملکہ فرمائین گی کہ تو کیسا کوتوال تھا کہ ہماری
فکر نہ کی ایک درخت پر چڑھ کے دیکھا کہ سموم جادو پشتارہ بدوش جاتا ہی وہین سے اسنے
آواز دی کہ یارو لینا وہ سامنے سموم جادو جاتا ہی جادوگر دوڑے شبگرد نے وہین سے

سحر کیا کہ خواجہ لڑکھڑا کر گرے پشتارہ الگ گرا شاگرد درخت سے کود کر دوڑا اور جا کر پشتارہ اُٹھایا
جادوگرون سے کہا کہ سموم کو بھی لیتے آؤ خواجہ عمرو زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین دعائین
مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار مالک لیل و نہار اب گرفتار ہوتا ہون نہین معلوم یہ ساحر
کس طرح پیش آوین گے گرفتار ہوتے ہی میرا سارا حال کھل جائیگا ای بے نیاز بچائیے نظم

صاحبِ صدق و صفا هستی اگر ‖ طالبِ ذات خدا هستی اگر
دوستی با دوست گر مطلوبِ تست ‖ با محبت آشنا هستی اگر
پیشوا خواهی اگر در راہ حق ‖ در تلاشِ رہنما هستی اگر
از دل و جانے اگر خواہان دوست ‖ عاشقِ آن دلربا هستی اگر
از کمال الفتِ سوزِ درون ‖ بر رُخِ خویش فدا هستی اگر
بے خبر هستی اگر از خویشتن ‖ محوِ ذاتِ کبریا هستی اگر
باش در تعمیل فرمان سرنگون ‖ شو مطیعِ ذاتِ بے چون و چگون

قضائے کار میثاق کوہ گردان کسی کار ضروری کو لشکر سے نکلا ہر دور سے اُسنے
بنگاہ سحر دیکھا کہ خواجہ زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین اور چند ساحر نیزہ و شمشیر لیے ہوے تاک رہے
میثاق نے وہین سے للکارا کہ او نامردو کیا کرتے ہو خبردار خواجہ پر ہاتھ نہ ڈالنا یہ کہہ کے گولہ
پھینکا وہ جو ساحر ہمراہ گرفتاری خواجہ بڑھے تھے اُن کے سر اُڑ گئے افسرون نے اورون کو
منع کیا کہ آگے نہ بڑھو ہم اپنا مطلب کر چکے ہین پشتارہ ظلمانہ کا اُٹھا لاے جب ساحر ٹھہرے
اور آگے نہ بڑھے میثاق نے سحر کیا کہ خواجہ کے ہاتھ پاؤن کھلے میثاق کے ساتھ چلے کہا ای
میثاق یہ ظلمانہ بڑی صاحب اقبال ہے مین ایسی تدبیر سے پہونچا مگر کچھ تو اُسکا آگیا اُسنے
یہ قیامت برپا کی مگر سرداران ظلمانہ ظلمانہ کو لیے ہوے بارگاہ مین آکے زبان سے سوزن
نکالی پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جیسے ہی ظلمانہ بیدار ہوئی دیکھا کل سردار جمع ہین تمہین ذکر
کر رہے ہین ظلمانہ نے پوچھا یارو خیر تو ہے مجھکو کہان سے لائے اور مجھپر کیا افتاد پڑی مجھسے تو کچھ
حال بیان کرو سب سردارون نے عرض کی کہ حضور عجب آفت برپا ہوئی تھی کہ ساربان ادھر
آیا اور آپ کو لے گیا مگر شاگرد وقت پر پہونچا آپ کا پشتارہ چھین لیا اور اُسے سحر مین پھنسایا

کہ عین وقت پر میثاق آگیا وہ اُس کو لے گیا ہم لوگ مجبور ہو کر واپس آئے ظلمانہ نے کہا کہ یہ تو سب گذرا مگر یہ بتاؤ کہ وہ ساربان زادہ بارگاہ مین میری کیونکر آیا شاگرد نے عرض کی کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ جھیل سے آیا اور آپ کو گرفتار کرکے لے گیا ظلمانہ نے کہا کہ جھیل کی تو مین آپ حفاظت کیا کرتی تھی اور کسی سمت سے آیا جھیل سے راستہ آنے کا نہین ظلمانہ نے کہا کہ جمشید ثانی نے خیر کی اگر لیجاتا تو آفت برپا ہوتی مگر کیون ای شاگرد کیا تدبیر کرون کہ بادشاہ کو سامنے سے ہٹاؤن مجکو مقابلے مین اُترے ہوے عرصہ گذرا جو کام کیا وہ ناقص رہا کیسے کیسے ساحر آئے مگر وہ مارے گئے کوئی جم کر نہین لڑا مدت سے طبل جنگی بھی نہین بجا شاگرد نے عرض کی کہ حضور طبل جنگی بجوائین غلام آپ کا میدان مین نکلیگا ضرور آپ کو آرام ملیگا ظلمانہ نے حکم دیا طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے جو بامر جاسوسی حاضر تھے وہ خبرین لے کر بھاگے بادشاہ جمجاہ تخت پر متمکن ہین جملہ سردار حاضر ہین کہ صداے طبل جنگی کان مین آئی سر اُٹھا کر فرمایا کہ ہان یارو دریافت تو کرو کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہے فیروزہ نے عرض کی کہ ہرکارے لشکر حضرت کے وہان موجود ہین وہ خبر لاتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالاے قطعہ کتا سبزہ روئیدہ باشد بباغ * گلِ سُرخ تا بد چو روشن چراغ * نگین سعادت بنام تو باد * ہمہ کار عالم بکام تو باد * شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے ظلمانہ نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کین و عناد و فساد کو دوبالا کرے بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ تائید ربانی و لبفضل ایزدی طبل جنگی بجے دونون لشکرونمین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاری رہی اب وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش کاشانۂ مشرق سے نمودار ہوا دونون لشکر میدان مین آئے بطور قدیم صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ رہے ظلمانہ کا ارادہ ہے کہ مین نکلون کہ صحرا سے گرد اُٹھی ایک پہلوان گینڈے پر سوار آیا پشت پر ساٹھ ستر ہزار سوار نیزے ہاتھون مین چمکاتے ہوے ظلمانہ نے ہنس کر کہا کہ سرخاب ہے کہ بان بھیجا ہوا خداوندکا آیا ہے سرخاب نے آکر ظلمانہ کو سلام کیا اور کہا کہ ای ظلمانہ مجکو حکم خداوند ہے کہ جاکر ظلمانہ کی مدد کرو اور بادشاہ لشکر اسلام

کی مشکین باندھ کر لاؤں مین اسی غرض سے آیا ہون ظلمانہ نے اشارہ کیا سرخاب میدان مین
آیا سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ بادشاہ لشکر اسلام کون صاحب ہین مین اُنکے
مقابلے کا مشتاق ہون بادشاہ نے مرکب بڑھایا سب سردارون سے رخصت ہوے میدان مین
آے ظلمانہ سردارون سے کہ رہی ہی کہ اب مزہ ہوگا سرخاب کا زور بڑھاؤن اور بادشاہ
کا زور گھٹاؤن کیا عجب ہی کہ سرخاب غالب ہو اور لشکر اسلام پر شکست ہو بھاگنے کا
مسلمانون کو بند و لبست ہو ایک مرتبہ بھی بادشاہ گرفتار ہو کر میرے سامنے آجادین تو اُنکو
فوراً قتل کرون زندہ نہ چھوڑون یہان سرخاب نے جو جمال جہان آراے بادشاہ دیکھا مثل آئینے
کے حیران ہو کر رہگیا جی مین کہتا ہی کہ ایسا شیر دلیر حسین و جمیل میرے ہاتھ سے ناحق مارا جاے
مقام افسوس ہی کیونکر سمجھاؤن کہ یہ میرا کہنا مانے اور میری رفاقت مین آجاے تو قدرت
سے صفائی کرا دون دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار مجھے حضور پر رحم آتا ہی مین یہ چاہتا ہون
کہ میری اطاعت کیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ ای سرخاب فنون سپہ گری مین جس امر کا تمکو گھمنڈ
ہو اُسکو ظاہر کرو اگر مین جواب دے سکونگا تو فبہا ورنہ تمہاری اطاعت کرونگا بدون امتحان
دلون مین حوصلہ رہجائیگا کوئی سردار ایسا نہین کہ جسکو مین نے زیر نہین کیا سرخاب نے سر اُٹھا کے
دیکھا کہ بڑے بڑے سردار مجھسے بہتر و برتر صف مین کھڑے ہین دم جرأت کا بھر رہے ہین یہی خواہش
ہی کہ اگر بادشاہ حکم دین تو ہم لوگ جا پڑین اور دشمن سے لڑین سرخاب ہنس پڑا کہا ای شہریار
مین جانتا ہون کہ یہ سب جوان حسن پرست ہین آپ کے حسن کو دیکھ کر مطیع ہوے زور سے یہ لوگ
کیا زیر ہوتے یہ پہلوان ایسے نہین معلوم ہوتے کہ آپ کے ہاتھ سے زیر ہوے مگر آپ کے جمال
کے مطیع ہین بادشاہ نے فرمایا اب تو مین تمہارے سامنے کھڑا ہون کچھ کمال دکھاؤ سرخاب نے
نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر
دیکھ رہے ہین اور ظلمانہ سحر کرنے لگی مگر چونکہ بادشاہ لوح محفوظ پہنے ہین کوئی سحر ظلمانہ کا
قریب نہین آتا کہ بادشاہ نے بعد دو گھڑی کے نیزہ سرخاب کا گانٹھا تھپیڑا مار دیا نیزہ
ہاتھ سے سرخاب کے نکل گیا سرخاب نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے کئی
وار کیے بادشاہ نے وار خالی دیے اور تیغۂ ابراہیمی کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا

تلوار تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے اوچھا سا زخم بھی سر پر سرخاب کے آیا زخم کھا کر بہت جھلایا دیکھ کر آواز دی کہ ای بادشاہ جمجاہ دیکھیے آپ کی پشت پر کون کھڑا ہی مجکو تیر مارا چاہتا ہی بادشاہ جیسے ہی پلٹے سرخاب نے ہاتھ مار کر بادشاہ کو زخمی کیا بادشاہ نے پلٹ کر ہاتھ مارا کہ سرخاب کا شانہ نشانہ ہوا اور گینڈا بھی اسکا مارا گیا گینڈے سے سرخاب گرا فوج والون نے جو یہ حال سرخاب کا دیکھا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے ہرچند کہ بادشاہ زخمدار تھے مگر نعرہ کرکے فوج پر جا پڑے ظلمانہ سحر خوانی مین مصروف ہی اکثر برق چمک جاتی ہی میثاق نے آکر سحر ظلمانہ مٹایا ظلمانہ افسوس کرکے پیچھے ہٹ گئی سردارون سے کہا کہ غیر ساحر لڑ رہے ہین مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین دخل دون مگر بادشاہ کے سر سے خون اسقدر جاری ہوا قریب تھا کہ غش آجائے تلوار کو نیام مین کیا مرکب سے فرمایا کہ ای مرکب اصیل لے نکل مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا اڑتا بھڑتا لے نکلا دولتیان مارتا ہوا جاتا ہی یہان جب سرخاب بیہوش ہو گیا ظلمانہ نے دیکھا کہ لشکر پر شکست ہوتی ہی تو افسرون سے کہا کہ طبل امان بجوا کر پلٹو ہمراہیان سرخاب طبل بازگشت بجوا کر سرخاب کو لیکر پلٹے زخمون مین ٹانکے وغیرہ لگائے مگر جب لشکر بادشاہ پلٹا سردار حیران تھے کہ بادشاہ کیون پلٹ کر نہین آئے ہرکارون نے عرض کی ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ بادشاہ زخمدار تھے مرکب اصیل انکو نکال لے گیا سرخاب نے یہ سُن کر چند آدمی روانہ کیے کہ اگر کسی مقام پر مل جاوین تو گرفتار کر لینا یہان اہل لشکر بادشاہ نے خواجہ سے رجوع کی کہ خواجہ آپ نے سُنا بادشاہ جمجاہ ہمارے زخمی ہو کر کسی طرف نکل گئے یہان تمام لشکر پڑا ہی ہم لوگ تو نہین جا سکتے آپ تکلیف فرمائیے خواجہ نے فرمایا کہ مین آج کل پریشان ہون جب تک کہ مہاجنون سے فراغت نہ ہوگی تب تک کہین نہین جا سکتا سردارون نے کچھ تدبیر کرکے پیش کیا تب خواجہ تلاش مین سعد کی چلے مگر سعد شہریار کو مرکب لیے ہوے ایک دشت مین پہونچا پشت سے بادشاہ گرے مرکب چرا مین مصروف ہوا قضائے کار گلپوش نامے قزاق کہ اس صحرا کا حاکم ہی کسی کا کاروان لوٹ کر پلٹا تھا کہ لوگون نے عرض کی کہ ای افسر ملاحظہ فرمائیے ایک مرکب نایاب چرا مین مصروف ہی مگر باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا دہانہ اُسنے اُتار کر

پھینک دیا ہی حیران مصروف ہی گلپوش نے جو مرکب دیکھا بیقرار ہو گیا ساتھ والون سے
کہا کہ اسکو گرفتار کرو مرکب بھاگ کر قریب بادشاہ آیا ایک قزاق نے پکار کر آواز دی کہ ای قسیم
اعلی اس گھوڑے کا سوار بھی پڑا ہی گلپوش قریب آیا جمال بیمثال دیکھ کر بیقرار ہو گیا کہا یارو
مقام تاسف ہی کہ اس جوان کو کسنے ہماری عملداری مین زخمی کیا کون ایسا سرہنگ تھا کہ
ہماری عملداری مین یہ گستاخی کر گیا مین اسکا علاج کر کے پوچھونگا مگر کیا جری و بہادر ہی کہ
شاید تیرون سے اور نیزون سے یہ اسقدر زخمی ہوا ہی کوئی تلوار اسکے جسم پر نہین لگی معلوم
ہوتا ہی کہ بسبب جرأت کے کوئی اسکے پاس نہین آسکا بعد صحت کے دریافت کرونگا کسطرح
کے لوگ تھے کہ جنکے ہاتھ سے تم زخمی ہوے مگر جرأت تو اس جوان کی ظاہر ہی کہ زخمی تو ہوا اگر ہا
واسباب نہین دیا آخر یہ نوبت ہوئی کہ زخمی ہو کر گر پڑا یارو اس جوان کی صورت و شان و شوکت
سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ کہین کا شاہزادہ ہی دیکھو سب سلاح قیمتی ہین ایسے وہ لوگ گھبرا گئے کہ جال
موتیون کا بھی سپر پر سے نہ لے سکے مین ڈھونڈھ کر اُن کو سزا دونگا یہ کہ کر بادشاہ کو اُٹھوا کر بالا
کوہ لایا چھپر کھٹ پر لٹایا رومال لیکر بیٹھا مگس رانی کرنے لگا زخمون مین ٹانکے دلوائے بادشاہ
ہوشیار ہوے آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک جوان جری و بہادر رومال لیے سامنے بیٹھا ہی بادشاہ چہجا
اُٹھنے لگے گلپوش نے کہا کہ تکلیف نہ فرمائیے آپ کا سب اسباب موجود ہی یہ کہ کر مونڈھا سامنے
کیا اُسپر سپر و شمشیر و زرہ موزے راسگے وغیرہ رکھے تھے وہ سپر کہ جسپر موتیون کا جال پڑا ہی
وہ بھی رکھی تھی بادشاہ نے سر ہلایا گلپوش نے بہ تعجیل یخنی تیار کرائی تھی وہ حاضر کی بادشاہ وہ
پی کر پھر بیہوش ہو گئے قضائے کار بیٹی اسکی سرو چمن قصر سے یہ معاملہ دیکھ رہی تھی بادشاہ کا
جمال دیکھ کر دنگ ہو گئی دل پر ہاتھ رکھ لیا کہتی تھی کیا جمال ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے مگر دختر
قزاق فنون سپہ گری مین طاق ہی نیزہ ہلانا سیکھا ہی چو رنگ وغیرہ کاٹتی ہی گلپوش سرہانے
سے بادشاہ کے نہین ہٹتا سرو چمن نے رات تڑپ تڑپ کر کاٹی تصویر خیالی بادشاہ آنکھون کے
نیچے پھرتی تھی رات کو کئی مرتبہ اُٹھ اُٹھ بیٹھی آہ آہ کرتی تھی شرم دامنگیر تھی کسی سے کچھ حال نہ کہا
صبح کو کنیزون سے کہا کہ میرا دل بہت گھبراتا ہی برائے شکار جاؤنگی وہان دل بہلاؤنگی اسباب
شکار تیار کرو چند کنیزین اسباب شکار تیار کر کے لائین سرو چمن سلاح ذات پر آراستہ کر کے

پشت مرکب پر سوار ہوئی صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگی اسقدر جانور مارے کہ انبار بے بھر دیے
حیران کھڑی ہی ساتھ والون سے کہ رہی ہی کہ عجب طرح کا صحرا ہی آہو کا نام نہین دل گھبراتا ہی
کہ اگر آہو ملے تو اُسے شکار کرون کہ سامنے سے ایک آہو بھاگا ہوا آیا ایک تیر اوچھا سا پٹھے پر
پڑا ہوا تھا ملکہ نے جو اُس آہو کو دیکھا تیر مارا کہ تیر پٹھے کو توڑ کر پار گذرا آہو گرا ملکہ خوش ہو کے
گھوڑے سے اُتری آہو کو ذبح کیا مگر خوشی مین نقاب چہرے سے اُٹھ گئی ہو بلا تکلف کھڑی ہی کہ
صحرا سے گرد اُڑی زرریز تاجدار کہ پہلوان بھی ہی آہو کے تعاقب مین آتا تھا اپنے شکار کو پڑا
ہوا دیکھا اور نگاہ اِس معشوق پر پڑی دیکھا کہ نہایت حسین وجمیل ہی عاشقان عالم کی کفیل ہی دیکھکر
جان ودل سے فریفتہ ہو گیا ملکہ نے چاہا کہ نکل جاؤن مگر زرریز تاجدار نے قریب آکر ملکہ کا ہاتھ
تھام لیا ملکہ نے نیچہ کھینچا زرریز نے چونکہ پہلوان زبردست ہی نیچہ ملکہ سے چھین لیا سوار جو اسکے
ہمراہ تھے اُنھون نے کنیزون پر گھوڑے ڈالے کنیزین گھوڑیان بھگا کر نکل گئین ملکہ سرو چمن
اکیلی رہ گئی زرریز تاجدار نے کہا کہ ای ملکہ اب میرے ساتھ چلو یہان سے تین کوس پر قلعہ
ہی اُسکا تاجدار ہون بوجہ احسن خدمتگزاری کرونگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا شرما کر سر جھکا لیا زرریز
ملکہ کو گھیر کرلے گیا مگر کنیزین دور سے دیکھا کین جب زرریز تاجدار چلا گیا تو روتی ہوئی پلٹین
یہان گلپوش قزاق خدمت شاہ سے اندر آیا ہی کنیزون سے پوچھ رہا ہی کہ سرو چمن کہان ہی
کنیزین عرض کر رہی ہین کہ برائے شکار گئی ہین کہ رونے کی آواز بلند ہوئی گلپوش نے پوچھا کہ
ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہی کہ چند کنیزین روتی ہوئی سامنے آئین سب حال بیان کیا کہ آپ کی
صاحبزادی کو زرریز تاجدار لے گیا گلپوش نے کہا کہ اُسکی کیا مجال ہی کہ میری بیٹی کو رکھ سکے
زمین ہلا دونگا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے باہر آیا عجب حال تھا قلب پر ہجوم غم دملال تھا یہ حال
دیکھکر بادشاہ نے پوچھا کہ ای برادر خیر تو ہی گلپوش سے ضبط نہ ہو سکا کہا ای شہریار کیا عرض کرون
اس اقلیم مین جتنے تاجدار ہین میرے نام کے دشمن ہین مگر کیا کر سکتے ہین مین نے سب کا مال لوٹا
ہی مگر آج بیٹی میری کہ فنون سپہ گری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق ہی برائے شکار گئی تھی زرریز تاجدار
کہ یہان سے تین کوس پر اُسکا قلعہ ہی وہ جبراً سرو چمن کو لے گیا کنیزون نے آکر مجھسے بیان کیا
مین نے ارادہ کیا ہی کہ لشکر کشی کرکے جاؤن قلعے کو اُسکے چھین لون اُسے اپنے صاحبو نہین

قرار دون مگر خائف ہون کہ وہ بھی پہلوان زبردست ہی جنگ مین دانتون پسینہ آئیگا بیگا یک اُسپر
غالب ہونا مشکل ہی ایسا نہ ہو کہ غلام جاکر عاجز ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ای برادر نہ گھبراؤ مین جاکر
زرریز تاجدار کو سزا دونگا اور تمھاری دختر بلند اختر چھین لاؤنگا زرریز کی یہ مجال نہین ہی
کہ تمھاری دختر کو رکھ سکے گلپوش نے کہا کہ آپ میرے مہمان ہین آپ کو تکلیف دینا نہین
چاہتا ہون بادشاہ نے فرمایا مجکو کوئی تکلیف نہ گذریگی تم تو ہمارے جان بخش ہوای گلپوش
ہم تمسے بہت محجوب ہین مگر گلپوش دیکھ رہا ہی کہ ہرچند زخم سرشاہ ابھی پورے طور سے اچھا
نہین ہوا مگر آمادۂ حرب وپیکار ہوے گلپوش خاموش بیٹھا ہی بادشاہ نے فرمایا لو بھائی خدا حافظ
مین جاکر زرریز تاجدار سے سمجھے لیتا ہون اور اُس سے ملکہ سروچمن کو طلب کرتا ہون اگر اُسنے
دے دیا تو فبہا ورنہ دیکھ لینا کہ کیا ہوتا ہی جب سلاح لگاکر بادشاہ تیار ہوے تو فرمایا
کہ ہمارا مرکب لاؤ گلپوش نے عرض کی کہ مین بھی ساتھ چلونگا بادشاہ نے فرمایا کہ تمکو اختیار
ہی ہم نہین چاہتے کہ تم تکلیف کرو مگر گلپوش نے نہ مانا دوہزار قزاق ساتھ لیکر ہمراہ ہوا
بادشاہ قلعۂ زرریز کی طرف چلے راہ مین گلپوش نے پوچھا کہ حضور کا نام نامی واسم گرامی
کیا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ میرا نام سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام فتاح طلسم نوخیز جمشیدی
ہی ایک سال گذرا اس طلسم مین جنگ کرتے ہوے مگر ابھی تک لوح نہین ملی جمشید ثانی کے
قتل کی تدبیر ہی ظلمانہ جادو اُسکی طرف سے آئی ہی سرخاب نامے پہلوان آیا اُسکے ہاتھ سے
بہ مکر زخمی ہوا گھوڑا اس طرف نکال لایا یہ میری مجال نہین ہی کہ مین تم پر احسان کرون اسلیے
کہ تمنے جان بخشی کی اور راحت پہونچائی بس مجکو یہی مناسب ہی کہ تمھاری خدمت بچشم بجالاؤن
خدا فضل کریگا تو تمھاری دختر کو لیکر آؤنگا یا اپنی جان دونگا گلپوش دنگ ہو گیا کہا کہ ای
شہریار کیا حوصلہ ہی کہ فتح پر اس طلسم کے آپنے ہاتھ ڈالا ہی مجکو یقین نہین کہ لوح طلسمی
حاصل ہو وہ معرکہ پڑیگا کہ حضور پریشان ہونگے بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارا تکیہ پروردگار پر ہی
جو وہ مناسب جانے گا وہ کریگا گلپوش تو خاموش ہو رہا مگر زرریز تاجدار کو ہرکارون
نے خبر دی کہ گلپوش قزاق آتا ہی دوہزار جوان ساتھ ہین زرریز نے کہا کہ اُسکی شامت
آئی ہی اسطرح اسکو پریشان کرون کہ ساری قزاقی بھول جاے پھر کبھی ارادہ نہ کرے کہ اسطرف

منھ کرکے سوے یہ کہکر حکم دیا بارہ ہزار جوان تیار ہوے اُن سب کو لیکر بیرون قلعہ اُترا
انتظار کر رہا ہو کہ دوسرے دن صحرا سے گرد اُڑی آگے آگے بادشاہ جمجاہ پہلو مین گلپوش قزاق
مثل ملازمون کے ہمراہ ہو زرریز نے جو فوج قلیل دیکھی بہت خوش ہوا جب بادشاہ اُتر چکے
تو زرریز نے طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے بھی نوازش طبل جنگی کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی
بجے رات بھر تیاری رہی اب وہ وقت آیا نظم یکایک ہوا دان سحر کا ظہور ✦ اُڑا آشیانے سے
طاوس نور ✦ وہ طاوس مشرق کا تھا بادشاہ ✦ بہت گرمخو اور روشن نگاہ ✦ سپہ کی علامت سپیدہ
ہوا ✦ نشان آگے آگے خط صبح کا ✦ کیا دبدبہ خلق پر آشکارہ ✦ کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار ✦ دونون
لشکر میدان مین آے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کہتے زرریز تاجدار
نے گینڈا بڑھایا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان و ای قوم زیر دستان جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے اپنا مرکب صف سے نکالا زرریز آئینۂ جمال دیکھکر حیران ہو گیا پوچھا
کہ آپ کا نام نامی کیا ہی سعد نے فرمایا کہ اس حقیر کو سعد بن قباد کہتے ہین تم نے شاید ذکر
سنا ہو کہ ایک سال کا زمانہ گذرا کہ فتح طلسم نوخیز جمشیدی مین مصروف ہون مگر ابھی تک لوح
نہین ملی زرریز نے کہا کہ آپ کو خداوند نے یہان بھیجا مین بھی اُن کا خراجگزار ہون نامہ میرے
پاس بھی آیا تھا مین آپ کی فکر مین جانے کو تھا شکر کرتا ہون خداوند جمشید ثانی کا کہ آپ اس
مقام تک خود آگئے یہ کہکر نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اور فرمایا کہ ای زرریز تاجدار
ہم چاہتے ہین کہ دختر گلپوش سروچمن کو حوالے کردو تا کہ فساد نہ ہو نام دختر گلپوش سُن کر
زرریز نے کہا کہ آج کئی دن سے مین نے اُسکو محل مین رکھا ہی جب چاہتا ہون کہ سامنے
بلاؤن تو میرے سامنے نہین آتی اور بلک بلک کر روتی ہی مگر نیزہ ٹوٹتے ہی زرریز نے قبضے پر
ہاتھ ڈالا اور یہی جواب دیا کہ جو کچھ ہو مگر مین دختر قزاق کو ہرگز نہ دونگا اور خبردار کہکر
ہاتھ مارا بادشاہ نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا زرریز بھی لپٹ گیا دونون جوان گھوڑون
سے کود پڑے کشتی ہونے لگی بادشاہ نے دوپہر ڈھلتے ڈھلتے زرریز کو زمین سے اُٹھا لیا زرریز
نے امان مانگی بادشاہ نے فرمایا امان بشرط ایمان زرریز نے دست بستہ عرض کی کہ آج شب کی
مجکو مہلت ملے کل سویرے ملکہ کو لیکر حاضر ہونگا بادشاہ نے امان دی زرریز تاجدار اپنے

لشکر مین آیا لشکر کو لیکر قلعے مین گیا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا سب سے صلاح کرنے لگا کہ کیون یارو
اب کیا کرون مین زیر ہوا اگر میرا اطاعت کو دل نہین چاہتا کہ عیار اسکا گیر تگ تیز رو شریک
صحبت تھا اُسنے کہا کہ اگر حکم دیجیے تو گرفتار کر لاؤن سعد شہریار کو قتل کیجیے اور گلپوش کی تو یہ
مجال نہین کہ آپ سے لڑ سکے بس اگر مناسب ہوگا تو گلپوش پر شبخون مار دیجیے گا یہ راے زرریز
کو بہت پسند آئی گیر تگ اسباب عیاری بدن پر لگا کر فکر سعد شہریار مین نکلا لشکر اسلام مین آیا
ایک گوشے مین بیٹھ کر نقب لگانے لگا مہرہ نقب کا بارگاہ مین توڑا سعد شہریار کو بیہوش کیا
پشتارہ باندھ کر بھاگا نقب سے نکل کر اپنے قلعے مین آیا بارگاہ مین آکر پہونچا سامنے زرریز کے
پشتارہ رکھدیا دختر اسکی گلزار آرا کوٹھے سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی تھی جمال بادشاہ دیکھکر
بیقرار ہو گئی کنیز سے کہا کہ جاکر باپ کو بلاؤ مین کچھ صلاح دونگی اگر میری صلاح پر کام کرین
تو بڑا نام ہوگا یقین ہے کہ قدرت کئی قلعون کا حاکم کرین گے زرریز محل مین آیا بیٹی نے کہا کہ ای
باپ آپ سوچیے تو کیسی مشکل کی بات ہے نبیرۂ صاحبقران کو یون قتل کرنا نہ چاہیے آپ کے
خراجگزار شکایت کرین گے کہ ہمین وقت قتل کیون نہ شریک کیا تاکہ ہم بھی اس ثواب مین داخل
ہونے لہذا قلعے کو درست کیجیے سعد شہریار کو ایک شب قید رکھیے سب تاجداران جلیل کو
نامے لکھیے جن جن لوگون کے ڈانڈے آپ کی سرحد سے ملے ہوے ہین جب وہ سب جمع ہولین تو
اُس مجمع مین اِن کو قتل کیجیے کہ سب آگاہ ہون کیا احسان جمشید ثانی ہے کہ اُسنے اِنکو گرفتار
کرا دیا آپ کا قبضہ ہے پھر یہ کیا کر سکین گے قزاق بھگوڑا آپ کے خوف سے بھاگ جاویگا
لیکن کیون ای باپ سُنتی ہون کہ جس عورت کو آپ لاے ہین وہ آپ سے رضامند نہین ہے
آٹھ پہر رویا کرتی ہے نہ کھانا کھاتی ہے اور نہ پانی پیتی ہے اُسکو میرے سپرد کر دیجیے مین اُس کو
رضامند کر دون کہ آپکو قبول کرے یہ سب باتین زرریز کو بہت پسند آئین بیٹی سے کہا کہ
ای نور نظر کیا صلاح بتائی ہے پہلو مین تمھارے قصر کے جو مکان ہے اُسمین سعد کو قید کرتا ہون
آئندہ جو مناسب ہو وہ کرنا اور مین دختر گلپوش کو جاکر تمھارے پاس روانہ کرتا ہون
تم اُسکو بہ محبت رضامند کر دو لالچ دو اور یہ کہو کہ کُل قلعے کا تم کو حاکم کرین گے گلزار آرا
نے جواب دیا کہ آپ صرف اُسکو بھیج دیجیے مین سمجھا لونگی زرریز نے جاکر کنیزون سے کہا کہ

ملکۂ عالم کو ہماری دختر بلند اختر کے پاس لیجاؤ وہ سمجھ کر کچھ اُنسے کلام کرینگی کنیزون نے سروچمن
سے کہا سروچمن نے جواب دیا کہ مین کسی کے پاس نہ جاؤنگی زرریز سے کہدو کہ جو تجھسے ہوسکے
قصور نہ کر مکر کرکے قلعے مین آیا اور پھر اُسپر یہ طرہ کیا کہ بادشاہ کو جبر وا منگوایا اب یہ باتین
بناتا ہی ہر چند کنیزون نے سمجھایا مگر سروچمن نے پاس گلزار آرا کے جانا قبول نہ کیا کہتی تھی
کوئی ایسا ستم کرتا ہی کہ پرائے ناموس کو گھیر کر لایا اور اپنا ناموس بنانا چاہتا ہی مین تجھ کو
قبول نہ کرونگی اور جس وقت سنونگی کہ بادشاہ کو تو قتل کرتا ہی مین بھی اپنی جان اُسی وقت دونگی
یہ ذکر تھا کہ گلزار آرا خود ہی آئی آکر پاس بیٹھی کہا بی بی کیون گھبراتی ہو آج شب کو بادشاہ
کو رہا کرلینگے جو کہ میرے باپ نے مکر کیا ہی اُس سے خوب واقف ہون جس مکان مین مین
رہتی ہون اُسی کے قریب بادشاہ قید ہین شب کو رہا کرونگی وہ ایسے صف شکن و تیغزن ہین
کہ کوئی کچھ نہ کرسکیگا لڑ بھڑ کر اپنے لشکر مین پہونچینگے باپ بھی تمہارا دو ہزار جوانون سے
آیا ہوا ہی بیرون قلعہ اُترا ہی وہ کیا کوئی تدبیر اُٹھا رکھیگا ایسی تلوار چلے کہ باپ ہمارے
گھبرا جاوین ہم تم دونون بھی بلوہ کر کے نکلینگے سروچمن نے خوش ہو کر گلے مین ہاتھ ڈالدئے
دونون مین خوب صلاحین ہوئین مگر زرریز نے باہر آکر بادشاہ اسلام کو اُس مکان مین
قید کیا کہ جس مقام کا اپنی دختر سے ذکر کیا تھا سرہنگ نامے کوتوال تھا اُسکو نگہبان کیا
سرہنگ نے بادشاہ کو لاکر مکان مین بند کیا اور آپ بیرون قصر بیٹھا مکان مین قفل لگادیا مگر
جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری دونون شاہزادیان اپنے مقام سے اُٹھین کوٹھے پر آکر
کمندین مارین حلقون پر پاؤن رکھ کر اُترین دیکھا بادشاہ جمجاہ سرنگون بیٹھے ہین قید آہن سے
آراستہ زنجیرین ہلا رہے ہین سروچمن نے آکر سلام کیا بادشاہ نے دیکھا کہ دو شاہزادیان
نہایت حسین و جمیل کوٹھے سے اُتر کر آئی ہین نہین معلوم یہ کون ہین پوچھا کہ کیون صاحبو تمہارا
نام کیا ہی سروچمن نے شرما کر کہا کہ مین تو دختر گلپوش قزاق ہون اور ملکہ دختر بلند اختر
زرریز تاجدار ہین اس امید پر آئی ہین کہ آپ کو رہا کرین جو فرمائیے وہ تدبیر کرین بادشاہ
نے فرمایا کہ ہتھکڑیان بیڑیان کاٹدو جب سرہنگ قفل کھولیگا مین لڑتا ہوا نکلونگا اُس وقت
سمجھا جائیگا ان دونون شاہزادیون نے مل کر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دین اور پھر اُسی طرح

کمند کے سہارے سے چلین چڑھنا تو آسان تھا اب اُترنا دشوار ہوا سرہنگ نے باہر سے
دیکھا کہ کوئی کوٹھے سے اُتر کر قیدخانے مین گیا تھا اب وہ نکل کر جاتا ہی پکار کر آواز دی کہ ارے
یہ کون سرہنگ ہی کہ قصر شاہی مین پھر رہا ہی یہ کہکر تیر مارا سرو چمن کے بازو پر پڑا سرو چمن
نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار کنیز کو بچائیے سرہنگ نے تیر مارا ہی کہ شانہ میرا نشانہ
ہوا بادشاہ نے اُسی وقت دروازہ قیدخانے کا توڑ ڈالا اور چاہا کہ نکلون سرہنگ نے
پیادون کو اشارہ کیا پیادون نے آکر بادشاہ کو گھیرا بادشاہ سے تلوار چلنے لگی بادشاہ
نے بڑھکر سرہنگ کو مارا ملازمون نے جاکر زرریز کو خبر دی زرریز تاجدار بارہ ہزار
فوج سے آیا دونون شاہزادیون نے قصر سے دیکھا کہ بادشاہ پر بلوہ ہی اور پیادے گھیرے
ہوے ہین مگر بادشاہ جس طرف جاتے ہین پیادے بھاگتے پھرتے ہین فوج نے آکر چہار جانب
سے بادشاہ کو گھیرا ہی زرریز تاجدار سب کو ترغیب جنگ دے رہا ہی کہ یارو ایک شخص
کو نہین مار سکتے ہوارے تم بارہ ہزار ہو ایک شخص کی گرفتاری شاق ہی تم لوگ ہٹو مین
گرفتار کرلون دونون شاہزادیون نے جو قصر سے یہ معاملہ دیکھا کہ بارہ ہزار مین بادشاہ
گھرے ہوے ہین مگر شیرانہ و رستانہ لڑرہے ہین دونون محل مین آئین سات سو کنیزین ساتھ
تھین اُن سب کو لا لچ دیکر سلاح آراستہ کرائے میدان مین آراستہ ہوکر نکلین اور نقابین چہرون
پر ڈال لی ہین نعرہ کرکے نکلین کہ متم نقابداران بادلہ پوش نکلتے ہی ایک غول مین گھر گئین
تیراندازی کررہی ہین اپنے کو بچاتی ہین چاہتی ہین کہ لڑ بھڑ کر قریب بادشاہ اسلام پہونچین
مگر فوج نے پرے باندھ دیے ہین کہ قضائے کار گلپوش جو بیرون قلعہ اُترا ہوا تھا اُسکو
ہرکارون نے خبر دی کہ بادشاہ نے رہائی پائی ہی مگر گھرے ہوے ہین یہ بھی خبر سُنی ہی کہ دو
نقابدار سات سو جوانون سے آکر شریک جنگ ہوے ہین مگر نکاسی دشوار ہی فوج کا بڑا
بلوہ ہی دیکھو قلعے پر سناٹا پڑا ہی توپین خالی پڑی ہین سب وہین جاکر شریک جنگ ہوے
ہین گلپوش نے بلوہ کردیا لڑتا بھڑتا قریب خندق پہونچا خندق فراکر پھاٹک توڑا اندر
قلعے کے گھس آیا لڑتا ہوا چلا زرریز کو خبر پہونچی کہ گلپوش دو ہزار جوانون سے گھس آیا
گلی کوچون مین تلوار چل رہی ہی گلپوش جنگ رستانہ کرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا کہ جہان پر

بادشاہ لڑ رہے تھے گلپوش نعرہ کرکے گرا مصروف جنگ ہوا یہ لوگ قزاق لڑا سے بھاگڑے ہوئے
آکر فوج کو درہم و برہم کر دیا زرریز تاجدار نے گلپوش سے مقابلہ کیا گلپوش زخمی ہوا اُس حال میں
پکار اُٹھا کہ اے شہریار غلام کو بچائیے بادشاہ نے جو گلپوش کی آواز سُنی بیقرار ہو گئے گھوڑے
کو بڑھا کر اُس مقام پر آئے دیکھا کہ زرریز تاجدار نے گلپوش کو زخمی کیا ہی اور قصد ہی کہ
سر کاٹ لون گلپوش ہٹتا جاتا ہی اور زرریز ارادہ کرتا ہی کہ ہاتھ مارون سر کاٹ لون
گلپوش اپنے کو بچا رہا ہی ساتھ والے قزاق ٹوٹے پڑتے ہین چاہتے ہین ہاتھ سے زرریز
کے گلپوش کو بچائین مگر زرریز بشوکت تمام لڑ رہا ہی کئی قزاق جو اُسکے ہاتھ سے مارے گئے اِسکو
غرور ہوا عقل و فراست سے دور ہوا حمق سے معمور ہوا بادشاہ پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ
نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ ڈال کر ذلیل کو اُٹھا لیا زرریز ہاتھ باندھنے لگا
کہ معاف فرمائیے بادشاہ نے زرریز کو چھوڑ دیا زرریز کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو اپنی
منع کیا کہ لڑائی موقوف کرو افسران فوج آکر قدمون پر گرے بادشاہ کو بیچ مین لیا نوبت و نقارے
بجاتے ہوے دار الامارہ مین لائے زرریز کو یہ بھی دریافت ہوا کہ بیٹی میری نقابدار بنکر لڑی
اسی نے بادشاہ کو قید سے رہا کیا خاموش ہوا وزرا سے اشارہ کیا وزرا نے ترنج خوشبوئی
سینے پر لگایا بادشاہ کا عقد ہوا گلپوش نے بھی بخوشی قبول کیا اپنی بیٹی کا عقد ہمراہ بادشاہ
کے کیا دونون معشوقون کو محافے مین سوار کیا زرریز تاجدار و گلپوش کو ساتھ لیکر برائے
مقابلۂ ظلمانہ چلے اول کوہ گلپوش پر آئے وہان بھی سب کو مسلمان کیا اور یہان لشکر پر بادشاہ
کے یہ معرکہ گذرا کہ سرخاب نے صحت پاکر طبل جنگی بجوایا یہ تو سُن چکا ہی کہ بادشاہ لشکر مین نہین
ہین لیقین ہی کہ سب کو مار لونگا سرخاب میدان مین آیا کئی سردارون کو زخمی کیا تیسرا دن ہی
کہ ہر روز میدان مین دو چار کو زخمی کیا اور پلٹ گیا آج چوتھی میدانداری ہی سحر کا سامان تو موقوف
ہی میثاق وغیرہ دیکھ رہے ہین مگر کچھ نہین کہتے جب ارادہ کرتے ہین کہ ہم سحر کرین اور سرخاب
کو ہٹا دین یہ خوف ہی کہ ظلمانہ بھی سحر کریگی پھر کسی کے روکے نہ رکیگی اسوجہ سے ارادہ کرکے
رُک جاتے ہین مگر سرخاب پکار رہا ہی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے
سرداران اہل اسلام بیقرار ہوکر دعائین کر رہے ہین کہ ای مالک بے نیاز و ای رب کارساز

اس مشکل کو آسان کر اور ان ظالمونسے بچائے نظم

ز بارگاہ خدا یافت مدعا ہندی	کہ ختم کرد چنین نظم دلکشا ہندی
خدا از غیب مددگار شد درین کارم	وگر نہ بود کجا پارسی کجا ہندی
بہر ردیف و بہر قافیہ بہر مضمون	رقم نمود غزلہائے دلربا ہندی
بہ نستی حروف تہجی نوشت این دیوان	بطرز عمدہ و ترتیب خوشنما ہندی
نوشت ہدیۂ مقبول و تحفۂ مطبوع	بپاس خاطر مردان باخدا ہندی
بسالکان تصوف بہ سالکان طریق	شدہ بمنزل مقصود رہنما ہندی
کنون مسدس ترجیع و خمسہ ترکیب	کند زیادہ بر این نظم جان فزا ہندی
کہ ازان زیادہ شود حسن نظم این دیوان	کند زیادہ حق شاعری ادا ہندی

سب نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی ملازمان شاہی نے دیکھا کہ بادشاہ تہجاہ تخت پر سوار دو سردار نامی وگرامی ساتھ ہین اور شاہزادیون نے دیکھا کہ دو محلات بھی ہمراہ ہین عنبر افشان نے کہا کہ دیکھو تو دو محلات بھی ساتھ ہین گلگوتہ نے کہا کہ خدا نے اُن کو جمال ہی ایسا عطا کیا ہی کہ جہان جاتے ہین شاہزادیان عاشق ہوتی ہین ہر کارون نے خبر دی کہ ایک دختر زرریز تاجدار ہی اور ایک دختر گلپوش قزاق ہی دونون نے صلاحین کر کے بادشاہ کو رہا کیا بادشاہ نے جو دیکھا کہ سرخاب مبارز طلبی کر رہا ہی مرکب اپنا بڑھا کے مقابلہ سرخاب مین آئے بعد نیزہ بازی تلوار چلی بعد تلوار بادشاہ نے کشتی مین سرخاب کو زیر کیا سرخاب بعد ن دل مسلمان ہوا سامنے ظلمانہ کے آیا کہا لو ملکہ ہم تو رخصت ہوتے ہین ظلمانہ نے کہا کہ اے سرخاب کیون کیا ہوا سرخاب نے کہا کہ مین زیر ہوا جب اطاعت کی تو جان بچی ظلمانہ نے کہا کہ آج رات کو تو رہجاؤ صبح کو چلے جانا سرخاب نے قبول کیا اور اپنی بارگاہ مین آ کر بیٹھا کہا یارو میرا ارادہ یہ ہی کہ لشکر ظلمانہ پر شبخون مارون کوئی تو کار نیک ایسا کرون کہ بادشاہ مجھسے خوش ہون آج تک بُرائیان سرزد ہوئین کوئی تو بہتری بھی ہو سب نے کہا کہ بہت مناسب ہی جبکہ دو پہر رات گئی تو سرخاب سوار ہو لشکر ظلمانہ پر گرا قتل کرنا شروع کیا لڑتا بھڑتا چاہتا ہی کہ نکل جاؤن مگر ہرکارون نے ظلمانہ کو یہ خبر دی ظلمانہ

آنکھین ملتی ہوئی باہر آئی دیکھا کہ ہزارہا لاشہ تڑپ رہا ہی خیمے جل رہے ہین فریاد فریاد کی صدا بلند ہی سرخاب وسط میدان مین پہونچ چکا ہی ظلمانہ نے بڑھکر سحر کیا کہ گرد لشکر سرخاب دھوان پھیل گیا اُس دھوئین نے لشکر کو گھیر لیا کہین آگ جل رہی ہی کسی مقام پر دھوان ہی آسمان سے آگ برس رہی ہی ظلمانہ نے چندکس کو اشارہ کیا کہ جاکر سب کے سر کاٹ لو ملازمان سرخاب کے ہاتھ پانون بیکار ہین یہ جو دیکھا کہ چندکس قتل کرنے آتے ہین غل مچانے لگے کہ ای شہریار غلامون کی مدد کیجیے میثاق کوہ گردان طلائے پرتھا اسنے جو یہ ہنگامہ دیکھا معلوم ہوا کہ سرخاب یہان آتا تھا ظلمانہ نے اُسکو سحر مین پھنسایا ہی فریاد فریاد سب کر رہے ہین وہین سے سحر کیا کہ وہ لوگ جو برائے قتل چلے تھے وہ آگے نہ بڑھ سکے جب ظلمانہ سحر کرتی ہی تو وہ لوگ تلوارین کھینچکر بڑھتے ہین اور جہان میثاق نے اُن کو آتے دیکھا ماش کے دانے پھینکدیے پھر وہ لوگ رُک گئے غرض بادشاہ جمجاہ کہ خواب راحت مین تھے فیروزہ نے جاکر قدمون پر ہاتھ رکھا بادشاہ نے آنکھین کھولدین فیروزہ نے سب حال کہا بادشاہ نے لوح محفوظ گلے مین پہنی گھوڑے پر سوار ہوکر نکلے مگر ظلمانہ نے جب کئی مرتبہ یہی دیکھا کہ میثاق میرے سحر کو روک دیتا ہی ران کو کاٹ کر خون پھینکا میثاق نے ہرچند چاہا کہ روکون مگر وہ لوگ نہین رُکتے مگر سرخاب نے جو یہ رنگ دیکھا بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم و کرم فرما نظم

بسا تاجداران اہلِ حکومت　　بسا گلعذاران مقبول صورت
بسا پہلوانان اہلِ شجاعت　　بسا زورمندان پُرزور و قوت
بسا بندگان سالکان طریقت　　بسا رہروان واقفانِ حقیقت
بسا اہل حشمت بسا اہلِ دولت　　بسا اہل عظمت بسا اہلِ شوکت
بسا اہل عزت بسا اہلِ حرمت　　بسا اہل عصمت بسا اہلِ عفت
شہان جہان والیان ولایت　　امیران ذیجاہ و ارکان دولت
گذشتند و رفتند آخر زدنیا　　نبردند باخود بجز رنج و حسرت
نہ آن مال ماندہ نہ دولت نہ سامان　　نہ آن زور ماندہ نہ قوت نہ طاقت
ازایشان بجز نام باقی نشانے　　دوبارہ نماند اندرین دار حیرت

نیامد نظر اندران ناامیدی
کس از دوستداران ویاران همدم
همه دولت ومال وملک وخزانه
همه خویش وبیگانه بر مال مرده
بهر حیله بردند وبے باک خوردند
کن ازدست خود مال وزر صرف هندی

نه تاج حکومت نه تخت امارت
بدیشان نگرد اندرین ره رفاقت
بیفتاد در دست اهل وراثت
کشادند هر جا رسد دست غارت
به عیش ونشاط وخوشی وفراغت
وگرنه بدل زو بماند ندامت

بادشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ ملازم سرخاب بلا مین مبتلا ہین فریاد کر رہے ہین اور طلانہ نے سحر کا تار باندھ دیا ہو قریب آکر لوح محفوظ کو چمکایا اور کچھ دعائین پڑھین میثاق نے بھی سحر کیا کہ وہ حصار برطرف ہوا سرخاب فوج کو لیکر بادشاہ سے قدمبوس ہوا بادشاہ اُنکو ساتھ لیے ہوے نوبت ونقارے بجواتے ہوے داخل لشکر ظفر اثر ہوے سب سردارون نے آکر قدمبوسی کی زرریز وگلپوش سب سے ملوایا سب مل کر زرریز وگلپوش سے بہت خوش ہوے میثاق نے کہا کہ یہ سردار لائق مقابلہ ہین ہمارے شہنشاہ کیا صاحب اقبال ہین زخمی ہوکر گئے وہانسے دو سردار نامی وگرامی ولشکر گران لیکر آئے یہان آکر سرخاب ایسے پہلوان کو زیر کیا بادشاہ آکر بارگاہ مین بیٹھے سب سردار گرد بیٹھے ہین ذکر لشکر طلانہ ہو رہا ہو بادشاہ نے فرمایا کل ہم کوچ کرین گے اگر طلانہ روکے گی تو ایسی تلوار چلیگی کہ دریائے خون بہجائیگا میثاق نے کہا کہ یہ حضور نے خوب تجویز کیا مگر میثاق کوہ گردان طلائے پر جاکے ٹھہرا طلانہ جو پلٹ کر آئی سردارون سے صلاح کرنے لگی کہ کیون یارو اب کیا کرون مین نے چاہا تھا کہ سرخاب کو روک لون نہ جانے دون بادشاہ آکر اُسکو لے گئے کچھ زور نہ چلا اب مین کیا تدبیر کرون سب نے کہا کہ جو راے اقدس مین آے وہ کیجیے ہم سب آپکے ساتھ ہین طلانہ نے کہا کہ آج رات کو شبخون مار ولشکر بادشاہ کو درہم وبرہم کردو اُسی بلوے مین بادشاہ کو گرفتار کرلو وہ شکست دو کہ قدم نہ تھم سکے بیرون طلسم جاکر ٹھہرین سب نے منظور کیا رات کو طلانہ نے شبخواب نامے عیار کو بھیجا کہ جاکر دریافت تو کرو کہ بادشاہ کس بارگاہ مین آرام فرماتے ہین شبخواب تو چلا مگر خواجہ عمرو جو تلاش مین بادشاہ کی گئے تھے پھرتے پھراتے

واپس آتے تھے چونکہ لشکر مین آتے آتے رات ہوگئی تھی ایک نخل کے نیچے بیٹھ رہے کہ شبخواب کو
آتے ہوئے دیکھا کمند پیچ خس پوش کردین شبخواب وہان پہونچا پہلے رُکا پھر جست کرکے جو چلا پیچ
حلقہ ہاے کمند مین پہونچا خواجہ نے جھٹکا مارا شبخواب گرا خواجہ نے حباب مار کر بیہوش کیا اور
نخل سے باندھا کوڑا نکال کر کھڑے ہوئے شبخواب کو ہوشیار کیا کہا سچ بتا کہ تو کون ہے کس کام
کو چلا تھا شبخواب نے بیان کیا کہ مین براے دریافت حال بادشاہ جاتا تھا ظلمانہ براے شبخون
آوینگی آج بلا کی لڑائی پڑیگی خواجہ نے شبخواب کو بیہوش کرکے ایک درہ کوہ مین ڈالدیا شبخواب
کی شکل بن کر چلے سامنے ظلمانہ کے آئے کہا کہ ای ملکۂ عالم آج بادشاہ نے لوح محفوظ کھونٹی
پر لٹکادی ہے بارگاہ مین اکیلے سو رہے ہین پہلے چل کر لوح محفوظ لو پھر بادشاہ کو گرفتار کردیہ
سُن کر ظلمانہ نے لشکر کو تیار کیا شبخواب نقلی نے کہا کہ مین آگے جاؤن لشکر مسلمانان مین
ہنگامہ ڈالدون مشہور کرون کہ شبخون آیا ہے میثاق کو بھگاؤن ظلمانہ نے کہا کہ آگے بڑھو خواجہ
وہان سے چلے اول آکے میثاق سے ملاقات کی اور تمام کیفیت بیان کی میثاق نے کہا کہ
اُس ملعونہ کو آنے دیجیے دیکھیے تو کیسا حیران کرتا ہون خواجہ نے کہا کہ مین کہہ آیا ہون پہلے آکر
لوح محفوظ پر قبضہ کرو پھر بادشاہ کو گرفتار کرلینا میثاق جادوگرنیون کو ساتھ لیکر ایک درہ
کوہ مین آکر چھپا اور بادشاہ کو مسلح کرکے گوشۂ بارگاہ مین چھپادیا لشکر والے آمادہ ہین کہ ظلمانہ
آے تو اُسپر جا پڑین پلٹ کر جانے نہ دین خود اُسکو گرفتار کرلین میثاق جادوگرنیون کو لیے ہوئے
بیے درۂ کوہ سے دیکھ رہا ہے کہ ظلمانہ آئے تو اُسپر سحر کرون وہ بہر ست شب گذر چکی ہے کہ ظلمانہ لشکر
لیکر چلی جیسے ہی سامنے لشکر بادشاہ کے پہونچی بموجب ہدایت شبخواب عیار قصد ہوا کہ بارگاہ
بادشاہ پر جا پڑون لوح محفوظ پر قبضہ کرکے بادشاہ کو گرفتار کراون کہ پہلو سے نعرہ میثاق کی
صدا آئی دوسرے پہلو سے بادشاہ جمجاہ نے نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ سے منم شاہ شاہان فریدون
حشم ؛ بہار گلستان کاؤس وجم ؛ منم شیر دل صف شکن نوجوان ؛ نہال گلستان صاحبقران ؛
چار طرف سے لشکر نے بلوہ کیا اور میثاق نے شاہزادیون کو ساتھ لے کر سحر کیا کہ لشکر ظلمانہ
والے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

یارب نہ شام ہجر کا مجکو ملال دے		آئی ہوئی بلا مرے سر پر سے ٹال دے

دو ایک جام ساقیِ رنگین خیال دے
آتی ہو جسمین پھول کی بو وہ زلال دے

ای دل سوال وصل تو آسان ہی مگر
ایسا نہ ہو وہ بات مری ہنس کے ٹالدے

دل لیکے چین دوگے یہ ہمکو نہین امید
دم بھر مین پھر کہینگے کلیجہ نکال دے

چہرہ جو چمکے چھوٹ پڑے کوہ طور کی
یارب تو اُس پری کو وہ حُسن وجمال دے

لیجاؤن گل چڑھانے کو مجنون کی قبر پر
جوش جنون مفر جو مجھے ایک سال دے

رُخ سے نقاب اُلٹ کے دکھا شکل چاند کی
ارمان آج میرے بھی دل کا نکال دے

شاہون سے لین خراج کرین جشن ای مہر
اختر کو ذوالجلال وہ جاہ وجلال دے

بادشاہ منجاہ لڑتے ہوے قریب ظلمانہ پہونچ گئے ظلمانہ اس حال سے آتی تھی کہ بال سر کے کھلے ہوے چدریا سر سے ڈھلکی ہوئی جسکو پایا اُسے چیر ڈالا جس کی گردن پکڑلی اور مُنھ مار کر سر نوچ لیا ایک ساحر نے بڑھ کر سحر کیا ظلمانہ نے اُسکو پکڑا اور چکٹ مارنے لگی بادشاہ نے آکر ہاں تھام لیے ایک جھٹکا ارا کہ ظلمانہ گری گھوڑے سے کودے کہ اسکو دبالون ظلمانہ نے ایک چیخ ماری کہ ارے یارو مجکو بچاؤ مین پنجے مین شیر کے پھنس گئی کئی ہزار آکر گرے ظلمانہ کو لے بھاگے میثاق نے آگ برسادی ظلمانہ کو سوا ے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا لشکر ظلمانہ کو شکست فاش ہوئی سوارون کے گھوڑے چھین لیے پیادون کو گرفتار کر لیا ظلمانہ بھاگ کر کنارے پر اپنے لشکر کے کھڑی دیکھا سب بھاگے ہوے آتے ہین ہر مرتبہ شبخواب کو پکارتی ہو کہ ای شبخواب کیا نشان بتایا تھا یہ تو اُلٹی بات ہوگئی کہ لشکر نے ہمارے شکست فاش کھائی شبخواب درہ کوہ مین پڑا ہوا تھا ایک ساحر بھاگ کر اُدھر پہونچا شبخواب کو جو دیکھا کہ بیہوش پڑا ہو اُس ساحر نے آکر اُسے ہوشیار کیا شبخواب اُٹھتے ہی بھاگا سامنے ظلمانہ کے آیا کہا ای ملکہ عالم یہ کیا ہوا مین تو گرفتار ہوگیا تھا اب یہ اسے شبخون نہ جائیگا ظلمانہ نے کہا کہ ارے شبخون لیکر گئی تھی شکست فاش کھا کر آئی ایسی شکست ہوئی کہ کبھی ایسی شکست نہ کھائی تھی جان میری بچ گئی یہی بڑی بات ہوئی آج پنجے مین اُس ہزبر دشت وغا کے پھنس گئی تھی بادشاہ نے ہاتھ ڈال دیا تھا ساحرون نے بڑی جانبازی کی کہ مجکو لیکر بھاگے یہان بادشاہ بفتح وفیروزی پلٹے خواجہ جو پلٹ کر آے کہا کیون شہریار شبخون کو کیسا پلٹا یا ہو کہ ظلمانہ کو شکست فاش ہوئی آج تو انعام معقول ملے بادشاہ نے سب سردارون

کو حکم دیا سب نے کچھ کچھ پیش کیا مبلغ خطیر جمع ہو گئے خواجہ نے وہ روپیہ تو داخل زنبیل کیا کہا ای
شہریار آپ کے حکم سے ایک مہینے کا سودا ادا ہو جائیگا آپ کا اسمین کیا حرج ہوا کہ لوگون سے آپنے
کہدیا اُن سب نے دیا مثل مشہور ہی کہ اگر ذرہ ذرہ دیا ہمارا بھلا ہو گیا بادشاہ ہنس پڑے کہا
خواجہ سب کو ضرورت رہتی ہی خواجہ نے جواب دیا مجھسے بڑھکے کسی کو ضرورت نہین رہتی
ہوگی بادشاہ اور زیادہ ہنسے جواب دیا کہ بس سب تمھین کو حوالے کر دین بارگاہ شاہ مین
چہل پہل ہو رہی ہی عنبر افشان وغیرہ اپنے سحر کی تعریف کر رہی ہین ایک کہتی ہی کہ مین نے
سب کو دیوانہ کیا دوسری کہتی ہی کہ مین نے وہ سحر کیا کہ ساحران لشکر ظلمانہ سر ٹکراتے
پھرتے تھے بحرین نے کہا کہ مین نے دریا جاری کیا ہزارہا جادوگر ڈوب کر مرے مروارید
کہتی ہی کہ مین نے وہ مالے مارے کہ جسپر مالے کا موتی گرا اُسکا سر پھٹ گیا مگر ظلمانہ جو شکست
کھا کر آئی سردارون سے صلاح کر رہی ہی کہ لو صاحبو شبخون کا بھی حوصلہ نکل گیا اب کیا تدبیر کرون
کہ بادشاہ سے جنگ مین سربر ہون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر خونخوار تنگ
پیشانی بڑے زور و شور سے آیا ظلمانہ سے کہا کہ مین دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ قدرت نے
تمھاری شکست کا ذکر کیا کہ لشکر ظلمانہ کو شکست فاش ہوئی کوئی ساحر جاے اور جا کر اُسکی
شرکت کرے ای ملکۂ عالم مجکو ہمیشہ سے آپ سے محبت ہی مین بیقرار ہو کر اُٹھا جو کہو وہ آفت
برپا کرون کیا مجال کہ جو لشکر بادشاہ اسلام ٹھہر سکے سب بھاگین گے پلٹ کر پیچھے نہ دیکھین گے
ہرچند کہ بادشاہ غل مچائین مگر بھاگنے کے سوا اُن کو کچھ نہ بن پڑے ہمارے ساتھ والے
بڑھ بڑھ کے لڑین مین ابھی جاتا ہون ظلمانہ نے کہا کہ ای خونخوار ابھی تامل کرو دیکھا جائیگا
مگر خونخوار نے نہ مانا کہا مین قدرت سے وعدہ کر کے آیا ہون کہ جاتے ہی شکست دونگا
بس اپنے قول کے خلاف نہ کرونگا یہ کہکر چلا ایک بلندی پر آکر بیٹھا سحر کرنے لگا ایک ابر
تیار ہوا اُس ابر مین برف بھری اور سحر کیا کہ لشکر شاہی پر برف برسنے لگی لشکر مین غل ہوا
لوگون نے آکر بادشاہ سے عرض کی میثاق جادو نے اپنے مقام سے اُٹھ کہا ای شہریار معلوم ہوتا
ہی کہ کوئی اور نابکار آیا ظلمانہ کو تو یہ لیاقت کہان مگر کوئی اور ساحر آیا یہ کہتا ہوا باہر نکلا
عنبر افشان وغیرہ پشت پر ہین باہر نکل کے دیکھا کہ برف برس رہی ہی اکثر خیمے بھی گر پڑے

جا بجا جن لوگون پر برف پڑی پڑے ہوے تڑپ رہے ہین اُٹھ نہین سکتے اول میثاق نے سحر کیا
کہ برف کا برسنا موقوف ہوا مگر عنبر افشان نے کہا کہ یہ ابر کہان سے اُٹھتا ہو اور کیونکر
برف برسی میثاق نے کہا کہ فلان کوہ سے برف آتی ہو عنبر افشان نے جو دیکھا کہ پہاڑ کی
طرف سے لگے ابر کے اُٹھتے ہین آکر برستے ہین اُسی طرف چلین آگر دیکھا کہ ایک جادوگر بالاے
کوہ بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہو مگر جبسے میثاق نے آکر سحر کیا ہو لگے اُٹھتے ہین اور پلٹ آتے ہین
خونخوار نے جو دیکھا کہ میرا سحر پلٹا آتا ہو جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر مارا خون کے قطرے
جو اُس نشتر مارنے سے نکلے وہ ابر پر ڈالے ہر چند چاہتا ہو کہ ابر بلند ہو مگر نہین بلند ہوتا دیکھا
گھاٹیون کو طے کرتی ہوئی ایک نازنین نہایت حسین و جمیل آتی ہو خونخوار نے جو عنبر افشان
کو دیکھا بیقرار ہو گیا اُٹھ کھڑا ہوا سمجھا کہ کوئی راہ گیر ہو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اے ملکۂ عالم
اس طرف تشریف لائیے عنبر افشان نے ہاتھ اُٹھایا کہ مین آتی ہون تیرا کہنا خالی نہ جائے گا
جب خونخوار نے دیکھا کہ یہ نازنین میرے بلانے پر آتی ہو بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہو کہ کیا قدرت
جمشید ثانی ہو کہ مین نے اسقدر مسلمانون کو ستایا اُسپر یہ معشوق عطا ہوئی اگر سحر کامل کرتا تو
کیا مرتبہ پاتا یہ سوچ کر اُٹھا قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا اے ملکۂ عالم آپ کا نام نامی کیا ہو
عنبر افشان نے کہا کہ صاحب تم کو ہمارے نام سے کیا کام تمنے بلایا ہم چلے آئے آخر مطلب
کیا ہو خونخوار نے کہا کہ دم بھر یہان بیٹھیے صحرا کی سیر کیجیے مین سحر کر رہا تھا سحر نے مجکو جواب دیا
جہان بھیجتا ہون وہان نہین جاتا نہین معلوم کیا سبب ہوا عنبر افشان نے کہا کہ صاحب
کسپر سحر کرتے ہو خونخوار نے کہا کہ مسلمانون کے مٹانے کی تدبیر ہو لیکن مسلمان وہ لوگ ہین کہ
کسی مقام پر دبتے نہین صاحب اقبال ہین خداے نادیدہ اُنکی مدد کرتا ہو ہمارے خداوند خود
مصیبت مین ہین کسکی مدد کرین بڑے بڑے لوگون سے مقابلہ پڑا ہو عنبر افشان نے کہا کہ ہم کو
اپنے خداوند کے پاس لیچلو ہم اُن کو سمجھا دین گے خونخوار نے کہا کہ ابھی دو تین دن تو مین اسی
پہاڑ پر رہونگا مین وعدہ کرکے آیا ہون آج دن کو سحر تاثیر نہین کرتا شب کو کامل سحر کرونگا
سب لشکر کو پراگندہ کر دونگا عنبر افشان نے کہا کہ صاحب تمھارا بہت بُرا ارادہ ہو مسلمانون
سے جو لڑا وہ مارا گیا کسی نے امان نہ پائی خونخوار نے کہا کہ مین بدون قتل مسلمانان نہ پلٹونگا

مین جانتا ہون کہ لشکر بادشاہ مین سحر کو روکنے والے بھی ہین مگر شب کو وہ سحر تیار کرون کہ کسی کے روکے نہ رُکے عنبر افشان نے کہا کہ خیر اختیار ہے یہ باتین ہو رہی ہین خونخوار چاہتا ہے باتون مین تسخیر کر لون تو ہاتھ لگاؤن کہ گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بسوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے نظم

درس عشقت را بیان دیگر است	این مدرس را زبان دیگر است
اختر اختر شناسان ترا	با فلک ہر دم قران دیگر است
تا بگی سرگرم کار این جہان	این جہان را ہم جہان دیگر است
در شراب عشق میسوز د جگر	نقل این می از مکان دیگر است
در میان خلق بجویند و نیست	طالب حق را مکان دیگر است
رہرو راہ طلب را ہر قدم	ہر سپہ با کاروان دیگر است
کس نمیداند کہ منزل در کجاست	ہر کسے را کاروان دیگر است
در نیابد غیر چشم حق شناس	مرد میدان را نشان دیگر است
در نیابد ہر کسے اسرار عشق	این معلم را زبان دیگر است
پرتو اقبال صاحب ہمتان	مخفیا از آسمان دیگر است

خونخوار نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ایک لڑکا خوبصورت ڈفلی ہاتھ مین لیے گاتا ہوا جاتا ہے مگر ایسا واقف کار ہے اور گانے مین تاثیر ہے کہ درختون سے طائر اُتر کر ساتھ ساتھ اُس لڑکے کے چلے آتے ہین خونخوار نے بیقرار ہو کر آواز دی کہ میان جانے والے ادھر آؤ لڑکا پلٹا قریب آکر عرض کی کہ خداوند یہ ہمارا وقت مشقت کا ہے بھٹی پر جا کر گائین گے شراب پینے والون سے پیسہ چیز پا دین گے اگر آپ اسقدر دے سکیے تو بلا یئے مین پیسہ ٹھری سے کم نہ لونگا باپ میرا کوٹھے پر سے گر پڑا کولھا اُسکا اُتر گیا اب گھر کی وجہ معاش میرے ذمے ہے چار آنے روز لیکر جاتا ہون میرا نقصان نہ کرائیے گا خونخوار نے کہا کہ ایسا کچھ دین گے کہ تمکو خوش کر دین گے تم یہان تک تو آؤ وہ لڑکا حاضر حاضر کہہ کر بالا ے کوہ آیا عنبر افشان نے لڑکے کے گانے کی بڑی تعریف کی عنبر افشان نے بھی اشارہ کیا کہ میان صاحبزادے اور کچھ

گاؤ لڑکے نے کہا بے شراب پیے ہمارا گانا نہین بنتا قریب آگ کے بوتل رکھی تھی خونخوار نے کہا کہ میان صاحبزادے یہ شراب پوجے کی رکھی ہی پیلو اور کچھ مجھکو بھی پلاؤ لڑکے نے کہا کہ حضور مین اکیلا نہ پیونگا ہماری نانی نے منع کردیا ہی کہ کسی غیر کے ہاتھ سے شراب نہ پینا یہ کہکر بوتل اُٹھالی جام لبریز کیا پہلے چند شعر گائے اور یہ مطلع پڑھا فرد روشن شدہ اند وصال تو شبہا تار ما ✢ صبح قیامت است چراغ مزار ما ✢ یہ شعر گاکر جام لبریز کیا سامنے خونخوار کے پیش کیا خونخوار خوشی خوشی بے اندیشۂ انجام جام پی گیا پیتے ہی ہوش نادرست ہوے گھبراکر کہا کہ کیون لڑکے یہ شراب کیسی تھی اُس طفل نے جواب دیا کہ مین کیا جانون آپ کے پاس بوتل مین کھی تھی کیا مین اپنے گھر سے لایا تھا مگر معلوم ہوتا ہی کہ یہ شراب تازی تھی اسی وجہ سے اُسنے سرور زیادہ کیا اگر مناسب ہو تو اُٹھ کر ذرا ٹہلیے ہوا لگے تو نشہ کم ہو خونخوار اُٹھا جیسے ہی قصد کیا کہ آگے بڑھون بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہوا اُس طفل نے نعرہ کیا کہ منم فیروزہ بن عمرو یہ کہکر خنجر مارا کہ شکم چاک و قصہ پاک ہوا عنبر افشان نے کہا کہ ای فیروزہ تمنے کیا کار نمایان کیا اس بیحیا کے سحر سے چند بندگان خدا مارے گئے مگر اِس ملعون کا انجام خراب ہوا یہ باتین کرکے دولون پہاڑ پر سے اُترے فیروزہ عنبر افشان سے باتین کرتا ہوا آتا ہی عنبر افشان نے کہا کہ ای فیروزہ ہم لوگ مجبور و ناچار ہین مگر اب بادشاہ کو چاہیے کہ طرف جزیرہ بلاخیز کے کوچ کرین جسدن لوح ملیگی اُسی دن خاتمہ ہی مگر جمشید ثانی سے وہ لڑائی پڑیگی کہ دیکھنے والے حیران ہونگے فیروزہ نے کہا کہ ابتو ہمارے لشکر کے ساحر بڑے بڑے نامی و گرامی ہین سب کے افسر میثاق کوہ گردان ہین وہ سحر کیا کہ جمشید بھی ناچار ہوا کہ پہلو سے آواز آئی کہ او عنبر افشان و فیروزہ کہان جاتے ہو فیروزہ نے پلٹ کے دیکھا کہ جمشید ثانی ایک درخت سے اُترا ہوا آتا ہی اور پکار رہا ہی کہ ای فیروزہ معاوضۂ خون خونخوار مین تم دونون کو قتل کرونگا فیروزہ نے اپنے کو فورًا ایک غار مین گرادیا عنبر افشان گھبرائی کہ مین اس پیر نابالغ کو کیا جواب دے سکونگی مگر جمشید چہار جانب دیکھنے لگا کہ عیار کہان گیا عیار کا جب پتہ نہ ملا تو اُسنے عنبر افشان پر سحر کیا عنبر افشان کے پاؤن زمین نے تھام لیے تلوار کھینچ کر جمشید ثانی بڑھا کہ سر عنبر افشان کا کاٹ لون

عنبر افشان نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ اے کریم و رحیم مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے نظم

قرب گر خواہی ہمیشہ حاضر دربار باش سر بنادہ روز و شب بر آستان یار باش		پیش در استادہ مثل سایہ دیوار باش ہست مخدومی اگر مطلوب خدمتگار باش
	بادشاہی گر طلبداری غلام زار باش	
بر رخ دلدار شیدائی اگر ای دردمند تابع فرمان مولائی اگر ای دردمند		شیفتہ بر حسن زیبائی اگر ای دردمند عاشق ذات مسیحائی اگر ای دردمند
	در طلب زار و نزار و لاغر و بیمار باش	

اس بیقراری مین بلکہ کے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آواز آئی کہ اے جمشید خبردار اسکو نہ مارنا اسکو ہم اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے اور اگر یہ سجدہ کرے تو اسکی خطا معاف کرا اور جو یہ سجدہ نہ کرے تو اُس وقت اختیار ہے میرا تو اعتقاد کامل ہوا شب کو خواب دیکھا کہ پونے دو سے خداوند جمع تھے سب جمشید کی تعریفین کرتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اس خداوند کو غنیمت جانو بعد اسکے ایسا ظالم خداوند نہو گا کہ ساحرون کو مشکل پڑیگی جمشید نے مُنھ پھیر کر دیکھا کہ میثاق کوہ گردان رومال سے ہاتھ باندھے ہوے کلمات مذکور کہتا ہوا آتا ہے جیسے ہی جمشید کو دیکھا برائے سجدہ خم ہوا جمشید خوش ہوگیا کہ میرا وزیر راہ پر آیا اب مسلمانون کا کوئی معین و مددگار نہ رہا اب جب چاہینگے مسلمانون کو بگاڑ دینگے میثاق کی وجہ سے بڑی مدد پہونچتی تھی میثاق قریب آیا ہاتھ رومال سے بندھے ہوے تھے سر جھکا کر کہا کہ غلام کی خطا معاف فرمائیے جمشید ثانی خوش ہوگیا ہے بوجہ غرور کے جھوم رہا ہے جی مین کہتا ہے کہ سامری و جمشید بھی مجکو جانتے ہین میری تعریفین اس سے کین جب تو یہ راہ پر آیا رومال ہاتھ کا کھولنے لگا سرا پکڑ کے کھینچا جیسے ہی کھینچا بیہوشی اُڑی دماغ پر پہونچی جمشید لڑکھڑا کے گرا نعرہ ہوا کہ منم فیروزہ بن عمرو عنبر افشان نے سحر کیا کہ پاؤن کو زمین نے چھوڑا اگر فیروزہ نے قصد کیا کہ جمشید کا سر کاٹون ایک خوف پیدا ہوا دل کانپنے لگا صحرا سے ایک آواز مہیب آئی کہ او ناہنجار یہ کیا کرتا ہے دیکھا کہ ایک شیر صحرائی دھاڑو کے مارتا ہوا آتا ہے عنبر افشان و فیروزہ بھاگے اُس شیر نے آکر جمشید کو ہوشیار کیا جمشید نے ہوشیار

ہو کر دیکھا کہ ایک شیر صحرائی دُم ہلا رہا ہو اور کہتا ہو کہ یا خداوند یہ غفلت آپ قصر
ہفت رنگ سے نہ نکلا کیجیے ایسا نہ ہو کہ یہ عیار آپ کو مار ڈالین جمشید محجوب ہوا شیر سے کہا
کہ ای ہژبر جادو خوب وقت پر آئے شیر نے جواب دیا کہ غلام اسی خدمت پر مقرر ہو جب آپ کو
کوئی بیہوش کریگا مین فوراً پہونچونگا جس وقت آپ بیہوش ہوئے تھے اُسی وقت مجکو خبر ہوئی تھی
بس اب قصر ہفت رنگ مین جائیے سب شاہزادیان بیقرار ہین جمشید طرف قصر ہفت رنگ
کے چلا دیکھا قصر کا دروازہ کھلا ہو اور شاہزادیان رو رہی ہین جمشید قصر مین آیا سب نے
پوچھا کہ یا خداوند کیا گذری جمشید نے سر جھکا کر کہا کہ عیار نے بادشاہ کے غضب کیا تھا اگر
چند نگہبان میرے اب بھی موجود ہین میرے بیہوش ہوتے ہی ہژبر جادو پہونچا اور مجکو ہوشیار
کیا بدعت سے اُس عیار کی بچایا مگر جسدن سحر کرونگا زمین ہلادونگا شاہزادیون نے آپس مین
اشارے کیے کہ قدرت ایسا ہی فرمایا کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ سحر کرنیکی ہوس ہی مین رہجائین تو
خرابی ہو مگر جمشید ثانی نے ظلمانہ کو نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای ظلمانہ اب تمکو عرصہ ہو چکا
یا تو پلٹ آؤ یا کچھ کارگزاری دکھاؤ نامہ لکھ کر پکارا کہ ای نامہ بر جلد حاضر ہو ایک جادوگر حاضر
حاضر کرتا ہوا آیا جمشید نے کہا کہ یہ نامہ لیجاؤ لیجا کر ظلمانہ کو دینا نامہ دار چلا جنگل مین تیزی
کے ساتھ اُگرتا ہوا جاتا ہو مگر انتہا کا پیاسا ہو صحرا مین پہونچ کر ایک جھیل سے پانی پینے کا ارادہ
کیا دیکھا درۂ کوہ سے ایک ساحر نکلا اُسنے منع کیا کہ خبردار پانی نہ پینا نامہ دار نے کہا کہ بھائی
یہ جنگل کا پانی ہر شخص کو معاف ہو مجھے کیون منع کرتے ہو ساحر نے کہا کہ اس پانی کو آکر ایک
اژدہا پیتا ہو اگر تم پیتے تو پانی ہو کر بہ جاتے جس سے دشمنی ہوتی ہو اُسے پینے دیتا ہون اور
جس سے دوستی ہوتی ہو اُسے منع کرتا ہون تم کون ہو اور کہان جاتے ہو نامہ دار نے کہا کہ
میرے پاس نامہ خداوند کا ہو ظلمانہ کے پاس جاتا ہون جادوگر نے کہا کہ پیاس کو ضبط کرو
اگر پانی کی زیادہ خواہش ہو تو مین لاکر پلاؤن یہ کہکر جادوگر درے مین گیا جام بلوری مین پانی
بھر کر لایا نامہ دار کو پلا کر بیہوش کیا نامہ نکال لیا جادوگر کو درۂ کوہ مین ڈال دیا اور نامہ
لیکر خواجہ بھاگے لشکر ظلمانہ مین آئے سب سے ملاقات کرتے ہوئے دربارگاہ ظلمانہ پر پہونچے
درگہ سالار نے پوچھا کہ ای نامہ دار کہانسے آتے ہو نامہ دار نقلی نے جواب دیا خداوند کے پاس سے

آتا ہون ملکہ ظلمانہ کو خبر کرون نامہ دونگا درگہ سالار نے جا کر ظلمانہ کو خبر کی ظلمانہ نے بلوایا نامہ دار سامنے
آیا بلا تکلف نامہ دیدیا ظلمانہ نے پڑھ کر جواب لکھا کہ یا خداوند مقام غیرت ہے کہ مین کئی مہینے مسلمانون
سے لڑی اور کوئی مطلب نہ نکلا لہذا امیدوار ہون کہ ایک ہفتے کی مہلت اور ملے اسی کے اندر
سر لیکر آؤنگی نامہ دار نے نامہ اپنے پاس رکھا بیٹھ کر باتین کرنے لگا کہ ظلمانہ کی ایک کنیز موسومہ بہ
نہال عشرت خیز ہنستی ہوئی سامنے ظلمانہ کے آئی کہا واری آپ نے سُنا مین نے آج شب کو
خواب دیکھا کہ پونے دو سو خداوند آئے ہین اور مجھپر مہربان ہین مگر سامری نے میری پشت
پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ ہم تجکو علم موسیقی دیتے ہین جو جو کام عمرو کرتا ہے وہ تو بھی کرنے لگیگی عمرو کی قضا
تیرے ہاتھ سے ہے واری میرا امتحان تو لیجیے خواجہ یہ باتین کنیز کی سُنکر بغور دیکھنے لگے دیکھا کہ برق
ہے سمجھے کہ اب مطلب نکل آئیگا ہمارا فرزند آپہونچا بڑا تیز ہے پہلے سے آکر بیٹھ رہا یہ کہکر برق فرنگی
نے بایان کھینچا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

دیکھو شبِ فرقت مین دل اپنا نہین ہوتا
سچ ہے کوئی آفت مین کسی کا نہین ہوتا

زندہ جو کسی کا دلِ مردہ ہو تو جانین
باتون سے فقط کوئی مسیحا نہین ہوتا

بس دیکھ چکے گرمیِ بازار حسینان
دل بیچنے والون کا تو سودا نہین ہوتا

کرتا نہین کچھ شربتِ دیدار بھی تاثیر
بیمارِ محبت کبھی اچھا نہین ہوتا

اک دل ہے ہمارا کہ تم ایسون کا ہے بندہ
اک دل ہے تمہارا کہ کسی کا نہین ہوتا

یکسان ہے شب و روز خلش خارِ الم کی
دم بھر کو بھی کم دردِ جگر کا نہین ہوتا

مرتا ہون ہزار اور نہین کچھ انھین پروا
سچ کہتے ہین سب کوئی کسی کا نہین ہوتا

اس طرح وہ کنیز گائی کہ ظلمانہ تعریفین کرنے لگی کہا ای نہال عشرت خیز قدرت نے تم کو
حقیقت مین سرفراز کیا ہے نہال نے عرض کی امیدوار ہون کہ کلید مینا بھی مجکو ملے یہ بھی
امتحان ہو جائے پھر مین برائے گرفتاری عمرو جاؤن جو کچھ قدرت کو کرنے ہین وہی ہوگا ظلمانہ
نے کلید دی برق نے آ کر غل مچایا کہ ہان صاحبو شراب لیجاؤ مین ساقی ہوتی ہون کوئی باقی
نہ رہیگا آج امتحان کرامت خداوندی ہے کل پرسون ساربان زادہ قتل ہونگے بی ظلمانہ کی تکلیف
قدرت کو ناگوار ہے سب شراب لیجانے لگے گلابیان کنیز اُٹھا اُٹھا کر لے گئین ہر ایک کا یہی قول تھا

کہ نہال عشرت خیز نظر کردہ ہوئی قدرت نے اُسکو پسند کیا مگر برق نے آبگینہ چالیس پچاس
گلابیان آراستہ کین بیہوشی اُنمین خوب دل بھر کے ملائی اور بشکل کنیز مذکور محفل مین آیا ظلمانہ نے
کہاکہ صاحبو دیکھو نہال عشرت خیز کس سلیقے سے شراب لائی ہو کہ خود بخود دل چاہتا ہو کہ شراب
پیجیے بے شک یہ نظر کردہ ہوئی ظلمانہ نے خواجہ سے کہا بھی کہ اے نامہ بر جاؤ عمرو نے کہاکہ آج
آپ کی محفل مین کرامت کا ذکر ہو ہم بھی ایک آدھ جام پی لین قدرت کے کمال سے آگاہ ہون
ظلمانہ نے کہاکہ اختیار ہو اے نامہ دار بیٹھے رہو خواجہ بشکل نامہ دار بیٹھے ہین اور برق سب کام
کر رہا ہو برق نے بھی خواجہ کو پہچانا دمبدم کہتا ہو کہ میان نامہ دار صاحب یہ شراب پینا خلاف
مطلب نہین ہو عمر بڑھ جائیگی عمرو گرفتار ہوگا پہلے مین ہی اُسکو گرفتار کرونگی تم بھی ایک وار
کرلینا ساربان زادہ گرفتار ہوکر آئیگا اُسنے بڑی بدعتین کی ہین خواجہ کہتے ہین بی نہال حقیقت
مین تم مقبول بارگاہ خداوندی ہوئین جب قدرت فرما گئے تو فرق نہ ہوگا برق نے اول جام
لبریز کرکے ظلمانہ کو دیا ظلمانہ پی گئی برق نے دورہ باندھا تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب
پلائی خواجہ اشارون سے کہ رہے ہین کہ بیٹا تمنے کیا کار نمایان کیا مگر خبردار کوئی نہ چھوڑنا مگر
برق ہر مرتبہ بیہوشی ملاکر جام خواجہ کو دیتا ہو خواجہ گریبان مین گرا لیتے ہین برق حیران
ہو کہ یہ کیا وجہ ہو کہ اُستاد کو بیہوشی تاثیر نہین کرتی سوچا کہ دفعیہ بیہوشی کھا لیتے ہونگے اسوجہ
سے تاثیر نہین ہوتی تھوڑے ہی عرصے مین برق نے سب کو شراب پلائی محفل مین بے لطفی
ہونے لگی ہلڑ ہوا ظلمانہ نے کہاکہ صاحبو کیا میری بارگاہ کو بازار بنایا ہو جیسے ہی اُٹھی لڑکھڑا کے
گری سنبھالنے والے اُٹھے وہ بھی گر کر بیہوش ہوے تھوڑے عرصے مین سب بر لب فرش ہوے
برق نے تڑپ کر نعرہ کیا نعرۂ برق ~~ مرا نام ہو برق خنجر گزار + کہ اُستاد ہین خواجۂ
نامدار + کرون سیکڑون کوس کی راہ طے + ارسطو سے ذی علم شاگرد ہے + بزیر قدم غرب ہو شرق
ہو + چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہو + برق نے جھک کر ظلمانہ کے ہاتھ سے کڑے اُتارے
خواجہ نے اُٹھ کر ایک تمانچہ مارا اور کڑے چھین لیے برق مُنھ دیکھ کر رہگیا اب خواجہ عمرو
لوٹنے لگے برق کہتا ہو کہ اُستاد ظلمانہ کی فکر کیجیے خواجہ کہتے ہین آپ نکلجائیے مین فکر کر لونگا
برق جواب دیتا ہو اُستاد مین نے بڑی محنت کی ہو خواجہ فرماتے ہین ابے کیا بیہودہ بکتا ہو

برق بر عاجزی کہتا ہو کہ مجھے بھی کچھ لینے دیجیے ورنہ بہت پچھتائیے گا خواجہ کب سنتے ہین یہی چاہتے ہین کہ برق نکل جائے تو مین اکیلا بارگاہ کو لوٹ لون قضائے کار بہمن جادو کہ برائے شکار گیا تھا پلٹ آیا دیکھا کہ دربارگاہ ظلمانہ پر چوبدار بیہوش پڑے ہین خادمون مین جوتی پیزار ہو رہی ہی بہمن گھبرایا پردہ اٹھا کر اندر آیا دیکھا کہ دو شخص بارگاہ کو لوٹ رہے ہین اور ظلمانہ بیہوش پڑی ہی للکارا کہ ارے تم کون ہو دونون کود کر بھاگے بہمن نے آکر ظلمانہ کو ہوشیار کیا وہ جو اٹھی یہی کہتی ہوئی اٹھی کہ ارے کپڑے چھڑے کیا ہوے کوئی کہتی ہی کہ ارے بجلیان مین نے ابھی نئی بنوائی تھین کوئی کہتی ہو ابھی نئی بالیان بنوائی تھین یہ سب چیزین کون لے گیا چوبدار چیختے پھرتے ہین کہ ہمارے عصے کیا ہوے ظلمانہ نے کہا کہ ارے نالائقو مال کو کیا پیٹتے ہو جان بچی یہی بڑی بات ہی نگوڑے نے آکر عجب جھگڑا پھیلایا ظلمانہ سب کو تسکین دے رہی ہی کہ درگہ سالار نے آکر عرض کی کہ نامہ دار پھر آیا ہی کہتا ہی کہ جنگل مین بیہوش پڑا تھا کاہ فروشون نے ہوشیار کیا ظلمانہ نے کہا کہ ارے نگوڑا پھر آیا مین باتین کرونگی تم لوگ پکڑ لینا خوب نگوڑے کو مارو منہ ہی منہ پیٹو کہ نگوڑا یاد کرے ہم لوگون کو بالکل بے وقوف سمجھا ہی کہ ابھی عیاری کرکے گیا اور پھر رنگ جمانے آیا سب ساحر سر جھکا کر بیٹھے درگہ سالار نے کہا کہ میان نامہ دار اندر جائیے ملکہ ظلمانہ آپ کو اندر بلاتی ہین نامہ دار اندر آیا ظلمانہ کو سلام کیا چار طرف سے جادوگر ٹوٹ پڑے لات جوتی پڑنے لگی نامہ دار چلاتا ہی کہ مین نے کیا خطا کی ہی کہ سزا ملتی ہی مارنیوالے کہتے ہین کہ او ساربان او بڑا تیرا کلیجہ ہی ابھی عیاری کر گیا پھر دوڑا آیا نامہ دار نے کہا کہ ای ملکۂ عالم میرا منہ دھلوائیے جب تو پہچانیے گا سب نے منہ ہاتھ دھلایا مگر صورت تبدیل نہ ہوئی ظلمانہ نے شعلۂ سحر گرایا مگر صورت نہ بدلی تب حال پوچھا نامہ دار نے سب حال بیان کیا کہ مین جنگل مین بیہوش پڑا تھا کاہ فروشون نے آکر ہوشیار کیا مین فریاد کرنے آیا تھا یہ نہ سمجھا تھا کہ فریاد مین یہ بیداد ہوگی وہ مار کھائی کہ ہڈیان تھیلا ہو گئین اب جادوگر عذر کرنے لگے کہ بھائی معاف کرنا ہمنے تمھارے ایک جوتا مارا تھا دوسرا کہتا ہی کہ مین نے فقط ایک تھپڑ مارا کوئی کہتا ہی فقط مین نے ایک لات ماری تھی نامہ دار کہتا ہی تمھاری لات سے تو مین گرا سب جادوگرون نے خوب مجھے ذلیل کیا اب کبھی نہ آؤنگا اور قدرت سے فریاد کرونگا ظلمانہ نے انعام دیا روپیہ ہاتھ مین

لیے ہوے نامہ دار روتا تھا کہتا تھا کہ اے ملکۂ عالم آج وہ سزا پائی کہ عمر بھر یاد رہیگی ظلمانہ نے کہا
کہ قدرت سے نہ فریاد کرنا نامہ دار روتا ہوا روانہ ہوا راہ مین برق فرنگی ایک ساحر کی شکل بنا
کر کھڑا تھا دیکھا کہ نامہ دار روتا ہوا آتا ہی سمجھ گیا کہ یہ خوب پٹا کپڑے پھٹے ہوے روپیے ہاتھ مین
اُن کو دیکھ دیکھ کے روتا ہی کہتا ہی یا خداوند جس جس نے مجکو مارا ہی اُن کو سزا دیجیے برق ایک
نازنین کی شکل بن کر ایک نخل کے سائے مین بیٹھا اور نام جمشید ثانی کا لیکر رونے لگا نامہ دار
نے جو پلٹ کر دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا قریب آکر پوچھا کہ کیون صاحب کیون رو رہی ہو
جو حکم دو وہ بجالاؤن اُس نازنین نے کہا کہ مجھ گرفتار دام مصیبت سے کیا حال پوچھتے ہو
آوارۂ دشت مصیبت گرفتار دام وحشت اپنے باپ کے ساتھ جاتی تھی قزاقون نے آکر لوٹ لیا
مین بخوف آبرو یہان بھاگ کر آئی اے شخص بڑا احسان تیرا یہ ہوگا کہ مجھے میرے گھر پہونچا دے آجتک
کسی شیر بھیڑیے نے نہ کھایا گھر والے بھی تیرا احسان مانین گے نامہ دار نے کہا کہ شادی تمھاری
ہو گئی اُس نازنین نے کہا کہ تمھارے ساتھ شادی ہوگی کہ تمنے ایسے وقت مین خبر لی اب
بھلا مین تمھارا دامن چھوڑونگی ہمیشہ ساتھ رہونگی یہ کہکر وہ نازنین اُٹھی نامہ دار نے پوچھا
مکان کہان پر ہی نازنین نے سر جھکا کر کہا کہ جہان گولر کا پیڑ لگا ہی گانون مین کھیت بہت ہین
ایک طرف چمار رہتے ہین نامہ دار سمجھ گیا کہ یہ بالکل نادان ہی اُس گانون کا نام نہین جانتی چمار
سب گانون مین رہتے ہین گولر کے پیڑ کی کیا شناخت تھوڑی دور نازنین نے آکر کہا کہ کیون
میان تم کو کچھ سحر و ساحری مین بھی دخل ہی نامہ دار نے کہا کہ خوب جانتا ہون کیا مطلب ہی کچھ بیان
توکرو نازنین نے کہا کہ دیکھو سامنے جھاڑی مین ایک قزاق بیٹھا ہی نامہ دار نے کہا کہ صاحب
مجکو نہین معلوم ہوتا نازنین نے کہا کہ آنکھون کے آگے ناک سو جھے کیا خاک اپنی ناک کٹوا ڈالو
تو سجھائی دے مگر سحر کرو کہ زمین اُسکے پانون تھام لے نامہ دار نے چاہا کہ بڑھ کر سحر کردن برق
نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا خنجر مار کے دو ٹکڑے کیے مرنے کی جو آ سکے
صدا بلند ہوئی خواجہ عمرو ایک طرف جاتے تھے آواز سنکر پلٹے اُس وقت آکر پہونچے کہ
دیکھا برق فرنگی کپڑے اُتار رہا ہی للکار کر آواز دی کہ او بیحیا کیا کرتا ہی یہ میرا حق ہی مُردے
کے کپڑے اُتارتا ہی برق نے کہا کہ اُستاد میرا حق ہی جسکی مرتبہ مین نے غفلت کی تھی ابکی مار ڈالا

خواجہ نے کہا کہ خیر بیٹا کپڑے لے لو مگر ظلمانہ کی تدبیر کا اب تم پر حق ہے اُسکی فکر کرو کیونکہ اس نامہ دار کا سارا مال و اسباب تو تمنے لیا مگر ظلمانہ بہت ہوشیار ہے جو عیاری کرنا سمجھکر کرنا برق کو بخوبی سمجھا کر خواجہ نے رخصت کیا برق فرنگی صورت بدل کر چلا لشکر ظلمانہ مین آیا پھرنے لگا قضائے کار ظلمانہ جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہے مصاحبون سے صلاح کر رہی ہے کہ ہرکارون نے خبر دی ای ملکۂ عالم غضب ہوا نامہ دار مارا گیا ظلمانہ نے کہا کہ وہ آفت برپا کرونگی کہ مسلمانون کو چین نہ ملے وہ سحر کرون کہ زمین ہل جائے اس سوچ مین بیٹھی تھی کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا گلے مین اُسکے ایک کاغذ بندھا تھا ظلمانہ نے کھول کر پڑھا اُسکے شوہر ظلمات آدمخوار کیطرف سے لکھا تھا کہ صاحب تمکو گئے ہوے عرصہ ہوا میری ملاقات تک کو نہین آئین مین نے یہ نامہ روانہ کیا ہے نامے کے دیکھتے ہی کچھ تدبیر ایسی کرو کہ مجھسے ملو یا جواب باصواب لکھو ظلمانہ نے پشت پر اُسکی لکھا کہ ای شوہر میرے مین مجبور و ناچار ہو رہی ہون جلد مع فوج آؤ کہ ہم تم ملکر مسلمانون کا کام تمام کرین گلے مین طائر کے وہ نامہ باندھ دیا ظلمات آدمخوار کو جو یہ نامہ پہونچا ساٹھ ہزار فوج تیار کر کے برائے مدد ظلمانہ چلا لشکر ساتھ لیے ہوے منزل در منزل چلا آتا ہے برق جنگل مین پھر رہا تھا کہ گرد اُڑی لشکر ظلمات ظاہر ہوا برق نے صورت بدل کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ شوہر ظلمانہ ظلمات آدمخوار برائے مدد زوجہ جاتا ہے برق ایک نخل کے نیچے بیٹھا بلک بلک کر روتا تھا اور یہ اشعار پڑھتا تھا نظم

ترے مکان کا پتہ کوئی مجکو کیا دیگا ۔ ترا ہی نقش قدم راستہ بتا دیگا
نقاب رخ سے جو وہ ماہرو اُٹھا دیگا ۔ یقین ہے جلوۂ خورشید کو مٹا دیگا
کریگا خواب عدم سے وہ فتنہ خو بیدار ۔ سُلا گیا ہے جو ہم کو وہی جگا دیگا
دہان قبر سے کہتے ہین ساکنان عدم ۔ کہ سب کو خاک مین اکدن فلک ملا دیگا
غم فراق جو ہر دم لحد جھکاتا ہے ۔ یہ رفتہ رفتہ مجھے خاک مین ملا دیگا
خدائی مہر قیامت سمجھ کے لرزیگی ۔ نقاب چہرے سے جس روز وہ اُٹھا دیگا
بتنگ ہو کے یہ غنچون سے بلبلون نے کہا ۔ کہ غم رسیدونکا نالہ جگر ہلا دیگا
ہزبر دلمین بٹھالو عروس الفت کو ۔ تباہ کرینگا سامان تمھین خدا دیگا

ظلمات نے جو یہ آواز سُنی تخت سے کود ا قریب آکر پوچھا کہ ای مہ جبین کیون اسقدر بیقرار ہو
برق نے سر جھکا کر کہا کہ آوارہ وادی وحشت ہون فلک نے خوب مٹایا اس جنگل مین کئی
دن گذرے مگر کسی جانور درند نے نہ پوچھا ظلمات نے کہا کہ تمھارا نام نامی کیا ہو اُس نازنین
نے شرما کر جواب دیا کہ مجکو گلچہرہ کہتے ہین اسی جنگل مین قافلہ لٹا مین عصمت کے ڈر کے مارے
یہان چھپی شوہر کو میرے قزاقون نے مار ڈالا باپ کو گرفتار کرکے لے گئے ظلمات نے کہا
کہ میرے ساتھ چلو ہر چند کہ مین اپنی زوجہ کے پاس جاتا ہون مگر یہ مجال نہین کہ تمھارے
مقدمے مین دخل دے نازنین نے جواب دیا کہ صاحب سوتا پے کا ملال مجھسے نہ اُٹھیگا ظلمات
نے کہا کہ ظلمانہ اب ضعیف ہو گئی مین اُسپر توجہ نہین کرتا کبھی دوسرے تیسرے مہینے اُسکی ملاقات
کو جاتا ہون وہ الگ رہتی ہو مین الگ رہتا ہون وہ بھی چاہتی ہو اور بلکہ کہتی ہو کہ صاحب
تم اپنی شادی دوسری کرلو مین یقین کرتا ہون کہ وہ تمسے بہناپا کرے نازنین نے کہا وہ
جس طرح مجھسے ملین گی مین بھی اُسی طرح ملاقات کرونگی ظلمات نے سب باتون پر اچھا اچھا
کہا اُس نازنین کو ساتھ لیکر اُسی مقام پر اُتر پڑا نازنین کی بدل دجان خاطر کررہا ہو جب
شب ہوئی تو آمادہ ہوا کہ وصل حاصل کرون نازنین نے کہا کہ صاحب ایک آدھ جام شراب کا
تو پلادو ظلمات نے اشارہ کیا گلابی اُٹھا لو مین خود شراب کا عادی ہون میرا دل یہ چاہتا
ہو کہ تم بھی پیو مین بھی پیون اُس نازنین نے خوشی خوشی گلابی اُٹھا کر جام لبریز کیا اور گنگنا کر
یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

میکشان ہنگامۂ می گردش جام است وبس
صید بر صیاد گردد بلبل از بے طاقتی
عشق افروزد چراغ حسن را در شام زلف
شادزان گردم زغم کز غم شود نامم بلند
کز بوے پیرہن چشم کسے روشن شود
شکوہ از بیگانگان و آشنایان چون کنم
مرد رہ را اندرین رہ زاد رہ درکار نیست

حاصل می خوردن ما تلخی کام است وبس
دانۂ مرغ محبت حلقۂ دام ست وبس
روشنائی کفر را از نور اسلام ست وبس
مرد را مقصود از مردی ہمین نام است وبس
روشنی چشم مہجوران ز پیغام ست وبس
کانچہ آید پیشم از تاثیر ایام ست وبس
دوری راہ دو عالم حد یک گام ست وبس

در د چون غالب شود از نالهٔ مخفی لب به بند		راز دل اظہار کردن شیوهٔ خام ست و بس

یہ اشعار پڑھ کر باناز و غمزہ جام ظلمات کو دیا ظلمات مبہوت ہو رہا تھا خوشی مین آ کر جام
پی گیا نازنین نے اشارہ کیا کہ صاحب خادمون کو تو اشارہ کرو کہ باہر جاوین اور خادمون
سے کہا کہ اگر شراب کی خواہش ہو تو گلابیان لیجا کر باہر پیو جب بلائین گے تب آنا خادم
باہر گئے ظلمات ہاتھ بڑھانے لگا نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہ او بیحیا ہم کو ہاتھ لگاتا ہے
شرم نہین آتی ذرا اُٹھ کر ٹہل ظلمات گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا کہ ٹہلون بیہوشی تاثیر کر چلی تھی
لڑکھڑا کر گرا برق نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق سہ منم برق رفتار و خنجر گزار + کہ استاد
ہین خواجہ نامدار + بظاہر تو مین برق رفتار ہون + ولیکن مین عیار و مکار ہون + کرون
سیکڑون کوس کی راہ طے + ارسطوے ذی علم شاگرد ہے + بزیر قدم غرب ہے شرق ہے + چھلاوہ
ہون مین نام بھی برق ہے + جیسے ہی برق نے خنجر مارا سر تو ظلمات کا جدا ہوا اگر ایک طائر
اسکے سینے سے نکل کر آوازین دینے لگا کہ یارو جلد دوڑو اندھیر ہوا کہ ظلمات مارا گیا اسطرح
اُس طائر نے آواز دی کہ ہمراہیان ظلمات دوڑے بارگاہ مین گھُس آے دیکھا کہ لاشہ
ظلمات کا تڑپ رہا ہے اور ایک شخص لوٹتا پھرتا ہے للکارا کہ ارے تو کون ہے برق فرنگی نے
جو ساحرون کو دیکھا ایک حقۂ آتشبازی داغ کر مارا کئی کے مُنھ جلے برق کود کر بھاگا ساحرون
نے پیچھا کیا برق بھاگا ہوا جاتا ہے ساحر پیچھے چلے آتے ہین ایک نخل کے نیچے پہونچ کر برق
ذرا رُکا تھا کہ ایک ساحر نے آواز گیر کی دی برق کے پاؤن زمین نے تھام لیے تلوارین
کھینچ کر وہ لوگ دوڑے کہ برق کو قتل کرین برق فرنگی بیقرار ہو گیا دعائین مانگنے لگا کہ ای
کریم و رحیم اس آفت سے بچا لے نظم

ای خداوند جہان پروردگار +		ای تسلی بخش اہل اضطرار
ای بوقت محنت و غم غمگسار		ای بہنگام مصیبت دوستدار
قصر عالم را تو کردی استوار		خاک را تو کردی به اوج افتخار
یافت انسان از تو تاج اقتدار		عز و حرمت بندگان جان نثار
میکنی بر خلق عالم بار بار +		لطف بے حد و عنایت بیشمار

بندۂ زارت منم ای کردگار | منفعل نادم نہایت شرمسار
مبتلاے رنج و غم لیل و نہار | مضطرب غمگین پشیمان بیقرار
لاغر و بے طاقت و زار و نزار | بیدل و بیدست و پا بے اختیار
بندۂ تنہا و دشمن صد ہزار | اندرین رنج و ملال و حال زار
ہست این ناچیز و کمتر خاکسار | بر کمال فضل تو امیدوار

برق فرنگی نے جو بلک کر دعا کی قضاے کار میثاق کوہ گردان کہ برلے شکار نکلا تھا دور سے اِسنے دیکھا کہ برق فرنگی کھڑا تڑپ رہا ہی چند ساحر قتل کرنے کو آتے ہین برق فرنگی نے جو میثاق کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای وزیر اعظم مین نے ظلمات شوہر ظلمانہ کو مارا یہ ساحر چاہتے ہین کہ مجکو قتل کرین ای میثاق میرے پانون بیکار ہو رہے ہین مجکو بچاؤ میثاق نے ایک گولہ مارا کہ تلوارین برسنے لگین جسپر تلوار پڑی اُسکا سر اُڑ گیا اور جادوگر جو آتے تھے وہ میثاق کو دیکھ کر ڈرے اور پلٹ گئے میثاق نے آکر برق کو اُٹھایا سب کیفیت سُنی میثاق بہت ہنسا کہا کہ ای برق کیا کار نمایان کیا بڑے جادوگر کو مارا اب جو در بندون پر نامے پہونچے ہین بڑے بڑے جادوگر آئین گے ای برق فرنگی اب خیال رکھنا جو آئیگا تمھارے اُستاد کی فکر کرے گا برق نے کہا کہ مین تو اب ظلمانہ کی فکر مین جاتا ہون میثاق سے برق فرنگی رخصت ہو کے ایک جنگل مین آیا دیکھا کہ ایک نازنین کو چند لڑکون نے گھیرا ہی اُسے حیران کر رہے ہین سب نے مل کر پکڑ لیا ہی اور ہاتھ پانون باندھ کر پریشان کر رہے ہین وہ نازنین حیران ہی کہ ان لڑکون کی بدعت سے کیونکر نکلون کہ برق ایک ساحر بن کر آیا لڑکون سے کہا کہ خالی اسکو کیون ستاتے ہو سب مل کر شراب پیو اور اسکو بھی پلاؤ تب دل لگی ہو ایک لڑکا یہ کہکر دوڑا کہ مین بھٹی سے شراب لاتا ہون ایک نے کمر سے کچھ پیسے کھول کر دیے وہ لڑکا دوڑا ہوا گیا بھٹی سے ایک لوٹا شراب کا بھروا کر لایا برق نے سب لڑکون کو بیہوشی ملا کر شراب پلائی پیتے ہی سب کے سب بیہوش ہوگے برق نے اُس نازنین سے پوچھا کہ اری تو کون ہی اس جنگل مین کیونکر آئی اُس نازنین نے کہا کہ سامنے جو گانون ہی اُسمین رہتی ہون شوہر نے جو مارا مارے ڈر کے نکل آئی یہان جو آئی لڑکون نے گھیر لیا حیران کر رہے تھے تم نے آکر سب کو سلا دیا برق نے اُس نازنین کو کھول دیا اُسنے

اپنا نام بتایا کہ مجکو شعلۂ محفل کہتے ہین برق نے کھول کر کہا کہ اب اپنے مقام پر جاؤ میرا نام مہتر
برق فرنگی ہی جب کبھی موقع ہوگا تو آؤنگا وہ نازنین برق کو دعائین دیتی ہوئی طرف اپنے
گانون کے روانہ ہوئی راہ مین شوہر سے ملاقات ہوئی اُسنے پوچھا کہان گئی تھی اُس نازنین نے
اپنا سب حال بیان کیا اور برق کی تیزی اظہار کی کہ مہتر برق فرنگی نے لڑکون کی بدعت سے
بچایا ورنہ سب لڑکے عصمت بگاڑنے پر آمادہ تھے شوہر زوجہ کو ساتھ لیکر طرف اپنے مکان
کے روانہ ہوا اگر برق فرنگی ایک ساحر کی شکل بنا ہوا جنگل مین جاتا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی
دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار نیزہ دار لشکر کو لیے ہوے
آتا ہی اسباب صید و شکار ہمراہ ہی برق نے فقیر بن کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ کہرام نیزہ باز
شکار گاہ مین آیا تھا خبر سُنی کہ مسلمانون نے طلسم پر بلوہ کیا ہی یہ کہکر چلا ہی کہ بلوہ صاف کیے
دیتا ہون کئی دن سے سفر مین ہی کسی سے مقابلہ نہین پڑا خیال مین گذرا کہ ای برق انکی بہین
خدمت کرو آگے نہ جانے دو کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا پاس سے نکالا ایک ساحر کی
شکل بنا ایک نامہ جمشید ثانی کی طرف سے تیار کیا خلاصۂ مضمون یہ تھا کہ ای کہرام نیزہ باز
ہم کو معلوم ہوا کہ تم نے شکار گاہ سے کوچ کیا ہی ابھی کسی سے مقابلہ نہین پڑا انکو مناسب
یہ ہی کہ بادشاہ اسلام کو پہلے تلاش کرو اگر تم اُنپر غالب آؤ تو قید کرکے ہمارے پاس بھیجدو
ہم سزا دے لینگے یہ نامہ لکھ کر دو بلبغے سے باندھا دربارگاہ کہرام پر آیا درگہ سالار سے
کہا کہ عرض کر دو در دولت پر ایلچی فرستادۂ خداوند حاضر ہی امیدوار باریابی ہی یہ سُن کر
درگہ سالار نے جاکر عرض کی کہرام نے کہا کہ بُلالو برق فرنگی اندر آیا کہرام کو دیکھا
کہ دنگل پر بیٹھا ہی مگر ایک دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہوا ہی بیٹھا جھوم رہا ہی پیشانی
پر بل پڑا ہوا پوچھا ای ایلچی قدرت نے نامہ بھیجا ہی یا کچھ زبانی بھی ارشاد فرمایا ہی برق
نے نامہ نکال کر دیا کہرام نے پڑھا ہنس پڑا ساتھ والون سے کہا کہ قدرت کی میرے
حال پر بڑی پرورش ہی ہر وقت اپنے بندون کا خیال رکھتے ہین جو ارشاد کیا ہی وہ ہی
بجالاؤنگا پہلے بادشاہ کے مقابلے مین جاؤنگا دل اُن کو گرفتار کرکے روانہ کرلون تو
صاحبقران کو ڈھونڈھون ادر جو چند کس ہین وہ ایک دن کے مقابلے سے ہین مثل

بدیع وقاسم وعلمشاہ ان سب کو ایک دن مین زیر کرلونگا طلسم کشا سے البتہ دو تین روز مقابلہ پڑیگا ای نامہ دار زبانی عرض کرنا کہ جو ارشاد ہوا ہی وہ ہی بجالاؤنگا نامہ دار نے کہا ای پہلوان دوران قدرت کی پرورش کا کیا ذکر کرون مین آتا تھا صحرا مین قدرت کا نام لیکر سو گیا خواب مین تشریف لاے فرمایا اکثر نامہ دار مارے گئے اس وجہ سے تیری حفاظت کر رہا ہون جو مکاریان عمرو مین ہین وہ سب تجکو دیتا ہون امتحان کر لینا ساقی گری بھی کرنا گانے مین بھی امتحان کرنا سب باتون پر تجکو اختیار دیتا ہون ای پہلوان دوران امیدوار ہون کہ میرا امتحان لیجیے یہ کہکر بایان کھینچا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار گاے نظم

سوز الفت مین اگر جلوہ گری پیدا ہو
خاک ہو جل کے جو پروانہ پری پیدا ہو

شوخیون مین روشِ فتنہ گری پیدا ہو
چشمون مین تری جادو نظری پیدا ہو

سرد آہین جو کبھی کھنچکے لبون تک آئین
گرمیان کرتی ہوئی بے اثری پیدا ہو

آئنہ دیکھے اگر حال پریشان میرا
ساتھ حیرت کے پریشان نظری پیدا ہو

دے اگر جام کو وہ ساقیِ مہوش گردش
صاف کیفیت دورِ قمری پیدا ہو

اُڑ کے جانیکا خطِ شوق ارادہ جو کرے
بھیس بدلے ہوے قاصد کا پری پیدا ہو

ہم تو عاشق ہین جب انداز قیامت پہ مرین
قامتِ یار کی سی فتنہ گری پیدا ہو

سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پر میرے
عوض داغ جنون چترزری پیدا ہو

آزما دیکھ محبت کے اثر کو بھی جلال
پھر نہ ہو حوصلہ وہ بے اثری پیدا ہو

کہرام نے بڑی تعریفین کین کہا ای نامہ دار قدرت نے تجکو سب کچھ دیا ہی نامہ دار نے کہا کہ آپ میرے ساتھ چلیں مین بادشاہ کو گرفتار کر لاؤنگا کہرام نے کہا کہ ای نامہ دار مکر تو وہ کر کہ جو مغلوب ہو میدان مین چیر پھاڑ کے پھینک دونگا کیا چین لینے دونگا مگر خیر ساتھ چلو تماشاے جنگ دیکھو شاید ضرورت پڑے تو اُس وقت مین تم کو روانہ کرونگا گرفتار کر لانا خدمت خداوند مین بھیجدونگا میری بارگاہ مین رہو اُس شب برق وہین رہا کہرام نے صبح کو کوچ کیا مقابلۂ سعد شہریار مین آیا طبل جنگی بجوایا بادشاہ نے بھی خبر سُنکر نوازش طبل جنگی کو حکم دیا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دو نون لشکر میدان مین آے کہرام نکلا بادشاہ

مقابلے مین آے اول بادشاہ نے کہرام کا نیزہ نکالا آخر کشتی مین چار پہر لڑا مگر بہت خستہ ہوا شام کو لڑائی سے ہاتھ کھینچا کہا اب رات ہوئی کل لڑونگا بادشاہ نے ہرچند روکا مگر کہرام نہ رکا اپنے لشکر مین آیا بارگاہ مین سر جھکا کر بیٹھا کہ نامہ دار نے آکر ملاقات کی اور کہا کیسے حضور سعد کو کیسا پایا کہرام نے کہا کہ سعد نہایت صاحب طاقت ہی ایکی مرتبہ جو مقابلہ کرونگا تو زیر ہو جاونگا برق نے کہا کہ مین گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا آکر بادشاہ سے ملاقات کی خواجہ بھی بیٹھے تھے برق نے کہا کہ ای شہریار مین نے کہرام پر رنگ جما دیا چاہتا ہون کہ آپ کو گرفتار کرکے لیچلون اہل لشکر کو حکم دیجیے کہ وقت پر بلوہ کرین آپ کہرام کو بیجیے گا بادشاہ نے قبول کیا برق فرنگی بادشاہ کا پشتارہ مع سلاح وغیرہ باندھ کر لیچلا مگر بادشاہ جمجاہ نے سردارون سے اپنے کہدیا کہ اگر ظلمانہ دخل نہ دے تو کوئی ساحر نہ آے غیر ساحر بلوہ کرین سرداران غیر ساحر نے اقرار کیا کہ ہم وقت پر پہونچین گے جنگ آغاز کردین گے برق فرنگی پشتارہ لیے ہوے سامنے کہرام کے آیا کہرام رنجیدہ بیٹھا تھا پشتارۂ سعد دیکھ کر بہت خوش ہوا کہا اسکو ہوشیار کرو برق نے بادشاہ کو ہوشیار کردیا ال کرکے بادشاہ اُٹھے کہرام نے کہا کہ ای سعد اب میری اطاعت کرو ورنہ قتل کرونگا برق فرنگی بھی آمادہ ہی حقہ ہاے آتشبازی لیے بیٹھا ہی کہ بیرون بارگاہ بلوہ ہوا کہرام نے پوچھا خیر تو ہی ہرکارون نے عرض کی کہ سرداران سعد آپڑے مغلوبہ ہو رہی ہی کہرام نے کہا کہ سعد کا سر کاٹ لو جلاد نے آکر چاہا کہ ہاتھ پکڑکے کھینچون سعد نے ایک تمانچہ مارا کہ سر جلاد کا اُڑ گیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم ❊ بہار گلستان کاؤس و جم ❊ منم شیر دل صف شکن نوجوان ❊ نہال گلستانِ صاحبقران ❊ کہرام نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ دے کر اُٹھا لیا کہرام پکار اُٹھا کہ ای شہریار الامان بادشاہ نے جواب دیا امان بشرط ایمان کہرام بصدق دل مسلمان ہوا برق نے نکل کر سب کو منع کیا کہ اب جنگ نہ کرو کہرام مسلمان ہوا سب سردار بارگاہ مین آے کہرام سے بغلگیر ہوے کہرام کو ساتھ لے کر نوبت و نقارے بجاتے ہوے سعد شہریار اپنی بارگاہ مین آے مگر ظلمانہ جادو نے یہ سب معرکے دیکھے ہرچند ساحرون نے کہا کہ سحر کرین ظلمانہ نے کہا کہ کون اپنی جان پر آفت لے

دخل نہ دو کہرام کو جانے دو مگر جب کہرام داخل لشکر بادشاہ ہوا اُس وقت ظلمانہ نے کہا کہ مین
جاکر برق فرنگی کو لاتی ہون اس ظالم نے تو بڑی آفت برپا کی کہرام کے ساتھ کیا مکر کیا ہے حقیقت
مین مسلمان بڑے فتوریے ہین مگر آج مین شب کو سحر کرونگی وہ سحر کردون کہ زمین ہل جاے یہ باتین کرتی
تھی کہ لشکر ظلمات کے لوگ لاشہ اپنے افسر کا لیے ہوے روتے پیٹتے آے ظلمانہ نے کہا کہ ارے
یہ کسکا لاشہ ہی اور کیون اسقدر پریشان ہو سردارون نے عرض کی کہ آپکے شوہر کا لاشہ ہی
راہ مین آتا تھا برق فرنگی عیار نے دم دیکر مار لیا ظلمانہ بہت روئی کہا صاحبو اگرچہ دس
برس سے وہ مجھسے الگ رہتا تھا مگر سہاگن تو مشہور تھی میرا راج و سہاگ لٹ گیا سردارون
نے سمجھایا کہ آپ صاحب نصیب ہین کہ قدرت کے لیے کوشش کر رہی ہین یقین ہی کہ مطلب آپکا
پورا ہو ظلمانہ نے بڑی دھوم سے لاشہ ظلمات کا اُٹھوایا ننگے سر ساتھ آئی لاش شوہر کی
جلوائی وہانسے روتی ہوئی پلٹی جیسے ہی دربار مین آکر بیٹھی سردار سمجھانے لگے کہ ای ملکۂ عالم
صبر کیجیے آپ سے اور مسلمانون سے مقابلہ ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار عیاری کرے ظلمانہ کہتی ہی
آج زمین ہلادونگی وہ سزا دون کہ مسلمانون کو بھاگتے راستہ نہ ملے یہ کہکر حکم دیا کہ پردے بارگاہ
کے اُٹھوا دو پردے بارگاہ کے اُٹھ گئے ظلمانہ لشکر حریف کو دیکھ رہی ہی کتنی ہی تعداد مسلمانان
مثل مور و ملخ کے ہو گئی ابھی چندے سے یہ عظم و شان بڑھا یہ دن نصیب ہوا کہ سردار پر سردار
شریک ہوتے جاتے ہین یارو تم مین کوئی ایسا نہین ہی کہ برق یا عمرو کو پکڑ لاے یا بادشاہ کو
گرفتار کرے کہ مطلب دلی حاصل ہو کوئی جواب نہین دیتا خاموش بیٹھے ہین کہ پہلوے دشت
سے گرد اُڑی ظلمانہ نے دیکھا کہ ایک ساحر تخت پر سوار ایک عیار مکار قنتورے وغیرہ سے
آراستہ و پیراستہ تاج عیاری سر پر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے آتا ہی لپشت پر ساٹھ ستر ہزار
فوج بادریاے قہار کی موج ظلمانہ نے ہرکارون کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو یہ کون آیا ہی یہ سنکر
ہرکارے گئے اور دریافت کرکے آے عرض کی ابرام جادو بھانجا آپکے شوہر کا بزاے
معاوضۂ خون ظلمات آیا ہی ظلمانہ نے کہا کہ ای سردارو جاؤ ابرام کو بلاکر میرے پاس لاؤ مین
سمجھادون کہ خبردار بلا سمجھے مقابلہ نہ کرنا کوئی مکر تجویز کر لو سردار گئے اور ابرام کو سامنے ظلمانہ
کے لاے ابرام نے حمائل امان کہکر سلام کیا ظلمانہ نے بلائین لین کہا ای نور نظر کیونکر آنے کا

اتفاق ہوا ابرام سے کہا مین نے خبر سُنی کہ اموبخان کو مسلمانون نے مار لیا خیال مین آیا کہ مجھ ایسا اُن کا چھوٹا موجود ہو اور معاوضۂ خون نہ ہو یہی چاہتا ہون کہ طبل جنگی بجوائیے کہ قاتل کو اُن کے سر میدان سزا دون چیر پھاڑ کر پھینکدون ملکہ نے جواب دیا ای فرزند قاتل تمھارے ماموں کا بہت سخت ہی عیاران لشکر اسلام مین سے ہی کہ جسکا نام برق فرنگی شاگرد خواجہ عمرو بلاے روزگار ہی مین طبل جنگی بجواتی ہون مگر بخوبی خیال رکھنا ایسا نہو کہ کوئی عیار آکر کچھ فتور کرے ابرام نے کہا کہ ممانی امان میرے سامنے کوئی عیار نہ آئیگا اگر آئیگا تو مین پہچان لونگا آپ بخوبی جانتی ہین کہ ہر وقت قبضے پر ہاتھ رہتا ہی وہ ہاتھ مارون کہ اگر پہاڑ ہو تو دو ٹکڑے ہو یہ کہکر ابرام نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی بادشاہ نے بھی نوازش طبل جنگی کو حکم دیا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین جمین نقیبون نے جانبین سے نکل کر یہ اشعار عبرت آمیز پڑھے

نظم

ای مقیمانِ تہِ سقفِ سپہر غدار ۔ تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو ۔ ہی خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا ۔ جلوہ فرما تھا کوئی خسروِ با عزو وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سردار و نمین ۔ عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
شاخ گل زمزمہ سنجونکی نشیمن تھی مدام ۔ ارغنون وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین ۔ کبھی گل منھدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ ۔ واہ ری تیری تنک ظرفی بہ این عز و وقار
قصر کو جانے دو باشندون کو وانکے دیکھو ۔ تکیۂ گور و گو زن آج ہی ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و بلب مہر سکوت ۔ نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتمدار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی ۔ گنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ میدان مین نکلین حریف سے لڑین نام پیدا کرین یہ تو ظاہر ہوا کہ دنیا ناپائدار ہی

سکندر ایسا بادشاہ کس حسرت سے مرا جس وقت درخت وقواق نے سکندر کو خبر دی کہ
زمانہ موت تمھارا قریب ہی سکندر گھبرا کر پلٹا چشمۂ حیات کا پانی نہ پیا خیال مین آیا کہ ای سکندر
جو موت وزیست پروردگار نے مقرر کی ہو وہ ہی بہتر ہی ورنہ بہت خرابیان ہین جب ہاتھ پانؤ
مین طاقت نہ رہی اُٹھنے بیٹھنے سے معذور ہوے تو زندہ رہنا بیکار ہی ارسطو نے تدبیر بتائی
تھی کہ اولاد دارا آپس مین جنگ کرکے مرین حقیقت مین وہ تدبیر بتائی کہ اولاد دارا آپس مین
جنگ کرکے مری سکندر جو وطن مین آے بیماری نے دامن تھاما مان کو نصیحت کی کہ میری نذر
کا کھانا اُسکو دینا کہ جس گھر مین کوئی نہ مرا ہو اور وزرا و امراے وصیت کی کہ ہاتھ ہمارے
کفن سے باہر کردینا جب جنازہ سکندر کا اُٹھا تو لوگون نے اعتراض کیا کہ سکندر نے ہاتھ کیون
کفن سے باہر رکھوائے حکما نے جواب دیا کہ یارو سکندر دکھاتا تھا کہ ؏ ہاتھ خالی آئے ہین اور
ہاتھ خالی جائینگے ٭ سب کمال اک روز آخر خاک مین ملجائینگے ٭ اُسی کا ظہور ہی ابرام نے
گینڈا اپنا بڑھایا ساتھ والون سے کہا کہ مین قاتل مامون جان کا سر لاؤن سب نے کہا کہ آپ
ایسے ہی جری و بہادر ہین گینڈا اُڑا کر ابرام میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای قوم مسلمانان
اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو برق فرنگی عیار کی مشکین باندھ کر میرے حوالے کرو ورنہ جو افسر اعلیٰ
ہو وہ میرے مقابلے مین آے سعد بن قباد نے مرکب نکالا سردار عرض کرتے تھے کہ ای
شہریار آپ میدان مین نہ جائیے ملازم آپ کے حاضر ہین جا کر اس دیو خصال کو سمجھا دینگے
بادشاہ نے فرمایا اُسنے افسر اعلیٰ کا نام لیکر پکارا ہی اسوجہ سے میرا ہی جانا مناسب ہی یہ
فرماکر بڑی جمائی مرکب کو دسرین دکوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل پہنے ہوے تین ٹھیکون مین
مقابلۂ ابرام مین پہونچا ابرام نے جو جمال جہان آراے بادشاہ دیکھا حیران جمال و محو دیدار
ہوا کہا ای شہریار آپ ایک عیار کے واسطے کیون جان دیتے ہین برق فرنگی کسکا نام ہی اُسکو
میرے حوالے کیجیے مین اُسکو لیکر پلٹ جاؤنگا آپ لوگون کی خطا معاف کردونگا بادشاہ جمجاہ نے
فرمایا کہ آپ خطا نہ معاف کیجیے کچھ فنون سپہ گری دکھائیے یہ میدان کارزار ہی ابرام نے جب دیکھا
کہ بادشاہ نہین مانتے اور فرماتے ہین ادبے وقوف کون ایسا احمق ہوگا کہ اپنے عیار کو حوالے
کردیگا میرے لشکر کے سائیس کو اگر کوئی مانگے تو نہ دون ابرام نے نیزہ مارا بادشاہ جمجاہ نے

نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا بادشاہ نے ابرام
کو دنگ کر دیا ہی جب نیزہ مارتے ہین خانۂ زرہ مین نوک رکھدیتے ہین قطرہ خون کا اُبھر آتا ہی
صاف ثابت ہوتا ہی کہ تختۂ آہن پر شنجرف کے نقطے دیے ہین دو گھڑی کے بعد بادشاہ جمجاہ نے
نیزہ ابرام کا جو گانٹھ کر تھپیڑہ مارا نیزہ ہاتھ سے ابرام کے نکل گیا وہ مثل ابر کے گڑگڑایا
اور للکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ تمنے غضب کیا آج تک کسی نے میرا نیزہ نہین نکالا تھا مگر
اب تلوار کا وار کرتا ہون اس تیغ نے ہزارون کا خون پیا ہی وار میرا خالی نہین جاتا بادشاہ
نے فرمایا ہم بھی تو دیکھین کہ کیسی تلوار ہی اور کیسا وار ہی کہ جو نہین رُکتا ابرام نے ہاتھ
تلوار کا مارا بادشاہ نے سپر کو گردش دی چاہا باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدون کلائی
پر تو ہاتھ پڑا مگر تلوار ابرام کی بالاے سر آکے پڑی کہ تا دو ابرو پہونچی بادشاہ نے دستانہ
مار کر تلوار نکالی مگر چادر خون کی چہرے پر آئی بادشاہ نے زخم سر تھام کر ہاتھ مارا تڑپ کے
جو تلوار گری سپر کٹی ابرام نے سر اپنا کھینچا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی گینڈے کی گردن
کٹی ابرام گینڈے سے گرا فوج والے سمجھے کہ شاید افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر آپڑے
بادشاہ بھی تلوار چمکا کر جا پڑے ملازمان شاہی نے جو دیکھا کہ بادشاہ کو زخمداری مین سب نے
گھیرا ہی سب سردار لینا لینا کہکر جا پڑے دونون لشکر مل گئے ہزارہا لاشہ گرا خون کا دریا
بہ گیا عین گرمی جنگ مین ایک پہلوان نے نیزہ مارا کہ شانہ بادشاہ کا نشانہ ہوا بادشاہ
نے پلٹ کر اُسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے مگر زخم نے نیزے کے بادشاہ کو پریشان
کر دیا اسقدر خون بہا کہ غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا دونون ہاتھ گردن مین مرکب
کی حمائل کر دیے فرمایا کہ ای مرکب اصیل لے نکل مرکب چلا طرارے بھرتا ہوا دولتیان اتا ہوا
بادشاہ کو لے نکلا بعد پہر بھر کے طبل بازگشت بجے لشکر پلٹے جب اپنے مقام پر آئے تو سب نے
باہم کہا کہ بڑا غضب ہوا ہمارے شاہ پر نہین معلوم کیا گذری کہ واپس نہین آئے ہرکارون
نے عرض کی کہ عین گرمی جنگ مین ہمنے دیکھا کہ گھوڑا بادشاہ کو لیکر نکل گیا سرداران نے خواجہ
سے کہا کہ جاکر تلاش کیجیے خواجہ نے کہا کہ اُن کے یہان ہمیشہ کا یہی جھگڑا رہتا ہی اور مجکو
اپنی گرفتاری کا خوف ہی کہ ایسا نہو لشکر سے نکلون اور دہا جن کے نوکر مجھے گرفتار کرلین

تو باعث خرابی ہو سب نے دس دس پانچ پانچ روپئے دیے خواجہ نے خدمتگارون سے کہا کہ
آپ لوگ بھی شریک ہون ایک ایک مہینے کی تنخواہ آپ سب صاحب بھی دین تو مین بادشاہ کو
ڈھونڈھ کر لاؤن سب نے بوجہ خوشامد ایک ایک مہینے کی تو بھلا کیا مگر ایک ایک روز کی تنخواہ
دو دو آنے دیے خواجہ نے اُسی کو غنیمت جانا کہ جو کچھ اِن لوگون سے مل گیا وہ ہی مناسب و
بہتر تھا کہا ان لوگون سے زیادہ لینا کیا فائدہ یہ بیچارے غریب ہین الغرض خواجہ تلاش
مین بادشاہ کی روانہ ہوے ابرام کا بھی علاج ہو رہا ہی مگر گھوڑا بادشاہ کو لیے ہوے
ایک دشت مین آیا بادشاہ پشت مرکب سے گرے تکان جو پہونچی آنکھ کھل گئی بیچ نخل سے
پشت لگا کر بیٹھے مرکب کو قریب بُلایا مرکب آکر بیٹھ گیا بادشاہ نے قربوس سے آئینہ و سوزن
و رشتہ نکالا اپنے ہاتھ سے اپنے زخمون مین ٹانکے دیے مگر متردد ہین کہ ای سعد دو چار
دن کہان بسر کرون تاکہ زخمون کو صحت ہو ٹانکے لگا کر اُٹھے دو پٹہ سر سے باندھ لیا تھوڑی
دور چلے تھے کہ دروازہ ایک باغ کا دکھائی دیا بادشاہ بسم اللہ کہکر باغ مین آے کہا حقیقت
مین باغ نمونۂ جنت ہی پشت مرکب سے اُتر کر روش پٹری کو دیکھتے ہوے جلتے ہین کہ ایک
طرف سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار بیرون باغ جاتا ہوا سباب شکار ساتھ
ہی اور باغ مین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ ریش تا بسینہ بیلچہ ہاتھ مین لیے روش پٹری کو دیکھتا
بھالتا آتا ہی جمال شاہ پر اُسکی نگاہ پڑی بادشاہ نے سلام کیا اُس مرد بزرگ نے کہا کہ ای جوان
کہان سے آنیکا اتفاق ہوا میرے مقام پر چل کر بیٹھیے بادشاہ اُس مرد بزرگ کے ساتھ کنج
باغ مین آے وہان ایک بنگلہ بنا ہوا تھا بادشاہ نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی اُسنے کہا
کہ سہیل باغبان سب باغبانون کا چودھری ہون مگر تم بھی اپنا نام نامی بتاؤ بادشاہ نے فرمایا
حسین تیغزن میرا نام ہی ایک تاجر کا ملازم تھا اُس تاجر پر قزاق آے مین جنگ مین زخمی
ہوا اور خون سر سے اسقدر بہا کہ مین بیہوش ہوا گھوڑا چونکہ اصیل تھا اُسنے جو مجکو ست
پایا وہ مجکو اس طرف نکال لایا سہیل نے کہا کہ ای فرزند مین آرزو رکھتا ہون کہ تم کو
اپنی فرزندی مین لون سعد نے فرمایا کہ تم بزرگ آدمی ہو مین نے بدل و جان قبول کیا اتنے
سہیل دوڑ کر ایک گلابی اُٹھا کر لایا سامنے بادشاہ کے رکھدی کہا یہ حاضر ہی اسے نوش کیجے

تا کسل راہ دفع ہو بادشاہ نے جام پیا سہیل کو بھی ایک جام پلایا جیسے ہی اُسنے جام پیا مسخرہ پن
کرنے لگا بادشاہ ہنس رہے ہین ایک جام آپ پیتے ہین اور ایک جام سہیل کو دیتے ہین سہیل
ہنستا ہی بادشاہ کے آگے تماشے کر رہا ہی کبھی مُنھ چڑاتا ہی کبھی کسی درخت کی بیخ پر زور کرتا
ہی اور کہتا ہی اسکو اُکھیڑ لون کبھی ناچتا ہی کبھی مزے مین آکر برہے گاتا ہی تھوڑی دیر کے بعد
آواز آئی کہ ارے سہیل کیا مر گیا دروازہ بند کر کے بیٹھا ہی ملکہ گلپوش تشریف لاتی ہین تو
دروازہ نہین کھولتا سہیل کو آواز سُن کر ہوش آگیا کہا ای فرزند مین اسی ملکہ کا نوکر ہون
برائے شکار گئی تھین تشریف لائی ہین مین جاکر دروازہ کھولون یہ کہکر اپنے تئین بناتا ہوا درست
کرتا ہوا دروازے پر آیا دروازہ کھولا ملکہ اندر آئین کئی سو خواصین ساتھ ہین سہیل تو ادب
سے کنارے ہوا مگر منڈاسا گرا پڑتا ہی دھوتی کُھلی جاتی ہی خواصین ستانے لگین سہیل بڑبڑاتا ہوا
اپنے مقام پر آیا بادشاہ سعد نے پوچھا کہ کیون باداجان خیر تو ہی سہیل نے کہا کہ بیٹا نوجوان
کنیزین مسخرہ پن کرتی ہین مجکو دیوانہ بنایا ہی فرمایا اب آپ وہان نہ جائیے یہین بیٹھیے سہیل بیٹھا
مگر پھول جمع کر رہا ہی بادشاہ نے پوچھا یہ پھول کیا ہونگے سہیل نے کہا کہ ملکۂ عالم کے واسطے
زیور بنے گا جب دن کم باقی رہا تو اور ایک بڑھیا آئی سہیل نے اُسکو بٹھایا وہ بڑھیا زیور
بنانے لگی بادشاہ نے پوچھا کہ کیون باداجان یہ بڑھیا کون ہی کہا میرے گھر مین رہتی ہی زیور
پھولون کا خوب بناتی ہی مین نے اسکو گھر مین رکھا ہی بڑھیا زیور بنا بنا کر رکھتی جاتی ہی بادشاہ
نے فرمایا بڑی بی صاحب ایک گلدستہ ہم بھی بنائین بڑھیا نے کہا لو پوت بناؤ اگر تم سے
بن سکے بادشاہ نے ایک گلدستہ باندھا مگر مطلع قمر کہ سُرخ پھولونین قائم کردیا مطلع آج بیلا
بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین ٭ شاخہائے گل اٹھاتی ہین زر گل باغ مین ٭ وہ گلدستہ
بھی اور سب زیور مین شامل کر کے رکھدیا جب شام ہوئی تو سہیل نے ایک کشتی مین سب زیور لگایا
اور وہ گلدستہ بھی رکھکر سامنے ملکہ کے لایا ملکہ نے جو زیور کو دیکھا اور گلدستے پر نگاہ پڑی
بندش اُسکی نئے طور کی دیکھی کہ نہایت صفائی کے ساتھ مطلع مذکور گندھا ہوا ہی شاہزادی
والا قدر آسمان خوبی کی بدر خواندہ تھی آنون نے پڑھا یا ہی مطلع پڑھکر پوچھا کہ کیون سہیل یہ گلدستہ
کسنے بنایا حقیقت مین بندش نئے طور کی ہی سہیل نے دیکھا کہ ملکہ تعریف کرتی ہین کہا حضور

مین ہی نے بنایا ملکہ نے کہا کہ کیون جھوٹھ بولتا ہی یہ تیرے ہاتھ کا نہین ہی سہیل نے کہا حضور
غلام نے بنایا ہی اور بنانے والا کون ہی ملکہ نے ایک لفظ کھولڈالا کہا ای سہیل پھر تو اسے
باندھ دو سہیل باندھنے لگا مگر لفظ کو کیا جانے بھٹکنے لگا ملکہ نے کہا کہ کیون سہیل صاف
صاف نہین بتاتا ہم تجکو انعام دین گے مگر صاف صاف کہہ کہ یہ گلدستہ کسنے بنایا ہی سہیل
نے ڈرکر کہا کہ حضور میرا فرزند بعد کئی برس کے سفر سے پلٹ کر آیا ہی اُسنے یہ گلدستہ بنایا ہی
وہ جو باہر رہا تو کچھ پڑھنا لکھنا بھی حاصل کیا اُسی نے کچھ بنادیا ہوگا ملکہ نے کہا کہ اُس فرزند
کو اپنے لاؤ ہم دیکھین گے بڑے سلیقے سے گلدستہ بنایا ہی ہم انعام معقول دین گے سہیل
دوڑا خدمت مین بادشاہ جحجاہ کی آیا اور کہا کہ ای فرزند تم نے گلدستے مین کیا بنادیا ملکہ نے
مجھسے پوچھا مین نے کہا کہ مین نے بنایا ہی ملکہ نے گوشہ ایک طرف سے کھولڈالا اور کہا اسکو
باندھو ای فرزند مجھسے نہ بندھا تب مجکو قبولنا پڑا ملکہ نے تم کو طلب کیا ہی مگر ای فرزند بہت
سمجھکر کلام کرنا ملکہ پڑھی لکھی ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی بات اُسکے خلاف گذرے اور قتل کا حکم دے
سعد شہریار نے فرمایا کہ ہم کو جو قتل کریگا ہم خود اُسے قتل کرین گے یہ فرماکر سہیل کے
ساتھ ہوے سہیل سمجھاتا ہوا جاتا ہی کہ ای فرزند تمھاری جان کا خوف ہی مین نے اسی
واسطے تم کو اپنا فرزند کیا ہی کہ میرے گھر کا چراغ روشن رہے مین مفلس نہین ہون کچھ انعام
کا مجکو لالچ نہین ہی لات ومنات تمھاری جان بچائین مین اگر یہ جانتا تو تمھارے ہاتھ
کا گلدستہ نہ لیجاتا سعد کہتے ہوے جاتے ہین کہ آپ نہ گھبرائیے ملکہ میرے خلاف حکم نہ دیگی
بلکہ انعام لونگا سہیل نے ٹینٹ سے دو چار اشرفیان نکالین کہا ای فرزند مین انعام کا کچھ
محتاج نہین ہون تمھین جو ضرورت ہو مجھسے لو ملکہ سے انعام کے طالب نہونا ایسا نہ ہو مجھے
اُسکے ہاتھ مین ہوا دے تو کون پرسش کریگا باپ اُسکا پہلوان زبردست ہی بیٹی کو محبت
پالا ہی کون سماعت کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر ہماری موت اُسکے ہاتھ سے ہی تو کوئی نہ
بچائیگا اور اگر موت نہین ہی تو ہاتھ نہ اُٹھیگا یہ کہتے ہوے قریب چلمن کے آئے ملکہ نے
کرسی بچھوادی جمال جہان آرا پر نگاہ پڑی دیکھا کہ جوان رعنا غبغب گردن بلند بالا غزال
چشم شیر خشم ہی ملکہ کو پسینہ آگیا حکم دیا کہ کرسی پر بیٹھ جاؤ کنیزون نے بھیانک ہو کر کہا لاؤ

غضب دیکھو باغبان بچہ کرسی پر بیٹھیگا بادشاہ آکر بیٹھے ملکہ گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی آخر بول اُٹھی
کہ کیون صاحب یہ گلدستہ تمنے بنایا ہی سعد نے کہا آپ کے اقبال سے بن گیا ملکہ نے کہا کہ آسمین
کیا گوندھا ہی سعد نے مطلع مذکور پڑھا ملکہ ہنس پڑین کہا دیکھو صاحبو سہیل کہتا تھا مین نے بنایا
ہی یہ لفظین دیکھ کر مجکو گمان ہوا تھا کہ کسی معقول نے بنایا ہی شعر باندھ دیا ہی کس تکلف کی بندش
ہی کہ لفظین پیدا ہوتی ہین بعد تھوڑی دیر کے خیال مین آیا کہ حیف تو دختر بادشاہ قلعہ حکا کیہ
اور باغبان بچے سے باتین کر رہی ہی کہا اچھا صاحب جاؤ سعد اُٹھے مُنھ جو پھیرا چند قدم
چلے تھے کہ ملکہ نے کہا اسکو پکار لو کنیز نے پکارا کہ میان سہیل کے صاحبزادے پلٹ آؤ ملکہ
یاد فرماتی ہین سعد پھر آئے ملکہ نے صندوقچہ کھول کر کچھ اشرفیان دین کہا کل اور گلدستہ بنا
جو مانگو گے وہ ہی دین گے ان حیلون سے کئی مرتبہ بلایا دل نہین چاہتا تھا کہ یہ آنکھون سے
نہان ہو سامنے بیٹھا رہتا ہی تو دل کو آرام آتا ہی آنکھون کو نظارے سے لطف ملتا ہی غنچہ
آرزو کھلتا ہی بعد چار پانچ مرتبہ کے سعد کو رخصت کیا سعد آکر اپنے مقام پر بیٹھے مگر اشتیاق
ہی کہ مین اس محبوب کو کیونکر دیکھون رات کو جب ملکہ نے آرام فرمایا تو سعد اپنے مقام سے
اُٹھے چھپتے ہوے قریب چھپرکھٹ کے آے دیکھا کہ ایک ماہ تابان و مہر درخشان پڑی سو رہی
ہی جوانی کی نیند اعضا سب کھلے ہوے دوپٹہ سینے سے ڈھلکا ہوا بادشاہ بیقرار ہو گئے جھک کر
روے انور غور سے دیکھنے لگے ملکہ کی آنکھ کھل گئی بدحواس ہو کر کہا کہ ارے تو کون بادشاہ
بھاگے ملکہ اُٹھ بیٹھین خواصین قریب آئین پوچھا واری خیر تو ہی کہا ابھی چور آیا تھا مین نے
نیمچہ کھینچ کر ڈانٹا تو وہ نگوڑا نامرد بھاگا اگر ٹھہر جاتا تو وہ نیمچہ مارتی کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا کنیزون
نے کہا کہ واری چور کی تو کیا مجال ہی حضور نے خواب دیکھا ہوگا ملکہ کو ناگوار ہوا کہ ہم کو
جھوٹا بناتی ہی کہا طوق اُتارتا تھا مین نے آنکھ کھول کر کون کہا تو وہ بھاگ کر نکل گیا شاید باغبان
مل گیا اُسی کی ذات سے یہ چور آیا کنیزون نے عرض کی واری سچ ہی ملکہ پھر نہ سوئین کنیزون سے
باتین کرتی رہین کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا غصے مین بیٹھی ہین کہا سہیل کو بلاؤ کنیزین سہیل کو
بلا کر لے گئین کہا کیون سہیل مدت سے ہم باغ مین آتے ہین کبھی کوئی افتاد نہین ہوئی شب کو
چور کہان سے آیا صاف صاف کہو ورنہ ہم تم کو قتل کرین گے سہیل کانپنے لگا کہا حضور چوکی

کیا مجال ہی کہ اس باغ مین آے کسی درخت وغیرہ کا سایہ پڑا ہوگا ملکہ نے جھلا کر کہا کہ نگوڑے
ہمکو جھوٹا بناتا ہی ارے اسکو قتل کرو جلشن نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور نیچہ لیکر سر پر آئی اب تو سہیل
گھبرایا کہ مفت مین جان جاتی ہی ہاتھ باندھ کر کہا کہ مجھے تھوڑی دیر کی رخصت ملے مین اپنے فرزند
سے مل آؤن اُسکو رخصت کرون میرے بعد کیسا پریشان ہوگا ملکہ نے کہا کہ جلدی آنا دیر نہ لگانا
سہیل نے کہا کہ مین ابھی آیا یہ کہکر روتا ہوا چلا سامنے بادشاہ کے آیا چیخین مار مار کر رونے لگا
بادشاہ ہنس پڑے فرمایا کیون خیر تو ہی اُسنے کہا ای فرزند تم بڑے بھَن پیرے ہو مین بڑے
چین سے اوقات بسر کرتا تھا ملکہ ہمیشہ انعام دیا کرتی تھین عیش کرتا تھا تمھارے قدم کی یہ
برکت ہوئی کہ میرے قتل کا حکم ہو گیا ملکہ کہتی ہین رات کو چور آیا تھا اور یہان چور نہین
آسکتا مین نے جو یہی کہا ملکہ تو آتشخو دشعلہ مزاج ہین بگڑ گئین حکم دیا کہ اسکو قتل کرو بنفشہ
نامے جلشن کہ اہی عہدے پر ہی تلوار کھینچ کر سر پر آئی ای فرزند مجھے تمھارا خیال آگیا اب تم
نکل جاؤ ہم جان دینے جاتے ہین سعد نے کہا کہ ای باپ تم جا کر ملکہ سے کہو کہ میرا فرزند ایران
مین رہا عہدہ کوتوالی خوب جانتا ہی وہ چور کو پکڑ دیگا اُسکو خلعت کوتوالی دیجیے سہیل نے کہا کہ ای
فرزند اگر ذرا بھی خطا کروگے تو وہ قتل کا حکم دیگی بادشاہ نے فرمایا ہم قتل ہونگے آپ تو بچ جاوینگے
سہیل نے کہا ای فرزند یہ بھی خرابی ہی مین یہ نہین چاہتا کہ تم کو آزار پہونچے آخر بادشاہ کو سہیل
لیکر قریب چلمن کے آیا کرسی بچھی تھی اُسپر سعد آکر بیٹھے کنیزین ستانے لگین ایک نے کہا کہ والد
آپ کے میان سہیل صاحب کیا کہتے ہین سعد نے جھلا کر کہا کہ او خبیلا تیرے ہی باپ ہونگے دوسری
نے ہنس کر کہا کہ پاجیون مین یہ دستور ہوتا ہوگا کہ باپ سے انکار کرتے ہین آپ جو حسین وجمیل
ہین تو بڈھے باپ سے انکار ہی ملکہ نے جھلا کر کہا کہ ای خبیلاؤ کیون اُسکے پیچھے پڑگئین پوچھو اسوقت
آنے کا کیا باعث ہی کنیزون نے پوچھا سعد نے کہا کہ حضور مین نے سُنا کہ رات کو چور آیا تھا
ہر چند کہ کچھ لے نہین گیا مگر حضور تو پریشان ہوئین اور خوف پیدا ہوا لہذا مین حتمی وعدہ کرتا ہون
کہ اُس ہیچمدان کو گرفتار کر دونگا ملکہ نے کہا کہ مین سہیل کی خطا نہ معاف کرتی مگر تمھارے کہنے سے
معاف کرتی ہون لیکن اگر تین دن کے اندر چور نہ گرفتار ہوا تو جو چور کی سزا ہوگی وہ تم کو
دیجائیگی سعد نے کہا بہت خوب ملکہ نے خلعت کوتوالی منگا کر دیا کہا بیرون باغ جا کے

بستر لگاؤ رات کو طلایہ دینا سعد بن قباد بیرون باغ آئے سپاہیون نے سلام کیا بادشاہ
نے سب کو بٹھایا اور آپ بھی آکر گوشے مین بیٹھے مگر ملکہ بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا کہ دریافت
کرو ایسا نہو وہ جوان لالچ مین روپئے کی کسی گانون مین اکیلا چلا جاے اور چور دست اندازی
کرے تو میرے واسطے بدنامی ہی جہان جاوے دس آدمی لیکر جاوے کہ مجکو بھی خبر ملے کلی آرزو
کی کھلے مگر سعد نے وہ دن تڑپ تڑپ کر کاٹا جب پردۂ شب حائل ہوا بقول شاعر فرد شب آمد
سازگار عشق بازان + شب آمد راز دار عشق بازان + بادشاہ کو طلایہ پھرتے پھرتے جب
معلوم ہوا کہ اب نصف رات آئی ہی تو پشت باغ پر آئے کمند مارکے دیوار پر چڑھے دیکھا کہ
وسط باغ مین ایک چبوترہ ہی اُسپر فرش بچھا ہی مسند شاہانہ آراستہ ہی اُسپر وہی شاہزادی بیٹھی
ہی کنیزین بھی گرد اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین شاہزادی کسی سے بات نہین کرتی حیران حیران ایک
ایک سے کہ رہی ہی کہ کوتوال نے کیا انتظام کیا کنیزین جواب دیتی ہین کہ واری ابھی آواز آئی تھی
تھوڑی دیر سے صدا نہین آئی بادشاہ ایک گوشے مین چھپ رہے مگر ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین
چھپر کھٹ پر آکر لیٹین سعد بن قباد سمجھے کہ شاہزادی سو گئی اپنے سائے کو اپنے سے بچاتے ہوے
قریب چھپر کھٹ کے آئے ملکہ دزدیدہ نگاہ سے دیکھ رہی ہین جی مین کہتی ہین یہ تو وہی سہیل
کا بیٹا ہی آنے تو دو دیکھو کس طور سے گرفتار کرتی ہون کہ بچ نہ سکے ملکہ تو ہوشیار ہین مگر سعد بن
قباد قریب چھپر کھٹ آئے جوش محبت مین چاہا کہ منھ پر منھ رکھدون ملکہ نے ہاتھ پکڑ لیا سعد نے
چاہا چھڑا کر بھاگون مگر ملکہ نے ہاتھ نہ چھوڑا کھینچ کر بیٹھین کہا کیون او باغبان بچے تجکو یہ حوصلہ ہوا
کہ میری عصمت پر ہاتھ ڈالے سعد نے قدمون پر سر رکھدیا فرمایا ای ملکۂ عالم اصل یہ ہی کہ مین سہیل
کا بیٹا نہین ہون نبیرۂ صاحبقران ہون مدت سے براے فتاحی طلسم نوخیز جمشیدی آیا ہون
زخمی ہوکر اس طرف نکل آیا دیکھ لیجیے ہاتھ مین انگوٹھی موجود ہی پڑھ لیجیے اسپر میرا نام کندہ ہی ملکہ نے
اُس انگوٹھی کو دیکھا کہا ہان صاحب سچے ہو خیر مجکو جو گمان تھا وہ دفع ہوا سعد شہریار سے باتین
ہونے لگین کہ اس عرصے مین کنیزین جاگین ایک نے کہا کہ لو بُوا ملکہ باغبان بچے سے باتین کر رہی ہین
ایک نے کہا کہ پہلو مین بٹھایا ہی آپس مین باتین ہونے لگین مگر گلعذار سیہ رو ایک کنیز ہی کہ ایک
ایک کی دشمن ہی اُسنے دیکھکر کہا کہ لو بُوا مین نے باتون مین سُنا کہ یہ بادشاہ لشکر اسلام کے ہین

بڑی خرابی کی بات ہو کہ جو خداوند کا دشمن ہو اُسکو ملکہ پہلو مین بٹھائین اگر خداوند سُن پائین تو کیسی خرابی ہو بُوا مین تو جاتی ہون اس باغ مین نہ رہونگی گھر مین جاکر بیٹھونگی یہ بدعت نہ دیکھونگی یہ کہکے پانچے ہلاتی ہوئی چلی چند نے کہا کہ بُوا نوکری نہ چھوڑو ایسا نہ ہو کہ پریشان ہو ابھی نہ جاؤ مگر اُس سیہ رو نے نہ مانا اُسی وقت سوار ہو کر روانہ ہوئی یہ تو نوکری چھوڑنیکا عذر ظاہر مین کیا ہو مگر دل مین یہ ہو کہ ان کے باپ سے جاکر اطلاع کرون وہ آکر دونون کو سزا دین ذرا صاحبزادی مزہ تو اُٹھائین دیکھیے یہ شخص کس فریب سے آیا پہلے تو باغبان بچہ بنا اب ثابت ہوا کہ بادشاہ اسلام ہو حکاک تاجدار آکر سمجھا دیگا وہ ایک آتشخو شعلہ مزاج ہو سُنتے ہی کیسا بھڑکیگا آتے ہی سب کو مار لیگا اُسکے ہاتھ سے کیا کوئی زندہ بچیگا وہ کیا کسی بات مین کم ہو ڈولی پر سوار بڑبڑاتی ہوئی جاتی ہو جو راہ مین مل گیا اُس سے کہا کہ دیکھو صاحبو کیا بُرا زمانہ ہو کہ بیٹی باپ کے قتل کی درپے ہو بعض یہ سُن کے چلے جاتے ہین بعض کھڑے ہو کر حال سُنتے ہین توبہ توبہ کرتے ہین کہتے ہین حقیقت مین خلاف حرکت کی ایسی بیٹی کو قتل کرنا مناسب ہو یہ کہتی ہوئی مشہور کرتی ہوئی جاتی ہو حکاک تاجدار واسطے شکار کے نکلا ہو کہ سامنے سے ڈولی آتے ہوے دیکھی اپنے پکار کے آواز دی کہ کیون گلعذار سیہ رو آج سویرے سویرے کہان چلین کیا چھٹی ملی ہو نواسی کو دیکھنے جاتی ہو گلعذار سیہ رو نے کہا کہ واری مین تو آپ کی فکر مین نکلی تھی آپ اسی مقام پر ملگئے ورنہ مین محل مین آتی مگر محل مین یہ خوف تھا کہ مان اُنکی بگڑتین اور فرماتین کہ کیون گلعذار سیہ رو تونے چھپایا باپ کے سامنے آکر کہدیا اور مین تو صاف صاف کہونگی کوئی بات نہ اُٹھا رکھونگی آپ یہان مل گئے اور بہتر ہوا حکاک نے کہا کہ آخر وہ بات کیا ہو بیان تو کرو گلعذار سیہ رو نے کہا کہ آپ کی صاحبزادی نے باغ مین نیا گل کھلایا ہو بادشاہ لشکر اسلام پہلے باغبان بچہ بن کر آیا اور فریب دیکھیے کہ کوتوالی کا خلعت ملا طلایہ پھرا آج صبح کو جو دیکھا تو پہلو مین بیٹھے ہین راز و نیاز ہو رہے ہین مین صاف صاف عرض کرتی ہون ہرچند کہ مین نے صاحبزادی کو گود یون مین پالا ہو مگر یہ حرکتین مجکو پسند نہین ہین مان باپ کی بیٹیون کو یہ امر زیبا نہین مین تو داری یہ بات دیکھتے ہی بھاگی کہ اُن کے باپ سے اطلاع کرون اب آپ کو اختیار ہو ایسی چشم نمائی کیجیے کہ پھر کبھی ایسا قصد نہ کرین اور دوسرا ستم یہ ہو کہ جھٹ پٹ گُھل مل گئین بدن سے بدن ملاے

بیٹھی تعریفین جمال کی کر رہی ہین یہ تو البتہ صحیح ہی کہ حسن اُسکا بے نظیر ہی ہماری بی بی تعریفین بیجا
نہین کرتی ہین کاشکہ بھونری بھر جاتی شوہر کے پاس بیٹھتین اُسکے حُسن کی تعریفین کرتین کہتین
کہ شوہر ہمارا خوبصورت ہی ایک غیر شخص دشمن خداوند ہم کیونکر گوارا کرین کہ ملکہ اُس کے پہلو مین
بیٹھین ای حکاک تاجدار اور لونڈیان مثل میرے نہین گھبرائین کام خدمت مین مصروف ہین مجھ جیسے
جو کام کو کہا مین نے صاف جواب دیا کہ میان مجھے فرصت نہین ہی بلکہ بھی بگڑین کہ کیون گلعذار
منھ دُھلانے کو پانی نہین لاتی مگر مین نے مناسب نہ جانا یہی فکر ہوئی کہ چلکر حضور سے اطلاع کرون
یہ خبر وحشت اثر سنکر حکاک جھلایا غصے سے کانپنے لگا کہا ای گلعذار سیہ رو ابھی جاکر بادشاہ
کو قتل کرتا ہون اور اُس گیسو بریدہ کو سزاے معقول دیتا ہون یہ کہکر گلعذار سیہ رو کے
ساتھ چلا گلعذار سیہ رو آگ لگاتی ہوئی چلی آخر جھلا کر حکاک نے کہا کہ ای گلعذار سیہ رو
خاموش رہ تو بڑی زبان دراز ہی میرے مُنھ پر وہ باتین کین کہ جو مناسب نہ تھین گینڈے کو
دوڑا کر چلا جب قریب باغ آیا دور سے دیکھا کہ دروازے پر محلدار کھڑی ہی چہار جانب دیکھ
رہی ہی محلدار نے چاہا پلٹون جاکر ملکہ سے اطلاع کردان کہ آپ کے والد آتے ہین حکاک نے
وہین سے للکارا کہ او محلدار کھڑی رہ ہمکو معلوم ہوا کہ تو خبر کیواسطے کھڑی ہی تم سب نے
ملکر اُسکو آفت مین پھنسایا محلدار خوف سے گر پڑی خبر نہ کر سکی حکاک باغ مین گھس آیا مگر
گلعذار سیہ رو بھی دوڑی ہوئی آتی ہی کچھ کہے جاتی ہی آخر حکاک نے جھلا کر تلوار سے
ڈرایا کہ ہاتھ ماردونگا خاموش نہین رہتی یہ لفظین مجھپر شاق گذرتی ہین بس خیر خواہی ہوچکی
اتنا کیا کم ہی کہ جو تو نے بیان کیا یہ کہکے گینڈے سے اُترا تلوار تولتا ہوا سامنے پہونچا
دیکھا گلپوش پہلو مین سعد کے بیٹھی ہی ہنس ہنس کے باتین کر رہی ہی سعد بھی خوش بیٹھے
ہوے ہین پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ و ننگ خاندان یہ تو نے کیا غضب کیا دشمن خداوند
کو پہلو مین بٹھایا ای سعد کچھ تم کو خوف نہ آیا وہ باغبان کون ہی کہ جسکے بیٹے بنے تھے بڑے تم
لوگ مکار ہو ملکہ نے جو باپ کو آتے ہوے دیکھا سناٹا آگیا چاہا اُٹھ کر بھاگون سعد نے ہاتھ
پکڑ لیا کہا ملکہ کہان جاتی ہو اور ہاتھ پکڑ کے گود مین بٹھا لیا حکاک اور زیادہ جھلایا پکار کر
آواز دی کہ او بے ادب اب تیری قضا آئی ہی مین نے جانا تھا کہ عذر کریگا قدمون پر گریگا

اُسکا بدلہ یہ کیا کہ میرے سامنے ایسی بیہودہ حرکت کی یہ کہکر تلوار جھکا کر قریب آیا جب ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے گھٹنے ٹیک کر کلائی تھام لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر حکاک کو اُٹھا لیا اور ہاتھ پر تول کر سامنے حوض تھا اُسمین پھینک دیا تلوار کھینچ کر سر پر کھڑے ہوے حکاک ہاتھ باندھنے لگا کہا ای شہریار اطاعت کرتا ہون بیٹی کو بھی لیجیے قلعے مین اپنا عمل کیجیے سعد نے ہاتھ روک لیا حکاک بمشکل حوض سے نکلا قدمون پر گرا بادشاہ نے سر سینے سے لگا لیا حکاک نے کہا کہ اب قلعے مین چلیے ملکہ نے اشارے سے منع بھی کیا کہ ابھی مسلمان ہوا ہی اس کے ساتھ نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ کچھ مکر کرے مگر سعد نے کچھ خیال نہ کیا حکاک کے ساتھ قلعے مین آئے اہل قلعہ نے جو سعد کو دیکھا جھک جھک کر سلام کرنے لگے حکاک سب سے اشارے کر رہا ہی کہ ظاہری خاطر کرو مین ابھی انکی خدمت کرتا ہون اہتمام کرتا ہوا بارگاہ مین لایا قند کا شربت بنایا ہاتھ پر رکھ کے سامنے آیا کہا حضور نے جو سرفراز کیا ہی تو یہ شربت بھی نوش کیجیے ہم لوگون کا یہ دستور ہی جب جام نوش فرمائیے گا تب ہم کو یقین کامل ہوگا کہ آپنے خطا معاف کی ابھی ہم کو اطمینان نہین ہی سعد نے شربت پی لیا پیتے ہی قلب مین آگ لگ گئی اُف اُف کرتے ہوے اُٹھے بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی بادشاہ لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے حکاک نے مسلسل و مطوق کیا ہوشیار کر کے کہا کہ ای سعد تم نے دیکھا کیا تقدیر خداوند نے کی ہی اب تمکو خدمت قدرت مین لیے چلتا ہون وہی سزا دینگے یہ کہکر ارابے پر سوار کیا دس ہزار فوج سے قید سعد لیکر چلا ایک کنیز نے ملکہ کو خبر دی کہ آپکے باپ نے سعد کو گرفتار کر لیا قید لیے ہوے جاتا ہی چاہتا ہی کہ جمشید ثانی کے پاس پہونچا دون ملکہ گلپوش نے فنون سپہ گری کو بخوبی حاصل کیا ہی فوراً نقاب چہرے پر ڈالی ہتھیار لگائے چار سو کنیزون کو ساتھ لیا اس فکر مین ہی کہ اس طرف سے گذرے تو اُسپر گرون یا اپنی جان دون یا شہریار کو رہا کرون کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا حکاک آگے آگے بارہ ہزار فوج نیزے ہاتھون مین لیے ہوے بادشاہ ارابے پر مگر زنجیرین ہلا رہے ہین خانۂ زنجیر مین غل ہی یہی قیدی کا تحمل ہی ملکہ نے جو دیکھا کہ ارابہ سامنے سے گذرا چار سو کنیزون کو لیکر نکلین آتے ہی تیرون کی بوچھار کی کئی سو جوان گرے دو باڑھین مار کر لشکر پہ جا پڑین سوارون نے گھیر لیا کنیزین قتل ہونے لگین سعد نے

جو ارا بے سے دیکھا کہ اُسی باغ سے یہ نقابدار نکلا ہی ظاہر ہوتا ہی کہ ملکہ نکل آئین مگر چہار جانب سے کفار نے گھیرا ہی پکار اُٹھے کہ ای پروردگار و ای مالک لیل و نہار ہاتھ سے ان ظالمونکے ان سبکو بچا لے نظم

عفو کن عفو ای شہ عالی جناب ++ زانکہ دارم جرم بیحد و حساب +
گرہا نزارہ ہنمائی میسکنی + + بر طریق نیک و بر راہ صواب
ہست ہر ذرہ ز لطفت مستفیض ہست ہر قطرہ ز فیضت بہرہ یاب
دیدہ گریان شاکفان را مثل شمع سینہ بریان عاشقان را چون کباب
ماند مداح جناب کبریا ++ ہندی نادان بہ پیری و شباب

بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی نقابدار زرین پوش کہ صحرا مین شکار کھیل رہا تھا اُسنے خبر سُنی کہ سعد بن قباد گھرے ہوے ہین آکر گراگرتے ہی فوج کو تہ و بالا کر دیا سعد کی آکر قید کاٹی سعد اُٹھے مصروف جنگ ہوے عین گرمی جنگ مین حکاک سے مقابلہ پڑا حکاک نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر بیک ضرب شمشیر حکاک کے دو ٹکڑے کیے مگر ملکہ پہلے سے لڑبھڑ کر باغ مین چلی گئی تھین نقابدار زرین پوش سامنے سعد شہریار کے آیا صاحب سلامت کی سعد سے عرض کی کہ حضور جزیرہ بلاخیز تک نہین پہونچے سعد نے فرمایا کہ مین زخمی ہوکر یہان آیا آفت مین پھنس گیا انشاء اللہ تعالے اب یہانسے لشکر مین پہونچکر طرف جزیرہ مذکور کے کوچ کرونگا نقابدار زرین پوش رخصت ہوکر گیا بادشاہ باغ مین تشریف لائے ملکہ کو بہت ملول و حزین پایا تمام احوال بیان کیا ملکہ نے پوچھا کہ حضور یہ نقابدار زرین پوش کون ہی بادشاہ نے فرمایا یہ نقابدار مدت سے آتا ہی حقیقت مین بڑا بہادر ہی یا نہلے صاحبقرانی کا خواہان ہی آج تک فیصلہ نہین ہوا دادا جان فرماتے ہین سر میدان مقابلہ کرے بانے لے نقابدار چاہتا ہی کہ سر میدان مقابلہ نکرون اور بانے پاجاؤن بادشاہ نے ملکہ سے وعدہ کیا کہ بعد فتح طلسم نوخیز ہم تم کو بلائینگے اور عقد بھی کرینگے بادشاہ ملکہ سے یہ فرما کر قلعے مین آئے ضحاک ستارہ پیشانی بھائی حکاک کا قلعے مین موجود تھا آکر اُسنے استقبال کیا بادشاہ نے سب کو جاکر مسلمان کیا قلعے کو آباد کرکے تیاری کوچ کی یہان ابرام نے بعد صبح بلبل جنگی بجوایا کئی سردار زخمی کیے پرابند تھا ابرام میدان مین سلحشوری کر رہا ہی چاہتا ہی بلوہ کر دون

سرداران تہمتن بوجہ نہ ہونے سرپرست کے مصروف دعا ہوے کہ صحرا سے گرد اُڑی سعد بن
قباد مع ضحاک آکر پہونچے ابرام نے مقابلہ کیا بعد نیزہ بازی وغیرہ بادشاہ نے ابرام کو
زیر کیا ابرام جادو بھی بصدق دل مسلمان ہوا بادشاہ اسکو مسلمان کرکے اپنے لشکر مین آے
ارشاد فرمایا کہ تیاری کوچ کی کرو مگر ظلمانہ نے یہ سب معرکہ آنکھون سے دیکھا رات کو اپنے مقام
سے اُٹھی سحر کرکے آئی سعد بن قباد کو پُھرا لیگئی کہ گلے مین لوح محفوظ نہ تھی آتے ہی اسنے حکم دیا
کہ جلاد کو بُلاؤ ایک کنیز تڑپ کر سامنے آئی کہا داری مین اس جوان کو قتل کرون ظلمانہ نے
کہا کہ اختیار ہی جہانتک ہوسکے اسکو آزار پہونچاؤ اُس کنیز نے قریب آتے ہی بادشاہ کے
گلے مین لوح محفوظ پہنادی اور ہتھکڑی کاٹی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق سے منم برق رفتار
خنجر گزار + کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار + تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون + کے کون مکار و
غدار ہون + کرون سیکڑون کوس کی راہ طی + ارسطوے ذی علم شاگرد ہی + بزیر قدم غرب تا
شرق ہی + جلادہ ہون مین نام بھی برق ہی + بادشاہ نے جو رہائی پائی اور لوح محفوظ گلے مین
آئی مصروف جنگ ہوے بارگاہ ظلمانہ مین دریاے خون بہادیا کہ میثاق وغیرہ بھی آکر پہونچے
شریک جنگ ہوے سب نے ظلمانہ کو گھیرا مگر ظلمانہ وہ بلاے روزگار ہی کہ کسی کے سحر کو نہین
مانتی عین گرمی جنگ مین بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب ظلمانہ پہونچے ظلمانہ نے سحر کرکے بادشاہ
پر تلوارین برسائین جب تاثیر نہ ہوئی تو گھبرائی پر پرواز پیدا کرکے چلی میثاق نے پکار کر کہا
کہ اے شہریار یہ مفسدہ پرواز جاتی ہی آفت برپا کریگی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے
اُتاری تین پھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا اور تاک کر تیر مارا ظلمانہ نے ہرچند چاہا کہ بچون مگر
تیر کب خطا کرتا ہی سینہ پُر کینہ پر آکر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا لاشہ ظلمانہ زمین پر گرا اندھیرا
ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ظلمانہ جادو بود تمام ساحر شکست کھاکر
بھاگے مگر سوہان جادو کہ افسر لشکر ظلمانہ تھا آکر شریک سعد ہوا بارہ چودہ ہزار جادوگر
مطیع ہوے مال و اسباب سب لوٹ لیا خزانہ وغیرہ قبضے مین آیا اُسی مقام پر اُترے مگر جو ساحر
بھاگ گئے تھے وہ لاشہ ظلمانہ لے گئے بخدمت جمشید پہونچے جمشید ثانی سریر جہانبانی پر تھا سب
شاہزادیان گرد بیٹھی ہین شراب پی رہا ہی کہ خبر پہونچی لاشہ ظلمانہ آیا ہی ہاتھ سے طلسم کشا کے

قتل ہوئی جمشید بہت گھبرا دیا مگر پھر نشے مین بول اُٹھا کہ لوح طلسم نہ پائی ہو اور نہ پاوینگے اب
یہ کسی کی مجال نہین ہو کہ لوح طلسمی تک پہونچ سکے اب تک کسی دن سحر سے نہین لڑا فقط اشارے
کنایے کرتا رہا ہون جسدن سحر کرونگا اُس روز زمین ہلا دونگا فقط تقدیرین کرتا ہون یہ کسی کی مجال نہین
کہ میری تقدیر مین دخل دے ایک نامہ بلا خیز کو لکھو کہ ای بلا خیز ہم جانتے ہین کہ تم غافل نہین ہو
مگر ظلمانہ ایسی ساحرہ کئی مہینے لڑی آخر قتل ہوئی اب بادشاہ نے مع فوج تمھارے جزیرے کیطرف
کوچ کیا ہو بہت ہوشیار رہنا اور قدرت بھی تقدیرین مضبوط کرتے رہین گے اور وقت بیوقت
تشریف لاوینگے تمکو حالات کھلین گے یہ نامہ بلا خیز کو روانہ کیا اور اُدھر بلا خیز نے یہ خبر سُنی
کہ بادشاہ آتے ہین گھبرا گیا کہ اسی اثنا مین نامہ جمشید کا پہونچا نامے کو دیکھکر اور زیادہ متردد
ہوا سرداروں سے کہا کہ مین کیا بیٹھا رہونگا بادشاہ کو پکڑ لاؤنگا سرداروں سے کہا کہ تم
لوگ تیار رہو مین جاتا ہون کہ جا کر بادشاہ کو لے آؤن اور لا کر فوراً قتل کر ڈالون کہ جھگڑا
پاک ہو ساحرون کا انتشار مٹے یہ کہکر اُٹھا بہ پرواز پیدا کر کے چلا یہان بادشاہ جمجاہ کو چوتھی
منزل ہو ایک صحرا مین آکر اُترے چونکہ ملول ہو رہے تھے تکلیف سفر مقامات سنئے نے اس
صحرا مین جو گذر ہوا فرمایا کہ بعد دو دن کے یہان سے کوچ کرین گے میثاق وغیرہ نے عرض
بھی کی کہ اب تامل نہ فرمایئے اپنے کو جزیرہ بلا خیز مین پہونچایئے بادشاہ نے فرمایا تقاضاے آب و
دانہ پہونچا دیگا مگر ای میثاق خیال تو کرو کہ بلا خیز کو خبر ہوئی یا نہین ہوئی میثاق نے عرض کی کہ
غلام کو آج بڑا انتشار ہی امیدوار ہون کہ ہوشیار رہیے طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ بندگان
عالی پر کوئی افتاد پڑیگی کہ عنبر افشان نے عرض کی آج مین طلایہ دونگی دیکھون تو کوئی کیونکر آتا
ہو میثاق نے عنبر افشان کو بخوبی سمجھا دیا کہ ملکہ بہت ہوشیاری کے ساتھ طلایہ دینا ایسا نہ ہو
کہ کوئی آجلے عنبر افشان نے عرض کی کہ کیا مجال جو ہوا بھی آسکے یہ کہکر عنبر افشان بادشاہ سے
رخصت ہوئی بازارون مین آکر انتظام کیا آپ ایک گوشے مین آکر ٹھہری اُدھر سے بلا خیز بصورت
مبدل آیا عنبر افشان سے فقیر بن کر سوال کیا کہ خدا آپ کو سلامت رکھے بادشاہ کا ہمیشہ پیار
رہے یہ غلام امیدوار پرورش ہو ملکہ عنبر افشان نے کچھ دیا بلا خیز نے کہا کہ اور کچھ مرحمت ہو
دیکھیے بادشاہ جمجاہ آتے ہین ضرور پرورش فرمائین گے عنبر افشان پلٹی بلا خیز نے ملکہ پر سحر کیا

عنبر افشان بیہوش ہوئی عنبر افشان کو تو بلاخیز نے ایک گوشے مین چھپا دیا اور آپ بصورت عنبر افشان بن کر چلا بارگاہ مین بادشاہ جمجاہ تشریف رکھتے تھے عنبر افشان نے آ کر کہا کہ ای شہریار ایک جادوگر آیا تھا مین نے اُسکو دیوانہ کرکے نکالا مگر اُسکی زبانی معلوم ہوا کہ اور کئی ساحر آئے ہین امیدوار ہون کہ آپ کے پلنگ کا پہرا دن بازار وغیرہ کا تو مین نے بخوبی انتظام کر لیا ہو ای ملکہ گلگونہ تم طلائے پر جاؤ مین پلنگ کا پہرا دونگی بادشاہ نے عنبر افشان کو ساتھ لیا میثاق کو بھی اطمینان ہوا کہ عنبر افشان عاشق ہو جیسا یہ انتظام کریگی کوئی نہ کر سکیگا اب مین جاکر سو رہون میثاق تو اپنی بارگاہ مین گیا عنبر افشان نقلی بادشاہ کے ساتھ خوابگاہ مین آئی کہا ای شہریار لوح محفوظ کھونٹی پر ٹانگ دیجیے بادشاہ نے لوح محفوظ کو اپنے سے جدا کیا فوراً عنبر افشان نقلی نے سحر کیا بادشاہ بیہوش ہوے عنبر افشان نقلی نے خوشی خوشی بادشاہ کو اُٹھا لیا لوح محفوظ کا خیال نہ رہا اور بادشاہ کو لیکر چلی طلاے پر جو پہونچی گلگونہ نے للکارا کہ ارے کون جاتا ہی جیسے ہی گلگونہ نے للکارا بلاخیز نے سحر کیا گلگونہ خاموش ہو رہی سحر بھولی ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئی بلاخیز نکل گیا جزیرۂ بلاخیز کی طرف روانہ ہوا لیکن حال بہار اعجاز بیان کا تحریر کرتا ہون کہ رات کا وقت ہی بہار اعجاز بیان اپنے باغ مین بیٹھی ہی سامنے ایک کنیز یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گا رہی ہی

نظم

خفا جب وہ لیلیٰ ادا ہو گیا + + تو مجنون سے سودا سوا ہو گیا +
مجھے عشق زلف دوتا ہو گیا + عبث مبتلا سے بلا ہو گیا +
حسینون پہ کیون ہاے عاشق ہوا مجھے بیٹھے بٹھاے کیا ہو گیا
عجب تفرقہ تو نے ڈالا فلک مرا ماہ مجھسے جدا ہو گیا
جو برباد کی خاک میری صبا ترا کچھ نہ اس مین بھلا ہو گیا
مرے خط کا دیا نہ اب تک جواب خدا جانے قاصد کو کیا ہو گیا
چُرا لے گیا آئنہ رو کوئی + + مین حیران ہون دل میرا کیا ہو گیا
کہین لوگ سطوت کو پھر ای خدا روانہ سوئے کربلا ہو گیا

ان اشعار کو سُنتے سُنتے بہار اعجاز بیان نے دیکھا کہ رنگ باغ دگرگون ہونے لگا اور

عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی بھولین فریاد کرنے لگین بہار نے گھبرا کر کہا کہ ارے خدا خیر کرے
طور بے طور معلوم ہوتا ہی مین نے یہ سحر کیا تھا کہ اگر بادشاہ جمجاہ پر کوئی ملال ہو تو رنگ باغ
متغیر ہو جاے آج وہ ہی ظہور ہی اور کچھ قلب بھی ناصبور ہی کنیزون نے کہا کہ واری ای بادشاہ
کا ستانے والا کون ہی بی ظلمانہ تو قتل ہو گئین کل خبر سنی ہی کہ بادشاہ طرف جزیرۂ بلاخیز کے
روانہ ہونگے بہار نے کہا کہ مین تو یہ جانتی ہون کہ بلاخیز جادو بلاے روزگار ہی اُسکے قصد سے
مین بخوبی آگاہ ہون اُسکا ارادہ ہی کہ لشکر بادشاہ مین جاؤن اور بادشاہ کو چُرا لاؤن نہین
معلوم اِسکا انجام کیا ہوا یہ کہ کر تخت پر سوار ہوئی گرد تخت گلدستہ ہاے گل رکھ لیے یہان
صبح کو اول میثاق جو اُٹھا طالبے پر آکر دیکھا کہ گلگونہ ایک نخل کے سائے مین چپ بیٹھی
ہی نہ ہنستی ہی اور نہ روتی ہی سرنگون ملول و محزون ہی میثاق نے پکار کر آواز دی کہ ای
گلگونہ کیسا مزاج ہی گلگونہ نے کہا کہ ای وزیر اعظم ہمارا حال نہ پوچھو یہی جی چاہتا ہی کہ
جاکر جمشید ثانی کو سجدہ کرون میثاق سمجھ گیا کہ یہ کسی کے سحر مین مبتلا ہی اِسنے قریب آکے
باتین کرتے کرتے ہاتھ تھام لیا اور پانی کا چھینٹا مُنہ پر مارا گلگونہ کو ہوش آیا کہا ای میثاق
بڑا غضب ہوا بادشاہ کو بلاخیز لے گیا مین نے اُسکو آتے دیکھا تھا لیکن اُسنے ایسا سحر کیا کہ
مین خاموش ہو رہی سحر مجکو فراموش تھا اب تم نے آکر ہوشیار کیا میثاق گھبرا گیا دوڑا ہوا
خوابگاہ شاہی مین آیا دیکھا کہ لوح محفوظ لٹکی ہی بادشاہ کو کوئی لے گیا نشان نقش پاے سحر کے
دریافت کیا معلوم ہوا کہ بلاخیز جادو لے گیا میثاق گھبرا کر باہر آیا جس شاہزادی نے خبر سُنی
وہ روتی ہوئی آئی اور کہا کہ ای میثاق چلو میثاق کے ہاتھ مین لوح محفوظ ہی شاہزادیون
کو سمجھا رہا ہی کہتا ہی تم سب لوگ لشکر مین رہو مین جاکر آفت برپا کردنگا لوح محفوظ بادشاہ
کو پہنادونگا شاہزادیان نہین مانتین کہ سامنے سے لکۂ ابر گلنار نمودار ہوا میثاق نے
کہا کہ لو خدا نے اپنا فضل کیا کہ بی بہار اعجاز بیان تشریف لاتی ہین قریب آکر وہ ابر پھٹا
دیکھا کہ بہار اعجاز بیان حیران و پریشان تخت پر بیٹھی ہی میثاق کو دیکھ کر پکارا کہ کیون
ای وزیر اعظم کوئی ایسی غفلت کرتا ہی یہ بھی ثابت ہوا کہ بادشاہ کو کون لے گیا میثاق نے کہا
کہ ہم کو تو خیال تھا مگر عقل پر ہماری پتھر پڑے کہ یہ کار تخت طلا یہ داری گلگونہ کے سپرد کیا

مگر عنبر افشان کا پتہ نہین معلوم ہوتا کہ چند کنیزین ہمراہیان عنبر افشان روتی ہوئی آئین کہا حضور شام سے عنبر افشان کا پتہ نہین ہی بہار اعجاز بیان نے چند پھول پھینکے اور پکار کر آواز دی کہ ای نسیم بہار عنبر افشان کی خبر دو وہ پھول ہوا مین اُڑ گئے جہان عنبر افشان پڑی تھی اس زور سے ہوا چلی کہ عنبر افشان ہوشیار ہوئی اپنے کو درہ کوہ مین دیکھا گو حیران تھی کہ مجکو یہان کسنے پہونچایا یہ کیا معرکہ نظر آیا کہ کنیزین اسکی دکھائی دین اُنکے ساتھ عنبر افشان اُس مقام پر آئی کہ جہان سب سردار کھڑے تھے عنبر افشان کو دیکھ کر بہار نے پوچھا کہ کیون ای عنبر افشان کہان تھین تمام شاہزادیان جمال بے مثال بہار دیکھ کر شرما رہی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ روبروے آفتاب عالمتاب ذرے چمک رہے ہین یا یہ معلوم ہوتا ہی کہ ماہ شب چہاردہ آسمان پر نمایان ہی زلفین عنبرین عارض انور پر لہرا رہی ہین ثابت ہوتا ہی کہ چشمۂ خورشید مین ناگنیان دوڑتی پھرتی ہین مگر میثاق نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اب کیا ارادہ ہی بہار اعجاز بیان نے ٹھنڈی سانس کھینچ کر کہا کہ ای میثاق کیا پوچھتے ہو عجب رنگ ہی ظالمانہ کا قتل ہونا قلب پر خنجر پھر گیا مگر عشق خانہ خراب نے وہ سامان دکھایا کہ سوائے ضبط کے اور کچھ بن نہ پڑا ابھی خیال مین آیا کہ اگر یہ زندہ رہیگی تو ہمیشہ کا کھٹکا سا کھٹکیگی میثاق نے کہا کہ اب کیا قصد ہی بہار نے کہا کہ بھلا مین یہ کب گوارا کرونگی کہ دشمن اُنکے قید ہون اور مین کد و کوشش نہ کرون ابھی مین جاتی ہون یا جا کر جان دونگی یا انشاء اللہ تعالےٰ اُس شہریار کو رہا کرونگی مجھسے صبر نہ ہوسکیگا بلا خیز جادو بلاے روزگار ہی نہین معلوم اُس شیر کے ساتھ کس طرح پیش آئے مجھسے یہ صدمہ نہ اُٹھیگا اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

رفتی ز پیش دیدۂ من بے خبر ہنوز	دارم خیال روے ترا در نظر ہنوز
با آن کہ چشم من ز تمنا سفید شد	دارم دو دیدہ بر رہ یا دگر ہنوز
ای گریہ ہمتی کہ ز خونابۂ جگر	دارم ہزار دجلۂ در چشم تر ہنوز
خاک وجود من غم ہجران بباد داد	من در ہواے وصل توام دربدر ہنوز
مخفی اگرچہ خانہ خراب ہنر شدم	دارم ہواے صحبت اہل ہنر ہنوز

یہ اشعار پڑھ کے بہار بہت روئی اور کہتی تھی کہ مین نے یہ کیا بلا اپنے سر لی کہ کسی وقت

چین نہین یہی دل چاہتا ہی کہ جمال بے مثال دیکھا کرون سب شاہزادیان سر جھکاے ہین ہر ایک کا
یہی قول تھا کہ ملکہ بہار بہت درست فرماتی ہین عاشق کو چین و آرام کہان بہار نے میثاق سے
پوچھا کہ تمھارے ہاتھ مین کیا شی ہی میثاق نے کہا کہ لوح محفوظ ہی لے جانے والا شہنشاہ کو
لے گیا مگر لوح محفوظ پر نگاہ نہین ڈالی بہار نے کہا لاؤ مجھے دو مین ابھی بادشاہ کو لاتی اب
تامل نہوگا مین بلا تکلف دربار بلاخیز مین جاؤنگی باتون مین رنگ اپنا جماؤنگی میثاق کو تامل
ہوا کہ لوح محفوظ حوالے کردون ایسا نہو کہ کچھ فتور پڑے تو لوگ مجکو کیا کہین گے بہار نے
ہنس کر کہا کہ اے میثاق تردد نکرو میری جان تک اُن پر نثار ہی دیکھو تو کس لطف کے ساتھ
جاتی ہون اول جاکر اُس سے ملاقات کرونگی دیکھون تو مجھے دیکھ کر کیا کہتا ہی پہلے تو اُس سے مین
عذر کرونگی اور کہونگی کہ اے بلاخیز جادو مجھے خداوند سے ملوا دو لوگون نے قدرت سے جھوٹ
کہہ دیا ہی کہ بادشاہ اسلام پر جان دیتی ہی جو کوئی کہتا ہی وہ غلط کہتا ہی میثاق نے کہا کہ تمھارے
پیچھے مین بھی آتا ہون بہار نے کہا کہ تم لوگ کوئی نہ آنا مین اکیلی جاکر سمجھ لونگی جان پر کھیلونگی یہ
کہکر بہار لوح محفوظ لیکر روانہ ہوئی لیکن خواجہ عمرو سابق مین جو براے تلاش سعد شہریار
نکلے تھے اول قلعۂ حکاکیہ پر آے وہان معلوم ہوا کہ بادشاہ نے یہ قلعہ تسخیر کیا اب اپنے
لشکر کی طرف گئے ہین پھر خواجہ اُس مقام پر آئے کہ جہان پر لشکر اُترا ہوا ہی جس روز لشکر
مین داخل ہوے کہ بہار اعجاز بیان واسطے رہائی بادشاہ کے روانہ ہو چکی ہی لیکن حال
گرفتاری سعد سُن کر خواجہ عمرو کو سناٹا آگیا مگر بلاخیز بادشاہ کو لیکر جو چلا راہ مین ایک قلعہ
ہی کہ اُسکو قلعۂ قرطاس مردم رکھتے ہین بیٹی اسکی سلطانہ گوہر پوش اپنے قصر پر بیٹھی تھی
بلاخیز چونکہ تھک گیا ہی سلطانہ کو دیکھ کر اُتر پڑا سلطانہ سے رشتہ داری بھی ہی سلطانہ
نے جھک کر سلام کیا کہا چچا جان کہان سے آتے ہو تب بلاخیز نے روے بادشاہ سے برقع اٹھایا
کہا اے نور نظر اس دشمن ساحران کو لینے گیا تھا بڑی مشقت پڑی بہت تھکا تم کو دیکھ کر اُتر پڑا
ملکہ سلطانہ نے جو بادشاہ جمجاہ کو دیکھا پسینہ آگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑا گھبرا کر کہا کہ
اے عم نامداران کو لیجا کر کیا کروگے بلاخیز نے کہا کہ جاتے ہی قتل کرونگا اس شخص کے ہاتھ سے
بڑے بڑے ساحر مارے گئے اگر یہ شخص زندہ بچا تو خدائی جمشید ثانی کی مٹائیگا حقیقت مین اسکا

شخص نے وہ کارہائے نمایاں کیے کہ جو بشر سے نہین ہو سکتے صدہا دربند اور ملک فتح ہو گئے کسی کے بنے
نہین روکا مگر یہ کسی کے روکے نہین رُکا فی الحال ظلمانہ جادو کیسی ساحرہ زبردست تھی اور کیسے
کیسے اُسنے سحر کیے آخر کو قتل ہوئی ہر مرتبہ یہی چاہا کہ اسکو مٹاؤن مگر نہ مٹا سکی خود ہی مٹ گئی
میرا اقبال تھا کہ مین نے جاتے ہی گرفتار کر لیا اب سلطانہ حیران ہی کہ کیونکر روکون کیا تدبیر کرون
گھبرا کر اُٹھی گوشے مین آکر سوچنے لگی معلم عشق نے رہبری کی کہ اسکو شراب پلاؤ اُسی نشے مین اسکو
مار لو یہ سوچ کر گلابیان اُٹھا کر لائی کہا ای عم نامدار لیجیے شراب پیجیے بلاخیز نے کہا کہ ای نور نظر
مجھے شراب پینے کی کہان مہلت اپنے جزیرے مین جا کر پیونگا راہ مین پینا سراسر عقل کے خلاف
ہی ہرچند سلطانہ نے منت کی بگڑ کے بھی کہا مگر بلاخیز نے شراب نہ پی ارادہ کیا کہ روانہ ہو جاؤن
سلطانہ اور زیادہ گھبرائی جب بلاخیز جانے کا قصد کرتا ہی سلطانہ منتین کرنے لگتی ہی کہ
چچا جان ابھی نہ جائیے بڑے افسوس کی بات ہی کہ آپ آئے اور خالی چلے دو ایک جام شراب
کے نوش فرما لیجیے تو جائیے ورنہ والد نامدار مجھسے ناراض ہونگے کہ میرے بھائی صاحب آئے اور
ای سلطانہ تم نے کچھ خاطر نہ کی اور مین تو آپ کی کنیز ہون چھوٹون کا کہنا سب بزرگ مانتے ہین
بلاخیز نے کہا اچھا بی بی ایک جام پلا دو کہ تمھاری خوشی ہو جائے سلطانہ نے جام لبریز کیا ہتھیلی
پر رکھ کر کہا کہ ای چچا جان بیٹھ جائیے تو مین گزک لاؤن منھ تو آپ کا اچھا ہو جائے بلاخیز بیٹھ گیا الاغ
کھول کر سلطانہ نے کشتی کبابون کی نکالی لا کر سامنے رکھی بلاخیز نے جام پی کر جو دو تین کباب
کھائے جھومنے لگا کہا بیٹیا ایک جام اور پلاؤ سلطانہ نے دوسرا جام بھر کر دیا وہ بھی پی گیا
سلطانہ ہنسنے جاتی ہی دستور ہی کہ جہان پینے والے نے ایک جام پیا لاؤ لاؤ کی صدا لگ گئی
یہ لاؤ لاؤ کیے جاتا ہی اور سلطانہ متواتر پلائے جاتی ہی جب پانچ سات جام پلا چکی اور دیکھا
کہ رنگ روے بلاخیز متغیر ہوا ارادہ کرتا ہی کہ اُٹھون تو اُٹھ نہین سکتا جھک کر کہا کہ ای
نور نظر تمنے ہم کو شراب بہت پلا دی ہمنے پہلے اسی واسطے انکار کیا تھا کہ قاعدہ ہمارا یہی ہی
کہ جہان ایک جام پیا پھر یہی دل چاہتا ہی کہ برابر پیے جاؤن اب اسقدر نشہ ہی کہ اُٹھا نہین
جاتا چاہتا ہون اُٹھون اُٹھ نہین سکتا آخر کار اُٹھا لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہوا سلطانہ
نے چاہا کہ اِسکو قتل کرون خوف آیا کہ والد نامدار پوچھین گے کہ بلاخیز کو کسنے قتل کیا تو مین اُنکو

کیا جواب دونگی مگر پشتارہ بادشاہ کا کھول کر عارض پر عارض رکھدیا جمال بے مثال کو دیکھ رہی
ہو کبھی گرد پھرتی ہو قضلے کار ملکہ بہار اعجاز بیان تلاش کرتی ہوئی اس طرف گذری آسمان
سے دیکھا کہ بلاخیز تو بیہوش پڑا ہو کف منھ سے جاری ہو اور ایک شاہزادی نہایت حسین و
جمیل بادشاہ سے لپٹ رہی ہو اور گرد پھرتی ہو کبھی منھ پر منھ رکھتی ہو کبھی بیہوش دیکھکر گھبراتی
ہو کہ کیونکر ہوشیار کرون کہ ان کو ہوش آئے تو باتین سنون کہ یہ مکار کس طرح گرفتار کر کے
لایا بہار اعجاز بیان نے جو آسمان سے یہ حال دیکھا شاہزادی کی صورت دیکھ کر رحم آگیا
سوچی کہ ای بہار معلوم ہوتا ہو کہ یہ بادشاہ جمجاہ پر عاشق ہو وجد کر رہی ہو آخر تاب نہ آئی
کڑک کر گری سلطانہ گھبرا گئی کہ یہ کیا ہوا پہلے تو آنکھین بند ہو گئین پھر آنکھین کھول کر دیکھا
کہ ایک مہ جبین حیران و پریشان سامنے کھڑی ہو فرما رہی ہو کہ کیون صاحب یہ کیا مرکہ ہوا
بلاخیز کو کیونکر پایا سلطانہ نے کہا کہ ای مہ جبین پہلے تم اپنا حال بیان کرو تو مین اپنا حال
بیان کرون بہار نے کہا مین شہریار کی رہائی کی جستجو مین آئی ہون چاہتی ہون کہ انکو لیجاؤن سلطانہ
نے کہا کہ جب بلاخیز ہوشیار ہوگا تو کیا ہوگا بہار نے کہا کہ کہو تو بلاخیز کو قتل کر دون یا اس کو
کہین پھینک دون کہ ہوشیار ہو کر تمہارا دامنگیر نہ ہو بہار جادو نے سحر کیا ایک کنیز آئی
اُس سے کہا کہ بلاخیز کو اُٹھا کر لیجا کسی صحرائے ویران مین چھوڑ دینا سلطانہ نے کہا کہ ای
مہ جبین پھر مین اس جوان سے کیونکر ملونگی بہار نے کہا کہ مین وعدہ کرتی ہون کہ تم سے انکو
ملاؤنگی جیسے ہی اُس کنیز نے ارادہ کیا کہ بلاخیز کو اُٹھا کر لیجائے کہ آسمان پر برق چمکی بھائی
بلاخیز کا آفت خیز اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے جا بنے بھائی کو دیکھا کہ بیہوش پڑا ہو اور ایک عورت
پھولون مین لدی ہوئی کھڑی ہو اور کنیز اُسکی چاہتی ہو کہ بلاخیز کو اُٹھائے آفت خیز نے
برق چمکائی کہ اُس کنیز کے دو ٹکڑے ہوے اور آفت خیز تڑپ کر گرا بلاخیز کو اُٹھا لیگیا بہار
دیکھ کر رہگئی مگر سلطانہ نے منھ پیٹ لیا کہا کیون بی بہار صاحبہ تم جانتی ہو کہ یہ کون تھا جو
بلاخیز کو لے گیا بہار نے کہا کہ مین نہین جانتی تم اُسکی عزیزدار ہو تم جانو کہ کون لے گیا یہ سنکر
سلطانہ نے کہا یہ اُسکا بھائی تھا آفت خیز کہ وہ بلاخیز کو اُٹھا لے گیا اُسکو آفت سے بچایا
مگر اب وہ ہوشیار ہو کر آفت برپا کریگا بہار نے کہا کہ مین ابھی جا کر خود آفت برپا کرتی ہون

یہ کہکر بہار اعجاز بیان چلی کہا بادشاہ کو باحتیاط رکھنا مین آکر لیجاؤنگی مگر آفت خیز بلاخیز کو لیکر
ایک پہاڑ پر آیا وہان لاکر بلاخیز کو ہوشیار کیا بلاخیز کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک پہاڑ پر ہون اور
آفت خیز کھڑا ہی اُس سے پوچھا کہ ای برادر مجکو کہان پایا آفت خیز نے بیان کیا کہ ایک مقام
پر تم بیہوش پڑے تھے مین تم کو اُٹھا لایا یہ ذکر تھا کہ ابر گلنار سامنے سے پیدا ہوا آفت خیز نے
کہا کہ ای بلاخیز یہی نازنین قصد کرتی تھی کہ تم کو قتل کرے بلاخیز نے کہا کہ مین نے اسکو پہچانا یہ
وہ ظالم ہی کہ اِسنے اپنی نانی کو قتل کرایا آفت خیز نے کہا کہ دیکھو تم مین اسی سے سمجھے لیتا ہون بلاخیز
تو طرف جزیرے کے چلا آفت خیز نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا بہار ظاہر ہوئی آفت خیز نے للکارا
کہ او گیسو بریدہ مین نے تجکو پہچانا اپنی نانی کو قتل کرکے اب یہان آئی ہی بڑی آفتین برپا کین
بہار نے جو یہ جملہ سُنا گلدستہ اُٹھا کر پھینک مارا گلدستہ پھٹا پھول برسے چند پھول اسپر بھی گرے
آفت خیز نے جو اُن پھولون کو سونگھا آنکھین سُرخ ہوگئین ہاتھ باندھ کر سامنے آیا کہا ای ملکہ عالم
جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن بہار نے کہا کہ بلاخیز کا سر لاؤ آفت خیز بہت خوب کہکر چلا مگر یہ
کہہ گیا کہ مین سر لیکر اُسکا آتا ہون بعد سر لانے کے سرفراز فرمایئے گا بہار نے سر ہلا دیا آفت خیز
تلاش مین بلاخیز کی چلا مگر بلاخیز جو آسمان پر کڑکا نگاہ پڑگئی کہ بادشاہ جمجاہ پہلو مین ایک معشوق
کے بیٹھے ہین نگاہ ڈال کر پہچانا کہ یہ تو سلطانہ گوہر پوش ہی کڑک کر گرا بادشاہ کو اُٹھا لیگیا طرف
جزیرے کے روانہ ہوا سب سردار بلاخیز کے منتظر تھے بلاخیز جو آیا سب نے پوچھا کہ ای شہریار
کیا ہوا بلاخیز نے کہا کہ ان مسلمانون سے لڑنا آفت مین پڑنا ہی ہر جگہ انکے دوست پیدا ہوتے ہین
مین ہی ایسا تھا کہ لایا آہنگر کو بلاؤ اس شہریار کو مسلسل و مطوق کرے کیونکہ اسکو مین فوراً قتل کرونگا
یہ قید خانے مین رہ نہ سکیگا کوئی نہ کوئی اعانت کریگا یہ ذکر تھا کہ دروازے پر ہلڑ ہوا بلاخیز نے کہا
کہ ارے یارو دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کیون لوگ فریاد کر رہے ہین چوبدار نے خبر دی کہ آپ کے
بھائی صاحب لشکر کو قتل کر رہے ہین اور آپ کو تلاش کرتے ہین بلاخیز باہر نکلا نکل کر دیکھا
کہ آفت خیز مبہوت و بیقرار ہی مجکو گالیان دے رہا ہی بلاخیز نے للکارا کہ او آفت خیز کیون
دیوانہ ہوا ہی تجکو کسنے وحشی کیا آفت خیز نے جواب دیا کہ عاشق جمال بہار اعجاز بیان ہون
ای بلاخیز تیرا سر لینے آیا ہون ملکہ پہاڑ پر انتظار کر رہی ہونگی سر لے کے جاؤن تو مشرف ہون

بلا خیز نے اشارہ کیا ساحرون نے آفت خیز کو گھیرا مگر آفت خیز کسی کے روکے سے نہین رُکتا ہی
آخر بلا خیز نے اپنی پیشانی پر نشتر مارا اور خون ہاتھ مین لیکر مارد یادہ خون کی چھینٹین جو پڑین فورًا
آفت خیز بیہوش ہوا بلا خیز نے قریب آکر دیکھا کچھ پھول گریبان مین ہین کچھ کمر مین کچھ مٹھی مین لیے ہی
بلا خیز نے سب پھول اُس سے جدا کر کے اُن کو مل ڈالا آفت خیز کو ہوش آیا بھائی کو قریب دیکھ کر
رونے لگا کہا ای برادر تم نے دیکھا کہ اُس گیسو بریدہ نے کیا ستم کیا کہ مجھے آپ سے شرمندہ کرایا
بڑی خیر یہ ہوئی کہ آپ تک نہین پہونچا بلا خیز نے کہا کہ ای برادر مین بڑے کار ضروری مین تھا
بادشاہ اسلام کو گرفتار کر کے لایا ہون چاہتا ہون کہ مین اُسکو جلدی قتل کرون دمبدم اُسکے
دوست پیدا ہوتے ہین اقبال اُسکا یاور ہی طالع مددگار مگر جسدن ستارہ گردش مین آوے گا
اُس دن طلسم مین ٹھہر نہ سکے گا ایک ساحر ہمارے یہان کا لاکھون پر غالب آئیگا ابتو تمام طلسم
مین غدر ڈال دیا ہی سلطانہ کو ہر ہوش بگڑ گئی بادشاہ اسلام کے پہلو مین بیٹھی تھی مین وہین سے
جاکر بادشاہ کو اُٹھا لایا آفت خیز نے کہا کہ ای بھائی حقیقت مین تمنے بڑا کام کیا کسکی مجال تھی کہ
طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاتا بلا خیز نے آفت خیز کو ساتھ لیا باتین کرتا ہوا دربار مین آیا خود تو
تخت پر بیٹھا آفت خیز کو دنگل زرین نگار پر جگہ دی بادشاہ سامنے بیہوش پڑے ہین بلا خیز
نے اشارہ کیا کہ بیہوشی سحر دور ہوئی بادشاہ نے جو آنکھ کھولی تو اپنے کو مسلسل و مطوق پایا لیکن
بل کر کے اُٹھے دیکھا بلا خیز تخت پر بیٹھا ہی تمام دربار ساحرون سے مملو ہی ہر ایک کا یہی قول ہی
کہ حقیقت مین کیا کار نمایان ہوا ہی مگر بلا خیز نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ مجھسے بڑی غفلت ہوئی
کہ لوح محفوظ کھونٹی پر ٹنگی تھی مین کیون نہ اُتار لایا جلاد کو جلدی بُلاؤ کہ اسکو قتل کرے جلاد
ایک زنگی سیہ رو خنجر برہنہ کھینچے ہوے دربار مین آیا پکار کر نعرہ کیا فرد سلطنت سلطان کند
فریاد بر جلاد چیست ۔ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + ای شہنشاہ ساحران قتل طلسم کشا
کا حکم اول ہی سمجھ کر دیجیے گا ایسا نہ ہو کہ اسکے خون کے دعوی دار آئین اور آپ پر بلوہ کرین یہ
سنکر بلا خیز نے کہا کہ ہم کو کسی سے خوف نہین ہی البتہ ایک غلطی رہگئی کہ لوح محفوظ نہ لایا یہ ذکر تھا
کہ دنانے کی آواز آئی بلا خیز نے کہا کہ او جلاد سر کاٹ لے اب دیر نہ کر بلا خیز نے جو یہ حکم دیا جلاد
خنجر کھینچکر قریب آیا بادشاہ نے دل کو بدرگاہ قاضی الحاجات رجوع کیا اور بلک کر پکار اُٹھے

کہ ای کریم کارساز و ای ربّ بے نیاز اس آفت سے بچا نظم

نکرد بندگی این بندۂ خدا افسوس ❊ زقرب وصل خدا ماند خود جدا افسوس
رہا ز دام تعلق نگشت این قید سے بہ بند حرص و ہوا ماند مبتلا افسوس
برائے بندگی آمد درین جہان لیکن نگشت حق عبادت ازو ادا افسوس
نکرد قابل تحسین بابتدا کارے ندید از رہِ غفلت بانتہا افسوس ❊
نماند دور ترا از منزل مقاصد خویش قدم نہاد کج از راہ مدعا افسوس
نکرد گردن تسلیم مثل گردون خم بر آستانِ خداوند کبریا افسوس ❊
برنج درد و الم ماند در جہان تا ماند بوقت رفتن ازین دہر رفت یا افسوس
رسد بکو چہ و بازار در بدر گردد چو سگ بحاصل یک لقمہ این گدا افسوس
بجستجوے زر و سیم روز و شب گردد بکوہ و دشت و بیابان برہنہ پا افسوس
بکن براہ خدا خرچ مال و زر ہندی بدل وگرنہ بماند ازین ترا افسوس

اس طرح بادشاہ نے دل سے دعا کی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سامنے لکۂ ابر گلنار ظاہر ہوا بلا خیز نے کہا کہ او جلاد صاحب بیداد جلدی سر کاٹ لے کہ بہار اعجاز بیان آتی ہے فساد برپا کر جگی مگر کیا مین اُس سے دبتا ہون جلاد خنجر چمکا کے چلا کہ سر کاٹ لون بہار نے آسمان سے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او جلاد ذرا ٹھہر جا جلاد نہ رُکا بہار نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق تڑپ کر گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے سب اہل دربار حیران ہین کہ یہ کون ہے جسنے آتے ہی یہ کام کیا کچھ خوف نہ ہوا بہار ابر سے اُتری گوشۂ تخت بلا خیز پر آکر بیٹھ گئی بلا خیز نے کہا کہ اور کرسیان بچھی ہین اُسپر بیٹھو بہار نے کہا کہ ای بلا خیز ایسے تخت پر میری کنیزین بیٹھتی ہین بس بہتر یہ ہے کہ انکے قتل سے ہاتھ اُٹھاؤ بلا خیز نے کہا کہ ای بہار تجکو خوف خداوند کا نہین ہے مین سحر مین تجھسے پایہ کمی کا نہین رکھتا بہار نے کانپ کر کہا کہ ای بلا خیز تم نے نام خداوند لیا دل کانپ گیا اگر میری خطا خداوند سے معاف کرا دو تو مین ان کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون بلا خیز نے کہا کہ تم اس کو قتل کرو مین وعدہ کرتا ہون کہ تم کو عہدۂ جلیل ملیگا ہر چند کہ قتل طلمانہ تمہارے ذمے ہے سب یہی کہتے ہین کہ اگر بہار کوشش نہ کرتی تو طلمانہ

وہ جادوگرنی تھی کہ کسی کے مارے سے نہ مرتی غار افراسیاب مین جاکر اُسنے وہ امتحان دیا کہ وہانکے
ساحر وجد کرتے ہین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ طلما نہ کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتی بہار نے کہا کہ مین
ابھی قتل کرتی ہون انھین کا سر لیکر خدمت خداوند مین چلون یقین ہی کہ قدرت خوش ہوجاوین
غرور مین اپنے بھرے ہوے ہین کتاب سوانحات مین اپنے ہاتھ سے لکھ چکے ہین اب آج اُس تحریر
سے انکار کرتے ہین مگر ان کے قتل سے یہ بات ہوگی کہ اُن کے انکار کی تصدیق ہوجائیگی فرماتے
ہین کہ تقدیر کرکے اس مضمون کو بدلونگا ہرچند کہ اسکے عزیز دار بہت ہین لیکن لوح کوئی نہ پائیگا
سامری وجمشید بھی لکھ گئے ہین کہ یہی شخص فتاح ہی مگر بہار نیمچہ کھینچکر اپنے مقام سے اُٹھی کہا اے
بلاخیز مین تیرے حکم سے قتل کرتی ہون ایسا نہ ہو کہ قدرت خطا معاف نہ کرین بلاخیز نے کہا کہ
مین قدرت کا دامن تھام لونگا اگر تمھاری خطا نہ معاف کرین تو میرے اُن کے فساد ہوگا اور
سب دربندون کو بگاڑدونگا کہ وہ خراج دینا موقوف کردین گے ایسی بات ہی کہ مین کہون
اور وہ نہ قبول فرمائین ایسا ہی اُنھون نے مجکو اپنا معتبر جانا کہ لوح میرے جزیرے مین
رکھوائی اور مین بھی جان لگا رہا ہون کس زور وشور سے بادشاہ کو گرفتار کرلایا بہار بہت خوش
ہوکر نیمچہ کھینچے ہوے بڑھی سب اہل دربار حیران ہین کہ بہار تو بادشاہ پر عاشق ہی کیونکر
قتل کریگی مگر بہار آتے آتے قریب بادشاہ پہونچی لوح محفوظ جھولی سے نکال کر گلے مین بادشاہ
کے ڈالدی عرض کی کہ ہان اے شہریار اُٹھیے جیسے ہی لوح محفوظ گلے مین آئی سب قید کٹ کر
گرپڑی بادشاہ تلوار کھینچ کر اُٹھے جو ساحر قریب آیا ہاتھ سے بادشاہ کے مارا گیا سحر تاثیر نہین
کرتا مگر آفت خیز کہ بہار سے جلا ہوا ہی ہٹو ہٹو کہتا ہوا قریب بادشاہ آیا ہاتھ تلوار کا مارا
بادشاہ نے وار اُسکا روک کر تیغہ چمکا کر ہاتھ مارا کہ آفت خیز کے دو ٹکڑے ہوے بلاخیز
بھی سحر کررہا ہی تلوارین برسائین خنجر گرائے مگر بسبب لوح محفوظ کے کوئی سحر بادشاہ پر تاثیر
نہین کرتا جو سحر آیا بادشاہ نے لوح محفوظ چمکا دی کہ وہ سحر ساحرون پر گرا جس ساحر پر تلوار
گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے خنجر بھی ساحرون پر گرے تھوڑے ہی عرصے مین کئی ہزار ساحر مارے گئے
بقول شخصیکہ چاہ کندہ را چاہ درپیش یہی آرزو ہی کہ کسی طور سے بادشاہ کو گرفتار کرلین مگر یہ
شیر بیشۂ جرأت دیکھتا زمیدان جلالت اس طور سے جنگ کررہے ہین کہ ساحر پریشان ہین

بلاخیز نے آفت خیز کا لاشہ دیکھ کر منھ پیٹ لیا اور کہا صاحبو غضب ہوا وہ ساحر مارا گیا کہ جو ہر
حال مین میرا معین و مددگار تھا ذرا مجھپر تکلیف ہوئی اور یہ پہونچا آخر آج اپنی جان دی جی چاہتا
ہو لڑ بھڑ کر مرجاؤن بعد بھائی صاحب کے زندگی نہ کرون مگر زندگی وہ شی ہو کہ اس سے بہتر کوئی نعمت
نہین اس وجہسے تامل کرتا ہون مگر مقام افسوس یہ ہو کہ آفت خیز نے کسی بات کا خیال نہین کیا
بادشاہ پر جا پڑا اُسکا یہ انجام ہوا کہ بادشاہ پر سحر نے تاثیر نہ کی آخر ہاتھ سے بادشاہ کے مارا گیا
مجھے بڑا قلق ہو قدرت سے ضد کرونگا کہ بھائی کو میرے زندہ کر دیجیے کیا عجب ہو کہ قدرت میرا
کہنا قبول کرلین میرے بھائی کو زندہ کر دین بہت ضد کرونگا قدرت کو دامن چھوڑنا مشکل ہوگا
مگر بہار نے جب دیکھا کہ بادشاہ پر بلوہ ہو ہزارون ساحر آکر جمع ہوگئے نیزے مار مار کر بھاگتے
ہین سحر کرنا تو موقوف کیا جانتے ہین کہ سحر تاثیر نہین کرتا بہار اعجاز بیان نے گلدستہ اُٹھایا کچھ
اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا ہوا ے معتدل چلی پھول برسنے لگے چند طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے
گوشۂ قصر سے پیدا ہوے یہ آوازین دیتے تھے نظم

محبت بجان جان تم کو جو میری آزمائی ہو
تو اُسکا امتحان کرلو جو دلمین تمنے ٹھانی ہو

قریب الموت ہون اور دور مجھسے یار جانی ہو
کشش تیری مجھے اسوقت اے دل آزمائی ہو

شباب آئنہ دکھلا کر اُنھین کرتا ہو خود رفتہ
بجا ہو یہ غرور حسن آغاز جوانی ہو ++

پھٹا پڑتا ہو جوبن ہو تی ہین جانین فدا صدہا
ستم ہو حُسن کا عالم قیامت نوجوانی ہو

تڑپتا ہو کوئی دل تھام لیتا ہو کوئی سُنکے
حقیقت مین نہایت درد خیز اپنی کہانی ہو

ہمارے مرنے مٹنے کی نہین کرتے ہو کچھ پروا
تُمھین رحمت خدا کی واہ وا کیا قدر دانی ہو

ہنر سے اب تو ذرخوش آب ہو ہر شعر تر اپنا
بحمد اللہ وہ بحر طبیعت مین روانی ہو ++

ان اشعار کو سن سُنکر تمام ساحر سر ٹکرانے لگے بارگاہ سے نکل گئے بلا خیز نے دیکھا کہ بارگاہ مین
سناٹا ہوا چند افسر سحر کر رہے ہین اور بہار جسپر سحر کرتی ہو وہ سر ٹکراتا ہوا نکل جاتا ہو بہار نے اب
بادشاہ سے اشارہ کیا کہ نکل چلیے مین نے ساحرون کو ہٹا دیا بادشاہ نے ستون بارگاہ تھام کر
ایک ہٹکہ مارا بارگاہ لہرائی بلا خیز کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو بارگاہ گر پڑے تو دب جاؤن آخر نکلکر
بھاگا بارگاہ سے باہر آیا لشکر والون کو اسکا رنج یا ر د مقام افسوس ہو کہ ایک شخص تمسے نہین مارا گیا

بہار کی طرف متوجہ نہ ہو تم سب مل کر بادشاہ پر بلوہ کرو کمندین مار کر گرفتار کر لو ساحر کمندین
لیکر جو بڑھے بہار نے دیکھا کہ اگر یہ لوگ قریب آگئے تو بڑا غضب ہوگا گلدستہ مارا جیسے ہی گلدستہ
پھٹا سب ساحر بھاگے اور پھول برسنے لگے کئی سو ساحر سر ٹکرا کر مرے غل مچاتے تھے کہ ای بہار
جمال اپنا دکھا دے مشتاق مرتے ہین اب وقت رحم ہی مگر بہار اعجاز بیان دمبدم گلدستے
مار رہی ہی جب گلدستہ پھٹا ہوا ٹھنڈی چلی نخلستان مین طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین پھول اسقدر
برستے ہین کہ انبار ہو جاتے ہین مگر بادشاہ لڑتے بھڑتے سامنے بلاخیز کے پہونچے بلاخیز نے
ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ غبار زرد اُٹھا بادشاہ اُسی غبار مین چھپ گئے اور ساحرون نے
بلوہ کیا بڑھ بڑھ کر نیزے مارنے لگے مگر جسطرح شیر صحرائی کلک مین ہوتا ہی اُسی طرح بادشاہ جمجاہ
لڑ رہے ہین کہ بہار نے چند پھول پھینکے وہ غبار زرد پھٹا بادشاہ نے جھپٹ کر بلاخیز کو
نیمچہ مارا کہ سر بلاخیز کا زخمی ہوا بلاخیز نے اپنے کو زمین پر گرا دیا پر پروانہ پیدا کر کے اُڑا
بہار نے ہرچند روکا مگر نہ رُکا بادشاہ نے کئی تیر مارے تیرون نے بھی خطا کی بلاخیز نکل گیا
بہار اعجاز بیان نے ایک تخت تیار کیا اُسپر بادشاہ کو بٹھایا لیکر چلی سامنے قلعہ قرطاس
کے پہونچی ملکہ سلطانہ حیران و پریشان بالائے قصر ٹہل رہی ہی کنیزون سے کہتی ہی نہین
معلوم بادشاہ اسلام پر کیا گذری کنیزین عرض کرتی ہین اب دشمن کے قبضے مین گئے ہین خدا انکا
اُنکی جان بچائے سلطانہ اس ذکر پر روتی ہی اور کہتی ہی یا سامری و جمشید اُس شہریار
کو اُس ساحر کی بدعت سے محفوظ رکھیے یہ ذکر تھا کہ دیکھا بادشاہ جمجاہ مع بہار اعجاز بیان
کے تشریف لاتے ہین جیسے ہی سلطانہ نے بادشاہ کو دیکھا خوش ہو گئی کہ تخت بادشاہ مع بہار
ہوا سے اُترا سلطانہ نے استقبال کیا بادشاہ کو مسند پر متمکن کیا اور پہلو مین بہار کو بھی بٹھایا
اور آپ مصروف خدمتگزاری ہوئی کنیزون کو حکم دیا کہ جلد شراب و کباب حاضر کرو اُسی وقت
کنیزان خورشید رو خوشخو گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لیکر حاضر ہوئین جام بھر کر سامنے بادشاہ
کے حاضر کیا بادشاہ نے انکار کیا سلطانہ نے کہا انکار تو حضور کا طرہ ہی بی بہار تم اپنے ہاتھ
سے پلاؤ میرے ہاتھ سے انکار ہی بادشاہ جمجاہ نے فرمایا یہ انکار بسبب مذہب کے ہی نہین معلوم
تمہارا کیا مذہب ہی نام مذہب سنکر سلطانہ کو سناٹا آگیا کہا ای شہریار تمام عالم سامری و

جمشید پرست ہی بادشاہ نے فرمایا یہ مذہب باطل ہی مذہب یہ ٹھیک ہی کہ رحیم و کریم وحدہ لاشریک
ہی یہ سب مکار تھے سحر سیکھ کر دعوی خدائی کیا تمام دنیا کو برگشت کر دیا سلطانہ نے خوش ہو کے
کہا کہ ای شہریار وہ وحدہ لاشریک کہان ہی بادشاہ نے فرمایا نگاہون سے نہان ہی جن کو
اُسنے چشم بصیرت دی ہی وہ اُسکا ظہور جلوۂ قدرت دیکھتے ہین سلطانہ نام خدائے نادیدہ سُن کر
بہت ہنسی کہا ای شہریار یہ کیسی آپ لوگون کو غفلت ہی کہ جس خدا کو دیکھ نہین سکتے اُسکی پرستش
کرتے ہین ہمین دکھا دیجیے بادشاہ نے فرمایا وہ نگاہ تمھاری کہان ہی وہ حاضر و ناظر سمیع و علیم
و کریم و حکیم و دادرس اُفتادگان ہی تم نے سُنا ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام
نے گھر مین فرعون کے پرورش پائی زوجہ اُسکی صاحب اعتقاد تھی کاہن روز فرعون کو آگاہ کرتے
تھے کہ باطل کرنے والا تمھارے مذہب کا تمھارے گھر مین پرورش پارہا ہی جب فرعون گھر مین آکر
کہتا تھا تو زوجہ اُسکی روتی تھی اور کہتی تھی وہ لوگ ناحق کو اسکے دشمن ہین یہ معصوم بے زبان ہی
آخر کاہنون نے یہ بات ٹھہرائی کہ ایک طرف انگارا آگ کا رکھو اور ایک سمت مروارید بے بہا
اور اُس لڑکے کو چھوڑ دو اگر نادان ہی تو آگ پر ہاتھ ڈالیگا اور اگر دانا ہی تو موتیون پر توجہ
کریگا فرعون نے یہی کیا حضرت موسےٰ نے موتیون کی طرف ہاتھ بڑھایا حضرت جبرئیل نے بحکم
پروردگار ہاتھ حضرت موسےٰ کا انگارے پر رکھ دیا ہاتھ جل گیا پھر ید بیضا عنایت ہوا
کیون ای سلطانہ کیا قدرت پروردگار ہی کہ اس سن و سال مین یہ فہم و ذکا مرحمت فرمایا تھا
کہ سمجھتے تھے موتی عمدہ شی ہی مگر پروردگار نے اپنی مصلحت ظاہر کی علاوہ قصۂ حضرت موسے
قصۂ حضرت یعقوبؑ و حضرت یوسفؑ ملاحظہ کر دیکھے بھائیون نے کیا کیا تکلیف پہونچائی اُس تکلیف
مین کنوئین مین گرے اللہ کی رحمت سے تاجرون نے نکالا آخرکار ملک مصر کے بادشاہ ہوے
جن بھائیون نے گرایا تھا وہی بھائی آکر سائل ہوے غلہ اُن کو دیا مگر یہ مصلحت تھی کچھ تعرض
نہ فرمایا سلطانہ اس بیان پر بادشاہ عالیجاہ کے جھومنے لگی کہا ای شہریار آپ کیون زیادہ
دلیل کو کام فرماتے ہین میرا اعتقاد ٹھیک ہوا سامری و جمشید پر لعنت کرتی ہون خدائے وحدہٗ
لاشریک کا اعتقاد کیا بہار نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تمھاری خوشی کے واسطے ٹھہر گئی چلو اب
تم بھی نکل چلو سلطانہ نے کہا کہ مجکو اپ کا خوف ہی قرطاس مردم در پہلوان زبردست ہی

جو اُسکے مقابلے مین آیا وہ مارا گیا یا زیر ہو کر مطیع ہوا اگر سُن پائیگا تو حضور کا ضرور پیچھا کرے گا
بادشاہ نے فرمایا کہ اگر پیچھا کریگا تو سزا پائیگا سلطانہ نے عرض کی آج مجھے نہ لیجائیے پہلو مین اسی قلعے
کے ایک باغ ہی سلطان باغ اُسکا نام ہی وہ باغ میرے نام سے بنا ہی مین وہین جاتی ہون آپ
وہان تشریف لائیے گا مجھسے ملاقات ہوگی اگر مناسب ہوگا تو مین نکل چلونگی ملکہ سلطانہ یہ حیلہ کرکے
اپنے باغ مین چلی گئین بہار و بادشاہ تخت پر سوار ہو کر چلے تخت اُڑا ہوا جاتا ہی بادشاہ جمجاہ
ملاحظہ فرما رہے ہین کہ بڑے بڑے پہاڑ اور صحراے وسیع ہین جانوران درندہ جابجا جنگلون مین
پھر رہے ہین ایک پہاڑ سامنے نہایت بلند و مرتفع تھا معلوم ہوتا ہی صاحب اس کوہ کا
محفل عیش مین بیٹھا ہی کیونکہ گانا ہو رہا ہی بادشاہ نے فرمایا ای بہار اعجاز بیان یہ کون مقام
ہی اس کوہ کا کیا نام ہی بہار نے کوہ کو دیکھ کر ایک آہ کی کہا ای شہریار اس پہاڑ پر اول عملداری
ہماری بہن کی تھی گلفروش اُن کا نام تھا جب سے اُنکا انتقال ہوا ابی شطرنج یہانکی حاکم ہین
لڑائی جھگڑا تو اُن کا کھیل ہی آٹھ پہر غصّے مین رہتی ہین جی چاہے تو ملاقات کر لیجیے مجھسے بڑا رسم ہی
یہ کہکر تخت ٹھہرایا ملکہ شطرنج جادو قصر سے نکل آئین سر اُٹھا کر جو بہار کو دیکھا شگفتہ ہو گئین
پُکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم آئیے آج کا دن بہت مبارک تھا کہ آپ کی زیارت ہوئی کنارے
تخت اُتارا شطرنج ساتھ لیکر بہار و سعد شہریار کو اپنی بارگاہ مین آئی مگر شطرنج جادو
بادشاہ کو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی آخر ضبط نہ ہو سکا پوچھا کہ کیون بُوا بہار آپ کی توکچھ تعریف
کرو کہ آپ کا نام نامی کیا ہی اور کہانسے آتی ہو بہار نے کہا کہ ای شطرنج اس حال کو نہ
پوچھو یہ وہ شہریار ہین کہ طلمانہ انھین کے ہاتھ سے قتل ہو گئین اور صدہا ساحر مارا گیا کوئی
ساحر ایسا نہ تھا کہ جسنے انپر قصد نہ کیا ہو جمشید ثانی آٹھ پہر انھین کی فکر مین رہتا ہی کہ ان کے
دشمنون کو قتل کرون مگر یہ صاحب اقبال ہین کچھ زور نہین چلتا شطرنج نے کہا کہ مین خداوند
سے اصلاح کرا دون بہار نے کہا کہ یہ وہ فساد نہین کہ جسکی اصلاح ہو یہ ظاہر ہی کہ قضا و قدرت
کی انکے ہاتھ سے ہی جس وقت لوح طلسمی ملجائیگی اُس وقت مرطلے ڈھین گے پھر خداوند بھاگ کر
کہان جا دین گے لیقین ہی ناچار ہو کر مقابلہ کرین مقابلہ کیا اور مارے گئے مقابلہ کرکے ان سے
ہاتھ سے بچنا دشوار ہی شطرنج نے جھلا کر کہا کہ ای بہار تم قدرت کو بذلت یاد کرتی ہو بہار

نے کہا کہ اے شطرنج تصور تو کرو کہ کاہے کے قدرت ہین سحر یاد کرکے خداوند بن بیٹھے طلسم قبضے
مین آگیا اُسی غرور مین دعوی خدائی کیا مگر انجام اس کا بد ہی بہار و شطرنج مین تکرار ہونے لگی
شطرنج نے جھلا کر کہا کہ بُوا بہار امور مذہب مین دخل نہ دو بیشک وہ خداوند ہین بہار نے
کہا کہ مین تو اُن کو خداوند نہ کہونگی دیکھو بُوا تکرار نہ کرو تمھین ملال ہوگا شطرنج نے کہا کہ اے
بہار آج کئی دن کا معرکہ ہی کہ صحبت مین خداوندی مین گئی تھی تو یہ ذکر ہو رہا تھا کہ لاشۂ ظلمانہ
آیا خداوند نے کہا کہ اے شطرنج تم سمجھین کہ ثانی کو نواسی نے قتل کرایا مجکو بڑا تعجب ہوا مگر اب
تمھاری باتون سے ثابت ہوتا ہی کہ قدرت سچ کہتے تھے بہار نے کہا کہ بُوا شطرنج بین تمھاری
اوقات کو آئی تم نے یہ جھگڑا اچھیلا یا جو جیسا کریگا وہ پائیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک برق چمکی
سرکار جادو ملازم جمشید ثانی برائے سیر نکلا تھا اُسنے جو آسمان سے دیکھا کہ شطرنج جادو
کی بارگاہ مین بی بہار بیٹھی ہین وہین سے نعرہ کیا کہ او شطرنج تو نے باغیہ کو اپنے گھر مین جگہ
دی ہی ابھی فتور کرکے آئی ہی اب یہ جانے نہ پائے یہ کہکر سرکار نے گولہ مارا بہار نے اپنے
ہاتھون سے گجرہ اُتار کر پھینک مارا گولہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوائے معتدل چلی سامنے قصر
کے باغ تھا طائران زمزمہ سرا جو درختون پر بیٹھے تھے پھولکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

آج وہ حمام جاتے ہین نہانے کے لیے — ہم چلے زیر قدم آنکھین بچھانے کے لیے
اے سگِ دلدار آنا ہی اگر تو جلد آ — ہڈیان میری جا آیا ہی کھانے کے لیے
مغبچے پھر کیون نہ میرے واسطے لائین گزک — جب اُٹھے پیر مغان خود مے پلانے کے لیے
ہی سرور و عیشِ دنیا واسطے اغیار کے — ہم فقط پیدا ہوے ہین رنج اُٹھانے کے لیے
بعد مردن یہ کیا احسان میری روح پر — آتے ہین وہ پھول تربت پر چڑھانے کے لیے
اس سرائے دہر سے ملک عدم کا قصد ہی — ہم کفن باندھے ہوے بیٹھے ہین جانے کے لیے
اِس زبان سے شکر خالق کیا ہو اے سطوتؔ بھلا — نعمتین دنیا کی ہین موجود کھانے کے لیے

یہ اشعار جو طائرون نے پڑھے سرکار جادو کی آنکھین سُرخ ہوگئین ہاتھ باندھ کر سامنے
بہار کے آیا عرض کی جو ارشاد ہو وہ بجالاؤن بہار نے ہنس کر کہا دربار جمشید مین جادو ملکہ
حسینان حسن پرست جو شاہزادی دربار مین جمشید کے ہی اُسکو لاؤ کہنا بہار نے بلایا ہی

اگر وہ بخوشی نہ آئے تو گرفتار کرکے لاؤ یہ سُنکر سرکار جادو چلا جب سرکار جادو روانہ ہو گیا تو
بہار نے شطرنج سے کہا کہ ای شطرنج یہی حال تمہارا بھی کرونگی شطرنج نے بھی گولہ مارا بہار
نے مسکرا کر کہا کہ ای گلفام ان کو بھی لینا ایک طرف سے آواز آئی کہ حاضر ہوئی شطرنج نے
دیکھا کہ ایک نازنین پھولون مین لدی ہوئی آئی اور میرا ہاتھ تھام کر کہا کہ تم بھی سرکار جادو
کے پیچھے جاؤ اور جس طرح بنے ملکۂ حسینان حُسن پرست کو لاؤ یہ سُنکر شطرنج بھی روانہ ہوئی
بہار اعجاز بیان تخت پر سوار ہوئی بادشاہ کو بھی تخت پر بٹھا لیا طرف لشکر کے روانہ ہوئی
مگر ملکۂ حسینان حُسن پرست سب شاہزادیون کی افسر ہی صحبت جمشید مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا
یا خداوند دل گھبراتا ہی اگر حکم ہو تو سیر کر آؤن یہ شاہزادی جمشید سے رخصت ہو کر اپنے
مقام سے اُٹھی جمشید اسپر جان دیتا ہی ملکۂ حسینان حُسن پرست دربار جمشید سے اُٹھی اور
اُڑتی ہوئی چلی قریب کوہ بوقلمون کے پہونچی بوقلمون جادو جو یہانکی حاکم ہی اُسکو خبر ہوئی
کہ ملکۂ حسینان حُسن پرست آئی ہین اپنے قصر سے نکل کر سلام کیا کہا ای ملکۂ عالم
اس وقت کہان سے تشریف لاتی ہو ملکۂ حسینان حُسن پرست نے مسکرا کر جواب دیا کہ ای
ملکۂ عالم اس وقت صحبت خداوند مین بیٹھی تھی کہ یکایک دل گھبرایا مین برائے سیر نکل آئی
بوقلمون جادو نے عرض کی کہ ای ملکہ تشریف لائیے چل کر محفل مین بیٹھیے شراب و کباب کا
دَور ہو ملکۂ حسینان نے کہا مین فقط برائے سیر آئی تھی مگر ای بوقلمون کیا کہون میرے
سحر نے مجکو خبر دی تھی کہ کوئی تمہاری تلاش مین آتا ہی اس وجہ سے دربار خداوند سے الگ
ہو آئی کہ جو کچھ معرکہ ہو قدرت کے سامنے نہ ہو یہ ذکر تھا کہ سامنے سے سرکار جادو جھومتا ہوا
آیا مگر گل بوٹون کو صحرا کے دیکھ کر وجد مین ہی ہر پھول کو توڑ کر سونگھتا ہی غنچون کو دیکھ کر مسکراتا
ہی پتون کو دیکھ کر تالیان بجاتا ہی جیسے ہی ملکۂ حسینان حُسن پرست کو دور سے دیکھا پکار کے
آواز دی کہ ای شہنشاہ اقلیم حُسن و جمال و ای ماہ آسمان کمال تم کو ملکہ بہار نے بلایا ہی یہ
کہکر پہاڑ پر آیا ملکۂ حسینان نے کہا کہ مین کیا بہار کی نوکر ہون کہ جو اُسنے مجکو بلایا ہی سرکار
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تکرار نہ کیجیے اگر آپ بخوشی نہ جاوینگی تو مین گرفتار کر لیجاؤنگا ملکۂ حسینان
نے کہا کہ ای سرکار اپنے ہوش مین آؤ تمہاری کیا مجال ہی کہ مجکو بہ جبر لیجاؤ مین ابھی پلٹاتی ہون

یہ کہکے بوقلمون سے اشارہ کیا کہ ایک جام شراب تو لاؤ بی بہار نے میرے ساتھ شعبدہ کیا اُسکا جواب تو ہو بوقلمون نے کنیز کو حکم دیا کنیز گلابی شراب کی اور ایک جام بلوری لے آئی حسینان نے جام بلوری لبریز کیا اور طرف سرکار کے اشارہ کیا کہ تم کو قسم ہو سر ملکہ بہار کی یہ جام پی جاؤ نام بہار سُن کر سرکار شگفتہ ہو گیا اُس کے ہاتھ سے جام لیا لیکر بے اندیشہ انجام پی گیا جام پیتے ہی سرکار ناچنے لگا کہتا تھا ای ملکۂ عالم جو حکم دیجیے وہ کردن ملکہ حسینان نے سوچ کر کہا کہ جاؤ جا کر بہار کا سر لاؤ سرکار یہ سُنتے ہی جھومتا ہوا چلا ملکۂ حسینان و بوقلمون مین باتین ہو رہی ہین کہ یکا یک آواز آئی کہ ای ملکۂ عالم چلیے آپ کو بی بہار نے بلایا ہو ملکۂ حسینان نے سر اُٹھا کر جو دیکھا تو دیکھا کہ ملکہ شطرنج جادو اُسی حال مین اشعار پڑھتی ہوئی آتی ہو ملکۂ حسینان نے ہنس کر کہا آج مجھپر لشکر کشی ہو میرے طالب بہت چلے آتے ہین یہ کہکر پھر حکم دیا کہ ایک جام شراب لاؤ اسکو بھی پلا دیا یہ بھی اُسی طرح جھومتی ہوئی چلی مگر ملکۂ حسینان نے اس سے بھی کہدیا کہ بی بہار کا سر لاؤ یہ دونون آگے پیچھے چلے مگر ملکہ بہار بادشاہ کو ساتھ لیے ہوے لشکر مین پہونچی ہو سب شاہزادیون نے استقبال کیا میثاق نے بھی کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ نے سرفراز فرمایا ہم سب نہال ہو گئے سب شاہزادیان ملکہ بہار کو گھیرے ہوے بارگاہ مین لیکر آئین بادشاہ جمجاہ تخت پر متمکن ہین دو دورہ سرداروں کا جمگھٹا ہو ایک نازنین مہ جبین بادشاہ کی تشریف آوری کی خوشی مین یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہو

نظم

عکس اُسکی زلف کا نہین جام شراب مین ۔ بال آتے ہین نظر قدح آفتاب مین ++

غواص اپنی فکر ہوئی جبکہ آب مین ۔ دریاے موج زن نظر آیا حباب مین

آئی قیامت اُسنے لگایا ہو منھ سے جام ۔ ہو اتصال ماہ مین اور آفتاب مین

عاشق نہین ہو کون دُر گوش یار کا ۔ عالم ہو غرق ایک ہی موتی کی آب مین

بیدار دل جو ہین اُنھین سونے سے کیا غرض ۔ یوسف ہوا ستارون کا مسجود خواب مین

عبرت کے واسطے ید قدرت نے غافلو ۔ کھینچی شبیہ افسر شاہی حباب مین +

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ۔ ناسخ ہین خاک رہگذر بوتراب مین

اس رنگ سے یہ اشعار گانے کہ سب اہل محفل تعریفین کرنے لگے تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ لشکر

مین ہلڑ ہوا بادشاہ نے گھبرا کر فرمایا یارو یہ کیا آفت ہو میثاق گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی
کہ ای ملکہ عالم جسکو آپ نے روانہ کیا تھا وہ پلٹ کر آیا ہو آپ کو تو بھولا لشکر کو قتل کر رہا ہو
یہ سنتے ہی بہار اعجاز بیان اپنے مقام سے اٹھی باہر آکے دیکھا کہ سرکار جادو سحر کرتا ہوا
آتا ہو اہل لشکر مین عجب ہنگامہ ہو کہ کسی کا سر اڑ گیا اور کسی کا ہاتھ اڑ گیا کوئی دیوانہ وار و
وحشی مثال غل مچاتا پھرتا ہو کوئی تاثیر سحر سے پا بہ گل ہو کوئی ضعف سے مضمحل ہو بہار کو جو سرکار
نے دیکھا پکار کر آواز دی اکہ ملکہ حسینان حسن پرست نے آپ کو یاد فرمایا ہو اگر چلنے مین کچھ
تامل فرمائیے گا تو بہت بری طرح پیش آؤنگا ملکہ بہار نے چند پھول طرف آسمان کے پھینکے
کہ پھول برسنے لگے چند پھول اسمین سے سرکار نے اٹھا لیے اُن کو سونگھتا ہوا پلٹا اب ہوش
مین ہو سوچا کہ بہار بلاے روزگار ہو اس سے کون مقابلہ کر سکتا ہو اس رنگ مین قریب کوہ
زمرد پہونچا ملکہ زمرد جادو بالاے کوہ بیٹھی تھی دور سے جو سرکار نے دیکھا عاشق جمال ہو گیا
بلبلاتا ہوا بالاے کوہ آیا سامنے کھڑا ہو کر رونے لگا زمرد جادو نے پوچھا کہ کیون سرکار
یہ ہاتھ مین کیا ہو مٹھی کھول کر دکھاؤ سرکار نے مٹھی کھول کر دکھایا کہا یہ پھول عطیہ ملکہ بہار
ہین اس وقت تمھارا جمال دیکھ کر میرے ہوش درست نہین ہین جو حکم دو وہ بجالاؤن
زمرد نے کہا بیٹھ جاؤ سمجھا جائیگا جب سرکار بیٹھا تو زمرد جادو نے ساقی بچے کو حکم دیا لاؤ
جام دو کہ انجام بخیر ہو زمرد نے جو یہ حکم دیا سرکار نہال ہو گیا دل سے کہتا تھا کہ معشوقہ نے
بڑی خاطر کی جام پیتے ہی اور زیادہ مبہوت ہوا چاہتا ہو کہ قریب بیٹھون زمرد جادو نے
کہا کہ صاحب الگ بیٹھو قاعدے سے رہو تم جانتے ہو کہ مین مدت سے اس مقام پر رہتی
ہون بڑے بڑے ساحر آتے ہین اور دیکھ کر چلے جاتے ہین مین نے آج تک کسی پر توجہ نہین
کی سرکار نے کہا کہ مجھسے صبر نہین ہو سکتا مین تو قریب ہی بیٹھونگا زمرد نے منع کیا کہ ای
سرکار قاعدے سے بیٹھو بے اعتدالی نہ کرو مگر سرکار بگڑ رہا ہو زمرد بھی خفا ہو رہی ہو
کہ آسمان پر برق چمکی شہپال آدمخوار کہ قریب ایک جزیرہ ہو اسمین رہتا ہو مدت سے زمرد
پر عاشق ہو وہ آکر پہونچا سرکار کو جو بے قاعدہ دیکھا کہا ای ملکہ عالم یہ کون بے ادب ہو
کہ آپ سے گفتگو خلاف کر رہا ہو سرکار نے کہا کہ مین عاشق جمال ہون شہپال نے کہا کہ

بس اب الگ رہو ایسا نہ ہو کہ با بدولت کو غصہ آجائے سرکار نے کہا کہ مین کیا کسی سے پایہ کمی
کا رکھتا ہون شہپال اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ اُٹھ تو مین تجکو سمجھا دون وہ سزا دون کہ عمر بھر
یاد کرے سرکار نے گولہ سحر کا مارا شہپال نے گولہ ہاتھ مین پکڑ لیا اور جھپٹ کر ہاتھ تھاما ایک
جھٹکا مارا کہ سرکار زمین پر گرا چیر پھاڑ کے پھینک دیا اور تھوڑا سا گوشت بھی کھا لیا زمرد
نے کہا کہ ای شہپال یہ کیا کیا یہ خداوند کا مصاحب تھا شہپال نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین
مدت سے آپ پر عاشق ہون مگر آج تک زبان سے نہین نکالا آپ کی خوشی کے متعلق رہا یہ بیجا
بے ادبی کر رہا تھا مگر جب سرکار مارا گیا پھول جو اسکے ہاتھ مین تھے وہ ہوا پر اُڑ گئے ملکہ بہار
سرکار کو پھیر کر پھر آ کر محفل مین بیٹھی ہی کہ پھر لشکر مین غل ہوا بہار نے پوچھا کہ اب یہ کیا غضب
ہو گیا اور کوئی صاحب تشریف لائے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی ملکہ شطرنج جادو لشکر کو
پامال کر رہی ہین اور آپ کی جناب مین کلمات نادرست کہتی ہین یہ سُن کر بہار پھر اُٹھین آکر
شطرنج جادو کو دیکھا کہ دیوانہ وار و وحشی مثال اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہی ہر مرتبہ پکارتی
ہی کہ ای ملکہ حسینان حُسن پرست تمھارے شعلۂ جمال نے قلب و جگر جلا دیا بہار جادو نے
گجرہ اُتار کر سحر کیا کہ ہوائے معتدل چلی نخل جھومنے لگے ایک طائر نے نخل سے اپنا سایہ ڈالا
جیسے ہی سایہ پڑا شطرنج ہوش مین آگئی منتین کرنے لگی کہ ای ملکۂ عالم معاف فرمائیے کا ملکۂ
حسینان حُسن پرست نے مجکو بھیجا تھا بہار نے ہنس کر کہا کہ اب تم جاؤ ملکہ حسینان کا سر
لاؤ بہار نے جو یہ ہنس کر کہا شطرنج کے سر پر ایک جن سوار ہو گیا تلوار کھینچ کر طرف قصر
بوقلمون کے چلی جب یہان آئی تو معلوم ہوا کہ ملکہ حسینان حُسن پرست قصر ہفت رنگ
کی طرف روانہ ہو گئین اُسی طرح دیوانہ وار و وحشی مثال طرف قصر ہفت رنگ کے روانہ
ہوئی یہان ملکہ حسینان حُسن پرست محفل جمشید ثانی مین پہونچی ہی آنیسے ملکہ حسینان کے
دربار روشن ہو گیا جمشید نے پہلو سے تخت پر جگہ دی ہنس ہنسکر باتین کرتا ہی ملکہ حسینان کو
بہت ناگوار ہوتا ہی مگر خاموش بیٹھی ہی کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا جمشید نے پوچھا کہ ارے یہ کیا
آواز آئی لوگون نے بیان کیا کہ ملکہ شطرنج جادو لشکر کو پامال کر رہی ہین اور پکارتی ہین
کہ ملکہ حسینان کہان ہین ملکہ بہار نے انکا سر مانگا ہی ملکہ حسینان نے ہنس کر کہا کہ بہار

کی شامتین آئی ہین میرے ساتھ شعبدے کرتی ہین شطرنج سے جا کر کہو کہ ان بے گناہون کو
کیون قتل کرتی ہو ملکۂ حسینان اندر بارگاہ کے موجود ہین ساحرون نے جو یہ جا کر کہا شطرنج
جھومتی ہوئی بارگاہ مین گھس آئی کسی نے اُسکو نہ روکا ملکۂ حسینان کو جو دور سے دیکھا پکار کر
آواز دی کہ بس اسی مین بہتر ہو کہ میرے ساتھ چلو خدمت مین ملکہ بہار کی حاضر ہو ورنہ
بہت بُری طرح پیش آؤنگی ملکۂ حسینان نے کہا ای شطرنج جاؤ جا کر بیٹھو مگر شطرنج نے نہ مانا
تلوار کھینچکر جھپٹی ملکۂ حسینان نے اشارہ کیا اور مسکرا کر آواز دی کہ یہ تلوار اپنے گلے پر رکھ لو اور
گلا کاٹ تب مجھے آرام آئے ملکۂ حسینان نے یہ جو کہا شطرنج نے فوراً تلوار گلے پر رکھ لی
ملکۂ حسینان نے اشارہ کیا شطرنج نے اپنا گلا کاٹ ڈالا پھر حکم دیا کہ لاشہ اسکا پھینکدو اور
بگڑ کر کہا کہ یا خداوند بہار کو اپنے سحر پر بڑا غرور ہو جا کر سزا دون جمشید نے کہا کہ ای
ملکۂ عالم آپ کا جانا بہتر نہین بڑا سحر کا ل وہان یہ ہو کہ جمال طلسم کشا جسنے دیکھا وہ مبہوت
ہوا بیہوشی کی باتین کرنے لگا اور اطاعت مین مصروف ہوا سوائے اطاعت اور کسی کام مین
نہین مصروف ہوتا ملکۂ حسینان نے کہا کہ مین تو ضرور جاؤنگی اور بہار کو سزائے کامل دونگی
اُسکے غرور سے طبیعت کو از حد ملال ہوا سب شاہزادیان کھڑی ہوگئین ملکۂ حسینان کی منتین
کر رہی ہین کہ ای ملکۂ عالم نہ جاؤ ملکۂ حسینان نے کہا کہ مجکو چین نہ پڑیگا آٹھ پہر غرور اُس کا
یاد آئیگا مین مشکین باندھ کر لاؤنگی اور بہت ذلیل کرونگی اُس کو بھی معلوم ہو کہ سحر کیا چیز ہے
طریقہ سحر کا وہ جانتی نہین صرف پھول پھینکنا وہ جانتی ہو اُس کے سحر کے پھول جلا دونگی
پہلے جلتے ہی وہ سحر کرون کہ زیور پھولون کا جل جائے پھر سحر کا ہے سے کریگی جمشید ثانی
نے پھر یہی کہا کہ ای شہنشاہ حسینان مجکو بہت ناگوار ہو کہ تم جاؤ اگر دام عشق طلسم کشا مین پھنس جاؤ
تو مین کیا کرون ایسا ممکن ہو کہ وہ کوئی بات اُٹھا رکھیگی ظلمانہ ایسی ساحرہ اُس سے تنگ ہوکے
ہار گئی ملکۂ حسینان نے کہا کہ جو کچھ ہوگا وہ سُن لیجیے گا ہر چند جمشید نے اور سب شاہزادیون نے
سمجھایا مگر ملکۂ حسینان نے نہ مانا جب باہر نکلی تو اپنے اسباب سحر کو درست کرنے لگی جمشید ثانی
نے تین لاکھ ساحر ساتھ کیے ملکۂ حسینان حُسن پرست تخت پر سوار ہوئی نوبت و نقارے
بجتے ہوے لشکر اتنا بڑا ہمراہ ہر روز آب نو وجاے نو مقام کرتی ہوئی طرف لشکر شاہ کے

جاتی ہی زمرد جادو بالاے کوہ بیٹھی ہی کہ لشکر ملکہ حسینان سامنے سے گذرا زمرد جادو نے دریافت کیا ستر ہزار ساحر ساتھ لیکر یہ بھی ہمراہ ملکہ حسینان ہوئی ملکہ حسینان عیش کرتی ہوئی جاتی ہی ہر منزل پر جلسہ ہوتا ہی ناچ گانے کا بڑا شوق ہی جلسہ کرتی ہوئی جاتی ہی انشاء اللہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جاے گا

دو کلمہ داستان ذکر رہائی ملکہ قریشہ سلطان از قید خانۂ معرفت دیو اورنگ و باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام صہبائے عیش
کوئی غم مین بیکار و حیران ہی
کسی کو نہ دیکھا کہین شادمان
اُٹھائے سفر مین بہت رنج و غم
ہر اک فن مین ذیعلم و صاحب کمال
کہ مشہور ہین دشمنون کے فساد
جو تھا پہلوان رستم ذیوقار +
کوئی بہر عقبیٰ پشیمان ہوا
غرض چین عالم مین ملتا نہین
کہ جنسے ہین اہلِ کرم آشنا
نہ معشوق سے وصل حاصل ہوا
تو ہین عاشقون مین بڑے اقتدا

کہ ہین رند مشرب پہ صہبائے عیش
فلک در پئے رنج غربت ہوا
جسے دیکھتے ہین وہ ہی غم کنان
ارسطوے اُستاد باعز و جاہ
کتابون مین لکھا ہی سب اُسکا حال
وزیر سیہ کار بختناک ہوا +
تھا ماتم مین سہراب کے بیقرار
گنہگار ہی اور کوئی بیگناہ
کبھی غنچۂ فکر کھلتا نہین +
ہمیشہ محبت مین حیران رہے
اسی رنج مین قیس کاہل ہوا
قمر حال دنیا کہانتک لکھون

کہین عیش و عشرت کا سامان ہی
کہ سامان عیش و فرح مٹ گیا
سکندر سا ذیقدر والا حشم
کہ چرخ قیامت کا روشن تھا نام
وہ نوشیروان صاحب عدل و داد
عدالت کا سامان سب مٹ گیا
کوئی رنج دنیا سے حیران ہوا
کوئی خواہش نفس مین ہی تباہ
وہ مجنون و فرہاد غم آشنا
کہ دشت و جبل مین پریشان رہے
اُٹھائے جو رنج و الم بے شمار
یہ بہتر ہی اس سے کہ خاموش ہون

پھرہ زندانیان مصیبت و بلا دسیاحان دشت رنج و عنا اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف سخن سنج دغواص دریاے ہوش + چنین ریخت گوہر بدامان گوش + سابق مین ذکر کرچکا ہون کہ ملکہ قریشہ سلطان و آسمان پری قید خانے مین قید ہین حیران و پریشان ہین ملکہ آسمان پری فرماتی ہین کہ کیون ای نور نظر اسی قید خانے مین

عمر کشتگی رہائی کی کب صورت ہوگی قریشہ سلطان فرماتی ہین کہ اے مادر مہربان نہ گھبرائیے
انشاء اللہ وقت رہائی قریب ہی مین نے خواب مین دیکھا ہی کہ مین رہا ہوگئی جسدن چھوٹونگی
آپ کی ضرور فکر کرونگی آپ زیادہ پریشان نہو جیے گر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی جب اسکو
خبرین گذرین کہ طلسم کشا نے ظلمانہ کو مارا اور طرف جزیرہ بالاخیز کے جاتے ہین اور ملکہ
حسینان حسن پرست برائے مقابلہ بھی روانہ ہوچکین یہ حالات سُن کر اور دیکھ کر بہت
پریشان ہوا غصے مین بیٹھا تھا کہ دیو اورنگ سامنے آیا آکر سجدہ کیا یہ دیو اورنگ
دیو عفریت کا بھانجہ ہوتا ہی کہا یا خداوند مقام تاسف ہی کہ آسمان پری و قریشہ سلطان
زندان مین قید ہین اُنپر ایسی مصیبت نہین پڑتی کہ تڑپ تڑپ کر قید مین مرجاوین جمشید
نے کہا کہ اے اورنگ مین نے اکثر نگہبان بدلے مگر جو نگہبان گیا اُسنے کوئی بدعت ایسی
نہین کی کہ یہ شاہزادیان تمام ہوجاتین اگر قریشہ سلطان کا انتقال ہو تو آسمان پری
مکدر ہو کیا عجب ہی کہ مکدر ہوکر قدرت سے میل کرے اور آمادۂ صلح ہو اورنگ نے
عرض کی اگر برائے یک ہفتہ نگہبانی غلام کے سپرد ہو تو مرگ قریشہ کی خبر سُناؤن جمشید
نے کہا کہ میر منشی سند نگہبانی زندان خانہ اورنگ کو لکھ دو کہ یہ جاکر چوکی پہرا دے
دیو اورنگ سند لیکر در زندانخانہ پر آیا اپنا انتظام کیا حکم دیدیا کہ کھانا ہمارے حکم سے
جایا کرے تین دن کھانا دیکھ کر بھیجا ملکہ قریشہ کو بڑا صدمہ ہوا فرمایا یہ کون نگہبان مقرر ہوا
ہی کہ آب و خورش مین کمی ہی کسی نگہبان نے دیو اورنگ سے اطلاع کی کہ ملکہ قریشہ کھانے
کی شکایت کرتی ہین اورنگ نے کہا کہ کل کھانا ہم خود لیکر جاوینگے دوسرے دن جو کھانا
آیا تو دیو اورنگ کھانا اور کوزۂ آب لیے ہوے اندر آیا دیکھا ملکہ قریشہ پابزنجیر بیٹھی ہین
مگر خود زرین سر پر طوق گلوگیر گلے مین ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ پاؤن مین چہرہ مثل آفتاب
روشن دیو اورنگ جمال بے مثال قریشہ دیکھ کر دنگ ہوگیا قریب آکر بیٹھا گھل مل کر
باتین کرنے لگا کہا کیون ملکۂ عالم آپ دختر صاحبقران باحشم ہین آپ کی قید کو مہینون گذرے
کوئی صورت رہائی کی نہین نکلتی قریشہ نے کہا کہ اے دیو اورنگ جب وقت رہائی آئے گا
رہا ہوجاوینگے ہمارے عزیز و قبلہ و کعبہ و برادران ذیحشم کوشش کر رہے ہین ہمین یقین کامل ہی

کہ طلسم فتح ہو جائیگا پزدرد گار ہم کو رہا کرائیگا اورنگ نے سر جھکا کر کہا کہ اگر مجھکو بشوہری
قبول کیجیے تو مین آپ کو قید خانے سے رہا کر کے نکال لے چلون ہرچند کہ قریشہ سلطان کو بہت
ناگوار ہوا مگر سوچی کہ وقت جبر و صبر ہی کہا ای اورنگ اگر تو یہ کام کرے تو مین تجھکو اپنے لشکر کا
سپہ سالار کرونگی اور جو کچھ کہے گا وہ قبول کرونگی اورنگ سمجھ گیا کہ قریشہ کو میرا کہنا قبول ہی
ای اورنگ کیا عمدہ ملک اسکے قبضے مین ہین سب پر قبضہ کرونگا سپہ سالار لشکر سے کون
عمدہ بہتر ہی مقابلۂ خداوند مین بھی جا کر لڑونگا اور جسپر لشکر کشی کرونگا اُسکو گرفتار کر لاؤنگا
چند دن مین میرا شہرہ ہو جائیگا اوسجا اورنگ نے کہا ملکہ قریشہ سلطان نے اچھا اچھا
کہدیا دیو اورنگ باغ باغ ہو گیا باہر آکر نگہبانون سے کہا آج تم لوگون کو فرصت ہی
مین خود پہرا دونگا دیوزادون کو یہ کہکر رخصت کیا آپ شام سے پہرے پر بیٹھا جب زلف
لیلائے شب کمر سے گذری اپنے مقام سے اُٹھا قید خانے مین آیا کہا ای ملکۂ عالم نکل چلیے
مین نے سب نگہبانون کو ہٹا دیا اُس وقت ملکہ قریشہ سلطان کو آسمان پری کا خیال
نہ رہا اورنگ نے ہتھکڑی کاٹی قریشہ نے قید توڑ کر پھینکدی اورنگ نے دروازہ بھی
کھول دیا قریشہ سلطان نکلین اورنگ ساتھ ساتھ ہی جب کوس بھر نکل آئین تو ملکہ قریشہ
نے گھبرا کر کہا کہ ای اورنگ بڑی غفلت ہوئی مادر مہربان قید خانے مین رہگئین اب پلٹو
تاکہ اُن کو بھی ہمراہ لے لین اورنگ نے کہا کہ آپ کا چلنا مناسب نہین ہی آپ اسی
مقام پہ ٹھہرین مین آسمان پری کو نکال لاؤنگا قریشہ نے کہا کہ بہتر ہی اورنگ برائے
رہائی ملکہ آسمان پری چلا یہان جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین نشے مین تخت پر پڑا
تھا کہ طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے ایک طائر اُڑ کر آیا پہلے خوب چلایا آخر مجبور ہو کے قریب آکر
جمشید ثانی کے سر پر ٹھونگ ماری جمشید نے آنکھ کھولی وہ طائر پھڑک کر زمین پر گرا اور
تڑپنے لگا جمشید نے کہا کہ بڑا غضب ہوا الٰہی معلوم ہوتا ہی کہ قریشہ رہا ہو گئین یہ کہکر
خود چلا اُس وقت پہونچا کہ ستارۂ سحری چمک چکا تھا دروازہ قید خانے کا کھلا ہی جمشید
نے جھانک کر دیکھا قریشہ سلطان کو قید خانے مین نہ پایا سر پیٹنے لگا کہتا تھا کہ ثانی صاحبقران
قید سے نکل گئی اب لشکر کشی کریگی اس سوچ مین کھڑا تھا کہ دیو اورنگ آکر پہونچا جمشید کو

دیکھ کر گھبرا گیا جھک جھک کر سلام کرنے لگا جمشید نے کہا کہ کیون اورنگ آج سب نگہبان کہان گئے دروازہ قیدخانے کا کیون کھلا ہی اورنگ نے گھبرا کر کہا کہ نگہبان اپنے گھر گئے ہین دروازے کا حال مجھکو نہین معلوم مین کیا بیان کرون میری کوئی خطا نہین ہی جمشید نے کہا کہ او بے حیا نمک حرام تو نے بڑا غضب کیا کہ قریشہ کو نکالدیا جلد بتا ورنہ آتش قہر و غضب سے جلا دونگا اورنگ نے دست بستہ عرض کی خداوند کو اختیار ہی مگر مین نے کوئی خطا نہین کی مگر جمشید ثانی جلایا ہوا تھا چٹکی خاک کی اُٹھا کر اورنگ پر ڈالدی کہ اورنگ جلکر خاک ہوا ملکہ قریشہ سلطان نے چند ساعت انتظار کیا جب عرصہ ہوا تو ایک طرف چل نکلین دور سے برج قلعہ سلاسل پری معلوم ہوے ملکہ اُسی طرف چلین قضاے کار دیو فولاد ملکہ سلاسل پری پر عاشق ہوکر آیا ہی سلاسل پری آج کل متردد و متوحش حیران تھی کہ ملکہ قریشہ قید ہین کسکو براے مدد بلاؤن زخمی ہوکر قلعہ بند ہوئی تھی کہ دیو فولاد نے حملہ کیا ہر چند کہ پتھر وغیرہ اہل قلعہ نے مارے کئی ہزار دیو مارے گئے مگر دیو فولاد چہ بدست ہلاتا ہوا پتھرون کو منجنیق کے رد کرتا ہوا قریب خندق کے پہونچا منتین کر رہا تھا کہ ای ملکہ عالم نکل آؤ ورنہ قلعہ لونگا پھر ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سلاسل پری نے بیقرار ہوکر پروردگار سے رجوع کی کہ ای خالق ارض و سما ای معین و مددگار اس آفت سے بچالے اس ظالم نے گھیرا ہی اسکے ہاتھ سے کیونکر نجات ملے

نظم

خدا ہستی باقلیم خداوندی خداوندا ۔۔۔ توئی شاہنشہ ملک شہنشاہی شہنشاہا
جہان محکوم فرمانت چہ در پست و چہ در بالا ۔۔۔ چہ در شہر و چہ در قریہ چہ در کوہ و چہ در صحرا
توئی اشرف توئی اعلی توئی والی توئی والا ۔۔۔ توئی واحد توئی یکتا توئی درمان توئی بینا
تو رزاق و خلاق خدائی جملہ آفاقے ۔۔۔ تو ہستی والی عقبیٰ تو ہستی مالک دنیا
تو مطلوبی تو محبوبی تو محبوب خوش اسلوبی ۔۔۔ توئی در ابتدا ملجا توئی در انتہا ماوا
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن ۔۔۔ نباشد صورتی خالی ز نورت در جہان اصلا

بیقرار ہو کے سلاسل پری نے جو دعا کی صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ آفتاب عالمتاب حسن و جمال صاحب جود و کمال صاحب زور و طاقت با جلالت و شوکت ملکہ قریشہ سلطان سامنے سے

ظاہر ہوئین وہین سے للکارا کہ او ناپاک خبردار آگے نہ بڑھنا لیکن قریشہ سلطان کو دیکھ کر
دیو فولاد ناچنے لگا اور پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم خداوند راس الشیاطین نے تمکو بھیجا ہی
ہر چند کہ مین سلاسل پری پر عاشق تھا مگر اب تم پر مائل ہوا تیغ ابرو سے گھائل ہوا پردۂ قاف
کی سلطنت دونگا سب رئیسون پر بادشاہ کرونگا قریشہ سلطان نے للکارا کہ او نامرد کیا
بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر میدان مین آکر کمال دکھا زبان تیر و کلۂ عمود سے کام
لے زبان کو نیام دہن مین رکھ دیو فولاد یہ کلمہ سُن کر پلٹا قریب پہونچکر چیرہ دست لگائی قریشہ نے
کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ مُنھ کے بھل زمین پر آیا ایک گھونسہ مار دیا کہ دیو فولاد کا سر
پھٹ گیا ہمراہی اسکے آپڑے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ملکہ قریشہ سلطان نے تھوڑے عرصے
مین سب کو شکست دی لاشہ فولاد کا سب دیو لیکر بھاگے سلاسل پری قریشہ سلطان کو
ساتھ لیکر قلعے مین آئی سامان دعوت کیا ملکہ قریشہ سلطان نے کہا کہ اے سلاسل پری
مین نے قید خانے سے رہائی پائی مگر مادر مہربان رہ گئین لشکر تیار کرو کہ لشکر کشی کرکے چلیین
سلاسل پری نے چار ہزار نیزہ باز دیو جمع کیے ملکہ قریشہ سلطان بعہدۂ افسری اور سلاسل
کو تخت پر سوار کیا طرف طلسم کے چلین جب دروازے پر طلسم کے پہونچین تو دیکھا کہ ایک صحرائے
سبزہ زار ہی اُس صحرا مین ایک کوہ فلک بلند رہ ہی دروازے پر کوہ کے چند کرسیان بچھی ہین
ایک جوان تاجدار کرسی پر بیٹھا ہی قریشہ سلطان کے جمال کو دیکھ کر وہ تاجدار اشارے کرنے لگا
کہ آئیے تشریف لائیے مین تو آپ کا مشتاق تھا طلسم مین بھی آپ کا ذکر ہو رہا ہی خداوند نے حکم دیا
ہی کہ اگر قریشہ سلطان آوین تو اُنکی خاطر کرنا خبردار کوئی بات خلاف نہ ہو بس مین برائے
خدمت حاضر ہون قریشہ سلطان تلوار کھینچے ہوے بڑھین چاہتی ہین کہ اُس مقام کو طی کرکے
قریب درۂ کوہ پہونچون اس تاجدار کو سزا دون کلمات لغو کہہ رہا ہی کہ پہلو سے آواز آئی او جوان
شمشیر زن خبردار آگے نہ بڑھنا یہ مقام علامت طلسم نوخیز جمشیدی ہی بانی بنا کر گئے ہین کہ اسکے
اندر کوئی نہ جائیگا قریشہ سلطان نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو خونخوار دار شمشاد ہاتھ مین لیے
جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی قریب قریشہ پہونچکر ہاتھ مارا ملکہ قریشہ نے دار کو قلم کیا اُس دیو
نے چاہا کہ لپٹ جاؤن قریشہ سلطان نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ اُس دیو کے دو ٹکڑے ہوے وہ

تاجدار تعریفین کرنے لگا کہ حضور یہ ملعون اسی لائق تھا ملکہ نے اُسکو سلام کیا اور جھپٹ کر قریب
اُس جوان کے آئین اُس جوان نے تعظیم کرکے ملکہ کو کرسی پر بٹھایا جام لبریز کرکے ہاتھ مین دیا ملکہ
نے جام پی لیا اُس جوان نے ہاتھ تھاما ملکہ قریشہ سلطان کو ساتھ لیکر درۂ کوہ مین داخل ہو گیا ملکہ
سلاسل پری نے جو یہ معرکہ دیکھا قصد کیا کہ لپٹ جاؤن سب نے عرض کی کہ ایک شب اور
انتظار کیجیے شاید ملکہ قریشہ کا حال معلوم ہو سلاسل پری اُسی مقام پر اُتر پڑی صبح کو اُٹھی
لشکر مین ہلڑ ہوا سب پریزادین رونے لگین سلاسل پری نے پوچھا کیون صاحبو خیر تو ہی سب نے
عرض کی ملکہ غضب ہوا قریشہ سلطان کا لاشہ کنارے پر لشکر کے پڑا ہی ہم لوگون کو اب تاب
نہین ہی کاشکہ نابینا پیدا ہوتے کہ لاشۂ قریشہ نہ دیکھتے دل کانپ رہا ہی کہ کس ساعت چلے تھے
اب چلو صاحبقران کے پاس چلین اُن سے سب حال عرض کرین کہ وہ کچھ تدبیر کرین گے اس عجائب
وغرائب کی فکر کرنے والے وہ ہی ہین کیسے کیسے طلسم فتح کیے اور کیسے کیسے ساحر مارے مگر یہ عجیب
معرکہ گذرا سلاسل پری یہ خبر سُن کر بہت روئین آخر کل لشکر کو تیار کرکے تلاش مین صاحبقران
کی چلین کہ ذکر ان کا وقت پر ہوگا مگر ملکہ قریشہ سلطان کو وہ جوان ساتھ لیے ہوے درۂ کوہ
سے جو نکلا شہر مین داخل ہوا شہر نہایت آباد عمارتین کُل پختہ بنی ہوئین دوکانین سجی ہوئین صراف
وبزاز وجوہری بچے اپنی اپنی دوکانون پر بیٹھے ہین خرید وفروخت ہو رہی ہی وہ جوان ایک ایک
دوکاندار سے کہتا ہی کہ مین نے آج رُکن اسلام گرا دیا قریشہ سلطان ایسی شاہزادی کو
گرفتار کیا دوکاندار کہتے ہین کہ ای تاجدار تمھاری کارگزاری کا کیا کہنا بڑے شخص کو گرفتار
کیا بڑی تکلیف اُٹھائی اب ان کو کیا کیجیے گا تاجدار کہتا ہی کہ اب ان کو بخدمت خداوند لیجاؤنگا
وہ جیسا مناسب جانین گے ویسا حکم دین گے ملکہ قریشہ سلطان خاموش چلی آتی ہین کہ ایک
طرف سے نوبت ونقارے کی آواز آئی یہ آواز سُنکر اُس تاجدار نے ہاتھ چھوڑ دیا اور ہنسکر کہا
کہ ہوشیار جاباب سوار آتا ہی یہ کہکر وہ تاجدار چلا گیا سامنے سے ایک سواری پیدا ہوئی آگے
آگے شتر سوار ہٹو بچو کرتے ہوے نکل گئے بعد اُسکے پلٹنین رسالے پرے جمائے ہوے نکلے انکے
بعد ایک جوان تاج شاہی بر سر چارقب شہنشاہی در بر بہ نخوت تمام تخت پر بیٹھا نمایان ہوا اب
ملکہ کی بیقراری بڑھی حیران تھی کہ مین کہان آ گئی وہ تاجدار تخت سے کود آکر ملکہ کو سلام کیا عرض کی

تخت پر سوار ہو جیسے قریشہ سلطان نے کہا کہ مین سپاہی کی دختر ہون مجھے تاج و تخت سے کیا کام
اُس تاجدار نے چاہا کہ زبردستی ہاتھ تھام لون ملکہ قریشہ سلطان نے ایک تمانچہ مارا کہ سر اُس
تاجدار کا اُڑ گیا فوج والے ملکہ قریشہ سلطان پر ٹوٹ پڑے قریشہ لڑ رہی ہین صدائے گیرودار
بلند ہی کئی سو افسر ہاتھ سے قریشہ کے مارے گئے یقین ہو کہ فوج کو شکست کامل ہو کہ جو
سپہ سالار فوج کو لڑوا رہا تھا اُسنے پکار کر آواز دی کہ ارے یار و نقابدار نیلی پوش کو خبر کر دکہ
نیلی پوشون کو لیکر آئے ان کو گرفتار کرلے یہ جو پکار کر اُس افسر نے کہا پہلوے شہر سے نوبت اور
نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک نقابدار نیلی پوش دو ہزار نیلی پوشون سے آکر پہونچا اور
جیسے ہی وہ آکر گرا قریشہ نے نیا معرکہ دیکھا کہ جسکو قتل کیا ایک سے کے دو بن کر تیار ہوے تھوڑی
دیر مین نیلی پوشون سے وہ شہر بھر گیا اور وہ سب مل کر کمندین مارنے لگے نیزے مار مار کر بھاگتے ہین
قریشہ انتہائی زخمی ہوئین اُن مکارون نے کمندین مار کر قریشہ کو گرفتار کیا ملکہ قریشہ نے
دیکھا وہ تاجدار جو میرے ہاتھ سے مارا گیا تھا وہ ہی تخت پر سوار ہی اور حکم دے رہا ہی
کہ ارابہ لاؤ اور قیدی کو سوار کرکے لیچلو ایسا قیدی کبھی نہین آیا تھا کہ صدہا آدمی اسطرف
کے مارے گئے ملکہ قریشہ سلطان کو مسلسل و مطوق کیا ایک ارابے پر سوار کر لیا وہ ہی جوانان
نیلی پوش ارابے کو ساتھ لیکر چلے دارالامارہ شاہی مین آئے قریشہ سلطان نے دیکھا کہ جو
جوان درہ کوہ پر ملا تھا وہ یہان تخت پر بیٹھا ہو حکم دے رہا ہو کہ قیدی کو سامنے لاؤ ملکہ
حیران ہوگئین کہ یہ جوان یہان کیونکر آیا پھر خیال ہوا کہ مقدمۂ طلسم ہو ایسے ایسے شعبدے
بہت ہونگے اُس تاجدار نے کیفیت سُن کر حکم دیا کہ آج شب کو حفاظت کرو کل بخدمت خداوند
قید روانہ کرونگا پہلوے دارالامارہ مین قصر تھا اُس مین قریشہ کو قید کیا قصر مین قفل لگا دیا
نگہبان دروازے پر بیٹھے ہین چرچے ہو رہے ہین کہ اگر نیلی پوش جادو نہ پہونچتا تو قریشہ
نہ گرفتار ہوتین دو پہر رات گئے تک نگہبانون کی آواز سُنی دو پہر رات گئے سب نگہبان
سو گئے ملکہ قریشہ سلطان ملول و حزین بیٹھی ہین دعائین مانگ رہی ہین کہ دیکھا دیوار قصر
پر سے بذریعۂ کمند کے ایک سیہ پوش اُترتا ہوا آتا ہی اُتر کر مکان مین آیا قریشہ کو سلام کیا
قدمون کو بوسہ دے کر کہا کہ ای ملکۂ عالم اُٹھیے چلیے مین دن سے آپکا حال زار دیکھ رہی تھی

کسی نے آپ کو بجرأت گرفتار نہین کیا ملکہ قریشہ نے فرمایا ای مہجبین تیرا نام نامی و اسم گرامی کیا
ہی اُسنے نقاب چہرے سے اُٹھائی قریشہ سلطان نے دیکھا کہ ایک زن حسینہ دریاے جواہر مین
غرق سر جُھکائے بیٹھی ہی اور کہہ رہی ہی کہ مین عاشق جمال حضور ہون آپ کی رہائی کیواسطے
حاضر ہوئی قریشہ سلطان خاموش ہو رہین اُس نازنین نے اپنے بازو پر سے ایک تختی کھولی
ملکہ قریشہ سلطان کو دی کہا حضور جب اس تختی کو جنبش دیجیے گا سحر ساحر کا باطل ہوگا بانیان
طلسم یہ تحفہ بنا کر رکھ گئے ہین میرا پنجہ قابض ہوا مین اسکو لے آئی کہ آپ کے پاس رہیگا کام
آئیگا کوئی ساحر ہاتھ نہ ڈال سکیگا قریشہ سلطان نے وہ تختی لیکر بازو پر باندھی پھر دوبارہ
پوچھا کہ ای مہجبین تیرا نام کیا ہی اُس نازنین نے کہا کہ میرا شمع محفل افروز نام ہی یہان کا
جو بادشاہ ہی مین اُسکی دختر ہون جب آپکا دربار مین آنا ہوا مین جھروکون سے دیکھ رہی تھی
جمال جہان آرا دیکھ کر اسقدر بیقرار ہوئی کہ آپ دو دانہ ترک رہا آخر تاب نہ آئی قید خانے
مین حاضر ہوئی آپ صبح کو قید خانے سے نکلیے گا قید سب ٹوٹ جائیگی پھر آپ اس قلعے سے بسہولت
نکل جائیے گا حقیقت مین یہان آپ کو بہت تکلیف ہی اور جو ساحر آپ پر سحر کریگا اُسکا سحر بوجہ
برکت تختی اثر نہ کریگا آپ لڑتی بھڑتی نکل جائیے گا بیرون قلعہ جاکر ایک آواز دیجیے گا کہ ای
داراب جنی جلد آکر حاضر ہو اور اس تختی کو چمکائیے گا داراب جنی تخت لیکر آئیگا اور اُسپر
آپکو سوار کر کے لیجائیگا مگر جب تک طلسم کشا لوح نہ پائیگا تب تک آپ کو باعث پریشانی
ہی کسی طرح آپ کا اندر طلسم کے داخلہ نہین ہو سکتا شمع محفل افروز یہ خوبی سمجھا کر چلی گئی
صبح کو جو پہرا ملک کُھلا دیکھا قیدی موجود ہی نگہبانون کا یہ قول ہی کہ ہماری قید سے رہائی
دشوار ہی ہمارے اس قید خانے سے قیدی زندہ نہین نکلتا ملکہ قریشہ اپنے مقام سے
اُٹھین آواز دی کہ او ہیجیاؤ ہم جاتے ہین نگہبانون نے کہا کہ قیدی کی مجال ہی کہ یہانسے
نکل سکے ملکہ قریشہ سلطان نے اُس تختی پر نگاہ ڈالی سب قید کٹ کر گر پڑی تلوار کسی
نگہبان کی اُٹھالی لڑتی ہوئی نکلین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے قصر سے جو باہر
نکلین ساحرون مین غلغلہ ہوا کہ یارو بڑے غضب کی بات ہی کہ قیدی نکلا جاتا ہی کیونکر اُسے
روکین سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا کیا کرین ملکہ قریشہ سلطان شیرانہ و رستمانہ جنگ کرتی ہوئی بیرون

قلعہ پہونچین داراب جبنی کو پکارا پہلوے صحرا سے ایک تخت پر ایک جوان خوش رو سوار قریب
قریشہ آکر پہونچا ہر چند کہ ساحر گھیرے ہوے ہین مگر داراب جبنی نے کچھ خوف نہ کیا اور ملکہ کو
تخت پر بٹھا کر لیچلا لاکھ لاکھ ساحر سحر کرتے ہین تاثیر نہین کرتا سب حیران و پریشان ہین مگر
داراب جبنی ملکہ قریشہ سلطان کو تخت پر سوار کر کے لے نکلا ساحر مجبور ہو کر رہ گئے کچھ ہو سکا
بلکہ آپسمین کہتے ہین کہ خداوند راس الشیاطین اس جوان پر مہربان ہین کہ تخت پر بٹھا کر
لے گئے قریشہ سلطان کو داراب اپنے ساتھ لیے ہوے ایک صحرا مین آیا ملکہ نے دیکھا
کہ اُسی صحرا مین ایک باغ ہی دروازہ اُسکا مثل آغوش عاشق کھُلا ہوا ہی قریشہ کو لیکر اُسی
باغ مین آیا بارہ دری مین مقام صدر پر جگہ دی عرض کی کہ حضور تشریف رکھین مین ابھی اپنے
ساتھ والون کو لیکر حاضر ہوتا ہون یہ کہکر داراب جبنی ملکہ سے رخصت ہوا مگر کہہ گیا
کہ اگر غلام کو عرصہ ہوجاے تو گھبرائیے گا نہین شاید سامان کرنے مین دیر ہو مین ایسا سامان
کر کے لاؤنگا کہ آپ لڑتی بھڑتی تا بہ قصر ہفت رنگ پہونچین اول تو یہ خبر مشہور ہو چکی ہی ضرور جمشید
نے سُنا ہوگا کہ ملکہ قریشہ رہا ہوگئین یقین ہی کہ فوج روانہ کرے ملکہ قریشہ سلطان پریشان
بیٹھی ہوئی ہین چند پریزادین داراب جبنی براے خدمتگزاری ملکہ چھوڑ گیا ہی وہ سب
خدمت مین مصروف ہین صبح کو ملکہ اُن سب پریزادون کو لیکر بالاے بام آکر بیٹھین دشت کا
تماشا دیکھ رہی ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک دیو بلند بالا نہایت قوی و جسیم آسگے
آگے پشت پر کئی ہزار نرہ ہلے دیو اسی طرف آتا ہی پریزادون نے عرض کی کہ واری دیو کیوس
اس سرحد کا حاکم ہی معلوم ہوتا ہی کہ براے مقابلۂ حضور آتا ہی قریشہ سلطان نے کہا کچھ
خوف نہین ہی اگر آتا ہی تو سمجھا جائیگا حقیقت مین دیو کیوس قریب باغ آکر اُترا اور منظور ہوا
کہ کل بلوہ کرونگا ملکہ قریشہ سلطان کے ساتھ سواے اُن پریزادون کے اور کون ہی باہر
نکل کر بارگاہ استادگرائی خود بھی جواب مین طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاری رہی صبح کو دیو
کیوس کئی ہزار نرہ ہلے دیو سے آکر سامنے کھڑا ہوا صفین بھی باندھین ارادہ ہی کہ میدان
مین جاؤن ملکہ قریشہ سلطان پریشان ہین کہ مین یکہ و تنہا اُس طرف اسقدر ہماوائی رحیم و
کریم کسی معین کو بھیج اس حیرانی مین کھڑی ہین کہ دیو کیوس نے میدان مین آتے ہی نعرہ کیا

ملکہ قرلیشہ سلطان مسلح و مکمل ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی اب وہ وقت ہی کہ دیو کیوس میدان مین نعرے
کر رہا ہی کہ کوئی میرے مقابلے مین آئے تو مزہ اٹھائے داراب جنّی مع دوسی جنون کے آکر پہونچا
اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم یہ غلام حاضر ہوئے تو میدان مین جائیے قرلیشہ رُک گئین
کہ داراب جنی جنون کو لیکر قریب آیا اور عرض کی کہ حضور تامل فرمائین غلام جاکر دیو کیوس کو
جواب دیگا یقین ہی کہ شرمندہ ہو پھر ارادہ نہ کرے مگر قرلیشہ نے کہا کہ ای داراب جنی تمھارا
اس وقت آنا غنیمت ہو گیا ورنہ حیران تھی کہ کیا کرون تمھارے آنے سے قلب کو قوت ہوئی
روح کو راحت ہوئی مین جنگ سے مُنھ نہین چھپاتی ہمارے قبلہ و کعبہ صاحبقران زمان اٹھارہ
برس تک پردۂ قاف مین لڑے کوئی مقام باقی نہین رہا کہ جہان نہین پہونچے جس مقام پر پہونچے
دہانکے کانٹے پاک کیے کوئی دیو ایسا نہ تھا کہ جس سے مقابلہ نہ پڑا ہو داراب کو ملکہ قرلیشہ بخوبی
سمجھا کر مقابلہ کیوس مین آئین کیوس نے للکار کر آواز دی کہ کیون ای قرلیشہ سلطان
کچھ تمکو ہمارا خوف نہ ہوا کہ دیو کیوس ایسا دیو زبردست دیو فولاد کا عزیز ہی جس وقت
سے مین نے لاشہ فولاد کا دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آخر کو چڑھ آیا اب بھی کچھ نہین گیا ہی اطاعت
کر دیکیا عجب ہی کہ خطا معاف کر دون قرلیشہ نے فرمایا کہ ای کیوس تجھ ایسے صدہا میرے ملازم
ہین جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر دیو کیوس نے یہ سُنتے ہی دار فولادی جھلّا کر اپنے کاندھے سے
اُتاری خبردار خبردار کہکر ہاتھ دار کا مارا قرلیشہ نے دار کو قلم کیا کیوس نے ڈنڈو کا کھینچ مارا
قرلیشہ نے خالی دیا اسنے خیال کیا کہ ای کیوس لپٹ کر چیر پھاڑ کے اسے کھا جا یہ سوچکر لپٹنے لگا
قرلیشہ سلطان نے دونون ہاتھ تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو کیوس مُنھ کے بھل زمین پر جھکا ملکہ
نے اُسی حال مین ایک گھونسا مار دیا کہ دیو کیوس کا سر پھٹ گیا فوج کیوس نے بلوہ کیا داراب
شریک جنگ ہوا ہر چند کہ فوج کیوس کا ارادہ ہی کہ ملکہ قرلیشہ کو گرفتار کر لین مگر داراب جنی
مع ہمراہیون کے شریک جنگ ہی دونون لشکر ملے ہوے تلوار چل رہی ہی ہر چند اُن کا افسر
مارا گیا مگر یہی ہار ہی کہ یارو جس طرح بنے قرلیشہ کو گرفتار کر لو مگر جنگ قرلیشہ سلطان نمونۂ
جنگ صاحبقران ہی ادھر داراب بھی کدد کوشش کر رہا ہی وہ دیو زاد بھی لڑ رہے ہین
گھمسان کے ساتھ تلوار چل رہی ہی سامنے باغ کے ہزارہا لاشہ تڑپ رہا ہی جس وقت تک

داراب جنّی نہ لڑا تھا فوج کو گمان تھا کہ قریشہ کو گرفتار کرلین گے مگر داراب جنّی نے لاش پر لاش
گرانا شروع کی آخر ہمراہیان کیوس گرتے پڑتے قریب لاش کے آئے پکارتے تھے کہ ای جوانو اپنے
مالک کی لاش کو اُٹھاؤ ایسا نہ ہو کہ جنگ مین پامال ہو جائے تو باعث پریشانی ہو مگر قریشہ نے
تھوڑے عرصے مین اُن سب کو شکست دی وہ سب لاشہ کیوس لیکر بھاگے دور تک قریشہ
نے اُن کا پیچھا کیا مگر وہ سب نکل گئے ملکہ قریشہ بفتح و فیروزی پلٹین داراب جنّی نے عرض کی
کہ حضور اب کیا ارادہ ہے ملکہ قریشہ نے کہا کہ اپنا ہر وقت یہی قصد ہے کہ لڑتی بھڑتی تا بہ
زندان طلسمی پہونچون اور مادر مہربان کو رہا کرون داراب جنّی نے عرض کی کہ رہائی آپ کی
والدۂ ماجدہ کی طلسم کشا کے ہاتھ پر موقوف ہے ابھی آپ اسی باغ مین تشریف رکھیے مین
اور فوج کو جمع کرکے لاؤن جمعیت کامل ہوئے تو آپ کا حکم بجالاؤن ملکہ قریشہ سلطان اسی باغ
مین آکر اُترین داراب جنّی فوج کو چھوڑ کر پھر روانہ ہو گیا مطلب داراب جنّی کا یہ ہے کہ فوج کو
معقول طور پر جمع کرکے ملکہ کے ہمراہ چلون ملکہ قریشہ سلطان باغ مین بیٹھی ہین داراب جنّی
جاچکا ہے وہ دوسرے جن جو آئے تھے دروازے پر باغ کے اُترے ہین کہ ایک پریزاد دوڑی ہوئی
آئی عرض کی کہ کنیز نے خبر سُنی ہے کہ دیو غراب چالیس ہزار نرہ ہائے دیو کی جمعیت سے برائے
مقابلۂ حضور آتا ہے قریشہ نے کہا کہ آنے دو اُسکی بھی قضا لاتی ہے انشاء اللہ بوجہ احسن
مقابلہ ہوگا جیسا کچھ ہوگا وہ ظہور مین آئیگا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ دیو غراب فوج کو
ساتھ لیے ہوئے آکر پہونچا باغ کے سامنے اُترا ملکہ قریشہ سلطان بھی باہر تشریف لائین بارگاہ
استادہ کرائی دیو غراب نے طبل جنگی بجوایا ملکہ قریشہ نے بھی جواب مین طبل جنگی کو حکم دیا رات بھر
تیاریان ہوئین صبح کو دیو غراب جوشان و خروشان میدان مین آیا چالیس ہزار نرہ ہائے دیو
آکر جمے دیو غراب نے قصد کیا کہ میدان مین نکلون کہ صحرا سے گرد اُڑی ملکہ قریشہ نے دیکھا کہ آگے
آگے کئی سو علم نشان کئی لاکھ سوار کے ظاہر ہوے بعدہ دیکھا کہ پلٹنین آراستہ و پیراستہ آئین اور
کریت بن قہقہہ کئی سو من کی دار کاندھے پر رکھے ہوئے اور بار بار اُسکو چرخ دیتا ہوا عین وقت
پر آکر پہونچا دیو غراب کو دیکھا کہ میدان مین اشتلم کر رہا ہے کریت بن قہقہہ کہ گلستان ارم کی
طرف جاتا تھا راہ مین خبر پائی کہ قریشہ سلطان باغ داراب مین ہین پلٹ پڑا فوراً صف سے

جدا ہوا للکار کر آواز دی کہ ای دیو غراب تو جانتا ہی کہ مین شہنشاہ قاف ہون مجکو دیکھ کر بھی
نہین پلٹتا دیو غراب نے آواز دی میرے مقابلے مین آئیے مین خود خان قاف ہون عفریت
کے قتل کی خبر سُن کر نکلا ہون سب رئیس زادے جو پیدا ہوے ہین اُنسے مقابلہ پڑیگا اُس وقت
تم کو معلوم ہوگا کہ شہنشاہ قاف کون ہی وافسر دیوان وپریان کون ہی جب وقت پڑیگا تو
کوئی ساتھ نہ دیگا یہ سُن کر کریت بن قہقہہ مقابلۂ غراب مین آیا لیکن اس کے دل مین یہ خیال
ہی کہ غراب کو مار کر قریشہ پر جا پڑون جم کر لڑون گرفتار کرکے اُن کو پردۂ ظلمات مین لیجاون
یہ سوچ کر غراب سے کہا کہ لاحربہ کر مین تیری ضرب دست کا مشتاق ہون غراب نے چوبدست
لگائی کریت اتنا بڑا زبردست ہی کہ اسکا کوئی ہم نبرد نہین ہی ہاتھ بڑھا کر کلائی غراب کی
تھام لی غراب لپٹ پڑا کریت سے اور غراب سے کشتی ہونے لگی کریت غالب آیا غراب کو
زیر کیا دیو غراب کے لشکر والون نے چاہا کہ اپنے آقا کو رہا کرلین لینا لینا کہکر دوڑ پڑے
مگر کریت نے غراب کی مشکین باندھین اور مصروف جنگ ہوا کئی لاکھ نرہ ہاے دیو اسکے
ساتھ ہین ہمراہیان غراب سے جنگ ہونے لگی لشکر غراب کو پامال کیا خیمے بارگاہین سب
لوٹ لین یہی ارادہ ہی کہ قریشہ سے مقابلہ کرونگا لڑائی فتح کرکے بارگاہ مین آیا غراب کو
سامنے بلوایا سمجھا کر کہا کہ ای غراب میری شرکت کرو تمھارا ملک تم کو دونگا سب رئیس زادونکو
اُن کے بزرگون کا ملک دونگا آسمان پری طلسم مین قید ہین قریشہ کو مارے لیتا ہون غراب
نے ناچار ہو کر اطاعت کی ہمراہ کریت ہوگیا کہا آپ منجھین طبل جنگی بجوائیے مین قریشہ سے
سمجھ لونگا کریت نے طبل جنگی بجوایا قریشہ نے بھی جواب مین نوازش طبل کو حکم دیا رات بھر
تیاریان ہوئین صبح کو کریت تین لاکھ فوج سے میدان مین آیا غراب سب کے آگے آگے
شلنگین لگاتا ہوا آتا ہی قریشہ کے ہمراہ وہی دو سی جن ہین تین لاکھ کے مقابلے مین کھڑی
ہوئی ہین بہ اطمینان تمام ساتھ والون سے کہہ رہی ہین کہ دیکھو کس رنگ سے مقابلہ ہوتا ہی
تم لوگ فقط دور سے لینا لینا کرنا مین یکہ وتنہا اس لشکر سے لڑونگی خدا چاہیگا تو شکست دونگی
میرے والد نامدار صاحبقران عالی وقار ہمیشہ اکیلے لڑے اور بہ نفس واحد بیرون دنیا سے آئے
تھے کبھی کسی کی جنگ سے مُنھ نہین پھیرا اسی طرح مین بھی اکیلی لڑونگی اور اپنے والد نامدار کا نام

روشن کرونگی سب جن حیران ہین کہ اکیلی کیونکر لڑینگی تین لاکھ دیو کریت کے اور چالیس ہزار دیو
غراب کے ہین دیو غراب خود آگے بڑھا ہوا آتا ہے اس اثنا مین صفین جمین دیو غراب میدان مین
آیا پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ قریشہ میرے مقابلے مین آؤ قریشہ نے قبضۂ تیغۂ سلیمانی پر ہاتھ رکھا
مقابلۂ غراب مین آئین غراب نے کئی چوبدستین لگائین قریشہ نے خالی دے کر ہاتھ مارا کہ غراب
کے دو ٹکڑے ہوے قریشہ سلطان نے میدان مین مبارزطلبی کی کریت نے ارادہ کیا تھا کہ
مین جاؤن سردارون نے اسکو روک لیا مگر دیو سحاب دیو غراب کا بھائی میدان مین نکلا
مقابلۂ قریشہ مین آیا ہر مرتبہ تیر مارتا ہے ملکہ قلم کر دیتی ہین برابر پہونچکر اسکو بھی ہاتھ مارا کہ
سحاب کے بھی دو ٹکڑے ہوے دیو سکون مقابلے مین آیا کئی چوبدستین لگائین قریشہ سلطان
نے خالی دے کر دیو سکون کو بھی قتل کیا بعد اسکے دیو مرغ سر مقابلے مین آیا بڑے بڑے فتور
کیے چوبدستین لگائین تیر مارے قریشہ سلطان نے سب وار اسکے رد کر کے ہاتھ مارا کہ دیو
مرغ سر کے بھی دو ٹکڑے ہوے اسی طرح نو دیو افسران فوج کریت سے فرداً فرداً مارے گیے
کریت نے جب ارادہ کیا افسرون نے اسکو روک لیا کہ آج دن اچھا نہین ہے مقابلے مین
نہ جائیے جب نو دیو مارے گئے تو کریت نے طبل بازگشت بجوایا کہ گیا کل سمجھ لونگا ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا ملکہ قریشہ پلٹ کر اپنے لشکر مین آئین کریت نے اپنے لشکر مین آتے ہی حکم دیا کہ نقارۂ
رزمی بجے صبح کو قریشہ سے مقابلہ ہے قریشہ نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرونمین طبل جنگی
بجے مگر جس جنگل مین لشکر کریت اترا ہوا ہے اُس جنگل سے ملا ہوا ایک صحرا ہے کہ بہت سے غول اُس مین
رہتے ہین بیتالاک غول کہ سب کا افسر ہے رات کو جو اسنے روشنی چراغان دیکھی اور لوگون
کی آواز کان مین آئی ایک چیخ ماری کہ سب غول جمع ہو گئے بیتالاک نے کہا کہ یارو دیکھتے ہو
کہ سامنے ہزارہا بلکہ لاکھہا دیو زاد جمع ہین شاید لشکر دیو زادون کا اترا ہے لہذا تم بھی شکار
کھیلو غولون نے کہا کہ ای افسر ہم تو اسکے مشتاق تھے آپ بھی چلیے بیتالاک نے کہا کہ مین بھی
ساتھ چلونگا دیو زادون کا گوشت میٹھا ہوتا ہے چیر پھاڑ کر خوب کھاؤ یہ صلاحین کر کے جا پڑے
پچاس ساٹھ ہزار غول جو آکر گرے دیو زادون کو مارنا شروع کیا کئی ہزار نرہ ہاے دیو مارے گیے
صرصر آہو تگ عیار کریت ہے اسنے جو یہ معرکہ دیکھا دوڑا ہوا خدمت مین کریت کی آیا کہا ای

افسر غول آپ کے لشکر پر آپڑے ہین آپ خود نکلیے دو چار کو مار لیے تو یقین ہی کہ بھاگ جاوین گے
کریت چوبدست کاندھے پر رکھ کر نکلا دیکھا کہ سارے لشکر مین آوازین فریاد کی بلند ہین
بعضے بھاگے جاتے ہین بعضے آمادۂ حرب و پیکار ہین کریت نے نکل کر اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم
کریت بن قہقہہ ای غولان بیابانی کیا تم کو زندہ چھوڑتا ہون تم خود ہماری خوراک ہو مین کیا
تمھین زندہ چھوڑونگا جو غول سامنے آیا کریت نے اُسے گردن پکڑ کے اُٹھا لیا غول پر غول
کو مارا دونون کی ہڈیان چور چور ہوئین اسی طرح صدہا غول مارے یہ ہنگامہ جو کریت نے
کیا بیتالک کو بھی خبر پہونچی کہ کریت نے نکل کر بہت سے غول مارے فوج بھی سنبھل گئی ہی
دیوزادون کے حملے کون اُٹھا سکتا ہی دو چار حملے سب نے کیے کئی ہزار غول مارے گئے بیتالک
نے ایک چیخ ماری کہ سب اسکی آواز پر آئے اور کہا ای افسر دیوزاد بہت ہین اور ہم کم ہین
ممکن نہین کہ ہم اُن پر غالب آوین بیتالک نے کہا کہ نکل چلو سب غول لڑتے بھڑتے نکلے
دیوزادون نے پیچھا نہ کیا خوف تھا کہ ایسا نہ ہو بھاگے ہوے پلٹ پڑین وہ غول اپنے بیشے
مین گئے ہمراہیان کریت جو پلٹ کر آئے دیکھا کہ لشکر بہت لٹ گیا ہی خیمے سرنگون پڑے ہین
بیتالک نے اپنے بیشے مین پہونچکر شمار کیا تو معلوم ہوا کہ دو ہزار غول مارے گئے سبھون سے
کہا کل سمجھ لین گے اول مین چند کس جاؤ کریت کو لگا کر جنگل مین لاؤ ہم جا کر شبخون کرین لشکر
کریت تباہ ہوا اس سوچ مین سرنگون بیٹھا تھا کہ آسمان پر برق چمکی نجس جادو کہ بیتالک اور اسسے
آشنائی ہی آکر پہونچی دیکھا کہ بیتالک سرنگون رنجیدہ کبیدہ بیٹھا ہی اور چند لاشے سامنے پڑے ہین
کہا کیون بیتالک یہ کیا معرکہ ہی بیتالک نے سب حال بیان کیا نجس نے ہنس کر کہا
کہ مین ابھی جا کر لشکر تباہ کیے دیتی ہون جا کر ایسا سحر کرتی ہون کہ سب دیو خود اپنی جان دین
بیتالک بہت خوش ہوا نجس جادو چلی اور ہوا پر آکر اِسنے گولہ مارا گولہ پھٹا پھول برسنے لگے
کوئی جل گیا کوئی دیوانہ وار پھر رہا ہی کوئی درۂ کوہ سے سر ٹکراتا ہی کوئی بھاگا جاتا ہی عیار نے
کریت کے کریت کو آکر جگایا کہا کہ ای شہنشاہ آپ کے لشکر پر پھول برس رہے ہین کہ جس سے
سب دیوانہ وار و وحشی مثال غل مچا رہے ہین عجب ہنگامہ ہی مجکو معاملہ سحر معلوم ہوتا ہی کریت
نے کہا کہ تو جا کر خبر لے صرصر آہو تگ نے صورت تبدیل کی ایک نازنین کی شکل بنکر ایک

درخت کے نیچے بیٹھکر رونے لگا نجس نے دیکھا کہ ایک نازنین رو رہی ہی ہوا سے اُتر آئی قریب آکر کہا کہ ای نازنین کیون روتی ہی کہان کی رہنے والی ہی صرصر آہوتگ نے سر جھکا کر کہا کہ مین آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ہون سامنے جو قریہ ہی اُسمین رہتی ہون باپ نے مار کر نکالدیا مان میری سوتیلی ہی اُسکا یہی شیوہ ہو کہ ہر وقت کوٹھے پر کھڑی رہتی ہی مین نے باپ سے کہا کہ اِسمین آپ کی بدنامی ہوتی ہی ایسا نہو کہ کسی کے ساتھ نکل جاے باپ نے مارا مین نکل آئی تین دن سے اسی جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون نجس جادو نے کہا کہ میرے ساتھ چل مین تجکو بیٹی بنا کر رکھونگا دھوم سے تیری شادی کرونگا بیتالک غول کے حکم سے لشکر دیوان کو تباہ کرنے آئی ہون وہ سحر ایسے کرون کہ سب بھاگ جاوین سامنے نہ ٹھہر سکین ایک سحر کیا تھا کہ سو دو سو تباہ ہوے ابکے سحر مین مینہ برسیگا وہ دریا پیدا ہو کہ سب ڈوب ڈوب کر مرین نازنین اُٹھ کھڑی ہوئی کہا چلیے مین آپ کے ساتھ ہون نجس جیسے ہی آگے بڑھا اُس نازنین نے جھجک کر کہا کہ دیکھو وہ مار سیاہ آتا ہی جیسے ہی نجس پلٹا صرصر آہوتاگ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا نجس جہنم واصل ہوئی نجس کو صرصر آہوتگ نے مار کر سر کاٹ لیا سر لیکر خدمت کریت مین آیا پیش کیا کریت نے کہا کہ ای صرصر اگر تیری صلاح ہو تو غولون پر جا پڑون جاکر غولون کو مارون ورنہ وہ پھر فتور کرین گے صرصر آہوتگ نے کہا کہ بہت بہتر کریت لشکر کو تیار کر کے اُس بیشے پر جا کے گرا ہزارہا غولون کو مارا اگر پچاس ساٹھ ہزار دیو بھی مارے گئے صبح ہوتے ہوتے بیتالک بھی ہاتھ سے کریت کے مارا گیا کریت فتح کر کے پلٹا اگر کہتا تھا کہ آج کے دن بی قریشہ سلطان بچ گئین ورنہ آج مین اُن سب کو قتل کرتا اُن کے بدلے غول قتل ہوے لیکن کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا قریشہ نے خبر سُنی کہ غولان بیابانی کو جا کر کریت نے مارا کل ہمسے مقابلہ کریگا قریشہ گھبرا گئین کہ فوج کریت کے پاس بہت ہی کل دیکھیے کیا ہو کہ صداے طبل جنگی آئی ہرکارے دوڑے ہوے آے عرض کی کریت نے طبل جنگی بجوایا ہی ملکہ قریشہ نے بھی طبل جنگی بجوایا مگر کمال انتشار ہی کہ دیکھیے کیا ہو لشکر اُسکے ساتھ بہت ہی اور ہمارے ساتھ چند کس ہین دیکھیے معرکے مین کیا ہو ایسا نہو شبخون آجاے تو کیسا انتشار ہوگا یہ فرما کر ارشاد کیا کہ ہم لشکر کا خود طلایہ دین گے ایسا نہو وہ شبخون مارے تو کیسی مشکل پڑے انتظام طلایہ کر کے کنارے

لشکر کے ٹہل رہی ہین دو پہر رات جاچکی ہی زوال ماہ تابان و انتشار سیارگان ہی عجب سناٹا
ہی لشکر مین کریت کے روشنی ہو رہی ہی دیوزاد جا بجا پھر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا
کہ نقابدار زمردپوش بارہ ہزار فوج سے آیا اور لشکر کریت پر شبخون گرا دیوزاد بھی اُٹھے
لڑنے لگے کہ دوسرے پہلو سے گرد اُڑی نقابدار گلگون پوش بصد جوش و خروش آکے گرا
مصروف جنگ ہوا زمردپوش و گلگون پوش نے مل کر کریت کو زخمی کیا اور لڑتے بھڑتے
نکل گئے بعد جانے نقابدارون کے کریت کراہتا ہوا بارگاہ مین آیا زخم مین ٹانکے دلوائے
پٹیان مرہم کی چڑھین تب کریت نے صرصر آہو تگ عیار سے صلاح کی کہ مین تو زخمدار ہون
نہایت بیقرار ہون ایسا نہ ہو کہ ملکہ قریشہ آپڑین تو پھر اُن کو کون روکیگا اگر تم سب کی صلاح
ہو تو یہان آب و ہوا بھی خلاف ہی وطن چلون زخم کو اچھا کر کے پھر آؤنگا سب نے کہا یہی بہتر
ہی دیو آپس مین کہتے ہین کہ چندے تو آرام ملے یہان تو روز نئی آفت ہی یہی مصیبت ہی کہ ایسا
نہ ہو مارے جاوین اول غولون نے قتل کیا پھر ساحرہ نے قیامت برپا کی آہو تگ نے اُسکو
مارا پھر نقابدارون نے کریت کا یہ حال کیا سب یہ باتین کرتے ہوے سوار ہوے کریت سبکو
ساتھ لیکر طرف پردۂ ظلمات کے چلا ملکہ قریشہ نے قصد کیا تھا کہ اسکا پیچھا کرون کہ اس
عرصے مین داراب جنی آکر پہونچا دو ہزار جن اور ساتھ لایا عرض کی کہ حضور اُس طرف نہ
جائین مین ایک تحفہ حضور کے واسطے لایا ہون کہ جسکے سبب سے طلسم مین داخل ہو جائیے
ملکہ قریشہ نے پوچھا وہ کیا ہی اُس جن نے جواب دیا نام اس تحفے کا کیمیاے سعادت ہی
یعنے ایک پرچہ کاغذ کا ہی اُسپر ایک نقش لکھا ہی خواص اُسکے زیر نقش مرقوم ہین ملکہ قریشہ نے
جنون کو ساتھ لیکر کوچ کیا بعد قطع منازل و طی مراحل اُسی دشت مین پہونچین کہ جس مقام پر
جوان خوشرو درۂ کوہ مین بیٹھا تھا قریشہ نے حیران ہو کر کہا کہ اے داراب جنی یہ کیا شعبدہ
ہی کہ یہ جوان مجکو اندر لیگیا تھا اب مین پھر اس طرف آنکلی داراب جنی نے جواب دیا
کہ یہ مقدمات طلسمی ہین ظاہر مین کچھ اور باطن مین کچھ یہ سُن کر ملکہ قریشہ سلطان آگے بڑھین
داراب نے کہا کہ کیمیاے سعادت مین دیکھ لیجیے کہ کیا حکم نکلتا ہی ملکہ نے تعویذ بازو کا
کھولا دیکھا تو نوشتہ پایا کہ جب یہ جوان خاطر مدارات کرے تو یہ اسم پڑھ کر دم کر دینا یہ جوان

غائب ہو جائیگا اور کوئی شخص ایسا آئیگا کہ آپ کو مجبت لیجائیگا تب طلسم مین آپ کا داخلہ ہوگا
یہ مضمون دیکھ کر قریشہ سلطان بڑھین وہ جوان حیران ہوکر اُٹھا اور پکار کر آواز دی کہ اے
ملکۂ عالم آئیے قریشہ بڑھین اُس جوان نے آکر چاہا کہ ہاتھ تھامون ملکہ نے اسم پڑھ کر دم کیا اُس
جوان نے ایک چیخ مار کر ہاتھ ملکہ قریشہ کا چھوڑ دیا اور مثل قطرۂ آب زمین مین جذب ہو گیا
قریشہ سلطان آگے بڑھین اور سب فوج تو باہر ٹھہری مگر داراب جنی برابر ملکہ کے آیا
اور عرض کی کہ بڑھ چلیے ملکہ قریشہ آگے بڑھین درۂ کوہ سے نکل گئین کہ دیکھا ایک طرف سے
گرد عظیم بلند ہوئی اور یقین ہوا کہ بوجہ تیزی ہوا کے زمین سے پاؤن اُٹھ جاوینگے سامنے
آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار آتا ہو پشت پر بیس ہزار سواران
جرار معلوم ہوا کہ طولاب نیزہ باز اس جوان کا نام ہی اُسنے خبر دریافت کی کہ یہ کون لوگ ہین
معلوم ہوا کہ ملکہ قریشہ سلطان و داراب جنی ہین یہ دریافت کرکے طولاب نیزہ باز
گینڈے سے اُترا آکر قریشہ سلطان کو سلام کیا کہا اے ملکۂ عالم تشریف لے چلیے آگے باغ
طلسمات ہی وہان کے نخل آپکے مشتاق ہین طائر بھی زمزمہ سرائی کر رہے ہین دم محبت کا
بھر رہے ہین یہ سُنتے ہی قریشہ بہت خوش ہوئین سمجھین کہ ہمارا ابھی طلسم مین ذکر ہی اُس جوان
کے ساتھ ہولین وہ جوان ذکر جرأت ملکہ قریشہ کرتا ہوا چلا تھوڑی دور جاکر دروازہ باغ
کا دکھلائی دیا اُس جوان نے ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا کہ ملکہ بسم اللہ چلیے ملکہ قریشہ باغ مین
داخل ہوئین دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہی گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون طائران
زمزمہ ساز زمزمہ سرائی کر رہے ہین نہرون مین پانی صاف و شفاف سرو لب جو پر قمریون کا
جماؤ ہی کوکو کا شور پڑا ہوا ہی ملکہ قریشہ بارہ دری مین آئین چند کنیزین کہ باغ مین حاضر تھین
براے خدمت آئین عرض کی کہ واری تشریف رکھیے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لا کے
پیش کین اور جام لبریز کرکے ملکہ کو پلایا اور اشارہ کیا کہ بیٹھ جائیے قریشہ بیٹھین چند کنیزین باجان
بجانے لگین اور یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

ممکن نہین ہی دوسرا تجھسا ہزار مین +	ہوتا ہی اک بہشت کا دانہ انار مین +
بلبل نہ ہاتھ آے اگلی شکار مین + +	صیاد باغ باغ نہ ہووے بہار مین

خون جگر سے اپنے غم دل ہون پالتا	رکھتے ہین طفل اشک کو مژگان کنار مین
سودا نہ سر سے جائیگا گیسوے یار کا	عاقل کو پھانسی دیتا ہی یہ چین حصار مین
برباد ہو رہے ہو کچھ آتش تمھین نہین	مٹی خراب اپنی بھی ہی اس دیار مین

کنیزون نے یہ اشعار گا کر ملکہ قریشہ سلطان کو خوب رضامند کیا کہا ملکہ گلعذار آوین گی وہ آپ کی خاطر کرین گی کل سے مشہور تھا کہ طلسم کشا کی پھوپھی صاحبہ تشریف لانے کو ہین ملکہ حیران ہین کہ میری آمد کا بڑا ذکر ہی مگر معلوم ہوتا ہی کہ مقدمات طلسمی مین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکا ابر سیاہ پیدا ہوا ایک ساحرہ دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے آکر پہونچی ملکہ قریشہ کو سلام کیا اور عرض کی کہ حضور دیو شلنگ آپ کے مقابلےکا مشتاق ہی قریشہ نے کہا کہ مین موجود ہون جس طرح چاہے امتحان کرے کہ پہلوے باغ سے ایک دیو زبردست شلنگین لگاتا ہوا آیا سامنے ملکہ قریشہ کے خم مارا اور کہا کہ میرے مقابلے مین آئیے قریشہ برابر کو دین دیو شلنگ نے کلائی پر ہاتھ ڈالا ملکہ قریشہ سلطان نے ہاتھ پکڑ کے ایک جھٹکا مارا کہ دیو سر کے بل جھکا ملکہ نے ایک گھونسہ سر پر مارا کہ سر دیو شلنگ کا پھٹ گیا دیو کا مرنا دیکھ کر گلعذار جادو چلا کر بولی کہ آپ نے غضب کیا پہلے نگہبان کو مارا اب آپ کے ساتھ ساکنان طلسم دشمنی کرین گے مین کس کس کو سمجھاؤنگی آپ کو مناسب ہی کہ آپ طرف صحراے پُر خار کے چلی جاوین وہان چندے بسر کرین جب طلسم کشا اُدھر سے آوین گے تو اُنکے ساتھ ہو لیجیے گا مین بھی وہان وقتاً فوقتاً آؤنگی داراب جنی ملکہ قریشہ کو ساتھ لیکر چلا دن بھر رہروی کی شام کو ایک صحراے پرخار مین پہونچین کہ جابجا کانٹون کے انبار ہین عوض مین عندلیبان خوشنوا کے زاغ و زغن کے جابجا جاؤ ہین قریشہ سلطان نے کہا کہ ای داراب جنی اسی صحرا مین بسر کرو داراب جنی نے عرض کی کہ کیمیاے سعادت مین ملاحظہ فرمائیے دیکھیے کیا حکم نکلتا ہی ملکہ نے تعویذ بازو سے کھولا اب جو ملاحظہ کیا اُسمین حکم نکلا کہ ای ملکہ قریشہ سلطان جس طرح گلعذار جادو نے کہا ہی اُسی طرح اس صحرا مین بسر کرو اب جدھر جاتی ہین وہ ہی صحراے پُر خار ملتا ہی جابجا کانٹون کے انبار ہین ملکہ قریشہ سلطان ایک گوشے مین ٹھہرین داراب جنی نے چادرہ کمر سے کھول کر بچھا دیا ملکہ قریشہ اُسپر بیٹھین گلعذار جادو کھانا لیکر آئی سامنے ملکہ قریشہ کے

رکھا ملکہ قریشہ نے ہمراہ دارا ب جنی خاصہ نوش کیا گلعذار نو کھانا کھلا کر رخصت ہو گئی اب ملکہ قریشہ تو اسی صحرائے پرخار مین ہین گلعذار روز کھانا پہونچاتی ہی اور چلی جاتی ہی مگر گلعذار جادو بڑی تدبیرین کر رہی ہی کہ ملکہ کو اس صحرائے ہولناک سے نکالون ملکہ قریشہ کو وہ صحرا بہت ناگوار ہی کئی دن اسی طرح گذرے ایک دن شب کو بعد دو پہر رات کے جو آنکھ کھلی گانے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

دل مضطرب الحال کچھ ایسا شب غم تھا ❊ جب قصد کیا عرش برین زیر قدم تھا
تا صبح کسی طرح نہ نکلا شب فرقت ❊ یارب کوئی ارمان دلی تھا کہ یہ دم تھا
لطف ایکطرف اُس ستم ایجاد کے آگے ❊ ہم قابل بیداد نہ تھے طرفہ ستم تھا
تھا شیشۂ نازک کہ کوئی سنگ الٰہی ❊ دل تھا یہ بغل مین کہ دل آزار صنم تھا
جو بلے کمر تھی نگہ شوق جو ای یار ❊ منظور شب وصل تماشائے عدم تھا
پایا بھی اگر دیدۂ دل مین تو اُسی کو ❊ دیکھا تو وہی جلوہ گر دیر و حرم تھا
رہبر نہ ملا آہ ہمین کوے وفا کا ❊ مٹنا جو بتاتا وہ ترا نقش قدم تھا
دل دے کے اُنھین جان دی اللہ رے ہمت ❊ پھر بھی تو وہ بولے کہ ترا حوصلہ کم تھا
پامال جلال آہ رہا کوے بتان مین ❊ وہ دل کہ جو پروردۂ صد ناز و نعم تھا

قریشہ سلطان گھبرا کر اُٹھین اُسی صدا کے نشان پر چلین دیکھا ایک مقام پر جنگل صاف و شفاف ہی ایک چبوترہ بلور کا بنا ہوا ہی اُسپر فرش مشجر بچھا ہی قاعدے سے ایک طرف مسند لگی ہی اُسپر ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ بیٹھی ہی ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کنیزون نے جو نام لیا تو ملکہ قریشہ سلطان کو معلوم ہوا کہ خارستان جادو اسکا نام ہی اس صحرا کی حاکم ہی ایک کنیز خبر کہہ رہی ہی کہ دارئی اس جنگل مین آج کئی دن سے ملکہ قریشہ سلطان فرد کش ہین اگر حکم ہو تو گرفتار کر لین خارستان نے کہا کہ جلد گرفتار کر کے لاؤ چند کنیزین چلین ایک نے دور سے دیکھ کر کہا لیجیے حضور وہ تو سامنے موجود ہین آپ ہی سحر کیجیے خارستان نے کہا کہ مجکو شرم آتی ہی غیر ساحرہ پر سحر کرون تم لوگ سمجھا کے بلا لاؤ ایک کنیز نے آکر ملکہ قریشہ سے کہا کہ چلیے آپ کو بی بی خارستان بُلاتی ہین کچھ آپ خوف نہ کیجیے اُن کے مزاج مین انتہا کا رحم ہی کسی پر جبر و ظلم نہین کرتین ملکہ قریشہ سلطان اُس

کنیز کے ساتھ چلین سامنے خارستان کے آئین خارستان نے جو جاہ وجلال دیکھا اپنے قریب بٹھا لیا کہا ای ملکۂ عالم تم اس صحرا مین نہ رہو ایسا نہ ہو کسی دن کوئی کنیز بے ادبی کرے تو مجکو افسوس ہوگا قریشہ نے جواب دیا کہ ای خارستان جادو مین خود نہین آئی کیمیاے سعادت سے ہدایت ہوئی کہ جا کر صحراے خارستان مین رہو خارستان نے کہا کہ بہتر یہی ہی کہ اس صحرا سے نکل جاؤ ملکہ قریشہ سلطان نے جواب دیا کہ ہم اس صحرا سے نہین نکل سکتے یہ سنکر خارستان نے ایک کنیز سے اشارہ کیا کہ ان کی زبان بند کرو اُس کنیز نے ہاتھ بڑھایا ملکہ قریشہ نے ایک تمانچہ مار دیا کہ سر کنیز کا اُڑ گیا خارستان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ تمنے کیا کیا اور کنیزون نے اشارے سے خارستان کے ملکہ پر بلوہ کیا یہ شیر بیشۂ جرأت مین کنیزون کو کب مانتی ہین تلوار کھینچ کر کھڑی ہو گئین جسنے سحر کیا ملکہ نے کیمیاے سعادت کو جنبش دی سحر اُسکا باطل ہوا ایک تلوار کا مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جب اسی طرح کئی سحر کو قتل کیا تو خارستان نے للکارا کہ کیون ملکہ قریشہ ہمنے تمپر رحم کیا اور تم نے جرأت دکھائی ایک سحر مین ہاتھ پاؤن بیکار کر دونگی یہ کہکر خارستان نے گولہ مارا ملکہ نے وہ ہی نقش چمکایا سحر باطل ہوا گولہ پھٹ کے زمین پر گرا خارستان نے کہا کہ مین سمجھ گئی کسی گرد نے چند نقش بتا دیے ہین مین سب کو مٹا دونگی یہ کہکر کارد سحر نکالنے لگی ملکہ قریشہ سلطان جھپٹ کر قریب آئین جیسے ہی اپنے کارد سحر نکالی ملکہ نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا کلائی سے ہاتھ کٹکے گرا اب تو خارستان بہت جھلائی کہا ای قریشہ غضب کیا کہ مجکو بیکار کر دیا مگر اب مین تم کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر خوب خوب سحر کیے مگر کسی سحر نے تاثیر نہ کی ہاتھ سے پرنالہ خون کا جاری ہی آخر مجبور ہو کر ارادہ کیا کہ نکل جاؤن ہاتھ کا علاج کر کے آؤنگی اپنے تئین زمین پر گرا دیا اور پر پرواز پیدا کر کے اُڑ کر چلی قریشہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ سینے پر آکر پڑا توڑ کر پشت کو پار گیا سب کنیزین بھاگین کہتی تھین کہ صاحبو یہ اُس حمزہ کی دختر ہی کہ جسنے یہ دہ قاف کو تسخیر کیا حقیقت مین حمزہ کے ہاتھ سے نہ ساحر بچا اور نہ دیوزادون نے مہلت پائی یہ اُسکی دختر ہی جو کچھ جرأت اس سے سرزد ہو وہ کم ہی قریشہ خارستان کو مار کر لیٹین ارادہ کیا کہ اپنے مقام پر جاؤن تھوڑی دور بڑھی تھین کہ آسمان پر برق چمکی اور

گلعذار جادو آکر پہونچی ہاتھون کو بوسہ دیا عرض کی کہ ای ملکۂ عالم یہ کیا خوب کارنمایان کیا مین نے
اس وجہ سے ذکر نہین کیا تھا کہ ایسا نہ ہو کسی آفت مین پھنس جایئے مگر آپ نے خارستان کو قتل کیا
کانٹا نکل گیا حقیقت مین کیمیای سعادت وہ نخفہ آپ کے ہاتھ لگا ہو کہ راستہ طلسم کا خوب
کھُل گیا ایک بڑی بات یہ ہو کہ اسکی وجہ سے سحر کسی ساحر کا اثر نہ کریگا اور جو حکم اسمین نکلے
اُسکے موافق کیجیے کبھی دھوکا نہ اُٹھایئے گا اب چل کر باغات کی سیر کیجیے تھوڑی رات اُسی مقام پر
گذری کہ گل مہر درخشان چمن فلک زبرجدی مین کھلا گلعذار ملکہ قریشہ کو ساتھ لیکر آگے
بڑھی دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھُلا ہو نخل صحرا سرسبز و شاداب ہین طائران
زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین جدھر نگاہ اُٹھ گئی دروازے باغ کے کھُلے ہین نسیم عنبر شمیم
چل رہی ہو صبا لڑکھڑا رہی ہو ملکہ نے کہا کہ ای گلعذار سب طرف باغ ہی باغ ہین جس باغ مین
کہو وہان چلون گلعذار نے کہا کہ کیمیای سعادت مین ملاحظہ فرمایئے یہ وہ جنگل ہو کہ
جسکو صحرای بہارین کہتے ہین جسدن سے خارستان آکر رہی اُسنے سب باغات چھپا دیے
تھے کانٹے ظاہر کر دیے تھے اب اُسکے مرنے سے باغات ظاہر ہوے سب باغ اصلی ہین جسطرف
دل کی توجہ ہو اُس باغ مین تشریف لے چلیے ایک باغ کے دروازے پر چند کنیزین کھڑی تھین
وہ بڑھ کر آئین اور ملکہ کو ساتھ لے گئین ملکہ قریشہ ایک باغ مین داخل ہوئین باغ نہایت
دلچسپ ہو گلہای رنگا رنگ و شگوفہ ہای بوقلمون و نہرین سلسبیل آسا جابجا آب صاف و
شفاف سے مملو ہین ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نخل سرسبز و شاداب ہین ملکہ قریشہ
ایک قصر مین آکر بیٹھین گلعذار جادو ساتھ ہو کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان تاجدار
مرکب عربی پر سوار کئی سو جوان پشت پر سامنے آکر پہونچا پکار کر آواز دی کہ کیون ای ملکہ تمنے
خارستان کو قتل کیا اب چین سے نہ بیٹھنے پاؤ گی جفائین اُٹھاؤ گی قریشہ سلطان نے کہا
کہ او یاوہ گو کیا بیہودہ بکتا ہو گلعذار نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اسکو جا کر سمجھا دون
ملکہ قریشہ نے اشارہ کیا گلعذار بڑھی اُس تاجدار پر سحر کیا جتنے اُسکے ساتھ والے تھے
سب پا بگل ہوے مگر وہ تاجدار قریب گلعذار آیا گلعذار کا ہاتھ تھام کے گھوڑے پر
ڈال لیا اور ساتھ والون سے کہا کہ چلو قریشہ سلطان کو کل آکر سزا دونگا گلعذار نے

پکار کر آواز دی کہ اے ملکۂ عالم اس کنیز کو بچایئے اگر یہ مجکو گرفتار کر کے لیجائیگا تو فوراً قتل کریگا
چمنستان جادو واسکا نام ہی انھین بدعتون سے اسکو کام ہی صحراے پُر بہار کو چاہتا ہی
کہ اُسی طرح ویران رہے یہ باغات ظاہر ہونا اس کو ناگوار ہوا قریشہ نے للکارا کہ او
چمنستان کہان جاتا ہی منم عادل قاف یہ کہکر تلوار کھینچی اور قصد کو دیکھا چمنستان
نے ساتھ والون کو اشارہ کیا کہ بلوہ کر کے اس کو گرفتار کر لو سب سوارون نے بلوہ کیا
قریشہ سلطان کے نزدیک اُن کی کیا حقیقت تھی تھوڑے عرصے مین سب کو قتل کیا اور باش
پردے کیمیاے سعادت کو کھول کر ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ چمنستان کو قتل کر ملکہ
جیسے ہی چمنستان کی طرف چلین چمنستان نے گھوڑا بھگایا اور بھاگ کر نکل گیا ملکہ قریشہ
پلٹ کر آئین اُسی باغ مین آکر ٹھہرین پہر دن پچھلا باقی تھا کہ کان مین رونے کی آواز آئی قریشہ
طرف صدا کے چلین ایک باغ کو طے کیا تھا کہ دوسرا دروازہ ملا اُس باغ مین داخل ہوئین
کہ ملکہ نے دیکھا کئی پریزادین در در گوش و مرصع پوش سامنے آئین آکر سلام کیا کہا حضور
گلعذار نے ہم کو بھیجا ہی کہ ملکہ سے فریاد کرو کہ ہم کو آکر رہا کرین چار پہر گذری کہ آب و دانہ
بند ہی کنیز بہت دردمند ہی اگر دیر ہو گئی تو یہ کنیز قتل ہو جائیگی قریشہ سلطان اُن کنیزون
کے ساتھ چلین بارہ دری مین آکر دیکھا کہ گلعذار کی زبان مین سوزن ہی مسلسل و مطوق
بیٹھی رو رہی ہی قریشہ نے آکر زبان سے سوزن نکالی قید کو توڑ کر پھینک دیا گلعذار کو
اُٹھا یار ہا کر لائین اور پوچھا کہ اے گلعذار چمنستان کہان گیا کہا حضور آپکا مجکو قید
کر کے گیا ہی جلاد کو ساتھ لانے گیا ہی میرے قتل کا سامان کریگا جب مجکو نہ پائیگا تو گھبرائیگا
یہ ذکر تھا کہ ایک آندھی چلی شاخہاے نخل ٹوٹنے لگین پھولون کا انبار ہو گیا طفلان غنچہ
بے زبان حیران و پریشان ہوا کی تیزی سے درخت اُکھڑے جاتے تھے زمین سے شعلے نکلتے
تھے ملکہ قریشہ سلطان نے گھبرا کر کہا کہ اے گلعذار آج یہ کیسی آندھی ہی گلعذار نے گھبرا کے
کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہی چمنستان باد کش آتا ہی حضور ہوشیار رہین ایسا نہ ہو کہ
کچھ فتور کرے وہ آندھی کم ہوئی روشنی جو ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر سر جھاڑ منھ پہاڑ بال
کمر سے نیچے لٹکے ہوے منھ مثل غار کھلا ہوا اُسمین سے شعلے نکلتے ہوے دسون انگلیان مثل

پنجشاخے کے روشن ہین جھپٹ کر قریب آیا للکار کر آواز دی کہ کیون ملکہ قریشہ سلطان تمنے
بڑی بے ادبی کی کہ ہمارے قیدی کو رہا کر دیا اور کیون ای گلعذار تونے کیا سمجھ کے انکا ساتھ
دیا ہی آج تیری بھی تدبیر کرونگا حکم خداوند مل چکا ہی کہ گلعذار اگر گرفتار ہو تو فوراً قتل کرو
جسنے بغاوت کی اُسکو ضرور سزا ملیگی بس مناسب یہ ہی کہ ان کا ساتھ اب چھوڑدو قریشہ یہ
سُن کر جھپٹین چمنستان نے سحر کیا قریشہ پر سحر کی تاثیر نہ ہوئی چمنستان نے اس طرح کا سحر
کیا کہ ہزارون تلوارین قریشہ سلطان پر برسین مگر بازو پر ملکہ کے کیمیاے سعادت ہی
گلے مین تختی پڑی ہی دفع سحر موجود ہی اس وجہ سے کسی سحر نے تاثیر نہ کی گھڑی بھر کامل چمنستان
نے سحر کیا مگر قریشہ سلطان پر تاثیر نہ ہوئی باعث شوکت کیمیاے سعادت ہی چمنستان
حیران ہی کہ کیا سبب ہی سحر تاثیر نہین کرتا ناچار ہوگیا قریشہ سلطان چاہتی ہین کہ قریب
پہونچون وا تلوار کا گردن سر اسکا کاٹ لون چمنستان ہٹ جاتا ہی آخر چمنستان نے ایک
چیخ ماری کہ ای ساکنان باغ دلفریب جلد آؤ چار طرف سے گھیر لو گوشہ ہاے باغ سے کئی
ہزار جادوگر پیدا ہوے آکر ملکہ قریشہ سلطان کو گھیر لیا ملکہ اُن سے لڑنے لگین مگر جسکو
قتل کرتی ہین وہ زندہ ہو جاتا ہی ملکہ قریشہ سلطان شیرانہ لڑ رہی ہین دو دو کی گردن
پکڑ کے اڑا دیتی ہین دو گھڑی کامل تلوار چلی خون کا دریا بہ رہا ہی مگر کوئی کشتہ نہین معلوم ہوتا
گلعذار نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور کیمیاے سعادت کو ملاحظہ فرمائیے ملکہ قریشہ سلطان
نے کہا کہ بلوے سے ساحرون کے مہلت نہین ملتی کیونکر دیکھون گلعذار نے کہا کہ مین سحر
کرتی ہون ساحرون کو روکے رہونگی آپ ملاحظہ فرمائیے یہ کہکر گلعذار نے سحر کیا ساحر
پیچھے ہٹے ملکہ قریشہ سلطان نے بازو پر سے وہ نقش کھولا نوشتہ پایا کہ جو اسم حاشیہ پر
مرقوم ہی اُس کو پڑھ کر دم کرو تب یہ ساحر نابود ہونگے قریشہ سلطان نے جیسے ہی یہ مضمون
ملاحظہ فرمایا اسم مذکور ورد زبان کیا ساحرون کی طرف مُنھ کر کے پھونکا مثل برگ درختان باغ
ساحر گر پڑے چمنستان نے دیکھا کہ سب ساحر بیکار ہوے ہر چند غل مچاتا ہی مگر گوشۂ باغ سے
کوئی ساحر نہین آتا جو ہمراہ تھے وہ مثل تیتون کے اُڑتے پھرتے ہین چمنستان گھبرایا کہ اب
کیا تدبیر کرون کچھ سوچا اور پیچھے ہٹ کر بیخ نخل پر دو ہتھڑ مارا بیخ نخل سے آواز آئی کہ

اے چمنستان یہ باعث کیمیاے سعادت اور تختی کا ہے اگر تو چھین لے تو پھر جو سحر کرے گا وہ پورا ہوگا چمنستان نے گلعذار کو للکارا گلعذار نے چاہا پیچھے ہٹون کہ چمنستان تڑپ کر گرا گلعذار کو اُٹھا لے گیا ہر چند قریشہ سلطان نے تیر مارے مگر چمنستان بلند ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے قریشہ سلطان نے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین گلعذار تڑپ رہی ہے اور پکارتی ہے کہ اے ملکہ قریشہ سلطان کنیز کو بچائیے اب اعضا جل کر خاک ہونگے قریشہ سلطان جھپٹ کر قریب آئین گلعذار نے کہا کہ ذرا تختی و کیمیاے سعادت مجکو دیدیجیے کہ مین سینے سے مس کرون ورنہ جل کر خاک ہو جاؤنگی چمنستان نے سحر کردیا ہے شعلے قلب سے نکل رہے ہین قریشہ سلطان نے بلا تکلف دونون تحفے دیدیے گلعذار نقلی نے ہردو اشیا لپیٹ کر جھولی مین رکھین نعرہ کیا کہ منم چمنستان جادو دیکھا کس تکلف سے تختی اور کیمیاے سعادت کو لے لیا اب جو ملکہ قریشہ سلطان پر سحر کیا تیغہ ہاتھ سے نکل گیا ملکہ قریشہ لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہو گئین چمنستان قریشہ سلطان و گلعذار کو لیکر روانہ ہو گیا لیکن جس روز ملکہ قریشہ سلطان نے زندان محن سے رہائی پائی تھی صبح کو ملکہ آسمان پری جو اُٹھین اور جو سردار ملکہ کے قید مین اُنھون نے بیان کیا کہ ملکہ قریشہ سلطان رہا ہو گئین آسمان پری بہت خوش ہوئین جیسے منتظر رہا کرتی ہین کہ اب قریشہ آکر ہمکو رہا کریگی روز یہی فکر رہتی ہے بعد ایک ہفتے کے ایک دن سُنا کہ نوبت و نقارے بج رہے ہین آسمان پری نے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہے آج یہ کیسی خوشی ہے لوگون نے کہا کہ ملکہ قریشہ سلطان گرفتار ہو کر آئی ہین یہان قصر ہفت رنگ مین جمشید ثانی بیٹھا تھا کہ چمنستان خوشی خوشی آیا کہا یا خداوند مین نے قریشہ سلطان کو بمشکل گرفتار کیا جان اپنی لگادی جب کیمیاے سعادت و لوح محفوظ کو لیا تب سحر نے تاثیر کی جمشید ثانی نے خوش ہو کر حکم دیا کہ لے جاکر زندان محن مین قید کرو ملکہ آسمان پری انتشار مین تھین کہ خانۂ زنجیر مین غل ہوا دیکھا ملکہ قریشہ سلطان مسلسل و مطوق داخل زندان محن ہوئین مان کو سلام کیا آسمان پری نے پوچھا کہ اے نور نظر کیا گذری ملکہ قریشہ سلطان نے عرض کی کہ مقدمۂ طلسم ہر دو تحفۂ جلیل حل کرنا بود ہوے چمنستان نے وہ مکر کیا کہ مین ناچار ہو گئی مین اسی طرف آتی تھی یہ آرزو تھی کہ جاکر آپ کو رہا کرون مگر

خود ہی مقید ہو گئی جس روز سے رہا ہو گئی ایک دن مہلت نہ پائی جنگ کرتی رہی آخر گرفتار
ہوئی ساحران مکار و غدار کا سامنا رہا آخر اُنسے کیونکر بچتی مگر جمشید ثانی خوش بیٹھا ہوا اری
شاہزادیوں سے کہہ رہا ہو کہ تمنے ہماری تقدیر کرنے کی تاثیر دیکھی کہ قریشہ سلطان پھر قید
ہو کر آگئی شاہزادیاں تعریفیں کر رہی ہین کہ قدرت نے کیا تقدیر برجستہ کی ورنہ قریشہ
کا گرفتار ہونا دشوار تھا کہ سامنے وزرا حاضر ہوئے جمشید کو نذرین دین اور کہا جشن کلان
کے پندرہ روز باقی ہین جو حکم ہو وہ بجالاوین جمشید نے کہا کہ حسب قاعدۂ قدیم تیاری
کرو بلکہ مشہور کرو کہ اُس تاریخ کو اول یہ جشن ہوگا کہ قریشہ سلطان و آسمان پری قتل
کیجاوینگی کہ طلسم کشا کی آس ٹوٹے اور یقین کامل ہو کہ قیدی قتل ہو گئے جمشید ثانی نے حکم دیا
کہ ڈھنڈھورا پٹوا دو کہ سب کو خبر ہو کہ تاریخ قتل قریشہ سلطان و آسمان پری قرار پاگئی
اُسی وقت وزرا نے ایک دستک دی کہ آسمان سے ایک زنگی سیہ رو پیدا ہوا نقارہ
کاندھے پر رکھے ہوئے عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہی جمشید ثانی نے اپنی زبان سے حکم دیا
کہ مشتہر کر کہ فلان تاریخ قریشہ سلطان و آسمان پری قتل ہونگی وہ زنگی یہ حکم سُنکر بلند ہوا
کہ نظرون سے سب کی مخفی ہو گیا شاہزادہ سعد بن قباد ایک صحرا مین فروکش ہین کہ نقارے
کی آواز کان مین آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک زنگی قوی تن و قوی من آواز دے رہا ہی کہ
خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم خداوند جمشید ثانی ظلم و بدعت کے بانی کا کہ فلان تاریخ
کو جشن سامری ہی کہ اُس تاریخ کو وہ خداوند پیدا ہوے تھے اور اُسی تاریخ چولہ تبدیل کیا
اُسکا جشن ہوگا اور جشن دیگر باعث خوشی ساکنان طلسم نوخیز جمشیدی یہ ہوگا کہ ملکہ قریشہ
و آسمان پری مع ہمراہیون کے قتل ہونگی ہر چند کہ قریشہ سلطان نکل گئی تھین مگر قدرت نے
تقدیر کر کے پھر گرفتار کرایا اسی وجہ سے تاریخ اُن کے قتل کی قرار پاگئی یقین ہی کہ مسلمانون
کو بڑا قلق ہو صاحبقران نے اپنے مقام پر سُنا سعد نے بھی خبر پائی نور الدہر نے اپنے
مقام پر سُنا ایرج و قاسم کو بھی خبر ہوئی لندھور و مالک نے کہ قلعہ جات پر لڑ رہے تھے اپنی
اپنی شوکت نمائی چاہتے تھے جب یہ خبر وحشت اثر سُنی سب گھبرا گئے بادشاہ نے اپنے ہمراہیونسے
فرمایا کہ یارو تمنے سُنا بڑا غضب ہوگا اگر آسمان پری و قریشہ سلطان قتل ہو گئین اور ہمنے

پھر طلسم توڑا اور جمشید کو مارا تو کیا نفع ہوگا سب نے عرض کی کہ حضور جمشید کی کیا مجال کہ اُن کا
موے جسم کم کر سکے میثاق اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ غلام ابھی سے تدبیر کرتا ہی اول تو جمشید
کے قول و فعل کا اعتبار نہین اور اگر ایسا کریگا بہت پچتائیگا بادشاہ نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا
کوچ کرے میثاق نے بہت منع کیا کہ حضور ابھی کوچ نہ کرین بادشاہ نے فرمایا کہ ای میثاق
لوح طلسمی تو ل جلے کہ یہ سرگردانی مٹے یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی کان مین آئی بادشاہ نے
دیکھا کہ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری خواجہ عمرو نامدار جست و خیز کرتے ہوے
آکر پہونچے بادشاہ سے خبر کی کہ صاحبقران زمان نے مجکو روانہ کیا ہی کہ بادشاہ سے
اطلاع کرو کہ تاریخ قتل فرلیشہ سلطان و آسمان پری مقرر ہو گئی بادشاہ نے موتیون کا
مالا گلے سے اُتارا کہ کئی لاکھ روپے کا تھا فرمایا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری یہ مین حاضر کرتا ہون
اسکو لیکر بیت المال مین جمع کیجیے اور کوئی فکر دستیابی لوح کی کیجیے ہر چند کہ میثاق ساحر
زبردست ہی وہ کہتا ہی کہ جمشید کی بات کا اعتبار نہین مگر ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ جیسے قتل
ہو جاوین تو مین صاحبقران کو کیا مُنھ دکھاؤنگا خواجہ عمرو نے چاہا کہ مالا اُٹھا لون بادشاہ
نے فرمایا کہ یہ مالا اُسوقت ملیگا کہ جب لوح ہکو مل جائیگی خواجہ عمرو نے کہا کہ مین تدبیر کرتا ہون
آئندہ پروردگار کو اختیار ہی اور اب جزیرہ بلاخیز بھی قریب ہی مین آج ہی جاکر رنگ جماتا ہون
خواجہ عمرو نے اُسی وقت بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے اور فکر مین چلے مگر یہان
بلاخیز جادو اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ جمشید کا فرمان پہونچا اُسمین یہ لکھا تھا کہ ای خیر خواہ
دولت تم کو ایسا معتبر جانا کہ لوح طلسمی تمھارے سپرد کی اب بادشاہ تمھاری فکر مین ہین ایسی
کوئی تدبیر کرنا کہ تم تک نہ آسکین بلاخیز نے اُسی وقت دو ساحر زبردست شعبدہ باز عجائب
و غرائب ساز کہ نام جنکے تحریر کرتا ہون عیان جادو و نہان جادو کو روانہ کیا کہ جاکر
بادشاہ پر راستہ روک دو عیان و نہان نے آکر سحر کیا کہ ایک کوہ بلند و مرتفع ظاہر ہوا
ایک دیوار آہنی کھڑی ہو گئی مگر خواجہ نے جو تلاش مین نکلے تھے تین کوس پر آکر دیکھا کہ لوہے کی
دیوار کھڑی ہی راستہ بند ہی خواجہ عمرو دیوار کو دیکھکر حیران کھڑے ہین کہ کل تک راستہ
کُھلا ہوا تھا آج کیا سبب ہی کہ راستہ بند ہو گیا مگر اب وہ وقت ہی کہ دربار شاہی مین سب

سردار جمع ہین کہ میثاق گھبرا کر اُٹھا بادشاہ نے پوچھا کہ ای میثاق کیون خیر تو ہی میثاق نے کہا کہ ای شہریار میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ عیان جادو و نہان جادو طرف سے بلاخیز کے آئے ہین اُنھون نے آپ پر راستہ بند کیا دیوار آہن تیار ہی خواجہ عمرو اُس مقام پر حیران کھڑے ہین غلام جاتا ہو کہ جاکر اُس راستے کو شکست کرون خواجہ عمرو کے نکل جانیکا بندوبست کرون ملکہ بحرین بھی میثاق کے ساتھ اُٹھین کہا صاحب مجکو بھی خبر مل چکی ہی کہ عیان اور پنہان نے بڑا زور باندھا ہو میثاق و بحرین چلے آسمان سے دیکھا کہ خواجہ عمرو سامنے دیوار آہن کے خاموش کھڑے ہین حیران ہین کہ کیا تدبیر کرون کہ آسمان پر برق چمکی میثاق و بحرین آکر پہونچے عرض کی کہ ای شہنشاہ اوج عیاری کس فکر مین کھڑے ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ اس دیوار سے راستہ نہین ملتا میثاق نے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری عیان جادو و پنہان جادو کا یہ سحر ہو بلاخیز جادو نے راستہ بند کرایا ہی اب مین سحر کرتا ہون دروازہ اس دیوار مین پیدا ہوگا آپ نکل جائیے گا عیان و پنہان بڑی آفت برپا کرین گے مین وقت پر پہونچونگا اور عیان و پنہان کی تدبیر کرونگا اور آپکو تا بہ صحراے بلاخیز پہونچا دونگا یہ سنکر خواجہ عمرو نے کہا کہ بسم اللہ آپ سحر کیجیے مین جست کرکے نکلونگا اور بلغ عیان و پنہان سے گذر جاؤنگا میثاق نے کہا کہ خواجہ وہ لڑائی پڑیگی کہ جان بچنا دشوار ہوگی یہ کہکے میثاق نے ایک گولہ جھولی سے نکالا اسم سحر کا پڑھ کر دیوار آہن پر مارا ایک دناٹا ہو کر دیوار آہن مین پیدا ہوا خواجہ عمرو اُس درے کو دیکھ کر سوچنے لگے نیچہ کھینچا چاہا کہ ٹھیک کر جست کرون مگر دروازے کے پاس دیکھا کہ ہزارہا ساحر صف باندھے کھڑے ہین اور کہتے ہین کہ عمرو آیا ہر ایک کی زبان پر یہی ہی کہ یار و عمرو کو رو کو ایسا نہ ہو کہ یہان چلا آوے خواجہ عمرو یہ ہنگامہ دیکھ کر چند ساعت رُکے وہ دروازہ بند ہوگیا میثاق نے کہا کہ ای خواجہ غضب کیا ایک مرتبہ اور سحر کرونگا دروازہ ظاہر ہوگا تیسری مرتبہ دروازہ نہ ظاہر ہوگا مین ابکی مرتبہ سحر کرتا ہون اگر آپ نے قصد کیا تو بہتر ہو ورنہ مین ناچار ہو جاؤنگا خواجہ نے کہا کہ بسم اللہ سحر کرو دروازہ پیدا ہو مین ضرور جاؤنگا ہرچند کہ دشمنونکی صفین بندھی ہین مگر اُنکے سرون پر سے جاؤنگا سب ساحر حیران ہون کہ عمرو کیونکر آیا میثاق نے جھولی سے

پھر گولہ نکالا اسم سحر کا پڑھ کر دیوار پر مارا اس طرح کا دناٹا ہوا کہ زمین تھرا گئی وہ ہی دروازہ معمولی پیدا ہوا اب خواجہ نے جست کی جیسے ہی اُس پار گئے ساحرون نے لینا لینا کرکے اس طرح کا سحر کیا کہ خواجہ عمرو گرے اور ساحرون نے فوراً گرفتار کر لیا کشان کشان عمرو کو لیکر سامنے عیان و پنہان کے لائے عیان و پنہان نے حکم دیا کہ لیجا کر قتل کرو خبردار دیر نہ کرنا یہ وہ شخص ہی کہ ساری ہوش ربا مین پھرا کوئی اسکو قتل نہ کر سکا سامری و جمشید نے اسکی قضا ہمارے ہاتھ سے مقرر کی تھی اور لکھ گئے ہین کہ قاتل عمرو کے عیان و پنہان ہین اب اس کو فوراً قتل کرو ذرا دیر نہ ہو جادوگر کشان کشان خواجہ عمرو کو صحن باغ مین لائے دارین استاد کین جلادون کو طلب کیا جب جلاد سر پر خواجہ عمرو کے آیا اور اُسنے کوے کا خط گردن پر دیا تو خواجہ عمرو نے بیقرار ہو کر دعا کی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی و ای بے نیاز رحم اپنا شریک کر نظم

فی الحقیقت سخت آزار ست آزار ہوس	ہست میثاق لا دوا بیمار بیمار ہوس
صاحب حرص دہر ماند ہمیشہ تنگ دست	میخورد ہر دم بپاے بوالہوس خار ہوس
ماند اندر دہر تا روز قیامت زیر بار	ہر کہ بردارد بدوش جان و دل بار ہوس
کی رہا گردد ز دام رنج و غم اہل طمع	مخلصی کی یابد از زندان گرفتار ہوس
بشگفد گر زاب و تاب فیض حق بستان آن	تازہ کی گردد بباغ دہر گلزار ہوس
روشن اندر خانۂ طامع کی گردد چراغ	کی شود آباد در دار جہان دار ہوس
از طمع خالی ست ذات کبریا خواہش مکن	طالب مولا نمیگردد طلبگار ہوس

جلاد چاہتا ہی کہ ہاتھ خنجر کا مارے کہ زمین شق ہوئی برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوئے میثاق نے نکلتے ہی سحر کی بوچھار کر دی عیان و پنہان کہ بارہ دری مین بیٹھے تھے کسی ساحر نے خبر دی کہ میثاق نے آکر عمرو کو بچایا ساحرون سے جنگ ہو رہی ہی دونون بھائی جھلا کر باہر نکلے پنہان تو بارہ دری مین کھڑا ہی مگر عیان جادو طرف میثاق کے چلا تلوار برسنے لگا میثاق اپنے کو بچا رہا ہی چاہتا ہی کہ ذرا بلوہ کم ہو تو عیان پر سحر کرون عیان بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہرا ہی کہ شاخ نخل سے ایک برق عیان

پر چمک کر گری کہ عیان کے دو ٹکڑے ہوئے اور نعرہ ہوا کہ منم بحرین جادو میثاق نے دیکھا کہ
بحرین نے ظاہر ہوتے ہی دریاے سحر پیدا کیا سب ساحر ڈوبنے لگے مچھلیون نے سیکڑون
جادوگر مارے پنہان جادو نے جو بھائی کا لاشہ دیکھا بیقرار ہو کر بارہ دری سے پھاندا چاہا کہ
میثاق پر جا پڑون بحرین کے دریا کو دیکھ کر سحر کرنے لگا منظور تھا کہ دریا کو مٹاؤن بحرین دریا مین
پھاند پڑی پنہان جادو نے آواز دی کہ اپنے سحر مین آپ ڈوبی میثاق سے کہا کہ تمھاری معشوقہ
ڈوبگئی خوف سے میرے اپنی جان دی اگر نہ ڈوبتی تو مین اپنے قبضے مین کرتا معشوق پر بچہرہ تھی آبرو
کے خوف سے اُسنے جان دی میثاق کو یہ سُن کر بڑا قلق ہوا دونون پیر جا کر دریا مین پھاند پڑا بعد
تھوڑی دیر کے پنہان جادو نے دیکھا کہ دریا سے ایک نازنین پیدا ہوئی موے سر کھلے ہوے
قطرات آب جو بالے سر سے ٹپکتے ہوے صاف ثابت تھا کہ گھنگور گھٹا چھائی ہے بارش مروارید ہو رہی
ہے گوش نازک مین مروارید بے بہا پڑے ہوے ہین صاف معلوم ہوتا ہے کہ ستارہ سحری متصل
بناگوش ہے دریاے حُسن کو جوش ہے پنہان نے جو اُس محبوب مطلوب کو دیکھا پکار کر آواز دی
کہ صاحب آؤ اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ تمھین آؤ پنہان جادو حاضر حاضر کہکر کو دپڑا جب
قریب نازنین پہونچا تو ایک نہنگ نے سر نکالا پنہان کو چیر پھاڑ کر پھینک دیا خواجہ عمرو نے
بھی حقہاے آتشبازی مارے اور لوٹتے پھرتے ہین جب دونون بھائی مارے گئے تو باقی
ساحر فریاد کرتے ہوے بھاگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یہ وزیر اعظم خداوند ہین عیان و
پنہان کے روکے سے جب نہ رک سکے تو ہم کیا روک سکتے یارو بھاگ کر نکل چلو جسطرح
بنے اپنی جان بچاؤ یہ کہتے ہوے سب بھاگ گئے میثاق نے کہا خواجہ ہم تو اسی باغ مین
ٹھہرتے ہین تم اب آگے بڑھو خواجہ نے میثاق و بحرین کو اسی باغ مین چھوڑا اب جو باغ سے
نکلے دیکھا کہ ایک صحراے ہولخیز و وحشت انگیز ہے بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین ہر طرف
سنسان و ویران کفِ دست میدان نخل کا اُس صحرا مین نام نہین ہر طرف ذرے چمک رہے
ہین دھوپ پڑ رہی ہے کہ تمام صحرا تپ رہا ہے عمرو اُس صحرا کو دیکھ کر گھبرا گیا مگر چلا جاتا ہے
لد ایک طرف سے ایک جادوگر کو دیکھا کہ بدحواس دوڑا ہوا جاتا ہے خواجہ عمرو نے آگے بڑھکر
پکارا کہ بھائی ٹھہر جاؤ اس دھوپ مین کہان جاتے ہو وہ ساحر ٹھہرا خواجہ عمرو قریب آئے

ساحر نے جواب دیا کہ بھائی نوکری بُری چیز ہی قدرت نے نامہ پاس بلاخیز جادو کے روانہ کیا ہی کہ عمرو صحرائے ویران مین آگیا ہوشیار رہنا تو مین چاہتا ہون کہ جلدی جاؤن مگر پیاس سے بہت بیقرار ہون عمرو نے کہا کہ مین پانی لاتا ہون بھائی مجکو تمھارے حال پر رحم آیا مین ابھی پانی لایا یہ کہکر درۂ کوہ مین گُھس گئے جام پانی سے بھر کر لائے وہ قاتل بیہوشی ڈال دی کہ اگر دریا مین ڈالدیجیے تو مچھلیان دیوانی ہوجاوین جیسے ہی اُس ساحر نے جام پیا بیہوش ہوکر گرا خواجہ عمرو نے نامہ اُسکی جھولی سے نکال لیا اور ٹانگ پکڑ کے کھینچ کر درۂ کوہ مین ڈالدیا اُسی کی شکل بن کر چلے مگر بلاخیز جادو نے لوح کو اس طرح رکھا ہی کہ ایک چبوترہ وسط باغ مین ہی تختۂ سنگ پر سات گلدستے رکھے ہین ایک وضع ایک قطع کے مگر جس گلدستے مین لوح ہی وہ گلدستہ چمک رہا ہی قید یہ ہی کہ طلسم کشا خود اپنے دست حق پرست سے ہاتھ مارے تو اُسی گلدستے پر ہاتھ پڑیگا جس مین لوح ہی خواجہ عمرو اُسی خطرسان کی شکل بن کر جاتے ہین مگر بلاخیز جادو نے ایک ابر سیاہ بناکر اُس تختۂ سنگ پر قایم کیا ہی اُس ابر مین جنبش پیدا ہوئی بلاخیز نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا عمرو صحرائے ویران مین آگیا دروازہ باغ کا بند کردو کوئی آئے مگر دروازہ نہ کھولنا دروازۂ باغ بند ہوگیا سب ساحر ابر کو دیکھ رہے ہین بلاخیز جادو کرسی بچھاکر بیٹھا ابر کو دیکھ رہا ہی کہ ابر چرخ مار رہا ہی کہ عمرو دروازے پر باغ کے آیا دیکھا کہ دروازہ بند ہی دراز سے جھانک کر دیکھا کہ ساحر پھر رہے ہین مگر لاکھ خواجہ عمرو پکارتے ہین کوئی دروازہ نہین کھولتا خواجہ کو تردد ہی کہ اگر مین باغ مین پہونچا تو کیا نتیجہ نکلیگا کچھ مطلب نہ حاصل ہوگا بڑی خطا کی کہ جو طلسم کشا کو ساتھ نہ لایا اس سوچ مین خواجہ کھڑے تھے کہ دیکھا صحرا سے گرد اُٹھی نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ بادشاہ مجاہ مرکب عربی پر سوار ہین سب کے آگے میثاق کوہ گردان دبجرین وغیرہ سب شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار آمادۂ رزم وپیکار پشت پر لشکر کا تانتا بندھا ہوا میثاق نے بھی دور سے دیکھا کہ خواجہ عمرو بصورت مبدل دروازے سے باغ کے پلٹے ہوے ایک ایک ساحر کو پکار رہے ہین اور کہہ رہے ہین کہ مین خط خداوند کا لیکر آیا ہون کہ ایک باغبان نوجوان چاندی کے کڑے ہاتھ مین پہنے ہوے دروازے کے سامنے سے نکلا خواجہ عمرو نے پکار کر کہا

بھائی مجکو نہ آنے دو مگر یہ تحفہ تو لے لو اور چند نگینے باغبان کو دکھائے باغبان سوچا کہ اس وقت
ہنگامہ ہی کون پوچھیگا کہ فرستادۂ خداوندے کسنے لیا یہ سوچکر دروازے کے قریب آیا زنجیر کھولی
یا نکون دروازے مین اڑا کے کھڑا ہوا اور ہاتھ باہر نکالا خواجہ عمرو نے ہاتھ اُس باغبان
کا کاٹ لیا اُس باغبان نے ایک چیخ ماری اور دروازہ چھوڑکر بھاگا اس عرصے مین بادشاہ
بھی قریب آگئے اور گھوڑے سے اُترے خواجہ نے بادشاہ کو آگے کیا پشت پر میثاق
وغیرہ ہین دروازہ کھول کر اندر گھسے مگر خواجہ عمرو پکارتے ہین کہ ارے ایک ہاتھ دیا دوسرا
ہاتھ دیتا جا باغبان بھاگا جاتا ہی پرنالہ خون کا ہاتھ سے جاری ہی مگر بلاخیز کرسی پر میٹھا تھا
کہ نعرۂ بادشاہ کی آواز کان مین آئی پکار کر اسنے کہا کہ ارے صاحبو دروازہ کسنے کھولدیا
کہ باغبان نے سامنے بلاخیز کے آکر کہا کہ حضور میرا ہاتھ عمرو نے کاٹ لیا دروازہ کھل گیا یہ
سُن کر بلاخیز اُٹھا کہ سامنے سے نعرہ ہوا نعرۂ بادشاہ ع منم شاہ شاہان فریدون حشم +
بہار گلستان کاؤس وجم + تجلی دہِ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + ایکطرف
سے نعرہ ہوا نعرۂ خواجہ عمرو ع گزان اُستاد عیاران عالم + سراپا دانش و عقل مجسم + باغ
دین زمکرش آبیاری + جہان سرہنگ در خنجر گزاری + بہر کشور بلاے جان کفار + عمرو
آن شاہ عیاران عیار + ایکطرف سے میثاق کوہ گردان نے نعرہ کیا کہ باش اے بلاخیز
دیکھا تو نے کہ کیونکر پہونچے شاہزادیون نے اپنے اپنے نام کے نعرے کیے بلاخیز نے فوج
کو اشارہ کیا مگر میثاق نے کہا کہ ای بادشاہ جمجاہ ہم جنگ کر رہے ہین آپ لوح طلسمی
لیجیے بادشاہ نے جھپٹ کر بسم اللہ کہکر گلدستون پر ہاتھ ڈالا اُسی گلدستے پر ہاتھ پڑا کہ جسمین
لوح طلسمی تھی اِس طرف بادشاہ نے لوح پائی اُسطرف بلاخیز جادو میثاق سے مقابل ہوا
میثاق نے وہ سحر کیے کہ آگ برسا دی تلوارین گرائین ہزارہا جادوگرون کے سر اُڑ گئے
مگر بادشاہ لوح طلسمی لیکر مصروف جنگ ہوے بلاخیز اپنی جان سے بیزار ہی چاہتا ہی کہ کیا
تدبیر کرون کہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤن ابر سیاہ جو چھایا تھا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا گلدستے
جلنے لگے آخر جل جل کر خاک ہوے بلاخیز جادو نے جب دیکھا کہ میثاق کوہ گردان نے سب
طرف سے روکا ہی آخر ناچار ہو کر قریب اُس نخل کے آیا اور پکار کر آواز دی کہ ای نخل قدرت

مجھے پناہ دے فوراً بیخ نخل شق ہوئی ایک غار سا بلا خیز کو معلوم ہوا ایک اژدہے نے منھ کالا اور
بلا خیز اُسکے دہن مین پھاند پڑا بلا خیز تو غائب ہوا باقی ساحرون کو قتل کیا تھوڑے عرصے مین باغ
مین سناٹا ہو گیا میثاق نے آکر قدمون کو بادشاہ کے بوسہ دیا اور عرض کی کہ ای شہریار خدا نے
بڑا فضل کیا مگر تعجب کرتا ہون کہ جمشید نہ آیا لوح سے بہت ہوشیار رہیےگا یہ بھی مرقوم ہے کہ
لوح مل کر پھر غائب ہو جائیگی ابکے ملنے مین بڑی سختی ہوگی بادشاہ کو سب ساحرون نے گھیر لیا
نوبت و نقارے بجاتے ہوے داخل لشکر ہوے مگر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی اپنے قصر
مین بیٹھا ہوا تھا گرد تخت کے شاہزادیان اپنے اپنے مقام پر بیٹھی ہین شاہزادیون نے دیکھا کہ
قدرت کی آنکھون مین آنسو بھر آئے سبھون نے پوچھا کہ یا خداوند مزاج کیسا ہے آج آپکو
بہت ملول پاتے ہین جمشید نے کہا کہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا لڑتے بھڑتے باغ بلا خیز مین
پہونچ گئے خوب تلوار چل رہی ہے مگر بلا خیز کو بچاتا ہون یہ کہکر آواز دی کہ ای اژدر جادو بلا خیز
کو بچالا ایک اژدر گوشۂ قصر سے نکلا اور غرق زمین ہو گیا تھوڑے عرصے مین زمین سے نکلا بلا خیز
کو منھ سے اُگلا بلا خیز بیہوش ہو رہا تھا جمشید نے آواز دی اسکو ہوشیار کرو بلا خیز ہوشیار ہوا
اُٹھتے ہی رونے لگا کہا یا خداوند آپ نے وقت پر تقدیر کی ورنہ مسلمانون نے مجکو گھیرا تھا
بمشکل وہانسے نکلا لوح بادشاہ لے گئے مگر یا خداوند آپ نے وعدہ کیا تھا کہ جب لوح پر ہنگامہ
ہوگا تو مین آؤنگا یہ آفتین برپا ہوئین مگر آپ نہ آئے کہ لوح کو بچاتے جمشید ثانی نے کہا کہ اگر
مین آتا تو میثاق سے مقابلہ پڑتا قدرت کو ذلت ہوتی ہرچند کہ یہ طلسم فتح نہ ہوگا مگر اب مین
جاتا ہون اور جاکر لوح لاتا ہون یون لوح لاؤن کہ کسی کو خبر نہ ہو ابکے لوح ایسے مقام پر رکھون
کہ جہان ہوا نہ جا سکے یہ کہکے اُٹھا پر پرواز پیدا کرکے چلا یہان لشکر مین بادشاہ کے جشن ہی
طائفان ہند کا داخلہ ہو تمام لشکر مین روشنی ہو رہی ہے بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین خواجہ
بھی جابجا پھر رہے ہین دوکاندارون سے تہ بازاری وغیرہ تحصیل رہے ہین فرماتے ہین یارو آج
بادشاہ کو لوح ملی ہے اُسکا جشن ہے سودا تم لوگون کا خوب بکیگا ہمارا حق دینے مین کوتاہی نہ کرو
جو کچھ تم لوگون سے ہو سکے وہ ہمکو دو ایک طرف فیروزہ بن عمرو انتظام کر رہا ہے جمشید ثانی کا
عمرو پر تو حوصلہ نہ پڑا مگر ایک نخل پر بیٹھ کر فیروزہ کو بیہوش کیا اور فیروزہ کی شکل بنکر چلا فیروزہ کی

ایک گوشے مین ڈال دیا ہی محفل بادشاہ مین آیا دیکھا بادشاہ جمجاہ تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہین میثاق وغیرہ گرد بیٹھے ہین جمشید ثانی کو کچھ نہ بن پڑا میثاق کو دیکھ کر گھبرا گیا پشت بادشاہ پر آکر رومال سے مگس رانی کرنے لگا سامنے بادشاہ جمجاہ کے ایک نازنین نہایت خوش آواز بصد سوز وگداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

ملا دو سینے سے سینہ تو دل اتنا طپان کیون ہو
جگر پر ہاتھ ہو تو درد رہ رہکر نہان کیون ہو

نہ دیکھے جائین جس سے بیٹھکر پہلو مین داغ دل
وہ میرا کیون بنے دلسوز مجھپر مہربان کیون ہو

جو اظہار وفا کرکے جفا آموز دلبر ہون +
وہان تقدیر کیون رسوا ہو بدنام آسمان کیون ہو

جو یہ مطلب نہین اُنکا عدو طرز وفا سیکھے +
کسی کے سامنے اچھا ہمارا امتحان کیون ہو

ملیگا شہرہ آفاق ہوکر عشق مین عاشق +
جسے کچھ نام کرنا ہو ابھی وہ بے نشان کیون ہو

جلال افسوس آدھے رہگئے ہم جسکی فرقت مین
نہ پوچھا اُنسے جھوٹون بھی کبھی تم نیمجان کیون ہو

ہر چند کہ جمشید فیروزہ کی شکل بنا ہوا پشت بادشاہ پر کھڑا ہو مگر میثاق دمبدم اِس سے آنکھ ملاتا ہی کچھ سوچ کے رہجاتا ہو لیکن جمشید نے سحر سے سب کی زبان بند کردی ہی آخر اسنے جھک کر بادشاہ کے کان مین کہا کہ دن بھر تو حضور مصروف جنگ رہے اب چل کر آرام فرمائیے ایسا نہ ہو کہ طبیعت بے لطف ہو جاے بادشاہ جانتے ہین کہ فیروزہ ہمارا خیرخواہ ہی ہاتھ اُٹھا کر گانیوالی کو منع کیا کہ اب گانا موقوف کرو ہم آرام کرینگے گانے والی خاموش ہوئی بادشاہ تخت سے اُٹھے مگر میثاق کے کان کھڑے ہوے جیسے ہی بادشاہ تخت سے اُٹھے میثاق نے دست بستہ عرض کی کیا حضور آرام فرمانے جاتے ہین کیون فیروزہ تو نے کیا کہدیا کہ بادشاہ کھڑے ہوگئے فیروزہ نقلی نے کچھ جواب نہ دیا مگر بادشاہ نے فرمایا فیروزہ بہت جا ہے کہتا ہی کہ دن بھر جنگ رہی اب جاکر کچھ دیر سو رہون میثاق خاموش ہو رہا کچھ اور نہ کہہ سکا سب شاہزادیان بھی اپنی اپنی جگہ پر روانہ ہوگئین مگر فیروزہ نقلی بادشاہ کے ہمراہ چلا میثاق نے کہا کہ ای فیروزہ تم کہان بادشاہ کے ساتھ جاتے ہو جاکر طلائے کا انتظام کرو جمشید نے گھبرا کر جواب دیا کہ براے حفاظت لوح مین بادشاہ کے ساتھ ہون جب آرام کرینگے تو بیٹھ کر حفاظت کرونگا میثاق کو کچھ نہ بن پڑا فیروزہ و بادشاہ خوابگاہ

مین آتے جمشید نے عرض کی لوح طلسمی مجکو دیدیجیے کہ مین بہ احتیاط رکھون حضور کے آرام فرمانے
مین خوف ہی بادشاہ نے لوح کو دیدیا مگر خواجہ عمرو طلائے پر تھے پھرتے پھرتے ایک مقام پر
پہونچے دیکھا زیر نخل فیروزہ بیہوش پڑا ہی عمرو نے چاہا کہ فیروزہ کو ہوشیار کرون فیروزہ نہ
ہوشیار ہوا گلگونہ جادو کہ انتظام طلایہ مین تھی عمرو نے گلگونہ کو بلایا اور کہا کہ ای گلگونہ
فیروزہ ہوشیار نہین ہوتا دیکھو کسی کے سحر مین ہی گلگونہ نے انگلیون پر شمار کرکے منھ کو اپنے
پیٹ لیا کہا بڑا غضب ہوا یہ تو سحر مین جمشید ثانی کے ہی بس خواجہ عمرو نے فیروزہ کو وہین
چھوڑا اور آپ طرف بارگاہ بادشاہ کے چلے راہ مین میثاق سے ملاقات ہوئی میثاق نے پوچھا
کہ کیون خواجہ خیر تو ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای میثاق بڑا غضب ہوا فیروزہ سحر مین جمشید
کے بیہوش پڑا ہی ہوشیار نہین ہوتا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ جمشید بصورت فیروزہ پہونچا
میثاق نے کہا کہ خواجہ مین شام سے انتشار مین تھا مگر کچھ ایسی غفلت ہوئی کہ بول نہ سکا
گلگونہ نے کہا کہ ای میثاق جلدی چلو ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا کام کرلے خواجہ و میثاق و
گلگونہ و بحرین یہ خبر سنکر گھبرا گئے اور قریب خوابگاہ بادشاہ پہونچے کہ ایک صداے
مہیب کان مین آئی اور نعرہ ہوا کہ منم جمشید ثانی بادشاہ نے چاہا کہ جمشید پر جا پڑون
مگر جمشید لوح طلسمی لیکر بلند ہوگیا میثاق نے دیکھا کہ قبہ بارگاہ ٹوٹا ہوا ہی اور جمشید
لوح طلسمی لیے ہوے جاتا ہی بادشاہ جمجاہ کے گلے مین چونکہ لوح محفوظ باقی تھی اس وجہ سے
نعرہ کررہے ہین کہ یارو غضب ہوا جمشید لوح طلسمی لے گیا میثاق اُس وقت پہونچا کہ
جمشید نکل چکا تھا میثاق نے چاہا کہ سحر کرون اور جمشید سے بھڑون مگر جمشید ثانی نے
للکارا کہ او نمک حرام خبردار آگے نہ بڑھنا لوح طلسمی مین نے لے لی اگر میرے سامنے آئیگا تو
مارا جائیگا میثاق تو رک گیا مگر بحرین نے سحر کرکے جمشید پر گولہ مارا ہرچند کہ کانپ گیا لیکن
للکارا کہ او بحرین کیون اپنی آبرو مٹاتی ہی آخر کو تم سب میرے ہی ہاتھ کے نیچے رہو گے
اسوقت بہت ستاؤنگا تکلیف پہونچاؤنگا یہ کہکر ہاتھ ہلا دیا ایک برق کڑک کر چلی میثاق
نے دیکھا کہ اگر یہ برق بحرین پر گرگی تو خرمن حیات بحرین کو جلا دیگی برق کو کاٹا برق دو ٹکڑے
ہوکر اور دو کنیزون پر پڑی کہ دونون کے سر اُڑ گئے میثاق نے بحرین کو بچایا اتنا جو ہنگامہ ہوا

اور شاہزادیان بھی بارگاہون سے نکل آئین لکہ یاسمن و ملکہ زعفران پوش وغیرہ آتے ہی
سحر کرنے لگین جمشید نے ان کے سحر کو نہ مانا ہوا کاٹتا ہوا نکل گیا کُسی کو مس پر جا کے نعرہ کیا کہ تم
جمشید ثانی دیکھو کس لطف سے لوح لایا شاہزادیان جو قصر ہفت رنگ مین بیٹھی تھین اُن
سب نے آواز سُنی سب کی سب قصر سے نکل آئین دیکھا جمشید خوشی خوشی چلا آتا ہے سب نے پوچھا
یا خداوند کیا انجام ہوا جمشید ثانی نے کہا مین نے وہ تقدیر کی کہ بادشاہ مبہوت ہوگئے
لوح طلسمی لے آیا سب تماسحرامون نے بلوہ کیا تھا مگر بادولت نہ رُکے صاحبو مین تقدیر
کرچکا کہ یہ طلسم فتح نہ ہوگا سب شاہزادیان جمشید ثانی کو گھیرے ہوے قصر ہفت رنگ
مین لائین دل خوش کرنے کے لیے مبارکباد گانے لگین اسکے بعد جمشید ثانی نے لوح طلسمی کان
کہا دیکھو صاحبو کیا تقدیر برجستہ کی تھی کہ لوح لے آیا اب اس کو جزیرہ عنبر بار مین
رکھونگا عنبر بار جادو کو نامہ لکھو کہ قدرت یاد فرماتے ہین جلد آکر حاضر ہو تیرا کوئی کچھ نہ
کرسکیگا تمھین سب پر آفت آئیگی وزرا نے نامہ ترقیم کیا ایک جادوگر موسوم بہ کوہسار جادو
سامنے بیٹھا تھا جمشید نے کہا کہ اسکو عنبر بار کے پاس لیجاؤ تم ای کوہسار جب قریب جزیرہ پہونچوگے
تو دیکھوگے کہ دریاے خونخوار موج مار رہا ہے نامہ دریا مین ڈال دینا تم الگ رہنا آواز دینا
کہ ای عنبر بار جادو یہ نامہ لو ایک سنہرہ پنجہ پیدا ہوگا وہ نامے کو لیجائیگا تم سامنے عنبر بار
کے نہ پہونچوگے بعد تھوڑی دیر کے ملکہ عنبر بار جادو آئین گی اُن کو پیغام دینا وہ فوراً میرے
پاس آئین گی پھر مین کلام کرلونگا کوہسار جادو بہت خوب کہکر نامہ لیکر روانہ ہوا یہان لعبہ
جانے جمشید کے سب سردار بارگاہ شاہ مین آے دیکھا کہ بادشاہ حجاہ سرنگون بیٹھے ہین
فرمارہے ہین کہ جمشید بڑا مکر کرگیا میثاق وغیرہ فیروزہ کو ہوشیار کرکے لاے بادشاہ نے
پوچھا کہ تم پر کیا سانحہ گذرا فیروزہ نے بیان کیا کہ مین زیر نخل کھڑا تھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا
آیا چاہا کہ بھاگوں لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوگیا پھر مجکو خبر نہین کہ کیا گذری خواجہ نے بیان کیا
کہ ای میثاق ان تقریرون سے کیا نفع ہوگا وہ تدبیر کرو کہ لوح کی فکر کیجاے بادشاہ حجاہ نے
کئی صندوقچے جواہرات کے خواجہ کو دیے کہ ذرا یہ تو دریافت کیجیے کہ اب لوح کہان گئی
خواجہ عمرو نے صندوقچے نذر زنبیل کیے اور فوراً بھاگے طرف قصر ہفت رنگ کے چلے

جب سامنے قصر ہفت رنگ کے پہونچے تو دیکھا کہ ایک جادوگر قصر کے اندر سے نکلا ایکطرف
بھاگا خواجہ عمرو نے کوہسار کا پیچھا کیا ایک صحرا مین آکر آواز دی کہ ای بھائی ذرا ٹھہر جاؤ
کہان جاتے ہو کوہسار ٹھہرا خواجہ عمرو نے قریب آکر پوچھا کہ کہان جاتے ہو اُس نے جوابدیا
کہ ملکہ عنبر بار جادو کو بلانے جاتا ہون کیا تم اس صحرا کے نگہبان ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ مین
ملازم ملکہ عنبر بار ہون اس صحرا مین کسی کو آنے نہین دیتا اگر تم فرستادہ خداوند نہ ہوتے تو
تم کو روکتا مگر بھائی عنبر بار کی ملاقات کو کیونکر جاؤ گے سُنا ہی کہ وہ کسی سے ملاقات نہین
کرتین کوہسار نے کہا کہ خود جمشید ثانی نے فرمادیا ہی کہ جب قریب جزیرہ پہونچو گے تو ایک
دریاے قہار ملیگا اُس مین نامہ ڈال دینا اور آواز دینا کہ ای عنبر بار جادو یہ نامہ لو سب
باتین خواجہ عمرو نے پوچھ کر کوہسار کو بیہوش کیا نامہ اُس کی جھولی سے نکال لیا کوہسار
کی شکل بن کر چلے جب سامنے دریا کے پہونچے نامہ ڈالکر آواز دی کہ ای عنبر بار جادو یہ نامہ
خداوند کا حاضر ہی ایک سنہرہ پنجہ دریا سے پیدا ہوا نامہ اُٹھا کر لے گیا خواجہ عمرو بہ شکل
کوہسار کھڑے رہے بعد تھوڑی دیر کے دریا مین غرش ہوئی عنبر بار جادو تخت پر سوار
سامنے آئی کہا ای کوہسار نامہ تو مین نے پایا مگر مجکو شک ہوتا ہی کہ نامہ کسی دشمن کے ہاتھ مین
پہونچا مین نے جو نامے کو دیکھا تو اُس سے بوے بد آئی اس وجہ سے مجکو شک ہوا خیر ای
کوہسار پلٹ جاؤ ورنہ ارادہ یہ ہی کہ تمکو گرفتار کرون اور خدمت مین خداوند کی روانہ کرون
وہان جاکر حال کھُل جائیگا خواجہ عمرو گھبراے کہ ایسا نہو مجکو گرفتار کرلے فورًا بے تحاشا بھاگے
عنبر بار جادو نے پُکار کر کہا کہ ای کوہسار ٹھہر جاؤ مگر خواجہ عمرو نہ ٹھہرے یہی خوف ہوا کہ
مجکو گرفتار کرلے گی مگر عنبر بار نے عرضی جمشید ثانی کو لکھی مضمون یہ تھا کہ یا خداوند نامہ تو پہنچا
پہونچا مگر دشمن کے ہاتھ سے پایا مین نے قصد کیا تھا کہ خطرسان کو گرفتار کرلون مگر وہ بھاگ گیا
مین حاضر خدمت با برکت ہونگی یہ نامہ جو جمشید ثانی کو پہونچا جمشید نے گھبرا کر کہا کہ ارے
لو ہسار کو کیا ہو گیا کہ عنبر بار دشمن لکھتی ہی نہین معلوم اُسپر کیا معرکہ گذرا یہ ذکر تھا کہ خواجہ
بشکل کوہسار آکر پہونچے کہا یا خداوند عنبر بار جادو نے عجب طرح کی باتین کین کہ مجھ کو
گرفتار کرتی تھین مگر مین بھاگ کر نکل آیا جمشید نے کہا کہ جب وہ آئیگی تو حال دریافت کرونگا

یہ ذکر تھا کہ زمین تھرائی آسمان سے آگ گرنے لگی جمشید ثانی نے کہا کہ یہ علامت آمد عنبر بار
ہی سحر و ساحری مین وہ بہت ہوشیار ہی دو دن مین نے لوح کو اپنے پاس رکھا مگر پریشان ہا
یہی خیال تھا کہ عمرو آتا ہی اپنے پاس لوح کا رکھنا بہتر نہین کہ عنبر بار آسمان سے اُتری اور
عرض کی کہ یا خداوند کیون کنیز کو یاد کیا جمشید ثانی نے کہا کہ ای عنبر بار مین تقدیر مضبوط
کر چکا کہ طلسم فتح نہ ہوگا لوح طلسمی کو تم لیجاؤ لیجا کے اپنے پاس رکھو مگر ایسا انتظام کرنا کہ
کوئی دشمن وہان تک نہ پہونچ سکے کیونکہ بادشاہ اسلام کو عمرو کی عیاری پر بڑا غرور ہی
وہ غرور اُن کا مٹے عنبر بار نے کہا کہ لائیے لوح مجکو دیجیے مگر یہ فرمائیے کہ کوہسار مین
کیا عیب تھا کہ میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ دشمن نامہ لایا نامہ تو مین نے لیا مگر کوہسار
سے کہا کہ تم پر مجھے بدگمانی ہی بہتر یہ ہی کہ تم جاؤ مین آؤنگی جمشید ثانی نے پکار کر آواز دی
کہ ای اسرار راز دان جلد آکر بیان کرو کہ کوہسار مین کیا عیب و ہنر تھا کہ عنبر بار
نے اُس کو دشمن جانا ایک طائر اُڑتا ہوا آیا زمزمہ سرائی کرنے لگا جمشید ثانی نے سر
ہلا کر کہا کہ ارے کوئی ساحر جاے کوہسار فلان درۂ کوہ مین بیہوش پڑا ہی جا کر اُسکو
اُٹھا لاے چند ساحر گئے کوہسار کو بیہوشی مین اُٹھا لاے جمشید ثانی نے وزیرون کو
اشارہ کیا کہ اِسکو ہوشیار کرو وزرا نے کوہسار کو ہوشیار کیا کوہسار گھبرایا ہوا اُٹھا
کہتا ہوا کہ بھائی نگہبان صحرا تمنے بڑا احسان کیا کہ مجکو بیہوش کر کے ڈال دیا جمشید ثانی نے
پشت کوہسار پر ہاتھ پھیرا کوہسار نے اس مرتبہ کہا کہ مین درۂ کوہ مین پڑا رہا مین تا بہ
جزیرۂ عنبر بار نہین گیا ملکہ کسکو دوست دشمن سمجھین عنبر بار نے کہا کہ یا خداوند بہ
کنیز کو حکم دیجیے کہ مین لوح لیجاؤن جس طرح حکم ہو اُس طرح رکھون جمشید ثانی نے
کہا کہ ای عنبر بار تم خود ہوشیار ہو جو انتظام مناسب ہو وہ کرنا عمرو اُس مقام پر
نہ آسکے لوح طلسم کشا کو نہ ملے جب لوح نہ ملیگی مجھ تک نہ آسکین گے پھر طلسم کیونکر فتح ہوگا تقدیر
میری مضبوط رہیگی عنبر بار جادو نے کہا کہ یا خداوند بہتر تو یہ ہی کہ آپ اپنے پاس لوح رکھیے
اب مین لیے جاتی ہون تو انتظام اُسکا میری ذات پر ہی وہ انتظام کرون کہ ہوا کا بھی گذر
نہ ہو جمشید نے کہا تم نے ہوشیاری عمرو کی دیکھی کوہسار بن کر گیا اگر تم شک نہ کرتین تو وہ تمکو

مار لیتا اگر میری تقدیر وہ مضبوط ہی کہ تم کو پہلے ہی سے شک پڑ گیا عنبر بار لوح طلسمی لے کر
تخت پر سوار ہوئی جمشید ثانی سے رخصت ہو کر چلی خواجہ عمرو بشکل ساحر ٹہل رہے تھے کہ
دیکھا عنبر بار جادو جاتی ہی خواجہ عمرو بھی زیر تخت بھاگا بھاگ چلے مگر عنبر بار جادو جب
قریب دریا پہونچی تو لوح کو دریا مین پھینک دیا اور آپ پھاند پڑی خواجہ عمرو حیران پیچھے
پلٹ آئے مگر عنبر بار نے قصر سیاہ مین جاکر سر نکالا مصاحبون نے پوچھا کہ کیون ای ملکۂ عالم
کیا ضرورت تھی کہ خداوند نے یاد کیا عنبر بار جادو نے کہا کہ ایک بلائے عظیم میرے سپرد
کی ہی یعنے لوح طلسمی سپرد ہوئی ہی تمام دنیا میرے ساتھ دشمنی کریگی مگر مین سب کو روکونگی
کسی کو قریب لوح نہ آنے دونگی سب نے عرض کی کہ حضور کو بڑی مشکل پڑیگی عنبر بار جادو
نے کہا کہ وہ آفت برپا کرون کہ طلسم کشا اپنی زندگی سے بیزار ہو اور طلسم چھوڑ کر چلا جاوے
مگر ملکۂ حسینان حُسن پرست کہ کئی لاکھ کا لشکر ساتھ لے کر برائے مقابلۂ بہار روانہ ہوئی
تھی اور راہ مین ملکۂ زمرد پوش بھی اس کے ہمراہ ہو گئی ہی اُس روز پہونچی کہ جس دن لوح
بادشاہ کے ہاتھ سے گم ہوئی ہی لشکر مین سناٹا ہی مگر ملکۂ حسینان سامنے لشکر بادشاہ کے
آکر اُتری ہرکارے خبر لیکر خدمت شاہ مین آئے تمام کیفیت عرض کی کہ ملکۂ حسینان
کئی لاکھ کے لشکر سے فکر بہار اعجاز بیان مین آئی ہی سب سردار بیٹھے ہین بادشاہ یہ خبر
سُن کر خاموش ہوئے مگر بہار اعجاز بیان اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی کہ ای شہریار یہ
کنیز مقابلے مین ملکۂ حسینان کے جاتی ہی سر میدان دیکھیے گا کہ کیا گذرتی ہی حال کھل جائیگا
میثاق کوہ گردان نے کہا کہ ای بہار مین بھی ساتھ چلون بہار اعجاز بیان نے کہا کہ
کسی کا کام نہین مین اول جاکر اُس سے ملاقات کرونگی یہ دریافت کرونگی کہ مجھسے کیون کر
مقابلہ کروگی اگر میدان مین منظور ہو تو تمام عالم تماشا دیکھے اور اگر تنہائی مین امتحان منظور
ہو تو کیا مضائقہ ہی میثاق و بادشاہ خاموش ہو رہے بہار اعجاز بیان اُٹھی اور
اپنے لشکر مین آئی سترہ سو کنیزین جو اس کے ہمراہ تھین اُن کو ساتھ لیکر سامنے لشکر ملکۂ
حسینان کے آکر اُتری مگر ملکۂ حسینان نے دیکھا کہ بہار اعجاز بیان بہت قلیل لشکر
سے آئی ہی اپنے مقام پر ہنسی اور کہا کہ کیون صاحبو بہار اپنے دل مین کیا سمجھی ہی آج

سحر پر بہار کو بڑا غرور ہوا ایک سحر ایسا کرون کہ کپڑے اپنے بدن سے پھاڑ ڈالے برہنہ
اُسکو گرفتار کرکے سامنے خداوند کے لیجاؤن یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی طاؤس زرین بال
پر سوار ہوئی پانچ چار کنیزون کو اپنے ساتھ لیا بارگاہ سے نکل کر لشکر بہار مین آئی بہار
کو خبر ملی کہ ملکۂ حسینان حُسن پرست آتی ہین بہار اعجاز بیان واسطے استقبال کے
نکلین راہ مین آکر ملاقات ہوئی بہار نے اشارہ کیا کہ ملکۂ حسینان پر پھول برسنے لگے
ملکۂ حسینان مسکرائی شعلہ ہاے آتش گرسے سب پھولون کو جلادیا ملکۂ حسینان نے
کہا کہ بوا بہار ذرا دوپٹہ تو سنبھالو سر تمہارا کھل گیا بہار اعجاز بیان نے کہا کہ مین
اس سر سے واقف نہین ہون غرض ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا بہار جادو ملکۂ حسینان کو
ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آئی مقام صدر پر جگہ دی ملکۂ حسینان نے پوچھا کہ ای ملکہ
بہار اعجاز بیان کس ارادے سے آئی ہو کیا منظور ہی بہار نے جواب دیا کہ تم جسطرح
پیش آؤگی اور جیسا سوال کروگی ویسا اُسکا جواب پاؤگی ہم تو مطعون خلائق ہو چکے
آئندہ جو منظور خدا ہو ملکۂ حسینان نے کہا کہ ای بہار اعجاز بیان خداوند کے دل
مین تمھاری جگہ اب بھی باقی ہی اگر چلی چلو تو مین صفائی کرادون بہار اعجاز بیان نے
کہا کہ مین اُس دشمن خدا کے سامنے نہ جاؤنگی ملکۂ حسینان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین
عہد کرتی ہون کہ کیا مجال جو آپکی لیاقت کے خلاف کوئی بات ہونے پاے اگر ذرا بھی
خلاف ہو تو مین خود خداوند سے بگڑ جاؤن کہ خداوند کو مشکل پڑے بہار نے آنکھون مین
آنسو بھر کے جواب دیا کہ بوا خیال تو کرو کہ اگر مین یہان سے گئی تو گلچینی گلشن جمال شہریار
کی کیونکر نصیب ہوگی ای ملکۂ حسینان دل کی تڑپ قابل بیان کے نہین ہی کہ جو عاشق پر
گذرتی ہی فراق کی کالی رات کا اُس کے سامنے ذکر کرے کہ جسنے رنگ شب فراق دیکھا ہو
ایک شب کو لبون پر دم آتا ہو دوسری شب کو عشق آکر گلا دباتا ہی کیونکر ہو سکتا ہی کہ
اُس کو ضبط کرے عاشق روے یار نہ جیے نہ مرے ملکۂ حسینان نے سُن کر ایک ٹھنڈی
سانس کھینچی کہا ای بہار عجب جملہ تمنے نکالا خیال مین ہی کہ اگر اُس شہریار کو پاؤن تو خاک
قدم توتیاے چشم بناؤن یہی آرزو ہی یہی جستجو ہی کیونکر ہو سکتا ہی کہ اُن کے چاہنے والے کو

صدمہ پہونچاؤن مجکو منظور یہ تھا کہ دربار سے جمشید کے نکل آؤن مین اس حیلے سے نکل آئی اب تُمہین اختیار ہی جو چاہو میرے ساتھ کرو بہار اعجاز بیان نے تھرا کر کہا کہ میری کیا مجال ہی کہ مین آپ کو تکلیف دون یا کلمہ سخت کہون دونون عاشق روسے یا رلپٹ لپٹ کر روری ہین اور یہ اشعار حالتِ آہ وزاری وبیقراری مین زبان پر تھے نظم

کل تصور جو ترا او ستم ایجاد آیا +	تھے وہ تیور کہ مین سمجھا کوئی جلاد آیا
پوچھنے یار مزاج دلِ ناشاد آیا +	بھول کر آج یہ تقدیر کو کیا یاد آیا
عرصۂ حشر مین جو ای ستم ایجاد آیا	دیکھنے کو ترے سُننے مری فریاد آیا
جتنے ارمان تھے یون نکلے ہمارے دل کے	بن کے لب تک کوئی نالہ کوئی فریاد آیا
آپ سے آپ زخود رفتہ ہوا جاتا ہون	نہین معلوم کہ مین آج کسے یاد آیا +
خود لگا لائی جسے سوے نشیمن بلبل	جانبِ باغ کوئی آج وہ صیاد آیا
پھر گیا آنکھون مین سامان شب وصل جلال	خواب اک بھولے ہوے تھے وہ ہمین یاد آیا

دونون لپٹ لپٹ کے خوب روئین ملکہ حسینان نے کہا کہ ای بہار بادشاہ حجاہ کو بھی بلواؤ وہ بھی اس جلسے مین شریک ہون راہ مین مجکو میرے سحر نے خبر دی کہ لوح طلسمی کو جمشید دم دے کرلے گیا اور اُسنے قصر ہفت رنگ مین جاکر ملکہ عنبر بارہ کو بلوایا اور اُسکے سپرد کی اُسنے لیجاکر اپنے جزیرے مین لوح رکھی ہی جو ہم سے ہو سکیگی وہ ہم بھی اس امر مین پیروی کرین گے ہم آج یہ تم سے کہتے ہین کہ اگر بادشاہ ہمارے عرض کرنے کے پابند رہے تو ضرور لوح ملیگی ہر چند کہ عنبر بار جادو نے وہ انتظام کیا ہی کہ جہان ہوا کا جانا دشوار ہو لیکن پیروی شرط ہی انشاء اللہ اُس شہریار کو وہان تک پہونچا دین گے مگر یہ خبر ہم کو ملی ہی کہ عنبر بار سے مقابلۂ عظیم پڑیگا سارا دن اسی ذکر مین گذرا اب سامنا شب فراق کا ہی ای بہار اتنا احسان کرو کہ ذرا بادشاہ کو بلوالو بہار نے گلچمن نامے کنیز کو سامنے بلوایا اور ایک رقعہ بنام سعد شہریار لکھا کہ ای شہریار چند ساعت کو یہان تشریف لائیے یہان ملکۂ حسینان حُسن پرست آپ کی بہت مشتاق ہین یہ رقعہ جو بادشاہ کو پہونچا یہ بھی نہایت مشتاق بیٹھے تھے رقعہ پڑھتے ہی اُٹھے میثاق کوہ گردان نے کہا

کہ حضور کہان جاوینگے بادشاہ نے بیان کیا کہ ملکۂ حسینان حُسن پرست جو آئی ہین
حُسن مین بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر سرو قد خورشید خد سب بُرائیون سے پاک وصاف
مناسب یہ ہی کہ براے ملاقات ملکۂ حسینان جاؤن اور بہار نے بلوایا بھی ہی کہ وہان
وہ موجود ہی میثاق کوہ گردان نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگا تنہا جانا مناسب نہین ہی
بادشاہ خاموش ہو رہے میثاق ساتھ ہوا اور بجوین دگلگونہ بھی بادشاہ کے ہمراہ ہوئین
بادشاہ خرامان خرامان بارگاہ بہار مین آے ملکۂ حسینان بادشاہ کو دیکھ کر براے
استقبال اُٹھین اور آکر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ملکۂ حسینان حُسن پرست کا بوجہ خوف
کے دل کانپ رہا ہی بادشاہ جمجاہ آکر تخت پر بیٹھے ملکۂ حسینان نے بیتاب ہوکر کہا
کہ کیون ای شہریار آپکو اس کنیز کا خیال نہین ہے آپ کی جدائی مین بڑے صدمے اُٹھاے
قتل ظالمانہ جو ہوا جمشید نے سر دربار کہا کہ میرے معین لوگ مل کر ہمارے رفقا کو
قتل کراتے ہین ای ملکۂ حسینان ہمکو سب کا حال معلوم ہی مگر کہنا مناسب نہین ایسا
نہ ہو کہ فتور پڑھے یہ سُن کر کنیز کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو جمشید گرفتار کرے اور دھوکا
دے اس خیال سے مقابلۂ بہار کے حیلے سے مین نکل آئی بادشاہ نے ملکۂ حسینان
کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا کہ ای ملکۂ حسینان اب تم ہمارے لشکر مین رہو کیا مجال ہی جمشید
کی کہ تم پر دست انداز ہو ملکۂ حسینان نے عرض کی کہ ای شہریار اگر اس کنیز کو حضور
سرفراز فرمائین تو مین دربار جمشید مین نہ جاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ ای ملکۂ حسینان
اور شاہزادیون کا اُسنے کیا کر لیا جو تمہارے ساتھ پیش آئیگا پروردگار سب کا حافظ
ونگہبان ہی یہ ذکر تھا کہ ایک کبوتر سفید رنگ اُڑتا ہوا آیا ملکۂ حسینان نے کہا کہ ای
بہار اعجاز بیان اس طائر کو گرفتار کر لو ورنہ یہ جا کر جمشید سے خبر کریگا بہار نے
چند پھول پھینکے اُس کبوتر پر گرے کبوتر غلطان مار کر گرا وسط بارگاہ مین گر کر بیہوش ہو گیا
بہار نے اُس کبوتر کو گرفتار کیا ملکۂ حسینان نے کہا کہ دیکھو ای بہار ہوشیار رہو ورنہ یہ
نکل جائیگا کہ پہلوے بارگاہ سے نعرہ ہوا کہ او گیسو بریدہ ہم نے اسی واسطے تجکو بھیجا تھا کہ
سامنے معشوق کے میٹھی باتین بنا رہی ہی مین نے تیری باتین سب سُنین اب دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون

یہ جو آواز سب نے سُنی سب کے سب ہوشیار ہوئے دیکھا کہ بہ قہر و غضب تمام جمشید کھڑا ہوا
سحر کر رہا ہی میثاق کوہ گردان نے بادشاہ سے عرض کی حضور لوح محفوظ سے ہوشیار
رہین ایسا نہ ہو کہ کچھ شعبدہ کر کے حضور سے لیجائے تو خرابی ہو یہ کہکر میثاق نے جمشید
پر سحر کیا جمشید نے میثاق کی طرف اشارہ کر کے سحر کو مٹایا سب شاہزادیون نے مل کر
جمشید پر سحر کیا مگر جمشید ثانی کسے کے سحر کو نہین مانتا آخر بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے
فرمایا ای جمشید سپر و تیغ ہاتھ مین لیکر جنگ کر کہ لطف سپہ گری کُھلے جمشید ثانی نے کہا کہ
ای سعد جس دن میرے تمھارے مقابلہ پڑیگا اُس دن حال جرأت کُھل جائیگا بادشاہ
تلوار پکڑ کے جھپٹے کہ جمشید پر جا پڑین جمشید کے ساتھ کوئی وزیر وغیرہ نہ تھا ورنہ سحر
کرتا آخر ناچار ہو کر بارگاہ سے نکلا لشکر بادشاہ کو جو دیکھا جھولی مین ہاتھ ڈالا اور کچھ
اسباب سحر نکالا یا سامری کہکر پھینک مارا کئی سو جوانون کے سر اُڑ گئے کسی کا سر قلم ہوا
کسی کا ہاتھ اُڑ گیا کوئی مُنھ کے بل گرا میثاق نے جو یہ ہلڑ سنا باہر نکل آیا جمشید کو ٹوکا
للکارا کہ او دشمن خدا کہان جاتا ہی کہ ملکہ حسینان بھی بارگاہ سے نکل آئین میثاق و
ملکہ حسینان نے مل کر سحر کیا اور جمشید ثانی نے وہ بھی دفع کر دیا کہ بہار اعجاز بیان
نکل آئی گلدستہ اُٹھا کر مارا کہ پھول برسنے لگے جمشید پر جو پھول پڑے جمشید ثانی نے
کچھ پھول ہاتھون مین روکے اُن پھولون کو سونگھا آنکھین سُرخ ہو گئین قصد ہوا کہ طرف
بہار کے چلون کہ ایک طائر نے آکر چیخ مارا گرد سر جمشید پھرا جمشید کی آنکھون کی سرخی
موقوف ہوئی للکار کر آواز دی کہ او بے ادب قدرت پر سحر کرتی ہی قہر خداوندی سے نہین
ڈرتی ہی اور ملکہ حسینان کو للکارا کہ کیون ای ملکہ حسینان ہینے تم کو کس واسطے بھیجا
تھا اور کیا وعدہ کر کے آئی تھین کس رنگ مین آکر پھنسین قدرت کو تُمھاری گستاخی معلوم
ہوئی اب چین نہ لینے دونگا دیکھون تو کہان رہتی ہو یہ خیال نہ کرنا کہ اور شاہزادیان
نکل گئین اُن کے لیے مین نے کوشش نہین کی مگر تمھارا نکل جانا نہ گوارا کرونگا چین نہین
لینے دونگا وہ حیران کرون کہ تم کو زندگی دشوار ہو جائے آخر کہان رہو گی ہر مقام پر آؤنگا
اور گرفتار کر کے تمھین لیجاؤنگا ملکہ حسینان نے للکارا کہ او جھوٹے خداوند مجھے اپنی

جان دینا گوارا ہی مگر اب تیری اطاعت نہ کرونگی جو مزاج مین تیرے آے وہ ظلم کرنا مین
سب بدعتین اُٹھاؤنگی جمشید ثانی سب سے کلام کر رہا ہو اور قصد ہو کہ سحر کرون اور
کسی طرح ملکہ حسینان کو لیجاؤن بڑے غضب کی بات ہو کہ ایسی معشوقہ اختیار مین
سعد کے جاے کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا اختر برج جلال آفتاب آسمان عزت و کمال
جری و نامدار سعد شہریار پردہ اُٹھاکر نکلے للکار کر آواز دی کہ او جمشید ثانی ظلم و
بدعت کے بانی مجھسے مقابلہ کر تو تجکو حال کھلے ان عورتون کو کیا ڈراتا ہو یہ دن نصیب
نہ ہوگا کہ ملکہ حسینان تیرے پہلو مین جاکر بیٹھے اور تو عیش کرے سعد شہریار نے
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جمشید ثانی نے جو دیکھا کہ سعد تیر مارا چاہتے ہین
روانہ ہو گیا سعد نے ہرچند کہ تیر مارا مگر تا بہ جمشید نہ پہونچا جمشید نکل گیا بارگاہ
مین اپنی آیا قصر ہفت رنگ مین آکر تخت پر بیٹھا ہرچند شاہزادیون نے پوچھا کہ حضرت
تشریف لے گئے تھے کیا کیا جمشید کچھ جواب نہین دیتا سرنگون بیٹھا ہو کہ آسمان پر برق
چمکی اور ایک ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام و بد انجام کپڑے میلے
پہنے ہوے صورت ہیبتناک سحر مین چست و چالاک آکر پہونچی جمشید کو سجدہ کیا اور پوچھا
کہ کیون یا خداوند مین آپ کو ملول و حزین پاتی ہون ہرچند کہ سبب مجکو معلوم ہو مگر آپ
زبان سے فرمائین تو مین اُسکی تدبیر کرون جمشید نے کہا کہ اے سیہ فام شعبدہ باز
ملکہ حسینان ایسی شاہزادی میرے دربار سے نکل گئی حیلے سے مقابلہ بہار کے گئی تھی
وہان جاکر سعد شہریار پر عاشق ہوئی مین گیا تھا کہ گرفتار کرلاؤن مگر میثاق وغیرہ
موجود تھے سب نے مجھپر ہجوم کیا مین ناچار ہو کر چلا آیا لوح کا تو حال تم نے سُنا کہ مین نے
ایسے مقام پر بھیجی ہو کہ جہان ہوا بھی نہ جاسکیگی کسکی مجال ہو کہ اُس دریا کے قریب جاے
اور لوح کو لاے وہ دریاے قہار ہو کہ ہمیشہ شعلہ آتش اُسمین چرخ زن رہتے ہین
بجاے آب کے آگ روشن رہتی ہو وہان کوئی جا نہین سکتا جو جائیگا وہ غرق دریاے
آتش ہو جائیگا یہ سُن کر سیہ فام شعبدہ باز یہ کہکر اُٹھی کہ مین جاکر ملکہ حسینان کو لاتی ہون
اول سمجھاؤنگی اگر میرا کہنا اُسنے انا تو سمجھاکر لاؤنگی ورنہ گرفتار کرکے لاؤنگی قدرت کو پھر

اختیار ہی خواہ قتل کریں خواہ بخشیں جمشید ثانی نے کہا کہ میں اُس کو کیا قتل کرونگا کئی سال
سے اُسپر مائل ہوں اُسکی تیغ ابرو کا گھائل ہوں لیکن قید کرونگا ایسا حیران کردن کہ اپنی
زندگی سے بیزار ہو اور اطاعت قدرت اختیار کرے سیہ فام نے کہا کہ کنیز جاکر اُسے
لاتی ہی یہ کہکر روانہ ہوئی یہاں بعد جانے جمشید ثانی کے ملکہ حسینان نے بہار سے
کہا کہ میں جاکر لشکر کو بھی لے آؤں اور ظاہر میں بھی شریک ہوں جمشید خود آنکھوں سے
دیکھ گیا اب پردہ کہاں رہا ای بہار اعجاز بیان میں یہ چاہتی تھی کہ میرا راز
ظاہر نہ ہو اور شاہ سے ملوں وہ تو فلک نے نہیں چاہا پھر اب جو کچھ ہو سو ہو اُس
بار کو سر پر رکھا تم سب کے ساتھ ہیں بہار اعجاز بیان نے کہا کہ بسم اللہ آپ تشریف لائیے
سعد شہریار تمہارے حال سے آگاہ ہو چکے اور دوسرا یہ باعث ہی کہ سعد شہریار
خلق مجسم ہیں تمہارے جاہ و جلال میں کوئی فرق نہ آئیگا سعد شہریار کا یہ دستور ہی کہ
جسکی جیسی آبرو ہوتی ہی ویسا اُس سے لطف سے پیش آتے ہیں میرے حال پر نہایت عنایت ہی
میں نے یہ چاہا تھا کہ مقابلہ جمشید میں جاؤں نہیں جانے دیا یہی فرمایا کہ جس وقت
ہم چلیں گے اُس وقت تم بھی چلنا ملکہ حسینان بہار سے بخوبی وعدہ کرکے
اپنی بارگاہ میں آئی کنیزوں سے کہا کہ صاحبو جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ خدمت بادشاہ میں
چلے اور جسکو ہمارا ساتھ نہ دینا ہو وہ جمشید کے پاس جائے میں کسی کی خواہاں نہیں ہوں
سبنے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں جہاں آپ رہیں گی وہیں ہم بھی رہیں گے
ملکہ حسینان نے کہا کہ تیاری کرو کنیزوں نے تیاری کرنا شروع کی سیہ فام آسمان
پر اُڑتی ہوئی آتی ہی ایک کنیز کہ مقرب بارگاہ ملکہ حسینان ہی گل فروش اُس کا نام ہی یہ
کسی کام کو نکلی ہی سیہ فام شعبدہ باز اُس کو اُٹھا کر لے گئی ایک درے میں لاکر
ڈال دیا آپ اُس کی شکل بن کر لشکر میں ملکہ حسینان کے آئی آکر ملکہ حسینان کا ہاتھ
تھام لیا کہا واری کنارے چلیے میں کچھ عرض کرونگی ملکہ حسینان گوشے میں آئی اُس نے
کہا کہ کیوں واری اب کیا ارادہ ہی ملکہ حسینان نے کہا کہ ای گل فروش میرا قصد
ہی کہ بالاعلان داخل دربار شاہی ہو جاؤں جمشید کو اختیار ہی جو چاہے سو کرے

گل فروش نقلی نے کہا کہ واری یہ بات اچھی نہین دل مین سمجھ لیجیے کہ خداوند بڑی آفتین
برپا کرین گے اس پر خیال نہ کیجیے کہ قدرت پلٹ گئے مین نے خبر سُنی ہی کہ کوئی سحر تیار کر رہے ہین
ملکہ حسینان نے کہا کہ ای گل فروش بقول شاعر فرد فرہاد جنون پیشہ بر سنگ بزد تیشہ ؛
میگفت بہ اندیشہ سنگ آمد و سخت آمد ؛ اب تو اس بار کو گوارا کیا جو کچھ ہونا ہو وہ ہو ہم
کیا کسی بات مین تامل کرین گے سیہ فام نے دیکھا کہ یہ نہ راضی ہو گی کہا یہ گلوری تو کھائیے
ملکہ نے اُس سے گلوری لیکر کھائی گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوئین سیہ فام شعبدہ باز
نے ملکہ حسینان کو گرفتار کیا سوچی کہ اگر یون سبھون کے سامنے سے لیجاؤنگی تو سب کنیزین
مل کر روکین گی اس ہنگامے کو سُن کر بادشاہ بھی دوڑے آوین گے اور میثاق وغیرہ بھی
آوین گے فساد عظیم ہوگا یہ سوچ کر زمین پر پاٹون مارے غرق زمین ہو کر روانہ ہوئی جب
عرصہ ہوا تو اور کنیزین دیکھنے کو جو آئین ملکہ کو نہ پایا دیکھا ایک غار بنا ہوا ہی معلوم ہوا
کہ اسی غار مین سے کوئی لے گیا روتی ہوئی باہر نکلین سب نے یہ صلاح کی کہ چلکر بادشاہ
سے اطلاع کرین کہ ملکہ حسینان کو کوئی لے گیا کنیزین سب اکٹھا ہو کر خدمت بادشاہ مین
آئین بیان کیا کہ حضور غضب ہوا کوئی ہماری ملکہ کو لے گیا سعد شہریار یہ سُن کر بہت
پریشان ہوے مگر فیروزہ بن عمرو اپنے مقام سے اُٹھا کہا غلام جاکر خبر لاتا ہی یہ کہکر
بھاگا اپنے کو دربار جمشید مین پہونچایا ساحر کی شکل بنا ہوا ایک گوشے مین کھڑا ہی
حالات یہانکے دیکھ رہا ہی کہ سیہ فام شعبدہ باز آکر پہونچی اور لاکر ملکہ حسینان کو سامنے
جمشید کے پیش کیا مگر ملکہ حسینان سحر مین سیہ فام کے بیہوش و مدہوش ہی جمشید نے
کہا کہ ای سیہ فام اسکو ہوشیار کر فیروزہ یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی کہ سیہ فام نے
ملکہ حسینان کو ہوشیار کیا جیسے ہی ملکہ حسینان ہوشیار ہوئین اور دربار جمشید دیکھا
کہ سب شاہزادیان ہنس رہی ہین کوئی کہتی ہی واہ بی ملکہ حسینان کئی سال سے تمپر
قدرت عاشق ہین اور تمنے اپنے تئین ہر حیلے سے بچایا اور طلسم کشا پر جاکر عاشق ہو گئین
کچھ قدرت کا خوف نہ کیا ملکہ حسینان نے کہا کہ صاحبو مجھپر کیون ہنستی ہو مین نے اس
بے حیا پر لعنت کی مطیع اسلام ہوئی جو بدعت چاہے یہ کرے مگر مین اس کو قبول نہ کرون گی

جمشید نے جھلا کر کہا کہ ای سیہ فام اس کو لیجا کر چاہ شعلہ خیز مین قید کرو اور شعلہ خیز جادو
سے کہنا کہ یہ منظور نظر قدرت ہی اس کو بہت احتیاط سے رکھنا اور خوب حفاظت کرنا میثاق
وغیرہ اسکی رہائی کی فکر کرین گے سیہ فام نے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین بھی حفاظت کرون جمشید
نے کہا کہ ای سیہ فام اگر تم بعہدۂ نگہبانی موجود رہو تو قدرت تمھاری عمر بڑھا دین گے
سیہ فام نے کہا کہ کنیز خوب طرح حفاظت کریگی کیا مجال ہی کہ قریب چاہ شعلہ خیز کوئی
آسکے یہ کہکر سامنے فیروزہ کے ملکۂ حسینان کو بغل مین دباکر سیہ فام لے چلی فیروزہ نے
چاہا پیچھا کرون راہ مین کوئی عیاری کرونگا مگر سیہ فام بالاے آسمان جاتی ہی زمین پر فیروزہ
جاتا ہی مگر دیکھتا ہوا جاتا ہی کہ سیہ فام کہان جاتی ہی ایک صحرا مین دیکھا کہ ایک کنوین مین
آگ روشن ہی کہ شعلے اُسکے تا بہ آسمان پہونچ رہے ہین سیہ فام شعبدہ باز قریب چاہ اُتری
آواز دی کہ ای شعلہ خیز جادو کہان ہو ایک پہلو سے ایک جادوگر نمایان ہوا ہر مو سے
جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہوے چرخ مارتا ہوا آیا پکار کر کہا کہ ای سیہ فام آج
تم کہان آئین سیہ فام نے کہا کہ ای شعلہ خیز ملکۂ حسینان کو لیکر آئی ہون اِن کو قید کرو
لیکن بخوبی حفاظت کرنا شعلہ خیز نے کہا کہ اسی کنوئین مین ڈالدو سیہ فام نے ملکۂ حسینان
کو اُسی کنوئین مین ڈالدیا سیہ فام تو چلی گئی مگر شعلہ خیز جادو نے گرد چاہ حصار آتش
کردیا آپ ایکطرف آکر بیٹھا حفاظت کر رہا ہی کہ اگر کوئی آئے تو اُس کو روکون جلا کر اُسے
خاک کرون مگر فیروزہ یہ سب حال دیکھ کر بھاگا خدمت بادشاہ سعد مین آیا تمام کیفیت
بیان کی بادشاہ سعد نے رنجیدہ ہوکر فرمایا کہ کیون ای میثاق اب صورت رہائی ملکۂ حسینان
کی کون ہی میثاق نے کہا کہ غلام جاتا ہی جہان تک بن پڑیگا ملکۂ حسینان کو رہا کرکے لاؤنگا
یا اپنی جان دونگا یہ کہکر میثاق چلا صحراے شعلہ خیز مین آیا دور سے دیکھا کہ چاہ کو شعلہ ہاے
آتش گھیرے ہین میثاق نے کھڑے ہوکر سحر کیا مگر آگ نہ بجھی میثاق ایک طائر بن کے
بالاے نخل آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا آخر اُڑ کر چلا مگر آگ راستہ نہین دیتی لاکھ لاکھ
چاہا کہ تا بہ چاہ پہونچون اور اُس مین اپنے تئین گراؤن اُس معشوقۂ دلفریب کو نکال لاؤن
مگر ممکن نہ ہوا جب کئی دن گذرے تو شعلہ خیز کے خیال مین گذرا کہ قیدی کو دیکھون یہ کون

قیدی ہی یہ سوچ کر کنوئین مین اُترا کنوئین مین ایک قصر ہی اُس کو روشن پایا حیران تھا کہ یہ
روشنی کیسی ہی قصر مین جو آیا دیکھا کہ ملکہ حسینان سرنگون بیٹھی ہین شعلۂ جمال بے مثال دیکھکر
شعلہ خیز حیران ہو گیا دل قابو مین نہ رہا قریب آکر کہا کہ ای شہنشاہ ملک حسن و خوبی و
ای سرو روان باغ محبوبی تم کیون رنجیدہ و کبیدہ بیٹھی ہو اگر کہو تو مین تم کو نکال لیچلون
اِس آگ کو برطرف کرون ملکہ حسینان نے کچھ جواب نہ دیا شعلہ خیز نے قدمون پر ملکہ
کے سر رکھدیا کہا ای ملکہ عالم عنایت فرمائیے اس گنہگار کو قبول کیجیے ملکہ حسینان نے کہا
کہ او عاشق فاسق تجھسے کیونکر دیکھا گیا کہ ہم تو قید خانے مین بیٹھے ہین اور تو اس طرح کی
باتین کرتا ہی قتل کرڈال کہ تیری محبت ظاہر ہو اگر ہم اپنے ہوش مین آئین اور قید خانے سے
نکلین تو تجکو جواب دین شعلہ خیز نے کہا کہ مین ابھی آپ کو نکالتا ہون ملکہ حسینان نے کہا
کہ تو زبان سے سوزن نکال لے تو مین خود کنوئین سے نکل جاؤنگی شعلہ خیز نے کہا کہ ای ملکہ
یہ فقط تمہارا گمان ہی جب تک مین آگ نہ بجھاؤنگا تب تک مجال نہین کہ نکل سکو بس غلام کسی
بات مین باہر نہین ہی یہ کہکر شعلہ خیز آگے بڑھا ملکہ حسینان کی زبان سے سوزن
نکالی آگ برطرف کی کہا ای ملکہ نکل چلیے آگے شعلہ خیز جادو پیچھے اسکے ملکہ حسینان چلین
جیسے ہی کنوئین سے نکلین ملکہ حسینان نے کہا کہ ای شعلہ خیز اب مین فلان صحرا مین
چلکر ٹھہرتی ہون تو وہان آنا شعلہ خیز نے کہا کہ مین بھی آپ کے ساتھ چلونگا اب دامن
دولت نہ چھوڑونگا ملکہ حسینان نے کہا کہ جو ہم تمسے کہتے ہین وہ ہی کرو اگر اسکے خلاف کروگے
تو ہمین ناگوار ہوگا شعلہ خیز کے مُنھ سے نکلا کہ مین آپ کے خلاف نہین چاہتا ہین تو آپکا
تابعدار ہون یہ کہتا ہوا ساتھ ساتھ ملکہ حسینان کے چلا میثاق بھی ایک پہلو سے یہ
معرکہ دیکھ رہا ہی کہ اب یہ جاکر نخل پر بیٹھی گی تب شعلہ خیز سے مقابلہ پڑیگا مین بھی مخفی طور پر
مدد کرونگا شعلہ خیز کو قتل کرکے ملکہ حسینان کو لے نکلونگا اس فکر مین میثاق کھڑا ہی کہ ملکہ
حسینان جست کرکے بالاے نخل ہو بیٹھین شعلہ خیز ہاے واے کرنے لگا کہ ای ملکہ عالم تمنے
کیا وعدہ کیا تھا اُسکا بدلہ تم نے خوب کیا مین نہ جانے دونگا ملکہ حسینان نے کہا کہ
اب مجھے کون روک سکتا ہی شعلہ خیز نے کہا کہ اب آگے نہ بڑھنا ملکہ حسینان نے کہا کہ

کیا مجال ہی کہ تم روک سکو شعلہ خیز نے چاہا کہ تڑپ کر گردن ملکہ کو اُٹھا لیجاؤن مگر ملکہ نے
اس طرح کا سحر کیا کہ شعلہ خیز کے جسم سے آگ اور زیادہ نکلنے لگی شعلہ خیز نے کہا کہ ای
ملکہ عالم مین ایسے سحر کو کب مانتا ہون یہ کہکر اُت اُت کرنے لگا کہ آسمان سے منہہ برسا اُس منہہ
سے آگ شعلہ خیز کی کم ہوئی چاہا بڑھون ملکہ سے لپٹ جاؤن ملکہ نے دو ہتھڑ زمین پر
مارا شعلے بھڑک کر شعلہ خیز پر گرنے لگے شعلہ خیز نے پھر شعلون کو دفع کر کے قصد کیا
کہ تڑپ کر گردن میثاق نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو کہ شعلہ خیز ملکہ حسینان کو اُٹھا لیجاے میثاق
نے پہلو پر آکر کارد سحر نکالی اسم سحر کا پڑھ کر پھینک ماری جب پھینک چکا تو آواز دی
کہ ای شعلہ خیز بچنا چھری برابر پہلو کے پہونچ چکی تھی شعلہ خیز نے چاہا کہ ہٹون مگر کارد
آکر پہلو پر پڑی کہ دوسرے پہلو کو توڑ کر پار گذری میثاق نے آواز دی کہ ای ملکہ عالم
نکل جائیے مین نے کام شعلہ خیز کا تمام کیا ملکہ حسینان نے جو میثاق کوہ گردان کو دیکھا
مثل گل کے شگفتہ ہوگئین آواز دی کہ ای میثاق کیا کار نمایان کیا میثاق ملکہ حسینان
کو لیکر چلا لاشہ شعلہ خیز کا جل رہا ہی جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا کہ ایک
طائر نے چیخ ماری منقار سے اُسکی شعلہ آتش نکلا وہ طائر جل کر زمین پر گرا جمشید ثانی
نے مُنھ پیٹ لیا شاہزادیون نے پوچھا کہ یا خداوند کیا ہوا جمشید نے کہا کہ شعلہ خیز جادو
مارا گیا سیہ فام شعبدہ باز نے کہا تھا کہ مین خود حفاظت کرونگی مگر مقام تعجب ہی کہ مدد کو
شعلہ خیز کی نہ پہونچی یہ کہہ کے ایک آئینے مین دیکھا کہا وہ آندھی سیاہ اُٹھی اب میثاق
و ملکہ حسینان گرفتار ہوجائینگے یہان میثاق و ملکہ حسینان نے دیکھا کہ ایک آندھی
سیاہ اُٹھی اور نعرے کی آواز آئی کہ او میثاق و ملکہ حسینان شعلہ خیز کو مار کر تم لوگ کہان
جاتے ہو میثاق نے فوراً ایک گولہ مارا کہ ابر کے ٹکڑے ہون مگر گولہ پھٹ کر پلٹ آیا
میثاق نے گھبرا کر کہا کہ ای ملکہ حسینان کوئی سحر کرو مجکو تو سحر نے جواب دیا ملکہ حسینان
نے بجلی کان سے اُتاری اسم سحر کا پڑھ کر پھینک ماری برقین ابر پر گرین ابر کے ٹکڑے
اُڑ گئے مگر سیہ فام پر تاثیر نہ ہوئی سیہ فام نے سحر کیا ایک ابر کا ٹکڑا ملکہ حسینان پر گرا
اور ایک ٹکڑا میثاق پر گرا دونون چھپ گئے سیہ فام تیغہ کھینچ کر بڑھی کہ دونون کے سر کاٹ لون

کہ پہلو سے آواز آئی ای سیہ فام خبردار ملکۂ حسینان کو قتل نہ کرنا سیہ فام نے پلٹ کر
دیکھا کہ ایک جادوگر جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی کاغذ ہاتھ مین لیے پکارتا ہوا کہ ای سیہ فام ذرا
اس کاغذ کو ملاحظہ کرلو سیہ فام نے ہاتھ بڑھاکر کاغذ لیا جیسے ہی لفافہ کھولا اُس مین سے دھوان
نکلا سیہ فام بیہوش ہوکر گری نعرہ ہوا کہ منم فیروزہ بن عمرو لپک کے خنجر مارا شکم چاک قصہ
پاک ہوا میثاق کو ہوش آگیا ملکۂ حسینان کے بھی حواس درست ہوے میثاق نے
کہا کہ ای فیروزہ خوب وقت پر پہونچے ہم دونون بیکار ہو چکے تھے نہین معلوم کس عذاب
سے قتل کرتی چلو اب نکل چلین وہان جمشید ثانی نے زانو پہ اپنا ہاتھ مارا کہا ارے غضب ہوا
بڑی ساحرہ قتل ہوئی اگر یہ مقابلۂ طلسم کشا مین جاتی تو گرفتار کرلاتی بلا کی مکارہ تھی کہ جسکا
مثل و نظیر نہ تھا یہ کہکر خود اُٹھا شاہزادیون نے دیکھا کہ جمشید غائب ہوا یہان میثاق و
ملکۂ حسینان و فیروزہ چلے تھے کہ نعرۂ جمشید کی آواز آئی میثاق نے کہا کہ ای ملکہ بڑا
غضب ہوا کہ جمشید آتا ہی ملکۂ حسینان نے کہا کہ مین تو نکل جاؤن فیروزہ بھاگ کر
ایک غار مین چھپا ملکۂ حسینان نے دونون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوکر مثل قطرہ
آب غائب ہوئی میثاق کوہ گردان نے ارادہ کیا کہ مین بھی غرق زمین ہوکر اپنے کو غائب کردن
کہ جمشید نے سامنے آکر کہا کہ او میثاق خوب نمک حرامی پر کمر باندھی ہی دیکھ تو تیرا
کیا حال کرتا ہون میثاق نے کہا کہ او جمشید تیری قضا قریب ہی خدا چاہیگا تو لوح ملیگی
جمشید نے آتے ہی ہاتھ ہلایا کہ میثاق کا سر زخمی ہوا جمشید جھپٹا کہ میثاق کوہ گردان
کا سر کاٹ لون میثاق نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ ای رب کارساز و ای خالق بے نیاز رحم
اپنا شریک کر اسوقت بجز تیرے کون بچانیوالا ہی بموجب اشعار نظم

ذرۂ ناکارہ را حق نیر اکبر کند + خاک را اکسیر سازد قطرہ را گوہر کند
سلطنت سلطان جسم و جان بہ بحر و بر کند + کار فرمائی شہ عالم بہ خشک و تر کند
روز روشن را ببخشد روشنی از آفتاب + ہر شب تیرہ منور از مہ انور کند +
نیست کس را زہرۂ چون و چرا در حکم او + خالق ارض و سما ہر چہ کند بہتر کند
حکم خلاق جہان جاری است اندر نیک و بد + حضرت حق ہر چہ میخواہد ز خیر و شر کند

انتظام ظاہری و اہتمام باطنی		حق بہر ملک و بہر شہر و بہر کشور کند

میثاق نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نقابدار زرین پوش شکار گاہ سے شکار کھیلتا ہوا آتا تھا دور سے اِسنے دیکھا کہ میثاق خاموش کھڑا ہی اور جمشید برائے قتل بڑھا ہی نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر سہ پہلو جو کمان مین پیوست کیا جمشید ثانی تھرایا کہ اگر یہ تیر پڑ گیا تو کیونکر زندہ بچونگا اور نقابدار اسم اعظم الٰہی پڑھ رہا ہی جمشید سامنے سے بھاگا نقابدار زرین پوش نے گھوڑا اُڑایا منظور تھا کہ جمشید کو پکڑ لون مگر جمشید سحر کر کے نکل گیا قصر ہفت رنگ مین آکر گر پڑا شاہزادیون نے اِسکو اُٹھایا پوچھا کہ یا خداوند خیر تو ہی جمشید نے کہا کہ ان مسلمانون کے معین و مددگار زمین سے پیدا ہوتے ہین آج قدرت کو تقدیر نے بچا لیا ورنہ اگر تیر پڑ جاتا تو قدرت کو چولہ تبدیل کرنا ہوتا نقابدار زرین پوش مثل حمزہ کے صاحب اسم اعظم ہی اُس پر بھی سحر تاثیر نہین کرتا آخر مین نے اپنے کو بچایا سامنے سے نقابدار کے بھاگ آیا ورنہ جان نہ بچتی اہالی دربار نے کہا کہ آپ بیچھا ملکۂ حسینان کا نہ کرین ایسا نہ ہو کہ قدرت پر زوال آجائے جمشید ثانی نے کہا کہ مین ابھی چولا تبدیل نہ کرونگا اب ارادہ ہی کہ اسی مقام سے بیٹھے بیٹھے سحر کرون کہ ملکۂ حسینان کا دل اُلٹ جاے اور بیقرار ہو کے چلی آئے سب نے کہا کہ یا خداوند جس وقت ملکۂ حسینان اس طرف کا قصد کرے گی میثاق کوہ گردان وغیرہ روکین گے اب تو بڑے بڑے ساحر لشکر طلسم کشا مین موجود ہین بہار اعجاز بیان پھول برسائیگی یقین کامل ہی کہ ملکۂ حسینان کے لیے بڑی بڑی کد و کوشش ہو اور ملکۂ حسینان بھی کچھ کم نہین ہی قدرت نے اُسکو سب کچھ بتا دیا جمشید نے بگڑ کر کہا کہ مین لشکر مسلمان مین ملکۂ حسینان کو نہ رہنے دونگا ابھی بلواتا ہون کہ دیوانی ہو کر چلی آئے یہ کہکر جمشید ثانی نے آواز دی کہ ای طائر راز دار جلد آکر حاضر ہو ایک طائر پہلوے قصر سے پیدا ہوا اُڑتا ہوا سامنے جمشید کے آیا جمشید نے اُس طائر کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ ای طائر جاکر ملکۂ حسینان کو لا وہ طائر چلا ملکۂ حسینان بارگاہ بادشاہ مین بیٹھی ہی بادشاہ سے باتین کر رہی ہی کہ وہ طائر اُڑتا ہوا

آیا گردسر ملکہ حسینان چرخ مارا اور سناٹا بھر کر نکل گیا ملکہ حسینان بیٹھے بیٹھے بارگاہ
سعد سے اُٹھی میثاق نے پوچھا کہان چلین ملکہ حسینان نے کہا کہ مین ابھی حاضر ہوتی
ہون یہ کہتی ہوئی باہر آئی جھولی وغیرہ رکھدی اور چرخ مارتی ہوئی چلی مگر مبہوت ہی
تعریفین جمشید کی زبان پر ہین اور بادشاہ کی برائیان کرتی ہوئی جاتی ہی کوئی تین کوس
لشکر سے نکلی تھی اُدھر سے خواجہ عمرو آتے تھے صبح کا وقت ہی تلاش مین نکلے ہین کہ کوئی
مسافر ملے تو بھنی کرون کہ کان مین آواز آئی خداوند جمشید کے قربان مسلمان بے ایمان
ناحق قدرت سے لڑتے ہین جسدن قدرت بگڑ جاوین گے سب کو مٹادین گے عمرو نے
جو ملکہ حسینان کو اس حال مین دیکھا سمجھے کہ یہ اسپنے ہوش مین نہین ہی بصورت اصلی اسکے
سامنے آئے ملکہ حسینان نے جو خواجہ عمرو کو دیکھا کہا او ساربان زادے تو خوب مجکو
مل گیا تیری گردن پکڑ کے سامنے قدرت کے لیجلونگی قدرت کو تجھسے بڑا ملال ہی عمرو نے
کہا کہ گردن پکڑ کے جب لیجائیے جب مین خود نہ چلون ای ملکہ حسینان مین نے جو سوچا تو
میری سمجھ مین آیا کہ جمشید ثانی خداوند ہین جسدن بگڑین گے سب کو مٹادین گے جا بجا
مسلمانون نے بلوے کیے ایک دن کے اُن کے سحر مین سب مٹ جاوین گے ایک دم بھر کی
مہلت نہ پاوین گے خیال مین آیا کہ چل کر خدمت قدرت مین حاضر ہون خطا اپنی خداوند سے
معاف کراؤن خواہ قتل کرین خواہ بخشین قدرت کی راے پر موقوف ہی اور جب تمھارے
ساتھ چلونگا تو تم معشوقہ قدرت ہو تمھارے ساتھ میری بھی خطا معاف ہوگی ملکہ حسینان
نے کہا کہ مجکو قدرت دیکھ کر نہال ہو جاوین گے فوراً خطا معاف کرین گے یہ مین اقرار
کرتی ہون کہ قدرت تم کو شاطر قدرت قرار دین گے تنخواہ بھی معقول ہوگی خواجہ تمھارا
وہ مرتبہ ہوگا کہ مسلمان رشک کرین خواجہ عمرو نے کہا کہ ایک ذرا اس درہ کوہ مین ٹھہر جاؤ
ایک ایک جام شربت کا پی لین تو تمھارے ساتھ چلین کل مین طلسم کشا کو پکڑ لاؤنگا حمزہ کو بھی
گرفتار کرادونگا کل فرزندان حمزہ مجکو مانتے ہین سب کو گرفتار کرادونگا ملکہ حسینان دل
مین خوش ہوگئی سوچی کہ جب عمرو کو ساتھ لیکر جلونگی اور عمرو یہ کارہاے نمایان کریگا تو قدرت
بہت راضی ہونگے درہ کوہ مین آکر بیٹھی خواجہ عمرو نے شربت بنا کر پلایا ملکہ حسینان فوراً

بیہوش ہوئی عمرو باہر درے کے نکل کر کھڑا ہوا ایک اور ساحرہ آئی تھی عمرو نے ساحر بنکر
اُس کو بھی بیہوش کیا درۂ کوہ مین لایا اُس ساحرہ کو بشکل ملکۂ حسینان بنایا اور ہوشیار
کر کے آئینہ ہاتھ مین دیا وہ ساحرہ یا تو ضعیفہ تھی یا آفتاب جمال ہو گئی عمرو نے پوچھا کہ نام
اصلی تیرا کیا ہو اُسنے کہا کہ گلچین جادو عمرو نے کہا کہ ای گلچین قدرت نے تجکو عہدۂ معشوقی
دیا بشکل ملکۂ حسینان بنایا تجکو مناسب ہو کہ لشکر خداوند مین اسی صورت پر جا اور
نعرہ کرنا کہ منم ملکۂ حسینان قدرت کی اطاعت کو آئی ہون قدرت کہین گے میرے پاس
بیٹھو تم جواب دینا کہ آپ کے پہلو مین نہ بیٹھونگی جو آپ سے ہو سکے وہ میرے حق مین کیجیے
جب وہ تم کو دار پر کھینچے تو گلا اپنا رکھدینا مین فوراً آؤنگا تم کو بادشاہ بناؤنگا خبردار
تم ذرا خوف نہ کرنا خواجہ عمرو نے ملکۂ حسینان کو چھپا دیا اور گلچین جادو کو بشکل
ملکۂ حسینان روانہ کیا آپ پیچھے پیچھے چلے اور گلچین اُسی شکل پر لشکر جمشید مین پہونچی
اور نعرہ کیا کہ منم ملکۂ حسینان خدمت مین قدرت کی آئی ہون جمشید ثانی یہ خبر سُن کر
نکل آیا بُلا کر گلچین سے کہا کہ ای ملکۂ حسینان اب تو مجکو قبول کرو گی گلچین نے بگڑ کر کہا
کہ او جمشید جو تو چاہ میرے حق مین کر مگر مین وصل تیرا نہ قبول کرونگی تو نے بُلایا مین چلی آئی
جمشید نے کہا کہ مین تجھے ابھی قتل کرونگا ملکۂ حسینان نقلی نے کہا کہ مین مقبول بارگاہ
سامری و جمشید ہوئی تو مجکو قتل نہین کر سکتا اگر قتل کریگا تو مین تجھپر غالب آؤنگی تب
تجکو حال کُھلیگا خوب دعوی خدائی کیا بندگان سامری کو دیوانہ کیا اپنا بندہ مشہور
کر دیا یہ باتین سُن کر جمشید ثانی نے حکم دیا کہ دار استادہ کرو مین ابھی اسکو قتل کرتا ہون
دار استادہ ہوئی جمشید ثانی نے اشارہ کیا کہ اس کو دار پر لٹکادو گلچین جادو نے خود
بڑھ کر گلا حلقۂ کمند مین رکھدیا ہر چند کہ جمشید تڑپ رہا ہو مگر جلاد نے بڑھ کر ہاتھ مارا کہ
سر کٹ کر ملکۂ حسینان نقلی کا گرا جمشید نے ہاے جان جہان کہکر کلیجہ تھام لیا عمرو دیکھ رہا
ہو کیونکہ ایک جادوگر کی شکل بنا کھڑا ہو جیسے ہی سر کٹا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من گلچین جادو
بود جمشید نے کہا کہ ارے یارو گلچین تو خاص میری کنیز تھی ای طائر راز دار جلد آ وہی
طائر پھر اُڑتا ہوا آیا گرد لاش پھر کر ایک چیخ ماری کہ جل کر خاک ہوا اب صورت اصلی گلچین

کی ہو گئی جمشید ثانی نے جو لاشہ گلچین کا دیکھا منھ اپنا پیٹ لیا اور کہا یارو یہ کیا غضب ہوا
کتاب سوانحات تو لاؤ کتاب مین جو دیکھا یہ نوشتہ پایا کہ ملکہ حسینان آتی تھی راہ مین عمرو نے
روک لیا وہ درہ کوہ مین بند ہی عمرو نے گلچین کو روانہ کر دیا جمشید بہت رویا کہا کہ یارو
غضب ہوا گلچین بے خطا قتل ہو گئی اب کیا تدبیر کرون سحر بھی اُتار چکا خواجہ عمرو وہان سے
بھاگے آکر ملکہ حسینان کو ہوشیار کیا اب جو ملکہ حسینان ہوشیار ہوئی کہا خواجہ تم نے بہت بڑا
احسان کیا مین مبہوت ہو کر چلی تھی نہین معلوم دربار جمشید مین جا کر کیا گذرتی وہ
بیمیا کس طرح پیش آتا خواجہ عمرو نے کہا کہ مین نے حکم جمشید بھی پورا کیا کہ گلچین کو تمھاری
شکل پر روانہ کیا اب لشکر مین چلو بادشاہ متردد ہونگے ملکہ حسینان کو خواجہ عمرو ساتھ لیکر
لشکر مین آئے یہان جب میثاق کو خبر گذری کہ ملکہ حسینان مبہوت ہو کر گئین میثاق
گھبرا رہا ہی کہ خبر پہونچی ملکہ حسینان کو خواجہ عمرو لیکر آتے ہین میثاق نے کہا کہ ای شہریار
ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ عمرو نے عیاری کی اور ملکہ حسینان کو بچایا کہ خواجہ
سامنے آئے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ میرا روپیہ بہت صرف ہوا بادشاہ نے
کئی ہزار روپئے منگا کر دیے مگر خواجہ عمرو خوش نہ ہوے اور وہان جمشید ثانی بعد
اس مقدمے کے دربار مین آکر بیٹھا پکار کر کہا یارو کیسے کیسے ساحر جمع ہین نامے گئے ہوے
ہین صاحبان دربند بھی آتے ہونگے کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر آئے سحاب برقبار اور
ابر بار تاجدار و حسان تاجدار و نعمان تاجدار و پیکان تاجدار وغیرہ آکر پہونچے
سامنے جمشید کے سب کھڑے ہوے عرض کرتے تھے کہ یا خداوند ہم جو حاضر ہوے ہین تو
خالی نہ رہین گے جو حکم ہو وہ بجا لائین جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ابھی تم لوگ ٹھہرو جب
موقع ہو گا تو کام سپرد کیا جائیگا مگر سحاب برقبار اپنے مقام سے یہ کہ کر اُٹھا کہ یا خداوند
مین نے سُنا ہی کہ ملکہ حسینان نکل گئین اگر حکم ہو تو اُنکو ابھی گرفتار کر لاؤن جمشید ثانی نے
کہا کہ وہان وہ عیار موجود ہی کہ جسنے میرے سحر کو باطل کر دیا ایسا نہ ہو کہ کسی فقرے مین
پھنس جاؤ سحاب نے کہا کہ یا خداوند مجھسے کوئی کلام نہین کر سکتا ایک سحر مین اُس کو
گرفتار کر لاؤنگا اور اس طرح سمجھا کر لاؤن کہ آتے ہی اطاعت کرے جو فرمائیے وہ ہی قبول کرے

جمشید نے کہا کہ اگر تمکو یہ دعویٰ ہی تو بیشک جاؤ اگر ملکۂ حسینان کو گرفتار کرکے لاؤگے
تو تمکو مرتبۂ عظیم عطا کرونگا سحاب نے کہا کہ جاتے ہی وہ سحر کرونگا کہ ملکۂ حسینان میرے پاس
چلی آوینگی اور اُن کو گرفتار کرکے لے آؤنگا یہ کہکر سحاب برقبار تخت پر سوار ہوا
ساٹھ ستر ہزار جادوگر ہمراہ لیکر طرف بادشاہ کے روانہ ہوا پہر دن رہے آگر
مقابلۂ بادشاہ مین پہونچا لشکر کو اُتارا آپ ایک گوشے مین آیا بیٹھ کر سحر کرنے لگا برائے تسخیر ملکۂ
حسینان جستجو کر رہا ہی کہ ہرکارون نے آکے خبر دی کہ سحاب برقبار ساٹھ ستر ہزار فوج سے
آیا ہی ملکۂ حسینان نے کہا کہ مین اُس سے لڑونگی میثاق نے سمجھایا کہ ای ملکۂ عالم
اس سحاب جادو کو جانتی ہو کہ بلاے روزگار ہی اگر اُسکا سحر چل گیا تو بڑی خرابی ہوگی
ملکۂ حسینان نے کہا کہ اگر مجھسے مقابلہ کریگا تو میدان مین حال کھل جائیگا میثاق نے کہا کہ مین
تمھاری کمک کو موجود ہون یہ ذکر تھا کہ صداے طبل جنگی کان مین آئی ملکۂ حسینان
نے سر اُٹھا کر پوچھا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ یہ کیسا نقارہ بجا ہی فیروزہ نے عرض کی کہ شاگرد
ہمارے براے خبر گئے ہین یقین ہی کہ آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے اور
آتے ہی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہ دوست شاد
و دشمن برباد رہین سحاب برقبار نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ میدان مین نکلکر
معرکہ آراے نبرد ہو ملکۂ حسینان نے بادشاہ سے کہکر طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون
مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ نظم رُخ شمع مائل بہ زردی
ہوا + لباس فلک لاجوردی ہوا + موذن اذان سے ہوے بہرہ مند + ہوئی بانگ
اللہ اکبر بلند + لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان + اُٹھے لوگ لیلے کے انگڑائیان +
کمر بندی ہونے لگی دونون لشکر بہ قاعدۂ قدیم میدان کارزار مین آئے سحاب جادو
نے میدان مین آکر پکارا کہ سواے ملکۂ حسینان اور کسی کو نہین چاہتا ملکۂ حسینان
نے طاؤس اپنا بڑھایا آکر بادشاہ سے اجازت لی بادشاہ نے فرمایا کہ ای ملکۂ حسینان
تم مقابلۂ سحاب مین نہ جاؤ ملکۂ حسینان نے کہا کہ وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی مین ضرور
اُسکے مقابلے مین جاؤنگی وہ سحر کردن کہ باقبال شہنشاہی سحاب حیران ہو یہ

کہ کرطاوس اپنا بڑھایا مقابلہ سحاب مین پہونچین سحاب نے سحر کیا کہ ایک ابر سیاہ سر پر ملکۂ حسینان کے چھایا خنجر برسنے لگے شانہ ملکۂ حسینان کا زخمی ہوا زخم جو ملکۂ حسینان نے کھایا چہرہ سُرخ ہو گیا نہایت غصہ آیا جھولی پر ہاتھ ڈال کر کارد سحر نکالی اسم سحر پڑھکر پھینک ماری اُسی قدر شانہ سحاب کا بھی زخمی ہوا جو سحر سحاب کا چلا ملکۂ حسینان پر بخوبی تاثیر ہوئی مگر ملکۂ حسینان کا بھی کوئی سحر خالی نہ گیا جب سحاب نے کئی زخم کھائے زخمون کو باندھنے لگا ملکۂ حسینان نے اُس عرصے مین ایسا سحر کیا کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی صاف معلوم ہوتا تھا کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہے نظم

بجل یاد آیا مجکو اُس گل کی سواری کا	چمن مین آج چلنا دیکھ کر باد بہاری کا
ترے نقش کف پا کے لیے کرتا ہون مین کو	ہوا ہے عشق مین یہ حال میری خاکساری کا
تعجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قاصد کے گر جائے	لکھا ہے مین نے کچھ کچھ حال دلکی بیقراری کا
حسینان جہان کے غول میخانے مین آئے ہین	بڑا احسان یہ مجھپر ہوا ابر بہاری کا
برہنہ دختِ رز کو حضرت زاہد اگر دیکھین	اُتارین جامہ اپنے ہاتھ سے پرہیزگاری کا
زمین لیلی جو بعد دفن مین تربت مین گھبرایا	کہان ہین وہ جو دم بھرتے تھے تیری غمگساری کا
کرینگے ترک آجائیگی پیری جبکہ اے سطوت	جوانی مین بہت مشکل ہے چھٹنا بادہ خواری کا

سحاب نے دیکھا کہ ایک نوجبین ہے دریاے جواہر مین غوطہ زن دونون عارض زیبا رشک نسترین و نسترن جیسے ہی سحاب نے اُس نازنین کو دیکھا اور آواز اشعار کی کان مین پہونچی کلیجہ تھام لیا وہ نازنین قریب آئی کہا اے سحاب برقبار تمھاری باغ دلکشا مین طلب ہے سحاب نے ہاتھ اُسکا تھام لیا اور اُس نازنین کے ساتھ چلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک باغ دکھائی دیا دروازے پر باغ کے چند کنیزین کھڑی تھین اُنھون نے جھککر سلام کیا اور کہا کہ اے دلفریب کہان تشریف لے گئی تھین اُسنے ہنس کر جواب دیا کہ میان سحاب برقبار کو لائی ہون کہ باغ مین ٹھہرین اور ٹھنڈے ہون اُن کنیزون نے سحاب کو آکر گھیر لیا کہا باغ مین چلیے دیکھیے تو کیسا باغ لا جواب ہے ہر طرف سے سرسبز و شاداب ہے سحاب برقبار اُن کنیزون کے ساتھ باغ مین آیا دیکھا کہ حقیقت

متن فرد اگر فردوس بر روے زمین است ہمین است و ہمین است و ہمین است ✦ چمن ہاے طولانی ہر نخل لاثانی گل ہاے پر بہار عندلیبان چمن کی پکار جوش پر لالہ زار کلاہ کو کج کیے ہوے چمن مین اکڑ رہا ہی ہر سرو چمن اپنی استادگی پر نازان سنبل پیچان پریشان نرگس شہلا کی دیدہ بازی بلبلون کی غمازی پہلوے گل مین پھول پھول کر بیٹھی ہین ایک طرف کبک خوش رفتار خوش رفتاری دکھا رہا ہی ایک سمت طاؤس طناز سرگرم خرام ناز عجب طرح کی رعنائی دکھا رہا ہی ہر سمت ✦ کارخانہ عیش و نشاط ہی باغ کے یہ حالات دیکھ کر سحاب جادو مست ہوا پلٹ پلٹ کر کنیزون سے پوچھنے لگا کہ ملکہ دلفریب کہان رہ گئین کنیزون نے عرض کی کہ ہم لوگون سے ارشاد فرما گئین کہ ان کو باغ مین لیچلو ہم بھی آتے ہین ہیرون باغ تشریف رکھتی ہونگی یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی تمام باغ کو آندھی نے گھیر لیا بڑے بڑے تارے چمکتے ہوے نمایان ہوے کچھ طائران زمزمہ سرا زیر ابر چہکتے ہوے سامنے باغ کے ابر آکر پھٹا اور آواز آئی کہ کیون او سحاب جادو نہین ممکن تھا کہ تو یہان تک آئے مگر دلفریب نے تجکو تسخیر کر کے یہان بھیجا اب کیون گھبراتا ہی سب کچھ ہو جائیگا بڑا چین پائیگا یہ کہکر ایک آواز مہیب آئی کہ اے سحاب جادو سامنے خیال کر کے دیکھ کہ ایک چمن مین صرف درخت ہاے شمشاد ہین بیچ مین ایک نخل کلان ہی اور ایک اژدہا کئی سو گز کا اُس کے نیچے بیٹھا ہی اپنے تئین اُس تک پہونچا اُس اژدہے کو بیدار کر اور پوچھ کہ تجھپر کیا سانحہ گذرا دلفریب نے تیرے ساتھ کیا کیا وفاداری کی کہ بیوفائی یہ سنتے ہی سحاب جادو پلٹا خیال کر کے دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین ایک اژدہا مہیب بیٹھا ہی مگر سرنگون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے سے معلوم ہوتا ہی کہ غم و الم کا پتلا ہی سحاب نے قریب آکر سلام کیا اژدہے نے آنکھین کھول لین اور مثل انسان کے گویا ہوا کہ او ساحر تو یہان کہان آیا سحاب نے اپنا حال بیان کیا وہ اژدہا ہنسا اور کہا کہ اے سحاب بر قیاس ہم عاشق جمال ملکہ دلفریب ہین اور ساکن صحراے باران کے ہین ملکہ کا ایک دن گذر ہوا مین جمال جہان آرا دیکھکر مائل ہوا مجکو یہان لائین ایک ہفتہ گذرا کہ جمال نہین دکھاتین اور میرے سامنے نہین آتین آٹھ پہر انہین کی یاد مین رہتا ہون جفاے فراق سہتا ہون خبردار اے سحاب بر قیاس محبت پر دلفریب کی

نازنہ کرنا ہر چند کہ مین قوم کا جن ہون سب کچھ میرے کیے ہوسکتا ہی مگر فراق دلفریب نے ایسا پریشان کیا ہی کہ کچھ نہین ہوسکتا خبردار دلفریب پر عاشق نہ ہونا سحاب نے کہا کہ مین تو اُسکے جمال ظاہری پر مائل ہون اژدہے نے مُنھ کھولا اور کہا کہ عاشق دلفریب تو میرے دہن مین پھاند پڑ دیہی راستہ باغ ہمیشہ بہار کا ہی سحاب جادو دہن مین اژدرکے کود پڑا اجل کر خاک ہوا وہان لشکر والون نے آواز سُنی کہ کشتی مرا نام من سحاب برفبار بود سب لشکر والے بھاگے بھاگ کر سامنے جمشید کے آئے عرض کی کہ یا خداوند سحاب برفبار مارا گیا ملکۂ حسینان نے ایسا سحر کیا کہ سحاب ایک نازنین کے ساتھ گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ مارا گیا ہم لوگ خائف ہو کر بھاگ آئے جمشید نے طائر سے پوچھا کہ کیون ای طائر راز دار سحاب پر کیا گذری طائر نے کہا کہ دلفریب نے لیجا کر اُس کو باغ دلکشا مین جلا دیا اب اُسکا زندہ ہونا دشوار ہی جمشید نے کہا کہ مین زندہ کر سکتا ہون ای طائر راز دار اُس اژدر مہیب کو طلب کرو تو مین فکر کرون طائر بلند ہوا مثل انسان کے آواز دی کہ ای اژدر مہیب جلد آکر حاضر ہو قدرت تم کو طلب فرماتے ہین دیکھا سب نے کہ اژدہا آیا سامنے مُنھ کھول کر کھڑا ہوا جمشید ثانی نے اُس کے دہن مین ہاتھ ڈال دیا یا سامری کہکر ہاتھ کھینچا سب نے دیکھا کہ پنجہ مین اسکے سحاب جادو دبا ہوا تھا لیکر سامنے ڈال دیا تھوڑی دیر مین سحاب بیدار ہوا اور آنکھین ملتا ہوا اُٹھا کہتا تھا کہ یا خداوند مین خوب سویا اب جو بیدار ہوا تو قدرت کو دیکھا مگر فراق دلفریب مین بُرا حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

جو دل مین ہی کسی صورت سنا نہین سکتے
اکیلا اُن کو کسی وقت پا نہین سکتے

غم فراق بھلا اُٹھ سکیگا کیا ہم سے
یہ ضعف ہی کہ ترے ناز اُٹھا نہین سکتے

خیال ہی یہ ہمین ہو نہ اُن کی رسوائی
اسی سے آہ و فغان لب پہ لا نہین سکتے

گیا عدم کی طرف قافلہ احبا کا
ہزار جلد چلین اُن کو پا نہین سکتے

دکھا کے زلف کو کہتا ہی عاشقون سے وہ شوخ
یہ دام وہ ہی کہ دل پھنسکے جا نہین سکتے

صنم خدا کی قسم آپ کی محبت مین
مزا ملا جو ہمین لب پہ لا نہین سکتے

غزل دکھائیں لطافت کو کیوں شہ اے سطوت | جہاں میں اُنسا ہم اُستاد یا نہیں سکتے

یہ اشعار پڑھکر سحاب چلا جمشید ثانی نے کہا کہ ای سحاب کہان جاتے ہو سحاب نے کہا اگر
دلفریب نہ ملیگی تو میری جان نجیگی وہ نگاہ اُسنے ڈالی کہ قاب کانپ رہا ہی آنکھوں کے نیچے
وہ تصویر پھر رہی ہی جمشید ثانی نے اُس کو ایک جام شراب پلایا شراب پی کر اور زیادہ
بلبلانے لگا ہاے دلفریب ہاے دلفریب کی صدا زبان پر جاری ہوئی مثل ماہی بے آب
تڑپ رہا ہی ہرچند جمشید سمجھاتا ہی کہ کیون ای سحاب تم کسلیے بیقرار ہو دلبر پر قبضہ نہیں کرتے
سحاب نے کہا کہ یہ غلام آپ کا اشکبار ہی فراق مین دلبر کے بہت بیقرار ہی ایسا نہ ہو کہ
تڑپ کر دم نکل جاے کیونکر دل آرام پاے جمشید ثانی نے اور چند چیزین اسکو کھلائین
پوجا کر کے شعلہ بلند کیا وہ شعلہ سر پر سحاب کے تھرایا جب وہ شعلہ سر پر سحاب کے
گرا اور چند سوے سر جلے تب ہوش و حواس سحاب کے درست ہوے کہا یا خداوند ملکہ
حسینان نے مجکو بہت ذلیل کیا مین آج رات کو جاؤنگا بستر خواب سے اُسکو اُٹھالاؤنگا
جمشید نے کہا کہ ای سحاب ملکہ حسینان کو ایسا کچھ قدرت نے تعلیم کیا ہی کہ جسکا ذکر
نہیں ہو سکتا اگر وہ بیدار ہو گئی تو پھر تم کو آفت مین پھنسائیگی اگر سوتے مین لے آئے
تو غالب ہوے لیکن بہت سمجھ بوجھ کے جانا ملکہ حسینان وہ ساحرہ ہی کہ جسکا مثل
و نظیر نہین ایسے ایسے شعبدے اُسکو معلوم ہین کہ کوئی اُسپر غالب نہیں ہو سکتا مینے
یہ شعبدے اس واسطے اُس کو تعلیم کیے تھے کہ کسی اور کے دام فریب مین نہ پھنسے بلکہ
میری ہی مطیع رہے مگر فلک نے عجب گردش دکھائی کہ میرے قبضے سے نکل گئی جاکر بادشاہ
پر مائل ہوئی اب ہم تک اُسکا آنا دشوار ہی بادشاہ نے وہ خلق اُسکے ساتھ کیا کہ وہ ہر
وقت خوش رہتی ہی سب شاہزادیاں اُسکا اعزاز و اکرام کرتی ہین بادشاہ نے انتظام
لشکر اُس کے سپرد کیا ہی کوئی شاہزادی دس ہزار ساحرون کی مالک کوئی پانچہزار کی افسر
ہی یہ کل فوج کی افسر ہی بادشاہ نے عہد کیا ہی کہ جب تم سحر سے تائب ہوگی تو ہم تمھارے
ساتھ عقد کرینگے ملکہ حسینان نے بھی اقرار کر لیا ہی کہ جب قدرت قتل ہونگے تب
سحر سے توبہ کرونگی ای سحاب برقبار مجکو کون مار سکتا ہی اگر سولوحین طلسم کشا کے پاس پہنچان

تو مجھپر قبضہ نہ پاتین لہذا اگر مناسب ہو تو پاس عنبر بار جادو کے جاؤ اور اُسکی صلاح سے
کام کرو تو شاید گرفتار کر لو سحاب جادو اُٹھا جمشید سے کہکر طرف جزیرہ عنبر بار کے چلا
جب سامنے دریا کے پہونچا تو آواز دی کہ ای عنبر بار ہم تمھاری ملاقات کو آئے ہین عنبر بار نے
دریا سے سر نکالا ایک نہنگ پر سوار تھی کنارے پر آکر سحاب سے پوچھا کہ کس خواہش سے
آئے ہو سحاب بر فبار رونے لگا کہا کہ ای ملکۂ عالم ملکۂ حسینان نے مجکو بہت ذلیل کیا کہ
چاہتا ہون کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ ملکۂ حسینان میرے قبضے مین آئے عنبر بار نے کہا کہ
ای سحاب مین تمھارے ساتھ چلون اگر ہو سکے تو سوتے مین اُس کو اُٹھا لاؤن سحاب نے
کہا کہ یہ تو مجھسے بھی ہو سکتا ہی عنبر بار نے کہا کہ تم جاؤ مین بھی اپنا سحر ساتھ کیے دیتی ہون
وہ سحر تمھاری حفاظت کریگا اگر تامل کروگے تو ملکۂ حسینان غالب آجائیگی اگر ایکی مرتبہ اُسکے
شعبدے مین پھنس گئے تو پھر نہ بچوگے عنبر بار سے سحاب بر فبار خوب گفتگو کرکے رخصت
ہوا طرف لشکر سعد بن قباد کے چلا قضائے کار راہ مین کوہ فیروزہ پڑتا ہی وہانکی حاکم
ملکہ فیروزۂ فیروزہ پوش ہی کوہ فیروزہ پر بیٹھی ہی صحبت عیش و طیش آراستہ ہی ناچ
ہو رہا ہی ایک نازنین گانے والی خوش آواز تانین مار رہی ہی دور جام گردش مین ہی
سحاب جادو کہ خرا جگزار جمشید ثانی مشہور ہی سب شاہزادیون کو جانتا ہی جلسہ فیروزہ
کا دیکھکر بہت پسند کیا آسمان سے اُترا فیروزہ نے جو سحاب کو آتے ہوے دیکھا استقبال کیا
لاکر مقام صدر پر جگہ دی ساقی بچے سے اشارہ کیا اُسنے جام پیش کر دیا سحاب جادو
پی گیا محفل مین فیروزہ کی بیٹھا ہوا مسخرہ پن کر رہا ہی فیروزہ نے پوچھا کہ ای سحاب جادو
اس وقت کس ضرورت مین نکلے تھے سحاب نے کہا کہ برائے گرفتاری ملکۂ حسینان جاتا ہون
فیروزہ نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلون سحاب نے مونچھون پر تاؤ پھیر کر کہا کہ مین کیا
کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون تم چل کر کیا کرو گی فیروزہ نے کہا کہ مجھے ایک مدت سے
ملکۂ حسینان سے ملال ہی دربار خداوندی مین جو مین گئی تو بی ملکۂ حسینان نے غرور
سے کلام نہ کیا ایسا اُن کو غرور ہی کہ جسکا بیان ممکن نہین چلو ہم تم گرفتار کر لائین ابھی
بیٹھو جلدی کیا ہی جب سحاب اُٹھنے کا ارادہ کرتا ہی فیروزہ دامن تھام لیتی ہی سحاب

اپنے دل مین یہ سمجھا کہ فیروزہ مجھپر مائل ہوئی کھل بل کے کلام کرنے لگا فیروزہ نے جھلا کر کہا
کہ ای سحاب تم کیا سمجھے ہو کہ جو مجھسے اس طرح کی باتین کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ مجکو ناگوار ہو میرا عاشق
صادق آتا ہو گا کئی برس سے اُسی سے ملاقات ہو مین کسی سے بات نہین کرتی تمکو مقرب درگاہ
خداوند جانکر پہلو مین جگہ دی سحاب نے کہا کہ ای ملکہ عالم مین تو اپنی ضرورت کو جاتا ہون
اور طرح کا خیال نہ کرو یہ ذکر تھا کہ سامنے سے ابر گانار اُٹھا گرجتا ہوا پہاڑ پر آکر وہ ابر
لہرایا اور پھٹا اندر سے ابر کے ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب تاج یاقوتی سر پر رکھے
ہوے ظاہر ہوا فیروزہ نے کہا کہ ای شہنشاہ آیئے وہ جادوگر پہلو مین فیروزہ کے بیٹھا اور
سحاب متوجہ ہو کر کہا کہ آپ کا نام نامی کیا ہو کیون ای فیروزہ البیون کو پہلو مین جگہ دیتی
ہو اب سحاب گھبرایا فیروزہ نے جواب دیا کہ ای یاقوت سُرخ پوش یہ خراجگزار خداوند
ہین برائے گرفتاری ملکۂ حسینان چلے تھے اِدھر سے گذرے یہان بھی ٹھہر گئے ہین نے شراب
وغیرہ سے خاطر کی تم اور کچھ خیال نہ کرو سحاب نے کہا کہ ای یاقوت سُرخ پوش ہم مصاحب
خداوند ہین اور سب خراجگزارون مین ہمارا رتبہ اعلی ہو اور جملہ خراجگزار ہمارا پاس کرتے
ہین اگر پہلو مین بیٹھا تو کچھ اور خیال نہ کرنا جب دربار خداوند مین آؤ گے تو ہم تمھاری بڑی خاطر
کرین گے یاقوت سُرخ پوش نے کہا کہ ای سحاب برخبار تم ایسے تو بہت سے میرے
ملازم ہین پہلوے فیروزہ سے ہٹ کر بیٹھو سحاب نے کہا کہ ہم تو نہ ہٹین گے اور مل کر
بیٹھین گے آخر آپس مین یہان تک تکرار ہوئی کہ یاقوت سُرخ پوش تیغ کھینچکر اُٹھا
کہا او بے حیا اُٹھ تو مین تجکو سمجھا دون ملکۂ حسینان وہ ساحرہ ہو کہ دربار خداوندی
مین سب شاہزادیان اُس سے شرماتی ہین بڑی بڑی آنکھین چہرہ آفتاب عالمتاب
دندان معقول جواب گوہر آبدار قمر عذار کبک رفتار شیرین گفتار تیری بھی یہ مجال ہو
کہ اُس کی گرفتاری کو جاے مین یہین تجکو سمجھائے دیتا ہون برائے گھر مین بلا تکلف
بیٹھ جانا اُسپر یہ غرور ہو مین آج بے سمجھائے نہ چھوڑونگا سحاب بھی جھلا کر اُٹھا فیروزہ ہان
ہان کر رہی ہو مگر یہ دونون کب مانتے ہین اپنے اپنے مقام سے اُٹھے تلوار چلنے لگی سحر بھی
ہو رہے ہین آگ برساتے جاتے ہین خنجر گراتے ہین تلوارین چمکاتے ہین مگر سحاب برخبار

سب وار یاقوت کے روک رہا ہی ایک تلوار جو گری سر یاقوت کا زخمی ہوا زخم کھا کر یاقوت
بہت بگڑا کہا او بے حیا سامنے معشوقہ کے تو نے مجکو زخمی کیا اب مین زخم کھا کر بھلا تجکو زندہ
چھوڑونگا یہ کہکر خون چلو مین لیا اسم سحر پڑھکر طرف سحاب کے پھینک مارا سحاب کے ہاتھ
پاؤن زمین نے تھام لیے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین یاقوت جادو تلوار کھینچ کر بڑھا کہ سر
سحاب کا کاٹ لون سحاب نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوند فریاد ہی یہ مجپر ناحق کی بیداد ہی
یہ جو سحاب نے آواز دی جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا سحاب کی صدا سُن کر
گھبرا یا کہا صاحبو تم نے سُنا لی ہمرا معلوم ہوتا ہی کہ سحاب جا کر کسی آفت مین پھنس گیا
ابھی مجکو پکارا ہی ای پنجۂ قدرت جلد جاؤ اور سحاب بر فبار کو اٹھا لاؤ سامنے ایک کوٹھری
تھی اُس مین سے سُنہرہ پنجہ نکلا اور تڑپتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہی کہ یاقوت نے سحاب
کو چاہا ہی کہ ہاتھ مارون کہ ایک برق چمکی سب کی آنکھین جھپک گئین ایک پنجہ تڑپ کر گرا اور
سحاب کو لے اڑا یاقوت نے پکار کر آواز دی کہ او بھگوڑے کہان جاتا ہی سحاب نے
جواب دیا کہ جہان جاتا ہون پھر پلٹ کے آتا ہون اور تجکو بھی سزا دونگا یاقوت نے
چاہا سحر سے روکون مگر وہ پنجہ فرستادۂ جمشید کب رکتا ہی سامنے جمشید کے پہونچا سحاب
کو لا کر ڈال دیا جمشید نے سحاب کو ہوشیار کیا پوچھا کہ کس آفت مین پھنس گئے تھے سحاب
نے سب ذکر کیا کہ کوہ فیروزہ پر جو پہونچا فیروزہ خاطر کے ساتھ پیش آئی مگر عاشق ظالم
اُسکا یاقوت سُرخ پوش ایسا بگڑا اور ایسا سحر کیا کہ مین عاجز آگیا مجھے یقین کامل تھا
کہ اب مارا جاؤنگا تب مین نے قدرت کو پکارا جمشید نے کہا کہ ای سحاب ستارہ تمھارا
گردش مین ہی تم کسی کام کا قصد نہ کرو مجکو ڈر ہی کہ ملکہ حسینان کے ہاتھ سے مارے جاؤگے
وہ قاتل اُسکے سحر مین کہ بچنا دشوار ہوگا وہ میری شاگرد رشید ہی مگر افسوس ہی کہ دمِ مل
میرا قبول نہ کیا اور نکل گئی سحاب نے کہا کہ مین برائے گرفتاری ملکہ حسینان جاتا ہون
جمشید نے بہت روکا اور منع کیا مگر سحاب کو قلق ہی کہ ملکہ حسینان کو لاؤن اور قدرت
کے سامنے ذلیل کرون اُڑا ہوا جاتا ہی ایک صحرا مین پہونچا دیکھا کہ ایک جادوگرنی کمسن
پھولے پھولے گال جسم تمام گدرایا ہوا لنگا پہنے ہوئے پھر رہی ہی سحاب دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا

فوراً آسمان سے اُتر آیا قریب آکر اُس کا ہاتھ تھام لیا کہا ای جان جہان کہان جاتی ہو اُسنے
مسکرا کر کہا کہ مجھ دیوانہ ہوا ہو رہزنی کرتا ہو سحاب نے سحر کیا کہ وہ عورت اسکے ساتھ
درۂ کوہ مین آئی سحاب نے مدعا حاصل کیا جیسے ہی باہر نکلا وہ عورت بھی ساتھ ہوئی
کہتی جاتی ہو کہ اسے مجکو کچھ دیگا یا یون ہی چلا جائیگا کہ ایک جادوگر پیدا ہوا اُس عورت
نے پکار کر کہا کہ ای باپ اِسنے رہزنی کی نہین معلوم مجھپر کیا کردیا تھا کہ مین اس سے راضی
ہو گئی اُس جادوگر نے پکار کر کہا کہ او بے حیا تو کون ہو کہ تونے آبرو مین ہماری خلل ڈالا
ناکتخدا پر ہاتھ ڈالدیا اب مین تجکو جانے نہ دونگا آخر تو کون ہو کہ اتنی بڑی حرکت کر گذرا
مین سمجھ گیا کہ سحر کرکے تونے اس سے وصل حاصل کیا سحاب نے کہا کہ تیری مجال ہو جو مجھکو
روک سکے مین خراجگزار خداوند جمشید ثانی ہون اُس جادوگر نے گولہ مارا سحاب نے
گولہ کاٹ کر دستک دی کہ ایک جوان زنگی پیدا ہوا اُسنے آکر اُس جادوگر کو مارا سحاب
نے چاہا کہ اب چل جاؤن وہ عورت کم سن رو رہی ہو اور کہتی ہو کہ او ظالم تونے میری آبرو
لی اور میرے باپ کو بھی قتل کیا مجکو ایسا کچھ دے کہ یہ غم میرے دل سے مٹے سحاب جادو
نے ناچار ہو کر جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک پتلی پیتل کی نکالی اُس عورت کو دی اُس نے ہاتھ
ہٹا لیا اور کہا کہ یہ پیتل کی پتلی مین کیا کرونگی پھر ایکطرف سے آواز آئی کہ او بدذات
تونے بڑا غضب کیا چھوکری کو یتیم کیا منم ہیولاے جادو دیکھا سامنے سے ایک جادوگرنی
ہوا پر پاؤن مارتی ہوئی آتی ہو مگر سر جھاڑ منھ پہاڑ اُس کم سن نے کہا کہ او شخص اب تجھکو
سزا ملیگی کہ مادر مہربان آپہونچین وہ جادوگرنی زمین پر آئی منم ہیولاے جادو کہکر لہنگا
ہلانے لگی گرد جھڑنے لگی ایک تتق گرد پیدا ہوا سحاب کو گرد نے گھیر لیا اب سحاب دیوانہ وار
وحشی مثال کھڑا ہی سحر یاد نہین آتا ہیولاے جادو نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا ایک جھٹکا مارا
کہ سحاب منھ کے بل گرا ہیولاے جادو نے ایک لات ماری کہ سر سحاب کا پھٹ گیا
دریلے خون جاری ہوا ہیولی نے سحاب کو مارکر اُس لڑکی کا ہاتھ تھام کر کہا کہ کیون
او گیسو بریدہ تونے آبرو کو خاک مین ملایا اب پنچایت مین حقہ پانی بند ہو جائیگا جب بیٹی
روٹی دونگی تب برادری مین بیٹھنے پاؤنگی یہ کہکر تمانچے مارتی ہوئی اُس لڑکی کو ہیولی لیگئی

نگر لاشہ سحاب کا بوندے مین گرد کے لپٹا اُڑتا ہوا چلا جمشید قصر ہفت رنگ مین بیٹھا
ہوا تھا کہ لاشہ سحاب کا آکر گرا جمشید ثانی نے گھبرا کر کہا کہ ارے سحاب کو کسنے مارا یہ کہکر
آئینہ نکالا اُس مین دیکھ کر زانو پر ہاتھ مارا کہا دختر ہیولی سے اِسنے فعل بد کیا اور شوہر
ہیولی کو قتل کیا اُس نے آکر اس کو مارا کیسی کیسی افتادین پڑین تا بہ لشکر طلسم کشا نہ
پہونچنے پایا سیلاب مردار خوار بھائی سحاب کا بیٹھا ہوا تھا اپنے مقام سے اُٹھا کہا
یا خداوند مین ملکۂ حسینان کو لاؤنگا اور راہ مین کہین نہ ٹھہرونگا جمشید نے کہا اختیار
ہی مگر ستارہ گردش مین ہی روح سامری مٹانے کی کوشش مین ہی اچھے خداوند گذرے
ہین کہ اپنے بندون کو ہلاک کراتے ہین مذہب مسلمانون کا بڑھاتے ہین دیکھیے انجام
کیا ہو مگر آتقدیر مضبوط کر چکا ہون کہ طلسم نہ ٹوٹیگا سردار آپس مین ہنسے ایک سے ایک
کہتا ہی کہ قدرت اپنی کیے جاتے ہین دن بدن زوال ہی جو ساحر جاتا ہی وہ زندہ نہین
پلٹ کر آتا اب دیکھیے میان سیلاب مردار خوار جاتے ہین راہ مین کہین یہ بھی پھنسینگے
مگر سیلاب مردار خوار سب سحر تیار کر کے جست و خیز کرتا ہوا چلا راہ مین جاتا تھا کہ میان
برق فرنگی جنگل مین بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک ساحر گھبرایا ہوا آتا ہی برق فرنگی نے پکارا
کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مین کچھ پوچھونگا سیلاب دیکھ کر ہنسا کہا مین حاضر ہوا
آپ مجھسے پوچھیے مین کچھ آپ سے پوچھونگا برق نے تیور دیکھے کہ بہت خراب معلوم ہوتے
ہین اسنے تجکو پہچان لیا دیکھیے کیا قیامت برپا کرے کہا آپ ٹھہریے مین آتا ہون یہ
کہکر جا بھاگو ن سیلاب نے گیر کی آواز دی برق فرنگی زمین پر گرا تڑپنے لگا سیلاب
نے قریب آکر ایک تمانچہ مارا اور کہا کہ او مکار میرے ساتھ مکاری کرتا ہی تو برق فرنگی عیار
ہی برق نے کہا کہ میرا کوئی یار نہین ہی مین ایک مرد مسافر ہون سیلاب نے مُنھ پر ہاتھ
پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا سیلاب برق کو کھینچتا ہوا لے چلا برق غل
مچا رہا ہی کہ مجھ مسافر کو ناحق پکڑ لیا ہی کشان کشان لیے جاتا ہی یار و مجکو رہا کرو یہ ظالم
زندہ نہ چھوڑیگا کہ پہلو سے آواز آئی ای سیلاب یہ کیا کیا دیکھو قدرت کیا فرماتے ہین
سیلاب نے دیکھا کہ ایک جادوگر نا بہ ہاتھ مین لیے ہوے آتا ہی اور پکارتا ہوا کہ یہ

نامہ دیکھو قدرت نے مجکو بھیجا ہی سیلاب پھر ہنس پڑا یہ ساحر چالاک تھا تیور دیکھ کر گھبرایا اگر
سوچا اگر بھاگونگے تو یہ سحر سے گرفتار کریگا قریب آکر کہا کہ یہ نامہ پڑھ لیجیے پھر آپ کو اختیار ہی
مجکو بھی کیا عیار سمجھا ہی آپ کو غصہ از حد ہی مجکو بھی یہ کد ہی کہ نامۂ خداوند پڑھوالون
اُس کے بعد آپ کو اختیار ہی سیلاب نامہ لیکر لفافہ کھولنے لگا جیسے ہی خط کھینچا بیہوشی اُڑی
سیلاب چرخ کھاکر گرا چالاک نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ چالاک یہ ہ بہ عیاری
من آنم جست دچالاک * بچشم دشمن اندازم کف خاک * نہ آید باد گرد تیز گامم *
خلیفہ او لم چالاک نامم * نعرہ کرکے خنجر مارا خنجر اُچٹ گیا اب چالاک گھبرایا کہ کیا کرون کیونکر
یہ قتل ہو ایک پتھر اُٹھا کر سر کے نیچے رکھا اور دوسرا پتھر اوپر سے مارا کہ سر سیلاب کا
پاش پاش ہوا برق فرنگی بھی رہا ہوگیا مگر لاشۂ سیلاب اُڑتا ہوا چلا سامنے جمشید کے
آیا جمشید نے مُنھ پیٹ لیا کہا صاحب اب تو سامری و جمشید سے ہمین سے معرکہ پڑا ہی
وہ مسلمانون کو بنائین اپنے مذہب کو مٹائین اور مین اُن کے مذہب کو روشن کرونگا چند
دن مین مسلمان قتل ہونگے اور مذہب اسلام کا پتہ نہ لگیگا سردارون نے آپس مین اشارے
کیے کہ دیکھو قدرت کیا باتین بناتے ہین اتنا نہین ہوسکتا کہ ایک عورت بگڑ گئی ہی
اُس کو تسخیر کرلین جمشید نے یہ بات سُن لی کہا یارو تم لوگ کیا جانو کہ کیا ہونے کو ہی جو
جو ساحر مجھسے باغی ہین اُن سب کو قتل کراؤنگا بہر حال تقدیر دکھاؤنگا مجال ہی کہ مسلمان
مجھ تک آسکین یا قصر ہفت رنگ کو بہ نگاہ کج دیکھین سب نے دست بستہ عرض کی کہ
یا خداوند ایک دن اُن کو جھانٹ لیجیے جو آپ سے باغی ہین اُن پر برق گرائیے خود اُن کو
قتل کیجیے مگر ہم لوگون کو ہاتھ سے مسلمانون کے بچائیے دیکھیے اب کوئی برائے گرفتاری ملکۂ
حسینان نہین جاتا سب کو خوف پیدا ہوگیا کہ تابہ لشکر طلسم کشا نہ پہونچین گے سحاب
پردہ معاملہ گذرا اور سیلاب کو عیارون نے گھیر کر مارا کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا
جمشید نے جو ابر کو دیکھا ہنسنے لگا کہا وہ ساحرہ آتی ہی کہ جسکا طلسم مین مثل و نظیر نہین بلکہ
سکان زمین کُن ساحرۂ پرفن ہی حُسن مین بھی بے مثال ہی کہ وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ
ایک ساحرہ حسین و جمیل تخت پر سوار اسباب سحر تخت پر رکھا ہوا آکر پہونچی جمشید کو سجدہ کیا

کہا یا خداوند آپ کا اعتقاد مٹتا ہی اب مین کد و کاوش کرونگی ہنس ہنس کے جوسکان سے یہ
باتین کین جمشید بیقرار ہوگیا ہاتھ سکان کا تھام لیا کہا ای سکان بیٹھو ہم تمسے تنہائی مین
باتین کرینگے سکان کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا کہ مین تو مدد کو آئی ہون اور قدرت
اس طرح فرماتے ہین بگڑ کر جواب دیا کہ یا خداوند آپ کو اپنی بات کا بالکل پاس نہین کیسی
کیسی ذلتین ہوئین کہ طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آئے مسلمانون نے چہار طرف
سے گھیرا ہی مین جاتی ہون اور لشکر طلسم کشا کو برباد کرتی ہون یہ کہکر اُٹھی اور فوراً
روانہ ہوئی مگر سوچتی ہوئی جاتی ہی کہ ای سکان یہ کیا معرکہ ہی کہ بہار اعجاز بیان
ایسی شاہزادی اور ملکہ حسینان حُسن پرست کہ سب سے زیادہ حسین وجمیل ہی یہ دونون جاکر
کس بات مین پھنسین ملکہ حسینان تو اپنے حُسن کے آگے کسی کی حقیقت نہین جانتی تھین
یہ سوچتی ہوئی جاتی ہی کہ کان مین گانے کی آواز آئی سر اُٹھا کر دیکھا سامنے کوہ گیرنگ
ہی گیرنگ جادو مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزین جمع ہین ایک گائن خوش آواز بصد سوز وگداز
سامنے بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی **نظم**

پانون کہتے ہین کہ چل کوچۂ جانان کی طرف ۔ وحشت دل لیے جاتی ہی بیابان کی طرف +
گلِ عارض پہ نہ عاشق کہین بلبل ہوجاے ۔ بے نقاب آپ چلے کیون ہین گلستان کی طرف
ای جنون کیا چمنستان مین بہار آئی ہی + ہاتھ بڑھنے لگے جو میرے گریبان کی طرف
غیر کو بوسۂ عارض کی اجازت جو ملی + یاس سے مین نے نگہ کی رُخِ جانان کی طرف
یا خدا خیر ہو بلبل پہ نہ آفت آجاے + آج پھر جاتا ہی صیاد گلستان کی طرف +
زلفِ جانان لبِ رنگین کے قرین ہی دیکھو ۔ کیا دھوان دھار گھٹا آئی بدخشان کیطرف
چلنے دیتی نہین یہ آبلہ پائی سطوت ۔ یاس سے دیکھتا ہون خار بیابان کیطرف

گیرنگ نے جوسکان کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای ملکہ عالم آئیے ہم کو سرفراز کیجیے
سکان مکدر ہو رہی تھی گیرنگ کے جلسے مین چلی آئی گیرنگ نے پوچھا بی سکان کہانسے
آئی ہو آج تو تیور پہ بل پڑے ہوے ہین سکان نے کہا کہ ای گیرنگ کیا کہون
قدرت کو ذلتین ہو رہی ہین مین تو خبر سُن کر آئی کہ جا کر اُن کی مدد کرون مسلمانون کو مٹاؤن قدرت

نے یہ کہا کہ تنہائی مین چلو مجکو بہت ناگوار ہوا اگر ای گیرنگ اپنی ذرا عقل لڑاؤ اور طبیعت کو زور دو کہ بہار اعجاز بیان و ملکۂ حسینان جاکر کس دام مین پھنسین کہ قدرت کی دشمن ہوگئین یہی چاہتی ہین کہ طلسم کو مٹائین نام سامری کو ئی نہ لے مجکو بڑی حیرت ہی گیرنگ نے کہا کہ مین نے خبر سُنی ہی کہ طلسم کشا بادشاہ لشکر اسلام ہین سب فرزندون مین صاحبقران کے بہت حسین و جمیل ہین جو شاہزادی گئی وہ عاشق ہوگئی سکان نے کہا کہ ای گیرنگ میرا ارادہ ہی کہ مین جاکر مقابلے مین بادشاہ کے اُتروں ملکۂ حسینان و بہار اعجاز بیان کو رقعہ لکھ کر طلب کرون اُن سے حال پوچھون کہ کیون شاہزادیو تمنے قدرت کو کیون چھوڑا جو مجھپر معاملہ گذرا اگر یہی تم پر بھی گذرا تو جو کچھ کیا وہ خوب کیا اگر یہ نہین گذرا تو چلو مین صفائی کرادون یقین ہی دونون شاہزادیان میرے ساتھ چلی آوین خداوند سے اُن کی خطا معاف کراؤن یہ کہکر گیرنگ سے رخصت ہوئی لشکر سحاب تو مقابلے مین اُترا ہوا تھا اس لشکر کو دیکھ کر سکان اُتری بارگاہ مین آکر بیٹھی سب افسر خوش ہوگئے کہ افسر اعلیٰ تو آیا اب مقابلہ ہوگا مگر سکان نے ایک نامہ لکھا کہ ای بہار اعجاز بیان و ای ملکۂ حسینان مین برای بربادی لشکر طلسم کشا آئی ہون اس مین تم پر بھی زوال آئیگا مناسب یہ ہی کہ مجھسے ملاقات کرو اور صاف صاف کہو مین دل سے اُس کی تدبیر کرونگی ورنہ آگ برسا دونگی یہ نامہ لکھ کر اُڑا دیا بادشاہ دربار مین بیٹھے ہوے ہین یہ خبر سُن چکے ہین کہ سکان زمین کن برای مقابلہ آئی ہی یقین ہی کہ آفت برپا کرے کہ نامہ گود مین آکر بہار اعجاز بیان کی گرا بہار نے وہ نامہ پڑھا کہا کہ ای ملکۂ حسینان دیکھو بی سکان آئی ہین ہم کو بُلاتی ہین ہم اُنکی ملاقات کیواسطے جاتے ہین جیسا سوال کرینگی ویسا جواب دینگے ملکۂ حسینان نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگی دونون شاہزادیان طرف بارگاہ سکان کے چلین سکان کو خبر ہوئی کہ بی بہار و ملکۂ حسینان آتی ہین برای استقبال نکلی دونون شاہزادیون کو دیکھا کہ دریای جواہر مین غوطہ مارے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم کمال چمک دمک سے آکر سکان سے ملین ملکہ سکان دونون کو اپنی بارگاہ مین لائی مقام صدر پر انکو

جگہ دی شراب وغیرہ پیش کی ان شاہزادیون نے انکار کیا کہ ہم تمھاری شراب نہ پئین گے
سکان نے کہا کہ اسمین کیا عیب ہی ملکۂ حسینان نے ہنس کر کہا کہ ای سکان ہمارے
تمھارے مذہب مین فرق ہی تم انسان کو خدا جانتی ہو اور ہم اُس خدا کے مطیع ہین
کہ جسنے ایک کلمۂ کن مین تمام عالم کو پیدا کیا سکان نے کہا کہ مین نے پہلے ہی اس کا
خیال کیا تھا کہ یہ شاہزادیان مطیع اسلام ہوئین نیا مذہب اختیار کیا میری مراد یہ ہی کہ
تم نے قدرت کو کس بات پر فراموش کیا تم کو چاہیے ہی کہ قدرت کو فراموش نہ کرو کیون
شاہزادیو تُمھاری شرکت کا مسلمانون سے کیا باعث ہوا بہار اعجاز بیان نے کہا
کہ ای سکان صاف تو یہ ہی کہ ہم براے مقابلہ آئے تھے بادشاہ کے جمال کو دیکھ کر اسدرجہ
مبہوت ہوے کہ اپنے ہوش مین نہ رہے اول تو اُن کا یہ عدل و انصاف ہی کہ پانچ چھ شاہزادیان
عاشق جمال ہین سب کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہین آج تک یہ نہین کیا کہ ایک کا مرتبہ کم ہو
اور ایک کا زیادہ ہو ہرچند کہ ملکۂ حسینان سب سے زیادہ خوبصورت ہین مگر وہی
طریقہ اُن کے ساتھ بھی صرف کیا ہی سب کا اعزاز و اکرام بادشاہ کرتے ہین اور
ہم سب آٹھ پہر اسی فکر مین ہین کہ جمشید کو مٹائین اور طلسم مین عملداری بادشاہ کی کرائین
تم اپنا مطلب کہو کہ ہم کو کیون طلب کیا تمھارا رقعہ دیکھتے ہی ہم چلے آئے کچھ خوف نہ کیا دشمن
کی بارگاہ مین اکیلا آنا اچھی بات نہ تھی اب جو تمھین منظور ہو وہ ظاہر کرو سکان نے
کہا کہ مین ایک نگاہ بادشاہ کو دیکھنا چاہتی ہون ملکۂ حسینان نے کہا کہ مین ابھی بادشاہ
کو بلواتی ہون ایک کنیز سے اشارہ کیا کہ جاکر بادشاہ سے عرض کرو کہ سکان زمین کن براے
مقابلۂ حضور آئی ہین ہمکو بُلا بھیجا ہم بھی موجود ہین حضور براے چند ساعت سرفراز کرین
کہ سکان ملاقات کی مشتاق ہین یہ بڑی فصیح شاہزادی ہی یقین ہی حضور بھی دیکھکر ان کو
بہت خوش ہون کنیز نے جاکر بادشاہ سے کہا بادشاہ جو تخت سے اُٹھے بحرین دگلگونہ وغیرہ
بھی ساتھ ہوئین مگر میثاق نے بادشاہ کو روکا کہا ای شہریار دربار مین دشمن کے یکہ و
تنہا جانا مناسب وقت نہین ہی شاید کوئی سحر اُسنے تیار کیا ہو تو مشکل ہو کنیز کو واپس بھیجے
اور کہلا بھیجیے کہ ہم بسبب کار ضروری کے نہین آسکتے طبل جنگی بجواؤ میدان کارزار مین

نکلو یا تم خود یہان آؤ ہم وعدہ کرتے ہین کہ ہماری بارگاہ مین سحر و ساحری کا چرچا نہین ہی
تمہے البتہ خوف ہی بادشاہ نے فرمایا کہ ای میثاق گو کہ ہزار طرح کا تردد ہی مگر ملکۂ حسینان
نے کچھ سمجھ کر بلوایا ہی پھر بھی سب سردارون نے کہا کہ حضور میثاق بہت صحیح کہتا ہی اب اگر
حضور جاوین گے تو رنج و ملال اُٹھاوین گے اُسنے دام مکر بچھایا ہوگا آپ اس علم سے ماہر
نہین ضرور بندگان عالی پھنسین گے اس وجہ سے منع کرتے ہین کنیز کو واپس کیا زبانی
میثاق کے کہلا بھیجا کہ ہم نہ آوین گے کنیز چلپٹ کر سکان کے پاس پہونچی اور جواب
مذکور دیا اُسنے ملکۂ حسینان سے کہا کہ کیون بی بی تم تو اُن پر عاشق ہو اور وہ تمہارے بُلانے سے
نہ آئے ہم نے جانا تھا کہ اطاعت کرو گی مگر تم ایسی مبہوت ہو رہی ہو کہ ہمارا کہنا نہ مانا
یہ کہکر دونون شاہزادیون کو رخصت کیا کنارے تک لشکر کے آکر پہونچا گئی لشکر بادشاہ
کو دیکھا کہ منزلون مین اُترا ہوا ہی سوچ رہی ہی کہ سب کو تباہ کر دونگی کیا مجال ہی کہ کوئی
زندہ بچے ملکۂ حسینان و بہار اعجاز بیان کو سمجھا دیا ہی کہ اگر بادشاہ آوینگے تو میرے
ہاتھ سے مع لشکر بچ جاوین گے ورنہ میرا سحر قہر سامری ہی جس مین ہزار طرح کی جلالت بھری
ہی وہ سحر کرون کہ سب اہل اسلام ٹکرا ٹکرا کر مرین مگر بہار و ملکۂ حسینان جب اپنے لشکر
مین آئین بادشاہ سے عرض کی کہ حضور کیون نہ تشریف لائے یقین تھا کہ وار تیغ ابروے
خمدار کا سکان پر پڑتا ساری جلالت بھول جاتی میثاق نے کہا کہ ای بہار مناسب نہین تھا
جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی کس ترکیب سے لوح لے گیا اب دیکھیے اُسکا انجام کیا ہی
یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعاے جان درازی دی پھر کہا قطعہ
کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ + گل سرخ تابد چو روشن چراغ + نگین سعادت بنام تو باد +
ہمہ کار عالم بکام تو باد + شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو سکان زمین کن
نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُس کا ارادہ ہی کہ لشکر حضور کو تباہ و برباد کرے میثاق نے
دست بستہ عرض کی امیدوار ہون کہ سحر کو سکان کے روکون سحر اُسکا جمنے نہ دون
یہ کہکر میثاق اُٹھا گرد لشکر کے حصار سحر کیا کہ کسی کا سحر یہان نہ آسکے یہان بھی جواب
مین طبل جنگی بج گیا ہی رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو سکان جوشان و خروشان میدان مین

آئی پکار کر آواز دی کہ ای بہار مین تم سے مقابلہ چاہتی ہون بہار نے یہ سنکر طاؤس اپنا
بڑھایا سکان نے جو بہار کو آتے ہوے دیکھا صحرا کی طرف دیکھ کر آواز دی ای ضرغام جادو
جلد آؤ اس لشکر کو کھا جاؤ یکایک جنگل سے گرد اڑی کئی ہزار شیر صحرائی پیدا ہوے جھپٹے ہوے
طرف لشکر اسلام کے چلے جب قریب حصار پہونچے سر ٹکرانے لگے اور پلٹ کر طرف صحرا کے
بھاگے سکان نے کئی سحر ایسے کیے کہ شیران صحرا آنے اور ریچھ بھی صحرا سے دوڑتے ہوے
آئے مگر حصار میثاق سے نہ گذر سکے سامنے سے آکر پلٹ گئے سکان نے جھلا کر جھولی سے
نشتر نکالا پیشانی پر مارا قطرے خون کے لیکر لشکر اسلام پر پھینکے آسمان سے آگ برسنے لگی
کئی سو جوان ہلاک ہوے میثاق نے جو دیکھا کہ آگ برس رہی ہی سحر کیا کہ پانی برسا آگ کا
برسنا موقوف ہوا سکان نے حیران ہو کر للکارا کہ ای میثاق تمھین میرے مقابلے مین آؤ یہ
سنتے ہی میثاق جست کر کے سامنے سکان کے پہونچا بہار پیچھے رہگئین سکان
نے جو میثاق کو آتے دیکھا ایک دو پتھر زمین پر مارا چند شعلہ ہاے آتش میثاق پر گرے
میثاق نے سحر کر کے دفع کیے اور آسمان کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ ای برق تباری سکان
کو لینا آسمان سے برق گری کہ سر سکان کا زخمی ہوا اسکے ساتھ والون نے جو دیکھا کہ
سکان کے سر سے خون جاری ہوا سب لینا لینا کہ کے آپڑے میثاق و بہار مل کر
سحر کر رہے ہین بادشاہ جمجاہ نے جو دیکھا کہ میثاق کو ساحرون نے گھیرا ہی اور بہار پر بھی
بلوہ ہی مرکب بڑھایا سامنے صف کے آکر نعرہ کیا نعرہ بادشاہ جمجاہ سے منم شاہ شاہان
فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران
بادشاہ کا جو نعرہ ہوا سکان زمین کن نے سر اٹھا دیا جمال بے مثال شاہی پر نگاہ پڑی
بس تصویر تصور ہو گئی ایک ساحر نے سحر کر کے مرکب بادشاہ کا رو کا پشت پر سے آکے
ہاتھ تلوار کا مارا کہ بادشاہ کے سر پر ادچا ساز خم آیا چاہا دوسرا ہاتھ مارون سکان
کو بہت ناگوار ہوا کہ اس ساحر نے بڑا مکر کیا چاہتا ہی شاہ کو قتل کرون کارد سحر نکال کر
پھینک ماری اس ساحر کے سینے کو توڑ کر پار گذری جس کسی ساحر نے مکر سے بادشاہ پر
حملہ کیا اسے بڑھ کر سکان نے مار ڈالا افسرون کو قتل کر کے خیال مین آیا کہ ای سکان

بادشاہ کس خوبی سے لڑ رہے ہین کہ سحر اُنپر کسی کا تاثیر نہین کرتا ہزارون ساحرون مین گھرے
ہوے ہین اور شاہزادیون نے سحر کی بوچھار کی ہو سیکڑون سر ٹکراتے پھرتے ہین سکان نے
طبل بازگشت بجوایا لشکر علیحدہ ہوے سکان رنجیدہ ملٹی دل سے باتین کرتی ہوئی جاتی
ہو کہ اے سکان کل تو نے بہار و ملکۂ حسینان کو طعنہ دیا تھا وہ ہی بڑا بول تیرے
سامنے آیا اب مین جا کر خداوند سے کہدونگی کہ کسی اور کو بھیجے مین میثاق کے سحر کا جواب نہین
دے سکتی یہ سوچ کر رات ہی کو لشکر تیار کرایا پہر رات رہے کوچ کر کے روانہ ہوئی مگر تصویر
خیالی سعد شہریار کی آنکھون کے نیچے ہو ٹھنڈھی سانسین بھر رہی ہو کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھتی ہو
کبھی آسمان کی طرف دیکھ کر پکار اُٹھتی ہو کہ اے فلک کجرفتار و اے گردون غدار تو نے کیا
کجروی دکھائی کہ طائر دل دام زلف عنبرین بادشاہ مین پھنسا جسکا چھوٹنا دشوار ہوا اب
کدو کوشش بیکار ہو اے سکان قدرت سے رخصت ہو کر اپنا قصر بند کر کے بیٹھ رہون
کسی سے نہ ملون سب طرح خرابی ہو مجکو نہ گوارا ہوا کہ بادشاہ پر چشم زخم پہونچے کئی افیرون
کو قتل کیا آخر ایک دشت مین آکر پہونچی کہ چار جانب بڑے بڑے پہاڑ ہمسر فلک نیلوفری کے
مگر کوہ سرسبز و شاداب ہین نخل ہاے بار آور کی شاخین جھکی ہوئی ہین سر سجدے مین جھکائے
ہین اپنے پیدا کرنیوالے کو یاد کر رہی ہین طائران زمزمہ سرا بزبان بے زبانی تعریف ایزد منان
مین مصروف ہین وہ مقام سکان کو پسند آیا لشکر کو اُسی مقام پر اُتارا مگر نیا معرکہ دیکھا
کہ طائر وہانکے مثل انسان کے کلام کر رہے ہین آواز دیتے ہین کہ اے لشکر والو اس صحرا
مین نہ اُترنا ورنہ عفریت جادو ضرور آفت برپا کریگا جس وقت اُس کو خبر ہوگی آکر سبکو
کھا جائیگا زور اپنا دکھائیگا مگر سکان نے ان لفظون کو خیال نہ کیا لشکر کو اُتار دیا ایک
بارگاہ استادہ کرا کر اُس مین آپ آکر بیٹھی محفل عیش و نشاط آراستہ کی کسی طرح دل نہین
بہلتا دو پہر رات گئے تک بیٹھی رہی بعد دو پہر کے چاہا کہ اُٹھون اور خاصہ نوش کر کے
آرام کرون کہ آواز گانے کی کان مین آئی کان کھڑے ہوے کہ اے سکان اس صحراے
وحشت انگیز مین کون گا رہا ہو حیرت مین آکر بارگاہ سے نکلی دیکھا سامنے درۂ کوہ کے
ایک شامیانہ استادہ ہو اُسکے نیچے مسند پر ایک تاجدار بیٹھا ہو گردنازنینان مہ جبین قاعدے

سے بیٹھی ہین اور ایک شوخ وشنگ یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

اُس شمع تجلی نے ستایا مرے دل کو — پروانہ صفت ہائے جلایا مرے دلکو
اپنا جو سمجھتے تو نہ یون تلوون سے ملتے — تم جانتے ہو یار پرایا مرے دل کو
فرقت مین تمھاری کبھی تڑپا کبھی مچلا — ای جان جہان چین نہ آیا مرے دل کو
لی مفت مری جان اسے عشق تھا قد کا — کیون دار پہ تمنے نہ چڑھایا مرے دل کو
سچ سچ کہو تڑپا کے مجھے تم کو ملا کیا — کیون دام محبت مین پھنسایا مرے دلکو
ہی جی مین یہی ترک ملاقات کرون مین — سطوت بہت اُسنے ہی دکھایا مرے دلکو

سکان نے اُس جلسے کو دیکھ کر بہت پسند کیا ایک گوشے مین آکر ٹھہری ایک کنیز نے سکان کو دیکھا کہ ایک آفتاب عالمتاب گوشے مین بیٹھی ہی اشعار عاشقانہ سُن سُن کر آنکھون مین اشک بھرے ہین اُس کنیز نے کوہبار جادو سے جاکر اطلاع کی کہ ای شہنشاہ ایک نازنین نہایت حسین وجمیل ایک گوشے مین آکر بیٹھی ہی اور آپ کو دیکھ رہی ہی کوہبار نے پلٹ کر دیکھا نگاہ اُس کی جو جمال سکان پر پڑی مبہوت ہو کر اُٹھا سامنے آکر کہا کہ ای شہنشاہ ملک خوبی وای سرو روان باغ محبوبی محفل مین آکر بیٹھو اچھی طرح گانا سُنو بہت عمدہ گائنین موجود ہین وہ سب گائین گی اور آپ کو گانا سُنائین گی سکان اور ہی خیال مین تھی تصویر بادشاہ آنکھون کے نیچے پھر رہی تھی کچھ جواب نہ دیا کوہبار نے ہاتھ تھام لیا کہا حضور آئیے محفل مین تشریف رکھیے سکان نے کہا کہ او ساکھ کے لٹھے کیون اسقدر مبہوت ہوتا ہی مین نے دور سے جلسہ دیکھ لیا مین محفل مین نہ جاؤنگی کوہبار نے کہا کہ آپ کو تکلیف تو ہو گی مگر چند ساعت تشریف رکھیے مین آنکھون سے خدمت کرونگا کیا مجال ہی کہ آپ کے خلاف کوئی امر ہو سکان نے ہاتھ چھڑا کر جواب دیا کہ زیادہ بے تکلف نہ ہو اپنے مقام پر جاکر بیٹھ مگر کوہبار نے چاہا دست اندازی کرون سکان نے ایک تمانچہ مارا کوہبار گال سہلا کر رہ گیا کنیزون کو بہت ناگوار ہوا چند نے اُٹھ کر کہا کہ ای شہنشاہ آپ کو اس گستاخ نے تمانچہ مارا ہم پر بہت شاق ہوا اگر حکم ہو تو اسکو سزا دین آپ کے پہلو مین لاکر بٹھا دین یہ سُنتے ہی کوہبار نے اشارہ کیا چند

کنیزون نے چاہا کہ سکان کو گرفتار کر لین سکان نے ہاتھ ہلا دیا اُن کنیزون کے سر اڑ گئے اب کوئی قریب نہین آتی دور سے لینا لینا کر رہی ہین مگر مرنے پر کنیزون کے کوہبار نے کچھ نہ کہا منتین کر رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر اژدر پر سوار لباس سُرخ پہنے ہوے آکر پہونچا اور کوہبار کو منع کیا کہ خبردار اس کو ہاتھ نہ لگانا کوہبار نے کہا کہ تم کون ہو ہماری اسیر جان جاتی ہو ہم لاکر محفل مین بٹھا دینگے مراد دلی حاصل کرینگے اسنے ہماری کئی کنیزین قتل کر ڈالین اور ہمنے کچھ نہ کہا اگر سحر کرونگا تو یہ دیوانی ہو جائیگی اُسنے کہا کہ میرا سُرخ پوش جادو نام ہی مین مدت سے اسیر عاشق ہون کیونکر سے گوارا کرون کہ تم اس کو تکلیف پہونچاؤ مین نہ دیکھ سکونگا کوہبار نے کہا ای سرخ پوش معلوم ہوتا ہی کہ تمھاری قضا آئی ہی بہت پریشان ہوگے سُرخ پوش نے کہا کہ کل لشکر کو اشارہ کرو کل کنیزین مجھپر بلوہ کرین تب میرے سحر کا مزہ دیکھو کوہبار نے کہا کہ بڑے مغرور ہو اپنے سحر کا بڑا دعویٰ ہی یہ کہکر اشارہ کیا ایک پتھر گرا کہ شانہ سُرخ پوش کا زخمی ہوا سُرخ پوش نے زخمی ہوکر تلوار کھینچی کوہبار پر ہاتھ مارا کوہبار نے وار کو اُس کے روک لیا مگر سکان نے جو دیکھا کہ یہ دونون مصروف جنگ ہین وہان سے اُٹھی تخت پر بیٹھکر روانہ ہو گئی ادھر کوہبار نے سُرخ پوش کو بہت عاجز کیا آخر مجبور ہوکے سُرخ پوش بھاگا اور کوہبار پیچھے چلا مگر کوہبار چہار جانب دیکھتا ہی کہ وہ معشوقہ کہان گئی حیران ہوکر سر پٹکنے لگا کہتا تھا کہ اُس سُرخ پوش نے اِس وقت معشوقہ کو کھو یا ورنہ مین نہ جانے دیتا افسوس اُس ظالم نے آکر یہ فتور ڈالا سر اُٹھاکر دیکھا کہ کل لشکر سکان تیار ہو رہا ہی سوچا کہ جہان وہ ہو گی وہان یہ سب جادین گے پیچھے پیچھے چلا مگر سُرخ پوش جو بھاگا دربار مین جمشید کے آیا جمشید نے دیکھا کہ سر سے سُرخ پوش کے خون جاری ہی اور بدحواس آکر گر پڑا جمشید نے پوچھا کہ ای سُرخ پوش خیر تو ہی کہان زخمی ہوے اُس نے سب حال بیان کیا جمشید ہنس رہا ہی کہتا ہی جو شاہزادی جاتی ہی آفت مین مبتلا ہو جاتی ہی اب مین سُرخ پوش کو کیا جواب دون اتنے مین یہ معرکہ ہوا کہ سُرخ پوش تو فریاد کر رہا ہی اور جمشید سر جھکائے بیٹھا ہی کہ دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی جمشید ثانی تخت پہ

اُچھل پڑا دیکھا کہ کوہبار تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے بارگاہ مین گھس آیا کہا یا خداوند اس سُرخ پوش کو میرے حوالے کیجیے کہ مین اس کے ٹکڑے اڑاؤن جمشید نے کہا کہ ای کوہبار معشوقہ کون تھی سُرخ پوش نے کہا کہ یا خداوند ملکہ سکان زمین کن ہو کہ مین مدت سے اُسپر عاشق ہون آج یہ دعوی عشق کرتا ہو اس وجہ سے مجکو ناگوار ہوا مین اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا جمشید نے کہا کہ او سُرخ پوش اپنی زبان کو بند کر ایسا کلمہ زبان سے نہ نکال قدرت کو اُسپر توجہ ہی یہ ذکر تھا کہ برق چمکی ملکہ سکان آکر پہونچین کوہبار نے کہا کہ یا خداوند مین اسکو ساتھ لیجاؤنگا سکان نے کہا کہ یا خداوند آپ حکم دیجیے کہ یہ بیحیا مجھپر دست انداز ہو دیکھیے تو کیسا ذلیل کرتی ہون مین اسی وجہ سے چلی آئی کہ یہ دونون وحشی مزاج لڑ رہے ہین دونون کا سحر مین سمجھ گئی دونون کو ذلیل کر سکتی ہون کہ کوہبار طرف سُرخ پوش کے چلا جمشید منع کرتا ہو کہ او کوہبار یہ کیا بدعت کرتا ہو مگر کوہبار نے نہ مانا سُرخ پوش سے تلوار چلنے لگی ایک مقام پر کوہبار نے جھکائی دیکر ہاتھ مار دیا کہ سُرخ پوش کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ گر کر تڑپا سُرخ پوش کو مار کر کوہبار جادو طرف سکان کے چلا سکان نے کہا کہ یا خداوند اس کو منع کیجیے میرے قریب نہ آئے ورنہ بہت پچتائیگا جمشید نے ہرچند منع کیا مگر کوہبار نے نہ سُنا چاہا سکان سے لپٹ جاؤن سکان زمین کن نے کان سے بجلی نکالی اسم سحر کا پڑھ کر پھینک ماری ایک برق چمککر گری کہ کوہبار کے بھی دو ٹکڑے ہوے جمشید نے ہنس کر کہا کہ ای معشوقہ قدرت تمنے کیا کار نمایان کیا ہو رقیب قدرت کو مارا یہ دونون بے حیا اسی لائق تھے کیون مارے گئے ان کو جہنم مین بھیجونگا ای سکان میرے پاس آکر بیٹھو سکان نے کہا کہ یا خداوند انھین لفظون پر یہ آفت برپا ہوئی ہو کہ یہ دونون مارے گئے جہنم مین پہونچے آپ پھر وہی کلمے زبان سے نکالتے ہین جو قدرت کے دل مین خیال ہو وہ محال ہو اس کو دل سے دور کرین جمشید ثانی نے کہا کہ مین ایسا سحر کرونگا کہ تو خود مجھپر مائل ہو جائیگی سکان نے جواب دیا کہ خداوند اگر آپ ایسا کرینگے تو مجھے زندہ نہ پاوینگے جس وقت ہوشیار ہونگی جان دیدونگی یہ سُنتے ہی جمشید نے بقہر و غضب حکم دیا کہ

اسکی زبان مین سوزن دوا سے قید کرونگا یہ کیا ستم ہی کہ دشمن پر ہمارے مائل ہوئی ہی
اور ہم سے انکار سکان تڑپ کر اُٹھی چاہا کہ پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن ایک ساحر
نے لپک کر ہاتھ پکڑا قصد کیا کہ زبان مین سوزن دون سکان زمین کن نے سحر کیا کہ وہ
ساحر جلنے لگا دربار مین جمشید کے یہ ہنگامہ ہو رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر
سیہ فام و بد انجام تخت پر سوار آکر پہونچا جمشید ثانی کو سجدہ کیا اور عرض کی کہ یا خداوند
یہ میری معشوقہ پر کیا بدعت ہی مین مدت سے اسپر مرتا ہون آج مین نے سُنا کہ دربار خداوندی
مین اس پر بدعت ہو رہی ہی نہ چین پڑا فوراً چلا آیا امیدوار ہون کہ یہ مجکو مرحمت ہو مین
سمجھا لونگا اس پر جو سودائے عشق مسلمانان سوار ہی وہ اُتار دونگا اس کو رام بنا لون گا
جمشید ثانی نے کہا کہ او مہنت جادو تو بڑا گستاخ ہی کہ قدرت جسپر توجہ فرمانا چاہتے
ہین تو اُسپر اپنا عشق ظاہر کرتا ہی خبردار او ملعون اب نام نہ لینا ورنہ آتش قہر سے تجکو
جلا دونگا مہنت نے جواب دیا قدرت کو اختیار ہی مگر مین آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو کر
آیا ہون بدون معشوقہ کو لیے نہ جاؤنگا جو چاہیے مجھپر بدعت کیجیے وہ سب گوارا کرونگا
یہ کہ کر سکان کا ہاتھ تھام لیا اور کہا صاحب چلو باغ آراستہ ہی ہر شجر گلہائے رنگا رنگ
و شگوفہائے بوقلمون سے پیراستہ ہی تم کو باغ مین لیجا کے بٹھاؤنگا کنیزان چینی و رومی موجود
ہین وہ خدمت کرینگی جو حکم ہوگا وہ بجا لاؤنگا سکان نے کہا کہ ای مہنت جادو قدرت
سے تو مین انکار کر رہی ہون یہ تم نے کہان کا راگ پھیلایا ایسا نہ ہو کہ فساد عظیم ہو جائے
مہنت نے کہا کہ مین کسی طرح نہ مانونگا تم کو اپنے ساتھ لیکر جاؤنگا جمشید ثانی نے وزرا
کو حکم دیا کہ اس بے ادب کو سمجھا دو ایک وزیر نے کہ ساحر زبردست ہی مہنت کو
اُٹھکر گھر کا کہ کیون ای مہنت جادو ادب سے نہین رہتے ہو ایسا نہ ہو کہ قدرت
کو غصہ آجائے تو آتش قہر سے جلا دین یہ کہ کر مہنت کا ہاتھ پکڑا مہنت جادو نے اپنا
ہاتھ چھڑا کر سحر کیا کہ وزیر پر ایک خنجر گرا شانہ وزیر کا نشانہ ہوا وزیر جو زخمی ہوا اور زیادہ
غصہ آیا وزیر نے ایک تمانچہ مارا کہ سر مہنت کا اُڑ گیا مرتے ہی مہنت کے اندھیرا ہوا
اُس اندھیرے مین سکان تڑپ کر نکلی جمشید نے جو دیکھا کہ سکان اُڑتی ہوئی جاتی ہی

ایک جادوگر کو اشارہ کیا کہ صمصام جادو اس کا نام ہی کہا ای صمصام سکان کو لینا یہ جانے نہ پاے صمصام بموجب حکم جمشید ثانی روانہ ہوا آگے آگے سکان جاتی ہی اور تعاقب مین سکان کے صمصام جاتا ہی قضاے کار بادشاہ اسلام واسطے شکار کے صحرا مین آئے تھے اور میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان و ملکہ حسینان و گلگونہ و بحرین وغیرہ ساتھ تھے کہ آسمان پر لغرہ ہوا اوگیسو بریدہ و شوخ دیدہ کہان جاتی ہی بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ آگے آگے ایک مہ جبین بھاگی ہوئی آتی ہی اور تعاقب مین اُس کے ایک ساحر سیہ فام و بد انجام للکارتا ہوا آتا ہی بادشاہ نے میثاق سے مخاطب ہو کر کہا کہ ای میثاق اس ظالم سے اس عورت کو بچاؤ میثاق نے للکارا او ظالم اظلم خبردار او بدخواہ اس خوشخو کو کیون ستاتا ہی اور سکان کی طرف متوجہ ہو کے کہا کہ ای مہ جبین حضور موجود ہین آکر فریاد کر اور اپنی کیفیت بیان کر تب حال کھلے کہ یہ کیا معرکہ ہی اور تو کیون بھاگتی ہی اور او ساحر تو کیون پیچھا کرتا ہی سکان نے جو میثاق کو مہربان پایا پلٹ پڑی اور پکار کر کہا کہ ای شہریار مین ہون سکان زمین کن یہ بیجیا مجکو گرفتار کرنے آیا ہی اور مین دربار سے جمشید ثانی کے بھاگی ہون کیا خدا کی قدرت ہی کہ اس صحرا مین حضور سے ملاقات ہو گئی اور خیر خواہان دولت کبھی ہمراہ ہین اب میرا کوئی کیا کر سکتا ہی مگر صمصام نے چاہا کہ تڑپ کر میثاق پر گرون میثاق جہان دیدہ و کار آزمودہ ہی اس کے سحر کو کب مانتا ہی ایک گولہ مار دیا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرا صمصام مر کر گر پڑا سکان نے جو بادشاہ جمجاہ کو دیکھا جُھک کر سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کہ کیون او نیکبخت تیرا کیا ارادہ ہی مین براے کفالت موجود ہون سکان نے قدمون کو بادشاہ کے بوسہ دیا عرض کی کہ جمال بے مثال کی گلچین ہون بادشاہ جمجاہ نے ہاتھ تھام لیا اور سر سکان کا سینے سے لگایا سکان زمین کن بھی ہمراہ رکاب ہوئی عرض کرتی ہوئی آتی ہی کہ اس کنیز پر کئی افتادین پڑین مگر آپ کے اقبال سے بچی اور اس وقت جنگل مین حضور کا ہونا میرے واسطے غنیمت ہو گیا ورنہ یہ دشمن خدا پیچھا نہ چھوڑتا بادشاہ نے فرمایا کہ کسکی مجال ہی کہ جو تم کو ستائے چل کے لشکر مین رہو یہ ذکر تھا

کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی دیکھا کہ ایک تاجدار بشوکت تمام تخت پر سوار ہو پشت پر تین لاکھ ساحر
اُس تاجدار نے جوان سب کو دیکھا شاطر ہمراہ تھا کہا دریافت تو کر کہ یہ کون لوگ ہیں شاطر
نے نام بادشاہ دریافت کر کے فوراً اپنے مالک سے اطلاع کی کہ یہ طلسم کشا ہیں وہ تاجدار
بہت خوش ہوا کہا صاحبو آج بڑا مطلب حاصل ہوا کہ بادشاہ مل گئے اگر ان کو کہیں لوح
مل گئی تو بڑا غضب ہوگا یہ کہ کر فوج کو اشارہ کیا کہ ان سب کو گرفتار کر لو تین لاکھ فوج لینا
لینا کہ کر چلی سعد شہریار بھی اُن سب پر جا پڑے کلکال جادو تاج پہنے ہوئے اپنے
تخت پر سوار سب کو ترغیب دے رہا ہے کہ ہاں یارو لڑو ان سب کو گرفتار کر لو میثاق نے
بڑھ کر سحر کیا کہ تلواریں برسنے لگیں اور ملکہ بہار نے بھی بڑھ کر پھولوں کا گجرا مارا سب پر
پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا وہ جل کر خاک ہو گیا جب کئی ہزار جادوگر مارے گئے تب
کلکال گھبرایا یہ بھی دیکھ لیا کہ سرداران بادشاہ سب ساحران زبردست ہیں کسی سے
نہیں رُکتے رستمانہ لڑ رہے ہیں جس ساحر نے سحر کیا اُس کو دیوانہ کر دیا لیکن خوب جما ہوا
لڑ رہا ہے کلکال نے بڑھ کر سعد کو روکا سعد شہریار نے وار اُس کا خالی دیا ہاتھ تیغہ
قمقام کا مارا اُس جادوگر نے سپر سحر کو اُٹھا دیا تیغہ جو تڑپ کر گرا سر کلکال کا زخمی ہوا
ساحروں نے سب طرف سے بلوہ کیا چاہا کہ بادشاہ کو گرفتار کر لیں اُس مقام پر خوب
تلوار چلی بحرین نے جو دیکھا کہ ایسا نہ ہو بادشاہ گرفتار ہو جاویں سحر کیا کہ دریائے قہار
پیدا ہوا سب ساحر ڈوبنے لگے ایک طرف سے بہار اعجاز بیان نے سحر کیا پھول برسے
ہوائے سرد چلی غنچے چٹک کر کھلے بلبلیں یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی تھیں نظم

کل تو دل بس بس گیا اتنا ہجوم غم ہوا
یاد ہے زیر فلک ایسا بھی مجمع کم ہوا
اس دل ناشاد میں کوئی نہ خوش اک دم ہوا
رنج نے رہکر اُٹھا یا رنج غم کو غم ہوا
آنکھ جب اُس فتنہ گر کی جھک گئی سر خم ہوا
وہ جو زیر خاک تھے اُن کا عجب عالم ہوا
حسرت تعزیر تھی تقصیر واروں کو ترے
دل کی دل ہی میں رہی کیا جلد غصہ کم ہوا
آرزو ناصح کی بر لائیں مری تنہائیاں
شاق دم بھر جسکی صحبت تھی وہ ہی ہمدم ہوا
دل میں تو ہے ادب مغرور جھکتے کس سے ہم
سر خدا جانے ترے سجدے میں کیونکر خم ہوا

غیر اپنون کو بنایا جلوہ گاہ یار نے دوسرا غم دوست مجھسا تھا نہ عالم مین جلا	آنکھ نا محرم ہوئی جسدن سے دل محرم ہوا دوست اسیر ایک مدت مین کسی کا غم ہوا

ساحران اہل اسلام نے ایسے سحر کیے کہ کلکال جادو بھاگا کہتا تھا کہ یار و کیسا ستم ہو کہ سب نامی جادوگر طلسم کشا کے شریک ہو گئے میثاق ایسا ساحر کہ جسکا عالم مین مثل نہین ہو اس کا سحر کون روک سکے کئی ہزار جادوگر اُسی ظالم کے ہاتھ سے مارے گئے اب چل کر شکست درست کرون پھر آکر سب کو گھیر کر مار لونگا ابتو جاکر تیاری کرون مدت سے خیال تھا کہ مسلمانون کو گھیرون ایکسو زندہ نہ چھوڑون مگر ایسی غفلت مین مقابلہ پڑا کہ مین برائے شکار آیا تھا اور اس جھگڑے مین پھنس گیا یہ نہ جانتا تھا کہ ساحران نامی جمشید کے شریک مسلمانان ہو گئے ہین نئی کیفیت یہ دیکھی کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا ایک ساحر نے کہا کہ ہمنے خبر سنی ہو طلسم کشا کے پاس لوح محفوظ ہو راز داران طلسم اس لوح کو بنا کر رکھ گئے تھے وہ طلسم کشا کو ملی اب کون اُن سے لڑ سکتا ہو کلکال نے کہا کہ اس جنگ کو ہم فتح کرین گے وہ لشکر لیکر آدٔن کہ گاو زمین بار نہ اُٹھا سکے یہ کہتا ہوا کئی کوس پر آکر ٹھہرا کہا یارو خدمت خداوند مین چلو سب نے کہا کہ یہی بہت درست ہو چلکر خداوند سے فریاد کیجیے یقین ہو قدرت تقدیر کرین گے یہ صلاح کر کے کلکال نے لشکر اپنا ایک صحرا مین چھوڑا آپ خدمت جمشید ثانی مین آیا سب حال بیان کیا کہا مجکو حکم دیجیے کہ طلسم کشا پر لشکر کشی کرون سب کو گرفتار کر کے لاؤن جمشید نے حکم دیا اور کہا کہ ای کلکال پہلے تم کو اس وجہ سے شکست ہوئی کہ ہمنے تم کو حکم نہ دیا تھا تمھاری فتح کیونکر ہوتی بدون حکم ہمارے جو کام کروگے ایسا ہی ہوگا رنج اُٹھاؤگے اب جاؤ اور سامان کر لو پہلوان بھی ساتھ ہون چونکہ تم خود ساحر زبردست ہو ضرور غالب آؤگے اور مین یہانسے تقدیر کرتا ہون کہ اب شکست نہ ہوگی یہ کہکر کلکال کو خلعت رخصتی دیا کلکال مرغ زرین بنا ہوا باہر آیا صحرائے برہوت مین پہونچا کہ برہوت مردم در وہان رہتا تھا کلکال نے اس سے ملاقات کی کہا ای برہوت مین حکم خداوند لایا ہون میرے ساتھ چلو طلسم کشا سے مقابلہ ہو تم بھی اپنی جرائت دکھاؤ برہوت نے کہا کہ مین نے

آج کل بڑی ورزش کی ہی زور ون پر چڑھا ہوا ہون مدت سے سُنتا تھا کہ مسلمانون کا بلوہ ہی
مگر اب تک حکم نہین ملا تھا تم چلو مین بھی آتا ہون ساٹھ ہزار فوج میرے ہمراہ ہی اگر دیو ہو تو
اُس سے بھی مقابلہ کرون کلکال روانہ ہوا بعد اس کے جانے کے برہوت نے ساٹھ ہزار فوج
لیکر کوچ کیا کلکال صحرائے ماران مین آیا ماران اژدر شکار نامے پہلوان یہان کا
حاکم ہی اُس کو بھی آمادہ کیا یہان سے رخصت ہو کر اپنے لشکر مین آیا چار لاکھ ساحر جمع کیے
نوبت و نقارہ بجواتا ہوا چلا یہان بادشاہ اسلام جنگ مذکور فتح کر کے اپنے لشکر مین آئے
سب نے صلاح دی کہ اب جزیرۂ عنبر بار کی طرف چلیے دوسرے دن سب لشکر تیار ہوا
ارادہ ہی کہ بڑھین کہ یکایک صحراسے گرد اُڑی کلکال جادو چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا
بادشاہ کو جو معلوم ہوا کہ یہ شکست خوردۂ سابق ہمارے مقابلے مین پھر آیا ہی بارگاہین
استاد کرادین دوسرے دن برہوت مردم در ساٹھ ہزار فوج سے آیا اُس کے دوسرے
دن ماران اژدر شکار بھی آکر پہونچا یہ سب خبرین بادشاہ جمجاہ کو گذر رہی ہین اب کلکال
نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے بادشاہ کو خبر دی بادشاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات اسی سامان مین بسر ہوئی اب وہ وقت آیا **نظم** یکایک ہوا
وان سحر کا ظہور ✤ اُڑا آشیانے سے طاؤس نور ✤ وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ ✤
بہت گرم خو اور روشن نگاہ ✤ سپہ کی علامت سپیدہ ہوا ✤ نشان آگے آگے خط صبح کا ✤
کیا دبدبہ خلق پر آشکار ✤ کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار ✤ صبح کو ہر دو لشکر میدان مین آئے
کلکال جادو سب کا افسر بنا ہوا آگے بڑھا ہوا برہوت و ماران دونون ساتھ ہین
صفین جمین نقیب نقابت کر کے ہٹے کلکال نے برہوت کی طرف دیکھا برہوت نے گینڈا
بڑھایا جھومتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے **فرد** گران
ہر کرا بار سر بر تن است ✤ علاجش بدست من است ✤ مین وہ پہلوان ہون کہ جسکے مقابلے
مین گیا اُسکو قتل کیا افسر کلان میرے مقابلے مین آئے سعد بن قباد کو جوش جرأت آیا
گھوڑا بڑھا کر مقابلۂ برہوت مین آئے برہوت نے سراپا دیکھ کر دل سے کہا کہ اگر اس
جوان کو زیر کرونگا تو اپنا رفیق بناؤنگا یہ سوچ کر نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا

برہوت نے تیغ کھینچا خبردار کہکے ہاتھ مارا بادشاہ نے اسکے وار کو سپر پر رد کا تیغہ قمقام
کو کھینچ کر سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مار دیا کہ برہوت کے دو ٹکڑے ہوے لشکر والے اسکے کانپ گئے
ہر ایک کا یہ قول تھا کہ بادشاہ لشکر اسلام بڑے جری و بہادر ہین اُس پہلوان کو مارا کہ
جسکا مثل و نظیر نہ تھا بادشاہ جمجاہ نے پھر مبارز طلبی کی کلکال نے ماران اژدر شکار
کی طرف دیکھا ماران نے گینڈا اپنا صف سے نکالا اور کلکال سے کہا کہ برہوت دیکھنے کا
پہلوان تھا مگر بڑا بودا تھا کیا جھٹ پٹ ہاتھ سے سعد شہریار کے مارا گیا اب مین جا کر
سر لاتا ہون مین کبھی کسی جنگ سے خالی نہین پلٹا اس طرح بلبلاتا ہوا میدان مین
آیا مگر جمال بیمثال بادشاہ پر جو نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہو گیا دیکھ کر آواز دی
کہ اے شہریار میری اطاعت کیجیے مین آپ کو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا آپکی
عنایت آپ زیادہ مہربانی نہ فرمائیے یہ میدان کارزار ہے زبان تیر و کلہ عمود سے کام کر
ماران نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دو گھڑی کامل نیزہ بازی
ہوئی بادشاہ نے ایک مقام پر نیزہ اسکا لگا کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے ماران کے
نکل گیا ماران نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکر ہاتھ مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پر
ہاتھ ڈال دیا آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین بادشاہ اس
زور سے لڑ رہے ہین کہ جسکا مثل نہین جب ماران کو پکڑ لاتے ہین ایسے دو چار جھٹکے مارتے
ہین کہ ماران حیران ہو جاتا ہے الجھ الجھ کے نکلتا ہے جرأت شاہ سے دل دہلتا ہے تین پہر
کامل لڑا پہر دن رہے کہا کہ اے شہریار اب پلٹ جائیے کل پھر ہمارے آپکے مقابلہ ہوگا
بادشاہ نے فرمایا ہمارا یہ دستور نہین ماران نے کہا کہ مین وہ پہلوان ہون کہ جس سے لڑا
اُس کو مارا اب مین نہ لڑونگا کل ایسی جنگ کرون کہ آپ کو حال کھلے کہ مین کیسا پہلوان ہون
گو آج کے دن آپ کا اقبال یاوری پر تھا کہ بچ گئے مگر اب کل اقبالمندی کا حال کھلیگا یہ
سنکر بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا ماران ہاتھ چھڑا کر گینڈے پر سوار ہو کر چلا بادشاہ کو کچھ
جواب نہ دیا بادشاہ بھی پلٹے مگر ماران سامنے کلکال کے آیا کلکال نے پوچھا کہ کیون اے
ماران خالی کیون پلٹے ماران نے کہا کہ وہ جوان تو معشوق ہے مین نے اچھی طرح اُس سے

زور بھی نہین کیا اکثر نیچے آجاتا تھا ہر چند کہ اُسنے گھسے مارے مگر مجکو یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاگرد
میدان دبا رہے ہین آج مین نے دل اُسکا بڑھا دیا کل زیر کرکے باندھ لاؤنگا میرے ہاتھ سے
زندہ بچنا اُسکا دشوار ہی کلکال یہ سُن کر خاموش ہو رہا مگر سمجھ گیا کہ ماران کا جی چھوٹ گیا
کہا اپنی بارگاہ مین جاؤ کل سمجھا جائیگا ای ماران کل مین بھی سحر کرونگا زمین ہلا دونگا جلتے
زمین سے کے آسمان پر پہونچا دونگا مگر ماران کلکال سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ مین آیا دل
مین یہ سوچ رہا تھا کہ اب طلسم کشا سے کیا مقابلہ کرونگا اسکے مقابلہ ہوا تو ضرور زیر ہو جاؤنگا
اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ عیار اس کا آفتاب جہانگرد آیا اور دست بستہ عرض کی کہ
حضور آج کیون خاموش بیٹھے ہین مین نے سب حال جنگ وجدل دیکھا حقیقت مین آپ ہی
کا کلیجہ تھا کہ اتنی دیر لڑا کیے آپ نے بڑا کمال کیا کہ میدان سے چلے آئے اب حضور کو کیا
منظور ہی ماران نے جو عیار کو بہت مہربان پایا کہا ای آفتاب کیا پوچھتا ہی ایسا رنج
اُٹھایا ہی کہ آج تک کبھی میدان سے خالی نہین پلٹا مگر آج طلسم کشا کے مقابلے سے پلٹ آیا
آفتاب نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤن ماران نے کہا کہ ہان
ای آفتاب طلسم کشا کو جس طرح ہو گرفتار کر لا تو وہان پھر کوئی میرے مقابلے کے لائق نہین
ہی مین سب پر غالب آؤنگا آفتاب جہانگرد وعدہ کر کے ماران سے رخصت ہوا باہر
نکل کر صورت تبدیل کی لشکر طلسم کشا مین آیا ایک ایک سے پوچھتا ہی کہ طلسم کشا کس بارگاہ
مین رہتا ہی ایک دوکاندار نے بتا دیا کہ سامنے جو بارگاہ سُرخ رنگ ہی اُسمین تشریف
رکھتے ہین جب آفتاب کو معلوم ہوا ایک گوشے مین آکر بیٹھا دو پہر رات گئے نقب دی
مہرہ نقب کا بارگاہ مین توڑا گرد مین اٹا ہوا نقب سے نکلا قریب چھپرکھٹ کے آیا اُس شب کو
بادشاہ نے لوح محفوظ اُتار کر سرہانے رکھدی تھی آفتاب نے بادشاہ کو بیہوش کیا پشتارہ
باندھ کر اُسی نقب سے لے نکلا جست وخیز کرتا ہوا چلا فیروزہ بن عمرو کہ طلائے پر تھا ایک
دوکان پر سو گیا تھا خواب مین دیکھا کہ بادشاہ کو ایک سگ سیاہ لیے جاتا ہی فوراً آنکھ
کُھل گئی گھبرا کر اُٹھا قریب بارگاہ کے آیا نگہبانون سے دریافت کیا سُنا خیریت ہی فیروزہ اندر
بارگاہ کے داخل ہوا دیکھا چھپرکھٹ خالی پڑا ہی اور ایک طرف پہلوے بارگاہ مین مہرہ نقب کا

لگا ہو گھبرا کر نقب مین پھاند پڑا جب کنارے پر لشکر کے پہونچا ایک بلندی پر سے دیکھا کہ ایک
عیار پشتارہ بدوش جاتا ہو ہر چند فیروزہ بن عمرو دوڑا مگر چونکہ وہ عیار دور تھا نہ پایا وہ عیار
اپنے لشکر مین داخل ہو گیا فیروزہ سمجھ گیا کہ یہ عیار ماران تھا وہی آقا کو لے گیا اور کوئی
غیر نہین آیا خیال مین آیا کہ چل کر لشکر مین خبر کر دون تو پھر سمجھا جائیگا یہ سوچ کر لشکر مین آیا اور
یہان بلڑہ ہو چکا تھا میثاق کوہ گردان دبجرین جادو و بہار اعجاز بیان و ملکہ حسینان
دسکان زمین کن وغیرہ یہ سب شاہزادیان پریشان کھڑی ہین میثاق کوہ گردان ان
سب سے کہ رہا ہو کہ یارو خبر تو معلوم ہو کہ آقا کو کون لے گیا کہ یکایک آواز زنگ کی کان مین
آئی سب نے دیکھا کہ فیروزہ بن عمرو روتا ہوا آتا ہو میثاق نے کہا کہ اے فرزند خواجہ عمرو
کوئی آقا کو لے گیا فیروزہ نے اُسی آہ وزاری مین جواب دیا یارو کیا پوچھتے ہو مجھے ذرا
دیر ہو گئی اگر چند ساعت پیشتر پہونچتا تو اُس عیار کو گرفتار کر لیتا میری تقدیر نے رسائی
نہ کی مین محروم رہگیا وہ عیار پشتارہ لیکر بارگاہ ماران مین داخل ہو گیا تب مین مجبور و
ناچار ہو کر پلٹ آیا میثاق نے کہا کہ ہم ابھی چلتے ہین اے فیروزہ تم اتنی خبر لاؤ کہ وہ
آقا سے کس طرح پیش آیا فیروزہ نے کہا کہ مین ابھی خبر لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا صورت
بدلتا ہوا چلا مگر آفتاب نے پشتارہ لا کر سامنے ماران کے ڈال دیا ماران پشتارہ دیکھ کر
گھبرا گیا کہا کلکال کو خبر کرو ایک خدمتگار نے جا کر کلکال سے اطلاع کی کہ طلسم کشا
گرفتار ہو آئے آپ چل کر قتل کیجیے یہ سُن کر کلکال خوشی خوشی آیا مگر ماران منھ چھپا کر
بیٹھا کلکال نے کہا کہ او آفتاب اس کو ہوشیار کر آفتاب نے کہا کہ اے شہنشاہ ساحران
یہ جوان ہوشیار ہوتے ہی قیامت برپا کریگا پہلے آہنگردن کو بلوا کر اسکو مسلسل و مطوق
کیجیے تب ہوشیار ہونیکا حکم دیجیے آہنگر آئے بادشاہ کو مسلسل کیا ہتھکڑیان بیڑیان
پہنائین آفتاب جہانگرد نے بادشاہ کو ہوشیار کیا آنکھ جو بادشاہ کی کھلی خانہ زنجیر مین غل ہوا
بادشاہ نے اُٹھتے ہی دیکھا کہ کلکال مقام صدر پر بیٹھا ہی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت
کی کلکال نے کہا کہ اے بادشاہ اپنے کو کس حال مین پاتے ہو بادشاہ نے فرمایا کہ جیسے
شیر رمہ گوسفندان مین آتا ہو کلکال نے کہا کہ آپ کو اپنی جرأت کا بڑا گھمنڈ ہی بادشاہ

نے فرمایا او نامرد عیار کی معرفت یہ کام کیا اُسپر یہ گھمنڈ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر کہ ماران پر بادشاہ کی نگاہ پڑی دیکھا کہ مُنھ چھپائے ہوے بیٹھا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ او نامرد تو نے اقرار کیا تھا کہ کل مقابلہ کرونگا اُس کا یہ انجام ہوا کلکال نے کہا کہ جلاد کو بلاؤ فیروزہ یہ حال دیکھکر بھاگا یہان سردارون نے میثاق کے ساتھ جمع ہو کر صلاح کی کہ یارو یہ تو دیکھو کہ لوح محفوظ گلے مین بادشاہ کے ہی کہ نہین ملکہ حسینان نے کہا کہ لوح محفوظ اُن کے سرھانے زیر تکیہ موجود ہی میثاق نے لوح کو نکال کر جھولی مین رکھا اور سب سرداران لشکر کو جو معلوم ہوا کہ بادشاہ قید ہو گئے کُل لشکر کو تیار کرایا شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار ہوئین اس طرح سے سب کے سب چلے مگر میثاق پر پرواز پیدا کر کے ان سب کے آگے جاتا ہی وہان جلاد قوم کا زنگی خنجر برہنہ کھینچے ہوے قریب بادشاہ آیا گردن پر کوئلے کا خط دیا آوازین لگانے لگا فرد سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست + مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست + تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون بازوئے پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون حکم ادل ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے کلکال نے کہا کہ ہم کو اختیار ہی بادشاہ نے جو یہ رنگ دیکھا بلک بلک کر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم کارساز و ای بندہ نواز اس مشکل کو آسان کر نظم

الغیاث ای حاکم تخت حکومت الغیاث	الغیاث ای رو الی مالکِ ولایت الغیاث
الغیاث ای دادبخش اہلِ حاجت الغیاث	الغیاث ای حامیِ وقتِ مصیبت الغیاث
المدد ای داروے درد دلِ ہر درد مند	الغیاث ای چارہ سازِ اہلِ علت الغیاث
دافع ہر محنت و غم دافع رنج و الم +	ہمدم ہر اہل دم وقتِ مصیبت الغیاث
منبع لطف و عطا و مظہر جود و سخا +	مطلع نور صفا کانِ عنایت الغیاث
بندہ پرور سایہ گستر فیض بخش و دادگر	معدن احسان و اکرام و محبت الغیاث
دستگیر بندۂ بے دست و پا در بیکسی	ہمدم و دمساز اندر رنج و راحت الغیاث
مالک و فرمانروا و اہل حکم و اہلِ زور	اہلِ طاقت اہل قوت اہل قدرت الغیاث
ذوالجلال و قادر و قیوم و رحمٰن و رحیم	خوان نعمت ابر رحمت گنج حکمت الغیاث

بادشاہ جمجاد معروف دعا ہین جلاد نے کلکال سے پوچھ کر خنجر چمکایا چاہا ہاتھ ماروں

میثاق نے جو آسمان سے دیکھا کہ ہمارے بادشاہ قتل ہوتے ہین آسمان سے ہاتھ ہلایا ایک
برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے کلکال نے ایک آواز ہیبتناک سُنی کہ او کلکال تو ایسا
مغرور ہوا کہ ہمارے بادشاہ کو قتل کرتا ہی منم میثاق کوہ گردان سب نے دیکھا کہ میثاق
پردہ اُٹھا کر اندر آیا درگہ سالار نے چاہا کہ روکون میثاق نے ایک تمانچہ مار دیا درگہ سالار
کا سر اُڑ گیا میثاق نے آتے ہی ایک گولہ مارا کہ بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے
مین شاہزادیان آپڑین سب نے بڑھ بڑھ کر سحر کیے ملکہ حسینان نے کڑا پھینک مارا ملکہ
بہار اعجاز بیان نے گلدستہ مارا کہ پھول برسنے لگے ایک طرف سے گلگونہ آکر گری بحرین
نے دریاے سحر جاری کیا ہر شاہزادی نے آتے آتے اپنا سحر کیا ان سب کے سحر سے قیامت
برپا ہو گئی بارگاہ مین آگ لگ گئی میثاق کوہ گردان نے اُسی اندھیرے مین بادشاہ
کے گلے مین لوح محفوظ پہنائی بادشاہ اپنے نام کا نعرہ کر کے اُٹھے نعرۂ بادشاہ جمجاہ سے
منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہالِ
گلستانِ صاحبقران + نعرہ کر کے لڑنے لگے لشکر باہر آپڑا صدا گیر و دار کی بلند ہوئی تلوار
چلنے لگی ہزارہا لاشہ گرا جملہ سردار بارگاہ مین جنگ کر رہے ہین چاہتے ہین لو بھڑ کر بادشاہ
کو نکال لیجائین بادشاہ نے ستون بارگاہ تھام کر ایک ہٹکا مارا کہ بارگاہ لہرائی ماران نے
غل مچایا کہ ای کلکال ہوشیار ہو کہ بارگاہ گرا چاہتی ہی یہ کہہ کر باہر نکلا بادشاہ بھی باہر آئے
بارگاہ گری صدہا ساحر دبکر مرے اب باہر معلوبہ ہو رہی ہی فیروزہ نے بادشاہ کو مرکب پہونچایا
بادشاہ مرکب پر سوار ہوے تیغۂ خون آلود ہاتھ مین لیے جنگ معلوبہ کر رہے ہین کہ ماران
اکڑتا ہوا سامنے آیا آواز دی کہ ای بادشاہ تُمھاری قضا میرے ہاتھ سے ہی بادشاہ جمجاہ
یہ سُنتے ہی جا پڑے خوب آپس مین تلوار چلی شاہزادیان دیکھ رہی ہین کہ کس دھوم سے بادشاہ
لڑ رہے ہین ماران دنگ ہی جس مقام پر ماران نے ہاتھ مارا بادشاہ نے وہ ہی جواب دیا
مگر کلکال نے آگ برسائی خنجر گرائے بہار سے اور اس سے مقابلہ پڑا ہی بہار ایسے سحر
کو کب مانتی ہی ہنس ہنس کے دفع کر رہی ہی ایک گلدستہ اسم سحر پڑھ کر مار دیا کلکال نے
آواز دی کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای سرو روان باغ محبوبی جو حکم کرو وہ بجا لاؤن ملکہ نے

کہا کہ ای کلکال قصر ہفت رنگ مین جمشید تمھارے انتظار مین ہو کلکال نے کہا کہ مین ضرور جاؤنگا قدرت کی ضرور خبر لونگا یہ کہکر بھاگا سب سردار بادشاہ کو لیکر پلٹے ماران اژدر شکار ہاتھ سے بادشاہ کے مارا گیا لشکر کو شکست فاش ہوئی بھاگنے کی تلاش ہوئی بادشاہ بفتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوے مگر کلکال اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے جاتا ہو یہان وہ وقت ہو کہ جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہو یہی ذکر ہو رہا ہو کہ نہین معلوم کلکال پر کیا گذری کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا جمشید نے کہا کہ دریافت کرو یہ کیا آفت برپا ہو کہ ہنگامہ گیر و دار بلند ہو ہر ساحر وغیر ساحر دردمند ہو آخر کو گھبرا کر بارگاہ سے نکل آیا دیکھا کہ کلکال فوج پر سحر کر رہا ہو اور ہزارہا جادوگر اس کے ہاتھ سے مارے گئے مگر سب چاہتے ہین کہ کلکال کو گرفتار کرلین کلکال ایسا نہین ہو کہ ہر کس و ناکس اسپر ہاتھ ڈالے بجوش و خروش لڑ رہا ہو کئی سی افسر اس کے ہاتھ سے مارے گئے ہین اُن کے مرنے کی صدا بلند ہو جمشید نے کئی مرتبہ پکارا کہ او کلکال کیون دیوانہ ہوا ہو ارے میرے پاس آ مین جانتا ہون کہ تو اپنے ہوش مین نہین ہو لیکن ایسا نہ ہو کہ قدرت کوئی تقدیر کرے دین کہ فرشتگان جہنم تجکو آکر لیجاوین اور آتش جہنم مین لیجاکر جلا دین ہر چند جمشید ثانی للکارتا ہو مگر کلکال اس قدر مبہوت ہو کہ جواب نہین دیتا ساحرون سے لڑے ہی جاتا ہو جس ساحر نے بڑھ کر سحر کیا کلکال اُسی کے اوپر جا پڑا خواہ تلوار چلی خواہ سحر ہوا بہر نوع کلکال اُسپر غالب آیا دریاے خون بہ رہا ہو لاشے تڑپ رہے ہین بعض ساحر بدحواس ہو ہوکر آپس مین لڑ رہے ہین بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا جب قتل کر چکا تو لاش دیکھ کر رویا پکار کر آواز دی کہ ای فرزند نوجوان تجکو کسنے قتل کیا یا خداوند جمشید ثانی یہ آپ نے کیا دکھایا کہ مین نے اپنے فرزند کی لاش کو دیکھا اگر قاتل سامنے ہوتا تو اُسکا بھی یہی حال کرتا ایک ساحر پہلو مین کھڑا تھا اُسنے کہا کہ اب کیون روتے ہو خود کردہ را درمان نیست اپنے ہاتھ سے اپنے فرزند کو قتل کیا اور پھر الم کرتے ہو مناسب یہ ہو کہ دشمن کو مارو اس ظالم نے آکر ایسا بدحواس کر دیا کہ باپ کو بیٹا اور بھائی کو بھائی نہین سوجھتا اُس ساحر نے کچھ جواب سخت دیا آپس مین تلوار چلنے لگی

کہ کلکال لڑتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان جمشید کھڑا تھا جمشید کو جو دربارگاہ پر دیکھا گئی
گولے پھینکے جمشید گھبرایا کہ ایسا نہ ہو کوئی گولہ پڑ جائے سحر کرکے بلند ہوا آسمان پر آکر نعرہ کیا
کہ منم جمشید ثانی او بے حیا اب تو راہ راست پر نہ آئیگا ہر چند کہ جانتا ہون تو اپنے ہوش
مین نہین ہر مگر قدرت کا کہنا نہین سُنتا یہ کہہ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا کارد سحر نکالکر پھینک ماری
کلکال کے سینے پر پڑی سینے کو توڑ کر پار گذری جب کلکال مارا گیا تب یہ ہنگامہ برطرف ہوا
جب جمشید دربار مین آکر بیٹھا تو کہا یارو قدرت کا ارادہ ہر کہ کوہ بوقلمون پر چلے جائین
ایسا نہ ہو کہ مسلمان یہان آجائین اسلیے کہ مسلمان بہت قریب آگئے ہین سب نے منع کیا
اور کہا کہ بوقلمون جادو نے کئی مرتبہ لکھا کہ صاحبقران ادھر سے گذرین گے لہذا کوئی
مددگار بھیجیے اس وجہ سے وہان جانا مناسب نہین ہر کوہ بوقلمون سے تو ہزار درجہ یہ
مقام بہتر ہر مناسب یہ ہر کہ پہلے اُس کو نامہ روانہ کیجیے اگر وہ رضامند ہو تو اچھا ورنہ دیگر
کو بھیجیے جمشید خاموش بیٹھا ہر دل تو دھڑک رہا ہر مگر زبان سے یہی کہتا ہر کہ وہ تقدیر کرون
کہ مسلمانون کو بھاگتے راستہ نہ ملے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکۂ ابر سبز نمایان ہوا اُس ابر مین رعد
کی گرج برق کی چمک خوشبو بھی آتی ہر چند طائر بھی زیر ابر زمزمہ سرائی کر رہے ہین جمشید
نے جو اُس ابر کو دیکھا پکار اُٹھا کہ میرا قوت بازو و زینت پہلو آپہونچا اب یہ سبکا خاتمہ کریگا
اس کے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچیگا وزرا نے پوچھا کہ اس کا نام کیا ہر جمشید ثانی نے کہا
کہ زمرد زہر خوار اسکا نام ہر ابتداے خدائی سے مابدولت کی خدمت مین ہر قدرت
نے اس کو بہت کچھ تعلیم کیا ہر ابر سبز اُس کی علامت ہر حقیقت مین یہ وہ ساحر ہر کہ جنگ کرکے
حریف کو مارے دم دے کے قتل کرے اس کے ساتھ ایک عیارہ ہر وہ بلاے روزگار ہر
اگر وہ اب بھی ہر تو سب کو گرفتار کرلائیگی یہ ذکر تھا کہ وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک
جادوگر سن سے ادھیڑ تاج زمرد سر پر رکھے ہوے تخت پر سوار پشت پر ہزارہا ساحران غدار
پہلو پر تخت کے ایک مہ جبین نہایت حسین وجمیل قنطورہ ہاے زربفتی سے آراستہ کمندین
بازوون پر خنجہ کمر مین لگائے ہوے سرپشت پر اس کر و فر سے بیٹھی ہر جمشید نے اشارہ کیا
وزرا نے اُٹھ کر زمرد کا استقبال کیا زمرد نے آکر جمشید ثانی کو سجدہ کیا کہا یا خداوند

آجکل دشمنون کا بڑا ہنگامہ ہی مین نے راہ مین خبر پائی کہ لوح کو آپ چھپاتے پھرتے ہین
نوجوان شاہزادیان شریک طلسم کشا ہوئین وہ پتے بتاتی ہین مشہور ہی کہ ملکہ حسینان نگ گین
بی بہار اعجاز بیان بھی شریک اہل اسلام ہوگئین مجکو یہ خبرین سُن کر بہت ناگوار ہوا کہ
ان شاہزادیون کی شامتین آئی ہین یہی خیال ہوا کہ اس وقت سختی مین جاکر قدرت کا
شریک ہون سُنا مین نے کہ لڑائی بڑی تھی قدرت نے زخم کھایا جسکا نشان ظاہر ہی جمشید
نے کہا کہ ای خیر خواہ دولت شاہزادیون نے تو ایسے رنج و ملال دیے کہ لوح طلسمی کو
اب جزیرہ عنبر افشان مین رکھا ہی اور عنبر بار جادو بڑی خیر خواہ ہی وہ کسی کو تا بہ لوح
نہ آنے دیگی کیون ای زمرد جادو تمھارے بزرگ تو ہمیشہ اس طلسم مین رہے عہدہ ہاے
جلیل پائے یہ بھی کوئی قاعدہ ہی کہ لوح طلسمی دستیاب نہ ہو اور مجکو کوئی قتل کرڈالے زمرد
نے کہا کہ یہ سراسر خلاف ہی بدون حصول لوح طلسم کشا کی مجال نہین ہی کہ قدرت سے مقابلہ
کرسکے اب قدرت ان مقدمات کو میری راے پر چھوڑین مین شاہزادیون کو گرفتار کرکے
حاضر خدمت کرونگا جسکو منظور ہو قتل کیجیے یا اپنی خدمت مین رکھیے جمشید نے کہا کہ ای زمرد
اس عیارچی کی کچھ تعریف کرو زمرد نے کہا کہ گلگونہ صحرا لورد اس کا نام ہی دختر برق نگاہ
اب اسکی عیاری اس زور پر ہی کہ خواجہ عمرو عاجز ہو جاوینگے جسکا ارادہ کریگی اُسکو
پکڑ لائیگی جمشید نے حکم دیا کہ جسقدر چاہو فوج ہمراہ لو اور کوچ کرکے مقابلہ سعد شہریار
مین جاؤ کل لڑ بھڑ کر پلٹ گئے ہین اپنے نزدیک اُنھون نے قدرت کو شکست دی مگر ہمنے
معرکے سے قدم نہین ہٹایا ہزارون دشمنون کو قتل کیا آخر طبل بازگشت بجوادیا جمشید
نے خلعت رخصتی زمرد کو دیا زمرد مرغ زرین بنا ہوا باہر نکلا گلگونہ صحرا لورد دست و
خیز کرتی ہوئی لشکر کا انتظام اسی کے متعلق ہی نوبت و نقارے بجتے ہوے ساحران غدار
تین لاکھ سوار و پیدل دریاے سحر مین غوطہ مارے ہوے نیزے چمکاتے ہوے طرف لشکر
اسلام کے روانہ ہوے جمشید ثانی بڑی خوشیان کر رہا ہی کہتا ہی یار دو ساحر آیا ہی کہ
جسکا طلسم مین مثل نہین عیارچی وہ اُس کے ساتھ ہی کہ جو عمرو و برق کو گرفتار کرلیگی مگر
بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ لکہ ہاے ابر سبز پیدا ہوے آمد ساحران غدار

ظاہر ہوئی بادشاہ بیرون بارگاہ نکل آئے جملہ افسر ہمراہ ہین دیکھا ایک جادوگر یہ منظر
تخت پر سوار تین لاکھ ساحران غدار لیشت پر مقابلے مین آکر پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی لشکر
اُترا ملکہ گلگونہ نے بڑھکر دریافت کیا معلوم ہوا کہ زمرد جادو اس افسر کا نام ہو اور یہ قلعہ
سبز پوشان کا حاکم ہو برائے مقابلہ آیا ہو ملکہ گلگونہ نے آکر بادشاہ سے کل حال عرض کیا
بادشاہ نے فرمایا سمجھا جائیگا مگر زمرد جادو آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہ گلگونہ جہانگرد بانہائے
عیاری سے آراستہ ہوکر مثل طاؤس طناز سامنے آئی زمرد نے کہا کہ ای گلگونہ مین ابھی
طبل جنگی نہین بجواتا اول تمھارا کمال دیکھ لون کہ لشکر اسلام مین جاؤ کسی سردار کو گرفتار
کرلاؤ یہ سُن کر گلگونہ روانہ ہوئی ایک ضعیفہ کی شکل بن کر لشکر اسلام مین آئی کنیزین شاہزادیون
کی پھر رہی ہین ایک کنیز کو بیہوش کرکے اُسکی شکل پر سب کنیزون مین مل کر پھرنے لگی سب حال
دریافت کرلیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ میرا نام شگوفہ ہو اور مین کنیزون مین ملکہ گلگونہ کی داخل
ہون ملکہ گلگونہ ہی کے ساتھ شام کو آئی ملکہ گلگونہ نے خاصہ کھاکر آرام کیا تب اس عیار بچی نے
اُس کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لے بھاگی اس طرح جلد نکل گئی کہ کسی نے اسکو نہ دیکھا
لاکر زمرد کے سامنے پشتارہ رکھدیا کہا ایک سردار کو لائی اب اسی طرح سب سردارونکو
فرداً فرداً گرفتار کرلاؤنگی زمرد نے حکم دیا کہ اسکو لیجاکر قید کرو ملکہ گلگونہ تو قید ہوئی مگر عیار بچی
یعنے گلگونۂ جہانگرد اپنی ہمنام کو قید کراکے پھر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئی ایک
بڑھیا کی شکل بن کر آئی اب فکر مین میثاق کی ہوئی ایک غلام کو میثاق کے بیہوش کیا اسی کی
شکل بن کر میثاق کے ساتھ ساتھ پھر رہی ہو مگر بادشاہ جو صبح کو دربار مین آئے کنیزان
گلگونہ روتی ہوئی آئین اور عرض کی کہ ای شہریار آج گلگونہ کو کوئی چرا لیگیا بادشاہ
نے فیروزہ کو بلایا کہا کیون ای فیروزہ خوب حفاظت کرتے ہو آج گلگونہ کو کوئی چرا لیگیا
فیروزہ نے کہا کہ مین ابھی جاکر خبر لاتا ہون یہ کہکر فیروزہ چلا دربار مین زمرد جادو
کے آیا ہرچند دریافت کیا مگر کچھ حال نہ کھلا ناچار ہوکے پلٹ آیا گلگونۂ جہانگرد نے
حکم دے دیا ہو کہ خبردار کوئی میرا ذکر دربار مین نہ کرے فیروزہ پلٹکر سامنے بادشاہ کے
آیا عرض کی کہ حضور لشکر زمرد مین گیا تھا کچھ حال دریافت نہین ہوا وہان کچھ ذکر نہین بادشاہ

نے فرمایا اب آئندہ کو احتیاط رہے مگر میثاق دربار مین حاضر ہو گلگونہ جہانگرد بشکل غلام
پشت پر میثاق کی حاضر ہو مگس رانی کر رہی ہو مگر دربار شہنشاہی کو دیکھکر جی مین کہتی ہو
کہ جتنے ساحر چھٹے ہوے تھے وہ سب انکے شریک ہوگئے بادشاہ جس طرف دیکھتے ہین سب
اپنی آنکھین نیچی کر لیتے ہین ہر چند کہ وہ شاہزادیان بسبب ادب شہنشاہی خاموش
بیٹھی ہین مگر معلوم ہوتا ہو کہ ستارے چمک رہے ہین بادشاہ ایک ایک سے بخلق و مروت
باتین کرتے ہین شاہزادیان دست بستہ ہو کر جواب دیتی ہین کہ بجا ارشاد ہوا جب رات
ہوئی تو میثاق اُٹھا اور عرض کی کہ غلام کو ثابت ہوتا ہو کہ مجھپر کوئی افتاد ہونے
والی ہو بادشاہ نے فرمایا کہ کیا مجال ہو ای فیروزہ خبردار میثاق کی حفاظت کرنا اسپر
کوئی افتاد نہ پڑنے پائے کہ یکایک معلوم ہوا خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین بادشاہ نے
میثاق کو اشارہ کیا کہ چھوٹے دادا جان کو استقبال کر کے لاؤ میثاق باہر نکلا
خواجہ عمرو کو سلام کیا خواجہ نے جو ہمراہ میثاق غلام کو دیکھا عجب طرارہ فرار پایا
جی مین کہتے ہین کہ ظاہر مین یہ غلام نحیف و ضعیف ہو مگر طراری چہرے سے ظاہر ہو کہ فیروزہ نے
آکر سلام کیا خواجہ نے فیروزہ کو گلے سے لگایا فیروزہ نے عرض کی کہ ای قبلہ و کعبہ
عجب طرح کا معرکہ گذرا کہ کوئی گلگونہ شاہزادی کو چرا لے گیا لشکر دشمن مین پتہ نہین ملتا
حیران ہون کہ کیا کرون خواجہ نے کہا کہ ای فرزند یہ غلام جو پشت پر میثاق کی کھڑا ہو کتراکر
جاؤ کمند مار کر اسے گرفتار کر لو یہ اصل مین غلام نہین معلوم ہوتا فیروزہ نے کہا کہ قبلہ و
کعبہ جو فرمائین وہ بجا ہو مگر یہ غلام تو روز میثاق کے ساتھ رہتا ہو بڑا معتبر ہو خواجہ
نے کہا کہ جو ہم کہتے ہین وہ کر دیکھو ابھی حال کھل جائیگا یہ وہ غلام نہین ہو فیروزہ نے
کہا کہ ناحق کو میثاق سے ملال ہوگا خواجہ نے کہا کہ تم کنارے ہو جاؤ ہم گرفتار کیے
لیتے ہین کیا مجال کہ ہمارے سامنے سے نکل جائے یہ کوئی عیار مکار ہو تو ناحق دلیل کرتا ہو
جب فیروزہ نے انکار کیا تو خواجہ عمرو میثاق سے باتین کرتے کرتے طرف غلام کے متوجہ
ہوے فرمایا ایک صراحی پانی کی تو اُٹھا لا غلام پلٹا کہ پانی لینے جاؤن جیسے ہی اُس نے
مُنہ پھیرا خواجہ عمرو نے حلقہ ہاے کمند مارے گلگونہ جہانگرد بڑی طرار و فرار ہو جیسے ہی

حلقہ ہاے کمند گلے مین پڑے طرارہ بجز کے حلقہ ہاے کمند سے نکل گئی دور جاکر جو گری سر سے پگڑی
جو باندھے ہوے تھی وہ بھی گری موے مشکین کھل گئے صاف ثابت ہوتا تھا کہ لکۂ ابر قریب
ماہ تابان ہی ایک نازنین حسین و جمیل حسن کی رعنائی ہونٹھون مین مسیحائی سینے پر ابھار دوپٹے
کو درست کرنے لگی خواجہ نے بیقرار ہوکر پکار کے آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام
دل مشتاقان تو گل کسکے گلستان کی ہی اور ماہ کس آسمان کی ہی تیرے شعلۂ حسن نے
ہڈیون کو جلادیا بڑا انتشار ہوا اُسنے جھلاکر جواب دیا کہ او مکار کیا بیہودہ بکتا ہی یہ بھی
تونے ایک فقرہ بنایا کہ اپنے کو عاشق گردانتا ہی اگر گرفتار ہوگا تو فقرہ بندھا ہوا ہی کر
بسبب محبت کے گرفتار ہوا منم گلگونۂ جہانگرد یہ کہکر بھاگی خواجہ تھوڑی دور اُس سے
آگے بڑھکر ایک جھاڑی مین آکر چھپے حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے جیسے ہی گلگونۂ جہانگرد
اُس مقام پر پہونچی دل دھڑکا رُک گئی پکار کر آواز دی کہ او ساربان زادے
مین سمجھ گئی کہ تو چھپ کر بیٹھا ہی عمرو نے کچھ جواب نہ دیا گلگونہ نے کئی آوازین دیکر ایک پتھر مارا
کہ خواجہ کے پاؤن کے قریب آکر گرا خواجہ سمجھے کہ اِسنے دیکھ لیا مگر خیال مین گذرا کہ
تھوڑی دیر اور تامل کرو گلگونۂ جہانگرد نے دوسرا پتھر مار کے جست کی حلقۂ کمند مین آکر
پھنسی خواجہ عمرو نے جھٹکا مارا گلگونہ گری خواجہ نے چاہا کہ جھک کر منھ پر منھ رکھدون
گلگونہ نہایت چست و چالاک ہی دونون ہاتھون سے حباب مارے کہ خواجہ کے دماغ پر
پڑے خواجہ بیہوش ہوکر گرے گلگونہ نے پشتارہ باندھا لے بھاگی دربار مین زمرد
کے آکر پہونچی اور ہنس کر کہا کہ ای زمرد آج مین اُس شخص کو لائی کہ جسکا تمام دنیا مین شہرہ ہی
اب اس کو خواہ قتل کرو خواہ قید کرو زمرد نے کہا کہ ہوشیار کرو اس سے کلام کرین دیکھین کیا
کہتا ہی گلگونہ نے خواجہ کو ہوشیار کیا جیسے ہی خواجہ کی آنکھ کھلی آواز دی کہ ہمیشہ دلبر
سجان مبارک باشد زمرد نے پوچھا کہ ارے تو کون ہی عمرو نے کہا کہ گویا ہون ملکہ مجکو
ناحق پکڑ لائین گلگونہ نے قریب آکر تپنچہ چمکایا عمرو نے کہا کہ یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے مین خود
بیقرار ہو رہا ہون بقول شاعر فرد ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا
سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا گلگونہ نے کہا کہ او ساربان زادے کیا بیہودہ

باتین کرتا ہی کوئی عیاری دکھا عمرو نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران اگر عیاری کی ملکہ خواہان
ہین تو مین عرض کرتا ہون کہ یہ خنجر جو میری کمر مین لگا ہی ملکہ اس خنجر کو لیکر میری گردن پر لگائین
خطا کبھی نہ پڑیگا پھر مین اسی خنجر سے چورنگ کاٹ کر دکھا دونگا گلگونہ نے کہا کہ او مکار
یہ کیا گمان ہی اگر تو نے چورنگ سیکھا ہی تو مین بھی اُس سے آگاہ ہون خواجہ عمرو نے کہا کہ کہرا
سے کیا فائدہ خنجر موجود ہی لگائیے مین نے اپنا خون معاف کیا آپ کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہون
یقین ہی روح کو راحت ہو دونو دل سے درد فرقت ہو ای شہنشاہ ساحران دیکھیے آپکے
سامنے ہی وہ عیاری کرون کہ آپ خود تعریفین کرین زمرد نے کہا کہ ای گلگونہ خنجر مار دے
کہ اسکا سر اُڑ جائے گلگونہ نے بڑھ کر خنجر کمر سے عمرو کی نکالا خنجر ہاتھ مین لیکر کہا کہ کیون
خواجہ اپنے عہد پر قائم ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ مین بدل راضی ہون خنجر لگائیے اپنی
چُستی وچالاکی دکھائیے گلگونہ خنجر کھینچنے لگی دیکھا کہ خنجر نیام سے نہین نکلتا کہا او ساربان زادہ
اسی پر تجکو گھمنڈ ہی کہ خنجر مین زنگ ہی یہ نہ کاٹیگا مگر مین کہتی ہون کیسا ہی کند ہو گا سر تمہارا
اُڑا دونگی عمرو نے کہا کہ آکر خنجر لگائیے کمال اپنا دکھائیے زیادہ باتین نہ بنائیے گلگونہ نے
زور کرکے خنجر کھینچا نیام سے خنجر کے دھوان نکلا دماغ پر گلگونہ کے پڑا کہ چرخ کھا کر گری
خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا اور کہا کہ ای زمرد جادو تم نے دیکھا بس اب مین جاتا ہون
یہ کہکر عمرو نے جست کی سراچہ بارگاہ کا فرا گیا باہر نکلتے نکلتے کئی جادوگرون کو مارا اُنکے
مرنے سے اندھیرا ہو گیا عمرو اُسی اندھیرے مین نکل گیا بعد جانے عمرو کے زمرد جادو نے
گلگونہ کو ہوشیار کیا گلگونہ نے کہا کہ وہ ساربان زادہ کہان گیا زمرد جادو نے کہا کہ
ساربان زادے نے عجب فقرہ دیا گلگونہ نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران بیشک عیاری
نئی تھی مین نے فقرہ کھایا فقرہ دے کر نکل گیا مگر مین پھر گرفتار کرلاؤنگی یہ کہکر پھر چلی جنگل
مین جست وخیز کرتی ہوئی آتی تھی کہ برق فرنگی پھرتا ہوا آتا تھا دور سے دیکھکر سلام کیا
کہا اُستانی صاحبہ آداب وتسلیمات عرض ہی دیکھا اُستاد کیسے نکل گئے اب تم کو وہ عیاریان
سکھائینگے آفت کی عیارہ بنائینگے گلگونہ نے کہا کہ جا دور ہو کیون بیہودہ بکتا ہی
وہ اُستاد تیرا کیا مسخرہ ہی ابکی جو گرفتار کرونگی تو فوراً قتل کر ڈالونگی مجکو فقرہ دیکر نکل گیا

برق نے کہا کہ اُستانی اب اُستاد تم سے چکّی پسوائین گے گلگونہ نے کہا کہ اُسکی کیا مجال
ہی کہ جو مجھپر ہاتھ ڈالے برق فرنگی نے کہا کہ اُستانی مین بھی چاہتا ہون کہ کچھ عیاری
کرون ہاتھ پاؤن ہلاؤن گلگونہ نے بڑھ کر نیمچہ مارا برق نے خالی دیا آپس مین نیمچہ چلنے لگا کہ
خواجہ عمرو پھرتے ہوے اُس طرف آئے پکار کر آواز دی کہ او برق فرنگی یہ کیا گستاخی
کر رہا ہی خبردار تو ہاتھ نہ اُٹھانا ایسا نہ ہو اُن کے دل پر صدمہ پہونچے برق نے پلٹ کر
کہا کہ اُستاد یہ تو بلاے روزگار ہی مین کیونکر زندہ بچونگا برق نے جو مُنھ پھیرا گلگونہ نے جھپٹ کر
حباب مارا کہ برق گرا چاہا نیمچہ مارون کہ سر اُڑ جائے خواجہ عمرو جست کر کے بیچ مین آگئے کہا
ای جان جہان یہ میرا فرزند ہی نیمچہ نہ مارنا خواجہ سے نیمچہ چلنے لگا خواجہ نے پلٹ کر ایک حباب
دفع دارو بیہوشی مار دیا کہ برق ہوشیار ہوا مگر دیکھا کہ اُستاد سے نیمچہ چل رہا ہی برق
سامنے کھڑا ہو کر تعریفین کرنے لگا کہ اُستانی کیا کہنا گلگونہ لفظ اُستانی سے بہت بگڑتی ہی کہ
نگوڑے بھوڑے کیا بیہودہ بکتا ہی اور کیون مجھپر گالی چڑھاتا ہی برق نے کہا اُستانی مین تو
تابعدار ہون مجھسے بہت مطلب نکلین گے اُستاد تم کو چھوڑ کر چلے جاوین گے تم اکیلے مکان
مین گھبراؤگی آگ وغیرہ کی خواہش ہوگی ہمین سے مطلب نکلیگا اُستاد کی بیبیان بہت ہین
ایک محل تمھارا بھی ہوگا کہ سامنے سے چند ساحر سیر کرتے ہوے آتے تھے جادوگرون کو دیکھ کے
خواجہ عمرو بھاگے ایک طرف برق بھی بھاگا گلگونہ نے کہا کہ ارے جادوگرو ان پر
سحر کرو یہ دونون میرے شکار جاتے ہین اُن جادوگرون نے چاہا کہ عمرو پر سحر کرین عمرو
تو جست کر کے نکل گیا مگر برق جو سامنے سے بھاگا ایک جادوگر نے گیر کمند یا برق کے پاؤن مین
نے تھام لیے اُس جادوگر نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا کیون بی عیار بچی اب مین اسکو مار ڈالون
گلگونہ نے کہا کہ صاحب اختیار ہی انھین عیارون کی وجہ سے طلسم مین آفت برپا ہی بڑے
بڑے جادوگر مارے گئے اگر یہ مارے جاوین تو غدر موقوف ہو جائے ہر چند کہ ان سب کی
قضا میرے ہاتھ سے ہی مگر اب تم کو اختیار ہی سب ساحر چلے گئے وہ جادوگر برق کو کھینچتا ہوا
لیچلا برق منت و خوشامد کرتا ہی مگر جادوگر نہین مانتا برق کو طرف پہاڑ کے لیے جاتا ہی
ایک مقام پر برق ٹھہرا کہا اب آگے نہ جاؤنگا اُس جادوگر نے ایک سونٹا مارا کہ برق

بلک گیا کہا حضور مین چلتا ہون اب نہ رکونگا برق کو ایسی چوٹ لگی کہ آنکھون سے آنسو نہین
تھمتے بلک بلک کر رو رہا ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او جادوگر خبردار اسکو قتل نکرنا
اسکی کیا خطا ہی مین نے ناز و نعم سے پالا ہی مگر بد وضع ہی افسوس اس ظالم نے اپنی اوقات
ضائع کی جب تو تم ایسے نالائقون نے آکر ظلم سے گرفتار کیا ہی کہ دیکھنے والون کا دل پھڑکتا ہی
جادوگر نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ضعیفہ گوری صورت سفید اطلس کا پائجامہ پہنے ہوئے لٹھیا
ہاتھ مین روتی ہوئی آتی ہی وہ لاٹھی اُٹھائی کہ جادوگر کو مارے دن جادوگر نے کہا کہ دیکھو بڑی بی
اگر میرے لاٹھی لگے گی تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا یہ تمھارا کون ہی بڑھیا نے کہا بیٹا یہ میرا
فرزند ہی اسی پر زندگی ہی باپ اسکا زمیندار تھا اُس کے مرتے ہی یہ آوارہ ہوا سب مال
و اسباب دیہات وغیرہ جوئے مین ہار دیا مین اس کو ڈھونڈھتی پھرتی ہون کھانا پکا رکھا ہی
اس کے خیال سے مین نے بھی نہین کھایا جب اسکو کھلا لونگی تب کھاؤنگی اب تو مین ضعیف ہوئی
دوسرے شوہر نے بھی انتقال کیا اب کون صورت ہی کہ لڑکا پیدا ہو میرے دروازے پر
چل کے دیکھو دس بیس نوجوان کھڑے ہونگے مین کسی کو مُنھ نہین لگاتی ہون میرے مشتاق
آتے ہین صبح ہوئی دس پانچ نے آکر دروازہ گھیر لیا مجبور ہو کر کسی کو محروم نہین کرتی لڑکے ڈھیلے
پھینکتے ہین نکل آتی ہون اُن سے بھی عجب مضحکہ رہتا ہی ای ساحر لڑکون سے بڑی چہل پہل
رہتی ہی اُچھلتے کودتے ہین نانی امان کہکر لپٹ جاتے ہین ایک دن تم بھی ہمارے محلے مین آنا
دیکھنا کتنے لڑکے جمع رہتے ہین مین کسی کا دل میلا نہین کرتی مگر یہ بتاؤ کہ اس کمبخت سے کیا
خطا ہوئی جو تم نے اس کو گرفتار کر لیا چھوڑ کر امیر ا بیشک ہاتھ لپک ہی اگر اسنے کچھ چُرایا ہو تو
مین اُس کا بدلہ دون اکثر اس سے خطا ہوتی ہی اور کسی کا مال چُرا لاتا ہی جانتا ہی کہ بڑھیا
مان ادا کریگی حقیقت مین مین اپنے اوپر جبر کرتی ہون اور چاہتی ہون کہ اس کو کسی طرح
کا رنج نہ پہونچے تم نے اس طرح پر گرفتار کیا ہی کہ اُسکے ہاتھ ٹوٹے جاتے ہین یہ کہکر بڑھیا نے
کمر سے بٹوا نکالا اُسے کھول کر کچھ روپئے کچھ اشرفیان کچھ نگینے جواہرات کے نکال کر دکھائے
کہا لو بیٹا اس مین سے کچھ لے لو اور برق کو ایک لاٹھی ماری کہا کمبخت ایسے ظالمون کا مال
نہ چُرایا کر مین بدلہ دینے کو موجود ہون تیرے کھانے بھر کو اب بھی رقم بہت ہی کیون چوری

کرتا ہی جادوگر نے کہا کہ مین روپیہ نہ لونگا میرا مال چُرایا نہین بڑی بی تمھاری باتون سے دلکو
فرحت ہوئی بڑھیا نے کہا بیٹا سامنے گاؤن ہی بڑھیا والا مشہور ہی جب وہان آؤ گے
تب بہت آرام پاؤ گے اور راضی ہوگے مین تمھارے واسطے انتظام کر رکھونگی جادوگر نے
کہا بڑی بی مین ضرور آؤنگا بڑھیا نے کہا کوئی چیز ہی بطور نشانی کے ایلو وہ سامنے غار مین بہت سا
اسباب ہی وہ جادوگر برق کو ساتھ لیکر چلا ایک مقام پر بڑا سا گڑھا تھا بڑھیا نے اُس گڑھے
کو دیکھ کر پکار کر آواز دی لو میان ساحر صاحب کل مال اس گڑھے مین رکھا ہی آؤ نکال لو مگر
ایمانداری کرنا سب مال نہ لے لینا جادوگر قریب آیا بڑھیا نے کہا کہ وہ دیکھو سامنے پاندان رکھا
ہی اور ایک لگن بھی ہی اور ایک طرف ایک صندوقچہ بھی رکھا ہی جادوگر نے جھانک کر دیکھا
کہا بڑی بی سارا غار خالی پڑا ہی کوئی شی اس مین نہین معلوم ہوتی بڑھیا نے کہا کہ تمھین نہ
سوجھیگا آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک تھوڑی ناک کٹوا ڈالو وہ دیکھو سامنے صندوقچہ
رکھا ہی جیسے ہی جادوگر جھکا کہ دیکھون صندوقچہ کہان ہی بڑھیا نے حلقہ ہاے کمند گلے مین
ڈال دیے اور نعرہ کیا نعرہ کر کے ایک جھٹکا مارا کہ جادوگر گرا گرتے گرتے خواجہ نے خنجر مار دیا
کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا برق سے کہا کہ اے بھاگ برق و خواجہ ایک جانب چلے مگر گلگونہ
پھر بشکل خدمتگار لشکر مسلمانان مین آئی یہی فکر ہی کہ میثاق کو گرفتار کرون یا کسی طرح ملکہ
بہار اعجاز بیان کو لون تو مطلب پورا ہو میثاق خود ہوشیار ہی خدمتگار نے کہا اب
بارگاہ مین چلیے میثاق نے کہا تجلو کیا ضرورت ہی خدمتگار نے عرض کی کہ آج صبح سے حضور
نے کچھ نوش نہین فرمایا چہرہ اُداس ہو رہا ہی میثاق نے کہا کہ مجھے ابھی خواہش نہین ہی
خدمتگار نے کہا کہ حضور کس فکر مین ہین مجھسے ارشاد فرمائیے مین انتظام کرون میثاق نے
کہا کہ مجھے اُسی عیار بچی کا خیال ہی کہ میری فکر مین آئیگی اگر مین قید ہو گیا تو بڑی خرابی ہوگی
میرے نام کے سب ساحر دشمن ہین خدمتگار نے کہا کہ مین حفاظت کر لونگا آپ تشریف لیچلیے
کیا مجال ہی کہ عیار بچی آسکے اس طرح باتین کر کے میثاق کو گلگونہ بارگاہ مین لائی جام
بھر کے دیا کہا ایک جام تو نوش فرمائیے میثاق نے جام پیا پیتے ہی بیہوش ہوا گلگونہ نے
پشتارہ باندھا سوچی کہ کس طرف سے لیچلون آخر نقب کھود کر دور جا کر نکلی پشتارہ لے کر چلی

قضائے کار سرہنگ جادو ملازم زمرد بھی دعویٰ کرکے نکلا ہو کہ مین میثاق کو لے آؤنگا
اِسنے دور سے جو دیکھا کہ گلگونہ پشتارہ بدوش آتی ہی پُکار کر آواز دی کہ کیون ملکہ گلگونہ کہ
لائین یہ کسکا پشتارہ ہی گلگونۂ جہانگرد نے خوش ہوکر کہا کہ ای سرہنگ جادو مین بڑی
جانکاہی سے میثاق کوہ گردان کو لائی ہون سرہنگ کو رشک ہوا کہ میرا وعدہ خلاف
ہوتا ہی اگر یہ پشتارہ لے گئی تو زمرد انعام دیگا یہ سوچ کر سحر کیا کہ پاؤن زمین نے تھام لیے
اور پشتارہ گلگونہ کی دوش سے گرا اب گلگونہ غل مچانے لگی کہ ای سرہنگ یہ کیا غضب کیا
عیارہچی کو بھی فقرہ دینے لگے ارے مین انعام مین تم کو شریک کردنگی مگر سرہنگ نہین مانتا
ہی چاہتا ہی پشتارہ لے لون گلگونہ کو اسی مقام پر چھوڑ جاؤن اُدھر سے خواجہ عمرو آتے تھے
راہگیر بنے ہوے ہین پُکار کر آواز دی کہ او جادوگر عورت پر کیون ظلم کرتا ہی سرہنگ نے
کہا کہ تو کون ہی جو دخل دیتا ہی یہ ہمارے لشکر کی عیارہچی ہی جو چاہین سو کرین خواجہ عمرو نے
قریب آکر ایک حباب مارا کہ سرہنگ بیہوش ہوکر گرا خواجہ عمرو نے خنجر مارکر سرہنگ
کو قتل کیا گلگونہ نے مرتے ہی سرہنگ کے رہائی پائی نیچہ پکڑکے جھپٹی عمرو سے نیچہ چلنے لگا
پشتارہ زمین پر پڑا ہی خواجہ عمرو نے نیچہ مارتے مارتے حباب داغ بیہوشی میثاق پر
ماردیا میثاق کو ہوش آیا اب تو گلگونہ بھاگی میثاق اُٹھا خواجہ کو دیکھکر کہا کہ ای
خواجہ تمنے بڑا کام کیا ورنہ مجکو یہ عیارہچی لے چلی تھی اگر سامنے زمرد کے پہونچتا تو وہ
قتل کرڈالتا میرے نام سے وہ ملعون جلتا ہی خواجہ نے کہا کہ مین اس عیارہچی کو گرفتار کرلون
تو پھر زمرد کی فکر کرون مگر گلگونۂ جہانگرد گھبرائی ہوئی سامنے زمرد کے آئی زمرد سے سب
حال بیان کیا کہ مین میثاق کو گرفتار کرلائی تھی مگر سرہنگ نے یہ فساد برپا کیا اپنی جان
بھی دی اور میثاق کو میرے ہاتھ سے کھویا اگر ای شہنشاہ ساحران بیشک عمرو بڑا عیار
ہی کیسا جھٹ پٹ سرہنگ کو مارلیا دربار ساحرون سے بھرا ہوا ہی کہ ایک خدمتگار
نے بڑھکر زمرد کو سلام کیا کہا حضور مین نے رات کو جمشید ثانی کو خواب مین دیکھا کہ مجکو
آکر علم موسیقی تعلیم کرگئے امیدوار ہون سماعت فرمائیے پی گلگونہ جہانگرد تم بھی سنو
یہ کہکر یہ اشعار عاشقانہ بتابتا کر گانے لگا نظم

دم نکلتا ہی نگاہ چشم مست یار پر +
نشے کا ڈورا بلا ے جان ہی اس تلوار پر

خوشنما ہی چہرۂ محبوب پر زلف سیاہ
عالم اک دکھلاتی ہی کالی گھٹا گلزار پر

کیا کرون پست و بلند راہ الفت کا بیان
چاہ مین اک پانون ہی اک پانون ہی دیوار پر

رنگ شب اڑتا ہی گیسوے سیہ کو دیکھ کر
داغ ہی ماہ دو ہفتہ کو ترے رخسار پر

تو جو اے عیسی نفس آیا عیادت کے لیے
تندرستون کو ہوئی حسرت ترے بیمار پر

دوست کو لیکر بغل مین رات بھر سوتا ہون مین
رشک ہی دشمن کو میرے طالع بیدار پر +

یار کی فرقت مین رو کر قصر تن کو ڈھاؤنگا
پانی بھر جاویگا اس گھر کی ترے دیوار پر

خود غلط ناحق نہ ہون تقلید آتش سے ہلاک
چور کب منصور بن سکتا ہی کھنچ کر دار پر +

اس طرح پر اُس خدمتگار نے یہ اشعار گائے اور تانین مارین کہ گلگونہ بہت خوش ہوئی کہتی جاتی ہی کہ بڑا صید آکے نکل گیا خواجہ عمرو نے چاہا کہ رنگ ساقی گری پھیلاؤن کہا اے شہنشاہ ساحران امیدوار ہون کہ میرے ہاتھ سے شراب پیجیے مگر گلگونہ نے جو آنکھ ملاکر دیکھا پہچان لیا کہ یہ عمرو عیار ہی للکارا کہ او ساربان زادے مین نے تجکو نگاہ سے پہچان لیا خواجہ جست کرکے بھاگے راہ مین ایک جادوگر کھڑا تھا اُسنے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا خواجہ نے کہا بھائی چھوڑا ہی جادوگر نے ہاتھ چھوڑا عمرو نے اُس ساحر کی کلاہ لی اور جست کرکے بھاگے گلگونہ کے منھ سے نکل گیا کہ یارو لینا ہر چند کہ اور جادوگر دوڑے مگر خواجہ بھاگے ہوے جاتے ہین جنگل مین آکر ایک جھاڑی مین چھپے ایک ساحر موسوم بہ سیمین عذار خواجہ عمرو کو ڈھونڈھتا ہوا جنگل مین آیا سامنے درۂ کوہ کے ایک جھیل تھی اُس مین ہاتھ دھونے لگا عمرو نے للکارا کہ او جادوگر یہ کیا کرتا ہی یہ پانی بُرا ہی ماران سیاہ آکر پیتے ہین ایسا نہو نگل کر ہیجاؤ سیمین عذار نے پُکار کر کہا کہ او ساحر مین نے کیا خطا کی ہی کیسے کلمات سخت زبان سے نکالتا ہی عمرو نے کہا کہ ارے گدھے سُنا دیا کہ اس جھیل مین آکر اژدہا پانی پیتا ہی اگر تو پیے گا تو پانی ہو کر بہ جائیگا بس یہ آبرو ہوگی کہ پناہ پانی مشکل ہو گی جادوگر نے کہا کہ میرا پیاس سے بُرا حال ہی عمرو نے کہا کہ تم یہان ٹھہرو مین لاکر پانی پلاتا ہون یہ کہہ کر درۂ کوہ مین گھس گئے جام پانی کا بھر کے لائے بیہوشی اُس مین ملادی سیمین عذار کو وہ پانی پلاکر

بیہوش کیا جب سیمین عذار بیہوش ہو کر گرا تب خواجہ نے اُسے قتل کیا قتل کر کے سب کپڑے
اُسکے اُتارنے لگے اور جادوگر جو تلاش مین عمرو کی نکلے تھے آواز سُنی کہ کسی نے سیمین عذار کو
قتل کیا آواز سُن کر دوڑے آکر دیکھا کہ لاشہ سیمین عذار کا جنگل مین پڑا ہی اور ایک راہگیر
کپڑے اُتار رہا ہی للکارا کہ او راہگیر کیا کرتا ہی اس جادوگر کو کسنے مارا عمرو نے کہا مین ادھر
سے گذرا مین نے لاشہ پڑا ہوا دیکھا دل کو افسوس ہوا کہ کون اِس کو مار کر ڈال گیا خیال
آیا کپڑے اِسکے اُتار کر اُن کو بیچ کر اِسکے دفن کی تدبیر کرون تم کیا مجکو قزاق سمجھے ہو مین بندۂ
سامری ہون ایک بندۂ سامری یون جنگل مین پڑا رہے اور کوئی دفن نہ کرے جادوگرون
نے کہا کہ یہ ہمارے لشکر کا ساحر ہی ہم دفن کرین گے عمرو نے کہا کہ بھائیو اس سعادت مین
ہم بھی شریک ہونگے مگر بھائیو کچھ کھا پی لو پھر اُس کے بعد ارتھی بناؤ یہ کہکر خواجہ عمرو نے
شکر کی پڑیا کمر سے نکالی شربت بنایا کہا بھائیو ایک ایک جام پی لو جادوگرون نے آپس مین
کہا کہ یہ بہت معقول آدمی معلوم ہوتا ہی عمرو نے ایک ایک جام سب کو پلایا شربت پیکر
سب جادوگر بیہوش ہوے عمرو نے اُن سب کو قتل کیا سب کے کپڑے اُتار لیے کہ سامنے
سے گرد اُڑی دیکھا کہ گلگونہ جہانگرد آتی ہی خواجہ عمرو گلگونہ کو دیکھ کر بھاگے گلگونہ نے
عمرو کو جاتے ہوے دیکھا جب قریب درۂ کوہ آئی دیکھا کہ آٹھ نو جادوگرون کے لاشے پڑے
ہین حیران ہو گئی کہ ان جادوگرون کو کسنے مارا جی مین کہتی ہی کہ عمرو بلاے روزگار ہی
اِن جادوگرون کو کیونکر مار گیا عمرو پر پنجہ بمشکل قابض ہوگا اتنے جادوگرون کو ایک مرتبہ
مار گیا اس سوچ مین کھڑی تھی کہ گانے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک گویے کا لڑکا مشروع
کا پاجامہ پہنے ہوے انگرکھا نینو کا گلابی رنگا ہوا ٹوپی بھاری سر پر ڈفلی ہاتھ مین اشعار
عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہی گلگونہ کو بہت اچھا معلوم ہوا پُکار کر کہا کہ میان گویے صاحب
ذرا ٹھہر جائیے اپنا گانا سنائیے لڑکے نے کہا ہمارا وقت ٹھہرنے کا نہین ہی اس وقت بھٹی پر
جا دین گے وہان دو چار آنے پا جادین گے شراب پینے والے آتے ہین نقد بھی دیتے ہین اور
شراب بھی پلاتے ہین گلگونہ نے کہا کہ ہم روپیہ دین گے لڑکے نے کہا کہ اماں جان مین کیا
بیوقوف ہون کہ جینی کا ٹکڑا لے لون مین پیسہ لیتا ہون نانا جان کو ٹھے پر سے گر پڑے اُنکو لیٹا

اُتر گیا اب مین گھر کا انتظام کرتا ہون روز چھ آنے آٹھ آنے لیجاتا ہون نانی امان کو جاکر دیتا ہون نانی امان خود بھی دو چار آنے کی مزدوری کرلیتی ہین وہ محلہ مشہور ہی جو اُس طرف سے آتا ہی نانی امان اُسے ضرور دیکھتی ہین اشارے کرکے بلاتی ہین نوجوان لوگ دو چار پیسے دیدیتے ہین گلگونہ سمجھی یہ تو بالکل بے وقوف ہی اپنی بُرائیان بیان کرتا ہی تو بڑا عیاری کا کھول کر کچھ پیسے نکالے کہا لو پیسہ لو لڑکے نے خوشی خوشی پیسہ لے لیا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

فرقت نے تیری دل کو ستایا یہان تلک
آیا کمال ضبط مین شکوہ زبان تلک

اسپر بھی تو نے قدر نہ کی میری واہ وا
تجھسے عزیز مین نے نہ کی اپنی جان تلک

آزردہ مجھسے کیا سگِ دلدار بھی ہوا
آکر نہ کھائے اُسنے مرے استخوان تلک

بارِ گناہ سر پہ جو تھا تھک کے رہ گیا
افسوس مین پہونچ نہ سکا کاروان تلک

رسوائیون کا آپکی اس درجہ تھا خیال
دل جل گیا پہ مُنھ سے نہ نکلا دھوان تلک

کیا کیا تمھارے ظلم نہ دلپر سہا کیے
لائے مگر نہ حرف شکایت زبان تلک

دفتر شکایتون کے ہین صد ہا بھرے ہوے
مین حال دلکا اُنکو سُناؤن کہان تلک

ہلجائینگے یقین ہی سب قدسیون کے دل
نالہ پہونچ گیا جو مرا آسمان تلک

سائل کو بے طلب کیے سطوت جہان مین دے
کیا لطف ہی سوال جو آیا زبان تلک

اُس لڑکے نے اس طور سے یہ اشعار گائے کہ گلگونہ بہت راضی ہوئی کہتی تھی واہ میان صاحبزادے خوب گاتے ہو لڑکے نے کہا کہ آپ نے مجکو پہچانا نہین مین تان دراز خان کا نواسہ ہون اور تان توڑ خان کا پوتا ابھی آپ نے میرا گانا سُنا نہین اگر گاؤن اور میرا دل لگ جائے تو طائر آشیانون سے نکل آوین اور میری تعریف کرین تب آپ کو میرے گانے کا لطف ملے ابھی آپ نے کیا سُنا گلگونہ نے کہا ہماری بارگاہ مین چلو سامنے زمرد جادو کے تم کو گوائین تم تو روپون کو جینی کے ٹکڑے بتاتے ہو ہم تم کو کیا سمجھائین وہان تم کو بہت کچھ ملیگا لڑکے نے کہا کہ ہم کو کہین جانے کی فرصت نہین ہی اسی مقام پر جو دینا ہو وہ دیجیے گلگونہ نے کہا کہ اس وقت ہمارے پاس کچھ موجود نہین ہی لڑکے نے کہا میرا بڑا نقصان تو یہ ہوا کہ شراب نہ پی کچھ جمع نکلے لیے کہ شراب بھٹی سے لائی جائے ہم بھی پئین تم بھی پیو گلگونہ نے دیے

نکال کر دیا کہا لو صاحبزادے یہ لیجاؤ اسکی شراب لاؤ تب مطلب نکلے لڑکا روپیہ لیکر دوڑا اور
ٹوٹی ہوئی مشکی مین شراب لایا لاکر رکھدی جام بھر کر اول گلگونہ کو دیا گلگونہ نے کہا صاحبزادے
تم پیو لڑکے نے کہا مین بدتمیز نہین ہون نانی امان نے سکھا دیا ہی کہ خبردار بے ادبی نہ کرنا
ہر ایک سے ساتھ ادب کے ملنا آپ پہلے نوش فرمالین تب مین پیونگا گلگونہ نے ہرچند کہا
کہ پہلے تم پیو لڑکے نے کہا یہ خطا مجھسے نہوگی ناچار ہو کر گلگونہ نے جام لیا پیتے ہی کلیجے مین
آگ لگ گئی کلیجہ جلنے لگا کہا کیون صاحبزادے اس شراب مین کیا تھا کہ کلیجے مین پیتے ہی آگ
لگ گئی لڑکے نے کہا کہ ای مادر مہربان مجھسے خطا تو ہوئی کہ شراب مین بیہوشی مل گئی مگر معاف
کیجیےگا کہ مین آپ کا فرزند ہون گلگونہ نے کہا کہ ارے تو کون چالاک نے اپنے نام کا نعرہ کیا
نعرۂ چالاک سے ❊ بعیاری من آنم چست و چالاک ❊ بچشم دشمن اندازم کف خاک ❊ نہ آید
باد گرد تیز گامم ❊ خلیفہ اولم چالاک نامم ❊ گلگونہ اُٹھی کہ چالاک کو گرفتار کر لون مگر بیہوشی
اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری چالاک نے چاہا کہ پشتارہ باندھون کہ پہلو سے آواز آئی کہ
او جوانامرگ یہ کیا حرکت بیجا کی ارے ماں کے ساتھ یہ بے ادبی چالاک نے پلٹ کر دیکھا
کہ خواجہ عمرو دوڑے ہوے آتے ہین چالاک سیدھا ہو کر کھڑا ہوا جیسے ہی خواجہ عمرو قریب
پہونچے خواجہ کو یہ گمان بھی نہ تھا چالاک نے حباب مار دیا خواجہ بیہوش ہو کر گرے چالاک
نے خواجہ کو ایک درخت سے لگا کر بٹھا دیا اور سر گلگونہ کا خواجہ کے زانو پر رکھدیا اور
دونون ہاتھ مین فتیلۂ رفع بیہوشی لیا ایک فتیلہ ناک مین خواجہ کی دیا اور ایک ناک مین
گلگونہ کی دیا خواجہ کو چھینک آئی قطرات گندیدہ منہ پر گلگونہ کے جو گرے گلگونہ کی آنکھ
کھلی خواجہ نے سر گلگونہ کا اپنے زانو پر پایا چاہا کہ دست درازی کرون اور گلے سے لگا لون کہ
چالاک نے آکر سلام کیا کہا ای مادر مہربان یہ کیا غضب ہی کہ آپ جنگل مین اپنے عاشق سے
ہم آغوش ہین خیمے مین تشریف لے چلیے بارگاہ ہشامی موجود ہی وہان تشریف رکھیے یہ
صاحبقران کے عیار ہین ان کو سب کچھ ممکن ہی گلگونہ نے ایک لات خواجہ کو ماری خواجہ
تو گرے گلگونہ اُٹھ کر بھاگی خواجہ اُٹھتے ہی چالاک پر خفا ہونے لگے کہ کیون او نالائق یہ
تو نے کیا حرکت کی بزرگون سے کوئی ایسی حرکت کرتا ہی چالاک نے کہا کہ قبلہ و کعبہ مین نے

کیا خلاف کیا مادر مہربان کہکر کلام کیا ہرچند کہ گویا بنکر عیاری کی تھی مگر مادر مہربان کہتا تھا ایسا کمسن بنا تھا کہ مادر مہربان کہنے سے اُنھون نے بُرا نہین مانا چالاک کو خواجہ نے ایک دو تمانچے مارے کہا جاؤ دفع ہو اب کبھی خبردار میری مدد کو نہ آنا چالاک نے سر جھکاکر کہا کہ اگر خبر پادینگے تو ہم سے ضبط نہ ہوسکیگا اور اگر خبر نہ ملی تو مجبوری ہی خواجہ عمرو نے چالاک کو ایک طرف روانہ کیا اور خود تلاش مین گلگونہ کی چلے اسی فکر مین ہین کہ اگر گلگونہ مل جاے تو اُس کو گرفتار کردن ایسا نہ ہو کہ کسی آفت مین پھنس جاؤن خدمتگار بنکر طرف لشکر زمرد کے چلے لشکر مین آکر دیکھا کہ کل لشکر تیار ہو رہا ہی دریافت کیا تو حال معلوم ہوا کہ زمرد کا یہ ارادہ ہی کہ لشکر اسلام پر شبخون مارون خواجہ عمرو یہ خبر دریافت کرکے بھاگے خدمت سعد شہریار مین آئے آکر عرض کی دشمن تو آمادۂ کارزار ہین اور آپ غافل بیٹھے ہین ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ لشکر کو انتشار ہو بادشاہ نے فرمایا مین اُن کو پھر آگاہ کیے دیتا ہون حکم دیا کہ ای بہار اعجاز بیان ایک نامہ زمرد کے پاس بھجوا دو بہار اعجاز بیان نے بہت خوب کہکر قلم اُٹھایا بادشاہ لکھوانے لگے کہ ای زمرد جادو ہم کو دریافت ہوا کہ تمھارا ارادہ شبخون کا ہی اگر یہان آؤ گے تو بڑا رنج اُٹھاؤ گے نکلنا مشکل ہوگا چہار جانب سے گھر جاؤ گے مگر زمرد جادو افسرون سے کہہ چکا ہی کہ شبخون کی تدبیر کرو کہ یکایک خبر پہونچی کہ ایک ساحر نامہ سعد شہریار لیکر آیا ہی زمرد نے بلوایا نامہ لیکر پڑھا جواب مین لکھا کہ مجھے کیا ضرورت ہی کہ مین شبخون مارون میدان مین لڑونگا یہ جواب بادشاہ کے پاس آیا اُدھر شبرنگ جادو کارگزار زمرد مسلح ہوکر جو آیا تھا زمرد نے حکم دیا کہ سامان شبخون معطل رہے اور طور سے لڑونگا شبرنگ جادو ٹہلتا ہوا باہر نکلا سب افسرون کو منع کیا کہ لشکر تیار نہ کرو مسلمانون کو معلوم ہوگیا شبخون غفلت مین جاتے ہین جب وہ آگاہ ہوگئے تو کیا ضرورت ہی شبرنگ حکم دے کر پلٹا اور قریب اُس خیمے کے پہونچا کہ جس مین ملکہ گلگونہ قید ہین آواز سُنی کہ بلک بلک کر دعا مین مانگ رہی ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای ربّ کارساز مجھے قید سے رہا کر مقام افسوس ہی کہ خواجہ نے ہماری رہائی کی فکر نہ کی ورنہ ابتک رہا ہو جاتے شبرنگ نے پوچھا کہ اس خیمے مین کون قید ہی لوگون نے بیان کیا

کہ ملکہ گلگونہ مطیع سعد شہریار کی اس خیمے مین قید ہی شبرنگ آیا دیکھا کہ خیمہ روشن
ہو رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ برج آفتاب ہی ایک مہ جبین کو دیکھا کہ سر جھکائے بیٹھی ہوئی
رو رہی ہی شبرنگ حال مصیبت دیکھ کر گھبرایا کہا کیون او مہ جبین کس عالم مین ہی اور کیون
روتی ہی گلگونہ نے اشارے سے کہا کہ اپنی مصیبت پر روتی ہون جو منظور قضا و قدر تھا یہ سنکر
شبرنگ بیٹھ گیا کہا ای ملکۂ عالم تم نے غضب کیا کہ قدرت کا اعتقاد چھوڑا اور خدای
نادیدہ کو اختیار کیا نہین ممکن ہی کہ تمھاری سفارش کرین ورنہ زمرد سے کچھ کہتے مگر
زمرد نہ مانیگا اُس کے مزاج مین ظلم ہی لیکن اگر مجکو سرفراز کیجیے تو مین کوئی تدبیر کرون
گلگونہ مدت سے شریک بادشاہ ہی اکثر فیروزہ کی باتین سُنی ہین جی مین کہتی ہی کہ اس کے
کہنے کو ہان کر دو وقت پر جو منظور خدا ہوگا وہ دیکھا جائیگا گلگونہ نے اشارے سے کہا تمھارا
کیا عمدہ ہی شبرنگ نے کہا کہ افسر لشکر زمرد ہون مجکو زمرد جادو بہت مانتا ہی آج رات
کو آکر تم کو رہا کرونگا یہ کہکر جاہا کہ اُٹھے ایک خدمتگار بھی گھس آیا شبرنگ سے کہا کہ مین
آج کئی دن سے تدبیر کر رہا ہون مگر کوئی صورت رہائی کی نہین نکلتی موقع نہین پاتا
شبرنگ نے کہا کہ تونے کیا تدبیر کی تھی خدمتگار نے کہا کہ مین نے چاہا تھا کوئی نہ دیکھے
اور سوزن ان کی زبان سے نکال دون یہ ساحرہ زبردست ہی لڑ بھڑ کر نکل جائیگی شبرنگ
نے کہا کہ تیری حقیقت کم ہی زمرد وہ سزا دیتا کہ تجکو بھی معلوم ہوتا کیا عجب ہی کہ تجھے
قتل کر ڈالتا خدمتگار نے باتین کہتے کہتے ایک حباب مار دیا کہ شبرنگ بیہوش ہو کر
گرا گلگونہ نے اشارے سے کہا کہ او خدمتگار یہ تونے کیا کیا خدمتگار نے کہا کہ آپ نے
اپنے غلام کو نہین پہچانا منم فیروزہ بن عمرو یہ کہکر زبان سے گلگونہ کی سوزن نکالی کہا
ای ملکۂ عالم مین شبرنگ کو آپ کی شکل بناکے قید کیے دیتا ہون آپ غرق زمین ہو کر نکلجایے
دیکھون میان شبرنگ پر کیا گذرتی ہی گلگونہ تو غرق زمین ہو کر نکل گئی مگر زمرد نے بیٹھے بیٹھے
سوچا کہ گلگونہ کو بلواؤن اگر اطاعت کرے تو بہتر ہی ورنہ قتل کرون ایک خدمتگار سے حکم دیا
کہ جاکر نگہبانون سے کہو کہ گلگونہ کو بارگاہ مین لاؤ یہان شبرنگ جو بیدار ہوا تو دیکھا بولا
نہین جاتا اور زبان مین سوزن ہی حیران بیٹھا تھا کہ نگہبانون نے آکر کہا کہ بی گلگونہ چلو

تھیں شہنشاہ ساحران بلاتے ہین شبرنگ اُٹھا نگہبانون کے ساتھ بارگاہ مین آیا زمرد
کو سلام کیا گلگونہ نقلی نے جو سلام کیا زمرد بہت خوش ہوا کہنے لگا اب تو راہ پر ہی ورنہ
یہ مسلمان کسی کو سلام نہین کرتے ایسے مغرور ہین پکار کر کہا کہ ای گلگونہ میری اطاعت کر
جمشید ثانی کی مطیع ہو شبرنگ بول نہین سکتا گلے مین گیند عیاری کا ٹھسا ہی غین غین
کرکے اشارہ کر رہا ہی کوئی اشارے کو نہین سمجھتا کہ زبان مین اسکے سوزن ہی اسوجہ سے
بُول نہین سکتا ایک ساحر سے کہا کہ اسکی زبان سے سوزن نکال لو کہ جو کہنا ہو وہ کہے
مین اس کی بات سنون گا شبرنگ کی زبان سے سوزن بھی نکالی مگر شبرنگ کلام نہین
کرتا لوگ حیران ہین کہ زبان سے سوزن بھی نکل گئی اور گلگونہ بات نہین کرتی کوئی کہتا
ہی مغرور ہی کوئی کہتا ہی یہ اطاعت نہ کریگی خداوند سے بیزار ہی اسی ڈر کے مارے
کلام نہین کرتی کہ زنگ کی آواز آئی اور گلگونہ جہانگرد آکر پہونچی اسنے جو شبرنگ
کو دیکھا کہا ای شہنشاہ ساحران یہ تو گلگونہ نہین ہی تیور تو اسکے دیکھیے اور گلے پر اشارہ
کرتا ہی گلے مین اسکے گیند ہی جب گیند گلے سے نکلیگا تو یہ کلام کریگا سبھون نے گلے سے اسکے
گیند نکالا تب شبرنگ نے فریاد کی کہ مین ہون شبرنگ جادو گلگونہ کہان ہی زمرد نے
جو یہ حال سُنا گھبرا کر کہا کہ یہ کیا معرکہ ہوا کیون ای شبرنگ تم قید خانے مین کیونکر پہونچے
شبرنگ نے بیان کیا کہ مین ملکہ گلگونہ کو دیکھنے گیا تھا ایک خدمتگار نے آکر نہین معلوم
کیا کر دیا کہ مین بیہوش ہو گیا پھر مجکو خبر نہین کہ کیا معرکہ گذرا گلگونہ نے کہا کہ طریقے سے
معلوم ہوتا ہی وہ خدمتگار عیار تھا تمکو بیہوش کیا اور ملکہ گلگونہ کو نکال لے گیا دربار مین
زمرد کے بڑا غل ہوا ہر ایک کا قول تھا کہ مسلمانون کے عیار بلائے روزگار ہین کیا غضب
کی عیاری کر گیا گلگونہ نے کہا کہ یہ کوئی عیاری نہین ہی میری کنیزین اس سے بہتر عیاری
کرتی ہین مجھسے کل عمرو کا سر لیجیے جسپر مسلمانون کو بڑا ناز ہی ای شہنشاہ ساحران آپ ملاحظہ
فرمائیے گا عمرو کے بارے مین لوگ کہتے ہین کہ اُسکا مثل نہین مگر مین نے خیال کیا وہ کچھ
حقیقت نہین رکھتا دربار مین اُس دن خنجر کی عیاری کر کے نکل گیا مین نے کچھ خیال نہ کیا
مگر خیر اب ملاحظہ فرمائیے گا یہ کہکر گلگونہ اُٹھی چند ساحر لشکر سے لیے اور چند کنیزون کو

ساتھ لیکر کنارے پر لشکر کے خیمہ استاد کیا کنیزون کو چھوڑ کر چلی صرف ایک کنیز کو ساتھ لیا
یہان فیروزہ جو ملکہ گلگونہ کو لیکر آیا تو بادشاہ نے بڑی تعریف کی خواجہ کو بہت ناگوار ہوا
فرمایا گلگونہ کو بڑا صدمہ ہوا ہوگا بادشاہ نے فرمایا اگر دشمن کو صدمہ پہونچا تو اچھا ہوا یہ
سُن کر خواجہ نے کہا کہ وہ دشمن نہین ہی ہماری دوست ہی اور حقیقت مین جسدن خواجہ
دربار مین زمرد کے گائے گلگونہ کو بھی خیال ہوا کہ یہ میرا عاشق ہی اسپر بھی خیال مین ہی
کہ عمرو کو پاؤن تو قتل کردن یہان خواجہ بھی کہنے سے بادشاہ کے آمادہ ہوے بانہاے
عیاری لگاکر چلے صحرا مین جاتے ہین کہ دیکھا سامنے سے ایک جوان ماہ طلعت چلا آتا ہی
عمرو نے اُس سے ملاقات کی پوچھا تو کون ہی کہان جاتا ہی اُس جوان نے کہا کہ مین تلاش
مین عمرو کی نکلا ہون عمرو نے پوچھا کہ عمرو سے تجھے کیا کام ہی اُس جوان نے کہا کہ مین گلگونہ
کا زرخرید ہون اُسکی کنیز ہی گلشن نامے اُسپر عاشق ہوا ملکہ کو خبر ہو گئی ملکہ نے مجکو قید
کیا آج نگہبانون کو غفلت ہوئی تو مین نکل بھاگا اگر عمرو مجکو ملتا تو مین گلگونہ کو گرفتار
کرا دیتا مگر یہ وعدہ کرالیتا کہ گلشن کنیز مجکو دیجیے گا عمرو نے کہا کہ مین ہی عمرو ہون مین
تجھسے وعدہ پختہ کرتا ہون کہ گلشن کنیز کا عقد تیرے ساتھ کردونگا اُس جوان نے کہا کہ میرے
ساتھ چلیے کنارے پر لشکر کے ایک جھیل ہی پہلو پر اُس جھیل کے ایک جنگل ہی وہان گلگونہ
نے کئی خیمے استادہ کرائے ہین ایک خیمہ کہ ظاہر مین بہت حقیر ہی اگر دیکھنے والا دیکھے تو اپنے
دل مین تصور کرے کہ اس مین کنیزین رہتی ہونگی مگر اُسی خیمے مین ملکہ آرام کرتی ہین آپکو
لیچلون اور آپ اُس خیمے مین چل کر گرفتار کر لیجیے اور لے آئیے وہ ضرور مسلمان ہوگی آج
اُسنے اشتہار دیا ہی کہ جو مجکو زیر کرے مین اُس کی اطاعت کرونگی اور جو مین زیر کرونگی
تو قتل کر ڈالونگی اکثر عیار اُسنے قتل کیے خواجہ سے باتین کرتا ہوا وہ جوان چلا قریب ایک
جھیل کے پہونچا خواجہ نے دیکھا کہ چند خیمے استادہ ہین کنیزین جابجا بیٹھی ہین جس خیمے کا
وہ جوان پتہ دیتا ہی وہ سب سے کنارے ہی اور وہان کوئی نگہبان بھی نہین وہ جوان خواجہ
کو لیکر چلا قریب خیمے کے آکر کہا کہ سراپچہ چاک کیجیے عمرو نے سراپچہ چاک کر کے دیکھا کہ ملکہ
گلگونہ پلنگ پر پڑی ہوئی سو رہی ہی جوانی کی نیند موے مشکین چہرے پر پڑے ہوے

دوپٹہ ڈھلکا ہوا دو حباب دریاے نور یا دو گنبد بلور کے کھلے ہوے ہین خواجہ عمرو نے
جو معشوق کو اس حال سے دیکھا بیقرار ہو گئے جھپٹ کر اندر خیمے کے گئے بیہوشی نکالی کہ
اس کو بیہوش کرین مگر وہ جوان کہ خواجہ کی پشت پر کھڑا تھا اُسنے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے
اور جھٹکا مارا خواجہ گرے اُسنے حباب مار کر بیہوش کیا نعرہ کیا کہ منم گلگونہ جہانگرد کیون
اوساربان زادے اسی مُنھ پر دعوی عیاری وہ جوان گلگونہ تھی ایک کنیز کو اپنی شکل بناکے
پلنگ پر سُلادیا تھا وہ کنیز تعریفین کرتی ہوئی اُٹھی گلگونہ نے جواب دیا کہ مین جسدن چاہتی
اسے گرفتار کر لیتی مگر صرف اتنا دیکھتی تھی کہ دیکھون یہ ساربان زادہ کیا کرتا ہی دیکھا تم
سب نے کہ مین نے اسے کیونکر گرفتار کر لیا سب کنیزین تعریفین کر رہی ہین کوئی کہتی ہی کہ اسے
جلد قتل کیجیے کوئی کہتی ہی زمرد کے پاس لے چلیے مگر پہر رات پچھلی باقی ہی گلگونہ نے کہا کہ
اس وقت میان زمرد سوتے ہونگے نیند مین اُٹھین گے تو پریشان ہونگے سامنے کنارے
جھیل کے جو یہ شجر ہی اس مین اسکو باندھ دو پہر بھر حفاظت کرو صبح کو دربار مین زمرد کے
اسے لیچلونگی عین دربار مین قتل کرونگی کنیزون نے خواجہ کو شجر سے باندھ دیا گلگونہ
خود کرسی بچھا کر بیٹھی کنیزین اور ساحر نگہبانی کر رہے ہین گلگونہ خود بیٹھی ہی عمرو کو ہوشیار
کیا گلگونہ نے کہا کہ کیون ساربان زادے اسی مُنھ پر دعوی عیاری اب کل زندہ نہ بچوگے
عمرو نے کہا کہ ای ملکہ عالم مجکو گمان ہی کہ آپ جانتی ہین کہ یہ میرا عاشق ہی پس عاشق کو
کوئی قتل کرتا ہی ہرچند کہ مین خواہان ہون کہ اپنے دست مبارک سے قتل کیجیے کہ بارسر
اُتر جائے بقول شاعر فرد اب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا ۔ سنبھل سکتا
نہین اب دوش سے بوجہ اپنی گردن کا ۔ سر جسم پر بار ہی افسوس یہ ہی کہ ایک دن آغوش تمنا
مین نہ آئین کہ ہوس دل کی نکل جاتی اب ترپتا ہوا دنیا سے جاؤنگا گلگونہ نے کہا کہ کیا بیہودہ
بکتا ہی پھر تو نے وہی جھگڑا نکالا کنیزین چاؤن چاؤن کرکے قریب عمرو کے آئین عمرو کو
ستانے لگین کوئی کہتی ہی اس نگوڑے کی آنکھین پھوڑ ڈالو ہماری ملکہ کو گھور رہا ہی کوئی
کہتی ہی کان کاٹ لو اس موے کو اپنی عیاری پر بڑا گھمنڈ ہی کیون خواجہ اب کیونکر
رہائی پاؤگے خواجہ جواب دیتے ہین کہ اگر مجکو جانا منظور ہوتا تو ہزار صورتین تھین مگر اسکو

فوز عظیم جانتا ہون کہ معشوق نے گرفتار کیا معشوق ہی کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہون گر عدم مین روح بھٹکے گی گلگونہ نے منھ پھیر لیا تیر و کمان ہاتھ مین ہی بیٹھی حفاظت کر رہی ہی کنیزین نیچے تھامے ہوے حاضر باش و ناظر باش پکار رہی ہین مگر خواجہ کو اپنی زندگی سے یاس ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیقراری مین دعائین مانگ رہے ہین کہ ای مالک حقیقی و ای رب تحقیقی اس ظالم کے پنجے سے رہا کر آج تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ ملک الموت اپنے مقام سے چلے ہین یہی چاہتے ہین کہ کسی صورت سے قبض روح کرون صبح کو یہ مجکو دربار مین زمرد کے لیجائیگی زمرد جلاد مزاج ہی فوراً قتل کا حکم دیگا افسوس یہ ہی کہ ہماری گرفتاری کی کسی کو خبر نہین ہوئی چالاک یا برق یا جان بخش بہار اختر قران کیونکر پہونچ سکتا ہی دس بیس جادوگر ہین وہ حفاظت کر رہے ہین ای خالق تو مدد کر نظم

زہے جانان کہ بخشد تازہ جان ہر جسم بیجان را
خجل ز آب لب جان بخش سازد آب حیوان را

زہے مہری کہ شد پرتو فگن از مطلع وحدت
زہے ماہے کہ روشن کرد نورش اوج عرفان را

زہے سلطان کہ ہر سرکش نہد گردن بہ فرمانش
زہے حاکم کہ دارد سرنگون گردون گردان را

زہے دلبر کہ لمعان رخش بر اوج محبوبی
کند روشن مہ تابندہ و مہر درخشان را

زہے گل رو کہ آب و تاب رخسار پر انوارش
دہد نشو و نما تازہ بہر موسم گلستان را

خداوندی کہ اقلیم خدائی زیر فرمانش
شہنشاہی کہ بخشد تاج سلطانی غلامان را

بہر ملت بمحراب سجودش ماندہ خم گردن
مسیحائی و موسائی و ہندو و مسلمان را

بیک دم ناتوانان را ببخشد او توانائی
بیک لحظہ بہ بخشد تازہ وسعت تنگدستان را

خواجہ بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین مگر گلگونہ جہانگرد کرسی پر بیٹھی ہی کنیزین بھی گھیرے ہوے بیٹھی ہین سامنے جھیل ہی مگر اُسمین مچھلیان تڑپ رہی ہین مچھلیون کی تڑپن دیکھ کر گلگونہ نے کہا کہ اس وقت جھیل کیا کیفیت دکھا رہی ہی ارے ڈگن لاؤ کہ مین شکار کھیلون کنیزین جا کے ڈگن لائین گلگونہ نے ڈگن پھینکی کنیزین بھی مصروف شکار ہوئین ہاڑ ہو رہا ہی جب مچھلی ڈگن مین پھنستی ہی سب کنیزین ہاڑ کرتی ہین کہ ملکہ حقیقت مین آپ شکار بھی خوب کھیلتی ہین جب ڈگن پھینکی کبھی کوئی وار خالی نہین گیا کہ یکایک جنگل سے شیر کے دھڑدکے کی آواز آئی سب سننے

دیکھا کہ ایک شیر ببر اٹھارہ ہاتھ کا دھڑوکہ مار کر قریب جھیل کے آیا وہان سے جست جو کرتا ہی
جھیل کے اس پار آیا کنیزین اور ساحر بھاگے ایک کنیز کو شیر نے پکڑ کے چیر ڈالا ابتو گلگونہ
بھی بھاگی جب سب کنارے سے جھیل کے بھاگ گئے تو وہ شیر ٹہلتا ہوا قریب خواجہ کے
آیا خواجہ ہیبت سے اُس شیر کی بیہوش ہو گئے شیر نے قریب آکر ایک چنگل مارا کمندین
توڑ کر خواجہ کو مُنہ مین دبا لیا طرف صحرا کے بھاگا گلگونہ نے کہا کہ اب وہ شیر چیر پھاڑ کر
کھا جائیگا کنیزون نے کہا واری مقام افسوس ہی کہ شیر نے جنگل سے آکر یہ تہلکہ ڈالدیا
اور عمرو کو لے گیا بقول آپ کے روح عمرو کی خوف سے نکل گئی ہوگی اب زندہ نہ بچیگا
یہان تو یہ چاؤن چاؤن ہو رہی ہی مگر عمرو کو جو ہوش آیا تو دیکھا کہ مین دہن مین شیر کے
دبا ہون مگر حیران تھے کہ کسی دانت نے شیر کے مجھپر تاثیر نہین کی تمام جسم محفوظ ہی اُس شیر
نے جنگل مین لاکر خواجہ کو زمین پر ڈال دیا خواجہ حیران ہین کہ شیر نے کیون چھوڑ دیا ایک
شیر نے گھنڈیان شکم سے کھول کر کھال الگ کی اندر سے مہتر قران نکلے خواجہ کو سلام کیا
کہا اُستاد جب غلام نے آپ کی گرفتاری کا حال سُنا تو بیقرار ہو کر دور سے دیکھ رہا تھا
آخر سوچا کہ شیر بن کر چلون آکر حضور کو رہا کیا خواجہ عمرو نے قران کو گلے سے لگا لیا
کہا ای جان بخش عمرو تو نے بڑا کار نمایان کیا مجھے امید نہ تھی کہ مین رہائی پاؤنگا اگر تم
عین وقت پر پہونچے خواجہ و قران طرف لشکر کے روانہ ہوے مگر گلگونہ صبح کو دربار
مین زمرد کے آئی کہا ای شہنشاہ مبارک ہو کہ عمرو مارا گیا ایک شیر صحرائی عمرو کو اُٹھا کر
لے گیا سب حال گلگونہ نے بیان کیا سب سرداران زمرد خوش ہوے گلگونہ نے کہا
کہ اب مین جا کر میثاق کو گرفتار کر لاؤن یہ کہکر باناے عیاری لگائے اور زمرد جادو
سے کہا کہ عمرو سب کو روکتا تھا سمجھا دیتا تھا اب وہ تو مرا ایک فقرے مین میثاق کو
گرفتار کر لاؤنگی ایک ہفتے مین سب سردارون کو لیجیے زمرد نے کہا کہ ای گلگونہ اگر یہ
لڑائی تیرے ہاتھ سے فتح ہوئی تو مین قدرت سے تجکو کہکر عمدہ ہاے جلیل دلواؤنگا
گلگونہ خوشی خوشی طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی مگر خواجہ نے میثاق سے کہا کہ
تمھاری فکر مین گلگونہ آئیگی پھر میثاق سے خواجہ نے کہا کہ مین چاہتا ہون تمھاری شکل

بن کر سو رہون گلگونہ ضرور گرفتار کرنے آئیگی میثاق نے کہا کہ جو مناسب جانیے وہ کیجیے
خواجہ نے یہ تدبیر کی کہ میثاق کی شکل بنکر خیمے مین لیٹ رہے مگر گلگونہ جو آئی عمرو کا خون
نہین ہی جانتی ہو کہ عمرو مارا گیا شیر نے چیر پھاڑ کر پھینک دیا ہوگا پھرتے پھرتے قریب اُس
خیمے کے آئی خدمتگارون سے دریافت کیا کہ میثاق کہان ہین خدمتگارون نے کہا کہ
اسی خیمے مین آرام فرما رہے ہین آج دربار مین نہین تشریف لے گئے گلگونہ ایک گوشے
مین آئی کنارے بیٹھ کر نقب کھودنے لگی بہرہ نقب کا خیمے مین توڑا سر نکال کر دیکھا کہ میثاق
پڑا سو رہا ہی گلگونہ جھپٹ کر قریب آئی چاہا بیہوش کرون جھک کر میثاق کو دیکھنے لگی چاہا
کہ حباب مارون عمرو نے منھ سے حباب مارا کہ گلگونہ بیہوش ہو کر گری خواجہ نے اُٹھ کر پشتارہ
باندھا اور پشتارہ باندھ کر باہر نکلے منظور ہوا کہ بارگاہ شاہ مین جاؤن جاکر گلگونہ کو پیش کرون
بیچ مین صحرا تھا اُس کو طی کرتے ہوے چلے جاتے ہین جنگل کو طی کر کے بارگاہ شاہ مین پہونچن
کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ فیروزہ آتا ہی پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ ذرا ٹھہر جائیے
خواجہ عمرو ٹھہرے فیروزہ قریب آیا کہا جناب قبلہ و کعبہ کئی سو عیار بچیان لشکر اسلام
مین جنگ کر رہی ہین اگر آپ جاوینگے تو وہ سب آپکو گھیر لینگی پشتارہ مجھے دیجیے مین
جاکر درہ کوہ مین چھپا دون اور آپ دوسری طرف سے آئیے عیار بچیون کو جنگ کر کے ہٹائیے
اس طرح فیروزہ نے گھبرا کر کہا کہ خواجہ نے کچھ خیال نہ کیا اور پشتارہ فیروزہ کو دیدیا
پشتارہ لیکر فیروزہ نقلی بھاگا عمرو نے پکار کر کہا کہ ای فرزند اُس طرف کہان جاتے ہو
فیروزہ نقلی نے جواب دیا کہ او ساربان زادے ہم الماس سگ رو وزیر زادی ملکہ کی
اِس الماس پر چالاک عاشق ہی جیسے ہی الماس پشتارہ لیکر چلی خواجہ تو حیران دیکھ
رہے ہین کہ دوسری طرف سے گرد اُڑی چالاک پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ او شقی کہان
جاتی ہی الماس پلٹ پڑی چالاک سے نیمچہ چلنے لگا چالاک پکارتا ہی کہ قبلہ و کعبہ آئیے
آپ بھی شریک ہو جائیے جب خواجہ قصد کرتے ہین کلیجہ دھڑکتا ہی رُک جاتے ہین کہ صحرا سے
گرد اُڑی قضائے کار زمرد جادو واسطے شکار کے نکلا تھا دور سے دیکھا کہ الماس سگرو
چالاک سے جنگ کر رہی ہی دوڑ کے للکارا کہ او چالاک خبردار ایسا نہ ہو الماس کو

کوئی چشم زخم آجائے تو مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا چالاک نے زمرد کو جو آتے ہوے دیکھا جست کرکے بھاگا زمرد نے الماس کو ساتھ لیا اور گلگونہ کو ہوشیار کیا گلگونہ نے کہا کہ ای شہنشاہ مجکو تعجب آتا ہی کہ عمرو کیونکر زندہ ہوا عمرو کو تو شیر لے گیا تھا عمرو نے بہ شکل میثاق مجکو گرفتار کیا الماس نے بڑا کار نمایان کیا کہ مجکو رہا کرلائی یہ کہکر الماس کو اشارہ کیا کہ جاکر میثاق کو لا آج مجکو معلوم ہوا کہ تو نے بھی عیاری مین کمال پیدا کیا الماس سُبک رو برائے گرفتاری میثاق چلی جنگل مین جو آکر پہونچی ایک طرف سے رونے کی آواز آئی الماس کے کان کھڑے ہوے آواز کی طرف متوجہ ہوئی دیکھا کہ ایک نخل کے نیچے ایک جوان حسین گرد چہرے پر پڑی ہوئی گریبان پھٹا ہوا رو رو کر یہ اشعار پڑھ رہا ہی نظم

محفل مین جھلملاتی ہی جو بار بار شمع — کس شعلہ رو کے رشک سے ہی بیقرار شمع
کرتا ہی گرمیان جو وہ محفل مین غیر سے — جلتا ہی تیری طرح مرا جسم زار شمع
اُس شعلہ رو پہ بزم مین جل جل کے تا سحر — آخر نثار ہوگئی پروانہ وار شمع +
تاریکی لحد کا نہین خوف بعد دفن — تربت مین ہوگا میرا دل داغدار شمع
بے نور ہوگی صبح کو اتنا نہ کر غرور — بس رات بھر ہی بزم مین تیری بہار شمع
سر کاٹ لے قصاص کا گلگیر سے ہو حکم — پروانون کو جلا رہی ہی ای نگار شمع
تاثیر اسکو کہتے ہین اللہ رے فیض عام — گُل کرگئی سحر کو نسیم بہار شمع ++
سطوت دیا ہو راہ خدا کا لحد مین ساتھ — کچھ غم نہین نہ ہو جو قریب مزار شمع

اور دامن کے نیچے اُس جوان کے ایک کاغذ رکھا ہی اُس کو دمبدم آنکھون سے لگاتا ہی کبھی سینے پر رکھ لیتا ہی الماس نے قریب آکر کہا کہ ای شخص تجھپر کیا مصیبت ہی کہ اس صحرائے ہولخیز مین آکر بیٹھا اگر کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے تو چیر پھاڑ ڈالے اُس جوان نے بہ نگاہ غور طرف الماس کے دیکھا اور ایک چیخ ماری چیخ مارکر آہ کی اور بیہوش ہوگیا وہ کاغذ ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا الماس نے جو یہ حال دیکھا لپک کر کاغذ اُٹھا لیا کہ دیکھون اسمین کیا لکھا ہی یہ شخص تو عجب حال مین ہی کہ اس کا حال دیکھا نہین جاتا مگر اُس کاغذ مین اپنی تصویر پائی حیران ہوگئی کہ ای الماس اسنے تیری تصویر کیونکر پائی مگر عاشق جان کر رحم آیا زمین پر

بیٹھ کر سر اُسکا زانو پر رکھ لیا سینے پر ہاتھ رکھا تو کلیجہ اُچھل رہا ہی کہ دھڑکنے کی کلیجے کے آواز
آرہی ہی الماس نے بہ محبت گرد چہرے کی پاک کی اُس جوان کی آنکھ کُھلی الماس نے حال پوچھا
کہ کیون صاحب یہ تصویر کہان سے پائی اور آپ کا نام نامی کیا ہی اُس نے کہا کہ مین اپنا
حال کیا کہون یہان سے تین کوس پر قلعہ ہی وہان کا میرا باپ حاکم ہی گیہان تاجدار نام
ہی میرا نام سرفراز تاجدار ہی اتنی بڑی سلطنت مین ایک اولاد مین ہون مجکو اختیار
ہی جو چاہے سو کرون میرے حکم سے کوئی خلاف نہین کر سکتا تھا ایک دن ایک سوداگر آیا
اُس سے کچھ اسباب خریدا ایک صندوقچہ بھی مول لیا ہرچند کہ تاجر نے کہا تھا کہ یہ صندوقچہ
خالی ہی مگر جب سوداگر دے کر چلا گیا تو مین نے صندوقچہ کُھولا تو یہ تصویر نکلی بس تصویر کے
دیکھتے ہی مجھپر آفت آئی کہ آب و دانہ ترک ہوا صحبت سے آدمیون کی گھبرانے لگا ہر وقت
تنہائی کا جویا تھا ایک مہینہ کامل جب یہی رنگ رہا تو باپ کو خبر ہوئی وہ تشریف لائے
اسلے بلے کہ کر اُن کو بھی ٹالا مگر عیش و راحت ترک ہونے لگا ایک دن شب کو پڑا سو رہا تھا
خواب مین دیکھا کہ صاحب تصویر سامنے کھڑی ہی اور کہ رہی ہی کہ صحراے ریگستان
مین آؤ ذرا دشت پیمائی کا مزہ چکھو آنکھ جو کُھلی رات کم باقی تھی قصر سے کمند مار کر اُترا
چوکی پہرے والے سب غافل تھے یہان نکل آیا اور یہ قصد کیا کہ اپنے کو ہلاک کرون بیہوش
ہوکے اس نخل کے نیچے گرا پھر صاحب تصویر کو خواب مین دیکھا کہ فرما رہی ہین ای عاشق جیرے
خبردار جان نہ دینا مین اسی مقام پر آؤنگی اس کلمے نے قلب کو تسکین دی آج تیسرے
دن تم کو دیکھا نہین معلوم مان باپ کا کیا حال ہوگا مادر مہربان کا قول تھا کہ ای نور نظر
باہر نہ نکلو باپ چاہتے تھے کہ میرے پاس بیٹھو وزرا و امرا سب حاضر رہتے تھے جس روز
مین پیدا ہوا چھ سو لڑکے اُس روز شہر مین پیدا ہوے باپ نے خوشی کے مارے اُن سبکو
محل مین رکھ لیا وہ ہر وقت گھیرے رہتے تھے آج تین دن سے نہ یار رہے نہ وفادار رہے کوئی
نہین پوچھتا وہ لڑکے کیسے گھبراتے ہونگے الماس حیران ہی کہ مین کہان اور میری تصویر
کہان مگر کچھ ہو یہ شاہزادہ تیرا عاشق صادق ہی عیش و آرام چھوڑ کر چلے آنا اس دشت
کی تنہائی مین جفا اُٹھانا پاس بیٹھ گئی کہا او ظالم تیرے بیان نے دل بیقرار کر دیا خانۂ دل کو

غم و الم سے بھر دیا ہاے کیا کرون کیونکر تجکو تسکین دون اُسنے کہا کہ آپ میری تخت گاہ پر تشریف
لے چلیے تھوڑی دور چل کر ملازم ملینگے محافہ منگاؤنگا اُس مین سوار کرکے تمھین لے چلونگا
الماس نے کہا کہ مین تمھارے ساتھ ہون اب تم سے جدا نہ ہونگی مگر مالک میری آجکل
مشغول جنگ عمرو ہی مین فکر مین میثاق کوہ گردان کی نکلی ہون اُس جوان نے انجان بنکر
پوچھا کہ میثاق کون شخص ہی الماس نے بیان کیا کہ میثاق بڑا جادوگر ہی چاہتی ہون کہ
خالی نہ جاؤن جو مل جائے اُسے لیجاؤن جوان نے گھبراکر کہا کہ وہ دیکھو سامنے ایک شخص
دُبلا سا آتا ہی الماس جیسے ہی پلٹی کہ شاید عمرو ہوگا اُس جوان نے حلقۂ کمند کے گلے مین ڈالدیے
اور حباب مارکر الماس کو بیہوش کیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ چالاک سے بہ عیاری
من آنم چست و چالاک * بچشم دشمن اندازم کف خاک * نہ آید باد گرد تیز گامم * خلیفہ
اولم چالاک نامم * پشتارہ باندھکرے بھاگا یہان وہ وقت ہی کہ بادشاہ دربار مین بیٹھے
ہین سب سردار جمع ہین خواجہ بھی بیٹھے ہین اور بادشاہ سے کہہ رہے ہین کہ بسبب افلاس
دیر ہوئی ورنہ اب تک گلگونہ کو پکڑ لاتا بادشاہ فرمارہے ہین کہ خواجہ تم کو کہان تک
دین تمھاری خواہش کبھی کم نہ ہوگی دن بدن بڑھتی جاتی ہی مگر میثاق کوہ گردان نے پانچ
توڑے منگواکر رکھے سامنے سب عیار حاضر ہین خواجہ روپیہ حاصل کررہے ہین اور
برق سے مخاطب ہوکر کہتے ہین کہ ابے تو ادھر کیون دیکھتا ہی کیا نظر لگائیگا ایک
ایک سے کہتے ہین آج میری ہوشیاری دیکھنا کہ کس طرح گلگونہ کو لاتا ہون کہ کسی کو خبر
ہو وہ عیاری کرون کہ سب دنگ ہوجائین کہ زنگ کی آواز بلند ہوئی سب دیکھنے لگے
کہ چالاک پشتارہ بدوش آکر پہونچا الماس کو پیش کیا بادشاہ نے کہا کہ اسکو ہوشیار کرو
چالاک نے ہوشیار کیا اور ہاتھ باندھکر کہا ای ملکۂ عالم شرط پوری ہوئی کس خوبصورتی سے تم کو
گرفتار کیا الماس نے پایۂ تخت شاہی کو بوسہ دیا کہا ای شہریار مین اطاعت مین حاضر ہون
عمرو نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور اپنی معشوقہ کو لاتا ہون خواجہ نے کنارے آکر رنگ
و روغن عیاری کا لگایا الماس کی شکل بن کر تیار ہوے طرف لشکر گلگونہ کے چلے اُس وقت
دربار مین آئے کہ زمرد جادو تخت پر بیٹھا ہی جملہ سردار جمع ہین گلگونہ بھی بیٹھی ہی مرکاے

بیان کررہے ہین کہ الماس کو چالاک نے گرفتار کیا وہ شریک مسلمانان ہوئی گلگونہ کہہ رہی ہو کہ وہ کبھی مسلمان نہ ہو گی میرے نام کی عاشق ہو کہ الماس نقلی آکر پہونچی بادشاہ کو سلام کیا گلگونہ کے قدمون سے لپٹ گئی گلگونہ نے پوچھا ای الماس کیونکر رہائی پائی الماس نے کہا کہ ای ملکہ عالم حقیقت مین چالاک مجکو عجب رنگ سے گرفتار کرکے لے گیا کہ کچھ زور نہ چلا مین نے مناسب جان کر کہدیا کہ مین اطاعت کرتی ہون بھلا یہ کب ہوسکتا ہو کہ مین بدون آپکے کسی مقام پر رہ سکون لیکن آج عجب معرکہ ہوا کہ جب مین اُس خیمے مین پہونچی جو کہ خیمہ چالاک کا ہو سو گئی عالم خواب مین دیکھا کہ خداوند جمشید ثانی تشریف لائے اور مجھسے ارشاد فرمایا کہ علم موسیقی تجکو عطا کرتا ہون جو رنگ ساقی گری عمرو مین ہو وہ ہی تجکو بھی دیا عمرو تیرے ہی ہاتھ سے گرفتار ہو گا تو مین امیدوار ہون کہ میرا بھی امتحان لیجیے یہ کہکر بایان کھینچا اور کچھ اشعار عاشقانہ گائے زمرد جادو نے بڑی تعریفین کین کہا ای الماس بے شک تو منظور نظر خداوند ہوئی الماس نقلی نے کہا اب چاہتی ہون کہ ساقی گری کو بھی ملاحظہ فرمائیے کنجی میخانے کی مجکو ملے زمرد جادو نے خوش ہوکر کلید میخانہ دی الماس نقلی کلید لیکر میخانے مین آئی پکار کر آواز دی کہ صاحبو مین ساقی ہوتی ہون کوئی آج باقی نہ رہے خادم وغیرہ دوڑے گلابیان اور قرابے اُٹھا اُٹھا کر لے گئے الماس نقلی پچاس ساٹھ گلابیان آراستہ کرکے محفل مین لائی گھنگرو پاؤن مین باندھے اول گت ناچی کہ تمام اہل محفل تعریفین کرنے لگے مگر گلگونہ کا دل دھڑک رہا ہو ہر طرف دیکھ رہی ہو کہ کہین عمرو تو نہین کبھی خادمون کو دیکھتی ہو کہ الماس نے لاکر جام دیا گلگونہ نے بے اندیشۂ انجام جام پی لیا اب تو عمرو نے دورہ باندھا کوئی اہل محفل نہ باقی رہا کہ جسکو شراب نہ پلائی ہو تھوڑی دیر مین محفل مین ہنگامہ ہونے لگا کسی نے کسی کو نوچ لیا کسی نے کسی کی پگڑی اُچھال دی کوئی خود اُٹھ کر ناچنے لگا گلگونہ نے جھلا کر کہا کہ ارے صاحبو کیا محفل شاہ کو بازار بنایا ہو یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی زمرد بھی اپنے مقام سے اُٹھا اس کے ساتھ مصاحب بھی اُٹھے جیسے ہی قدم بڑھایا لڑکھڑا کے گرے گلگونہ بھی گر کر بیہوش ہوئی خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو — عمرو ہون مین عیار صاحبقران ٭ مرے مکر سے کانپتا ہو جہان ٭ تراشندۂ

ریش کفتار ہون ٭ زمانے کا مکار و غدار ہون ٭ مرا تیز رفتار ہو گر قدم ٭ صبا ٹھوکرین کھائے
ہر ہر قدم ٭ اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو ٭ نہ پائے مری گرد پاپوش کو ٭ دوندہ جہاگرد
طرار ہون ٭ جہانگیر عالم کا عیار ہون ٭ نعرہ کرکے قصد ہوا کہ گلگونہ کو اُٹھا لون قضائے کار
سیماب آتش قرانا ایک ساحر ہی کہ زمرد جادو سے بڑی دوستی رکھتا ہی اُڑتا ہوا اُسطرف
پر آیا دیکھا اسنے کہ سب اہل دربار بیہوش پڑے ہین ایک شخص سب کو برہنہ کر رہا ہی سمجھا کہ یہ
کوئی دشمن ہی زمین سے للکارا کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہی اور جھولی پر ہاتھ ڈالا گولہ نکالنے لگا عمرو نے
دیکھا کہ اگر یہ گولہ مار دیگا تو پانون زمین تھام لے گی ایک گولہ فولادی زنبیل سے نکالا یہ
کہکر پھینکا کہ اپنے کو بچا سیماب نے جلدی مین منھ پھیر لیا عمرو نے جو دیکھا کہ اس کا منھ پھرا
جست کرکے سراپچہ فرائے اور گلیم اوڑھ لی گلگونہ کو نہ اُٹھا سکے سیماب نے آکر باران چھڑکا
سب ہوشیار ہوے زمرد جادو سے ہوشیار ہوتے ہی ملاقات ہوئی زمرد نے پوچھا کہ
ای بھائی کیونکر آنیکا اتفاق ہوا سیماب نے کہا کہ مین نے بیٹھے بیٹھے خبر سُنی کہ زمرد جادو
برائے مقابلہ طلسم کشا گئے ہین دل گھبرایا کہ چلکر ملاقات کرون یہان جو آیا تو یہ معرکہ دیکھا سب
بیہوش پڑے ہین ایک شخص دُبلا پتلا نا ٹھیا سب کے کپڑے اُتار رہا تھا مین نے للکارا تو وہ
بھاگ گیا گلگونہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کوئی عیار تھا مگر مجکو بڑا تعجب ہی کہ عمرو کو شیر اُٹھا کر
لے گیا عمرو کیونکر بچا کہ جابجا عیاریان کرتا پھرتا ہی ہرکارون نے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم ہمنے
یہ خبر پائی تھی کہ وہ شیر نہ تھا مہتر قران تھا اتنا بڑا صاحب طاقت ہی کہ جھیل کو فرا کے آیا
کنیز کو دبوچ کر مار ڈالا اور عمرو کو لے بھاگا عمرو کو ہمنے دربار مین دیکھا کہ باتین کر رہا تھا
بادشاہ کے یہان سے خلعت لا گلگونہ نے کہا کہ خیر اب مین سمجھ لونگی یہ فقرہ بھی معلوم ہوا خواجہ
جو یہان سے بھاگے دربار مین آئے بادشاہ سے عرض کی کہ ای شہریار بڑی عیاری خالی گئی
سب کو بیہوش کر چکا تھا کہ آسمان سے ایک جادوگر آیا اُسکو دیکھ کر بھاگا گوشے سے چھپا ہوا
دیکھا کیا کہ اُسنے آکر سب کو ہوشیار کیا یہ ذکر تھا کہ خبر پہونچی ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہی امیدوار
باریابی ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ بُلا لو کنیز اندر آئی بادشاہ کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا
نامہ ہاتھ مین بادشاہ کے دیا بادشاہ نے نامہ پڑھا طرف سے گلگونہ کے بعد القاب شاہی لکھا تھا

کہ ای شہر یار عمرو سے اور مجھسے معرکہ بڑا ہی چھپ چھپ کے وہ عیاریان کرتے ہین اب تک تو اُنکے
کیے کچھ نہ ہو سکا سر میدان آکر مقابلہ کرین تو حال عیاری کُھلے بادشاہ نے جو نامہ پڑھا خواجہ
رونے لگے کہا ای شہر یار مین اُس سے مقابلہ نہ کر سکونگا میرا اُسپر ہاتھ نہ اُٹھیگا مارا جاؤنگا
بادشاہ نے ہر چند فرمایا مگر خواجہ نے جواب لکھا کہ ای ملکہ عالم مین رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت
مین حاضر ہون چونکہ عاشق صادق ہون سر جھکا دونگا جسطرح چاہنا قتل کرنا یہ نامہ لکھکر کنیز کو دیدیا
کنیز نامہ لیکر دربار زمرد مین آئی کہا ای ملکہ عالم عمرو تو مبہوت ہو رہا ہی کہتا ہی مین مقابلہ نہ
کرونگا سر جھکا دونگا جس طرح چاہین قتل کرین گلگونہ نے کہا کہ یہ فقرہ ہی وہ بلا کا عیار ہی نہین
معلوم کیا فطرت کریگا یہ کہکر زمرد سے کہا کہ مین اپنا لشکر عیار بچیون کا لیکر علیحدہ ہوتی ہون
اور طبل جنگی بجواتی ہون آپ بھی تماشا دیکھیے گا اس طرح سر میدان قتل کرون کہ ماہیان دریا در
مرغان ہوا اُس کے حال پر روئین اور مجھے رحم نہ آئے یہ کہکر اُٹھی کئی سو عیار بچیون کو ساتھ لیکر
علیحدہ خیمے مین اُتری یہان مہتر قران کو خواجہ نے بُلا کر خلعت دیا وہ رومال شالی کہ جسمین
ہزارون چھید تھے تانا اُڑ گیا تھا صرف بانا باقی تھا مہتر قران نے رومال لیکر آنکھون پر
رکھ لیا کہا اُستاد اس خلعت کا کیا باعث ہی چالاک کو خلعت دیجیے وہ اُسے گرفتار کر لائے
اُسکے عقد کی تیاری ہو رہی ہی خواجہ نے کہا کہ یہ خلعت حفاظت جان کا ہی قران نے
کہا کہ اُستاد یہ بڑا بار آپ نے رکھا مجھسے نہ اُٹھیگا خواجہ عمرو نے کہا کہ سوائے تمھارے
کوئی اس لائق نہین ہی کہ لشکر گلگونہ سے صدائے طبل جنگی آئی عمرو نے سر اُٹھا کر پوچھا
کہ یہ کیسی آواز ہی قران نے کہا کہ ہرکارے آتے ہونگے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ
گلگونہ نے طبل جنگی بجوایا ہی عمرو نے آہ کی کہا لو یارو پیمانہ عمر لبریز ہوا سر رشتۂ حیات منقطع
ہوا یہ کہکر خواجہ رونے لگے پھر کہا مین طبل جنگی نہ بجواتا کہ اُس کو صدمہ ہوگا مگر خیر جواب مین
طبل جنگی بجواؤ عیارون نے نقارہ بجا دیا خواجہ عمرو اُٹھنے لگے کہ مین ذرا پھر آؤن
قران نے ہاتھ پکڑ کر کہا اُستاد مین آپ کو کہین نہ جانے دونگا ایسا نہ ہو آپ جا کر کسی بلا
مین پھنس جاوین خواجہ نے کہا کیا تمنے مجکو قید کیا ہی قران نے کہا کہ اُستاد آج شب
کو کہین نہ جانے دونگا اگر آپ یہان سے نکلین گے تو بُرائی ہی ہر چند عمرو نے قصد کیا کہ جاؤن

مگر قران نے بندہ اُٹھایا کہ ایک بندہ آپ کو مار دونگا ایک اپنے مارلونگا خواجہ ناچار ہوکے
بیٹھے قران نے کھانا اپنے سامنے کھلوایا کہا اب پلنگ پر آرام فرمائیے خواجہ بہت روئے اور
پھر کہا لو صاحبو قران نے مجھپر یہ دباؤ ڈالا ہی مگر مجبور و ناچار ہون جو کہین گے وہ قبول کرونگا
ای مہتر قران ناچار ہو کر پلنگ پر لیٹتا ہون مگر افسوس تم بیٹھے رہوگے قران نے کہا کہ اب
مین نے خواب و خور اپنے اوپر حرام کیا ہی کہ آپ نے حفاظت جان کا خلعت مرحمت فرمایا
خدا انجام بخیر کرے خواجہ بظاہر سورہے پچھلی رات کو قران کو بھی نیند آگئی خواجہ نے دیکھا
کہ مہتر قران سو گئے سوچے کہ خواجہ چلو چل کر قدمون پر اُس سرکش کے گرو اور سب حال اپنا
اُس سے کہو کہ یہ سب خرابیان مہتر قران کی ذات سے ہوئین میری کیا مجال کہ آپ سے
مقابلہ کرون یہ سوچ کر کروٹ لی اپنے تئین پلنگ کے نیچے گرا دیا تکیے اُٹھا کر بیچ مین رکھے اوپر
چادر اُڑھا دیا اور آپ سراچہ چاک کرکے نکل بھاگے جست و خیز کرتے ہوے جاتے ہین ایک
جنگل مین آکر پہونچے کہ کان مین رونے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی رو رو کر کہ رہا ہی کہ او ظالم
خنجر مار کوڑے کیون مارتا ہی مجھسے یہ صدمہ نہین اُٹھتا خواجہ آواز کی طرف متوجہ ہوے
ایک مقام ویران پر پہونچے دور سے دیکھا کہ ایک نخل نالے مین ہی اُس مین ایک نازنین بندھی
ہی اور ایک زنگی کوڑا ہاتھ مین لیے ہوے اُس نازنین کو کوڑے مار رہا ہی عمرو نے جو اُس
مہ جبین کو دیکھا بیقرار ہو گیا کوڑے جو پڑے ہین تو لباس بدن کا اُڑ گیا ہی خون کے پرنالے
اُڑ رہے ہین اور وہ زنگی بے درد نہین مانتا کوڑے مارے جاتا ہی وہ نازنین بلک بلک کر
پکارتی ہی کہ کوئی بندۂ خدا ایسا ہی کہ مجکو ہاتھ سے اس ظالم کے بچائے ورنہ جان نہ بچیگی
یہ ظالم یون ہی ہلاک کر ڈالیگا عمرو نے للکارا کہ او زنگی سیہ رو تجکو کچھ رحم نہین آتا زنگی نے کہا
کہ خبردار او شخص تو دخل نہ دینا ورنہ بہت پچتائیگا تیرے ہاتھ کیا آئیگا مگر عمرو نے ایک
پتھر مارا وہ زنگی نے خالی دیا دوسرا پتھر پھر عمرو نے کلہ گوپھن مین دیا اور پکار کر کہا کہ او سیہ رو
ابکی سر اُڑ جائیگا امان نہ پائیگا یہ کہکر عمرو نے پتھر مارا زنگی جست کرکے بھاگا مگر عمرو پیچھے زنگی کے
نہ گیا قریب اُس نازنین کے آیا رسیان کھولین وہ بیہوش ہو کر گر پڑی عمرو نے پانی کا چھینٹا دیکر
ہوشیار کیا اُس نازنین نے جو آنکھ کھولی عمرو کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ ای شخص تو نے

بڑا احسان کیا عمرو نے پوچھا کہ یہ کون تھا اُس نازنین نے کہا کہ گھر کا غلام تھا سامنے جو گاؤن
ہی میرا باپ وہان کا زمیندار ہی یہ ظالم مجھپر عاشق تھا آج سوتے مین اُٹھا لا یا یہان لا کر
کہا وصل قبول کر مین سنے نہ مانا اُس نے یہ حال کیا آپ اتنا احسان کیجیے کہ مجکو میرے گاؤن
تک پہونچا دیجیے عمرو نے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو مین پہونچائے دیتا ہون اُس نازنین سنے کہا
کہ مجھسے تو اُٹھا نہین جاتا اگر احسان کیا تو پورا احسان کرو کہ اپنے کاندھے پر سوار کر لو
مین بھی اسکا بدلہ کرونگی باپ بھی میرا احسان مانیگا خواجہ عمرو ناچار ہوے اور جُھک کر
بیٹھے وہ نازنین کاندھے پر سوار ہوئی خواجہ لیکر چلے راہ مین عمرو کو یہ معلوم ہوا کہ گلے مین
کچھ پڑا ہے پلٹ کر کہا کہ ارے یہ میرے گلے مین کیا ہی اُس نازنین نے جھٹکا مارا اور پُکار کر کہا کہ
منم گلگونہ جہانگرد خواجہ حلقۂ کمند مین پھنسے اُس نازنین سنے حباب مار کر بیہوش کیا اور
پشتارہ باندھ کرکے بھاگی مگر دل کانپ رہا ہی یہان مہتر قران کی جو آنکھ کُھلی پلنگ کو دیکھا
کہ سر خواجہ کا نہین معلوم ہوتا مہتر قران نے چادرہ جو ہٹایا دیکھا کہ تکیے رکھے ہین قران
نے مُنھ پیٹ لیا نگہبانون سے پوچھا نگہبانون نے کہا کہ دروازے سے نہین گئے قران
نے دیکھا کہ سراچہ چاک ہی مہتر قران سمجھے کہ اُستاد خود نکل گئے بغدہ پکڑ کر اُٹھے جست و خیز کرتے
ہوے چلے دور سے دیکھا کہ گلگونہ پشتارہ لیے جاتی ہی مہتر قران دوسرے رستے پر آئے جست و
خیز کرتے ہوے بڑھے آگے نکل گئے اب دیکھا گلگونہ پیچھے رہگئی ایک گوشے مین چھپکر بیٹھے
جو انتظام منظور تھا وہ کر دیا گلگونہ چلی آتی تھی دور سے دیکھا کہ ایک سفید رومال جنگل مین
پڑا ہی گلگونہ قریب آئی سمجھی کہ یہ رومال کسی راہگیر کا گرا ہی وہ رومال اُٹھایا دیکھا کہ ایک
کونے مین کچھ روپئے بندھے ہین اور کچھ اٹھنیان اور چونیان بھی ہین ایک کونے مین کچھ
پھول بیلے کے بندھے ہین سمجھی کہ کسی شوقین کا رومال ہی پھول لیکر گلگونہ سونگھنے لگی جیسے ہی
بو دماغ مین پہونچی غش کھا کر گری بیہوش ہوئی اب مہتر قران گوشے سے نکلے خواجہ کو قاعدے
سے ایک درخت کی جڑ سے لگا کر بٹھایا اور سر گلگونہ کا خواجہ کے زانو پر رکھدیا دونون
ہاتھون مین فتیلۂ رفع بیہوشی لیا ایک دماغ مین خواجہ کے دیا اور ایک دماغ مین گلگونہ
کے دیا خواجہ نے ہوشیار ہوتے ہی گلگونہ کو گلے سے لگا لیا مہتر قران نے آکر سلام کیا

کہا اُستانی یہ مقام اس لائق نہین ہی بارگاہ مین چلیے خیمہ استاد کرا دو دن گلگونہ نے جھلا کر
ایک لات خواجہ کو ماری کہ خواجہ گرے اور آپ جست کر کے نکلی مہتر قران سے کہا کہ اد کلیے
ہم سمجھ گئے کہ تم سب نے مل کر عمرو کو بنایا ہی کارہاے نمایان تم لوگ کرتے ہو عمرو کا اُستاد نام
رکھا ہی اس لنگوڑے کو کیا سلیقہ ہی آج تک کوئی عیاری معقول نہ کی کہ ہم اُس کی تعریف کرتے
قران نے کہا کہ اُستانی جب اُستاد عیاری کرین گے تب تم کو معلوم ہوگا کہ عیاری کیا چیز ہی
ہم سب ان کے تعلیم کردہ ہین گلگونہ نے کہا کہ خیر کل میدان مین سمجھا جائیگا یہ کہکر اپنے لشکر
کی طرف روانہ ہوئی خواجہ بھی اُسی طرف چلے تھے کہ قران نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور کہا اُستاد
اِدھر آئیے اُدھر آپ کہان جاتے ہین خواجہ نے سر جھکا لیا مہتر قران کے ساتھ طرف لشکر کے
چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا چالاک دیبرق فرنگی آتے ہین پوچھا خلیفہ صاحب کیا
گذری قران نے سب حال بیان کیا خواجہ نے فرمایا ای برق وچالاک قران مجھپر ظلم
کرتا ہی برق نے کہا کہ اُستاد تصور تو فرمائیے آپ ایک عورت سے اپنے کو ذلیل کراتے ہین ہوش
مین آکر عیاری کیجیے معشوقہ کو ساتھ لیکر آرام فرمائیے عمرو نے ایک تمانچہ مارا کہا او بے حیا تو
اِن باتون کو کیا جانے تجھے کبھی عیاری نہ آئیگی قران نے منع کیا کہ ای برق خاموش رہو ہم
لوگ اپنی جان لگائین گے مگر اُس ظالم کے ہاتھ سے اُستاد کو بچائین گے ای برق فرنگی
غافل نہ رہنا ورنہ بہت پچتاؤ گے برق نے کہا خلیفہ صاحب تمھارے سامنے کسکی مجال ہی
کہ عیاری کر سکے زبردستی کی عیاری کرتے ہو قران خواجہ کو لیے ہوے بارگاہ مین آئے عیارون
کو دیکھا کہ تیاری کر رہے ہین کوئی نقب کھودتا ہی کوئی بیہوشی پھیلاتا ہی خواجہ نے کہا کہ
صاحبو یہ کیا جھگڑے کر رہے ہو میرے تو ہوش وحواس درست نہین ہین مگر یہ خبر جو گلگونہ
نے سُنی کہا صبح کو دیکھو کیا قیامت برپا کردنگی اسکی عیارہ بچیان بھی جستجو کر رہی ہین چار پہر رات
اسی فکر وکوشش مین گذری اب وہ وقت آیا کہ نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند	لحافِ غنچہ از زر در کشیدند
سمن از آب شبنم رُوے خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

علم آفتاب نکلا جب ٭ فوج انجم ہوئی گریزان سب

شہ خاور سپہر گرد ہوا ٭ رونق تخت لاجورد ہوا ٭

دیگر

ہوا میدان چرخ سے اک بار ٭ مہ انجم سیاہ رو بہ فرار

نیر اعظم بصد شوکت وحشم برآمد ہوا شعاعین پھیلنے لگین ہر طرف یہی صدا تھی سو سحر ہوگئی لو سحر ہوگئی ٭ روشنی نے آفتاب کی تمام عالم کو منور وروشن کیا ملکہ گلگونہ لباس زرین پہنکر دریاے جواہر مین غوطہ زن جوڑا ترچھا بندھا ہوا تخت پر سوار کنیزین چہار جانب سے گھیرے ہوے اس شوکت وشان سے میدان مین آکر پہونچی ادھر سے خواجہ تخت پر سوار قران نامدار ساتھ پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے برق وچالاک راست وچپ ساتھ ہین و دیگر شاگرد جست وخیز کرتے ہوے آتے ہین ایک طرف زمرد جادو بالشکر ساحران میدان مین آکر پہونچا ایک طرف سے بادشاہ جمجاہ مع سرداران نامی وپہلوانان گرامی میدان مین آکر پہونچے صفین جمنے لگین نقیبون نے لقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا اشعار عبرت آمیز پڑھے کہ

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر ٭ ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر

وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر ٭ یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلاکر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم

سفر دور ودرازست وما بیخبریم

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے گلگونہ نیچہ لیکر تخت سے کودی جست وخیز کرکے میدان مین آئی مگر دیکھ رہی ہی کہ خواجہ بھی تخت پر سوار ہین لیکن نقاب چہرے پر ڈالے ہین حیران ہوگئی کہ ای گلگونہ یہ کیا مکر ہی کہ نقاب چہرے پر ڈالی ہی اس مین بھی کچھ مطلب ہی مگر گلگونہ نے میدان مین آکر جست وخیز کرکے آواز دی کہ او ساربان زادے کیا مقابلے مین نہ آئیگا یہ تونے برقع بحیائی کیسا مُنھ پر ڈالا ہی خواجہ عمرو نے تخت رکھوایا اور گلگونہ کی طرف چلے مگر نیچہ یا خنجر پاس نہین ہی بالکل نہتے ہین گلگونہ نے جو عمرو کو آتے ہوے دیکھا سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر رکھا اور عمرو کی طرف پھینکا خواجہ نے دیکھا کہ پتھر طرف سر کے آتا ہی بیٹھ گئے پتھر نکل گیا گلگونہ نے دوسرا پتھر نیچا مارا عمرو نے جست کی کہ پتھر پانون کے نیچے سے نکل گیا

سات پتھر گلگونہ نے عمرو پر مارے مگر عمرو نے پتھر خالی دیے جب کوئی پتھر عمرو نے نہ کھایا تو گلگونہ
کمندین لیکر جھپٹی عمرو پر کمندین مارنے لگی جب عمرو پر کمندین مارتی ہی عمرو جست کر کے خالی
دیتے ہین کبھی حلقون مین سے سُبک ہو کر نکل جاتے ہین آخر گلگونہ نے دیکھا کہ عمرو کمندون مین
بھی نہ پھنسا تب ناچار ہو کر نیمچہ کھینچا عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک عرض میری
قبول کیجیے سر مین نذر کرتا ہون گلگونہ نے کہا کہ او عاشق فاسق بیان کر کہ کیا چاہتا ہی عمرو نے
کہا کہ مین چاہتا ہون ہاتھ گلے مین ڈالون تم نیمچہ مارو سر کٹ کر قدمون پر گرے میری آرزو
حصول ہو جائے گلگونہ نے کہا کہ او لنگوڑے مکار یہ آرزو تیری کبھی پوری نہ ہوگی ای عمرو
تو نے وہ وہ مکر میرے ساتھ کیے کہ مین نے آج تک یہ جھگڑے نہ دیکھے تھے مگر یہ بتاؤ کہ کہان
مجھکو گرفتار کیا تمھارا شاگرد جو کالیا ہی اُسنے ہر مقام پر آکر مدد کی اپنی عیاری دکھائی لیکن
تمسے کچھ نہوا اب نیمچہ جھناٹے کے ساتھ گلگونہ سے چل رہا ہی مگر خواجہ خالی دے رہے ہین
اپنے کو بچاتے ہین اور یہی کہے جاتے ہین کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین سر
برائے نذر لایا ہون اس کو قبول فرمائیے مگر آرزوے دل نکال دیجیے اپنے قریب آنے دیجیے
مین دونون ہاتھ حائل گردن کرون میری آرزو نکل جائے بعد مرنے کے روح نہ تڑپے ای
جان جہان و ای سردار معشوقان تم عاشق کے دل کے حال سے آگاہ نہین ہو یہ راتین ہجر کی
تڑپ تڑپ کر کٹتی ہین وہ سیاہی ہوتی ہی کہ دل کو یقین ہوتا ہی کہ بخت سیاہ کا سامنا ہی یا سیدھی
بات ہی کہ نشان پردۂ ظلمات ہی گلگونہ ان باتون کو سُن کر ہنس ہنس کر جواب دیتی ہی کہ او
ساربان زادے کیون باتین بناتا ہی اب تیری زندگی کا چراغ گل ہوتا ہی آج ضرور قتل
کرونگی تیرے قتل سے مُنھ نہ موڑونگی یہ کہکر نیمچہ کمر کو بنا کر سر پر مارا کہ بیلہ سر پر خواجہ کے بڑا
اوچھا سا زخم آیا خواجہ نے کہا ابکی نیمچہ ایسا لگائیے کہ سر تن سے اُڑ جائے مگر قدمون پر سر گرے
کہ آرزوے قدمبوسی حاصل ہو جائے کوئی حوصلہ دل مین نہ رہے گلگونہ نے نیمچہ چمکا کر کہا کہ ابکی
ایسا ہاتھ مارون کہ رشتۂ حیات قطع ہو خواجہ نے گھبرا کر کہا کہ دیکھو صاحب ایسا نہ کرنا مجکو زندگی
بہت عزیز ہی ابھی مین نے دنیا کا کیا دیکھا مگر گلگونہ نے نیمچہ چمکا کر قصد کیا کہ ہاتھ مارون خواجہ خوف
سے بھاگے گلگونہ پیچھے چلی بھاگنا خواجہ کا چالاک وغیرہ کو ناگوار گذرا کہتے ہین بڑے غضب کی

بات ہی کہ خواجہ سامنے سے بھاگے جاتے ہین قران نے کہا کہ ای چالاک یہ مقدمۂ عیاری ہی اسمین
تمھین کیا دخل ہی دیکھو تھوڑی دیر مین کیا ہوتا ہی نہین معلوم اُستاد کیا سوچے ہین مین جانتا ہون کہ
یہ پھیر بھی خالی از لطف نہین ہی اور کیون بھاگے جاتے ہین یارو تماشا دیکھو کچھ زبان سے نہ کہو
مگر خواجہ بھاگتے بھاگتے ایک نخل کے تلے پہونچے زیر نخل ایک غار تھا کہ اُس مین اپنے تئین
گرا دیا گلگونہ جھک کر دیکھنے لگے دل سے باتین کر رہی ہی کہ اس غار مین کیا ہی مگر اُس غار
مین خواجہ نے نقب لگائی تھی دوسری جانب سے نکل کر پشت پر گلگونہ کی آئے کنیزون نے
غل مچایا کہ ای ملکۂ عالم اپنے کو بچایئے عمرو پشت پر آ پہونچا گلگونہ آواز کنیزون کی سُنکر پلٹی تھی کہ
عمرو نے حلقہ ہاے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ سر
کران اُستاد عیاران عالم * سراپا دانش و عقل مجسم * بباغ دین ز مکرش آبیاری * جہان سر
در خنجر گزاری * بہر کشور بلاے جان کفار * عمرو آن شاہ عیاران عیار * کنیزون نے جو دیکھا
کہ ہماری مالک کو لیے جاتا ہی دو ری عیار بچیان تیغے کھینچ کر آ پڑین ادھر سے عیاران اسلام
پہونچے چالاک و برق و قران مع شاگردون کے آ پڑے عیار بچیون کی کیا حقیقت تھی کہ
وہ ان لوگون سے لڑ سکتین جو جسکے قریب پہونچا حباب مارا اور بیہوش کیا بے بھاگا گر نہ پیچھے
چل رہا ہی آخر عیار بچیون نے شکست کھائی خواجہ عمرو گلگونہ کو لیے ہوے سامنے بادشاہ
کے آئے کہا ای شہریار انعام لایئے بادشاہ نے فرمایا خواجہ آج تمھارا عقد ہوگا تو ہم لوگون
کو کچھ شیرینی وغیرہ کھلاؤ خواجہ نے عرض کی کہ حضور بخوبی جانتے ہین کہ مجھے افلاس گھیرے ہی
جو آپ پرورش فرمائین گے تو مطلب نکلیگا اور اگر ہاتھ کھینچینگے تو کوئی مطلب نہ نکلیگا مین نے
بڑی جانبازی کی کہ اس کو گرفتار کر لایا بادشاہ نے فرمایا کہ آپ نے اپنے اوپر احسان کیا
ہمپر کیا احسان ہوا آپ ہی کے قتل کی درپے تھی دعوی عیاری کرتی تھی مگر آپنے کچھ خیال
نہ فرمایا آخر اس کو گرفتار کیا بادشاہ خواجہ کو ساتھ لیکر بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر زمرد جادو
بہت جھلایا کہتا ہوا پلٹا کہ مین نے بڑی بیوقوفی کی کہ گلگونہ کے بھروسے پر رہا اگر سحر سے
لڑتا تو اب تک آدھے لشکر کو قتل کر چکا ہوتا مگر اب تامل نہ کرونگا ایک دن کے سحر مین زمین
ہلا دونگا دو میدان داریون مین سارے لشکر کا خاتمہ ہی ساحر آپس مین کہہ رہے ہین کہ

گھمنڈ ان کا بیجا ہی بادشاہ اسلام پر سحر تاثیر نہین کرتا ایسا ہی ساحر ہو کہ اول لوح محفوظ
لے بعد اس کے ان کو گرفتار کرے تو البتہ ممکن ہی کہ لشکر مسلمانان شکست کھائے زمرد جادو
پلٹ آیا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا سب رفقا جمع ہین اپنے سحر کے گھمنڈ مین بلبلا رہا ہی کہتا ہی وہ
آگ لگاؤن کہ مسلمانون کو بھاگنے کا راستہ نہ ملے سب سردارون نے بھی کہا کہ آپ نے
گلگونہ کا ناحق بھروسا کیا اپنے نام پر طبل جنگی بجوائیے خواہ آپ میدان مین نکلیے یا ہم سبکو
حکم دیجیے صرف بادشاہ پر سحر تاثیر نہ کریگا کُل لشکر تو سحر مین پھنسے گا اگر یہ سوچیے کہ بادشاہ
سب کو بچا لین گے تو اتنا بڑا لشکر ہی کہان کہان پہونچین گے آخر عاجز ہو جاوینگے تھک کر
گر پڑین گے ہم لوگ بلوہ کر کے گرفتار کر لین گے اس صلاح پر زمرد رضامند ہوا کہا مین
خود میدان مین نکلونگا یقین ہی کہ میان میثاق میرے مقابلے مین آوین میثاق کو دم بھر
مین گرفتار کر لونگا شاہزادیون کی یہ مجال نہین کہ مجھسے مقابلہ کرین یہ کہکے حکم دیا طبل جنگی
پر چوب پڑی ہرکارے جو بامر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر خدمت بادشاہ مین آئے اور
ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ ای بہر کارے رفیقت قل ہو اللہ احد ✤ دی نگہبان تن و جان
تو اللہ الصمد ✤ لم یلد یارت ولم یولد ہمہ جا دستگیر ✤ لم یکن یاری دہ و مونس لہ کفوا احد ✤
شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو زمرد جادو نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا
ارادہ ہی کہ معرکہ آرا ے نبرد ہو اور سحر سے مقابلہ کرے بادشاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا یہان بھی
نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین شب کو بادشاہ نے گلگونہ کو بلایا اور پوچھا کہ خواجہ
نے تم کو کیونکر گرفتار کیا گلگونہ نے عرض کی کہ بیشک مین زیر ہوئی اب مجکو کیا عذر ہی خواہ
قتل کرین خواہ بخشین بادشاہ نے گلگونہ کا عقد ساتھ خواجہ کے کیا اور الماس کا عقد ہمراہ
چالاک کیا شب کو خواجہ نے حجلۂ عروسی مین جا کر گوہر مراد حاصل کیا یہ خبر زمرد کو پہونچی
زمرد نے کہا کہ کل یہ رنگ سب مٹ جاوینگے میرے ہاتھ سے مسلمان مہلت نہ پاوین گے
چار پہر رات گذر کر جب ساحر زرین پوش بصد جوش و خروش ہو بتخانۂ مشرق سے نکلا میدان
چرخ زبرجدی مین آکر ٹھہرا تمام میدان نورانی و منور ہوا کہ زمرد جادو تین لاکھ ساحرون کو
ساتھ لیکر میدان مین آیا ادھر سے بادشاہ بشوکت تمام وارد میدان کارزار ہوے اور

میثاق وغیرہ ساتھ ہین شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار سب کے سحر تیار رہین میدان مین آکر ٹھہرے صف بندی ہوئی نقیبون نے نکل کر نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کر ہٹے لیکن زمرد کو نہایت غصہ تھا خود ہی میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بادشاہ حجاہ نے مرکب نکالا زمرد نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا سحر کرنے لگا مگر کسی سحر نے بادشاہ پر تاثیر نہ کی کہ لوح محفوظ سینے پر چمک رہی ہی بادشاہ نے قریب آکر ایک نیزہ مارا کہ شانہ اسکا زخمی ہوا مغلوبہ ہوئی دو پہر تلوار چلی ساٹھ ہزار ساحر داخل جہنم ہوا شاہزادیون نے آگ برسادی میثاق پرون کو درہم وبرہم کر رہا ہی اب تو زمرد گھبرایا کہا یارو تمنے دیکھا کہ کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا جب ساٹھ ستر ہزار آدمی لشکر زمرد کے قتل ہوے تو زمرد نے شکست فاش کھائی آخر طبل بازگشت بجوا کر پلٹا اگر ملول وحزین واندوہگین اکیلا بارگاہ مین آیا حکم دیا کہ کوئی میرے پاس نہ آکے خاموش بیٹھا ہوا اور رہا ہی دمبدم زانو پر ہاتھ مارتا ہی کہ کیا بدنامی ہوئی اب کیا مُنھ لیکر پلٹون خداوند کو کیا روے سیاہ دکھاؤن فرماوین گے ای زمرد تم نے جا کر کیا کیا عیار بچی کو بھی ہاتھ سے کھویا وہ جا کر شریک مسلمانان ہوئی اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ زمین تھرائی ایک ساحرہ بدرو وبدخو بال سر کے کھُلے ہوے سیاہ تہمد باندھے ہوے چدریا نیلی اوڑھے ہوے زمین سے نکلی زمرد کو گلے سے لگایا کہا ای برادر کیا معرکہ گذرا مین اپنے مکان مین بیٹھی تھی کہ آپکی پراگندگی کی خبر پہونچی آپ کی مدد کو آئی ہون مسلمانون کو بڑا گھمنڈ یہ ہی کہ لشکر گران ہی سب کو ایک آن مین تباہ کر دونگی لاشون سے میدان بھر دونگی زمرد جادو نے کہا ای توسن خوش قدم کیونکر قتل کریگی توسن نے کہا آپ بیٹھے تماشا دیکھیے اور مشہور کیجیے کہ غضب خداوندی مین بادشاہ پھنسے ہین اب قدرت کو غصہ ہی کوئی زندہ نہ بچیگا مرکب ہاے صحرائی آدین گے لشکر اسلام کو تباہ کرین گے میرا آنا کسی پر ظاہر نہ کرنا زمرد خوش ہو گیا کہا ای توسن تیرے آنے سے دل کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی توسن بجوبی زمرد سے وعدہ کر کے رخصت ہوئی زمین مین غرق ہو کر روانہ ہو گئی لیکن زمرد نے یہ مشہور کیا کہ خداوند کا نام آیا ہی مرکبان صحرائی آئینگے اور لشکر طلسم کشا کو تا بین مار مار کر روند ڈالین گے اور طلسم کشا کی

بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھاجاوین گے بادشاہ نے بھی یہ خبر سُنی کہ زمرد نے یہ مشہور کیا ہی کہ مرکبہاے صحرائی آوین گے وہ لشکر اسلام کو تباہ کردین گے بادشاہ نے فرمایا خداے ما بزرگ است جو کچھ ہوگا وہ دیکھین گے پہر رات گئے تک دربار مین رہے بعد اُسکے دربار برخاست کیا خوابگاہ مین آرام فرمایا یکایک فیروزہ نے تھوڑی دیر کے بعد آکر جگایا کہا ای شہریار دو گھوڑے صحرا سے آئے ہین لشکر کو تباہ کر رہے ہین بیسون خیمے گرادیے ہین صدہا سپاہی مارے گئے بادشاہ گھبرا کر باہر نکلے دیکھا حقیقت مین دو گھوڑے لشکر تباہ کر رہے ہین بڑے بڑے چابک سوار و سائیس نامدار جب گھوڑون کو گھیرتے ہین گھوڑے دولتیان اور لیشتکین مارتے ہین بادشاہ نے ہرچند اشارہ کیا کہ ان گھوڑون کو گرفتار کرلو مگر وہ گھوڑے صبح تک لشکر مین رہے اور پامال کرتے رہے جب صبح ہونے لگی اور ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونون گھوڑے طرف صحرا کے روانہ ہوگئے بادشاہ جمجاہ نے جو شمار چاہا ہرکارون نے پرچہ دیا کہ دس ہزار آدمی آپ کے لشکر کے گھوڑون کی بدعت سے کام آئے بادشاہ کو سناٹا آگیا رفیقون سے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ تھا سب نے عرض کی کہ جنگلی گھوڑے تھے اتفاق سے ادھر نکل آئے اور چابک سوارون نے اور سائیسون نے کیسی کیسی کوشش کی کچھ نہ ہوا گھوڑے لڑ بھڑ کر نکل گئے ایک ہرکارے نے عرض کی کہ مین پیچھے مرکبون کے گیا تھا جنگل مین جاکر گھوڑے غائب ہوگئے یہ پتہ نہ ملا کہ کہان سے آئے تھے اور کہان گئے بادشاہ خاموش ہو رہے پہر رات گئے آرام فرمایا آنکھ بھی نہ لگنے پائی تھی کہ لشکر مین ہلڑ ہوا بادشاہ گھبرا کر نکل آئے دیکھا وہی گھوڑے کوہ سرین دکوہ کفل لیشت برہنہ لجام وغیرہ ندارد لشکر کو پامال کر رہے ہین رات بھر دو پہر ہنگامہ رہا دس ہزار آدمی آج بھی کام آئے تیسرے دن بادشاہ نے صبح تک وہی تماشا دیکھا صبح ہوتے ہوتے گھوڑے طرف صحرا کے روانہ ہوے آج بھی پرچہ اخبار گذرا کہ دس ہزار جوان مارے گئے خیمے بہت سے گرے بادشاہ نے ہرکارون کو حکم دیا کہ پیچھے مرکبون کے جاؤ دیکھو یہ کہان جاتے ہین ہرکارے پیچھے پیچھے گھوڑون کے چلے جاکر دیکھا کہ جنگل مین جاکر وہ گھوڑے نابود ہوے ہرکارے ناچار ہوکر پلٹ کر آئے آکر بادشاہ سے خبر کہی کہ گھوڑے جنگل مین غائب ہوگئے پتہ اُن کا نہین ملتا بادشاہ نے فرمایا دیکھا جائیگا سب سردار اپنے اپنے

مقام پر خاموش بیٹھے ہین بادشاہ نے میثاق سے پوچھا کہ ای میثاق یہ کیا معرکہ ہی میثاق نے
کہا جنگلی گھوڑے ہین اتفاق سے نکل آئے روشنی لشکر کی دیکھ کر ادھر متوجہ ہو گئے میری
عقل مین اور کچھ نہین آتا سات دن برابر وہ گھوڑے آئے سب کو معلوم ہوا کہ میثاق
کامل و اکمل ہی اگر مقدمہ سحر ہوتا تو ضرور آگاہ ہو جاتا مگر سات دن کے عرصے مین ہزارون
آدمی مارے گئے ہرکارون نے لاکھ جستجو کی مگر کچھ پتہ معلوم نہ ہوا بادشاہ حیران و پریشان
ہین جب رات آتی ہی تو بادشاہ بہت گھبراتے ہین فرماتے ہین بندگان خدا پر کیا مصیبت
ہی رات بھر گھوڑے لڑتے ہین صبح کو شمار ہوتا ہی کسی کا بھائی مارا گیا کسی کا فرزند قتل ہوا کسی کا
باپ راہی ملک بقا ہوا لشکر مین عجب ہنگامہ ہوتا ہی مجھپر بہت شاق ہی بندگان خدا کا قتل ہونا
غضب ہی کاشکے کسی سے لڑائی پڑتی دس اگر یہانکے قتل ہوتے تو دس وہانکے قتل ہوتے
یہ بھی منظور تھا وہ گھوڑے منہ زور چست و چالاک نہایت بے باک لشکر پر آپڑتے ہین ہزارہا
چابک سوار قتل ہوتے ہین سب نے کیسا کیسا گھیرا مگر وہ طرارہ بھر کے نکل جاتے ہین یہ ذکر
تھا کہ خواجہ عمرو تشریف لائے بادشاہ نے فرمایا کہ کیون ای شہنشاہ اوج عیاری اب
تنا عقد بہت منظور خاطر ہوا کہ آپ رات دن حجلۂ عروسی مین داخل رہتے ہین آپکو کچھ خبر بھی ہی کہ
ہمپر کیا گذرتی ہی آج سات دن سے برابر دو گھوڑے جنگل سے آتے ہین دس ہزار جوانون
کو قتل کر کے نکل جاتے ہین جس کو پشتک ماردی وہ پامال ہوا جسکو دولتی ماری ہاتھ پاؤن
ٹوٹ گئے منہ سے پکڑ کے سر چبا جاتے ہین اس طرح سے دس ہزار جوان روز قتل ہوتے ہین ایک
کنارہ لشکر کا خالی ہو گیا خاک اڑ رہی ہی سب سردارون نے خواجہ سے منت کہا کہ اسکی کچھ
تدبیر کیجیے خواجہ نے کہا کہ مین مرد مفلس کیا ترکیب کرون چالاک اپنی معشوقہ کو لائے انکو
خلعت دیا گیا جب مین کوئی کارنمایان کرتا ہون تو مجکو ایک خرمہرہ بھی بطور انعام کے
سرکار سے نہین مرحمت ہوتا سب نے اس گفتگو پر خواجہ کی کچھ کچھ روپیہ پیش کیا اور یہ کلمہ
کہا کہ یہ رونمائی کی بابت آپ کو دیا گیا ہی بعد ظہور اس امر کے اور بھی آپ کو دیا جائیگا خواجہ
نے روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور لشکر سے نکلے شام سے صحرا مین آکر ایک نخل پر بیٹھے بہر
رات گئے دیکھا کہ ایک طرف سے گرد اڑی دیکھا وہ ہی دونون مرکب طرارے بھرتے ہوے آتے ہین

خواجہ اُن کے پیچھے چلے دونون گھوڑے لشکر پر آکر گرے رات بھر جنگ کرتے رہے صبح کو
جب چلے تو خواجہ اُن کے تعاقب مین ہوے جنگل تک تو گھوڑے آئے بعد اُسکے خواجہ نے
دیکھا کہ ایک بونڈلہ گرد کا بلند ہوا اُس بونڈلے مین وہ گھوڑے مخفی ہوے خواجہ عمرو
دیکھ رہے ہین کہ یہ گھوڑے کدھر جاتے ہین تھوڑی دور بڑھ کر وہ بونڈلہ بھی غائب ہو گیا
خواجہ پلٹ آئے بادشاہ سے سب حال بیان کیا کہ گھوڑون کا حال نہین کھلتا مگر مین آپسے
یہ عرض کرتا ہون کہ کسی نے ان کو بھیجا ہی جنگل مین ایک بونڈلہ گرد کا اُٹھا اول اُس مین
وہ دونون گھوڑے داخل ہوے بعد تھوڑی دیر کے وہ بونڈلہ بھی نظرون سے غائب ہو گیا
انشاراللہ آج دریافت کرلاؤنگا شام تک خواجہ لشکر مین رہے شام کو تخت زبرجدی پر
سوار ہوے طرف لشکر زمرد کے چلے تخت اُڑتا ہوا جاتا ہی زمرد اپنی بارگاہ مین بیٹھا
ہی کہ دیکھا تخت پر خداوند جمشید ثانی تشریف لائے ہین اپنے مقام سے پکارتا ہوا اُٹھا
کہ خداوند تشریف لائیے جمشید نے کہا کہ مین تیری ملاقات کو آیا ہون کئی دن سے تیرا
کچھ حال نہین معلوم تھا تخت جمشید کا اُترا جمشید نقلی بارگاہ مین زمرد کی آکر بیٹھا زمرد
نے کہا کہ یا خداوند جو سوچا تھا وہ سب خلاف ٹھہرا گلگونہ مسلمان ہو گئی بادشاہ پر سحر تاثیر
نہین کرتا لیکن اب وہ تدبیر ہوئی ہی کہ چندے مین لشکر مسلمانان تباہ ہو جائیگا رات بھر
مسلمانون کو چین نہین ملتا جمشید نقلی نے کہا کہ مین سب کچھ جانتا ہون لیکن تم اپنی زبان سے
بیان کرو کہ یہ سحر کسنے کیا زمرد نے ہنس کر کہا کہ یا خداوند آج تک مین نے زبان سے نہین
نکالا پھر زمرد نے چپکے سے کہا کہ یا خداوند جس روز گلگونہ مسلمان ہوئی مین اُس روز نہایت
پریشان بیٹھا تھا کہ اب کیا ہوگا میدان بھی لڑا آیا مگر کوئی مدعا حاصل نہ ہوا اُس وقت بہن
میری توسن خوش قدم آکر پہونچی اور اُسنے مجکو تسکین دی آج سات آٹھ دن سے دو گھوڑے
لشکر اسلام مین آتے ہین رات بھر جنگ کرتے ہین اس آٹھ دن مین ستر اسی ہزار آدمی
لشکر اسلام کے قتل ہوے رات کی نیند اُن سب کی جاتی رہی اب نہین معلوم بلکہ توسن خود
گھوڑے کی شکل بن کر آتی ہین یا کسی اور کو روانہ کرتی ہین مجھپر بھی یہ راز نہین کھولا یہ سُن کر
جمشید نقلی نے کہا کہ بس اب خاموش رہو مین سمجھ گیا اب مین تدبیر کر لونگا وہ تقدیر کر دون

کہ ایک مسلمان زندہ نہ رہے جب بادشاہ اکیلے رہ جاوینگے تب تدبیر ہو جائیگی یہ کہکے
جمشید اُٹھا کہا ای زمرد رخصت ہوتا ہون زمرد نے کہا بھی یا خداوند چندے باعث تشریف ارزانی
رکھیے صحبت عیش آراستہ ہوگی گانا وغیرہ سُنیئے شراب نوش فرمائیے جمشید نے کہا کہ ای
قوت بازو مجکو بڑی ضرورت ہی یہ کہکر اُٹھا تخت پر سوار ہوکے روانہ ہوا جنگل مین آکے
تخت زنبیل مین رکھ لیا زمرد کی شکل بن کر صحرا مین کھڑے ہوے پکارکر آواز دی کہ ای
ہمشیرہ صاحبہ تمھاری ملاقات چاہتا ہون جب تین آوازین دین تو ایک طرف سے
آواز آئی کہ ای برادر کیا ہی میری ملاقات کو تم کیون چاہتے ہو زمرد نقلی نے کہا کہ ای
ہمشیرہ کچھ کہنا ہی ایک طرف سے دیکھا کہ توسن خوش قدم آتی ہی لیکن دونون ہاتھون
مین دو مٹی کے گھوڑے ہین قریب آکر کہا کہ ای برادر مجکو کیون تکلیف دی زمرد نے کہا کہ ای
ہمشیرہ حقیقت مین تم نے خوب انتظام کیا آج جو مین نے خبر منگائی تو یہ معلوم ہوا کہ ستر
اسی ہزار اہل اسلام مارے گئے یقین ہی کہ دس پانچ روز مین بادشاہ اکیلے رہ جاوین
پھر اُن کا مار لینا کتنی بڑی بات ہی سو دو سو سے بلوہ کرکے گرفتار کرلینگے توسن نے
کہا کہ ای برادر اگر تم پہلے سے کہتے تو اتنا طول نہ بڑھتا زمرد نے کہا کہ ای ہمشیرہ تمھاری
مدد سے سب کچھ ہو جائیگا پندرہ بیس دن مین کوئی زندہ نہ بچیگا زمرد نے جیب سے
گلوری نکال کر کہا کہ لو ہمشیرہ یہ گلوری کھالو وہ گلوری توسن نے کھائی کھاتے ہی کہا
کہ ای بھائی اس گلوری مین کیا تھا کہ کلیجہ جلنے لگا زمرد نقلی نے کہا کہ ای ہمشیرہ صاحبہ
مین بھول گیا بیہوشی پڑگئی یہ سُنتے ہی توسن نے کہا کہ ارے تو کون عمرو نے کہا او توسن
تونے کیا مجکو نہین پہچانا توسن نے کہا کہ مین خوب جانتی ہون کہ تو میرا بھائی ہی عمرو
نے کہا کہ مین تیرا باپ ہون توسن نے کہا کہ یہ کیسی باتین کرتے ہو مین تمھاری خیرخواہ ہون ایسی
باتین نہ کرو عمرو نے کہا کہ ای توسن اب منہ زوری نہ کرو مین تم پر سواری لونگا سبھے نہین
پہچانتی ہو منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری توسن جھپٹی کہ عمرو کو گرفتار کرون
دو قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو سا عمرو ہون
مین عیار صاحبقران ۔ مرے نام سے کانپتا ہی جہان ۔ تراشندہ ریش کفار ہون ۔ زمانیکا

مکار و غدار ہون ، مرا تیز رفتار ہو گر قدم ، صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم ، اڑا دون صبا
کے بھی مین ہوش کو ، نہ پہونچے مری گرد پاپوش کو ، دوندہ جہانگرد طرار ہون ، جہانگیر عالم
کا عیار ہون ، خنجر مارا کہ سر توسن کا علیحدہ ہوا عمرو نے کپڑے اُتار لیے لاشہ برہنہ جنگل مین
ڈال دیا مگر زمرد نے ہرکارے مقرر کر رکھے ہین کہ جب مرکب آیا کرین تو مجکو خبر پہونچایا کرو
ہرکارے ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہین پہر رات گذری دو پہر رات گذری صبح ہو گئی مگر کوئی
مرکب نہ آیا ہرکارے پریشان پلٹے سامنے زمرد کے آئے کہا ای شہنشاہ نہین
معلوم کیا معرکہ گذرا کہ آج شب کو مرکب نہین آئے مسلمان خوب چین سے سوئے آٹھ دن کے
بعد مسلمانون کو سونا نصیب ہوا سب ٹانگ پھیلا کر سو یا کیے ہمکو رات بھر گھوڑون کا نشان تک
نہ معلوم ہوا زمرد نے سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا آج کیا ملکۂ عالم سو گئین کہ رات کو سحر
نہین کیا سردارون نے کہا کہ حضور یہ کیا معرکہ ہے زمرد نے کہا کہ بہن میری آمادۂ بربادی
مسلمانان ہوئی ہے وہ ہی گھوڑے روانہ کرتی ہے آج رات کو سو گئی ہو گی شاید دن کو مرکب
آوین مسلمان بھاگتے پھرینگے ایک مسلمان نہ بچیگا مگر یارو مین نے آج سر دربار ذکر کر دیا
مجکو خوف ہے کہ عمرو نہ سُنتا ہو سب نے کہا کہ حضور عمرو یہان کہان وہ گلگونہ سے عیش مین ہے
دو دو دن بارگاہ شاہی مین نہین آتا عیش کرتا ہے گلگونہ کو بھی عمرو پر توجہ ہے گانا سُنا کرتی ہے
اُسکے گانے پر عاشق ہے مگر زمرد گھبرا رہا ہے کہتا ہے ہمشیرہ کی کیونکر خبر منگاؤن کہ چند ساحر روتے
پیٹتے ہوے آئے کہنے لگے کہ ای شہنشاہ ساحران ہم جنگل مین واسطے سیر کے گئے تھے کہ جنگل مین
لاشہ توسن کا ملا سر تو کوئی کاٹ کر لے گیا مگر لاشہ بے سر پڑا تھا ہم اُٹھا لائے کہ ان کو جلوائیے
اور ارتھی بنوائیے کہ اصلی مرکز پر پہونچ جاوین زمرد لاشہ اپنی بہن کا دیکھ کر بہت رویا کہا یارو
تعجب کی بات ہے مین نے کسی سے ذکر نہین کیا پھر اس کو کسنے مارا مین جا کر خداوند سے پوچھتا ہون
یہ کہکر اُٹھا خدمت جمشید مین آیا کہا یا خداوند مجپر ظاہر کیجیے کہ توسن کو کسنے مارا جمشید نے ہنسکر
کہا کہ ای زمرد تمہین نے عمرو سے بیان کر دیا اور عمرو نے تمھاری شکل پر جا کر اُسے جنگل مین مارا
زمرد بولا مین نے کب عمرو سے بیان کیا جمشید نے کہا کہ عمرو میری شکل بن کر آیا تھا تمنے سب حال
اُس سے کہدیا اُسنے یہ کار نمایان کیا زمرد نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور جا کر عمرو کو لاتا ہون یہ

ایسا داغ اُسنے مجکو دیا کہ اُس کو تڑپا تڑپا کر مارونگا یہ کہکر چلا لاشہ توسن کو جلوا دیا یہان عمرو
نے صبح کو جنگل مین آکر ایک جادوگر کو اپنی شکل پر بنایا اور آپ جھاڑی مین چھپ کر بیٹھے رہے کہ
زمرد جو اُڑتا ہوا آیا اسنے دیکھا کہ عمرو پھرتا ہوا آتا ہی تڑپ کر گرا عمرو کو اُٹھا لے گیا خوشی خوشی
سامنے جمشید کے لایا کہا یا خداوند معاوضۂ خون توسن مین اس کو قتل کرونگا اِسنے بڑے
مددگار کو مارا دل پر داغ ہی جمشید نے کہا تم کو اختیار ہی سامنے بیٹھا کر ہوشیار بھی نہ کیا عالم
غشی مین ایک تیغہ مار دیا جادوگرون مین ہلڑ ہوا اُس ہنگامے مین کسی نے یہ بھی نہ سنا کہ ساحر
کے مرنے کی آواز کب آئی لاشہ جنگل مین پھنکوا دیا زمرد نے کہا ہرچند کہ میری بہن کا خون
ہوا مگر بدلہ ہو گیا عمرو ایسا عیار قتل ہو گیا مگر خواجہ دربار مین بادشاہ کے بیٹھے ہین کہ ہرکارے
دوڑتے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار دربار مین جمشید کے زمرد نے خواجہ کو قتل کیا
بادشاہ نے پوچھا کہ ای شہنشاہ عیاران کسکو قتل کرایا عمرو نے کہا کہ ایک جنگلی ساحر تھا
کچھ دل مین آیا اُسکو اپنی شکل بنا کر چھوڑ دیا وہ ساحر بہت خوش ہوا یہ نہ جانتا تھا کہ موت
لیے جاتی ہی مگر زمرد سامنے جمشید کے بہت رویا اور پیٹا عرض کی کہ یا خداوند میری بہن کا
مارا جانا بڑا غضب ہوا ہرچند کہ مین نے بدلہ لیا مگر اُس کی صورت میری آنکھون کے سامنے
پھر رہی ہی اگر یہ طریقہ ایک مہینہ کامل رہتا تو سب لشکر تباہ ہو جاتا یہ ذکر تھا کہ بوے بد
دماغ مین آئی کہ تمام اہل دربار نے ناک بند کر لی جمشید نے کہا کہ یارو ناک نہ بند کرو خاموش
بیٹھے رہو خبیثہ مردارخوار آتی ہی یہ اُسکی آمد کی علامت ہی جب وہ آتی ہی تو پہلے بوے بد پھیلتی
ہی اگر وہ آتی ہی تو آفت برپا کریگی یہ ذکر تھا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ کو دیکھا کہ بال
جیسے رسیان بٹی ہوئین زمین سے سر نکالا کپڑے میلے پہنے جابجا کپڑون مین پیوند سوسی
کا لنہگا اُس مین گاڑھے کا پیوند ناک سے قطرات گندیدہ گرتے ہوے اکثر ہاتھ کو ناک
مین لگا دیتی ہی اور اُنگلیون کو چاٹ جاتی ہی ایک آبخورے مین کچھ اشیاے نجس رکھی ہوئی
ہین اس طور سے برآمد ہوئی جمشید کو سجدہ کیا جمشید نے پوچھا کہ ای خبیثہ مردارخوار
کہانسے آتی ہو خبیثہ نے کہا کہ یا خداوند مین نے خبر سُنی ہی کہ قدرت کو بڑے صدمے پہونچے
مین چل نکلی وہ کون لوگ ہین کہ قدرت سے لڑتے ہین کچھ خوف نہین کرتے جمشید نے کہا کہ

وہ مجکو بخدائی نہین مانتے ہین اور مین اُن کو اپنا بندہ نہین جانتا جس دن تقدیر کرونگا
دم بھر مین غارت کردونگا خبیثہ نے کہا کہ اگر کنیز کو حکم ہو تو سب کو گرفتار کرلاؤن جمشید
نے کہا کہ ای خبیثہ جاؤ زمرد کا ساتھ دو جو کچھ کرنا سمجھے کرنا خبیثہ نے کہا کہ مین جاکر وہ
آفت برپا کرونگی کہ مسلمانون کو زندگی دشوار ہو جائے آب و دانہ ترک کردین تڑپ تڑپکر
مرین زمرد نے کہا کہ ملکہ خبیثہ چلو مین تم کو اپنی بارگاہ مین جگہ دونگا خبیثہ نے کہا
کہ آپ چلیے مین حاضر ہوتی ہون یہ کہکر زمرد تو روانہ ہوا بعد زمرد کے خبیثہ بھی چلی
کر ذکر اسکا ہوگا لیکن لشکر بادشاہ جمجاہ اُسی صحرا مین اُترا ہی صبح کا وقت ہی کہ لشکر مین بلڑ
ہوا بادشاہ نے سر اُٹھاکر فرمایا کہ یہ کیا بلڑ ہی چالاک و برق نے آکر عرض کی کہ ایک
الگھورن لشکر مین آئی ہی بیٹھا ہوا لنہگا پہنے ہوے ایک چدریا سیاہ سرپر اوڑھے ہوے
اور ہاتھ مین اُسکے آدمی کی کھوپری ہی اُسمین غلیظ بھرا ہوا ہی جسکی جانب اشارہ کرتی ہی
وہ لوگ بھاگتے ہین بازارون مین غل ہو رہا ہی بادشاہ نے فرمایا اُس کو لشکر سے نکالدو
سپاہی اُٹھے جس بازار مین وہ دوڑی دوڑی پھرتی تھی چند سپاہیون نے جاکر کہا کہ تم
ہمارے لشکر سے نکل جاؤ الگھورن نے اُن سب سے آنکھ ملاکر کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ
چلو آگے آگے الگھورن گئی پیچھے پیچھے پچیس سپاہی بھی اُس کے ساتھ گئے افسرون نے جو روکا
تو سپاہیون نے جواب دیا کہ جہان یہ جاویگی وہین جاوینگے اور وہ خود ہم سے کہتی ہی
کہ ہمارے ساتھ چلو جنگل مین جاکر ایک کنوان تھا کہ اُس مین وہ الگھورن پھاند پڑی پچیس
سپاہی بھی اُسی کے ساتھ پھاندے ہرکارون نے یہ خبر آکر بادشاہ سے کہی بادشاہ جمجاہ نے
میثاق سے کہا کہ ای میثاق کچھ ذہن مین آیا کہ یہ کیا معرکہ ہی میثاق ہنسے عرض کی کہ
ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ زمرد کی مدد کو خبیثہ مردار خوار آئی ہی یہ شعبدہ اُسی کا ہی کل
غلام اسکی تردید کریگا دوسرے دن بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے تھے میثاق بھی حاضر ہی کہ
ہرکارون نے عرض کی کہ وہی الگھورن آتی ہی بازار والون نے جو للکارا اور منع کیا کہ
ہمارے لشکر مین نہ ٹھہرو کھوپری جو اُسکے ہاتھ مین تھی اُسنے اُسے پھینک دیا اُسمین کرم
تھے وہ جو زمین پر گرے اور دوکاندار اُٹھے کہ اُسکو بازار سے نکالدین جسکے پاؤن مین کرم

لپٹ گئے وہ پانی ہو کر بہ گیا سپاہیون نے کہا کہ ہمارے لشکر سے نکل جاؤ ورنہ ہم تمھین مارین گے
وہ ہنستی ہوئی طرف جنگل کے بھاگی پچاس سپاہی آج بھی اُسکے ساتھ گئے اُسی جنگل مین جا کے
گندگی مین پھاندپڑے اور بازار مین جو دوکاندار اپنی اپنی دوکانون سے اُترے اُن کے
پانون مین کیڑے لپٹ گئے چالیس پچاس دوکاندار پانی ہو کر بہ گئے میثاق نے کہا کہ کل تک
بازار مین موجود رہونگا میثاق نے رات کو سحر تیار کیا کہ ایک مرغ کلان بنا کر شانے پر
بٹھا لیا سویرے بازار مین آئے میثاق ایک طرف آکر بیٹھے ہین کہ وہ ہی الگھورن پیدا ہوئی
میثاق کو دیکھ کر پلٹنے لگی میثاق نے جب دیکھا کہ الگھورن بازار مین نہین آتی کھوپری ہاتھ
مین لیے ہوے کھڑی ہے جیسے ہی میثاق نے للکارا اُسنے کھوپری کو پھینکا کرم گرے
میثاق نے مرغ کو اشارہ کیا دوکاندار دوکانون سے نہ اُترے میثاق نے منع کر دیا
ہے کہ تم لوگ اپنی اپنی دوکانون سے نہ اُترنا مرغ جو زمین پر اُترا اُن کیڑون کو چن چن کے
کھانے لگا ہر چند کہ اُس الگھورن نے پکارا مگر کوئی سپاہی ساتھ نہ ہوا اور عرض کی کہ
ای شہنشاہ ساحران ہم کو الگھورن بُلاتی ہے میثاق نے منع کیا مگر مرغ نے سب کیڑے
چن لیے الگھورن بھاگ کر کنارے پر لشکر کے ٹھہری اور پکار کر آواز دی کہ ای میثاق مین
بھی مگر رات کو قیامت برپا کرونگی میثاق اپنے مقام سے اُٹھے الگھورن نے وہین سے
للکارا کہ ای میثاق سمجھونگی آخر کہان جاؤ گے میثاق نے کہا کہ او الگھورن تجکو تڑپا تڑپا
کے مارونگا الگھورن نے جواب دیا کہ او میثاق بہت پریشان ہو گے وہ آفت برپا کرون کہ
بھاگتے راستہ نہ ملے میثاق نے کہا کہ کچھ بھی نہ ہو گا الگھورن بھاگ گئی دوسرے دن صبح
کو میثاق بازار مین بیٹھے ہین اور بادشاہ بھی تشریف لائے ہین کہ دیکھین کیا گذرتی ہے
کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی ایک ابر سیاہ آسمان پر آیا وہ بوے بد پیدا ہوئی کہ تمام اہل لشکر
فریاد کرنے لگے وہ ابر آکر لشکر پر چھایا اول بوندیان پڑین بعد بوندیون کے کرم آسمان
سے برسنے لگے جسپر کیڑا گرا وہ پانی ہو کر بہ گیا میثاق نے جھولی پر ہاتھ ڈالا وہ ہی مرغ نکالا
اُس کو چھوڑ دیا مرغ کرم چننے لگا مگر ابر چھایا ہوا ہے اسقدر کرم برس رہے ہین جنکا شمار
نہین تھوڑے عرصے مین کئی ہزار آدمی پانی ہو کر بہ گئے اسقدر بوے بد بلند ہے کہ لوگ

گھبراتے پھرتے ہین میثاق نے ہاتھ ہلایا ایک برق کڑک کر گری اُس مرغ کے دس بارہ ٹکڑے ہوے اُتنے ہی مرغ بن کر تیار ہوے مرغ مُنھ کھولے کھڑے ہین جو کیڑا آسمان سے گرتا ہی اُسے مُنھ مین روک لیتے ہین زمین پر نہین آنے دیتے ہوا ابر مرغ اُڑتے پھرتے ہین مگر ملکہ بہار جو اپنے خیمے سے نکلین چند کنیزین ساتھ ہین اور بوے بد دماغ مین آئی بہار اعجاز بیان نے ایک گلدستہ اُٹھا کر طرف ابر کے مارا کہ ابر کو جا کر گلدستے نے ٹکڑے ٹکڑے کیا تمام لشکر مین پھول برسنے لگے وہ بوے بد مبدل بخوشبو ہوئی تمام دود کا ندارد یا تو پریشان بیٹھے تھے بوے خوش جو آئی سب کے دماغ تازہ ہو گئے مرغون نے میثاق کے کرم کو چن لیا غرض لشکر کا موقوف ہوا رات کو زمرد جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ بوے بد سب کے دماغ مین آئی زمرد نے خوش ہو کر کہا کہ شاید خبیثہ مردار خوار تشریف لاتی ہین کہ یکایک زمین شق ہوئی سب نے دیکھا کہ خبیثہ نکلی اُسی حال خراب سے کہ تمام بدن مین کیڑے لپٹے ہوے اُن کیڑون کو کھاتی جاتی ہی اور زمرد کے قریب آ کر کہا کہ ای برادر لشکر مسلمانان مین بڑے بڑے جادوگر ہین بہار اعجاز بیان نے پھول برسائے تاثیر سحر کی موقوف ہو گئی اور میثاق نے مرغ بنا کر چھوڑے اُنھون نے کرم کو چن لیا اب تامل کرو مین دوسری تدبیر کرونگی زمرد نے کہا کہ ای ہمشیرہ کوئی زور لشکر مسلمانان پر نہین چلتا یہ ذکر تھا کہ گانے کی آواز کان مین آئی خبیثہ سر اُٹھا کر دیکھنے لگی پردہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا تھا سب نے دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت لباس گُندہ پہنے ہوے اور ایک آبخورہ ہاتھ مین اُسمین غلیظ بھرا ہوا اُسکو ہاتھ مین اُچھالتا ہوا اور یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہی نظم

دل لیا عشق مین دیوانہ بنایا افسوس ۔ ہاے اسپر بھی تجھے رحم نہ آیا افسوس

دل دیا اُسکو کہ بیرحم بھی نا قدر بھی ہی ۔ بیٹھے بٹھلائے یہ کیا جی مین سمایا افسوس

بھول کر یار مقدر سے مرے آیا تھا ۔ حال دل کچھ اُسے اپنا نہ سُنایا افسوس

کبھی ہنس ہنس کے نہ کین آپنے دو دو باتین ۔ عمر بھر مجکو محبت نے رُلایا افسوس

ہاے اُلجھن ہی شب و روز پریشانی ہی ۔ زلف مین اُسکی عبث دلکو پھنسایا افسوس

اب جو بیٹھے ہوے پچھتاتے ہین کیا ہوتا ہی ۔ ان حسینون نے نہ کیون دل کو بچایا افسوس

استخوان کوئی سگِ یار کے قابل نہ رہا	آتشِ عشق نے اس درجہ جلایا افسوس
قبر مین بھی یہی ارمان سدا ہی سطوت	بعد مردن بھی وہ تربت پہ نہ آیا افسوس

خبیثہ نے جو یہ اشعار سُنے اور اپنے رنگ کا جوان دیکھا بیقرار ہو کر پکارنے لگی کہ ای میان گانے والے ذرا یہان آؤ اور زمرد سمجھا کہ شاید ہمشیرہ نے کوئی سحر تیار کیا ہی لوگون سے کہا کہ اس جوان کو بُلالو ہمشیرہ بُلاتی ہین وہ جوان ہنستا ہوا بارگاہ مین آیا خبیثہ کو لپٹ گیا کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مجکو سامری نے بھیجا ہی مین تمھاری ملاقات کو آیا ہون خبیثہ نے کہا کہ مجھے کیا تم سے انکار ہی جو حکم دو وہ بجالاؤن جوان نے اہل محفل کی جانب اشارہ کیا کہ یہ سب لوگ بیٹھے ہین مدعاے دلی حاصل نہ ہوگا خبیثہ نے ہاتھ تھام لیا وہ جوان اور خبیثہ باتین کرتے ہوے چلے زمرد تو اسی گمان مین ہی کہ شاید یہ سحر خبیثہ کا ہی اس جوان کو طرف لشکر اسلام کے روانہ کرینگی شاید یہ لشکر اسلام مین جاکر آفت برپا کرے گانے مین اس کے تاثیر ہی مگر خبیثہ ساتھ ساتھ اُس جوان کے صحرا مین آئی وہ ہی کنوان جس مین سپاہی گرے تھے وہان لاکر بٹھایا کہا لو اب مین سب طرح موجود ہون جوان نے ہنس کر کہا کہ ای خبیثہ شراب لاؤ ہم تم بیٹھ کر پئین تب لطف ہو خبیثہ یہ سُنکر بھاگی میخانہ مین جاکر ایک گھڑا شراب کا اُٹھا لائی لاکر سامنے اُس جوان کے رکھا کہا لو صاحب شراب پیو جوان نے کمر سے جام نکالا مٹی کا پیالہ تھا بڑی مدت کا جا بجا سے ٹوٹا ہوا خبیثہ نے کہا کہ ای جوان تمھارا نام کیا ہی اس جوان نے کہا کہ نحس شعبدہ گر مجھے کہتے ہین خبیثہ خوش ہو گئی کہ یہ جوان جو خدمت مین رہیگا تو بڑی دل لگی رہیگی آٹھ پہر گانا سُنائیگا پہلو مین رہیگا اشارہ کیا کہ یہ جو جام تم نے نکالا ہی ہمارے ہی تمھارے لائق ہی جوان نے جام لبریز کیا اور زمین پر رکھدیا کہا ای خبیثہ سامری کے نام کی شراب گراؤ خبیثہ نے چند قطرے یا سامری کہکر زمین پر گرائے زمین پکنے لگی خبیثہ نے کہا کہ ای نحس یہ شراب کا کیا فعل ہی نحس نے جواب دیا کہ ای خبیثہ یہ شراب مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہوئی اب اس کو پی جاؤ خبیثہ نے وہ جام پیا اُس جوان نے دوسرا جام لبریز کیا کہا ای خبیثہ یہ بھی پی جاؤ خبیثہ نے وہ بھی جام پیا اب تو لاؤ لاگ گئی وہ جوان پلائے جاتا ہی جام

ہر جام دیتا ہی دس جام برابر پلائے آدھا گھڑا شراب کا پلا دیا خواجہ عمرو حیران ہین کہ
نصف گھڑا پلا دیا اور اس کو نشہ نہین معلوم ہوتا دمبدم لاو لاو کیے جاتی ہی عمرو نے اول
جو دو جام اس کو دیئے تھے وہ سادے تھے بعد کے جامون مین بیہوشی کم تھی ابکی مرتبہ عمرو نے
بہت سی بیہوشی ملا کر خبیثہ کو جام پلایا یہ جام پیتے ہی تھر کنے لگی ہاتھ چمکاتی ہی اور کبھی ہاتھ
بڑھاتی ہی چاہتی ہی گلے مین اس جوان کے ہاتھ ڈالدون خواجہ اپنے کو بچاتے ہین مگر اس
جام نے وہ تاثیر کی کہ گھبرا کر اُٹھی چاہا ناچون جیسے ہی چرخ مارا لہرا کر گری خواجہ نے اپنے
نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو سے عمرو ہون مین عیار صاحبقران ٭ مرے نام سے
کانپتا ہی جہان ٭ تراشندہ ریش کفار ہون ٭ زمانے کا مکار و غدار ہون ٭ مرا تیز رفتار
ہو گر قدم ٭ صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم ٭ اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو ٭ نہ پہونچے
مری گرد پاپوش کو ٭ دوندہ جہانگرد طرار ہون ٭ جہانگیر عالم کا عیار ہون ٭ عمرو نے نیمچہ
کمر سے کھینچا چاہا قتل کرون کہ کنوئین کے پانی نے جوش مارا عمرو نے دیکھا کہ وہ جو سوا سو
سپاہی کنوئین مین کودے تھے وہ سب پانی پر بیٹھے ہین عمرو نے ہر چند پکار کر کہا کہ یارو
کیون حیران بیٹھے ہو خبیثہ کو مین نے بیہوش کیا اب تو نکل آؤ مگر اُن جوانون نے کچھ جواب
نہ دیا بس عمرو نے چھاتی پر چڑھ کر خبیثہ کا سر کاٹا مرتے ہی خبیثہ کے پانی کنوئین کا خشک
ہو گیا وہ سب جوان بیٹھے ہین اور پکار رہے ہین کہ ای اُستاد ہم کو نکالیے عمرو نے کمند پھینکی
اور کہا اسپر چڑھ آؤ وہ سب جوان صحیح و سالم کمندون کے حلقون مین پاؤن رکھ کر نکل آئے
عمرو نے دیکھا کہ سب صحیح و سالم ہین خبیثہ کا لاشہ دیکھ کر وہ جوان سب خوش ہوے عمرو
سب کو ساتھ لیکر چلا لاشہ خبیثہ کا برہنہ پڑا ہوا ہی کنوئین سے ایک سگ صحرائی نکلا
خبیثہ کی لاش کو منھ مین دبا کر طرف لشکر زمرد کے چلا زمرد بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ چند کتے
دروازے پر غل مچانے لگے زمرد نے کہا کہ یہ سگ ہاے صحرائی کہان سے آئے سب نے دیکھا
کہ انھین کتون مین ایک سگ کلان ہی وہ لاشہ خبیثہ منھ مین دبائے ہوے آتا ہی لوگون نے
زمرد سے بیان کیا کہ معلوم ہوتا ہی خبیثہ مردار خوار قتل ہوئی ایک سگ سیاہ لاشہ
اُسکا منھ مین دبائے ہوے لاتا ہی زمرد روتا ہوا باہر نکلا کتے سے پوچھا کہ ارے خبیثہ

پر کیا گذری کتھے نے اپنی آواز مین کچھ کہا زمرد نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو تم لوگ سمجھے وہ جوان جو
آیا تھا وہ عمرو عیار تھا لگا کر خبیثہ کو لے گیا جنگل مین لیجا کر قتل کیا میرا سارا خاندان برباد
ہوا ہمارے خاندان مین خبیثہ وہ ساحرہ تھی کہ جس معرکے پر گئی اُس کو فتح کیا مگر یہان
آکر ایسی حقیر ہوئی کہ اُس کا مکر نہ چلا بہار اعجاز بیان و میثاق نے مل کر اس کا سحر
مٹایا ورنہ یہ وہ سحر کرتی تھی کہ لشکر دشمن بوے بد سے پریشان ہو جاتا تھا مہلت نہ پاتا تھا
لیکن میثاق وہ ساحر ہے کہ اُسنے رنگ سحر خبیثہ مٹایا بہار اعجاز بیان نے پھول
برسا کر سب کو بچایا تاثیر سحر کی نہ ہونے پائی مگر مقام افسوس ہے کہ اہالی چاہ صحرائی نے اُسکو
نہ بچایا مین جا کر دریافت کرتا ہون یہ کہکر زمرد صحرا مین آیا کنوان دیکھا کہ خشک پڑا ہوا اور
بھالے خون کے جابجا بھرے ہین قیدی بھی اس کے نکل گئے زمرد روتا ہوا لشکر مین آیا اور
سردارون سے کہا کہ آج رات کو شبخون مارون گا یا تو آج اپنی جان دی یا لشکر مسلمانان
مٹا دیا کہ ایک جوان غول مین سے نکل کر سامنے زمرد کے آیا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران
کیا ارادہ ہے آج آپ کو تردد زیادہ ہے زمرد نے کہا کہ ارادہ ہے کہ لشکر دشمن پر شبخون مارون
جوان نے کہا کہ بہت بہتر تجویز کی ہے زمرد سے باتین کر کے سب حال دریافت کر لیا زمرد اپنے
مقام سے اُٹھا اور کہا اول تو مین عمرو کو لاتا ہون لاتے ہی قتل کرونگا بعد اُسکے شبخون
مارونگا یہان خواجہ زمرد سے حال شبخون کا دریافت کر کے طرف لشکر کے جاتے ہین صحرا مین
آتے تھے ایک مسافر کو دیکھا کہ جاتا ہے دوڑ کر کمر پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ بھائی تم نے دیکھا کہ
اس گانون مین بیل جاتا تھا اُسنے اس مقام پر آکر مجکو سینگ مارا کہ کمر مین اس مقام پر درد
ہو رہا ہے ٹٹول لیا کہ کمر مین اس کے ہمیانی بندھی ہے کہا بھائی ذرا یہان ٹھہر جاؤ تو ہم تمھین
شربت پلائین تم ہماری کمر دبا دو یہ کہکر خواجہ نے اُسکو کنوئین کی جگت پر ٹھہرایا اپنے پاس سے
شکر نکالی پانی بھر کے شربت بنایا پہلا جام مسافر کو پلایا مسافر پیتے ہی گر کر بیہوش ہوا عمرو
نے اول اُس کی ہمیانی کھولی روپے نکال لیے کپڑے وغیرہ اُتار رہے ہین کہ زمرد جادو جو
اُڑتا ہوا آتا تھا اُسنے آسمان سے دیکھا کہ عمرو ایک مسافر کے کپڑے اُتار رہا ہے جی مین کہتا ہے
کہ یہ سارے یہان زیادہ دن بھر لوٹتا پھرتا ہے اس کے پاس مال بہت ہوگا یہ سوچ کر آسمان سے

سحر کیا کہ عمرو کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا زمین پہ پاؤن تھام لیے زمرد نے اُتر کر عمرو کو گرفتار کیا
بہت خوش ہو کہ اب اس ساربان زادے کو قتل کرونگا یہ خبیثہ اور میری بہن کا قاتل ہو سب
عزیز خوش ہونگے کہ معاوضۂ خون خبیثہ لیا یہ سوچ کر عمرو کو لیچلا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا
سامنے سے ایک ساحر آتا ہو پکارتا ہوا کہ اے زمرد جادو کیا کار نمایان کیا عمرو ایسے عیار
مکار کو گرفتار کیا دیکھو قدرت نے کیا فرمایا ہو کاغذ ہاتھ مین تھا جھپٹ کر قریب زمرد کے آیا
کہا قدرت قصر ہفت رنگ مین بیٹھے تھے خود بخود ہنسے سردارون نے پوچھا کہ قدرت کا کوئی فعل
خالی از مصلحت نہین ہوتا قدرت نے کہا کہ اے ماہیان جادو جلد اپنے کو پہونچاؤ کہ زمرد عمرو
کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہو اُسپر افتاد پڑا چاہتی ہو جا کر یہ نامہ دیکر ہوشیار کر دو کہ کسی
کے دام مکر مین نہ پھنسے یہ کہکر کاغذ ہاتھ مین دیا زمرد نے پشتارہ عمرو کا زمین پر رکھدیا
اور کاغذ ہاتھ مین لیا جیسے ہی لفافہ کھولا دھوان نکلا زمرد جادو ارے کہکر بیہوش ہوا
اُس ساحر نے نعرہ کیا نعرۂ برق ــ مرا نام ہو برق خنجر گزار + کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون + کہ کون مکار و غدار ہون + کرون سیکڑون کوس کی راہ
طی + ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی + بزیر قدم غرب تا شرق ہی + چھلاوہ ہون مین نام بھی برق
ہی + جیسے ہی نیمچہ مارا زمرد کے سر سے اُچٹ گیا برق حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہی خواجہ عمرو
چاہتے ہین کہ زمرد جھٹ پٹ قتل ہو تو مین رہائی پاؤن لباس وغیرہ اسکا اُتار لون برق
نے جب دیکھا کہ مین نے کئی نیمچے مارے اور تاثیر نہ ہوئی اسکی کمر سے کردھنی کھولنے لگا اب عمرو
کو کہان تاب کہا ارے کمبخت یہ کیا بدعت کرتا ہو خبردار کردھنی نہ لینا مین پہلے ہی اس کو
تاک چکا تھا اور تو چاہتا ہو کہ مین کردھنی لیکر نکل جاؤن برق نے کہا کہ اُستاد آپ کا پشتارہ
باندھکر لیچلونگا میثاق وغیرہ پھر اُتار دینگے خواجہ نے کہا کہ لیچل برق فرنگی نے زمرد
کو تو وہین چھوڑا آپ عمرو کو لیکر چلا لیکن ایک ساحر لشکر زمرد کا کسی کام کو جنگل مین آیا تھا اُسنے
جو زمرد کو بیہوش دیکھا ہوشیار کیا کہا اے شہنشاہ ساحران آپ یہان کہان بیہوش پڑے
تھے زمرد نے کہا کہ مجکو عیار بیہوش کر کے ڈال گئے چاہتے تھے کہ قتل کرین بیر نے مجکو بچایا
وہ بھاگ گئے آخر اُٹھ کر وہانسے اپنے لشکر مین آیا ساحرون نے پوچھا کہ کہان تشریف لیگئے تھے

زمرد نے کہا کہ مین تلاش عمرو مین گیا تھا عمرو کو گرفتار کیا لیکن عیار ساحر بن کر آیا اُسنے عمرو کو
رہا کر لیا لشکر مسلمانان مین بڑے بڑے ساحر موجود ہین سحر عمرو کا اُتار لین گے کہ ہرکارے
دوڑے ہوے آے بعد بدعا کے عرض کی کہ برق فرنگی پشتارہ عمرو کا لیکر بارگاہ سعد مین
پہونچا میثاق نے سحر آپ کا اُتارا عمرو صحیح و سالم ہو کر آپ کی فکر مین نکلا ہی زہرد نے کہا کہ مین
خود اُسکی فکر مین ہون صبح و شام مین لاتا ہون یہ کہکے پھر چلا خواجہ عمرو بارگاہ سعد سے
نکلے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا او ساربان زادے کہان جاتا ہی منم زمرد جادو کڑک کے
گرا عمرو کی کمر مین پنجہ دے کر لیچلا عمرو نے پکار کر آواز دی کہ یارو دوڑو مجکو زمرد لیے جاتا ہی
میثاق کوہ گرد ان کے کان مین جو آواز آئی اپنے مقام سے اُٹھا بیرون بارگاہ آکر دیکھا
کہ خواجہ پنجے مین زمرد کے دبے ہوے ہین زمرد چاہتا ہی کہ بلند ہو کر نکل جاؤن میثاق
نے قصد کیا کہ سحر کرون ہاتھ مین زمرد کے ایک بیضۂ سیاہ تھا میثاق پر پھینک مارا پکار کر
آواز دی کہ ای سحر سامری میثاق کو خاموش کر دے ایک گنبد مختصر آسمان سے میثاق
پر گرا میثاق اُس مین بند ہو گیا زمرد نے چاہا اُترون اور میثاق کو بھی گرفتار کر لون کہ
سامنے سے بحرین آتی تھی بحرین نے دیکھا کہ پنجے مین زمرد کے عمرو دبا ہوا ہی اور میثاق کو
زمرد نے ایک گنبد سیاہ مین بند کیا ہی بحرین نے للکارا کہ او ناہنجار میثاق کو تو نے
شعبدے مین پھنسایا زمرد نے پکار کر کہا کہ ای سحر سامری بحرین کو بھی لینا بحرین کا قصد
ہی کہ ایک ٹکر مار کر اس گنبد کو گراؤن جیسے ہی گنبد مین گھُسی بحرین بھی خاموش ہو گئی زمرد
عمرو کو لیکر بلند ہوا لشکر مین ہلڑ ہوا کہ بحرین و میثاق کو زمرد اپنے سحر مین پھنسا گیا اور
عمرو کو لے گیا بادشاہ یہ سُنتے ہی بارگاہ سے نکل آئے تمام شاہزادیان ہمراہ ہین کہا حضور
ہٹ جائین ہم لوگ سحر کرتے ہین مگر برق فرنگی نے سُنا کہ اُستاد کو زمرد گرفتار کر کے لے گیا
برق فرنگی تڑپ کر چلا بہار اعجاز بیان نے بادشاہ کو ہٹا کر اسم سحر پڑھکر گنبد پر پھونکا
کہ گنبد پھٹ کر گرا میثاق و بحرین نکل آئے بہار اعجاز بیان نے پوچھا کہ ای میثاق
یہ کیا معرکہ ہوا کہ تم ایسے ساحر ہو کر یون پھنس گئے میثاق نے کہا کہ ای ملکۂ عالم مین کیا
بیان کرون مین نے قصد کیا تھا کہ سحر کرون مگر اُسکا سحر چل گیا یہ سحر ساختۂ سامری تھا مین تے

ہر چند قصد کیا کہ گنبد سے نکلون مجکو کوئی سحر یاد نہین آیا مگر تم نے کمال کیا کہ سحر سامری کو دفع
کر دیا اب ایک فکر ہی کہ عمرو کو زمرد گرفتار کرکے لے گیا ہی ایسا نہ ہو کہ اُن کو آزار پہونچائے
بہار اعجاز بیان نے کہا کہ مین ابھی جاتی ہون اور بن پڑتا ہی تو عمرو کو لیکر آتی ہون یہ کہکر
بہار اعجاز بیان اُڑتی ہوئی چلی یہان برق فرنگی تڑپتا ہوا چلا راہ مین ایک ساحر کی
شکل بنا دربار مین زمرد کے آیا زمرد نے آتے ہی اول عمرو کو مسلسل و مطوق کیا حکم دیا کہ
جلاد کو بلاؤ اور پکار کر کہا کہ کیون او ساربان زادے تو نے خبیثہ کو مارا کچھ خوف نہ آیا
اب اپنے کو کس حال مین پاتا ہی عمرو نے کہا کہ ای زمرد اس حال مین پاتا ہون کہ میرا دستور
ہی کہ جہان گرفتار ہوا مالک کو مارا آج تمھاری قضا ہی بہت دن جیسے بڑے بڑے کارہا
نمایان کیے آج قضا تمھاری دامنگیر ہوئی جب تو مجکو گرفتار کیا لیکن اب مجکو چھوڑ دو جو اپنی
زندگی چاہتے ہو تو مجکو رہا کر دو زمرد نے جھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ کہ جلاد سامنے آیا کہا
ای شہنشاہ ساحران جسکو حکم ہو اُسے قتل کرون زمرد نے کہا کہ اس ساربان زادے
کا سر کاٹ لے جلاد نے گردن پر کوئلے کا خط دیا مگر چپکے سے کہا کہ کیون ای اُستاد والا نژاد
کیونکر پہونچا اب سنبھل کر بیٹھیے مین قید کاٹتا ہون زمرد نے پکار کر کہا کہ او جلاد کیا چپکے چپکے
باتین کرتا ہی ہاتھ مار دے کہ سر اسکا اُڑ جائے خواجہ سنبھل کر بیٹھے برق خنجر لیکر پیترے
بدلنے لگا زمرد سے کہتا ہی ہوشیار رہیے گا مین ہاتھ مارتا ہون زمرد نے کہا کہ مجکو کیا
ہوشیار کرتا ہی عمرو کا سر کاٹ لے برق نے جھپٹ کر خنجر مارا کہ ہتھکڑی کٹی اپنے نام کا نعرہ کیا
نعرۂ برق ؎ ہم برق رفتار و خنجر گزار ✤ کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار ✤ تڑپنے مین ہین برق رفتار
ہون ✤ کیے کون ہکار و عیار ہون ✤ کرون سیکڑون کوس کی راہ طی ✤ ارسطوے ذیعلم شاگرد ہی
ہر یک قدم غرب ہی شرق ہی ✤ جلادہ ہون مین نام بھی برق ہی ✤ خواجہ کی بیڑیان دور کین
مگر برق نے بیڑیان کاٹ کر ایک ساحر برابر کھڑا تھا اُسکو خنجر مار دیا اندھیرے مین عمرو و
برق نکلے بیرون بارگاہ آئے مگر زمرد دوڑا باہر آکر دیکھا کہ دونون نے کئی جادوگر دنکو مارا
ہی اور لڑتے ہوئے جاتے ہین جو جادوگر سامنے آیا کسی کو حباب مار دیا کسی کو خنجر مارا کہ شکم
چاک ہوا وقصہ یا کہ ہوتا ہی زمرد نے جو یہ ہنگامہ دیکھا دور سے سحر کیا اور آواز گیر دی دونون نکلے

پانون زمین سے تمام ہے زمرد نے آواز دی کہ ہان یارو اب ان دونون کے سر کاٹ لو یہ
سُن کر جادوگر بلوہ کر کے چلے خواجہ بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم تو بچانیوالا ہی نظم

هرآنکه لائق اعزاز و سربلندی هست ❊ بخاک عجز سر انکسار دارد پست
نمود ترک تعلق هرآن که در دنیا ❊ خلاص گشت ز بند غم از مصیبت رست
هرآنکه دل بخدا از همه تعلق بست ❊ بشد مجرد و پیوند ماسوا بشکست
گره کشاد به عالم ز کار سربسته ❊ هرآن که رشته بسر رشتهٔ محبت بست
بمرد هرکه بزندان حرص دنیا ماند ❊ ببرد جان به سلامت هرآنکه بیرون جست
چو نقد عمر عزیز است در دل از همه چیز ❊ مده تو این همه سرمایه رایگان از دست
خدا بوقت غم و رنج میکند امداد ❊ خدا بحالت افتادگی بگیرد دست
بنوش جام محبت بدور خود هندی ❊ که تا ظهور قیامت همیشه مانی مست

بیقرار ہو کر جو دونون نے دعا کی اور جادوگر بلوہ کیے ہوئے آتے ہین کہ ان دونون کا
سر کاٹ لین کہ بہار اعجاز بیان نے آسمان سے دیکھا کہ عمرو و برق زمین پر پڑے
ہین اور چند ساحر سر کاٹنے آتے ہین گلدستہ مارا کہ عمرو و برق کے پانون زمین نے چھوڑ دیے
اور پھول برسنے لگے وہ بوے خوش آئی کہ جو جادوگر برائے قتل عمرو و برق چلے تھے وہ
جادوگر جھومنے لگے بعض دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار پڑھتے تھے نظم

صدمہ یہ اُنکے عشق مین حاصل ہوا تو کیا ❊ گر پائمال ناز مرا دل ہوا تو کیا
مین نے شب فراق کی جھیلی ہین سختیان ❊ روز فراق آکے مقابل ہوا تو کیا
تیغ نگاہ ناز سے زخمی ہوا ہون مین ❊ تلوار سے رقیب جو بسمل ہوا تو کیا
ہو اُن کی اک ادا پہ تصدق ہزار جان ❊ کیا بات ہے نثار اگر دل ہوا تو کیا
تلوار اُٹھ سکی نہ مجھے قتل کر سکا ❊ وہ نازنین جو نام کو قاتل ہوا تو کیا
اُسنے تو میرے قلب و جگر دونون لیلیے ❊ ایک بوسے کا مین یار سے سائل ہوا تو کیا
سطوت تمہارے دلسے محبت نہ جائیگی ❊ رنج اُنسے سو طرح کا جو حاصل ہوا تو کیا

اسی حال مین بہار نے ہاتھ ہلا دیا کہ سب کے سر اُڑ گئے ملکہ بہار نے زمین پر آ کے ہی

اشارہ کیا برق نے خواجہ عمرو سے کہا کہ بسم اللہ نکل جائیے خواجہ عمرو و برق جست و خیز
کرتے ہوئے نکلے بہار نے چلتے وقت اور ایک گلدستہ مارا کہ پھول برسنے لگے اسقدر
پھول برسے کہ ملازمان زمرد نے دامن و آستین بھر لیے مگر زمرد نے لاکھ لاکھ سحر کیا لیکن
کسی سحر نے تاثیر نہ کی بلکہ ایسا بھی ہوا کہ خواجہ و برق رک جاتے کنارے پر لشکر کے آکر
خواجہ و برق جست و خیز کرتے ہوئے طرف اپنے لشکر کے چلے بہار بھی اڑتی ہوئی گئی زمرد
ناچار ہو کر پلٹا اپنے ساتھ والون سے کہتا ہے کہ حقیقت مین عمرو بڑا صاحب اقبال ہے کہ
کس طرح نکل گیا اور کسی کے روکے سے نہ رکا مگر بہار سامنے بادشاہ کے آئی خواجہ و
برق بھی پہونچے بادشاہ نے حال پوچھا بہار اعجاز بیان نے مسکرا مسکرا کر سب کیفیت
بیان کی بادشاہ سن کر بہت ہنسے فرمایا ای بہار کیا کار نمایان کیا کس زور و شور سے جا کے
دونون کو رہا کیا اور رہا کر کے لائین اب سب کو ظاہر ہوا کہ زمرد کی مجال نہین کہ کسی اہل
اسلام پر ہاتھ ڈالے بہار کاردان نے عرض کی کہ آج کئی دن سے زمرد تدبیرین کر رہا تھا
کہ خواجہ کو گرفتار کرون اور معاوضۂ خون خبیشہ مین قتل کرون مگر خدا نے اُسکی آرزو نہ
پوری کی کہ خواجہ رہا ہوئے مگر زمرد جو پلٹ کر آیا نہایت ہی مکدر تھا افسران فوج
نے پوچھا کہ ای افسر ساحران کیا تردد ہے زمرد نے کچھ جواب نہ دیا وہ افسر کہ جو زیادہ گستاخ
ہین اُنھون نے عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران مزاج کیسا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابھی
حال لشکر اسلام سے آگاہ نہین ہوئے زمرد نے کہا کہ مین خوب آگاہ ہون ان شاہزادیون
کا شریک ہونا قدرت پر شاق ہے مگر قدرت سے کچھ ہو نہین سکتا مگر اتنا کہتا ہون کہ بدون
عمرو کو قتل کیے چین نہ لونگا اگر سوجاتا ہون تو تصویر خبیشہ آنکھون کے نیچے پھرتی ہے اگر
بارگاہ مین آکر بیٹھتا ہون تو عزیزون کا خیال آتا ہے کہ جو ان مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے
ہین ایسے ایسے ذکر و اذکار بیٹھا ہوا زمرد کر رہا ہے کہ طرف سے صحرا کے گرد اُٹھی دیکھا کہ
ایک عیار طرار قد تورۂ زر بفتی و بیتادہ سفر لاتی لگائے ہوئے پیدا ہوا بلا تکلف بارگاہ
مین آیا زمرد کو سلام کیا کہا حضور نے غلام کو نہین پہچانا زمرد نے کہا کہ آجکل میرے
حواس درست نہین ہین ایسے ملال اُٹھائے ہین کہ آب و دانہ ترک ہو گیا نیند نہین آتی تم

اپنا تو حال بیان کرو کہ کس ضرورت مین آئے ہو عیار نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کی
بہن نے مقابلہ مسلمانان مین اُترے ہوے ہین اور لڑائیان پڑین مگر ہمشیرہ میری گلگونہ جہانگرد
کہان ہین مین نے خبر سُنی تھی کہ ہمشیرہ نے عمرو کو گرفتار کر لیا ہی یہ خبر فرحت اثر سُنکر حاضر ہوا ہون
زمرد نے پوچھا کہ میری بارگاہ مین کبھی آئے ہو عیار نے کہا کہ میرا نام میمونہ شبگرد ہی اکثر اپنی
ہمشیرہ کے ساتھ حاضر ہوا ہون ملکہ کو بُلا دیجیے وہ سب میرا حال بیان کرین گی زمرد نے
ایک آہ کی کہا ای میمونہ عجب سانحہ گذرا حقیقت مین گلگونہ ایسی لڑی کہ عمرو کے جی چھڑوا دیے
مگر عمرو وہ بلاے روزگار ہی کہ گلگونہ کو گرفتار کر کے لے گیا گلگونہ نے اطاعت عمرو اختیار
کی اب آپس مین بڑی محبتین ہین مین نے خبر سُنی ہی کہ عمرو ساتھ گلگونہ کے گایا کرتا ہی اور گانا
عمرو کا سحر ہی ایک دن ہماری بارگاہ مین گایا تھا آج تک یہی سب کو خیال ہی کہ گانا اُس کا
سُنین یہ مجال نہین ہی کہ گانے سے عمرو کے کوئی خُرد و کلان یا پیر و جوان رضامند نہ ہو میمونہ نے
کہا یہ حضور کا فقط خیال خام و تصور ناتمام ہی گلگونہ اس فکر مین ہو گی کہ عمرو کو غافل پاکر
پکڑ لاؤن زمرد نے کہا کہ ای میمونہ نہین معلوم تمھارے ذہن مین کیا ہی کہ ہماری بات کا
اعتبار نہین کرتے ہو عمرو نے گلگونہ سے نکاح کر لیا اب وہ اُسکی زوجہ ہی میمونہ بولا تو غلام
رخصت ہوتا ہی ہمشیرہ کو بُلا کر لاؤن اور عمرو کو بھی گرفتار کر لاؤن اب عمرو کو معلوم ہوگا
کہ عیاری کیا چیز ہی زمرد نے کہا کہ جب جاؤ گے اور گلگونہ سے ملو گے تب تم کو حال معلوم
ہوگا گلگونہ بہانے سے نہ آئیگی اور عمرو پر ہاتھ نہ ڈالیگی میمونہ نے کہا کہ آج ہی حضور پر
حال کھلا جاتا ہی میمونہ زمرد سے وعدہ کر کے صورت بدل کر لشکر اسلام مین آیا جس خیمے
مین خواجہ تھے دروازے پر آکر کھڑا ہوا جب خواجہ بارگاہ بادشاہ مین گئے تو میمونہ ایک
کنیز کی شکل بن کر اندر آیا گلگونہ کو دیکھا کہ مسند پر بیٹھی ہی کنیزین گھیرے ہوے ہین میمونہ نے
آکر گلگونہ کو سلام کیا گلگونہ نے دیکھا کہ ایک کنیز بلاوقت سلام کرتی ہی پوچھا کہ کیون کیا
مراد ہی اور کیا چاہتی ہی میمونہ نے دست بستہ عرض کی ذرا کنارے چلیے تو مین کچھ آپ سے
عرض کرون گلگونہ اُٹھی ایک گوشے مین آئی میمونہ قدمون پر گر پڑا اور کہا ای ہمشیرہ صاحب
اس غلام کو آپ نے نہین پہچانا گلگونہ آنکھ ملا کر ہنسی کہا کہ ای میمونہ کیونکر آنیکا اتفاق ہوا

اگر آئے ہو تو مناسب یہ ہی کہ عمرو کی اطاعت کرو مین نے بڑی بڑی کوشش کی حقیقت مین
عمرو بڑا صاحب اقبال ہی کہ کسی طرح سے زیر نہین ہوا آخر سر میدان مقابلہ پڑا اس طرح مجکو
گرفتار کرلایا کہ مین نے اطاعت کی اور یہ بھی خوب سمجھ لیا کہ مذہب اسلام ٹھیک ہی اب تمھین
مناسب ہی کہ اگر ہم سے میل چاہتے ہو تو مسلمان ہوجاؤ ایک دن زمرد وغیرہ سب قتل ہونگے
اِن مین سے کوئی زندہ نہ بچیگا اگر اطاعت کرنا ہی تو ٹھہرو ورنہ واپس جاؤ ایسا نہ ہو کہ عمرو
کو خبر ہو جائے تو پیچھا چھڑانا مشکل ہوگا عمرو وہ شخص ہی کہ مہتر قران جسکا شاگرد ہی کہ اگر
پہلوان دیو خصال ہو تو اُسکے بغدے سے پناہ نہ پائے دوسرا شاگرد برق فرنگی بلائے
روزگار ہی اس طرح کی عیاری کرتا ہی کہ اُسکا فقرہ کوئی روک نہین سکتا برق نے وہ وہ
کارہائے نمایان کیے کہ جنکا مثل نہین مگر خواجہ یہی کہا کرتے ہین کہ تجکو عیاری کرنا کبھی نہین
آئیگی لیکن یہ عیار وہ خیر خواہ ہین کہ عمرو کی باتین سُنتے ہین اور پھر جانبازی کرتے ہین بیٹا
عمرو کا چالاک وہ بلائے روزگار ہی کہ جسنے ملکہ حیرت کے ساتھ شادی کی کہ جو زوجہ
افراسیاب تھی میمونہ نے گھبرا کر کہا کہ افراسیاب کون شخص تھا گلگونہ جانگرد نے کہا
کہ بادشاہ طلسم ہوش ربا کہ اٹھارہ سو ملک کا مالک تھا اہل اسلام نے جا کر گھیرا تو ہر وقت
افراسیاب اپنی جان سے بیزار رہتا تھا آخر کو مارا گیا اہل اسلام نے کل طلسم پر قبضہ
کرلیا یہ جمشید ثانی کیا بچیا ہی آخرکار ایک روز یہ بھی مارا جائیگا بس ای میمونہ اور
کچھ گمان نہ کرنا ورنہ بہت پچتاؤ گے میمونہ نے حیران ہو کر طرف گلگونہ کے دیکھا مگر دل
مین یہ ہی کہ اگر بن پڑے تو گلگونہ کو گرفتار کرکے لیچلون پھر قدمون پر گر پڑا کہا ہمشیرہ مین
بڑی کد وکوشش کرکے تم تک آیا مگر افسوس ہی کہ محروم ہی چلا گلگونہ نے کہا کہ ای میمونہ
بہتر اسی مین ہی کہ سر دربار بارگاہ شاہ مین آؤ اور کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہو یا اگر تمھارے
دل مین اعتقاد نہین آتا تو برق فرنگی تمھاری فکر کرلیگا آخر میمونہ رخصت ہوا بارگاہ
میمونہ سے نکلا جس کنیز کو بیہوش کرکے اسکی شکل بنا تھا اُس کو بیدار کر دیا اور آپ بھاگا
دربار زمرد مین آیا سب کیفیت بیان کی زمرد نے کہا کہ ہم نہ کہتے تھے اب اُس کو اعتقاد
خدائے نادیدہ کا ل طور پر ہو گیا ہی میمونہ نے کہا کہ اگر مین جلد نہ چلا آتا تو وہ مجکو عیار دنے

گرفتار کرا دیتین مگر خواجہ نے جو شام کو گلگونہ کو کچھ مکدر دیکھا پوچھا کہ کیون صاحب مزاج
کیسا ہی مین آج آپ کو بہت پریشان پاتا ہون گلگونہ نے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری
آج عجب طرح کا معرکہ گذرا کہ اگر اُس کو صاف صاف بیان کرون تو آپ پریشان ہونگے
مگر برق کو بُلا بھیجیے تو مین صاف صاف کہدون عمرو نے کہا کہ ملکہ مجھسے تو بیان کردین
اُس کی تدبیر کرلونگا اور برق کو تم کیا جانتی ہو وہ نہایت بے وقوف ہی کوچۂ عیاری مین
اُسکو بالکل دخل نہین ہی چالاک البتہ کسی قدر ہوشیار ہی اور قران تو بلاے روزگار ہی
اِن مین جس سے کہدوگی وہ فکر تمھارے مزاج کے موافق کریگا گلگونہ نے کہا کہ تمھین ان
باتون سے کیا مطلب کہ وہ بے وقوف ہی تم اُس کو ذرا میرے پاس بھیجدینا مین اُس سے
کہدونگی یہ ذکر تھا کہ برق خود براے سلام ملکہ گلگونہ آیا اور کچھ تھوڑی سی شیرینی بھی لایا
اور کہا اُستانی صاحبہ یہ ملائی کے گلگلے کیا عمدہ آپ کی بہو نے گھر مین پکائے ہین ذرا نوش
فرمایئے گلگونہ نے کہا بیٹا برق ذرا میرے پاس آؤ کنارے لیجاکر کہا کہ ای برق فرنگی
بھائی میرا میمونہ نامے آیا ہی وہ مجھ تک آیا تھا مجکو سمجھاتا تھا مگر مین نے صاف صاف
کہدیا کہ مین نے بدل اسلام اختیار کیا ہی اب مین شرکت کفار نہ کرونگی مگر تیور بد تھے
ایسا نہو بہ بدی پیش آئے تم ذرا خیال رکھنا برق فرنگی نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور
اُس کو گرفتار کرکے لاتا ہون ہرچند گلگونہ نے روکا مگر برق کب رُکتا ہی اُسی وقت
باسباب عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا لشکر زمرد مین آکے دیکھا کہ میمونہ انتظام
لشکر زمرد مین مصروف ہی کنیزین اسکی جابجا پھر رہی ہین برق نے میمونہ کو پہچانا دیکھا
کہ عیار چالاک معلوم ہوتا ہی جب میمونہ انتظام لشکر کرکے طرف اپنی بارگاہ کے چلا برق نے
پیچھا کیا جب وہ جاکر داخل بارگاہ ہوا برق نے ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی صورت بن کر
اندر آیا میمونہ کو جُھک کر سلام کیا میمونہ نے کہا کہ کیون گلشن کیا مطلب ہی برق نے کہا
حضور عجب معرکہ گذرا حضور سے عرض کرنا ضرور ہی شب کو جو سوئی خداوند جمشید ثانی خواب
مین آئے بڑی مہربانی فرمائی مین نے مُنھ پھیر لیا کلام نہین کیا تو قدرت نے فرمایا کہ ای گلشن
ہمنے تجکو کمال علم موسیقی دیا جسکے سامنے گائیگی وہ مبہوت ہو جائیگا یہ کہکر میرے گلے پر ہاتھ رکھا

فرمایا صبح کو امتحان کرنا مین امیدوار ہون کہ امتحان کیجیے آپ کو بھی تو واضح ہو کہ علم موسیقی مین
مین کامل ہوئی میمونہ نے کہا کیا تعجب ہی تو حسین بھی ہی اور کم سن کیا تعجب ہی کہ قدرت کو توجہ
تجیبر ہوئی ہو گلشن نقلی نے ہنس کر جواب دیا جی ہان حضور اُنھون نے دست شفقت بھی
میرے اوپر پھیرا تھا اس عرصے مین آنکھ کھل گئی یہ کہہ کر بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ
بجاکر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

کب مین رویا بہر شکوہ کیون بُلایا آپنے	بیٹھے بٹھلائے نیا طوفان اُٹھایا آپ نے
جسکو اپنے حُسن پر دیوانہ پایا آپ نے	رفتہ رفتہ خاک مین اُسکو ملایا آپ نے
جانب صحرا چلا مین بھی گریبان پھاڑ کر	مثل مجنون کے جو دیوانہ بنایا آپ نے
عاشقون مین ناتوان مجکو سمجھ کر اے صنم	جانکر کوہ غم فرقت گرایا آپ نے
کیا ہوا بر سون جمایا جو حنانے اپنا رنگ	خون ہاتھون مین مرا آخر لگایا آپ نے
فاتحہ کا ذکر کیا مر کر کبھی آیا نہ یاد	حیف ہی ایسا مجھے دل سے بھلایا آپ نے
یاحسینؑ ابن علیؑ شاید ہوئی کوئی خطا	کربلا مین پھر نہ سطوت کو بُلایا آپ نے

میمونہ نے گلشن کو بُلا کر اپنے پہلو مین بٹھالیا کہا اے گلشن اصل یہ ہی کہ قدرت تیرے اوپر
مائل ہوے تو نے گانا مانگا وہ ملا ورنہ سلطنت مرحمت فرماتے گلشن نقلی نے کہا کہ حضور ایک
بات اور ہی علاوہ گانے کے ساقی گری مین بھی کمال مرحمت ہوا اور مجھسے فرمایا کہ پانون سے
ناچنا ہاتھ سے بتانا سر سے شراب پلانا خود قدرت نے اپنے سر پر جام رکھا اور ناچتے ہوے
میرے سامنے آے اور یہ کلمہ کہا کہ ایسی کنیزان خوشرو کو سر سے شراب پلانا چاہیے شراب پلاکر
غائب ہو گئے مجکو خیال ہی کہ تمھارے سامنے اسکا بھی امتحان ہو جائے میمونہ نے ہنس کر کہا
کہ اے گلشن آگاہ ہو کہ قدرت تم پر مائل ہوے جب تو تم کو شراب پلائی گلشن نقلی نے کہا
اگر امتحان اس کمال کا بھی لیجیے تو کنجی میخانے کی مجکو عنایت فرمایئے میمونہ نے اُسی وقت
خوشی مین آکر کلید میخانہ مرحمت کی برق فرنگی بشکل کنیز مذکور کلید لیکر میخانے مین آیا پکار کر
آواز دی کہ آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا خادم وخدمتگار دوڑے گلابیان وغیرہ
لے لے کر جانے لگے برق نے خوب شراب تقسیم کی چالیس پچاس گلابیان بڑے تکلف سے لے کر

محفل مین آیا میمونہ خوش ہو گیا کہا دیکھو میری کنیز نظر کردہ ہوئی کس تکلف سے شراب لائی
ہی قدرت کے اشارے کا یہ فیض ہی کہ خودبخود دل چاہتا ہی کہ شراب اسکے ہاتھ سے پیجیے
برق نے فوراً گھنگرو پاؤن مین باندھے اور گت شروع کی نظم ناچی گت اس طرح وہ ماہ لقا
دو چکر نے لگا نذر و ادا + سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل + ماہ تابان پہ چھا گیا بادل + جسکی
جانب بتا کے سسکی لی + جان اُسنے سسک سسک کر دی + گت ناچ کر جام بلورین لبریز کیا سر پر
رکھ کر ٹھمکرین لیتا ہوا سامنے میمونہ کے آیا میمونہ اس کمال کو دیکھ کر مبہوت ہو رہا ہی
جیسے ہی برق جھکا اور ہنس کر کہا کہ ایسے عیارون کو سر سے شراب پلانا چاہیے میمونہ نے
دونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا دل مین بندوبست کر رہا ہی کہ گلشن پر قبضہ کرون یہ کمال تو
بس اِس لائق ہی کہ مجکو حاصل ہو محفل مسلمانان مین جاکر سب کو بیہوش کرون اس کمال کو
دیکھ کر ہر شخص حیران ہوگا برق نے میمونہ کو پلا کر دورہ باندھا ساری محفل کو شراب
پلائی بعد تھوڑی دیر کے ہنگامہ ہونے لگا کوئی ہنستا ہی کوئی تعریفین گلشن کی کر رہا ہی
کوئی کسی کنیز کے ساتھ دل لگی کرتا ہی میمونہ بیٹھے بیٹھے بلبلایا یہ کہکر اُٹھا کہ صاحبو تمنے
ہماری محفل کو بازار بنا لیا میمونہ اُٹھتے ہی گرا بیہوش ہوا لینا لیناکہکر اور بھی سب
لوگ اُٹھے بقول شخصیکہ جو اُٹھا وہ گویا جہان سے اُٹھا تھوڑی دیر مین سب برلب فرش
فرش ہوے برق نے تن کر نعرہ کیا نعرۂ برق ع منم برق رفتار و خنجر گزار + کہ اُستاد
ہین خواجۂ نامدار + تڑپنے مین مین برق رفتار ہون + کہے کون مکار و غدار ہون + کرون
سیکڑون کوس کی راہ طے + ارسطوے ذیعلم شاگرد ہی + بزیر قدم غرب ہی شرق ہی + چھلاوہ
ہون مین نام بھی برق ہی + برق کا ارادہ ہوا کہ میمونہ کو لیکر بھاگون مگر خیال مین گذرا
کچھ اپنا فائدہ بھی کرلون کنیزون کے کپڑے چھڑے اُتارنے لگا مگر زمرد اپنی بارگاہ مین
بیٹھا ہی پوچھا کہ میمونہ کیا کر رہا ہی خدمتگار نے کہا کہ آج تو نیا معرکہ ہی گلشن نامے کنیز
ساقی گری کر رہی ہی دروازے پر اُن کی بارگاہ کے خادم و خدمتگار بھی ہلڑ کر رہے ہین
چند بیہوش پڑے ہین زمرد نے کہا کہ بڑا غضب ہوا معلوم یہ ہوتا ہی کہ کوئی عیار اہل
اسلام مین سے آیا ہو بچا میان میمونہ بھی چلے گرفتار کرکے لیجائیگا وہان جاکر یا مسلمان ہونگے

یا قتل ہو جاوینگے ارے کوئی جائے اور جاکر حال محفل دیکھے اگر لے گیا ہو تو اور تدبیر کرون
اور اگر ابھی نہ لے گیا ہو تو اُسکو بچاؤ جو عیار ہو اُسکو پکڑ لو کمیت جادو کہ پہلو مین بیٹھا
ہوا تھا یہ کہکر اُٹھا کہ غلام جاکر تدبیر کیے لیتا ہی زمرد نے کہا کہ جلدی جاؤ کمیت جادو
فوراً بلند ہوا بلندی سے دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین مگر ایک شخص کنیزون کے کپڑے
اُتار رہا ہی کمیت کو ایک خوف پیدا ہوا پکارکر آواز دی کہ او ناعیار کیا کرتا ہی برق
نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ ایک جادوگر آتا ہی گولہ کمر سے نکال کر پھینکا اور پکارکر آواز دی
کہ منم برق جادو کمیت سمجھا کہ لشکر طلسم کشا مین جادوگر بہت ہین شاید یہ بھی جادوگر ہو
گولہ اسکا دفع کرون جیسے ہی گولہ قریب آیا کمیت نے ہاتھ مارا گولہ پھٹا اور چھینٹین
اُس کی دماغ پر پڑین فوراً بیہوش ہوا لڑکھڑا کر گرا کمیت جادو بھی ایک طرف بیہوش پڑا اب
برق کا ارادہ ہوا کہ کمیت کو قتل کرون اور میمونہ کو لیجاؤن برق فرنگی تو اس فکر مین
ہی مگر وہان زمرد نے گھبراکر کہا کہ یارو خبر تو لو کہ کمیت کو اسقدر عرصہ کیون ہوا یہ سُن کر
سرشار جادو پر پرواز پیدا کرکے چلا اس جلدی مین آیا کہ برق فرنگی کمیت جادو کو
قتل نہ کرسکا نہ میمونہ کو لیجاسکا کہ آسمان سے آواز آئی منم سرشار جادو او ناعیار کیا
کرتا ہی خبردار میمونہ و کمیت کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ جلاکر خاک کردونگا برق فرنگی جست کرکے
بھاگا سرشار نے پیچھا کیا اب برق دیکھتا ہی کہ یہ ملعون میرے پیچھے آتا ہی کیا کرون ایک
مقام پر ذرا اٹکا تھا کہ سرشار نے نعرہ کیا برق نے چاہا کہ جست کرکے نکل جاؤن سرشار
نے آواز گیردی برق فرنگی گرا سرشار زمین پر آیا ارادہ کیا کہ برق کا سر کاٹ لون کہ
سامنے سے ایک جادوگر آیا اُسنے پکارکر کہا کہ خبردار ای سرشار اسکو قتل نہ کرنا زمرد کا
حکم نہین ہی اسی وجہ سے منع کیا ہی اس کی قید سلطنے قدرت کے جائیگی ای سرشار اسکو
میرے حوالے کردو سحر اپنا اُتار لو سرشار نے سحر اُتارا اُس جادوگر نے پشتارہ برق کا
باندھا لیکر بھاگا سرشار پلٹا دربارگاہ میمونہ پر آیا دیکھا دروازے پر خادم وچوبدار
وغیرہ بیہوش پڑے ہین باران سحر برسا کر سب کو ہوشیار کیا میمونہ کی جو آنکھ کھلی پکارکر
آواز دی کہ بی گلشن کہان گئین سرشار نے کہا کہ ای میمونہ وہ تمھاری کنیز گلشن نہ تھی

وہ برق فرنگی عیار تھا مین نے اُسکو گرفتار کرکے بخدمت زمرد روانہ کیا ہی اب وہ کل صبح کو
فورًا قتل کیا جائیگا یہ کہکر کمیت جادو کو بھی ہوشیار کیا میمونہ نے کہا کہ مین بھی دیکھون کہ
برق فرنگی کیسا عیار ہی مین اپنے ہاتھ سے سزا دونگا کمیت نے کہا کہ دربار زمرد مین
چلیے زمرد دربار سمجھ رہا ہوگا میمونہ و کمیت و سرشار و چند کنیزین دربار زمرد مین آئین
سرشار نے کہا کہ کیون حضور برق فرنگی عیار کو آپ نے کیا کیا زمرد نے کہا کہ وہ مجھ تک
تو نہین آیا ورنہ مین فورًا قتل کرتا کسکی معرفت تمنے روانہ کیا تھا سرشار نے کہا کہ حضور نے
اعلان جادو کو روانہ کیا تھا اُستے مجھسے یہ کہا کہ ای سرشار اسکو قتل نہ کرنا زمرد نے منع
کیا ہی اسکی قید قدرت کے پاس جائیگی زمرد نے کہا کہ وہ بھی کوئی عیار تھا اُسنے تمکو دھوکا
دیا کہ برق کو رہا کرکے لے گیا میمونہ نے کہا کہ عیاران اسلام بڑے مکار ہین خیر اب مین ماہر
ہوا اب اُنکا مکر مجھپر نہ چلیگا مین ہر وقت ہوشیار رہونگا ہرگز دھوکا نہ کھاؤنگا جو کوئی ایسی
باتین کریگا اُس کو فورًا گرفتار کرلونگا زمرد نے کہا کہ ای میمونہ گلگونہ نے وہ وہ عیاریان
کین مگر کچھ زور نہ چلا آخر گرفتار ہوکر مسلمان ہوئی میمونہ نے کہا کہ آج شب کو ملاحظہ
کیجیے گا کہ کیا کرتا ہون یہ کہکر آمادہ ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا ایک فقیر کی شکل بنا ہوا
لشکر مین آیا دوکانداروں سے سوال کیا اگر پیسے کا سوال کیا تو دوکاندار نے چار پیسے
دیے لشکر آباد رہا یا دلشاد ایک دوکاندار سے پوچھنے لگا کہ میان برق فرنگی کہان
ہین دوکاندار نے بیان کیا کہ بارگاہ شاہی مین ہونگے پھر اُسنے بڑھکر چالاک کو پوچھا
چالاک پھرتا ہوا آتا تھا وہان ٹھہر گیا میمونہ آگے بڑھا دوکاندار نے کہا کہ خلیفہ صاحب
آپ کو یہ فقیر جو آگے گیا ہی پوچھتا تھا چالاک سمجھا کہ شاید یہ میمونہ ہی دن کو دریافت
کر رہا ہی رات کو عیاری کریگا جھپٹ کر قریب آیا پکار کر کہا کہ فقیر صاحب روپیہ لیتے جائیے
میمونہ پلٹا چالاک نے قریب آکر ہاتھ بڑھایا میمونہ نے چاہا لیکر آگے بڑھون چالاک
نے کہا کہ لو شاہ صاحب دوسرا دوکاندار بھی دیتا ہی میمونہ اُس طرف پلٹا چالاک نے
حلقہ ہاسکند مار کر میمونہ کو گرفتار کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگا دربار شاہی جما ہوا ہی
کہ چالاک میمونہ کو لیے ہوئے آیا اب تو ظاہر ہوا کہ چالاک میمونہ کو گرفتار کر لایا خواجہ نے

جو سُنا کہ میمونہ گرفتار ہوا فرمایا لاؤ چالاک نے میمونہ کو ستون سے باندھا خواجہ عمرو نے
کہا کہ مسلمان ہو میمونہ نے کچھ جواب نہ دیا سناٹے مین خاموش ہی کہ مین کس واسطے آیا اور
کس بلا مین پھنس گیا خواجہ نے جو اس کو خاموش دیکھا حکم دیا کہ اس کو قید کرو عیارون
نے لیجا کر ایک مکان مین بند کیا مگر ہرکارے لشکر زمرد کے حاضر تھے وہ خبر لیکر بھاگے
زمرد سے آکر بیان کیا کہ حضور میمونہ گرفتار ہو گیا عمرو نے اُس کو فلان مکان مین بند
کیا ہی زمرد اُٹھا کہا مین ابھی جا کر رہا کیے لاتا ہون یہ کہکر چلا قریب لشکر آکر دونون
پانون زمین پر مارے غرق زمین ہو کر قید خانے مین آیا میمونہ سرنگون بیٹھا تھا زمرد نے
میمونہ کو پنجے مین دبایا پھر اُسی طرح غرق زمین ہو کر روانہ ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ
پھرتے ہوئے اُس طرف آئے نگہبان دروازے پر بیٹھے تھے خواجہ نے اُنسے کہا کہ میمونہ
کو نہ سمجھایا مجکو خیال یہ ہی کہ اگر اسکو قتل کرونگا تو گلگونہ کو رنج ہوگا دروازہ کھول کر اندر
جو آئے تو دیکھا زنجیرین کٹی پڑی ہین اور نقب سحر لگی ہوئی ہی میمونہ ندارد خواجہ نے باہر
آکر نگہبانون سے کہا کہ اسکو کوئی ساحر آکر لے گیا چالاک و برق نے جو سُنا اُسی وقت
روانہ ہوے کہ دربار مین زمرد کے جا کر دیکھین کہ کیا معرکہ ہی برق و چالاک خدمتگار
بنکر بارگاہ زمرد مین آئے دیکھا زمرد کہہ رہا ہی کہ ای میمونہ یہ عیار بلاے روزگار
ہین اب تم اُن کا پیچھا نہ کرو میمونہ کہہ رہا ہی کہ حضور مجکو چین نہ آئیگا جب تک کسی کو قتل
نہ کرونگا یہ کہکر باہر نکلا چالاک تو پلٹ گیا مگر میان برق فرنگی نے کنارے آکر رنگ و
روغن عیاری کا لگایا چودہ پندرہ برس کے لڑکے کی شکل بنا چاندی کے کڑے ہاتھ مین
ایک زنجیر چاندی کی کمر مین پڑی ہوئی حلوائی سے ایک روپیے کی مٹھائی لی اور پکار کر
آواز دی کہ مہتر صاحب مین آپ کا نام سُن کر آیا ہون چاہتا ہون کہ آپ کا شاگرد ہون
تین برس سے عمرو کا شاگرد تھا اُسنے کوئی نسخہ نہ بتایا مین عمرو کو گرفتار کرا دونگا میمونہ
نے کہا کہ تم کون ہو برق نے کہا کہ وہ جو سامنے گانون ہی اُس زمیندار کا بیٹا ہون گھر
سے صدہا روپئے لاکر عمرو کو دیے عمرو نے وہ نسخہ بھی نہ بتایا کہ جس سے دشمن کو سلاتے ہین
روز فرمایش کرتا تھا آج دس روپئے لاؤ کل بیس چاہیے ہونگے مین لاتا تھا اور عمرو کو

دیتا تھا اب مین نے سُنا کہ میان میمونہ برائے مقابلۂ عمرو آئے ہین مین نے کہا مین اُنکا
جاکر شاگرد ہون یہ مٹھائی حاضر ہی نذر سامری دیجیے اور اپنا مُنھ بھروائیے میمونہ سوچا کہ
عمرو بڑا طماع ہی شاگرد کا مُنھ بھرواتے ہین کہ شاگرد اُستاد کا مُنھ بھرواتا ہی مگر خاموش ہو رہا
لڑکے نے کہا کہ کنارے سے چلیے نذر اسپر دیجیے پھر مین آپ کو کھلاؤن میمونہ خاموش ہوسکے
ایک نخل کے نیچے آیا ٹوکری ہاتھ مین لیکر کچھ بدبدا کر ٹوکری پھیر دی کہ لو ای فرزند مین نے
نذر لات و منات دے دی برق نے ایک دو ڈلیان مٹھائی کی ہاتھ مین لین کہا اُستاد
مُنھ کھولیے میمونہ نے مُنھ کھولا برق نے دونون ڈلیان مُنھ مین دین اور کہا زہر مار کیجیے
میمونہ نے سُنا نہین جیسے ہی ڈلیان کھائین چرخ مار کر گرا برق نے پشتارہ میمونہ کا باندھا
لے بھاگا یہان وہ وقت ہی کہ دربار شاہی جما ہوا ہی چالاک وغیرہ حاضر ہین خواجہ عمرو
بھی بیٹھے ہین میثاق و جملہ شاہزادیان بھی حاضر دربار ہین کہ زنگ کی آواز آئی سب
دیکھنے لگے دیکھا برق فرنگی پشتارہ بدوش دربار مین آیا خواجہ نے کہا کہ ای برق کسکو
لائے برق نے کہا کہ اُستاد میمونہ کو لایا عمرو نے کہا کہ اب اسکو قید نہ کرو ستون سے
باندھ دو میمونہ کو ستون سے باندھا عمرو نے آپ فتیلۂ رفع بیہوشی دے کر ہوشیار کیا
میمونہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ دربار شاہی جما ہی اور سب بیٹھے ہین خواجہ نے قریب آکر کہا
کہ ای میمونہ دو مرتبہ تمھاری گرفتاری کو ہوا اب ہم دربار نہ سمجھین گے لات و منات
پر لعنت کرو تاکہ ہم کلمہ تعلیم کرین میمونہ سوچا کہ ان لوگون کے ہاتھ سے جان نہ بچے گی
پکار اُٹھا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری بہتر یہ ہی کہ مجکو اپنی غلامی مین لیجیے جب خدمت مین
حاضر رہونگا یقین ہی کہ فنون عیاری بھی تعلیم فرمائیے گا اور میرے شاگرد ہونے سے آپ
بہت خوش ہونگے اور فرمائین گے کہ یہ شاگرد مجکو خوب ملا فرزندان حضور مجھسے راضی ہونگے
خواجہ نے کلمہ پڑھایا میمونہ بصدق دل مسلمان ہوا خواجہ میمونہ کو ساتھ لیکر بادشاہ
کے سامنے آئے میمونہ نے پائے تخت کو بوسہ دیا خواجہ کو مسلمان ہونے سے میمونہ کے
بڑی خوشی ہوئی کچھ سڑی ہوئی برفی دو پڑے نکالے وہ دربار مین تقسیم کیے اور سب سے کہا
کہ مین نے نذر مانی تھی کہ جب میمونہ مسلمان ہوگا تو سب اہل دربار کا مُنھ میٹھا کرونگا

اور میمونہ کو لاکر گلگونہ سے ملایا گلگونہ نے کہا کہ ای میمونہ اصل تو یہ ہو کہ ایک لاکھ چوبیس
ہزار پیک بچہ میرے شوہر کا شاگرد ہو اور بڑے بڑے کارہاے نمایان اُنھون نے کیے ہین غرضکہ
چالاک و برق میمونہ سے مہلت پاکر اپنے کاروبار مین مصروف ہوے۔ اور ہرکارون نے یہ خبر
دریافت کی اور طرف زمرد کے بھاگے جاکر خبر کی کہ ای افسر ساحران میمونہ مسلمان ہو گیا غرضکہ
عمرو ہوا زمرد خاموش ہو رہا مگر دل سے باتین کر رہا ہو کہ مین نے میمونہ کو لاکھ سمجھایا لیکن
اُسنے میرا کہنا نہ مانا ای زمرد اب کیا تدبیر کرون کہ میمونہ کسی طرح پھر آجائے اگر اُن مین
رہا تو ہمارے لشکر سے عیاری کا خاتمہ ہوا مین نے بڑی کدوکاوش کی مگر کچھ زور نہ چلا یہ
ذکر تھا کہ ایک ابر سرخ رنگ آسمان پر نمایان ہوا یاقوت جادو بڑا بھائی زمرد کا آکے
پہونچا کہا ای برادر مجکو خبر ملی کہ ملکہ گلگونہ اور بھائی اُنکا میمونہ شریک اسلام ہو گئے جو
دین قدیم تھا وہ چھوڑا اخیر سمجھونگا زمرد نے کہا کہ ای یاقوت اگر بن پڑا تو بہتر ہو مگر ای
یاقوت مسلمانون نے بڑے سامان کر لیے ہین میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان
و بی سردار[له] حسینان و گلگونہ و ملکہ یاسمن و بحرین وغیرہ ایسے ایسے ساحر موجود ہین
عیار وہ بلاے روزگار ہین کہ میمونہ قید ہو گیا تھا مین جاکر قید خانے سے لایا مگر برق فرنگی
شاگرد رشید خواجہ ہو وہ پھر گرفتار کرکے لے گیا خواجہ نے کہا کہ اب قید نکرونگا ای میمونہ
مسلمان ہو وہ بخوف جان مسلمان ہو گیا یاقوت نے کہا کہ اب طبل جنگی بجوائیے دیکھیے میدان
مین کیا قیامت برپا کرتا ہون زمرد نے بہت سمجھایا مگر یاقوت نے نہ مانا تاکید کرکے طبل جنگی
بجوا دیا ہرکارون نے آکر بادشاہ سے خبر کی بادشاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ کہدو ہمارے
لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونون
لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور +	اُڑا آشیانے سے طاؤس نور +
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ	بہت گرم خو اور روشن نگاہ +
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا +	نشان آگے آگے خط صبح کا +
کیا دبدبہ خلق پر آشکار	کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

[له] [illegible] ۱۲

دونون طرف کے لشکر تیار ہوکر میدان کارزار مین آکر پہونچے یاقوت بلبلاتا ہوا میدان مین
آیا پکارکر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے تم لوگون نے میرے بھائی کو بہت ستایا اب
اُسکا بدلہ لونگا جیسے ہی اسنے پکارا سردار حسینان طاؤس اپنا بڑھاکر نکلین بادشاہ سے
اجازت لی مقابلۂ یاقوت مین آئین یاقوت نے جو سردار حسینان کو آتے ہوئے دیکھا
جمال جہان آرا دیکھکر دنگ ہوگیا کچھ سحر نہ کیا جب سردار حسینان سامنے آئین کہا ای
شہنشاہ اقلیم خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی مجکو بڑا تاسف ہوتا ہی کہ تم ایسی شاہزادی
شریک مسلمانان ہوئین قدرت کو کیسا قلق ہوا ہوگا اگر اب آپ ادھر آنے کا قصد کرین
تو مین وعدہ کرتا ہون کہ قدرت سے خطا معاف کرادونگا آپ آگاہ ہونگی کہ مین بادشاہ
قلعۂ یاقوت نگار ہون جو چاہون سامان کرون کل ملک آپ پر نثار کرونگا سردار حسینان
نے کہا بس اب بیہودہ نہ بکو یہ میدان کارزار ہی کمال اپنے سحر کا دکھاؤ یاقوت نے کہا
کہ میرا ہاتھ آپ پر نہ اُٹھیگا ملکہ نے کہا کہ کوئی ہلکا سحر کرو یاقوت نے کہا او ملکۂ عالم بہت
باتین مجکو مانع ہین اول تو آپ کے بزرگون سے اور میرے بزرگون سے ملاقات ہی مجکو
بڑا قلق ہوگا اگر آپ کو میرے ہاتھ سے کوئی چشم زخم پہونچیگا ہرچند کہ اور بھی شاہزادیان
مسلمان ہوئین مگر آپ کا شریک ہونا بڑا غضب ہی سردار حسینان نے جب بہت کہا تو
یاقوت نے ایک گولہ پھینکا سردار حسینان نے گولہ کاٹ کر بازے نازک سے کڑا نکالا
کچھ اسم سحر کا پڑھکر پھینک مارا ایک شعلۂ جوالہ تھا کہ طرف یاقوت کے چلا یاقوت پیچھے
ہٹتا جاتا ہی اور نام اپنے پیرون کا لیتا جاتا ہی اور چاہتا ہی کہ اپنے کو بچاؤن مگر وہ کڑا
قریب آکر پھٹا اُس مین سے ایک سُنہری پُتلی نکلی نکلتے ہی اُسنے قریب یاقوت آکر سلام کیا
اور پشت پر ہاتھ پھیر دیا جیسے ہی پشت پر ہاتھ پھیرا آنکھین یاقوت کی سُرخ ہوگئین اور
چہرہ تمتما یا جھومنے لگا اور زور و شور سے ہوا بھی ٹھنڈھی چلی پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم
میرا تو یہ حال ہی کہ ربط و ضبط محال ہی یہ کہکر جھوم جھوم کر یہ چند اشعار پڑھنے لگا نظم

سہنے ترے فراق مین ایسے اُٹھائے رنج — نزدیک اب خوشی نہین آتی سوائے رنج
مرجاؤن مین کہ ہر سدن رہون مبتلائے رنج — اسکی خوشی ہی دل سے کہین اُسکے جائے رنج

جس طرح اُسکے ہجر مین ہمنے اُٹھائے رنج
دشمن بھی اس طرح سے نہو مبتلائے رنج

ان بے وفا حسینون سے اپنا لگا کے دل
کیا فائدہ اُٹھائیے بیٹھے بٹھائے رنج

افسوس ہی جو اب مین کبھی تو آتی نہین خوشی
دل مین ہمارے اب یہ بندھی ہی ہوائے رنج

طاقت نہین ہی مجھ مین کہ سطوت بیان کرون
مین نے فراق یار مین کیا کیا اُٹھائے رنج

یہ اشعار پڑھ کر سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہا اے ملکۂ عالم جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن شاہزادی نے جواب دیا کہ زمرد کا سر لاؤ تو تمھارا کہنا قبول کرین اُسکا سر لانا یہ ہمارا امر ہی یاقوت نے کہا ابھی لایا زمرد تخت پر سوار بیٹھا تھا کہ یکایک دیکھا یاقوت جادو آنکھین مثل خون کے سُرخ تیغہ کھینچے ہوئے آتا ہی نعرے کرتا ہوا کہ ستمگر یاقوت جادو ادو زمرد بچیا تو نے ملکہ کو کیا صدمہ پہونچایا کہ اُنھون نے سر میدان ارشاد فرمایا بس اب اسی مین بہتر ہی کہ تخت سے اُتر آ ورنہ تخت سلطنت کو تختہ تابوت بناؤنگا بذلت قتل کرونگا زمرد نے فوج کو اشارہ کیا کہ اس دیوانے کو دیکھو نہین معلوم سردار حسینان نے کیا سحر کر دیا کہ اسکا قلب اُلٹ گیا مجکو گالیان دیتا ہی اور مجھسے بہت چھوٹا ہی مین نے اسکو گودیون مین پالا سحر سکھایا غار افراسیاب مین بھیجا لاکھون روپئے خرچ کیے تب یہ لائق سحر کے ہوا فوج والے بڑھے جو روکتا ہی یاقوت زبان تیغ سے جواب دیتا ہی چند افسرون کو مارا اب تو لوگون نے آکر فریاد کی کہ اے شہنشاہ وہ ہم کو مارتا ہی ہم اُسپر ہاتھ نہین ڈالتے اگر فرمائیے تو مار کر نکال دین زمرد نے ناچار ہو کر حکم دیا کہ جس طرح بن پڑے میرے سامنے سے ہٹاؤ اب تو ساحرون نے بلوہ کیا مگر یاقوت ساحر زبردست ہی جب گولہ مارا دس دس کو برما کر نکل گیا کوئی قریب نہین آتا دور سے لینا لینا کر رہے ہین عین گرمی جنگ ہی یاقوت کے ہاتھ سے ہزار دو ہزار آدمی مارے گئے چاہتا ہی اُڑ کر قریب زمرد کے پہونچون اور اسکو تخت سے اُتار لون ساحر پرے باندھے ہوے ہین یاقوت کو نہین آنے دیتے بڑھ بڑھ کر روکتے ہین بہت بڑا ہنگامہ ہی کہ آسمان پر لکہ ابر سُرخ پیدا ہوا ہزار ہا طائر زمزمہ کرتے ہوے وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ جمشید ثانی للکارتا ہوا آتا ہی کہ او یاقوت یہ کیا بچپائی ہی کہ بھائی سے یہ فتور کرتا ہی جا دور ہو یاقوت نے کہا کہ او بچیا جھوٹے خداوند مجکو ڈراتا ہی مین خوف

نہ کرونگا تیرا ابھی سر کاٹ لونگا جمشید نے کہا کہ او دیوانے تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ میرے اوپر دست انداز ہو تجھ ایسے میری سرکار مین بہت سے غلام ہین ایک تمانچہ مار دونگا کہ تیرا سر اُڑجائیگا یاقوت نے کہا کہ او ناہنجار تیری قضا آئی ہے جمشید نے بہت سمجھایا چاہتا تھا کہ یہ پلٹ جاے اور زمرد پر توجہ نہ کرے بندے میرے مجھپر طعن کرینگے کہ وہ اپنے ہوش مین نہ تھا اُسے مار ڈالا اور یہ بیحیا نہین مانتا مگر سردار حسینان یاتو میدان مین کھڑی تھی یا جمشید کو جو دیکھا پلٹ آئی بہار اعجاز بیان نے پوچھا کہ بُوا کیون پلٹ پڑین سردار حسینان نے کہا بُوا یہ نگوڑا بڑا ساحر زبردست ہے بادہ کبر و نخوت سے مست ہے بار سحر اسکا ہم لوگ نہین اُٹھا سکتے اس وجہ سے مین چلی آئی کہ ایسا نہو مجھپر پلٹ پڑے اور گرفتار کر کے لیجائے اب تو مین اطمینان سے بیٹھی ورنہ مجھے چین نہ لینے دیتا خدا نے آبرو بچائی دیکھیے اب کیا ہو یہان تو یہ ذکر ہین وہان جمشید و یاقوت سے تکرار ہوئی آخر جمشید نے جھلا کر تخت اپنا بڑھایا اور قریب یاقوت آیا یاقوت نے جو دیکھا کہ جمشید میرے قریب آیا کہا ای جمشید مین زمرد کو زندہ نہ چھوڑونگا معشوقہ نے سر انگا ہے جمشید ثانی نے کہا کہ کیا مجال ہے جو زمرد پر ہاتھ ڈال سکے بس بہتر اسی مین ہے کہ کنارے جا کر بیٹھ ایسا نہو کہ تیری قضا آجائے اسپر یاقوت نے کہا کہ مین خود خواہان ہون کہ تجکو قتل کرون جمشید نے تخت یہان تک بڑھایا کہ پاس یاقوت کے آگیا جمشید نے ہاتھ تھام کر کہا کہ ای یاقوت بس اب خاموش رہو زیادہ نہ بلبلاؤ ہر چند جمشید نے سمجھایا مگر یاقوت خاموش نہوا جواب دیے گیا جمشید نے جھلا کر ایک تمانچہ مار دیا کہ سر یاقوت کا اُڑ گیا یاقوت کو مار کر قریب تخت زمرد آیا زمرد تخت سے کود پڑا پایۂ تخت جمشید پر ہاتھ رکھا کہا یا خداوند مین نے اسکو ہر چند منع کیا کہ مسلمانون مین بڑے بڑے ساحر ہین تو اُن کے مقابلے مین نہ جا کوئی تجھسے نہ دبیگا مگر اسنے نہ مانا طبل جنگی بجا کر میدان مین گیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اسنے صرف اتنا جو پکار کر کہا سردار حسینان نے نکل کر اس کو دیوانہ کیا اور یہ اُس کو دیکھ کر عاشق ہوا جمشید نے کہا کہ اب قدرت جلنے ہین پلٹ جاؤ زمرد جادو رنجیدہ پلٹا مگر ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ یارو تم نے دیکھا کہ کیا ہوا یاقوت کی موت دامنگیر تھی قدرت نے اُسے

کیسا کیسا سمجھایا مگر یاقوت نے نہ مانا ہرچند کہ قدرت پر زوال آیا ہی مگر پھر بھی قدرت سے کون مقابلہ کرسکتا ہی اگر ایسے نہ ہوتے تو دعوی خدائی کیون کرتے اب وقت خرابی آیا مگر جمشید جو یہان سے پلٹا ابر کو چمکاتا ہوا جاتا ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بعد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

بندۂ عشق ہون کیونکر نہ کرون مدحت عشق
دیکھا جس سمت نظر آئے مجھے حضرتِ عشق

مرتبہ اپنا سمجھتا ہون سوا شاہون سے
میری تقدیر سے ہاتھ آگئی ہی ثروت عشق

ناتوانی مین جو فرقت کے اُٹھائے صدمے
ایسا تھا مجھ مین کہان زور یہ ہی طاقت عشق

اب مرے سامنے منعم کی حقیقت کیا ہی
دل غنی ہی مرا ہی پاس مرے دولتِ عشق

کیون پلایا ہی مجھے جام شراب ای ساقی
مین نہین آپ مین طاری ہی بہت غفلت عشق

تلخ کامی کا مزہ جسکے مقدر مین ہوا
بس اُسی شخص کو اللہ نے دی نعمت عشق

رات دن مین جو حسینون مین رہا کرتا ہون
قیس و فرہاد سے بڑھکر ہوئی ہی شہرتِ عشق

کیا مزا اسمین ہی ذلت کے سوا ای سطوت
خواب مین بھی نظر آئی نہ مجھے صورتِ عشق

جمشید نے سر اُٹھا کر جو دیکھا تو پہلو پر کوہ کے ایک باغ ہی دروازہ اُسکا مثل آغوش عاشق کھلا ہی اُسی باغ کے اندر سے گانے کی آواز آتی ہی جمشید تو جانتا ہی کہ جو کوئی اس حوالی مین ہوگا وہ میرا مطیع ہوگا تخت کو بڑھا دیا دروازے پر باغ کے آیا تخت سے اُترا باغ مین داخل ہوا وہ بوے خوش آئی کہ دماغ جان معطر ہوگیا چہار جانب گلہاے رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نخل چھوٹے چھوٹے پھولون سے لدے ہوے گلدستے بنے ہین ہر سمت جوش بہار ہی ہرچند کہ وقت شب ہی لیکن آشیانون سے طائر چہک اُٹھتے ہین جانتے ہین کہ صبح ہوگئی نسیم ہر روش پر خرامان ہی جھونکون سے ہوا کے جو نخل ہلتے ہین تو اُن سے پھولون کا منہ برس رہا ہی جمشید یہ سامان دیکھ کر مبہوت ہوگیا دل سے کہتا ہی کہ یہ کس معشوق سبز رنگ کا باغ ہی جسکا ہر پھول رشک داغ ہی ہر سمت چمنستان لالہ بڑے تکلف سے آراستہ ہین صاف ثابت ہی کہ ستارے چمک رہے ہین پھول مہک رہے ہین طائر آشیانون سے چہک رہے ہین جھونکے نسیم کے سنک رہے ہین جمشید یہ تماشا دیکھتا ہوا وسط باغ مین جو پہونچا دیکھا کہ ایک چبوترہ

بلور کا ہو اُسپر فرش مشجر بچھا ہو اور ایک نازنین پری پیکر حور منظر ابرو ہلال عارض بدر آسمان کمال
مسند پر بہ تکلف بیٹھی ہو ایک گائن نہایت شوخ و شنگ تڑپ تڑپکر وہی اشعار مذکور گارہی
ہو جمشید ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہو تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان سے
ایک ساحر آیا تخت پر سوار تاج شاہی سر پر رکھے ہوے موتیون کے مالے گلے مین نہایت
آراستہ و پیراستہ تخت سے اپنے اُترا مگر اُس نازنین مسند نشین نے جو دیکھا یقین کامل ہوا کہ
اب صدمہ پہونچیگا چہرہ متغیر ہو گیا گائن خاموش ہو رہی مگر یہ جوان جو آسمان سے آیا تھا اکڑتا
ہوا پھولون کو اُٹھا اُٹھا کر سونگھتا ہوا قریب محفل آیا پکار کر کہا کہ ای گلعذار چمن آرا تمنے
ہم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آوینگے دل کو تیرے تسکین دینگے دو پہر رات گئے تک انتظار
کیا آخر خود ہی چلے آئے اُس نازنین نے تیور پر بل ڈال کر جواب دیا کہ حقیقت مین وعدہ خلاف
ہوا مین لباس وغیرہ پہن کر آ بیٹھی اور گائن نے آج وہ اشعار گائے کہ دل کو بیقرار
کر دیا اسی شغل مین پھنسی رہی نہ آسکی اب کل پرسون آؤنگی اُس جوان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم
پھر یہ رات پہاڑ ہو گی جلسہ آراستہ ہو وہ وہ گانے والیان بلائی ہین کہ اگر سنو تو ہوش درست
نہ رہین خوش آواز گل فروش کیسی خوش آواز ہو اگر زہرۂ فلک سُنے تو زمین پر آجائے
انسان مبہوت ہو جائے آپ تشریف تو لے چلیے گلعذار نے کہا کہ اس وقت تو مجکو فرصت
نہین ہو مگر وقت پر آؤنگی اُس جوان نے کہا کہ آپ میرے مزاج سے واقف ہین جب آپ
تشریف لے چلین گی تو طبیعت کو فرحت ہو گی ایسا نہ ہو کہ اہالی جلسہ پریشان ہو کر صحبت
کو برخاست کرین اُس نازنین نے کہا کہ تم چل کر ٹھہرو ہم صبح ہوتے آوینگے جوان نے
کہا کہ ہم نہ مانینگے تمکو ضرور تخت پر سوار کر کے لے چلینگے وہ نازنین لاکھ انکار کرتی ہو
مگر یہ جوان نہین مانتا یہی کہے جاتا ہو کہ ابھی چلو ای گلعذار ہم دو پہر تڑپے ہین آج کھانا بھی
نہین کھایا مین جو اپنے باغ مین جاتا ہون تو کوئی نخل اچھا نہین معلوم ہوتا ہر چند کہ ملازمون
نے بڑے تکلف سے نخل آراستہ کیے ہین مگر دل کی کسی کو کیا خبر ہو تمھاری محبت کا دل ہی پر
اثر ہو اُس نازنین نے کہا کہ ای شمشاد جادو زیادہ تکرار نہ کرو اور چلے جاؤ ایسا نہ ہو مجھ کو
غصہ آجائے تو پھر کبھی نہ آؤنگی مین کچھ تمھاری نوکر نہین ہون ہر چند کہ وعدہ کیا تھا وہ پورا

نہ ہوا انہ روقت آوینگے کیا اس مین ستم ہوگیا اپنی ہی کہے جاتے ہو ہمارا کہا نہین سُنتے اور تم سے
کسنے کہا تھا کہ ہم سے محبت کرو مجھے توان باتون سے نفرت ہی مین اپنی صحبت مین شگفتہ ہوتی ہون
وہ جوان یہ کہتا ہوا بڑھا کہ بس اب اُٹھو جو چلے کر چکین اب تخت پر سوار ہو تھوڑی دیر مین
چلی آنا وہ نازنین گھبرا کر اُٹھی کہا صاحب مین تو نہ جاؤنگی اُس جوان نے کہا کہ ای ملکہ عالم ہر چند
باغ تمھارا سحر بندی ہی مگر تم نے افسوس ہی کہ سحر نہ سیکھا اس کمال سے محروم رہین اُس نازنین
نے کہا کہ مین نگوڑی سحر کو سیکھ کے کیا کرتی جن لوگون نے سیکھا وہ کس فیض کو پہونچے مجھے معاف
رکھو زیادہ حکومت نہ کرو ورنہ بہت پچتاؤ گے اُس جوان نے کچھ خیال نہ کیا قریب مسند کے
آکے اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا اپنے تخت پر بٹھایا قصد ہوا کہ لیچلون اُس نازنین نے
آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ صاحب مجکو زبردستی لیے جاتے ہو میرا دل نہین چاہتا اُس
جوان نے کچھ جواب نہ دیا جمشید کو یہ معرکہ دیکھ کر بہت ناگوار ہوا دل سے کہتا ہی کہ ای جمشید
یہ کیسا ستم ہی کہ اس نازنین کو یہ جوان زبردستی لیے جاتا ہی وہ نہین جاتی کیا زبردستی ہی اسکو
روک لون یہ سوچ کر آگے بڑھا پُکار کر آواز دی کہ ای شمشاد تاجدار اُس مہجبین پر کیون
بدعت کرتے ہو وہ نہین جاتی اپنے جلسے مین بیٹھی ہی اب گلعذار نے جو جمشید کو دیکھا چہرہ
سُرخ ہوگیا تخت سے کود پڑی کہا مین تو نہ جاؤنگی اُس جوان نے پھر ہاتھ تھاما کہا مین ضرور
لیجاؤنگا یا خداوند آپ کیون دخل دیتے ہین آج آپ کو یہان دیکھا مین مہینون سے روز
آتا ہون یہ امروز فردا پر ٹال دیتی ہی ہزار بار وعدہ میرا کہا گئی آج ضرور لیجاؤنگا جمشید نے
کہا معشوق یون ہی رقم کھا جاتے ہین مین تو نہ جانے دونگا اس نازنین پر مجکو رحم آتا ہی شمشاد
نے کہا کہ یا خداوند مین آپ کا پاس کرتا ہون ایسا نہ ہو کہ آپ کو ملال پہونچے مین آج نہ مانونگا
اہل جلسہ سے کہکر آیا ہون کہ مین جاکر گلعذار کو لاتا ہون وہ سب انتظار کر رہے ہون گے اگر
خالی جاؤنگا تو بڑا حجاب ہوگا جمشید نے کہا کہ ای شمشاد اگر بگڑوگے تو کیا کروگے ایک طمانچہ
ماردونگا کہ سر اُڑجائیگا شمشاد نے کہا کہ یا خداوند اس وقت اگر قضا آپ ہی کے ہاتھ سے ہی
تو ناچار ہون ورنہ سحر مین کم نہین ہون یہ سُن کر جمشید آگے بڑھا جھولی پر ہاتھ ڈالا قصد کیا
کہ سحر کرون شمشاد نے پیشتر ہی سے گولہ نکال کر مارا جمشید ایسے سحر کو کب مانتا ہی اُلٹا ہاتھ

مار دیا وہ گولہ پھٹ کر گرا آپسمین سحر چلنے لگے جب جمشید سحر کرتا ہی تو شمشاد تھرا جاتا ہی ہاتھ پاؤنمین
رعشہ پڑ جاتا ہی اور شمشاد جب سحر کرتا ہی تو جمشید ہنس ہنسکر دفع کر دیتا ہی اور کہے جاتا
ہی کہ ای شمشاد دیکھو ابھی خیر ہی قدرت کو غصہ نہین آیا اگر قدرت کو غصہ آجائیگا تو پھر بہت
پچتاؤ گے تم کو جہنم مین پھینک دونگا آگ مین جل جلکر تڑپو گے مگر شمشاد ایسی کب سنتا ہی
تلوار مارے جاتا ہی جب شمشاد نے تلوارین برسائین تو جمشید کو تاب نہ آئی للکار کر آواز دی
کہ او شمشاد کیون عورت پر دباؤ ڈالتا ہی بس اب تیری قضا دامنگیر ہی تیرے قتل کی یہی تدبیر
ہی ہر چند جمشید نے سمجھایا مگر شمشاد نے نہ مانا سحر کیے گیا گلعذار حیران حیران دیکھ
رہی ہی اور دل مین کہتی ہی کہ مین نہ شمشاد کو چاہتی ہون اور خدا اور نہ جمشید ثانی کی
خواہان ہون یہ ناحق آپس مین دونون لڑ رہے ہین شمشاد بیکار اپنی جان دیتا ہی جمشید
سے کیونکر سر بر ہوگا مگر جمشید نے جب دیکھا کہ یہ جاہل کسی طرح نہین مانتا تو کارد سحر جھولی
سے نکالی شمشاد پر پھینک ماری شمشاد نے ہر چند چاہا کہ اپنے کو بچاؤن مگر کب بچ سکتا
تھا کارد آکر سینے پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری شمشاد کے مرنے سے دیر تک اندھیرا رہا
جب تاریکی دفع ہوئی تو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شمشاد بادو بود جمشید ثانی ٹہلتا ہوا
سامنے گلعذار کے آیا کہا ای معشوقہ خوبرو سردار حسینان منظور نظر قدرت تھی وہ جاکر
طلسم کشا پر مائل ہوئی اب مین چاہتا ہون کہ اُسی عہدے پر تجکو قایم کرون گلعذار نے
عرض کی کہ قدرت نے شمشاد کو ناحق مارا وہ تو دیوانہ مزاج تھا میرے اوپر ہمیشہ آکے
یون ہی دباؤ ڈالتا تھا مگر کبھی مین نے اُسکا کہنا قبول نہین کیا مگر آج اُسکی قضا تھی
کہ آپسے تکرار کی یہ نہ سمجھا کہ قدرت پر سحر کیونکر تاثیر کریگا قدرت تشریف لیچلین مین باداجان
نخل صحرائی سے صلاح کرونگی اگر اُنھون نے بھی قبول کیا تو ضرور حاضر ہونگی جمشید نے
کہا ای گلعذار مین انتظار کرونگا اور بیقرار رہونگا گلعذار نے کہا کہ مین نے تو
عرض کیا کہ اگر باداجان قبول کر لین گے تو مین ضرور حاضر ہونگی جا بجا سے خطوط میری
تقریب کے آئے ہین باپ نے وہ خط رکھ چھوڑے ہین ابھی کسی کو قبول نہین کیا کیونکہ ایک
کو قبول کرین گے تو باقی لوگ بلوہ کرین گے جمشید یہ سنکر چلا گیا گلعذار بعد جانے جمشید کے

باغ سے نکلی ایک صحرا مین آکر آواز دی کہ ای والد نامدار مجھے کچھ عرض کرنا ہی یہ سُنا ایکطرف سے
نخل صحرائی آیا بیٹی کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسے دیے ہر چند کہ گلعذار کو یہ حرکات باپ
کے ناگوار ہوتے ہین مگر باپ جان کے خاموش ہو رہتی ہی اور چونکہ نخل صحرائی کی زوجہ
انتقال کر چکی ہی یہ چاہتا ہی بیٹی پر قبضہ کرون اسی وجہ سے کسی کا پیغام قبول نہین کرتا ہی
بیٹی کی صورت دیکھ کر دلمین کہتا ہی کہ ایسی حسین کو اور کے حوالے کیون کرون خود ہی نہ قبضہ کرون
گلعذار نے کہا کہ کل عجب معرکہ ہوا اول تو شمشاد تاجدار آیا نہین معلوم قدرت
کہانسے آتے تھے ایک نخل کی آڑ مین کھڑے تھے جب شمشاد نے بھیڑ دباؤ ڈالا تب قدرت نے
اُس کو مارا اور فرما گئے ہین کہ سردار حسینان نکل گئین تم اُس عہدے پر آؤ نخل صحرائی نے
کہا کہ ای گلعذار تو نہ گھبرا مین کل آؤنگا جو مناسب ہی وہ کر گذرونگا جن جن کے خط آئے ہین
اُنکو جواب صاف دیدونگا گلعذار خاموش ہو رہی باغ مین آکر مصروف صحبت ہوئی کنیزون سے
کہتی ہی عجب طرح کا معرکہ ہی کہ قدرت یہ کہ گئے ہین اور باپ نے عجب جواب دیا ہی کہ جس کا
منشا مین نہین سمجھی مگر تشریف لادین گے دیکھون کیا فرماتے ہین یہ ذکر تھا کہ نخل باغ خشک
ہونے لگے جانور اُڑنے لگے گلعذار نے کہا کہ شاید والد آتے ہین یہ اُن کے آنے کی علامت
ہی درختون پر زوال آتا ہی طائرون کو تردد ہوتا ہی یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا کہ
نخل صحرائی تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار فوج لپشت پر قریب باغ آکر فوج کو اُتار آپ تنہا باغ
مین آیا گلعذار نے آکر سلام کیا نخل صحرائی نے گلے سے لگا لیا کہا ای نور نظر و ای پارہ جگر
مین نے تجویز کر لیا کہ تمھارے ساتھ بھونری پھیرون تجھ ایسی معشوقہ کو غیر کے حوالے نکرون
گلعذار نے سر جھکا کر کہا کہ ای والد نامدار آپ یہ کیا ارشاد کرتے ہین آج تک ساری برسون
مین یہ رسم نہین ہوئی اگر آپ ایسا فرماتے ہین مین آپ کو کیا جواب دون نخل نے کہا مین لشکر
اسی واسطے لایا ہون کہ باہر جشن ہو اور روشنی کیجائے اور میری تیرے ساتھ بھونری پھرے
اب کچھ تامل نکرو گلعذار نے کہا کہ آپ باہر چل کر ٹھہریے مین سمجھ کر جواب دونگی نخل صحرائی
باہر نکل کر بارگاہ مین آکر بیٹھا مصاحبون سے اپنے کہنے لگا عجب مشکل ہی کہ مین مدت سے بیٹی
پر مرتا ہون آج اُسنے صاف صاف جواب دیا کل پھر سوال کرونگا اگر مان لیا تو فبہا ورنہ

بجبر راضی کرونگا سب نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ یہ بڑے غضب کی بات ہی کسی سامری پرست نے
ایسا نہین کیا آپ ایسا ارادہ نہ کیجیے ورنہ بدنام ہو جائیے گا سب سامری پرست بُرا کہینگے
دوسری خرابی یہ ہی کہ قدرت عاشق ہوے ہین وہ بلوہ کرین گے اُن کے بلوے کو بھلا کون
روکیگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی قمقام خون آشام نامے پہلوان بجمعیت تمام آکے
پہونچا لشکر کو لیکر قریب باغ آکر اُترا اور نخل سے کہلا بھیجا کہ ہمارے خط کا آپ نے جواب
باصواب دیا تھا اور اس جینے کا وعدہ کیا تھا لہذا براہ مہربانی وعدے کو اپنے پورا کیجیے
نخل نے کہلا بھیجا اب وہ تقریب غیر ممکن ہی اُس وقت اقرار کیا تھا اب اس اقرار کا اعتبار
نہین پلٹ جاؤ قمقام نے جو یہ جواب سُنا قبضے پر ہاتھ ڈال کر کہا کہ نخل صحرائی کو شاید اپنے
سحر پر بڑا گھمنڈ ہی مین وہ سحر کرونگا کہ بھاگتے راستہ نہ ملیگا اُنسے کہدو کہ شادی کی تیاری کرین
اسی مین خیر ہی ورنہ طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کرین نخل نے جو یہ جواب سُنا کہا دیوانہ ہوا ہی ایک سحر
مین بھاگیگا اُس کی کیا مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کر سکے یہ کہکر باہر نکل آیا منظور ہوا کہ سحر کرون
کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار تخت پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار فوج بڑے کروفر سے
آکر پہونچا دربارگاہ پر جو نخل صحرائی کو کھڑے ہوے دیکھا تو بزرگ جان کر جھک کر سلام کیا
نخل صحرائی نے جواب سلام دے کر اشارہ کیا کہ ای شہنشاہ آپ کہان آئے اُس تاجدار
نے اشارہ کیا کہ مین خط بھیجتا ہون میرے آنیکا سبب آپ پر ظاہر ہوگا یہ اشارے آپس مین
ہو رہے ہین ادھر قمقام صفدر تاجدار کو دیکھکر ساتھ والون سے بولا کہ نخل صحرائی
نے شاید اس سے بھی وعدہ کیا ہی یہ بھی اس امید پر آیا ہی کہ اُسکی بیٹی سے شادی کرے
مگر ان سب کو سمجھا دونگا صفدر تاجدار کی بھی یہ لیاقت ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے یہ ذکر تھا
کہ دوسری گرد اُڑی تیفور جادو بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا اُسنے بھی نخل صحرائی کو
پیغام دیا شام تک چھ جادوگر اور پانچ تاجدار اسی حسرت مین آکر اُترے سب نے
اپنے طور پر نخل صحرائی کو نامے لکھے نخل نے سب کو جواب باصواب دیے کہ بیٹی کی شادی
نہ کرونگا اور تدبیر ہو گئی یہان تو یہ صورت ہی اُدھر مقابلہ شاہ اسلام مین زمرد جادو نے
اپنے مصاحبون سے صلاح کر کے طبل جنگی بجوایا اسکو منظور یہ ہوا کہ یہ لوگ طبل جنگی کے

خیال مین رہین مین شب کو شبخون مارون شاید غالب آؤن ورنہ لڑ بھڑ کر نکل جاؤنگا یون اپنی جان بچاؤنگا یہ سوچ کر شبخون آیا جیسے ہی نعرۂ زمرد کی صدا بلند ہوئی تو میثاق اپنی بارگاہ سے نکلا شاہزادیان بھی اپنے اپنے خیمون سے نکلین لشکر زمرد کو گھیر لیا زمرد کو نکلنا دشوار ہو گیا میثاق نے وہ آگ برسائی کہ تمام لشکر آگ مین جلا اب زمرد اکیلا رہگیا بادشاہ بھی اپنی بارگاہ سے آئے مصروف جنگ ہوے زمرد جادو نے جب دیکھا کہ شاہزادیون نے اور میثاق نے وہ آگ برسائی کہ کل لشکر کا خاتمہ ہوا تو پھر اُسکے اُٹھ گئے اپنے کو تخت سے گرایا پر پرواز پیدا کر کے اُڑا بہار اعجاز بیان نے گلدستۂ سحر مارا پھول جو زمرد پر برسے مبہوت ہو کر آسمان سے اُترا آیا بہار اعجاز بیان کی طرف یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا نظم

لہو سے دامنِ قاتل جو آج لال ہوے
شہید ناز کو کیا کیا نہ انفعال ہوے

گلے زبان پر آ کے بہت ملال ہوے
جو ہجر مین تھے وہ صدمے شب وصال ہوے

ہوا نہ زوال اگر صاحبِ کمال ہوے
بلند مرتبہ ہم صورت ہلال ہوے

شباب یار نے پائی نمود سینے سے
بہار باغ مین آئی شجر نہال ہوے

رقیب سفلہ کرین عیش ایک ہم پیدا
الم کے واسطے ای رب ذو الجلال ہوے

سمند ناز کی جولانیون نے ڈھایا ظلم
ہزار ہا دلِ عشاق پائمال ہوے

شبِ وصال نہ شانے نے اُنکو فرصت دی
یہ کیسے گیسوِ جانان مجھے وبال ہوے

نہ آیا وعدہ فراموش کیا کہون رعنا
کہ انتظار مین کیا کیا مجھے خیال ہوے

بہار نے جو دیکھا کہ زمرد مبہوت ہو رہا ہے تو میثاق کو اشارہ کیا میثاق کو وہ گردان گولہ مار دیا کہ زمرد کی پشت کو توڑ کر پار گذرا مرتے ہی زمرد کے لڑائی فتح ہو گئی شاہ نے فرمایا کہ اب لشکر کمر نہ کھولے ای میثاق یون ہی لشکر چلا چلے مجکو مقابلہ عنبر بار سے منظور ہے کہ لوح طلسمی ملنے کی تدبیر ہو اور خواجہ کا بھی ہاتھ تھام لیا کہ چھوٹے دادا جان آپ بھی چلیے خواجہ بھی ساتھ ہوے یہان قریب باغ گلعذار جو سب شاہ و تاجدار اُترے ہوے تھے تو جواب صاف پا کر سب نے طبل جنگی بجوایا نخل نے بھی جواب مین طبل جنگی بجوا دیا

بار گلعذار کو جو یہ خبرین ہوئین بے اختیار رونے لگی کہا صاحبو یہ کیا آفت ہی یک انار و صد
بیمار باواجان نے خوب قیامت برپا کرائی ہی مین ان مین کسی کے ساتھ نہ جاؤنگی اپنی جان دونگی
صحرا مین نکل جاؤنگی دشت نوردی مین بسر کرونگی کنیزین کہتی ہین حضور چل کر قصر پر بیٹھین جنگ
کا تماشا دیکھین چھ جادوگر ہین ایک ایک ان مین بلاے روزگار ہی پانچ تاجدار ہین کہ فن پہلوانی
مین اپنا مثل نہین رکھتے آپکے باپ کس کس سے لڑین گے دروازے پر باغ کے ایک بنگلہ
بنا ہی مقیش سے چھایا ہوا نہایت آراستہ و پیراستہ یہ سب لشکر رات بھر تیاریان کیا کیے
صبح کو میدان مین آکر جمے ایک طرف سے نخل صحرائی بھی آیا ملکہ آکر اُس بنگلے مین بیٹھین
تاجدارون کو اور ساحرون کو دیکھا کوئی اُن مین پسند نہ آیا جی مین کہتی ہی کہ دیکھیے
خداوند کیا کرین اگر انسے باواجان نے مہلت پائی تو خداوند سے کیونکر جان بچاوینگے
کہ وہ خداوند ہین تقدیر کرکے لڑین گے اول سب سے قمقام پہلوان گینڈا اُڑا کر میدان
مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر ساحر سے مقابلہ نہ کرونگا غیر ساحر
جسکا دل چاہے میرے مقابلے مین آئے سر سام نامے پہلوان ایک طرف کھڑا کہ رہا ہی
سب کو مار کر معشوقہ کو لونگا نخل صحرائی کو قلم کرونگا نہین معلوم یہ جنگلی کیا سمجھا ہی سب سے
وعدہ تو کر لیا اب کسی کو بھی نہین دیتا قمقام وسط میدان مین گینڈے کو مہمیز کر رہا ہی
سب سے آنکھ ملا رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت و نقارے کی آواز آئی کہ تمام صحرا بھر گیا
گلعذار گھبرائی کہ یہ کون آتا ہی چلمن اُٹھا کر دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک تاجدار آفتاب جمال و
خورشید مثال چلا آتا ہی بارہ چودہ ہزار شاہزادیان ہمراہ ہین آگے آگے ایک
ساحر گولہ فولادی کو چرخ دیتا ہوا پشت پر چار لاکھ فوج گلعذار بہ نگاہ حسرت اُس
تاجدار کو دیکھنے لگی اور شاہزادیونکو دیکھا کہ چہار طرف سے گھیرے ہوے مثل کنیزان کے ترین نظارہ جمال
اُس شہریار کا کرتی ہوئی بہجت ساتھ ہین مثل سردار حسینان و بہار اعجاز بیان و گلگونہ
و ملکہ یاسمن وغیرہ ان شاہزادیون کو دیکھ کر گلعذار نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ دریافت
تو کر یہ تاجدار کون ہی حقیقت مین یہ اس لائق ہی کہ اسکی خدمت مین مشرف ہون ایسی ایسی
شاہزادیان ساتھ ہین کہ جنکا حُسن و جمال مین مثل نہین کنیز گئی اور دریافت کرکے آئی عرض کیا

کہ اے ملکۂ عالم یہ طلسم کشا ہین اور یہ سب شاہزادیان عاشق جمال ہین آگے جو سب کے سامنے
ہی یہ وزیر اعظم خداوند ہی اور میثاق کوہ گردان اسکا نام ہی مگر قمقام نے پھر وہی پکار کر
آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ملکہ نے دیکھا کہ وہی تاجدار یعنی سعد شہریار گھوڑا
اُڑا کر مقابلۂ قمقام مین آئے گلعذار بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کہ قمقام نے نیزہ مارا شہریار
نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا قمقام نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا
تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر قمقام کو اُٹھا لیا چرخ دے کر زمین پر مارا استخوان
قمقام کے چور چور ہوے دوسرا پہلوان یعنی سرسام مقابلے مین آیا وہ بھی ہاتھ سے
بادشاہ کے واصل جہنم ہوا اکلیل جادو کہ اسی فکر مین کھڑا تھا اژدر پر بیٹھا کر میدان مین
آیا بادشاہ پر سحر کیا بادشاہ نے لوح محفوظ کو جنبش دی سحر اکلیل جادو کا باطل ہوا حیران
تھا کہ یہ معرکہ ہی کہ سحر تاثیر نہین کرتا تلوارین برسائین خنجر گرائے بادشاہ نے قریب آکر نیزہ مارا
کہ سینے کو توڑ کر اکلیل کے پار گذرا آہ دے کر اُٹھایا زمین پر مارا کہ استخوان اکلیل کے چور
چور ہوے چھون ساحر اور پانچون پہلوان ہاتھ سے بادشاہ کے مارے گئے کسی کے لشکر نے
بلوہ نہ کیا اس خیال سے کہ لشکر بادشاہ کے ساتھ بہت ہی بارگاہین اُکھڑوا لین خزانے چھکڑون
پر لدوا لیے جسطرف سے آئے تھے اُس طرف روانہ ہو گئے لیکن نخل صحرائی یہ سب معرکہ دیکھکر
حیران ہو گیا کہ ایسے ایسے تاجدار مارے گئے اور ساحر بھی قتل ہوے مگر فوجون نے بلوہ
نہ کیا اگر بلوہ کرتے تو شاید مغلوبہ سے کچھ مطلب نکلتا مگر شاہ کے ساتھ لشکر ایسا ہی سواران
شیر شکار پیادہ پایان تہور شعار اسی پر آمادہ ہین کہ مغلوبہ اگر ہوتی تو ہم جان و دل سے
شریک ہوتے اور کچھ نقدی بھی ہاتھ آتا قبضے پر ہاتھ رکھے جھوم رہے ہین امیدوار ہین کہ
جنگ ہو نخل ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ ایسے جانباز کسی کی فوج مین نہین سب آمادۂ
جنگ و مہیاے کارزار ہین کیون یارو اب کیا کرین ان کو روکون کہ نہ روکون ساتھ والے
کہتے ہین کہ یہ طلسم کشا ہین کسی کے روکے سے نہ رُکین گے تا جزیرۂ عنبر بار جا دین گے مشہور
ہی کہ خداوند نے لوح عنبر بار کے پاس رکھی ہی ہم لوگ کیا روک سکتے ہین مگر گلعذار نے
جو کئی مرتبہ چلمن اُٹھائی تو بادشاہ سے نگاہ مل گئی بادشاہ بھی دیکھ کر عاشق ہوے فرمایا اگر

میثاق، یہ باغ کسکا ہی میثاق نے کہا یہ باغ گلعذار چمن آرا کا ہی یہ جو نخل صحرائی سامنے کھڑا ہی اسکی دختر ہی بادشاہ نے اُسی مقام پر لشکر اُتارا بارگاہ استادہ ہوئی اِدھر گلعذار کو بڑا اشتیاق ہی کہ اس شہریار سے کیونکر ملون بنگلہ مین آکر بیٹھی مگر ملول و حزین دل پر ہجوم غم و الم کسی سے بات نہین کرتی آج شب کو خاصہ بھی نہین کھایا دو پہر رات سے گئے سرنگون بیٹھی تھی اور نگاہ طرف بارگاہ شاہی کے تھی کہ کان مین آواز گانے کی آئی یہان فیروزہ بن عمرو سامنے بادشاہ کے تانین مار رہا تھا بادشاہ تعریفین کر رہے تھے گلعذار نے جو کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

ترک اسلام کیا مذہب و ایمان چھوڑا
حیف اک بت کو نہ مردان علیخان چھوڑا

لاکھ وہ دست گریبان ہوا لیکن مین نے
مرتے مرتے بھی نہ اُس شوخ کا دامان چھوڑا

وحشت عشق کی کچھ خانہ خرابی کو نہ پوچھ
قیس نے ایک نہین دشت و بیابان چھوڑا

زندگی خواب ہی غافل یہ زمانہ ہی خیال
تو نے اسپر بھی نہ ابتک اُسے نادان چھوڑا

دستِ گستاخ نے کیا کام کیا ہی شبِ وصل
کہ کسی طرح نہ اُس شوخ کا دامان چھوڑا

خام تھا عشق زلیخا کا کہ خلوت تھی نصیب
اُسپہ یوسف سے پریزاد کا دامان چھوڑا

اُٹھ گیا محفل عشاق سے وہ آفت جان
کوئی نالان کوئی حیران کوئی بیجان چھوڑا

ترک دنیا کو کیا ایک بقولِ رعنا ؛؛
تجکو دنیا نے نہ مردان علیخان چھوڑا

یہ آواز سُن کر گلعذار سے صبر نہ ہو سکا لباس مردانہ پہنا کنیزون نے پوچھا آپ کہان جائیےگا کہا مین در باغ تک جاتی ہون میرے ساتھ کوئی نہ آئے کنیزین تو رک گئین مگر ملکہ ٹہلتی ہوئی در باغ سے نکلی دور سے دیکھا کہ تمام لشکر مین روشنی ہی بازارون مین مجمع گل فروشان ہی ایک جانب نشے باز دو کانون پر بھنگیڑون کے ہنگامہ کر رہے ہین کسی نے چونی پھینکی اور پکار کر کہا کہ بی ساقن صاحبہ سال جہان کے ٹرے پلاؤ تمھاری نگاہ سے نشہ ہوتا ہی بھنگیڑون نے چلم بھر کر دی جوان نے حقے کا ہاتھ بڑھایا کہ بی ساقن ذرا منھ لگا دو ساقن نے دم لگا کر جو حقہ دیا تو نہال ہو گئے پکار اُٹھے فرد: آزاد ہر کے دم مین تو اگر کچھ دُھن کا پکا ہی بہشت اک باغ ہی دوزخ بھی اک شرعی دھڑکا ہی ؛ ہر طرف یہی ہنگامے ہین ایک جانب

میخانے مین شرابی شراب پی کر بلبلا رہے ہین کوئی گرا پڑا ہی کوئی بیٹھا ہوا جھک رہا ہی کسی کی پگڑی گلے مین کوئی ننگے پاؤن پھر رہا ہی کوئی بیقرار ہوکر پکارتا ہی کہ یارو ایسی صحبتین کب کسیکو نصیب ہوتی ہین گلعذار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا شرم و حجاب دامنگیر ہوا کنارۂ لشکر بادشاہ سے پلٹی طرف باغ کے تو نگئی صحرا کیجانب منھ اُٹھ گیا خیال مین ہی کہ باغ آگے ملیگا کوئی آدھ کوس راستہ طی کر گئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ کچھ لوگ بیرون درۂ کوہ اُترے ہوے ہین لالٹینین لگی ہین اُن مین شمع ہاے مومی و کافوری روشن ہین یہ سامان دیکھ کر گلعذار رُکی اور سمجھی کہ مین راستہ بھول گئی پلٹی اور راستے پر نکل گئی وہ دوپہر رات اسی دوا دوش مین کٹی کہ مرغ سحر نے اذان دی سوچی کہ اب تو روشنی ہوتی جاتی ہی جلد باغ مین پہونچ جانا چاہیئے ایک طرف چل نکلی کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اور روشنی ہونے لگی مگر ابھی نیر اعظم بلند نہین ہوا طائر اپنے آشیانون سے نکلکر شاخہاے نخل پر بیٹھے حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی کرنے لگے بقول شاعر فرد ہر گیا ہے کہ بر زمین روید + وحدہ لاشریک لہ گوید + دیگر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار + تھوڑے عرصے مین تاریکی دفع ہوئی صبح ہو گئی دیکھا وہی جنگل ہی نہرین موج مار رہی ہین بعض شجر بے برگ و بار ہین مگر پودے جابجا آراستہ صاف معلوم ہوتا ہی کہ چادر مروارید فرش زمرد پر ڈالدی ہی ملکہ یہ سب سامان کھڑی دیکھ رہی ہی مگر جی مین کہتی ہی کہ افسوس ایسا راستہ بھولے کہ تا بہ باغ نہ پہونچے اُسی جنگل ہی مین پھنسے رہے اب دیکھون یہ عشق کیا مزا دکھائے لوگون کی زبانی سُنا کرتی تھی کہ عاشق و معشوق دونون تباہ رہتے ہین اُسکے تو خلاف دیکھا کہ کسی معشوق کو رنجیدہ نہین دیکھا مگر ہماری تقدیر مین آوارگی ہی کس خیال سے نکلے تھے اور کیا انجام ہوا یقین ہی کہ اسی صحرا مین ہلاک ہون کل گیارہ عاشق مارے گئے ہم جنکے عاشق ہوے اُن سے یون جدا ہوے کہ کنارے تک لشکر کے جا کر پلٹ آئے اس صحرا مین آکر پہونچے دیکھین اب تقدیر کیا دکھائے حضرت عشق کے کرشمے سُنے ہین سُن چکی ہون کہ مجنون و فرہاد نے کیا کیا صدمے اُٹھائے مگر کچھ ہاتھ نہ آیا قیس دیوانہ وار وحشی مثال دشت نجد مین رہا فرہاد نے کوہکنی کی انجام یہ ہوا کہ آجتک وہ دیوانے مشہور ہین بقول شاعر فرد عشق وہ گل ہی کہ دامن مین ہین جسکے سو خار +

عشق وہ باغ ہی جس مین نہ کبھی آئے بہار + وصل معشوق نہوا تباہ و برباد رہے کیا کیا رنج والم سہے
نظم طوق و زنجیر اسکا گہنا ہی + میان مجنون نے جسکو پہنا ہی + گو کہ گذری نہین یہ سُنتے ہین +
اسکے دیوانے تنکے چُنتے ہین + یہ کرشمے اسی کے سارے ہین + کیسے کیسے جوان مارے ہین + زلیخا
کی بربادی حضرت یوسف کی آبادی کون دل شاد رہا ہر شخص نے ظلم سہا اس سوچ مین گلعذار
کھڑی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک تاجدار مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر دو چار سو
سوار شکار کھیلتا ہوا آتا ہی گلعذار نے جو اُس تاجدار کو دیکھا گھبرا گئی حیران تھی کہ کہان
جاکر چھپون کہ اُس تاجدار نے دور سے دیکھا کہ ایک معشوقہ پری پیکر دریاے جواہر مین
غوطہ زن حُسن مین رشک چمن زیور پھُولون کا زیب بدن دیکھتے ہی بیقرار ہو گیا پُکار کر
آواز دی کہ ای شمع شبستان دلبری و ای رواج دہندہ رنگ ساحری تو کون ہو کہ
اس دشت ہولناک مین تنہا کھڑی ہی میرے ساتھ چل مین تجکو تخت پر بٹھاؤن عزت و
آبرو بڑھاؤن گلعذار نے جواب دیا کہ ای تاجدار والامقام مجھ آوارہ دشت وحشت
مصیبت و پابند دام غم وحسرت سے متوجہ نہو جس راہ سے آتے ہو اُس راہ جاؤ
ہم سے تعرض نہ کرو گہر ریزی زبان کی سن کر وہ تاجدار موسوم بہ گوہر تاجدار بیقرار
ہو گیا گھوڑا بڑھا کر چلا ملکہ نے بہت منع کیا کہ او دیوانے وحشی مجھسے تعرض نہ کر ورنہ بہت
پچتائیگا مین اپنی جان دیدونگی تیرے ہاتھ کیا آئیگا مگر اُس تاجدار نے نہ مانا گھوڑا
اُڑا کر قریب آیا ملکہ نے نیمچہ کھینچا جیسے ہی گوہر تاجدار قریب آیا ملکہ نے نیمچہ مارا گوہر
نے باڑھ بچا کر کلائی تھام لی اور پُکار کر آواز دی کہ ہان یارو محافہ لاؤ ملازم محافہ لائے ملکہ کو
اُسمین سوار کرکے لیچلا ملکہ روتی ہوئی محافے مین جاتی ہی ادھر نخل صحرائی نے جب دیکھا کہ وہ
سب لشکر والے چلے گئے فقط لشکر بادشاہ اسلام اُترا ہوا ہی تو رات بھر تو خیال مین بیٹھی
کے رہا صبح کو سوچا کہ چل کر ایک نگاہ دیکھ تو آؤن گلے تو لگا لونگا پیشانی پر بوسہ دونگا
سب عاشق اُسکے مارے گئے اب تو مجکو قبول کریگی یہ سوچتا ہوا اُٹھا طرف باغ کے چلا
دروازے پر باغ کے آکر دیکھا کہ چند کنیزین حیران و پریشان زار زار رو رہی ہین ایک
سے ایک کہتی ہی کہ بُوا مین نے یہان تک آتے ہوے دیکھا تھا ایک کہتی ہی مین روزن

دور سے دیکھ رہی تھی سامنے جو لشکر اُترا ہوا ہی اُس طرف گئین یقین ہی کہ طلسم کشا پر مائل ہوگئین
دوسری نے کہا ہُوا بس صبح صبح جھوٹ نہ بولو کنارے تک لشکر کے جا کر پلٹ آئی تھین پھر طرف
باغ کے نہ آئین مجکو طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ راستہ بھول کر کسی طرف نکل گئین کہ ملکہ کے
باپ کو آتے ہوے دیکھا حیران ہوگئین کہ اب جو یہ پوچھیگا تو کیا جواب دین گے نخل نے
آکر پوچھا کہ ارے گلعذار کیا کرتی ہی سب کنیزین رونے لگین کہا اری کیا بتائین کچھ
عرض نہین کرسکتے دو پہر رات گئے سے ملکہ غائب ہین اسی خیال سے ہم لوگ پریشان ہین
یہ مضمون سُن کر نخل صحرائی بہت گھبرایا کہا صاحبو یہ بات نہ کہو مجکو ملال ہوتا ہی اب اُس
گوہر بے بہا کو کہان تلاش کرون کنیزون نے کہا کہ کیا عرض کرین ملکہ کا بلا وجہ چلے جانا
اور بلا تکلف غائب ہو جانا ہم کو تو بہت ناگوار ہوا شاید کوئی بھوت پلید اُنپر سوار ہوا
اب اُسکے قبضے سے نکلنا دشوار ہی جو کوئی اُن کو دکھا دے تو ہم لوگون کی جان مین جان
آئے نخل نے یہ سُن کر جواب دیا کہ اری کمبختو تم نے خیال نہ رکھا اور ملکہ کو اکیلا نکلنے دیا
نہین معلوم کس خیال مین نکلی اب کہان تلاش کرون بہت حیران ہون کہ کہان جا کے
ڈھونڈھون کل اُس کے عاشقون کا جماؤ ہوا وہ سب ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے
مارے گئے لشکر لیکر افسر چلے گئے کنیزین عرض کرتی ہین جو حکم ہو وہ بجا لادین ملکہ کو جاکر
ڈھونڈھین نخل نے کہا کہ جاکر تلاش کرو ایک کنیز طرف صحرا کے چلی ایک طرف لشکر اسلام کے
روانہ ہوئی جو طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی تھی اُس سے راہ مین برق سے ملاقات ہوئی
برق نے پوچھا کہ ای نازنین کہان جاتی ہی کنیز نے کہا کہ ہماری ملکہ غائب ہوگئی ہین اُنکی
تلاش مین نکلی ہون برق نے نام دریافت کرکے کنیز کو بیہوش کیا اُس کو تو ایک گوشے مین ڈالدیا
آپ اُس کی شکل بن کر باغ مین آیا یہان باغ مین دیکھا کہ کنیزین واسطے ملکہ کے رو رہی ہین برق
سے کنیزون نے پوچھا برق نے کہا کہ لشکر اسلام مین نہین گئین یہ کہکر برق فرنگی پھر طرف
صحرا کے چلا دور سے دیکھا کہ ایک تاجدار جاتا ہی اور ایک محافہ ہمراہ ہی اُس محافے کو دو
تین سو سوار گھیرے ہوے ہین وہ تاجدار دمبدم قریب محافے کے جاتا ہی اور ٹھنڈھی سانسین بھرتا
ہی اب برق کو یقین ہوا کہ گلعذار اسی محافے مین ہی مگر کیا تدبیر کرون تھوڑی دور وہ لوگ

چلتے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان تیم و شحیم گینڈے پر سوار پشت پر چند کس اسباب شکار ہمراہ آتے دکھلائی دیا راہ کے چلنے مین پردہ محافے کا اُٹھا اُس پہلوان کی نگاہ پڑی تو دیکھا کہ ایک نازنین حسین وجمیل محافے مین سوار ہی مگر آنکھون سے دریاے اشک جاری ہے نہایت بیقراری ہی کسی کی تصویر آنکھونکے آگے پھر رہی ہی یہ اشعار زبان پر ہین نظم

کردیا زار غم عشق نے ایسا مجکو ✦ موت آئی بھی تو بستر پر نہ پایا مجکو
یاد آجاتی ہی جب زلف چلیپا مجکو ✦ صاف ہوتا ہی شب ہجر کا دھوکا مجکو
کبھی جنگل کبھی بستی مین پھرایا مجکو ✦ آہ کیا کیا نہ کیا عشق نے رسوا مجکو
کون ہی گرم رہِ وادیِ وحشت مجسا ✦ آہوون نے کبھی صحرا مین نہ پایا مجکو
روز روشن ہو نہ کیونکر میری آنکھون مین سیاہ ✦ ہی ترے گیسوے شبرنگ کا سودا مجکو
چین اسلام مین بھی کفر سے چھٹ کر نہ ملا ✦ کوئی کہتا ہی بُرا اور کوئی اچھا مجکو
بخت بیدار ہوے وصل کی شب تھی شب ہجر ✦ سبب وصل ہوا عالم رویا مجکو
روبروتم کو خدا کے بھی کرون گا قائل ✦ لے لیا دل نہ دیا آپ نے بوسا مجکو
روز و شب شوخ نے کیا کیا نہ دکھائے نیرنگ ✦ رُخ دکھایا کبھی گیسو نے چلیپا مجکو
فخر سے بزم بتان مین وہ کہا کرتے ہین ✦ پیار کچھ روز سے اب کرتے ہین رعنا مجکو

اُس پہلوان نے جو جمال بے مثال ملکہ کو دیکھا بیقرار ہو گیا تڑپ کر گینڈا بڑھا دیا پکار کر آواز دی کہ ای صفدر تاجدار اس معشوقہ ناراض کو کہان لیے جاتے ہو تاجدار نے جواب دیا تم کیون پوچھتے ہو اُس پہلوان موسوم بہ آلات خشت زن نے پکار کر آواز دی ہم اپنی آنکھون سے دیکھ چلے کہ وہ رو رو کر اشعار پڑھ رہی ہی معلوم ہوا کہ ناراض ہی ہم نہ لیجانے دینگے صفدر نے کہا اپنی پہلوانی کا گھمنڈ ہی آلات نے جواب دیا کہ ای صفدر آج حال میری پہلوانی کا تم پر کھلا خیال کرو کہ تمھارے کیسے کیسے پہلوان مارے آدھا ملک دبا لیا کچھ تمھارے کیے نہ ہو سکا آج مجھسے اس طرح کلام کرتے ہو ضرور اس معشوقہ کو تم سے چھین لونگا صفدر تاجدار نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا کہا ای آلات خشت زن قریب نہ آنا ورنہ وہ نیزہ مارونگا کہ سینے کو توڑ کر پار گذر جائیگا ادھر آلات نے جو دیکھا

کہ یہ نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہی تو خشت آہن کمر سے نکال کر کلہ گوپھن مین دے کر کھینچ ماری کہ سنان
نیزہ اُڑ گئی صفدر نے کہا کہ ای آلات ای ضرب پر گھمنڈ ہی آلات نے کہا کہ میرا لقب یہی ہی
اسی کے بھروسے پر لڑتا ہون صفدر نے کہا کہ اگر قریب آنے دو تو دیکھون کہ کیا کرتے ہو
آلات نے کہا کہ لو اب خشت نہ مارونگا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا صفدر نے بڑھ کر تلوار
کا ہاتھ مارا آلات نے تلوار کو تلوار پر روکا کمر کو بنا کر سر پہ ہاتھ مار دیا تڑپ کر تلوار
جو گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سوار جو صفدر تاجدار کے کھڑے تھے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے
آلات نے خشت ہاے آہنی مارنا شروع کین کئی سوارون کو گرا دیا اب کوئی سوار قریب
نہین آتا پھرا ہیان آلات بھی جنگ کرنے لگے آلات نے ایک خشت آہن صفدر تاجدار
کو ماردی کہ اس کا سر پھٹ گیا ساتھ والے بھاگے وہ پہلوان تیغۂ خون آلود کھینچے ہو
چھینٹین خون کی بدن پر پڑی ہوئین کف مُنھ سے جاری اس حال سے قریب محافے کے آیا پردہ
اُٹھا کر پوچھا کہ ای نازنین مین نے اُس تاجدار کو مار ڈالا اب اپنا حال بتا کہ تجکو اسنے کہان سے
گرفتار کیا اُس نازنین نے ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ ای پہلوان مین آوارۂ دشت مصیبت
گرفتار دام محبت کسی وجہ سے صحرا مین نکل آئی اس ظالم نے بجبر یہ مجھے گرفتار کر لیا اور محافے
مین سوار کرکے لیچلا تھا موت اُس کی تمھارے ہاتھ سے تھی اگر تم کو میرے حال پر رحم آیا ہو تو
مجکو چھوڑ دو آلات نے کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان میری تمھارے اوپر
جان جاتی ہی مین کیونکر صبر کرون یہ سمجھ لو کہ صحراے جنون خیز میرے قبضے ہی صفدر تاجدار
کو قتل کیا اب اُسکے قلعے پر بھی قبضہ کرلونگا دونون مقام میرے قبضے مین آوین گے سیکڑون
کنیزین حاضر خدمت کرونگا ایسے آرام سے گذرے گی کہ بہت محظوظ ہو گی گلعذار نے جواب دیا
کہ او ظالم اب تو مین تیرے قبضے مین ہون جو ظلم چاہے کر سواے خاموشی کے کیا چارہ ہی
مگر یہ سمجھ لے کہ مین ناراض ہون ناراض عورت سے کیونکر بسر کریگا آلات نے کچھ عذر ملکہ
کا نہ سُنا محافے کو لیکر چلا برق نے دور سے یہ سب معاملہ دیکھا بھاگا ہوا خدمت بادشاہ مین آیا
یہان نخل صحرائی باپ ملکہ کا گینڈے پر سوار ہوکے چلا کہتا تھا کسکی مجال ہی کہ میری دختر کو
کو لیجائے صحرا مین ایک مقام پر آکر دیکھا کہ چند لاشے پڑے ہین سوچا کہ یہان کشت و خون

ہوا اُسی نشان پر چلا مگر یہان برق نے جو آکر بادشاہ سے کہا بادشاہ بھی سوار ہوے جستجو مین
گلعذار کی چلے مگر آلات جاتا تھا کہ نخل صحرائی آپہونچا محافے سے رونے کی آواز آرہی تھی
گلعذار بلک بلک کر روتی ہو کہ ای فلک یہ کیا معرکہ ہو کہ دشمن کے ہاتھ مین پھر پڑی یہ بیحیا
سیہ رو و بدخو لعیم و شمیم اپنی جرات پر ناز کرتا ہو کہ باپ کی آواز کان مین آئی پردہ اُٹھاکر دیکھا
کہ باپ میرا اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے آتا ہو آتے ہی سحر کیا کہ تلوارین برسنے لگین جس پر
تلوار پڑی اُسکا سر اُڑ گیا آلات خشت زن نے جو دیکھا کہ اِسکے سحر نے قیامت برپا کی گینڈا
بڑھاکر چلا کہ نخل پر جا پڑون مگر نخل نے خنجر پھینک مارا کہ آلات کی کمر پر پڑا کمر کو دو ٹکڑے
کرکے نکل گیا نخل صحرائی آلات کو مار کر قریب محافے کے آیا کہا کیون او شوخ دیدہ تونے
دیکھا کہ مین نے اِسکو کیونکر مٹایا عمر بھر مشقت کرکے یہ سحر حاصل کیا ہو اب مجھسے کون مقابلہ کر سکتا
ہو سوچ تو سہی کہ مین نے تجکو پرورش کیا تو بہت کم سن تھی جب مین نے خیال نکیا اب تو جوان
ہوئی اور میرا دل تجھپر راغب ہوا تو تو انکار کرتی ہو وہ ہی باغ رہنے کو ملیگا وہ ہی کنیزین
ملک پر تجھے اختیار ہو تیرا ہی حکم و احکام ہوگا ملکہ رونے لگی اور سر جُھکاکر جواب دیا کہ ای
باوا جان سب جادوگرون مین بدنام ہوجاؤ گے مشہور ہوگا کہ نخل صحرائی نے بیٹی پر قبضہ کیا
پھر کیا جواب دوگے بہت شرمندہ ہوگے نخل نے جواب دیا کہ مین نہ مانونگا ہر چند ملکہ
نے ڈرایا کہ مین اپنی جان دیدونگی مگر یہ کب سُنتا ہو کہا واہ عجب لوگون نے رسم مقرر کی ہو
کہ بیٹی کو پال پوس کے غیر کے حوالے کر دیتے ہین ہم سے یہ نہ ہوسکیگا جو کوئی پوچھیگا کہ تیرے
قبضے مین کون ہو مین جواب دونگا کہ معشوقہ ہو گلعذار نے ٹھنڈی سانس کھینچ کر کہا کہ
آپکو اختیار ہو مین عورت ہون میرا کیا زور چلیگا مگر یہ سمجھ لیجیے کہ جسدن مہلت پاؤنگی
دن کو یا رات کو نکل جاؤنگی پھر آپ تڑپین گے مجھے اسی جنگل مین چھوڑ دیجیے تڑپ تڑپ کر اپنی
جان دونگی مگر آپکی خدمت مین نہ رہونگی نخل نے پردہ ڈال دیا کہارون سے کہا محافہ
لیچلو کہارون نے ذرا ہی عذر کیا تھا کہ نخل نے گولہ سنبھالا کہا اگر اسکو مارونگا تو تم سب
جل جاؤگے کہارون نے بخوف جان محافہ اُٹھا لیا نخل پائے پر محافے کے ہاتھ رکھے ہوے
لیکر طرف باغ کے چلا مگر حال یہ ہو کہ جون جون باغ قریب آتا ہو گلعذار کی بیقراری و

اشکباری بڑھتی جاتی ہی ہر مرتبہ کہتی ہی کہ کیا ستم ہی باغ قریب آتا جاتا ہی اب باغ مین جاکر یہ پھل ملیگا کہ یہ دشمن خدا ارادہ آبرو لینے کا کریگا جسکو شرم و لحاظ نہین یا لات و منات اس وقت مین مدد کرو اس ظالم کی جفا کو رد کرو ہاے مین بھی بدنام ہوجاؤنگی کیونکر اس ظالم کی بدعت سے نجات پاؤنگی جب در باغ سامنے معلوم ہونے لگا مخل نے قریب آکر کہا کہ لو بی بی اُتر جاؤ کنیزون مین جاکر عیش کرو مین در باغ پر استرار ہونگا تمھاری حفاظت کرونگا جب تسخیر ہو جاؤگی تب یہان سے جاؤنگا میرا کیا نقصان ہی قلعے مین نہ رہا اسی مقام پر رہا اُس وقت گلعذار نے بیقرار ہوکر طرف آسمان کے منھ کیا اور پکار اُٹھی کہ ای آسمان کے خداے نادیدہ تو مشکل کو آسان کر شہر یار کو سُنا ہی کہ وہ تیرے مطیع و منقاد ہین مین اُنکے مذہب کو قبول کرکے اُنھین کے خدا کو پکارتی ہون کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی تو ہی آکر اس وقت مین مدد کر نظم

نہ کرد نکتۂ وحدت کسی از زبان تشریح ٭ کہ ہست حرف ہمین خارج از بیان تشریح
نہ شد زبان تکلم بشرح آن جاری ٭ نہ گشت نوک قلم آشنا بدان تشریح
بجاے ہر سر مو گر شود زبان پیدا ٭ بیان ز بندۂ عاجز نہ گردد آن تشریح
بہر طریق بہر مذہب و بہر ملت ٭ کنند اہل زبانش بیک زبان تشریح
ز کُنہ ذات الٰہی نہ شد کسی واقف ٭ فرشتہ کرد نہ تفصیل انس و جان تشریح
کسیکہ واقف راز حقیقت حق شد ٭ نشد زبان سکوتش روان بدان تشریح
شگفتہ صد گلِ رعناست اندرین گلزار ٭ کنند چہ بلبل کمزور و ناتوان تشریح
تُرا ز نکات عجیب است متن موجودات ٭ چہ طاقت است کہ شارح کند ازان تشریح
ز عام و خاص بہوش شد ہر آنکہ زاہد راز ٭ کنند بر سر بازارگان ازان تشریح
نہند گوش بنظم تو اہل حق ہندی ٭ اگر بو حدت و کثرت کنی بدان تشریح

بیقرار ہوکر جو گلعذار نے دعا کی سامنے سے گرد اُڑی یا تو گلعذار محافے سے اُترتی نہ تھی یا پردہ اُٹھا کر دیکھنے لگی کہ دیکھا وہ ہی جوان آفتاب جمال و خورشید مثال گھوڑے کو اُڑاے ہوے آتا ہی وہین سے نعرہ کیا کہ باش او ظالم بیٹی کو کہان لیے جاتا ہی کچھ تجکو ہمچشمون سے

شرم نہین ہو نخل صحرائی نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا اللکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا
مین نے تو چاہا تھا کہ آپ سے تعرض نہ کرون ہرچند کہ آپ نے میدان مین آکر پانچ تاجدار
اور چھ ساحران غدار مارے مگر مین نے دخل نہ دیا مگر اب تم چڑھ کر آئے ہو بیشک تم کو
مٹا دونگا مین مثل اُن ساحرون کے نہین ہون کہ سحر تاثیر نہ کرے ایک سحر مین بھاگتے
راستہ نہ ملیگا بادشاہ گھوڑا اُڑا کر قریب آئے فرمایا او بیغیرت بیٹی پر قبضہ کرتا ہو اور تجکو
شرم نہین آتی اُسپر یہ گھمنڈ ہو کہ سحر مین طاق شہرہ آفاق ہون پہلے سحر کر کہ تیرے سحر کا زور
دیکھون نخل نے کہا کہ ای بادشاہ میرا سحر خالی نہ جائیگا تجکو دیوانہ بنا دیگا یہ کہکر جھولی پر
ہاتھ ڈالا گولہ فولادی نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھ کر پھینک مارا بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا
گولہ پھٹ کر زمین پر گرا محافے سے گلعذار دیکھ رہی ہو اور دعائین کرتی ہو کہ ای پروردگار
اس دشمن کو پست کرائیو اسکا غرور مٹائیو اب اُس شیر سے مقابلہ ہو کہ جسنے چھ ساحرون
کو مارا کسی کے سحر نے تاثیر نہ کی اس ملعون کا بھی سحر تاثیر نہ کرے یہ شہریار غالب آئے
اور مجکو اپنے ساتھ لیجائے بڑے آرام سے بسر ہوگی نہ کہ اس دشمن خدا کے ساتھ تڑپ
تڑپ کر بسر ہوگی کیونکر شام ہوگی اور کیونکر سحر ہوگی حقیقت مین اس ظالم نے بڑا ظلم
کیا خدا اس کے ہاتھ سے مجھے بچائے میری عصمت مین فرق نہ آئے تو کریم و رحیم ہو مگر
بادشاہ سحر کو نخل کے دفع کرتے ہوے جیسے ہی قریب آئے نخل نے تلوار کھینچی تلوار کو
جنبش دی صدہا تلوارین بادشاہ پر برسین مگر جب بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا
سحر کو مٹایا کوئی تلوار بادشاہ پر نہ پڑی نخل حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہو میرا سحر تاثیر نہین
کرتا کہ آسمان پر لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے تمام نخل
جھومنے لگے نخل نے جو ابر سیاہ کو دیکھا ہنس کر کہا کہ ای بادشاہ اب کیونکر بچوگے قدرت
آپہونچے بادشاہ نے کہا کہ قدرت بھی مثل تیرے ہین وہ بھی بھاگین گے کہ وہ ابر آکر
پھٹا جمشید ثانی نمایان ہوا اللکار کر آواز دی کہ او نخل صحرائی اپنی بیٹی کو مجھے دے
اگر اولاد ہوگی تو خدائی تیرے گھر مین آئیگی کیا مرتبہ حاصل ہوگا ای بادشاہ پلٹ جاؤ مین
اس معشوقہ کو لونگا مثل سردار حسینان اسکو نہ چھوڑونگا مجھے سردار حسینان کا آجتک

قلق ہی مگر ناچار ہوا کہ وہ خود نکل گئی تمھارے لشکر مین پہونچی مین نے زیادہ کدو کاوش کی
مگر اس کے مقدمے مین بڑی کوشش کرونگا اس کو نہ چھوڑونگا اور تصور تو کرو کہ ایک
معشوقہ پر قبضہ کر چکے دوسری پر بھی دانت ہی مجھسے یہ جبر نہ اُٹھیگا یہ کہکر طرف بادشاہ کے چلا
بادشاہ نے تیغچہ ہلالی کھینچا مگر میثاق وغیرہ جو بارگاہ مین آئے اور خبر سُنی کہ برق فرنگی
نے آکر کچھ خبر کہی بادشاہ اُسی وقت روانہ ہو گئے میثاق نے پلٹ کر دیکھا کہ سب شاہزادیان
یہین موجود ہین گھبرا کر کہا صاحبو مقام افسوس ہی کہ بادشاہ یکہ و تنہا گئے اور کوئی تم مین سے
ساتھ نہ پہونچا ایسا نہ ہو کہ ساحران شعبدہ باز کسی مکر مین پھنسا لین تو ہم لوگ کیا کرینگے
یہ کہکر میثاق چلے سردار حسینان سب کے آگے آگے ایک طرف بہار اعجاز بیان
اور سب شاہزادیان ہمراہ ہین اُس وقت میثاق آکر پہونچا کہ نخل صحرائی کہہ رہا ہی
کہ ہان خداوندان کو گرفتار کر لیجیے میرے حوالے کیجیے قید مین مار ڈالونگا جمشید بھی غصّے
مین تلوار کھینچ کر بڑھا کہ پہلو سے آواز آئی منم میثاق کوہ گردان جمشید نے جو میثاق
کو دیکھا پُکار کر آواز دی کہ او نمک حرام تجکو کچھ خوف نہین ہی قدرت کے مقابلے مین آیا ہی
آج وہ تقدیر کرون کہ سب کو دیوانہ کر دون اور سردار حسینان تجکو کچھ ہمارا خیال نہ آیا
دُشمن کی شریک ہو گئی مگر سبکو بادشاہ کا چہرۂ زیبا دیکھکر جوش محبت ہوا سردار حسینان
نے کمر سے سونے کا ہاتھ سے اُتارا بہار اعجاز بیان نے گلدستہ نکالا دونون نے جو ل کر
سحر کیا اُس صحرا مین پھول برسنے لگے نخل صحرائی نے جوش مین آکر چند پھول اُٹھا لیے
اُن کو جو سونگھا آنکھین سُرخ ہو گئین پُکار کر آواز دی کہ ای سردار حسینان وای ملکہ
بہار اعجاز بیان مین تم دونون کا تابعدار ہون اب آج سے میٹی کا نام نہ لونگا تمھارے
ساتھ شادی کرونگا سردار حسینان نے ہنس کر آواز دی کہ ای نخل صحرائی تجھ کو جو
ہماری خواہش ہی تو جمشید کا سر لا نخل صحرائی جمشید پر جا پڑا بہار اعجاز بیان نے اور پھول
برسائے نخل کو اور زیادہ جوش ہوا تلوار کھینچ کر جمشید پر جا پڑا جمشید منع کرتا ہی کہ ای
نخل صحرائی کیون دیوانہ ہوا ہی ایک تمانچے مین سر اُڑا دونگا وہ تقدیر کرون کہ تجکو
مٹا دون مگر نخل نے کچھ نہ سُنا ہر بات مین شاخ نکالتا ہی کچھ کی بات نہین سُنتا قریب

جمشید کے پہونچا تلوار کے ہاتھ مارنے لگا جمشید ہنس ہنس کے ٹال دیتا ہو جب دس پانچ
وار دفع کر چکا تو نخل کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک تمانچہ مارا کہ سر نخل کا اُڑ گیا نخل کو
مار کر طرف بادشاہ کے متوجہ ہوا بادشاہ پر سحر کرنے لگا میثاق وغیرہ دفع کر رہے ہین جب
سحر جمشید کا مٹتا ہو تو کف افسوس مل کر کہتا ہو کہ ہاے یہ لوگ میرے معین و مددگار تھے
اب بادشاہ کے طرفدار ہوے کبھی میثاق پر سحر کرتا ہو کبھی شاہزادیون پر کبھی یہ ارادہ
کرتا ہو کہ بادشاہ کو گرفتار کر لون کئی مرتبہ گھوڑے پر سحر کیا کہ گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بہار
نے بڑھ کر لگام تھام لی گھوڑے کی بدلگامی موقوف ہوئی مگر بادشاہ تلوار کھینچے ہوے قریب
جمشید کے پہونچے جمشید نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے
سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا کہ شانہ جمشید کا نشانہ ہوا بادشاہ نے سائے مین تلوار کے
لیا جمشید سوچا کہ اگر ابکی ہاتھ پڑا تو میرے دو ٹکڑے ہونگے شانے سے تو خون بہ رہا ہی
اپنے کو زمین پر گرا دیا دونون پاٹون زمین پر مارے کہ نقب سحر ظاہر ہوئی غرق زمین ہو کے
غائب ہوا مگر چلتے وقت کہہ گیا کہ ای بادشاہ اسلام اب تو گلعذار کو لیجاؤ لیکن چھین لونگا
گلعذار کو تمھارے لشکر مین نہ رہنے دونگا جب جمشید غائب ہوا تو بادشاہ گھوڑے
سے کود کے قریب محلفے کے آئے پردہ اُٹھا کر روے زیبا دیکھا یا تو وہ رو رہی تھی یا قتل
نخل صحرائی سے اور بھاگنے سے جمشید کے چہرہ سُرخ ہو گیا جیسے ہی بادشاہ نے محلفے
مین سر ڈالا جوش محبت مین گلعذار نے بلائین لین عرض کی کہ ای شہریار سبحان اللہ کیا
کہنا آپ کے ملازمون کو خدا سلامت رکھے کہ جنھون نے آکر مجکو بچایا کیون ای شہریار
کہین یہ سُنا ہو کہ باپ بیٹی پر عاشق ہو تاجدار کو مارا اب باغ مین لایا تھا کہ جبر کرونگا
مگر خدا نے آپ کو خوب وقت پر پہونچایا مجکو تو آپ کے مذہب کا اعتقاد ہوا پہلے نگوڑے
لات و منات کو پکارا کوئی بھی مدد کو نہ آیا اس مذہب والون نے ضد کر کے یہ مذہب
باطل اختیار کیے ہین ان مین کوئی کرامت نہین ہو مسخرا جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی
آخر ناچار ہو کر بھاگا اب کنیز آپ کے ہمراہ ہو کنیزون نے جو خبر سُنی کہ نخل مارا گیا اور جمشید
نے فرار پر قرار کیا سب باغ سے نکل آئین محلفے کو آکر گھیر لیا کہتی تھین کہ ای ملکہ عالم کنیزین

بھی ساتھ چلین گی بادشاہ نے کہا صاحب سب کو ساتھ لے لو کنیزین بادشاہ کو دعائین
دینے لگین کہتی تھین کہ ہم سب آپ کے خدمتگزار رہین ہمیشہ مصروف جانبازی رہین گے خطاے
فاش نہ کرین گے ملکہ نے کہا صاحبو اسباب ضروری جو باغ مین ہو وہ تو لے لو ایم کیا یہان
پلٹ کر آوین گے مگر سردار حسینان کو گلعذار کو دیکھ کر رشک ہوا بادشاہ جمجاہ نے جو
سردار حسینان کو خاموش دیکھا بہ محبت فرمایا کہ کیون ای ملکۂ عالم تم کیون خاموش ہو
سردار حسینان نے سر جھکا کر جواب دیا ہم تو خیر خواہ دولت ہین مگر ہمارے رنج وخوشی
کا خیال بھی حضور کو چاہیے بادشاہ نے فرمایا کہ مین نہین چاہتا کہ آپ لوگون کو کوئی ملال ہو
اس وقت تمکو بہت پریشان پاتا ہون سردار حسینان نے ٹھنڈی سانس کھینچ کہا
حضور کو پروردگار مظفر ومنصور کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو جمشید ثانی واصل جہنم ہو
اور ظلم وبدعت طلسم سے کم ہو کنیز کچھ مکدر نہین ہی تشریف لے چلیے بادشاہ جمجاہ
نے محلاتون کو مع کنیزون کے ہمراہ لیا اور اسباب باغ کا بھی لدوالیا بادشاہ ایک طرف
محافہ لیکر چلے مگر میثاق کوہ گردان چھکڑے پر سوار ہو کر اسباب کو لیے ہوے جاتا ہی
بادشاہ اسلام تو نکل گئے میثاق نے دیکھا کہ چھکڑے رہروی نہین کرتے گاڑی بان
رسیون کے سڑاکے مار رہے ہین مگر بیل نہین بڑھتے ہر طور سے چھکڑون کو کھینچتے ہین
مگر چھکڑے کسی طور سے آگے نہین بڑھتے میثاق گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ جو چھکڑے آگے
نہین بڑھتے میثاق ہمہ دان وہمہ گیر صاحب جاہ وتوقیر ہی سر اُٹھا کر جو دیکھا تو نخل پر
ایک طائر کالا بیٹھا ہی جب زفیل مارتا ہی تو چھکڑے چلنے سے رُک جاتے ہین میثاق سمجھا
کہ یہ کوئی ساحر ہی یہ سوچ کر میثاق نے چند دانے ماش کے مارے کہ وہ طائر اُڑ کر بھاگا
کئی وار میثاق نے کیے مگر طائر نے اپنے کو بچایا جب وہ طائر اُڑ گیا اور سامنے سے
غائب ہوا تب بھی چھکڑے رہروی سے باز ہین بیل آگے نہین چلتے میثاق دل مین
کہتا ہی کہ ای میثاق معلوم ہوتا ہی کہ ایک ساحر کہین اور ہی اُسکی فکر چاہیے چند دانے
ماش کے نکالکر چہار جانب پھینکے کہ ایک ساحر سیہ فام وبدانجام سامنے آیا للکار کے
آواز دی کہ ای میثاق یہ چھکڑے یہان سے نہ جاوین گے میثاق نے کہا کہ یہ مال

بادشاہ اسلام ہو اسکو کون روک سکتا ہو اُس ساحر نے بڑھ کر سحر کیا کہ چھکڑے پیچھے ہٹے
اب میثاق گھبرایا چھکڑے سے اُتر پڑا پکار کر آواز دی کہ او ساحر مغرور یہ تو غیر ممکن ہو
کہ مین زندہ جاؤن اور مال یہان رہجائے مین کیا منھ دکھاؤنگا بادشاہ فرمائینگے کہ
مال کہان چھوڑا اُس وقت مجکو بڑی شرمندگی ہوگی بہتر یہ ہو کہ سامنے سے ہٹ جا اُس
ساحر نے پھر سحر کیا چھکڑے پیچھے ہٹنے لگے میثاق نے نیام سے تلوار کھینچی اُس ساحر پر جا پڑا
اُس ساحر نے سحر کیا میثاق پر تلوارین برسین مگر میثاق پر تاثیر نہ ہوئی میثاق نے
سب تلوارون کو توڑا جب تلوارین ٹوٹین تو وہ ساحر بہت گھبرایا میثاق نے
سحر کیا کہ چھکڑے کچھ چل نکلے مگر گوشۂ صحرا سے کئی سو ساحر تیغ بکف پیدا ہوے اور
میثاق پر آکر سحر کرنے لگے کہ پہلو سے بوے خوش آئی قضاے کار بہار اعجاز بیان
کہ یہ پیچھے رہ گئی تھین نمایان ہوئین دور سے دیکھا کہ ایک ساحر کئی سو ساحرون کو ساتھ
لیے ہوے میثاق پر سحر کر رہا ہو اور سب کا یہی ارادہ ہو کہ سحر کرکے میثاق کو گرفتار
کرلین مگر میثاق شیرانہ لڑ رہا ہو جسپر جا پڑا اُسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا کئی ساحرون
کو مار چکا ہو مگر وہ سب کا افسر نعرے کرتا ہو کہ منم طیران صحرا نشین کہتا ہو کہ اے میثاق
بڑے غضب کی بات ہو کہ ہمارے جنگل سے یون ہی نکل جاؤ اور محصول نہ دو میثاق نے
کہا کہ ہم خود تم سے جزیہ لینے کے خواہان ہین اگر سامری پرستی ترک نہ کروگے تو ہم
تم سے بجبر جزیہ لینگے اب بہتر یہ ہو اطاعت اسلام کرو یہ سُنکر اُس ساحر نے گولہ فولادی
مارا میثاق نے ہاتھ ہلا کر دستک دی وہ گولہ پھٹ کر گرا بہار نے کہا کہ اے میثاق
تامل کرو مین اسکی تدبیر کیے لیتی ہون ابھی اسکو شکست دیتی ہون یہ کہکر بہار نے
گلدستۂ سحر مارا گلدستہ جو پھٹا ایک ہنگامہ برپا ہوا ہزارہا طائر پیدا ہوے غلغلہ کرتے
تھے اُن کے غلغلے سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین نظم

جھوٹ سچ باتو نسے باز آؤ خدا کیواسطے	چُپ رہو بس منھ نہ کھلواؤ خدا کیواسطے
منھ سے بولو بت نہ بنجاؤ خدا کے واسطے	معجزہ عیسیٰ کا دکھلاؤ خدا کے واسطے
قلب عاشق جل رہا ہو سوز غم سے خود بخود	آتش ہجران نہ بھڑکاؤ خدا کے واسطے

ہم تو تمپر جان دین تم بیرخی ہم سے کرو +	بیوفا تنتے نہ ہو جاؤ خدا کے واسطے
وصل کی شب مختصر ہی صبح ہجران ہی قریب	مجکو باتون مین نہ بہلاؤ خدا کے واسطے
ہو نظر کا پھیرنا چشم مروت سے بعید	مرتے ہین دیدار دکھلاؤ خدا کیواسطے
یاد ہی کہتے تھے شب کو اب نہین بگڑینگے ہم	زہر منگوا کے نہ تم کھاؤ خدا کے واسطے
اپنے دامن کی ہوا دیکر وہ کہتے ہین ہزبر	غش سے چونکو ہوش مین آؤ خدا کے واسطے

یہ اشعار سُن کر طیران جادو مبہوت ہوا پکار کر آواز دی کہ ای میثاق اس شاہزادی کو مین نہین پہچانتا اسکا نام نامی بتایئے میثاق نے کہا کہ کون ایسا ہی کہ انکے نام سے نہین واقف بہار اعجاز بیان انکا نام ہی طیران نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ای بہار اعجاز بیان مین تمہارا تابعدار ہون جو حکم ہو وہ بجالاؤن بہار نے کہا کہ ان چھکڑون کو روانہ کردو اور تم قصر ہفت رنگ مین جاؤ جمشید تمہارا جو جھوٹا خدا وندہی اُسکا سر لاؤ خبردار لشکر سے نہ ڈرنا بڑھ بڑھ کر سحر کرنا جب وہ نکلے اُسکا سر کاٹ لینا مین تمہارے انتظار مین ہون طیران نے یہ سُن کر اول تو ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ چھکڑے روانہ ہوے اور خود تلوار نیام سے کھینچی چہرہ اور آنکھین سُرخ ہوئین یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے چلا بہار و میثاق ہنستے ہوے چھکڑون کو لیکر لشکر اسلام مین آئے بادشاہ سے سب حال بیان کیا بادشاہ جمجاہ نے فرمایا بہار اعجاز بیان نے یہ بہت بڑا کار نمایان کیا اب جمشید کو صدمہ پہونچیگا لیکن طیران جادو جھومتا ہوا لشکر جمشید مین پہونچا لشکر کو دیکھتے ہی گولہ مارا کہ کئی سر سر اُڑ گئے جمشید بارگاہ مین بیٹھا ہی اسنے غریو سُنا پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہی لوگون نے کہا کہ طیران جادو مبہوت و بدحواس ہی آکر لشکر پر گرا ہی اور قدرت کا نام لیکر گالیان دے رہا ہی یہ سُن کر جمشید باہر نکلا دیکھا کہ طیران جادو آنکھین سُرخ چہرہ تمتمایا ہوا لشکر پر گولے مار رہا ہی جمشید نے للکارا کہ او طیران کیون دیوانہ ہوا ہی یہ کیا بدعت کررہا ہی طیران نے کہا کہ او بے حیا مین تیری فکر مین آیا ہون جمشید نے ایک وزیر کو اشارہ کیا وزیر نے بڑھ کر ایک گولہ مار دیا کہ طیران کے سینے کو توڑ کر پار گذرا جب طیران جادو کا لاشہ

زمین پر گرا بیرون نے آواز دی کہ کشتی مرا نام من طیران جادو بود جمشید ثانی نے کہا کہ ای وزیر اعظم یہ کیا کیا یہ تو نے خطا کیا سحر مین مبتلا ہو کر آپڑا تھا بہار اعجاز بیان نے اسکو دیوانہ کرکے بھیجا تھا قدرت کو اسکے قتل ہونے کا بڑا رنج ہوا جس صحرا کا یہ حاکم تھا اب وہ صحرا خالی پڑا رہیگا اُسکی کون حفاظت کریگا وزیر نے کہا کہ حضور نے بجا یا مین نے بھی بہت سمجھایا مگر اسنے نہ مانا آخر مین نے گولہ مار دیا ایسون کی یہی سزا ہے کہ کتے کی موت مارے جاوین کہ پھر آئندہ کوئی ایسا قصد نہ کرے جمشید نے کہا کہ بی سردار حسینان وبی بہار کو قدرت سے بڑا ملال ہے جس ساحر پر اُنکا زور چلیگا اور اُسپر سحر کرینگی وہ ضرور یہان آئیگا وزیر نے کہا کہ قدرت اُسکا سامنا نہ کرین مین سمجھا دیا کرونگا جمشید نے کہا شب کو مین نے آئینے مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے طرف جزیرہ عنبر بار کے کوچ کیا ہے تو عنبر بار کو ایک نامہ لکھو کہ ای عنبر بار ہوشیار رہو طلسم کشا آتے ہین اگر مناسب ہو تو ہفت دریا حائل کردو کہ نہ آسکین مضمون مذکور کا نامہ ایک ساحر بوتیمار نامے لیکر چلا جمشید نے سمجھا دیا کہ قریب دریا پہونچکر آواز دینا کہ ای عنبر بار جادو منم فرستادہ خداوند تب عنبر بار نامہ منگوا لیگی بوتیمار نامہ لیکر چلا بھاگا ہوا جاتا ہے راہ مین برق فرنگی عیار پھر رہا تھا اسنے دور سے دیکھا کہ ایک جادوگر جاتا ہے اسنے اپنی صورت ایک ساحر کی بنائی اور پکار کر آواز دی کہ بھائی کہان جاتے ہو اس دھوپ مین ذرا ٹھہر جاؤ یہ سنکر بوتیمار ٹھہرا برق فرنگی جست کرتا ہوا قریب آیا کہا بھائی کہان جاتے ہو بوتیمار نے کہا کہ نوکری بُری چیز ہے طرف عنبر بار کے جاتا ہون یہ نامہ قدرت کا پہونچاؤنگا برق نے کہا کہ مین نے اس وجہ سے ٹھہرایا کہ لون چل رہی ہے ایک جادوگر ابھی بیہوش ہو کر گرا ہے اہالی قریہ اُس کو اُٹھا لے گئے اُسنے انتقال بھی کیا مجکو یہ خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو تمکو بھی لون لگ جائے ذرا ٹھہر جاؤ ہوا کھا لو تب جانا جب جادوگر ٹھہرا برق نے حباب مار کر اُسے بیہوش کیا اُسکو تو کنارے ڈال دیا نامہ جھولی سے نکال لیا اُسکی شکل بنکر چلا جب قریب دریا کے پہونچا تو حیران تھا کہ اب کیا کرون مگر مچھلیان دیکھین کہ چھوٹی چھوٹی مچھلیان شناوری کر رہی ہین اور کانون مین اُنکے بالیان پڑی ہین اُن مین مروارید بے بہا

پڑے ہین برق کے مُنھ مین پانی بھر آیا ڈگن نکالی چارہ لگا کر پھینکی مگر مچھلیون کا یہ حال ہی کہ
کانٹے مُنھ مین لیکر پھینک دیتی ہین کہ دریا سے ایک نہنگ نکلا اُسنے برق پر حملہ کیا برق
جان بچا کر بھاگا جی مین کہتا ہی کہ ای برق یہ مقام عجائب و غرائب ہی کہ مچھلیان گرفتار
نہین ہوتین کیونکر نامہ پہونچاؤن ایک گوشے مین آکر چھپا دن بھر تو گذرا رات جو ہوئی صحرا
مین روشنی ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے جنگل سب روشن ہوا فرش بچھا ایک جادوگرنی تخت
پر سوار کئی سو کنیزین ساتھ دریا سے نکلی کہتی ہوئی کہ کیون صاحبو کوئی نیا شخص آیا تھا اُسنے
ارادہ کیا تھا کہ مچھلیان پکڑے مگر یہ مچھلیان کب گرفتار ہوتی ہین کنیزون نے عرض کی یہان
تو کوئی نہین آیا عنبر بار نے کہا تم کیا جانو ہمکو تو خبر ہوئی مگر آنیوالا آئیگا تو پلٹکر نہ جاسکیگا
یہ خبر بھی ملی کہ قدرت نے نامہ لکھا ہی کہ ہفت در بند تیار کر دین ہفت در بند بناؤنگی ایسا
زور و شور سے سحر کرون کہ میان میثاق وغیرہ عاجز ہون سحر نہ کر سکین اگر سحر کرین تو تاثیر
نہ ہو کنیزون نے عرض کی لونڈیان انتظام کو حاضر ہین وسط صحرا مین فرش بچھا فرش پر
آکر عنبر بار بیٹھی گانا سننے لگی ایک ڈومنی بیٹھی ہوئی تانین مار رہی ہی برق نے جو دیکھا
کہ ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بو تیمار کی شکل بنا ہانپتا ہوا
سامنے عنبر بار کے آیا اور نامہ عنبر بار کو دیا عنبر بار نامہ پڑھنے لگی مگر کنیزون نے پشت
پر سے آکر برق کو گرفتار کر لیا ہر چند برق کہتا ہی کہ ای ملکۂ عالم مین آپ کا ملازم ہون
عنبر بار نے کہا کہ او مکار و جعلساز بس اب باتین نہ بنا مین تیرا سر خدمت مین خداوند
کی روانہ کرونگی یہ کہکر حکم دیا کہ برق کو لیجا کر زندان موجہ مین قید کر دو ایک کنیز نے برق
کی کمر مین پنجہ دیا اور دریا مین پھاند پڑی برق بیہوش ہو گیا جب برق کی آنکھ کھلی دیکھا کہ
ایک مکان ہی گرد اُسکے دریاے قہار برق فرنگی اکیلا بیٹھا ہی کہ صبح کو دیکھا ایک طفل
شناوری کرتا ہوا آیا اسی مکان مین پہونچا برق کو دیکھ کر آواز دی کہ ای شخص تو نے کیا
خطا کی کہ زندان موجہ مین مقید ہوا برق نے کہا کہ مین قوم کا گویا ہون گانے مین خطا ہوئی
خلاف وقت کی راگنی گائی اُسی پر گرفتار کیا تاچار ہو گیا کل سے اسی مقام پر قید ہون آب و
دانہ بھی بند ہی طفل نے دریا مین ہاتھ ڈال کر دو روٹیان اور کباب برق کو دیے برق نے

ایک نوالہ کھا کر دوسرا نوالہ طفل کو دیا جب طفل نوالہ کھا چکا تو برق نے پوچھا کہ کیون حضور
اگر یہانسے نکلون تو کیونکر باہر جاؤن سرحد دریا سے نکلنا دشوار ہی طفل نے کہا جب ہاتھ
پاؤگے تو اسی دریا مین کود پڑنا کنارے پر پہونچ جاؤگے بس پھر نکل جانا برق خاموش ہو رہا
تھوڑی دیر مین وہ طفل بیہوش ہوا برق اُسے بیہوش کر کے اُٹھا اور اپنے تئین دریا
مین گرا دیا تو غوطے کھا کر بیہوش ہو گیا جب آنکھ کھلی اپنے تئین کنارے پر دریا کے پایا
طرف صحرا کے بھاگا ایک طرف سے آواز آئی کہ او جانے والے کہان جاتا ہی تو نہین جانتا
یہ مقام ہفت در بند ہی راستہ یہان کا بالکل بند ہی مگر برق نے اُس آواز کا خیال نہ کیا
کہ دور سے دیکھا ایک شیر سو رہا ہی برق کی آہٹ نے اُس شیر کو جگایا شیر نے اُٹھتے ہی
قصد کیا کہ برق پر جا پڑون مگر برق بھاگا کہ پھر ایک جانب سے آواز آئی کہ او
قیدی کہان جائیگا برق نے جواب دیا کہ مجکو مالک نے رہا کیا خطا میری معاف ہوئی
اب ممکن نہین کہ مجھے کوئی گرفتار کر سکے پھر آواز آئی کہ آخر تیرا کیا نام ہی برق نے کہا کہ میرا
نام تان توڑ خان ہی یہ کہکر گانے لگا پھر کہا اگرچہ مین جاہل ہون مگر آپ کرم فرمائین میرا
گانا سُنین تو معلوم ہو کہ گانے والے ایسے ہوتے ہین آواز آئی ہان گا اپنا گانا سُنا ہم ملک سے
تیری سفارش کرینگے برق نے گنگنا کے دو تین تانین مارین ایک ساحر بشکل عجیب و غریب
بیخ نخل سے نکلا گانا برق کا سُن کر جھومنے لگا برق گاتا ہوا اور بتاتا ہوا بڑھا اُس ساحر
نے کہا کہ مجکو خبر ملی کہ قیدی زندان موجہ بھاگا ہوا جاتا ہی برق نے قریب آکر ایک حباب
مار دیا ماہیان جادو بیہوش ہوا برق نے خنجر مار اکہ شکم چاک اور قصہ پاک ہوا اگرا اندھیرا
ہو گیا برق فرنگی اُسی اندھیرے مین بھاگا پھر دور سے دیکھا کہ دریا سے بہت سی مچھلیان نکلین
اور اُس جادوگر کے لاشے مین آکر لپٹ گئین دریا مین کھینچ کر لے گئین عنبر بار جادو تخت پر
بیٹھی تھی کہ مچھلیون نے لاشۂ ماہیان لا کر سامنے پہونچایا عنبر بار نے کہا کہ ارے اسے
کسنے مارا قیدی کو لاؤ چند مچھلیان گئین اور قید خانے سے پلٹ کر آئین عرض کی واری دہان
تو ایک طفل بیہوش پڑا ہی اور وہ قیدی نہین ہی عنبر بار نے کہا ارے غضب ہوا اُس نے
نہنگ خرد سے راستہ پوچھا اُسے بیہوش کر کے نکل گیا اُس طفل کو اُٹھا کر لاؤ مچھلیان گئین

اور اُس طفل کو اُٹھا کر لائین عنبر بار نے ہوشیار کیا وہ طفل روتا ہوا اُٹھا کہا اے ملکۂ عالم
اُس عیار نے مجکو دھوکا دیا اور بیہوش کرکے نکل گیا مین نے بتا دیا تھا کہ اپنے تئین دریا
مین گرا دینا کنارے پر پہونچے گے اُسی طرح وہ نکل گیا ماہیان نے راہ مین روکا وہ بھی
اُس کے ہاتھ سے مارا گیا عنبر بار نے کہا کہ اب بڑی خرابی ہو گئی کہ عیار راستہ دیکھ گئے
دریا مین آ رہین گے سات جادوگر محفل سے چھانٹے کہ نام اُن کے وقت پر عرض کرونگا ساتون
جادوگر فرداً فرداً روانہ ہوے ایک نے دریا سے نکل کر سحر کیا کہ پانی برسنے لگا دوسرے
نے اُس سے آگے بڑھ کر کھیت بنایا کہ اُس مین سر دے لگے ہوے ہین تیسرے نے بڑھکر
سحر کیا کہ سر راہ ایک قلعہ بن کر تیار ہوا چوتھے نے اُس سے آگے بڑھ کر سحر کیا کہ چہار دیوار
آہن کی بن کر تیار ہوئی پانچوین نے اُس سے آگے بڑھ کر سحر کیا کہ ایک نخل کلان زمین پر
روئیدہ ہوا کہ جسکا سایہ دور تک پڑنے لگا ہزارہا طائر اُسپر زمزمہ سرائی کر رہے ہین
چھٹے نے اُس سے آگے بڑھ کر سحر کیا کہ ایک باغ بن کر تیار ہوا کہ جسمین صدہا گلہاے
رنگارنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون و نہرین سلسبیل آسا جاری ہین اور اُسمین حباب شناوری
کر رہے ہین ساتوین نے باغ سے آگے بڑھ کر سحر کیا ایک دشت ویران کف میدان ظاہر ہوا
بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے ہین کسی مقام پر درخت کا نام نہین اگر ذرہ اُڑکر جسم پر پڑتا ہی
تو آبلہ پڑ جاتا ہی یہ تیار کرکے ساحر اپنے اپنے مقام پر چھپ کر بیٹھے مگر برق فرنگی جو
یہانسے نکلا طرف لشکر کے چلا آتا تھا کہ خواجہ سے راہ مین ملاقات ہوئی خواجہ نے
پوچھا کہ میان برق کہان سے آتے ہو برق نے سب کیفیت بیان کی اور کہا ایسی ساحرہ
ہی کہ رات کو نکل کر صحرا مین بیٹھتی ہی جیسے ہی مین نے نامہ دیا کنیزون نے گرفتار کر لیا اور خود
اُسنے بیان کر دیا کہ نامے کی خبر مجکو پہونچگئی بڑی ہوشیار ساحرہ ہی اور کچھ ساحر جمشید نے
بھی اُسکے پاس بھیجدیے ہین مین نے راہ مین آکر یہ خبر پائی کہ سات جادوگرون نے آکر
سات مقام بنائے ہین اپنے کمال پر مغرور ہین اُن کا قول یہ ہی کہ اب اس راہ سے کوئی نہ
آسکیگا جو آئیگا وہ گرفتار ہوگا اگر فرمائیے تو جاکر خبر لون خواجہ نے کہا کہ خبردار تم نہ جانا
یہ کہکر خواجہ سے برق رخصت ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ دیکھا ایک جادوگر جاتا ہی برق

نے بڑھ کر اُس سے ملاقات کی ساحر کی صورت بنا ہوا تھا پوچھا بھائی کہان جاتے ہو اُس نے
کہا کہ ویرانۂ دشت نشین جو اول دربند پر ہی اُسکا بھیجا ہوا ایک کار ضروری کو بخدمت
خداوند جاتا ہون برق نے حباب مار کر اُسکو بیہوش کیا نامہ جھولی سے نکال کر دیکھا اُمین
مرقوم تھا کہ خداوند غلام آپ کا ویرانۂ دشت نشین فلان مقام پر سحر کرکے بیٹھا ہی وہ جنگل
بنایا ہی کہ انسان کی تو کیا حقیقت ہی اگر جانور کا بھی گذر ہو تو جل کر گر پڑے وہ حدت ہی کہ
صحرائے محشر کا نمونہ دکھایا ہی جنگل تپ رہا ہی لیکن اگر آنیوالا یہ اسم جو حاشیے پر مرقوم ہی اسے
پڑھتا ہوا مجھ تک آئے تو جنگل سے گذر کر مجھ تک پہونچے برق نامہ لیکر بہت خوش ہوا اُس
جادوگر کو تو کنارے ڈال دیا آپ اُسکی شکل بن کر کھڑا ہوا اور چاہتا ہی پلٹون کہ نوبت و
نقارے کی آواز کان مین آئی بعد تھوڑی دیر کے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سب کے
آگے آگے میثاق کوہ گردان پشت پر بادشاہ اسلام و جملہ شاہزادیان نمایان ہوے
برق نے بڑھ کر میثاق سے ملاقات کی اور کہا کہ مین صحبت ویرانۂ دشت نشین مین جاتا ہون
میثاق نے برق کی بہت تعریف کی کہ ای برق کیا کہنا حقیقت مین کمال کرتے ہو مین بھی
عقب مین آتا ہون برق آگے چلا عقب مین میثاق روانہ ہوا لیکن برق فرنگی جست و
خیز کرتا ہوا اُس صحرا مین پہونچا وہ گرمی تھی کہ پسینے پسینے ہوگیا آخر وہی اسم پڑھتا ہوا
صحرا کو طی کرنے لگا اب گرمی نہین معلوم ہوتی دشت کو طی کرکے ایک پہلو پر دیکھا کہ ایک قصر
بنا ہی اُس قصر کے دروازے پر بلا تکلف آیا جواب نامہ نامے کی پشت پر لکھ لیا ہی اندر قصر
کے آکر دیکھا کہ مسند بچھی ہی اور ایک جادوگر بشوکت تمام مسند پر بیٹھا ہی گرد اور جادوگر
بیٹھے ہین برق نے آکر سلام کیا ویرانہ نے کہا کہ ای دشت نورد نامہ دے آئے برق نے
کہا کہ یہ نامہ حاضر ہی پشت پر کچھ جواب لکھا ہی غلام نے پڑھا تھا مگر پڑھا نہین گیا ویرانہ
نے وہ نامہ لیکر دیکھا پشت پر مرقوم ہی کہ ای ویرانۂ دشت نشین نامہ تمھارا پہونچا ہم وقت
پر آدین گے قدرت کو اس اسم کی ضرورت نہین تمنے خوب انتظام کیا ہی ویرانہ یہ مضمون
پڑھ کر خاموش ہو رہا برق نے دستبستہ عرض کی کہ جب مین صحبت خداوند مین پہونچا
تو دیکھا قدرت شراب پی رہے تھے مجھسے فرمایا کہ کچھ گاؤ مین نے عرض کی کہ یا خداوند مین

اس علم کو نہین جانتا میرے گلے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ جا ہمنے تجکو علم موسیقی عطا کیا پھر جو مین نے بیٹھ کر گایا تو قدرت بہت خوش ہوے تم بھی گانا سُنو تو کمال خداوندی ظاہر ہو کہ فقط گلے مین ہاتھ لگا گویا کمال حاصل ہوا کیا قدرت کو اختیار ہی جو جسکو چاہین عطا کرین یہ کہکر سامنے بیٹھ کر بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

نام خدا شباب ہی دل مین امنگ ہی
طفلی مین اور رنگ تھا اب اور رنگ ہی

گردن مین آکے سانس اٹکتی ہی بار بار
طوقِ گلو سے اپنے جنون دم بتنگ ہی

تیرے دہن کو لعل سے نسبت ہی کیا بھلا
اعجاز کا نگین ہی یہ اور وہ سنگ ہی

دھکی حقیر پر طلاپ زر مین ہی جو یار
یہ جنگ زرگری ہی کہ سچ مچ جنگ ہی

آیا ہی جب سے باغ مین وہ غیرت چمن
رنگت گلو نسے غنچو نسے خوشبو تنگ ہی

سیر چمن خوش آتی ہی ہم کو نہ سیر دشت
ہی جوش عشق اور ہی دل مین امنگ ہی

غائب ہوے جو آنکھ سے دلمین پہونچگئے
ہر تقیہ میری آنکھ کا اُن کی سرنگ ہی

گل کیطرح سے کھلتے ہین سُن سُن کے غنچہ لب
دلچسپ وہ ہزبر کے شعرون کا رنگ ہی

برق فرنگی نے اس رنگ سے یہ اشعار گائے کہ ویرانہ تعریفین کرنے لگا کہتا تھا کہ ای دشت نورد تم کو قدرت نے بڑا کمال دیا برق نے کہا کہ مراد قدرت کی یہ تھی کہ دربار تمھارا روشن ہو جائے اور گانے کا مزہ ملے مجکو یہ کمال عطا فرمادیا مین دیر تک سامنے قدرت کے گایا انعام بھی دیا اور یہ بھی فرمایا کہ صحبت ویرانہ مین رونق رہیگی ویرانہ کو بڑا کام درپیش ہی قدرت کو پیش و پیش ہی کہ ایسا نہ ہو عیاران اسلام آکر آفت برپا کرین ویرانہ نے کہا کہ کیا مجال ہی عیار کی کہ جو میرے دشت مین آئے یا عیاری کو زبان ہلائے برق نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران اگرچہ آپ نے دفعیہ تحریر کردیا تھا مگر اسقدر گرمی تھی کہ معلوم ہوتا تھا جسم پھُنک جائیگا یہی خوف تھا کہ ایسا نہ ہو پاؤن جل جاوین بمشکل اُس دشت سے نکلا ہون ویرانہ نے کہا کہ اب حدت بڑھیگی تب کیفیت ظاہر ہوگی جو مسلمان قدم رکھیگا وہ جل کر خاک ہو جائیگا اور خاص یہ دشت مین نے واسطے عیارون کے بنایا ہی وہ لوگ بڑے طرار و فرار ہین ہر مقام پر گھس جاتے ہین اگر اس دشت مین آئینگے تو جل بھُن کر وہ

خاک ہو جائینگے اور جو عیار کسی طور سے نکل آیا وہ یہان گرفتار ہوگا برق یہ سُن کر ہنس رہا
ہو کہ ویرانہ دشت نشین نے کہا ایک گلابی شراب کی تو اُٹھا لاؤ برق نے کہا کہ ای
شہنشاہ مین آپ سے عرض کرنا بھول گیا جب قدرت سے ملاقات ہوئی تو مین نے جاکر
قدمون کو بوسہ دیا قدرت نے کہا کہ ہم کو شراب پلاؤ مین نے ارادہ کیا کہ شراب پلاؤن
قدرت نے کہا کہ او بے ادب جس طرح اور ون کو پلاتا ہو اُسی طرح ہم کو بھی پلائیگا مین نے
کہا یا خداوند اگر سر پر شراب رکھونگا تو جام گر پڑیگا فرمایا ہم تقدیر کرتے ہین تو جام سر پر
رکھ مین نے جام سر پر رکھا عمداً چاہتا تھا کہ جام گرے جھپٹ کر بھی چلا توڑے بھی لیے جام سر
سے نہ گرا قدرت کو کئی جام پلائے ایک قطرہ شراب کا نہ گرا نہین معلوم قدرت نے اپنے ہی
واسطے تقدیر کی تھی یا یہ کمال بھی مجکو مرحمت ہوا اسکا بھی امتحان کیجیے وہ خداوند تھے آپ
مالک ہین ویرانہ نے کلید میخانہ ازار بند سے کھول کر دی کہا لو جسکو چاہو تقسیم کرو برق
نے آتے ہی آواز دی آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا خادم یہ سُنکر دو ڑے شراب
اُٹھا اُٹھا کر لیجانے لگے مگر محفل مین ذکر ہو رہا ہو کہ آج اس ساحر کو قدرت نے بڑا مرتبہ دیا
اور سب جواب دیتے ہین کہ قدرت کو خیال آگیا یہی کمال مرحمت فرما دیا اُن کا کیا خرچ ہوا
ہر چند کہ تقدیر بہت جاسے کی کہ جس طرح سب ہین اُسی طرح خداوند بھی ہین اب دیکھین
کیا گذرتی ہو جو لوگ جلسے مین نہ آتے تھے وہ بھی آکر جمع ہو گئے کہ برق فرنگی گلابیان لیکر
آیا رعنائی کشتی کی دیکھ کر سب تعریفین کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یہ شخص بیمثل ہی
برق نے ناچتے ناچتے جام لبریز کر کے سر پر رکھا توڑے لیتا ہوا طرف ویرانہ کے چلا سب
اہل محفل تعریفین کر رہے ہین خود ویرانۂ دشت نشین وجد کرتا ہو مگر سر جھکا کر بیٹھا ہو جیسے
کوئی بڑی فکر مین ہو کہ برق فرنگی توڑے لیتا ہوا سامنے ویرانہ کے آیا سر جھکایا کہا ای
شہنشاہ ساحران قدرت نے ہمیشہ کے لیے یہ کمال عنایت کیا ہی مین نے کیسا کیسا چاہا کہ سر
سے جام گرا دون مگر جام نہ گرا انجام بخیر ہوا بدون رد و قدح آپ کے سامنے آگیا ایسے
شاہون کو سر سے شراب پلانا چاہیے یہ کہہ کر سر جھکایا ویرانۂ دشت نشین نے جام لیا
جام ہاتھ مین لیکر پینے لگا پہلے تو ہاتھ ہلا یا کہ برق کا رنگ و روغن اُڑ گیا سب نے دیکھا کہ ایک

انگریز سامنے کھڑا ہو سب حیران ہو گئے مگر ویرانہ دشت نشین نے کہا کہ صاحبو دیکھو کیا دلیری
ہو کہ بے تکلف میری صحبت مین چلا آیا کس تدبیر سے شراب پلانے کا ڈھنگ نکالا مجکو جب ہی
سحر نے خبر دی تھی جب یہ قصر مین آیا ہو مین جب ہی چاہتا گرفتار کر لیتا مگر خیال مین آیا کہ
عیارون کی باتین سُن لون حقیقت مین یہ لوگ کامل و اکمل ہین جو تدبیر کرین گے اُسکو پورا
کر دین گے کیون مکار تو یہ نہ سمجھا کہ عنبر بار نے جو ان ساحرون کو بھیجا ہو تو یہ کیا بالکل جاہل
ہین کچھ تو نے خوف نہ کیا اور محفل مین گھس آیا اب مین تیرا سر خدمت عنبر بار مین روانہ کر دون گا
کہ ملکہ کو بھی معلوم ہو کہ ہمارے ملازمون نے یہ کام کیا اور یہ تو ملکہ نے خود کہہ دیا تھا کہ ایک
عیار آیا پھر تا نتا لگ جائیگا مگر جو آئیگا مین اُسے فوراً قتل کرونگا قید کرنے سے کیا فائدہ
جہان قید کیا یہ لوگ مکر کر کے چھوٹ جاتے ہین آخر اہل اسلام کا دستور ہو کہ جو ساحر گرفتار
ہو کر گیا یا تو اُسے اپنا مطیع کیا یا فوراً حکم قتل دیا برق فرنگی رونے لگا کہا کہ ای شہنشاہ
ساحران مین نے ہزارہا ساحر قتل کیے اور لاکھون دیکھے مگر آپ ایسا ساحر نگاہ سے نہین
گذرا اب مین آپ کی اطاعت کرونگا یہ سُن کر ویرانہ دشت نشین ہنسا کہا ای برق فرنگی
اب مین تمھاری بات کا اعتبار نہین کرتا برق نے کہا کہ حضور یہی طریقہ اہل اسلام کا ہی کہ
اگر اطاعت کی تو اُسکی جان بخشی ہوئی ورنہ اُسکو قتل کیا مین دل سے اطاعت کرتا ہون
آج سے کل تک عمرو کو لیجیے طلسم کشا کو گرفتار کرلاؤنگا یہان تک کہ کل فرزندان صاحبقران
کو گرفتار کرلاؤنگا اور خود صاحبقران کو گرفتار کر کے آپ کے ہاتھ سے قتل کراؤنگا ویرانہ
نے جواب دیا کہ ای برق کیون اسقدر باتین بناتا ہو مین تیری مکاری کو خوب سمجھتا ہون
کہ جو تو اس وقت کہتا ہو سراسر اسکے خلاف کریگا برق نے کہا کہ حضور آپ تو ساحر بےنظیر
ہین اگر مین اسکے خلاف کوئی امر کرون تو فوراً گرفتار کر کے قتل کیجیے اور پھر اگر مین کوئی عذر کرون
تو ہرگز نہ ملنیے گا برق نے بہت کچھ کہا مگر ویرانہ نے کہا کہ اگر شاید تم سچ بھی کہتے ہو تو ہمکو یقین
نہین خوف ہو کہ تم مار سیاہ ہو جب پہلو پاؤ گے ڈس لوگے ہمارا دل نہین مانتا آج مجکو کئی
دن یہان آئے ہوے گذرے ہین کوئی کام مجھسے نہین ہوا یہ پہلا کام ہو مین اسمین نہ مانونگا
آئندہ جو کوئی گرفتار ہو گا سمجھا جائیگا یہ کہکر سامنے ایک حجرہ تھا اُسمین برق کو بند کر دیا

سر کوب جادو ایک جادوگر ہی اُس سے کہا کہ ای سر کوب تم حفاظت مین برق کی مصروف
رہو کسی وقت غافل نہ ہونا یہ وہ لوگ ہین کہ جنھون نے گھر افراسیاب کا تباہ و برباد کیا
ہوش ربا ایسے طلسم کو فتح کیا جب افراسیاب جادو مارا گیا تو اُسکے بعد حیرت نے
بڑی کد و کوشش کی مگر کچھ نہ بن پڑا اور شاہزادے بھی خروج کر کے نکلے تھے ہنگامہ
بلند تھا اس طلسم کی کیا حقیقت ہی مگر قدرت نے ہم لوگون کے انتظام سپرد کیا ہی یہ لوگ
لڑائی فتح کرینگے سر کوب جادو اس طرح برق فرنگی کی حفاظت مین مصروف ہی کہ حجرے
کے دروازے پر بیٹھا ہی اور کسی کو آنے نہین دیتا کہ رونے کی آواز کان مین آئی
سر کوب نے حجرے کا دروازہ کھول کر کہا کہ کیون میان برق کیون رو رہے ہو
اس دن کی خبر نہ تھی سامنے ایسے ساحر کے چلے آئے برق کے آگے روپون کا ڈھیر تھا
برق نے سر کوب کو دیکھ کر اُسپر چادرہ ڈال دیا سر کوب نے کہا کہ مہتر صاحب یہ روپے
کیسے ہین برق نے کہا کہ حضرت یہ روپیے ہمارے ہین ہی مجکو رُلا رہے ہین اب ارادہ تھا
کہ بنک گھر مین جمع کرین نوٹ لیکر بیٹھ رہین گے اُسکا سود ہمیشہ لیا کرینگے اور
اصل کا روپیہ ہمارا برقرار رہیگا اب نہین معلوم یہ سب روپیہ کسکی تقدیر کا ہی اب تو
ہماری تقدیر سے یہ اُترا کس مشقت سے یہ سب روپیہ جمع کیا تھا وہ سب یون برباد جاتا
ہی اب آج کچھ زور نہین چلتا سر کوب نے جو روپون کا ڈھیر دیکھا مُنھ مین پانی بھر آیا
کہا کیون مہتر صاحب اگر یہ روپیہ ہم کو دے دو تو ہم تمھاری سفارش کرین برق نے قدمون
کو بوسہ دیا کہا ای سر کوب مین وعدہ کرتا ہون کہ بعد قتل بادشاہ مین دلسے اطاعت کرونگا
تم کو ملکون پر بادشاہ کرونگا سر کوب نے وہ روپیے لیکر اپنی دھوتی مین باندھے
برق نے کہا پھر اور بھی کیون باقی رہے جو مجھے ممکن ہی وہ سب لیلو مگر میری جان بچاؤ
سر کوب کے خیال مین گذرا سفارش اسکی کرینگے آئندہ مالک کو اختیار ہی اگر یہ کہیگا
مجھسے روپیہ لیا ہی تو مین انکار کردونگا قیدی کی بات کا کون اعتبار کریگا روپیہ مجکو سب ہضم
ہو جائیگا یہ سوچ کر قریب آیا کہا مہتر صاحب اور جمع نکالو مین مالک کے قدمون
پر سر رکھدونگا اور یہی کہونگا کہ برق کو قتل نہ کیجیے یہ بڑے کام کا عیار ہی ضرور

میرا کہنا مانینگے برق نے ایک پوٹلی اور دی اور کہا نقدی اب میرے پاس نہین ہی سرکوب نے پوچھا اسمین کیا ہی برق نے کہا کھول کر دیکھو سرکوب اُس پوٹلی کو لیکر گرہ کھولنے لگا دیکھا پوٹلی کھُلتی نہین کہا میان برق صاحب اب تم تردد نہ کرو مین ضرور تمکو بچالونگا برق نے پوٹلی کی گرہ کا حال بتایا کہ اس طرح گرہ کھولو جیسے ہی سرکوب نے گرہ کھولی سڑا کا ہوا دھوان نکلا سرکوب بیہوش ہوگیا جیسے ہی سرکوب بیہوش ہوا برق نے زبان مین سوزن دی اور گلے مین گیند عیاری کا ٹھونس دیا ہتھکڑیان بیڑیان پہنا دین اور اپنے جسم سے قید دور کی آپ سرکوب کی شکل بن کر نکلا اور سرکوب کو اپنی شکل بنا دیا ہی تھوڑی دیر دروازے پر حجرے کے بیٹھکر دربار مین ویرانۂ دشت نشین کے آیا کہا ای شہنشاہ ساحران عجب معرکہ گذرا کہ مین دروازے پر قید خانے کے بیٹھا تھا کہ ایک سناٹا ہوا مین نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ خداوند جمشید اول مع جمشیدن تخت پر اڑے ہوے جاتے ہین مین نے کوئی بادشاہ جلیل جانکر سلام کیا فرمایا ای سرکوب تو نے ہم کو پہچانا کہ ہم کون ہین مین نے اُنسے دست بستہ عرض کی کہ فدوی نے نہین پہچانا اُنھون نے فرمایا کہ ہم خداوند سابق ہین تم لوگ ہم کو مردہ جانتے ہو قدرت کہین مرسکتے ہین اب تیرا بڑا رتبہ ہوگا کہ ہمارے دشمن سخت کی حفاظت کر رہا ہی لیکن عمرو عیار آنے کو ہی اُسکی فکر رکھنا اگر اُسکو گرفتار کرلیا تو کل لڑائی فتح ہی ہم بھی اسی فکر مین نکلے ہین ڈھونڈھ کر اُس کو لاتے ہین مگر تم کو مناسب یہ ہی کہ صحراے ویران مین جاؤ ایک نخل کلان جو اُس صحرا مین ہی عمرو تھک کر وہان بیٹھا ہی وہان سے گرفتار کرلاؤ ہم بھی تمھین مدد دینگے ویرانہ نے کہا کہ ای سرکوب جلدی جاؤ برق فرنگی وہان سے نکلا جنگل مین آکر پھرنے لگا دیکھا ایک جادوگر جاتا ہی اُسکو پکار کر بلایا حباب مار کر بیہوش کیا بیہوش کرکے عمرو کی صورت بنایا لیکر بھاگا دربار مین ویرانہ کے آیا کہا ای شہنشاہ مین نے جاکر دیکھا کہ یہ جڑ مین چھپا بیٹھا تھا مجکو دیکھ کر بھاگا مین پیچھے دوڑا مگر یہ تو ہوا ہی کب اسکو پاسکتا تھا اُس وقت تخت خداوند جمشید اول پھر ظاہر ہوا ظاہر مین مرگئے ہین مگر سب طرح کا اختیار رکھتے ہین تخت پر سے آواز دی کہ او زمین پائون عمرو کے تھام لے عمرو لڑکھڑا کر گرا زمین پر اب بھی قدرت کا قبضہ ہی کچھ سحر نہین کیا

فقط اتنا کہا کہ ای زمین دشمن ہمارا نکلا جاتا ہی اسکے پانون پکڑ لے اُسی وقت زمین سے دھوان
نکلنے لگا عمرو گر کر بیہوش ہوا مین نے گرفتار کیا مگر مجھسے فرمایا کہ ای سرکوب وای مقبول درگاہ
بادولت اب اس کو ہوشیار نہ کرنا جاتے ہی قتل کر ڈالنا ہرچند کہ ویرانہ کو گرفتار ہونے
سے عمرو کے بڑی خوشی ہوئی لیکن دل دھڑک رہا ہی کہتا ہی کہ یہ کیا بات ہی کہ اس خوشی مین
یہ دل کی دھڑکن آج تو وہ دن ہی کہ ساحر خوشیان کرین وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس نے
عنظلی آباد کو تباہ و برباد کیا کیسے کیسے ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے مگر ہمارا اقبال
کہ ہمنے گرفتار کر لیا سرکوب نے کہا اب مین اسے قتل کرتا ہون یا حکم ہو تو جنگل مین لیجا کر
قتل کرون ویرانہ نے کہا جنگل مین لیجا کر قتل کر دیہ بھی سُنا ہی کہ جس مقام پر یہ لوگ قتل ہونگے
وہ زمین آباد نہ ہوگی جنگل اگر ویران ہوگا تو کوئی حرج نہین ہی وہین سے سر کاٹ لاؤ یہ سنکر
برق فرنگی بھاگا جنگل مین آکر اُسکا سر کاٹا مرنے سے آواز بھی بلند ہوئی یہی برق فرنگی کو خیال
تھا کہ جب جادوگر کا سر کٹیگا صورت بدل جائیگی آواز بھی ہیر دین گے یہان جنگل مین کون
سننے والا تھا سر کاٹکر پھر سر کو بشکل سر عمرو آراستہ کیا لاشہ پھینک دیا سر کو اپنے رومال مین
باندھ کر دربار مین لایا ویرانہ نے سر عمرو دیکھا سب خوشیان کرنے لگے مگر ویرانہ خاموش
بیٹھا ہی سوچ رہا ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ کیا کیفیت ہوئی کہ عمرو اتنی جلدی مارا گیا سب کتابون
مین یہی لکھا ہی کہ عمرو کی قضا ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی پھر سرکوب نے کیونکر مارا برق
نے جو دیکھا کہ ویرانہ خاموش بیٹھا ہی کہا ای شہنشاہ ساحران آپ کا مطلب مین سمجھا یہ
مطلب ہوگا کہ عمرو ایسا شخص اسطرح مارا گیا حضور خود خداوند کو منظور ہوا خود آکر موجود
ہوگئے تقدیر کر کے گرفتار کرایا قتل مین بھی شریک ہوئے آپ کیون سوچتے ہین ویرانہ
کو ان باتون سے تسکین ہوئی شگفتہ ہو کر کہا کہ ای سرکوب مجھے بڑا انتشار یہ ہی کہ سب
کتابون مین یہی لکھا ہی کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی مگر معلوم ہوا کہ قدرت
نے تقدیر پلٹ دی پُرانے خداوند ہین اب بھی جبین کرتے پھرتے ہین کتابون کا لکھنا خلاف
کرا دیا آپ آکر عمرو کو گرفتار کرایا اگر قدرت نہ آتے تو عمرو کبھی گرفتار نہ ہوتا سرکوب نے
جواب دیا بیشک نہین معلوم کیا آفت برپا کر دیتا یہ کہکر سر سامنے ویرانہ کے ڈال دیا اور

کہا ای شہنشاہ آج تو ایسی خوشی ہی کہ دل چاہتا ہی گائین بجائین بیٹھ کر سحر یاد کرین شراب اسقدر پئین کر روح سامری شاد ہو یہ کہکر خوشیان کرنے لگا بایان اُٹھا کر سیدھا سیدھا ٹھیکہ چھیڑ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

شب وصلت جو ہین پچھلے پہر تکبیر ہوتی ہی
موذن کی صدا حق مین ہمارے تیر ہوتی ہی

اشارہ ہی کرینگے قتل اپنے ہاتھ سے مجکو
جو قبضہ چوم کر زیب کمر شمشیر ہوتی ہی

تلاش رزق مین کیون در بدر پھرتے ہوے صبح
نہین ہوتا ہی کچھ جب گردش تقدیر ہوتی ہی

خفا ہو کر مری جانب سے مُنھ کیون پھیر لیتے ہو
سوا بوسے کے مجھسے کونسی تقصیر ہوتی ہی

قلم کرتا ہی سر کس جرم پر تو شمع محفل کا
خطا سرزد یہ تجھسے ناحق ای گلگیر ہوتی ہی

بناتے ہین ادھر اک میکدہ ہم رند ای ستوت
اُدھر زاہد مین مسجد اگر تعمیر ہوتی ہی

یہ اشعار جو برق نے سامنے ویرانہ کے گائے ویرانہ خوش ہوگیا شراب منگوا کر محفل مین رکھوائی برق نے اُلٹ پلٹ کرکے بیہوشی ملائی قصد ہی کہ پلاؤن کہ ایک خدمتگار سرکوب کا قیدخانے مین پہونچا دیکھا قیدی بیہوش پڑا ہی جگانے لگا جگانے سے جب اُسکے ہوشیار نہ ہوا تو اُسنے پانی مُنھ پر چھڑکا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی سرکوب ہوشیار ہوا خدمتگار نے پوچھا آقاے نامدار یہ کیا ماجرا ہی سرکوب نے طرف گلے کے اشارہ کیا خدمتگار نے گیند نکالا اب سرکوب باتین کرنے لگا سرکوب نے خدمتگار سے کہا کہ دربار مین ویرانہ کے جا دیکھ وہان کیا ہو رہا ہی خدمتگار جو پہونچا دیکھا محفل عیش آراستہ ہی سرکوب نقلی سب کو شراب پلایا چاہتا ہی خدمتگار نے پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ ساحران آقا میرا سرکوب قیدخانے مین بیہوش پڑا تھا رنگ و روغن چہرے پر ملا تھا مین نے پانی ڈالا رنگ و روغن تو اُڑ گیا اور صورت اصلی ظاہر ہوئی اُنھون نے مجھسے کہا کہ دربار مین جاکر دیکھ کہ کیا ہو رہا ہی یہان رنگ ہی اور ہی شراب کا چرچا ہو رہا ہی ویرانہ دشت نشین نے وہ شراب کتے کو پلائی کتا سر پٹکنے لگا آخر برق کو گرفتار کیا برق نے چاہا تھا کہ بھاگ کر نکل جاؤن مگر ویرانہ نے نہ جانے دیا کہا اگر بڑھیگا تو ابھی ابھی پھونک دونگا برق ناچار ہو کر کھڑا رہا ساحرون نے گرفتار کر لیا اب جو مُنھ دھویا

صورت اصلی نکل آئی ویرانہ بہت جھلایا کہا میدان خونی کی تیاری کرو مین جانتا تھا کہ یہ ظالم ضرور فتور کریگا سر کوب کو قیدخانے سے بلوایا سب حال پوچھا اُسنے سب حال بیان کیا مکاری برق کی ظاہر ہوئی اُسی وقت میدان خونی کی تیاری ہونے لگی دارین استادہ ہوئین ویرانہ سامنے آکر بیٹھا جب جلاد جمع ہو چکے تو عرض کی گئی کہ سب سامان تیار ہو ویرانہ نے حکم دیا کہ برق کو لاؤ سب ساحر برق کو کشان کشان لائے اُسوقت برق نہایت بیقرار و اشکبار ہوا ایک ایک کے آگے ہاتھ باندھتا ہو کہ یارو بیخطا ہون مگر کوئی نہین سُنتا ہر ایک کا یہی قول ہو کہ اس ظالم نے دن دہاڑے یہ عیاری کی اگر رات ہوتی تو کیا قیامت برپا کرتا معلوم ہوا کہ کوئی فقرہ اسکا عیاری سے خالی نہین ہو جلادون نے برق کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور کہا اب کیون گڑگڑاتا ہو تیری کون سُنے گا مکاریان تیری ظاہر ہوئین ایک جلاد نے گردن پر کوئلے کا خط دیا جب تو برق فرنگی بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر

نظم

ای بندۂ خدا تو خدا از خدا طلب	در دل مدار غیر خدا ما سوا طلب
درکار ہرچہ ہست ترا از خدا طلب	مطلب طلب مراد طلب مدعا طلب
در دل امید نیک و بد از بندگان مدا	گر بندۂ خدائی و مرد خدا طلب
گردن مکش ز حکم الٰہی و دم مزن	سر نہ بخاک عجز و ہمیشہ رضا طلب
ہر مطلبے کہ ہست ز مطلوب خویش خواہ	ہر مقصدے کہ ہست از ان آشنا طلب
آرام جان ز حضرت جانان سوال کن	تسکین دل ز درگہ آن دلربا طلب

برق نے بلک بلک کر جو دعائین مانگین زندگی سے ناامید ہو چکا ہو کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قضلائے کار میثاق کوہ گردان جب صحرا مین پہونچا تو گرمی سے ایسا پریشان ہوا کہ عرق عرق ہو گیا جب زیادہ بلند ہوا تب گرمی موقوف ہوئی اُس مقام پر پہونچا اور دیکھا کہ برق فرنگی زیر تیغ بیٹھا ہو کرسی پر ویرانۂ دشت نشین بیٹھا ہو جلاد برق کو گھیرے ہوئے ہین کسی کے ہاتھ مین خنجر کسی کے ہاتھ مین تلوار کوئی گولہ لیے کھڑا ہو کسی کے ہاتھ مین تیر و کمان ہو ویرانہ کہ رہا ہو کہ ارے اسے جلد قتل کرو ایک جلاد کہ سب مین قوی تن و قوی من تھا

اُسنے سب کو ہٹایا اور خنجر لیکر چلا برق نے آنکھیں بند کرلیں سوچتا ہی کہ کہاں کہاں گئے
اور کیا کیا عیاریاں کیں مگر قضا یہاں پر تھی جیسے ہی جلاد نے چاہا کہ خنجر ماردوں میثاق
نے ہاتھ ہلایا کہ ایک برق کڑک کر گری جلاد کا سر اُڑگیا ویرانہ نے دیکھا کہ آسمان سے برق
آئی اُسنے جلاد کو مارا اور ایک سہرہ پنجہ گرا ہی وہ کمر میں برق کی پڑا ہی اور اُٹھا کر لے چلا ہی
ویرانہ نے کہا کہ ارے تو کون چاہا پنجے کو روکوں مگر یہ سحر میثاق کو وہ گردان ہی بھلا کب
روکے سے رُکتا ہی لیکر بلند ہوگیا مگر ویرانہ نے دیکھ لیا کہ میثاق کھڑا سحر کر رہا ہی
للکار کر اپنے مقام سے اُٹھا میثاق پر کئی سحر کیے مگر میثاق ان ایسوں کے سحر کو کب
مانتا ہی ہر ایک سحر کو دفع کیا برق کو تو پنجے لے گیا اب ویرانہ سے اور میثاق سے لڑائی
پڑی سب نے مل کر میثاق پر سحر کی بوچھار کی مگر میثاق نے سب کے سحر دفع کرکے ایک کارد
پھینکی کہ جس سے مس ہوگئی اُسکا سر کٹ کر گر پڑا کئی سو جوان ساحران کارگزار جو ہمراہ
ویرانہ تھے سب مارے گئے اب ویرانہ چاہتا ہی میں نکل جاؤں مگر میثاق آسمان سے
اُتر آیا زمین پر جما ہوا کھڑا ہی ویرانہ سے رد و قدح ہو رہی ہی جو سحر ویرانہ نے کیا اُسے
میثاق نے دفع کردیا اور جو سحر میثاق نے کیا ویرانہ بمشکل دفع کرتا ہی تلواریں
برس رہی ہیں ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی ویرانہ نے جان پر کھیل کر آخری سحر کیا شانہ
میثاق کا زخمی ہوا میثاق نے اُس زخم کا خون لیکر کارد پر لگایا اور کارد پھینک ماری
ویرانہ نے دیکھا کہ کارد مثل شعلہ چمکتی ہوئی طرف سینے کے آتی ہی چاہا بھاگ جاؤں
زمین نے پاؤں تھام لیے اب ویرانہ ناچار ہوا کبھی اپنا ہاتھ کاٹ کر خون پھینکتا ہی
کہ اس خون کو لیکر کارد ہٹ جائے مگر وہ کارد تو جانگیر ہی ویرانہ کے قتل کی تدبیر ہی کبھی
دستکیں دیتا ہی جب دیکھا کارد نہیں رُکتی تو جھولی سے ایک پتلی نکالی پتلی پیتل کی سنہری
سامنے کھڑی کردی خیال یہ تھا کہ یہ پتلی کارد کو تھام لیگی مجھ تک نہ آنے دیگی مگر کارد جب
قریب پتلی کے آئی پتلی نے ہاتھ ڈال دیا مگر اُف کہکر چھوڑ دیا وہ کارد پتلی کے سینے پر پڑی
توڑ کر پشت کو پار گذری پتلی تو زمین پر گر کر جلنے لگی وہ کارد پھر اُسی طرح طرف سینہ ویرانہ
کے چلی جب تو ویرانہ ناچار ہوا بھاگ نہیں سکتا چاہتا ہی پر پرواز پیدا کروں پر بھی باز و پر

پیدا نہ ہوے زمین پر پڑا لوٹ رہا ہی کہ کاردا آکر سینے پر پڑی توڑ کر پشت کو پار گذری ویرانہ کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا میثاق ویرانہ کو مارکر پلٹا صحرا مین آکر دیکھا کہ پنجۂ سنہرا جو برق کو اُٹھا لایا تھا صحرا مین لیے ہوے ہی برق چاہتا ہی مین چھوٹون تو جاکر دیکھون کہ میثاق نے کیا کیا مگر پنجے نے برق کو نہ جانے دیا میثاق نے آکر کہا کہ ای خنجر والا گُہر ویرانہ مارا گیا اب تمھین جو بن پڑے وہ کرو میثاق تو رخصت ہو گیا برق فرنگی اول مقام ویرانہ پر آیا دیکھا تمام علامتین نابود ہوئین ویرانہ کی شکل بناکر چلا مقام ویرانہ کو طے کرکے سامنے پہونچا دیکھا کہ ایک باغ ہی دروازہ اُسکا مثل آغوش عاشق کُھلا ہی اُس دروازے کے آگے برقین چمک رہی ہین برق حیران ہوا کہ اب کیا کرون ایسا نہو کہ مین اندر جاؤن کوئی برق مجھپر گرے اور ٹکڑے ٹکڑے کرے کھڑا ہوا حیران دیکھ رہا ہی کہ باغ کے اندر سے ایک عورت نکلی بھاری کپڑے پہنے یہ اشعار گاتی ہوئی نظم

دامن نہ چھوٹا مر کے بھی دشتِ غبار انگیز کا — مین اک بگولہ بن گیا صحراے وحشت خیز کا
تا حشر مٹنے کا نہین لالے کا داغ ای باغبان — دھبا ہی میرے خون کا دامن ہی اُس خونریز کا
شوقِ شہادت مین یہان ہر وقت کٹتا ہی گلا — عالم رگِ گردن مین ہی قاتل کی تیغ تیز کا
بیداد دلبر کی سند کچھ اور ہم رکھتے نہین — دل ہاتھ مین ظالم کے ہی کیا کام دستاویز کا
آشفتہ مو سنبل بھی ہی سرگشتہ بوے گُل بھی ہی — سودا چمن کو ہو گیا اُس زلف عنبر بیز کا
جز بادہ نوشی ساقیا کوئی نہین جسکی دوا — پرہیزگارون کو ہوا اچھا مرض پرہیز کا
وسعت نہین آفاق کی تیری یہ جولان گاہ ہی — گردش ہی ہفت افلاک کی کاوا ترے شبدیز کا
ڈرتے نہین ہم ای جلال آشوب روز حشر سے — دیکھا ہی ہمنے حادثہ عشق بلا انگیز کا

اُس عورت نے جو یہ اشعار گائے برق کو ایک ولولہ پیدا ہوا طرف اُس عورت کے چلا اُس عورت نے اشارے سے برق کو بُلایا جب برق قریب اُس عورت کے پہونچا وہ جو برقین تڑپ رہی تھین سب برق کو لپٹ گئین اُس عورت نے آکر برق کا ہاتھ تھاما کشان کشان اندر باغ کے لے گئی گلفروش جادو جو یہان کا حاکم ہی بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی کہ وہ عورت برق کو لیے ہوے آئی کہا ای شہنشاہ یہ بھیا کون شخص بطرف باغ کے آتا تھا مین نے گرفتار کر لیا

گلفروش اُٹھا قریب آکر کہا کہ ای ویرانہ دشت نشین تم کیون یہان آئے برق فرنگی نے
جواب دیا کہ آپ کی ملاقات کو آیا تھا منظور ہوا کہ کچھ اپنا حال کہون اور کچھ آپ کا حال سُنون
لشکر بادشاہ اسلام قریب آچکا ہی جو تدبیر بتائیے وہ کرون گلفروش نے قریب آکر مُنھ پر ہاتھ
پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا گلفروش نے دیکھا کہ ایک انگریز قنتورہ زر بفتی سے
آراستہ سامنے کھڑا ہی گلفروش نے کہا کہ مہتر صاحب آپ ہین معلوم ہوتا ہی کہ ویرانہ
مارا گیا مگر میرے سحر سے کوئی نہین بچ سکتا مین ایسے دھوکے نہ کھاؤنگا پکار کر آواز دی کہ ای
گرم آفتاب نما اسکو لیکر قید کرو ایک جادوگر پہلوے باغ سے آیا اُسنے آتے ہی برق فرنگی
کو پکڑ لیا اور کشان کشان لیکر چلا سامنے حوض تھا جس مین آب صاف و شفاف بھرا تھا اُسمین
برق کو ڈھکیل دیا نہین معلوم برق پر کیا گذری کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا مگر میثاق
جب برق فرنگی کے ساتھ سے پلٹا تو ایک صحرا مین آکر دیکھا کہ ایک راہگیر ایک مسافر کے
کپڑے اُتار رہا ہی عقل سے سمجھ گیا کہ یہ ہمارے پیر و مرشد ہین پکار کر آواز دی کہ ہان ای
اُستاد والا نژاد یہ ملعون اسی کے لائق تھا کہ کپڑے اسکے اُتار لیجیے اور کنوین مین اس کو
ڈال دیجیے یہ سُن کر خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ میثاق کوہ گردان آتے ہین پکار کر آواز دی
کہ ای وزیر اعظم کہان سے آتے ہو صبح کا وقت بُہنی ہٹے کا زمانہ یہ بےحیا سامنے آگیا اسی
کو غنیمت جانا کہ بُہنی تو ہو جائے دن بھر خالی نہ گذرے ای میثاق عجب عسرت مین گذرتی
ہی ابکی مہینے مین ایسی کمی پڑی کہ سود تک نہین پہونچا مہاجن مجکو ڈھونڈھتے پھرتے ہین کہو کیا
ہوا میثاق نے کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری برق نے دربند اول فتح کیا مگر طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ دوسرے دربند پر برق جو گیا تھا وہان کچھ افتاد پڑی ورنہ اب تک پلٹ کر
آجاتا ایسا نہ ہو خدانخواستہ اُسکو کوئی قتل کر ڈالے تو مشکل ہو خواجہ نے فوراً صورت
بدلی طرف باغ گلفروش کے چلے میثاق آسمان پر سے دیکھتا ہوا جاتا ہی کہ جب خواجہ
سامنے باغ کے پہونچے وہی علامت دیکھی کہ برقین تڑپ رہی ہین ایک گوئیے کی شکل بنکر ایک
نخل کے نیچے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

بندۂ عشق ہون کیونکر نہ کرون مدحتِ عشق	دیکھا جس سمت نظر آئے مجھے حضرتِ عشق

فخر سے میرے قدم چومنے مجنون آیا ✦✦ لیگئی جب مجھے صحرا کی طرف شدت عشق
اب مرے سامنے منعم کی حقیقت کیا ہی ✦✦ دل غنی ہی مرا ہی پاس مرے دولت عشق
کیا مزہ اسمین ہی ذلت کے سوا ای سطوت ✦✦ خواب مین بھی نظر آئی نہ مجھے صورت عشق

اس رنگ سے خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ وہ ہی عورت باغ سے نکلی مگر سر ہلاتی ہوئی اور پکار کر آواز دی کہ ای گویے تو کس مصیبت مین مبتلا ہی کہ تنہا بیٹھا گا رہا ہی عمرو نے جواب نہ دیا اُس عورت نے قریب آکر ہاتھ عمرو کا تھام لیا کہا ارے چل گلفروش تیری بڑی قدر کریگا وہ مرتبہ اعلےٰ ملیگا کہ تو نہال ہو جائیگا یہ کہکر ہاتھ اُٹھایا یا تو برقین تڑپ رہی تھین گویا راستہ در باغ کا رُکا تھا یا وہ برقین سب غائب ہوگئین خواجہ بے خوف اُس نازنین کے ساتھ باغ مین آئے دیکھا چار جانب گلہائے رنگارنگ زمین پر پڑے ہین ہوا سے اُڑتے پھرتے ہین طائران نغمہ سرا درختون سے گرتے ہین اُن پھولون کو اُٹھا کر لیجاتے ہین اپنے آشیانے بناتے ہین خواجہ گنگناتے ہوے اُس نازنین کے ساتھ آتے ہین طائرون نے جو خواجہ کو آتے ہوے دیکھا منقارون سے پھول گرا دیے شاخون پر جا بیٹھے وہ پھول سب انگارے ہوگئے جس طرف خواجہ جاتے ہین وہ انگارے دوڑتے ہین چاہتے ہین کہ پانو مین لپٹ جائین اُس نازنین نے پکار کر کہا کہ ای شعلہ خوار یہ گویا ہی مین اسکو ساتھ لاتی ہون کچھ خیال نہ کرو تب وہ شعلے پھر پھول معلوم ہونے لگے اس طور سے خواجہ وسط باغ مین پہونچے دیکھا گلفروش مسند پہ بیٹھا ہی پکار کر کہا کہ ای دلفریب یہ دوسرا کون شخص ہی کہ جسکو اپنے ساتھ لائی ہو سارا باغ پریشان ہو رہا ہی دیکھتی ہو کہ طائران باغ پھول نہین اُٹھاتے سنبل نے بال کھول دیے ہین لالہ با دل داغدار اپنا داغ دکھا رہا ہی یہی مراد ہی کہ غیر باغ مین نہ آنے پائے ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آجائے تو باعث خرابی ہو مشہور ہی کہ ویرانہ مارا گیا اب عیار اس طرف رُخ کرینگے مجکو بڑی احتیاط چاہیے اُس عورت نے کہا کہ ای شہنشاہ کوئی آپکے حکم کے خلاف نہ کریگا مگر یہ گویا آوارہ ہو کر ایک نخل کے نیچے گا رہا تھا مین بلا لائی کہ آپ بھی گانا سنیے اگر گانا سنین گے تو بہت محظوظ ہونگے گلفروش نے کہا کہ ای دلفریب قدرت نے لکھا ہی کہ عمرو ضرور اس باغ مین آویگا فکر سے غافل نہ رہنا خواجہ حیران حیران چار جانب

دیکھ رہے ہین اب جو یہ باتین ہوئین خواجہ نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران ایسا نہ ہو کہ آپ کو پریشانی ہو مین ابھی نکل جاؤن یہ کہکر پلٹنے لگے گلفروش نے ہاتھ ہلا دیا کہا صاحبو دروازہ بند رکھو ایسا نہ ہو کہ کوئی افتاد پڑے پھر کسی کے کیے کچھ نہ ہو سکیگا گلفروش کے کہنے سے دروازہ بند ہو گیا طائر اپنے اپنے آشیانون مین جا بیٹھے خواجہ نے کہا کہ حضور مجکو کیا حکم ہوتا ہی میرا ٹھہرنا ایسے مقام پر مناسب نہین کہ آپ کو شک ہوتا ہی دلفریب نے کہا کہ میان گوئیے صاحب دو چار اشعار گائیے پھر چلے جائیے گا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جھولی سے ڈ نکالی اور اُسمین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین	راحت سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے	ای دام کشو دیکھو صیاد اسے کہتے ہین
قصے گل و بلبل کے کل مین نے کہے اُسنے	باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
تصویر تصور نے کوچے کی ترے کھینچی	فردوس اُٹھا لایا شداد اسے کہتے ہین
ناسخ کے قمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین	قول اہل سخن کا ہی اُستاد اسے کہتے ہین

اس طرح سے عمرو نے یہ اشعار گائے کہ گلفروش جھومنے لگا دمبدم کہتا تھا کہ بڑے میان کیا خوب گاتے ہو یہ باغ پُر بہار ہی میوے کھاؤ یہین رہو عمرو نے جو اتنا اشارہ پایا دو کے پانچ چھ امرود توڑے چاکو اپنے پاس سے نکالا پھاکین بنا کے سامنے گلفروش کے لائے گلفروش نے کہا کہ بڑے میان تم کھاؤ تم ہمارے مہمان ہو خواجہ نے کہا عنایت حضور کی مگر آپ نوش فرمائیے تو دل کو میرے ڈھارس ہو مین اب اس باغ سے نہ جاؤن گا جس میوے کا خیال کرتا ہون اُس میوے کو اس باغ مین پاتا ہون حقیقت مین آپنے کیا انتظام کیا ہی کہ فصل و غیر فصل کا میوہ موجود ہی میرا جی چاہتا ہی کہ ایک قاش حضور کو کھلاؤن اور ایک بی دلفریب کو کھلاؤن گل طائر مُنھ اُٹھا کر مجکو دیکھتے ہین مین ڈرتا ہون کہ ایسا نہ ہو مجھپر ٹوٹ پڑین تو پھر جان کا خوف ہی گلفروش نے کہا کہ میان گوئیے صاحب تم کو طائر آزار نہ پہونچائین گے یہ طائر کرامات خداوندی کے ہین دشمن کے جویا ہین کہ اگر دشمن مل جائے تو اُسکو ہلاک کرین تم اپنے اوپر کچھ گمان نہ کرو تم کو تو امان دی یہ باتین

سُن کر خواجہ نے قاش امرود گلفروش کے مُنھ مین دی گلفروش نے جیسے ہی وہ قاش
کھائی کہا بڑے میان صاحب اس لذت کا امرود کبھی ہم نے نہین کھایا دلفریب نے آکے
خواجہ سے کہا کہ ایک قاش ہمکو بھی دیجیے خواجہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ امرود مین نے بڑی
مشقت سے توڑے ہین جس درخت مین پختہ دیکھا اُسے توڑلیا تو مالک نے بھی پسند فرمایا
یہ کہکر ایک قاش کاٹی نمک اُسپر چھڑکا کھالو بی دلفریب ہم تو تمھارے ممنون احسان ہین
کہ تم ہمکو اس باغ مین لائین ورنہ ہم کیونکر آسکتے ہزار طرح کی خرابیان تھین مگر تم نے یہ
احسان کیا کہ ہم کو یہان تک پہونچایا اب ہماری بات کا بُرا نہ مانو ہم ضعیف آدمی ہین
تمھارے کام کے نہین دلفریب نے ہنس کر کہا کہ کیون بڑے میان تمھارا کیا نام ہی باتین
تو خوب بناتے ہو عمرو نے کہا کہ میرے ہاتھ سے امرود نوش فرمائیے یہی میری خوشی ہی دلفریب
نے مُنھ کھول دیا قاش کو مُنھ مین لیا جیسے ہی عمرو کھلا کر ہٹا گلفروش نے پُکار کر کہا کہ ای
بڑے میان صاحب اس قاش مین کیا تھا سر گردش کرتا ہی عمرو نے کہا کہ ذرا ٹہلیے ہوا
لگے تو گرمی موقوف ہو دلفریب و گلفروش جیسے ہی اُٹھے لڑکھڑا کر ایک تھالے مین گرے
عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو سہ عمروم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم + رنگ از رُخ بختک بداختر
ببرم + در مجلس خسروان چو گردم ساقی + تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم + نعرہ کرکے عمرو نے
گلفروش کو قتل کیا جیسے گلفروش کو خنجر مارا اور گلفروش کا سر کٹا وہ طائر جو درختون
پر بیٹھے تھے وہ سب زمین پر گرے ساحرون کی شکل بن کر عمرو پر حملہ آور ہوے عمرو نے
چاہا جست کرکے نکلون مگر کئی سو ساحرون نے جو سحر کیا خواجہ ایک مقام پر گرے زمین
نے پاؤن تھام لیے جادوگر تلوار کھینچ کر چلے کہتے ہوے کہ او مکار تو نے ہمارے افسر کو
مارا ہماری آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی ایسا نہ ہو کہ خداوند کو خبر ہو جائے یا عنبر بار
سُن لین تو فرمائین گی کہ تم سب دیکھا کیے اور افسر تمھارا قتل ہو گیا عمرو کے تو پاؤن
زمین تھامے ہی ہر چند عمرو کہتا ہی کہ بھائیو مین نے گلفروش کو نہین مارا گلفروش
کو دلفریب نے قتل کیا مین چاہتا تھا کہ دلفریب کو اس جرم پر قتل کرون تم لوگون نے
مجھے عیار سمجھا جادوگرون نے کہا کہ او مکار تیری باتون سے فریب پیدا ہی گلفروش

ایسے افسر کو قتل کیا اور پھر باتین بناتا ہی ہم تجکو زندہ نہ چھوڑین گے ضرور قتل کرین گے تلوار کھینچ کر جب جادوگر بڑھے تو عمرو بیقرار ہوا تڑپ کر دعائین مانگنے لگا کہ ای خالق لیل و نہار و ای معین و مددگار ان دشمنون کے ہاتھ سے بچالے رحم اپنا شریک کر نظم

فی الحقیقت خانۂ دنیا سرای محنت است
معدن رنج و غم و آلام و دکان آفت است
طالبان ذات حق را فقر و فاقہ دولت است
خاکساران خدا را خاکساری دولت است
حب دنیا وحشت است و نخوت است و غفلت است
زحمت است و ذلت است و حسرت است و حیرت است
بر سر استادہ است در دنیای دون پیک اجل
آخرین دم ہر دم و ہر وقت وقت رحلت است
ہر چہ ہست اندر کفت امروز حق دیگر است
مال بیگانہ تمام این گنج و مال و دولت است
قوتش ناقوتی و طاقتش ناطاقتی
فرصت اش غمگینی و عزت سراپا ذلت است
ہند یا ہرگز منال اندر غم مال و منال
زانکہ در دنیا مآل مال داغ حسرت است

عمرو بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہا ہی اور جادوگر اکٹھا ہو کر چلے تلوارین کھینچے ہوے چاہتے ہین کہ عمرو پر وار کرین عمرو نے بیقرار ہو کر عرض کی کہ ای خالق کون و مکان و ای رب دو جہان تو مجھسے کوہ سراندیپ پر وعدہ کر چکا ہی اور مین نے اب تک اُس مُبری چیز کا خیال بھی نہین کیا آج تو بالکل ملک الموت سامنے ہی یہ تو ظاہر ہی کہ مین بے گناہ معصوم ہون جب مرونگا تو بہشت کے سوا کہان جاؤنگا بہشت مین سنتا ہون جواہر کے مکان ہین دیوارین تک کھود کر زنبیل مین رکھ لونگا پس مجکو نہ بلائیے ورنہ وہ مقام ویران ہو جائیگا جادوگر باتون پر عمرو کی ہنستے ہین قضاے کار میثاق کوہ گردان اُڑتا ہوا آیا آسمان سے دیکھا کہ گلفروش کا لاشہ پڑا ہوا اور دلفریب بیہوش پڑی ہی اور ساحر عمرو کو قتل کیا چاہتے ہین تلوار کمر سے نکالکر پھینکی اسقدر تلوارین برسین کہ سب ساحرون کے سر اُڑ گئے ایک تلوار دلفریب پر گری اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوے خواجہ اُٹھے جادوگرون کے کپڑے اُتارنے لگے باغ ویران ہو گیا خواجہ نکل کر بھاگے باہر نکل کر طرف تیسرے دربند کے چلے جیسے ہی سامنے نخل کے پہونچے ہزارہا طائر نخل سے اُڑے غلغلہ کرنے لگے کہ دشمن آتا ہی اس کو گرفتار کرو خواجہ اُلٹے بھاگے ایک جھاڑی مین چھپ کر بیٹھے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی اور ایک

جادوگرنی باموے پریشان نیلہ لنھگا پہنے ہوے نیلی چدریا اوڑھے ہوے اس طرح سے آہو پر
سوار ہو کہ آدھا جسم زمین پر اور آدھا آہو پر آہو دوڑا ہوا آتا ہو وہ ساحرہ قریب نخل آکر پہونچی
آہو سے اُتری اور پکار کر آواز دی کہ ارے کمبختو یہان تو کوئی نہین ہو کیون غل مچاتے ہو یہان
تو سناٹا پڑا ہو وہ طائر درخت سے اُڑے اور گرد اُس ساحرہ کے چرخ مارا ساحرہ پھر آہو پر
سوار ہوئی جدھر سے آئی تھی اُدھر ہی چلی خواجہ نے اُس ساحرہ کا پیچھا کیا کوس بھر پر جاکر
ایک مکان تھا وہ ساحرہ اُس مین داخل ہوئی خواجہ نے باہر سے سُنا کہ اُسی قصر سے گانے
کی آواز آتی ہو جب گانا موقوف ہوا تو خواجہ ایک ساحر کی شکل بن کر دروازے پر مکان
کے آئے اور پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ غزال جادو مین کچھ عرض کرونگا وہ ساحرہ بالاے
بام آئی پکار کر کہا کہ کیون او ساحر کیا کہتا ہو ساحر نے کہا کہ ایک شخص دُبلا پتلا نہایت
تانتیا ہمارے گاؤن مین آیا ہو لڑکون کے کپڑے اُتار لیے ہین جب مین دوڑا تو وہ بھاگ کر
ایک غار مین چھپا ہو آپ چلیے چل کر اُسکو گرفتار کر لیجیے میرے لڑکے کے کپڑے دلوا دیجیے یہ
سُن کر غزال جادو نے کہا کہ نشان تو عمرو کا بتاتا ہو یہ حرکتین اُسی کی ہین جسطرح بنے اُسے
گرفتار کرو ان بندگان سامری کو آزار پہونچاتا ہو اگر وہ گرفتار ہو تو ہم لوگونکی جان بچے
غزال جادو کوٹھے سے اُتری عمرو لگا کر لیچلا کہتا ہوا جاتا ہو کہ دیکھیے اس مقام پر کھڑا تھا
یہان لڑکے کے ہاتھ سے کپڑے اُتارے مین دوڑا تو یہان سے بھاگا وہ سامنے غار ہو اُس مین
گھس پڑا تھا پھر نہین نکلا مین انتظار کیا کیا غزال کہتی ہو گنوارون کی باتین نہ کرو ہمین
بتادو ہم گرفتار کر لین گے اگر عمرو ہوا تو تم کو بہت کچھ ملیگا عنبر بار نے ہم کو اسی واسطے
مقرر کیا ہو کہ عمرو کو گرفتار کرکے لاؤ اگر ہمنے عمرو کو گرفتار کیا تو خوب انعام ملین گے ہم تم کو
بھی شریک کرین گے خواجہ عمرو کہتے ہین آپ مالک ہین لڑکون کے کپڑے ملجائین تو ہم آپ کا
شکریہ ادا کرین سامنے غار کے آکر کہا کہ وہ دیکھیے دبا ہوا بیٹھا ہو غزال نے دیکھ کر کہا مجکو
نہین معلوم ہوتا عمرو نے کہا کہ آپ سحر کیجیے زمین اُس کے پاؤن تھام لے مین اُتر کر پکڑ لاؤنگا
غزال نے گولہ جھولی سے نکالا اسم سحر کا پڑھ کر چاہا کہ گولہ پھینکدے عمرو نے حلقہ ہاے کمند گلے
مین ڈالدیے اور ایک جھٹکا مارا حباب مار کر بیہوش کیا بیہوش کرکے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا

کہ میثاق کوہ گردان آکر پہونچا عمرو نے کہا کہ ای میثاق اب چہ تھا در بند کہان ہی اور کیا
علامت ہی میثاق نے کہا کہ وہ سامنے دیوار آہن معلوم ہوتی ہی خواجہ نے کہا کہ مین جاکر
دیکھون کہ کیا معرکہ ہی یہ کہکر عمرو آگے بڑھا دیکھا کہ سامنے دیوار آہن کے ایک حوض کلان
ہی اُس مین ہزارہا مچھلیان تڑپ رہی ہین عمرو نے ایک ڈھیلا اُٹھاکر حوض مین پھینکا
حوض کے پانی نے جوش مارا ہزارہا مچھلیان نکل کر جنگل مین پھرنے لگین پانی جوش مار رہا
ہی دو گھڑی کامل حوض مین غریو رہا عمرو کو پناہ پانی مشکل ہی یہی خیال ہی کہ آبرو نبچے تو بڑی
بات ہی بعد تھوڑی دیر کے غریو موقوف ہوا ایک ساحرہ آہنتاب جادو نامے حوض سے
نکلی کہتی ہوئی کہ کسی صاحب کا گذر یہان بھی ہوا مین ایسی نہین ہون کہ دھوکا کھاؤن گی
اُس آنے والے کی مشکین باندھ کر لیجاؤنگی عمرو نے جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا
نکالا گلفروش کی شکل بن کر اُڑتے ہوے چلے پکارتے ہوے کہ نانی جان مجھے بچاؤ مین نے
بڑی تدبیر کرکے اپنی جان بچائی ہی مگر اب ساحرون کا اجماع ہی میثاق کوہ گردان
کے سحر سے بچنا دشوار ہی بی سردار حسینان بھی ہین بہار اعجاز بیان گلدستہ تانے ہوے
میرے پیچھے آتی ہین مین ان کے سحر کا کیا جواب دون تمکو یہ طاقت سامری و جمشید نے
دی ہی کہ اس ظالم کے ہاتھ سے بچالو آہنتاب نے جو گلفروش کو آتے ہوے دیکھا
ساحرہ کہنہ جہاندیدہ و کار آزمودہ ہی پکار کر آواز دی کہ ای گلفروش ہمنے تو آواز سنی تھی
کہ تم قتل ہوگئے گلفروش نقلی نے جواب دیا کہ مین نے سحر کرکے اپنے کو مخفی کیا تھا ہم شکل کو
قتل کرایا عمرو نے قریب آکر ہاتھ آہنتاب کے چومے اُسی جلدی مین حباب مار دیا آہنتاب
چرخ مار کر گری بیہوش ہوتے ہی عمرو نے خنجر مارا خنجر نے تاثیر نہ کی اب عمرو گھبرایا میثاق بلندی
سے یہ سب معرکہ دیکھ رہا تھا پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ اوج عیاری یہ یون قتل نہوگی تم
حوض کے جاکر آواز دو کہ ای ماہی جان نثار جلد آؤ ایک مچھلی نکلے گی اُسکو گرفتار کرو جب
اُسکو ذبح کرلوگے اور خون اُسکا خنجر پر لگاؤگے تب یہ قتل ہوگی عمرو نے جال کاندھے پر
ڈالا میثاق آسمان سے دیکھ رہا ہی عمرو نے کنارے پر آکر آواز دی کہ ای ماہی جان نثار
جلد آؤ پانی حوض کا کھولا ایک ماہی کلان منہ کھولے ہوے نکلی قصد کیا کہ تڑپکر عمرو کو

دہن مین لیلیون مگر عمرو نے جال مارا وہ مچھلی پھنسی عمرو نے جلدی خنجر مار دیا خون اُس کا خنجر پر لگا کر آہنتاب کو مارا آہنتاب کے دو ٹکڑے ہوے مگر پانی حوض کا کھولنے لگا آواز آئی کہ اُستاد غلام کو بچائیے عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام و بد انجام برق کی گردن پکڑے ہوے ہو اور ایک ہاتھ مین خنجر ہو چاہتا ہو کہ برق کا سر کاٹ لون برق تڑپ رہا ہو خواجہ نے چاہا کہ اس ساحر کو مارون اور برق کو بچاؤن برق نوبت بجان دکار دبر استخوان ہو اُسی بیقراری مین بلک بلک کر دعائین بھی مانگ رہا ہو عمرو نے جھپٹ کر حباب مارا اُس ساحر نے منھ پھیر لیا حباب پشت پر پڑا پلٹ کر اُسنے ہاتھ مارا عمرو کی بھی گردن لی کہا او ظالم تو نے آہنتاب کو مارا ہمارا گھر ویران ہوا ہم کیا تجکو زندہ چھوڑین گے مین جانتا تھا کہ اپنے شاگرد کو اس حال زار مین دیکھ کر گھبرا کے آمادہ ہی ہوا کہ مین نے فوراً گرفتار کر لیا اب عمرو و برق کو اُس ساحر نے کہ نام اُسکا فولاد دریا بار ہو زیر تیغ بٹھایا چاہا خنجر مارون کہ دونون کے سر اُڑ جائین برق تڑپنے لگا اور دونون ہاتھ جانب آسمان بلند کیے اور پکار اُٹھا کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم اس آفت ناگہانی و بلاے آسمانی سے مجکو نجات دے نظم

خدا دا لی و غیب دان لایزال	خبر دار احوال ماضی و حال
گہ از ماہ نو بدر سازد عیان	گہ از بدر ظاہر نماید ہلال
غنی را گہے میکند تنگ دست	گہے مفلسان را دہد گنج و مال
بہر بے خبر زو خبر میرسد	رساند بہ بے علم فضل و کمال
بہر سمت پرتو فگن نور اوست	نماید زہر سو جمالش جمال
بحکمش بہ بستان شود جلوہ گر	گل تازہ بر شاخ رنگین نہال

برق نے جو بیقرار ہو کر دعا کی اور خواجہ نے آمین کہی تیر دعا فوراً ہدف مراد پر پہنچا اور نعرہ ہوا کہ منم میثاق کوہ گردان او فولاد دریا بار خبردار عمرو و برق کو قتل نکرنا اگر ایک موے جسم بھی میلا ہوگا تو دریاے خون بہادونگا یہ کہکر ایک گولہ مارا کہ فولاد کے سینے کو توڑ کر پار گذرا فولاد کے مرتے ہی وہ دیوار آہنی گری اور حوض بھی خشک ہو گیا

ایک آندھی سیاہ چلی سنگباری و برفباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من فولاد دریا بار بنا کنندہ دیوار آہن بود فولاد کو مار کر میثاق طرف برق کے متوجہ ہوا اور کہا کہ کیون ای برق تم تو دربند دوم پر گرفتار ہوے تھے یہان کیونکر پہونچے برق نے کہا کہ ای میثاق جب گلفروش نے مجکو گرفتار کرکے ایک حوض مین مقید کیا تو فولاد برای ملاقات گلفروش روز جاتا تھا اُس سے دوستی تھی گلفروش نے میرا حال فولاد سے بیان کیا فولاد نے کہا کہ ای گلفروش اسکا رہنا تمھارے یہان مناسب نہین ہی مین اس کو اپنے دربند پر لیجا کر قید کرونگا پس روز مجھپر بڑی بدعت کرتا تھا جب اسکی زوجہ آہنتاب ہاتھ سے اُستاد کے ماری گئی تب یہ ملعون بیقرار ہو کے نکلا اور اُسکا یہی ارادہ تھا کہ مجکو اور اُستاد کو قتل کرے مگر خدا نے عین وقت پر تمکو پہونچایا کہ یہ بجیا تمھارے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا خواجہ نے کہا کہ او نالائق تو قتل ہوتا مجکو کون مار سکتا ہی مجھسے کوہ سراندیپ پر خداوند کریم سے وعدہ ہوچکا ہی کہ جبتک تین مرتبہ اُس بُری چیز کا نام نہ لونگا وہ ہرگز میرے قریب نہ آئیگی ابھی تو مین نے ایک مرتبہ بھی نہین یاد کیا اور یہان جو گرفتار ہوگیا تھا وہ بھی تیری بدنصیبی کا سبب تھا ورنہ گرفتار بھی نہ ہوتا میثاق نے کہا کہ اس بحث سے کیا نتیجہ اب اس کے آگے قصور جادو کا دربند ہی کہ جسنے قلعہ سبع بنایا ہی برق ایک جانب روانہ ہوا میثاق خواجہ سے وعدہ کرکے ایک جانب گئے خواجہ عمرو حیران کھڑے ہین کہ نوبت ذلفقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ سعد بن قباد مرکب باد رفتار پر سوار تاج شہریاری بر سر اور چارقب شہنشاہی دربر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہوے تیغہ ہلالی زیب کمر سر پشت پر سب شاہزادیان گھیرے ہوے طاؤسان زرین بال پر سوار ہر ایک کا یہی ارادہ ہی کہ ہمارے شہریار پر جونگاہ ڈالے خون کے دریا بہادین جو جو شاہزادیان غیر ساحرہ شریک بادشاہ ہوئی ہین اُن کے ساتھ تو بادشاہ نے عقد کیا مگر سردار حسینان و بہار اعجاز بیان محروم وصل ہین ان سے یہی وعدہ ہی کہ بعد قتل جمشید ثانی سحر سے تم لوگ توبہ کروگے تو ہین عقد مین کوئی عذر نہوگا اِن شاہزادیون نے بخوشی اس امر کو قبول کیا ہی عمرو نے بادشاہ کو دیکھا کہ پشت پر لشکر

بیشمار ہی بادشاہ خواجہ کو دیکھ کر گھوڑے سے کود پڑے خواجہ کو گلے سے لگالیا کہ آپ کی وجہ سے یہ راستہ ملا کہ آپ نے یہ مقامات فتح کیے خواجہ نے باتین کرتے کرتے سعد کو بیہوش کیا بیہوش کر کے زنبیل مین رکھا شاہزادیون نے پوچھا کہ بادشاہ کو کیا کیا عمرو نے کہا کہ میری زنبیل مین ہین ان کو لیکر فکر لوح مین جاتا ہون سب شاہزادیون نے پر پرواز پیدا کیے لشکر کو اُسی صحرا مین اُتار دیا ابھی خواجہ روانہ نہین ہوے تھے لشکر اُتر رہا ہی کہ ایک طرف سے زنجیرون کی جھنکار کی آواز آئی سرمست مردم در دیوانہ بارہ ہزار دیوانون سے اپنے صحرا مین بیٹھا تھا لشکر کی جو آمد دیکھی غصے مین اُٹھا کہتا ہوا کہ یہ کون گستاخ ہین کہ جو ہمارے صحرا مین آئے سب کو جا کر مٹاتا ہون خواجہ نے دیکھا کہ یہ دیوانے کسی سردار کو نہ مانین گے مفت مین سردار قتل ہونگے سعد شہریار کو زنبیل سے نکالا کہا اے شہریار دیوانہ سرمست آپ کے مقابلے مین آیا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ مین تو بڑے آرام مین تھا ایک تخت پر بیٹھا تھا شاہزادیان حسین وجمیل خاطر کر رہی تھین اور اسباب عیش ونشاط مہیا تھا کہ آپ کا حکم پہونچا خواجہ سعد شہریار کو بُلاتے ہین مین یہان آگیا یہ کہکر بادشاہ آکر داخل بارگاہ ہوے خواجہ عمرو بھی صحبت مین ہین کہ دیوانے نے طبل جنگی بجوایا بیٹھے بیٹھے جوش دیوانگی ہوا کہا مین ابھی جاکر بادشاہ اسلام کو لاتا ہون سب دیوانون نے قصد کیا کہ ہمراہ چلین سرمست نے منع کیا کہ کسی کی احتیاج نہین اکیلا چوبدست ہلاتا ہوا چلا بادشاہ کو ہرکارون نے خبر دی کہ سرمست آتا ہی بادشاہ اُٹھے کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہرے کہ سامنے سے سرمست آکر پہونچا پکار کے آواز دی کہ کیون آقاے سُرخ تمنے کچھ خوف نہ کیا میری سرحد مین چلے آئے مجھ کو نہایت غصہ ہی یہ کہکر چوبدست آہن کو چرخ دیا سرداران شاہی آکر جم گئے بادشاہ نے چوبدست پر ہاتھ ڈالدیا سرمست لپٹ پڑا آپس مین کشتی ہونے لگی سعد نے ایسے گھسے مارے کہ دیوانہ چیخنے لگا کہتا تھا کہ اے آقا بس اب چھوڑ دیجیے ورنہ میری جان نہ بچائیگی بادشاہ نے فرمایا اسلام اختیار کر سرمست نے کلمہ پڑھا اور کہا غلام کا حال سُنیے کہ شب کو عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ آسمان سے آئے مجھ کو

سمجھا یا کہ کل بادشاہ اس طرف سے گذرینگے تو جا کر شریک ہونا مجکو صرف امتحان منظور تھا
یہ کہکر سرمست نے پھر کلمہ پڑھا بارہ ہزار دیوانے بھی آئے ایک طرف اُتر پڑے اب عمرو
نے سعد کو زنبیل مین رکھا اور طرف قلعے کے چلے سب شاہزادیان بھی عقب مین چلین
مگر قصور جادو بانی بنائے قلعہ قلعے مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ چار مقام
فتح ہو چکے اب مسلمانون کا اس طرف قصد ہے قصور نے کہا کہ وہ لوگ کیسے ساحر تھے کہ
غیر ساحر کے ہاتھ سے مارے گئے ہین قلعے مین کسی کو نہ آنے دونگا ہان یارو ایک کام کرو کہ
جنگل جا کر کاٹو سامنے قلعے کے آگ روشن کردو لکڑیون کے انبار لگا دو اُسی وقت کئی ہزار
ساحر اُٹھے لکڑیان کاٹ کر انبار لگا دیے آگ روشن کردی وہ شعلے اُٹھ رہے ہین کہ اگر
طائر ہوا پر گذرتا ہو تو جل کر گر پڑتا ہو قصور نے بالاے قلعہ سے یہ سب سامان دیکھا کہا
صاحبو بادشاہ کے ساتھ بڑے بڑے جادوگر ہین میثاق کوہ گردان کو اپنے سحر پر
بڑا ناز ہے وہ اس آگ کو آتش سحر تصور کریگا جب قدم رکھیگا تو جل کر خاک ہو جائیگا یہ
کہکر بارگاہ مین آکر بیٹھا کئی سو افسران بالیاقت لشکر مین فروکش ہین مگر خواجہ جست تے
خیز کرتے ہوے جو سامنے قلعے کے آئے دیکھا کوس بھر تک آگ روشن ہے ایک گھسیارہ جنگل
مین گھانس چھیل رہا تھا خواجہ عمرو نے آکر اُس کاہ فروش کو پانچ روپے چورن کے
دیے اور کہا کہ جا کر اس آگ کی خبر لاؤ گھسیارہ روپون کی لالچ مین جیسے ہی قریب
آگ کے پہونچا چیخ مار کر بھاگ آیا خواجہ سمجھ گئے کہ یہ آتش اصلی ہے روغن موسیقار
نکالا سارے بدن مین مل لیا کچھ کپڑون مین ملا قریب آگ کے آکر دعا کی کہ ای پروردگار
رحم اپنا شریک کر یہ آتش ضرر نہ پہونچائے جس طرح براے حضرت ابراہیم علیہ السلام
تو نے آتش کو گلزار کیا اُسی طرح اس عبد ذلیل کو بھی بچائیو یہ دعا کرکے سوچنے لگے
رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوے اور آگ کو روندتے
ہوے چلے اس روغن کا حال شاید ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب ترکستان پر حفظ بن داؤد
آیا تھا وہ آگ یا پھونسے ملتا تھا اُسنے صاحبقران سے کہلا بھیجا تھا کہ آپ کو اپنے مذہب پر بڑا
ناز ہے مین نائب لات و منات ہون مین اور آپ آگ مین گھس چلین امیر نے قبول کیا

رات کو عمرو نے جاکر عیاری کی دو وجہین اس روغن مین ہین یا تو روغن اُس جانور کا
تھا کہ جسکو سمندر کہتے ہین یا روغن موسیقار تھا بہر نوع وہ روغن خواجہ لائے امیر سے کہا
اس روغن پر حفظ بن داود کو ناز ہو حقیقت مین جس شی مین اسکو لگا دیجیے اُسکو آگ
نہ جلائیگی امیر نے فرمایا مین اپنے کریم پر ناز کرتا ہون کہ جسنے میرے جد پر آتش کو گلزار کیا
امیر نے وہ روغن نہ لگایا مگر عمرو نے وہ روغن زنبیل مین رکھ چھوڑا اور سادہ روغن
براے حفظ بن داود فرابون مین رکھ آئے تھے اُسنے وہ بدن مین لگایا صبح کو میدان
مین آیا امیر نے ہاتھ حفظ بن داود کا پکڑا اور آگ مین پھاند پڑے حفظ بن داود جلکر
خاک ہوا امیر پر بحکم خدا آگ نے اثر نہ کیا عمرو وہ روغن لگا کر خان کے پاس آیا اور حفظ
بن داود کی شکل بن کر نعرہ کیا کہ اے خان اعظم لات و منات آئے ہین چوسر کھیل رہے
ہین بازی ہرے ہین ہزار روپئے دیکر اپنے بیٹے کو بھیجو خان اعظم نے بیٹے کو توڑا دے کر
روانہ کیا عمرو نے اُسکو بھی کھینچ کر جلا دیا اُس روز عمرو نے چار سو بیٹے خان اعظم کے جلائے
اور چار سو توڑے لیے وہ ہی روغن عمرو کے پاس موجود تھا جسکو اس وقت بدن مین
لگا لیا آگ کو روندتے ہوے چلے قصور جادو کو ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایک ساحر
دُبلا پتلا آگ کو روندتا ہوا آتا ہی قصور گھبرا کر بالاے قلعہ آیا دیکھا حقیقت مین ایک
جادوگر آگ کو روندتا ہوا آتا ہی قصور نے پکار کر کہا کہ او جادوگر تو کیون نہین جلا یہ تو
آتش اصلی ہی جادوگر نے پکار کر کہا کہ اے شہنشاہ ساحران مجکو خداوند جمشید ثانی
نے بھیجا ہی مگر فرما دیا تھا کہ کوس بھر تک آگ ہی آگ ہی تو ہمارا نام لیکر جانا بس مین اُنکا
نام لیتا ہوا چلا آیا آگ نے مجھپر تاثیر نہ کی مین آپ کے پاس آیا ہون مجھے کچھ عرض کرنا ہی
اور نامہ بھی خداوند کا لایا ہون مجھے آگ کیا جلا سکتی ہی قصور سمجھا کہ باعث کرامت خداوند
ہی قدرت نے اسے حکم دے کر بھیجا ہی اسی وجہ سے آگ مین چلا آیا اور آگ نے اسکو نہ
جلایا خواجہ راستے کو طے کر کے قلعے مین پہونچے قصور سے ملاقات کی خواجہ نے نامہ
نکال کر دیا قصور نے نامہ لیکر پڑھا اُس مین لکھا تھا کہ اے قصور جادو یہ نامہ دار پہونچتا
ہی اسکی راے پر کام کرنا ایک سحر بھیجا ہی اُسکو تیار کر لینا اُسکا کوئی توڑ نہ کر سکیگا قصور

نے کہا کہ ای عزیز جادو وہ کیا سحر ہی جسکو قدرت سے تعلیم کیا ہو وہ بتاؤ عمرو نے کہا کہ انگیٹھی منگاؤ اُس مین آگ روشن کرو تو مین سحر تعلیم کرون قصور نے ایک انگیٹھی مین آگ روشن کی خواجہ نے لوبان اپنے پاس سے نکالا کہا اسکو آگ پر ڈالو اسمین سے دھوان نکلیگا ایک پُتلی پیدا ہو گی وہ ہی تمھارے ساتھ رہیگی قصور نے لوبان ڈالا جیسے ہی دھوان نکلا جُھک کر دیکھنے لگا وہ دھوان دماغ مین پہونچا بیہوش ہوا عمرو نے قصور کا پشتارہ باندھا لے بھاگے یہان ہمراہیان قصور نے جو آکر دیکھا قصور کو نہ پایا اور نہ نامہ دار کو دیکھا سب گھبرا گئے برائے تلاش دوڑے یہان خواجہ قصور کو لیکر ایک جنگل مین آئے ایک درخت سے قصور کو باندھا ہوشیار کر کے کہا کہ ای قصور اب شناخت مین پروردگار کی کیا کہتے ہو مگر جو جادوگر تلاش مین نامہ دار کی نکلے تھے اُن مین سب کا افسر یعنے سردار جادو آسمان پر چمکا اِسنے دیکھا کہ قصور بندھا ہوا ہی اور ایک عیار کوڑا لیے کھڑا ہی چاہتا ہی کہ کوڑے مارون سردار جادو نے آسمان سے سحر کیا عمرو کے پانون زمین نے تھام لیے اب خواجہ گھبرائے سردار زمین پر آیا قصور کو کھولا کہا ای شہنشاہ آپ کیونکر گرفتار ہوے قصور نے بیان کیا کہ یہ عمرو عیار ہی نہین معلوم آگ مین کیونکر آیا مجکو لاکر یہان باندھا تھا کہتا تھا مسلمان ہو مین نے کچھ جواب نہین دیا تھا کہ تم نے آکر رہا کیا اب مین اسکو قتل کرتا ہون یہ کہکر خنجر کو کھینچا چاہا کہ عمرو کو قتل کرون عمرو نے بیقرار ہو کر دعا کی ملکہ سردار حسینان کہ آسمان پر اُڑی ہوئی آتی تھی اِسنے آسمان سے دیکھا وہین سے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے قصور کے چھوٹا سردار نے سر اُٹھا کر جو سردار حسینان کو دیکھا سحر کرنے لگا آگ برسادی سردار حسینان اسکے سحر کو کب مانتی ہی اپنے کو بچا رہی ہی سحر دفع کر رہی ہی کہ دوسرے پہلو سے بہار اعجاز بیان ظاہر ہوئی اور آسمان سے دیکھا کہ ایک جادوگر سے سردار حسینان لڑ رہی ہی بہار اعجاز بیان نے ایک گلدستہ مارا ہوا سے سر دجلی غنچے چٹکے طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے ایک طرف سے سردار نے دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہی نظم

خاک سے رندون کی بعد مرگ میخانہ بنا	کاسۂ سر بادۂ گلگون کا پیمانہ بنا

روے جانان پر تہ گیسو نہین خال سیہ
مرغ دل کے واسطے وہ دام یہ دانہ بنا

کیا اثر ہی عشق مین معشوق عاشق ہوگیا
وہ بھی دیوانہ ہوا مین جسکا دیوانہ بنا

زندگانی مین نہ سلجھائی ہوئی کاکل نصیب
مرگئے تب استخوان شانہ سے شانہ بنا

کل تلک رعنا سے شرما کر ملاتا تھا نہ آنکھ
آج پھر قتل کیا سفاک جانانہ بنا

یہ اشعار پڑھتی ہوئی وہ نازنین قریب سردار کے آئی کہا ای سردار جادو چلو تم کو ہماری مالک نے بلایا ہی سردار سمجھا کہ جسکی یہ کنیز ایسی حسین وجمیل ہی اُسکی مالک کیسی خوبصورت ہوگی چل کر دیکھ آؤن قصور سے کہا کہ آپ تشریف رکھین مگر ابھی عمرو کو قتل نہ کیجیے گا مین معشوقہ کو فقط دیکھ کے ابھی ابھی آتا ہون ہرچند قصور نے سمجھایا مگر سردار نے نہ مانا بگڑنے لگا کہا آپ کو اختیار ہی عمرو کو قتل کرکے چلے جائیے گا سردار تو اُس نازنین کے ساتھ گیا مگر قصور نے پھر ارادہ قتل عمرو کیا بہار اعجاز بیان نے اسپر بھی سحر کیا کہ ایک نازنین اسکو بھی اسی طرح لگا کر ایک باغ مین لے گئی وہ نازنین تو غائب ہوگئی قصور نے دیکھا کہ ایک اور معشوقہ کے پہلو مین سردار بیٹھا ہی قصور اُس نازنین کو دیکھ کر عاشق ہوگیا کہا کیون ای سردار میری معشوقہ کے پاس تو کیون بیٹھا ہی سردار نے بگڑ کر کہا کہ کیون بیہودہ بکتا ہی باغ سے نکل جا دو تون مین تلوار چلی قصور نے سردار کو قتل کیا اُس نازنین کے پہلو مین جا بیٹھا نازنین نے سر پر ہاتھ رکھدیا قصور بھی جل کر خاک ہوا بہار وسردار حسینان نے آسمان سے اُتر کر خواجہ کو رہا کیا اور کہا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری اب سردار وقصور زندہ نہین رہے ملکہ بہار اعجاز بیان خواجہ سے یہ باتین کررہی تھین کہ ایک آندھی سیاہ چلی اور قلعہ گرا خواجہ نے لشکر کو سعد شہریار کے لاکر مقام قلعہ پر اُتارا اور آپ موافق بتانے میثاق کے طرف کھیت کے چلے جب قریب کھیت کے پہونچے دیکھا عمدہ سردے لگے ہوے ہین خواجہ نے ایک سردا توڑا ایک میمون نکلا خواجہ تو الگ ہوے اُس میمون نے ایک چیخ ماری کہ صدہا میمون پیدا ہوے اُن بندرون نے خواجہ کو گھیر لیا خواجہ ہرچند جست کرکے بھاگتے ہین مگر وہ میمون پیچھا نہین چھوڑتے ایک مقام پر خواجہ اگر چہار طرف سے گھرے

جست کرکے درخت پر پہونچے بندر بھی جست کر کرکے درخت پر آئے خواجہ کو لپٹ گئے چاہتے
ہین چیر پھاڑ کر پھینک دین خواجہ بیقرار ہوے کہ ان ظالمون سے کیونکر جان بچےباگ کے
دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم ورحیم وای سمیع وعلیم ان ظالمون سے بچا لے نظم

هست مخدومی اگر مطلوب خدمتگار باش
عاشق ذات مسیحائی اگر ای دردمند
از دل وجان با خدا سر رشتہ الفت پبند
با ہمہ وحش وطیور ودام و دد کن دوستی
روز بھر خدمتش سرگرم شو چون آفتاب

بادشاہی گر طلبداری غلام زار باش
در طلب زار ونزار ولاغر وبیمار باش
خواہ در تسبیح باش وخواہ در زنار باش
درجہان گنجینہ دار مخزن اسرار باش
شب بشکل ماہ بھر بندگی بیدار باش

خواجہ نے جو بلک کر دعا کی ایک جادوگر جنگل مین بھاگا ہوا جاتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ ایک
شخص کو صدہا بندر لپٹے ہوے ہین چاہتے ہین بوٹیان کاٹ کر پھینک دین اُس جادوگر
نے آتے ہی ایک گولہ مارا ایک بندر کا سر پھٹا دوسرا بندر اُچک کر اُس ساحر کی گردن
پر سوار ہوا دو چار بندر اور اُچک اُچک کر لپٹ گئے بوٹیان نوچ کر اُس ساحر کی
پھینک دین پھر سب طرف خواجہ کے چلے آواز جو اُس جادوگر کے مرنے کی بلند ہوئی
کہ کشتی مرا نام من دشت جادو بود زوجہ اُسکی دیرانہ گیسو دراز پہاڑ مین بیٹھی تھی
شوہر کے مرنے کی جو آواز سُنی درہ کوہ سے نکل آئی دور سے دیکھا سامنے نخل کے لاشہ
شوہر کا پڑا ہی اور ایک شخص درخت پر اُچکتا پھرتا ہی شوہر کا لاشہ دیکھ کر دیرانہ گیسو دراز
پریشان ہوگئی پکار کر آواز دی کہ ارے میرے شوہر کو کسنے مارا عمرو نے کہا ان بندرون
نے تیرے شوہر کو مارا یہ سُنتے ہی اُسنے بال اپنے سر کے کھول دیے اور کاکلون کو جھٹکے دینے
لگی زنجیرین بن کر گردن مین بندرون کی پڑین جسکے جھٹکا مارا اُسکا سر کٹ کر گرا جب دس
پانچ بندر مرے تب بندرون نے دیرانہ گیسو دراز پر حملہ کیا مگر وہ ایسی تیز
تھی کہ بندرون کو اپنے قریب نہین آنے دیتی جب زلفون کو جنبش دی ایک دو
بندرون کو مارا یہ کشاکش ہو رہی تھی بندر بڑھتے جاتے ہین مگر وہ ساحرہ زلفون کو جنبش
دینا موقوف نہین کرتی صدہا بندر مارے خواجہ نخل سے دیکھ رہے ہین ایک بندر کلان

کہ سب سے بڑا ہی جست کرتا پھرتا ہی قبضے مین ویرانہ کے نہین آتا زنجیرون مین نہین پھنستا
قضائے کار میثاق کوہ گردان اُڑتا ہوا آتا تھا آسمان سے دیکھا کہ بندر ایک ساحرہ سے
لڑ رہے ہین اور خواجہ کھڑے ہوئے ہین میثاق نے آتے ہی ایک گولہ مارا مگر اُس
میمون کلان نے مُنھ سے شعلۂ آتش چھوڑا وہ شعلہ بھڑک کر میثاق پر گرا کہ ہاتھ مین آبلہ
پڑ گیا میثاق نے اُس آبلہ کو توڑا اُسمین سے پانی نکلا وہ پانی میمون کلان پر پھینک مارا
میمون کلان جلنے لگا اُس میمون کے جسم سے شعلے نکلے جس بندر پر پڑے وہ بھی جلنے لگا
تھوڑی دیر مین وہ سب میمون جل کر خاک ہوئے اُس کھیت سے ماران سیاہ نکلنے لگے
میثاق کی طرف چلے میثاق نے ایک دستک دی کہ گوشۂ صحرا سے چند طاؤس آئے
سانپون کو نگلنے لگے تھوڑے عرصے مین سانپون کو نگل گئے مگر ایک مار سیاہ کہ جو سب
سانپون مین کلان تھا پرواز پیدا کر کے اُڑا میثاق کے گلے مین لپٹ گیا میثاق گر کر
بیہوش ہوئے عمرو نے گھبرا کر سعد کو زنبیل سے نکالا اور بیان کیا کہ اس مار سیاہ نے
میثاق کو بیہوش کیا ہی بادشاہ تلوار کھینچ کر طرف مار سیاہ کے چلے وہ مار سیاہ پرپرواز
پیدا کر کے اُڑا قصد تھا کہ گلے مین بادشاہ کے لپٹ جاؤن بادشاہ نے لوح محفوظ کو چمکایا
لوح کے عکس سے وہ مار سیاہ تھرایا بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ مار کلان کا سر اُڑ گیا
اب تو وہ سر اُڑتا پھرتا ہی کسی کے روکے نہین رُکتا اور یہی چاہتا ہی کہ بادشاہ کے سر پر
بیٹھ جاؤن مگر بادشاہ لوح محفوظ کو چمکا دیتے ہین تب وہ سر زمین پر گرتا ہی جس مقام پر گرتا
ہی زمین سے شعلے نکلنے لگتے ہین اسقدر وہ سر تڑپا کہ تمام صحرا آتش بہار ہو گیا اگر میثاق
کو ہوش نہین آتا کہ ناگاہ گلگوشہ جادو آسمان پر آ کر چمکی دیکھا مار سیاہ نے تمام صحرا مین آگ
لگا دی تھی اب سر اُچھلتا پھرتا ہی یہی قصد کرتا ہی کہ بادشاہ کے سر پر بیٹھ جاؤن مگر بسبب
لوح محفوظ کے کچھ زور نہین چلتا گلگوشہ نے ایک دستک دی کہ ایک طاؤس زرین بال
پیدا ہوا اُس طاؤس نے آ کر سر نگل لیا تب وہ آگ موقوف ہوئی یکایک اُس کھیت سے
ایک ساحر نکلا نعرے کرتا ہوا چلا کہ ای ماران آتشبار تمھارا کچھ زور نہ چلا آواز آئی کہ مین نے
میثاق ایسے جادوگر کو بیہوش کیا مگر بادشاہ کے پاس لوح محفوظ ہی اس وجہ سے اُنکے

قریب نہین جا سکا جب جاتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بدن مین آگ لگ جائیگی اُس جادوگر
نے پھر سحر کیا کہ جسم مار اس طرح تڑپا کہ تمام صحرا مین آندھی چلنے لگی ایسی آندھی چلی کہ سعد
کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اور گلگونہ بھی جھونکون سے ہوا کے گری گرکر بیہوش ہوگئی
جب گلگونہ بھی بیہوش ہوئی تو اُس ساحر نے پکار کر آواز دی کہ ای باد انگیز بادشاہ
کو لینا یہی طلسم کشا ہین کئی ہزار جادوگر گوشۂ صحرا سے پیدا ہوے بادشاہ نعرہ کرکے اُن
سب سے لڑنے لگے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے تھوڑے عرصے مین سب جادوگرونکو
قتل کیا جسکا نام باد انگیز ہی وہ بلاے روزگار ہی دور سے لینا لینا کر رہا ہی قریب نہین
آتا مگر ایسی ہوا چلائی کہ بادشاہ کے پانون زمین پر نہین رُکتے اُٹھے جاتے ہین جب نعرہ کرکے
زور کرتے ہین پانون زمین مین دھنس جاتے ہین مگر پھر اُبھر آتے ہین خواجہ نے گھبرا کے
لوح محفوظ بادشاہ سے لی میثاق و گلگونہ کو مس کرکے ہوشیار کیا میثاق نے اُٹھتے ہی آواز دی
کہ ای شہریار لوح کو چرخ دیجیے اور اسم حاشیۂ لوح پڑھ کر دم کیجیے بادشاہ نے لوح کو
گردش دی اور اسم حاشیۂ لوح پڑھ کر دم کیا کہ آندھی موقوف ہوئی دیکھا وہی ساحر جو ہوا
کے ساتھ آیا ہی ایک نخل کے نیچے کھڑا ہوا شاخ کو ہلا رہا ہی جیسے ہی آندھی موقوف ہوئی اُسنے
آواز دی کہ ای زراعت جادو منم باد انگیز اب مین جاتا ہون ساتوین دربند پر جو
باران جادو ہی اُس کو لاتا ہون میری تو زبان مین لکنت ہی زراعت نے یہ سُنکر
آواز دی کہ ای باد انگیز جو کچھ کرو وہ جلدی کرو ایسا انقلاب کبھی نہین ہوا کہ ہم سحر
بھولے جاتے ہین کوئی سحر یاد نہین آتا جو سحر کرتے ہین وہ بالکل فراموش ہوا جاتا ہی عمل سحر
نہین پورا ہوتا تصویر خیالی مٹی جاتی ہی طبیعت خود بخود گھبراتی ہی یہ باتین سُنکر میثاق
نے پکار کر کہا کہ ای شہریار ہوا خواہ زراعت جاتا ہی اگر یہ باران کو لایا تو بڑی آفت
برپا ہوگی بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ باد انگیز سو گز بلند ہو چکا ہی بادشاہ نے کمان
کاندھے سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوست کیا اسم حاشیۂ لوح پڑھا تاک کر سینہ پر کینہ کو
تیر مارا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا آندھی سیاہ چلی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من
باد انگیز جادو بود زراعت نے جو یہ دیکھا کہ باد انگیز ایسا ساحر مارا گیا کہ جسنے صدہا

شعبدے کیے مگر کوئی سحر نہ چلا ناچار ہو کر مارا گیا مین کیا تدبیر کرون یہ سوچ کر زراعت کھیت سے باہر نکلا اور پکار کر آواز دی کہ اے بادشاہ حقیقت مین صاحب اقبال ہو وہ جادوگر مارا گیا کہ جسکا مثل نہ تھا کیا کیا اُسنے سحر کیے اے میثاق تمکو کچھ پاس نہوا بادانگیز ایسے کو قتل کرایا میثاق نے کہا او زراعت اُس کا کیا غم کرتا ہے اپنی فکر کر ورنہ آکے اطاعت شاہ کر مین ضامن ہوتا ہون کہ جو عہدہ تیرا ہے اُس سے زیادہ سرفرازی ہوگی جو لوگ اس وقت شریک ہوے جنھون نے شہریار کی مدد کی وہ ہی سب عہدہ ہاے جلیل پر سرفراز ہونگے اور جن لوگون نے بغاوت کی وہ مارے جاوین گے مہلت نہین پاوین گے یہ کہکر میثاق نے للکارا کہ اب کہان جاتے ہو کوئی اور تخم بوؤ گے زراعت نے میدان مین آکر ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ کئی سو کھیت سرسبز و شاداب تیار ہوے ہوا جو چلی میثاق نے کھیت گندم کا دیکھا بالیان اُسکی توڑین ہاتھ پر مل کر تعریفین کرنے لگا کہ کیا زراعت معقول ہے چند دانے اُسمین سے کھائے کھاتے ہی دیوانہ ہو گیا بادشاہ کو جھک کر سلام کیا کہ اب غلام رخصت ہوتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ اے میثاق تم کو کیا ہو گیا ہے کہان جاتے ہو میثاق نے کہا کہ اب مین خدمت سے رخصت ہوتا ہون گلگونہ نے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار میثاق اپنے ہوش مین نہین ہے اُسکے اوپر عکس لوح محفوظ ڈالیے تب اسکے ہوش درست ہونگے بادشاہ نے لوح محفوظ کو گلے سے اُتارا عکس جو لوح محفوظ کا میثاق پر ڈالا میثاق گر کر بیہوش ہوا خواجہ نے بڑھکر میثاق پر پانی کا چھینٹا مارا میثاق نے ہوشیار ہوتے ہی زراعت کو للکارا کہ او بیحیا مجھے شاہ سے جدا کرتا ہے میرا مُردہ بھی حضور سے جدا نہ ہوگا وہ دن پروردگار دکھائے کہ شہریار کے سامنے انتقال کرون اور وہ میرا جنازہ مثل اہل اسلام کے اُٹھائین ہم بھی انجام بخیر ہو کر نجات پاوین یہ کہکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کھیت سب خشک ہو گئے اناج تمام گر پڑا جل کر خاک ہوا زراعت نے ہاتھ زانو پر مارا کہتا تھا کیا کرون اس ظالم پر کوئی زور نہین چلتا ہر وقت یہی فکر ہے کہ سحر تازہ کرون بادشاہ کا جاہ و جلال بڑھاؤن بادشاہ طرف زراعت کے چلے زراعت نے جو دیکھا کہ بادشاہ میرے مقابلے کو

آتے ہین ایک دستک دی کہ کئی شیران صحرائی بادشاہ پر آپڑے بادشاہ نے اُن
شیرون کو مارا زراعت نے کئی سحر ایسے کیے کہ شیر و پلنگ وغیرہ مقابلے مین آئے مگر ہاتھ سے
بادشاہ کے مارے گیۓ جب تو زراعت نے پُکار کر آواز دی کہ ای گندم گون وای
نخود جادو تم کس فکر مین ہو اب بادشاہ کو گھیر لو کئی ہزار جادوگر اُنھین کھیتون سے
پیدا ہوے بادشاہ پر حملہ کرنے لگے بادشاہ نے نعرہ کیا اور اُن ساحرون پر جا پڑے
میثاق و گلگونہ بھی سحر کرنے لگے وہ ساحر بھاگتے پھرتے ہین میثاق کے سحر کی کب
برداشت کر سکتے ہین گلگونہ نے سحر کیا کہ ہوا سے سرد چلی تلوارین برسنے لگین سب
جادوگر مارے گئے آخر مین زراعت نے بادشاہ کو دوڑانا شروع کیا کہ سامنے
آتا ہو اور بھاگ جاتا ہو مگر گلگونہ ایک مقام پر کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہو زراعت نے بڑھکر
گلگونہ پر ہاتھ ڈالا کمر مین پنجہ دے کرلے اُڑا گلگونہ نے بیقرار ہو کر آواز دی کہ
ای شہریار یہ بیحیا کنیز کو لیے جاتا ہو بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جیسے
ہی سیسر کمان کا کڑکا زراعت کو یقین ہوا کہ اب نہ بچونگا چاہا بلند ہو کر اپنے کو بچاؤن
مگر بادشاہ نے تاک کر تیر مارا کہ تیر نے خطا نکی سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا ادھر
تو زراعت مرکر گرا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام بن زراعت جادو بود اُدھر گلگونہ
پنجے سے چھوٹی میثاق نے بڑھکر روکا اور تمام کھیت جل گئے بادشاہ بفتح و فیروزی چاہتے
تھے پلٹین کہ سب فوج آکر ہو پنچی خواجہ نے بارگاہ مین آکر بادشاہ سے عرض کی کہ ایک
خدمتگار نے عطر کی شیشی بیچی ہو ذرا اسے سونگھیے اور پہچانیے کہ یہ کاہیکا عطر ہو بادشاہ
یہ کلام خواجہ کا سُنکر ہنس پڑے فرمایا خواجہ مجکو بیہوش نہ کر جس مقام پر کا وعدہ لو
مین اُسی مقام پر آؤنگا عمرو نے کہا نہین شہریار آپ کو بیہوش کرکے کیا کرونگا ای میثاق
اب آگے کون مقام ہو میثاق نے کہا اب جو آگے جائیے گا تو مقام باران جادو
ملیگا ای خواجہ اگر باران کو مارا تو ساتون دربند تمام ہون گے ہم لوگ بھی حاضر ہوتے
ہین خواجہ نے شیشی عطر کی جیب سے نکالی بادشاہ کو سنگھائی بادشاہ سونگھتے ہی عطر کے
بیہوش ہوے عمرو نے سعد شہریار کو زنبیل مین رکھا اور کمر ہمت باندھکر طرف باران کے

روانہ ہوے ایک مقام پر پہونچے دیکھا صحراے وسیع ہر مگر نہایت سرسبز و شاداب ہزارہا پودے
نخل کے اُس صحرا مین روئیدہ ہین زیر نخل پھولون کے انبار ہین طائران زمزمہ سرا کی ہر سو
پکار ہر آشیانون سے نکلے ہوے شاخون پر بیٹھے ہین کلیل کر رہے ہین ہواے سرد چل رہی ہر
مگر سامنے ایک تالاب ہر آب صاف و شفاف سے مملو اُس تالاب مین ہر سمت ہزارہا حباب
مثل چشم محبوب لاجواب شناوری کر رہے ہین طائر شاخون سے اُتر کر اُس تالاب کا
پانی پیتے ہین زمزمہ سرائی کی ترقی ہوتی ہر عمرو نے جو اُس تالاب کو دیکھا سمجھے کہ یہ بھی کچھ
شعبدہ ہر کہ صحراے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جادوگر موہاے سر سے قطرے پانی کے ٹپکتے
ہوے دوڑا ہوا قریب تالاب کے آیا کچھ پوجا پاٹ کیا دونون پاٹون جما کر پھاند پڑا اطراف
سے معلوم ہوا ڈوب گیا خواجہ نے ایک ڈھیلا اُٹھا کر تالاب مین پھینکا جیسے ہی ڈھیلا
تالاب مین پڑا پانی مین تلاطم پیدا ہوا ایک مچھلی اُس ڈھیلے کو مُنھ مین لیے ہوے نکلی
چار جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھا ڈھیلا ایک طرف پھینک دیا خواجہ جی مین کہتے ہین
کہ ای خواجہ جس مقام پر ڈھیلا گرنا ناگوار ہر انسان بھلا کیونکر جا سکتا ہر ایک ساحر کی
شکل بن کر تیار ہوے منظور ہوا قریب تالاب جا کر پکارون کہ ای یاران جادو مجھ کو
عنبر بارنے بھیجا ہر یہ جو جادوگر صحراسے آیا اور تالاب مین پھاند پڑا شاید یہی یاران جادو
تھا یہ سوچ کر قصد کیا کہ پکارون طائرون نے جو عمرو کو آتے ہوے دیکھا غل مچانے لگے
ہر ایک کی یہی آواز تھی کہ ای یاران ہوشیار ہو جاؤ وہی ساربان زادہ آگیا اسکو
دو کو ساحر صحراسے پیدا ہوے طرف خواجہ کے دوڑے خواجہ نے گلیم اُوڑھ لی وہ جادوگر
بہت پریشان ہوے ڈھونڈھ کر اُس صحرا مین جا کر غائب ہو گئے خواجہ بھی اُسی
صحرا مین ایک جھاڑی مین چھپے خواجہ کو تمام دن اسی صحرا مین گذرا شام کو زیر تالاب
روشنی ہوئی کچھ کنیزین پیدا ہوئین کنارے تالاب کے فرش بچھایا شامیانہ بہ سلک مروارید
آراستہ کیا بعد تھوڑی دیر کے تالاب مین کشتی پیدا ہوئی دیکھا کہ ایک جادوگر ایک معشوقہ
کو لیے ہوے اُسپر بیٹھا ہر مگر وہ معشوقہ نہایت حسین و جمیل ہر گرد کنیزین گھیرے ہوے
وہ کشتی کنارے پر آکر پہونچی وہ ساحر تاج پہنے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم معشوقہ

کو ساتھ لیکر مسند پر بیٹھا ایک گائن سے کہا وہ سامنے آکر بیٹھی سازندون نے اپنے ساز درست کیے وہ گائن یہ اشعار عاشقانہ بتابتا کر گانے لگی نظم

خضر اُس راہ مین لے چلتے نہین تم مجکو
شوق کی بیخودیون نے یہ کیا گم مجکو
اب مین جاتا ہون کہان داغ جگر کہتا ہی
وصل کی شب سے جو کہتا ہون ٹھہر کہتی ہی
گفتگو طور پہ باہم نہ کچھ آجائے کلیم
گریۂ عشق کی نیرنگ نمائی دیکھو
دیکھ کر انجمن آرا تجھے جلتا ہی فلک
کجروی مجھسے زمانے کی چلی جاتی ہی
حشر مین چھپ نہ سکا حسرتِ دیدار کا راز
آپ مین کون ہی سمجھاتے ہو یہ کسکو جلال

گم کردن ہوش کو مین ہوش کرے گم مجکو
ڈھونڈھتا ہون مین تمھین ڈھونڈھتے ہو تم مجکو
دل نہین ہون مین جو کرو گے کہین گم مجکو
حبب ٹھہرنے بھی تو دے گردشِ انجم مجکو
شوق دیدار تمھین شوق تکلم مجکو
چند قطرون نے دکھائے کئی قلزم مجکو
داغ یارب دیے ہوتے اُسے انجم مجکو
چھیڑے جاتا ہی شب و روز یہ کژدم مجکو
آنکھ کمبخت سے پہچان گئے تم مجکو
آدمی سمجھے ہوے کیون ہین یہ مردم مجکو

ان اشعار کی آواز سُن کر خواجہ انتظار مین ہین کہ یہ گائن اُٹھے تو مین اسکی گردن لون قضاے کار وہ گائن بولا کر اُٹھی ایک گوشہ مین جا کر بیٹھی خواجہ کو ظرافت سوجھی گلیم اوڑھ لی فقط سر و ہاتھ کھُلے رکھے اُس گائن کے سامنے آکر ہاؤ کی گائن نے دیکھا کہ ایک سر اور دو ہاتھ چلے آتے ہین آہ کر کے بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو کنارے ڈالدیا اُسی کے کپڑے اور گہنا پہن کر اُسی کی صورت بن کر محفل مین آئے سامنے باران کے بیٹھ کر گانے لگے باران نے کہا کہ ای سنبل خوش گلو آج تو تم ایسا گاؤ کہ دل کو بیقرار کردیا خواجہ نے کہا کہ حضور وقت کی بات ہی باران نے کہا کہ ایک جام تو مجکو پلاؤ خواجہ خوش ہو گئے کہ اب مطلب نکل آئیگا جلدی سے گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھ کے سامنے باران کے پیش کیا جیسے ہی جام ہاتھ مین باران کے آیا شراب سے ایک شعلہ نکلا منھ پر عمرو کے پڑا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی سازندون مین ایک غل ہوا کہ صاحبو یہ تو عمرو عیار ہی باران

نے کہا صاحبو مجکو ذرا شک گذرا تھا اسی وجہ سے مین نے کہا کہ مجکو ایک جام پلاؤ جام ہاتھ
مین آتے ہی انجام کھل گیا مین نے سحر سامری تیار کیے ہین چھ بھائی بہن مارے گئے ایک ایک
بے نظیر تھا مگر کچھ زور نہ چلا خواجہ فریاد کرنے لگے کہ ای باران جادو مین نے تمھارے بھائیونکو
کو نہین مارا بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوے اگر تم مجکو نوکر رکھ لو تو مین بادشاہ کو پکڑ لاؤن
تم ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا باران نے کہا کہ او ساربان زادے اب دام مکر
پھیلاتا ہو میرے ہاتھ سے تیری قضا ہی سب اپنے بھائیون کے خون کا بدلہ لونگا میرے
رہنے کا مکان چل کر دیکھ یہ کہکر خواجہ کی کمر مین پنجہ دیا جلنے والیان بھی تالاب مین خورؔا
پھاندپڑین باران خواجہ کو لیکر پھاندا خواجہ بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو
آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک بارہ دری آراستہ و پیراستہ ہی اُس مین باران بیٹھا ہی اپنے کو اُسکے
سامنے مسلسل و مطوق پایا حیران و پریشان بیٹھے ہین باران نے کہا کہ او ساربان زادے
یہ رات تجھپر بھاری ہی صبح کو قتل کرونگا لیکن کچھ گاؤ خواجہ نے کہا مین گانے کو حاضر ہون
مگر امیدوار ہون کہ جان بخشی کیجیے باران نے براے تسکین عمرو کہدیا کہ صبح کو تمکو ضرور
رہا کردونگا مگر کنیزون سے اشارہ کیا کہ صحن مین اسی مکان کے اسکو قتل کرونگا میرے
چھ عزیز دارون کا خون اسکی گردن پر ہی بھلا مین ایسے شخص کو رہا کرونگا مگر خوش گلو
کو ڈھونڈھو کہ کہان ہی کنیزین براے جستجو روانہ ہوئین ایک زرخنے مین آکے دیکھا کہ
خوش گلو بیہوش پڑی ہی اُسکو ہوشیار کر کے لائین مگر خوش گلو حیران ہی کہ مین اس مقام
پر واسطے رفع حاجت کے آئی تھی مجکو کسنے بیہوش کیا سب کنیزون نے حال بیان کیا کہ
ساربان زادہ تیری شکل پر آیا اُسی نے تجکو بیہوش کیا یہ سُنکر خوش گلو بہت برہم ہوئی اور
دربار مین باران کے آئی ادھر عمرو پریشان ہی کہ اب کیونکر جان بچیگی دلمین خواجہ
دعائین مانگ رہتے ہین کہ ای بانی بناے قصر حیات اس دشمن کے ہاتھ سے نجات دے نظم

تازہ رنگ و بو دہد در ہر چمن گلزار فیض	با خزان کارے ندارد گلشن بہار فیض
جلوہ گر در بزم محبوبی است شمع فیض حق	روشن است از اوج خوبی ہمچو خور انوار فیض
آفتاب فیض بخشد روشنی ہر چار سو	جا بجا گوہر ببارد ابر گوہر بار فیض

مستفیض از فیض ربانی ست مخلوق خدا		نیک و بد دارد ہمیشہ بر زبان اقرار فیض

باران نے کہا کہ ہان خواجہ گاؤ عمرو نے نے نکالی اُسمین بیہوشی ڈالکر بجانے لگے باران نے آنکھین ملائے ہوئے ہین کبھی ساری محفل کی جانب متوجہ ہوتے ہین سننے والے بگوش ہوش سُن رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ علم موسیقی مین عمرو بے مثل و بے نظیر ہی اتنی فقرے پر سیکڑون ساحر اسنے مارے لیکن سامنے ہمارے بالک کے کچھ زور نہ چلا اب صبح اُنکا کام ظاہر ہوگا ہم لوگ سب وار کرین گے باران نے دیکھا کہ یکایک محفل کا رنگ دگرگون ہونے لگا کوئی بیٹھا ہنس رہا ہی کوئی رو تا ہی کوئی بیقرار ہوتا ہی کوئی اُٹھ کر ناچنے کا قصد کرتا ہی کوئی کسی سے کہتا ہی کہ تمھاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہی وہ جواب دیتا ہی کہ کیا اُس نے اڈا مقرر کیا ہی تم کیسے مہربان ہو کہ ذرا اُڑا نہین دیتے کہنے والے نے کہا کہ بھائی تم خاموش بیٹھے رہو کچھ حرکت نہ کرو مین گرفتار کیے لیتا ہون مگر باران کو عارضہ فتق ہی پالتھی مارے بیٹھا ہی ایک رسالہ دار نے کہا کہ کیون ای شہنشاہ آپ کی گود مین کُتیا نے بچے دیے ہین باران نے کہا کیا اُسنے بھٹ مقرر کیا ہی رسالہ دار نے کہا کہ آپ یونہی بیٹھے رہیے ایسی لات مارون کہ سب کے سر بھٹ جائین اور یہ کتیا یون یون کرتی بھاگے باران نے کہا کہ بھائی تم کو اختیار ہی مین بہت ممنون ہونگا جلدی کرو ایسا ہو کہ کتیا کا پلہ میرے چھو جائے اُدھر اُسنے ہاتھ بڑھا کر مونچھ پکڑی اِدھر رسالہ دار نے لات ماری باران بیقرار ہو گیا کہا ہاے مار ڈالا رسالہ دار نے کہا کہ ای شہنشاہ پکڑے رہیے بیچے اسکے جانے نہ پائین باران جھلا کر چلا تھا کہ اُس لات مارنے والے کو سزا دون بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہوا سب اہل محفل لینا لینا کہکر اُٹھے جو اُٹھا وہ بیہوش ہوا تھوڑے عرصے مین سب برلب فرش فرش ہوے عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو سے عمرو ہون مین عیار صاحبقران ✦ مرے مکر سے کانپتا ہی جہان ✦ تراشندہ ریش کفار ہون ✦ زمانے کا مکار و غدار ہون ✦ مرا تیز رفتار ہو گر قدم ✦ صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم ✦ اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو ✦ نہ پائے مری گرد پاپوش کو ✦ دوندہ جہانگرد طرار ہون ✦ جہانگیر عالم کا عیار ہون ✦ نعرہ کرکے نیمچہ کھینچا پہلے باران کو مارد

پھر محفل مین شکار کھیلنے لگے ساحرون کے کپڑے اُتارے پھر قتل کیا جس وقت عمرو نے باران
کو مارا ایک دناٹا ہوا وہ مکان گر گیا دیکھا سامنے تالاب ہی پانی خشک ہو گیا مچھلیان
تڑپ رہی ہین خواجہ عمرو ساری بارگاہ کو لوٹ کر بھاگے طرف جزیرۂ عنبر بار کے چلے
دیکھا وہ ہی دریاے قہار موج مار رہا ہی اور مچھلیان سرپیٹ رہی ہین صدا مین بلند ہین
کہ غضب ہوا باران بھی قتل ہو گیا ای ملکۂ عنبر بار ہوشیار رہو اب سارباں نزدیک ادھر
بھی آتا ہی لیکن عمرو کو تردد ہی کہ دریا مین کیونکر داخل ہون کنارے پر کھڑے سوچ رہے ہین
کہ دریا مین غراٹا ہوا چند مچھلیان نکل کر خواجہ پر گرین ہر چند عمرو نے چاہا کہ اپنے کو
چھڑاؤن مگر مچھلیون نے کھینچ کر خواجہ کو دریا مین گرا دیا خواجہ بیہوش ہو گئے آنکھ
کھلی تو دیکھا کہ چند جادوگر مجکو کشان کشان لیے جاتے ہین اور بڑبڑاتے ہین کہ اس ظالم نے
غضب کیا باران جادو کو مارا بعض کہتے ہین کہ سب دربند اسی کی کوشش سے فتح ہوے
ورنہ یہ وہ مقام تھے کہ سالہا سال لڑائی پڑتی تب شاید یہ مقام فتح ہوتے باران ایسا
ساحر تھا کہ یون جھٹ پٹ مارا جاتا آخر کشان کشان عمرو کو ایک دیر مین لائے عنبر بار جادو
بیٹھی پوجہ کر رہی ہی کئی سو پتلے سنگی تخت پر رکھے ہین ایک پتلہ کلان بالاے تخت بیٹھا ہی
بدن اُسکا چمک رہا ہی معلوم ہوتا ہی ستارے لپٹے ہوے ہین کنیزون نے بڑھکر عنبر بار
سے عرض کی کہ نگہبانان دریا عمرو کو گرفتار کر لائے یہ ظالم فتاح ہفت دربند قاتل باران
حاضر ہی عنبر بار نے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ مین پوجہ سے فراغت پاؤن تو اس ظالم کو ابھی
قتل کرون مگر اسکو یہان کیون لائے شکم مین اس پتلۂ کلان کے لوح طلسمی کو رکھا ہی
جب تو چمک رہا ہی کہ اسپر نگاہ نہین ٹھہرتی اس ظالم نے لوح کو دیکھ لیا اب اس کو
زندہ نہ چھوڑونگی فوراً قتل کرونگی یہ کہکر پھر پوجا کرنے لگی سامنے آگ روشن ہی کچھ لونگ
وغیرہ اُسپر ڈالتی جاتی ہی خواجہ سوچے کہ بعد پوجہ کرنے کے یہ مجکو قتل کریگی اب جو کرنا ہو
وہ کر گزرون یہ سوچ کر زنبیل پر ہاتھ ڈالا اور یہ بھی سُن لیا کہ لوح طلسمی اس پتلے مین ہی جو تخت
پر رکھا ہی سعد شہریار کو زنبیل سے نکالا بادشاہ ہنستے ہوے نکلے مسلح و مکمل تیغہ برقتابیہ
قبضہ مین ہی عمرو نے کہا ای شہریار ہوشیار ہو جیسے لوح محفوظ کو جنبش دیجیے بادشاہ نے

نکلتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ جمجاہ سے منم شاہ شاہان فریدون حشم بہار گلستان کاؤس وجم ۔ ہژبر دمان صف شکن نوجوان ۔ نہال گلستان صاحبقران ۔ وہ چارون جادوگر جو عمرو کو گرفتار کیے تھے اُن کو تو نکلتے ہی بادشاہ نے قتل کیا مگر عنبر بار نے نعرۂ سعد کی جو آواز سنی پلٹ کے دیکھا کہ میری جانب لڑتے ہوے آتے ہین تڑپ کر بار نکلی ایک آواز دی کہ یارو مین نے کہا تھا آج طلسم کشا آجائیگا عین دیر مین نعرہ ہوگا اب چہار جانب سے گھیر لو بادشاہ جمجاہ نے چاہا کہ اُس پتلے پر جا پڑون ساحرون نے تو آکر بادشاہ کو گھیرا اور وہ پتلہ اپنے مقام سے اُٹھا جست کی اور غائب ہو گیا اب کشاکش جنگ کی پڑی ہوئی ہو خواجہ عمرو حقۂ آتشبازی مار رہے ہین بادشاہ جمجاہ کی برق شمشیر تڑپ رہی ہو کبھی لوح محفوظ کو جنبش دیتے ہین عنبر بار نے پکار کر آواز دی کہ یارو ایک سردار اور ایک عیار ایسی جنگ کر رہے ہین کہ تم سب کو عاجز کر دیا اور تم سے کچھ نہین ہو سکتا ارے بلوہ ہی کرکے گرفتار کر لو چہار جانب سے بلوہ کرکے ساحر آتے ہین جب برق شمشیر چمکتی ہو تو ہٹ جاتے ہین غلغلۂ گیر و دار بلند ہو یکایک آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم میثاق کوہ گردان اور آکر شریک جنگ ہوا اور ایک طرف سے سردار حسینان کا نعرہ ہوا اور ایک طرف سے بہار اعجاز بیان کا نعرہ ہوا اور ایک طرف سے ملکہ گلگونہ کا نعرہ ہوا اور ایک طرف سے ملکہ یاسمن رنگین پوش کڑک کر گری کہ صدہا ساحرون کے سر اُڑ گئے اور ایک طرف سے ملکہ بحرین کے دریا کے غراٹے کی آواز آئی اور ایک جانب سے ملکہ مروارید سفید پوش آکر پہونچین اور ایک طرف سے خونخوار بلند بالا بجلالت تمام آکر پہونچا اور اسی طرح سب شاہزادیان اور ساحران نامی وغیرہ آکے پہونچے اور نام بنام جو نعرے ہوے عنبر بار گھبرا گئی کہنے لگی کہ طلسم کشا کے شریک ایسے ایسے ساحران نامی ہو گئے کہ جنکا مثل و نظیر اس طلسم مین نہ تھا حقیقت مین بہت بڑا صاحب اقبال یہ شخص ہو مگر فوج پر نعرے کر رہی ہو کہ یارو تم لوگ بہت ہو اور ہمراہیان طلسم کشا چند کس ہین ان کو گھیر کر مار لو بہار اعجاز بیان کا گلدستہ چل رہا ہو کہ چند شاہزادیان پیدا ہوئین اور آپسمین مل کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

ہجر مین جسکے ہوئی ہائے یہ حالت میری | جانتا ہی نہین افسوس وہ صورت میری
دوستو کیا کہون تغیر ہی حالت میری | عشق گیسو مین پریشان ہی طبیعت میری
دم نکل جائیگا گھٹ گھٹ کے یقین ہی دلکو | ہولناک آج ہی ایسی شب فرقت میری
منھدی ملنے کے بہانے کف افسوس ملے | یاد جب آگئی قاتل کو شہادت میری
وہ نزاکت کے سبب آنہین سکتے مرے پاس | مجکو اُٹھنے نہین دیتی ہی نقاہت میری
غم فرقت مین ترقی و تنزل کے مزے | غم جو بڑھتا ہی گھٹی جاتی ہی طاقت میری
سنگدل جو کہ زمانے مین بہت ہی مشہور | آگئی اُس بت کافر پہ طبیعت میری
ایک ساغر کے لیے سامنے تیرے ساقی | ہاتھ پھیلاؤن نہین چاہتی ہمت میری
مجکو کیا ڈر ہی علیؑ کا ہون غلام ای سطوت | لبس کرین گے وہ مدد روز قیامت میری

ہزارہا ساحران اشعار کو سُن کر سر ٹکراتے پھرتے ہین چاہتے ہین میدان جنگ سے نکلین مگر بادشاہ نے دیر دیر سے پلٹ کے دیکھا کہ وہ پتلہ سنگی غائب ہو گیا حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا جسکے پاس لوح تھی وہ غائب ہو گیا خواجہ بھی ایک گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے ہین لیکن لشکر بادشاہ جان فروکش ہی سب سردار بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ سرمست دیوانہ چوبدست ہلاتا ہوا اندر آیا کہا یارو تم کو کچھ خبر ہی کہ آقائے سُرخ کہان ہین تم سب کو کیونکر چین پڑا ہین نے تو آج کئی روز سے کھانا نہین کھایا جلد خبر منگواؤ شاید کہین جنگ ہو تو اُن کی مدد کو چلو کہ سامنے سے زنگ کی آواز آئی چالاک و برق آکر پہونچے پکار کر آواز دی کہ یارو بادشاہ مقام عنبر بار پر پہونچ گئے چھ سات لاکھ ساحر سے بادشاہ جنگ کر رہے ہین مگر میثاق کوہ گردان مع شاہزادیون کے پہونچ گیا ہی ان سب نے جنگ کو بہت روکا ہی لاکھون ساحر قتل کیے ہین یہ سُنتے ہی سرمست دیوانہ پلٹا اپنی فوج مین آکے آواز دی کہ ہان یارو تیار ہو آقا مقام عنبر بار پر پہونچ گئے مغلوبہ ہو رہی ہی ابھی ابھی برق و چالاک نے خبر پہونچائی دیوانون کو تیار کر کے سب کے آگے آگے سرمست چلا زنجیرین ہلاتا ہوا چوبدست کو گردش دیتا ہوا بارہ ہزار دیوانے لپٹ پر سب چیخین مارتے ہوئے اور سردار بھی اپنی اپنی فوج لیکر چلے اُس وقت آکر پہونچے کہ بادشاہ زخمی

تو ہوے ہین مگر اُسی حواس سے لڑ رہے ہین عین گرمی جنگ ہو کہ اول سرمست دیوانہ آکر
گرا اور جملہ سردار چار لاکھ فوج سے آکر پہونچے لیکن عنبر بار نے جو دیکھا کہ فوج شاہی آگئی
کل سردار جانباز و سر فروش کہ جنکو جرأت کا جوش ہو وہ مصروف جنگ ہوے مگر دیوانے
نے لاکھون ساحر مارے جو بدستین اسکے ہمراہی ہلا رہے ہین جب چیخ مارتے ہین ساحران
دیوالون کی آواز سے گھبرا جاتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ یاروان دیوالون سے
خداوندلات و منات بچاوین مگر سرمست دیوانہ ایک طور سے جنگ کر رہا ہو جس
غول پر جا پڑا افسرون کو مارا فوجون کے پاؤن اُٹھا دیے ہر طرف یہی غلغلہ ہو کہ
بی عنبر باران دیوالون کو روکو یہ کسی کے روکے نہین رُکتے جس فوج پر جا پڑے
اُسے تہ و بالا کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا عنبر بار جادو غل مچا رہی ہو اور سحر میناکو
کو رو لیتی ہو ہر مرتبہ جھولی سے پتلے سحر کے نکال کر اُڑاتی ہو اور پکار کر آواز دیتی ہو
کہ ارے جزیرے دن مین خبر کرو وہ پہلوان جو خداوند کے معتقد ہین اُن سے کہو فوجین
لیکر آوین اور جنگ کو روکین اب طرز جنگ بگڑا جاتا ہو اُن پتلون نے جا کر آسمان سے
آوازین دین کہ ای بندگان جمشید ثانی اگر جی چاہے تو آکر شریک جنگ ہو کہ جزیرہ عنبر بار
معرض زوال مین ہو اگر ایسے وقت مین شریک جنگ ہو تو لوح کو ہاتھ سے طلسم کشا کے
بچا لو ہر چند کہ قدرت نے بڑی کد و کوشش کی لیکن وہ عیار مکار بادشاہ کو ساتھ لیکر
دیر خداوندی مین پہونچ گیا جنگ ہو رہی ہو سہراب اژدر گیر کہ دو لاکھ فوج کا مالک
ہو اپنے جزیرے مین بیٹھا ہو یہ آواز سُن کر باہر نکل آیا دیکھا کہ آسمان سے آواز آتی ہو
اور پتلہ ہاے چرمی غل مچاتے ہوے جاتے ہین سہراب اژدر گیر نے کل فوج کو تیار کیا
اور گینڈے پر سوار ہو اور اوری کرتا ہوا چلا اُس وقت آکر پہونچا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی
ہو لشکر ساحران کے پیر اُٹھے جاتے ہین آتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا دوسرے جزیرے
کا مالک ضیغمان زال رستم زادہ یہ آواز سُن کر مع فوج کے سوار ہوا آکر شریک
جنگ ہوا اب ساحرون نے جو دیکھا کہ یہ پہلوان ہماری مدد کو آئے تو جم کر لڑنے لگے
نقیبون نے جو دیکھا کہ فوجین ملی ہوئی ہین مغلوبہ ہو رہی ہو آوازین لگانے لگے کہ ای

جوانان شیر دل اور ای ساحران سامری پرست یہ دنیا مقام گذرگاہ ہی ایک دن سب کو مرنا ضرور ہی جم کر لڑو نظم

ای مقیمانِ تہِ سقف سپہر غدار — تابکی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو — ہو خرابے مین اگر قصر فریدونکے گذار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا — جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سردارون مین — عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام — ارغنوان وار سدا گونجتی تھی صوت ہزار
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین — کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ — واہ ری تیری تنک ظرفی یہ این عز و وقار
جن پہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس — آجکل وہ لب جو جغد کا ہی آئنہ دار
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلونکے — مسکن فاختہ ہر قصر کا ہر نقش و نگار
چیلین منڈلاتی ہین اُڑتے ہین بگولے ہر سمت — ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار
قصر کو جانے دو باشندون کو وانکے دیکھو — تکیۂ گور و گو زن آج ہی ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و باب مہر سکوت — نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی — کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے ساحرون کو حوصلۂ جنگ ہوا بڑھ بڑھ کر لڑنے لگے اور بڑھ بڑھ کر سحر کیے مٹھے ماش کے دالون کے جو مارے غیر ساحر سحر مین ان کے پھنسے گھوڑے رہروی سے رُکے اُس حال مین ساحرون نے اُن کو قتل کیا لیکن بادشاہ جمجاہ نے جو دور سے دیکھا کہ ساحرون نے غیر ساحرون کو تسخیر کر کے گھوڑون سے سوارون کو اُتار لیا چاہتے ہین کہ تلوارین مارین بادشاہ نے بڑھ کر لوح محفوظ کو گردش دی کہ سحر ساحرونکا باطل ہوا ایکایک صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک ساحر گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان گینڈے کو اُڑائے ہوے آتا ہی آتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم حسان تیز پران ای عنبر بار نہ گھبرانا مین سب کو مٹا کے دیتا ہون دیکھیے تو کس طرح جنگ کرتا ہون یہ

تو آواز آئی میثاق کوہ گردان بڑھا اور پکار کر آواز دی کہ اے حسان نابدولت سے
مقابلہ کر تب رنگ جنگ معلوم ہو حسان نے گولہ میثاق کو مارا میثاق نے گولہ کاٹا
دو دو سحر آپس مین چلے تھے کہ حسان تلوار کھینچ کر دوڑا دور سے بہار اعجاز بیان نے
دیکھا کہ حسان طرف میثاق کے جاتا ہی گلدستہ مار دیا جیسے ہی گلدستہ پھٹا ہوا سے
سرد چلی طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے چند طائر اڑتے ہوے قریب سر حسان آئے گرد سر
چرخ مارنے لگے ایک طائر نے چیخ ماری کہ منقار سے اسکی شعلہ ہاے آتش نکلے وہ جل کر
خاک ہوا خاک اسکی سر حسان پر گری حسان جھوم گیا آنکھین سرخ ہوئین ملکہ بہار
سے پوچھنے لگا کہ کیون ملکہ عالم جو حکم ہو وہ بجا لاؤن مگر عنبر بار نے دور سے دیکھا کہ
ہمارا معین و مددگار مسحور سحر بہار ہوا چاہتا ہی ایک گولہ اٹھا کر مارا کہ آسمان پر
جا کر پھٹا اسقدر شعلہ ہاے آتش نکلے کہ یا تو پھول برس رہے تھے یا سب پھول جل گئے
جب پھول جلے تو حسان کے ہوش درست ہوے طرف بہار اعجاز بیان کے چلا
کہ سحر کرون انکا رنگ مٹاؤن اپنا رنگ جماؤن یہ سوچ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا ماش
کے دانے نکالے پھونک مارے جیسے ہی وہ ماش کے دانے بلند ہوے معلوم ہوتا تھا
طائر اڑ رہے ہین ان طائرون نے گرد سر بہار آ کر چرخ مارا بہار کے ہاتھ سے گلدستہ
چھوٹا زمین پر گرتے ہی گلدستے سے ایک شعلہ نکلا کہ گلدستے کو جلا کر خاک کیا وہ خاک
جو اڑی روے بہار پر پڑی چہرہ اداس ہوا جتنا زیور گل گلے مین پہنے ہوے تھی وہ
سب مرجھا گیا جب بہار کا سب زیور بیکار ہوا تو عنبر بار نے سحر کیا صحرا سے ایک
زنگن پیدا ہوئی اسنے آ کر بہار کو سلام کیا کہا اے ملکۂ عالم چلیے باغ پر بہار مین آپکی
طلب ہی بہار نے ارادہ کیا کہ مین ساتھ زنگن کے جاؤن میثاق نے جو دور سے
دیکھا گھبرا گیا اور بڑھ کر سحر کیا کہ صحرا سے ایک زنگی آیا اسنے آ کر زنگن کا ہاتھ تھام لیا
کہا بی بی چلو تمہاری نوکری کا حرج ہوتا ہی باغ مین مین اور تم مل کر پانی پہونچاؤن گا
ہوا گرم چل رہی ہی درخت خشک ہوے جاتے ہین زنگن نے کہا چلیے جب وہ زنگن ساتھ
زنگی کے چلی تو عنبر بار نے پکارا کہ بوا کس کام کو آئی تھین خالی پلٹ چلین اس زنگی نے

کچھ جواب نہ دیا زنگی کے ساتھ ہنستی ہوئی چلی گئی میثاق نے قریب بہار آکر کہا کہ ای
ملکۂ عالم تم سحر کرتی ہو اور کابھی تو سحر رو کو اگر اس زنگن کے ساتھ جاتین تو نہین معلوم وہ
کس بلا مین پھنساتی مگر حسان نے جو میثاق کو دیکھا کہ بہار سے باتین کر رہا ہی تلوار
کھینچ کر دوڑا پکارتا ہوا کہ او دشمن لات و منات میری محبوب سے باتین کر رہا ہی بہار
نے پکار کر کہا کہ او بیحیا کیا بکتا ہی مگر میثاق نے بہار کو منع کیا آپ حسان کا مقابلہ کیا
حسان نے ہاتھ تلوار کا مارا میثاق پر تلوارین برسنے لگین میثاق پر کچھ تاثیر نہوئی مگر
میثاق نے ایک تلوار کو دیکھا کہ بڑے زور و شور سے چمکتی ہوئی طرف سر کے آتی ہی
میثاق نے اپنی انگلی تراش کر قطرۂ خون اُس تلوار پر پھینکا جیسے ہی قطرۂ خون میثاق
اُس تلوار پر پڑا وہ تلوار چمکتی ہوئی طرف حسان کے چلی حسان نے بہت چاہا کہ اپنے
کو بچاؤن مگر نہ بچ سکا تلوار آکر سر پر پڑی ہر چند کہ حسان نے کئی سپرین حائل کین مگر
تلوار نے گر کر سپرین کاٹین اور حسان کے دو ٹکڑے کیے حسان کے مرتے ہی عنبر بار
گھبرائی پلٹ کر دیکھا کہ نصف لشکر کا خاتمہ ہو چکا ہی سوچی کہ اب شکست فاش ہوگی جلدی
سے طبل بازگشت بجوا دیا لشکر شکست خوردہ کو لیکر پلٹی سعد شہریار بفتح و فیروزی پلٹے
سعد نے پکار کر کہا کہ ای عنبر بار بہتر اسی مین ہی کہ لوح طلسمی حوالے کر دو ورنہ ہم ضرور
حاصل کرین گے تمھین ضرر پہونچیگا عنبر بار نے جواب دیا کہ لوح طلسمی نہ ملیگی لوح ایسے
مقام پر ہی کہ جہان ہوا بھی نہین جا سکتی آپ نے ڈیرے مین یہ سمجھ کر بلوہ کیا تھا کہ پتلہ کلان
کے جسم مین لوح ہی دیکھا وہ پتلہ کیسا غائب ہو گیا اب ایسے مقام پر ہی کہ سوا میرے
کوئی وہان نہین جا سکتا خواجہ نے میثاق کو اشارہ کیا کہ تم لشکر لیکر اُترو مین
بادشاہ کو لیکر قصر سیاہ مین جاتا ہون میثاق نے اشارہ کیا کہ بہت خوب خواجہ
نے اُسی وقت سعد شہریار کو بیہوش کیا اور زنبیل مین رکھ لیا ایک کنیز کی شکل بنکر
عنبر بار کے ساتھ ہوے کنیز بھی وہ کہ جو مقرب عنبر بار ہی جب خواجہ قریب عنبر بار
کے آئے تو عنبر بار نے کہا کہ ای شگوفہ مین قصر سیاہ مین چلونگی تو بھی ساتھ چلنا
شگوفہ نقلی نے عرض کی داری مین آپ کے ساتھ ہون چل کر لوح کا انتظام کیجیے

اور مسلمانون سے پھر لڑائی پڑگئی کہ یہ لوگ اندر جزیرے کے آگئے عنبر بار نے کہا کہ مجال ہی جو لوح پر نگاہ ڈال سکین شگوفہ نقلی نے جواب دیا حضور آپ کا انتظام ایسا ہی ہی آپ کے انتظام مین کون دخل دے سکتا ہی عنبر بار نے شگوفہ نقلی کا ہاتھ تھام لیا اپنی بارگاہ مین آئی جلسہ آراستہ کیا شگوفہ نے کہا واری اگر حکم ہو تو آج مین گاؤن خداوند تشریف لائے تھے ارشاد فرما گئے ہین کہ علم موسیقی مین تجکو کمال دیا یہ سُنکر عنبر بار کے کان کھڑے ہوے کہا ای شگوفہ مجھے تجھپر بدگمانی ہوتی ہی شگوفہ نقلی نے کہا واری مجھپر سحر کیجیے جس طرح منظور ہو امتحان کر لیجیے جب قصر سیاہ مین لے چلیے یہ کہکے بایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجا کر یہ اشعار گانے لگی نظم

خط سے جوبن پر عذار یار ہی ✣ واہ کیا آئینہ جوہر دار ہی ✣
مستعد جان بخشیون پر یار ہی ✣ گر یہ سچ ہی تو عجب پیکار ہی
آستین سے پوچھیگا کاہیکو اشک ✣ ابتو مُنھ پر زخم دامن دار ہی
نازسے وہ گل جو ٹھکرا تا نہین ✣ کیا ہمارا جسم لاغر خار ہی ✣
کیا کہون مین کیا ہی قاتل کی نگاہ ✣ تیر برچھی نیشتر تلوار ہی ✣
سچ تو ہی عشق بتان ہی کفر زا ✣ ہر رگِ تن رشتۂ زنار ہی
شکل نرگس مین ہمہ تن چشم ہون ✣ حد مو کیا حسرتِ دیدار ہی
خط سبز اپنا دکھا زخمی ہون مین ✣ احتیاج مرہم زنگار ہی ✣
بھیڑ او یوسف خریدار و نکی ہی ✣ تیرا کوچہ مصر کا بازار ہی ✣
دانت پر قاتل لگا یا کیا اسے ✣ تیغ ابری ابر گوہر بار ہی ✣
جا کے سطوت کربلا مین موت آئے ✣ اب دعا خالق سے یہ ہر بار ہی

یہ اشعار گا کر عنبر بار کو خوب راضی کیا عنبر بار نے ہاتھ تھام کر قریب پہلو مین بٹھا لیا کہا ای شگوفہ اب قدرت تجکو اپنا معشوق بنائین گے اور تجھپر نگاہ مہر ہوئی اور مرتبہ بھی تیرا اعلی ہو گا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی کہا چلو لوح کا انتظام کرین شگوفہ نقلی کو ساتھ لیکر عنبر بار اُٹھی بیرون بارگاہ آئی سامنے ایک قصر تھا کہا ای شگوفہ یہی قصر سیاہ ہی

چلو چل کر دیکھین سنگی پتلے پر کیا گذری اُس مکان کا آکر دروازہ کھولا اسقدر اندھیرا تھا کہ
کچھ معلوم نہ ہوتا تھا شگوفہ نے گھبرا کر کہا کہ واری یہان تو کچھ سوجھتا نہین عنبر بار نے کہا کہ
یہ قصر سیاہ ہی دیکھو مین ابھی روشنی کرتی ہون یہ کہکر عنبر بار نے ہاتھ ہلا یا شعلے چمکنے لگے
خواجہ نے دیکھا کہ ایک تخت بچھا ہی اُسپر وہ پتلہ بیٹھا ہی سب بدن مثل برق کے چمک رہا
ہی عنبر بار نے کہا کہ ای تصویر قدرت کیون ملول و حزین ہو پتلے نے کہا کہ ای عنبر بار آج
مجکو معلوم ہوتا ہی کہ میری قضا ہی عنبر بار نے کہا کیا مجال یہ وہ مقام ہی کہ یہان کوئی
نہین آسکتا پھر کون تجکو قتل کریگا پتلے کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا ای عنبر بار
اسی غرور سے قدرت تباہ پھر رہے ہین دیکھو تمکو آگاہ کرتا ہون بادشاہ لشکر اسلام اسی
قصر مین موجود ہین اب تو خواجہ گھبرائے فرمایا ای عنبر بار دیکھو تلاش کر لو سوائے میرے
اور آپ کے اس مقام پر کون آیا عنبر بار نے پھر چہار جانب دیکھا سوائے شگوفہ کے
اور کوئی اُس مقام پر نہ تھا عنبر بار نے کہا کہ ای تصویر سامری یہان کوئی نہین ہی تم
با اطمینان رہو گھبراؤ نہین مین اور تدبیر کرتی ہون خواجہ سوچ رہے ہین کہ ای عمرو
اب مین کیا کرون کہا ای ملکۂ عالم دیکھیے جزیرے مین آگ لگ گئی عنبر بار نے تو رُخ
طرف جزیرے کے کیا خواجہ نے اتنے عرصے مین سعد شہریار کو زنبیل سے نکالا بادشاہ
نے اُسی سنگی پتلے کو بالائے تخت زبرجدی دیکھا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ
منم شاہ شاہان فریدون حشم ✤ بہار گلستان کاؤس وجم ✤ منم صف شکن شیر دل
نوجوان ✤ نہال گلستان صاحبقران ✤ نعرہ شاہ کی صدا اُسنکر پتلے نے قصد کیا کہ پھر
نکل جاؤن خواجہ نے جھپٹ کر پاؤن پتلے کا تھام لیا پتلہ خاموش بیٹھا رہا کہ بادشاہ
نے پلٹ کر پتلے پر ہاتھ مارا پتلے نے سر آگے کر دیا تلوار جو بادشاہ کی بڑی پتلے کو خوب
کاٹا تا بہ جگرگاہ جب تلوار پہونچی تو سینے کے مقام پر دیکھا کہ ایک تختی لٹک رہی ہی اور
وہ مثل برق چمک رہی ہی خواجہ نے کہا کہ ای شہریار لوح ہاتھ ڈال کر نکال لیجیے
بادشاہ نے ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ لوح کو لون پتلے نے ہاتھ ہٹا دیا عنبر بار نے جو نگاہ
دیکھا کہ بادشاہ نے پتلے کو تا بہ سینہ قلم کیا اور لوح معلوم ہونے لگی بادشاہ قصد کرتے ہین

کہ لوح کو لیلون پتلہ ہاتھ سے ہٹا دیتا ہی عنبر بار نے نکل کر ایک چیخ ماری کہ ای اہل فوج
جلد آؤ بادشاہ سے لوح کا سامنا ہی اب نہ آؤ گے تو کب آؤ گے تین لاکھ ساحر دوڑ پڑے
آکر قصر کو گھیر لیا عنبر بار بھی سحر کر رہی ہی بادشاہ اسلام قریب تخت کھڑے ہین ہر مرتبہ ہاتھ
بڑھاتے ہین مگر لوح پر ہاتھ نہین پڑتا کہ پہلوے قصر سے ایک دیو لحیم و شحیم چوبدست
آہنی کو چرخ دیتا ہوا ظاہر ہوا اور آواز دی کہ ای سعد شہریار تم کیوں آئے مخواہ
عمرو نے پکار کر کہا کہ ای شہریار اپنے کو بچائیے یہ دیو بڑا زبردست معلوم ہوتا ہی اُس
دیو نے قریب آکر چوبدست لگائی بادشاہ نے کلہ چوبدست تھام لیا کشاکش ہونے لگی
بادشاہ چاہتے ہین چوبدست چھین لون مگر وہ دیو چوبدست نہین چھوڑتا جب بادشاہ
طرف دیو کے متوجہ ہوے سنگی پتلے نے چاہا کہ مین نکل جاؤن خواجہ اُسکی ٹانگ
پکڑے ہوے ہین کہ بادشاہ نے اُس چوبدست کو چھین لیا دیو نے چنگل مارا بادشاہ نے
کلائی تھام کر ایک گھونسہ مارا کہ دیو کا سر پھٹ گیا مرنے سے دیو کے پتلہ مضمحل ہوا
بادشاہ دیو کو مار کر طرف پتلے کے متوجہ ہوے پھر ہاتھ مارا پتلے نے پکار کر کہا کہ ای
عنبر بار لوح جاتی ہی میرے ہاتھ پاؤن مین طاقت نہین عنبر بار نے بہت سے سحر
کیے کئی شیر قریب بادشاہ کے آئے اور ہاتھ سے بادشاہ کے مارے گئے عنبر بار
یہی چاہتی ہی کہ لوح کو بچاؤن مگر لوح نہین بچ سکتی بادشاہ نے سحر دفع کر کے پھر
ہاتھ مارا ابکی مرتبہ ہاتھ تختی پر پڑا ایک آواز آئی کہ ای عنبر بار غضب ہوا لوح بادشاہ
کو مل گئی اب کیون کد و کوشش کرتی ہو یہ آواز سُنکر عنبر بار خاموش ہو رہی لیکن
بیرون قصر تلوار چل رہی ہی لشکر نے قصد کیا تھا کہ قصر مین جا کر بادشاہ پر بلوہ کرین
میثاق کوہ گردان نے آکر لشکر کو روکا مگر بادشاہ لوح گلے مین ڈالکر بیرون قصر
چلے خواجہ عمرو بھی حقۂ آتشبازی مارتے ہوے نکلے عنبر بار نے دیکھا کہ بادشاہ جہجا
لوح پہنے ہوے نکلے نکلتے ہی مصروف جنگ ہوے مگر عنبر بار ملول و حزین دیکھ رہی ہی
کہتی ہی غضب ہوا لوح سعد کو مل گئی ساتھ والون سے کہتی ہی مین نے کیا کیا تدبیر کی
مگر کچھ نہ بن پڑا اسار بان زادے نے وہ تدبیر کی کہ بادشاہ کو قصر سیاہ مین پہونچا دیا

اور بادشاہ نے لوح حاصل کر لی لیکن بادشاہ جو باہر نکلے گھمسان کی جنگ ہونے لگی
عنبر بار کے کان مین آواز آئی کہ ای عنبر بار اپنی جان بچاؤ عنبر بار نے جو یہ آواز سُنی
افسرون سے اشارہ کیا کہ متفرق ہو جاؤ افسرون نے جو اشارۂ عنبر بار پایا آپسمین
صلاح کر کے منتشر ہونے لگے کوئی طرف جزیرے کے بھاگا کوئی طرف صحرا کے چلا عنبر بار
نے دیکھا کہ افسر تو سب بھاگ گئے اب مطمئن ہوئی چاہا نکل جاؤن اپنے تئین زمین پر
گرا دیا پر پرواز پیدا کر کے اُڑی چاہا بلند ہو کر نکل جاؤن میثاق نے آواز دی کہ ای
شہریار عنبر بار جاتی ہی ہر چند کہ اب کوئی آپ کا کچھ کر نہین سکتا لیکن اگر نکل گئی تو
فساد بڑھیگا اور حضور کو تکلیف ہو گی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتار کر
لوح سے تیر کو مس کیا اور اسم حاشیہ دم کر کے تیر مارا تیر نے خطا نہ کی سینۂ پر کینۂ عنبر بار
پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذر گیا لاشۂ عنبر بار گرا آندھی سیاہ چلی سنگباری و برفباری
ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عنبر بار جادو بود خواجہ نے
جو جزیرے کو خالی دیکھا ڈھونڈھتے ہوے خزانے پر پہونچے خزانے پر کئی ہزار ساحرون
کا پہرا ہی عمرو نے چوبدار کی صورت بن کر اُن کو حکم پہونچایا کہ ملکہ عنبر بار تو خدمت
خداوند مین گئین تم کو حکم دیا ہی کہ اپنی جان بچا کر نکل جاؤ صحرا مین جا کر ٹھہرو خداوند
کی طرف سے مدد آئیگی خواہ پہلوان خواہ ساحر اُنھین کے ساتھ تم بھی آنا سب یہ سُن کر
طرف صحرا کے بھاگے عمرو نے اندر آ کے دیکھا کہ توڑے چنے ہوے ہین صندوقچے جواہر
کے برابر برابر رکھے ہین تھالے خسروی سونے چاندی کے جا بجا رکھے ہین ہر ایک خم پر
یہی لکھا ہی کہ این مال بادشاہ اسلام است عمرو نے چاہا کہ جال مارون بادشاہ طرف
بارگاہ کے جاتے تھے کہ میثاق نے خبر دی کہ حضور یہ سامنے خزانہ ہی بادشاہ جو اندر
آئے دیکھا خواجہ کھڑے ہین اور جال مارا چاہتے ہین کہا کیون خواجہ یہ روپیہ سب
تمھارے ہی حصتے کا ہی یہ جو سپاہی لڑے ان کو بھی کچھ ملیگا یا نہ ملیگا بادشاہ جمجاہ نے
میثاق کوہ گردان کو اُس مقام پر مقرر کیا کہ دسوان حصّہ خواجہ کو دینا اور باقی
داخل خزانۂ شاہی کرو بادشاہ تو یہ کہ کر چلے گئے خواجہ نے میثاق کو دم دیا کہ ای

میثاق ذرا باہر چلو جیسے ہی میثاق باہر آیا خواجہ نے کہا کہ دیکھو صحرا سے گرد اُڑتی ہی
کوئی ساحر برائے مدد کفار آتا ہی میثاق نے پلٹ کر دیکھا حقیقت مین گرد عظیم بلند ہوئی
ہی ایک ساحر تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار ساحر لشت پر اسی جانب آتا ہی میثاق نے
ہرکارون کو اشارہ کیا کہ خبر تو لو اس ساحر کا کیا نام ہی ہرکارے گئے بعد تھوڑی دیر کے
خبر لیکر آئے عرض کی کہ اس ساحر کا نام سلطان تخت سوار ہی برائے مدد عنبر بار آیا تھا
مگر اسکو بھی خبر مل گئی کہ عنبر بار واصل جہنم ہوئی میثاق تو اس کام مین مصروف ہوا اس
عرصے مین خواجہ نے سب خزانہ جال مار کر نذر زنبیل کیا اور خزانے سے نکل آئے میثاق نام
ساحر دریافت کر کے پلٹا ارادہ ہوا کہ خزانے کا انتظام کرے دن خزانے مین آکر دیکھا کہ مال
کی قسم سے ایک حبہ نہین ہی بیقرار ہو کر دوڑا خواجہ کا دامن پکڑا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری
خدمت خزانہ مجکو سپرد ہوئی تھی مین شہریار کو کیا جواب دونگا خواجہ نے کہا کہ ای میثاق
حقیقت مین تم بڑے جانباز و سرفروش ہو تمنے بڑے اہتمام کیے تمہاری ذات سے لڑائی
فتح ہوئی میثاق نے کہا کہ خواجہ جواب دو خزانہ کیا ہوا عمرو نے کہا کہ مین نہین جانتا مینے
جاکر جو تلاش کیا تو کوئی روپیہ خزانے مین نہ تھا خمہائے خسروی مین کوڑیان بھری تھین اُن کو
پھنکوادیا ہرچند میثاق نے خواجہ پر زور ڈالا مگر خواجہ کب قبول کرتے ہین آخر جھلا کر میثاق
نے کہا وہ خمین تو دیجیے عمرو نے کہا کہ اُن کو زنبیل مین رکھ لیا اب اُنکا نکالنا دشوار
ہی جب کوئی خزانہ ممکن ہوگا تو ظروف بھی ممکن کیے جاوینگے کہ بادشاہ تشریف لائے پوچھا کہ
کیا تکرار ہی میثاق نے تمام کیفیت عرض کی بادشاہ نے فرمایا چھوٹے دادا جان آپ
خزانہ نہین چھوڑتے عمرو نے کہا مین قرضدار تھا مہاجن کے آدمی ساتھ تھے اُنھون نے
تقاضا کیا مین نے دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ زیادہ مجھے نہ ستاوینگے قرضے مین سب خزانہ
دے دیا صرف چھ ماہ کا سود پہونچا ہی اور مین اقرار کرتا ہون کہ آئندہ جو دستیاب ہو تو
میرے حصے مین سے مجرا کر کے باقی ماندہ مجکو مرحمت کر دیجیے گا مجھے کچھ عذر نہ ہوگا بادشاہ
نے ہنس کر جواب دیا بجا اب اسقدر آپ کا حصہ ہوگا کہ اسوقت کی بھی رقم مجرا ہو اور باقی
آپ کو مل جائے بس چھوٹے دادا جان زیادہ باتین نہ بنائیے خزانہ نکالیے زیادہ بریں نیست

کہ چہارم آپ لے لیجیے اور باقی ان غازیون کا حق ہو کہ جو راہ خدا مین جہاد کرتے ہین خواجہ
نے جواب دیا کہ بیٹا کیا تمھاری بچے پنے کی باتین ہین بھلا کبھی ایسے مال کو مین زنبیل مین رکھتا ہون
وہ مین نے مہاجنون کو دے دیا سواے اس کام کے اور کسی کام کے لائق وہ روپیہ نہ تھا
بقول شخصیکہ ع مال حرام بود بجاے حرام رفت + اور وہ خزانہ تمھارے لائق نہ تھا بادشاہ
سر جھکا کر بارگاہ مین گئے خواجہ بھی ساتھ آے میثاق وغیرہ آکر بیٹھے صلاحین ہونے لگین
کہ اب حضور براے فتح مرحلہ جات جاوین مگر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی بارگاہ مین بیٹھا
ہو کئی سو افسر گرد جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہو کہ عنبر بار سے مقابلہ ہو سلطان سوار بھی براے
مدد گیا ہو کہ چند سردار بھاگے ہوے آئے کلاہین دے مارین عرض کی کہ یا خداوند عنبر بار
نے بڑی کد و کوشش کی مگر کچھ زور نہ چلا عمرو عیار نے بادشاہ کو قصر سیاہ مین پہونچا دیا
عنبر بار نے مجبور ہو کر جان دی سب شاہزادیان رونے لگین جمشید نے کہا کہ صاحبو
کیون گھبرا رہی ہو مین تقدیر کر چکا ہون کہ طلسم نہ فتح ہوگا اُن ساحرون کو روانہ کرون کہ
لوح طلسمی چھین لاوین اور بادشاہ کو گرفتار کرین یہ کہکر حکم دیا کہ ایک نامہ لکھو موسیقار جادو کو
کہ وہ جاکر بادشاہ سے مقابلہ کرے نامہ دار تیار ہوا نامہ لکھا گیا نامے کو لیکر نامہ دار چلا
اُدھر سے بادشاہ کا یہ ارادہ ہو کہ مین مرحلہ جات پر جاؤن کہ لوح طلسمی حاصل ہو چکی

دو کلمہ داستان حسرت بیان بادشاہ جمجاہ کا جانا براے فتح مرحلہ جات و حال تباہی لشکر از دست موسیقار جادو و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام جم سے وہ مل
کہ آخر یہ دنیا ہو خواب و خیال
کہ آخر کا احوال ظاہر ہوا
کہ لاشہ اُٹھانا بصد کر و فر
تہی دست جاتا ہون مین شہر سے
کہ دنیا سے رون ہو خیال اور خواب

کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل
شہنشاہ اسکندر نامور
نہ آل زمانہ سے ماہر ہوا
کفن سے مرے ہاتھ ظاہر رہین
کہ مین لیچلا حسرتین دہر سے
تہی دست آئے تہی ہاتھ ہو

کسی کے ہوا کام فرخندہ حال
رہا گردش چرخ سے بے خبر
دیا حکم بر وقت عزم سفر
عقیل و فہیم اس سے ماہر رہین
یہ دیکھین خرد مند والا جناب
فقط حسرت دہر ہی ساتھ ہو

نہ کچھ لیکے آئے نہ کچھ لیچلے
مری نذر کا کھانا دیجو وہان
کیا مان نے آخر یہی انتظام
کیا موت نے آکے خالی مکان
کئی روز تک مان پھری دردناک
دکھائے یہ رنج والم فوت نے
نہ کچھ زور آخر کو اُن کا چلا
نہ شوکت نہ دولت وہ ہمراہ تھی
نہ آرام پایا کسی نے یہان
پلا مجکو صہبائے الفت کا جام

فقط عدل و انصاف ہی دے چلے
کہ جس گھر مین آئی نہو موت بھی
نہ نکلا وصیت سے آخر وہ کام
بزرگان ذیہوش جتنے کہ تھے
اُڑاتی تھی سر پر مصیبت مین خاک
سلیمان ذیجاہ والاحشم
عدم کو گئے غم مین ہو مبتلا
کیے موت نے گھر کے گھر بے نشان
ہوے لیکے حسرت یکایک روان
سناؤن تجھے داستان جلیل

کہا مان سے ای مادر مہربان
ہوا ہو نہ کوئی وہان فوت بھی
یہ کہتے تھے رو رو کے اہل جہان
ہمین چھوڑ کر یانسے راہی ہوے
یہ انجام آخر کیا موت نے
کیے اُن پہ خالق نے کیا کیا کرم
چھٹی سلطنت اور تاج شہی
ہے دنیاے دون عبرت مومنان
تو ای ساقی بے خبر لالہ فام
جو ہو نشۂ مے بھی میر اکفیل

چہرہ رہروان منازل جرأت وطے کنندگان مراحل ہمت اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر کرتے ہین
شعر مصنف مرصع نگاران جادو رقم ۔ یہ لکھتے ہین احوال بارنج و غم ۔ کہ جمشید نے جس نامہ دار کو بھیجا تھا
وہ نامہ دار راہ کو طی کرتا ہوا چلا ایک صحراے ویران مین پہونچا دشت ویران مین خاک اُڑرہی
تھی بونڈلے جو گرد کے بلند ہوے تو نامہ دار گھبرایا حیران تھا کہ اس صحراسے کیونکر گذرونگا
اسی حیرانی مین کھڑا تھا کہ گوشہ صحرا سے گرد اُٹھی ایک تخت یاقوت احمر نہایت آراستہ پیدا ہوا
تین چار لاکھ ساحر پشت پر نوبت و نقارے بجتے ہوے جو ساحرہ کہ تخت پر سوار ہی تاج
مرصع سر پر رکھے ہوے تخت پر سوار روپیہ لٹاتی ہوئی قریب سے اس نامہ دار کے گذری
نامہ دار نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم غلام حیران و پریشان ہی ایک نشان مجکو بتایئے
تو بڑا احسان ہی کہ ملکہ موسیقار جادو کا کونسا قصر ہی کہان تشریف رکھتی ہین مین نامہ دار
خداوند ہون اُس ساحرہ نے سواری روکی کہا ای نامہ دار موسیقار میرا ہی نام ہی مین آج
براے سیر نکلی تھی بڑی بات ہوئی کہ تم سے ملگئی ورنہ مہینون اس دشت مین حیران رہتے
اور مجکو نہ پاتے یہ اتفاق کی بات ہی کہ بیٹھے بیٹھے میرا دل گھبرایا براے سیر نکل آئی نامہ دار
نے کہا کہ ای ملکہ موسیقار بڑا غضب ہوگیا کہ طلسم کشا نے لوح پائی اب وہ مرحلہ جاتے گے

جاوینگے موسیقار نے ہنس کر کہا کیا تاب وطاقت ہی کہ ایک قدم بھی وہانسے بڑھا سکین
لوح چھین لونگی طلسم کشا کو گرفتار کر کے روانہ کردنگی قدرت سے کہنا مطمئن رہین مین
اب اُنھین کے مقابلے کو جاتی ہون بادشاہ کو گرفتار کر کے لاتی ہون مگر ای نامہ دار
جواب تو مین نے تجکو زبانی دیدیا اور طرف بادشاہ کے جاتی ہون جا کر جنگ اُن سے
آغاز کرون رنگ شعبدہ دکھاؤن مگر تم آنکھین بند کر لو اور نام خداوند زبان پر لو پھر
جو آنکھین کھولوگے تو اپنے کو راہ پر پاؤ گے اگر خداوند میری خواہش کرین تو مین دربار مین
آؤنگی جو کچھ انتظام منظور ہی وہ عرض کردنگی نامہ دار نے آنکھین بند کر لین بعد تھوڑی دیر
کے جو آنکھین کھولین اپنے کو بر سر راہ پایا حیران تھا کہ یہان مجکو کون پہونچا گیا غرضکہ
قصر ہفت رنگ مین بخدمت جمشید ثانی آیا تمام احوال موسیقارہ بیان کیا جمشید نے
کہا کہ کیون صاحبو تمنے سُنا جس دن موسیقار جائیگی لشکر مسلمانان مین تباہی پڑجائیگی
اُسنے کہلا بھیجا ہی کہ جا کر قیامت برپا کردونگی اور لوح کو میرے پاس کیون نہ بھیجا مین اُسکی
حفاظت سے رکھتی کہ ہوا بھی نہ جاسکتی پھر جمشید نے کہا ایسے ایسے جادوگر میری عملداری
مین بہت ہین ایسے ساحرون کو روانہ کرون کہ دم لینا مشکل کردین قدم نہ اُٹھا سکین
لوح طلسمی چھین لیوینگے طلسم کشا کو شکست دینگے اسطرح کے سحر کرینگے کہ زمین ہلجائے
اُن ساحرون کا کوئی ہمسر نہین ہی یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی علم ہائے زنگاری کے
پھر ہرے کھلے ہوئے نشان لشکر دیکھکر جمشید نے کہا لو ملکہ موسیقارہ آتی ہین آمد موسیقار
دیکھکر سب ساحرون کو واسطے استقبال کے بھیجا ساحر گئے اور موسیقار کو سامنے لیکر
آئے جمشید نے پوچھا ای موسیقار تم نے حال سُنا کہ لوح طلسم کشا کو مل گئی موسیقار نے
کہا کچھ پروا نہین مین لوح حاصل کرلونگی جمشید سے کہا کہ یا خداوند آپ مطمئن رہیے اور
قصر ہفت رنگ مین بیٹھکر عیش فرمائیے مین سب مقدمات سمجھ لونگی ایک فرمان مجھ کو
مرحمت ہو کہ مین جسکو طلب کرون وہ میری مدد کو آئے مین اُن سب کو لڑواؤنگی جمشید نے
ایک فرمان لکھوا کر موسیقارہ کو دیا کہ مضمون اُسکا یہ تھا کہ کل ساحران مرحلہ جات و حاکمان
ملک کو مناسب یہ ہی کہ موسیقار جسکو بُلائے وہ فوراً برائے انتظام آئے اور خدمتگزاری

مین موسیقار کی مصروف ہو موسیقار کو قدرت نے نائب اپنا قرار دیا ہو جو اُس کے حکم سے گردن تابی کریگا وہ مغضوب درگاہ خداوندی ہوگا یہ فرمان موسیقار کو دیا موسیقار نے وہ فرمان لیکر جھولی مین رکھا پھر تخت پر سوار ہوئی نوبت و نقارے بجاتی ہوئی چلی سعد شہر یار نے صلاح کی ہو کہ ای میثاق والا تبار ہم تو برائے فتاحی مرحلہ جات جاتے ہین لشکر سے ہوشیار رہنا میثاق نے کہا کہ حضور مطمئن رہین اب ساحر پی در پی آدین گے کیا عجب ہی کہ لشکر کو تباہ کرین بادشاہ نے فرمایا مجبوری ہی اگر مرحلہ جات نہ فتح ہونگے تو فتح طلسم ناقص رہیگی بادشاہ آمادہ ہوے اور لوح کو بھی ملاحظہ فرمایا لوح مین بھی حکم نکلا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات جب خدا فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو تو مناسب یہ ہو کہ بہ تعجیل تمام اپنے کو مرحلہ جات پر پہونچاؤ جب تک مرحلے فتح نہ ہونگے فتاحی طلسم ناقص رہیگی اسی ضمن مین جمشید سے بھی مقابلہ پڑیگا شب بھر جلسہ آراستہ رہا تمام سرداران نامی جانے سے بادشاہ کے مکدر ہو رہے ہین اور شہزادیان بے صبر و پریشان ہین کہ کل بادشاہ مرحلہ جات پر تشریف لیجاوین گے ہم لوگون کو کس طرح قرار آئیگا بادشاہ نے بھی محبت فرمایا مین اپنے کو جلد پہونچاؤنگا مجکو بھی آپ لوگون کی جدائی شاق ہی جو مرحلہ فتح ہوگا مین تم لوگون کو خبر دونگا رات بھر یہی انتظام رہا صبح کو بادشاہ نے سلاح جسم پر آراستہ کیے تیغہ سکندری ہاتھ مین لیا سپر پشت پر قرولی کمر سے لگی ہوئی خنجر زیب ناف اس کر و فر سے بادشاہ تیار ہو کر جب چلے سب شاہزادیان ہمراہ ہوئین لیکن باموے پریشان آئینۂ رخسار پر غبار ہر ایک نالان و اشکبار ہر ایک کا یہی قول ہو کہ ہمارے بادشاہ برائے فتاحی مرحلہ جات جاتے ہین خدا بخیر و خوبی ہم سب کو پھر اُنسے ملائے بادشاہ سب سے رخصت ہوے منظور ہوا سوار ہون کہ نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی سبنے دیکھا کہ ملکہ موسیقار جادو تخت پر سوار با لشکر گران آکر پہونچی بادشاہ نے اسپر بھی ارادہ کیا کہ مین جاؤن پھر صحرا سے گرد اُڑی اقلیم کوہکن نامے پہلوان گینڈے پر سوار لشت پر فوج جرار جیسے ہی اقلیم آکر پہونچا اور لشکر موسیقار سے ملحق ہوا موسیقار اسکو بشوکت تمام اپنی بارگاہ مین لائی مقام صدر پر جگہ دی جام شراب لبریز کرکے حاضر کیا

جب اقلیم نے جام پیا تو جھومنے لگا اور طرف موسیقار کے متوجہ ہوا کہا ای مقبول بارگاہ
خداوند کس طور سے مقابلہ ہو گا سحر کی لڑائی منظور ہی یا پہلوانی کی لڑائی ہو گی موسیقار
نے کہا آپ سب صاحب خاموش رہین مین سمجھ لونگی کیا اس لڑائی کی کچھ حقیقت سمجھتی ہون آپ
لوگ بیٹھ کر عیش کرین دیکھا جائیگا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی اور فکر مین چلی یہان بادشاہ جمجاہ
آمد موسیقار دیکھکر رُک گئے داخل بارگاہ ہوے سب سردار جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ یہ
ساحرہ بڑی زبردست ہی بہار اعجاز بیان نے کہا کہ انشاء اللہ اسکو دیوانہ کر کے
مارین گے دو گھڑی دن چڑھا ہی دربار جمع ہی کہ درگہ سالار نے آکر فرد سُرخ خدمت شاہ
مین حاضر کی بادشاہ نے ملاحظہ فرماکر فرمایا کہ یارو مین تم سب کا خدمتگزار ہون آج شب کو
مین طلایہ دونگا میثاق و بہار نے عرض کی کہ یہ خدمت ہم لوگون کے سپرد ہو بادشاہ
نے فرمایا یارو تم سب میرے معین و مددگار ہو مگر یہ کام آج میرے واسطے ہی یہ فرماکر
فیروزہ کو حکم دیا کہ ای برادر انتظام کرو آج شب کو طلایہ ہم دین گے فیروزہ بن عمرو
نے عرض کی غلام سب انتظام کر آیا شام کو بادشاہ سوار ہوے بازارون مین آکے
جابجا انتظام کیا جیسے ہی بازارون سے نکلے ملاحظہ کیا کہ سامنے لشکر کفار اُترا ہی
اُدھر اپنے لشکر مین موسیقار کھڑی ہوئی انتظام کر رہی ہی کہ ہرکارون سے کہا مجکو بادشاہ
کی خبر پہونچاؤ کہ وہ کیا کر رہے ہین یہ سُنکر ہرکارے بھاگے یہان بادشاہ کنارے
پر اپنے لشکر کے کھڑے لشکر دشمن کو دیکھ رہے ہین کہ لشکر دشمن مثل مور و ملخ اُترا ہوا
ہی اور افسران لشکر ٹہل رہے ہین ہرکارون نے جاکر موسیقار سے خبر کی کہ بادشاہ
بر سر طلایہ ہین موسیقار نے لشکر سے علحدگی کی خدمت مین شاہ کی چلی مگر میثاق
کہ عاشق جمال شہریار ہی ہر وقت اسی فکر مین رہتا ہی کہ بادشاہ کو آفت سے بچاؤن
اور دشمن کو اُنکے قریب نہ آنے دون بارگاہ سے نکلا تلاش مین بادشاہ کی چلا یہان
فیروزہ بن عمرو بازارون مین پھرتا ہوا آتا تھا کہ موسیقار نے لوگون سے پوچھا کہ یہ
شاطر کون ہی کسی نے کہدیا کہ یہ شاطر بادشاہ ہی فیروزہ بن عمرو نام ہی موسیقار نے
فیروزہ کو بیہوش کیا اور اُسی کی شکل بن کر چلی قریب بادشاہ آئی بادشاہ نے پوچھا کہ ای

فیروزہ کہانسے آتے ہو موسیقار نے گھبراکر کہاکہ مین بازار کے انتظام مین تھا بادشاہ
کو تردد ہوا کہ آج فیروزہ کو کیا ہو گیا کہ میثاق کوہ گردان آیا بادشاہ نے میثاق سے
کہاکہ ای میثاق ذرا خیال کرکے دیکھو تو فیروزہ گھبرایا ہوا ہی میثاق نے بلاکر پوچھا
کہ ای فیروزہ بازار مین کون کون دوکاندار ہین فیروزہ نقلی نے گھبراکر کہاکہ مین بازار
مین نہین گیا بس میثاق نے خیال کرکے اُنگلیون پر شمار کیا سمجھ گیا کہ یہ موسیقار ہی للکارکے
آواز دی کہ او مکارہ سامنے سے ہٹ جا مکر کرنے آئی ہی یہ کہکر سحر کیا موسیقار نے سحر
کو دفع کردیا اور پیچھے ہٹی میثاق نے تعاقب کیا تھوڑی دور پر جاکر موسیقار نے خنجر
کمر سے نکالا اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا وہ خنجر چمک کر میثاق پر گرا شانہ زخمی ہوا میثاق
چرخ کھاکر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا موسیقار نے چاہا کہ میثاق کو اُٹھالون بادشاہ
نے بڑھکر نعرہ کیا کہ او لکاتا خبردار میثاق کو نہ اُٹھانا اور لوح چمکائی لوح کی چمک
سے موسیقار بھاگی بادشاہ نے قریب میثاق آکر لوح کا عکس ڈالا تب میثاق
نے عرض کی کہ ای شہریار طریقے سے معلوم ہوا کہ موسیقار آپ کی فکر مین ہی لہذا مین
حضور کے ساتھ رہونگا میثاق کو ساتھ لیکر بادشاہ پھرتے ہوے اُس مقام پر گئے
کہ جہان فیروزہ بیہوش پڑا ہوا تھا مبتلاے سحر موسیقار تھا میثاق نے اسکو بھی
ہوشیار کیا فیروزہ سے حال پوچھا فیروزہ نے تمام کیفیت بیان کی اور کہاکہ ای
میثاق تم تامل کرو اگر بنتا ہی تو مین جاکر موسیقار کو لاتا ہون یہ کہکر رنگ و روغن
عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بن کر تیار ہوا طرف لشکر موسیقار کے چلا موسیقار
گھبرائی ہوئی بارگاہ مین آئی سردارون نے پوچھا ملکۂ عالم کہانسے آتی ہو اسنے گھبراکر
کہاکہ بادشاہ کو لینے گئی تھی مگر وہان بڑا انتظام ہی میثاق کوہ گردان وزیر اعظم
خداوند ہر وقت شاہ کی حفاظت مین رہتا ہی علم نجوم مین کامل ہی مین نے ابھی بادشاہ کو
لیا ہوتا مگر میثاق نے آکر بچالیا سب سردار کہہ رہے ہین حضور بڑے بڑے ساحر آئے
کیا کیا انتظام کیے مگر کچھ نہ ہو سکا موسیقار نے کہا تم لوگ دیکھنا اس تکلف سے بادشاہ
کو لاؤن کہ تم سب حیران ہو جاؤ اور قیدی کو اُسی وقت بخدمت خداوند روانہ کرون

قتل کا اُن کو اختیار ہی کہ چوبدار نے آکر عرض کی دروازے پر ایک جادوگر حاضر ہو نامہ
خداوند لایا ہی امیدوار باریابی ہی موسیقار گھبرا گئی سوچی کہ یہ کیا معرکہ ہی ابھی مین چلی
آئی ہون اور ابھی نامہ دار آگیا چوبدار سے کہا نامہ دار کو بُلالو فیروزہ سامنے آیا جھک کر
سلام کیا موسیقار نے پوچھا کہ کیون نامہ دار صاحب کیا فکر ہی نامہ دار نے نامہ نکال کر
دیا موسیقار نے پڑھا اُس مین مرقوم تھا کہ ای موسیقار مقام افسوس ہی تم برائے گرفتاری
شاہ گئی تھین مگر میثاق نے تمھارا رنگ مٹایا لہذا یہ ساحر آتا ہی کہ سحر تمکو تعلیم کریگا وہ
سحر کرکے جاؤگی تو بادشاہ کو گرفتار کرلوگی موسیقار نے کہا کہ ای نامہ دار وہ سحر کونسا ہی
نامہ دار نے دست بستہ عرض کی کہ حضور مین نام سحر کا تو نہین جانتا کہ اُس سحر کا کیا نام ہی مگر
ایک انگیٹھی مین آگ سلگائیے مین لوبان ڈالون آتش پری آگ سے پیدا ہوگی وہ تعلیم
کریگی مجھسے تو یہ فرمایا ہی کہ تم ہمارا نام لیکر یہ لوبان ایک انگیٹھی مین سامنے موسیقار
کے ڈالدینا موسیقار نے ہنس کر کہا کہ ایسا تو کوئی سحر نہین ہی نامہ دار نے کہا کہ مین
ابھی انگیٹھی لاتا ہون آتش پری نکل کر سب کیفیت ظاہر کریگی یہ کہکر فیروزہ باہر آیا
تیور تو موسیقار کے دیکھ چکا ہی باہر نکلکر بھاگا سوچتا ہوا جاتا ہی کہ اس وقت مکر نہ چلیگا ایسا
نہ ہو مجھپر سحر کردے کہ مین دیوانہ ہوجاؤن جب فیروزہ نکل گیا تو موسیقار نے کہا کہ دیکھو
یارو نامہ دار کہان گیا بڑی دیر ہوئی نہین آیا ساحرون نے بیان کیا وہ یہ کہتا تھا کہ
ملکۂ عالم بہت ہوشیار ہین اور کسی رنگ مین پھنسین گی موسیقار اُٹھی پھر لشکر شاہ کیطرف
چلی فیروزہ درۂ کوہ مین کھڑا تھا موسیقار نے جو دیکھا پکار کر آواز دی کہ میان ساحر صاحب
ذرا ادھر آؤ مین ایک بات پوچھونگی فیروزہ سمجھا کہ اسنے مجکو نہین پہچانا قریب موسیقار آیا کہا
حضور فرمائیے کیا پوچھیے گا موسیقار نے اسم سحر دم کرکے طرف فیروزہ کے چُھو کردیا
فیروزہ ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا کہا جو فرمائیے وہ بجالاؤن موسیقار نے کہا کہ تم
جاکر بادشاہ کو چُرا لاؤ جو عہدہ طلب کروگے وہ ملیگا قدرت راضی ہونگے فیروزہ اُسی
حال مین سر جُھکائے ہوے خاموش طرف لشکر اسلام کے چلا بادشاہ بارگاہ مین تھے فیروزہ
گھبرایا ہوا آیا میثاق نے جو دیکھا کہ فیروزہ گھبرایا ہوا ہی بادشاہ سے عرض کی کہ حضور

مقام تردد ہی فیروزہ کچھ گھبرایا ہوا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ تدبیر کرو میثاق کوہ گردان
نے بہار اعجاز بیان کو اشارہ کیا بہار نے فیروزہ کو بُلا کر اپنے پاس بٹھایا سحر کر کے ایک پھول
بجرے سے نکالا وہ پھول ہاتھ مین فیروزہ کے دیا فیروزہ نے بیٹھتے ہی میثاق سے باتین کرنا
شروع کین اور پھول کو سونگھا چھینک آئی چھینک آتے ہی سحر موسیقار کا اُتر گیا فیروزہ
گر کر بیہوش ہو گیا میثاق نے فیروزہ کو سنبھالا اور ہوشیار کر دیا حال پوچھا فیروزہ نے کہا
مین سحر مین موسیقار کے تھا برائے گرفتاری بادشاہ جمجاہ آیا تھا تمنے مجکو ہوشیار کیا
ورنہ مین بادشاہ کو لیجاتا میثاق نے کہا کہ ای شہریار حضور نے سُنا موسیقار کیا کیا فطرتین
کر رہی ہی خدا حضور کو اُسکے ہاتھ سے بچائے فیروزہ نے کہا کہ مین جاتا ہون خبر تو اُس کو
سُنا دون شاید کوئی دام پڑ جائے یہ کہکر فیروزہ بھاگا مگر گھبرایا ہوا بدحواس دربار مین
موسیقار کے آیا قریب آکر کھڑا ہوا موسیقار نے پوچھا کہ ای مہتر والا گہر کہو کیا گذری فیروزہ
نے کہا کہ مین گیا تھا ارادہ ہوا کہ بادشاہ کو گرفتار کر کے لاؤن مگر میثاق نے للکارا مین
بھاگ آیا ای ملکۂ عالم ایک نیا معرکہ گذرا مین بھاگا ہوا آتا تھا راہ مین قدرت سے ملاقات
ہوئی مجھسے فرمایا کہ کچھ گاؤ مین جو گایا تو قدرت مجھسے بہت خوش ہوے گلے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا
ہمنے تجکو کمال علم موسیقی دیا جسکے سامنے گائیگا وہ مبہوت ہو جائیگا پس امتحان تو پیرا کیجیے
ہرچند کہ موسیقار کچھ بولی نہین مگر فیروزہ بن عمرو یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

اُس قفس مین مجھے صیاد نے محبوس کیا — جسنے پر توڑ کے اُڑنے ہی سے مایوس کیا
ای فلک ایک سا تھا بخت مرا طالع غیر — دی سعادت اُسے تو نے اِسے منحوس کیا
گرم رفتار ہوے تم جو چمن مین جا کر — کبک کو داغ دیے اتنے کہ طاؤس کیا
فائدہ تو اگر ای آہ بنی شعلۂ شمع — چرخ کو بے اثری نے تری فانوس کیا
آخر کار محبت مین گریبان پھاڑا — تنگ تو نے بہت ای پردۂ ناموس کیا
ضبط نے مجکو تری طرح بنایا ظالم — نالے دیتے ہین دُہائی ہمین محبوس کیا
کچھ تو آخر تپش دل نے دکھائی تاثیر — مہربان غیر ہوے یار کو مانوس کیا
عشق نے اُسکی خبر لانے کو فرقت مین جلال — دلِ مجبور کی فریاد کو جاسوس کیا

فیروزہ نے اسطرح کے اشعار گائے کہ ساحرہ بہت راضی ہوئی کہا ای فیروزہ حقیقت
مین قدرت الیسی مہربانیان فرماتے ہین جب اُن کو معلوم ہوا کہ تم گرفتاری شاہ کی فکر مین
ہو کامل کر دیا اب تمھارا کون سامنا کر سکتا ہی فیروزہ نے کہا کہ یہ تو بتایئے کہ میثاق نے مجکو
پہچان لیا اور میری گرفتاری کو چلا مین بھاگ کر نکل آیا اب رات کو باہر نکلا کرونگا موسیقار
نے کہا کہ ای فیروزہ اب تم بارگاہ سے باہر نہ نکلو ایسا نہ ہو کہ میثاق تم کو گرفتار کر کے
لیجائے فیروزہ نے کہا کہ اب مین رات کو یہین رہونگا موسیقار سوچی کہ یہ ہمارے سحر
مین ہی جو کہیگا وہی کریگا اپنی بارگاہ مین ایک صحنچی بتادی فیروزہ وہین چھپ کر بیٹھا اگر
موسیقار سے کہدیا کہ مین رات کو طرف لشکر بادشاہ کے جاؤنگا موسیقار تو مطمئن ہی
کہ یہ ہمارے سحر مین مبتلا ہی گر فیروزہ اُسی صحنچی مین سویا جب دو پہر رات گذری تو اسکی
آنکھ کھلی اُٹھ کر دیکھا کہ موسیقار سو رہی ہی قریب پلنگ کے آیا بیہوشی نکال کر کنفچے مین رکھی
وہ کنفچہ برابر دماغ کے لگا دیا موسیقار سوتی تھی بیہوشی دماغ مین پہونچی چھینک مار کر فوراً
بیہوش ہوئی فیروزہ نے جلدی مین پشتارہ باندھ لیا زبان مین سوزن دینا بھولا
سراغچہ چاک کر کے بھاگا لیکن راہ مین پشتارہ بھاری ہونے لگا اب تو فیروزہ گھبرایا اور
ایک مقام پر پشتارہ رکھدیا موسیقار جو ہوشیار ہوئی پشتارے سے نکل گئی فیروزہ
پشتارہ اُٹھا کر چلا اب گرانی نہین معلوم ہوتی صبح ہوتے ہوتے بارگاہ شاہی مین پہونچا
میثاق نے پوچھا کہ ای فیروزہ کسے لائے فیروزہ نے خوش ہو کر کہا کہ موسیقار جادو
کو لایا ہون میثاق نے اُنگلیون پر شمار کر کے کہا کہ ای فیروزہ تمنے بڑا دھوکا کھایا وہ
پشتارے سے نکل گئی تمنے کسی مقام پر پشتارہ رکھدیا تھا فیروزہ نے کہا کہ پشتارہ بھاری
ہونے لگا تھا تو مین نے ایک مقام پر رکھدیا تھا میثاق نے کہا ای فیروزہ بڑی عیاری
تمھاری خالی گئی حقیقت مین تمنے بڑی عیاری کی تھی اُسکو تسخیر کیا مگر بڑی ساحرہ ہی فیروزہ
نے کہا اُسکے باپ کو لاؤنگا مین پھر جاتا ہون میثاق نے کہا اب نجاؤ اب وہ سمجھ گئی کہ
سحر میرا اُتر گیا مگر تعجب کرتا ہون جب وہ پشتارے سے نکلی تو تمھین کیون نہ لے گئی فیروزہ نے
کہا یہ اقبال شاہی ہی مگر مین اب جاتا ہون بات بنالونگا یہ کہکر فیروزہ پھر چلا موسیقار

جو اپنی بارگاہ مین آئی سرداروں سے کہ رہی ہو کہ مجکو فیروزہ لے گیا تھا مگر مین راہ سے
نکل آئی حقیقت مین بڑا دھوکا کھایا کہ اُس نگوڑے فیروزہ کو نہ لائی یہ ذکر تھا کہ فیروزہ
آکر پہونچا موسیقار نے جو فیروزہ کو آتے ہوے دیکھا سرداروں سے کہا کہ دیکھو وہ مکار
پھر آتا ہی سرداروں نے کہا کہ دیکھیے کیا کہتا ہی اسکو گرفتار کرکے قتل کیجیے بادشاہ کا بازو
کمزور ہو جائیگا موسیقار نے سر جھکا لیا کہ فیروزہ نے آکر سلام کیا موسیقار نے پوچھا
کہ کیون مسٹر صاحب لشکر شاہ مین گئے تھے کیا گذری بادشاہ کو کیون نہ لائے فیروزہ نے
کہا کہ مین آپ کو اس واسطے لے گیا تھا کہ بادشاہ آپ کو دیکھ کر خوش ہونگے اُسی حال مین
مین اُنکو گرفتار کر لونگا مگر آپ نکل آئین موسیقار نے کہا کہ ای فیروزہ مکاری کی باتین
نہ کرو اب تمھارا ہم کو اعتبار نہین رہا فیروزہ نے کہا کہ مین دن کو جاتا ہون بادشاہ جمجاہ
کو گرفتار کرکے لاؤنگا موسیقار نے کہا جاؤ فیروزہ نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن موسیقار
نے ساحرون کو اشارہ کیا ساحرون نے فیروزہ کو گرفتار کر لیا کشان کشان سامنے
موسیقار کے لائے موسیقار نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ ایک جلاد قوم کا زنگی خنجر چمکاتا ہوا
آیا موسیقار نے اشارہ کیا کہ ارے اسکا سر کاٹ لے خبردار مجھسے نہ پوچھنا جلاد نے
گردن پر کولے کا خط دیا آواز ین لگانے لگا مگر ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے
خبرین لیکر بھاگے یہان میثاق گھبرا گھبرا کر بادشاہ سے کہ رہا ہی کہ ای شہریار ہر چند کہ
فیروزہ گیا ہی مگر اب بات نہ بنے گی موسیقار ایسی ساحرہ نہین ہی کہ ان کے فقرے مین
آجائے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شہریار کی عمر دراز ہو
دشمن کو سوز و گداز ہو عیار حضور کا گرفتار ہوا موسیقار نے حکم قتل دیا ہی بادشاہ یہ خبر
سُنتے ہی بیقرار ہو گئے فرمایا ہمارا مرکب تیار کرو مین برائے رہائی فیروزہ جاؤنگا سب
شاہزادیان بھی آمادہ ہوئین میثاق بھی اُٹھا بادشاہ نے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ
آئے مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوے لشکر موسیقار مین پہونچے جس طرف سے گذرتے ہین
اور جس ساحر پر نگاہ ڈالتے ہین وہ سر جھکا لیتا ہی بادشاہ سارے لشکر مین پھرتے ہوے
در بارگاہ موسیقار پر پہونچے دربان سارنے روکا بادشاہ کب رُکتے ہین ایک تمانچہ مار دیا

کہ سر درگہ سالار کا اُڑ گیا موسیقار دربار مین بیٹھی ہی کہ دیکھا ایک سر ڈھلکتا ہوا آتا ہی
چاہتی تھی کہ پوچھے یہ سر کسکا ہی کسنے اِسکو مارا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا سب نے دیکھا کہ آفتاب
عالمتاب شہریاری وکوکب شمشجمت افروز جہانداری نامی دنامدار شاہزادہ سعد شہریار
اندر بارگاہ کے آئے پہلے آکر جلاد کو مارا فیروزہ پر لوح کا عکس ڈالا فیروزہ کی قید کٹگئی
گری فرمایا ای موسیقار مین اپنے عیار کو لیے جاتا ہون تیرے دربار مین کوئی ایسا ہی
کہ مجکو روک لے کسی نے جواب نہ دیا سعد شہریار فیروزہ کو ساتھ لیکر باہر نکلے ساحرون
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم شاہ اکیلے جاتے ہین لوحین بھی پہنے ہین اگر حکم ہو تو گرفتار کرلین
موسیقار نے کچھ جواب نہ دیا مگر بیرون بارگاہ قرنا ہوگئی وسط لشکر مین پہونچے تھے
کہ ساحرون نے آکر گھیرا سب نے ملکر بلوہ کیا اور کہا کہ آپ تو جاتے ہین قیدی ہماری
مالکہ کا نہ لیجائیے ورنہ آپکو قتل کرین گے بادشاہ نے بلوہ فوج کا دیکھکر تلوار کھینچی نعرہ
کرکے لڑنے لگے نعرۂ بادشاہ اسلام سے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان
کاؤس وجم + ہزبر دمان شیردل نوجوان + نہالِ گلستان صاحبقران + عین گرمی جنگ
ہی چہار طرف سے ساحر گھیرے ہوے ہین مگر بادشاہ افسردن کو قتل کررہے ہین جس غول
پر جاکر گرے اُسکو تہ وبالا کردیا موسیقار نے خبر سُنی کہ بادشاہ کو فوج نے گھیر لیا اور
فیروزہ بن عمرو حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہی ساحرون کو جلا رہا ہی موسیقار باہر نکلی
دیکھا کہ حقیقت مین اہل فوج نے بادشاہ کو گھیر لیا ہی تلوار چل رہی ہی مگر برق شمشیر بادشاہ
خرمن حیات ساحران کو جلائے دیتی ہی یہ دیکھکر موسیقار نے آواز دی کہ ہان یارو انکو
چہار جانب سے گھیر لو اور لوحین اُتار لو اگر یہ دستیاب ہو گئین تو جنگ کا خاتمہ ہی فوج بلوہ کرکے
چلی ہی کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا کہ منم میثاق کوہ گردان اور ایک طرف سے نعرہ ہوا
کہ منم بہار اعجاز بیان ملکہ بہار نے آتے ہی گلدستہ مارا کہ ہوا سے سرد چلی غنچے
چٹک کر گل ہونے لگے عندلیبان خوشنوا نے بجوش الحانی یہ اشعار گائے نظم

خفا تو کس لیے ای رشک حور ہمسے ہوا
ہماری کیا ہی خطا کیا حضور ہمسے ہوا
وہ بھنے پی ہی شراب محبت ای ساقی
کہ جوش عشق کا جس سے ظہور ہمسے ہوا +

گلے سے ہنسکے لپٹ جائیے خدا کے لیے
معاف کیجیے جو کچھ قصور ہمسے ہوا +
تمھین بتاؤ کہ تم نے اگر نہین توڑا +
تو کیا یہ شیشۂ دل چور چور ہمسے ہوا
تمھارے کہنے سے اب ہم نہ جائین یار کے گھر
یہ امر حضرت ناصح ضرور ہمسے ہوا +
لیا ہے سوتے مین بوسہ خطا ہوئی ہمسے
گناہ گار ہین بے شک قصور ہمسے ہوا
قضا نے جان چھڑائی غم جدائی سے
الٰہی شکر کہ یہ روگ دور ہمسے ہوا +
گناہ گار اگر ہین تو تجکو کیا زاہد
ہوا تو جرم خدائے غفور ہمسے ہوا
رہا خیال ہمین ہجر یار کا جو ہنر بر +
تو وصل مین بھی یہ صدمہ نہ دور ہمسے ہوا

گئی ہزار ساحر یہ صدائین سُن کر دیوانہ وار وحشی مثال غل مچانے لگے جھولیان سحر کی پھینکدین ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ منم سردار حسینان اور ایک طرف سے ملکہ یاسمن وگلگونہ کا نعرہ ہوا ان سب نے مل کر جو سحر کیے لشکر پراگندہ ہونے لگا مگر موسیقار سب طرف جاتی ہی سب کا سحر مٹاتی ہی اپنا رنگ جماتی ہی مگر میثاق کو وہ گردان کا جو سامنا پڑا موسیقار نے سحر کیا کہ میثاق پر آگ برسنے لگی میثاق ایسے سحرون کو کب مانتا ہی ہاتھ ہلا دیا کہ ابر آیا پانی برسا شعلۂ آتش بجھ گئے موسیقار بہت گھبرائی کہتی تھی کہ میثاق پر رنگ نہین جمتا قدرت نے بڑا ہی غضب کیا کہ ایسے ساحر کو روانہ کیا اور وہ آکر شریک مسلمانان ہو گیا اب وہ بھی چاہتا ہی کہ جس طرح بنے طلسم کو فتح کرا دن کیسا جانبازی سے لڑ رہا ہی مابدولت کے سحر کو مٹا دیا پھر کسکا سحر تاثیر کریگا رفقا نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اگر مناسب ہو تو طبل بازگشت بجوا دیجیے اب مسلمانون کا تانتا بندھ گیا تھوڑی دیر مین کل لشکر بھی آجائیگا افسرون کا بار نہین رُکتا لشکر کو کون روک سکیگا موسیقار نے حکم دیا طبل بازگشت بجے اُسی وقت طبل بازگشت پر چوب پڑی بادشاہ سردارون کو ساتھ لیکر پلٹے موسیقار اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی سردارون سے کہتی تھی کہ دیکھو صاحبو مین جو خاموش ہو رہی تھی تو یہی مدعا تھا جانتی تھی کہ جب بادشاہ آدین گے تو اُن کے سردار بھی پہونچین گے ملکہ بہار کے سحرون نے ہزارہا ساحر مٹائے سردار حسینان کس زور و شور سے لڑتی ہی کیا کیا سحر کرتی ہی جو ساحرہ ہی وہ بے مثل و بے نظیر ہی لشکر آتا تھا مین خبر پا چکی تھی جب تو مین نے

طبل بازگشت بجوا دیا اگر طبل امان نہ بجتا تو آج ہی شکست فاش ہوتی ہمارے اہل لشکر کو
بھاگنے کی تلاش ہوتی مگر اب کیسا مقام افسوس ہو کہ مین خداوند سے وعدہ کرکے آئی ہون
اور یہان کوئی تدبیر نہین بنتی دل چاہتا ہو کہ خدمت خداوند مین جا کر حاضر ہون اور
عذر کرون کہ یا خداوندا ورکسی ساحر کو میری مدد کو روانہ فرمایئے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے
گرد اُڑی سب نے دیکھا کئی ہزار علم ہاے زنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوے کئی لاکھ
فوج کے نشان آگے آگے ایک ساحر نہایت صاحب شوکت و حشمت پشت مرکب پر سوار کئی
سو افسر گھیرے ہوے آیا اُس ساحر نے جو دور سے لشکر موسیقار دیکھا فوج کو روکتا ہوا
گھوڑے سے اُترا موسیقار خود دوڑی آکر سلام کیا کہا ای وزیر اعظم کیونکر آنیکا اتفاق
ہوا اُسنے کہا کہ قدرت کو معلوم ہوا کہ تمسے لڑائی پڑی تم سحر میثاق سے عاجز ہو مین مجکو
حکم ہوا کہ ای سوفار بلند آواز اپنے کو جلد پہونچاو موسیقار کی مدد کرو ای ملکۂ عالم
تم کچھ میثاق کا خوف نہ کرو مین گرفتاری میثاق کی تدبیر کرکے آیا ہون یہ کہکر ساتھ
موسیقار کے بارگاہ مین آیا آتے ہی جھولی سے ایک کبوتر نکالا اُس کو ہاتھ پر بٹھا کر
بہ غصہ کہا کہ ای طائر راز دار میثاق کو جا کر لا یہ سُن کر وہ کبوتر اُڑا یہان میثاق
بادشاہ کو بارگاہ مین پہونچا کر باہر نکلا ہو انتظام لشکر کر رہا ہو کہ وہ کبوتر اُڑتا ہوا آیا
گرد سر میثاق چرخ مارنے لگا میثاق یا تو انتظام لشکر کر رہا تھا یا ساتھ والون سے
کہا کہ صاحبو مین تو جاتا ہون میرے بھائی صاحب آئے ہین کہین گے کیا باعث ہوا کہ
میثاق میری ملاقات کو نہ آیا افسرون نے کہا بھی کہ لشکر دشمن مین تنہا جانا بہتر نہین ایسا
نہو کہ باعث خرابی ہو میثاق نے سب کو جھڑکا کہا صاحبو دوست کی ملاقات کو دوست
جاتا ہو وہ تو اتنی دور سے آیا اور مین نہ جاؤن ضرور شکایت کریگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے
بہار اعجاز بیان آئی افسرون نے بہار سے ذکر کیا کہ میثاق براے ملاقات
سوفار بلند آواز جاتے ہین بہار نے کہا اُن کی عقل کے خلاف ہو یہ کہتی ہوئی
قریب میثاق کے آئی ہاتھ میثاق کا تھام لیا کہا ای ساحر جلیل کہان جاتے ہو دیکھو
یہ سراسر خلاف ہو وہ بہ بدی پیش آئیگا میثاق نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم اس مقدمہ مین

دخل نہ دو بلکہ تم بھی چلو دیکھنا کیسی خاطر کریگا لیکن یہان سوفار مسند پر بیٹھا موسیقار سے کہ رہا ہی کہ میان میثاق آتے ہونگے پھر بیٹھے بیٹھے اُچھل پڑا کہنے لگا کہ اور مزہ دیکھیے بی بہار میثاق کو روک رہی ہین یہ ایسا سحر نہین ہی کہ کسی کے روکے سے رُکے مین اب اور تدبیر کرتا ہون یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک قفس نکالا کہ اُس مین چند طائران سُرخ رنگ بند تھے اُن کو کھولا کہا ای طائران جمشیدی جاؤ بہار و اعجاز بیان کو بھی لاؤ یہ طائر اُڑتے ہوے چلے یہان بہار میثاق کا ہاتھ نہین چھوڑتی سمجھا رہی ہی کہ ای میثاق مین تم کو نہ جانے دونگی کہ چند طائر آکر گرد سر بہار چرخ مارنے لگے جیسے ہی چرخ مار کر ہٹے بہار نے کہا کہ ای میثاق ہم ایک طرح تم کو جانے دیتے ہین کہ ہم بھی تمھارے ساتھ چلین گے میثاق نے کہا کہ میری آنکھون پر میرے سر پر دیکھنا سوفار کیسی قدر کریگا ہم بے مطلب نہین جاتے ہین سب سے زیادہ یہ خیال ہی کہ وہ ہمارا ہیچو نشین ہی کبھی عہدے مین ہمارے اُس کے تکرار نہین ہوئی آج کسی تقریب سے آگے ہین مین جاکر سب حال دیکھونگا بہار بھی ساتھ ہوئی میثاق و بہار وجد کرتے ہوے جاتے ہین تعریفین جمشید ثانی کی زبان پر جاری ہین ہر ایک مدہوش ہو رہا ہی اُدھر سوفار بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی کہ ہرکارون نے آکر خبر دی میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان آپ کی ملاقات کو آتے ہین سوفار نے کہا کہ ای ملکہ موسیقار تاثیر اسکا نام ہی کہ جو کہا وہ ہی ہوا اس سحر کو کون روک سکتا ہی مین ابھی ان کو قتل کرونگا کچھ تو طلسم کشا کا زور گھٹے جنکی تم شکایت کرتی ہو وہ ہی لوگ آتے ہین آہنگرون کو حکم دو کہ ہتھکڑیان بیڑیان موجود رکھین جب وہ دربار مین آوین فوراً اُن کو مسلسل و مطوق کرین تاکہ اُن کو بھی معلوم ہو کہ بغاوت کا یہ انجام ہوتا ہی آہنگر فوراً حاضر ہوے ہتھکڑیان بیڑیان سامنے لاکر رکھ دین کہ میثاق و بہار آکر پہونچے سوفار سے صاحب سلامت ہوئی سوفار نے کہا کہ ای برادر بجان برابر مین تمھاری ملاقات کا مشتاق تھا میثاق کوہ گردان نے کہا کہ ای برادر جس وقت مین نے خبر سُنی اُسی وقت براے ملاقات حاضر ہوا سوفار نے کہا کہ مین نے زیور آہن تمھارے واسطے

ممکن کر رکی ہر میرے قریب آؤ تو مین زبان مین تمھاری سوزن دون دونون نے بلاتکلف زبانین باہر نکال دین سوفار نے دونون کی زبان مین سوزن دی ہتھکڑیان بیڑیان انکو پہنا دین اور مُنھ پر دونون کے ہاتھ پھیرا اب دونون کو ہوش آیا بہار اعجاز بیان نے بنگاہ حسرت طرف میثاق کوہ گردان کے دیکھا میثاق نے اشارہ کیا کہ ابتو بلا مین پھنس گئے دیکھین تقدیر کیا دکھائے مگر سوفار نے موسیقار سے کہا کہ ای ملکۂ عالم کیا صلاح ہی ان قیدیون کو روانہ کرون یا قتل کر ڈالون موسیقار نے کہا کہ انکا زندہ رہنا بہتر نہیں ان کے قتل سے لشکر اسلام مین تہلکہ ہوگا یہ کہکر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد فوراً حاضر ہوا سوفار نے اشارہ کیا ان دونون کو قتل کرو جلاد نے دونون کو کھینچا مگر بہار نے جو یہ رنگ دیکھا بیقرار ہوکر دعائین کرنے لگی کہ ای کریم و رحیم اس آفت سے بچالے نظم

از دل ہر تیرہ باطن جلوۂ ایمان نمود	روشن از انوار دین ہر کلبۂ احزان نمود
وعدۂ بخشش خدا با صاحب عصیان نمود	لطف فرمودہ تسلی کرد و اطمینان نمود
خاک را اندر شرافت پایۂ افلاک داد	ذرہ را بر اوج خوبی مثل خور رخشان نمود
از کمال حکمت آن چارہ گر بیچارگان	درد عصیان را بمعجون کرم درمان نمود
سر بپیچید از سجود بندگی وا حسرتا	کار نادانی سراپا بندۂ نادان نمود
خارج از انسانیت شد در زمانہ آدمی	مثل حیوان وحشیانہ حرکت این انسان نمود
ناتوانان را عطا فرمودہ حق تاب و توان	جسم بیجان را بفضل خود عنایت جان نمود
در دل آمد صوفیان صاف طینت را پسند	عمدہ مضمونی کہ ہندی درج این دیوان نمود

میثاق کوہ گردان بھی نہایت متردد ہی دل مین کہتا ہی کہ ای میثاق یہ کیا ہوا مگر فیروزہ بن عمرو فکر مین موسیقار کی نکلا ہی دربارگاہ پر جو آیا ہلڑ سنا کہ بڑا شخص قتل ہوتا ہی فیروزہ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان قتل ہوا چاہتے ہین فیروزہ گھبرا گیا روتا ہوا بھاگا ادھر بادشاہ سے لوگون نے ذکر کیا تھا کہ میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان پھڑک رہے ہین اب وقت قتل قریب ہی فیروزہ یہ خبر سن کر بھاگا کہتا ہی کہ کیونکر راستہ طی کرون ای فیروزہ اگر خدانخواستہ

ان دو مین سے کوئی قتل ہوگیا تو بادشاہ بہت مکدر ہونگے ان دونون صاحبون پر شہریار کو بڑا ناز ہی اور حقیقت مین ایسے کامل و اکمل ساحر ہین کہ جو معرکہ پڑا انھین دونون نے رد کا اگر یہ دخیل نہ ہوتے تو لڑائیان بگڑ جاتین اور میثاق کوہ گردان تو اپنا مثل نہین رکھتا حقیقت مین کیا کیا کارہاے نمایان کیے یہ باتین دل سے کرتا ہوا فیروزہ جاتا ہی صحرا مین پہونچا تھا کہ دیکھا خواجہ عمرو آتے ہین فیروزہ کو بدحواس دیکھ کر ٹھہر گئے فرمایا کہ کیون فرزند خیر تو ہی فیروزہ نے کہا کہ قبلہ و کعبہ غضب ہوا میثاق کوہ گردان و ملکہ بہار اعجاز بیان سوفار کے سحر مین مبتلا ہوگئے اب اُسنے قتل کا سامان کیا ہی مین نے یہ خبر سُنی تھی کہ زیر تیغ بیٹھے ہین عمرو نے کہا پھر کیون روتا ہی فیروزہ نے کہا کہ جناب قبلہ و کعبہ تصور تو کیجیے کہ جو شخص ہر وقت معین و مددگار بادشاہ ہو اور ساحر بھی زبردست ہو اُسپر یہ افتاد پڑے کیونکر بیقرار نہ ہون عمرو نے کہا کہ تو کیون گھبراتا ہی خواہ بادشاہ سے اطلاع کر خواہ نہ کر مین جاکر رہا کرتا ہون یہ کہکر خواجہ بھاگے رنگ و روغن عیاری کا لگاتے ہوے صورت بدلتے ہوے لشکر موسیقار مین آے ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر نئے طور سے بجانے لگے اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

تجھسا بھی یار دلبر بیگانہ خو نہ ہو ٭ اپنا کرے ہزار کوئی تجکو تو نہ ہو ٭
تصویر تیری سامنے ہو اور تو نہ ہو ٭ پھر ہمسے کیون اشارون مین کچھ گفتگو نہو ٭
چتنک ہی قاتل دل پُر آرزو نہ ہو ٭ شاید تری نگاہ نے مارا ہو تو نہ ہو ٭
جو بحث تھی کلیم سے ای یار طور پر ٭ عاشق سے وہ کنائے مین بھی گفتگو نہو ٭
کس درد کی دوا ہین مرے اشک بے اثر ٭ پانی ہی وہ گلاب نہین جس مین بو نہ ہو ٭
فریاد عاشقان سے ہی اُنکی غضب مین جان ٭ کہتے ہین تنگ آکے بشر خوبرو نہ ہو ٭
سچ ہی کہ بے طبیب سنبھلتا نہین مریض ٭ دل کو سنبھالے کون جو ای درد تو نہ ہو ٭
گم ہی نگاہ شوق کسی کی تلاش مین ٭ آنکھین تو ڈھونڈھتی مین ہین جستجو نہ ہو ٭
تم دل پکڑ لو مجھسے یہ دیکھا نہ جائیگا ٭ آئینہ سے دوچار مرے روبرو نہ ہو ٭
ناصح سا دوست عشق بتان مین کہان جلا ٭ یعنی عدو بنانے سے بھی جو عدو نہ ہو ٭

اسطرح خواجہ نے تانین مارین کہ چند چوبدار دوڑے ہوے سامنے سوفار کے آئے
دست بستہ عرض کی آج حضور کے لشکر مین ایک گویا آیا ہی ہرچند کہ نحیف وضعیف ہی
مگر ایسا خوش آواز ہی کہ راہ چلنے والے بھی مبہوت ہوتے ہین طائران ہوائی بھی اشعار
سُن سُن کے روتے ہین سوفار نے حکم دیا کہ بُلا لاؤ چوبدار نے آکر اُس گویے سے کہا
گویا ساتھ چوبدار کے چلا سامنے سوفار کے آیا سوفار نے پوچھا کہ بڑے میان صاحب
کیا نام ہی اور کہانسے آتے ہو بڑے میان نے کہا کہ میرا نام اُستاد خورد برد ہی خدمت
خداوند سے آتا ہون مین آسمان پر تھا سامنے قدرت کے گایا کرتا تھا مگر ایسے قدرت
بیزار ہوے کہ مجکو آسمان سے گرادیا کئی سو سال مین زمین پر پہونچا نحیف وضعیف
ہو گیا سوفار نے کہا کہ کیون اُستاد آسمان پر بڑے سامان ہونگے اُستاد نے
جواب دیا کہ ای شہنشاہ ساحران ہماری بدنصیبی کہ قدرت سے جدا ہوے صاف صاف
یہ ہی کہ مین بھی جوان تھا اور قدرت کی زوجہ نہایت نوجوان حسین وجمیل تھی کہ آفتاب و
ماہتاب جو نکلتے ہین اُسکے تلوے سے مثال ہی جو سامان عمدہ ہین وہ قدرت نے آسمان
پر رکھے ہین پر وہ دنیا مین غریب بن کر آتے ہین ہم لوگون کو وہ سامان نہین دکھاتے عمدہ
عمدہ فرشتے حوران قدرت کہ جنکے مسکرانے سے بجلی چمکتی ہی میوے وہ عمدہ کہ جنکے دیکھے
سے دل قوت پاتا ہی وہ قدرت کے کھانے کو ملتے ہین جورو ایسی خوبصورت ہی لیکن اصل
معاملے کو ترستی ہی مجکو پردے سے جھانکا کرتی تھی ایک دن مین نے بھی دیکھ لیا اشارے
سے سلام کیا اشارون مین باتین ہونے لگین قدرت نے دیکھ لیا فوراً آسمان پر سے
زمین پر گرادیا اب مجکو افسوس آتا ہی اسی وجہ سے بازار مین بیٹھا تھا کہ شاید میرا گانا
قدرت پسند کرین مگر میری آواز وہان تک نہین پہونچتی خدائنی انتظار کرتی ہونگی لیکن
کیون ای شہنشاہ ساحران یہ کون شخص ہی جسکے سر پر جلاد کھڑا ہی سوفار نے کہا کہ یہ
وزیر خداوند ہی مگر مسلمان ہو گیا ہی مین نے اسکو گرفتار کیا ہی ابھی قتل کرتا ہون کہ
زور مسلمانون کا کم ہو گویا چابک کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای شہنشاہ ساحران یہ تو تم نے
اُس فریق کا نام لیا کہ جنکو قدرت بُرا کہتے ہین مین اسکو قتل کردونگا یہ کہکر بڑھا چلا قریب

میثاق آیا چپکے سے کہا سنبھل کر بیٹھو مین چھین رہا کرتا ہون میثاق ہنس پڑا بہار نے پوچھا کہ ای میثاق یہ وقت ہنسی کا ہے میثاق نے اشارہ کیا کہ اطمینان سے رہو یہ گوئے عمرو ہین ہماری رہائی کو آئے ہین سوفار نے پکار کر کہا کہ بڑے میان تم تکلیف نہ کرو جلاد قتل کریگا عمرو نے جلاد کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا خنجر چمکاتے ہوے چلے اور کہتے ہوے کہ ای سوفار جادو مین گنہگار بندہ ہون شاید اس کام سے مقبول بارگاہ ہو جاؤن قدرت کے قہر سے نجات پاؤن یہی چاہتا ہون کہ آٹھ پہر عبادت کرون پوجا پاٹ کیا کرون کہ قدرت قبول کرین سب ساحرون نے کہا کہ ای وزیر اعظم بڈھے کا بھی کہنا کرلو میثاق کو قتل کرنے دو بڑے میان خنجر چمکا کر قریب میثاق کے پہونچے اور نعرہ کیا کہ او مسلمان مین تیرے قتل کو آیا ہون اب مین سمجھا کہ زمین پر اسلیے بھیجا گیا تھا کہ یہ سعادت میری تقدیر مین تھی مسلمان کا قتل کرنا ثواب عظیم ہے اگر مجکو اسکی مرتبہ بالاے آسمان بلائین تو کوئی خطا نہ کرون ہمیشہ وہین رہون خدائی کو دیکھ لیا کرون اور کسی بات کا اونکی طرف ارادہ نہ کرون یہ کہتے ہوے قریب میثاق کے پہونچے خنجر چمکا کر وار کیا خنجر تو خالی گیا میثاق کی زبان سے سوزن لی بہار نے کہا کہ خواجہ مین بھی محروم نہ رہون میثاق نے سوزن نکلتے ہی ایک ہتہ مارا قید کو توڑ کر پھینک دیا اور نعرہ کیا کہ او مکار دیکھون اب مجھے کون روکتا ہے لڑ بھڑ کر نکل جاؤنگا خواجہ نے بڑھ کر بہار کی بھی زبان سے سوزن نکالی سوفار نے قصد کیا تھا کہ سحر کرون بہار نے گلدستہ مار دیا پھول برسنے لگے ہواے سرد چلی سوفار نے جو دیکھا کہ ہواے سرد چلی اور ساحر دیوانے ہونے لگے بعض غل مچاتے ہین بعض سر ٹکراتے پھرتے ہین بعض جمال بہار دیکھ کر اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین اور پکارتے ہین کہ ای ملکہ بہار ہم گلچین گلشن جمال ہین ہمکو بڑے بڑے خیال ہین چاہتے ہین کہ قدم بوسی کرین مثل پروانہ گرد پھرین بہار نے دوسرا گلدستہ مار دیا اب پھولون کے ساتھ آگ برسنے لگی اور میثاق نے بھی سحر کیا دونون لڑتے ہوے باہر نکلے ہزارہا ساحرون کے لاشے پڑے ہین ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ ان کو روکین مگر ان کو کون روک سکتا ہے جسطرف سے گذرے ستھراؤ کر دیا لاشون کے انبار ہین سوفار پکار پکار کر کہتا ہے کہ ہان یارو

ان کو جانے نہ دینا خواجہ عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی مارے اور میثاق سے یہی اشارہ
ہی کہ نکل چلو چار جانب سے ساحرون نے بلوہ کیا یہ دونون چاہتے ہین کہ ہم نکل جاوین
اب ساحرون سے نہ اُلجھین مگر ساحر پیچھا نہین چھوڑتے ہر طرف سے بلوہ کرکے آتے ہین
مگر خفیف ہوکر پلٹتے ہین میثاق کے سحر سے آگ برس رہی ہی بہار کے سحر سے پھول برس
رہے ہین مگر وہ پھول گر کر تلوارین بن جاتے ہین جسپر پھول گرا اُسکے دو ٹکڑے ہوے
دریاے خون بہ رہا ہی مگر سوفار نے پُکار کر آواز دی کہ او نامردو تم سب سے دو کس
نہین روکے جاتے یہ کیسی بدنامی ہوگی سامنے قدرت کے پرسش ہوگی مین وزیر خداوند
ہون خلاف نہ کہونگا جو گذرا ہی وہ ہی کہدونگا کہ ساحرون نے بہت روکا مگر وہ ساحر
کامل ہین ان کے روکے سے نہ رُکے لڑتے بھڑتے نکل گئے ان کلمات پر جو ساحرون کو غیرت
آتی ہی تو جھپٹتے ہین خواجہ حقہ ہاے آتشبازی مار دیتے ہین جسنے حقۂ آتشبازی کی آگ کو
دیکھا سحر کرکے روکنے لگا مگر وہ آتش اصلی جسپر گری اُسکو جلا دیا سیکڑون جل کر گرے
خواجہ اس طرح لڑتے ہوے ساتھ ساتھ میثاق و بہار کے باہر نکلے جادوگرون
نے چاہا کہ ان سب کو روک لین جیسے ہی بلوہ کرکے چلے بہار اعجاز بیان نے پھر گلدستہ
پھینکا اکی خنجر برسنے لگے جسپر خنجر گرا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جب کئی ہزار ساحر مر کر گرے
تو ساحر ہٹے الامان الامان کرتے ہوے سامنے موسیقار کے آئے کہا ای ملکۂ عالم ان
ایسے ساحرون کو آپ روکیے ہمارے روکے سے نہ رُکین گے موسیقار نے کہا کہ صاحبو
تم کیا کہتے ہو مین اُس ساعت کو دیکھتی ہون کہ کیا حماقت ہوئی کہ مسلمانون پر لشکر کشی
کرکے آئی کیا کیا رنج اُٹھاے ای وزیر اعظم سوفار جادو سحر کرکے روکو شاید تمھارے
سحر سے رُکین مگر بہت دشوار ہی سوفار نے کمان کاندھے سے اُتاری تیر جوڑ کر قصد کیا
کہ مارون سامنے سے گرد اُٹھی اور نعرۂ بادشاہ کی آواز آئی کہ باغیو ای کافران بےحیا
وای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم ظل اللہ مالک اورنگ
سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ باتوقیر نعرۂ شاہ کی صدا سُن کر سوفار بہت گھبرایا
چاہتا تھا کسی گوشے مین چھپون اور یہ بھی دور سے دیکھا کہ لوح طلسم نوخیز جمشیدی کی

گلے مین پڑی ہی تیغہ برقتاب ہاتھ مین دور سے دیکھا کہ ہمارا رفیق وشفیق مجمع ساحران مین گھرا ہی نعرہ کرکے آپڑے آتے ہی سب کے دل ہلادیے سوفار نے گھبرا کر کہا ای موسیقار مقام تعجب ہی کہ بادشاہ آگئے اور تم لوگون نے کوشش نہ کی موسیقار نے کہا کہ ان لوگون مین عہد ہی ایک کی مصیبت مین ایک شریک ہوتا ہی یہ خبر پاگئے کہ میثاق دبہار گھرے ہوے ہین اب کل سردار آکر بلوہ کرین گے مین توکل کی لڑائی دیکھ چکی دو پہر تلوار چلی مین نے جو شمار کیا قریب لاکھ آدمیون کے یہانکے مارے گئے اور مسلمان صرف چند زخمی ہوے چند نے اپنی جان بھی دی مگر ایک نے دس کو قتل کیا سوفار نے کہا کہ اب بہتر اسی مین ہی کہ طبل امان بجوادو اور تدبیر کرونگا جس طرح بنے گا گرفتار کرلونگا یہان شاہزادیون مین بحرین ایک طرف سے آئی تھی کہ ایک افسر نے پکار کر آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ذرا ادھر دیکھو ہم تمہارے نہایت مشتاق ہین بحرین کو نہایت ناگوار معلوم ہوا پیچھے ہٹ کر جواب دیا کہ او مردود کیا بیہودہ بکتا ہی اُس افسر نے چاہا بڑھکر ہاتھ تھام لون بحرین نے ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ صحرا سے دریا پیدا ہوا جوش مارتا ہوا قریب لشکر کفار آیا اُس افسر نے چاہا کہ بھاگون کہ ایک کشتی پیدا ہوئی اُس پر ایک نازنین ستار ہاتھ مین لیے یہ اشعار عاشقانہ گارہی تھی وہ کشتی سے اُتری نظم

وہ ناز سے جو فلک کی طرف نگاہ کرین ۞ فرشتے تھام کے دل اپنا آہ آہ کرین +
کیا ہی ضعف نے اسدرجہ بے حس و حرکت ۞ وہ مجکو دیکھین تو میت کا اشتباہ کرین
چھپاتے پھرتے ہین اسواسطے تجھے ای دل ۞ کہ ہمسے چھین کے تجکو نہ وہ تباہ کرین ۞
بھلائین عشق زلیخا کا خلق کو قصہ ۞ + ملے جو غیرت یوسف کوئی تو چاہ کرین ۞
بتون کو عشق جنون مین جو لائین جانب کوہ ۞ تو سنگسار رہین اُٹھ کے سنگ راہ کرین
کیا فراق نے تیرے یہ ناتوان ہم کو + ۞ جو چند گام چلین بھی تو آہ آہ کرین
عجیب ناز سے اُسنے لگائین تلوارین ۞ دہان زخم سے ہم کیون نہ واہ واہ کرین
ہوے ہین بسمل تیغ نگاہ خوب ہوا + ۞ جو مکرین بھی وہ تو آنکھونکو ہم گواہ کرین
قسم خدا کی سمایا ہی وہ حسین دلمین ۞ جو حور ہو تو نہ اُسکی طرف نگاہ کرین ۞

کبھی جو چہرے سے اپنے نقاب وہ اُٹھین		تو دل کو تھام کے عشاق آہ آہ کرین
اگر ہماری نقاہت مین شک کسی کو ہو		تو آپ ہی کی نزاکت کو ہم گواہ کرین
حسین ابن علیؑ کا رہے غم ای سطوت		سُنین جب اُنکے مصائب تو دلسے آہ کرین

یہ اشعار جو اُس افسر نے اُس نازنین کی زبان سے سُنے دوڑکر اُس محبوب کا ہاتھ تھام لیا وہ نازنین اُس جوان کو ساتھ لیکر کشتی پر سوار ہوئی جب بیچ دریا مین کشتی پہونچی تو اُس نازنین نے کشتی پر ایک بانس مار دیا کشتی چرخ مار کر ڈوبی وہ افسر بھی غرق دریاے لعنت ہوا ہر شاہزادی نے پلٹتے پلٹتے ایک افسر کو مارا اگر سوفار سامنے میثاق کے نہ آیا یہی کہتا رہا کہ جب سحر کرونگا تو سب کو گرفتار کرلونگا آخر بادشاہ جمجاہ میثاق و بہار وغیرہ کو ساتھ لیکر پلٹے داخل بارگاہ ہوے میثاق نے کہا کہ ای شہریار اب مناسب یہ ہی کہ اس جنگ سے مہلت کیجیے اور آپ براے فتاحی مرحلہ جات جائیے بادشاہ نے فرمایا یہ جنگ آج ہی فتح ہوجاتی مگر اُسنے طبل امان بجوا دیا ہم تو قاعدے کے پابند ہین پلٹ آئے ایکی جنگ پڑے تو سوفار کو قتل کرین ای میثاق موسیقار کی فکر کرو میثاق نے کہا آج یہ خبر سُنی ہی کہ سوفار طلایہ دیگا مین بھی خدمت طلایہ قبول کرتا ہون اگر کسی مقام پر سامنا ہوا تو اُسکی گردن لونگا سحر پر اُسکو بڑا ناز ہی مجھے اقبال شاہنشاہی پر ناز ہی شام تک میثاق یہی باتین کرتا رہا بعد اسکے چند ساحرون کو ساتھ لیکر براے انتظام طلایہ آیا ایک بازار مین بحرین کو چھوڑا اور آپ کنارے پر آکر ٹھہرا حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہی کہ سامنے سے سوفار آیا سوفار نے جو میثاق کو تنہا کھڑے دیکھا بارہ ہزار ساحر اسکی پشت پر تھے اُن سے اشارہ کیا کہ میثاق کو گرفتار کرلو بارہ ہزار جادوگر بلوہ کرکے چلے سب سحر کرتے ہوے آتے ہین میثاق نے نعرہ کیا اور ہاتھ ہلا دیے آگ برسنے لگی جس ساحر پر شعلہ گرا وہ جل گیا مگر بحرین نے بازار مین آواز میثاق کی سُنی جھپٹ کر آئی اُس وقت پہونچی کہ دیکھا میثاق گھرا ہوا ہی مگر سحر کررہا ہی جب گولہ مار دیا چار چار کے سینون کو بر ماکر نکل گیا بحرین نے آتے ہی سوفار کو للکارا ایک دو پتھر زمین پر مارا کہ دریا جوش مار کر پیدا ہوا وہی نازنین کشتی نشین اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی ظاہر ہوئی

سوفار نے پکار کر کہا کہ ای بحرین ایسے سحر کو مین کب مانتا ہون یہ کہکر اُس نازنین پر ایک
تیر مارا اُس نازنین نے تیر تو خالی دیا مگر کشتی سے کود پڑی دریا مین ڈوبنے لگی آواز دی کہ ای
ملکہ بحرین مجکو بچالو بحرین نے ہاتھ بڑھا کر اُس نازنین کو سنبھالا مگر وہ نازنین لپٹ گئی بحرین
کو لیکر ڈوبی میثاق نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی کہ او ملعون یہ تو نے
کیا غضب کیا یہ کہکر آپ بھی دریا مین کود پڑا بحرین کو نکالا مگر گھبرایا ہوا ہی وہ نازنین ڈوبگئی
اور دریا بھی خشک ہو گیا میثاق سوفار پر جا پڑا آپس مین سحر ہونے لگے مگر میثاق جو
سحر کرتا ہی تو سوفار ٹھرا جاتا ہی چاہتا ہی گوشے مین چھپون مگر ممکن نہین ہوتا میثاق نے
تلوار کھینچی للکار کر آواز دی کہ ان غربا کو کیون قتل کرتا ہی میرے تیرے فیصلہ ہو جائے یہ
کہکر ہاتھ تلوار کا مارا سوفار نے خالی دیا بحرین نے بھی سحر کو زور دیا یکایک سوفار
کے پائون کے پاس ایک غار پیدا ہوا اُس غار سے ایک اژدہا نکلا وہ اژدہا سوفار
کی طرف چلا سوفار بھاگا مگر اژدہا تعاقب نہین چھوڑتا راہ مین جب افسر نے روکا اُسکو
نگل گیا کئی سر افسرون کو اژدہے نے نگلا یہان موسیقار آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی ہی
کہ خبر سُنی سوفار و میثاق سے مقابلہ پڑ گیا چاہتی ہی کہ مین بھی جاؤن کہ سوفار پکارتا
ہوا سامنے موسیقار کے آیا موسیقار نے پوچھا خیر تو ہی سوفار نے کہا کہ ایک اژدہا
میرے تعاقب مین آتا ہی اگر ہو سکے تو اُسکو روکو موسیقار نے کہا کہ ایسے اژدہے بہت
مارے ہین یہ کہتی ہوئی باہر نکلی دیکھا اژدہا آتا ہی موسیقار نے گولہ مارا اژدہے نے گولہ
مُنھ مین لے لیا قلابہ آتشین مُنھ سے چھوڑے کہ موسیقار نے آنکھین بند کر لین اژدہے نے
دم کھینچا موسیقار بیہوش ہو گئی اژدہے نے موسیقار کو مُنھ مین کھینچ لیا موسیقار کو
نگل کر سوفار کو ڈھونڈھنے لگا سوفار کو خادمون نے خبر دی کہ موسیقار کو اژدہا
نگل گیا آپ کی فکر مین ہی سوفار تلوار کھینچ کر نکلا جو سحر اژدہے پر کیا اژدہے نے اُسے
مُنھ مین لے لیا جب دس پانچ سحر سوفار نے کیے اور کسی سحر نے تاثیر نہ کی اژدہے نے مُنھ
کو زمین مین گڑو دیا اور دُم کو چرخ دے کر سوفار پر مارا سوفار کے ٹکڑے ٹکڑے
اُڑ گئے اندھیرا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سوفار جادو بود اہل نجے

دیکھا کہ دونون افسر مارے گئے موسیقار کا پتہ نہین لاشہ سوفار تڑپ رہا ہی فوج والے بھاگنے لگے میثاق نے کل لشکر کو شکست دی مگر وہ اژدہا سامنے کھڑا رہا جب میثاق پلٹا تو اژدہے نے موسیقار کو اُگل دیا سب نے دیکھا کہ جسم مین موسیقار کے آبلے پڑے ہوے ہین چنگاریان بدن سے نکل رہی ہین ہڈیان اُسکی جل رہی ہین آہ آہ کر رہی ہی میثاق نے ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ موسیقار کے بھی دو ٹکڑے ہوے مرنے سے موسیقار کے دیر تک اندھیرا رہا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من موسیقار جادو بود سعد بن قباد بھی بیدار ہوے منظور ہوا کہ جا کر شریک جنگ ہون فیروزہ نے خبر دی کہ میثاق نے سب کو شکست دی افسرون کو مار لیا بادشاہ نے خوش ہو کر فرمایا کہ جلد میثاق کو بُلاؤ میثاق نے آکر سلام کیا عرض کی کہ اب حضور لوح دیکھین اور برائے فتاحی مرحلہ جات جاوین مگر سب کے پہلے مرحلہ حکماے دشراقین ملیگا حکیم فلاسفۂ ثانی اُس مرحلے کے حاکم ہین بڑے بڑے مکر کرین گے مگر حضور بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام کرین یقین ہی کسی کا مکر نہ چلیگا بادشاہ نے اُسی وقت لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین بھی یہی نوشتہ پایا کہ جو میثاق نے کہا ہی اُسکا خیال رہے بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا طرف مشرق کے روانہ ہو جائیے بادشاہ یہ مضمون دیکھ کر طرف مشرق کے چلے رہروی کرتے ہوے جاتے ہین کہ ذکر ان کا وقت پر ہوگا لیکن حکیم فلاسفۂ ثانی اپنے دربار مین بیٹھے تھے ایک کتاب پڑھ رہے تھے ہنسے مصاحبون نے پوچھا کہ کیون جناب کیا ہنسے کہا اور رمزہ دیکھیے کہ طلسم کشا میرے مرحلے پر آتے ہین خیر مین اُن کو حیران تو کرون یہ کہکر ایک نسخہ لکھا اُسپر تصویر بنا کے اُسکو ہوا پر اُڑا دیا کہا بس اب اطمینان ہی مگر بادشاہ اسلام بہت بڑے صاحب اقبال ہین دیکھیے کیا ہو ادھر بادشاہ لشکر سے نکل کر طرف صحرا کے چلے ہین فقط فیروزہ تعاقب مین ہی کہ فیروزہ نے دیکھا جنگل مین ایک غار ہی اُس غار مین سے گھوڑون کے بولنے کی آواز آئی اور نقارے پر چوب پڑی دیکھا ایک نقابدار سفید پوش اُس غار سے نکلا پشت پر کئی ہزار سوار کچھ پیدل علماے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے اُس نقابدار نے آتے ہی سعد کو للکارا کہ ای بادشاہ اسلام اس صحرا مین کیون آئے اس

صحرا مین ہماری عملداری ہی کسی کی کیا مجال ہی کہ یہان آسکے اگر آئے ہو تو مجھسے مقابلہ
کرو سعد بن قباد کو ان کلمات کی کہان تاب تھی گھوڑا بڑھا کر سامنے نقابدار کے آئے
نقابدار نے نیزہ مارا بادشاہ نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا نیزہ توڑ ڈالا
نقابدار نے پیچھے ہٹ کر کمان کیانی کاندھے سے اُتاری بادشاہ پر تیر مارنا شروع کیے
بادشاہ نے تیر قلم کیے دس پانچ تیر نقابدار نے مارے بادشاہ نے سب تیر قلم کیے اور
قریب پہونچ کر پہلے سے تلوار کے کمان کو قلم کیا کمان کے قلم ہوتے ہی نقابدار نے تلوار
کھینچی اور خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار
آپس مین ردو قدح ہوے کہ ایک مقام پر بادشاہ نے نعرہ کیا کہ باش او مغلوک
تیری قضا دامنگیر ہی یہی تیرے قتل کی تدبیر ہی یہ فرماکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے سپر
کو اُٹھا دیا برق شمشیر جو تڑپ کر گری سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا تا دوابرو نقابدار کے تلوار
پہونچی نقابدار زخمی ہوتے ہی بھاگا اُسی غار مین کود پڑا ساتھ ہی کود پڑے بادشاہ نے
کنارے پر غار کے آکر دیکھا کہ غار نہایت وسیع معلوم ہوتا ہی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا
نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم والی سیار این عجائبات تم بھی اپنے کو غار مین گرا دو مگر لوح سے
غافل نہ رہنا بغیر دیکھے کوئی کام نہ کرنا ہر چند کہ بادشاہ بہت پریشان ہوے مگر جی مین
کہتے ہین کہ جو لوح حکم دیتی ہی وہی کر دے بے اندیشہ غار مین کود ے جب زمین پر پاؤن
قائم ہوے تو دیکھا ایک صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی جہان تک نگاہ کام کرتی ہی
تمام صحرا پھولون سے بھرا ہی ہزارہا آہوان خوش چشم جنگل مین پھر رہے ہین بادشاہ نے
ان آہوون کو بغور دیکھا کہ اُن مین ایک آہو نہایت خوشرو پھر رہا ہی بقول شاعر نظم
بجلی زر بفت پشت کے اوپر + واہ رے آہوے پری پیکر + رم محبوب اُس سے عاری تھا +
دل کے رشتے کا وہ شکاری تھا + خرامان خرامان وہ سامنے بادشاہ کے آیا سعد نے چاہا
کمند مار کر اِسکو گرفتار کر لون آہو سامنے سے ہٹ گیا جب بادشاہ بڑھتے ہین تو آہو
بھاگ کر دور کھڑا ہو جاتا ہی آخر بادشاہ نے اُس آہو کا تعاقب کیا کئی کوس بادشاہ
اُس آہو کے تعاقب مین آئے مگر گرفتار نہ کر سکے آخر ناچار ہو کر کمان کاندھے سے اُتاری

سیسر جو کرکا آہو جست کرتا ہوا بھاگا بادشاہ تعاقب مین چلے اُس صحرا مین ایک دروازہ
باغ کا کھلا ہوا تھا آہو بلا تکلف اندر باغ کے داخل ہوا بادشاہ بھی برابر اندر پہونچے
دیکھا گلہاے رنگارنگ وشگوفہاے بوقلمون ہین نہرین سلسبیل آسا جاری شاخہاے نخل پر پرندان
زمزمہ پرداز زمزمہ سرائی کر رہے ہین ہر طائر کی زبان پر بصد کیفیت وسرور یہ اشعار جاری ہین نظم

ابر گھر آیا ہوا ہے خوشگوار آنے کو ہے +	اب خزان گلشن سے جاتی ہی بہار آنیکو ہی
ای فلک تو بھی جلیگا ایک دن مثل زمین	اُسطرف بھی میری آہ شعلہ بار آنے کو ہی
کس خوشی سے میکدے کو سج رہے ہین مغبچے	ہو مبارک میکشو فصل بہار آنے کو ہی
آج دیکھون کسقدر ساقی پلاتا ہی شراب	پی چکے کچھ بادہ خوار اب میری بار آنے کو ہی
آنکھ سطوت سے جو اُس بُت نے پھرائی یکبیک	موت کیا اب ای مرے پروردگار آنے کو ہی

طائرون کی آواز سُن کر بادشاہ کو فرحت حاصل ہوئی سیر باغ دیکھتے ہوے چلے ہر مقام پر
چمن ہاے طولانی طائرون کی غزلخوانی حوض تمام پانی سے مملو بر سر لب جو قمریون کی
کوکو فاختہ قلندر مشرب کی حق سرہ بادشاہ یہ تماشا دیکھتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا
بارہ دری مین فرش بچھا ہی میزون پر گلدستے چُنے ہوے ہین آئینے قد آدم تصویرین عمدہ عمدہ
آئینون مین آراستہ ہین کہ روح سکندر کو رشک ہی ایک مسند شاہانہ بچھی ہی اُسپر ایک
شاہزادی بصد زیب وزینت بیٹھی ہی کہ تاج سر پر لباس عمدہ دربر دریاے جواہر مین غوطہ
مارے ہوے حُسن مین بے مثال ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال بوٹا سا قد دیکھ
بادشاہ کو دیکھ کر اپنے مقام سے اُٹھی مثل ہلال شب اول خم ہوئی یعنے سلام کیا بادشاہ نے جو
جمال جہان آرا دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پیدا ہوا اُس نازنین نے
ہاتھ تھام لیا بادشاہ کو لاکر مقام صدر پر جگہ دی کنیزون سے اشارہ کیا صاحبو ایک
مہمان عزیز تمھارے یہان آیا ہی اُس کی خاطر کرو کنیزون نے لاکر گلابیان شراب کی اور
کشتیان کباب کی رکھین اُس نازنین نے اپنے ہاتھ سے جام بھرا دست نگارین پہ رکھ کے
پیش کیا بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا کہ جام لون کہ گھوڑے کی سم مرکب کے آواز آئی دیکھا وہی
نقابدار سفید پوش تیغہ کھینچے ہوے آتا ہی سامنے آکر للکارا کہ کیون ای شہریار آپ ہماری

معشوقہ کے پاس آگر بیٹھے ہین او گیسو بریدہ تونے ظاہر نہ کردیا کہ یہ مقام نقابدار سفید پوش
کا ہو اُس نازنین نے تھرا کر کہا کہ ای شہریار اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے یہ زندہ نہ
چھوڑیگا بادشاہ جست کرکے بارہ دری سے اُترے سامنے نقابدار کے آئے نقابدار نے
دیکھتے ہی نیزہ اُٹھایا مگر بادشاہ کو حیرت ہو کہ یہ وہی نقابدار ہو کہ جسکا سر زخمی ہوا تھا
اب زخم نہین معلوم ہوتا اتنی دیر مین کیونکر اچھا ہو گیا یہ بڑا سوچ ہو مگر نقابدار سے نیزہ
چلنے لگا ہرچند کہ بادشاہ چاہتے ہین کہ نیزہ نکالون مگر کب ممکن ہو نقابدار بہت ہوشیاری
سے نیزہ بازی کر رہا ہو ایک مقام پر بادشاہ نے نیزہ نقابدار کا گانٹھا کہ جو مار نیزہ
ہاتھ سے نکلا نہین مگر ٹوٹ گیا نقابدار نے جھلا کر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور للکار کر
آواز دی کہ ای بادشاہ ہوشیار ہو جاؤ یہ وار تیغ بے دریغ کا ہو کبھی خالی نہین جاتا یہ
کہ کر ہاتھ مارا بادشاہ نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا نقابدار نے گریبان پکڑا
گھوڑے سے کود پڑا بادشاہ کشتی لڑنے لگے مگر جب لوح چمکتی ہو تو نقابدار الگ ہو جاتا
ہو اُسکا عکس اپنے اوپر نہین لیتا الگ الگ لڑ رہا ہو ایسے ایسے داؤ پیچ کر رہا ہو کہ
بادشاہ دنگ ہین اکثر نقابدار کو پکڑ لائے چاہا دو چار گھسے دون مگر نقابدار ایسا جلدی
نکل جاتا ہو کہ بادشاہ حیران ہو جاتے ہین اور فرماتے ہین کہ او نقابدار تو فنون سپہ گری مین
بہت طاق ہو اور فنون کشتی مین نہایت مشاق ہو ایک مقام پر بادشاہ نقابدار کو پکڑ لائے
منظور ہوا دو چار گھسے مارون کہ عاجز ہو جائے یہ کہ کر لنگوٹ مین ہاتھ ڈالا پیچھے کھینچا لوح
کا عکس پڑ گیا نقابدار کانپنے لگا کہا ای شہریار ذرا مجھے چھوڑ دیجیے مین اپنے کو درست
کر لون بادشاہ نے چھوڑا نقابدار اُٹھا اور سامنے سے بھاگا بادشاہ تعاقب مین سے چلے
اُس نازنین نے پکار کر کہا کہ ای شہریار اسکے پیچھے نہ جائیے یہ مکار و دغاباز ہو ایسا نہو
حضور کے واسطے کوئی خرابی تجویز کرے تو مین کدھر کی ہونگی تڑپ تڑپ کر مر جاؤنگی یہ
کہ کر بادشاہ کا ہاتھ تھام لیا بادشاہ رُکے نقابدار بھاگ کر نکل گیا وہ نازنین بادشاہ
کو بہلاتی ہوئی کہتی ہوئی جاتی ہو کہ ای شہریار یہ آپ ہی کی جرأت تھی کہ جو ایسے زبردست
سے بچے یہ وہ نقابدار ہو کہ اکثر دیوزادون سے لڑا اور کسی مقام پر کمی نہین کی ابھی

جرأت پر اسکو بڑا ناز ہی ساحر تو نہین مگر شعبدہ باز ہی بادشاہ کو لاکر مسند پر بٹھایا جام شراب کہ بھرا رکھا تھا بہ تکلف اُٹھایا بعجز کہا کہ ای شہریار اسے نوش فرمائیے مجھپر بڑا احسان ہو گا مین بھی فخر کرون کہ طلسم کشا میرے مقام پر آئے خاطر داری میری قبول کی شراب نوش فرمائیے بادشاہ سوچے کہ ای بادشاہ بڑے تاسف کی بات ہی چند معاملے گذرے مگر لوح کو نہ دیکھا یہ سوچ کر قصد ہوا کہ لوح ملاحظہ کرون اُس نازنین نے کھڑے ہوکر عرض کی کہ ای شہریار اول جام بعدہٗ کلام اگر نہ نوش فرمائیے گا تو شاہزادیان مجھپر ہنسین گی اگر آپ کو خیال ہی کہ مذہب میرا خلاف ہی تو یہ بات نہین ہی اس مرحلے پر سب اہل اسلام ہین حکیم فلاسفۂ ثانی خدا پرست علم حکمت مین زبردست ہین سب لوگ جانتے ہین کہ حکیم مرد مسلمان ہین ہم سب اُنھین کے تابعدار و خدمتگزار ہین مگر یہی چاہتے ہین کہ آپکی تابعداری کرین اگر بوقت صحبت آپ نے اُن سے شکایت کی تو حکیم صاحب فرمادینگے کہ سواے خاطر کے تمکو کیا زیبندہ تھا کوئی تو ایسی بات خرابی کی کی کہ بادشاہ بیزار رہے لہذا کنیز کا کہنا قبول فرمائیے اور ایک جام نوش فرمائیے اس طرح منت کر کے کہا کہ بادشاہ کو کچھ نہ بن پڑا جام پی لیا کنیزین جو تھین اُنھون نے کلمہ پڑھا عرض کی کہ کیون حضور شراب کا تو مزہ خوب تھا بادشاہ نے فرمایا حقیقت مین ایسا لطف شراب کبھی نہ اُٹھایا پیتے ہی نشہ ہو گیا دل چاہتا ہی کہ باغ کی سیر کرون اُس نازنین نے ہاتھ تھام لیا کہا چلیے سارا باغ آپ کی سیر کے واسطے ہی طائرون کی بھی خواہش ہی کہ روش پٹری کو طے کیجیے دیکھیے تو اس باغ مین کیا عجائب و غرائب ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی مقام آپ کی سیر سے باقی رہجائے اس باغ کو بڑی مشقت سے درست کیا ہی حکیم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ اس باغ کی سیر طلسم کشا کرین گے تشریف لے چلیے بادشاہ اُس نازنین کے ساتھ باغ کی سیر کو چلے کنیزین مبارک مبارک کہہ رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ واری حقیقت مین آپ بڑی صاحب اقبال ہین کہ طلسم کشا تشریف لائے آپ کے حکم کے مطیع ہین بارہ دری سے اُتر کر اُس نازنین نے چاہا کہ بادشاہ کو لیکر گوشۂ باغ مین جاؤن کہ ایک صداے مہیب آئی او شوخ دیدہ تجکو کچھ خوف نہین طلسم کشا کو

پہلو مین بٹھا لیا بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو بڑے قد کا دار آہن ہاتھ مین لیے ہوے
اُسکو چرخ دیتا ہوا للکارتا ہوا آتا ہی بادشاہ نے اُس نازنین کا ہاتھ چھوڑ کر للکارا کہ او
بے حیا کیا بکتا ہی اُسنے وہ ہی دار رہا کی بادشاہ نے تلوار سے دار کو قلم کیا ٹکڑا دار کا جو
ہاتھ مین دیو کے رہا وہ اُسنے پھینک مارا بادشاہ نے خالی دیا تب تو اُس دیو نے لپک کر
چنگل مارا بادشاہ نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا دیو کا ہاتھ کٹ کے گرا دیو نے ایک چیخ ماری
کہ یارو اسکو لینا چہار جانب سے ہزار ہا نرہ ہاے دیو چقماق چادرین کلھاڑے اور
زاغنول لیکر آ گرے بادشاہ پر وار کرنے لگے ایک دیو نے بڑھ کر اُس نازنین کا ہاتھ
تھاما اُس نازنین نے غل مچا کر آواز دی کہ ای شہریار اس کنیز کو بچائیے بادشاہ نے
پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو خونخوار اُس مہ جبین قمر عذار کا ہاتھ پکڑ کے کھینچ رہا ہی کہتا ہی
حکم ہی حکیم صاحب کا اُس شوخ دیدہ کو لاؤ ہم اُسکو سزا دین گے ہر چند بادشاہ نے
للکارا مگر دیوزادون نے بادشاہ کو روکا قریب اُس نازنین کے نہ جانے دیا وہ دیو اُس
نازنین کو لے بھاگا ایک گوشے مین لا کر مصروف بد فعلی کا ہوا نازنین نے تڑپ کر کہا کہ
ای شہریار اسنے میری آبرو لے لی مین ساتھ والیون مین بدنام ہوئی آپ کی محبت مین
یہ پھل ملا تب اُس دیو نے اُس نازنین کو چیر ڈالا بادشاہ کو خیال آیا کہ لوح طلسمی کو دیکھون
کئی دیو مارے مگر لاشہ کسی کا نہین معلوم ہوتا تب بادشاہ نے لڑتے لڑتے ایک نخل کے
پیچھے اپنے کو چھپایا لوح کو جو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم وای سیار این عجائبات
مرنا نازنین کا دل پر بار نہ ہو یہ عجائبات طلسم ہین ایسے ایسے معاملے بہت پیش ہونگے
لہذا ان دیوزادون مین خیال کر کے دیکھو جو سب مین بلند بالا ہی پیشانی پر اُس کی
ایک خال سیاہ ہی اُسپر تاک کر تیر مارو تب یہ دیو نابود ہونگے اور اگر یون عمر بھر لڑوگے
تو انکا خاتمہ نہ ہوگا بادشاہ نے کمان کاندھے سے اُتاری جیسے ہی سیسر کڑکا دیو نے
چاہا جست کر کے نکل جاؤن مگر تیر جور رہا ہوا اُسی خال سیاہ پر آ کر پڑا اُس دیو کے جسم
سے قطرات خون نکلے جسپر قطرہ پڑا وہ جلنے لگا ایک آندھی سیاہ اُٹھی بادشاہ نے لوح
کو چہرے پر رکھ لیا عرصے تک ہوا سے تند چلی لبعد اُسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من

عفریت خونخوار بود اب جو روشنی ہوئی بادشاہ نے دیکھا نہ وہ باغ ہی اور نہ وہ قصر ہی
ایک صحراے ویران کف دست میدان ہی بوندلے گرد کے براے تعظیم اُٹھ رہے ہین بادشاہ
حیران حیران دیکھ رہے ہین کہ وہ باغ کیا ہوا یا تو وہ رعنائی و زیبائی تھی یا یہ ویرانہ ہی
دیکھیے انجام کار کیا ہو کہ صحراسے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار زمرد پوش آتا ہی دوسری
طرف سے گرد اُڑی نقابدار یاقوت پوش ظاہر ہوا تیسری طرف سے گرد اُڑی نقابدار
نیلم پوش آکر پہونچا چوتھی طرف سے گرد اُڑی نقابدار مروارید پوش بھی نمایان ہوا ان
چارون نقابدارون نے آکر بادشاہ کو سلام کیا کہا قلعے مین تشریف لیچلیے سب مستغیث
مشتاق ہین چل کر عدالت فرمائیے ہم لوگ آپ کے استقبال کو آئے ہین کہ ایک طرف سے
ایک جوان آیا تخت یاقوت احمر اُسکے ساتھ ہی تاج اُسپر رکھا ہوا سپر و شمشیر پہلو مین
تاج کے آکر بادشاہ سے کہا کہ آپ شہریار کشور جلالت ہین تخت پر سوار ہوجیے بادشاہ
تخت پر سوار ہوے اُن چارون نقابدارون نے چارون پایون پر تخت کے ہاتھ رکھا
بارہ بارہ ہزار جوان سب کے ساتھ ہین اُس جوان نے قریب آکر عرض کی جو تخت لیکر
آیا ہی کہ حضور تاج سر پر رکھین بادشاہ نے لوح کو نہ ملاحظہ کیا اور تاج سر پر رکھ لیا
جیسے ہی تاج سر پر رکھا ایک طرف ایک کانا دیو کھڑا تھا اُسنے تیر مارا بادشاہ کے شانے
پر پڑا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کون بے ادب ہی جسنے یون بے تکلف تیر مار دیا کچھ خیال
نہ کیا اُس کانے دیو نے دوسرا تیر بجر کمان مین پیوست کیا اب تو بادشاہ نے قرولی ہاتھ
مین لی جیسے ہی اُسنے تیر مارا بادشاہ نے قرولی سے اُسے کاٹا کئی تیر اُسنے مارے
بادشاہ نے اُن سب کو قلم کیا ترکش اُسکا خالی ہوگیا مگر پہلا تیر جو بادشاہ کے شانے پر
پڑا تھا اُس سے قطرہ ہاے خون ٹپکے چارون نقابدارون نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اس
بے ادب کو گرفتار کرین اس سے جنگ شروع ہو بادشاہ نے اشارہ کیا وہ چارون
نقابدار مع کل فوج کے جا پڑے اُس دیو کے ٹکڑے ٹکڑے کیے دیو کو مار کر چارون
نقابدار پلٹے آکر بادشاہ کو سلام کیا عرض کی کہ حضور کے تصدق سے اس دیو یک چشم
پر فتح پائی اسنے کل اہل قلعہ کو بہت پریشان کیا تھا ہم کہا کرتے تھے کہ جسدن طلسم کشا

آپکا یہ بدعت مٹجائیگی شکر ہی کہ آج اُسکا ظہور ہوا تاجداری حضور کو مبارک ہو اب قلعے مین چل کر عدالت کیجیے کئی مقدمے ایسے ہین کہ حضور ہی کے لائق ہین بادشاہ تخت پر سوار لشت پر اڑتالیس ہزار فوج پیدل نیزے چمکاتے ہوے سوار گھوڑے اُڑاتے ہوے بعض افسر گھوڑا چمکا کر سامنے آتے ہین اور عرض کرتے ہین آپ کے اقبال سے مین نے ہی نیزہ سینے پر دیو کے مارا کہ اُسی سے وہ گرا دوسرا کہتا ہی کہ مین نے ہاتھ تلوار کا مارا چند کہہ رہے ہین کہ ہمنے تیرون کی بوچھار کی جسم اُسکا غربال کر دیا بڑا ظالم آج مارا گیا زمین کفر سے پاک ہوئی بادشاہ سب کی سُنتے ہوے تاج شہریاری بر سر سپر مدور پشت انور پر صاف ثابت ہوتا ہی کہ قرص قمر پشت پر قائم ہی تیغۂ ہلالی ہاتھ مین نیزہ پہلو مین خنجر کمر مین تھوڑی دور چلے تھے کہ توپ کی آواز کان مین آئی نقابدار کانپنے لگے کہا ای شہریار غضب ہوا معلوم ہوتا ہی قلعۂ ریحانہ پر ہیجان صحرانشین چڑھ آیا اگر وہ آگیا ہو تو قلعہ نہ بچے گا اب حضور کی عملداری نہ ہوسکیگی بادشاہ نے فرمایا تخت بڑھاؤ مین اُسکو روکونگا کہار تخت لیکر جلدی جلدی چلے چارون نقابدار کہتے ہوے جاتے ہین کہ کیون صاحبو ہم نہ کہتے تھے کہ بادشاہ اسلام بڑے بہادر ہین کوئی دو کوس راستہ طی کیا ہی کہ دیکھا سامنے ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ توپین لگی ہوئی ہین گولہ انداز مصروف جانبازی ہین ایک پہلوان لحیم وشحیم کرگدن مست پر سوار طرف قلعے کے گولون کو رد کرتا ہوا جاتا ہی اور پُکار پُکار کر کہہ رہا ہی کہ ای اہل قلعہ آج تمکو کیا ہوا ہی کہ مال خراب کرتے ہو مین قلعہ لے لونگا پھر ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور جگہ سے انسانون کو لاکے قلعہ آباد کرونگا مگر آج تم سب کو برباد کر دونگا اہل قلعہ فریاد کر رہے ہین کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم ای فریادرس بیکسان و ای رب دو جہان اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے اگر یہ قلعے مین آیا تو ہمکو زندہ نہ چھوڑیگا نظم

گہ از خاک گردید اظہار قدرت	گہ از گل بخندید گلزار قدرت +
گہ از ماہ بنمود انوار قدرت	گہ از مہر بکشود اسرار قدرت
بہر خطہ شد حکم تقدیر جاری	بہر شہر شد گرم بازار قدرت

خداد فتر دین و دنیا نوشت است		خدا کرد تحریر طومار قدرت ⁂
ہمی بخشند از فیض خود آب و نانے		بہر گلشن ابر گہربار قدرت ⁂

بادشاہ نے تخت سے اُتر کر للکارا کہ او نابکار کیون غریبون کو ستاتا ہی نقابدار قریب سعد شہریار آئے گھوڑون سے کود پڑے کہا ان چارون مرکبون مین سے جو مرکب حضور کے پسند ہو اُسپر سوار ہو جیے بادشاہ نقابدار زمرد پوش کے مرکب پر سوار ہوے نقابدار زمرد پوش مثل شاطرون کے ہمراہ شہریار ہی زین پوش تھامے ہوے دوڑا ہوا آتا ہی جب بادشاہ نے دو نعرے کیے تب ہیجان پلٹا اور آواز دی کہ او اجل رسیدہ تو کون ہی جو دخل دیتا ہی یہ لوگ میری رعایا ہین جب خرچ سے تنگ ہوتا ہون آکے خرچ لیجاتا ہون نقابدار زمرد پوش نے پکار کر آواز دی کہ ای ہیجان یہی طلسم کشا ہین یہ سُنتے ہی ہیجان پلٹا مقابلۂ سعد مین آیا آتے ہی نیزہ مارا سعد نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہ کے ہاتھ مارا سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا جھناٹے کی صدا بلند ہوئی بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا ہیجان نے کلائی سعد کی تھام لی سعد نے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے بادشاہ سے کشتی ہونے لگی ہیجان دنگ ہی کہ عجب شیر سے مقابلہ پڑا کہ کسی مقام پر کمی نہین کرتا کس زور و شور سے لڑ رہا ہی دلمین کہتا ہی کہ دیکھون تقدیر مجکو کیا دکھائے آج تک تو میری پشت کبھی زمین سے نہین لگی آج دیکھیے کیا ہو حکیم صاحب نے مجکو یہ کہکر بھیجا تھا کہ ایک جوان کمسن ہی جاتے ہی اُسکو اُٹھا لینا مگر یہ تو بلاے روزگار ہی مگر اپنے نزدیک بڑے بڑے داؤ پیچ کر رہا ہی دو پہر برابر کشتی ہوئی سعد ایک مقام پر ذرا رُکے تھے کہ ہیجان نے دوڑا سات آٹھ قدم ریل کر لایا ہکہ مارا بادشاہ نے لنگر مارا ہیجان نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر کیسے کیسے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی اُکھیڑ لیتا مگر لنگر مین اُس کوہ وقار کے حس و حرکت نہ ہوئی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا سعد شہریار تڑپ کر اُٹھے دونون مونڈھے تھام کر لے دوڑے پندرہ قدم تک ریل کر لائے پندھورین قدم پر ہکہ مارا دونون گھٹنے ہیجان کے

آشنا بہ زمین ہوے بادشاہ نے کمر زنجیر ہیبت ہاتھ ڈال کر نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ پہلے زور
مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چرخ دے کر
چاہا کہ زمین پر ماردن ہیجان نے کہا کہ مین مسلمان ہون اس سرحد مین کوئی کافر نہین ہی
حکیم صاحب نے فرمایا تھا کہ اگر زیر ہونا تو اطاعت کرنا سعد نے ہاتھ سے رکھدیا چارون
نقابدارون نے ہلڑ کیا کہ لو صاحبو ہیجان دشت نشین کو اس شہریار نے زیر کیا
کہ جسکا طلسم مین مثل نہ تھا دو پہر مین زیر کر لیا ہیجان نے اطاعت کی ہر ایک نقابدار
سامنے آتا ہی اور کہتا ہی کہ ای شہریار آپ نے بڑا کارنمایان کیا کہ اس پہلوان کو
زیر کر لیا اب بادشاہ پھر تخت پر سوار ہوے ہیجان مثل چاکران کمترین کے ہمراہ رکاب
ہی نوبت و نقارے بجتے ہوے طرف قلعے کے چلے اہل قلعہ بھی پھاٹک کھول کر نکل آئے
بادشاہ پر زر نثار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ حضور نے آج ہم کو بڑی آفت سے نجات دی
دیدۂ یک چشم مارا گیا ہیجان ایسا پہلوان زیر ہوا مگر ابھی آپکو معرکۂ عظیم باقی ہی
اہل قلعہ جو براے استقبال آئے سب بادشاہ کو گھیرے ہوے لیکر قلعے مین آئے
دیکھا قلعہ آباد ہی رعایا دلشاد دکانین کھلی ہوئین بزازہ اور جوہری بازار نہایت
تکلف سے آراستہ جوہری بچے دکانین کھولے ہوے بیٹھے ہین دلالون کی بول چال
گاہک کو سمجھا کر لاتے ہین دکانداروں نے ہلڑ سنا کہ سوار و پیدل چلے آتے ہین چوبدار
آوازین لگاتے ہوے تخت شہنشاہ کے ساتھ دکاندارون نے اُٹھ اُٹھ کر سلام کیا
ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بڑی آفت سے ہم لوگون کو بچا لیا ہیجان ایسا زبردست مطیع و
منقاد ہوا کس تکلف سے ساتھ ہی کہ پایۂ تخت پر ہاتھ ہی اس شوکت سے سب شہریار کو لیکر
دارالامارۂ شاہی مین آئے تخت زبرجدی بچھا تھا سب نے عرض کی کہ یہ حضور کا مقام
ہی بادشاہ جیسے ہی تخت پر بیٹھے نقابدارون نے نذرین دین نقارون پر چوب پڑی آواز
مبارک و سلامت بلند ہوئی کہ ایک وزیر اعظم آیا اُسنے سعد کو سلام کیا گوشۂ تخت
پر بیٹھ گیا بادشاہ نے جھلا کر فرمایا کہ او بے ادب یہ کیا طریقہ ہی کہ گوشۂ تخت پر بیٹھ گیا
وزیر نے کہا کہ ای شہریار آپنے کارنمایان کیا مگر میرا جو عہدہ تھا مین وہان آکر بیٹھا آپ

تخت نشینی سے غرور نہ فرمائیے کہ آپ تخت پر بیٹھے ہین بادشاہ نے جھلا کر فرمایا کہ ادب ادب
یہ کیا طعنہ دیتا ہی یہ تاج و تخت کیا ہی مین اُس تخت پر بیٹھتا ہون کہ جسکا مثل و نظیر نہین اور
وہ بارگاہ آسمان جاہ ہی کہ جہان پانچہزار پانچ سی پچپن سردار بیٹھتے ہین افسر ہمارے
صاحبقران زمان ہین کہ جنھون نے پردۂ قاف کو فتح کیا چھتیس پردون پر قبضہ کر لیا
سرکشان قاف اُن کے ہاتھ سے مارے گئے مین اس تاج و تخت کی کیا حقیقت جانتا ہون
وزیر نے جواب سخت دیا بادشاہ نے ایک تمانچہ مارا کہ سر وزیر کا اُڑ گیا تمام اہل دربار
کانپ گئے کہ ایک شخص ضعیف لبنہ کاغذون کا لیکر آیا پہلا مقدمہ کوتوال کا پیش کیا مسل
مقدمہ جو بادشاہ نے ملاحظہ فرمائی اُس مین لکھا تھا کہ کوتوال شہر نے اسقدر رشوت
لوگونسے لی کہ تمام ملک کی رعایا بیزار ہو رہی ہی صدہا شرفا کی آبرو لے لی بادشاہ
نے فرمایا کہ اس ملک مین کوئی قید خانہ ہی اُس پیر مرد نے عرض کی کہ جی ہان یہان کا
قید خانۂ کلان نمونۂ جہنم ہی حتی کہ وہان کا سزا یافتہ وہ مشقت کرتا ہی کہ زندہ نہین نکلتا
بادشاہ نے فرمایا کہ دو ہزار روپیہ جرمانہ کرو اور دو برس کی میعاد کوتوال سامنے آیا
عذر کرنے لگا بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا ملازمان شاہی کشان کشان کوتوال کو
لے گئے کوتوال قید ہوا سب لوگ انصاف پر بادشاہ کے بہت خوش ہوے دن بھر
مقدمات پیش رہے بادشاہ نے خوب خوب فیصلے کیے جو حکم لکھا ایسا ہی لکھا کہ تمام
حاضرین وقت تعریفین کرتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اب قلعۂ ریحانیہ نہایت
آباد ہو جائیگا ایسے عادل کا قدم آیا ہی کہ کوئی کسی پر ظلم نہ کر سکیگا اور جو ظلم کریگا
وہ سزا پائیگا چالیس مقدمے بادشاہ نے فیصلہ کیے سب پر حکم شرعی لکھا مگر حال
کوتوال شہر سُن کر سب خوش ہوے یہ بھی حکم مین لکھدیا کہ اس دشمن خدا سے مشقت
لی جائے کئی مہینے کی کال کوٹھری کہ اپنی بدعت کو یاد کرے ہمیشہ قید خانے مین فریاد کرے
لوگ بہت خوش ہوے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بادشاہ بڑے عادل و منصف ہین
دن بھر بادشاہ تخت پر رہے شام کو سب نے عرض کی محلات مین شاہزادیان
حسین و جمیل حاضر ہین اور آپ کا اشتیاق کر رہی ہین بادشاہ نے فرمایا کہ ہم کسی کے

ناموس مین جانا نہین چاہتے ہمارے واسطے قصر مین پلنگ بچھواؤ سامنے بارہ دری تھی
اُس مین چھپرکھٹ آراستہ ہوا بادشاہ نے آکر سامان آرام کیا خدمتگار چپی پر آئے جب
بادشاہ نے آرام فرمایا خدمتگار تو اُٹھ کر چلے گئے صبح کو جو بادشاہ برائے نماز اُٹھے ہر طرف
دیکھتے ہین تلوار کا پتہ نہین سپر بھی نہین ملتی خدمتگارون کو پکارا خدمتگار حاضر ہوئے
بادشاہ نے پوچھا کہ ہماری سپر و شمشیر کیا ہوئی نہین ملتی جس کسی نے اُٹھائی ہو دیدے
اگر بعد اسکے دریافت ہوگا تو اُسکو سزا دیجائیگی سب نے عرض کی کہ کیا مجال جو اشیاء
حضور کو ہاتھ لگا دین بادشاہ کو بڑا تردد رہا دوسری شب کو جو آکر لیٹے سامنے
میز تھی اُسپر خود و تاج رکھدیا مگر منظور ہو کہ بیدار رہون دیکھون یہ کسکا کام ہو
اُنگلی مین زخم لگا لیا کہ اُسکے صدمے سے نیند نہ آئی دوپٹہ آب روان کا چہرے پر ڈال لیا
مگر جاگ رہے ہین دو پہر شب تجاوز کر چکی ہو کہ ایکطرف سے دیکھا ایک جوان چست
وچالاک لباس سیاہ پہنے ہوئے چہرے پر نقاب سیاہ ڈالے ہوئے آیا مگر وہ نقاب
مانع حُسن وجمال نہین ہو یہی معلوم ہوتا ہو کہ لکۂ ابر مین ماہ تابان چھپا ہو لو نور کی چہرے
سے نکل رہی ہو جست وخیز کرتا ہوا آیا چاہا خود یا تاج اُٹھالون بادشاہ نے للکارا
کہ او دزد خبردار یہ کیا کرتا ہو وہ سیاہ پوش بھاگا بادشاہ نے تعاقب کیا کو ٹھون کو ٹھون
وہ جوان جاتا ہو بادشاہ بھی اپنے کو پہونچاتے ہین مگر اُسکو نہین پاتے ایک مقام پر
کوچۂ کلان تھا نقابدار پھاند اگلیون مین ہو کر نکل گیا بادشاہ حیران حیران گلیون مین
پھر رہے ہین مگر سیاہ پوش کا پتہ نہین ملتا ایک طرف جو سر اُٹھا کر دیکھا صحرا معلوم ہوا
بادشاہ اُس طرف چلے پہلے ایک تکیہ ملا ہزارون قبرین پختہ بنی ہوئی تھین بادشاہ اُس
تکیے کو طے کرکے آگے بڑھے تھے کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز
بصد سوز وگداز یہ اشعار عاشقانہ گارہا ہو نظم

بلبلین اس درد سے رہتی ہین نالان باغ مین	چاک رہتا ہو ہر اک گُل کا گریبان باغ مین
گوہر شبنم سے اپنی آنکھ رہتی ہو لڑی	یاد آجاتے ہین اُس گُل کے جو دندان باغ مین
معجزہ دیکھا جو اُس گُل کے لب جان بخش کا	پڑھ کے کلمہ ہو گیا لالہ مسلمان باغ مین

باغبان ثابت ہی یہ شبنم کے قطرون سے ہین	دن کو خندان ہی ہر اک گل شبکو گریان باغ مین
اسقدر نخوت نہ کر ای باغبان پچتائیگا	فصل گل دو چار دن ہو او رمہمان باغ مین
سُنتے ہین گُل کان دھر کے بلبلین ہوتی ہین مست	جبکہ پڑھتا ہو وہ گُل سطوت کا دیوان باغ مین

یہ صدا سُن کر بادشاہ کو تلاش ہوئی کہ یہ آواز کہا ن سے آتی ہی جب خیال کیا تو معلوم ہوا کہ سامنے دروازہ باغ کا کُھلا ہی اسی باغ سے آواز آتی ہی یہ سمجھ کر بادشاہ آگے بڑھے جون جون قریب باغ آتے ہین وہ صدا اور زیادہ مزہ دیتی ہی بسم اللہ کہکر باغ مین داخل ہوئے دیکھا آخر رات کا وقت ہی روشنی جھلملا رہی ہی مگر آواز دمبدم گانے کی آتی ہی بادشاہ اُسی صدا کی جانب چلے وسط باغ مین پہونچکر دیکھا کہ ایک شامیانہ باسلک ہاے مروارید استادہ ہی زیر شامیانہ فرش معقول بچھا ہی اُسپر مسند جواہر نگار لگی ہی اُس مسند پر ایک مہ جبین آفتاب جمال شعلہ رخسار شیرین گفتار کبک رفتار بشوکت تمام جلوہ فرما ہی گرد کنیزین نہایت حسین وجمیل جوان جوان بیٹھی ہین ایک گائن سامنے بیٹھی ہوئی تانین مار رہی ہی بادشاہ نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کر جمال جہان آرا دیکھا حواس گم ہوگئے ٹھنڈی سانسین لینے لگے چاہتے ہین قدم اُٹھاؤن قدم نہین اُٹھ سکتا آخرکار بادشاہ رنجیدہ ہوکر فرش خاک پر بیٹھ گئے سر کو نخل سے لگا دیا آنکھین بند دل دردمند اس حال مین بادشاہ بیٹھے ہین کہ ایک کنیز کسی کام کو اُٹھی اُسکی نگاہ پڑی کہ زیر نخل آفتاب چمک رہا ہی حیران ہوگئی دوسری کنیز سے کہا کہ تُو دیکھ تو زیر نخل یہ کیسی روشنی ہی اور یہ کیا سحر ہی چرچا جو ہوا بہت سی کنیزین جمع ہوگئین کوئی کہتی ہی ستارہ ٹوٹ کر آسمان سے گرا ہی کوئی کہتی ہی سانپ نے من مُنہ سے نکالا ہی یہ اُسی کا اُجالا ہی ایک نے بنگاہ غور دیکھا کہا کہ اری کمبختو تم سب کی آنکھون مین چربی چھا گئی ہی نہین معلوم کیا ہوگیا ہی یہ نوجوان کوئی مرد وا ہی اب تو کنیزون مین چاؤن چاؤن ہونے لگی اُس مہ جبین نے مسکرا کر پوچھا کہ کیا چاؤن چاؤن کر رہی ہو ایک کنیز اُن سب مین نہایت شوخ وشنگ ہی اُسنے سامنے آکر کہا کہ واری نئی بات ہی ایک مردوا نہایت حسین وجمیل زیر نخل بیٹھا ہی نہ بولتا ہی اور نہ کچھ بات کا جواب دیتا ہی معلوم ہوتا ہی سو رہا ہی واری ذرا

آپ بھی اُٹھ کر دیکھیے ہم لوگ تو خوف سے قریب نہین جاتے ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین آکر دیکھا نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی دیکھا کہ ایک مرد جلیل نہایت حسین وجمیل خود زرین برسر قبلے اطلس زراندود سلیمانی زیب جسم انور شوکت وشان مثل چاکران کمتر بن دست بستہ ساتھ ہو نگر نخل سے سر لگائے ہوے خاموش بیٹھا ہی ملکہ لیلاے سیہ پوش کے ہوش اُڑ گئے کنیزون سے کہا اری کمبختو کیون خوف کرتی ہو کوئی آفت کا مارا دشت غربت کا آوارہ اس طرف بھٹک کے نکل آیا تھکا ہوا تھا سو گیا روشنی لاؤ کنیزین شمع اُٹھا کر لائین ملکہ نے قریب آکر ہاتھ تھام کر آواز دی کہ صاحب بس سو چکے اب آنکھین کھولو سعد نے آنکھین کھول کر اُسی معشوقہ کو دیکھا کہ قریب کھڑی مسکرا رہی ہے لیکن جب مسکراتی ہو تو برق چمکتی ہو کہ خرمن ہوش وحواس کو جلا دیتی ہو بادشاہ نے فرمایا ای شہنشاہ ملک خوبی وای سرو روان باغ محبوبی تمنے تو ہمارے ساتھ بڑی گستاخی کی کہ سپر وشمشیر ہماری اُٹھا لائین ہم اُسی تلاش مین آئے یہان آکر بیٹھ رہے لہذا معاف فرمایئے سپر وشمشیر ہماری ہم کو دے دیجیے ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ آپ طلسم کشا ہین جرأت وزور مین یکتا ہین چل کے محفل مین تشریف رکھیے کچھ خاطر مدارات کرین بادشاہ ساتھ ساتھ اُس مہ جبین کے محفل مین آئے آکر بیٹھے ملکہ ہٹکر بیٹھین سپر وشمشیر سامنے رکھدی کہا حاضر ہو اسکو لیجایئے کل آپ کے مقابلے کو ایک نقابدار ہفت رنگ آئیگا حال طلسم کشائی کھل جائیگا اگرچہ آپ صاحب لوح ہین مگر اُس نقابدار کو زیر کیا تو بیشک آپ فتاح طلسم ہین اور اگر نہ غالب آئے تو بہتر یہ ہو کہ پلٹ جایئے ان مرحلہ جات پر ارادہ نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ کسی بلا مین پھنس جایئے بادشاہ نے فرمایا کہ مین حاضر ہون بادشاہ وہانسے اُٹھے سپر وشمشیر اپنی لے آئے لیکن یہان صبح کو قلعے مین بادشاہ کی تلاش ہوئی وزرا وامرا ڈھونڈھنے نکلے کہ ہر کارون نے اُن کو خبر دی بادشاہ طرف سے باغ دلکشا کے تشریف لاتے ہین سب نے آکر استقبال کیا وزرا نے پوچھا حضور کہان تشریف لے گئے تھے بادشاہ نے فرمایا سپر وشمشیر ہماری غائب ہو گئی تھی اُسکی تلاش مین گئے تھے شکر ہی پروردگار کا کہ سپر وشمشیر مل گئی مگر شمشیر بتان کا سامنا ہوا یہ

کہتے ہوے بادشاہ دار الامارہ مین آے آکر تخت پر بیٹھے مقدمات پیش ہونے لگے مگر وزرا
عرض کرتے ہین حضور جو حکم لکھین وہ سمجھ کر لکھین یہانکے مقدمات اپیل مین جاتے ہین حکیم صاحب
ملاحظہ فرماتے ہین جو کچھ رہجاتا ہو اُسکو درست کرتے ہین کل مقدمات فیصل شدہ جو سامنے
جاکر پیش ہوے سب حکمون کی تعریف کی اور یہ فرمایا کہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہین اُنکے
جو احکام ہین وہ ٹھیک ہین اُن کے حکم پر کون اعتراض کرسکتا ہو اُنکے دربار مین ہزارہا
مقدمات روز پیش ہوتے ہین عادل و منصف صاحب اقبال و صاحب جاہ و جلال ہین
بادشاہ خاموش ہو رہے سب وزرا و امرا مقدمات کے فیصلے پر تعریفین کر رہے ہین
لطف عدالت یہ ہو کہ مدعی و مدعا علیہ دونون رضامند ہو جاتے ہین بادشاہ شام
تک مصروف مقدمات رہے مہلت کرکے بیٹھے ہین صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی
گائنین خوش آواز اشعار عاشقانہ گا رہی ہین کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی دروازے
پر ایلچی نقابدار ہفت رنگ کا حاضر ہو بادشاہ نے فرمایا بلا لو ایلچی آکر بیٹھا سلام
کرکے نامہ پیش کیا بادشاہ نے ملاحظہ فرمایا اُس مین نوشتہ پایا کہ ای بادشاہ جمجاہ منم
نقابدار ہفت رنگ اپنے مقام سے کوچ کرچکا ہون کل آپ کے مقابلے مین آجاؤنگا
اگر مناسب ہو تو مجھسے مقابلہ کیجیے ورنہ پلٹ جائیے بادشاہ نے نامے کی پشت پر لکھدیا
کہ جواب نامہ جنگ ایلچی نامہ لیکر گیا بادشاہ نے نقابدارون کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو
بیرون قلعہ چل کر اُترو چارون نقابدار بارہ بارہ ہزار فوج سے تیار ہو کر آئے بادشاہ
کو تخت پر سوار کیا نوبت و نقارے بجلتے ہوے بیرون قلعہ لیکر آئے بارگاہ استادہ
ہو رہی ہو بادشاہ لشکر کو اُتار رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آگے ایک نقابدار
تخت پر سوار نقاب ہفت رنگ چہرے پر ڈالے ہو اور پشت پر ایک لاکھ فوج ایک
مرکب بادرفتار زیور طلائی پہنے ہوے پر ابر تخت کے کلائیان مارتا ہوا گم سے چنور
کرتا ہوا اس دھوم سے نقابدار آکر پہونچا اُسی مقام پر لشکر اُتارا آپ داخل بارگاہ ہوا
بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارون نے بادشاہ کو خبر دی کہ نقابدار نے طبل جنگی
بجوایا ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی و بتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی

بجے یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاری رہی کہ لیلی شب نے برقع سیاہ
چہرے پر ڈالا قلعۂ مغرب مین جاکر چھپی اور سلطان زرین پوش بصد جوش وخروش مع فوج
ضیاو شعاع بڑی دھوم سے چرخ زبرجدی پر آکر ٹھہرا دونون لشکر میدان مین آراستہ
ہوئے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہ کرہٹے نقابدار ہفت رنگ
نے مرکب صف سے نکالا نیزہ ہلاتا ہوا مرکب اُڑاتا ہوا میدان رزم مین آیا سلحشوری
دکھاکے آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر سوا طلسم کشا کے اور کسی کو نہین
چاہتا بادشاہ نے مرکب اُڑایا سب نے آکر گھیر لیا عرض کرتے تھے کہ ای شہریار ہم ملازم
کس واسطے ہین جب ہم غالب نہ آوین تب آپ کو اختیار ہی بادشاہ نے فرمایا وہ ہمارا
نام لیکر پکارتا ہی تو ہمی واجب ولازم ہی کہ ہم مقابلے مین جاوین مگر یاردیہ نقابدار کون
ہی سب نے عرض کی کہ ہم اسکو نہین جانتے اور نہ کبھی اسنے ہمارے ملک پر لشکرکشی کی
بادشاہ تو یہ باتین کر رہے ہین مگر نقابدار گلگون پوش مرکب چمکاکر مقابلے مین حریف
کے پہونچا نقابدار ہفت رنگ نے کہا کہ کیا سبب ہوا بادشاہ نہ تشریف لائے
نقابدار گلگون پوش نے جواب دیا وہ تشریف لاتے تھے مگر افسرون نے روک لیا
اور یہان سعد نے دیکھا کہ نقابدار گلگون پوش مقابلہ نقابدار ہفت رنگ
مین پہونچا آپس مین نیزہ چلنے لگا نقابدار ہفت رنگ نے نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مار دیا
کہ نیزہ ہاتھ سے گلگون پوش کے نکل گیا گلگون پوش نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا
مارا نقابدار ہفت رنگ نے تلوار کو تلوار بیرد کا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر اس
کن سے ہاتھ مارا کہ نقابدار گلگون پوش زخمی ہوا نقابدار ہفت رنگ نے کہا کہ
ای گلگون پوش بس اب پلٹ جاؤ نقابدار گلگون پوش پلٹا سعد شہریار مشتاق
ہین کہ مین نکلون نقابدار زرد پوش جا پڑا یہ بھی زخمی ہوا چار ون نقابدار جب اسیطرح
زخمی ہو چلے تو نقابدار ہفت رنگ نے پکار کر آواز دی کہ اب کوئی میرے مقابلے مین
نہ آئیگا بادشاہ نے مرکب بڑھایا گھوڑے کو کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے مقابلہ ہفت رنگ
مین آیا نقابدار ہفت رنگ نے نیزہ مارا بادشاہ نے چند طعنون مین نیزہ اسکا ہوا کی کیا

نقابدار نے کہا کہ اب تلوار کی لڑائی موقوف رہی گھوڑے سے اُتریے میرے آپ کے
کشتی مین امتحان ہوگا بادشاہ بہت خوب کہکر گھوڑے سے پھاند پڑے نقابدار سے
کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ نقابدار ہفت رنگ کسی مقام پر کمی نہین کرتا
مگر بادشاہ اسلام جب دیکھتے ہین کہ زور مین کمی ہوتی ہی لوح طلسمی پر ہاتھ ڈالتے ہین
جب لوح کو سینے سے مس کرتے ہین تب قوت برقرار ہوتی ہی چاہتے ہین نقابدار کو
زیر کرون ممکن نہین ہوتا جب پکڑ لاتے ہین تو نقابدار تڑپ کر نکل جاتا ہی تا شام اسیطرح
سے نقابدار لڑا جب اندھیرا ہونے لگا تو نقابدار بادشاہ کو چھوڑ کر پیچھے ہٹا کہا اے
شہریار بس اب امتحان ہوچکا بادشاہ نے فرمایا اب مقابلے مین کیا عذر ہی نقابدار
نے کہا کہ میرا دستور ہی مین شب کو مقابلہ نہین کرتا کل پھر مقابلہ کرونگا بادشاہ نے
نقابدار کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا کہ مین نہ جانے دونگا نقابدار حیران ہی کہ اب
کیا کرون بادشاہ نے فرمایا کہ یہ ہمارا دستور نہین کہ حریف سے بے زیر و زبر ہوے
پلٹ جائین نقابدار نہین مانتا یہی کہتا ہی کہ مقابلہ نہ کرونگا سعد فرماتے ہین کہ مین
نہ جانے دونگا یہ تکرار ہو رہی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان ژولیدہ مو گینڈے
پر سوار آکر پہونچا نقابدار کو للکارا کہ او نقابدار ہفت رنگ مجھسے مقابلہ کر تو حال
کھلے نقابدار ہفت رنگ بادشاہ کو چھوڑ کر طرف ژولیدہ مو کے چلا اُس جوان
نے کہا کہ ای نقابدار بہادر مین تمھارے مطلب کو سمجھ گیا اس واسطے کہ تمھارا سارا
لشکر اس مقام پر موجود ہی اگر مین تمسے مقابلہ کرونگا تو تمھارا سارا لشکر میرے اوپر
ٹوٹ پڑیگا مناسب یہ ہی کہ مین اور تم بہ نفس واحد یہ جو صحرا یہانسے تین کوس پر واقع
ہی وہان چل کر مقابلہ کرو نقابدار نے کہا کہ بہت بہتر ہی ساتھ اُس ژولیدہ مو کے
طرف صحرا کے روانہ ہوا بادشاہ جمجاہ یہ معاملہ دیکھ کر پیچھے پیچھے اُن دونون جوانون کے
برائے تماشائے جنگ روانہ ہوے تھے کہ نقابدارون نے عرض کی حضور کو مناسب
نہین کہ تعاقب ان کا فرمایئے بادشاہ اس ارادے سے باز رہے مگر دونون نے
گینڈا اور گھوڑا مہمیز کیا اور لشکر بھی بہ تعجیل چلا تھوڑی دیر مین نظرون سے غائب ہوے

بادشاہ ناچار ہوکر پلٹ آئے نقابداروں سے پوچھا کہ یہ نقابدار کہاں سے آیا تھا اور کہاں رہتا ہے اگر مجکو اسکا مسکن معلوم ہو تو مین وہان جاؤن نقابداروں نے عرض کی کہ ہم نہین جانتے یہ نقابدار کہان رہتا ہے مگر آپ کو مناسب یہ ہے کہ داخل بارگاہ ہوجیے اگر اُسکو ضرورت ہوگی تو خود مقابلے مین آئیگا مگر حضور نے خوب نقابدار سے مقابلہ کیا نقابدار عاجز ہوکر گیا ہے کیا عجب ہے کہ اب مقابلے مین نہ آئے بادشاہ پلٹ کر بارگاہ مین آئے تخت پر بیٹھے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز سامنے حاضر ہوے اور جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشاہوش و نوشانوش بلند ہوئی عین گرمی صحبت ہے کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ حضور ایک گرد عظیم بلند ہوئی ہے کوئی لشکر گران آتا ہے بادشاہ بیرون بارگاہ نکل آئے دیکھا کہ ابر گرد نے اندھیرا کر دیا ہے سقونکو حکم دیا کہ بڑھ کر آبپاشی کرو سقون نے پہونچ کر پانی جو چھڑکا گرد بیٹھی دیکھا کہ ایک شخص حکیم وضع سپید داڑھی کرتا پہنے ہوے پائجامہ مشروع کا پاؤن مین تخت پر سوار ہے پشت پر بارہ چودہ ہزار جوانان جرار دو تین سو سفید پوش تخت کو گھیرے ہوے وہ حکیم کہتا ہے کہ قلعہ ریحانہ مین کسکی عملداری ہے ساتھ والے عرض کرتے ہین کہ حضور نے سُنا ہوگا کہ سعدین قباد فتاح طلسم نوخیز جمشیدی اُس قلعے مین داخل ہین حکیم صاحب فرماتے ہین بادشاہ کی ملاقات ضرور ہے یہ خبر ہرکارون نے بادشاہ کو پہونچائی کہ حکیم صاحب براے ملاقات حضور تشریف لاتے ہین بادشاہ واسطے استقبال کے نکلے حکیم صاحب نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا تخت سے کود پڑے باادب تمام سلام کیا تمام فوج مین باجے سلامی کے بجے حکیم صاحب نے کہا کہ آپ بیشک فتاح طلسم ہین مین نے خوب تجربہ کر لیا دو دن مین آپ کو بہت ہی تکلیف پہونچی مقدمات مین کیا کیا عدالت فرمائی ہے یہ سب امتحان طلسم کشائی ہین ہمارے بزرگ لکھ گئے تھے کہ جب طلسم کشا قلعہ ریحانہ مین آوین تو احکام مقدمات سے بھی امتحان لینا یقین ہے کہ سلطنت طلسم غلام پر موقوف رہے ساحرون نے ہمیشہ بلوے کیے مگر میرا کچھ نہ کر سکے ملک و مال قبضے مین رہا بادشاہ حکیم صاحب کو لیکر بارگاہ مین آئے بادشاہ تخت پر بیٹھے حکیم صاحب کرسی پر متمکن ہوے صحبت عیش و نشاط گرم ہی حکیم صاحب

وصیتین کر رہے ہین کہ ای شہریار حقیقت مین آپ پر ابھی جفائین کا ل گذرین گی مرحلہ جات اس طلسم کے بہت سخت ہین بادشاہ نے فرمایا جو مرضی پروردگار قبلہ و کعبہ بھی آئے ہوے ہین حکیم صاحب نام صاحبقران سُن کر بہت خوش ہوے کہا اُن کی ذات سے آپ کو بڑی مددین پہونچین گی مسمار جادو کہ ساحر زبردست ہی اُسکو جمشید نے صاحبقران کی طرف روانہ کیا ہی مگر مقام شکریہ ہی کہ خواجہ عمرو موجود ہین وہ مسمار کی گردن لینگے اب ناظرین دوسرا حال سُنین جب جمشید کو خبر ملی کہ بادشاہ طرف مرحلۂ حکما کے گئے ہنس کر کہا وہ وہان گرفتار ہو جاوین گے کوئی ساحر ایسا ہو کہ جا کر صاحبقران کو گرفتار کر لائے یہ سُنکر مسمار جادو تین لاکھ فوج لیکر چلا اُدھر سے رستم آتے تھے خبر پہونچی کہ بادشاہ نے لوح طلسمی حاصل کر لی برائے فتاحی مرحلہ جات گئے ہین تو مع لشکر یہ بھی آتے ہین ایک صحرا مین آکر اُترے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی مسمار جادو تین لاکھ فوج سے آکر مقابلۂ رستم مین پہونچا کہلا بھیجا کہ ای رستم آکر اطاعت کرو ورنہ سب کو گرفتار کر لونگا رستم نے جواب جنگ دیا مسمار نے طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے نقیب نقابت کر چکے ہین مسمار کا ارادہ ہی کہ مین نکلون اور نکل کر سحر کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ ایک پہلوان نہایت قوی تن و قوی ہن گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار جوان نیزہ ہلاتا ہوا آکر پہونچا مسمار سے کہا آپ کیون تکلیف فرمائیے مین رستم کو باندھے لاتا ہون مسمار نے کہا کہ ای شہپال پُر زور رستم ایسا نہین ہی کہ جسکو تم گرفتار کر لوگے اُس نے بڑے بڑے پہلوانون کو زیر کیا شہپال نے کہا کہ آپ مجھسے واقف نہین ہین مین جس بیشے مین رہتا ہون میرے خوف سے شیر قدم نہین رکھتے راہ بیشہ چھوڑ دیتے ہین اُن کو یقین ہی کہ اگر بیشے مین شہپال کے جاوین گے تو وہ چیر کر پھینک دیگا اکثر شیر بھی مارے جزیرۂ اعظم خارہ مین جا کر لڑا یہان سے قریب ایک مقام ہی کہ ہفت کوہ اُسکو کہتے ہین وہان کوہ پیکر کہ پہلوان زبردست تھا جا کر اُس کو زیر کیا ہفت کوہ کو فتح کر لیا اس پسر حمزہ کی کیا حقیقت ہی یہ کہہ کر گینڈا بڑھایا میدان مین آکر بہ غرور نعرہ کیا کہ رستم کون شخص ہی میرے

مقابلے مین آئے تو رستمی اُسکی دیکھون بھلا رستم کب اس بات کو سُن سکتے تھے فوراً مرکب اُڑا کر میدان مین آئے شہپال نے جو رستم سے چار آنکھ کی اسقدر خوف غالب ہوا کہ دل کانپنے لگا کہا ای رستم تم نے کچھ خوف نہ کیا اور میرے مقابلے مین نکل آئے رستم نے کہا کہ او مغرور عقل و فراست سے دور ہم فقط پروردگار کا خوف کرتے ہین شہپال نے تلوار کھینچی کئی ہاتھ مارے رستم نے وار خالی دیے پھر اپنا تیغہ اُٹھایا فرمایا ای شہپال فرد تو ضربے زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + شہپال نے کہا کہ آپ کسکو ساتھ لیکر آئے ہین کیا دو مل کر لڑیے گا رستم پلٹے کہ شاید کوئی سردار چلا آیا ہی شہپال نے ہاتھ تلوار کا مارا گھوڑے نے طرارہ بھرا تلوار شہپال کی خالی گئی رستم کو بہت غصہ آیا تیغہ کپیتان کو چمکایا شہپال بخوف جان بھاگا رستم نے پیچھا کیا شہپال نے اہل فوج سے اشارہ کیا کہ تم اس جوان کو روکو مین تو نکل جاؤن اگر اسکی تلوار پڑیگی تو خالی نہ جائیگی اگر مین زندہ رہونگا تو تم سب کو خوش کرونگا ساٹھ ستر ہزار جوانون نے رستم پر بلوہ کیا مگر شہپال گینڈا فوج سے نکال کر طرف صحرا کے چلا رستم نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ رستم ۔ ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزدق افگندہ شور + اس طرح شیرانہ نعرہ کیا کہ اہل فوج کے دل کانپ گئے شہپال کے ساتھ بھاگے شہپال کا مُنھ طرف ہفت کوہ کے اُٹھ گیا رستم قتل کرتے ہوے جاتے ہین جو افسر سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا کئی افسرون کو رستم نے مارا فوج والے بھاگے ہوے جاتے ہین مگر ٹھہر ٹھہر کے رستم کو روکتے ہین رستم شیرانہ لڑتے ہوے جاتے ہین جس مقام پر جم گئے لاشون کے انبار کر دیے لیکن شہپال بھاگا ہوا قریب ہفت کوہ پہونچا کوہان کوہ پیکر بیٹھا ہوا تھا کہ خبر پہونچی شہپال بھاگا ہوا آتا ہی کوہان نکل آیا کہا ای شہپال خیر تو ہی شہپال نے کہا کہ ای کوہان مین تم سے لڑا اور ہفت کوہ فتح کیا لیکن میرے تعاقب مین رستم ذیحشم آتا ہی یون اُسنے فوج کو بھگایا کہ سب بدحواس ہو کے بھاگے ہوے آتے ہین دیکھیے کیا ہو مجکو پیچل کے چھپاؤ تم درۂ کوہ پر نگہبانی کرو رستم کو نہ آنے دینا کوہان نے شہپال کو اندر

پہاڑ کے بیچ آپ درے پر کھڑا ہوا کہ دیکھا سامنے سے بلڑ ہوا سب فوج بھاگی ہوئی آتی ہی اور پشت پر ایک جوان کس حواس سے لڑتا ہوا آتا ہی کہ جو پلٹا وہ مارا گیا فوج نے پکار کر آواز دی کہ ای کوہان ہم کو بھی پناہ دو کوہان نے اشارہ کیا کہ تم سب اندر کوہ کے آؤ مین اس جوان کو روک لونگا سب فوج بھاگ کر اندر کوہ کے آئی کوہان آگے بڑھا اور پکار کر کہا کہ ای رستم بس اب آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ بیک ضرب شمشیر تمھارے دو پرکالے کر دونگا رستم کا غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا گھوڑے کو اڑا کر سامنے کوہان کے پہونچے کوہان نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور تلوار چھین کر کوہان کی پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا چرخ دے کر طرف آسمان کے پھینکا بروقت اترنے کے ہاتھ مار دیا کوہان کو چورنگ ہوا ئی قلم کیا کچھ لوگ اسکے ساتھ کے روکنے لگے رستم نے اُنکو بھی بھگایا طرف دوسرے کوہ کے چلے سوہان فیل پا بھائی کوہان کا دوسرے دروازے پر نگہبان تھا رستم لڑتے ہوے جب وہان پہونچے تو سوہان نے گینڈا بڑھا کر للکارا کہ ای رستم اب آگے نہ بڑھنا ورنہ بیک ضرب تیغ دو ٹکڑے کر دونگا رستم کو انتہا کا غصہ تھا سوہان پر جا پڑے سوہان نے تلوار کا ہاتھ مارا رستم نے روک کر ہاتھ مار دیا سپر کو کاٹ کر تلوار تا بہ جگرگاہ پہونچی رستم اُسکو مار کر اور آگے بڑھے تیسرے دروازے پر اشقال روئین تن تھا اُسنے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا للکارا کہ ای رستم مین روئین تن ہون مجھپر تلوار تاثیر نہین کرتی مگر رستم غصے مین تھے اُسپر بھی جا پڑے اشقال نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم ملتین لینے خالی دے کر ہاتھ مارا شانے پر اشقال کے پڑا تلوار اُچٹ گئی اشقال نے پھر ہاتھ مارا رستم خالی دے کر جب ہاتھ مارتے ہین اشقال کو تلوار نہین کاٹتی جب دو تین ہاتھ رستم نے یون ہی مارے اور تلوار اُچٹ گئی اب جو اشقال نے ہاتھ مارا رستم نے کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا گرد سر کے چرخ دے کر زمین پر مارا گھوڑے سے کود کر چھاتی پر سوار ہوے سوال اسلام کیا اشقال نے جواب دیا مین کیون مسلمان ہون مجھے کوئی نہین مار سکتا رستم نے

ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا دوسرا ہاتھ ٹھوڑی پر رکھ کر ہکہ مارا کہ سر اشقال کا کھنچ آیا ہمراہیون نے جو اشقال کو کشتہ دیکھا غلغلہ کرتے ہوے بھاگے چوتھے دروازے پر شفتل بن شفتال فیل پیکر پہلوان کھڑا جھوم رہا تھا اسنے رستم کو للکارا کہ ای رستم پلٹ جاؤ منم شفتل بن شفتال رستم نے غصے مین کچھ جواب نہ دیا گھوڑا اچکا کر شفتل پر جا پڑے شفتل نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار اسکا خالی دے کر ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا ہاتھ شفتل کا کٹ کر گرا شفتل سامنے سے بھاگا رستم تعاقب مین چلے پانچوین درے پر شہکال کوہ شکن نگہبان تھا دیکھا کہ شفتل بھاگا ہوا آتا ہی ہاتھ سے پرنالہ خون کا جاری ہی پکار کر پوچھا کہ ای شفتل خیر تو ہی شفتل نے کہا کہ ای شہکال میرے تعاقب مین ایک شیر گرسنہ آتا ہی اُسکو روکو شہکال نے گینڈا اڑھایا شفتل تو نکل گیا جس مقام پر شہپال بیٹھا تھا وہان شفتل بھی پہونچا مگر ہاتھ کے درد سے بیقرار ہی شہپال نے پوچھا کہ ای شفتل یہ کیا معرکہ ہی شفتل نے کہا کہ ای شہریار کیا بیان کرون ایک جوان نے میری یہ حالت کی اُسکو مقابلے مین شہکال کے چھوڑ آیا ہون یقین ہی شہکال اُسکو روک لیگا مگر شہکال نے بڑھ کر ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا خبردار کہکر ہاتھ تیغ کا مارا تیغہ کیپستان جو تڑپ کر گرا شہکال نے گردہ سپر کا اُٹھا دیا تیغ نے گرتے ہی سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تیغہ تا بہ جگرگاہ پہونچا شہکال کے دو ٹکڑے ہوے شہکال کو مار کر اسکے ہمراہیون کو بھگایا طرف چھٹے درے کے چلے چھٹے درے کے اوپر مینوش کوہ پیکر نگہبان تھا رستم جو پہونچے مینوش کو اپنی جرأت کا بڑا غرور ہی کہا ای رستم مین تم سے کشتی لڑونگا رستم گھوڑے سے کود ے مینوش سے کشتی ہونے لگی ساتھ والے اسکے دور سے نیزے مارنے لگے رستم کو جو غصہ آیا کمر مین ہاتھ ڈال کے مینوش کو اُٹھا لیا ایک پہلوان پر پھینک مارا دونون پرا ٹھا ہو کر گرے مینوش کو مار کر ساتوین درے کی طرف چلے ساتوین درے پر قاموس تیغزن کہ بڑا پہلوان ہی اسنے رستم کو دیکھ کر للکارا کہ منم قاموس تیغزن ای رستم سمجھ کر آنا رستم کو حد کا غصہ ہی ہر مقام پر فرماتے ہین کہ شہپال کہان گیا پہلوان جواب دیتے ہین وہ جا کر اب

ساتوین درے مین بیٹھے ہین مگر قاموس نے جو رستم کو غصے مین دیکھا پکار کر کہا کہ ای نوجوان مین تیری جرأت پر ناز کرتا ہون ہر درے پر پہلوان زبردست نگہبان تھے وہ سب تیرے ہاتھ سے مارے گئے یا بھاگے مجھسے کشتی لڑلے تاکہ میرے دل مین حوصلہ نہ رہے یہ سُن کر رستم گھوڑے سے کودے کشتی ہونے لگی رستم نے کشتی مین اُس پہلوان کو زیر کیا اُسنے کہا کہ ای آقاے نامدار مین بدل اطاعت کرتا ہون رستم نے اُسکو کلمہ پڑھایا قاموس تیغزن کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا رستم پھر سوار ہوے اس پہلوان نے رکاب پر ہاتھ رکھا اور ہمراہ رستم چلا کہا چلیے مین شہپال کو بتادون آگے جو بڑھے لال پردہ پڑا تھا قاموس نے کہا یہی لال پردہ ہی اُس طرف شہپال تشریف رکھتے ہونگے رستم نے پردہ توڑ کر پھینکا سر اُٹھاکر دیکھا کہ شہپال مسند پر بیٹھا ہی اور شغتل دست بریدہ بیٹھا کراہ رہا ہی رستم نے سامنے آتے ہی نعرہ کیا کہ او بھگوڑے اب تو مقابلے مین آ شہپال اپنی جگہ سے اُٹھا للکارتا ہوا سامنے رستم کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اپنا وار کیا سر کو بچاکے کمر پر ہاتھ ماردیا شہپال کے دو ٹکڑے ہوے افسران فوج کوہان حاضر ہوے سب نے اطاعت کی مال بہت کچھ ملا چھکڑون پر لدوا کر قاموس تیغزن کے سپرد کیا اور قاموس کو اس ہفت کوہ کا بادشاہ کیا فرمایا تم مال لیکر آؤ مین آگے بڑھتا ہون قاموس نے چند سوار ہمراہ کیے کہ رستم راستہ نہ بھول جائین رستم چلے صحرا کو طی کرتے ہوے جاتے ہین قریب ایک کوہ کے پہونچے درۂ کوہ سے رونے کی آواز آئی رستم بیتاب ہوکر نشان پر صدا کے پہونچے دیکھا کہ ایک نوجوان خاک مُنہ پر ملے ہوے گریبان پھٹا ہوا بیٹھا ہی اور رو رہا ہی اور اُسی گریہ وزاری مین یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین نظم

نہین یون مجھسے دل اُسکا پھرا ہی　　　نیا عاشق کوئی پیدا کیا ہی
نہین دنیا یہ اک عبرت سرا ہی　　　کہین شادی کہین شور بکا ہی
وہ نکلے ہین جو گھر سے بن سنور کے　　　نہین معلوم کس کس کی قضا ہی

رخِ رنگین دکھایا ہی یہ کسنے ✤ چمن مین زرد ہر گل ہو گیا ہی
بڑھے کیونکر نہ میرے دلکی اُلجھن اسیرِ حلقۂ زلفِ دوتا ہی
پسند آ گئی ہی کسکی جامہ زیبی کہ ٹکڑے ٹکڑے ہر گل کی قبا ہی
چھپایا کس قمر نے روے روشن ✤ جہان اندھیر آنکھون مین ہوا ہی
نہ اتنا غل مچاؤ عندلیبو ✤ مرا گلرو چمن مین سو گیا ہی ✤
نہین کچھ نزع کا اندیشہ سطوت مرا حامی علی عُمر تضا ہی ✤

رستم نے ہاتھ تھام کر پوچھا کہ ای نوجوان یہ کیا حال ہی تو کہین کا تاجدار معلوم ہوتا ہی اُس تاجدار نے ٹھنڈھی سانس بھر کر کہا کہ مین چاہتا ہون آپ کے نام نامی سے آگاہ ہون کہ مجھ ایسے آفت زدہ کا آپ نے حال پوچھا رستم نے کہا کہ ای نوجوان تو نے شاید میرا نام سُنا ہو کہ رستم پیلتن علشاہ نوجوان فرزند صاحبقران عالیشان یہ سُنکر وہ جوان قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا کیا خوش نصیبی ہی کہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوا آپ یہان کہان تشریف لائے سامنے ایک قلعہ معلوم ہوتا ہی اُسکا مین تاجدار ہون اور نیرنگ تاجدار میرا نام ہی ایک روز ایک سوداگر آیا اُس سے کچھ مال خریدا ایک صندوقچہ بھی اُس سے لیا اُس صندوقچے کو جو کھولا اُسمین ایک تصویر نکلی اُس تصویر کو دیکھ کر مائل ہوا آخر صدمۂ فراق نہ اُٹھا دیوانہ ہو کر نکل آیا آج تک یہ نہین معلوم کہ یہ شاہزادی کون ہی رستم نے سر سینے سے لگا لیا فرمایا چندروز تم پر صدمۂ فراق ہی ہم انشاء اللہ تمھاری معشوقہ کو تلاش کرینگے نیرنگ تاجدار شکریہ ادا کر کے اُٹھا کہ سامنے سے ایک شاطر آیا اُسنے آکر سلام کیا کہا ای شاہزادے غضب ہوا جلدی چلیے کفیل صحرانورد نامے قزاق کہ ہمیشہ قزاقی کرتا ہی اُسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ مالک اس قلعے کا قلعے سے نکل گیا اُسنے آکر قلعے کو گھیرا ہی اہل شہر جمع ہین کہ لڑ بھڑ کر جان دینگے رستم نے کہا کہ ای شاطر تم جاؤ ہم وقت پر آوینگے مگر قلعہ بند کر لینا گولہ اندازون کو جمع کراؤ اُن کے ہاتھ سے توپین دغواؤ کہ یکایک کفیل نہ آسکے شاطر تو پلٹ گیا جاکر اہل قلعہ کو آگاہ کیا مگر کفیل نے طبل نوازش بجوایا صبح کو مع فوج قلعے پر آیا اور

پکار کر آواز دی کہ اگر اپنی جان بری چاہتے ہو تو پھاٹک کھولدو گولہ اندازون نے آواز دی کہ جو تجھسے ہو سکے وہ کر ہم پھاٹک نہ کھولین گے کفیل چلا فوج کو اشارہ کیا فوج جو بلوہ کرکے چلی گولہ اندازون نے توپین جھکا کر فیر کی گولے جو آکر پڑے دس بارہ ہزار جوان اُڑ گئے کفیل نے سب کو منع کیا کہ تم لوگ زد سے ہٹے رہو مین ابھی جاکر قلعہ لیتا ہون جب قلعے مین داخل ہو لونگا تب چین آئیگا یہ کہکر یکہ و تنہا چلا گولون کو رد کرتا ہوا جاتا ہی قریب خندق کے آکر آواز دی کہ دیکھو صاحبو یون قلعے کو لے لیتے ہین اہل قلعہ پہلے خبر سُن چکے تھے کہ ہمارے مالک نے کہلا بھیجا ہی کہ ہم آتے ہین اب جو یہ قریب خندق کے آگیا گمان ہوا کہ مالک نے جو کہا تھا وہ نہ ہوا بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ اے کریم و رحیم وای سمیع و علیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نظم

خدا است خالق و رزاق جملہ مخلوقات	خدا است موجد ایجاد جملہ موجودات
بگیر گوشہ و فارغ ز رنج و راحت باش	کہ دار فانی دنیاست مسکن آفات
تو غافلی و شوی بے تمیز صد افسوس	تو آدمی و کنی کار وحشیان ہیہات
مباز بازی بیہودہ در جہان ہر دم	کہ وقت مرگ بہر بازی تو آید مات
تلاش حضرت حق کن بدار خود ہندی	مرو بخانۂ دیگر برای تحقیقات

بلک بلک کر سب دعائین مانگ رہے ہین کفیل چاہتا ہی کہ خندق کو فراؤن قلعے مین اپنے کو پہونچاؤن بہت ہی جھلا رہا ہی کہتا ہی تم لوگ بڑے بے وقوف ہو اپنی جان نہین بچاتے قلعہ کھول کر نکل آؤ مین وعدہ کرتا ہون کہ کچھ نہ کہونگا تم سبھون کی خطا معاف کردونگا تمنے اسقدر کد و کوشش کی میرا کیا ہوا مین بہادر دیکھتا ہون مین نے بڑے بڑے پہلوان مارے اس گھر دندے کو آج مٹاتا ہون یہ بتاؤ کہ بادشاہ تمھارا کہان ہی آکے قدمبوسی کرے اگر خراج کا اقرار کرلیگا تو مین اُسی کو حاکم کردونگا ورنہ حاکم اپنی جانب سے مقرر کردونگا اہل قلعہ جواب دیتے ہین کہ او ظالم کیا بکتا ہی ہمارے آقا آتے ہونگے اور جو ہماری قضا اسی طرح ہی تو اپنی جان دین گے تجھ ایسے مغرور سے عذر نہ کرین گے جو تجھسے ہو سکے وہ کر ہمنے یہ مذہب

جدید اختیار کیا مذہب کا نام سُن کر کفیل بہت جھلّایا کہا ارے بے وقوفو خداوندان قدیم کو چھوڑ کر یہ نیا مذہب کیون اختیار کیا اب ضرور سب کو قتل کرونگا تمھارا قتل واجب و لازم ہوا کہ لات و منات سے پھر گئے جبھی رو رو کے طرف آسمان کے دیکھتے ہو تمھاری آواز بھی وہان تک نہ پہونچیگی مدد کرنے والا جب آواز نہ سُنے گا تو کیونکر مدد کو آئیگا سب اہل قلعہ ہنسنے لگے پُکار کر آواز دی کہ او دشمن خداوہ کریم و رحیم حاضر و ناظر ہی ضرور مدد کریگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی آواز آئی کہ او کفیل خبردار آگے نہ بڑھنا منم رستم پیلتن نعرہ رستم ؎ ارشد اولاد امیر عرب + کہ بستت علمشاہ چو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیلزور + کہ بر تخت مرزدق افگندہ شور + سب نے دیکھا آگے آگے ایک جوان آفتاب جمال صاحب جاہ و جلال گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آتا ہی پشت پر نیرنگ تاجدار ہی نیرنگ تاجدار نے کہا کہ ای شہریار دیکھیے وہ ظالم قریب قلعے کے پہونچ چکا ہی اگر مناسب جانیے تو مقابلہ نہ کیجیے مین آپ کو لیکر ایک گوشے مین بیٹھ رہونگا شاید معشوق کا پتہ ملے مجھے آپ سے بڑی امید ہی رستم نے فرمایا کہ ای نیرنگ تاجدار کیون گھبراتے ہو مین ابھی جا کر اسے سمجھائے دیتا ہون اگر پروردگار نے چاہا تو یہ بھاگیگا اور اگر مقابلہ کریگا تو مزہ چکھیگا سارا غرور بھول جائیگا یہ کہتے ہوے قریب پہونچے کفیل نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا تیغہ کھینچا جو مثل برق کے چمکا کفیل گھبرایا حیران تھا کہ اب کون کفالت کریگا یہ تیغہ برق تاب ہی اور یہ جوان بھی جرأت مین لاجواب ہی اگر یہ برق گریگی تو خرمن حیات کو جلا دیگی گھبرا کر فوج کو پُکارا کہ یارو تم کھڑے دیکھ رہے ہو اور یہ جوان وار کیا چاہتا ہی مین اسکے وار سے نہ بچونگا دیکھیے انجام کیا ہو اسکو گھیر کر مار لو زندہ بچ کر نہ جانے پائے ساٹھ ہزار جوان دوڑ پڑے رستم کو گھیر لیا نیرنگ تاجدار نے اہل قلعہ کو پُکارا کہ یارو دیکھ رہے ہو کہ ان سب نے ہمارے معین کو گھیرا ہی قلعہ کھول کر نکل آو یہ سُن کر سب اہل قلعہ بلوہ کر کے نکلے رستم کی سرپرستی کر رہے ہین رستم چاہتے ہین کہ

اپنے کو قریب کفیل کے پہونچاؤن مگر کفیل الگ الگ لڑ رہا ہی مقابلۂ رستم مین نہین آتا
دور سے طرز جنگ دیکھ رہا ہی کہ جو سردار مقابلے مین آیا علف شمشیر آبدار ہوا تھوڑے
عرصے مین رستم نے کئی سو افسرون کو مار لاشون کے انبار کر دیے دامن قلعہ کو کشتون سے
بھر دیا آخر کفیل شکست کھا کر بھاگا ایک اوچھا سا وار سر پہ پڑا تھا زخم کا خون پوچھتا ہوا
طرف صحرا کے بھاگا اہل فوج بھی نکل گئے رستم نے چاہا تعاقب کرون نیرنگ تاجدار
گھوڑے سے کود پڑا رکاب پر ہاتھ رکھ دیا کہا ای شہریار ہر چند کہ اسکی ذات سے خوف
ہی یہ بڑا مکار ہی ضرور جا کر جماؤ کریگا اور پھر قصد کریگا مگر آپ تعاقب مین نہ جائیے
ایسا نہ ہو کوئی فتور پڑے زخمی ہو کر بھاگا ہی اہل قلعہ نے رستم کی قدمبوسی کی عرض کرتے
تھے آپ کی ذات سے پھر قلعہ آباد ہوا ورنہ ہم لوگ مایوس تھے کہ اپنے افسر کو کیونکر پائینگے
اب تو آپ کو دیکھ کر یہ ہوش مین ہین ورنہ باتین دیوانون کی کرتے تھے نیرنگ کہتا ہی
یارو جس وقت سے مین نے اس شہریار کو دیکھا دل کو تقویت حاصل ہوئی کہ معشوق سے
ملونگا کوئی تدبیر پیدا ہو جائیگی تمنے انکو نہین پہچانا یہ فرزند صاحبقران ہین جنھون نے
بردہ قاف کو فتح کیا انکے بھتیجے صاحب برائے فتح طلسم نوخیز جمشیدی گئے ہین
یہ بھی وہین جاتے ہین جمشید ثانی انکے خوف سے بھاگ کر طلسم مین آیا ہی کیا کیا فتور کر رہا
ہی ہفت کوہ کو جا کر فتح کیا جہان ہوا نہین جاسکتی تھی کوہان کوہ پیکر انھین کے ہاتھ
سے مارا گیا میری اقبالمندی ہی کہ انکا جمال دیکھا اب سب مشکلین آسان ہو جاوین گی
انکا جمال دیکھ کر میرا سودا اُتر گیا اب انکو قلعے مین لیچلو سب اہل قلعہ نے رستم ملیتن
کو گھیر لیا نوبت و نقارے بجاتے ہوے طرف قلعے کے لیچلے سب اہل قلعہ خوش اور
محظوظ ہین کہتے ہین کہ ہمارے آقا بڑے صاحب اقبال ہین کس بہادر کو لائے ہین
کہ جسنے کفیل ایسے سرکش کو شکست دی کوئی گرد پھرتا ہی کوئی قدمون کو بوسہ دیتا ہی
مگر نیرنگ تاجدار زر نثار کرتا ہوا قلعے مین لایا رستم نے دیکھا کہ قلعہ آباد رعایا
دلشاد ہی دکانون پر دکاندار خوش اور محظوظ بیٹھے ہین رستم کو سب دعائین
دیے رہے ہین جیسے ہی سواری رستم کی سامنے سے آئی سب اپنے اپنے مقام سے

اُٹھے جھک جھک کر سلام کرنے لگے رستم سب کو جواب سلام دیتے ہوے دارالامارہ شاہی
مین آئے نیرنگ نے عرض کی کہ آپ تخت پر جلوہ فرما ہو جیے رستم نے کہا کہ خدا ہمارے
تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہین بیٹھتے تاج و تخت تمھارا تم کو مبارک رہے ہمارے
واسطے دنگل کافی ہے پہلوے تخت مین دنگل زرین بچھا تھا اُسپر رستم بیٹھے سپہ سالار لشکر
نیرنگ عقلاے تیغزن کا یہ دنگل ہے کل لشکر کا یہ سپہ سالار ہے اُسنے جو خبر سُنی کہ میرے
دنگل پر رستم بیٹھ گئے جھلایا ہوا دربار مین آیا غرور مین بادشاہ کو سلام نہ کیا قریب رستم
آکر کہا کہ یہ دنگل میرا ہے اسپر سے اُٹھیے کفیل کو شکست دے کر آپ کو بڑا غرور ہو گیا ہے
رستم نے کہا کہ غرور ہمارا کام نہین ہے اس دنگل کی کیا حقیقت ہے ایسے دنگل پر ہمارے
ملازم بیٹھتے ہین عقلاے تیغزن نے کہا کہ بس زیادہ باتین نہ بنائیے دنگل سے اُٹھ جائیے
مین نہ مانونگا اور اب بادشاہ کا روزگار نہ کرونگا اگر کفیل قلعے مین گھس آتا تو ہم رو کتے
قلعے کو لینے نہ دیتے وہ نامرد تھا شکست کھا کر بھاگا ان کو بڑا غرور ہوا اگر قلعے مین آتا تو
ایسا گرز مارتا کہ سر اُسکا پاش پاش ہو جاتا ای جوان دنگل سے اُٹھو اور دنگل بچھے ہین
اُنپر بیٹھو نیرنگ نے کہا کہ ای عقلاے تیغزن ہمارے مہمان کو ایسی باتین کہنا ہے
اور دنگل پر بیٹھ دیکھ گفتگوے بیجا نہ کرنا عقلا نے کہا کہ آپ نے اِنکو بہت مُنھ لگایا
ہے اسی وجہ سے اس جوان کو بڑا غرور ہے مین غرور نکال دونگا رستم سیلتن نے کہا کہ
ای نیرنگ تاجدار تم دخل نہ دو جہان بہادر بیٹھ گئے بیٹھ گئے اِسکے اُٹھانے سے ہم نہ
اُٹھین گے جو اس سے ہو سکے وہ کرے عقلا نے ہاتھ بڑھایا کہ ہاتھ پکڑ کے کھینچ لون
رستم نے منع کیا مگر عقلا کو ایسا غصہ تھا کہ ہاتھ ہٹانے پر بہت بگڑا تلوار کھینچی ہاتھ
تلوار کا مارا رستم نے بار بچا کر کلائی تھام لی ایک جھٹکا مارا کہ عقلاے تیغزن مُنھ
کے بھل زمین پر آیا رستم نے ایک گھونسہ مار دیا کہ سر عقلا کا پھٹ گیا تڑپ تڑپ کر
تمام ہوا رستم نے اشارہ کیا کہ لاشہ اسکا پھینکدو اہل فوج نے چاہا کہ بگڑ بین
افسر ہمارا مارا گیا مگر نیرنگ تاجدار نے پُکار کر کہا کہ جسکو مارا جانا عقلا کا ناگوار
ہوا ہو وہ ہمارے قلعے سے نکل جائے مگر بھائی عقلا کا سفیان تیغزن کہ اپنے

مکان پرست میٹھا تھا ہرکارون نے آکر خبر دی کہ آپ کے بھائی کو رستم نے مار ڈالا سفیان
یہ کہکر اُٹھا کہ آج بارگاہ مین جاکر خون کے دریا بہادونگا یہ کہکر چلا کئی سو رفقا ساتھ مین اُنسے
کہتا ہوا جاتا ہی کہ شاہ نے بُرا کیا کہ میرے بھائی کو قتل کرایا اُس جوان کو منع نہ کردیا کہ دنگل پر
اسکے نہ بیٹھنا آج کئی دن سے بیمار تھا اسی وجہ سے مارا گیا ورنہ اُس جوان کی کیا
حقیقت تھی کہ میرے بھائی کو طمانچہ مارتا آج سلطنت مین نیرنگ تاجدار کی فرق آیا
جب مین بگڑا تو بگڑا دیکھیے شاہ کیا فرمادین میرے بگڑنے پر گھبرائین گے مجکو بہت سمجھادین گے
مگر مین کسی کا کہنا نہ مانونگا اُس جوان کو بیدون قتل کیے نہ رہونگا بکتا جھکتا دربار مین آیا
شاہ کو سلام نہ کیا شاہ نے کہا کہ کیون ای سفیان آج کیا ہی جو ہم کو سلام نہین کیا
سفیان نے کہا کہ اب آپ نے نئے پہلوان پائے ہماری کیا احتیاج رہی آپ کو نئے
ملازم مبارک ہون قریب رستم کے آکر کہا کہ ای جوان تو نے غضب کیا کہ بھائی کو میرے
مار ڈالا مین بدلہ اُسکے خون کا ضرور لونگا بس اب اُٹھ اور مجھسے مقابلہ کر مین بھی دیکھون
کہ آپ کیسے جری و بہادر ہین بھائی صاحب اس وجہ سے مارے گئے کہ اُن کو کئی دن سے
بخار تھا ورنہ اُن کو کون مار سکتا تھا وہ ایسا بہادر تھا کہ شاہ کی سرکار مین مدت گذری
کسی سے نہین لڑا آج نہین معلوم اُسکو کیا ہو گیا کہ جو وہ بھڑ پڑا رستم نے کچھ جواب نہ دیا
سفیان نے کہا کہ مین تم کو اُٹھاتا ہون اُٹھتے نہین یہ کہکر تلوار کھینچی رستم نے کہا کہ ای
سفیان چلا جا ایسا نہ ہو مجھے بھی غصہ آجائے تیرے بھائی سے تجکو ملادونگا اُسکے پاس
تجھے بھی پہونچادونگا سفیان نے رستم کا ہاتھ تھام کر کھینچا رستم دنگل سے نہ اُٹھے سفیان
کا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی بیٹھے بیٹھے کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا
کہ استخوان چور چور ہو گئے ساتھ والون نے لاشہ اُٹھا لیا اور بارگاہ سے نکل گئے کہتے تھے
یارو یہ جوان بڑا زبردست ہی اول اسکے بھائی کو مارا اسکو کس طرح قتل کیا کہ دم لینے
کی اِسکو مہلت نہ ملی اپنے بھائی سے جا ملا یہ انجام ہوا اب ہم لوگ دربار شاہ مین
نہ آوینگے اور کہین نوکری کرینگے سو جوان لاشہ سفیان کا لیکر چلے روتے ہوے
جاتے تھے راہ مین کفیل صحرا النورد ملا یہ شکست کھا کر گیا تھا ایک جنگل مین اُترا ہوا تھا اِسنے

جو رونے کی آواز سُنی دیکھا سو جوان ایک لاشہ لیے ہوے آتے ہین اُن سب کو اپنے پاس بلوایا پوچھا کہ یہ کسکا لاشہ ہی افسرون نے بیان کیا قلعۂ نیرنگ مین ایک جوان آیا ہی اُسکو بڑا غرور ہی عقلاے تیغزن و سفیان اُسی کے ہاتھ سے مارے گئے ہم لوگ اپنے افسر کا لاشہ اُٹھا لائے اب کہین اور نوکری کرین گے کفیل نے کہا کہ مین زخمی ہوکر ہٹ آیا اسی سے اُس جوان کو غرور ہوا تم لوگ میرے پاس رہو مین تم سب کو ساتھ لیکر اُس جوان کی لشکر کشی کرونگا تم سب کو ساتھ لیچلونگا وہ سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے لاشہ سفیان کا ایک جنگل مین جلوا دیا اُن سو جوانون کو اپنے ساتھ رکھا اُسی جنگل مین اُترا ہوا ہی فکر کر رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ مزے سے قزاقی کرتا تھا یہ بیٹھے بیٹھے کیا سوجھی کہ قلعے کی ہوس ہوئی یکایک خبر پہونچی کہ ایک تاجدار آتا ہی اور اُسکے ساتھ بارہ ہزار جوان ہین اور ایک محافہ بھی ساتھ ہی اور مال بہت ہمراہ ہی کفیل نے ہرکارے بھیجے کہ دیکھو کہان اُترے ہین ہرکارے گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی کہ ای شہریار یہان سے پانچ کوس پر ایک جنگل ہی اُسی صحرا مین وہ تاجدار اُترا ہی مگر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قلعۂ گلزار پر جاکر لڑا وہانسے ایک معشوق کو لایا مگر وہ معشوقہ روتی ہی اور وصل اُسکا قبول نہین کرتی کہتی ہی مجھے قتل کر ڈال مگر تیرے پہلو مین نہ بیٹھونگی یہ تاجدار اب لیے ہوے اپنے ملک کو جاتا ہی سرفراز تاجدار نام ہی قلعۂ گلزار سے مال بہت کچھ لوٹ کر لایا ہی کفیل نے کہا آج رات کو چل کر لوٹ لونگا اب اُس جوان سے لڑنے نہ جاؤنگا اپنا جو پیشہ ہی وہ ہی کرونگا پھر ہرکارے روانہ کیے کہ یہ دریافت کر لاؤ مال پر کتنے لوگ ہین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ فوج بہت ساتھ لیکر گیا تھا ہرچند کہ بادشاہ قلعۂ گلزار مارا گیا مگر رعایا وہانکی خوب لڑی فقط دو ہزار جوان چھکڑون پر نگہبان ہین پہلے چل کر مال پر قبضہ کیجیے پھر سوتے مین اُنپر جا پڑیے ایک بارگاہ الگ استادہ ہی اُسمین وہ شاہزادی داخل ہی کفیل نے کہا کہ کیا تدبیر کرین ہرکارون نے کہا کہ چار غول کیجیے بڑے لطف سے جا پڑیے گا یقین ہی کہ وہ لوگ آپ کی اطاعت کرین کفیل سوار ہوا فوج کے چار غول کیے سب کے آگے آپ ہوا دور سے آکر دیکھا کہ جنگل مین

روشنی ہورہی ہی ایک طرف کئی سو چھکڑے ہین دو ہزار جوان گرد پھر رہے ہین کفیل نے آکر چھکڑون پر بلوہ کیا نگہبان سب لڑے مگر مارے گئے کفیل نے وہ مال قبضے مین کیا اب طرف شاہ کے آکر گرا وہ شاہ یعنی سرفراز تاجدار گھوڑے پر سوار ہوا کفیل سے مقابلہ کیا کفیل کو زخمی کیا ایک طرف سے تیر جو آکر پڑا سرفراز تاجدار کا بھی شانہ نشانہ ہوا ہاتھ جو لٹک آیا کاڑ کا اوپر سے کفیل نے ہاتھ مارا کہ سر بھی تاجدار کا زخمی ہوا تاجدار گھوڑے کو ایڑ کرکے بھاگا ساتھ والے بھی منتشر ہو گئے قزاقون نے آکر سب مال و اسباب لوٹ لیا لیکن تاجدار بھاگ کر لشکر سے نکل گیا ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر رات بسر کی صبح جو ہوئی گھوڑے پر سوار ہو کے چلا کچھ آیندہ روند دیکھے اُنسے پوچھا کہاں سے آتے ہو اُنھون نے کہا یہانسے دو کوس پر ایک قلعہ ہی اُس قلعے کا حاکم نیرنگ تاجدار ہی ہم وہانسے آتے ہین یہ سنکر سرفراز نے اپنے دل مین کہا کہ ای سرفراز چل کر اُس بادشاہ سے اپنا حال کہو شاید رحم کرے اور ہمارا مال و اسباب وغیرہ اُس قزاق سے دلوا دے کیونکہ بادشاہ کی بادشاہ مدد کرتا ہی یہ سوچ کر قلعۂ نیرنگ مین آیا دربارگاہ نیرنگ تاجدار پر پہونچا وہ وقت ہی کہ رستم بھی بیٹھے ہین نیرنگ تاجدار معشوق کا ذکر کر رہا ہی رستم فرماتے ہین ای نیرنگ تاجدار ہرکارے روانہ کرو جابجا تلاش کرین یہی تصویر ہرکارون کو دے دو یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ ایک تاجدار یکہ و تنہا بیقرار و غمخوار در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی نیرنگ نے حکم دیا کہ بلا لو سرفراز سامنے آیا نیرنگ کو سلام کیا نیرنگ نے پوچھا کہ ای بادشاہ عالیجاہ کیا باعث ہوا جو اسقدر پریشان ہو رستم نے ہاتھ تھام کر اپنے دنگل کے قریب بٹھا لیا فرمایا ای شہریار حال پریشانی اپنا ظاہر کیجیے سرفراز نے عرض کی کہ رات سے بھوکا پیاسا ہون مال و اسباب گیا معشوقہ بھی چھن گئی ہر چند کہ ناراض تھی مگر امید تھی کہ آیندہ رام ہوگی یہ کہہ کر سرفراز بیقرار ہو کر رونے لگا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی رستم نے اشک اپنے رومال سے پاک کیے کہا ای شہریار غم نہ فرمایئے حال اپنا مفصل بیان کیجیے ہم کفالت کرین گے کفالت کا جو رستم نے نام لیا سرفراز تاجدار نے کہا عجب طرح کی مصیبت ہی

کیا اُسکو عرض کرون اپنے ملک مین بصد عیش و چین سلطنت کرتا تھا نہ کسی کا خوف اور نہ کوئی تردد بلا تکلف سلطنت کرتا تھا ایک دن ایک ندیم نے ذکر کیا کہ قلعہ گلزار مین گلزار شاہ کی دختر نہایت حسین و جمیل ہی بڑے بڑے شاہون نے پیغام بھیجے مگر اُسنے نہین منظور کیا مین ذکر سُنتے ہی بیقرار ہو گیا آب و دانہ ترک ہونے لگا آخر یہ صلاح ہوئی کہ لشکر کشی کرو لشکر کشی کرکے گیا قلعے کا محاصرہ کر لیا قلعہ کے باہر ایک قصر تھا سامنے قصر کے پہونچا اُس قصر مین وہ آفت جان جلوہ فرما تھی میری نگاہ پڑ گئی حقیقت تو یہ ہی کہ ایسی معشوقہ کبھی نگاہ سے نہین گذری تھی دیکھ کر مر گیا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا گرتا پڑتا اپنے لشکر مین آیا آکر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے رات بھر تیاری رہی صبح کو مین نے قلعے پہ یورش کیا قلعہ فتح ہوا بادشاہ مارا گیا مال و اسباب سب لوٹ لیا معشوق کو قبضے مین کیا مگر اُسنے مجھسے نفرت ظاہر کی کسی طرح میرا وصل نہین قبول کیا مین اُسکو ساتھ لیکر طرف اپنے قلعے کے جاتا تھا راہ مین ایک صحرا تھا وہان اُترا میرے آنے کی خبر ہرکارون نے کفیل کو پہونچائی کفیل نے آکر شبخون مارا یہ نوبت ہوئی کہ نگہبان مارے گئے آخر کو مین زخمی ہوا جان بچا کر نکل بھاگا یہان آکر پہونچا ہون اب امیدوار ہون کہ میرے ملک مین مجکو پہونچوا دیجیے رستم نے کہا کہ کفیل کون ہی لوگون نے کہا کہ وہ ہی کفیل صحرا نورد قزاق جو آپ کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا ہی اور اب جاکر صحرا مین اُترا ہی رستم نے کہا کہ ای سرفراز شاہ مین اُسکو جاکر ابھی سزا دیتا ہون تمھارا مال دلواؤنگا مگر ذکر معشوقہ سُن کر نیرنگ تاجدار نے کہا کہ ای بادشاہ تمنے اُس معشوقہ کو دیکھا ہی تمھارے خیال مین اُسکی صورت ہی سرفراز شاہ نے کہا کہ اُسکے شعلۂ حُسن نے قلب و جگر جلا دیا مگر وہ خود کسی پر عاشق ہی راتون کو نام لے لیکر روتی ہی اور کہتی ہی آرزو یہ ہی کہ اُن تک کسیطرح پہونچون لیکن فلک نے یہ انقلاب دکھایا کہ دشمن کے قبضے مین کر دیا رات کو یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی تھی

نظم

کیون نہ تاریک آنکھون مین ہو جہان
کیا ہی پر خوف میرا صحرا ہی

ای فلک کیا قصور میرا ہی
زلف جانان کا مجکو سودا ہی
یار آیا نہ پھول اُٹھانے مرے

در بدر مجکو کیون پھراتا ہی
غول بھی بھاگتے ہین ڈر ڈر کے
عشق کا کیا یہی نتیجا ہی

ای قمر حال دل کہین کس سے		دل نالان کی کون سنتا ہی		نیرنگ تاجدار نے یہ حال

سُن کر تصویر صندوقچے سے نکالی کہا ای شہریار یہ تصویر تو دیکھیے سرفراز شاہ تصویر دیکھکر ہنسا اور کہا ہان یہ تصویر اُسی کی ہی گلعذار صنوبر خرام نام ہی وہ ہی نام بھی لکھا ہی نیرنگ نے کہا کہ ای بادشاہ مال وغیرہ تمکو مبارک ہو مگر مین نے اس معشوقہ کے واسطے گھر بار چھوڑا تھا اس شہریار کے صدقے سے پھر سلطنت ملی کفیل انھین کے ہاتھ سے شکست کھا کے گیا ہی ہم بھی تمھارے ساتھ چلین گے رستم نے حکم دیا کہ مرکب تیار ہو سرفراز شاہ نے کہا اگر بخیر وعافیت اپنے ملک مین پہونچونگا تو جانونگا دوبارہ زندگی ہوئی معشوقہ آپ لیجیے لیکن وہ ناراض ہی نیرنگ نے کہا شاید اُسنے خواب مین مجھے دیکھا ہو میرے دل کا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی جا کر اُس معشوق کے قدمون پر سر رکھونگا اور کہونگا زندگی تمھارے ہاتھ ہی یا تو غلامی مین قبول کر دیا ایک ہاتھ مار دو کہ میرا خاتمہ ہو جائے یہ سُنکر سرفراز شاہ نے کہا کہ خدا انجام بخیر کرے معشوقہ تم کو ملے مین مال و اسباب لیکر اپنے قلعے مین جاؤن رستم فوراً سوار ہوے نیرنگ تاجدار بھی ہمراہ ہوا دس ہزار فوج بھی ہمراہ لی سرفراز تاجدار نہ جاتا تھا مگر رستم نے ہمراہ لیا سب سے زیادہ نیرنگ تاجدار کو خوشی ہی کہ اس شہریار کی قدمون کی برکت سے معشوقہ غیر معلوم کا پتہ تو ملا یہان کفیل اُترا ہوا ہی مال اسقدر پایا کہ خوش ہو رہا ہی کہتا ہی اب قلعہ لیکر کیا کرونگا اسقدر مال و اسباب دستیاب ہوا ہی کہ بہ تکلف صرف کرونگا سالہا سال کم نہ ہوگا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا وہ ہی جوان آپ پر آتا ہی وہ تاجدار جو زخمی ہو کے گیا تو قلعۂ نیرنگ مین پہونچا اُسی جوان سے فریاد کی وہ جوان فوراً سوار ہوا اور آتا ہی آپ تدبیر کیجیے اپنے کو اُس سے بچائیے ایسا نہ ہو کہ وہ آ کر گرے اور لشکر کو تباہ کرے کفیل پہلے تو گھبرا گیا مگر افسردن نے کہا کہ آپ نہ گھبرائین ہم گھیر کر مار لین گے آپ سامنے سے مقابلہ کیجیے گا ہم پشت پر سے آ کر مار لین گے کفیل یہ سُن کر آمادہ ہوا مگر کہتا ہی کہ مین نے اُس جوان کے ہاتھ سے ایسی شکست کھائی کہ نام سے اُسکے ڈرتا ہون دیکھون لات و منات کیا دکھائین اگر اُس جوان کو مار لیا تو قلعۂ نیرنگ پر بھی قبضہ ہوگا

معشوقہ کے سامنے شب کو گیا تھا وہ بلک بلک کر روتی ہی اور کہتی ہی مجکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ
اپنی جان دیدونگی شب بھر مین نے منتین خوشامدین کین مگر وہ راضی نہ ہوئی حقیقت مین
عجب معشوق ہی چال ڈھال صورت زیبا طلعت جہان آرا خوبصورت نیک سیرت نہایت
حسین وجمیل مگر رفتہ رفتہ قابو مین آجائیگی یہ کہکر سوار ہوا اُٹھکر لشکر آراستہ ہوا کہا یارو
ایسے جم کر لڑو کہ وہ جوان پریشان ہو جائے نیرنگ تاجدار بھی ساتھ ہی ہرکارے نے
عرض کی کہ اسی معشوقہ پر نیرنگ تاجدار عاشق ہی وہ جوان اُسکی بہت خاطر کرتا ہی
ہر چند کہ ہم لوگ نکل آئے لاشۂ سفیان لیکر بھاگے مگر نیرنگ تاجدار کو کچھ ملال نہوا
یہی کہتا تھا کہ جاتے ہو تو نکل جاؤ مین اور ملازم کر لونگا اور مین اب اس شہریار کے
ساتھ رہونگا طلسم نوخیز جمشیدی کی بھی سیر کرینگے صاحبقران زمان کی ملاقات
سے مشرف ہونگے بادشاہ اسلام سے بھی ملینگے کہ وہ فتاح طلسم ہین ایسے جلیل کسنے دیکھے
ہین کہ پردۂ قاف سے آکر فتاح طلسم پر دست انداز ہوے چار لاکھ فوج مہیا کرلی ہی
میثاق کوہ گردان الیاسبہ سالار و شاہزادیان متعدد عاشق جمال موجود ہین
جہان لڑائی بڑی اُس لڑائی کو فتح کیا کفیل یہ حال سُن کر اور زیادہ گھبرا رہا ہی کہ سامنے
سے گرد اُڑی دیکھا آگے رستم ہین ایکطرف سرفراز تاجدار اور ایکطرف نیرنگ تاجدار
پشت پر دس ہزار جوان نیزے چمکاتے ہوے گھوڑے اُڑاتے ہوے رستم آکر فوج
پر گرے جنگ ہونے لگی جس افسر نے کہا تھا کہ مین پشت پر جاکر مار لونگا گھوڑا اُڑا کر
چلا رستم نے اُسے للکارا کہ او بے حیا کہان جاتا ہی پلٹ کے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا
رستم نے وار اُسکا روک کر ہاتھ مار دیا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے دوسرا افسر تیر و
کمان لیکر بڑھا رستم نے کمان کو قلم کیا اُس جوان کو بھی ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ وہ
بھی واصل جہنم ہوا چودہ افسر کفیل کے سامنے کفیل کے قتل ہوے کفیل کے ہوش
اُڑ گئے کہتا ہی کیون یارو اس جوان کو کیونکر قتل کرین بڑی ہوشیاری سے لڑتا ہی چودہ
افسر قتل کیے دس ہزار نے ساٹھ ہزار کے جی چھڑا دیے ہین مین کیا تدبیر کرون اگر
مہلت ملے تو لڑ بھڑ کر نکل جاؤن مگر نیرنگ تاجدار بھی اس جوان کی صحبت اُٹھا کر کیسا

دلیر ہو گیا ہی دیکھو کسطرح سے لڑ رہا ہی جو سامنے گیا وہ مارا گیا سرفراز تاجدار کہ میرے سامنے سے بھاگ چکا ہی مگر آج تو بڑے لطف سے لڑ رہا ہی کنیزون نے یہ خبر ملکہ گلزار کو پہونچائی کہ نیرنگ تاجدار فرزند صاحبقران عالیوقار کو ساتھ لیکر آیا ہی آپسے دعوی عشق کرتا ہی ملکہ نے کہا کہ مین شگاف خیمہ سے دیکھون تو کہ یہ جوان کون ہی جسکو مین نے خواب مین دیکھا شاید وہ ہی ہو یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی شگاف خیمہ سے دیکھنے لگی جیسے ہی نیرنگ پر نگاہ پڑی آہ کر کے بیٹھ گئی کہا صاحبو مراد دل پوری ہوئی یہی جوان غارت گر ہوش ہی جب تو اسکو میری محبت کا جوش ہی مین یہی چاہتی ہون کہ اسکے قبضے مین جاؤن تو دل کو راحت ہو قلب کو فرحت حقیقت مین اسی ظالم نے خواب مین آکر متاع صبر و ہوش کو لوٹ لیا اسی کے ہجر مین دن رات چین نہین پڑتا فلک نے کسقدر آوارہ کیا مگر اس آوارگی کا یہ انجام تھا کہ جب یہ جفا اُٹھاوینگے تب معشوق کو پاوینگے اور یہ بھی دیکھا کہ نیرنگ تاجدار کے ہاتھ مین تلوار کھنچی ہوئی ہی رفقا ساتھ ہین لڑتا پھرتا ہی جس خیمے مین ملکہ ہین اُس خیمے کو بہ نظر حسرت دیکھتا ہی اور زبان سے یہ نکلتا ہی نظم

اُس رُخ کے آگے ماہ کی تنویر اور ہی
ذرہ ہی اور مہر کی تنویر اور ہی

تڑپا چکا فراق مین برباد کر چکا
اب کونسی جفا فلک پیر اور ہی

تصویر اپنی دیکھے مرے آگے غیر کو
کہتے ہین وہ اک ایسی ہی تصویر اور ہی

اُس حور کا وصال میسر ہو گیا مجھے
تدبیر اور چیز ہی تقدیر اور ہی

سطوت دل اپنا پھنس کے بھلا نکلے کسطرح
دام اور ہی وہ زلف گرہگیر اور ہی

کنیزون نے ملکہ سے کہا واری نہ گھبرائیے وہ دیکھیے رستم عالی شان قریب کفیل پہونچ گئے یقین ہی اب کفیل سے مقابلہ پڑے اور وہ بے حیا مارا جائے ملکہ کا یہ حال ہی کہ جب کوئی نیرنگ تاجدار پر وار کرتا ہی تو یہ تڑپ جاتی ہی اور بیتاب و بیقرار ہو کر کہتی ہی کہ ای رحیم و کریم ای مسلمانون کے خدا اسے نادیدہ میرے وارث کو بچالے اور فرزند صاحبقران کو فتح دے یہان کفیل چاہتا تھا لڑ بھڑ کر نکل جاؤن لیکن جسطرف گیا سرفراز تاجدار نے آکر روکا

اور کہا کہان جاتے ہو رستم سے مقابلہ تو کرلو اور آواز دی کہ ای شہریار میان کفیل جاتے ہین
رستم نے مرکب اُڑایا اور چاہا کفیل سے مقابلہ کرون مگر کفیل ہٹ جاتا ہی سامنے نہین
آتا آخر ایک مقام پر آکر نیرنگ نے گھیرا اور پُکار کر آواز دی کہ ای کفیل قلعہ فتح کرنے
آئے تھے مجھسے تو مقابلہ کرو کفیل کی نظرون مین یہ کب سماتا ہی جب قریب پہونچا کفیل نے
ہاتھ تلوار کا مارا نیرنگ کا شانہ جھول پڑا کفیل نے چاہا کہ دوسرا وار کرون اور
سر کاٹ لون نیرنگ نے نالہ کیا اور کہا کہ ای شہریار غلام کو بچائیے رستم نے جو آواز
نیرنگ کی سُنی گھوڑے کو اُڑا کر بیچ مین آگئے آواز دی کہ ای کفیل کیون بھاگے بھاگے
پھرتے ہو ہمنے خبر سُنی تھی کہ یہ ارادہ ہی کہ اس جوان کو گھیر کر مار لین گے پس مین موجود ہون
جس طرح پر چاہو قتل کرو کفیل نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر رد کیا
جیسے ہی چاہا بلٹون رستم نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ تیغہ کپیتان کا مارا
کفیل نے سپر اُٹھا دی مگر تیغہ کپیتان جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر
خود کو کاٹا سر کو تراشتی ہوئی تا بہ جگرگاہ پہونچی لاشۂ کفیل زمین پر گرا نیرنگ تاجدار
نے گھوڑے پر سے کود کر سر کفیل کا کاٹا نیزے پر علم کیا اہل فوج نے جو اپنے افسر کا سر
دیکھا چادرین ہلانے لگے کئی افسرون نے آکر قدمون کو بوسہ دیا رستم نے خطا معاف کی
اب افسرون کو حوصلہ ہوا آکر قدمون پر گرے رستم نے نیرنگ سے اشارہ کیا کہ خیمے
مین جاؤ مال سب سرفراز تاجدار کو دیا نیرنگ تاجدار زخم کو باندھ کر در خیمہ پر
آیا ایک کنیز کھڑی تھی اُس سے کہا کہ جا کر عرض کرو کہ آپ کا عاشق صادق حاضر ہی کنیز نے
جا کر ملکہ سے کہا ملکہ نے کہا کہ بُلا لو اب مین اُن کے قبضے مین ہون اُن کو اختیار ہی یہ کہکر
برائے استقبال اُٹھین نیرنگ رعب وداب سے کانپتا ہوا اندر آیا ملکہ نے جُھک کر
سلام کیا نیرنگ تاجدار نے دوڑ کر قدمون کو بوسہ دیا کہا ای شہنشاہ ملک خوبی و
ای سرو روان باغ محبوبی خوب آوارہ کیا ملکہ نے کہا کہ مین بھی تو آوارہ ہوئی گھر بار چھوٹا
ان ظالمون کے قبضے مین رہی مگر خدا نے آبرو کو بچایا کل شب بھر یہ کفیل در پے رہا منتین
کرتا تھا کہتا تھا اسقدر مال رکھتا ہون کہ جسکا حد و شمار نہین صدہا کنیزین حاضر کرونگا

مگر مین نے خنجر لے لیا تھا کہتی تھی تو نے مجکو ہاتھ لگایا اور مین نے اپنے بھونک لیا اس خیال سے اُسنے جبر نہین کیا ورنہ آمادۂ جبر و بدعت تھا یہی چاہتا تھا کہ جس طرح بنے قبضہ کرون مگر مین یہ نہ جانتی تھی کہ یہ آوارگی مجکو سرفراز کریگی نیرنگ تاجدار نے ملکہ کو سوار کیا مال رستم نے سرفراز تاجدار کو دیا سرفراز نے ملازمون کو اپنے طرف قلعے کے روانہ کیا اور آپ عرض کی کہ مین ہمراہ رکاب رہونگا نیرنگ تاجدار و سرفراز تاجدار بہت سی فوج لیکر قلعۂ نیرنگ پر آئے عقد ملکہ کا بڑی دھوم سے نیرنگ کے ساتھ ہوا نیرنگ نے گوہر مراد حاصل کیا اور ملکہ سے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم تو قلعے مین رہو مین ہمراہ آقا کے جاؤنگا رستم نے کوچ کیا یہان مسمار جادو نے جو لشکر رستم رستم سے خالی پایا چند افسرون کو سحر سے گرفتار کیا سب لوگ حیران ہین چوتھے دن مسمار میدان مین نکلا ہی افسرون کو للکار رہا ہی کوئی مقابلے مین نہین نکلتا اہل لشکر رستم دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس بلا سے بچا نظم

بود ہمیشہ منور بدیدہ جلوۂ رب ۔۔۔ بروز صورت خورشید و مثل ماہ بشب
بہر دیار مقیم است حضرت قیوم ۔۔۔ چہ ہند و سند و چہ ایران چہ روم و شام و عرب
بباغ دہر گل از خار میکند پیدا ۔۔۔ ز خاک سبزہ برآرد ز چوب خشک رطب
برای بندہ فقط بندگی بکار آید ۔۔۔ کہ نیست قدر حسب پیش حق نہ فخر نسب
بجان و جسم ہمیشہ تعلقش باشد ۔۔۔ کہ ہست جلوۂ ذاتش ز ہر قریب اقرب
ببر دراین گل بستان جان دل از بلبل ۔۔۔ بحسن تازہ و رنگ عجیب و بوی عجب
بمہر کرد عطا نور لازوال خدا ۔۔۔ بابر جوش و خروش و برعد شور و شغب
بحمد خالق اکبر گذار ہندی عمر ۔۔۔ گہے بروز کن این کار نیک گاہ بشب

سب بیقرار و بیتاب ہو کر دعائین مانگ رہے ہین اور مسمار دمبدم نعرے کرتا ہی کہ ہان یارو میرے مقابلے مین آؤ ورنہ مین سحر کرونگا کہ کل لشکر بیکار ہو جائیگا کہ صحرا سے گرد اُڑی رستم پیلتن علمشاہ نوجوان بصد شوکت و شان آکر پہونچے لشکر کو پریشان دیکھا اہل لشکر جا بجا چھپتے پھرتے ہین خوف ہی کہ ایسا نہ ہو وہ سحر کردے کئی دن مین مسمار

چند سرداروں کو گرفتار کرکے لے گیا اب آج گل لشکر پر ارادہ کرتا ہو کہ سحر کرکے سبکو بیکار کردے
رستم سے سب حال سردارون نے بیان کیا کہ جو میدان مین نکلا اُسکو مسمار نے دیوانہ
کردیا اُسی کے لشکر مین وہ سردار چلا گیا اُسنے جاکر قید کیا دس بارہ سردار اسی طرح
میدان مین نکلے جو میدان مین گیا وہ دیوانہ ہوا اُس کو گرفتار کرلے گیا رستم نے کہا
کہ مین اسکے مقابلے مین ضرور جاؤنگا جو تقدیر مین ہوگا وہ ہوگا اگر اس ساحر کے ہاتھ
سے ہماری گرفتاری ہو تو ہم کو کون بچا سکتا ہو پروردگار سبب پیدا کریگا کوئی صورت
فتح کی نکل آئیگی ہر چند سب سردارون نے روکا مگر رستم نے نہ مانا مرکب کو مہمیز کیا گھوڑا
طرارہ بھر کے چلا مسمار نے جو دیکھا کہ رستم خود آتے ہین گولہ سحر کا ہاتھ مین لیکر آمادہ ہوا
کہ سحر کرون یہ سوچ کر طرف صحرا کے مارا سب نے دیکھا کہ ایک جوان زنگی گھوڑے کو
اُڑائے ہوئے آتا ہو دہن سے للکارتا ہوا کہ اے رستم مین تمھارا ہم نبرد ہون یہ کہتا
ہوا قریب آیا رستم پر نیزہ مارا رستم نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُس جوان نے دیکھ کر آواز دی
کہ گھوڑے سے اُتر لیے میرے ساتھ لشکر مین چلیے رستم گھوڑے سے کود پڑے مسمار نے
اشارہ کیا کہ اے جلاد صحرائی اس جوان کو تو ہی قتل کر زنگی نے رستم سے کہا کہ سر جھکا کر
بیٹھیے مین آپ کو قتل کرونگا رستم نے ہتھیار پھینکدیے اور سر جھکا کر بیٹھے زنگی تیغہ کھینچکر
برسر رستم آیا پکار کر آواز دی کہ اے مسمار جادو میرا قتل کیا ہوا زندہ نہین ہوتا ذرا
سمجھ کر حکم دیجیے گا سردارون نے جو دور سے دیکھا کہ آقا ہمارے قتل ہوتے ہین بیقرار ہوکے
دعائین مانگنے لگے کہ اے کریم و رحیم اس آفت سے رستم کو بچائے نظم

در گلستان جہان ہر ماہ و سال	چارسو روشن از و نور جمال ✤
خامہ در تحریر وصفش سینہ چاک	در ثنا نوک زبان گردید لال
گاہ از خور مینماید روے خویش	گاہ از بدر و گہ از روے ہلال ✤
میرسد انسان باوج معرفت	گر بہ بخشد حضرت حق پر و بال ✤
میکند تقسیم گنج سیم و زر ✤	حضرتِ قاسم بہر اہلِ سوال
تنگدستان را فراخی میدہد ✤	چون کشاید آن سخی دست نوال

مالک ملک و خداوند جہان	صانع اکبر خدا ے لایزال
رد کند حکمش کہ دارد این توان	دم زند پیشش کرا باشد مجال
نیست ہندی را بد نیا فکر و غم	حامیش باشد اگر ایزد تعال

مگر رستم سرنگون زیر تیغ بیٹھے ہین آنکھون سے آنسو جاری ہین مسمار حکم دے رہا ہی کہ او غافل جلد قتل کر کیون دیر کرتا ہی قضاے کار میثاق کوہ گردان تلاش مین بادشاہ کی نکلا تھا آسمان سے دیکھا کہ فرزند صاحبقران علمشاد نوجوان سرنگون زیر تیغ بیٹھے ہین اور ایک جلاد گر نعرے کر رہا ہی کہ ہان سر کاٹ لے کیون دیر کرتا ہی میثاق نے آسمان سے ہاتھ ہلا دیا ایک برق کڑک کر گری کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے مسمار گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہوا سر اُٹھا کر دیکھا کہ میثاق کوہ گردان ہوا پر ٹھہرا رہا ہی اسنے پکار کر آواز دی کہ او نمک حرام تو قدرت سے برگشت ہوا اب آج میرے مقابلے مین آیا ہی میرے جلاد کو مارا اب مین کیا تجکو جانے دونگا وہ تدبیر کرون کہ تجکو بھی اسیطرح بٹھاؤن کیا اور جلاد میرے کیے ممکن نہین ہو سکتا اگر قصد کرون تو ہزار جلاد صاحب ظلم و بیداد ایسے پیدا ہون میثاق نے اسکو تو کچھ جواب نہ دیا مگر رستم کو پکار کر آواز دی کہ اے رستم نوجوان آپ کیون مجبور بیٹھے ہین اُٹھ کر گھوڑے پر سوار ہو جیسے میثاق بھی زمین پر آیا مسمار نے سحر کیا اور ایک دستک دی ایک گنبد طلائی آسمان سے چرخ مارتا ہوا آیا میثاق نے ہنس کر کہا کہ او مسمار اس طرح کے سحر ہمارے غلام کرتے ہین دیکھ یہ قصر یون مٹتا ہی یہ کہہ کر میثاق نے گولہ مارا کہ وہ گنبد ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مسمار نے آواز دی کہ ای میثاق کچھ کمال دکھاؤ میثاق نے جھولی مین ہاتھ ڈال کر ایک گولہ نکالا اُس کو طرف صحرا کے پھینک مارا وہ گولہ دور جا کر پھٹا ایک دناٹا ہوا اُس مین سے دھوان نکلا اُس دھوئین سے ایک نازنین پیدا ہوئی مسمار نے دیکھا کہ وہ نازنین نہایت حسین و مہجبین ہی لباس فاخرہ زیب جسم دریاے جواہر مین غوطہ زن خود رشک چمن جسم گورا معلوم ہوتا ہی کہ ستارہ چمک رہا ہی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی عجب انداز سے آتی ہی نظم

دانا کیا ہی تو نے جو ای آسمان مجھے ٭ ہنسین گی دانت دیکھ کے سب چلبیان مجھے
سودا ہی زلف یار سے حلقو لنکا خود ہون قید ٭ حدادہین پنہاتے عبث بیڑیان مجھے ٭
ای دل کسی نے یاد کیا ہی مجھے ضرور ٭ بیوجہ آج آتی نہین ہچکیان مجھے ٭
بلبل سے ہی غرض نہ کسی گل سے کام ہی ٭ یکسان فراق مین ہی بہار و خزان مجھے
جب تو نہ ہو تو سیر گلستان نہین پسند ٭ سم ہی ترے بغیر مئے ارغوان مجھے
تقدیر مین لکھی تھین اُٹھائین جو سختیان ٭ بیٹھے بٹھائے ہوگیا عشق بتان مجھے
بلبل پھڑک کے کہتی تھی فصل بہار مین ٭ گلشن سے تو نکال نہ ای باغبان مجھے
زلفین دکھا دکھا کے یہ کہتی ہی چشم یار ٭ رکھے سیاہ کیون نہ سدا یہ دھوان مجھے
سطوت کی یہ دعا ہی کہ دوزخ سے حشر مین ٭ اگر بچائیے گا شہ انس و جان مجھے

اُس نازنین نے آکر مسمار سے کہا کہ چلیے باغ مراد مین آپ کی طلب ہی مسمار نے کہا کہ مین تو نہ جاؤنگا اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ ای مسمار تمنے ہم کو کیون بلایا جو لوگ کہ باغ مراد مین رہتے ہین وہ ہمسے پوچھین گے کہ تمہارا عاشق کیون نہین آیا تو مین کیا جواب دونگی ہنس ہنس کر اُس نازنین نے مسمار سے باتین کین اور پہلو پر ہاتھ رکھدیا مُنھ پھیر کر ملٹی کہا لو صاحب مین جاتی ہون مسمار نے کہا کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی دارِ درآبدار بحر محبوبی مین ابھی چلتا ہون مجکو خود خواہش تھی کہ کسی کنیز کو بھیج کر مجھے بلواؤ گی مگر تمنے یہ احسان کیا کہ خود تکلیف کی اب مجھے کیا عذر ہی یہ کہتا ہوا مسمار پیچھے دوڑا لیکن وہ نازنین جھپٹی ہوئی جاتی ہی اب مسمار چاہتا ہی کہ مین قریب پہونچون ہاتھ اسکا تھام لون اپنی عدم واقفیت کا عذر کر دن کہ مین ناواقف تھا تمہارا تشریف لانا مجھپر شاق ہوا اب مین باغ مراد کا مشتاق ہوا کیون ملکہ یہ تو بتاؤ چمن شگفتہ ہین اُسنے پلٹ کر جواب دیا کہ باغ پہ بہار ہی طائرون کی ہر سو پکار ہی ہر نخل کے سائے مین پھولون کے انبار لگے ہین سیر کیجے بہت خوش ہو گے یہ باتین کرتی ہوئی وہ نازنین جاتی ہی پیچھے اسکے مسمار جاتا ہی کہ ایکطرف سے آواز آئی کہ ہم بھی ساتھ چلین مسمار نے پلٹ کے دیکھا کہ پہلو سے دشت مین ایک باغ گلستان جنت کا داغ ہی دروازہ کھلا ہوا ہی نسیم عنبر شمیم

چل رہی ہو دو تین کنیزین در باغ پر کھڑی ہین اور پکار رہی ہین کہ ای میثاق تم بھی آؤ میثاق نے پلٹ کر جواب دیا کہ مسمار کو لیجاؤ سیر باغ دکھاؤ یہ بہت مشتاق ہین وہ نازنین باغ مین گئی مسمار اُسکے ساتھ داخل ہوا میثاق قریب رستم آیا گلے مین موتیون کا مالا ڈال دیا اور کہا لشکر ساحران کو مار لیجیے رستم نے گھوڑا اٹھایا تمام لشکران کا اُن کے پیچھے چلا میثاق جما ہوا کھڑا ہی رستم نعرہ کر کے جا پڑے نعرہ رستم ؎ ارشد اولاد امیر عرب ٭ کیست علمشاہ چو رستم لقب ٭ دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور ٭ کو بر تخت مرزوق افگندہ شور ٭ دونون لشکر آپس مین مل گئے مگر جو سحر اہل لشکر مسمار کرتے ہین میثاق اُسے پلٹ دیتا ہی کہ وہ سحر پلٹ کر اُنھین پر گرتا ہی کوئی آگ سے جلا کوئی پانی مین ڈوبا کسی کے سینے پر گولا پڑا کہ سینے کو توڑ کر پار گذر اکئی ہزار ساحر چند حملون مین مارے گئے جب ساحرون نے دیکھا کہ ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا اُلٹے ہمین کو پامال کرتا ہی بھاگنے لگے پانون سب کے اُٹھ گئے مگر مسمار جو باغ مین داخل ہوا آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہی کہ وہ مہ جبین کہان گئی وسط باغ مین آکر دیکھا کہ شامیانہ استادہ ہی زیر شامیانہ فرش مشجر بچھا ہی اور اُسپر ایک مسند زرین لگی ہی اُس مسند پر ایک نازنین بصد ناز و ادا بیٹھی ہی ایک تاجدار نہایت حسین و جمیل اُسکے پہلو مین بیٹھا ہی مسمار نے پکار کر آواز دی کہ کیون او شوخ دیدہ مجکو لگا کر لائی اور آپ اس ظالم کے پہلو مین بیٹھی اُس تاجدار نے آواز دی کہ او بے حیا تجکو کسنے بلایا تھا جا دور ہو یہان نہ آنا ورنہ بڑا رنج اُٹھائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مسمار نے کہا کہ او بیحیا اُٹھ تو سہی وہ تاجدار اُٹھا تلوار کھینچ کر دوڑا آپسمین تلوار چلنے لگی مسمار نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے وہ تاجدار روک رہا ہی روکتے روکتے ہاتھ تلوار کا مارا تڑپ کر تیغہ گرا سپر کو کاٹ کر سر کو تراشتا ہوا تا بہ جگرگاہ پہونچا یہان جہان رستم لڑ رہے تھے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مسمار جادو بود میثاق نے کہا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ دشمن آپ کا مارا گیا رستم نے فوج کو شکست دی جب لشکر بھاگ چکا تو پلٹ کر رستم نے اپنے سردارون کو قید سے رہا کیا مال کفار قبضے مین آیا خیمے وغیرہ اُنکو واُٹھے بارگاہ پر قبضہ کیا میثاق کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئے کہا ای دبیر اعظم تمنے بڑی تکلیف کی

میثاق نے عرض کی مین تو اس خاندان کا غلام ہون تلاش شاہ مین نکلا تھا بادشاہ
جمجاہ بعد حصول لوح براے فتاحی مرحلہ جات تشریف لے گئے ہین مگر افسوس یہ ہے
کہ مین اُن کے ساتھ نہین پہونچا کہ خدمتگزاری کرتا حکیم صاحب بڑے بڑے شعبدے
دکھائین گے پروردگار اُن کو ثابت قدم رکھے ایسا نہ ہو کسی بلا مین پھنس جائین تو مشکل ہے
غلام رخصت ہوتا ہے رستم نے کہا کہ اے میثاق اگر تم خدمت شاہ مین پہونچنا تو ہماری
جانب سے بعد دعاے جاندراز کہنا کہ اے شہریار غلام بھی آپ تک پہونچیگا لیکن میثاق
چند جام شراب پی کر اُٹھا مرکب پرندپر سوار ہوا مرکب میثاق کو لیکر اُڑ گیا رستم کا
قصد ہے کہ کوچ کرون جمشید ثانی داخل قصر ہفت رنگ ہو بیٹھے بیٹھے ہنسا کملاق
خارہ شکن وزیر دست چپ قریب بیٹھا تھا پوچھا یا خداوند بے سبب آپ کیا ہنسے
جمشید نے کہا مسمار نے زبردستی اپنی جان دی باغ مراد مین جاکر مارا گیا اُس کے
مرنے پر مجکو ہنسی آئی کوئی ایسا ہے کہ جاکر میثاق کو روکے میثاق نے بڑا ستم کیا
کہ مسمار کو قتل کرایا کملاق خارہ شکن یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوند سُن لیجیے گا کہ زبان
بھی نہ ہلانے دونگا مگر آپ بھی عہد واثق کیجیے کہ جس وقت قید آئے فوراً قتل کرڈالیے
اگر میثاق مارا گیا تو بادشاہ لشکر اسلام کی قوت کم ہو جائیگی یہ کہکر کملاق اُٹھا جمشید
سے رخصت ہوا جمشید نے چلتے چلتے خوب سمجھا دیا کہ اے کملاق ہرچند کہ سحر مین تیرا
مثل نہین ہے مگر میثاق بھی بلاے روزگار ہے بہت سمجھ کے اُس سے مقابلہ کرنا ایسا نہو
تمھارے واسطے باعث ذلت ہو یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ کسی مقام پر کمی نہ کروگے
لیکن اگر میثاق کے سحر نے تم پر تاثیر نہ کی تو تمھارا مثل نہین مگر بہت خیال کرکے اُس سے
مقابلہ کرنا اور یہ بات ہماری یاد رکھو کہ یہ طلسم فتح نہ ہوگا اور میری موت اس طلسم مین
نہین ہے ایسے مقام پر موت ہے کہ جہان کوئی جا نہین سکتا مجھے کیا ضرورت ہے کہ مین
وہان جاؤن اور اپنی موت کو قریب بلاؤن تم لوگ سب میرے ساتھ ہوگے اگر شاید
طلسم ٹوٹ گیا تو مین نکل جاؤنگا جس مقام پر جاکر خدائی اپنی قایم کرونگا سب بندے
جمع ہو جاوینگے جو مراد مانگین گے اُن کو وہی دونگا وہ زور دکھاؤن کہ سب کو

معتقد کرلون باپ دادا نے ہمارے کیا کیا کرامتین دکھائین تب آج تک نام روشن ہی جب تو سامری وجمشید کا لوگ نام لیتے ہین کملاق نے کہا غلام اس فخر سے بخوبی آگاہ ہی دیکھیے کیا ہو کتاب سوانحات مین تو آپ لکھ چکے ہین کہ طلسم ٹوٹیگا جمشید نے کہا کہ اُس کتاب کو مین نے منسوخ کردیا قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی جو ہم کرین اُسے کون مٹا سکتا ہی کملاق کو بخوبی جمشید نے سمجھایا کملاق نے اسباب سحر جھولی مین جمع کیا اور کرگدن پرند پر سوار ہوا برائے مقابلہ میثاق چلا مگر میثاق کوہ گردان علمشاہ سے رخصت ہوکر اُڑا ہوا جاتا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز وگداز یہ اشعار عاشقانہ گارہا ہی نظم

گردش سے آنکھ فتنہ پناہی مین رہگئی — تمسے یہ چال دل کی تباہی مین رہگئی

سب مٹ گیا فروغ مرے داغ عشق کا — کچھ رہگئی چمک تو سیاہی مین رہگئی

رہبر کو ڈھونڈھتا ہی کوئی راہ شوق مین — کیسی بھٹک یہ ہمت واہی مین رہگئی

گذریگا کون ادھر سے کہ خاک اس حقیر کی — اُٹھ اُٹھ کے آمد آمد شاہی مین رہگئی

کیون ای دعاے وصل صنم تونے کیا سُنا — چُپکی جو بارگاہ الٰہی مین رہگئی

حسرت نہ نکلی وصل مین بھی دست شوق کی — اندیشہ ہاے نامتناہی مین رہگئی

دیر اُتنی ہی ہوئی تری بخشش مین ای جلال — جتنی کمی زیادہ گناہی مین رہگئی

میثاق آواز کی طرف متوجہ ہوا آسمان پر سے دیکھا کہ ایک باغ رنگارنگ نہایت سرسبز وشاداب ہی سبزہ دہان کا بیدار بخت عندلیبان خوشنوا کو شاخہاے زمردین کا تخت غنچون کی چٹک ہوا کی سنک پھولون کی مہک باغ بہشت آئین پر گلزار جنان کا رشک ہی وسط باغ مین ایک چبوترہ بلور کا ہی کہ حالت اُسکی نور کی ہی اُسپر مسند جواہر نگار بچھی ہی ایک شاہزادی والا قدر چہرہ رشک بدر عارض انور فخر ماہ کمال ابرو ہلال نمات خوبی سے اُسپر جلوہ فرما ہی اور ایک تاجدار نہایت عظم وشان سے پہلو مین اُس نازنین کے بیٹھا ہی میثاق کلیجہ تھامے ہوے دیر تک جمال بے مثال دیکھا کیا آخر صبر نہ ہوسکا تخت اپنا اُتارا اگرچہ حیران ہی کہ ای میثاق اگر شاید یہ تاجدار اس مہجبین کا

شوہر ٹھہرا تو پھر کیا تدبیر کرونگا یہ سوچتا ہوا کلیجہ پر ہاتھ رکھے ہوئے تخت کو ایک گوشے مین تارا
آپ خراماں خراماں سامنے اُس مہ جبین کے آیا مگر میثاق نے یہ چالاکی کی کہ مُنھ پر اپنے
ہاتھ پھیر لیا ایک جوان خوشرو کی صورت بن کر تیار ہوے جواہر بہت سا پہنے ہوے
تاج یاقوتی سر پر لیکن تخت پر کوئی خادم و خدمتگار نہین ہی اُس نازنین نے جو میثاق
کو دیکھا بے اختیار اُٹھ کھڑی ہوئی اور پُکار کر آواز دی کہ ای جوان یہان کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا میثاق نے بڑے عجز سے کہا کہ مین دور سے آتا ہون مشتاق جمال
ہو کر ٹھہر گیا چاہتا ہون کہ قدمبوس ہون اُس نازنین کے دل پر ایسی تاثیر ہوئی کہ
اشارہ کر کے کہا کہ آئیے تشریف لائیے میثاق بلا تکلف بیٹھ گئے گلچینی گلشن جمال کی
کرنے لگے مگر بیقراری کو دمبدم ترقی ہی لیکن وہ تاجدار حیران ہی کہ یہ دوسرا تاجدار
کون ہی کہ بلا تکلف آکر پہلو مین میری معشوقہ کے بیٹھ گیا مگر میثاق نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ
ای شہنشاہ اقلیم خوبی و ای گوہر بے بہاے دریاے محبوبی تمھارا نام نامی کیا ہی اُس
نازنین نے مسکرا کر کہا مجکو غنچہ مراد کہتے ہین پوچھا یہ تاجدار صاحب کون ہین اُس نازنین
نے کہا کہ مہران تاجدار ان کا نام ہی ادھر سے جاتے تھے آکر ٹھہر گئے آپ اپنے نام نامی
سے آگاہ فرمائیے میثاق نے کہا کہ نام آور تاجدار میرا نام ہی آپ کی صحبت
دیکھ کر گانا پسند آیا اس وجہ سے چلا آیا چاہتا ہون کہ آگاہ ہون اس مقام کا نام
کیا ہی اور یہ کہانکی سرحد ہی اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا کہ اس مقام کو باغ دلکشا
کہتے ہین سبزوار جادو باپ میرا اس حوالی کا حاکم ہی یہ باغ میرے نام سے بنوایا ہی مجکو
یہان کا حاکم کیا ہی مین براے سیر یہان آتی ہون میثاق یہ باتین سُنکر حیران ہوا
کہ کیا تدبیر کرون اور کیونکر اس تاجدار کو ہٹاؤن اور اپنا رنگ جماؤن لیکن
نہایت دشوار معلوم ہوتا ہی کہ یہ تاجدار اُٹھ کر جائے اور یہ مہ جبین مجھسے کلام
کرے کیونکر مجکو پہلوے کلام ملے اس سوچ مین میثاق ہی چاہتا ہی کہ اُس تاجدار
سے کچھ کلام کرون اور وہ تاجدار بھی خاموش بیٹھا ہی حیران ہی کہ یہ کون شخص ہی جو آکے
بیٹھ گیا اس سوچ مین دونون بیٹھے ہین اور وہ نازنین جب گائن کو اشارہ کرتی ہی

تو گائن تانین مارنے لگتی ہی اور گائن کی آواز نہایت پاٹ دار ہی حسین و جمیل بھی حد سے زیادہ ہی قضاے کار کملاق خارہ شکن کہ جو بتلاش میثاق چلا تھا آسمان پر سے اس نازنین کو دیکھ کر حیران ہوا بیتاب ہو کر آسمان سے اُتر آیا مگر گھبرایا ہوا تھا آتے ہی اُس تاجدار سے کلام کرنے لگا کہ ای تاجدار آپ کا کیا نام ہی آپ کیون تشریف لائے اُس تاجدار نے حیران ہو کر کہا کہ میرا مہران تاجدار نام ہی براے سیر جاتا تھا اس مقام پر آکر ٹھہر گیا یہ وہ مہ جبین ہی کہ دیکھنے والے کو حیرت ہو کملاق خارہ شکن گھبرایا ہوا تھا بول اُٹھا کہ اب آپ تشریف لیجائیے تماشاے محفل دیکھ چکے اب ہمارا دخل ہی یہ سُنکر وہ تاجدار خاموش اُٹھا ارادہ کیا کہ چلا جاؤن مگر دل نہین مانتا پلٹ کر معشوق سے کہا کہ لو صاحب رخصت ہوتے ہین غنچہ مراد نے مسکرا کر جواب دیا کہ آپ بیٹھیے کیون جاتے ہین میثاق نے کملاق کو پہچانا کہا ای وزیر اعظم کہا ن سے آتے ہو کملاق نے کہا کہ ای تاجدار مین تلاش مین میثاق کوہ گردان کی نکلا تھا کہ اس مقام پر آکر پہونچا اس صحبت کا رنگ اچھا معلوم ہوا یہان بھی چلا آیا میثاق نے کہا کہ بہت مناسب ہی مگر میثاق ایسا حلوا نہین ہی کہ جسکے پکڑنے کو آپ جاتے ہین کملاق نے جواب دیا کہ اگر میرے اُسکے مقابلہ پڑے تو ایک سحر میرے پاس ایسا ہی کہ کیا عجب ہی میثاق مغلوب ہو اور جو اُسکا سحر چل گیا تو مین مغلوب ہونگا مگر کیا عجب ہی کہ میری مدد کو خداوند آوین میثاق نے کہا کہ ای کملاق نہین معلوم میثاق کہان ہی مگر مین اُسکا شاگرد ہون مجھسے تو امتحان کر لو کملاق نے کہا کہ او زبان دراز زبان کو اپنی بند کر ورنہ دیوانہ کرکے مارونگا ابھی روتے ہوے جاؤگے میثاق اپنے مقام سے اُٹھا مہران تاجدار بھی دلیر ہوا کہ اسکو مار دیہ نہین ہٹاتا ہی تلوار کھینچ کر کہا کہ ای وزیر خداوند مین تو ابھی نہ جاؤنگا گلچینی گلشن جمال کی کرونگا صاحب خانہ نے ہمسے کچھ نہ کہا اور تم سختی کرتے ہو میثاق جو اُٹھا اُٹھتے ہی جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پتلی نکال کر سامنے چھوڑ دی اور کہا کہ ای تصویر سامری اسکو دیوانہ کر دے وہ پُتلی سامنے کملاق کے ناچنے لگی کملاق ناچنا اُسکا دیکھنے لگا اُس وقت میثاق نے جوش مین اپنے سحر کے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ

منہ میثاق کو وہ گردان کملاق کو جو یہ معلوم ہوا کہ یہی میثاق ہی جھولی پر ہاتھ ڈالا
ایک پتلہ سحر کا نکالا سامنے اُس پتلی کے چھوڑ دیا وہ پتلہ اُس پتلی سے مضحکہ کرنے لگا مگر پتلی
میثاق کی ایسی تیز ہی کہ پتلے پر ہنس رہی ہی کہتی ہی جا کیون دیوانہ ہوا ہی میرے سامنے
کیا شعبدہ دکھائیگا مین ہون تصویر سامری ایسے سیکڑون شعبدے دیکھے ہین تجھسے نہین
ہو سکتا کہ کملاق کو مار لے یہ سنا تھا کہ وہ پتلہ تیغچہ کھینچ کر طرف کملاق کے چلا کملاق نے
کہا کہ ای رفیق شفیق مدت سے تیرا پوجا کرتا ہون عین وقت پر کمی کرتا ہی ایسا نہین ہو سکتا
کہ اس پتلی کو مار لے وہ پتلہ طرف پتلی کے چلا پتلی نے ایک شعر گایا کہ جسکا مضمون یہ تھا
مطلع آج بیلا بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین ⁂ شاخہائے گل لٹاتے ہین زر گل
باغ مین ⁂ یہ جو پتلی نے شعر گایا پتلہ جھومنے لگا پتلی نے گا کر مبہوت کیا وہ پتلہ کملاق
کی طرف متوجہ ہوا اور چاہا کہ ہاتھ تلوار کا مارون کملاق نے ایک قبضہ مارا کہ پتلے کا
سر پھٹ گیا پتلے کو مار کر کملاق طرف میثاق کے چلا میثاق نے کہا کہ ای کملاق تم
اپنے سحر کا امتحان کر چکے اب کیا منظور ہی کملاق نے کہا کہ تمھاری مشکین باندھکو لیجاؤنگا
کملاق نے بگڑ کر تلوار کھینچی میثاق نے پتلی کو اشارہ کیا پتلی نے سامنے کملاق کے
یہ شعر گایا فرد الفت گل کا نتیجہ کیا یہی تھا ای فلک ⁂ لوگ کہتے ہین کہ بلبل کا ہوا قتل
باغ مین ⁂ یہ شعر جو پتلی نے گایا کملاق کا چہرہ سُرخ ہو گیا میثاق کے سامنے ہاتھ
باندھنے لگا کہتا تھا جو فرمائیے وہ بجالاؤن میثاق نے ہنس کر کہا کہ جاؤ جا کے
جمشید ثانی کا سر لاؤ جو سر لیکر آؤگے تو یہان آنے پاؤگے ورنہ انتظام ہو جائے گا
کملاق خارہ شکن تلوار کھینچے ہوئے یا تو سامنے کھڑا تھا یا بدحواس ہو گیا تلوار تولتا
ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے چلا بعد جانے کملاق کے میثاق نے مہران تاجدار
سے کہا کہ اب آپ بھی سرفرازی فرمائیے اور چلے جائیے مہران تاجدار ڈرا اور سمجھا کہ یہ
ساحر زبردست ہی ایسا نہ ہو مجکو بھی کسی بلا مین مبتلا کرے خاموش اُٹھا تخت پر اپنے
سوار ہو کر یہ بھی روانہ ہو گیا بعد جانے مہران کے میثاق نے چاہا غنچۂ مراد سے
کلام کرون غنچۂ مراد نے کہا کہ مین آتی ہون واسطے رفع حاجت کے جاتی ہون یہ حیلہ

کر کے بارہ دری مین آئی کنیزون سے کہا کہ یہ ساحر زیر دست معلوم ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ
کوئی سحر کرے اور مین مبتلاے بلا ہون تم لوگ کہدینا کہ اُنکے باپ کے پاس سے پیامبر
آیا وہ طرف قلعے کے گئی ہین آپ کا دل چاہے بیٹھیے خواہ تشریف لیجائیے یہ کہکر تخت پر
سوار ہو کر روانہ ہو گئی کنیزون نے آکر میثاق سے کہا ہر چند کہ میثاق کو بہت
ناگوار ہوا مگر کس پر غصہ کرے کنیزون کو جھڑک دیا اور کہا تمنے وقت پر ہم سے اطلاع
نہ کی کہ ہم اُن کو نہ جانے دیتے روک لیتے کنیزون نے عرض کی ہمین مہلت نہ ملی فوراً
ملکہ چلی گئین میثاق نے کہا کہ ہم کو قلعہ کا پتہ بتاؤ ہم وہین جائین گے کنیزون نے
کہا کہ باغ سے نکل کر ایک صحرا ملیگا بعد اُس صحرا کے قلعہ ہی سر بہ فلک کشیدہ اُسی
قلعے کو قلعۂ سبزوار کہتے ہین جب وہان جائیے گا تب ملکہ کا پتہ ملیگا میثاق محبت
مین دیوانہ ہو رہا ہی فوراً باغ سے نکلا صحرا کو طی کر کے قلعہ دیکھا طرف قلعے کے چلا جب
قریب قلعہ پہونچا دیدبان نے آواز دی کہ ای آنے والے اس طرف نہ آنا غیر کے لیے
یہان آنے کی ممانعت ہی میثاق نے کچھ جواب نہ دیا اور پکار کر کہا ہم غیر نہین ہین سبزوار
کی ملاقات کو آئے ہین دیدبان بھاگا جا کر سبزوار سے کہا سبزوار خود آیا بالا سے
قلعہ سے دیکھا کہ ایک تاجدار ہی کہ وہ اندر قلعہ کے آیا چاہتا ہی پکار کر آواز دی کہ
ای ساحر مین تجھے نہین پہچانتا میثاق نے پکار کر آواز دی کہ ای سبزوار جادو منم
میثاق کوہ گردان اس وقت صورت بدلی ہوئی ہی صورت اصلی بھی دکھاؤن گا
سبزوار نے جو نام میثاق کا سُنا مثل بید کے کانپنے لگا اور پکار کر کہا کہ آئیے تشریف لائیے
مگر مین آپ کا حال سُن چکا ہون کہ آپ نے قدرت کو چھوڑا اور بادشاہ اسلام کی اطاعت
کی میثاق نے جواب دیا تمہارا اس مین کیا نقصان ہوا جیسا موقع دیکھا ویسا کیا
اگر ایسا نہ کرتے تو ہاتھ سے بادشاہ اسلام کے مارے جاتے ہم تو تمہاری ملاقات کو
آئے ہین سبزوار نے کہا کہ آئیے آپ کا گھر ہی میثاق قلعے مین آیا سبزوار استقبال
کر کے لے چلا مگر سبزوار کے آتے ہی رفقا بھی آ گئے سبزوار نے رفیقون سے اشارے
سے کہا کہ بارگاہ مین جاؤ ایک جام شراب آغشتہ بہ داروے بیہوشی تیار کر دین

چاہتا ہون کہ گرفتار کرون خدمت خداوند مین بھیجدون مین سمجھ گیا ہون کہ جس واسطے یہ آئے ہین غنچۂ مراد کے باغ سے یہ فتور برپا ہوا کملاق خارہ شکن نے اِن کے ہاتھ سے شکست کھائی غنچۂ مراد کی فکر مین آئے ہین وزرا نے جام شراب آغشتہ بہ داروے بیہوشی تیار کیا جیسے ہی میثاق آکر پہونچا وزیرون نے جام ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا اے وزیر اعظم اول اس جام کو نوش کیجیے پھر محفل مین بیٹھیے میثاق جوش محبت غنچۂ مراد مین مبہوت ہو رہا تھا جام ہاتھ سے لیکر پی گیا پیتے ہی گھبرایا سبزوار نے کہا کہ تخت پر تشریف رکھیے میثاق لڑکھڑا کر گرا سبزوار نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ زبان مین سوزن دو مسلسل و مطوق کر دو مین خود اسکی قید لیکر خدمت خداوند مین جاؤنگا انعام بہت کچھ پاؤنگا یقین ہو قدرت سرفراز کرین یہان جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا صداے فریاد آنے لگی یہ سنتے ہی جمشید دربارگاہ پر آیا دیکھا کہ کملاق خارہ شکن میرے نام پر گالیان دے رہا ہو اور فوج پر گولے مار رہا ہو کئی ہزار جادوگر مارے کئی خیمے گرا دیے جمشید نے للکارا کہ او کملاق یہ کیا معرکہ ہو اور یہ کیا صورت بنا کر آیا کملاق نے کہا کہ آپ کا سر لینے آیا ہون بہتر یہ ہو کہ سر جھکا کر بیٹھیے مین سر کاٹ کر لیجاؤن جمشید نے جواب دیا کہ او کملاق تیری کچھ شامتین آئی ہین ایک سحر مین دیوانہ کر دونگا جان بچانا دشوار ہو گی مگر کملاق جوش مین تھا تلوار کھینچے ہوے سامنے جمشید کے آیا ہر چند مصاحب کہ رہے ہین کہ ہم سب کملاق کو روکین جمشید نے کہا وہ تمھارے روکے سے نہ رُکیگا اور زیادہ فساد برپا کریگا آتا ہو آنے دو کملاق نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا جمشید نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کملاق نے چاہا ہاتھ چھڑاؤن اور کوئی سحر کرون مگر جمشید نے غصے مین ایک تمانچہ مار دیا کہ کملاق بیہوش ہو کر گرا جمشید نے آواز دی کہ اس کی مشکین باندھو ملازمون نے کملاق کی مشکین باندھین مشکین باندھ کر ہوشیار کیا جمشید نے کہا کہ ابتو تو نے سزا پائی کملاق دشنام دیکر کہنے لگا کہ او مکار تو نے خوب فتور کیا کہ مجکو گرفتار کر لیا اب یہ باتین بناتا ہو بس اسی مین خیر ہو کہ مجکو رہا کر دے جمشید نے

کملاق کے منہ پر ہاتھ پھیر دیا کملاق تھر تھر کانپا اور گر کر بیہوش ہوا چاہا جمشید نے
پھر اسکو ہوشیار کرون شاید عذر کرے سرکشی سے باز آئے مگر اب جو جمشید ثانی نے
ہوشیار کیا کملاق وہ ہی بلبلاتا ہوا سامنے جمشید کے آیا جمشید نے حکم دیا کہ اسے
لیجا کر قید کرو کملاق کو کشان کشان لوگ لے گئے ایک خیمے مین قید کیا قضائے کار فیروزہ
بن عمرو برائے خبر اس لشکر مین آیا تھا اسنے یہ سب خبر سُنی کہ میثاق کے سحر مین مبتلا ہو کر
کملاق قید کیا گیا ہی پھرتا پھراتا در بارگاہ پر آیا تھوڑی دیر مین اندر سے چوبدار نکلا
پُکارتا ہوا کہ کوئی مزدوری کریگا فیروزہ ایک شہدے کی شکل بن کر سامنے آیا پوچھا حضور
کیا مزدوری ہی چوبدار نے کہا کہ ایک پتلہ شراب کا واسطے نگہبانون کے جائیگا شہدے
نے کہا کہ دو گنڈے لین گے چوبدار نے کہا اُٹھالو فیروزہ نے پتلہ شراب کا اُٹھایا
مگر مردہے سے باتین کرتا ہوا کہ میان مردہے صاحب آج ایسی ہار آئی کہ دو جگ نہ
بیٹھے رنگباز کی تباہی تھی جو رنگ بداوہ اُلٹا آیا ہم تو اگر کوئی بدنے والا ہوتا جان تک
بددیتے میان مردہے صاحب ہمارا رنگ اگر دو جگ کھیل جائے تو سلطنت جیت لین
آج کوئی چوتھا دن ہی ہمارا مغلیا پُرانا شہدا کہین مردہ اُٹھانے گیا تھا وہان سے
چار گنڈے لایا بڑا رنگباز ہی اب جو اُسنے بدنا شروع کیا اور کا پتین رنگ کھیلنے لگی
اسقدر رنگ کھیلی کہ چار گنڈے سے چار ہزار روپئے جیتے کوٹھی وال نے کہا کہ اب
چلے جاؤ مین نے بھی کہا کہ بھائی صاحب اب اُٹھاؤ مگر بھائی صاحب نے جواب دیا آج
مدت کے بعد کا پتین رنگ کھیلی ہی آج کوٹھی جیت لونگا بابو صاحب نے بہت سے
نوٹ اور اشرفیان بد دین بھائی صاحب تو جوش مین تھے سب مال کھسکا دیا بعد
عرصے کے کا پتین ٹوٹی اور بے رنگ داؤن آیا بھائی صاحب نے مُنہ پیٹ لیا ایک ہی
داؤن مین خاتمہ ہو گیا اب جو شمار کیا تو کئی روپئے بابو صاحب کے نکلتے ہین ہاتھ جھاڑ
کے بھائی صاحب اُٹھے اور مجھے تو آج داؤن نہین ملا جو داؤن بدا رنگ نہ کھیلی چوبدار
ہان ہان کرتے ہوے قریب قید خانے کے پہونچے نگہبانون نے آواز دی کہ کون آتا ہے
چوبدار نے کہا کہ تمھارے واسطے شراب لائے ہین نگہبانون نے دوڑ کر پتلہ اُتروایا

شہد اپر بیٹھ کر تیرانے لگا سب نے اپنا اپنا حصہ لیا بیٹھ کر پینے لگے شہد اسب کی چلمین بھر رہا ہی جسنے چلم پی بیہوش ہو کر گرا تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہوے فیروزہ اندر آیا دیکھا کملاق زنجیرین ہلا رہا ہی اور جھوم جھوم کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی نظم

جان عاشق لی کسی نے کوئی رسوا ہو گیا
تجنے مارا نام بیچاری قضا کا ہو گیا

اسکا رونا کیا کہ سو ٹکڑے کلیجا ہو گیا
ہان ستم ہو گا اگر خون تمنا ہو گیا

کب یہان ٹھہرا اگر آبھی گیا وہ بے وفا
دل ہمارا ہجر مین قاصد تمھارا ہو گیا

جان نثاری کا ہماری جان ستانی کا تری
عاشقون مین شہرہ معشوقون مین چرچا ہو گیا

گر پڑا یون تھام کر دلکو مین اُنکے سامنے
وہ بھی یہ کہتے ہوے دوڑے اسے کیا ہو گیا

آہی جاتا ہی لبون تک ضبط کتنا ہی کرین
شکوہ دلبر بھی کیا اپنا کلیجا ہو گیا

دید نی تھی نزع مین اپنی نگاہ یاس بھی
پارسا بے دید تک محو تماشا ہو گیا

مر کے ہم مرقد سے اُٹھے تو قیامت تک اُٹھے
حسرتون نے سر یہ پیٹا حشر برپا ہو گیا

ہاے وہ کہنا کسی کا تم ہو دیوانے جلال
ہوش مین بھی تھے تو یاد آتے ہی سودا ہو گیا

فیروزہ نے قریب آکر کہا کہ ای کملاق کیا چاہتے ہو کملاق نے کہا کہ میری زبان سے سوزن نکال دو پھر نکل کر جمشید کو مارون فیروزہ نے زبان سے اس کے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن نکلی کملاق نے قید توڑ ڈالی کچھ سنگ ریزے اُٹھائے بلبلاتا ہوا نکلا کہتا ہوا کہ تو نے بڑا احسان کیا باہر نکل کر سنگریزے پھینک مارے کئی ہزار کے سر اُڑ گئے لڑتا پھرتا کملاق چلا لشکر مین ہلڑ ہوا افلاس جادو کہ طلائے پر بیٹھا ہو شُن کر دوڑا آکے دیکھا کہ کملاق دیوانہ وار وحشی مثال لشکر مین کھڑا لڑ رہا ہی افلاس نے چاہا کہ بھاگون کملاق کب جانے دیتا ہی ایک سنگریزہ مار دیا کہ افلاس کا سر پھٹ گیا جو ارادہ کرتا ہی کہ جا کر خداوند سے اطلاع کردن کملاق اُسے مار لیتا ہی آخر لڑتا ہوا دربار گاہ پہ پہونچا پھاٹک کھول کر اندر آیا شاہزادیان غل مچانے لگین کملاق نے کئی شاہزادیون کو مارا شاہزادیون کے مرنے کا جو ہنگامہ ہوا جمشید ثانی کی آنکھ کھلی دیکھا کملاق اندر قصر کے لڑ رہا ہی

شاہزادیون کے لاشے پڑے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ستارے چمک رہے ہین شاہزادیون
کے لاشے دیکھ کر جمشید بہت جھلایا آپ سے باہر ہو گیا للکارا کہ او کملاق مردود ان
شاہزادیون نے کیا خطا کی تھی کہ ان کو تو نے مار ڈالا یہ کہکر اُٹھا مگر کملاق تو مبہوت
ہو رہا تھا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا جمشید نے بار بچاکر کلائی تھام لی ایک تمانچہ مارا
کہ سر کملاق کا اُڑ گیا حکم دیا کہ لاشہ اسکا لیجاؤ خبردار ارتھی وغیرہ نہ بنانا یونہی
لاش اسکی جنگل مین پھینک دو ملازم کہتے ہین کہ اس نمکحرام نے کیسی بدعت کی کئی ہزار
اہل فوج مارے گئے مگر قدرت نے کیا کمال کیا کہ ایسے بیہودہ کی کلائی تھام کر تمانچہ
مار دیا کہ سر اُڑ گیا ہزار ہا فوج والون کو مارا باہر لاشے پڑے ہین اُنکے عزیز و اقارب
رو رہے ہین جمشید نے کہا کہ جو بے ادبی کریگا وہ میرے ہاتھ سے یونہی مارا جائیگا
تیسرا وزیر کہ جسکو ابلیس بلند پرواز کہتے ہین اپنے مقام سے اُٹھا اور عرض کی
کہ یا خداوند مجکو حکم ہو کہ مین جاؤن اور میثاق کو کھینچتا ہوا لاؤن یہ سُنکر جمشید
نے کہا کہ ای ابلیس بہت سمجھ کر مقابلہ کرنا ابلیس نے جواب دیا اگر غلام کی قضا آئی
ہی تو مجبوری ہی ورنہ جاکر میثاق کو لاتا ہون یہ تو فرمادیجیے کہ انجام اسکا کیا ہوگا
جمشید نے کہا کہ اگر وہ نمکحرام گرفتار ہوکے آئے تب میرے دل کو چین پڑے کملاق
ناحق مارا گیا اپنے ہوش مین نہ تھا اگر قید رہتا تو شاید ہوش مین آجاتا لیکن وہ
ایسا بلبلایا کہ میری خوابگاہ مین چلا آیا غصّے مین قدرت کو کچھ نہ سوجھا تمانچہ مار دیا ابلیس
نے کہا کہ مین اس پہلو پر نہ جاؤنگا اپنے کو اُسکے سحر سے بچاؤنگا یہ کہکر چلا میثاق کو
تلاش کرتا ہوا جاتا ہی مگر فیروزہ بنِ عمرو بارگاہ مین جمشید کی حاضر تھا ابلیس بلند پرواز
کا روانہ ہونا دیکھ کر بھاگا بحرین بارگاہ شاہ مین بیٹھی ہی سب شاہزادیان باتین
کر رہی ہین کہ فیروزہ نے آکر خبر کہی کہ اس طرح پر ابلیس تلاش مین میثاق کی
گیا ہی اور بہت وعدہ مضبوط کر گیا ہی یہ سُنتے ہی ملکہ بحرین کو سناٹا آگیا کہا صاحبو
غضب کی بات ہی ایسا نہ ہو کہ میثاق پر کوئی جفا پڑے مین جاکر اطلاع کردون اور
اُن کو ہوشیار کردون کہ ابلیس تمھاری تلاش مین آتا ہی اور شاہزادیون نے کہا

ہم بھی چلیں بحرین نے کہا کہ کسی کی ضرورت نہین اور طاؤس پر سوار ہو کے چلی اُڑی
ہوئی جاتی ہی پہر رات پچھلی باقی ہو لشکر سے کوئی تین کوس نکلی تھی کہ سامنے ایک پہاڑ
دیکھا کہ نہایت لطف سے آراستہ ہو بڑے بڑے درخت بر سر کوہ لگے ہین اُسپر طائران
زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہین چاندنی چھٹکی ہوئی ہو بحرین کو وہ مقام نہایت
پسند آیا آخر تاب نہ آئی اُسی پہاڑ پر اُتر پڑی سیر دیکھ رہی ہو چاہتی ہو کہ روانہ ہون
مگر حیران ہو کہ کہا جاؤن اور کیونکر میثاق کو خبر کردن ارادہ کیا ہو کہ یہان سے
چلون سامنے سے لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا دیکھا ابلیس اژدہے پر سوار اُڑا ہوا آتا
ہو بحرین نے چاہا کہ چھپ جاؤن مگر ابلیس نے دیکھ لیا وہین سے نعرہ کیا کہ او بحرین
تو بھی نمکحرام کے ساتھ نمکحرام ہو گئی اب چل مین تیری خطا قدرت سے معاف کرادون
یہ سُن کر بحرین نے جواب دیا کہ ای ابلیس یہ گمان نہ کرنا مین نے قدرت کی کیا خطا
کی ہو جو اُن سے خطا معاف کراؤن مگر تم کس فکر مین نکلے ہو ابلیس نے کہا کہ مین
تمہارے عاشق کی فکر مین جاتا ہون بحرین نے کہا تمہاری قضا آئی ہو تو ایسا خیال ہوا
میثاق ایسا حلوا ہو کہ جسکو گرفتار کر لاؤ گے کملاق کو اُسنے کیسا قتل کرایا کسی کا
کچھ زور نہ چلا ابلیس کو باتین بحرین کی بہت پسند آئین پہاڑ پر اُتر پڑا کہا ای ملکہ
بحرین تمہاری خوبصورتی غضب کی ہو یہ ہونٹھون کا ہلنا بدحواس کیے دیتا ہو جب
گوہر دندان کھلتے ہین تو ایک برق گرتی ہو کہ دل کو جلا دیتی ہو کیا کہون اگر قبول کرو
تو تم کو ہیکل کے اپنے مقام پر بٹھاؤن قدرت تمہاری بڑی قدر کرین گے مین آنکھین
فرش کردن گا یہ کہکر منتین کرتا ہوا چلا بحرین کہتی ہو کہ کیون دیوانہ ہوا ہو کیا بیہودہ
بکتا ہو مگر ابلیس جست کر کے قریب پہونچا مٹھی سے ایک طائر چھوڑا اُس طائر نے گرد
سر بحرین چرخ مارا اور چرخ مار کر ایک چیخ ماری کہ شعلہ مُنہ سے نکلا جل کر خاک ہوا
وہ خاک بحرین پر گری بحرین چرخ مار کر گری گر کر بیہوش ہوئی ابلیس صورت زیبا
کو دیکھ رہا ہو اور دل سے کہتا ہو کہ کیا مہ جبین ہو جی چاہتا ہو خاک پا اس کی لیکر
طوطیاے چشم بناؤن آخر بمجبوری زبان مین سوزن دی اور بحرین کو اُٹھا کر اپنے

اژدہے پر ڑالا طرف قصر ہفت رنگ کے پلٹا بہت خوش ہی کہ یہ معشوقہ مجکو قبول کریگی پڑے لطف سے گذریگی ہوا جو جیلی بحرین ہوشیار ہوئی دیکھا زبان مین سوزن ہی ابلیس کے قبضے مین ہون آنکھون سے آنسو جاری ہوے دعائین کرنے لگی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے نظم

باش حاضر صبح و شام اندر حضور
سر کشی کن از دماغ خویش دور
نوش کن جام محبت نوش کن
از شراب عشق کن حاصل سرور
درمیانِ سینہ کن روشن چراغ
تا شود ظاہر ازان بر چہرہ نور
توبہ کن از ہر گنہ ای عذر خواہ
تا بہ بخشد جرم تو رب غفور
از غبار کینہ سینہ صاف کن
تا شود زنگ از رُخ آئینہ دور
عاجزی کن عاجزی کن عاجزی
حق نماید عفو تا ہر یک قصور
عذر خواہی گر کنی پیش خدا
جرمت ای عاصی خدا بخشد ضرور
ہست خلاق زمین و آسمان
رازق وحش و طیور و مار و مور
پس بہ غیر از وے بوقتِ احتیاج
پیش کس حاجت مبر ای بے شعور
زانکہ می بخشد خدا ے لایزال
حاجت ہر مرد سائل بے سوال

قضاے کار فیروزہ بن عمرو جنگل مین کھڑا تھا اسنے دیکھا کہ ابلیس بحرین کو لیے جاتا ہی اور بحرین اسقدر روتی ہی کہ اشکون کا دریا بہ رہا ہی گریبان و آستین تر بتر ہین خیال مین گذرا کہ ای فیروزہ میثاق اپنی جان دے دیگا کیا تدبیر کرون یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک نازنین کی شکل بن کر تیار ہوا چہرہ اُداس عالم یاس دوپٹہ ڈھلکا ہوا پائچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا چلا نظم

مین پاؤن بے سر و پا کسطرح وہان کی خبر
پیمبرون کو نہ ای دل ملی جہانکی خبر
اگر کسی نے کہی اُن سے کچھ یہانکی خبر
تو ہنس کے بولے یہ کہتا ہی تو کہانکی خبر
وہ دلمین رہتے ہین پر درد لسے کام نہین
یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا
مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

ضرور کیجیے اس اپنے مدح خوان کی خبر	قمر کے حال پہ اب رحم یا علیؑ کیجے ++

یہ آواز جو کان مین ابلیس کے پہونچی جھانک کر دیکھا کہ ایک معشوق نہایت شوخ و شنگ
دیوانہ وار و وحشی مثال جنگل مین پھر رہی ہو ابلیس سمجھا کہ شاید یہ نازنین دیوانی ہوگئی
ہو مگر کیا معشوق دلفریب ہو یہ سوچ کر ہوا سے اُترا قریب آکر ہاتھ تھام لیا کہا اے
نازنین یہ کیا حال ہو اُسنے آہ کی اور صورت کو ابلیس کی دیکھنے لگی صورت کو دیکھ دیکھکر
اور زیادہ روتی ہو کبھی کہتی ہو کہ عاشق روے یار ہون نہایت مجبور و ناچار ہون مگر کچھ
پتہ ملتا ہو یہ کہکر ہاے کا نعرہ مارا اور چرخ مار کر گری گرکر بیہوش ہوگئی ابلیس نے
دیکھا کہ جب وہ نازنین بیہوش ہوئی تو اُس کے سینے سے ایک کاغذ گرا ابلیس نے کاغذ
کو اُٹھا کر دیکھا اپنی تصویر کھنچی ہوئی پائی وہ ہی قد ساکھو کا لٹھا ہاتھ پانون درخت کے
ٹھنے عارض پر داغ چیچک صاف ظاہر ہوتا ہو گویا بر پر اولے پڑے ہین سر تصویر مرقوم
ہو کہ این تصویر ابلیس وزیر خداوند است ابلیس پریشان ہوا اُس نازنین کو
ہوشیار کیا کہا کیون صاحب یہ تصویر کہان سے پائی وہ نازنین رونے لگی پھر یون کہا
مین شامت زدہ اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ ایک تاجر آیا اُس سے کچھ اسباب خریدا ایک
صندوقچہ بھی اُسنے دیا اور کہا یہ صندوقچہ آپ ہی کے لائق ہو جب وہ تاجر چلا گیا
تو مین نے اُس صندوقچے کو کھولا اُس مین یہ تصویر نکلی ماشاء اللہ تمہارا لقشہ تیر مژگان
دل کے پار ہوگئے آخر بیقرار ہوکر تصویر کو سینے پر رکھا اور بیتابانہ نکل آئی مگر جذب
دل نے تاثیر دکھائی کیون صاحب ابلیس تمہارا ہی نام ہو ابلیس نے کہا کہ مین
خدمتگزاری کو حاضر ہون اُس نازنین نے پوچھا یہ عورت کون ہو پہلے ہی سوت کا
سامنا ہوا مجکو یہ گوارا نہ ہوگا مین اس نگوڑی کو مار ڈالونگی ابلیس نے کہا یہ خداوند
کی گنہگار ہو اسکو گرفتار کر کے لیے جاتا ہون خدمت خداوند مین پہونچاؤنگا مجھے
اس سے کوئی واسطہ نہین ہو عمر بھر کسی عورت پر توجہ نہ کرونگا تمہاری محبت کا دم
بھرونگا اُس نازنین نے گورا گورا ہاتھ بڑھا کر ٹیے پلڑے ایک دو تمانچے مارے کہا او
نگوڑے اگر مین تجکو مار ڈالون تو یہ عورت کیونکر ہوشیار ہو ابلیس ہنسنے لگا کہا صاحب

جان تم پر نثار ہی میری جھولی مین ایک پتلی ہی جب اُسے دکھادو گی وہ مُنھ پر ہاتھ پھیرے گی
تب یہ عورت ہوشیار ہو جائیگی فیروزہ نے یہ سب باتین پوچھ کر کہا کہ لو صاحب غضب ہوا
میری تلاش مین لوگ آتے ہین مگر مجکو نہ دینا ابلیس پلٹا کہ دیکھون کون آتا ہی فیروزہ
نے حلقے کمند کے گلے مین ڈال دیے ایک جھٹکا مارا اور حباب مار کر بیہوش کیا بے ہوش
کرکے اُٹھا اول جھولی مین ہاتھ ڈالا پتلی سُنہری نکالی اُس پتلی نے نکل کر بحرین کے مُنھ پر
ہاتھ پھیرا بحرین جب ہوشیار ہوئی اور فیروزہ کو پہچانا تو کہا ای فیروزہ اسکو قتل کردیہ
بڑا جادوگر ہی وزیر جمشید مجکو پہاڑ سے گرفتار کر لایا فیروزہ نے کہا کہ مین صحرا مین پھر رہا
تھا کہ مین نے دیکھا تم کو یہ لیے جاتا ہی ایک عورت کی شکل بن کر مین نے اسکو لیا اور تھارا
حال سب پوچھ لیا بحرین نے کہا کہ مین سحر کرون تم خنجر مارو یقین ہی کہ قتل ہونے مین اسکے
فتور ہو فیروزہ نے خنجر کھینچا چاہا مارون ہاتھ کانپا خنجر چھوٹ کر گرا بحرین نے برقین
گرائین مگر ابلیس پر نہ پڑین فیروزہ نے ناچار ہو کر کہا کہ کیون ملکۂ عالم کیا تدبیر کرون
بحرین بھی حیران ہی کہ کس تدبیر سے اسکو مارڈون بحرین سحر کرنے لگی کہ اسکو جلادون
پہلو سے آواز آئی کہ ای بحرین خبردار ایسی گستاخی نہ کرنا یہ وزیر اعظم خداوند ہی منم
خارزار جادو میرے صحرا مین آکر یہ بدعت کرتی ہو بحرین نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک
جادوگر سیہ فام و بد انجام نعرے کرتا ہوا آتا ہی فیروزہ نے تو اپنے تئین ایک غار مین
گرادیا بحرین غرق زمین ہو گئی خارزار جادو نے آکر ابلیس کو ہوشیار کیا اور کہا ای
وزیر اعظم یہ غفلت ایک ساحرہ اور ایک عیار تم کو قتل کرتے تھے ابلیس نے کہا اب
مسلمانون کی قضا آئی ہی سب کو تلاش کرکے مارونگا اس وقت تو مین نے دھوکا کھایا
کہ عیار نے عورت بنکے مجکو بیہوش کیا بحرین نکل گئین مگر چن چن کے سب کو ماردون گا
اب تک مجکو غصہ نہ آیا تھا مگر اب بہت ناگوار ہوا خارزار نے کہا کہ اب غریب خانے پر
تشریف لے چلیے ما حضر حاضر کرون پھر آپ کو اختیار ہی ابلیس خارزار کے ساتھ ہوا
تھوڑا راستہ طی کرکے ایک باغ ملا دروازہ باغ کا کھلا تھا خارزار نے کہا کہ یہ آپکے
غلام کا باغ ہی ابلیس کو باغ مین لایا ابلیس باغ کی تعریفین کرنے لگا خارزار نے

ابلیس کو لاکر بارہ دری مین مسند پر بٹھایا آواز دی چند کنیزین آئین گلابیان وغیرہ لاکر رکھین ابلیس شراب پینے لگا نشے مین مست بیٹھا بلبلا رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحرہ نہایت حسین وجمیل تخت اُڑاتی ہوئی آئی خارزار نے کہا کہ ای محبوب جانی وای یار جادودانی کہان گئی تھین دیکھو تمھارے مشتاق ہوکر وزیر اعظم تشریف لائے ہین میان ابلیس کو اُس نازنین نے سلام کیا ابلیس بہ نگاہ غور اُس نازنین کو دیکھ رہا ہی اور دل مین تعریفین کر رہا ہی کلیجہ تھامے ہوے بیٹھا ہی دل سے کہہ رہا ہی کہ حقیقت مین کیا معشوقہ پری پیکر ہی مگر وہ نازنین قریب خارزار کے آکر بیٹھی خارزار نہایت خوش ہو رہا ہی دمبدم کہتا ہی کیون صاحب شب کو نہ آنے کا کیا باعث ہوا وہ نازنین کہتی ہی میرے سر مین درد تھا لیٹی تو اُٹھ نہ سکی مجھے خود رات بھر انتشار رہا کہ صاحب یاد کرتے ہونگے مگر ابلیس سے دیکھتے دیکھتے آخر ضبط نہ ہو سکا خارزار سے کہا کہ ای برادر ہم پر ایک احسان کرو یہ معشوقہ کون ہی خارزار نے کہا کہ میری زوجہ ہی ابلیس نے کہا کہ میرے اوپر یہ احسان کرو کہ اس اپنی زوجہ کو میرے حوالہ کرو میرا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی لاکھ لاکھ دلکو سمجھاتا ہون دل نہین مانتا ہر چند مجکو تمھارا پاس ہی مگر اپنی زندگی سے یاس ہی نظم

دل کو پسند سیر ریاض جہان نہین	جسکی ہوا ہو سر مین یہ وہ بوستان نہین
وہ دل نہین ہی جسمین خیال بتان نہین	ہو جس جگہ نہ کوئی مکین وہ مکان نہین
آئے ہین ایک روے نکو کی تلاش مین	کچھ بے سبب غرور ہمارا ایمان نہین
شام وسحر فراق مین ہی زلف ورُخ کی یاد	کس وقت ذکر خیر یہ ورد زبان نہین
تازہ رہین گے داغ جگر اپنے عمر بھر	یہ وہ سدا بہار ہی جسکو خزان نہین
وصل صنم تو جان کے بدلے بھی مفت ہی	ہی سودا ایسے سودے مین ہرگز زیان نہین
اُس گلبدن کے ہجر مین داغ ملال ہی	پھولونگی میرے سینے پہ یہ بدھیان نہین
جاؤنگا ساتھ ناقۂ لیلی کے دور تک	کچھ قیس کی طرح سے تو مین ناتوان نہین
ادل مین گرد کھاتے ہین الفت کی انتہا	قسمت کو کیا کرین کہ کوئی قدردان نہین
جو نامور تھے صفحۂ ہستی مین ای نظام	افسوس اُنکا نام کو باقی نشان نہین

اس طرح بیقرار ہو کر جو ابلیس نے خارزار سے کہا خارزار نے گھبرا کر کہا کہ اے وزیر اعظم ذرا سمجھ کر بات کیجیے کوئی بھی اپنی زوجہ کو حوالے کرتا ہی زوجہ بھی وہ کہ جسپر جان جاتی ہی پری پیکر رشک قمر ہماری خوشی کی جو بڑے بڑے جادوگر اُسپر عاشق ہوئے لیکن یہ وہ ثابت قدم ہی کہ اسنے کسی کو قبول نہین کیا بعض نے بہت کچھ صرف بھی کیا نہ کہ آپ ایسا بلا تکلف فرماتے ہین ابلیس نے کہا کہ ای خارزار مین تمہارا بہت ممنون احسان ہون اور یہ جو مین نے کہا مجھسے ضبط نہ ہو سکا تب ناچار ہو کے کہ بیٹھا اب تمکو اختیار ہی اگر ایسا نہ کرو گے تو مین جبر کرونگا خارزار نے کہا کہ اس معشوقہ کا اور نگ خوش نصیب نام ہی یہ نہین ہو سکتا کہ اپنے سے اسکو جدا کرون ابلیس نے کہا کہ ای خارزار یہ تو ہم ساحرون مین دستور ہی کہ دو دو شوہر ہوتے ہین آپس مین میل رکھتے ہین مین جو اسکو لیجاؤنگا تو ایسے مقام پر رکھونگا کہ جہان ہر کس و ناکس آوے تم آٹھوین دن آکر دیکھ جایا کرنا تنہائی مین بات بھی کر لینا مین تمہارے مقدمے مین نگہبانون سے کہدونگا کہ شوہر سابق ہی ان کو نہ روکو مین تمسے نہ چھڑاؤنگا خارزار نے بگڑ کے جواب دیا کہ ای وزیر اعظم سبحان اللہ آپنے کیا احسان کا بدلہ کیا میری زوجہ کو آپ مانگتے ہین مین کیونکر قبول کرون بس اب خاموش رہیے ورنہ خداوند سے فریاد کرونگا یقین ہی قدرت انصاف کرین کہ تمکو چشم نمائی کرین تم بہت پریشان ہو گے ابلیس نے کہا کہ ای خارزار مین نہ مانونگا اس معشوقہ کو لے کر جاؤنگا میرا دل نہین مانتا اگر تامل کروگے تو ملال اُٹھاؤ گے اور نگ سر جھکائے بیٹھی ہی ابلیس ہر مرتبہ کہتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان تمہاری کیا خوشی ہی اورنگ کچھ جواب نہین دیتی سر خم کیے بیٹھی ہی آنکھون مین آنسو بھرے خارزار سے کہتی ہی کہ صاحب تم ایسے شخص کو مکان پر کیون لائے کہ جسکو بالکل خیال نہین صاف کہ رہا ہی خارزار نے کہا کہ ان کو کہنے دو تم خاموش بیٹھی رہو اگر وزیر ہین تو اپنے واسطے ایسا کون بیغیرت ہوگا کہ زوجہ کو حوالے کردے اور پھر دیکھنے جاوے مین تو قبول نہ کرونگا ابلیس یہ سُن کر بہت برہم ہوا کہا ای خارزار دیکھو فساد نہ بڑھاؤ مین ضبط کر رہا ہون اگر مجکو غصہ آجائیگا تو ایک سحر مین تم کو مٹا دونگا مین چاہتا ہون کہ تم بہ رضامندی حکم دو

خارزار نے کہا کہ بس اب خاموش رہیے مین آپ کے غصے سے نہین ڈرتا مین ہرگز زوجہ نہ دونگا ابلیس جھلا کر اُٹھا کہا ای خارزار تم نے بڑی خطا کی کہ مین بحرین کو لیے جاتا تھا تم نے اُس کو نہ روکا وہ نکل گئی بس ایک معشوقہ گئی دوسری پر قبضہ کرون تم یہ کیسی باتین بناتے ہو مین اب یہان سے جاکر مسلمانون کو قتل کرونگا مجکو عیار نے بڑا صدمہ دیا تمنے یہ نہ کیا کہ عیار کو تو گرفتار کر لیتے سراسر خطا کر کے مجھے مجبور کرتے ہو ای اورنگ اُٹھو اورنگ شوہر کی طرف دیکھنے لگی کہا کیون صاحب کیا کرون خارزار نے اورنگ کا ہاتھ تھاما کہا صاحب میرے پاس آؤ ایسا نہ ہو یہ بیہودہ تمپر دست انداز ہو ابلیس نے کہا کہ ای خارزار الگ رہو معشوقہ کو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچتاؤ گے خارزار نے کہا کہ بے حیا احسان کو مبدل بخطا کرتا ہی مین نے نعرہ کیا وہ لوگ بھاگے مین یہ کیا جانتا تھا کہ تم اسکے خواہان ہو کہ معشوقہ نہ جانے پائے ورنہ بحرین کو ضرور گرفتار کر لیتا ابلیس نے کہا کہ وہ معشوقہ ایسی نہ تھی کہ جسکو تم روک لیتے مین نے سحر کامل کر کے اُسکو بیہوش کیا تھا اپنی جان پر صدمہ لیا تب وہ بیہوش ہوئی اس وجہ سے مجکو بڑا افسوس ہی کہ ایسی معشوقہ خوبرو قبضے مین آکر نکل گئی ہم وزیر خداوند ہین اگر کوئی خطا بھی ہو تو اُسکا خیال نہ کرو خارزار نے اورنگ خوش نصیب کو ہٹا دیا ابلیس بہت جھلایا کہا ای خارزار اسی مین خیر ہی کہ ہماری بات بخوشی قبول کرو ایسا نہ ہو کہ تمپر شاق ہو مین اب اپنے ہوش مین نہین ہون میری عجب کیفیت ہی دل بیقرار ہو رہا ہی ہرچند خیال کرتا ہون کہ میری زوجہ کلنگ بلند پرواز ہزار معشوقون سے بہتر ہی لیکن اسکو بھی نہین چھوڑونگا مین اب سحر کرتا ہون خارزار نے کہا کہ آپ کو اختیار ہی اگر آپ مجھپر تلوارین برسائین گے اور سنگباری کرین گے تو جان دونگا مگر جدائی زوجہ کی ہرگز نہ گوارا کرونگا ابلیس نے کہا کہ او ناہنجار و بدکردار مہمل ہی باتین کرتا ہی ہمارے قول کا اعتبار نہین مین اگر اسکو لیکر نہ جاؤنگا تو زوجہ میری مجھپر بہت بگڑے گی مین اُسکا بہت پاس کرتا ہون اکثر تاجدار آتے ہین اُسپر عاشق ہین مین دخل نہین دیتا اور وہ بھی اُن تاجدارون کی خاطر کرتی ہی شاید یہ بات اُسکے خلاف ہو اور یہ کہے

کہ تم کیسے وزیر اعظم تھے کہ ایک عورت پر قبضہ نہ کر سکے اور اُسے چھوڑ کر چلے آئے آئندہ تم سے
کیا امید ہوگی کیون ای خارزار عیار کو بھی نہ گرفتار کیا خارزار نے کہا کہ اب آپ مجھپر خطا ثابت
کرتے ہین مین نے آپ کی جان کی نگہبانی کی اب آپ چلے جائیے اسی مین بہتر ہی اور نہ آمادہ رہو یہ بیچا جبر پر موجود ہی یہ کہکر خارزار نے تلوار کھینچی ابلیس ہنس رہا ہو کہتا ہی ای
خارزار تمھاری تلوار مجکو نہین کاٹ سکتی سیکڑون صورتین اپنی حفاظت کی رکھی ہین تمھارا
وقت پر آجانا اُس عیار کے ہاتھ سے بچنا یہ بھی صورت ہمارے سحر کی تھی تمنے کیا مدد کی یہ
عنایت خداوندی تھی کہ ایک طرف سے اورنگ نے آنکھین جھپکائین تیر مژگان چلے سامنے سے
آکر خارزار نے ہاتھ مارا ابلیس کچھ ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ وار اسکا نہ روکا اوپر سے تلوار پڑی
پہلو سے تیر مژگان چلے ابلیس غربال ہو کر گرا ابلیس کے مرتے ہی ہنگامہ ہو گیا ایک بونڈلہ
گرد کا لاش مین ابلیس کی لپٹا اُڑا کر لاشہ بیچلا جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہی کہ لاشۂ
ابلیس سامنے آکر گرا جمشید نے جو لاشہ ابلیس کا دیکھا متغیر ہو گیا کہا لو یارو غضب ہو گیا
دو رُکن خدائی کے گر گئے میثاق شریک مسلمانان ہوا یہ کہکر آواز دی کہ ارے ابلیس کو کسنے
مارا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے جمشید اُن کی آواز مین سمجھا کہا لو یارو غضب کی بات ہوئی
خارزار کے ہاتھ سے ابلیس ایسا ساحر مارا گیا مین حیران ہون کیا افتاد پڑی ابلیس
خارزار کے ہاتھ سے کیونکر مارا گیا ایک طائر زمزمہ سرائی کر کے کاندھے پر آبیٹھا منقار سے
کچھ لکھنے لگا جمشید نے پڑھ کر کہا لو صاحبو نئی افتاد ہوئی کہ خارزار کی زوجہ پر ابلیس عاشق
ہوے میان بیوی نے مل کر ان کو مار لیا ارے کوئی حاضر ہی چہ تھا وزیر شبدیز چابک خرام
اپنے مقام سے اُٹھا کہا ہم جانتے تھے کہ جسدن ہم لوگ چارون مل کر لڑینگے زمین کو ہلا دینگے
وہ کچھ بھی نہوا ایک صاحب مسلمان ہو گئے بادشاہ کے ساتھ لڑتے پھرتے ہین دو صاحب
مارے گئے اب غلام جا کر اول خارزار کو مارتا ہی اور زوجہ کو اُسکی لاتا ہی دیکھون کون روکتا ہی بعد اُسکے لشکر سعد پر جا پڑونگا ایسا لڑون کہ زمین ہلا دون اب مجکو تاب نہین
ہی ابلیس ایسا وزیر مارا گیا اب جو جا کر لڑون تو وہ قیامت برپا کرون کہ مسلمان اپنی
جان سے بیزار ہو جائین اور خارزار کو بھی معلوم ہو کہ ابلیس کو قتل کر کے یہ کلو یہ مزہ ملا

قلعے کو اُسکے مٹادونگا یہ کہتا ہوا چلا جمشید نے چلتے وقت سمجھایا کہ ای شبدیز بہت مُنہ زوری نہ کرو ایسا نہ ہو کہ تمپر بھی زوال آجائے مگر شبدیز نے نہ مانا پشت مرکب پر سوار ہوا بارہ ہزار فوج ساتھ لی طرف قلعۂ خارزار کے چلا مگر خارزار نے جب دیکھا کہ لاش ابلیس کی روانہ ہوگئی گھبراکر زوجہ سے کہا لو غضب ہوا اب خداوند کو بھی خبر ہو جائیگی معلوم ہوتا ہی کہ بڑی آفت برپا ہوگی یہ کہکر ہرکارون کو بُلایا حکم دیا کہ قصر ہفت رنگ سے خبر لاؤ کہ جب ابلیس کا لاشہ پہونچا تو قدرت نے کیا کیا ہرکارے گئے بعد تھوڑی دیر کے واپس آئے عرض کی ای شہنشاہ ساحران لاشۂ ابلیس جو پہونچا قدرت نے بہت افسوس کیا شبدیز چابک خرام بارہ ہزار فوج لیکر چلا ہی منظور ہی کہ قلعۂ خارزار کو تباہ کرون جو منظور ہو وہ تدبیر کیجیے یہ سُن کر خارزار اُٹھا افسران فوج کو جمع کیا سب سے کہا صاحبو تمنے سُنا ابلیس ہمارے ہاتھ سے مارا گیا قدرت برہم ہوے ہین شبدیز چابک خرام بارہ ہزار فوج سے آتا ہی تم سب کی کیا صلاح ہی سب نے عرض کی کہ غلام سب طرح حاضر ہین مگر شبدیز بلاے روزگار ہی اُس کے سحر کو کون روکیگا یہ ذکر تھا کہ نوبت و نقارے کی آواز آئی قلعہ ہل گیا خارزار نے کہا کہ ارے دریافت تو کرو کہ یہ نوبت و نقارہ کیسا بجتا ہی بروج قلعہ ہل رہے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی شبدیز مع فوج کے آگیا خارزار مجبور ہوکر اُٹھا زوجہ سے کہا کہ صاحب اگر مین مارا جاؤن تو تم نکل جانا اپنی عصمت بچانا اورنگ نے کہا کہ مین کہان جاؤن گی مین بھی اپنی جان دونگی افسران فوج نے کہا کہ اگر تم سعد کی خدمت مین پہونچو گی تو میثاق ایسا کارگزار وہان موجود ہی بادشاہ ضرور اپنے دامن مین پناہ دین گے خارزار نے کہا کہ ای اورنگ اس سے بہتر کوئی صلاح نہین ہی سعد شہریار پر یہ لوگ دباؤ نہ ڈال سکین گے اورنگ نے کہا تو مین اطاعت اسلام کرتی ہون مگر شبدیز جو آکر اُترا بارگاہین استادہ ہو رہی ہین شبدیز کو گمان تھا کہ خارزار قلعہ بند ہوگا یا بھاگ جائیگا یکایک دروازہ قلعے کا کھلا خارزار تخت پر سوار پہلو مین اورنگ اسکی زوجہ پشت پر فوج بے شمار مگر اورنگ دل سے باتین کر رہی ہی کہ اگر خدانخواستہ شوہر میرا مارا گیا تو مین کیونکر خدمت شاہ مین جاؤنگی شاہ فرمائین گے کہ یہ

کون ہے تو کیا جواب دونگی خارزار افسران فوج سے کہتا ہے کہ یارو ایسا لڑو کہ اسکے دانت کھٹے کردو بیخوف چڑھ آیا ہے کچھ تو خوف کرے اسکو بھی معلوم ہو کہ قلعہ خارزار ایسا مقام ہے افسران فوج کہتے ہین حضور ملاحظہ فرمائین گے کیا ان نامردون سے دبین گے ایسا جم کر لڑین کہ ساتھ والے اسکے عاجز ہو جاوین اسی جنگل مین بھاگے بھاگے پھرین آپ جم کر سحر کیجیے گا شبدیز نے جو خارزار کو آتے ہوے دیکھا اور پہلو مین زوجہ کو پایا جل گیا کہتا تھا یارو کیا ستم ہے کہ ابلیس کو مارا اور برابر مقابلہ آیا ہے صبح کو قیامت برپا کرونگا قلعہ گرا دونگا فوج کو دیوانہ کردونگا لاشون سے میدان بھر دونگا دیکھون یہ کیا کرتا ہے افسران فوج کہتے ہین جب دباؤ پڑیگا تو آکر قدمبوسی کریگا شبدیز نے کہا مین عذر نہ مانونگا فوراً قتل کا حکم دونگا قاتل ابلیس کو بھلا پناہ دونگا اس طرح سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر گریہ وزاری کرین اور مجکو ترس نہ آئے یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آیا بیٹھ کے سحر تیار کرنے لگا دن بھر تیاری مین سحر کی گذرا شام کو حکم دیا طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی بجا خارزار نے خبر سُنی کہ شبدیز نے طبل جنگی بجوایا ہے اسنے بھی طبل جنگی بجوایا شبدیز کو بڑا تردد ہوا کہ کیا باعث ہے جو خارزار آمادۂ حرب و پیکار ہے اپنے مقام پر یہ کیا سوچا ہے جو بدولت کے مقابلے مین آیا ہے یارو ذرا دریافت تو کرو کہ یہ کسکے بھروسے پر ہے ہرکارون نے آکر عرض کی کہ زن و شوہر مطیع اسلام ہوے ہین اسی گھمنڈ پر مقابلہ کرتا ہے شبدیز نے کہا کہ یہ خیال خام و تصور ناتمام ہے مین قلعے سے آگے نہ بڑھنے دونگا کل ہی سب کا خاتمہ کرونگا میرا وہ سحر نہین کہ خالی جائے رات تو گذرنے دو جیسا یہ مقابلے مین آیا ہے ویسا ہی شرمندہ ہوگا جاکر گوشون مین چھپے گا پھر مین پناہ نہ دونگا بہت دیر تک بلبلایا کیا افسران فوج کہتے ہین آپ نے جو مرتبہ پایا ہے وہ دن کسکو نصیب ہوے رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر تیار ہو کر میدان مین آئے شبدیز نے میدان مین نکل کر آواز دی کہ ای خارزار میرے مقابلے مین آؤ تم نے ابلیس کو مار کر قدرت سے دشمنی پیدا کی خارزار نے جو خیال کرکے دیکھا کہ فوج میرے ساتھ بہت ہے اور لشکر

شبدیز کم ہی مغلوب بہتر ہی یہ کہ کر افسرون کی طرف متوجہ ہوا افسرون نے عرض کی بہت مناسب حضور نے سوچا ہی افسرون کے یہ کلام سُن کر خارزار نے طرف فوج کے دیکھا کل فوج لینا لینا کہتی ہوئی طرف شبدیز کے چلی شبدیز نے اپنی فوج کو بھی اشارہ کیا دونون لشکر آپس مین مل گئے خارزار نے بھی بڑھ کر سحر کیا اور نگ نے دو پتھر مارا آگ برسنے لگی لشکر شبدیز کے کئی ہزار جوان مارے گئے مگر شبدیز نے دم بھر مین سب سحر دفع کیے گولے مارنے لگا جب گولہ مارا سو سو کے سر اُڑ گئے آگ برسا دی سیکڑون جل کر خاک ہوے جب خارزار نے یہ معاملہ دیکھا کہ سحر نہین جمتا بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم مین نیا معتقد ہوا ہون ظہور تیری قدرت کا دیکھون کہ دل کو آرام آئے اس آفت سے بچا لے بدعت شبدیز سے نجات دے

ای کریم کارساز و ای بندہ نواز تیری قدرت نمائی ظاہر ہی نظم

بسا تاجداران اہلِ حکومت +	بسا گلعذاران مقبول صورت
بسا پہلوانان اہل شجاعت +	بسا زورمندان پر زور و قوت
بسا بندگان سالکان طریقت	بسا رہروان و اقفان حقیقت
بسا اہل حشمت بسا اہل دولت	بسا اہلِ عظمت بسا اہل شوکت
بسا اہل عزت بسا اہلِ فرحت	بسا اہل عصمت بسا اہلِ عفت
شہان جہان و الیان ولایت	امیران ذیجاہ و ارکان دولت
گذشتند و رفتند آخر ز دنیا	نبردند با خود بجز رنج و حسرت
نہ آن مال ماند و نہ دولت نہ سامان	نہ آن زور ماند و نہ قوت نہ طاقت
از ایشان بجز نام باقی نشانے	دو بارہ نماند اندرین دار حیرت
نیاید نظر اندر ان نا امیدی +	نہ تاج حکومت نہ تخت اِمارت
کن از دست خود مال و زر صرف ہندی	دگر نہ بدل زد بماند ندامت

خارزار اور اور نگ دونون دعائین کر رہے ہین اور شبدیز جھپٹے مار رہا ہی جدھر جا پڑا مجمع کو متفرق کر دیا مگر فوج کو اسکی فوج خارزار نے ایسی شکست دی ہی کہ وہ

سب بھاگتے پھرتے ہین مگر شبدیز طرارے بھر رہا ہی سیکڑون کو پامال کیا ہی جسطرف سے گذرا ہاتھ ہلا دیا برق گری دو سو کے سر اُڑ گئے کبھی آگ برساتا ہی ناری ان سب کو جلاتا ہی زمین سے دھوئین نکل رہے ہین نخل مثل شمع کافوری جل رہے ہین مگر ملازمان خارزار قدم نہین ہٹاتے بڑھ بڑھ کر لڑ رہے ہین مگر آپس مین کہتے ہین کہ شبدیز کے سحر کو کون روکے ہمارے افسر کا سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا اُسکا سحر تاثیر کر رہا ہی اسوجہ سے بدحواس ہین لیکن خارزار و اورنگ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا سے گرد اُڑی آمد لشکر سعد ظاہر ہوئی علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے سردار حسینان آگے سب کے اہتمام کرتی ہوئی اور ایکطرف بہار اعجاز بیان اور ایکطرف یاسمن رنگین پوش اور ایک طرف بحرین بیچ مین تخت بادشاہ خالی بس یہ لشکر ظفر اثر ساتھ گرد فر کے نمایان ہوا سب کے آگے سردار حسینان تھی اسنے جو دور سے دیکھا کہ بےبس لوگ مارے جاتے ہین بڑھ کر آواز دی کہ ای بادشاہ تو کون ہی تجکو کسنے گھیرا ہی خارزار نے پکار کر آواز دی دہائی ہی طلسم کشا کی ای ملکۂ عالم مین نے ابلیس وزیر کو مار ڈالا اُس کے ادیر مجھپر لشکر کشی ہوئی ہی شبدیز بگدھریان کر رہا ہی طرارے بھر رہا ہی اسکے ہاتھ سے مجھے بچائیے سردار حسینان نے بڑھ کر للکارا کہ او شبدیز کیون دیوانہ ہوا ہی اور کیون بیخطاؤن کو قتل کرتا ہی ایسا نہ ہو کہ دریاے قہر الٰہی جوش مین آئے یہ کہ کر کڑا ہاتھ سے اُتار سحر کر کے پھینک مارا کئی سو کے سر اُڑ گئے کئی سو پر برق گری فریاد کی صدا بلند ہوئی شبدیز نے جو دیکھا کہ سردار حسینان کے سحر نے آفت برپا کی ایکطرف سے بحرین نے سحر کیا ہی کہ دریاے سحر جوش مار رہا ہی صدہا ساحر دریا مین ڈوب رہے ہین ایکطرف ملکہ یاسمن رنگین پوش آگ برسا رہی ہی گلگونہ نے وہ سحر کیا ہی کہ ہزارہا طائر اُڑ رہے ہین جسکے سر پر بیٹھ گئے وہ پتھر کا ہو کر رہگیا شبدیز حیران ہی کہ کس کس کے سحر کو برطرف کرون کیونکر اہل لشکر کی جان بچاؤن مگر یہ سوچا کہ سردار حسینان کا سحر بڑا سخت ہی اگر ان کا سحر نہ مٹاؤن تو بڑی خرابی ہی اس وجہ سے سردار حسینان کا سحر

مٹانے لگا اِدھر بحرین کا سحر طوفان برپا کر رہا ہی جس طرف دریا جوش مار کر آیا ہزارون کو ڈبو دیا شبدیز سب طرف خیال کر رہا ہی جسکا سحر دفع کرتا ہی دوسرا سحر آ کر غالب ہوتا ہی آخر شبدیز گھبرا گیا مگر بہار اعجاز بیان گلدستہ ہاتھ مین لیے قریب سردار حسینان آئی کہا ای ملکۂ عالم تم اپنے سحر مین شبدیز کو اُلجھاؤ جب یہ تم سے سحر مین مصروف ہوگا تو مین سحر کرونگی خدا چاہے تو دیوانہ ہو جائے اور تا بہ جمشید پہونچے کہ جمشید کو بھی خبر ہو کہ میرے وزیر اعظم پر یہ گذری سردار حسینان نے یہ سُن کر شبدیز کو للکارا کہ او وحشی مجھ تک تو آ دیکھ تو کیسا سحر کرتی ہون شبدیز آواز سن کر پلٹا سردار حسینان نے بجلی کان سے اُتاری طرف آسمان کے پھینکی کہ ابر تیرہ و تار اُٹھا تمام صحرا مین اندھیرا ہو گیا شبدیز ٹٹول رہا ہی اپنا ہاتھ اپنے کو نہین سوجھتا آسمان سے آگ برسنے لگی چند شعلے بدن پر آ کر شبدیز کے پڑے شبدیز کے جسم پر آبلے پڑ گئے اُن آبلون کو دفع کر رہا ہی اور شکست ابر کی فکر مین ہی بہار اعجاز بیان نے جو دیکھا کہ سردار حسینان نے شبدیز کو اپنے رنگ مین پھنسایا بہار نے روبرو آ کر گلدستہ مارا ایک عجب ہنگامہ ہوا ابر سردار حسینان لخت لخت ہو گیا مگر ہوائے سرد چلی غنچے چٹک کر گل ہوے طائرون کا غل عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہین ہر طائر خوش فعلیان کرتا ہی کوئی طائر اُڑتا ہوا سامنے شبدیز کے آتا ہی اور آواز اپنی سناتا ہی اُس آواز سے یہ مضمون پیدا ہی نظم

مین پاؤن سے سر و پا کسطرح وہانکی خبر ٭ پھر و نگو نہ ای دل ملی جہان کی خبر
وہ دل مین رہتے ہین پر درد لے کام نہین ٭ یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا ٭ مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

چہار طرف سے طائرون نے شبدیز کو گھیر لیا اور سب ملکر یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنے لگے نظم

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر ٭ ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر ٭ یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ہست و ما بیخبریم

ہر طرف یہی ہنگامے ہین طائر دن نے شبدیز کو دیوانہ کردیا سحر سردار حسینان سے چنگاریان گر رہی ہین جب شبدیز کے بدن پر گرتی ہین یا خداوند جمشید ثانی کہکر اُن کو بجھاتا ہی سب شاہزادیون نے دور سے دیکھا کہ سردار حسینان و بہار اعجاز بیان سے اور شبدیز سے سحر چل رہا ہی سب شاہزادیان جھپٹ کر اُسی مقام پر آئین اپنے اپنے سحر کو زور دینے لگین شبدیز پر سحر دن کی بوچھار ہی ایسا ہی ساحر زبردست ہی کہ اپنے کو جلنے اور ڈوبنے سے بچا رہا ہی مگر دریا جو موج مار رہا ہی نہنگان خون آشام سر نکالتے ہین چاہتے ہین شبدیز کو نگل جائین مگر شبدیز ہٹ جاتا ہی وہ نہنگ خالی نہین پلٹتا دوسرے ساحر کو نگل جاتا ہی شبدیز حیران ہی اور بہار کے سحر کو دمبدم ترقی ہی طائر بڑھتے جاتے ہین پھولون کی خوشبو سے دماغ جان معطر و معنبر ہی آخر جھومنے لگا بہار نے دوسرا گلدستہ مارا یہ گلدستہ جو پھٹا پھول برسنے لگے گرد شبدیز کے پھولون کا انبار ہو گیا ہر چند چاہتا ہی اپنے کو ہوشیار رکھون مگر شاہزادیان بلاے روزگار ہین اپنے اپنے سحر مین ہوشیار ہین اس طرح کے رنگ دکھا رہی ہین کہ شبدیز نے بدحواس ہو کر گریبان اپنا پھاڑ ڈالا مندیل سر سے پھینکی پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ معشوقان و ای بہار اعجاز بیان کیا حکم ہوتا ہی بہار نے کہا تم کیا چاہتے ہو شبدیز نے جواب دیا کہ مین تابعدار ہون یہی چاہتا ہون کہ گلچینی گلشن جمال کی کرون بہار نے کہا کہ ای شبدیز ہم خود تمہارے مشتاق ہین اور چاہتے ہین کہ تمہارے ساتھ شادی کرین شبدیز اس لفظ کو سُن کر پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای ملکۂ عالم جو حکم دو وہ بجالاؤن بہار نے طرف سردار حسینان کے دیکھا سردار حسینان نے اشارے سے کہا کہ سر جمشید ثانی طلب کرو وہان جا کر گوشت خردہ دان سگ ہوگا بہار نے ایک سوکھا ہار گلے سے آتارا گلے مین شبدیز کے پہنا دیا کہا ای شبدیز طرارے بھرتے ہوے جاؤ سر جمشید لیکر آؤ مین دُلھن بن کر بیٹھتی ہون سب سامان کر رکھونگی تمنے سر لا کر دیا اور بھونری پھر گئی شبدیز نہال ہو گیا کہا ای ملکۂ عالم لاکھ جان میری ایک ناخن پا پر تمہارے نثار ہی اُس مردود کی کیا حقیقت ہی جاتے ہی اُسکا سر کاٹ لونگا بہار نے اشارہ کیا

شبدیز قدم قدم چلا بہار نے پھر اشارہ کیا اسقدر پھول برسے کہ شبدیز کی کمر تک پھولونکا انبار ہوگیا شبدیز نے کچھ پھول اُٹھالئے اُن کو سونگھتے ہی چہرہ سُرخ ہوگیا پکار پکار کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

ای فلک عشق مین کیا تو نے کیا شاد مجھے
خوب معشوق دیا ہی ستم ایجاد مجھے
ہجر مین ہاے مری جان لبون تک آئی
اُس ستمگر نے نہ اک روز کیا یاد مجھے
منتین کرتی ہی بلبل کہ بہار آئی ہی
قید کر تو نہ قفس مین ابھی صیاد مجھے
سیر گلزار مین کہتا ہی سہی قدِ میرا
دم بخود ہوگیا کیون دیکھ کے شمشاد مجھے
مانگتا ہون جو دل اپنا تو وہ فرماتے ہین
تو نے کیا مجکو دیا تھا یہ نہین یاد مجھے
تو نے شیرین کی محبت مین مزہ کیا پایا
پوچھ لونگا جو ملیگا کہین فرہاد مجھے
غم ترے ہجر کے اب اُٹھ نہین سکتے مجھسے
حکم دے قتل کرے شوق سے جلاد مجھے
قبر پر فاتحہ پڑھنے کو وہ آیا سطوت
بعد مرنے کے ہی صد شکر کیا یاد مجھے

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا طرف قصر ہفت رنگ کے چلا کیفیت یہ ہی کہ اگر کوئی ساحر راہ مین مل گیا تو اُس کو ٹوک کر مارا صدہا جادوگر راہ مین شبدیز کے ہاتھ سے مارا گیا بعد جانے شبدیز کے لڑائی فتح ہوگئی خارزار و اورنگ سردار حسینان کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوے کہا آپ لوگون نے ہم سب کی جان بچائی اگر آپ لوگ نہ آتے تو اس ملعون کے ہاتھ سے ہم نہ بچتے ہزارہا جادوگر اُسکے ہاتھ سے مارا گیا تھا مگر کرامت دین خداے نادیدہ دیکھی کہ یاد کرتے ہی مدد ہوئی ای ملکۂ عالم اگر آپ حضرات نہ آتے تو ہماری جان جاتی آپنے یہ بھی سُنا کہ یہ فساد کیا ہی ایک وزیر جمشید کا ابلیس نامے ہمارے ہاتھ سے مارا گیا تو یہ بھیجا بدلہ لینے آیا تھا حقیقت مین یہ ساحر کامل و اکمل تھا مگر حقیر کو تعجب ہی علم کے پھر ہر دن پر لکھا ہی کہ این لشکر طلسم کشا است مگر اُس شہریار کو نہ دیکھا اگر اُن کی زیارت سے مشرف ہوتے تو دیدۂ دل روشن ہوجاتے بہار نے جو نام شہریار کا سُنا رنگ رو متغیر ہوگیا ٹھنڈی سانس کھینچ کر کہا وہ شہریار میرا ہے فتح مرحلہ جات تشریف لے گئے ہین خدا اُن کو مظفر و منصور کر کے پھیرے آرزو یہ تھا

کردو مثل افسرون کے ہمارے ساتھ ہوتے اور ہم لوگ مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب
ہوتے تب البتہ کیفیت ظاہر ہوتی خارزار سب شاہزادیون کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا
بہار اعجاز بیان کو تخت پر بٹھایا سردار حسینان دنگل زرین پر آکر بیٹھی مگر اورنگ
سامان دعوت کر رہی ہی خود گلابی لا کر رکھتی ہی کنیزون کو آواز دیتی ہی کہ ارے کباب کی
کشتیان لاؤ دیر نہ لگاؤ کنیزین لا کر رکھتی جاتی ہین ہرچند کہ شاہزادیان اورنگ سے
کہہ رہی ہین کہ بی بی بیٹھو کنیزین کام کر رہی ہین اورنگ خوش نصیب کہتی ہی کہ ہماری
خوش نصیبی ہی کہ آپ لوگ ہمارے قلعے مین تشریف لائے اب ہم بھی آپکے ساتھ چلینگے
ہرکارون کو حکم دیا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ شبدیز جو قصر ہفت رنگ پر گیا اُس نے
جاکر کیا کیا ہرکارے روانہ ہوے مگر صحبت مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جام شراب
گردش مین ہی صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی خارزار بھی خدمتگزاری کر رہا
ہی ساتھ والون سے کہتا ہی دیکھو آج بارگاہ مین کیا رونق ہی یہان سامان عیش و طیش
ہی مگر شبدیز جھومتا ہوا اشعار عاشقانہ زبان پر گریبان چاک چہرے پر خاک پڑی ہوئی
رنگ رو متغیر متردد و متحیر تلوار کھینچے ہوے جاتا ہی جمشید ثانی کہ داخل قصر ہفت رنگ
ہی وزرا و امرا بیٹھے ہین شاہزادیان حسین و جمیل گرد جمع ہین اُنسے خوش فعلی کر رہا ہی
کہ یکایک لشکر مین تلاطم ہوا فریاد فریاد کی صدا آنے لگی کوئی جمشید ثانی کو پکارتا ہی
کوئی پکارتا ہی ای سامری و جمشید تم ہمارے خداوند ہو آکر ہماری مدد کرو جمشید نے
کہا دریافت کرو کہ یہ کیا معرکہ ہی چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ ای شہنشاہ حقیقت یہ
ہی کہ شبدیز تلوار کھینچے ہوے لشکر پر آ کر گرا ہی غربا کو قتل کر رہا ہی جمشید نے یہ خبر سُنکر
مُنھ پیٹ لیا کہا صاحبو وزیرون کا تو خاتمہ ہوا کیسا خیرخواہ دولت کیسا ساحر باشوکت
تھا نہین معلوم کیا افتاد پڑی لوگون نے کہا کہ ایک سوکھا بیلے کا ہار پہنے ہوے ہی
اُسکو سونگھتا جاتا ہی اور رومبدم قدرت کا نام لیکر گالیان دیتا ہی کہتا ہی یہ جھوٹا
خداوند ہی جو تقدیر کرتا ہی اُلٹی ہی کرتا ہی اور پھر کہتا ہی طلسم نہ فتح ہو گا جمشید نے
کہا یار دلا کھو مسلمان کوشش کرین مگر با بدولت کی قضا اس مقام پر نہین ہی دیکھ لو

خداوند مردہ بھی لکھ گئے ہین یہ لفظ تفسیر طلب ہی جب مین قتل نہین ہو سکتا تو میرا کوئی
کیا کر سکیگا نہ سحر کرون کہ آپس مین لڑ بھڑ کر مر جا دین بس مین کسی امر مین عاجز نہین ہون
یہ کہکر جمشید چلا باہر نکل کر دیکھا کہ لشکر مین شدیز ڈٹا ہوا سحر کر رہا ہی جمشید ثانی نے
ارادہ کیا کہ للکار کر جا پڑون کہ آسمان پر سے آواز آئی منم گلعذار زعفران پوش
جمشید نے ہنس کر کہا کہ یہ وہ شاہزادی آتی ہی کہ جسکے سحر سے کوئی پناہ نہ پائیگا یہ کہکر
چاہا کہ بڑھون وہ ابر سیاہ جو اُٹھا تھا پھٹا دیکھا ایک تخت پر ایک جوان تاجدار ہی اور
ایک معشوقہ نہایت حسین و جمیل پہلو مین بیٹھی ہوئی ہی وہ تاجدار پکارتا ہی کہ یا خداوند
خیر تو ہی یہ آج کیون میان شدیز بدلگامی کر رہے ہین اور یہ کیا معرکہ ہی جمشید
نے کہا کہ ای برادر تم کہان تھے سب تمھارا انتظار کر رہے تھے اُس تاجدار نے کہا
یا خداوند اس شدیز کو سمجھا دون آپ کو کلمات سخت کہہ رہا ہی لیکن مقام افسوس ہی
کہ آپ خداوند ہو کر کیسی پرورش کرتے ہین شدیز بڑا گستاخ ہی جمشید نے کہا ای
نہال تاجدار کیا بیان کرون کیسا پریشان ہون اسکا مبہوت ہونا مجھپر بہت
شاق ہوا نہال تاجدار تخت سے کودا پکار کر آواز دی کہ او شدیز بس طرارے
نہ بھر باگ اپنی روک کسکے عشق مین مبہوت ہی شدیز نے پکار کر کہا ای نہال تاجدار
تم دخل نہ دو مین اس جھوٹے کو سمجھا دونگا خداوند بن کر بیٹھا ہی وہ شاہزادیان
جو اس طلسم مین وحید و بے نظیر تھین وہ سب شریک مسلمانان ہوئین مگر بہار اعجاز بیان
مجھسے راضی ہوئی ہی دلھن بنی بیٹھی ہی مین سر اس ملعون کا لیکر جاؤن کہ وصل سے اُسکے
کامیاب ہون نہال نے کہا کہ خاموش رہ کلمات خلاف زبان پر نہ لا قدرت کو جھوٹا کہتا
ہی البسانہ ہو کہ تیری زبان جل جائے شدیز نے کہا کہ کوئی تاثیر اسمین نہین ہی خداوند
مردہ کا اسنے نام مٹایا اور اپنا نام روشن کیا مگر کوئی تاثیر نہین رکھتا دن بھر شاہزادیون
کے ساتھ عیش کرتا ہی خدائی کے نام پر مرتا ہی نہال نے قریب آکر کہا کہ ای شدیز بس
خاموش رہ جمشید کے بدلے تیرا سر بہار کے پاس روانہ کرونگا شدیز نے کہا کہ او
بیحیا اگر اپنی معشوقہ سے کہدون تو تم سب کو دیوانہ کر دے بہار اعجاز بیان کیا خوب سحر کرتی ہی

سہال نے کہا اُنکا تو کیا ذکر کرتا ہی میری معشوقہ کا وہ سحر ہی گلعذار زعفران پوش اپنے
نام کے موافق سحر کرتی ہی عمر بھر ہنسا کرو کیا مجال ہی کہ کوئی ہنسی کو مٹادے ہنسا ہنسا کے
آدمی کو دیوانہ کر دیتی ہی ہان صاحب ذرا اپنا شعبدہ اسکو دکھاؤ تو اُس معشوقہ نے
جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پڑیا نکالی اُس کو جو کھولا تازے پھول زعفران کے اُس مین تھے
یا سامری و جمشید کہکر طرف آسمان کے پھینکے آندھی سیاہ چلی صدہا نخل گر پڑے
اور ہزارہا خیمے اُڑ گئے شدیز اندھیرے مین ٹٹولتا پھرتا ہی سحر کرنا بھولا یکایک
گلعذار زعفران پوش نے پھر ہاتھ سے اشارہ کیا ایک دناتا ہوا کہ تمام زمین
تھرا گئی شدیز وہ آواز سُن کر گرا اور گر کر بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی
دفع ہو گئی شدیز بھی ہوشیار ہوا چہار جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا گلعذار
نے دوسری پڑیا نکالی اُس پڑیا کو جو پھینکا تو تمام صحرا اٹھایا دیکھا کہ صدہا چمن زعفران
کے نمایان ہوے ہزارہا طائر اُن چمنون مین بیٹھے زمزمہ سرائی کر رہے ہین یہ ممکن نہین
اُن کو کوئی گرفتار کر سکے اس چمن سے اُڑ کر اُس چمن مین جاتے ہین کبھی منقارین کھولکر
غل مچاتے ہین زعفران کی اسقدر خوشبو ہی کہ شدیز جھومنے لگا اور گلعذار سے
عذر کر کے تلوار کھینچی کہا جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن کہیے اپنا سر حاضر کرون یہ کہکر طرف
صحرا کے چلا گلعذار زعفران پوش نے پکار کر آواز دی کہ ای وزیر اعظم خداوند کہان
جاتے ہو مجکو تو معلوم ہو اُسکا انتظام کرون شدیز نے کہا صحرا نورد ہونگا دشت نجد
کی جستجو ہی اُستاد خوش نہاد قیس والا نژاد کو تلاش کرونگا فرہاد کوہکن کی بھی فکر ضرور
کرونگا ان لوگون سے ملاقات کر کے آتا ہون گلعذار نے کہا کہ ایک ہم کو بڑی ضرورت
ہی وہ بھی کام کرتے آؤ بہار اعجاز بیان اپنے حُسن پر بڑا گھمنڈ رکھتی ہی اُسکا سر لاؤ
ہمارے تمہارے اقرار ہوتا ہی کہ ہم اپنی شادی تمہارے ساتھ کرینگے کسی طرح
تامل نہ ہوگا شدیز نے کہا کہ جو حکم حضور ہو وہ آنکھون سے بجالاؤنگا جاتے ہی
بہار کا سر کاٹ لونگا لیکن وہ تو معشوقہ خوبرو ہی جب مجھے خیال آتا ہی تو دل دھڑکتا ہی
ہی ایسا نہ ہو کہ مین اس کام کو کرون اور آپ انکار کرین گلعذار زعفران پوش نے

قریب آکر پشت پر ہاتھ پھیرا کہا ای شبدیز جو ہم کہتے ہین اُس کو پختہ جانو ہم سب سامان
مہیا کر رکھین گے اگر تم کو منظور ہو تو بھو تری پھر جائیگی شبدیز نے کہا کہ مین جان دینے پر
حاضر ہون اگر آپ حکم دین تو سر اپنا کاٹ کر قدمون پر ڈالدون ہرچند کہ وہ بھی معشوقہ
ہو مگر آپ سے بہتر نہین ہو گلعذار نے کہا خبردار ایسا نہو کہ وہان جاکر ارادہ فاسد ہو
شبدیز نے عرض کی قول مردان جان دارد و فعل مردان اعتبار جو کہتا ہون وہی کرونگا
مگر سب نے دیکھا کہ شبدیز کے مُنھ پر ہوائیان اڑنے لگین چہرہ زرد ہو گیا معلوم ہوتا تھا
چمن ہای زعفران سے نکلا ہو زرد رو زرد لباس بدحواس تلوار کھینچے ہوے طرف
لشکر بہار کے روانہ ہوا جمشید نے آکر گلعذار کا ہاتھ تھام لیا کہا ملکۂ عالم کیا کہنا
کیا پاکیزہ سحر کیا ہو ہم وجد کرتے ہین یہ سحر ہمارے بزرگون کا بنایا ہوا ہو مگر تمنے خوب
تکلف سے قبضہ کیا زن و شوہر کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا شاہزادیونکو حکم دیا
سامان عیش و نشاط مہیا کرو ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر
حاضر ہوے ناچ ہونے لگا مگر جمشید گلعذار کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہو اور دمبدم
نہال تاجدار سے کہتا ہو کہ ای نہال تم کیا صاحب نصیب ہو کیا زوجہ ملی ہو کس لطف
سے بہار کے سحر کو اُلٹا کیا مین بہت خوش ہوا دیکھیے انجام کیا ہو گلعذار نے کہا کہ
بہار ایسی کیا حلوا ہو میان شبدیز وہان جاکر جوتیان کھاوینگے دیکھیے پلٹ کے
آتے ہین یا وہین مارے جاتے ہین جب جمشید نے دو چار جام پیے اور نشہ ہوا تو اور
زیادہ بلبلانے لگا ہر مرتبہ چاہتا ہو کہ گلے مین گلعذار کے ہاتھ ڈالدون گلعذار رنجانی ہی
ہو مگر کچھ لحاظ سے نہین کہتی نہال تاجدار نے جو یہ معرکہ دیکھا برہم ہو کر کہا کہ یا خداوند
ذرا حواس سے بیٹھیے دست درازی نہ کیجیے مین آپ کی مدد کو آیا ہون زوجہ سے مجھے
بڑی محبت ہی ہر وقت ساتھ رکھتا ہون بڑے بڑے تاجدارون نے قصد کیا مگر مین نے
اس کو نہین جانے دیا اور یہ بھی میری محبت کا دم بھرتی ہو اگر کچھ ارادہ ہو تو اُسے دل سے
نکال ڈالیے ایسا نہو مجھسے کچھ بے ادبی ہو جائے اور قدرت کے خلاف ہو جمشید نے
کہا کہ ای نہال یہ بندی قدرت ہی قدرت نے سب شرف عطا کیے باپ دادا نے میرے

ایسا پتلہ بنایا کہ تم اُسپر مائل ہوے یہ مجال نہین کسی کی کہ اسپر ہاتھ ڈالے اگر شب کو اسکو یہان چھوڑ جاؤ گے تو کیا نقصان ہوگا صبح کو پھر آکے اسی طرح پاؤ گے خوش ہو جاؤ گے نہال نے گھبرا کر کہا کہ یا خداوند کیا آپ نے مجھے قرمساق بنایا ہو کہ زوجہ کو چھوڑ جاؤن اور آپ اُس سے چین کرین یہ وہ ثابت قدم ہو کہ کبھی آپ کا کہنا نہ مانے گی آپکو رنجیدہ کریگی یہ کہکر نہال نے قبضے پر ہاتھ ڈالا جمشید نے کہا کہ ای نہال کیون دیوانہ ہوا ہو ابھی میرا دل چاہے تو ہاتھ کو تیرے خشک کردون کیا مجال کہ تلوار کھینچ سکے مانا تو خداوند ہین تو ایک گندہ بندہ ہو نہال نے کہا کہ مین سب طرح سے آپ کا معتقد ہون مگر اس مقدمے مین آپ کا کہنا نہ مانونگا جمشید نے کہا کہ مین گلعذار کو نہ جانے دونگا آج شب کو یہان رہے پھر مین کبھی جھگڑا نہ کرونگا سب شاہزادیان حیران ہین کہ آج قدرت کو کیا ہو گیا دوست کو دشمن بناتے ہین کیا کیا کلمات فرماتے ہین بعض کہتی ہین بداقبالی کی یہ صورتین ہین کوئی شوہر گوارا کریگا کہ زوجہ کو اپنی چھوڑ جائے اور قدرت عیش کرین بعض شاہزادیان اشارے کر رہی ہین کہ یا خداوند خاموش ہو رہیے مگر جمشید اُن کو جھڑک دیتا ہو کہتا ہو کارخانۂ قدرت مین تم کو کیا دخل ہو ہم تو یہی تقدیر کر چکے ہین اسکے خلاف نہ کرینگے اگر بخوشی نہ چھوڑیگا تو ہم بجبر نہ جانے دینگے نہال اُٹھا کہا صاحب اُٹھو دیکھون تو کون روکتا ہو جیسے ہی نہال نے زوجہ کو اشارہ کیا گلعذار نے چاہا اُٹھون جمشید نے ہاتھ تھام کر کہا کہ ای نہال حکم خداوند سے انکار کرتا ہو ایسا نہو قدرت کو غصہ آجائے نہال نے جھلا کر کہا کہ او نامنصف اگر مین ایسا جانتا تو تیری مدد کو کبھی نہ آتا عین وقت پر آکر پہونچا ورنہ شدید بزقیامتین برپا کرتا جمشید نے کہا اُسکی کیا حقیقت تھی ایک تمانچہ مارتا کہ سر اُڑ جاتا ای نہال ہٹ جا ورنہ قدرت سحر کرتے ہین نہال نے تلوار کھینچی جمشید نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی جمشید نے کہا کہ ای نہال اختیار قدرت دیکھا نہال نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا اسباب سحر نکالون جمشید نے کچھ اشارہ کیا ایک مار سیاہ جھولی سے نکلا قصد کیا کہ نہال کو کاٹون گلعذار نے ہاتھ مار دیا کہ وہ مار سیاہ جل کر زمین پر گرا آپسمین ایسے سحر ہونے لگے

نہال جو سحر کرتا ہی جمشید اُسکو مٹا دیتا ہو مگر زن و شوہر آمادہ فساد کھڑے ہین کہ
جمشید اپنے مقام سے اُٹھا چاہا نہال کی گردن تھام لون گلعذار نے برق گرائی کہ
ہاتھ جمشید کا زخمی ہوا بس جمشید بگڑا کہا کیون او بندی قدرت کے ساتھ تو نے یہ کیا
بے ادبی کی ہو شرط کہ تجکو دیوانہ بنا دون کسی صحرائے ویران مین تیری سکونت کراؤن
گلعذار چونکہ عورت ہی جمشید نے جو یہ بگڑ کر کہا کانپنے لگی ہاتھ باندھ کر کہا کہ یا خداوند
معاف فرمائیے واہیات بات مین تکرار نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ کچھ قدرت کا نقصان ہو
جمشید نے کہا کہ اب کیا نقصان ہوگا شوہر تیرا برابری کر رہا ہی ابھی تقدیر کر کے
جلا دون جہنم مین پھنکوا دون کہ اُسکو بھی معلوم ہو قدرت سے تکرار کرنے کا یہ انجام
ہوا نہال نے کہا کہ جو آپ کے مزاج مین آئے وہ میرے واسطے کیجیے مگر زوجہ کو
نہ چھوڑونگا یہ کہکر جمشید کی نگاہ بچا کر ایک گولہ فولادی نکالا ہاتھ مین لیکر کہا یا خداوند
اس حربے سے تو بچیے یہ کہکر گولہ مارا مگر گلعذار نے شوہر کے سحر کو زور دیا اور کہا کہ
ای سحر سامری جمشید کا سر زخمی ہو کہ یہ بھی جانے ساحر ایسے ہوتے ہین گولہ سر پر
آکر جمشید کے پھٹا سر جمشید کا زخمی ہوا جمشید خون پونچھنے لگا اور پکار کر آواز دی
کہ یارو تم سب دیکھ رہے ہو یہ بیہودہ میری برابری کرتا ہی عورت کے واسطے اپنی
جان دینے کا ارادہ کرتا ہی اور مین کبھی نہ مانونگا آنکھین اسکی قدرت کو ایسی پسند
ہوئی ہین کہ تیر مژگان نے کلیجہ فگار کیا ہو کئی سو افسر کچھ تاجدار لینا لینا کہکر طرف
نہال کے چلے نہال نے سحر کیا کئی جوانون کے سر اُڑ گئے جب تاجدارون کے سر کٹکر
گرے تو جمشید نے تخت کے نیچے ہاتھ بڑھایا تخت کے نیچے سے ایک کارد نکالی اسم سحر
پڑھکر نہال پر کھینچ ماری ہرچند نہال نے اپنے کو بچایا نہ بچ سکا سینے پر پڑی پشت
کو توڑ کر پار گذری نہال گرا اندھیرا ہو گیا مگر گلعذار نے جو اپنے شوہر کا لاشہ دیکھا
ہرچند کہ کلیجہ تڑپ گیا مگر خیال مین آیا کہ اپنی عصمت بچاؤ نکل چلو اُسی اندھیرے مین
چلی بارگاہ سے نکل گئی کسی نے نہ دیکھا بعد تھوڑی دیر کے یہان آواز آئی کہ کشتی مرا
نام من نہال تاجدار بود اب روشنی ہوئی جمشید نے دیکھا کہ گلعذار نکل گئی

انتہا کے نشے مین ہو پکار کر کہا کہ یار و معشوقہ کہان گئی میرے تو کلیجے پر چھری چلگئی مین نے
خاص اُسی کے واسطے شوہر کو اُسکے مار ڈالا کہ کوئی جھگڑا باقی نہ رہے ساحر یہ سُنکر دوڑے
دور سے دیکھا کہ گلعذار لشکر کو طے کرتی ہوئی جاتی ہے ساحرون نے للکارا کہ ای گلعذار
کہان جاتی ہو ٹھہر جاؤ قدرت یاد فرماتے ہین گلعذار نے پلٹ کر جواب دیا قدرت
جھک مارتے ہین شوہر کو میرے قدرت نے مارا اگر صاحب اختیار ہوتی تو بدلا لیتی
مگر خیر جو عادل منصف کل کا حاکم ہے وہ اس بیحیا سے بدلہ لیگا افسردن نے دیکھا کہ گلعذار
نہین رُکتی پکار کر فوج کو آواز دی کہ ہان یارو حکم خداوندی ہی گلعذار کو گھیر لو فوج والے
لینا لینا کہکر اُٹھے گلعذار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پھول پھینک مارے سارے درخت
زعفرانی ہوگئے جسنے دیکھا وہ ہنستے ہنستے دیوانہ ہوگیا گلعذار یہ سحر کرکے آگے بڑھی جب
ساحر آکر گھیرتے ہین گلعذار جان بچانے کے لیے سحر کرکے دس بیس قدم بڑھ جاتی ہی پھر
اہل فوج آکر گھیرتے ہین اس حال مین گلعذار لڑتی بھڑتی جاتی ہی اہل فوج قتل ہو رہے
ہین کئی ہزار لاشے گرے مگر زمین پر گرتے دیکھا پھر لاش معلوم نہین ہوتی گلعذار حیران ہی
کہ کیا معرکہ ہی اہل فوج چاہتے ہین گلعذار کو گرفتار کرین مگر گلعذار چہار جانب
نگاہ ڈالتی ہوئی لڑتی ہوئی جاتی ہی ہر چند لوگ چاہتے ہین گرفتار کرلین مگر کسی کا حوصلہ
نہین پڑتا کہ ہاتھ ڈالدے جو قریب جاتا ہی اُسکا سر اُڑا دیتی ہی کسی کے سحر کو نہین مانتی
جمشید یہ سب رنگ دربارگاہ سے دیکھ رہا ہی ارادہ کرتا ہی کہ جا پڑون مگر پھر سوچتا
ہی کہ ایسا نہو سحر اس عورت کا مجھپر غالب آئے تو کیسی شرم کی بات ہی مگر شدید تیز
سحر مین گلعذار زعفران پوش کے جھومتا ہوا جاتا ہی یہان بہار اعجاز بیان
بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی اپنے مقام سے اُٹھی گلگونہ نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم کہان
چلین بہار نے کہا کہ کچھ خود بخود دل گھبراتا ہی مین جنگل کی سیر کرکے ابھی آتی ہون کنیزون
نے چاہا ساتھ چلین بہار نے منع کیا کہا مین ابھی چلی آؤنگی یہ کہکر بارگاہ سے باہر
نکلین ٹہلتی ہوئی صحرا مین آئین صحرا کا تماشا دیکھ رہی ہین تیر و کمان ہاتھ مین ہی جس
طائر پر جی چاہا تیر مار دیا یکایک ایک آواز کان مین آئی جسکا مضمون یہ تھا نظم

در بدر خاک بسر ہو گئے رسوا ہو کر — کیسے برباد ہوے آپکے شیدا ہو کر
آئیے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف — فرش بنجائین ابھی دامن صحرا ہو کر
چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تمپر — گھٹنے لگتا ہی مہ چاردہ پورا ہو کر
بحر عالم مین یہ پستی و بلندی ہی عیان — کشتی عمر بھی ڈوبی تہ و بالا ہو کر
گالیان کو سنے دیتا ہی قمر کو کیا تو — آج جو جو کہ ترے دلمین ارادا ہو کر

جب یہ آواز کان مین آئی تو بہار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ شبدیز دیوانہ وار و وحشی تما
اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آتا ہی کبھی بیقرار ہو کر پکارتا ہی کہ ای جان جہان و ای آرام
دل مشتاقان و ای گلعذار زعفران پوش کیونکر تم تک پہونچونگا پھر کیونکر جمال جہان آرا
نظر آئیگا بہار نے جو اس حال زار سے شبدیز کو دیکھا حیران ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہی اسے
کسنے سحر کیا مین نے تو اسے جمشید کے پاس بھیجا تھا کہ جا کر اُسکا سر لاؤ یہ کیا حال ہوا
آخر کتاب سوانحات نکالی اُسمین دیکھا نوشتہ پایا کہ یہ دربار مین جمشید ثانی کے پہونچا
گلعذار زعفران پوش نے اِسکو دیوانہ کیا اپنی صورت کا فریفتہ کیا ہی مگر جمشید
بھی اُسپر عاشق ہوا ہی شوہر کو اُس کے مار ڈالا ہی وہ دربار مین جمشید کے لڑ رہی ہی
جمشید چاہتا ہی اُسپر قبضہ کرون مگر وہ نہین مانتی شوہر کو یاد کر کے رو رہی ہی چاہتی
ہی جمشید پر جا پڑون مگر جمشید کیا ایسا حلوا ہی ساحر مکار و دغاباز و شعبدہ پرداز
ہی کتاب سوانحات دیکھ کر بہار نے جھولی سے گلدستہ نکالا اپنے کو پشت نخل پر مخفی کیا
اور اسم سحر پڑھ کر گلدستہ پھینکا گلدستہ الگ جا کر پھٹا شبدیز نے دیکھا بوے خوش آئی
لپٹین چلی آتی ہین نخل سرسبز و شاداب طائران زمزمہ سرا شاخہاے نخل پر آکے بیٹھے
زمزمہ سرائی کرنے لگے اب شبدیز حیران ہی کہ صحرا کیا بہار دکھا رہا ہی سامنے چشمۂ آب
تھا اُس مین اپنی صورت دیکھنے لگا رنگ اپنا متغیر پایا حیران ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا
کہ بہار اپنے مقام پر ہنسین ہنستے ہی پھول برسنے لگے شبدیز نے چند پھول اُٹھا کر سونگھے
اور زیادہ مبہوت ہوا کہ ایک طائر کاندھے پر آکر بیٹھا کہا ادبیغیرت مین دربار خداوند
مین جاتا ہون نہین معلوم معشوقہ پر کیا آفت ہو گی اگر اس وقت مین مدد نہ کی تو پھر کس

کام آؤ لگا یہ کہکر طائر اُڑا شبدیز پیچھے پیچھے طائر کے دوڑا ہوا جاتا ہی شبدیز جہان پر رُک جاتا ہی طائر پلٹ کر سایہ اپنا ڈال دیتا ہی جب سایہ اسپر پڑتا ہی تو پھر ولولہ زیادہ ہوتا ہی اگر راہ مین کوئی ساحر ملا اور اُسنے پُکار کر پوچھا کہ ای وزیر اعظم کہان جلاتے ہو کس حال مین ہو تو شبدیز ٹھہر کر کہتا ہی وہ جھوٹا خداوند یعنے جمشید ثانی بیٹھا ہوا عیش کر رہا ہوگا جا کر اُس کی گردن ناپون دعوی خدائی سے توبہ کراؤن وہ ساحر ہنس کر کہتا ہی کہ تم وزیر اعظم ہو کر ایسا کلمہ نہ کہو شبدیز اُسپر جا پڑتا ہی اور گولا مار کر اُسکو مار لیتا ہی پھر طائر آکر عکس ڈالتا ہی پھر شبدیز اُسی طرح روانہ ہو جاتا ہی اسی طرح راہ طی دیدہ کر کے قریب لشکر جمشید پہونچا دوسے دیکھا کہ لشکر مین عجب ہنگامہ ہی گلعذار زعفران پوش لاکھون جادوگرون سے لڑ رہی ہی اور پکار کر کہتی ہی کہ او جمشید جو تیرا ارادہ ہی وہ کبھی پورا نہ ہوگا مگر مقام افسوس ہی کہ نہین معلوم شبدیز پر کیا گذری کہ شبدیز نے آواز دی ای معشوقہ پری پیکر وای حور منظر مین حاضر ہون یہ کہکر تلوار پکڑ کر جا پڑا فوج کو پامال کرنے لگا جمشید کو لوگون نے خبر دی کہ آپ کے لشکر پر شبدیز پھر آپڑا ہزارون ساحرون کو قتل کر رہا ہی گلعذار پر مبہوت ہو رہا ہی مگر گلعذار نے اب تک اُسپر سحر نہین کیا شبدیز لڑ رہا ہی یہ سُن کر جمشید نکل آیا دیکھا شبدیز لشکر سے جنگ کر رہا ہی مگر جوش و خروش بڑھا ہوا ہی دل مین سوچا کہ اب یہ کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا ایک سنگریزہ اُٹھایا سحر کر کے شبدیز پر مارا وہ سنگریزہ شبدیز کے سینے پر آکر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا شبدیز جو مارا گیا تو اندھیرا ہو گیا گلعذار نے دیکھا کہ شبدیز کو جمشید نے مار ڈالا اب جو روشنی ہوگی تو یہ مجھپر پلٹیگا اکثر ساحر خدمت مین اسکی ایسے ہین کہ مجکو گرفتار کر لین گے یہ سوچکر لشکر سے نکلی مگر حیران ہی کہ کہان جاؤن آخر سوچی کہ لشکر سعد شہریار مین چلوں یہ سوچکر چلی اور لشکر سے نکل گئی جب اندھیرا برطرف ہوا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین شبدیز جابک خرام بود یہ آواز سُن کر جمشید دیکھنے لگا روشنی بھی ہو گئی دیکھا گلعذار نکل گئی زانو پیٹنے لگا کہتا تھا کیا غضب ہوا کہ معشوقہ نکل گئی اسلم مردار خوار سے کہ مصاحبون مین ہی

کہا اے اسلم بڑھ کر خبر تو لے کہ یہ ظالم کہان گئی کون اسکو بٹھا سکیگا اگر دیکھنا کہ کسی مقام
پر ہے تو گرفتار کر لانا یہ کہتا ہوا پلٹا اُس راہ سے گذرا کہ جہان پر لاشۂ شبدیز پڑا تھا
جھلا کر حکم دیا کہ اسکا لاشہ جنگل مین پھینک دو یہ ملعون اسی لائق تھا جیسا کیا ویسا
انجام ہوا ساحرون نے لاشۂ شبدیز بیرون لشکر پھینک دیا مگر اسلم جست و خیز
کرتا ہوا چلا یہان بہار اعجاز بیان صحرا مین شکار کھیل کر شبدیز کو پھیر کر ایک
مقام پر رُکی قضائے کار اُسی صحرا مین گلعذار کا بھی گذر ہوا دیکھا ہزارون طائر بھاگے
چلے آتے ہین گلعذار حیران ہوئی کہ ان طائرون کو کسنے ستایا جو بھاگے چلے آتے ہین
دور سے دیکھا کہ بہار اعجاز بیان کھڑی شکار کھیل رہی ہو پُکار کر آواز دی کہ اے شہنشا
ملک خوبی و اے سرو روان باغ محبوبی کس حال مین ہو بہار اعجاز بیان پلٹی پلٹکر دیکھا
کہ گلعذار زعفران پوش دیوانہ وار وحشی مثال فریاد کرتی ہوئی آتی ہو اور زبان پر
نعرہ ہو کہ حضور فریاد کرتی ہون مجکو جمشید نے لوٹ لیا میرا شوہر بے خطا قتل ہوا بہار
نے ٹھہر کر آواز دی کہ میرے قریب آؤ مین مطلب تو سمجھون کہ پشت سے نعرہ ہوا کہ ارے
گلعذار کہان جاتی ہو نام اسلم مردار خوار یہ کہکر ایک گولہ مارا گلعذار جب تک
پلٹے پلٹے وہ گولہ آکر پھٹا چند طائر پیدا ہوے ایک طائر نے سر پر آکر زفیل ماری
اور زفیل مار کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

عشق ہوگا کسی خوش چشم حسین کا مجکو	ہو جو مطبوع گل نرگس شہلا مجکو
ہوئی زنجیر پہننے کی تمنا مجکو	ہو گیا اُلفتِ گیسو مین یہ سودا مجکو
قاصدا اُن کو یہ پیغام زبانی دینا	لب پہ دم ہو غم دوری نے ہو مارا مجکو
مرض عشق سے فورًا ابھی ہو جائے شفا	شکل دم بھر جو دکھائے وہ مسیحا مجکو
ہاے اس بات کی امید نہ تھی قاتل سے	جائیگا چھوڑ کے مقتل سے تڑپتا مجکو
باغ جنت مین نہ حورون سے مخاطب ہونگا	وان بھی ہوگی ترے ملنے کی تمنا مجکو
فرحت و عیش و خوشی سے مجھے سطوت کیا کام	غم ہو دنیا مین حسین ابن علیؑ کا مجکو

یہ اشعار پڑھ کر طائر نے ایک چیخ ماری اور جل کر خاک ہوا خاک اُسکی جو گلعذار پر گری

گلعذار نے ایک چیخ ماری پکار کر کہا کہ ای ملکۂ عالم مجکو بچائیے یہ سحر جمشید کا تھا اسلم تلوار کھینچ کر چلا چاہا کہ گلعذار کو قتل کرون گلعذار دعائین مانگنے لگی کہ ای کریم و رحیم کرم اپنا شریک کر شوہر تو قتل ہوچکا مین بھی بیٹھا قتل ہوتی ہون نظم

ایکہ در ہر مذہب وملت توئی مقصود ما / درمیانِ ہر عبادت خانۂ معبود ما
بود تو شد باعث نابود اد بود ما / گشت موجود از وجودت ہستی موجود ما
چہرہ بنما تا شود براوج نیکو طالعی / روشن از نور سعادت طالعِ مسعود ما
گرم بازار محبت ساختی ہر چار سو / اندرین سودا بیفزودی تو اصل سود ما
شعلۂ ہجرت بسوزد خرمن آب وگلم / آتشِ جانسوز عشق از جان برآرد دود ما
بازکن ای فاتح ابواب الطاف وکرم / چون بدست تست مفتاح درِ مسدود ما
دل منہ بر ہستی فانی این دنیاے دون / زانکہ نابود است ہندی انتہاے بود ما

بہار نے جو یہ اشعار سُنے سمجھی کہ یہ مطیع اسلام ہی کیا باعث اسپر زوال آیا یہ سوچکر بڑھی للکارا کہ او ساحر خبردار کیون اسے قتل کرتا ہی کچھ خوف خدا نہین وہ تو اپنے معبود حقیقی سے دعا مانگ رہی ہی اور تو جبر کرتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا اسلم کب سُنتا ہی جب تو بہار نے گلدستہ مارا ہوا سے سرد چلی غنچے چٹک کر گل ہونے لگے نخل تھرائے شاخین خم ہوئین پتے تالیان بجانے لگے اسلم حیران ہوکر ٹھہرا اسلم کے ٹھہرتے ہی گلعذار نے کہ خود ساحرہ کامل ہی آواز دی کہ او بے حیا تو کیسا مرد ہی کہ تلوار کمر مین لگائے ہی کھینچتا نہین ہرچند کہ بہار نے کہا کہ ای نازنین اب سحر نہ کرنا مگر گلعذار نے نہ مانا ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ زمین تھرائی اسلم نے تلوار کھینچی گلعذار نے پکار کر کہا کہ تلوار کے جوہر دکھا دو اسلم نے تلوار کھینچ کر گلے پر رکھ لی گلعذار نے کہا کہ اسکو کھینچو اسلم نے تلوار کھینچ لی سر کٹا ہنگامہ ہوا مگر لاش مین اسلم کی تھرتھری پیدا تھی ایک بونڈر گرد کا زمین سے پیدا ہوا لاشہ اسلم کا اُس مین لپٹا طرف آسمان کے چلا بہار نے پکار کر آواز دی کہ ای گلعذار چلی آؤ یہ کیا غضب ہوا گلعذار نے کہا کہ دربار مین جمشید کے شوہر نے میرے جان دی مین نے جب دیکھا کہ جسکو سجدہ کرتی تھی وہ ہی دشمن ہوا تو

اطاعت پروردگار کردن اور دل سے عہد کیا کہ ای پروردگار مسلمانون مین مجھکو پہونچا مگر جمشید نے بچپان چھوڑا اس ساحر کو بھیجا تھا کہ پکڑ لاؤ اسنے آکر سحر کیا مگر دیکھا آپ نے کہ مین نے کیونکر اسے قتل کیا بہار نے گلعذار کو ساتھ لیا کہا ای آوارہ دشت ادبار لشکر مین چلو گلعذار ساتھ بہار کے طرف لشکر کے چلی مگر لاشہ اسلم قصر ہفت رنگ مین پہونچا سامنے جمشید کے گرا بیرون نے آواز دی کہ اسکو گلعذار زعفران پوش نے مارا جمشید نے زانو پیٹ لیا کہا لو صاحب گلعذار بھی مسلمانون مین گئی وزرا نے عرض کی کہ یا خداوند تدبیر کیجیے اب فتح طلسم قریب ہی جمشید نے کہا کہ یہ نام نہ لو یہ طلسم فتح نہ ہوگا اور طلسم کشا سر ٹکرا ٹکرا کر مریگا کسکی مجال ہی کہ مجھ تک آسکے وزرا وامرا خاموش ہو رہے لیکن یہان سے اس داستان کو چھوڑتا ہون اب کچھ حال میثاق کوہ گردان گزارش کرتا ہون کہ میثاق کوہ گردان کو سبزوار گرفتار کرکے طرف جمشید کے چلا لیکن میثاق بہت پریشان ہی دل مین کہتا ہی کہ کیون ای میثاق سبزوار نے بڑا مکر کیا کہ تم کو شراب آغشتہ بہ داروے بیہوشی پلاکر بیہوش کیا اور اسی حالت مین مسلسل و مطوق کیا اب دیکھیے کیونکر رہائی ہو ہمراہیان سبزوار جب میثاق پر بدعت کرتے ہین تو بیقرار ہوکر درگاہ مین خداوند کریم کی عرض کرتا ہی کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم اس آفت سے بچائے نظم

دم غنیمت دان مزن بے یاد حق ای یار دم ‌ ‌ مگذران از عمر خود اندر جہان بیکار دم
کی کند بار دگر سوے تن خاکی رجوع ‌ ‌ چون برون آید ز جسم لاغری یکبار دم
ہمدمان این جہان گویند یک دم الوداع ‌ ‌ چون جدا گردد ز جسم زار آخر کار دم
کی شود جانبر ازین مہلک مرض اہل طمع ‌ ‌ بلکہ بشمارد بحال نزع آن بیمار دم
بندۂ حق دوست کی آید بہ بند حرص و آز ‌ ‌ مرد عاقل کی خورد از نفس مکار دم
از گناہ خود پشیمان باش و نادم روز و شب ‌ ‌ بگذران در توبۂ تقصیر و استغفار دم
ہمدما تا زندہ در فکر سیم و زر مباش ‌ ‌ بگذران آسودہ در دنیا بہ ہر اطوار دم

قضاے کار بہار اعجاز بیان و گلعذار زعفران پوش باتین کرتی ہوئی آتی تھین

صحرائے گرد اڑی بہار دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر سوار ہی اور ایک ارا ئے پر میثاق کوہ گردان مسلسل و مطوق زبان مین سوزن اپنی جان سے بیزار زنجیرین ہلا رہا ہی کوئی نیزہ مارتا ہی کوئی کلمات سخت کہتا ہی وہ تاجدار پلٹ کر حکم دیتا ہی کہ اس گنہگار کو بہت ستاؤ اور مژدہ دو کہ کیون گھبراتا ہی وقت تیرے قتل کا قریب آگیا ہی دربار خداوندی قریب ہی زبردستی ظلم کرنا اُسکا یہ انجام ہوتا ہی اس کہنے پر وہ سپاہی جو نگہبان میثاق ہین اور زیادہ ستاتے ہین کبھی زنجیرین ہلاتے ہین کبھی قریب آکر طعن و تشنیع کرتے ہین کہ کیون ای میثاق تم وزیر اعظم خداوند کہلاتے تھے آج ہم لوگون مین قید ہو قدرت تم کو اس حال مین دیکھ کر کیسا خوش ہونگے فرمادینگے ہمارے وزیر کا یہ حال کیا یہ ہمسے منحرف ہونے کا نتیجہ ہی اور عداوت کا یہ انجام ہوا میثاق اپنی جان سے بیزار بیٹھا ہی کبھی کہتا ہی کہ ای بھیاؤ اسی مقام پر قتل کرڈالو میرا پروردگار کسی مددگار کو بھیجیگا بہار نے چھپ کر جو یہ حالات سُنے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا جی مین کہتی ہی کہ ای بہار ان دشمنون نے اسکو کہان پایا ایسا ساحر نامی و گرامی یون گرفتار ہوگیا ان کے دام مین پھنسا یہ سوچ کر گلدستہ مارا گلدستہ جو پھٹا گلعذار نے بھی اپنا سحر کیا اتنا بہار سے پوچھ لیا یہ سب آپس مین لڑین اور جان دین گلدستہ بہار نے یہ رنگ دکھایا کہ لشکر پر سبزوار کے پھول برسنے لگے جسنے پھول سونگھے وہ دیوانہ ہوگیا بھائی پر بھائی جا پڑا باپ کو بیٹے نے قتل کیا بعض گھبرا گھبرا کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

ثنا مد نظر ہی مجکو خال روے قاتل کی
محبت ہوگئی ہی جب سے اک بیرحم قاتل کی
کوئی مشکل ہوئی درپیش جو مجکو زمانے مین
مری حسرت زدہ صورت پہ شاید رحم آیا کی
برائے فاتحہ اُس شعلہ رو نے ہاتھ جب رکھا
الٰہی خیر ہو شاید جنون پھر رنگ لائیگا

بناؤنگا سیاہی آج اپنے آنکھ کے تل کی
ہمارے دل نے بیتابی ہی سیکھی مرغ بسمل کی
تو فوراً حل ہوے مشکل کشا نے آکے مشکل کی
جو کھنچکر رہگئی ہی میان سے تلوار قاتل کی
مری تربت پہ روشن ہوگئین شمعین انامل کی
یہ کیون بڑھنے لگی ہی خود بخود وحشت مرے دلکی

اجل کا سامنا ہی یان کنارِ گور ہی عاشق	وہان ہی غیر کے ہمراہ رہتی سیر ساحل کی
فرشتہ بھی اگر پوچھے علانیہ کہین سطوت	لطافت سے فقط ہی شعر گوئی ہمنے حاصل کی

اور گلعذار کے سحر نے یہ رنگ دکھایا کہ ہزارہا طائران خوشنوا اُڑتے پھرتے ہین جس کے سر پر طائر بیٹھ گیا وہ پتھر کا ہوگیا ہزارہا اہل فوج سنگی ہوگئے افسر جو پکارتے ہین تو کوئی جواب نہین دیتا گلعذار نے پکار کر آواز دی کہ حضور آپ ٹھہر جائیے مین ابھی میثاق کو رہا کیے دیتی ہون بہار نے تامل کیا گلعذار دونون پاؤن مار کر غرق زمین ہوئی ایک سپاہی کیصورت بنکر مجمع مین پہونچی اور پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہٹ جاؤ مین اسکو قتل کرتا ہون لوگ سمجھے کہ نیا سپاہی ہی بادشاہ نے حکم قتل دیا ہوگا لوگ تو سب ہٹ گئے اور تیغ کھینچ کر گلعذار قریب آئی کہا ای وزیر اعظم سنبھل کر بیٹھو مین تمھارے قتل کو آیا ہون میثاق گھبرا گیا سمجھا کہ شاید اُس ظالم نے حکم قتل دے دیا مگر گلعذار نے بڑھ کے زبان سے سوزن نکالی اور پکار کر آواز دی کہ ای وزیر اعظم اُٹھو وقت رہائی آگیا میثاق کی زبان سے جو سوزن نکلی سب قید کو توڑ کر پھینک دیا مگر حیران ہی کہ یہ سپاہی کون تھا جسنے سوزن نکالی چہار طرف حیران حیران دیکھ رہا ہی مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا یہ سمجھ لیا کہ کوئی ہمارے رفیقون مین پہونچا اُسنے مدد کی زمین پر جھک کر کچھ سنگریزے اُٹھائے لشکر پر پھینک مارے کئی سو کے سر اُڑ گئے بعض آپس مین لڑنے لگے گلعذار بھی ایک گوشے سے سحر کر رہی ہی کبھی آگ برسائی کبھی پانی برسایا ہزارون غرق دریاے لعنت ہوے مگر سبزوار نے جو دیکھا کہ میثاق رہا ہو آتا ہی پکار کر آواز دی کہ ہان یارو اسکو مار لو یہ اکیلا ہی تم بہت ہو مین سحر کرتا ہون یہ کہکر سحر کیا میثاق پر تلوارین برسائین میثاق نے رد سحر کیا وہ تلوارین پلٹ کر لشکر دشمن پر برسنے لگین ہزارونکے سر اُڑ گئے اب سبزوار نے چاہا بھاگ کر نکل جاؤن سمجھ گیا کہ سحر مین اسیر غالب نہ ہونگا کیونکہ یہ بلاے روزگار ہی میرا سحر کرنا بیکار ہی تخت سے کودا ایک طرف چلا گلعذار نے سحر کیا ایک افسر نے پکار کر کہا کہ ای شہنشاہ کہان چلے سبزوار نے کہا تو کیا جانے کہ مین کس فکر مین ہون جنگ مین مصروف ہو دشمن نکلنے نہ پائے اُس

افسر نے کہا کہ مین آپ کو نہ جانے دونگا سبزوار نے تلوار اُٹھائی اُس افسر نے تلوار
پکڑلی کہا ای شاہ غضب کرتے ہو اپنے رفیق کو قتل کرتے ہو مین تمھین قتل کرونگا بہار دور
سے تماشاے جنگ دیکھ رہی ہین اور گلعذار کے سحر کی تعریفین کرتی ہین کہ کیا عمدہ ساحرہ
ہی لشکر مین بڑی رونق ہوگی مگر دیکھیے اس جنگ کا کیا انجام ہو اُس افسر نے جب
سبزوار کو روکا تو سبزوار نے اُسکے مُنہ پر تھوک دیا افسر نے کہا کہ تمنے ہمارا دھرم
ناس کیا یارو اس بدبخت کو لینا سب سپاہی سبزوار پر ٹوٹ پڑے گلعذار پکارتی
ہی کہ ہان یارو اسکو قتل کرو سپاہیون نے سبزوار کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور فریاد
کرنے لگے کہ ای وزیر اعظم ہمنے تمھارے دشمن کو قتل کیا اب کیون تکلیف کرتے ہو ہم سب
تمھارے تابعدار ہین اطاعت سے مُنہ نہ پھیرین گے میثاق نے ہاتھ روکا پانچ ہزار
آدمی جو قتل سے بچے تھے وہ سب مطیع اسلام ہوے میثاق نے جو بہار کو دیکھا
آکر ہاتھ چوم لیے کہا یہ آپ کے سحر کی تاثیر تھی بہار نے کہا کہ ای میثاق یہ میرا سحر نہ تھا
نومسلم نے تمھاری مدد کی میثاق نے پوچھا وہ کون ہی بہار نے گلعذار کو آواز دی
گلعذار بشکل سپاہی آئی بہار نے کہا کہ اپنی صورت اصلی دکھاؤ گلعذار نے سحر کرکے
صورت بدلی رنگ وروغن اُڑگیا صورت اصلی نکلی آفتاب تھا کہ طالع ہوا میثاق کی
صورت زیبا دیکھ کر دنگ ہوگیا بجسرت پوچھا کہ یہ گل کس گلستان کی ہین اور ماہ کس
آسمان کی ہین بہار نے بیان کیا کہ یہ زوجہ نہال تاجدار ہین انکے شوہر کو جمشید
نے مار ڈالا لیکن چونکہ عصمت دار تھین اُس سے گریز کیا اور ہمارا مذہب انھون نے
قبول کیا اور ہماری شریک ہوئین ایک ساحر اسلم نامے آیا تھا اُسنے اِن کو روکا مین نے
اُسے واصل جہنم کیا میثاق نے بہار سے اشارہ کیا کہ اگر یہ مجکو قبول کرین تو مین
بھی اِنکی خدمتگزاری کرون بہار نے گلعذار سے کہا گلعذار نے کہا کہ تمھارا یکا
جو تم لوگون کی راے ہوگی وہ ہی ہوگا جب تم مین چلی آئی تو پھر کیا عذر ہی یہ مجال
نہین ہی کہ جمشید ہمارا کچھ کرسکے مگر ای بہار بادشاہ حمجاہ آج کل کہان ہین بہار
نے کہا کہ بڑے سخت مقام پر گئے ہین مرحلہ حکما پر اُن کا گذر ہی خدا انکو مظفر و منصور کے

اور ہم لوگ پھر قدمبوسی سے مشرف ہون ای گلعذار جب دیکھو گی تب آگاہ ہو گی کہ کیسے
رفیق پرور ہین مین کنیزان شاہی سے ہون میثاق نے بہار کو تخت پر سوار کیا آپ
پایۂ تخت پر ہاتھ رکھ لیے ایک طرف گلعذار نوبت و نقارے بجاتی ہوئی اس دھوم
سے طرف لشکر کے چلی سردارون کو جو معلوم ہوا کہ بہار بشوکت تمام آتی ہین واسطے
استقبال کے آئے بشوکت تمام بہار کو داخل لشکر کیا گلعذار سے ملکر سب سردار
خوش ہوے ہر ایک کا یہ قول تھا کہ جمشید بڑا ظالم ہی اس بیچاری کو بیوہ کیا بڑے
غضب کی بات ہی سردار حسینان نے جواب دیا کہ اب بدنصیبی اسکی ظاہر ہوتی جاتی
ہی کہ اپنون کو بیگانہ کرتا ہی اور پھر دعوی خدائی پہ مرتا ہی اہل لشکر مطمئن ہو کر قصد
رکھتے ہین کہ کوچ کرین کہ صحرا سے گرد اُڑی رستم جادو کہ پہلوان زبردست بھی ہی اور
سحر مین بھی دعویٰ رکھتا ہی مقابلۂ لشکر مین آکر اُترا کہلا بھیجا کہ ای میثاق لشکر کو
لے کر پلٹ جاؤ مین براے گرفتاری بادشاہ عجم جاتا ہون تم لوگ اپنی جان بچاؤ
ایسا نہ ہو کہ نابدولت کے ہاتھ سے مارے جاؤ میثاق نے کہلا بھیجا کہ جو تجھسے ہوسکے
اُسمین قصور نہ کر ہم تجھے خود مقابلۂ شاہ مین جانے نہ دین گے اُس ساحر نے طبل جنگی
بجوایا رات بھر تیاریان رہین صبح کو میثاق نے لشکر کو آراستہ کیا آپ سب کے آگے
تخت شاہی کوتل شاہزادیان تخت کو گھیرے ہوے ایک طرف بہار اعجاز بیان
اور ایک طرف سردار حسینان اور ایک طرف بحرین اور ایک طرف یاسمن رنگین ادا
اور ایک طرف گلگونہ معشوقہ اولی طلسم کشا اور ایک طرف گلعذار زعفران پوش
نو مطیع اسلام منظور نظر میثاق یہ سب شاہزادیان گلعذار کو گھیرے ہوے ہین
گاتیان سب باندھے ہوے تاج ہاے یاقوتی سرون پر پشت پر فوج بیشمار ہر ایک
لالہ رخسار طاؤس زرین بال پر سوار اس کر و فر سے میثاق لشکر میدان مین لیکر آیا
اور اُس طرف رستم سب کے آگے بڑھا ہوا گینڈے کو اُڑاتا ہوا بڑے زور و شور سے
میدان مین آکر پہونچا صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر کے ہٹے رستم نے گینڈا
اپنا نکالا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میدان مین نکلے مگر ان معشوقو نمین سے

کسی سے مقابلہ نہ کرونگا کوئی مرد میرے مقابلے مین آئے یہ سُن کر میثاق نے مرکب اُڑایا
رستم نے جو میثاق کو آتے ہوے دیکھا رسن سحر پھینکی میثاق نے اُس رسن کو قلم کیا
جھولی پر ہاتھ ڈال کے گولہ نکالا طرف صحرا کے مار دیا اور پکار کر آواز دی کہ یارو تمنے
سُنا ہوگا کہ رستم و سہراب سے مقابلہ ہوا تھا باپ بیٹے لڑے ای سہراب یل آکر رستم سے
مقابلہ کر کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان کو دیکھا کہ نہایت کم سن کرگدن مست پر سوار
ہتھیار لگائے ہوے میدان مین آکر پہونچا میثاق نے اشارہ کیا کہ ای سہراب یل
رستم سے مقابلہ کرو تمھاری جرأت دیکھین وہ جوان مقابلۂ رستم مین آیا رستم نے نیزہ
مارا چند شعلے اُس جوان پر گرے مگر اُس جوان نے کچھ خیال نہ کیا دو گھڑی کامل نیزہ چلا
آخر میثاق نے اُس جوان کو کچھ اشارہ کیا اُسنے نیزہ رستم کا توڑ ڈالا بعد نیزے
کے نوبت تلوار کی آئی خوب تلوار چلی مگر میثاق نے جس جوان کو بُلایا ہی اُس نے
عین گرمی جنگ مین باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا آخر دونون کرگدن و مرکب سے
کود ے آپس مین کشتی ہونے لگی دو پہر برابر کشتی ہوئی آخر سہراب نے رستم کو اُٹھا لیا
چرخ دیکر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوا چاہا سر کاٹون رستم نے کہا کہ ای جوان مین
اسی وجہ سے تجھسے مقابلہ نہ کرتا تھا تو جنگ نا دیدہ ہی وجہ یہ ہی کہ ہم لوگون مین دستور
ہی کہ جسکو ایک مرتبہ زیر کرتے ہین رہا کر دیتے ہین جب دوبارہ زیر کرتے ہین تب قتل کا
اختیار ہی سہراب نے ہاتھ روک لیا کہا جا کل پھر زیر کر لونگا رستم نے جا کر اور طاقت
اپنی بڑھائی خوب ورزش کر کے صبح کو پھر میدان مین آیا میثاق نے پھر اُسی جوان
کو بُلایا وہ جوان بڑے زور و شور سے آیا رستم سے مقابلہ ہوا رستم نے سہراب کو
زیر کیا خنجر کمر سے نکالا سہراب نے کہا کہ ای جوان یہ کیا کرتا ہی رستم نے جواب دیا کہ تو طفل
تھا مین نے فقرہ دے کر اپنے کو بچایا اب تو میرے قبضے مین آیا بھلا کب چھوڑتا ہون
ہر چند سہراب تڑپا مگر رستم نے خنجر مار دیا خنجر کوکھ پر پڑا سہراب نے آہ کر کے ایک
چیخ ماری کہ ایک شعلہ مُنہ سے نکلا اُس شعلے نے رستم کو بھی جلا دیا لشکر والے رستم
کے میثاق پر آپڑے میثاق نے ایسا سحر کیا کہ وہ سب سر ٹکرانے لگے فریاد فریاد

کی غل مچاتے تھے طرف صحرا کے بھاگے جاتے تھے میثاق نے یکہ وتنہا جنگ کی اور سب لشکر کو بھگایا تھوڑے عرصے مین لشکر کو شکست فاش دی مال واسباب لوٹ لیا بفتح وفیروزی نوبت ونقارے بجاتے ہوے اہل اسلام پلٹے داخل لشکر اسلام ہوے اب میثاق نے صلاح کی کہ بعد دو روز کے یہان سے کوچ کرین گے اپنے کو خدمت شاہ مین پہونچا دینگے یہ لوگ اب اس فکر مین ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ اسلام کے تدبیر فتح مرحلہ حکماے اشراقین وباقی حالات متعلقہ داستان ہذا ـ ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام آتش فشان
کہ رندون کو بھی ہو گئی ہی خبر
ہوے رند میخوار آ کے جمع
کہ ساقی پہ کیون آ کے مائل ہوا
اُٹھا چہرۂ پر ضیا سے نقاب
ہوئی اُسکو محفل مین آنیکی فکر
نشان خوشی کا ہوا زمزمہ
کہ ساقی بھی ہم سے ماہر ہوا
اُٹھا ابر ہی آج کس شور سے
دکھایا فلک نے عجب انقلاب
کہان ہین وہ گردان گردون کشا
رہے دہر مین عمر بھر دردناک
بس اب آج رنگین فسانہ لکھو

کہ پھر آگئی رنگ پر داستان
کہ میخانے مین جمع ہین بادہ خوار
کہ جلسے مین ساقی ہو مانند شمع
چلے آج میخانے مین جام مے
کہ بیتاب ہی عاشق دل کباب
اس انداز سے آکے داخل ہوا
کہ ہر بار رند میخوار کا ہمہ
گلابی کا ہونے لگا وان پہ دور
ہی فریاد میخوار کی زور سے
کہ شاہان ذیجاہ وفرخندہ پے
کہ جنکے ہوا زور کا امتحان
کہ حال دنیا کا کیا رنگ ہی
کہ طرز سب جادوانہ لکھو

گلابی اُٹھا ساقی سیم بر
ہوئی ساقی ماہوش کی پکار
گذرنا ہی صحبت سے مشکل ہوا
یہ رندون کو خواہش کئی دن سے ہی
سُنا ساقی ماہوش نے جو ذکر
کہ ہر رند میخوار مائل ہوا
یہ رندونکو جسوقت ظاہر ہوا
ہوئی فکر میخوار کو اور اور
عجب رنگ پر ہی جہان خراب
مٹے خاک مین بس یہ انجام ہی
ہوے وہ بھی آخر کو پیوند خاک
سماعت سے جسکی کہ دل تنگ ہی

چہرہ فتاحان کشور بلاغت وحاکیان حکایت جرأت وجلالت گوہر آبدار بیان کو زیب گوش سامعان ذیہوش کرتے ہین شعر مصنف زبدۂ زمرۂ راستان وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان

کہ جب حکیم حکمت پسند موسوم بہ فلاسفۂ ثانی برائے ملاقات بادشاہ آئے بہت تعریف
کی عرض کی کہ حضور بیشک فتاح طلسم ہین مگر حوالی قلعۂ ریحانہ مین شکار کھیلیے جو کچھ
ہوگا آپ پر کھل جائیگا بادشاہ نے کہا کہ مین کل جاؤنگا ملازمون کو حکم دیا کہ صبح کو سامان
شکار تیار رہے ہم برائے شکار جاوینگے ملازمون نے سامان شکار تیار کیا بادشاہ
دو گھڑی رات رہے تیار ہوئے بہلیون وغیرہ کو ساتھ لیکر برائے شکار چلے صحرا مین آکر
شکار کھیلنے لگے پہر دن چڑھا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی ایک آہو خوش چشم طرارے بھرتا ہوا
سامنے سے آیا بادشاہ نے چاہا اُسے گرفتار کرون وہ سامنے سے بھاگا بادشاہ اُس کے
تعاقب مین چلے مگر کمال غصہ ہی کئی کوس وہ آہو بھاگا ہوا آیا پشت پر ایک قصر کے
پہونچا وہان آکر جست کی دیوار کو پھاند کر قصر کے اندر گیا بادشاہ کو صبر نہ آیا غصے مین
گھوڑے پر کوڑا کیا گھوڑا اطرارہ بھر کے دیوار کو پھاند گیا اندر آکر دیکھا کہ خانہ باغ ہی روشونکو
طے کرتا ہوا آہو جاتا ہی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جیسے ہی سیسر کمان
کا کڑکا وہ آہو ٹھہر گیا بادشاہ نے تیر مارا اس پٹھے پر پڑا دوسرے پٹھے کو توڑ کر پشت
کے پار گذرا تیر کھا کر آہو بھاگا ہر چند کہ زخم سے خون بہہ رہا ہی مگر گرمی مین آہو بھاگا
ہوا جاتا ہی وسط باغ مین فرش بچھا تھا مسند جواہر نگار پر ایک معشوقہ پری پیکر حور منظر
کل عیبونسے پاک وہ در صاف جنت کی حور طرار و فراز حسن مین رشک ماہ کامل ابرو
رشک ہلال سرو قد خورشید خد سینے پر نار پستان بقول مصنف فرد نار پستان کی
کیا لکھون تعریف + یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا + یا شمشاد باغ مین پھل آئے ہین شکم
بحر حسن و خوبی ناف گرداب بلا آگے کیا صفت عرض کرون خاموشی بہتر ہی اشعار ساق پا
مین تو نور کا ہی ظہور + یا تراشی ہوئی ہی ساق بلور + پائجامے مین یون ہی جلوہ فگن +
شمع فانوس جیسے ہو روشن + لال مہندی سے دونون تھے کف پا + ہاتھ ملتا تھا اپنا
دزد حنا + مسند جواہر نگار پر بہ ناز جلوہ فگن ہی کہ وہ آہو بھاگا ہوا آیا زخم جو سر دہرا
روش پر گرا اُس معشوق شعلہ خو نے جو اُس آہو کو اس حال مین دیکھا بیقرار ہو گئی اپنے
مقام سے اُٹھی قریب آہو آئی زخم کو دیکھنے لگی نیزین کوسنے لگین کہ کس ظالم نے اس

بخیط کو تیر مارا ملکہ نے کہا کہ اری چپ رہو ایسا نہ ہو تیر مارنے والا آتا ہو یہ کہو کہ کسی
قادر انداز نے تیر مارا ہی دیکھو کیسے مقام پر پڑا ہی کہ آہو کا کام تمام ہوا سب کنیزین
گرد ہین جیسے ہجوم سیارگان بیچ مین وہ ماہ تابان کہ سعد شہریار جو تلاش مین آہو کے
آتے تھے چمنستان سے نکل کر سامنے آئے ملکہ کی نگاہ پڑی دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و
کوکب شبجہت افروز جہانداری ہی غزال چشم شیر خشم سلاح جسم پر آراستہ کمان کاندھے پر
بائین ہاتھ پر ترکش مثل دم طاؤس جلوہ فگن ہی تیغ ہلالی زیب کمر ہی سپر مثل قرص قمر پشت
پر جمال شہریار دیکھ کر ملکہ سا مع گلگون پوش بدحواس ہو گئین مگر شہریار کی جو نگاہ پڑی
لڑکھڑا کر گرے بے ہوش ہو گئے ملکہ جھپٹ کر قریب آئی فرش خاک پر بیٹھ گئی سر بادشاہ
کا اپنے زانو پر رکھا بوے زلف معنبر سنگھائی اُسنے کام لخلخے کا کیا سعد شہریار ہوشیار
ہوے آنکھ کھلتے ہی اُس آفتاب رُخ کو سرہانے دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا لیکن
اپنے کو سنبھال کر اُٹھ بیٹھے لباس جھاڑنے لگے اُس مہ جبین نے اُٹھ کر ہاتھ تھام لیا کہا
مسند پر بیٹھیے سعد آکر مسند پر بیٹھے وہ نازنین پہلو مین بیٹھی کنیزون سے اشارہ کیا
اسباب عیش و نشاط لاؤ کنیزون نے گلابیان لاکر رکھین ملکہ نے ساقی سے اشارہ کیا
اُسنے جام پیش کر دیا بادشاہ نے ہاتھ رکھا ملکہ نے کہا کہ کیون صاحب انکار کا کیا باعث
ہی سعد نے کہا کہ اصل کیفیت یہ ہی کہ مذہب کا خیال ہی اُس نازنین نے ہنسکر کہا شاید
آپ لات پرست ہین سعد نے فرمایا مین تو لات و منات پر لعنت کرتا ہون ملکہ نے
کہا کہ اس حوالی مین کوئی سوائے مسلمان کے دوسرا نہین رہتا اور مذہب کا یہان
ذکر نہین ہی آپ کا یہان کوئی دشمن نہین ہی آج شب کو آپ قصر مروارید نگار مین
تشریف رکھیے سب حال کھل جائیگا شام تک سعد شہریار اُس صحبت مین رہے
شام کو پہلوے باغ مین قصر تھا حقیقت مین ایسا صاف و شفاف تھا کہ جسکا قصر مروارید
نام رکھا ہی سعد بسم اللہ کہہ کر قصر مین آئے کرسی پر بیٹھے جب سعد تنہا ہوے تو لوح
کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم عجائب و ای سیاح منازل غرائب
اگر قصر مروارید نگار مین داخلہ ہو تو بہت ہوشیار رہنا دشمن درپے آزار ہین

بادشاہ لوح کو دیکھ کر خاموش ہو رہے سامنے آئینہ قد آدم لگا ہے اب جو اُسپر نگاہ پڑی دیکھا مقابل مین دوسرا قصر ہی کرسیان زرین بچھی ہین ناگاہ سعد نے دیکھا کہ کچھ کنیزین اہتمام کرتی ہوئی آئین عہدے لیکر کھڑی ہوئین بعد اُن کے اہتمام کے سردار حسینان کی بڑے جاہ وجلال سے آکر پہونچین اور کرسی پر آکر بیٹھین بعد اُنکے بڑی عظمت وشان سے ملکہ بہار اعجاز بیان آئین پھر ملکہ یاسمن رنگین پوش آکر پہونچین کہ یکایک ہلڑ ہوا کہ صاحبو سنبھل کر بیٹھو سب شاہزادیان ہوشیار ہوگئین دیکھا سامنے سے بڑے کر و فر سے ملکہ سامع گلگون پوش آئین سب شاہزادیون نے استقبال کیا بیچ مین جو کرسی تھی اُسپر لاکر بٹھایا سب نے عرض کی کہ ہم سب تابعدار ہین سعد بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین جی مین کہتے ہین ای سعد شہریار ملکہ سامع کا بڑا مرتبہ ہی کہ ان شاہزادیون نے استقبال کیا ہی بڑی تعظیم سے پیش آئین یکایک ہنگامہ ہوا کنیزین بھاگنے لگین بہار نے سحر کیا کہ زمین مین سما گئی سردار حسینان قصر کو توڑکر نکل گئین ملکہ یاسمن نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پڑیا خاک کی لیکر سر پر ڈالی غائب ہوگئین اب خالی ملکہ سامع گلگون پوش کرسی زرین پر رہ گئین کہ دیوار مکان کی شق ہوئی ایک ساحرہ دیوار سے نکلی اور دوڑ کر ملکہ کی کمر مین پنجہ دیا پکار کر آواز دی او مغرور تونے غضب کیا کہ طلسم کشا کو مکان مین جگہ دی اسکی سزا تیرے واسطے ہوگی یہ کہکر بلند ہوئی ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار مقام افسوس ہی آپ دیکھ رہے ہین یہ مجکو لیے جاتی ہی سعد شہریار تلوار ٹیککر اُٹھے اور للکارا کہ او لکاتہ کہان جاتی ہی اُس ساحرہ کا زمین کن نام ہی زمین کن نے قصد کیا کہ سعد کو بھی لے لون مگر لوح طلسمی جو گلے مین دیکھی گھبرا گئی سمجھی کہ ان پر سحر تاثیر نہ کریگا ملکہ کو لیکر نکل گئی سعد شہریار نے اب جو آئینے مین دیکھا نہ وہ قصر تھا اور نہ وہ شاہزادیان اپنا عکس آئینے مین پایا حیران ہوگئے سحر ہو چکی تھی بیقرار ہو کر باہر نکلے دروازے پر قصر کے حکیم صاحب کو پایا کہ آنکھون مین آنسو بھرے کھڑے ہین سعد حکیم صاحب کو دیکھ کر بہت شرمندہ ہوئے حکیم صاحب سے کہا کہ ای شہریار آپ نے عجائب طلسمی دیکھے مگر سامع کو زمین کن لیگئی

مین نے بھی چاہا تھا کہ روکون مگر وہ اتنی جلدی نکل گئی کہ مین قریب نہ پہونچ سکا حضور
اپنے کو پریشان نہ کرین طرف مشرق کے تشریف لیجاوین اور لوح کو ملاحظہ فرمائیے
دیکھیے کیا حکم دیتی ہی سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ تلاش زمین کن
آپ کی ذات پر موقوف ہی مناسب یہ ہی کہ طرف مشرق کے روانہ ہوجیے وہان جاکر
ایک صحرا ملیگا وہان لوح کو ملاحظہ کیجیے گا جیسا لوح مین حکم نکلے اُسکے پابند ہوجیے
سعد نے حکیم صاحب سے بیان کیا کہ لوح مین یہ حکم نکلا حکیم صاحب نے کہا بسم اللہ
تشریف لیجائیے جہان موقع ہوگا مین بھی حاضر ہونگا مجھے بڑا تردد ہی مگر قواعد
سے مجبور و ناچار ہون جو بانیان طلسم لکھ گئے ہین وہ ضرور ہوگا سعد حکیم صاحب
سے رخصت ہوے یکہ و تنہا طرف صحرا کے چلے تھوڑی دور پر آکر ایک صحرا سے
سبزہ زار و نواح دلکشا ملا جہان کے برگ و بار سرسبز و شاداب نہرین پانی سے
بھری ہوئین پانی بہتر از گلاب حباب شناوری کر رہے ہین صاف ظاہر ہی کہ کسی
معشوق نے آنکھ اپنی لگا دی ہی سبزہ بیدار بخت لہرا رہا ہی کیفیت صحرا دکھا رہا
ہی اور اوس جو پڑی ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ فرش زمرد پر موتیون کا جال پڑا
ہی سعد نے بموجب قاعدے کے لوح کو پھر ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ آگے باغ زمین کن
ہی زمین کن اُسی مقام پر ملیگی سعد شہریار ہدایت لوح سے آگے بڑھے تھوڑی دور
پر جاکر دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی لوح نے بتایا کہ یہی باغ اُس
ساحرہ کا ہی کہ جو سامنے تمھارے سامع گلگون پوش کو لائی ہی بہت ہوشیاری
سے جانا سعد بسم اللہ کہکر باغ مین داخل ہوے جیسے ہی باغ مین آئے طائر درختون
سے اُڑے آوازین دیتے تھے کہ ای زمین کن طلسم کشا آگیا زمین کن بارہ دری مین
بیٹھی تھی اُسنے جو یہ آواز سُنی نکل کر آواز دی کہ ارے کیون غل مچاتے ہو اگر طلسم کشا
آیا ہو تو اُسکو گرفتار کرلو طائرون نے جو آواز زمین کن سُنی سعد پر ہجوم کیا سعد
نے تلوار کھینچی جو طائر گرا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو ساحر جب قتل ہوے تو طائر بھاگے
پھر ساحرہ بارہ دری کے آئے زمین کن اُٹھی پوچھا ارے کیا ہوا طائرون نے کہا

ہمارے بھائی بند مارے گئے ہمارا سحر تاثیر نہین کرتا زمین کن حیران کھڑی تھی کہ کیا
تدبیر کرون کہ سامنے سے سعد شہریار نمایان ہوے سعد کو جو آتے دیکھا زمین کن نے
سحر کی بوچھار کی مگر سعد صاحب لوح ہین جو سحر سامنے آیا وہ باطل ہوا جب کئی ایک سحر
زمین کن نے کیے اور سحر نے تاثیر نہ کی تو نہایت پریشان ہوئی جی مین کہتی ہی ای زمین کن
جب سحر جواب دے تو ہم کیا کرین اور ہمارا کیا زور ہی شاہ نے فرمایا تھا کہ ای زمین کن
ہوشیار رہنا مین نے تدبیر کی اُسکا یہ انجام ہوا سعد بارہ دری مین آئے دیکھا قریب
مسند کے قفس رکھا ہی اُس قفس مین وہ مہ جبین سرنگون بیٹھی ہی سعد کو جو آتے دیکھا
پکار کر آواز دی کہ ای شہریار اس طرف تشریف لائیے مگر زمین کن نے تلوارین اور
خنجر برسائے کسی سحر نے تاثیر نہ کی تب خیال مین گذرا کہ نکل چلون بادشاہ کو خبر کرون کہ
طلسم کشا آگئے اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا یقین ہی وہ کوئی تدبیر کرین یہ سوچ کر اپنے کو
زمین پر گرادیا غلطک مار کر قمری بنی چاہا اُڑتی ہوئی نکل جاؤن سعد نے کمان کیانی
کاندھے سے اُتاری اور ترکش سے تیر نکالا تاک کر تیر مارا ہر چند زمین کن نے اپنے کو
بچایا مگر نہ بچی تیر سینے کو توڑ کر پار گذرا سعد نے جب دیکھا کہ زمین کن قتل ہوئی باغ
ویران ہوگیا چاہا کہ قفس سے ملکہ کو نکالون کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے طلسم کشا
خبردار قفس پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ پُھک جائیگا مگر سعد نے اُس آواز کا خیال نہ کیا قریب
قفس پہونچے اور قفل توڑا چاہتے تھے کہ ملکہ کو نکال لین یکایک ایک دیو کو دیکھا کہ دار
ہلاتا ہوا آتا ہی اور پُکار رہا ہی کہ خبردار قفس سے ملکہ کو نہ نکالنا شاہ نے طلب کیا ہی
اس حکیم نے بڑا فساد کیا کہ تم کو اپنے گھر مین جگہ دی یہ کہتا ہوا جو قریب پہونچا سعد
بھی مقابلے مین آئے اُس دیو نے چرخ دے کر دار کا وار کیا سعد نے تلوار سے
دار کو قلم کیا دیو نے جھلا کر چنگل مارا کہ دبوچ کر لیجاؤن سعد نے کلائی تھام کر ایک
جھٹکا مارا کہ دیو سامنے آیا ایک گھونسا مارا دیو کی پسلیون پر پڑا دیو فریاد کرنے لگا
کہ ای طلسم کشا مین اپنی سزا کو پہونچا اب گستاخی نہ کرونگا امان دیجیے سعد ٹھہر گئے مگر
کلائی دیو کی تھامے ہوے ہین دیو نے عرض کی کہ ای شہریار مین ہمراہیان عفریت

سے ہون جب آپ کے دادا جان نے اُسکو قتل کیا تو ہمراہی اُسکے بھاگے مین بھاگ کر
دامنۂ طلسم مین آیا یہان کا شاہ جو ہی جنجال تاجدار وہ مجکو سحر سے پکڑ لایا اس مقام کا
نگہبان کیا ہی وعدہ تھا کہ اگر تو طلسم کشا کو مار لیگا تو تجکو رہائی حاصل ہو گی مگر مین
اپنی بدبختی سے قید ہی رہا اب چاہتا ہون کہ کلمہ پڑھائیے بخدمت آسمان پری
بھیجد یجیے مین حضور کو صبح و مساد عائین دیا کرونگا دیو نیرنگ میرا نام ہی میری رفاقت
سے آپ بہت خوش ہونگے دربار شاہ مین پہونچا دُونگا یقین ہی کہ شاہ بہت برہم ہو
مگر آپ کا کیا کر سکتا ہی مین نے کیا کوئی طریقۂ اُٹھا رکھا مگر آپ پر غالب نہ ہوا ورنہ
گرفتار کر کے لیجاتا اب آپ لوح ملاحظہ فرمائیے جو لوح حکم دے وہ کیجیے سعد شہریار
نے بسم اللہ کہکر لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ دیو نیرنگ سچ کہتا ہی اسکے
ساتھ بارگاہ شاہ مین جاؤ جو معاملہ درپیش ہو بدون ملاحظۂ لوح کام نہ کرنا یہ
طلسم عجائب و غرائب سے مملو ہی ہر اہل دربند کو یہی آرزو ہی کہ آپ کو گرفتار کرے
مگر اپنے کو بچائے رہو فتاحی طلسم کی کرو سعد نے لوح کو دیکھکر فرمایا کہ ای نیرنگ
ہم کو دربار شاہ مین لے چلو ملکہ نے جب دیکھا کہ سعد شہریار جانے پر آمادہ ہین
بلبلا کر عرض کی کہ ای شہریار یہ کنیز اکیلی بارگاہ مین رہیے کیونکر اس جگا کو سے یہ سُنکر
دیو نیرنگ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم آپ نہ گھبرائیے مین سعد شہریار کو پھر اسی مقام پر
لے آؤنگا یہان کا بادشاہ بڑا ظالم ہی اگر اُس ملعون نے جنگ کی تو سعد شہریار
کا کیا کر سکتا ہی ملکہ نے کہا کہ بسم اللہ تشریف لیجائیے خدا آپ کو مظفر و منصور کرے
دیو بادشاہ کو کاندھے پر سوار کر کے لے چلا باغ سے نکلا تھا کہ سمت صحرا سے گرد اُڑی
نعرہ ہوا کہ منم جنجال جادو او طلسم کشا تو نے زمین کن کے ساتھ کیا کیا کیونکر باغ سے
نکلا سعد نے فرمایا وہ ملعونہ داصل جہنم ہوئی جنجال جادو نے فوج کو حکم دیا کہ طلسم کشا کو
گرفتار کر لو چہار طرف سے ساحر ٹوٹے حملے کرنے لگے جسنے حملہ کیا سعد شہریار نے لوح
سامنے کی وہ ساحر جل کر خاک ہوا جب فوج نے انتہا کا بلوہ کیا سعد نے لوح کو ہاتھ
مین لیا اور چہار جانب جنبش دی ہزارہا ساحر جل کر گرے دو تین مرتبہ لوح کو جنبش جو دی

کئی ہزار ساحر جل کر خاک ہوے دیو نے جو دیکھا کہ جنجال بھاگا بھاگا پھر رہا ہی ایک چنگل مار کر جنجال کو اُٹھا لیا اور مُنھ مین ڈال کر نگل گیا مگر پیٹ پیٹنے لگا اِسوجہ سے کہ پیٹ کے اندر سے ہلڑ کی آواز آتی تھی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من جنجال جادو بود سعد نے دیو سے اشارہ کیا کہ دربار مین اغلام شاہ کے لیچلو وہان بھی اپنے کو ظاہر کرون دیو نے سعد شہریار کو کاندھے پر سوار کر لیا اور اُڑتا ہوا چلا راہ مین دیکھا کہ ایک قصر معقول بنا ہی دروازے پر اُسکے نگہبان و پاسبان بیٹھے ہین قصر مین ایک تخت زبرجدی بچھا ہی اُسپر اغلام شاہ بیٹھا ہی کئی سو طفلان ماہ طلعت گرد بیٹھے ہین اُنسے اختلاط کر رہا ہی دور سے جو دیکھا کہ دیو نیرنگ ایک جوان آفتاب جمال کو اپنے کاندھے پر سوار کیے لاتا ہی پکار کر آواز دی کہ ای دیو نیرنگ آج کس طور سے آتا ہی دیو نیرنگ نے جواب دیا کہ ای اغلام شاہ مین تیری فکر مین ہون طلسم کشا کی اطاعت کی اب اِنھین کے ساتھ رہونگا اغلام شاہ اپنے مقام سے اُٹھا اُن لڑکون سے کہا کہ طلسم کشا کو مار لو مجھ تک نہ آنے دو وہ لڑکے بڑھ کر مٹک مٹک کر سحر کرنے لگے مگر کیا ہوتا ہی سعد شہریار لوح کو سامنے کر دیتے ہین سحر اُن لڑکون کا باطل ہو جاتا ہی کئی سو طفل مارے گئے جب سحر نے تاثیر نہ کی تو اغلام شاہ نے آواز دی کہ افسران فوج کہان گئے نیرنگ نے بڑی بدعت کی کہ طلسم کشا کا سامنا کرا دیا وہ سالہا سال فکر کرتا تو اس دن کا ہونا ممکن نہ تھا افسران فوج کو بلاؤ کہ صحرا سے گرد اُڑی ساٹھ ستر ہزار جادوگر پرے جمائے ہوے آئے میدان مین جمنے لگے صفین باندھ کر کھڑے ہوے مگر اغلام شاہ چاہتا ہی کہ مجمع فوج مین پہونچون طلسم کشا کو گرفتار کر لون مگر کیا مجال ہی کہ وہ قریب اُس شہریار کے آسکے تیغے کو جنبش دے رہا ہی جب جنبش دیتا ہی تلوارین برستی ہین اِسی کے لشکر والے قتل ہوتے ہین ہر طرف سے فریاد فریاد کی صدا بلند ہی لیکن کوئی سحر تاثیر نہین کرتا نیرنگ نے چنگل مار مار کے بہت سے ساحرون کو کھا لیا کہ دوسری گرد صحرا سے اُڑی سعد شہریار نے دیکھا کہ پشت مرکب پر ایک جوان تاجدار گھوڑے کو اُڑائے ہوے چلا آتا ہی پشت پر بارہ

چودہ ہزار جوان آتے ہی للکارا کہ او اغلام شاہ کیون شامت آئی ہو مفت مین
مارا جائیگا یہ کہکر تلوار نیام سے کھینچ کر جھپٹا ساحرون کو قتل کرنے لگا جو ساحر مقابلہ
مین آیا اُسکو فوراً قتل کیا اس طرح وہ تاجدار لڑ رہا ہو کہ اغلام شاہ مع لشکر عاجز
ہو رہا ہو اور وہ تاجدار پکار رہا ہو کہ او اغلام شاہ تونے بڑی بے ادبی کی یہ
نہ سمجھا کہ یہ فرزند صاحبقران ہین انسے کون لڑ سکتا ہو مگر مین تجھے سزا دیتا ہون اب
کہان جائیگا کیونکر جان بچائیگا اغلام تلوار کھینچے ہوے تھا ہاتھ مارا تاجدار نے اُسکی
تلوار کو تلوار پر روکا اغلام کو لپٹ گیا آپس مین کشتی ہونے لگی مگر تاجدار اغلام
پر غالب آیا اُٹھا کر دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سر اغلام کا کھینچ لیا اُن طفلان ماہ طلعت
کو ساتھ والون نے تاجدار کے قتل کیا تھوڑے عرصے مین میدان صاف ہو گیا اُس
تاجدار نے آکر قدمون کو بوسہ دیا کہا اے شہر یار جمال تاجدار میرا نام ہو ہمیشہ یہی آرزو
رکھتا تھا کہ حضور سے قدمبوس ہون شکر ہو پروردگار کا کہ آپ میرے ہی زمانے مین تشریف
لائے اب قلعے مین تشریف لے چلیے کل اہل قلعہ آپ کے مشتاق ہین بادشاہ اسلام اُس
تاجدار کے ساتھ چلے تاجدار نے کہا کہ اے شہر یار آپ نے لوح کو ملاحظہ کیا سعد
نے فوراً ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ جو یہ تاجدار کہتا ہو اُس مین فرق نہین ہو اسکے
ساتھ بلا تکلف جائیے یہ کبھی بدی نہ کریگا بادشاہ تاجدار کے ساتھ ہوے تھوڑے
عرصے مین اول اُس باغ مین آئے ملکہ کو ساتھ لیا وہ تاجدار تخت سے کود پڑا ملکہ
کو تخت پر سوار کیا ملکہ شرم سے سر جھکائے ہوے ہین وہ تاجدار پایۂ تخت پر ہاتھ
رکھے ہوے ہو سعد شہر یار سب کے آگے نوبت و نقارے بجتے ہوے سب طرف قلعۂ
جمالیہ کے چلے جب قریب قلعہ پہونچے دیکھا عجب اُداسی قلعے پر چھائی ہوئی ہو لیکن
بادشاہ خاموش ہین ملکہ نے کہا کہ اے جمال تاجدار قلعے پر اُداسی کیون ہو جمال
نے کہا کہ اب شہر یار سے عرض کرونگا تو حال میرا ظاہر ہوگا دھوم سے شاہ کو لیکر
قلعے مین آیا سعد شہر یار نے دیکھا کہ شہر آباد رعایا دل شاد ہو تمام دکانون مین
دکاندار بیٹھے ہوے طلسم کشا کو دعائین دے رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ خدا

اس ملک کو آباد رکھے طلسم کشا کے دم سے آبادی ہی ہر دکاندار دکان سے اپنی اُٹھا
اور سعد کو سلام کیا بادشاہ لشکر اسلام کے دونون ہاتھ چلے جاتے ہین جواب سلام
دے رہے ہین سب کا سلام لے رہے ہین وہ تاجدار بادشاہ پر سے زر و جواہر نثار
کر رہا ہی سائل ہنگامہ کرتے ہوے ہمراہ ہین قریب دار الامارہ آکر پہونچے جمال شاہ
کو یہ بھی خیال ہی کہ بادشاہ کو کوئی تکلیف نہ ہو جمال شاہ بادشاہ و ملکہ کو اندر لے گیا
ملکہ کو تخت پر بٹھایا بادشاہ کے لیے دنگل زرین حاضر کیا جب بادشاہ بیٹھ چکے تو اُس
تاجدار یعنے جمال شاہ نے پکار کر آواز دی کہ ہان یارو اب حال بیان کرو افسرون
نے کہا کہ حضور سے بہتر کون جانتا ہی سعد نے فرمایا کہ ای جمال تاجدار حال اپنا
بیان کرو کیون مکدر ہو جمال تاجدار نے دست بستہ عرض کی جب حضور شراب وغیرہ
پی چکینگے تب عرض کرونگا یہ کہکر اشارہ کیا کہ ای ملکۂ عالم شراب حاضر کرون ملکہ نے سر جھکا کر
جواب دیا کہ ای جمال تاجدار تم کو اختیار ہی جمال تاجدار نے فوراً جام پیش کیا بادشاہ
جام پی گئے جمال تاجدار نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار عجب جفا بین ہون میرا
فرزند گلرنگ پرزور نام ایسا جری و بہادر تھا کہ اس اطراف مین اُسکا کوئی مثل و
نظیر نہ تھا بارھوان تیرھوان برس شروع ہوا جرأت کا اُسکی شہرہ ہو گیا ایک پہلوان
برائے مقابلہ آیا اُسکو میرے فرزند نے زیر کیا جب وہ پہلوان زیر ہو کر آیا تب اُسنے
ظاہر کیا کہ سامنے جو پہاڑ ہی اُس مین ایک جوان رہتا ہی نہایت زبردست ہی تمام
دنیا مین مشہور ہی کہ اُس سے کوئی نہین لڑ سکتا اُسنے میری معشوقہ لے لی ہی چونکہ میرے
فرزند کو دعوی جرأت تھا یہ حال زار سُن کر اُس جوان کو ساتھ لیکر سامنے پہونچا اور
وہ جوان کوہی کوہ سے نکلا میرے فرزند نے اُس سے اُس جوان کی معشوقہ طلب کی
اُس جوان کوہی کو بہت ناگوار معلوم ہوا اور کہا کہ او بچیا تو کون ہی اور یہ کیا
بکتا ہی آخر اُس جوان کوہی سے اور میرے فرزند سے مقابلہ ہوا میرا فرزند دو پہر
کامل لڑا آخر اُس جوان کوہی نے زیر کر لیا اور اُس پہلوان کو جسکو میرے فرزند نے
زیر کیا تھا اُسی وقت ہاتھ تلوار کا مار کر قتل کیا معشوقہ اور میرے فرزند کو لے کے

درہ کوہ مین چلا گیا سال بھر سے میرا فرزند اُس درۂ کوہ مین قید ہو مین نے سنا ہو
کہ وہ معشوقہ اُس جوان کوہی سے نفرت کرتی ہو ہر چند کہ اُسنے جبر بھی کیا مگر وہ کسی طرح
قبول نہین کرتی بلکہ قاعدے سے پایا جاتا ہو کہ میرے فرزند پر مائل ہو مگر اُس جوان
نے دونون کو علیحدہ علیحدہ قفس ہاے آہنی مین رکھا ہو بلکہ ایک روز ارادہ کیا تھا کہ
میرے فرزند کو قتل کر ڈالے تو اُس معشوقہ نے کہا کہ او ظالم جفا شعار اگر اسکا ایک
موے جسم بھی میلا ہوگا تو یہ سمجھ لے کہ مین فورًا اپنی جان دیدونگی سعد شہریار نے فرمایا کہ
اے جمال تاجدار تم کیون اسقدر رنجیدہ ہوتے ہو ہم تمھارے فرزند کی رہائی کی
تدبیر کرین گے اور انشاء اللہ تعالے وہ تم سے ملیگا صرف تم مجکو چلکر نشان اُس
مقام کا بتا دو جمال تاجدار سعد شہریار کو ساتھ لیکر طرف کوہ کے چلا جب سعد
قریب کوہ پہونچے تو ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او جوان کوہی درۂ کوہ سے باہر نکل یا
جمال تاجدار کے فرزند کو حوالے کر یہ نعرہ کرکے بادشاہ ٹھہرے تھے کہ اندر سے
درۂ کوہ کے ایک جوان نہایت لحیم و شحیم قد کلان گینڈے پر سوار بجوش وخروش
باہر آیا پکار کر آواز دی کہ منم قتال کوہی او جوان تو کون ہو کہان سے گریبان تیرا
پنجۂ اجل مین پھنسا ہو مین نے جمال تاجدار کے بیٹے کو قید کیا ہو اور معشوقہ بھی اُسکی
قید ہو ان دونون کے جنازے نکلین گے زندہ مجھسے کون لے سکتا ہو سعد نے کہا
کہ او قتال اُن قیدیون کے قفس منگوا کر میدان مین رکھدو یا تم لیجاؤ یا ہم لیجاوین
قتال نے کہا کہ آپ کا نام نامی کیا ہو سعد نے فرمایا کہ نبیرۂ صاحبقران بادشاہ
لشکر اسلام براے فتاحی طلسم نوخیز جمشیدی آیا ہون لوح طلسمی دیکھو گلے مین
پڑی ہو یہ سُن کر قتال نے کہا کہ او سعد شہریار تمھارے واسطے نامہ آیا تھا خداوند
جمشید ثانی نے لکھا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے لاؤ مین نے کچھ خیال نہ کیا یہ قدرت
خداوندی ہو کہ تم کو گھیر کر یہان بھیجا میرے ہاتھ سے یہان زیر ہونا بدا تھا سعد نے
کہا کہ اب حال کھل جائیگا یہ سُن کر قتال نے نیزہ مارا سعد شہریار مصروف نیزہ بازی
ہوے مگر قتال چھایا ہوا ہو چاہتا ہو ایسا نیزہ مارون کہ سینے کو توڑ کر پار گذر جائے

مگر سعد روک لیتے ہین ایک مقام پر سعد نے نیزہ قتال کا گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے قتال کے نکل گیا قتال کو بہت ناگوار ہوا کہا ای سعد شہریار سب فنون سپہ گری مین تم کامل و اکمل ہو مگر اب وار تلوار کا کرتا ہون کہ اگر پہاڑ پر مارون تو تا بیخ کاٹون نخل کو بیک ضرب شمشیر قلم کرون اس وار کو روکو تو جانون کہ بیشک بڑے بہادر ہو سعد نے فرمایا مین تیرے سامنے موجود ہون جس طرح چاہ وار کر وہ حافظ حقیقی بچائیگا قتال نے ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا قتال پست پڑا مگر ناز کرتا تھا کہ ای سعد شہریار آج تک سوائے تمھارے کسی نے وار میرا نہین روکا ایک وار مین پست کر دیتا ہون میرے وار سے کوئی بچتا نہین مگر تمنے بڑا کمال کیا کہ کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اب کیا کشتی لڑو گے سعد نے کہا کہ مین یہی چاہتا ہون کہ کوئی عذر باقی نہ رہے اگر مرد کے دل مین حوصلہ رہ گیا تو پھر سرکشی کریگا قتال نے کہا کہ مین اتنا کہے دیتا ہون کہ زور میرا قہر خداوند ہے مگر خیر کشتی کا بھی حوصلہ نہ باقی رہے یہ کہکر گینڈے سے اُترا سعد سے کشتی ہونے لگی وہ بادشاہ قلعہ بھی دور سے دیکھ رہا ہی کہ جب سعد ٹکر لڑاتے ہین تو ایسے دو چار گھسے لگاتے ہین کہ قتال عاجز ہو جاتا ہی اُلجھ اُلجھ کر لڑ رہا ہے ایک مقام پر پکار کر آواز دی کہ او جوان یہ زور آخر کرتا ہون سعد نے کہا کہ بسم اللہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہے قتال سعد کو لے دوڑا سات قدم ریل کر لایا وہان پر آکر سعد نے لنگر مارا اوپر آکر قتال کو ہی چھایا ایک زور اس طرح کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی اُکھیڑ لیتا مگر اُس کوہ وقار کے لنگر مین جس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون سعد تڑپ کر اُٹھے ریل کر لے دوڑے پندرہ قدم ریل کر لائے وہان پر لا کر کلہ مارا دونون گھٹنے قتال کے آشنا بہ زمین ہوے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر نعرۂ شیرانہ کیا لنگر قتال کا اُکھیڑا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا قتال کے ہوش اُڑ گئے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار الامان مین اطاعت کرتا ہون سعد نے قتال کو چھوڑ دیا قتال نے قدمون کو بوسہ دیا جمال کے

بیٹے کو لایا قفس دوسرا جسمین وہ نازنین تھی وہ جو لا کر رکھا بادشاہ نے پوچھا کہ ای نازنین تیرا وارث تو مارا گیا اب تو عقد پر راضی ہی اُسنے طرف فرزند جمال تاجدار کے اشارہ کیا بادشاہ نے اُسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی اور اُس نازنین کا عقد ساتھ فرزند جمال کے کیا لیکن جب قتال مسلمان ہوا اور عقد سے شہریار کو فراغت ہوئی قتال کوہی اور گلرنگ پرزور کو ساتھ لیا قتال کے یہان مال بہت سا تھا کیونکہ اسنے اسطرف کا راستہ بند کر دیا تھا جو اس طرف آتا تھا اُسکو لوٹ لیا کرتا تھا وہ مال سب لدوا کے سعد شہریار کے ہمراہ ہوا بادشاہ بڑی دھوم سے داخل قصر جمالیہ ہوے سلاسل گلگون پوش کو خبر ہوئی کہ سعد شہریار آتے ہین بالاے قصر آکر بیٹھی دیکھا دروازے کیطرف سے گرد اُڑی آگے آگے سعد شہریار ایک طرف قتال کوہی اور ایک طرف گلرنگ پرزور اور جمال تاجدار انتظام کرتا ہوا آتا ہی بیٹے کو جو پایا ہی بہت خوش ہی ملکہ نے بڑی تعریفین کنیزون سے کہا کہ کیا کمال کیا ہی کہ قتال ایسے زبردست کو زیر کیا اسکے زور کی تمام طلسم مین دھاک تھی سوداگر لوگ شکایت کرتے تھے کہ ادھر سے راستہ بند ہی مگر بادشاہ نے بڑا کمال کیا اسکو زیر کر کے اپنا رفیق بنایا اب ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہیگا سعد آکر داخل دار الامارہ شاہی ہوے رفقا گرد و پیش بیٹھے طائفے عمدہ عمدہ حاضر ہوے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

دل یہ کہتا ہی حسینونکا گنہگار ہون مین ۔۔۔ یہی باعث ہی جو زلفون مین گرفتار ہون مین
لیکے مین نقد دل آیا ہون ترے کوچے مین ۔۔۔ تو ہی گر غیرت یوسف تو خریدار ہون مین
تو عیادت کو نہ آیا کبھی ای رشک مسیح ۔۔۔ ایک مدت سے ترے ہجر مین بیمار ہون مین
چھٹنا مشکل ہی یہی دل کی صدا آتی ہی ۔۔۔ پیچ مین زلف حسینان کے گرفتار ہون مین
عشق اک طفل برہمن سے ہوا ہی مجکو ۔۔۔ ناصحا اسلیے پہنے ہوے زنار ہون مین
قبر مین شانہ ہلا کر وہ مرا کہتے ہین ۔۔۔ ہی نئی بات کہ تم سوتے ہو بیدار ہون مین
مین نے ای دل جسے معشوق بنایا صد حیف ۔۔۔ اب وہ کہتا ہی تری شکل سے بیزار ہون مین
بخشش ہی دیگا گنہ میرے خدا ای سطوت ۔۔۔ دلسے احمد کے نواسے کا عزادار ہون مین

رات بھر سامان عیش و نشاط رہا صبح کو سعد شہر یار نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ
مناسب یہ ہو قلعۂ جمالیہ تسخیر ہو چکا اور قتال کو بھی سلمان ہوا مرحلۂ آفتاب شکست کرو
اُسکے بعد مرحلۂ شعلہ ستان پڑیگا بڑی شکل واقع ہوگی سعد شہر یار نے قتال سے پوچھا
مرحلۂ آفتاب کہان ہو قتال نے کہا اور تو مین نہین جانتا مگر میرے پہاڑ کے سامنے
ایک باغ ہو آٹھوین دن ایک آفتاب نکلتا ہو ہزارہا طائر آکر جمع ہوتے ہین اور شہنشاہ
طائران موسیقار آتا ہو آتشی راگ گاتا ہو کہ جسکو دیپک کہتے ہین اُس آفتاب سے
آگ گرتی ہو تمام صحرا آتش بہار ہو جاتا ہو لاکھون طائر جلتے ہین زمین سے شعلے نکلنے
لگتے ہین جب طائر جل چکتے ہین تو موسیقار بھی جل جاتا ہو پھر اُسی آگ سے دیو پیدا
ہوتے ہین اور آواز دیتے ہین کہ جسکو منظور ہو ہمسے مقابلہ کرے ہم وہ دیوزاد
ہین کہ جنھون نے مٹتے ہوے سلطنت سلیمان کو دیکھا کون ایسا جلیل ہو کہ ہمسے مقابلہ کرے
اور جان سے محفوظ رہے اگر طلسم فولاد ہو تو ہم اُسکو توڑین شاید وہ ہی مرحلہ ہو سعد
نے کہا کہ ہم چل کر دیکھین گے قتال سعد کو لیکر چلا قلعے سے نکل کر درۂ کوہ مین آئے
درۂ کوہ سے نکل کر ایک صحرائے وسیع دیکھا بیچ صحرا مین ایک حوض پایا اُسمین فوارہ
لگا ہو تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ ہزارہا زاغ و زغن آئے اُنھون نے پرون سے
جاروب کشی کی جب جاروب کشی ہو چکی تو طائر آنے لگے کوئی طائر پرند ایسا نہ تھا کہ
نہ آیا ہو سب صحرا مین جمع ہوے جب جمع ہو چکے اور دن سوا پہر آیا تو اُس باغ سے
روشنی پیدا ہوئی ایک آفتاب مدور مثل آفتاب اصلی کے روشن آکر قایم ہوا یکایک
آسمان پر غل اٹھا ہو اسب نے دیکھا کہ ایک طائر معقول پر اُس کے ہفت رنگ منقار مثل
آفتاب چمکتی ہوئی ایک طائر پر سوار آکر پہونچا وہ طائر جو حوض مین فوارہ بنا تھا اُسپر
آکر بیٹھا سب طائران پرندے جنگل بھرا ہوا ہو سب طائر گوش بر آواز ہین وہ جو
طائر آسمان سے آیا موسوم بہ موسیقار ہو اُسنے یکایک منقار کھولی اور زمزمہ سرائی
کرنے لگا منقار مین ہزارہا روزن تھے ہر روزن سے ایک ایک راگ پیدا ہونے لگا
یہان تک دیپک کی تانین مارین کہ حوض کا پانی کھولا اور کھول کر خشک ہوا بعد اُسکے

آفتاب مین حدت زیادہ ہوئی اور شعلۂ آتش گرا موسیقار جلنے لگا جب طائرون نے
جلنا موسیقار کا دیکھا اپنے اپنے مقام سے اُڑے چاہتے تھے جھپٹ کر آگ بجھائین مگر
خود آگ مین جلنے لگے جسقدر طائر صحرا مین پھیلے ہوے تھے سب آکر موسیقار پر گرے
یہان تک شعلۂ آتش بھڑکے کہ سب طائر جلنے لگے حوض کا پانی خشک ہو گیا تھا آفتاب
مین وہ حدت ہی کہ ہر برگ و بار سے آگ نکل رہی ہی تمام صحرا آتش بہار ہو گیا جسقدر
طائر جمع ہوے تھے سب جل رہے ہین اور درختون سے آگ برس رہی ہی تھوڑے
عرصے مین سب جل جل کر خاک ہوے سعد شہریار کھڑے دیکھ رہے ہین حدت آفتاب
انتہا پر پہونچی ہی آخر یہ نوبت ہوئی کہ سب طائر جل کر خاک ہوے انبار آتش لگا ہی ایک
دیو کلان اُس آگ سے نکلا چوبدست آہنی اُسکے ہاتھ مین تھی اُس چوبدست کو کھڑا ہو کر
ہلانے لگا اور آواز دیتا تھا کہ ہان بھائیو نکلو طائر جل چکے تمھارے خروج کا وقت ہی
جب آواز دیتا ہی دو چار دیو آگ سے نکل آتے ہین تھوڑے عرصے مین تعداد طائرون
کی جیسی تھی ویسی ہی بے گنتی دیو پیدا ہو گئے پرے باندھ کر کھڑے ہیے وہ دیو کلان
جو پہلے سب سے نکلا تھا وہ پرے سے نکلا چوبدست کو ہلایا کیا آواز دی کہ ای طلسم کشا
کیا بہ نگاہ حیرت دیکھ رہے ہو یہی وقت جرأت ہی سعد نے لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا
اُس مین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات یہ وقت جرأت ہی ان سب
دیوزادون پر جا پڑو اور تلوار کھینچو سعد شہریار نے بڑھ کر نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ
منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + منم شیر دل صف شکن نوجوان +
نہال گلستان صاحبقران + نعرہ شیرانہ کر کے غول پر دیوزادون کے جا پڑے جس کو
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر لاش دیوزاد زمین پر گری اور غائب ہو گئی سعد شہریار
رستمانہ لڑ رہے ہین ہر چند کہ دیوزاد حربے لگاتے ہین مگر بادشاہ پر کسی کا حربہ تاثیر نہین
کرتا ایک نے داہنی طرف سے وار دار شمشاد کا کیا دوسرے نے بائین پر سے چوبدست
اُٹھائی سعد بیچ مین سے ہٹ گئے اُنکے حربے اُنھین پر پڑے کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا
غرض سعد وہ جنگ کر رہے ہین کہ جس طرح روز قتل عفریت امیر نے جنگ کی تھی روئے

بھڑتے سامنے دیو کلان کے پہونچے دیو کلان نے آواز دی کہ ای طلسم کشا تمھاری قضا دامنگیر ہی یہی تمھارے قتل کی تدبیر ہی یہ کہکر چوبدست آہنی اُٹھائی گردش دیکر سعد پر لگائی فوراً سعد نے تلوار سے دار کو قلم کیا ہاتھ تلوار کا مارا اُس دیو کے دو ٹکڑے کیے جب دیو کلان مارا گیا وہ اُن سب کا افسر تھا سب دیو بھاگنے لگے دروازہ باغ کا کھلا ہوا اُسی باغ مین بھاگ بھاگ کر جاتے ہین تھوڑے عرصے مین سب دیو بھاگ کر اُسی باغ مین گئے سعد طرف باغ کے چلے کہ آفتاب چمکا اور ایک دنا ٹا ہوا آواز آئی کہ ای ساکنان باغ آکر طلسم کشا کو گھیر لو یہ جانے نہ پائین انھون نے تمھارے سردار کو مارا اُسکے خون کا بدلا لو سعد قریب در باغ پہونچے تھے کہ اندر سے باغ کے شتر سوار و سانڈنی سوار و چوبدار و سیاہ دل پیدا ہوے بعد ان لوگون کے ایک تخت زمردی نمایان ہوا اُسپر ایک جادوگر بیٹھا تھا مگر چہرہ اُسکا شعاع آفتاب معلوم ہوتا ہی نگاہ نہین ٹھہرتی تخت پر اسباب سحر بے شمار رکھا ہی پشت پر لاکھون جادوگر اسباب سحر سب کے ہاتھ مین نعرے کرتے تھے کہ طلسم کشا کو مار لو یاروں صحرا سے آفتاب نما مین اِن کو کون لایا تماشا موسیقار کا دیکھ لیا ذرا اب پھر عجائب و غرائب دیکھین سعد نے دیکھا کہ جس مقام پر وہ طائر جلا تھا لکۂ ابر آسمان پر آیا بوندیان پڑین جب خاک پر طائر کی قطرۂ ابر گرا دیکھا ایک بیضہ پیدا ہوا دوسرا قطرہ جو آسمان سے گرا وہ بیضہ شق ہوا چھلکا الگ ہو گیا اُس بیضے مین سے ایک طائر پیدا ہوا جون جون قطرے پڑتے ہین نشو و نما اُسکی ہوتی جاتی ہی تھوڑے عرصے مین پر پیدا ہوے وہ طائر اُڑکر طرف آسمان کے چلا منقار مین روزن تھے زمزمہ سرائی کرتا ہوا جاتا ہی اُن روزنون کی آواز سے یہ اشعار پیدا تھے

نظم

جو مین گلچین بنے رکھے توڑ کر پھول اپنے دامن مین — کلیجہ شق ہوا بلبل کا یہ تڑپی گلستان مین
کہے گر ای پری دیوانہ تیرا جاکے گرم آہین — یقین ہی آگ لگ جائے ابھی صحرا کے دامان مین
جوکی ہی باغبان نے قید صیاد و نکے آنے کی — خوشی سے چہچہے کرتے ہین کیا بلبل گلستان مین
مرے محبوب کے در پر کیا کرتے ہین سب سجدے — نہین باقی رہا کچھ فرق اب گبر و مسلمان مین
یہ وحشت ہی بہلتا ہی نہین بستی مین دل میرا — ترا احسان ہوگا ای جنون لیچل بیابان مین

بہت دل تنگ مثل غنچہ ہین گلچین کے ہاتھون سے
نشیمن بھی بنا سکتے نہین بلبل گلستان مین

شب تاریک مین دل جبکہ مجھ وحشی کا گھبرایا
تو کبین غولون نے روشن مشعلین اکر بیابان مین

لب رنگین پہ زلف اُڑ کی نہانے مین جو آئی ہی
تماشا ہی گھٹا گھنگھور اُٹھی ہی بدخشان مین

نہ پھر کر ہند مین آئین گے ہرگز یہ ارادہ ہی
اگر لیجائیگی تقدیر ای سطوت خراسان مین

وہ طائر یہ آواز دیتا ہوا اسقدر بلند ہوا کہ نظرون سے مخفی ہو گیا سب جادوگر باہر نکلے غلغلا کرتے ہوے چلے کہ طلسم کشا کو مار لو وہ جو ساحر تخت پر سوار ہی آواز دیتا ہی گھیر لو طلسم کشا نے غضب کیا کہ یوں مہران کو مارا اب مناسب یہ ہی کہ خون کا بدلا لو اور طلسم کشا کو قتل کرو ساحرون نے آتے ہی سحر کرنا شروع کیا مگر جسنے سحر کیا برکت لوح سے سحر پلٹا اور ساحر کا کام تمام کیا ہزارہا ساحر مر کر گرا اُس تخت نشین نے بھی کچھ ماش کے دانے پھینکے وہ شعلے ہین کر پلٹے تخت نشین نے اپنے کو بچایا مگر وہ شعلہ ہاے آتش جس ساحر پر گرے وہ جل کر خاک سیاہ ہوا تخت نشین نے جو دیکھا کہ پہلے ہی وار مین کئی ہزار ساحر مرے اور میر السحر بھی جا کر پلٹا کیسے کیسے ساحر مارے گئے ساحر تخت نشین بہت گھبرایا کہتا تھا وہ رفیق مرے کہ جنکا مثل و نظیر نہ تھا آج وہ اس طرح مارے گئے مقام افسوس ہی پھر ساحرون کو آواز دی کہ یارو سحر نہ کرو مقدمہ طلسم کشا ہی لوح طلسمی گلے مین ہی اور لوح محفوظ بھی پہنے ہی شمشیر و تیر سے لڑو حملہ کر کے گرفتار کرو سب ساحرون نے چار طرف سے گھیر لیا تلوار چلنے لگی مگر سعد شہریار لوح کو گردش دے رہے ہین جسپر عکس پڑا وہ جل کر خاک ہوا صدہا ساحر ہاتھ سے سعد کے قتل ہو رہے ہین جسکو تاکا اُس کو مار لیا ایک پہلوان گینڈے پر سوار دو دستی شمشیر زنی کر رہا تھا اور نعرے کرتا تھا کہ منم زنجیر دار جادو میرے ہاتھ کا حربہ کبھی خالی نہین جاتا اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو حلقہ میری غلامی کا اپنے کان مین ڈالتے نام جرأت کو بد دولت کے نام سے ناز ہی اُسنے کہا ای سعد مجھسے مقابلہ کیجیے تو مزہ جرأت کا ملے یہ چند پیادے مارے گئے میرا مثل اِس لشکر مین مثل نہین ہی سعد طرف زنجیر دار کے متوجہ ہوے زنجیر دار نے وار کیا مگر کہتا جاتا ہی یہ تیغ بے دریغ ہی برسون کے جھگڑے دم بھر مین فیصلہ کرتی ہی اگر پہاڑ پر مارون تو اُس کو

تا بہ بیچ کا ٹون میرے ہی خوف سے رستم و اسفندیار نے کفن مین مُنھ چھپایا اگر ہوتے
تو گوشمالی دیتا سعد نے اُسکا وار خالی دیا اور فرمایا کہ کیون اسقدر غرور کرتا ہو نام
جرأت پر مرتا ہو ہماری ضرب تو قبول کر یہ فرما کر تیغہ ہلالی کو چمکایا خبردار خبردار کہہ کر
ہاتھ مارا زنجیر دار چاہتا تھا کلائی پہ ہاتھ ڈالدون مگر چمک سے تلوار کی گھبرایا سپر
فولادی کو سامنے کر دیا تلوار جو چمک کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر خود
کو کاٹا کلہ و جبڑے کو تراشتی ہوئی تا بہ جگر گاہ پہونچی جب زنجیر دار مارا گیا وہ تخت نشین
غل مچاتا تھا کہ یارو وہ پہلوان قتل ہوا کہ جسکے بھروسے پر سارا لشکر لڑتا تھا اب
کون سر پرستی کرے افسر سے فوج کی کمر مضبوط رہتی ہو اب کون کد و کوشش کرے یہ
کہہ کر نقیبون کو اشارہ کیا کہ فوج کے دل بڑھاؤ نقیب بڑھے آوازین دیتے تھے کہ ہان
جوانو وقت ننگ و نام ہو تم لوگون کو جنگ سے کام ہو دارا و کیقباد ایسے بادشاہ
پیوند خاک ہوے سکندر و فریدون اس دنیا سے دردناک گئے لڑو بھڑو نام پیدا کرو نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش ++ جسکو دیکھو وہ ہو پریشان وش +
اس چمن کی ہواے بہمن و دی آستین زن چراغِ عقل پہ ہو ++
خاک جب ہو گئے قدِ رعنا تب ہوا سروِ خوشنما پیدا
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد جعفری نے دکھایا تب رُخ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان + ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گُل ہوا جب چراغ عارض یار تب گلستان مین گل ہوا اظہار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین چشم نرگس جھکی ہو سوے زمین +
شاخ پر ہو جو سیب زیب چمن کسی محبوب کا ہو سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان غافلو کل من علیہا فان +
خاک مین گل رخان جو سوتے ہین باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھ کر بے ثباتیِ عالم ++ ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم +

جب ہوا صرصر خزان کا ڈر	خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس	گُل سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر	کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے تمام ساحر باوہ کر کے سعد پر جھکے اب سعد کو دم نہین لینے دیتے چہار طرف سے حربے پڑرہے ہین مگر سعد اُنکے بیچ مین لڑرہے ہین اسقدر بلوہ ہی کہ سعد شہریار گھبرا گئے آخر بیقرار ہو کر دست دعا طرف آسمان کے بلند کیے اور پُکار اُٹھے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر ای قاضی الحاجات و ای دافع البلیات اس بلا کو رد کر یکایک تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک تخت یاقوتی پر حکیم فلاسفۂ ثانی ظاہر ہوے اور آتے ہی نعرہ کیا کہ ای شہریار یہ غلام آپ کا آپہونچا ماشاء اللہ ایسے بلوے کو خوب رد کا کون آپ کا ہمسر ہی جرأت مین کون آپ سے بہتر ہی مگر جس مقام پر دہ آفتاب چمک رہا ہی اُس طرف سے تخت گذرا آفتاب سے برق چمکی ایک شعلہ گرا کہ تخت حکیم صاحب کا ٹوٹا مگر حکیم نے اپنے کو سنبھالا ایک عقاب بلند پرواز پہلو سے پیدا ہوا حکیم صاحب اُسپر سوار ہوے تخت تو گر گیا مگر سنبھل کر بغل سے کتاب نکالی ایک نقش نقل کیا آفتاب کے سامنے وہ نقش دکھایا جیسے ہی نقش کا عکس پڑا آفتاب تھرایا حدت موقوف ہوئی ایک دناتا ہوا دیکھا ایک ساحر قوی تن و قوی من موسوم بہ آفتاب جادو نہایت بدخوا ایک کرگدن مست پر سوار ظاہر ہوا اپنی کیفیت دیکھکر بہت شرمایا کہتا تھا او حکیم تو نے غضب کیا کسی نے مجکو آج تک بصورت اصلی نہ دیکھا تھا مگر تجھے اب زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر کمر سے خنجر نکالا طرف آسمان کے پھینکا حکیم صاحب پر خنجر برسنے لگے طائران خوش الحان پیدا ہوتے ہین اپنے گلے دم خنجر پر رکھتے ہین حکیم صاحب نے للکارا کہ او مردود یہ کیا واہیات سحر کیا ایسے سحر ہمارے گھر کے غلام کرتے ہین ذرا مجھسے تو آنکھ ملا ساحر نے سر اُٹھایا حکیم صاحب نے وہ ہی نقش آفتاب جادو کو دکھایا جیسے ہی اُسکی نگاہ پڑی اُسنے ایک آہ کی اور پھر ایک خنجر کلان چمک کر گرا

آفتاب جادو نے آواز دی کہ ای عقاب سحر تو محافظ جان ہی جلد حاضر ہو یقین تھا وہ خنجر
آفتاب جادو پر گرے کہ پہلو سے سناٹا ہوا ایک عقاب کو دیکھا کہ اُسنے آکر اپنا گلا زیر خنجر
رکھدیا خنجر کے پڑتے ہی سر عقاب کا اُڑ گیا مگر خون سے عقاب کے خنجر بھی پانی ہوکر بہ گیا
ایسے کئی شعبدے ہوے مگر وہ ساحر منہ نہین پھیرتا لڑے جاتا ہی پھر اُسنے ایک دستک دی
اور پکار اُٹھا کہ ای قہار زنگی آکر اس حکیم کا سر کاٹ لے دیکھا پہلو سے ایک جوان
زنگی شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے سامنے آیا پکار کر پوچھا کہ ای آقاے نامدار و ای
مولاے قدر شناس کیون غلام کو تکلیف دی مین قصر گیتی نما مین بیٹھا تھا آپ کی آواز
پہونچی شکر کرتا ہون کہ وقت پر آیا جو فرمائیے وہ بجالاؤن ہر چند کہ جہان آپکا غلام رہتا
ہی بارہ ہزار بھائی میرے ہین سب آتے تھے مگر مین نے کہا کہ صرف مجھکو پکارا ہی اُس
ساحر نے کہا کہ تو مقبول درگاہ سامری و جمشید ہی تجھسے سب طرح کی امید ہی سامنے
جو حکیم کھڑا ہی اسکا سر کاٹ لے زنگی تلوار کھینچ کر چلا حکیم صاحب نے پکار کر آواز دی
کہ ای خورشید شمشیر زن اس زنگی کو لینا پہلو سے ایک جوان حسین و جمیل پیدا ہوا
آکر زنگی سے مقابلہ کیا زنگی کا وار روک کر بہ یک ضرب شمشیر دو پر کالے کیے اسطرح
کی رد و قدح بالاے آسمان ہو رہی ہی مگر وہ جوان زنگی کو مار کر زمین پر اُتر آیا پہلو
مین سعد کے حاضر ہی جانبازی کر رہا ہی آفتاب جادو نے کئی زنگی طلب کیے کئی جوان
طرف سے حکیم صاحب کے آئے زنگیون کو مار لیا اور ہمراہ سعد شہریار کے مصروف
جنگ ہوے آخر آفتاب جادو نے اپنے کو زمین پر گرا دیا ساحرون کو اشارہ کیا
کہ بڑے غضب کی بات ہی ایک شخص تم سے گرفتار نہین ہوتا ساحرون نے پھر بلوہ کیا
سعد نے دیکھا کہ ہر چند پانچ چھ جوان میرے ہمراہ ہین مگر وہ بلوہ ہی کہ ہوش پراگندہ
ہین وہ جوان بھی سینہ سپر کیے لڑ رہے ہین اور حکیم صاحب بھی زمین پر آئے کتاب نقوش
طلسم کھلی ہی جب نقش پھینکا سو دو سو جل گئے ساحر فریاد کرتے ہین کہ ای آفتاب
ہم کیا کرین ہمارا زور نہین چلتا قریب جو جاتے ہین تو بدن مین آگ لگتی ہی حکیم صاحب
نے پکار کر آواز دی کہ ای نقابدار بہادر بڑھے مدد آؤ اپنے عاشق کی مدد کرو

کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار بادلہ پوش مع بارہ ہزار جوانون کے آکر پہونچا اور شریک جنگ ہوا حکیم صاحب برابر نقوش پھینک رہے ہین اُس نقابدار نے جنگ شروع کی وہ بارہ ہزار ہزار ہزار مین بارہ ہزار کو گرا دیتے ہین آخر آفتاب سامنے سے غلغلہ کرتا ہوا بھاگا کہ یا خداوند سامری و جمشید یہ کیسی مصیبت ہو کہ سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا قدم اُٹھے جاتے ہین اس نقابدار نے تو آفت برپا کی حکیم نے ہزارون کو جلا دیا حکیم نے جب دیکھا کہ آفتاب چاہتا ہو بھاگ کر باغ مین چلا جاؤن تو پکار کر آواز دی کہ ای نگہبان در عمل خوانی حریف جاتا ہو اسکو لینا سب نے دیکھا کہ ایک جوان نہایت وضعدار کا کلین دوش پر خود زرین بالاے سر سپر مثل قرص قمر پشت پر تیغۂ ہلالی چمکاتا ہوا باغ سے نکلا اور آفتاب کو للکارا کہ او بھگوڑے کہان جاتا ہو آفتاب نے پلٹ کر گولہ مارا وہ جوان پیچھے ہٹا نقابدار بادلہ پوش نے جو دیکھا کہ اگر آفتاب باغ مین پہونچ گیا تو پھر دستیاب ہونا مشکل ہوگا گھوڑا چمکا کر سامنے آفتاب کے آیا آفتاب نے کئی گولے مارے مگر نقابدار نے وہ گولے دفع کیے اور قریب آفتاب آیا نیزے کو گردش دے کر سینے پر آفتاب کے مارا کہ پشت کو توڑ کر نیزہ پار گذرا اُکھیڑ کر زمین پر مارا کہ اعضا چور چور ہوے آفتاب کے مرتے ہی سب ساحر بدحواس ہوے لڑ بھڑ کر لاشہ آفتاب کا اُٹھایا طرف صحرا کے روانہ ہو گئے اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من آفتاب جادو بود سعد شہریار نے حکیم صاحب سے ملاقات کی پوچھا کہ آپ کو کیونکر خبر ہوئی حکیم صاحب نے کہا کہ مین ہر وقت گوش بر آواز رہتا تھا قصر جہان نما مین بیٹھا تھا کہ آپ کی آواز کان مین آئی نقابدار کو خبر کر کے برا سے خدمتگزاری حاضر ہوا سعد شہریار نے پوچھا کہ یہ نقابدار کون ہو حکیم صاحب نے کہا کہ آپ قریب جا کر اُسی سے پوچھیے اور باغ مین جا کر صحبت آرا ہو جیے یقین ہو کہ فرحت حاصل ہو سعد شہریار حکیم صاحب سے یہ باتین کر رہے تھے کہ سامنے سے نقابدار آیا سعد نے بڑھ کر آواز دی کہ ای نقابدار بہادر تمنے جس وقت پر آکر مدد کی مگر اپنے نام نامی سے تو آگاہ کرو کہ شکریہ تمھارا ادا کرین

نقابدار نے قریب آکر نقاب چہرے سے اُٹھائی سعد نے دیکھا کہ ملکہ سامع گلگون پوش بصد شوکت ظاہر ہوئین اور ہمراہ سب کنیزین تھین ہاتھ سعد کا تھام لیا اور طرف باغ کے لیچلین کہا ای شہریار آپ لوح نہین ملاحظہ فرماتے یہ مقدمۂ طلسم ہی ایسا نہ ہو کہ دھوکا پڑ جائے اور باعث خرابی ہو ایسی غفلت مین لوح قبضے سے نکل جائیگی اس طلسم مین بڑے بڑے ساحر ہین ناز رکھتے ہین کہ ہمارے سامنے عمل کی کیا حقیقت ہی مگر حکیم صاحب ایسے ہی کامل و اکمل ہین کہ ان مکارون سے ہمیشہ لڑے اور غالب رہے آج تک شکست نہین کھائی ہر طرح اپنے کو بچاتے ہین اس ملک مین رہنا اُنھین کا کام ہی کہ چہار طرف ساحران غدار رہتے ہین اُن سے اپنی جان کا بچانا اور اپنی سرحد پر قبضہ رکھنا انھین کا کام ہی اب آج شب کو اس باغ دلکشا مین صحبت آرا ہو جیسے کل آپکو اختیار ہی کوئی آپ کو نہ رو کیگا ہر مرحلے پر مدد کو پہونچونگی مگر لوح سے غفلت نہ فرمائیےگا سب ساحر اسی فکر مین ہین کہ لوح آپ سے لین تب گرفتار کرین اُس وقت بڑی مشکل ہو گی یہ باتین کرتین سعد کو لیے ہوے اندر باغ کے آئین باغ جنت نظیر تھا گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون ہر درخت سرسبز و شاداب نہرین لاجواب طائران نغمہ سرا درختون پر مبارکباد دے رہے ہین کہ طلسم کشا کو مبارک ہو ایسا جادوگر مارا گیا کہ جسکی ذات سے یہ باغ نجس تھا شکر ہی پروردگار کا کہ آپ کا قدم آیا ہم سب بہت خوش ہوے سرفرازی حاصل ہوئی سعد شہریار بارہ دری مین آکر بیٹھے ملکہ نے اشارہ کیا فوراً ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر حاضر ہوے جام ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک نازنین نہایت حسین و جمیل سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

لب بلب ہونیکا عاشق سے ملال اچھا ہی
پھیر دو بوسہ کسی کا یہ سوال اچھا ہی
اپنا عکس آئنے مین دیکھکے منصف ہو تمھین
کون پیارا ہی بہت کسکا جمال اچھا ہی
کہہ رہا ہی مرے معشوق کے سینے کا اُبھار
سرکشی کا اسی ظالم کے مآل اچھا ہی
بال و پر توڑنے مین شوق اسیری ہی بنا
قفس اچھا ہی کہ صیاد کا جال اچھا ہی

درد دیتا ہی خود اُٹھ اُٹھ کے تسلی مجکو
کیا مزہ وصل کا جب یار نہ دے منہ مین زبان
وائے اُس دردرسیدہ کی بھی تنہائی پر
موت کیون پوچھیگی پھر آنکھ کے بیمارونکو
دیکھ مرکر تو نہ ساقی سری مٹی ہو خراب
سچ تو یون ہی کہ وہ ہی سب شعرا مین بدتر

جی کو ٹھہرا جگر و دل کو سنبھال اچھا ہی
گو بُرا مانے کوئی میرا سوال اچھا ہی
بیکسی پوچھتی ہو جس سے کہ حال اچھا ہی
جب تمھین دیکھکے کہتے ہو کہ حال اچھا ہی
اِس سے بن جاؤن جو کچھ جام سفال اچھا ہی
آپ اچھے ہین جو کہتے ہین جلال اچھا ہی

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا ملکہ نے رات بھر سمجھایا ہی کہ بدون ملاحظۂ لوح کسی سے ملاقات نہ کیجیے گا ایسا نہ ہو کہ کوئی پیچ پڑ جائے لہذا بہت سمجھ کر کام کیجیے گا اب آگے مرحلے مکارۂ حیلہ ساز ہی بڑے بڑے فتور کرینگی بہت سمجھ کر قدم اُٹھائیے گا مجکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو میری شکل بن کر یا حکیم صاحب کی صورت پر لوح کی طالب ہو اُس وقت آپ کو انتشار ہو گا لوح دے نہ دیجیے گا لوح محفوظ و لوح طلسمی کی حفاظت کیجیے گا اب تو لوح کو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے کیا حکم نکلتا ہی سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ فرمایا صاف صاف تحریر تھا کہ کنج باغ مین ایک نخل شمشاد ہی اُسکو جاکر اُکھیڑیے جو عجائب و غرائب ظاہر ہون اُسپر بحکم لوح کاربند ہو جیے سعد شہریار ملکہ سے رخصت ہو کر کنج باغ مین آنے اُس نخل کو اُکھیڑا جب نخل اُکھڑا تو بیخ سے اُسکی ایک اژدہا پیدا ہوا مُنھ کو مثل قبر بلا کے کھولے ہوے شعلہ ہاے آتش مُنھ سے نکل رہے ہین سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ اپنے کو اسکے دہن مین گرا دو سعد نے بلا تکلف اپنے تئین اُسکے دہن مین گرا دیا معلوم ہوا کہ بلندی سے کودا ہون جب پاؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا ایک صحراے وسیع ہی بونڈے گرد کے اُٹھ رہے ہین ہر طرف نخل خشک کھڑے ہین جابجا ریگستان کے انبار لگے ہین موجۂ ریگ رواں دھوکا چشمے کا دیتا ہی صحراے ویران کفِ دست میدان ہی کہ سامنے سے درۂ کوہ کے ایک مادہ غول نکلی پکار کر اُسنے آواز دی کہ اے طلسم کشا کس فکر مین ہو مین تمھین گرفتار کرونگی سعد نے جواب دیا سامنے سے دور ہو اپنے حمایتیون کو بُلا اُس غولنی نے ایک چیخ ماری ہزارہا غول صحرائی ہر گوشے سے

پیدا ہوئے آنکھین مثل مشعل کے روشن شلنگین لگاتے ہوئے شاخہائے نخل ہاتھ مین آکر سعد
کو گھیرا اسعد شہریار اُن سے لڑنے لگے جب دس پانچ غول قتل کیے تو غول یہ کہتے ہوئے
بھاگے کہ یارو بھاگ چلو ایسا نہ ہو کہ ملکۂ عالم کو خبر ہو جائے تو بہت آزردہ ہونگی
اور فرمائین گی کہ ہمارے متعلقین کا پاس نہین کرتے تو کیا جواب دین گے قریب
درۂ کوہ کے پہونچے سعد تعاقب کیے ہوئے جاتے ہین چاہتے ہین ان کو نہ جانے دون
مگر وہ غول جب درۂ کوہ مین پہونچے تو اندر سے درے کے شعلۂ آتش نکلنے لگے غول
تو اُسی مقام پر ٹھہر گئے ایک اژدہے نے سر نکالا چتیان سبز و سُرخ اُسکے سر پر پڑی ہوئین
مُنھ سے شعلے چھوڑتا ہوا نمایان ہوا سعد حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ ہے اب جو دیکھا تو
پشت پر اُسکی ایک جادوگر سوار ہے کوڑا مار آتشین کا ہاتھ مین اژدر کو بڑھائے ہوے
آتا ہے سعد کو دیکھ کر نعرہ کیا کہ کیون او جوان تو نے کچھ خوف نہ کیا اس مقام پر آشوب
پر چلا آیا منم اژدر سوار اب کیونکر جان بچائیگا سعد نے آواز دی کہ او مغرور جو
تجھسے ہو سکے قصور نہ کر اژدر سوار نے ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا ہل گیا صدہا درخت
گرے آواز آئی کہ ای طلسم کشا ذرا سمجھ کر اس سے مقابلہ کرنا اسکا مرنا جینا دونون
باعث خرابی ہے سعد نے اُس آواز کا کچھ خیال نہ کیا اور تلوار کھینچ کر بڑھے اژدر سوار
نے وہ ہی کوڑا مارا اژدہا بلک گیا اور آواز دی اس ستانے سے قتل کر ڈال مجھے تکلیف
ہوتی ہے تیری بدعت پر غولون کو ملال ہوگا سامنے سے بھاگ جائین یہی خیال ہوگا لیکن سعد
نے کچھ خوف نہ کیا اور اژدر سوار پر جا پڑے اژدر سوار نے پھر کوڑا مارا اژدہے نے ایک
چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی صدہا ساحر درے سے نکلنے لگے آکر سعد کو گھیر لیا سعد
لڑنے لگے عین گرمی جنگ ہے سعد نے دیکھا کہ ساحر بڑھتے جاتے ہین اُسوقت بیقراری
مین پکار اُٹھے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر نظم

نہ ماند صاحب دولت نہ تنگدست و فقیر	نہ ملک و مال و خزانہ نہ بادشاہ و وزیر
بغیر حسرت و افسوس و رنج و درد و الم	امیر بر زد دنیائے بے بقا نہ فقیر +
بشکل خاک تعلق بخاکساری دار +	کہ خاک جسم تو آخر خدا کند اکسیر

خدا رحیم و کریم و خدا حکیم و عظیم
زبان کجاست کہ در حمد حق کند تقریر
خداست بندہ نواز و خداست محرم راز
براہ صدق و ارادت ہر آنکہ پا بنہد
جمیع خرد و کلان بندگان حق ہستند
باوج عرش رسد دود آہ مظلومان
مطیع حکم بحلم و ادب جہان گردد
بغیر حمد خدا از زبان مگو ہندی

خدا علیم و خبیر و خدا سمیع و بصیر
کجاست خامہ کہ سازد ادای حق تحریر
خداست اہل کرم قادر و قدیم و قدیر
رسد بمنزل مقصود خود بلا تاخیر
تمام شاہ و گدا و ہمہ جوان ہمہ پیر
خطا نمیکند از مرکز ہدف این تیر
بخلق نیک شود خلق نیک و بد تسخیر
کہ در کلام تو بخشد جناب حق تاثیر

کہ صحرا سے گرد اُڑی نقابدار بادلہ پوش مع بارہ ہزار جوانون کے آکر پہونچا آ کے شریک جنگ ہوا اول غولون کو بھگایا پھر ساحرون پر جھکا دم بھر مین لاشون کے انبار کر دیے سعد کھڑے دیکھ رہے ہین جی مین کہتے ہین کہ نقابدار کیا بہادر ہی دریا جرأت کا بے بہا در ہی غولون کو بھگا چکا اب ساحرون پر گرا چند ساحر مارے گئے آخر شکست کھا کے بھاگے نقابدار خون تلوار کا پونچھتا ہوا قریب سعد آیا عرض کی کہ ای شہریار آپ نے عجائب و غرائب دیکھے یہ مرحلہ مکارہ حیلہ ساز ہی وہ بڑی شعبدہ باز ہی خدا اُسکے مکر سے بچائے بادشاہ نے حیران ہو کر فرمایا کہ ای نقابدار بہادر مین چاہتا ہون کہ آپکے نام نامی سے آگاہ ہون اور صورت زیبا دیکھون نقابدار نے نقاب چہرے سے ہٹائی ایک برق چمک گئی صاف ثابت ہوتا تھا کہ لکہ ابر ہٹا ماہ تابان نکل آیا بادشاہ نے دیکھا کہ وہی معشوق طرحدار صاحب ہوش و جوش ملکہ سا مع گلگون پوش ہی دیکھ کر حیران ہو گئے مگر گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین فرمایا کہ ای ملکہ تمنے بڑی تکلیف اُٹھائی مین حیران ہون کہ تم کو کیونکر خبر ہوئی ملکہ نے کہا کہ ای شہریار دل کی دھڑکن قلب کی تڑپن آگاہ کرتی ہی مجکو ہر وقت خیال تھا کہ صحرا ے غولان مین تکلیف ہو گی اب آگے باغ ہمیشہ بہار ہی وہان تشریف لے چلیے آج شب کو آرام فرمائیے کل صبح کو اختیار ہی سعد ملکہ کے ساتھ راہ طی کرتے ہوے جاتے ہین مگر قدم بہ قدم ملکہ سمجھاتی ہی

کہ ابھی آپ کو کوئی تکلیف نہین پہونچی ہر وہ مکارہ بڑے بڑے فتور کریگی مجھے اسی کا رونا ہو کہ ایسا نہو آپ کسی مکر مین پھنس جائین تو وہان کون معین و مددگار ہوگا اسوجہ سے مین ہر مقام پر حاضر ہونگی کسی خدمت سے مُنھ نہ پھیرونگی چاہتی ہون کہ دشمن قتل ہون آپ محفوظ رہین تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہو ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ ای شہریار یہی باغ ہمیشہ بہار ہو جناب حکیم صاحب نے سر وقت تعمیر اس باغ کے ارشاد فرمایا تھا کہ طلسم کشا یہان تشریف لائینگے ای فرزند جو کچھ ہو سکے خدمت کرنا طلسم کشا صاحب حسب و نسب ہین باپ اُنکے قباد شہریار مادر مہربان دختر سکندر جد اُنکے صاحبقران اور سکندر بادشاہ ملک مغرب تھا تر لاکھ فوج کا حاکم خود جری و بہادر ایسا حسب و نسب کسکو ملا ایسے شہریار کا تشریف لانا باعث فخر و افتخار ہو اب آپ تشریف لیچلیں ملاحظہ فرمایئے گا کہ کیسا باغ بنا ہو اپنے ہاتھ سے حکیم صاحب نے روش پٹریان بنائین نخل اپنے ہاتھ سے لگائے تھالے بنائے خود پانی پہونچایا بادشاہ ہان ہان کرتے ہوے اندر باغ کے تشریف لائے دیکھا باغ خلد نظیر ہی گلہاے رنگارنگ دشگوفہاے بوقلمون کل باغ سرسبز و شاداب پانی نہرون کا لاجواب ہو جین شمشیر بران حباب چشم معشوقان گرداب خنجر آبدار مچھلیان تڑپ رہی ہین کبھی نہنگان خون آشام نکلتے ہین کبھی چشم ماہی سے چراغ جلتے ہین ہر طرف طائرون کی زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی و زیبائی بادشاہ تماشا دیکھتے ہوے وسط باغ مین جو پہونچے دیکھا کہ فرش بچھا ہو مسندین آراستہ ہین کنیزین پھولون کی پنکھیان لیے ہوے حاضر ہین یہی امید ہو کہ بادشاہ کچھ حکم دین تو آنکھون سے بجالائین جو خدمتگزاری ہمارے لیے تجویز ہو باعث فخر ہو کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ ای شہریار حکیم صاحب تشریف لاتے ہین سعد براے استقبال اُٹھے دروازے پر جاکر دیکھا کہ حکیم صاحب میانے مین سوار آکر اُترے سعد نے ہاتھ تھام لیا حکیم صاحب نے پوچھا کہ ای نور نظر دای بادشاہ جمجاہ کوئی تکلیف تو نہین پہونچی بادشاہ نے فرمایا کہ جہان آپ کا اختیار ہو وہان تکلیف کیسی ملکہ نے وہ احسان کیا کہ مین شکریہ ادا نہین کر سکتا حکیم نے کہا وہ

کنیز شاہی ہی خدمت کرنا اُسکا کام ہی اسی وجہ سے وہ نیاب نام ہی آپ کی خدمت سے
کبھی گردن تابی نہ کریگی جس دن گردن تابی کرے آپ کو سزا کا اختیار ہی مین کبھی دخل نہ
دونگا بلکہ برائے خدمتگزاری حاضر ہون کبھی گردن تابی نہ کرونگا یہی چاہتا ہون کہ
خدمت مین مصروف رہون اس حوالی پر دخل پاؤن آپ کی ذات سے یہانکا حاکم
رہون آج تک حکومت کی مگر ساحرون نے ہمیشہ حیران کیا اب آپ کے تصدق سے
آرام پاؤنگا تو نام ہوگا سلطنت کل طلسم کا سرکار کو اختیار ہی جس کو چاہین حاکم
کرین بادشاہ نے فرمایا مستحق سلطنت بہار اعجاز بیان ہی و دیگر سردار حسینان
و ملکہ یاسمن رنگین پوش ان شاہزادیون کو اختیار ہی جسکو چاہین بادشاہ کرین
جسکو چاہین نکال دین پھر حکیم نے کہا امیدوار ہون کہ ذرا لوحین اُتار دیجے مین
انکو درست کراؤن جو احکام نہ ہون اُن کی تدبیر کرون فتاحی مرحلہ جات مین
تقریر کرون بادشاہ نے فوراً لوحین گلے سے اُتار کر حکیم کو حوالے کین حکیم نے لوحین
لیتے ہی بیٹی سے اشارہ کیا ملکہ بھی پہلو سے اُٹھین دونون باپ بیٹیون نے الگ آکر
آواز دی کہ او طلسم کشا دیکھ لوحین یون لیتے ہین اب کیا کہتے ہو بادشاہ نے قبضے
پر ہاتھ ڈالا حکیم نقلی نے اشارہ کیا تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی بادشاہ کے پاؤن
زمین نے تھام لیے سب کنیزون نے غل مچانا شروع کیا کہ ہمارے مالک نے بعنایت خداوند
جمشید کیا کار نمایان کیا کہ لوح محفوظ و لوح طلسمی طلسم کشا سے لے لی بادشاہ نے
دیکھا کہ وہ جتنی کنیزین تھین سب ساحر تھے اور وہ حکیم و معشوقہ دونون میان بی بی
تھے ہلڑ کر رہے ہین کہ طلسم کشا کو پکڑ لیا لوحین لیلین مرد نے حکم دیا کہ ایک ارابہ لاؤ
بخدمت خداوند انکو لیچلو ارابہ تیار ہوکر آیا طلسم کشا کو اُسپر سوار کیا وہ ساحر
گھوڑے پر سوار ہوا زوجہ اُسکی مکارۂ حیلہ ساز تخت پر سوار ہوئی ارابہ لیکر
چلی بادشاہ مجبور و پریشان جی مین کہتے ہین کہ یہ کیا غضب ہوا یہی سب حکیم صاحب
نے سمجھا دیا تھا کہ سمجھ کر طلسم کشائی کرنا مگر افسوس خیال نہ رہا کیا مکر پورا کیا اب دیکھیے
کیا انجام ہو مدت کا سامنا ہی مکارہ تو قید سعد بن قباد لیکر چلی ایک عرضی روانہ کی

خدمت جمشید مین مضمون یہ تھا کہ یا خداوند مطلب ہو گیا طلسم کشا کو لیکر آتی ہون مگر
حکیم فلاسفۂ ثانی قصر جہان نما مین بیٹھے ہین بیٹی سے کہ رہے ہین کہ طلسم کشا مرحلۂ
مکارہ پر پہونچے تو غضب ہوا کہ مکارہ تمھاری شکل پر آئی ہو اور شوہر اُس لکاتہ
کا دامدار جادو میری شکل پر گیا ہو تو بیٹا بڑا غضب ہوا میان بی بی نے ملکر لوح طلسمی
لے لی لو اور ستم ہوا کہ سعد قید ہو گئے ای نور نظر مین تو جاتا ہون جا کر تدبیر کرون اگر
قید بادشاہ کی تا بہ جمشید پہونچگئی تو غضب ہوگا وہ فوراً قتل کا حکم دیگا کئی مرتبہ
دھوکے کھا چکا ہو اب دیر نہ کریگا سامع گلگون پوش رونے لگین کہا ای والد نامدار
مین کیا تدبیر کرون حکیم صاحب نے ایک موتیون کا ہار نکالا بیٹی کو پہنا دیا کہا ای نور نظر
یہ وہ شی ہو کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا تم بھی تدبیر مین جاؤ جو بن پڑے وہ کرو ایسا نہ ہو
کہ خدانخواستہ شہریار قتل ہو جائین تو کیسی مشکل ہو گی یہ کہکر حکیم صاحب تو تخت پر
سوار ہوے ایک طرف چلے ملکہ سامع گلگون پوش نے بھی چار نقش پایہ تخت مین
باندھے تخت پر بیٹھ کر بدحواس و پریشان روتی ہوئی چلین چند کنیزین ساتھ ہین اُنسے
کہتی ہوئین کہ اب مین کیا کرون سطح پر مشکل ہو طلسم کشا میرے شوہر قرار پا چکے اگر اُنکی
قید پہونچگئی تو نہین معلوم جمشید کیا انتظام کرے کنیزین کہتی ہین کہ واری آپ کے والد
نے یہ ہار پہنا دیا ہو اسپر سحر تاثیر نہین کرتا آپ سیدھی طرف دربار جمشید کے چلیے
اگر قید وہان آجائے تو رہائی مین بادشاہ کی جستجو کیجیے گا ملکہ حد سے زیادہ بیقرار ہین
اُسی بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی تھین نظم

اُڑا کے لیگئی صبا مرا غبار ہر طرف — کسی کو ڈھونڈھتا پھرا یہ اک سوار ہر طرف
پڑی تھی آج بزم مین نگاہ یار ہر طرف — ابھی تو دل بغل مین تھا یہ ہو پکار ہر طرف
کسی کی چشم مست کو ہو گردش آج بزم مین — بر رنگ ساغر شراب بار بار ہر طرف
رفیق ہو گلون کی بھی شفیق بلبلون کی بھی — چمن مین دیکھ باغبان کہ ہو بہار ہر طرف
کہین ہو ذکر یا خدا کہین ہو شور یا صنم — پڑی ہی ہو شیخ و گبر مین تری پکار ہر طرف
نہین کو ایک پاس تھی جلال دید یار سے — کھڑے تھے ورنہ حشر مین امیدوار ہر طرف

کنیزین سمجھاتی ہین کہ واری نہ گھبرائیے یہ بھی تو آپ کے والد نے کہدیا ہی کہ طلسم کشا
کی موت نہین ہی کوئی قتل نہین کر سکتا ملکہ نے کہا کہ اب تخت طرف جمشید کے پہلو مین
آج دربار مین اُسکے جاؤنگی اب وقت جرأت ہی یا تو اپنی جان دی اور یا طلسم کشا کو
رہا کیا یہ کہکر تخت طرف قصر ہفت رنگ کے پھیرا یہان حکیم فلاسفۂ ثانی تخت کو
اڑائے ہوے جاتے ہین مگر سب کچھ کتاب مین دیکھ کر آئے ہین کہ دیکھا نامہ دار جاتا ہی
ایک نقش اُسپر پھینکا جیسے ہی نقش اُس نامہ دار کے سر پر پڑا نامہ دار چرخ مار کے
بیہوش ہوا حکیم نے تخت سے اُتر کر وہ نامہ لیا نامہ لیکر نامہ دار کو ایک گوشے مین ڈالدیا
آپ اُسکی شکل بننے لگے مگر جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا ہی کہ چند ساحر خوشی خوشی
دوڑے ہوے آئے کہا یا خداوند مبارک ہو کہ مکارۂ حیلہ ساز نے طلسم کشا کو
گرفتار کر لیا اور لوحین بھی لے لین قید آتی ہی جمشید خوشی کرنے لگا کہتا تھا کہ کیون
یارو قدرت جو کہا کرتے تھے آخر وہی ہوا مین کہتا تھا کہ اپالی مرحلہ وہ ساحر ہین
کہ کسی کی نہ مانینگے طلسم کشا کو گرفتار کر لینگے مکارہ نے وہی کیا کہ انکو کس
فریب سے گرفتار کر لیا اب مین کیا زندہ چھوڑونگا قتل سے اُنکے مُنھ نہ موڑونگا یارو
تیاری رکھو ہر چند کہ کتاب سوانحات مین خداوند مردہ بھی لکھ گئے ہین اور مین نے
بھی لکھا ہی کہ طلسم کشا کو موت نہین ہی لیکن وہ تقدیر کردن کہ قابض روح آدے
اور اپنا کام کرے کچھ اُن کا حیلہ نہ چلے دیکھو کیا کرتا ہون تم لوگ دیکھوگے ہر چند کہ
مین بخوبی جانتا ہون کہ بعد قتل طلسم کشا چین نہ ملیگا اُن کے جو سب عزیز طلسم مین
آئے ہوے ہین وہ ضرور بلوہ کرینگے اور بڑا ہلڑ ہوگا کہ جابجا لڑائیان پڑینگی مگر
مین سب سے لڑتا رہونگا وزیر مٹ گئے تو کیا ہوا تم لوگون کا قول یہ تھا کہ یہ بداقبالی
ظاہر ہو رہی ہی مین کچھ دخل نہ دیتا تھا چپکے چپکے تقدیرین کر رہا تھا آخر میری تقدیر
ٹھیک پڑی کہ طلسم کشا گرفتار ہوے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے
عرض کی کہ یا خداوند مبارک ہو مکارۂ حیلہ ساز قید طلسم کشا لیے ہوے آپہونچی
سب ساحر خوشیان کر رہے ہین جمشید کھڑا ہو گیا کہا کیون یارو تمنے ظہور قدرت

دیکھا کہ کیا تقدیر برجستہ کی تقدیر و تدبیر دونون کو زور دیا دونون مل گئین جب
موافق پڑا کیا کیا تدبیرین کر رہا تھا ستارون کو برجون سے نکالا اپنی نحوست اُنپر
ڈالی جب یہ معاملہ ہوا یہ ذکر تھا کہ مکارہ آکر پہونچی کہا یا خداوند مبارک ہو کہ مین
طلسم کشا کو لائی شوہر میرا دامدار قید کو لیے ہوئے آتا ہی مین آگے بڑھ آئی کہ
جاکر خداوند سے عرض کرون جشن کا ہنگام ہو عین خوشی مین قید طلسم کشا کی یہان
آوے بس اب تامل نہ کیجیے گا فوراً قتل کرڈالیے ایسا نہ ہو کہ کوئی اعانت طلسم کشا
کی کرے آپ نے دیکھا کہ حکیم صاحب نے کیا فتور کیا اپنی دختر کو طلسم کشا کو دیدیا
طلسم کشا کے عزیزدار ہوئے یہی لکھا ہوا تھا کہ حکیم سے مقام خوف ہی بزرگون کا
لکھا کہین خلاف ہوتا ہی جو جو تحریر کر گئے تھے اُن سب کا سامنا ہوا اب آپ
دیر نہ کرین جمشید نے کہا کہ ای مکارہ اب تیری راے پر سب انتظام طلسم کی
کاربندی ہوگی مین تجکو نائب قرار دونگا تو نے وہ کام کیا کہ قدرت کی خدائی بچ گئی
ورنہ خدائی پر زوال آیا تھا یہ ذکر تھا کہ دامدار قید سعد لیے ہوئے دربار جمشید مین آیا
قدمون کو بوسہ دیا کہا یا خداوند مبارک ہو کہ طلسم بچ گیا جمشید نے دامدار کو گلے سے
لگالیا کہا ای رفیق تو نے بڑی مشقت کی دامدار نے کہا کہ یا خداوند پہلے زوجہ میری
بشکل سامع گلگون پوش سعد کے پاس پہونچی تسخیر تو وہ کر چکی تھی بعد اُسکے مین پہونچا
جاتے ہی سوال کیا کہ لوحین مجھے دیجیے مین ان کو درست کرلاؤن سعد آمادہ بیٹھے
ہوے تھے میرے کہنے ہی لوحین اُتار دین بس مین نے نعرہ کیا کہ ای طلسم کشا ہوشیار
ہوجاؤ تلوار لے کر اُٹھنے لگے مین نے اشارہ کیا کہ ہاتھ پاؤن بیکار ہوے راہ مین
مجکو یہی خوف تھا کہ ان کا کوئی معین نہ آجائے مگر جو مراد تھی وہ پوری ہوئی کہ آپکے
سامنے پہونچگئے اب جو فرمایئے وہ کیا جائے جمشید نے کہا اور کوئی تدبیر نہین جلاد کو
بلاؤ جلد میدان خونی کی تیاری کرو اور رعایا جمع ہو فقط اسقدر کافی ہی کہ ان کو
قتل کرکے لاشہ جنگل مین ڈالدو اور اشتہار دو کہ ای خیرخواہان قدرت آکے لاشہ
طلسم کشا کا دیکھو جو آئیگا وہ لاشہ دیکھ لیگا یہ ذکر تھا کہ جلاد سامنے آیا عرض کی یا خداوند

کیا ارشاد ہوتا ہی مکارہ نے کہا کہ ای جلاد ہم سے حکم پوچھ جو کچھ ہوگا آج سے ہم حکم دیا کرینگے خداوند نے ہم کو نائب کیا ہماری راے پر انتظام ہوگا جن جن ملکون پر مسلمانون کا قبضہ ہو گیا ہی اُن سب کو اُنکے قبضے سے نکالونگی قدرت کا حکم جابجا جاری کرونگی ہان او جلاد سعد کا سر کاٹ لے کہ طلسم بچے جلاد خنجر کھینچکر قریب سعد آیا گردن کے اوپر کوئلے کا خط دیا آوازین لگانے لگا کہ ہان یارو اس وقت کون ایسا ہی کہ طلسم کشا کو بچائے بادشاہ نے بھی دیکھا کہ اب میرا یہ وقت آخر ہی دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکارنے لگے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر کوئی صورت رہائی کی پیدا ہو ای رحیم اس آفت سے بچالے کہ ابر تیرہ و تار پیدا ہوا ہزارون برقین چمکتی ہوئین صدہا طائر زیر ابر پر سے پر ملائے ہوے زمزمہ سرائی کرتے ہوے زمزمون سے اُن کے یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

شمع کو پروانہ بلبل کو گلِ تر چاہیے
اور سب سے پہلے مجکو میرا دلبر چاہیے

رات دن پیشِ نظر تصویرِ دلبر چاہیے
کچھ تو تسکین دلِ بیتاب و مضطر چاہیے

بہرِ گلگشتِ چمن آتا ہی وہ بالا بلند
باغ سے باہر نکل جائے صنوبر چاہیے

مندرج ہی اُسمین حال صدمۂ بارِ فراق
گر پڑا ہو راہ مین تھک کر کبوتر چاہیے

عاشقون کو ساتھ لیچلنا جو چلنا ہو کہین
بادشاہِ حُسن ہو ہمراہ لشکر چاہیے

متصل جسمین نظر آیا کرے اُسکی شبیہ
آئنہ اس طرح کا ہم کو سکندر چاہیے

اُس پری کے گرد پھر کے دے مرا مکتوبِ شوق
خط رسانی کو بلا گردان کبوتر چاہیے

دولتِ الطاف اختر چاہتا ہون ای ہنر پر
کان زر مجکو نہ مجکو کان گوہر چاہیے

جمشید نے جو اُس ابر کو دیکھا خوش ہو کر اپنے مقام سے اُٹھا کہا لو صاحبو آج بعد مدت اُستاد والانژاد آتے ہین یہ کہکر ہاتھ اُٹھائے اور آواز دی کہ اُستاد صاحب آئیے بڑے خوشی کے دن آپ آئے آپ بھی اس جشن مین شریک ہوجیے وہ ابر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر بڑے قدوقامت کا تخت پر سوار تاج شاہی سر پر ایک غرقی باندھے ہوے تلوار ہاتھ مین اس صورت سے آکر پہونچا سب ساحر اُسکو جُھک جُھک کر

سلام کرنے لگے ہر ایک کہتا تھا کہ ای اُستاد خداوند آپ کو کیونکر خبر ہوئی کہ آج کے دن آپ آگئے وہ ساحر تخت پر بیٹھا کہا یارو مین کیا اپنے فرزند سے غافل تھا آٹھ پہر تدبیرین کیا کرتا تھا ناگاہ میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ لڑائی فتح ہو گئی طلسم کشا گرفتار ہوے میرے خیال مین آیا کہ مین بھی چل کر شرکت کرون فوراً روانہ ہوا راہ مین دیکھا کہ سب کوہ و دشت پر بہار ہو رہے ہین چشمہ ہاے آب اُبل رہے ہین مچھلیان تڑپ رہی ہین اور آوازین دیتی ہین کہ ای اہالی طلسم مبارک ہو کہ ہم کو چین ملا عجب کیفیت ہوئی وہ بربادی ہوئی کہ جابجا سے تصویر خداوند پھینک دی گئی سب دیر خالی پڑے ہین جن مقامون پر آٹھ پہر گھنٹہ و ناقوس بجتا تھا اُن مقامون پر سناٹا پڑا ہی مسلمانونکا یہ دستور ہی کہ اپنے اوقات نماز پر اذان دیتے ہین جابجا مسجدین تعمیر ہین یہی انتظام ہو رہا ہی ہر مقام پر یہی ذکر ہی کہ سعد شہریار فتاح طلسم نوخیز جمشیدی ہین ہم سب اُنھین کے تابعدار ہین ہر وقت دعائین مانگتے ہین کہ عملداری جمشید کی اُٹھ جائے اور حکم و احکام مسلمانون کا جاری رہے کہ عدل و انصاف کو رواج ہو کیون ای جمشید تو نے کچھ بدعت بھی کی جمشید نے کہا کہ یا اُستاد مجھے فرصت کہان ہر وقت شاہزادیون مین صحبت آرا رہا کرتا ہون مجھے یہ دماغ کہان کہ عدل و انصاف کو دیکھون رعایا کو اختیار ہی جو مناسب جانے وہ انتظام کرے اُس ساحر نے پکار کر کہا کہ ای جمشید اب کیا منظور ہی جمشید نے کہا یا اُستاد ملاحظہ فرمائیے کہ طلسم کشا قتل ہوتے ہین جلاد موجود ہی ساحر نے ہاتھ ہلا دیا کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے سب نے کہا یا اُستاد خداوند ہر چند کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی مشہور خاص و عام ہی اور ہر ایک کا قول ہی کہ مصباح جہانگرد اُستاد خداوند ہین پھر آپ نے اس جلاد کو کیون مار ڈالا مصباح نے جمشید سے کہا ای فرزند مین چاہتا ہون کہ میدان خونی کی تیاری ہو سب شاہ آجائین جن جن کو صدمے پہونچے ہین وہ بھی موجود ہون اس گنہگار پر اپنے دلون کا حوصلہ نکالین اپنے حربے کرین یہ قتل کیسا کہ کوئی آگاہ نہ ہو اور ایسا جلیل قتل ہو جائے اس وجہ سے مین نے جلاد کو مار ڈالا ای جمشید

ہین کتاب مین دیکھ آیا ہون کہ اب کوئی تیری سلطنت کو مٹا نہین سکتا دمبدم زور ہوگا ہر طرف تیرے خیر خواہان دولت کو ترقی ہوگی جو جو تیرے دشمن ہین وہ کمزور ہونگے ہر طرف سے خبرین خوشی کی آئین گی خوشی کو ترقی غم کو زوال ہوگا دیکھین انجام کیا ہوتا ہی اب مقام خوشی ہی جمشید نے کہا یارو تم نے سنا کہ مین نے کیسی تقدیر کی ہو کہ جسکو کوئی مٹا نہین سکتا یقین ہو کہ آٹھ پہر ناچ وراگ ورنگ ہو کسی وقت جشن سے فراغت نہ ہو یہ کہکر مصباح نے جھولی سے ایک کتاب نکالی کہا ای جمشید دیکھ لے یہ تیرے باپ دادا کی تحریر ہی یہی لکھا ہو کہ بعد رنج کے پھر راحت ہی پھر راحت کو کوئی مٹا نہ سکیگا دمبدم عیش وراحت کی ترقی ہوگی جمشید نے کہا کہ صاحبو کیا کہتے ہو مکارہ نے کہا کہ جو اُستاد فرماتے ہین اُنکو کون جھوٹا کرے کتاب پاس موجود ہو اب طلسم کشا کو قید کیجیے اور نامے روانہ ہون اہالی طلسم جمع ہون مرحلہ جات کے بھی حاکم آوین وہ بھی خوشیان منائین ایسا جشن عالی ہو کہ دیکھنے والے کہین کہ ایسا جشن کبھی زمانۂ سامری وجمشید مین نہین ہوا پھر مکارہ نے کہا کہ کیون ای شاہزادیو آج ڈھول نہ بجیگا شاہزادیون نے جواب دیا کہ ہم تو اسکے منتظر تھے کہ طلسم کشا کا سر کٹ کر گرے تو مبارک سلامت کی صدا بلند کرین کہ سب کو خوشی ہو مگر اب جو ابتداے جشن ہو تو ڈھول بجے بڑی مبارکبادیان ہم کو یاد ہین وہ سہرے گائین کہ مسلمان بیقرار ہو جائین جمشید نے کہا نامے لکھو کہ یکایک دیکھا ہواے معتدل چلنے لگی سب شاہزادیان اپنے اپنے مقام سے اُٹھین اور کہتی تھین کہ کیا ہوا چلی ہو کہ جس سے خوشی ظاہر ہوتی ہی جمشید نے کہا کہ یہ ہوا نہین ہی کسی کی آمد ہی کہ ابر زعفرانی نمایان ہوا جمشید نے کہا کہ کیون اُستاد یہ ابر کیسا ہی مصباح نے کہا کہ مجکو تو معلوم ہوتا ہو کہ دختر حکیم آتی ہو وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک شاہزادی آفتاب جمال وخورشید مثال تاج زبرجدی سر پر ایک موتیون کا مالا گلے مین پڑا ہوا کہ اُسکا عکس جو زمین پر پڑتا ہو تو زمین سے دھوئین نکلتے ہین نخل تھراتے ہین پتے تالیان بجاتے ہین غنچے مسکراتے ہین حقیقت مین عجب شوکت سے

ملکہ سامع گلگون پوش آکر پہونچین مصباح نے کہا کہ ای جمشید اسکو صحبت مین دخل
نہ دینے دینا ایسا نہ ہو شوہر کی محبت مین کوئی فتور کرے جمشید نے کہا کہ یا اُستاد
میری محبت مین آئی ہی مین ہمیشہ حکیم سے سوال کیا کرتا تھا کہ اپنی دختر مجھے دے دے حکیم
تو انکار کرتے تھے مگر یہ شاہزادی ہمیشہ اصرار کرتی تھی کہ ای باپ قدرت سے فساد
نہ کیجیے مین اپنی بسر کر لونگی قدرت کو آزردہ نہ کرونگی معلوم ہوتا ہی عذر کرنے آئی ہی
مین اسکا عذر قبول کرونگا اگر یہ شاہزادیون مین شریک ہو جائے تو بڑی فرحت کا
باعث ہی مکان روشن رہیگا کیسی ترقی ہوگی کہ ملکہ سامع گلگون پوش آکر اُترین
جمشید کو سلام کیا جمشید جمال دیکھکر مر گیا پسینے پسینے ہو گیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کہتا تھا
بڑا فخر ہوا کہ یہ معشوقہ دلنواز سامنے آئی ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھا لیا دمبدم کہتا تھا کہ
ای شہنشاہ ملک خوبی و ای سرور دہان بلغ محبوبی اس وقت کیونکر آپکا اتفاق ہوا
شاید اپنے عاشق قدیم کی یاد آئی سامع گلگون پوش نے کہا کہ یا خداوند آپ بخوبی
آگاہ ہین کہ مین ہمیشہ یہی چاہتی تھی کہ آپ کی خدمت مین آؤن مگر والد نے نہ چاہا
ہمیشہ آپ کے ساحرون کو شکست دی مین ہمیشہ جھینکا کرتی تھی مگر میرا کہنا نہ مانا آج
مین آج آئی ہون جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن گنہگار کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون لوحین
مجھے دکھائیے کہ مین خوشی کرون مکارہ نے لوحین سامنے رکھدین مصباح نے کہا
بھی کہ ای مکارہ یہ کیا کرتی ہو ایسا نہو کہ یہ لوحین اُٹھا لے اور طلسم کشا کو دیدے
تو باعث خرابی ہو جمشید نے کہا کہ وہ خیرخواہ دولت ہی کہتی ہی طلسم کشا کو قتل
کرونگی تو اب اُس سے خوف کرنا بیکار ہی جو چاہے سو کرے ہم کو عذر نہین سامع
نے کہا کہ اب مین یہین رہونگی اگر والد کے سامنے جاؤن اور وہ آنے نہ دین تو مین
کیا کرون میرا کیا زور ہی اس لیے کہ عل خوائی اُن کی انتہا پر پہونچی ہی ہو کل سامنے
آتے ہین کیا کیا احکام سُناتے ہین مین خداوندی ہمیشہ کو تابعدار ہون تلوار منگائیے
مین اپنے ہاتھ سے طلسم کشا کو قتل کرون کہ جو کچھ گمان میری جانب سے ہین وہ نکلجائین
سب لوگ تسکین پا دین یہ کہکے لوحین اُٹھا لین ایک کنیز نے لاکر تلوار دی سامع

اُس تلوار کو چمکانے لگی مگر سعد شہریار یہ معاملہ دیکھ رہے ہین دعا مانگ رہے ہین
کہ اے سمیع و علیم و اے کریم و رحیم اس آفت سے بچایئے اگر اس مرتبہ رہائی ہو تو پھر اوس
سے غفلت نہ کرونگا اے کریم کارساز و اے ربّ بے نیاز میرا تو یہ اعتقاد ہی نظم

جمع کن در سینہ از ذکر خدا ای یار گنج	زانکہ اندر دار عقبیٰ باشد این در کار گنج
خیر کن ہر ساعت و ہر وقت ہر دم بار بار	تاکہ نزدت جمع زان نیکی شود ہر بار گنج
مطلع انوار حق دل را کن از نور یقین	کن فراہم درمیان سینہ از اسرار گنج
خرج در دنیا بکار نیک کن گنجینہ را	بعد مرگت تا نماند در زمین بیکار گنج
در سخاوت زر فشان بر خلق مثل آفتاب	کن دورستہ خرج شکل ابر گوہر بار گنج
آخرش با حسرت و غم گشت پیوند زمین	جمع قارون کرد لاحاصل جہل انبار گنج
فیض کن جاری بہر شہر و دیار از مال خویش	بر فشان زان گنج در ہر کوچہ و بازار گنج
خاکساران را شود از درگہ حق زر نصیب	سائلان را میشود از ہر در دربار گنج
دست کی بر دارد از زر ممسک اندر زندگی	باد گر کس کی سپارد تا نمیرد مار گنج
سیم و زر سازد بخیلان را درین عالم حقیر	مرد ممسک را کند اندر زمانہ خوار گنج
بے تعصب نیک و بد را مال می بخشد کریم	سیم و زر بخشد بہر مفلس بہر نادار گنج
وائے بر مالے کہ باشد موجب بے غیرتی	حیف بر گنجیکہ گردد باعث ادبار گنج
ہندیا درپارسی حمد خدا منظوم کن	جمع گردد تا دران دیوان از ان اشعار گنج

بادشاہ بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین بادشاہ کے جو آنسو بہ رہے ہین تو ملکہ کے
دل پر صدمہ پہونچ رہا ہی اشارے کرتی ہین کہ نہ گھبرائیے اس بے حیا کو تسخیر کر لون تو
آپ کو رہا کرون مجھے اسقدر امید نہ تھی مگر آپ صاحب اقبال ہین کہ اسنے مجکو مان لیا
اب آسان ہی لوحین میرے قبضے مین ہین جس وقت چاہون آپ تک پہونچون مگر ذرا
سختی ہی اسی کا خیال ہی کہ ایسا نہ ہو ہنگامے مین آپ گرفتار ہو جائین مین تو لڑ بھڑ کے
نکل جاؤنگی جب نیمچۂ ہلالی کھینچا یہ سب بھاگین گے خود جمشید کو زخمی کر کے نکاؤنگی یہ کہکر
لوحین لیکر اُٹھی پکار کر کہا کہ ارے کمبخت تو نے قدرت کو بہت عاجز کیا ہی دیکھ تو تجھ

ابھی قتل کرتی ہون کہ خداوند کو بھی تسکین کامل ہو جو ہونا ہو وہ ہو جائیگا ہے کو دیر لگے ہے کو کرُ تھی جمشید نے کہا کہ صاحب بیٹھو سامع گلگون پوش نے جو اشارون مین باتین کین وہ تو بادشاہ نہ سمجھے مگر ظاہر مین جو ملکہ نے للکارا بادشاہ نے اُسکا جواب دیا کہ جو تجھسے ہو سکے اُسمین قصور نہ کر مردان عالم کبھی خوف نہ کرینگے جان دینا تو ہمارا کام ہی اسی واسطے اس طلسم مین آئے ہین کہ ساحرون کو قتل کرین سر اپنا ہتھیلی پر رکھ لیا ہی ورنہ تم مکارون مین ہمارا کیا کام تھا کیون دمیدم ڈراتی ہی جو کرنا ہو وہ کر گذر دیکھ تیور پر بل بھی آتا ہی سامع گلگون پوش نے کہا خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر نیمچہ چمکایا پکار کر کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ اب خاموش بیٹھے رہیے دیکھیے اب مین آتی ہون بہت ساحر آپ نے قتل کیے اب آپ کے قتل کا وقت آگیا سعد نے فرمایا تیری کیا حقیقت ہی کہ مجھے قتل کر سکے اگر قتل کریگی تو اُسکا بدلہ پائیگی تو بھی قتل ہوگی یہ سُنکر سامع نے نیمچہ کھینچا لوحین ہاتھ مین ہین جمشید نے کہا کہ ای ملکۂ عالم لوحین رکھ دو ساحرون کو تکلیف پہونچتی ہی پھر قتل کرنا سامع نے کہا یا خداوند لوحین کیونکر رکھون منظور ہی کہ بادشاہ کو پہنادون یہ سُنکر سب ساحر حیرت مین آگئے کہ ملکہ نے یہ کیا کہا مگر جمشید ہنس پڑا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تمسے کون عذر کرتا ہی لوحین حاضر ہین لیجاؤ اپنے پاس رکھو کوئی تمسے مانگنے نہ آئیگا تمھین سبطرح کا اختیار ہی ہر چند کہ مکارہ حیلہ ساز کو قدرت نے نائب کیا مگر تمھارے حکم سے کوئی گردن تابی نہین کر سکتا مصباح بھی اپنے مقام سے یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ ای شاہزادی ماہ رخسار جو کرنا ہو وہ کر گذرو جیسا کچھ ہوگا وہ دیکھ لینگے سامع گلگون پوش نیمچہ چمکاتی ہوئی قریب بادشاہ کے آئی اور ہر دو لوحین گلے مین ڈالدین نیمچہ ہاتھ مین دیا کہا ای شہریار یہی وقت شمشیر زنی ہی بادشاہ نے قید توڑکر پھینک دی اور بعد نعرۂ شیرانہ کہ باشید ای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا قتل کرنے لگے لیکن مصباح نقلی جو اپنے مقام سے اُٹھے تھے اُنھون نے جمشید ثانی پر حملہ کیا تلوار جو چمکی جمشید نے آنکھین بند کر لین تلوار جو پڑی جمشید کا سر زخمی ہوا

ادھر بادشاہ نے پھر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ بادشاہ جمجاہ سے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس حجم + ہزبر دمان شاہ اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران نعرہ بادشاہ کی صدا سُن کر سب کانپنے لگے مگر مصباح کو ان شخص تھے خود حکیم صاحب تھے نامہ دار کو راہ مین مار اُسی کی شکل بن کر چلے تھے کہ یاد آیا مصباح جہانگرد کی صورت بنو وہ جمشید کا اُستاد ہی اعتبار زیادہ ہوگا لہذا یہ مصباح کی صورت پر آئے تھے اُٹھتے اُٹھتے جمشید کو زخمی کیا اور نقوش عمل پھیلا دیے کئی سو موکل تلوارین کھینچے ہوے لڑ رہے ہین کہ اُنپر سحر بھی تاثیر نہین کرتا ساحرون کو اسی کا خوف ہو کہ ایسا نہ ہو حکیم صاحب کتاب پھینک مارین یا قصر گرا دین تو مشکل ہو حکیم صاحب نے جاتے جاتے یہ بھی آواز دی کہ اے موکلان عمل آج روز خیر خواہی ہی ان کافرون کو قتل کرنا تمھارا کام ہی موکل جوش مین لڑنے لگے مگر جمشید سر پیٹ رہا ہی کہتا ہی اے مکارہ جلد میری مدد کر قدرت گھبرا رہے ہین ایسا نہ ہو کسی بارے مین چوک جاین تو کیسی مشکل کی بات ہی مغلوبہ ہو رہی ہی مگر جمشید نے باہر نکل کر حکم دیا کہ کل فوج تیار ہو طلسم کشا کو بھی معلوم ہو کہ خداوند کی فوج اسقدر ہی خائف ہون سبیل کر گرفتار کر لو لشکر مین قرنا ہوئی بڑے بڑے ساحر جو باکمال ہین اُن کے یہ حال ہین کہ منھ چھپاتے پھرتے ہین بھائی سے بھائی کہتا ہی کہ اس جنگ کا کیا انجام ہوگا پھر بھی چہار جانب سے بادشاہ کو گھیرا ہی کچھ ساحر سحر کر رہے ہین کچھ سپر و شمشیر سے لڑتے ہین بادشاہ کا یہ حال ہی کہ بلوے سے نکلنا محال ہی مگر جمشید ثانی نہایت پریشان ہی کہتا ہی یار دین نے جو تدبیر کی تھی وہ تدبیر میری خالی گئی ارے یار دخرا جگزار دین کو بلاؤ جنگ سے بادشاہ کو روکو کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ ایک پہلوان لحیم و شحیم نیزہ ہاتھ مین پشت پر چالیس ہزار سوار للکارتا ہوا نعرے کرتا ہوا آتا ہی کہ منم مہلال سرکش اے طلسم کشا یہ کیا گستاخی ہی قدرت کے ساتھ یہ بے ادبی دیکھو تو کیا حال کرتا ہون جمشید کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ یا خداوند آپ ہٹ جائیے مین ابھی اسے گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہ کر ساحرون کو ہٹایا للکارا کہ او طلسم کشا مجھسے تو مقابلہ کر بادشاہ اُسپر جا پڑے

اُسنے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ توڑ ڈالا تب اُس جوان نے ساتھ والون کو اشارہ کیا
کہ یارو دیکھ رہے ہو اس جوان کو مار لو چہار طرف سے ہمراہیان جہلال سرکش
بادشاہ پر ٹوٹ پڑے بادشاہ اُنسے لڑنے لگے مگر جہلال سرکش کا جی چھوٹ گیا اپنے
ساتھ والون سے کہتا ہی کہ مابدولت کا نیزہ ٹوٹا بڑا غضب ہوا قدرت نے تقدیر
کی تھی کہ تیرے نیزے کا وار کوئی نہ روک سکیگا مجکو آج حیرت ہی کہ یہ کیا ہو گیا کیون
نیزہ ٹوٹا یہ بھی کہا تھا کہ جب نیزہ ٹوٹیگا تب ملک الموت قریب آئیگا ای جہلال
اگر یہ حکم صحیح ہی تو وقت مرگ قریب آیا کون مجکو بچاویگا کیونکر مقابلہ کرون اس شیر سے
بچکر کہان جاؤن یا خداوند تقدیر پلٹے ملک الموت نہ آنے پائے میرا ابھی مرنے کو
دل نہین چاہتا جمشید نے کہا کہ جو تقدیر کر چکے وہ کر چکے تقدیر نہ پلٹے گی ای جہلال
بادشاہ سے مقابلہ کر کہ تجکو لطف جنگ ملے مین بادشاہ کا زور گھٹاؤنگا تیرا زور
بڑھاؤنگا آخر کو یہ ہوگا کہ تیری فتح کرا دونگا کیون خوف کرتا ہی تو ہی غالب آئیگا مغلوب
نہ ہوگا وہ قیامت برپا ہو کہ زمین تھرا جائے جمشید کے کہنے سے جہلال پلٹا جمشید
نے فوج کو آراستہ کرنا شروع کیا چالیس لاکھ فوج گرد قصر اُتری ہوئی ہی ایک
ایک سرکش سامری عہد جمشید زمانہ ہی مگر ملکہ سامع گلگون پوش تیغچہ ہاتھ مین
لیے بشوکت تمام جنگ کر رہی ہین ہر طرف سے بلوہ ہی کہ بادشاہ کو مار لو ہر جانب
سے وار پڑ رہے ہین ملکہ سامع گلگون پوش جب دیکھتی ہین کہ بادشاہ کسی بلوے
مین گھر گئے تو جھپٹ کر آتی ہین بلوہ کم کر دیتی ہین جس غول مین پہونچین ساحرون کی
زبانین بند ہو جاتی ہین مگر جہلال نے پشت پر سے آکر تیغۂ لنگردار وجوہردار
کو مارا بادشاہ نے جو چمک تلوار کی دیکھی پلٹ پڑے تلوار کو تلوار پر روکا للکار کے
کہا کہ او بیحیا مکر کرتا ہی ہم جری و بہادر ہین پس و پشت کا خیال رکھتے ہین ہمارا
بھی تو ایک وار قبول کر بقول شاعر فرد تو ضربے زدی ضرب من نوش کن + ہمہ
شادی از دل فراموش کن + تجکو بھی تو ظاہر ہو کہ مردان عالم کی ضرب دست کیسی
ہی مقام افسوس ہی کہ اب تک ہمارا کوئی حربہ نہین قبول کیا جہلال یہ کلام سُن کر

سامنے سے بادشاہ کے بھاگا جمشید کی طرف چلا پکارتا ہوا کہ یا خداوند اس عورت
کی جنگ نے بہت پریشان کیا ہی جس غول مین پہونچی صدہا کو قتل کیا ساحر کہتے ہین
جہان اسکے سائے مین پہونچے زبان بند ہو جاتی ہی سحر یاد نہین آتا قلب تھراتا ہی کلیجہ
منھ کو آتا ہی پرورش ضرور ہی ایسی تقدیر کیجیے کہ طلسم کشا سے میری جان بچے جمشید کہتا
ہی کہ تو جاکر مقابلہ کر مین تقدیر کرتا ہون یہ باتین تھین کہ پہلو سے جھراٹا چلا دیکھا ہمراہیان
حکیم صاحب تلوارین کھینچ کر ٹوٹ پڑے اور سعد لڑتے ہوے سامنے مہلال کے آئے
للکارے کہ او بیحیا اُس جھوٹے کی بات کا اعتبار کرتا ہی یہ کیا تقدیر کریگا بھگوڑا دغاباز
شعبدہ ساز اپنی جان تو بچالے پھر تجکو بچائیگا آخر اسکے کیا ہاتھ آئیگا بہت دن خدائی
کر چکا اب اسکا بدلہ ہوگا جمشید نے پکار کر کہا کہ ای طلسم کشا میری موت ہرگز سرحد
طلسم نوخیز جمشیدی مین نہین ہی بادشاہ نے فرمایا جہان جائیگا مین تیرے ساتھ ہون
یہ کہکر مہلال پر ہاتھ مارا مہلال نے سپر کو آگے کر دیا مگر تیغہ برق تاب دست زبردست
بادشاہ عالیجناب چمک کر جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے مہلال سپر کٹتے ہی بھاگا اُدھر سے
حکیم صاحب لڑتے ہوے آتے تھے اُنھون نے نقش دکھایا مہلال کے دل پر یہ نقش ہوا
کہ بادشاہ سے پلٹ کر مقابلہ کر دیکھ پھر پلٹ پڑا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار
پر روکا مہلال نے چاہا اپنے کو کسیطرح بچاؤن مگر بادشاہ نے سر کو بتا کر کمر پر ہاتھ مار دیا
کہ تلوار گذر گئی مہلال کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی مہلال کے لشکر مین جمشید کے
شکست ہونے لگی جمشید نے پکار کر کہا کہ یارو تم چالیس لاکھ ہو اصل مین تین آدمی
ہین اُسمین بھی ایک عورت ہی دو مرد اور باقی جسقدر لوگ لڑ رہے ہین یہ تاثیر عمل ہی
موکل مدد کر رہے ہین دیکھیے ان سے کیونکر نجات ملے میرے مٹائے سے یہ نہین مٹتے
دمبدم بڑھتے جاتے ہین ان پر سحر بھی تاثیر نہین کرتا پھر مین کیا کرون چالیس لاکھ فوج کو جو
اِسنے اشارہ کیا سب بلوہ کرکے بادشاہ پر آئے ہرچند کہ لڑ رہے ہین مگر پریشان
ہین کہ اس بلوے کو کون روکیگا ای کریم ورحیم فضل اپنا شریک کر ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ
بلوہ کرکے مجکو گرفتار کر لین تو باعث خرابی ہی ای کریم ورحیم اس آرزو کو پورا کر نظم

گر خدا خواہد ز جسم خاک پیدا زر کند
باغبان لم یزل رنگ گلستان جہان
مرغ دل را گر ز فرط شوق پر بخشد خدا
زنگ از آئینہ باطن شود گرد و غبار
در سرافرازان دنیا پایہ اش باشد بلند
در بدر گردد بر سوائی درین دار جہان
شاعران گویند تعریف عذار و خط و خال

پایۂ دریوزہ گر از بادشہ برتر کند
گہ کند اصفر گہے اخضر گہے احمر کند
از زمین تا آسمان پرواز این بے پر کند
چہرۂ دل گر صفا انسان بچشم تر کند
گر نگون انسان بمحراب تضرع سر کند
از در حق ہر کہ سجدہ جانب دیگر کند
ہندی مداح وصف خالق اکبر کند

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اڑی دیکھا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے پھر ہر دن پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج کی دھوم سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سب کے آگے میثاق کوہ گردان وا ایک طرف سردار حسینان اور ایک طرف بہار اعجاز بیان وغیرہ جملہ شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار تخت شہنشاہی کوتل شاہزادیان تخت کو گھیرے ہوے ہین مگر میثاق نے دور سے دیکھا کہ بادشاہ گھرے ہوے لڑ رہے ہین مگر جس طرف جھپٹتے ہین غول کے غول بھاگ جاتے ہین اپنی جان بچاتے ہین یہی غل ہوتا ہے کہ بھاگو طلسم کشا آگئے بعض کہتے ہین کہ یہ شیر دلیر ہے جسکے سامنے کوئی ٹھہر نہین سکتا جو سامنے جائیگا وہ شکست کھائیگا میثاق نے بڑھ کر نعرہ کیا سردار حسینان نے بڑھ کر زیور اپنا پھینک مارا بہار اعجاز بیان نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا پکار کر آواز دی کہ ای گلفروش ان سب کو گھیر لے اس طرح پر جو نعرہ کیا ایک ابر سیاہ اٹھا پھول برسنے لگے سحر سردار حسینان سے تلوارین برسین جسپر تلوار گری اُس کے دو ٹکڑے کیے یاسمن رنگین پوش نے ایک مچھلی پھینک ماری بحرین نے سحر کیا دریا قہار و زخار موج مارنے لگا غراٹے سے دریا کے یہ ثابت ہوتا تھا کہ تمام صحرا ابھی طوفان آب ہے خشکی نایاب ہے اُسطرف رُخ کیا جدھر بحرین نے اشارہ کر دیا ہمراہ سحر بحرین سحر گلگونہ بھی شریک ہے کہ مچھلیان نکل کر تمام ساحرون کے سینون کے پار

گذرتی ہین میثاق نے جو نعرہ کیا کل سردار ساحر وغیر ساحر آپڑے دیکھا جمشید نے کہ
اب شکست فاش ہوگی بھاگنے کی تلاش ہوگی مکارہ سے اشارہ کیا کہ طبل بازگشت
بجوادے اب لشکر کو تاب جنگ نہین ہی مکارہ نے حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے اُسی وقت
طبل بازگشت پر چوب پڑی بادشاہ نے ہاتھ روکا کل لشکر نے اپنے بادشاہ کو
بیچ مین لیا بالفتح و فیروزی پلٹے مگر مکارہ سامنے سے آتی تھی سامع گلگون پوش
کو دیکھ کر ہنسی ملکہ نے پکار کر آواز دی کہ ای قبلہ و کعبہ آپ ملاحظہ نہین فرماتے کہ یہ
بیحیا مجھپر ہنستی ہی حکیم صاحب نے ایک نقش نکال کر پھینکا مکارہ کو یہ معلوم ہوا کہ
کل لشکر ابھی بھاگا ہی پہلو سے ایک جوان پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ او مکارۂ حیلہ ساز
اب کہان جائیگی چل جہنم مین تیری طلب ہی مکارہ نے چاہا بھاگون مگر وہ جوان آہی
پڑا مکارہ کو قدم ہٹانا مشکل پڑا آخر ناچار ہو کر نیمچہ کھینچا ہاتھ نیمچے کا مارا اُس جوان نے
روک کر اُدن جو کی مُنھ سے شعلۂ آتش نکلا مکارہ جلنے لگی دامدار اسکے شوہر نے
دور سے دیکھا کہ زوجہ مثل ہیزم خشک جل رہی ہی تاب باقی نہ رہی جا ہی پڑا ہاتھ تلوار
کا مارا وہ جوان وار اُسکا خالی دیکر غائب ہوگیا اب دامدار حیران کھڑا ہی جب
مکارہ جل کر خاک ہوئی تو اندھیرا ہوگیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مکارۂ حیلہ ساز
بود جب روشنی ہوئی دامدار نے ملکہ سامع گلگون پوش کو للکارا کہ ای شاہزادی
تمنے میری زوجہ کو مارا مین کیا تمھین زندہ چھوڑونگا بس اب بہتر اسی مین ہی کہ آمادۂ
مرگ و حیلۂ قضا ہو یہ کہکر گولہ مارا ملکہ سامع نے موتیون کے مالے کو جنبش دی
وہ گولہ اُلٹا پلٹا جا کر سینے پر دامدار کے پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا آواز آئی کشتی مرا
نام من دامدار جادو بود جب ظلم کے بانی جمشید ثانی نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ
زن و شوہر مارے گئے بدحواس ہوگیا کہتا تھا آج کا بھی عجب معرکہ گذرا کہان طلسم کشا
قتل ہوتے تھے یا اپنی جان بچانا مشکل ہوئی وہ ساحر مارے گئے کہ جنکے مرحلے کا مثل نہ
تھا ایسے نگہبان تھے کہ طلسم کشا کو پکڑ لائے مگر حکیم نے آج بڑا مکر کیا کہ میرے اُستاد کی
شکل بن آیا کچھ نہ بن پڑا مگر اب جم کر جنگ کرونگا دونون لشکر مقابلے مین اُتر پڑے بادشاہ

جو بارگاہ مین آئے میثاق نے تمام حال پوچھا بادشاہ نے حال اپنا بیان کیا کہ مین یون
گرفتار ہوا اگر حکیم صاحب نے کیا کارنمایان کیا کہ بشکل استاد جمشید آکر ملاقات کی کیا
جمشید حیران ہوا ہی بعد حکیم صاحب کے ملکہ آکر پہونچین اُنھون نے تو خاتمہ ہی کر دیا
آتے ہی مجکو رہا کیا عین گرمی جنگ مین آپ سب صاحب آگئے شاہزادیان آفتاب جمال
بہار اعجاز بیان کے سحر نے پھول برسائے سردار حسینان کے سحر نے تلوارین برسائین
بحرین دریا سمن نے مل کر دریاے سحر جاری کیا لاکھون ساحر ڈوب گئے اگر جمشید جلدی
سے طبل بازگشت نہ بجاتا تو آج ہی خاتمہ تھا یہان دربار جمشید مین سب لوگ جمشید سے
عرض کر رہے ہین کہ یا خداوند زمانہ چولا بدلنے کا قریب آگیا اُسی کے یہ سب نمونے ہین
جمشید نے کہا کہ اس بات کو نابدولت کی یاد رکھو کہ سرزمین طلسم نوخیز مین چولا نہین
تبدیل کرین گے سب نے کہا یا خداوند اگر یہان سے بھاگیے گا تو کہان جایئے گا جمشید
نے کہا ساری دنیا آباد ہی قدرت جہان چاہین وہان رہین جہان جائینگے خداوندین کر
رہین گے طلسم زعفران زار کہ مسکن ساحران قدیم ہی اکثر وہانکے بادشاہ سے نامہ و
پیام بھی رہتا ہی اگر وہان جاؤنگا تو وہانکے ساحر آنکھین بچھائینگے سب نے عرض کی
کہ یا خداوند سرحد طلسم زعفران زار اسقدر سخت ہی کہ وہان تک جانا دشوار
ہی جمشید نے کہا کہ جس وقت پہونچین گے سب سامان ہو جائین گے وہان کے ساحر
بہ ارادۂ قدمبوسی آئین گے یہان تو یہ ذکر ہو رہے ہین مگر سعد شہریار جو بارگاہ مین
آئے حیران ہو رہے ہین کہ مین مرحلے سے چلا آیا میثاق نے عرض کی کہ لوح طلسمی
آپ کی رہبری کریگی بادشاہ نے فرمایا لوح دیکھون اور جاؤن میثاق نے عرض کی
بعد عرصے کے ہم لوگ مشرف ہوے کوئی نہین چاہتا کہ آپ سے جدائی ہو اور آپکے
نہ ہونے پر جمشید ضرور دباؤ ڈالیگا یہ باتین تھین کہ صحراے گرد اُڑی آگے آگے چالیس
علم نشان چالیس ہزار فوج کا نوبت و نقارے بجتے ہوے بادشاہ نے بغور دیکھا کہ
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اسپ پری وش پر سوار چند رفیق گھیرے ہوے
چالیس ہزار فوج پشت پر بادشاہ نے میثاق کو اشارہ کیا کہ براے استقبال جاؤ

بہ اعزاز تمام شاہزادے کو لاؤ یہ وہ دلیر ہی کہ جسنے لقا کا دم ناک مین کر دیا تھا خدا اسکو سلامت رکھے میثاق چند رفیقون کو لیکر برائے استقبال نور الدہر آئے نور الدہر تو خلق کے پتلے ہین میثاق کو دیکھ کر گھوڑے سے کود پڑے سب رفقا نے جھک کے سلام کیا میثاق نے عرض کی آپکے بادشاہ سعد شہریار آپ کو یاد فرماتے ہین یہی قصر ہفت رنگ ہی کہ جسمین جمشید رہتا ہی اب اُس مکار سے مقابلہ ہی نور الدہر نام بادشاہ سُن کر خوش ہو گئے ساتھ ساتھ میثاق کے آئے رفقا ساتھ ہین بادشاہ کو جو بیٹھے دیکھا برائے تسلیم خم ہوے بادشاہ نے ہاتھ پھیلا دیے نور الدہر کو گلے سے لگایا حال پوچھا نور الدہر نے سب حالت اپنی بیان کی بادشاہ نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی نور الدہر سرداردن سے اپنے کہتے ہین کہ مین شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ سب سے پیشتر حاضر خدمت ہوا انشاء اللہ جنگ مین بھی شرکت کرونگا نور الدہر بارگاہ مین اُترے لشکر جمشید مقابلے مین اُترا ہوا ہی مگر طبل جنگی نہین بجواتا جب کئی دن گذرے تو شام کو نور الدہر نے دیکھا لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے کچھ بوندیان بھی پڑین شبرنگ نے عرض کی کہ برائے شکار چلیے نور الدہر نے بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے فرمایا ای فرزند یہ حوالی قصر ہفت رنگ ہی جا بجا ساحر رہتے ہین ایسا نہ ہو کہ کسی سے مقابلہ پڑ جائے تو باعث خرابی ہو نور الدہر نے عرض کی کہ غلام کنارے کنارے شکار کھیلیگا اور چاشت کے وقت حاضر ہوگا بادشاہ نے حکم دیا کہ خبردار دیر نکرنا نور الدہر نے کہا کہ جو غلام نے عرض کیا اُسی کا پابند رہیگا بادشاہ نے فرمایا اسی عہد پر اجازت ہی ہم انتظار کرینگے جب تم آلوگے تب دسترخوان بچھیگا نور الدہر نے کہا کیا مجال ہی کہ حاضر ہونا وقت کے خلاف ہو بادشاہ تو محلات مین تشریف لیگئے نور الدہر نے شبرنگ کو حکم دیا کہ سامان شکار تیار رہے ہم صبح کو برائے شکار جائینگے شبرنگ نے سب کو خبر کی چار گھڑی رات رہے سے پہلے قراول میر شکار آکر حاضر ہوئے شبرنگ نے نور الدہر کو بیدار کیا نور الدہر نکل کر مرکب پر سوار ہوے برائے شکار چلے صحرا مین آکر طبل باز پر چوب پڑی اشعار چو در نالیدن آمد طبلک باز +

در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز + رہا شد ہر ہوا باز سبک پر + جہان شد خالی از کباب و کبوتر + تھوڑے ہی عرصے مین اسقدر طائران ہوائی شکار ہوے کہ ارابے مملو ہو گئے نورالدہر نے کہا کہ ای شبرنگ وقت کا خیال ہی کہ حضور سے وعدہ کر کے آیا ہون انتظار کرتے ہونگے اب واپس ہونا چاہیے شبرنگ نے کہا کہ بہت مناسب ہی وعدے مین فرق نہ آئے نورالدہر نے قصد کیا کہ پلٹون کہ دیکھا ایک گوشے سے ایک آہو طرارہ بھر کے نکلا نورالدہر نے ارادہ کیا کہ اسکو شکار کرون وہ آہو بھاگا نورالدہر اُسکے تعاقب مین چلے کئی کوس آہو بھاگا ہوا آیا ایک مقام پر آکر چوکڑی بھولا چوکنا ہو کے چہار جانب دیکھنے لگا نورالدہر نے تیر مارا اِنکا تیر کب خطا کرتا ہی آہو گرا نورالدہر نے اُسکو بقربانی پہونچایا چاہتے تھے کہ شکار بند سے باندھ کر پلٹین کہ سامنے سے دوسرا آہو تیر خوردہ پیدا ہوا پٹھے پر تیر پڑا ہوا الجھیا تا ہوا آتا ہی نورالدہر نے اُس کو بھی تیر مارا یہ بھی گرا قصد ہوا کہ بقربانی پہونچاؤن کہ ایک آواز آئی کہ او جوان خبردار تو نے بڑی گستاخی کی دیکھا ایک تاجدار گھوڑا ڈالے ہوے آتا ہی پشت پر چند بھیلے قراول کچھ خادم و خدمتگار اُس جوان نے قریب نورالدہر آکر کہا کہ او جوان تو نے پرائے شکار کو شکار کر لیا نورالدہر نے کہا کہ یہ صحرا ہی اسمین کسی کا اجارہ نہین جسکے سامنے شکار آیا اُسنے شکار کر لیا اُس جوان نے کہا کہ بہتر اِسی مین ہی اِس آہو کو اُٹھا کر میرے مقام پر پہونچا دو ورنہ تم کو شکار کر دونگا نورالدہر نے کہا کیا ہم مزدور ہین ہم نہ اُٹھائین گے اُس تاجدار نے تلوار کھینچی اور خبردار کہکر ہاتھ مارا نورالدہر نے بار ٹھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا چاہا چرخ دے کر زمین پر مارون کہ اُس تاجدار نے کہا مین اطاعت کرتا ہون نورالدہر نے ہاتھ سے رکھدیا وہ تاجدار کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا نام اپنا عشاق تاجدار بتایا اور کہا یہانسے قریب قلعہ ہی اُس قلعے کو احمر نگار کہتے ہین مین وہان کا حاکم ہون آپ میرے قلعے مین چلیے اتنے عرصے مین اور سوار اُس جوان کے آگئے سب نے اطاعت اختیار کی اِتنی دیر مین شبرنگ بھی آگیا اِسنے دیکھا کہ آقا میرے ایک تاجدار کے ساتھ جانے پر آمادہ ہین

شبر نگ نے حال پوچھا نور الدہر نے سب کیفیت بیان کی شبر نگ بھی ہمراہ ہوا
وہ تاجدار نور الدہر کا ہاتھ پکڑے ہوئے باتین کرتا ہوا جاتا ہی کہ صحرا مین دیکھا ایک
نخل کلان ہی اُسپر بہت سے طائر بیٹھے ہین اور بیچ مین ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا
زمزمہ سرائی کر رہا ہی نور الدہر نے کہا کہ ای عشاق تاجدار مین اس طائر کو شکار
کرتا ہون عشاق نے منع بھی کیا اور کہا کہ ای شہریار مین براے شکار آتا ہون اس
طائر کو یون ہی دیکھتا ہون جہان یہ طائر آیا طائر جمع ہو گئے گویا اسکے ملازم ہین ہر وقت
ساتھ ہی رہتے ہین دیکھیے کیسی خوشیان کر رہے ہین مگر نور الدہر نے نہ مانا تیر مارا تیر
جا کر اُس طائر پر پڑا اُس طائر نے ایک چیخ ماری کہ سب طائر اُڑے شبر نگ نے
بھی یہ معرکہ دیکھا کہ وہ سب طائر گرد سر نور الدہر چرخ مارنے لگے اور وہ طائر جو
تیر کھا کر زمین پر گرا غبار بلند ہوا شبر نگ نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا دیکھا کہ
غبار مین نور الدہر اور وہ طائر اور تاجدار چھپ گئے شبر نگ حیران دیکھ رہا
ہی بعد تھوڑی دیر کے وہ غبار شق ہوا شبر نگ نے دیکھا کہ نور الدہر اور وہ تاجدار
اور وہ طائر مع نخل غائب ہو گئے چند سوار بھی ساتھ تھے وہ بھی نہین ہین گھوڑا کوتل
کھڑا ہی شبر نگ اُس صحرا مین دوڑا سب طرف نظر کی مگر کہین نشان نہ پایا حیران ہو کر
کوتل مرکب لیکر چلا لازمان عشاق تاجدار بھی ہمراہ ہوئے شبر نگ کہتا ہوا جاتا ہی
کہ معلوم ہوا کسی جادوگر کا کام ہی لیکن شہریار ہمارے آکر تلاش کرین گے اب لشکر مین
چلو سب کو ساتھ لیے ہوئے شبر نگ لشکر مین آیا بادشاہ منتظر بیٹھے تھے فرمارہے ہین
کہ نور الدہر کو بڑا عرصہ ہوا کہ لشکر مین غریو بلند ہوا گھبرا کر باہر نکل آئے دیکھا کہ عیار
نور الدہر روتا ہوا آتا ہی اور مرکب نور الدہر کوتل ہی بادشاہ نے پوچھا کہ ای شبر نگ
کیا ہوا شبر نگ نے سب کیفیت بیان کی کہ عشاق تاجدار کو شاہزادے نے زیر کیا
اُسکے ہمراہ اُسکے قلعے پر جاتے تھے راستے مین ایک نخل پر طائر بیٹھے تھے شاہزادے
نے ایک طائر کلان پر تیر مارا اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو تاریکی دفع ہوئی تو
آقا کو نہ پایا سب طرف تلاش کیا مگر اُس شہریار کا پتہ نہ ملا ناچار ہو کر پلٹ آیا بادشاہ نے

فرمایا ہم تو جانتے تھے یہ حوالی قصر ہفت رنگ ہی جابجا ساحر ہونگے انھین کا یہ شعبدہ ہی مجھے چل کر وہ مقام بتادے مین پیدا کرلونگا میثاق نے کہا غلام واقف ہی یہان کوہ نشین ایک ساحر کا وہان مسکن ہی یہ اُسی کا شعبدہ ہی آپ تامل کرین غلام جا کے فکر کرلیگا مگر بادشاہ نے نہ مانا یکہ وتنہا چلے فیروزہ بن عمرو وشبرنگ ساتھ ہین صحرا مین آئے شبرنگ نے وہ مقام دکھایا اُسی نخل پر وہ سب طائر بیٹھے ہین اور وہ ہی طائر ہفت رنگ سب بیچ مین بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہی بادشاہ نے کمان کیانی فورًا اپنے کاندھے سے اُتاری اور اسم حاشیۂ لوح پڑھ کر تیر مارا کہ اُس طائر کے دوسار ہوا جب غبار بلند ہوا تو بادشاہ نے لوح کو چمکایا غبار برطرف ہوگیا دیکھا برابر اُس نخل کے ایک پھاٹک ہی اُس پھاٹک پر بہت سے ساحر بیٹھے ہین بادشاہ کو دیکھ کر آواز دی کہ او طلسم کشا یہ صحراے ویران مشہور ہی آپ نے غضب کیا کہ طیران جنی کو مارا باعث خرابی ہوگا بادشاہ نے پوچھا کہ اس مکان مین کون رہتا ہی اُن ساحرون نے کہا کہ ابلق جنیہ کا مسکن ہی اندر تشریف رکھتی ہین وہان جاکر ملاقات کیجیے بادشاہ گھوڑے سے اُترے ٹہلتے ہوے اُس مکان مین داخل ہوے جابجا جوانان خوشرو بطور نگہبانی بیٹھے تھے بادشاہ کو سلام کرنے لگے سامنے ایک بارہ دری تھی بادشاہ اُس بارہ دری کے قریب پہونچے دیکھا کہ مسند بچھی ہی اور ایک ضعیفہ موے سر سفید کپڑے سفید پہنے ہوے تلاوت صحیفہ کر رہی ہی سعد شہریار کو دیکھ کر اپنے مقام سے اُٹھی سعد کو سلام کیا سعد نے ہاتھ تھام لیا فرمایا ای ابلق جنیہ ہم تمھاری ملاقات کو آئے ہین اُس ضعیفہ نے کہا مین آپ کے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون کہ اسم مبارک کیا ہی سعد نے نام اپنا بتایا اور صاحبقران کا جو نام لیا تو وہ ضعیفہ قدمون کو بوسے دینے لگی کہا آپ فتاح طلسم ہوشربا ہین بادشاہ نے فرمایا ارادہ تو یہی ہی آگے پروردگار کو اختیار ہی لیکن اس صحرا مین آکر ہمارا فرزند نورالدہر غائب ہوا ابلق جنیہ نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ای شہریار یہ خطا تو مجھسے ہوئی میرا ملازم طیران جنی طائر بن کر درخت پر بیٹھا تھا جب اُس کو

نور الدہر نے تیر مارا تو ہومان کو ہی ساحرہ بھی آگئی تھی وہ گرفتار کرلائی مین نے
کہا اِن کو لیجاؤ چاہے قتل کر دو چاہے بخشو اب تو مین بھیج چکی آپ کو تکلیف پڑیگی پہلوے
صحرا مین باغ ہی کہ اُسکو نسترن کہتے ہین ہومان کو ہی وہین رہتی ہی اگر حکم ہو تو
ساتھ چلون مین تو آپ کے خاندان کی تابعدار ہون ملکہ آسمان پری کی ملازم
رہی ملکہ قریشہ کو گودیون مین کھلایا اب تھوڑے دنون سے یہان آکے ساکن ہوئی
ملکہ آسمان پری کی زیارت نہین ہوئی مشتاق ہون کہ جمال جہان آرا دیکھون اور
قریشہ کے گرد پھرون بادشاہ نے فرمایا کہ اے ابلق جنیہ آسمان پری و قریشہ ایسی
نہین ہین جنسے جابجا ملاقات ہو اس طلسم مین جدہ قید ہوگئی ہین مین اُنھین کو رہا
کرنے آیا ہون دادا جان بھی آئے ہوے ہین مگر یہ ظاہر ہی کہ اُنکی رہائی مشکل ہی یقین
ہی بعد فتح طلسم پتہ ملے غنچۂ آرزو کھلے ابلق نے بہت افسوس کیا کہا آپ ایسے جنکے
معین موجود ہین اُن کو کون قید کر سکتا ہی مگر مین بھی سرکار کے ساتھ رہونگی کہ اُنکی
رہائی مین کوشش کرون سعد نے کہا کہ اب تو مین براے رہائی نور الدہر جاتا ہون
کہ جاکر اُن کو رہا کرون ہومان جادو قتل ہوا ابلق نے ایک کنیز کو ساتھ کیا اور
کہدیا کہ شہریار کو اپنے ساتھ لیجاؤ ہومان کو ہی کا مقام بتاؤ وہ کنیز بادشاہ کے
ساتھ چلی بادشاہ اُس قصر سے نکلے شبرنگ وغیرہ نے حال پوچھا بادشاہ یہ
سب کیفیت بیان کرکے روانہ ہوے تھوڑا راستہ طی کر چکے تھے کہ باغ نسترن
معلوم ہوا لپٹین پھولون کی آنے لگین بادشاہ اُس باغ کے دروازے پر آئے
چاہا کہ داخل ہون پہلو سے آواز آئی اے شہریار خبردار اندر نہ جائیےگا بادشاہ
نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک زنگی نوجوان تیغہ ہاتھ مین لیے جھومتا ہوا آتا ہی اور للکارتا
ہوا کہ خبردار اندر نہ جانا یہ ہمارے شہنشاہ کا مقام ہی سعد نے تلوار کھینچی اور
پکار کر آواز دی کہ قریب آ کر روک دور سے باتین بناتا ہی وہ زنگی جھپٹ کر قریب
آیا ہاتھ تیغہ کا مارا بادشاہ نے تیغے کو تلوار پر روکا اُلجھادے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ
تلوار کا مارا زنگی کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ گرتے ہی تڑپا خون نہ جاری ہوا دو زنگی

بن کر تیار ہوے ایک نے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ نے پھر قتل کیا اب زنگی بڑھنے لگے ہر طرف سے بلوہ ہر مگر حربہ اُن کا بادشاہ پر نہین پڑتا جب ہزار دو ہزار زنگی جمع ہو گئے تو بادشاہ سوچے کہ یہ عجائب و غرائب طلسم ہین لوح کو دیکھون کیا خبر دیتی ہو لڑتے ہوے پیچھے ہٹے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ خیال کر کے دیکھو دروازے پر باغ کے ایک عقاب بیٹھا ہی اُسکو تیر مارو تب ان زنگیون کا کام تمام ہوگا سعد نے خیال کر کے دیکھا کہ سامنے دروازے کے ایک نخل ہی اُسپر ایک طائر سیاہ بیٹھا ہی مُنھ سے قطرات خون گرا رہا ہی اس وجہ سے زنگی بڑھتے جاتے ہین سعد نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تاک کر تیر مارا وہ تیر خالی گیا طائر جھکار امار کر اُڑا بادشاہ نے دوسرا تیر مارا پاؤن طائر کا زخمی ہوا صداے ہیہات دیتا ہوا چاہتا تھا کہ بلند ہو جاؤن مگر بادشاہ نے تیسرا تیر مارا کہ سینے پر آکر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا قطرات خون زنگیون پر گرے سب زنگی جلنے لگے تھوڑے عرصے مین سب زنگی جل کر خاک ہوے بادشاہ اُن زنگیون کو مار کر اندر باغ کے داخل ہوے دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہی نہرین لاجواب ہین ہر طرف سے ٹھنڈھی ہوا چل رہی ہو درختون پر طائران زمزمہ سراے صفت پروردگار مین مصروف ہین منقارین کھول کر آواز دیتے ہین کہ اے وحدہٗ لا شریک ہی تو رحیم و کریم ہی نظم

ایکہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما	وے بذات تو تصدق دین ما ایمان ما
تازہ از فیضان حسنت ہر گل بستان ما	روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما
با وجود قرب ہستم از بساط وصل دور	حیف بر مہجوری ما واے بر حرمان ما
بس توئی در دین و دنیا اے خبر گیر جہان	رازق ما مالک ما شاہ ما سلطان ما
ہست عجز و انکسار و عذر تقصیر سجود	عزت ما حرمت ما عظمت ما شان ما
از زبان خامہ عرض حال داغ دل کنم	چون نہ ریزد جوش خون کلک گہر افشان ما
گرچہ سر تا پا گنہگاریم یا مولا مگر	صرف بر فضل و کمالت ہست اطمینان ما
حین ہر مشکل فقط مشکلکشاے ما توئی	وقت درد و رنج و بیماری توئی درمان ما

بادشاہ نے جو یہ اشعار سُنے شگفتہ ہو گئے مگر طائرون نے جو بادشاہ کو دیکھا اُنہین جسے

ایک طائر نے چیخ ماری کہ ای افسر ہمارے یہ کون غیر شخص آیا ہی ذرا آکر خبر لیجیے سامنے
جو بارہ دری تھی اُسمین سے ساحر نکلنے لگے ایک ساحر نوجوان ایک عورت کا ہاتھ پکڑے
ہوے اندر سے بارہ دری کے نکلا آواز دی کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لو سب ساحرون نے
بلوہ کیا بادشاہ نے تلوار کھینچی اور نعرہ کیا نعرہ بادشاہ ؎ منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہار گلستان کاوس و جم ٭ ہژبر دمان شاہ اسلامیان ٭ نہال گلستان صاحبقران ٭
نعرہ کر کے مصروف جنگ ہوے جسنے ہاتھ تلوار کا مارا روک کر جواب مین ہاتھ مار دیا
اُسکے دو ٹکڑے ہوے زمین پر گرا اور لاشہ غرق زمین ہو گیا مگر وہ ساحر کھڑا ہوا سحر کر رہا
ہی اُسکے سحر سے آگ برس رہی ہی مگر بادشاہ اُس آگ سے محفوظ ہین لوح طلسم گلے
مین تلوار ہاتھ مین جنگ رستمانہ کر رہے ہین جب اُس ساحر نے دیکھا کہ کئی سو
جادوگر مارے گئے اور سعد بڑھتے ہوے آتے ہین تب تو اُسنے ایک دو ہتھڑ زمین
پر مارا کہ زمین تھرائی ایک غار پیدا ہوا کئی ہزار جادوگر اُس غار مین بیٹھے تھے غلغلہ کرتے
ہوے نکلے سحر کرنے لگے بادشاہ نے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا وہ جل گیا کئی سو
اور ساحر مارے گئے تب اُس ساحر نے پکار کر کہا کہ ای فتاح طلسم تمہارے تشریف
لانے کا کیا باعث ہوا بادشاہ نے فرمایا نور الدہر کی قید حوالے کر ابھی پلٹ جاؤن
وہ ساحرہ جو ساحر کے ساتھ ہی اُسنے جواب دیا کہ ای سعد شہریار مین تو اُسپر عاشق
ہون مین تو اُس جوان کو نہ دونگی سعد نے کہا کہ او بیحیا سیہ رو وہ تیرے لائق ہی
آفتاب آسمان حُسن و جمال صاحب شوکت و جلال بس بہتر اسی مین ہی کہ قید اُس کی
حوالے کر اُس ساحرہ نے کہا جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو سعد نے فرمایا بدون رہائی
نور الدہر نہ جاؤنگا اُس ساحر نے کہا کہ ای ہومان کیون ضد کرتی ہی سحر ان پر
تاثیر نہین کرتا کوئی انکا کیا کر سکیگا ہمارا جو کام ہی وہ کر چکے مگر کوئی مدعا حاصل نہ ہوا
ہومان کو ہی نے کہا کہ ای اظلم جادو مین تو قید نہ دونگی اگر تم قتل ہوے تو مین
اُسکو لیکر نکل جاؤنگی آج کئی راتین گذر چکی ہین کہ سونا جاگنا سب موقوف ہوا ایسے کیونکر
قید حوالے کرون فراق مین میری زندگی نہ ہوگی یہ سُنتے ہی بادشاہ نے فرمایا او بیحیا

کیا تجکو خیال خام ہی وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کبھی تجکو قید دل نہ کریگا مگر اظلم نے بڑھکر
دو چار سحر ایسے کیے کہ تمام درختون سے آگ برسنے لگی بادشاہ نے دیکھا کہ اس
ساحر نے غضب کیا زمین و آسمان سے آگ نکل رہی ہی لوح کو گردش دیسے رہے تاکہ
اُسکے عکس سے سحر باطل ہوتا ہی جب عکس لوح پڑا اُٹھا اُلٹا پلٹا جل جل کر خاک ہوسے
طائران باغ غل مچاتے پھرتے تھے جا بجا گر گر پڑتے تھے مگر سعد شہریار پر کسی کا
قبضہ نہین ہوتا جب اُس ساحرہ نے دیکھا کہ سعد قریب بارہ دری کے پہونچے
آواز دی کہ ای اظلم غضب ہوا طلسم کشا قریب بارہ دری کے پہونچ گئے اظلم نے کہا
کہ ہین قید لیکر نکل جاؤن ہومان نے کہا کہ مین بڑھ کر روکتی ہون تم قیدی کو
لیجاؤ اظلم زنگی اندر بارہ دری کے آیا قفسہاے آہنی مین دولون جو ان بند تھے
اظلم نے جاکر دونون قفس اُٹھالیے اور اُڑتا ہوا چلا پہلو سے آواز آئی کہ ای سعد شہریار
اظلم لیے جاتا ہی اگر یہ نکل گیا تو بڑی مشکل پڑیگی یہ سُن کر سعد نے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ اظلم کے سینے کو توڑ کر پار گذرا قفس چھوٹے ہومان نے
جو دیکھا کہ اظلم مارا گیا قفس زمین کی طرف آتے ہین جست کرکے بلند ہوئی دونون
قفس پنجے مین دبائے اور سناٹا بھر کر چلی مرنے سے اظلم کے اسقدر اندھیرا
تھا کہ سعد کی نظر نہ پڑی ہومان چلی گئی بعد جانے ہومان کے سب ساحر بھاگ
بھاگ کر چلے گئے سعد نے اپنے کو اکیلا پایا کہ پہلو سے وہ ضعیفہ آئی کہا ای شہریار
مین نے حضور کو آواز دی تھی یہان سے بارہ چودہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو
قلعۂ برقانیہ کہتے ہین برقان برق وش ایک ساحرہ ہی کہ نہایت زبردست ہی
وہان نور الدہر کو لے گئی اب آپ تکلیف نہ کرین سعد نے کہا میرے واسطے بنا کیا
ہی مین ضرور جاؤنگا سب پوچھینگے کہ آپ گئے تھے وہان جاکر کیا کیا مین اس کا
کیا جواب دونگا ضعیفہ نے کہا اب وہان انتظام ہو جائیگا سعد نے نہ مانا اُس
باغ سے نکلے طرف قلعۂ برقانیہ کے چلے مگر ہومان نور الدہر و عشاق تاجدار
کو لیے ہوے قلعۂ برقانیہ مین آئی ایک قید خانے مین نور الدہر و عشاق کو

قید کیا برقان برق وش اپنے مقام پر پہنچی تھی کہ ہومان نے آکر سب حال بیان کیا
برقان نے کہا کہ ای ہومان قصر عجائب مین جاکر بیٹھو مین نے کل کتاب سوانحات
کو دیکھا تھا اُسمین یہ مضمون لکھا پایا کہ قلعۂ برقانیہ مین مسلمانون کی عملداری ہوجائیگی
مین حیران تھی کہ مسلمانون سے مجھے کیا کام مگر سبب نکل آیا مین دل و جان سے کوشش
کرونگی آئندہ جو خداوند جمشید ثانی چاہین وہ ہوگا ہومان تو قصر عجائب مین گئی
مگر برقان رنجیدہ و کبیدہ اُٹھی محل مین آئی مُنھ لپیٹ کر پڑرہی بیٹی اسکی نہایت حسین
جمیل مہران آفتاب جمال نامے ہو اُسنے جو دیکھا کہ مادر مہربان مُنھ لپیٹے پڑی ہین
آکر پاس بیٹھی بہ محبت پوچھا کہ ای مادر مہربان مزاج کیسا ہو برقان نے کہا کہ ای
نور نظر ہومان جادو فرزند صاحبقران کو لیکر آئی ہو فلان قصر مین قید کیا ہو اُسکو
تو مین نے قصر عجائب مین بھیجدیا اور کتاب سوانحات مین یہ دیکھا کہ قلعۂ برقانیہ
مین مسلمانون کی عملداری ہوجائیگی مگر ایسا جوان یوسف مثال میری نگاہ سے نہین
گذرا مہران یہ حال سُن کر خاموش ہورہی مگر دل پر ایک چوٹ لگی کہ مقام افسوس
ہو ایسا شخص ہمارے گھر مین قید ہو اور ہم آرام کرین چل کر اُسے دیکھین کہ کس حال
مین ہو یہ سوچکر اُٹھی برقان سے کہا کہ ای مادر مہربان اگر حکم ہو تو مین قیدی کو جاکے
کھانا کھلا آؤن برقان نے کہا جاؤ مگر غور سے نہ دیکھنا تمام شاہزادیان نوجوان
حاکمان قلعہ کی و رئیسان طلسم کی دخترین ممالک ویران کرکے نکل گئین کچھ خداوند
کا خوف نہ کیا مجکو خیال آتا ہو کہ تمکو بھی ایسا ہی دلولہ نہ ہو مہران آفتاب جمال نے
سر کو جھکا لیا کہا ای مادر مہربان آپ جانتی ہین کہ مجکو مرد کے نام سے نفرت ہو فقط
اس خیال سے جاتی ہون کہ کل سے قیدی پر آب و دانہ بند ہو جو اپنے قبضے مین ہو
بھوکا پیاسا نہ رہے برقان نے کہا کہ بس مین نے سمجھا دیا ایسا نہ ہو کہ پھر افسوس
کرنا پڑے مہران نے کہا کہ آپ مطمئن رہین بلکہ کیا عجب ہو کہ کچھ آزار پہونچاؤن یہ کہکر
کھانا ساتھ لیا کنیز کے سر پر خوان رکھا آپ بھی چلی یہان نور الدہر کو آٹھ پہر بے
آب و دانہ گذرے ہین مسلسل و مطوق سر زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے ہین کہ دروازہ مکان کا

کھلا دیکھا ایک شاہزادی سامنے سے آتی ہی ایک کنیز کے سر پر خوان کھانے کا ہی جمال بیمثال دیکھ کر سکتہ ہو گیا مگر مہران نے جمال باکمال نورالدہر دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوئی قریب آکر دستر خوان بچھایا کہا ای شہریار یہ ساحر بڑے نامنصف ہین اپنے گھر مین قید کرنا اور آب و دانہ نہ دینا یہ کنیز اسی واسطے حاضر ہوئی ہی کہ آپکو خاصہ کھلائے نورالدہر نے ہاتھ کھینچ لیا مہران نے پوچھا انکار کا کیا باعث ہی نورالدہر نے کہا باعث انکار اختلاف مذہب ہی اگر اطاعت اسلام قبول کرو تو ہم کھانا کھائین مہران فرش خاک پر بیٹھ گئی کہا ای شہریار اصل تو یہ ہی نظم

تمھین بگڑنے نہ دے وصل مین تمھاری شرم	بنا لے بات کو رکھلے خدا ہماری شرم
بتاؤ کبھی تو بتانے نہ دے مرے دل کو	تمھاری آنکھ تمھاری حیا تمھاری شرم
کہا جو اُنسے کبھی ہمسے بھی ملیگی نگاہ	جواب کچھ نہین اسکا یہی پکاری شرم
وہ بات کہتے ہین جو یار سے نہ کہنی تھی	مٹائے دیتی ہی کمبخت بیقراری شرم
نثار جان تو کی ہمنے اُنکے قدمون پر	مگر کمال ہی تھی وقت جان نثاری شرم
گنے گئے ہین جو ہم بت پرست ساری عمر	خدا سے آتی ہی کیا وقت دم شماری شرم
ملی نہ بزم مین آکر کسی کی آنکھ سے آنکھ	نلوہ تم کو بچا لیگی تمھاری شرم
ہمارے قتل کی مقتل مین پہلے بار آئے	عدو کے سامنے رکھلے جناب باری شرم
جلال پھرون نہ اُٹھیگا سر جو یاد آئین	وہ نیچی نیچی نگاہین وہ پیاری پیاری شرم

ای شہریار مین بدل و جان اطاعت دین اسلام کرتی ہون جس وقت سے جمال حضور دیکھا میرے ہوش درست نہین ہین بڑا افسوس ہی کہ ہومان کو ہی سن کی درازی صورت مین سیہ فام حرکات مین بدانجام کس بھروسے پر آپسے سوال وصل کرتی ہی آج مین اُسکا اختتام کر دونگی بعد اُسکے اور تدبیر کرونگی کھانا تو آپ کو برابر پہونچیگا اُس بیحیا نے جو چاہا ہی کہ بے آب و دانہ مار ڈالونگی وہ تو نہ ہو گا باقی دیکھا جائیگا مگر یہ سمجھ لیجیے اپنی تو یہ کیفیت ہی بقول مصنف نظم

کیا کہین آپسے کیسی ہی یہ بیماری دل	درد سے بھی نہین ہوسکتی ہی غمخواری دل

تیر مژگان نے اسے توڑ کے مارا اُس کو	پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
ای قمر شیر ژیان سے بھی نہ خوف آئے مجھے	اسدٰاللہ رسد گر بہ مددگاری دل

نورالدہر نے فرمایا کہ ای ملکۂ عالم مجکو خیال یہ ہی کہ تم ساحرہ ہو جاکر فراموش کرو تو یہان کون مدد کریگا ملکہ نے کہا ای شہریار مین لاکھ بھولون مگر دل نہ مانیگا کھینچکر لائیگا اتجو مین فکر مین ہومان کی جاتی ہون نورالدہر کو کھانا کھلاکر خوب تسکین دی کہا حضور مطمئن رہین مین صورت رہائی کی پیدا کرونگی یہ کہکر نکلی مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے دل دھڑکتا ہوا کلیجہ پھڑکتا ہوا کنیز کو رخصت کیا طرف قصر عجائب کے چلی ہومان کہ قصر عجائب مین رہتی ہی اسنے جو خبر سُنی کہ مہران آفتاب جمال آتی ہین واسطے استقبال کے اُٹھی آکر سلام کیا کہا کیون ملکۂ عالم آج کیونکر تشریف لانیکا اتفاق ہوا مہران نے کہا کہ تم ہماری مہمان ہو منظور ہوا کہ آج تمھارے ساتھ شراب پئین گھڑی بھر جلسہ رہے تمھارا ابھی دل لگے ہومان نے کہا کہ ای ملکۂ عالم دل تو اُس ظالم کے قبضے مین ہی مگر وہ ظالم نگاہ اُٹھاکر نہین دیکھتا میرے نام سے اُسکو نفرت ہی کیون ملکہ مہران تم تو بہت خوبصورت ہو مجھ مین کیا بُرائی ہی کہ وہ مغرور نہین قبول کرتا مہران نے کہا کہ تمھاری صورت کی کیا تعریف کرون تم تو بیجہ معلوم ہوتی ہو اس کالی صورت پر چیچک کے داغونکے گڑھے پڑے ہوے ہین معلوم ہوتا ہی گوبر پر اولے پڑے ہین وہ بڑا بیوقوف ہی جو تمھین نہین قبول کرتا یہ کہکر گلابی اُٹھائی جام لبریز کر کے ہومان کو ہی کو دیا ہومان بے اندیشۂ انجام پی گئی پھر دوسرا جام دیا ہومان لاؤ لاؤ کر رہی ہی مہران پلا رہی ہی اسقدر شراب پلائی کہ ہومان بیہوش ہو گئی مہران نے اُس کا سر کاٹا لاشہ وہین پڑا رہنے دیا آپ اپنے باغ مین آئی کنیزون نے پوچھا کہ واری کہان تشریف لے گئی تھین ملکہ نے کہا کہ صاحبو میرا حال نہ پوچھو کہ کس حال مین ہون مجھپر فلک ٹوٹ پڑا ہی مین کیونکر صبر کرون کنیزون نے پوچھا واری کیا رنگ ہوا مہران نے بیان کیا کہ فرزند صاحبقران جو آکر قید ہوے ہین اُن پہ جان جاتی ہی ایسے خلیق ہین کہ خلق و اخلاق کے پُتلے ہین مین آج ملاقات کرآئی کنیزون نے عرض کی نہ گھبرائیے

جو حکم دیجیے ہم بجالائین اگر حکم ہو تو ابھی قید خانے سے نکال لائین ہم تو آپکے حکم کے
پابند ہین آپ کی راحت سے ہم کو راحت ہی اگر آپ کو ملال ہوا تو ہم کو کون پوچھیگا مگر
اس مقدمے مین بڑی خرابیان ہین اُنکو تو آپ جانین ہم خیر خواہان دولت ہین ملکہ نے
جب سب کنیزون کو محبت مین ثابت پایا بہت خوش ہوئین دوسرے دن پھر ماں سے
ملاقات کی کہا ای مادر مہربان مین قید خانے مین گئی تھی وہ شاہزادیان کون ہین جو
اِن ایسون پر عاشق ہوئین اپنے کو مطعون و بدنام کیا اپنے گھر ویران کیے ماں نے
کہا بیٹا کیا کہنا یہی چاہیے جو تمنے سوچا ہی بڑے بڑے شاہون کے پیام آرہے ہین
ہم تمھاری شادی بڑی دھوم سے کرین گے مہران نے کہا کہ ای مادر مہربان ہین
شادی نہ کرونگی مجکو مرد کے نام سے نفرت ہی اگر حکم ہو تو پھر کھانا پہونچا آؤن یہ
سُن کر برقان نے کہا کہ تمھین اُسکے حال پر رحم آیا مہران نے کہا فقط یہ خیال ہی
کہ ہمارے گھر مین قید ہی بھوکھا نہ رہے اس وجہ سے آب و دانہ پہونچاتی ہون ہین
یہ حیران ہون کہ ہومان نے اپنے کو کیون بدنام کیا ہی کہ نورالدہر پر مرتی ہی ناحق
اُن کا دم بھرتی ہی وہ جوان ایسا کیا خوبصورت ہی فقط چربی کا پتلہ ہی اُس پر کیا
جان دینا یہ کہکر کھانا کنیز کے سر پر رکھا اور مہران چلی جب مہران جا چکی تو چند کنیزین
روتی ہوئی آئین عرض کی واری عجب معاملہ ہوا کہ ہومان کا قصر عجائب مین لاشہ
پڑا ہی برقان نے کہا کہ ارے وہان کون آیا تھا اگر ساحر سُنین گے تو مجھے بدنام کرینگے
کسنے اُسکو قتل کیا کنیزون نے عرض کی واری شب کو آپ کی صاحبزادی گئی تھین
دیر تک صحبت رہی پھر صبح کو ہمنے اُن کو نہین پایا اُسکا لاشہ دیکھا ایک خنجر پڑا ہی
برقان نے کہا کہ وہ خنجر اُٹھا لاؤ معرکہ یہ ہوا کہ مہران نے جس خنجر سے ہومان کا
سر کاٹا تھا وہ خنجر وہین بھول آئی خواصین جا کر خنجر اُٹھا لائین جیسے ہی برقان نے
دیکھا وہ خنجر بیٹی کا پایا خاموش ہو رہی کہ آئیگی تو پوچھونگی کہ ہومان نے تیرا کیا
نقصان کیا تھا کہ تونے قتل کیا برقان اس فکر مین بیٹھی ہی مگر مہران آفتاب جمال
جو قید خانے مین آئی پہلے شاہزادے کو کھانا کھلایا دیر تک باتین رہین بعد اُسکے

دل نے یہی کہا کہ اسکو لیچلو باغ مین چل کر رکھو کہا ای شہریار قید خانے سے نکل چلیے یہ سنکر نور الدہر نے کہا کہ قید میری دور کرو تو مین چلون مہران نے سحر کرکے نور الدہر کو بیہوش کیا کمر مین پنجہ دیکے لے اُڑی اپنے باغ گل فشان مین آئی نور الدہر کو بٹھایا پھر آپ بھی پہلو مین آکر بیٹھی گائن کو اشارہ کیا وہ نہایت شوخ و شنگ خوش آواز سامنے بیٹھ کر بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

غم نہین ترک جو کی دلنے رفاقت میری
میرے روٹھے کو منا لائیگی حسرت میری

نہ رُکین غیر کے روکے سے بھی یارب اک دن
ادھر آنے مین وہ بنجائین طبیعت میری

جان دیکر بھی یہ کہتا ہون انھین کچھ نہ دیا
حوصلہ میرا ہی دل میرا ہی ہمت میری

ناتوانی کا گلہ مجھسے ہو کیا تاب ای عشق
شکوہ ضعف کرون یہ نہین طاقت میری

آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مرجانے دو
خود ٹھہرتے ہو نہ منظور ہی رخصت میری

ٹھوکر اک لگتے ہی کیون بیٹھ گئے راہ مین وہ
آلگی ہو کہین قدمون سے نہ تربت میری

روئے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے
وہ تو ہنستے بھی نہین سُنکے مصیبت میری

منھ لگائین تو سمجھ کر وہ لگا مین مجکو
کچھ نہ بن آئیگی بگڑیگی جو عادت میری

دلسے کہتا ہی جگر وقت خریداری درد
مین بھی حاضر ہون جو منظور ہو شرکت میری

یار کو ڈھونڈھ نکالینگی یہ آنکھین ہی جلال
کچھ پتا دل کا لگائیگی جو حسرت میری

شب بھر یہان تو جلسہ رہا برقان انتظار مین رہی جب صبح ہوئی تو کنیزون سے کہا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ رات کو مہران کہان رہی مین رات بھر جاگی کہ وہ آوے تو اُس سے پوچھون مجکو رنگ بے رنگ معلوم ہوتا ہی ایک کنیز سے کہا کہ تو باغ گل فشان مین جا ملکہ سے کہنا کہ تمھاری مادر مہربان بُلاتی ہین اور ایک کنیز سے کہا تو جاکر قید خانے کی خبر لا وہ کنیز طرف قید خانے کے چلی آکے دیکھا کہ قید خانہ کھلا پڑا ہی ہتھکڑیان بیڑیان پڑی ہین دو نون قیدی ندارد اور قید خانے مین ایک ایسا ہیبت ہی کہ خوف معلوم ہوتا ہو بس کنیز پلٹی آتے ہی کہا اری قید خانہ تو خالی پڑا ہی قیدیون کے نام و نشان بھی نہین اور اندر جاتے خوف آتا ہی کہ ایسا نہ ہو اندر جائین کوئی کھا جاوے

برقان اُٹھی قید خانے مین آئی پانون کا نشان دیکھ کر دہانکی خاک لی اور اُس کا ایک پتلہ بنایا سامنے بٹھاکر پوچھا کہ سچ سچ سامری بتا کہ تو کون ہی پتلے نے ہنس کر کہا کہ گھر سے آگ لگی آپ کی صاحبزادی قیدی کو لے گئین برقان جل گئی غصے سے کانپنے لگی کہ وہ کنیز آئی جو باغ گل فشان مین گئی تھی کہا واری دروازے پر باغ کے محلدار بیٹھی ہی اُسنے مجھے اندر نہ جانے دیا کہا ملکہ کا مزاج اچھا نہین ہی اور ملکہ نے اندر سے کہلا بھیجا کہ مادر مہربان سے کہدینا مین حاضر ہوتی ہون برقان نے کہا لو صاحب چال چل گیا ہو مان کو بھی اِسنے اسی رشک مین مارا وہ اپنے کو عاشق قرار دیتی تھی معلوم ہو گیا کہ نورالدہر کو اسنے باغ گل فشان مین لیجا کر رکھا ہی مین کیا زندہ چھوڑونگی یہ کہکر اُٹھی عقاب پر سوار ہوئی بارہ ہزار جادوگر ساتھ لیے باغ کی طرف چلی یہان مہران رات بھر عیش مین رہی صبح کو بھیر دین اُتر رہی ہی کہ ایک کنیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی آپ کی والدہ آتی ہین بارہ ہزار جادوگر ہمراہ ہین نورالدہر اُٹھے کہا مین جاکر اُسے روکتا ہون مہران نے کہا کہ آپ کا کام نہین ہی ساحر سحر کرین گے مین ابھی تدبیر کرتی ہون یہ کہکر اُٹھی باہر باغ کے آکر ایک دو گولے مارے کہ دیوار آہن بن کر تیار ہوئی آپ کوٹھے پر چڑھ کے بیٹھی کنیزین ساتھ ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا برقان مع ساحرون کے آکر پہونچی دیوار آہن دیکھ کر برقان بہت جھلائی بڑھ کر ایک گولہ مارا دنادنا ہوا دیوار سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے جس ساحر پر شعلہ گرا وہ جلکر خاک ہوا جب تو برقان نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ ماش کے دانے نکالے اُن پر اپنا خون ڈالا پیچھے ہٹ کر وہ ماش کے دانے پھینکے چراٹے کی آواز آئی دیوار گر پڑی کئی ہزار ساحر دیوار مین دبے برقان نے پکار کر آواز دی ای کشتگان سحر افسوس نکرنا تمھارے خون کا بدلہ لونگی مہران نے بالاے قصر سے دیکھا کہ دیوار گر گئی اور برہمی آتی ہی سینگ کی کمان اور سینگ کے تیر جھولی سے نکالے ایک طرف سے کنیزون نے تیر اندازی شروع کی ایک طرف نورالدہر تیر و کمان لیے کھڑے ہین تیر اندازی کر رہے ہین برقان نے دیکھا کہ باغ سے تیر آتے ہین کئی سو ساحر مر کر گر پڑے ہین

برقان نے جھولی سے کاغذ سیاہ نکالا اُسکی سپر بن کاٹ کر اُڑا دین وہ سپر بن اُڑنے لگین جب باغ سے تیر آیا اُن سپروں نے سینہ سپر کیا یہان نور الدہر سے ملکہ نے کہا اب وقت مشکل ہی نور الدہر نے تیر و کمان پھینکا کلاہ سر سے اُتاری کلاہ کو ہاتھوں پر رکھا پکار اُٹھے کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار اس مشکل کو آسان کر نظم

ذات تست ای مالک ملک کمال	قادر مطلق خدائے لایزال
ہست بر تو حالتِ ماضی عیان	منکشف احوال استقبال و حال
از تو شد پیدا و آخر سوے تست	باز گشت خلق ہنگام مآل +
خاکساران را عنایت میکنی +	حکم و ملک و دولت و جاہ و جلال
رنگ و بو ہر گل ز الطاف تو یافت	از تو شد سرسبز ہر رنگین نہال
مرد مفلس را تو سیم و زر دہی	مرغ بے پر را تو بخشی تیر و بال
لطف کن لطف ای خداوند جہان	مہر کن مہر ای خداے ذو الجلال
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امیدوار +

کنیزین آمین کہہ رہی ہین مگر برقان سب کے آگے آگے ہے اُسنے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ نور الدہر پہلو مین ملکہ کے کھڑے ہین تیر پھینک رہے ہین پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ ہمنے اسی دن کے لیے یہ سحر تعلیم کیے تھے کہ تو ہمارے لشکر کو پامال کرے دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون اب تو مہران گھبرائی نور الدہر نے چاہا کہ کوٹھے پر سے کود پڑین مہران روک رہی ہی نور الدہر کہتے ہین ملکہ وہ قریب آچکی ہی مین ابھی جا کر اُسکے دو پرکالے کرتا ہون مہران کہتی ہے وہ ساحرہ ہی سحر کریگی آپ کی تلوار نہین چل سکیگی مگر نور الدہر نے نہ مانا تلوار کھینچکر کوٹھے پر سے کود ے عشاق تاجدار بھی کود پڑا اگر نور الدہر نے نعرہ کیا کہ باش او مکارہ خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان یعنے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر سے ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی کہ شاہانش جہان گیر و فلک گیتی ستان خوانده + پناہ لشکر اسلام

نورالدہر کز ہمیش ⁂ عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خواندہ ⁂ نعرہ دیگر طفلی بجرأت ہنر داشتم ⁂ لقا را بیک دست بر داشتم ⁂ ظفر بر یلان عرب یافتم ⁂ شہ نوجوانان لقب یافتم ⁂ نعرہ کر کے چند قدم بڑھے تھے کہ برقان نے سحر کیا پاؤن زمین نے تھام لیے ہر چند چاہتے ہین کہ آگے بڑھون مگر زمین پاؤن نہین چھوڑتی ایک طرف عشاق بھی جما ہوا کھڑا ہی بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہا ہی مہران نے جو یہ معاملہ دیکھا بیتاب ہو گئی حیران تھی کہ ای مہران کیا کرون آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے برقان تلوار کھینچ کر بڑھی پکارتی ہوئی کہ پہلے اس مفتنی کو تو قتل کرون اسی کی ذات سے یہ فساد بڑھا ہو مان کو ہی کا مارا جانا باعث بدنامی ہی اب شہرت ہو گی کہ مہران نبیرۂ حمزہ پر مائل ہوئی مان سے بھی لڑی آخر کچھ نہ ہوا برقان نے سب کو قتل کیا یہ کہکر آگے بڑھی منظور یہ ہو کہ نورالدہر کو قتل کر کے بالاے بام جاؤن جھونٹے پکڑ کر مہران کو کھینچ لاؤن مہران اُس وقت نہایت بیقرار ہی ادھر نورالدہر دیکھتے ہین کہ موت کا سامنا ہی کیونکر بچینگے ظاہرا تو کوئی صورت بچنے کی نہین ایسا نہ ہو کہ بیحیا میرے قریب آجائے اور تلوار مار دے ای رحیم و کریم سوا تیرے کون بچائیگا یہ کہکر سوچتے ہین کہ کیا تدبیر کرون پاؤن پر اختیار نہین کہ یہاں سے نکل جاؤن کیونکر جان بچاؤن اُدھر مہران نے بھی پلک کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سعد بن قباد مرکب کو اُڑاتے ہوے سامنے آئے آکر یہ معاملہ دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ او ساحرہ خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ زبان کھینچ لونگا داہنے ہاتھ سے داہنے گردے کو دابا بایان ہاتھ باین جانب رکھا نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ بادشاہ منم شاہ شاہان فریدون حشم ⁂ بہار گلستان کاوس وجم ⁂ ہزبر دمان شاہ اسلامیان نہال گلستان صاحبقران ⁂ زمین تھرا گئی برقان کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا بادشاہ گھوڑا چمکا کر لشکر پر آگرے ساحر قتل ہونے لگے برقان نے بھی پلٹ کے دیکھا کہ ایک جوان یوسف مثال صاحب جاہ و جلال لشکر کو قتل کر رہا ہی نعرے بھی کر رہا ہی بادشاہ نے نورالدہر کو جو بیکار دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا مگر مہران

نے جو شاہ کو دیکھا کوٹھے سے کود پڑی پکار رہی ہو کہ اس تشریف لانے کے قربان و نثار
برقان حیران دیکھ رہی ہو کہ جس ساحر نے سحر کیا اپنے سحر مین آپ پھنسا اُسکو
بادشاہ نے بڑھ کر ہاتھ مار دیا کہ دو ٹکڑے ہوے برقان نے پکار کر آواز دی کہ ای
کلنگ ابلق سوار تو تو پہلوان بھی ہو اس جوان کو روک لے کلنگ نام ایک
پہلوان یا تو بیچ صف مین کھڑا تھا یا گینڈا بڑھا کر للکارا کہ او جوان مجھسے تو مقابلہ کر
منم کلنگ ابلق سوار بادشاہ پلٹ پڑے کلنگ نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ
اُسکا توڑ ڈالا جب نیزہ ٹوٹا کلنگ گھبرایا قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکے
تلوار کا ہاتھ مارا بادشاہ نے باڑھ بچاکر کلائی تھام لی اور کمر مین ہاتھ ڈال کے
اُٹھا لیا آسمان کی طرف پھینکا اُترتے وقت چور نگ ہوا ای قلم کیا برقان نے جو
دیکھا کہ کلنگ ایسا پہلوان مارا گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا جی مین کہتی ہے کہ
کلنگ ابلق سوار ایسا پہلوان صاحب زور و طاقت یون بہ آسانی مارا گیا گر
بادشاہ نے کلنگ کو مار کر مرکب بڑھایا اپنے کو قریب نور الدہر پہونچایا عکس لوح
ڈالا نور الدہر کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی زمین نے پاؤن چھوڑے اب جو خیال
کیا ہاتھ پاؤن مین طاقت پائی بادشاہ کے ہمراہ ہوے آکر فوج برقان پر گرے
ساحر قتل ہونے لگے مگر برقان خیال کر رہی ہو کہ یہ جوان کون ہو جسپر سحر تاثیر نہین
کرتا ایک کنیز نے کہا کہ واری یہ طلسم کشا ہو اسپر سحر تاثیر نہ کریگا نہین معلوم یہ یہان
کیونکر پہونچے برقان نے کہا کہ تلاش مین ہو مان کی آکے ہونگے وہ بچیا یہ آفت
ڈال گئی آخر قتل ہوئی مگر میری بربادی ہوئی اگر طلسم کشا سے مقابلہ کرتی ہون تو قتل
ہوتی ہون تم لوگ تو بھاگ کر قصر عجائب مین چلو مین خدمت خداوند مین جاتی ہون
آنسے تو اطلاع کردن دیکھون وہ کیا کہتے ہین یہ کہکر اپنے کو زمین پر گرایا ایک طائر
کی شکل بنکر اُڑتی ہوئی چلی ساحر سب بھاگے مہران نے آکر سعد شہریار کو سلام کیا
سعد سمجھ گئے کہ یہ نور الدہر پر عاشق ہو سوچے کہ یہ صاحب اقبال ہو ایک ایک
ساحرہ ہر شاہزادے کے ساتھ ہو مہران نے عرض کی کہ باغ مین تشریف لے چلیے

بادشاہ نے فرمایا کہ مین تو برسر راہ ہون نورالدہر نے عرض کی کہ ضرور تشریف لیچلیے سب آپکے مشتاق ہین بادشاہ نورالدہر کے ساتھ اندر باغ کے آئے ایک طرف عشاق تاجدار اور ایک طرف نورالدہر نامدار بیچ مین بادشاہ جمجاہ مہران زر نثار کرتی ہوئی لاتی ہی جب بادشاہ باغ مین تشریف لائے تو باغ پُر بہار دیکھا عندلیبان نغمہ سرا پہلوے گل مین پُھول کر بیٹھی ہین زمزمہ سرائی کر رہی ہین جوانان چمن اکڑ رہے ہین پُھولون نے آنکھین کُھولین طفلان غنچہ بھی غوغان کرنے لگے روش پر سُرخی کُٹی ہوئی سبزہ بیدار ہی تمام زمین زمرد نگار ہی وسط باغ مین آکر مسند پر بیٹھے نورالدہر دست بستہ سامنے کھڑے ہین بادشاہ نے پہلو مین بٹھا لیا فرمایا اے شاہ جوانان ماشاءاللہ کیا شوکت و جلالت ہی یہ فرما کر لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ اسی باغ کے گوشے مین دہنۂ نقب ہی اُسمین داخل ہو تیسرے مرحلے کا نشان ملیگا بادشاہ نے نورالدہر سے کہا کہ اب تم تو لشکر مین چلو مین براے فتاحی مرحلہ جات جاتا ہون نورالدہر نے اُسی وقت تدبیر کی آپ گھوڑے پر سوار ہوے ملکہ کو تخت پر سوار کیا عشاق تاجدار ہمراہ ہی کنیزون نے ایک ابر بنایا اُسمین مخفی ہو کر ساتھ ہوئین یہ تو طرف لشکر کے چلتے ہین مگر بادشاہ جمجاہ طرف مرحلۂ ثالث کے جاتے ہین اُدھر برقان برق وش افتان وخیزان حیران و پریشان قریب قصر ہفت رنگ کے پہونچی دیکھا دو دریاے لشکر جوش مار رہے ہین طرف قصر کے چلی یہان جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہی کہہ رہا ہی آج کئی دن گذر سے کہ لشکر بادشاہ تنہا ہی بادشاہ لشکر مین نہین ہین یار و اگر طبل جنگی بجواتے تو تا آنے سعد کے لشکر کا تو خاتمہ کر دیتا کہ برقان نے آکر سلام کیا جمشید نے دیکھا کہ رنگ روے برقان متغیر بیٹی کے غم مین کلیجہ پکڑے ہوے آہ آہ کرتی ہوئی سجدے کو جُھکی جمشید نے کہا کہ سر خود را از سجدہ بردار کہ لعنت بر تو نصیب کردم برقان نے سر اُٹھایا مگر آنکھون سے آنسو ٹپک رہے جمشید نے کہا کیون برقان خیر تو ہی بن تجکو بہت منتشر پاتا ہون برقان رونے لگی کہتی تھی کہ یا خداوند حقیقت تو یہ ہی کہ بندی

آپکی تباہ ہو گئی ہو ماں کو ہی قید نور الدہر لیکر میرے قلعے مین پہونچی مہران اُسپر
عاشق ہو گئی مین نے جاکر پھر نور الدہر کو بھی سحر سے بیکار کیا تھا مہران آفتاب جمال
بھی بدحواس تھی مگر عین وقت پر سعد شہریار پہونچ گئے تب مین شکست کھا کے بھاگی
کہ چل کر قدرت سے اطلاع کر دن جمشید نے کہا کہ ای برقان قدرت خود ہی پریشان
ہو رہے ہین مگر اب جاؤ نہ بادشاہ سے ملاقات ہوگی نہ نور الدہر ملین گے مہران
کو ساتھ لیکر طرف لشکر کے آتے ہین اگر جی چاہے تو جا کر راہ مین روکو برقان نے
کہا یا خداوند طلسم کشا تو ساتھ نہین ہی جمشید نے کہا کہ وہ تیسرے مرحلے پر گئے ہین اب
اُن سے ملاقات نہ ہوگی اور پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا ساحر ہی کہ برقان
کے ساتھ جائے مہران و نور الدہر کو گرفتار کر لائے ایک ساحر پہلوان وضع سحر
مین بے نظیر نام اُسکا صیاد صید گیر ہی اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ نور الدہر تو
میرا حصہ ہی مہران کو برقان گرفتار کرینگی صیاد ساٹھ ہزار فوج کا افسر ہی سب
تیار ہوے صیاد گینڈے پر سوار ہوا برقان طاؤس سحر پر اس کر وفر سے برقان چلی
قضائے کار میثاق کوہ گردان افسر لشکر بادشاہ اسلام کنارے پر اپنے لشکر کے کھڑا
تھا کہ اسنے دیکھا فوج کفار جاتی ہی ہرکارون کو حکم دیا کہ دریافت تو کرو کہ یہ لوگ
کہان جاتے ہین ہرکارے گئے اور چشم زدن مین پلٹ کر آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی
قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ ✦ گلِ سرخ تا بد چو روشن چراغ ✦ نگین سعادت
بنام تو باد ✦ ہمہ کار عالم بکام تو باد ✦ شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو ہمیشہ سوز و
گداز ہو نور الدہر و مہران آفتاب جمال آتے ہین اُنکے روکنے کو یہ لوگ گئے ہین
میثاق بھی یہ سُن کر اُسی وقت روانہ ہوا شاہزادیون کو خبر نہ کی مگر سردار حسینان
جب بارگاہ مین آئین تو پوچھا کہ آج افسر کلان ہمارے کہان ہین کسی نے کہدیا کہ برائے
مدد نور الدہر گئے ہین سردار حسینان بھی اُسی وقت روانہ ہوئین بحرین جادو کہ
اسکو میثاق سے تعلق ہی یہ خبر سُن کر یہ بھی فوراً چلین بحرین کے جانے سے سب شاہزادیون
کو معلوم ہوا سب فرداً فرداً چلین مگر نور الدہر و مہران منزل بہ منزل آتے ہین چوتھی

منزل ہر ایک صحرا مین پہونچے وہان ایک کنوان پختہ تھا مہران نے کہا ٹھہر جائیے پانی پی لین تو چلین نور الدہر نے مرکب کو روکا مہران نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ کنوئین سے پانی بھرو کنیزین پانی بھر بھر کر پینے لگین ملکہ کو بھی پلایا منھ ہاتھ بھی دھوئے سب کنیزین کنوئین پر جمع ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی مہران نے کہا کہ حضور ہوشیار ہو جائیے لشکر آتا ہی کیا عجب ہی کہ برقان نے جا کر جمشید سے فریاد کی ہو اور اُسنے لشکر روانہ کیا ہو بہتر اسی مین ہی کہ یہ موتیون کا مالا پہن لیجیے کہ اسپر سحر تاثیر نہ کریگا یہ کہکر موتیونکا مالا نور الدہر کو پہنا دیا کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے صیاد صید گیر گینڈے کو اُڑاتا ہوا ایک طرف برقان پشت پر ساٹھ ہزار ساحر جیسے ہی صیاد نے دیکھا کہ ملکہ مہران بالاے چاہ کھڑی ہین نور الدہر گھوڑے پر سوار زیر چاہ کھڑے ہین کنیزون کا بالاے چاہ ہنگامہ ایک سے ایک کہ رہی ہی کہ بُوا مجھے بھی پانی پلا دو جہان ایک کو پلایا دوسری بھی ہنستی ہوئی آئی کہا بُوا مجکو بھی بڑی پیاس ہی صیاد نے گینڈا بڑھایا اور پکار کر آواز دی کہ کیون او اجل رسیدہ پرائی بیٹی کو لیکر سر بازار جاتا ہی کچھ خوف نہین میرے تو مقابلے مین آ نور الدہر نے مرکب مہمیز کیا اور صیاد کی طرف چلے آکر تگا درزن ہوئے چار قدم گینڈا صیاد کا پیچھے ہٹا دو قدم گھوڑا نور الدہر کا پیچھے ہٹ کر رہگیا صیاد نے کہا کہ او جوان اسپر ناز نہ کرنا کہ گینڈا میرا زیادہ ہٹا مین نے بڑے بڑے معرکے سر کیے ہین جس قلعے پر گیا اُسے ویران کیا میرے ہاتھ سے حریف نہین بچتا نور الدہر نے کہا کہ او مغرور اس زبان درازی سے کیا فائدہ یہ تو میدان کارزار ہی زبان تیغ سے کلام کر کہ کچھ مزہ بھی ملے صیاد نے نیزہ مارا اور سحر بھی کرتا جاتا ہی نور الدہر نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا صیاد نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر کاٹا جھناٹے کی صدا بلند ہوئی نور الدہر سلے وار اسکا روک کر تیغہ خارہ شگاف کا ہاتھ مارا صیاد نے سپر اُٹھا دی مگر تیغہ خارہ شگاف سلیمانی دست زبردست نور الدہر نوجوان تیغہ جو تڑپ کر گرا اسپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تیغے نے خود کو کاٹا سراسر سر کو دو نیم کرتا ہوا تا جگرگاہ

پہونچا نور الدہر نے نعرۂ تکبیر کیا مگر برقان نے جو لاشۂ صیاد دیکھا فوج سے کہا کہ ان سب کو گھیر کر مار لو ساٹھ ہزار ساحر ایک طرف سے چلے ایک طرف سے برقان لینا لینا کہتی ہوئی چلی نور الدہر نے جو فوج کو آتے ہوے دیکھا مرکب کو بڑھا کے نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر + مہران نے دیکھا کہ شاہزادے پر فوج کا بلوہ ہی کنیزون سے اشارہ کیا اور تڑپ کر بلند ہوئی برقان نے للکارا کہ او گیسو بریدہ کہان جاتی ہی یہ کہکر گولہ مارا مہران کے قریب جا کر گولہ پھٹا شعلہ ہاے آتش گرنے لگے مہران ہرچند چاہتی ہی کہ اپنے کو بچاؤن مگر شعلے نہین موقوف ہوتے برقان کہتی ہوئی چلی کہ او گیسو بریدہ اس سحر کا دفعیہ مین نے تجھے نہین بتایا تھا یہ سحر ساختۂ سامری ہی مہران اُس وقت بدحواس ہی پیچھے ہٹتی جاتی ہی اپنے کو بچاتی ہی اور برقان نیچہ کھینچے ہوے آتی ہی کہتی ہوئی کہ او گیسو بریدہ دیکھ کیسی تجکو سزا دیتی ہون بدلہ سرکشی کا لیتی ہون مہران نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھی کہ ای سامع الدعوات و ای رحمن و رحیم اس آفت سے نجات دے نظم

شو پشیمان توبہ کن بعد از گناہ	زانکہ بخشد حق گناہ عذر خواہ
خاک بودی باز خاکستر شوی +	کن بہ اصل خویش ای خاکی نگاہ
بندۂ حق ہستی ہمچون بندگان +	گرچہ باشی در ولایت بادشاہ
سجدہ کن قرب خدا خواہی اگر	یاد کن حق را بہ ہر شام و پگاہ
از خدا چیزے کہ حاصل میشود	در جہان از بندگان ہرگز مخواہ
زاب اشک از نامۂ اعمال خویش	کن سیاہی دور ای نامہ سیاہ
زینت دنیا نہ دارد اعتبار	ہان مشو غرہ بہ ملک و مال و جاہ
دور کن از خاطر خود دور کن	ہر گمان و ہر شک و ہر اشتباہ
تا رسی بر منزل صدق و یقین	از عنایت ہاے رب العالمین

بیقرار ہو کر جو مہران نے دعا کی میثاق کوہ گردان کہ اُڑا ہوا آتا تھا اسنے دور سے

دیکھا کہ مہران شعلۂ آتش مین گھری ہوئی ہی اور برقان تلوار کھینچے ہوے آتی ہی
مہران حسرت و یاس مین پیچھے ہٹتی چلی آتی ہی اپنے کو شعلون سے بچاتی ہی میثاق نے
وہین سے نعرہ کیا کہ او برقان خبردار آگے نہ بڑھنا منم میثاق کوہ گردان برقان
نے جو میثاق کو دیکھا قلب کانپ گیا میثاق نے قریب آکر آسمان پر اشارہ کیا ایک
لکۂ ابر سیاہ آسمان پر ظاہر ہوا اُسی مقام پر برسنے لگا شعلہ ہاے آتش بجھے برقان
نے اپنے کو زمین پر گرا دیا کنیزون کو قتل کرنے لگی کنیزون نے جو فریاد کی ملکہ مہران
بھی زمین پر آئین ایک طرف سے میثاق کا سحر چل رہا ہی آگ برس رہی ہی اُدھر
برقان جب تڑپ کر گرتی ہی دو چار کنیزون کے سر اُڑا دیتی ہی مہران کو بہت ناگوار
ہوتا ہی کنیزون کو آکر بچاتی ہی ایک طرف نورالدہر فوج مین ڈوبے ہوے ہین
برقان نے جو دور سے دیکھا کہ نورالدہر جا کر ایک غول پر گرے اور افسرون کو
تاک تاک کر مارا یکایک برقان کڑک کر گری گھوڑے کے پاؤن قلم کیے نورالدہر
گرے برقان نے چاہا برق بن کر گردن اور کاٹ کر شاہزادے کو نکل جاؤن مہران
نے سینہ سپر کیا کئی زخم کھائے مگر نورالدہر کو بچا رہی ہی نورالدہر چاہتے ہین
زمین سے اُٹھین مگر ہاتھ پاؤن مین قوت نہین پاتے میثاق نے جو دور سے دیکھا
کہ نورالدہر پر سحر غالب ہو گیا مہران چاہتی ہی جان دون مگر شہریار کو بچاؤن جب
برقان سحر کرتی ہی برق تڑپ کر گرتی ہی ہر چند مہران دفع بھی کرتی ہی مگر کبھی سر
زخمی ہوا کبھی شانہ نشانہ ہو گیا نہایت بدحواس ہو رہی ہی میثاق نے للکارا کہ او
برقان خبردار مہران پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ گھس کر مارونگا برقان نے جواب دیا
کہ او میثاق کیون دیوانہ ہوا ہی مجکو کہان پائیگا اگر میرا جی چاہے تو مخفی رہون
تیرا وہم و خیال بھی نہین پا سکتا یہ کہکر ایک گولہ میثاق پر مارا میثاق نے وہ گولہ
ترا شا گولے سے دھوان نکلا میثاق کی آنکھین بند ہونے لگین مگر جھوم کر آواز دی
کہ او برقان کیون تیری شامت آئی ہی یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا تھا کہ اسباب سحر
نکالون کہ تمام صحرا روشن ہو گیا صاف معلوم ہوتا تھا کہ ماہ تابان نمایان ہوا درخت

وجد مین آئے پتے تالیان بجانے لگے پھولون نے آنکھین کھولین نہرون کا جوش وخروش
ہی مچھلیان تڑپ کر نکلین مثل طائرون کے اُڑنے لگین سب حیران حیران دیکھ رہے ہین
کہ نعرہ ہوا منم سردار حسینان میثاق نے پکار کر آواز دی کہ ای شاہزادی والاقدر
برقان کو لینا نورالدہر وعمران اسی کے سحر مین ہین سردار حسینان نے چوڑیان
ہاتھ سے اُتار کر پھینک ماریں چوڑیون کے ٹکڑے اُڑ گئے ایک ابر پیدا ہوا ابر سے
اسقدر پانی برسا کہ شعلہ ہاے آتش بجھ گئے نورالدہر کے ہاتھ پاؤن مین طاقت
آئی کہ دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم بحرین جادو بحرین نے آکر زمین پر دو پتھر مارا
کہ دریاے قہار وزخار پیدا ہوا سب ساحر ڈوبنے لگے پکار کر کہا کہ ای برقان
ہم کو بچائیے ہم لوگ غرق دریا ہوتے ہین اپنی بے آبروئی پر روتے ہین پناہ پانی
مشکل ہی کہ ایکطرف سے نعرہ ہوا منم یاسمن گلگون پوش یاسمن نے آتے ہی اپنا
رنگ جمایا ساحرون کو معلوم ہوتا تھا کہ شیران صحرا نے آکر گھیرا چیخین مار کر بھاگتے تھے
اُدھر سے دریا کا غراتا ہوا آگرے اور غرق دریاے لعنت ہوے بعضون کو نہنگ نگل گئے
بعض کو مچھلیون نے مارا دریا سے اُڑتی ہوئی نکلین اور جسکے سینے پر پڑین توڑ کر پشت کو
پار گذر گئین ہزارہا ڈوب رہے ہین ہزارہا فریاد کرتے ہین کہ ای برقان اسی واسطے
ہم کو لائی تھین اب بچاتی نہین برقان دیوانہ وار وحشی مثال بھاگی بھاگی پھرتی ہی
کسی طرف میثاق کا سامنا ہوا کسی طرف سردار حسینان نے للکارا کسی طرف
بحرین نے طوفان برپا کیے کہین راستہ نہین ملتا چاہتی ہی بھاگ کر نکل جاؤن اور
کسی طرح جان بچاؤن مگر جدھر جاتی ہی اُدھر سے بھاگتی ہی ایک نخل کے نیچے آکر ہانپتی
ہوئی ٹھہری کہ آواز آئی او برقان کہان جاتی ہی برقان نے پلٹ کر دیکھا میثاق
آتا ہی ہوش اُڑ گئے سوچی کہ اگر اس ظالم سے مقابلہ ہوا تو جان نہ بچیگی دونون پاؤن
زمین پر مارے اور غرق ہو گئی میثاق نے بہت کد کی کہ نہ جانے دون اور اس کو
روکون مگر برقان نکل گئی زمین برابر ہو گئی بحرین نے سب فوج کو ڈبو یا دم بھر مین
میدان صاف ہو گیا میثاق وغیرہ آکر نورالدہر سے ملے عمران سب شاہزادیون کے

پاس

ملین اس جلسے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئین جی مین کہتی ہین ای مہران یہ شاہزادیان سب مسلمان ہوئین جب تو طلسم کشا یہان تک پہونچے میثاق ایسا ساحر جلیل وزیر اعظم خداوند تھا کوئی تو اُس نے صدمہ ایسا پایا کہ طلسم کشا کے آکر شریک ہوا سرداسپنان ایسی شاہزادی کہ جسپر جمشید جان دیتا تھا اور یاسمن گلگون پوش کہ اسپر بھی قدرت پستے تھے سب اِدھر آگئے اِنمین میری خوب گذریگی اب لشکر جمشید سے مقابلہ پڑیگا سحر کا بھی امتحان ہوگا سعد شہریار جلے سے پلٹ کر آجائین تو جنگ عظیم واقع ہو لطف سحر ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا اب جمشید کا بچنا دشوار ہی کہان جاکر چھپیگا سب شاہزادیون مین گھلی ملی ہوئی باتین کرتی ہوئی جاتی ہی اُدھر ملکہ بہار اعجاز بیان کہ سب کے بعد چلی تھین مگر یہ سُن لیا تھا کہ برقان نورالدہر وغیرہ کو روکنے گئی ہی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرین چار جانب دیکھ رہی ہین کہ کس طرف جاؤن یکایک زمین تھرائی دیکھا کہ برقان برق وش نے زمین سے سر نکالا بہار اعجاز بیان سمجھ گئی کہ یہ شکست کھا کر بھاگی ہی ایک چٹکی خاک کی اپنے اوپر ڈال لی صورت تبدیل ہو گئی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی گنواری ساحرہ ہی پہاڑ سے اُتر کر برقان کو سلام کیا کہا بی بی کیون اسقدر گھبرائی ہوئی ہو ہمارے گاؤن مین چلو پانی پیو ہوش اپنے درست کرو ایسا نہو کہ دشمن آجائے برقان نے کہا کہ یہان دشمن کون ہی اُس ساحرہ نے کہا کہ مسلمانون کے عیار پھرا کرتے ہین لڑکون کو مار ڈالتے ہین زیور اُتار لیتے ہین اور اُنکو کوئی پہچان نہین سکتا برقان نے کہا کہ تمہارا گاؤن کہان ہی تھوڑی دیر ٹھہرونگی گنواری نے کہا کہ وہ دیکھیے سامنے گاؤن ہی یہ جو کھیت دھانون کا لہلہا رہا ہی یہ کھیت میرا ہی خوب مین نے پانی دیا کہ کھیت کی یہ نوبت ہوئی ہزار ہا من دھان ہوگا مین اب کی سال امیر ہو جاؤنگی کھانے کو بھی رکھونگی مہاجن کی رقم بھی ادا کرونگی برقان سمجھ گئی کہ یہ گنواری ہی عجب طرح کی باتین کرتی ہی اسکے گاؤن مین چل کر ٹھہرین دلمین یہ سوچکر گنواری کے ساتھ چلی تھوڑی دور چل کر دیکھا ایک کھیت سردون کا ہی برقان نے پوچھا کہ کیون بوا یہ کھیت کسکا ہی گنواری نے کہا کہ میری سمدھن کا یہ کھیت ہی

برقان نے کہا مین ایک سردہ لون گنواری نے دو تین سردے توڑکر برقان کے سامنے
کیے برقان نے ایک سردہ کاٹا کھانے لگی ایسا لذیذ تھا کہ کئی سردے کھا گئی اب تو رگ و
ریشے مین سحر پہونچا تھر اکر کہا کہ کیون بُوا تمھارا مکان کہان ہی گنواری نے کہا کہ میرے
مکان کا قصر ہفت رنگ نام ہی اب تم کو مناسب ہی کہ وہین جاؤ اگر کوئی اُس مکان
مین رہتا ہو تو اُس کو نکال دو ہم بہت سے سردے لیکر آئین گے برقان نے کہا کہ
بُوا قصر ہفت رنگ مین تو خداوند جمشید رہتے ہین گنواری نے کہا کوئی رہتا
ہو تم جاکر قصر کو خالی کراؤ مین زمیندار کو بھی تمھاری ملاقات کو لاؤنگی بڑی دھوم سے
تمھاری دعوت کرونگی سب گنوار جمع ہونگے اور تمھاری دعوت مین یہی سردے
پیش کرونگی برقان نے کہا کہ بُوا مین تیرے کہنے سے جاتی ہون کہ تیرا مجھپر احسان ہی
لیکن دوپٹہ تو بدل لو کہ ہمارے تمھارے بہناپا ہو جائے گنواری نے نیلی چدریا سر
سے اُتار کر اُڑھادی اور برقان کا بھاری دوپٹہ اوڑھ لیا کہا بس اب جائیے لشکر
کو جمشید کے قتل کیجیے لڑتی ہوئی دربار مین جائیے گا کہ جمشید کو بھی معلوم ہو کہ
کوئی حریف آیا اب برقان کا یہ حال ہی کہ آنکھین سُرخ چہرہ تمتمایا ہوا ہاتھ پانون
مین رعشہ کبھی کچھ منھ سے کچھ نکلتا ہی مگر بہار اعجاز بیان نے بخوبی سمجھا کر برقان کو
روانہ کیا اور برقان تنتی ہوئی چلی جھولی سنبھالتی جاتی ہی اس زور و شور سے جاتی ہی
کہ جاتے ہی قصر کو خالی کرالونگی جمشید کو شکست دونگی اور اشعار عاشقانہ زبان پر جاری
ہین راہ کو طے کر کے سامنے کوہ لمعان کے پہونچی لمعان جادو بالاے کوہ بیٹھا ہوا ہی
اسکی نگاہ پڑی کہ برقان برق وش چٹکیان بجاتی ہوئی کچھ گاتی ہوئی جاتی ہی اسنے
پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ برقان برق وش مقام تعجب ہی کہ غریب خانے سے جاؤ
اور ہم کو سرفراز نہ کرو ہم تمھارے مشتاق جمال ہین برقان نے ہاتھ سے اشارہ کیا
کہ مجکو فرصت نہین مین کار ضروری کو جاتی ہون لمعان نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ
قریب جاؤ ملکہ عالم کو بُلا کے لاؤ اس وقت ایسا جمال اسکا دیکھا ہی کہ دل پر تاثیر ہی
عجب بے باکی سے جاتی ہی کنیزون نے جاکر برقان کو روکا کہا اے ملکۂ عالم ہمارے آقا

آپ کو بلاتے ہیں برقان نے کہا کہ مجکو فرصت نہین ہی کار ضروری درپیش ہی کنیزین
ناچار ہو کے پلٹ گئین جاکر لمعان سے کہا کہ حضور وہین چلین وہ کہتی ہین کہ مجکو کار
ضروری ہی لمعان جادو خود پہاڑ سے اُترا آکر برقان کا ہاتھ تھام لیا کہا ای ملکۂ عالم
براے چند ساعت تشریف لے چلیے دیکھیے تو کیسا جلسہ آراستہ ہی بہت خوش ہو جیے گا
برقان نے پھر وہی کہا کہ مجھے کار ضروری درپیش ہی اس وجہ سے پس و پیش ہی یہ
سُن کر لمعان نے پوچھا کہ آپ کو کیا ضرورت ہی برقان نے کہا کہ مین قصر ہفت رنگ
مین جاتی ہون میری ایک دوست نے سمجھا دیا ہی مین قصر خالی کراونگی جمشید کو نکالدونگی
اگر عذر کرین گے تو بڑے صدمے اُٹھا دین گے میرے ہاتھ سے مارے جادین گے
لمعان نے کہا کہ ای برقان بمقدرۂ قدرت ایسی باتین کرتی ہو ایسا نہو کہ غضب
خداوندی نازل ہو برقان نے کہا کہ وہ خداوند جھوٹا ہی کیسی باتین بناتا ہی کہتا
تھا کہ طلسم نہ ٹوٹیگا یہ نوبت تو بہم پہونچی کہ لشکر طلسم کشا مقابلے مین آگیا اُن کو کون
روکے اب لڑائیان پڑینگی جو بات کہی وہ جھوٹ ہوئی خداوند ہو کر جھوٹ بولین
لمعان نے کہا کہ کچھ تو مصلحت ہوگی جب قدرت نے ایسا کچھ فرمایا اُسکا انجام نیک
ہوگا اور حقیقت مین طلسم کا ٹوٹنا دشوار ہی ہرچند کہ وزیر مارے گئے ممالک قبضہ سے
نکلے لیکن بہت دشوار ہی کہ مرحلے فتح ہو دین ایک ایک مرحلہ اسقدر سخت ہی کہ اگر
سامری و جمشید ہوتے اور ان مرحلون کا ارادہ کرتے تو یہ مرحلے فتح نہ ہو سکتے
طلسم کشا کی کیا حقیقت ہی کہ ان مرحلون کو فتح کرینگے آخر مین بہتری ہوگی مکارہ
گرفتار کرلائی تھی مگر یہ شاہزادیان نوجوان اسقدر بے باک ہین کہ سر دربار آ کے
رہا کیا پھر ان خوب لڑین پھر اُن کے رفیق آگئے مین شاہزادیون کو دیکھکر حیران
ہوتا ہون کہ جن پر قدرت جان دین وہ یون نکل جادین اور اطاعت اسلام کرین
لمعان کو منظور ہی کہ شراب پلا کر مدعاے دلی حاصل کرون بیقرار ہو رہا ہی کنیزون
کو اشارہ کیا اُنھون نے جام لبریز کر کے پیش کیا کہا ای برقان یہ جام محبت ہی برقان
نے کہا کہ کسی شی کو دل نہین چاہتا یہی قصد ہی کہ جاکر جمشید کو قصر سے نکالدون لمعان

نے کہاکہ ای برقان قدرت ایسے جلوہ انہین ہین جس وقت سامنے جاؤ گی اور جمال پر نگاہ پڑیگی یہ جوش وخروش موقوف ہو جائیگا بہ دل وجان اطاعت کروگی برقان نے کہاکہ ای لمعان میرے ساتھ چل کر تماشا دیکھو کہ کیونکر قصر کو خالی کراتی ہون اگر ذرا بھی تامل کرین گے تو اُنکی موت ہی لمعان نے کہاکہ ای برقان ایسے کلمے زبان سے نہ نکال برقان نے کہاکہ مین تو اُنکے منھ پر کہونگی کہ یا خداوند تم جھوٹے ہو جو کچھ کہا اُسکے خلاف ہوا کتاب سوانحات کو منسوخ کیا اُسی کے احکام ہو رہے ہین وہ کتاب منسوخ نہین ہوئی اب دیکھیے کیا کرتے ہین ای لمعان اب جسدن طلسم کشا آئیگا وہ لڑائی پڑیگی کہ قدرت کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا بہت پریشان ہونگے بادشاہ طلسم زعفران زار سے نامہ وپیام ہو رہا ہو یہ بھی جمشید نے لکھا تھاکہ میری خدائی کمزور ہوئی طاقت داک خداوند کے پاس آنا چاہتا ہون اگر مجھ سے تم سے بن پڑیگی تو ہم تم دونون ایک ہونگے لمعان نے کہاکہ کیون ای برقان جب دو خداوند میل کرین گے تو اُن سے کون مقابلہ کرسکیگا دو تقدیرین دو تدبیرین ہونگی آخر برقان نے جام پیا لمعان نے اشارہ کیا ایک گائن آکر بیٹھی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

یہ اشارے ہین چشم حسرت کے	منتظر ہم بھی ہین قیامت کے
غیر کا دھیان تک نہ وصل مین ہو	پہلے معنی سمجھ لو خلوت کے
چلو آئینہ خانے مین تم کو	سو دکھائین تمھاری صورت کے
سوچ کر رنج دیجیے دل کو	اس مین پہلو ہین میری راحت کے
حشر کرنے کو کہتے ہو اچھا	بعد کیا ہوگا پھر قیامت کے
ہمسے اقرار وصل تم نے کیا	کہ اُٹھے کیا خلاف عادت کے
پھروآنکھوں ہین دلمین راہ کرو	یہی دکھ ہین محبت کے
دل نہ پھیرا کہ ہوگی دل شکنی	صدقے مین تیری اس مروت کے
ہجر مین صبر وہوش وتاب وتوان	سب ہین امیدوار رخصت کے
شکر بھی کیجیے تو کہتے ہین	یہ نئے ڈھنگ ہین شکایت کے

	کتنے بھوکے ہو تم محبت کے	گالیان کھا رہے ہو اُنکی جلال

برقان بیٹھی جھوم رہی ہی لمعان نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو یہ ہوش مین آجائے ہاتھ پکڑکر کہا کہ ای ملکہ عالم تخلیے مین چل کر بیٹھو کچھ راز و نیاز کی باتین ہون برقان نے جھلاکر جوابدیا کہ کیون او بےحیا تو نے اسی واسطے مجکو بلایا تھا خبردار ایسا خیال دل مین نہ لانا ورنہ خون کے دریا بہا دونگی لمعان نے کہا کہ مین تو تمہین نہ جانے دونگا قدمون پر گرونگا چاہتا ہون کہ آج مشرف ہون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر تخت پر سوار تاج سر پر رکھے ہوے چند مصاحب گرد و پیش تخت کو اُڑائے ہوے جاتا تھا گانے کی آواز جو سُنی جھک کر دیکھا کہ ملکہ برقان بیٹھی ہین یہ جادوگر موسوم بہ احراق جادو برقان کا آشنا ہی برقان کو دیکھ کر اُتر آیا کہا ای ملکہ عالم ہم کئی دن سے تمہارے مشتاق ہین مگر تم نے سرفراز نہین کیا مین تمہاری تلاش مین نکلا تھا یہان کیونکر تشریف لائین برقان نے کہا صاحب مین کیا بیان کرون کہ کس مصیبت مین ہون میرا گھر برباد ہوا بی مہران نکل گئین نور الدہر پر عاشق ہوئین مجھسے قلعہ برقانیہ چھوٹا اب جاتی ہون کہ جاکر جمشید کو سزا دون قصر ہفت رنگ مین نہ رہنے دون احراق نے کہا کہ ای ملکہ عالم آپ کو خداوند سے کیا دشمنی ہی یہ سُنکر برقان نے کہا کہ ہماری ایک دوست کو ستایا ہی اُسی نے ہم کو حکم دیا ہی کہ جاکر جمشید کو قصر سے نکالدو لیکن کیا کہون میان لمعان صاحب نے نیا فقرہ کیا کہ مجکو روک لیا اور طالب وصل ہوتا ہی مین نے ابتک اپنے کو بچایا تم آگئے یہ بڑی بات ہوئی احراق نے پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ کیون ای لمعان تم سے یہ امید نہ تھی کہ ہمارے ناموس پر نگاہ ڈالو لمعان بھی نشے مین تھا اُسنے بگڑ کر جواب دیا کہ کیون بھائی کیا نقصان ہی ہمنے کیا بُرائی کی ساحرون کے مذہب مین دستور ہی کہ ایک عورت دس ساحرون کے قبضے مین رہتی ہی کوئی حرج نہین ہوتا ای احراق تم کیون بُرا مانتے ہو اگر ایسا ہو بھی جاتا تو کیا نقصان تھا ملکہ نے بیکار شکایت کی اِسکا غم نہ کرو اب ہم سوال نہ کرینگے احراق نے کہا کہ او بےحیا یہ کیسی باتین کرتا ہی تجکو شرم نہین آتی وہ ساحر کون ہین کہ جنکی عورت

دس ساحرونکے پاس جاتی ہو ہمنے تو آج تک ایسا نہین دیکھا عصمت کا سبکو خیال ہوتا
ہو ایسا نہ ہو کہ مجکو غصہ آجائے لمعان نے کہا کہ او نادان عورت کے واسطے فساد کرتا
ہو مین کیا تجھسے کم ہون اگر مقابلہ پڑیگا تو بہت ناچار ہوگا زوجہ کو تیری قبضہ مین کرونگا
اور تیری گردن پکڑ کے نکال دونگا احراق اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ او لمعان کیون
اسقدر گھمنڈ کرتا ہو ساری صحبت کو تیری خاک مین ملا دونگا لمعان بھی اپنے مقام سے
اُٹھا دونون مین تکرار ہونے لگی کچھ کنیزین بیچ مین آئین اصلاح کرانے لگین دونون
کو سمجھاتی ہین مگر برقان نے جو دیکھا کہ محفل مین ہنگامہ ہوا چُپکے سے اُٹھی اور سناٹا تھا کے
نکل گئی بعد جانے برقان کے احراق نے پلٹ کر دیکھا گھبرا کر کہا کہ برقان کہان گئین
کنیزون نے کہا کہ طرف صحرا کے گئی ہین احراق نے کہا کہ بڑا غضب ہوا مین اُنسے
بات بھی نہ کرنے پایا کیا سمجھ کے چلی گئین ای لمعان اس وقت کی تکرار کا خیال نہ کرنا
ہمنے تمکو بُرا نہین جانا اِسکا ذکر برادری مین نہ آئے ورنہ حقہ پانی بند ہو جائیگا لمعان
نے کہا کہ مین کیا ایسا بے وقوف ہون کہ ایسے مہملات کا ذکر برادری مین کرونگا کہ
بدنامی ہو یہ کہکر احراق تلاش مین برقان کی چلا مگر برقان راہ کو طے کرکے قریب
قصر جمشیدی پہونچی لشکر جو جمشید کا اُترا ہوا دیکھا ایک طرف آکے سحر کرنے لگی آگ
برسادی جب شعلہ گرا ساحر جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے اہل لشکر فریاد کرنے لگے
جمشید تخت پر بیٹھا تھا یہی ذکر کر رہا ہو کہ یارو تیسرے مرحلے پر جاکر طلسم کشا ضرور قید
ہوگا کہ آواز فریاد کان مین آئی گھبرا کر کہا کہ ارے یہ کیا آفت ہو ہر کارے دوڑے
ہوے آئے کہا یا خداوند ملکہ برقان لشکر کو آپ کے قتل کر رہی ہین اور آپکے
نام پہ ہزارون گالیان دیتی ہین اور جھوٹا خداوند کہتی ہین ہرچند کہ اہل لشکر
منع کر رہے ہین کہ ہم کو قتل کرو مگر قدرت کو بُرا نہ کہو مگر وہ نہین مانتین اور کہتی ہین
کہ اُس جھوٹے کو بُلاؤ مین اُسکے روبرو کہون کہ تو جھوٹا خداوند ہو تب اُسکو معلوم
ہوگا کہ جھوٹا کون ہو سچّا کون ہو سچّا خدا مسلمانون کا ہو جو اُس سے دعا کرو وہ مستجاب
ہوتی ہو جو مسلمان کہتے ہین وہ سب ٹھیک ہو خداوحدہٗ لاشریک ہو درحقیقت

لات و منات سامری و جمشید طیطا میطا دم خبیثہ خداوند لقیائے زرین تن و منارہ نشین وغیرہ سب باطل تھے بیجا دعوی خدائی کیا آخر مسلمانون نے کس ذلت سے ان کو مٹایا فرنگستان مین دیو خدائی کرتا تھا حمزہ نے اسکو کس زور و شور سے مار اکہ بھاگتا پھرا مگر مہلت نہ پائی آخر کو قتل ہوا سامری و جمشید ذلیل ہو کر دنیا سے اُٹھے یہ کیسے خداوند تھے کہ جنکو موت آگئی اسطرح کی دلیلین برقان کر رہی ہو کہ کوئی جواب نہین دیتا ہر ایک کا یہی قول ہو کہ ملکہ برقان سچ کہتی ہو جمشید تخت سے اُٹھا باہر آکر دیکھا کہ برقان باتین کرتی جاتی ہو اور آگ برسا رہی ہو للکارا کہ او برقان یہ کیا حرکت ہو کیون دیوانی ہوئی ہو مین سمجھ گیا کہ تو کسی کے سحر مین ہو ورنہ ایسی معتقد یون آوارہ ہو مگر جسنے تجھپر سحر کیا ہو اگر وہ مل جائے تو ٹکڑے ٹکڑے کرون زندہ نہ چھوڑون برقان نے جو دور سے جمشید کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ او جھوٹے بیجا خداوند قصر ہفت رنگ کو خالی کر ورنہ قصر گرادونگی جمشید نے کہا کہ مین تو قصر سے نہ نکلونگا آتو سہی دیکھون کیا کرتی ہو برقان نے گولہ مارا جمشید نے اُت جو کی گولہ زمین پر گرا پھٹ کر کئی ساحرون کو پامال کیا برقان آگے بڑھی پکارتی ہوئی کہ او جمشید بڑی خطا کرتا ہو میرے ہاتھ سے نہ بچیگا مارا جائیگا جمشید نے برقان جادو کو بہت سمجھایا مگر برقان کڑک کر گری چاہا کہ جمشید کے دو ٹکڑے کرون جمشید نے ہاتھ ہلا دیا ایک برق گری کہ برقان کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی برقان کے بڑا ہنگامہ ہوا اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من برقان برق وش بود جمشید نے زانو پیٹ لیا کہا دیکھو صاحبو کیا غضب ہو اپنے بندون کو خود ہی قتل کرتا ہون کچھ معلوم نہ ہوا کہ اسیر کیا اُفتاد پڑی کہ یہ مبہوت ہو کر آئی اس سرکشی کو دیکھو کہ قدرت سے قصر ہفت رنگ خالی کراتی تھی اب مین نے سزا دی عدم مین بہشت تڑپے گی جب فرشتے عذاب کرینگے اور کہینگے کہ قدرت سے لڑی تیرا مقام جہنم ہو تب افسوس کریگی کہ چند ساحر گھبرائے ہوے آئے کہا یا خداوند برقان کا ملک تباہ ہوا مہران آفتاب جمال بیٹی اُسکی نور الدہر پر عاشق ہوئی اور بی برقان کو

بہار اعجاز بیان نے دیوانہ کیا نہین معلوم بی بی برقان کہان گئین جمشید نے کہا
جو کچھ ہوا سو خوب ہوا مگر اُس مجمع سے ایک ساحر اُٹھا کہ اُسکا نام شمعون مردم در
ہی ہنس کر کہا کہ یا خداوند یہ صدمہ تو مجکو پہونچا مہران سے میری نسبت تھی یہ سال
شادی کا تھا مین جاکر مہران کو لاتا ہون یہ کہکر شمعون چلا مگر مہران آفتاب جمال
بارگاہ نورالدہر مین رہتی ہی براے انتظام لشکر نکلی تھی کہ شمعون آسمان پر تھرایا
اور نعرہ کیا کہ منم شمعون مردم درای مہران بڑا غضب کیا کہ مسلمانون مین آکر بیٹھی ہو
مین تم کو لینے آیا ہون تڑپ کر گرا اکمر مین مہران کی پنجہ دے کر بلند ہوا میثاق نے
جو یہ آواز سُنی بارگاہ سے نکل آیا دیکھا ایک ساحر نہایت بدمزاج بلکہ جاہلون کے
سر کا تاج مہران کو پنجے مین دبائے ہوے لیے جاتا ہی میثاق نے چاہا سحر کرون
مگر شمعون بہت بلند ہوگیا تھا سحر نہ کر سکا شمعون نکل گیا میثاق نے آکر دیکھا کہ
نورالدہر سوار ہونے کی تدبیر کر رہے ہین شبرنگ مرکب تیار کر کے لایا ہی میثاق
نے کہا کہ کیا ارادہ ہی نورالدہر نے کہا کہ میرا ارادہ ہی آج بارگاہ جمشید مین جاکر
دریاے خون بہادون کہ جمشید کو بھی معلوم ہو کہ مہران کے گرفتار کرنے سے یہ فساد
ہوا میثاق نے کہا کہ آپ تامل فرمائین غلام جاکر مہران کو لاتا ہی ایک طرف سے
سردار حسینان آئین اور ایک طرف سے بہار اعجاز بیان اور ایک طرف سے
ملکہ یاسمن آئین میثاق کو اشارہ کیا کہ تامل کرو شاہزادے کو سمجھاؤ مین جاکر
مہران کو لاتی ہون یہ کہکر ملکہ یاسمن چلین یاسمن کے بعد سردار حسینان بعد
انکے بہار اعجاز بیان چلین غرضکہ یہ سب شاہزادیان فرداً فرداً روانہ ہوگئین
میثاق نے کہا کہ ای شہریار آپ تو تشریف رکھیے مجکو ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو کہ یہ سب
شاہزادیان جاکر پھنس جاوین جمشید کا کوئی ہم نبرد نہین ہی وہ بلاے روزگار
ہی کہ اگر سحر کرے تو زمین کو ہلادے مگر اُسپر بداقبالی سوار ہی ہر مقام پر شکست
کھاتا ہی غلام جاتا ہی اور جاکر رہائی مہران کی تدبیر کرتا ہی نورالدہر کو سمجھا کر
کمر کھلوائی اور میثاق بھی چلا مگر شمعون مہران کو لیے ہوے دربار جمشید مین

پہونچا کہا یا خداوند مین اپنی معشوقہ کو لایا جمشید نے کہا زبان مین سوزن تو دے لو
ہوشیار ہوتے ہی فساد کریگی شمعون نے زبان مین مہران کی سوزن دیکر ہوشیار کیا
مہران کی جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین جمشید کے پایا بیقرار ہو کر آہ کی کہا ای شمعون
تو مجکو کیون لایا مجھے جو منظور تھا وہ مین کر چکی اب مین جمشید پر لعنت کرتی ہون جمشید
نے جو یہ لفظ سُنا جھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد حاضر ہوا شمعون منتین کرتا ہی
کہ یا خداوند میری معشوقہ کو نہ قتل کیجیے میری اسپر جان جاتی ہی جمشید نے کہا یہ
بدزبانی کرتی ہی تو اب دخل نہ دے مین اور کسی شاہزادی سے تیری شادی کردونگا تو کیون
گھبراتا ہی شمعون تو خاموش بیٹھا ہی اور جلاد نے گردن پر کوئلے کا خط دیا آواز دیتا
ہی کہ یا خداوند سمجھ کر حکم دیجیے گا ایسا نہ ہو کہ بعد قتل آپ کہین زندہ کر دو مین زندہ
کرنے پر قادر نہین ہون مگر مہران نے جو دیکھا کہ وقت قتل قریب ہی اب کون بچائیگا
بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا پکار اُٹھی کہ ای رحیم و کریم اس آفت سے بچالے
و ای حاضر و ناظر و ای نگہبان مین خوب جانتی ہون نظم

خدا ے حافظ و ناصر کند نگہبانی — بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بکوہ و دشت و بیابان و چار سوے زمین — سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی
بحال بندۂ ناچیز دمبدم شب و روز — شود عنایت مولا و فضل ربانی
بشرق و غرب دہد تازہ روشنی ہر روز — چو آفتاب درخشندہ ظل سبحانی
بباب دولت خدام بارگاہ اکہ — کند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی
خداست مالک و مملوک عالم دنیا — خداست باقی و جن و بشر ہمہ فانی
چو نقش کاتب قدرت بدیدہ حیران ماند — بشکل آئنہ از حسن خویش مانی
چو در عبادت معبود میکند غفلت — شود ز بندۂ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خدا ہندی — ز مدح گوئی و صافی و ثنا خوانی

جلاد نے چاہا ہاتھ مارون کہ ایک برق کڑک کر گری جلاد کے دو ٹکڑے ہوے یاسمن
تڑپ کر گری مہران کی کمر مین پنجہ دے کر لیچلی جمشید نے جو دیکھا کہ یاسمن مہران کو

لیے جاتی ہو آواز دی کہ او یاسمن کہاں جاتی ہو یاسمن رُکی جمشید نے سحر کیا یاسمن بھی
طرف زمین کے غلطان و پیچان چلی مگر مہران کو پنجے سے نہین چھوڑتی کہ پہلو سے نعرہ ہوا
منم سردار حسینان آکر یاسمن کو روکا اور سحر کیا کہ لشکر جمشید مین آگ لگ گئی
جمشید نے آگ بجھائی اور سحر کیا کہ سردار حسینان بھی لڑکھڑائین کہ دوسرے پہلو
سے نعرہ ہوا منم بہار اعجاز بیان آتے ہی گلدستہ مارا کہ پھول برسنے لگے جمشید
نے کہا کہ کیا مشکل ہو کہ یہ شاہزادیان سرکشی کرتی ہین ان کو قتل نہین کر سکتا مجھے
امید ہو کہ جب طلسم کشا کو قتل کرونگا تو یہ سب شاہزادیان عہدہ ہاے جلیلہ پر ممتاز
ہونگی کیا کہون کیسا قلق ہو ان شاہزادیون کا نکل جانا دربار مین سناٹا ہوگیا مگر
آج ان سب کی گردن لیتا ہون یہ کہکر ماش کے دانے پھینکے اور آواز دی کہ ای
عجائب نگار یہ شاہزادیان جانے نہ پائین مجھے ان سب سے بدلہ لینا ہو ایسا
نہ ہو کہ کوئی قتل ہو جائے تو قدرت ہی کو صدمہ ہوگا کس ناز و نعم سے انکو پرورش کیا
اور داخل صحبت ہوئین یا یکایک نکل گئین شمع جمال طلسم کشا کی پروانہ ہوئین دیکھو کس
زور و شور سے آئی ہین چاہتی ہین کہ مہران کو لیجاوین لیکن مین نہ جانے دونگا دیکھون
تو یہ سب کیا کرتی ہین عجائب نگار کہ جو جمشید نے پکارا ایک جوان سیہ رو آیا اسکے
ہاتھ مین آئینہ تھا اُسنے پکار کر آواز دی کہ ای شاہزادیو ذرا آئینہ ملاحظہ کرو جسنے آئینہ دیکھا
وہ حیران ہوگئی یہی ارادہ ہو کہ جمشید کے قدمون پر گرون سب ٹھہر گئین جمشید سے
اشارے کر رہی ہین کہ یا خداوند ہماری خطا معاف فرمائیے جمشید بھی اشارے
کر رہا ہو کہ آؤ چلی آؤ تم سب بے خطا ہو مین نے خطا تمھاری معاف کی شاہزادیون
کا ارادہ ہو کہ سامنے جمشید کے حاضر ہون کہ ایک صداے مہیب آئی نعرہ ہوا کہ
منم میثاق کوہ گردان او جمشید کیا شعبدے دکھا رہا ہو یہ کہکر گولہ مارا وہ جوان
سیہ رو جو آئینہ لیے کھڑا تھا میثاق کی طرف چلا چاہا کہ آئینہ دکھاؤن میثاق نے
آئینہ چھین لیا اُسی زنگی کو دکھا دیا زنگی آئینہ دیکھتے ہی دیوانہ ہوا کہتا تھا کہ او جمشید
تو نے آج تک مجکو شعبدے مین پھنسا کر رکھا خدمت آئینہ داری مقرر کی آئینہ نکل گیا

مین اس خدمت سے معزول ہوا مگر تجھکو سزا دونگا یہ کہتا ہوا کود اچاہا جمشید کو ہاتھ
مارون جمشید نے کلائی بہنام گرا ایک تمانچہ مار دیا کہ سر زنگی کا دور جا کر گرا مرتے ہی
زنگی کے سب شاہزادیون کو ہوش آیا اب تو شاہزادیون نے سحر کی بوچھار کر دی
بہار اعجاز بیان نے شمعون پر گلدستہ مارا کہا او بیحیا تیری ذات سے یہ فتور
برپا ہوا گلدستہ پھینک کر ہاتھ بھی ہلا دیا ایک برق گری کہ شمعون کے دو ٹکڑے
ہوے میثاق نے پکار کر آواز دی کہ ای شاہزادیو ملیٹو زیادہ سرکشی نہ کرو کہین
ایسا نہ ہو کہ جمشید تم کو گرفتار کر لے تو باعث خرابی ہو افسر دن نے مل کر بلوہ کیا
شاہزادیون کو روکنے لگے ہر چند کہ جمشید منع کرتا ہو کہ تم لوگ سحر نکرو مگر ایک افسر نے
نہ مانا ایک گولہ طرف یاسمن کے پھینکا یاسمن نے گولہ کا تادہ گولہ پلٹ کر اسی افسر
پر پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے افسر کے مرتے ہی جمشید گھبرا گیا اور پکار کر کہا
کہ ای میثاق اب نکل جاؤ ورنہ زمین ہلا دونگا وہ سزا دونگا کہ عمر بھر یاد کروگے
اپنی سرکشی کی فریاد کروگے میثاق نے سب شاہزادیون کو ساتھ لیا اور بہار
سے اشارہ کیا کہ اب نکل چلو سب شاہزادیان میثاق کے ساتھ چلین میثاق سبکے
آگے آگے اس زور و شور سے سب شاہزادیان نکلین کہ بیرون بارگاہ سب لشکر
اترا ہو مگر کسی نے دخل نہ دیا سمجھے کہ اگر روکین گے تو یہ ہیر برس پڑین گی سب
شاہزادیان و میثاق سحر کرتے ہوے چلے لاکھون ساحر قتل کیے مگر لشکر مین سناٹا
ہو کوئی سحر نہین کرتا خائف ہین کہ ہم بولے اور مارے گئے یہان نور الدہر یاد
مین مہران کی پریشان ہو رہے تھے کہ میثاق وغیرہ آکر پہونچے عرض کی کہ ای
شہریار بڑا معرکہ ہوا آج جمشید بہت ذلیل ہوا خود پکار کر کہا کہ نکل جاؤ ورنہ زمین
ہلا دونگا ہم لوگ لڑتے بھڑتے آئے نور الدہر نے کہا کہ ای میثاق بادشاہ کی تو
خبر لو کہ ان پہ کیا گذری مرحلۂ ثالث سر کر گئے ہین میثاق نے کہا کہ غلام جاتا ہو یہ کہکر
میثاق روانہ ہوا مگر بادشاہ جمجاہ جو نقب مین داخل ہوے ایک صحرائے دلکشا
مین پہونچے ہوا زور سے چل رہی ہو کہ درخت گر رہے ہین بادشاہ کے پاؤن نہین

تھمتے آخر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ سامنے بالائے کوہ پر باد انگیز بیٹھا سحر کر رہا ہی
اُسکے مرنے پر یہ ہوا موقوف ہوگی سعد نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر بشکل عجیب
و غریب بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی جب وہ پتھر مارتا ہی تو ہوا زیادہ ہوتی ہی بادشاہ نے
للکارا کہ او باد انگیز خبردار ہوشیار ہوجا باد انگیز اُٹھا اور سحر کیا پر پرواز پیدا ہوئے
چاہا اُڑکر نکل جاؤن بادشاہ نے تیر مارا کہ پشت کو توڑکر پار گذرا مرتے ہی باد انگیز
کے ہوائے تند موقوف ہوئی بادشاہ کھڑے ہین صحرا کو ملاحظہ کر رہے ہین کہ صحرا سے
گرد اُڑتی دیکھا ہزارہا ساحر ایک تخت کوتل لیے ہوے آتے ہین سامنے آکر پہونچے
اور وہین پر اُتر پڑے تھوڑی دیر مین نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا تخت پر
ایک شاہزادی نہایت حسین و جمیل ہی تخت اُڑائے ہوے آتی ہی پکارتی ہوئی کہ
ای ملازمان بادولت تمنے غضب کیا کہ اس مقام پر اُتر پڑے ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا
فساد کرین مین تو اُن کی مشتاق ہوکر آئی ہون کہ ان کو دربار مین جمشید کے پہونچادون
جب جمشید مارا جائیگا تب یہ جھگڑا برطرف ہوگا مین تامل نہ کرونگی یہ کہکر تخت سے اُتری
خرامان خرامان سامنے بادشاہ کے آئی جھک کر سلام کیا عرض کی تشریف لے چلیے
سب آپ کے مشتاق ہین آپ کا مذہب اختیار کیا گھر بار کو آپ پر نثار کیا شاید
آپ نے ذکر سنا ہو میرا نام شعلۂ آتشخو ہی مین اس واسطے آئی ہون کہ آپ کی
اطاعت کرون یہ کہہ رہی تھی کہ پہلو سے ایک آواز مہیب آئی کہ منم سکان خارہ شکن
او گیسو بریدہ طلسم کشا سے میل کر رہی ہی یہ کہکر وہ زنگی گرا اور کمر مین اُس نازنین کی
پنجہ دیا کہتا ہوا لے چلا کہ او ظالم تو سب کی دشمن ہوئی اب حال کھلیگا قدرت فوراً قتل
کرینگے تجھے زندہ نہ چھوڑینگے اب یہ لشکر اسی مقام پر تباہ ہوگا وہ نازنین
غل مچاتی ہی کہ ای شہریار اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے مجکو یہ لیجا کر قتل کریگا زندہ
نہ بچونگی یقین ہی کہ کبھی آپ کو بھی یاد آؤن تو مزار غریبان پر آئیے گا روح شاد ہوگی
قبر مین بھی آپ کی یاد ہوگی بادشاہ حیران ہوے کہ اس نازنین کو کیونکر بچاؤن
اور کبھی بیقرار ہوکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہی نظم

رات کو خالی مکان پاتا ہون جب مین یار کے
سر کو ٹکراتا ہون اُٹھ اُٹھ کر در و دیوار سے
حُسن کے نظارے کو کوچے مین آئے کسطرح
دو قدم چلنا نہین ممکن تمھارے زار سے
اسقدر تم کج ادا کج خلق ای صاحب نہ تھے
مشورہ ہی اندنون کیا چرخ کجرفتار سے
جب سے وہ شیرین ادا آنکھون سے پنہان ہوگیا
صورت فرہاد ٹکراتا ہون سر کہسار سے
ہجر مین اُس رشک گُل کے زار ایسا ہوگیا
دیکھنے والے مجھے دیتے ہین نسبت خار سے
دختر رز کی محبت مین رہین کیونکر نہ مست
کسطرح نکلین بھلا ہم خانۂ خمار سے
نزع کا ہی وقت اک دم حال آکر دیکھئے
چاہیے پرہیز ای عیسیٰ نہ مجھ بیمار سے
آبرو سالک کُہر کی خاک کر دی آپ نے
دانت ہنسنے مین جو ہین چمکے در شہوار سے
گو کہ ای سطوت زمانے مین ہزارون ہین حسین
کچھ غرض ہم کو نہین مطلب ہی اپنے یار سے

سعد شہریار تڑپ کر رہگئے وہ زنگی سیہ رو اُس مہ جبین کو لیکر نکل گیا سعد بارگاہ مین آئے سب اہل فوج تو جا چکے تھے بارگاہ مین جا کر سناٹا پایا لوح کو نکال کر دیکھا نوشتہ پایا کہ پہلو مین اسی بارگاہ کے ایک سنگ کلان ہی بس اُسکو اُکھیڑ دو دہنہ نقب کا پیدا ہوگا مگر بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا ورنہ دھوکا کھاؤ گے سعد نے آکر سنگ کو کئی فرسنگ پھینک دیا دہنہ نقب کا ظاہر ہوا سعد نے دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ہی ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین سعد کو دیکھ کر وہ طائر اُڑے بادشاہ نے دیکھا کہ وہ سب طائر جمع ہو کر سامنے باغ تھا اُسمین داخل ہوگئے بعض طائر اُڑ کر باہر آتے ہین سعد کو اشارون سے بُلاتے ہین سعد باغ مین آئے دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہی چہار طرف سے بوے گلاب آرہی ہی کہ ایکطرف سے آواز آئی کہ ای شہریار اس کنیز کو بچائیے سعد نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نخل سے وہ ہی نازنین بندھی ہی اور پکار رہی ہی کہ ای شہریار اس کنیز کو بچائیے آپ ہی کے جرم عشق مین مجکو باندھ کر خنجر بران لینے گیا ہی آکر قتل کریگا مگر یہ لونڈی جان نثار کرتی ہی یہ بھی میری تقدیر کہ وقت پر آپ آگئے اب مناسب یہ ہی کہ مجکو کھول دیجیے سعد اُس مہ جبین کو دیکھ کر بیقرار ہوگئے فرماتے تھے کہ ای دل آرام اُس ظالم کے

قلب نے کیونکر گوارا کیا کہ تجھ ایسی مہ جبین کو باندھ گیا اُس نازنین نے جواب دیا
کہ اب آسان ہی مجکو کھولدیجیے مین آپ ہی کے ساتھ رہونگی پھر کسکی مجال ہی کہ
مجھپر دست انداز ہو مین نے بڑی نادانی کی کہ آپ کی ملاقات کو چلی آئی فوج سب
برگشتہ ہو گئی کسی نے ساتھ نہ دیا ہر ایک کا یہی قول ہی کہ مسلمان کا کون ساتھ دے
خداوند جمشید کو فراموش کیا ایسا محبت سعد شہریار نے جوش کیا سعد نے کہا
کہ مین آتا ہون یہ کہکر تلوار نیام سے کھینچی کہ رسین کاٹ دون کہ سامنے نخل کے اوپر
دیکھا کہ ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہی سعد نے سر اُٹھا دیا اُس طائر نے
آواز دی کہ ای شہریار خبردار نہ کھولیے گا آپ نے اسکو کھولا اور آفت برپا ہوئی
وہ آفت کسی کے ٹالے نہ ٹلیگی لوح قبضے سے نکل جائیگی اسکو قتل کیجیے اگر میرے
کہنے کا اعتبار نہ ہو تو لوح ملاحظہ فرمالیجیے سعد رُکے وہ نازنین پھر غل مچانے لگی
کہ ایسے معشوق سنگدل کہین نہ ہونگے ذرا سا ہاتھ ہلانا غیر ممکن ہی سعد نے لوح
کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہ طائر وہی جنّیہ ہی براہِ دوستی کہتی ہی اب جلد اسے
قتل کرو دیر ہونے مین اور کچھ خوف ہی لوح شہریار نے چھوڑ دی قبضے پر ہاتھ
پڑا ہوا بڑھے کہ اسکو ایک ہاتھ مار دون لیکن جیسے ہی ہاتھ اُٹھایا آسمان پر
دنّاٹا ہوا ہاتھ پاؤن بادشاہ جمجاہ کے کانپ گئے دیکھا وہ زنگی غلغلہ کرتا ہوا آتا
ہی دمبدم پکارتا ہی کہ ای طلسم کشا خبردار اسے قتل نہ کرنا یہ کہکر تڑپ کر وہ
زنگی گرا اور کمر مین پنجہ دے کر لے بھاگا وہ نازنین چلائی کہ ای شہریار اب تو صبر
آیا کہ ہم کو لیے جاتا ہی دیکھیے کس عذاب سے قتل کریگا تھوڑے ہی عرصے مین وہ
زنگی اُس نازنین کو لیکر بلند ہو گیا نظرون سے غائب ہوا سعد شہریار نے پھر
لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ سراسر خطا کی کہ اُس عورت کو نہ قتل کیا کہین دھوکا
نہ کھانا اُسی نخل کو جا کر اُکھیڑو سعد نے بڑھ کر وہ نخل اُکھیڑا جونہی نخل گرا بیخ
سے اُسکی شعلے نکلنے لگے دیکھا کہ ایک اژدر آتش فشان قلابہ آتشین مُنھ سے
چھوڑتا ہوا اشارے کر رہا ہی معلوم ہوتا ہی کہ بُلاتا ہی سعد نے اپنے تئین درکن

اژدر مین گرادیا اگر اسم حاشیۂ لوح ورد زبان ہی معلوم ہوا کہ مین بلندی سے کود ازمین پر
پاٸون قایم ہوے دیکھا کہ ایک کوہ بلند ہی کہ سر اُسکا آسمان سے ملا ہی مین اُس پہ
کھڑا ہون کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار میری عصمت بچا لیجیے دیکھا کہ ایک
تختۂ سنگ ہی اُسپر وہ ہی نازنین بیٹھی ہی اور وہ ہی زنگی اُسکو ستا رہا ہی وہ نازنین تڑپ
رہی ہی سعد شہریار تلوار کھینچکر بڑھے اُس زنگی نے پھر اُسکی کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑا
اُس نازنین نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار میری آبرو نہ بچائی اب نہین معلوم یہ کہان
لیجائیگا سعد نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری چاہا کہ تیر مارون اور تیر مارا ایک
طائر سامنے آگیا اُسکے سینے کو توڑ کر تیر پار گذرا طائر زمین پر گرا تڑپ تڑپ کر تمام ہوا سامنے
سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار ہی فوج پشت پر سامنے آکر اُس تاجدار نے
للکارا کہ ای سعد شہریار مجھسے تو مقابلہ کیجیے تب حال کھلے کہ آپ کیسے طلسم کشا ہین سعد
یہ سُن کر کوہ سے پھاند پڑے اُس بادشاہ نے فوج کو اشارہ کیا فوج سعد پر آپڑی سعد
نعرہ کر کے لڑنے لگے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر پلٹ کر جو دیکھا لاش ندارد
سعد حیران ہوے کہ لاش کو کون اُٹھا لیجاتا ہی دیکھا کہ وہ ہی تاجدار لاشون کو اُٹھوا کر
ایک خیمہ استادہ ہی اُس مین بھیجتا ہی وہان لاشے جمع ہو رہے ہین سعد لڑتے ہوے قریب
اُس تاجدار کے پہونچے تاجدار نے ہاتھ تلوار کا مارا صدہا تلوارین سعد پر برسین
مگر بسبب لوح کے کوئی تلوار جسم پر نہ پڑی جب تو سعد شہریار نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا
جب تلوار تڑپ کر گری تاجدار کے دو ٹکڑے ہوے ایک آندھی سیاہ چلی آواز آئی
کہ کشتی مرا نام من تاجدار جادو بود ایک طائر درخت پر بیٹھا تھا وہ یہ کہتا ہوا اُڑا
کہ ای طلسم کشا جب شعلۂ آتشخو کو قتل کروگے تب یہ مرحلہ فتح ہوگا ورنہ یون ہی
مارے مارے پھروگے مقام افسوس ہی دو مقام پر اُسکو پایا اور قتل نہ کیا اب اُسکا
ملنا دشوار ہی اب جو روشنی ہوئی تو فوج کو بھی نہ پایا وہ خیمہ کہ جسمین لاشے رکھے تھے
وہ بھی غائب ہوا سعد حیران تھے کہ اس عجائبات سے کیا مراد ہی لوح کو ملاحظہ کیا
نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات جس مقام پر خیمہ نصب تھا اُس مقام پہ

جاکر زمین کھودو ایک چشمہ پیدا ہوگا اُس مین غسل کرو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو سعد نے آکر زمین وہان کی خنجر سے کھودی بعد تھوڑی دیر کے ایک چشمہ آب پیدا ہوا کہ آب صاف وشفاف موج مار رہا ہی سعد نے کپڑے اُتار کے کنارے حوض کے رکھے مگر لوح مین گلے سے نہین اُتارین خوف ہی کہ ایسا نہ ہو مین لوح گلے سے اُتارون اور کوئی قبضہ کرلے تو کیسی مشکل ہو جیسے ہی غوطہ مار کر سر نکالا دیکھا چشمہ خشک پڑا ہی اور لباس ندارد سعد حیران ہوگئے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ جب چشمہ خشک ہو خیال کر کے دیکھنا کہ تختۂ سنگ نصب ہی بقوت صاحبقرانی اُس سنگ کو اُکھیڑنا ایک حمام ملیگا وہان بھی غسل کرنا پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھنا سعد نے پتھر اُکھیڑا ایک حجرۂ تنگ و تاریک ملا دیکھا ایک صندوق رکھا ہی قفل مار سیاہ اُسمین لگا ہی سعد نے ہاتھ بڑھایا مار سیاہ نے پھنکار ماری سعد نے ہاتھ ہٹا لیا آخر لوح کا عکس ڈالا مار مردہ ہو کر گرا صندوق کو کھولا دیکھا لباس طلسمی و زرہ طلسمی و خود طلسمی صندوق مین رکھا ہی ایک پرچہ کاغذ کا اوپر رکھا ہی اُس مین مرقوم ہی کہ یہ لباس برائے طلسم کشا ہی کہ مرحلہ جات بہ آسانی فتح ہون سعد نے شکر پروردگار کیا اور وہ لباس زیب جسم کیا جسم پر ٹھیک ہوا سعد حیران تھے کہ کیا کاہن و نجومی تھے کہ لباس سیا جسم کا حال کیونکر معلوم ہوا ایسے نہ تھے تو ایسے عجائب کیونکر بنا گئے زرہ یاقوت نگار خود پر الماس نثار مثل برق چمک رہا ہی زرہ کے خانون پر اسمائے الٰہی مرقوم ہین سعد زرہ کو پہن کر بہت خوش ہوئے فرماتے ہین جب خدا فضل کرے اور لشکر مین پہونچنا ہو تو یہ زرہ لائق دکھانے کے ہی کہ ہمنے تحفہ جات طلسمی مین اسکو پایا لباس کو پہن کر جو دیکھا تو وہ حجرہ غائب ہو گیا صندوق بھی ندارد سعد وہان سے نکل آئے حیران حیران زرہ کو دیکھ رہے ہین فرماتے ہین خانہ ہائے زرہ پر اسما کیونکر لکھے حقیقت مین کمال کیا یہ سوچتے ہوئے آگے بڑھے سامنے سے ایک دروازہ باغ کا معلوم ہوا ہوائے سرد آرہی ہی طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین سعد شہریار طرف اُس باغ کے چلے بسم اللہ کہہ کر باغ مین داخل ہوئے دیکھا کہ گلہائے رنگارنگ و

شگوفہ ہاے بوقلمون سے تمام باغ آراستہ ہی سنبل پیچان سے معلوم ہوتا ہی کہ محبوب مطلوب نے زلف عنبرین کو کھولا ہی سوسن صد زبان تعریف باغ مین گوہر فشان لالہ کلاہ کج رکھے ہوے داغ کے چراغ روشن ہین وہ ہی سب زینت گلشن ہین چند لبلبان خوشنوا بہ زمزمہ سرائی یہ اشعار گا رہی ہین نظم

کس سے کہون کٹی ہی تڑپکر شب فراق
ای ماہ رو جو تجکو نہین دیکھتا ہون مین
توکیون ہی بیقرار گذرتی ہی دل پہ کیا
جنبش اُن ابروون کی جو یاد آگئی مجھے
رویا لہو جو دست حنائی کی یاد مین
آئی نہ مجکو نیند نہ چین ایک دم ملا
ہر ساعت اک مہینہ تھا ہر پل تھا اک پہر
اُس شمع رو کی یاد مین سطوت بیان ہو کیا

دکھلائے پھر نہ مجکو مقدر شب فراق
واللہ کاٹتا ہی مجھے گھر شب فراق
پوچھا نہ ایک دوست نے آکر شب فراق
دو چل گئے کلیجے پہ خنجر شب فراق
ترخون سے ہو گیا مرا بستر شب فراق
پوچھو نہ کچھ بسر ہوئی کیونکر شب فراق
مجکو تھی اک برس کے برابر شب فراق
کسطرح مین نے کاٹی ہی رو کر شب فراق

یہ اشعار سُن کر بادشاہ کو وجد ہوا آگے بڑھے مگر پیر ڈالتے ہین کہین پڑتا ہی کہین نخل کے سائے سے ہو کر نکلے جھونکا ہوا کا چلا وہ درخت گر پڑا بادشاہ نے اپنے کو بچایا لیکن پاؤن پر ضرب آگئی اور آگے بڑھے تھے کہ آواز آئی او طلسم کشا کچھ تجکو خوف نہین ہی یہی چاہتا ہی کہ مرحلہ فتح کر دن یہ مرحلہ شعلۂ آتشخو کا ہی یہ کبھی فتح نہوگا اور کیا عجب ہی کہ مطلب شعلہ نکل آئے یہ نہ تصور کیجیے گا کہ ہم مرحلہ فتح کر لین گے کیا مجال ہی کہ جو اس مرحلے کو فتح کر لو جب مشکل پڑیگی تب حال کھلیگا سعد نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک غول بیابانی یہ کہتا ہوا جاتا ہی بادشاہ نے للکارا کہ او بیحیا صحرانورد کیا بیہودہ بکتا ہی وہ شعلۂ آتشخو تجہ کہان ہی غول نے جواب دیا دو مرتبہ آپکا سامنا ہوا آپ کیا کر سکے اب بھی سامنے آئیگی تو کچھ نہ ہو سکیگا میرے تو مقابلے مین آئیے سعد آگے بڑھے غول نے چوبدست لگائی بادشاہ نے چوبدست کو قلم کیا غول نے ایک چیخ ماری ہزارہا غول پیدا ہوے بادشاہ پر حملہ کرنے لگے بادشاہ اُنسے لڑ رہے ہین

جس غول نے حربہ کیا بادشاہ نے اُسے قتل کیا اس طرح قتل کر رہے ہین مگر لاشے اُنکے نہین معلوم ہوتے بادشاہ حیران ہوے جب لڑتے لڑتے دیر گذری اور دیکھا کہ ہاتھ تھک گیا سوچے کہ ایسا نہ ہو تلوار چھوٹ پڑے بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم بلوے سے ان غولونکے نجات دے نظم

خدا یار است و ہمراز است و محرم	خدا محبوب و دمساز است و ہمدم
خدا مشکلکشاے جن و انسان	خدا فتاح باب ہر دو عالم
خدا حاجت رواے و خلق محتاج	رفیق است و انیس حالت غم
خدا در کثرت و قلت عیان است	دہد جلوہ بہر بیش و بہر کم
خدا موجود در ہر چیز باشد	بہر وقت و بہر حال و بہر دم
گہے در ذرہ روشن گہ بخورشید	گہے در قطرہ حاضر گاہ در یم
گہے خندان بگلشن صورت گل	گہے بر سبزہ گریان مثل شبنم
گہے در مملکت گرد سلیمان	گہ اسکندر گہے دارا گہے جم
گہے در شادی و عیش و مسرت	گہے اندر بکا و رنج و ماتم
زہر صورت خدا صورت نماید	نقاب از چہرۂ انور کشاید

بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی خیال مین آیا کہ لوح کو دیکھون لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ خیال کرے دیکھو ان غولون کے بیچ مین ایک مادہ غول ہی کہ وہ سحر کر رہی ہی اُسی کے سحر سے یہ غول بڑھتے جاتے ہین عمر اگر گذریگی تو یہ کسی طرح کم نہ ہونگے بلکہ اور زیادہ ہوتے جادینگے جس طرح بنے اُسکو قتل کرو بادشاہ یہ مضمون دیکھ کر لڑتے ہوے طرف مادۂ غول کے چلے اُس مادہ نے پکار کر آواز دی کہ ہان بھائیو اس جوان کو لینا یہ جانے نہ پائے سب غول بادشاہ پر ٹوٹ پڑے بادشاہ غولون کو قتل کرتے ہوے قریب مادۂ غول پہونچے اُس مادہ نے چوبدست کا ہاتھ مارا بادشاہ نے دار کو قلم کیا سر کو بچاکر کمر پہ ہاتھ ماردیا مادۂ غول کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی مادۂ غول کے سب غول روتے پیٹتے بھاگے اور کہتے تھے کہ ہاے ہماری مان کو

اس ظالم نے مارا ہم اب کہان جاوین بادشاہ مادہ غول کو مار کر اور اُن غولون کا فیصلہ کر کے آگے بڑھے کہ پھر رونے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی بلک بلک کر کہتا ہی کہ ای کریم و رحیم مجھے قید سے نجات دے ورنہ تڑپ تڑپ کر مر ونگا بادشاہ نے جو خیال کیا تو معلوم ہوا کہ بارہ دری سے رونے کی آواز آتی ہی اندر آکر کیا دیکھا کہ ایک نوجوان مسلسل و مطوق بیٹھا ہوا رو رہا ہی مگر ہتھکڑیان اسقدر بھاری ہین کہ ہاتھ پاؤن مین جنبش نہین سرنگون بیٹھا ہوا رو رہا ہی سعد نے قریب آکر فرمایا کہ ای گرفتار رنج و مصیبت کیا حال ہی اپنی سرگذشت بیان کر اُس جوان نے رو کر کہا یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ قنطورہ کوہ اُسکو کہتے ہین قنطور شیر میرا باپ وہانکا بادشاہ ہی مین برائے شکار آیا غول نے گرفتار کر لیا لاکر قید کیا شب کو مادہ غول آتی تھی اور طالب وصل ہوتی تھی اول مین نے کئی دن انکار کیا جب وہ آمادہ قتل ہوئی تو جان کے خوف سے اُسکا وصل قبول کیا شب بھر حیران کرتی تھی چھ مہینے کا زمانہ گذرا کہ اسی قید خانہ مین ہون ایک روز عالم خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہین ای جوان تاجدار ہر چند کہ تیری قید ایسی سخت ہی کہ رہائی ناممکن لیکن فلان روز یعنی آج کا پتہ دیا تھا اور فرمایا تھا کہ طلسم کشا تشریف لائینگے تجکو رہا کرینگے لہذا امیدوار ہون کہ اُس شہریار کا گذر ہو تا کہ اس آفت سے نجات پاؤن سعد نے کہا کہ مبارک ہو جس غولنی نے تم کو قید کیا تھا اُس کو مین نے قتل کیا اب تم کو رہا کرتا ہون یہ کہکر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین نوجوان تاجدار اُٹھا سعد کے ہمراہ ہوا سعد اُسکو ساتھ لیکر بارہ دری سے نکلے ایک مقام پر آکر ٹھہرے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات اگر نوجوان تاجدار رہا ہو تو اُس سے پوچھنا کہ مقام مادہ غول کہان ہی وہان اور ایک نوجوان قید ہی سعد بن قباد یہ مضمون دیکھ کر نوجوان کیطرف متوجہ ہوے فرمایا ای نوجوان مکان مادہ غول کہان ہی اُس جوان نے عرض کی کہ ای شہریار پہلو مین باغ کے ایک پہاڑ سر بفلک کشیدہ ہی اُس مین درے متعدد ہین ایک درے مین وہ رہتی ہی مجکو اکثر اپنے مقام پر لیگئی لہذا تشریف لیچلیے سعد شہریار

نوجوان کے ساتھ باغ سے نکلے درۂ کوہ مین آکر دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین و
جمیل بیٹھا ہوا رو رہا ہی سعد نے اُسکو بھی رہا کیا نام پوچھا اُس جوان نے کہا کہ میرا
نام گلزار تاجدار ہی مادہ غول نے مجکو گرفتار کیا تھا سالہا سال مجکو یہان گذرے
مگر آپ کے آنے کا مژدہ بزرگان دین نے سُنایا تھا آپ کو یاد کرتا تھا شکر کرتا ہون مین
پروردگار کا کہ جسنے آپ کو یہانتک پہونچایا اور مین نے رہائی پائی آپ کے ہمراہ ہون
بادشاہ گلزار کو ساتھ لیکر درۂ کوہ مین سے نکلے یکایک ہوائے تیز و تند چلی غبار بلند ہوا
تمام صحرا مین اندھیرا ہوگیا وہ دونون تاجدار گھبرا گئے کہتے تھے ای شہریار اس تہلکے
سے کیونکر جان بچیگی بلا کا غبار بلند ہوا ہی کیسا اندھیرا ہوگیا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ
یہ عجائب و غرائب طلسم ہین کچھ خوف نہ کرو یہ فرماکر لوح کو چمکایا آندھی برطرف ہوئی غبار
غائب ہوا گوشۂ صحرا سے آواز ناقوس وغیرہ آنے لگی بادشاہ نے سر اُٹھاکر دیکھا کہ
گوشۂ صحرا مین ایک دیر بنا ہی اُسکے دروازے پر صدہا گھنٹہ نواز و ناقوس نواز جمع
ہین سامان پوجا پاٹ ہو رہا ہی نوجوان تاجدار نے عرض کی کہ یہ دیر تو یہان نہ تھا
نیا دیر معلوم ہوتا ہی بادشاہ نے فرمایا لوح دیکھتا ہون حال معلوم ہو جائیگا کوئی حال
ایسا نہین جو مخفی رہے لوح سب حال کھولدیگی یہ فرماکر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا
کہ در دیر پر جائیے جو لوگ پوجا پاٹ کر رہے ہین اُنکو ہدایت کیجیے اگر آپ کی ہدایت
نے تاثیر کی تو سب دائرۂ اسلام مین آئین گے ورنہ قتل ہونگے بادشاہ آگے بڑھے
قریب در دیر آکر پہونچے ایک برہمن کلان پوتھی لیے بیٹھا ہی اشلوک پڑھ پڑھ کر معنے
بیان کر رہا ہی دیر مین ایک پتلہ سنگین تخت پر رکھا ہی بیان پر برہمن کے وہ پتلہ بھی
سر ہلا رہا ہی بادشاہ نے اُس برہمن سے کہا کہ کیون او نادان کیا سمجھ کے تو یہان
بیٹھا ہی پروردگار کی عبادت کر کہ انجام بخیر ہو اس پتھر کے پتلے کے سامنے کیون
اوقات ضائع کر رہا ہو ان گنوارون کو کیون گمراہ کرتا ہی بہتر یہ ہی کہ پروردگار کو
یاد کر کہ وہ کریم و رحیم ہی سمیع و کلیم بھی لقب ہی نہ پہچاننے والا بے ادب ہی اگر تو راہ راست
پر آئے تو مین تجکو اس قریے کا حاکم کرونگا برہمن نے گھبراکر کہا کہ آپ کون ہین کہ جو

مجکو حاکم کردینگے سعد نے فرمایا سر اُٹھاؤ برہمن نے جو سر اُٹھایا جمال بیمثال سعد بن قباد دیکھ کر رقص کرنے لگا کہتا تھا کہ ای جوان صاحب جمال ای چرخ برتری کے ماہ کمال آج یقین کامل ہوگیا کہ طلسم ٹوٹ جائیگا پھر کیسی مشکل ہوگی ہم آپ کے تابعدار ہین جو حکم کیجیے وہ بجالائین یہ کہکر زنار توڑ ڈالا گھنٹ و ناقوس جو بجانے والے تھے وہ مُنھ لپیٹ کر بھاگے خالی وہ برہمن رہگیا کہتا تھا مین آپکے ساتھ ہون ٹھاکر جی کی تصویر سے پوچھ لون دیکھون کیا فرماتے ہین یقین ہی کہ منع کرین گے مگر آپ کا فرمانا میرے دل کو تاثیر کرچکا اب میرا قدم کبھی نہ ڈگیگا آٹھ پہر پروردگار کو یاد کرونگا امیدوار ہون کہ صحیفہٴ ابراہیمی مجکو ملے تو مین اُسکے احکام سے آگاہ ہون اعتقاد مضبوط ہو مین چاہتا ہون مسائل ظاہری سے آگاہ ہوجاؤن بادشاہ نے فرمایا اس قریے مین کوئی مسلمان بھی رہتا ہی برہمن نے کہا کہ ایک حکیم صاحب رہتے ہین کہ جنکا حکیم سلطان الحکمت لقب ہی وہ نہایت عقیل و فہیم ہین اُن حکیم کے یہان کتب خانہ کامل ہی تشریف لے چلیے اُن سے کہکر صحیفہ دلوا دیجیے مگر برہمن نے جو پتلہٴ سنگ سے پوچھا کہ یا خداوند کیا حکم ہی پتلے نے سر نہ ہلایا برہمن بادشاہ کے ساتھ چلا گاؤن مین لیکر آیا سعد نے دیکھا کہ ایک کمرہ کھلا ہی اُس کمرے مین کتابین بھری ہین ایک حکیم وضع عمامہ سر پر باندھے جبہٴ کلان پہنے ہوے بیٹھا کتابین پڑھ رہا ہی برہمن نے کہا دیکھیے وہ حکیم صاحب یہی ہین اِنکی ذات سے یہ گاؤن آباد ہی جو بیمار ہوتا ہی ایک نسخے مین وہ شفا پاتا ہی کوئی ایسا نہین کہ جسپر ان کا احسان نہو اور زمیندار یہان کا مینوش بت پرست ہی زراعت مین مصروف رہتا ہی دیکھیے سامنے کھیت لہلہا رہے ہین مگر حکیم نے جو سعد شہریار کو آتے ہوے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھا جُھک کر سلام کیا کہا ای شہریار کیا ساعت نیک ہی کہ آپ تشریف لائے قدم آپکے میری آنکھون پر مین سمجھ گیا کہ یہ برہمن آپکو لایا ہی مین بھی مشرف ہوا تشریف لائیے یہ کتب خانہ جمع ہی میری عمر اسی مین گذری کتابین جمع کرتا رہا کسی علم کی ایسی کتاب نہین ہی جو میرے کتب خانے مین نہو بادشاہ کمرے مین آکر بیٹھے حکیم نے کتابین پیش کین بادشاہ نے ایک کتاب کو اُٹھا کر دیکھا تو وہ نوشیروان نامہ ہی حال عشق

صاحبقران مہر نگار سے مرقوم ہی بادشاہ ملاحظہ فرما رہے ہین حکیم اُٹھ کر چلا گیا کہ دروازے کو جنبش ہوئی بادشاہ نے دیکھا کہ ایک نازنین چہاردہ سالہ حقیقت مین شعلۂ جوالہ جھانک رہی ہی اور بادشاہ کو اشارے کرتی ہی کہ اندر تشریف لائیے بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ شعلۂ آتش خو کی بہن گرمخو یہی ہی اس کو جلد قتل کرو بادشاہ اُٹھے جیسے ہی اندر چلے اُس نازنین نے دروازہ بند کر لیا بادشاہ نے لوح کو دروازے سے مس کیا دروازہ کھل گیا بادشاہ اندر تشریف لائے اُس نازنین نے بادشاہ کی بہت خاطر کی اور لاکر مسند پر بٹھایا سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

سب حسینون مین نمودی ہی تمھارا سینہ
اُٹھتے جوبن نے قیامت کا اُبھارا سینہ

یہی رہتی ہی دعا ذبح کے مشتاق کی
زانو اُس ترک کا ہو اور ہمارا سینہ

سوزش داغ محبت کسے ہوتی ہی نصیب
کیا چلن ہی جسے کرتا ہی گوارا سینہ

جانکر دل کی سپر مجکو ادھر بھی کوئی وار
تیغ ابرو سے یہ کرتا ہی اشارا سینہ

حسرت وصل رہیگی کدھر اور داغ فراق
تو نے تو گھیر لیا پھیل کے سارا سینہ

دل کو بھی دل سے ذرا وصل مین مل لینے دے
نہ جدا کر مرے سینے سے خدا را سینہ

کہین چھپتے ہین چھپائے سے یہ چھپنے والے
دیکھ محرم نے تری اور اُبھارا سینہ

تیغ ابروے ستمگر کا جو دل ہی چورنگ
ہدف ناوک مژگان صف آرا سینہ

خوش نصیبی یہ جلال اپنی نہ کیون نازان ہو
دے جگہ کینے کو اُسکے جو تمھارا سینہ

اُس نازنین نے جب یہ اشعار گائے بادشاہ نے دیکھا کہ سر گردش کرنے لگا اور زمین کو جنبش ہوئی اُس نازنین نے جام شراب دیا مسکرا کر کہا کہ اسکو نوش فرمایئے بادشاہ نے جو جام ہاتھ مین لیا دل دھڑکنے لگا لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہی جام شراب اسپر پھینک مارو بادشاہ نے جام پھینکا اُس نازنین پر جو قطرے شراب کے پڑے مثل ہیزم خشک جلنے لگی پکار پکار کے کہتی تھی کہ او نا منصف تو نے مجکو بیخطا مارا اسکا بدلہ ملیگا بڑی جفا اُٹھاؤگے مین تو تمام ہوتی ہوں لیکن شعلۂ آتشخو زندہ نہ چھوڑیگی تم کو قتل کریگی اے طلسم کشا تمھارے مزاج مین رحم نہین جب لوح کو دیکھا تھا مین سمجھ گئی تھی کہ یہ دغا کرینگے

آخر وہ ہی ہوا یہ کہ کر جل جل کر خاک ہوئی بادشاہ نے دیکھا کہ وہ سب مکان بھی جل گیا
مگر جس مقام پر بادشاہ بیٹھے تھے وہان آگ نے تاثیر نہ کی زمین گرم ہو کر رہگئی بادشاہ
اُس مقام سے اُٹھے خیال کرکے دیکھا کہ کتب خانہ بھی پھُکا پڑا ہی رنج ہوا کہ ابتدائی حالات
جد عالی تبار اسمین لکھے تھے اور حالات دیکھتے شاید کچھ مطلب نکل آتا حیران و پریشان
کھڑے سوچ رہے ہین کہ ان کتابون کا جلنا بڑا غضب ہوا کہ سامنے سے لینا لینا کی صدا
آئی دیکھا وہ ہی حکیم ایک ٹٹو پر سوار نیزہ ہاتھ مین پشت پر گالون کی گھار ہی حکیم نے پکار کر
آواز دی کہ ہان یارو اِن کو مار لو وہ گنوار چہار طرف سے دوڑ پڑے بادشاہ نے تلوار
کھینچی اور نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ ؎ منم شاہ شاہان فریدون حشم ٭ بہار گلستان
کاؤس و جم ٭ ہزبر دمان شاہ اسلامیان ٭ نہال گلستان صاحبقران ٭ اُن گنوارون
سے تلوار چلنے لگی اُس حکیم نے دیکھ کر آواز دی کہ ارے یارو تمھارے گرفتار کیے یہ
گرفتار نہ ہونگے صف شکن و تیغزن ہین تم سب قتل ہو جاؤ گے ان کے ہاتھ سے امان
نہ پاؤ گے شعلۂ شمشیر زن کو بلاؤ وہ شاید گرفتار کرلے وہ جہاندیدہ و کار آزمودہ
ہی اُسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی چند گنوار دوڑے ہوے گئے کہ نوبت و نقارے کی
آواز آئی علمہاے سیاہ نمودار ہوے علامت فوج کی معلوم ہوئی آگے آگے ایک
پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر چالیس ہزار کا لشکر آیا آتے ہی آواز دی کہ ارے
گنوارو تم سب ہٹ جاؤ مین اس جوان کو گرفتار کر لونگا مین سمجھا تھا کہ طلسم کشا بڑے
قد و قامت کا جوان ہوگا یہ تو معشوق وضع ہی ایک حملے مین مار لونگا گنوار تو ہٹے
اُس جوان نے گینڈا مہمیز کیا بادشاہ فوراً مقابلے مین پہونچے شعلہ بھڑ کا نیزہ ہلاتا ہوا
سامنے آیا اور تاک کر سینۂ بے کینۂ بادشاہ پر نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی
سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی وہ جوان بڑے زور و شور سے نیزہ بازی کر رہا ہی
بادشاہ نے نیزہ اُسکا گانٹھا تھپیڑا مارا نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکل گیا نیزہ نکلتے ہی اُس
جوان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا بادشاہ نے تلوار کو خالی دیا
خالی دے کر تیغۂ طلسمی کا ہاتھ مار دیا اُس جوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ جو تڑپکر گرا

سپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود کو کاٹ کر سر پر گری کہ سراسر اُسکا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی وہ پہلوان بھاگا کہتا ہوا کہ ای سعد شہریار وہ بلا نازل کرونگا کہ جان بچنا دشوار ہوگی بادشاہ نے اُس پہلوان کا پیچھا کیا تعاقب مین اُسکے چلے سامنے ایک تالاب تھا اُسمین وہ جوان پھاند پڑا بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ تم بھی اپنے کو اسمین گرادو اس جوان کا پیچھا نہ چھوڑو بادشاہ بھی بسم اللہ کہکے تالاب مین پھاند پڑے جب پاؤن زمین سے آشنا ہوے دیکھا ایک صحرا ہی کہ اُسمین لاکھون فوجین جمی ہوئی ہین اُن سب کو وہ پہلوان زخم سر اپنا دکھا رہا ہی کہتا ہی یارو جلکو بیخطا طلسم کشا نے زخمی کیا اب تم لوگ بدلا لو کل فوج لینا لینا کہکر دوڑ پڑی بادشاہ نے تلوار کھینچی فوج پر جا پڑے اسقدر فوج کا بلوہ ہی کہ سعد شہریار گھبرا گئے دعائین مانگنے لگے کہ ای سمیع و علیم اس مشکل کو آسان کر نظم

غنی گردد فقیر بینوا آہستہ آہستہ	بدولت میرسد مفلس گدا آہستہ آہستہ
بہر طالب دہد مطلب خدا آہستہ آہستہ	بہر سائل ببخشد مدعا آہستہ آہستہ
ببخشد حاجت حاجت روا آہستہ آہستہ	کند حل مشکلت مشکلکشا آہستہ آہستہ
مقام حق رسی دور است زین دار المحن لیکن	بمنزل میرساند رہنما آہستہ آہستہ
ہمیشہ میکند قطع انقلاب گردش دوران	بدنیا رشتہ عمر ترا آہستہ آہستہ
چرا غمگین بود از ہجر جانان عاشق بیدل	شود خوش دل بوصل دلربا آہستہ آہستہ
ازین اشعار حمدیہ کہ در حمد خدا گفتی	خزانہ جمع گردد ہند یا آہستہ آہستہ

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا نوبت نقارے کی آواز آئی کہ زمین تھرائی قضائے کار نقابدار زرین پوش تخت اُڑائے ہوے جاتا تھا عیار نقابدار بھی چہرے پر نقاب ڈالے ہوے پشت پر مگس رانی کر رہا ہی اسنے جو غلغلہ سُنا سر جھکا کے دیکھا کہ سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام جنگ مین مصروف ہین مگر فوج بے شمار مین گھرے ہوے ہین ہر طرف سے بلوہ ہی اور یہی ہلڑ ہی کہ بادشاہ کو گرفتار کرلو بادشاہ لشکر اسلام جنگ رستمانہ کر رہے ہین عیار نے کہا کہ ای آقا غضب ہوا کہ بادشاہ لشکر اسلام

گھرے ہوے ہین اور فوج بے شمار ہو ان کو بچائیے نقابدار نے جھک کر دیکھا کہ بلوۂ
علیم ہو مگر بادشاہ کس حواس سے لڑ رہے ہین کہا ای عیار یہ فرزند صاحبقران ہین
کس دھوم سے لڑ رہے ہین صاحبقران کیون نہ ناز کرین بانے کیونکر حوالے کر دیئے
یہ دلیر اُنھین کے تعلیم کردہ ہین یہ کہکر مرکب طلب کیا مرکب پر نقابدار زرین پوش
سوار ہوا دیوزادون سے اشارہ کیا ہمارے بارہ ہزار جوانون کو اُتار دو اور تم سب
الگ ہو جاؤ دیوزادون نے سردارون کو اُتارا آپ الگ ہو گئے صحرا کی طرف بھاگے
مگر نقابدار نعرہ کر کے آپڑا نقابدار کے بارہ ہزار صف شکن جوان لڑائی مین مصروف
ہوے نقابدار زرین پوش نے چند حملون مین اُس فوج کو درہم و برہم کر دیا بادشاہ
کے ساتھ نوجوان تاجدار و گلزار تاجدار ہین لڑتے ہوے سامنے نقابدار کے
آئے نقابدار نے پوچھا یہ کیسی جنگ تھی آپ کس انتشار مین ہین بادشاہ نے فرمایا کئی
سال سے اس طلسم کی فتاحی مین مصروف ہون جملہ سردار اسی طلسم مین آئے ہوے ہین یہ سنکر
نقابدار زرین پوش نے کہا کہ ای شہریار بارگاہ استاد کرائون سعد شہریار نے فرمایا
تھکا ہوا تو ہون نقابدار نے بارگاہ استاد کرائی دیوزاد بھی حاضر ہوے بادشاہ کو
ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے کہا ای شہریار مقام تعجب ہو آپ ایسا بادشاہ لشکر اسلام
اور صاحبقران بانہاے صاحبقرانی نہین دیتے مناسب یہ ہو کہ ابکی جو اُن سے
ملاقات ہو تو سمجھا دیجیے کہ جنگ لقا میرے سپرد کرین مین لقا سے سمجھ لونگا آپسے
عرض کرتا ہون کہ ایک لڑائی پڑیگی اُسی جنگ مین اُسکا خاتمہ کر دونگا غردبیہ باختر
کیا چیز ہو دو دہ زنگی کو ایک ہی جنگ مین شکست دونگا یہ بارہ ہزار جوان چنے ہوے
بارہ لاکھ پر کافی ہین انکا بار کافر کیا اُٹھا سکین گے بادشاہ نے فرمایا ای نقابدار عجب
سردار صاحبقران کو ملکن ہوے ہین ایک ایک شیر دل فرزندان صاحبقران
ایک ایک وحید عصر اُن سب مین سے حقیر مین ہون مجھسے امتحان کیجیے نقابدار
ہاتھ باندھنے لگا کہا ای شہریار ایسا نہ فرمائیے میری مجال ہو کہ آپ سے مقابلہ کر سکون
مگر اور طرح کے امتحان لے لیجیے کہ مین صاحب اسم اعظم ہون مرکب سہ چشمی زیر ران ہو

کہ جسکی تیز روی سے برق و باد حیران ہی مناسب یہ ہی کہ فساد نہ ہو تنہائی مین فیصلہ ہو جائے یہ حقیر بھی مہلت پائے کبھی پردہ قاف مین جاتا ہون کریت بن قہقہہ کی خبر لیتا ہون آٹھ پہر اسی خیال مین رہتا ہون کہ جہان کہین فرزندان صاحبقران جنگ کرتے ہون مین بھی خدمت کرون آنکھون سے بار جنگ اُٹھاؤن بادشاہ نے سر جھکا لیا جی مین کہتے ہین کہ یہ نقابدار بڑا سلیس ہی رتبہ شناسی اسپر ختم ہی حقیقت مین جو جو کارہائے نمایان اس سے سرزد ہوئے وہ کسی سے نہین ہوئے کہا اے نقابدار بہادر جو مقدمات صاحبقران سے سرزد ہوئے وہ کسی سے نہین ہوئے وہ اپنا مثل نہین رکھتے یہ گمان نہ کر کہ جنگ لقا ایک دن مین فتح ہو گی بارہ سال دادا جان باختر پر لڑے اب بارہ برس سے اُسکے تعاقب مین ہین جس ملک پر پہونچے اُسی کے پرستار ملتے ہین دو دو زنگی وہ شخص ہی کہ جسکے چار سی فرزند ہین جب شریک جنگ ہوتا ہی آفت برپا ہوتی ہی ہر چند کہ سرداران صاحبقران پانچہزار پانچ سی پچپن بہادر ہین کیسے کیسے لڑے مگر اختتام جنگ نہین ہوا اب جملہ سردار اس طلسم مین آگئے ہین صاحبقران بھی ہین دیکھیے طلسم کا کیا انجام ہو نقابدار نے کہا مین غروب بیہ پر جاؤن گا اور لشکر کی خبر لونگا یہ مجال نہین ہی کہ لشکر کو مٹا سکے یہ کہہ کے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز طلب کیے بادشاہ جمجاہ کی خدمت کرنے لگا ہر مرتبہ خود اُٹھ کھڑا ہوتا ہی طوائف ہند آکر حاضر ہوئے سامنے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگے نظم

یہ صحن باغ مین ہر صبح بلبل کا ترانہ ہی
مثل یہ راست ہی ہنستے ہی گھر بستے ہین بستی مین

غنیمت خندۂ گل ہی بہت نازک زمانہ ہی
نہو گر دل لگی تو غمکدہ ہر ایک خانہ ہی

پریشان خاطرون کی دل لگی سے ہی یہ جمعیت
بہار باغ کشت زعفران ہی خندۂ گل سے

ہنسی مین واہوے ہین دانت تارونکا فسانہ ہی
مثال قہقہہ قمری عنادل کا ترانہ ہی

ہنسی آپس کی ہی تو دلسے کر شکر خدا اے عنا

یہ ہو رونے کی جا جس شخص پہ ہنستا زمانہ ہی

بادشاہ کا دماغ بادۂ ناب سے تر ہی صحبت عیش و جشن منعقد ہی نقابدار بادشاہ جمجاہ کی

خدمتگزاری کر رہا ہی ہر بات مین عجز کرتا ہی یہی قول ہی کہ آپ ہمارے بادشاہ ہین ہم حضو
کے نوکر ہین بادشاہ فرماتے ہین ای نقابدار بہادر زیادہ عجز نہ کرو مجکو شرمندگی ہوتی
ہی نقابدار کہتا ہی کہ ای شہریار جب صاحبقران اعظم آپ کے ملازم ہین تو مین کس
قطار مین ہون بدیع الزمان و نور الدہر و رستم پیلتن و علمشاہ نوجوان جب یہ
لوگ ملازم ہین تو مجھے کیا عذر ہی امیدوار ہون کہ نگاہ شفقت رہے غلام کو دل
سے نہ بھلائیے گا بادشاہ نے فرمایا ای نقابدار بہادر صاحبقران بدون مقابلہ
جانے نہ دین گے اور جسدن تمہارے اُن کے فیصلہ ہو گا اور تمہاری صاحبقرانی
قرار پائے گی مین تو سلطنت نہ کرونگا یقین ہی حارث بن سعد کو سلطنت ملے مقام
افسوس ہی کہ مین بارگاہ مین بیٹھون اور دنگل پر صاحبقران کے تمکو دیکھون مجھسے
یہ نہ دیکھا جائیگا مین سلطنت نہ کرونگا نقابدار عذر کر رہا ہی کہ مین حضور کو آنکھون پر
رکھونگا اگر آپ حکم دین گے تو دنگل پر نہ بیٹھونگا ان باتون مین رات بسر ہوئی صبح کو
نقابدار آمادہ سفر ہوا بادشاہ جمجاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بعد ملاقات
نقابدار صحرا مین جائیے ایک چاہ پختہ ملیگا اُس پر چرخ نصب ہی اور ایک گرز کنارے
پر رکھا ہی اُسی گرز سے چرخ کو گرائیے اور اپنے کو بھی کنوئین مین گرا دیجیے پھر قدرت
خدا کا تماشا دیکھیے بادشاہ نقابدار سے رخصت ہوے چلتے چلتے نقابدار منتین
کر گیا کہ ضرور صاحبقران سے فرمائیے گا بادشاہ نے کہا مین کہونگا مگر صاحبقران
جانے نہ دین گے میری کیا حقیقت ہی کہ مین اُنسے تکرار کرون اُنکے فرزند کا فرزند ہون
نقابدار بہت خوب کہکر رخصت ہوا تخت پر سوار ہوا دیوزادون نے بیرقین کھولین
سائبان زربفتی کا سر پر سایہ کیا اور باز سفید سر پر نقابدار کے سایہ فگن ہوا اُس
کر و فر سے نقابدار روانہ ہوگیا مگر بادشاہ بموجب ہدایت لوح صحرا مین تشریف
لائے چاہ پختہ دیکھا کہ اُس پر چرخ آراستہ ہی کنارے پر گرز گران سنگ رکھا ہوا
ہی بادشاہ نے وہ گرز لیکر چرخ پر مارا چرخ کنوئین مین گرا آپ بھی پھاند پڑے
بعد عرصہ دراز پانون زمین سے آشنا ہوے دیکھا ایک صحراے بے برگ و بار ہی

چہار جانب طائرون کی پکار ہو زیر اشجار پھولون کے انبار ہین مگر سوکھے ہوے ہوا مین اُڑتے پھرتے ہین زرد پتون کا جابجا ڈھیر ہو دھوپ کی حدت سے صحرا کی عجب کیفیت ہو کہ ریگ جو اُڑ رہی ہو اگر بدن پر پڑتی ہو تو آبلہ پڑجاتا ہو صحرا ویران و پریشان کف دست میدان ہو بادشاہ صحرا کو دیکھ کر بہت گھبرائے دھوپ کی حدت سے چاہتے ہین کہ کوئی نخل ایسا ملے کہ اُسکے سائے مین ٹھہر جاؤن مگر کوئی نخل ایسا سایہ دار نہین ملتا صحرا مین دوڑ دھوپ کر رہے ہین پانی کی بہت تلاش ہو مگر پانی نہین دستیاب ہوتا بادشاہ نے دیکھا دور سے باجے کی آواز آرہی ہو سمجھے کہ آبادی ہوگی کیا عجب ہو کہ پانی بھی دستیاب ہو اس خیال سے اُس طرف چلے سامنے ایک قریہ تھا اُس مین تشریف لائے دیکھا کہ وہ ہی دیر جو سابق مین دیکھا تھا وہ اس مقام پر بھی نصب ہو اہل قریہ پوجا پاٹ کر رہے ہین اور وہ ہی ایک برہمن چمبری دھوتی باندھے ہوے دروازے پر بیٹھا ہوا اشلوک پڑھ رہا ہو اشلوک پڑھ کر ترجمہ کرتا ہو سننے والے تعریف کر رہے ہین بادشاہ کو بہت ناگوار ہوا مگر پریشان ہین کہ یہ دیر اُس سرزمین پر تھا اِس سرزمین پر کیونکر آیا قریب اُس برہمن کے آئے فرمایا کیون پنڈت صاحب آپ یہ کیا سمجھا رہے ہین کیا پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہین مجھے بہت ناگوار ہوتا ہو کچھ تمسے پوچھین برہمن نے کہا یاد امین کسی سے جواب و سوال نہین کرتا مین تو پیٹ کے واسطے بیٹھا ہون دوسرا برہمن جو پہلو مین بیٹھا تھا اُسنے برہمن سے کہا داتا کس سے کلام کرتے ہو یہ تو ملچھ ہین ہمارے یہان لکھا ہو کہ ان کی صورت دیکھنا ناجائز ہو جسنے مسلمان کو دیکھا وہ رام کا دشمن ہوگیا تم لوگون کے واسطے بڑی خرابیان ہین اُس جوان نے بادشاہ کو کلمات سخت جو کہے بادشاہ نے تلوار کھینچی ایک ہاتھ مارا کہ برہمن کے دو ٹکڑے ہوے برہمن کو مار کر نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ جمجاہ سلیمان شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + ہزبر دمان شاہ اسلامیان نہال گلستان صاحبقران + نعرہ کرکے وہ دوسرا برہمن جو پوتھی پڑھ رہا تھا ایک ہاتھ اُسے بھی مار دیا اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوے پوجا کرنے والے بھاگے یہ کہتے ہوے

کہ یہ کون ظالم ہی کہ جسنے ہمارے گرد کو مارا کہ یکایک دیر کا دروازہ بند ہو گیا اور پہلو سے گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

جب رونے پہ آنکھ آگئی ہی ٭ طوفان ہی نیا اُٹھا گئی ہی ٭
دل مین نہین غیر کا گمان بھی ٭ وحدت ہمہ تن سما گئی ہی ٭
الفت تری کارساز عالم ٭ گھر دل مین مرے بنا گئی ہی
یاد آب روان کے محرمون کی ٭ ہم چشمون مین کیا رُلا گئی ہی
مشکل سے کٹی ہی ہجر کی شب ٭ سر سے مرے اک بلا گئی ہی
خمدار وہ کاکل پریشان ٭ جنجال مین جی پھنسا گئی ہی ٭
رعنا ہی لحد مین اس سے بیچین ٭ خلوت تری یاد آ گئی ہی ٭

دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین و جمیل ماہ رخسار صنوبر قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار خرامان خرامان آتی ہی پکارتی ہوئی کہ ای شہریار زیادہ غصہ نہ فرمائیے باغ مین تشریف لے چلیے سب وہان آپ کے مشتاق ہین بادشاہ نے جو اُس مہ جبین کو دیکھا دل ہاتھ سے نکل گیا چہرہ اُداس ہوا پسینے پسینے ہو گئے بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا وہ گورا گورا ہاتھ جو ہاتھ مین آیا معلوم ہوا کہ تمام جسم کی جان اسی ہاتھ مین ہی اُس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ ای شہریار ہم آپ کے خدمتگزار ہین بلکہ تابعدار ہین باغ پُر بہار آراستہ ہی اگر آپ تشریف لے چلین گے تو جلسہ ہو گا ہماری ساتھ والیان آپکا ذکر کیا کرتی ہین مجھے بڑا تعجب ہی کہ سردار حسینان و بہار اعجاز بیان دیا سمن رنگین پوش آپ کی معشوقون مین ہین اور آپ نے اُن کو پسند کیا اُن مین کیا فخر ہی بادشاہ نے فرمایا قوم کی شاہزادیان صاحب حُسن و جمال صاحب جاہ و جلال اور کیا تکلف چاہیے اُس نازنین نے کہا کہ مین جانتی تھی طلسم کشا کی معشوقین بے مثل و بے نظیر ہونگی اسطرح کی باتین کرتی ہوئی وہ نازنین بادشاہ کو لیکر باغ مین آئی بادشاہ نے جو دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہی گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون جابجا کھلے ہین سارا باغ سرسبز و شاداب ہی نہرین جاری ہین طائران زمزمہ سرا درختون پہ زمزمہ سرائی مین

مصروف ہین بادشاہ باغ کی سیر کرتے ہوے بارہ دری مین آئے مسند بچھی تھی وہ نازنین بیٹھی بادشاہ کو بخاطر بٹھایا جب ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہوا تو جام شراب حاضر کیا بادشاہ کو خیال آیا کہ ای سعد بدون ملاحظۂ لوح کچھ کھانا پینا نہ چاہیے ایسا نہ ہو کہ فتور برپا ہو تو باعث خرابی ہو ایک مرتبہ اتفاق ہو چکا ہی ہر وقت وہ ہی خیال رہتا ہی کہ ایسا نہو یہ بھی مکر ہو یہ سوچ کر بادشاہ نے لوح لکالی جب تو وہ نازنین گھبرائی کہا کیون شہریار اس کو نہ ملاحظہ فرمائیے سعد نے فرمایا نہ ملاحظہ کرنے کی کیا وجہ ہی اُس نازنین نے کہا کہ آپ کو شک ہوگا اور مین فقط برای دعوت آپ کو لائی ہون مدت سے مشتاق جمال تھی شکر سامری وجمشید کہ آپ سے قدمبوس ہوئی آپ ایسی بے اعتدالی فرماتے ہین کہ جام نہین نوش کرتے سوال شراب کرتے ہی آپ نے لوح کو نکلا اس سے کیا فائدہ ہوگا بادشاہ نے ہنس کر کہا کہ ای مہ جبین جو مکر ہوگا وہ ظاہر ہو جائیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر تاجدار تخت پہ سوار تخت اُڑائے ہوے آیا یہ جلسہ جو دیکھا اُتر پڑا کہا کیون ای شمع رخسار ہم شب بھر انتظار مین رہے اور تم نے سرفراز نہ فرمایا آخر بیقرار ہو کر چلا آیا اب چلو اُس نازنین نے کہا کہ اب اس وقت تو مین نہین جا سکتی اُس ساحر نے کہا تم کو چلنا ہوگا یہ کہ کر تیغہ کھینچ کر اُٹھا چاہا اُس نازنین پر ہاتھ ڈالدون اُسنے کہا کہ ای شہریار مجھے بچائیے یہ ظالم درپئے قتل ہی مین بہت گھبراتی ہون سعد نے نعرہ کیا کہ او ظالم تجھے کچھ پاس نہین وہ ہماری خاطرداری مین مصروف ہی یہ کہ کر تلوار اُسکی چھین لی غصہ تو از حد تھا ایک تمانچہ مار دیا سر اُس ساحر کا اُڑ گیا غلغلۂ گیرودار ہوا سنگباری وبرفباری ہوئی اُسکے بعد آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خونخوار تاجدار بود اُس نازنین نے بادشاہ کا دامن پکڑ لیا کہا کیون ای شہریار آپ نے اس بیچارے کو کیون مارا سعد نے فرمایا تمنے فریاد کی مین شریک ہوا تم پر ظلم کرتا تھا اُس نازنین نے کہا آپ نے بے گناہ کا خون کیا مین بدلہ لونگی یہ کہ کر ایک چیخ ماری گوشہ ہاے باغ سے ہزارہا ساحر نکلے اُس ظالم نے اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو مار لو اُن ساحرون نے گھیرا سعد نے لوح کو گردش دی

جب ساحر نابینا ہونے لگے تو سامنے سے بھاگے سعد نے اُسی ہنگامے مین اُس عورت کو بھی قتل کیا جب اُس کو قتل کر چکے تو اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہو گئی اب جو دیکھا نہ وہ باغ ہی اور نہ وہ قریہ خالی لاشہ جادوگر کا پڑا ہی یہ حال دیکھ کے سعد کو بڑا تردد ہوا چاہا یہان سے نکل جاؤن ایک صحنچی بنی تھی اُس مین سے رونے کی آواز آئی بادشاہ طرف آواز کے متوجہ ہوے آکر دیکھا کہ ایک جوان نحیف و ضعیف سرنگون بیٹھا رو رہا ہی بادشاہ نے قریب آکر شانہ ہلایا فرمایا ای جوان کس حال مین تم کو پاتا ہون اُس جوان نے رو کر کہا کیا حال کہون کس رنگ مین ہون اپنا تو یہ حال ہی نظم

اُڑایا تند باد جور صرصر نے گلستان سے — بگولہ بنکے نکلی خاک میری کوے جانان سے
نہ ممکن ترک الفت ہی نہ صحبت ہی برار اُس سے — ہوئی جنجال جی کی دوستی محبوب نادان سے
بھلا پارہ کہین ہوتا سُنا ہی آگ پر قائم — برآے صحبت عشاق کیونکر شعلہ رویان سے
بہت چاہا نہ پایا اُس لب جان بخش کا بوسہ — پھرا تشنہ سکندر کیطرح مین آب حیوان سے
پڑے ہین آبلے تلوون مین لیلی مین وہ مجنون ہون — نہین کھٹکا رہے جی مین مجھے خار مغیلان سے
دل سودا زدہ کو سربسر تسکین خاطر ہو — اُڑا لاے صبا نکہت اگر اُس زلف پیچان سے
سرے اُس یوسف ثانی کا اک عالم کو سودا ہی — خریداری کو جسکی لاکھ یوسف آئین کنعان سے
مکدر خاطر نازک نہ ہوتا خاکسارون سے — ذرا دامن اُٹھا کر جائیے گور غریبان سے
نصیب دشمنان دشمن ہوے ہمنام رعنا تک — ہوا اغیار کو یہ رشک مردان علیخان سے

ای شہریار کیا اپنا حال بیان کرون کہ کس رنگ مین ہون جس ساحرہ کو آپنے قتل کیا ہی یہ مجکو گرفتار کر کے لائی اور خواہان وصل ہوئی مین نے مجبور و ناچار ہو کر قبول کیا اس آفت مین سال بھر گذرا مگر ایک بزرگ نے خبر دی تھی کہ طلسم کشا آکر تم کو رہا کرین گے شکر کہ آپ تشریف لائے آپ کے ہاتھ سے رہائی پائی غلام کو فخر حاصل ہوا کہ آپ کے تصدق سے رہائی پائی لیکن ایک غرض غلام کی درپیش ہی اُس مین نہایت لیس و پیش ہی دیکھین آپ ہمارے ساتھ کیا کرتے ہین یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ ضحاکیہ کہتے ہین ضحاک شیر گیر وہان کا بادشاہ ہی مین اُسکی بیٹی پر عاشق ہون امیدوار ہون کہ

یہ مجھے وہان تک پہونچائیے اُسکے ساتھ عقد کرا دیجیے یا غلام کو قتل کیجیے مجھسے صبر نہو گا
صحرا مین واسطے شکار کے آیا وہان وہ ظالم بھی آئی تھی مین دیکھتے ہی پروانہ شمع جمال ہوا
آٹھ پہر اُسی کی یاد مین رہتا ہون غم فراق سہتا ہون اب کیا اپنا حال ظاہر کرون مان
باپ روتے روتے اندھے ہوگئے ہونگے اُن کو کون سمجھاتا ہوگا کہتے ہونگے ایک فرزند
تھا وہ غائب ہوگیا مان باپ کا اکیلا بیٹا ہون سعد کی آنکھون مین آنسو بھر آئے حال مصیبت
سُن کر فرمایا ای برادر نام تمھارا کیا ہی کہا اس حقیر کو اقلیم تاجدار کہتے ہین اور یہ بھی
ظاہر ہی کہ اُس معشوق نے مجکو بہ محبت دیکھا اُسکو بھی میرا خیال ہی یقین ہی یاد کرتی ہو
بادشاہ نے فرمایا مین تمھارے ساتھ چلونگا انشاء اللہ یہ مشکل آسان ہوگی یہ فرما کے
قید کاٹی اقلیم کو ساتھ لیا طرف قلعے کے چلے مگر ضحاک شیر گیر کہ بادشاہ زبردست
ہی اپنے قلعے مین بیٹھا تھا یہ زمانہ وہ ہی کہ بیٹی کی شادی کے پیغام چلے آتے ہین جس
بادشاہ کا خط آیا جواب صاف دے دیا مگر سامنے ایک قلعہ ہی کہ اُس قلعے کو قلعۂ بوقلمون
کہتے ہین بوقلمون تاجدار وہان کا حاکم ہی اُسکا بھی نامہ آیا تھا ضحاک نے قبول کیا تھا
اب جو نامہ بھیجا تو ضحاک نے انکار کیا بوقلمون انکار سُن کر بہت جھلایا جواب دیا کیا
مین عاجز ہون مین لڑ بھڑ کر معشوقہ لونگا یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اُسی وقت لشکر
تیار ہوا ساٹھ ہزار جوان ساتھ لیکر واسطے لینے معشوق کے چلا ضحاک شیر گیر اپنے
مقام پر بیٹھا تھا کہ خبر سُنی بوقلمون تاجدار بشوکت تمام آتا ہی اپنے مقام پر کہا کہ یہ کیا سمجھا
ہی وہ جنگ ہوگی کہ اپنی جان سے عاجز ہوجائیگا بھاگتا نظر آئیگا پندرہ بیس ہزار
فوج ساتھ لیکر باہر نکلا کہ دوسرے دن بوقلمون بڑے زور و شور سے آکے پہونچا
آپس مین طبل جنگی بجے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مقابلہ پڑا آخر ضحاک شیر گیر
زخمی ہوا فوج بوقلمون کے ساتھ زیادہ تھی مغلوبہ ہوئی بوقلمون غالب آیا ضحاک
شکست کھا کر قلعہ بند ہوا بوقلمون نے گھیرا اور کہلا بھیجا کہ معشوق کو بھیجدو ضحاک
نے جواب دیا کہ معشوق کا ملنا غیر ممکن ہی بوقلمون نے طبل یورش بجوایا منظور یہ تھا قلعہ
فتح کرلون اور قلعے مین گھُس کر معشوق کو لون رات بھر تیاری ہوئی صبح کو بوقلمون نے

بلوے کا ارادہ کیا کل فوج چلی لینا لینا کا غل ہوا ضحاک نے گولہ اندازون کو اشارہ کیا
تو ہین چلین دس بارہ ہزار جوان اُڑ گئے **بوقلمون** الگ کھڑا ہوا یہ معرکہ دیکھ رہا ہی
جب فوج نے شکست کھائی اور بھاگی تو اِسنے پُکار کر کہا کہ ای ضحاک ہین کیا ان کے بھروسے
پر آیا تھا مین ابھی آکر قلعہ لیتا ہون محل مین گھُس پڑونگا معشوق کو نکال لاؤنگا یہ کہکر
گینڈے کو بڑھایا گولون کو رد کرتا ہوا چلا جو گولہ داہنے جاتا ہی جانے دیتا ہی جو گولہ
بائین جاتا ہی اُسے بھی خالی دیتا ہی جو گولہ سامنے آیا اپنے کو گینڈے سے گرا دیا گرز
مار دیا کہ گولہ دور جا کر پھٹا اس طرح راہ کو طی کرتا ہوا قریب خندق پہونچا **ضحاک**
پہلے **لات و منات** کو پُکار اکیا جب کچھ نہ ہوا تب بیقرار ہو کر سب سے کہا کہ یارو
لات و منات نے تو مدد نہ کی اگر تم سب کی خوشی ہو تو خداے نادیدہ سے عرض کرون
سُنتا ہون کہ یہ مذہب بہت پختہ ہی سب نے کہا بہت مناسب ہی مسلمان بڑا ناز کرتے
ہین اُنکا یہی قول ہی کہ ہمارا پروردگار وحدہٗ لاشریک ہی جب سب نے یہی صلاح دی
تو پکار اُٹھا کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم مشکل کو آسان کر **نظم**

ز جام بہشتی ہر کسکہ نوش کرد شراب	نکرد بار دگر چشم ہوش باز از خواب
ہر آنکہ مرد ازین ورطہ جان سلامت برد	ہر آنکہ رفت نیامد بدام رنج و عذاب
مقیم رخت اقامت ازین مکان بندد	دم اخیر چو گردد بنائے خانہ خراب
چو انقلاب خزان در بہار باغ آید	بجاے بلبل نالان کنند شور غراب
بکار خام جہان ہند یا چہ دل بندیم	کہ ہست رشتۂ امید ما گسستہ طناب

اس طرح بیقرار ہو کر جو **ضحاک** نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا **بوقلمون**
چاہتا ہی خندق فرا جاؤن کہ صحرا سے گرد اُڑی سعد شہریار اقلیم تاجدار کو اپنے
ساتھ لیے ہوے نمایان ہوے **ضحاک** نے جو اقلیم تاجدار کو دیکھا حیران تھا کہ یہ
کیونکر یہان تک آیا ہمنے تو خبر سُنی تھی کہ صحرا مین دیوانہ پھرتا تھا مگر سعد نے دہن سے
بوقلمون کو للکارا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا منم سعد شہریار بوقلمون سُن کر بہت خوش ہوا
کہتا تھا دوسرا مطلب بھی حاصل ہوگا یہ شخص دشمن خدا او ندہی مشکین باندھ کر اسکی

طرف قصر ہفت رنگ کے روانہ کرونگا یہ کہکر گینڈا ابھیرا سعد بمقابلۂ بوقلمون آئے
اُدھر ضحاک نے سعد شہریار کو مثل شیر غضبناک دیکھا اور دیکھا کہ اقلیم تاجدار ایک
الگ کھڑا ہوا تماشائے جنگ کر رہا ہے بوقلمون نے دیکھکر آواز دی کہ ای جوان تو نے
بڑے نام پیدا کیے ہین قدرت تیرے دشمن ہین اگر میری اطاعت کر تو مین تجھ سے
وعدہ کرتا ہون کہ تیری خطا معاف کرادونگا سعد نے فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہے جو تجھسے
ہو سکے اُسمین قصور نہ کر یہ میدان کارزار ہے زبان تیغ و کالۂ عمود سے کلام کر کہ حال
جرأت کھلے اُن غریبون کو کیون ستاتا تھا بوقلمون نے کہا کہ ای جوان تجکو بڑا غرور
ہے سب حال کھل جائیگا یہ کہکر نیزہ مارا سعد نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا بوقلمون نے
قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ کھینچا مگر تیغہ لنگردار و جوہردار ہے خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا
سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا ضحاک بھی کھڑا دیکھ رہا ہے کہ سعد نے تیغۂ طلسمی
چمکایا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا تیغہ تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹکر
خود کو کاٹا سر کو تراشتا ہوا تا بہ جگرگاہ پہونچا بوقلمون مارا گیا اہل فوج لینا لینا
کہکر دوڑ پڑے مگر ضحاک عش عش کر رہا ہے کہتا ہے کیا جری و بہادر ہین کیا کارنمایان
کرتے ہین کہ بوقلمون کو مار کر فوج پر جا پڑے کس لطف سے لڑ رہے ہین لیکن اب
اقلیم تاجدار کو تاب نہ آئی یہ بھی جا پڑا کنارے کنارے لڑ رہا ہے اور جہان کسی
افسر کلان سے مقابلہ پڑا آواز دی کہ ای شہریار غلام کو بچائیے سعد آکر اُسکو قتل
کرتے ہین ضحاک نے دیکھا کہ فوج دشمن نے شکست کھائی سب بھاگے سعد نے
مال و اسباب لٹوا لیا ضحاک خوشی خوشی سعد شہریار کو ساتھ لیکر قلعے مین آیا سعد
تخت پر بیٹھے اقلیم تاجدار پہلو مین ضحاک مصروف خدمت ہے سعد نے ضحاک کو
بلاکر فرمایا کہ ای بادشاہ عالیجاہ ہم جو کچھ مانگین وہ ہم کو دوگے ضحاک نے عرض کی
جان تک حاضر ہے جو حضور ارشاد فرمائین وہ بجالاؤن سعد نے فرمایا ہماری خوشی یہ
ہے کہ اپنی دختر کو ساتھ اس شاہزادے کے منعقد کرو کہ اسکو ہمنے اپنا فرزند قرار دیا
ہے ضحاک نے وزیر دن کو اشارہ کیا وزیر دن نے ترنج خوشبو کی سینے پر لگایا ہار[illegible]

کہ ضحاک تاجدار نے اقلیم تاجدار کو بدامادی قبول کیا قلعۂ اقلیم مین خبر پہونچی باپ
اسکا جو بدحواس ہورہا تھا بیٹے کے واسطے انتشار تھا خبر پہونچی کہ بیٹا سعد شہریار کا رفیق ہوا
اُنھون نے آکر ضحاک کو دشمن سے بچایا ضحاک اُنکا مطیع ہوا اب ضحاک کی دختر کے ساتھ
اپنے رفیق کی شادی کرتے ہین باپ کا دل بیقرار ہوا فوج تیار کر کے سامان ساتھ لیا طرف
قلعۂ ضحاکیہ کے چلا یہان وہ زمانہ ہو کہ اقلیم تاجدار مانجھا پہنے ہوے ہو سعد شہریار
تخت پر بیٹھے ہین ضحاک مصروف خدمت ہو کہ ہر کارون نے خبر دی ای شہریار مبارک ہو
سلمائے تاجدار آپ کے والد نامدار بشوکت تمام تشریف لاتے ہین اقلیم تاجدار
نے بہ نگاہ حسرت طرف سعد کے دیکھا سعد نے فرمایا کہ ای ضحاک جاکر اپنے سمدھی
کو استقبال کر کے لاؤ ضحاک اُسی وقت سوار ہوا سلمائے تاجدار کا استقبال کیا
عذر کرتا ہوا بارگاہ مین لایا سلما نے جو بیٹے کو دیکھا کہ مانجھا پہنے بیٹھا ہو اور سعد شہریار
تخت پر بیٹھے ہین اول سعد کے قدمون کو بوسہ دیا پھر بیٹے سے ملا باپ بیٹے خوب گلے
مل کر روئے اقلیم نے باپ کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ ای باپ مقام خوشی ہو کہ
آپ نے اپنے غلام کو باعیش و فرحت پایا سلمائے تاجدار بھی آکر بیٹھا بڑی دھوم سے
برات کی تیاری ہوئی سیکڑون تخت سواران سُرخ پوش ہمراہ ہین ایک فیل مست پر اقلیم
کو بٹھا کر سعد شہریار خود بھی بیٹھے زر نثار ہوا مکان پر دلھن کے پہونچے ٹوٹکے وغیرہ
ہونے لگے ہاتھی کے پیٹ کے نیچے پانی پھینکا گیا کہ دولھا ہمیشہ دُلھن کے سامنے پانی
بھرے سعد نے اقلیم کو اُتارا تمام روسا و امرا و وزرا گھیرے ہوے ہین ہر ایک کا
یہی قول ہو کہ سعد شہریار کی وجہ سے یہ دن نصیب ہوا اقلیم تاجدار خندان ہو باپ
اُسکا ہر مرتبہ شاہ پر نثار ہوتا ہو اور کہتا ہو کہ ای شہریار آپ کے تصدق سے یہ دن
نصیب ہوا کہ مین نے بیٹے کو خیر و عافیت سے پایا پھر خدا نے یہ فضل کیا کہ شادی
اسکی ہوئی سعد فرماتے ہین تمھارا بیٹا صاحب اقبال ہو اُسی کا یہ انجام ہوا اچھی
باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا کسبیان خوش مزاج و نازک
اندام و گلفام یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہین نظم

دل کو میرے خم خمخانہ بنایا ہوتا ٭ کاسۂ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا
ہون فقط عقل کی افراط سے ششدر یارب ٭ اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا
کاش ہوتی صدف دُر مری چشم گریان ٭ دانۂ اشک کو دُر دانہ بنایا ہوتا
گر سلیمان کا حشم مجکو دیا تھا تو نے ٭ خانۂ دل کو پریخانہ بنایا ہوتا
آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور ٭ تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا
تیرہ بختی کا جو قسمت مین لکھا تھا سودا ٭ کاش خال رُخ جانانہ بنایا ہوتا
خاکساری مجھے ملتی تو بڑی رفعت تھی ٭ خاک کاشانۂ جانانہ بنایا ہوتا
اس غم آباد سے بہتر تھا کہ اے ربّ جہان ٭ دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا
غم دوری سے ہی انگشت بدندان رعنا ٭ غم نہ تھا حال جو مستانہ بنایا ہوتا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی قضاے کار خواجہ عمرو بحکم صاحبقران تلاش مین بادشاہ کی نکلے تھے قلعے پر آکر سُنا کہ سعد شہریار برات لیکر گئے ہین بیرون شہر باغ ہی اُسی مین جلسہ ہی طرف برات کے چلے اُس وقت پہونچے کہ چوبدار قاضی کو بُلانے جاتا ہی پکار کر پوچھا کہ مرد ہے صاحب کہان جاتے ہو چوبدار نے کہا کہ قاضی کو بُلانے جاتا ہون عمرو نے چوبدار کو بیہوش کیا اُسکو تو کنارے ڈال دیا اُسی کی شکل بن کر دروازے پر قاضی کے آئے آواز دی کہ قاضی صاحب نکلیے قاضی صاحب نکلے سر منڈا ہوا کفش پہنے ہوے باہر نکلے خواجہ نے گلوری نکال کر قاضی صاحب کو کھلائی قاضی صاحب گھبرا کر کہنے لگے کہ مین پاخانہ پھر آؤن قاضی صاحب اندر گئے خواجہ نے مکان مین کنڈی لگا دی اور آپ قاضی کی شکل بن کر محفل مین آئے سعد شہریار نے فرمایا گانا موقوف کرو خواجہ عمرو نے جو سعد کو تخت پر دیکھا درود پڑھ کر کہا کہ آج بہت کچھ ملیگا سعد نے فرمایا محل مین جائیے پہلے دُلھن سے ایجاب کرا لائیے کہاریون کو حکم ہوا کہ پردہ کراؤ کہاریون نے محل مین آکر ہلڑ کیا دم بھر مین پردہ ہوا شاہزادیان ذکر کر رہی ہین کہ قاضی صاحب آتے ہین قاضی صاحب قریب پردے کے آئے صحن مین جسکو پایا کسی کے کپڑے اُتار لیے کسی کے ازاربند سے اشرفی کاٹ لی محل مین ہلڑ ہوا ایک کہتی ہی بُوا میرے کپڑے جاتے رہے ارے دن دہاڑے

یہ ظلم ہوا مین جب تک باہر آئی ہون تب تک پہنے تھی ڈھیلے بھی نہ سکھے کہ گر گئے قاضی صاحب کھڑے ہنس رہے ہین فرماتے ہین بوا افسوس نہ کرو جنکے یہان شادی مین آئی ہو وہ ہی دین گے یہ کہتے ہوے قریب پردے کے آئے پکار کر پوچھا کہ اقلیم تاجدار یعنے فرزند سلمائے تاجدار بادشاہ زادہ ہی کیون بی بی اُس سے عقد ہوتا ہی راضی ہو کچھ آواز نہین آئی مان بہنین جو گرد دُلھن کے بیٹھی ہین وہ کہہ رہی ہین کہ ہان بی بی ہون کرو جب کئی مرتبہ قاضی صاحب نے پوچھا تب دُلھن نے ہنکاری بھری مبارک مبارک کی صدا بلند ہوئی ڈومنیان مبارکباد گانے لگین شاہزادیان منع کرتی ہین کہ اری ڈومنیو چپ رہو دیکھو قاضی صاحب کھڑے ہین ایسا نہ ہو کہ اُن کے خلاف ہو قاضی صاحب بھاگے جاتے ہین کہ گانے کی آواز کان مین نہ آئے پوچھ کر باہر تشریف لائے دولہا سے ایجاب و قبول کرایا بیٹھ کر عقد پڑھا لڑ لڑ کر کشتیان لین دولہا کے باپ سے کہا کہ اب تو دلوائیے دولہا کے باپ نے کئی توڑے روپیون کے دیے سردارون کی جانب متوجہ ہوے فرمایا یارو تم لوگ بھی کچھ کچھ دلواؤ سب سے خواجہ نے لیا مگر سعد شہریار حیران ہین کہ قاضی کی قطع سے معلوم ہوتا ہی چھوٹے دادا جان ہین مگر خواجہ سب سے تحصیل کر کے رخصت ہوے سعد شہریار نے حکم دیا کہ چلنے کی تیاری کرو برات آراستہ ہوئی دُلھن کو سوار کیا نوبت و نقارے بجاتے ہوے چلے برات مکان پر پہونچی اقلیم تاجدار کہ تشنۂ جام وصل تھا شب کو وصل حاصل کیا سعد شہریار کو بڑی خوشی حاصل ہوئی صبح کو فرمایا کہ بھائیو مین رخصت ہوتا ہون تاجدار قدمون سے لپٹ گئے بھیجین مار کر رونے لگے عرض کرتے تھے کہ ای شہریار آپ کا رخصت ہونا تو ستم ہی ہم سب چاہتے ہین کہ ہمراہ سرکار رہین بادشاہ نے فرمایا کہ مین مرحلے پر جاتا ہون کسی کی ضرورت نہین تم لوگ تیار رہو جب مین پلٹ کر آؤنگا تو سب صاحبون کو ساتھ لیچلونگا سب کو مطمئن کر کے بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم بعد شادی اقلیم تاجدار جو یہ تمھارے رفقا ہین ان سے رونق لشکر ہی ان سب کو اِسی مقام پر چھوڑ کر مناسب یہ ہی کہ طرف جنوب کے روانہ ہو کوئی کام بدون ملاحظۂ لوح نہ کرنا بادشاہ سب سے رخصت ہوے

قلعے پر کھڑے ہوکر سمت جنوب دیکھا دیکھا کہ ایک صحرائے سبزہ زار ہی اُس مین ایک گنبد بنا ہی اُسپر ایک طائر بیٹھا چہکار رہا ہی کہ جسکی چہکارون سے یہ صدا آتی ہی نظم

واللہ تو ہی جسقدر ای چشم زار شوخ — اتنی نہین ہی گردش لیل و نہار شوخ
پوچھا جو اُسنے کیون مرے پہلو سے اُٹھ چلے — بولے کہ ایک جا نہین لیتے قرار شوخ
کم تھی نہ مار ڈالنے کو شوخی نگاہ — اُسکو بنایا کیون مرے پروردگار شوخ
جب شوخیون کے دیکھنے کا دل اُٹھائے لطف — تم اک طرف ہو ایک طرف ہون ہزار شوخ
صیاد کو بھی ساتھ لگا لائی باغ مین — کیون عندلیب کتنی ہی فصل بہار شوخ
چشمک ہی تیری چال کی شوخی پہ ہر قدم — رنگ حنا ہی پاؤن مین کیا ای نگار شوخ
مجبور ایک کیا تپش دل سے ہین ہمین — شوخی پہ اپنی رکھتے ہین کب اختیار شوخ
کچھ تھی ابھی وہ آنکھ ابھی اور ہو گئی — دیکھے نہین ہین ایسے بھی بے اعتبار شوخ
عاشق مرے سخن کے ہین معشوق بھی جلال — وہ شوخ طبع ہی جسے کرتے ہین پیار شوخ

یہ دیکھ کر سعد شہریار قلعے سے اُترے جیسے ہی اُس طائر نے سعد شہریار کو آتے ہوے دیکھا اُگریال کرکے اُڑا بلند ہوکر گرد سر بادشاہ چرخ مارنے لگا آواز ہیہات وافسوس دیتا ہی سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسے جلد تیر مارو کہ یہ طائر گنبد پر نہ بیٹھنے پاوے سعد نے کمان کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا کہ طائر کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا وہ طائر مر کر گرا بڑا ہنگامہ ہوا صحرا مین اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طیران جادو بود طائر جب مارا گیا تب دروازہ گنبد کا کھلا کچھ کنیزین نکلین اُنھون نے سامنے گنبد کے فرش بچھایا ارباب نشاط نکلنے لگے کوئی سارنگی کا اُستاد ہی کوئی طبلہ بجانے کا اُستاد برابر ساز بجا رہے ہین کچھ بتانے والے آنکھین جھپکا رہے ہین مگر اندر گنبد کے ایک نازنین جبین ومہ جبین بیٹھی ہی سب کی داد دے رہی ہی بادشاہ بھی ایک طرف فرش پر آکر بیٹھ گئے کاملین اپنے اپنے کمال دکھا رہے ہین کہ وہ نازنین اپنے مقام سے اُٹھی یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی گنبد سے نکلی نظم

گھاؤ ڈالے دل مین مضمون خط تقدیر نے — خون رُلوایا تمھاری شوخی تحریر نے

رات کو کیا کیا جگایا نالۂ شبگیر نے
ایسی سوتی تھی کہ کروٹ تک نہ لی تقدیر نے

قید مین عالم دکھائے تونے ای جوش جنون
رکھ لیا زندان کو سر پر شورش زنجیر نے

نالہ و فریاد پھرتے ہین جگر پکڑے ہوے
وقت پر یون آنکھ انسے پھیر لی تاثیر نے

طالب دیدار سے جو گفتگو پردے مین کی
ہوش کھوئے لنترانی کی تری تقریر نے

دیکھ لینا ای فلک وہ بھی ہمارے ہوگئے
جسدن اپنا کر لیا تقدیر کو تدبیر نے

اِس ادا سے آکے گردش جام کو ساقی نے دی
ساتھ توڑے بزم مین یہ نوجوان و پیر نے

کھینچ لانا دل کا سینے سے بہت دشوار تھا
یہ تو پوچھو کیا کیا پیکان تمھارے تیر نے

دیکھتے ہین بزم مین ہمکو وہ پھر پھر کر جلال
کوئی پلٹا آج کھایا گردش تقدیر نے

اُس نازنین نے یہ اشعار چمک چمک کر گائے اور وہ تانین مارین کہ سعد بھی متوجہ ہوے اب وہ نازنین بتاتی ہوئی چلی جسکے سامنے آئی اُسنے بیل دی کسی نے روپیہ دیا کسی نے اشرفی کسی نے اسباب اُتار کر دیا سب سے بیل لیتی ہوئی سامنے سعد کے آئی اور دامن تھام کر بتانے لگی اشارہ لوح طلسمی کی طرف کر رہی ہو کہ مین تو یہی لونگی سعد رُکتے ہین مگر دل کہتا ہو حوالہ کردو جب ارادہ کرتے ہین کہ دون تو دل دھڑکتا ہو آخر لوح کو ہاتھ مین لیکر نگاہ ڈالی وہ رقاصہ سمجھی کہ لوح اُتارتے ہین بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات یہ رقاصہ جادو فکر لوح مین آئی ہو اور اگر صورت پر مائل ہو تو یہ صورت اصلی نہین ہو اسکا کئی سو برس کا سن ہو مکارہ حیلہ ساز و دغاباز ہو جب یہ ہاتھ بڑھائے تو لوح کو اسکے سر پر ماردو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو سعد نے لوح گلے سے اُتاری رقاصہ سمجھی کہ مجکو دینگے دامن تھامے ہوے بتا رہی ہو ایک ایک لفظ مکرر سہ کرر بتاتی ہو دل سعد شہریار کا لبھاتی ہو سعد نے ہاتھ بڑھایا رقاصہ نے سر جھکایا اور ہاتھ بڑھا دیا مگر سعد نے لوح کو چرخ دیکر سر پر رقاصہ کے مارا جیسے ہی لوح جسم سے رقاصہ کے مس ہوئی رقاصہ نے ایک آہ کا نعرہ کیا شعلہ مُنھ سے نکلا سراپا جلنے لگی اہل جلسہ اُٹھکر دوڑے پکارتے ہوے کہ او طلسم کشا یہ کیا کیا سعد اُٹھ کھڑے ہوے تمام اہل محفل جلنے لگے اور

گنبد مین بھی آگ لگ گئی عرصہ دراز تک شعلے اُٹھے رقاصہ جل جل کر خاک ہوئی آواز آئی
کشتی مرا نام من رقاصہ جادو بود لیکن بادشاہ نے دیکھا کہ نہ وہ گنبد ہی نہ وہ صحرا ہی
ایک پہاڑ سامنے ہو اُسمین سے رونے کی آواز آتی ہی بادشاہ حیران ہوے کہ یہ کون
رو رہا ہی چل کر دیکھین تو کوہ مین آکر دیکھا کہ ایک جوان دیوانہ وار چرخ مار رہا ہی
کبھی پہاڑ سے سر ٹکراتا ہی آوازین دیتا ہی کہ ای خیر خواہ اب تم سے کب ملاقات ہوگی
بادشاہ نے قریب آکر پوچھا کہ ای نوجوان کس سے بچھڑا ہی کہ جو فراق مین یہ حال ہو اُس
جوان نے رو کر کہا کہ پہلے اپنے نام سے آگاہ کیجیے کہ آپ کون بزرگ ہین سعد نے فرمایا
کہ فتاح طلسم نوخیز جمشیدی سعد شہریار فرزند صاحبقران عالی وقار اُس نوجوان
نے کہا کہ سر کوہ پر ایک قلعہ ہی مہتاب قزاق وہان رہتا ہی اُسنے میری ارسال لوٹلی
امیدوار ہون کہ میرا مال دلوا دیجیے سعد نے قبول کیا اور اُس جوان کو ساتھ لیا
طرف سر کوہ کے چلے مگر مہتاب قزاق قلعے سے نکلا تھا سر کوہ کی سیر کر رہا تھا کہ دیکھا
ایک جوان آفتاب جمال اور میرا گنہگار اُسکے ساتھ ہی طرف قلعے کے آتے ہین للکارا
کہ او جوان ادھر کہان آتا ہی اور اس گنہگار کو کیون لایا یہ میرا دزد ہی اگر یہ آئیگا
تو مین فوراً اس کو قتل کر ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا قتل سے اسکے منھ نہ موڑونگا سعد
نے کہا تیری کیا مجال ہی اگر تاب جرأت رکھتا ہی تو آغریبون کا ستانا اور اُسپر یہ گھمنڈ
سامنے آ تو حال جرأت معلوم ہو مہتاب نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا خبردار کہکر
نیزہ مارا سعد نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ چلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ نے
نیزہ اُسکا گانٹھ کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے مہتاب کے نکل گیا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے
مہتاب کے نکلا دوڑ کر قدمون پر گرا کہا ای شہریار مجکو ثابت ہوا کہ آپ مجھپر غالب ہین
مین کچھ التجا رکھتا ہون مال اس نوجوان کا تو دونگا مگر یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ
حاکم وہانکا خفاش حیلہ گر ہی اُسنے میری معشوقہ کو چھین لیا ہی امیدوار ہون اُسسے
دلوا دیجیے سعد نے مہتاب قزاق کو ساتھ لیا اور طرف قلعے کے چلے خفاش حیلہ گر
کہ اپنے قلعے مین بیٹھا تھا نامہ اُسکو جمشید کا پہونچ چکا ہی کہ ای خفاش بادشاہ بیجاہ

تمھاری جانب آتے ہین ضرور سامنا پڑیگا عقلمندی سے گرفتار کرکے ہمارے پاس بھیجدو
کہ ہم اُنکو قتل کرین ورنہ سلطنت نہ رہیگی خبردار کوئی تدبیر اُٹھا نہ رکھنا خفاش نامہ
کو پڑھ ہی رہا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ سعد شہریار مہتاب قزاق کو ساتھ لیکر آتے ہین
خفاش اپنے مقام سے اُٹھا بیرون قلعہ آکر بارگاہ استادکرائی ایک سانپ
اپنے پاس سے نکالا ایک بل مین چھوڑ دیا آپ بارگاہ مین آکر بیٹھ رہا کہ خبر پہونچی سعد قریب
آ گئے کشتیان جواہر کی لیکر نکلا راہ مین آکر قدمبوس ہوا عرض کی جو ارشاد ہوگا
وہ بجالاؤنگا بادشاہ نے فرمایا کہ معشوقۂ مہتاب حوالے کرو خفاش نے ایک
وزیر کو حکم دیا کہ جا ارملکہ کو سوار کرلاؤ آپ سعد کو لیکر بارگاہ مین آیا کرسی کے
اوپر بٹھایا کہ دیکھا ایک سانپ رینگتا ہوا آتا ہی خفاش نے اشارہ کیا کہ حضور
اسکو مارلین بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا سانپ کے جیسے ہی دو ٹکڑے ہوے دھوان
نکلنے لگا اسقدر دھوان نکلا کہ تمام بارگاہ مملو ہوگئی سعد شہریار و مہتاب قزاق
بیہوش ہوکر گرے خفاش نے اشارہ کیا کہ آہنگرون کو بلاؤ اُسی وقت آہنگر آئے
بادشاہ و مہتاب کو مسلسل و مطوق کیا دونون کو ارابے پر ڈال کر طرف قلعے کے لیچلا
شہر مین ہلڑ ہوا کہ ہمارے بادشاہ گئے تھے طلسم کشا کو لیکر آتے ہین بیٹی خفاش کی
نازک اندام محل مین بیٹھی تھی کہ کنیزون نے خبر دی آپکے والد نے آج بڑا کار نمایان
کیا طلسم کشا کو پکڑ لیا قید لیکر آتے ہین نازک اندام نے کہا کہ مین تو دیکھون طلسم کشا
کی کیا صورت ہی اُسی وقت سوار ہوئی محافہ راہ مین ٹھہرا چلمن سے دیکھ رہی ہی
کہ ہٹو بچو کا ہلڑ ہوا دیکھا سعد شہریار ارابے پر بے خوف بیٹھے ہوے سب کے اوپر
نگاہ ڈال رہے ہین دیکھا کہ ایک محافہ ہی گرد اُسکے ناظر بچکانے کہاریان گھیرے ہوے
کھڑے ہین خفاش کو خبر مل چکی ہی کہ بیٹی بھی دیکھنے آئی ہی گھوڑا چمکاتا پھرتا ہی کبھی محافہ
کے قریب آتا ہی کہتا ہی کیون بیٹا دیکھا تمنے کہ مین نے طلسم کشا کو کیونکر گرفتار کیا
وہ عیاری کی کہ آج تک نہ ہوئی تھی مار سیاہ بناکر چھوڑا وہ بیہوشی کا بنا ہوا تھا
جیسے ہی بادشاہ نے اُسکو مارا اسقدر دھوان نکلا کہ اُسی دھوئین سے بیہوش ہوکے

کبھی افسر ون سے کہتا ہو کہ صاحبو تم نے دیکھا کیا تدبیر ٹھیک پڑی مین جانتا تھا کہ یہ صناع لوح ہین کوئی فعل انپر تاثیر نہ کریگا تب مین نے یہ فکر کی کس لطف سے پکڑ لیا سب لوگ تعریفین کر رہے ہین کہ آپ اسم بامسمےٰ ہین مگر نازک اندام نے جو سعد شہریار کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہو گئی خفاش نے حکم دیا کہ ارابا بڑھاؤ سعد نے کہا او خفاش جلدی کیا ہو ذرا ہم بھی تمھارے شہر کو دیکھ لین خفاش نے کہا کہ او قیدی ہم تو تیرا کہنا نہ مانین گے بادشاہ نے فرمایا ہم تو ابھی نہ جاوین گے یہ کہکر لنگر مار اکہ ارابے کے پہیے دھنس گئے لاکھ بیلون پر مار پڑتی ہو مگر کیا مجال ہو کہ ایک قدم آگے بڑھا وین نازک اندام نے جو یہ زور دیکھا آہ کرکے بیہوش ہو گئی کنیز ون نے محافہ بھیر الملکہ کو لا کے باغ مین داخل کیا ملکہ جب ہوشیار ہوئین باغ کو دیکھ کر رونے لگین کہا صاحبو مجکو کیون لے آئے مین اُس شہریار کو جی بھر کر دیکھ تو لیتی کنیزین گھبرائین کہ ملکہ یہ کیا فرماتی ہین ملکہ نے کہا کہ مین سعد شہریار پر عاشق ہوئی ذرا جاکر خبر تو لاؤ کہ بادشاہ نے کیا کیا کنیز جاکر خبر لائی کہ پہلے باغ مین حضور کے جو قصر ہو اُسی مین قید کیا ہو کیا عرض کرین جسوقت سعد شہریار سے کلام ہوا کیسا بے خوف کلام کیا ہو فرماتے تھے کہ او خفاش تو مجکو قتل کر ڈال لیکن چین نہ پائیگا میرے بھائی بندوہ لشکر کشی کرینگے کہ تجکو چین نہ ملیگا جمشید کو امیر مارلین گے خفاش نے کہا مین یہان کیون رہونگا قدرت کے پاس جابسونگا کل فوجین گرد قصر رہین گی پرندہ پر نہ مار سکیگا کسکی لیاقت ہو کہ تم تک آوے اور تمکو بچائے فوراً تمھین لیجاکر قتل کرونگا کنیز ون نے جو یہ خبرین بیان کی تو ملکہ نے بیہراس ہو کر کہا کہ اگر تم لوگ مدد کرو تو چل کر اُس شہریار کو رہا کرلین سب نے کہا بہت خوب ہی ہم جان سے حاضر ہین حضور کے کام مین اگر جان صرف ہو جائے تب بھی دریغ نکرین نازک اندام نے آہ کرکے کہا وہ جو قصہ کہانیون مین حضرت عشق کی عنایتین سُنا کرتے تھے اُسکا آج سامنا ہے نظم

عشق ہی تازہ کار و تازہ خیال ✦	ہر جگہہ اسکی اک نئی ہو چال ✦
کہین آنسو کی یہ سرایت ہی ✦	اور کہین خون چکان حکایت ہی
گہ نمک اسکو داغ کا پایا ✦	گہ پتنگا چراغ کا پایا ✦

کہین طالب ہوا کہین مطلوب ۔ دونون باتین غرض ہین اسکی خوب

مین جانتی ہون کہ اسمین ذلت و رسوائی ہی اور ہر طرح کی خرابی اس کوچے مین ہوگی مگر جو کچھ ہو سب گوارہ ہی رات کو گوشۂ باغ سے آکر مکان کوتا کا کنیزون سے اشارہ کیا کہ نقب کھود دو کنیزین مل کر کھودنے لگین دس کھودتی ہین تو دس مل کر مٹی نکالتی ہین پہر رات رہے کنیزون نے عرض کی نقب پہونچ گئی اب حضور کے جانے کی دیر ہی ملکہ پائچے سنبھال کر اُس شب تیرہ و تار مین داخل نقب ہوئین جب قصر مین پہونچین تو سر نکالا دیکھا سعد شہریار سر زنجیر پر سر خم کیے بیٹھے ہین مگر خدا کی قدرت ہی کہ خفاش نے لوح گلے سے نہین اُتاری لوح گلے مین زیر قبا پہنے ہین اپنے حال زار پر افسوس کر رہے ہین ملکہ نقب سے باہر آئین بادشاہ نے جو ملکہ کو دیکھا کہ زہرہ مثال ماہ آسمان کمال صاحب شوکت و لیاقت ہی بیقرار ہو گئے آنکھ بند ہونے لگی مگر اپنے کو سنبھالا نازک اندام نے پوچھا کہ کیون سعد شہریار کیا گذرتی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ ای محبوب طرحدار فرد ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا ✽ ہل جائین گے افلاک جو فریاد کرین گے ✽ ای ملکہ کیا حال پوچھتی ہو گرفتار پنجۂ تقدیر ہوے تم تو اپنے نام نامی سے آگاہ کرو ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ ہان صاحبو ان کی ہتھکڑیان بیڑیان کاٹو باغ مین لے چلو کہ فرحت حاصل ہو کنیزون نے قید کاٹی اُسی نقب سے سعد کو لیکر اپنے باغ مین آئین مہتاب قزاق کو بھی رہا کر لیا اسکو لا کر ایک صحنچی مین بٹھا دیا سعد کو ساتھ لیکر بارہ دری مین آئین مسند پر جگہ دی کنیزون سے اشارہ کیا کہ صاحبو خاطر کرو مہمان عزیز ہی یقین ہی کہ صاحبقران تم لوگون سے بہت راضی ہونگے یہ کہتی ہوئی قریب آئی پہلو مین بادشاہ کے متمکن ہوئی ایک گائن سے اشارہ کر دیا وہ نہایت خوش گلو تھی بصد سوز و گداز بتا بتا کر بحضور عاشق و معشوق یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

کہتے ہو بت ہون مین کہین میرے خدا نہ ہو ۔ دھوکا دو اُسکو جو تمھین پہچانتا نہ ہو
حسرت کی آنکھ سے مری اُنکو خدا بچائے ۔ بہتر ہی مرتے دم بھی اگر سامنا نہ ہو
میری زبان کو کاٹ کے لے جا پیام بر ۔ تجھسے وہان پیام جو میرا ادا نہ ہو

کیا رشک ہی کہ ہجر مین خود چاہتے ہین ہم	نالہ بھی گوش یار تک اپنا رسا نہ ہو
خلوت مین آج اُسنے کیا ہی طلب ہمین	اب ہم جدا کرین بھی جو دل کو جدا نہ ہو
چھیڑین گے یون کہ آتی نہین شوخیان تمھین	کچھ تو جلال اُن کو ستم کا بہانہ ہو

یہان تو بادشاہ بہ عیش و فرحت باغ مین نازک اندام کے ہین مگر خفاش حیلہ گر جو صبح کو اُٹھا بلبلاتا ہوا جھلایا ہوا کہتا ہی مین نے رات کو خواب مین دیکھا کہ سامری و جمشید فرماتے ہین کہ طلسم کشا کو جلد قتل کرو ہماری روح کو صدمہ پہونچتا ہی ایسا نہو کہ کوئی اُسکی مدد کرے جلد قید خانے سے لاؤ لوگ لینے چلے تھے کہ نگہبان روتے ہوے سامنے آئے عرض کی کہ ای شہنشاہ سعد شہریار کو کوئی چُرا کر لے گیا قید خانہ خالی پڑا ہی خفاش اُٹھا خود قید خانے مین آیا اپنے دوسرے بیٹے کو بُلا کر کہا ای نور نظر اس نقب مین جاکر دیکھو اگر قیدی باغ مین نازک اندام کے موجود ہو تو فورًا گرفتار کر لانا وہ بیٹا اس کا تلوار لیکر نقب مین کود پڑا اراہ طے کرکے جب باغ مین پہونچا دیکھا کہ سعد شہریار موجود ہین آپس مین اختلاط ظاہری ہو رہے ہین سب کنیزین پھر رہی ہین مگر کہتی ہین کہ دیکھیے انجام اسکا کیا ہو ایسا نہ ہو کہ خفاش کو خبر ہو جائے تو جان بچنا مشکل ہو وہ لڑکا سعد کو دیکھ کر پلٹا خفاش سے کہا کہ ہمشیرہ صاحبہ کے باغ مین وہ قیدی موجود ہی مگر وجہ ہیبت کے مین نے اُسپر ہاتھ نہین ڈالا اُسی وقت خفاش نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ جا باغ ملکہ کو چہار جانب سے گھیر لو بموجب حکم تھوڑی دیر مین سب فوج جمع ہو گئی اور آکر باغ کو گھیر لیا ایک کنیز نے بادشاہ کو خبر دی کہ خفاش حیلہ گر نے باغ کو گھیر لیا اب یہانسے نکلنا دشوار ہی بادشاہ نے فورًا قبضے پر ہاتھ رکھا تلوار ٹیک کر اُٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا ای شہریار کیا ارادہ ہی بادشاہ نے فرمایا جاکر اُس حیلہ گر کو سزا دونگا کہ سارا غرور بھول جائیگا یہ کہکر سعد نے دامن چھُڑا لیا اور فرمایا کہ ای ملکۂ عالم تم ان مقدمات مین دخل نہ دو مین کسی سے چھپ کر نہ بیٹھونگا ہمارا تو ہر وقت یہی کام ہی اور اسی مین نام ہی ہرچند نازک اندام تڑپی مگر سعد نے کہا کہ ای ملکۂ عالم وہ دروازہ توڑ کر گھس آوینگے تو کیسی ذلت ہی ملکہ نے کہا کہ وہ کئی ہزار آدمی ہین آپ اکیلے کیا

کیجیے گا سعد نے کہا کہ پروردگار مدد کریگا اگر ہزار ہین تو ہون اور لاکھون ہین تو کیا
ہوگا وہ غیب سے مدد بھیجیگا ملکہ نے کہا مین نہ جانے دونگا میرا تو عجب حال ہی قلب پر
ہجوم غم و ملال ہی کیا کیفیت کہون آپ کی تنہائی کا خیال آتا ہی کہ نکلتے ہی گھر جائیے گا ہزارہا
آدمی ہر طرف سے حملہ آور ہوگا کس کس کو جواب دیجیے گا میری زندگی آپ کے دم سے
ہی سعد نے دیکھا کہ کسی طرح نہین مانتین تلوار کھینچ کر اپنے گلے پر رکھ لی فرمایا ای ملکہ مین
اپنی جان دیدونگا میرے لشکر مین سپاہیون کا مجمع ہی ذرا ذرا سی بات مین طعن کرتے ہین
اور مین بادشاہ لشکر ہون وہ وہ قوم ہی اور وہ لوگ ہین کہ باپ کے سامنے بیٹا لڑتا ہی اور
باپ ترغیب دیتا ہی یہی کہتا ہی کہ چلو تلوار سے مرد ہاتھ شمشیر زنی سے نہ کھینچو ای ملکہ تیرے
واسطے بدنامی ہوگی کہنے والے کہین گے کہ باغ مین چھپ کر بیٹھے نکل کر نہ لڑے تو مین
کیا جواب دونگا مین خود اپنا گلا کاٹ ڈالونگا ہرگز نہ مانونگا جب تو ملکہ ناچار ہوئین
کہا ای شہریار میرے قلب کو صبر نہ آئیگا مین بھی اپنے کو پہونچاؤنگی ایسا نہ ہوگا کہ مین
دیکھون اور آپ جاکر لڑین سعد شہریار نے کہا کہ جب تم دیکھنا مجھپر بلوہ ہی اور کسی طرح
وہ پیچھا نہین چھوڑتے تب تمکو اختیار ہی خبردار فوراً نہ آنا ملکہ ناچار ہوئین دامن چھوڑا
سعد سوار ہوے تیغ لیے ہوے باغ سے نکلے اور سامنے آتے ہی نعرہ کیا کہ باشید
ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد منم بادشاہ
لشکر اسلام مالک اورنگ سلطانی زیبندہ تاج جہانبانی شاہزادہ سعد بن
قباد خفاش نے جو نعرہ کی صدا سنی ساتھ والون سے دیکھ کر آواز دی کہ لو بھائیو
وہ شیر نکل آیا اب چار جانب سے گھیر کر پکڑ لو سب لینا لینا کر چلے خفاش نے گینڈا
بڑھایا سعد نے خفاش کو تاکا خفاش نے تیر مارے شاہ نے تیر قلم کیے لڑتے
بھڑتے مقابلہ خفاش مین پہونچے خفاش نے چند افسرون کو للکارا کہ خبردار
کیا کرتے ہو میرے مقابلے مین وہ جوان آتا ہی چار جانب سے ایسے حملے کرو کہ یہ
جوان مجھ تک نہ آسکے افسرون نے آکر گھیر لیا کوئی نیزے کا وار کرتا ہی کوئی تلوار
لگاتا ہی کوئی دور سے تیر مار رہا ہی ملکہ نے جو اندر سے دیکھا تاب نہ آئی آخر نقاب

چہرے پر ڈال کر نکل پڑین چالیس کنیزین پشت پر نکل کر لڑنے لگین سعد بلوے مین زخمی ہوے ہر چند چاہتے ہین اپنے کو سنبھالون اسقدر خون سر سے جاری ہوا کہ سنبھلنا دشوار ہو گیا دن بہت کم باقی تھا جب سعد نے دیکھا غش آیا چاہتا ہی تو گردن مین مرکب کے ہاتھ ڈالدیے اور پشت پر مرکب کے ہاتھ رکھا فرمایا ای مرکب اصیل مجھے لے نکل مرکب نے جو راکب کو اپنے سست پایا دولتیان مارتا ہوا لیچلا اُس مجمع سے لے نکلا خفاش نے جو میدان سعد بن قباد سے خالی پایا ملکہ کو کمند مین گرفتار کر لیا ہر طرف ڈھونڈھا سعد کو نہ پایا کہتا تھا کہ کیون او گیسو بریدہ اپنے دھگڑے کو کدھر بھگا دیا مین تجکو سر میدان قتل کر ڈالونگا ملکہ نازک اندام مبہوت ہو رہی ہی جواب دیتی ہی کہ تجکو اختیار رہی میرا تو یہ حال ہی **نظم**

آنکھ نے چھپنے کا راز اُس سے نہ کھولا ہوتا ⁂ دل تو کہتا تھا ذرا مجکو ٹٹولا ہوتا ✦

سرد مہری کا دم سرد کی رونا ہی عبث ⁂ اشک گرم آنکھ سے گرتا تو وہ اولا ہوتا

حسرتین کتنی نکل جاتین جو چھاتی پھٹتی ⁂ دل بیتاب نے دروازہ تو کھولا ہوتا

قتل کرنے پہ ہمارے جو تُلی رہتی ہین ⁂ اُن نگاہون نے کسی نے ہمین تولا ہوتا

دل پر درد کا گم ہو کے نہ ملنا بہتر ⁂ ہاتھ آتا تو ہتھیلی کا پھپھولا ہوتا ✦

سبزہ رنگونکی محبت مین جو ہوتی تاثیر ⁂ کسی عاشق کا بھی طوطی کہین بولا ہوتا

کوچۂ یار مین میلا جو ہوا چرخ کو بھی ⁂ یہی حسرت تھی کہ مین کاش ہنڈولا ہوتا

قہقہہ مارے عدو اسکی نہین تاب ای یار ⁂ روک لیتے ہم اگر توپ کا گولا ہوتا

حشر مین حق سے گذرنا تھا نہ تجکو ای بت ⁂ آج تو کوئی خدا لگتی بھی بولا ہوتا ✦

چرخ انگار و نپہ لوٹا تھا شب وصل جلال ⁂ ہم تو خوش ہوتے اگر جل کے یہ کولا ہوتا

جب خفاش نے یہ دیکھا کہ نازک اندام اپنے ہوش مین نہین ہی مین کچھ کہتا ہون اور یہ جواب خلاف دیتی ہی وزرا سے صلاح کی وزرا نے کہا قید کیجیے بعد دو چار دن کے جب ہوش مین آئے تب اسکو قتل کیجیے ایک مکان مین ملکہ کو نظر بند کیا اور حکم دیا کہ کوئی اُس مکان مین نہ جائے مان اسکی شعیدہ باز تو اس کو حکم ہی کہ وقت

بے وقت جانے اور ملکہ کو سمجھانے اگر یہ اس سے توبہ کرے تو مین اسکو رہا کرون خطا معاف کردون اور اگر یونہین مبہوت رہی تو قتل سے کیا فائدہ اسکی ماں شعبدہ بانو جب آتی ہی تو بیٹی کو مبہوت دیکھتی ہی حیران ہوکر چلی جاتی ہی مگر مرکب جو سعد شہریار کو لیکر چلا تھا رات بھر اُڑا ہوا آیا ایک دشت مین لاکر سعد کو پشت سے گرایا مگر گھٹنے ٹیک دیے بھائی خفاش کا نقاش گرہ پیشانی کہ اس صحرا کا حاکم ہی کہین سے پلٹا ہوا آتا تھا اسکے ساتھ والون نے جو دیکھا کہ ایک مرکب عربی صحرا مین ٹہل رہا ہی کہا دیکھیے حضور کسی کا گھوڑا خون مین بھرا ہوا باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا پھر رہا ہی ایک نے کہا وہ سامنے زیر نخل اسکا سوار بھی ہی کسی نے مار کر ڈالدیا نقاش قریب آیا جمال بے مثال دیکھ کر مبہوت ہوگیا کہا یارو جرأت تو دیکھو ہزارون سے لڑا مگر اسباب نہین دیا نہین معلوم لوٹنے والون کو کیا خوف ہوا کہ اسکو چھوڑ کر چلے گئے اس جوان کا سب اسباب قایم ہی گلے مین تختیان الماس کی پڑی ہین زرہ بے نظیر پہنے ہی تلوار کے قبضے پر ہاتھ پڑا ہی نقاش نے سعد کو اُٹھوایا اپنے قلعے مین لیکر آیا زخمدوزی کرائی خواہش ہی کہ دریافت کرون جن قزاقون نے اسکو مارا ہی اُنکو گرفتار کرکے سزا دون جب زخم مین ٹانکے لگے اور سعد کو آرام پہونچا تو آنکھین کھول کر دیکھا ایک قصر وسیع ہی اُسمین مین لیٹا ہوا ہون اور ایک جوان تاجدار سرہانے بیٹھا ہوا مگس رانی کر رہا ہی خادم و خدمتگار اُسکے مصروف خدمت ہین مگر نقاش نے جو دیکھا کہ اس جوان نے آنکھین کھولین پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی سعد گھبرائے ہوے تھے نام اپنا اصلی بتا دیا اور فرمایا کہ خفاش حیلہ ساز سے مقابلہ پڑا اُسکی دختر نیک اختر مجھپر عاشق ہوئی تھی اُسی مین یہ خرابی پڑی کہ مین زخمی ہوکر نکل آیا یہ کہکر پھر بیہوش ہوگئے نقاش نے وزرا سے کہا کہ یہ شخص تو بڑا باغی ہی مین اسکو گرفتار کرکے وہین روانہ کردون وہ ہی اسکو سزا دینگے کہ پھر کبھی کوئی ایسی حرکت نہ کرے اُسی حال مین سعد کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین اور اراب پر سوار کیا ہزار جوان ساتھ کیے کہا ان کو خدمت مین بھائی صاحب کی لیجاؤ کہنا کہ تمھارا گنہگار ہماری حوالی مین آیا ہمنے اسکو گرفتار کرکے

روانہ کیا ہی جو مناسب جانو وہ کرو دو ہزار جوان سعد کو لیکر چلے منزل درمنزل چلے
جاتے ہین ایک دن شام ہو گئی کہین اُترنے کا ٹھکانا نہ ملا سامنے ایک قلعہ تھا حاکم
وہانکا سرشار خارہ شکن پہلوان زبردست تھا اُسکو عرضی لکھی کہ ہم لوگ ملازمان
نقاش گرہ پیشانی ہین قیدی کو لیے ہوے جاتے ہین کوئی مقام اُترنے کا نہین ملا
آپ کے قلعے کے قریب آپہونچے ہین ہم کو رات بھر کے لیے جگہ دیجیے صبح کو چلے جاوینگے
سرشار نے جو یہ خبر سُنی اسنے اپنے ملازمون کو روانہ کیا کہا قیدی کو لے آؤ وہ دوہزار
جوان باہر رہین درختون کے نیچے اُتر پڑین سپاہیون کو کون لوٹیگا صبح کو قیدی کو
لے لینا چلے جانا سب نے ناچار ہو کر قیدی کو حوالے کیا ملازمان سرشار سعد کو
لیکر اندر قلعے کے آئے لاکر ایک مکان مین بند کر دیا کئی سو جوان بعہدۂ نگہبانی بیٹھے
مگر بیٹی اسکی ماہتاب نقش بند شکار سے پلٹی ہوئی آتی تھی کئی سو کنیزین ساتھ ہین
جب اُس مقام پر پہونچی تو پوچھا کہ یہ نگہبان کیون بیٹھے ہین کسی نے بیان کیا کہ ای
ملکۂ عالم خفاش حیا گر کی بیٹی ملکہ نازک اندام طلسم کشا پر مائل ہوئین لڑائی پڑی
زخمی ہو کر یہ صحراے نقاشیہ مین پہونچے نقاش کو جو یہ حال معلوم ہوا کہ میرے بھائی سے لڑکر
یہ جوان آیا ہی اُسنے گرفتار کر کے روانہ کیا ہی ملازم اُن کے بیرون قلعہ ہین قیدی کو
یہان بھجوا دیا شاہون مین یہی رسم ہوتا ہی ماہتاب نے جو حال سُنا برہم ہو کر کہا کہ
نقاش نے بڑی حماقت کی نگہبانون سے کہا کہ ذرا دروازہ تو کھولو مین تو دیکھون کہ
طلسم کشا کون شخص ہی نگہبانون نے دروازہ کھول دیا ماہتاب اندر گئی اس نے جو
جمال بے مثال بادشاہ دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا اُسی مقام پر بیٹھ گئی شانہ تھام کر
کہا کہ ای گرفتار دام مصیبت وای یکہ تاز میدان جلالت کیا خطا ہوئی کہ جو گرفتار ہوے
سعد نے کہا کہ مین نے کسی کی خطا نہین کی جرم عشق مین یہ جفائین اُٹھائین مگر افسوس یہ
ہی کہ نہین معلوم اُس معشوق نازک ادا پر کیا گذری ماہتاب کا دل ہل گیا جی مین کہتی
ہی کہ معشوق کو عاشق کا خیال ہی اپنے کو تو کہتے ہین کہ رہا ہو جاؤنگا مگر نہین معلوم
معشوق پر کیا گذری کہا ای شہریار آپ کا نام نامی کیا ہی سعد نے اپنا نام مفصل بتایا

ماہتاب نے کہا مین جاکر باپ سے کہتی ہون کہ شاہزادہ سعد بن قباد فتاح طلسم نوخیز جمشیدی ہین اتفاق سے گرفتار ہوگئے ہین میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ اُن کو قید سے رہا کیجیے اور ان دو ہزار جوانون کو مار کر نکال دیجیے آپ کا نام ہوگا یہ کہکر اُٹھی مگر پلٹ پلٹ کر دیکھتی جاتی ہی سعد شہریار بھی دزدیدہ نگاہون سے اُس آفت جان کو دیکھ رہے ہین مگر خاموش سرنگون بیٹھے رہے اِدھر ماہتاب جو محل مین آئی خواجہ سرا سے کہا ذرا باوا جان کو بلا لو مجھے اُن سے کچھ عرض کرنا ہی یقین ہی کہ وہ بھی راضی ہون خواجہ سرا نے جاکر سرشار سے کہا سرشار محل مین آیا بیٹی نے اُٹھکر سلام کیا کہا باوا جان آپ ذکر کیا کرتے تھے کہ طلسم نوخیز جمشیدی ختم ہوتا ہی ملک و مال لے لیا جائیگا اُسکی صورت پروردگار نے خود نکالی کہ آپ کی سلطنت قایم رہی اور رفیق طلسم کشا کہلائے سرشار نے کہا کہ اے نور نظر تم جانتی ہو کہ مجھے عوارض گھیرے رہتے ہین مین کہان جاؤنگا بیٹی نے کہا کہ کہین جانا نہین پڑیگا وہ آپ کے گھر ہی مین موجود ہین یہ قیدی جو آپ نے لیا ہی وہ ہی سعد بن قباد ہین قید خانے مین جاکے ملازمت کیجیے اُن کو دربار مین لائیے مذہب اُن کا اختیار کیجیے آپ کے لیے وہ شوکت ہوگی کہ تمام شاہان قلعہ رشک کرین گے اس طرح سمجھا کر بیٹی نے کہا کہ سرشار کے خیال مین آگیا دوڑا ہوا قید خانے مین آیا بادشاہ کو سلام کیا کہا ای شہریار مین آگاہ نہ تھا کہ آپ مقید ہوے ہین اب مجکو معلوم ہوا مسلمان ہوتا ہون میرے قلعے مین چلیے ہتھکڑیان کاٹ کر مرکب لایا اُسپر سوار کرکے بادشاہ کو لے چلا مگر بیرون قلعہ جو ملازمان نقاش اُترے ہوے تھے رات کو قزاقون نے اُن کو لوٹا کچھ مارے گئے کچھ جان بچاکر بھاگے سرشار نے سعد کو لاکر تخت پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت ہوا شبکو سعد لیٹے ماہتاب تڑپ رہی تھی حیران تھی کہ دن کو تو مین نے بارگاہ مین دیکھا اب رات کو کیا کرون آخر صبر نہ آیا لباس سیاہ پہن کر اُٹھی نقاب چہرے پر ڈال کر چلی سرہانے آکر سعد کے کھڑی ہوئی گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہی چاہتی ہی کہ بیدار کرے مگر حوصلہ نہین پڑتا بقول شاعر فرد یار آرام مین ہی وصل کی پہلی شب ہی + متحیر ہون کہ

بیدار کروں یا نہ کروں ناگاہ بادشاہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ سرھانے کوئی کھڑا ہی ہاتھ تھام لیا فرمایا بیٹھو کون صاحب ہو ماہتاب کا دل بھرا ہوا تھا آنکھوں سے آنسو جاری ہوے رو رو کر اپنا حال بیان کیا کہ اس کنیز کی کارگزاری نے حضور کو قید سے رہا کرایا مگر نظارۂ جمال سے محروم تھی ہر چند ضبط کیا مگر نہ ہو سکا آخر نکل آئی سعد یہ سُن کر اُٹھ بیٹھے عذر کرنے لگے فرمایا تمھارا سراسر احسان ہی مگر مین مسافرانہ وارد ہون فکر مین ہون کہ جمشید کو مارون ملکہ نے گھبرا کر کہا وہ بیچا سات سو ملک کا مالک ہو اگر مقابلہ پڑیگا تو سات سو تاجدار اُسکے ہمراہ ہونگے سعد نے کہا کہ مین بہرکیف تمھارا احسانمند ہوا ماہتاب نے کہا کہ آپ اُلٹا احسان مانتے ہین مین یہ نہین چاہتی کہ آپ کو شرمندہ کرون باتین جو ہونے لگین دفتر حکایت و شکایت کھُلے صبح ہو گئی جب طائر بولنے لگے اور مرغ سحر نے آواز دی ملکہ نے کہا کہ ای شہریار غضب ہوا سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی اب مین محل مین کیونکر جاؤن یقین ہی کہ مادر مہربان پوچھینگی تم کہان گئی تھین تو کیا جواب دونگی سعد نے کہا نہ گھبراؤ مین تمھارے باپ سے کہتا ہون خدا چاہے تو بخوشی نسبت کرین اگر نہ مانینگے تو مین دباؤ ڈالونگا ماہتاب نے کہا کہ ای شہریار ہر طرح مشکل ہی ایسا نہ ہو باپ پوچھین کہ یہ آپ تک کیونکر پہونچی تو کیا جواب دیجیے گا سعد نے کہا کہ ای ملکۂ عالم وقت پر جب جواب و سوال ہوگا جو کچھ موقع ہوگا ویسا کہا جائیگا بادشاہ تو ماہتاب سے باتین کر رہے ہین مگر محل مین جو مادر ملکہ کی آنکھ کھلی پلنگ ملکہ کا خالی پایا گھبرا کر کہا چھوکری کہان گئی خواصین چہار سمت دوڑین کسی نے پاخانے مین دیکھا کوئی کوٹھے پر گئی کوئی دالانون مین پکارتی ہی آخر سب نے آکر کہا کہ واری محل مین تو نہین ہین بعض نے کہا کہ جوان بیٹی کی شادی نہ کی آخر نکل گئی انجام کار یہ ہوا مادر ملکہ نے کہا کہ ناظر کو بلاؤ اُن کے باپ کو خبر کرو ناظر نے جا کر بادشاہ کو خبر دی شاہ محل مین آئے دیکھا کہ زوجہ منھ ڈھانپے ہوے رو رہی ہی بادشاہ نے کہا کہ نہ گھبراؤ مین ابھی تلاش کرتا ہون یہ کہکر باہر آیا کہا آج کیا ہی جو سعد شہریار تشریف نہین لائے بارگاہ میری سنسان ہی ایک خادم نے عرض کی کہ

آن جب سے اُٹھے ہین اُسی پلنگ پر بیٹھے ہین ایک سیاہ پوش سے باتین کر رہے ہین ہم
لوگون کو منع کیا ہی کہ یہان نہ آنا ہم لوگ نہین جا سکتے سرشار گھبرا کے اُٹھا کہا جا کے
عرض کرو کہ سرشار تو حاضر ہو خدمتگار نے جا کر پوچھا سعد نے کہا کہ بادشاہ سے کہو
مین خود آتا ہون سرشار حیران ہی کہ کیا راز و نیاز ہی کہ شہریار خود تشریف لاتے ہین
یہ ذکر تھا کہ سعد تشریف لائے سرشار نے استقبال کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای سرشار
ہم تمھارے ممنون ہین کہ تمنے قید سے رہا کیا مگر چاہتے ہین کہ تمسے عزیزداری کرین یہ
سُن کر سرشار نے عرض کی جو ارشاد فرمائیے وہ بجا لاؤن مجکو کسی بات مین عذر نہین
ہی مگر آج غلام پر عجب افتاد پڑی اس سوچ مین ہون کہ کیا کرون میری بیٹی پلنگ
پر سے غائب ہو گئی سعد نے فرمایا کہ اُسکا پتہ مل جائیگا بیٹی کو ہمسے لو مگر اُسکو ہمارے
ساتھ منسوب کر دو سرشار نے کہا زہے شرف مین آپ کا غلام کامل کہلاؤن بسم اللہ
اُسکا پتہ لگائیے مین ابھی منسوب کرون بخوشی عقد کر دون سعد نے فرمایا وہ موجود ہی
جس بارہ دری مین ہم رہتے ہین اُسی مین وہ ہی سرشار کو بہت ناگوار ہوا کہ مین تو
ایسی خدمتگذاری کرون کہ تاج و تخت ترک کیا ہر وقت خدمت مین حاضر رہتا ہون
معلوم ہوتا ہی انھون نے پیغام بھیج کر اُسکو بلوایا اب مجھسے ایسا کہتے ہین مین اس کا
بدلہ لونگا خدمت مین خفاش حیلہ گر کی روانہ کرونگا تب اس مکر کا بدلہ ہوگا یہ سوچکر
ملازم کو اشارہ کیا کہ شربت بنا کر لاؤ اور اُس مین بیہوشی ملا دو ملازم جام شربت
بھر کر لایا بیہوشی اُس مین ملا دی سرشار نے یہ کہکر جام پیش کیا کہ حضور یہ شربت
دامادی ہی یہ ہمارے خاندان کا رسم ہی اسکو نوش فرمائیے سعد بے خوف پی گئے
پیتے ہی بیہوش ہوے سرشار نے فوراً مسلسل و مطوق کیا اور اراب پر ڈال کے
چار ہزار جوان ہمراہ کیے کہ ان کو خدمت خفاش مین لیجاؤ کہنا لو یہ تمھارا گنہگار
حاضر ہی ملازم تو ارابہ لیکر چلے ماہتاب نے جو یہ خبر سُنی کہ سعد شہریار کو باپ نے
گرفتار کر کے روانہ کیا اب مجھے گرفتار کریگا مرکب کوتل کھڑا تھا نقابدار بنکر سوار ہو کر
نکل بھاگی تعاقب مین سعد کے چلی ملازمان سرشار قید لیے ہوے پانچ کوس پر

پہونچے تھے کہ ملکہ جا پہونچی نعرہ کرکے لشکر پر گری سعد نے خبر سُنی کہ ایک نقابدار یکہ و تنہا لڑتا ہوا آتا ہی زنجیرین ہلانے لگے سمجھے کہ وہ ہی آفت زدہ ہوگی افسر نے جو سُنا کہ نقابدار لڑتا ہوا آتا ہی کسی کے روکے سے نہین رُکتا اور سعد زنجیرین ہلا رہے ہین ایک سپاہی سے اشارہ کیا کہ جاکر قیدی کا سر کاٹ لے سپاہی تلوار کھینچ کر دوڑا ہوا آیا للکارتا ہوا کہ ای سعد شہریار زنجیرین نہ ہلاؤ ہمارا افسر خفا ہوتا ہی سعد شہریار نے جھلا کر کہا کہ افسر تمہارا جھک مارتا ہی کیا ہم اُسکے نوکر ہین سپاہی نے بڑھ کر ہاتھ مارا سعد نے ہتھکڑی اُٹھادی ہتھکڑی کٹی سعد نے وہ ہی ہتھکڑی سپاہی کے اوپر کھینچ ماری سپاہی کا سر پھٹا اُسی کی تلوار لیکر لڑنے لگے اور نعرہ کیا نعرۂ سعد ؎

منم شاہ شاہان فریدون حشم ✦ بہار گلستان کاؤس و جم ✦ منم رونقِ بزم اسلامیان ✦ نہال گلستان صاحبقران ✦ نعرہ کرکے لڑنے لگے ملکہ کے کان مین آواز پہونچی لڑتی ہوئی سامنے آئی آواز دی کہ ای شہریار مین آپہونچی سعد لڑتے ہوے قریب ملکہ کے پہونچے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار بادلہ پوش صحرا سے آیا آکر شریک جنگ ہوا چند حملون مین اُن سب کو مار کر بھگا دیا لڑتا ہوا قریب سعد آیا کہا ای شہریار اس طلسم مین ہمارا بھی حصہ ہی سعد نے کہا یہ غیر ممکن ہی نقابدار نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا یہ کہہ کر نقابدار تو روانہ ہوگیا سعد شہریار نے ملکہ سے کہا کہ اب مین ملک خفاش پر جاتا ہون تم بھی ساتھ چلوگی ماہتاب نے کہا کہ مین نے آپ کی محبت مین گھر بار چھوڑا سب کی محبت سے منھ موڑا اب اس طور سے آپ کے ساتھ کہان جاؤنگی سعد نے کہا تو اول چل کر تمہارے باپ کو زیر کردن اُسکے بعد قلعۂ خفاش پر چلون ملکہ نے کہا کہ باپ آپ سے برسر پرخاش ہی ایسا نہ ہو کچھ بُرائی کرے سعد نے کہا اللہ مالک ہی مین کسی مقدمے مین کمی نہ کرونگا جاتے ہی اُن کی گردن لونگا ماہتاب نے کہا جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے مین آپ کے ساتھ ہون اُسی طرف پلٹے یہان سرشار قید روانہ کرکے بیٹی کو ڈھونڈھنے لگا معلوم ہوا کہ وہ نکل گئی بڑا قلق ہوا آخر سامان شکار کرکے شکارگاہ مین آیا شکار کھیل رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی چند کس بھاگے ہوے

آ نے عرض کی کہ حضور غضب ہوا وہ جوان راہ مین چھوٹ گیا پہلے آپ کی صاحبزادی پہونچین پھر ایک نقابدار بادلہ پوش مدد کو آیا اُسنے ہم سب کو بھگا دیا اب سعد شہریار آتے ہونگے آپ شکارگاہ مین کیون آئے سرشار نے کہا اس معاملے سے دل گھبرایا دل بہلانے چلا آیا چلو اب قلعے مین پلٹ چلین قلعہ میرا وہ ہی کہ کوئی دست انداز نہین ہو سکتا بہت بلند و مرتفع ہی کسکی مجال ہی کہ اُسپر نگاہ ڈالے یہ کہتا ہوا آتا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سعد شہریار نعرہ کرتے ہوئے آتے ہین کہ باش اد مکار کہان جاتا ہی منم سعد شہریار یہ فرماتے ہوے قریب سرشار پہونچے سرشار نے تلوار کھینچی خبردار کہکر ہاتھ مارا سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا اُچھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا سرشار کے دو ٹکڑے ہوئے ملکہ بھی آکر پہونچین آتے ہی فوج پر تیر اندازی کرنے لگین کئی سوار گرے آخر غلغلہ کرتے ہوئے بھاگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یہ جوان بلاے روزگار ہی ملکہ کیسی بہادر ہوگئی ہی نقاب ڈالے ہوے ساتھ پھرتی ہی سعد شہریار ان سب کو شکست دے کر کسی قدر صحرا مین ٹھہرے مگر یہ لوگ شکست خوردہ بھاگے ہوئے قلعے مین پہونچے زوجۂ سرشار نے پوچھا کہ بادشاہ تمھارے کہان ہین سب نے بیان کیا کہ ہاتھ سے سعد بن قباد کے مارے گئے مگر ملکہ ساتھ ہین خوب تیر اندازی کرتی ہین زوجۂ سرشار پیٹنے لگی کہا قلعہ درست کرو ایسا نہو قلعے مین چلے آوین افسران فوج نے پل تختہ اُٹھا لیا خندق کو پُر آب کیا دروازہ بند کرلیا توپین درست کرکے بیٹھے کہ صحرا سے گرد اُڑی یہ لوگ سمجھے کہ شاید سعد بن قباد آتے ہین توپین وغیرہ درست کرنے لگے لیکن جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان آگے آگے نیزہ ہلاتا ہوا چلا آتا ہی پشت پر بارہ ہزار جوان سب مسلح و مکمل اُس جوان نے دور سے دیکھا کہ قلعہ بند ہی افسران فوج بالاے قلعہ ٹہل رہے ہین ایک سوار سے اشارہ کیا کہ جاکر اہل قلعہ سے کہو کہ اس سرکشی سے کیا نفع ہوگا بہتر یہ ہی کہ ملکہ ماہتاب کو ہمارے حوالے کرو وعدہ پورا ہو گیا افسران فوج نے کہا کہ پہلوان صاحب سے کہو کہ جمفون نے تمسے

وعدہ کیا تھا وہ راہی ملک عدم ہوئے اور ملکہ قلعے مین نہین ہین یہین ٹھہرے رہو
کیا عجب ہی کہ وہ اسی مقام پر آوین تب تم ملکہ کو لے لینا یہ سُن کر اُس پہلوان نے
جواب دیا کہ یارو مجھے نہین جانتے ہو منم طوفان خارہ شکن میرے سا تھ یہ حیلے
ملکہ کو حوالے کیون نہین کر دیتے سب نے قسمین کھائین اور کہا اے شہریار جو ہم نے
بیان کیا وہ سچ ہی ملکہ یہان نہین ہین کیا شی تمھین دے دین طوفان نے پکار کے
کہا کہ جب قلعے مین آؤنگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ایک عورت کے واسطے
دو چار ہزار آدمی مارے جاوین گے پھر مین کسی کا پاس نہ کرونگا ابھی تک خیر ہی ورنہ
طبل جنگی بجوا کر قلعے مین آؤنگا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہہ کر اُسی مقام پر اُترا
رات کو طبل جنگی بجوایا زوجہ سرشار برقع اوڑھ کر باہر نکل آئی کہا صاحبو شوہر
میرا مارا گیا مین بیوہ ہوئی تمھاری مدد پر آمادہ حرب و پیکار ہون ورنہ نہایت
مجبور و ناچار ہون سب نے عرض کی حضور ایسے گولے مارین گے کہ فوج کو پامال
کر دین گے جب زوجہ سرشار نے سب کو ثابت قدم پایا تو جواب مین طبل جنگی بجوایا
دونون جگہ تیاریان ہونے لگین اندر قلعے کے افسران فوج تدبیرین کر رہے ہین
تو پین لگائی ہین کڑھاو چڑھے ہوئے ہین اُسمین تیل بھرا ہوا کھول رہا ہی بارود کی
ہنڈیان سب سامان رکھا ہوا ہی بیرون قلعہ فوج مین ہنگامے ہین کہ صبح کو قلعہ
فتح کرین گے مال خوب لوٹین گے سُنتے ہین اس قلعے مین نازنینان مہ جبین بہت خوبصورت
ہین سب پر قبضہ کرین گے چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا ؎ رُخِ شمع مائل
بزردی ہوا + لباسِ فلک لاجوردی ہوا + موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند +
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + لگے ہونے آنکھون سے تارے نہان + اُٹھے لوگ لے لیکے
انگڑائیان + پہلوان اُٹھا نہایت برہم ہتھیار لگائے ہوئے آکر کل فوج کو ہمراہ لیا
سب مسلح و مکمل پرے جمے ہوئے سامنے قلعے کے آکر ٹھہرے ارادہ کیا بلوہ کرین اہل
قلعہ نے گولہ باری شروع کی اس طرح باڑھ آکر پڑی کہ کئی ہزار جوان اُڑ گئے پہلوان
جھلایا گینڈا بڑھایا گرز کو ہلاتا ہوا طرف قلعے کے کاوے اٹیرن پر گھوڑے کو

ڈالے ہوے میدان کو طی کرتا ہوا جاتا ہی زوجہ سرشار برقع اوڑھے ہوے کھڑی ہی گولون کو رد کرتا ہوا وہ دیوخصال جاتا ہی راہ کو طی کرکے قریب خندق پہونچا نعرے کر رہا ہی کہ ای اہل قلعہ کیون جان دیتے ہوا ابھی نکل آؤ مگر زوجہ سرشار کا مردانہ کررہی ہی گولہ اندازون کو سمجھاتی جاتی ہی کہ صاحبو تمھارا ابھی قلعے مین ناموس ہی مناسب یہ ہی کہ وہ کدو کاوش کرو کہ دشمن قلعے مین نہ آنے پائین مگر پہلوان خندق پر کھڑا جھوم رہا ہی آواز دیتا ہی کہ ای اہل قلعہ تمھاری قضا آئی ہی قلعے مین آکر سب کو قتل کرونگا زوجہ سرشار نے جو دیکھا کہ اب فتح ہونے مین قلعے کے کچھ باقی نہین ہی بیقرار ہو کر لات و منات کو پکارا کبھی پکارتی ہی یا سامری و جمشید کبھی تیتا میتا کو پکارتی ہی جب کسی سے مطلب نہ حاصل ہوا تو بیقرار ہو کر کہا کہ جس گیسو بریدہ کی باعث سے یہ فساد ہی اسنے جو مذہب اختیار کیا ہی اُس خدا سے رجوع کرو یہ کہکر برقع چہرے سے ہٹایا ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار اُٹھی کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر دشمنوں کے ہاتھ سے بچائے جان و آبرو کا ڈر ہی تیری صفت ہم لوگ کیا کر سکتے ہین نظم

توئی کافریدی زیک قطرہ آب ۔ گہرہاے روشن تراز آفتاب
پدید آری از لطف جوہر پدید ۔ بجوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را ۔ تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نبارد ہوا تا نگوئی ببار ۔ زمین نادرد تا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی ۔ برون زانکہ یاری گرے خواستی

تمام اہل قلعہ آمین کہ رہے ہین پہلوان ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ خندق فراؤ ن مگر اہل قلعہ کا تماشا دیکھ رہا ہی کہتا ہی مسلمانو کچھ دیوانے ہو کس خدا کو پکارتے ہو آپ ہی تم لوگ کہتے ہو کہ خدا آسمان پر ہی وہان تک آواز پہونچتی بھی نہ ہوگی ناحق کو بلبلاتے ہو دیکھین تو خداے نادیدہ تمھاری کیونکر مدد کرتا ہی مناسب یہی ہی کہ بادولت سے صلح کرو زوجہ سرشار نے پکار کر آواز دی کہ او نامرد بیہودہ پر لشکر کشی کرکے آیا ہی اُسپر اسقدر بلبلاتا ہی جو ہوسکے قصور نہ کر مین نے یہ سُنا ہی کہ اگر دل مین

دعا کرو تو وہ بھی پروردگار سُنتا ہی حاضر و ناظر اُسکا لقب ہی ان باتون پر پہلوان ہنستا ہی
کہتا ہی وہ قیامت برپا کرونگا کہ نکل کے بھاگ نہ سکو گے ہر پھر کے اسی مقام پر رہ گئے
زوجۂ سرشار نے پھر بلاک کر دعا کی پُکاری کہ ای کریم و رحیم مین بصدق دل تیرا اعتقاد
کرتی ہون اس آفت سے بچالے کہ تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا بقدرت سبحان لم یزل
و عزیز بے بدل صحرا کی طرف سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ آگے آگے سعد بن قباد
پشت پر نقابدار سفید پوش مرکب اُڑائے ہوے آتے ہین پہلوان کو جو بالائے قلعہ
دیکھا وہین سے نعرہ کیا کہ او گبر خبردار آگے نہ بڑھنا نعرۂ سعد شہریار منم شاہ شاہان
فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس و جم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان
صاحبقران + نعرہ کر کے چلے قریب اُس پہلوان کے پہونچے فرمایا کہ مردون سے مقابلہ کر
زوجۂ سرشار دیکھ رہی ہی اور جی مین کہتی ہی میری بیٹی نہایت جوہر شناس ہی ایسے
جری و بہادر و صف شکن پر عاشق ہوئی ایسا بے خوف ہی کہ اتنے بڑے پہلوان
کے مقابلے مین کھڑا للکار رہا ہی مگر خدا اُسکو اس مغرور پہ غالب کرے ایسا نہو
کہ خدانخواستہ اُسپر کوئی چشم زخم پہونچے کہ پہلوان نے بڑھ کر نیزہ مارا سعد نے
نیزہ اُسکا توڑ ڈالا زوجۂ سرشار اُچھل پڑی اور تعریفین کرتی تھی کہ ای جوان سبحان اللہ
خدا تیری جرأت کو زیادہ کرے مگر پہلوان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار
کہکر ہاتھ مارا سعد نے تلوار کو تلوار سپر دکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا
اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر مارا گیا لینا لینا کہکر
دوڑ پڑے سعد تلوار کھینچے ہوے جا پڑے چن چن کے افسرون کو مارا کئی سو افسر
ہاتھ سے سعد کے مارے گئے نقابدار تیر اندازی کر رہا ہی جب تیر مارا ایک افسر کو
گرا دیا تیر خطا نہین کرتا کیا عجب ہی کہ زبان تیر و کلۂ عمود سے صدائے احسنت جاری ہی
مگر زوجۂ سرشار بالائے قلعہ سے پکارنے لگی کہ یارو تم لوگ بھی نکل پڑو مددگار
کی شرکت کرو افسر تو اُنکا مارا گیا اب فوج کو گھیر کر مار لو سب قلعے سے نکل پڑے
فوج کو شکست دی سب شکست کھا کر بھاگے دامن صحرا مین چھپے کوئی جاکر کنوئین مین

گرا غرق دریاے لعنت ہوا ملازمان زوجۂ سرشار نے سعد کو بیچ مین لیا استقبال
کر کے لے چلے زوجۂ سرشار قلعے سے نکل آئی آکر نقابدار کا ہاتھ تھام لیا کہا ای نور نظر
باپ نے تمھارے ناحق کو جان دی ورنہ تمھے جوہر شناسی کی نگینہ ہیرے کا چن لیا ایسے
شہریار حسین وجمیل جری و بہادر و صف شکن و تیغزن کسے ملتے ہین مین تمھاری شادی
انکے ساتھ کرونگی جو مجھسے ہو سکیگا ان کی خدمتگزاری کرونگی عین وقت پر آکر میری آبرو
بچائی ورنہ کوئی زندہ نہ بچتا ماہتاب نے نقاب ہٹا کر ماں کو سلام کیا ماں نے بیٹی کو
گلے سے لگا لیا سعد و دختر کو ساتھ لیکر قلعے مین آئی سعد تخت پر بیٹھے ماہتاب
ماں کے ساتھ گئی وزرا نے بحکم زوجۂ سرشار سینے پر سعد بن قباد کے ترنج خوشبوئی لگایا
مشہور ہوا کہ ملکہ ماہتاب زوجۂ سعد شہریار ہوئین سعد نے کہا کہ ای ملکۂ عالم جلدی
کیجیے کہ مجکو قلعۂ خفاش حیلہ گر پر جانا ہو وہان جاکر دیکھون کہ اُس حریق آتش اشتیاق
وغریق لجۂ فراق پر کیا گذری خفاش نے بڑی زبردستی کی اُس کو سزا دینا ہو اُسی شب کو
عقد شرعی ہوا سعد نے گوہر مراد حاصل کیا ماہتاب کے نام پر سلطنت قایم کی ان
سب سے رخصت ہوے ہر چند ماہتاب نے کہا کہ فوج کو ہمراہ لیجیے مگر سعد نے
کہا کیا ضرورت ہو چند سوار راستہ بتانے کو ہمراہ لے لیے طرف قلعۂ خفاش کے چلے
ادھر خفاش نے بیٹی کو نظر بند کیا ماں نے کیسا کیسا سمجھایا نازک اندام جواب دیتی ہو
کہ ای مادر مہربان میرا تو یہ حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو نظم

در بدر خاک بسر ہو گئے رسوا ہو کر — کیسے برباد ہوے آپ کے شیدا ہو کر
آئیے آپ جو ہم خاک نشینون کی طرف — فرش بن جائین ابھی دامن صحرا ہو کر
بحر عالم مین یہ پستی و بلندی ہو عیان — کشتی عمر بھی ڈوبی تہ و بالا ہو کر
چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تمپر — گھٹنے لگتا ہو مہ چاردہ پورا ہو کر
گالیان کو سنے دیتا ہو قمر کو کیا تو — آج جو جو کہ ترے دل مین ارادا ہو کر

ماں یہ جوش وخروش دیکھ کر رونے لگی کہا ای نور نظر حقیقت مین تمنے بڑا ربط وضبط کیا
خدا تم کو اُس شہریار سے ملائے مگر خفاش جو رات کو آیا زوجہ نے سب کیفیت بیان کی

خفاش نے کہا کل سب نشہ اُتار دونگا دیکھون تو کیسی بیہوش ہی اِسنے مجکو بڑا داغ دیا کل اسکو قتل کرونگا باہر نکل کر حکم دیا بیرون قلعہ میدان خونی کی تیاری کرو صبح کو اُس مبہوت کو قتل کرونگا دیکھون تو کیسا عشق ہی جب تک کہ یہ توبہ نہ کریگی تب تک اسکے قتل سے باز نہ آؤنگا اسکو اس محبت کا مزہ چکھاؤنگا ملازمون نے بیرون قلعہ نکل کر دار بین استاد کرائین جلادون کو حکم دیدیا مان نے جو یہ خبر سُنی محبت سے بیقرار ہو کر پھر آئی بیٹی کو سمجھانے لگی کہ ای نور نظر باپ کے سامنے توبہ کرلو دل مین اس عشق کو مخفی رکھو نازک اندام نے جواب دیا کہ ای مادر مہربان اگر بند سے بند کو میرے کوئی جدا کریگا تو بھی یہ صدائین بند نہ ہونگی آپ جاکر بیٹھیے اگر میری قضا آگئی ہی تو کوئی بچا نہین سکتا اور اگر موت نہین ہی تو کسی کی کیا مجال ہی کہ مجکو قتل کرے بقول شاعر شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جا ٭ نہ بُرد رگے تا نہ خواہد خدا ٭ مان روتی ہوئی پلٹ گئی چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری خفاش گھوڑے پر سوار ہو کر قلعے سے نکلا جبشنون کو حکم دیا کہ اُس مبہوت عشق کو لاؤ مین اُسے دار پر کھینچون تب دلکو صبر آئے جبشنون نے آکر نازک اندام کا ہاتھ پکڑا اور کشان کشان لے چلین اُسوقت محل مین ایک ہلڑ تھا دائیان ددائین سمجھاتی ہوئی جاتی تھین کہ بی بی باپ کے سامنے عذر کرو اپنی جان بچالو نازک اندام جواب دیتی ہی کہ جو کہا وہ کہا اب میرے مُنھ سے اور کچھ نہ نکلیگا آخر جبشنین لے گئین شہر مین ہلڑ ہی بہت سی عورتین کوٹھون پر سے دیکھ رہی ہین ناچاری ملکہ کی دیکھ کر پیٹ رہی ہین مگر ملکہ نازک اندام ثابت قدم کوے محبت بہ نگاہ یاس طرف آسمان کے دیکھ رہی ہی عرض کر رہی ہی کہ ای کریم و رحیم اس آفت سے بچالے تو خوب آگاہ ہی کہ بے خطا قتل ہوتی ہون دیکھیے انجام کیا ہو مگر تو اس مشکل کو آسان کر خفاش کے سامنے لاکر جبشنون نے پہونچایا خفاش نے مُنھ پھیر لیا کہا لیجاؤ اس کو دار پر کھینچو جبشنین طرف دار کے لے چلین ملکہ نازک اندام مردانہ وار طرف دار کے جاتی ہی کچھ خوف نہین جب قریب دار کے جبشنون نے ملکہ کو لاکر پہونچایا اور پاؤن مین رسن باندھی تو ملکہ نے بیقرار ہو کر درگاہ خدا مین

عرض کی کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی واسطہ تجکو اپنے حبیب کا مجکو اس قتل سے بچائے نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب +	دعائے کند من کنم مستجاب +
چو عاجز رہانندہ دانم ترا +	درین عاجزی چون نخوانم ترا
ہر کس بہ کسے ناز د و ما را تو بسے	من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

تہ دل سے جو ملکہ نازک اندام نے دعا کی جلاد چاہتا ہی کہ دار پر کھینچون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ سعد شہریار مرکب اُڑائے آتے ہین دور سے دیکھا کہ ملکہ نازک اندام قریب دار ہی جلاد مستعد کھڑا ہی چاہتا ہی دار پر کھینچون سعد شہریار نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر تاک کر مارا کہ جلاد کے دو سار ہوا اور وہین سے نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بچیا و ای نابکاران ٹپر دغا منم سعد شہریار یہ کہکر مرکب بڑھایا مگر تیر مارتے جلتے ہین جسپر تیر پڑا وہ گھوڑے سے گرا صدہا سوار تیر کھاکر گھوڑون سے گرے لوگ حیران تھے کہ یہ تیر کدھر سے آتا ہی کبھی خطا نہین کرتا بادشاہ اول قریب دار آئے دار کو قلم کیا ملکہ کو دوسرے گھوڑے پر سوار کیا خفاش نے حکم دیا کہ چہار طرف سے گھیر لو اس جوان نے بڑی گستاخی کی کہ ما بدولت کے سامنے جلاد کو مار لیا اور دار کو قلم کرکے گنہگار کو رہا کیا اب اسکا یہی بدلہ ہی کہ اس جوان کو گرفتار کرکے دونون کو دار پر کھینچو دیکھتے ہو کس طرح لڑ رہا ہی بادشاہ لڑتے بھڑتے سامنے خفاش کے پہونچے للکارا کہ او مکار وہ لوگ تو مجھے کیا گرفتار کرین گے تو گرفتار کر خفاش نے نیزہ مارا سعد نے نیزہ توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ خفاش کے دو ٹکڑے ہوے اہل فوج الامان الامان کرتے ہوے طرف صحرا کے بھاگے زوجۂ خفاش نے جو یہ ہنگامہ دیکھا قلعے سے نکل آئی آکر سعد کو سلام کیا کہا ای شہریار قلعے مین چلیے مکار نے جو مکر کیا تھا اُسکا بدلہ پایا اب کسکی مجال ہی کہ آپ سے سامنا کرے میری خوش نصیبی کہ آپ ایسا خویش دستیاب ہوا مگر اصل یہ ہی کہ جو ہماری بیٹی کا حال تھا ایسا کسی عاشق کو نہین دیکھا قتل ہونا گوارا کیا مگر یہ زبان سے نہ کہا کہ عشق سے ہاتھ اُٹھاتی ہون یہی کہے گئی کہ جو ظلم چاہو کرو مگر مین نہ مانونگی انکار محبت نہ کرونگی سعد نے

سر جھکا لیا قاضی نے آکر ملکہ کو سعد شہریار سے منعقد کیا سعد شب کو ہم بستر ہوئے
صبح سعد شہریار نے ملکہ کو بادشاہ کیا افسرون سے کہدیا کہ جب کوئی باعث خرابی ہو
تو ملکہ آسمان پری کو لکھنا یا پردۂ دنیا سے ہم لوگون کو بلوانا جو شاہزادہ سُن پائیگا
وہ فوراً آئیگا افسرون نے عرض کی غلام جانبازی کرتے رہین گے سعد نے الگ آکر
لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بیرون قلعہ جاکر صحراے سبزہ زار کو طے کرو جب صحراے
ویران مین پہونچو تو وہان ایک نخل چنار ہی بقوت تمام اُکھیڑو جو کچھ سانحہ گذرے
قدرت پروردگار کا تماشا دیکھنا سعد سب سے رخصت ہوے قلعے سے باہر آئے
صحراے سبزہ زار کو طے کیا ایک صحراے ویران ملا چہار جانب بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے
ہین درخت سوکھے ہوے کھڑے ہین نہ کسی مین برگ نہ کسی مین بار خشک پتون کا زیر
درخت انبار ایک سامنے درخت چنار تھا نہایت کلان جھونکون سے ہوا کے
ہل رہا تھا بادشاہ نے آکر اُس نخل کو اُکھیڑا ایک غبار بلند ہوا اسقدر بلند ہوا کہ تمام
صحرا تاریک ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین آواز آئی کہ منم شعلہ خوار اے طلسم کشا
اب کہان جاؤ گے اور کیونکر بچو گے بادشاہ نے نعرہ کیا کہ او ملعونہ مین تیری تلاش مین
تھا یہ کہکر لوح کو چمکایا غبار برطرف ہوا دیکھا سامنے ایک فوج جمی کھڑی ہی اور تخت
پر ایک ساحرہ بصورت مہیب و بشکل عجیب و غریب کالی ساری باندھے ہوے
نیلی چدر یا سر پر فوج سے اشارے کر رہی ہی کہ صاحبو تمھاری خوش نصیبی کہ طلسم کشا
اکیلا مل گیا گھیر کر مار لو تمام ساحر لینا لینا کرکے دوڑے سعد نے مرکب بڑھایا اور
تیغۂ طلسمی کھینچا لوح کو گردش دیتے ہوے فوج پر جا پڑے جنگ ہونے لگی عین گرمی
جنگ ہی کہ ایک دناتا ہوا اس طرح کا غبار اُڑا کہ تمام صحرا تاریک ہوگیا سعد
نے جو لوح کو چمکایا روشنی ہوئی دیکھا نہ کوئی لاشہ ہی نہ وہ لشکر ہی نہ وہ ساحرہ ہی
سعد نے پھر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بڑی کوتاہی کی شعلۂ آتشخوار سامنے آکر
نکل گئی اب مناسب یہ ہی کہ سامنے جو درخت چنار ہی لوح کو اُس سے مس کرو قدرت خدا
کا تماشا دیکھو سعد نے بڑھ کر لوح کو نخل سے مس کیا صداے مہیب آئی دیکھا ایک

دیو سو گز کا قد دار آہن چمکاتا ہوا اور گردش دیتا ہوا آتا ہی اس جلدی مین آیا کہ سعد سنبھلنے نہ پائے اُس نے دار کا وار کیا سعد نے دار کو قلم کیا ہاتھ مارا کہ شانہ دیو کا زخمی ہوا دیو زخمی ہو کر بھاگا سعد نے پیچھا کیا سامنے ایک باغ تھا کہ دیو بھاگ کر اُس باغ مین گھس گیا سعد بھی اُسکے پیچھے باغ مین داخل ہوے دیکھا کہ باغ پُر بہار ہی طایران زمزمہ سرائی ہر سو پکار رہی ہی نخل سایہ دار اُسکے نیچے پھولونکا انبار ہزار ہا طائر گلچینی کر رہے ہین بادشاہ حیران ہوے کہ وہ دیو کدھر گیا ہر طرف تلاش کرتے تھے نظر جو اُٹھائی دیکھا بارہ دری مین جلسہ جما ہوا ہی ایک نازنین چہاردہ سالہ حُسن مین بیمثال عارض ماہ آسمان کمال سرو قد خورشید خد کمسن الھڑ پنے کے دن طرار فرار قد موزون عارض گلگون شیرین گفتار کبک رفتار پکار رہی ہی کہ ای شہریار ادھر آئیے مین آپ کی خیر خواہ ہون ہر چند کہ سعد کے دل نے میل کیا مگر ضبط کرتے ہوے قریب پہونچے ہاتھ بڑھا کر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا قریب جو پہونچے عکس لوح کا جو پڑ گیا اب جو دیکھا تو ایک زنگن ضعیفہ گالون مین گڑھے پڑے ہوے نہ منہ مین دانت نہ پیٹ مین آنت حیران کھڑی ہوئی ہی چاہتی ہی ہاتھ چھڑا کے بھاگون کہ سعد نے ایک تمانچہ مارا وہ زنگن گری لوٹ مار کر بھاگی سعد نے چاہا پیچھا کرون کہ گوشے سے وہ ہی دیو پیدا ہوا للکارتا ہوا کہ او طلسم کشا شعلۂ آتشخوار کو نہ پاؤ گے بادشاہ اُسکی آواز سے پلٹے وہ زنگن تو نکل گئی مگر دیو سے پھر مقابلہ پڑا سعد نے ہاتھ مارا دوسرا شانہ بھی زخمی ہوا اول مین بایان شانہ زخمی ہو چکا ہی داہنا شانہ جو زخمی ہوا چیخ مار کر بھاگا تھوڑی دور بڑھا تھا کہ ایک دریاے قہار نظر آیا دیو اُس دریا مین پھاند پڑا غوطے کھانے لگا سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین لکھا تھا کہ اپنے کو بھی دریا مین گرا دو پھر حاکم بحر و بر کی قدرت کا تماشا دیکھو ہر چند کہ سعد کا دل نہ چاہتا تھا مگر حکم لوح سے دریا مین پھاند پڑے ایسا دریا قہار ہی کہ وہ دیو ڈوب گیا مگر سعد شناوری کر رہے ہین چاہتے ہین کہ کہین سہارا ملے تو مین رکون کہ سامنے سے دیکھا ایک کشتی آتی ہی قریب جو کشتی پہونچی سعد نے اُسے تھام لیا کشتی پر سوار ہوے کشتی مثل ہلال شب اول

دریا مین بہتی ہوئی چلی ایک مقام پر ایک قصر عالی تھا کشتی جاکر قصر سے ٹکرائی سعد
دونون پیر جماکر پھاند پڑے جیسے ہی قصر مین قدم رکھا دیکھا ہزارہا نازنینان مہجبین
قصر مین پھر رہی ہین ایک طرف سے دیکھا ایک شاہزادی تاج سر پر خرامان خرامان
قریب سعد کے آئی سعد کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا سعد سمجھے کہ وہ ہی شعلۂ آتشخوار
ہے ایک تمانچہ مار دیا عکس لوح بھی پڑا مگر اُسکی صورت نہ تبدیل ہوئی تمانچہ کھاکر اُس نازنین
نے ایک چیخ ماری کہ صاحبو تم نے دیکھا اس ظالم نے کیا حرکت کی سب کے سامنے مجھے تمانچہ
مار دیا ارے تم سے نہین ہو سکتا کہ اس ظالم کو گرفتار کر لو چہار طرف سے وہ ہی عورتین
دوڑین قضائے کار شعلۂ جہان نما بیٹی شعلۂ آتشخوار کی اپنے قصر مین بیٹھی تھی صدائے
گیرو دار اس کے کان مین آئی کنیزون سے کہا ذرا دیکھو تو یہ کیا ہنگامہ ہے کنیزون
نے قصر سے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال و خورشید مثال بیچ مین اُن عورتون کے
گھرا ہے کنیزین کمندین مار رہی ہین چاہتی ہین کسی طرح سعد کو گرفتار کر لین اُن کنیزون
نے جاکر شعلۂ جہان نما سے کہا کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل بیچ مین عورتون
کے گھرا ہوا ہے اُس کو کون بچائے شعلہ بھڑک کر اپنے مقام سے اُٹھی قصر سے
ملاحظہ کرنے لگی سعد شہریار کو دیکھ کر مائل ہوئی بڑا افسوس ہوا کہ ایسا جوان
عورتون مین گھر جائے اور اُس کی کوئی مدد نہ کرے یہ سوچ کر جھولی مین ہاتھ ڈالا
مٹھا بھر کے ماش کے دانے مارے سعد شہریار عاجز ہو رہے تھے کہ آسمان سے آگ
برسنے لگی سب عورتین جلنے لگین کچھ نکل کر بھاگین مگر وہ افسرہ جس کو سعد نے تمانچہ مارا
تھا وہ ایک گوشے مین کھڑی رو رہی تھی اُسنے دیکھ لیا کہ شعلۂ جہان نما نے سحر کر کے
کنیزون کو جلا دیا کھڑکی سے نکل کر بھاگی مگر سعد جو بارہ دری سے نکلے دیکھا کہ ایک
صحرائے وحشت خیز ہے وہ سخت دھوپ پڑ رہی ہے کہ اگر ذرہ اُڑ کر گرتا ہے تو بدن مین
چھالا پڑ جاتا ہے سعد گھبرائے کہ اس صحرا سے کیونکر نکلون گرمی سے گھبراتے پھرتے ہین
مگر شعلۂ جہان نما نے اپنے قصر سے دیکھا کہ سعد شہریار دھوپ سے پریشان ہو رہے
ہین فوراً ہاتھ ہلا دیا دھوپ کی حدت کم ہوئی سعد شہریار ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے

مگر شعلۂ جہان نما چاہتی ہی کہ کسی طرح سعد سے ملاقات کرون سعد شہریار نخل کے سائے سے جو ہٹے ایک دروازہ باغ کا دکھلائی دیا بسم اللہ کہکے اندر باغ کے تشریف لائے دیکھا باغ لاجواب نہرین پرآب آب صاف وشفاف ہی گانے کی آواز کان مین آئی بادشاہ طرف آواز کے متوجہ ہوے دیکھا باغ مین ایک طرف ایک قصر عالی ہی بادشاہ قریب قصر تشریف لائے چند کنیزون نے آکر سلام کیا عرض کی کہ حضور آپکو شعلۂ جہان نما یاد فرماتی ہین سعد نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جاؤ سعد اندر قصر کے آئے دیکھا ایک شاہزادی نہایت حسین وجمیل مسند پر بیٹھی ہی سعد کو دیکھ کر اُٹھی ہاتھ تھام لیا لاکے مسند پر بٹھایا کنیزون کو اشارہ کیا کہ سامان عیش ونشاط لاؤ کنیزون نے گلابیان شراب کی سامنے لاکر رکھین شعلۂ جہان نما نے جام لبریز کیا بادشاہ کے سامنے پیش کردیا بادشاہ ڈرے ہوے تھے دزدیدہ نگاہ ہوسنے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ بے خوف پی جاؤ یہ دوست ہی دشمن نہین ہی سعد نے ہاتھ رکھدیا شعلہ نے کہا کیون شہریار شراب سے کیون انکار ہی لوح کو ملاحظہ کرلیجیے کہ آپ کو تسکین ہو سعد نے کہا مجھے تم سے کچھ خوف نہین ہی لیکن مذہب کا خیال ہی شعلہ نے جواب دیا کہ جب آپ سے محبت کی تو آپ کا مذہب بھی اختیار کیا مین آپ کو پتہ لگا دونگی کہ شعلۂ آتشخوار کہان ہی شراب پلاکر کہا تشریف رکھیے مین جاکر دریافت کرون سعد کو یہان ٹھہرایا آپ طرف شعلہ کے چلی مگر شعلۂ آتشخوار اپنے قصر مین بیٹھی ہی کہ اول چمن آرا آکر پہونچی جسکو سعد نے تمانچہ مارا تھا سامنے شعلۂ آتشخوار کے رونے لگی کہا واری آج تو آپکی صاحبزادی نے غضب کیا جب مین نے باغ مین طلسم کشا کو گھیرا اور گرفتار کرنے کی تدبیر کی تو آپکی صاحبزادی نے ماش کے دانے پھینکے سب کنیزین جل گئین سعد نکل گئے صحرا مین جاکر آگ روشن کی کہ یہان ہلاک ہونگے وہان بھی ملکہ نے سحر کیا سعد کو آرام ملا اب یقین ہی کہ باغ مین اُن کے گئے ہون اس کی فکر کیجیے یہ سُن کر شعلۂ آتشخوار بہت جھلائی کہا دیکھو تو مین اُسکا کیا حال کرتی ہون تم جاؤ جاکر فکر مین مصروف ہو وہ تو چلی گئی شعلۂ آتشخوار غصے مین بیٹھی تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا شعلۂ جہان نما ایک طاؤس پر سوار چلی آتی ہی

زمین پر آکے اُتری مان کو سلام کیا شعلۂ آتشخوار نے کہا کہ تم نے طلسم کشا کو کیون
بچایا خوب دوستی کی شعلۂ آتشخوار تھرا گئی کہا ای مادر مہربان مین نے تو اب تک طلسم کشا
کو دیکھا بھی نہین شعلۂ آتشخوار نے کہا اچھا جاؤ مین سمجھ لونگی شعلۂ جہان نما گھبرا کر اُٹھی
طرف باغ کے چلی یہان سعد شہر یار انتظار مین ہین کہ شعلۂ جہان نما آکر پہونچی کہا ای
شہر یار غضب ہوا مادر مہربان کو خبر ہو گئی اِدھر شعلۂ آتشخوار نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ باغ
مین صاحبزادی کے جاؤ دیکھو کیا کر رہی ہو مگر خبردار کسی بات مین دخل نہ دینا مین جاکر
سمجھ لونگی یہان شعلۂ جہان نما سے اور سعد شہر یار سے اختلاط کی باتین ہو رہی ہین
اُس کنیز نے آسمان پر سے آکر دیکھا کہ سعد شہر یار پہلو مین ملکہ کے بیٹھے ہین آپس مین
باتین ہو رہی ہین دیکھتے ہی اُلٹی بھاگی سامنے شعلۂ آتشخوار کے آئی تمام کیفیت بیان کی
شعلۂ آتشخوار نے کہا ایسی سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے یہ کہکر اُٹھی طرف باغ کے چلی ایک
کنیز کی شکل بن کر باغ مین آئی اشارے سے ملکہ کو بلایا کہا واری ذرا ادھر آئیے مین
کچھ عرض کرونگی ملکہ بلا تکلف اُٹھ آئین باتین کرتی ہوئین ایک چمن مین آئین شعلۂ آتشخوار
نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ کیون او گیسو بریدہ تو نے کل طلسم سے دشمنی کی چمن آرا نے طلسم کشا
کو گھیرا تھا تو نے سب کنیزون کو جلا دیا اور صحرا کی حدت مٹائی اپنے باغ مین سعد
کو بلا لیا ہمارے قتل کی تدبیر پوچھنے آئی تھی اگر ہم آگاہ نہ ہوتے تو ہمسے دریافت
کرتی ہمارے کہنے سے بھاگ گئی ہم نے خبر منگائی تو معلوم ہوا کہ سعد شہر یار کے پہلو
مین بیٹھی ہو شعلۂ جہان نما نے چاہا تھا کہ کچھ کلام کرے شعلۂ آتشخوار نے کمر مین پنجہ
دیا اور لے اُڑی مگر شعلۂ جہان نما نے پکار کر آواز دی کہ ای شہر یار کنیز آپ کی
گرفتار ہوئی اگر ہو سکے تو رہائی کی تدبیر کیجیے گا سعد نے بارہ دری سے نکل کر دیکھا
کہ شعلۂ آتشخوار شعلۂ جہان نما کو لیے ہوے جاتی ہی تیر و کمان نکالی کئی تیر مارے مگر
شعلۂ آتشخوار اسقدر بلند ہو چکی تھی کہ کوئی تیر اُسکے قریب نہ پہونچا سعد نے زانو پر
ہاتھ مارا اور بہت بیقرار ہوے کنیزین رونے لگین کہتی تھین کہ ای شہر یار لوح کو
ملاحظہ کیجیے برائے رہائی ملکہ تشریف لیجائیے ایسا نہ ہو کہ شعلۂ آتشخوار جاتے ہی

ملکہ کو قتل کرے یا جمشید کے پاس روانہ کردے وہ بلاے روزگار ہی دل سے خیر خواہ
جمشید ثانی ہی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بیرون باغ ایک تالاب
ہی اُسکے کنارے پر جاکر لوح کا عکس ڈالو ایک ماہی کلان نکلے گی اُسکو گرفتار کرنا
اسکے بعد جو کچھ معاملہ درپیش ہو بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کرنا سعد شہریار
نکلے باہر آکر دیکھا سامنے تالاب ہی پانی جوش مار رہا ہی ہزارہا مچھلیان شناوری
کر رہی ہین سعد نے قریب جاکر لوح کا عکس پانی مین ڈالا ایک ماہی کلان اُبھری
سعد نے ہاتھ ڈالا ہرچند کہ ہاتھ پڑا مگر مچھلی تڑپ کر غرق ہوگئی سعد نے لوح کو
ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ تم بھی اسمین پھاند پڑو سعد شہریار فورًا تالاب مین پھاندے
دیکھا کہ وہی ماہی کلان ریتی مین تڑپ رہی ہی سعد نے دوڑ کر ہاتھ مارا مچھلی تڑپکر
بلند ہوئی مثل ستارے کے آسمان پر چمکی سعد نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری
تاک کر تیر مارا کہ مچھلی کو توڑ کر پار گذرا مچھلی گری سعد نے بحکم لوح اُسکے خونمین لوح
کو تر کیا اب جو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ جب لوح خون مین تر ہو تو مناسب یہ ہی کہ
اُسی طرح گلے مین ڈال لو پھر تماشاے قدرت پروردگار کرو سعد نے لوح کو گلے
مین ڈال لیا جیسے ہی لوح گلے مین ڈالی ہزارہا طائر صحرا سے پیدا ہوے اور آکر
سعد کو گھیر لیا چاہتے تھے منقار سے غربال کرین سعد تلوار ہلانے لگے طائر قتل
ہونے لگے مگر پیچھا نہین چھوڑتے سعد نے اُس کشاکش مین لوح کو بہ مشکل دیکھا
نوشتہ پایا کہ اِن طائرون مین ایک طائر کلان ہی سب سے زیادہ بلند ہی عکس
اپنا طائرون پر ڈالتا ہی اُسکو تیر سے مارو سعد نے کمان کاندھے سے اُتاری تیر
بحر کمان مین پیوست کیا جیسے ہی سیسر کڑکا وہ طائر بلند ہوگیا تیر نہ پڑا سعد
نے طائرون سے پھر جنگ شروع کی مگر لوح کو نہین ملاحظہ کرسکتے اس زور و
شور سے طائر جنگ کر رہے ہین کہ سانس لینا دشوار ہی ناگاہ دیکھا کہ پہلو سے
اُسی تالاب کے ہزارہا ساحر نکلنے لگے اور آکر حملہ آور ہوے چاہتے ہین بلوہ
کرکے قتل کر ڈالین مگر سعد شہریار اُن سے بھی جنگ کرنے لگے اُنمین سے ایک

ساحر بلند بالا غریو کرتا ہوا نکلا قریب سعد آکر حملہ کیا سعد نے ہاتھ تلوار کا ماردیا
اُس ساحر نے شکم اپنا آگے کردیا شکم پر جو تلوار پڑی شکم اُسکا چاک ہوا تالاب سے
پانی اُبلنے لگا اسقدر پانی اُبلا کہ تمام صحرا عالم آب ہوگیا جتنی زدر سعد کھڑے ہین
اُتنی زمین خشک ہی کہ ایک نہنگ نے پانی سے مُنھ نکالا چاہتا ہی سعد کو نگل جاوٴن سعد
جب تلوار لگاتے ہین تو وہ نہنگ غوطہ مارجاتا ہی جب دو چار مرتبہ ایسا ہی ہوا تو یاد
آیا کہ لوح دیکھون لوح طلسمی گلے سے اُتاری چاہا دیکھون نہنگ مُنھ پھیلائے ہوے سامنے
آیا ایک آواز آئی کہ ای سعد شہریار لوح طلسمی اِسکے مُنھ مین پھینک مارئیے بادشاہ
گھبرائے ہوے تھے اُس صدا کو سمجھ کہ کسی خیرخواہ کی آواز ہی لوح کو پھینک مارا اُس
نہنگ نے دہن مین لوح کو لے لیا اور آواز دی کہ او طلسم کشا مین شعلۂ آتشخوار
دیکھا پانی ندارد شعلہ سامنے کھڑی ہی سعد کے گلے مین لوح محفوظا موجود ہی وہ
ہاتھ تو ان پر نہ ڈال سکی پر پرواز پیدا کرکے نکل گئی اور سعد شہریار اُسی صحرا مین حیران
و پریشان و سرگردان ہین جدھر جاتے ہین عالم آب پھر پلٹ کر اُسی مقام پر آتے ہین مگر
شعلۂ آتشخوار لوح طلسمی لیکر اپنے قصر مین آئی شعلۂ جہان نما کو ایک مکان مین قید
کیا ہی آکر لوح بیٹی کو دکھائی کہا او شوخ دیدہ دیکھ لوح طلسمی مین چھین لائی اب
اُسے جنگل مین گرفتار کرلونگی تجکو اور اُس کو ساتھ قتل کرونگی شعلۂ جہان نما یہ سُنکر
بہت روئی جی مین کہتی ہی کہ اس ظالمہ سے دیکھیے بادشاہ کیونکر بچتے ہین ہزارہا شعبدے
کررہی ہی آخر اس شعبدے مین پھنسے بیشک یہ اُن کو گرفتار کرلے گی مگر شعلہ نے لوح
صندوق مین رکھی ایک ساحر ہی نہنکال جادو افسر اُسکے لشکر کا اُس سے کہا مین تو
فکر گرفتاری طلسم کشا مین جاتی ہون مگر تو کھانا شعلۂ جہان نما کو پہونچا دینا یہ کہکر
شعلۂ آتشخوار چلی گئی مگر نہنکال جادو مدت سے شعلۂ جہان نما پر مائل ہی جس وقت
سے ملکہ قید ہوئی ہین نہنکال کو بڑا قلق تھا اب جو حکم کھانے کا ملا ایک سینی مین کھانا
لیکر قصر مین آیا کہا ای ملکۂ عالم اسے نوش فرمائیے ملکہ نے کہا کہ ای نہنکال مین کھانا
نہ کھاؤنگی مجھپر سراسر تہمت ہی مادر مہربان نے تحقیق نہ کیا اور مجکو قید کردیا ناحق کو میری

بدنامی ہوئی نہنکال نے کہا اگر مجاو قبول کیجیے تو مین آپ کو نکال لے چلون کسی اور ملک مین چل کر رہیے ہم لوگ ساحر ہین جہان جائین سگے وہان قدر ہو گی ملکہ اپنے دل مین سوچین کہ ای شعلۂ جہان نما اس ملازم کی کیا مجال ہی کہ ہم پر ہاتھ ڈال سکے مگر اسکا کہنا قبول کر و چل کر سعد شہریار کی مدد کرو لوح طلسمی اُن کو پہونچاؤ یہ سوچ کر کہا کہ ای نہنکال مین تو یہی چاہتی تھی کہ میری شادی تیرے ساتھ ہو لیکن جو بدنامی بدی تھی وہ ہوئی سامنے جو صندوق رکھا ہی لوح طلسمی اُس مین سے نکال لو اور میری زبان سے سوزن نکال لو مین تمھارے ساتھ نکل چلون ہمین طلسم کشا سے کیا واسطہ ہی جب لوح ہمارے پاس ہو گی تو طلسم کبھی نہ ٹوٹیگا نہنکال عشق مین سرشار ہو رہا تھا قریب صندوق کے آیا چاہا کھولون قفل اُسکا نہ کھلا کہا ای ملکۂ عالم صندوق نہین کھلتا ملکہ نے کہا میری زبان سے سوزن نکال مین کھول لونگی نہنکال نے زبان سے سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی شعلۂ جہان نما نے سحر کیا کہ سب قید ٹوٹ کر گری نہنکال سے کہا چلو تم آگے بڑھو نہنکال تو آگے چلا شعلۂ جہان نما نے آکر سحر کر کے صندوق کھولا لوح کو نکال لیا رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھا اور پر پرواز پیدا کر کے چلی راہ مین نہنکال ملا اُسنے کہا ملکۂ عالم پائین پر چلیے شعلۂ جہان نما نے کہا او مردود ہمارے گھر کا نمکخوار ہو کر ایسی حرکت چاہتا ہی اپنی جان کو غنیمت جان میرے سامنے سے ہٹ جا ورنہ جلا کر خاک کر دونگی نہنکال نے کہا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین بدنام ہو جاؤنگا اب مین سامنے ملکہ کے کس طرح جاؤنگا مجکو اپنا غلام جانیے مین ہمراہ رہونگا ملکہ نے کہا کہ کیون بیہودہ بکتا ہی سامنے سے ہٹ جا نہنکال نے سحر کیا کہ گرفتار کر لون ملکہ نے لوح طلسمی کو چمکا دیا لوح کا عکس جو پڑا نہنکال خاموش ہوا سحر فراموش ہو گیا ملکہ نے چٹکی خاک کی اُسپر ڈالدی نہنکال جل کر خاک ہوا نہنکال کو جلا کر سوچی کہ صحرائے تالاب نما مین چلون شہریار کو لوح دون اُنھین کے ساتھ رہونگی ورنہ نہین معلوم مادر مہربان کیا تدبیر کرین یہ سوچ کر قصد کیا ہی کہ طرف صحرائے تالاب نما کے

چلون کہ سامنے سے شعلہ ہاے آتش بھڑکے دیکھا شعلۂ آتشخوار آتی ہی بیٹی کو جو دیکھا جلگئی
اور لاشۂ نہنکال بھی دیکھا کہ پڑا ہی آواز دی کر او گیسو بریدہ تو نے نہنکال کو مارا
اب مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگی ملکہ گھبرا گئی سحر نہین یاد آتا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑا کہ
مگر شعلۂ آتشخوار نے جو بیٹی کو اس حال مین دیکھا چاہا کڑک کر گرون اس دشمن کو اُٹھاکر
لیجاؤن اب قید نہ کرونگی لیجاتے ہی قتل کرڈالونگی نہین معلوم کیا سوچ کر آئی ہی نہنکال
کو کیا فقرہ دیا یہ سوچ کر قصد گرنے کا کیا بڑے جوش وخروش سے چلی ملکہ کو جلدی مین کچھ
نہ بن پڑا لوح طلسمی جھولی سے نکالی گھبرا کر اُسی کو چمکا دیا لوح کو دیکھکر شعلۂ آتشخوار
گھبرائی پکار کر آواز دی کہ لوح بھی تو نکال لائی خیر سمجھونگی شعلۂ آتشخوار سوچی اگر پاس جاؤنگی
تو جل کر خاک ہو جاؤنگی کہا او گیسو بریدہ جا مین تجھسے سمجھونگی یہ کہکر اپنے قصر مین آئی کنیزون
سے کہا کہ کیون صاحبو تمنے نہ روکا سب نے کہا داری نہنکال نے اُن کی زبان سے سوزن
نکالی وہ قید خانے سے نکلین صندوق کھولنے کے وقت ہمنے کہا تھا کہ واری اسمین تحفۂ
بزرگ ہی آپ کی والدہ رکھ گئی ہین اسکا جواب دیا کہ ہماری مان کا مال ہی ہم دیکھ کے
رکھ دین گے تم لوگ باہر جاؤ ہم لوگ تو باہر گئے نہنکال پہلے ہی جا چکا تھا اُسکے بعد
ملکہ گئین شعلۂ آتشخوار نے کہا کہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگی ابکی مرتبہ گرفتار کرکے
فوراً قتل کرونگی شعلہ تو اس فکر مین ہی کہ کسی طرح شعلۂ جہان نما کو گرفتار کرین مگر ملکہ
بعد جانے مان کے پھر سوچی کہ صحراے تالاب نما مین چلون شہریار کو اُس صحرا سے نکالون
یہ سوچکر چلی مگر سعد بن قباد کو آج دوسرا دن ہی کہ آب ودانہ ممکن نہین ہوا اُس صحرا
مین مارے مارے پھر رہے ہین جدھر جاتے ہین راستہ نہین ملتا آخر تھک کر ایک نخل
کے نیچے بیٹھے عالم یاس مین دعائین کرنے لگے پکارتے تھے کہ اے رب کارساز واے
خالق بے نیاز اس مشکل کو آسان کر نظم

ہست بہرِ حق عبث کردن تلاش وجستجو	شہر شہر و جابجا خانہ بخانہ کو بکو
زانکہ آن محبوب ومطلوب جہان منظورِ خلق	می نماید طالبانِ دیدرا ہر سمت رو
جلوہ گر در جزو وکل ہست آن وجود جزو وکل	در ہمہ ایجاد موجود است ذات پاک ہو

غائب از چشم خدا بینان نمی گردد خدا — رو برو ہر وقت و در ہر حال باشد دو بدو
گاہ از مشرق کند نورش گہ از مغرب ظہور — گاہ اندر شش جہت باشد گہے در چار سو
گاہ آن گلچہرہ از گل مینماید رنگ خویش — گاہ آن غنچہ دہن بخشد ز بوے غنچہ بو
ذکرش از ہر ذکر گردد بر زبان ہا آشکار — گفتگوے او شود ظاہر ز ہر یک گفتگو

اس حیرانی مین بادشاہ بیٹھے ہین مگر سوچ رہے ہین کہ ای سعد اس صحراسے کس طرح نکل سکوگے کہ شعلۂ جہان نما آکر پہونچی سعد کو اس حال مین دیکھ کر گھبرا گئی کہا ای شہریار کیا کیفیت ہی سعد نے کہا لوح طلسمی وہ مکارہ لے گئی اب اس فکر مین بیٹھا ہون کہ اس صحراسے نکاسی کیونکر ہوگی شعلہ نے لوح نکال کر سعد کو پہنا دی سعد شہریار نے جیسے ہی لوح پہنی ہاتھ پاؤن مین طاقت آگئی شعلۂ جہان نما نے عرض کی حضور کے لیے کھانے کی تدبیر کرون سعد نے فرمایا ضرورت تو ہی شعلہ کڑکی اپنے باغ مین پہونچی کچھ کھانا لیا دسترخوان مین لپیٹ کر لے چلی سعد شہریار ایک نخل کے سائے مین بیٹھے ہوے سوچ رہے ہین کہ دیکھیے لوح کیا حکم دیتی ہی کہ شعلۂ جہان نما آکر پہونچی سامنے شاہ کے دسترخوان بچھا دیا بادشاہ نے خاصہ نوش کیا خاصہ کھاتے مین فرمایا کہ ملکہ تم بھی شریک ہو جاؤ شعلہ نے کہا مین کیا خاک کھانا کھاؤن عجب کشاکش مین ہون آج عجب معرکہ ہوا نہنکال مجکو نکال کر لایا مین نے لوح پر بھی قبضہ کیا مین لیکر چلی تھی راہ مین نہنکال نے ایسے کلمے کہے کہ مین تو حضور گھبرا گئی مین نے اُسے جلا دیا اُسی وقت والدہ میری آگئین مجبور وہ سحر مین غالب ہین مگر لوح طلسمی دیکھ کر گھبرائین اور یہ کہ گئین کہ خیر اب جا مگر مین سمجھ لونگی مین خدمت مین حضور کی آئی آپ تو اپنے کو اس صحرا سے نکالیے لیکن شعلۂ آتشخوار بڑی مشکل سے قتل ہوگی اُسکے مکر سے بچیے گا اپنے کو بہت بچاتے رہیے کوئی مکر ہو لوح ضرور بچاتے رہیے سعد نے فرمایا انشاء اللہ تعالے اب ہر مرتبہ لوح دیکھتا رہونگا خدا چاہیگا تو دھوکا نہ کھاؤنگا یہ باتین کر کے شعلۂ جہان نما تو رخصت ہوئی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این عجائبات اسم حاشیۂ لوح پڑھ کر دم کرو اور دستک دو جو کوئی آئے اُسی سے راستہ

پوچھو سعد نے اسم حاشیۂ لوح پڑھا دستک دی گوشۂ صحرا سے ایک ضعیفہ پیدا ہوئی
اُسنے آکر سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ کنیز کو کیون طلب فرمایا ہی بادشاہ نے فرمایا
بڑی بی صاحب تمکو تکلیف دی ہی کہ رہبری کر دیتا کہ مین اس صحرا سے نکلون ضعیفہ نے
کہا تالاب ملاحظہ ہو اُسکے گوشے مین پرچہ پڑا ہی اُسمین سب حال لکھا ہی یہ کہکے وہ ضعیفہ
غائب ہوئی سعد نے دیکھا گوشۂ تالاب مین ایک پرچہ پڑا ہی سعد نے اُسے اُٹھا کر
پڑھا اُسمین تحریر تھا کہ ای فتاح طلسم اگر لوح چھین کر پھر ملے اور راستے کے خواہان ہو
تو خیال کر کے پہلوے تالاب مین دیکھو ایک مارسیاہ بیٹھا ہی تمکو دیکھ کر بھاگیگا جس
مقام پر غائب ہو اُسی مقام پر کھودو ایک نابینا کی قبر ہی لاش اُسکی گلی ہوئی ملیگی اُسپر
لوح کا عکس ڈالنا مردہ آنکھ کھولیگا اُس سے پوچھنا وہ راستہ بتا دیگا سعد نے
گوشے مین آکر مارسیاہ کو دیکھا وہ مارسیاہ بھاگ کے ایک سوراخ مین گھس گیا سعد
نے خنجر سے زمین کھودی دیکھا ایک مردے کے استخوان پڑے ہین جیسے ہی لوح کا عکس
ڈالا استخوان باہم ہوگئے مردے نے آنکھین کھولدین سعد نے پوچھا کہ ای بینائے طلسمی
بتاؤ کہ اس صحرا سے کیونکر نکلین مردے نے ہاتھ اُٹھا دیا اشارہ تھا کہ بائین پر جاؤ
سعد اُس طرف چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک دیو کو دیکھا روتا ہوا آتا ہی سعد کو
دیکھکر قدمون پر گرا عرض کی کہ ای شہریار غلام کو حضور نے پہچانا سعد نے کہا مین نے
کبھی دیکھا بھی نہین دیو نے کہا کہ مین ملازم ملکہ قریشہ سلطان ہون جسدن سے وہ
قید ہوئین میرے کیئے کچھ نہ ہو سکا سحر سے ساحرون کے ناچار تھا ایک صحراے ویران
مین بیٹھ رہا یکایک صحرا مین غلغلہ ہوا کہ حکم خداوند آگیا ملکہ قریشہ سلطان وآسمان پری
کل قتل ہونگی مین رونے لگا اسقدر رویا کہ بیہوش ہوگیا عالم خواب مین ایک بزرگ کو
دیکھا کہ فرماتے ہین ای دیو سیماب جلد روانہ ہو طلسم کشا صحراے پرخار مین آگئے
اُن سے سب کیفیت بیان کر نا وہ فکر کرلین گے یہ کہکر دیو بھاگا سعد شہریار نے کہا کہ
ای دیو سیماب ٹھہر جاؤ مین اپنے کو پہونچاؤنگا جمشید کی کیا مجال ہی کہ ملکہ آسمان پری
و قریشہ سلطان کو قتل کرے بحکم پروردگار زمین ہلا دونگا یہان سے بھی بھاگیگا تم

جاؤ قلعۂ سلاسل پر خبر کرو سلاسل پری فوج لیکر آوین صحرا مین ٹھہرین مین اُن کو
لے لونگا دیو سیماب یہ خبر سُن کر بھاگا طرف قلعۂ سلاسل کے چلا مگر سعد شہریار کا
انتشار بڑھ گیا رہروی کرتے ہوے جاتے ہین ایک شہر ملا کہ ہزارہا کاہ فروش و
ہیزم فروش اندر شہر کے جاتے ہین مگر نگہبان دروازے کے روک رہے ہین ایک
ایک کا نام پوچھتے ہین تب اندر شہر کے جانے دیتے ہین سعد کو بھی خیال آیا کہ مین شہر
مین جاؤن دیکھون یہان کا حاکم کون ہو جیسے ہی دروازے پر آئے نگہبان نے نام پوچھا
بادشاہ نے نام مفصل بتادیا نگہبان نے افسر کو پُکارا کہ افسر صاحب جلد آئیے طلسم کشا
آگئے افسر فوراً آیا قدمون کو سعد کے بوسہ دیا عرض کی کہ مین کئی دن سے منتظر تھا
نہین معلوم حضور کو کہان دیر ہوئی یہ شہر عجائب نما کہلاتا ہو قصر غرائب مین تشریف
لے چلیے سب حال آپ کو معلوم ہو جائیگا کوئی پردہ نہ رہیگا قصر غرائب مین آئینۂ طلسمی
رکھا ہو اُسمین سب حال معلوم ہوگا شعلۂ آتشخوار لشکر گران لیکر گئی ہو سعد اُس
افسر کے ساتھ ہوے افسر باتین کرتا ہوا سعد کو لے چلا شہر مین جو سعد شہریار
داخل ہوے دوکاندار جو دکانون پر بیٹھے ہوے تھے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
جھک کر بادشاہ کو سلام کرنے لگے اور عرض کرتے تھے ہم سب آپ کے مشتاق تھے
شکر ہو کہ آپ تشریف لائے آپ کی زیارت سے مشرف ہوے سعد فرماتے ہین
پروردگار عالم مذہب اسلام کو ترقی عطا کرے اسی وجہ سے مین یہان تک پہونچا
سب دکاندار کلمہ پڑھنے لگے اور دکانون سے اُٹھ کر ساتھ ہوے کہ نوبت ونقارے
کی آواز آئی ایک بادشاہ تخت پر سوار آکر پہونچا جھک کر سلام کیا کہا حضور تشریف
لے چلین قصر غرائب کو آراستہ کر دیا ہو یہ کہکر اُس بادشاہ نے سعد کو تخت پر
سوار کر لیا فوج کو اشارہ کیا نوبت ونقارے بجنے لگے شہنا نواز یہ اشعار گاتے تھے نظم

ہجر مین وصل کا سامان جو مجھے یاد آیا	نالے کرتا ہوا دل تا لب فریاد آیا
بوسۂ لب کے جو لینے کا مزہ یاد آیا	آہ کے ساتھ لبون پر دل ناشاد آیا
پھپے بھی نہ کیے تھے ابھی بلبل نے کہ آہ	دوش پر دام سنبھالے ہوے صیاد آیا

پھر بہار آئی اسیرانِ قفس سے کہدو
ضبط کی فصل گئی موسمِ فریاد آیا

رخصت اے تربتِ مجنون کہ چلے نجد سے ہم
کوچہ اُس غیرتِ لیلی کا ہمین یاد آیا

راہ وحدت ہمین کثرت کی کشاکش مین ملی
ان بتون نے یہ ستایا کہ خدا یاد آیا

خود بنا صورتِ تصویر وہ حیرانی سے
کھینچنے یار کی تصویر جو بہزاد آیا

یار محفل سے نکلوا کے بلانا کیسا
مین نہ مانونگا کوئی اور ستم یاد آیا

آہ کی دل نے ہزبر اشک بھرے آنکھون مین
شامِ غربت کو جو دیکھا تو وطن یاد آیا

وہ بادشاہ زرنثار کرتا ہوا سعد کو اس دھوم سے ساتھ لیے ہوے قریب ایک قصر کے پہونچا دروازے پر چوبدار و یساول و حاجب و دربان ٹہل رہے ہین سعد شہریار کو سب سلام کرنے لگے سعد تخت سے اُترے وہ شاہ سعد کو ساتھ لیے ہوے قصر مین آیا ایک تخت زبرجدی بچھا تھا اُسپر بادشاہ کو بٹھایا ایک آئینہ سامنے لگا دیا عرض کی اب غلام نہین ٹھہر سکتا یہ مقام متبرک ہر آپ ہی کی ذات کے واسطے ہی ہماری کیا مجال ہی کہ ٹھہر سکین حضور لوح کو دیکھ کر آئینے کو ملاحظہ کرین مطلب حاصل ہوگا شاہ تو باہر نکل گیا اپنا نام بتا گیا کہ جب حضور کو ضرورت ہو تو روشن تاجدار کہکر بلا لیجیے گا مین فورًا حاضر ہونگا یہ کہ کے وہ تو چلا گیا سعد شہریار نے اول لوح پر نگاہ ڈالی اُس مین نوشتہ پایا کہ آئینے مین دیکھیے سب حال روشن ہو جائیگا اگر سکندر ہوتا تو وہ آپ کے جلال پر نثار ہوتا سعد ملاحظہ فرما رہے ہین کہ آئینے مین غبار اُٹھا تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا اب جو نگاہ جمائی تو بعد اُس صحرا کے دیکھا کہ ایک قصر سیاہ بنا ہی قصر کے دروازے پر ہزارہا ساحر بیٹھے ہین مگر خاموش یکایک سب اُٹھے اور غلغلہ کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حکم شاہ آتا ہی ایک چوبدار سن رسیدہ آیا اُسنے آکر حکم پہونچایا کہ ہمارے شاہ نے حکم دیا ہی تیار رہو میدان خونی کی تیاری کرو آسمان پری دو قریشہ سلطان قتل ہونگی دیکھین تو کون بچاتا ہی چوبدار تو یہ کہکر روانہ ہو گیا تمام ساحر خوشیان کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ بڑی مشقت سے مہلت پائی رات بھر جاگتے تھے چوکی پہرا دیتے تھے دن کو بھی فرصت نہین پاتے تھے آب و دانہ ترک ہو گیا تھا انجام

بخیر ہوا کہ قیدی قتل ہوتے ہین ہم لوگ اطمینان پائین گے اپنی نوکری پر جائین گے
انعام بھی ملیگا سعد یہ سب آوازین سُن رہے ہین کہ طرف سے دارالامارہ کے گرد اُڑی
نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک ساحر زبردست تخت پر سوار لپشت پر کئی
لاکھ فوج ہی آکر وہ شاہ پہونچا نگہبانون نے سلام کیا شاہ نے کہا کہ تم لوگ مستحق
انعام ہوئے خوب حفاظت کی بعد قتل کے تم کو انعام ملیگا سب دعائین دینے لگے
کہ ای کیہان آسمان سیر تمہاری وجہ سے یہ دن نصیب ہوا کہ بی قریشہ سلطان
و آسمان پری قتل ہوتی ہین ورنہ کسکی مجال تھی کہ ان کو قتل کرتا وہ بادشاہ اُتر پڑا
پھر گردین اُڑنے لگین کوئی پہلوان دس ہزار فوج سے آیا کوئی پچاس ہزار سے
اس دھوم سے دن بھر مین فوجین جمع ہوئین سعد بن قباد دیکھ رہے ہین کہ فوجون
سے تمام صحرا بھرا ہی بڑے بڑے تاجدار ٹہلتے پھرتے ہین شام تک سعد اُس قصر
مین رہے یہی سامان دیکھتے رہے شام کو روشن تاجدار حاضر ہوا عرض کی حضور
نے ہنگامے دیکھے سعد نے فرمایا تمام عالم جمع ہی خدا اُنکی مشکل کو آسان کرے پھر
روشن تاجدار نے کہا اُٹھیے اور تشریف لے چلیے شب تیرہ و تار مین آپ کو راستہ
طے کرنا ہی ایسا نہ ہو کہین راہ فراموش ہو سعد قصر سے نکلے آئینے کو ایک لات ماری
کہ آئینہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آئینے کو توڑ کر جو سعد اُٹھے ہنگامۂ گیر و دار بلند پایا قصر سے
جو باہر نکلے دیکھا سامنے میدان ہی دارین استادہ ہو رہی ہین اور سرہنگ شیر سوار
کہ اس مقام کا حاکم ہی انتظام میدان خونی کر رہا ہی بادشاہ حیران ہوئے کہ یہ بادشاہ
کہا سے آیا مین کس قصر مین تھا کس قصر مین پہونچا یہ کیا شعبدہ ہوا حیران کھڑے
تھے کہ مین کیا تدبیر کرون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک مرکب کوہ سرین وکوہ کفل
زین و لجام سے آراستہ آکر پہونچا اور بادشاہ کے قریب کھڑا ہوا اشارے کرتا ہی
کہ مجھپر سوار ہو جیے بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ سامنے سامان قتل ملکہ
آسمان پری و قریشہ سلطان ہو رہا ہی یہی وقت ہی کہ جا کر شریک جنگ ہو یہ
مضمون دیکھ کر بادشاہ مرکب پر سوار ہوے دیکھا گھوڑا باد رفتار ہی چاہتا ہی

کہ راکب اشارہ کرے تو آسمان پر پہونچون سعد سوار ہوکر طرف صحرا کے چلے لاکھون
ساحر جمع ہین وہ ساحر موسوم بہ سرہنگ شیر سوار طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ یہان کا
حاکم ہو پکار پکار کر کہ رہا ہو کہ آسمان پری و قریشہ سلطان کو لاؤ سیکڑون تاجدار
کھڑے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ ای سرہنگ اگر آسمان پری زوجہ صاحبقران
کو قتل کیا تو کل پردہ قاف پر قبضہ ہوگا سرہنگ کہتا ہو یارو اب کیون گھبراتے ہو
زمانہ برسر یاری ہو اُس شخص کو قتل کرتے ہین جسکی ذات سے سارا فتور ہو اسی نے
صاحبقران کو بلوایا باپ نے اسکے دیوزادون کو بھیجا امیر زخمدار تھے اول مرہم سلیمانی
سے علاج کیا پھر امیر آئے اول دیوزادون کو مارا پھر تو وہ لڑائیان پڑین کہ تمام
پردہ قاف کے شاہزادے اور رئیس زادے ایک طرف تھے حمزہ ایک طرف مگر جس
سرکش سے مقابلہ پڑا وہ ہاتھ سے امیر کے مارا گیا آخر لڑتے بھڑتے طلسم میمونہ مین
پہونچے دیو عفریت ایسا سرہنگ کہ اُسکا خانِ قاف خطاب تھا کیسا کیسا چھپا مگر
امیر کے پاس لوح موجود تھی ڈھونڈھ کر عفریت کو قتل کیا سب سردار ناچار ہوئے
ہر ایک کا یہی قول تھا کہ پردہ قاف تباہ ہوا اب پردہ قاف کی آبادی کا وقت آیا
جا بجا عملداری سامری و جمشید کی ہوگی دیرین جابجا بنینگے تصویرین خداوندکی نصب
ہونگی سب ساحر کہ رہے ہین کہ ای سرہنگ شیر سوار یہ خبر تو تمام عالم مین مشہور
ہو کہ انکو قریشہ سلطان و آسمان پری قتل ہوتی ہین ایسا نہ ہو طلسم کشا کو خبر ہو جائے
سرہنگ نے کہا مین نے وہ انتظام کیا ہو کہ اگر سو طلسم کشا آوین تو قیدی کے قریب
نہ پہونچ سکین سعد گھوڑا اُڑائے ہوے جاتے ہین یہ سب باتین سُن رہے ہین کہ ایک
صحرا مع اُس مجمع آنکھون سے غائب ہوا اب سعد حیران ہوے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین
نوشتہ پایا کہ جس مرکب پر سوار ہو یہ کل راستے طلسم کے جانتا ہو یہ وہین تمھین
پہونچائیگا اب یہ مرکب ہمیشہ زیر ران رہیگا جس راستے کی آپ کو فکر ہوگی اُسی
مقام پر پہونچے گا سعد شہریار کو اطمینان ہوا اُسی صحرا مین آفتاب غروب ہوا
ہرچند کہ پردہ شب حائل ہوا مگر مرکب اُسی طرح چلا جاتا ہو درختونکو صحراؤن کو

طے کرتا ہوا اگر کوئی نخل سامنے آگیا تو اُسے لات ماردی کہ درخت گرا اس طرح پر بادشاہ راستہ طے کرتے ہوے جاتے ہین مگر رات اندھیری صحرا کا سناٹا بقول شاعر فرد
شب تاریک بیم موج گرداب چنین ہائل + کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا +
اس طرح کے اشعار پڑھتے ہوئے جاتے ہین حیران ہین کہ اس اندھیری رات مین یہ مرکب کیونکر پہونچیگا وہان تو دارین استاد ہو رہی تھین جلاد شلنگین لگا رہے تھے یہان سارا دن گذرا رات ہوگئی ایسا نہو دہ لوگ قتل ہو جائین ای کریم و رحیم مجھے وقت پر پہونچانا اور اس بندۂ حقیر کو اُن ظالمون پر ظفر و منصور فرمانا امیر سے شرمندہ نہون نظم

کرد خلاق جہان انسان ترا	ساخت پیدا اشرف الحیوان ترا
مرحمت فرمود از راہ کرم +	پایۂ دین رتبۂ ایمان ترا +
گنج اخلاص و یقین و صدق داد	کرد بخشش دولتِ عرفان ترا
بندگی در بندگان آموختست	کرد کیسر بندۂ احسان ترا
از کمال فضل بر اوج شرف	کرد روشن چون مہِ تابان ترا
مردہ بودی پیش ازین ای حق شناس	حق عنایت کرد جسم و جان ترا
داد علم و فضل و عقل و فہم و ہوش	مرد دانا کرد ای نادان ترا
مفلس و نادار بودی و غریب	داد مولے این ہمہ سامان ترا
حضرتِ خالق مدد از غیب کرد	ہند یا در نظم این دیوان ترا
تا کہ شد تحریر با طرز غریب	در زبانِ پارسی نظم عجیب +

بادشاہ تو اس رنگ مین ہین مگر یہ رات آسمان پری دقریشہ سلطان پر بڑی سخت گذری کہ دمبدم سر ہنگ آتا ہی اور ڈراجاتا ہی کہ اب نہ گھبراؤ مین تمھاری تدبیر کر رہا ہون سب تاجدار جمع ہو چکے ہین دارین استادہ ہین سب تاجدار مشتاق ہین کہ تم قتل ہو تو پردۂ قاف صاف ہو ملکہ قریشہ سلطان جواب دیتی ہین کہ ای دشمنانِ خدا کیون ڈراتے ہو ناحق دھمکاتے ہو رات ہی کو قتل کرو کہ تمھاری خوشی ہو جائے مگر کسکی مجال ہی کہ ہم کو قتل کرے انشاء اللہ تعالے وقت پر ہمارے وارث آجاوینگے

سرہنگ نے کہا ہمنے خود مشتہر کیا ہی آج کی لڑائی یادرہیگی کسکی مجال ہو کہ اس لڑائی
کو جھیلے یا جان پر کھیلے جو آئیگا وہ قتل ہوگا آج ہنگامۂ عام ہی دیکھین تو کون آتا ہی
اور کیونکر تمھین بچاتا ہی جب پہر رات باقی رہی تو سرہنگ اندر آیا کہا ای قریشہ
و آسمان مشتاق رہو کہ اب رات کم باقی ہی آمادۂ مرگ و مہیاے قضا رہو دیکھو
وقت آتا ہی اسی طرح قتل کرون جیسے تمنے پردۂ قاف کی آبرو کھوئی اور سب
رئیسون کو قتل کیا اور کل قاف پر قبضہ کر لیا آج بدلے کا دن ہی جسقدر تمھارے
مطیع و منقاد ہین خاک سر پر اڑا دینگے ہم شیر و بکری کو ایک گھاٹ پانی پلا دینگے
قریشہ سلطان کہتی ہین تم سب ظالم ہو تم کیا عدالت کروگے اگر ہم لوگ قتل ہوے
اور وقت ہماری قضا کا قریب آگیا ہی تو عدالت قاف سے یک قلم اٹھ جائیگی
رعایا سے دریافت کرو کہ کس عدالت سے بسر کی سرہنگ کہتا ہی کہ ای قریشہ
تم لوگ بڑے سرہنگ ہو خیر آج سرہنگی معلوم ہوگی یہ کہکر باہر نکلا تمام تاجدار جمع ہین
فوج آراستہ ہی راستے چہار طرف سے بند ہین فوجون کو جما دیا ہی کہ راستون سے کوئی
نہ آنے پائے قریشہ سلطان نے پکار کر کہا کہ او بیحیاؤ اگر آہنی دیوارین حائل کروگے
تو آنے والے نہ رکینگے جنگ کرتے ہوے پہونچینگے دیکھین انجام کیا ہو جو گذریگی
وہ دیکھوگے مگر سرہنگ نے باہر آکر پھر فوجون کو قاعدے سے جمایا جب فوجین
جم چکین جابجا افسر مقرر کیے ہر ایک کو یہی حکم تھا کہ اگر اس طرف سے دشمن آجائیگا
تو تم گنہگار ہوگے سب عرض کرتے ہین کہ غلام جان و مال سے حاضر ہین وہ جنگ
کرین کہ مسلمانون کے دانت کھٹے کر دین قدم جمنا دشوار ہوگا کبھی ایسی جنگ
نہ ہوئی ہوگی جیسی آج جنگ ہوگی بہت پریشان ہونگے مسلمان امان مانگتے ہوے بھاگینگے
کون آئے گا کون جم کر لڑیگا یہ کہکر سرہنگ تخت پر سوار ہوا فوجین بے حساب ہین
ستارۂ سحری چمک رہا ہی صداے مرغ سحر آرہی ہی سرہنگ نے حکم دیا کہ قیدیان بلا
کو لاؤ چند کس گئے ملکہ قریشہ سلطان و آسمان پری کو حکم دیا کہ باہر چلو چالیس سردار
آسمان پری کے ساتھ ہین آگے آگے چالیسون سردار زنجیرین ہلاتے ہوے آئے تھے

پشت پر آسمان پری جب یہ لوگ باہر نکلے تو جلاد دوڑے ساحر سب جلے ہوئے
ہین نیزے چمکانے لگے غل مچاتے تھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ای شہنشاہ قید خانہ
ہم کو حکم دیجیے کہ ہم ان کو قتل کرین ایک کو زندہ نہ چھوڑین قریشہ سلطان اور ملکہ
آسمان پری نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ سب کافر دشمن جان و تشنۂ خون ہین بیقرار ہو کر
دعائین مانگنے لگین کہ ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر نظم

خداوند ملک جہان کارساز	خدا کار فرما و بندہ نواز
بہر حال دانا و بینا خدا است	نباشد از و ہیچ پوشیدہ راز
ہمیشہ خدا مہربانی کند	در فیض او ہست ہر وقت باز
چو خواہد مگس را ہما میکند	بگنجشک بخشد پر و بال باز
کند اہل افلاس را مالدار	گدا را دہد مسند عز و ناز
بہ بخشد بدریوزہ گر مملکت	کند صاحب ملک و سامان و ساز
کسے را کہ خواند بقرب وصال	رہا سازد از بند زندان آز
دہد دارو درد بیمار را	بہ بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
کند عجز ہر مرد عاجز قبول	پذیرد ز ہر بندہ ناز و نیاز
بہر حیلہ حق کارسازی کند	بہر بندہ بندہ نوازی کند

سرہنگ نے اشارہ کیا کہ ہان انکو دار پر کھینچ دو ایک ساحر نے قریب آکر قصد کیا
کہ قریشہ کو کھینچے قریشہ نے ہتھکڑی ماری کہ سر اسکا پھٹ گیا ہنگامہ ہوا کہ لو یارو دیکھو
غضب دیکھو قیدی نے جلاد کو مار ڈالا یہ کیسے سرہنگ ہین کہ کسی مقام پر نہین رکتے
اس ظلم کو تو دیکھو کہ جلاد کو مار ڈالا اور کچھ خوف نہ کیا ہان یارو ان پر تیرباران کرو
ساٹھ ہزار تیر انداز الگ ہوے ترکشون سے تیر نکالے سب کے آگے سرہنگ
کھڑا ہے کمان کاندھے سے اتار رہا ہے قریشہ سلطان نے بیقرار ہو کر طرف آسمان
کے دیکھا اور عرض کی کہ ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر بلا کہ جو قریشہ سلطان
نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت و نقارے کی آواز

آئی دیکھا کہ نشانہائے زرین و سرداران زرہ پوش گھوڑے چمکاتے ہوئے نمایان ہوئے
کفار حیران ہوئے کہ یہ کون آتا ہی کیا رنگ دکھاتا ہی ہرکارون نے بڑھ کر خبر دی
کہ صاحبقران زمان آپہونچے دیکھا سب کے آگے صاحبقران اشقر پر سوار پشت پر
سرداران نامدار گھوڑا اُڑاتے ہوئے آتے ہین صاحبقران نے دور سے جو دیکھا کہ
قریبتہ سلطان دآسمان پری قتل ہوا چاہتی ہین گھوڑے کو بڑھا کر اپنے نام کا نعرہ
کیا نعرہ امیر سے امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا البستہ شمشیر جار + یکے تیغ صمصام
وقمقام نام + یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام + ین کافران از جہان پاک کرد + سر سرکشان
جملہ در خاک کرد + نعرہ کرکے آگرے سرہنگ چیختا ہی کہ یارو حمزہ کو وہین روک لو
ادھر نہ آنے دو ہرچند فوج نے چاہا روکین مگر صاحبقران کب رُکتے ہین فوراً آکر
گرے تلوار چلنے لگی دوسری طرف سے گرد اُڑی دیکھا کہ رستم پیلتن علمشاہ نوجوان مع
سرداران نامی وپہلوانان گرامی آکر پہونچے مصروف جنگ ہوئے صاحبقران نے
رستم کو عجب شوکت سے دیکھا فرماتے تھے کہ یہ شیر بیشۂ عربستان ہی مگر سرہنگ نے
دیکھا کہ صاحبقران ورستم اس زور وشور سے جنگ کر رہے ہین کہ پرے کے پرے
درہم وبرہم ہوتے ہین جیس غول پر جا کر گرے اُسے پراگندہ کیا علم فوج گرایا پلٹنون
پر جا پڑے رسالون سے بڑھ کر لڑے ہر طرف ہنگامہ ہی صاحبقران کی تلوار بے پناہ
چل رہی ہی کہا انکے حربون کو کون روکے نوشیروان ایسے بادشاہ کو شکست دی
لقا سے ملک باختر لے لیا کوئی ان کا کیا کر سکا اب ان کو کون روکے اور کون ٹوکے
مگر ہان ای تاجدارو چہار جانب سے گھیر لو حمزہ کو زندہ نہ نکلنے دو تمھارے بزرگ انکے
ہاتھ سے مارے گئے مقام غیرت ہی دیکھین کیا کرتے ہو آج مسلمان بھی جان جاوین کہ
اہل طلسم جمشید نے خوب جنگ کی کہ حمزہ بار نہ اُٹھا سکے سب نے عرض کی کہ حضور
بڑھین ہم سب ساتھ ہین وہ رنگ دکھاوین کہ مسلمان اپنی جان سے عاجز ہو جاوین
یہ کہکر سب فوج بڑھی سب تاجدارون نے اپنی فوج کو ترغیب دی کہ ہان یارو وقت
جنگ وجدل ہی تم لوگ بہت زیادہ ہو مسلمان کم ہین آج جرأت دکھاؤ قدم پیچھے نہ ہٹاؤ

بڑی غیرت کی بات ہی کہ غیر ملک سے آدین اور ہم کو ستا دین اور ہم سے کچھ نہ ہو سکے
شرم کا مقام ہی اسی جنگ مین ہمارا نام ہی کل فوجون نے ایک مرتبہ بلوہ کیا امیر نے
فرمایا کہ ای رستم ہوشیار ہو کر لڑو کل فوج نے بلوہ کیا ہی اس بلوے کو روکو ایسا نہ ہو
کہ قیدیون تک یہ بیجیا پہونچ جادین تو باعث خرابی ہی رستم نے مرکب بڑھایا لڑتے ہوے
جاتے تھے کہ پہلو سے نعرہ ہوا منم صفدر رجہانگرد رستم نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک پہلوان
لحیم وشحیم مغرور و متکبر للکارتا ہوا آتا ہی رستم نے للکارا کہ او نامرد سامنے تو آ دور سے
بھبکی بناتا ہی مین اس بھبکی کو کب مانتا ہون سامنے آکر مقابلہ کر تو مین تجکو مزہ چکھاؤن
یہ پہلوان رستم پر جا پڑا تلوار کا وار کیا رستم نے پہلو تہی کر کے خالی دیا اُلجھاوے سے
ہاتھ نکالا نعرہ شیرانہ کیا نعرۂ رستم ؎ ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم
لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + اس طرح پر
نعرہ کوہ شگاف کیا کہ وہ پہلوان کانپ گیا سپر ہاتھ سے چھوٹ پڑی تیغہ کپیتان
جو گرا خود کو تراشتا ہوا تا بہ جگرگاہ پہونچا ہمراہیان پہلوان رستم پر آپڑے رستم
جم کے لڑنے لگے کہ تیسری گرد اُڑی دیکھا ایک جوان گلگون پوش مع فوج بیشمار
گھوڑا اُڑائے ہوے آتا ہی آتے ہی نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران
پُر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرۂ قاسم ؎ ملک قاسم آن
شاہ خاور سپاہ + ز نم تیغ برابر و نیزہ بماہ + ز آب دم تیغ شستم زمین + ہمہ باختر
شد سبز سبز نگین + نعرہ کر کے قاسم بھی آگرے قاسم کو دیکھ کر رستم خوش ہو گئے قاسم
آتے ہی شریک جنگ ہوے کہ چوتھی گرد اُڑی دیکھا ایک جوان نیلم پوش فوج کثیر ہمراہ
مرکب سہ چشمی زیر ران آیا وہین سے نعرہ کیا نعرۂ ایرج ؎ ملک ایرج آن آفتاب منیر +
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + اگر تیغ کین بر کشم از غلاف + تزلزل فتد درمیان مصاف +
ایرج نوجوان بھی نعرہ کر کے گرے جنگ شروع کی مگر سر ہنگ شیر سوار آنے سے
صاحبقران سے گھبرا گیا ساتھ والون سے کہتا ہی کہ مین یہ نہ جانتا تھا کہ اسقدر بلوہ ہوگا
کہ ایک طرف سے لندھور بھی آگرے اور ایک طرف سے مالک کا نعرہ ہوا یہ سب

سردار فرداً فرداً آئے اور باہم جنگ مین مصروف ہوئے قضائے کار ایک دن اور ایک روز
اس لڑائی مین گذرا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی علمہائے زنگاری کے پھر ہرے نمایان ہوئے
آگے آگے سب کے میثاق کوہ گردان اور ایک جانب سردار حسینان اور ایک
جانب بہار اعجاز بیان اور کل شاہزادیان طاؤسان زرین بال پر سوار اس زور
شور سے میثاق آکر پہونچا کہ سرہنگ شیر سوار گھبرا گیا کہا لو یار وغضب ہوا کہ لشکر
طلسم کشا بھی آگیا کیسے کیسے سردار ساتھ ہین کہ جنکے سحر کا کوئی جواب نہین دے سکتا
مگر میثاق کوہ گردان نے بڑھ کر ساحرون کا سحر رد کا آگ برسادی سردار حسینان
نے طرف بحرین کے دیکھا کہا ای بحرین دریا نشین دریا جاری کردو یہ لوگ ڈوبین جو
انجام ہو گا وہ دیکھا جائیگا بحرین نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا دریائے قہار پیدا ہوا
کفار ڈوبنے لگے مگر سرہنگ شیر سوار ساحرون سے کہتا پھرتا ہی یار و سحر کو روکو
ساحر ہر چند روکتے ہین مگر دریا کا زور بڑھتا جاتا ہی جس طرف غرآتا دریا نے
مارا ہزار دو ہزار کو ڈبو دیا ایک طرف سردار حسینان آگ برسا رہی ہی جس پر
آگ گری وہ جل گیا دوسرا دن لڑائی کو گذرا ہی ہر چند سرہنگ فکر کرتا ہی کہ قیدیون
کو قیدخانے مین لیجاؤن قتل موقوف رکھون مگر ممکن نہین ہوتا سرداران اسلام بھی
گھبرا رہے ہین کہ بارہ پہر جنگ کرتے گذرے قیدیون کو نہین رہا کر سکتے لاکھون
ساحر پرے باندھے کھڑے ہین قریشہ سلطان زنجیرین ہلا رہی ہین کہ پھر صحرا سے
گرد اُڑی اس مرتبہ بدیع الزمان بھی آکر پہونچے آتے ہی مصروف جنگ ہوئے
ان کے آتے ہی مالک اور لندھور سے آنکھ ملنے لگی کبھی لندھور بڑھ جاتے ہین
کبھی مالک بڑھتے ہین بدیع الزمان و قاسم آپس مین چشمک کر رہے ہین کبھی
بدیع الزمان بڑھ گئے ایک رسالے کو بھگایا قاسم نے بڑھ کر پلٹن کو شکست دی
اب اسقدر جنگ ہوئی کہ سرداران صاحبقران لڑتے لڑتے عاجز ہوگئے ہین
مگر جس وقت سے فوج سعد بن قباد آئی اُس وقت سے اہل اسلام کو بڑی تسلی
حاصل ہوئی مگر سرہنگ شیر سوار گھبرا گیا بلک بلک کر دعائین مانگ رہا ہی کہ ای

خداوند جمشید ثانی آپ نے آنے کو فرمایا تھا اب بندون کے آپ کا حال ابتر ہو جلد تکلیف فرمائیے یہ جو بیقرار ہو کر سرہنگ نے کہا آسمان پر لکہ ابر سیاہ پیدا ہو آرہا ابر ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے کہ اُن زمزمون سے آواز خداوند خداوندآتی ہو وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ جمشید ثانی آکر پہونچا اسنے دیکھا کہ بلا کی جنگ ہو رہی ہو ساحر سحر بھول گئے بھاگتے پھرتے ہین مگر چونکہ زیادہ ہین جس مقام پر قیدی ہین گھیرے ہوے کھڑے ہین جمشید تخت سے اُترا اور اُتر کر حکم دیا کہ قید آسمان و قریشہ قصر قید خانے مین لیچلو سب ملازم کشان کشان آسمان پری و قریشہ سلطان کو قید خانے مین لے چلے صاحبقران نے ہر چند چاہا کہ روکون مگر جمشید نے ایسی جلدی کی کہ صاحبقران کدو کوشش کرتے رہے قیدیون کو جمشید ثانی نے قید خانے مین داخل کر دیا لاکھون آدمی اپنے مقرر کیے ہر ایک سے یہ کہدیا کہ بہت ہوشیاری سے رہنا یہ کہکر جمشید پلٹا فوج کو اشارہ کیا جمشید کو دیکھکر سب ساحر لڑنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اب تو خداوند موجود ہین اپنی جان دو دریغ نہ کرو اگر مارے جاوینگے تو قدرت جلالینگے بڑے زور و شور سے لڑائی ہو رہی ہی جمشید نے بھی سحر کیا میثاق اور شاہزادیون کے سحر بند ہو گئے بجرین کا دریا بھی غائب ہوا آگ برسنا بھی موقوف ہوئی بہار اعجاز بیان نے جو سحر کیا تھا تو پھول برس رہے تھے یا وہ سب جل گئے اہل اسلام کو جمشید نے سحر کر کے عاجز و مجبور کر دیا ہو ہر چند کہ صاحبقران عالیشان اسم اعظم پڑھ رہے ہین مگر کل لشکر مین آواز نہین پہونچتی جس مقام پر صاحبقران ہین اُس مقام پر جمشید نہین آسکتا اور نہ اُسکا سحر آتا ہو ایک عجب طرح کی خرابی ہو صاحبقران بیقراری مین بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین خواجہ عمرو اشقر سے لپٹے ہوے ہین امیر فرماتے ہین کہ کیون خواجہ تمنے خبر دی تھی کہ قریشہ سلطان و آسمان پری قتل ہوتی ہین اُن کو چل کر بچائیے ہم آکر پہونچے سب سردار بھی آگئے مگر اس جمشید کو کسنے خبر پہونچائی کہ یہ انجام بخیر نہ ہوا قیدیون کی رہائی نہ ہوئی خواجہ عمرو کہتے ہین کہ ای شہریار آپ

بجا فرماتے ہین جس طرح آپ کو خبر ملی اُسی طرح اُسنے بھی خبر سُنی ہوگی لیکن جمشید ثانی نے ایسا سحر کیا ہی کہ طائرون کو اشارہ کیا طائر نے جسکے سر پر چرخ مارا وہ سحر بھولا اور خاموش ہو کر کھڑا ہوگیا میثاق کوہ گردان ایساساحر کہ سحر و ساحری مین بے مثل و بے نظیر ہی خاموش کھڑا ہی اشیاے سحر ہاتھ مین ہین سحر یاد نہین آتا یہی حال شاہزادیونکا ہی بہار اعجاز بیان کہ ساحرۂ زبردست ہی جُھبل جو برسائے تھے وہ سب جل سگئے یہ بھی خاموش کھڑی ہی صاحبقران نے بیقرار ہوکر طرف آسمان کے دیکھا اور دعا کرنے لگے پُکارتے تھے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر

نظم

سعی کن ای طالبِ ذات خدا ہر راہ و سال ٭ تا شوی موصول با مطلوب خود قبل از وصال
گاہ اندر قال کن پیدا کمال اہلِ قول ٭ گاہ نہ پاے ثبات اندر طریق اہل حال
باش قایم چون الف اندر قیام بندگی ٭ کن دوتا پشت اطاعت ہر زمان مانند دال
گاہ از خورشید تابان بین رُخِ دلدار خویش ٭ گاہ از آئینہ بدرو گہ از روے ہلال ٭
محو شو از دل بحسن صوت آن جان جہان ٭ بر فگن از ہر دو جانب پردہ ہاے انفعال
از زمین تا آسمان بہرِ تلاشِ دلربا ٭ ہمچو مرغان در ہواے شوق بکشا پر و بال
کن نظر با چشم حق بین تا ترا اندر جہان ٭ راست و چپ شاہد مقصود بنماید جمال
حاضر و ناظر ببین و پیشت خدا آید نظر ٭ زیر و بالا نور ذات کبریا آید نظر ٭

مگر جمشید داؤ ڈال رہا ہی زیر شجر کھڑا پکار رہا ہی کہ ای مہلیل سحر بند اگر اسم اعظم حمزہ کا بند کرو اس طرح اسنے پکار کر کہا کہ سرہنگ نے بھی سُنا اور زیادہ بلبلایا کہتا ہی لو صاحبو قدرت اسم اعظم حمزہ بند کرتے ہین اسم اعظم بند ہوا اور مسلمانون کا خاتمہ ہی تم لوگ دیکھ رہے ہو کہ حمزہ کس زور و شور سے لڑا اتنی بڑی لڑائی کو خوب سنبھالا اگر قدم حمزہ کا نکل جائے تو ساحرون کو قدرت بیکار کر چکے اب کل کو قتل کرنا چاہیے اگر حمزہ جو اسم اعظم پڑھ رہا ہی سحر کی تاثیر اُس مقام پر نہین ہوتی سردار عرض کرتے ہین اگر حمزہ کا اسم اعظم بند کر لیا تو ایک مرتبہ کے بلوے مین سبکو گرفتار کر لین گے مسلمانون کو مہلت نہ دین گے یہان تو یہ رنگ ہی مگر امیر نے جو

یہ سُنا کہ اسم اعظم بند کرنیکی فکر مین ہی تہ دل سے پکار اُٹھے فروشا ہاز کرم بر من درویش
نگر + بر حال من خستہ و دل ریش نگر + تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا
سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب سلطنت و شہریار اقلیم شوکت و جلالت
شاہزادہ سعد بن قباد والا نژاد مرکب باد رفتار طلسمی پر سوار لباس طلسمی زیب
جسم تیغہ طلسمی کے قبضے پر ہاتھ رات بھر گھوڑا اُڑاتے ہوئے گذری ہی اکثر راستہ
فراموش بھی کیا مگر جہان راہ بھولے کوئی راہگیر مل گیا اُسنے پتہ بتا دیا اُسی نشان
پر آ کر پہونچے دور سے دیکھا کہ سب ساحر ہمارے حیران و پریشان کھڑے ہین
معلوم ہوتا ہی سحر بھول گئے ایک غول مین نور الدہر گھرے ہوئے ہین بدیع و
قاسم ایک مجمع مین گھرے ہوئے ہین ایرج چاہتے ہین کہ اپنے کو نور الدہر سے
آگے بڑھاؤن مگر نور الدہر کے ساتھ وہ سردار ہین کہ بڑھ بڑھ کر لڑ رہے ہین
ایک طرف سرداران ایرج نوجوان کد و کوشش کر رہے ہین مصروف جنگ ہین
بادشاہ نے آتے ہی جو اپنے سردارون کو دیکھا کہ خاموش کھڑے ہین اور تیر
پڑ رہے ہین بدن سے ہر ایک کے خون جاری ہی لوح طلسمی کے عکس ڈالنا
شروع کیے پہلے آتے ہی میثاق کوہ گردان کو بچایا لوح کا عکس ڈالا میثاق
جو سحر سے جمشید کے رہا ہوا غول پر ساحرون کے جا پڑا عاجز ہو رہا تھا اب جو
سحر یاد آیا ماش کے دانون کے چھرے مارنا شروع کیے جب ماش کے دانے مارے
ہزار دو ہزار ساحر گرے بہار اعجاز بیان یا تو خاموش کھڑی تھی یا بادشاہ
نے جو لوح کا عکس ڈالا گریبان کر گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ایک طرف بحرین کھڑی
تھی اسپر بھی لوح کا عکس ڈالا عکس پڑتے ہی حواس درست ہوئے جھلائی ہوئی
تھی ایک دو ہتھڑ زمین پہ مارا کہ دریائے قہار و زخار لطمہ سنج آفت زا جوش مار کر
ظاہر ہوا ہزارون کو ڈبو دیا اب تو جملہ شاہزادیان دلیر ہوئین بادشاہ کو دیکھ کر
سب کے جسم مین جان آگئی لڑائی مین مصروف ہوئین عین گرمی جنگ ہی کہ سعد نے طرف
جمشید کے رُخ کیا جمشید ہر چند روکتا ہی اور چاہتا ہی کہ سعد کو قریب اپنے

نہ آنے دون مگر یہ طلسم کشا ہین کب رُکتے ہین پرون کو درہم و برہم کرتے ہوے
جاتے ہین ہر طرف سے ساحر بڑہ بڑہ کر سحر کر رہے ہین مگر بادشاہ لوح طلسمی کو
گردش دیتے ہوے آتے ہین جس غول مین داخل ہوے ساحر جان بچا بچا کر بھاگتے
ہین جمشید ثانی ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہوا طائرون کو اشارہ کر رہا ہی
مراد یہ ہی کہ طائر سر صاحبقران پر جا کر چرخ مارے یا سر سعد پر چرخ مارے مگر
طائر نہ اِدھر جاتے ہین نہ اُدھر جاتے ہین صاحبقران اسم اعظم پڑہ رہے ہین
بادشاہ لوح کو چرخ دے رہے ہین طائر امیر کی طرف نہین جاتے کہ سعد شہریار
نے سامنے جمشید کے آکر نعرہ کیا نعرۂ سعد ہ منم شاہ شاہان فریدون حشم +
بہار گلستان کاؤس و جم + ہژبر دمان شاہ اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران +
نعرہ کر کے گھوڑا اڑھایا جمشید ثانی غصّے مین بھرا کھڑا ہی سعد کو جو آتے ہوے
دیکھا تلوار کھینچ کر بڑھا کہتا ہوا کہ آج وہ تقدیر کرون کہ زمین ہلا دون بادشاہ
پر وار کیا بادشاہ نے لوح کو ہاتھ مین لیکر تلوار کو تلوار سپر رد کا اُلجھا دے
سے ہاتھ نکال کر لوح کو جو چمکایا جمشید مبہوت ہو گیا سر آگے کر دیا تیغۂ طلسمی
جو پڑا جمشید کا سر زخمی ہوا جمشید نے اپنے کو زمین پر گرا دیا اگر نہ گراتا تو دو
پرکالے ہو جاتے تڑپ کر بھاگا اسکے بھاگتے ہی سرہنگ نے چاہا کہ مین بھی نکل جاؤن
مگر صاحبقران قریب پہونچ چکے تھے تیغۂ عقرب جو چمکا سرہنگ کی آنکھین بند
ہو گئین امیر نے نعرۂ شیرانہ کر کے ہاتھ مارا فردیکے نعرہ زد میر منزل مصاف +
کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف + تیغۂ عقرب جو چمک کر گرا سرہنگ نے سپر سامنے
کر دی لیکن سپر سحر تھی صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوے
سپر کو کاٹ کر تیغہ جو گرا تاج کو سرہنگ کے کاٹا تاج کو کاٹ کر سرہنگ کے
دو پرکالے کیے جمشید تو بھاگ چکا تھا فوج بیدل ہو گئی مگر نگہبانان قید خانہ
قصر کو گھیرے ہوے اُترے ہین جو کوئی چاہتا ہی اُدھر جاوین وہ لوگ بڑھ کے
رد کتے ہین صاحبقران زمان بیقرار ہو رہے ہین نورالدہر سے فرماتے ہین

کہ ای نور نظر آسمان پری و قریشہ سلطان کی قید کو بہت زمانہ ہوا نور الدہر نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو بلوہ کرون سردار سب آمادہ ہین ادھر سے لڑتے ہوے ایرج نوجوان آتے تھے ایرج نے جو یہ ذکر سُنا کہا سبحان اللہ اسمین صلاح و مشورہ کیا جدہ کی رہائی کی تدبیر ضرور ہی ہان بھائی صاحب بڑھیے اُدھر سے بدیع الزمان و قاسم آتے تھے قاسم نے کہا چچا جان آئیے آج امتحان جلالت ہی بدیع الزمان نے کہا صاحبقران بڑھین تو ہم بھی بڑھین ایرج نے ڈپٹکر آواز دی کہ یہ غمزے مجکو پسند نہین آتے نور الدہر نے کہا کہ او تاجر زادے ہمسے بانکپن کی لیتا ہی ایرج نے گھوڑا بڑھا دیا جیسے ہی سامنے پہونچے ساحرون نے سحر کیا گھوڑا رک گیا ہرچند کوڑا کرتے ہین گھوڑا قدم نہین اُٹھاتا نور الدہر نے جو دیکھا کہ ایرج گھوڑے کو مارے ڈالتے ہین کوڑے پر کوڑا مارتے ہین مگر گھوڑا قدم نہین اُٹھاتا نعرہ کرکے بڑھے گلعذار زعفران پوش نور الدہر پہ عاشق ہی صبر نہ آیا بڑھکر موتیون کا مالہ نور الدہر کو پنہا دیا اشارہ کیا کہ بسم اللہ اب جائیے کوئی نہ روکیگا یہ کہکر وہ ساحرہ سحر کرنے لگی جیسے ہی سحر کیا ہزارہا خنجر گرنے لگے اور اُن خنجرون سے کفار قتل ہونے لگے ساحرون مین غل بپا ہوا جب سحر گلعذار سے ہزارہا ساحر مارے گئے سب ساحرون نے مل کر سحر کیا خنجر برسنا موقوف ہوے ایرج کا بھی گھوڑا بڑھا مگر گلعذار عقب مرکب نور الدہر سحر کرتی ہوئی آتی ہی ایک طرف سے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے آتے ہین جس غول مین آکر پہونچے اُسے درہم و برہم کر دیا عین گرمی جنگ ہی صاحبقران بلوہ ساحرونکا دیکھکر بہت پریشان ہین دور سے دیکھ رہے ہین کہ ایرج و نور الدہر لڑتے ہوے جاتے ہین ایک طرف قاسم و بدیع الزمان جنگ رستمانہ کرتے ہوے آتے ہین ایک مقام پر قاسم نے مرکب بڑھایا ایک پہلوان سامنے آیا اُسپر ہاتھ پلارک افراسیابی کا مارا وہ پہلوان سامنے سے بھاگا اُدھر سے بدیع الزمان آتے تھے بدیع الزمان نے ٹوکا اُسنے بدیع الزمان پر وار کیا بدیع الزمان نے وار اُسکا روک کر ہاتھ مارا

کہ اُس پہلوان کے دو ٹکڑے ہوے قاسم کو بہت ناگوار ہوا للکارا کہ او کشتی گیر
اپنی شوکت دکھاتا ہو بدیع الزمان نے کہا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ ای قاسم مجھے
بھائی صاحب کا پاس ہو ورنہ ایک ہاتھ تلوار کا مار دو ٹکا جنگ مغلوبہ ہو رہی ہر
جو جسکے سامنے آگیا مقابلہ پڑا تلوار چل گئی قتل ہوا اُلٹی شکایت کرتے ہو قاسم نے
گھوڑا بڑھایا کہا دیکھون تو آپکی تلوار مین کیسا کاٹ ہو کنارہ دریاے فنا میری تیغ کا
گھاٹ ہو اسکا پانی جسنے پیا وہ واصل جہنم ہوا یہ مجال نہین ہو کہ ہماری تلوار خالی جائے
قاسم تو آتشخو شعلہ مزاج ہین بدیع الزمان پر جا پڑے ہاتھ تلوار کا مارا شانہ
بدیع الزمان کا زخمی ہوا جب بدیع الزمان نے زخم اپنا دیکھا آنکھون کے
نیچے اندھیرا آگیا تیغہ طلسم طہمورث کا ہاتھ قاسم پر مارا قاسم نے وار روک لیا
کہا کیون او کشتی گیر ایکی وار مین خاتمہ ہو مگر اسکا پاس کرتا ہون کہ دادا جان
شکایت کرین گے مشیران سلطنت بھی اسی کے طالب ہین کہ آپس مین فساد ہو
بدیع و قاسم مین تلوار چلنے لگی ایرج نے دور سے دیکھا کہ قبلہ و کعبہ بدیع الزمان
پر جا پڑے بڑھ کر نورالدہر پر ہاتھ مارا ادھر نورالدہر و ایرج مین تلوار
چلنے لگی صاحبقران نے جو دور سے دیکھا کہ چارون جاہل لڑ رہے ہین فوج
کفار کا زور بڑھا نعرہ کیا کہ او جاہلو یہ آپس کی جنگ کیسی ایسا نہ ہو کہ لشکر کو
شکست ہو جائے دیکھو ساحرون نے بلوہ کیا ہو گلعذار نے جو نعرہ صاحبقران
سُنا بڑھ کر خنجر برسائے مگر ملازمان سعد بن قباد مثل میثاق کوہ گردان و
بہار اعجاز بیان و سردار حسینان وغیرہ سحر کرتی ہوئی بڑھین ان لوگون کے
تو سحر قیامت تھے بحرین جادو نے دریاے سحر بنایا یاسمن گلگون پوش نے دریا
کو زور دیا جب سب ڈوبنے لگے تو صاحبقران لڑتے ہوے دروازے پر قیدخانہ
کے پہونچ گئے سعد بن قباد نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو دادا جان کسی آفت مین پھنس جائین
قفل پر مار سیاہ لپٹا ہوا ہو سعد نے آکر لوح کو چمکایا مار سیاہ مردہ ہو کر گرا یہان
وہ وقت ہو کہ ملکہ قریشہ سلطان و آسمان پری رہائی سے مایوس ہو چکی ہین سر جھکائے

بیٹھی ہین آپس مین کہ رہی ہین کہ رہائی ہماری بہت دشوار ہے قریشہ ہنس کر کہتی ہین
کہ ہمارے قبلہ و کعبہ کس زور و شور سے آکر گرے بھائی رستم کس زور و شور سے آئے
بدیع و قاسم و ایرج و نور الدہر کس لطف سے آئے ہین یکایک دروازہ قیدخانے
کا کھلا جمال جہان آرا سے صاحبقران جو آسمان پری نے دیکھا ہنس کر کہا کہ ای
نور نظر لو تمھارے باپ آگئے صاحبقران نے چاہا کہ قیدخانے مین گھس جاؤن
پہلو سے سعد کا نعرہ ہوا نعرہ سعد سے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار
گلستان کاؤس و جم + منم رونق بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران +
قریشہ نے جو سعد بن قباد کو آتے ہوے دیکھا خوشی سے چہرہ سرخ ہو گیا کہا لو
خدا نے فضل کیا طلسم کشا آپہونچے حقیقت مین کس جاہ و جلال سے آئے ہین کفار
کو دم لینا مشکل پڑ گیا سعد بن قباد نے آکر اول آسمان پری کو سلام کیا ملکہ نے
برخوردار کہکر سعد کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای نور نظر خدا تم کو مظفر و منصور کرے
اور یہ طلسم تمھارے ہاتھ سے ٹوٹے تمام دنیا مین مشہور ہو کہ سعد نے وہ طلسم فتح کیا
کہ جس مین لاکھون ساحر تھے ماشاء اللہ تمھاری خوبصورتی کا شہرہ ہے کہ کئی بیبی
شاہزادیان جمال جہان آرا پر مائل ہوئین ای نور نظر مین اُنکو دیکھنا چاہتی ہون
یہ ذکر تھا کہ بہار اعجاز بیان و سردار حسینان وغیرہ لڑتی بھڑتی قیدخانے
مین آئین آسمان پری نے سب کو گلے سے لگایا مگر بہار اعجاز بیان بغور ملکہ
آسمان پری کو دیکھنے لگین قریشہ سلطان نے پوچھا کیون بوا کیا دیکھتی ہو بہار
نے کہا مین یہ دیکھتی ہون کہ کجا پردۂ قاف اور کجا صاحبقران زمان آپ کی
والدۂ ماجدہ بڑی صاحب نصیب ہین کہ یہ سب شاہزادے اُن کے فرزند ہین
اُن کے گرفتار ہوتے ہی چارطرف سے بلوہ کر دیا تمام طلسم مین آشوب ہو گیا
ساحرون کو بھاگتے راستہ نہین ملتا صاحبقران نے قید آسمان پری توڑی
قریشہ سلطان کی جیسے ہی ہتھکڑیان کٹین قید کو توڑ کر پھینک دیا بہار کے ہوش
اُڑ گئے کہا کیا مقام تعجب ہے ملکہ قریشہ نے ہتھکڑیان کٹتے ہی قید کو مانند تار عنکبوت

توڑ ڈالا یہ لطفہ صاحبقران کی تاثیر ہی کسکی مجال ہی کہ اِن سے مقابلہ کرسکے اور تاب مقابلے کی لاسکے سردار حسینان نے کہا تو تعجب نہ کرو یہ وہ صاحبزادی ہین کہ امیر تو پردہ دنیا مین رہے سرداران قاف نے سب طرف سے بلوہ کیا اُس بلوے کا روکنا انھین کا کام تھا کسکی مجال تھی کہ دس دس لاکھ دیوزاد کے بلوے کو روکے جب ساحرون کو معلوم ہوا کہ صاحبقران نے قید خانہ فتح کرلیا اور آسمان پری وقریشہ سلطان رہا ہوئین روتے پیٹتے خاک اُڑاتے ہوے طرف جمشید کے چلے جمشید ثانی جو پلٹ کر خستہ وشکستہ آیا ہی آکر تخت پر گر پڑا شاہزادیان چہار طرف سے آئین جمشید کو گھیر لیا کہا کیون خداوند خیر تو ہی آپ کو بہت منتشر پاتے ہین ہم لوگ گھبراتے ہین جمشید نے کہا لڑائی فتح کر آیا کئی فرزندان صاحبقران میرے ہاتھ سے مارے گئے حمزہ کو بہت ناگوار معلوم ہوا تلوار کھینچ کر مجھپر آپڑے مین ہاتھ سے حمزہ کے زخمی ہوا آخر چلے آنا مناسب تھا دیکھو اب تھوڑی دیر مین خبر فتح آئیگی کہ رونے کی صدا بلند ہوئی شاہزادیون نے کہا یہیے خداوند کچھ لوگ روتے ہوے آئے ہین یقین ہی کہ اُسی جنگ کے بھاگے ہوے ہون کہ وہ لوگ سامنے آئے عرض کی یا خداوند مبارک ہو کہ شکست فاش ہوئی سرہنگ مارا گیا ہم لوگون کو کچھ نہ بن پڑا آخر فرار پر قرار کیا آپ تک آگئے اب جو مناسب ہو وہ کیجیے جمشید نے کہا وہ لشکر بھیجون کہ طلسم کشا کو بھاگتے راستہ نہ ملے بعض نے عرض کی کہ قید خانہ ٹوٹ گیا آسمان پری وقریشہ سلطان نے رہائی پائی یہ سنکر جمشید اُٹھا کہا مین اُن کو نہ جانے دونگا راہ مین جاکر روکونگا یہان صاحبقران قید خانے سے نکلے خواجہ عمرو سامنے سے آئے عرض کی یا امیر مبارک ہو ان لوگون نے رہائی پائی آج تو کچھ دلوائیے قریشہ نے کہا خواجہ قلعۂ گلستان ارم مین چلیے تو ہم خدمتگزاری کرینگے صاحبقران نے آسمان پری وقریشہ سلطان کو تخت پر سوار کرایا چند نرہ ہاے دیو ساتھ کرکے ملکہ آسمان پری کو طرف گلستان ارم کے روانہ کیا خواجہ عمرو بھی ساتھ ہوے اس خیال سے کہ قریشہ نے وعدہ کیا ہی

یقین ہی کہ کچھ نقدی سلے آسمان پری منزل در منزل چلین اُدھر خواجہ عبدالرحمن جنی
لشکر دیوان جمع کرکے قریب قلعۂ سلاسل پہونچ چلے تھے کہ دیو تند کے نے آکر
خبر دی ای وزیر اعظم مبارک ہو کہ آسمان پری نے رہائی پائی تشریف لاتی ہین یہ سُنکر
خواجہ عبدالرحمن نے لشکر کو تیار کیا لشکر کو لیکر بڑھے دو منزلہ کرکے پہونچے
آسمان پری نے جو خبر سُنی کہ خواجہ عبدالرحمن آگئے بارگاہ سلیمانی ساتھ ہی
اُس بارگاہ مین آکر بیٹھین خواجہ عبدالرحمن بھی اُترے ہوے ہین لشکر مین گہما گہمی ہی
کٹورا کھنک رہا ہی دیو ہومان نے جو خبر سُنی کہ ملکہ آسمان پری آتی ہین برائے
استقبال چلا یہ بھی آکر پہونچا اب لشکر آسمان پری مین اور زیادہ رونق ہوئی
اُگر جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی آسمان پر آکر ٹھہرا ایک گولہ مارا کہ لشکر آسمان پری
مین آگ برسنے لگی سب دیوزاد بھاگے جب بارگاہ سلیمانی کیطرف چلا اور چاہا اندر
جاؤن تو بارگاہ سلیمانی سے تیر چلنے لگے جمشید ناچار ہوا کچھ بن نہین پڑتا دیر تک
کھڑا رہا ایک گوشے مین جاکر چھپا قریشہ سلطان و آسمان پری نے خبر سُنی کہ لشکر
مین آگ برس رہی ہی دونون باہر نکل آئین جمشید نے آکر آسمان پری اور
قریشہ سلطان کو گرفتار کیا خواجہ عبدالرحمن زیر تخت چھپے خواجہ نے جلدی
سے گلیم اوڑھ لی کہ ایسا نہ ہو مین گرفتار ہو جاؤن خواجہ عمرو نے جمشید کو پہچانا
سوچ رہے ہین کہ ای عمرو غضب ہوا ان لوگون کو مناسب تھا کہ تا بہ قتل جمشید
ہمراہ طلسم کشا رہتے مگر جمشید نے آسمان پر آکر سحر کیا پھر دیو ہومان اور دیو
سیامک سیاہ اسی طرح کے بارہ سردار پنجے پھینک کر اسنے اُٹھوا لیے ان سبکو
لیکر چلا تخت اُڑاتا ہوا جاتا ہی قیدی سب بیہوش و مدہوش تخت پر پڑے ہین
کسی کو اپنا حال معلوم نہین کہ ہم پر کیا گذری کون ہم کو لیے جاتا ہی مگر خواجہ نے
جب دیکھا کہ جمشید سب کو گرفتار کرکے لیچلا تو گلیم اُتاری نیچے نیچے ابر کے چلے ہر
مقام پر چاہتے ہین کہ کچھ عیاری کرون مگر دل دھڑکتا ہی رُک جاتے ہین کہ لشکر
صاحبقران معلوم ہوا خواجہ عمرو جھپٹ کر آئے صاحبقران سے اطلاع کی

صاحبقران بارگاہ سے نکلے چاہتے تھے کہ جمشید کو رد کون قید آسمان پری و
قریشہ سلطان نہ لیجانے دون مگر جمشید آسمان سے دیکھ رہا تھا کہ حمزہ اور طلسم کشا
راستہ روکے ہوئے کھڑے ہین انتہا کا بلند ہو گیا صاحبقران نے فرمایا خواجہ
اب مین کیا کرون جمشید انتہا کا بلند ہوا اب نہایت مشکل ہی خواجہ عمرو نے کہا مین
جاتا ہون یہ کہکر خواجہ بالباس عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش مین سب کی چلے
خواجہ تو جست و خیز کرتے ہوئے جاتے ہین طرف آسمان کے دیکھتے ہوے کہ جمشید
کبھی ظاہر ہوتا ہی اور کبھی مخفی ہوجاتا ہی ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہرے کہ نوبت دلفگار
کی آواز کان مین آئی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا کہ ایک عیارہ بچی
تخت پر سوار بارہ ہزار کنیزین گاتیان باندھے ہوے تیغ کمر مین حمائل سپرہاے
فولادی پشت پر جست و خیز کرتی ہوئی آتی ہین خواجہ عمرو کی نگاہ جو اُس ظالم پر پڑی
بیقرار ہوگئے کلیجہ تھام لیا ایک فقیر کی شکل بن کر لشکر مین آئے ایک ایک سے پوچھتے
پھرتے ہین کہ یہ لشکر کسکا ہی ایک سپاہی نے کہا کہ یہ لشکر احکام کوہی کا ہی اور یہ
صاحبزادی اُنھین کی ملکہ شمیم سحر نگاہ براے گرفتاری عمرو نکلی ہی صدہا عیار
اِسنے مار ڈالے اس سے مقابلہ کرکے کبھی کوئی بچتا نہین یہ سُنکر عمرو نے ارادہ کیا
لشکر سے نکل جاؤن کہ چند کنیزین دوڑتی ہوئی آئین آتے ہی عمرو پر حلقہ ہاے کمند
مارے خواجہ جست کرکے ایک کمند سے نکلے دوسری کمند مین پھنسے اُن کنیزون نے
عمرو کو گرفتار کر لیا ہر چند خواجہ چیختے ہین کہ ارے مین فقیر ہون لشکر مین بھیک
مانگنے آیا تھا تم سب نے مجھ غریب کو کیون گرفتار کیا کنیزین یہ سُن کر ہنستی ہین
اور کہتی ہین کہ او ساربان زادے ہماری ملکہ کے سامنے کچھ مکر نہ چلیگا جب تو لشکر
مین آیا ہی تو ملکہ نے دور سے دیکھا ہم لوگون سے فرمایا کہ عمرو عیار آگیا اور لشکر
مین پھر رہا ہی بس فوراً ہم لوگون کو حکم دیا کہ عمرو کو گرفتار کرلاؤ یہ سُن کر خواجہ عمرو
خاموش ہوے سمجھے کہ یہ لوگ نادان نہین ہین وہ کنیزین عمرو کو گرفتار کیے ہوے
لے چلین مگر خواجہ عمرو ہر قدم پر جھگڑے ڈالتے ہین فرماتے ہین کہ ارے تم لوگ

مجھپر رحم کرو اور مجھے چھوڑ دو مین تم لوگون کو بہت کچھ دونگا کنیزین کہتی ہین کیا بیہودہ
بکتا ہو بس اب زیادہ باتین نہ بنا ہم تجکو ملکہ کے سامنے لے چلین گے خواجہ عمرو
تو بیقراری کر رہے ہین مگر کنیزین نہین مانتین کہ ایک کنیز سامنے دوڑی ہوئی آئی
کنیزون نے کہا شگوفہ آتی ہو شگوفہ نے پکار کر آواز دی کہ کیون صاحبو ساربان زادہ
کو گرفتار کیا ملکہ یاد فرماتی ہین لاؤ قید عمرو کی مجکو دو لیکر چلون تم بعد آنا ملکہ بہت
خفا ہوتی ہین اور فرماتی ہین کہ ایک وقت جو ہمنے تکلیف نہ کی تو تم لوگون نے دیر کی
ہم گھبرا رہے ہین کنیزون نے کہا کہ کیون شگوفہ تجکو خبر کہان ملی شگوفہ نقلی نے کہا مین
قریب تخت کھڑی تھی پہلے تم سے کہا پھر مجھ سے کہا کہ شگوفہ تو جا کیون دیر لگائی
ہی میرے سامنے لا کہ مین اُسکی کو بے کاری کردون پھر کبھی میرے لشکر مین آنے کا
ارادہ نہ کرے جانتی ہون کہ وہ میری فکر مین نہین آیا راہ مین جاتا تھا لشکر کو دیکھکر
چلا آیا لاؤ قید عمرو کی مجکو دو مین جلد لیجاؤن ملکہ تعجیل فرما رہی ہین یہ کہکر قید عمرو
کی لی اور عمرو کو حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لی بھاگی کنیزون نے دیکھا کہ
شگوفہ طرف جنگل کے جاتی ہی پکار کر کہا کہ ای شگوفہ اُس طرف کہان جاتی ہی شگوفہ
نقلی نے پکار کر نعرہ کیا نعرہ چالاک سہ بہ عیاری من آنم چست و چالاک * بچشم
دشمن اندازم کف خاک * نہ آید باد گرد تیز گامم * خلیفہ اولم چالاک نامم * اُو شگفتلو
مادر مہربان کو آداب عرض کرنا اور کہنا کہ فرزند آپ کا چالاک بن عمرو خواجہ کو
لے گیا عیار بچیان لاکھ دوڑین مگر چالاک مثل ہوا کے بھاگا جنگل مین آکر خواجہ
کو ہوشیار کیا اور قید جسم سے دور کی کہا قبلہ و کعبہ آپ ایسے غافل ہو جاتے ہین
خواجہ عمرو نے کہا کہ ای نور نظر مین تو خبر کو گیا تھا عیار بچیان ٹوٹ پڑین اُنھون
نے گرفتار کر لیا شمیم سحر نگاہ بارہ ہزار عیار بچیان لیکر آئی ہی خدا اُس کے شر سے بچائے
چالاک ایک طرف گیا خواجہ ایک طرف چلے عیار بچیون نے جاکر ملکہ شمیم سے بیان کیا
کہ چالاک آیا تھا وہ عیاری کرکے خواجہ کو لے گیا یہ سُن کر شمیم نے کہا کہ طریقے سے
معلوم ہوتا ہی لشکر اسکا یہان سے قریب ہی جب تو اُس کا بیٹا آیا اِسی مقام پر لشکر

اُتار دو مین گرفتار کرلاؤنگی خواجہ جنگل مین ٹھہرے ہوے تھے اُنھون نے خود دیکھا کہ سب لشکر اُسی مقام پر اُتر پڑا اور شمیم آراستہ ہوکر تلاش مین خواجہ کی نکلی دور سے خواجہ دیکھتے ہین کہ شمیم مثل آہوے وحشی جست وخیز کرتی ہوئی جاتی ہی ہر مقام پر ہوشیار چہار جانب دیکھتی ہوئی ذرا پتہ کھڑکا اور ٹھٹھک لیا ٹھہری خواجہ عمرو آگے بڑھ گئے اپنی صورت کا ایک پتلا بنا کر نخل کی آڑ مین کھڑا کردیا آپ کنارے چھپکر کھڑے ہوے شمیم جو اُس طرف آئی خیال کرکے دیکھا کہ عمرو ایک گوشے مین کھڑا ہی مگر ادھر ہی دیکھ رہا ہی شمیم نے اپنے کو زرغۂ نخلستان مین مخفی کیا اور پشت پر آگے حلقہ ہاے کمند مارے پتلہ ماش کے آٹے کا تھا گرتے گرتے سر الگ ہوگیا شمیم نے کہا کہ یہ کیا معرکہ ہوا کمندون سے سر کٹ کر گر پڑا قریب آکے دیکھا ماش کے آٹے کا پتلہ ہی سوچی کہ عمرو نے عیاری کی کہا کیا واہیات بات ہی ایسے فقرے تو تیری کنیزین کرتی ہین چاہا آگے بڑھون کہ بونڈلا گرد کا اُڑا دیکھا کہ عمرو عیار آتا ہی عمرو نے جو دور سے دیکھا کہ وہ ظالم کھڑی ہی پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان دای آرام دل مشتاقان اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

پوشیدہ خامشی سے بھی راز نہان نہ ہو	کہدے یہ اُس پتے کی جو تجھسے بیان نہ ہو
بیتابی میری تجھسے جو قاصد بیان نہ ہو	دل کو کمر مین رکھ لے اگر کچھ گران نہ ہو
مجھسا بھی عاشقون مین کوئی بے زبان نہو	پوچھے وہ درد دل کو اگر کچھ بیان نہ ہو
قل ہی کہین اُٹھائے سے اُٹھتا نہین کوئی	تیری ہی رہگذر مین ترا ناتوان نہ ہو
حیرت فزا ہی یار کچھ ایسی تری ہنسی	روتے ہوے کی آنکھ سے آنسو روان نہ ہو
بھر شوق دید کو کوئی کس پردے مین چھپائے	جب چھپ سکے نہ آنکھ مین دلمین نہان نہ ہو
خود دیکھتے ہو سینۂ نازک کا تم اُبھار	ہم بھی نگاہ ڈالین جو اُسپر گران نہ ہو
اقرار وصل عاشق کم گو سے کر چکو	اُسکو تو دو زبان کہ جس کے زبان نہ ہو
کیا کہتے ہو یہ تم کہ دکھادو جگر کا گھاو	تیر نگہ کا زخم ہی کیون بے نشان نہ ہو
پھر نا اُس آنکھ کا نہ دکھائے خدا جلال	یہ انحراف کجروی آسمان نہ ہو

عمرو نے جو یہ اشعار پڑھے شمیم نے مسکرا کر کہا کہ او ساربان زادے یہ فقرہ کسی بیوقوف کو دے کہ اپنا عشق ظاہر کرتا ہی مین جس دن پاجاؤنگی فوراً قتل کرونگی یہ کہکر نیمچہ پکڑکے بڑھی برابر وار کر رہی ہی خواجہ کہتے جاتے ہین کہ ای جان جہان ٹھہر جاؤ میرے ہاتھ حمائل گردن ہون تب تم نیمچہ مارو کہ روح کو راحت قلب مین قوت آوے بیقراری مٹ جائے یہ کہکر عمرو بھاگا شمیم نے پیچھا کیا سامنے سے برق و چالاک آتے تھے انھون نے دیکھا کہ اُستاد بھاگے ہوئے آتے ہین اور ایک مہ جبین مثل شعلۂ جوالہ تعاقب مین آتی ہی چالاک نے کہا بھتیا برق تم بڑھکر للکارو کہ قبلہ و کعبہ نکل جاوین برق نے وہین سے نعرہ کیا نعرۂ برق سے نتم برق رفتار و خنجرگزار کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار + تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون + زمانے کا مکار و غدار ہون + کرون سیکڑون کوس کی راہ طی + ارسطو ہے زیبعلم شاگرد ہی + بزیر قدم غرب تا شرق ہی + چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی + شمیم نے جو دیکھا کہ اور ایک شاگرد عمرو کا آتا ہی پکارکر آواز دی کیون ای خواجہ ان شاگردون کے بھروسے پر عیاری کرتے ہو خیر اب تو نکل جاؤ مگر کل آکے گرفتار کرلونگی یہ کہکر برق فرنگی کو دیکھتی ہوئی چلی مگر خواجہ عمرو بھاگ کر لشکر مین آئے بارگاہ صاحبقران مین پہونچے امیر نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون خواجہ کہانسے آتے ہو عمرو نے کہا کہ ای حمزہ میری مدد کرو مین دام زلف مسلسل مین پھنسا ہون وہ صدمات ہین کہ جنکو بیان نہین کرسکتا بقول شاعر فرد مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد + دگر دم درکشم ترسم کہ مغز اُستخوان سوزد + امیر نے پوچھا خواجہ خیر تو ہی خواجہ عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ شمیم سحر نگاہ نامے عیار بچی دختر احکام کو ہی میری گرفتاری کو آئی ہی فکر مین میری پھر رہی ہی اُسپر میری جان جاتی ہی گرفتار ہو گیا تھا مگر چالاک نے چھڑایا اب جاکر برق نے ٹوکا ہی لیکن وہ کسی کی حقیقت نہین جانتی ہر وقت یہی خیال ہی کہ خواجہ کو گرفتار کرون اگر چھپ کر بیٹھتا ہون تو عیاری مین فرق آتا ہی اگر سامنے جاؤنگا تو فوراً گرفتار ہو جاؤنگا ہرچند کہ چالاک و برق سینہ سپر ہین مگر مین اُسکے رنج و ملال کو

نہین چاہتا امیدوار ہون کہ میری مشکین باندھ کر پاس اُسکے بھیجد تیجیے اور کہلا بھیجیے
کہ یہ گنہگار حاضر ہی چاہے قتل کرو چاہے بخشو امیر نے کہا خواجہ مجھسے تو یہ نہ ہوگا کہ
مین تم کو گرفتار کر کے پاس اُس ظالم کے روانہ کرون خواجہ عمرو نے کہا اگر یہ نہ کیجیے گا
تو مین خود جا کر حاضر ہونگا مجھسے صبر نہین ہو سکتا اُس کے شعلۂ حسن نے دل و جگر کو
جلا دیا مجھ سے ضبط نہ ہو سکیگا اس عرصے مین برق تڑپ کر سامنے آیا کہا اُستاد مین
ابھی جا کر اُسکی محفل مین آفت برپا کرتا ہون یہ سُن کر چالاک اپنے مقام سے اُٹھا
دونون تکرار کرتے ہوے چلے مگر برق فرنگی جست و خیز کرتا ہوا لشکر شمیم مین پہونچا
ایک خدمتگار کی شکل بن کر ایک خواص کہ دمبدم اندر جاتی تھی اور باہر آتی تھی برق
نے اُسکو اشارے سے بُلایا خواص نے دیکھا کہ ایک خدمتگار نوجوان مجکو اشارہ سے
بُلا رہا ہی ٹہلتی ہوئی قریب آئی کہا کیون میان خدمتگار کیا کہتے ہو برق نے کہا جنگل مین
ایک تماشا ہو رہا ہی ذرا چل کر دیکھو ایسا تماشا کبھی نہ دیکھا ہوگا ایک سانپ اور
نیولا دونون آپس مین لڑ رہے ہین جب سانپ نیولے پر مُنھ مارتا ہی تو نیولا لڑکھڑاتا
ہوا ایک پیڑ کے نزدیک جاتا ہی جب پتیان اُسکی کھا کر پھر آتا ہی اور سانپ پر حملہ کرتا
ہی خواص نے کہا کہ ارے بیوقوف وہ درخت اکسیر ہی چلو چل کر اُسے اُکھیڑ لین
بڑے کام آئیگا برق اس حیلے سے خواص کو لگا کر لیچلا جنگل مین لا کر اُسکو بیہوش کیا
اُس کی شکل بن کر اُسی کے کپڑے پہنے زیور بھی اُسکا اُتار لیا اور اپنے جسم پر آراستہ کیا
مگر نام اُسکا نہ پوچھا جب ٹہلتا ہوا قریب دروازے کے آیا ایک خواص نے کہا
بُوا گلرخسار کہان گئی تھین برق نے کہا ایک کام کو گئی تھی مگر سمجھ گیا کہ جسکی مین صورت
بنا ہون نام اُسکا گلرخسار ہی جیسے ہی اندر آیا دیکھا احکام کوہی تخت پر بیٹھا ہوا ہی
اور شمیم سحر نگاہ کرسی پر بیٹھی ہی کہہ رہی ہی کہ ساربان زادے کی فکر مین ہون ای والد
نہ گھبرائیے احکام کوہی نے کہا کہ ای نور نظر عمرو بلاے روزگار ہی شمیم نے کہا عمرو
کی کیا حقیقت ہی مگر دو شاگرد اُسکے بلاے روزگار ہین کہ گلرخسار نے آکر سلام کیا
شمیم نے سراپا دیکھا اور پوچھا کہ بُوا گلرخسار کہان سے آتی ہو شمیم نے کہا واری

کیا بیان کرون آج عجب معرکہ گذرا مین پڑی سو رہی تھی عالم خواب مین خداوند کو دیکھا کہ فرماتے ہین کمال علم موسیقی مین نے تجکو دیا مجکو تو ہمیشہ اس علم سے نفرت رہی آپ بخوبی جانتی ہین امید وار ہون امتحان لیجیے کہ ظاہر ہو جائے یہ کہکے بایان کھینچا اور سامنے بیٹھ کر تانین مارنے لگی نظم

گئی فصل بہار گلشن سے ✦ بلبلو اُڑ چلو نشیمن سے
فاتحہ بھی پڑھا نہ تربت پر ✦ جا کے لوٹ آئے میرے مدفن سے
عشق گیسوے بت سے توبہ کی ✦ ہو گیا مومن اب برہمن سے
مجکو کافی تھی قید حلقۂ زلف ✦ بیڑیان کیون بنائین آہن سے
زلف کے پیچ سے نہ رہ غافل ✦ دوستی کر دلا نہ دشمن سے
ہو گریبان کا چاک خاک رفو ✦ تار ہاتھ آئے جب نہ دامن سے
ناز و عشوہ نیا نہین سیکھا ✦ شوخ طرار ہی لڑکپن سے
چھوڑ کر تم اگر گئے تنہا ✦ جی نکل جائیگا مرے تن سے
عاشق سرو قد ہون اس سے ہی پست ✦ نالہ قمری کا میرے شیون سے
ہو گئی دن سے منتظر رعنا ✦ جلوہ دکھلاؤ آ کے چلمن سے

برق فرنگی نے اس طرح تانین مارین کہ شمیم سحر نگاہ تعریفین کرنے لگی کہتی تھی کہ ای گل رخسار حقیقت مین تجھپر خداوند نے عنایت فرمائی تو نظر کردہ ہوئی برق نے کہا اور بہت سے کمال عنایت فرمائے ہین اُن کو بھی ظاہر کرونگی آپ بہت خوش ہونگی شمیم سحر نگاہ نے کہا کہ ای گلرخسار اور کمال بھی ظاہر کرو برق نے کہا مین نے خداوند سے عرض کی کہ ہماری ملکہ براے گرفتاری عمرو آئی ہین فرما دیجیے کہ وہ اُسپر غالب ہون خداوند نے کہا کہ ای گلرخسار شمیم کا مرتبہ تو اعلے ہی تو اُسکی کنیز ہی جس طرح عمرو ساقی گری کرتا ہی اُسی طرح تو بھی ساقی گری کر اس عیاری مین عمرو کو گرفتار کر لینا مین نے پوچھا کہ مجھسے ساقی گری کیونکر ہو سکیگی تو اُنھون نے ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیا اور مجکو ساقی گری تعلیم فرمائی میرے کچھ ذہن مین نہین آیا مگر اب اُس کا

امتحان کرتی ہون میخانے کی کنجی مرحمت فرمایئے مین ساقی گری کرون تو امتحان ہو جائے
شمیم نے کنجی میخانے کی دی برق فرنگی کنجی لیکر میخانے مین آیا پکار کر کہا آج مین ساقی
ہوتی ہون کوئی باقی نہ رہے جسنے یہ سُنا گلابیان اُٹھا کر لیجانے لگا کوئی قرابہ لے گیا
اور کسی نے گلابی لے لی کسی نے بوتل اُٹھالی برق فرنگی نے سب شراب مین بیہوشی
ملائی چالیس پچاس گلابیان مئے ارغوانی سے بھرین کشتی سر پر رکھ کر لیچلا راہ مین جسنے
دیکھا وہ تعریفین کرتا تھا کہ ای ملکہ گلرخسار آج تو تم نے کیا رنگ جمایا ہی سب تمھاری
ساقی گری کے مشتاق ہین ملکہ شمیم کو بڑا اشتیاق ہی یا تو برائے گرفتاری عمرو جانے کو
تھین یا ٹھہر گیئن فرما رہی ہین کہ آج ہماری کنیز نظر کردہ ہوئی فخر کا مقام ہی قدرت
تشریف لائین اور ہماری کنیز کو کمال تعلیم کر جائین کیسی عنایت ہی مین کیون نہ غرور
کرون میری لونڈیون کو یہ مرتبہ ملا برق نے کہا بہت راضی ہونگی ایسا کمال دکھاؤن
کہ سب اہل محفل خوش ہو جائین اور ملکہ بھی شادان ہون یہ سب سے کہکر برق محفل
مین آیا گلابیان رکھ کر ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے کہا کہ ای گلرخسار اگر ہم یہ جانتے کہ تم
نظر کردہ ہو گی تو کچھ اور سکھا دیتے کہ قدرت سے جواب و سوال کرتین شاید اور مطلب
نکل آتا برق نے کہا ملکہ مین نے پوچھ لیا ہی فتح آپ کی ہو گی مطلب اسی سے ہی کہ آپکی
فتح ہو عمرو مارا جائے شاگرد اُسکے گرفتار ہون بعد اسکے حمزہ کو گرفتار کرینگے سرداران
حمزہ کو بھی گرفتار کر لین گے لڑائی کا خاتمہ ہی یہ سب مین نے خداوند سے پوچھ لیا ہی
گلرخسار نے پاؤن مین گھنگھرو باندھے گت ناچنے لگی اور یہ اشعار گانے لگی نظم

یون تنگ میرے دلمین تری آرزو رہی	بلبل رہی قفس مین نہ غنچے مین بو رہی
بے یار دل کی دل مین یہان آرزو رہی	ساقی نہ تھا سبو مین شراب سبو رہی
گھوئے گئے کچھ ایسے تمھاری تلاش مین	مدت تک اپنی آپ ہمین جستجو رہی
جب میری خاک پڑ گئی دامن جھٹک دیا	کتنی تری گلی کی ہوا تند خو رہی +
مانگی تھی میکشون نے دعا مینہ برس گیا	تردامنی کی شکر خدا آبرو رہی
آخر ترا ہی گھر دل مہجور ہو گیا	امید کو نکال کے ای یاس تو رہی

تجنے جو چار پھول چڑھائے تھے قبر پر
جبتک ہوے نہ خشک محبت کی بو رہی

ممنون وصل مین ہوے جوشِ جنون کے ہم
زنجیر زلف یار بھی طوق گلو رہی +

داغ آسمان نے زیر زمین بھی دیے ہین
بنکر چراغ گور تری آرزو رہی +

اندھون کی طرح شب کو ترے انتظار مین
تا صبح سر پٹکتی نگہ چار سو رہی +

کیا ایک آسمان ہی رہا ہمسے برخلاف
تقدیر بھی جلال ہمیشہ عدو رہی

اس طرح برق نے یہ اشعار گائے کہ سب اہل محفل تعریفین کرنے لگے مگر شمیم سحر نگاہ خاموش ہی سراپا کو حیران دیکھ رہی ہی جو کنیزین قریب میٹھی ہین اُن سے کہتی ہی آج تو گلرخسار نے قیامت برپا کی ہی کیا کیا اشعار گا رہی ہی یہ اشعار اسنے کیونکر یاد کیے کنیزون نے عرض کی جب قدرت نے نظر کردہ کیا سب کمال بتادیا شمیم نے کہا کہ صاحبو تم لوگ سچ کہتے ہو مگر ہم مدت سے قدرت کو سجدہ کرتے ہین سوائے یادہ گوئی کے آج تک کوئی کمال نہین سرزد ہوا صاحبو یہ گلرخسار نہین ہی گانے ہی پر اسکے گمان ہوا تھا مگر اب ساقی گری کرنے پر بالکل حال کھل گیا تم لوگ پشت پر جاؤ جب یہ مجکو جام دے تو حلقہ ہاے کمند مارکے گرفتار کرلو مین پہچان لونگی دو کنیزین اُٹھ کر پشت پر آئین مگر برق فرنگی جام سر پر اپنے لیے روبروے شمیم آیا سر جھکایا شمیم نے جام لے لیا کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے پشت پر حلقہ ہاے کمند مارے ہرچند برق نے چاہا کہ بچون مگر نہ بچ سکا گرفتار ہوگیا شمیم نے کہا او مکار تو کون ہی برق نے ہاتھ باندھکر کہا آپ کی کنیز ہون شمیم نے کہا گرم پانی لاؤ گرم پانی آیا شمیم نے برق کا مُنہ دُھلایا رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی کچھ کنیزین براے سیر جنگل مین گئی تھین گلرخسار کو حالت بیہوشی مین اُٹھا لائین شمیم نے جو اُسکو برہنہ دیکھا بہت جھلائی کہا کیون برق فرنگی کنیز کو میری تو نے برہنہ کر ڈالا مین اُستاد کو تیرے ہلاک کردونگی اسکا بدلہ ضرور لونگی تو نے مجکو بہت برہم کیا برق نے کہا اُستانی صاحب مین تو غلام ہون یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح آپکے قدمون تک پہونچون اس حیلے سے آیا اب مجھے کیا خوف ہی مجکو اپنی خدمت مین رکھیے عمرو کو

پکڑ لاؤنگا جس دن سے ہمارا بادشاہ مارا گیا اسی آرزو مین تھا کہ کوئی ایسا مالک ملے
کہ اُسکی اطاعت کر کے مسلمانون کا خاتمہ کردن شمیم نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی مین اِن
فقرون کو نہ مانونگی ارے اس کو سامنے سے لیجاؤ باپ اسکا تخت پر بیٹھا تھا اُسنے
کہا ای نور نظر جلاد کو بُلا کر اس کو قتل کردا اور یا اسکی بات کا اعتبار مانو حقیقت مین فرنگستان
کا یہ رہنے والا ہی رستم و قباد دو دونون فرزندان حمزہ نے جا کر مرزوق فرنگی کو مارا
اگر اس کو اپنے مالک کا خیال ہو تو کیا عجب ہی شمیم نے کہا کہ ای والد نامدار یہ مقدمہ
عیاری ہی آپ اسے کیا جانین یہ نگوڑا فریب کرتا ہی مین اس کے فریب مین کب آتی ہون
ایک کنیز نے بڑھ کر عرض کی کہ واری مین گلِ خسار کی بہن ہون مجکو اُسکا برہنہ آنا
بہت ناگوار ہوا اگر مجکو برق کو دیجیے تو مین لیجا کر کنوئین مین ڈالدون نگوڑا تڑپ
تڑپ کر مرے بچھوے اس کا گوشت کھا جائین یاد تو کریگا کہ عیار بچیو نمین گیا تھا شمیم
نے کہا کہ ای شعلہ عذار لیجاؤ مگر خبردار کنوئین مین ڈال دینا اسپر رحم نہ کرنا یہ لوگ
قدرت کو بُرا کہتے ہین ہمارے نام کے دشمن ہین ہم بھی انکے رہزن ہین اگر یہ مارا جائیگا
تو عمرو کمزور ہو جائیگا شعلہ عذار نے برق کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا دوش
پر لگا کر سامنے شمیم کے کھڑی ہوئی کہا کیون مادر مہربان مین اسکو لیجاؤن آپ کے
خلاف تو نہ ہوگا شمیم نے کہا تو نے مادر مہربان کیون کہا کنیز نے جواب دیا کہ میرے
قبلہ و کعبہ آپ پر عاشق ہین آپ سے جلکی بسوائین گے اور کنیزون سے کہا کہ میری
پشت پر سے ہٹو یہ کہکر نعرہ کیا نعرہ چالاک ؎ بہ عیاری من آنم جست و چالاک
بچشم دشمن اندازم کفِ خاک + نہ آید باد گرد تیز گامم + خلیفہ اولم چالاک نامم +
پشتارہ لیکر جست کی ایک کنیز نے روکا اُس کو خنجر مارا اکثی کنیزون کو زخمی کر کے نکل گیا
کنیزین پیچھے چلین گلنار نامے وزیرزادی یہ کہکر اُٹھی کہ مین ابھی جا کر اسکو لاتی ہون
سب کنیزین جا کر پلٹ آئین مگر گلنار نے تعاقب نہ چھوڑا جنگل مین آکر چالاک نے
برق کو ہوشیار کر کے رہا کیا اور آپ ایک زرغے مین آکر بیٹھا کمندین بچھا کر خس پوش
کردین کہ گلنار جست و خیز کرتی ہوئی قریب کمندون کے آئی جب قریب کمندو کے

پہونچی تو دل دھڑکا رُک گئی پکار کر آواز دی کہ او نا عیار کہان چھپ کر بیٹھا ہی مین نے
تجکو دیکھ لیا چالاک سمجھا کہ مجکو دیکھ لیا ہی ایسا نہ ہو آپڑے بے اختیار زیر درخت مین
سے نکل پڑا گلنار سے نیچے چلنے لگا چالاک نے لڑتے لڑتے کہا لو غضب ہوا ملکہ شمیم
آگئین گلنار پلٹی چالاک نے کمند مار کر گلنار کو گرفتار کیا اب اپنی صورت پر
گلنار کو بنایا اور آپ بشکل گلنار بنا پشتارہ لیکر چلا یہان شمیم کہ رہی ہی کہ یقین
ہی گلنار خالی نہ پلٹے گی ضرور اُس مفسد کو لائیگی کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا
گلنار پشتارہ بدوش آتی ہی بے اختیار خوش ہو گئی کہا دیکھو صاحب میری وزیرزادی
نے کیا کار نمایان کیا گلنار نقلی نے پشتارہ لاکر ڈالدیا کہا حضور یہ مفتری حاضر
ہی شمیم نے کہا اس کو ستون سے باندھو اور ہوشیار کرو کہ اپنے حال زار کو دیکھے
چالاک نے گلنار کو فوراً ستون سے باندھ دیا اور کوڑا لیکر کھڑا ہوا گلنار کی جو
آنکھ کھلی دیکھا ملکہ سامنے بیٹھی ہین اور مین بندھی ہون چاہا کہ بولون مگر گلے مین گیند
عیاری کا ہی غین غین کرنے لگی چالاک نے کہا لو اور دیکھو نگوڑے نے اپنے کو گونگا
بنایا ہی ان فقرون سے جان نہ بچیگی شمیم سحر نگاہ نے کہا کہ ای گلنار اسکا سر کاٹ لے
اب کیون دیر کرتی ہی گلنار نقلی نے کہا ذرا اپنی مصیبت تو دیکھ لے اور دل کو اسکے
یقین ہو کہ اب زندہ نہ بچونگا پھر گلنار یعنی چالاک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم میرے نزدیک
تو یہ بہتر ہی کہ اس کو لیجاکر درۂ کوہ مین قید کرون اُس درے مین ماران سیاہ اور
کژدمان ہولناک رہتے ہین خوب اسکو ڈنک مارین گے کہ یہ بھی یاد کرے کہ ہم نے
عیار بچیون سے کیا سلوک کیا تھا اُسکا بدلہ ملا بدن تو اسکا غربال ہو اور جو اس کے
بھائی بند باقی ہون اُن کو خوف ہو کہ اگر ہم عیاری کرین گے تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا
اور ساربان زادہ بھاگ جاوے ہم لوگون کے مقابلے مین نہ آئے شمیم نے کہا کہ اگر
درۂ کوہ مین مار و عقرب ہین تو اس کو لیجاکر وہان ڈالدو گلنار نقلی نے چاہا پشتارہ
باندھون کہ گلنار نے بحسرت طرف شمیم کے دیکھا اور اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا
شمیم نے ایک کنیز سے کہا کہ دیکھ تو اسکی گردن کیون پھولی ہی ٹھہر جاؤ ابھی نہ لیجاؤ مین

سمجھ تو لون یہ کیا معرکہ ہی مجھے وحشت ہوتی ہی کہ یہ کیا طلسم ہی کنیز نے بڑھ کر گلنار کا مُنھ
دُھولکر گیند نکالا جیسے ہی گیند نکالا گلنار نے چلا کر کہا کہ واری مین گلنار ہون اور یہ
چالاک میری شکل پر کھڑا ہی چالاک نے ایک قہقہہ مارا کہا لیجیے حضور مین چالاک
ہون اور یہ گلنار ہی کیا صورت دیکھنے والے نہ دیکھین گے شمیم کو ذرا شک ہوا تھا
کہ شاید ایسا ہی ہو چالاک نے کہا حضور ایک کام کرین مجکو اور اسکو قتل کر ڈالیے
ایک دشمن کے ساتھ ایک دوست بھی قتل ہو جائے مگر آپ عمرو پر کسی طرح غالب ہون
حضور مین جو لشکر مسلمانان مین گئی تو یہی ذکر سُنا کہ عمرو بے مثل و بے نظیر ہی اُس پہ
عیاری کرکے کوئی غالب نہین ہوا ملکہ شمیم کو بھی زیر کر لیگا شمیم نے گلنار نقلی سے
کہا جو تم نے تجویز کیا ہی وہ بہتر ہی اسکو لیجا کر درۂ کوہ مین قید کرو گلنار اصلی چیخی
کہ حضور مین وہان زندہ نہ رہونگی گرم پانی سے میرا مُنھ دُھلوائیے تب آپ کو ثابت
ہوگا کہ مین کون ہون اور یہ کون ہی شمیم نے کہا کہ ارے گرم پانی لاؤ یہ سچ کہتی ہی اسکا
مُنھ دُھلاؤ چالاک یہ کہکر دوڑا کہ مین گرم پانی لاتی ہون باہر خیمے سے نکل کر نعرہ کیا
کہ والدۂ ماجدہ یہ دھوکا بھی یاد رکھنا کہ کیسا تم کو پریشان کیا انھین جھگڑو نہین رہوگی
بہتر یہ ہی کہ خدمت مین قبلہ و کعبہ کی چلی آؤ ہم ایسے فرزند تمھاری اطاعت کرین گے
یہ کہکر چالاک بھاگا کنیزون نے قصد کیا پیچھا کرین شمیم نے منع کیا کہ اسکے پیچھے نجاؤ
کس بلا کے یہ عیار ہین کیا کیا دُھوکے دیتے ہین مگر مین عمرو کو گرفتار کرکے لاتی ہون
جب اُس کو قتل کرونگی تب یہ لوگ دبین گے اور میرے مقابلے سے بھاگین گے ابھی تو
اپنا زور و شور دکھا رہے ہین جب اِن کا اُستاد قتل ہو جائیگا تب مقابلے سے بھاگین گے
مین جب گئی راہ مین فتور پڑا الٹ آئی مگر ابکی مرتبہ جاکر آفت برپا کرونگی یہ کہکر گلنار
کو کھولا جب مُنھ دُھلایا تو واقعی گلنار تھی گلنار رونے لگی کہا واری مین تعاقب
مین جاکر اس آفت مین پھنسی شمیم نے کہا کیون گھبراتی ہی مین خاتمہ کیے دیتی ہون جاکر
حمزہ یا عمرو کو لاتی ہون یہ کہکر بالباس عیاری سے آراستہ ہوکر چلی صورت بدل لی
ایک ضعیفہ کی شکل پر جاتی ہی جب کنارے پر لشکر کے پہونچی تو دریافت کیا کہ صاحبقران

کس بارگاہ مین ہین معلوم ہوا کہ بارگاہ سلیمانی مین تشریف رکھتے ہین شمیم گرد بارگاہ
پھرنے لگی ناگاہ صاحبقران برآمد ہوے اُس ضعیفہ نے آکر سلام کیا گڑگڑا کر کہا
کہ ای شہریار یہ ضعیفہ بجھ کون مرتی ہی آپ کا نام سُن کر آئی ہون امیدوار ہون کچھ ایسا
مرحمت ہو کہ فاقہ کشی سے چھوٹون صاحبقران نے جیب مین ہاتھ ڈالا چند اشرفیان
نکالین دینے لگے ضعیفہ نے کہا حضور کا فیض و سخا بہت زیادہ ہی امیدوار ہون میرے
ساتھ چلیے میرے شوہر نے درۂ کوہ مین خزانہ دفن کیا ہی مین اُسکی وارث ہون وہ بھی
مجکو دلوا دیجیے خوب زندگی بھر چین کرون صاحبقران ضعیفہ کے ساتھ ہوے
صحرا مین آکر پوچھا کچھ خزانے کا نشان بھی ہی ضعیفہ بولی کہ یہ سامنے درۂ کوہ ہی قریب
اُسکے نخل ہی اُسی مقام پر سُنتی ہون کہ شوہر نے میرے دفن کیا تھا حضور اپنے دست
حق پرست سے کھودین کیا عجب ہی خزانہ نکل آئے صاحبقران خنجر کمر سے نکالکر زمین
کھودنے پر آمادہ ہوے خنجر زمین پر مارا تھوڑی گرد اُڑی کہ صاحبقران زبان کے
منھ پر پڑی اُس گرد مین بیہوشی ملی ہوئی تھی صاحبقران بیہوش ہو کر گرے شمیم بڑھی
کہ صاحبقران کو گرفتار کر کے لیجاؤن کہ سامنے سے برق فرنگی پیدا ہوا دور سے
دیکھا کہ صاحبقران بیہوش پڑے ہین شمیم گرفتار کیا چاہتی ہی وہین سے نعرہ کیا
کہ اُستانی صاحب ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ بہت ذلیل کرونگا منم مہتر برق فرنگی
شاگرد رشید خواجہ عمرو شمیم صاحبقران کو چھوڑ کر بھاگی برق نے پیچھا نہ کیا
آکر صاحبقران کو ہوشیار کردیا برق کو دیکھ کر صاحبقران نے فرمایا کہ ای
مہتر والا گُہر وہ ضعیفہ کہان گئی برق نے کہا وہ شمیم سحر نگاہ تھی حضور کو گرفتار
کرنے آئی تھی مگر غلام آپ کا آگیا بھاگ گئی مین اُس کے لشکر مین جاکر تلاطم کرتا ہون
برق صاحبقران کو لشکر مین پہونچا کر طرف لشکر شمیم کے بھاگا شمیم بھاگ کے
ایک نخل کے نیچے آکر ٹھہری ہی کہ ایک طائر نے نخل پر آواز دی ای ملکہ شمیم
کیون گھبرائی ہوئی ہو مین تمھاری مدد کو آپہونچی شمیم نے سر اُٹھا کر دیکھا بالور مثل
انسان کے باتین کر رہا ہی شمیم نے گھبرا کر کہا مین کیونکر تمکو پہچانون کہ تم کون ہو وہ

طائر زمین پر گرا غلطاں مارکر ایک ساحرہ کی شکل بن گیا کہا ملکہ اب تو پہچانا مین ہون
نسرین جادو تم سے بہنا پا کیا تھا جب تمھارے گھر پر گئی تو خبر سُنی کہ براے مقابلۂ عمرو
گئی ہین مجکو چین نہ آیا تلاش کرتی پھرتی تھی شکر خداوند جمشید ثانی کہ تم کو بخیر و خوبی
پایا اب جو کہو وہ کرون شمیم نے کہا ای ہمشیرہ ایک احسان ہی اگر وہ کرو تو مین ممنون
احسان ہونگی یا عمرو کو یا حمزہ کو گرفتار کر لاؤ پھر شمیم نے کہا کہ ای نسرین حمزہ مالک
اسم الٰہی ہی اُسیر سمجھ کر ہاتھ ڈالنا مگر عمرو کو لے آؤ کہ مین اُسکو قتل کرون تو دل سے
در وجائے اُسکے شاگرد نے مجھے بڑا رنج دیا کس تدبیر سے حمزہ کو لگا کر لائی تھی
اس وقت بھی نگوڑا برق پہونچ گیا مین آخر بھاگی تُو انسرین نہایت ہوشیار رہنا
نسرین نے کہا مین اب تم سے رخصت ہوتی ہون عمرو کو لیکر آتی ہون وعدہ
کرکے نسرین چلی لشکر اسلام مین آئی فقیرنی بن کر پھرنے لگی ایک ایک سے
پوچھتی ہی کہ عمرو کہان رہتا ہی جسنے سُنا ہنس کر جواب دیا کہ بڑی بی صاحب
اُن سے کیا کام ہی بڑھیا چلی جاتی ہی کام نہین بتاتی اُدھر سے میثاق کوہ گردان
آتا تھا لوگون نے اُس سے کہا کہ دیر سے یہ ضعیفہ لشکر مین پھر رہی ہی اور مقام سکونت
خواجہ عمرو پوچھتی ہی میثاق نے بڑھ کر پکارا کہ بڑی بی صاحب ٹھہر جاؤ جو تمھاری
خواہش ہی مین بتا دونگا جس وقت عمرو کو پا جاؤگی بہت خوش ہوگی نسرین
ٹھہر گئی میثاق نے قریب آکر ہاتھ تھام لیا اور کہا بڑی بی صاحب صاف صاف
کہو کہ تم کون ہو کیون عمرو کو پوچھتی ہو عمرو سے کیا کام ہی بڑھیا نے کہا کوئی
شہنشاہ اوج عیاری ہین اُن کی معرفت حمزہ سے انعام لونگی بادشاہ اسلام لڑتے
بھڑتے یہان تک آئے اُن کی بھی زیارت سے مشرف ہونگی وہ بھی کچھ عنایت کرینگے
میثاق نے چٹکی خاک کی زمین سے اُٹھا کر بڑھیا پر ڈال دی جیسے ہی خاک پڑی
ضعیفہ کی صورت تبدیل ہو گئی میثاق نے دیکھا ایک ساحرہ مکارہ بالون کی
لٹین لٹکی ہوئین آدھی ساری باندھے ہوے آدھی اوڑھے ہوے بائین ہاتھ پر
جھولا سحر کی میثاق نے تلوار کھینچی کہا سچ بتا کہ تو کون ہی نسرین نے گڑگڑا کر کہا

مین ایک ساحرہ ہون شمیم سے بہنا پا ہر اُس سے وعدہ کرکے آئی ہون کہ مین عمرو کو لاتی ہون میثاق نے مُنھ پر نسرین کے ہاتھ پھیرا اور کہا جاؤ شمیم کا سر کاٹ لاؤ یہ سُنکر نسرین نے کہا ابھی جاکر لاتی ہون یہ کہکر جھومنے لگی اور جھومتی ہوئی چلی شمیم اپنی بارگاہ مین بیٹھی کہہ رہی ہو کہ اب عمرو گرفتار ہو کے آتا ہوگا اگر مین منع بھی کرون تو تم لوگ نہ ماننا فوراً اُسے قتل کرنا سُنتی ہون جو کچھ عمرو امیر کو صلاح دیتا ہو امیر اُسے منظور کرتے ہین اور اُسی کے مشورے پر کام کرتے ہین اگر آج عمرو قتل ہوگیا تو کوئی صلاح کار امیر کا نہ رہیگا پھر امیر کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہو یہ باتین تھین کہ یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا فریاد و الغیاث کی صدا بلند ہوئی شمیم نے گھبرا کر کہا ارے صاحبو دیکھو تو کنیزین دوڑین باہر آکر دیکھا ایک جادوگرنی لشکر کو تباہ کرتی پھرتی ہو کنیزون نے آکر شمیم سے کہا کہ ایک ساحرہ اس شکل اور اس صورت کی لشکر کو تباہ و برباد کر رہی ہو کئی ہزار آدمی مار چکی ہو لاشے تڑپ رہے ہین شمیم نے کہا بڑا غدر ہو دیکھیے کیا انجام ہوتا ہو نسرین پر کسی نے سحر کردیا کہ اُسکا قلب اُلٹ گیا اسی وجہ سے ہمارے لشکر کو قتل کر رہی ہو پلٹ کر عیار بچیون کو اشارہ کیا کہ اسکو دھوکے سے گرفتار کرلو چند کنیزین شمیم سے رخصت ہوکر سامنے نسرین کے آئین ایک نے للکارا کہ ارے کیون شامتین آئی ہین گرفتار ہو کے ذلت پائیگی سر نہ اُٹھا سکیگی نسرین نے جھولی پر ہاتھ ڈالا چاہا اسباب سحر نکالون اور سحر کرون کہ چند کنیزون نے پشت پر سے آکر کمندین مارین اور بیہوشی اُڑادی کہ نسرین گر کر بیہوش ہوئی کنیزون نے زبان مین سوزن دی اور مشکین باندھ کر سامنے شمیم کے لائین شمیم نے حکم دیا کہ اس کو لیجاکر قید کرو کنیزون نے لیجاکر قید کیا مگر نسرین زنجیرین ہلا رہی ہو اور یہ اشعار عاشقانہ ورد زبان ہین نظم

جو کچھ ہم دلسے کہتے ہین وہ غمخوارونکی باتین ہین	مگر دلکی تمھارے ہی طرفدارونکی باتین ہین
دعائے مرگ پر کہتا شب غم اور کوئی آمین	درونکی ہین یہ آوازین یہ دیوارونکی باتین ہین
نہین معلوم ہمسے عشق مین جو عقل کہتی ہو	یہ دیوانونکی باتین ہین کہ ہشیارونکی باتین ہین

جلال اچھا طریقہ ہی اطاعت پیر میکش کی		نچانا قول واعظ پر کہ یہ یاروں کی باتین ہین

جنون خیز و وحشت انگیز باتین کر رہی ہی زبان مین جو سوزن ہی تڑپ رہی ہی چھوڑ دو نہین
جاننا برق پھرتا پھراتا اپنے لشکر مین آیا سُنا کہ ایک ساحرہ آئی تھی میثاق کو وہ گردان
نے اُس کو دیوانہ کر دیا جست و خیز کرتا ہوا لشکر سے نکلا لشکر تعمیم مین آیا جا بجا یہی
ذکر ہو رہے ہین کہ نسرین جادو کو اگر ملکۂ عالم نہ گرفتار کرالیتین تو تمام لشکر کو تباہ و
برباد کر دیتی ملکہ نے خوب تدبیر کی گرفتار کر کے قید کیا فلان خیمے مین قید ہی برق ایک
کنیز کی شکل بن کر چلا در خیمہ پر آیا نگہبانون نے پوچھا کہ بی گلزار کہان سے آتی ہو برق
نے کہا کہ مین جا کر نسرین کو سمجھاؤن شاید راہ پر آجائے نگہبانون نے کہا اُس سے
الگ رہنا برق نے کہا ہم خوب سمجھتے ہین سمجھ کر کلام کرین گے یہ کہتا ہوا اندر
آیا دیکھا نسرین جادو خاک اُڑا رہی ہی غل مچاتی ہی برق فرنگی نے آکر سلام کیا
کہا ای نسرین اس غلام کو پہچانا نسرین نے کہا مین نہین سمجھی برق نے اپنے نام کا
نعرہ چپکے سے کیا کہ ؎ منم برق رفتار و خنجر گزار + کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار + تڑپنے
مین مین برق رفتار ہون + زمانے کا مکار و غدار ہون + کرون سیکڑون کوس کی
راہ طی + ارسطوے ذیعلم شاگرد ہی + بزیر قدم غرب ہی شرق ہی + چھلاوہ ہون مین
نام بھی برق ہی + یہ کہہ کے چاہا سوزن زبان سے نسرین کی کھینچون پھر کچھ سوچ کر
کہا ای ملکہ نسرین اُستاد نے کہا ہی کہ تم تو ہماری گرفتاری کو آئی تھین ہم تمکو
رہا کراتے ہین احسان ماننا نسرین نے کہا کہ ای برق نامدار اگر مجکو رہا کر دو تو لشکر
تعمیم کو تباہ کر دون کوئی عیار بھی زندہ نہ بچے مجکو میثاق نے حکم دیا ہی مین اُسکے
حکم کی پابند ہون برق نے بڑھ کر زبان سے نسرین کی سوزن نکالی سوزن کے
نکلتے ہی نسرین نے سحر کیا سب قید آہن ٹوٹ کر گری قصد کیا کہ چمک کر بلند ہون
برق نے کہا ملکہ مین نکل جاؤن نسرین نے کہا ای برق تم باہر سے جا کر تماشا دیکھو
برق تڑپ کر باہر آیا نگہبانون سے باتین کرنے لگا کہ نسرین خیمے سے نکلی نکلتے ہی
جھولی پر ہاتھ ڈالا مٹھا مٹھ کے دانون کا نکالا نگہبانون پر مارا کئی سو نگہبان جلکر

گرے اب جست کرکے لشکر پر پہونچی اور سحر کرنے لگی جب ہزار دو ہزار قتل ہوے
اور ہلڑ ہوا کہ ملکہ شمیم دوڑو شمیم باہر نکل آئی دیکھا کہ نسرین لڑ رہی ہی تلوارین
برسا دی ہین شمیم نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ قریب اس کے نہ جاؤ دور سے تیر
مارو کنیزین تیر مارنے لگین نسرین جدھر مُنھ پھیرتی ہی پشت پر سے تیر پڑتے ہین
جب دس مین تیر پڑ گئے تمام جسم غربال ہوا سُست ہو کے گری ایک کنیز نے
بڑھ کر تیغچہ مارا کہ سر نسرین کا جدا ہو گیا مرتے ہی نسرین کے تلوارین برسنا
موقوف ہوئین اب جو شمار کیا تو کئی ہزار آدمی قتل ہو چکے تھے شمیم نے کہا ارے
یہ کیونکر رہا ہوئی کسی نے کہدیا کہ ایک کنیز آپ کی گئی اُسنے یہ فتور برپا کیا کہا دیکھو
وہ کنیز کہان گئی ایک نے کہا پشت پر آپ کے کھڑی ہی شمیم نے پلٹ کر دیکھا اور
نام لیکر کہا کیون ری تو نے یہ کیا کیا برق فرنگی نے تن کر نعرہ کیا نعرہ برقوش
منم برق رفتار و خنجر گزار + کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار + بزیر قدم غرب ہی شرق
ہی + چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی + نعرہ کرکے آواز دی کہ اُستانی صاحب
میری خطا کو معاف کرنا یہ گستاخی زیبندہ نہ تھی مگر تمھین ستانا منظور رہی ہی یہ کہکے
حقہ آتشبازی کا کھینچ مارا شمیم کے سینے پر پڑا لباس جلنے لگا کنیزون نے چاہا پکڑ لین
برق تڑپ کر بھاگا جو قریب آئی اُسے خنجر مار دیا کئی کنیزون کو مار کر نکل گیا کنیزون
نے شمیم کو جلنے سے بچایا جسم سے آگ بجھائی مگر شمیم کے جسم مین آبلے پڑ گئے جلاتی
ہوئی بارگاہ مین آئی باپ سے کہا اسی طرح پر لشکر تباہ ہو جائیگا بہتر یہ ہی کہ
طبل جنگی بجوائیے مین سر میدان لڑونگی احکام کو ہی نے کہ وہ اپنی بیٹی کا معتقد
تھا فوراً طبل جنگی بجوا دیا ہرکارے جو بہ امر جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے
یہان وہ وقت ہی کہ سعد شہریار تخت پر بیٹھے ہین صاحبقران پہلو مین بدیع
و قاسم ایک جانب بیٹھے ہین ایرج و نورالدہر سے آنکھ مل رہی ہی خوف سے
صاحبقران زمان کے خاموش ہین میثاق وغیرہ کرسیون پر بیٹھے ہین شاہزادیان
مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہین جب صاحبقران شاہزادیون کو دیکھتے ہین تو

فرماتے ہین کہ سعد شہریار کیا صاحب نصیب ہین کیا کیا معشوقین ملی ہین کہ جن سے
دربار روشن ہی میثاق کوہ گردان کہتا ہی کہ ای شہریار اب آپ براے فتح
مرحلۂ چہارم جائیے کہ جمشید کا زور ٹوٹے بادشاہ فرماتے ہین کل انشاء اللہ بعد
نماز سحر لوح دیکھونگا جو لوح مین نکلیگا اُسپر کاربند ہونگا مگر سُنتا ہون کہ مرحلۂ چہارم
بہت سخت ہی کوئی ساحر ہی سکان آسمان سیر اُسنے دہ فریب جاری کیے ہین
کہ خدا اُن سے بچائے میثاق نے کہا اب حضور لوح کے پابند رہین گے تو کسی کا
مکر نہ چل سکیگا جب غافل ہونگے تو آفت برپا ہوگی اگر لوح چھن گئی تو قیامت آئی
خواجہ سرنگون ایک طرف بیٹھے ہین چالاک و برق بھی حاضر ہین کہ ہرکارے آکر
پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ شمیم نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی
کہ نکل کر معرکہ آراے نبرد ہو آتش کینہ و عناد کو دوبالا کرے صاحبقران نے
فرمایا خواجہ تم نے سُنا عمرو نے کہا مین معشوقہ سے نہ لڑونگا اُس کے دل پر صدمہ
نہ پہونچاؤنگا کہ چالاک اپنے مقام سے اُٹھا کہا حضور کیون انتشار کرتے ہین
غلام قبلہ و کعبہ کی شکل بن کر لڑیگا عمرو نے کہا تم کون ہو تم کیون مقابلہ کروگے
میرے لیے سارا جھگڑا ہی مین جاکر سر کٹوا دونگا معشوقہ کو نہ رنجیدہ کرونگا امیر نے
فرمایا خواجہ کیا بیہودہ بکتے ہو تھوڑی دیر کو ہوشیار ہو جاؤ مقابلہ کرکے اُس کو
گرفتار کر لاؤ عمر بھر چین کرو یہ کہکر مہتر قران سے فرمایا کہ ای قران اُستاد کے اپنے
کلمات سُنتے ہو ذرا اسکا خیال رکھنا ایسا نہ ہو یہ نکل جائین اور وہ گرفتار کرلے
ہم لوگ دھوکے مین رہین مہتر قران نے کہا کہ ای شہریار مین تو غلام خاص ہون
اگر جان تک اُستاد کے کام آئے تو نثار ہی مجکو کس بات مین انکار ہی یہ کہکے
قران قریب خواجہ کے آئے صاحبقران نے فرمایا خواجہ طبل جنگی تو بجواؤ
ایسا نہ ہو حریف کہے کہ طبل جنگی نہ بجوایا خواجہ عمرو نے آکر نقار خانے مین حکم دیا
یہان بھی طبل جنگی پر چوب پڑی مگر خواجہ جب اُٹھے تو مہتر قران ساتھ ہوے
ایک بارگاہ صاحبقران نے استاد کرا دی خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری اُس مین

آکر بیٹھے مہتر قران و چالاک و برق خدمت مین حاضر ہین خواجہ عمرو فرما رہے ہین
اپنا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

نظر آتے نہین مجکو وہ اُس محمل مین رہتے ہین
مری آنکھو نکی پُتلی مین نگہ بین تل مین رہتے ہین

تڑپنے کے ارادے ہی دلِ بسمل مین رہتے ہین
یونہین رہجاتے ہین جو کوچۂ قاتل مین رہتے ہین

نکل جاتا ہی دم تو سامنے اُن کے بہ آسانی
مگر دم توڑنیوالے بڑی مشکل مین رہتے ہین

کسی کی وصل کی شب مختصر کتنی ہی ہو جائے
نکلنے والے ہین جو حوصلے کب دلمین رہتے ہین

کوئی کہدے کہ کھو بیٹھیگا عاشق تمکو بھی اکدن
وہ دل ہین ہینکے میرے سینۂ بیدلمین رہتے ہین

نہ دی کچھ پھُوٹ کر مُنھ سے گواہی قتل عاشق کی
یہ چھالے کسلیے پھر خنجرِ قاتل مین رہتے ہین

نہ آنا دلمین تمکو لوٹ لینگے حسرت و ارمان
کہے دیتا ہو نہین کچھ ٹھکانے بھی اس منزلمین رہتے ہین

تمھارے وصل کے ارمان تمسے بڑھ کے ہین مفسد
نکالے جاتے ہین یہ فتنہ گر جس دلمین رہتے ہین

سراپا درد بنجانے کو ہم کیا آکے بیٹھے تھے
اُٹھا دیتا ہی تو پھر بھی تری محفل مین رہتے ہین

جلال اختر نہ ہین آہ و سوزان سے تری اخگر
کچھ انگارے یہ پہلوے ہ کامل مین رہتے ہین

قران نے کہا اُستاد نہ گھبرائیے سر میدان آپ کا فرزند لڑیگا کون اسکو جواب دیگا خواجہ عمرو نے کہا ای مہتر قران مجھے یہ منظور نہین کہ کوئی لڑے میری معشوقہ کو صدمہ پہونچے مین جاکر سامنے سر جھکا دونگا کہونگا یہ سر حاضر ہی اسے کاٹ لیجیے اگر اُس کے ہاتھ سے قتل ہوا تو باعث خوشی ہی روح عدم مین نہ تڑپے گی قران یہ سُن کر خاموش ہو رہا اور عیارون سے اشارہ کیا خاموش رہو وقت پر دیکھا جائیگا غرض اسیطرح باتین کرتے کرتے خواجہ عمرو لیٹے خراٹے لینے لگے مہتر قران نے جانا اُستاد سو گئے یہ بھی سب لیٹ کے سو گئے خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ سب سو گئے کروٹ لیکر اپنے تئین چارپائی سے گرا دیا ایک تکیہ چارپائی پر رکھ دی اُسپر چادر ڈالدی سراپردہ چاک کر کے بھاگے رات کا وقت صحرا کا سناٹا دیکھا سامنے سے ایک طفل آتا ہی گوری گوری صورت کرتا معقول پہنے ہوے خواجہ عمرو کو دیکھ کر اُسنے سلام کیا کہا کیون حضور آپ خواجہ عمرو کو پہچانتے ہین خواجہ عمرو نے کہا تمھین خواجہ سے کیا کام ہی طفل نے کہا مین پرورش کردہ ملکہ تسیم

ہون اُن کی کنیز گلشن نام ہے اُس سے جو عشق ہوا ملکہ نے پکڑ کر مجکو قید کیا اب
مین نے خبر سُنی کہ خواجہ عمرو سے مقابلہ ہو نگہبانون کو دم دے کر نکل آیا کہ خواجہ عمرو
سے ملاقات کرون اور حالت اپنی بیان کرون اگر آپ شمیم سحر نگاہ پر غالب آئین تو
میرا عقد شمیم کی کنیز سے کرادین خواجہ نے کہا وہ عمرو عیار مین ہی ہون لڑکے نے
کہا پھر میری مشکل آسان کیجیے پختہ اقرار ہو تو مین شمیم سحر نگاہ کو گرفتار کرا دون
خواجہ نے کہا اگر تو شمیم کو گرفتار کرا دیگا تو تیرا عقد بڑی دھوم سے کرونگا اپنے
فرزندون مین تجکو شامل کر دونگا طفل نے کہا میرے ساتھ چلیے خواجہ عمرو اُس
طفل کے ساتھ ہوے مگر مہتر قران نے جو بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھولی پلنگ
خواجہ سے خالی پایا گھبرا گیا ایک چیخ ماری کہا یارو اُٹھو اُستاد کی تلاش کرو کہین
اُستاد نکل گئے یہان شمیم سحر نگاہ بشکل طفل خواجہ عمرو کو لگا کے لیے جاتی ہی کہ
ایک مقام پر آکر طفل رُکا خواجہ نے کہا کیا ہی لڑکے نے کہا دیکھیے سامنے دو زنگی
لڑ رہے ہین معلوم ہوتا ہی اس جنگل مین زنگی رہتے ہین یہ کہکر خواجہ کو اشارہ کیا
خواجہ عمرو نے بڑھ کر دیکھا مُنھ خواجہ کا پھرا اُسنے حلقہ ہاے کمند مار کے خواجہ کو
گرفتار کیا اور نعرہ کیا کہ منم شمیم سحر نگاہ پشتارہ باندھ کر لے چلی یہان مہتر قران
و چالاک وغیرہ جو جستجو کرتے ہوے آتے تھے انھون دور سے دیکھا کہ
شمیم سحر نگاہ پشتارہ بدوش جاتی ہی مہتر قران نے کہا کہ اے چالاک لینا برق
نے کہا کہ مین جانے نہ دونگا یہ کہکے برق جھپٹا گرتا پڑتا آگے بڑھ گیا ایک رُخ
مین آکر چھپا حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے جب شمیم سحر نگاہ اس مقام پر پہونچی تو دل
اس کا دھڑکا پکار کر آواز دی او ناعیارو مین نے تم کو دیکھا نکل کر مقابلہ کرو یہ
سُن کر برق فرنگی تڑپ کر نکل آیا شمیم نے کہا او بھورے تو میری فکر مین آیا ہی
برق نے کہا اُستاد کو نہ لیجانے دونگا یہ سُنکر شمیم نے کہا کیا مجال ہی جو مجھے روک سکے
اگر قریب آئیگا تو سر اُڑا دونگی مگر عمرو کو نہ دونگی برق سے اور شمیم سے نیچہ چلنے لگا
برق نے دیکھا شمیم بڑی روزگار ہی چوٹ نہین کھاتی چمک چمک کر لڑ رہی ہی چاہتی ہی

نکل جاؤن مگر برق کب جانے دیتا ہی راہ روکے ہوے لڑ رہا ہی ہر مرتبہ چاہتا ہی
کہ اوچھا سا زخم لگاؤن اگر زخم کاری پڑ گیا تو اُستاد خفا ہونگے فرمائین گے کہ
اُستانی کو زخمی کیا تجکو کچھ خیال نہ آیا شمیم پیچھے ہٹتی جاتی ہی برق چاہتا ہی کمند
مارون یکایک چند کنیزین شمیم کی نکلین نعرہ کیا کہ واری کیا حکم ہوتا ہی شمیم نے
کہا برق کو مار لو اور کنیزین طرف برق کے چلین ایک نے بڑھ کر کہا واری
پشتارہ مجھے دیجیے مین لیکر نکل جاؤن شمیم نے پشتارہ اُس کو دیا اُس کنیز نے پشتارہ
لیتے ہی نعرہ کیا کہ منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو ای والدہ ماجدہ آزردہ نہ
آنکھون مین خاک ڈال کر سامنے سے پشتارہ لیچلا کنیزین دوڑین مگر چالاک
باقی ہین چالاک نے تھوڑی دور جاکر خواجہ کو ہوشیار کر دیا خواجہ نے کہا
او جوانمرگ تو نے کیون دخل دیا یہ کہکے طرف شمیم کے چلے مہتر قران نے
پکڑ لیا کہا اُستاد چلیے خدا نے اپنا فضل کیا کہ آپ مل گئے ورنہ یہ ظالم نہین معلوم
کیا بدعت کرتی خواجہ کو لیکر قران و چالاک و برق پلٹے شمیم اُدھر پلٹ گئی کنیزون
سے کہتی ہوئی کہ تم لوگون مین چالاک کیونکر ملا کنیزون نے کہا ہم کو نہین معلوم
ہم لوگ تو جنگل مین چھپے ہوے تھے اور جانتے تھے کہ آپ خالی نہ پلٹینگی نہین معلوم
یہ نگوڑا کیونکر آیا ہم مین آکر شریک ہوا وقت پر اپنے کو ظاہر کیا حقیقت مین شاگردان
عمرو بہت تیز ہین شمیم نے کہا میدان مین کیا کرینگے عمرو کو للکارونگی ٹوک کر
مارونگی شمیم اپنے لشکر مین آئی تیاریان ہونے لگین عیار بچیون نے جنگل مین جاکر
کمندین بچھائین غار کھودے شاگردان عمرو نے بھی میدان آراستہ کیا چار پہر رات
گذر کر اب وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا تاریکی دفع ہونے لگی نظم

یکایک ہوا دامان سحر کا ظہور | اُڑا آشیانے سے طاؤس نور | وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ
بہت گرم خو اور روشن نگاہ | سپہ کی علامت سفیدہ ہوا | نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار | کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار | لشکر عیار ادھر تیار ہوا

اُدھر سے شمیم سحر نگاہ لباس گلنار پہن کر تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار عیار بچیان مثل

ستارۂ سحری چمکتی چلین پیچھے سب کے ہاتھ مین نوبت و نقارے بجتے ہوے میدان مین
آئی یہان صاحبقران بارگاہ سے برآمد ہوے کہ بہرام نے آکر عرض کی غلام
شب کو طلائے پر تھا خواجہ عمرو بہر رات باقی رہے سامنے آئے اور فرمایا کہ مین
خانۂ کعبہ کو جاتا ہون اب جاکر یاد خدا کرونگا یہان نہ رہونگا سب مجکو معشوق سے
لڑواتے ہین صاحبقران نے بڑا افسوس کیا شاگردان عمرو عرض کرتے ہین
حضور نہ گھبرائین ہم جاکر مقابلہ کرین گے صاحبقران فرماتے ہین شمیم کہیگی کہ میرے
خوف سے عمرو بھاگ گیا مگر ناچار ہوکر میدان مین آکر ٹھہرے اس خیال سے کہ شاید
باپ شمیم کا عیارون پر دباؤ ڈالے تو ہم جواب دین گے مگر شمیم نے خبر سُنی کہ عمرو
بھاگ گیا سپر و شمشیر اُٹھا کر تخت سے کودی چمک کر میدان مین آئی اور سلحشوری
کرنے لگی جب خوب غرق غرق ہو چکی تو پکار کر آواز دی یا صاحبقران عمرو کو میرے
مقابلے مین بھیجیے امیر کو بہت ناگوار ہوا چالاک صورت بدلنے لگا مگر حیران ہی
کہ قبلہ و کعبہ کا بھاگ جانا مقام تعجب ہی کوئی فتور ظاہر ہوگا یکایک ڈھلی و نفیر
کی آواز آئی دیکھا سامنے سے ایک ٹٹوے پر دولہا سوار ہی محافۂ دلہن کا ہمراہ چند
گنوار ساتھ ہین ایک بہنگی مین اسباب جہیز ٹٹوا آہستہ آہستہ چلا آتا ہی وہ ٹٹو سامنے
سے گذرا دولہا نے پلٹ کر شمیم کو دیکھا کہ میدان مین جست و خیز کر رہی ہی ارے
میری دُلھن کہکے ٹٹو سے کود پڑا اور پکار کر کہا محافے سے کیون نکل آئین جاؤ جاکے
محافے مین بیٹھو شمیم نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی مجھے محافے سے کیا کام مین مقابلۂ عمرو مین
آئی ہون دولہا نے نیچہ کمر سے کھینچا کہا تم کو محافے مین سوار کرکے لیجاؤنگا میرا
کئی سو روپیہ خرچ ہوا ہی شمیم نے ہرچند منع کیا مگر اُسنے نہ مانا نیچہ پکڑ کے سامنے آیا
شمیم نے کہا ایک ہاتھ مین سر اُڑا دونگی تیری کیا مجال ہی کہ مجھسے مقابلہ کرے
آپس مین مقابلہ ہونے لگا نیچہ چل رہا ہی شمیم کس زور و شور سے لڑ رہی ہی
اپنے اوپر وار نہین آنے دیتی جھپٹ جھپٹ کر روک لیتی ہی ایک مقام پر کمر کو
بنا کر سر پر نیچہ مارا دولہا کا سر زخمی ہوا آہ کرکے دولہا بھاگا عورتون نے مل کر

تالیان بجائین اور پکار کر کہا کہ واہ رے نامرد ایک زخم کھا کر بھاگا شمیم نے پیچھا کیا
وہ دولھا بھاگ کر ایک نخل کے نیچے آیا وہان پر ایک غار تھا اُسمین پھاند پڑا شمیم جھک کر
دیکھنے لگی کہ پشت پر سے دولھا نے آکر حلقے کمند کے مارے حباب مارکر بیہوش کیا اور
نعرہ کیا نعرہ عمرو عمرو ہون مین عیار صاحبقران + مرے مدے کا پتہ ہی جہان +
ڈراشندہ ریش کفار ہون + زمانے کا مکار و غدار ہون + مرا تیز رفتار ہو گر قدم +
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم + اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو + نہ پلٹے مری گرد
ش کو + ڈھونڈہ جہانگرد طرار ہون + جہانگیر عالم کا عیار ہون + نعرہ کرکے عمرو
شمیم کو لے بھاگا عیار بچیان دوڑ پڑین قران وغیرہ نے آکر عیار بچیون پر قبضہ کیا
احکام کو ہی کھڑا دیکھ رہا تھا جب اُس کو معلوم ہوا کہ بیٹی گرفتار ہوگئی تو فوج کو لیکر
آپڑا ادھر سے رستم سلیمان علمشاہ نوجوان نے جو کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے دیکھا عیارون
بلوہ ہی تلوار کھینچ کر جا پڑے لڑتے بھڑتے قریب احکام کے پہونچ احکام کو ہاتھ پر
اُٹھا لیا احکام نے پکار کر کہا مین مسلمان ہون علمشاہ احکام کو لیکر سامنے امیر کے
آئے احکام بصدق دل مسلمان ہوا ایک ایک عیار بچی عیارون کے بھی ہاتھ آئی
اما صاحبقران نے سب کے عقد کیے خواجہ نے شمیم سے گوہر مراد حاصل کیا ناظرین
پر واضح رہے کہ شمیم حاملہ ہوئی ہے اس کے فرزند کا ذکر آئندہ کیا جائیگا اب

جلد دوم اس مقام پر تمام کرتا ہون

تقریظ چکیدہ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب تخلص بہ سہیل خلف الصدق مصنف کتاب ہذا

بعد حمد خالق یکتا و نعت اشرف انبیا و منقبت جناب علی مرتضیٰ علیہما التحیۃ والثنا کے
حقیر پُر تقصیر عرض پرداز ہے کہ جناب والد ماجد نے حقیقت مین عجب طلسم لکھا ہے جسے ناظرین
بہت پسند فرمائینگے کیسی کیسی پری جمال شاہزادیان سعد بن قباد پر مائل ہوئین تیغ
ابرو کی گھائل ہوئین لڑائیان کیا کیا لکھین کس کس لطف سے رزم و بزم بیان فرمایا کہ بایدوشاید
اسم کشا کی طلسم کشائی مرحلہ جات کے عجائب و غرائب اور اُنکا شاہ سننے کے قابل کس خوبی سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خداے زمان و زمین بانی بناے اولین و آخرین کر کیا شرف ظاہر کیے چاند سورج
رونق روز و شب ہر شے سے ایک مطلب اگر مہر انور بر آمد ہوا تو روز روشن ہو گیا
جب چاند نکلا تو رونق شب ہوئی ثوابت و سیارگان رونق آسمان ہر ستارے کو
گردش ہو انتظام دنیا کی کوشش ہو باغ عالم مین یہ رنگ دکھاے رنگ رنگ کے
پھول کھلاے عندلیب خوشنوا مائل روے گل گوش گل پر آواز فریاد بلبل سبزہ
زمرد نگار ہر پھول کی نئے طور کی بہار طائروں کی چمن مین پکار گلہاے شگفتہ کا زیب
نخل انبار بلبل کا تڑپنا ہوا کا سنکنا برق کا تڑپنا طائرون کا چہکنا عجب کیفیت ہو اے
معبود تیری عجب قدرت ہو کبھی موسم خزان پھولون کی بربادیان گلچین کی شادیان
صیاد دام بردوش گرفتاری طائران کا جوش کیا میری مجال ہو کہ ایک نکتہ حمد خدا کا
لکھون وہ وحدہٗ لاشریک ہو ہم سب لوگون کا یہی اعتقاد ہو بہت ٹھیک ہو نظم

کیے جسنے دو حرف کن سے عیان — یہ نیرنگ پست و بلند جہان
خداے زمین و زمان ہو وہی — عزیز دل انس و جان ہو وہی

ہر اک اُسکا محتاج وہ بے نیاز	ہر اک خاطی اُسکا وہ عفو باز
وہی جسکو چاہے کرے نونہال	وہی جسکو چاہے کرے پائمال
نگاہ کرم سے وہ دیکھے جدھر	ملے خاک کو مرتبۂ سیم و زر
جسے بخت سے وہ کرے شاد کام	رہے دین و دنیا مین وہ نیکنام
عجب اُسکی قدرت کے انداز ہین	ہے نہین ہین چھپے راز ہین
کہین آگ مین سیر گلزار ہو	کوئی باغ بنواکے فی النار ہو
اُسی سے ہے روشن چراغ کنشت	اُسی سے ہو رنگ بہار بہشت
وہی اپنے بھیدون سے آگاہ ہے	جہان دیکھو اللہ ہی اللہ ہے
بس اب نعت مین ہے طبیعت لڑی	نہ مشکل بڑی تھی مگر اب پڑی

نعت جناب اشرف انبیا حبیب خدا شفیع امم مالک حدوث و قدم یعنی جناب محمد مصطفیٰ شفیع روز جزا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

خوشا مرتبۂ جناب اشرف انبیا پروردگار عالم نے کس عظم و شان سے بالاے عرش اعظم طلب فرمایا کل پیغمبرون سے مرتبہ بڑھایا قریب پردۂ قدرت عاشق و معشوق سے راز و نیاز ہوے در رحمت باز ہوے کفار قریش ہرچند کہ دشمن تھے مگر کیا کرکے خانۂ کعبہ مین جاکر بتون کو گرایا کفار سے کچھ نہ ہو سکا آخر اطاعت قبول کی بعض بے دین مکر سے مسلمان ہوے بغض اپنا مکر ظاہر کیا مگر پروردگار نے ہر مکر سے اُنکے اپنے حبیب کو ماہر کیا لڑائیان فتح کین وصی پروردگار نے جری و بہادر عطا فرمایا کہ جسکا کوئی نظیر نہ تھا جب ذوالفقار کھینچی جسم مین دشمنونکے تھرتھری پڑگئی جس راہ سے آپ چلتے تھے وہ راستہ خوشبو ہو جاتا تھا جس کوئین مین لعاب دہن ڈالا وہ پانی شیرین ہو گیا ابر سر پر سایہ کرتا تھا کوئی حضرت سے آگے نہ گذرتا تھا کیا معجزات ظاہر کیے ادنیٰ معجزہ یہ ہے کہ مسجد مین وعظ فرمارہے تھے کہ یکایک در مسجد پر اژدہا ہوا لوگ بھاگنے لگے حضرت نے دریافت فرمایا

کیا ہو سب نے کہا ایک اژدر مہیب آتا ہو حضرت نے سب کو تسکین دی فرمایا کہ بیفید خوف نہ کرو شہنشاہ جنات کا فرستادہ ہو میرے پاس مسئلہ پوچھنے آیا ہو مگر وہ لوگ کہ جنکے اعتقاد باطل تھے وہ گھبرا رہے تھے موستان کا حال سکتے ہیں بیٹھے رہے کہ اژدہا آیا قریب آکر وہین اپنا گوش حضرت سے لگا یا حضرت نے آہستگی زبان میں جوابدیا اژدہا پلٹ کر چلا گیا کل زبانون سے آپ ماہر تھے سب حال آپ پر ظاہر تھے لوگون نے استفسار حال کیا کہ یا حضرت اژدہا کون تھا حضرت نے فرمایا کہ شاہ جنات کو ایک مسئلے کی ضرورت پڑی اُسنے اپنے ایلچی کو بھیجا تھا مین نے اُسکو جواب باصواب دیدیا ایسے ایسے معجزات ہزار در ہزار ہین مجھ حقیر کی کیا زبان کیا بیان مگر درود پڑھون اُنپر اور اُنکی آل پر

نظم

ہو عرش برین مکان احمد — فرزند و مس ہو بوستان احمد
ہو قصر فلک مکان احمد — خورشید ہو تابدان احمد
جبریل سے بلکہ انبیا سے — تشبیہ ہو کسرشان احمد
عاجز رہے سیکڑون قوی دست — ہرگز نہ کھنچی کمان احمد
خورشید سے ہو کہین زیادہ — ہر ذرۂ آستان احمد
ہو پایۂ عرش نام جسکا — ہو زینۂ نردبان احمد
جتنے ہین رسول سب وہ ہونگے — محشر مین نہ نشان احمد
کتنے تھے عدو بیان سنگر — تھی تیغ حسد از بان احمد
ہم مدح کرین زبان کسان ہو — اللہ ہو مدح خوان احمد
اعجاز نما ہین سب ائمہ — بے مثل ہو خاندان احمد
اعجاز مین ہو کلیم ثانی — ہر گو دک بے زبان احمد
ایمان کی ہو ئی جو بیچے دعوت — حیدر ہوئے میہمان احمد
حیدر مین نگین خاتم شرع — اس نام سے ہو نشان احمد
احمد مین جو قدر دان علی کے — اللہ ہو قدر دان احمد

	ہین کان اسیر کان یاقوت		سنتا ہون ہین داستان احمد	

منقبت حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی احمد مختار زوج زہرا ے نامدار
باب شبیر و شبر کنندۂ در خیبر زور بازوے پیغمبر قاتل عمرو و عنتر

سبحان اللہ امام برحق وصی مطلق دست زبردست کبریا وصی حبیب خدا غازی و مجاہد راکع و ساجد صاحب انواع کرامات مقبول بارگاہ خدا نیک ذات عالی درجہ والا صفات کیا کیا معجزے دکھائے کہ دشمن ہمیشہ عاجز رہے عدالت آپکی کتابون مین مرقوم ہو آپ کی شجاعت کی دھوم ہو اکثر فیصلے حاکمون نے بھیجے آنکو بحکم خدا فیصل کر دیا بڑے بڑے پہلوانان عرب کو مارا جنگ خندق مین عمرو بن عبدود نامی بڑا پہلوان جب خندق پہاند کر آیا لشکر مین حضرت کے غل ہوا حضرت نے اصحاب سے فرمایا کہ تم مین کون ایسا ہو کہ جاکر اسکو روکے ایک صاحب نے جواب دیا حضرت یہ بڑا صاحب طاقت ہو ایک قافلے مین مین بھی تھا اور یہ بھی تھا شب کو قزاق آکے لوٹنے لگے یہ جو بیدار ہوا اسکے ہاتھ مین سپر نتھی اونٹ کو بجاے سپر اٹھا لیا قزاق اس طاقت کو دیکھکر بھاگ گئے مال اہل قافلہ نہ لیجا سکے مگر حضرت نے کچھ اس کلام پر اعتبار نہ کیا اور اپنے مقام سے اٹھے عرض کی یا حضرت اگر حکم ہو تو مین جاکر جان کو نثار کرون رسول مقبول نے بہ سبب فرط محبت کے جواب ندیا پھر اصحاب سے سوال کیا سب نے سر جھکا لیے تب ہمارے حضرت نے اپنے دست حق پرست سے عمامہ سر حیدر کرار پہ باندھا کل سلاح جنگ جسم حیدر کرار پر آراستہ کیے جبکہ علی مرتضیٰ نکلکر چلے اور خیمے سے نکل گئے تو حضرت نے فرمایا آج کل کفر و کل اسلام کا مقابلہ ہو مراد ارشاد حضرت یہ تھی کہ کل اسلام جناب حیدر کرار اور کل کفر وہ افسر اشرار جاتے ہی حضرت نے للکارا کہ او عمرو بن عبدود آگے نہ بڑھنا منم حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی احمد مختار جناب رسول خدا نے عمامہ سر سے آتارا عرض کرتے تھے ای پروردگار علی کو مظفر و منصور کرنا دعا حضرت کی قبول درگاہ

رب العزت ہوئی عمرو بن عبدود دیر تک حضرت سے لڑا دہیج کتنے ہو کر بہتر ضربین رد و قدح ہوئین آخرین حضرت نے نعرہ کیا کہ او کافر ہوشیار ہو جا کہ اب ضرب ذو الفقار پڑتی ہو یہ کہکر حضرت نے ہاتھ مارا کہ سر عمرو بن عبدود دور جا کر گرا تمام لشکر کفار اس طاقت کو دیکھکر بھاگا جنگ احد مین سوا حضرت کے کوئی ہمراہ رکاب جناب اشرف انبیا نہ رہا حضرت امیر حمزہ اسی جنگ مین شہید ہوے میری کیا مجال ہو کہ ایک شمہ بھی عدالت و سخاوت و شجاعت مین لکہ سکون عنان قلم کو پھیرتا ہون کیا کیا صفت لکھون شاہ دلدل سوار جسے ذو الفقار خدا نے دی رسول مختار نے دختر عطا کی بقول شاعر

نظم

عرش اعلیٰ سے سوا رفعت بام حیدر — قاب قوسین بھی ادنیٰ ہو مقام حیدر
جو سخن ہو وہ ہو آیات خدا کی تفسیر — ترجمہ مصحف رب کا ہو کلام حیدر
جس طرف ہو گذر شاہ معطر ہو مشام — روش نکہت گلشن ہو خرام حیدر
سبزہ کیونکر نہ اُگے خاک سے ہم شکل زبان — قوت نامیہ بھی لیتی ہو نام حیدر
صورت اشک گرے آب بقا آنکھ سے — خضر پائے جو کوئی جرعۂ جام حیدر
استخوان توڑتے ہین مفت سگان دنیا — آنیہ کھلنے کا نہین مغز کلام حیدر
کیا تعجب ہو جہنم سے اگر بچ جائے — منھ سے کافر کے نکلجائے جو نام حیدر
حسن تقریر سے ہو جاتے تھے کافر مسلم — کلمہ سب پڑھتے تھے سن سن کے کلام حیدر
پرتو چہرہ نہین پرتو خورشید سے کم — صبح سے بھی کہین پر نور ہو شام حیدر
چشم بد دور وہ آقا ہے دو عالم مین امام — آنکھ یوسف سے ملاتا ہو غلام حیدر
واہ کیا حق نے عطا کی ہو انھین قدر بلند — صفحۂ عرش پہ مرقوم ہو نام حیدر
ای نکیرین دکھاتے ہو مجھے کیا آنکھین — تمکو معلوم نہین ہو مین غلام حیدر
دشمن و دوست کے کام آتے ہین وقت مشکل — ہو زمانے پہ عیان بخشش عام حیدر
پانوٴن کعبے مین جو دوش نبی پر رکھین — پا سکے کون زمانے مین مقام حیدر
آسمان تک ہو وقار شہ ذیشان روشن — ہو خمیدہ پہ تو بہر سلام حیدر

دو گل تازہ محمدؐ کے نواسے ہین اسیر		آج تک جنسے معطر ہی مشام چیدہ

اُس وصی خاص کی کیا حمد و ثنا لکھہ ین میرزا امام عالی مقام وصی خیر الانام ہو اب ناظرین کو جانا سعد شہریار کا مرحلہ چہارم پر سناتا ہون

دو کلمۂ داستان حیرت بیان جانا سعد بن قباد کا مرحلہ چہارم پر وحالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا جام عشرت پسند
کہ پھینکون فلک پر خیالی کمند

مجھے جام صہبائے اُلفت پلا
لکھون سعد جمجاہ کا ماجرا

طبیعت کو حاصل ہو کچھ تو خوشی
کہ ہر مرحلے پر مصیبت بڑی

عمرو وہ جو مکار وغدار ہی
زمانے کا اپنے وہ عیار ہی

نگہبان اسد ہو سعد کا
کہ لوح طلسمی ہو حیرت فزا

خبر دیگی ہر نیک و بد کی یہی
کہ ہون قتل ساحر بہ لطف خوشی

کرین سحر آکے شیطان پرست
ہین سب اُنکے ہمراہ ایمان پرست

ہر اک پھول خار مغیلان ہوا
قیامت کا ہر جا پہ سامان ہوا

جہان کا یہی ہو نشیب و فراز
کبھی سوز ہی اور کبھی رنگ ساز

قلم حال شاہ جہان بھی لکھے
بس اب داستان مرصع کہو

چہرہ گرد کشایان ماضی وحال وطرز کنندگان جادۂ بے مثال اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف تہور شعار وجلالت نشان یہ رقم میکند حال این داستان ہ بعد فراغ مقدمۂ شمیم سحر نگاہ وجنگ عیاری عمرو سعد بن قباد نے بعد نماز صبح لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا بعد فتح مرحلۂ سوم مرحلۂ چہارم پہ اسطرح جاؤ کہ صبح کو اُٹھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھتے ہوے صحرائے نیرنگ مین جاؤ عجائب وہانکے ملاحظہ کرو وہ سیوم لوح کا دیکھنا بہتر ہوگا سعد نے صبح کو اُٹھکر صاحبقران سے عرض کی کہ غلام مرحلۂ چہارم پر جاتا ہی حاکم

وہانکا شہباز بلند پرواز ہی غلام اُسکے قتل کو جاتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای
نور نظر مین بھی ساتھ چلونگا تمھاری تنہائی سے دل بیقرار ہی بادشاہ نے عرض کی
ای جد عالی تبار قید لگی ہوئی ہی کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی نہ ہو حضور نے تو اکثر
طلسمات فتح کیے ہین آپ قاعدے سے بخوبی آگاہ ہین صاحبقران ناچار ہوے
مگر خواجہ سے فرمایا کہ ای شہنشاہ اوج عیاری سعد کی مدد کو تم جاؤ جہانتک
ہوسکے تعاقب کرو خواجہ عمرو بہانے عیاری لگا کر سعد سے الگ روانہ ہوے
مگر بادشاہ اسم حاشیہ پڑھتے ہوے جب صحرا ے نیرنگ مین پہونچے اور لوح
کو دیکھا نوشتہ پایا کہ فلان اسم پڑھو بادشاہ نے وہ اسم وردزبان کیا کہ آسمان
پر سناٹا ہوا ایک طائر قوی الجثہ آسمان سے اُترا بادشاہ اُسپر سوار ہوے
عمرو نے جو دور سے دیکھا کہ بادشاہ جاتے ہین گلیم اوڑھکر پشت بادشاہ پر
طائر پر سوار ہوے طائر بہت تڑپا مگر سعد نے لوح کا عکس ڈالا طائر اُڑتا ہوا
چلا تھوڑی دور جاکر منھ پھیر کر طائر مثل انسان کے گویا ہوا بادشاہ سے کہا کہ ای
طلسم کشا آپ کے ساتھ اور کون ہی بادشاہ نے فرمایا مین خود حیران ہون
نہین معلوم کسنے ساتھ دیا مگر آنکھ سے کچھ معلوم نہین ہوتا کہ کون ہی بادشاہ
ہر چند پوچھتے ہین مگر خواجہ کب جواب دیتے ہین آخر طائر جاکر ایک باغ مین
اُترا عمرو پہلے ہی کود کر علحدہ ہوا ایک نخل کی آڑ پکڑ کر بیٹھا مگر وہ طائر بادشاہ
سے گویا ہوا کہ ای شہریار مین رخصت ہوتا ہون مگر آپ ہوشیار رہیے گا یکبکر
وہ طائر رخصت ہوا عمرو دیکھ رہا ہی کہ بادشاہ جابجا حیران کھڑے ہین گلہاے
رنگا رنگ کی سیر کر رہے ہین مگر جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہی شاہزادیان بھی
خدمت مین حاضر ہین اشعار گا رہی ہین کہ ایک طائر نے چیکار امارا جمشید
نے زانوون پر ہاتھ مار لیا شاہزادیون نے پوچھا کہ یا خداوند کیا سعر کہ ہی پیشکر
جمشید نے کہا طلسم کشا مرحلہ شہباز پر گئے میر منشی کو بلاؤ آکر نامہ لکھے شہباز
کو نامہ بھیجا جاوے غرض میر منشی نے آکر نامہ تیار کیا مضمون نامہ و قت پر ظاہر

ہوگا ایک جادوگر ہو کہ نام اسکا مراسم جادو ہو اسکو نامہ دیا مراسم نامہ لیکر چلا
شہباز اسوقت محل مین تھا زوجہ اسکی طیران زرین بال بیٹھی ہو اور دختر اسکی
ملکہ مشک افشان کہ ساحرۂ بے نظیر ہو باپ سے باتین کر رہی ہو کہ مراسم جادو
نے آکر نامہ دیا شہباز نے پڑھا جمشید نے لکھا تھا کہ ای بندۂ من آگاہ ہو کہ اب
سعد تمھارے مرحلے کی جانب آتے ہین لہذا وہ تدبیر کرو کہ لوح طلسمی چھین لو اور
طلسم کشا کو گرفتار کرکے روانہ کرو شہباز یہ نامہ پڑھکر بہت ہنسا جب زوجہ اسکی
مضمون نامہ سے آگاہ ہوئی تو اسنے کہا کیون صاحب اگر حکم دو تو مین جا کے
تدبیر کرون شہباز نے کہا صاحب تمھارا جانا بہتر نہین دختر نے عرض کی ای باپ
مین جاؤن شہباز نے کہا تم گھر سے بھی نکلو چند شاہزادیان حیلون سے گئین اور
جاکر سعد پر عاشق ہوئین گھر بار اپنا ویران کیا اب انھین کے ساتھ ہین ایسا
نہو کہ تم پر کوئی زوال آئے مشک افشان نے کہا ای والد نامدار وہ سب
شاہزادیان بیوقوف تھین کہ اپنے کو آفت مین ڈالا ہمکو عشق و الفت سے کیا
کام اگر حکم ہو تو جا کر آفت برپا کرون شہباز نے کہا مین اور ساحر کو بھیجتا ہون
یہ کہکر شہباز نے حکم دیا جلا پرواز کو بلاؤ کہ پہلوے قصر سے ایک ساحرہ آئینہ
ہاتھ مین لیے ہوے حاضر ہوئی عرض کی کیا حکم ہوتا ہے شہباز نے کہا ای جلا پرواز
تو نے خبر سنی طلسم کشا میری فکر مین آئے اور باغ نیرنگ مین پہونچ گئے اور
یاقوت جنی باغ دلکشا مین پہونچا گیا ہے اب وہ وہین باغ مین ہین جلا پرواز
نے کہا وہ رنگ کرؤن کہ دیوانہ بنادون یہ کہکے چلی یہان بادشاہ نہایت حیران
و پریشان باغ ملاحظہ فرما رہے ہین ہر روش کو ملاحظہ فرما کر حیران ہو رہے
ہین کہ ایک طرف سے گانے کی آواز آئی سعد نے سر اٹھا کر دیکھا کہ پہلوے
باغ سے ایک نازنین نہایت حسین و جمیل اور کئی سو شاہزادیان پشت پر یہ اشعار
عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہین

نظم

نہ دیکھنے پائی آنکھ انکو اگر اٹھی بھی نقاب عارض	ہوئی نگاہون کی اتنی کثرت کہ بنگئین خود حجاب عارض

کسے دکھاتے ہو انجمن مین جمال آئینہ تاب عارض
کہان یہ بو سنبل چمن مین کہان یہ نکہت گل چمن مین
یہی ترے حسن کی ہو گرمی تو ڈر رہو اے نازنین مجھکو
ہزار جا جاکے ڈھونڈھتے ہین مگر کہان پائیے چمن مین
اُٹھے ہین لطف وصل کا جب کہ تم اُٹھا دو وصال شب کا
غرور جوبن پہ اُنکو ناحق ہین جوانی پہ ناز بیجا
پسند اگر زلف نے کیا دل پسند رخسار نے کیا دل
یہان ہو پیش نگاہ ہر دم یہی سفید و سیاہ عالم
ہماری تربت پہ رو یا گلرو تو ہو گئی ساری قبر خوشبو
نظارہ بازو نے سو مقابل تو سات پردے بھی ہون تو جلوہ
چمک چکا آفتاب محشر چھپے اُسے بھی دیدۂ تر
تڑپھلتا ہون جمال اُنکا دیکھتا ہون جلال اُنکا

یہان تو حیرت ہوئی وہ عارض کہ پھر گئی جو حجاب عارض
انھین کا گیسو مثال گیسو انھین کا عارض جواب عارض
کہین پسینے کیطرح نہ ٹپکے کہ رسے ٹپک کر نہ آب عارض
وہ نرگس فتنہ خیز جانان وہ سبزۂ محو خواب عارض
حیا کا پردہ فقرہ کی چلمین حجاب دیدہ نقاب عارض
یہ معتبر حسن عارضی ہو نہ اعتبار شباب عارض
یہ نقطۂ انتخاب گیسو یہ نقطۂ انتخاب عارض
سواد گیسو بیاض گردن صحیفۂ خط کتاب عارض
جب آئے عارض پہ ڈھلکے آنسو تو ٹپکا خجلے گلاب عارض
جھلک دکھا جائے اپنی اے دل وہ شمع دیدہ ہے تاب عارض
خود آؤ تم سامنے چمک کر دکھاؤ اب آفتاب عارض
نظر مین ہو اے جلال اُنکا وہ جلوۂ پر عتاب عارض

سعد نے جو دیکھا پسینہ آ گیا دل سے مائل ہوے اُس نازنین کو اشارہ کیا اُسنے خود قریب آکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور یہ کہا کہ اے شہریار آپ تھکے ہوے آئے ہین سواری عماری کی خلاف پڑی ہوگی چلکر بارہ دری مین تشریف رکھیے سعد کو لاکر بارہ دری مین بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا کہ اسباب عیش و نشاط لاؤ کنیزون نے لاکر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی موجود کین اب وہ نازنین بیٹھی باتین کر رہی ہو مسکرا مسکرا کے کہتی ہو کہ اے شہریار جو آپکے لیے بہتر ہو وہ فرمائیے مین تدبیر کرون سعد نے فرمایا مجھکو منظور یہ ہو کہ تا بہ شہباز پہونچون اور تمھارا نام نامی کیا ہو اُس نازنین نے کہا میرا نام حیرت افزا ہو امیدوار ہون کہ مجھکو اپنی کنیزی مین قبول فرمائیے سعد شہریار خود دل دادہ و دل فریفتہ ہو رہے ہین فرمایا کہ اے دلفریب مین چاہتا ہون کہ اِسی باغ مین رہون اور تم پاس ہو اُسنے کہا مین ہر وقت حاضر رہونگی اور اِس باغ کی رعنائی آپنے ابھی نہین دیکھی اِس کو نیرنگ دلکشا کہتے ہین حضور بہت آرام پائینگے

اور مین حاضر رہونگی مگر یہ حضور سگے مین کیا پہنے ہین سعد نے فرمایا یہ لوح طلسمی ہو اپنی
فتاحی طلسم ہوتی ہو اُسنے کہا ذرا مین دیکھون سعد کو منظور ہو کہ لوح طلسمی دیکھون اور
احکام سے آگاہ ہون مگر اُس مہ جبین کی باتون مین مصروف ہین حیرت افزا ہر مرتبہ
لوح مانگتی ہی سعد حیلہ کرتے ہین آخر ہنسکر اُسنے کہا کہ آپ کو جیسے یہ تختی عزیز ہو سعد نے
لوح اُتارنی چاہا دیدون دیکھا سامنے ایک درخت ہو اُسپر عندلیب خوشنوا بیٹھی ہوئی
زار زار رو رہی ہو مثل انسان کے کہتی ہو کہ مقام افسوس ہو لوح کو نہین ملاحظہ
کرتے کہ حال کھلجائے دیکھیے خدا انجام بخیر کرے سعد اُس طائر کو دیکھکر کہہ سکے گئے
چاہا تھا لوح نہ دیکھون اور دیدون لیکن اُس طائر کے کہنے سے دل دھڑکا ہاتھ کو
روک لیا حیرت افزا نے کہا کیون شہریار کیا کھٹکا ہوا اِس طائر کے کہنے پر نہ جائیے
یہ باغ دلکشا ہو سب طرح کے جانور رہتے ہین جب محل پاتے ہین کھٹکا دیتے ہین آپ
اپنے کو اِس تردد مین نہ ڈالیے سعد نے کہا صاحب یہ لوح طلسم ہو اگر یہ پاس سے
نکلجائیگی تو میرے واسطے خرابی ہو اُسنے کہا مین لوح لیکر کہان جاؤنگی پاس ہی بیٹھی
رہونگی آپ ابھی لے لیجیے گا پھر ملاحظہ فرمایئے گا اِتنا احسان کیجیے کہ تھوڑی دیر کو
دیدیجیے سعد نے ناچار ہوکر ہاتھ بڑھایا کہ وہ طائر جو درخت پر تھا پرون سے
سر پیٹنے لگا اور بیقرار ہوکر کہتا تھا کہ واے افسوس اپنے کو کس بلا مین پھنسایا مگر
سعد نے کچھ خیال نہ کیا لوح حوالے کردی بس وہ نازنین چمک کر اُٹھی کہا اے شہریار
مین رخصت ہوتی ہون اب آپ باغ کی سیر کیجیے سعد نے ہاتھ بڑھاکر کہا یہ تختی تو
دیتی جاؤ اُسنے کہا یہ تختی شہباز بلند پرواز کے پاس جائیگی مین آپ کو نہ دونگی
سعد نے للکارا کہ او گیسو بریدہ تو نے مکر سے مجھسے تختی لے لی مین نہ جانے دونگا
سعد اپنے مقام سے اُٹھے کہ لوح اِسکے ہاتھ سے لے لون مگر وہ تڑپ کے ہٹی اور
سحر کیا کہ تمام باغ آتش بہار ہوگیا ہر طرف آگ جلنے لگی وہ نازنین تڑپ کر بلند ہوئی
اور پکار کر کہا یہ باغ آپ کو بہت پسند آیا تھا اب اِسی مین رہیے دیکھون کون
آپ کو نکالتا ہو یہ کہتی ہوئی چلی گئی اُسکے جاتے ہی سعد نے دیکھا کہ سب طرف

دیوارین آتش کی ہین شعلے بھڑکتے ہین مگر پاس سعد کے نہین آتے کہ لوح محفوظ
گلے مین ہی چاہتے ہین یہان سے نکلون لیکن نکاسی کی کوئی صورت نہین جسطرف
جاتے ہین وہی دیوار آتش شعلہ ہاے سرکش گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی
جو رکھی تھین انہین آگ لگ گئی فرش تک جلکر خاک ہوا مگر سعد کے پاس آگ نہ آئی
حیرت افزا لوح کو لیے ہوے پاس شہباز کے آئی کہا اے شہنشاہ مین باغ دلکشا
مین انکو قید کر آئی مگر نہین معلوم کیا باعث ہے کہ آگ انکو نہین صدمہ دیتی شہباز نے
کہا تمنے بڑی خطا کی کہ لوح طلسمی لے لی اور لوح محفوظ چھوڑ دی جبتک وہ لوح
انکے پاس رہیگی آگ انتک نہ پہونچیگی جادوگرنی نے کہا اے شہنشاہ مجھوسے پیارے
تو مرینگے مگر مین کیا عرض کرون مین نے کلیجے پر پتھر رکھ لیا اس شہریار کی صورت پر
دل فریفتہ ہے اس نگاہون سے ایکبار دیکھا کہ دل ٹکڑے ہو گیا یہی دل چاہتا تھا کہ
لوح حوالے کر دون انکو اختیار ہو جہان چاہین جائین مگر آپ کی نمکخواری کے خیال
سے انکی صورت کا کچھ خیال نہ کیا شہباز کہ رہا ہے صورت انکی سحر مجسم ہے کسکی مجال ہے
کہ انکی صورت دیکھے اور مائل نہ ہو تونے بڑا کام کیا مشک افشان نے پوچھا
کہ کیون اے حیرت افزا صورت مین کیا تکلف ہے یہ بھی کوئی زبردستی ہے کہ صورت پر
مائل ہو جائین دل اپنا اختیار مین نہ رہے اپنے کو روکنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ خرابی
درپیش ہو وہ شاہزادیان بیوقوف تھین کہ جنھون نے گھربار اپنا تباہ کرایا اور
مسلمان سے میل کیا یہ نہ سمجھین کہ انجام اسکا برا ہے یہ شخص قاتل ساحران ہے ہمارا خاندان
قتل ہو جائیگا پھر کہا لوح طلسمی ہمکو دیدو مین حیرت افزا نے کہا دادی یہ لوح طلسمی ہے اسکا
دیکھنا مناسب نہین ہے کنگورہ پر یاقوت جنی ایک طائر بنا ہوا بیٹھا تھا اور سعد کو
منع کرتا تھا کہ لوح نہ دیجیے مگر وہ بالکل مبہوت ہو رہے تھے یہی کہتے تھے کہ یہ مقام
ہمکو بہت پسند ہے اب یہین رہین گے مین چلتے وقت کہہ آئی کہ اسی باغ مین رہیے
آپ کو بہت پسند ہے شہباز نے کہا یاقوت جنی کو مین لاتا ہون یہ کہکے شہباز چلا
اور حیرت افزا سے کہا تم جاکر آگ تیز کرو کہ طلسم کشا جل بھن کے خاک ہو جاے

یہان سعد بن قباد اندر اُن دیوار ہاے آتشین کے کھڑے ہین تمام بدن آتش زیر پا ہو رہا ہی مگر یاقوت جنی کہ جبیر سعد سوار ہو کے آئے ہین اِسکو سعد سے بدل بت ہی وہ فقط جبیر سوار ہوے تھے وہ تو بنائی ہوئی اہل طلسم کی تھی مگر طائر خرد بنکر آیا تھا سعد کو ہوشیار کیا مگر سعد ہوشیار نہ ہوے اور لوح حیرت افزا کو دیدی جب یاقوت نے دیکھا کہ دیوارین آگ کی حائل ہوگئین مگر لوح محفوظ اُنکے پاس ہی بچے رہین گے چاہا بلند ہو کر آسمان سے آواز دون درخت سے اُڑا آگ سے بلند ہوگیا سعد کو دیکھا اُسی مقام پر کھڑے ہین شعلے بھڑک رہے ہین مگر اُنکے پاس وہ شعلے نہین آتے لوح محفوظ ہاتھ مین ہی اُسکو چمکا رہے ہین مگر گرمی سے آگ کی اُنکو پیاس کی شدت ہی دعائین مانگ رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اِس بلا کو دفع کر اِس آگ سے نجات دے اب شدت تشنگی سے کلیجہ جل جائیگا یقین ہی گھبرا کر دم نکلجائے گا نظم

جابجا گر دید از نور خدا روشن چراغ — گشت اندر دار دل زان دلربا روشن چراغ
نور وحدت گشت چون در خانہ دل جلوہ گر — شد تن خاکی از ان سر تا بپا روشن چراغ
نیر وحدت چو شد بر اوج کثرت آشکار — گشت از لمعان نورش جابجا روشن چراغ
شرق و غرب و زیر و بالا پیش و پس [illegible] و سما — شد ز انوار جناب کبریا روشن چراغ
ہر کسے گویا شد اندر راہ حق ثابت قدم — می شد اندر رہش آن رہنما روشن چراغ
گل بنی گر دو زمر اندرین بستان سرائے — در دل ہر کس کہ پیدا ز خدا روشن چراغ

یاقوت جنی نے جو اِس حال پر ملال مین بادشاہ کو دیکھا بیقرار ہوگیا آواز دی کہ او شہریار اب تو ہوشیار ہو جیے خوب طلسم کشائی کی لوح کھوئی اب غفلت کا وقت نہین ہی سعد نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان حسین وجمیل لباس عمدہ پہنے ہوے آواز دے رہا ہی بادشاہ نے چاہا اُس سے کلام کرون کہ ایک طرف سے دنانا ہوا آواز آئی کہ منم شہباز آسمان سیر یاقوت نے قصد کیا بھاگون مگر شہباز بلاے روزگار ہی تڑپ کر گرا اور چنگل مین یاقوت کو پھنسا لیا یاقوت چاہتا ہی اِس

حال مین بھی بادشاہ کی مدد کرون اور مطلب کی بات کہدون مگر آواز نہین نکلتی ہو
زبان بند دل ورد مند اشارے کر رہا ہو مگر شہباز نے یاقوت کو ایک تمانچہ مارا
اور منھ پر ہاتھ پھیر دیا یاقوت کو سوجھنا بھی موقوف ہوا اور مشکین باندھ کر
بیٹھا مشک افشان کا یہ حال ہو کہ جس وقت سے حیرت افزا لوح دیکھ گئی ہو اور
حال بادشاہ سنا ہو دل کو بیقراری ہو آنکھون سے اشکباری ہو خاموش بیٹھی ہو کسی سے
کلام نہین کرتی مصاحبین پوچھ رہی ہین کہ آپ کو اُداس پاتے ہین ہم لوگ گھبراتے
ہین مشک افشان کہتی ہو ہمارے والد کے مزاج مین بڑی سختی ہو حیرت افزا
نے بڑا ستم کیا کہ صورت بنا کر دام مین طلسم کشا کو پھانسا اور لوح لے لی دیکھیے اسکا
کیا انجام ہو کئی پہر گذر چکے کہ آگ مین وہ پکنے ہین تشنگی کی شدت ہوگی کسقدر
آگ مین حدت ہوگی یاقوت جنی کہ قوم جنات سے ہو مدت سے طلسم مین رہتا ہی
مگر اس سے نہ دیکھا گیا چاہتا تھا آگاہ کر دون مگر وہ ایسے مبہوت تھے کہ آگاہ نہ ہوے
اب یاقوت جنی کو گرفتار کرنے گئے ہین خداے نادیدہ اُسکو بچاے کنیزون نے
کہا واری آپ کو خداے نادیدہ سے کیا مطلب ہو مشک افشان نے کہا تم
لوگ کیا جانو ذرا خیال تو کرو کہ مسلمان کیا دلیل لاتے ہین یہی اُنکا قول ہو کہ یہ
سامری و جمشید کیسے خداوند تھے کہ مر گئے کچھ زور نہ چلا جمشید ثانی سحر کے زور
مین خدائی کرتا ہو اور مسلمان کہتے ہین کہ ہمارا خدا ان سب باتون سے بری ہی
مین بھی اُسی کو یاد کرتی ہون کنیزین کہتی ہین واری بات معقول ہو لیکن باپ دادا
ہمارے بیوقوف نہ تھے مشک افشان نے کہا جاؤ وہ رہو جہالت کی باتین مجھسے
نہ کرو مین نہین معلوم کس فکر مین بیٹھی ہوئی ہون خداے نادیدہ یاقوت جنی کو
بچاے یہ باتین تھین کہ شہباز یاقوت کو لیے ہوے آیا ایک قفس آہنی مین
یاقوت کو بند کیا ایک قفل سحر لگا دیا لوح کو جھولی سے نکالا سامنے صندوق
رکھا تھا اُسے کھولا اُسمین لوح کو رکھا دو طائر بنا کر پہلوے صندوق مین بٹھا دیے
اور یہ کہدیا کہ ہوشیار رہنا مشک افشان دیکھا کی حیران ہو کہ کیا کرون دن بھر

کھانا نہ کھایا ہر چند کنیزون نے کہا واری کھانا نوش کیجیے ملکہ نے کہا مجھے بھوک نہین ہے
دل نہین چاہتا دن بھر تو اسی تصور مین گذرا شام کو شہباز نے شراب پی پلنگ پر
لیٹا سو گیا مشک افشان اپنے مقام سے اُٹھی طرف صندوق کے چلی جیسے ہی
عکس اُسکا صندوق پر پڑا وہ طائران پھڑپھڑ کرنے لگے مگر مشک افشان نے کچھ
خیال نہ کیا جب قریب صندوق کے پہونچی تو ایک طائر تڑپ کر اُڑا شہباز پر
جا کر گرا اُسکے سر پر اُسکے منقار ماردی کہ شہباز نے آنکھین کھولدین دیکھا کہ طائر نے
آکر مجھکو جگایا مشک افشان سحر کر رہی ہو مگر قفل صندوق نہین کھلتا شہباز نے
للکارا کہ او گیسو بریدہ کیا کرتی ہو مشک افشان نے جو باپ کو بیدار دیکھا فوراً
کانپ گئی مگر شہباز نے ایک دستک دی کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک برج شیشے کا
آکر مشک افشان پر گرا مشک افشان نے دیکھا کہ کوئی صورت نکاسی کی
نہین وہ گنبد سب طرف سے بند ہو سر جھکا کر بیٹھ رہی شہباز نے پکار کر کہا کہ اری
شوخ دیدہ دیکھ صبح کو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر پھر سو رہا مشک افشان اُس
گنبد مین شیشے کے تڑپ رہی ہو اُدھر خواجہ عمرو گوشے مین باغ کے جو چھپے تھے اُنھون
نے یہ سب معرکہ دیکھا گھبراے ہوے ہین دل سے کہتے ہین کہ خواجہ بڑا غضب ہوا کہ
حیرت افزا پھر آکر کڑی آگ مین گھس گئی ہر چند شعلے جھکاتی ہو مگر کوئی شعلہ قریب
سعد شہریار کے نہین جاتا کتی ہو یا سامری وجمشید آپ کے نام مین تاثیر نہ رہی
دمبدم سحر کرتی ہو اور کہتی ہو یہ وہ سحر ہو کہ جنگلون کو جلادے مگر افسوس طلسم کشا
پر تاثیر نہین کرتا خواجہ نے جب دیکھا کہ دیوارین حائل ہین سعد نہین دکھائی
دیتے تو ناچار ہو کر گوشہ سے نکلے حیرت افزا نے دیکھا ایک شخص دبلا پتلا تاتنا
گوشہ سے نکلا ہو اور آگ کو دیکھ رہا ہو تصویر عمرو جدولی سے نکالی صورت مشابہ
پائی سوچی کہ یہ قدرت خداوند جمشید ثانی ہو کہ عمرو عیار معلوم ہوتا ہو جیسے ہی
خواجہ ایک طرف چلے حیرت افزا لپک کر گری عمرو کی کمر مین پنجہ دیکے لے چلی
ہر چند خواجہ چیخے پیٹے مگر اُسنے خیال نہ کیا حیرت افزا خواجہ عمرو کو لیے جاتی ہو

راہ مین کوہ حیران ہی حیران جادو وہان کی حاکم پہاڑ پر بیٹھی ہی کنیزین گرد جمع ہین
جلسہ آراستہ ہی حیران نے جو دیکھا کہ حیرت افزا کسی کو لیے جاتی ہی یکبارہ کر آواز دی
کہ بہن بی حیرت افزا ہمارے کوہ کے سامنے سے جاتی ہو اور ہماری صحبت مین
نہین آتی ہو حیرت افزا نے کہا بوا اسوقت ایک کار ضروری ہی اور وقت مین
آونگی حیران نے کہا مین تو نہ جانے دونگی آکر بیٹھو ایک دو جام شراب کے پی لو
پھر اختیار ہی حیرت افزا ناچار ہوئی زمین پر آئی عمرو کو ایک طرف اُتار دیا حیران
نے پوچھا کیون بوا یہ کون ہی حیرت افزا نے کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہی عمرو عیار یہی
ہی مین اسکو گرفتار کرکے لیے جاتی ہون پاس یاقوت جنی کے قید کرونگی حیران
نے کہا یاقوت نے کیا خطا کی حیرت افزا نے کہا طلسم کشا کا دوست ہی ہمارا تمھارا
دشمن ہی شہباز اسکو گرفتار کرکے لائے ہین ایک قفس آہنی مین اسکو بند کیا ہی
وہ قیدی ہی اب انکو بھی لیجا کر وہین قید کرونگی حیران نے کہا کیون بوا یہ وہی
عمرو عیار ہی جسنے دمامہ وشمش کو مارا حیرت افزا نے کہا سنتی تو یہی ہون کہ اگر یہ
نہ ہوتا تو زبرجد نگار کبھی قتل نہ ہوتا یہ سنکر حیران اپنے مقام سے اُٹھی قریب آکر
کہا کیون نگوڑے تو نے دمامہ کو مارا عمرو نے کہا پھر آپ کو کیون ناگوار ہوا
وہ ہماری فکر مین تھی اُسکی جسنے تدبیر کی حیران نے ایک تمانچہ مارا تڑاسے کی
آواز ہوئی خواجہ تڑپ گئے ایک تین کروٹین لین دم نکلگیا حیرت افزا نے
کہا بوا یہ تمنے کیا کیا اگر شہباز پوچھے گا تو مین کیا جواب دونگی یہ وہ شخص تھا کہ
جسکا کشتہ کوہ ساحران نام تھا چار ماران دام الجبال و کاشمیر و کاشغر اور
عنطلی آباد و زبرجد نگار وغیرہ اسی کے ہاتھ سے برباد ہوے شہباز تو ضرور
پوچھے گا کہ عمرو کو گرفتار کرکے کیا کیا تو مین کیا جواب دونگی دبلا پتلا نا تنیا اور
بھوکھون کا مارا ہوا اُسپر جو تمانچہ پڑا تڑپ کے مرگیا حیران حیران ہورہی ہی
کہ میرے ہاتھ کا تمانچہ گویا تمانچہٴ ملک الموت کا تھا اتنے بڑے شخص کا مار لینا نا
تمام عالم مین خبر ہوگی کہا بوا حیرت افزا میری خطا کو چھپاؤ اور لاش اسکی کہین

جنگل میں پھینکدو شہباز سے ذکر نہ کرنا میں آکر کہدونگی کہ جنگل میں پھر رہا تھا ایک شیر نے
اُسکو مار ڈالا کوئی کچھ نہ کر سکیگا ورنہ بدنامی ہوگی فرمائینگے کہ ہم سب ساحروں کو
جمع کرتے مجمع میں عمرو قتل ہوتا تو سب یاروں کو خوشی ہوتی اب کوئی کیفیت نہ ہوئی
سب ساحر اپنا اپنا سحر کرتے ہر طرف سے اسپر بوچھار ہوتی حیرت افزا نے کہا جاکر
پھینک آؤ کنیزوں کو اشارہ ہوا کنیزیں ٹانگ پکڑکر عمرو کو کھینچتی ہوئی لے چلیں مگر
خواجہ دل سے کہتے ہیں کہ ایسی عیاری نہ کیا کرو وہ تو جان جانا فقرہ تھا اب اصل
میں جان جاتی ہو سر ٹھکراتا ہوا تمام بدن غربال ہوگیا ہو مگر ضبط کر رہے ہیں کھینچے
ہوئے چلے جاتے ہیں راہ میں ایک کنواں ملا کنیزیں نوجوان ہنستی ہوئی قہقہے
مارتی ہوئی ایک نے کہا بوا مسلمانوں میں دستور ہو کہ نہلاتے بھی ہیں ایک غوطہ
اِس کوئیں میں دے لیں دوسری نے عمرو کو ڈھکیل دیا خواجہ پانی پر جا گرے
سوچے کہ خواجہ یہ نوجوانیں تمکو مار ڈالینگی اب نہ نکلو ایک پتھر اُٹھا کر رسی میں
باندھدیا اور آپ کنوئیں میں چھپ رہے کنیزیں جو کھینچتی ہیں تو ٹھٹھے مار رہی ہیں
ایک کہتی ہو بوا ہلکا ہوگیا دوسری کہتی ہو بالکل بوجھ نہیں معلوم ہوتا آخر جب رسی
کو اوپر کھینچا تو دیکھا ایک پتھر بندھا ہو کنیزیں توبہ توبہ کرنے لگیں پکارتی ہوئی چلیں
کہ یا خداوند صدقے آپ کے کیا کمال کی بات ہو کہ آپ کو جو یہ مسلمان بُرا کہتے ہیں
مرنے کے بعد پتھر کے ہوجاتے ہیں اب صلاح ٹھہری کہ چلکر بی حیران کو دکھاؤ اور
بیان کرو کہ ہمنے جو عمرو کو نہلایا نگوڑا بے ایمان پتھر کا ہوگیا اب اِسپر جوتیاں مارو
اِس نگوڑے کے منھ پر تھوکو سب خواصیں ہنس رہی ہیں اور پتھر کو دیکھ دیکھکر کہتی
ہیں کہ خوب گول پتھر بنا ہو قدرت نے خوب کرامت دکھائی مرنے کے بعد بھی قدرت
میں کرامت باقی ہو ایک نے کہا بوا قدرت کا مرنا جینا کیسا چولا تبدیل کر گئے دنیا
کے لوگ کہتے ہیں مر گئے اُنکا وہی جاہ و جلال ہو دیکھو ابھی تو انسان تھا ابھی پتھر
ہوگیا یہاں حیران و حیرت افزا بیٹھی ہیں یکایک کنیزیں ہنستی ہوئیں نظر آئیں
حیران نے پکار کر پوچھا اری شغلو کیا ہنستی ہو کیا دیکھا کیا ٹھٹھا پایا ایک نے کہا

واری کرامت ہمارے مذہب کی ظاہر ہوئی آج معلوم ہوا کہ بعد مرنے کے مسلمان
پتھر کے ہو جاتے ہین قدرت کو بُرا کہنے کا یہ مزہ پاتے ہین اپنی زندگی مین جو کچھ کیا بعد
مرنے کے اُسکا پھل پایا ایک نے کہا لو دیکھو نگوڑا منھ چڑاتا ہی دوسری نے کہا
اری حرامزادیو یہ سوا مکار و غدار ہی جو کچھ اس سے نہو تعجب ہی حیران نے جھلا کر
کہا اری حرامزادیو یہان کیون لائین مگر آج یہ نیا عذاب دیکھا جو لوگ کتاب لکھتے
ہین اُنکو لکھو بھیجو کتاب مین لکھ دین کہ بعد مرنے کے مسلمان پتھر ہو جاتے ہین اِس
پتھر کو میرے پہاڑ سے دور پھینکو میرے سامنے نہ لاؤ مجھکو ہول آتا ہی کنیزون نے
پتھر دور جا کر پھینکا ایک اُنمین سے اُچھلتی ہوئی صحرا کی سیر کرنے لگی بعد کنیزوں کے چلے
جانے کے خواجہ نکلے سر سہلاتے ہوئے چلے دور سے ایک کنیز کو دیکھا کہ جنگل
مین پھر رہی ہی جوانی کا زمانہ پھول توڑتی پھرتی ہی کچھ پھول انگیا مین رکھے کچھ جوڑے
مین رکھ لیے کچھ پھول ہاتھ مین گاتی ہوئی جاتی ہی کہ مسلمان بعد مرنے کے پتھر کے
ہو جاتے ہین خواجہ یہ فقرہ سنکر بہت ہنسے گلیم زنبیل سے نکالی سارا بدن گلیم مین
چھپایا دونون ہاتھ اور سر کھلا ہوا رکھا اور ہاؤ کر کے دوڑے کنیز نے جو دیکھا
دو ہاتھ اور ایک سر دوڑا ہوا آتا ہی چیخ مار کر بیہوش ہو گئی خواجہ نے آکر اُسکے
کپڑے اُتارے زیور تو اُتار کر نذر زنبیل کیا وہی کپڑے پہنکر صورت بدلی ہنستے ہوئے چلے
پکار پکار کے کہتے ہوئے کہ آپ ٹھہریے مین آتی ہون وعدے کے خلاف نہوگا
تمھارا کہنا بھی مانونگی حیران و حیرت افزا نے دیکھا کنیز ہنستی ہوئی آتی ہی حیران
نے پکار کر کہا کیون شعلہ خیر تو ہی کس سے وعدہ کرتی ہو شعلہ بھڑک کر قریب آئی آکر
حیران کے سامنے گر پڑی کہا بی بی عجب معرکہ گذرا مین جنگل مین آتی تھی کہ ایک
طرف سے آواز آئی او شعلہ ٹھہرو آگے نہ بڑھو مین نے پلٹ کر دیکھا جمشید ثانی
جست و خیز کرتے ہوئے آتے ہین جب مین ٹھہری تو قریب آئے مجھکو گلے لگا لیا
منھ پر منھ رکھنے لگے مین نے کہا کیون خداوند کیا ارادہ ہی میرے گلے پر ہاتھ
رکھ دیا اور کہا جا تجھکو کمال علم موسیقی دیا اور بہت سے کمال عطا کیے تجھکو دیے

نگر ذرا گوشے مین چادمین کچھ کھونگا مین ہنستی ہوئی بھاگی انھین سے کہتی ہوئی آئی تھی کہ تم ٹھہرے رہو مین آتی ہون آخر کھڑے کھڑے چلے جائین گے مگر میرا امتحان تو لینے مین تو بد آوازہ ہون کبھی غزل شعری نہین گائی اب امتحان کرتی ہون یہ کہکر پایان کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگی ایک کنیز گانے والی جو بیٹھی تھی اُسنے کہا بوا ٹھیکہ تو تم خوب بجا رہی ہو شعلہ نقلی گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگی نظم

پھینکو بھی تو یون تیر بلا ترچھی نظر سے	بر آتا ہوا دل کو نکلجاے جگر سے
واقف نہین ابتک مرے نالونکے اثر سے	ای تو سہی دل پار سے نکل آئیے گھر سے
حیران ہین ہیا و تیزی آنکھون کے ہنر سے	دونون نے مجھے مار لیا ایک نظر سے
یہ شعلہ عذار آپ نکل پڑتے ہین گھر سے	کس طرح بچا جاتا ہی تیغ مین شرر سے
کیون مانع ترغیب ہو وصلت کی لڑائی	اس معرکے مین ضبط تو مشکل ہی بشر سے
اللہ مجھے جان کے بھی پڑگئے لالے	کچھ دل تو سوا ہوگیا سوزش ہین جگر سے
منھ ہوسے کا مشتاق ہو دیدار کی آنکھین	دیکھو تو مری جان نکلتی ہی کدھر سے
کیا جانیے کیا بات ہی امین کہ سر بزم	دیکھا کیے وہ مجھکو محبت کی نظر سے
بیٹھے جو تجھے دل مین جگہ دی تو عجب کیا	احباب چھپاتے ہین حسینون کو نظر سے
کیا ہوتا یہ قدرت مجھے اللہ جو دیتا	آنکھون کو بدل لیتے ترے روزن در سے
یہ اشک محبت ہین غنیمت انھین سمجھو	لڑکون کو بچالے رہو لوگون کی نظر سے
کیا سیر گلستان ہے بہ ان عشاق شگفتہ	بجتی ہو کہین دل کی لگی بھی گل تر سے
ٹکسال مین ہم بھی ہین صفیر سخن آرا	تاریخ کے مقلد ہین تلمذ ہی سحر سے

اس رنگ سے یہ اشعار گانے کہ تمام اہل محفل تعریفین کرنے لگے ہر ایک کہتا ہی بی شعلہ تم ہمیشہ سے گرما گرم ہو قدرت تمہیر عاشق ہین سب شعلہ نے کہا مین فرمائشین کرونگی قدرت سے کہونگی کہ مجھکو آسمان پر لے چلیے وہان جاکر دیکھون کیا عجائب و غرائب بنا ہی مین کہونگی فرشتون کو بھی دکھا دیجیے بہشت کا راستہ بتا دیجیے جہنم کی آگ بجھا دیجیے کنیزین ہنس رہی ہین اور حیران جادوگنی ہی شعلہ تو تو آپ سے

باہر ہوگئی کہا واری اب مین کیا آپ کی کنیزون مین رہونگی خداوند سے ملک کی سلطنت
مانگونگی کہ مجھکو ایک ملک کی سلطنت دیجیے آپ سے ملاقات رہیگی جب آپ کی ملاقات
کو آؤنگی تو تمام جنگل فوج سے بھرجائیگا حیران کہتی ہو شعلہ زیادہ غرور نہ کرو ایسا
نہ ہو قدرت آزردہ ہوجائین کہا واری میخانے کی کنجی عنایت فرمائیے مین ساقی گری
کرون شاید یہ بھی کمال ہوسکے اور جو ناقص رہا تو قدرت سے شکایت کرونگی
حیرت افزا حیران و پریشان بیٹھی ہو دل سے باتین کر رہی ہو کہ آج یہ نئی بات ہوئی
کہ شعلہ پر قدرت عاشق ہوے ہمارے بزرگ اِس طلسم کے منتظم رہے کیا کیا کام
کیے خیر خواہیان بھی اِسطرح کین کہ ہمارے مرحلے تک کوئی نہین آیا پہلے ہی مرحلے
پر گرفتار کر لیا گیا اب دیکھون انجام کیا ہوا اگر ساقی گری بھی اِسنے کر لی تو بیشک
ظہور قدرت ہو وہ کمال تو خاص عمرو کے واسطے ہو مگر آج اُس شخص کا خاتمہ ہوا
کہ جسنے ہزارون جادوگرون کو مارا ملک کے ملک ویران کر دیے کاش کہ مین
یہان نہ ٹھہرتی میرے پیچھے سب کچھ ہوتا پھر دل مین کہتی ہو کہ اُسی کے مرنے کی یہ
خوشی قدرت نے کی اب شعلہ کے بڑے مرتبے ہونگے یقین ہو شہباز اسکو اپنا
سرتاج بنادے ہر شخص اِسکا پاس کریگا یقین ہو کہ یہ منتظم طلسم ہو شعلہ نے مرتبے
پائیگی یہان حیران نے کنجی از اربند سے کھول سامنے شعلہ کے پھینکدی کہا لو
لی شعلہ تمکو اختیار رہی میخانے کو برباد کرو شعلہ نے کنجی اُٹھالی میخانے مین آکے
آواز دی ہان صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے جسکا جتنا جی چاہے
شراب لیجاے سب کنیزین دوڑین کسی نے قرابہ لیا کوئی کہتی ہو مین خُم اُٹھا لیجاؤن
ایک ہلڑ ہوگیا عمرو نے سب کو شراب بانٹ کر چند گلابیان درست کین کہ اُن مین
ہوا رغوانی بھری ٹکڑے اُنکے تمامی سے باندھے ایک کشتی مین لگا کر محفل مین لائی
حیران نے کہا دیکھو صاحبو کیا قدرت کی عنایت کی برکت ہو کس سلیقے سے شراب
لائی ہو کہ خواہ مخواہ جی چاہتا ہو کہ شراب پی لو میرے جیسے بڑا مرتبہ ہوا کہ میری
کنیز پر قدرت عاشق ہوے اب مجھکو کسکی پرواہ ہو ہر امر مین شعلہ سے کہونگی

کہ قدرت سے کہدے کہ یہ کام کردین اسی وقت وہ کام ہوجائیگا ظاہر مین لوگون کو تو
معلوم ہوا کہ عمرو مرگیا مگر یہ اسی کے مرنے کی خوشیان ہین جو قدرت نے کی ہین حقیقت مین
آج عجب دن ہی جو گھمنڈ کرون وہ جاسے ہی کہ میری کنیز کو یہ مرتبہ ملا کہ نظر کردۂ خداوند
ہوئی اب جو چاہے گی قدرت سے کہ لیگی کہ یا خداوند سب مسلمان غارت ہو جاہین
اب طلسم بچ گیا ابتک لوگون کو یہ خیال تھا کہ طلسم فتح ہوجائیگا اب طلسم فتح نہین ہوسکتا
ہر مقدسے مین تشریف لائینگے پھر پکار کر کہا کیون بی شعلہ یہ تو بتاؤ تم وعدہ کرکے آئی تھین
اور وعدہ پورا نہین کیا شعلہ نے کہا بی جیتھو قدرت آئین گے کھڑے رہین گے
جب مجھے فرصت ہوگی تب جاؤنگی روز آیا کرینگے جب گھڑی دو گھڑی انتظار کرینگے
تب مین جاؤنگی حیران کنیزون سے کہتی ہو دیکھو صاحب کیا گھمنڈ ہی قدرت کو انتظار
کرائیگی مگر کیون شعلہ قدرت کلان تھے یا خداوند تو دتھے شعلہ نے کہا جمشید ثانی
تھے میرا ہاتھ پکڑا مین نے جھٹک دیا آخر قدرت سے وعدہ کیا اب آئے ہونگے
جنگل مین پھر رہے ہونگے ملکہ حیران دل مین کہتی ہو حقیقت مین ظہور قدرت خداوند
ہی مین کہانتک فخر کرون کہ میری کنیز کو یہ مرتبہ ملا اب مین دعا مین مانگونگی کہ مجھکو اور
مرتبہ عطا کیجیے شعلہ کہتی ہو مین آسمان پر جاؤنگی مین اس سے سب حال وہانکا پوچھونگی
کہ آسمان پر کون کون رہتا ہو سورج کہان جاکر چھپتا ہو چاند کیونکر برآمد ہوتا ہو اور
تارونکی کیا بنا ہو ہمارا استارہ کس برج مین ہو گہ فیض خداوند کس درج مین ہو سب کچھ
حال معلوم ہوجائیگا جب یہ دریافت ہوگا کہ ہمارا استارہ فلان برج مین گیا پنڈتون
سے پوچھ لین گے کہ اب کیا کرین پنڈت بتادین گے کہ آج یہ کام کرو برائی دنیا کی اب
ہم تک نہ آئیگی بڑے چین سے بسر ہوگی جو کام چاہین گے شعلہ سے کہکر کرا لین گے
کہ شعلہ نقلی نے گھنگرو پانون مین باندھے سازندون نے ساز ملائے شعلہ نقلی نے
گت ناچنا شروع کی

نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا		وجد کرنے لگا قدر دادا	
سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل		ماہ تابان پہ چھا گیا بادل	

جسکی جانب بتا کے سسکی لی
قوالہ آسمان کا تھتھا تھول
کھینچ کے مرقد مین تان سین کی روح

دیگر

تان اُٹھتے سہاک سساک کردی
ایسا نہ تھا پارہ بدبھی لاحول
تڑپی مانند طائر مذبوح

کل اہل محفل کی عجب گت ہوئی بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین اور تعریفین کر رہے ہین کہ ای
شعلہ کیا گرما گرم ہو کبھی آجتک ایسی گت نہ دیکھی تھی ہم لوگون کی بڑی گت ہو تمھاری
کیا قسمت ہو کہ قدرت عاشق ہوسے یہ کمال دیدیے اب تمھارا کون مقابلہ کر سکتا ہی
شعلہ نے جھک کر جام اُٹھایا اُس مین شراب لبریز کی دیکھنے والے کہ رہے ہین کہ
اب کمال شعلہ کا ٹھنڈا ہوا چاہتا ہی مگر شعلہ نے جام سر پر رکھا اور ٹھوکرین لیتی
ہوئی چلی اول سامنے حیرت افزا کے آئی مسکرا کر کہا ایسی بی بیون کو سر سے شراب
پلانا چاہیے حیرت افزا نے خوشی خوشی جام لیا اور پی گئی پلٹ کر شعلہ نے دوسرا
جام بھرا اُسی طرح توڑے لیتی ہوئی جست وخیز کرتی ہوئی سامنے حیران جادو کے
آئی اور یہی کلمہ کہا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے حیران جادو
مثل آئینہ حیران ہو کر جام پی گئی اب تو شعلہ و نقلی نے دورہ باندھا کل اہل محفل کو شراب
پلائی جو کنیزین کہ شراب اُٹھا کر لے گئی ہین وہ بھی اپنے مقام پر پی رہی ہین کہ
محفل مین ہنگامہ ہونے لگا دست درازی شروع ہوئی کسی نے کسی کا دوپٹہ نوچا
کسی نے بہ نگاہ غور دیکھا اور کہا کہ بیدان صاحب آپ کی مونچھ پر کوا بیٹھا ہوا ہی
کہ بیدان نے کہا اس حرامزادے نے کیا اڈا مقرر کیا ہو دیکھنے والے نے کہا آپ
بیٹھے رہیے مین پکڑے لیتا ہون یہ کہکر ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑ کر ایک جھٹکا مارا اُن
کہ بیدان نے آہ کر کے کہا بھائی غضب کیا مونچھین نوچ لین جھٹکا دینے والے
نے جواب دیا کوا اُڑ گیا پونچھ میرے ہاتھ مین ہی دوسرے نے کہا کیا پوچ ویچ ہی
اسطرح جا بجا کوئی کسی کو دھول مارتا ہی کوئی اُچک رہا ہی کوئی کہتا ہی آؤ مجھسے لڑلو
مین کسی سے کمتر نہین ہون جب زیادہ ہلڑ ہوا تو حیران جادو نے برہم ہو کر
کہا صاحبو میری محفل کو بازار بنایا ہی یہ کیا ہنگامہ [illegible] سب سے بیٹھو ورنہ سب

سنزادونگی یہ کہتی ہوئی اُٹھی لڑکھڑا کر گری حیرت افزا بھی اُٹھا کر گری کنیزین لینا لینا کہکر اُٹھین
جو اُٹھا بر لب فرش ہوا تھوڑے عرصے مین ساری محفل بیہوش ہوئی خواجہ نے
جب سب کو بیہوش پایا آن کر نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران / ترے کمر بستے کانپتا ہی جہان
تراشندہ ریش کفار ہون / زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم / صبا ٹھوکرین کھاسے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو / زبانے مری گر دیا پوش کو
دوندہ جہان گرد طرار ہون / جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کر کے اول تو خواجہ نے سب کا زیور اتار لیا بعض کا لباس جو بھاری دیکھا
وہ بھی لے لیا اب سوچ رہے ہین کہ کیا کرون آخر حیران جادو کو اُٹھایا زبان مین
سوزن دی ایک ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا اب جو حیران کی آنکھ کھلی دیکھا
کل اہل محفل بیہوش پڑے ہین اپنے کو بندھا ہوا پایا اور عمرو کوڑا لیے کھڑا ہوا ہی
کہہ رہا ہی اے حیران سامری و جمشید پر لعنت کرو خدا ے نادیدہ کو سجدہ کرو ورنہ یہ
سمجھ لینا کہ مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا دیکھا تو نے کسطرح پہونچا ہون مقام
افسوس ہی کہ طلسم کشا قید ہین اور لوح شہباز نے لے لی بی حیرت افزا کا بھی
علاج کرونگا خیال کرو کہ پروردگار نے زمین و آسمان بنائے بہشت و دوزخ
چاند و سورج اگر سامری و جمشید خدا ہوتے تو موت انکو کیون آتی دیکھو یہ
جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی سحر کے زور مین خداوند بنکر بیٹھا ہی بس ایسے ادیان
باطل کا اعتقاد کر بیٹھنا سراسر حماقت ہی خالق لیل و نہار ہمارا تمہارا پروردگار
ہی اُسکا اعتقاد کرو سامری و جمشید پر لعنت کرو اسطرح عمرو نے سمجھایا کہ زنگ کفر
آئینۂ دل سے دور ہوا حیران کے قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ سوزن زبان سے
نکالئے مین بدل اطاعت کرتی ہون عمرو نے زبان سے حیران کی سوزن نکالی
حیران جادو نے قید کو اپنے جسم سے دور کیا اور کہا کیون خواجہ اب کہو کیا

تم کو سزا دون خواجہ نے کہا آپ کا چہرہ روشن ہی یہ کہکر ہاتھ ہلایا حباب مارکر پھر حیران
کو بیہوش کیا کئی مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا حیران سمجھ گئی کہ یہ کامل و اکمل ہی اور مذہب
بھی اسکا کامل ہی قدمون پر گر پڑی کہا خواجہ مین جان و دل سے حاضر ہون جو
حکم کیجیے وہ بجالاؤن عمرو نے کہا مجھکو دربار شہباز مین پہونچاؤ ان سب کو یون ہی
پڑا رہنے دو حیران نے کہا چلیے کس صورت پر چلیے گا عمرو نے کہا وہی شعلہ کنیز بنکر
چلونگا انشاءاللہ رہائی سعد کی تدبیر نکالونگا اور یہ بھی سنا ہی کہ یاقوت جنی کو شہباز
نے پکڑ لیا اُسکی بھی رہائی کی تدبیر کرونگا شاید پروردگار اپنا فضل کرے ورنہ اپنی
جان دونگا آج دو دن گذر رہے ہین کہ سعد شہریار باغ مین بے آب و دانہ ہین
شہباز کا ارادہ ہی بدلا اُنکے قریب سحر تو نہین جا سکتا مگر تاثیر پہونچے حیران نے کہا
حیرت افزا کو قتل کیجیے آگ وہانکی برطرف ہو جائیگی کیا تعجب ہی کہ عین وقت پردہ
بھی دربار مین آجائین عمرو نے کہا یہ بات خوب بتائی بس عمرو نے حیرت افزا کو
قتل کیا قتل سے حیرت افزا کے ہنگامہ ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مین حیرت افزا ہون
سعد شہریار کو دو دن سے بے آب و دانہ تھے دعائین مانگ رہے ہین کہ اے
خالق بے نیاز و اے رب کارساز کیا بھوکا پیاسا مرنا تھا اس مشکل کو آسان کر
زہے کریمی و زہے کارسازی

نظم

تو ای کا فریدی زیک قطرہ آب — گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف گوہر پدید — بہ گوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را — تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نبارد ہوا تا نگوئی ببار — زمین ناورد تا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی — برون زان کہ یاری گرے خواستی
چہ گرمی و سردی و از خشک و تر — سرشتی بہ اندازہ یک دگر
جہان برکشیدی و بستی نگار — کہ بہ زان نیارد خرد در شمار

کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیوارین آگ کی گرین روشنی ہوئی سعد شہریار نے شکر

پروردگار کیا کچھ پھل وغیرہ جنگل کے توڑ کر کھائے اُس باغ پُر آفت سے نکلے باغ سے نکلتے ہی دیکھا کہ سامنے ایک قصر ہی دروازے پر اسکے چند جادوگر بیٹھے ہین بادشاہ طرف اُس قصر کے چلے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالے ہوئے مگر شہباز بلند پرواز لیئے قصر مین بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ حیرت افزا ایلٹ کر نہین آئی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا حیران جادو اور ایک کنیز بڑی شوخ وشنگ پھولون کی پنکھیا جھلتی ہوئی ساتھ ساتھ حیران کے ہو تخت آکر زمین پر اُترا حیران نے سلام کیا وہ کنیز بھی برا ے تسلیم خم ہوئی شہباز نے پوچھا ای حیران اِسوقت کہان چلین کیونکر اتفاق آنے کا ہوا حیران نے کہا ای شہنشاہ آج عجب معرکہ گذرا منظور ہوا کہ آپ کو بھی دکھاؤن ہمارے سامری وجمشید بڑے صاحب کرامت ہین یہ کنیز میری بر سرکوہ پھر رہی تھی کہ آسمان سے ایک تخت اُترا اُس تخت پر سامری بیٹھے تھے اِسکو پکارا پہلے تو یہ ڈری مگر جب قدرت نے تسکین دی تب قریب گئی گلے پر اِسکے ہاتھ پھیر دیا اور یہ فرمایا کہ ہمنے علم موسیقی تجھکو عطا کیا اور کچھ بھی اِس سے کہا مگر اِسنے خوف سے نہ مانا فرما گئے کہ بہت سے کمال ہمنے تجھکو دیئے تھوڑی دیر کے بعد میرے سامنے آئی اور مجھسے سب حال کہا مین نے کہا امتحان کرو ایسے مزے سے اِسنے ایک غزل گائی کہ مین بیقرار ہو گئی پوچھا مین نے اِس سے کہ اور کمال کون سے ہین اِسنے کہا ساقی گری وغیرہ امیدوار ہون کہ آپ بھی سماعت فرمایئے شہباز نے کہا کیا مضایقہ ہی کیون بی شعلہ کیا چاہیے ہی شعلہ نے کہا کنجی میخانے کی دیجیے شہباز نے کنجی دی شعلہ نقلی نے میخانے مین آکر شراب بانٹی چند کنٹر الماس نگار کے لیکے محفل مین آئی اور گت ناچی اور یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگی نظم

بدلی جو آئی باغ مین کس خوش ادا کے ساتھ	حورین بلائین لینے لگین کس ادا کے ساتھ
دشمن ہو میری جان کے تم عشق غیر مین	کچھ اور نہ تو مجھے نہ کھلا دو دوا کے ساتھ
بس اک نگاہ دیکھتے ہی مین نے جان دی	الفت کی انتہا بھی ہوئی ابتدا کے ساتھ
غیرون کی بزم مین تجھے دیکھا نہ جائے گا	بے دیدے زچل مجھے انکھین دکھا کے ساتھ

کیون جان دیکے کیا تمہین بدنام کر دیا	پھر کیجیو نہ چھیڑ کسی آشنا کے ساتھ
ڈرتا ہون مین کہین تمہین خواب کی ہو نہ جلے	اچھا نہین ہے ربط بڑھانا جفا کے ساتھ
ای دل وصال یار کی لذت ہو جس سے	نادان زندگی کا مزہ ہو فنا کے ساتھ
یارب دعا یہی ہو کہ کٹجائے اپنی عمر	مثل شب وصال کسی مہ لقا کے ساتھ
رند و چمن مین رنگ جماؤ شراب کا	آتی ہوئی بہار وہ پہونچی گھٹا کے ساتھ
اپنے سخن کے لطف کا دیوانہ ہو صفیر	غنچے ہین کرتے چاک گریبان صدا کے ساتھ

اور جام لبریز کر کے سر پر رکھا سامنے شہباز کے آکر سر جھکایا یہ کہکر ایسے شاہونکو سرسے شراب پلانا چاہیے شہباز نے جام ہاتھ مین لیا کچھ چپکے چپکے پڑھنے لگا اب تو خواجہ گھبرا سے کہ خداوند اخیر کیجیو مگر شہباز نے کچھ پڑھکر جام پر پھونک دیا کہ شراب چیخ مار کر بشکل خون ہو گئی اور اڑ گئی جام ٹوٹا شہباز نے کہا تو کون خواجہ نے چاہا جست کر کے نکلجاؤن مگر شہباز نے گیر لیکے ایک دو ہتھڑ مارا کہ خواجہ گرے جیران جادو نے جو یہ معاملہ دیکھا چاہا نکلجاؤن شہباز نے کہا او فتنہ پرداز تو کہان جاتی ہو یہ کہکر سحر کیا کہ جیران بھی گری جیران کو گرفتار کر کے ایک قفس مین بند کیا اور عمرو کے منھ پر اپنا ہاتھ پھیر دیا کہ رنگ و روغن اڑ گیا عمرو کو دیکھکر پہچانا کہا او ظالم مین تیری فکر مین تھا تو نے اسکو تسخیر کیا جیران کے ساتھ آیا اب کہان بچیگا سب اہل محفل تعریفین کرنے لگے اور بلا ہوا کہ عمرو گرفتار ہوا شہباز نے کہا مین اسی فکر مین تھا کہ یہ ساربان زادہ آئے تو اسکو قتل کرون نہین معلوم ہو کہ حیرت افزا پر کیا گذری کہ پلٹ کر نہین آئی آج دو دن گذرے ہین کہ طلسم کشا بے آب و دانہ ہین پھر آپ ہی کہنے لگا کہ وہ اب خاتمہ کر کے آئیگی جسوقت بھوک پیاس سے بیہوش ہو کر گرینگے لوح محفوظ اتاریگی سر کاٹ کر لائیگی اسے جلاد کو تو بلاؤ ایک زنگی سیاہ رو پہلوے تھر سے تھتا ہوا آیا کہتا ہوا کیا ارشاد ہوتا ہے کہا اس ساربان زادے کا سر کاٹ لے جلاد نے کوئلے کا خط گردن پر دیا اور خنجر چمکانے لگا خواجہ بیقرار دہین ہو کر پکار اٹھے ای معبود حقیقی وای رب حقیقی

میرے سینے تیرے معدے مین فرق آتا ہی آج تو ملک الموت کا سامنا ہی ای رب بے نیاز
وای خالق کارساز اس مشکل کو آسان کر **نظم**

تو گوئی ہر انکس کہ در رنج و تاب | دعا ے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شندہ دانم ترا | درین عاجزی چون نخوانم ترا
ہر کس بہ کسے نازد و ما را تو بسے | **دیگر** | من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

جلاد شلنگین لگا رہا ہی دمبدم نعرے کرتا ہی کہ شیغہ بآب داد رکھتا ہون بازو پر قوت
ایک ہاتھ مین سر کو تن سے جدا کرتا ہون ای شہنشاہ شہباز ذرا حکم جھکو دیجیے گا
شہباز نے کہا او بیحیا بد دولت کو ڈراتا ہی کل طلسم کشا کا بھی سر آجائیگا حمزہ کو خود
جا کر قتل کرونگا مسلمانون کو دم نہ لینے دونگا ایک ایک کو اسطرح قتل کرون کہ
ماہیان دریا و مرغان ہوا انکے حال پر روئین اور مجھے ترس نہ آئے یہ وہ ظالم ہی
کہ جسنے گھر کے گھر ساحرون کے مٹا دیے ملک کے ملک خالی ہوے ہزار ہا دیکھ
کھڑے تصویرین خداوندون کی گھریون مین پڑی ہین آج کئی دن کا زمانہ ہوا
کہ اڑتا ہوا جاتا تھا میرا گذر عنظلی آباد مین ہوا جس مقام پر دیر خداوندی تھا
دیکھا وہ کھدا پڑا ہی مسجدین جا بجا بنگئین مسلمان غل مچا رہے ہین وہ لفظین کہتے
تھے کہ میرے کان مین جو آواز آئی مجھکو سحر فراموش ہونے لگا جلدی سحر کرکے اُس
سرحد سے گذرا کا شمیر و کاشغر کا ویرانہ دیکھا تصویرین قدرت کی ٹھوکرون مین
پڑی ہین ہر چند کہ بہت ناگوار ہوا مگر سواے صبر و ضبط کے کیا چارہ تھا مگر یہ
اگر دیر تک رہا پکارتا تھا یا خداوند آپ نے مسلمانون کو کیون پیدا کیا اب
انکو مٹا دیجیے جادوگرون کی شان و شوکت بڑھائیے اسکا یہ ظہور ہوا کہ لوح
طلسمی آئی یہ سارہ بان زادہ گرفتار ہوا اور جلاد ہاتھ مار دے جلاد تنتا ہوا چلا
کہ بڑھکر ہاتھ مارون کہ دروازے پر بارگاہ کے ہلڑ ہوا اور آواز آئی نعرۂ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان | نہال گلستان صاحبقران

شہباز نے جلاد کو اشارہ کیا ٹھہر جا پھر ایک مصاحب سے کہا دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہے کسکے نعرے کی آواز ہے خونخوار جادو شہباز کا ہم پہلو باہر نکلا دیکھا بادشاہ اسلام اڑرہے ہین صدہا ساحرون کو مار کر ڈالدیا ہو اور اندر بارگاہ کے آتے ہین خونخوار نے بڑھکر سحر کیا وہ گولا اسی مقام پر گرا پھر سحر نے تاثیر نکی جھلا کر اسم سحر پڑھتا ہوا تلوار کھینچکر بڑھا سعد کے ہاتھ مین تیغ طلسمی علم ہو جیسے ہی خونخوار نے ہاتھ مارا شاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالا سر کو بچا کر کمر پہ ہاتھ مار دیا خونخوار کے دو ٹکڑے ہوے آگے بڑھکر قرق زنجیر توڑی پردے کو نوچکر پھینکا شہباز نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری سامنے سے آتے ہین تیغ خون آلود ہاتھ مین شہباز کے ہوش اُڑ گئے مگر ناچار سحر کرنے لگا سحر تاثیر نہین کرتا مصاحبون کو اشارہ کیا کہ ہان یارو مارلو ہاے کیا غضب ہوا یہ جوان یہانتک کیونکر آیا نہین معلوم حیرت افزا پر کیا گذری کہ یہ یہانتک آگئے کسکو بھیجون کون جاکر خبر لاے کئی ہزار مصاحب و خدمتگزار سعد شہریار پر جا پڑے سحر کرنے لگے مگر سعد لوح محفوظ کو چمکار ہے ہین سب کے سحر باطل ہورہے ہین جسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے تمام ساحر بھاگے پھرتے ہین بعض کہ رہے ہین جان بچا کر نکل چلو بعض کہتے ہین انکی اطاعت کرو جب شہباز نے دیکھا کہ ساحرون سے سعد نہین رُکتے میری طرف آتے ہین اور تو کچھ بن نہ پڑا کچھ خاک زمین سے اُٹھا کر شانون پر ڈالی کہ پر پرواز پیدا ہوے اُڑ کر بلند ہوا عمرو نے آواز دی ای فرزند یہ جانے نہ پاے سعد نے بڑھکر کمان کیانی کاندھے سے اُتار ہی قصد کیا کہ تیر مارون مگر شہباز بلند ہو گیا تھا ہاتھ روک لیا سعد نے کہا بڑی خطا ہوئی مگر جملہ سرداران وغیرہ فریاد کرنے لگے کہ ہم اطاعت کرتے ہین اکثر ساحر آکر قدمون پر گرے شاہ نے گلے لگا لیا سب ساحرون نے اطاعت اسلام قبول کی حیران جادو بھی رہا ہوئی شاہ نے آکر صندوق کھولا لوح طلسمی نکالی عمرو نے کہا یا قوت جبنی و ملکہ مشک افشان سامنے کمرے مین قید ہین انکو بلا

بیٹھے بادشاہ نام مشک افشان سنکر حیران تھے کہ یہ شاہزادی کون ہی مگر جب یاقوت جنّی
کو قفس سے نکالا تو یاقوت نے کل کیفیت ظاہر کی کہ اپنے باپ سے حضور کا ذکر سنکر
وہ مائل ہوئی رات کو آئی کہ لوح نکالون شہباز تو بڑا ہوشیار ہی فورًا جاگ پڑا اسعد
شہریار نے مشک افشان کو نکالا مشک افشان شرمائی ہوئی سر جھکائے ہوئے
نکلی جمال جہان آرا دیکھکر گردپھرنے لگی صبر نہ ہوسکا عرض کرتی تھی خدا آپ کو سلامت
رکھے کس زور وشور سے آپ پہونچے ہین جب آپ کی خبر آکر شہباز نے کہی اور
یاقوت کو گرفتار کرکے لایا تب مجھسے صبر نہ ہوسکا قصد کیا کہ لوح نکال لون اور
جاکر حیرت افزا کو مارون ساعت بری تھی گرفتار ہوگئی سعد نے فرمایا شکر ہی کہ
مجھکو خدا نے یہانتک پہونچایا چار جادوگر مطیع اسلام ہوے ہین عرض کر رہے
ہین کہ حضور بانی فساد نکل گیا ضرور آفت برپا کریگا بڑا مکار وحیلہ ساز ہی بہت بڑا
شعبدہ باز ہی حضور غافل نہ رہین غلام جاکر اسکو تلاش کرتے ہین دیکھے آتے
ہین مشک افشان نے کہا اے شہریار مجھکو اپنی جان کا خوف ہی اب اسکو قلق ہوگا
کہ میٹی بھی اس مقام پر رہی یاقوت جنّی بھی رہا ہوگیا میرے قصر پر سعد شہریار نے
قبضہ کیا چلکر ان لوگون کو گرفتار کرون اگر حضور کی صلاح ہو تو مین دربار جمشید
مین جاؤن یقین ہی کہ وہین گیا ہو اب اس سے صلاح کرکے تدبیر کریگا سعد نے
کہا اے مشک افشان ایسا نہ ہو کہ تم گرفتار ہو جاؤ تو مجھکو بڑا قلق ہوگا تمھاری
انسانیت پر طبیعت کو وجد ہی مشک افشان نے کہا جب حضور ایسا معین و
مددگار موجود ہی تو مجھے کیا خوف مین قفس مین سے دیکھ رہی تھی جب خواجہ عمرو
گرفتار ہوے تو مجھکو یاس ہوئی کہ عمرو نے اتنی بڑی عیاری کی اور وہ خالی گئی
دل سے باتین کرتی تھی اور ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی مگر خدا نے فضل کیا مجھکو بڑا
قلق تھا کہ خواجہ قتل ہوتے ہین حضور کو کیا قلق ہوگا بہ تصدق پروردگار
آپ عین وقت پر پہونچے حضور نے کیونکر رہائی پائی خواجہ عمرو نے کہا کہ اے
ملکۂ عالم مین تو لٹ گیا کئی صندوقچے جواہرات کے کمر مین تھے وہ گر پڑے اب

مہاجن مجھے ذلیل کرینگے مگر خدا میرے فرزند کو سلامت رکھے یہ تدبیر کرینگے تو آبرو
بچیگی اس بیان پر عمرو کے مشک افشان رونے لگی اور کڑے اپنے ہاتھ سے
اُتار کر پیش کیے خواجہ نے لیکر تہ زنبیل کیے اور فرمایا اے ملکۂ عالم یہ تو عشر عشیر
بھی نہین ہے مہاجن اسکو نے لین گے اور مجھکو قید کرینگے مشک افشان اور زیور
اُتارنے لگی بادشاہ نے فرمایا اے مشک افشان اِنکے فقرات کا خیال نہ کرو اگر
عالم کی سلطنت انکو دیدو گی تو قرضہ ادا نہ ہوگا یاقوت جنّی نے گھبرا کر عرض کی کہ
حضور اِس مکان مین شہباز کا خزانہ ہے ہر چند کہ سعد نے اِشارے سے منع کیا مگر
یاقوت نے قصر بتا دیا خواجہ دوڑ سے اندر قصر کے گھس گئے دیکھا خم ہائے
خسروی زر و جواہر سے مملو ہین خواجہ نے جال الیاسی زنبیل سے نکالا اور یہ
کہکر پھینک مارا کہ اے جال جنجال ہو کر گھیر لو کوئی پیسا باہر نہ جانے پائے سب خزانہ
کھینچکر زنبیل مین رکھا اور زنبیل سے کچھ کوڑیان نکالین اُس مقام پر پھیلادین
باہر نکلکر کہا اے یاقوت یہان تو حبہ بھی نہین ہے کچھ جنبی کوڑیان پڑی ہین سعد
نے کہا اب آپ کا قدم اندر گیا اب وہان کیا ہوگا خزانہ بیت المال مین پہونچا
اب کسکو ملسکتا ہے عمرو نے کہا اے فرزند تم تو ایسی باتین نہ کرو باپ تمھارے بڑی
مہربانی فرماتے تھے جب فرنگستان سے آئے ہین تو کئی لاکھ روپے مجھکو دیے
کہ سود سب ادا ہوگیا تھا مگر کئی ساحر تلاش مین شہباز کی چلے بعد جانے ساحرونکے
مشک افشان نے کہا مین بھی جاتی ہون جا کر شہباز کو لگا کر لاؤن آپ کے ہاتھ
سے قتل کراؤن یہ کہکر مشک افشان بھی روانہ ہوئی مگر جمشید ثانی اپنے قصر
ہفت رنگ مین بیٹھا ہے شاہزادیون سے اختلاط ظاہری کر رہا ہے کہ آسمان پر
برق چمکی جمشید نے دیکھا کہ شہباز گھبرایا ہوا آیا جمشید نے پوچھا کہ کیون شہباز
خیر تو ہے شہباز نے عرض کی یا خداوند سب سامان ہوگیا تھا مگر خدا اسے نا دیدہ
نے آنکی مدد کی کہ سعد کی رہائی ہوئی وہ لڑائی پڑی کہ غلام بھاگ آیا اگر نہ آتا
تو قتل ہوجاتا جمشید کو سناٹا آگیا اور کہا اے شہباز تمپر بڑا گمان تھا کہ تم لوح لیکے

اسنے کہا کہ اور بڑا غضب یہ ہوا کہ مشک افشان ہاتھ سے گئی مین اسکو گرفتار
کر آیا تھا اب رہا ہو کر سعد کے پہلو مین بیٹھی ہوگی جمشید نے کہا مشک افشان
کون ہی کہا کنیز حضور دختر حقیر نام مشک افشان کا سنکر جمشید پوچھنے لگا کہ
اسنے کہین سعد کو دیکھ لیا شہباز نے کہا حیرت افزا جو لوح لیکر آئی اور تمام
حال بیان کیا اس بدنصیب نے بھی سنا بدحواس ہوگئی مین نے اسی وقت دیکھا
کہ اسکے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین اسوقت تو کچھ زور نچلا رات کو آئی تھی کہ
روح لے جاؤن مین نے اٹھکر اسکو گرفتار کیا کیا جانتا تھا کہ سعد آجائین گے ورنہ
قتل کر ڈالتا مجھکو بڑا اس بدنصیب کا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی یہ ذکر تھا
کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک ساحر نحیف و ضعیف
تخت پر سوار فوج بیشمار پشت پر آکر پہونچا جمشید نے جو اس ساحر کو دیکھا کہا لو
صاحبو وہ ساحر آیا ہی کہ زمین کو ہلا دیگا پیران سحر طراز اسکا نام ہی برسون خدمت
سامری مین رہا برسون مین کا انتظام کرتا تھا بزرگان دین کی آنکھین دیکھی ہین مگر
چیلہ ہو شیطان کا چھوٹا بھائی ہی چند مصاحب جائین اور اسکو استقبال کر کے
لائین یہ فکر کریگا چند مصاحبون نے جاکر استقبال کیا پیران سحر طراز سامنے آیا
جمشید کو سجدہ کیا جمشید نے پوچھا ای پیران کیونکر آنیکا اتفاق ہوا پیران نے
کہا یا خداوند مین نے خبر سنی ہی کہ مرحلہ چہارم پر طلسم کشا پہونچ چکا اور بڑے بڑے
ساحر مارے گئے کچھ ساحر شریک ہوے آپ کے سامنے مقابلہ پڑا کچھ نفع نہوا
منظور ہوا کہ چلکر صفائی کر دون لاش ہاے مسلمانان سے جنگل بھر دون یہ ذکر تھا
کہ آسمان پر لکۂ ابر گلنار چھایا پھول برسنے لگے مشک کی خوشبو آئی جمشید نے
کہا ای شہباز یہ کون آتا ہی شہباز نے کہا یا خداوند طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ
مشک افشان آتی ہین جمشید نے کہا تم تو اسکو باغی بتاتے ہو پیران نے کہا
یا خداوند شہباز طفل مکتب ہی اسکو سحر مین کیا دخل ہی جو دل مین آیا وہ کہدیا اگر
باغی ہوتی تو یہان کیون آتی ای شہباز تم کلام نہ کرنا مین باتین کرکے طلب حال

کرونگا کرا بر پھٹا اور مشک افشان جادو تخت پر سوار چند کنیزین گرد گھیرے
ہوے عہدے سب کے ہاتھونمین آئی مشک افشان نے آتے ہی جمشید کو سجدہ
کیا جمشید نے جو نوجوان شاہزادی کو دیکھا پسینے پسینے ہو گیا پشت پر ہاتھ پھیرنے
لگا ادھر پیران سحرطراز جمال جہان آراے مشک افشان دیکھکر بیقرار ہوا
جمشید چاہتا ہی گلے لگا لون اور کہتا جاتا ہی ای بندی قدرت آجتک ہماری صحبت
مین نہ آئین کہ پیران سحرطراز نے اُٹھکر ہاتھ مشک افشان کا پکڑ لیا کہا ملکہ آؤ
بیٹھو تم پر بڑی جفا گذری ہم بخوبی پہچان گئے کہ جمشید ثانی کی پرستار ہو مسلمانونکی
دشمن جو تمکو دوست مسلمانان کہے وہ بیوقوف ہی ای شہباز مین براے مقابلۂ
سعد شہریار جاتا ہون مشک افشان کو میرے ساتھ کردو اسی کے ہاتھ سے
سعد کو قتل کراؤنگا تب حال دوستی و دشمنی کھلیگا شہباز نے پوچھا ای ملکۂ عالم
تمنے کیونکر رہائی پائی مشک افشان نے کہا آپ کے چلے آنے کے بعد سب ساحر
تو مطیع اسلام ہوے مجھکو سعد نے رہا کیا جب مین رہا ہوئی تو مین نے قصد
کیا کہ گرفتار کرکے اُنکو لیجاؤن لیکن دن بڑا عمرو نگاہ داشت کر رہا تھا میرا نہ
چلا آخر مین بھاگ کر نکل آئی خداوند جمشید ثانی نے میری آبرو بچالی جمشید
اُسکی پیری زبان کی سنکر مبہوت ہو رہا ہی چاہتا ہی نہ جانے دون اپنی صحبت مین
شریک کرون ادھر پیران بیقرار ہو رہا ہی چاہتا ہی اپنے ہمراہ لون اور
مقابلۂ سعد مین جاؤن وہان جاکر اُسکو رضامند کر لونگا کیا انکار کر سکیگی ورنہ
سحر کرونگا کہ مبہوت ہو جاے بے بیرے دیکھے چین نہ آئے یہ سوچکر اپنے مقام سے
اُٹھا کہا کیون ای شہباز تمھاری خوشی ہی کہ مین اُنکو ساتھ لیجاؤن اور سعد کو
قتل کراؤن کہ سب کو آرام ملے شہباز نے کہا ای پیران تم جاؤ اسکو یہین
رہنے دو مین اس سے اور کام لونگا پیران نے گھبراکر کہا ای شہباز کیا مجھکو
احمق جانتے ہو تمھاری دختر میری بجاے فرزند کے ہی دل مین کہتا ہی فرزند
کہنے کیا نقصان ہوتا ہی سامری نے بھی اپنے زمانے مین ایسا ہی کیا تھا لیکن وہ

خداوند تھے انجین کون ٹوکتا کہا اے شہباز اسکے ساتھ ہونے سے روح کو راحت قلب کو قوت ہوگی جمشید نے پریشان ہوکر کہا اے شہباز کیا نقصان ہے ملکہ کو ساتھ اسکے جانے دو کچھ تدبیر کرکے شاید سعد کو گرفتار کرے مشک افشان حیران ہو کر رہنیے اس دشمن خدا کے ساتھ جانے سے کیا ہو تیور تو بہت بُرے ہین مگر کہا اُدن آخر نا چار ہوکر شہباز نے بھی حکم دیا کہ اے نور نظر ساتھ پیران کے جاؤ پیران نے ملکہ کو تخت پر سوار کیا آپ طاؤس پر سوار ہو اب قدر لشکر لیا [illegible] ایکبارگی کوچ کیا منزل بمنزل جاتا ہے جب لشکر شام کو کسی مقام پر اترتا [illegible] الگ بارگاہ جین جلی آتی ہے پیران جادو رات بھر تڑپتا ہے یہ اشعار عاشقانہ زبان پر ہر وقت جاری رہتے ہین

نظم

اُٹھا کے صدمۂ داغ فراق ماہ چلے — جہان سے آرزوے وصل لیکے آہ چلے
فراق یار مین دی جان عاقبت ہمنے — زبان سے جو کہا تھا اُسے نباہ چلے
طریق عشق سے باہر کبھی قدم نہ دھرا — جو سالکون نے بتائی ہین وہ راہ چلے
عدم سے آئے جو ہستی مین یہ ہوا حاصل — کہ لیکے پیٹھ پہ پشتارۂ گناہ چلے
نکو رہا ایسی مردان صراط پر آپنا — کہ بال سے بھی جو باریک تھی وہ راہ چلے

سچ تو یہ ہے جو اُٹھتا ہے غصے مین کسی سے کلام نہین کرتا خدمتگار پوچھتے ہین کیون حضور مزاج کیسا ہے ٹھنڈی سانس بھرکر کہتا ہے یارو کچھ نہ پوچھو یہ شب فراق عجب آفت لائی رات کو دیو شب غم کا سامنا تھا یقین تھا لوکھا جائیگا شمعون کے شعلون سے لون نکلتی تھی پروانے جل جاکر خاک ہوے جب دم لبون پر آیا تب صداے مرغ سحر بلند ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ادہر دن نے غل مچایا میرے کلیجے پر چھریان پھر رہی ہین مجھسے نہ پوچھو کہ میرا کیا حال ہے ایک شب اپنے چند ملازمون کو اُسنے بھیجا کہ جاکر ملکہ مشک افشان کو بلا لاؤ خادمون نے آکر کہا مشک افشان نے کہا جاکر عرض کرو کہ مین نہین حاضر ہوسکتی پیران جادو جھلاکر اُٹھا کہتا تھا یہ کیا بات ہے کہ ہم بلاتے ہین تشریف نہین لاتین ہمکو ملال ہوتا ہے ہم جاکر پوچھین کہ کیا بات

کیون نہین تشریف لاتین مشک افشان بیٹھی ہوئی کنیزون سے کہ رہی ہی کہ ظاہرا
معلوم ہوتا ہی کہ پیران جادو بر سر فساد ہی یہ ذکر تھا کہ پیران جادو آکر پہونچا مگر غصے
مین بھرا ہوا بیٹھ گیا کہنے لگا کیون ملکۂ عالم آپ شب کو تشریف نہین لائین مین نے
آپ کو دیر تک یاد کیا اور آپ نے سرفراز نہ فرمایا مشک افشان نے کہا کہ اے
پیران جادو مین اسواسطے تمھارے ساتھ آئی ہون کہ چلکر لشکر اسلام پر سحر کرو
مین بھی سحر کو زور دون اسواسطے نہین آئی ہون کہ تمھاری مصاحبت کرون خواہ
اسمین خلاف ہو خواہ بغیر خلاف ہو پیران جادو نے کہا پھر چار گھڑی شب کو بھی اگر
بیٹھیے کہ مجھکو تسکین رہے ایسا نہ ہو کہ مجھکو جنون ہو جائے مشک افشان نے کہا کیا
پیران جادو کو کچھ بن نہ پڑا سوچا کہ ساحرہ زبردست ہی آفت برپا کریگی جان بچانا
مشکل ہوگی کہا جسطرح آپ کے مزاج مین آئے پھر اُس منزل سے کوچ کیا سعد بن
قباد کے ساتھ وہی چار سو ساحر ہین جو شہباز کے ہمراہی مسلمان ہوے ہین بیرون
قصر بارگاہ استادہ کرائی ہی اسمین آکر بیٹھے ہین فیروزہ بن عمرو بھی آگیا خواجہ ایکطرف
بیٹھے ہین فرما رہے ہین کہ آپ کے پاس آنے مین ہمارا بڑا نقصان ہوا حمزہ سے
جاکر سمجھونگا سعد فرماتے ہین کہ خزانہ تو آپ نے کل لے لیا اور پھر محروم رہے کہ
ہرکارے دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ پیران سحر طراز برائے
مقابلہ حضور آیا ہی مشک افشان تخت پر سوار ہین اور پیران جادو پایۂ
تخت پر ہاتھ رکھے ہوے آکر پہونچا ہی اسکا ارادہ ہی کہ آج رات کو سحر کرے
بادشاہ نے فرمایا خواجہ ذرا خبر تو لو عمرو نے کہا مین باہر نہین نکلسکتا اگر نکلونگا تو
مہاجن گرفتار کرلین گے سب سردارون نے کچھ روپے دیے تب خواجہ برائے
خبر چلے راہ مین جاتے تھے کہ دیکھا ایک جادوگر آسمان سے اُڑتا ہوا آیا اور
چشمے پر پانی کے اُترا چاہا کہ پانی پیوے خواجہ نے آواز دی او ساحر کیا کرتا ہی
خبردار پانی نہ پینا ورنہ پانی ہو کر بہ جائیگا یہ کہتے ہوے بشکل ساحر سامنے آئے
آکر کہا بھائی اس چشمے مین اژدہا پانی پیتا ہی سارا کیف اُسکا اِس مین بہا ہی پیتے ہی

پانی ہو کر بہ جاؤ گے کہان سے آتے ہو کہان جاؤ گے مین اس صحرا کا نگہبان ہون جو
کوئی آتا ہو اُسکو منع کرتا ہون کہ پانی نہ پینا ساحر نے کہا مین خداوند کا نامہ دار ہون
سر فراز جادو میرا نام ہو مین نامہ لیکر بخدمت پیران جادو جاتا ہون شہباز نے
بھی بمقدمہ حفاظت مشک افشان لکھا ہو کہ مین نے تمھارے کہنے سے ساتھ
کر دیا ورنہ مین گوارا نہ کرتا کہ مشک افشان تمھارے ساتھ جائے خواجہ نے
دریافت کر کے اس ساحر کو پانی پلایا اور پانی پلا کے بیہوش کیا اور نامہ نکال لیا
سر فراز کی شکل بنکر چلے جادوگر کو ایک گوشے مین ڈالدیا مگر جب لشکر پیران جادو کا
آکر پہونچا تھا تو ملکہ تخت پر تھین سعد بن قباد کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے آنکھ
جو مشک افشان سے ملگئی تو مشک افشان نے اشارہ کیا کہ نہ گھبرایئے گا جسکو
یہ سحر کریگا مین مٹاؤنگی جہانتک ہو سکیگا آپ کو بچاؤنگی سعد خاموش ہو رہے
مگر خواجہ جو پہونچے پہلے خیمہ مشک افشان کا ملا ملکہ نے پکار کر آواز دی اے سر فراز
کیونکر آنیکا اتفاق ہوا چلے ہمارے پاس آؤ خواجہ اندر گئے کہا نامہ خداوند کا
لایا ہون لیکن آپ سے کچھ تنہائی مین کہنا ہو کنارے لا کر مشک افشان کو بیہوش
کیا سامنے صندوق تھا اُسی مین بند کر دیا اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ملکہ
مشک افشان کی صورت بنے باہر آکر جوڑا ابھاری نکالکر پہنا زیور عمدہ سے
آراستہ ہو کر کہا مین برائے ملاقات پیران جادو جاؤنگی پیران کو ہرکارون نے
خبر دی کہ آج ملکہ بڑے ٹھاٹھ سے آتی ہین پیران جان و دل سے مائل تھا بارگاہ سے
نکل آیا آنکھین فرش کرنے لگا کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی آپ نے آج
سر فراز کیا عمرو نے ہاتھ اُسکا تھام لیا کہا اے پیران جادو مین خود تجھپر دل دادہ
ہون لیکن تم جلدی نہ کرو تمھارا مطلب پورا ہوگا پیران جادو نہال ہو گیا اور
آنکھون کو فرش کرتا ہوا عمرو کو لیکر بارگاہ مین آیا کہا اے ملکۂ عالم مین جانتا ہون کہ
آج روز عید ہو کہ آپ نے سر فراز کیا مین نیازمند ہون جو حکم کروگی وہ ضرور
بجالاؤنگا مشک افشان نقلی نے کہا اے پیران مین یہ تدبیر کر رہی ہون کہ ہمیشہ

تمھارے ہی پاس رہنا ہو تم جلدی کرکے کام کو خراب کرتے ہو پیران خوش ہوگیا
ملکہ نے کہا ای پیران جادو شراب منگاؤ تمھارے ساتھ پیین پیران نے خادموں کو
اشارہ کیا گلابیان شراب کی لاکر رکھین پیران جادو نے جام لبریز کیا ملکہ نے کہا
مین پہلے نہ پیونگی تو یہ تم پی جاؤ اور گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی جام پیران کو دیا
پیران کو کھٹکا ہوچکا ہو اس خیال مین کہ آج کیا ماجرا ہو کہ ملکہ آپ مین در پے ممانعت پیش
آئین انکو مین بھی دیں اقرار بھی کیا شراب کبھی پیا رہی ہین ایسا نہ ہو کچھ فتور ہو جام
ہاتھ مین لیکر اسم تحریر پڑھنے لگا اسنے جو دیکھا اسم سحر پڑھتا ہو کہا ای پیران جادو
ہمکو معلوم ہوا کہ تمکو نسبت شراب ہم نہ پئینگے یہ کہکر اٹھین پیران نے جو دیکھا
کہ ملکہ اٹھی جاتی ہین منتین کرتا ہوا ساتھ چلا مگر سرفراز جادو جسکو خواجہ نے جنگل
مین ڈالدیا تھا کاہ فروشوں نے اسکو بیدار کیا وہ وہاں سے اٹھکر دوڑا سامنے
آکر آواز دی ای پیران جادو ہوشیار رہنا کسی نے مجھکو بیہوش کرکے ڈالدیا تھا
نامہ نکال لیا یہ کون ہو تم جسکی منتین کرتے ہوئے آتے ہو خواجہ نے جھپٹ کے
ایک خنجر سرفراز کو مارا اور بھاگے سرفراز کے مرنے سے اندھیرا ہوگیا خواجہ
اس اندھیرے مین بھاگ کر نکل گئے پیران جادو حیران ہو کہ یہ کیا معرکہ ہوا ملکہ
کیون بھاگ کر نکل گئین خیمہ مشک افشان مین آیا آکر صندوق سے ملکہ کو نکالا
پوچھا ملکہ یہ کیا معرکہ ہوا کون آپ کو بیہوش کرکے ڈال گیا یہ کہکر اوراق جمشیدی
نکالے انکو پڑھکر اپنے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو غضب ہوگیا ارے وہ عمرو عیار تھا
پہلے اسنے سرفراز کو بیہوش کیا پھر اسی کی شکل بنکر پاس ملکہ کے آیا ملکہ کی شکل بنکر
میرے پاس پہونچا تھا سرفراز جادو نے اپنی جان دی اور مجھکو آگاہ کردیا مگر
سارا ن زادہ نکلگیا اگر مین جانتا کہ یہ عمرو عیار ہو تو گرفتار کرلیتا یہ کہکر کہا ای ملکہ عالم
مین بالا سے کوہ جاتا ہون جا کر سحر کرتا ہون کہ سعد بن قباد کو تکلیف پہونچے اور
ساتھی انکے پراگندہ ہوجائین مشک افشان نے کہا ای پیران جادو بالا سے
کوہ نہ جاؤ اپنی بارگاہ مین بیٹھکر سحر کرو مین یہان سے سحر کو زور دیتی ہون غرض

پیران جادو نے اپنی بارگاہ میں آکر سحر کیا کہ ایک لکّہ ابر آسمان پر پیدا ہوا سعد بیٹھے
تھے کہ ابر آکر گھر گیا برق چمکنے لگی رعد کی گرج پیدا ہوئی جو قریب سعد کے بیٹھے تھے
وہ اپنے اپنے مقام سے اُٹھے بادشاہ سے کہنے لگے اے شہریار ہمنے اطاعت اسلیے
نہیں کی کہ جانیں دین برقیں جو گرین کئی سو آدمی ہمارے زخمی ہوے دیکھیے برق گر رہی
ہے بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم واے سیاح این عجائبات اگر
ابر آسمان پر آئے تو خوف نہ کرنا لوح کو چمکانا ابر دفع ہو جائیگا یہ سحر پیران جادو
کا ہے اس سے اپنے کو بچانا بادشاہ نے لوح کو چمکایا ابر پھٹ گیا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر
ابر غائب ہوا مگر پیران جادو نے جو دیکھا کہ ابر جا کر پلٹ آیا حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ
ہے پھر اوراق نکالے معلوم ہوا کہ اے پیران جادو طلسم کشا صاحب لوح ہیں انہوں
نے لوح کو چمکا دیا سحر تمہارا پلٹ آیا سعد پر کوئی سحر تاثیر نہ کریگا جو سحر جائیگا
پلٹ آئیگا ایسا سحر کرو کہ بادشاہ لشکر سے نکل جائیں اور جنگل میں جا کر کسی آفت میں
پھنسیں پیران جادو نے مخفی سحر کیا کہ آسمان پر سناٹا ہوا بادشاہ نے یہاں بیٹھے
بیٹھے فیروزہ سے فرمایا کہ میرا دل گھبراتا ہے میں براے شکار جاؤنگا فیروزہ نے
اسی وقت سامان شکار مہیا کیا سعد سوار ہوے براے شکار چلے پیچھے ہی صحرا
میں پہونچے آہوان دشت بھاگنے لگے ایک آہو کے پیچھے بادشاہ نے گھوڑا
ڈالا آہو بھاگا ہوا جاتا ہے بادشاہ اُسکے تعاقب میں گھوڑا اڑاے ہوے جاتے
ہیں قریب ایک باغ کے آہو پہونچا باغ میں گھس گیا بادشاہ بھی اُسکے پیچھے باغ
میں آئے دیکھا گلہاے رنگارنگ و شگوفہاے بوقلموں سے باغ پر بہار ہے طائران
زمزمہ سرا کی پکار زیر شجر میووں کے انبار بادشاہ تماشا دیکھتے ہوے چلے آتے
ہیں کہ ایک شجر سے ایک طائر اُترا گوشۂ باغ میں جا کر غائب ہو گیا کان میں شاہ
کے گانے کی آواز آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ پکار پکار کر گا رہا ہے نظم

طفلی ہی سے تھے ہم تو ثنا خوان محبت	مکتب میں پڑھا کرتے تھے دیوان محبت
کہتے ہیں کہ کھینچو دل پر داغ ستم آہ	دکھلا دو ہمیں سیر گلستان محبت

پیراہن ہستی بھی مبدل کیا مین نے	چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت
اِک دام مین صیاد کے اِک طوق بگردن	قمری و عنادل ہین اسیران محبت
یاد ابروِ دلدار کی رہتی ہو قمر کو	ہر دور دو زبان مصرع دیوان محبت

بادشاہ یہ آواز سنکر اُسی طرف چلے گوشۂ باغ مین آکر دیکھا کہ ایک خیمہ اِستادہ ہو اور
ایک شاہزادی حسین وجمیل اُس خیمے مین بیٹھی ہو گانا گا رہی ہو کنیزین گرد حاضر ہین
بادشاہ کو جو اُس نازنین نے دیکھا اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا اے شہریار آئیے پیران نے
مجھکو حکم دیا تھا کہ سعد کو گرفتار کرکے لاؤ مگر مین نے حضور کو صحرا مین شکار کھیلتے
دیکھا سرکار پر مائل ہوئی یہ باغ گل خیز میرے باپ نے میرے نام کا بنوایا تھا مین
اسمین آکر بیٹھی اس خیال سے کہ حضور ضرور تشریف لائینگے شکر ہو کہ آپ آگئے
مین حضور کو پیران جادو تک پہونچا دونگی جبتک پیران نہ قتل ہوگا آپ کو
آرام نہ ملیگا سو طرح کے مصائب ہونگے بادشاہ تو بیٹھکر اُس نازنین سے باتین
کرنے لگے پیران جادو خوشی خوشی پاس مشک افشان کے آیا آکر کہا اے
ملکۂ عالم مین نے سعد کو ایسے مقام پر پہونچا دیا کہ اب وہان سے نہ اُٹھینگے
گل بہار میری کنیز ہو اُسکو مین نے بھیجا ہو اُسنے جاکر شاہ کو دام تزویر مین پھنسا یا
ہو بہ خاطر اُنکو بٹھایا ہو اب مین ان سب کو تباہ کرنے جاتا ہون اگر پا جاؤن تو
عمرو کو بھی گرفتار کرلون مشک افشان نے کہا جلدی جاؤ اے پیران ایسا
نہ ہو بادشاہ ہوشیار ہو جائین پیران باہر نکلا اور ایک گوشے مین آکے سحر
کرنے لگا آسمان پر ابر آیا آگ برسنے لگی مشک افشان نے جو اپنی بارگاہ سے
دیکھا کہ لشکر اسلام پر آگ برس رہی ہو بیقرار ہو کر اُٹھی اپنے خیمے سے نکل گئی
خاک قبر جمشیدی اپنے پاس سے نکالی پڑھکر گرد لشکر اسلام پھینکی یا تو ہمراہیان
سعد بن قباد گھبرا کر اُٹھے تھے کہ نکلجائین اس آگ سے اپنی جان بچائین لیکن
تاثیر خاک جمشید سے آگ برسنا موقوف ہوئی لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے رہے
مشک افشان لشکر کو بچا کر ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف باغ گل خیز کے

جلی ہیاں اُس نازنین نے گلابی اُٹھائی ہو جام لبریز کیا ہو چاہتی ہو سعد کو پلائے اور سعد بھی ایسے مبہوت ہو رہے ہیں کہ ہاتھ بڑھا دیا جیسے ہی جام ہاتھ میں لیا اور چاہا نوش کریں کہ رونے کی آواز کان میں آئی سعد نے سر اُٹھا کر دیکھا مشک افشان ایک نخل پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہو جیسے ہی سعد نے آنکھ ملائی پکار کر آواز دی کہ اے شہریار یہ کیا غضب ہو کہ آپ شراب اسکے ہاتھ سے نوش کرتے ہیں اسی جام کو اسپر پھینک ماریے حال کھلجائیگا سعد نے جام شراب اُس نازنین پر پھینک مارا ایک شعلہ چمکا رنگ و روغن سحر کا اُڑ گیا دیکھا ایک ضعیفہ کالون پر جھریان پڑی ہوئی کمر میں خم ہنس رہی ہو کہتی ہو اے شہریار آپ نے شراب مجھپر کیون پھینکی سعد نے فرمایا سامنے سے دور رہو اُسنے ہاتھ بڑھایا کہ پنجہ کمر میں دیکر لے اُڑون سعد نے ہاتھ تھام کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر اُسکا اُڑ گیا اور آواز آئی کشتی مرا نام من دلفریب جادو بعد مرنا اُس جادوگر کا کہ باغ وغیرہ سب غائب ہو گیا اور ملکہ مشک افشان اُتر کر زمین پر آئی آکر کہا اے شہریار اگر ایسی غفلت کیجیے گا تو لوح پھر قبضے سے نکلجائیگی اب کے مرتبہ اگر لوح نکلی تو پھر اُسکا ملنا دشوار ہو گا کدو کوشش بیکار ہو گی ملکہ مشک افشان سعد سے یہ باتین کر رہی ہین سعد جواب دیتے ہین کہ اب مین بہت ہوشیار رہونگا انشاء اللہ تعالیٰ جا کر شہباز کو مارتا ہون مشک افشان نے کہا اب تو پیران جادو سے مقابلہ ہو مین رخصت ہوتی ہون سعد نے فرمایا ملکہ چند ساعت بیٹھ جاؤ پھر تمکو رخصت کرینگے تم برابر عین وقت پر آئین آج تمنے بڑا احسان کیا مشک افشان نے جواب دیا کہ یہ شراب زہر آلود تھی پیتے ہی حضور بدحواس ہو جاتے کلیجہ کٹ کٹ کے گرتا اُس حال مین وہ لوح مین لے لیتی نہین معلوم کیا صدمہ دیتی اگر مین دیر کرکے آتی اور دشمنان حضور کو زندہ نہ پاتی سر پٹک پٹک کے مرتی اپنے کو مشہور اور بدنام کرتی جو سنتا وہ کہتا کہ یہ معشوق عاشق کش ہو مگر پیران جادو لشکر اسلام پر سحر کرکے پلٹا سمجھا کہ اب آگ برسے گی سب جلکر رہ جاوینگے وہان گرد لشکر خاک قبر جمشیدی

مشک افشان ڈال گئی تھی اُسکے سبب سے آگ نے تاثیر نہ کی پیران جادو نے
خیال کیا کہ مین اب سحر کامل کر چکا کوئی زندہ نہ بچیگا سو چا کر چلکر باغ گلفشان کی خبر
یون کہ دلفریب نے کیا کیا یقین ہی کہ طلسم کشا کا خاتمہ کیا ہو سب کیفیت بھی ظاہر
ہوجائیگی یہ سوچکر اُڑتا ہوا چلا اُسوقت پہونچا کہ مشک افشان کو سعد نے
آغوش مین لیا ہی بوسہ بازی کر رہے ہین پیران جادو نے آواز دی کہ او سکارہ
او گیسو بریدہ مین تیرے مطلب کو سمجھا یہی مطلب تھا کہ مجھسے الگ رہتی
تھی ایں شہریار کی خواہان تھی ارے یہ مسلمان ہین سحر سے توبہ کرائین گے تیرا
مرتبہ گھٹائین گے اور ہماری صحبت مین سحر کو کمال ہوگا وہ سحر سکھاؤن کہ جس جلسے
مین جاے اور اگلی سحروں کا ذکر کرے تو کاملین جواب دین کہ ایسے سحر نہین دیکھے
سب کو حیرت ہو میرے بھی دل کو قوت ہو تو نے شہباز کا نام بدنام کیا ملکہ
مشک افشان نے جو پیران جادو کو دیکھا گھبرا گئی مگر اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی
کہ او پیران جادو سحر نوکر کہ آج تجھکو معلوم ہو کہ سحر اسکا نام ہی پیران جادو زمین
پر آیا قصد کیا کہ سحر کرے سعد تلوار کھینچکر دوڑے پیران جادو پیچھے ہٹا ملکہ
مشک افشان نے گولہ مارا پیران جادو نے اُس گولے کو معدوم کر دیا اور
جھولی پر ہاتھ ڈالکر ایک بیضۂ دندان فیل نکالا وہ پھینک مارا آسمان پر گرج
ہوئی ایک گنبد شیشے کا آسمان سے اُترا اُس مین مشک افشان بند ہوگئی
سعد نے جو مشک افشان کو اِس حال مین دیکھا پڑھکر لوح چمکائی لوح کے
چمکتے ہی وہ گنبد شیشے کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا پیران جادو نے پکار کر آواز دی
کہ کیون مشک افشان اِس سحر کو نہ دفع کیا دو ٹکڑے کے بھروسے پر مقابلہ
کرتی ہو مشک افشان نے پڑھکر ایک گولہ طرف سر کے پھینکا اور آواز دی
کہ اے گلفروش اِس پیر نابالغ کو مست تو کر دے کہ ٹھنڈی ہوا چلی اِسطرح کی
بوے خوش دماغ مین پیران کے آئی کہ جھومنے لگا اور ایک آواز کان مین
آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا تھا نظم

درد سر کی مرے دوا کیا ہی — خاک پا کے سوا بھلا کیا ہی
نہین کھلتا ہی ماجرا کیا ہی — دل دھڑکتا ہی کیون ہوا کیا ہی
ابھی کمسن ہین وہ نہین واقف — ناز کیا چیز ہی ادا کیا ہی
ای مسیحا بتا تو دے للہ — درد تنہائی کی دوا کیا ہی
کس گنہ پر ہلاک کرتے ہو — یہ تو کہدو مری خطا کیا ہی
جان لیتی ہی کیون شب فرقت — مین نے اسکا گنہ کیا کیا ہی
زہر اپنا اسے ہجر مین کھالین — اور اس درد کی دوا کیا ہی
مین نے چھیڑا تو کس ادا سے کہا — جان کی خیر ہی ہوا کیا ہی
محتسب گر نہین ہی شیشۂ مے — یہ بغل مین تری چھپا کیا ہی
کیون ہزیر آو رنا کرتے ہو — خیر تو ہی تمھین ہوا کیا ہی

پیران جادو نے جو سر اٹھایا دیکھا شاخ نخل پر ایک طائر بیٹھا ہی اُسکی منقار سے یہ صدا نکل رہی ہی جی مین کہتا ہی کہ ای پیران جادو یہ طائر کس چمن کا ہی کہ جسکو مثل انسان کے اشعار گانا آتے ہین پھر مشک افشان نے اور سحر کو نذور دریا ہیلو سے غول کے غول اور غٹ کے غٹ شاہزادیون کے نمایان ہوے رنگ کھیلتی ہوئین آتی ہین اور نعرے مارتی ہوئین اور آوازین دیتی ہوئین کہ ای پیران جادو خانۂ رنگ آمیز مین تمھاری طلب ہی پیران جادو ہنس پڑا ملکہ نے سحر کو اور نذور دریا چند نخل جو باقی تھے وہ بھی جھومنے لگے اُن عورتون نے آواز دی کہ ای پیران جادو تمکو ساتھ لیکر چلین گے پیران نے قصد کیا کہ اُن سب کے ساتھ جاؤن کہ زمین سے دھوان نکلا ایک ساحرۂ نحیف اور ضعیف نے سر نکالا اور پکار کر آواز دی کہ ای پیران اسقدر نہ گھبراؤ کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے سر پر پیران کے سایہ ڈالا وہ جو ساحرہ زمین سے نکلی تھی اُسنے ایک چیخ ماری جلکر خاک ہوئی خاک اُسکی اُڑکر پیران پر پڑی خاک پڑتے ہی سحر اُتر گیا پیران ہوش مین آیا للکار کر آواز دی کہ ای مشک افشان

اب اور کوئی تازہ سحر تیار کرو دیکھا تھے کس طور سے مین نے سحر کو دفع کیا اگر مین اپنے
ہوش مین نہ رہونگا تو میرے سحر ایسے تیار ہین کہ جب مین بیہوش ہو جاؤن تو پیرا گر
تدبیر کرین اور مجھکو گرفتار نہ ہونے دین مین کسی بات مین کمی نہین رکھتا ہون یہ
کہکر طرف مشک افشان کے چلا مشک افشان ہٹی سعد شہریار سامنے آئے
سعد شہریار نے جو لوح چمکائی پیران پیچھے ہٹا پکار کر کہا کہ او شہریار آپ دخل
نہ دیجیے فقط تماشا دیکھیے سعد ہٹے مشک افشان و پیران سے سحر ہونے لگے
یہ تو بخوبی دل مین پیران کے خیال ہو کہ اگر مین غالب آؤنگا تو سعد نہ لیجانے
دینگے خواہ مخواہ بڑھکر روکین گے اپنر میرا سحر تاثیر نہین کر سکتا یہ صاحب لوح ہین
یہ میری مجال نہین ہو کہ لوح کو باطل کرون مگر مشک افشان کے سحر کا جواب
دے رہا ہو آپس مین دتائے اور ستائے ہو رہے ہین کبھی آگ برستی ہو کبھی پانی
برستا ہو ایک سے کے سحر کو ایک روک رہا ہو ایک مقام پر مشک افشان نے
سحر کیا کہ چند طائر پیدا ہوسے چاہتے تھے کہ منقار کھولین زمزمہ سرائی کرکے
بولین کہ جھپٹ کر پیران قریب مشک افشان کے آیا کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا
اور پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا میرا سحر دیکھا مین نے کیونکر مشک افشان
کو لیا اب تم کمان کو کاندھے سے اتارتے رہو جبتک تیر نہ آئیگا گوشے مین جاکر
بیٹھو چلایا کرو یہ کہکر نکلگیا سعد نے دیکھا کہ وہ طائر جو نئے آئے تھے وہ مر گر کے
تڑپ تڑپ کر جان دی سعد نے لوح کو ملاحظ فرمایا نوشتہ پایا کہ اگر پیران
مشک افشان کو لیجائے تو مناسب یہ ہو کہ باغ سے باہر جاؤ جو شے ملے اور
سامنے آئے لوح کو دیکھکر کام کرو یہ نوشتہ دیکھکر سعد باغ سے باہر نکلے لیکن
پیران جادو جو مشک افشان کو لیکر چلا سوچا کہ اگر جمشید ثانی کے پاس
لیکر جاؤنگا تو وہ خود اسیر جان دیتا ہو شہباز بھی ضرور دخل دیگا بیٹی کی رہائی
کی کوشش کریگا مجھکو مشکل پڑیگی ایسے مقام پر لیجا کر قید کرون جہان قید کا خیال
نہ جاسکے یہ سوچکر طرف دریا کے چلا وسط دریا مین ایک مقام پر پانی خشک ہو

مشکل تا یوسکے ہو اُس مقام پر آکر اُترا ایک گنبد بنایا مشک افشان سے کہا کہ
اے ملکۂ عالم مجھکو قبول کرو ورنہ اِس گنبد مین قید کرونگا عمر بھر رہائی نہ ہوگی اور
یہان سے جاکر لشکر سعد کو تباہ کرونگا اُس لشکر پر جاؤنگا جہان صاحبقران ہین
اور سعد کو بھی بھٹکا آیا صحرا مین پھرتے ہونگے اُس صحرا سے نہ نکل سکین گے وہ
سحر سامری کیا ہی جس مین لوح سے حکم نہ نکلے مشک افشان نے جواب دیا
کہ اے پیران جادو اگر تجھکو جان لینا منظور ہی تو ایک ہاتھ مار دے کہ خاتمہ
ہو جاوے میرا عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی جینا وبال ہی **نظم**

غیر کے ہاتھ مین شراب ہی آج
رشک سے دل مرا کباب ہی آج

روے جانان جو بے نقاب ہی آج
شرم سے زرد آفتاب ہی آج

روز یہ غل ہی اِس غرا ے مین
اِسکا کوچہ اُسکا پا تراب ہی آج

ہجر مین جاؤن کیا مین دریا پر
تیغ ہر ایک موج آب ہی آج

اے صنم روز عید قربان ہی
ذبح کرنا مرا ثواب ہی آج

کل تو بوسے پہ بوسہ دیتے تھے
جان کسکا تمہین حجاب ہی آج

یہ مرا دود آہ چھایا ہی
آسمان پر نہین سحاب ہی آج

نو رکس گل کے ساتھ سویا ہی
کہ پسینہ تر اگلاب ہی آج

اے پیران جادو اگر تو مجھکو قتل کرے تو دل سے راضی ہون مین نے خون
اپنا بحل کیا قتل کر ڈال مگر یہ کلمات زبان سے نہ نکال جب تجھکو معلوم ہو کہ تو
مجھکو قتل کرے اور مین یہی کلام کیے جاؤن یہ سنکر پیران جادو نے مشک افشان
کو اُس گنبد مین قید کیا زبان مین سوزن دیدی اور سر گنبد پر ایک ابر بنا دیا کہ
اُس سے برق چمک رہی ہی یہان سعد شہریار اُس جنگل مین پھر رہے ہین جسطرف
جاتے ہین راستہ نہین ملتا پھر بھٹک کر اُسی مقام پر آتے ہین پیران جادو
یہ مضبوطی کرکے یہان سے طرف لشکر صاحبقران کے چلا یہان وہ وقت ہی کہ امیر
مقام صدر پر ہین گل شاہزادیان و میثاق کوہ گردان حاضر خدمت ہین امیر نے

جو تخت کو خالی دیکھا آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ کیون اے میثاق کیا سبب ہوا
کہ بادشاہ کا حال معلوم نہوا اور ہرکارون نے خبر دی ہے کہ پیران جادو جسوقت
سے گیا ہے پلٹ کر نہین آیا نہین معلوم اُسنے کیا آفت برپا کی ہے میثاق نے کہا غلام
براے تلاش جاتا ہے سعد شہریار کو تلاش کرونگا جس مقام پر ہونگے معروض حضرت
ہونگا اور ہدایت کرونگا کہ حضور لوح کو دیکھین اور اُسی کے حکم پر کام کرین
مشکل آسان ہوگی یہ طلسم عجب بلا خیز ہے پیران جادو وہ آفت کا ساحر ہے کہ
مکاری جس کا شیوہ ہے اور سعد شہریار جری بہادر صف شکن تیغ زن وہ
مکر وحیلے کو کیا جانین اُسکے مکر مین آگئے ہونگے یہ کہکر میثاق چلا صاحبقران نے
فرمایا خدا انتصار احافظ ہے پروردگار وہ سامان کرے کہ تم سعد کو پاجاؤ یہ سنکر
میثاق بیرون بارگاہ آیا پر پرواز پیدا کر کے اُڑتا ہوا چلا کوئی دو کوس نکلا تھا
کہ سامنے سے برق چمکی دیکھا کہ پیران جادو لپیٹے لپیٹے اِسی طرف آتا ہے میثاق
نے للکارا کہ او پیر نابالغ کہان گیا تھا کہان سے آتا ہے پیران جادو نے گورز مارا
میثاق نے گولے کو موم کر دیا دونون زمین پر اُترے آپس مین سحر ہونے
لگے مگر میثاق نے ایک دستک دی اور پکارکر آواز دی کہ اے ابر بہار تمھارے
آنیکا وقت ہے اسوقت مین کمی نکرنا کہ ایک طرف سے ابر تیرہ وتار اُٹھا پیران
نے جو ابر کو دیکھا گھبرا گیا کہا اے میثاق اب تو جا پھر تجھسے سمجھ لونگا یہ کہکر بھاگا وہ
ابر سر پر میثاق کے سایہ فگن ہوا بعد جانے پیران کے میثاق نے ابر کو اشارہ
کیا ابر ایک طرف چلا میثاق سایے مین ابر کے چلا آتا ہے چہار جانب دیکھتا
ہوا کہ کان مین آواز آئی کہ سعد شہریار گریہ کر رہے ہین ابر بھی اسی مقام پر
ٹھہرا اب جو میثاق نے سر اُٹھایا دیکھا کہ ایک صحراے وحشت ناک مین سعد
شہریار پھر رہے ہین وہ جنگل پر خس وخاشاک ہے جب ڈھونڈتے گرد کے اُٹھتے ہین
تو فرماتے ہین کہ یہ ہمارے استقبال کو آئے ہین اے گرد کے ڈھونڈ لو اپنا تو یہ
حال ہے مطلع خاک اُڑتا جو تو آبادیہ پیما آیا ہے غل ہوا شہر مین جنگل سے بگولا آیا

او مشک افشان جادو تمکو وہ دشمن خدا کہان لے گیا اور کس مقام پر لیجا کر قید
کیا کہیں تمکو تلاش کرون کسطرف جاؤن میثاق نے جو بادشاہ کو سرگردان دیکھا
کلیجہ منہ کو آگیا قلب تھرا گیا جی مین کہتا ہو کہ ہمارے شہریار اس آفت مین مبتلا ہین
انکی رہبری کرون اس آفت سے نکالون یہ سوچکر میثاق آسمان سے اترا آکے
سعد کو سلام کیا سعد نے پوچھا او میثاق کیونکر آنیکا اتفاق ہوا میثاق نے عرض کی
صاحبقران آپ کے واسطے بیقرار ہین اسی خیال مین نکلا کہ حضور کو معہ سپاہ
پیران جادو سے راہ مین مقابلہ پڑا مین نے بھی ابر گہربار کو طلب کیا اس ابر
کو دیکھکر وہ بھاگا مین حضور تک پہونچا ابر گہربار نے رہبری کی کہ یہانتک آیا
ورنہ مین نہ آسکتا یہ ابر خاص اسی واسطے ہو کہ جو کوئی غائب ہو اسکا نشان بتاتا
ہو دیکھیے سر پر تمھارا ہو بادشاہ نے فرمایا او میثاق اس ابر سے کہو کہ یہی ملکہ
مشک افشان کا پتہ لگائے میثاق نے پکارا کہ او ابر گہربار جلد نشان
مشک افشان بتا کہ کس مقام پر ہو ابر کو جنبش ہوئی چرخ مار کر ایک جانب
چلا میثاق نے کہا او شہریار آپ اسی مقام پر تامل فرمائیے مین ابر کے ساتھ
جاتا ہون اور بتاتا ہو تو مشک افشان کو لاتا ہون بادشاہ تو اسی مقام پر
بیٹھے میثاق کوہ گردان زیر ابر چلا جب زیادہ بلند ہوا تو ایک جانب دیکھا
کہ ایک ابر سرخ رنگ چھایا ہو برق اس سے چمک رہی ہو اور ہر مرتبہ آواز
آتی ہو کہ او آیندہ و روندہ خبردار اسطرف نہ آنا مگر میثاق ابر گہربار کو اشارہ کرتا
ہوا طرف اس ابر سرخ کے چلا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ دریاے زخار ہی
بیچ مین ایک مقام پر ٹاپو بنا ہو اسمین ایک گنبد ہو اسپر ایک ابر چھایا ہوا ہو اور
گنبد سے آواز آتی ہو کہ او فلک کجرفتار او گردون غدار یہ کیا کجروی ہو جو تو نے
دکھائی ہو او پروردگار ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح قبض کرے اب
زندگی گوارا نہین ہی

نظم

اب ابھرنے پر تمھاری چوٹ ہی		دل برنگ مرغ بسمل لوٹ ہی	

رکھتے ہین شہ رگ سے ہو اور دل قریب — تو بہ ظاہر آنکھ سے وہ اوٹ ہو
کہکشان کو دیکھکر کہتا ہون مین — اُس قمر کے پائینچے کی گوٹ ہو
صورت فرہاد سر پھوڑون نہ کیون — بات جو انکی ہو اک سر چوٹ ہو
دونون جانب سے برابر عشق ہو — لوٹ اُسپر ہون وہ مجھپر لوٹ ہو
وصل کی شب بے حجابی چاہیے — او پری آنکھون کا پردہ اوٹ ہو
کیا تمھارے گورے گورے پیٹ پر — اے حسین کرتی کی جالی لوٹ ہو
اٹھ نہین سکتا نوالہ ہاتھ سے — ضعف سے روٹی کا ٹکڑا روٹ ہو
نور اُسنے کس کھرے پن سے کہا — قلب مین کھوٹے کی ہونی کھوٹ ہو

میثاق نے آواز پہچان کر کہا کہ اے ابر گہربار یہ صدا ے دردناک تو مشک افشان کی ہو ابر گہربار کو اشارہ کیا ابر گہربار اُس ابر سرخ سے بلند ہوا موتی برسانے لگا ابر سرخ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گنبد پر سے ہٹا میثاق زمین پر آیا دیکھا یہ جو بات کرنے کا نشان ہو کسی نے سامنے گنبد کے چھوکا دیا ہو میثاق نے مٹھی بھر خاک اُٹھائی ایک پتلا بنا کر پوچھا کہ تو کسکا سحر ہو پتلے نے ہنسکر کہا مین سحر ہون پیران جادو کا اِس مقام پر چھوڑ گئے تھے کہ کوئی آنے نہ پائے مگر تمنے ایسے موتی برسائے کہ دل کو وجد ہوا ہم تمھارے مطیع ہین میثاق نے پوچھا اِس گنبد مین کون ہو پتلے نے کہا صاف صاف ظاہر ہو کہ مشک افشان کو یہان قید کر گیا ہو جاکر دروازہ کھولیے میثاق دروازے پر آیا ہر چند چاہتا ہو دروازہ کھولون مگر دروازہ نہین کھلتا آخر ابر کو اِشارہ کیا ایک نازنین موتیون کے بالے پہنے ہوے ابر سے نکلی اُسنے ایک ٹکر ماری کہ دروازہ کھلگیا میثاق نے دیکھا کہ مشک افشان سرنگون بیٹھی ہوئی رو رہی ہو زبان مین سوزن ہو ہاتھ مین ہتھکڑیان پانؤن مین بیڑیان شدت تشنگی سے زبان منھ سے نکلی ہوئی میثاق کو جو دیکھا پانی کا اِشارہ کیا میثاق نے گہربار جادو سے کہا کہ ابر سے پانی لاؤ اور لاکر مشک افشان کو پلاؤ وہ نازنین جسنے دروازہ کھولا

تھا بہت سنت کرکے ابر مین گئی جام بلورین کو پانی سے بھر کر لائی سامنے مشک افشان
کے پیش کیا مشک افشان نے جام پیا تو جان مین جان آئی اشارہ کیا کہ اے میثاق
سوزن ہمارے زبان سے نکالو تو ہم کلام کرین میثاق نے بڑھکر سوزن نکالی سوزن
نکلتے ہی مشک افشان نے سحر کیا کہ تپ جسم سے دور ہوئی میثاق نے مشک افشان
کو ساتھ لیا پوچھا اے ملکہ عالم تمپر یہ کیا آفت پڑی کہ تم یہان ہو کر پھنسین مشک افشان
نے تمام کیفیت بیان کی میثاق نے مشک افشان کو ساتھ لیا طرف سعد کے
چلے مگر پیران جادو جو بھاگ کر اپنی بارگاہ مین آیا آتے ہی گھبرا کر رفیقون سے
کہا کہ سہمناک جادو کو بلاؤ تو مین تدبیر آوارگی سعد شہریار کرون چند ساحر گئے
تھوڑی دیر مین ایک ساحرہ آئی سر جھاڑ منھ پہاڑ آتے ہی کہا کہ اے پیران جادو
خیر تو ہے مجھکو کیون طلب کیا ہے پیران نے کہا اے سہمناک اسواسطے تجھکو بلایا ہے
کہ جا کر سعد شہریار کو اس جنگل مین ایسا آوارہ کرو کہ منزل مقصود پر نہ پہونچ سکین
سہمناک نے کہا اے پیران جادو بیٹی میری گل اندام کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق
ہے ہر کمال مین مشتاق ہے اُسکو روانہ کرون کہ وہ جا کر ایسا آوارہ کرے کہ بھوکے
پیاسے تڑپ تڑپ کر مرین اور لوح نہ دیکھین پیران نے کہا تمکو اختیار ہے اب
جسطرح چاہو انتظام کرو تم آکر خبر دو کہ سعد آوارہ ہوے تو مین لشکر حمزہ پر جا کر
سحر کرون کہ جب سعد پلٹ کر آوین لشکر کو تباہ پاوین تب راضی ہون سہمناک
پیران سے باتین کرکے اپنے مکان مین آئی گل اندام بیٹھی تھی کنیزین گرد اُسکے کھیل
رہی تھی کہ سہمناک گھبرائی ہوئی آئی کہا اے نور نظر پیران جادو پر وقت پڑا ہے
ہوا سے وحشت خیز مین جاؤ اور سعد کو آوارہ کرو مگر خبردار اُسکے ہرگز بات نکرنا
گل اندام نے کہا ابھی جاتی ہون ابھی جا کر آوارہ کرتی ہون ایسا آوارہ کرون
کہ راستہ نہ پاوین ادھر سے گل اندام چلی وہان سعد شہریار کہ صحرا مین حیران
بیٹھے تھے گرد برد جادو کہ جو اسی ہوا کی حاکم ہے کنیزون نے اُسکو خبر دی کہ آپکے
جنگل مین طلسم کشا مارے مارے پھر رہے ہین گرد برد نے کئی سو کنیزون کو اپنے

ساتھ لیا طرف صحرا کے چلی دور سے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب فشش جہت افروز
جہانداری ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہوے ہین طرف آسمان کے دیکھ رہے ہین کبھی
گھبرا کر فرماتے ہین کہ دیکھین اس صحرا سے کیونکر نکاسی ہو یا قضا لیکر اس جنگل مین آئی
ہو بڑی مصیبت اٹھائی ہو دیکھین اسکا انجام کیا ہو لوح مین کچھ حکم نہین نکلتا گردبرد
نے جو سعد کو اس حال مین دیکھا رحم آگیا کنیزون سے کہا بارگاہ استادہ کرو مین پھر
بھی لونگی دوستی کے پردے مین دشمنی کرونگی یہ کہکر داخل بارگاہ ہوئی ایک کنیز سامنے
کھڑی تھی کہ شعلہ رخسارہ اسکا نام ہو کہا او شعلہ رخسارہ ذرا جا کر شہریار کو بلالا
کہنا آپ کے لیے فلاح ہوگی ہم اس صحرا سے نکال دینگے شعلہ رخسار چلی سامنے
سعد کے آئی جمال بے مثال دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوئی جھک کر سلام
کیا کہا او شہریار آپ کس فکر مین ہین سعد نے فرمایا او مہجبین آج کئی دن گذرے
ہین کہ اس صحرا مین آوارہ و سرگردان ہون راستہ نہین ملتا لوح بھی خبر نہین دیتی
پھر ان جادو بلا مین پھنسا گیا ہو شعلہ رخسارہ نے کہا بی گردبرد جادو آپ پر
عاشق ہوئی ہین بناؤ کرکے بیٹھی ہین اپنے کو کمسن بنا لیا ہو سعد نے کہا مین تو
نہ جاؤنگا شعلہ رخسارہ نے آکر گردبرد کو جواب دیا کہ بی بی وہ نہین آتے ہین
فرماتے ہین اس صحرا سے خدا نکالیگا ہمارا اجیر خواہ سردار کامل میثاق گیا ہو
وہ آتا ہوگا دیکھین کیا رنگ دکھاتا ہو یہ سنکر گردبرد خود اٹھی اور چند کنیزون کو
ساتھ لیکر چلی آکر شاہ کو سلام کیا کہا او شہریار آپ دھوپ مین کیون بیٹھے ہین
وہان چلکر آرام سے بیٹھیے گردبرد نے اس نزاکت سے کہا کہ سعد شہریار فوراً
اٹھ کھڑے ہوے گردبرد جادو بہ اہتمام تمام سعد کو ساتھ لیے ہوے اپنی
بارگاہ مین آئی سعد کو مقام صدر پر جگہ دی آپ ایک طرف بیٹھی کنیزون سے
اشارہ کیا کنیزین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

دونا فروغ یار ہو حسن و جمال سے	ہوتی ہو ماہ نو کی ترقی کمال سے
جز رنج کچھ حصول نہین قیل و قال سے	کیا فائدہ حضور جواب و سوال سے

بوسہ جو مانگا یار نے ہنسکر دیا جواب — سچ تو یہ ہو کہ مجھکو ہو نفرت سوال سے
دل کو خیال گیسوِ جانان غضب کا ہی — اِس صید کو بلا کی محبت ہو جال سے
قانع ہو گر تو نعمت عظمیٰ سمجھ اُسے — ملجائے نان خشک جو اکل حلال سے
دنیا کے مکر سے نہین آرام ایک کو — ہر نوجوان تنگ ہو اِس پیرزال سے
کیا لو رحلد ترک ملاقات ہو گئی — دو دن نبھے نہ اُس بُت شیرین مقال سے

سعد شہریار بہ آرام بیٹھے ہین قضاسے کار گل اندام دختر سہمناک جو چلی تھی تمام صحرا مین ڈھونڈھتی ہوئی اُس مقام پر پہونچی آواز گانے کی کان مین آئی یہ آواز سنکر آسمان سے اُتر آئی حیران ہو کر کون جلسہ جمائے ہوئے بیٹھا ہوا ہی بارگاہ مین بے خوف چلی آئی دیکھا مقام صدر پر ایک جوان رعنا بیٹھا ہی کچھ خوف نہین اور ایک ساحرہ مکارہ اپنی صورت کمسن لڑکی کی بنائے ہوئے مسکرا مسکرا کر باتین کر رہی ہی گل اندام نے ہنسکر کہا واہ بی بی سبحان اللہ کیا صورت بنائی ہو مگر صورت کو بناتے نہین یہ کہکر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ایک برق چمکی تاثیر سحر قوت ہوئی دیکھا ایک ضعیفہ کپڑے میلے کچیلے پہنے ہوئے لیکن طاق و مشاق مکر وفن مین باتین کر رہی ہی گل اندام نے اِشارہ کیا کہ زرا اپنی صورت تو ملاحظ فرمایئے سامنے آئینہ رکھا تھا اُسکو جو گردبر نے دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا جھلا کر آواز دی کہ اولکا تا تو کون ہی کہ میرے ساتھ یہ فتور کیا صورت اصلی کو بدل دیا مین ایسے سحر بہت جانتی ہون گل اندام نے ہنسکر بادشاہ سے اِشارہ کیا کہ آپ کی معشوقہ بیٹھی ہی بادشاہ نے زانو ہٹایا ملکہ گردبرد کو بہت ناگوار ہوا کہا دیکھیے پاس سے نہ ہٹیے مین اس شوخ دیدہ کو ابھی سزا دیتی ہون کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرے شعلہ رخسار کہ کنیز گردبرد کی ہی اور بادشاہ پر عاشق ہی اسنے گل اندام سے اشارہ کیا کہ اِس مکارہ کو لیجیے گل اندام نے اِشارہ سے کہا بی شعلہ رخسار تمکو کیا خیال ہو شعلہ رخسار نے اُسی طرح سے اِشارے مین جواب دیا کہ یہ گردبرد جادوبرا ہے گرفتاری سعد شہریار آئی ہی

مکر رہی ہو اور یہ اپنے سیدھے سپاہی ہین کہ اس صورت ناآشنا پر فریفتہ ہین مین نہین
چاہتی کہ اس شہریار کے لیے برائی ہو اِس بلا سے نکل جاوین انکا خدا انکو مظفر و
منصور کرے مین بھی اس مکارہ کی دشمن ہون گل اندام نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا
گردبرد سمجھی کہ یہ اب سحر کریگی ایک ترنج جھولی سے نکالا گل اندام پر پھینک مارا
گل اندام نے اشارہ کیا کہ اس ترنج نے تاثیر نہ کی مگر سینے پر پڑا کہ چوٹ لگی گل اندام
کو بڑا غصہ آیا کارد سحر جھولی سے نکالی آواز دی کہ اولکا تا اسکو تو روک کہ احوال
کھل جائیگا کون ایسا ہو کہ اس سحر کو روکے یہ وہ سحر ہو کہ اگر سامری ہون تو انکو
کشتہ کرے ہرچند کہ وہ خود بنا گئے ہین مگر توڑ اسکا نہین بتایا یہ کہکر کارد کھینچ ماری
سینے پر گردبرد کے پڑی کہ توڑ کر پشت سے پار گذری مرتے ہی گردبرد کے بارگاہ
بھی جلکر خاک ہوئی چند کنیزین جو سحر کی بنی ہوئی تھین وہ بھی جلین مگر شعلہ رخسار
بہت خوش ہوئی کہتی تھی حضور کیا کہنا آپ نے ایک بندۂ خدا کو آفت سے
بچایا کہ جنکو کسی بات مین انکار نہین گردبرد جا کر بلا لائی سیدھے چلے آئے اب
انکا ارادہ تھا کہ شراب پلا کر لوح چھین لون شاید شہباز نے اسکو لکھا تھا کہ اگر
لوح طلسمی لینا تو لوح محفوظ نہ چھوڑنا اگر لوح محفوظ بھی انکے پاس رہیگی تب بھی
سحر تاثیر نہ کریگا مگر گل اندام مسکراتی ہوئی سامنے سعد شہریار کے آئی تمکنا الگ
بیٹھ گئی بال کھولدیے بوے زلف معنبر جو دماغ مین شہریار کے پہونچی صورت
دیبا کو بصد حیرانی و پریشانی دیکھنے لگے ملاحظہ فرمایا صاف معلوم ہوتا تھا کہ
ماران سیاہ بل کر رہے ہین یا گھٹا گھنگھور اٹھی ہو یا شب فراق کہون یا کہ پردۂ
ظلمات سے مثال دون دونون عارض انور رشک شمس و قمر بینی مائل خوردبینی
لب لعلین مسیحا ہین کہ جن مین ہزار طرح کی مسیحائی بھری ہو اگر مردۂ صد سالہ کو قم
کہین تو وہ زندہ ہو دم نخوت بھرے نرگس شہلا چشم حق بین سرو قد خورشید خد
غنچہ دہن عذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار لباس پر بہار رعنائی و زیبائی
آشکار بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا برابر اپنے بٹھایا پوچھا صاحب تمھارا نام کیا ہی

ملکہ نے سر جھکا کر کہا مجھکو گل اندام کہتے ہین دختر سہمناک مین آئی تھی کہ آپ کو آوارہ کرون مگر آپ صاحب اقبال ہین کہ مین نے اِس مکارہ کو مارا سعد نے فرمایا تمنے سراسر احسان کیا ہم تمھارے ممنون ہوے گل اندام نے کہا ہمارے دل نے تمنے یہ کام کرایا اے شہریار مجھے ہمیشہ سے مرد کے نام سے نفرت ہے ملازمون کو جیطا قتل کیا کرتی تھی جہان مین صبح کو سو کر اُٹھی آنکھین ملتی ہوئی باہر آئی ملازمان مادر مہربان چھپتے پھرتے تھے اگر کوئی سامنے آگیا ہاتھ ہلا دیا اُسپر برق گری وارث اُسکے مادر مہربان سے فریاد کرتے تھے تو مادر مہربان جواب دیتی تھین کہ کیون تم لوگ اُسکے سامنے آئے تم لوگ جانتے ہو کہ اُسکو مرد کے نام سے نفرت ہے لہذا مین ملعون ہون کہ یہ شاہزادی مرد مار ہے مگر آپ کو دیکھتے ہی خود بخود دل کو محبت ہوئی اور خواہش ہوئی کہ بدمعاش ساحران سے آپ کو بچائیے سعد فرماتے ہین کہ مہربانی تمھاری مجھکو تمنے بے تلوار قتل کیا گل اندام ہنس رہی ہے کہتی ہے آپ کو ایسے مقام پر پہونچاؤن کہ آپ قصر شہباز کے قریب پہونچ جائیے اُسی مقام پر پیران جادو بھی ہوگا سب ایک ہی مقام پر آپ کو ملجاوینگے جسطرح لوح خبر دے اُسیطرح اُسکو قتل کیجیے آگے مرحلہ پنجم ہے سفاک سینہ زور وہان کا حاکم ہے وہان بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے قدم بہ قدم مکر کا سامنا ہے اگر ذرا بھی غفلت کیجیے گا تو گرفتار ہوجائیے گا مین آپ کے ساتھ رہونگی مکر سے اُن مکارون کے آگاہ کرتی جاؤنگی یہ باتین تھین کہ سامنے سے کالا ابر گلنار پیدا ہوا گل اندام نے کہا اے شہریار ذرا ہوشیار ہوجائیے کوئی ساحر زبردست آتا ہے سعد نے کہا مین ہوشیار ہون کہ وہ ابر آکر پھٹا دیکھا میثاق و مشک افشان ایک تخت پر سوار ہین سعد کو مقام صدر پر دیکھا اور ایک شاہزادی حسین و جمیل کمسن پہلو مین بیٹھی مسکرا رہی ہے یہ دیکھکر مشک افشان نے کہا اے میثاق دیکھو تو خیال کرکے کہ یہ شاہزادی کون ہے میثاق نے کہا اے مشک افشان سعد شہریار مؤید من اللہ ہین معلوم یہ ہوتا ہے کہ اِس شہر کے حاکم کی دختر قتل کرنے کو آئی تھی مگر آکر دام عشق مین پھنسی مشک افشان نے

شرما کر کہا میں تو سامنے نہ جاؤنگی سعد شہریار کو حجاب ہوگا میثاق نے کہا میں تو جاؤن
ایلچی کرین انکا رفیق ہون مشک افشان نے کہا بسم اللہ آپ جائیے اگر موقع
دیکھیے گا تو مجھکو بلا لیجیے گا یہ کہکر مشک افشان باہر ٹھہری میثاق کوہ گردان اندر
آیا سعد میثاق کو دیکھکر خوش ہوگئے فرمایا اے میثاق کوہ گردان مشک افشان
کا بھی پتہ ملا عرض کی کہ اے شہریار پیران جادو نے جاکر ایک دریا کے تالو مین قید کیا
تھا مگر ابر گہربار نے وہین پہونچایا مین نے جاکر رہا کیا اگر حکم ہو تو آوین سعد نے
کہا انکو آنے سے کسنے منع کیا ہے ہم تو انکے انتظار مین تھے گل اندام نے گھبرا کر پوچھا اے
شہریار وہ کون صاحب ہین سعد نے کہا مشک افشان جادو دختر شہبار زرکش تمھاری
وہ بھی خیر خواہ ہے قید ہوگئی تھی مگر میثاق کوہ گردان نے جاکر رہا کیا گل اندام
نے کہا ضرور بلا لیجیے ہم بھی قدم بوسی کرین میثاق نے مشک افشان کو بلایا وہ جب
سامنے آئی گل اندام صورت مشک افشان دیکھکر شرما گئی جی مین کہتی ہے کہ ابھی
شاہزادیان اس شہریار پر مائل ہین مین سب مین ذلیل ہونگی مشک افشان بھی
باہم سلام کر کے بیٹھ گئی مگر شرمائی ہوئی گل اندام کو دیکھکر مشک افشان کو بھی
خیال ہے کہ کیا صاحب جمال ہے حقیقت مین بادشاہ کیا اقبالمند ہین کہ ان شاہزادیون نے
بدل وجان اطاعت کی ہے کہ آسمان برستا تھا ہوا پھول برسنے لگے میثاق کوہ گردان
نے کہا بہار اعجاز بیان آتی ہین مشک افشان حیران ہوگئی کہ بہار اعجاز بیان
وسردار حسینان و یاسمن رنگین پوش یہ سب شاہزادیان دل وجان سے مطیع
اسلام ہوئی ہین بڑے بڑے معرکے پڑے مگر یہ ثابت قدم رہین کسی مقام پر نہین
رہین یہی قول رہا کہ خواہ جان جائے خواہ رہے اس محبت سے ہاتھ نہ اٹھاوینگے
جمشید نے کیا کیا دباؤ ڈالے مگر ان شاہزادیون نے الفت اسلام نہین چھوڑی کہ
ابر پھٹا بہار اعجاز بیان ظاہر ہوئین سعد کو جو مجمع حسینان مین بیٹھے ہوئے دیکھا
نہال ہوگئین ہنستی ہوئی بارگاہ مین آئین کہا اے شہریار سب شاہزادیان آپ کی
تلاش مین نکلی ہین شکر ہے کہ آپ کو پایا صاحبقران بہت بیقرار ہین خود آتے تھے

سب نے رو کہا کہ آپ کا تکلیف فرمانا مناسب نہیں ہی ہم لوگ تو ساحر ہین تلاش کرلینگے
آپ نہ پہونچ سکینگے تب صاحبقران رُک گئے مگر شہریار اب مناسب ہی کہ آپ مقام
شہباز پر جائیے ہم لوگ بھی پہونچ جاوینگے جنگ عظیم پڑیگی پیران جادو بھی آئی مقام
پر ہی فوج اسکی مقابلہ صاحبقران مین اُتری ہی بادشاہ نے طرف گل اندام کے دیکھا
گل اندام نے کہا سامنے صحراے اژدران ہی جب حضور جاوینگے تو وہ سب اژدر
آپ کا قصد کرینگے کچھ خوف نہ کیجیے گا جو اژدہا دہن کھولے اُسکے دہن مین داخل
ہو جیے پہلوے قصر شہباز مین پہونچیے گا سعد شہریار اُٹھے تینون شاہزادیان و
میثاق کوہ گردان قصد کرتے ہین کہ ہم اُڑین اور اپنے کو بادشاہ کے پہنچائین
وہان سہمناک بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا جاکر خبر تو لاؤ کہ گل اندام نے جاکر
کیا کیا کنیزین گئین اور جاکر دیکھا کہ سعد شہریار و میثاق و بہار اعجاز بیان اور
ملک مشک افشان ان سب کے ساتھ گل اندام کھڑی ہنس رہی ہی اور تدبیرین
بتا رہی ہی کہ اژدرون سے بالکل خوف نہ کیجیے گا جو اژدہا دہن کھولے اسم جانشینی
پڑھکر اُسکے دہن مین پھاند پڑیے گا کنیزین یہ دیکھکر بھاگین سامنے سہمناک جادو
کے آئین آکر عرض کی واری غضب ہوا بی گل اندام جاکر طلسم کشا پر عاشق ہوئین
اور کئی شاہزادیان ہین اور ایک مرد جادوگر یہ سب طلسم کشا سے باتین کرتے ہین
اور آپ کی صاحبزادی قصر شہباز کا پتہ دے رہی ہین سہمناک یہ سنکر جل گئی کہا
لو غضب ہوا یہ گیسو بریدہ جاکر طلسم کشا پر مائل ہوئی میرا کچھ خوف نہ کیا مین ابھی جاتی
ہون گرفتار کرکے اُسکو پاس شہباز کے پہونچاے دیتی ہون کہونگی کہ اب آپ کو
اختیار ہی خواہ قتل فرمائیے خواہ بخشیے کیون صاحب یہ وہی گل اندام ہی کہ مرد کے
نام سے نفرت کرتی تھی سیکڑون بندگان سامری مارے اور کہتی تھی اتنے مرد قتل
کرونگی کہ عورات کو مرد ملکن نہ ہون اِسنے کچھ بھی میرا پاس نہ کیا اور خوف نہ آیا وہ
آفت برپا کرون کہ طلسم کشا بھی حیران ہو جاے یہ کہکر سہمناک چلی اِدھر سعد شہریار
طرف صحراے اژدران کے روانہ ہوے میثاق پر پروانہ پیدا کرکے چلا اور ملک

بہار اعجاز بیان نے گلدستہ پھینکا ابر گلفشان ظاہر ہوا اُس مین چھپ کر چلی بلکہ
مشک افشان ایک جانب چلی گل اندام اکیلی رہگئی قصد کرتی ہو کہ جاؤن کہ سامنے
سے نعرہ ہوا کہ منم سہمناک جادو او خانہ خراب تونے اپنے کو خوب مطعون کیا
اب مین کسکو منھ دکھاؤنگی یہ منھ دکھانے کے لایق نہین رہا عجب طرحکا ظلم سہا
گل اندام نے چاہا سحر کرون کہ سہمناک نے جھولی سے ایک بچہ خوک نکالا اُسکو
ذبح کر کے خون پھینکا گل اندام کی زبان بند دل دردمند سرنگون کھڑی ہوئی ہو
اور زار زار رو رہی ہو کہ اُس ساحرہ نے آکر گل اندام کو گرفتار کیا زبان مین
سوزن دی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑی کہتی ہوئی کہ کیون او گل اندام اب بھی توبہ کر
گل اندام کہتی ہو ای مادر مہربان میری کیا خطا ہو سیر کو نکلی تھی آج کیون آپ اسقدر
برہم ہین سعد شہریار کو ڈھونڈھا نہ پایا یہان آکر ٹھہر گئی اب آپ مجھپر یہ جرم مقرر
کرتی ہین مین سعد کے نام کی دشمن ہون جہان پاؤنگی سر کاٹ کے لاؤنگی یہ سنکر
سہمناک نے کہا تو دشمن خداوند ہو تجھکو زندہ نہ چھوڑونگی پاس شہباز کے مین
ضرور لے چلونگی گل اندام نے کہا آپ کو اختیار ہو سہمناک کہتی ہو وہ شاہزادیان
کہان گئین اُنکو بھی اگر پاؤن تو سزا دون اور وہ شاہزادیان کون ہین اور بی
مشک افشان نئی نئی بگڑی ہین جا کر طلسم کشا پر عاشق ہوئی ہین شہباز وہ
سزا دیگا کہ جواب نہ دے سکین گی یہ کہکر بیٹی کو لے چلی گل اندام نے جھلا کر کہا ای
مادر مہربان جو آپ سے ہوسکے وہ کیجیے مین سعد پر کیا تنہا عاشق ہوئی تم حسینان
طلسم اُنپر مائل ہین بہار اعجاز بیان و سردار حسینان و دیگر شاہزادیان کہ جن پر
خداوند خود جان دیتے تھے نکل آئین اور سعد کی شریک ہوئین ہین بھی ان سب کا ساتھ
دونگی جو آپ سے ہوسکے قصور نہ کیجیے آپ میری مان نہین ہین میری دشمن ہین یہ
سنکر سہمناک جھلاتی ہوئی گل اندام کو لیے ہوے قصر شہباز مین آئی شہباز نے
گل اندام کو اِس حال مین دیکھا گھبرا کر کہا او سہمناک اِسنے کیا خطا کی سہمناک نے
جھلا کر کہا یہ تو خیر اپنی صاحبزادی کی تو خبر لیجیے بی مشک افشان سعد کے ساتھ ہین

اب قصر بچانے کی تدبیر کیجیے ان مفسدون نے پتہ بتا دیا جب مین پہونچی ہون تو
سعد جا چکے تھے کنیزون نے جا کر دیکھا کہ سعد مشک افشان وغیرہ مکر قصر مین
نکلے ہین اب آپ تدبیر کیجیے شہباز نے قصر سے نکلکر حکم دیا کہ سب لشکر تیار کر رو اور
خبردار آمادہ رہو جب آتے ہوے کسی کو دیکھو تو فورًا اجاڑ دو زندہ نہ چھوڑو یا مشکین
باندھ لو لاکھ جادوگر جو گرد قصر کھڑے تھے مسلح ہو کر کھڑے ہوے انتظار مین ہین
کہ طلسم کشا آئے تو اسکو مار لین لیکن سعد شہریار سب سے رخصت ہو کر اسم حاشیۂ
لوح پڑھتے ہوے دو کوس راستہ طے کر چکے تھے کہ صحراے اژدران مین پہونچے دیکھا
صدہا اژدر وہان پھر رہے ہین اسقدر شگفتہ ہین کہ ٹہلتے پھرتے ہین ایک طرف
ایک اژدر کلان منہ کھولے ہوے سعد سے اشارے کر رہا ہے کہ اسطرف آئیے
درختون پر طائر خوش و خرم غل مچا رہے ہین جنکی آوازون سے یہ ثابت ہوتا ہے نظم

مستان شب مستی در میخانہ نہ بندند — دروا بہ رخ محرم و بیگانہ نہ بندند
تار از نہان دل او فاشش نگردد — او دل دہن شیشہ و پیمانہ نہ بندند
در بزم طرب شمع اگر نور نہ بخشد — خاکستر من بر پر پروانہ نہ بندند
ارباب سخن عمر گرامی بہ تعب رفت — تا کی سخن پوچ بہ افسانہ نہ بندند
تا عہد وفا صورت نقصان نہ پذیرد — مخفی بہ تو ہم عہد بزرگانہ نہ بندند

یہ صدائین سنکر سعد کو بھی وجد ہے مگر وہ اژدر جو دہن کھولے بیٹھا ہے اسطرف
چلے اور اژدہے بڑھکر روکنے لگے سعد جب لوح چمکا دیتے ہین تو وہ اژدہے
ہٹ جاتے ہین جب سب اژدہون نے قصد کیا وہ اژدر جو دہن کھولے ہوے
ہے اسنے مثل انسان کے آواز دی کہ منم خاموش جنی او نادان تو یہ طلسم کشا ہین اگر
جان کا خوف ہے تو سد راہ نہ ہو طلسم کشا کو جبتک آنے دو کہ مین انکو تا بقصر شہباز
پہونچا دون جب یہ پکار کر اس اژدر نے کہا تو سب اژدر ہٹ گئے بادشاہ قریب
خاموش جنی کے پہونچے تو دیکھا کہ اژدر نہین ہے ایک طائر پرند ہے کہ پر کھولے بیٹھا
ہوا ہے سعد بحکم لوح اسپر سوار ہوے وہ طائر اڑتا ہوا چلا بلندی پر سے سعد نے

دیکھا کہ لاکھو ساحر ایک قصر کے گرد پرا باندھے کھڑے ہین اسباب سحر ہاتھ مین سپر و
شمشیر بھی لیے ہوئے ہین شہباز قصر سے حکم دے رہا ہو کہ یارو سحر نہ کرنا بلوہ کر کے گرفتار
کر لینا ایک طرف پیران جادو آمادہ کھڑا ہو مگر شہباز کہ رہا ہو کہ کیون ای پیران یہ تو
بتاؤ کہ یہانتک انکو کون پہونچائیگا کونسی سواری انکے پاس ہو پیران کہ رہا ہو کہ
خاموش جنی اسی خدمت پہ مقرر ہو مین زبان سے خداوند مردہ کی سن چکا ہون
کہ خاموش جنی طلسم کشا کو پہونچائیگا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ سعد شہریار
پشت پر ایک طائر کی سوار طائر اڑتا ہوا آتا ہو سب ساحر ہوشیار ہو گئے مگر طائر نے
سعد کو لا کر بیچ مین ساحرون کے اتارا سعد کے ایک ہاتھ مین لوح اور دوسرے
ہاتھ مین شمشیر برہنہ یعنی تیغ طلسمی آتے ہی نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران
پر دغا اب کہان جاؤگے نعرہ سعد

شہنشاہ شاہان فریدون حشم تجلی دہ و بزم اسلامیان	بہار گلستان کاؤس دجم نہال گلستان صاحبقران

ساحرون نے چہار جانب سے بلوہ کیا مگر سعد شہریار لوح چمکا رہے ہین اسی
لوح کو کبھی مثل سپر چہرے کی پناہ کرتے ہین سب ساحر نابینا ہوتے جاتے ہین بعض
آپس مین لڑنے لگتے ہین بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو قتل کیا مگر قتل کر کے
ہوشیار ہوا چلا رہا ہو کہ ہاے ای فرزند نوجوان تو میرے ہاتھ سے مارا گیا قرطاس جادو
کہ پہلوان بھی ہو اور سحر مین بھی دخل کامل رکھتا ہو ہتو ہتو کرتا ہوا بڑھا کہتا ہوا کہ
یارو ٹھہر جاؤ مین گرفتار کیے لیتا ہون گینڈا بڑھا کر قریب آیا للکارا کہ ای سعد میرے
ہاتھ سے زندہ نہ بچوگے مین نے بڑے بڑے پہلوان مارے میری ضرب خالی نہین
جاتی اگر رستم اور اسفندیار ہوتے تو حلقہ غلامی میرا گوش جان مین ڈالتے کفن مین
منہ چھپا کر قبر مین پڑ رہے اب تجھسے مقابلہ ہو خداوند لکھ گئے ہین کہ ای قوت بازو
و ای زینت پہلو روز جنگ قدم نہ ہٹانا یہ مقام شہباز تمہارا یہان سے بچنا دشوار ہو
جرأت بیکار ہو یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے

ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہتے ہوئے سر کو بنا کر گرد پر ہاتھ مارا کہ اُس مغرور کے دو ٹکڑے ہوئے تمام ساحر تھرا گئے آپس میں کہتے تھے کہ وہ ساحر مارا گیا کہ جسکا نور زمین تک پھیلا ہر بادشاہ پر وہ جلوہ ہے کہ بادشاہ کو جنگ و شور ہے جب ساحر دن کا جلوہ دیکھا تو بنام نے دست دعا بلند کیئے پکار اُٹھے کہ ای خالق بے نیاز واے رب کارساز اے بندہ نواز اس مشکل کو آسان کر

نظم

خداوند ملک جہان کارساز
بہر حال دانا و بینا خداست
ہمیشہ خدا مہربانی کند
چہ خواہد کسی را اہانت کند
اہل افلاس را مال دار
بہ بخشد بدریوزہ گر مملکت
کسے را بخواند بہ قرب وصال
دہد وار دو درد و بیماریا
کند عجز ہر مرد حاجت قبول
بہر حیلہ حق کارسازی کند

خدا کار فرما و بندہ نواز
نباشد از وہیچ پوشیدہ راز
ز فیض او دہشت ہر وقت باز
بہ گنجشک بخشد پر و بال باز
گدا را دہد مسند عز و ناز
کند صاحب ملک و سامان ساز
رہا سازد از بند بندہ ان آز
بہ بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
پذیرد نہ ہر بندہ ناز و نیاز
بہر بندہ بندہ نوازی کند

جیسے ہی بادشاہ نے بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ آسمان سے آواز آئی سنم میثاق کو وہ گرز ان آتے ہی میثاق نے ایک گرز مارا کہ جادوگر سر ٹکرانے لگے سہمناک جادو قریب تفس گل اندام کھڑی ہے اور کہ رہی ہے کہ دیکھ تیرا دھگڑا اب مارا جائیگا گل اندام جواب دیتی ہے کہ انکا خدا مدد کریگا کہ میثاق اگر کرا تیرا نجادوگر دن میں لڑ رہا ہے جب گولہ مارتا ہے تو جادوگر سر ٹکرانے لگتے ہیں کہ دوسری طرف سے ابر گلنار پیدا ہوا آتے ہی ابر پیشا شہباز نے دیکھا کہ اب ملکہ بہار اعجاز بیان آتی ہیں آتے ہی پھول برسانے لگیں جسپہ پھول پڑا وہ جلکر خاک ہو گیا شہباز و پیران و سہمناک کس کس طرح پر روتے ہیں مگر بہار اعجاز بیان کا

سحر عالم گیر ہو قتل ساحران کی تدبیر ہو مگر جادوگر گھیرے ہوئے ہین بہار اعجاز بیان
جست کرکے آگ مین سے نکلتی ہو جیب گلدستہ مار دیا ابر سے پھول برسنے لگے اسقدر
پھول برسنے کی ترقی ہو کہ پھولون کا جا بجا انبار ہو اور ساحرون کو راستہ چلنا دشوار ہو
بعض نے پھول اُٹھا لیے ہین انکو سونگھتے پھرتے ہین دیوانہ وار وحشی مثال غل
مچاتے ہین گل اندام قفس سے دیکھ رہی ہو کہ بہار اعجاز بیان و میثاق کو وہ گردان
اس زور و شور سے لڑ رہے ہین شہباز و پیران کا سحر دفع کر دیتے ہین اور اپنا سحر
غالب کرتے ہین کہ پیران جادو کا سر زخمی ہوا شہباز کے سامنے روتا ہوا آیا کہا
اے افسر ندن تو زخمی ہو گیا دل مین ہول ہو کہ کہان جا کر چھپون ان دونون ساحرون
نے قیامت برپا کر دی طلسم کشا جس جانب گیا صفون کو درہم برہم کر دیا سحر اثیر
تاثیر نہین کرتا جادوگر رنگ سحر سے آگاہ ہین جنگ شمشیر سے ناواقف آواز دو
کہ دور سے تیر اندازی کرین شاید کوئی تیر پڑ جاے یہ سنکر شہباز نے آواز دی کہ ارے
تم لوگ سحر نکرو تیر اندازی کرو حریف بہ زوال ہو سب جادوگرون نے تیرون کی
بوچھار کی جیب ہزارہا تیر گوشون سے چلتے ہین تو ایک نہ ایک تیر سینے پر سعد کے
پڑ جاتا ہو جسم سے جو سراسر خون کے بلند ہوے گل اندام بیقرار ہو گئی اور دل
سے دعائین مانگنے لگی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز شہریار کو اس آفت
سے بچا لے اور ان تیر اندازون کے تیر خطا کرین اُنکے جسم تک نہ پہنچین لیکن
میثاق نے جو یہ معاملہ دیکھا گھبرا گیا لڑتا ہوا قریب سعد شہریار کے آیا اسم علی
پڑھکر پھونکا نہین کہ سب تیر قلم ہو گئے پیران نے پکار کر کہا او نامرد و بلوہ کر کے گرفتار
کر لو کیا ایک مرتبہ سب کو مار ڈالین تب سب جادوگرون نے ملکر بلوہ کیا ملکہ بہار
و میثاق لاکھ لاکھ کوشش کرتے ہین مگر اسقدر فوج کا بلوہ ہو کہ کسی کا زور نہین
چلتا یہی سب چاہتے ہین کہ سعد گرفتار کر لین کمندین مار رہے ہین بچاتے ہین گھوڑے
پر سے آتا ہین خوب فوج کا بلوہ ہو مگر سعد شہریار شیرانہ جنگ کر رہے ہین جسپر
ہاتھ تلوار کا مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کبھی لوح کو چمکایا مگر کوئی چالاکی نہین

چلتی عاجز ہو رہے ہین عرض کرتے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز بلوے
سے ان ساحرون کے بچالے اگر موت قریب ہو تو حکم دے ملک الموت کو کہ
قبض روح کرے یہ بلوہ نہیں سنبھلتا نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب		دعائے کنند من کنم مستجاب
چو عاجز بہ باشند و دانم ترا		دریں عاجزی چون نخوانم ترا
ہر کس بہ کسے نازد و مارا تو بسے	دیگر	من ہیچ کس کہ نالم کہ مرا نیست کسے

بیقرار ہو کر جو بادشاہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دیکھا کہ بائین طرف سے
ابر یاقوت رنگ پیدا ہوا بہار اعجاز بیان گھبرائین کہ اب کس کی آمد کا نشان
ہو کہ ابر آکر پھٹا سامنے سے دیکھا سب نے کہ ملکہ مشک افشان گوہر بار طاؤس
زرین بال پر سوار آکر پہونچین آتے ہی دیکھا کہ شہریار والاقدر بیچ مین ساحرون
کے گھرے ہین بہار اعجاز بیان و میثاق کو وہ گروہ ان سحر کر رہے ہین چاہتے
ہین بلوے کو مٹائین مگر دس ساحر ہٹ جاتے ہین تو بجائے اسی مقام پر آتے
ہین ہر طرف یہی بلڑ ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لو مگر بادشاہ اس زور و شور سے
لڑ رہے ہین کہ لاکھون ساحر بھاگتے پھرتے ہین مشک افشان نے آتے ہی
ایک دستک دی کہ خوشبو آئی ہزارہا طائر درختون پر پیدا ہوے زمزمہ سرائی
کر کے یہ اشعار عاشقانہ بصد سوز و گداز سنانے لگے نظم

نکالے خوب بعد ذبح مین نے حوصلے دل کے	دہان زخم نے بوسے لیے شمشیر قاتل کے
غضب ہو کر جو دیکھا آج اس سفاک نے مجھکو	ہوے تیغ نگہ سے صاف دو ٹکڑے ہمارے دل کے
اچھالو تم نہ اپنے ہاتھ مین شیشے سے نازک ہے	یہ ڈر ہے ہو نہ جائین کہین ٹکڑے ہمارے دل کے
نہایت ناز ہے صاحب کو اپنی خوش بیانی پر	ذرا گلشن مین چلکر چھینے جینے عنادل کے
فشار قبر سے تو اے زمین ایذا نہ دے ہمکو	ذرا تو چین لینے دے ٹھکانے ہین منزل کے
غش آیا حسن لیلی دیکھکر مجنون کو صحرا مین	قیامت ہے ہوا سے اڑ گئے پردے جو محمل کے
شریک بزم ہون اک لحظہ پر یونہی یہ حسرت ہے	ہوے ہین قاف سے تا قاف شہرے تیری محفل کے

روان رہتا ہو دریا آنسوؤنکا چشم گریان سے	گمان ہین آشناؤنکو مری مرگ کا نیہ ساحل کے
مبارک ہو مبارک ہو زیارت کا سفر سلطنت	گئے ہین اپنے احباب اقرباسے گلے مل کے

یہ اشعار پڑھ پڑھکر طائر آتشبار ناخنون سے آڑے سرون پر ساحرون کے چرخ مارنے
لگے جسپر سایہ ڈالا وہ جلکر رہگیا ہزارہا ساحر جلکر گرے اور مشک افشان جون
جون وشگین ورقی ہین ہزارہا طائر آڑتے ہوے آسمان سے آتے ہین اور گرد
فوج چرخ مار رہے ہین بہار اعجاز بیان سحر مشک افشان سے حیران ہوگئین
میثاق سے کہنے لگین کہ مشک افشان کا سحر عالمگیر ہو قتل ساحران کی کیا خوب
تدبیر ہو حقیقت مین کس لطف سے سحر کر رہی ہین کہ ہزارہا ساحر پامال ہوگئے میثاق
نے کہا اے بہار اعجاز بیان تم مشک افشان کو نہین جانتین مگر سعد شہریار
اڑتے بھڑتے قریب پیران جادو کے پہونچے للکارا کہ او نامرد گل اندام کو تو
چھوڑ دے اسی مین خیر ہو ورنہ بہت پچتائیگا اگر ایک موے جسم گل اندام کا کم
ہوا تو سب ساحرون کو قتل کرونگا ہرچند کہ مین زخمی ہون مگر ان ساحرون سے
روکے نہ رکونگا پیران جادو نے دیکھا کہ سعد ساحرون کو قتل کرتے ہوے آتے
ہین شیر صحرائی رمہ گوسفند ان پر گرا ہو پرے کے پرے پامال کر دیے لیکن ملکہ
مشک افشان نے تو ساحرون کو دیوانہ کر دیا ہو باہم سب لڑ رہے ہین ایک
کو ایک ٹوکتا ہو افسر بڑھکر بلوے کو روکتا ہو شہباز نالہ کہ غل مچا رہا ہو کہ یارو تم
بہت ہو طلسم کشا پر گھبرا ڈالو ساحر جواب دیتے ہین کہ آپ افسر اعلی ہین آپ
تشریف لائیے اگر دشمن شیر کو روکیے ہمارے روکے سے نہین رکتے ہین اور ملکہ
مشک افشان کے سحر سے تو بچائیے ان تین ساحرون کے سحر نے گھبرا ڈالا ہو
ہوش وحواس پراگندہ ہین سحر فراموش ہو شمشیر کی جنگ کو ہم کیا جانین پیران
قفس پھینک کر بھاگا سعد نے بڑھکر قفس پر لوح کا عکس ڈالا اور زبان سے
گل اندام کی سوزن نکالی گل اندام تڑپ کر نکلی نکلتے ہی ایک چھترا ماش کے دانو نکا
مار اک کئی سو ساحر جلکر گرے پھر سمناک کو آواز دی کہ اما جان آئیے امتحان

امتحان کمال ہو آپ کا کیا حال ہو شریک جنگ نہین ہوتے سہمناک کیسا جل رہا ہو
چاہتا ہو کہ گل اندام کو گرفتار کرون مگر گل اندام برق جہندہ ہو کبھی مشرق مین کبھی
مغرب مین کبھی جنوب مین کبھی شمال مین جس غول مین پہونچی تہلکہ ڈالدیا بعض ساحر
سحر سے گل اندام کے دیوانے ہو رہے ہین یہ اشعار پڑھ رہے ہین **نظم**

رشک سے گھٹتا ہلال کا سارے جہان مین — اُس مہ نے پہنی سونے کی بجلی جو کان مین
جام شراب جلد پلا بھر کے ساقیا — کانٹے پڑے ہوے ہین ہماری زبان مین
مانند سرو سبز ہوا ہاتھ مین قلم — مصرع لکھا جو اُس قد موزون کی شان مین
اُس بت کے در پہ آکے گدا بادشاہ ہوا — بخشا ہو کیا خدا نے اثر آستان مین
عاشق کا دل دو کرتے ہین ہر بال ہر گھڑی — تیر شرہ چلاکے بھوون کی کمان مین
کالی گھٹا مین منہ کا ہمین ہو گیا گمان — جھالے جو پہنے زلف کے پاس آکے کان مین
سطوت ہر ایک مصرع تر اموج آب ہو — دیکھی نہین ہو ایسی طراوت زبان مین

یہ اشعار پڑھ پڑھکے سر ٹکراتے پھرتے ہین گل اندام سحر کرتی ہوئی ایک محل کے سائے
مین جا کر ٹھہری تھی کہ سہمناک نے للکارا کہ او گیسو بریدہ کہان جائیگی للکارتا ہوا چلا
تھا کہ میثاق نے دور سے دیکھا للکارا کہ او نامرد اِس عورت پر کیا جاتا ہو مجھسے
مقابلہ کر یہ کہکے میثاق جست کرکے آیا سہمناک نے گولا مارا میثاق نے گولا کاٹا
آپس مین دوچار سحر ہوے میثاق نے غافل کرکے ہاتھ ہلادیا برق چمک کر
گری سر سہمناک کا زخمی ہوا گل اندام نے بڑھکر موتیون کا مالا مارا موتی جو ٹوٹے
ہزارہا پتے درخت سے گرنے لگے معلوم ہوتا تھا فصل خزان آگئی ہر نخل کے
سائے مین پتون کا انبار ہو ساحرون کا جو ادھر گذر ہوا پتون مین سے بچھو نکلے
جیسے ڈنک مارا وہ گر پڑا اور لوٹنے لگا دوسرے بچھو نے آکر ڈنک مار دیا ساحر
تڑپ تڑپ کر تمام ہوا جتنے موتی ٹوٹے اُتنے ہی عقرب پیدا ہوے اب ساحر
ڈر کے مارے قریب درختون کے نہین جاتے چاہتے ہین بھاگ کر نکل جاوین
کسیطرح جان بچاوین کوئی صورت نہین معلوم ہوتی کہ اِسکے سحر سے جان بچے

پیران جادو سعد کے سامنے سے بھاگ کر ایک نخل کے سائے مین پہونچا تھا کہ
بچھو نے آکر گھیر لیا استنے ڈنک مارے کہ پیران جادو پانی ہوکر بہگیا مرنا پیران کا
ہنگامہ عظیم ہوا اجنوگل اندام ادرزیادہ تڑپ تڑپ کر لڑنے لگی بعد تھوڑی دیر کے
آواز آئی کشتی مرا نام من ہو پیران جادو بو الشہباز جادو نے جو یہ آواز سنی کہ
پیران مارا گیا سر پیٹنے لگا کہتا تھا یارو میرا قوت بازو مارا گیا ابتک مجھے امید
تھی کہ پیران جادو ڈیجر کہ مطلب نکالے گا مگر طلسم کشا کا بڑا اقبال ہی جو سامرالیا
زبردست ہو کر ساحرون بنگالے نے کبھی سامنا نہین کیا جب وہ لوگ آئے اور
اُنہے جا کر سحر کیا سب بھاگ گئے کسی مقام پر نہین رکے آج اسکو کیا ہو گیا کہ
بچھوون سے نہ بچا بے موت مارا گیا ساحر زبردست تھا سلیقہ دار سحر مین کامل
واکمل مدتون خدمت گزار سامری رہا کیا یہ اقبال طلسم کشا ہو سمناک نے کہا
یارو جو کتاب مین لکھا ہو اُسکو قدرت جھوٹا کرتے ہین انکو مناسب یہ تھا کہ جب
طلسم کشا آئے تھے اور قدرت طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آئے اُس
طلسم مین نہ آتے اور کہین چلے جاتے مگر آج مین انکی خدمت مین جاؤنگا عرض کرونگا
کہ یا خداوند آپ کسی طرف نکلجایئے مسلمان آپ کو زندہ نہ چھوڑینگے ساری خدائی
کرنا بھول جایئے گا دیکھو صاحبو کس تدبیر سے مسلمان آئے ہین ہر طرف سے ہر ایک
جنگ کرتا ہوا آیا اور بندون کو تسخیر کیا پھر طلسم مین داخل ہوے اب ہر جا جات
پر ڈالیان پڑی ہوئی ہین یہ وہ مرحلے ہین کہ ایک زمانے مین سامری وجمشید نے
چاہا کہ ہم سیر کرین ہم لوگون نے انکو نہ آنے دیا سحر کرکے بھگا دیا اور کسی کی کیا
مجال تھی کہ اِس طلسم مین قدم رکھے یا اس طلسم کا یہ حال ہوا کہ سب دربند تسخیر ہوے
طلسم نوخیز جمشیدی بنایا ہوا جمشید کا کہ صدہا حکیم جمع کیے اور اُنسے آراستہ کرایا
ایک ایک قدم پر ہزارون بلائین مقرر کین یہ مرحلہ کیسا سخت وصعب تھا
تا طلسم کشا کے ساتھ کچھ نہ کیا دروازے پر تلوار چل رہی ہی ہم لوگون کو امید نہ تھی
ابھی کئی مرحلے باقی ہین سمناک نے کہا او شہباز قدرت کو سمجھا دو کہ بھاگ کر نکل جاوین

شہباز نے کہا مسلمان پچھتاؤ گے چھوڑینگے حمزہ عرب وہ جری بہادر ہی کہ جسنے کل پردۂ
قاف کو تسخیر کیا عفریت ایسے سرکش کو مارا سمندون اُنھین کے ہاتھ سے قتل ہوا
طلسم حیران سلیمانی کہ جس سے قاف کی رونق تھی سب شیاطین پرست اُس مین
رہتے تھے کس زور و شور سے حمزہ نے اُسکو فتح کیا اور وہ یادگاران سامری و
جمشید کس مصیبت سے رہے ہین کہ آہ نکلا تڑپنا و پھڑکنا آخر مین مارا جانا کسی کا
زور نہ چلا حمزہ نے طلسم مین مسجدین بنوا دین کسی دیر کا نام نہ رہا سب تصویرین
خداوندون کی جابجا ٹھوکرین کھا رہی ہین مسلمان آباد ہین جو آج کی جنگ سے
مین بچا تو قدرت کو بہت سمجھاؤنگا یہی کہونگا کہ نکل جایئے ایسا نہ ہو کہ مسلمان
آپ کو گھیر لین پھر نکل نہ سکیے گا ابھی ہم لوگ لڑتے ہین ایسے وقت مین نکلجایئے
فطرت سے اپنی جان بچایئے قہر ہفت رنگ کو آپ نے کیا سمجھا ہی جسوقت
لڑائی پڑی شکست ہی ہوئی کبھی فتح نصیب نہ ہوئی مگر میثاق نے آکر شہباز کو
گھیرا ایک طرف سے بہار اعجاز بیان نے آکر گلدستہ مارا شہباز سحر کو میثاق کے
روک رہا تھا کہ بہار کا گلدستہ چلا ایک طرف سے گل اندام جادو نے آکر
زیور اپنا پھینک مارا اب شہباز دیوانہ وار وحشی مثال سب کے سحرون کو
روک رہا ہی کبھی بہار کے سحرون کو روکتا ہی کبھی میثاق کو جواب دیا ایک طرف سے
مشک افشان نے آکر کارد سحر کھینچ ماری شہباز نے خالی دی اور پکار کر
آواز دی کہ کیون او گیسو بریدہ تجھے تجھکو اسی دن کے لیے پرورش کیا تھا
اور یہ سحر سکھایا تھا ہم سمجھے تھے کہ ہمارے کام آئیگی مگر وقت پر تو نے دھوکا
دیا کبھی صاف نکل گئی عین گرمی جنگ ہو کر آسمان پر سناٹا ہوا میثاق وغیرہ نے
دیکھا کہ ایک ساحر نوجوان عقاب پر سوار نعرے کرتا ہوا آتا ہی کہ منم انجار بخکین
باشیداے مسلمانان شہباز کو ایسا بے وارث سمجھا ہی مین اُسکا داماد ہون سبکو
ستا دونگا یہ کہکے غول مین آیا شہباز کو سلام کیا شہباز نے گلے لگا لیا کہا اے
اشجار میرے باغ مین خزان آئی مشک افشان تمھاری منسوبہ نکل گئی

وہ دیکھو سامنے لڑ رہی ہو اگر ہو سکے تو لیجاؤ مجھے رخصت کرنے کی ضرورت نہین ہو
لیکن اسطرح کرنا کہ طلسم کشا کو خبر نہ ہو اگر طلسم کشا سے سامنا پڑ گیا تو کوئی سحر کام
نہ آئیگا بڑے بڑے ساحر ہاتھ سے طلسم کشا کے مارے گئے اشجار نے جو یہ حال سُنا
کانپنے لگا کہتا تھا اے والد نامدار آپ جہیز وغیرہ کچھ نہ دیجیے مین عروس کو لیے جاتا
ہون اور جا کر دھوم سے شادی اپنے ملک مین کرلونگا بڑا روپیہ صرف کرونگا
شہباز نے گھبرا کر کہا اے فرزند تمکو اختیار ہی جو مناسب ہو وہ کرو مین اپنی جان
سے عاجز ہو رہا ہون یہ سنکر اشجار تڑپا اور مشک افشان پر اس زور سے
گرا کہ مشک افشان خاموش ہو کر کھڑی ہو رہی اشجار کمر مین پنجہ ڈیکر لے اُڑا
مشک افشان نے پکار کر آواز دی اے شہریارہ کنیز کو یہ لیے جاتا ہی یہ بڑا جلاد ہی
زندہ نہ چھوڑیگا بادشاہ نے گھوڑا بڑھایا میثاق نے بھی گولہ مارا مگر اشجار نے
کسی کے سحر کو نہ مانا ملکہ مشک افشان کو لیکر نکل گیا شہباز نے جب دیکھا
کہ مشک افشان کو اشجار پیچ کن لے گیا تو افسرون سے اشارہ کیا کہ اب
طبل بازگشت بجواؤ سردارون نے اشارہ کیا طبل بازگشت پر چوب پڑی مگر
میثاق نہ مانتا تھا بادشاہ نے ہاتھ روک لیا فرمایا قاعدے کے خلاف ہی اگر
دادا جان سنین گے تو فرمائین گے کہ ہماری زندگی مین ہمارے قواعد کو ترک
کیا تمکو کیا عاجزی کیا ناچاری تھی دشمن جب عاجز ہوتا ہو تب طبل امان بجواتا ہو
دشمن چاہے طبل امان کو نہ مانے ہم اہل اسلام ہین ہمکو ضرور چاہیے کہ جو بزرگان
دین نے کہا ہو اُسکے پابند رہین میثاق کو سمجھا کر بادشاہ نے پھیرا گل اندام و
بہار و اعجاز بیان و میثاق کوہ گردان اور چند ملازمان شہباز کہ اس جنگ
مین مطیع ہوے وہ بادشاہ کے ساتھ ہین بادشاہ چلے شہباز لشکر کو لیکر آگے بڑھا
اور حکم دیا کہ میرے فرزند اشجار پیچ کن کو نامہ لکھو کہ اے فرزند تمنے خوب کیا کہ
اُس گیسو بریدہ کو لے گئے ہمنے بھوڑی پھیر نا موقوف رکھا اب تمکو اختیار ہو
جنگ سے مہلت پا کر ہم بھی آوینگے اُس نالایق کو سمجھا دینا کہ اگر اسکے مزنہ پر بڑائی کی

تو قتل ہی کر ڈالونگا میر منشی نے یہ نامہ اشجار کو لکھا دیا ان جادو کو نامہ دیا کہ جا کر
اشجار کو دینا اور زبانی کہنا کہ مشک افشان پر تمکو اختیار ہے ای فرزند ہمین تمسے
بہت راضی ہوا تمنے عین وقت پر آکر مدد کی تمھارے آنے سے شکست فاش سے
بچے وہ جادوگر نامہ لیکر چلا اگر بادشاہ ساحران مذکور کو ساتھ لیکر جاتے ہین دیکھا
جنگل مین ایک کنواں ہے اُسپر خواجہ برہمن بنے ہوے بیٹھے ہین مسافرون کی خبر
سناتے ہین جو اُسطرف سے نکلا اُسے لوٹ لیا بادشاہ نے خواجہ کو پہچانا گھوڑا
بڑھا کر سلام کیا میثاق وغیرہ نے کہا بھی کہ حضور اِس برہمن کو کیون سلام کرتے
ہین بادشاہ نے فرمایا یہ برہمن نہین ہے ہمارے چھوٹے دادا جان ہین اپنے
قرضدارون کے خوف سے یہان آکر چھپے ہین مسافرون کو لوٹ رہے ہین
خواجہ نے پوچھا اے فرزند کہان سے آتے ہو سعد نے کہا چھوٹے دادا جان
ہین تو آپ کی فکر مین تھا خواجہ نے فرمایا بیٹا تم بادشاہ لشکر اسلام ہو تمنے مجھکو
خوب پہچانا مین قرضدارون کے ڈر سے یہان بھاگ آیا ہون ورنہ مہاجن
پکڑ لیجاتے نہین معلوم کیونکر پیش آتے بادشاہ نے فرمایا خواجہ کہو آپ کو ملیگا
اشجار نے کن مشک افشان کو لیگیا ہے اُسکا تعاقب کیجیے اگر مشک افشان
کو لائیے گا تو دو ہزار روپیہ دونگا خواجہ نے کہا کیا خوب بھلا دو ہزار روپے
مین میرا کیا ہوگا ایک ماہ کا سود بھی مہاجنون کا نہ ہوا اور چار مہینے کا مل چڑھے
ہین ایک حبہ بابت سود کے مہاجنون کو نہین پہونچا ہے کاش کہ اسقدر تو وصول
ہو جاے کہ ایک دو ماہ کا سود مہاجنون کو پہنچ جاے بادشاہ نے فرمایا جو
مانگیے گا دہی دونگا مشک افشان سے سب کو محبت ہے سب آپ کی خدمتگذاری
کرینگے خواجہ اُٹھے فرمایا یہ تو بتائیے کہ اشجار کسطرف گیا ہے میثاق نے اشارہ سے
بتایا خواجہ اُدھر چلے دو پہر کے بعد ایک جھیل ملی وہان آکر ٹھہرے کہ ایک جادوگر آسمان
سے اُترا چاہا کہ جھیل پر پانی پیوے خواجہ نے للکارا کہ او بدبخت خبردار پانی نہ پینا
منع کرتے ہوے قریب آئے آکر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو جی

جادوگر نے کہا کہ نام میرا ویران جادو ہو شہباز کا نامہ لیکر پاس اشجار پیچ کن کے
جاتا ہون خواجہ نے پوچھا کہ اشجار کہان رہتا ہو اُسنے کہا اِس صحرا کے بعد دوسرا
صحرا ملیگا پہلو مین جزیرۂ شجر ہو وہان اُسی کی عملداری ہو وہ وہانکا حاکم ہو ساحر بھی
زبردست ہو خواجہ نے ویران سے کہا مین یہان کا نگہبان ہون اِس جھیل مین
پانی اڑ رہے پیتے ہین مین تمھین پانی پلاتا ہون یہ کہکر درّہ کوہ سے جاکر پانی لائے اور
پانی پلاکر اُسے بیہوش کیا نامہ جھولی سے نکال لیا اُسی طرف چلے راہ مین چلے
جاتے تھے کہ پہلو پر دیکھا دروازہ باغ کا ہو اور چند کنیزین ٹہل رہی ہین ایک کنیز
کو خواجہ نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر کنیزون مین ملے دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ ملکہ نسترن جادو اِس باغ مین رہتی ہو معشوقۂ اشجار آج اُسکی ملاقات کو جاتی
ہو خواجہ اندر آئے نسترن کو سلام کیا اور بیٹھنے لگے نسترن نے پوچھا کیون
شمعرو کس بات پر ہنسین خواجہ نے جواب دیا کہ اشجار پیچ کن اپنی زوجہ کو لیکر
آیا ہو اب اُسکے ساتھ مصروف عیش ہوگا آپ سے محبت کم کریگا نسترن نے کہا
اے شمعرو مجھپر وہ جان دیتا ہو اگر ہزار عورتین لائیگا تو میرا ہی زور رہیگا مین
ابھی چلتی ہون یہ کہکر فوراً تخت پر سوار ہوئی شمعرو نقلی کو بھی تخت پر سوار کیا
تخت کو اڑاتی ہوئی چلی بعد دو گھڑی کے ایک باغ دکھلائی دیا دیکھا کہ وسط
باغ مین ایک چبوترہ پر اشجار پیچ کن بیٹھا ہو شمعرو نقلی نے کہا چلیے نسترن نے
تخت اُتارا اشجار نے جو نسترن کو دیکھا اُٹھ کھڑا ہوا کہا اے ملکۂ عالم آیئے مین تو
آپ ہی کا منتظر تھا نسترن نے کہا کیون صاحب کیا ہوا آج تمھارا چہرہ اُترا ہوا
ہو گانے والیان کہان ہین اشجار نے کہا صاحب کیسا گانا کیسا بجانا مین عجب
انتشار مین ہون کئی سال کا زمانہ گذرا کہ مشک افشان سے منسوب ہوا مگر
اِس زمانے مین مسلمانون نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہو طلسم کو فتح کر رہے ہین
شہباز جادوگر مالک مرحلۂ پنجم ہو اُسکے قصر پر لڑائی پڑی تو مین مدد کے لیے گیا
مین نے وہ سحر کر دیکھا کہ ہوش درست نہ رہے اپنی زوجہ کو دیکھا کہ ساحرون کو

قتل کر رہی ہی شہباز نے مجھسے بیان کیا کہ طلسم کشا پر مائل ہی اُسی جوش پر یہ حرکتین
کر رہی ہی مجھکو تاب نہ آئی مین گرفتار کر لایا آج دوسرا دن ہی کہ مَتین خوشامدین کرتا
ہون جزیرے کی سلطنت دیتا ہون مگر وہ محبت مین طلسم کشا کی مبہوت ہو رہی ہی
یہی کہتی ہی کہ مین نہ مانونگی نشترن نے کہا لو صاحب ہم تو جاتے ہین ہمسے سوت
نہ دیکھی جائیگی جو بیٹھون ہمراکاب ہمکو نہین پسند یہ کہکر اُٹھی چاہتی تھی کہ تخت پر
سوار ہو کہ اشجار نے اُٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا او ملکۂ عالم تمھارے سامنے کیلی
کیا حقیقت ہی ایک تو وہ مجھسے ناراض ہی دوسرے صورت مین بھی تمسے بہتر نہین ہی
ارے قفس تو لاؤ چند ساحر گئے قفس کو لیکر آئے خواجہ نے دیکھا کہ ملکۂ عالم
کی زبان مین سوزن ہی اور سر نگون بیٹھی رو رہی ہی اشجار نے کہا او مشک افشان
دیکھ میری یہ معشوقہ ہی نشترن گلگون پوش کہ جسکے سامنے ماہتاب شرماتا ہی یہ سنکر
مشک افشان نے سر جھکا کر کہا کہ حقیقت مین بہت عمدہ صورت ہی ہمکو یہ تمھاری
معشوقہ مبارک ہو اشجار نے کہا اگر تم قبول کرو تو اسپر تمکو حاکم کر دون نشترن
نے جھلا کر ایک تمانچہ مارا اور کہا او بیہودہ کیا بکتا ہی مین اس شخص کی ماتحت
رہونگی جفا سو تا بے کی ہونگی اشجار نے کہا او نشترن فقط اُسکے راضی کرنے کو
یہ کلمہ کہا تھا تم کیون بگڑ گئین نشترن نے کہا ایسے سفلہ مزاج سے مجھکو نفرت ہی میرے
چاہنے والے بہت ہین جہان چاہون جبیٹھ رہون یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
دیکھا ایک ساحر تاجدار تخت پر سوار اُڑا ہوئے ہوے تخت جاتا تھا نشترن کو
دیکھکر اُتر پڑا آکر نشترن کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب کہان تھین باغ پُر بہار مین
آج دعوت کا سامان ہی تم بھی چلو جو ساحر آئیگا اپنی معشوقہ کو بھی لائیگا مین تمکو
پہلو مین لیکر بیٹھون کہ محفل کی رونق ہو اور سب دیکھکر کہین کہ گلفام تاجدار
کی معشوقہ سب سے زیادہ خوبصورت ہی نشترن اُٹھی کہ ساتھ گلفام کے جاؤن
اشجار نے کہا صاحب کہان چلین مین نہ جانے دونگا دو دن سے بے آب و دانہ
ہون تمھارے چلے سے رو دو اے کھا لونگا گلفام نے کہا او اشجار بد کن

کیا بیہودہ بکتے ہو میرے سامنے ایسے کلام نہ کرو لنسترن نے بھی کہا اے اشجار
ہمارے چاہنے والے دیکھے اپنی زوجہ کو ہمارے واسطے انھون نے مار ڈالا
تمھاری طرح پر بیہودہ نہیں ہین کہ زوجہ کو جو لائے تو ہمسے باغی ہو گئے ہم اب
اِنکے ساتھ بسر کرینگے تمکو چھوڑا اشجار نے کہا مین نہ جانے دونگا گلفام نے کہا
تمھاری کیا مجال ہی کہ تم روک سکو دونون مین تکرار ہوتے ہوتے آپس مین گولہ
و ترنج چلنے لگا خواجہ نے دیکھا گلفام و اشجار سے سحر چل رہا ہی اور لنسترن
کھڑی دیکھ رہی ہی قفس مشک افشان الگ رکھا ہی خواجہ نے قریب قفس
آکر کہا اے ملکۂ عالم اس غلام کو پہچانا نام خواجہ عمرو قفس کھولکر تمکو نکالتا ہون
یہ تو آپس مین لڑ رہے ہین تم سحر کرکے نکلجاؤ مشک افشان نے ہنسکر کہا کہ اے
شہنشاہِ اوجِ عیاری اسطرح نکلون کہ اگر یہ دونون قصد کرین تو نہ روک سکین
خواجہ نے فوراً قفل قفس کا توڑا اور زبان سے مشک افشان کی سوزن
نکالی خواجہ تو الگ ہو گئے محفل کا اسباب لوٹنے لگے گلابیان اٹھاکر نذر زنبیل
کین لالٹینین اٹھائین جسطرف اسباب دیکھا دوڑکر پہونچے اسکو اٹھالیا زنبیل
مین رکھا وہ دونون اسطرح سحر مین معروف ہین کہ انکو کچھ خبر نہین لنسترن کا نام
لیکر لڑ رہے ہین گلفام کہتا ہی لنسترن کو مین لونگا اشجار کہتا ہی مین نہ جانے دونگا
کہ مشک افشان جادو قفس کو توڑکر نکلی چلتے چلتے ایک دستک دی اور آواز
دی کہ اری گلپوش ان دونون کی فکر کر یہ کہکر وہ بلند ہوئی اشجار نے جو دیکھا کہ
مشک افشان جاتی ہی کہا اے گلفام ذرا ٹھہر جا معشوقہ کو روک لون تو پھر
تجھسے لڑون یہ کہکر منہ پھیرا قصد کیا کہ مشک افشان پر جا پڑون گلفام نے
جو حریف کو اور رنگ مین پایا کارد سحر جھولی سے نکالکر ماردی کہ اشجار کے
سینے کو توڑکر پار گذری گیر و دار کی صدا بلند ہوئی کالی آندھی اٹھی اُس سے یہ
آواز آئی کشتی مرا نام من اشجار بیخ کن بود مگر گلفام نے لنسترن کا ہاتھ تھاما
تخت پر سوار کرکے لیچلا خواجہ نے جو دیکھا کہ عورت زیور بہت پہنے ہوے ہی

اور رقم ہاتھ سے جاتی ہو قریب آکر کہا کہ ای ملکۂ عالم اب کہان جائیے گا ذرا میرا گانا تو سن لیجیے جا بجا ذکر کیجیے گا کہ ہماری کنیز ایسا گاتی ہو یہ کہکر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

گل امید سے بھرنے کو تھا دامن میرا
مجھسے چھوٹا ہو عجب وقت یہ گلشن میرا

پر ستمگر دوست بھی کرتا ہو مرے حال پہ رحم
اوجفا جو کوئی تجھسا نہیں دشمن میرا

مجھ سیہ کار کی بے شمع جو تربت ہو تو ہو
ای خدا منھ ہو ترے سامنے روشن میرا

مستقد ساری خدائی ہو زیارت کے لیے
کون کرتا ہو یہ آراستہ مدفن میرا

چونک اٹھو نگا ابھی خواب عدم سے
نام لیکر تو پکارو سر مدفن میرا

کہتے ہین مرکے بھی یہ شخص یہان سے نہ گیا
دیکھتے ہین پس دیوار جو مدفن میرا

نالے کرتا ہون تو صیاد تڑپ جاتے ہین
باغبان روتے ہین سنتے ہین جو شیون میرا

دیکھو گے جو کبھی گھاؤ جگر کا میرے
خود کہو گے کہ بھرو تو مرے دامن میرا

جامہ اس در پہ فقیری کا جو پہنا ہو ہزہر
بادشہ ڈھونڈھتے ہین گوشۂ دامن میرا

یہ اشعار اسطور سے خواجہ نے گائے کہ نسترن نے گلفام سے کہا کہ صاحب اسکو ملازم کر لو صحبت مین رہا کرے اسکے رہنے سے دل بہلے گا بہت خوش آواز ہی حقیقت مین کیا خوب گاتی ہو ہر لفظ کو کس کس طور سے بتاتی ہی کہ دل بیچین ہوتا ہی گلفام نے کہا صاحب تمہین اختیار ہو ایسی کھو مین سو کنیزین لاکر جمع کر دون شاہزادیان لاکر خدمت مین چھوڑ دونگا آج تو تمنے مجھکو نہال کر دیا کہ پرانے اپنے عاشق کو قتل کروا یا اور کچھ افسوس نہ آیا اب مین عمر بھر خدمت گزاری کرونگا میرے ملک کا تمکو اختیار ہو نسترن نے کہا تم مین اور اشجار مین مقابلہ پڑا لیکن ملکہ مشک افشان نکل گئین عجب معشوقہ ہو وہ طلسم کشا پر مائل ہو اور صاحب مین نے سنا ہو کہ طلسم کشا پہ کئی شاہزادیان عاشق ہین جو انپر عاشق ہوئی وہ ٹرپھڑ کر انھین کی خدمت مین پہونچی وزیر اعظم خداوند میثاق کو وہ گردان کیا خیر خواہ دولت تھا مگر قدرت سے بیزار ہوا جاکر شریک سعد شہریار ہوا ہو

سکتی ہون وہ ایسا الیا اڑا کہ جمشید کو پریشان کردیا یہ کہکر پہر قصد کیا کہ سوار ہوون
خواجہ نے گلفام کے چٹکی لی اشارہ یہ تہا کہ ایک جام شراب کا ہمارے ہاتھ
سے پی لو تب اختیار ہو گلفام سمجہا کہ شمعرو پہر عاشق ہوئی بیٹھ گیا نسترن سے کہا
کہ صاحب ٹھہر جاؤ چلتے ہین آج کی صحبت بہت نایاب ہوگی قدرت بہی ہونگے تمام
تاجدار آوینگے اور تدبیرین ہونگی اور معشوقین سب کے ساتھ ہونگی بگڑ
شمعدار سے حسن کو جو دیکھیگا وہ دنگ ہوجائیگا یقین ہو قدرت بہی تمہپر توجہ کرین
اگر شاید تمسے کہین تو جواب صاف دینا کہ مین متعلق گلفام تاجدار ہون کہین
رہ نہین سکتی اور نہ کوئی مجہکو رکہ سکتا ہو اگر سامری وجمشید اس زمانے مین ہوتے
تو وہ انتظام کرتے جمشید ثانی ابہی کمسن ہو جبہی تو ایسی حرکتین کررہا ہو اپنے آغاز
و انجام کا کچہہ خیال نہین کہ مسلمانون سے لڑائی پڑی ہو قصر ہفت رنگ مین بیٹہا
ہو یہی چاہتا ہو کہ اب بہ پڑ اسنے ساحرون کو قتل کراؤن اور مین چین سے اپنے
مقام پر بیٹہا رہون جادوگرون کو کیا ضرورت ہو کہ اسکا حکم بجا لاوین اور اپنی
جان دین نسترن نے کہا اہ شمعرو آج تم بہی جلسے مین چلو ایسا جلسہ کبہی طلسم مین
نہین ہوا انکو گوئین گے سننے والے بڑا لطف اٹھاوینگے خواجہ نے کہا مین تو
ضرور چلونگی گلفام تاجدار تخت پر سوار ہوا نسترن کو پاس بٹھا لیا پایہ تخت تہا کہ
خواجہ بہی ایک گوشے مین تخت کے آکر بیٹھے باتین ہنس ہنسکر بناتے ہوے چلے
کبہی گنگنا کر تان ماردیتے ہین کبہی کہتے ہین کرے جگلہ نہ یہ چلو پیارنگ ہو اور کبہی
کہتے ہین یہ پہیر وین بیوقت ہو دونون کا دل لبہاے ہوے ہین تخت اڑا ہوا جاتا ہو
کہ راہ مین ایک کوہ ملا آسپر ایک شاہزادی موسومہ بہ گلگون پوش بیٹھی ہوئی
لطف صحبت اٹھا رہی ہو گرد کنیزین جام ارغوانی گردش مین صدا سے ہوشا ہوش و نوشا نوش
بلند ہو کہ گلگون کی یکایک نگاہ پڑی کہ گلفام تاجدار و نسترن تخت اڑاے ہوے
جاتے ہین پکارکر آواز دی کہ اے شہنشاہ گلفام مقام تعجب ہو کہ ہمارے کوہ کے
سامنے سے جاؤ اور ہمسے نہ ملو چند ساعت ٹھہر جاؤ گلفام نے کہا وقت جلسہ کا قریب ہو

گلگون پوش نے کہا میں بھی چلتی ہوں ذرا تخت روک لیجیے گلفام نے تخت کو روکا
گلگون پوش بھی تخت پر سوار ہوئی کئی کنیزوں کو ساتھ لیا اور ہمراہ گلفام کے
چلی خواجہ لبصورت کنیز ایک ایک کو بھانپ رہے ہیں اور دل میں حساب کر رہے ہیں کہ سو
کنیزیں ساتھ ہیں اگرچہ زیور انکے حقیر ہیں مگر کچھ نہ کچھ مل ہی جائیگا اس پیشے کا سود
تو ادا کر دینگے گلگون پوش سے باتیں کرنے لگے کہ اے ملکۂ عالم آپ نے میرا حال نہیں
سُنا میری کیفیت یہ ہوئی کہ سامری و جمشید میرے خواب میں آئے مجھکو علم موسیقی
دیگئے دیکھیے عرض کرتی ہوں یہ کہکے گنگنائے اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

یہ عشق وہ ہے کہ بس خاک میں ملا دیگا	تپاک اس سے نہ رکھو کہ یہ مٹا دیگا
رہان قبر سے کہتے ہیں ساکنان عدم	کہ سب کو خاک میں اکدن فلک ملا دیگا
وہ مجھسے کہتے ہیں قید جنون میں حسرت سے	کہ تیرا نالۂ زنجیر دل ہلا دیگا
کسے خبر تھی کہ لیلی کے ساتھ مکتب میں	پڑھا لکھا ہے جو مجنون نے سب بھلا دیگا
خدا اسے پائیگا اسکا عوض تو ہاتھوں ہاتھ	جو ساقیا مرے چلو سے خم لگا دیگا
مجھے یہ خوف ہی رہتا ہے دور ساغر سے	مخل بزم ہوں ساقی مجھے اٹھا دیگا
غم فراق جو ہر دم لحد جھنکاتا ہے	یہ رفتہ رفتہ مجھے خاک میں ملا دیگا
خدائی مہر قیامت سمجھ کے لرزیگی	نقاب چہرے سے جسروز وہ اٹھا دیگا
جنگ ہو کے یہ غنچوں سے بلبلوں نے کہا	کہ غم رسیدوں کا نالہ جگر ہلا دیگا
ہنر پر دل میں بٹھا لو عروس الفت کو	تباہ کرنے کا سامان تمہیں خدا دیگا

اسطرح عمرو نے یہ اشعار گائے کہ گلگون پوش تڑپ گئی نسترن سے کہنے لگی کیوں
بی بی شاہزادی یہ کنیز تمنے کہاں سے پائی یہ تو عجب دولت لازوال ہے خداوند
اسکو نظر بد سے دور کرے نسترن نے کہا میں نے یہ حال نہیں سُنا تھا عمرو نے بیان کیا
کہ واری میرے خواب میں سامری و جمشید آئے اور میرے گلے پر ہاتھ رکھ کے
کہا کہ ہمنے کمال علم موسیقی تجھکو دیا اسوقت سے مجھکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ راگنیاں
سامنے کھڑی ہیں ایک کہتی ہے ہم آئیں اور دوسری کہتی ہے کہ ہم اپنا رنگ

بجاتی ہیں اور راگ مثل شوہرون کے ہین راگنیان اُنکی جورو کیا کیا بن بن کے آتی ہین
اپنا جمال دکھاتی ہین ہین کس کسکو قبول کرون منھ پھیر لیتی ہون یہی جواب دیتی ہون
کہ جب مین کھوگئی تب آنا ہے سبب نہ آیا گرو گلگون پوش نے کہا اے نسترن مجھسے لاکھ
دو لاکھ روپیہ لے لو مگر یہ کنیز مجھے دیدو ہمارے ملک مین خداوند بلند نشین ایک گنبد
پر رہتے ہین بعد مہینے کے آتے ہین سارا شہر جمع ہوتا ہے اور بڑی دھوم کا میلا
ہوتا ہے اُنکے سامنے اسکو پیش کرونگی کہ یا خداوند بلند نشین دیکھیے سامری و جمشید
مین یہ کرامت ہے آپ بھی کسی کو کچھ دے سکتے ہین نسترن نے کہا بی گلگون پوش
دو لاکھ اور چار لاکھ کی کیا حقیقت ہے اگر کرور دو کرور بھی دو تو شمعرو کو نہ دون
آج محفل عام مین اسکا گانا ہوگا قدرت مع شاہزادیون کے آوینگے اُسکا گانا
سنکر پھڑک جاوینگے یقین ہے وہ بھی یہی فرماوینگے کہ شمعرو کو ہمارے حوالے کرو
مگر مین کسی کا کہنا نہ مانونگی اس نظر کردہ سامری کو مثل جان کے رکھونگی اسکی
ایسی قدر کرونگی کہ شاہزادیون کو رشک ہو گلگون پوش نے کہا بوا جو خوشی
تمھاری خواجہ سب سے باتین کرتے ہوے جاتے ہین کہ اور چند تخت تاجدار ونکے
آئے سب کو خواجہ نے گانا سنایا مردتو بس سگئے ایک ایک بحسرت جمال شمعرو
کو دیکھ رہا ہے ہر ایک کہتا ہے کہ شمعرو نے کیا روشنی پائی ہے حقیقت مین قدرت
اسپر مہربان ہوے کچھ بہت خوبصورت نہین ہے مگر قدرت کی نگاہ پڑگئی کسی کو
مصلحت خداوندین کیا دخل ہے جو مناسب جانتے ہین وہی تقدیر کرتے ہین کینز
نسترن کا یہ مرتبہ کیا عجب کیا ہے کہ شب کو بھی اسکے پاس آوین اور نور قدرت اسکے
پیٹ مین آتارین صاحبو اگر یہ حاملہ ہوگی تو جو بچہ ہوگا اُسی کو خداوند کرینگے ولیعہد
اُسکا نام ہوگا دس بارہ تاجدار چند شاہزادیان تخت ہاے زرین پر سوار تخت
نسترن کو گھیرے ہوے ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ شمعرو ہمارے ساتھ ہو جاے اور
ہر ایک کا قول ہے کہ آج کا جلسہ بھی یادگار رہیگا سب تاجدار طلب ہوے ہین
قدرت بھی تشریف لاوینگے ہم سب سے صلاح کرینگے ہم لوگ یہی کہین گے کہ

خداوند اب طلسم نوخیز کو چھوڑیئے اور کسی ملک مین چلکر خدائی کیجیے جہان جایئے گا معتقد
جمع ہوجاوینگے اب یہ طلسم نہ بچیگا ہرچند کہ شہباز نے طبل امان بجوا کر اپنی جان بچائی ہے
لیکن طلسم کشا خواہان ہین کہ شہباز کو قتل کرون لوح طلسمی پاس موجود ہو کل احکام
بتائیگی کون صورت ہو کہ شہباز کی جان بچے اِس سے بہتر یہی ہو کہ جو تاجدار باقی
ہین اُن سب کو ساتھ لیکر نکل چلیے اور مقام پر چلکر شان خدائی ظاہر کیجیے شمعرو نے
کہا صاحبو ناحق کو یہ باتین بناتے ہو قدرت نے مجھسے کہا تھا کہ اے شمعرو اب تجھی کو
منتظم طلسم کرینگے جو تیری اطاعت نہ کرے اُنکو طلسم سے نکالدینگے جسقدر شاہزادیان
صحبت مین ہین اُن سب کی تو افسر ہو دیکھیے آج محفل مین کیا ذکر ہو مگر صاحبو قدرت
کے سامنے ذکر نہ کرنا کہ شمعرو کو نظر کردہ کیا ہی قدرت شرماینگے بلکہ انکار کرینگے
جو اُنکے خیال مین ہوگا وہی کرینگے کسی کا کہنا قبول نہ کرینگے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ
کتاب سوانحات کو منسوخ کردیا اب نئے احکام جاری ہونگے کوئی جادوگر ایسا
آئیگا کہ لوح وغیرہ چھین لیگا اور سب مسلمانون کو قتل کریگا مسلمانون کا اِس طلسم
پر قبضہ نہ ہوگا ارشاد قدرت مین فرق نہ پڑیگا سب تاجدار کہتے ہین صاحبو شمعرو
سچ کہتی ہو اگر قدرت کے سامنے ذکر ہوگا تو ضرور شرماوینگے عمرو نے سب کو منع
کردیا کہ فقط یہی کہنا کہ شمعرو کا کانا نہیجے یہ ذکر نہ کرنا کہ نظر کردہ ہوئی قدرت ضرور
شرماوینگے تم سب سے آنکھین چھپاوینگے دس بارہ تاجدار چند شاہزادیان گرد تخت
نسترن چلی جارہی ہین اور خواجہ بصورت شمعرو باتین بنارہے ہین مگر حیران
ہین کہ اے عمرو آج اِتنا بڑا جلسہ ہو دیکھیے وہان کیا گذرے کیونکر ہنگامہ جمے اگر بن
پڑے تو آج جمشید کو پکڑ لو اور زنبیل کی انگوٹھی بہر کراؤ اور سامنے حمزہ کے انکو تم
گرفتار کرکے لیجاؤ وہ صاحب اسم اعظم ہین کیا عجب ہو کہ اسکو قتل کرسکین طلسم کشا
تو مرحلہ جات پر ہین مگر اِسکا قتل اُنھین کے ہاتھ پر موقوف ہو انکو ڈھونڈھ لونگا
یہ سوچ ہی رہے تھے کہ سامنے سے روشنی معلوم ہوئی دیکھا کہ ایک باغ وسیع گرد اُسکے
بارگاہین استادہ ہین لاکھون جادوگر پھر رہے ہین ہر طرف یہی ہلڑ ہو کہ آج قدرت

بھی آوینگے چند تاجدار برائے استقبال آئے اور گلفام تاجدار و یاقوت تاجدار و الماس تاجدار وغیرہ کو لیکر باغ مین داخل ہوے سب تاجدار جمع ہین خواجہ بھی اُس محفل مین آئے دیکھا محفل بڑی ہوگئی ہے تاجدار و شاہزادیان جمع ہین بیچ مین مسند بچھی ہے آپس مین صلاحین ہو رہی ہین کہ کیون یار و قدرت کو کیا صلاح دین اگر قدرت طلسم سے نکل گئے تو مسلمان قبضہ کر لینگے پھر ہم لوگ اس طلسم مین نہ آسکین گے ایک مرتبہ تو جا کر ایسی جنگ کرو کہ مسلمانون کے دانت کھٹے کر دو مگر بادشاہ حجاج کے ساتھ میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان و سردار حسینان وغیرہ وہ وہ ساحر جمع ہین کہ جنکے سحر کا کوئی جواب نہین دے سکتا اگر قدرت اقرار کرین کہ ان سب ساحرون کو ہم روک لین گے تو اور کسیکی کیا حقیقت ہے خواجہ خاموش ہین مگر سوچ رہے ہین کہ خواجہ کیا کرون ہزارہا تاجدار ہین ان سب کو بیہوش کرنا بھلا کیونکر ہوگا سب تاجدار کہہ رہے ہین کہ اے شمعرو تمکو بڑا مرتبہ ملا ہم سب تمھارے گانے کے مشتاق ہین اگر مناسب ہو تو کچھ گاؤ شمعرو نے کہا ابھی شہر و قدرت کو تو آلینے دو پھر گانے کا تار باندھونگی گرد میرے سب راگ حاضر ہین راگنیان بن ٹھن کے آئی ہین مجھسے اشارے کر رہی ہین کہ اے شمعرو ہمکو ضرور بلانا ہم اپنے اپنے رنگ جمائین گے سب کو محظوظ کرینگے مگر وقت کی چیز گانا راگون کو دیکھو تو سب اسی وجہ سے حاضر ہین کہ آپ جسکا نام لین وہ راگ خود حاضر ہو مین کسی سے باہر نہین ہون وہ رنگ جماؤن کہ تم لوگ یہ کہو کہ ایسا گانا کبھی نہین سُنا سب تاجدار خوش و محظوظ بیٹھے ہین کہ گانے کی آواز آئی کہ چند خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین نظم

کوہکن مرگیا ٹکرا کے جو سر پتھر سے	سوزش غم سے نکلتے ہین شرر پتھر سے
شیشۂ دل کو مرے توڑ کے پروا نہوئی	ان بتون کے بخدا کیا ہین جگر پتھر سے
سوز پنہان کی یہ تاثیر ہوا اے جان جہان	دل سے تو آہین نکلتی ہین شرر پتھر سے
آنسوؤن کی مرے انکھین جو شباہت پائی	اُس ستمگار نے بنوائے گہر پتھر سے

لب کو اوس کے اہل سخن لعل جو کہتے ہیں کہیں — ہیں تو دونگا کبھی تشبیہ مگر پتھر سے
کوہ پر جانا ہوں فرہاد کے سمجھانے کو — سر شگرا کے کہیں بار دگر پتھر سے
سنگ ریزوں کی طرح لعل پڑے رہتے ہیں — اوسکے کوچے میں ہیں بیقدر گہر پتھر سے
سخت جان ہوں میں نہیں خوف مجھے کچھ پیارے — تو چھری تیز جو کرتا ہو تو کر پتھر سے
کچھ نہیں دولت دنیا کی تمنا ہی ہنر بر — اپنی نظروں میں ہیں سب لعل و گہر پتھر سے

سب دیکھنے لگے دیکھا کہ ایک ابر گلنار چرخ مارتا ہوا چلا آتا ہے اور اسی ابر سے آواز گانیکی آرہی ہے شمعرو نے کہا صاحبو تم سمجھے کہ یہ کیا معرکہ ہے وہ شاہزادیاں جو حضرت قدرت میں رہتی ہیں یقین ہے کہ وہ آتی ہوں سب نے کہا اے شمعرو ٹھیک کہا خوب تمنے کلام کو روشن کیا کہ وہ ابر باغ پر آکر پھٹا سب نے دیکھا حقیقت میں چالیس پچاس شہزادیاں ایک تخت پر سوار ڈھول بج رہا ہے وہ سب شاہزادیاں گاتی ہوئی آتی ہیں سبنے اونکا استقبال کیا اور شاہزادیاں بھی آکر اتریں ایک طرف آکر ٹھہریں دو پہر رات گذر چکی ہے کہ ایک ابر سرخ پیدا ہوا بڑے قہر و غضب سے ابر آتا ہے سب نے دیکھا کہ کئی سو طائر وغیرہ سرخ زیر ابر پرے پر لگائے ہوئے چہکارتے آرہے ہیں وہ شاہزادیاں جو گاتی ہوئی آئی ہیں انھوں نے کہا صاحبو ہوشیار ہو جاؤ قدرت کی آمد ہے وہ ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا جمشید ثانی تاج زمرد سر پر رکھے ہوئے گرد چند کنیزیں ہیں جیسے ہی جمشید نے سب کو دیکھا سب تاجدار اپنے اپنے مقام سے اوٹھے جھک جھک کے سجدے کرنے لگے جمشید کا تخت بروئے زمین آیا سب تاجدار جمشید کو ساتھ لیکر بارگاہوں میں آئے جمشید آکر تخت پر بیٹھا تاجداروں سے کہا ایہا الحاضرین سوچو تو کیا کروں نوشتۂ قدیم کو مٹا یا احکام تورد شن کیا اب تم سب کی کیا صلاح ہے سب نے کہا یا خداوند ہم سب کی تو یہ رائے ہے کہ ہم سب جمع ہو کر آویں اور مسلمانوں سے جمکر جنگ کریں چند ساحر جو نامی ہیں اونکو آپ روکیے پھر ہم سب سے سمجھ لیں گے مسلمانوں کو مہلت نہ دینگے ایسی جنگ کریں کہ مسلمان دنگ ہو جاویں مگر مشتاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان

وسرواز حسینان وغیرہ کو آپ روئیے پھر ہم سمجھ لینگے آج ہم لوگون کی تقدیر
نے رسائی کی کہ یہ جلسہ عشرت خیز آراستہ ہوا اور آپ تشریف رکھتے ہین عیش و
جشن کیجیے بعد اُسکے جیسا فرمائیے گا وہ بجا لاوینگے طلسم کو نہ چھوڑینگے یہ ذکر تھا
کہ لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا سب نے دیکھا کہ ایک جادوگر تخت پر سوار ایک قفس آگے
رکھا ہوا اُس قفس مین مشک افشان جادو زبان مین سوزن گرفتار رنج و
محن سر جھکائے بیٹھی ہو اور وہ جادوگر کہتا ہوا کہ اے افسر حسینان مجھکو غلامی مین
قبول کرو کل مسلمانون کو درہم و برہم کرونگا جسطرح تمکو اُٹھا لایا اِسی طرح سے
سب کو اُٹھا لاؤنگا مشک افشان آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بیٹھی ہو
کچھ جواب نہین دیتی کہتی ہو کہ او بیحیا اب سامنے دربار خداوندی ہو دیکھین وہ
بیحیا کیا کہتا ہو ہر وقت تقریرین جدید کرتا ہو یکتائی پر مرتا ہو اُسی کا تو یہ انجام ہوا
کہ چہار طرف سے بلوہ ہو جان بچاتا پھرتا ہو مگر جان نہ بچیگی سامری و جمشید سب
حال کتاب مین لکھ گئے ہین جمشید ثانی کہتا ہو کہ مین کتاب کو منسوخ کر چکا ذرا
تصور کرو اُسی کتاب کے احکام ہو رہے ہین جو جو کچھ لکھ گئے ہین وہی ہوگا کہ
جمشید نے کہا ہان صاحبو اشتعال جادو کا استقبال کرو معشوقۂ قدرت کو لایا
اشتعال نے سامنے لاکر قفس مشک افشان رکھدیا کہا یا خداوند جب جنگ
بڑی بلوہ ہو رہا تھا مین اُس جنگ سے اُسکو اُٹھا لایا مگر طلسم کشا پر مائل ہو کہتی ہو
مجھے قتل کرو وصل کا نام نہ لو دو دن مجھکو گذرے ہین کہ آب و دانہ ترک ہوا اُٹھ
پہر اُسکے سمجھانے مین گذرے مگر محبت مین طلسم کشا کی چور ہو رہی ہو جسوقت سمجھایا
ایک ہی قول زبان پر ہو کہ مجھے قتل کر ڈالو مگر میری آبرو کا نام نہ لو جمشید نے کہا
اے اشتعال ابلق سوار تمنے اپنے واسطے سمجھایا اب میرے واسطے سمجھاؤ اشتعال
نے کہا اے خداوند ایسا نہ فرمائیے میری اسپر جان جاتی ہو اگر اسکا وصل حاصل
نہو گا تو اپنی جان دیدونگا زندہ نہ رہونگا جمشید نے کہا او بیحیا یاوہ گو قدرت کے
سامنے ایسی باتین کرتا ہو ہان صاحبو تم لوگ سمجھاؤ کہو کہ اے مشک افشان

قدرت تجھکو سرفراز کرینگے جتنے اہل طلسم ہین سب تجھکو سجدہ کرینگے خدائی مشہود رہوگی
اور قدرت وعدہ کرتے ہین کہ جو تم تقدیر کروگی وہی تقدیر مین بھی کرونگا یہ طلسم بھی از
سرنو آباد ہو ہر ساحر دل شاد ہوا اگر خوش ہو جاؤن تو وہ تقدیر کرون کہ جسکو کوئی نہ
مٹا سکے ہر چند کہ مسلمانون نے ارادہ کرکے دربند فتح کر لیے مگر اب بھی کئی سو ملک
باقی ہین کہ جنکے حاکم یہان حاضر ہین جب یہ سب ملکر سحر کرینگے تو کون روک سکیگا یقین ہی
کہ طلسم کشا لوح کو پھینک دین اور باہرولت سے عذر کرین کہ جو گذرا سو گذرا اب
معاف فرمایئے جمشید یہی کہہ رہا تھا کہ چند تاجدار اُٹھے عرض کی یا خداوند کیا خوب
آپ نے تجویز کیا مگر مشک افشان نہین مانتی یہی کہتی ہو کہ چاہے مجھکو قتل کرو مین
شہریار کے جمال کی مشتاق ہون مبتلائے رنج و فراق ہون جمشید نے کہا اے اشتقال
تو نہین سمجھاتا اشتقال نے کہا یا خداوندا مین زبان سے کیونکر نکالون کہ اے مشک افشان
قدرت کو قبول کرو میری زبان سے نہین نکلتا جمشید نے جھلا کر کہا او نا منصف
اِسکا خیال نہین کرتا کہ جب قدرت اپنی معشوقہ کو پہلو مین بٹھائینگے تجھکو اور ملکون پر حاکم
کرینگے معشوقہ پریزاد دینگے اشتقال نے کہا یا خداوند میرے اور آپ کے ملال
ہوگا اِس معشوقہ کا ذکر نہ کیجیے میرا ارادہ تھا کہ مین محفل مین نہ جاؤن مگر آپ نے
نامے مین لکھا تھا کہ اِس صلاح کے بعد صلاح نہ ہوگی جو نہ آئیگا وہ بہت پچھتائیگا
اِسوجہ سے مین حاضر ہوا آپ ایسا ارشاد فرماتے ہین مین اب جاتا ہون اور نقش
ملکہ لیے جاتا ہون اگر یہ نہ مانیگی تو ایک جلسہ قرار دونگا اُس مین شاہزادیون کو
جمع کرونگا اُن سب کے سامنے پہلے اِسکو قتل کرونگا پھر اپنی بھی جان دونگا جمشید
نے کہا او ناہنجار بدکردار ہمارے کہنے کے خلاف کرتا ہی فرشتگان عذاب کو حکم
دون کہ تجھکو جہنم مین ڈالدین ورگرزہاے آتشین سے تیری خاطر کرین اشتقال نے
قفس پہ ہاتھ ڈالا کہ لیکر نکلجاؤن جمشید نے منع کیا کہ او اشتقال تو نہین مانتا ہی
باہرولت اِس معشوقہ سے ہاتھ نہ اُٹھاوینگے اشتقال نے کہا یا خداوندمین ہرگز
نہ مانونگا معشوقہ کو نہ دونگا جمشید نے جھلا کر کہا کہ او آتش افروز اِسکو جلا کے

خاک کر پھر مین زندہ کرونگا ایک شعلہ بھڑک کر آسمان سے گرا کہ اشتقال جلکر خاک
ہوا تمام اہل محفل کانپ گئے کہتے تھے یارو غضب خداوندی سے ڈرنا چاہیے جمشید
اول انکو وراثت اپنی دے گئے ہین جمشید نے حکم دیا کہ لاش اسکی اٹھا کر پھینکدو
ملازمون نے لاشہ اشتقال کا اٹھا کر جنگل مین پھینکدیا جمشید نے قفس اٹھا کر سامنے
مسند کے رکھ لیا کہا او مشک افشان کیا قدرت سعد شہریار سے بڑے ہین
دیکھو اتنی شاہزادیان خدمت مین رہتی ہین اور سب سرفراز ہوتی ہین جو بدنصیب
ہین وہ اپنی تقدیر کو روتی ہین تم مجکو قبول کرو مشک افشان نے کہا کہ یا خداوند
آج اس باغ مین آگ برسیگی اور زمین تلے اوپر ہوگی یقین ہے میرے وارث
سیر سے واسطے کدو کوشش کرینگے ان باتون پر جمشید اور جلگیا کہا صاحبو سنتے ہو
سعد کی محبت پر اسکو بڑا گھمنڈ ہے کیا مجال ہے کہ اس محبت مین کوئی آسکے کہ شمرو
اپنے مقام سے تڑپ کر اٹھی اور سامنے جمشید کے آئی کہا قدرت نے مجکو پہچانا
حقیقت مین آپ نے مجکو بڑا مرتبہ دیا آسمان پر بلا بھیجا مین قریب پردے کے
پہونچی کیا کیا کہ اتنے دیکھین بڑے بڑے فرشتے پھر رہے تھے ہر ایک کا یہی قول
تھا کہ قدرت نے ہمکو سرفراز کیا ہے ہم سب عبادت کیا کرتے ہین بعض دریا پر قائم
ہین بعض جنگلون مین رہتے ہین قدرت کو یاد کیا کرتے ہین ان باتون پر جمشید
بہت خوش ہوا کہا او نازنین کیا چاہتی ہے کہ تجکو سرفراز کرون اور مشک افشان
کو جلادون کیون مشک افشان جلنا قبول ہے اور ہمین نہین قبول کرتی ہو
مشک افشان نے کہا تیری کیا مجال ہے کہ مجکو جلائے کہ شمرو نے پلٹ کر قفس
پر ہاتھ رکھا اور اشارے سے کہا کہ نہ گھبرانا مین آپہونچا تمکو رہا کرونگا کسکی
مجال ہے کہ تمکو روکے مشک افشان خوش ہوگئی جی مین کہتی ہے کہ میرا دعوی
تخت نشین ہوا کہ شمرو مجسے پیشتر آگیا شمرو نے عرض کی کہ یا خداوند پھر آسمان
پر جاؤنگی اور بہشت کی سیر کرونگی جہنم نہ دکھایئے گا ورنہ اسکی ہیبت سے مین
مرجاؤنگی وہ شعلے اٹھتے ہین کہ فرشتے کہتے ہین ان شعلون کی گرمی ستر ہزار برس کی

راہ تک پہونچتی ہو کون اِس سے بچ سکتا ہو بڑے بڑے دعویدار پڑے ہوئے مثل ہیزم خشک جل رہے ہین کوئی انکی خبر بھی نہین لیتا فرعون و نمرود یہ کس طرح آگ مین پڑے ہین یا خداوند مین نے سب کو دیکھا سب توبہ توبہ کر رہے ہین فرشتے آتشین گرز مارتے ہین اور کہتے ہین کہ او بیحیاؤ تمنے دعوی خدائی کیا تھا اُسکا نتیجہ دیکھا کہ آتش جہنم مین جل رہے ہو مرکر زمین مین ہڈیاں تک توتیا سے سرمہ ہوجاتی ہین اب کنیز کا گانا سُنیے اور اِشارے سے کہا کہ یا خداوند مشک افشاں کو مین راضی کردونگی قدرت بہت خوش ہونگے جمشید باتون پر شمعرو کی ہنس پڑا سب نے کہا یا خداوند شمعرو کا گانا سُنیے حقیقت مین یہ کامل و اکمل ہو دل اِسکی ادا پر شیدا ہو اِسکے لحن سے عجب تکلف پیدا ہو جمشید نے اِشارہ کیا خواجہ بیچ مین بیٹھے مگر گھبرا رہے ہین کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر خیال کرلے اور مجھکو گرفتار کرے تو کیسی مصیبت ہو ہر ایک کو بنگاہ غور دیکھ رہے ہین سازندون نے ساز ملائے خواجہ نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

گلرخون کے ہجر مین کرتا ہون شیون اے صبا
کسطرح مجھکو خوش آئے سیر گلشن اے صبا

آمد آمد کس شہ خوبان کی ہو کھلتا نہین
آج جو آراستہ ہو صحن گلشن اے صبا

پھر بہار آئی گریبان وحشیونکے پھٹ گئے
چاک تو بھی کر قبائے گل کا دامن اے صبا

باغ مین دیکھے جو اُس گل کے مسی آلودہ لب
کیا کہون مین کسقدر شرمائی سوسن اے صبا

بارش اشک عنادل نے کیا شاداب اسے
دیکھنا ہو کسقدر سرسبز گلشن اے صبا

میکشون کو دے مبارکباد پھر آئی بہار
آج کچھ بدلا ہوا ہو رنگ گلشن اے صبا

کیا خزان گلزار مین آئیگی جائیگی بہار
بلبلین گلشن مین کیون کرتی ہین شیون اے صبا

مستی ہوشون پر لگائی ہو جو میرے یار نے
ہو شگوفہ مین اُسکے گرد وہین برگ سوسن اے صبا

دیکھے ہے بدلے گلونکے جابجا کانٹونکے ڈھیر
ہین خزان کے ہاتھ سے برباد گلشن اے صبا

جھومتا ہو جو شجر آئی ہو مستانہ بہار
ٹپکا پڑتا ہو رُخ ہر گل سے جوبن اے صبا

خاک تو کیونکر اُڑائیگی محافظ ہین ملک
کربلا کی ہو زمین سطوت کا مدفن اے صبا

اسی رنگ سے خواجہ یہ اشعار گا رہے ہیں اور جمشید کی تعریفین کرتے جاتے ہین
کہ آپ کی خدائی خدائے گذشتہ سے بہتر ہو جو آپ نے انتظام کیے وہ اُسنے نہین کیے
تھے ایسے فرشتے دیکھیے کہ پانون اُنکے تحت الثریٰ پر اور سر اُسکے آسمان پر ہینے
کتاب مین دیکھا کہ جمشید مردود کے وقت مین یہ فرشتے نہ تھے فرشتے خود اقبال کرتے
ہین کہ ہم اس زمانے مین پیدا ہوے قدرت نے بڑی مشکل سے بنائے ہین
ہم لوگ نگہبان دنیا ہین جمشید شاد ہو رہا ہو خود کہنے لگا کہ تو ہماری نظر کردہ ہی
ہم تجھکو بہشت کا تماشا دکھائین گے وہان کے لوگون سے حکم کر دینگے کہ شمعرو
کو نذر دو کنایہ ذکر تھا کہ آسمان پہ برق چمکی اور پھول برسنے لگے جمشید ثانی نے کہا
گلفشان تاجدار آتا ہی اے شمعرو ٹھہر جاؤ جب یہ آکر بیٹھ رہے تب یہ کرامتین بیان
کرنا شمعرو کبھی زانو پر جمشید کے ہاتھ رکھدیتی ہی کبھی ہنستی ہو کہ یا خداوند آپ کہان
گئے تھے مغرب مین پہاڑ ہی اُسپر جا کر پہونچے ایک جانور کہ وہان پیاسا تھا آپنے
اُسکو پانی پلایا مصیبت سے بچایا اور پھر یہان چلے آئے کہ دوار پھٹا اور ایک ساحر
پھولون کے دریا مین ڈوبا ہوا آکر پہونچا عمرو کو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا اور کہا
یا خداوند یہ کون ہی جمشید نے کہا منظور نظر خداوند ہی ابھی مین کوہ مغرب پر
گیا تھا شمعرو نے دیکھا اور کسی کو نہین معلوم دیا ایک طائر وہان پیاسا تھا
مین نے اُسکو پانی پلایا پھر جو اُسکی آنکھ کھلی تو اُسنے مجھکو ایسے مقام پر پایا جنے
اُسکی آنکھ سے پردے اُٹھا دیے ہین اُس جادوگر نے کہا کہ اے خداوند ذرا اپنے
ہوش مین آیئے بہت گھبرائیے یہ عمرو عیار ہی عمرو گھبرا کر اُٹھا کہ یا خداوند مین
اب جاتی ہون مجھکو اسنے عمرو کہا وہ ساحر کہ رہا ہو کہ یا خداوند اِسکو جانے نہ دیجیے
یہ بھاگ جائیگا عمرو نے ایک جست کی دور جا کر گرا گلیم اوڑھ لی جمشید نے کہا
او نادان تو نے میری معشوقہ کو کھویا گلفشان نے کہا یا خداوند وہ معشوقہ
نہ تھی جلاد طلسم تھا کیسے کیسے ساحر اُسکے ہاتھ سے مارے گئے غلام رخصت ہوتا
ہو فقط یہی کہنے آیا تھا ہر چند جمشید نے کہا اور جادوگر بھی بجِد ہوے مگر گلفشان

زنگھرا اُسی طرح ابر مین مخفی ہوکر روانہ ہوگیا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ یا خداوند
مین بھی آؤن کہ آپ کو فرحت ہو اہل دربار کو حیرت ہو سب نے یہ آواز سنی لیکن
جمشید نے پکار کر کہا کہ آؤ سب نے پوچھا کہ یا خداوند یہ کسنے آواز دی جمشید نے
کہا کہ ظاہر ہو جائیگا کہ یکایک ایک دنا ٹا ہوا سامنے ایک نخل کلان تھا اُس سے
شعلے گرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے سب نے سُنا کہ اُسی درخت سے چھم چھماہٹ
کی آواز آئی اب جو دیکھا تو ایک پریزاد پر یاقوت احمر کے بازوون پر لباس
تمر ونگار تاج یاقوت احمر سر پر ہاتھ مین ایک ڈالی اُس مین عمدہ میوے رکھے
ہوے کہ اُن میوونکو دیکھکر یہی دل چاہتا ہو کہ دیکھا ہی کرین خرامان بہ صد
ناز و انداز جھومتی چلی آتی ہو قریب مسند کے آکر اُس نے جمشید کو سجدہ کیا کہا یا
خداوند آپ کی خدائی کا شہرہ پردۂ قاف مین ہو سب دیوزاد و پریزاد آپ ہی کو
سجدہ کرتے ہین کوہ گلگون جو مشہور ہو جس پہاڑ مین راس الشیاطین کی تصویر
ہو وہان ایک دن اشتہار ہوا کہ خداوند جمشید ثانی آوینگے اور تصویر شیطان کو توڑینگے
ہم سب دیوزاد و پریزاد آکر جمع ہوے بعد تھوڑی دیر کے آسمان پہ برق چمکی اور
آپ آسے کئی ہزار فرشتے آپ کے ساتھ تھے کہ جنکے ہاتھ زمین پہ سر آسمان سے
ملے ہوے کوئی سجدہ کرتا تھا کوئی جھکا ہوا کھڑا تھا کوئی آپ کا نام جپتا تھا آپ
درۂ کوہ مین گھس گئے دیر تک تین مین کی آواز آئی سننے والے کہتے تھے کہ
معلوم ہوتا ہو آج دیر مین سور لڑ رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے آپ برآمد ہوے
دریاے خون مین نہائے ہوے سر شیطان کا ہاتھ مین پکار کر فرشتون نے
آواز دی کہ لو صاحبو مبارک ہو شیطان مارا گیا اب پلٹ چلو یہ سُنکر پہلے سب
دیوزاد و پریزاد نے سجدہ کیا اُسدن سے آپ کی خدائی جاری ہو کوئی بھی
شیطان کا نام نہین لیتا میرا ایک باغ سیب تھا کہ اُسی پہ میری وجہ معاش
تھی اتنے سیب ہوتے تھے کہ کل قاف کے دیوزاد آکر خریدتے تھے ایک زمانہ
مین ایسی گرم ہوا چلی کہ باغ میرا خشک ہوگیا مین کوہ سیاہ پر گئی اور رندر مانی

کریا خداوند اگر یہ باغ پھر ہرا ہوا اور پھل لاوے تو مین قدرت کے پاس لیجاؤنگی
اُنکو اپنے ہاتھ سے یہ پھل کھلاؤنگی جمشید قہقہہ مار کر ہنسا پکار کر کہا صاحبو تمنے
ہمارے کمالات سُنے کہ کیا کیا رنگ ہین جہان جہان یہ باطل لوگ خدائیان کرتے
ہین اُنکو جاکر مارا اور خلقت کو معتقد کیا دیکھو پریزاد قاف کا قصد سُنا شداد و نمرود
کو بھی مٹایا اُنکا بھی دل دکھایا سب جُھک جُھک کر سجدے کرنے لگے اور کہتے تھے
کریا خداوند آج آپ کی بڑی کرامت ظاہر ہوئی کہ پریزاد نذر مانگ آئی پریزاد نے
ڈالی مین سے سیب نکالا اور اُسکی قاش کاٹی طرف جمشید کے اِشارہ کیا جمشید
نے منہ کھولدیا وہ قاش سیب منہ مین جمشید کے دی وہ عورتین کہ جو جمشید کے
ساتھ رہتی ہین اور رنگا یا کرتی ہین وہ یہ حال سُنکر ہنس رہی ہین اور آپس مین کہتی ہین
کہ یہ پریزاد جھوٹی ہو قدرت کس دن گئے ہم لوگون سے جدا نہین ہوے اگر
جاتے تو ہمسے کہکر جاتے ایک نے کہا بوا چپ رہو قدرت کا رنگ جمتا ہو لیکن
اُس پریزاد نے جمشید کو سیب کھلا کر ہاتھ بڑھایا کہا آپ لوگ بھی تناول فرماوین
مین نے نذر مانی ہو یہی مانا تھا کہ قدرت کے ساتھ والون کو بھی کھلاؤنگی تب
مجھے آرام ہوگا ابکی سال وہ باغ اِسقدر پھلا اور اِسقدر سیب لگے کہ ہم سیر
ہو گئے غرض اُس پریزاد نے ایک ایک قاش سب کو کھلائی جسنے وہ قاش منہ
مین رکھی خوش ہو گیا جمشید بھی مبہوت بیٹھا ہو خواجہ بشکل پریزاد باتین بناتا
ہین جمشید کہتا ہو اِس پریزاد نے سب حالات خدائی کے دیکھے ہین جو جو بیان
کر رہی ہو یہ سب سچ ہو حقیقت مین قدرت نے جتنے عجائب و غرائب ہین وہ سب
آسمان پر بنا دیے ہین زمین کے عجائب اور طرح کے ہین بڑے بڑے جنگل بیچ
بڑے صحرا پانی لا انتہا جسکو سمندر کہتے ہین اور آسمانون پر چاند و سورج اور
ستارے ایسے ایک ستارہ اِتنا بڑا ہو کہ اگر زمین پر گرے تو تمام روے زمین
کو ڈھانپ لے یہ بھی قدرت کی جلوہ نمائی ہو زمین کی آدمیون نے رعنائی ہو آسمان کی ستارون
زیبائی ہو فرشتے ایسے پیدا کیے ہین کہ جنکا مثل و نظیر نہین اتنے اتنے بڑے قد ہین کہ

پالوئن زمین مین سر آسمان پر ایک پر مشرق مین ایک پر مغرب مین وہان فرشتونکی
ذات سے رونق ہی تم لوگ کیا جانو کہ کیون زمین کو اور طور سے آسمان کو
اور طریقے سے آراستہ کیا اگر یہ نہ کرتا تو پھر کیا کرتا سب نے کہا یا خداوند آپ بہت
بجا ارشاد فرماتے ہین حقیقت مین کوئی آپ کا سامنا نہین کر سکتا جمشید ثانی
اور پھول رہا ہی ان تعریفون پر آپکو پھول رہا ہی کہ تاجدار دن مین دست درازی
ہونے لگی ایک نے ایک کا تاج اچھالدیا دوسرے نے اسکی گردن پکڑی بعض نے
تلوار کھینچی اور کہا کہ یا خداوند بچیے ایسا نہ ہو کہ آپ زخمی ہو جاوین تو کرامت کون
دکھائیگا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے طرف جمشید کے چلے جمشید یہ کہکر اُٹھا کہ تم
سب کو جلا دونگا خاک مین ملا دونگا سب نے کہا او بھیا تو دروغ گو ہی خلاف بکتا
جمشید جھپٹ کر چلا اسکا ارادہ ہوا کہ ان بادشاہون کو پکڑ لون مگر بیہوشی نے
تاثیر کی کہ جمشید لڑکھڑا کر گرا سب شاہ بھی گرے اور سبکے سب بیہوش ہوئے خواجہ نے
اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران　　ہے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندہ ریش کفار ہون　　زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم　　صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اگر ادون صبا کے بھی تن ہوش کو　　نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون　　جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کر کے عمرو نے سب کے پہلے مشک افشان کو قفس سے نکالا سوزن
زبان سے نکالی مشک افشان نے کہا خواجہ نکل چلو خواجہ نے کہا تم جاؤ
مین ابھی دو چار کوڑی کا روزگار کرونگا کیا اِس محفل کو یون ہی چھوڑ دونگا تم ہوسکے
سامنے گواہی دینا کہ عمرو کا بخت کچھ زر کثیر صرف ہوا اگر کچھ انعام ملیگا تو تمھارا
احسان ہوگا مشک افشان نے کہا مین عرض کرونگی یہ کہکر مشک افشان تو
نکل گئی مگر خواجہ نے سب کے تاج لیے کسی کا لباس اُتار لیا ایک ہنگامہ ڈالدیا

سب کو قطار سے بٹھایا ہاتھون مین اُنکے جوتیان دیدین اور ساری محفل کو
لوٹ لیا لباس تک نہین چھوڑے سازندون کو اُلٹا لٹکا دیا مگر دل مین
یہ خیال آیا کہ خواجہ اب نکلو جمشید کو ایک جوان کی شکل بنایا اور ایک
تاجدار کو ایک رنڈی کی شکل بناکر پہلو مین جمشید کے لٹا دیا خواجہ صحیح اور
سلامت نکل گئے نسترن کو بھی وہین چھوڑا خواجہ طرف لشکر کے روانہ ہوئے
یہان صحبت مین ایک تاجدار ہی کہ مغیث تاجدار اُسکا نام ہی شراب مین زہر
ملا ملا کر پیا کرتا ہی تب اُسکو نشہ ہوتا ہی کہ اِسکی آنکھ کھل گئی اور کچھ نشہ کم ہوا تو
اِسنے دیکھا کہ سب پڑے سو رہے ہین اور قدرت کے پہلو مین ایک رنڈی
لیٹی ہی ساری محفل خراب کچھ تاجدار سر برہنہ لباس ندارد حیران و پریشان
پڑے ہین بعض بیٹھے ہوے حالت نشہ مین اُونگھ رہے ہین اور آپس مین
ٹھٹھولیان کر رہے ہین اور یہ شعر پڑھ رہے ہین بیت لڈو مین نہ پیڑ مین
نہ ادلون مین مزا ہی ٭ جو مرد مجرد کے ٹھٹھولون مین مزہ ہی ٭ مغیث تاجدار
نے جو محفل کا یہ رنگ دیکھا گھبرا گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی خواجہ نے پلٹ کر دیکھا کہ
ایک تاجدار بیدار ہوا تھا اُسنے سب کا حال دیکھکر پھر آنکھین بند کرلین کہ یہ کیا
ہو رہا ہی کیا خواب پریشان دیکھا قدرت کو دیکھو کہ عورت کو لیے پڑے ہین
ساری خدائی بھول گئے مگر جمشید کی جو آنکھ کھلی اپنے پہلو مین ایک عورت کو
دیکھا کروٹ بدل کر پیٹنے لگا وہ تاجدار حیران و پریشان ہوکر کہنے لگا یا خداوند
ہوش مین آئیے جو آپ مین سو مین ہون میرے ہاتھ نہ لگائیے ایسا نہ ہو کہ
مین بھی نشہ جوانی سے بیدار ہو جاؤن جو لوگ کہ قطار سے بیٹھے تھے ہاتھ
اُٹھا کر چاہا کہ منھ پر ہاتھ پھیرین جوتی تڑسے پڑی جھلا کر کہا یہ پھیا جوتی مار کر
کیسا چپکا بیٹھ رہا اُسکو جوتی ماری اُسنے آنکھ کھولکر کہا سر دربار جوتیان مارتا ہی
آپس مین جوتی چلنے لگی وہ جوان جو رنڈی بنا ہوا تھا وہ سامنے سے جمشید کے
بھاگا جمشید بھی اُسکے پیچھے دوڑا تاجدار کو پکڑ کر دے مارا تاجدار نے گھبرا کر کہا

کہ مین بھی مرد ہون جمشید نے حیران ہو کر کہا ارے تو کون ہو اُسنے اپنا نام بتایا جمشید
نے چھوڑ دیا اور پکار کر آواز دی کہ یا خداوند لات و منات آپ نے میری خدائی کو
دیکھا مین نے کتنی جلد عورت سے مرد بنایا جمشید ایسی ایسی باتین سنتے مین بکر رہا ہو
چہار طرف کو دیکھتا پھرتا ہو تاجدار دن مین جوتی چل رہی ہو باہر خادم خدمتگار وغیرہ
بلوہ کر رہے ہین کسی ساحر کا قول ہو کہ ہمارا عصا کیا ہوا ایک کہتا ہو تو نے میری
ٹوپی اُتار لی دوسرا کہتا ہو بھائی مین تو خود بیہوش تھا جہانتک نگاہ کام کرتی ہو کل
جلسے کا یہی حال ہو کچھ لوگ باہر سے آئے کہ وقت پر صحبت مین نہ تھے بیہوشی سے
محروم رہے تھے انھون نے آکر جو سب کو اِس پریشانی مین دیکھا پانی لاکر اُنکے منھ
دھلائے تب وہ لوگ ہوش مین آئے جمشید نہایت شرمندہ ہو چلا کر کہا کیون
او سمیع جادو تجنے اسی واسطے صحبت کی تھی کہ یہ حال ہو ایک کو ایک ذلیل
کرے قدرت ایسے پریشان ہون کہ زندگی کے مقام پر تاجدار کو بادین شرمندہ
ہوجاوین جمشید نے کہا یارو یہ تو دیکھو کہ مشک افشان کہان گئی اور شمعرو
خواص کو دیکھو اور اُس پریزاد کا بھی پتہ لگاؤ کہ مجھکو معلوم ہو کہ یہ کیا سحر کیا ہوا تھا
سب تاجدار اُٹھ اُٹھکر چلے ایک تاجدار کہ جیحون تاجدار اُسکا نام ہو جی مین کہتا ہی
ابھی زیادہ دو چار کوس نگئی ہوگی اگر راہ مین ملجاے تو گرفتار کرون مطلب حاصل
کرکے یہان سے لے آؤنگا میرا جھوٹا قدرت باوین شوق سے کھاوین یہ سوچتا ہوا
چلا مگر مشک افشان یہان سے نکلکر ایک پہاڑ پر ٹھہری ہو چہار جانب سر اُٹھا
اُٹھاکر دیکھ رہی ہو کہ لشکر اسلام مین کسطرف سے جاؤن کہ دور سے جیحون نے
دیکھا سوچا کہ اِسکو گرفتار کرون وہین سے سحر کرنے لگا مشک افشان نے خیال
کیا کہ کیا سحر کرہوا کہ پانوٗن مین رعشہ آگیا ہاتھ بھی تھرا رہے ہین آنکھون سے کم
معلوم ہوتا ہو یہ سوچکر اُٹھی ڈگمگا کر گری بیہوش ہوگئی جیحون تاجدار نے آکے
مشک افشان کو گرفتار کیا زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا کہا کیون او ملکہ
مشک افشان اب کہو کیا کہتی ہو میرے قبضے مین ہو اب نکل نہین سکتین بہتر ہی

کہ مجھکو قبول کرو جانتا ہون کہ تم ساحرۂ زبردست ہو اگر نجات پاؤگی تو فساد ضرور
برپا کروگی اسی واسطے مین نے سوزن ویدی جب سوزن زبان مین رہیگی تو سحر
نہ کر سکوگی پھر اُسی مصیبت مین پھنسوگی یہ سوچا پشتارہ باندھا کاندھے پر لگا کے
لے چلا مشک افشان یہی جواب دیتی ہو کہ اے جیحون اگر تو مجھ پر بدعت کریگا مگر
مین برضامندی نہ قبول کرونگی جیحون کہتا ہو اے مشک افشان اب تمھاری تو
رہائی دشوار ہو یہ انکار آپ کا بیکار ہو مشک افشان نے کہا میرا تو عجب حال
ہو کہ دل تڑپ رہا ہو کلیجہ پھڑک رہا ہو یہ سُنکر جیحون جلگیا کہا بی مشک افشان اپنے
ہوش مین آؤ انکار نہ کرو اپنا تو راوپہ آؤ مین قدرت سے رخصت ہو کر آیا ہون
ایسا نہ ہو کوئی تاجدار آتا ہو اور دیکھ لے یا قدرت آجاوین تو باعث خرابی ہو
مین قدرت کو کیا جواب دونگا اشتقال ایسے جادوگر کو مار لیا میری کیا حقیقت ہو
ایسا نہ ہو کہ مجھپر غصہ کرین یہ ذکر تھا کہ ابر سرخ رنگ نمایان ہوا اور زیر ابر ہزارہا
طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے جمشید اندر ابر کے منھ چھپائے ہوئے کہ ریش
نقش ندارد مونچھون کا کہین نام نہین بھوین بالکل منڈی ہوئین وہین سے للکار
کہ اے جیحون خبردار کوئی اورا.ادہ نہ کرنا ورنہ مار ڈالونگا تجھے تجھکو ڈھونڈھنے کو
بھیجا تھا یا یہ حکم دیا تھا کہ اگر پاجانا تو جھٹکر اپنا رنگ جمانا جیحون گھبرایا کہا اے
مشک افشان لو غضب ہوا قدرت آگئے اب کیا کہون یہی عرض کرتا ہون
کہ مشک افشان کو دیکھ پایا تھا چھپکر سحر کیا تب یہ گرفتار ہوئی اب ارادہ تھا کہ
خدمت مین لیکر آؤن جمشید نے جواب دیا کہ اے جیحون تیرا وہ مرتبہ کرونگا کہ سب
تاجدار رشک کرین اور ہر ایک کی زبان پہ ہو کہ جیحون کو مرتبۂ اعلیٰ ملا کیون نہو
قدرت نے سرفراز کیا ہو جیحون نے جواب دیا یا خداوند مین آپ کا تابعدار
ہون جو میرے حق مین مناسب جانیے وہ کیجیے مین اسی فکر مین تھا کہ کسیطرح
بی مشک افشان کو لیکر آؤن مشک افشان کو راضی کر رہا تھا کہ قدرت
سے انکار نہ کرنا بڑے مرتبے پاؤگی خدائی کہلاؤگی مگر یا خداوند وہ راہ پر نہین

آتی اپنی ہی کے جاتی ہی جمشید زمین پر آیا جیحون سے کہا کہ تم جاؤ مین اسکو سمجھا لونگا
جیحون کوہ سے اُتر کر چلا مگر یاد مین محبوب کے یہ کہتا ہوا جاتا ہی بقول شاعر نظم

قدِ صنم جو بڑھا نور آفتاب گھٹا / رخِ عروس فلک پہ ہوئی نقاب گھٹا
جو ایک گوشۂ دامن نچوڑدون مین اپنا / تو صورتِ کفِ دریا ہو آب آب گھٹا
یہ کسکے سوگ مین ہین گیسوِ صنم یارب / برنگ دود جو کھاتی ہی پیچ و تاب گھٹا
کشش جو ابروے خمدار کی نظر آئی / ہلال بنگیا دم مین یہ ماہتاب گھٹا
چمن مین بادہ کشی کا ہی قصد ساقی کا / فلک پہ چھائے الٰہی کہین شتاب گھٹا
چلے شراب کہ موقع ہی بادہ خواری کا / اُٹھی ہی کعبے کی جانب سیاہ تاب گھٹا
صفاے عارض انور کو کھو دیا خط نے / زمانہ حسن کا ای نور کیا شباب گھٹا

مگر جمشید ثانی مشک افشان کی منتین کر رہا ہی اور مشک افشان جواب
نہین دیتی سر جھکا لیتی ہو گھبرا کر کہتی ہو کہ یا خداوند قتل کیجیے مگر وصل کا نام نہ لیجیے
قضاے کار جیحون جو راہ مین جاتا تھا آنکھون سے آنسو جاری خواجہ ایک
درۂ کوہ مین بیٹھے تھے دیکھا کہ ایک تاجدار اس حلیے کا روتا ہوا جاتا ہی خواجہ
نے ایک جادوگر کی شکل بنکر آواز دی کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ یہ آواز
سنکر جیحون ٹھہر خواجہ درۂ کوہ سے نکلے جیحون کو بہ نظر غور دیکھا کہا حقیقت
مین یہ اُسی محفل مین کا تاجدار ہی قریب آکر کہا کیون میان تاجدار تم کیون اتنے
ملول و حزین ہو جیحون نے کہا بھائی کیا پوچھتے ہو قدرت کی زبردستی دیکھو
کہ معشوقہ کو چھین لیا مشک افشان جادو نہایت حسین و جمیل ہی آنکھون کے
نیچے سراپا پھر رہا ہی مگر طلسم کشا کیا صاحب نصیب ہی کہ ایسی شاہزادیان اُن پر
عاشق ہوتی ہین مین نے آکر پہاڑ پر گرفتار کیا راضی کر رہا تھا مگر وہ یاد بادشاہ
مین مبہوت ہو رہی ہی مین جون جون کہتا تھا وہ انکار کرتی تھی کہ قدرت آ گئے
مجھسے چھین لیا اپنی صورت تو دیکھین وہ اُنکو کب مانیگی جان دیگی مگر قبول نکریگی
عمرو نے پوچھا کہ وہ کوہ کہان ہی جیحون نے کہا وہ سامنے جو دکھائی دیتا ہی ابھی تک

اُسی پہاڑ پر بیٹھے ہین عمرو نے باتین کرتے کرتے جیحون کو بیہوش کیا کپڑے اُسکے
اُتار لیے وہی کپڑے آپ پہنے تاج اُسکا سر پر رکھا جیحون کی شکل بنکر چلے جب
سامنے کوہ کے پہونچے تو جمشید نے کہا ای جان جہان وہ معشوقہ پھر آیا ہو دیکھیے
اب کیا کہے مگر جیحون پہاڑ پر چڑھ آیا جمشید کے قدمون پر گر پڑا کہا یا خداوند
مین آپ سے بمنت عرض کرتا ہون کہ معشوقہ کو مجھے دیدیجیے اور آپ جائیے بعد
ایک ہفتے کے اُسکو رضامند کرکے آپ کی خدمت مین لاؤنگا جمشید ثانی نے
جھڑک دیا کہا جا دور ہو پھر وہی جھگڑا لایا کیون پلٹ آیا کیا باعث ہوا آنے کا
جیحون نقلی نے کہا یا خداوند مین جاتا تھا کہ راہ مین قدرت کلان آئے مجھے
پوچھنے لگے مین نے درد دل بیان کیا کہ مین مشک افشان پر عاشق ہون
مگر قدرت نے چھین لیا ہو فرمایا کہ جاؤ ہمنے اُسکو سمجھا دیا ہو وہ دیدیگا جمشید نے
کہا مجھکو تو سمجھانے نہین آئے عمرو نے کہا تمھارے باپ بھی بڑے بیہودہ ہین
کہ مجھسے تو یہ کہا اور تمھین خبر تک نہ کی مزاج مین بچپن ہو یا پیر نابالغ ہین جمشید نے
کہا ایسے ایسے تفرقے انکو بہت آتے ہین بندے کو بہکا دیتے ہین اب جیحون تم
چلے جاؤ عمرو نے باتین کرتے کرتے کہا دیکھیے وہ خداوند کلان آئے سن لیجیے کہ
کیا فرماتے ہین جمشید پلٹا عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارکر
بیہوش کیا مشک افشان سے کہا کہ تم لو نکلو لشکر ہی مین جاکر ٹھہرنا مین انکو
زنبیل کی سیر کراتا ہون مشک افشان تو نکل گئی مگر خواجہ نے قصد کیا کہ اب
جمشید کو اُٹھاکر زنبیل مین رکھون کہ پہاڑ تھرآیا ایک جادوگر نے سر نکالا
اور پکار کر آواز دی کہ او عمرو یہ کیا ستم کرتا ہو قدرت پر نہ ہاتھ ڈالنا ورنہ یہ
کوہ کوہ آدمخوار کہلاتا ہو قدرت کا نگہبان ہو تجھکو کھا جائیگا عمرو نے کہا آپ کا
اسم شریف اُس جادوگر نے کہا کوہان بن کوہین عرف سنگبار جادو بس بہتر
اسی مین ہو کہ بھاگ جا عمرو نے کہا پہاڑ نے منھ کھولا ہو تمھین کونگلا چاہتا ہو
پشت پر دیکھو کون آیا سنگبار پلٹا عمرو نے جال مارکر چاہا کہ جمشید کو اُٹھالین

کر سنگبار نے سحر کیا کہ عمرو کے پانوؤن پتھر مین غرق ہوگئے خواجہ لاکھ آہستے ہین لیکن ہل نہین سکتے سنگبار نے قریب آکر قصد کیا کہ عمرو کو قتل کرون عمرو بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا کہ اے معبود حقیقی داور رب تحقیقی اس آفت سے بچالے اور اس ظالم کی بدعت سے نجات دے نظم

چو خمود از حجاب جسم و جان آن جان جان صورت	شد از بے صورتی در عالم صورت عیان صورت
نباید آن کہ بین اندر مکان و لامکان صورت	نظر آید ہمان اندر زمین و آسمان صورت
ز ہر نقشے بود نیا تازہ و نقشے میشود پیدا	ز ہر صورت بعالم تازہ بیگر و دعیان صورت
کہ از مہتاب تابان جلوہ گر ہنگام شب گردد	کہ از مہر درخشان روز بنماید ہمان صورت
ہر آن صورت کہ بدر و پوش اندر پردۂ وحدت	بروے کثرت آخر کار شد ظاہر ہمان صورت

قضائے کار منتر برق فرنگی ایک جادوگر کو مار کر اُس جنگل مین بھاگا ہو کہ گذر اُسکا اُس مقام پہ ہوا دور سے اسنے دیکھا کہ ایک جادوگر استادہ کو قتل کیا چاہتا ہو اور جمشید ثانی بیہوش پڑا ہو ایک ساحر کی شکل بنکر آواز دی کہ اے جادوگر خبردار قتل نکرنا مین آکر بتائے دیتا ہون یہ وہ شخص ہو کہ جسنے ملک کے ملک ویران کردیے سنگبار رک گیا برق فرنگی جست وخیز کرتا ہوا اچلا بالائے کوہ آیا دیکھا وہی ساحر خنجر لیے کھڑا ہو برق نے کہا کیون بھائی اِسے کیونکر پایا سنگبار نے بیان کیا کہ اسنے میرے پہاڑ پر آکر قدرت کو بیہوش کیا اور ارادہ تھا کہ لے بھاگون مگر مین نے سر نکالکر منع کیا تب اسنے مجھکو بھی دھوکا دیا مین نے سحر کرکے اسکو گرفتار کرلیا ہو مین بھی جانتا ہون کہ یہ بلائے روزگار ہو قتل ساحران اسکا کار ہو لیکن مین اسکو قتل کرونگا برق نے کہا بھائی مین بھی اسیواسطے آیا کہ اس ظالم کو قتل کرون مگر یہ بہتر نہین اسکو مکان پہ لے چلو تنہائی مین اس سے حال پوچھو کہ تو نے قدرت کو کیونکر پایا اور وہ عورت کہان گئی اگر صاف صاف بتائے تو فبہا ورنہ اِسے قتل کرو مگر یون قتل کرو کہ ایک دن اشتہار دو جب ہزارہا جادوگر آکر جمع ہون تب اسکو بہ عذاب الیم قتل کرین پہلے ہاتھ کاٹین پھر پانوؤن قلم کرین جب تڑپے تب

سرکاٹ لین ہزار ہا جادوگرون کا خون اِسکی گردن پر ہی اُس جادوگر نے کہا میرا مکان دور ہی اِس پہاڑ پر براے سیر آتا ہون تمھارے مکان پر لیچلون برق نے کہا پہاڑ سے اُترو درہ کوہ مین چلکر بیٹھو شراب پیین نشے مین اِسکو دق کرین اُسی حال مین اِسکو قتل کر ڈالین سنگبار نے یہ قبول کیا طرف درہ کوہ کے چلا لیکن برق پہاڑ سے اُتر کر بھاگا بھٹی پر سے شراب لایا ایک دمڑی کی کابلی بھی نیلی لاکر سامنے رکھی سنگبار نے کہا بھائی شراب کہان سے لائے برق نے کہا سامنے بھٹی ہی مجھکو بڑی خوشی ہی اِسکے ہاتھ سے میرے بھائی اور میرے باپ مارے گئے آج آن سب کا بدلا لونگا برق نے جام لبریز کیا کہا لو بھائی پیو کہ نشے مین اِسکا کام تمام کرین اپنی سرہنگی کو یاد کرے کہ کیسے کیسے جادوگر بے بس کرکے مارے ہین کتابون مین حالات لکھے ہین دمامہ جادو کا قتل ہو جانا کیا چھوٹی بات ہی پیر مشمش کو مارا دریاے قلزم مین وہ چھپا تھا مگر یہ ظالم دریا مین پہونچا اور وہان جاکر اُسکو پہچانا اِسکے پاس سے نکالکر مارا زبرجد نگار کیسا تباہ ہوا ہفت دربند فرمین کیسا بسا بسایا مقام تھا کیسے کیسے جادوگر نامی و نامآور ہر دربند پر پاسے ہین ایکدن میرا اُسطرف جو گذر ہوا وہ مقام ویران دیکھے کلیجہ منھ کو آگیا مگر آج اُن سب کی روح مین خوش ہونگی برق سے جام لیکر سنگبار نے پیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری کہا بھائی صاحب اِس شراب مین کیا تھا کہ دل اندر سے کانپ رہا ہی اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ بدن مین آگ لگ گئی برق نے کہا شراب نوکشیدنی تھی اُسنے گرمی کی ذرا اُٹھکر ٹہلو کہ نشہ کم ہو جائے برق نے جو یہ کہا سنگبار ٹہلنے لگا چند قدم ساتھ ہی گیا تھا کہ پانوُن لڑکھڑاے منھ کے بل گرا برق نے خنجر کھینچا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق

مرا نام ہی برق خنجر گذار	کہ اُستاد مین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون	لکے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی	ارسطوے تعلیم شاگرد ہو

ہو زیر قدم غرب اور شرق ہو	چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہو

نعرہ کرکے برق نے خنجر مارا کر سنگبار کے دو ٹکڑے ہوئے خواجہ نے رہائی پائی برق
تو بھاگا کہا استاد نکلا ہیئے خواجہ طرف کوہ کے چلے گر سنگبار کے مرنے کا جو ہنگامہ ہوا
جمشید کی آنکھ کھلی اپنے قریب کسی کو نہ پایا سوچا کہ باعث کرامت تھا کہ مجھکو عمرو نے
بیہوش کیا اور قتل نہ کرسکا او جمشید اب تجھپر کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا میرے باپ
اور چچا یہ بھی تقدیر کر گئے ہین کہ مجھکو کوئی قتل نہ کرسکیگا یہ باتین سوچکر جمشید کا اور بھی
غرور بڑھا ابر پر سوار ہوکر طرف قصر ہفت رنگ کے چلا مگر مشک افشان جو
خواجہ سے جدا ہوئی ایک نخل پر آکر ٹھہری چند طائر کہ نخل پر بیٹھے تھے وہ سب
مشک افشان کو دیکھکر اڑے مشک افشان نے کچھ اسکا خیال نہ کیا یکایک
پہلوے نخل سے ایک ساحر نے سر نکالا اور پکار کر آواز دی کہ تم شاخسار جادو او
زن حسینہ تو اسطرف کیونکر آئی یہ مقام ہماری عملداری کا ہے یہان کسی کی مجال نہین
کہ جو آوے اور آوے تو ہماری اطاعت کرے مشک افشان نے چاہا اڑ کے
نکلجاؤن کہ اس جادوگر نے نخل کو پکڑ کر ہلا دیا چند طائر جنگی سے آ اڑے اور گرد
سر مشک افشان چرخ مارنے لگے مشک افشان ڈگمگا کر گری بیہوش ہوگئی
شاخسار نے مشک افشان کو عالم غشی مین دیکھا کہ سینے پر ابھار چہرہ آفتاب
عالمتاب کل اعضا لاجواب سناٹا آگیا پسینے پسینے ہوا پہلو مین نخل کے ایک چھپر
پڑی ہو اس مین اٹھا کر لایا زبان مین سوزن دیکر بیدار کیا اور ہاتھ باندھکر کھڑا
ہوا کہتا تھا مین غلام ہون مجھپر رحم کیجیے ایسا نہ ہو کہ مجھسے گستاخی سرزد ہووے
مشک افشان نے کہا کہ او مردک کیون شامتین آئی ہین خدا بادشاہ جہاد کو
سلامت رکھے کسکی مجال جو کہ مجھپر ہاتھ ڈال سکے اگر جبر کریگا تو اسکا بدلہ پاے گا
شاخسار نے چاہا ہاتھ بڑھا کر گلے مین ڈالدون مشک افشان نے ایک
تمانچہ مارا کتراسنے کی آواز ہوئی پہلو سے چھپر پاکے اور ایک جادوگر پیدا
ہوا اسنے پکار کر آواز دی بھائی ہم بھی شریک ہین مگر مشک افشان نے

اپنے کو سنبھالا مگر سحر سے مجبور ہی دونون جادوگر قدمون پر گرتے ہین کہ ہمین قبول کیجیے ورنہ ہم زندہ نہ رہین گے کیونکر جفا سہین گے اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی اپنا تو یہ حال ہے کہ جینا محال ہے

نظم

داغ فرقت برق کی صورت چمک کر رہگیا
آگ کا شعلہ سا اک دل مین بھڑک کر رہگیا

پرتو خالِ رُخِ پر نور شام زلف مین
کرمکِ شب تاب کی صورت چمک کر رہگیا

یاد آئی صندلی رنگت جو مجھکو یار کی
رات کو مین پیٹیون سے سر ٹپک کر رہگیا

باغ مین اُس گل کے یاد آئے جو عارض لال لال
قطرۂ خون چشم بلبل سے ٹپک کر رہگیا

یاد اُس بحر لطافت کی جو آئی ہجر مین
برمین دل مچھلی کی صورت پھڑک کر رہگیا

کہتے ہین آوازہ لاغر ہے پا کر و مجھے
کچھ مری آنکھون مین کانٹا سا کھٹک کر رہگیا

اُس پری تمثال کے جو حسن کی شہرت اُڑی
آشیان مین طائر سدرہ پھڑک کر رہگیا

نور عاشق ہی نہین مجھسا زمانے مین کوئی
جو حسین آیا نظر بس دل پھڑک کر رہگیا

دونون ساحر لاکھ لاکھ منتین کرتے ہین مگر ملکہ مشک افشان کا یہ قول ہے کہ او ظالمون چاہے قتل کر و چاہے بخشو مگر جسم پر ہاتھ نہ لگانا ورنہ مجھکو زندہ نہ پاؤگے ایک آہ مین اپنی جان دونگی اگر جان لینا منظور ہے تو ہاتھ لگا کر دیکھ لو کہ مین کیا کرتی ہون تم تو ایک گنوار جادوگر ہو جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی کیسی کیسی منتین کرتا تھا مگر یہی جواب دیا کہ او بیپا وہ شاہزادیان کہ جو صاحبان عفت و عصمت ہین اگر کسی کے ساتھ منسوب ہوئین اور اُسنے جام زہر پیا تو یہ شاہزادیان اپنی عمر یون ہی کاٹتی ہین اگر کسی نے کچھ کہا تو یہ جواب دیا کہ اگر خدا کو منظور ہوتا کہ ہم صاحب شوہر رہین تو وہی منسوب ہمارا زندہ رہتا اگر دوسرا بھی مرجاے تو کیا کرین اس سے صبر بہتر ہے جیسیون شاہزادیان دیکھین کہ اسی حال مین انھون نے عمر اپنی کاٹی مگر دوسرا مرد قبول نہین کیا بزرگون نے اگر بہت سمجھایا تو ہارکر اُسکا یہ جواب دیا کہ یہ اقرار کرو کہ یہ شخص میرے سامنے نہ مرے گا ہزرگون نے جوابدیا کہ بیٹا مرنے جینے مین کسکو اختیار ہے کہ تا اسی طرح ہمارے مقدمے مین کسی کو اختیار

نہین ہم جسطرح دنیا مین آئے ہین اسی طرح اُٹھ بھی جاوینگے جب بزرگون نے کہا کہ بیٹا اپنے کو نگاہ بازی سے بچانا تو اُنھون نے جواب دیا کہ اگر کسی پر ہم نگاہ ڈالین تو آنکھین نکال لیجیے گا مین تو خدمت مین اُس شہریار کی رہی صحبت مین بیٹھی اختلاط ظاہری ہوے مین دوسرے مرد کو نہ قبول کرونگی شاخسار نے کہا اے گوشہ نشین تم ہٹ جاؤ تو مین اسے سحر کرون بیہوشی بعد وصل نہ جائیگا گوشہ نشین نے کہا اے شاخسار تمھین ہٹ جاؤ مین چند پھول بنا کر بکھرا دونگا جب بو پھولون کی دماغ مین پہونچیگی تو میری محبت کا دم بھرنے لگے گی مین نے اکثر اس سحر کو آزمایا ہے سامری کے یہان خدمتگار ون مین نوکر تھا اُنھون نے ایک دن فرمایا کہ اگر شیطان کا نام لیکر کوئی پھولون پہ دم کرے تو جسپر دم کریگا وہ اطاعت مین رہیگا مین نے کئی مرتبہ امتحان کیا سیکڑون رنڈیون کے پاس گیا جب جاتا تھا پھول سنگھا دیتا تھا وہ خود خواہش کرتی تھین اور رکھتی تھین آج یہین رہجایئے شاخسار نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہے جبر سے کہین مطلب نکلتا ہے آخر جب ہوش مین آئیگی اور اپنے حال پر خیال کریگی تو کیسی بگڑیگی جان دینے پر ارادہ کریگی آخر آپس مین یہانتک تکرار ہوئی کہ تلوارین کھینچکر لڑنے لگے ایک چاہتا ہے دوسرے کو مارلون مگر وہ بھی کمی نہین کرتا مشک افشان حیران و پریشان دونون کا تماشہ دیکھ رہی ہے اور دعا مانگ رہی ہے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس مصیبت سے بچالے اے رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر نظم بطور مخمسہ

طالب علم شریعت را تو ہستی پیشوا
سالک راہ طریقت را تو ہستی رہنما

واقف راز حقیقت را تو ہستی مقتدا
صاحب خلق و محبت را تو ہستی آشنا

سیکنی پاک از کدورت خاطر اہل صفا

بر خلایق اے خداوند جہان بخشش کنی
بر ہمہ نیک و بد و خرد و کلان بخشش کنی

بینوایان را بلطف خود زبان بخشش کنی
بیچارگان را بفضل خویش جان بخشش کنی

ناتوانان را توان و بے نوایان را نوا

تنگ دستان از تو دست دو جہان حاصل کنند	منصب ملک و حکومت بندگان حاصل کنند
طالبان مطلوب خود در یک زمان حاصل کنند	از غیاثات مال و دولت مفلسان حاصل کنند

گنج گوہر بے نوایان خاکساران کیمیا

مگر ساحرادل نے کہ جسکا شاخسار نام ہی ایک مقام پر جلدی کرکے ہاتھ مار دیا کہ اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوے وہیں تیغہ خون آلود چمکا تا ہوا سامنے ملک کے آیا کہا اے ملک مشک افشان جرأت میری دیکھی مین اس صحرا کا حاکم ہون یہان بیٹھکر حکومت کرو خداوند طلسم عہدہ بڑھا دینگے جو مطلب مانگو گی عنایت فرمادینگے ہر سال حکم آتا ہی کہ صحرا کو آباد کرو مگر مجسے آباد نہین ہوتا تم ساحرہ زبردست معلوم ہوتی ہو خواہ سحر سے آباد کرو خواہ لوگون کو لا کر بساؤ کہ صحرا آباد ہو جائے اس جنگل مین جنگل منا ؤ مشک افشان نے جواب دیا کہ اب طلسم فتح ہونے پر ہی کیسی آبادی جو ملک آباد ہین وہ برباد ہو رہے ہین ساحر مارے مارے پھر رہے ہین لیکن بس خیر اسی مین ہے کہ مجھتک نہ آنا ورنہ بہت پچتائیگا خواجہ عمرو جو بھاگے ہوے آتے تھے آواز انسان کی سُنکر دیکھا کہ ایک ساحر نے مشک افشان کو گرفتار کیا ہی اور زبردستی پر آمادہ ہو خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک جادوگر کی شکل بنکر آواز دی ہان بھائی ہم بھی شریک ہین کچھ تمھارا حرج نہ ہوگا ہمارا ابھی مطلب نکلجائیگا اکثر ہمارے صحرا مین بھی عورتین آتی ہین ہم اسکا بدلہ کر دین گے آج ہمارا کہنا مان لو ہمارے تمھارے یہی رسم رہیگا شاخسار نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک جادوگر گنوار وضع بلبلاتا ہوا آتا ہی قریب آکر مشک افشان پر گرنے لگا شاخسار نے کہا او گنوار یہ وہ ظالم ہو کہ مین نے اپنے دوست کو مار ڈالا مگر یہ ظالم اپنی ہی کہے جاتی ہو نہین مانتی خواجہ نے کہا ہم شراب لاوین خود بھی پیوین اسکو بھی پلائین نشے مین خواہ مخواہ خواہش کریگی شاخسار نے کہا بھائی یہ صحرا وہ ویران ہو کہ انسان تک کا ٹھکانا نہین راہگیر ادھر راستہ نہین چلتے پس شراب یہان کہان ممکن ہو ہمیشہ شراب کو ترستے ہین عمرو نے کہا بھائی

نہ گھبراؤ میرے پاس ایک بوتل موجود ہے پہلے تم پیو جو باقی رہیگی تو میں پیونگا میں
تمہیں ناراض نہ کرونگا شاخسار تو شراب پینے پہ مرتا ہی تھا کہا بھائی بوتل نکالو یہ
سنکے عمرو نے کمر سے بوتل نکالی اور جام لبریز کر کے پیش کیا شاخسار نے جام پیا
پیتے ہی گھبرا گیا کہتا تھا کیوں بھائی صاحب یہ کیسی شراب ہے کہ دل گھبرانے لگا آنکھوں سے
چنگاریاں نکل رہی ہیں عمرو نے کہا شراب کشیدہ تھی ذرا ٹہلو تو نشہ کم ہو دے
شاخسار اُٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

گزان اُستاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین ز نکرش آب یاری	جہان سرہنگ و رخنجر گزاری
بہر کشور بلائے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

مشک افشان نے جو نعرہ عمرو کی آواز سنی شگفتہ ہو گئی کہتی تھی خواجہ سبحان اللہ
کیا کار نمایاں کیا میں حیران تھی کہ کیونکر آبرو بچیگی وہ کہتا تھا پھول سنگھا کر میں اپنا
مائل کرونگا مگر وقت پر خدا نے تمکو پہونچایا عمرو نے مشک افشان جادو
کی زبان سے سوزن نکالی مشک افشان نے اُٹھتے اُٹھتے ہاتھ ہلا دیا ایک
برق چمک کر گری کہ شاخسار کے دو ٹکڑے ہوے مشک افشان نے
کہا خواجہ اب ہم تم ساتھ چلیں عمرو نے کہا میں بیچارہ محتاج مفلوک کچھ دو چار
کوڑی کا روزگار کرتا ہوا چلتا ہوں لہذا تم بڑھو میں بھی آتا ہوں مشک افشان
چلی تھوڑی دور آکر ایک نخل کے سایے میں ٹھہری کہ سامنے سے گرد اُڑتی
دیکھا ایک جادوگرنی بھاری جوڑا پہنے تخت پر سوار تیر و کمان ہاتھ میں
شکار کھیلتی ہوئی آتی ہے پشت پر کئی ہزار سوار و پیدل جلیے قراول اسباب
شکار سب کے ہمراہ اُس ساحرہ نے جو دور سے مشک افشان کو دیکھا پس
فوراً تخت سے کود پڑی سلام کرتی ہوئی قریب آئی ساتھ والوں سے اشارہ
کیا کہ سب اسی مقام پر ٹھہر جاؤ بارگاہ استاد کرو مشک افشان نے پہچانا کہ
یہ تو میری خالہ زاد بہن ملکہ یمتن ہے گلے سے لگا لیا اور پوچھا کہ بہن کہاں سے آتی ہو

بیمتن نے کہا بہن بیٹھے بیٹھے دل گھبرایا برائے شکار چلی آئی مگر تمھارے نام
کی بڑی بدنامی مشہور ہو قدرت نے مجھکو بلاکر کہا کہ ای بیمتن بی مشک افشان تو
نکل گئین جسطرح ہوسکے اُنکو لاؤ تو ہم سرفراز کرین کیون ہمشیرہ بڑے تعجب کی
بات ہو کہ قدرت تمپر توجہ کرتے ہین اور تمنے اپنے کو یون بدنام کیا ہو کہ ہر شخص
بُرا کہتا ہو مشک افشان نے کہا ای ہمشیرہ انصاف تو کرو تم لوگ خطا پر کرتے
ہو کہ پوجتے دوسو خداوند ہین بھلا سمجھو تو کہ اگر پوجنے دوسو ہوتے تو احکام
مین فرق ہوتا انتظام مین اختلاف ہوتا اور مسلمان کہتے ہین کہ ہمارا خدا ہے
نادیدہ وحدہٗ لاشریک ہو اُسکا کوئی شریک نہین ہو کل مذہبون کی تردید کرتے
ہین لہذا مین نے مذہب حق اختیار کیا یہ تو ضرور ہو کہ پروردگار فرماچکا ہو کہ جو
زندہ ہو وہ ضرور مریگا کل من علیہا فان لکھا ہو لہذا مرنے کی فکر ضرور ہو ایسا ہو
کہ انجام کو خرابی ہو تو بہن بیمتن مین نے اپنا انجام پاک کیا لوگ مشہور کرتے
ہین کہ عشق مین سعد کے بہموت ہین یہ سراسر غلط ہو مین انجام کے خیال مین
ہون بیمتن نے کہا کیون بوا تمھاری بات کا جواب نہین مگر ایک سوال ہم
کرتے ہین اِسکا جواب دو کہ باپ دادا ہمارے تمھارے بیوقوف تھے کہ اِس
مذہب کو اختیار کیا سامری وجمشید کی پرستش کی مشک افشان نے جواب دیا
کہ اُس زمانے مین کوئی ہادی نہ تھا صاحبقران نے جاری ہونے مین مذہب
حق کے وہ کوشش کی کہ ملک کے ملک مسلمان ہوے مذہب حق کا رواج
ہوا بیمتن نے کہا بوا مین تقریرین تو نہین کرتی مگر یہ جانتی ہون کہ مذہب سامری و
جمشید صحیح ہو مجھکو حکم خداوند ہو کہ مشک افشان کو میرے پاس لاؤ تو مین تمھین
لیجلونگی اور یہ وعدہ کرتی ہون کہ قدرت سختی نہ کرینگے تمھاری بات کا جواب دینگے
مذہب کے سوال کرینگے جو عہدہ تمھارا تھا اُس سے زیادہ عہدہ تمکو ایکی ملیگا
مشک افشان نے کہا مین تو سامنے اُس جعلساز کے نہ جاؤنگی وہ جعلساز
شعبدہ باز اسکی بات کا کیا اعتبار ہو بیمتن نے کہا مین اب تمکو نہ جانے دونگی ضرور

سامنے خداوند کے لیچلونگی مشک افشان پریشان ہوکر اس کمبخت کو کیا جواب دون
مین یہ جانتی تو اسطرف نہ آتی اب اسکے ساتھ جادوگرنیان بہت مین کیونکر اسکے دام
مکر سے نکلون اِس فکر مین حیران بیٹھی ہو اور سیمتن دمبدم کہتی ہو کہ بوا میرے ساتھ
چلو اور خداوند سے صفائی کرو مشک افشان کہتی ہو کہ بوا اگر فساد کروگی تو مین
اپنی جان دونگی اور تمھارے ساتھ نہ جاؤنگی سیمتن کہتی ہو مین تمکو ضرور لیچلونگی مگر
خواجہ نے کہ عقب مین مشک افشان کے چلے تھے ایک بلندی سے چڑھکر دیکھا
کہ ایک مقام پر بارگاہ استادہ ہو جادوگرنیان ٹہل رہی ہین خیال مین گذرا خواجہ مینا
تمام ہوا اب مہاجن سود مانگین گے لہذا اِس لشکر سے کچھ فکر کرو رنگ و روغن
عیاری کا لگاکر ایک پیر کرامت کی شکل بنے ایک نخل کے نیچے بیٹھکر یہ اشعار آبدار
عاشقانہ نو بجا کر گانا شروع کیے

نظم

جذبے نے کربلا کے بچایا فشار سے
ہو گیا عجب تصور مژگان یار سے
سچ ہو وفا جو وعدۂ فردا ہو یار سے
طاقت ہو روز حشر بھی کم جسم زار سے
کیا آگئی طبیب کو میرے بخار سے

قفال لے اُڑے کے مجھے کنج مزار سے
دریائے خون بہے رگ سنگ مزار سے
بدلون مین روز حشر شب انتظار سے
حسرت نکل رہی ہو ہمارے مزار سے
بیکل ہون یار گرمی آغوش یار سے

آواز خواجہ کی جو بلند ہوئی کنیزین چہار طرف سے دوڑین دیکھا کر ایک بڈھا فنی
بجا رہا ہو اور طائر درختون سے اُترے ہین گانا سن رہے ہین آہوان صحرا جست
کرتے ہوئے آئے اور اُسی مقام پر بیٹھ گئے باز کے پہلو مین کنجشک بیٹھی مگر وہ
آواز سے ایسا متحیر ہو کر شکار پر نگاہ نہین ڈالتا کنیزون نے آکر سیمتن سے اطلاع
کی کہ ایک گویا صاحب کمال آپ کے لشکر کے سامنے بیٹھا گا رہا ہو کہ جانور ان
صحرائی تسخیر ہین سیمتن نے کہا اُسے بلالاؤ کنیزین دوڑی ہوئی آئین آکر کہا بڑے میان
صاحب تمکو ہماری ملکہ بلاتی ہین عمرو نے کہا میرے پاؤن مین طاقت نہین جہان
بیٹھ گیا وہان بیٹھ گیا کوئی مجھکو لے چلے کنیزین جوان جوان کہا بڑے میان ہم تمکو لیچلینگے

دونے دونون ہاتھ پکڑے دونے پانوں پکڑ کر اٹھا لیا گھسیٹتی ہوئی لے چلین عمرو
چیخنے لگا کہ اری نوجوانون مجھ بڈھے سے تمھارا مطلب دلی نہ نکلے گا نوجوان مرد سے
ملو کہ مطلب حاصل ہو وہ کنیزین قہقہے مارتی ہوئی عمرو کو سامنے سیمتن کے لائین
لاکر ڈالدیا سیمتن نے پوچھا کہ ارے اسطرح کیون لائین عمرو نے کہا یہ جوبی بی
گلنار دوپٹہ اوڑھے کھڑی ہین یہ میرے بلانے کو گئین مین نے کہا مین جانے
سے مجبور ہون ایک جوان آیا اُسنے اِنکو اشارہ کیا یہ گوشے مین گئین اور اپنے
دوپٹے کی آڑ کی وہ جوان تو چلا گیا یہ ہانپتی ہوئی آئین مین نہین جانتا کہ پردے
مین کیا ہوا سیمتن نے کہا کہ او شفتل ہر مقام پر تجھے خواہش ہوتی ہی آشناؤن کو تو
بلاتی ہو اور اپنا رنگ جاتی ہی تیرے جسم مین آگ بھری ہی چین نہین لینے دیتی
وہ کنیز رونے لگی کہا واری یہ بڈھا جھوٹا ہی سیمتن نے کہا اُسکو تجھسے کیا دشمنی ہی
کہ جو ایسا کچھ کہتا ہی خواجہ نے کہا حضور جانے دیجیے اب گانا سُنیے مین آپ کا غم
دور کرون گا نا سناؤن کہ آپ بھی یاد کیجیے دیکھیے کیسا رنگ جاتا ہون ملکہ نے کہا
اچھا بڑے میان گانا سُناؤ خواجہ نے نے نکالی پہلے نے بجائی پھر یہ اشعار عاشقانہ
نئی زمین نئے طور سے شروع کیے نظم

رہتا ہون مین مدام طلبگار آفتاب	دکھلا دے ساقیا مجھے دیدار آفتاب
اللہ رے حسن یار ٹھہرتی نہین نگاہ	ہی مثل برق جلوۂ رخسار آفتاب
اس خاکسار کی یہی خالق سے ہی دعا	ذرے کو بھی نصیب ہو دیدار آفتاب
وہ رشک ماہتاب اگر بے نقاب ہو	ہو جاے سرد گرمی بازار آفتاب
خورشید کو وہ زہرہ جبین دے جو حسن کا	گردون پہ مشتری ہو خریدار آفتاب
کوتاہ اس سے عقل ہو اور اس سے تو تیم	یہ کار ماہتاب ہی وہ کار آفتاب
اُس منہ کو پیتے دیکھتا ہون رات کو شراب	شب کو نصیب ہی مجھے دیدار آفتاب
تصویر ابرو ونکی ہی ابرو ہلال کا	رخسار ون کی شبیہ ہی رخسار آفتاب
تا ہے جبین خطوط شعاعی کو دیکھ کر	چمکے جو نور نیزۂ خونخوار آفتاب

سیمتن نے کہا بڑے میاں تمنے تو دل بیقرار کر دیا عمرو نے کہا ایک کمال مین اور
رکھتا ہون اگر آپ اُس کمال کو دیکھین گی تو اِس کمال کو بھول جاوینگی سیمتن نے
پوچھا بڑے میاں صاحب وہ کیا کمال ہی عمرو نے کہا کہ پانوُن سے ناچون ہاتھ سے
بتاوُن سر سے لا کر شراب پلاوُن تب آپ کو کیفیت ظاہر ہو کنیزین آپس مین یہ
کہہ رہی ہین کہ اِس نگوڑے کے پانوُن تو بیکار ہین کیونکر ناچیگا ایک نے کہا یہ
موا جھوٹھا ہی فقرہ دیتا ہی ہم لوگ دیکھا کے لائے آتنے پانوُن نہ اُٹھا یا اب ناچنے کا
دعوی کرتا ہی دیکھو مگر اِسکا کھلجائیگا سیمتن نے کہا بڑے میاں صاحب نام تو اپنا
بتاوو عمرو نے کہا نام میرا اُستاد خرو برد ہی اور مشک افشان سے اِشارے
کر رہے ہین کہ نہ گھبرانا مین تمھاری رہائی کی تدبیر کرتا ہون مشک افشان حیران
ہی کہ یہ بڈھا مجھسے کیا اِشارے کر رہا ہی مین اِسکو پہچانتی بھی نہین مگر دیکھیے کیا ہوتا ہی
اِن اِشارون سے کیا مطلب نکلتا ہی خواجہ نے کہا ملکۂ عالم کنجی میخانے کی مجھے
دیجیے تو مین گھنگرو باندھون گلابیان درست کر کے لاوُن سیمتن نے کنجی دی خواجہ
میخانے مین آئے شراب کو خراب کیا چند گلابیان آراستہ کر کے محفل مین لائے
سیمتن نے کہا دیکھو کس سلیقے سے بڈھا شراب لایا ہی کہ دل کو خواہش ہوتی ہی اور
میخانہ خواجہ نے لٹا دیا کنیزین و اہل فوج شراب اُٹھا کر لے گئے جا بجا بیٹھکر پینے لگے
سارے لشکر مین شراب پھیل گئی جسنے پی وہ اوک رہا ہی کوئی ڈکار تا ہی کوئی گاتا ہی
کوئی ہاتھ جھٹکتا ہی خواجہ عمرو نے پانوُن مین گھنگرو باندھے اول چند اشعار
مضمون شراب کے گائے پھر جام لبریز کر کے سر پر رکھا ٹھوکرین لیتے ہوئے
سامنے سیمتن کے آئے عرض کی ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے
سیمتن نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر پی گئی دوسرا جام خواجہ نے
مصاحبون کو دیا جسکے سامنے جام لیکر جاتے ہین اشعار عاشقانہ گاتے ہین اور
سر جھکا دیتے ہین ہر شخص تعریفین کر رہا ہی کہ بڑے میاں صاحب سبحان اللہ کس
تکلف سے شراب لاتے ہو تھوڑے عرصے مین عمرو نے سب کو شراب پلائی اور

سامنے بیٹھ گئے کہا ملکۂ عالم مین تو تھک گیا سیمتن نے کہا اُستاد بیٹھ جاؤ خواجہ جا کر
بیٹھے کہ سیمتن نے سر اُٹھایا کہا بڑے میان صاحب خداوند جمشید ثانی تمھارے
اشتیاق مین آئے ہین دیکھو تخت پر بیٹھے ہین تعریفین کر رہے ہین خواجہ نے کہا
انکو بھی بلائیے آنکی بھی ٹانگ لیجیے سیمتن مسند سے اُٹھی ہاتھ چمکاتی ہوئی چلی کہ
بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی ڈگمگا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی خواجہ نے جو دیکھا
کہ سب بیہوش پڑے ہین مشک افشان سے کہا کیون حضور آپ نے مجھکو پہچانا
مشک افشان نے گھبرا کر کہا مین نے تمکو کہین دیکھا نہین خواجہ نے کہا ایسا
نہ بھولو تم مہر سپہر عیاری مجھکو معلوم ہوا کہ سیمتن تمپر دباؤ ڈالتی ہی میرے خیال
مین آیا کہ تمکو اِسکے دام سے نکالون مشک افشان دعائین دینے لگی اور باگاہ
سیمتن سے نکلی پر پروانہ پیدا کر کے چلی خواجہ نے یہان سیمتن کو مارا سب کے
کپڑے اُتار لیے برہنہ سب کو چھوڑ کر نکل گئے بعد جانے خواجہ کے یہ لوگ جو
بیدار ہوے آپس مین خوب جھگڑے ایک نے دوسرے کو پکڑا کہ ہمارے
کپڑے کیون اُتارے دوسرا کہتا ہی میری پگڑی کیا ہوئی عجب بردار جھیٹتے پھرتے
ہین کہ ہمارے عجب کیا ہوے مگر مشک افشان کئی کوس پہ جا کر اُتری سامنے
دیکھا ایک پہاڑ ہی اُسپر جلسہ جمع ہی ایک شاہزادی حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہی
گانا ہو رہا ہی مشک افشان نے قریب آکر دیکھا کہ یہ کوہ عنبر ہی عنبر فام جادو
وہانکی حاکم و ناظم بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہی مشک افشان کو جو آتے ہوے
دیکھا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم آپ کے خلق سے بعید ہی کہ اِس صحرا مین آپ
تشریف لائیے اور ہمین نہ سرفراز کیجیے آج و سیدم آپ ہی کا ذکر ہو رہا تھا آئیے
تو مین آپ سے حال کہون مشک افشان کا دل نہ چاہتا تھا مگر عنبر فام اُٹھکر
آئی اور ہاتھ تھام لیا ناچار مشک افشان ساتھ عنبر فام کے محفل مین آکر بیٹھی
اور عنبر فام نے گائن کو کچھ اِشارہ کیا گائن نے ساز وغیرہ درست کر کے یہ اشعار
عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

دم گھٹ رہا ہی چشم سیہ کے خیال مین
الجھا رہا مین زلف سیہ کے مثال مین
اے عشق کون سے غم دلدار کی خبر
کیا غم کیا جو قید عزیزون نے اے جنون
دل میرا بعد میرے حسینون مین بٹ گیا
سنتے نگاہ قہر جو کی مین غیظ مین ہا ہا
یارب برا ہو ذکر زمان فراق کا
قید دون سے تو ٹتا نہیں وحشت کا سلسلہ
الںدری صفیر کی رنگین خیالیان

گردن ہو طوق حلقہ چشم غزال مین
مضمون پیچ کا تھا نہ آیا خیال مین
دل اپنے حال مین ہو جگر اپنے حال مین
سنعدی بندھی نہین مرے پاس خیال مین
صدہا شریک ہوتے ہین فوتی کے مال مین
قتل بتیل ہو کے رنگیا چشم غزال مین
گذری شب وصال اسی قیل و قال مین
بیڑی پڑی نہین مرے پائے خیال مین
لو اہتو پھول جھڑنے لگے بول چال مین

ملکہ مشک افشان ہر مرتبہ یہی کہ رہی ہین کہ لو اب رخصت ہوتے ہین عنبر فام جام پیش کرتی ہو مشک افشان انکار کرتی ہو کہ بوا مین شراب نہین پی سکتی ہون عنبر فام نے جھلا کر پوچھا کہ بوا کیا باعث ہو کہ شراب نہین پیتی ہو شاید یہ خیال ہو کہ تم مطیع اسلام ہوئین ہم لوگ ساحر ہین ہماری شراب نجس ہو مشک افشان نے کہا بوا یہ بات نہین تم وہی لوگ ہو کہ جنمین مین نے پرورش پائی آجتک تم سب کے ساتھ رہی اب آج بیگانی ہوئی مگر تم لوگون سے دل سے محبت ہو اگر تمکو برا جانتی تو تمھارے پاس آکر کیون بیٹھتی بوا ہمکو غیر نہ جانو مگر اب رخصت کر دین ایک کار ضروری کو جاتی ہون عنبر فام نے کہا مین ابھی نہ جانے دونگی بعد تھوڑی دیر کے جانا کیا کوئی تمکو قید کرتا ہو مشک افشان خاموش ہو رہی محفل مین صدا ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہو عنبر فام جادو ملکہ مشک افشان کی خاطر کر رہی ہے کئی گلابیان اپنے ہاتھ سے اٹھا کر لائی اور جام لبریز کر کے مشک افشان کو دیا مگر مشک افشان نے نہ پیے عنبر فام کو یہی ضد ہو کہ انکو شراب پلاؤن مگر کسیطرح مشک افشان شراب نہین پیتی کہ سامنے سے چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا وہ ہی مبارک ہو کہ قدرت تشریف لاتے ہین سامنے جو صحرا سے پر بہار ہو اسمان

آئے تھے وہان سے جو اُٹھے تو فرمایا کہ ملکۂ عنبر فام سے ملاقات کرکے جاؤنگا لہذا
پیدل آتے ہین اور وغیرہ بھی ساتھ نہین مشک افشان گھبرا کر اُٹھی کہا ابواہین جاتی
ہون عنبر فام نے ہاتھ تھام لیا کہا ابواہین نہ جانے دونگی اسی لیے تو تمکو ٹھہرایا تھا
قدرت سے ملاقات ہوجائے وہ تمکو سمجھا لین گے مشک افشان نے ہرچند
چاہا کہ ہاتھ چھڑا کر نکلجاؤن مگر عنبر فام نے نہ چھوڑا مشک افشان ناچار ہوکر
بیٹھ گئی کہ دیکھا سامنے سے جمشید ثانی آیا عنبر فام نے بڑھکر استقبال کیا اور راستہ سے
کہا کہ بی مشک افشان بیٹھی ہین ہم تو آپکے منتظر تھے اور ہین نے بمشکل
انکو روکا ہی جمشید نے کہا اے عنبر فام تمنے بڑا کام کیا اب ہین کیا انکو جانے دونگا
ہرطور سے روکونگا یہ کہتا ہوا آکے مسند پر بیٹھا عنبر فام نے جام پلایا جام پی کر
دوسرا جام مانگا عنبر فام نے جو جام دیا اُس جام کو طرف مشک افشان کے
بڑھایا مشک افشان نے کہا مجھکو معاف فرمایئے ہین نہ پیونگی جمشید نے بگڑکر
کہا کیون ملکۂ عالم ہمکو ایسا بُرا جانتی ہو کہ جام نہین پیتی ہو مشک افشان نے
کہا ہم آپ سے جدا ہوے شریک طلسم کشا ہوے اب آپ کے ہاتھ سے شراب
کیونکر پیین حقیقت مین جو مذہب ہمنے اختیار کیا ہی اُس مذہب کے طور سے مناسب
نہین ہی کہ تمھارے ہاتھ سے شراب پیین جمشید نے بگڑکر کہا ہم تو تمہین شراب
پلاوینگے اور پہلو مین بٹھاوینگے مشک افشان نے کہا آپ کا خیال خام ہی ہم تو
نہ پیین گے نہ آپ کی صحبت مین بیٹھین گے جمشید نے ہاتھ پر ہاتھ ڈالکر کہا تمکو اپنے سحر پر
بڑا گھمنڈ ہی مگر کیا مجال ہی کہ میرے سامنے کچھ سحر کرسکو اے مشک افشان آج تمکو
قصر ہفت رنگ مین لے چلونگا مشک افشان نے کہا مین تو نہ جاؤنگی جمشید
نے منھ پر ہاتھ پھیر دیا کہ زبان مشک افشان کی بند ہوگئی اور آواز دی کہ اے
لسان جادو اسکا خیال رہے کہ مشک افشان اپنے ہوش مین نہ آئے زبان
نہ کھلے جب یہ نوبت مشک افشان کی پہونچی تو سر جھکا کر خاموش بیٹھی جمشید ثانی
نے کہا اے عنبر فام مین تو جاتا ہون تم مشک افشان کو ساتھ لیکر آنا عنبر فام

سے کہا یا خداوند یہ مبہوے لانے سے نہ آئیگی جمشید نے کہا اب تکرار نہ کریگی زبان
تو اسکی بند ہی جسوقت تم اشارہ کروگی تمھارے ہمراہ چلی آئیگی مین نے تو غضب کردیا
لسان جادو ایک ساحرہ ہی کہ اسکو اسپر مسلط کیا کیا مجال ہی کہ کسی بات مین انکار
کرے جب تم چلوگی اور ہاتھ پکڑ کر کہوگی کہ قصر ہفت رنگ مین چلو یہ فوراً ساتھ
تمھارے ہو لیگی یہ کہکر جمشید تو چلا گیا عنبر فام نے مشک افشان کو شراب
پلائی مشک افشان حیران بیٹھی ہی مگر خواجہ عمرو جو راہ کو طی کرتے ہوے آتے
تھے قریب ایک کنوئین کے پہونچے دیکھا کہ ایک شخص پانی بھر رہا ہی خواجہ نے
قریب آکر اسکو کنوئین مین ڈھکیل دیا مال و اسباب اسکا لیکر نذر زنبیل کیا یا تھے
نکلے کہ کنوئین سے آتی ہی کہ ایک آواز مہیب آئی کہ او ساربان زادے غریب کو مارکر
کہان جاتا ہی خواجہ نے دیکھا کہ پاؤن زمین نے تھام لیے حیران ہو گئے کہ خواجہ
اب کیا کرون کہ یکایک کنوئین سے ایک جادوگرنی نکلی اسنے نعرہ کیا کہ منم لسان
جادو او ساربان زادے مین آج کئی دن سے تیری تلاش مین تھی اکثر خداوند کے
نامے آئے جا بجا ڈھونڈھا مگر تجھے نہ پایا خواجہ آج ہی تو پھنسے ہو دیکھون تو کیونکر نکلتے ہو
عمرو نے کہا او لسان جادو مجھکو نہ ستا اپنی گویائی نہ جتا مجھے نکلجانے دو ایسا
نہ ہو کہ تمپر زوال آجائے یہی میرا دستور رہی کہ جہان پکڑا گیا گرفتار کرنے والے کی
موت آئی مجھسے تکرار کرنا بہتر نہین لسان جادو نے کہا کیون مجھے ڈراتا ہی
مین ابھی چلکر تجھے قتل کرتی ہون مین بیوقوف نہین ہون کہ تجھکو قید کرون کہ تو
نکلجائے یہ کہکر عمرو کی کمر مین پنجہ دیا او لے اڑی ایک باغ مین آکر اتری کنیزون
نے عرض کی وارثی قدرت نے مشک افشان پر آپ کو مسلط کیا ہی کوہ عنبر
نے آواز دی کہ او لسان جادو ہوشیار رہنا لسان نے کہا مجھے دو سرا شرف
حاصل ہوا کہ دشمن ساحرین کو گرفتار کرکے لائی ہون جلاد کو بلاؤ اسکا قتل کیجے
عمرو نے کہا او ملکہ عالم میرا لگانا تو سن لو لسان نے کہا او ظالم مین جانتی ہون کہ
لگانا تیرا سحر ہی کون اپنے کو بلا مین پھنسائے اور تیرا لگانا سنے اب مین وہ تدبیر

ارتی ہون کہ تا روز قیامت یاد کرو کہ ساحرون کے قتل کرنے کا یہ انجام ہوا قبر مین بھی تڑپو گے ارے قتال جادو جلد ا خواجہ نے دیکھا کہ گوشۂ باغ سے ایک زنگی جلاد بانی پیدا ہوا سامنے خنجر برہنہ کھینچے ہوئے آیا عرض کی حضور کسے قتل کرون عنبر فام نے اشارہ کیا کہ اِس ساربان زادے کا سر کاٹ لے جلاد نے گردن پر خواجہ کی کوہنے کا خط کھینچا عمرو کی بیقراری کا وہ زاری دعا مانگ رہا ہو کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم اپنا فضل شریک حال کر اِن دشمنون کے ہاتھ سے مجھ ناچیز کو بچائے نظم

هست پیش هر نظر نور خدا — مثل خور زیر و زبر جلوه نما
برجبین خوبرویان جهان — جلوه گر هست آن جمال جان فزا
هر گدا سائل بباب دولتش — خاک بوس بارگاه هر پادشاه
عام و دد و وحش و طیور و انس و جان — مستعد در بندگی صبح و مسا
در ثنا خوانی کشاده هر زبان — در دعا گوئی دهان خلق وا
عاشقان اندر محبت میکنند — جان و مال و خویش بر جانان فدا
هر که را نور نظر او میدهد — بیند او را در خلاؤ در ملا
سینۂ اهل صفا از هر غبار — مثل آئینه صفا باشد صفا
خاکسارش را نباشد در جهان — خواهش دولت ز فن کیمیا
وا نما خود ار گردن در سجود — کن عبادت کن عبادت هند یا

لسان جادو کھڑی ہوئی حکم دے رہی ہو کہ ارے جلد سر کاٹ لے اِس نگوڑے کو مہلت نہ دے اِسنے اُن جادوگرون کو مارا کہ جنکے مرنے سے نام سامری و جمشید کا مٹ گیا اب جابجا مسلمانون کا ذکر ہو رہے کھدے پڑے ہین اور تصویرین خداوندون کی نالون مین پڑی ہین مقام افسوس ہو کہ ہم لوگ زندگی مین یہ مصیبتین دیکھین گے آج وہ شخص مین نے پایا ہو کہ جسکے قتل سے سامری و جمشید خوش ہونگے فرما دیجئے آج ہماری بندی قدرت نے اُس شخص کو مارا کہ جسکے نام سے ساحر بھاگتے تھے ارے جلد قتل کر جلاد خنجر کھینچکر چلا قضا کا راجہ وہ مین بیٹھا

اسکل خان کا آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا کہ اُسنے آسمان سے دیکھا کہ اُستاد قتل ہوا
چاہتے ہیں ایک جادوگرنی کمر سی حکم دے رہی ہو اجرومس نے پہاڑ سے کئی سو من کا
پتھر اٹھایا اور لاکر پھینک مار السان جادو پر اٹھا ہو گئی کنیزیں چیخ مار کر بھاگیں
اجرومس نے آکر خواجہ کو رہا کیا حال پوچھا خواجہ نے سب کیفیت بیان کی اجرومس
نے کہا میں بھائی صاحب کو دیکھنے جاتا ہوں مادر مہربان نے فرمایا ہو کہ شاہزادہ
نور الدہر کی خبر لاؤ اسی واسطے نکلا ہوں عمرو نے کہا و لشکر صاحبقران میں ہیں
وہیں جاکر ملاقات کر لینا جب اجرومس چلا گیا تو خواجہ نے باغ کو بوتا جیب یا
دوزنبیل میں رکھ لیا باغ تمام جلگیا طائر جو زمزمہ سرائی کر رہے تھے وہ جل جلکے
گرے ملکہ مشک افشان کے پاس عنبر فام کے بیٹی تھی بیٹھے بیٹھے اٹھی عنبر فام نے
کہا کیوں ملکہ کہاں چلیں مشک افشان نے کہا سر کو ہے ہوا کو دیکھتی ہوں
عنبر فام خاموش ہو رہی ملکہ مشک افشان ٹہلتی ہوئی ایک نخل کے سامنے
میں آکر ٹھہری وہاں لسان قتل ہوئی تھی ملکہ مشک افشان لڑکھڑا کر گری اور
بیہوش ہو گئی اب جو ہوشیار ہوئی زبان کھلگئی سحر یاد آیا یہ پرواز پیدا کر کے
چلی عنبر فام نے دیکھا کہ مشک افشان نکل گئی دوڑی ہوئی قصر ہفت رنگ
میں آئی دیکھا جمشید ثانی تخت پر بیٹھا ہو القا پرین بگھار رہا ہو چند شاہزادیاں
خدمت میں حاضر ہیں خدمت اُسکی کر رہی ہیں جمشید کہتا ہو اب تھوڑے عرصے
میں معشوقہ آتی ہوگی میں نے جلدی کی ورنہ اپنے ساتھ ہی لاتا کہ آسمان پر ایک
برق چمکی عنبر فام نے آکے سجدہ کیا جمشید نے پوچھا خیر تو ہو عنبر فام نے کہا مشک افشان
مثل ستارے کے آسمان پر جاکر چمکی میں نے جو آواز دی تو اُسنے جواب دیا کہ
بس اپنے مقام پر جاکر بیٹھو ہم نہ آوینگے جمشید نے کہا میں نے وہ ساحر بلایا ہو
کہ ایک دن میں سب کا خاتمہ کریگا یہ مشک افشان کو نکل جانے دو میں اب
وہ تدبیر کرتا ہوں کہ ایک دن میں سب مسلمان تباہ ہو جاوینگے غربال دام زن
کو بلایا ہو جسطرح مچھلیوں کو گرفتار کر لیتے ہیں اُسیطرح وہ سب کو گرفتار کرکے لیجائیگا

اُسکے سحر کا مثل نہین ہو پاسے روزگار ہو اُسکو سامری و جمشید نے تعلیم کیا ہو بات بات
مین سحر تازہ تیار کرتا ہو لہذا اب مین مطمئن ہو کر بیٹھونگا وہ اگر کوشش کریگا اُسکی کوشش
خالی نہ جائیگی عنبر فام تو جمشید سے رخصت ہوئی طرف اپنے پہاڑ کے چلی یہان جمشید
مغرور بیٹھا ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی یا خداوند ایک گرد عظیم
بلند ہوئی ہو کوئی ساحر آتا ہو جمشید نے شاہزادیون کو حکم دیا کہ جاؤ جاکر استقبال
کرو باعزاز تمام اُسکو لاؤ یہ وہ جادوگر ہو کہ سامری و جمشید نے اِسکو سکھایا ہو
کتابین اپنی اِسکو دی ہین اور کہا ہو کہ اے غربال چند روز مین وہ وقت آئیگا کہ بڑے
بڑے لوگ اِس طلسم پر نگاہ ڈالینگے اُسوقت تو جاکر مدد کرنا چند شاہزادیان
روانہ ہوئین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک جادوگر نحیف و ضعیف آکر پہونچا
جمشید ثانی کو سجدہ کیا اور کہا اے فرزند ہم تمھارے پرستار ہین بیراگ لوگ کہہ گئے
تھے کہ وقت سخت آئیگا ہم اُسی کے مشتاق تھے نامہ تمھارا پہونچتے ہی آئے بتلاؤ
دشمن کہان ہو جمشید ثانی نے کہا سامنے صحرا ہو اُس مین اُترے ہوے ہین مگر اے
غربال بہت سمجھ بوجھ کے جانا بڑے بڑے جادوگر مارے گئے اے غربال آج
تمھاری دعوت ہو اب کل جانا جاتے ہی سحر کرنا سب مسلمانون کو گرفتار کرلینا
ہمکو بڑا تردد ہو کہ ایسا نہ ہو تمپر کوئی زوال آئے غربال نے کہا یا خداوند خداوند
کلان تقدیر کر گئے ہین مجھکو کوئی نہین مارسکتا جو اِرادہ میرے قتل کا کرے وہ خود
قتل ہو بجلی آسمان سے گرے خداوند کہہ گئے تھے کہ ہم ہمیشہ تمھاری حفاظت کرینگے
اور ہر مقام پر تمھاری مدد کو پہونچینگے تو اے فرزند مجھے کوئی قتل نہین کرسکتا
جمشید ثانی نے کہا آپ بجاسے عم نامدار کے ہین آپ کی حفاظت چاہتا ہون
شاہزادیون سے اِشارہ کیا کہ تیاری کرو چچا جان کی دعوت کرونگا اور شاہزادیون
کو نامے لکھو کہ آکر حاضر ہون پھر مین رخصت کرونگا چاہتا ہون کہ چچا جان کو
اِسطرح روانہ کرون کہ دل مسلمانون کے دہل جائین اُنکی آمد دیکھکر لرز جائین پھر
مقابلہ کیا کرینگے شاہزادیون نے نامے لکھے ملازمون کو نامے دیے ملازم نامے

لیکر چلے مگر خواجہ عمرو ایک جنگل مین بیٹھے تھے کہ ایک نامہ واز کا اُدھر سے گذر ہوا
خواجہ نے اُس سے پوچھا اُسنے ذکر آمد غربال کیا خواجہ سوچے کہ اِس جلسے مین
جانا ضرور چاہیے دیکھون تو کہ میان غربال کون ہین آخر تو اُنسے مقابلہ پڑیگا یہ سوچکر
طرف قصر ہفت رنگ کے چلے دیکھا بڑی بڑی شاہزادیان تاجدار ہر طرف سے
چلی آتی ہین ایک بارگاہ آکر جنگل مین اِستادہ ہوئی اور ایک شاہزادی اُس بارگاہ
مین آکر اُتری خواجہ عیاری کرکے پہونچے اول اُسکا نام پوچھا معلوم ہوا کہ اِسکا
مشعر جادو نام ہی اُسکو بیہوش کیا اور اُسی جادوگرنی کی شکل بنکر کنیزون کو پکارا کہا
ہمکو دربار خداوندی مین لے چلو کنیزون نے عرض کی سواری اب آپہونچی
ہین یہ حوالی قصر ہفت رنگ ہی وہ دیکھیے سامنے قصر ہفت رنگ معلوم ہوتا ہی
اب تھوڑی دیر مین اندرون قصر داخل ہوگا دیکھیے روبرو سامنے راستہ لگا ہی سب
شاہ و شہریار چلے جاتے ہین کنیزین تخت اُڑاتی ہوئی چلین تھوڑی دور راستہ
طی کیا تھا کہ خواجہ نے دیکھا صدہا بارگاہین اِستادہ ہین کیسی کیسی شاہزادیان ٹہل
رہی ہین جسنے دیکھا وہ آکر لپٹ گئی کہتی تھی بوا مشعر قدرت نے آج وہ جلسہ کیا ہی
کہ جسنے تمکو دیکھا اور جسنے ہمکو دیکھ لیا آیندہ دیکھیے فلک کیا دکھائے ہرچند کہ قدرت
نے غربال جادو کو بلایا ہی کہ جو کبھی اپنے ملک سے نہ نکلتا تھا اُسنے یہ تکلیف قبول
کی قدرت نے اُسکی دعوت کی ہی حقیقت تو یہ ہی کہ غربال کا سحر مثل سامری جمشید
کے ہی اُسکے سحر کو کون روکیگا مشعر نقلی نے کہا بوا اِتنے عورتون کی مثل سنی ہی کہ سوپ
تو سوپ چھلنی بھی بولی جسمین بہتر چھید عمرو تو وہ عیار ہی کہ جسنے ماہرو کو مار ادہ
غربال کو بھی ضرور دام مین پھنسائیگا میان میثاق سحر کرینگے بی بہار اعجاز بیان
و سرور ادحسینان و یاسمن رنگین پوش سب نے کہا بی مشعر یہ سب جادوگر وہ
ہین کہ جو سامنے غربال کے پیدا ہوئے غربال اِنکے سحر کو نہ مانیگا اِشارے مین
اِنکو تسخیر کرلیگا کسیقدر خوف عمرو عیار کا ہی مشعر نقلی نے کہا بوا اب اندر قصر کے چلو
جو کچھ ہوا وہ دیکھا اور جو ہوگا وہ دیکھیں گے مگر یہ جانتے ہین کہ یہ ملاقات اخیری ہی

شاید کوئی نوبت ایسا ہو کہ پھر ملاقات ہو جائے تم ہمکو دیکھ لو ہم تمکو دیکھ لیں خواجہ عمرو
سب شاہزادیوں کے ساتھ چلے جیسے ہی خواجہ نے قصر میں پانوں رکھا غربال جادو
نے جمشید سے کہا کہ اے فرزند کوئی غیر بھی آتا ہی میرے پیر مجھکو خبر دے رہے ہیں جمشید
نے کہا اے عم نامدار یہاں کوئی نہیں آسکتا جنکے پاس نامے گئے ہیں وہی شاہزادیاں
آتی ہیں غربال نے کاندھے سے جال اُتارا جیسے ہی خواجہ شاہزادیوں کے ہمراہ
داخل قصر ہوئے غربال نے جال پھینکا سب شاہزادیاں تو ہٹ گئیں مگر خواجہ
اُس جال جنجال میں پھنس گئے جیسے ہی جال جسم سے مس ہوا رنگ و روغن عیاری کا
اُڑ گیا غربال نے پکار کر کہا اے فرزند تمنے دیکھا کہ یہ کون شخص ہی جمشید نے جو عمرو کو
دیکھا اُچھلنے لگا کہا عم نامدار یہ وہ شخص ہی جسنے مشمش کو دریاے قلزم میں جا کر مارا
اور کچھ خوف نہ کیا اب اسکو قتل کیجیے اگر اسکو مار لیا تو طلسم کشا کی قوت جاتی رہیگی
اسنے اس طلسم میں بھی کارہاے نمایاں کیے جو ارادہ کیا وہی کر گذرا اسکا تاکا ہوا
نہیں بچتا جادوگر تو گویا اسکی خوراک ہیں راہ چلتے چلتے مسافر بنکر جادوگروں کو
مارتا ہی غربال نے کہا میں سمجھ گیا میں اسکو ایسے مقام پر روانہ کرتا ہوں کہ جہاں کا
قیدی کبھی رہا ہی نہیں ہوتا میں نامہ لکھتا ہوں کون یہ قیدی لیکر جائیگا جادوگروں نے
کہا اے شہنشاہ ساحران ہمکو خوف اس امر کا ہی ایسا نہ ہو کہ راہ میں یہ بھاگ جاوے
اور ہماری بھی جان لے ہم میں تو کوئی ایسا نہیں ہی کہ اسکو لیکر جائے آپ اپنے
ملازموں کے ہاتھ اسکو روانہ فرمائیے غربال نے کہا میں تم سب کے بھروسے پر
نہیں آیا ہوں میں یہیں رہوں اور قیدی اسکی پہونچ جائے یہ کہکر قفس آہنی منگوایا
اور نامہ لکھکر گلے میں عمرو کے باندھا اور قفس میں عمرو کو بند کر کے ایک سحر کیا کہ
گرد قفس کے دھواں ہو گیا ایک شعلہ زمین سے بھڑکا اُس شعلے نے قفس کو
اُٹھا لیا اور قفس چلا غربال نے پکار کر آواز دی کہ اے شعلہ زن کو سیماب پر
سامنے سیماب جادو کے اس قیدی کو پہونچانا کچھ خوف نہ کرنا وہ شعلہ بھڑکتا ہوا چلا
قفس خواجہ شعلے پر قایم دھواں گھیرے ہوے اسطرح قیدی خواجہ جاتی ہی مگر

سیماب اڑ ور سوار بالا سے کو وہ سیماب بیٹھا تھا کہ سامنے سے شعلہ دکھائی دیا
سیماب نے کہا یہ نشان سحر غربال ہی اور جادوگرون نے کہا حضور کسی نے کسی پر
موٹھ پھینکی ہی سیماب نے کہا دیکھو حال کھلا جاتا ہی کہ وہ شعلہ زمین پر اترا قفس
خواجہ کا زمین پہ آیا وہ شعلہ بنکر غائب ہوا سیماب نے دیکھا ایک شخص قفس مین ہی اُسنے
نے کہا یار ونامہ تو اسکے گلے سے کھول لو نامہ جو کھولکر پڑھا سیماب اُچھلنے لگا کہا
یہ وہ شخص گرفتار ہوا ہی کہ اسکی خوشی کا آج وہ جشن کرونگا کہ روح سامری شاد ہو قدرت
فرما دیجئے ہمارا دشمن کامل قتل ہوتا ہی یار و اب تو دن کم باقی ہی ورنہ مین ابھی اسے
قتل کرتا غربال جادو نے بڑی بڑی تاکید لکھی ہی مگر اب کل صبح کو قتل ہوگا تم مین
کوئی ایسا ہو کہ اسکی قید کو رات بھر رکھے صبح کو میدان خونی مین لائے سب ساحر
کانپنے لگے جواب دیا کہ ای شہنشاہ ہمکو خوف ہی ایسا نہ ہو کہ ہم اسے رکھین اور یہ
قید سے نکلجائے تو کیسا باعث خرابی ہوگا اور میان غربال صاحب نے بھی کسی
ساحر کے ہاتھ روانہ نہین کیا اپنے سحر سے بھیجا سیماب نے جھلاکر کہا کہ صاحبو مین
کیا تمھارے بھروسے پہ ہون میری دائی امان حمالہ غبش زن کو بلاکر لاؤ چند
کنیزین گئین عمرو حیران ہو کہ یہ حمالہ کون ہی جسکو یہ فخریہ اسنے بلایا ہی تھوڑی دیر نہ
گذری تھی کہ کنیزون نے آکر عرض کی حضور ملکہ حمالہ آئی ہین بعد تھوڑی دیر کے
عمرو نے دیکھا کہ ایک فرتوت جسکے سر پہ ایک بال نہین کھوپڑی چمک رہی ہی منھ
دانتون سے خالی کمر مین خم ایک لٹھیا ہاتھ مین اُس مین چیتھڑے بندھے ہوے
چوٹی مین باندھو بندھے ہوے نیلی چادر سر پر پانؤن مین نیلا پائجامہ پہنے ہوے
سامنے آکر پہونچی سیماب نے اُٹھکر سلام کیا اُس ضعیفہ نے بلائین لین کہا بیٹا آج
کیا تھا جو اس دائی بندی کو یاد کیا سیماب نے کہا آپکے فرزند کلان غربال جادو
برائے مدد خداوند گئے جاتے ہی عمرو کو گرفتار کیا سب کتابین اُسکے مکر کی لوگ
پڑھ چکے ہین تو کوئی قید اسکی نہین رکھتا اب مین نے آپ کو بلایا ہی کہ آپ اسکی
قید رکھیے حمالہ نے کہا ای فرزند یہ بہت بڑی بات ہی یہ وہ مکار ہی کہ جسنے دنیا کو

مارا شمشیر کو دریاے قلزم مین جاکر مارا عنظلی آباد ایسے ملک کو تباہ کیا کیسے کیسے
ساحر مارے کہ جنکا آجتک ذکر ہو کوئی ایسا ہو کہ جو اِسکے مکر سے بچا ہو ایک خیال ہے
کہ اگر رات کو کوئی قید مانگیگا تو مین نہ دونگی سیماب نے کہا واہ اماں یہ آپ کیوں
اقرار کرتی ہین کون کہیگا کہ قید دیجیے صبح کو سید ان خونی ہین خود لائیے گا حمالہ نے
خوب اقرار کر لیے کہ صبح کو قید لیکر آؤنگی بیچ مین اگر کوئی مانگیگا تو نہ دونگی یہ کہکے
قفس اٹھا لیکر چلی عمرو کے ہوش اُڑ گئے کہ دیکھون اِس ضعیفہ سے کیا گذرے
یہ تو بلاے روزگار ہو سیماب سے کیا کیا اقرار کیے ہین ہزار طرح کے اِسکو تمسک
ہین اِسپر کیا فقرہ چلیگا مگر حمالہ قفس لیے ہوے گلی کوچوں کو طے کرتی ہوئی اپنے
مکان مین پہونچی عمرو نے دیکھا کہ ایک مکان خام بنا ہو جسمین چھپر دو پلہ پڑا ہو
دروازے مین کنڈی دی ہوئی دونون پٹ باندون سے بندھے ہوے
بڑھیا نے دروازہ کھولا عمرو نے دیکھا کیا مکان دُھوئین سے سیاہ ہو رہا ہو
اُس مین ایک چولھا بنا ہوا چولھے مین تنکے کوڑے کے رکھے ہوے ہین کالی
ہانڈیان مٹی کی چولھے پر رکھی ہین ایک توا لوہے کا رکھا ہو کہ جس مین صدہا چھید
عمرو کے ہوش اُڑ گئے کہ عجب بلا کا سامنا ہو خدا اِسکے شر سے بچاے ضعیفہ نے
قفس لاکر اُسی چھپر مین ٹانگ دیا چند تنکے سینکون کے پڑے تھے اُسنے جھاڑو
دینے لگی کوڑا سمیٹ کر کنارے کیا ایک گھڑے مین سے ماش کی کھچڑی نکالی وہ
پانی سے دھو کر چولھے پر چڑھا دی پتے جلا کر کھچڑی پکائی ایک کونڈے مین نکالکر
رکھی چراغ طاق مین رکھا تھا اُسکا تیل لیکر اُنڈیل دیا اور بیٹھکر کھانے لگی جب
کونڈا بھر کھچڑی کھا چکی تب صحن مین آئی ایک چبوترہ وہان بنا ہوا تھا اُسپر ایک
گدا بچھا ہوا جسکی روئی جابجا سے نکلی ہوئی پیوند لگے ہوے اُسپر بیٹھی اُسی چھپر سے
ایک بوتل نکالکر لائی اور ایک پیالہ مٹی کا لاکر رکھا شراب اُنڈیلکر پینے لگی دو مرتبہ مین
ساری بوتل پی گئی اب نشہ جو ہوا اُسی چھپر سے ایک تنبورہ نکالا جس مین بہت سے
کاغذ کے پیوند جابجا لگے ہوے تار موٹے موٹے چڑھے ہوے بیٹھکر تنبورہ

چھیڑنے لگی جیسین بجاتین بجاتین کی آواز آتی تھی اپنے مزاج کے موافق تنبورہ ملا کر ترانے
لگی کچھ سامری کی تعریف کچھ جمشید کی تعریف کبھی لات و منات کا نام لیتی ہی اسطرح ٹھمریان
گا رہی ہی جب دو پہر رات گذری اور خواجہ نے دیکھا کہ یہ خوب گانے مین مصروف
ہی جون جون رات گھٹتی ہی خواجہ کا خون گھٹ رہا ہی دلمین کہ رہے ہین کہ خواجہ بہت
برے پھنسے صبح کو میدان خونی کا سامنا ہی ای کریم کارساز تو ہی بچانے والا ہی اگر
رات گذر گئی تو غضب ہوا اگر ضعیفہ کو دیکھا کہ الاپ رہی ہی معلوم ہوتا ہی ارتا پیا
اترا رہا ہی خواجہ نے سوچتے سوچتے ایک تان ماری بجلی چمک گئی ضعیفہ نے
ہاتھ روک لیا تنبورہ بجانا موقوف کیا چہار جانب دیکھنے لگی سوچی کہین سے
آواز آئی ہوگی مگر اہ محال کیا آواز تھی کہ جسنے دل چھین کر دیا خواجہ نے دیکھا
کہ خیر اتنی تاثیر تو ہوئی کہ یہ مشتاق ہوئی اب دوسری تان ماری وہ ضعیفہ ادھر
اودھر دیکھنے لگی کہ یہ آواز کہان سے آرہی ہی پھر تنبورہ بجانے لگی خواجہ نے اسکے
مرتبہ پورا شعر گایا ضعیفہ کی نگاہ پڑ گئی اٹھ کھڑی ہوئی پنجہ آہنی اٹھا کر عمرو کو چبھا
دیا کہا کیون لگوڑے یہ تانین تو نے لگائین تھین عمرو نے کہا مین تو آپ کا گانا
سن رہا ہون آجتک کبھی ایسا گانا نہ سنا تھا کیا آپ خوش آواز ہین آواز مین کیا
سوز و گداز ہی ضعیفہ نے اور ایک پنجہ مارا کہا لگوڑے مجھے باتون مین لگاتا ہی
عمرو تڑپ گیا مگر خاموش تھے درویش بجان درویش دلمین کہا خواجہ اسکی باتین سہو
کچھ نہ کہو مگر حمالہ نے کہا مین تنبورہ بجاتی ہون انھین اشعار دن کو گا خواہ کوئی
ٹھمری نکال عمرو نے کہا مین گانا نہین جانتا حمالہ نے پھر پنجہ چبھو دیا عمرو آہ کر کے
رہگیا ترصبا نے کہا کہ ہان خواجہ گاؤ نہین تو ابکی یہ پنجہ آگ مین گرم کر کے تمہارے
پنڈے پر رکھدونگی خواجہ عمرو ڈرے کہ اس حرامزادی سے ڈرنا چاہیے یہ ضرور
پنجہ گرم کر کے رکھدیگی تو اسکا کوئی کیا کریگا ناچار و مجبور ہو کر خواجہ گنگنانے
لگے اور یہ اشعار گانے لگے نظم

	زلف پر خم مین کیا پھنسا ہی		رگ رگ سے صفیر بولتا ہی	

غیرون سے لطف ہو رہا ہی	ہے ہے ظالم یہ کیا کیا ہی
آنکھون مین جو تیری گھر کیا ہی	اے شوخ یہ طالع حیا ہی
کیا جان کہون تمھین برا ہی	کہتے ہین کہ جان بے وفا ہی
حاجت سرمے کی تجھکو کیا ہی	یہ بھی یارون کا توتیا ہی
جو کچھ ہی برا ہی یا بھلا ہی	عاشق ترا تیرا آشنا ہی
تو مجھسے اگر پھرا تو کیا ہی	اے بت بندے کا بھی خدا ہی
ہم مین غیرون مین فرق کیا ہی	اچھا اچھا برا برا ہی
کعبے کی ہی جو صفیر محراب	وہ ختم زلف کا نقش پا ہی

بڑھیا محو ہو رہی ہی خواجہ بھی جان توڑ توڑ کر گا رہے ہین مگر قعنائے کاریگار
کی چھوٹی بیٹی مہ پارہ یہ سحر نہین جانتی تیرہ برس کا سن ہی شب ماہ کی چاندنی جو پھیلی تو
باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزون سے کہا مجھے نیند نہین آتی ہی چلو شہر کی سیر
کرین یہ کہکر نکلی ہر طرف پھرنے لگی قعنائے کا راسطرف بھی گذر ہوا علم موسیقی
مین نہایت دخل رکھتی ہی گانے کی آواز کان مین آئی ساتھ والیون سے کہا
ارے یہ تو کوئی یکا گانا گا رہا ہی نہایت ہی خوش آواز ہی کنیزون نے کہا آپکی
دادی امان کے گھر سے آواز آتی ہی دروازے پر کھڑی ہو کر سنا کی کنیزون نے
دروازہ دھب دھبایا اور پکار کر آواز دی کہ دائی امان دروازہ کھولیے
حمالہ نیش زن نے جواب دیا کہ اری تم کون ہو کنیزون نے کہا بی مہ پارہ آپکی
پوتی صاحب آئی ہین یہ سنکر حمالہ نے دروازہ کھولا عمرو نے دیکھا کہ ایک نازنین
نہایت حسین وجمیل مینڈھیان گندھی ہوئین بیکلین پہنے ہوے بازوون پر جوشن
سنہری اور اسپر نام سامری وجمشید کا لکھا ہوا اگر دھنکے ہوے حمالہ نے جھلا کر
کہا کیون بیٹی اس رات کو کہان پھر رہی ہو یہ بات اور یہ سن یہ کہکر کنیزون کو
برا بھلا کہنے لگی کہ کیون شفتلو تمھاری کیون شامتین آئی ہین کہ تم اسوقت بن
بچی کو لیکر نکلی ہو ابھی کوئی سایہ سکر ہو جائے تو باپ اسپر جان دیتا ہی پھر وہ کیا

کریگا مہ پارہ نے کہا دادی امان زیادہ خفا نہ ہوجیے نیند نہیں آتی تھی مین خود
اِسوجہ سے نکل آئی آپ کے یہان کون گا رہا تھا حمالہ نے کہا بیٹا یہان کون شخص
گانے والا ہو میری آواز سنی ہوگی مہ پارہ نے کہا آپ کی آواز تو کچھ ایسی نہین ہو
یہ تو کسی کامل واکمل کی آواز تھی لہذا مجھے بتا دیجیے حمالہ نے کہا بیٹا مین بھلا کیے
بتاؤن میرا ہی گانا تمنے سُنا ہوگا مہ پارہ نے کہا آپ اپنا ذکر نہ کیجیے آپ کو تو مین نے
ہزار مرتبہ سُنا ہو مین کیا آپ کی آواز پہچانتی نہین ہون آپ کا گانا بے نظیر ہو
عمرو نے پکار کر کہا او ملکۂ عالم مین گا رہا تھا حمالہ نے جھلا کر کہا دور ہو موسے تو
کیون بولتا ہو لاؤن تجھے تیر سے ہیلے کر مہ پارہ نے کہا دادی امان یہ کون شخص ہو
حمالہ نے کہا بیٹا یہ عمرو عیار ہو جسنے ملک ساحرون کے برباد کیے شمشیر دو دامہ کو
مارا حنظلی آباد کو لوٹ لیا کس کس ملک کا نام لون دل ٹکڑے ہوتا ہو تمھارے
بڑے چچا نے گرفتار کر کے اِسکو بھیجا ہو باپ نے تمھارے میرے سپرد کیا ہو
مہ پارہ نے کہا چند ساعت کے واسطے یہ قفس مجھکو دیجیے حمالہ نے کہا بیٹا تم
ابھی بچہ ہو دنیا کے نشیب و فراز سے واقف نہین ہو یہ بڑا چالیہ ہو اسنے بڑے بڑے
جادوگرون کو فریب دیے ہین جو اِسکے دام مین پھنسا وہ مارا گیا بیٹا تم یہ
ارادہ نہ کرو یہ موا لنگوٹ ابول اُٹھا کہ مین گا تا تھا اب تم سید عارہ و تو مین اِسکو
سزا دون مہ پارہ نے کہا دادی امان یہ تو کچھ خطا کی بات نہین ہو اُسنے کہدیا
کہ مین گاتا تھا اِس مین آپ کا کیا نقصان ہو ہر چند مہ پارہ نے کہا مگر حمالہ نے
جھلا کر جواب دیا کہ چھوکری کچھ دیوانی ہوئی ہو مین زہر کیونکر تیرے ہاتھ مین بھلا
دیدون صبح کو یہ میدان خونی مین جائیگا مہ پارہ نازک مزاج بادشاہ کی بیٹی
یہ کلمے کبھی کا ہے کو سنے تھے یہ سُنتے ہی رونے لگی اور بال اپنے نوچنے لگی
حمالہ نے کہا جو حال اپنا چاہے کرو مگر مین اسکو نہ دونگی مہ پارہ نے پھر منت
کہا کہ دادی امان فقط اتنا عرصہ گذریگا کہ یہ غزل جو گا رہا تھا اِس سے گوا کے
لکھ لونگی پھر قفس آپ کے پاس پہونچا دونگی حمالہ نے کہا مین ہرگز نہ دون گی

کنیزون نے کان مین کہا واری آپ اس سے کیون کہتی ہین اپنے باپ سے چلکر کہیے وہ
ابھی بلا کر دس جوتیان مارینگے اور فریاد مین یہ بھی کہیے کہ انکو قیدی دیا قید کرنے
کے واسطے یا گانا سننے کے لیے اگر وہ ہنستین تو میرے کان مین کیونکر آواز آتی یہ
سنکر مہ پارہ کنیزون کو لیکر بلبلاتی روتی ہوئی محل مین آئی مان نے جو بیٹی کو بیقرار
دیکھا گھبرا کر اُٹھی کہنے لگی میری بچی کو کسنے ستایا اور کسنے رولایا مہ پارہ نے سب
حال رو رو کر کہا کہ بی حمالہ بڑی خیرخواہ ہین باواجان نے قیدی جو دیا ہی اُسکا گانا
سن رہی ہین ہنسے جو کہا کہ ہمین غزلون کا شوق ہی چند ساعت کو اسکو لیجاوینگے
غزل لکھ لیوینگے اور پھر قیدی کو بھیجے دینا اُسپر کلمات سخت کہے اور مارنے کو اُٹھین
ای مادر مہربان مین اپنی جان دیدونگی مان نے جا کر سیماب کو ایک دو تھپڑ مارا
کہا صاحب اُٹھو میری تیرہ برس کی کمائی لٹتی ہی کون سی مصیبت تمنے پیدا کی ہی جو اس بیٹی سے
بھی زیادہ ہی سیماب آنکھین ملتا ہوا اُٹھا مہ پارہ کو دیکھا زار زار مثل ابر بہار
رو رہی ہی چیخین پار مارکے کہتی ہی نہ کھانا کھاؤنگی اور نہ پانی پیونگی جبتک حمالہ کا
سر بریدہ نہ دیکھونگی سیماب نے گود مین اُٹھا لیا لاکھ بہلاتا ہی مگر مہ پارہ نہین مانتی ہی
کہتی ہی مجھے قیدی کو دلوا دیجیے تو زندہ رہونگی ورنہ جان دیدونگی آپ حمالہ کو گھر کا مالک
کیجیے ہم تو آپ کے دشمن ہین کہ قیدی کو لیجا کر چھوڑ دینگے بی حمالہ خیرخواہ ہین
ہم باپ کے دشمن ہین مان نے پشت پر سے آکر دوسرا دو تھپڑ سیماب کو مارا
کہا صاحب میری بچی رو رو کر جان دیئے دیتی ہی دو گھڑی مین کیا نقصان ہو جائیگا
جا کر قیدی کو دلوا دیجیے ان خوبی کے وقت وہ خود بجید ہی سیماب کو کچھ
نہ بن پڑا بیٹی کو گود مین لیکر چلا یہان حمالہ دروازہ بند کرکے سو رہی ہی سیماب نے
آکر ایک لات ماری کہ دروازہ گر اجب دھما کا ہوا تو حمالہ کی آنکھ کھلی کہتی ہوئی اُٹھی
کہ یہ رات کو کیا آفت ہی سیماب نے کہا دائی امان قفس قیدی کا دیدو حمالہ
نے کہا ای سیماب بڑا دھوکا کھاتا ہی اگر یہ نکل جائیگا تو پھر دستیاب نہ ہوگا اس
[illegible] مہ پارہ [illegible] دائی امان کیا تی

ین مہ پارہ نے کہا انکو یہ محبس لگا ہے سو کیتر ین میرے باغ مین ہین دروازے پر
سپاہیون کا پہرا ہے قفس مین یہ شخص بند ہے پھر کیونکر نکل جائیگا کیا پر پیدا کر لیگا سب اسکے
گرد رہین گے قفس سے اسکو نہ نکالین گے فقط غزل لکھ لین گے سیماب نے کہا
دائی امان تم سنتی ہو حمالہ وہی کئے جاتی ہے کہ اے سیماب لاڈلی بیٹی حمالہ [illegible] ہے یہ
مجال نہین کہ تم کو ڈانٹو اور پھر مانگے سیماب نے کہا جو کچھ ہو چھوکری جان دیے دیتی ہے دیکھو
اسکی تو بجلی لگی ہوئی ہے قفس لیکر مہ پارہ کے ہاتھ مین دیا کہا بیٹا بہت ہوشیار
رہنا مہ پارہ نے کہا بادا جان جب میدان خونی کی تیاری ہو جائے تو کسی کو
بھیجدیجیے گا وہ اس قیدی کو لیجائیگا چاہے قتل کیجیے چاہے بخشیے آپ کو اختیار ہے
مہ پارہ قفس لیکر چلی خواجہ صورت زیبا کو دیکھتے ہوئے جاتے ہین جی مین کہتے ہین
کہ کیا معشوقہ ہے فرزندان حمزہ کے ہاتھ پہنچیگا پروردگار نے ایک سبب تو نکالا
سیماب تو محل مین گیا حمالہ نے دروازہ بند کر لیا مہ پارہ قفس لیے ہوئے اپنے
باغ مین آئی باغ مین آکر مسند آراستہ کرائی بیٹھکر کہا کہ خواجہ گاؤ عمرو نے کہا کہ اے
شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی انصاف کرو کہ مین کس حال مین ہون جو کچھ
یاد ہے وہ بھی بھولا جاتا ہون مجھے رہا کر دو اور مین تم سے اقرار کرتا ہون کہ بدون
تمھارے حکم کے کہین نہ جاؤنگا مہ پارہ نے کہا خواجہ مین بھی تم سے عہد کرتی ہون
کہ تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہے پہلے حیلہ حوالہ کرکے تمہین بچاؤنگی آخر مین
جو کچھ ہو باپ سے فساد کرونگی اور کہونگی کہ اس قیدی کو ایک ہفتہ رہنے
دیجیے بعد ایک ہفتے کے انتظام ہو جائیگا یہ کہکر قفس کھولا خواجہ قفس سے
نکلکر بیٹھے ڈھولک نکالی اسکو ملا کر یہ اشعار عاشقانہ زمین نئے طور سے گانے لگے

نظم

گلریز ہو وہ دہن ہمیشہ　　غنچے سے کھلا چمن ہمیشہ
وہ کرتے رہے سخن ہمیشہ　　نایاب رہا دہن ہمیشہ
ہم تم سے ملے نہ یا چمن اک روز　　نہ تھا جنت و برہمن ہمیشہ
بچھا [illegible] والے　　[illegible] ہمیشہ

	دور و نزدیک ہی گلشن کا چمن		بڑھتی ہو تری پھیلن ہمیشہ	

مہ پارہ بیقرار ہو گئی کہتی ہو ای شہنشاہ اوج عیاری آپ اِس فن کے کامل و
اکمل ہین آپ کا کوئی مثل نہین ہی خواجہ فرماتے ہین ای ملکۂ عالم دل پہ چھریان
چل رہی ہین کیونکر جان بچیگی اور ملکہ تمھارے سر کی قسم مین نے کوئی خطا نہین
کی لشکر حمزہ کا ہرکارہ ہون خبر لینے گیا تھا غربال نے مجھکو گرفتار کر لیا اسیر ہی
زور وشور ہی کہ اِسے جلد قتل کرو زندہ نہ بچے لہذا اب آپ کو اختیار ہی انھین
باتون مین صبح ہو گئی خواجہ نے کہا مین پیشاب کر آؤن ایک نخل کے نیچے
جا کر گلیم اوڑھ لی کنیزون نے کہا حضور عمرو غائب ہو گیا پتہ نہین ملتا ملکہ نے
حکم دیا سارا باغ چھانا کہین پتہ نہ ملا مہ پارہ رونے لگی کہتی تھی کہ کیسا مرد ہی
مجھسے وعدہ کر کے چلا یا مجھکو دھوکا دیا جب مہ پارہ رونے لگی تو خواجہ نے جو
اُسی مقام پر کھڑے تھے گلیم اُتار کر کہا او شہنشاہ حسن وجمال مین تمکو چھوڑ کر کہان
جاؤنگا اگر چاہتا تو بھاگ جاتا مگر آپ کا حکم ہو تو جان دونگا آپ کے قدمون کو
نہ چھوڑونگا ملکہ نے کہا خواجہ میری جان بھی تمھارے ساتھ ہی وہان صبح کو کل
میدان خونی کی تیاری ہوئی سیماب میدان مین آیا دو جادوگر مصاحب اُسکے
گل جادو و نل جادو اُسنے کہا جاؤ بہ سہولیت میری بیٹی سے کہنا کہ ای پارۂ جگر
قفس حوالے کرو ایسا نہ ہو کہ وہ آزردہ ہو دونون جادوگر در باغ ملکہ پر پہنچے
خواصون نے جا کر کہا کہ دو جادوگر حاضر ہین آپ کے والد نامدار نے قیدی کو
مانگا ہی ملکہ نے عمرو سے کہا آپ قفس مین بیٹھیے تو مین اِن دونون کو بلاؤن
خواجہ کو قفس مین بٹھا کر دونون جادوگرون کو بلایا کہا دیکھو تم خود اپنی
آنکھون سے قیدی قفس مین بیٹھا ہی بابا جان سے کہنا کہ کل وقت تنگ
ہو گیا تھا رات کم باقی تھی مین ایک غزل بھی لکھنے نہ پائی آج دن بھر کی اور
رات بھر کی اور مہلت دیجیے کل مین اِسکو میدان خونی مین لیکر آؤنگی دونون ساحرون
نے آپس مین کہا یارو پلٹ چلو سیماب کی یہ لاڈلی بیٹی ہی ایسا نہ ہو پھر خفگی آئے

ردو خود آکر طلب کرلینگے دونون جادوگر بہت خوب کہکر چلے آکر سیماب سے کہا
کہ ملکہ نے کل کا وعدہ کیا ہے مَینے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ عمرو قفس میں بیٹھا ہے دو دن سے
نہین نکلا آپ دوانہ مانگتا ہے ملکہ نے کچھ کھانا پینا بھی نہین دیا ہے بھوک کے مارے
اُسکا عجیب حال ہے ایک خدمتگار کو سیماب نے حکم دیا کہ جا کر ملکہ سے کہ آؤ کہ بیٹیا
جب قتل کرتے ہین تو پوچھتے ہین کہ کیا خواہش ہے لہذا قیدی کو کھانا پانی ضرور
دینا خدمتگار نے آکر ملکہ کو اطلاع کی ملکہ نے کہا اب باپ نے حکم دیا ہے ضرور
کھانا دونگی خدمتگار کو بھی دکھا دیا کہ دیکھو تو قیدی قفس مین بیٹھا ہے مجھے ارشاد
قبلہ و کعبہ کا بڑا خیال ہے مین نے قیدی کو بڑی تکلیف پہونچائی اب دن کو گوا کے
سنونگی غزل لکھواونگی کل سرکار کو اختیار ہے یہ سنکر خدمتگار چلا گیا جا کر سیماب سے
اطلاع کی کہ صاحبزادی نے آپ کی بڑا انتظام کیا ہے ہمارے سامنے قیدی قفس
مین تھا اب اُسکو کھانا پانی ملیگا ناحق کو رات کو بوصہ کیا سویرے سے اگر قید ملتی
تو وہ گانا سن لیتین اور غزل کے دس بارہ شعر اُنکا لکھا کتنی بڑی بات تھی یہان
ملکہ نے بعد جانے خدمتگار کے دروازہ باغ کا بند کرا لیا خواجہ قفس سے نکلے باغ مین
پھر رہے ہین اگر چلے جائین تو کوئی روکنے والا نہین مگر خواجہ دمبدم سامنے آ کھڑے
ہو سکتے ہین ملکہ مین حاضر ہون دیکھیے اگر چلا جاتا تو کون دیکھتا ملکہ کہتی ہے کہ
خواجہ نگھبراؤ دو تین دن حیلہ حوالہ کرونگی آخر کہونگی کہ ایک ہفتے کی مجھے مہلت
دیجیے تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہے مگر افسوس اسکا ہے کہ مین نے سحر نہین سیکھا
یہان خواجہ نے شام کو گانا سناتے سناتے فرمایا کہ اے ملکۂ عالم آج چاہتا ہون
کہ ایک کمال آپ کو اپنا دکھاؤن ملکہ نے کہا سوائے گانے کے اور کیا کمال ہے
عمرو نے کہا ساقی گری خوب کرتا ہون کہ پاؤن سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن
سر سے شراب پلاؤن ملکہ نے کہا خواجہ یہ تو بہت دشوار ہے خواجہ نے کہا
آپ کو آنکھون سے دکھا دون جام سر پہ رہے کیا مجال کہ قطرہ گرنے پائے
ملکہ راضی ہوئین خواجہ نے کنجی میخانے کی لی کل شراب مین بیہوشی ملائی پکار کر کہا

ہان صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے کنیزین دوڑین گلابیان اُٹھانے لگین
خادم خدمتگار کنیزین سب نے شراب پی خواجہ نے چند گلابیان الماس نگار کی جو تھین
اُس مین وو ارغوانی بھری کمر سے اُنکے تمامی سے باندھے جب لیکر محفل مین آئے تو ملکہ
نے کہا دیکھو صاحبو عمرو کس سلیقے سے شراب لایا ہو کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپک پڑے
عمرو نے لاکر گلابیان رکھین پہلے گت ناچی پھر جام لبریز کیا سر پر رکھکے سامنے ملکہ کے
آئے ملکہ کہتی ہو اوصاحبو دیکھو کیا کمال ہو کہ سر پر جام بھرا ہوا رکھا ہو کیا مجال ہو کہ ایک
قطرہ گرنے پائے کسکی مجال ہو کہ یہ کمال دکھاسکے مین اِسکو اپنی مصاحبت مین رکھونگی
خواجہ نے قریب آکر سر جھکایا کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے
ملکہ انعام دے رہی ہین خواجہ کہتے ہین اے ملکۂ عالم یہ انعام رکھا رہجائیگا اور
ہم قتل ہوجائینگے مہپارہ کہتی ہو خواجہ تمھین کون قتل کرسکتا ہو مین سو حیلے
کرونگی آخر مین کہدونگی کہ یہ میری مصاحبت مین رہیگا باداجان اگر قبول نہ کرینگے
تو مین صاف صاف کہدونگی کہ مین اپنی جان دونگی میری جان جانا وہ نہین گوارا
کرینگے کہونگی اِسکی جان بخشی کیجیے ضرور میرا کہنا مان جاوینگے مین تمکو اپنی مصاحبت
مین رکھونگی خواجہ تم نہ گھبراؤ دیکھو آج بچالیا کل دوسرا فقرہ کرونگی یقین ہو کہ میرے
باداجان میری خاطر شکنی نہ کرینگے مین عرض کرونگی اِسکو کون بُرا کہتا ہو چچا جان نے
گرفتار کرکے بھیجا ہو باغ مین پڑا رہیگا کھانا ملجائیگا دن بھر ہنسی دلگی مین بسر کرتا ہی
اِسکی ذات سے رنج نہ آنے پائیگا عمرو نے سر جھکایا ملکہ نے جام پیا کنیزون کو بھی
اشارہ کیا کہ ارے تم اُٹھکر پیو کیا سب اِس کی مشتاق ہو کہ تمکو بھی سر سے پلادے
خواجہ نے کہا ٹھہر جائیے مین اِن سب کو پلاؤنگا ہر ایک خواص کو بلا کر جھالا
شراب دے رہے ہین کنیزین کہتی ہین واری اگر یہ مصاحبت مین رہیگا
تو بڑی چہل پہل رہیگی دیکھیے آج دن بھر کیا ہنگامہ رہا اِسی طرح یہ شخص ہر روز
دلگی کریگا آپ کے پاس غم نہ آئیگا خواجہ نے تھوڑے ہی عرصے مین سب کو
شراب پلائی کنیزون مین دست درازیان ہونے لگین کوئی کہتی ہو بوا تمھارے

ہر پر کوا بیٹھا ہی کوئی کہتی ہو تیری پشت پر سانپ دوڑا دوڑا پھرتا ہر کوئی کہتی ہو ہوا مجھکو معلوم ہوتا ہو کہ کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی دیکھو سامری جمشید بھی آئے ہین وہ اِشارے کر رہے ہین کہ ہمکو بھی شراب پلاؤ اگر قدرت کو نہ پلاؤ نگے تو وہ آزردہ ہوجاوینگے قدرت کی آزردگی کون گوارا کرے گا یہ کہکر اپنے مقام سے اٹھین پکارتی ہوئی کہ یا خداوند آئیے شراب پیجیے اٹھتے ہی بیہوش ہوگرین اور کنیزین بھی لینا لینا کہکر دوڑین جو اٹھی وہ گری دم بھر مین سب بیہوش ہوئین خواجہ عمرو نے مہ پارہ کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور مہ پارہ کی شکل بنکر مسند پر دوشالہ تان کر سو رہے کنیزین بھی سو رہی ہین نشے مین شراب کے بیہوش پڑی ہین چار پہر رات اِسی حال مین گذری وہ وقت آیا کہ طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی آشیانون سے نکلکر شاخون پر بیٹھے مرغ سحر نے آواز دی اور ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ایک خواص کی آنکھ کھلی دیکھا ملکہ سو رہی ہین اور عمرو کا پتہ نہین قدمون پر ہاتھ رکھکر ملکہ کو جگایا کہا واری عمرو بھاگ گیا یہ سنتے ہی ملکہ رونے لگی کہا صاحبو غضب ہوا مجھے تو اسکی جدائی بہت شاق ہو اور باپ سے کیسی شرمندہ ہونگی صاحبو تمکو یاد ہوگا کیا کیا غزلین گاتا تھا کل رات کو یہ غزل کس لطف سے اُسنے گائی تھی **نظم**

یون مرے گھر سے الٰہی شب یلدا نکلے	جسطرح صبح کو بیمار کا صدقا نکلے
ساقیا رند بہت روزون پر ہین آنکلے	آج تو کوئی اُبلتا ہوا شیشا نکلے
باغ ہی یار رہی شغل می و مینا ے فلک	آج تو ابر وگھٹا دھار برستا نکلے
مثل یوسف ہو تو بازار مین آنا کیسا	کیا ہو کوئی جو خریدار تمھارا نکلے
چاندنی روزن در سے جو شب ہجر آیا	جگنو ئین بن کے مرے گھر سے اُجالا نکلے
سحر وصل ہی جاتے ہین وہ گھر او دل زار	دم جو ایسے مین نکلجائے تو اچھا نکلے
دہانہ بہت ہون ایذا پہ جو ہو بیچے ایذا	نہ کبھی منہ سے مرے ایک کا شکوا نکلے
کل انھین مین نے کہا تھا کہ تمھین دل دونگا	آج ہی کرتے ہوے گھر سے تقاضا نکلے
ہم وہ ہین پیراک ہین طوفان الم مین ڈرکے	صورت موج رواں کاٹکے دریا نکلے

ہم بھی آمادہ ہین نوک سر مژگان کی قسم	آپ سے چھیڑ نکلتی ہو تو اچھا نکلے
کھلگیا خانہ بر انداز و نیرچال اپنا صفیر	باندھکا جب در و لبر کا ادا سے نکلا

یہ غزل جب اُسنے گائی ہو تو مین نے بڑی تعریفین کین اور موتیون کا مالا دیا عمرو
میرے ساتھ بے اعتنائی کرگیا جان کا خوف تو برا ہوتا ہو ابھی مارے وہ بھاگا کہ
جان نہ بچیگی ارے جاؤ باغ مین چہار جانب تلاش کرو کنیزین دوڑی دوڑی پھرتی
ہین کہین پتہ نہین ملتا درختون مین دیکھا جھاڑیون مین دیکھا کوٹھون پر پھرین مگر
جب کہین عمرو کا نشان نہ پایا تو سامنے آکر رونے لگین کہا واری بیشک عمرو
نکلگیا چلا چلا کر پکار اک آوازین پڑگئین مہ پارہ نے کہا ہاے غضب ہوا مین تو منھ
دکھلانے کے لایق نہ رہی یہ کہکر اُٹھی بال پریشان کر دیے کہا صاحبو مین کنوئین
مین گرکر اپنی جان دونگی مان باپ کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ فرما دینگے ہمارے دشمن
کو کھو دیا اور سب سے زیادہ اُنکی دائی امان صاحبہ فساد مچا دینگی کہینگی کہ چھوکری
کو دم دیکر عمرو نکلگیا تو مین کیا جواب دونگی یہی بہتر ہو کہ اپنی جان دیدون یہ کہکر
طرف کنوئین کے دوڑی خواصین لپٹ گئین اپنے کو زمین پر گرا دیا کپڑے پھاڑ ڈالے
منھ پر تماچے مار رہی ہو کہتی ہو کہ صاحبو مجھکو چھوڑ دو کہ مین اپنے کو کنوئین مین
گرا دون خبردار یہ خبر باہر نہ جانے کہ عمرو غائب ہوگیا وہان سیماب نے میدان
خونی کی تیاری کی اُنھین دونون جادوگرون کو بھیجا کہ جاکر بیٹی سے کہنا کہ آج تو
قیدی کو لیکر میدان خونی مین آؤ کہ مین سر اُسکا روانہ کرون کہ غزبال کو خوشی ہو
جادوگر جو دروازے پر آئے سنا کہ باغ مین ایک بلڑ ہو کنیزین پیٹ رہی ہین
کہ صاحبو غضب ہوتا ہو ملکہ اپنے کو کنوئین مین گرائے دیتی ہین ہم لوگ روک
رہے ہین جادوگرون سے کنیزون نے کہا ارے جاکر اُنکے باپ کو اطلاع کرو
کہ جلد آئیے آپ کی صاحبزادی جان دیتی ہین ایسا نہ ہو کہ دشمنون پر کچھ گزر جائے
اپنے کو گرا دیا ہو زمین مین پچھاڑین کھا رہی ہین ہم لوگ لاکھ روکتے ہین وہ
نہین رکتین اگر باپ اُنکے آوین تو شاید اُنکے روکے سے رکین محل مین بھی

خبر کردینا ماں انکی تاکید کرکے اپنے شوہر کو روانہ کرینگی جو کچھ ہوا انکے سامنے ہوورنہ
ہم لوگ گنہگار ہونگے جادوگر یہ خبر سنکر بھاگے پہلے دروازے پر محل کے آئے محلدار
سے کہا صاحبزادی کی ماں سے اطلاع کرو کہ عمرو تو بھاگ گیا ملکہ اپنی جان دیے
دیتی ہیں محلدار نے جو جاکر کہا ماں بلک بلک کر رونے لگی کہتی تھی صاحبو غضب
ہوا وہ بڑی صاحب غیرت ہو ضرور جان دیدیگی ہاے میری تیرہ برس کی مشقت جاتی
ہو یہ کہکر دروازے کیطرف چلی محلدار نے کہا آپ کہاں جاتی ہیں کہا صاحب میں باہر
نکل جاؤنگی پردہ کیسا میری دولت لٹتی ہو میں جاکر اُسکے باپ سے اطلاع کروں
کنیزوں نے کہا واری ہم جاتے ہیں اور جاکر اطلاع کرتے ہیں محل میں پلڑ پڑ گیا
کہ عمرو دغا دے گیا صاحبو جان کا خوف بڑی چیز ہو اسی مارے بھاگا کہ میں قتل
ہوجاؤنگا اُنکے باپ کو اطلاع ہو کہ وہ جاکر سنبھالیں نگوڑا قیدی بھاگ گیا تو
بلاسے وہ قیدی کے واسطے جان دینگی یہاں وہ دونوں جادوگر پاس سیماب کے
آئے اطلاع کی کہ حضور عمرو بھاگ گیا بی سہ پارہ مارے شرم کے اپنی جان دیتی ہیں
کہ میں ماں باپ کو کیا منھ دکھاؤنگی سیماب کو سناٹا آگیا کہ ایک طرف سے رونیکی
آواز آئی سیماب نے دیکھا کہ چند خواصیں میری جورو کی پیٹتی ہوئی آتی ہیں سامنے
سیماب کے آکر کہا کہ حضور نے کچھ سنا عمرو تو بھاگ گیا آپ کی صاحبزادی اپنی
جان دیے دیتی ہیں اور محل میں سہ پارہ کی ماں بھی بگڑی ہوئی سر پٹک رہی ہیں اور
پچھاڑیں کھا رہی ہیں کہتی ہیں کہ جلد جاؤ میری بچی کو لاکر مجھے ملاؤ ورنہ میں اپنے کو
کوٹھے پر سے گرا دونگی سیماب گھبرا گیا طرف باغ کے چلا مصاحب سب پشت پر
جلاد وغیرہ رخصت ہوے کہتے تھے اب کسے قتل کریں قیدی تو بھاگ گیا
سیماب جادو گھبرایا ہوا در باغ پر پہونچا دیکھا باغ سے ایک ہلڑ کی آواز
آرہی ہو خواصیں چلا رہی ہیں کہ لوصاحبو غضب ہوا بی سہ پارہ گرتی پڑتی قریب
کنوئیں کے پہونچی ہیں کنوئیں میں گری پڑتی ہیں سیماب اندر آیا دیکھا سہ پارہ
بحالت زار کنوئیں میں پاؤں لٹکائے بیٹھی ہو اور کنیزیں بیٹھی ہوئی ہیں سہ پارہ کہتی ہو

مجھے چھوڑدو ایسا نہ ہو بابا جان آجاوین تو مین اُنھین کیا منھ دکھاؤنگی کہ سیماب نے اُٹھکر کہا او نورِ نظر تم کیون جان دیتی ہو عمرو کہان بھاگ کر جائیگا گلداری کو سیماب کی دور تک ہے مین ابھی جادوگرون کو روانہ کرتا ہون کہین چھپا بیٹھا ہوگا جادوگر پکڑ لاوینگے وہ مکار یہان سے نکلکر کہان جاویگا میری بیٹی کو دھوکا دے کر چلدیا ہو سیمپارہ وتقلی نے جو باپ کو دیکھا چاہا کنوئین مین گر پڑے کنیزین دوڑکر لپٹ گئین باپ نے اُٹھکر گود مین اُٹھا لیا سیمپارہ منھ اپنا نوچنے لگی کہتی تھی کیون حرامزادیو تم نے اسی لیے مجھکو روکا تھا مین باپ کو صورت نہ دکھاتی کنوئین مین گرتی میرا جنازہ دیکھتے تو فرماتے کہ تیرہ برس کی مشقت ضایع ہوئی شاید مان کو بھی افسوس ہوتا میرا بھی جنازہ آج ہی اُٹھتا یہ تو لوگ کہتے کہ غیرت دار تھی بڑا حجاب ہوا کہ اپنی جان دیدی یہ کہکر چلا چلاکر رونے لگی سیماب نے نہ چھوڑا حکم کیا ارے محافہ لاؤ مین اِسکو محل مین پہونچاؤن او بیٹا ایسی بات نہ کرو قیدی تھا بلا سے بھاگ گیا تمھاری کیا خطا تم ناحق اپنے کو پراگندہ کرتی ہو سیمپارہ کہتی ہے بابا جان وہ محالزادی حرامزادی طعن و تشنیع کریگی کہیگی کہ چھوکری کو عمرو نے دھوکا دیا کس طرح نکلگیا مجھسے یہ طعن و تشنیع ہرگز نہ سہا جاویگے سیماب کہتا ہے او پارۂ جگر محالہ کو کیا دخل ہے کہ تم پر طعن و تشنیع کرے اُسکی ذات کا سارا فساد ہے اگر وہ کانا نہ سنتی تو یہ آفت کا ہیکو برپا ہوتی محافہ آیا بیٹی کو محافے مین لیکر سوار ہوا ڈیوڑھی پر آکر محافہ پہونچا مان بیٹھی ہوئی نکل آئی کہتی تھی ہے ہے میری بچی کو ایسی غیرت آئی کہ جان دینے کو آمادہ ہو خواصون نے کہا واری اگر ہم لوگ نہ لپٹ جاتے تو کنوئین مین گر پڑتین کیسی آفت برپا ہوتی ہم لوگ کیا منھ دکھلاتے مان نے دوڑکر بیٹی کو گود مین لیا کہا بیٹا اب شرم نکرو تمھارے چچا اُس عیار کو پھر گرفتار کرکے روانہ کرینگے سیماب نے کہا صاحب غربال کیسا مین ابھی گرفتار کرا کے منگواتا ہون میری صاحبزادی ناحق شرمندہ ہین مان گودی مین لیکر بیٹی کو محل مین آئی مگر سیمپارہ کا رونا کم نہین ہوتا تھا سب سے کہتی تھی کہ مین نے تم سب کو منھ دکھایا حرامزادی خواصون نے مجھکو کنوئین مین نہ گرنے دیا میرا خاتمہ ہوتا تو مان باپ کو معلوم ہوتا غیرت دار تھی

کر اپنی جان دیدی مجھکو زندہ کیون رکھا باپ مان دونون لیٹے ہوے ہین دوائین
دائیان انائین سب کہہ رہی ہین کہ بی بی تمھارے باپ کو سامری وجمشید سلامت
رکھین انکی عملداری بہت وسیع ہے اب وہ ساحرون کو بھیجکر گرفتار کرا منگائین گے
تم عمرو سے پوچھنا کہ کیون بھاگ گیا تھا مہ پارہ نے کہا مین تو قفس سے اُس کو
نکالتی تھی اور ہر وقت جاگا کرتی تھی اتفاقاً مین سوگئی اور یہ سب خواصین بھی بیہوش
سوگئین آخر کو یہ انجام ہوا کہ وہ بھاگ گیا مین زندہ نہ رہونگی تڑپ تڑپ کے اپنی
جان دونگی اماجی یہ خیال تو کرو کہ دوپہر رات کے گئے ہین اُدھر سے گذری تو بی جمال
کا نام سن رہی تھین مجھ کمبخت کو بھی شوق ہوا کہ اسکا گانا سنون اُس شوق نے یہ
نوبت پہونچائی کہ مین مان باپ سے شرمندہ ہوئی مین نہین چاہتی تھی کہ یہ لوگ میری
صورت دیکھین بلکہ میرا جنازہ انکے سامنے آئے مان کہتی ہی بی بی وہ مہدم جنازے کا
نام نہ لو میرا کلیجہ پھٹتا ہی ایسا نہ ہو کہ میرا دم نکل جائے مہ پارہ کہتی ہی اے مادر مہربان
مجھ بدنصیب کو مرجانے دیجئے اگر اسکو جال سے نہ لاتی تو کیون یہ آفت برپا ہوتی مان کہتی
ہو کہ بیٹا بس اب صبر کرو عمرو گرفتار ہوجائیگا کہان بھاگ کر جائیگا ہزارہا ساحر اُسکی
تلاش مین نکلے گا جہان کہین ہوگا وہان سے گرفتار ہوجائیگا مین سمجھ لونگی سارا
دن اسی ہنگامے مین گذرا کہ لیلی شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی مجنون سوز
بصد سوز داخل نجد مغرب ہوا اگر رونا مہ پارہ کا نہین کم ہوا سیماب نے اپنی
زوجہ سے کہا کہ صاحب اسکو لیکر لیٹو شاید سوجائے مان نے گلے سے لگا لیا اور
پلنگ پر لیکر لیٹی سیماب نے بھی اپنا پلنگ قریب بچھوایا کہتا تھا صاحب ایسا نہو
کہ ہم لوگ غافل ہوجاوین اور یہ اُٹھکر اپنی جان دیدے محل مین جو اندارہ کنوان
ہو اسکو تو بند کردو کنیزون سے کہا ہوشیار رہنا مگر مان نے گلے لگا کر جو تھپکا
تو مہ پارہ سوگئی مان نے اشارہ کیا کہ لو صاحب سامری وجمشید نے عنایت کی
کہ مہ پارہ سوگئی اب محل مین کوئی بات نہ کرے سب اپنے اپنے مقام پر جاکے
لیٹو صاحب تم بھی پلنگ پر لیٹو دن بھر ہلاک ہوے ہو ابتو چین سے سیماب

اپنے پلنگ پر لیٹا ماں مہ پارہ کی مہ پارہ کو سلا رہی ہو جب دیکھا کہ بیٹی میری خرّاٹے
لینے لگی تب اپنے بھی تکیے پر سر رکھا سیماب جادو کہ دن بھر کا تھکا ہوا تھا لیٹتے ہی
سو گیا خواصیں بھی اپنے اپنے مقام پر جا کر لیٹیں جو لیٹی وہ سو گئی دو پہر رات گئے محل
میں سناٹا ہوا خواجہ نے آنکھ کھولکر دیکھا کہ ایک طرف سیماب لیٹا ہو لیکن خراٹے
لے رہا ہو خواجہ بسہولیت اُٹھے سیماب کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا آپ سیماب کی
شکل بنکر پلنگ پر لیٹے رات بھر اسی سناٹے میں گذری صبح کو سیماب کی آنکھ کھلی
زوجہ کو جگایا کہا ارے بتلا تو میری بیٹی کہاں گئی ماں جو اُٹھی بیٹی کو نہ پایا پیٹنے لگی
سیماب نے کہا او فیل ہائی میری بیٹی کو تو نے کھویا میں تجھکو قتل کرونگا ماں نے ملکہ
مہ پارہ کی سر جھکا لیا شوہر سے کہا صاحب تو مجھے قتل کر دجانتی تھی کہ شوہر میرا
مجھے بہت چاہتا ہو جب میں خود کہونگی تو قتل نہ کریگا مگر سیماب نے بال پکڑ کے
ایک ہاتھ تلوار کا مارکہ زوجہ کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار کھینچے ہوئے چلا کہا
صاحب مہ پارہ کا گم جانا ایسا نہ ہوگا کہ میں خاموش رہوں قیامت برپا کرونگا
اور لوگوں نے دیکھا کہ سیماب کو ایسا غصہ ہو کہ زوجہ کو اپنی مار ڈالا اب کنیزوں
کو اپنی قتل کر رہا ہو خواصیں بھاگ کر جا بجا چھپ رہی ہیں سیماب نقلی تلوار
کھینچے ہوئے دروازے پر آیا چوبدار کھڑا تھا اُسنے سلام کیا سیماب نے ایک ہاتھ
تلوار کا مارا کہا او بیادب ہم تو بیٹی کے غم میں ہیں اور تو ہمیں سلام کرتا ہو چوبدار کے
دو ٹکڑے ہوئے جو سپاہی کہ پہرے پر تھا وہ کانپتا ہوا اُٹھا سیماب کو سلام کیا
سیماب نے ہاتھ تلوار کا مارا کہا او بے ادب ہم تو بیٹی کے غم میں ہیں اور تو ہمکو
سلام بھی نہیں کرتا جو سامنے آیا اُسے قتل کیا دربار میں وزرا امرا جمع ہیں اور
کہہ رہے ہیں کہ سیماب کا قلب اُلٹ گیا اپنی زوجہ کو مار ڈالا دربار میں لاؤ اُسے
سمجھاؤ کہ حضور تامل کریں ہم عمرو و مہ پارہ کو ڈھونڈھنے جاتے ہیں تمام سرحد کو
چھانتے ہیں سیماب کہتا ہی ہائے نہیں معلوم میری دختر کہاں چھپی ہو گی کہیں جنگل
میں پھرتی ہو گی یہی کہتا ہوا دربار میں آیا کہ آج کل سلطنت کو مٹا دونگا تخت پہ جا

کہا کیون صاحبو انصاف تو کرو کہ یہ فساد کسکی ذات سے برپا ہوا اگر حمالہ اُسکا گانا
نہ سنتی تو وہ نادان کیون مشتاق ہوتی چند ساحر جادین اور حمالہ کو کھینچتے ہوے لائین
وہان حمالہ سو کر اُٹھی ہو منھ وغیرہ دھو رہی ہو کہ خبر سُنی عمرو بھاگ گیا مہ پارہ بھی
کہین نکل گئی سیماب نے اپنی زوجہ کو مار ڈالا اب دربار مین آیا ہو حمالہ نے کہا
ہم تو جانتے تھے کہ عمرو کی قید ائی ہو کچھ آفت ضرور برپا ہوگی آخر نکل گیا ناحق چھوکری کی
کیا حقیقت تھی اُسکو دم دیکر بھاگا بڑے بڑے ساحر تو اُسکے دام فریب مین پھنستے
ہین وہ چھوکری نادان کیا فریب کو سمجھتی کہ چند ساحر آکر پہونچے کہا بی حمالہ چلو تمکو
سیماب بُلاتے ہین حمالہ لٹیا تھام کر اُٹھی بڑبڑاتی ہوئی چلی کہتی ہوئی کچھ سیماب
دیوانہ ہوا ہو دشمن نے زوجہ کو کیون مار ڈالا کیا مجھکو بھی قتل کریگا مین اِسکے
سامنے سر جھکا دونگی کہ لے اِس دائی کو بھی قتل کر ورنہ مجھے حکم دے کہ مین عمرو و مہ پارہ
کو ڈھونڈھکر لاؤن یہ خوب سمجھ لے کہ وہ تیری سرحد سے نہین نکل سکتا جنگل مین وہ
بھٹکتا پھرتا ہوگا اور یہ صاحبزادی جو نکل گئی ہین کسی کے گھر مین جا بیٹھی ہونگی مین
ڈھونڈھکر لے آؤنگی جادوگر کہتے ہین بی حمالہ چلیے تو سہی سیماب بڑے غصے مین
بیٹھا ہوا ہو مصاحبون پر یہ قہر جھلا رہا ہو کہ حمالہ بکتی جھکتی دربار مین آئی سیماب کو
دیکھا تخت پر بیٹھا ہو اور تیغہ برہنہ آگے رکھا ہو جیسے ہی حمالہ کو دیکھا پکار کے کہا
کیون دائی امان تمنے یہ آفت برپا کی تمکو قید کرنے کو دیا تھا کہ گانا سُننے کو تم اُسکا
گانا سنتین نہ چھوکری اُسکی مشتاق ہوتی تمھاری ہی ذات سے آفت برپا ہوئی اگر تم
نہ گانا سنتین تو یہ آفت کاہے کو ہوتی حمالہ نے کہا بیٹا مین نے تجھیں دودھ پلا کر بڑا کیا ہو
تجھکو پلایا ہو جب تو نے پرورش پائی اگر مین خطاوار ہون تو میرا سر کاٹ لے
یہ کہکر سر جھکا دیا سیماب نے تلوار اُٹھائی اور کہا دائی امان تمھین کیا مین زندہ
چھوڑونگا یہ کہکر ہاتھ مارا کہ حمالہ کے بھی دو ٹکڑے ہوے حمالہ کو مار کر طرف
مصاحبون کے متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو تم یہی چاہتے تھے کہ اپنی دائی امان
کو مار ڈالون تمنے مجھکو نہ سمجھایا یہ کہکر داہنی طرف اشارہ کیا کہ بائین یہ جو مصاحب

بیٹھا ہی اسکا سر کاٹ لے داہنی طرف سے اُٹھکر ایک ساحر نے دوسرے ساحر کا سر کاٹ لیا
سیماب نے کہا دیکھو صاحبو یہ ساحر ایسا اسکا دشمن تھا کہ کہتے ہی اسکا سر کاٹ لیا ہان
صاحبو اسکا بھی سر کاٹ لو فرداً فرداً کرکے اسیطرح سب مصاحب قتل کیے چند
ساحر جو باقی رہے اُنسے کہا کہ ایک چولھا بناکر اُس مین آگ روشن کرو اور ایک
کڑھاؤ اُسمین بہت سا تیل ڈالکر چولھے پہ چڑھاو مین بھی اپنی جان دونگا کیونکہ
بعد زوجہ کے اور ایسی بیٹی کے زندگی بیکار ہی سب ساحرون نے جلدی جلدی
چولھا بنایا آگ سلگا کر کڑھاؤ اُسپر رکھا تیل اُس مین بھر دیا اسقدر آنچ ہوئی کہ
تیل اُچھلنے لگا سب سے کہا باہر جاؤ اب مین اپنی جان دیتا ہون سب ساحر باہر
گئے آپس مین کو رہے ہین یہ ظالم بھی اپنی جان دے تو جھگڑا پاک ہو ہیجانے صدہا
کو مارا اور بار مین سب لاشے پڑے ہین مگر سیماب نقلی نے دروازہ بند کرلیا اور
سیماب اصلی کو زنبیل سے نکالا زبان مین سوزن دیدیا ہی سیماب کی جو آنکھ کھلی
اپنے دیکھا کہ ساری بارگاہ قربانگاہ بنی ہی اور میری شکل کا دوسرا جوان تیغ کھینچے
کھڑا ہی گھبرا گیا کہ میرے مصاحبون کو کسنے مارا عمرو نے کہا ای سیماب آگاہ ہو منم
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری سب کا خاتمہ کرچکا اب تمھین اس تیل مین
ڈالونگا دیکھا تمنے میری قید کے آنیکا مزہ اُٹھایا سیماب تڑپا جی مین کہتا ہی کسکو
پکارون عمرو نے تو سب کا خاتمہ کردیا یہ کیا شعبدہ تھا کہ بیٹی غائب ہوئی اور یہ
ظالم حاکم بنکر بیٹھا حالہ کا بھی لاشہ پڑا ہی دائی امان دو ساحرہ تھین کہ اگر ڈائی
پڑتی تو لاکھو ساحرون سے نڑ سکتین مگر اس ظالم نے کیا کیا کہ اُنکا بھی سر کاٹ لیا
مگر عمرو نے سیماب کو اُٹھا کر کڑھاؤ مین ڈالدیا ایک دناٹا ہوا جارتین جوایکے
سحر کی تھین وہ گرین باہر جو جادوگر کھڑے تھے اُنھون نے آپس مین کہا کہ لو
صاحبو خاتمہ ہوا سیماب نے بھی اپنی جان دی اب دروازہ کھولکر اندر چلو
اندر جو آئے دیکھا سیماب تخت پر بیٹھا ہی تلوار کو ہلا رہا ہی ہر ایک کا قول ہے
کہ یہ ظالم تو زندہ بیٹھا ہی مگر کچھ کر نہین سکتے جانتے ہین کہ ساحر زبردست ہی اگر ایسے

بو دین گے تو یہ سب کو قتل کر ڈالیگا کوئی اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا عمرو نے پکار کر
آواز دی کہ یارو تم مجھکو کیا جانتے ہو مجھے بھی پہچانتے ہو سب نے کہا آپ ہمارے
مالک ہین ہم آپ کے تابعدار ہین جو حکم دیجیے وہ بجا لاوین ہمین بھلا کس بات مین
عذر ہی عمرو نے کہا آگاہ ہو کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران
عیار عمرو بن امیہ ضمری نامدار صاحبو تمنے دیکھا مین نے سب مفسدونکو مار ڈالا اگر
چاہتا تو تم سب کو بھی قتل کر ڈالتا مگر تمکو غریب جانکر چھوڑ دیا اب کہو تمھاری بھی فکر
کرون سب نے کہا ہم تو تابعدار ہین تب عمرو نے مہ پارہ کو زنبیل سے نکالا
مہ پارہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا تمام دربار مزبلہ قصابان بنا ہوا ہی اور رحمال کا لاشہ
پڑا ہی عمرو بصورت اصلی تخت پر بیٹھا ہی مہ پارہ کو عمرو نے تخت پہ بٹھایا اور تمام رعایا
کو جمع کیا کہا صاحبو یہ تمھاری بادشاہ ہی مین جا کر غربال کی فکر کرون جاتے ہی اسکی
گردن تونگا کہ بڑے ساحر زبردست ہوا اب کہو کہ کیا ہوا کہ سیماب تباہ ہو گیا
سیماب و رحمال سب مارے گئے رعایا نے سلطنت مہ پارہ قبول کی عمرو مہ پارہ
کو بادشاہ کرکے سیماب کی شکل بنا ایک سر کو بصورت سر عمرو بنایا اور نیزے پر
اُسے رکھکر گھوڑے پر سوار ہوا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ عمرو کو قتل کیا اور اب مین
اپنے بھائی کی ملاقات کو جاتا ہون راہ مین جو شخص سُنتا ہی وہ حیران ہوتا ہی
اور ساحر خوشیان کرتے ہین کہ قاتل ساحران مارا گیا اب فراغت ہو گئی اب
کون ساحرونکو قتل کریگا وہ شخص مارا گیا کہ جسکا مکاری مین مثل نہ تھا راہ مین
جو قریہ و قصبہ ملتا ہی وہ لوگ دعوتین کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ای سیماب تمنے
کیا کارنمایان کیا ہی کہ عمرو ایسے شخص کو مارا نام سامری و جمشید دنیا مین رہگیا ورنہ
چندے مین کوئی نام نہ لیتا کہ سامری و جمشید کون تھے اب پُرانا مذہب رہگیا
خواجہ جا بجا دعوتین کھاتے ہوے لوگون سے انعام و اکرام لیتے ہوے قریب
لشکر غربال کے پہونچے مگر صاحبقران کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے دیکھا کہ
سر عمرو کا نوک نیزہ پر رکھا ہی یہ دیکھکر بیقرار ہوگئے فرمایا یارو غضب ہوا سب عیار

بھی رونے لگے مگر سمک وچالاک وبرق یہ کہکر نکلے کر یا اپنی جان دینگے یا اپنے باپ
کے خون کا بدلا لینگے کوئی جادوگر بنکر چلا کوئی خدمتگار بنا داخل لشکر سیماب ہوئے
جب غربال کو خبر پہونچی کہ بھائیصاحب سر عمرو لیکر آئے ہین بارگاہ سے نکل آیا دیکھا نوک
نیزہ پر عمرو کا سر ہو جب سیماب سامنے آیا غربال نے کہا کیون بھائی صاحب جس
شخص کو مین نے گرفتار کر کے بھیجا تمنے قتل کیا سیماب نقلی نے جواب دیا کہ بھائی
گھر گھر شادیان ہو رہی ہین سب جادوگر تمکو دعائین دیتے ہین اور کہتے ہین کہ غربال
نے مذہب سامری بچا لیا ورنہ تھوڑے دنون مین کوئی نام بھی سامری کا نہ لیتا مگر
چالاک وسمک وبرق بہ شکل مبدل ساتھ ہین پکار پکار کر کہتے ہین کہ اے غربال
تمنے وہ کام کیا کہ جو کسی سے نہ ہو سکا بڑے شخص کو مارا غربال خاموش ہو کچھ سوچ
رہا ہو سیماب کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا سیماب نے کہا اے برادر مین نے کئی دن
سے کھانا نہین کھایا ہو غربال نے خدمتگارون کو آواز دی کہ ہان صاحبو دسترخوان
بچھاؤ بھائی صاحب کو کھانا کھلاؤ جب دسترخوان بچھا اور غربال نے اشارہ کیا
کہ بھائی صاحب کھایئے عمرو نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ بھائی صاحب تم بھی شریک ہو
غربال بیٹھا تو مگر چوکنا ہو رہا ہو دمبدم سیماب کو دیکھتا ہو کہتا ہو بھائی مین کھانا
نہ کھاؤنگا عمرو نے کہا تمھارے بغیر مین نوالہ منھ مین نہ ڈالونگا یہ کہکر نوالہ بنایا چاہا کہ
منھ مین غربال کے دون غربال نے ہنسکر کہا بھائی صاحب آپ کھایئے میرا اسوقت
دل نہین چاہتا عمرو نے کہا بس اب باتین نہ بناؤ میرے ہاتھ سے نوالہ کھاؤ جب
عمرو نے نوالہ اٹھایا کہ منھ مین غربال کے دون تب غربال نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا
او ساربان زادے تو بڑا گستاخ ہو یہ بتا کہ تو سیماب پر کیا کیا عمرو نے کہا سب کو
مارا غربال نے عمرو کو پھر ایک قفس مین بند کیا اور تھین مار مار کر رونے لگا کہتا تھا
کہ یارو عمرو نے میرا ملک برباد کر دیا بھائی صاحب کو مارا انکی شکل بنکر مجھے دھوکا دینے آیا تھا
والون سے کہا یارو تم تو یہان ٹھہرو مین کوہ سیماب پر ہو آؤن جا کر وہان کا حال
دیکھون کہ کیسی تباہی ہوئی اس ظالم نے بڑا غضب کیا کل رات کو دل گھبراتا تھا

بھائی سیماب کو خواب مین دیکھا ہی مین جلدی چلا آؤنگا تم لوگون کو زیادہ تکلیف
نہ ہوگی سب نے کہا آپ کو اختیار ہی اُسی وقت غربال سوار ہوا عمرو کا قفس گھوڑے
پر رکھ لیا کہا اب اِس سے غافل نہ ہونگا آٹھو پہر اِسکو دیکھا ہی کرونگا حقیقت مین
بھلا دو ہو میں نے تو قید کرکے روانہ کیا تھا وہان جا کر کیونکر چھوٹا کہ یہ آفت برپا
کی سعاحب کہتے ہین نہ گھبرایئے سب کو زندہ پایئے گا یہ اِسکی مجال نہ تھی کہ سیماب کو
مار تا راوہین جو چھوٹا یہ صورت بنکر آیا غربال کہتا ہی یار وہیرے دلکو آگ ہی لگی کہ
کوہ سیماب تباہ ہوا کوئی عزیز زندہ نہیں بچا دہین چلکر عمرو کو قتل کرونگا خون اسکا
شوالون پر چڑھونگا کہ روح سامری رضامند ہو قدرت فرمائینگے غربال نے بڑے
شخص کو مارا ہمارے مذہب کا نام بچا لیا ورنہ کوئی سامری پرست دنیا مین نہ رہتا
جب کوئی ساحر نہ ہوتا تو سامری کا نام کون لیتا مگر واہ رے غربال تو نے بھی
ایسے شخص کو مارا کہ جسنے دامرہ وہشمش کو قتل کیا کہ جو خداوند ساحران کہلاتے تھے
وہ مارے گئے اِس نام خداوند کون سے اُن لوگون کی ذات سے مذہب سامری
کا عروج تھا غربال دلمین یہ خیال کرتا ہوا ہنسی خوشی جاتا ہی تھوڑا لشکر ساتھ ہی سب
ساحر خوشیان کر رہے ہین کہ سامنے ایک قریے کے پہونچے دیکھا کنارے پر
قریے کے ایک نخل ہی وہان سب گنوار جمع ہین ڈھول وغیرہ بج رہا ہی پھول دہ
ہار چڑھا رہے ہین جو اُس مجمع سے نکلتا ہی وجد کرتا ہوا کہ کیا مذہب سامری ہی
اور کیا کرامت اِس مذہب مین بھری ہی کالی جی زمین سے پیدا ہوئین ایک کہتا ہی
پہلے مین نے دیکھا مین اشنان کرکے آیا تھا کہ دور سے دیکھا زیر نخل روشنی ہی
جب قریب آیا تو دیکھا کالی جی سر نکال رہی ہین مگر کالی جی کا ایک ہاتھ نہیں نکلا
دوسرے نے کہا اِس مین بھی کچھ مصلحت ہوگی رفتہ رفتہ نکلیگا غربال نے جو
یہ ذکر سنا گھوڑے سے اُترا قفس عمرو ہاتھ مین لیے ہوے عرق مجمع کے چلا یہ کہتا ہوا
کہ کالی جی مین تمھارا اپوجا کرونگا اور تمھارا اشٹھ منواونگا اِسی قریے مین رہونگی
کہ کوہ سیماب پر چلوگی کالی نے سر ہلایا گنواروں نے کہا میان غربال صاحب

آپ بادشاہ ہین کالی جی نے ہم غریبون کے یہان ظہور فرمایا ہو جانے کے نام سے انکار کرتی ہین غربال قریب آیا جیسے ہی قریب پہونچا کالی نے ہاتھ اٹھایا اور غربال کو اشارہ کیا غربال جھکا کالی نے ہاتھ اپنا غربال کی گردن پر رکھدیا غربال نے سر جھکا کے قدمون پر رکھا بس کالی جی نے منھ کھولا اور بال غربال کے پکڑ کر ایک لغدہ مارا کہ سر غربال کے ہزار ٹکڑے ہوے قفس ٹوٹ گیا عمرو چھوٹ گیا جادو گرون نے جو آواز سُنی کہ کشتی مرا نام من غربال جادو بود سب نے بلوہ کیا عمرو نے حقہ ہاے آتشبازی مارے جادو گر جلنے لگے قران نے لغدہ کھینچکر ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا چالاک و برق و سمک جو ساتھ تھے تیغے کھینچکر لشکر ساحران پر گرے کمندون سے اور حباب بیہوشی سے ساحرون کو مار رہے ہین مگر وہ ساحر بچا نہین چھوڑتے بھی چاہتے ہین کہ ان عیارون کو پکڑ لین مگر عیار بلاے روزگار ہین اگر کسی نے چالاک پر سحر کیا اور چالاک گرا تو برق نے جھپٹ کر اُس ساحر کو نیچے مار دیا ایک کی ایک مدد کر رہا ہے مشتر قران کا نعرہ بلند ہے ہر ساحر درد مند ہے نعرۂ قران

سریع السیر چون باد بہاری — جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بمیدان اژدر آتش فشانم — منم مشتر قران شیر ژیانم

ایک طرف سے خواجہ نعرہ کر رہے ہین نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران — مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون — زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم — صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو — زبائے مری گرد پاپوش کو
روندو جہانگرد طرار ہون — جہانگیر عالم کا عیار ہون

ایک طرف چالاک نعرہ کر رہا ہے نعرۂ چالاک

بعیاری من آنم چست و چالاک — بچشم دشمن اندازم کف خاک
نیاید باد گرد تیز گامم + — خلیفۂ اولم چالاک نامم +

ایک طرف سے برق زنگی نعرہ کر رہا ہو نعرۂ برق

مرا نام ہی برق خنجر گزار — کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون — کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی — ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی — چھلاوہ ہون ہین نام بھی برق ہی

یہ چارون عیار تیغ بازی مین برپا کر رہے ہین ایک کی ایک مدد کرتا ہی ادھر جادوگر نے سحر کیا ادھر عیار نے جا کر اسے مارا لاشون کے انبار کر دیے خون کے دریا بہا دیے یہ سب جانین لڑ رہے ہین مگر جادوگر پیچھا نہین چھوڑتے اسوقت عمرو نے بیقرار ہو کے طرف آسمان کے ہاتھ اٹھائے پکارا اٹھا کر اے کریم و رحیم داد سمیع و علیم اس مصیبت سے بچا لے ان کافرون سے امان دے نظم

ہمہ خلق شاہ و گدا خاص و عام — خدا را پرستش کنند صبح و شام
چہ نام است نام خدا نام حق — کہ ہم نام او نیست در دہر نام
بیاد خدا ہر کہ عادت کند — بماند ہمہ در جہان شاد کام
نیاید بہ ہوش آنکہ اندر جہان — ز مینائے الفت کند نوش جام
کند شغل مرد خدا حق پرست — بذکر شب و روز فکر دوام
قدم ہر کہ اندر طریقت نہاد — کند طور وحق رسی در دو گام
بحکم خدا ہر کہ گردن نہاد — شود خادمش خلق و عالم غلام
بحق ہست آن جام آغاز حق — از و ابتدا او بر و اختتام
خدا وحدہ لا شریک است و بس — کسے را درین نیست جائے کلام
خدا بے مثال و خدا بے نظیر — خدا منظہر بے قلیل و کثیر

خواجہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اڑی ایک تاجدار بادریوش مع بارہ ہزار بادریوشون کے آ کر پہونچا ایک حملے مین سب کو مٹاتا ہوا نکل گیا خواجہ نے بڑھکر پکارا ابھی کہ اے معین و مددگار نام تو اپنا بتا دے کہ ہم جاکے

امیر سے تیری تعریف کرین مگر نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا لڑتا بھڑتا نکلگیا یہ سب
عیار مال کفار لوٹنے لگے جتنے جو لوٹا خواجہ نے اُس سے مانگ لیا قران نے سب
جادوگرون کے کپڑے اُتار لیے سامنے خواجہ کے رکھے مگر مہتر برق فرنگی کہ بلاے
روزگار ہوا نے اگر کپڑا جلا اُتار لیا اور خواجہ سے کہا مین دیکھون تو برق نے ہنسکر
کہا اُستاد اپنا اپنا نام اپنا اپنا کام سب آپ ہی کو دے بیٹھے ہین مین بہت پریشان
ہون سب نوٹ خرچ ہوگئے ہین ابکی بیٹنے مین بنک گھر مین کچھ جمع نہین ہوا چالاک
کہتا ہو کیون برق تو سود کھاتا ہو برق نے کہا سود کفار کھاتے ہین ہم منافع لیتے
ہین مگر لشکر غربال جو مقابلہ صاحبقران ہین اُترا ہوا تھا یکایک اِن سب کے
کان مین جو آواز آئی کرشتی مرا نام من غربال جادو بود سب جادوگر یہ آواز سُنکر
گھبرائے آپس مین صلاح کی کہ نکل چلو سب نے کہا بہتر سارا لشکر بے لڑے بھڑے
بھاگا اہل اسلام نے جو دیکھا کہ لشکر غربال بھاگ گیا آکر مال پر گرے لوٹنے لگے
بارگاہین اُکھڑوا لین خزانے پر قبضہ کیا صاحبقران حیران بیٹھے ہین فرماتے
ہین کہ اے واہ رے ہند مقام افسوس ہو کہ غربال عمرو کو گرفتار کرکے لے گیا
اور کوئی اُسکی مدد کو نہین گیا کہ اُسکو تسکین ہوتی کل وہ آئیگا تو شکایت کریگا کہ
ہماری مدد کو کوئی نہ آیا کسی نے ہمکو نہ بچایا ہر چند کہ وہ ارسطوے فطرت اور لقمان
حکمت ہو لندھور نے کہا غلام ابھی مدد کو جاتا ہو حقیقت مین حریف کو ایک خوف
تو ہوگا یہ کہکر لندھور اُٹھے دس ہزار جوان ساتھ لیکر چلے جب بارہ کوس لشکر سے
نکلے تو دیکھا جنگل سے خواجہ عمرو و مہتر قران و برق و چالاک و سمک بیلداقی
چلے آتے ہین لندھور نے سب سے ملاقات کی سبب رہائی خواجہ پوچھا برق نے
سب احوال بیان کیا لندھور نے کہا آپ لوگ چلین مین شکار کھیل کر آتا ہون
عیار طرف لشکر کے چلے لندھور جنگل مین آکر شکار کھیلنے لگے شکار چرند و پرند
خوب کھیلا دور سے دیکھا ایک پودا مختصر سا ہوش گلدستے کے اُسپر ہزارہا
طائران خوشنوا بیٹھے ہوے زمزمہ سرائی کر رہے ہین اُن زمزمون سے اُنکے یہ ثابت

ہوتا ہوگر یہ اشعار عاشقانہ اپنی زبان مین کہہ رہے ہین **نظم**

تقریر مین معذور نہ عاجز ہو سخن مین
اِسطرح کا ایکا نہین دیکھا ہو سخن مین
کسطرح سے تم وصل کا اقرار کروگے
سچ یہ تو یہ ہو کیا شعر ابول سکین گے
کیا زہر کی نظرون سے مجھے یار نے گھورا
کیا آب حیات آب دم تیغ ہو قاتل
الہام ہین الہام صفیر آپ کی غزلین

حجت شعرا کو ہو محبت تیرے دہن مین
سب ایک زبان ہین ترے اوصاف دہن مین
اک بات سماتی نہین تنگی سے دہن مین
گنجایش تقریر نہین تیرے دہن مین
باقی نہ رہا قطرۂ خون بھی مرے تن مین
ہر رگ ہوئی مثل رگ جان پیرہن مین
شاہین پر جبرئیل ہو میزان سخن مین

اِن آوازون کو جب لندھور نے سُنا تو ایک ہیبت ہوئی بیچ مین اُن طائرونکے
دیکھا کہ ایک طائر کلان برابر طاؤس کے رقص کر رہا ہو لندھور نے کمان کیانی
کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بحر کمان مین پیوست کیا تاک کر اُس طاؤس کو
مارا طاؤس پر جب تیر پڑا اُسنے ایک چیخ ماری اتنا غبار اُڑا کہ سب ملازمان لندھور
اُس مین چھپ گئے بعد تھوڑی دیر کے غبار دفع ہوا دیکھا کہ لندھور مرکب پر
نہین ہین الیاس ہندی کہ ہمراہ تھا اُسنے یہ دیکھکر مرکب کوتل دوڑ رہا ہو
غل مچانا شروع کیا کہ یارو غضب ہوا آقا غائب ہوگئے سب روتے پیٹتے ہوئے
خدمت مین صاحبقران کی آئے صاحبقران نے بیقرار ہوکر فرمایا کہ خواجہ کچھ
خبر تو لو عمرو نے کہا اوشہریار اِس سفر مین میرا بڑا نقصان ہوا اور آپ نے
کچھ نہین دیا کچھ مرحمت فرمایئے تو قرضدارون کو سمجھا دون امیر نے فرمایا آپ
کسکے قرضدار ہین عمرو نے کہا مین اُن لوگون کو نہ بتاؤنگا وہ یون ہی کہا کرتے
ہین کہ تم صاحبقران کے نوکر ہو پھر دبا کیون ڈالتے ہو اصل مین زر دو مگر سود تو
دیا کرو صاحبقران نے کہا ہم اُسنے وعدہ کر لیتے خزانے کے خزانے تمنے پائے
اور پھر قرضدار ہوا عمرو نے کہا خزانے تو آپ لیتے ہین مجھکو کچھ جھاڑن جھوڑن
ملجاتا ہو اُس سے کہین قرضہ ادا ہوتا ہو اب کچھ دلوایئے تو مین تلاش لندھور مین

جاؤن یہ کہکے چادر بچھادی اور پکارکر کہا یارو غریب فرزندار نے چادر بچھائی ہو
سب صاحب کچھ کچھ دیوین سب سردارون نے انگوٹھیان چھلے روپے کے توڑے
ڈالنا شروع کیے خواجہ سب روپیہ نذر زنبیل کرکے تلاش لندھور مین چلے اسی
جنگل مین آئے دن بھر پھرے کچھ نشان نہ پایا شام کو ایک درخت پر چڑھ کے
بیٹھے جب رات زیادہ گئی تو دیکھا کہ آسمان سے شعلے گرنے لگے سب درخت روشن
ہوگئے خواجہ دیکھ رہے ہین کہ چند کنیزین آئین انھون نے فرش بچھایا بعد
تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک محافہ زرین اسکے پیچھے لندھور بن سعدان دیوانہ
واروحشی مثال آکر پہونچے وہ محافہ برابر فرش کے اُترا ایک نازنین نکلی مسند پر
آکر بیٹھی لندھور سامنے آکر بیٹھے منتین کر رہے ہین کہ مجھکو بھی اپنے پہلو مین جگہ
دیجیے ایک کنیز نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ صحرانشین دیکھیے آپ کے عاشق کا کیا حال
ہو اسنے منھ پھیرکر کہا ایسے عاشق کا کیا اعتبار ہو سب باتین بناوٹ کی ہین جب
ہوش مین آئے اور اسی طرح منت کرے تب مین جانون کہ میرا عاشق ہو اب
ثابت ہوگیا کہ یہ فتور کرتا ہو کنیز نے کہا آپ مالک ہین دیکھیے محافے کے پیچھے پھرتا ہو
صحرانشین نے کہا اسکو برائے ملاقات حکیم فیلقوس لیجاؤ وہ اسکا علاج کرینگے
کنیزون نے کہا اے دلدار اے ہشیار سامنے جنگل ہو پہلو مین اسکے قصر ہو اس مین
حکیم فیلقوس رہتے ہین جاکر انکو نبض دکھاؤ وہ تمھارا علاج کردینگے لندھور
ناچار ہوکر اُٹھے طرف صحرا کے چلے عمرو نے رنگ در روغن عیاری کا نکالا آگے
گالون کو بیہوش کیا سامنے صحرانشین کے بیٹھکر نی بجانے لگے اور رقیبون نے کلوے
یہ اشعار گانے لگے نظم

ہستی نے میرا نام و نشان تک مٹادیا	خوش ہوگئے جو خاک مین مجھکو ملادیا
کیا جانے تجنے کونسا فقرہ سنادیا	سوتے ہوے کو خواب لحد سے جگادیا
کہنا ہو سن کے میرا پیام طلب وہ شوخ	کیون آئین ہم کسی کا کچھ ہنسے لیا دیا
پہلو مین دی جگہ نہ کبھی دل کی شکل سے	جب پاس آکے بیٹھ گیا مین اٹھا دیا

فرقت میں تھا قیامت کبریٰ کا سامنا	نالوں سے خفتگان لحد کو جگا دیا
اندری حرارت سوز فراق یار	ہر استخوان کو آگ کا شعلہ بنا دیا
موسیٰ وفور نور سے غش کھا کے گر پڑا	تُنے جو اپنے حسن کا جلوہ دکھا دیا

یہ اشعار عمرو نے ذہن گائے اور دُھوے بیہوشی اُڑائی صحرانشین مع کنیزون کے بیہوش ہوئی خواجہ خنجر کھینچکر اُٹھے چاہا کہ قتل کرون ایک طرف سے آواز آئی کہ او ساربان زادے یہ کیا کرتا ہو عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ لندھور بن سعدان تلوار کھینچے ہوے آتا ہو نعرے کرتا ہوا کہ خبردار اُسپر ہاتھ نہ ڈالنا اگر میری معشوقہ قتل ہوگئی تو چیر کر پھینکدونگا ایک تانچے مین تمھارا کام ہوگا عمرو نے دیکھا کہ لندھور اس ارادے سے آتا ہو کہ مجکو قتل کرے عمرو کو دکر بھاگا لندھور نے آکر اُس نازنین پر پانی چھڑکا وہ نازنین ہوشیار ہوئی اُسنے پوچھا اوداراے ہند یہ کیا ماجرا ہو لندھور نے کہا عمرو نے تمکو بیہوش کیا تھا چاہتا تھا قتل کرے مین نے للکارا کہ خواجہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا اگر اسکا موے جسم میلا ہوگیا تو زندہ نہ چھوڑونگا تب عمرو بھاگا اگر ٹھہرتا تو مین اُسکو قتل کرتا سامنے جو جنگل ہو اُس مین بھاگ کر گیا ہو صحرانشین نے کہا اے داراے ہند یہ تمنے ایسا کام کیا کہ میرے دل مین تمھاری جگہ ہوگئی اور گمان غالب ہوا کہ تم مجپر بدل عاشق ہو مگر میرا مہر ادا کرو لندھور نے پوچھا مہر کیا ہو صحرانشین نے کہا مہر میرا بہت آسان ہو کہ لندھور نے پوچھا وہ کیا ہو صحرانشین نے کہا ہم لشکر تمھارے ساتھ کرتے ہین لشکر کو لیکر مقابلہ حمزہ مین جاؤ حمزہ کا سر کاٹ لو تو ہم تمھین محبت مین سرفراز کرین ہمین یقین ہوگیا کہ تم دل سے ہمپر عاشق ہو مگر نہین ہو کہ عمرو ایسے کے ہاتھ سے ہمکو بچا لیا لندھور نے کہا جسطرح ارشاد ہو وہ بجا لاؤن سر حمزہ لاؤن دو پہر مین اُسکو زیر کرونگا اور ہندوستان مین جو حمزہ سے ساتھ دن لڑا وہ زمانہ کمسنی کا تھا اب دو پہر مین حمزہ کو زیر کرونگا صحرانشین نے کنیزون سے کہا کہ فوج صحرائی بلا ؤ لندھور کو روانہ کرو کہ ہمارا مہر لے آوین تا کہ مجکو

اور ابنکو دونون کو تسکین ہو کنیزون نے باہر نکلکر آواز دی کہ اے فوج صحرائی بہت جلد
حاضر ہو ملکہ صحرا نشین طلب فرماتی ہین کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ساٹھ ہزار فوج
نیزے و تلوارین باندھے ہوئے ایک مرکب کوتل سب کے آگے اس کرو فر سے
آکر پہونچے صحرا نشین اپنے مقام سے اٹھی لندھور کو لباس پہنایا سلاح جنگ
پر آراستہ کیے پشت مرکب پر سوار کیا افسرون سے کہا یارو انکی نگہبانی رکھنا
ایسا نہ ہو وہ سادہ بان زادہ کوئی عیاری کرے لندھور اسی وقت روانہ
ہوگئے عمرو یہ حال دیکھکر بہت گھبرایا جی مین کہتا ہو کہ اے عمرو اگر لندھور مقابلا
صاحبقران مین پہونچا ہرچند کہ حمزہ جنگ لندھور سے عاجز نہین ہو مگر بڑی مشکل
پڑیگی لندھور بڑے زور و شور سے لڑیگا مگر مین تو صحرا نشین کی فکر کرون شاید
کوئی مطلب نکل آئے یہ سوچکر اسی جنگل مین پھرنے لگے یہان صاحبقران لشکر
مین اپنے اترے ہوئے تھے کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا کہ لندھور بن سعدان
ساٹھ ہزار فوج سے آکر پہونچا مقابل صاحبقران مین اترا اور امیر سے کہلا
بھیجا کہ مین صحرا نشین پر عاشق ہون مجھکو حکم ہوا ہو کہ مہر مین سر صاحبقران
کا لاؤ اگر آپ بسہولیت سر اپنا حوالے کرینگے تو بہا ورنہ سر میدان مین سر
کاٹونگا صاحبقران نے کہلا بھیجا جو تجھسے ہو سکے تقصیر نہ کر و سردارون نے
عرض کی کہ لندھور اپنے ہوش مین نہین ہو جس جادوگرنی کا نام لیتا ہو اسی کے
سحر مین ہو لندھور نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر دی امیر
نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو صاحبقران زمان
میدان مین آئے ادھر سے لندھور بن سعدان جوشان و خروشان میدان
مین آکر پہونچا ساتھ والون سے کہ رہا ہو جب مین حمزہ کا سر کاٹنے جاؤنگا تو تمھارے
سردار اور فرزند لوٹ پڑینگے تم ان سب کو روکنا مین اتنی دیر مین سر کاٹ لونگا
لندھور نے مرکب اپنا میدان مین نکالا اور للکار رہا ہو کہ یا صاحبقران
آپکے قاسم کہ رہے ہین کہ دادا جان مین اس ہندی کے مقابلے مین جاؤن

جسطرح قبلہ وکعبہ نے گلشن حصار پر اس ہندی کو مع ہاتھی اٹھایا تھا اسی طرح آج یہ کمر میں ہاتھ دیکر اُٹھا لون رستم عرض کرتے ہین کہ مین جاؤن صاحبقران فرماتے ہین تم لوگون کے جانے سے میری بد نامی ہی یہان تو یہ حال ہو کہ لندھور بیدل کارزار مین ہین صاحبقران قصد کرتے ہین کہ مقابلا لندھور مین جاؤن لیکن فرزندان نامدار و سرداران عالیوقار نہین جانے دیتے وہان عمرو جنگل پڑا پھر رہا تھا کہ دیکھا ایک مسافر آتا ہو مگر کمر سنبھالتا ہوا اشرفیان کمر مین بھری ہین انکو برابر سنبھالتا ہوا جاتا ہو خواجہ نے جو اس مسافر کو دیکھا پانی منھ مین بھر آیا سوچے کہ خواجہ اگر اشرفیان ملجا وین تو کئی مہینے کا سودا ادا ہو جایگا یہ سوچکر مسافر کو پکارا کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہمین تمسے کچھ کہنا ہو مسافر ٹھہر گیا خواجہ قریب آئے کہا بھائی دھوپ بڑی ہو اس دھوپ مین نہ جاؤ مسافر نے کہا بھائی نوکری بڑی چیز ہو ملکہ صحرا نشین نے بھیجا ہو اور نامہ لیکر پاس حکیم فیلقوس کے جاتا ہون اگر دیر لگیگی تو حکیم صاحب خفا ہونگے عمرو نے پوچھا حکیم صاحب کہان رہتے ہین مسافر نے کہا وہ سامنے قصر ہو اسی مین مطب کرتے ہین کئی مکان بنوائے ہین تمام اس قریہ کے لوگ انھین کا علاج کرتے ہین کسی سے کچھ لیتے نہین بلکہ چند دوائیان بنی ہوئی اپنے پاس سے دیتے ہین صبح سے دس بجے تک وہ بیٹھتے ہین آخر وقت چار بجے سے شام تک تو بھائی مین ٹھہر نہین سکتا چاہے دھوپ ہو اور چاہے مینھ ہو مجھے وقت پر پہونچنا ضرور ہو خواجہ نے باتون مین لگا کر حباب مارا کہ وہ ساحر بیہوش ہو کر گرا خواجہ نے اُس مسافر کو بیہوش کر کے کمر جو کھولی نری اشرفیان پائین بہت خوش ہوے کہتے ہین کیا مبارک قدم مسافر ہو کتنے دنون مین اِسنے جمع کی ہونگی مگر خواجہ اِسکو بڑا قلق ہوگا کیا تدبیر کرون خیال مین گذرا جو کچھ ہو سو ہو سب اشرفیان لیکر نذر زنبیل کین چاہا مسافر کو قتل کرون کہ زمین شق ہوئی اُسی جادوگرنی نے جسنے لندھور کو بھیجا ہو سر نکالا اور آواز دی کہ او سارہ بان نہ دوے اب کہان جایگا یہ کہکے آوازہ گیر دی

زمین سے پانوں عمرو کے تھام لیے اس جادوگرنی نے نکل کر عمرو کی مشکیں باندھیں
اور پکار کر آواز دی اے گلعذار جلد آ واز کے ہمراہ ایک کنیز پہلوے نخل سے پیدا ہوئی
حاضر حاضر کر کے سامنے آئی عرض کی واری کیا حکم ہوتا ہے صحرانشین نے کہا اے گلعذار
آج مین نے ایک مسافر بناکر بھیجا تھا کہ یہ سارہبان زادہ ضرور اسپر ہاتھ ڈالیگا سحر کی
اشرفیان بھی بنادی تھین آخر یہ مکار اسی مکر مین پھنسا اسکو لیجاکر باغ مصیبت خزان
مین قید کر تین دن سے زیادہ وہان قیدی نہین رہتا تڑپ تڑپ کے مرتا ہے وہ
کنیز خواجہ کو لے چلی راہ مین چلتے چلتے خواجہ نے کہا کہ بوا مجھکو پیاس لگی ہے کنیز نے
ایک تمانچہ مارا کہا کمبخت مجھکو حکم نہین ہے کہ مین تجھکو پانی پلاؤن تمانچہ کھاکے
خواجہ گرے اور کنیز نے دیکھا کمر سے عمرو کی ایک ڈبیا گری کنیز نے وہ ڈبیہ اٹھالی
جی مین کہنے لگی یقین ہے اس مین جواہر ہو یہ سوچکر ڈبیہ کو کھولا جیسے ہی کھولا
اُس مین سے بیہوشی اڑی گلعذار بیہوش ہوکر گری خواجہ اسکے بیہوش ہونے
کے بعد اپنے مقام سے اٹھے اٹھکر کنیز کو قتل کیا لباس اسکا اتار لیا پھر طرف
صحرا کے بھاگے مگر خیال مین ہے کہ خواجہ یہ صحرانشین بڑی مکارہ ہے مسافر کو
بناکر بھیجا کہ مین اس مکر سے گرفتار ہوا اب بھی مکر کریگی یہ سوچتے ہوے اسی جنگل
مین آئے درخت پر چڑھکر بیٹھے شام کو وہی روشنی ہوئی فرش بچھا وہی محاذ اس
نازنین کا آیا مسند پر آکر بیٹھی خواجہ سوچے کہ آج بصورت اصلی اس سے ملاقات
کرون یہ سوچکر بصورت اصلی سامنے صحرانشین کے آئے جھک کر سلام کیا کہا
اے ملکۂ عالم آپ نے غلام کو پہچانا صحرانشین حیران ہوگئی کہ بصورت اصلی عمرو
آیا ہے اس مین کیا مراد ہے دیکھکر آواز دی کہ خواجہ اس کنیز کے ساتھ کیا کیا عمرو
نے کہا اُسے مارا جو ہمین قید کریگا ہم اسکو زندہ نہ چھوڑینگے صحرانشین کا رنگ
اڑگیا جی مین کہتی ہے کہ اسکا کلیجہ دیکھو صاف کہ رہا ہے خواجہ نے کہا مین اسواسطے
حاضر ہوا ہون چاہتا ہون کہ میرے آپکے دشمنی نہ ہو صحرانشین نے کہا خواجہ
اگر تم میرے ساتھ دشمنی نہ کرو تو مین بھی دشمنی نہ کرونگی تمھین کچھ لشکر کا بھی حال

معلوم ہو لندھور نے طبل جنگی بجوا کر کئی سرداران صاحبقران زخمی کیے اب کل کی
میدان داری بین اختتام ہی خود صاحبقران نکلین گے اور آپس مین مقابلہ ہوگا
عمرو نے کہا مین خوش ہون اگر حمزہ ذلیل ہو ایسا سر اٹھایا ہی کہ روز لڑائی رہتی ہی جسکو جہان
سنا وہان چڑھ گئے ای صحرانشین مین تو اپنی جان سے بیزار ہون اگر پیٹ کو روٹی
ملے تو گوشے مین بیٹھ رہون عیاری کا نام نہ لون حمزہ کی خبث نے مجھے بدنام کیا
آپ لوگ میرے دشمن ہو گئے اگر مجھکو اپنی خدمت مین رکھیے تو جسطرح بنے حمزہ
کو قتل کرون اور سردارون کو اُسکے ستاؤن خزانہ لوٹ لون خانۂ کعبہ مین جاکر
اُنکے باپ کو قتل کرون دیکھون تو کیا کرتے ہین یہی باعث خرابی ہی مجھکو آپ لوگ مطلق نہین
کرنے یہان کا بادشاہ یا تم میری دستگیری کرو تو سب کو قتل کرون تمکو بادشاہ
کرون مگر خرابی یہ ہی کہ آپ لوگون کو ہماری بات فریب معلوم ہوتی ہوگی یہ بتاؤ
کہ مجھے کوئی پا سکتا ہی صحرانشین نے کہا کہ تمھارے ساتھ جبتک مکر نہ کرے جبتک
تمکو کوئی نہین پا سکتا عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم تمنے یہ ایسا مکر کیا کہ مین اُس مکر مین
پھنس گیا بھوکون مرتا تھا اشرفیان دیکھکر بیقرار ہو گیا حقیقت مین آپ کی عقل کی
بڑی رسائی ہی جب مجھ ایسے کو گرفتار کر لیا تو تمھارے مکر سے کون بچیگا صحرانشین
نے کہا خواجہ مین سحر بھی خوب جانتی ہون جو ارادہ کرے میرے پیر مجھکو خبر دیتے
ہین مین اُس شخص کو گرفتار کر لیتی ہون عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم اول زبرجد نگار
و ہفت دربند فرعونیہ پر قبضہ کرو پھر حنظلی آباد لو جاکر ان حمزہ کو مین اٹھا دونگا
جس زمانے مین بگڑا تھا کوئی تم ایسا معین نہ ملا تین برس حمزہ کا ناک مین دم
کر دیا آخر حمزہ نے کنارے بلا کر قدمون پر میرے سر رکھا کہا خواجہ معاف کرو
تب مین نے ناچار ہو کر میل کر لیا دہشت زبرجد نگار فتح ہو ستون کے آگے ایک
ملک ملتا ہی کہ وہان کے بادشاہ کی بیٹی عیارہ تھی سب سرداران حمزہ کو پکڑ کے
لیگئی بڑے بڑے عیار و سردار تھے مگر کسی کے کیے کچھ نہ ہو سکا مین ایک تکیے
پر فقیر بنا ہوا بیٹھا تھا حمزہ نے جاکر مجھسے ملاقات کی اور حمزہ پھر قدمون پر گرا

اور کہا کہ خواجہ خطا معاف کرو اُسی غضب کو مین نے جاکر اُس عیارہ کو گرفتار کیا
تو ای ملکہ ایک معین چاہیے آپ میری اعانت کیجیے اگر کیجیے تو کل جمشید کو گرفتار
کراؤن جس بادشاہ کو حکم دیجیے کیجیے زن وشوہر کو لڑوا دون وہ فتور ڈالدون
کہ بیٹا باپ کو مارے اور باپ بیٹے کا دشمن ہوجاوے سرداران حمزہ کو قتل کرون
آپ کے پاس اسی واسطے آیا ہون کہ مجھکو اپنے سایۂ دامن مین پناہ دیجیے یہ سنکر
صحرانشین نے کہا خواجہ تمھاری بات سے دلکو خوف آتا ہی اگر آپ ایسا کرین
کہ میری مدد کرین تو وہ سامان جمع کردون کہ جسکا دنیا مین مثل نہو عنظلی آباد وہ
مقام تھا کہ جہان ستره لاکھ جادوگر رہتا تھا اب حمزہ نے اپنا ناظم مقرر کیا ہی
عمرو نے کہا حمزہ کے ناظم کو مین اٹھادون گا کسکی مجال ہی کہ میرے حکم کو نہ مانے
جو نہ مانے اُسکی گوشمالی کرون تمام ملک حمزہ کے مین نے چھین لیے تھے ملازمان
حمزہ میرے نام سے بھاگتے تھے صحرانشین نے کہا خواجہ یہ بتاؤ کہ تمھین مذہب
مین کسکا اعتقاد ہی عمرو نے کہا مین خداوند لقا کو مانتا ہون کہ وہ جاگتی جوت
کا خداوند ہی سامری وجمشید مین یہ لیاقت نہین مین ہی نے قیطول پر جاکر
ریش تراشی کی اور صحیح وسالم چلا آیا مہتر گرد مرد کا ناک مین دم کردیا آخر
بیٹا اُسکا خردک میرا شاگرد ہوا تب مین نے جاکر لقا کا پیچھا چھوڑا اب ملکون
ملکون پھر رہا ہی ایکی مرتبہ جاکر اُنکی پھر ریش تراشی کرونگا وہ مجھسے مانی بنتے ہین
اور ہم تو یہ جانتے ہین کہ تم دعوی خدائی کرو مثل جمشید ثانی بنکر بیٹھو مین منتظم
سلطنت ہون اور ساحر بڑے بڑے ملازم کرو اسی جنگل کو طلسم بناؤ دربند
آراستہ کرو حکیمون کو جمع کرونگا فوجون سے یہ میدان بھردونگا وہ فوجین
جمع کرونگا کہ زمین بار نہ سنبھال سکے تم اسی جنگل مین ایک برج بناکر بیٹھو
برق چمکایا کرو سب آکر اطاعت کرینگے جمشید ثانی سے بھی سجدہ کراؤن جمشید
کے کہ یہ ہمشیرہ قدرت ہی تمھاری خدائی کا تمام زمانے مین شہرہ ہو جو جو پرانے
پرانے خداوند گذرے ہین اُنکی تصویرین بناکر لگادون دیکھنے والے دیکھین

کر اگر یہ سب معتقد نہیں ہیں تو زیر گنبد کیوں بیٹھے ہیں اسطرح خواجہ نے یہ مضمون
بیان کیا کہ صحرا نشین جھومنے لگی کہنے لگی خواجہ میں مردے کو زندہ کروں اور
زندے کو مردہ کروں جو کمال کہو وہ دکھاؤں تم جو نائب بنکر بیٹھو گے تو بڑا مطلب
نکلیگا عمرو نے کہا میں اپنے کمال دکھاؤں یہ کہکر گلیم اوڑھلی صحرا نشین حیران ہوئی
کہ عمرو کہاں گیا بیقرار ہوکر پکارنے لگی خواجہ نے گلیم اُتار کر اپنی صورت دکھائی کہا
ملکہ اور بہت سے کمال ہیں اسی حال میں تمکو قتل کر ڈالتا تخت زبرجدی میرے
پاس ہے یہ کہکر تخت نکال لا اسپر سوار ہوکے تخت کو بلند کیا اور پھر زمین پر لائے
کہا اے ملکہ عالم اگر ساحر سحر سے بلند ہوجائے تو اسی تخت پر سوار ہوکر ماروں یہ سنکر
صحرا نشین کے ہوش اُڑ گئے جی میں کہتی ہے کہ حقیقت میں بلاے روزگار ہے
کیا کیا تحفے اسکے پاس ہیں عمرو نے کہا آپ کو تکلیف ہوگی ورنہ جو جو تحفے میرے
پاس ہیں اگر اُن سب کو دکھاؤں تو بہت عرصہ ہوگا اب آپ نے منظور فرمایا
کہ میں خدمت میں رہوں اب جی چاہے اس طلسم کی سلطنت گوارا فرمایئے
یا دوسری جگہ چلیے صحرا نشین نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری تم تو اس لایق
ہو کہ تمکو اپنی آنکھوں پر رکھوں وہ قدر کروں کہ تمھارے برابر کوئی نہ ہو بعد
میرے حکم کے تمھارا حکم ہوگا جسکو حکم دو وہ رہے اور جسکو نکال دو وہ نکلجائے
اس طلسم پر کیا موقوف ہے جہاں کہو گے وہاں چلونگی اور سامان خدائی کے
ظاہر کرونگی مجھ میں بھی بڑے بڑے کمال ہیں جو سائل آئے اُسکی آرزو پوری کروں
اگر کوئی مردہ آئے تو اُسکو زندہ کروں زندے کو مردہ کروں جیسے خواجہ عمرو
تمھارے پاس کمال ہیں اُسی طرح مجھے بھی سحر آتے ہیں جب دیکھو گے بہت خوش ہوگے
مگر یہ بتاؤ کہ جمشید ثانی کیونکر تسخیر ہو خواجہ نے کہا میں جاکے پکڑ لاؤنگا اور
اُسکو تمھارے سامنے باندھ دونگا اور کہونگا کہ یہ صحرا نشین منظور نظر خداوند
سامری ہوئیں دعوی خدائی سے توبہ کر صحرا نشین کو سجدہ کر ورنہ یقین ہے گلا اُڑا
دونگا اطاعت قبول کرے صحرا نشین نے کہا خواجہ حقیقت میں جان اپنی

چیز ہی جب اُسکو یقین ہوگا کہ مین قتل ہوتا ہون تو ضرور اطاعت کریگا ورنہ اُسکو
مارڈالنا عمرو نے کہا مین گرفتار کرلاؤنگا قتل اور عدم قتل کا تمکو اختیار ہی صحرا نشین
نے عمرو کو گلے سے لگالیا کہا اَی شہنشاہ اوج عیاری حمزہ کا عظم وشان تمھاری
ذات سے ہی اگر تم قدم نہ مارتے تو یہ دن حمزہ کو نصیب نہ ہوتا عمرو نے کہا جب
حمزہ پر دہ قاف گیا ہی تو مین اٹھارہ برس برابر نوشیروان سے لڑا نیا قلعہ تسخیر
کرتا تھا اور مہر نگار کو وہان لیجاتا تھا نوشیروان پر وہ وہ شبخون مارے کہ
نوشیروان اپنی جان سے بیزار تھا موت مانگتا تھا اور اُسکو موت نہ آئی تھی
بعد اٹھارہ برس کے جب صاحبقران آئے ہین تو کل اپنے سردارون کو زندہ
پایا سب کو اُنسے ملوایا تب نوشیروان سے مقابلہ پڑا اور نوشیروان بھاگ
بھاگا پھرتا تھا آخر نوشیروان کی یہ نوبت ہوئی کہ ترکستان پر جاکر صاحبقران
سے اصلاح چاہی پھر نوشیروان کے بیٹون نے خروج کیا اُنکو بھی ایسا عاجز کیا
کہ لقا کے ساتھ بھاگے بھاگے پھر رہے ہین لقا ایسے شخص کو جسکو سب بخدائی
مانتے ہین کیسا عاجز کیا اور اپنے کو بالاے قیطول پہونچایا اور وہان جاکر اُسکو
بیہوش کیا اور اُسکی ریش تراشی کی کہ آجتک میرے نام سے کانپتا ہی صحرا نشین نے
کہا خواجہ مین نے تو تمھاری اطاعت کی عمرو نے اُٹھکر سلام کیا اور کہا خدائی
مبارک ہو ابتک تو ساحرہ تھین آج سے آپ کو خداوندی کا مرتبہ ملا یہ سُنکر
صحرا نشین نے کہا خواجہ تمھاری مہربانی سے سب کچھ ہو جائیگا عمرو نے کہا
مین جان لڑاؤنگا مگر اتنا خیال رہے کہ مین قرضدار بہت ہون اگر آپ نے قرضہ
ادا کردیا تو پھر مجھے کوئی ضرورت نہ رہیگی صحرا نشین نے کہا خواجہ تعریف
رنگ مین وہ خزانہ ہی کہ جسکی انتہا نہین وہ سب تمھین لے لینا جب تو قرضہ ادا
ہو جائیگا خواجہ نے کہا جب وہ خزانہ دیکھون تب جواب دون یہ مجال نہین
ہی کہ آپ کو زیادہ تکلیف دون سب کنیزون نے عرض کی کہ اَی ملکۂ عالم آپ کی
اقبالمندی ہی کہ ایسا شخص آپ کی نوکری کرتا ہی خواجہ نے ڈنکالی کہا کہ مین

مبارکباد تو گالون کہ میرے دل کو تسکین ہو یہ کہکر خواجہ نے براے تفریح قلب صحرا نشین زیبجا کے نئے طور سے یہ اشعار عاشقانہ زیبین گا نا شروع کیے قطعہ

نقاب رُخ پہ ہی لطف شراب کیا ہوگا — پڑا نہ عکس تو جام آفتاب کیا ہوگا
ابھی سے قہر ہی فتنہ ہوا کہ قیامت ہی — ہو کمسنی مین یہ عالم شباب کیا ہوگا
ابھی نگاہ ٹھہرتی نہین ہی گالون پر — عروج حسن مین وہ آفتاب کیا ہوگا
برنگ زلف اُلجھنے سے فائدہ اے دل — خموش وہ بُت حاضر جواب کیا ہوگا
کروگے مست کسے آج کسکو تاکا ہی — طلب جو شیشے مین شغل شراب کیا ہوگا
فراق یار مین تنکے جنے وطن چھوٹا — اب اور اے دل خانہ خراب کیا ہوگا
جلا بھُنا ہوا ہی سوز رشک حسرت سے — لذیذ دل کے برابر کباب کیا ہوگا
حیا و غرق بحر خجالت ہو بات کرنے سے — شب وصال مین وہ بیحجاب کیا ہوگا
نہین ہے ڈر ہمین روز شمار کا اے فور — حساب پاک ہوا اپنا حساب کیا ہوگا

اِس رنگ سے خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ صحرا نشین جھومنے لگی اب ارادہ ہی صحرا نشین کا کہ عمرو کے لیے تخت بچھاؤن اور عمرو کو تخت نشین کرون کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر تاج زرین سر پر رکھے ہوے آکر پہونچا آتے ہی کہا کہ کیون ملکۂ عالم مجھسے کیا خطا ہوئی کہ کئی دن سے مجھے سرفراز نہین کیا راتین مجھکو انتظار مین گذرین کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ خدمت مین حاضر ہون اسی خیال مین تھا کہ ایسا نہ ہو مین اِدھر سے جاؤن اور آپ اُدھر سے تشریف لاوین اور مجھکو مکان مین نہ پاوین تو کسیقدر پریشان ہونگی راتون کو تارے گن گن کے صبح کی صحرا نشین نے کچھ جواب نہ دیا ست بیٹھی ہی مگر خواجہ نے وہ باتین کی ہین کہ اپنے کو یہ جانتی ہی کہ مین جمشید کی خالہ ہون مجھکو سجدہ نہین کرتا جب اُس ساحر نے کہ جسکا نام خیل جادو ہی کئی مرتبہ شکایت شب ہجر کی کی اور صحرا نشین نے کچھ بھی جواب نہ دیا تو اُسنے مجبور ہو کے کہا کیون ملکۂ عالم مزاج کیسا ہی مین نے جو عرض کیا کیا سماعت نہین فرمایا صحرا نشین نے کہا اے خیل اگر اپنی بہتری چاہتا ہی تو مجھکو

سجدہ کرو ورنہ جلادونگی جہنم میں پھینکوادونگی یہ کہکر عمرو سے آنکھ ملائی عمرو نے اشارہ سے منع کیا کہ میں سمجھ گیا کہ جو تمہیں اس سے رشتہ ہو معلوم ہوا کہ تمھارا آشنا ہو ابھی اسنے عجائب وغرائب نہیں دیکھے اسوجہ سے وہ قدرت سے آگاہ نہیں ہو پہلے جمشید پہ قبضہ ہو بعد اسکے دعوی خدائی کا کرنا لیکن صحرا نشین کو عمرو کی باتوں پر ایسا غرور رہا ہو کہ دمبدم کہے جاتی ہو کہ ای خیل سجدہ کرو ورنہ پھونک دونگی خداوند سامری جمشید خواب میں آئے تھے وہ فرما گئے ہیں کہ جمشید ثانی کو خدائی سے موقوف کیا ملکہ صحرا نشین کو سب کا خداوند کیا اب طلسم کشا وغیرہ سب غارت ہو جاوینگے جبدن تخت خدائی پر بیٹھونگی پہلے مسلمانوں ہی کو غارت کرونگی جو انکار کریگا اسکو بھی مثل مسلمانوں کے ستادونگی خیل نے کہا ای صحرا نشین معلوم ہوتا ہو آج شراب زیادہ پی گئی ہو اسکے نشے میں یہ باتیں کرتی ہو صحرا نشین نے کہا تجھکو گھمنڈ یہ ہوگا کہ خداوندی میری آشنا ہیں مجھے کچھ آشنائی کا خیال نہیں جسکو چاہونگی آشنا بنالونگی بڑے بڑے جادوگر بڑے بڑے ساحر آرزو کرینگے کہ خداوندی ہمپر نگاہ ڈالیں اور میں توجہ نکرونگی میرے خواب میں جمشید آوینگے اور اس بات کا ارادہ کرینگے تو انکو بھی نقبول کرونگی ای خیل شراب وکباب کیسا میں یہ محبت سمجھاتی ہوں تیرا بڑا مرتبہ ہوگا کتاب میں بھی لکھا جائیگا کہ سب کے پہلے خیل نے سجدہ کیا اور اگر نسجدہ کرتو جا خیل نے کہا میں کل سے بیقرار ہو رہا ہوں میرے ساتھ چلو صحرا نشین نے کہا اور دیوانے میں خداوندی ہو کر تیرے ساتھ جاؤں دیکھ بہت پچھتائیگا یہ کہکر صحرا نشین نے ہاتھ ہلادیا ایک برق گری خیل چونکہ غافل بیٹھا ہوا تھا اسکے دو ٹکڑے ہو سے خواجہ نے کہا مبارک ہو خدائی کو تمھاری روشنی ہوئی کہ پہلے آشنا کو مارا کنیزوں سے اشارہ کیا کہ لاشہ اسکا پھینک دو کنیزوں نے ٹانگ پکڑ کر کھینچا چاہتی ہیں کہ باہر باغ کے لیجا دیں کہ دوسری برق چمکی ایک جادوگر سیاہ فام بدانجام توم کا زنگی تخت پہ سوار آیا آتے ہی کہا کہ کیوں ای صحرا نشین کل سے کہاں تھیں تمھارا دستور تھا کہ خیل کی بارگاہ سے ہو کے

ہمارے پاس آتی تھیں رات بھر انتظار میں رہا دن کو جلسہ آراستہ کیا کنیزون نے سامنے میرے اشعار عاشقانہ گائے

نظم

حُسن روز افزون کی نیرنگی سے کیا کیا ہوگیا — بیان محبت جو گئی وان نازد ونا ہوگیا
پہلے صرف اِک دل تڑپتا تھا یہ اب کیا ہوگیا — لنگ آنے سے توکل امضا مین رعشا ہوگیا
مرتبہ یہ دیدۂ دیدار جو کا ہوگیا — طور منظور نظر ہونے کو سرما ہوگیا
زیر خنجر کس ادا سے رقص بسمل نے کیا — دیکھکر قاتل جسے محو تماشا ہوگیا
روح جب نکلی مری گھبرا کے وہ کہنے لگے — اسکی بو کیا ہو گئی اِس پھول کو کیا ہوگیا
آبدیدہ ہوکے کہتے ہین وہ مجکو میرے بعد — چاہنے والا خدائی مین وہ یکتا ہوگیا
بعد مجنون خاک اُڑتی تھی مگر پہونچے جو ہم — وہ جنون چمکا دوچند آبادِ صحرا ہوگیا
جب چلا وہ فتنۂ محشر قیامت آگئی — جسطرف رکھا قدم اِک حشر برپا ہوگیا
دیکھنا جسپر پڑا اُس ترک کا تیر نظر — تھام کر دل دونون ہاتھون سے وہ بیٹھا ہوگیا
دست بستہ اب مضامین کیون نہ حاضر ہون ہجر — کشورستانِ سخن مین دخل اپنا ہوگیا

جب کنیزون نے یہ اشعار گائے تو بیقراری کو ترقی ہوئی کنیزون سے کہا کہ تم لوگ جلسہ آراستہ رکھو مین آتا ہون ملکۂ عالم کو بلا لاؤن صحرا نشین نے کہا اے سیاہ فام جادو۔ یکہودہ لاشہ خیل کا پڑا ہوا ہے ابھی قدرت نے اِسکو مارا ہے ملک الموت آکر روح قبض کر لے گئے بہتر یہ ہے کہ سجدہ کرو ورنہ تیرا یہی حال ہوگا سیاہ فام نے کہا او صحرا نشین تو کیجہ دیوانی ہوگئی ہے ایسے لفظ منھ سے نکالتی ہے خداوند سن لین گے تو غضب ہوگا اُسی وقت تجھکو مار ڈالین گے پھر تجھے کچھ زبن پڑیگا آج کیا تجھکو وحشت ہے کہ ایسی بیہودہ باتین کرتی ہے صحرا نشین مار کر خیل کو اور زیادہ مغرور ہوگئی ہے کہا اے سیاہ فام بس اب دیر نہ کرو واسطے سجدے کے جھکو مگر سیاہ فام بہت بیہودہ ہے سوچا کہ آج کسی نے اِسکو سحر کا پلٹ کر دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا تا تنیا بیٹھا ہوا ہے اور صحرا نشین کو اشارون سے منع کرتا ہے کہ دیکھو ملکہ بہت زیادہ نہ گھبراؤ سنبھلکر بات کرو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی تمھارا آشنا ہے جا بجا

وعدے کرتی ہو وفا نہیں کرتی ہو یہ لوگ تو عادی ہیں کہ رات بھر تمھارے ساتھ
چین کریں تمکو نہیں پایا اسوجہ سے بیقرار ہیں صحرا نشین نے طرف سے عمرو کے
منھ پھیر لیا کہا کیوں سیاہ فام بجد و نہ کریگا ہو شرط کہ جلادوں سیاہ فام جانتا ہو
کہ یہ پھر عاشق ہو یہ کیا جانے کہ خواجہ نے ایسا بھرا ہی کہ مبہوت ہو رہی ہو جب
کئی مرتبہ سیاہ فام سے کہا اور سیاہ فام ہنسکر چپکا ہو رہا تو صحرا نشین نے کہا کہ یہ
کنیزیں ہماری لاشہ خیل کا لیے جاتی ہیں سیاہ فام جیسے ہی پلٹا صحرا نشین نے
ہاتھ ہلا دیا اور سحر کیا کہ ایک برق گری سیاہ فام کے دو ٹکڑے ہوے دونوں
لاشے پڑے ہیں کہ رزیل جادو آکر پہونچا صحرا نشین نے اسکو بھی مارا اسیطرح
متواتر سات جادوگر آئے صحرا نشین نے سب کو مارا سات لاشے پڑے ہیں
دریاے خون جاری ہو کنیزیں کانپ رہی ہیں کہ پھر نہ آفت آجائے آج تو بی
صحرا نشین کو خبط ہو گیا ہو عمرو نے خوب سبق پڑھایا خواجہ نے کہا ای صحرا نشین تجھے
یہ سب آشنا اپنے مارنے ایسا نہ ہو اونکے عزیز آجاویں اور تمھارے ساتھ سرکشی
کریں کہ آسمان نے نعرہ ہوا باش او صحرا نشین تو نے غضب کیا منم نقال جادو
تو نے بھائی کو میرے مارا ہیں اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا صحرا نشین نے کہا
او بھیا آ تو سہی میں آج کرامت خداوندی دکھلا رہی ہوں یہ سنتے ہی اوس جادوگر نے
جھولی سے گولا نکالا اسم سحر کا پڑھکر پھینک مارا جیسے ہی وہ گولا پھٹا اوس میں
سے دھواں نکلا صحرا نشین ڈگمگا کر گری آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور ہاتھ پاؤں
بے حس و حرکت خواجہ تو یہ حال دیکھکر بھاگے اور کود کر ایک غار میں چھپ رہے
مگر جب صحرا نشین کا یہ حال ہوا تو نقال جادو آسمان سے اوترا تیغہ کھینچے ہوے
طرف صحرا نشین کے چلا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ صاحب میں آتی ہوں
ذرا ٹھیر تو خیال کرو اسکا قتل کرنا ابھی بہتر نہیں ہو نقال نے پلٹ کر دیکھا کہ
ایک نازنین کمسن الٹر پنے کے دن پائینچے چھوٹے ہوے دوپٹہ ڈھلکا ہوا
سینۂ عریان گندمی ہو یُوں پکارتی ہوئی آتی ہو مگر سر زخمی دوپٹے سے خون سرکا

پوچھتی ہوئی نقال نے جو اُس مہ جبین کو دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا پکار کر آواز دی
ارے محبوب مطلوب تو کون ہو اور کسنے مجھکو زخمی کیا کہا صاحب کیا پوچھتے ہو عمرو عیار
ساربان زادہ آج یہان آیا ملکہ صحرا نشین کو ایسا سمجھایا کہ اُنکے دل مین غرور سما گیا
دعوی خدائی کر بیٹھین سات آشنا قتل کیے گر تمنے خوب ہوشیاری کی کہ وہین سے
سحر کر دیا عمرو یہان سے اُٹھکر بھاگا مین ایک کونے مین جا کر چھپی تھی اُسنے مجھکو تیر
مارا مجھکو زخمی کر کے صفحی مین جا کر چھپا ہو کچھ روپ اپنا بدل رہا ہو تم اگر صحرا نشین
کو قتل کر دوگے تو وہ عیاری کر کے مجھکو مار لیگا پہلے جا کر اُسکو گرفتار کرو اگر عمرو
کو تمنے مار لیا تو سامری و جمشید بھی خوش ہونگے فرمائین گے نقال نے ہمارے
دشمن کو مارا وہ سامنے دیکھو صفحی مین بیٹھا ہو لنگا پہن رہا ہو کرتی پہن چکا ہو نقال
نے کہا مجھے نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہو اُس نازنین نے سیٹھے پکڑ کر گورے گورے
ہاتھو سے تمانچہ مارا اور کہا نگوڑے سامنے عمرو بیٹھا ہو اور تجھکو نہین سوجھتا ہو
مناسب یہ ہو کہ ناک اپنی کٹوا ڈال آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک اگر
تم کو نہین دکھائی دیتا نہ دکھائی دے جھڑ جھڑا کر ایک گور پھینکو اور آواز گیر دو
یہ سنکر نقال جادو نے گولا نکالا اور گیر کر پھینکا جیسے ہی منہ اُدھر پھیرا خواجہ
نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ او نقال تم مہر سپہر عیاری و
قطب فلک خنجر گزاری دیکھا تو نے کہ عمرو کہان بیٹھا ہو یہ کہکر جھٹکا مارا اسباب مار کر
بیہوش کیا لیٹ کر خنجر مارا نقال کا شکم چاک قصہ پاک ہو جیسے ہی نقال مرا صحرا نشین
اُٹھ بیٹھی اور کہا خواجہ کیا کمال کیا عمرو نے کہا او ملکۂ عالم تمھارے تو آشنا بہت
ہین کیونکر جان بچاؤگی دعوی خدائی کے وقت یہ سب جمع ہونگے اور تمپر دعوی
کرینگے اور اگر اُنکا کہنا نہ مانوگی تو فساد برپا کرینگے ہر طرح تمکو مشکل پڑیگی اسکے
مرتبے مین نے دیکھا کہ نقال نے آسمان ہی سے سحر کیا مین بھاگ کر چھپ رہا اسیلیے
ہمیشہ خدمتگزاری کرونگا کسکی مجال ہو کہ تمپر ہاتھ ڈالے یہ باتین کر رہے تھے
کہ ایک طرف سے آواز آئی الطلسم

بعد مردن بھی نہین گلشن رضوان کی تلاش ۔ اتبلک روح کو ہو کوچۂ جانان کی تلاش
جستجو دل کو کسی کے قد بالا کی رہی ۔ کی جنان مین بھی اُسی سرو خیابان کی تلاش
گلشن دہر مین دیکھا نکبھی رو کے پھل ۔ خار دیتی ہی رہی سیب زنخدان کی تلاش
آرزو مین رہین لیلی کی قدمبوسی کی ۔ بر سر مجنون کو رہی سیر بیابان کی تلاش
آئے ہین خامے پھولون کی مسہری لیکر ۔ دو فرشتو نکی ہی اک گور غریبان کی تلاش
مسکراتا ہے نو خون کا جو دیکھے بلبل ۔ بھولکر بھی نہ کرے پھر گل خندان کی تلاش

دیکھا عمرو نے کہ پہلوے باغ سے لندھور بن سعدان جھومتا ہوا آتا ہو ہر قدم پر اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم یہ کیا بات ہو صحرا نشین نے کہا میرا گذر طرف لشکر اسلام کے ہوا اسکو لگا لائی عمرو نے کہا اب آپ اِسکو رہا کیجیے مسلمانون سے جھگڑا نہ پھیلائیے صحرا نشین نے کہا اب نہ جاؤنگی اور کسی سردار کو نہ لاؤنگی ورنہ میرا ارادہ تھا کہ ایک ایک سردار کو یون ہی لگا لاؤن چند مین سب کا خاتمہ کرون مگر اِسکو نہ چھوڑونگی اِسپر میلے توجہ ہے خواجہ تمنے دیکھا کہ میرے کتنے چاہنے والے ہین سات جوانون کو مین نے مٹایا اور آٹھوان نقال آیا اُسکو تمنے واصل جہنم کیا مگر اِسپر میری طبیعت آئی ہو مین چاہتی ہون کہ دس پانچ دن مین اِسی صحرا مین اِسکو ہوشیار کر کے راہ پر لاؤنگی اگر یہ میری خدمت مین رہیگا تو اسی کے ہاتھ سے حمزہ کو زیر کراؤنگی عمرو نے ہاتھ تھام کر کہا بس اب جہالت نہ کرو جھکار شراب پیو کہ طبیعت کو فرحت ہو اور اس ہورہی ہو خون سب کا تمھارے سر پہ سوار ہو یہ کہکر جام بھرا سامنے صحرا نشین کے پیش کیا گو یہ کہہ کر ملکۂ عالم ذرا خیال کر کے پینا ایسا نہ ہو بیہوشی پڑگئی ہو میری عادت ہو کہ بیہوشی ملا کر شراب دیتا ہون صحرا نشین نے کہا خواجہ مین تمسے مطمئن ہون تمنے ایسا کار نمایان کیا اگر نقال کو نہ مار لیتے تو وہ مجھے ضرور قتل کرتا مین اپنے ہوش مین نتھی بھائی کا اُسنے حیلہ کیا خود صورت سے بھیرو عاشق تھا مین ہمیشہ انکار کرتی رہی آج اُسنے قابو پایا سحر کامل کر گزرا مین اُس سے سحر مین کم نتھی مگر اُسنے

آتے ہی سحر کیا اپنے دام سحر مین پھنسا لیا مگر تحفۂ وو کار نمایان کیا کہ نقال کو مار لیا عمرو
نے جام شراب منھ مین لگا دیا صحرا نشین پی گئی عمرو نے دو تین جام صحرا نشین کو
پلائے مگر ناظرین کو یاد ہوگا کہ لندھور مقابل صاحبقران مین ہین یہ جو یہان آئے
صحرا نشین نے نمونہ اپنا سحر کا خواجہ کو دکھایا کئی دن مین لندھور نے چند سرداران
صاحبقران زخمی کیے ہین اور چوتھے روز جب میدان مین آیا تو صاحبقران کو
طلب کیا امیر نے جملہ سردارون کو منع کیا کہ آج مین اِس ہندی کو سمجھا دونگا یا تو
میرا ہی خاتمہ ہو یا شاید لندھور راہ پر آجائے عمرو نے یہان صحرا نشین کو دو تین
جام متواتر پلائے صحرا نشین نے گھبرا کر کہا اے شہنشاہ عیاران حقیقت مین تمھارے
رہنے سے بڑا شرف حاصل ہوا کہ یوسف دو سو خداوند تخت پر سوار ہو کر آئے
ہین اشارے کر رہے ہین کہ خدائی کو روشن کرو عمرو نے کہا انکو بھی محفل مین
بلا کر بٹھایئے مین شراب پلاؤن صحرا نشین اٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی عمرو نے
فورًا خنجر مار کر شکم چاک قصہ پاک اور جلدی سے سر بھی صحرا نشین کا کاٹ لیا
میدان مین وہ وقت ہو کہ صاحبقران مقابلہ لندھور کو چلے تھے کہ لندھور
گھوڑے سے گرا اور بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے ہوشیار ہوا ابت ہاسے
سنگی اپنے جسم پر آراستہ دیکھے بتون کو توڑ کر قدمون پر گرا عرض کی غلام
ہوش مین نہ تھا یہان عمرو نے دیکھا کہ جو لندھور بیٹھا شعر پڑھ رہا تھا وہ پانی
ہو کر بہ گیا عمرو سمجھا کہ یہ نمونہ سحر صحرا نشین تھا اسباب وہان کا لیکر نذر زنبیل کیا
اسطرف لشکر کے چلا اُسوقت لشکر مین آیا کہ یہان امیر لندھور کو لیکر بارگاہ
مین آئے ہین اور سب سردار خوشیان کر رہے ہین کہ عمرو نے لا کر سر صحرا نشین
پیش کیا اور صاحبقران سے تمام کیفیت بیان کی امیر نے فرمایا کہ خواجہ خدا نے
بڑا فضل کیا کئی دن لندھور نے میدان داری کی اور جب مجھکو للکارا تو مین
بھی مقابلے مین چلا بس لندھور بیہوش ہو کر گرا معلوم ہوتا ہے کہ اسی وقت تمنے
اِس ساحرہ مکارہ کو مارا بعد تھوڑی دیر کے ہوش مین آگیا عذر کرنے لگا کہ مجھے

معاف فرمائیے اب مین اِسکو لیکر لشکر مین آیا ہون اور میرا ارادہ ہو کہ گرد لشکر کے
حصار اسم اعظم کر دون سب نے کہا بہت مناسب ہوگا۔ صاحبقران زمان نے
شیشے منگوائے اسم اعظم پانی پر دم کرکے گرد لشکر چھڑکوا دیا مگر جمشید ثانی اپنے
قصر مین بیٹھا تھا کہ چند جادوگرنیان روتی ہوئی آئین عرض کی یا خداوند صحرانشین
نے بڑا سحر کیا تھا کہ لندصور کو لگا کرے گئی اور صاحبقران کے مقابلے مین بھیجا
چند سردار لندصور کے ہاتھ سے زخمی ہوے حمزہ سے مقابلے کا خواہان تھا
یہان عمرو نے صحرانشین کو مارا لندصور ہوشیار ہوگیا جمشید نے کہا ایک نامہ
املاک گرازندان مالک مرحلہ ششم کو میری طرف سے لکھو اور فی الفور روانہ کرو
کہ ای املاک خوب ہوشیار رہنا سعد بن قباد طرف تمھارے مرحلے کے آتے
ہین جسوقت آوین فوراً گرفتار کر لینا نامہ لکھکر تیار ہوا بوتیسال جادو کو
دیا گیا وہ نامہ لیکر طرف املاک کے چلا راہ مین خواجہ نے اُس نامہ وار کو ٹوکا
گرفتار کیا کل حال مفصل پوچھ لیا اُسکو تو ایک درہ کوہ مین بیہوش کرکے
ڈالدیا آپ بوتیسال کی شکل بنکر طرف املاک کے چلے املاک گرازندان
کہ ساحر زبردست ہو اپنے قصر مین بیٹھا ہو کل رفقا جمع ہین کہ چوبدار نے بڑھکر
عرض کی کہ در دولت پر بوتیسال نامہ دار خداوند حاضر ہو املاک نے سامنے
بلوایا عمرو نے آکر نامہ دیا املاک نے نامہ پڑھکر سر ہلایا کہا مین جانتا تھا کہ اب
میرے مرحلے کی باری ہو طلسم کشا ارادہ تو کرے ای بھونچال جادو تم جاؤ
جاکر سعد کو پراگندہ کرو بھونچال اکیلا اٹھا املاک نے کہا بھی کہ کچھ فوج تو ساتھ
لو عمرو نے کہ بشکل بوتیسال تھا کہا ای بھونچال مجھکو بھی ساتھ لیتے چلو مین طرف
خداوند کے چلا جاؤنگا بھونچال نے تخت پر سوار کر لیا خواجہ جو بھونچال کے
ساتھ چلے تو راہ مین یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین بھونچال کو اُبھارے ہین نظم

جان لی پہلے تو دو عالم دکھایا آپنے — پھر کیا تابوت پہ رحمت کا سایا آپنے
عمر بھر پوچھا نہ کیون ہمکو ستایا آپنے — عشق بازی مین کسے بے مثل پایا آپنے

غش پہ غش آنے لگے مجھکو بھی موسیٰ کیطرح
جانِ جان صورت نہ کوئی میری آمرزش کی تھی
مجھکو در دو عشق بازی کی دوا اِک بھی نہ دی
یہ تو کیسے نکلے تھے جسوقت سیر حشر کو
ربط اِک جانِ دو قالب تھا جسے اپنے
خوش ہوے دیکھا اثر آہِ قیامت خیز کا
جو کوئی جیسا کرے ویسا ہی ملتا ہر اُسے
دل نہ آنا تھا نہ آیا ہاتھ ناکرین خوب کہین
بھول کر اُسنے نہ پوچھا درد و غم مین ای ہزیر

اِس ادا و ناز سے جلوہ دکھایا آپنے
قبر پر تلقین پڑھکر بخشوا یا آپنے
مردۂ صد سالہ کو اکثر جلایا آپنے
کسکو ترسایا کسے جلوہ دکھایا آپنے
کیون کیا ہو کر جدا اپنا پرایا آپنے
کیون دلِ مظلوم کو اتنا ستایا آپنے
دل نے مجھکو دکھ دیا دل کو ستایا آپنے
لاکھ کچھ چاہا مگر قابو نہ پایا آپنے
ہائے کس بے رحم سے دل کو لگایا آپنے

بھوچال کہتا ہو ای بوتیسال کیا کمال حاصل ہو مگر خواجہ دیکھتے ہین کہ بہت ہوشیار ہو کے جاتا ہو چہار جانب دیکھتا جاتا ہو دمبدم کہتا ہو کہ بوتیسال مجھکو تردد ہو کوئی آفت آنے والی ہو میرا دل دھڑک رہا ہو خواجہ کہتے ہین کہ ای بھوچال بڑے شخص کی تدبیر مین چلے ہو یہی باعث ہو کہ دل کو بیقراری ہو ادھر سعد بن قباد لوح کو دیکھکر نکلے ہین اور شہباز جادو اپنے مقام سے اُڑتا ہوا اِس خیال سے آرہا ہو کہ سعد کو تباہ کرون بھوچال نے جو شہباز کو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی اور پوچھا کہ ای شہباز کہان جاتے ہو شہباز نے کہا مین فکر مین طلسم کشا کی نکلا ہون کہ اُنکو جاکر تباہ کرون دیکھو ابھی جاتا ہون یہ کہکے زمین پر آیا ایک آہو کی شکل بنکر چلا سعد جو کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے آہو کو جو آتے ہوے دیکھا کوئی برابر کھڑا تھا اُسنے کہا لوح کو ملاحظہ کر کے تیر ماریے سعد نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ بادشاہ مرحلۂ پنجم شہباز بلند پرواز آہو بنکر آیا ہو چاہتا ہو آپ کو سرگردان کرے لہذا بہتر یہ ہو کہ اسم حاشیہ پڑھکر تیر مارو تیر خطا نہ کریگا بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اسم حاشیہ لوح ورد زبان کیا تاک کر تیر مارا اگرچہ شہباز نے چاہا بھاگ جاؤن مگر پاؤن مین زنجیرین پڑ گئین تیر آکر پڑا کہ پہلو کو

توڑکر پار مرگ ذرا جست کرکے گرا تڑپ تڑپ کر جان دی ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور
آواز آئی کشتی مرا نام من شہباز بلند پرواز بود بھونچال نے آسمان سے دیکھا
کہ شہباز مارا گیا بڑا خوف پیدا ہوا کہا ای بوتیسال اب مین کیا کرون دیکھو شہباز
ایسا جادوگر ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا اب مین کیا تدبیر کرون عمرو نے کہا سامنے
ایک کوہ ہی اُسپر چلکر ٹھہریے مین بھی تمھارے سحر مین شریک ہونگا سوچکر تدبیر
کرینگے جو ہوسکیگا وہ بجالا دینگے بھونچال اُسپر راضی ہوا سامنے کوہ تھا اُسپر
آکر ٹھہرا تدبیر مین سوچنے لگا کبھی کہتا ہی تا زمین بنکر جاؤن کبھی کہتا ہی طائر پرند
بنکر سایہ ڈالون مگر ڈرتا ہون کہ ایسا نہ ہو کہ تیر ماردین خواجہ نے کہا مین جاکر
شراب لاؤن دو چار جام پیو اُسکے بعد پھر تدبیر کرو بھونچال نے کہا کہ ای
بوتیسال شراب یہان جنگل مین کہان ملیگی ہرچند کہ ہم لوگ شراب کے عادی
ہین شراب پی کر عقل زیادہ ہوگی تدبیر نکل آئیگی عمرو نے کہا سامنے بستی ہی مین
وہان سے لے آؤنگا بھونچال نے کہا ای بوتیسال تمھارے ساتھ ہونے سے
بڑا لطف حاصل ہوا لگانے ایسا ہو کہ دلکو بیقرار کردیا اب شراب کی تقریب
کر رہے ہو تم ہی ڈھونڈھکر لاؤگے میرا یہ حال ہو کہ تمکو دیکھکر کانپتا ہون
سوچتا ہون کہ کیا تدبیر کرون خواجہ بشکل بوتیسال پہاڑ سے اُترے چند
گلابیان اپنے پاس سے نکالین ایک مٹی کا لوٹا لیا اُسمین اُس شراب کو
بھرکر سامنے بھونچال کے لائے مگر بعد جانے خواجہ کے بھونچال سوچ رہا
تھا کہ کیا سبب ہو کہ بوتیسال کو دیکھکر دل کانپتا ہی اِس سوچ مین تھا کہ ایک
طائر آسمان پر آیا اُسنے آواز دی کہ ای بھونچال قدرت نے مجھکو بھیجا ہی تجھکو
اطلاع کرتا ہون کہ بوتیسال کے ہاتھ سے شراب نہ پینا ورنہ باعث خرابی ہوگا وہ عیار
مکار سارباں نژاد ہی اُسکو گرفتار کرکے مقام افلاک پر لیجاؤ وہ اُسکو سزا دیگا
بھونچال مطمئن ہوا اب اِس فکر مین بیٹھا کہ عمرو آئے تو مین اُسے گرفتار کرون
مگر خواجہ شراب لیے ہوئے آتے تھے دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک جادوگر

بیٹھا ہو اُسنے پکارا کہ میان جانے والے ہمکو بھی تھوڑی شراب دو عمرو نے کچھ جواب
نہ دیا اُس جادوگر نے پھر کئی آواز دی پانؤن عمرو کے زمین نے تھام لیے وہ
جادوگر اُٹھکر آیا شراب ہاتھ سے خواجہ کے لے لی اور بیٹھکر پینے لگا شراب
پیتے ہی بیہوش ہوا خواجہ نے زنبیل سے کمند نکالی اور کمر سے خنجر نکالا کھینچکر مارا
کہ شکم چاک قصہ پاک ایک آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من شنکال جادو
بود بھونچال جو بالاے کوہ بیٹھا تھا دل مین اپنے کہتا ہو کہ میرے بھائی کو کسنے
مارا کوہ سے اُٹھا پرواز پیدا کرکے چلا آسمان سے دیکھا کہ خواجہ بہ شکل
بوتیسال کپڑے شنکال کے اُتار رہے ہین بھونچال کو بہت ناگوار ہوا دیکھ
سحر کیا کہ خواجہ بیہوش ہوکر گرے بھونچال نے آکر سحر کیا کہ رنگ و روغن چہرے
سے اُڑ گیا بصورت اصلی ہوگئے بھونچال نے کہا کہ کیون او سارہبان زادے
تو میرے ساتھ کیون آیا تھا مین نے ایسے ایسے بہت فقرے دیکھے ہین دیکھا
تو نے کہ مین نے کیسا گرفتار کیا عمرو نے کہا اے بھونچال مین تو تمھارا خیرخواہ
ہون مقابلہ سعد سے تمکو روکا اگر اُنکے سامنے جاتے تو بیشک قتل ہوجاتے
بھونچال نے کہا خواجہ تمنے بوتیسال کو کیا کیا عمرو نے کہا مین نے اسکو درہ
کوہ مین ڈالدیا چلکر وہان سے لے لو بھونچال عمرو کو ساتھ لیے ہوے درہ
کوہ پر آیا بوتیسال کو ہوشیار کیا بوتیسال نے دیکھا کہ بھونچال اور ایک
شخص دُبلا پتلا تا نتیا میرے قریب کھڑے ہین بھونچال کو اُٹھکر سلام کرنے لگا
بھونچال نے کہا اے بوتیسال تمنے بڑا دھوکا کھایا تھا تمھاری شکل پر عمرو
دربار املاک مین پہونچا وہی نائبہ قدرت املاک کو دیا املاک نے مجھکو
روانہ کیا کہ جاکر سعد کو تباہ کرو یہ ظالم میرے ساتھ آیا درہ کوہ پر ٹھہرا تھا اِس
ظالم نے مجھسے کہا کہ شراب لاؤن مین نے کہا کہ اچھا جاؤ راہ مین اسنے شنکال کو
مارا اور اُسکے مرنے کی آواز میرے کان مین آئی حیران تھا کہ کسنے مارا آخر پر
پرواز پیدا کرکے چلا جاکے دیکھا کہ یہ کپڑے اُسکے اُتار رہا ہے مین نے گرفتار

کرکے سحر کیا رنگ در روغن عیاری کا اڑگیا تم تو قدرت کے پاس جاؤ جاکر سب
حال بیان کرنا اور کہنا کہ بھوبنجال نے عرض کی ہو کہ قدرت نے مجھکو بچا یا طائر کو
بھیجکر بتا دیا کہ بوتیسال عمرو عیار ہو اگر آپ میری فکر رکھیں گے تو میں سعد کو
گرفتار کر لاؤنگا اپنے ہاتھ سے لکھکر ایک نامہ بھی دیا بوتیسال طرف قصر ہفت رنگ
کے چلا مگر بھوبنجال عمرو کو لیے ہوے آتا ہو خواجہ نتین کر رہے ہیں کہ ای بھوبنجال
کسی مقام پر ٹھہر جاؤ میں اپنا سب حال سناؤں جو کچھ میرے پاس ہو وہ تمکو دوں
بھوبنجال کہتا ہو میں رو پے سے باز آیا تھوڑی دیر میں دربار املاک میں پہونچا
کہا ای شہنشاہ میں نے عمرو کو گرفتار کیا املاک نے کہا اسکو لیجاؤ اور لیجاکر اسکو
قصر تاریک میں قید کرو اور تاریک جادو سے کہنا کہ خیال رہے آب ودانہ
اسپر بند کر دینا جب یہ مرجائے لاش اسکی جنگل میں پھینک دینا میں اسکی روح
کا پیر بناؤنگا جہان جائیگا ایسا کام کریگا کسی بات میں نہ رکیگا حقیقت میں ایسا
پیر کسے ملیگا چند جادوگر عمرو کو لے چلے عمرو راہ میں روتا ہوا جاتا ہو کہتا ہو کہ
یارو مجھسے رشوت لے لو مگر مجھے چھوڑ دو وہ کہتے ہیں ہماری یہ مجال نہیں کہ
تمکو چھوڑیں قصر تاریک میں چلکر تمکو قید کرینگے تاریک جادو اپنے مقام
پر بیٹھی تھی کہ اسکو خبر ہوئی کہ قیدِ عمرو آتی ہو آنکھوں میں آنسو بھر لائی سوچی املاک نے
غضب کیا کہ ایسے شخص کو میرے پاس روانہ کیا میں اسکو کیا کروں جو اسکو قید کریگا
وہ اسی کے ہاتھ سے مارا جاتا ہو یہ کہکر اٹھی عمرو کو ایک قصر تاریک میں اکیلا وہاں
لاکر عمرو کو قید کیا مگر رنجیدہ کبیدہ اپنے مکان میں آئی بیٹی اسکی سینہ تیز رو اُسنے
پوچھا مادر مہربان آج کبیدہ کیوں ہو میں دیکھتی ہوں کہ رنگ رو اُڑا ہوا ہو
تاریک جادو نے کہا ای نور نظر کیا بیان کروں عمرو عیار کو بھوبنجال گرفتار کرکے
لایا املاک نے اسکی قید یہاں روانہ کی میں نے اسکو قصر تاریک میں قید کیا ہو
مگر حیران ہوں کہ کیونکہ جان بچیگی کتاب سوانحات میں صاف صاف لکھا ہو کہ جو
عمرو کو قید کریگا وہ اسی کے ہاتھ سے مارا جائیگا تو میں خیال کرتی ہوں کہ اِس

نے والی جس کوئی ایسا دوست اُسکا نہیں کون اُسکو روکیگا لہذا مین نے اب دروازہ
اُسپر بند کیا ہو نہیل کرکے روتا تھا کہتا تھا کہ مجھے رہا کرو مین نے جواب نہین
دیا اُسکو قید کر آئی صمیمہ نے یہ سُنکر کہا ای مادر مہربان یہ مناسب نہین ہو کہ قیدی
آپ کے یہان رہے اور اُسکو آپ دروازہ نہ کھولے اگر حکم ہو تو مین کھا نا اُسکو پہونچا
دون تاریک نے کہا ای نور نظر املاک نے یہی حکم دیا ہو کہ اب دروازہ بند رکھنا
کہ عمرو کو ایسا صدمہ پہونچے کہ یہ تڑپ تڑپ کر مرے صمیمہ خاموش ہو رہی تاریک نے
کہا مین دربار املاک مین جاتی ہون اب کل آونگی تاریک تو گئی مگر صمیمہ تیز رفتار
کہ عیاری مین اپنے کمال پیدا کیا ہو عمرو کا نام سُنکر بیقرار ہو گئی کہ ایسا عیار اور اس
مصیبت مین مبتلا ہو اور ہم اُسکی مدد نہ کر سکین کھانا لیکر صمیمہ چلی قصر تاریک مین
آئی ایسا سیاہ مکان ہو کہ خواجہ رو رہے ہین بیقراری مین عرض کرتے ہین کہ ای
کریم کارساز و ای رب بے نیاز اس مصیبت سے بچا لے عجب بلا مین پھنسا ہون
یہان کون مدد کرنے والا ہو تو اگر چاہیگا تو رہائی ہو جا دے گی **نظم**

ز روئے گل تو بنمائی بگلشن چہرۂ زیبا
کنی ظاہر ز ہر سرو سہی حسن قد رعنا
تو از قامت بہر جانب قیامت کردہ برپا
تو افگندی ز حسن دلربا اندر جہان غوغا
بحسن یوسف خود کردہ بودی گرم بازاری
تو خواندی سوئے خود بہر خریداری زلیخا را
مسیحا را ز روح خود دم جان بخش بخشیدی
بموسیٰ مرحمت کردی ز نور خود ید بیضا
چہ اسکندر چہ دارا و چہ جمشید و چہ افریدون
کند چون و چرا در حکم تقدیرت کرا یارا
تراشیدی تو از خاک مکدر صورت انسان
برآوردی تو از آب مصفا لولوئے لالا
ز ہر آئینہ در چشم زنان جلوہ گر گشتی
ز ہر شکل و ز ہر صورت تو بنمودی رخ زیبا
منم از کمترین بندگانت بندۂ ہندی
بحال بندۂ خود یا الٰہ العالمین بخشا

یہ صدا سُنکر صمیمہ بیقرار ہو گئی قصر مین آئی کچھ سوجھتا نہین کہ قیدی کس طرف ہی
آخر اسنے فلیتۂ عیاری روشن کیا خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین قمر عذار
فلیتۂ عیاری لیے کھڑی ہو اور ایک ہاتھ مین کھانا ہو صمیمہ نے جو صورت عمرو کی

دیکھی نفرت کلی حاصل ہوئی کہ اتنا بڑا عیار اور ایسا بدصورت لیکن خواجہ نے
گنگنا کر یہ چند اشعار گائے

نظم

جب دل بھر آیا چشم کے ساغر چھلک گئے
چین آگیا جو ہجر مین آنسو ٹپک گئے

ہرگز ہوا نہ اُنکی نصیحت سے فائدہ
ناصح بھی آکے محفل رندان مین بہک گئے

آواز بھی سنائی نہ تو نے ہزار حیف
ہم در پہ تیرے آکے بھی سر بھی پٹک گئے

پہلو مین آکے میرے جو بیٹھا وہ گلعذار
خار الم رقیب کے دل مین کھٹک گئے

گردش ہزار حیف نہ تقدیر سے گئی
پھرنے لگا سر اپنا اگر پانوں تھک گئے

نکلا جو سیر کرنے وہ محبوب گلبدن
خوشبو سے سارے شہر کے کوچے مہک گئے

جام شراب اُسنے دیا جب رقیب کو
اشکوں سے میرے چشم کے ساغر چھلک گئے

آیا جو دل مین رہنے کے خاطر شب فراق
لینے کو میری آہ کے شعلے لپک گئے

خط دیکھے بدگمان ہوے سطوت ہم اقدر
قاصد کے ساتھ ساتھ در یار تک گئے

ان اشعار مین خواجہ نے اپنا حال سُنایا خوش آوازی سنکے سینہ کو بھی ایک عشق ہوا دل سے کہتی ہو اگرچہ بدصورت ہو مگر کیا آواز رکھتا ہو دل پہ چوٹ پڑتی ہو کوئی توکال ایسا ہو کہ ساحرون کو مارتا پھرتا ہو ہرچند کہ مادر مہربان نے قید کیا ہو مگر خوف سے کانپ رہی ہین یہی خیال ہو کہ اِس شخص کے ہاتھ سے کیونکر بچون اور اُدھر طلسم کشا آیا چاہتے ہین اگر وہ آگئے تو اُنکو کون روکیگا بیٹھ گئی کہا خواجہ قل سے تمپر اب دوانہ بند ہو مین لیکر آئی ہون اِسکو نوش کرو حقیقت مین عجب مصیبت مین ہو کھانا نوش کرو مین تمھاری رہائی کی بھی تدبیر کرونگی عمرو نے کہا مین یہ کھانا کیونکر کھاؤن کافر کے گھر کا پکا ہوا ہو اطاعت اسلام کرو تو مین کھاؤن یہ سنتے ہی اُس معشوقہ نے مسکرا کر کہا خواجہ اگر تمھارے مذہب کا اعتقاد نہین کیا تو مین کیونکر آئی طبیعت کھینچکر لائی ہو جو کہو وہ قبول کرون اب تجھسے کیا عذر ہو خواجہ نے اُسے مطیع اسلام کیا خواجہ کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا تعریفین کرتے جاتے ہین کہ سبحان اللہ کیا حُسن و جمال ہو مجھکو خیال ہو کہ ایسی صورت کبھی نہین دیکھی

دوسرے جبین شرما کر سر جھکا لیتی ہے اور کہتی ہے خواجہ تمھاری عیاری کے شہرے ہین عمرو نے
کہا اے ملکہ عالم مجھکو دشمنون نے بدنام کیا ہے مین ساحرون کا دوست ہون سمینہ نے کہا
اے شہنشاہ اوج عیاری تمنے ایسے اپنے کارہاے نمایان کیے کہ تمام مین قاتل ساحران
کہلائے بڑے بڑے جادوگرون کو مارا ملک کے ملک برباد کر دیے مین مدت سے
تمھاری جویا تھی کہ خواجہ کو دیکھون آج مادر مہربان نے جو ذکر کیا دل مین خیال
ہوا کہ اے سمینہ مقام افسوس ہے کہ خواجہ ہمارے قبضے مین ہون تم کھانا نہ کھلا سکین مان سے
پوچھا اُنھون نے منع کیا کہ بیٹا وہان نہ جانا وہ بلاے روزگار ہے ایسا نہ ہو کہ وہ
عیاری کرے تو باعث خرابی ہو وہ عیار ایسا زبردست ہے کہ اُسکی بات بات مین
عیاری بھری ہے پس اے خواجہ مجھکو تمسے خوف معلوم ہوتا ہے خواجہ نے کہا اے ملکہ عالم
تم مجھسے کچھ خوف نہ کرو سمینہ نے کہا مین تمکو ضرور رہا کر دونگی مگر تاریک کی خبر لینا
عمرو نے کہا بے قتل تاریک مین نہ جاؤنگا ایک نفر سے مین مشار ونگا اب تاریک
کیا بچیگی اُسنے مجھے بے قصور قید کیا اور آب و دانہ بخیطا بند کر دیا رزاق مطلق
نے تمکو مہربان کیا کوئی دنیا مین بے آب و دانہ نہین رہ سکتا وہ رزاق رزق
پہونچاتا ہے سمینہ نے کہا مین رخصت ہوتی ہون آج شب کو مادر مہربان سے
پوچھونگی کہ اگر کوئی ارادہ رہائی عمرو کا کرے تو کیا تدبیر کرے شاید بتلائے عمرو نے کہا
اسطرح پوچھنے مین وہ گھبرائیگی صاف صاف نہ بتائیگی تم یہ کہنا کہ مادر مہربان
گرفتاری عمرو مین کوئی سختی بھی رکھی ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آکر رہا کر لیجائے
سمینہ نے کہا آج مین دریافت کرونگی محل مین آکر بیٹھی مگر گانے کا عمرو کے بڑا
اشتیاق ہے جی مین کہتی ہے کہ عمرو کیا خوش آواز ہے اُسکی آواز مین سوز و گداز ہے
اسی فکر مین بیٹھی تھی کہ تاریک آکر پہونچی سمینہ براے تسلیم خم ہوئی تاریک نے
کہا کیون بیٹا آج تم کیون متردد ہو سمینہ نے کہا اے مادر مہربان جبسے آپ تشریف
لیگئی تھین مجھکو یہ خیال تھا کہ ایسا نہ ہو عمرو کو کوئی رہا کر کے لیجائے تو آپکے
لیے بدنامی ہے مین بہانہ عیاری لگا کر قریب قصر پہونچی گر دپھرا کی یہی خیال ہے

کہ ایسا نہ ہو کوئی عیار آئے اور چھڑا کر اُسکو لیجائے تو املاک گرانز وندان کہ
برہم ہوگا اُسکو کون سمجھائیگا اُسکا غصہ تو غضب کا ہی کئی وزیرون کو مار ڈالا کتنے ہی
خدمتگارون کو قتل کیا آٹھ پہر برہم بیٹھا رہتا ہی کسی وقت اُسکو خوش نہین دیکھا
مجھکو یہ خیال ہی کہ ایسا نہ ہو آپ سے برہم ہو آپ بھی آتشخو تند مزاج اُسکی باتین
آپ سے نہ سُنی جائینگی خوب سمجھا کر سمینہ نے کہا تاریک نے جواب دیا کہ بیٹا
کسکی مجال ہی کہ عمرو کو رہا کر سکے بانیان طلسم نے وہ مکان ایسا بنایا ہی کہ اگر غیر اُس مین
جائیگا تو نشان قید کا نہ پائیگا اندھیرے مین ٹٹولتا پھریگا جا بجا مُنھ کے بل گریگا
اول چاہیے یہ ہی کہ شیشہ جو طاق مین رکھا ہی اس مین آب ومید لوسامری بھرا ہی
پہلے اسکو لیجائے گرد قصر چھڑکے پھر اندر جائے سامنے عمرو کے اس شیشے کو جاکر
توڑے تب وہ قید سے رہا ہوگا پھر نکلجائیگا کوئی نہ روک سکیگا سمینہ خاموش
ہو رہی رات کو جب تاریک سو گئی تب سمینہ نے اُٹھکر وہ شیشہ اُٹھایا اور دوسرا
شیشہ اُسی وضع کا اُس مقام پر رکھدیا اور اُس شیشے کو لیکر باہر آئی قریب قصر
تاریک پہونچکر وہ پانی چھڑکا اور اندر قصر کے گئی اور وہ اندھیرا جو کہ سابق
مین دیکھا تھا اُسکو نہ پایا پھر وہ شیشہ سامنے عمرو کے توڑا تمام قید جسم سے کٹ کر
گری عمرو نے رہائی پائی جب قید عمرو کے جسم سے گر گئی تو سمینہ نے کہا کہ خواجہ
باہر نکلو خواجہ باہر نکلے ہوا جو لگی خواجہ کو ایک فرحت حاصل ہوئی کہا ای ملکہ عالم
مدت سے یہ سیب میرے پاس رکھا ہوا ہی اسکو نوش کرو سمینہ نے بلا خوف لیکے
سیب کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوئی عمرو نے سمینہ کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا سمینہ
کی شکل بنکر قصر تاریک مین آئے تاریک جادو دوسرے روز جو دربار شاہ
سے آئی بیٹی کو دیکھا چھپر کھٹ پر سو رہی ہی پکار کر پوچھا کیون نور نظر مزاج کیسا ہی
عمرو نے کہ بصورت سمینہ پلنگ پر لیٹا تھا جواب دیا کہ کنیز کو بڑا انتشار ہی کہ ایسا نہ ہو
عمرو رہا ہو جائے اور آپ پر کوئی صدمہ پہونچے تشریف رکھیے خاصہ تیار ہی
تاریک جادو نے کھانا کھایا کھاتے ہی نیند غالب ہوئی پلنگ پر جا کر لیٹی

لیلتے ہی بیہوش ہوئی عمرو نے خنجر گھسیٹا مگر پھر خیال آیا کہ ایسا نہ ہو معشوقہ کے خلاف ہو اور وہ کہے کہ میری ماں کو کیون مار ڈالا تو کیا جواب دونگا یہ سوچکر تاریک کی زبان مین سوزن دی ایک ستون سے باندھا اور ثمینہ کو نکالکر اٹھا لیا کہا کہ اے ملکۂ عالم مین نے تمھاری ماں کو گرفتار کرلیا اگر آپنے اطاعت کی تو فبہا ورنہ فوراً قتل کرونگا تمکو تو خلاف نہ ہوگا ثمینہ رونے لگی کہا اے شہنشاہ اوج عیاری کہین ہوسکتا ہے کہ ماں کا غم نہ ہو مہینون یاد کرونگی رورو کے جل تھل بھر دونگی عمرو نے تاریک کو مذہب اسلام کی ترغیب دی تاریک نے عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم بیٹی تمھاری مطیع اسلام ہوچکی اب تم کیون انکار کرتی ہو سوچو تو مذہب سامری وجمشید مین کیا بھلائی ہے مثل تمھارے وہ بھی جادوگر تھے انھون نے دعوی خدائی کیا آخر موت نے انکو نہ چھوڑا اگر خداوند ہوتے تو موت کاہے کو آتی خود ہی زندہ جاوید ہوتے جتنے زندہ ہین وہ ضرور مرینگے اگر اطاعت نہ کروگی تو ابھی تمکو قتل کرونگا فقط ثمینہ کے خیال سے تمکو سمجھاتا ہون ورنہ میرا دستور ہے کہ جہان جادوگر میرے قبضے مین آیا فوراً اُسے قتل کیا لاشے کو سگ صحرائی کھا جاوینگے یہ کہکے عمرو نے نیمچہ کھینچا ثمینہ نے اُٹھکر خواجہ کا ہاتھ تھامکر کہا تھوڑی دیر توقف فرمایئے مین بھی سمجھالون یہ کہکے قریب آئی کہا اے مادر مہربان خداوند کی جو کتاب سوانحات ہے اُس مین صاف صاف لکھا ہوا ہے کہ سعد بن قباد فتاح طلسم نوخیز جمشیدی ہین بس جب طلسم ٹوٹا تو جمشید ثانی بھی قتل ہوگا یا بھاگ جائیگا مگر صاحبقران کا یہ دستور ہے کہ جو جادوگر گرفتار ہوکر آتا ہو اُسے سمجھاتے ہین اگر وہ مسلمان ہوا تو بہتر ورنہ بہ حالت انکار فوراً قتل کرتے ہین اگر جمشید ثانی بھاگ جائیگا تو صاحبقران تعاقب کرینگے کوئی تدبیر نہ اُٹھا رکھین گے عمرو الیا عیار وہ جمشید کو تلاش کریگا خداوند ضرور مارے جاوینگے اب زندہ نہ بچین گے اپنی سلطنت نہ کھوئیے مین تو اطاعت کرچکی بلکہ کلمہ پڑھا اب بہتر یہ ہے کہ ادیان باطلہ پر لعنت کرو ادھر خوب اسلام ہو تاریک جادو نے اشارہ کیا کہ میری

زبان سے سوزن نکالو مین مسلمان ہوتی ہون خواجہ نے جیسے ہی سوزن نکالی
تاریک کے تیور بدل گئے خواجہ بھی سنبھلکر بیٹھے سمینہ کا عجیب حال ہی گھبرا رہی ہے
کہ کیا ہوگا مگر تاریک نے خواجہ کی نگاہ بچاکر بچی کو اٹھا لیا اور لیکر بھاگی کہا
اسکو سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگی وہ اسکو سزا دینگے کہ تو نے غضب کیا خواجہ
اٹھکر ایک جانب بھاگے مگر حیرت مین ہین کہ سمینہ کو کیونکر رہا کرون اور تاریک
سمینہ کو لیے ہوے اڑتی ہوئی جاتی تھی کہ برابر قصر ظلمات کے پہونچی اسکی بہن
ظلمات جادو ہوا نے جو دیکھا کہ بہن میری تاریک میری بھانجی سمینہ کو پکڑے
لیے جاتی ہی پکار کر آواز دی ای ہمشیرہ خیر تو ہی تاریک اتر آئی ظلمات نے
مسند پر بٹھایا اور سمینہ کو اپنی گود مین بٹھا لیا کہا ای بہن اِس نور چشمی نے کیا خطا
کی تاریک نے کہا اِس فتنہ انگیز نے غضب کیا کہ عمرو کو رہا کر دیا مجھکو باندھا تھا
کہتی تھی مسلمان ہو جاؤ کیون ای ظلمات کیا بیوقوفی ہی کہ یوں نے دو ہی خداوندونکو
چھوڑکر صرف ایک خداے نادیدہ کی اطاعت کرون مین نے دم دیکر اپنے کو
رہا کرایا اُسپر تو ہاتھ نہ آیا لاوہ نگوڑا عیار بلاے روزگار تھا اسکو لیکر بھاگی
اب خدمت شاہ مین جاتی ہون کہ اسکو سزا دلواؤن پھر عمرو کو گرفتار کرکے
لاؤن ایکے مرتبہ لاکر اسکو تمھارے پاس قید کرون ظلمات نے کہا مین تو
اپنے قصر مین نہ رکھونگی مگر اِس بچی کی باتون پر غصہ نہ کرو کیون بیٹا سمینہ تم
مان کی دشمن ہو گئین کچھ افسوس نہ آیا سمینہ نے کہا مین تو برے نیکی بھاتی
تھی کہ طلسم اب نہ بچیگا ظلمات نے کہا کتاب سامری کی تحریر کا خیال نہ کرو
جمشید ثانی اسکو منسوخ کر چکے نئی کتاب بنائی ہی ابتدا مین یہی لکھا ہی کہ طلسم
کسی طرح فتح نہ ہوگا سعد بن قباد کی موت میرے ہاتھ سے ہی تاریک نے کہا
یہ ٹھیک ہی قدرت بڑی کوشش کر رہے ہین انکی کوشش خالی نہ جائیگی طلسم کو وہ
بچا لین گے سعد کو شکست دینگے سمینہ خاموش ہو رہی ظلمات نے گلے سے
لگا لیا کہا ای نور نظر اگر ایسا نہ کروگی تو مبتلاے بلا ہوگی سمینہ نے کہا مین تابعدار ہون

اگر حکم دیجیے تو عمرو کو گرفتار کر لاؤن جب تو میری خطا معاف ہو گی ظلمات نے کہا
بیٹی تم نے سحر نہین سیکھا عیاری پر قدم مارا کوئی تو ہنر اپنا دکھاؤ عمرو کو تلاش کرکے لاؤ
مان کو راضی کر دو سمینہ کمندین لیکر کوہ سے اُتری ایک جنگل مین آکر ٹھہری کہ سامنے
سے زنگ کی آواز آئی دیکھا کہ خواجہ آتے ہین سمینہ نے ملاقات کرکے کہا کہ اے
شہنشاہ اوج عیاری چلیے آپ کو قصر ظلمات مین لے چلون ظلمات و تاریک
ایک ہی مقام پر ہین عمرو نے کہا ٹھہرو مین عمرو کو ابھی دیتا ہون یہ کہکے جنگل مین گھُس گئے
اتفاقاً ایک مسافر جاتا تھا اُسے زبردستی گرفتار کیا اور اُسکو اپنی شکل بنایا اور آپ
ایک جادوگر کی شکل بنکر سامنے سمینہ کے آئے عرض کی اے ملکۂ عالم لیجیے عمرو حاضر ہے
مین رخصت ہوتا ہون سمینہ حیران ہے کہ یہ عمرو کیسا گرفتار ہوا خواجہ نے اشارے
سے کہا کہ عمرو مین موجود ہون یہ ایک مرد مسافر ہے اسکو لیجا کر قتل کرا دو تمھارا ننگ
جائیگا ماں تمھاری راضی ہو جائیگی سمینہ عمرو نقلی کا پشتارہ باندھکر جست و خیز کرتی
ہوئی چلی مگر جادوگر کہتا ہے کہ اے ملکۂ عالم شراب پلا کر سب کو بیہوش کر دو اور انکو مار لو
پھر میرے ساتھ نکل چلو سمینہ جواب دیتی ہے کہ ارادہ تو یہی ہے آئندہ خدا کو اختیار
ہے عمرو کو لیے ہوے قصر ظلمات مین آئی ظلمات نے پوچھا کہ اے نور نظر شیر یا
روباہ کہا آپ کے اقبال سے ہمیشہ شیر رہتی ہون عمرو جنگل مین جاتا تھا مین نے
کمند پیچ خس پوش کرکے اُسے گرفتار کر لیا مگر کچھ چالاک و چست نہین ہے فوراً
کمند مین آگیا اور جلدی سے مین نے حباب بیہوشی مارکر گرفتار کر لیا یہ سنکر
تاریک بہت خوش ہوئی پوچھا یہ جادوگر کون ہے سمینہ نے کہا اِسنے بڑا کام کیا
مجھے تو عمرو ڈھونڈتا تھا اِسنے سحر کرکے عمرو کو پکڑ لیا ورنہ گرفتار نہ ہوتا تاریک اپنے
مقام سے اُٹھی کہا اے سمینہ اب عمرو کو زندہ نہ چھوڑونگی ظلمات بھی منع کرتی ہے کہ
ہمشیرہ ابھی ٹھہر جاؤ اب تو قبضے مین ہے جب چاہینگے قتل کر ڈالین گے مگر خواجہ
اِس فکر مین ہین کہ اِن دونون کو قتل کرون ورنہ معشوق کے لیے خرابی ہوگی
پھر مشکل ہوگی یہ دونون اسکی دشمن ہو جائینگی یہ سوچ رہے ہین خنجر چلا کر کہا کہ

صاحبو آپس مین باتین کرتے ہو دیکھو تو گنہگار کا کیا حال ہے ابتک تو بیہوش ہے
ایسا نہو ہوشیار ہو جائے ذرا تسکین کرو ہوشیار رہو گھبرا نجاؤ مین بھی اِس
ظالم کا دشمن ہون جب مین نے دیکھا کہ عورت سے یہ زر ہا ہے اور کسی مقام پر یہ
رہتا نہین تو مین نے قریب آکر سحر کیا کہ میرے سحر سے یہ ساحر بان زادہ لڑکھڑا کر گرا
مالکہ نے پشتارہ باندھا پھر کیا تھا جب باندھ چکین اور اِسکو ہوشیار کیا تو فریب
کرنے لگا دمبدم کہتا تھا کہ یار و مقام افسوس ہے اسوقت میرا کوئی شاگرد نہین
آیا ورنہ تم سب کو مار کر مجھے چھڑا لیتا سمینہ نے کہا اُستاد تو اُنکا گرفتار ہوا شاگرد
آتا تو کیا ہوتا یہ کہکر سمینہ نے جام ہی لی یہ دیکھا ظلمات نے پوچھا بیٹا آج شراب تمنے
نہین پی بس وہ جادوگر بول اُٹھا کہ شراب منگوائیے جب عمرو سے لڑ رہی تھین
تو مین نے دیکھا تھا کہ آنکھون مین آنسو بھر آتے تھے مین نے جو پوچھا تو اُسکا
یہ جواب دیا کہ مین نے کئی دن سے کھانا پانی ترک کیا ہے اِسی غم مین کہ مان دخالہ
سے چھوٹتی ہون اِسوجہ سے سب چیزون ترک کین مگر تاریک نے اپنے مقام
سے اُٹھکر نیمچہ مارا عمرو نقلی کا سر کاٹ لیا وہ جادوگر خوشیان کرنے لگا کہا حضور
ابتو دشمن کا کام تمام ہوا صاحبزادی کو شراب پلائیے ظلمات نے کہا میان ساحر
صاحب میز پر گلابیان رکھی ہین جتنی چاہو لیکر پلاؤ تمھارا گھر ہے ہم لوگ بلا تکلف
ہین جس سے ملے اُس سے ملے جسکے دشمن ہوے اُسکے دشمن ہوے عمرو نے
جلدی سے گلابیان اُٹھائین جام لبریز کیا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالدی پہلے
جام تاریک کو دیا اُسنے کہا مین نہ پیونگی اول صاحبزادی کو پلاؤ عمرو نے کہا آپ بزرگ
ہین پہلے آپ پیجیے پھر اُنکو بھی پلاؤنگا تاریک خوشی خوشی پی گئی ظلمات کو جام
دیا جب ظلمات بھی پی چکی تو میان ساحر نے بھی پی سمینہ کو بھی پلائی خوشی مین
میان ساحر یہ اشعار گانے لگے

نظم

دل بھی خون ہو کے بہا دلمین جو پیکان آیا	صاحب خانہ کا دم لینے کو مہمان آیا
یاد مجھکو رخ زیبا ترا ایجان آیا	جب کبھی تذکرۂ یوسف کنعان آیا

وصدم محبوب الٰہی کی خدائی مین ہوئی
وحی بھیجی اُنھین اللہ نے قرآن آیا

دیکھنا دست جنون کی تو ذرا چالاکی
اُلجھا دامن سے نہ جب ہاتھ گریبان آیا

دل کو وحشت ہوئی یاد آگیا مجنون کا جنون
اُڑ گئے ہوش جہان ذکر بیابان آیا

تیری رحمت کے چڑھانے کو مری تربت پر
پھول دامن مین بھرے خلد سے رضوان آیا

تیرے دیدار کی حسرت مین بہائے دریا
جوش پر جبکہ مرا دیدۂ گریان آیا

عمر بھر آرزو سے نامہ و پیغام رہی
خط ہی آیا نہ کبھی قاصد جانان آیا

منزل جوش جنون کی جو مسافت طے کی
غل مچانے لگی زنجیر کہ زندان آیا

کیسے شور قیامت یہ بپا رکھا ہے
فتنہ خیزی کو کہان یہ دل نالان آیا

ای نرگس آنکھ ذرا کھول کے دیکھو تو سہی
لو مبارک ہو تمہین قاصد جانان آیا

ظلمات سے کہا میان جادوگر صاحب خوب گاتے ہو عمرو نے کہا بہرے سے تلے مین گویے رہتے ہین اُنکا گانا سن سنکر اُڑا لیتا ہون تم خاطر جمع رکھو مین ہمیشہ آیا کرونگا یہ کہکر اُٹھے کہ مین جاتا ہون تاریک وظلمات اُٹھین کہ مہمان کو رخصت کرین دیکھا اگر گرین بیہوش ہوئین سمینہ ہان ہان کرتی رہی مگر خواجہ نے دونکے سر کاٹ لیے ایک ہنگامہ ہوا چند طائر پیدا ہوئے منقار مین لاشے اُٹھا کے لے چلے سمینہ و خواجہ اُس مکان سے نکلے اب سمینہ جب خواجہ کے ساتھ چلی تو مان کے واسطے رونے لگی کہتی تھی خواجہ بڑا ستم ہوا کہ مان میری قتل ہوگئی عمرو نے کہا اتبک وہ زندہ رہتی تو فساد برپا کرتی تمکو چین نہ لینے دیتی اسوجہ سے اُسکو قتل کر ڈالا مگر جمشید ثانی کہ قصر مین بیٹھا تھا طائرون نے لاشے لاکر اُسکے سامنے ڈالدیے اور پکارکر آواز دی کہ یا خداوند اُنکو عمرو نے مارا اور ایک عمرو مرا ہوا پڑا ہی جمشید نے کچھ سوچکر جواب دیا کہ وہ عمرو نہین ہی عمرو سمینہ کو لے گیا ایسے کوئی ایسا ہی کہ اُس فتنہ پرداز کو گرفتار کر لائے ہوا سے جادوگر تخت مین بیٹھا ہوا تھا تاریک کا مرنا اسکو بہت شاق ہوا ہی اپنے مقام سے اُٹھا اور کہا کہ یا خداوند اگر حکم ہو تو غلام جاکر گرفتار کر لائے یہ مجال نہین ہی کہ بیسے

سے نکل سکے جاتے ہی گرفتار کرلونگا جمشید نے کہا او ہوا سے جادو بہت زور
شور سے نہ جانا اپنے کو مختصر رکھنا جب دیکھنا کہ سامنے پہونچ گئے تب زور دکھانا
جب قریب پہونچنا تو للکارتا ہوا سے جادو یہ اقرار کرکے روانہ ہوا مگر بعد جانے
ہوا سے جادو کے جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ایک نامہ املاک گرانڈ وندان کو
لکھو کہ کیا خوب انتظام کیا ہو کہ تاریک اور ظلمات قتل ہوئی مگر تمنے خبر نہ لی
شاہزادیون نے نامہ لکھا ایک جادوگر کو دیا وہ جادوگر نامہ لیکر چلا قضا سے کہا
اُس راہ سے گذرا کہ جس طرف سے خواجہ جاتے تھے اُس جادوگر نے جو دیکھا
کہ خواجہ سمینہ سے باتین کرتے جاتے ہین جلکبا جی ہین کہتا ہو کہ کیا انقلاب ہو کہ بیٹی ماں کو
قتل کرکے آشنا کے ساتھ جاتی ہو یہ خیال کرکے جادوگر نے ہاتھ بڑھایا سمینہ جست کرکے
آگے بڑھی وہ جادوگر خواجہ پر گرا اور خواجہ کی کمر مین پنجہ ڈیکر اُٹھالے گیا خواجہ
نے سمینہ سے پکار کر آواز دی صاحب تم اپنے کو بچاؤ مجھکو جادوگر لیے جاتا ہو
کوئی مقام آج ویران ہونے کو ہو سمینہ اسباب عیاری سے درست ہوگئی کہ
ہوا سے جادو نے دور سے دیکھا کہ جدید جادو عمرو کو لیے ہوے جاتا ہو
یا طرف مرحلے کے چلا تھا یا طرف جمشید کے پلٹا پکار کر آواز دی کہ او جدید
ذرا ٹھہر جاؤ مین تمسے کچھ کہونگا گھبراؤ نہین سامنے ایک پہاڑ ہو اُسپر ٹھہر جاؤ
جدید اُترا ہوا سے جادو بھی آیا مگر سمینہ کر گوشے سے دیکھ رہی ہو کہ جدید کو
ہوا نے آکر روکا دونون باتین کرنے لگے ہوا کی مراد یہ ہو کہ مین مصاحبان
خداوندی مین ہون تم خدمتگار ہو لہذا بہتر یہ ہو کہ قیدی اسکی مجھے حوالے کر دو
جب خداوند سے انعام ملیگا تو مین تمھین بھی شریک کرلونگا جدید کہتا ہو مین
نہ مانونگا آخر ہوا سے جادوگر کہا او جدید مین نہ جانے دونگا خواجہ کو جدید
نے ڈالدیا اور آمادہ بجنگ ہوا یہی کہتا ہو کہ او جدید ہم جو کہتے ہین وہ مانو اگر
خلاف کروگے تو بہت پچتاؤ گے سمینہ حیران ہو کہ کیا تدبیر کرون آخر ایک قزاق
کی شکل بنکر بالاے کوہ آئی کہا او لٹیرو ن آپس مین فساد کرتے ہو اور ایس

غریب کو کیون باندھا ہی ہمواسے جادو نے کہا او میان قزاق صاحب تم اِس مقدمے
مین دخل نہ دو ہمارے آپس کا مقدمہ ہی ایک دربار کے رہنے والے ہین ایک
خدمتگار ہی اور ایک سردار ہی خداوند ہمارا فیصلہ کرینگے سمینہ نے کہا بیٹھو جاؤ بیٹھکر
باتین کرو آپس مین فیصلہ کرلو تکرار نہ ہو ہمواسے جادو نے کہا جدید جادو مجھسے
کیا تکرار کرسکتا ہی جانتا ہی کہ مین مصاحب خداوند ہون ایسا نہ ہو کہ اِسکے خلاف
گذرے تو قدرت سے میری شکایت کرے ایک ذرا سے اِشارے مین تو دیوانہ
ہوجائیگا جدید نے کہا کیا مجال تمھاری کہ مجھپر ہاتھ ڈالو سامنے خداوند کے ذلیل
کراؤنگا اور یہ بیان کرونگا کہ مین قدرت کے دشمن کو لاتا تھا انھون نے درمیان
مین فساد کیا اور اسکو رہا کروا دیا ہی سمینہ نے کہا یہ درۂ کوہ میری عملداری مین
ہی تم میرے مہمان ہو مین شراب لاؤن پیو اور پی کر قدرت سے دریافت کرو
دیکھو کیا فرماتے ہین شرابی کے سامنے تو وہ فورًا آتے ہین یہ مجال نہین کہ ہم
بلائین اور وہ نہ آئین جدید نے کہا او میان قزاق صاحب یہ خوب کہی ہم تمکو
بھی قدرت سے ملوائینگے سچ کہتے ہو کہ نشے مین شراب سے قدرت ضرور
آوینگے بتا جاوینگے لہذا میان قزاق صاحب شراب لاؤ سمینہ زنکو وہ اُتری بھٹی پر
جاکر شراب لی دونون کے آگے لاکر رکھدی کہا لو پیو مین کباب لے آؤن یہ سنکر
ہمواسے جادو نے جام پیا جدید نے کہا دیکھیے آپ نے بیمصاحبت کی لی ایک
غیر شخص نے دعوت کی ہی تو آپ نے پہلے ہمکو دی ہوتی ہمواسے جادو نے کہا
کیون دیوانہ ہوا ہی ہمارے سامنے تو قدرت سے بات کرسکتا ہی ہم قدرت
سے کلام کرینگے تو بھی پی لے سمینہ نے گوشے سے دیکھا کہ دونون مین تکرار
ہورہی ہی ہمواسے جادو نے ایک دو تھپڑ مارا کہ صحراسے آوازہ گانے کی آئی
دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین وجمیل سامنے سے یہ اشعار عاشقانہ گاتی
ہوئی باناز و کرشمہ آتی ہی نظم

آئینۂ خورشید مین بھی تو نظر آیا	جلوہ رُخ پُر نور کا ہر سو نظر آیا

زیر صفِ مژگان وہ نہین چشم فسونگر — شیرون کے نیستان مین آہو نظر آیا
آنکھون نے خیال لب جان بخش کیا جا — اعجاز سے بڑھکر ہمین جادو نظر آیا
پرتو جو پڑا گال کا خال سرمہ مین — تابندہ چراغ شب گیسو نظر آیا
نشتے کے نہین دیدۂ مخمور مین ڈورے — باندھے ہوے تلوار بلا کو نظر آیا
اللہ رے تیر غمزہ یار کا پلہ — سینے مین دل زار ترازو نظر آیا
دانتون کا پڑا عکس جو زیور پہ گلے کے — ہیرے سے جڑا یار کا جگنو نظر آیا
دھوکا ہوا خورشید پہ ظلمات کا مجکو — بکھرا ہوا عارض پہ جو گیسو نظر آیا
بازآیا مین مضمون سے بیتابی دل کی — عدہ یہ دم فکر جو پہلو نظر آیا
حاصل ہوئی اے نور خوشی عید کی دل کو — جسوقت ہلال خم ابرو نظر آیا

جدید جادو اُسکو دیکھا بہت بیقرار ہوا اُس نازنین نے آتے ہی جدید کا ہاتھ تھام لیا کہتی تھی اے جدید کیون اِسقدر گھبراتے ہو میرے ساتھ چلو باغ گلنار مین تمھاری طلب ہے دیکھو تو کیا کیا نازنینان مہجبین جمع ہین ایک ایک کو دیکھکر خوش ہوگے اور کہوگے کہ یہ شاہزادیان خدمت مین خداوند کے ہوتین تو جلسے کو رونق ہوتی جدید اُس نازنین کے ساتھ چلا ہوا اسے جادو اُٹھا کہ نازنین سے کچھ پیغام کہون جدید پہ سحر اثر چلگیا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے اثر کیا لڑکھڑا کر گرا معینہ نے آکر اُسکو قتل کیا مگر وہ نازنین جو جدید کو لیکر چلی سامنے ایک باغ تھا اُسکے قریب جو پہونچی جدید سے کہا اندر تشریف لے چلو جدید جیسے ہی اندر باغ کے گیا اُدھر معینہ نے ہوا کو قتل کیا اُس نازنین پر ایک شعلہ گرا کہ جلکر خاک ہوئی جدید کو ہوش آیا کہتا ہے کہ مین یہان کہان آیا سوچا کہ ہوا سے جادو نے سحر کیا تھا یہ عورت بھی اُسی کے سحر کی تھی اُسکے مرنے کے بعد جنگل کی طرف کوہ کے چلا پہاڑ پر آکے لاش ہوا کا دیکھا بہت پریشان ہوا کہتا تھا ہوا سے جادو نے مفت مین اپنی جان دیدی افسوس ہے کہ اُسنے بیکار کے پیچھے مجھسے تکرار کی آخر قدرت نے سزا دی حقیقت مین جہان شراب کا چرچا ہوا قدرت ضرور آتے ہین وہی اُسکو مار گئے

پھر تلاش میں عمرو کی چلا راہ میں دیکھا کہ سمینہ اور عمرو جاتے ہیں آگے بڑھکر ایک
چھپر بنائی اُس میں ایک ضعیفہ بنکر بیٹھا عمرو و سمینہ جو پہونچے اُسنے پکارا کہ اے
بیٹا جانے والے ذرا میرے پاس ہوتے جاؤ عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ضعیفہ
بیٹھی ہوئی ہو بلا رہی ہو کہ بیٹا ذرا یہاں آؤ پانی مجھے اُٹھا کر پلا دو خواجہ جیسے ہی
آئے دیکھا ایک گھڑا پانی کا رکھا ہو عمرو نے آبخورے میں پانی بھرا پڑیا بیہوشی کی
ڈالدی کہا نانی اماں لو جدید دعائیں دینے لگا کہ بیٹا پھلو پھولو آباد رہو تمنے
اسوقت بڑا احسان کیا عمرو نے کہا تمہارا کام کر دیا تم بہت راضی ہوگی جب
عمرو اور سمینہ باہر نکلے تو جدید اُٹھنے لگا کہ سحر کرکے عمرو کو پکڑلوں بدن میں
رعشہ آیا لڑکھڑا کر گرا عمرو نے پلٹ کر اُسکا بھی سر کاٹ لیا سمینہ نے کہا خواجہ
اسکو کیوں مارا عمرو نے کہا جو جادوگر کم ہوگیا وہی کم ہوگیا اسکو غنیمت جان لو
سمینہ نے بڑی بڑی تعریفیں کیں جب سر جدید کا کٹا تو صورت بدل گئی سمینہ نے دیکھا
کہ جدید جادو تھا خواجہ سے کہا کہ خواجہ تمنے خوب پہچانا یہ ہماری تمہاری فکر میں
آیا تھا مگر املاک گراز دندان اپنے قصر میں بیٹھا ہو کہتا ہو کہ کیا غضب ہو کہ
عیاروں نے میری اقلیم میں ہنگامہ ڈالدیا تاریک و جدید ایسے ایسے
ساحر آئیں اور قتل ہو جائیں اب دیکھیے بھونچال پر کیا گذرتی ہو کہ وہ بپاے
گرفتاری سعد بن قباد گیا ہو مگر سعد بن قباد شہباز کو مار کر ایک گوشے میں
آکے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ مرحلہ ششم کا اب سامنا ہو بہت سمجھکر کام کرنا لوح
کو قدم قدم پر دیکھنا دیکھیے کیا ہو مگر سامنے صحرا کے نخل ہو وہاں بیٹھکر یہ اسم پڑھو
ایک طائر آئیگا وہ تمکو باغ گنجور میں لیجائیگا بے لوح کے دیکھے قدم نہ اُٹھانا
سعد نے صحرا میں آکر اسم پڑھا فرانے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک طائر قوی الجثہ
آسمان سے اُترتا ہوا آیا زمین پر جیسے ہی قدم قایم کیے سعد جست کرکے اُسکی پشت
پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ باغ گنجور میں پہونچا دے وہ طائر سعد کو لے کر چلا
اُدھر سے بھونچال آتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ طلسم کشا پشت پر قیصور جن کی سوار

ہین اور طرف باغ گنجور کے جاتے ہین یقین ہی گنجور جادو اپنے دام مکر مین پھانس لیگی
مین چلکر الگ سے تماشا دیکھون مگر قیصور جن سعد شہریار سے باتین کرتا ہوا
جاتا ہی کہ او طلسم کشا ہم چند جنات اِس طلسم مین قید ہین اور بندگان خدا کو آزار
پہونچاتے ہین ہم سب تمھارے ساتھ ہونگے جہانتک ہو سکیگا عجائب و غرائب
سے آگاہ کرینگے کسی کے دام مکر مین نہ پھنسنے دینگے جبکہ باغ مین آپ چلتے ہین وہ
بلا کی مکارہ ہی اوس سے بچیےگا جس صورت سے بن پڑیگا مین آپ کے سامنے آؤنگا
اور آگاہ کرونگا یہ ذکر تھا کہ خوشبو پھولونکی و باغ مین آنے لگی قیصور نے عرض کی
لوح کو چمکا لیجیے یہ باغ گنجور سے خوشبو آتی ہی گنجور نے سحر شروع کیا آپ کی تدبیر
گرفتاری ہو رہی ہی سعد نے جو لوح کو چمکایا بو آنا پھولونکی موقوف ہوئی اور
سامنے سے باغ دکھائی دیا ایک گوشے مین قیصور نے آکر بادشاہ کو آگاہ کیا
غلام رخصت ہوتا ہی جب ضرورت پڑیگی تو اسم مذکور پڑھیےگا غلام فوراً حاضر ہوگا
کسی مشکل مین نہ رکونگا یہ کہکر قیصور تو رخصت ہوا بادشاہ ایک طرف چلے
ہزارہا طائر جو درختون پر بیٹھے تھے منقارین کھولکر یہ اشعار پڑھنے لگے نظم

خط سے دونا ہوا رخسارہ دلدار کا روپ	واقعی سچ ہی کہ سبزے سے ہی گلزار کا روپ
بار لانے سے ہی لطف شجر باغ شباب	مار پستان سے ہی سرو قد دلدار کا روپ
بانکپن ترک وفادار کو زیبندہ ہی	دست معشوق مین کیونکر نہ ہو تلوار کا روپ
ابر مین لطف ہی تارونکے نکل آنے سے	کیون نہ افشان سے ہو زلف سیہ کار کا روپ
دہن یار مین کسطرح نہ چمکین دندان	درج مین ہوتا ہی سلک در شہوار کا روپ
کیون خریدار سے رونق نہ اوس یوسف کی	مشتری سے ہی فقط حسن کے بازار کا روپ
عکس رخسار سے عالم تھا عجب گیسو پر	نور سے شمع کے دونا تھا شب تار کا روپ
نور کیونکر نہ ادے نور علی نور کہے	کج ہوا طرہ دستار سے دستار کا روپ

طائرون نے اسقدر غل مچایا کہ گنجور پڑی ہوئی سو رہی تھی آواز سے طائرونکی
ہوشیار ہوئی بیرون بارہ دری آکر دیکھا کہ طائر غل مچا رہے ہین سمجھی کہ طلسم کشا

آگیا کنیزون سے کہا لو صاحبو تمنے سُنا طلسم کُشا ہمارے باغ مین آگیا طائر غل مچاتے
یہن حقیقت مین قیصور جن بھی دوست ہوگیا سب اپنی مصیبت بھی بیان کی سعد
نے جواب دیا ہم تمہارے معین ہین ہر مقام پر تمہاری مدد کرینگے اگر خدا نے یہ
طلسم فتح کرایا تو تمکو تمہاری عملداری دلوا دینگے اسپر قیصور خوش ہوا اب تم لوگ
کچھ تدبیر کرو کنیزون نے بناؤ کیے اور گنجور جادو ایک حسین کی شکل بنکر تیار ہوئی
سب کنیزین پشت پر آپ سب کے آگے آگے سیر باغ کرتی ہوئی چلی ادہر سے
سعد آتے تھے گنجور نے جُھک کر سلام کیا کہا اے شہریار آپکے مین مدت سے
آپ کی مشتاق تھی املاک گراز وندان اس مرحلے کا حاکم ہے آپکے قدمین پہونچا
دونگی یا اُسکو بُلا بھیجونگی اگر آپ نے اُسکو قتل کیا تو یہ تمام مرحلہ فتح ہوا یہ کہکے ہاتھ
مین ہاتھ ڈالدیے لیکر بارہ دری مین آئی سعد کو مسند پر بٹھایا کنیزون سے اشارہ
کیا کنیزون نے اسباب عیش و نشاط مہیا کیا سازندے وغیرہ جو حاضر تھے اپنا
اپنا کام کرنے لگے گنجور نے جام بادۂ ارغوانی لبریز کیا سامنے سعد شہریار کے لائی
کہا اے شہریار ایک جام نوش فرمائیے آپ نے بڑی تکلیف اُٹھائی ہے سعد نے
جیسے ہی ہاتھ بڑھایا ایک آواز آئی کہ اے شہریار لوح کو ملاحظہ فرمائیے سعد نے
جام ہاتھ سے رکھدیا لوح کو ملاحظہ کرنے لگے لوح مین نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم
وائے سیارہ این عجائبات اب مناسب یہ ہے کہ اسکی صحبت کو ترک کرو طرف باغ
جہان نما کے جاؤ سعد نے فوراً اسم پڑھا قیصور جنی بشکل طائر آیا سعد اُسکی
پشت پر سوار ہوے جب چلنے لگے تو گنجور رونے لگی کہا اے شہریار افسوس کا
مقام ہے کہ بعد مدت کے یہ دن نصیب ہوا تو آپ طرف باغ جہان نما کے جاتے
ہین مجھے بھی پیچھے ایسا نہ ہو کہ جہان نما سرکار کے ساتھ کچھ فتنہ کرے مین جہان نما
کو وہ مبدم آگاہ کرونگی لوح سے غافل نہ ہونے دونگی سعد نے فرمایا اے گنجور
مین مدد اپنے پروردگار کی چاہتا ہون کوئی کسی کی کیا مدد کریگا وہ حافظ حقیقی
ساتھ ہے اُسکا دامن قدرت اور ہمارا ہاتھ ہے یہ فرما کر قیصور کو اشارہ کیا وہ

چاہتا ہی اُڑکر پہلون کہ گنجور نے پھر جام اُٹھایا کہا اے شہریار اتنی تو میری خوشی کیجیے
کہ جام پی لیجیے سعد نے اسکا رونا دیکھکر جام لے لیا قیصور نے آہستہ سے کہا شہریار
جام اسکو پھینک ماریے مین تو یہ سمجھا تھا کہ اسکو چھوڑکر نکل چلے مگر اسکی قضا آپہنچی
ہی سعد نے بموجب کہنے قیصور کے وہی جام گنجور پر پھینک مارا جیسے ہی جام
ٹوٹا اور شراب گنجور پر پڑی مثل ہیزم خشک جلنے لگی تھوڑی دیر مین جلکر خاک
ہوئی تمام طائر جلکر گرے درخت بھی جلے تھوڑے عرصے مین باغ ویران ہوگیا
دیوارین باغ کی گر پڑین قیصور جنی نے کہا خدمت فیض درجت ہی عرض کی اے
شہریار اب داخل باغ جہان نما مین ہوگا وہان مین نہ آسکونگا بہت ہوشیار
رہیے گا اسقدر آپ سے عرض کرتا ہون کہ جہان نما سے جادو نے آج جشن
کیا ہی تمام جادوگر چہار طرف سے جمع ہین راگ و رنگ ہورہا ہی آپ بھی بے تامل
جا کے شریک صحبت ہوجیے گا مگر کوئی خورونوش نہ فرمایئے گا نہ شراب پیجیے گا ورنہ
گرفتار ہوجایئے گا سعد یہ باتین سنکر پشت قیصور پر سوار ہوے قیصور
سعد شہریار کو ساتھ لیکر چلا راہ مین ایک صحراے ہولناک ملا ہر طرف اژدرہان
آتش فشان دوڑتے پھرتے ہین شیران صحرا اژدرون پر حملہ کرتے ہین اور
اژدر شیرون کو جلادیتے ہین جب منہ سے آگ چھوڑی سر پر شیرون کے شعلہ
پڑا شیر جلنے لگے ہزارہا لاشہ جابجا پڑا ہی آہوان صحرا کو وحشت بونڈون کی
گرد کو دہشت ہر طرف سائین سائین کی آواز آتی ہی جابجا درختون پر زاغ و
زغن جمع ہین کانون کانون کررہے ہین یہی چاہتے ہین کہ باغ سے نکل جاوین
مگر اُڑتے ہین اور پھر اُسی مقام پر بیٹھتے ہین معلوم یہ ہوتا ہی کہ ان سب کو جا نیکا
راستہ نہین ملتا ہی قیصور بادشاہ کو لیے ہوے اُس صحرا سے نکلا آوازین آتی
تھین کہ اے قیصور جنی تجھکو مدت رہتے ہوے گذری آجتک کوئی تکلیف نہین
پائی کیا باعث ہوا کہ اہل طلسم کا دشمن ہوگیا ذرا پلٹ کر دیکھ قیصور اور تیز
روانہ ہوا جب وہ جنگل سے نکلگیا تب آوازین موقوف ہوئین جنگل سے دور

آکر دیکھا کہ کچھ غولان بیابان درہ ہاے کوہ سے نکلے اژدرون سے لڑنے لگے جس اژدر کو غولون نے پکڑ لیا نوچ کر اُسے مار ڈالا سعد فرماتے ہین کیون قیصور اِس جنگل کے غول بہت زبردست ہین قیصور نے عرض کی یہ سب عجائب و غرائب طلسمی ہین کوئی زبردست نہین ہے ابھی بڑے بڑے عجائب و غرائب آپ ملاحظہ فرمائیے گا یہ مرحلہ تو حکومت املاک گر از دران کا ہے ویسے ہی آگے بھی ہین طلسم کشا کو ڈراتے ہین چاہتے ہین خوف مین طلسم کشا بایٹ جائے سعد نے فرمایا اے قیصور اگر یہان پر بھی بیٹے تو مین زیلبوتنگا جدہ کا گرفتار ہونا اسقدر شاق ہے کہ راتون کی نیند جاتی رہی مجھے ہر وقت یہی خیال ہے کہ مین گرفتار ہو جاؤن مگر آسمان پری و قمر لیشہ کو رہا کراؤن اُنکی سلطنت ویران پڑی ہے سلاسل پری نے نامہ لکھا تھا کہ بیت بن قہقہہ آتا ہے مین مجبور تھا کیونکر جاتا فتاحی طلسم مین مصروف ہون قیصور نے کہا حضور اب اُنکی رہائی کا زمانہ قریب ہے دو مرحلے صرف اور باقی ہین یہ کہتا ہوا بڑھا صبح ہو چکی تھی کہ ایک صحراے پر بہار دیکھا کہ ہزارہا شاہزادیان زیر درخت بیٹھی ہوئی چہلین کر رہی ہین اور پکارتی ہین کہ اے آیندہ و روندہ اِس مقام پر آکر شوہر ہمپر قبضہ کرو یہ صحرا مقام ثریا راج کا ہے مرد ہمکو نہین نصیب ہوتا تڑپ رہے ہین یہی شجر ہمارے واسطے مرد ہین کہ جسم کو اُنکے بیخ سے مس کرتے ہین تو حمل قایم ہوتا ہے اتفاق دیکھیے کہ بیٹی ہی پیدا ہوتی ہے دمبدم عورتین بڑھتی جاتی ہین سعد نے قیصور سے فرمایا کہ اے قیصور جنی اِنکے حال پر مجھکو رحم آتا ہے ذرا یہان ٹھہر جاؤ قیصور نے کہا اے شہریار یہ دام مکر ہے یہان ٹھہرے اور گرفتار ہوے یہ جسقدر عورتین بیٹھی ہین اور ظاہر مین کمسن معلوم ہوتی ہین انمین جسکا سن سب سے کم ہے وہ دو سو برس کی ہے و درتین ی چار سو سال و ہزار ہزار سال تک کی عمرون کے اِنکے سن ہین عالم مکاری مین طاق سحر و شعبدہ بازی مین شہرۂ آفاق اُس صحراے بھی سعد شہریار نکلے ایک جنگل ملا دیکھا ہزارون شاہزادے آبلے پاؤن مین پڑے ہوے برہنہ ایک

ایک غرقی باندھے جنگل مین دوڑے دوڑے پھر رہے ہین ایک سے ایک
کہتا ہی کہ بھائیو پیاس جان لیگی مہلت نہ دیگی سارے جنگل کو چھان ڈالا اور کہین
پانی کا نشان نہین ملتا جنگل بھر مین کوئی کنوان نہین کس مقام پر جائین کیونکر
پانی پاوین پھر سعد نے فرمایا ای قیصور جنی یہ کون لوگ ہین کہ جو پیاس سے مر رہے ہین
قیصور نے کہا یہ مرحلا طلسم ہی اِسکو نہ دیکھیے جب آپ فتح پاوینگے تو یہ لوگ رہا ہونگے
یہ سب لوگ آپ کی فتح کے خواہان ہین سعد قیصور سے باتین کرتے ہوے جاتے
ہین کہ ایک صحراے عجیب ملا سعد نے دیکھا کہ دو طرف سے فوجین آئین ایک
ایک پہلوان دونون طرف سے نکلا مقابلہ ہونے لگا مگر ایک فوج جو بائین
جانب سے آئی ہی وہ بہت کم زور ہی اُسکے لوگ بہت مارے گئے قیصور نے
کہا ای شہریار ان شکست خوردہ کے مقدمے مین لوح ملاحظہ فرمایئے شاید اِنکی
مدد آپ ہی کرین یہ لوگ جو قتل ہو رہے ہین یہ مطیع اسلام ہین ساحرون کی
ترقی ہی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اِنکی مدد کرو فرمایا ای قیصور
مجھے اُتار دے کہ مین اِن لوگون کی مدد کرون شاید آفت سے بچین قیصور نے
بادشاہ کو ایک طرف اُتار دیا سعد نعرہ کرکے میدان مین آئے سات پہلوان
ہاتھ سے سعد کے مارے گئے پرا بند ہوگیا سعد ہر چند نعرے کرتے ہین کہ
کوئی میرے مقابلے مین آئے مگر کوئی نہین آتا تب سعد نے اِشارہ کیا کہ ہان
بھائیو اِن سب کو گھیر لو فوجون کے بلوے ہین آپس مین دونون لشکر مل گئے
خوب تلوار چلی سعد شہریار نے کئی سرافسرون کو قتل کیا لڑتے ہوے وسط فوج
مین پہونچے دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار تھا آوازین دے رہا ہی کہ طلسم کشا کو
گرفتار کر لو یارو دیکھتے ہو کہ یہ مجھپر حملہ کرتے ہین سب طرف سے بلوہ کرو ساحرون
نے خوب خوب سحر کیے مگر سعد پر تاثیر نہوئی آخر فوجین بھاگین وہ بادشاہ تخت
سے کود کر بھاگا سعد نے چاہا پیچھا کرون کہ پہلو سے آواز آئی کہ ای طلسم کشا بس
بدعت کر چکے اب ادھر متوجہ ہو مین تمھارا ملک الموت ہون چیر پھاڑ کر کھا جاونگا

سعد نے دیکھا کہ ایک عفریت خونخوار آہن کا داو کاندھے پر رکھے ہوے سامنے
آیا اور دوار کا وار کیا سعد نے وار کو قلم کر دیا تب وہ دیو لپٹ پڑا سعد نے اکھیڑ کر
مارا کہ اٹھنے کا لٹھا گرا سعد کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا او سرکش شناخت مین
پروردگار کی کیا کتنا ہو اُسنے کہا مجھکو چھوڑ دیجیے تو مین اپنا حال بیان کرون جب
بادشاہ اُسکی چھاتی سے اُترے تو اُس دیو نے کہا کہ مین ہمراہیان عفریت کاسے
ہون جب عفریت مارا گیا اور صاحبقران طلسمات مین داخل ہوے تو مجھکو
زیر کیا مین بصدق دل مسلمان ہوا اپنی حکومت پر قایم ہو گیا ایک روز سیر کرتا
ہوا جاتا تھا کہ ایک پریزاد کو دیکھا شکار کھیل رہی ہو مین نے اُسپر قبضہ کیا وہی
مجھسے رضامند ہوئی مگر اِس طلسم مین آکر قید ہوا بادشاہ طلسم کا حکم ہوا جو کوئی
طلسم کشائی کے خیال سے آئے اُسکو قتل کرو آج مین آپ سے زیر ہوا ورنہ جو
آیا اُسکو مٹایا میری ضرب کوئی روک نہ سکتا تھا اور وہ پریزاد میرے ساتھ
رہتی تھی یہان سامنے کوہ پر ایک دیو وہان رہتا ہو کہ اُسکو دیو ہمندون کہتے
ہین اُسنے پریزاد کو چھین لیا بادشاہ طلسم سے جو فریاد کی اُسنے جواب دیا کہ جب
طلسم کشا آوینگے تب تمھاری داد ملیگی تو امیدوار ہون کہ میری معشوقہ دلوا دیجیے
اور نام میرا دیو اطراف ہو بادشاہ اُسکے ساتھ ہوے سامنے پہاڑ کے پہنچے
آتے ہی نعرہ کیا کہ او ہمندون میرے مقابلے مین آ پریزاد کو حوالے کر اندر سے
کوہ کے ایک دیو بلند قد نکلا اُسنے پکار کر آواز دی کہ او جوان کہا تیرے زبان
تیرا پنجۂ اجل مین پھنسا ہو کشان کشان یہان لایا ہو سعد نے کہا مین تجھے پریزاد
کو دونگا پرایے ناموس پر کیون ہاتھ ڈالا اُس دیو نے کہا آ مجھسے لڑ سعد نے
اُسکو بھی زیر کیا چھاتی پر سوار ہوے سوال اسلام کیا دیو ہمندون رونے لگا
کہا او شہریار باغ جہان نما مین میرا مدعا ہو اگر حضور باغ جہان نما مین جاینگے
تو وہان ایک چشمہ بہت صاف شفاف ہو اُس مین سے ایک مچھلی نکلتی ہو وہ میرا مطلب ہو
ہو اگر وہ کھاؤن تو کبھی بھوکا نہ ہون بادشاہ نے فرمایا مین ضرور باغ جہان نما

مین جاؤنگا سمندون نے کہا مین ساتھ چلونگا بادشاہ نے قیصور حبشی کو رخصت کیا
اور سمندون کے کاندھے پر سوار ہوئے اور پریزاد اُس سے لیکر دیو اضراب کو
دی اور نامہ دیا کہ پرواز قاف جاؤ قلعہ سلاسل پری پر جاکر یہ نامہ ہمارا دینا وہ
تمھاری حکومت تمکو رہیگی زبانی کہنا کہ اے سلاسل پری چندے انتظام اور کرو
زمانہ رہائی آسمان پری و فرشتہ کا قریب ہے اگر ہوسکے تو جواب اس نامے کا
لکھنا ہم طرف باغ جہان نما کے جاتے ہین لشکر صاحبقران صحرائے خرخار مین
اُترا ہے وہ تمھارے خط کا جواب لکھین گے دیو اضراب یہ نامہ لیکر روانہ ہوا اُس
طرف قلعہ سلاسل کے چلا مگر سمندون بادشاہ کو کاندھے پر سوار کرکے طرف
باغ جہان نما کے چلا سمندون بہت خوش ہے کہتا ہے اے شہریار آج مجھکو وہ نعمت
ملیگی کہ ہمیشہ کو سیر ہو جاؤنگا راستے کو طے کرکے طرف باغ جہان نما کے چلے
دروازے پر باغ کے دیکھا ہزارہا جادوگر حربے لیے کھڑے ہین اور غلغلہ
کر رہے ہین کہ طلسم کشا آتا ہے ہم اُسے مارین گے باغ مین نہ جانے دین گے
بادشاہ نے یہ باتین سُنکر سمندون سے کہا مجھے اُتار دے سمندون نے سعد
کو پشت سے اُتارا بادشاہ نعرہ کرکے اُس فوج پر جا پڑے **نعرۂ بادشاہ**

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس وجم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

نعرہ کرکے لڑنے لگے مگر جب بادشاہ کا نعرہ ہوا تو دروازہ باغ کا بند ہو گیا جو
ساحر کہ لڑ رہے ہین وہ فریاد کرنے لگے کہ اے طلسم کشا الامان سعد نے فرمایا
کہ امان بہ شرط ایمان اُن سب کا افسر کلان مہروز جادو دور وہاں سے ہاتھ باندھ کر
سامنے آیا کہا حضور یہ سب بخوشی مطیع اسلام ہوئے جو آپ حکم دیجیے وہ بجا لائین
یہی در باغ جہان نما ہے یہ کہکے سب جگہ کھڑے ہوئے سعد مع دیو سمندون
اندر آئے اول وہ چشمہ ملا دیکھا کہ ایک ماہی کلان چشمے سے نکلی باہر بیٹھی ہوئی
ہے سمندون نے بیقرار ہو کر کہا کہ حضور وہ مچھلی یہی ہے جسکی خواہش مجھے مدت سے ہے

سعد نے بڑھکر اُس مچھلی پر ہاتھ مارا وہ مچھلی تڑپ کر چشمے مین گری پانی اِسقدر جاری
ہوا کہ تمام باغ عالم آب ہوگیا سمندون غل مچا رہا ہو کہ حضور اپنے کو بچایئے مین
کہتا تھا کہ یہ مقدمہ بہت سخت ہو مگر آپ نے میرا کہنا نہ مانا اب اپنے کو بچایئے بادشاہ
جست کر کے پیچھے ہٹے اور لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ او طلسم کشا وہ مچھلی تہ آب
مین پہونچی اپنے کو چشمے مین گرا دو تو شاید دستیاب ہو سعد نے جو حکم لوح پایا
فوراً چشمے مین پھاند پڑے دیکھا کہ ایک صحرا ہے پُر آشوب ہو جسمین ہزارہا غول
بیابانی پھر رہے ہین اُن غولون نے جو سعد کو دیکھا چوبدستین لیکر آ پڑے بادشاہ
سے تلوار چلنے لگی جب کوئی غول حربہ کرتا ہو بادشاہ ہاتھ تلوار کا مار دیتے ہین ایک
غول کلان ہشو ہشو کرتا ہوا سامنے آیا اُسنے آکر حربہ کیا بادشاہ نے اُسکی کلائی تھامی
وہ غول لپٹ پڑا بادشاہ نے اُکھیڑ کر مارا کہ چار دن شانے چت گرا کود کر چھاتی پر
سوار ہوے فرمایا کہ او بیتال کے غول ماہی شکم سیر کا پتہ دے غول نے کہا جو
نخل سامنے ہو اُسکو جا کر اُکھیڑ لیے تب پتہ مچھلی کا ملیگا گرفتار ہوتے ہی اُس غول
کلان کے سب غول بھاگ گئے مگر یہ غول کلان ساتھ ہو بادشاہ نے آکر وہ درخت
اُکھیڑا دیکھا کہ ایک چشمہ آب ہو وہ مچھلی چشمے سے منھ نکالے ہوے بیٹھی ہو سعد نے
ہاتھ مارا مچھلی کا سر ہاتھ مین آیا بادشاہ نے بزور کھینچا کہا او سمندون سے سمندون
منھ پھیلا کر دوڑا جیسے ہی مچھلی پر منھ مارا غل مچانے لگا کہ او شہریار یہ تو پتھر کی ہو
ہاے مجھے خوراک میسر نہ ہوئی سعد نے کہا کیون روتا ہو مین پتہ لگاتا ہون اُس
غول سے پوچھا کہ کیون بہکایا کیا مکر تھا غول نے کہا او شہریار اِسی چشمے مین وہ
مچھلی ہو اب لوح کا عکس ڈالیے وہ قصد کریگی کہ لوح لیلون آپ فوراً اُسے گرفتار
کر لیجیے گا بادشاہ نے قریب چشمے کے آکر لوح طلسمی کو لٹکایا عکس لوح جو پانی
مین پڑا عجب صفائی پانی مین تھی کہ آب گوہر پانی بھرے مگر وہ مچھلی اندر آب پر تھی
لوح کو دیکھکر تڑپی اور جست کر کے قصد کیا کہ لوح کو منھ مین لے لون سعد شہریار
نے لوح کو ہٹا لیا مچھلی پر ہاتھ مارا کہ سر اُسکا قبضے مین آیا اب وہ مچھلی لاکھ لاکھ طرح

تڑپتی ہوکر اسپنے کو چھڑا اون مگر شیر کا قبضہ ہوا اب کب نکل سکتی ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ای
سمندون سے سمندون اُس مچھلی پہ گر اکھاکر اُسکو ناچنے لگا کہتا تھا ای شہریار کیا
نعمت آپ نے عطا فرمائی جو کہ ہمیشہ کو سیر ہو گیا اب کبھی بھوکا نہ رہونگا پروردگار
آپ کو مظفر و منصور رکھے اب مین صحرائے خرخار مین جاتا ہون خدمت امیر مین
رہونگا کچھ نشانی دیجیے گا سعد نے ایک کاغذ پر اپنا نام لکھا اور یہ لکھا کہ فناحی
مرحلہ ششم مین مصروف ہون امید وار ہون دعا فرمایے اور سمندون خدمت مین
آتا ہو حاضر خدمت رہیگا لشکر کی حفاظت اس سے متعلق ہو امید وار ہون کہ اسکو
خدمت مین جگہ ملے یہ تحریر دیکر سمندون کو روانہ کیا سمندون طرف لشکر امیر کے
چلا سعد نے پھر اُسی طرح اسم حاشیہ لوح پڑھا کہ قیصور جنی حاضر ہوا کہا ای قیصور
باغ جہان نما مین پہونچا دے مگر یہان جہان نمائے جادو نے کہ زمانہ جشن کا قریب
آیا رفقا سے کہا کہ سب خراج گزارون نامے لکھو کہ یاروآ کر نذر سامری مین شریک
ہو ہر چند کہ وقت قریب ہو مگر اس مہلت کو غنیمت جانو یہ نامے لکھکر ساحرونکو روانہ
کیا ساحرون نے جاکر نامے خراج گزارونکو دیے جنے نامہ دیکھا ساتھ ستر ہزار
فوج ساتھ لی اور طرف باغ جہان نما کے چلا سعد کے سامنے سے اکثر تاجدار
گذرے انسے دریافت جو کیا تو ساتھ والون نے بیان کر دیا کہ زمانہ جشن نوروزی
ہو سامری و جمشید ہدایت کر گئے ہین کہ بعد سال بھر کے ہماری پیدایش کا جشن
کیا کرو پس ہمارے آقا نے بلایا ہو وہین جاتے ہین جب کئی تاجدار سامنے سے
سعد کے گذر گئے تو قیصور سے فرمایا کہ ای قیصور ہمکو لے چلو قیصور ٹال بتا ہی
سارا دن اسی بحث مین گذرا جب شام ہوئی تو قیصور جنی نے عرض کی کہ آپ
تشریف لے چلیے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوگا بادشاہ قیصور کی پشت پر سوار
ہوے قیصور لیکر چلا سامنے شاہ نے دیکھا کہ اسی باغ کا دروازہ مثل آغوش
عاشق کھلا ہو اور گرد باغ کے صدہا بارگاہین استادہ ہین ہزارہا جادوگر بیٹھے
ہین گانیکی آواز بلند ہو کوئی خوش آواز بہ صد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہو **نظم**

وصل میں نالہ و فریاد و فغاں بھول گئے
عیش میں رنج ہم اور راحت جاں بھول گئے

داستاں سنکے مرے عشق کی یہ محو ہوئے
قصہ گو قصۂ الفت کا بیاں بھول گئے

محو الفت نہ جہاں میں کوئی ہمسا ہوگا
دل تمہیں دیکے ہم اے جان جہاں بھول گئے

بیخودی نے یہ جوانوں کے اڑائے اوسان
بیخودی میں کرم پیر مغاں بھول گئے

ابتو پھر اور ہی انداز کی تقدیر میں ہیں
صبح کے ہوتے ہی وہ شب کا بیاں بھول گئے

وہ حسین تو ہو کہ ہم دیکھ کے تیری صورت
یوسف مصر کو اے جان جہاں بھول گئے

فاتحہ کے لیے کیا خاک سر قبر آتے
تربت عاشق بیکس کا نشاں بھول گئے

ہمسا عالم میں نہ ہوگا کوئی گم کردہ حواس
یہ نہیں یاد کہ ہم دل کو کہاں بھول گئے

نور کہنے لگے اشعار وہ میرے سنکر
حسن بندش کے سوا لطف زباں بھول گئے

بادشاہ نے فرمایا اے قیصور حبشی یہ کون گا رہا ہے قیصور نے کہا کہ آپ صاحب اقبال ہیں ایسے وقت پر پہونچے کہ صحبت ساحران گرم ہے حضور جانتے ہیں اس مجمع کو متفرق کریں تاکہ ان ساحروں کو معلوم ہو کہ طلسم کشا آ گئے مگر پہلے جلسہ ملاحظہ فرمائیے سعد قیصور کو لیکر سر حد باغ میں آئے دیکھا کہ ایک شامیانہ تنا ہے اور ایک جادوگر نوجوان مسند پر بیٹھا ہے گرد ہزار ہا تاجدار بیٹھے کہہ رہے ہیں کہ اے جہاں نما آج طلسم کشا ضرور آئیگا جہاں نما کہتا ہے اگر اس مجمع میں آئیگا تو گرفتار ہوگا یہ سنکر بادشاہ نے لوح گلے سے اتار کر گریبان میں رکھلی کسی نے بادشاہ کو آتے ہوئے نہ دیکھا بادشاہ ایک طرف آکر بیٹھ گئے دیکھا کہ نازنینان مہ جبین گا رہی ہیں اور کل تاجدار نشے میں شراب کے بلبلا رہے ہیں ہر ایک کا قول ہے کہ اگر طلسم کشا آئے تو اسکو زندہ نہ چھوڑینگے گھیر کر مار لیں گے اے جہاں نما تمنے بڑی جستجو سے جلسہ جمع کیا حصول اسکا یہ ہے کہ طلسم کشا گرفتار ہو جائے اور لوح طلسمی دستیاب ہو تو قدرت بہت خوش ہونگے ہم سب کے پاس نامے پہونچے ہیں کہ سعد بن قباد اکیلے آوینگے تم لوگوں کی جرأت دیکھیں کہ کیا کار نمایاں کرتے ہو ایسا جھگڑو کہ طلسم کشا عاجز ہو جائے اور قیصور حبشی کہ تم سب کا دشمن ہے اسکے

ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیتے تھے قیصور نے کہا کہ حضور اب نعرہ کریں اور اپنے کو ظاہر
کریں بادشاہ نے لوح گریبان سے نکال زیب گلو کی اور نعرہ کیا کہ باشید ای کافران
بے حیا و ای نابکاران پُر دغا منم طلسم کشا جو تمسے ہو سکے تصور نہ کرو یہ فرما کے
تلوار کھینچی تاجداروں میں بلڑ ہوا کہ یارو قیصور نے عین وقت پر پہونچا دیا
ہم لوگ تماشائے محفل بھی نہ دیکھنے پائے جہان نما نے پکار کر کہا کہ اب وقت
جنگ ہو مارو تامل نہ کرو چہار طرف سے ٹوٹ پڑو سب تاجداروں نے سعد پر
بلوہ کیا قیصور جنی بھی لڑ رہا ہے سعد لوح کو چمکا رہے ہیں جسپر عکس لوح کا پڑا وہ
جلکر خاک ہوا سعد ہزاروں جادوگروں کو مارتے ہوئے قریب جہان نما کے پہونچے
جہان نما ہاتھ باندھکر قدموں پر گر پڑا کہا ای شہریار مجھکو معلوم ہوا کہ آپ طلسم کشا
ہیں جرأت میں بھی یکتا ہیں میں اپنی جان نذر دونگا آپ کی اطاعت کرون کا
یہ جلسہ اسی واسطے آراستہ ہوا تھا کہ سعد کو گرفتار کرو آپ کے پاس لوح طلسمی
ہے ساحر عاجز ہو رہے ہیں کچھ تاجدار بھاگ گئے اب بیرون باغ سناٹا ہے سعد
نے سر جہان نما کا اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ ای جہان نما لوح نے یہی
خبر دی تھی کہ جہان نما اطاعت کریگا لہذا وہی ہوا تم مطیع اسلام ہوئے اب یہ طلسم فتح ہوا
جہان نما نے سعد کو مقام صدر پر جگہ دی اور قیصور سے کہا کہ ای قیصور جنی تمکو
مناسب ہے کہ طرف قصر املاک کے جاؤ اور وہاں کی خبر لاؤ کہ دیکھو املاک
کیا کر رہا ہے اُسکا کیا ارادہ ہے قیصور نے کہا میں ابھی خبر لاتا ہوں اور ایک
مژدہ آپ کو اور دیتا ہوں کہ میں جو یہاں آیا تھا تو مع فوج گرفتار ہوا تھا فوج نے
بھی رہائی پائی اب املاک گرازو ندان کیا لڑیگا فوج جنات پر اُسکو بڑا
غرور تھا اب وہ لوگ اُسکی اطاعت نہ کرینگے مجھکو دیکھکر سب خوش ہو جاوینگے
ہر ایک کا یہی قول ہوگا کہ افسر ایسا چاہیے کہ جسنے ہمارے واسطے کوشش کی
کہ ہم سب نے رہائی پائی اب فوج آئیگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ٹکڑا ابر سیاہ پیدا
ہوا اور وہ ابر پھٹا کئی لاکھ جنات آکر پہونچے قیصور کے گرد پھرتے تھے اور

شکریہ ادا کرتے تھے کہ ای قیصور ہم تمھاری افسری پر ناز کرتے ہین کہ تمنے ہماری
رہائی کی تدبیر کی املاک گرانہ وندان لشکر کشی کا سامان کر رہا ہی اُسکا ارادہ ہی
کہ شہریار سے مقابلہ کرے ہم لوگ تو نکل آئے نہ روک سکا اب سعد شہریار طرف
باغ دلکشا کے تشریف لے چلین ہم سب ہمراہ خدمت ہین املاک بھی جانے کہ
جنات مجھسے باغی ہوے اب کس بھروسے پہ لشکر کشی کریگا یقین ہی کہ بھاگتا پھرے
سعد نے فرمایا کہ ای جہان نما میری تکلیف کا وقت ہی ابھی ایسا ممکن نہین ہی کہ
مین جلسے مین بیٹھون جہان نما نے کہا مین لشکر آراستہ کر رہا ہون جسوقت
حضور مقام املاک پر پہونچین گے مین کل جنات کو ساتھ لیکر حاضر ہون گا
ایسی تلوار چلے کہ املاک بھی یاد کرے کہ مین نے جو ارادہ کیا اُسکا انجام
یہ ہوا حضور بسم اللہ کہکر لوح کو ملاحظہ فرماوین سعد نے لوح کو دیکھا توشتہ پایا
کہ سامنے جو درخت ببول ہی کانٹون سے بچکر اُسکو بقدرت صاحبقرانی اُکھیڑ دیجیے
راستہ قصر املاک کا ہی بادشاہ نے اُٹھکر درخت کو اُکھیڑا اگرچہ کانٹے ہاتھون مین
چبھے کہ دست نگارین سے خون کے قطرے ٹپکے جہان نما نے بڑھکر کہا کہ ای
شہریار یہ خون آپ کا ہی بیخ مین نخل کی دیکھیے کوئی شیشہ رکھا ہوگا اُس مین خون
اپنا جمع کیجیے بروقت جنگ کام آئیگا بادشاہ نے شیشہ نکالا ہاتھ کا خون اُسمین
جمع کیا اور شیشہ کمر مین رکھ لیا نقب پختہ بنی تھی اُس مین داخل ہوے اور
سیڑھیان طے کر کے سر جو نکالا تو ایک صحراے وسیع ملا دیکھا ہزارہا ساحر وہان
جمع ہین ایک جادوگر بلند بالا تاج سر پر تخت پر بیٹھا ہوا کہ رہا ہی کہ ہان یارو
آمادہ رہو طلسم کشا آتے ہین کہ سامنے سے سعد کو دیکھا غلغلہ ہونے لگا کہ طلسم کشا
آگیا چہار جانب سے ساحر بلوہ کر کے چلے سعد نے تلوار کھینچی اور اپنے نام کا
نعرہ کیا کہ او املاک گرانہ وندان کیون کد وکوشش کرتا ہی جہان نما نے اطاعت
کی املاک نے کہا اُسکی کیا حقیقت تھی بدولت کا خراج گذار تھا اگر مطیع ہو گیا
تو میرا کیا نقصان ہوا اگر وہ آپ کی اطاعت کریگا تو آپ کو کیا نفع ہوگا سعد نے

فرمایا اور املاک تھوڑی دیر مین حال کھلجائیگا کہ جہان نما کے مطیع ہونے سے کیا نفع ہوا سب ساحر بلوہ کر رہے ہین اور بادشاہ معروف دعا ہین کہ ای کریم کارساز اس آفت سے بچائے نظم

طالب ذات خدائے لایزال
خاطر بخطرہ اش باشد مدام
ظاہر و باطن بیک حالت بود
بیندا ز ہر پردہ و رجلوہ گری
سرنگون باشد بہ شکل آسمان
محرم اسرار باشد دم بخود
باشد اش با فقر و فاقہ دوستی
صلح دارد در جہان با نیک و بد
مثل خود بیہ مطلع صدق و صفا
خاص با خاصان بود با عام عام

از کسے در دل نمیدارد خیال
از گمان خالی و پاک از ہر خیال
بندۂ حق اہل حال و اہل قال
در بیندا جلوۂ حسن و جمال
پشت میدارد و تا مثل ہلال
زین بیان دارد زبان ہر وقت لال
دشمن مال است آن اہل کمال
مرد خوش خو صلح کل نیک خصال
جلوہ اش یکسان بود ہر ماہ و سال
ہر زمان آن مرد عارف نیک فال

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز آئی املاک نے دیکھا کہ جہان نما تخت پر سوار لاکھ جنات تلوارین کھینچے ہوے پشت پر آمادۂ حرب و پیکار چلا آتا ہو آکر پہونچا بادشاہ کو جو معروف جنگ دیکھا جناتون کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ ای قیصور جنی اپنی فوج کو حکم دو کہ ہمراہ سعد شہریار جنگ کرین لو آؤ تخت پر سوار ہو کسی مقام پر تامل نہ کرو یہی طلسم مین مشہور رہو کہ قیصور جنی طلسم کشا کا دست ہو گیا ہو فوج کو بھی رہا کر لیا اب کیا تامل ہو قیصور نے بڑھکر نعرہ کیا کہ ہان یارو جو تکلیفین تمنے پائی ہین اسکا بدلہ لو یہ وہی ساحر ہین کہ جنکی تم قید مین تھے آب و دانہ تمکو نہ دیتے تھے تم ان سب کو گھیر کر مار لو جنات نے یہ صدا جو سنی فوراً بلوہ کیا ساحرون کو قتل کرنے لگے املاک نے جو دیکھا کہ جنات

معروف جنگ ہوے گھبرایا کہ اب کیا کرون پکارکر آواز دی کہ ہان اے ساحران نامی
وای پہلوانان گرامی ان جناتون کو بھی مار لو تم زیادہ ہوا اور یہ کم ہین انکو تمنے بعض
ہوکر قید خانے مین اب وہ از نہین ملا تم یہ خیال کرو کہ یہ تمہارے دشمن ہین قبضے سے
نکل گئے اب جسطرح چاہین جنگ کرین مگر ساحرون سے جنات کو تاب جنگ نہین
ہو ایک طرف سے قیصور جنی نعرے کر رہا ہی کہ بھائیو تمنے بڑی تکلیف اٹھائی
اب اسکا بدلا کرو کہ ان ساحرون کو مار لو مین تمہارے ساتھ ہون طلسم کشا بھی
تمہارے مددگار ہین علاوہ طلسم کشا کے خدا معین و مددگار ہی تو بیڑا پار ہی یہ سمجھ لو
کہ دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی وہ تدبیر کرو کہ ساحرون کو موقع بھاگنے کا نہ
ملے انسان کی کیا اصل و حقیقت ہی زندگی کی یہ کیفیت ہی کہ بڑے بڑے شاہان جہان
اس دنیا سے حسرت و یاس لیکر گئے ہین نظم

تخت جمشید خط جام ہوا نقش فنا
نہ سکندر رہا نہ [illegible]
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہی
کہ سلیمان کا [illegible] تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے
گرد اٹھتی [illegible] زمینی [illegible]
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
جسکا گل [illegible] جنبش [illegible]
دو گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا
تھے کبھی [illegible] نہین [illegible] جسکے [illegible]
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
لفت افسوس ہی اک برگ [illegible] اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکے غبار
جنکی [illegible] تھا [illegible] گام [illegible] تھے [illegible]
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین
ای مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

ان اشعارون کو سنکر جنات معروف جنگ [illegible] تمام ساحر بھاگتے پھرتے
ہین ہر ایک کا قول ہی کہ ان لوگون سے کیونکر لڑین ہم سحر جو کرتے ہین تو زمین
مین چھپ جاتے ہین پھر نکلکر ساحر کو قتل کرتے ہین اسی وجہ سے ہزارہا ساحر مارے
گئے دیکھو کس زور و شور سے جنات لڑ رہے ہین جب ہمنے انکو ستایا تھا اب
یہ اسکا بدلا اور رفقا ہمارے ساتھ کر رہے ہین ہر طرف سے ساحرون کے بلوے

ہین املاک گراز وندان پکار رہا ہو کہ ہان بہادر کوشش کرو جنات کو بھگا دو
تمسے کیا جنگ کرسکتے ہین یہ وہی قوم ہو کہ جنکو تمنے قید کیا تھا اور تکلیف پہونچائی
تھی لہذا کوئی تامل نہ کرو کہ اس جنگ کا ذکر رب خداوند بھی فرمادین کہ صحرائے
زرتشت وخنجر مین خوب تلوار چلی ہمراہیان املاک گراز وندان خوب لڑے
فتح وشکست خداوند کے اختیار ہو مگر تم ہمت نہ ہارو املاک جو یہ پکارتا ہو تو ساحر بلوہ
کرکے بڑھتے ہین مگر قیصور نے اپنی فوج کو ایسا آراستہ کیا ہو کہ خوب جگر لڑ رہے
ہین جسپر جا پڑے اور ہاتھہ تلوار کا مارا اُسکو مٹا دیا ہزارہا جادوگرون کا لاشہ
زمین پر تڑپ رہا ہو سعد بن قباد ننگا ناڈتے ہوئے قریب تخت املاک پہونچے
املاک نے پکار کر آواز دی کہ او سعد میرے قریب نہ آنا ورنہ آگ لگا دونگا
میرے سحر سے کوئی بچتا نہین ہو میرا سحر قہر خداوند ہو جسپر سحر کیا اُسکو مٹایا لیکن
بادشاہ لوح کو چمکاتے ہوئے طرف املاک کے جاتے ہین جو افسر سامنے آیا
وہ نابینا ہو گیا لوح کو چرخ دے رہے ہین مگر املاک نے آگ برسائی آگ کے
جابجا انبار ہو گئے ہر طرف سے ہنگامہ ہو کہ سعد بن قباد کو مار لو ہان ساحرین
تمہاری فتح ہو ایسا نہ ہو جنات کے ہاتھہ سے شکست کھاؤ قیصور نے آج بڑی
خطا کی کہ کئی سو برس طلسم مین رہا اور آب و دانہ یہانکا کھایا مگر طلسم کشا کے آتے
ہی اُنکا شریک ہو گیا اسیکی ذات سے باغ جہان نما فتح ہوا ورنہ بادشاہ باغ
جہان نما مین کیونکر پہونچتے اسی کے فتور سے یہ آفت برپا ہوئی اس ظالم نے
اہل طلسم کو بڑے صدمے پہونچائے اسکو گھیر کر مار لو یہ نکلکر نہ جانے پائے املاک
جب غل مچاتا ہو تو ساحر بلوہ کرتے ہین لیکن سعد بن قباد سب کے آگے لڑتے
ہوئے جاتے ہین جس غول پر پہونچے اول افسر کو مارا بعد اُسکے فوج کو بھی
شکست دیکر آگے بڑھے مگر املاک نے دیکھا کہ بادشاہ لڑتے ہوئے آتے ہین
ساحرون کو اشارہ کیا کہ بادشاہ کو روکو اگر یہ مجھتک آگئے تو آفت برپا کر دینگے
ساحر بڑھ بڑھکے آتے ہین مگر ہاتھہ سے شاہ کے مارے جاتے ہین کہ ایکطرف سے

سنا تا ہوا بادشاہ دیکھنے لگے دیکھا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ابر کا چرخ مارتا ہوا آتا ہو سامنے آکر ابر پھٹا دیکھا ملکہ نسترن رنگین پوش بصد جوش وخروش آکر پہونچین ہمتی سحر کیا کہ اُنکے سحر سے آفت برپا ہوئی صحرا سے آواز آئی املاک کو معلوم ہوا کہ کوئی خوش آواز بصد سوز وگداز یہ اشعار عاشقانہ پکار پکار کر گا رہا ہے

نظم

نہ داد ملتی تو پھر داد خواہ کیا کرتا ۔ خدا کے سامنے عذر گناہ کیا کرتا

خلاف عدل عدالت پناہ کیا کرتا ۔ نگاہ قہر سوے بیگناہ کیا کرتا

جو دل پہ رنج ہوا اللہ خوب واقف ہے ۔ فراق یار مین حالت تباہ کیا کرتا

ازل سے رنج شب ہجر تھے مقدر مین ۔ بھلا مین شکوۂ روز سیاہ کیا کرتا

شہید کرتے ہین بے نشہ آنکھونکے ڈورے ۔ چڑھا کے سان پہ تیغ نگاہ کیا کرتا

وہ ناتوان ہون نظر پہ چڑھا قاتل کی ۔ شہید جوہر تیغ نگاہ کیا کرتا

برنگ دانہ مجھے پیستا تھا میں چپکا ۔ مین نالہ کش فلک کج کلاہ کیا کرتا

تو وہ حسین ہی کہ خورشید کو نہین نسبت ۔ نکل کے رات کو گردون پہ ماہ کیا کرتا

ہلا دیا دل جانان کو صورت گردون ۔ بس اور تو بھلا تیر آہ کیا کرتا

عدو تھے تفرقہ پرداز مین محبت مین ۔ وہ نور لطف کی مجھپر نگاہ کیا کرتا

یہ آواز جو ساحرون نے سنی کہا اے املاک ہم یہ گانا سنین گے جستجو کرینگے املاک نے کہا یہ کون وقت ہے کہ جا کر گانا سنو جنگ مین مصروف رہو کہ یہ وقت جانبازی ہے سب نے کہا یہ آواز دل کو بر مار رہی ہے کئی ہزار ساحر بلوہ کر کے طرف صدا کے روانہ ہوے جو جو آگے بڑھتے ہین معلوم ہوتا ہے گانے والا آگے ہے کہ سعد بن قباد نے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ نسترن رنگین پوش جنات خوب جنگ کر رہے ہین تم سحر نہ کرو ہم جنگ فتح کرلین گے نسترن نے زانو پر اپنا ہاتھ مارا اور پکار کر کہا کہ اے شہریار گو کہ جناتون نے خوب جنگ کی ساحرون کے جی چھوڑ دیے مگر حضور ہوشیار رہین املاک اسی فکر مین ہے کہ دشمنون کو حضور کے گرفتار کرنے مین تھوڑے ہی عرصے مین ان سب کو بھگاے دیتی ہون حضور معروف

جھنگ رہین یہ گنگنے لگے اب گولہ پھینکا وہ گولہ جنگل مین جاکر پھٹا ساحرون کے کان مین
آواز آئی کہ اس طرف بھی کوئی گا رہا ہی کئی سو ساحر اکٹھا ہو کر جستجو مین اس آواز کی چلے
پھر چند املاک غل مچاتا ہی کہ یارو کہان جاتے ہو لڑائی سے منھ نہ پھیرو طلسم کشا کو
گھیر لو مگر کون سنتا ہی یہی کہتے ہین کہ ہم تو گانے والے کو دیکھین گے دو تین سحر
نشترن رنگین پوش نے کیے تھوڑے عرصے مین میدان خالی ہو گیا مگر املاک
بہت پریشان ہی کہ اب کیا کرون کیونکر جان بچاؤن طلسم کشا بڑے زور و شور سے
لڑ رہے ہین کون انکا مقابلہ کر سکتا ہی لوح کو گردش دے رہے ہین ساحر نابینا
ہوئے جاتے ہین دیکھیے کیونکر بچین اب ان سب کا بچنا دشوار ہوا ای املاک
کی کوشش بیکار ہی جان بچا کے نکلجاؤن پھر تدبیر کرونگا یہ سوچکر پرواز کیا
نشترن نے بالاے آسمان روکا زاغ و زغن کی شکل بنکر دونون لڑنے لگے
جب زاغ منقار مارتا ہی تو زغن کے پر گرتے ہین جسپر گرا وہ جلگیا زغن دبتی
جاتی ہی زاغ نشترن رنگین پوش بنی ہوئی املاک پر حملہ آور ہو جی چھڑا دیے
ہین املاک چاہتا ہی نکلجاؤن مگر نشترن نہین جانے دیتی کہ آسمان سے ایک
برق گری کہ املاک کے دو ٹکڑے ہوے مرتا املاک کا تھا کہ ہنگامہ ہوا اسعد بن
قباد نے دیکھا کہ میثاق کو وہ گردان نے آسمان سے سحر کیا کہ زغن قتل ہوئی
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من املاک گرازوندان بود اب جو
یہ دونون ساحر آکر گرے سب ساحرون کو بھگا دیا میثاق نے آکر قدمون کو
بوسہ دیا کہا ای شہریار اب ایک مرحلہ باقی ہی میلاد خارہ شکن وہانکا حاکم ہے
یہ سب فوج بادشاہ کو ساتھ لیکر اسی مقام پر اتری جناقون نے بارگاہ استادہ
کرائی بادشاہ داخل بارگاہ ہوے مگر میثاق نے عرض کی کہ ای شہریار آپ کو
بڑی تکلیف ہوئی سعد نے فرمایا کہ جب ملکہ آسمان پری و قریشہ رہا ہون تب
مین جانون کہ کوئی کام کیا اگر انکو رہا نہ کیا تو کچھ نہ ہوا لشکر کی خبر لو کہو عرض کی کہ
صاحبقران زمان نے گرد لشکر حصار اسم اعظم کیا ہی ساحر اب وہان نہین جاسکتا ہی

ہین جا کر پلٹ آیا صاحبقران آرزو رکھتے ہین کہ آپ سے ملاقات کرین ای شہریار
اب چلیے کہ مرحلہ ہفتم مقام سخت وصعب ہی بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ لشکر تیار کرو اور
کوچ کرو کہ جلد دادا جان سے ملین اُسی دن لشکر تیار ہوا بادشاہ پشت مرکب پر
سوار ہین میثاق کوہ گردان داہنے پر رکاب کے ہاتھ و رکھے ہوے اور بائین
جانب نشترن رنگین پوش اور پشت پر قیصور جنی تمام جنات تیار ہین ارادہ ہی
کہ لشکر بڑھے کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار سات
لاکھ فوج سے آکر پہونچا اور بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ او سعد پلٹ جاؤ ورنہ کل
لشکر کو تباہ کر دونگا ان جنات کا بھروسہ نہ کرنا یہ سب میرے ہاتھ کے بھگائے
ہوے ہین قیصور کا وہ حال کرون کہ اپنی بغاوت کو یاد کرے قمر نیلگون ہین
لیجا کر اسکو قتل کرونگا بادشاہ نے ایلچی سے دریافت کیا کہ اِس پہلوان کا کیا نام ہی
ایلچی نے کہا جیپور جنگ بسر اسکو کہتے ہین جس جنگ پر گیا اُسکو سر ہی کر کے
آیا میلاد خارہ شکن نے اِسکو اپنے مرحلے پر سے روانہ کیا ہی بہتر یہ ہی کہ آپ
پلٹ جائیے ورنہ بہت خرابی ہوگی اِن دو ساحرون پر عزہ نہ کیجیے گا میلاد نے
کہدیا ہی کہ کوئی ساحر تم پر سحر نہ کر سکیگا جو مقابلے مین آئیگا یا زخمی ہوگا یا مارا جائیگا
بادشاہ نے فرمایا جو اُس سے ہو سکے قصور نہ کرے خدا ے ما بزرگ است فرد
سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ٭ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ٭ ایلچی بگڑا کہا او سعد تمکو
سمجھاتے ہین مگر تمھارے مزاج مین بڑا غرور ہی مین خالی ایلچی نہین ہون آپکو
کشان کشان لیجاؤنگا اور سامنے اپنے افسر کے پہونچاؤنگا سعد نے کہا او
مغرور دور ہو ایلچی نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے کلائی تھام کے
ایک تمانچہ مار دیا کہ ایلچی کا سر اُڑ گیا لاشہ باہر پھنکوا دیا یہ خبر جنگ بسر کو پہونچی
کہ ایلچی میرا مارا گیا کہا بڑا غضب ہوا اُٹھا مشیر میرا قتل ہو گیا نہین معلوم کیا اُسپر
اُفتاد پڑی کہ جو وہ مارا گیا اچھا سر میدان سمجھونگا ایلچی کے خون کا بدلہ سعد سے لونگا
اِس غصے اور غرور مین آکر طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے سعد کو خبر دی یہان بھی

طبل جنگی بجا تیاریاں ہونے لگیں رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان
مین آئے ادھر سے جیپور رعد شان و خروشان آکر پہونچا جب نقیب نقابت کر کے
ہٹے تو جیپور نے گینڈا نکالا پکار کر آواز دی کہ کون صاحب ہین جنھون نے
ایلچی کو مارا میرے مقابلے مین آوین تو احوال معلوم ہو سعد نے مرکب بڑھایا
میثاق نے عرض کی حضور یہ پہلوان سحر بند ہو سمجھ بوجھ کے مقابلہ کیجیے گا یہ بھی مکر کریگا
بادشاہ نے فرمایا مین سب طرح ہوشیار رہون اسکی کیا مجال ہو کہ مکر کرے یہ فرما کر
مرکب بڑھایا مقابل جیپور رمین پہونچے جیپور نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے
کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا چند طعنون مین بادشاہ نے نیزہ
اسکا نکالا جیپور نے کہا ای شہریار معلوم ہوا کہ آپ سے جنگ مشکل ہو لیکن
ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کے پیچھے میثاق سحر کر رہا ہو مین ساحر نہین ہون کہ سحر کو
اسکے روکون آپ منع فرمائیے کہ مجھپر سحر نہ کرے بادشاہ جیسے پلٹے جیپور نے
ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بادشاہ کا زخمی ہوا جیپور نے غلغلہ کیا کہ ہان یار و جلدہ
کر کے مارلو اب مین نے بادشاہ کو زخمی کر دیا کل فوج لینا لینا کہکے آپڑی لیکن
جنات ادھر سے جاپڑے بادشاہ نے جب دیکھا کہ سر سے خون بہت جاری
ہوا ایسا نہ ہو کہ غش آجائے تو ساحر گرفتار کرین دونون ہاتھ گردن مین مرکب
کی ڈالے اور یہ فرمایا کہ ای مرکب اصیل نے نکل مرکب نے جو راکب کو سست پایا
لے نکلا دولتیان مارتا ہوا جاتا ہو یہان خوب تلوار چلی تو م جنات جمکر لڑی
میثاق کوہ گردان نے جنگ کو سنبھالا فوج کو ذلیل نہ ہونے دیا آخر کو طبل
بازگشت بجے دونون لشکر پلٹ کر اترے لگ حال سعد بن قباد کا سنیے کہ مرکب
لیے ہوے انکو ایک صحرا مین آیا کہ وہ صحرائے پُرخار مشہور ہو خارستان جادو
وہان کی حاکم ہو اسکو خبر ملی کہ طلسم کشا زخمی ہوکر تمھاری حوالی مین آئے ہین تمھیں ا
اٹھی کہ گرفتار کر لاؤن سلسل و مطوق کر کے بہ خدمت خداوند بھیجون کہ بیٹی
اسکی گلپاش قمر طلعت کہ سحر مین بے نظیر ہو اُسنے پوچھا کہ ای مادر مہربان کیا خبر ہی

مجھسے تو بیان کیجیے خارستان نے کہا اے نور بصر طلسم کشا زخمی ہو کر آئے ہین میرے جنگل مین پڑے ہین مین اُنکو گرفتار کرنے جاتی ہون ایسا نہو کہ کوئی اُنکا دوست پہونچ کر بچالے گلپاش نے کہا آپ تکلیف نہ فرمایے مین جاتی ہون ابھی قید کرکے لاتی ہون اسوقت مین اُنکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے خارستان نے کہا پہلے لوحین اُتار لینا گلپاش نے کہا اے مادر مہربان لوحین کیسی خارستان نے کہا ایک لوح طلسم ہے اور ایک لوح محفوظ ہے اگر دونون تمھارے قبضے مین آگئین تو پھر طلسم کشا کی کیا حقیقت ہے اور مجال ہے اِن پہلوانون سے لڑین اور تمھارے سحر سے بچین خارستان نے بخوبی سمجھا کر گلپاش کو روانہ کیا گلپاش نے دور سے دیکھا کہ ایک نخل کے نیچے آفتاب چمک رہا ہے مرکب کوتل باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا ہمرِدت چراہ کنیزین جو ملکہ کے ساتھ تھین آنسے کہا کہ صاحبو آج ونکو آفتاب کے عوض چاند چمک رہا ہے یا کوئی ستارہ ٹوٹ کر گرا ہے کنیزون نے کہا حضور یہی طلسم کشا معلوم ہوتا ہے گلپاش ٹہلتی ہوئی قریب آئی دیکھا ایک جوان رعنا مَنس گردن بلند بالا تن ومند خوبصورتی کی تیاری سینہ چوڑا آفتاب عالمتاب نرگس شہلا بند ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نرگس بیمار ہے قبضے پر ہاتھ پڑا ہوا بیہوش پڑا ہوا ہے گلپاش کے منھ سے آہ نکلگئی سارا جسم پسینے پسینے رنگ متغیر و متردد و متحیر جی چاہتا ہے کہ اِس جوان کے لپٹ جاؤن یا بیدار کرکے اپنے قصر مین لیجاؤن دونون لوحین سینے پر مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہین ملکہ نے زمین پر بیٹھکے سر زانون پر رکھ لیا مگر خارستان جادوگر بیٹی کے جانے سے بیقرار تھی ابعد جانے ملکہ کے یہ بھی چلی تھی آسمان سے دیکھ رہی ہے کہ بیٹی میری زمین پر بیٹھ گئی اور سر سعد شہریار کا زانون پر رکھ لیا ہے ہر مرتبہ منھ پر منھ رکھدیتی ہے بوسے زلف عنبر سونگھتی ہے یہی کہتی جاتی ہے

نظم

انھین بدنامیونکا ڈر مجھے اغیار کا ڈر ہے	اِدھر دل اُنکا مضطر ہے اُدھر دل میرا مضطر ہے
یہ دور آخری مین بھی ہے بزم عشرت کی	لبالب ساغر و رات دن مستونکو چکر ہے

ابھی جانے دو آرائش لبھاؤ اپنی بالون سے
حسینون کے لیے ناز و ادا زیور سے بہتر ہی

چلو بس کنگھی چوٹی ہو چکی سونے کا وقت آیا
نگاہ منتظر کی طرح سے ہر تار بستر ہی

سمندر جسکو سنتے ہین وہ اپنا ہی دل سوزان
سمندر جسکو کہتے ہین وہ اپنا دیدۂ تر ہی

جو کہتا ہون تری سنگین دلی اب ظلم کرتی ہی
تو ہنسکر کہتا ہی کیا یہ دل میرا پتھر ہی

صفیر اسمین پریشانی کے مضمون اتنے کہتے ہین
مرے دیوان کی جو سطر ہی زلف معنبر ہی

گلپاش جب اِن اشعارون کو بحسرت پڑھ چکی تو کنیزون سے اشارہ کیا کہ انکو اُٹھا کر لے چلو تو مین اِنکا علاج کرون کنیزون نے سعد شہریار کو اُٹھایا ملکہ بھی اُٹھانے مین شریک ہی خارستان یہ حال دیکھکر کہنے لگی دیکھیے اب کیا کرے اِس ظالم نے تو بڑا ستم کیا سعد کو دیکھتے ہی عاشق ہوئی عجب حرکتین کر رہی ہی اپنے ہوش مین نہین ہی اب مین سخت حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون کیونکہ اِس بدنصیب کو اِس ارادے سے باز رکھون کون اِسکو سمجھا کر کہے کہ یہ طلسم کشا ہین بہت سی شاہزادیان انکے عشق مین مبہوت ہین گھربار اُن کمبختون سے چھوٹا پرائی مشہور ہوئی قدرت کی دشمن کہلائین کیا نفع ملا بدنامی بڑھ گئی خارستان تو یہ سوچتی رہی مگر گلپاش سعد کو اُٹھا کر اپنے باغ مین لائی تانکے دلوائے تب سعد کو ہوش آیا آنکھین کھولتے ہی اول ہاتھ بڑھایا تو جین دیکھین تو جین اپنے مقام پہ پائین دیکھا کہ ایک شاہزادی قمر عذار شیرین گفتار مشتری خصال آسمان حُسن و جمال ابرو رشک ہلال عارض ماہ حسن و کمال دونون ہونٹھ ٹکڑے یاقوت احمر کے یا درج دہان کہ جس مین مروارید دندان مثل برق چمک رہے ہین سینہ وہ صاف و شفاف جسپر دو نارنگیان گلزار حُسن کی قایم ہین بادشاہ دیکھکر اُس نازنین کو بہت مبہوت ہوے مگر ضبط کر کے پوچھا کہ ای نازنین مہ جبین تیرا نام نامی کیا ہی میرے لانے کا کیا سبب ہوا ملکہ نے شرما کر کہا مجھکو گلپاش قمر طلعت کہتے ہین اِس صحرا کی حاکم میری مان خارستان جادوگر ہی ہرکارون نے خبر دی کہ سعد شہریار زخمی ہو کر آپ کی سرحد مین آئے ہین امان جان نے ارادہ کیا

کہ جا کر گرفتار کر لاؤن مگر ہرکارون نے اسطورے بیان کیا تھا مجھکو اشتیاق ہوا کہ
اول مین جا کر دیکھون شکر ہو کہ وقت پر پہونچی سرکار کو اٹھا لائی علاج کیا اب جب زخم
خشک ہو جائیگا تو آپ کو جانیکا اختیار ہو جہان رہیے بصحت و عافیت رہیے بادشاہ
نے یہ چند باتین کر کے پھر آنکھین بند کر لین گلپاش کو خوف پیدا ہوا کہ شاید کلام
کرنے مین تکلیف ہوئی پھر بیہوش ہو گئے کبھی قدمون پر ہاتھ رکھتی ہو کبھی سر پہ ہاتھ
رکھدیتی ہو کبھی گھبرا کر کنیزون سے کہتی ہو کیون صاحبو تمھاری کیا راے ہو کنیزین
سینے پر ہاتھ رکھکر کہتی ہین کہ حضور سب طرح خیر و عافیت ہو مگر خارستان جادو
دیکھا کی کہ بیٹی میری سعد کو اٹھا کر اپنے مکان پر لائی ایک کنیز کہ شعلہ جوالہ اسکا
نام ہو ملکہ کے پست منہ چڑھی ہو اُسنے پوچھا داری مین آپ کو بہت بدحواس پاتی
ہون آپ کہان گئین تھین اور کہان سے پلٹ کر آئین جس وقت سے آپ آئی
ہین کلام نہین کرتین خاموش بیٹھی ہین خارستان نے کہا اے شعلہ جوالہ عجب
سفر کرو پیش ہو جس سے مجھکو انتہا کا پس و پیش ہو جب ہرکارون نے آکر مجھکو خبر دی تو
کمبختون نے اسطرح بیان کیا کہ ایک ماہ تابان بلکہ آفتاب درخشان آپ کی سرحد
مین زخمی ہو کر آیا ہو مین نے قصد کیا کہ براے گرفتاری جاؤن مگر صاحبزادی نے
مجھسے کہا کہ مین جا کر گرفتار کر لاؤن مین کیا سمجھتی تھی کہ وہ یہ سنکر مشتاق ہوئی ہو مین نے
اجازت دیدی اور عقب مین مین نے جا کر دیکھا کہ اُسنے جاتے ہی سعد شہریار کا سر
اپنے زانوں پر رکھ لیا اور اپنے باغ مین اٹھوا کر لیگئی ہو نہین معلوم وہان کیا
ہو رہا ہو مجھکو بڑا خوف ہو کہ ایسا نہو قدرت آگاہ ہو جاوین تو میری بربادی
کرین حکومت چھین لین اور صاحبزادی کو تو زندہ نہ چھوڑینگے قتل کرنے کا ارادہ
کرینگے لہذا اے شعلہ جوالہ مین نے صرف تجھسے بیان کیا ہو اور اس مقدمے کو زبان
سے نہین نکالا ہو یہان سے جاؤ اور صاحبزادی کو سمجھاؤ کہ سعد شہریار کو گرفتار
کر کے لے آؤ اور اگر اسکے خلاف کروگی تو مین ابھی آتی ہون وہ سزا دونگی
کہ عمر بھر یاد کروگی تڑپ تڑپ کر مروگی اگر یہ خیال ہو کہ اور شاہزادیان جو شہر پیک

ہوگئین مین بھی شریک ہوجاؤن تو مین تمھارا پیچھا نہ چھوڑونگی وہ لوگ جو نکل گئے انکے بزرگون نے گوارہ کیا شعلہ جوالہ نے کہا مین ابھی جاتی ہون اور سعد شہریار کو گرفتار کر کے لاتی ہون خارستان نے خوب سمجھا دیا کہ ای شعلہ جوالہ میرے واسطے بڑی بدنامی ہو ساحر کہین گے کہ خارستان جادو مصاحب قدرت ہو کر یہ کیا کہ بیٹھین کہ بیٹی نے انکی قدرت کے دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی اور علاج بھی کیا شعلہ نے کہا مین بہت اچھی طرح سمجھاؤنگی یہ کہکر شعلہ چلی مگر شعلہ جوالہ نے گلپاش کو پرورش کیا ہو بڑی محبت رکھتی ہو دل سے باتین کرتی ہوئی جاتی ہو کہتی ہو کہ صاحبزادی نے غضب کیا عین شباب مین یہ آفت برپا کی ہم خارستان سے کہا کرتے تھے کہ جلد انکو نکالو کہین شادی کر دو وہ جواب دیتی تھین کہ میری بیٹی بہت خوبصورت ہو جبتک ایسا ہی بر مجھکو نہ ملیگا مین شادی نہ کرونگی اور یہ تو مشہور ہو کہ سعد شہریار فرزندان صاحبقران مین سب سے زیادہ خوبصورت ہین کہ باپ کی انکو سلطنت ملی اسی ذریعے سے یہ بادشاہ ہوے انتظام سلطنت تو انھین کی ذات پر موقوف ہو مشہور ہو کہ پانچ ہزار پانچ سو کپتان سردار ہین اور ان سب کا سنبھالنا انھین کا کام ہو جب ایسا شخص آنکھون کے آگے آئے تو عورت نوجوان کیون نہ رغبت کرے ای شعلہ بہت سمجھاؤنگی کہ بی بی اس محبت سے ہاتھ اٹھاؤ اگر مان لیا تو فبہا ورنہ مانا تو مین انھین کا ساتھ دونگی اور بی خارستان کو سلام ہو جسکو گودیون مین پالا مجھسے کیونکر ہو سکیگا کہ میرے سامنے قید ہو لیکن تدبیر کے ساتھ کرنا چاہیے یہ سوچتی ہوئی باغ مین آئی یہان وہ وقت ہو کہ سعد شہریار کو ہوش آیا گلپاش نے کہا باہر چلکے بیٹھیے سعد راضی ہوے بیرون بارہ دری فرش بچھایا گیا مسند جواہر نگار لگائی امیر سعد شہریار بیٹھے پہلو مین گلپاش قمر طلعت بیٹھی باتین محبت آمیز ہو رہی ہین ملکہ بھی بہت خوش بیٹھی ہو ایک نازنین کہ حسن مین سب سے بے نظیر ہو اشعار عاشقانہ گا رہی ہو **نظم**

جان دینا پہ نہ ملنا بت ہرجائی سے	نور مجبور ہون اس دل کی بیتابی سے

لب نازک پہ جو اسکے کو جا کر بولے — رنگ بڑھکر نہیں ہوتا کوئی عنابی سے
وقت گلگشت جو عکس رُخ پر نور پڑے — رشک خورشید کو ہو باغ کی مہتابی سے
بے طلب سیکڑون مین بیمیرون کو دیتا — ہاتھ ملتا ہون فقط زر کی ہین نایابی سے
شب کو اُس ماہ کے آنے مین توقف جو کیا — دل کو تھامے ہوئے دوڑا گیا بیتابی سے
شب مہتاب مین وہ مہ جو چڑھا کوٹھے پر — نور خورشید ٹپکنے لگے مہتابی سے
یاد آئی نور جو اُس ابر کرم کی آئی — برق کی شکل تڑپنے لگا بیتابی سے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو کر شعلہ اُڑتی ہوئی آسمان سے آئی ملکہ نے جو شعلہ کو دیکھا سناٹا آگیا مگر خاموش بیٹھی رہی شعلہ نے آکر سلام کیا اور ملکہ کی بلائین لین پھر سعد کی بلائین لین کہا بی بی کچھ کہونگی ذرا الگ اُٹھو ملکہ صحبت سے اُٹھکر الگ آئین شعلہ نے کہا بی بی یہ تمنے کیا کیا جب تم صحرا مین گئی ہو تو مان بھی تمھاری عقب مین پہونچین اور تمھاری سب حرکتین دیکھ لین مجھے جا کر سب حال کہا ابھی تک اور کسی سے نہین کہا واری مین نے تمکو پالا ہو پرورش کیا ہو حقیقت یہ ہو کہ یہی شہریار تمھارے لایق ہو جیسی تم آفتاب ہو ویسے وہ مہتاب مین تمھاری محبت کے موافق ہین مان نے تمھاری پیغام بھیجا ہو کہ او ننگ خاندان بہتر اسی مین ہو کہ سعد کو گرفتار کرکے لا اگر اِسکے خلاف کیا تو زندہ نہ چھوڑونگی یہ نہ ہوگا کہ تم نکلجاؤ اور مین تمکو چین سے بیٹھنے دون آگ لگا دونگی قیامت برپا کرونگی میرا تو گھر مٹتا ہو مگر تمکو مٹا کے مٹونگی اور سعد شہریار اب یہان سے زندہ بچکر نہ جائینگے شعلہ نے جو یہ بیان کیا گلیاش کانپنے لگی شعلہ نے ہاتھ تھام کر کہا بی بی گھبراؤ نہین سمجھکر بات کا جواب دو ملکہ نے کہا تم میری مان ہو تمنے مجھکو پرورش کیا بتاؤ کہ کیا کرون اب مجھکو انتشار ہو کہ کیونکر جان بچیگی اور مادر مہربان تو لیتی مین وہی کرینگی اُنکو میری جدائی نہ گوارا ہوگی جو تم کہو وہ کرون مگر یہ نہ کہنا کہ سعد کو چھوڑ دو مین اِس شہریار کو نہ چھوڑونگی خواہ جان رہے خواہ جائے شکر اِس بات کا ہو کہ وہ بھی مجھپر مائل ہین فرماتے تھے کہ سب شاہزادیون پر تمکو

افسر کرونگا اور کیا کیا مہربانیان فرمائی ہین کہ انکو کہہ نہین سکتی اے شعلہ جو میرے لیے
مناسب ہو جواب دو جو تم کہو وہی کرون شعلہ نے کہا واری آپ تو چین کرین اور
معشوق سے باتون مین مصروف رہین مین جا کر آپ کی والدہ کو سمجھاتی ہون اگر
اُنھون نے میرا کہنا مان لیا تو سبحان اللہ اور اگر نہ مانا تو مین پلٹ کر آتی ہون مین
آپ کی بجان و دل شریک ہون اگر مان تمھاری کچھ فتور کرینگی تو اُس مین بھی
شریک رہونگی اگر آپ کو قید کرلین گی تو رہائی کی جستجو کرونگی ملکہ تو آکر پاس سعد
کے بیٹھین مگر رنگ رو اُڑا ہوا چہرہ اُداس عالم یاس یہی خیال ہے کہ مان نے مجکو
دیکھ لیا اب دیکھیے وہ کیسا فتور کرینگی خدا اِس شہریار کو سلامت رکھے سحر تو اثر
کر نہین سکتین لوح طلسمی و لوح محفوظ اُنکے پاس موجود ہے اگر لشکر کشی کرینگی تو لیا
جواب دونگی کسی طرح خاموش نہ ہونگی یہان شعلہ جوالہ پاس خارستان کے آئی
خارستان آنکھون مین آنسو بھرے بیٹھی ہے بیٹی کی جدائی کے خیال سے رو رہی ہے
کہ شعلہ پلٹ کر آئی خارستان نے گھبرا کر پوچھا کیون شعلہ کیا ہوا کہا واری مین
آپ سے عرض کرتی ہون کہ آپ بخوبی آگاہ ہونگی کہ عشق بلاے روزگار ہے کیسے
کیسے جوان و ضعیف اِس کوچے مین پھنسکر تباہ و برباد ہوے کسی نے بھی چین پایا
اب وہ بھوت ملکہ کے سر پر سوار ہے جو آپ کہتی ہین وہ تو دشوار ہے مگر انصاف
کیجیے کہ سعد شہریار صاحب حسب و نسب ماں کی طرف سے ایسے کہ نوشیروان کے نواسے
باپ کی طرف سے رئیس خانۂ کعبہ خوبصورت صاحب حشمت و شوکت ہم لوگون کی
کیا حقیقت ہے ساحر کہلاتے ہین مگر مقدمۂ حسب و نسب وہ چیز ہے کہ جسکو سب
پسند کرتے ہین شوکت کا یہ ایک ادنیٰ جلوہ ہے کہ طلسم نوخیز جمشیدی فتح کرنے آئے
ہین اور لوح طلسمی پا گئے ہین حقیقت مین اُنکے برابر کون ہوگا اگر آپ رنجیدہ نہ ہون
تو مین عرض کرون خارستان نے جھلا کر جواب دیا مین طرز کلام کو تمھارے سمجھ گئی
او شعلہ جوالہ سمجھو تو کہ سب اہل طلسم دشمن ہو جائینگے شعلہ نے کہا پھر کیا کرینگے
طلسم کشا آپ کا سرپرست سب سے زیادہ زبردست صاحب ملک و مال و صاحب

جاہ و جلال جو منھ پر چڑھے گا وہ مارا جائیگا سزا پائیگا اب کل اہل طلسم سعد کی فکر
مین ہین تو کیا کر سکتے ہین اپنی آگ مین آپ جل رہے ہین دشمن اگر ہین تو ہوا کرین
خود خداوند دشمن ہوگئے تو یہ انجام ہوا کہ بھاگے بھاگے پھرتے ہین انکا کیا کر سکتے
ہین مین نے سنا ہی کہ بادشاہ طلسم زعفران زار نے پیغام کیا ہی جب یہان رہ نہ پائینگے
تو وہان بھاگ کر چلے جاوینگے یہ وہ لوگ ہین کہ اس طلسم کو بھی جاکر فتح کرینگے تو اے
ملکۂ عالم مناسب یہ ہی کہ تم بھی چلو اور جلد قدمبوسی کرو اور جو چاہو عہد و پیمان کر لو
جو کہوگی وہ قبول کرینگے تمھاری بیٹی کا بڑا رتبہ ہوگا سب شاہزادیون کی افسری ملیگی
یون آیندہ تمکو اختیار ہی خارستان نے کہا او شعلہ دور ہو مجھسے اب بات نکرین
ابھی جاکر اس گیسو بریدہ کو پکڑ کر لاونگی اور مثل دشمنون کے قید کرونگی مجھسے یہ نہ ہوگا
ایک بات تم کرلاو کہ سعد شہریار طلسم سے ہاتھ اٹھاوین اور جمشید کو سجدہ کرین
تو مین قبول کرون شعلہ نے کہا یہ بات تو آپ نے ایسی کہی کہ انکے غلام بھی نہ
قبول کرینگے ان خدائیون کو وہ باطل سمجھتے ہین اگر انصاف کیجیے تو دلیلین انکی
سب قوی ہین ادنی سا سوال رکھتے ہین کہ سامری و جمشید کیسے خداوند تھے کہ
مرگئے اپنے کو نہ بچایا اسی سے معلوم ہوتا ہی کہ انکا خداے نادیدہ برحق ہی مگر
انھون نے زندگی مین جو چاہا وہ کیا مگر جب وقت موت آیا تو کچھ نہ بن پڑا مثل
شداد کے کہ ایسا زور سلطنت ہوا کہ بہشت بنایا اور جواہر کے مکانات تیار
کیے مگر وہ جو حاکم حقیقی ہی جب یہ باغ مین جانے لگے تو ملک الموت نے آکے
سلام کیا کہ اے شداد بس اب آگے بڑھنے کا حکم نہین ہی ایک قدم اندر اور ایک
باہر اسی مقام پر شداد کی روح قبض ہوئی کیون حضور اگر وہ خداوند ہوتا تو
اندر باغ کے تو جاتا اس شوق سے تو بنایا مگر اندر باغ کے نہ جا سکا ان باتون
سے ثابت ہوتا ہی کہ خدا وہ ہی جسکو سب بات پر اختیار ہی یہ سب باطل تھے ایسی
سلطنتین پائین کہ کہہ بیٹھے ہم خداوند ہین مگر انجام مین کیا ہوا سب بھول گئے
کچھ نہ کر سکے اسی طرح یہ سامری و جمشید بھی ہین کہ اپنی جان نہ بچا سکے اور جمشید تو

کھلا ہوا مکار و جعلساز ہو باپ کے مرتے ہی خداوند بن بیٹھا اب جو مصیبت پڑی ہی تو اُسکو جھیل نہین سکتا اب آخر کو سعد کے ہاتھ سے قتل ہوگا ایسی دلیلین شعلہ نے بیان کین کہ خارستان خاموش سُن رہی ہو کچھ جواب نہین دیتی جلا کر یہ جواب دیا کہ او شعلہ بس جاؤ ہمارے سامنے خداوندون کو بُرا نہ کہو ہمارے باپ دادا کیا بے وقوف تھے کہ بے سمجھے سجدہ کر لیا شعلہ نے کہا واری اُسوقت کوئی ہدایت کرنے والا نہ تھا اب صاحبقران زمان نے سب ملک اسلام آباد کر لیے مذہب اسلام کا کیسا زور و شور ہو جسنے سُنا وہ مسلمان ہوا آپ مجھپر غصہ نہ کرین مین آپ کی خیرخواہ ہون یہی چاہتی ہون کہ آپ کے واسطے بہتر ہو ایسا نہ ہو کہ سلطنت کو زوال ہو اور بندگان عالی کو ملال ہو خارستان نے کہا تم جاؤ اور اُس گمبیسو بُریدہ کو سمجھاؤ مین دو گھڑی اور منتظر ہون اگر وہ آوے تو فبہا ورنہ مین خود آتی ہون شعلہ بہت خوب کہکر اُٹھی مگر سوچتی ہو کہ کیا تدبیر کرون یہ سوچتی ہوئی باغ مین آئی ملکہ نے پوچھا کیون امان جان کیا کیا شعلہ نے کہا واری اہل طلسم کی عقل پر پتھر پڑے ہین لاکھ سمجھاؤ مگر وہ اُلٹی ہی سمجھتے ہین مادر مہربان تمھاری آوینگی اب یہ باتین سعد کے سامنے ہو رہی ہین سعد نے کہا او ملکۂ عالم اگر آئیگی تو آنے دو اگر لاکھ ساحر لیکر آئیگی تو مین کمی نہ کرونگا کیا مجال ہو کہ تمپر کوئی ہاتھ ڈالے ملکہ رونے لگی کہا او شہریار مجھے بڑا خیال یہ ہو کہ بندگان عالی پر کوئی مصیبت نہ پڑے مین قدمونپر نثار ہو جاؤن سعد نے فرمایا او ملکۂ عالم مطمئن رہو میرا کوئی کچھ نہین کرسکتا پروردگار کا رحم چاہیے اگر وقت رنج و غم آیا ہو تو گرفتار ہونگا ورنہ خارستان کیا کرسکتی ہو ملکہ تو ملول و حزین بیٹھی ہو سعد سمجھا رہے ہین مگر شعلہ نے کہا کہ مین جاکر دربار مین بیٹھون دیکھون کہ خارستان کسطرح آتی ہین ملکہ نے کہا اچھا بوا اب سوا تمھارے رفیق کون ہو دیکھون مادر مہربان کیا کرتی ہین وہان خارستان نے تھوڑی دیر انتظار کیا جب شعلہ پلٹ کر نہ آئی کہا لو صاحبو بی شعلہ بھی اِس گروہ مین گئین اُسکی شریک ہوئین مین نے کہا تھا کہ مین دو گھڑی انتظار کرونگی اگر جواب باصواب لائین

تو تنہا ورنہ مین اسکے گرفتار کرونگی وعدے کا زمانہ گذر گیا شعلہ نے ملک کو یا لا ہوا ہی
جوش مین وہ گئی ہی جاکر بیٹھ رہی اب وہ نہ آئیگی ملک کے ساتھ اُسکی بھی قضا ہی مارے
کوڑون کے کھال گرادونگی اب کبوتر کو چھینگی ارے سفاک جادو کو تو بلاؤ غرض
سفاک اسکے لشکر کا سپہ سالار ہی وہ حاضر ہوا ملکہ نے کہا فوج تیار کرو سفاک نے
کہا بارہ ہزار آدمی موجود ہین انکو لاتا ہون خارستان نے کہا فوج کی چندان
ضرورت نہین ہی مگر فقط سیاہ دکھانا منظور ہی مین جاکے اُسکی گردن لونگی چین سے
بیٹھنے نہ دونگی سفاک نے کہا ملکہ سمجھکر کلام کرو ایسا نہ ہو وقت پر بیٹی کی محبت
آجائے خارستان نے کہا اے سفاک محبت کیسی اب تو ضرور مین اُسکے قتل کی
درپے ہون اُسنے میرا نام مٹایا مجھکو خوب بدنام کیا اب مین کوئی بات اُٹھا رکھونگی
تم لشکر لیکر چلو مین آتی ہون سفاک بارہ ہزار فوج سے چلا یہان شعلہ دروازے
پر بیٹھی تھی اسنے دیکھا کہ طرف سے خارستان کے گرد اُڑی اور دیکھا کہ سفاک
بارہ ہزار فوج سے آتا ہی شعلہ روتی ہوئی سامنے سعد کے آئی کہا اے شہریار
سفاک جادو بارہ ہزار فوج سے آگیا سعد تلوار ٹیک کر اُٹھے فرمایا اگر وہ
آتا ہی آنے دو میری زندگی مین باغ مین نہین آسکتا یہ کہکر پشت مرکب پر سوار
ہوے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا اے شہریار مجھکو پہلے قتل کیجیے تب جائیے اگر
خدانخواستہ آپ کے دشمنون پر کوئی افتاد ہووے تو مین کدھر کی ہونگی ہان
دشمن ہو گئی مگر پروردگار مالک ہی اے کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر نظم الطوجہ

اے کہ اندر ابتداے ابتدا را ابتدا	در مقام انتہاے انتہا را انتہا
خالق خلقی تو اے فرمانروا ارض و سما	مالک ملکی تو اے شاہنشہ روز جزا
وائے لطف و عنایت صاحب جود و سخا	
از تو میخواہد دواے درد دل ہر لا دوا	چارہ جوید از تو ہنگام بلا ہر مبتلا
اہل حاجت را توئی در بیکسی حاجت روا	وقت مشکل اہل مشکل را توئی مشکل کشا
مدعی حاصل کند از ذات پاکت مدعا	

واده اند روے درخشان روشنی خورشید را		ماه را از چهرهٔ تابان تو بخشیدی ضیا
شمع را کردی تو روشن در جهان ای مہ لقا		بیشک و لاریب در حسن و جمال جان فزا

دلربائے دلربائے دلربائے دلربا

ملکہ بیقرار ہوکر دعائیں مانگنے لگی سعد نے فرمایا ای ملکہ کیون اپنے کو ہلاک کرتی ہو ابھی جاکر اس فوج کو شکست دیتا ہون **سفاک** کو معلوم ہوگا جو گرفتار کرنے آیا ہو خدا چاہے تو بھاگتا پھرے مگر ہٹو تم کنارے بیٹھو پروردگار سے ملتجی ہو کہ وہ رحیم و کریم ہو اگر وہ رحم کریگا تو کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ **خارستان** ضرور فتور کریگی وہی ہوا مان ہو کیونکر گوارا کرے یہ فرماکے بڑھے تیغ طلسمی ہاتھ مین لیا سلاح طلسمی زیب جسم ہی **سفاک جادو** فوج لیے ہوے آتا ہو جانتا ہو کہ مجھے کون روکیگا یون ہی باغ مین گھس جاؤنگا ملکہ کو پکڑ لاؤنگا مگر بحر بلا سے دو رنگا ہو ضرور ہاتھ پاؤن ہلائیگی مگر میرے سامنے کیا زور چلائیگا وہی ہوگا جسکو کہ رہین کھلاتے تھے آج اسکو یہ گھمنڈ ہو سب گھمنڈ نکل جائیگا خارستان آتش شعلہ مزاج ہو ایسی سزا دیگی کہ اپنی زندگی سے بیزار ہو جائیگی **خارستان** کا غصہ ایسا نہین ہو کہ کوئی اسکو سمجھا دے وہ بیٹی کے نام سے بیزار ہو **سفاک** نے دور سے دیکھا کہ دروازہ باغ کا بند ہو ملکہ کوٹھے پر کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہین پکار کر آواز دی کہ بی بی تمھاری ذات سے یہ مصیبت اٹھائی کہ لشکر کشی کرنا پڑی بس اب چلی آؤ کہ مین با آبرو تمکو لے چلون ورنہ بہت پچتاؤگی ابتک تو مجکو خیال ہو کہ میری مالک کی بیٹی ہو یہ کہکر گینڈا بڑھایا اور آواز دی کہ جواب بھی نہین دیتی ہو خاموش کھڑی ہو ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی بات کا جواب دو کوٹھے سے اتر آؤ کہ ہم تمکو محافے مین سوار کرکے لے چلین ورنہ اگر بے لطفی ہوئی تو کیا نفع ہوا یہ کہتا ہوا **سفاک** بڑھتا آتا ہو فوج اسکے ساتھ آتی ہو کہ یکایک دروازہ باغ کا کھلا **سفاک** نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال پشت مرکب عربی پر سوار تیغ طلسمی ہاتھ مین لوح طلسمی

بجائے سپر بائین ہاتھ مین نکلتے ہی نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران
پُر دغا کیون بلوہ کرتے ہوئے آتے ہو منم شاہزادہ سعد بن قباد نعرۂ بادشاہ

منم شاہ و شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

نعرہ کرکے کافرون پر جا پڑے سفاک نے گینڈا اپنا ہٹایا فوج کو اشارہ کیا
کہ سعد کو گھیر کر مار لو کل فوج نے سعد پر بلوہ کیا سعد اندر فوج کے در آئے جنگ
رستمانہ کرنے لگے افسران فوج بڑھ بڑھ کے حملے کرتے ہین مارے جاتے ہین جس
افسر نے بڑھکر بادشاہ پر سحر کیا شاہ نے لوح کو چمکا دیا مگر سفاک فوج پر نعرے
مار رہا ہے کہ ہان یارو تم بارہ ہزار ہو وہ شخص اکیلا ہے گھیر کر مار لو جو افسر بڑھا وہ
شاہ کے ہاتھ سے مارا گیا کوٹھے پر سے ملکہ دیکھ رہی ہے کہ سعد بیچ فوج مین کھڑے
لڑ رہے ہین مگر بیتاب ہو رہی ہے شعلہ سے کہتی ہے کہ کیون شعلہ جوالہ تمنے
خیال کرکے دیکھا کس زور و شور سے ماشاء اللہ لڑ رہے ہین جسنے مقابلہ کیا
وہ واصل جہنم ہوا مگر سفاک دور سے لینا لینا کر رہا ہے خود مقابلہ سعد پر نہین
آتا دیکھ رہا ہے کہ سعد شہریار کے ہاتھ مین تیغ طلسمی ہے جس غول پر جا پڑے اسکو
درہم و برہم کر دیا اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر افسرون کو مارتے ہین شعلہ جوالہ نے کہا مالکہ
آپ بڑی صاحب نصیب ہین عجب جری و بہادر سے سامنا ہوا ہے کہ جسکا مثل نہین
طرز جنگ تو دیکھیے پشت و پہلو سے کیسے ہوشیار ہین گھوڑا کیسا چوکنا ہو رہا ہے
جو پشت پر آیا اُسے تلوار مار کر گرا دیا اور جو سامنے آگیا اُسپر لوح کو چمکایا ساحر
کی زبان رکی اُسپر ہاتھ مار دیا گردم کب سعد شہریار ساحرون کے لاشون کے
انبار مین مرکب طرارے بھرتا پھرتا ہے جس طرف سے نکلا پرون کو پامال کر دیا سر دلیرون
کو ٹھکراتا پھرتا ہے کبھی دولتیان مارتا ہے کبھی پشتک مارتا ہے جو سامنے آتا ہے اسکو
زخمی کرتا ہے کسیکا شانہ چبا لیا ہے کسیکا سر چبا لیا شعلہ کہتی ہے واری آپ بھی یہانسے
سحر کیجیے اور حکم ہو تو مین جا کر شریک جنگ ہون ملکہ نے کہا جانا بہتر نہین یہین سے

سحر کرو مین بھی سحر کرتی ہون تم بھی سحر کرو ایک غول مین شاہ چھپے ہوے تھے کہ ملکہ نے ایک تلوار پھینکی اور آواز دی کہ ای سرشگافت لیتا جانے نہ پائے اُس غول مین تلوارین برسنے لگین کئی سو جوان قتل ہوے سفاک نے سحر کرکے تلوارین روکین للکار رہا ہو کہ ہان یارو جمکر لڑو بسوچ لوکر دنیا ناپائیدار ہو اسکا کیا اعتبار ہی قیامت آنا برحق ہو بقول شاعر نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سردار نشین
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام
بار تھا دان تو خزان کو بکسی موسم مین
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
جسنیہ پڑتا تھا پریزادون کے جسم کا عکس
قصر کو جانے دو باشندونکو دیکھو
سینہ لبریز تمنا تو لب مہر سکوت
نہ وہ چہلین نہ وہ گلبین نہ خود آرائی ہو
کوئی مونس نہیں ہمدم نہیں ہمراز نہیں

تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
آر غنو و ارسدا گونجتے تھے صدیت ہزار
کبھی گل منعدی کا عالم کبھی لالے کی بہار
واہ ری تیری تنک ظرفی باین عز و وقار
آجکل وہ لب جوچند کا ہو آئینہ دار
تکیہ گور و گوزن آج ہی ہر اک کا قرار
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
کنج تاریک ہو اور عالم تنہائی ہو
طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

یہ اشعار سن سُنکر اہل فوج سعد پر بلوہ کرنے لگے ملکہ جو گھبرائی کوٹھے سے اُتر آئی دربانح پر آکر سحر کرنے لگی مگر سفاک سحر کو ملکہ کے روک رہا ہی جب ملکہ نے سحر کیا سو دو سو کو مارا بادشاہ پر سے ہٹایا قضائے کار قیصور کا اسکو فکر ہوئی کہ مین جاکر سعد کی فکر اون اُسوقت آکر یہ سوچا کہ سعد گھرے ہوے ہین مگر جنگ رستمانہ کر رہے ہین قیصور جنی یہ معرکہ دیکھکر بھاگا فوج جنات مین آکر آواز دی کہ یارو ہزار دو ہزار تیار رہو کر چلو بادشاہ گھر گئے ہین دو ہزار جنات کہ تیار تھے قیصور

انکو ساتھ لیکر چلا اُس وقت یہ دیکھا کہ سعد لڑتے ہوے قریب سفاک کے پہونچے
ہین مگر سفاک ہٹتا جاتا ہے مقابلے مین سعد کے نہین آتا للکار رہا ہے کہ اے سعد موقوف
کرو اگر سحر کرونگا تو زمین ہلا دونگا یہ کلام کر رہا تھا کہ جنات آکر گرے قیصور بھی تلوار
لیکر لڑنے لگا جنات کی لڑائی کا رنگ یہ ہے کہ ساحر کو مارا اور غرق زمین ہوگئے
دوسرے مقام پر جاکر نکلے ساحر پہ ہاتھ مار دیا جب جن غائب ہو جاتا ہے تو ساحر
حیران ہوتے ہین کہ یہ لوگ دکھائی نہین دیتے کس پر حملہ کرین اور کیونکر جان اپنی
بچاوین یہ لوگ تو ہارے ہین قریب ہے کہ شکست کھاکے بھاگین کہ دیکھا ایکطرف سے
خارستان پیدا ہوئی اور ملکہ بھی دروازے پر خاموش کھڑی ہین خارستان
نے جو دور سے دیکھا کہ شکست فاش قریب ہے سفاک بھاگا بھاگا پھر رہا ہے سعد
سے اپنے کو بچاتا ہے کسی نے اسکو نہ دیکھا بلند ہوئی اور کڑک کر ملکہ پر گری ملکہ کی
آنکھین بند ہوگئین خارستان نے کمر مین پنجہ دیا اور پکار کر آواز دی کہ بس اے
سفاک ہٹ جا مین نے اس بانی فساد کو پکڑ لیا اب اسکو لیے جاتی ہون خدمت
خداوند مین بھیجونگی کہ اسکو سزا ملجائے پھر سعد سے سمجھونگی دیکھون یہ جنات کیا
کرتے ہین ایک سحر مین سب کو مٹاؤنگی یہ جو پکار کر خارستان نے کہا اے سفاک
تل جلو سفاک نے جو خارستان کی آواز سنی فوج کو لیکے بھاگا سعد شہریار قیصور
کو ساتھ لیکر پلٹے جب در باغ پر آئے دیکھا شعلہ رو رہی ہے سعد نے پوچھا کیون
شعلہ خیر تو ہے شعلہ نے کہا حضور خارستان ملکہ کو لیگئی اگر آپ کی راے ہو تو
مین پاس خارستان کے جاؤن اور جاکر کچھ اصلاح کرون سعد نے فرمایا کہ اے
شعلہ جوالہ شاید کچھ بن پڑے یہ کہکر شعلہ روانہ ہوئی سعد شہریار اُسی مقام پر
اُتر پڑے قیصور سے فرما رہے ہین کہ اے قیصور دیکھیے شعلہ جوالہ گئی ہے جاکر کیا گُل کھلائے
یہان خارستان جادو ملکہ کو لیکر آئی ہے کنیزین سب جمع ہو گئی ہین کہتی ہے صاحبو
اِس بدنصیب کو سمجھاؤ کہ یہ کیا کر گذری سعد کو لیکے بیٹھی ہے جس نے لشکر کشی کی لشکر
بھی تباہ ہوا کئی ہزار آدمی مارے گئے قیصور بھی کہ اہل طلسم کا دشمن ہے کیا قوت

بڑھا کیسے جلدی فوج کو لیکر آیا آخر شکست فاش ہوئی اِس کمبخت کو سمجھاؤ کر محبت سے
سعد کی ہاتھ آتا تھا گئے مین جا کر اِسکو گرفتار کر لائی سب کہتے ہین ملکہ کو سمجھا رہی ہین
کہ واری جو ماہ کہتی ہین آسے قبول کیجیے اِنکی راہ پر چلیے حقیقت مین وہ اہل طلسم کے
دشمن ہین اُنسے میل بہتر نہین ملکہ خاموش بیٹھی ہو کچھ جواب نہین دیتی کر شعلہ جوالا آکر
پہونچی خارستان نے کہا اے شعلہ تم بھی جا کر بیٹھ رہین شعلہ نے کہا واری آپ کے
مزاج مین بڑی جلدی ہو میرے آنیکا انتظار نہ کیا اور لشکر کشی کر دی خارستان نے
کہا مین نے تجھسے کہدیا تھا کہ مین دو گھڑی انتظار کرونگی پھر لشکر کشی کرونگی جو مین نے
کہا تھا وہ کیا شعلہ نے کہا واری مین سمجھا چکی تھی کچھ کچھ راہ پر آئین تھین یہی صلاح
ہو رہی تھی فرماتی تھین کہ ایسا نہ ہو ماد رمہربان مجھے سزا دین تو میری کیسی حقارت
ہوگی مین کہ رہی تھی کہ واری مطمئن رہیے کوئی آپ کو سزا نہ دیگا جو مرتبہ آپ کا ہو
وہی رہیگا یہ کسیکی مجال نہین ہو کہ بلا وجہ آپ کو سزا دے سکے سعد نے یہ بھی ظاہر
کیا تھا کہ ہم لوگون مین دستور نہین کہ بدون عقد ونکاح فعل باطنی بردست انداز
ہون اور ملکہ کو یہ چاہیے ہوگا کہ اول سحر سے توبہ کرین جب طیب وطاہر ہو لین
تب عقد ہو مین سمجھا رہی تھی کہ واری اِس مقدمے کو بہت طول ہو لہذا کہا تک
انتظار کیجیے گا اِسنکے یہان تو قید لگی ہو کہ بدون توبہ کیے سحر سے پاک نہ ہوجیے گا
یہ لوگ فسادی ہین لہذا مناسب یہ ہو کہ مان کا حکم مانیے ایسا نہ ہو کہ مان سے
خلاف ہو کہ اِس مین خبر پہونچی کہ فوج آگئی سعد شہریار نام فوج لشکر سوار ہوکے
مصروف جنگ ہوے لہذا اے خارستان اب جو ہم کہین وہ مانو کہ اِنکو اپنے
پاس رکھو مین سعد کو سمجھا دونگی جب مین نے دیکھا کہ وہ لڑائی کو فتح کرکے پلٹے
تب میرے دل مین خیال آیا کہ مین جا کر ملکہ کو سمجھاؤن شکر کرتی ہون کہ وقت پر
پہونچی کہ ابھی کوئی بے اعتدالی نہین ہونے پائی خارستان چونکہ مان ہو سرنگون
جو ملکہ کو دیکھا دل بھر آیا رونے لگی کہا اے نور نظر جو تمھاری خوشی ہو وہ کرو مین
پھر تو ع غصے مین جا پڑی تھی مجھکو خود صدمہ ہو کہ ایسا نہ ہو تمھارے دل پر کوئی صدمہ

کمال پہونچے اور تم اپنی جان بے درد و سوزن بھی زبان میں نہ دیا ایک گوشے میں بٹھایا
شعلہ کو مقرر کیا کہ اب یہ اطمینان تمام سمجھاؤ ایسا نہ ہو کہ اسیر کوئی صدمہ پہونچے شعلہ نے
کہا میں اب سمجھاؤنگی وہ جانتی ہیں کہ میں وہی ہون کہ گود میں لیے پھرتی تھی رات کو انکو
چھاتی پر سلاتی تھی کیا کیا انکے ناز اٹھائے اب آج نام خدا جوان ہوئی ہیں تو کیا میرا
کہنا نہ مانینگی خارستان تو سامنے سے ہٹ گئی شعلہ نے اور کنیزون کو بھی ہٹا دیا ملکہ
سے چپکے سے کہا اے ملکہ عالم اب نہ گھبرایئے شب کو آپ کو لیجاؤنگی پھر اسکی کیا مجال ہے کہ
آپ کو لاسکے خاصہ وغیرہ نوش فرمالیجے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے شعلہ وہ
کیسے مکدر رہے ہونگے میں کھانا کھاؤن اور وہ بھوکے رہیں شعلہ نے کہا واری وہان
قیصور جنی ایسا خیر خواہ موجود ہے وہ سمجھا کر کھانا کھلادیگا ملکہ نے بمشکل کھانا کھایا کہا
اے شعلہ حال کیا بیان کرون میرا تو یہ حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے

نظم

ہے کعبۂ دل برائے محبوب | ہر گھر میں خدا کے جائے محبوب
کیا حسن ہے کیا لقائے محبوب | ہے حور و پری خدائے محبوب
پتھر تو نہیں ہون آدمی ہون | کبتک میں سہون جفائے محبوب
ہے قلزم عشق بھی تپ امت | کہتے ہیں یہ آشنائے محبوب
جبتک رہون زندہ ساتھ دینا | اے عاشق باوفائے محبوب
دم ہے اسیر پھڑک رہا ہے | سو جان سے ہون فدائے محبوب
شرمندہ شفق خجل ہے مرجان | خوش رنگ ہے کیا حنائے محبوب
رخ حسن میں حور ہے پری ہے | کس منہ سے کرون ثنائے محبوب
آنکھوں کو نصیب دید رخ ہو | ہر کان سنے صدائے محبوب
جو نور وہ عین مصلحت ہے | جس بات میں ہو رضائے محبوب

شعلہ نے کہا واری دل کو سنبھالیے اور پکار کر کنیزون سے کہا کھانا لاؤ کنیزون
نے جا کر خارستان سے کہا کہ بی شعلہ کھانا مانگتی ہیں خارستان خوش ہوگئی کہا
معلوم ہوتا ہے شعلہ نے سمجھا کر راضی کیا کھانا عمدہ چینی میں لگا کر روانہ کیا شعلہ نے

دسترخوان بچھایا ملکہ کو کھانا کھلایا مگر ملکہ کا یہ حال ہو کہ جو نوالہ منھ مین ڈالتی ہو کہتی ہو
ای شعلۂ جوالہ میرے حلق مین نوالہ پھنستا ہو معلوم ہوتا ہو اُس شہریار نے کھانا نہین
کھایا شعلہ کہتی ہو واری یہ گمان نہ کیجیے قیصور جنی ایسا رفیق ہو وہ یہ چاہیگا کہ سعد
کھانا نہ کھاوین وہ بہکا کر کھلائیگا حقیقت مین سب جنات نام پر شہریار کے جان دیتے
ہین اُنکے دادا کے تسخیر کیے ہوے ہین اُنکو اپنا جان و ایمان جانتے ہین ہر ایک کا
یہی قول ہو کہ ہم آپ کے دادا کے زیر کردہ ہین آپ کے بردہ ہین دو ہزار جنات
آکر کس خوبصورتی سے لڑے کہ بارہ ہزار ساحرون کو شکست دی اگر تھوڑی دیر
خارستان اور نہ پہونچتی تو شکست فاش ہو جاتی ملکہ کہتی ہو کہ ای شعلۂ جوالہ مین
غافل کمبخت تھی مادر مہربان اُٹھا لائین اور جو میرا سحر چلجاتا تو اُنکی کیا مجال تھی کہ مجھکو
لا سکتین اب سنبھلا کر گئی ہون مادر مہربان سحر کرین اور رہا دل تو بڑی بات یہ تھی
کہ اگر مین اُنسے لوح محفوظ لے لیتی اور گلے مین اپنے وہ لوح پہن لیتی تو پھر کسکی مجال تھی
کہ مجھپر سحر کرسکتا جو سحر مادر مہربان کرتین وہ خالی جاتا مجھپر تاثیر نہ کرتا انھین باتون مین
دن گذرا شعلہ جب اُٹھکر آئی خارستان نے پوچھا کیون بی شعلہ کیا گری دکھائی شعلہ نے
کہا واری تواضع کر چکی ہون اب تھوڑا سا فسانہ اور باقی ہو یہ تو کہدیا کہ مین حکم سے
مالک کے باہر نہ ہونگی جو فرماوینگی وہ بجا لاؤنگی اب ایک اقرار باقی ہو مگر اب آپ آرام
فرمائیے صبح کو مین جواب صاف دونگی یہ مضمون سنکر خارستان خوش ہو گئی کہا ای شعلہ
تجھسے بڑی امید ہو ہماری پرانی رفیق ہو تجھسے نیکی ہوگی کبھی بدی نہ کرو گی شعلہ نے
کہا واری ہم نمکخوار قدیم ہین ہر وقت یہی چاہتے ہین کہ آپ آباد رہین وہ دن سامری و
جمشید دکھاوین کہ صاحبزادی کو دلھن بناوین اور دولھا برات لیکر آوے گالیان
دین اور گالیان کھاوین تو باعث خوشی ہو خارستان تو شراب پی کر سو رہی مگر
شعلہ نے آکر کہا کہ واری نکل چلیے ملکہ نے کہا لو اچلو دونون نے پر پرواز پیدا کیے
کنیزون نے جو منع کیا اُنکو جھڑک دیا یہان سعد شہریار ملول و حزین بیٹھے ہین اور
قیصور جنی مصروف خدمتگزاری ہو دمبدم عرض کرتا ہو کہ خاصہ نوش فرمائیے سعد

فرماتے ہین کہ ای قیصور نہین معلوم اُس ماہ تابان پر کیا گذری کہ خود بخود دل گھبرا گیا
ہی کو اگر تمھاری صلاح ہو تو خارستان پر چڑھ دوڑون قیصور نے کہا مین تو نہ
عرض کرونگا کیونکہ برا ے مکان پر لشکر کشی کرنا اچھی بات نہین غلام خبر لائیگا اور
سرکار کو خبر سے ملکہ کی آگاہ کریگا شعلہ جوالہ گئی ہے وہ خبر لیکر آئیگی حال کھلجائیگا یہ ذکر
تھا کہ آسمان پر برق چمکی سعد نے دیکھا کہ آگے آگے ملکہ اور پیچھے پیچھے شعلہ جوالہ
دونون آکر پہونچین سعد ملکہ کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوگئے فرمانے لگے کہ ملکہ کیونکر
آنا ہوا شعلہ نے کہا حقیقت یہ ہے کہ ملکہ کو میرا اعتبار ہے اور بی خارستان بھی مانتی
ہین مین نے جو جا کر سمجھایا فوراً راضی ہوگئین یا تو قید کرتی تھین یا زبان مین سوزن
بھی نہ دی دن بھر مین سنے وہان کا تماشا شام کو سے نکلی اب مناسب یہ ہے کہ اپنے لشکر
مین نکل چلیے کہ آپ براے طلسم کشائی بھی جا رہیگے اور یہان ہم لوگ کیسکے بھروسے
پر رہین گے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ ابتو رات ہوچکی کل یہان سے کوچ کرو
سفر کر کے نکلیو غرض رات تو بسر کی صبح کو کوچ کیا جب جیپور پہلوان کو جو مقابلے مین
اترا ہوا تھا یہ خبر معلوم ہوئی کہ سعد لشکر مین نہین ہین طبل جنگی بجوا کر میدان مین
آیا کئی پہلوانون کو زخمی کیا دو دن مین اسنے سب پہلوان زخمی کیے اور روز
یہی کہتا ہے کہ ای مسلمانون بہتر یہی ہے کہ سعد کو حاضر کرو ورنہ ایک کو زندہ نچھوڑونگا
اہل لشکر کہتے ہین کہ ای جیپور سعد لشکر مین نہین ہین ورنہ یہ لوگ ایسے ہین کہ چھپکر
بیٹھتے اور تیرے مقابلے مین نہ آتے جیپور کہتا ہے کسی کو مقابلے مین بھیجو برا ہنر
ہوگیا ہے کوئی اسکے مقابلے مین نہین آتا جیپور گنبد ا منبر کر رہا ہے کہتا ہے اب حملہ
کرونگا سب کو لوٹ لونگا یہ بارگاہین اور خیمے سب اکھڑوا ڈالونگا تم لوگون کو
آرام نہ لینے دونگا اہل لشکر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای مالک حقیقی و ای رب
تحقیقی رحم اپنا شریک رکھ

نظم

خداے حافظ و ناصر کند نگہبانی	بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بکوه و دشت و بیابان چار سوے زمین	سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی

بحال بندۂ ناچیز رسیدم شب و روز — شود عنایت مولای و فضل ربانی
بشرق و غرب دہد تازہ روشنی ہر روز — چو آفتاب درخشندہ و ظل سبحانی
بباب دولت خدام بارگاہ اگر — کنند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی
خداست مالک و مملوک عالم و دنیا — خداست باقی و جن و بشر ہمہ فانی
چہ شغل کاتب قدرت بدید حیران ماند — بشکل آئنہ از حسن خویش مانی
چہ در عبادت معبود میکنند غفلت — شود ز بندۂ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خدا ہندی — ز مدح گوے و صافی و ثناخوانی

جیپور رسیدان مین گھوڑا دوڑا رہا ہی اور پکارتا ہی کہ اے مسلمانان مین تمھاری جان بخشی کرتا ہون مال سب حوالے کرو نقد جان لیکر چلے جاؤ کوئی تمکو روکیگا اہل لشکر بیقرار ہین عرض کرتے ہین کہ اے خداے کریم و اے سمیع و علیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے اس آفت آسمانی سے نجات دے اس بیقراری مین ادہر سب لشکر اسلام ہی اور جیپور اُسی طرح کلمات غرور کہے جاتا ہی مگر اہل اسلام نے جو اس حالت پریشانی مین دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحراے گرد اڑی جیپور چاہتا تھا کہ پلٹ جاؤن کہ دیکھا سعد بن قباد پشت مرکب پر سوار دو ہزار جنات پشت پر قیصور جنی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے چلا آتا ہی سعد نے دیکھا کہ جیپور میدان مین کھڑا ہی اور اپنے سرداروں کو دیکھا کہ سب زخمدار پٹیان مرہم کی سرون پر بندھی ہوئی بیکس و بے لبس حیران و پریشان کھڑے ہین سب کو جو پریشان دیکھا دل دکھ گیا وہین سے نعرہ کیا کہ او جیپور مغرور کہان جاتا ہی نام سعد شہریار نعرہ کرکے میدان مین آے جیپور کے ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا چند سوار جو اسکے قریب تھے اُنسے کہا کہ مسلمان بڑے صاحب نصیب ہین دیکھیے عین وقت پر سعد آگئے اگر مقابلہ کرونگا تو وہ دبا ڈالین گے سردار انکے سب زخمدار ہین امداد کرینگے کہ بلوہ کرین مقابلہ ہوگی نہین معلوم کیا گذرے یہ کہتا ہوا میدان مین آیا سعد نے کہا اے پہلوان تعجب کا مقام ہی تو جانتا تھا کہ افسر

لشکر میں نہین ہوا سپر پہ دباؤ ڈالا خیر جو گذرا سو گذرا اب اطاعت کر ای جیپور ہم
نہین چاہتے کہ تجھسا پہلوان مارا جائے مسلمان ہو کر ہمارے ساتھ رہو میں تمہارا مرتبہ
سب سے زیادہ کرونگا جیپور نے کہا یہ تو مشکل ہی کہ مین مذہب حضور اختیار کرون
اور پرستش خداوندون کو چھوڑ دون اگر آپ میری اطاعت کرین تو اپنے لشکر
کا بادشاہ کرون اپنے کو آپ کا نوکر قرار دون بادشاہ نے فرمایا او دیوانے
کیون وحشت ہوئی ہی یہ کیا بیہودہ بکتا ہی مناسب یہ ہی کہ میدان کارزار ہی زبان
تیغ و کلہ عمود سے کام لے کر لطف جرات ملے اُس روز تو نے مجھکو مکر سے زخمی کیا تھا مین
جان گیا کہ تو مکار ہی اب مکر تیرا نہ چلیگا جیپور نے جھلا کر نیزہ مارا اسعد نے نیزہ اسکا
توڑ ڈالا جیپور نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا
سعد نے بار سر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینک دی اور کمر مین ہاتھ
ڈالکر اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا چاروں شانے چت گرا بادشاہ نے فرمایا
اکنون در شناخت پروردگار چہ میگوئی جیپور نے جواب دیا میری لاکھ جانین
سامری و جمشید پر نثار ہین سعد نے جیپور کے پیٹ پر پانوٗن اپنا رکھا اور دونون
ہاتھون سے گردن پکڑ کر کھینچ لی مع نعرے دھڑ سے سر الگ ہو گیا اہل فوج نے
جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا لینا لینا کہکر آ پڑے اور ادھر سے سعد بن قباد کرب
پر سوار ہو سے نعرہ کر کے لڑنے لگے قیصور نے جو دیکھا کہ فوج حریف نے
آقا کو گھیر لیا ہی فوج کو لیکر آ پڑا اول تو اُنکے سر پر سردار نہ تھا دوسرے جنات کی لڑائی
سخت تھی چند حملون مین سب بھاگے لاشا اپنے افسر کا اٹھا لیا روتے پیٹتے طرف
قصر ہفت رنگ کے چلے یہان خارستان جادو جو صبح کو اٹھی دیکھا کہ بیٹی
نہین ہی گھبرا کر کہا اری شعلہ جوالہ صاحبزادی کہان گئین کنیزون نے کہا حضور
رات کو دونون نکل گئین خارستان نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ جا کر باغ کو
دیکھ تو آؤ وہ کنیز گئی جا کر باغ مین دیکھا کہ سناٹا پڑا ہی اندر جا کر دیکھا کہ چند کنیزین
جانیکی تیاری کر رہی ہین یہی کہتی ہین کہ ہم تنہا یہان رہکر کیا کرینگے مالک تو ساتھ

سعد شہریار کے گئین کنیز وہان سے روتی ہوئی آئی آکر خارستان سے کہا کہ آپکی
صاحبزادی باغ سے بھی چلی گئین خارستان جھلاکر اٹھی کہتی ہوئی کہ مین انکو وعدہ
کے پاس رہنے دونگی گردن پکڑ کے لاؤنگی یہ کہکر ہوسے صورت بدلی ایک کنیز کی
شکل بنکر طرف لشکر اسلام کے چلی کہ رونے کی صدا کان مین آئی ایک نخل کے
سایے مین ٹھہر گئی دیکھا کہ چند جوان آشنان وخیزان زخمدار و بیقرار ایک جنازہ
لیے ہوسے جاتے ہین خارستان نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اور یہ جنازہ کسکا
ہے سب نے کہا مالک ہمارا جیپور پہلوان برا سے مقابلہ مسلمانان گیا تھا پہلے تو
سعد کو زخمی کیا چار میدان واریون مین کئی سردار زخمی کیے پانچوین دن جو
میدان مین نکلا تو سعد آکر پہونچے سر میدان جیپور کو مارا ہم لوگ لاشہ لیکے
بھاگے اب خدمت خداوند مین جاتے ہین کہ اُنسے اطلاع کرین دیکھیے کیا تدبیر
ہو خارستان سمجھ گئی کہ باغ سے جاکر اس پہلوان کو مارا حقیقت مین سعد بڑا
بہادر ہے کوئی اُس سے مقابلہ نہین کر سکتا اُن سب سے رخصت ہوکر لشکر اسلام
مین آئی یہان وہ وقت ہے کہ بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین اور ملکہ کرسی پر بیٹھی ہین
شعلہ جوالہ حاضر ہے مصروف خدمت ہے خارستان دیکھکر جگلی بڑبڑاتی ہوئی باہر نکلی
ایک ایک سے کہتی ہے صاحبو تمنے گستاخی بی گلپاش کی دیکھی کہ مان کے پاس سے
بھاگ آئین بارگاہ مین سعد کی چین سے بیٹھی ہین بہت خوش اور محظوظ ہین مگر خیر
سمجھا جائیگا قضاے کار فیروزہ بن عمرو جو کاروبار مین مصروف تھا باہر سے
آتا تھا کہ اسنے دیکھا ایک ضعیفہ بڑبڑا رہی ہے اسکا ماتھا ٹھنکا قریب آکر پوچھا
کہ بڑی بی صاحب کسنے کہ رہی ہو بڑھیا نے کہا بیٹا مین اس زمانے کی رنگیون کو
دیکھتی ہون کہ کیا جھٹ پٹ میل کر لیتی ہین بی گلپاش کیسی خوش بیٹھی ہین مان
چھوڑی گھر چھوٹا کچھ پروا نہین مگر سزا ملیگی خالی نجیین گی فیروزہ سمجھ گیا کہ یہ ملکہ
خارستان کی طرف دار ہے کہا دیکھو بڑی بی دو کنیز کیا کہتی ہے جیسے ہی خارستان
پلٹی فیروزہ نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ

باندھکر بارگاہ مین لایا کہا لوبی گلپاش دیکھو یہ پوچھتا کون ہو تمھاری برائیان کررہی تھی گلپاش نے سحر کیا کہ صورت تبدیل ہوئی پہچانا کہ یہ تو خارستان ہو کہا جلد اسکی زبان مین سوزن دے فیروزہ نے زبان مین سوزن دیکر ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا خارستان نے آنکھیں کھولکر دیکھا کہ صاحبزادی بیٹھی ہین اور مین بندھی ہون کہا او شوخ دیدہ دلاو گیسو بریدہ وجگر ٹھے کو لیکے بیٹھی ہو اگر مین قتل بھی ہوجاؤنگی تو بصورت بنکر تجھکو ستاؤنگی چین نہ لینے دونگی سعد نے کہا او مکارہ کیون انھین ڈراتی ہو جو تجھسے ہوسکے وہ کرلینا اب بہتر یہ ہو کہ اطاعت اسلام کر ورنہ جلاد کھڑا ہوا ہو ابھی تجھکو قتل کریگا زندہ نہ چھوڑیگا خارستان نے کہا او شہریار اگر میرا بند سے بند جدا کیجیے گا تو بھی جمشید ثانی کو نہ بھولونگی وہ ہمارا خداوند ہو فیروزہ خنجر لیکے چلا گلپاش نے جو یہ دیکھا بیقرار ہوگئی کہنے لگی او فیروزہ ٹھہر جا مین مان کو سمجھالون یہ کہکر اٹھی قریب آکر ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی کہا او مادر مہربان میری خطا معاف کیجیے مین نہین چاہتی کہ آپ کو آزردہ کرون ورنہ مین ابھی سر جھکاتی ہون میرا سر کاٹ لیجیے مین یہ نہین چاہتی کہ آپ کو ملال پہونچے مجھے اپنی جان دینا گوارہ ہو قضا سے کار سرمست جادوگر خارستان کا آشنا ہو آسمان پر اڑتا ہوا جاتا تھا اسنے جو دیکھا کہ خارستان بندھی ہو بیقرار ہوگیا تڑپ کر گرا خارستان کو اٹھا لیا جبتک گلپاش اٹھے یہ بلند ہوگیا مگر فیروزہ پیچھے چلا سرمست جادو خارستان کو لیے ہوے جاتے ایک پہاڑ تھا اسپر آکر اترا چونکہ خارستان تھوڑی ہوا سے بیہوش ہوگئی تھی جاہا جگا کر پوچھون کہ یہ کیا سحر کرتا تھا کہ ناگاہ سامنے سے گانے کی آواز آئی کہ کوئی یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہو

نظم

بیٹھے ہوے رقیب ہین دلبر کے آس پاس — کانٹو نکا ہو ہجوم گل تر کے آس پاس
اللہ ری دشمنی جو وہ گل سو یا رات کو — کانٹے بچھائے غیر نے بستر کے آس پاس
شب کو جو آئے فرط خوشی سے بپھرا کیا — مثل تدرو اس مہ انور کے آس پاس
غیرون کو خوف جان ہوا وقت امتحان — آیا نہ کوئی یار کے خنجر کے آس پاس

کاٹونگا بس مین تیغ سے کوچے رقیب کے	آیا جو اے حسین ترے گھر کے آس پاس
چھوڑا نہ ایک پل بھی کبھی نور بین نے ساتھ	دایم رہا مین اُس مہ انور کے آس پاس

سرمست جادو نے خارستان کو وہین چھوڑا آپ پہاڑ سے اُترا دیکھا کہ ایک نازنین دیوانہ وار وحشی مثال اشعار مذکور گاتی ہوئی آتی ہی سرمست نے قریب آکر کہا کہ اے نازنین تو کون ہی اُس نازنین نے سرمست کو بہ نگاہ غور دیکھا اور ایک چیخ مار کر بیہوش ہوگئی اُسکے ہاتھ مین ایک پرچہ کاغذ کا تھا وہ زمین پر گر پڑا سرمست نے کاغذ اُٹھا کر دیکھا تو اپنی تصویر پائی حیران ہوا کہ اِسنے مجھکو کہان دیکھا کہ میرے عشق مین بیقرار ہوکر نکلی اور یہ کیفیت ہوئی اے سرمست یہ معشوقہ پریچہرہ اور دل سے تجھپر مائل تیغ ابرو کی گھائل اسپر قبضہ کرو کہ عنایت سامری ہی یہ سوچکر سر زانو پر رکھا تلوے سہلا کر جگایا کہا اے مہ جبین آنکھین کھول صاحب تصویر حاضر ہی اُس نازنین نے آنکھین کھولین سر جو اپنا اُسکے زانو پر پایا حیران دیکھنے لگی کہتی تھی کہ اے تقدیر آج معشوق کے زانو پہ سر ہی کیا مرتبہ میسر ہی معشوق کی محبت سراسر ہی سرمست نے کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان مین تابعدار ہون کبھی بے اعتدالی نہ کرونگا اُسنے سینے پکڑ کر دو تمانچے مارے کہا او ظالم مہینہ بھر سے مین اِس جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون مگر آج لات و منات نے آرزو پوری کی کہ تجھکو دیکھ پایا کیا کہون کہ جو دل کو فرحت ہی یہی آرزو ہی کہ قدمون کو بوسہ دون تجھ ایسے معشوق کے گرد پھرون واہ کیا سیاہ چہرہ ہی اِس چہرے کا عاشق ہمیشہ بیقرار رہے گا ناک کیسی چھوٹی سی ہی معلوم ہوتا ہی مینڈکی بیٹھی ہی قد ہی کہ تاڑ ہی سارے اعضا شکل بے نظیر ہین سرمست اِن باتون پہ مرا جاتا ہی کیونکہ آجتک تو کبھی کسی عورت نے بخوشی اِسکو قبول نہین کیا تھا کہ ایسی چاہنے والی ملی نازنین نے کہا او نگوڑے کہین سے شراب لاکر ایک جام پیون جمائیان آرہی ہین یہ سنکر سرمست نے کہا بیٹھو مین ابھی شراب لاتا ہون جب سرمست چلنے لگا تو اُس نازنین نے کہا او بے مروت ایسا نہ کرنا کہ کہین جا کر بیٹھ رہنا مین گھبرا گئی سرمست نے کہا مین دوڑا ہوا جاتا ہون

ابھی شراب لیکر آتا ہون یہ کہکر طرف صحرا کے چلا بھی پرے جاکر شراب لی لاکر سامنے
رکھی وہ نازنین شراب کو الٹ پلٹ کرنے لگی سرمست کہتا ہو اے جان جہان اس
کو نہ چھوو بڑی تیز شراب ہو مگر صاحب یہ تو بتاؤ کہ تمھارا نام کیا ہو اور یہ تصویر کیونکر پائی
نازنین نے کہا یہان سے قریب ایک قلعہ ہو کہ اسکو قلعۂ دہشت کہتے ہین باپ میرا وہانکا حاکم
ہو ایکروز ایک سوداگر کچھ مال لایا اُسنے ایک صندوقچہ میرے ہاتھ بیچا اور یہ کہہ گیا کہ اس مین
سب کچھ ہو بند اسکو کھولکر دیکھنا ایک کاغذ کا پرچہ بھی پڑا ہو وہ تو واپس چلا گیا بعد
کمبخت نے وہ صندوقچہ کھولا کاغذ کا پرچہ نکلا کاغذ کو جو کھولا یہی تصویر تھی جسکو دیکھکر
دیوانی ہوئی آٹھ پہر اسکو دیکھا کرتی تھی ایک شب کو ایسی گھبرائی کہ تصویر لیکر نکل پڑی
ایک مہینہ کامل گذرا کہ اسی جنگل مین ہون آج سامری نے اپنا فضل شریک کیا کہ تمھارا
آنا ہوا کیا سامری و جمشید کا شکر کرون مگر جوئندہ یابندہ ہین اسی خیال سے نکلی تھی
کہ کہین تو وہ ظالم ملیگا یہ کہکر جام بھرا اور گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا لو صاحب یہ پی جاؤ مگر
ایسا نہ ہو کہ شراب پی کر پھر بہ حجت کرو مجھے برداشت نہین ہو جوش محبت کا تو یہ قول ہو
کہ جو چیز تمھاری طرف سے پہونچے وہ راحت ہو مگر دل نہین قبول کرتا یہ کہکر سرمست
کو جام پلایا جام پیتے ہی سرمست نے کہا کیون اے ملکۂ عالم یہ کیسی شراب تھی کہ دل
اندر سے گھبرانے لگا ہڈیون سے آگ نکل رہی ہو اُس نازنین نے کہا کہ صاحب
تمھین شراب لاے ہو طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ شراب نوکشیدہ تھی اُسنے گرمی کی
ذرا اُٹھکر ٹہلو کہ گرمی دفع ہو مگر وہان خارستان جادو کو کہ پہاڑ پر پڑی تھی ہوا کے لگنے
سے ہوش آیا اپنے پہاڑ سے دیکھا کہ سرمست جادو ایک نازنین سے باتین کر رہا ہی
اور سرمست اپنے مقام سے اُٹھا جیسے ہی ٹہلنے کا ارادہ کیا بیہوشی نے آ لیا خنجر مار ایک گرا
کہ اپنی آنکھون سے خارستان نے دیکھا کہ اُس نازنین نے آواز دی منم فیروزہ
بن عمرو اور خنجر مارا کہ شکم سرمست کا پیٹ تمام پاک ہوا خارستان حیران ہو کہ یہ
کیا معرکہ ہوا مجھکو تو سرمست دربار شاہ سے اُٹھا لایا تھا اور یہ کون تھا کہ جسنے اسکو
ہلاک کیا مگر فیروزہ سرمست کو مار کر اپنے گھر کو گیا دیکھ کر خارستان ہوشیار بیٹھی ہی

فیروزہ نے آکر سلام کیا کہا اے خارستان مین نے تمکو بچایا ورنہ سرمست جادو اور
خیال سے لیے جاتا تھا بہت پریشان کرتا خارستان نے کہا اے فیروزہ میری دختر
شریک مسلمانان ہوچکی مین یہی چاہتی تھی کہ مین بھی اُنکے ساتھ ہو جاؤن مگر مقام
افسوس ہے کہ شاہ نے میری بات نہ پوچھی مجھکو سامنے باندھ دیا کہ اتفاق سے سرمست
مجھکو وہان سے لے نکلا صاحبزادی نے قصد کیا تھا کہ اُسکو روکون مگر وہ ایسا
جلد بلند ہوا کہ سحر نہ کر سکین آخر ناچار رہوئین انجام یہ ہوا کہ تمنے بچایا مین تمہارا کیا
شکریہ ادا کرون اب مین رخصت ہوتی ہون فیروزہ نے کہا اے ملکۂ عالم انصاف
کرو کہ صاحبزادی جو تمہاری شریک ہوئین اُنکا بادشاہ نے کیا مرتبہ کیا ہے ہرچند کہ
کتاب سوانحات مین لکھا ہے کہ چالیس شاہزادیان نوجوان سحر مین طاق حسن مین
شہرۂ آفاق شریک سعد شہریار نامدار ہووینگی مگر اے خارستان ابھی اس حکم کا
ظہور نہین ہوا ہے مگر حقیقت مین ایسی شاہزادیان شریک ہوئی ہین اور ہوتی جاتی
ہین کہ اُنکے شریک ہونے سے طلسم کشا کو قوت ہوگی جب لڑائی پڑیگی تو جمشید
حیران ہوگا اے ملکۂ عالم تمہین اپنے دل مین اسکو خیال کرو اور ماننے نہ ماننے کا تمکو
اختیار ہے چاہو بخدمت سعد شہریار چلو خواہ اپنے قصر مین جاؤ خارستان نے کہا
مین برائے ملاقات جمشید ثانی جاتی ہون دیکھون وہ کیا حکم دیتے ہین اے فیروزہ
شاہ سے کہدینا کہ مین یہ چاہتی ہون کہ ایسے وقت مین شریک ہون کہ سرکار کی مین
مددگار کہلاؤن اور گلپاش دختر سے ہماری کہدینا کہ اب مجھے مطمئن رہین ہرچند فیروزہ
نے سمجھایا کہ چلکر شاہ سے ملاقات کر لو پھر جانا مگر خارستان نے نہ مانا فیروزہ سے
رخصت ہوکر دربار جمشید مین آئی جمشید ثانی تخت پر بیٹھا تھا جیسے ہی خارستان
نے سلام کیا جمشید نے کہا اے خارستان کہان سے آتی ہو خارستان نے کہا یا
خداوند مین اپنے قصر مین بیٹھی تھی آرزو ہوئی کہ چلکر زیارت سے مشرف ہون
جمشید نے حکم دیا کہ اس دروغ گو کو گرفتار کرو شاہزادیون اور خواجہ سراؤن
نے گرفتار کر لیا جمشید نے حکم دیا کہ قتال جادو کو بلاؤ جب قتال سامنے آیا تو

جمشید نے حکم دیا کہ قصر ایذا رسان مین اسکو لیجاؤ اسنے بڑا غضب کیا ہو سرست کو
قتل کرایا اور عیار شاہ سے باتین کرتی تھی طائران جہانگرد نے ہمکو خبر دی یہ نہ
کوئی جانے کہ ہم غافل بیٹھے ہین سب جہان کی خبر ہمکو ملتی ہو اے خارستان تمنے بڑا ستم
برپا کیا کہ بیٹی تمھاری طلسم کشا پر مائل ہوئی اور تمنے قدرت کو خبر نہ دی لشکر کشی کی
ہمنے تمکو تقدیر کر کے بچایا قتال جادو خارستان کو لیکے چلا مگر حیران ہو کہ کیا کرون
قصر ایذا رسان تو بہت دور ہو کیونکر وہان پہونچونگا یہ سوچتا ہوا ایک پہاڑ پر
آکر ٹھہرا وہان کی حاکم علامہ جادو اپنی صحبت مین بیٹھی تھی اسنے جو قتال کو دیکھا
پکار کر آواز دی کہ اے قتال یہان آؤ ہماری صحبت مین شریک ہو قتال آکے بیٹھا
علامہ نے پوچھا کیون اے قتال خارستان سے کیا خطا ہوئی جو قدرت نے اسے گرفتار
کر کے بھیجا ہو قتال نے کہا اسکی صاحبزادی بادشاہ پر عاشق ہو مین قدرت کو ناگوار
ہوا قدرت فرماتے ہین کہ ہمسے کیون نہ اطلاع کی ایسی خود مختار بن بیٹھین کہ جاکے
لشکر کشی بھی کی آخر ذلیل ہوئین قیصورہ جنی فوج جنات لیکر آیا پھر گرفتار ہو کر دربار
شاہ مین گئین جب سب انتظام کر چکین تب ہمارے پاس آئین قتال جادو کو مروا ڈالا
اب قدرت نے گرفتار کر کے قصر ایذا رسان مین روانہ کیا علامہ نے قتال جادو
کو بٹھایا جام بھر کر دیا ایک کنیز دور آئی اسنے کہا ایک جام میرے ہاتھ سے پی لو
قتال کو نشہ تو ہو چکا تھا دو جام بھی پی گیا وہ کنیز ٹہلتی ہوئی پاس خارستان کے
آئی چپکے سے کہا اے خارستان نہ گھبرانا منم فیروزہ بن عمرو تمھارے پاس سے
رخصت ہو کر یہان آیا فکر مین تھا کہ علامہ جادو کو مارون مگر علامہ بہت بڑی
ہوشیار ساحرہ ہو قتال کو تو مین جام پلا چکا خارستان نے اشارہ کیا کہ میری
زبان سے سوزن نکال لے مین نکلجاؤنگی فیروزہ نے زبان سے خارستان کی
سوزن نکالی خارستان تڑپکر بلند ہوئی اور برق گرائی کہ قتال کے دو ٹکڑے
ہوے علامہ نے چاہا کہ خارستان کو روکون مگر خارستان تیزی سے نکل گئی
علامہ نے دلمین سوچا کہ جا کر اسکی بیٹی کو لاؤن اور اسکو سزا دون تاکہ اس کو صدمہ پہونچے

یہ سوچکر چلی یہان ملکہ گلپاش براے سیر لشکر اسلام نکلی تھین کہ علامہ تڑپ کر گر ہی گلپاش کو
لیے چلی ادہر سے خارستان آتی تھی اُسنے للکارا کہ او علامہ یہ کیا ستم برپا کیا اس
عاشق نزار کو کہان لیے جاتی ہو علامہ نے پکار کر کہا ای خارستان حقیقت مین تم
دشمن خدا و غدار ہو اگر ٹھہر جاؤ تو تمکو بھی لون یہ کہکر علامہ نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا ایک
گنبد شیشے کا نکالا وہ پھینک کر مارا اور آواز دی کہ ای گنبد نشین خارستان کو لینا وہ
گنبد خارستان پر گرا خارستان اُس مین بند ہوگئی علامہ نے آکر خارستان کو بھی
لیا گنبد اٹھا کر جھولی مین رکھا یہان فیروزہ بن عمرو بعد جانے علامہ کے کنیزون کے
سامنے بیٹھا ہوا سب سے سخرا پن کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ سب کو بیہوش کر دون مگر
علامہ تو نکل گئی اگر وہ ہوتی تو اُسکو بھی قتل کرتا اسی سوچ مین یہ اشعار گا رہا ہی **نظم**

تجہیزی مین بھی حاصل نہ ہے فقر و فنا ہوگا
سرِ یہ بار شدہ سے پڑھیگی اپنا بو رہا ہوگا

عزیزو دل مرا ہمراہ استخوان بعد فنا ہوگا
پچیگا جو سگانِ یار سے نذر رہا ہوگا

بتائیگا مرا دل خود و یار عشق کی راہین
کہ خضر شوق اس کوچے مین میرا رہنما ہوگا

وہ دیکھینگے بے طاب خود سبزۂ رخسار کا بوسہ
دل بیتاب کو حاصل کمال کہربا ہوگا

مئے سرجوش کی حدت جلائیگی جگر اپنا
برنگِ دانۂ انگور دل کا آبلہ ہوگا

خبر کیا تھی برنگ دانہ پیسیگا وہ چالونسے
خرام ناز میرے واسطے سنگ آسیا ہوگا

سعادت ہی جو قسمت مین تو ہوگی ہر طرح حاصل
تری دیوار کا سایہ مجھے ظل ہما ہوگا

ارے غافل عبث نازان ہی اس عمر دو روزہ پر
بجا گر آج لقمہ گل دہانِ گور کا ہوگا

خدا بحر محبت سے بچائے کشتی دل کو
تلاطم مین بھلا پھر کون کسکا آشنا ہوگا

یہان حاضر ہون کر تم شوق سے جور و جفا کیجیے
خدا کے سامنے میرا تمہارا فیصلا ہوگا

خدا کی یاد آئی تو رہا مجکو بت پرستی مین
کوئی مجھسا زمانے مین نہ مرد باخدا ہوگا

کنیزین ہنسا کر رہی ہین کہ علامہ آکر پہونچی سب نے کہا ای ملکۂ عالم آج دیکھیے گلچہرہ
کو کیا ہوگیا ہی اشعار کس مزے سے گاتی ہی پوچھا تو کہتی ہی کہ سامری خواب مین
آئے تھے وہ یہ کمال دیگئے ہین علامہ نے کہا بہن ان دونون مان بیٹیون کو لائی

اب اِن دونون کو قتل کرونگی بی خارستان نے بڑی گستاخی کی کہ میرے مکان مین
قتال کو قتل کیا اگر قدرت سُنین گے تو کیا فرماوینگے یہی کہین گے کہ علامہ نے
اپنے گھر مین بُلا کے قتل کروا دیا مجھکو کشتے کی جگہ ہوگئی کہ بی گلچہرہ نے سوزن نکالی
نہین معلوم اُنکو کیا ہوا اشتعال آیا اُسکی مدد کی کس زور و شور سے خارستان نکلکر
مین بیہوش کر سکی راہ مین مین نے جاکر گرفتار کیا گلچہرہ نے بڑھکر پوچھا کہ کیون واری
کس سحر مین پھنسایا علامہ نے کہا مین نے کتب سامری کو بارہا دیکھا ہی میرا اچھا ہوا اثر
جس کسی پر کیا کبھی خالی نہین گیا بی خارستان کی مین کیا حقیقت جانتی ہون ایک
جنگل کی مالک ہین میری سلطنت پہاڑ کی کرکی کوس تک قبضہ ہوا اُنکی کیا مجال ہی
نہین کہ مجھسے مقابلہ کرین قفس منگوا کر دونون کو بند کیا ان بالون مین سوزن دیدی
گلچہرہ نے عرض کی کہ واری آپ تھکی ہوئی آئی ہین ایک جام میرے ہاتھ سے
پیجیے کہ مجھکو بھی دعا دیں ہو قدرت فرماگئے تھے کہ علامہ بڑی خدمتگذار ہی خوب
پوچھ پاچھ کرتی ہوای گلچہرہ تو اُسکا خیال رکھنا مین نے جام لبریز کیا ہو چند اشعار بھی
سُنیے اور جام نوش فرمائیے دیکھیے مجھکو گانا آیا کہ نہین آیا قدرت نے ایک لمحہ بھر
مین یہ سب کمال مجھکو تعلیم کیے آپ چلی گئی تہین مین کنیزون مین کھیل رہی تھی کہ
آپ تشریف لا دین تو کمال میرا ظاہر ہوا اس وجہ سے مین نے شراب کو درست
کر رکھا ہی کہ حضور نوش فرمائینگی یہ کہکر جام لبریز کیا اور سامنے علامہ کے لائی
کہا نوش فرمائیے علامہ نے جام ہاتھ سے لیا لبون سے لگا کر پی گئی شراب
پیتے ہی زبان مین لکنت آئی کہا ای گلچہرہ کیسی شراب تھی کہ دل بیقرار ہو گیا جی
چاہتا ہی کہ گریبان چاک کرون گلچہرہ نے کہا ای ملکۂ عالم یہ شراب مقبول بارگاہ
سامری ہی قدرت پینے والے کو تماشہ دکھاتے ہین یقین ہی کہ گت ناچنا آپ کو
آگیا ہو مین تال دیتی ہون آپ گت ناچیے علامہ گھبرائی ہوئی اُٹھی ہاتھ ہلاتی
ہوئی چلی کہتی ہوئی کہ ای گلچہرہ سامنے خداوند کے بھی کبھی نہ مین میرے ناچ کو
دیکھکر ہنس رہے ہین مین کیا کہی کرونگی چند قدم چلی تھی کہ بیہوشی سے تھا نچ رہا

علامہ گھبرا کر گری گرتے ہی بیہوش ہو گئی گلچہرہ نے اور کنیزون سے کہا کہ قدرت کھڑے فرما رہے ہین کہ شراب دل بھر کے پی لو یہ سنتے ہی سب کنیزین شراب پر گرین اور گلچہرہ نقلی سامنے اُنکے یہ چند اشعار گانے لگی

نظم

چھوٹی نہین ہی ہاتھ سے تیغ و سپر ہنوز ۔ باندھے ہوے ہو قتل پہ قاتل کمر ہنوز
میرا علاج کچھ نہ طبیبون سے ہو سکا ۔ باقی ہی ہجر یار مین درد جگر ہنوز
آیا جواب خط جو نہ میرا سبب یہ ہی ۔ پہونچا حضور پاس نہین نامہ بر ہنوز
مہمان ہین کوئی دم کے ہم آئی ہو لب پہ جان ۔ اُس بیخبر کو حیف نہ پہونچی خبر ہنوز
دل پر فراق مین نہ دوا نے اثر کیا ۔ صندل سے بھی گیا نہ مرا درد سر ہنوز
پہونچا یا یار تک جو نہ قاصد نے خط مرا ۔ ای نور نامہ بر ہو میان سفر ہنوز

تمام کنیزین بڑبڑا رہی ہین اور شراب پر گری ہوئی ہین آپس مین کہتی جاتی ہین کہ جب قدرت نے حکم دیا تو کیون نہ پیین گلچہرہ نقلی کہتی ہو قدرت سامنے دیکھ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ ان سب کو شراب پلاؤ کنیزین کہتی ہین ہم خداوند کے قربان جائین کہ ہمکو شراب کا حکم ملا ہم لوگ آج دل بھر کے پئینگی خارستان جادو قفس مین سے دیکھ رہی ہو کہ گلچہرہ نے سب کو بیہوش کیا سامنے کھڑی ہو اور سب کو بلا رہی ہو جب سب بیہوش ہو گئین تو گلچہرہ نقلی یعنی فیروزہ بن عمرو نے نعرہ کر کے سبکو قتل کیا اور دونون مان بیٹیون کو رہا کیا گلباش نے تو مان سے کلام نہ کیا اتنا کہا کہ دیکھیے ہمارے عیار نے آپ کو بھی قید سے رہا کیا ورنہ علامہ زندہ نہ چھوڑتی نہین معلوم کیا قیامت برپا کرتی خارستان دوڑ کر بیٹی کے لپٹ گئی کہا ای نور نظر مجھکو بھی ساتھ لے چلو اب مجھکو ثابت ہوا کہ طلسم نہ بچیگا جمشید کی عقل پر پتھر پڑے ہین دوستون کو دشمن کرتا ہو مین نے کیا خطا کی تھی کہ مجھکو قتال کے سپرد کیا اب مین تمھارے ساتھ چلونگی گلباش نے کہا چلیے آپ کا گھر ہو یہ کہکر دونون چلین فیروزہ ایک جانب چلا مگر پہاڑ پر سب لاشے پڑے ہوے ہین کہ خاموش جادو مین علامہ کی اُسطرف سے گذری دیکھا تمام پہاڑ زبر قصابان بنا ہو انکی علامہ کا

لاشہ پڑا ہوا ہی اور چہار جانب کو لاشے سب کنیزوں کے بھی پڑے ہین حیران ہوگئی
کہ بہن کو میری کسنے مارا دیکھا کہ وہ قفس ٹوٹے پڑے ہین اُن قفسون کے نیچے کی
خاک لی اور پتلہ بنایا اُس سے پوچھا کہ کون قید ہوکر آیا تھا اُسنے اِن سبکو مارا پتلے نے کہا
خارستان وگلپاش دونون قید ہوکر آئی تھین اُنھین کے اشارے سے فیروزہ عیار
بادشاہ نے بشکل تلیمہ وکنیز علامہ کو اور سبکو قتل کیا یہ جواب پتلے سے سُنا جوالا کر چلی کہ ابھی
جاکر لشکر سعد کو تباہ کرونگی میری بہن پر یہ آفت کی لشکر اسلام پر آکر تعزانی آتے ہی
سحر کیا کہ گرد لشکر آگ ہوگئی بادشاہ بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ فوج جنات مین غلغلہ ہوا
سب دعائین مانگتے ہوے سامنے آئے کہ اے شہریار گرد لشکر کے آگ ہوگئی ہم لوگ زندہ
نہ بچین گے سعد نے بیقرار ہوکر ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے اور پکار اُٹھے کہ اے
کریم و رحیم اِن سب کو اِس آفت سے نجات دے

نظم

تو کنی بخشش بمفلس گنج دینار و درم — میدہی راحت بغمگین وقت رنج و ہم و غم
چارہ گر ہستی سپے بیمار ہنگام الم — میکنی اے صاحب حلم و عطا جود و کرم

بر گنہگاران عنایت بر خطا کاران عطا

ہست انعام تو عام اندر جہان بر خاص و عام — جا بجا جاریست فیض وافرت ہر صبح و شام
خلق را حامی توئی در ابتدا و اختتام — میرسانی روزی ہر روزہ بے ناغہ مدام

مین بر موقع بہر یک مجرم و اہل خطا

ہر چہ میخواہی تو اے قادر بہ بحر و بر کنی — مالکانہ دخل اے خالق بخشک و تر کنی
خاک را خواہی اگر در یک اشارہ زر کنی — ذرہ را خورشید انور قطرہ را گوہر کنی

صاحب گنجینہ مفلس را گدا را بادشاہ

بادشاہ نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا خاموش جاہتی تھی کہ مین
سحر کرکے نکلیا اُن کے سامنے سے ملکہ خارستان اور گلپاش آئین انکو دیکھتے ہی جلگئی
للکار کر آواز دی کہ مجھے تمھاری بغاوت معلوم ہوئی اب کہان جاؤگی یہ کہکے سحر کیا
کہ اِن سب پر آگ برسنے لگی خارستان نے سحر کرکے آگ کو مٹایا خارستان جادو

اور خاموش سے سحر چلنے لگا گلپاش نے جو دیکھا کہ یہاں پر ہجوم سحر ہے جھلا کر جھولی پر
ہاتھ ڈالا اور ایک کارد نکالی اُس کارد پر خون اپنا ڈالا سحر کر کے جھینچ ماری کہ وہ
کارد خاموش کے سینے پر پڑی توڑ کر پشت سے پار گذری خاموش گر گیا گلپاش نے مار کے
سر کاٹ لیا اہل اسلام پر جو آگ چھائی ہوئی تھی وہ سب غائب ہوئی خارستان
نے کہا اے نور نظر اچھے وقت پر پہونچے بادشاہ سے خبر پہنچی باہر نکل آئے دیکھا
کہ خارستان اور گلپاش نے یہ سب آگ دفع کی گلپاش کو دیکھ کر پکارے کہ اے
مہ جبین کیا کار نمایاں کیا اب تم لوگ آؤ اور یہاں بیٹھو خارستان کو لا کے کرسی پر
بٹھایا گلپاش بہت خوش ہوئی کنیزوں سے کہہ رہی ہو کہ کیا عنایت پروردگار ہوئی کہ
مادر و پدر یہاں بھی مطیع اسلام ہوئیں بادشاہ نے اُس شب کو جلسہ آراستہ کیا فیروزہ نے
بیٹھ کر بجائی رات بھر جلسہ رہا صبح کو بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ طلسم
ہفتم پر روانہ ہو جایئے گا بہت ہوشیار رہیے گا جس بارگاہ میں بیٹھے ہو اور تخت
بچھا ہے تخت کو اٹھاؤ اسم حاشیہ لوح ورد کرو ایک طائر زمین سے نکلیگا اور آواز
دیکر غائب ہو جائیگا اُسی نقب میں داخل کرو بادشاہ نے بموجب حکم لوح انتظام
کیا اب چاہتے ہیں کہ نقب میں داخل ہوں کہ آواز زنگ کی آئی دیکھا خواجہ لوٹتے
مارتے ہوئے آتے ہیں کمر میں پوٹ بندھا ہے راہ میں جو ساحر ملا اسکی خبر لی اور
اُسکو قتل کیا اور مال اسکا لوٹ لیا بادشاہ نے فرمایا اے شہنشاہ اوج عیاری میں
طرف طلسم ہفتم کے جاتا ہوں آپ بھی چلیے گا خواجہ نے کہا میں بہت پریشان
ہوں اسکے بیٹھ رہو ہو کچھ نہیں ہو سکتا سب مہاجن بگڑے ہوئے ہیں لہذا میں تو
نکل نہیں سکتا بادشاہ نے فرمایا سیکڑوں مسافر تمنے لوٹے مگر سو روپیہ ادا ہو سکا
خواجہ نے کہا حضور سے پراگندہ روزی پراگندہ دل ہوا آپ کی طرح پر تھوڑے
ہوں کہ صدہا ملک فتح کیے سب جگہ کے خزانے لیکر جمع کر لیے اگر میں نے کسی مسافر
کو مارا بھی تو اسکے پاس ٹکا نہ نکلا ابھی ایک مسافر کو مارا ہوا اسکی جو کمر ٹٹولی تو
دو پیسے معہ نکلے میں نے اُسی کی چھاتی پر رکھدیے آج صبح سے کھانا بھی نہیں کھایا

بادشاہ نے فرمایا صاحب خواجہ کی خاطر کرتا ہون تو رخصت ہوتا ہون یہ فرما کر نقب مین
داخل ہو گئے سیر عیاں پختہ تھین آنکھ چڑھ کر کے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ صحرا نہایت
سبزہ زار ہر طرف ہزارون کی یکہ تاز نخل سب بار دار ہ زیر نخل پھل ٹوٹکا انبار بادشاہ
یہ تماشہ دیکھتے ہوے جاتے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی افسوس کوئی بندۂ خدا ایسا نہین
کہ مجھکو اس آفت سے نکالے مہینون ہو چکے ہین کہ آفت مین مبتلا ہون اس جنگل
مین پڑا تڑپ رہا ہون بادشاہ نے بڑھکر دیکھا کہ ایک جوان نوخاستہ ایک نخل
کے سایے مین سر برہنہ بیٹھا ہوا روبیقرار ہو ہو کر دعائین مانگ رہا ہی مگر نہایت
بہوت آنکھین بند دل دردمند بادشاہ نے قریب اکر فرمایا کہ اے جوان کیا خواہش تو
رکھتا ہی اور کیون بیقرار ہو رہا ہی اُس جوان نے جو صورت شاہزادہ والاقدر
دیکھی تو قہقہہ مار کر ہنسا کہا آپ طلسم کشا ہین جرأت مین یکتا ہین بادشاہ نے فرمایا کہ بہ
عنایت پروردگار ارادہ تو یہی ہی کہ طلسم نوخیز جمشیدی کو فتح کرون اور جمشید ثانی
کہ ظلم و بدعت کا بانی ہی اُسکو جہنم مین پہونچاؤن اُس بیحیا کے دماغ مین بڑا غرور بیجا ہی
کہ دعوی خدائی کرتا ہی ایک قطرۂ نجس سے پیدا ہوا ہی یہ غرور مگر پروردگار بدلا لیگا
برابر اُسکو شکست دیگا آخر بھاگ کر کہان جائیگا ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوگا
مگر تم اپنا حال بیان کرو کہ کس آفت مین ہو اُس جوان نے کہا اے شہریار اسی صحرا کے
حاکم کا مین فرزند ہون باپ میرا قسیم تاج بخش کہ بر سر تخت ہی میرا نام نسیم نوجوان ہی
میرے باپ نے بڑی دھوم سے میری شادی کی اِس صحرا سے قریب ایک قلعہ ہی
وہان کے حاکم کی دختر کو بیاہ کر مین لاتا تھا اثناے راہ مین قریب تین کوس کے
ایک صحرا ہی کہ وہان کوہ کلان ہی اُسپر ایک قزاق رہتا ہی تیمور خارہ شکن اُسکا
نام ہی وہ برات پر آپڑا میری برات کے لوگ یہ معاملہ دیکھکر بھاگ گئے مگر مین ایک
درے مین چھپ رہا اور سب معاملہ دیکھا کیا جب تیمور قزاق سب مال اور
اسباب لوٹ چکا تو قریب محافۂ زرین دلہن کے پہونچا اور چاہا کہ پردہ محافے کا
اُٹھا دے اُسدم زوجہ نے میری رو کر کہا کہ اے ظالم مجھکو بے پردہ نہ کر مین سر جھکائے

تجھی تو ہون میرا سر کاٹ نے اور تکلیف نہ دیسے ورنہ اپنا گلا خود کاٹ ڈالونگی
یہ کہکر اُس نے خنجر دکھایا قزاق ڈرا کہ ایسا نہو یہ اپنی جان دیدے تو باعث
خرابی ہو اور ساتھ دہ اون نے یہی سمجھایا کہ جلدی نہ کیجیے اسکو اپنے مقام پر لے چلیے
وہان مان جائیگی آخر وہ قزاق اُسکو بھی لے گیا مین اُس دن سے اِسی جنگل مین بیٹھا
ہون باپ نے بہت تلاش کرایا مگر میرا پتہ نہ پایا فراق مین دن رات روتا ہون
اب مین آپ کا دامن تھامتا ہون کہ اُس سرکش سے میری زوجہ کو دلوا دیجیے
سعد نے فرمایا اُٹھو وہ جوان گھبرا گیا کہتا تھا ای شہریار وہ قزاق بالاے روزگار ہی
سر کوہ پر قلعہ ہی کہ کوئی اُسکے پہاڑ پر نہین جا سکتا اگر کوئی جائے تو جو قزاق بالاے قلعہ
بیٹھے ہین وہ تیر مار کر اُسکو مار لیتے ہین یہ مجال نہین کہ اُنکے حکم سے گردن تابی کیجے مین
حضور کے ساتھ چلونگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی نسیم نوجوان نے دیکھا
کہ باپ میرا تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار سوار و پیدل فوج سلکے دل کے دل ایک
عیار علار تخت پر ہاتھ رکھے ہوے تمام صحرا کو دیکھتا ہوا آتا ہی کہ عیار
نے عرض کی وہ دیکھیے سامنے آپ کا فرزند ایک جوان آفتاب جمال سے کلام کر رہا
ہی نسیم جب قریب آیا تخت سے کود کر براے تسلیم خم ہوا سعد نے جواب سلام دیا
اور عیار سے فرمایا کہ ای عیار تیرا کیا نام ہی عیار نے کہا حضور میرا نام وسیم کشور کشا
ہی اپنے آقا زادے کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا شکر ہی کہ اُسکو اس صحرا مین آپ کی ہمراہی
مین پایا باپ نے بیٹے کو گلے سے لگایا کہا ای نور نظر تمھاری بیقراری نے ہمکو سخت
پریشان کیا ہی یہ بھی مقام تردد ہی کہ آج تمکو ہوش مین پاتا ہون نسیم نوجوان نے
کہا ای باپ مین نے خواب دیکھا تھا کہ طلسم کشا تشریف لا دینگے اُسوقت سمجھا جاگا
اب شہریار کو اپنے قلعے مین لے چلیے انھین کے ساتھ لشکر کشی کرونگا اور جا کے
قزاق کو گھیرونگا باپ نے بیٹے کو تخت پر بٹھایا اور سعد شہریار مرکب پر سوار ہوے
قلعے مین آئے تمام شہر والے انتظام کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ہمارا
آقا زادہ آتا ہی طلسم کشا اُسکے معین و مددگار ہین اب میان قزاق صاحب کہان

بھاگ کر جا بیٹھے مگر جسنے سعد کو دیکھا رعب و دبدبہ دیکھکر برائے تسلیم خم ہوا سعد
رب کے سلام لیتے ہوئے باغ میں تشریف لائے تمام کنیزیں ایک جانب کو
جمع تھیں بیٹی قسیم کی سلطانہ گوہر پوش کوٹھے پر چڑھ گئی جب سعد تشریف لائے تو
سلطانہ درازوں سے دیکھنے لگی جمال جہان آرا پر جو سعد شہریار کے نگاہ پڑی تو
کلیجہ اپنا تھام لیا سب سے کہتی ہے کیوں صاحبو یہی جوان ہے کہ جسنے بھائی صاحب کو
تسکین دی ہے کنیزیں کہہ رہی ہیں کہ ہاں واری یہ پوتے صاحبقران کے ہیں خدا
انکو سلامت رکھے کہ انکی ذات سے امید قوی ہے کہ فرزند ہمارے شہریار کا
اپنی زوجہ کو پائے اور آپ بھی اپنی بھاوج کو دیکھکر خوش ہوں اسطرح کی باتیں
ہوتی ہوئیں سلطانہ ہمراہ اپنی کنیزوں کے اٹھ گئی مگر ملول و حزین نہایت آزردہ
ہوگئیں ادھر بادشاہ ساتھ قسیم و نسیم کے قصر دارالامارہ میں آئے ان دونوں نے
عرض کی ہماری مجال نہیں ہے کہ آپکے سامنے تخت پر بیٹھیں حضور تخت پر تشریف
رکھیں بادشاہ نہ بیٹھتے تھے مگر باپ بیٹے قدموں پر گر پڑے ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ تاج و تخت اسکے واسطے ہے بادشاہ لشکر اسلام سعد شہریار نام بادشاہ تخت پر
بیٹھے دونوں باپ بیٹے بھی آکر متمکن ہوئے شام کا وقت قریب تھا ناچ وغیرہ
کی تیاری ہوئی رات بھر جلسہ رہا دونوں باپ بیٹے کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان
ہوئے صبح ہوتے ہی بادشاہ نے فرمایا مرکب تیار کرو اور اے نسیم نوجوان برائے
مقابلہ قزاق چلو اسی وقت مرکب تیار ہو کر آیا سعد نسیم کو ساتھ لیکر طرف کوہ کے
روانہ ہوئے مگر تیمور خارہ شکن کہ بارہ ہزار قزاق اسکے ملازم ہیں بیٹھا ہوا اسباب
بانٹ رہا ہے تاجروں کو لوٹ کر آیا ہے کہ ہرکارے گھبرائے ہوئے آئے اور بعد دعا و
ثنا کے عرض کی نسیم نوجوان سعد شہریار کو ساتھ لیکر برائے مقابلہ حضور آیا ہے
قزاق نام شہریار سنکر بہت خوش ہوا کہتا تھا اب میدان کارزار میں دریا خون
کا بہا دونگا سعد کو قضا لیکر آئی ہے ہرچند کہ میں اسکو لوٹ کر بہت شہریار کی زوجہ کو
اسکی لایا وہ مجھکو اپنے پاس نہیں آنے دیتی کہتی ہے مجھکو ہاتھ نہ لگاؤ آٹھ پہر روتی ہے

اسکو کیا اگر سمجھاؤن لیکن اس معرکے مین جان کا خوف ہو سعد شہریار وہ بہادر
ہین کہ اس طلسم کے ارکان کو تباہ و برباد کر دیا اگر وہ نہ آتے تو نسیم نوجوان کی
مجال تھی کہ یہانتک آنیکا ارادہ کرتا یہ کہکر اُٹھا بارہ ہزار قزاقون کو ساتھ لیکر زیر کوہ
آیا بارگاہ استادہ کرائی شتاب اسکا غمناک سبک رو حاضر خدمت ہو صبحدم پوچھتا
ہو کہ اے شہریار کیونکر مقابلہ ہوگا قزاق کہہ رہا ہو کہ اے غمناک سر میدان نکلکر تیر کے
پھینک دونگا یہ ذکر تھا کہ صبح ہونے لگی گرد اُڑی قزاق نے دیکھا کہ بادشاہ جہاں تخت
پر سوار آپہونچے نسیم وقسیم پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پہ دس بارہ ہزار
آدمی ہین مگر قزاق سامان سواری دیکھکر بہت شرمایا عیار سے کہہ رہا ہو کہ تعجب ہے
تو مین اسیوقت طبل جنگی بجواؤن اور رات کو تو انکو چھیڑ الاعیار نے کہا آپ مطمئن
رہین مین لے اُڑونگا قزاق نے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے آکے
بادشاہ سے عرض کی بادشاہ نے فرمایا اے نسیم نوجوان تم بھی طبل جنگی بجواؤ یہان
بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر غمناک جو چلا تھا
بصورت مبدل لشکر اسلام مین آیا پھرتا ہوا پشت بارگاہ پر پہونچا ایک مقام پر
بیٹھکر نقب لگائی اور مہر نقب کا بارگاہ مین توڑا اور بادشاہ کو بیہوش کر کے پشتارہ
باندھکر اسی نقب سے لے نکلا اُٹھتا بیٹھتا ہوا جاتا ہو جب کسی کو آتے ہوئے دیکھتا ہو
تو چھپ جاتا ہو اسطرح لشکر سے نکلا اب میدان پڑا ہے تو جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہو
مگر ملکہ سلطانہ دختر قسیم جو شاہ کو دیکھکر عاشق ہوئی تھی رات کو ایسی بیقرار ہوئی
کہ صبر نہ ہو سکا آخر لباس سیاہ پہنکر محل سے نکلی خیال مین یہ ہو کہ جا کر شاہ کے قدمون پر
گر پڑون یقین ہو کہ رحم کرینگے اور سرفرازی فرما دینگے اسی سوچ مین چلی تھی کہ صدا
زنگ کان مین آئی حیران ہوگئی کہ یہ کون آتا ہو دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش
جاتا ہو للکارا کہ او نا عیار تو کون ہو اور کسکو لیے جاتا ہو عیار نے کہا سعد شہریار
کو جو آئے گیا تھا انکو لیے جاتا ہون میرا مالک انکو قتل کر ڈالیگا وہ قوم کا قزاق ہو
مار ڈالنا انسان کا اُسکے نزدیک کتنی بڑی بات ہو یہ سنکر سلطانہ کا کلیجہ ہل گیا اپنے

جی مین کہتی ہی اور غضب دیکھیے شہریار کو عیار لیے جاتا ہی کچھ جان کا خوف نہ کیا نیمچہ
کھینچکر جا پڑی مگر وہ عیار جہاندیدہ کار آزمودہ یہ گوشے کی بیٹھنے والی ہر چند کہ جی واری
کر رہی ہی لیکن نمناک فکر مین ہی کہ اسکو بھی بیہوش کرون کہ چہرے سے اسکے مقنع ہٹ گیا
صورت زیبا دیکھکر عاشق ہو گیا چاہتا ہی کہ اسکو گرفتار کر کے لیجاؤن خاتون محل بناؤن
سلطانہ چاہتی ہی کوئی نیمچہ مجھپر پڑ جاے تو قدمون پر اس شہریار کے نثار ہو جاؤن مگر
نمناک نے فقرہ دیا کہ تمھاری پشت پر کون ہی اسکو منع کرو سلطانہ گھبرائی جیسے ہی
پلٹی عیار نے حلقہ ہاے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا اب قصد ہوا کہ دونون
پشتارے اٹھا کر لے چلون ہر چند اسنے بہت کوشش کی مگر پشتارے نہین اٹھے دونون
پشتارے زمین پر رکھے ہین آخر سوچا کہ عورت کو یہان چھپا رکھون اول سعد کو
لے جاؤن پھر آکر اسکو بھی لیجاؤنگا یہ سوچکر ملکہ کو ایک جھاڑی مین چھپا دیا اول
پشتارہ سعد کا لیکر چلا سناٹے بھرے ہوے آتا ہی درمیان کی تاریکین شب ماہ صحرا
تمام روشن ہو رہا ہی ذرے چمک رہے ہین جانور آشیانون مین چہک رہے ہین
گل خودرو مہک رہے ہین نمناک جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی کہ صحراے گرد اڑی
دیکھا ایک جوان تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے جویاے شکار ہی اسی طرف آتا ہی
عیار کو دیکھکر پکارا کہ او نا عیار کسکو لیے جاتا ہی نمناک نے کہا تیمور قزاق کا عیار
ہون سعد شہریار کو لشکر قسیم سے چراے لیے جاتا ہون مجھسے متعرض نہ ہو وہ جوان
نیزہ ہلاتا ہوا سامنے آیا کہا خبردار اب آگے نہ قدم بڑھانا ورنہ ایک نیزہ مارونگا
کہ تیرے سینے کو توڑ کر پار گذرے گا ہر چند نمناک چیخا چلایا مگر اس جوان نے کچھ
نہ سنا نیزہ سینے پر نمناک کے رکھدیا اور کہا پشتارہ رکھدے نمناک نے کہا اے
جوان تیرا کیا نام ہی اس حوالی مین کوئی ایسا نہین ہی کہ جو میرے آقا کا نام سنکے
نہ گھبراے بڑے بڑے شاہون کی اسنے ارسالین لوٹ لین اے جوان اپنے
نام نامی سے آگاہ کر اس جوان نے کہا مین ہمیشہ شیر کا شکار کرتا ہون رات کو
نکلتا ہون کہ جہان بیشے مین پاؤن وہین گھس جاؤن شدا دشت زن میرا نام ہی

مگر سب لوگ مجھے شدادو شیر شکار کہتے ہین شاید تو نے میرا نام نہین سُنا بس بہتر اسی مین
ہو کر پشتارہ رکھدے اور چلا جا ورنہ یہ سمجھ لے کہ تیری جان مفت جائیگی اور جو تو
تیمور قزاق کا نام لیتا ہی تو وہ مسخرہ کیا ہو جو مجھسے بدلہ لیگا ایسے ایسے بہت سے قزاق
میرے ہاتھ سے مارے گئے ہین بھلا اُس قزاق سے کیا خوف کرونگا شیر کو تو ریک کر مار ہی
لیتا ہون نمناک آخر ناچار رہوا پشتارہ سعد کا رکھدیا اس خیال سے کہ انکو تو یہ
لیجائے مین جاکر ملکہ کو لاؤن جب پشتارہ رکھا نمناک الگ ہوا تو شداد نے
پشتارہ بادشاہ کا اُٹھا کر مرکب پر رکھا طرف صحرا کے روانہ ہو گیا ادھر نمناک چلا کہ مین
ملکہ کو لاؤن کہ چند کاہ فروش اُس مقام پر پہونچے دیکھا کہ ایک شاہزادی ایک جھاڑی
مین پڑی ہو ایک کاہ فروش نے کہا نہین معلوم اس شاہزادی پر کیا آفت پڑی کہ
یہان آکر چھپی بہر نوع اسکو اُٹھا کر لے چلو گھر مین چلکر خاطر کرینگے جیسے ہی کاہ فروش
نے چاہا تھا کہ اُٹھاؤن کہ ملکہ کی آنکھ کھلی ایک نیمچہ کاہ فروش کو مارا کہ کاہ فروش کے
دو ٹکڑے ہوئے سب کاہ فروش بھاگے ملکہ طرف لشکر کے روانہ ہوئی جیسے ہی
قریب لشکر کے پہونچی تو سُنا کہ بادشاہ کو کوئی گرفتار کرکے لے گیا اسنے کہا کہ غضب
ہوا شہریار گرفتار ہوئے ناچار ہو کر پلٹی دیکھا ستارہ سحری چمک رہا ہے اب حیران
ہوئی اور اسی خیال مین ہو کہ اپنے بھائی اور باپ سے اطلاع کرون کہ تیمور
کا عیار نمناک تیز رو شہریار کو چرا لے گیا ہی یہ سوچکر پشت خیمہ پر آئی سرا پردہ چاک
کرکے اندر پہونچی جاکر لیٹ رہی صبح کو بھائی و باپ جو آئے انھون نے خود کہا کہ
شب کو کوئی سعد شہریار کو چرا لے گیا اور راہی سلطانہ تم یہان کہان آئین یہ سنکر
سلطانہ نے سب کیفیت بیان کی کہ مین طرف لشکر کے آتی تھی اور نمناک شہریار کا
پشتارہ لیے جاتا تھا یہ میرا حوصلہ نہ پڑا کہ مین اُسکو روکتی دونون باپ بیٹے یہ خبر
سنکر بہت گھبرائے کہا کیا تدبیر کرین باہر آکر صحبت مین بیٹھے کہ دیہیم عیار حاضر ہوا
دونون باپ بیٹے نے کہا اے دیہیم تمنے سُنا کہ کیا آفت پڑی عیار قزاق کا نمناک نامی
سعد شہریار کو چرا لیگیا لہٰذا انکی خبر لاؤ ایسا نہو وہ قزاق اُنکو قتل کر ڈالے دیہیم

روانہ ہوا راہ مین قلعہ شداد دشت زن کا ملا خیال مین گذرا کہ شداد ہمارے بزرگونکا
دوست ہو اسکے پاس ہوتے چلین ویہیم یہ سوچکر قلعۂ شداد مین آیا بازار مین سنا کہ
بادشاہ اسلام یہان قید ہوکر آئے ہین حیران ہوا کہ یہان سے انکو کیا واسطہ ہی پیر
معلوم ہوا کہ عیار راہ مین جاتا تھا شداد نے اسکو روک کر پشتارہ چھین لیا سوچا کہ
اب تو آسان ہوا مین تو شداد سے بیان کرونگا کہ یہ مددگار قسیم و نسیم ہین قزاق سے
مقابلہ کرنے آئے ہین تم متعرض نہ ہو یہ سوچکر دار الامارۃ مین آیا دیکھا شداد تخت
پر بیٹھا ہی ویہیم کو دیکھکر اٹھ کھڑا ہوا قریب اپنے بٹھا لیا مگر سب خاموش بیٹھے ہین
ویہیم نے کہا اے دوست صادق و اے محب وافق اسوقت خاموش کیون بیٹھے ہو
شداد نے کہا اے برادر عجب معرکہ گذرا کہ رات کو مین براے شکار نکلا تھا ایک عیار
کو دیکھا پشتارہ بدوش جاتا ہی پشتارہ اس سے چھین لیا جب یہان قلعے مین پہونچا
تو مہرے انکی معلوم ہوا کہ طلسم کشا ہین مین نے رات کو مکان مین قید کیا کہ صبح کو دربار
مین بھیجونگا اب جو صبح کو دربار مین آیا تو نگہبان روتے ہوے آئے خبر دی کہ سعد
کو کوئی قید خانے سے چرا کر لے گیا مہرہ نقب کا لگا ہی ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی
پڑی ہین مجھے بڑا انتشار ہی کہ مین ناحق کو بدنام ہوا اس معاملے مین بڑا فساد ہوگا
انکے دادا جان لشکر لیے ہوے اترے ہین اگر سن پا دینگے تو فوراً چڑھ آوینگے
اور فریاد دینگے کہ تو نے میرے فرزند کو ضایع کیا اسی وجہ سے تردد مین بیٹھا ہون سو
سو طرح کے خیال آتے ہین سوچ رہا ہون اس بارے مین عقل نہین لڑتی ویہیم نے
کہا شاید وہ عیار تمھارے پیچھے پیچھے آیا جب تم قید کرکے پلٹے تب وہ انکو چرا کر
لے گیا شداد نے کہا اے برادر یہ معاملہ نہین ہوا مین نے پلٹ پلٹ کر دیکھا کہ وہ
عیار اسی طرف گیا مگر کوئی ہمارے قلعے مین اسکا دوست تھا وہ چرا کرلے گیا ویہیم نے
کہا کہ اے شداد مین بھی اسیکی فکر مین آیا تھا وہ میرے آقا کا معین و مددگار ہی جب مین نے
خبر سنی کہ تم راہ مین سے اسکو لائے ہو تو مجھے خوشی ہوئی تھی کہ مین انکو سمجھا کے
سعد کو لیجاؤنگا یہان آکر یہ سنا اگر قلعے ہی مین ہین تو مین تلاش کرتا ہون شداد نے کہا

ای دیہیم اگر تم تلاش کرلو تو مین تمھارے ساتھ روانہ کر دون مین کا ہے کو اس جھگڑے
مین پڑون دیہیم نے کہا مین ابھی جا کر تلاش کرتا ہون چونکہ یہ عیار ہو ایک ضعیفہ کی
شکل بنا کچھ گڑیان وغیرہ لے لین ہر گھر مین گڑیان بیچنے کے حیلے سے جاتا ہو اور سعد
کو تلاش کرتا ہو مگر کہین اُس شہریار کا پتہ نہین ملتا تیسرے دن تھک کر بیٹھا شداد
نے پوچھا کیون دیہیم کیا ناچار ہوے دیہیم نے کہا مین نے کوئی مکان نہین چھوڑا
فقط پہلو پر ایک باغ ہو اُس مین تو نہین گیا کہ خبر سنی آپ کی ہمشیرہ اُس باغ مین
رہتی ہین اور شہر مین کوئی مکان غریب و امیر کا باقی نہین ہو کہ جہان مین نہین گیا
شداد نے کہا احتیاطًا اُس باغ مین بھی ہو آؤ کہ تسکین ہو جائے کہ قلعے مین نہین
ہین تو اور طور پر تلاش کرین بیرون قلعہ نکلین ای دیہیم یہ ناحق کی بدنامی ہو تمام
مسلمان دامنگیر ہونگے مجھے کچھ جواب نہ بن پڑیگا بہت شرمندہ ہونگا امیر کو کیا
جواب دونگا نمناک صاف صاف کہدیگا کہ شداد نے اپنا تارہ چھین لیا پھر مین
کیا عذر کرونگا سب سے نادم ہونا پڑیگا ای دیہیم اُس باغ مین بھی دیکھ آؤ اسوقت
تمھارے کہنے سے دل کو انتشار ہوا آج صبح کو لالہ خونریز جو براے سلام
آئی تو مین نے اسکو عجب حال سے دیکھا آنکھین پھٹی پھٹی مجھسے منھ چھپاتی تھی شاید
وہی لے گئی ہو میرے دل مین اسکو اسطرح دیکھکر خیال ہوا تھا اگر اُس گیسو بریدہ نے
ایسا کام کیا ہو تو مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا زندہ نہ چھوڑونگا شام کو
دیہیم اُٹھا ٹہلتا ہوا پشت باغ پر آیا آواز سنی کہ گانا ہو رہا ہو کمند پھینک کے
دیوار پر چڑھا دیکھا پہلو مین ہمشیرہ شداد کے سعد شہریار بیٹھے ہین اور سامنے
ایک نازنین خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ میٹھی گا رہی ہو نظم

سب بناوٹ ہو یہ الفت تیری	جھوٹ ہو ساری محبت تیری
حشر ہوتا ہو جو چلتا ہو تو	صاف ثابت ہو قیامت تیری
بلبل گل جو بہم دیکھتا ہون	کیا ہی یاد آتی ہو صحبت تیری
دیکھ لیتا ہون قمر کو ای سرو	یاد جب آتی ہو صورت تیری

مجھکو کچھ کام نہین جنت سے — ہوگی غیرت جنت تیری
تجھپہ عاشق نہ تھے کچھ رنج نہ تھا — غم اُٹھاتے ہین بدولت تیری
بے طرح عشق ہوا ہے تیرا — خاک چھنوائیگی اُلفت تیری
کیا کھلین تجھپہ سنہری کپڑے — صورت زرد ہی رنگت تیری
جب مجھے دیکھتا ہے کہتا ہے — ہو مجھے شکل سے نفرت تیری
میرے آگے تو کہے او بے بات — لو ذرا تی نہین طاقت تیری

دیہیم نے دیکھا کہ لالہ خونریز پہلو مین سعد کے خوش خوش بیٹھی ہی اور یہی ذکر کر رہی ہی کہ جب آپ کو یہان لیکر آئے اور مین نے خبر سُنی کہ سعد شہریار کو بھائی صاحب لائے ہین تو مین کوٹھے پر چڑھ گئی آپ کا جمال بے مثال دیکھا اور بھائی صاحب یہی فرما رہے تھے کہ کل ہی صبح کو اسکو قتل کرونگا جب اُنھون نے آپ کو قید خانے بھیجا تو مجھکو افسوس ہوا کہ ایسا شہریار قتل ہو جائے اور کوئی خبر نہ لے رونے کی جگہ ہی یہ کہکر مین رونے لگی سب کنیزین دوڑی آئین کہتی تھین واری کیون روتی ہو مجھسے تو حال بیان کرو تب مین نے کل کیفیت بیان کی کنیزون نے کہا حضور نقب لگا کر نکال لائیے مین جا کر آپ کو چھڑا لائی مگر اب دیہیم کو حکم ملا ہی وہ مکار گھر گھر پھر رہا ہی مجھکو خوف ہی کہ ایسا نہ ہو وہ یہان بھی آئے ایک کنیز نے کہا آپ پر کسی کا گمان بھی نہ ہوگا یہان نگوڑا آئے تو اُسکے ہاتھ پانون توڑ ڈالین آپ بہ اطمینان آرام کرین آپ کے یہان کوئی نہ آئیگا یہ سُنکر دیہیم دیوار سے اُترا سویرے صبح کو سامنے شداد کے آیا کہا اے شداد مثل مشہور ہی کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ اُن کو چھڑا کر لے گئین اور باغ مین بے خوف گلچھرے اُڑا رہی ہین پہلو مین لیے بیٹھی ہین مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا فلان فلان کنیزون نے نقب لگائی لیکن سعد گھبرا رہے ہین فرماتے ہین مین جسکے کام کو آیا تھا اُسکا مطلب رہا جاتا ہی او ملکہ اب مین جاؤنگا مگر آپ کی ہمشیرہ نہین جانے دیتین سعد کہتے تھے کہ آخر یہ حال کھلیگا تو فتنہ برپا ہوگا یہ پردہ نہ رہیگا دیکھیے کیا ہو اگر فکر نہ کیجیے گا تو وہ

نکلجا دینگے پھر دستیاب نہ ہونگے شداد نے کہا مین ابھی چلتا ہون دیہیم نے کہا آخر
ارادہ کیا ہو شداد نے کہا لالہ خونریز کو قتل کرونگا اور سعد کی مشکین باندھ کے
لاونگا دیہیم نے کہا یہ مناسب نہین ہو تمھارے دوست کا مددگار ہو نسیم وقسیم
مقابلے مین قزاق کے اُترے ہوے ہین ایسا نہ ہو کہ قزاق طبل جنگی بجوا دے
اور اُنکو تباہ کرے بس اب مناسب یہ ہو کہ اُنکو مرکب پر سوار کرکے میرے ساتھ
کردو کہ مین اُنکو لیجاؤن اور تم اپنی بہن کو بھی سمجھادو اس رشتے کو غنیمت جانو
سعد سے بہن کو اپنی منسوب کردو عقد کرکے لیجاوینگے شداد نے کہا اے دیہیم تو
کچھ دیوانہ ہوا ہو مین کبھی اسکو نہ مانونگا شداد اسی وقت سوار ہوا اور تین ہزار
جوان ساتھ لیکر چلا مگر جب شداد روانہ ہوا تو دیہیم سوچا کہ مین جاکر سعد شہریار
سے اطلاع کردون تاکہ وہ نکلجاوین یہ سوچکر پہلے سب سے روانہ ہوا یہان صبح کا
وقت ہو سعد شہریار پاس خونریز کے بیٹھے ہین پھبتیان اُڑ رہی ہین کنیزین پھر رہی ہین اور
ایک ایک کا یہی قول ہو کہ ہماری ملکہ بڑی صاحب نصیب ہین کیا معشوق ملا ہو کہ
اندھیرے گھر کا اُجالا ہو جب تو شاہزادیان عاشق ہوئین اور اپنا گھر بار چھوڑا
اور اُنکا ساتھ دیا کہ دیہیم بلا تکلف باغ مین چلا آیا کنیزون نے دیہیم کو گھیر کوئی چٹکی
لیکر دوڑی کسی نے دست پناہ اُٹھایا کوئی کہتی ہو دیکھو بوا جو رات کو ذکر تھا ایک
سا سنا ہوا اب یہ جاکر شاہ سے اطلاع کریگا ہرچند دیہیم کہتا ہو کہ صاحبو مین سعد
سے کچھ عرض کرنے آیا ہون مگر اسکی کون سنتا ہو جب اسنے سعد سے آنکھ ملائی اور
پکار کر کہا کہ حضور نے مجھکو بھیجا تا مین نسیم وقسیم کا عیار ہون حضور ہی کی تلاش مین
آیا تھا مین کچھ عرض کرونگا سعد نے کنیزون کو جھڑکا کہ ارے اسکو میرے پاس تو
آنے دو کنیزین ہٹین اور دیہیم قریب آیا سعد نے پہچانا کہ نسیم وقسیم کا عیار ہو
فرمایا اے برادر تم یہان کیونکر پہونچے دیہیم نے عرض کی حضور ہی کی تلاش مین
آیا تھا رات کو آکر حضور کو دیکھ گیا مین سمجھا تھا کہ شداد دیر اکیلا آئیگا لیکن وہ
فوج لیکر آتا ہو سعد نے کہا آنے دو دیہیم نے کہا کئی ہزار آدمی اُسکے ساتھ ہین

بندگان عالی کو آزار پہونچائیگا مین سمجھا تھا کہ شداد میرے کہنے کو ٹالیگا بلکہ مین نے یہ بھی کہا کہ بہن کو اپنی ہمراہ شہریار منسوب کر دو اس پیوند سے بڑھکر نہ ملیگا اسکو غنیمت جانو مگر اُسنے نہ مانا اب آپ تیار رہیے سعد نے فوراً ہتھیار لگائے ملکہ رونے لگی کہتی تھی ای شہریار آپ کنیز کو قتل کر کے جائیے سعد خفا ہوے اور فرمایا کہ ای ملکہ عالم وہ بات کرو کہ جو لایق قبول کرنے کے ہو ملکہ بصد گریہ و بکا یہ اشعار کہنے لگی **نظم**

نا حق یہ ترا غیظ مین آنا نہین اچھا　　ای یار غریبون کا ستانا نہین اچھا
منھ انکی گیسو کو لگانا نہین اچھا　　موذی کو بہت سر پہ چڑھانا نہین اچھا
کشتون کے تمھارے ہین نشان رہنے دو نکو　　قبرون کو شہیدون کی مٹانا نہین اچھا
برسون کی محبت ہو نہ کر ترک ملاقات　　آپس مین سخن رنج کے لانا نہین اچھا
پردے کو الٹ دینگے تمھین دیکھ ہی لینگے　　مشتاقون سے مکھڑے کا چھپانا نہین اچھا
دل توڑ دیا سُنکے مری غم کی کہانی　　منھ پھیر کے بولے یہ فسانا نہین اچھا
نرگس کی نظر نرگسی آنکھونکو نہ ہو جاے　　گلشن کی طرف شیر کو جانا نہین اچھا
بس روک لو شمشیر کو مریخ نہ ہو جاؤ　　خون شہدا مین تو نہانا نہین اچھا
جو تیر نظر سے جگر اور دل کو اڑا دے　　ایسے کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا
اک ایک سے آنکھین نہ لڑایا کرو صاحب　　ہر اک کی نگاہون مین سمانا نہین اچھا
زلفون سے محبت نہ ہو ہر اب کبھی کرنا　　دل دیدہ و دانستہ پھنسانا نہین اچھا

سعد نے فرمایا بس ملکہ خاموش رہو زیادہ انتشار نہ کرو گھبراتے ہو پرے سے آکر تماشہ دیکھو کہ انشاء اللہ کیا کرتا ہون میان شداد اپنے دل مین کیا سمجھے ہین شیر کا شکار کر کے ایسے مغرور ہو گئے کہ ہماری گرفتاری کو آتے ہین سعد نے جو غصے سے کہا ملکہ ڈر گئی دامن چھوڑ دیا سعد سوار ہو کر نکلے نگر دیہیم پھر بھاگا دوڑا ہوا سامنے شداد کے آیا کہا ای شداد وہ تو آمادہ حرب و ضرب ہین کسی نے اُنکو خبر دیدی ہو گھوڑے پر سوار باہر کھڑے ہین شداد نے کہا پہلوانان طلسمی نے ایسا بودا ہین کیا کہ سعد کا حوصلہ بڑھ گیا یہ نہین جانتے کہ بادولت شیر شکار ہین جب خبر کو دیکھکر

مار ڈالتا ہون تو انسان کی کیا حقیقت ہی دو چار پہلوان مارے اور دو چار خوف جان سے رفیق بنے اب اُنکا حوصلہ بڑھا ہوا ہی وہ سمجھتے ہین کہ ویسے ہی یہ بھی ہونگے مین جاتے ہی آفت برپا کرونگا یہ خیال ہی کہ حوصلہ اُنکے دل مین نہ رہے مین کہونگا کہ تم اپنے حملے کر لو ایسا نہ ہو کہ کوئی حوصلہ تمھارا باقی رہجائے کہ نیزہ نہ مارا کوئی وار تیر و شمشیر کا نہ کیا پھر تو مین دبوچ کر مار ہی ڈالونگا گردن پہ ہاتھ رکھدونگا تو پھر اُنگلیان نہ ہٹینگی گوشت اور پوست مین پیوست ہوجائینگی تڑپ تڑپ کر جان دینگے ای دیہیم ابھی کل کا ذکر ہی کہ صحرا مین جو پہونچا ایک شیر ببر کو دیکھا کہ اشارہ ہاتھ کا کلہ اُسکا مثل کلہ فیل بڑا ای دیہیم بادولت گھوڑے پہ سوار تھے جیسے ہی مین نے شیر کو للکارا اور غرش کرکے چلا گھوڑا بیچین ہونے لگا چاہا پلٹون مجھکو بہت ناگوار ہوا رانون مین مسلکر مرکب کو ڈالا اُس شیر کے سامنے کو دپڑا وہ گھوڑے کو چیرنے پھاڑنے لگا مین نے دم پکڑکر جھٹکا مارا وہ پلٹا مین نے گردن دبادی پھر شیر نے سانس نہین لی جانوران صحرائی کو ستاتا تھا سب جانور نکل پڑے اُسکا گوشت کھانے لگے میرا منھ دیکھ رہے تھے گویا اپنی زبان مین کہتے تھے کہ آپ نے ہمارا مسکن صاف کردیا یہ کسی کو رہنے نہ دیتا تھا بس ای دیہیم انسان کی کیا حقیقت ہی بیسیون پہلوان میرے ہاتھ سے مارے گئے آجتک کوئی مجھسے سربر نہین ہوا اور اب تو گینڈے پہ سوار ہون شور کرون مین پہلے اُنکا مرکب مارونگا پھر اُنسے سمجھ لونگا دیہیم نے کہا ای شداد وہ جوان بھی بلائے روزگار ہی جس قزاق کے مقابلے کو آیا ہی سکتا ہون کہ تمھارا کچھ مال جاتا تھا اُسنے لوٹ لیا اور کئی آدمیون کو قتل کیا تم غصے مین جا پہونچے وہ کمر باندھکر نکلا اُسی قزاق کے لوگ کہتے تھے کہ میان شداد بھاگے یہ بات مشہور ہی شداد نے کہا دیہیم مین اُس روز بخار مین تھا اُسی گرمی مین چلا آیا ساتھ والون نے کہا اب جانے دیجیے مال کا خیال نہ کیجیے کسی دن جنگل مین مایگا سمجھ لیجیے گا مین نے تامل کیا آجتک میرے خوف سے صحرا مین شکار کھیلنے نہین آتا اگر دس کو مارا اور ایک کے مقابلے سے ہٹ آیا نہین معلوم کیا موقع

دیکھا مگر خوف تو اُسپر غالب ہو دیہیم سے باتین کرتا ہوا جب شداد سامنے پہونچا ہو تو دیکھا کہ سعد بیرون باغ کھڑے ہین نیزہ گاڑ دیا ہو اُسپر تکیہ کیے ہوے کہ رہے ہین کہ ای شداد مین تیرے مقابلے کو آیا ہون اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ و بادشاہ

نسیم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

شداد نے فوج کو اشارہ کیا کہ ہان یارو گھیر کر مارلو سعد نے فرمایا ای شداد تو تو شیر شکار مشہور ہو فوج کے بھروسے پر آیا ہو مین تیرے مقابلے کا خواہان ہون شداد نے گینڈا بڑھایا اہل فوج کو منع کیا کہا مین تو چاہتا تھا کہ اسکی جرأت کو دیکھون غرض ملکہ نے بالاے بام سے دیکھا کہ شداد جھومتا ہوا بڑھا بیقرار ہوگئی کنیزون سے کہنے لگی کہ صاحبو دعا کرو سب کنیزین پکارنے لگی کہ ای کریم و رحیم اپنا رحم شریک کر اِس ظالم کے ہاتھ سے بچائے نظم

ذات پاک تست یارب پردہ پوش	حسن بیان حق حراقش گو حق نیوش
خاک انسان را تو کردی مرحمت	مال و جاہ و علم و فضل و عقل و ہوش
میکنی باگوش قدرت ای سمیع	عرض حال بندگان زار گوش
عاشقانت را ز سوز عشق تو	سینہ در سینہ بشکل دیگ جوش
عیش و غم یکسان بود نزدیک شان	ہر یکے داند برابر عیش و نیش
یار کو یا بند در در بار تو	مردم گندم نما و جو فروش
دور فرما از سرم بار گناہ	تا سبک گردد مرا زان بار دوش
بندہ در فکر مآل خویشتن	گاہ خاموش است گہ اندر خروش
گاہ در بیداری و گاہے بخواب	گاہ اندر بیہوشی گاہے بہوش
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امیدوار

ملکہ بھی بال کھولے ہوے دعا مانگ رہی ہو کہ ای پروردگار اِس دشمن سخت سے اُنکو بچالے مگر بہت بیقرار ہو کنیزون سے کہ رہی ہو کہ صاحبو یہ وہ شخص ہو کہ مین نے

اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اسنے شبیر کو پکڑ لیا تو اسکے پنجے سے نہیں چھوٹا تڑپ تڑپ کر
رہگیا شداد قریب آکر کھڑا ہوا کہا ای سعد ہڈیا تنک سرمہ کر دونگا تم اپنا حربہ تو کر لو کہ
حوصلہ نہ باقی رہے سعد نے کہا ای شداد تم شیر شکار ہو ہمنے کبھی لومڑی کو بھی نہیں
مارا اگر ہمارا دستور نہیں ہو جب تمھارے حربے سے پروردگار بچا لیگا تب ہم بھی
حملہ کرینگے یہ سنتے ہی شداد نے نیزہ اٹھایا گویا درخت تاڑ تھا کہ اسکو گردش دیکر مارا
سعد نے گلوگاہ پر ہاتھ ڈالدیا نیزہ شداد کا توڑ ڈالا ملکہ نے بالاے بام سے کہا
کہ لو صاحبو بڑا غضب کیا اب وہ اور زیادہ جھلا ئیگا مگر تعجب یہ ہو کہ ہاتھ نہیں بڑھتا
یہاں شداد نے تلوار کھینچی تیغہ چوڑا مثل تختۂ دوکان عطار جوہر دار چمکتا ہوا خبردار
کہکر ہاتھ مارا سعد نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شداد لپٹ پڑا دونوں لپٹے
ہوے زمین پر آے مگر شداد دونوں ہاتھ کمر میں ڈالکر بادشاہ کو مسلتا ہو بادشاہ
کچھ خیال نہیں کرتے بادشاہ نے بھی شداد کو پکڑ کر اس زور سے مسلا کہ ہوا
جانب اسفل نکل گئی سعد نے ہنسکر فرمایا واہ میاں شداد کیا ہوا بادی تھی
شداد نے کہا اسیر کیا ہنستے ہو میرا کیا اختیار ہو ہوا ہے بادی تھی نکل گئی اب
تمکو زیر کرونگا سعد نے کہا شرم کا مقام ہو سر میدان گو زندگی ہونا بڑا عیوب
ہو تمسے ضبط نہ ہو سکا ای شداد تمکو اپنے زور پہ بڑے غرور ہیں جس چیز پہ تمکو بڑا
ناز ہو وہ ہیچ باندھو کہ مجکو بھی معلوم ہو کہ ایسے پہلوان ہو شداد نے کہا بس
میرا یہی زور ہو کہ جو میں نے کیا اسی زور سے شیر کو مارتا ہوں مگر نہیں معلوم
کیا ہوا کہ آپ کو کچھ معلوم نہ ہوا سعد نے فرمایا بس اتنے ہی زور میں ساری بائی
نکلجائی نکلگئی اچھا اب میرا زور دیکھ یہ کہکر دونوں مونڈھے پکڑ کر ریلکر لے
دوڑے شداد ہٹتا چلا آتا ہو پندرہ قدم پہ لاکر سعد نے یکبار اکہ دونوں گھٹنے
آشنا بہ زمین ہوے سعد نے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا اور اللہ واکبر کہکر زور کیا پہلے
زور میں تا بہ گھٹنا دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا
داہنا پانوں آگے بڑھایا اور بایاں پانوں پیچھے ہٹاکر شداد کو چرخ دیا کہ مثل

طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا جب سعد نے چاہا زمین پر ماروں تو شداد
بیقرار ہو گیا اور چلایا کہ اے شہریار الامان بادشاہ نے فرمایا امان بشرط ایمان یہ
سنکر شداد نے کہا میں مسلمان بھی ہوتا ہوں اور ملکہ کو بھی لے لو اور جو چاہو سو
کرو سعد نے فرمایا ہم تمھاری اطاعت کے خواہاں ہیں یہ فرما کر کلمۂ طیبہ زبان معجز
بیان سے فرمایا شداد کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والوں سے پکارکر
آواز دی صاحبو میں نے اس شہریار کی اطاعت کی تم بھی سب کلمہ پڑھو اور میں
اپنے کیا عذر کروں یہ تو میرے عزیز قریب ہیں جو کہونگا وہ قبول کرینگے میرے کلام
پر ایسا نہ فرما دینگے میں نے پہلے سے رنگ جما رکھا ہے سب ساتھ والے بھی
مسلمان ہوے سب آپس میں ہنستے تھے کہ کیسا بے غیرت ہو کر رشتے کو بیان کرتا ہے مگر
سعد شہریار کیا سردار ہیں کہ ایسے دشمن مغرور نے جو کہا وہ مان لیا حقیقت میں یہ
لوگ وہ ہیں کہ دشمن کے بھی دوست ہیں ورنہ نہ قبول کرتے اور اسکو ہلاک کرتے
تو ہو سکتا تھا کسقدر غرور کرتا تھا کہتا تھا کہ دبوچ کر مار ڈالونگا کچھ بھی زور نہ چلا
کیسا جلدی زیر ہو گیا ایک مرتبہ ایک پتلا سا شیر مارا تھا اپنے کو شیر شکار مشہور
کر دیا مگر آج سب غرور نکلگیا یقین تو ہو کہ بصدق دل مسلمان ہووے یا شاید مکر
کیا ہو مگر ہم لوگ مکر میں شریک نہ ہونگے سعد شہریار ایسے جری و بہادر ہیں کہ
جیسے ہی اسنے الامان کہا ہاتھ سے رکھدیا پھر زور نہ کیا اور اسکے اٹھانے میں انکو
کچھ تکلیف بھی نہیں ہوئی یہاں ملکہ نے دیکھا کہ شداد اپنے ساتھ لے چلا بیقرار
ہو کر کنیزوں سے کہا ارے کوئی جا کر اطلاع کرو کہ اس مکار کے ساتھ نہ جاؤ ایسا
نہ ہو کچھ فتور کرے کنیزوں نے کہا سعد شہریار نے جب آپ کا کہنا نہ مانا تو ہماری
بات کا جواب بھی نہ دینگے جانے دیجیے اب وہ ہوشیار رہیں گے کیا کر سکتا ہے انکو
خود خوف ہے مگر شداد سعد کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ میں آیا افسروں سے
اشارہ کیا کہ ایک جام شربت لاؤ اس میں سودہ الماس ملا دو وہ افسر کہ سب میں
کلان تھا اسنے کہا کہ اے شداد کچھ خوف خدا کرو انھوں نے تمھارے ساتھ یہ احسان

کیا اور قسم اُنکے ساتھ مکر کرتے ہوئین اپنے ہاتھ سے شربت نہ بناؤنگا شداد نے
کہا مین خود بنا لاؤنگا شداد تو محل مین گیا مگر دو افسر قریب سعد آیا کہا اے شہریار
ہم لوگ جسکے مطیع ہوئے اُسکے مطیع ہوئے آپکی جرأت کے قائل ہوئے اور
آپکی جلالت پر مائل ہوئے مگر شداد مغرور چاہتا ہے آپکو ضایع کرے تو مین
اطلاع کرتا ہون کہ وہ سوداگر الماس ڈالکر شربت لائیگا جب وہ لائے تو اُسی کو وہ
شربت پلائیے گا ہم سب آپکے شریک ہین ہم لوگون سے کوئی خطا نہ ہوگی یہی
چاہتے ہین کہ قلعے مین آپکی عملداری ہو اور ہم سب ہمیشہ خدمتگزار رہین کبھی
جو ادھر حضور کا گذر ہوگا تو ہم بھی زیارت سے مشرف ہوجاوینگے دوسرے
افسر نے کہا اگر یہان تشریف نہ لاوینگے تو ہم لوگ خود آوینگے اور قلعے پر تو
کیسکی مجال نہین ہے کہ نگاہ ڈالے کسکو حاکم کیجیے گا سعد نے فرمایا اِسکا اختیار ملکہ کو
ہے سب افسر تعریفین کرنے لگے سعد نے اُن سبکو پاس اپنے بٹھالیا وہ سب شداد کی
باتین کرنے لگے کہ اے شہریار ایک دن جو یہ برائے شکار گیا ایک شیر کئی دن کا
بھوکا پیاسا ہو رہا تھا اِسکے سامنے نکل آیا اسنے اُسے تیر سے مار لیا اُسکو شہر مین
لا یا سب کو دکھایا کہ مین نے شیر کو مارا اب مجھے شیر شکار کہا کرو اُسدن سے یہ
شیر شکار مشہور ہوئے یہی قزاق جسکے آپ مقابلے کے لیے آئے ہین اُسنے مال
لوٹ لیا زمین بھی اِنکی دبالی مگر کچھ بھی نہ کرسکے بلکہ برائے مقابلہ بھی گئے کچھ لوگ
مارے گئے آخر دُم دبا کر بھاگ آئے کہتے تھے کہ مجھے قزاق پر رحم آگیا جنگل مین
اِسکو گھیر کر مار لونگا وہ ایسا منچلا ہے کہ روز برائے شکار صحرا مین آتا ہے اور یہ اُسکے
مقابلے مین نہین جاتے ہم لوگون نے اکثر خبر دی کہ حضور قزاق پھر رہا ہے اور
زمین اُسنے دبالی اُسکا جواب دیا کہ اِسکو بدعقین کرنے دو ایک دن بد رنگ ایسی
سزا دونگا کہ قزاقی چھوڑ دے گا سعد سر ہلا رہے ہین کہ شداد محل سے آیا دیکھا کہ
سعد سب افسرون کے ساتھ باتین کر رہے ہین شداد نے کچھ خیال نہ کیا جام
شربت لیکر سامنے آیا کہا اے شہریار یہ جام محبت ہے اِسکو پی لیجیے غلام کو یقین ہوجا دے

کہ آپ نے غلامی مین قبول کیا سعد نے فرمایا ہمکو تم سے صفائی ہو اپنا یہ دستور نہین کہ جیکے
ساتھ مکر کرین مگر یہ جام تمکو بخشا تمہین پی جاؤ شداد سب سردارونکا منھ دیکھنے لگا فرادیکہ
کہ تم لوگ سفارش کرکے سعد کو جام پلاؤ سب نے اشارے سے کہا ہم لوگ نہ کہینگے
آپکے عزیزدار ہین کیسا مضبوط رشتہ ہو کہ جسکو رشتۂ ازاربندی کہتے ہین شداد
سر ہلاتا جاتا ہو اور جام لیے سامنے کھڑا ہو ملکہ نے بیقرار ہو کر ایک کنیز کو بیچاری
دہ بصورت مبدل دربار مین حاضر ہو شربت پر تکرار ہو رہی ہو سعد تو فرماتے
ہین کہ تم پیجاؤ اور شداد یہ کہتا ہو کہ مین نے حضور کے نام سے بنایا ہو حضور ہی
نوش فرماوین سعد نے ہاتھ تھام لیا اور کہا کہ اے شداد کئی لاکھ روپیہ کا نقصان
ہوا بازو پر جو تمھارے بکر تھا وہ کیا ہوگیا بچے کی بات سنکر شداد گھبرایا کہا اے شہریار
اگر مین نے توڑ ڈالا سعد نے فرمایا وہ اگر توڑ کر کیا کیا شداد نے کہا مجھسے غلطی تو
ہوئی ہو کہ مین نے پیسکر اس شربت مین ملا دیا ہو اگر نہ پیجیے تو پھینک دون
خطا معاف فرمایئے اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی سعد نے کہا تمکو پینا پڑیگا شداد
نے کہا حضور مین کیونکر پیون مین نے اپنے ہاتھ سے سودۂ الماس ملایا ہو سعد
نے فرمایا ہمکو پلاتے تھے اور خود پینے مین عذر ہو یہ کہکر جام ہاتھ سے لے لیا اور فرمایا
کہ اے شداد اسکو پیو ورنہ ہم بُری طرح پیش آوینگے شداد کانپنے لگا چہرے کا
رنگ فق ہو گیا کہنے لگا معلوم ہوتا ہو کہ کسی نے آپ سے کہدیا مین نے جاکر اُڑا دیا
اور اسکو پیسا شربت مین ملا کر لایا ہون بھلا مین کسطرح پیون ابھی کلیجہ کٹ کر رہ جائیگا
سعد نے فرمایا تو ہم پیجائین شداد نے کہا آپ کو اختیار ہو مین تو یہی چاہتا ہون
کہ آپ نوش کرین سعد نے فرمایا اب تم اسکو پیو ورنہ ہم حکم اور دینگے شداد
رونے لگا کہا اے شہریار آپ مجھپر جبر کرتے ہین مین کیونکر پیونگا یہ جام شراب پینے پر
مرونگا سعد نے فرمایا ہمکو پلانے لائے تھے ہم جو تمکو پلاتے ہین تو انکار کرتے
ہو سعد نے جو تیور بدلکر کہا شداد قدمون پر گر پڑا کہا بر اے خدا میری خطا
معاف فرمایئے مین اسکو نہ پیونگا ورنہ کلیجہ کٹکر بہ جائیگا اب کبھی ایسی خطا نہ کرونگا

سعد نے جام پھینک دیا مگر شداد نگاہ سے اُتر گیا فرمایا تم بڑے بہادر ہو شیر شکار تمھارا لقب ہو تم سے کون مقابلہ کر سکتا ہو بہنے یہان کی سلطنت ملکہ کے سپرد کی اور تم ہمارے ساتھ رہو شداد نے کہا عورت کیا سلطنت کریگی مجھکو یہان چھوڑ دیجیے مین خراج ہر سال بھیجونگا جسقدر روپیہ آئیگا وہ سب آپ ہی کو روانہ کرونگا اور قزاق سے مقابلہ نہ کیجیے ملکہ کو لیکر چلے جائیے وہ قزاق بڑا زبردست ہو سعد نے کہا خیر دیکھا جاویگا لیکن تمکو چاہیے ہو کر اب اپنی تیاری کرو اور ہمارے ساتھ چلو ملکہ سے کہلا بھیجا کہ نقاب ڈالکر باہر آؤ ملکہ کو تخت پر بٹھایا فرمایا یہ افسر موجود ہین جو تم حکم دوگی وہ بجا لاوینگے اپنے ماتحت کو طلب کرنا روپیہ وصول کرنا تنخواہ ماہ بماہ تقسیم کر دیا کرنا یہ فرماکر سوار ہوے شداد ساتھ نہ جاتا تھا مگر سعد نے ساتھ لیا ادھر جب خاموش قزاق نے یہ خبر سُنی کہ سعد کو میرا عیار لاتا تھا شیر شکار اُسکا چھین لیگیا تو اسنے طبل جنگی بجوایا صبح کو میدان مین آیا نسیم نوجوان مقابلے مین نکلا ہاتھ سے خاموش کے زخمی ہوا اور کئی افسر نکلے جو نکلا وہ زخمی ہوا کئی میدان ماریون مین سب سرداران کو زخمی کیا اور چوتھے دن یہ کہلا بھیجا کہ آج روز ہفتہ ہو مین بجا شکار جاتا ہون شکار سے جو پلٹ کر آؤنگا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا او نسیم وہ مددگار تیرے کہان ہین اگر وہ آتے تو مزا شجاعت کا ملتا دیہیم بھی پلٹ کر نہ آیا یہ کہکر پلٹا کہ سامنے سے گرد اُڑی آواز زنگ کی بلند ہوئی دیکھا دیہیم کشور کشا جست وخیز کرتا ہوا آیا اور قسیم کو سلام کیا کہا او شہریار عجب معرکہ گذرا کہ عیار خاموش جو سعد کو چرا کے لے گیا تھا اُس سے شداد نے چھین لیا اور قید کیا اُنکو ملکہ لاکر خونریز ہیشیر ہ شداد چرا کے لے گئین مین نے شداد کو خبر دی اور سمجھایا کہ اطاعت شہریار کرو اُسنے جواب دیا کہ مین شیر شکار ہون مین کسی سے نہین دبتا یہ کہکر اُسنے جا کر باغ کو گھیرا سعد شہریار کو دیو بند و دیوکش ہین باغ مین نہ بیٹھے گھوڑے پر سوار ہوکر نکل آئے شداد کو اُٹھا لیا شداد مکر سے مسلمان ہوا اپنی بارگاہ مین لے گیا جام شربت آغشتہ بہ سم دو الماس بنا کر لایا لیکن اُسکے

افسرون نے سعد سے اطلاع کردی سعد نے جام اسکو واپس دیا کہ برادر چھین
ہیو تب شداد قدمون پر شہریار کے گر پڑا اور کہنے لگا کہ میری خطا معاف فرمایئے
سعد اسکو ساتھ لیے ہوے آتے ہین اب میان قزاق کو معلوم ہوگا کہ بہادر ایسے
ہوتے ہین قسیم نے کہا آج تو وہ شکار کو جاتا ہو اب جو پلٹ کر آئیگا تو پھر بیعت
کریگا دہیم نے کہا مین جاتا ہون اور سعد شہریار کو جلدی لاتا ہون مالک کو
اپنی خبر دیکر دہیم پھر پلٹا یہان خاموش قزاق جنگل مین شکار کھیل رہا تھا کہ صحرا سے
گرد اڑتی دیکھا سعد شہریار پشت پر سب سردار سامنے سے جاتے ہین خاموش
ایک نخل کی آڑ مین کھڑا رہا سب کے پیچھے دیکھا کہ شداد آتا ہو للکارا کہ او نامرد تونے
بڑی حماقت کی میرے عیار سے پشتارہ سعد کا چھین لیا وہان جاکے تیری ہمشیر
اسیر عاشق ہوئین اور تجھکو غیرت نہ آئی اب مجھسے مقابلے کہان جائیگا شداد تلوار
کھینچکر آیا بہن کے ذکر پر بہت جھلایا ہاتھ تلوار کا مارا خاموش نے تلوار اسکی سپر پر
روک کر سر کو بچا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ شداد کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والے روتے
ہوے بھاگے سامنے سعد کے آکے عرض کی او شہریار خاموش براے شکار
آیا ہو اسنے شداد کو مار ڈالا اور کھڑا جھوم رہا ہو کہتا ہو اب جاکر سب کو قتل
کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سعد یہ خبر سنتے ہی پلٹے کہ سامنے سے دہیم آیا
عرض کی او شہریار خاموش نے بڑی آفتین برپا کین سب سردار زخمی ہوے
اب براے شکار آیا ہو سعد نے کہا اسی کے مقابلے کو جاتا ہون اسنے شداد کو
مار ڈالا دہیم نے کہا بھی کہ اب ساتھی نسیم و قسیم کے مقابلہ کیجیے گا سعد نے فرمایا
ہرچند کہ شداد مکار تھا مگر ہمارے ساتھ تھا خاموش کو بڑا گھمنڈ ہو آج اسکی جرأت
یہین دیکھے لیتا ہون دہیم نے جب دیکھا سعد کو بڑا غصہ ہو قبضے پر ہاتھ ڈالکر بڑھے
دہیم دیکھتا ہوا آتا ہو سعد نے سامنے آکر نعرہ کیا کہ خاموش تونے بڑی بدعت
کی کہ شداد ایسے نامرد کو مار ڈالا خاموش نے کہا مین ہر سال اسپر بیعت کرتا
تھا دس پانچ کھیت دبا لیتا تھا مگر اسنے کبھی میرے مقابلے مین دخل نہین دیا

مگر آج ایسا گرما پایا کہ ہاتھ تلوار کا مار امین نے روک کر جواب مین کمر پر ہاتھ مار دیا
اے شہریار جنگ مین یہی ہوتا ہے اب اسوقت مقابلہ موقوف رکھیے جب مین پلٹ کے
آؤنگا تو آپ سے مقابلہ کرونگا سعد نے کہا اے خاموش مین تجھکو نہ جانے دونگا
خاموش نے کہا بہت پچھتایئے گا میرے ہاتھ سے امان نہ پایئے گا یہ کہکے گینڈا
بڑھاکر نیزہ مارا سعد نے نیزہ خاموش کا توڑ ڈالا خاموش نے چہرہ کو پھینک کر دیا
کہ اے شہریار بس آپ کی خوشی ہوچکی اب مقام پر مقابلہ کیجیے گا سعد نے کہا کہ اب
تلوار کا وار کرو خاموش نے ناچار ہوکر ہاتھ تلوار کا مارا سعد نے کلائی تھام لی
خاموش لپٹ پڑا گھوڑون سے دونون اُترے آپس مین کشتی ہونے لگی بادشاہ
فوراً خاموش کو پکڑ لائے دو تین گھسے ایسے مارے کہ خاموش کی زرہ پارہ
پارہ ہوگئی پیشانی سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے مگر لڑے جاتا ہے دو تین مرتبہ
بادشاہ پکڑ لائے خاموش بمشکل نکلا ہر مرتبہ یہی کہتا ہے کہ بس اب آپ کی خوشی
ہوچکی آپ مقابلہ موقوف رکھیے سعد فرماتے ہین کہ ابے زیر و زبر ہم نہ پلٹین گے
تمکو بھی تو معلوم ہو کہ بہادر ایسے ہوتے ہین خاموش کو ستاتا ہے کہ اب مین نہ
بچونگا مگر شکر ہے کہ صاحب خلق و مروت ہین کیا عجب ہے کہ مجھے غلامی مین قبول کرین
لڑتے لڑتے قدمون پر گر پڑا کہا غلامی اختیار کرتا ہون میری خطا کو معاف کیجیے
سعد نے فرمایا اے خاموش ہمین تجسے کوئی دشمنی نہین مگر زوجۂ نسیم نوجوان کو
حوالے کرو کہ وہ بہت بیتاب ہے ہمنے اُس سے وعدہ کیا ہے کہ تمھاری زوجہ کو ہم
دلوا دینگے خاموش نے کہا مین حاضر کرونگا کیا وجہ کہ کئی مہینے سے وہ قید ہے مگر
پابند شوہر ہے مجکو نہین قبول کرتی مین نے بڑی بڑی اکسیر برتین کہین آب و دانہ
بند کیا مگر وہ نہ راضی ہوئی کہتی تھی کہ جان لے لو مگر عصمت کو نہ ہاتھ لگاؤ مین ناچار
ہوگیا خاطرون بھی کہین دباؤ بھی ڈالا مگر وہ ظالم اپنی ہی کہتی رہی مین اُسے ضرور
حوالے کرونگا مین خود ہی اُسکا رکھنا نہین چاہتا اُسکو لیجیے پس بادشاہ جمجاہ
خاموش کو ساتھ لیکر قلعے مین آئے اور اُس عورت کو بلوا کر ہمراہ نسیم نوجوان کیا

نسیم نوجوان نے جو زوجہ کو اپنی پایا بادشاہ کے گرد پھرنے لگا اور قلعے مین لا کر بڑی دھوم سے دعوت کی اور اپنی بہن سلطانہ کو سعد کے ساتھ منسوب کیا رات کو سعد سلطانہ سے ہم وصل ہوئے صبح کو نہا دھو کر دربار مین بیٹھے ہین دیہیم بھی خدمت شاہ سعد مین حاضر ہی یہی چاہتا ہی کہ ہر وقت ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہون بادشاہ کو دیہیم سے نسبت ہوگئی ہو بہت عزیز رکھتے ہین جب فیروزہ کا شاہ ذکر کرتے ہین تو دیہیم عرض کرتا ہو کہ وہ میرے استاد ہین مگر خواجہ کا مین بہت مشتاق ہون بادشاہ نے فرمایا اے دیہیم مجھکو افسوس یہ ہو کہ تم کلاہ زرین پہنے ہو اور لباس زریں سے تمکو بہت ہو اگر خواجہ دیکھ پا دینگے تو اِس کلاہ وغیرہ کو نہ چھوڑینگے کچھ انکی نذر کے واسطے رکھ چھوڑو یقین ہو کہ آتے ہون اسوقت انکا ذکر ہو گیا ضرور آوینگے اے دیہیم انکے ذکر مین یہ تاثیر ہو کہ جہان ایک مرتبہ نام لیا کہین ہون لیکن اُس محفل کے ضرور طالب ہوتے ہین جہان دوبارہ نام لیا اور محفل مین تشریف لائے کہ انکا آنا اور قیامت کا آنا برابر ہو لہذا صورت دیکھتے ہی نذر دینا مین ثواب برائے فناحی مرحلا جاتا ہون یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی آئی اور خواجہ پریشان پریشان سامنے شاہ کے آئے شاہ نے پوچھا کیون خواجہ پریشان کیون ہو کہا حضور آج غضب ہو گیا مہاجن کا برہمن مجھکو پکڑے گیا گھر مین لیجا کر خوب مارا جو کچھ میرے پاس تھا وہ چھین لیا مگر اے شہریار یہ شخص جو کلاہ زرین پہنے ہین اور دھوم آپ سے باتین کرتے ہین یہ کون صاحب ہین بڑے آپ کے مصاحب ہین بادشاہ نے فرمایا دیہیم کشور کشا عیار قسیم تاج بخش کا مسلمان ہوا ہو آپ کی زیارت کا مشتاق تھا خواجہ نے کہا اے فرزند مین بھی یہی چاہتا ہون کہ کوئی عیار معقول ملے تم ایسا خوش پوشاک چست و چالاک عیار بے نظیر صاحب جاہ دتوقیر ملتے ہین اُسے اپنا نائب کرون اولاد مین سب نالائق ہین جو صاحب ہین وہ میری جان کے دشمن ہین یہی چاہتے ہین کہ بادامرین تو زنبیل لین اور مین زنبیل کسی کو دو دونگا دیر باختر پر لٹکا دونگا اور ہفتر قران کو نگہبان کرونگا اور

کروں گا کہ جو میری اطاعت کرے اور میرا خیرخواہ ہو اُسے زنبیل دینا بس تحسین کو زنبیل ملجائیگی تم کلاہ تو اُتارو مین ذرا دیکھوں کیا عمدہ بیل بنی ہو مین بھی ایسی بنوا لونگا دہیم نے کلاہ اُتار کر حاضر کی خواجہ نے کہا بیٹا کچھ نقد تمھارے پاس نہین ہو دہیم نے فوراً جیب سے کچھ روپے نکالے اور پیش کیے خواجہ نے کہا اے فرزند آباد رہو مگر ایک کام کرنا کہ سب عیاروں کی پرورش کرنا ایک لاکھ چورا آسی ہزار میرے شاگردوں میں ایک سے ایک بلاے روزگار ہو اُن سب مین بھورا برق فرنگی بڑا لالچی ہو کہ جوتیاں کھاتا ہو مگر روپیہ بنک مین جمع کیے جاتا ہو کہتا ہو ابھی کئی لاکھ جمع ہین کروڑ کی نوبت نہین پہونچی جب اپنی ولایت جاؤن تو کروڑ کے نوٹ تو لیجاؤن وہان ہماری میم صاحب کنواری ہونگی نامہ آیا تھا کہ سات لاکھ کے نوٹ جمع کیے ہین تو ذرا اُس سے بچتے رہنا مجھکو دھوکا دیتا ہو لیکن یہ لباس تمھارا کیا خوب ہو ذرا اُتارو تو مین ناپ لون دہیم نے لباس اُتار کر دیا خواجہ نے فرمایا بیٹا جیتے رہو تمھے اگر حمزہ سے ملاقات ہو تو اُنکو بھی نذر دینا کچھ روپیہ باقی ہو دہیم نے کہا اُستاد ہنوز ایک حبہ بھی نہین ہو فرمایا کہ بیٹا نہین ذکر نہین کے نام سے میرا دل رکھ جاتا ہو کسی سے قرض لیکر مجھے دکھا دو کہ حمزہ کو یہ نذر دونگا ایسی باتین کرکے کپڑے بھی دہیم کے اُتروا لیے اور سب نذر زنبیل کر لیے دہیم بھی ہنس رہا ہو کہتا ہو کہ حضور ایسا ہی اُستاد چاہیے کہ شاگرد کو سرفراز کرے خواجہ نے فرمایا بیٹا کچھ چور ہو گے تم بہت تیز معلوم ہوتے ہو ماشاء اللہ جو خدمت کروگے تو خلعت پاؤگے دہیم قدموں سے لپٹ گیا کہا اُستاد خدا کا شکر کرتا ہون کہ آپ کا شاگرد ہوا فرمایا بیٹا تمھاری نمنگوانا مرحمت نقدی اُسکی مجھے دیدو مین شیرینی تقسیم کردونگا دہیم نے پانچ روپے نکالکر دیے فرمایا او بیوقوف ایک لاکھ چورا اسی ہزار کو اس قدر میں شیرینی کفایت کریگی جب ہم اُستاد کے شاگرد ہوے تھے تو پانچ سو روپے کی مٹھائی دی تھی وہ بھی کم پڑی ایک ایک ڈلی بٹ گئی مگر اُستاد نے دعا بھی دی تھی اُنکی عنایت سے مانگ کھاتے ہین مگر کیون اے سعد بن قباد تم آج کچھ ندوگے

سُن لیا کہ ہم پکڑے گئے مہاجنون نے مارا بادشاہ نے فرمایا اُس مہاجن کا نام بتایئے
تو اُسکی کوٹھی کھدوا ڈالون عمرو نے کہا معاذ اللہ جسکا قرضدار ہون اُسکا نام لون
بارگاہ مین اُسکو بدنام کرون وہ وہ شخص ہو جو کسی کو قرض نہین دیتا مجھسے ایسا اعتبار ہو
کہ اگر دوپہر رات گئے جاتا ہون جو مانگتا ہون وہی لے آتا ہون وہیم کو شاگرد کرکے
فرمایا کہ بیٹا مین تو براے ملاقات صاحبقران جاتا ہون مگر تم سعد سے ہوشیار
رہنا مجکو ایک لشکر ملا تھا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کوہان بلند رکاب پہلوان
زبردست براے مقابلہ سعد آتا ہو عیار اُسکے ساتھ طوفان تیزرو بلاے روزگار
ہو کیا عجب ہو کہ لشکر مین آیا ہو وہیم نے کہا اُستاد کیا مجال اُس عیار کی کہ ہمارے شاہ
پر ہاتھ ڈالے خواجہ تو اُسی وقت چلے گئے مگر بڑبڑاتے ہوے کہتے ہوے کہ
میان سعد بڑے مغرور ہوگئے ہین جبنے تو یہ بیان کیا کہ مار کھائی اور وہ ہنسا کیے
یہ منھ سے نہ نکلا کہ دو لاکھ روپیا انکو دیدو اگر ہمکو دیتے تو خزانے مین برکت ہوتی
لاکھ دیتے دس لاکھ آجاتے سُننے والے خاموش ہین کسیکی مجال نہین کہ خواجہ کی
بات مین دخل دیں لیکن سب جانتے ہین کہ سلطنت سعد ذات سے خواجہ کی ہو بادشاہ
فرمارہے ہین کہ ہم کل براے فتح مرحلہ جاوینگے او وہیم تم سب فوج کو ساتھ لیکے
خدمت صاحبقران مین چلے جانا وہ سب کو سرفراز کرینگے اسی ذکر مین رات ہوئی
سب سردار حاضر ہوے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا وہیم نے سامنے بیٹھکر
یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

دل کو جب سے عشق ہو زلفِ بُتِ گلفام سے
صبح تک الجھن رہا کرتی ہو مجھکو شام سے

تذکرہ سُنکر مرا کس ناز سے کہتے ہین وہ
اور دیکھو باتین کرو نفرت ہو اُنکے نام سے

تنگ لا مین لاکھ کب مٹی مین ہوتا ہو اسیر
طائر رنگِ حنا کو کیا غرض ہو دام سے

ہو شراب لالہ گون یا شربت عناب ہو
ساقیا جو لب جدا ہوتے نہین ہین جام سے

بے محبت بیمروت خود غرض ناآشنا
سابقہ خالق نہ ڈالے اُس بُتِ خودکام سے

دم پہ بنجاتی ہو بیٹھکر نور خدا اُس شوخ کا
کم تمھین پیغام وصلت موت کے پیغام سے

دو پہر رات گئے دربار برخاست ہوا سعد اُٹھکر براے آرام تشریف لے گئے سردار
بھی سب رخصت ہوے دیہیم طلاسے پر آیا جا بجا سوار و پیدل مقرر کیے چار پہر رات
حاضر باش و ناظر باش مین گزری صبح کو دیہیم بارگاہ بادشاہ پر آیا دیکھا خدمتگار سب
رو رہے ہین دیہیم کو دیکھکر کہنے لگے کہ رات کو کوئی شاہ کو چرا لے گیا اُس مین اور
سردار بھی تشریف لائے یہ خبر وحشت اثر سُنکر سب ملول و حزین ہوے سب کی صلاح
ہوئی کہ صاحبقران کو عرضی لکھین مگر دیہیم نے کہا نہ گھبرائیے مین براے تلاش جاتا
ہون خدا چاہتا ہو تو شہریار کو لیکر آتا ہون یا اپنی جان دونگا خالی نہ پلٹونگا اب تو
اُستاد نے پشت پر ہاتھ رکھا شیرینی کے روپے نقد لے لیے سب طرح کی عنایت فرمائی
لیکن اب پشت پر اُنکے ہاتھ رکھنے کی برکت ہو کہ اُس شہریار کا پتہ ملے تو غنچۂ آرزو
کھلے یہ ذکر تھا سب سردار جمع ہین اپنی اپنی کہہ رہے ہین کہ برق فرنگی آکے پہونچا
برق نے جو یہ ذکر سُنا فوراً بانداے عیاری سے آراستہ ہوکر براے تلاش چلا
بعد جانے برق کے دیہیم بھی روانہ ہوا مگر برق فرنگی نے کوئی دو کوس راستہ
طے کیا تھا کہ دیکھا ایک لشکر پڑا ہو بارگاہ کلان اِستادہ ہو ایک ضعیفہ کی شکل بنکے
لشکر مین آیا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر کوہان بلند رکاب ہو اور جسکا عیار
طوفان تیزرو ہو یہ اُس صورت سے پھرنے لگا جا بجا دریافت کرتا ہوا ایک مقام پر
برق نے دیکھا کہ ایک اور بڑھیا بیٹھی رو رہی ہو برق نے پہچانا کہ یہ تو مہتر دیہیم
معلوم ہوتے ہین قریب آکر کہا کیون بڑی بی صاحب کیون رو رہی ہو بڑھیا نے
کہا مہتر صاحب سعد بن قباد غائب ہو گئے ہین اُسی فکر مین نکلا ہون بارے تم بھی
آگئے اب برق و دیہیم ساتھ ہوے خدمتگارون کی شکل بنکر بارگاہ کوہان مین
آئے چاہتے ہین دریافت کرین کہ بادشاہ کہان قید ہین یہ تو سُن چکے کہ طوفان
گرفتار کر لایا ہو اسی سوچ مین کھڑے تھے کہ چند سپاہی روتے ہوے آئے
عرض کی ای پہلوانان دوران جس خیمے مین بادشاہ قید تھے وہان نقب لگی ہو
سراچہ بھی چاک ہو کوئی آکر اُنکو لے گیا برق و دیہیم یہ خبر سُنکر بارگاہ سے نکلے

باہر نکلکر برق نے کہا اے دیہیم یہ لوگ صاحب اقبال ہین ظاہرہ معلوم ہوتا ہی کہ اس شاہ
کی کوئی دختر یا ہمشیرہ ہو وہ آکرے گی اب مین پتہ نکالونگا تم لشکر مین جاؤ سب کو مطلع
کر دو مین پتہ لگا کے آتا ہون برق پھرتا ہوا دیہیم کو رخصت کر کے ایک خیمے کی
پشت پر آیا تو باہر سے یہ دیکھا کہ چند کنیزین جا بجا کھڑی ہین اور آپس مین کھسر پھسر
ہو رہی ہی برق ایک کنیز کی شکل بنا ان مین آملا ایک کنیز سے پوچھا کہ آج کیا معرکہ ہی
کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہین اُسنے کہا کچھ نہ پوچھو ملکہ نے بڑا غضب کیا کہ سعد بن قباد کو چرا لائین
اور اُنکے پاس بیٹھی ہین اختلاط ظاہری ہو رہے ہین یہ تو فریفتہ ہین اور وہ کہتے
ہین کہ ایسا نہ ہو تمھارے والد کو خبر پہونچ جائے تو باعث خرابی ہی برق فرنگی یہ
کیفیت سنکے اندر آیا اور دیکھا کہ ملکہ بیٹھی ہین سعد بن قباد مسند پر بیٹھے ہین اور فرما
رہے ہین کہ اے ملکہ مقام افسوس ہی مین یہ نہین چاہتا کہ مثل چورون کے رہون اگر
تمھاری خوشی ہو تو بارگاہ مین اُسکی جاؤن بحکم پروردگار تعلیم کرون اگر مسلمان
ہو تو جان بخشی ہو ملکہ نے گھبرا کر کہا کیون گلرخسار تو اندر چلی آئی اور ہمنے منع
کیا تھا کہ کوئی نہ آئے برق نے تڑپ کر کہا مین اسواسطے آئی ہون کہ آپ کا راز
فاش کرون تاکہ آپکے باپ کو خبر ہو جائے نہ خبر ہو گی تو مین خبر کرونگی اب تک تو
مجھے گمان تھا کہ جھوٹ ہی اب یقین کامل ہوا ابھی سب بیان کرونگی کیا دنیا کا لہو
سفید ہوا ہی کہ بیٹی کو باپ کا پاس نہین ملکہ نے جھلا کر کہا اری گلرخسار کچھ تجھے سودا
ہوا ہی ہمارے روبرو یہ باتین کرتی ہی اے شہریار اسکو سزا دیجیے سعد اپنے مقام
سے اُٹھے چاہا چوٹی پکڑ لون برق نے ہنسکے کہا کیا افسوس کی بات ہی کہ آپنے غلام
کو نہ پہچانا مین ہون مقرر برق فرنگی سب حضور کے واسطے پریشان ہو رہے ہین
بادشاہ نے فرمایا آؤ آج شب کو چلین گے ملکہ نے بھی وعدہ کیا کہ مین بھی حضور
کے ساتھ چلونگی شمیمہ گیسو دراز ملکہ کا نام ہی یہان تو بادشاہ و برق فرنگی و ملکہ
شمیمہ سے وعدہ ہوا کہ شب کو نکل چلین گے مگر وہان جلند رکاب بارگاہ مین ابھی
بیٹھا ہی کہ طوفان تیز رو آیا بادشاہ نے کہا اے طوفان تونے سنا کہ کوئی دشمن آیا تھا

ہو وسعد کو لیگیا مین نے تامل کیا کہ ابھی نہ قتل کرون ورنہ اسی وقت اسی کو قتل کرتا مگر اب جو
کہین مل جائے تو فوراً قتل کرون طوفان نے کہا حضور مین سمجھ گیا ہون کہ جن جس
نے یہ چالاکی کی مگر زبان سے انکا نام نہین لے سکتا فکر مین ہون پتہ انکا ڈھونڈ کر لگا کر ابھی
عرض کرونگا پھر آپ کو اختیار ہے یہ کہکر طوفان پھر روانہ ہوا تمام لشکر مین خبر لیتا پھرتا
ہو مگر کہین پتہ نہین ملتا مگر یہ خوب سمجھ گیا ہو کہ لشکر ہی مین ہین کسی غیر کا کام نہین ہو پھر رات
گئی تھی کہ اپنے دیکھا طرف سے خیمے کے ایک نقابدار بارہ پوش بادپا ئیان پر سوار
اور آگے آگے ایک جوان آفتاب جمال نگر مسلح و مکمل نیچہ ایاب ہاتھ مین سپر پشت پر
پہلو سے ماہ تابان مین آفتاب النور پانچ سات کنیزین گھوڑیون پر سوار پیچھے پیچھے
پکارتی ہوئی آتی ہین کہ ارے گلچہرہ تونے ہماری گتھری اُٹھالی یار مین چھوڑ دی
وہ آواز دیتی ہو کہ او نرگس اندھی ہو گئی ہو مین پلٹ کر بار دو دی مین نہین گئی ادھر
چلی آئی اب جہان چلتے ہیں وہ رئیس اجل کا گھر ہو سب کچھ ملجائیگا طوفان نے بڑھکر
بادشاہ کو پہچانا یہ دیکھتے ہی بھاگا خدمت کو ہان مین آیا کہا ای پہلوان دوران
اب عرض کرتا ہون مجھکو ثابت ہو گیا اور مین نے بچشم خود دیکھا آپ کی صاحبزادی
سعد شہریار کو اپنے ساتھ لیے ہوے بھاگی جاتی ہین یہ سنکر کوہان اُٹھا کہا کہ ای
طوفان لشکر تیار کر وہ جوان ایسا نہین ہو کہ چند شخص کے روکے سے رُکے
جرأت مین بے مثل و بے نظیر ہو مجھے اُس سے محبت ہو گئی ہو مگر یہ حرکت بہت خلاف
کی کہ مجھے دشمنی پیدا ہوئی یہ کہکر ہتھیار لگانے کوہان تو باہر نکلا طوفان نے لشکر
مین قرنا کرائی پلٹنین رسالے تیار ہونے لگے بادشاہ کنارے تک پہونچے ہین
کہ پشت پر سے نعرہ ہوا ای سعد کہان جاتے ہو ٹھہرو کوہان بلند رکاب برق ولکا
نے کہا حضور گھوڑے کو بڑھا کر نکل چلیے بادشاہ نے فرمایا جرأت کے خلاف ہو
کہ حریف للکارے اور ہم جواب نہ دین برق نے کہا اندھیری رات مین کون
دیکھتا ہو مگر بادشاہ نے نہ مانا پلٹ پڑے فوجون نے آکر شاہ کو گھیرا ایک سوار
اجل گرفتہ نیزہ ہلاتا ہوا قریب سعد کے آیا اور نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ قلم کر دیا

ہاتھ تلوار کا مار دیا پھیلا گھوڑے کے منھ پر پڑا تھوتھنی جو مرکب کی کٹی گھوڑے نے جست کی دو دو سے سوار پر جا پڑا چار پانچ سوار اُس گھوڑے سے پامال ہوے لیکن کوہان بلند رکاب دور سے پہ تیزی بیکو رہا ہو کر بادشاہ اسلام شیرانہ لڑ رہے ہیں جو سامنے آیا الف شمشیر آبدار ہوا کوہان پکار رہا ہے کہ یارو تم دس بارہ ہزار ہو ایک شخص کا مار لینا کچھ بات نہیں ہے کوہان کی آواز سنکر پٹھین ملبوہ کرنے لگیں ملکہ نے جو دیکھا کہ بادشاہ پر فوج کا ہلہ ہے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر اندازی کرنے لگی اور برق فرنگی نے حقہ ہاے آتشبازی مارے جب حقہ مارا دس بیس کو جلا دیا کنیزون نے جو ملکہ کو تیر اندازی کرتے دیکھا یہ سب بھی تیر اندازی کرنے لگیں اب تو ہر وار مین ان مین گرتے ہین اُدھر کوہان غل مچا رہا ہے کہ یارو اگر قید ہو نکلگیا تو تم سب کی صورت سے بیزار ہو جاونگا چہار جانب سے گھیر لو کمندین مار کر گرفتار کر لو یہ جو کوہان نے کہا سب اہل فوج جھپٹے سعد کو کمندون مین گرفتار کیا مگر سعد نے گرتے گرتے آواز دی کہ او برق فرنگی ملکہ کو بچانا برق نے جب دیکھا کہ بادشاہ گرفتار ہو گئے اور سپاہی براے گرفتاری ملکہ بڑھے تو برق فرنگی نے چالیس حقے آتشبازی کے نکالے اور فوج پر داغ کر پھینک مارے کئی سو آدمی جلنے لگے وہ تو سب بجھانے مین مصروف ہوے برق نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ آپ تو نکلجائیے ملکہ نے مادیان کو بڑھایا پہلو پر لوگ کم تھے مادیان اُڑ کر نکلی کوہان نے دیکھا کہ ملکہ نکلی جاتی ہے آواز دی او طوفان ملکہ نے بڑی چالاکی کی اگر ہو سکے تو بڑھکر روک لے یہ سنکر طوفان بڑھا ملکہ نے تیر مارا کہ نشانہ طوفان کا نشانہ ہوا طوفان تو ٹھہر گیا ملکہ مادیان بڑھا کر نکلگئیں برق نے جب دیکھا کہ سعد تو گرفتار ہو گئے اور ملکہ نکلگئیں یہ بھی لڑتا ہوا نکلا طوفان قریب کوہان کے آیا کہا او شہریار ملکہ تو کمال تیزی سے نکل گئیں مگر سعد کو قتل کیجیے آپ کا بڑا نام ہوگا اس شخص نے تمام طلسم کو درہم و برہم کر دیا قدرت بہت خوش ہونگے فرمائین گے کہ کوہان نے سب کی جان بچائی کل اہل طلسم آپ کے ممنون ہونگے کوہان سعد کو لیکر پیشا ادھر ملکہ جو چلین

نسیم و قسیم تیار ہو کر چلے تھے کہ سامنے سے ملکہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ کون آتا ہے
یہ تو ملکہ بہمن گلیین کر یہ لوگ لشکر سعد شہریار کے ہین پکار کر کہا اے سرداران تاجدار
مین بدنصیب ہون شمیم گیسو دراز شہریار کے ساتھ نکلی تھی وہ لوگ گرفتار ہوگئے مین
نکل آئی نسیم و قسیم نے بڑھکر ملکہ کو ہمراہ لیا کہ برق بھی آکر پہونچا اسنے سب حال بیان
کیا سرداروں مین صلاح ہوئی کہ جا پڑو اور چھڑا کر شہریار کو رہا کر لو کہ وسیم بھی آکے
پہونچا کہا غضب ہوا اب سعد کے قتل کی تدبیر ہو رہی ہے طوفان نے بھی کوہان
سے کہا ہے کہ اگر انکو قید رکھیے گا تو یہ رہا ہو جائینگے بہتر یہی ہے کہ انکو قتل کیجیے
اب میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہے یہ سنکے نسیم و قسیم نے فوج مین قرنا کرائی
کوہان بیچ لشکر مین بیٹھا ہے سب فوج تیار ہر ایک آمادۂ حرب و پیکار دوارین استادہ
ہو رہی ہین جلاد حاضر ہین تلنگین لگا رہے ہین آوازین دیتے ہین فرد

مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست	سلطنت سلطان کند فرخندہ بر جلاد چیست

وہ وقت ہے کہ ستارۂ سحری چمک چکا سلطان زرین پوش لباس زرین زیب جسم
کرکے تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا کوہان اشارے کر رہا ہے کہ سعد کو قتل کرو
کہ صحرا سے گرد اڑی ضمیران کوہی مع بارہ ہزار فوج کے آکر پہونچا کوہان برائے
تعظیم اٹھا مگر ضمیران کی نگاہ جو سعد شہریار پر پڑی عاشق جمال ہوگیا پوچھا اے
کوہان یہ گنہگار کون ہے کوہان نے کہا اے برادر یہ وہ شخص ہے کہ جس نے اس طلسم
نوخیز جمشیدی کے فتح کرنے کا ارادہ کیا ہے اور بڑے بڑے پہلوان اس شخص کے
ہاتھ سے مارے گئے مگر مین نے اسکو زیر کیا گرفتار کرکے لایا ہون امیر اخطا وار ہے
ضمیران نے پوچھا نام اسکا کیا ہے کوہان نے کہا سعد شہریار نبیرۂ صاحبقران
عالیمقدار یہ سنکر ضمیران نے کہا اے برادر مجھکو یقین نہین آتا کہ تمنے اسکو گرفتار کیا
ہو دیکھو مسلسل و مطوق بیٹھا ہے زنجیرین ہلا رہا ہے تیور پر ہراس نہین ایسے جوان
کو تم کیونکر گرفتار کرتے صاف صاف کہو کوہان نے کہا اے برادر کیا مجھکو کم جانتے
ہو مین نے بڑے بڑے پہلوان زیر کیے ضمیران نے کہا مین اس جوان سے پوچھون

کہ تمکو کوہان نے کسطرح گرفتار کیا ہو کوہان نے کہا پوچھیے ضمیران ٹہلتا ہوا قریب سعد آیا کہا کیون شہریار آپ کو کوہان نے زیر کیا سعد نے فرمایا تمہارے کیٹہ سے معلوم ہوتا ہو کہ تم بھی پہلوان ہو یہ نامرد مجھکو کیا زیر کرتا کل فوج نے ملکر گرفتار کیا ہو یہ سنکے کوہان جھلایا تلوار کھینچکر بڑھا ضمیران ہان ہان کرتا رہا مگر کوہان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سعد نے ہاتھ اٹھا دییے تو آتش کی خانہ زور زین آکر سعد نے نعرہ کیا سعم

گر بہ بازار عشق از تف خون من است	شعلۂ شمشیر شان شمع حبگر سوز من
بشکنم این بند را وقت جنون من است	خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق
بہ نعرۂ او لیبن آن قید بشکست	خلیل اللہ بسم اللہ بر گفت

نعرہ کرکے اٹھ کھڑے ہوے کوہان سامنے سے بھاگا بادشاہ نے فرمایا ای ضمیران دیکھو یہی نشان جرأت ہو کہ سامنے سے بھاگے جاتے ہین ضمیران نے جھکا کہا اگر حضور کے خلاف نہ ہو تو مجھے امتحان کیجیے مین مکر و فریب نہین جانتا کیا مجال ہو کہ حضور کے خلاف ہو بادشاہ نے ضمیران کا ہاتھ تھام لیا فرمایا بسم اللہ جسطرح منظور ہو امتحان کرلو ضمیران نے کہا مین اسطرح نہ لڑونگا چار پہر سے تیجے مین تشریف رکھیے غلام کی دعوت قبول کیجیے اکھاڑہ تیار ہو پھر مقابلہ کیجیے بادشاہ نے قبول کیا ضمیران بادشاہ کو ساتھ لیکر اپنے بارگاہ مین آیا مگر کوہان کو بہت ہی ناگوار رہا اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہہ رہا ہو بھائی صاحب نے بہت ہی خلاف کیا صبح کو آنے بھونگا سردار کہہ رہے ہین کہ اسی وقت چلیے بارگاہ مین چلکر لوٹ لیے کوہان کہتا ہو اسوقت موقع نہین ہو صبح کو سمجھونگا اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہو اور بھائی پر طعن و تشنیع کر رہا ہو کہتا ہو میرے قیدی کو زبردستی رہا کیا مجھکو بڑا قلق ہوا یہان ضمیران نے شب کو سامان دعوت کیا تمام بارگاہ کو آراستہ و پیراستہ کرایا طائفے طلب کیے روشنی کرائی شب بھر ہنگامہ رہا عیش و عشرت مین گذری صبح کو ضمیران بادشاہ کو ساتھ لیکر باہر نکلا تمام خلقت مشتاق ہو ہر ایک کو یہی اشتیاق ہو کہ بادشاہ اور ضمیران سے مقابلہ ہو دیکھین کیا ہوا اکھاڑے پر تمام خلقت کا ہجوم ہوا ایکطرف

کو ہان کھڑا کہ رہا ہی ہرچند کہ بھائی صاحب نے میرے خلاف کیا مگر بادشاہ کو زیر کرینگے
ضمیران کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی اکثر مجھے زور رہا میں نے ضمیران کا امتحان کیا
ہی نہایت بچیت ہی ایکطرف عنتر برق فرنگی ودیہیم خدمتگار رہنے ہوے کھڑے ہیں اور
لوگون سے کہ رہے ہین کہ سعد بن قباد کل فنون مین طاق ہین جرأت مین بھی شہرہ
آفاق ہین ہمین یہی یقین ہی کہ ضمیران کو زیر کرینگے وہ ایسے نہین ہین بادشاہ لشکر
اسلام پانچ ہزار پانسو پچپن سردار اینکے مطیع ہین کہ ایک ایک آہنین کا وحید زمانہ ہی
ایسے ایسے پہلوان سیکڑون زیر کیے اُنکے ہاتھ سے مارے بھی گئے آج معرکہ عظیم
ہی دیکھو کیسے شگفتہ آئے ہین ضمیران کے ساتھ ساتھ ہین تیور سے معلوم ہوتا ہی
کہ غالب آئینگے یہان تو یہ ذکر ہی مگر ضمیران بادشاہ کو چھوڑ کر جانگ لنگوٹ باندھکر
اکھاڑے مین کود ڈنڈ دن پر مٹی چڑھا کر اکھاڑے مین ٹہلنے لگا اور للکار کر آواز دی
اے شہریار آئیے میرے آپ کے امتحان ہو بادشاہ فوراً اکھاڑے مین کود پڑے
ضمیران نے کہا لباس اُتار دیجیے جانگ لنگوٹ حاضر ہی اسکو جسم پر آراستہ کیجیے بادشاہ
نے فرمایا یہ ہمارا دستور نہین ہی کہ سر میدان برہنہ ہون جو زور عنایت پروردگار
ہی وہ صرف ہوگا یہ کہکر ضمیران کا ہاتھ تھاما کہا اے ضمیران آؤ امتحان ہوجاوے
ضمیران نے گردن پر ہاتھ رکھا بادشاہ نے بھی گردن پر ضمیران کی ہاتھ رکھ کے
ایک جھٹکا مارا کہ سر ضمیران کا زمین سے لگ گیا بمشکل سر اُٹھایا اُٹھکر بادشاہ سے
لپٹ پڑا بادشاہ نے کہا اے ضمیران اب اپنے کو نکال ورنہ ہیرا پنجہ قابض ہوتا ہی
آنکھیں کرکے مارونگا ضمیران نے کہا اے شہریار یہ گھوڑے کی سواری نہین ہی کہ ایک تیغ
مین دو ٹکڑے ہو دیا یہ فن کشتی ہی آپ خود سنبھلیے مگر جب بادشاہ پکڑ لاتے ہین ضمیران بچکر نکل
نکلتا ہی سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ بادشاہ کس لطف سے لڑ رہے ہین کہ
ضمیران عاجز ہو رہا ہی ہر مرتبہ یہی چاہتا ہی کہ کیونکر جان بچاؤن کیونکر چھوڑ کر
بھاگون تین پہر کامل کشتی ہوئی پہر دن رہے ضمیران ہانپنے لگا دل مین تردد ہوا کہ
دیکھیے کیا ہو حقیقت مین حریف سخت سے مقابلہ ہی آخر پہر دن رہے جب ضمیران کی

کوئی زبردستی نہ چل سکی تب بادشاہ کو ریلکر لے دوڑا پانچ سات قدم تک ریلکر لایا
وہان آکر گھٹنا مارا پایان گھٹنا بادشاہ کا جھکا مگر بادشاہ نے تڑپ کر اسکو مارا کہ پشت پا تک
غرق زمین ہوگئے ضمیران اوپر چھایا مثل دیو کے جھوم رہا ہی کمر زنجیر مین سعد کی ہاتھ
ڈالکر زور کیا مگر لنگر مین بادشاہ کے حرکت نہ پائی یہانتک کہ چہرہ سرخ ہوگیا آنکھون
سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے آخر تھک کر ہاتھ اٹھالیا اور کہا اب آپ کے زور کا
مشتاق ہون بادشاہ اپنے مقام سے اٹھے دونون مونڈھے ضمیران کے تھام کر
لے دوڑے ضمیران ہر قدم پر چاہتا ہو کہ رکون مگر رک نہین سکتا مثل پرکاہ کے اڑا
ہوا جاتا ہو سترہ قدم بادشاہ ریلکر لائے سترھوین قدم پر اسکو مارا کہ دونون گھٹنے
ضمیران کے اشتابہ زمین ہوئے بادشاہ نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے
زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا
زمین پر مارون ضمیران پکارا کہ مین اطاعت کرتا ہون امیدوار ہون کہ معاف
فرمائیے بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا مگر کوہان کے سامنے کھڑا ہوا اسکو بہت ناگوار ہوا
کہ بھائی صاحب نے اطاعت کی آواز دی کہ ہان یارو ان دونون کو گھیر کے مارلو
کل اہل فوج چلے بادشاہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بیحیا
وای نابکاران پر دغا منم شیر بیشۂ وغا بجرات شوکت یکتا لقب رہ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس جم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

ای کافران بے حیا و ای نابکاران پر دغا کیا خوب شاعر کہتا ہی یہی رنگ پسند آیا ہی نظم

اگر تیغ کین برکشم از غلاف	تزلزل فتد درمیان مصاف
وگر تیغ بر سنگ خارا زنم	زگاو زمین بیخ دربن بر کنم

ضمیران بھی ساتھ بادشاہ کے ڈر رہا ہی اپنے اطمرون کو قتل کرتا پھرتا ہی بادشاہ بلوے
مین گھرے ہوئے ہین دیہیم و برق نے بڑھکر لشکر مین خبر کی نسیم و قسیم و کل اہل
لشکر تیار کھڑے تھے فورا روانہ ہوئے یہان پہونچکر جو دیکھا کہ سعد شہریار نامدار

بلوے مین گھرے ہوے ہین ایک طرف سے کنارہ وار کر رہے ہین مگر بادشاہ پشت و
پہلو سے خبردار جتنے وار کیا اُسکا حربہ روکا جواب مین ہاتھ مار دیا کہ افسر کے دو ٹکڑے
ہوے تاک تاک کے افسرون کو مار رہے ہین مگر کوہان فوج کو ترغیب دے رہا ہو
شور و غل مچاتا ہو کہ ہان یارو تم ہزارون ہو انکو گھیر کر مار لو ہر طرف سے اہل فوج
بلوہ کر رہے ہین نسیم و قسیم نے وہین سے نعرہ کیا کہ او شہریار غلام آپکے آپہونچے
ان نامردونکی کیا مجال ہو کہ آپ سے لڑ سکین او کوہان تیری آرزو پوری ہوئی
اب اور کوئی مکر کر لیجئے تو کیا کر سکتا ہو یہ کہکر جا پڑے قسیم گو کہ سن رسیدہ تھا مگر جیسے
مین مقابلہ کوہان مین جا پڑا کوہان نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ قسیم کا سر زخمی ہوا نسیم نے
جو باپ کو اپنے زخمی دیکھا کوہان پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر کوہان نے
وار نسیم کے خالی دیکر تاکے سر پر ہاتھ مار دیا یہ جوان بھی زخمی ہوا کوہان نے
چاہا دونون کے سر کاٹ لون کہ دور سے سعد نے دیکھا رفیقون کا زخمی ہونا بہت
ناگوار ہوا وہین سے للکارا کہ او قابو پرست اگر ایک بھی میرا رفیق مارا گیا تو
قیامت برپا کرونگا یہ فرماکر مرکب کو کوڑا کیا گھوڑے کو اڑا کر مقابلہ کوہان مین
آئے نسیم و قسیم کو بچا کر سینہ سپر کر دیا کوہان نے جو سعد کو قریب پایا ہر چند چھلے
کیے مگر سعد کسی جانب نہ متوجہ ہوے جب کوہان نے دیکھا کہ بادشاہ دھوکا نہین
کھاتے تو ہاتھ تلوار کا مار دیا سعد نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے سے ہاتھ
نکالکر ہاتھ مار دیا کہ کوہان کے دو ٹکڑے ہوے افسرون نے جو دیکھا کہ کوہان
مارا گیا دوڑکر قدمون کو سعد کے بوسہ دیا عرض کی ہم تابعدار ہین مگر کیا کرین کہ
کوہان یہی چاہتا تھا کہ آپ کو مٹائے مگر پروردگار نے آپ کو مرتبہ طلسم کشائی
عطا کیا ہو آپ سے کون لڑ سکتا ہو سب افسر آکر قدمون پر گرے عذر تقصیر کرنے
لگے بادشاہ نے سب کو گلے سے لگایا سب بصدق دل مسلمان ہوے ضمیران
خوش خوش پھر رہا ہو کہتا ہو آج مجھے دولت کونین حاصل ہوئی کہ ملازمت مین
شاہ کی پہونچا یہی چاہتا تھا کہ خدمت شہریار مین پہونچون آج آرزو پوری ہوئی

سبحان اللہ کیا جری و بہادر ہین جو ڈرا اُسے قتل کیا اور جو اطاعت کے خواہان ہوے اُنھین
شہریار نے پناہ دی کیا اُنکا شکریہ ادا کرین اب ہم ملازمان خاص ہوے بندۂ اخلاق
ہوے بادشاہ ضمیران کو ساتھ لیے ہوے مع کل لشکر نئے نئے افسر سب کو ساتھ لیکر
لشکر مین آئے ضمیران کو ایک مقام پر اُترنے کے واسطے حکم فرمایا قسیم نسیم اپنی بارگاہ
مین بیٹھے ہین یہ بھی حاضر خدمت ہی یہی کہ رہا ہی کہ بادشاہ نے وہ کار نمایان کیا جو
بہادرون کا دستور ہی مگر کوہان کو بہت شاق ہوا اُسکو بادشاہ سے بغض تھا آخر انجام یہ ہوا
کہ وہ مارا گیا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے ہوے آخر مکر کا یہ بدلا ملا کیسا نفع حاصل
ہوا کہ لاش جنگل مین پڑی سڑی افسران فوج نے عرض بھی کی کہ اگر حکم ہو تو لاش اُس مردود
کی اُٹھائین ضمیران نے جواب دیا کہ وہ کفر مین مارا گیا ہمین کوئی ضرورت نہین ہی
کہ اُسکی لاش کو اُٹھائین یا دفن کرین یا جلا دین ہمارا تو مذہب اسلام ہی اگر دفن کرین
تو یہ بہتر نہین کیونکہ وہ کافر تھا مگر سعد کو جو یہ خبر پہونچی فرمایا ای ضمیران مردے سے
ساتھ دشمنی نہ کرو اسکو دفن کرا دو ہمین بہت ناگوار ہی تب جا کر ضمیران نے لاشہ
اُسکا جنگل مین پھنکوا دیا سب اہل لشکر کوہان کو برا کہتے تھے ہر ایک کا یہی قول
کہ کوہان نے اپنا انجام خراب کیا بادشاہ نے فرمایا ای قسیم تاجدار ہم اب براے
شکست مرحلہ ہفتم جاتے ہین لشکر سے ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کوئی آفت پڑے یہ
فرما کر لشکر کو اُسی مقام پر چھوڑ کر ارادہ جانیکا کیا اور بعد نماز سحر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ
پایا کہ ای طلسم کشا حاکم مرحلہ ہفتم کا میلاد خارہ شکن ہو بڑے بڑے مکار اُس کے
ساتھ جمع ہین بہت سمجھ کر جائیگا بدون ملاحظہ لوح کے کوئی کام نہ کیجیےگا یہ احکام
ملاحظہ کرکے بادشاہ جمجاہ سردارون سے رخصت ہوکے ایک صحراے ہولناک مین
تشریف لائے ایک نخل کے سایہ مین بیٹھکر اسم حاشیہ لوح پڑھا جیسے ہی اسم حاشیہ
لوح پڑھا دیکھا بادشاہ نے کہ قیصور جنی بصورت اصلی آکر حاضر ہوا کہا میرے کاندھے
پر سوار ہو جیے اور باغ لالہ زار مین چلیے لالہ زار جادو آپ کی مشتاق ہی پیچ
سب فشان بلین گے بادشاہ جمجاہ کاندھے پر قیصور کے سوار ہوے قیصور

بادشاہ کو لیکر چلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او قیصور جبنی
طلسم کشا کو لیے جاتا ہے میں روکنے آتا ہوں دیکھا کہ ایک دیو دہاڑتا ہوا پیدا ہوا
قیصور نے جو دیو کو دیکھا پسینہ آگیا بادشاہ کو پشت سے اتار کر الگ کھڑا ہوا اُس
دیو نے آکر بادشاہ کو گھیرا اور وار لگائی بادشاہ نے تیغ طلسمی سے دست کو قلم کیا
دیو نے چنگل مارا بادشاہ نے کلائی تھام کے ایک جھٹکا مارا کہ دیو منہ کے بل جھکا
بادشاہ نے ایک گھونسہ مارا دیو نے ایک چیخ ماری کہ او آدم زاد مجھے چھوڑ دے
مگر بادشاہ کب چھوڑتے ہیں دو تین گھونسے ایسے مارے کہ دیو کی پسلیاں ٹوٹ گئیں
شاخ کو توڑ ڈالا خون کا پرنالہ مثل دیو کے بہا ہاتھ چھڑا کر بھاگا بادشاہ نے چاہا کہ
تعاقب کریں قیصور نے کہا پیچھا نہ کیجیے اے شہریار ایسے ایسے مقام سخت وصعب ہیں
کہ جہاں سے گزرنا دشوار ہوگا آپ میرے ہمراہ چلیے سامنے دیکھا کہ ایک درہ کوہ
ہے دو ہاتھی سر سے سر ملائے ہوئے راستہ درے کا روکے کھڑے ہیں قیصور نے
کہا آپ اس راستے سے نکلیے درہ کوہ میں داخل ہوجیے اُس پار ہیں ملیگا بادشاہ
جھکا وہ بیچ میں اُن ہاتھیوں کے آگے دونوں ہاتھ ماتھے میں لگا کر دونوں ہاتھیوں کو
ہٹایا اور بیچ میں سے آپ نکل کے فوراً درہ کوہ میں داخل ہوئے مگر ہاتھیوں نے
آپس میں ٹکر کر سر پھاڑے جب دونوں ہاتھی گرے تو بادشاہ نے درے میں آکر
دیکھا کہ ایک طرف فرش بچھا ہے اور ایک نازنین نہایت حسین مسند پر بیٹھی ہوئی
یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

اے جنوں رکھیو بیابان میں سواری تیار | آجکل چلنے کو ہے باد بہاری تیار
مجھکو مجنوں سے بھی جس وقت کہ لاغر پایا | کشتی اُڑنے کو ہوئی باد بہاری تیار
سرمہ انداز جفا قہر قیامت مستی | فتنہ انگیزی کی ترکیبیں ہیں ساری تیار
رزق ہر صبح ہو بختا ہو مجھے بے منت | خون دل لخت جگر کی ہو نہاری تیار
تیرے دیوانے کی وحشت ہو زیادہ ہر سال | بیڑیاں ہوتی ہیں ہر مرتبہ بھاری تیار
تخت تابوت کہاں ننگے غبار اٹھاؤ | پاؤں کے گھونگرو کی آتش ہو سواری تیار

وہ نازنین اپنے مقام سے براے تعظیم اُٹھی عرض کی اے شہریار آئیے بادشاہ نے
جو جمال بے مثال اُس مہ جبین کا دیکھا بیقرار ہو گئے مسند پر بیٹھے تو اُس نازنین نے
کہا حضور نے کنیز کو پہچانا لوح کو ملاحظہ فرمائیے میرا نام لالہ چمن آرا ہی مین مدت سے
مشتاق تھی جب لوح دیکھیے گا تو میری خیرخواہی ثابت ہوگی بادشاہ نے لوح کو دیکھا
لکھا تھا اگرچہ جادوگرنی ہے مگر جو کچھ کہتی ہے وہ سچ کہتی ہے آپ اسکے ہمراہ جائیے یقین ہے
کہ ایسے مقام پر پہونچا دے کہ آپ کو فتح حاصل ہو بادشاہ جمجاہ نے فرمایا اے لالہ جادو
مجھکو معلوم ہوا کہ تیرے مزاج مین فریب نہین ہے جادوگرنی نے عرض کی کہ مین فقط
یہ خواہان ہون کہ جب آپ لشکرکشی کرین تو شاہزادیون کے ساتھ مین بھی ہون
اور جمشید کو بھی معلوم ہو کہ لالہ جادو نے اپنا رنگ جما لیا یہ تو حضور کو معلوم ہو گیا
کہ مین ستارہ نہین ہون میلاد خارہ شکن جو یہان کا حاکم ہے اُسنے ایک مقام قرار
دیا ہے کہ لالہ زار وہان کا حاکم ہے اول حضور کو مناسب ہے کہ چلکر اُسکو قتل کیجیے تب
میلاد کا پتہ ملیگا قیصور جنی کہ کود کے اُس پار آیا بادشاہ کا انتظار کر رہا تھا جب دیر
ہوا تو تعجب آیا کہ ایسا نہ ہو لالہ چمن آرا کوئی فریب کرے یہ سوچکر درے مین گھس آیا سامنے
آکر سلام کیا کہا اے شہریار کیا تدبیر ٹھہری لالہ نے کہا اے قیصور جنی ہم کبھی فریب نہ کرینگے
دنیا کے طالب سے تجھے بخوبی جانتے ہین کہ جو اُنکا ساتھ دیگا وہ سرفراز ہوگا اور جو
اُنکا ساتھ نہ دیگا وہ مارا جائیگا یا گرفتار ہوگا قیصور کو اطمینان ہوا کہا اے شہریار
میری پشت پر سوار ہو جیے اور مقام لالہ زار پر چلیے بادشاہ جمجاہ طرف لالہ کے
متوجہ ہوئے لالہ نے کہا بسم اللہ جو قیصور رکھتا ہے وہی کیجیے لالہ اپنے مقام سے
اُٹھی بادشاہ کو ساتھ لیکر بیرون درہ کوہ آئی بادشاہ تو پشت پر قیصور کی سوار
ہوئے چند قدم قیصور چلا تھا کہ لالہ نے آواز دی اے شہریار کنیز کو بچائیے بادشاہ
نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک شیر صحرائی لالہ پر حملہ کر رہا ہے اور بیچاری لالہ چیختی جاتی ہے گیسو
بکھرے ہوے طرف لالہ کے آتا ہے لالہ غل مچا رہی ہے بادشاہ پشت قیصور سے
کودے اور جست کرکے سامنے شیر کے آئے للکارا کہ اے سگ صحرائی جا رے

دوست پر ہاتھ ڈالتا ہو جو مطلب نکالتا ہو خبردار آگے نہ بڑھنا اُس شیر نے بادشاہ پر حملہ کیا
بادشاہ نے کلائی شیر کی پکڑکر ایک گھونسہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا شیر زمین پر گرا شکم سے
اُسکے ایک طائر نکلا اُسنے نکلتے ہی منقار میں لال کو اُٹھا لیا اور لیکر روانہ ہو گیا ہر چند
بادشاہ نے قصد کیا کہ تیر ماروں مگر طائر کب رُکتا ہے فوراً لیکر بلند ہو گیا اور نگاہ ہوسے
غائب ہوا قیصور نے کہا غلام تو رخصت ہوتا ہے آپ اول لال کو رہا کریں بغیر اُسکے
مقام لالزار نہ ملیگا لالزار نے بڑے دام پھیلائے ہیں اور لالہ جبین آسا رازدان
ہے یہ کہکر قیصور رخصت ہوا اسعد نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ وہ شیر صحرائی دیکھا
شعبدہ لالزار تھا اگر طائر لال کو لیگیا تو کوئی مقام تردد نہیں ہے سامنے جو چاہ نظر ہے
اُسکے قریب اپنے کو پہونچاؤ ایک اژدہا قلابۂ آتشیں چھوڑتا ہوا چاہ سے پیدا ہوگا
تامل نہ کرنا اُسکے دہن میں اپنے کو گرا دینا مقام ضرورت پر پہونچوگے بادشاہ لوح
دیکھکر قریب کنوئیں کے آئے دیکھا ایک اژدہا کنوئیں سے منہ نکالے شعلہ ہائے آتش منہ سے
چھوڑ رہا ہے بادشاہ قریب پہونچکر بے خوف کود پڑے کچھ گرمی نہ معلوم ہوئی یہ
معلوم ہوتا تھا کہ بلندی سے کودا ہوں جب پانوں زمین پر قایم ہوئے تو دیکھا کہ
صحرائے ویران کف دست میدان سارا جنگل سنسان بونڈنے گرد کے اُٹھ رہے
ہیں درخت سوکھے ہوئے پتوں کا ڈھیر غول ہائے بیابانی کہ آنکھیں اُنکی مشعل
سے روشن تمام جسم پر بال بادشاہ کو دیکھکر غلغلہ کرتے ہوئے دوڑے چوبدستیں
ہاتھ میں قصد تھا کہ بادشاہ کو ماریں مگر بادشاہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلادت
تلوار کھینچکر غولوں سے لڑنے لگے جسنے حملہ کیا بادشاہ نے ہاتھ تلوار کا مار دیا جب
دو چار غول مارے گئے تو اور سب غلغلہ کرتے ہوئے بھاگے بادشاہ اُنکے پیچھے
چلے سامنے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش طالب کھلا ہوا ہے وہ غول سب
باغ میں گئے بادشاہ بھی اُنکے پیچھے باغ میں آئے غولونکا نشان نہ تھا مگر باغ سر
سبز و شاداب نہریں لاجواب بلبل شیدا پہلوئے گل میں پھولکر بیٹھی ہوئی نغمہ سرائی
کر رہی ہے کہ زمزموں سے اُسکے یہ آواز آتی ہے نظم

باعث گریہ خیال نرگس مستانہ ہے — دل مرا مینا سے ہی ہے چشم تر پیمانہ ہے
دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے — روح قالب میں نہیں ہے بزم میں پروانہ ہے
نور رخسار صنم سے اور مژہ کے عکس سے — شانہ تھا سو آئنہ ہے آئنہ سو شانہ ہے
کرتے ہیں محروم رحمت ہی عبادت کا شمار — سبز کیا باران سے ہو تسبیح کا جو دانہ ہے
بال سلجھاتا ہے وہ دست حنائی سے جو آج — پنجۂ مرجان ولا ان گیسوؤں کا شانہ ہے
نام سرسبزی ہے جسکا بوستان دہر میں — اے نہال آرزو وہ سبزۂ بیگانہ ہے
مجھکو حاجت ہے کبوتر کی نہ قاصد کی تلاش — یار رہبر اشک ہے قاصد مرا پروانہ ہے
رات دن ہے جو تصور گیسوئے شبرنگ کا — پنجۂ خورشید بھی اک آبنوسی شانہ ہے
بعد مجنون میری تربت ہوا پیدا جو تخم — استخوان سونگھا مرا جس سگ نے وہ دیوانہ ہے

بادشاہ اِن آوازون کو سن رہے ہیں مگر حیران کہ یہ طائران چمن کیسی نغمہ سرائی کر رہے ہیں کہ اشعار بحر بی ثابت ہوتے ہیں مگر بادشاہ کو دیکھکر وہ طائر چپ ہو گئے جب کہ بادشاہ گو زیرے طائر شاخون سے اُڑ گئے اور باغ سے نکل گئے بادشاہ یہ ماجرا دیکھتے ہوئے طرف بارہ دری کے چلے بارہ دری کے قریب آکر دیکھا کہ جلسہ جما ہوا ہے ایک تاجدار بیچ میں گرد خادم خدمتگار اُس تاجدار نے جو بادشاہ کو دیکھا اپنے مقام سے اُٹھا اور سلام کر کے عرض کیا کہ تشریف لائیے آپ نے مجھے سرفراز کیا مگر میں اس مقام پر مثل قیدیون کے ہون امیدوار ہون کہ دشمن سے مجھے نجات دلوائیے بادشاہ نے فرمایا کہ دشمن تمہارا کہان ہے عرض کی کہ آفات جادو آتا ہوگا اُسنے کئی سال سے مجھے قید کیا ہے یہ مجال نہیں کہ باغ سے نکلون ہر وقت جفائیں کرتا ہے اور یہی کہتا ہے کہ اگر یہان سے نکلوگے تو مار ڈالونگا اب چند سے یہ خادم وغیرہ مقرر کیے اسکی جو زوجہ ہے وہ بلاسے روزگار ہے اِس غلام سے آپ کے طالب وصل ہے لیکن ابتک تو مین نے قبول نہیں کیا وہ انکار وصل پر بہت برہم ہوتی ہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا ایک جادوگر تخت پہ سوار ایک تاج یاقوتی سر پر رکھے ہوئے اور آواز دیتا ہوا کہ اے رفیق تاجدار جلد اکام کرو اگر بادشاہ کو پھنسا لیا

تھو کر ہوشیار ہوجائیں رفیق نے اشارہ کیا کہ آپ آپئے میں سنے باتون مین لگا کے
بٹھایا ہو وہ جادوگر اترا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے فرمایا اے آفات جادو کیون
بندۂ خدا پر اسقدر بدمست کرتا ہو آفات نے کہا کیون اے رفیق تونے بادشاہ سے
بیان کیا شاید حال اپنا کہدیا جب تو طلسم کشا مجھے یہ کہتے ہین کہ بندۂ خدا پر کیون تو
بدعت کرتا ہو دیکھ تجھکو سزا دیتا ہون یہ کہکر کوڑا لیکر بڑھا بادشاہ نے فرمایا اے آفات خبردار
اگر کوڑا اسکے بدن سے چھو گیا تو قیامت برپا کرونگا مگر آفات نے نہ مانا بڑھکے
چاہا کوڑا مارون کہ بادشاہ نے کلائی آفات کی پکڑلی آفات نے ایک چیخ ماری
کہا صاحب جلدی آؤ مجھے طلسم کشا مارے ڈالتا ہو یہ جو آفات نے آواز دی آسمان
سناٹا ہوا دیکھا ایک جادوگرنی کہ یہ منظر نیلی چادر اوڑھے ہوے ایک اژدہے پر
سوار آکر پہونچی اور بادشاہ پر برق بنکر گری بادشاہ نے کلائی اسکی چھوڑدی اور
جادوگرنی کو ایک تماچہ مارا کہ سر اسکا اڑ گیا آفات نے جو دیکھا کہ زوجہ میری قتل ہوئی
جان کے خوف سے بھاگا رفیق تاجدار نے کہا او شہریار اگر یہ نکلا جائیگا تو بڑے
فساد برپا کریگا کل شب سے یہی صلاح کر رہا تھا کہ اگر طلسم کشا آئین تو انکو دام کلام
مین گرفتار کر لینا مین نے حضور سے مفصل حال کہدیا جب سے مین یہان قید ہوا
کئی مرتبہ ایک بزرگ عالم خواب مین آئے اور فرما گئے کہ اے رفیق تو رفیق طلسم
کشا ہوگا راہ خدا مین جہاد کریگا اور سرداران نامی تیرے مرتبے پر رشک کرینگے
تیرا مرتبہ زیادہ ہوگا لہذا شکر کرتا ہون کہ ملازمت نصیب ہوئی او رظالم جادو قتل
ہوگی مگر آفات نہ جانے پائے بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری نین
پھال کا تیر پیوست کیا اسم حاشیۂ لوح پڑھکر تیر مارا آفات نے چاہا بچون مگر وہ تیر
کب خطا کرتا ہو سینے پر پڑا کر پشت کو توڑکر پار گذرا لاشہ آفات جادو کا زمین پر گرا
رفیق نے اٹھکر قدمونکو بوسہ دیا کہا حضور نے بڑے دشمن سخت کو مارا بادشاہ نے
رفیق کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے رفیق تاجدار تمھارے ملنے سے مجھے بڑی خوشی
ہوئی مگر لالہ نے ایک نازنین کو ایک طائر گرفتار کرکے لایا ہو تمھین کچھ معلوم ہو

ہین اُسکی جستجو مین سرگردان ہون رفیق نے کہا سامنے جو قصر ہو اُسمین ایک جادوگر
نہنگ خرس طینت نامے آج دوسرا دن ہو ایک نازنین کو لیکر آیا ہو وہ فریاد کرتی
تھی کہ کیون مجھپر بدعت کرتا ہو مگر وہ خواہان وصل تھا شب کو بھی رونے کی آواز
آتی تھی عجب اشعار پر درد پڑھ رہی تھی کہ دل جلتا تھا کسی سے سُنے نہین جاتے تھے
کہ دو چار اشعار اس حقیر کو بھی یاد ہین

نظم

آگئی موت غضب ہجر مین ہیہات مجھے
اب کہان یار سے امید ملاقات مجھے

کبھی نالہ کبھی گریہ کبھی وحشت کبھی غش
کیا ہی اے عشق کیا تونے خوش اوقات مجھے

فرقت یار مین انسان ہون مین یا کہ سحاب
ہر برس اسکے سوا جاتی ہی برسات مجھے

ہمہ تن چشم ہو تارون سے ذرا تکنے لیے
تیری فرقت مین ہوئی رو بہ یہ بات مجھے

کسی نعمت سے مین واقف نہین جز بادۂ تلخ
نہ رہا اب تو بجز تارک لذات مجھے

جتنے ادنی ہین سمجھتا ہون مین اعلی ناسخ
صاف خورشید نظر آتے ہین ذرات مجھے

شب کو جو مین نے یہ اشعار سُنے دل بیقرار ہو گیا کہ یہ کون دردرسیدہ ہو کہ جو اس
طرح کے اشعار پڑھ رہا ہو جب رات کو زوجۂ آفات آئی تو مین نے اُس سے
پوچھا کہ مفصل بتا یہ کسکی آواز ہو کہ صدا مین ایسا سوز وگداز ہے جس سے دل بیقرار ہوتا ہو
اُسنے بیان کیا کہ لالہ چمن آرا ایک شاہزادی آفتاب جمال ہو اُسکو نہنگ خرس طینت
گرفتار کرکے لایا ہو وہی شاہزادی بیقرار ہو اُسکی آواز مین یہ سوز وگداز ہو کہ دل کے
ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہین نہنگ خرس طینت بدعت کر رہا ہو مگر وہ شاہزادی
ایسی ثابت قدم ہو کہ بدمتین اُسکی گوارہ کرتی ہو مگر وصل اسکا نہین قبول کرتی
بادشاہ یہ خبر سُنکر طرف اُس قصر کے چلے کہ ایک زنگی بام پر بیٹھا تھا تیغ کھینچکر کودپڑا
اور آواز دی کہ اے طلسم کشا یہان آنیکا ارادہ نہ کرنا ناموس نہنگ خرس طینت
یہان موجود ہو اگر اُسپر ہاتھ ڈالا تو وہ قیامت برپا کریگا اتنا بڑا جادوگر زبردست
ہو کہ زمین کو ہلادیگا رفیق پکار رہا ہو کہ اے شہریار اس زنگی سے بچئے کہ یہ زنگی بیاباں
بڑا شعبدہ باز ہو ایسا نہو کسی فریب مین پھنسا لے تو باعث خرابی ہو مگر بادشاہ نے

کچھ خیال نہ کیا مقابلے مین زنگی کے پہونچے زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے فورًا وار اُسکا روک کر ہاتھ مار دیا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے دو زنگی اُسکے بنکر تیار ہوے دونون نے شاہ پر حملہ کیا پھر شاہ نے ایک کو قتل کیا تھوڑے عرصے مین اسقدر زنگی جمع ہوے کہ تمام باغ مملو ہوگیا حیران ہو رہے ہین اور دعائین مانگ رہے ہین کہ پروردگار کیا کرون اس مشکل کو آسان کردے اپنا رحم شریک حال پر ملال کر

نظم

یارب توہی سامع الدعا ہو — یارب توہی غافر الخطا ہو
ہرجا ہو ترا ظہور قدرت — ہرشئ مین ہو تیرا نور قدرت
تو واحد و رازق و امین ہو — تو وارث و باعث و معین ہو
حاکم عادل حکیم ہو تو — صادق و راحم کریم ہو تو
توہی ہو قوی توہی ہو قادر — توہی اول ہو توہی ہو آخر
لاعلم لنا علیم سب ہے تو — حادث ہم سب قدیم ہو تو
یوسف کی بچائی جان تونے — موسیٰ کو دکھائی شان تونے
ذوالکفل کی تونے کی کفالت — بخشی آدم کو تونے جنت
طوفان سے نوح کو بچایا — ادریس کو خلد مین بلایا
زیبا ہو تجھی کو کبریائی — توسب کا خدا تری خدائی
تو باقی و قائم و توانا ہو — تو ذوالمنن و کبیر و دانا
تو دونون جہان کا بادشاہ ہو — جوکچھ ہو یہان وہان ترا ہو

بادشاہ دعائین مانگ رہے ہین اور زنگیون کو قتل کرتے جاتے ہین تمام باغ و صحرا زنگیون سے بھر گیا ہو کہ قیصور جنی اُڑتا ہوا آسمان پر آیا پکار کر آواز دی کہ اے شہریار لوح ملاحظہ فرمایئے اُستاد آپ کے پاس موجود ہو اُس سے ہدایت نہین لیتے یہ شعبدہ اہالیان طلسم مین ایسا نہ ہو کہ وہ ساحر آجائے یہ اُسکے متعلقین ہین اس زنگی نے وہ شعبدہ دکھایا کہ آپ عاجز ہوے بادشاہ نے

پڑھکر شمشیر زنی کرتے ہوئے ایک نخل کے سائے مین پہونچے اور لوح کو ملاحظہ کیا
نوشتہ پایا کہ سامنے قصر کے دیکھو پیل پایہ کی آڑ پکڑے ہوئے وہی زنگی کھڑا ہی اُسکو تیر سے
مارو جبتک وہ نہ مارا جائیگا یہ بلوہ کم نہ ہوگا بادشاہ لوح کو دیکھکر شگفتہ ہوگئے کمان
کیانی کاندھے سے اُتاری طرف قصر کے دیکھا کہ وہی زنگی سحر کر رہا ہی اُسکے سحر سے زنگی
بڑھتے جاتے ہین بادشاہ نے اسم حاشیہ لوح پڑھکر تیر مارا وہ تیر پیشانی پر اُس زنگی
کے پڑا کہ سر اُسکا زخمی ہوا اور سر اُٹھا خون کا بلند ہوگیا جس زنگی پر قطرہ خون پڑا دو چار
ہوگیا تھوڑے عرصے مین سب زنگی جلکر خاک ہوئے لاشین بھی غائب ہوگئین زنگی
کو مار کر بادشاہ آگے بڑھے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کھلا ہوا ہی اور کسی کی آواز آرہی ہی
کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم مجھکو جمال بے مثال بادشاہ دکھا دے مگر بہت دشوار
ہو کہ جمال بے مثال دیکھون قلب کو تسکین دون بادشاہ یہ آواز سنکر بیقرار ہوگئے
دل سے فرماتے ہین یہ کون درد رسیدہ ہی کہ بلک بلک کر رو رہا ہی جسکی آواز سے
دل ٹکڑے ہوتا ہی متردد و پریشان قصر مین آئے دیکھا ایک قفس لٹکا ہوا اُس قفس مین
لالہ چمن آرا زبان مین سوزن ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوئے شکر ادا کر رہی ہی ہر مرتبہ
عرض کرتی ہی کہ اے کریم و رحیم تو واجب التعظیم ہی رحم اپنا شریک کر بادشاہ نے پکار کے
آواز دی کہ اے لالہ چمن آرا کیون گھبراتی ہی پروردگار نے مجھکو پہونچایا لالہ نے جو
جمال بے مثال بادشاہ دیکھا مثل گل شگفتہ ہوگئی بادشاہ نے بڑھکر چاہا قفس اُتارین
کہ پہلو سے آواز آئی اے جوان خبردار قریب قفس نہ جانا بادشاہ نے دیکھا ایک ساحر
مہیب شکل بال چہرے پر پریشان للکارتا ہوا آتا ہی کہ خبردار آگے نہ بڑھنا مگر بادشاہ نے
کچھ خیال نہ کیا چاہتے ہی قفس اُتارا کہ پہلو سے اُس ساحر نے تیغے کا ہاتھ مارا فوراً
بادشاہ نے تلوار کو تلوار پہ روک کر ہاتھ مار دیا کہ اُس ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے
اندھیرا ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام من نہنگ
خرس طینت بود لالہ چمن آرا کی قید ٹوٹ کر گری بادشاہ نے زبان سے سوزنی
نکالی سوزن جو زبان سے نکلی لالہ نے تڑپ کر قفس توڑا نکلتے ہی قدمون پر گری

تصدق ہونے لگی کہتی تھی ای بادشاہ نامدار آپ نے اِس کنیز کو قید سے چھڑایا بڑی آفت
سے بچایا اب مین امیدوار ہون کہ میرے ساتھ چلیے ہین اُن مقامون پر پہونچاؤن
اور حضور کو لے چلون کہ جہان حضور کے سب دشمن ہین اگر حضور نے اُنکو مار لیا تو
رسائی آپ کی تا بمیلاد خارہ شکن ہوگی جب وہ قتل ہوگا تب مرحلہ فتح ہوگا بادشاہ
نے لالہ چمن آرا کو ساتھ لیا اور رفیق تاجدار بھی ہمراہ ہو اُس باغ سے باہر نکلے جاتے
تھے بموجب ہدایت اُس نازنین کے روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک
جوان نہایت حسین و جمیل پشت مرکب پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان جرار لیکن
بال سب کے بکھرے ہوئے ناخون بڑھے ہوئے لباس میلے اُس تاجدار نے جو دور سے
بادشاہ کو دیکھا گھوڑے سے اُترا سلام کرتا ہوا قریب آیا قدمون سے لپٹ گیا
عرض کرتا تھا ای شہریار حضور کے تصدق سے غلام نے رہائی پائی لغمان تاجدار
میرا نام ہو نہنگ خرس طینت نے مجھکو اور میری فوج کو درہ کوہ مین بند کر دیا تھا
آب و دانہ تک نہ پہونچا تا تھا مگر قریب کوہ ایک باغ ہو اُس مین کوئی شاہزادی
رہتی ہو مین نے سُنا ہو کہ نام اُسکا عدالت گستر ہو اُسنے یہ مقرر کیا ہو کہ قیدیون کو
کھانا پہونچاتی ہو بعد کئی دن کے ملکہ عدالت گستر آئین اور ہم سب کو کھانا کھلایا
اور فرمایا کہ گھبراؤ نہین روز تم سب کو کھانا پہونچیگا کیا گذارش کرون اُسکی بھولی
بھولی باتین صورت سے لیاقت پیدا ہو غلام اُسپر مائل ہو مگر چونکہ خود مقید تھا کچھ
ذکر سکا کلیجہ تھام کر رہگیا مگر وہ مہ جبین آٹھوین دن آتی تھی اور کھانا عمدہ سب کو
کھلواتی تھی آج جو حضور نے نہنگ خرس طینت کو مارا تو درہ کوہ کھل گیا ہم
سب نے قید سے رہائی پائی اور ایک آواز آئی کہ ای لغمان تاجدار جاکر بادشاہ
جمجاہ کی قدمبوسی کرو غلام حاضر ہوا اب حضور کے ساتھ رہونگا لیکن اگر ہو سکے
تو اُس باغ مین تشریف لے چلیے بادشاہ ہمراہ لغمان تاجدار کے چلے تھوڑی دور
چلکر ایک باغ معلوم ہوا دروازے پر باغ کے چند کنیزین ٹہل رہی تھین لغمان کو
دیکھکر بھاگین جاکر ملکہ عدالت گستر سے اطلاع کی کہ لغمان تاجدار تشریف لاتے ہین

عدالت گستر یہ کہکر کہ خداے آسمانی نے بڑا فضل کیا کہ وہ ظالم قتل ہوا جو بندگان خدا
کو آزار پہونچاتا تھا برا ے استقبال بیرون باغ آئی نعمان کا ہاتھ تھام لیا بادشاہ
کو سلام کیا اور عرض کی کہ حضور کے دشمن جو تھے وہ مارے گئے حضور نے جھککر سرفراز
کیا اندر تشریف لے چلیے نعمان تاجدار و سعد شہریار اور قیصور حبشی باغ مین آئے
باغ کو آکر دیکھا کہ بہار و نزہت مین لاجواب نہرین انتخاب پانی وہ صاف و شفاف
کہ آب گوہر پانی بھرے نخل سرسبز و شاداب چمن ہاے طلائی لاجواب طائرون کی
زمزمہ سرائی باغ کی رعنائی و زیبائی فوارے چھوٹ رہے ہین معلوم ہوتا ہو کہ موتی
لٹ رہے ہین یا مروارید کے خزانے لٹ رہے ہین بادشاہ نے جو باغ بہشت آئین
دیکھا بہت پسند فرمایا کہا اے عدالت گستر تمھاری رحم دلی نے اس مقام کو آباد رکھا
ورنہ یہان کے قیدی تڑپ تڑپ کر مرتے جتنے ساحر تھے ظالم بیدرد کبھی کسی پر رحم
نہ کرتے ملکہ نے کہا مگر حضور نے ایسے شخص کو مارا کہ سرحد پاک ہوگئی بادشاہ نے
فرمایا مین یہی چاہتا ہون کہ بندگان خدا جو مصیبت مین ہین رہائی پائین قید سے چھوٹ
جائین عدالت گستر نے کہا اس حوالی مین کئی سو تاجدار مقید ہین بڑے بڑے
جادوگر انپر نگہبان ہین وہ تاجدار بدست ساحران سے حیران ہین حضور فکر کر کے
انکو رہا فرمائین بادشاہ نے فرمایا مین خاص اسی واسطے آیا ہون یہ فرما کر لوح کو
ملاحظہ فرمایا مضمون دیکھا تو معلوم ہوا کہ زندان خانۂ طلسمی اسی سرحد مین ہو بادشاہ
باغ سے نکلے باہر آئے دور سے دیکھا ایک قصر سیاہ ہو آگے اس قصر کے کئی سو زنگی
تیغ بکف بیٹھے ہین بادشاہ کو دیکھکر اپنے مقام سے اٹھے اور للکار کر آواز دی کہ
اے طلسم کشا ادھر نہ آنا یہ مکان بلاخیز ہو گنہگار یہان قید ہین بادشاہ نے انکا کہنا نہ سنا
اور آگے بڑھے وہ سب زنگی تلوار کھینچکر بڑھے بادشاہ بھی تلوار کھینچ کر زنگیون پر جاپڑے
زنگیون سے تلوار چلنے لگی جس زنگی کو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے تھوڑے عرصے
مین کئی سو زنگی قتل کیے آخر سب بھاگنے لگے ایک زنگی بلند دیالا بیٹھا ہو کہ بڑھا
قریب بادشاہ کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روک کر کلائی اسکی

تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ منھ کے بھل جھکا بادشاہ نے ایک گھونسہ مارا کہ سر اُسکا
پھٹ گیا سر پھٹتے ہی ایک طائر سرخ رنگ زنگی کے دماغ سے نکلا اور صدائیں دیتا
ہوا چلا کر اے نگہبانان طلسم آگاہ ہو کر زندان خانہ فتح ہوتا ہے تم سب کو اطلاع کرنے کو
مین قفس دماغ سے نکلا جب طائر نے یہ آواز دی قضائے کار طاؤس جادو جو یہاں کا
حاکم ہوا اپنے قصر مین بیٹھا تھا گرد اسکے مصاحب و رفقا بیٹھے تھے اُسنے جو طائر کی آواز
سُنی کہا یارو غضب ہوا معلوم ہوتا ہے زنگی بلند و بالا نگہبان زندان خانہ بخدمت
سامری گیا طلسم کشا نے اُسے مار لیا ورنہ یہ طائر کیونکر نکلتا دیکھو صاحبو نگہبانی اسکا
تمام ہو کر زنگی کے مرنے کے بعد طائر آوازین دے رہا ہے قیصور رجنی انکے ہمراہ ہے
سب نیک و بد بتاتا ہے اب وہ قید خانے مین ہونگے مگر یارو طائر سے پوچھو کہ کون
کون ہمراہ ہے مصاحبون نے نکلکر آواز دی کہ اے طائر راز دان طلسم کشا کے ہمراہ کون
کون ہے طائر نے آواز دی پوشاہزادیان بی عدالت گستر لالہ چین آرا دلنعمان
تاجدار و قیصور رجنی اور کچھ لشکری ہمراہ ہین ان سب نے آکر بلوہ کیا ہے چاہتے ہین
قیدیون کو رہا کرین مین نے جو دماغ سے زنگی بلند بالا کے دیکھا چین ہوگیا آخر
نکلکر بلند ہوگیا اب آپ لوگ جو مناسب جانین وہ انتظام کرین طاؤس یہ کہکر
اُٹھا کر سب کو جا کر مٹاتا ہون اور طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاتا ہون رفقا نے کہا
ہم بھی چلین طاؤس نے کہا میرے بعد آنا یہ کہکر چلا ایک ابر سیاہ جو تم سے
اوپر سایہ فگن تھا وہ ابر سر پر طاؤس کے آیا ابر سے شعلے نکلتے ہوئے زمین پہ
تخل جلتے ہوئے جس طرف سے نکلتا ہے وہان آگ لگ جاتی ہے تمام صحرا کو آتش بہار
کرتا ہوا اُسوقت پہونچا کہ بادشاہ اندر قید خانے کے ہین اور دیکھ رہے ہین
کہ کئی سو تاجدار و نوجوان مسلسل و مطوق بیٹھے ہوئے ہین مگر جمال بادشاہ دیکھکر
سب خوش ہین کہ ہمارے رہا کرنے والے آگئے اب ہماری رہائی ہوگی طلسم فتح ہوگا کہ
یکایک باہر سے آواز آئی کہ اے شہریار غلامون کو بچائیے طاؤس نے آتے ہی آگ
برسادی بادشاہ نے آکر دیکھا کہ لالہ چین آرا و عدالت گستر سحر کرکے شعلون کو

روک رہی ہین مگر نعمان نامدار و قیصور جنی شعلون بین گھرے ہوئے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار رحم اپنا شریک کر نظم

خدا اہل بصیرت را نماند ہر زمان صورت — نمی پوشد ز چشم اہل دیدار آن مہربان صورت
درین جا رہ گئے صورت غریدہ دیدہ عالم — چنین حسن چنان خوبی چنین شکل چنان قامت
بقائے نیست در دنیاے فانی اہل صورت را — کہ این صورت بپوشد آخر ز چشم جہان صورت
اگر از چشم تعلق صورت اول شود غائب — بگر پیدا کند از غیب خلاق جہان صورت

بادشاہ نے جو دیکھا کہ سب پر آگ برس رہی ہو دونون شاہزادیان اپنے کو بچا رہی ہین شعلۂ آتش کو پاس نہین آنے دیتین ہین خوب جان توڑ توڑ کے سحر کو دور دفع کر رہی ہین کبھی لالہ چمن آرا احتر کرتی ہو کہ شعلے تھرا کر ہٹتے ہین اور اُن سب کو گھیرے ہوئے ہین شعلون کا یہی قصد ہو کہ ان سب کو جلادین مگر پروردگار حامی و مددگار رہو یہی بچار ہا ہو کوئی نخلستان کی آڑ مین چھپا ہو کوئی غار مین بیٹھ رہا ہو بادشاہ دیکھکر بیقرار ہو گئے بڑھکر لوح طلسی کو چمکایا عکس جو لوح طلسی کا پڑا تمام شعلے پانی ہو گئے طاؤس جادو یہ فعل دیکھکر گھبرایا دل مین کہتا ہو کہ طلسم کشا بڑا ساحر ہو کہ میرے سحر کو باطل کیا جلدی مین دو منتر پڑھکر کیا کہ تلوارین برسنے لگین مگر بادشاہ نے پھر لوح کو گردش دی ہاتھ بلند کر کے چمکایا کہ عکس سے لوح کے تلوارین ٹوٹین اور جو کسی پر پڑ گئی تو کام دکیا طاؤس سر پیٹ رہا ہو کہتا ہو کہ یا سامری جمشید یہ سحر تو آپ کے بنائے ہوئے ہین آپ کے سحرون مین بھی فرق آیا کہ پہلو سے ایک سردار نے آکر عرض کی اے طاؤس جادو یہ طلسم کشا ہیچ لوح کو چمکا رہے ہین کوئی سحر تاثیر نہ کریگا کیسا ہی سحر کروگے اسکے عکس سے مٹ جائیگا کوئی سحر روشنی نہ دکھائیگا یہ سنکر طاؤس بہت گھبرایا اب سوچتا ہو کیا کرون جس ساحر نے آکر خبر دی تھی اُس سے کہا کہ ٹہلتا ہوا جا طلسم کشا پر وار کرو وہ ساحر نہ آتا تھا مگر طاؤس نے سمجھا کر بھیجا وہ جادوگر لڑک کر گرا چاہا کہ بادشاہ کو اُٹھا لیجاے اس زور مین گرا کہ بادشاہ کی آنکھیں جھپک گئین جیسے ہی اسنے کمر مین پنجہ دیا لوح کا عکس جو پڑا نابینا ہو گیا چاہتا ہو کہ بھاگون مگر یہ نہین سوجھتا

کر کر مر جاؤن آخر بادشاہ نے لوح اسکے جسم سے مس کی یہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا جلکر
خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام تھا بہرام جادو بود طاؤس نے دیکھا کہ بہرام جادو
مارا گیا کڑک کے لنمان تاجدار پر گرا کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا عدالت گستر نے پکارکر
آواز دی ای شہریار غلام کو اپنے بچائیے طاؤس لیئے جاتا ہی بادشاہ نے جو دیکھا
کہ حقیقت مین طاؤس کمر مین پنجہ دیے ہوے لنمان کو لیے جاتا ہی لوح کو چمکایا
طاؤس زمین پر گرا بادشاہ نے جھپٹ کر باتھ تلوار کا مارا طاؤس کے دو ٹکڑے
ہوے مگر باز سحر بند زوجہ اسکی اپنے قصر مین بیٹھی تھی گلے مین موتیون کا مالا پڑا
تھا اُس مین ایک گوہر کلان تھا وہ ٹوٹا باز نے متعجب ہو ٹٹ لیا کنیزون نے پوچھا
کیون واری خیر تو ہی باز سحر بند نے کہا ارے غضب ہوا میرا شوہر مارا گیا مگر
کیونکر دریافت کرون کہ کسنے مارا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے آکر آواز دی
کہ ای باز سحر بند شوہر تمہارے طلسم کشا کے ہاتھ سے برابر زندان خانے کے قتل
ہوے لاشہ ابھی تک پڑا ہی کوئی لاش اٹھانے والا نہین باز نے پوچھا کہ شوہر
نے میرے کچھ سحر نہین کیا طائر نے جواب دیا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہی کوئی سحر
تاثیر نہین کرتا بڑی بڑی کوشش کی مگر کوئی کوشش کام نہ آئی لوح نے سب جو منا کر
آخر قتل ہوے باز سحر بند اُٹھی کہ جاکر لشکر طلسم کشا کو برباد کرون گی یہ کہکے چلی
یہان لشکر سعد شہریار مین میثاق کوہ گردان و بہار اعجاز بیان و سرو احسیبان
ونسرین رنگین پوش یہ چارون ساحران کامل نگہبانی لشکر کی کر رہے ہین اور
چہار طرف پھرتے ہین میثاق کوہ گردان ایک مقام پر کھڑا تھا کہ اُسنے دیکھا
ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا لشکر پر آکر چھایا میثاق نے زور علم افسون سے جانا
کہ یہ کسی کا سحر ہی ایک گولہ مارا گولہ جو سحر کا پڑا ابر لخت لخت ہو گیا اندر سے ابر کے
ایک ساحر سیاہ فام پیدا ہوئی کالی کالی صورت گویا کالی کی صورت عارض ہین
کہ آنکھ تو اسپید ہی باقی تو سیہ ہی کہ دہشت پردہ ظلمات یا شب فراق طالب و مطلوب بلکہ
سیاہی کفر و عصیان بھی جس سے محجوب ہاتھ مین کچھ اشیاے سحر میثاق جادو نے دوسرا

گولا مار کر تخت اُس ساحرہ کا زمین پر آیا بہار اعجاز بیان نے دیکھا کہ وہ ساحرہ زمین پر آئی ہار جو پھولوں کے گلے میں پڑے تھے ایک گجرا کھینچ مارا ہوا سے سرد چلی اور پھول برسنے لگے بازِ سحر بند نے جو دیکھا کہ طائروں کی پکار ہے اور میرے قریب پھولوں کا انبار ہے کچھ پھول اُٹھا لیے اُنکو سونگھا جیسے ہی بو دماغ میں پہونچی چہرہ سُرخ ہو گیا آنکھیں اُبل آئیں بیقرار ہو کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی

نظم

تو ہی وہ گل ہے کہ تجھ پر ہو فدا جانِ بہار — اس چمن میں ورنہ ہر گل پر ہو احسانِ بہار
اُڑتے پھرتے ہیں بھلا کیا رتبہ اوراقِ گل — مصحفِ رخسار اُس گل کا ہو ایمانِ بہار
تو نہیں جاتا چمن میں گل نے پھاڑا پیرہن — تنگی موج ہوا سے ہے پریشانِ بہار
جوشِ گل اُس رشک گلشن کی جدائی میں نہیں — بلبلو آلودۂ خون ہے یہ دامانِ بہار
کیوں خزان حسن میں دیکھوں نہ خطِ سبز یار — اسقدر دلکش کہاں گلشن میں ریحانِ بہار
دیکھے اُس گلگون قبا کو حسن وحشت زا اگر — پرزے پرزے ہو ہر رنگ گل گریبانِ بہار
نظم ناسخ ہے جو مضمون ہائے رنگین سے چمن — ہو گئے برگِ خزان اوراقِ دیوانِ بہار

ایسے اشعار رنگین پڑھکے باغ باغ ہو گئی اور مسکراتی ہوئی بڑھی بہار اعجاز بیان نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ اپنے گلے کا ہار اُتار کے اسکے گلے میں پہنا دے اِسی میں ہار جیت ہے وہ کنیز بڑھی اور گلے سے اپنے ہار اُتارا کہا اے ملکہ یہ ہار ملکہ بہار کا دیا ہوا ہے اسکو تم پہنو بڑا شرف حاصل ہوگا یہ سُنکر بازِ سحر بند ہنسنے لگی کہا میرے لیے باعثِ فخر کا ہے ملکہ بہار اعجاز بیان کا دیا ہوا ہار اور نہ پہنوں میری ہر طرح پر ہار ہے اُنکے حکم کی بہار کس چمن میں جاکر چھپوں کیا اُنکی تعریف کروں اُنکی عنایت نے سر سبز و شاداب کیا چہرہ میرا رشک گلہائے گلاب کیا یہ کہکر ہار پہنا جیسے ہی ہار پہنا ناچنے لگی چاہتی تھی کہ جسطرح گائنین ناچتی ہیں اُسطرح میں بھی ناچوں مگر یہ تو بہت دشوار تھا لیکن ہاتھ ہلانے لگی آنکھیں جھپکانے لگی بہار اعجاز بیان جو مسکرائیں صحرا میں بجلی چمک گئی کہ درج دہان کھلا برق دندان چمکی تمام صحرا منور ہو گیا مگر سردارِ حسینان نے جو دیکھا کہ برق دندان بہار اعجاز بیان چمکی قہقہہ مار کر ہنسیں اُنکے ہنسنے سے سب پھول

شگفتہ ہو گئے اُدھر بازسحر بند اِس ہنسی کو دیکھکر روتی ہوئی بڑھی قریب آکر عرض کی کہ اے
شاہزادی والا قدر عارض تمھارے خجالت دہ بدر ہین جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤن ملکہ
سرو احسینان نے سر اُسکا سینے سے لگا لیا کہا اے بازسحر بند تمکو تکلیف تو ہوگی مگر
جو ہو سکے تو قصر ہفت رنگ مین جا کر جمشید ثانی کا سر لاؤ بازسحر بند بہت خوب
کہکر پیچھے ہٹی اور اُڑتی ہوئی چلی یہان بادشاہ جہان پناہ نے طاؤس کو قتل کرکے تین سو
تاجدار قریب دو ہزار ملازم وغیرہ کے جو قید تھے اِن کو سب کو رہا کیا وہ سب تاجدار
مسلمان ہو کر ساتھ ہوے اُسی قید خانے مین ایک کوٹھا تھا وہ جو کھولا ایک بارگاہ
زربفتی نکلی بادشاہ نے اُسی سرا مین اِستادہ کرائی تاجدارون کے ملازم سب مصروف
خدمتگزاری ہین شاہ کو دعائین دے رہے ہین کہ اِس شہریار کے تصدق مین ہمنے
رہائی پائی ورنہ امید نہ تھی کہ اِس زندان پرمحن سے ہم فرحناک بطن رہا ہونگے مگر قربان بزرگان
دین کے کہ اُس عالم پناہ نے آکر مژدۂ رہائی دیا اور ارشاد فرمایا کہ اگر جی چاہے تو
اپنے وطن جاؤ خواہ سعد شہریار کے ساتھ رہنا تمکو اختیار ہو مگر کب دل چاہتا ہو کہ ایسے
بہادر کا ساتھ چھوڑین اور ہمراہ تمھارے مین انشاء اللہ جنگ آخر جو جمشید سے پڑے گی
تو ہم لوگ بھی شریک جہاد ہونگے ساحرون کو بھگا دینگے جمشید ثانی کو بھاگتے راستہ
نہ ملیگا بے حیا ایسا بلبلایا کہ دعوی خدائی کرنے لگا سب غرور نکل جائیگا آخر بھاگ کر
کہان جائیگا یہان جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا کہ لشکر مین ہلڑ ہوا گھبرا کر
کہا ارے دریافت تو کرو کہ یہ کیا شور کیسا ہے کیون ملازم ہمارے فریاد کر رہے ہین جمشید
یہ کہہ رہا تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی یا خداوند بازسحر بند طاؤس کی
زوجہ آئی ہے چہرہ سرخ آنکھین اُبلی ہوئی لشکر پر سحر کر رہی ہے کئی ہزار جادوگر مار چکی اور
آپ کے نام پر تو گالیان دیتی ہے یہی قول ہے کہ وہ دشمن خدا کہان ہے آوے کہ مین
اُسکا سر کاٹون جادوگرون نے سمجھا کر کہا اے ملکۂ عالم خداوند کو ایسی باتین نہ کہو
باز نے کہا جھوٹا دغاباز شعبدہ باز خداوند بنکر بیٹھا ہے اب حال کھلیگا کہ طلسم کشا آتے
ہین جب میرے شوہر کو مار لیا تو اُسکی کیا حقیقت ہے میرے مقابلے مین آوے اپنی

ساحری دکھاوین کس گھمنڈ پر دعوی خدائی کیا ہی مکار و دغاباز کو اسدن کا خیال نہ تھا اگر طلسم کشا
آکر مار یگا یہ خبر جمشید نے سُنی زانو پہ ہاتھ مار کر کہا ہاے بہار اعجاز بیان کے شعبدون
نے مجھکو بہت پریشان کیا ہی یہی شاہزادیان نکل گئین حوصلہ رہ گیا کہ جلسہ آراستہ کرون انکو
پہلو مین بٹھاؤن لطف زندگی اٹھاؤن مگر جو تقدیر کی وہ پلٹ گئی شاہزادیون نے
جو جمشید کو پریشان پایا سب شاہزادیون کی افسر حسن وجمال مین سب سے بہتر ملکہ
گل اندام جوالہ زن تڑپ کر شاہزادیون کے زرغے سے الگ نکلی کہا یا خداوندا اِس
سحر کا جواب دون جا کر بی باز سحر بند کو پٹاؤن بی بہار اعجاز بیان کا سر لادے یقین
ہو کہ کسی کا کچھ زور نہ چلے جمشید نے کہا او معشوقۂ قدرت اب سواے تمھارے کون
معین و مددگار رہا یہ سنکر وہ شاہزادی ہنستی ہوئی چلی آکر دیکھا کہ باز سحر بند جمشید کے
لشکر پہ سحر کر رہی ہی پکار کر آواز دی او ملکۂ عالم ہم مدت سے تمھاری ملاقات کو تر
ستے تھے قریب آؤ تو دوپٹہ بدلین بہنا پا کرین اور بھی چند باتین کہنا ہین آج کوئی بات باقی
نہ رہے کہ ہمارے تمھارے درمیان راز نہ ہو سحر بند نے دیکھا ایک شاہزادی آفتاب
جمال خورشید مثال ابرو رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال بوٹا سا قد خورشید مثل ذات
مثل قیامت شیرین گفتار کبک رفتار سوسن کی طرح پنپتا ہی علی قدر جمال جوبن
بھی ایسے ہی راز دکھاتا ہی غنچۂ گل سوسن کے بیچ بلکہ بنا مشک جیسے درج دہن سر ہوتا
خزانہ ہی سراپا دیکھکر باز سحر بند دل بیکیش گل شگفتہ ہوئی وہ پکار کر کہا او شہنشاہ
حسن وجمال واہ ماہ آسمان کمال کیا ارشاد ہوتا ہی گل اندام نے جواب دیا کہ تم کس
خیال سے آئی ہو بنین کچھ سمجھ کر باز نے جواب دیا او ملکۂ عالم بہار اعجاز بیان کی مین
کنیز ہون انکے کہنے سے مین انکار نہین کر سکتی انھون نے حکم دیا تھا کہ جمشید کا سر لاؤ
مین آئی اور محروم رہی مجھکو حجاب ہی کیا جواب دون گل اندام نے ایک سر کسی ساحر
کا اٹھایا اسکے منہ پہ ہاتھ پھیر دیا وہ سر مثل سر جمشید ہو گیا کہا لو یہ ہی سر جمشید کا حاضر ہی
مگر اب سر بہار اعجاز بیان لاؤ تم ہماری بہن ہو آج سے ہمارے تمھارے بہنا پا ہوا اِستا
ساحری و جمشید کے بھی تمھاری آبرو ہو گی جب قصد کرو گی اور جہان پر بلاؤنگی مین

فوراً آ اُڑنگی بہار اعجاز بیان سے دبنا نہین باز سحر بند نے کہا جب مین نے جمشید کا سر
لے لیا تو بہار کی کیا حقیقت ہی ایک سحر مین دیوانہ کر کے انکو لاتی ہون آپ خاطر جمع رکھیے
یہ بھی میری مجال ہی کہ اُنکا حکم بجا لاؤن اور آپ کے حکم کو بھول جاؤن یہ مجھسے نہ ہوسکیگا یہ کہکر
پلٹی طرف لشکر سعد شہریار کے چلی یہان وہ وقت ہی کہ میثاق کوہ گردان تلاش مین
بادشاہ کی نکلا ہوا تھا بہار ڈھونڈھتا پھرتا ہو بہار اعجاز بیان شام کا وقت ہی طلایہ پھیر
رہی تھین ایک گوشے پر آکر شعبدہ سی مین کر دیکھا باز سحر بند گاتی ہوئی چلی آتی ہی کہ اے بہار
تیرے شباب پر مجھکو بڑا افسوس آتا ہی کہ تیرا پیمانۂ عمر لبریز ہوا رشتۂ حیات قطع ہوا آج
زندہ نہ بچیگی تجنے گل اندام کو کیا ستایا بہار اعجاز بیان نے نسرین رنگین پوش کو
جو اپنے قریب کھڑی ہوئی دیکھا اشارہ کیا کہ بوا اس سحر کو تمنے پہچانا یہی گل اندام نے
یہ شعبدہ کیا ہی ذرا ایدھر دو کو اپنی جانب متوجہ کرو پھر مین اسکی تدبیر کرون نسرین نے
بڑھکر آگ برسائی باز سحر بند رخ کرنے لگی اتنے عرصے مین بہار اعجاز بیان نے اپنے
ہاتھون سے گجرا پھولون کا کھولا اور بڑھکر باز سحر بند پر پھینک مارا وہ گجرا ٹوٹا باز تو
طرف نسرین کے متوجہ تھی ہوا سے سرد چلی اور طائرون نے آواز دی کہ آسمان سے
پھول برسے باز سحر بند نے کچھ پھول اُٹھا کر سونگھے چند طائرون نے گرد سر چرخ مارا
باز سحر بند دیوانہ وار وحشی مثال پکار اُٹھی کہ اے ملکۂ عالم مین تابعدار ہون جو ارشاد
ہو وہ بجا لاؤن بہار نے مسکرا کر کہا اے باز سحر بند ہر چند کہ دشوار ہی مگر جاؤ جسطرح
بنے گل اندام جوالزن کا سر لاؤ مگر رکنا نہین جس خیمے مین ہو بلا تکلف گھس جانا
جو کوئی پوچھے اُس سے کہدینا کہ بہار اعجاز بیان نے بھیجا ہی یہی اُنکا مدعا ہی کہ بانو
سرو دریا چلکر خدمت مین حاضر ہو تو خیر ہی ورنہ بہت پریشان ہوگی ایسا نہ ہو کہ ہمارا
سمجھانا بیکار جائے باز نے کہا اے ملکۂ عالم جو آپ نے ارشاد فرمایا آنکھون اور سر سے
بجا لاؤنگی یہ کہکر سامنے کھڑی ہوئی بہار نے ایک انگوٹھی انگلی سے اُتار کر باز کو
پہنا دی انگوٹھی پہنکر باز سحر بند اور زیادہ مبہوت ہوئی اُس مبہوتی کی حالت مین
ناچنے لگی اور یہ اشعار پڑھنے لگی

نظم

زخم تیغ یار نے بخشا دہان بالائے سر　شکر کو کیونکر نہ ہو پھر سو زبان بالائے سر
نوک نیزہ سر پہ ہو گردن پہ ہو پیکان تیر　اک زبان زیب گلو ہو اک زبان بالائے سر
زندگی کرتی جو بخشش حسرت بادہ حرام　کھینچکر رکھدیتی واعظ کی زبان بالائے سر
خوب دیکھی اس خراب آباد کی پست و بلند　خاک زیر پا ہو دود آسمان بالائے سر
عاشق اسکا ہون کہ ہنگام فراق جان ربیع　لینگی لاشے کو مرے حور جنان بالائے سر
راحت آغوش کف پا کی حنا حاصل کرے　بل کرے کیونکر نہ زلف ای جان جان بالائے سر
پیچ و خم پھر افعی گیسو نے دکھلانے لگا　پھر بلا لایا دل نامہربان بالائے سر
ای فلک تیرے ستم کو کیا سمجھتے ہین بھلا　لیتے ہین ہر روز ہم جور بتان بالائے سر
کسکی پابوسی کی خاطر یہ بلندی ہی تجھے　ای فلک ہی کونسا عرش آشیان بالائے سر
شاہد سودائے عشق یار ہین مجھکو عزیز　سنگ طفلان کے ہین رکھتا ہون نشان بالائے سر
صحبت یکدم سے بلبل کو نہ گلچین منع کر　لے نہ جائینگے اٹھا کر بوستان بالائے سر
سایہ پر دود تمنا ہی دل ناداں مرا　لائیو آفت نہ کوئی آسمان بالائے سر
قید ظالم سے ہو حاصل خلاصی کسدن نسیم　دیکھیے کبتک رہے یہ آسمان بالائے سر

میثاق کوہ گردان نے دور سے دیکھا کہ بہار اعجاز بیان نے باز سحر بند پر سحر کیا اور باز اشعار پڑھتی ہوئی جاتی ہی پکار کر آواز دی ای شہنشاہ اقلیم سحر و ساحری ذرا ٹھہر آکر باز جو قریب میثاق کے آئی میثاق نے اور سحر کو زور دیا کہ ایک طائر جبل سے نکلا اسکو رہا کیا طائر نے گرد سر باز سحر بند چرخ مارا اس فعل سے باز اور زیادہ مبہوت ہوئی اور پر پرواز پیدا کرکے چلی نیمچہ کھنچا ہوا ہاتھ مین چہرہ سرخ آنکھین لال ہوئی رواو طوفان کرتی ہوئی جاتی ہی کہ پھر گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی خوش آواز بعد سوز و گداز گا رہا ہی باز نے سر اٹھا کر دیکھا کہ سامنے ایک کوہ بلند ہی اسپر فرش بچھا ہوا ہی اور ایک شاہزادی والا قدر مسند پر بیٹھی ہی گرد صدہا کنیزین کوئی بید رنگ پنکھیا لیے ہوے مگس رانی کرتی ہی کوئی خاصدان لیے ہوے گلوریان پیش کرتی ہی کوئی ہنس ہنسکر باتین کرتی ہی اس محفل کو دیکھکر باز سحر بند نہایت شگفتہ ہوئی

ابہام جادو جو مسند پر بیٹھی ہوئی تھی سر اُٹھا کر باز سحر بند کو دیکھا یکبارگی زرد و افسردہ گر
ہوا اور یہ بھی سمجھا گئی کہ باز سحر بند آتی ہے ابہام نے جو باز سحر بند کو بغور دیکھا کہ
چہرہ سرخ ہو رہا ہے آنکھیں اُبلی ہوئی اور کلمات نادرست زبان سے نکل رہے ہیں
سمجھ گئی کہ یہ کسی کے سحر میں ہے پوچھا کہاں سے آتی ہو باز نے جواب دیا کہ برائے
تباہی لشکر اسلام گئی تھی مگر بہار اعجاز بیان نے ایسی محبت کی کہ میں سب کا خلق
بھول گئی پھول مجھ پر سے برسائے خود قریب آئیں اور فرمایا کہ صحبت خداوند میں جو گل اندام
ایک لونڈی ہے اسکا سر لاؤ اور مجھے بہت پاکیا میں انکا حکم پورا کرنے جاتی ہوں
ہر چند کہ شہر بول بہت ہے مگر حکم اسکا نافذ ہے جبتک حکم اسکا نہ بجا لاؤں ابہام جادو
کو سناٹا آگیا جی میں کہتی ہے کہ باز سحر بند عجب آفت میں ہے گل اندام اسکو قتل کر ڈالیگی
مفت میں اسکی جان جائیگی اسکو بچانا مناسب ہے ساقی بچے کو اشارہ کیا کہ جام شراب
لاؤ جب جام شراب آیا کچھ پڑھ اسم مجرب پڑھا جھولی سے خاک نکالکر جام میں ڈالی وہ
جام سامنے باز سحر بند کے پیش کیا کہا ایک جام تو پیو پھر جانا سنتا باز سحر بند وہ
جام پی گئی جام پیتے ہی چھینک آئی چند قطرات آب آنکھوں سے گرے ایک غنودگی
سی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے ہوش میں ہوگئی آنکھ کھولکر دیکھا تو نیمچہ ہاتھ میں تھا
یا وہ نیمچہ نیام میں کر لیا ابہام نے پوچھا کیسا مزاج ہے باز نے جواب دیا کچھ
عجب طرح کی کیفیت ہے یا تو دل چاہتا تھا کہ جسطرح بن پڑے جا کر گل اندام کو ذلیل
کروں اب دل میں یہ خیال ہے کہ گل اندام مصاحب خداوند ہے شریک صحبت رہتی ہے
ایسے کو ذلیل کرنا سراسر حماقت ہے اور وہ سحر میں طاق ہر علم میں شہرہ آفاق ہے ایسا
نہیں ہو سکتا کہ میرے ہاتھ سے ذلیل ہو جائے ضرور وہ مجھ پر غالب آئیگی ابہام نے
ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھ کر کچھ اشعار عاشقانہ گانے لگی کہ جس سے بہت
باز سحر بند خوش ہوئی دل لگا کر سن رہی ہے کہ کنیز نے بھی متوجہ ہو کر غزل ناسخ کو
اُستاد زمانہ ہیں عجب طرح پر گانا شروع کی ہے کہ سننے والے کا دل لوٹا جاتا ہے
جی چاہتا ہے سنے ہی جایئے **نظم**

آتش افشان گھر مین اس محبوب کے رخسار ہین
روزن مجمر بجا سے روزن دیوار ہین

فصل گل مین ہی جنون زندان کو میرے انتظار
حلقۂ زنجیر جا سے دیدۂ بیدار ہین

ذرا ہا عقبی مین ہوگا انکو دیدار خدا
جو کہ دنیا مین بتون کے طالب دیدار ہین

کیا صفائی ہو کہ میرے آنسوؤن کے عکس سے
دیکھی تیرے گلے مین موتیون کے ہار ہین

مجھکو ننگا دیکھکر احسان قاتل نے کیا
گر نہین کپڑے بدن پر زخم دامن دار ہین

ضد سے اپنی روزن دیوار کردیتا ہو بند
اسلئے عشقیہ جو ہمارے دیدۂ بیدار ہین

ان اشعار کو سنکر باز سحر بند نے کہا ہوا ابہام تمنے اسوقت دل شگفتہ کر دیا مین اب پاس گل ندام کے جاتی ہون اسکو آگاہ کرونگی کہ ابہام نے تمکو بچایا ورنہ میرے تمھارے فساد ہوتا وہ بہار سے جاکر بدلہ لیگی میرے تو تمام کے سب مسلمان دشمن ہین میثاق نے باتون مین لگا کر رنگ بہار دکھایا دام آفت مین پھنسایا اب دیکھیے کیا ہو یہ باتین کرکے محبت ابہام سے اٹھی ابہام نے کہا ہوا جو تم لشکر کشی کرکے جانا تو مجھکو بھی ساتھ لے لینا باز سحر بند نے وعدہ کیا کہ مین گل ندام کو لیکر آتی ہون یہ کہکر اڑتی ہوئی چلی یہان گل ندام صبح کا وقت ہو دربار جمشید مین بیٹھی ہو اور سب شاہزادیان گا رہی ہین جمشید کے سامنے بتا رہی ہین گل ندام کہ رہی ہو کہ مین نے باز سحر بند کو بھیجا تھا کیون خداوند کچھ معلوم نہین ہوا کہ اسپر کیا گذری کہ باز آسکے پہونچی مگر اپنے ہوش مین نتھی گل ندام جوالزن نے پوچھا کہ کیون ہوا کیا گذری یہ سنکر باز نے سب احوال بیان کیا اور کہا ہوا ابہام جادوگر مالک کو وہ موہوم ہو اسنے اسوقت بچا لیا ورنہ بہار نے وہ سحر کیا تھا کہ مین تمھارے قتل کو آتی تھی اسنے شراب پلا کر سحر اتارا تب مین ہوش مین آئی رات بھر وہان جلسے مین رہی جسوقت ستارۂ سحری چمکا تب اسنے رخصت ہوئی یہ سنکر گل ندام بہت جھلائی کہا بی بہار کو بڑا گھمنڈ ہو گیا ہو مسلمانون کا ساتھ دیکر بہت جوش مین ہین یا خداوند مجھکو حکم دیجیے کہ جاکر بی بہار کا غرور نکالون جمشید نے منع بھی کیا کہ ای گل ندام تمھارا جانا بہتر نہین ہو ایسا نہ ہو کچھ آفت پڑے گل اندام نے کہا یا خداوند مین کیا کسی سے

پایہ کی کارکنی ہوں آپ خاطر جمع رکھیے وہ سحر کروں کہ بی بہار کا قلب آلٹ دوں جو حکم کروں وہی بجا لائیں کیا مجال ہو کہ حکم کے خلاف کریں جمشید نے حکم دیا گل اندام تیاری کرنے لگی بارہ ہزار کنیزیں و فوج ساحران کو حکم ہوا کہ گل اندام کے ساتھ جاؤ جو کچھ ملکہ گل اندام حکم کرے وہی کرنا لشکر تیار ہوا روانگی کا انتظار ہوا

دو کلمہ داستان حیرت بیان روانہ ہونا گل اندام کا برائے مقابلہ ملکہ بہار اعجاز بیان اور ملکہ بہار کو صحرا میں پانا کہ برائے شکار آئیں تھیں و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ

بیا اے ساقی صیقل گر دل +
تو ای ساقی تو ای خضر رہ من
بجام بیخودی سرشار گردان
برائے میکشی پر آرزو ئیم
بیا بنگر بحال دل کہ چونست
کدورت ہاست مثل شب سیہ روز
بیا اے ناخدائے کشتی من
بعشق ساغر پر پر فغانم
کرم کن ساغر مقصد مرا دہ

برنگ جان گذر کن در بر دل
گدایت ہستم اے شاہنشہ من
ز تقوی عاجزم بیزار گردان
معطر کن ز جام مشک بوئیم
بشوق جام و لب ہزخون نست
چراغ آرزوئیم را برافروز
فزون شد از فلک سرگشتی من
بفریاد م رس اے پیر مغانم
شراب ابتدا و انتہا دہ

چہرہ ساحران شعبدہ باز و عجائب نگاران حیلہ ساز اس داستان شوکت بیان و ذیب گوش سامعان زہوش کرتے ہیں شعر منگان دریاے آتش نشان چنین می نگارند این داستان + جمشید ثانی نے گل اندام کو بہت سمجھایا لیکن گل اندام نے نہ مانا فوج کثیر لیکر چلی بازہ سحر بند نے کہا میں بھی چلونگی بازہ سحر بند بھی ہمراہ ہوئی بارہ ہزار کنیزیں و چھبیس ہزار ساحر ساتھ جمشید نے بھی وعدہ کیا ہو کہ

ہین بھی وقت پر پہونچونگا گل اندام اس جادو چشم سے روانہ ہوئی لیکن ایک مقام پر آکر دورا ہا ملا باز سحر بند نے کہا پیش روی لشکر کو بلاؤ مقدمۃ الجیش حاضر ہوا باز نے حکم دیا کہ طرف کوہ موہوم کے چلو اور ابہام جادو کو نامہ لکھا کہ ہمشیرہ ہم مع فوج آتے ہین مسلمانون پر لشکر کشی ہو تم بھی مع فوج تیار رہنا ہمارے ساتھ چلکے تماشہ دیکھنا عجب طرح کا مقابلہ ہوگا کبی گل اندام و بہار سے سحر ہونگے یہ نامہ جب ابہام جادو کو پہونچا چالیس ہزار کا لشکر تیار کر کے پہاڑ سے اُتری سامان دعوت گل اندام کیا بارگاہین خیمے استادہ کرائے کہ صحرا سے گرد اُڑی لشکر گل اندام بشوکت تمام پیدا ہوا ابہام نے بڑھکر استقبال کیا بشوکت تمام لیکر آئی بارگاہ مین لاکر آتار است بین بچھوائین تینون شاہزادیان آکر بیٹھین ابہام نے اشارہ کیا گائن خوش آواز بصد سوز و گداز بیٹھکر یہ اشعار بیان قمر مصنف کے گانے لگی نظم مصنف

قمر ہم داغ بنکر عاشقونکے دلمین رہتے ہین	گل لالہ مین مسکن ہو ہے کامل ہین رہتے ہین
خیال ہر حسینان عاشقونکے دلمین رہتے ہین	یہ لیلی وش ہمیشہ تو رسکی محمل مین رہتے ہین
عدم سے شوق مین اسکے چلے دنیا سے سرچین	نہ اس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین
ہمارے گھر پہ آکر بیٹھکے وہ کہتے ہین غیر رہتے	قمر جبکا تخلص ہو اُسی منزل مین رہتے ہین

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو جام مے ارغوانی گردش مین صدا ہے ہو شتا ہوش و نوشا نوش بلند ہو اتفاقاً تاجدار کہ اُڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اُسکے کان مین گانے کی آواز پہونچی سر جھکا کر دیکھا کہ محفل عیش و عشرت آراستہ ہو ابہام جادو بھی بیٹھی ہین بیچ مین ایک شاہزادی آفتاب جمال بیٹھی ہو ایک طرف باز سحر بند جام ارغوانی چل رہا ہو عجب رنگ صحبت ہو تاجدار جادو کہ مدت سے ابہام جادو پر عاشق ہو سوچا کہ چلکے ابہام سے ملاقات کرون اور جسطرح بن پڑے اپنے ساتھ لیجاؤن آج تو ہمارے اُتری ہین اب تو انکار نہ کرینگی اگر انکار کرینگی تو ہمین سحر سے لیجاؤنگا یہ سوچکر تخت سے اُترا محفل مین گل اندام کی آیا تاج کج کرتا ہوا گل اندام کو سلام نہ کیا طرف ابہام کے چلا گل اندام کو بہت ناگوار ہوا کہ یہ جو خدمت خداوند مین آتا تھا تو ہماری ہی

وجہ سے کرسی ملتی تھی آج سلام نہین کیا کیا اسکو غرور ہو گیا تاجدار اسنے ابہام سے
کلام کیا کہ اے ملکۂ عالم مین نے باغ آراستہ کرایا ہے جسکا نام باغ گل بہار ہے آج پھولونکا
جا بجا انبار ہے طائران زمزمہ سرا کی پکار ہے تشریف لے چلیے آج اُس باغ مین جاکر
جلوہ فرما ہوجیے ذرا التفات تو فرمایئے کتنا عرصہ ہوا کہ آپ نے مجھسے وعدہ کیا
تھا اور پھر وعدے کو پورا نہ کیا آج آپ کو چلنا ہوگا ابہام نے کہا اے تاجدار دیکھ
رہے ہو کہ ہمارے یہان آج ملکۂ عالم کی دعوت ہے کیا فخر اپنا بیان کرون کہ مجھکو سرفراز
فرمایا ہے تاجدار نے کہا اے ملکۂ عالم آج ضرور تکلیف کرنا ہوگی ابہام سے کہا مین تو
نہین جاؤنگی پھر کبھی وعدہ پورہ ہوجائیگا اب تو مین گل اندام کے ساتھ جاتی ہون
اگر وہان سے زندہ پلٹی تو تمسے ضرور ملاقات کرونگی تاجدار نے کہا مین تو آج وعدہ
کرکے آیا ہون کہ ملکہ کو لاؤنگا وہان کے لوگ انتظار کر رہے ہونگے تھوڑی دیر کے
واسطے چلیے پھر مین پہونچا جاؤنگا ابہام نے کہا اے تاجدار اصرار نہ کرو اول تو تم
زنانی صحبت مین چلے آئے ہماری ملکۂ عالم کو ناگوار ہوا ہوگا وہ بہت نازک مزاج
ہین معشوقون کے سر کا تاج ہین بہتر یہ ہے کہ باہر نکل جاؤ ایسا نہ ہو کہ ملکۂ عالم کچھ فرمائین
تو تمھارے خلاف ہوگا تاجدار نے ہاتھ بڑھایا کہ ابہام کو اُٹھا لون گل اندام
نے کہا اے تاجدار بڑے بے ادب ہو تمکو کچھ ہمارا خیال نہین بس باہر نکل جاؤ
ہمکو بہت ناگوار گذرا کہ شاہزادیان بیٹھی ہین اور تم چلے آئے بس باہر جاکر ٹھہرو
تاجدار نے کہا اے ملکۂ عالم آپ خاموش رہیے ایسا نہ ہو کہ مجھسے بے ادبی سرزد ہو
یہ جو تاجدار نے کہا گل اندام نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اسکو باہر پہونچا دو
بڑی بے ادبی کر رہے ہین ہماری صحبت مین اور یہ باتین گل اندام نے جو کنیزونکو
اشارہ کیا چند کنیزین اُٹھین کہ تاجدار کو ہٹا دین تاجدار نے ایک کنیز کو مار ڈالا جب
تو گل اندام نے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اسم پڑھکر پٹکا مار دیا موتی جو ٹوٹے
تاجدار پر گرے تاجدار جھومنے لگا آنکھین سُرخ ہوئین اشعار عاشقانہ پڑھنے
لگا کہتا تھا اے ملکۂ عالم عجب کیفیت ہے بموجب اشعار نظم مصنف

طفلی ہی سے تھے ہم تو ثنا خوان محبت
مکتب میں پڑھا کرتے تھے دیوان محبت

کہتے ہیں کہ کھینچو دل پر داغ سے تم آہ
دکھلاؤ وہیں سرو گلستان محبت

اک دام میں صیاد کے اک طوق بگردن
قمری و عنادل ہیں اسیران محبت

پیراہن ہستی کو بدل کیا میں نے
چھوٹا نہ مگر ہاتھ سے دامان محبت

یاد ابروے دلدار کی رہتی ہے قمر کو
ہر ورد زبان مصرعۂ دیوان محبت

گل اندام نے کہا اے تاجدار جادو یہاں صحبت میں کیا بلبلاتے ہو اگر دعوی جرأت ہے تو جا کر لشکر سعد کو برباد کرو ہم بھی آتے ہیں اسکو منظور رہے بہار کو جا کے سمجھاؤں انھیں کو للکاروں تاجدار پلٹا باہر نکلا تلوار چمکاتا ہوا نشے میں سحر کے بدست جھومتا ہوا جاتا ہے گل اندام نے کہا اے ابہام خبردار اس نامرد سے کبھی کلام نہ کرنا صحبت میں آنا کیسا وعدہ وعید کیسا اس کا بکنا مجھکو بہت ناگوار ہوا اب اسکو سزا ملجائیگی وہاں میثاق وغیرہ موجود ہیں اور سردار حسینان وہ اسکو اور زیادہ دیوانہ کردینگے وہ لوگ ایسے نہیں ہیں کہ ایسے ساحر سے مرعوب جائیں یا ہمیں پر پھر پلٹ کر آئیگا یا وہاں مارا جائیگا چار پہر رات ہنگامۂ صحبت رہا صبح کو گل اندام سوار ہوئی سنئے نئے طور کے سحر کر رہی ہے یہیں سے انتظام ہو رہا ہے تخت پر سوار اسم سحر پڑھتی ہوئی جاتی ہے یہاں بہار اعجاز بیان دربار میں بیٹھی ہیں کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ گل اندام جوالا زن آپ پر لشکر کشی کر کے آتی ہے بہار گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھی کہتی ہوئی کہ اے میثاق لشکر سے ہوشیار رہنا میرا اسوقت بہت دل گھبراتا ہے براے شکار جاتی ہوں بہت جلد پلٹ آؤنگی میثاق نے کہا اے ملکۂ عالم ذرا اپنے کو سنبھالو اسوقت چہرہ ستعارا اداس ہے بہار نے جو ہار گلے میں پڑے ہوئے تھے انکو سونگھا کہا اے میثاق اسوقت اک نشہ سا تھا اتر گیا میثاق نے کہا اے ملکۂ عالم معلوم ہوتا ہے کہ گل اندام سحر کرتی ہوئی آتی ہے ایسا نہ ہو صحرا میں آپ سے ملاقات ہوجائے تو باعث خرابی ہے بہار نے جواب دیا کہ وہ میرا کیا کرسکتی ایسے پھول برساؤں کہ سب کو دیوانہ کردوں دس پانچ کنیزوں کو ساتھ لیا بہار براے

شکار چلی تھوڑی دور پر آکر شکار کھیلنے لگی چھری ہاتھ مین ہو جو طائر سامنے آیا اشارہ
کر دیا وہ طائر گھوڑ بین گرا اُسکو ذبح کرکے کنیزون کے حوالے کر دیا کنیزون نے عرض
کی واری بس اب بیٹھیے بہار نے کہا کوئی آہو نہین ملا ایک کنیز نے عرض کی واری
سامنے جو دھانون کا کھیت ہو وہان کئی سو آہو چرا کرتے ہین چلکر ایک آدھ آہو کو
گرفتار کر لیجیے ارادہ پورا ہو جائے بہار نے طاؤس بڑھایا سامنے آکر دیکھا دھان
کھیت ہو اُسمین کئی سو آہو چرا کرتے ہین بیچ مین ایک آہو کلان مستی کرتا پھرتا ہو بہار
نے کنیزون سے کہا اور سب کا تمکو اختیار ہو مگر یہ آہو کلان ہم شکار کرینگے کنیزون نے
جو ہلہ کیا وہ وحشی بھاگے مگر وہ آہو کلان جست کرکے سامنے سے چلا بہار نے
طاؤس اپنا بڑھایا تعاقب مین اُس آہو کے چلین کنیزین اور سربیان شکار کرکے
تلاش مین بہار کی چلین یہان جب بہار نے دیکھا کہ آہو ٹھہرا چوکڑی بھولا تو اس نے
تیر مارا کہ آہو گرا بہار طاؤس سے اُتری قریب آکر آہو کو ذبح کیا منتظر رہی کہ
کنیزین آجائین تو اسکو اٹھا کرلے چلین کہ صحرا سے گرد اُڑی اور ایک ابر گھنا
معلوم ہوا کہ ہزارون طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہین بہار نے جو وہ ابر
دیکھا اور گرد بلند ہوئی یقین ہوا کہ گل اندام آتی ہو پھولون کا گجرا ہاتھ سے کھولا
اور ابر پر کھینچ مارا ابر پھٹا دیکھا ایک تخت پر گل اندام و باز سحر بند و ابہام جادو
پشت پر ہزارہا ساحر گل اندام نے جو بہار کو تنہا دیکھا فوج کو اشارہ کیا کل فوج
بہار پر آپڑی اور گل اندام و ابہام و باز سحر بند نے بھی سحر کرنا شروع کیا لیکن
بہار اعجاز بیان سب کے سحر کو دفع کر رہی ہو جب گجرا مارا دس بیس جادوگر گرے
اور پھول برسنے لگے گل اندام جادو دیکھ رہی ہو کہ بہار بلوے سے گرفتار نہین
ہوتی مگر تاجدار جادو جو چلا تھا میثاق کوہ گردان کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا
اُسنے دیکھا کہ ایک جادوگر بلبلاتا ہوا طرف لشکر کے آتا ہو جیسے ہی لشکر کو دیکھا گولے
مارنے لگا میثاق نے بڑھکر گولے اُسکے روکے اور خود بھی سحر کرنے لگا ایک طائر
جھولی سے نکالا دیکھنے مین تو وہ کاغذ کا تھا اُسکو ہاتھ پر رکھکر اُڑا دیا اُس طائر نے سر پر

تاجدار کے چرخ مارنا شروع کیا بعد کو ایک چیخ ماری منہ سے شعلۂ آتش نکلا وہ
جلکر خاک ہوا خاک جو اسکی تاجدار پر گری تاجدار کا سحر بھولا دم بدم کچھ سوچ
رہا ہو میثاق نے پکار کر پوچھا کہ تمھین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا تاجدار نے کہا مجھکو
ملکہ گل اندام نے بھیجا ہو کہ لشکر کو جا کر تباہ کردین خطاوار ہون میثاق نے کہا کہ اے
تاجدار جہان لشکر گل اندام ہو اسکو جا کر قتل کر دیو یہ سنتے ہی تاجدار پلٹا سحر پیچان
کر کے لے چلا جہان راستہ بھولتا ہو آواز آتی ہو کہ بائین پر جاؤ داہنے سے منہ پھیرو
اُسی طرف تاجدار چلتا ہو یہان آکر دیکھا کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہو ملکہ بہار پر سب
جھکے ہوے ہین مگر بہار شیرانہ لڑ رہی ہو کئی ہزار کنیزون کو قتل کیا ہو کئی سو جادوگر
مارا اب ابہام پر جو پھول پڑے بہوت ہوئی تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی گل اندام
نے پکارا ابی ابہام کیا کرتی ہو مگر ابہام نے کچھ جواب نہ دیا اور تلوار گلے پر
پھیر لی سر کٹکر گرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام مین ابہام جادو بود گل اندام
نے جو مرنے کی ابہام کے آواز سنی بیقرار ہو گئی کہا اے کمبخت سحر بندی بڑی بدنامی ہوئی
مین اسکو ناحق لائی لوگ طعن کرینگے کہ اپنے ساتھ لیجا کر قتل کروا ڈالا تو مین کیا جواب
دونگی یہ کہکر سحر کرتی ہوئی سامنے بہار کے آئی کہ ایک طرف لشکر مین ہلڑ ہوا کہ ملکہ
بچائیے گل اندام نے پلٹ کر دیکھا کہ تاجدار جادو دیوانہ وار وحشی مثال فوج کو
قتل کر رہا ہو یہ دیکھکر تاجدار پر کچھ زیور پھینک مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گذر گیا خود
مارنا تاجدار جادو کا گل اندام کو اور زیادہ ناگوار ہوا طرف بہار کے چلی لیکن
نیمچہ کھینچے ہوے بہار نے جو گل اندام کو آتے ہوے دیکھا اسنے بھی نیمچہ کھینچا اب
دونون مین نیمچہ چلنے لگا ایک مقام پر گل اندام نے کمر کو بتا کر سر پر نیمچہ مارا نیمچہ سحر
تھا اُسکا زخم سر پر بہار کے آیا سر مین زخم جو پڑا بہار پیچھے ہٹی اور گل اندام بڑھی
چاہتی ہو دوسرا نیمچہ مارون کہ سر بہار کا اڑ جائے بہار نے تیغ نگاہ کا وار کیا کہ سر
گل اندام کا بھی زخمی ہوا دوبارہ اشارہ کیا کہ شانہ بھی گل اندام کا جھول پڑا گل اندام
نے عاجز ہو کر جھول پر ہاتھ ڈالا ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکالی وہ خاک اڑا دی کہ بہار

بیہوش ہوکر گری گل اندام نے بہار کو گرفتار کیا کہا کیون صاحب تمنے دیکھا مین نے کیونکر اسے گرفتار کر لیا بڑا انکو اپنے سحر پر گھمنڈ تھا کسطرح پھنسین پرے غرور مین گل اندام ہنستی ہوئی کہ رہی ہو کہ مین نے گرفتار کر لیا اب کیا تدبیر کرون بخدمت خداوند روانہ کرون قضائے کار عمرو عیار صحرا کرتے ہوے مسافرون کی تلاش مین ادھر آ گئے اور خبر سنی کہ لشکر گل اندام اترا ہی بہار اعجاز بیان انکے یہان قید ہی جا بجا پھرنے لگے ایک کنیز کو اشارہ کیا پاس اپنے بلایا جب وہ قریب آئی تو اسکو بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر بارگاہ مین آئے سامنے گل اندام کے آکر بیٹھے کہا اے ملکۂ عالم آج عجب معرکہ گذرا کہ مین پڑی سو رہی تھی خواب مین خداوند آئے مجھسے دل لگی کرنے لگے مین نے کہا یا خداوند الگ بیٹھیے مگر قدرت نے میرا کہنا نہ مانا میرے قریب آکر بیٹھے اور فرمایا اے شعلہ رخسار ہم تجھے بڑے بڑے کمال دینگے مناسب یہ ہی کہ ہمارا خیال رکھنا ہم اکثر آئینگے مگر اب کے دفعہ ہم تمکو کمال موسیقی دیے جاتے ہین جسکے سامنے گاندھی وہ بہوت ہوگا اور ساقی گری بھی غضب کروگی امیدوار ہون کہ امتحان کیجیے یہ کہکر پایان کھینچا اور یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

یہ خجل ہو گل خورشید کہ شبنم ہوجاے ... دیکھے عالم جو ترا اور ہی عالم ہوجاے
سوچتا دل مین ذرا مرتبۂ جام شراب ... محتسب تو جو ہو ساقی تو ابھی جم ہوجاے
زاہدا چشمۂ دریاے کرم ہے خم کو ... ایک قطرہ پیے مسک تو وہ حاتم ہوجاے
ہو بہت شہرۂ دم تیغ صفاہانی کا + ... ابروے یار اگر دیکھ لے بے دم ہوجاے
دیکھیے اپنی گیسو کو جو لہرون سے مثال ... چشمۂ آب بقا مین اثر سم ہوجاے
ساغر گل ہوے کیا خون ترے چہرے کے حضور ... گل شبو بھی چمن مین ابھی شبنم ہوجاے
ساقیا جام دے پیاسا ہون سینہ بھر کا ... کہین شوال نہ اب مجھکو محرم ہوجاے
کاش وہ دم ہی سے کرجائے کبھی بعد گل ... دل مضطر کو تو تسکین کوئی دم ہوجاے
کا ہیکو باندھ کے احرام چلے کعبے کو ... حرم دل سے جو ناسخ کوئی محرم ہوجاے

گل اندام نے کہا اے شعلہ رخسار آج تو تمنے خوش کر دیا ایسی گاتی ہو کہ دل بیقرار

ہوتا ہو شعلہ رخسار نقلی نے عرض کی کہ واری یہ قدرت کی ساری مہربانیان ہین اب
امید وار ہون کہ میرے دوسرے کمال کا بھی امتحان ہو گل ندام نے کہا وہ شعلہ وہ
دوسرا کمال کونسا ہی شعلہ رخسار نے عرض کی کنجی میخانے کی مرحمت فرمایئے مین ساقی گری
کا سامان کرون گل ندام نے کنجی کھولکر ازاربند سے دی خواجہ میخانے مین آئے
شراب کو خراب کیا اور پکارکر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہے
یہ کہکر کئی سو گلابیان ارغوانی سے بھرین ملکڑے انکے تمامی سے باندھے کشتی
مین درست کرکے محفل مین لائے گل ندام نے کہا دیکھو صاحبو شعلہ کس طریقے سے
شراب لائی ہو کہ خواہ مخواہ دل چاہتا ہو کہ شراب پی جیے اور سب خواہشمند شراب
شراب لے گئے جابجا پی رہے ہین یہی ہنگامہ بلند ہو کہ شراب مین کیا لطف ہو
جابجا صحبتین جمی ہوئی ہین عمرو نے چند اشعار گاکر گت شروع کی اہل محفل کی پری
گت جمی ہر طرف سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو ہر ایک کا قول ہو کہ ہو
شعلہ رخسار بیشک تجھکو قدرت نے کمال دیا اب عمرو نے جام ارغوانی لبریز
کیا سر پر رکھکر ٹھوکرین لیتے ہوئے سامنے گل ندام کے پہونچے سر جھکا کے
عرض کی ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے گل ندام نے ہاتھ
بڑھا کر جام لیا چاہا پی جاؤن مگر بہ نگاہ غور دیکھا کہ شراب چرخ مار رہی ہی یکایک
وناتا ہوا جام ٹوٹا شراب اڑگئی گل ندام نے کہا اری یہ کیا تھا شعلہ رخسار
نے کہا واری کیا کہنا کیا آپ کی نگاہ کی تاثیر ہو کہ شراب اڑگئی جام کا یہ انجام ہوا
گل ندام نے ہاتھ عمرو کا تھام لیا کہا کیون او ساربان زادے یہ مکر میرے
ہاتھ مین ایسے شعبدے بہت جانتی ہون کسکی مجال ہو کہ مجپر ہاتھ ڈالے غافل تجھ
سب سامان بتادیے ہین فرمادیا تھا بروقت رخصت قدرت نے کہ عمرو کے مکر
سے بچتی رہنا مجکو خیال تھا کہ ساربان زادہ ضرور آئیگا کھانے پینے کی چیزون کو مقرر
کر دیا کہ جب میرے سامنے لاؤ تو نام سامری لیکر دو تو نے نام سامری نہ لیا جام ٹوٹا
شراب اڑگئی یہ کہکے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا اڑگیا صورت

اصلی ظاہر ہوئی سب کنیزین ہلڑ کرنے لگین کہ واری یہ تو ہم مانس یا مرچیا جن ہی یا شیطا
دیو ہو عمرو نے کہا صاحبو نہ لیو نہ دیو مین تو خاصا بھلا مانس ہون گل ندام نے کہا ای
سکان جادو تم قید عمرو و بہار لیکر خدمت مین قدرت کی جاؤ اور جا کر ان قیدیونکو
پیش کرنا اور میری جانب سے عرض کرنا کہ یا خداوند آپ کے اقبال سے بی بہار کو
گرفتار کیا عمرو خود آکر پھنسا وہ کمال ظاہر کیے کہ جس سے پہچاننا ناممکن تھا مگر مین نے
گرفتار کیا کنیزان بہار بعد گرفتار ہونے بہار و خواجہ کے افسوس کرتی ہوئی چلین
کہتی تھین کہ صاحبو خواجہ عمرو کی عیاری قدرت پروردگار ہی راہ مین کنیزین آتی
تھین کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا فیروزہ بن عمرو بادشاہ کو تلاش کرتا
پھرتا ہی کنیزان بہار کو دیکھکر ٹھہرا پوچھا کیون صاحبو کہان سے آتی ہو سب نے
کہا ہماری ملکہ برائے شکار گئی تھین راہ مین گل ندام آگئی اُس سے مقابلہ پڑا اُسنے
ملکہ کو گرفتار کر لیا خواجہ عمرو بھی برابر پہونچے اور چاہا رنگ جماؤن لیکن اُسنے
پہچان لیا خواجہ بھی گرفتار ہوے ہم سب ملکہ جانتے ہین کہ میثاق کو خبر کر دین
یقین ہو کہ وہ ساحر کامل ابکل آکر اِس گل ندام کو دیوانہ کرے فیروزہ نے کہا تم لوگ
اِسی مقام پر ٹھہرو مین جا کر تدبیر کرتا ہون اگر بن پڑے تو قبلہ و کعبہ کو جا کر رہا کر لون
کنیزون نے کہا ای فیروزہ اِسکا خیال رکھنا ہم لوگون خبر سُنی ہی کہ جب خواجہ نے
شراب دی تو شراب اُڑ گئی فیروزہ نے کہا جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا یہ کہکر روانہ
ہوا ایک جنگل مین پہونچا تھا کہ دیکھا ایک مقام پر چشمہ آب بھرا ہی پانی لہرین مار رہا ہی
ایک ساحر آسمان سے اُترتا ہوا آیا نہر پر چاہا پانی پیوے فیروزہ نے ساحر کی شکل
بنکر آواز دی خبردار کیا کرتا ہی او ساحر پانی نہ پینا ورنہ پانی ہو کر بہہ جائیگا وہ ساحر
رکا فیروزہ قریب آیا کہا ای برادر مین یہاں کا نگہبان ہون اِس چشمے کا پانی اثر یہ
آکر پیتے ہین اگر ایک قطرہ حلق سے اُتر جاتا تو ابھی پانی ہو کے بہہ جاتے لیکن مجھکو
خداوند نے حکم دیا ہی کہ ہمارے بندون کو بچانا وہ ساحر خوش ہوا ہین کہنے لگا کہتا
تھا ای برادر تمنے بڑا احسان کیا کہ ہماری جان بچائی در حقیقت مین اِس پانی کے

پناہ پانی مشکل ہوتی ہین نامہ دار خداوند ہون گل ندام کے واسطے قدرت بیقرار
ہو رہے ہین رات کو آرام نہین کیا فیروزہ نے باتون مین لگاکر نام پوچھا اُسنے کہا
فرنگ جادو مجھکو کہتے ہین جہان کہین نامے جاتے ہین مین ہی لیجاتا ہون اور ملکہ
گل ندام مجھکو خوب پہچانتی ہین فیروزہ نے باتون مین لگاکر اُس ساحر کو شراب
پلاکر بیہوش کیا اور نامہ جھولی سے نکال لیا نامہ لیکر طرف گل ندام کے چلا تھوڑا راستہ
طے کیا تھا کہ دور سے دیکھا کہ لشکر گل ندام اُترا ہوا ہے بشکل فرنگ جادو لشکر مین آیا
کنیزون نے گل ندام کو خبر دی کہ فرنگ جادو نامہ لیکر آیا ہے گل اندام مسند پر بیٹھی
ہے دونون قیدی قفس مین بند ہین عمرو سے باتین کر رہی ہے خواجہ کہ رہے ہین کہ اے
ملکہ گل ندام تم ایسی ساحرہ میری نگاہ سے نہین گذری اس عیاری پر مین نے
بڑے بڑے جادوگرون کو مار لیا مگر آپ نے کیا پہچانا ہے کہ مجھکو گرفتار کر لیا مین یہ
چاہتا ہون کہ آپ کی اطاعت کرون گل ندام نے کہا اے عمرو تیری بات کا اعتبار
نہین آتا ورنہ تو مصاحب معقول ہے عمرو نے کہا مین آپ سے دغا نہ کرونگا وہ خدمت
کرون کہ آپ بھی رضامند ہون گل ندام نے کہا اے عمرو وہ مرتبہ تیرا بڑھاؤن کہ تمام
عالم تجھپر رشک کرے شاطر قدرت مشہور ہوگے ایک ملک کی سلطنت ملیگی تخت پر
بیٹھا کرنا حکم احکام جاری کرنا تمھارے سلطنت کا شہرہ ہوگا جب قدرت حکم دین کہ
سب مسلمانون کو گرفتار کر لانا عمرو نے کہا مجھکو سب مانتے ہین ایک دن مین سبکو
گرفتار کرونگا میان میثاق کی مشکین باندھکر لاؤنگا گل ندام نے عہد و اقرار لیکر
خواجہ کو قفس سے نکالا خواجہ عمرو باتین بنا رہے ہین اور بہار قفس مین بیٹھی
ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس ہر مرتبہ یہی خیال ہے کہ اے
بہار بڑا غضب ہوا کہ خواجہ گرفتار ہوگئے اب رہائی تو باقی شاید کوئی رنگ جمائین
کہ نامہ دار نے آکر نامہ دیا نامہ دار نے دیکھا کہ خواجہ قفس سے نکلکر باہر بیٹھے ہوئے
باتین بنا رہے ہین گل ندام سے کہا اے ملکہ عالم اگر حکم ہو تو بی بہار کو بھی بہکا کر ان
راہ پر لاؤن گل ندام نے اشارہ کیا کہ سمجھائیے اگر بہار اطاعت کرے تو قدرت

بہت خوش ہوگئے فرمائیں گے کہ بہار کو بھی راہ پر لائیں عمرو نے قریب قفس کے
آکر اشارہ کیا کہ ای بہار تم بھی اطاعت کرو میں تمکو رہا کرا دونگا شاید کوئی مطلب
نکل آئے مگر گل اندام نے جو نامہ پڑھا طرف سے جمشید کے لکھا تھا کہ ای شہنشاہ چین
وای سرو باغ محبوبی تم جبدن سے گئی ہو قدرت کو آرام نہین بلکہ شب کو خاصہ
بھی نہین نوش کیا ہر وقت تمھاری یاد مین رہتا ہون لہذا چلی آؤ تمھارے نہ
ہونے سے محفل مین سناٹا ہی گل اندام نے کہا قدرت کو تو جلدی ہو کہ مین پہنچاؤن
مجھکو منظور یہ ہی کہ یشاق وغیرہ کو بھی گرفتار کر لون تو سامان سے چلون اول تو یہ
بہتری ہوئی کہ عمرو نے گرفتار ہو کر اطاعت دین قدرت کی کی ایسا کام کسکے ہاتھ
سے ہوا صدہا مرتبہ عمرو گرفتار ہوا اور رہجرہا ہو گیا مگر ایک مرتبہ آپنے میرے سحر کو
پسند کیا اور رکتا ہی کہ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہین گذرا عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم وہ کیا
سحر ہی کہ جب کچھ کھاؤ تو وہ اشیاے خوردنی سامنے سے ہٹ جاے گل اندام نے کہا
خواجہ میری جھولی مین بیٹھے ہین وہ خبر دیتے ہین عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم جھولی اُتار کر
رکھو تو مین کچھ گاؤن گل اندام نے جھولی اُتار کر رکھی عمرو نے جام لبریز کیا اور کہا
ملکۂ عالم ایک تو جام میرے ہاتھ سے نوش فرمائیے گل اندام نے وہ جام پیا اور
فرنگ جادو نے کنیزون کو شراب پلائی ادھر گل اندام کی آنکھین بند ہوئی جاتی
ہین جھوم رہی ہی فرنگ جادو نے بھی پینے کو ظاہر کیا تھوڑے عرصے مین خوب
دست و زانو زیان ہونے لگین گل اندام گھبرا کر اُٹھی کہتی ہوئی کہ یا خداوند آپ کو
چین نہ پڑا تشریف لائیے جیسے ہی اپنے مقام سے اُٹھی ڈگمگا کر گری سب کنیزین بھی
بیہوش ہوئین خواجہ نے بہار کو رہا کیا اور گل اندام کو اُٹھا یا پشتارہ باندھا اور
فیروزہ نے بازبھر بند کا پشتارہ باندھا پشتارے باندھکر بیٹھے ہین ارادہ ہی کہ
اسباب لوٹ لین تو بارگاہ سے نکلین قضاے کار ریحیس جادو کہ مصاحب ملکہ
گل اندام ہو برا سے شکار گیا تھا اسوقت پلٹ کر آیا کہ در بارگاہ پر دیکھا چوبدار
و خدمتگار پڑے رہے ہین گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہی بلند ہو کر دیکھا کہ دو پشتارے بندھے

رکھے ہین اور دو عیار بارگاہ کو لوٹ رہے ہین دربار مین دریاے خون جاری ہر جن
لشکریون کو قتل کیا ہو اُنکے لاشے پھڑک رہے ہین برجیس جادو نے آسمان سے نعرہ کیا
ہنم برجیس جادو مصاحب ملکہ گل اندام خواجہ عمرو و فیروزہ تو پیسکر بھاگے پشتارے
نہ لے سکے ایک طرف نکل گئے ادہر برجیس نے آکر گل اندام کو ہوشیار کیا باز سحر بند کو
بھی پشتارے سے نکالا باران سحر برسا کے سب کو ہوشیار کیا گل اندام نے اُٹھتے ہی
پوچھا کہ عمرو کہان گیا برجیس نے کہا عمرو بھاگ گیا ایک عیار اُسکے ساتھ اور تھا
دونون نکلکر بھاگ گئے مین اُنکے پیچھے نہ گیا تاکہ مالک کو ہوشیار کرون اور بہاریکی
سلگی مجھکو بڑا قلق ہر کہ آپ نے کس مشکل سے گرفتار کیا اور وہ یون رہا ہو گئے ملکہ
گل اندام نے کہا خیر جو کچھ ہوا وہ بہتر ہوا مین ابھی تلاش مین عمرو کی جاتی ہون اور
گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکر اُٹھنے لگی مگر باز سحر بند نے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمایئے
مین جا کر گرفتار کیے لاتی ہون ہرچند گل اندام نے روکا مگر باز نہ آئی یہی کہے گئی
کہ مین عمرو کو گرفتار کر لونگی یہ کہکر اُٹھی بشکل ساحر چلی یہان خواجہ ایک نخل کے نیچے
آکر ٹھہرے مگر دل کو خوف لگا ہوا ہو کہ ایک طائر آکر شاخ پر بیٹھا شاخ نخل بہت
جھک گئی عمرو نے خیال کر اگر یہ طائر اصلی ہوتا تو شاخ نخل اسطرح نہ جھکتی زنبیل
سے ایک چیز نکالی اُس مین پھندا باندھا آپ آڑ مین بیٹھا طائر کے پانون مین وہ
پھندا ڈالکر جھٹکا مارا طائر جو سحر کا پھندا اُوٹ گیا باز سحر بند خواجہ پر گری پنجہ کر مین
دیکر لے اُڑی فیروزہ بن عمرو ایک مقام پر چھپا بیٹھا تھا اِسنے جو دیکھا کہ باز سحر بند
قبلہ و کعبہ کو لیے جاتی ہو حیران ہوا کہ کیا تدبیر کرون سوچنے لگا آخر گل اندام کی
شکل بنکر پکارا کہ او میری کہ مصاحب خیر خواہ تو نے بڑا کام کیا مگر تیرے آنے کے
بعد مجھے چین نہ پڑا مین تیری جانبازی دیکھ رہی تھی تو نے عجب کار نمایان کیا کہ
اپنے کو پھندے سے بچایا اور پھر عمرو کو گرفتار کیا یہ تیرا ہی کام تھا ورنہ دوسرا کیسا
ہی تیز ہوتا گھبرا جاتا تو نے بڑی ہوشیاری کی باز سحر بند نے جو گل اندام کو دیکھا
اور تعریفین اپنی سُنین شگفتہ ہو گئی جی مین کہتی ہو آج مین نے ایسا کام کیا کہ ہی

گل ندام تعریفین کر رہی ہین باز سحر بند قریب آئی جھک کر گل ندام کو سلام کیا کہا اے
ملکۂ عالم سب کام آپ کی برکت سے ہوے مگر اب یہی مناسب ہی کہ پلٹ چلیے گل ندام
نقلی کنتی جاتی ہی کہ لوا یون نہ جائین گے میثاق و بہار کو گرفتار کرینگے تب سامنے
خداوند کے جائینگے تاکہ خداوند بھی جانین گل ندام کے جانے سے یہ مطلب حاصل ہوا
کہ ایسے باغی گرفتار ہوے باتون مین باز سحر بند کو لگا کر اشارہ کیا کہ دیکھو سامنے
خداوند بھی آتے ہین آخر چین نہ پڑا انکو میری تکلیف کیونکر گوارا ہوتی جیسے ہی باز
پلٹی فیروزہ نے خنجر مار کر شکم چاک کیا قصہ پاک ہوا خواجہ رہا ہوے رہا ہوتے ہی
لباس اتار لیا جھولی بھی لے لی قصد ہوا کہ بھاگین یہان گل ندام بارگاہ مین بیٹھی ہوئی
یہی کہ رہی ہو کہ بی باز گئی ہین اگر یہ خیر و عافیت آجائین تو مین جانون کہ بڑی بات
ہوئی دیکھو عمرو عیار نے مجھکو کیسا دھوکا دیا ایسا نہ ہو کہ عمرو کے کسی فریب مین وہ
پھنس جائین کہ سامنے میز پر گلدستہ ساختۂ دست باز سحر بند رکھا ہوا تھا وہ جلنے لگا
گل ندام نے منھ پیٹ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا کہ باز قتل ہوئی یہ گلدستہ اسیکے
ہاتھ کا بنا ہوا تھا اسکے مرتے ہی جلگیا اے ذرا جا کر خبر تو لو یہ سنکر چند کنیزین فوراً
دوڑین صحرا مین جا کر دیکھا کہ لاشہ باز سحر بند کا برہنہ پڑا ہوا ہی اور خواجہ عمرو
و فیروزہ بھاگے جاتے ہین کنیزون نے ہر چند للکارا مگر یہ بھاگ کر نکل گئے کنیزین
لاش باز کی لیکر گل ندام کے سامنے آئین لاشۂ باز سحر بند دیکھکر گل ندام کو بڑا
افسوس ہوا کہا مین ابھی جا کر ساربان زادے کو لاتی ہون یہ کہکر خود چلی جنگل
مین آکر ڈھونڈھنے لگی قضاے کار مہتر برق فرنگی بشکل خواجہ ٹہل رہا تھا ملکہ
گل ندام تڑپ کر گری اور برق کو گرفتار کیا کہا کہ او ساربان زادے تو نے غضب کیا
باز کو مارا مین تجھکو قتل کرونگی برق رو دیا کہا اے ملکۂ عالم مین تو آپکا تابعدار ہون آپ کے
سر کی قسم ہی مجھکو گوارہ نہ تھا کہ باز سحر بند قتل ہو مگر فیروزہ نے یہ حرکت کی مجھکو
چھوڑ دیجیے مین فیروزہ کو پکڑ لاؤن اور مین عمرو نہین ہون گل ندام نے کہا یہ
راز مخفی نہین ہو سکتا یہ کہکر برق کے چہرے پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری کا

اتر گیا دیکھا ایک جوان فرنگی پتلون جاکٹ پہنے ہوے سیاہ بوٹ پانؤن مین سامنے
کھڑا ہی چلا کر کہا ارے تو کون ہی برق نے کہا اے ملکۂ عالم مین عیار بادشاہ فرنگستان کا
ہون عمرو نے گرفتار کر کے اپنے ساتھ لیا ہی اب امیدوار ہون کہ اگر آپ مجھکو رہا
کر دیجیے تو مین ابھی عمرو کو گرفتار کر لاؤن گل اندام نے کہا تم لوگون کی بات کا اعتبار
نہین آتا برق نے کہا مین زبردستی سے عمرو کی پھنسا ہون مجھکو نوکر رکھ لیجیے اپنی
صحبت مین داخل کیجیے سب عیارون کو پکڑ لاؤن اپنے بادشاہ کا بدلا لون رستم پیلتن
علمشاہ نوجوان نے دربار مین گھسکر تخت مرزوق الٹ دیا ان سب کو گرفتار کر کے
لاؤنگا آیندہ آپ کو اختیار ہی جو مناسب ہو کیجیے مین ایسی خدمت کرونگا کہ آپ بہت
خوش ہوجیےگا کوئی اہل اسلام ایسا نہین ہی کہ مجھکو نہ مانتا ہو جب بارگاہ مین جاؤن گا
سب کو شراب پلا کے بیہوش کرونگا گل اندام نے کہا اے برق فرنگی جو کچھ تو کہتا ہی اگر
یہی کرے تو مین دو مرتبہ تیرا کرون کہ کسی شاطر کو یہ درجہ نصیب ہوا ہو برق نے کہا
حضور ملاحظہ کرینگی اور اگر رہا کر دیجیے تو مین ابھی عمرو کو لاتا ہون گل اندام نے برق
کو رہا کر دیا برق طرف جنگل کے بھاگا ایک جادوگر راہ مین جاتا تھا اُسکو دیکھکے
حباب مارا جب وہ بیہوش ہوگیا تو عمرو کی شکل بنایا پشتارہ باندھکے چلا گل اندام
انتظار کر رہی تھی کہ عیار برق فرنگی عمرو کو لیے ہوے آیا کہا لیجیے یہ تو حاضر ہی اسطرح
سب کو لاؤنگا گل اندام نے کہا اے برق فرنگی عمرو کہان ملگیا کہ اتنی جلدی تو لے آیا
برق نے کہا ایک مسافر کو لوٹ رہا تھا مین نے پکار کر آواز دی کہ استاد مین بھی
آیا تو عمرو کا یہ طریقہ ہی کہ جس مسافر کو لوٹتا ہی اُسکو مار بھی ڈالتا ہی مین نے خنجر کھینچکر
ارادہ کیا کہ اُس مسافر کو مارون عمرو نے ہاتھ تھام لیا مین نے حباب مارکر عمرو کو
بیہوش کیا خدمت مین لایا گل اندام خوش ہوگئی کہا اے برق فرنگی اگر تو طلسم کو بچا
لیگا تو سب اہل طلسم تجھکو عزیز رکھینگے بادشاہ جمجاہ طلسم کشا مرحلۂ ہفتم [illegible] ہین وہان
مثیلا و خارا شکن کیا کیا کہ وہ کوشش کر رہا ہی مگر کوئی تدبیر نہین بنتی اگر تو انھین اُنسے
چھین لایا تو ہم لوگ اُنکو گرفتار کر لین گے قدرت تجھسے بہت خوش ہونگے برق نے

کہا عمرو کو تو آپ لیجیے مین فکر مین سعد کی جاتا ہون گل ندام نے کہا کہ تم چلو مین بھی مدد
کو آؤنگی چند کنیزون کو دیا کہ عمرو نقلی کو لے چلو برق فرنگی بھاگا راہ مین خواجہ سے
ملاقات ہوئی عرض کی اُستاد ذرا اپنے کو مخفی کیجیے مین نے آپ کو گرفتار کرکے دیا ہی
اگر مین پڑا تو وہ عیاری کرون کہ گل ندام کو قتل کرون کیا عجب ہی کہ اُسکی موت میرے
ہاتھ ہو یہ کہکر برق خواجہ سے رخصت ہوا خواجہ تو ایکطرف چلے مگر برق نے ایک
جنگل مین آکر ایک تاجدار کو دیکھا کہ شکار کھیل رہا ہی یہ ایک فقیر بنکر اُسکے پیچھے چلا تاجدار نے
ایک ہرن لشکر سے دور مارا گھوڑا لیے اُترا چھری ہاتھ مین منظور یہ تھا کہ آہو کو ذبح کرون
برق دعائین دیتا ہوا سامنے آیا کہتا ہوا کہ آپ کو لات و منات سلامت رکھین
یہ خدمت مجھکو سپرد ہو تاجدار نے کہا آپ فقیر ہین مین آپ سے کیا کام لون لیکن
برق نے جھٹ پٹ آہو کو صاف کیا اچھا اچھا گوشت نکالا کہا حضور مین کباب درست
کردون یہ کہکر آگ سلگائی کباب درست کیے فورًا کباب بنا کے نمک اپنے پاس سے
ملا یا سامنے تاجدار کے پیش کیے وہ کباب کھانے لگا کھاتے ہی بیہوش ہوا برق نے
جھٹکر اُس تاجدار کو بشکل سعد شہریار بنایا اور لیکر چلا یہان گل ندام نے عمرو نقلی
کو قید کرا دیا ہی کنیزون مین بیٹھی کہ رہی ہی کہ بڑا عیار دست ہوا ہی اگر اُسکی چل گئی تو
سب گرفتار ہو جائینگے عمرو ایسے شخص کو ایسی جلدی گرفتار کرلایا کنیزون نے کہا
واہ ری بجنے عمرو کو بہت مارا کہتا تھا مین عمرو نہین ہون گل ندام نے کہا وہ بڑا
مکار ہی اُسکی بات نہ ماننا ورنہ بہت پچھتاؤگی لاکھو وہ کہے مگر اُسے رہا نہ کرنا ورنہ
رہا ہوتے ہی آفت برپا کریگا بلاے روزگار ہی بڑے بڑے ساحر اُسکے ہاتھ سے
مارے گئے شمشہ و دمامہ کو قتل کیا میرا اقبال تھا کہ میرے سامنے آکر قید ہوا
اب بھلا مین اُسکو چھوڑونگی اِس حال سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے
حال پر روئین اور بے رحم نہ آسکے مجھکو فقرہ دیکر جھولی اُتروائی جب تو مجھے شراب
پلائی ورنہ مین بیہوشی ملی شراب پیتی شراب اُڑجاتی جام ٹوٹ جاتا مگر اُس ظالم نے
پہلے ہی انتظام کرلیا باتین کیسی بھولی بھولی کرتا تھا انھین فقرون مین تو ساحر کو پھنسا

وہ مکار مار لیتا ہو دام طلبی ساحرہ کو دام مکر مین لیا سب کنیزین کہہ رہی ہین حضور بہت ہی اقبالمند ہین کہ ایسا مکار آپ کے دام مین پھنسا یہ ذکر تھا کہ لشکر مین شور ہوا گل ندام نے پوچھا ارے یہ کیسا شور ہی کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی حضور مبارک ہو آپ کے نام لکھا تھا کہ طلسم کو بچائیے منتر برق فرنگی طلسم کشا کو لیے ہوے آتا ہی سب اہل لشکر خوشیان کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ بڑا زبردست عیار آپ کو ملا پھر بھی مین اُسنے وہ کار نمایان کیے اور وہ بھی کیسے سخت دل عمرو عیار کو گرفتار کر لایا ہو اب طلسم کشا کو لاتا ہو آپ لشکر کشی کیجیے میثاق وغیرہ پر دباؤ ڈالیے کہین سامری نامے مین نہین لکھا ہو کہ بی گل ندام کے ہاتھ سے طلسم محفوظ رہیگا آپ نے آتے ہی خاتمہ کر دیا یہ باتین تھین کہ برق فرنگی آکے پہونچا پشتارہ سامنے لاکر ڈالدیا اور دو تختیان بشکل لوح محفوظ و بشکل لوح طلسمی گل ندام کو نذر دین گل ندام نے وہ لیکر جلدی سے جھولی مین رکھ لین اب جو گل ندام نے سعد شہریار کو دیکھا تو برق کو دو ہزار روپیہ انعام کے نام سے دیے سب کنیزون سے برق نے انعام کے نام سے روپیہ پیسا لیا اور لیکر چلا کہ اب صاحبقران کو لاتا ہون کوئی مددگار نہ باقی رہے یہان گل ندام نے سعد نقلی کو بھی قید کیا بہت خوش بیٹھی ہی کہہ رہی ہو کہ میرے نام انتظام طلسم تھا اب خداوند بہت خوش ہونگے فرمائین گے کہ میری معشوقہ نے سب انتظام کر لیا کہ نکلتے ہی مسلمانون کا خاتمہ کیا حقیقت مین گل ندام بڑی ساحرہ ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ خبر ہوئی کہ نامہ دار صیلاد خارہ شکن کا آیا ہی گل ندام نے بلا لیا نامہ بر نے آکر نامہ دیا گل ندام نے پڑھا اُس مین لکھا تھا کہ اے گل ندام بادشاہ اسلام نے مرحلے پر قیامت برپا کی ہو ہر مقام پہ پہونچ رہے ہین بڑے بڑے ساحر مارے گئے مین بدحواس ہو رہا ہون اسکی تدبیر کرو اور مین بھی تدبیر کر رہا ہون صبح و شام مین مین خود نکلونگا جو کچھ کام کیا ہو تو ہمکو تحریر کرو ورنہ ہم تک سعد پہونچ جائین گے رو جاوگی نیان شریک ہو گئین کہ ہر مقام سے آگاہ کرتی ہین لالہ چمن آزاد لالہ زار جا بجا مدد کرتی ہین اور یہی فکر ہی کہ ہم تک پہونچائین جسوقت بادشاہ ہماری بیت

مین آ گئے تو مین کیا کرونگا سحر آمیز تاثیر نہین کرتا یہ نامہ پڑھکر حکم دیا کہ نامہ دار کو قیدخانے
مین لے جاؤ سعد شہریار کی قید دکھاؤ اور عمرو کو بھی دکھاؤ کہ عمرو و سعد قید ہوگئے
اب جو امر ہونے والا ہو اسکو منھ سے نہین نکال سکتی ایسا نہو اسکی عیاری مین فرق
آجائے سامری و جمشید اُسکے نگہبان ہین یکہ و تنہا استنے بڑے لشکر مین گیا ہو سوائے
سامری و جمشید کے کون اُسکا معین و مددگار ہو حقیقت مین بلا کا عیار ہو عمرو ایسے
شخص پر غالب آیا کہ تھوڑے عرصے مین پکڑ لایا مین نے قید کیا ہو اے نامہ دار کہدینا
کہ اے میلاد نہ گھبراؤ چندے مین خاتمہ ہوتا ہو نامہ دار نے عرض کی اے ملکہ عالم مقام
تعجب ہو کہ میرا طرف سے زندان خانے کے گذر ہوا دیکھا کہ سب ساحر لوگ مارے
گئے تاجداروں نے رہائی پائی بارگاہ زرنگار استادہ تھی بادشاہ بفرحت اُس مین
داخل تھے گل ندام نے کہا یہ کل کا معرکہ ہو اور ہمارا عیار برق رفتار طرار و فرار
آج گرفتار کر کے لایا ہو اب جو جاؤگے وہان سناٹا پاؤگے تاجدار سب رو رہے
ہونگے نامہ دار نے کہا مین اُسی راستے سے جاؤنگا جا کر بادشاہ کو دیکھونگا ملکہ
گل ندام نے کہا اب وہان کسکو دیکھوگے قیدخانے مین تمھین دکھا دیا تاجدارونکی
بیقراری دیکھنا ہو تو جاؤ نامہ دار نے کہا مین ضرور اُسی طرف سے ہوکے جاؤنگا
گل ندام نے نامہ دار کو جواب دیا کہ جاؤ میلاد سے کہدینا کہ اب با اطمینان بیٹھو
اب کوئی زوال کی صورت نہین ہوگی دمبدم آرام پاؤگے آج وہ شخص قید ہوگا
کہ جسکا تمام دنیا مین شہرہ ہو نام اُسکا لونگی دیو اردو رہم گرش دار ایسا نہو کہ
مغرور ہو جائے اور اُسکی عیاری مین فتور پڑے اور وہ گرفتار ہو جائے آئیرا تو
زور اُسی سے ہو وہ ایسے کمال کریگا کہ سب کو گرفتار کر لائیگا نامہ دار تو روانہ ہوا
گل ندام انتظار مین برق فرنگی کے بیٹھی ہو مگر برق جو جنگل مین پہونچا دیکھا کہ
ایک پہلوان شکار کھیل رہا ہو برق نے بطور مذکور اُس پہلوان کو بھی گرفتار کیا
اور صاحبقران کی شکل بنا کے چلا راہ مین خواجہ سے ملاقات ہوئی خواجہ نے
پوچھا کیون بہورسیے یہ کیا انتظام کرتا پھرتا ہو برق نے کہا اُستاد اپنا سنگ جاتا ہون

اپنا اعتبار بڑھاتا ہون حضور کو اور بادشاہ جمجاہ کو قید کرا چکا عمرو نے کہا اے فرزند
اسکا خیال رکھنا کہ جو کچھ مال ملے تو ہمین کو دینا ہم بہ احتیاط رکھ چھوڑینگے جب تمکو
ضرورت ہوگی تو ہمسے لے لینا لندن سے نامہ آیا تھا تمھاری میم صاحب نے لکھا
تھا کہ غلے کی گرانی ہو ہمکو تکلیف پہونچتی ہو خرچ اکتفا نہین کرتا لہذا روپیہ تمھارا بنک
مین جمع کر دینگے نوٹ روانہ کرنا وہان تمھاری نیک نامی ہوگی برق نے کہا استاد
ایسے ایسے کام کیے اور کچھ نہین پایا خواجہ نے کہا بیٹا مجھکو سب خبر ہی میری گرفتاری
مین تو کچھ نہین ملا مگر جب سعد کو گرفتار کرکے لے گئے تو بہت کچھ ملا دس ہزار روپے
توگل ندام نے دیے اور کنیزون نے بہت کچھ دیا تمھارے چہرے پر رونق ہی
برق نے کہا استاد وقت پر آئیگا اگر مناسب ہو تو شریک ہو جائیگا مین یہ
نہین چاہتا کہ آپکو تکلیف ہو اگر تکلیف گوارہ ہو تو تشریف لائیے گا خواجہ نے اقرار
کرلیا کہ وقت پر مین آجاؤنگا برق سے وعدہ کرکے خواجہ تو ایک طرف چلے اور برق
پشتارہ صاحبقران نقلی کا لیے ہوے لشکر گل ندام مین پہونچا لشکر مین ہلڑ ہوا کہ
برق فرنگی صاحبقران کو لایا لشکر کا ہلڑ گل ندام نے سنا پوچھا صاحبو کیا ہی سبنے
کہا حضرت برق فرنگی صاحبقران کو لایا ہی سب اہل لشکر خوشیان کر رہے ہین یہ سنکر
گل ندام خود آئی اور برق کا استقبال کیا اور موتیون کا مالا گلے سے اتار کے
برق کے گلے مین پہنا دیا برق نے جھک کر سلام کیا کہا اے ملکہ عالم اب میرا حال
کھلجائیگا آج بڑی بلا صاحبقران کو لایا ہون فیروزہ نے زور سے دیکھ لیا اور
ایک صاحب نئے مسلمان ہوے ہین وہ بڑے خیر خواہ مسلمانان ہین راہ مین
اُنسے مقابلہ ہوا دہیم تیز رو راہ مین جو ملے تو مجھکو روکنے لگے مین نے کہا اے
دہیم مجھکو نہ روکو مین نہین معلوم کسکو لیے جاتا ہون اسی عیاری پر خاتمہ ہو
جب اُنسے بہ نگاہ سختی دیکھا تب تو مین خنجر لیکر سامنے ہوا اور مین نے کہا مین لڑونگا
پشتارہ نہ دکھاؤنگا میان دہیم ناچار ہوے مین نے یہ بھی کہدیا چلتے چلتے کہ اے
دہیم خیر خواہی پر مرتے ہو مسلمانون مین جاکر کوئی خوش نہین ہوا اب حال ہمارا

تم پر کھلیگا کہ میں نے کیا کیا اور کیسی کیسی جانبازی کی ہو شہر باہین کیا کیا عیاریان کین جس
جسنے ہوشربا بیٹھا ہو اُن لوگون سے حال پوچھو مگر کیا فیض ہوا وہی تین روپیہ مہینا
ملتا ہو ہوٹ مارکے اپنی اوقات بسر کرتے ہین صاحبقران نہین پوچھتے کہ تم پر کیا گذری
کیونکر بسر ہوتی ہو اسکا کوئی پوچھنے والا نہین یہ باتین میری سُنکر دیہیم نے کہا کہ اے
مقتربرق فرنگی کیا تم مسلمانون سے باغی ہوے مین نے کہا اب اِسوقت تو جاؤ
آیندہ تمسے ملاقات کرونگا تو مفصل کہونگا دیہیم چلا گیا مگر اُسکے تیور سے یہ معلوم ہوتا
تھا کہ اگر مین ٹھہر کر سمجھاتا تو کیا عجب تھا کہ وہ ساتھ دیتا گل ندام نے کہا اے مقتربرق فرنگی
مین تمھاری حفاظت کو موجود ہون کیا مجال کسیکی جو تمپر ہاتھ ڈالے مگر صاحبقران
کو کیونکر لائے برق نے کہا صاحبقران واسطے عمرو کے بہت بیقرار تھے مین نے
جا کر کہا کہ مین عمرو کا پتہ لگانے جاتا ہون یہ کہکے گلوری کھلائی بیہوش کیکے لیجاگا
اے ملکۂ عالم کمال یہ ہوا کہ جب باہر نکلا تو خادمون نے پوچھا کہ پشتارہ کسکا لیے جاتے
ہو مین نے اِشارہ کیا کہ خاموش رہو مین ایک ضرورت کو آیا تھا وہ کام کر چلا آیندہ
حال کھلیگا خادم خاموش ہو رہے مین پشتارہ لیکر بھاگا شکر سامری کرتا ہون کہین
آپ تک پہونچا یہ کہکر برق نے پشتارہ ڈالدیا کہا آہنگرون کو بلایے انکو مسلسل و
مطوق کیجے ایسا نہ ہو کہ ہوش آجائے گل ندام نے آہنگرون کو بُلایا صاحبقران
نقلی کو مسلسل و مطوق کیا برق نے حکم دیا کہ اِنکو بھی قید خانے مین لیجاؤ کنیزون نے
صاحبقران کو بھی پہونچا دیا برق فرنگی بیٹھکر باتین بنانے لگے کہتے جاتے ہین کہ
حضور آج مین نے بڑی مشقت کی اب اُس مشقت کا مزا یہ ہو کہ یہ تینون قتل ہو جائین
دیکھنے والون کو عبرت ہو اپنے اپنے مقام پر کہین کہ مسلمانون کا کارخانہ کیسا بنا
ہوا تھا ایک برق کے بگڑنے سے خاتمہ ہو گیا اب جی چاہتا ہو کہ اُس قدر شراب
پیجیے کہ بیہوش ہو جایئے اور آپ بھی سب بیہوش ہون تب میرا کمال دیکھیے اور حکم
دیدیجیے کہ رات کو میدان خونی کی تیاری ہو جائے کہ صبح کو اُٹھتے ہی سامان قتل
ہو اب اِنکا زندہ رہنا بہتر نہین گل ندام نے کہا اے برق مجھے خود خیال ہو کہ اب

کام مین جلدی کرون شتی ہون کہ معین انکے آسمان سے پیدا ہوتے ہین انکا قبلہ رہنا
وشیدا رہو برق نے کہا لباس تبدیل کیجیے زیور وغیرہ پہنیے آج تو عروس شب اول بنکر
بیٹھیے گل اندام نے اسی وقت جھولی اتار کر انکا دی جوڑا بھاری نکالکر پہنا دریا کے
جواہر مین غوطہ مارا برق کنیزون سے کہا کہ ازکی گلبدن وغنچہ دہن وغیرہ لباس
بدل ڈالو اب مین گانا شروع کرتا ہون آج سب کو بیہوشی پلاؤنگا اور خود بھی پیونگا
نہین معلوم کس کسکی قضا میرے ہاتھ سے ہے تم سب آراستہ ہو کہ دیکھنے والون کو
معلوم ہو کہ آج وہ جشن ہے کہ اگر روح جمشید دیکھے تو شرما جائے آج رات بھر جلسہ
رہیگا صبح کو انکے قتل سے تلوارین خون آلودہ ہونگی مگر مین عرض کرتا ہون کہ عمرو کو
مین اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اس ساربان زادہ کے ہاتھ سے مجھے بڑے
بڑے صدمے پہونچے ہین اول تو پیشہ مکاری اگر کہین سے لوٹ مار کر لائے تو
عمرو نے چھین لیا اگر انکار کیا تو جواب دیا کہ بیٹا ہم بڑھے ہو رہینگے جب مانگوگے
تب دینگے ابھی تھوڑے دن کا زمانہ گذرا کہ میم صاحبہ کا خط آیا کہ منجھلے لڑکے کی
مسلمانی ہے مین نے کہا استاد کچھ روپیہ دیجیے تو بھیجون اسپر جواب دیا کہ تین سنے
اسکے مہینے مین سود نہین ادا کیا مین خود ایک ایک پیسے کو حیران ہو رہا ہون اب
جب چھوٹے کی تقریب ہوگی تب دونگا اگر میرا زور چلگیا تو جو نقدی عمرو کے پاس
ہوگا وہ لے لونگا گل اندام نے کہا ای برق تمکو سب طرحکا اختیار ہے برق نے
کہا تو عمرو کے کپڑے بھی لے لونگا یہ کہکے برق نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ شراب
کی گلابیان لاؤ کنیزون نے گلابیان شراب کی لاکر رنگین کشتیان کباب کی لگین
برق نے سازندون کو اشارہ کیا انھون نے ساز درست کیے برق سامنے بیٹھکر
یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

ملکے مستی رنگ دانتون کا بہت کم کر دیا — کیا غضب ڈھنگ لیا ہیرے کو نیلم کر دیا
زیست بے نظارہ یار ہے یکدم ممکن نہین — اس پری رو کے بدن کو جان آدم کر دیا
بارہا اس مہوش خود بین نے میرے سامنے — آئنے کو تو سکندر جام کو جم کر دیا

گردن ساقی کے آگے بارہا محفل مین رات
سامنے آیا وہ گل جب مجھکو روتا دیکھکر
کیا فراق یار کو آتے ہین طور انقلاب
رات گھٹتی ہی تو بڑھتا ہی فروغ آفتاب
زخم دل کے بھر گئے ابروے قاتل دیکھکر
کھانے کی حاجت نہین پیتا ہون مین جیسے شراب
ہاتھ تیرا ہی جو اے ساقی برنگ شاخ گل

گردن مینا ہے وہ کو شرم سے خم کر دیا
لخت دل کو پھول اور اشکونکو شبنم کر دیا
جب خوشی آئی مرے دل مین اُسے غم کر دیا
حسن رخ چمکا جو اُسنے زلف کو کم کر دیا
بخت نے میرے لیے خنجر کو مرہم کر دیا
مے فروشی نے خم مے کو بھی زمزم کر دیا
جام مے کو کر دیا گل مے کو شبنم کر دیا

برق نے یہ اشعار گاتے گاتے دو پڑے بیہوشی کی کرے نکالے گل اندام سے کہا
ملکہ دیکھیے یہ بیہوشی ہی گل اندام نے کہا ہم سب کو نقصان کریگی برق نے ایک پڑیا
سے لیکر بتائی کہا اے ملکۂ عالم یہ وہ بیہوشی ہی کہ ہوشیار کرتی ہی نشہ خوب کھلکر ہوتا ہی
آج جی چاہتا ہی کہ یہی بیہوشی سب شراب مین ملاؤن یہ کہکر جام لبریز کیا اور بیہوشی
ملائی کہا ملکہ اِسکو پیجیے آپ بیہوش ہون تو مین آپ کو قتل کرون گل اندام نے ہنسکر
کہا اے برق فرنگی تمھارے کہنے سے یہ جام پیتی ہون اب مجھے تمسے غیر معتبری نہین ہی
اگر تم سنکھیا کھلا دو تو مین کھا لون مجھے تمھارا ایسا اعتبار رہا کہ جو تم کہو وہ کرون یہ
کہکر جام پی گئی برق نے کنیزون سے کہا تم بھی پیو کنیزین خوشی مین کہتی جاتی ہین کہ
اے منتر برق ہمارے یہان بھی بیہوشی ملاؤ برق بیہوشی ملا ملا کر سب کو پلا رہا ہی
خادم سامنے کھڑے تھے برق نے کہا تم بھی پیو اگر تم سب ہوشیار رہو گے تو
میرا کام خراب ہوگا ہان صاحبو تم بھی شراب لیجاؤ سب خادم بھی لیکر پینے لگے برق
نے تھوڑے عرصے مین سارے لشکر مین شراب پہونچائی جب سب کو شراب پلا چکا
تو بیٹھکر گانے لگا ہنسکر بتاتا جاتا ہی اور کہتا جاتا ہی اے ملکۂ عالم بڑی دیر ہوئی کہ آپ
بیہوش نہین ہوئین ادھر کنیزون مین دست درازی ہونے لگی باہر چوبدار و خدمتگار
لڑ رہے ہین کسی نے کسیکی پگڑی اُچھال دی کسی نے کسیکا گریبان پکڑا جوتی پیزار
ہو رہی ہی سارے لشکر مین تلاطم ہی ہر ایک کا ہوش گم ہی بیہوش ہو ہو کر گر رہے ہین

پردہ بارگاہ کا اٹھا ہوا ہی گل اندام جادوگر بیٹھی ہوئی ہی منتر برق فرنگی دیکھو کیسے خادم خدمتگار بدحواس ہو رہے ہین برق نے کہا یہی حال حضور کا ہوگا گل اندام ہنس رہی ہی اور کہتی ہی اے برق فرنگی آج تمنے بہت خوش کیا آج ایسا جلسہ جما کہ اگر قدرت بھی ہوتے تو بہت خوش ہوتے برق کہ رہا ہی اب تھوڑی دیر مین مرلیا باجیگی گل اندام ہنس رہی ہی برق فرنگی نے کہا اے ملکۂ عالم اب امیدوار ہون کہ مین ستار بجاتا ہون آپ رقص کرین تو دیکھیے کیسا طبلہ بجاؤن کہ آپ خوش ہوجائین گل اندام اچھا کہکر اٹھی ہاتھ چمکانے لگی برق ٹکڑے باندھنے لگا جیسے ہی گل اندام مسند سے نیچے اتری کہ داروے بیہوشی نے تماچہ مارا اڑکھڑا کر گری کنیزین لیٹا لیٹا کہکر دوڑین سب گر گر کر بیہوش ہوئین اب جو برق نے سر اٹھا کر دیکھا کہ کل اہل بارگاہ و کل اہل لشکر بیہوش پڑے ہین برق نے تنکر نعرہ کیا نعرۂ برق

مرا نام ہی برق خنجر گزار	الا استاد ہین خواجہ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون	کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی	ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی	چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

اور خنجر کھینچکر چلا کہ گل اندام کو قتل کرون ایک کنیز بیہوش پڑی تھی اُسنے ہاتھ برق کا پکڑ لیا کہا اے برق یہ کیا کرتا ہی منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار مین تمھاری ذہانتین دیکھ رہا تھا حقیقت مین تمنے بڑا کام کیا گل اندام زیور جواہرات پہنے ہوے تھی خواجہ سوچے کہ زیور خون مین خراب ہوجائیگا پہلے زیور اتارلین پھر قتل کرین برق نے کہا استاد یہ زیور وغیرہ تو ہمارا حق ہی عمرو نے کہا تمھارے پاس خراب ہوجائیگا مین احتیاط سے رکھونگا تم لیجاکر کہین گاڑ دوگے جواہرات خراب ہوجائیگا ہرچند برق تڑپتا ہی کہ گل اندام کو قتل کرون مگر خواجہ نہین چھوڑتے یہی فرماتے ہین کہ بیٹا لاکھون روپیہ کا نقصان ہوگا سبب بڑا تردد ہی برق کہتا ہی استاد ایسا نہ ہو کوئی آجائے تو پھر خرابی ہو

خواجہ زیور اُتارنے لگے برق بھی کڑے چھڑے اُتار اُتار کر زمین میں دبا دیتا ہے خواجہ
دیکھ کر نکال لیتے ہیں اور فرماتے ہیں او فرزند چھپاؤ نہیں میں سب مال واپس کرونگا
برق کہتا ہے استاد زنبیل میں جاکر کبھی کوئی شے نکلی ہے خواجہ کہتے ہیں بیٹا تمھارے واسطے
نکل آئیگی کس دھوم کی عیاری کی ہے تم میرے نائب ہو برق یہ سنکر پھول گیا سوچا کہ
استاد مجھکو اپنا جانشین کرینگے اس حیلے سے خواجہ نے کنیزوں کا زیور اُتارا اور زنبیل
میں ڈالا اب قصہ ہے کہ گل اندام کو قتل کرے تقضائے کار مہیل جادو شاطر گل اندام
پر اسنے بالا دوری گیا تھا پلٹ کر جو آیا دیکھا سارا لشکر بیہوش پڑا ہے گھبرا گیا جی میں کہتا
ہے کہ اے مہیل یہ کیا معرکہ ہوا معلوم ہوتا ہے کہ برق فرنگی نے رنگ اپنا جما لیا میں ملکہ کو
منع کرتا تھا کہ اس مکار کی رفاقت نہ کیجیے میرا کہنا نہ مانا آخر یہ آفت نازل ہوئی اُٹھتا بیٹھتا
طرف بارگاہ کے چلا سراچہ چاک کرکے دیکھا کہ عمرو و برق کنیزوں کو قتل کر رہے ہیں
زیور و لباس لوٹ رہے ہیں مہیل نے ڈانٹا کہ او فرنگی خبردار ملکہ کو نہ قتل کرنا یہ کہکے
جست کی برق نے بھی خنجر کھینچا سینہ سپر کرکے مہیل سے سامنا کیا مہیل برق سے
لڑ رہا ہے مگر تنگ ہے کہ ملکہ کو کیونکر ہوشیار کروں ملکہ کے قریب تو برق نہیں جانے دیتا
برق اپنی زبان میں کہتا ہے کہ استاد میری مدد کیجیے مگر خواجہ لوٹ رہے ہیں برق
کی بات کا جواب بھی نہیں دیتے یہی چاہتے ہیں کہ کنیزوں کو لوٹ لوں انگوٹھی
چھلا بھی نہ بچے پائجامہ کنیزوں کے اُتار لیے گوٹا پٹھا نوچ رہے ہیں زیور اُتار
اُتار کر زنبیل میں رکھتے جاتے ہیں یہاں برق فرنگی مہیل سے لڑ رہا ہے لڑتے لڑتے
برق نے کہا کہ ارے اسکا سر کاٹ لے مہیل سمجھا کہ میرے پیچھے کوئی آگیا جیسے ہی
وہ اسطرف پلٹا برق نے اس فن سے ہاتھ مارا کہ مہیل کا سر کٹکر دھڑ سے زمین پر گرا
مار کر اسکو برق تو مطمئن ہوا مگر گلوے بریدہ سے مہیل کے سر اُٹھا خون کا جو جاری
ہوا وہ خون گل اندام کے منھ پر پڑا کچھ دماغ میں اُتر گیا گل اندام کو چھینک آئی ملکہ
گل اندام نے آنکھیں کھولکر دیکھا کہ تمام بارگاہ مذبح بنا ہے مہیل مرا ہوا پڑا ہے
برق خنجر لیے کھڑا ہے اور خواجہ جو بشکل کنیز تھے انھوں نے اپنے کو ان کشتوں میں کر دیا ملکہ

گل ندام نے کہا ای برق یہ کیا کیا برق دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا اور چیخین مارکر رونے لگا
کہتا تھا ای ملکۂ عالم سامری و جمشید نے بڑا اپنا فضل کیا میان وہیل صاحب مسلمانون سے ملگئے
تھے بڑی خیر یہ ہوئی کہ مین نے بیہوشی کا جام نہین پیا مین غنودہ ہوکر گرا مگر کنکھیون سے
دیکھ رہا تھا کہ گوشۂ بارگاہ سے میان وہیل نے جب آپ کی جانب ارادہ کرتے تھے
بیچ مین کنیز ملجائی تھی اُسکو ہاتھ مار دیتے تھے جب آپ کو قتل کرنے لگے مجھسے صبر نہ ہوسکا
اُٹھکر مین نے نعرہ کیا کہ اوہ مکار یہ کیا کرتا ہی اُسنے لپٹ کر ایک تیغچہ مارا مین اُس سے
لڑنے لگا آخر وعدہ کا دیکر ہاتھ مار دیا کہ سر اُنکا اُڑ گیا کہتے تھے کہ مجھکو بڑا رشک ہی کہ تو
شاطر خداوند ہوگا بے مارے تجھے نہ چھوڑونگا گل ندام نے کہا ای برق فرنگی تیری
میرے دل مین بڑی جگہ ہی برق نے کہا اگر مجھے خلاف پائیے فوراً قتل کیجیے مین شکریہ
کرتا ہون کہ آپ میری قدردان تو ہین گل ندام نے کہا ای برق فرنگی میرے دل مین
شک تو ہوتا ہی کہ تیری بات کا کوئی تصدیق کرنے والا نہین کہ ایک کنیز تڑپ کر اُٹھی کہ
خون کے قطرے جسم پر پڑے ہوے چہرہ خون سے سُرخ ہیکا پکار کر آواز دی کہ داری
مین دیکھ رہی تھی مین نے نصف ہی جام پیا تھا جب ہم لوگ گرے تو وہیل لیٹتے سے
نکلا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ جسکو تیغچہ مارتا تھا برق فرنگی اُسے بچاتا تھا وہ پھر
دوسرے کو ہاتھ مار دیتا تھا آخر کو آپس مین تلوار چلی برق نے اُسکو مار لیا انصاف
تو کیجیے اگر اِسکو اطاعت نہ کرنا ہوتا تو اپنے مالکون کو کیون پکڑ لاتا اُستاد اِسکے خواجہ
تھے اُنکو بھی گرفتار کر لایا اور آپ کو تو اِسنے بہت بچایا کئی مرتبہ وہیل نے ارادہ کیا
مگر برق نے للکار کر کہا او وہیل یہ معشوقۂ خداوند ہی آسمان سے شعلہ گریگا کہ جل جائیگا
تب وہیل برق سے لڑنے لگا ورنہ وہ بھی چاہتا تھا کہ پہلے آپ کو قتل کرے ون آیندہ
حضور کو اختیار ہی جو لونڈی نے دیکھا وہ بیان کیا حقیقت مین یہ بڑا خیرخواہ ہی کیا کیا
اسنے وہیل کو سمجھایا کہ ای وہیل اگر میرا دشمن ہو تو سر کاٹ لے مگر ملکۂ عالم کو نہ ہاتھ لگا
اُنکے دیدار سے میری آنکھین روشن ہوتی ہین تو اس نقشے کو مٹاتا ہی مجھکو خداوند
جمشید ثانی کا خوف نہین ایسا نہ ہو مجھکو گدھا بنادین یا جہنم مین پھینکوادین اسکا تو

خوف کر جب اسنے یون ڈرایا تب مہیل رکا کہتا جاتا تھا ای برق بے قتل کیے تجھکو ہرگز
نہ چھوڑونگا مین چپکی پڑی سن رہی تھی مگر خوف سے نہ بولتی تھی کہ ایسا نہ ہو مجھپر بھی نیچے کا وار
کر دے گل اندام نے کہا او گلبدن تیرے کہنے سے اب مجھکو تسکین ہوئی حقیقت مین
جگہ رشک کی ہو کہ مین نے برق فرنگی کو موتیون کا مالا دیا انھین باتون پر جلا ہوگا
اور کنیزون کو بیدار کیا جس نے لاشہ مہیل دیکھا لاش پر اسکی تھوکنے لگین اتنی کہتی تھین
واری آج بڑا نگوڑا مرا قتل ہوا ہم سب کو ستایا کرتا تھا بڑا بد نگاہ تھا ایک نے کہا ہوا
مجھکو ممانی کہتا تھا ایک نخل کے نیچے مین کھڑی تھی ادھر سے یہ نگوڑا آیا دست درازی
کرنے لگا مین نے کہا ای تو مجھکو ممانی کہتا ہی اور یہ ارادہ بیجا کرتا ہی تو نگوڑے نے
جواب دیا کہ جیسا موقع ہوتا ہو ویسا کر دیتے ہین تم ممانی کہنے سے خوش ہوتی تھین
اب تو سب کنیزون مہیل کی برائیان کرنے لگین وہ کنیز جسنے پہلے گواہی دی تھی اسنے
برق کے چٹکی لیکر کہا ای برق یہ موتیون کا مالا ضایع نہ کرنا برق نے کچھ جواب نہ دیا
بلکہ آنکھین پھیر کر کہنے لگا کہ آہستہ رہ یہ مالا لندن جائیگا وہانکے بنک مین رکھ دیا جائیگا
کئی سو روپیہ مہینا ملیگا اتنی مدت مین ایک چیز ملی ہو تو آپ اسے بھی تاکتے ہین خیر
اپنا رنگ جماؤ خواجہ یہ کہکر ہٹے برق نے حکم دیا ہان یارو بارگاہ کو صاف کر دو
لاشے وغیرہ پھنکوا دو ایسا نہ ہو کوئی اور برائی در پیش ہو حضور میرا مرتبہ زیادہ
نہ کرین ان لوگون کو رشک پیدا ہوتا ہو آج بڑی ساعت نیک تھی کہ حضور بچگئین
اب تو گل اندام نے بڑی برق فرنگی کی قدر کی کہا دیکھو صاحبو اتنی مدت کا نوکر اسکو
یہ رشک پیدا ہوا اگر قدرت نے تقدیر کے ہاتھ سے برق کے قتل کرایا کنیزون نے
کہا واری قدرت کو ہر وقت خیال رہتا ہوگا کہ منظور نظر بیبی وہان ہو فوراً قتل
کروا ڈالا مگر برق فرنگی پھر بیٹھکر باتین بنانے لگا کہتا ہی او ملکہ عالم اگر مہیل مجھسے
بہ سہولیت کہتا تو موتیون کا مالا اسی کو دیدیتا آپ سے اور لیتا اور اب کیا نہ ہوگا
الغیاث کیجیے کہ مین نے جان بچائی گل اندام نے یہ سنکر کنٹھا یاقوت احمر کا زیب گلو تھا وہ اتار
برق کو دیا کہا او برق فرنگی یہ تین لاکھ روپے کا ہی اگر لندن جائیگا تو وہان چار پانچ

لاکھوں کو بکیگا برق ہنستا ہی اور خوشیان کرتا ہی کہتا ہی دیکھو صاحبو یہ ایسی شاہزادی ہی کہ مجھ
ایسے فقیر کو نہال کر دیا مگر جی ہی مین کہتا ہی کہ استاد اس کنٹو کو چھوڑینگے اتفاقاً معمار جادو سفاک
جمشید کہ برائے سیر نکلا تھا اسنے آسمان سے دیکھا کہ ایک لشکر اترا ہوا ہی بارگاہ زربفتی
استادہ ہی اسمین ملکہ گل اندام ٹہل رہی ہین اور مہتر برق فرنگی پیچھے پیچھے پھر رہا ہی معمار
گل اندام پر مدت سے عاشق ہی برق کو دیکھا گھبرایا جی مین کہتا ہی یہ شاگرد عمرو ہی
اسکو گل اندام کے میل سے کیا کام ہی چلکر ملکہ کو سمجھا دون کہ اسکو صحبت مین نہ جگہ دیجیے
یہ فساد برپا کریگا اسنے ہوشربا کو تہ و بالا کر دیا تھا افراسیاب ایسا ساحر اپنی زندگی سے
تنگ تھا یہی چاہتا تھا کہ اسکو قتل کرون مگر نہ کر سکا آخر خود قتل ہوا فتنۂ نور افشان
مین حیرت جادو نے کیا کیا کوشش کی آخر میان چالاک عاشق تھے طلسم سے
حیرت کو نکال لا یہی عیار میان ہین کہ آخر حیرت بھی مسلمان ہو گئی اور خود اپنی زبان
سے اقرار کیا کہ چالاک سے میرا عقد کر دو انکی کیا حقیقت ہی یہ سوچکر اترا گل اندام
کو سلام کیا پوچھا اے ملکۂ عالم کس کام کو آئی ہو گل اندام نے بیان کیا کہ برائے ملاقات
مسلمانان آئی ہوئی ہون معمار نے پوچھا یہ عیار کون ہی گل اندام نے کہا اے معمار
یہ میرا جان بخش ہی یہ میل میرا پرانا نوکر اسکو ایسا رشک ہوا کہ میرے قتل کرنے کو چلا
تھا مگر اسنے بچایا اگر یہ نہ ہوتا تو میری جان نہ بچتی اور قدرت نے بھی تقدیر کی کہ
مین بچ گئی معمار نے کہا اے ملکۂ عالم اس مین بھی کچھ مکر ہی مین اسکو گرفتار کرکے بخدمت
خداوند لیجاؤنگا آپ کے پاس اسکا رہنا بہتر نہین آپ نہین جانتی ہین یہ عیار بڑے
بڑے فتور کرتے ہین دوست بنکر دشمنی کرتے ہین اب آپ تامل فرمائیے مین اسکو
ضرور لے جاؤنگا مین نے جسوقت سے دیکھا ہی دل کانپ رہا ہی اور یہی خیال آتا ہی
کہ ایسا نہ ہو کہ آپ کے ساتھ کوئی فتور کرے گل اندام نے کہا مین تو اسکو اپنے سے
جدا نہ کرونگی جا کر کرے مین دیکھو عمرو و سعد شہریار و صاحبقران نامدار سب کو
پکڑ کے قید کیا ہی بھلا ان لوگون پر کسی کی مجال تھی کہ ہاتھ ڈال سکے جو معمار کہتا ہی ملکہ
سفارشین برق کی کر رہی ہین آخر معمار نے کہا مین حاضر ہونگا جو یہ مکر کریگا اُسکا

نشان آپ کو دونگا تب اسکو گرفتار کرونگا ملکہ نے کہا مرحبا تم بھی رہو مین تو خود
آمادہ ہون کہ یہان سے کوچ کرون اور رستہ بازمیثاق مین جاؤن تاکہ میثاق گرفتار
ہوجائے کہ وہ سب ساحرون کا سرتاج ہی اور رفیق یہ سون ان سبکو قتل کرونگی کہ یہ لیسے
دشمنان بزرگ دستیاب ہوے ہین کہ جنکے قتل پہ خاتمہ ہی غرض معمار نے اپنی
بارگاہ استادہ کرائی اور بڑا خیال یہ ہی کہ مدت سے اسپر عاشق ہون شاید طلب
نکلے اپنے رفقا سے یہ باتین کررہا ہی بعد جانے معمار کے گل ندام نے کہا اوبرق
تمنے دیکھا کہ معمار کسقدر تاکید کرتا تھا برق نے کہا مین تو راضی ہون اگر کسی بات
مین میری خطا پائیے تو قتل کر ڈالیے مین آپ کے ہاتھ سے قتل ہونگا تو میری نجات
ہوگی میرے واسطے شرف ہوگا بہشت مین چین کرونگا جس قصر مین جی چاہیگا رہونگا
جو کوئی اعتراض کریگا جواب دیلونگا بہشت والے بھی میری قدر کرینگے مجھکو یہ افتخار
حاصل ہوگا کہ معشوق قدرت نے مجھکو بھیجا ہی اگر حکم ہو تو معمار سے جاکر ملاقات کرون
بھیر جو آنکو غصہ ہی اُسکے دل سے گمان نکالون ایسا نہ ہو کسی وقت مجھپر کوئی الزام
رکھدین گل ندام نے کہا او برق فرنگی معمار تو صاحب خداوند ہی اگر خداوند بھی
کہین تو مین تمکو برا نہ جانون تمنے وہ کار نمایان کیا کہ میرے دل مین جگہ ہی برق
گل ندام کو راضی کرکے اُٹھا قریب بارگاہ معمار آیا معمار کو خادمون نے خبر دی
کہ میان برق آتے ہین معمار بارگاہ سے باہر نکل آیا پکار کر کہا میان برق کدھر اُٹھے
برق نے کہا او معمار بڑے صاحب نصیب ہو دیکھئے کیا ہو معمار نے پوچھا کیا ہوا
برق نے کہا تمھارے بڑے مرتبے ہین تمھارے آنے کے بعد ملکہ عالم نے فرمایا
کہ اب مجھکو کیا خوف ہی میرا عاشق صادق آگیا اب میرا کوئی کیا کرسکتا ہی مجھکو الگ
بلاکر کہا کہ او برق فرنگی جو کام کرنا معمار سے پوچھ لینا وہ میرا خیرخواہ ہی معمار نے
کہا او برق سچ کہو برق نے کہا ملکہ عالم کے سر کی قسم کھاتا ہون معمار خوش ہوگیا
برق نے کہا یہ بھی حکم دیا ہی کہ ہماری بارگاہ آج الگ استادہ ہو اور ایک بات
اور کہی ہی کہ اسکو سامنے نہین کہہ سکتا اگر اُٹھ چلیے تو بیان کرون معمار تو مدت سے

گل ندام پہ جان دیتا ہی یہ فقرہ سنکر خوش ہو گیا اپنی بارگاہ سے اٹھا برق اُسکا کہنے چلا
قدم باقدم بیان کرتا ہوا آتا ہو کہ ملکہ آپ ہی کا ذکر کر رہی ہین مجھسے یہ بھی فرمایا تھا کہ دربار
فرزندی مین مین نے کبھی اُنسے کلام نہین کیا مگر اب یہ مقام مقبول ہوا ہو وہ دیکھو گوشہ
لشکر پر بارگاہ استادہ کیا ہی اور اسی مین جلسہ ہوگا مگر جب ملکہ سے وصل ہو تو ہمکو نہ بھولیے گا
معمار مالا مال بہجت ہو جواب دیتا ہو کہ ای مقرب برق فرنگی تمھارا وہ مرتبہ کرونگا کہ بڑے
بڑے شاہ رشک کرین قدرت کے سامنے تمھاری تعریف کرونگا مین نے جو تمھاری
برائیان کین اُسکا برا نہ ماننا مجھکو منظور یہ تھا ۔ مین بھی یہان رہون مدت سے جان
دیتا ہون اور مطلب حاصل نہین ہوتا برق نے کہا ابھی وہ خود آپ کے واسطے
بیقرار ہین فرماتی تھین آج کا دن پہاڑ ہو گیا دیکھیے کب شام ہو کنیزون کو حکم ملا ہی
تنہائی کے خیمے مین گلابیان وغیرہ لے جاؤ مجھسے پوچھا تھا کہ ای برق تمھارا اُنکا نافرور
نشین سنگ زہار سے عاشق کو خوب راضی کرنا مین نے نئی نئی غزلین یاد کی ہین آپکے
سامنے گاؤنگا تانتو مین کیا جانون مگر دل بہلاؤنگا ایک مقام پر گھبرا کر کہا او غضب
ہوا ملکہ خود آتی ہین معمار پلٹا برق نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے کھینچتے گرتے
ہی باب مارا معمار چرخ کھا کر گرا برق نے خنجر مار کر شکم چاک قصہ پاک ہوا ہنگامہ ہو گیا
گل ندام بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ آواز آئی کشتی مرا نام من معمار خانہ ساز بود گھبرا کے
گل ندام نے کہا ارے یہ کیا ہوا کنیزین واسطے خبر کے چلین دیکھا برق فرنگی لاشہ
معمار کا کھینچتا ہوا لاتا ہو گل ندام نے پوچھا کہ معمار کیون مارا گیا برق نے کہا مجھسے
باتین کر رہے تھے کہ درۂ کوہ سے ایک شیر پیدا ہوا مین تو ہاتھ چھڑا کر بھاگ گیا
اُنسے کہا بھاگیے مگر قضا اُنکی دامنگیر تھی میرا کہنا نہ سُنا ای ملکۂ عالم نہین معلوم کیا معرکہ
تھا کہ معمار نے سحر کیے مگر شیر نر کا جب قریب پہونچا تو اُنھون نے چاہا کہ جدا اُڑ دین
وہ دہاڑ مار کر اُنپر آپڑا ایک چنگل مار کر شکم چاک ہو گیا اور نہین معلوم اُسکے
خون مین کیا بات تھی دستور ہو کہ شیر خون پی لیتا ہو مگر اُنکا خون نہ پیا چیر پھاڑ کر
اپنے اُسی درہ کو پھر چلا گیا گل ندام نے کہا یہ تو ظاہر ہو کہ اُنکی قضا تھی لیکن وہ کیا

سحر تھا انھوں نے کوئی سحر معقول نہ کیا اُسنے قریب آکر خاتمہ کر دیا برق نے کہا جب بیٹھا لیا
مجھکو افسوس آیا کہ ابھی تو یہ باتیں کر رہے تھے ابھی جنگل میں مردہ پڑے ہیں بہ مشکل آنسو
کھینچکر لایا مگر اے ملکۂ عالم بڑی خیر ہوئی اگر یہ دن کو نہ مارے جاتے تو رات کو حضور
کے ساتھ فتور کرتے میں نے جو دل دہی کر کے پوچھا تو یہ فرمایا کہ اس واسطے رہ گیا
ہوں کہ شب کو ملکہ پر دباؤ ڈالونگا گل ندام نے سنکر جواب دیا کہ اے برق فرنگی
یہ شیر نہ تھا قدرت کا سحر تھا نیت میں انکی بدی تھی قدرت نے تقدیر کر کے شیر کو درندہ
کیا جو میرے ساتھ برائی کرنیکا ارادہ کریگا اُسکا یہی حال ہوگا برق توبہ توبہ کرنے
لگا کہا اے ملکۂ عالم اب انکی ارتھی بنوا لیے نار ہی کو جلا دیجیے گل ندام نے حکم دیا
ارتھی بنکر تیار ہوئی لاشۂ معمار ارتھی پر لٹایا ایک تافتہ رنگ زرد اوڑھایا چار بند
باندھکر کنیزوں نے لاشہ اُٹھایا لیکر چلیں برق نے آواز دی اے زردرو کو تو جیسے
جاتی ہو کچھ منھ سے بھی بولو یہ سنکر کنیزوں نے بولات ومنات کی بولی اور پکار کے
کہا یا سامری وجمشید یہ سوختہ جگر تمھارے پاس آتا ہے چند فاصلے پر کنارے ایک صحرا
کے لاشہ لیکر پہونچیں جنگل سے لکڑیاں وغیرہ چنکر مردے کو جلا کر واپس آئیں اب برق
کو اطمینان ہوا کہ یہ بھیا عیاری نہ کرنے پایا ملکہ سے کہا اے ملکۂ عالم اب فرمایے کہ اسکا سوگ
رہیگا یا جشن ہوگا گل ندام نے کہا شمع پہ سیکڑوں پروانے جل جاتے ہیں کون
سوگ رکھتا ہو ویسے ہی اس بھیا کے سیے بھی ہوا کہ اپنی آگ میں آپ جلا کہاں
جاتا تھا کس فکر میں آیا شیر نے چیر پھاڑ کر پھینکدیا یہ معاملہ خداوند سے بیان کرونگی
قدرت بھی فرمائینگے کہ اُس بدنیت کے لیے شیر صحرائی کو حکم دیدیا کہ اسکو سزا
ملے لہذا خاتمہ ہوا برق نے عرض کی آج پہلو سے صحرا بارگاہ واستاد کرائیے اور
جلسہ جائیے میرا گانا سنیے مگر جوڑا بھاری پہنکر چلیے زیور سب پہن لیجیے کہ جب میں
کوئی ایسی تیز گاؤں تو انعام دیجیے ایک خواص سنکر بولی کہ میاں برق فرنگی آج
میں بھی کچھ گاؤنگی میں سوتی تھی قدرت آکر کمال دیگئے اب گانا سنیے یہ کہکر وہ کنیز سامنے
بیٹھی برق فرنگی نے پہچان لیا کہ استاد ہیں دل میں کہا میر بھیا نہیں چھوڑنے بہ مال

ایسے ساتھ نہیں ملتے یہ کہکر گل ندام کا زیور اتارنے لگے ایک طرف برق فرنگی
لوٹتا پھرتا ہو کسیکو قتل کر ڈالا کسی کا زیور اتارا خواجہ قتل کرتے پھرتے ہیں برق نے
عرض کی اُستاد گل ندام کے بارے میں کیا ارشاد ہوتا ہو خواجہ نے کہا بزن برق نے
خنجر مارا گل ندام کا کٹ گیا ہنگامہ ہوا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے میں برق اور
خواجہ نکلکر بھاگے راہ میں آکر آہ از سی کشتی مرا نام من گل ندام جادو بود خواجہ
نے کہا اے برق تری جادوگرنی کو مارا حقیقت میں بہت خوبصورت تھی برق نے
کہا اُستاد میں نے تو ارادہ کیا تھا کہ اسی عیاری پر جا کر جمشید کو ماروں مگر آپ آگئے
آپ نے جب حکم دیا تب میں نے قتل کر ڈالا ورنہ میں چاہتا تھا کہ اسکو مسلمان
کروں اگر یہ مسلمان ہو جاتی تو بڑے کام نمایاں کرتی خواجہ نے کہا جو ہوا
سو ہوا اگرچہ ہر چند گنہگار ہیں سہ امیہ جادو کو مار کر شرمندہ ہوا تھا آج اسکے قتل سے
افسوس ہوا مگر جمشید ثانی کہ قصر ہفت رنگ میں بیٹھا ہوا ہو شاہزادیاں گرد بیٹھی
ہیں جمشید ثانی تقدیریں بگھار رہا ہو کہتا ہو صاحبو جمشید اول خواب میں آئے تھے
فرمانے لگے کہ تو ہماری تحریر کو منسوخ نہ کر سکا جو ہم لکھ گئے تھے وہی ہو رہا ہے میں نے
جواب دیا کہ ساری کتاب کو آپ کی منسوخ کر دیا اُنھوں نے بگڑکر جواب دیا کہ جو
کچھ کر گئے تھے وہی ہو رہا ہو کیا پھر حکم لگائے تھے شاہزادیوں نے کہا یا خداوند
وہ خداوند مردہ تھے آپ خداوند زندہ ہیں آپ کا حکم بھی زندہ ہے یہ باتیں ہو رہی
تھیں کہ رونے کی صدا کان میں آئی جمشید نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ چند کنیزیں اور کچھ
جادوگر لاش گل ندام کی لیکر پہونچے سب انہیں کے جنازے لیے ہوئے روتے
ہوئے سامنے آئے جمشید نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا کہا حضور برق فرنگی اگر مطیع
ہوا تھا وہ یہ آفت برپا کر گیا عمرو وسعد و صاحبقران کو گرفتار کرکے لایا تھا اب
جو اُنکو دیکھا تو وہ جادوگر تھے اُنکو رہا کر دیا یا خداوند کیا عرض کریں جمشید لاشہ
گل ندام دیکھکر بہت رویا کہا یا خداوند ایسی آفت برپا ہوئی نہیں معلوم مجھکو
کیوں زندہ چھوڑا ساری بارگاہ لوٹ لی لاشے پڑے ہوئے تڑپ رہے ہیں کہ

جمشید نے کہا کسی جادوگر کو بلاؤ کر جا کر برق کو لاوے پھر کنیزین بموجب حکم کتاب لائین اُس مین
بھی دیکھا یہی مضمون تھا کہ گل اندام برائے قتل مسلمانان جائیگی مگر دام مین برق فرنگی کے
پھنسے گی آخر وہی قتل کریگا جمشید ثانی نے اُس ورق کو پھاڑ کر کہا ایسا جیسا نجومی تھا کہ
اُسی نجوم سے حکم لگاتا تھا مین علم کہانت کو دخل نہین دیتا جملہ امورات تقدیر کرنے پر موقوف
ہین تقدیر کے زور سے خدائی کرتا ہون یہ ذکر تھا کہ ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا جمشید نے کہا
نورکن طلسم بہزاد قوی بازو آتا ہے کہ سحر مین بھی طاق ہے فنون سپاہ گری مین بھی مشتاق ہے
کہ ابر پھٹا ایک ساحر تخت پر سوار تاج زبرجدی سر پر رکھے ہوئے بہ شوکت تمام آکے
پہونچا پشت پر کئی ہزار ساحر بہزاد نے آکر سلام کیا بہ ادائے سجدہ جھکا جمشید نے پشت پر
ہاتھ رکھا پوچھا کہ اے بہزاد کیونکر آنیکا اتفاق ہوا بہزاد نے کہا یا خداوند جنگل مین شکار
کھیل رہا تھا ایک شیر صحرائی جنگل سے نکلا مین نے اُسکو تیر مارا نشانہ اُسکا خطا نہ ہوا
شیر نے مثل انسان کے آواز دی کہ اے بہزاد کیون سرکشی کرتا ہے برائے مقابلہ مسلمانان
جا طلسم کا خاتمہ ہو رہا ہے غلام سمجھا کہ آپ کی تقدیر کی تاثیر ہے کہ شیر صحرائی مثل انسان کے
باتین کر رہا ہے جمشید ثانی نے کہا ایسی تقدیرین تو قدرت بہت کرتے ہین اے بہزاد
تیرے نام پہ فتح لکھی ہے میثاق کو وہ گردان کہ میرا وزیر اعظم تھا شریک مسلمانان ہو گیا
وہ راستے بتاتا ہے بہزاد نے کہا مین سب سے سمجھ لونگا کچھ فوج اور دیجیے کہ مین شکار
کھیلنے مین پلٹ پڑا ہون اگرچہ فوج کی کچھ ضرورت نہین مگر حریف کو خوف ہوتا ہے جمشید نے
حکم دیا فوج بے حساب فرزکش ہے جسقدر چاہو ہمراہ لے لو اور مقابلہ حمزہ مین جاؤ لیکن
طلسم کشا تو آج کل فکر مرحلہ ہفتم مین ہین ساری فوج اسی مقام پر ہے حمزہ سب کا افسر ہے
بہزاد نے کہا مین جاتا ہون تین لاکھ فوج ساتھ لی لشکر کو خوب آراستہ کیا سپہ سالار ان
جنگ آزما و ساحران یکتا علم ہائے زنگاری سے پھریرے کھلے ہوئے منزل در منزل
جاتا ہے ایک صحرا مین جا کر اُترا بارگاہ استادہ کرائی ٹہلتا ہوا باہر نکلا سیر صحرا دیکھ رہا ہے
چونکہ رات چاندنی کی ہے طائر اکثر آشیانون مین چہک اُٹھتے ہین گل خودرو کی بہار جس مین
حقیر بہ تقصیر عرض کرتا ہے شعر طرح مشاعرہ مالک مطبع وحشت جنون مین ہے گل خودرو کی کیا بہار

شاید کہ پھول تھیں غریب الوطن سے کہ چین ہیں بہزاد گھبراہوا ہر طرف دیکھ رہا ہی کہ گانے کی
آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا سامنے کوہ فیروزہ ہی اُسپر ایک شاہزادی بیٹھی ہی بحر جواہر
مین غوطہ زن عارض رشک نسرین و نسترن از و ہلال عارض ماہ آسمان کمان چند کنیزین
گرد کھڑی ہین جام از غوائی گردش مین صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی ایک
خوش آواز بعد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

زو نازکی سے قامت جانان ہمن کی شاخ — مین سوز عشق سے ہون جیسا کہ گلشن کی شاخ
ظالم کو بعد مرگ بھی ہی ظالموں سے ربط — خنجر کا دستہ کیوں نہ بنے گردن کی شاخ
رکھی چھڑی جو ناز سے اُس نے تہ ذقن — سب کو ہوا گمان کہ ہی سیب ذقن کی شاخ
دیکھے جو چنبیلی کی کلیون سی انگلیان — رو نیرے دست رہا کو کہے یاسمن کی شاخ
وصف صباحت رخ جانان اگر لکھون — درکار ہو برائے قلم نسترن کی شاخ
معنی ثمر حروف ورق صنعتین ہین گل — تاریخ ہو کلک فکر نہال سخن کی شاخ

گانا سنکر اور سامان جلسے کا دیکھکر بہزاد بہت خوش ہوا ہرکاروں سے کہا ذرا دریافت
تو کرو کہ یہ کون مقام ہی اور اس شاہزادی کا کیا نام ہی ہرکارے دریافت کر کے آئے
عرض کی اے شہنشاہ ساحران یہ کوہ فیروزہ ہی ملکہ فیروزہ تاجدار جلسہ آراستہ کیے
بیٹھی ہین بلکہ فرماتی تھین کہ یہ لشکر کسکا ہی جو ہمارے صحرا مین آکر اترا ہی غلام نہین عرض
کر سکے کہ بہزاد جادو مددگار خداوند ہمارے تخریب مسلمانان جاتے ہین منزل پر ابکے
اترے ہین نام فیروزہ کا سنکر بہزاد شگفتہ ہو گیا لباس عمدہ پہنکر تاج یاقوت نگار
سر پر رکھا اسباب سحر جھولی مین بھرا ٹہلتا ہوا چلا چند مصاحب ہمراہ تھے گھاٹیان طے کر کے
بالائے قلعہ پہونچا فیروزہ کو کنیزون نے خبر دی کہ بہزاد جادو آتے ہین فیروزہ نے
جو خبر سنی کہ بہزاد آتا ہی براے استقبال اٹھی بہزاد نے فیروزہ کو دیکھا کہ دریاے
جواہر مین غوطہ مارے ہوے لباس معقول زیب جسم چہرہ آفتاب عالمتاب حسن
مین لاجواب شیرین گفتار کبک رفتار ہی ملکہ نے مسکرا کے پوچھا اے شہنشاہ ساحران
کیونکر آنیکا اتفاق ہوا بہزاد حیران جمال و محو دیدار ہو رہا ہی سر جھکا کر کہا آپ کے

جمال کا مشتاق تھا اسطرف سے آیا میر لشکر سے کہدیا تھا کہ طرف سے کوہ نیمروز تک [illegible]
چلو میری خوش نصیبی کہ اسطرف آ نکلا زیارت سے آپکی مشرف ہوا یقین ہے اب اپنے
مشتاق کو سرفراز فرمایئے مین بھی کسی خدمت سے گردن تابی نہ کرونگا چاہتا ہون [illegible] مجھے
چاکران کمترین مین تصور فرمایئے جو حکم ہوگا بجا لاؤنگا کبھی کسی حکم سے منھ نہ پھیرون گا
فیروزہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ یہ تو فرمایئے کہ کہاں کا ارادہ ہے بہزاد نے کہا
مقابلہ مسلمانان جاتا ہون اور سعد شہریار کی تلاش مین ہون فیروزہ نے کہا اے بہزاد
طلسم کتنا سامنے آ پڑے ہوے ہین زندان خانہ طلسمی فتح کیا ہے کئی سو تاجدار رہا کیے
سرکوہ سے دیکھو کہ قبہ بارگاہ زرنیق معلوم ہوتا ہے میرا ارادہ تھا کہ جاؤن اور رہائی کے
گرفتاری کی تدبیر کرون مگر سرداران نے منع کیا کہ زمانہ انقلاب مین ہے جانا بہتر نہین
اسوجہ سے جانا میرا معطل رہا مگر جب تم چلے ہو تو مین بھی تمھارے ساتھ چلونگی بہزاد
باغ باغ ہوگیا جی مین کہتا ہے خوش نصیبی میری کہ ملکہ فیروزہ میرے ساتھ چلنے کو کہتی
ہین وہ تین کوس کا جانا کتنی بڑی بات ہو جاتے ہی طبل جنگی بجواؤنگا مہ سے زمین کو
ہلاؤنگا مجھسے کون لڑسکیگا اور فیروزہ پر قبضہ کرونگا وہ خاطر مین کرون کہ خود ہی راضی
ہو جاوے صاحب ملک و مال ساحر زبردست اگر اسکے ساتھ بھونری پڑ گئی تو ہم
سب مجھے دیمین گے مشہور ہو جائیگا کہ فیروزہ انکی زوجہ ہے اسنے نہ بولو ورنہ ابھی
جورو سے کہدینگے تو قیامت برپا ہوگی دل سے باتین کرتا ہوا آکر مسند پر بیٹھا پھر
ساقی بچے نے لاکر جام دیا بے اندیشہ انجام پی گیا جب دو چار جام پیے نشہ نے
بلبلانے لگا یہی سوچ رہا ہے کہ ملکہ سے عرض کرون کہ مین تابعدار ہون آپ جانتی ہین
کہ کوہ تصویر میرے قبضے مین ہے کئی تاجدار مجھکو خراج دیتے ہین مگر جاہ و جلال ملکہ
فیروزہ کا دیکھکر نہ کہ سکا خاموش بیٹھا ہے اور گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہے ٹھنڈی سانسین
لیتا ہے کبھی عرض کرتا ہے اے ملکہ عالم کوہ تصویر دیکھنے کے لایق ہے آجکل تو اس بہار پر ہے
کہ فصل برسات کھیت سرسبز و شاداب زراعتین لاجواب چشمے پانی سے بھرے ہوے
آہوان صحرا جست و خیز کرتے ہوے نکلتے ہین عجب کیفیت ہوتی ہے وہان شکار کھیلیے

آہو متعدد ملین گے اور دیگر شکار بھی بے حساب ہو جبر تاجدار کہ میرے خراج گزار ہین
وہ جا بجا دعوتین کرینگے بڑی کیفیت ہوگی دو چار روز صحرا مین سیر کیجیے پھر کوہ تصویر
پر چلیے کوہ تصویر پر بڑی کرامت ہو ایک دیر بنا ہو سامری کی اسمین تصویر ہو پتھر کی تصویر
مثل انسان کے باتین کرتی ہو وہان چلکر مراد مانگیے یقین ہو کہ فوراً مراد حاصل ہوگی بلکہ
پہلے وہین چلیے پھر مقابلہ مسلمانان مین چلین گے فیروزہ نے کہا آپ نے کوہ تصویر کا
بہت مشتاق کیا مین ضرور چلونگی برا سے فتح جنگ قدرت سے عرض کرو دیکھو کیا حکم
ہوتا ہو مین مدت سے اسی کی مشتاق تھی کہ کوئی مقام مقبول ملے تو مین وہانکی زیارت
کرون اور فتح جنگ کی خواہش کرون اگر قدرت حکم دینگے تو لڑائی فتح ہو جائیگی ورنہ
مشہور رہی کہ جو ساحر مقابلہ سعد مین جاتا ہو وہ ہاتھ سے سعد کے مارا جاتا ہو انکے پاس
لوح طلسمی ہو اور لوح محفوظ اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا تو ساحر کیا کرے جب قدرت حکم
دینگے تو کوئی تدبیر ہوگی رات بھر یہی باتین رہین صبح کو بہزاد مسلح ہوا کہا ملکہ چلیے سوار
ہوجیے سب مرادین حاصل ہونگی طلسم کا بچانا ہماری تمھاری ذات پر موقوف رہا
کل اہل طلسم دعائین دینگے کہ ہم سب کو بچا لیا فیروزہ نے کہا ٹھہرو مین اسباب درست
کرلون لباس کو تبدیل کرلون تو پھر چلون دوسری بارگاہ مین جو فیروزہ آئی کنیزون نے
کہا واری ہینے جو خیال کرکے دیکھا تو بہزاد کا کچھ اور گمان ہو دم دیکر کوہ تصویر پر لیے
جاتا ہو وہان جا کر سوال وصل کریگا فیروزہ نے جواب دیا کیا مجال ہو مین بھی اسکے
خیال کو سمجھے ہوے ہون کیا سہل بات ہو کہ مجھسے کوئی سوال کرے اور مین جواب
منت نہ دون یقین ہو کہ سوال کرکے بہت پچتائین گے مین کیا کسی بات مین اسنے
کم ہون اگر ایسا کرینگے تو بہت پچتائین گے ہرچند کنیزون نے سمجھایا مگر فیروزہ نے
نہ مانا وہ ہزار کنیزین ساتھ لین تخت پر سوار ہوئی بہزاد نے طرف کوہ تصویر کے کوچ
کیا ایک قلعے کے روبرو پہنچا قلعہ دار وہانکا سرزنش جادو خبر سنکر نکل آیا بہزاد کو پیام
دیا کہ آج دعوت نوش کر لیجیے تو آگے بڑھیے یہ سنکا بہزاد نے اقرار کیا سرزنش نے
خلاصے کا حکم دیا کہ واسطے کل فوج کے کھانا تیار کرو آپ بارگاہ مین آیا اب سرزنش نے

فیروزہ کو دیکھا خادموں سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں خادموں نے بیان
کیا کہ یہ بادشاہزادی کوہ فیروزہ کی ہیں سرزنش پہلو میں آکر بیٹھا فیروزہ کو بہت ناگوں
ہوا بہزاد کے کان میں کہا کہ کیوں اے بہزاد اسی واسطے ہمکو لائے تھے کہ تمھارا مسخرا جگرا
آکے ہمارے پہلو میں بیٹھ گیا بہزاد اپنے دل میں سمجھ گیا کہ ملکہ مجھپر عاشق ہیں جب تو
مجھ سے فریادی ہے یہ سوچکر سرزنش سے بگڑکر کہا کہ میرے پاس آکر بیٹھو اے سرزنش تجھسے
بے ادب ہو یہ نہ سمجھے کہ کوئی شاہزادی بیٹھی ہو میں تمھارا ملک تجھسے نکال لونگا سارا
ادب قاعدہ بھول گئے سرزنش نے جواب دیا کہ پہلے تو میں سمجھا تھا کہ ملکہ کو تجھسے توسل
ہے بعد کو معلوم ہوا کہ برائے سیر کوہ تصویر آئی ہیں میں تو جہاں بیٹھا وہاں بیٹھا آپ کیوں
بگڑتے ہیں بہزاد نے کہا اسی میں بہتر ہے کہ ہٹ آؤ ورنہ فساد بڑھیگا سرزنش نہ اٹھا
بہزاد نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا سرزنش نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا آپس میں تلوار چلنے لگی فیروزہ
نے جو دیکھا کہ دونوں مصروف جنگ ہیں بہزاد چاہتا ہے سرزنش کو ماریوں مگر سرزنش
چوٹ نہیں کھاتا فیروزہ تاجدار نے کارد جھولی سے نکالی سحر کرکے پھینک ماری کہ
سرزنش کے سینے کو توڑ کر پار گذری بہزاد نے ملکہ کے ہاتھ چوم لیے کہا اے ملکہ عالم
کیا کار نمایاں کیا ہاتھ پکڑ کر ملکہ کو بٹھایا ساقی بیچ آکر موجود ہوئے دور جام چلنے لگا
بہزاد نے اشارہ کیا ایک نازنین شوخ وشنگ موسوم بہ جلترنگ سامنے آکے یہ
اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ہو بجا گر خط غبار روے آتش ناک ہے — آگ میں پڑ جائے جو شے ایکدم میں پاک ہے
ہجر میں کیا باغ جاؤں دل مرا غمناک ہے — گل نظر میں شعلہ ہو گلبن خس و خاشاک ہے
آہ تیرا جسم ہو اور کبیدہ ولاک ہے — خاک میں گل جسم کیا ہے استخوان بھی خاک ہے
کو بدلتا ہے لباس اپنا تو دن میں کتنی بار — گل کے اُڑ گئی جو تیری آخری پوشاک ہے
عشق اسکی جامہ زیبی کا ہے کچھ سودا نہیں — مثل گل یاں جیب بیدست جنون صد چاک ہے
آگے افتادوں کے عالی مرتبت ہوتے ہیں پست — دیکھ ہر پانی کے نیچے گنبد افلاک ہے
عالم بالا سے ہم بدست پلتے ہیں جو رنق — سینے آگے آسمان ایک دار بست تاک ہے

تیرے آگے رنگ گلشن ہوگیا ایسا سفید
موئے مژگان ہوگئے پانی مین رہنے سے سفید
گو بظاہر خاک کے پتلے ہین سب یکسان مگر
ہو یہی حسرت کہ پہونچون اُڑکے کوئے یار مین
ہون سوارِ توسن معنی زمین شعر مین

جیب ہر گل مثل جیب صبح صادق چاک ہی
انتظار رہنے کی کچھ اے دیدۂ نمناک ہی
کوئی ہی اکسیر انکین اور کوئی خاک ہی
بعد مردن خاک مین بھی مجکو راحت خاک ہی
صید مضمون جو ہو تاریخ بستۂ فتراک ہی

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا تو بہزاد نے جھک کر کہا اے جان جہان مدائے آرام دل مشتاقان مین تمھارا تابعدار ہون سرزنش سے جو بے ادبی کی آخر مارا گیا مین نہین چاہتا کہ آپ کو آزار پہونچے اب رات زیادہ آئی چلکر آرام فرمایئے مین پانون دباؤنگا یہ نہین چاہتا کہ آپ کے پہلو مین لیٹون مگر آپ خود سرفراز کرینگی فیروزہ نے جھلاکر جواب دیا کہ کیون اے بہزاد تم اسیواسطے یہان ساتھ لائے تھے دیکھو خبردار مین بھاگتی ہون ایسا خیال کبھی نہ کرنا ورنہ مین چلی جاؤنگی یہ کہکر اُٹھنے لگی بہزاد قدمون پر گر پڑا کہا اے ملکۂ عالم آپ چلکر تصویر کی سیر کیجیے مین آپ کو جانے نہ دونگا اگر آپ کو ایسا خیال ہو تو مین آپ کی بارگاہ مین نہ حاضر ہواکرونگا آپ تو کو تصویر پر چلیے فیروزہ نے بہت جھلاکر کہا اے بہزاد خبردار جو خیال دل مین ہو نکال ڈالو یا شاید یہ ارادہ کرو کہ میرے سوتے مین آؤ تو مین سحر مین تجھے پایہ کی کا نہین رکھتی جب کبھی تم دباؤ ڈالوگے تو مین سحر کرونگی تمھین دیوانہ کر دونگی بہزاد نے بہت عذر کیا اور دوسرے دن کوچ کیا دوسری منزل پر آکر اُترا قلعۂ یلغار قریب تھا یلغار جادو خبر بہزاد کی سنکر قلعے سے نکلا سامان دعوت مہیا کیا رات کو اکثر صحبت ہوا سحر مین اپنے یلغار کو بڑا دعوی ہو اور پہلوانی مین بھی فرد ہی یلغار جادو نے جو ملکہ فیروزہ کو دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا لوگون سے پوچھا یہ شاہزادی کون ہی سبنے کہا یہ شاہزادی کوہ فیروزہ کی ہی فیروزہ تاجدار نام ہی یلغار جہاندیدہ کار آزمودہ ہی اسنے دیکھا کہ فیروزہ خاموش بیٹھی ہی بہزاد سے بھی کلام نہین کرتی خاموش ہو رہا سوچا کہ اگر کچھ کہونگا تو بہزاد کے خلاف ہوگا اسوقت تو شکر چلا گیا اپنے مقام پر آکر

سوچا کہ فیروزہ کو اُٹھا لاؤن پھر رات رہے طائر بنکر آیا قبہ بارگاہ کو چاک کر کے
دیکھا کہ فیروزہ پڑی سو رہی ہی گرد پلنگ کے گلدستے رکھے ہین کاغذ کے طائر بنے
ہوئے اُن گلدستون پر بیٹھے ہین منقارین کھول کھولکر رہجاتے ہین یلغار اُترا اور ویسا
سحر کرنے لگا طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی اِسطرح غل مچایا کہ سحر یلغار کا کامل
نہ ہونے پایا تھا کہ فیروزہ کی آنکھ کھل گئی سر اُٹھا کر دیکھا ایک ساحر سیاہ فام بد انجام
کھڑا سحر کر رہا ہی فیروزہ نے کہا ارے تو کون ہی یلغار کو کچھ نہ بن پڑا منھ اپنا چھپا کے
بھاگا فیروزہ سمجھی کہ کوئی فرستادۂ بہزاد تھا لیٹی سو گئی یلغار نے پھر قبہ بارگاہ سے
دیکھا کہ فیروزہ غافل سو رہی ہی اب کے مرتبہ یلغار نے آکر پہلے طائرون پر سحر کیا کہ طائرون
نے منقار کھولنا موقوف کر دی پھر سحر کر کے قریب چھپر کھٹ کے آیا سوتے مین سحر کیا کہ
فیروزہ بیہوش ہو گئی یلغار نے کمر مین پنجہ دیا اور لے چلا اپنے قلعے مین آیا ایک
کمرے مین لا کر زبان مین فیروزہ کی سوزن دی ایک قفس مین بند کر کے اُسی
کمرے مین بند کر دیا چند کنیزین جو رازدان تھین اُنکو اُسی کمرے مین چھوڑا کہا جب
ہوش آئے تو آب و طعام پہونچا نا مین نے زبان مین اِسکی سوزن دیدی ہی کچھ نہین
کر سکتی یہ خیال اپنے دل مین کر کے باہر نکلا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا وہان بہزاد جو
صبح کو اُٹھا کنیزان فیروزہ روتی ہوئی آئین کہا او شہنشاہ عجب معرکہ گذرا کہ ہماری
بی بی کو کوئی اُٹھا لے گیا چھپر کھٹ خالی پڑا ہی اب حضور چلکر دریافت کرین کہ کون
لے گیا بہزاد یہ خبر وحشت اثر سُنکر گھبرا گیا کہا غضب ہوا مین اس تدبیر مین تھا کہ شاید
ملکہ کو میرے حال پر رحم آئے یلغار کو تو بلاؤ یلغار جادو کانپتا ہوا آیا بہزاد نے
کہا او یلغار تجھے سُنا کہ کیا قیامت برپا ہوئی کوئی ملکہ فیروزہ کو لے گیا مجھکو نہایت
قلق ہی ایسا نہ ہو کہ کوئی آزار پہونچے یلغار جادو نے کہا مین تو حضور کی دعوت کے
سامان مین رہا پھر رات رہے اُٹھکر گیا ہون بہزاد نے کہا تو تلاش کر و مگر یلغار جادو
کا وزیر سعدان جادو جو اُس مکان مین آیا دیکھا چند کنیزین بیٹھی ہین ایک قفس لٹکا
ہوا ہی اُسمین ایک شعلہ جوالہ نہایت حسین و جمیل سر جھکائے بیٹھی ہی مگر آنکھون مین

آنسو بھرے ہوے دل سے اپنے باتین کر رہی ہو کہ ای فیروزہ حقیقت مین کیا وقت
خلاف تھا کہ جس وقت سے کوچ کیا منزل اول مین وہ سانحہ گذرا اب یہ نوبت ہوئی
کہ بلغار جادو گرفتار کر لایا دیکھیے کیونکر رہائی ہو سوہان نے جو جمال بے مثال دیکھا بے چین
ہو گیا قلب تھرا گیا ٹہلتا ہوا قریب قفس کے آیا کنیزون نے منع بھی کیا کہ قریب قفس کے
نہ جائیے ایسا نہ ہو کہ مالک کے خلاف ہو سب سے چھپا کر یہان قید کر گئے ہین اور منع
کر گئے ہین کہ کسیکو آنے نہ دینا آپ چلے آئے انکے نفس ناطقہ ہین مگر اسنے بات نہ سنی
سوہان نے کنیزون کو جھڑک دیا قریب قفس کے آکر پوچھا کہ ای ملکۂ عالم آپ کا نام نامی
اسم گرامی کیا ہے اور یہ کیا معرکہ ہوا کہ آپ گرفتار ہوئین فیروزہ نے اشارہ کیا کہ میری
زبان مین سوزن ہے مین کلام نہین کر سکتی سوہان نے کہا اگر آپ مجھکو قبول کرین تو
مین آپ کو نکال لے چلون اگر بلغار پوچھین گے تو مین جواب دے لونگا ملکہ نے
کچھ جواب نہ دیا سوہان نے قفس اُتار لیا جوش محبت مین قفس لیکر چلا کنیزون نے
پکار کر کہا کہ ای سوہان یہ تم اچھا نہین کرتے ہو سوہان نے کچھ جواب نہ دیا اور
پر پروانہ پیدا کر کے اُڑا مگر حیران ہے کہ ای سوہان قفس کہان لیجاؤن اس سوچ مین
قریب ایک درہ کوہ کے پہونچا اُس درے مین قفس رکھکر پتھرون سے چھپا دیا اور
وہان سے نکلا مگر خاموش کہ کیا کرون یہ تو اس سوچ مین جاتا ہے مگر اُس درہ کوہ کی
مالک سکان جادو صبح کو جو برآمد ہو سیر کرتی ٹہلتی ہوئی اندر درے کے آئی اکر دیکھا
کہ ایک مقام پر پتھرون کا انبار لگا ہوا ہے ایک پتھر کو جو ہٹایا دیکھا ایک قفس آہنی مین
ایک نازنین بند ہے قفس اُٹھا لیا اپنے پہاڑ پر لائی پوچھا ای ملکۂ عالم آپ کون ہین آپکو
کسنے قید کیا ملکہ نے رو کر اشارے سے کہا مجھ بدنصیب کا حال نہ پوچھو کاش کہ میری
صورت اچھی نہ ہوتی جو دیکھتا وہ نفرت کرتا مین اس بلا مین تو نہ پھنستی اُسنے پوچھا
آپ کا نام نامی کیا ہے ملکہ نے گھبرا کر کہا مین بدنصیب مشتاق کوہ تصویر قلعۂ فیروزہ نگار
کی حاکم ہون اور نام میرا فیروزہ تاجدار ہے یہ نام سنکر وہ ساحرہ قدمون پر گر پڑی
اور کہنے لگی کہ حضور ہمارے بزرگون کو آپ کے بزرگون سے یہ نعمت ملی ہے ہمارا

خراج آپ ہی کے قلعے مین جاتا تھا مگر جب سے جمشید ثانی نے اپنی خدائی جاری کی اُسدن سے
اب قصر ہفت رنگ مین جاتا ہو آپ کا کیا ارادہ ہو ملکہ نے کہا میرا ارادہ یہ ہو کہ کوہ تصویر
دیکھون اور وجود پر اُسپر بنا ہو اُسمین تصویر سامری ہو اُس سے مراد مانگون شاید قبول ہو یا نہ
قبول ہو مگر اب تو اِس ہیر پھیر مین پڑ گئی ہون دیکھیے اِس بلا سے کیونکر رہائی ہو سکان نے
جلدی قفس کھولا ملکہ کی زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن نکلی ملکہ نے قید توڑ ڈالی
نگرسکان نے فوراً اسباب عیش و نشاط مہیا کیا جام ارغوانی گردش مین آیا اور بعد اسکے
ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی نگرسکان ایک ایک سے کہتی ہو کہ صاحبو انکی جو خاطر
کرو وہ بجا ہے ہو اِنکے بزرگون کی وجہ سے مجھے سلطنت ملی مین انکی کیونکر نہ خاطر کرون
مگر وہان یلغار جادو بہزاد سے وعدہ کرکے اُٹھا کہ مین ڈھونڈنے جاتا ہون قلعے مین پہنچ
کر سے مین پہونچا کنیزون سے پوچھا کنیزون نے کہا آپ کے وزیر اعظم آئے تھے وہی
قفس لے گئے یلغار جادو یہ سُنکر جھلایا ہوا باہر نکلا کہ دیکھا سرہان جادو وزیر میرا ادھر
سے پلٹا ہوا آتا ہو مگر سوچ مین ہو کہ مین کیا جواب دونگا مین نے یہ بُرا کیا کہ کنیزون کے
سامنے لایا اگر پہلے سے جانتا تو کنیزون کو بیہوش کر دیتا کہ یلغار جادو نے پکار کر آواز دی
اے وزیر اعظم تمنے قفس کہان جا کر رکھا وزیر گھبرا گیا کہا اے شہنشاہ مین سوچا کہ ذکر اِنکے
غائب ہونیکا لشکر بہزاد مین ہو رہا ہو جادوگر تلاش کرتے پھرتے ہین ایسا نہ ہو کہ
کہ بہزاد قلعے مین چلا آئے اور ملکہ کو دیکھ لے تو مین نے قفس لیجا کر درہ کوہ مین چھپا دیا
اب جسطرح فرمایئے لے آؤن یلغار اور وزیر ملکر چلے مگر وزیر دل سے باتین کرتا ہو
کہ اب تو انکو قفس لیجانے دو جب یہ ہنگامہ رفع ہوگا تب لیجاؤنگا دونون وزیر و شاہ
درہ کوہ مین آئے قفس وہان نہ پایا تب یلغار جادو نے جھلا کر کہا اے وزیر اعظم مجھکو دھوکا
دیتے ہو صاف صاف بتاؤ کہ قفس ملکہ کا کہان رکھا اب وزیر ہاتھ باندھتا ہو اور کہتا ہے
اے شہنشاہ مین تو اِسی درہ کوہ مین رکھ گیا تھا نہین معلوم کون لے گیا بیرون درہ کوہ
دونون کھڑے باتین کر رہے ہین کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی اشعار عاشقانہ
گا رہا ہو یلغار جادو نے کہا اے وزیر اعظم تمہارے قول سے سچائی پیدا ہوتی ہو لیکن

صاف صاف کہو اب پردہ نہیں چلیگا مجھکو بہزاد کا بڑا خوف ہو کہ ایسا نہ ہو اسکو ثابت
ہو جائے تو بہ بڑی پیش آئیگا مگر چلکر دیکھیں تو یہ کون گا رہا ہو وزیر دشاہ دونوں بالا
کوہ آئے دیکھا جلسہ جما ہوا ہو سکان جادو مصروف خدمتگزاری ہو اور ملکہ فیروزہ
مسند پر بیٹھی ہیں ایسا انکو خوف غالب ہوا کہ کچھ کلام نہ کر سکے کوہ سے آتے فیروزہ
نے کہا اے سکان تمنے دیکھا کہ دونوں آکر ہمکو تمکو دیکھ گئے پھر فیروزہ نے کہا اے سکان
کچھ خوف نہ کر وہ بہزاد سے اطلاع کرنے گئے ہیں بہزاد اگر لشکر کشی کریگا تو میری دو
ہزار کنیزیں لشکر میں موجود ہیں میں کل لشکر کو جواب دونگی اور اب انکے ساتھ نہ
رہونگی دو منزلیں ہیں لیکن دونوں پر فتور پڑے جو ہو وہ مجھپر تو شاق پڑتا ہو اور مجھے اِن سب
ساحروں سے نفرت ہو ہمیشہ سے یہی ارادہ ہو کہ اِن ساحروں سے ہم صحبت نہ ہوں
سکان نے کہا واری آپ ساحروں میں پیدا ہوئیں انھیں سے معاملہ پڑیگا فیروزہ
نے جواب دیا کہ جبتک ہم منظور نہ کرینگے کسی کی مجال نہیں ہو کہ ہمپر دست انداز ہو کوہ
تصویر کا اشتیاق ہو اس آرزو پر کروہاں دعا مانگیں کہ یا خداوند میرا اِن ساحروں کا
ساتھ نہ ہو شاید دعا قبول کرلیں مگر وزیر دشاہ فیروزہ کو بالاے کوہ دیکھکر لشکر میں
بہزاد کے آئے بہزاد برہم بیٹھا ہوا ساحروں پر غصہ کر رہا ہو کہ صاحبو کیسے غضب کی بات
ہو کہ ہمارے لشکر سے آکر کوئی فیروزہ کو لے گیا اور خبر مفصل نہیں ملتی کہ یلغار جادو ملک
سو ہاں حاضر ہوے کہا اے شہنشاہ ساحران یہ خطا مجھسے ہوئی کہ میں ملکہ کو لے گیا مگر
وزیر صاحب قفس کو لے گئے جاکر درہ کوہ میں رکھا وہاں سے بی سکان قفس کو
اٹھا کر لے گئیں اور اپنی صحبت میں جگہ دی میں جو گیا مجھسے بات بھی نہ کی بہزاد نے کہا
میں ابھی جاکر لاتا ہوں میں تو یہی چاہتا تھا کہ بسہولت یہ معاملہ آسان ہو اب زبردستی
گرفتار کرونگا یہ کہکر اٹھا وزیر دشاہ پر غصہ کرتا ہوا کہ اے یلغار جادو تمنے وہ حرکت کی کہ لائق
معافی نہیں ہو مگر تمنے صاف صاف کہدیا اب سکان و فیروزہ سے لڑائی پڑیگی اب ملکہ
فیروزہ مجھسے برہم ہوگی مگر جو کچھ ہو سکان کو ضرور سزا دونگا اور بی فیروزہ کو لا ڈنگا
اگر بہ خوشی میرا وصل قبول کیا تو خیر اور نہ ایسا سحر کروں کہ قلب انکا الٹ جائے مثل میرے

وہ مجھپر عاشق ہوں یہ کہتا ہوا باہر نکلا حکم دیا کہ لشکر میں تُرہا ہو لشکر تیار ہونے لگا دو ہزار
کنیزیں ملکہ فیروزہ کی جو ایک طرف اُتری تھیں انھوں نے سُنا کہ ہماری بی بی سے لڑنے
جاتے ہیں بی بی ہماری بالا سے کو وہیں سب اکٹھا ہو کر نکلیں فیروزہ صحبت میں بیٹھی ہی
مگر سکان بہت گھبرا رہی ہو کہتی ہی کیوں ملکہ فیروزہ اب کیا ہوگا فیروزہ جواب دیتی ہی
جو کچھ ہوگا وہ دیکھا جائیگا کنیزوں نے آکر پہونچیں عرض کی واری بہزاد مع لشکر آتے ہیں
یہ سنکر فیروزہ اُٹھی کہا آج بہزاد تصویرکشی بھول جائیں گے اُنکو جو گمان ہی کہ میں گرفتار
کرونگا میری زبان سے نہیں نکلتا مگر خدا ے نادیدہ میری مدد کریگا میرے دل میں تو
یہی اعتقاد ہی یہ سب خدائیاں باطل ہیں مگر مذہب مسلمانان صحیح ہی اُسی پر رجوع کرتی
ہوں اگر خدائی اُسکی برحق ہی تو میری آبرو ہاتھ سے بہزاد کے بچیگی ورنہ اگر میری ذلت
ہوئی تو جان جاؤنگی کہ یہ مذہب بھی درست نہیں ہی یہ کہکر اُٹھی سامنے کوہ کے آ کے
ٹھہری کہ نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی فیروزہ طاؤس پر سوار دو ہزار کنیزیں
ہمراہ آمادۂ حرب و پیکار کھڑی ہی مگر مالک کوہ سکان جادو بھی ہمراہ ہو کہتی ہی واری
میں جانتی ہوں کہ قدرت آپ کی بڑی خاطر کرتے تھے میں آپ کے ہمراہ ہوں کہ بہزاد نے
جو دور سے فیروزہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کیوں بی سکان تمنے کچھ میرا خیال نکیا
اگر قفس پایا تھا تو میرے پاس کیوں نہ لائیں میں یلغار جادو کو سزا دیتا اب یلغار
نے مجھسے مفصل کہدیا میں نے اُسکی خطا معاف کی فیروزہ کو لیکر چلی آؤ اور اے ملکۂ عالم
مجھسے خوف نہ کرو میں بدون رضامندی تمھاری دست اندازی نکرونگا یہ تو میں نے
عہد کر لیا تھا مگر نہیں معلوم تمکو مجھسے کیا خوف ہی فیروزہ نے جواب دیا کہ اے بہزاد
اب تو لشکرکشی کی ہی جو دل میں ہو وہ کرو میں بھی حاضر ہوں آج یہ بھی کھلجائے کہ تمھارا
کیا ہی جو تمھارے دل میں گھمنڈ ہی وہ تو ذرا نکلجائے بہزاد نے کہا اے ملکۂ عالم میں تو
امیدوار ہوں کہ یہ خطاوار موجود ہی جو مناسب جانیے وہ سزا دیجیے میں اسیطرح
تابعدار ہوں چلی آئیے جو گذرا وہ گذرا بس اتنا امیدوار ہوں کہ تا بکوہ تصویر چلیے
شاہان اطراف کا مجمع ہو رہا ہی ہزاروں دوکاندار آتے جاتے ہیں آپ بھی چلکر میلے میں شریک

ہو جیسے بعد اسکے آپ کو اختیار ہو ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگا وہ سحر کرون کہ مثل مرغ
آپ کو بھی معلوم ہو کہ عشق کیا چیز ہو راتین مجھے تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین آپ دوا دُترک
ہو گیا اگر اسکے خلاف کیا تو فوج موجود ہو فیروزہ نے کہا او بیحیا نر دستی کا عشق بگڑتا
ہو جو حوصلہ ہو وہ نکال لے تا کہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہے یہ سنتے ہی بہزاد نے فوج کو اشارہ
کیا دریا سے فوج مین تلاطم ہوا بہزاد نے آواز دی ہان صاحبو ملکہ کو گرفتار کر لو چہار جانب
سے فوج بلوہ کر کے چلی فیروزہ نے موتیون کا مالا گلے سے اُتارا اور بیقرار ہو کے
پکار ا ستی کہ او کریم کارساز و او بندہ نواز ان دشمنون کے ہاتھ سے بچانے مین تجھی سے
التجا رکھتی ہون یہ کہکر موتیون کا مالا مارا موتی جو ٹوٹے جسے پڑا وہ جلکر رہگیا تھوڑے
عرصے مین کئی ہزار ساحر برباد ہوئے یعنی جلکر خاک ہو گئے فیروزہ نے بھی کنیزون کو
اشارہ کیا کہ ہان صاحبو یہی وقت ہو کہ اپنے اپنے سحر کا امتحان کرو دو ہزار کنیزین
اسباب سحر تیار کر کے فوج پر جا پڑین جسنے سحر کیا ایک جادوگر کو دیوانہ کر دیا اُس
دیوانے نے دو چار ساحر مارے گر غول مین فیروزہ گھری ہوئی ہو بہزاد دیکھ رہا ہو
جی مین کہتا ہو کیا بلا کی ساحرہ ہو کہ اتنی بڑی فوج سے جنگ کر رہی ہو اور کوئی ہاتھ
نہین ڈال سکتا خود گھوڑا بڑھایا ہشو ہشو کرتا ہوا سامنے فیروزہ کے پہونچا فیروزہ
نے کان سے بجلی اُتاری اور کھینچ ماری برقین گرنے لگین بہزاد نے ہر چند روکا مگر وہ
برقین نہ رکین کئی سو ساحرون کو مار کر دو ٹکڑے کر دیا ایک برق تڑپ کر سر پر بہزاد کے
گری کہ سر اسکا زخمی ہوا سر زخمی ہوتے ہی بہزاد کو غصہ آیا اب تک تو یہی چاہتا تھا کہ انکو
رضا مند کر کے لیجاؤن شاید راضی ہو جائین اب منظور ہوا کہ گرفتار کرون دبا ڈالون
تلوار کھینچکر بڑھا چاہا وار کرون فیروزہ نے ایک مو سے سر توڑ کر سحر کیا کہ زنجیر آہنی بنکر
تیار ہوئی وہ زنجیر اسنے تلوار پر بہزاد کی ماری کہ تلوار بہزاد کی ٹوٹی اب تو بہت گھبرایا
حیران تھا کہ کیا سحر کرون کہ اس ظالم سے نجات پاؤن فیروزہ نے خنجر کمر سے کھینچا بہزاد
سمجھتا جاتا ہو فیروزہ نے سامنے مین تلوار کے لیا چاہتی ہو یہ رُکے تو تلوار ماردون کہ
بہزاد کو یاد آیا کہ ڈبیہ خاک قبر جمشید کی جھولی مین موجود ہو یہی حکم سامری تھا جب

جان جانے کا وقت آئے تو اسکو صرف کرنا اس سے بڑھکر کونسا وقت ہوگا اجل سر پر کھڑی ہے
اب جان بچنا دشوار ہے دیکھوں کیا ہوتا ہے یہ سوچکر اپنے تئیں جھیل سے نکالی اور خاک قبر
جمشید کو اڑا دیا ناظرین پر ظاہر ہوگا کہ اس سحر کا کوئی توڑ نہیں ہے جیسے ہی خاک آئی
فیروزہ زہرا کو گری اور بیہوش ہوئی بہزاد نے چند کنیزوں کو للکارا کہ ارے تم کیوں بے
ترتی ہو بلوہ ناحق سے بچوگی میرے قریب آؤ ملکہ کو اٹھا کے لے چلو میں اب بھی بآسانی پیش
آتا ہوں مگر اب بدون حصول وصل باز نہ آؤنگا دیکھوں تو یہ کیا کرتی ہیں کنیزوں نے
آکر ملکہ کو اٹھایا کل کنیزیں حاضر ہوئیں سب کو بہزاد نے ساتھ لیا اور سکان سے اشارہ
کیا کہ تمھاری بھی خطا معاف کرتا ہوں بالائے کوہ جاکر بیٹھو سکان ناچار پلٹ گئی مگر
کنیزیں مقرر کیں کہ دریافت کرو بہزاد کیا کرتا ہے مگر بہزاد نے فیروزہ کو قفس آہنی میں
بند کیا مسلسل بھی کر دیا اپنی بارگاہ میں آیا چند ساعت کے بعد ملکہ ہوشیار ہوئیں اور
اپنے کو دیکھا کہ قفس میں بند ہوں بہزاد سامنے بیٹھا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ اے ملکۂ عالم بہر
سامری و جمشید میری مصیبت پہ رحم کرو اگر مجھے قبول کروگی تو عمر بھر خدمتگزاری کرونگا
تم بیٹھکر سلطنت کرو سب تمھیں کو اختیار ہوگا نام سامری و جمشید سنکر ملکہ نے کہا انپر
تو میں لعنت کر چکی ہوں انکا واسطہ کیوں دیتے ہو یہ مکار تھے دعویٰ خدائی کرکے
مر گئے اب یہ جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی خداوند بنکر بیٹھا ہے اپنے بزرگوں کی کتاب کو کتنا
ہی منسوخ کر چکا اور یہی گمان کرتا ہے کہ طلسم فتح نہ ہوگا اے بہزاد جسدن سے یہ مسلمان آئے
ہیں میں نے کاہنوں و نجومیوں سے دریافت کیا ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ عمر طلسم تمام
ہوئی اور جمشید یہی کہے جاتا ہے کہ طلسم فتح نہ ہوگا اے بہزاد جو تجھسے ہو سکے تقصیر نہ کر
میں تمکو قبول نہ کرونگی بہزاد یہ سنکر بہت جھلایا طرف سرداروں کے متوجہ ہوا انسے
صلاح کی لے انکا سب نے کہا حضور میدان خونی کی تیاری کیجیے اور قفس جلاد کو دیکر
حکم قتل دیجیے جان کا بڑا خوف ہوتا ہے ملکہ ضرور قبول کرینگی یہ سنکر بہزاد نے حکم دیا کہ
میدان خونی کی تیاری کرو اسیوقت وارین استادہ ہوئیں جلاد شلنگیں لگانے لگے
آوازیں دیتے تھے کہ ایک ہاتھ میں سر کو قلم کرتے ہیں مگر حکم اول ہو بہزاد جھکر دیجیے گا

پھر اوسنے اشارہ کیا کہ جلد اسکو قتل کر وا دیجیے اسنے صدمے دینے کہ اب قلب مین طاقت
نہین ہی کہ یہ مصیبت اُٹھاؤن جلادنے ملکہ کو قفس سے نکالا گردن پر کوسے کا خط دیا تیغ
لیکر جلاد سر پر آیا اُسوقت فیروزہ نے دلکی طرف پروردگار کے متوجہ کیا اور پکار
اُٹھی کہ ای کارساز زمین و زمان وای معین و مددگار بیکسان کنیز کو اس آفت سے بچا لے
اِس ظالم کی بدعت سے لیکن بجز تقاضا کارساز صاحبقران زمان کے لشکر مین ہین اور
بادشاہ جمجاہ قید خانے کو فتح کرکے اسی مقام پر ٹھہرے ہین آہستہ ہین جا رہی تاجدار ساتھ
ہین بارگاہ زر بفتی استادہ ہو کہ اِنکا ذکر کیا جائیگا مگر صاحبقران نے فرمایا ای میثاق دو
ہفتے سے زیادہ گزرے کچھ خبر نہین معلوم کہ ہمارے فرزند بادشاہ پر کیا گزری حقیقت
مین کبھی ایسے صدمے شاہ نے نہ اُٹھائے تھے اگر مناسب جانو تو شہریار کو تلاش کرو
میثاق نے کہا حضور تو کوچ کرین اور طرف کوہ تصویر کے چلین کہ کوہ تصویر پہ
کل تاجدار وہان آئین گے اپنی اپنی نذر و نیاز مانین گے حضور تو ادھر چلین غلام
آپ کا سعد شہریار کو دریافت کرتا ہوا قریب کوہ تصویر حضور کو ملیگا بہار اعجاز بیان
نے کہا ای میثاق مین بھی چلونگی سردار حسینان بھی اپنے مقام سے اُٹھین میثاق نے
ایک تخت سحر تیار کیا دونون شاہزادیان میثاق کے ہمراہ ہو مین تخت اُڑتا ہوا
چلا جسطرف سے تخت میثاق گزرتا ہو غول کے غول اور رنگ رنگ کے غٹ میلہ والونکے
دکھائی دیتے ہین حلوائی و نانبائی و کھلونے والے و ہنڈولا جھلانے والے و تنبولی و
ساقی مع ساقنون کے اسباب سب کے لیے ہوے ساتھ ہین ہر مقام پر یہی ذکر
ہو کہ صاحبو چلکر خداوند سے ملاقات کرین ایسی کرامت کہان ہوگی کہ پتھر کی تصویر مثل
اِنسان کے باتین کرتی ہو جب بات پوچھو وہ بتا دیتی ہو اسکے سال جو انقلاب ہوا ہی
اسکے بارے مین بھی دریافت کرینگے کہ قدرت کیا فرماتے ہین طلسم فتح ہوگا مسلمانونسے
آپ راضی ہین ساحرون سے بیزار ہوسے کہ کل اقلیمین تباہ ہو رہی ہین مسلمان بڑھتے
چلے آتے ہین بہار اعجاز بیان نے کہا ای میثاق کیا اِن لوگونکے یہ اعتقاد ہین کہ
تصویر پتھر کی حقیقت مین باتین کرتی ہو میثاق نے کہا مین کئی مرتبہ کوہ تصویر پہ گیا کیا

بڑی بات ہو ساحر کو اختیار ہو کہ سحر کرکے اپنے کو غائب کردے پشت پر تصویر کی بیٹھ رہے
جو کوئی سوال کرے تو یہی ساحر جواب دیدے گا ای ملکۂ عالم اب سب کا حال سنئے کہ
تخت اڑاتے ہوئے میثاق آتا ہو تمام صحرا اسیروالوں سے بھرا ہوا اور بعد جانے میثاق کے
صاحبقران نے بھی کوچ کیا ادھر بادشاہ جہجاہ سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ کیا لوح میں
پایا کہ طرف کوہ تصویر کے چلیے سعد شہریار بھی سوار ہوئے طرف رہی جار ستوں تاجدار
ساتھ ہیں منزلیں طے کرتے ہوئے جاتے ہیں مگر یہاں وہ وقت ہو کہ بہزاد ملکہ فیروزہ کو
ڈراتا ہو مگر فیروزہ وہی کہے جاتی ہو کہ میں سامری و جمشید پر لعنت کرتی ہوں ای بہزاد
اگر تو میرا بند بند جدا کریگا تو بھی میں تجھکو قبول نہ کرونگی جو تجھسے ہوسکے تصور نہ کر لیکن
بہزاد جلاد کو اشارہ کرتا ہو کہ قتل نہ کرنا خنجر چمکا کر ڈرا کنیزیں فیروزہ کی حیران کھڑی دیکھ
رہی ہیں آپس میں کہتی ہیں کہ صاحبو ہماری مالک پر یہ جفا ہو اور ہم دیکھ رہے ہیں ہمنے
اِنکا نمک کھایا ہو کیا تدبیر کریں مگر فیروزہ مجبور ہو کر آنکھوں سے آنسو جاری رجوع
قلب سے دعائیں مانگنے لگی کہ ای رحیم رحم اپنا شریک کر تیری ذات کو بقا ہو اور سب کو
فنا ہو میں نے بے کسی کے بھاسے تیرا اعتقاد کیا ہو بیقرار ہو کر جو فیروزہ نے دعا کی
میثاق کوہ گردان تخت کو اڑاتا ہوا اس صحرا میں پہونچا آسمان سے دیکھا کہ ایک
مہجبین نہایت حسین وجمیل آنکھوں سے آنسو جاری ثابت ہوتا ہو کہ صدف کا منہ
کھلا ہوا ہو گوہر آبدار اشک نکل رہے ہیں میثاق فیروزہ کو دیکھکر طرف بہار کے
پلٹا کہا ای ملکۂ عالم دیکھیے اِس مہجبین نے کیا خطا کی ہو کہ جلاد تلوار کھینچے ہوئے سر پر
کھڑا ہو وہ ساحر مغرور سیاہ نام بد انجام حکم قتل دے رہا ہو میرے دل کو تو یہی یقین ہو
کہ شاید یہ شاہزادی طرف بادشاہ کے متوجہ ہوئی ہو اسی جرم پر یہ ساحر قتل کرتا ہو یہ سنکر
سرو رحسینان نے جواب دیا کہ ای میثاق اِسکو بچاؤ میں سحر شروع کروں بی بہار کا
بار چلے اور یقین ہو کہ یہ شاہزادی بھی ساحرہ ہو رہا ہوتے ہی آفت برپا کریگی میثاق
نے اشارہ کیا بسم اللہ سرو رحسینان تڑپ کر گری ملکہ فیروزہ کو اٹھا لیا بہزاد نے
جو دیکھا کہ ایک شاہزادی آسمان سے اتری اور فیروزہ کو لیے جاتی ہو پہچانا کہ یہ تو

سردار حسینان بہ توروت سے شریک بادشاہ اسلام ہوگئی نثر کیا شاہزادی ہو حسن میں بے نظیر ہو بقول شاعر

نظم

بخت میں اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا ۔ وہ تجلی تھی کہ موسیٰ کے گئے ہیں جاتے ہوش
غرق دریاے جواہر میں قدم سے تا فرق ۔ زیور نور و صفا زیب بدن گوہر پوش
کان کی بجلیون میں تابش برق سر طور ۔ اختر بخت سلیمان تھا کہ نجم زر گوش
روے تابان تھا کہ میری شب امید کی صبح ۔ میرے طالع کی رسائی تھی کہ گیسو سر دوش
وہ جبین جسکی محبت کا دل بدر میں داغ ۔ خم ابرو وہ کہ جسکا مہ نو حلقہ بگوش
حلقۂ چشم سیہ یا در میخانۂ ناز ۔ مردمک آنکھ میں یا مغبچۂ بادہ فروش
متحرک لب نازک تھے مثال گل برگ ۔ متبسم صفت غنچہ دہان خاموش
شیشۂ میکدۂ حسن گلوے زیبا ۔ جس میں لبریز نزاکت کی شراب سرجوش
حور آئین و قمر طلعت و آئینہ مثال ۔ نسترن پیکر و شمشاد قد و گلگون پوش
کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی شوخی کبھی شرم ۔ بیحجابانہ کبھی جلوہ نما گہ خاموش
جنبش لب کا ارادہ تھا کہ کچھ بات کرے ۔ نازکی کا یہ اشارہ تھا کہ بس لب خاموش

بہزاد یہ جمال بے مثال دیکھکر حسن فیروزہ کو بھول گیا پکار اٹھا کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی یہ کیا گستاخی ہے کہ آپ میرے سامنے بغاوت کرتی ہیں میں حیران ہون کہ آپ کو اسنے کیا توسل ہے سردار حسینان نے کچھ جواب نہ دیا اور بلند ہو کر فیروزہ کی زبان سے سوزن نکالی فیروزہ جو رہا ہوئی قید کو توڑ کر پھینکا کہا کہ اے شہنشاہ حسینان آپ کیونکر تشریف لائین یہ ملعون کوچ کیے ہوے آتا تھا جب یہ ابر کوہ فیروزہ پہونچا تو میں نے سامان دعوت کیا یہ بیحیا مجھکو دیکھکر عاشق ہوا پہلے سوال کیا میں نے جواب صاف دیا یہ بیحیا چاہتا تھا کہ جبر کرکے وصل حاصل کرے میں نے سامری و جمشید پر لعنت کی اور مذہب خداے نادیدہ کا اعتقاد کیا اس کریم و رحیم نے آپ کو بھیجا اب میں آپ ہی کے ساتھ رہونگی میثاق کوہ گردان یہ باتیں سنکر فیروزہ کی سمت مائل تو ہو ہی چکا تھا گرز جھولی سے نکالا لشکر بہزاد پر پھینک مارا

گیسوئین فیروزہ کی بھی اُٹھے لگین سکان نے کوہ سے یہ سیر کر دیکھا یہ بھی اگر شریک فیروزہ ہوئی دس بارہ ہزار جادوگر لیکر آئی اور پکار کر کہا او میثاق مین بھی مطیع اسلام ہوئی ان ساحرون سے بیزار ہوگئی اب تو سب ساحر آپس مین لڑنے جنگ ہونے لگی بہار نے جب دیکھا کہ مغلوبہ ہو رہی ہو بار پھولون کا گلے سے اُتار اسم پڑھکر پھینک مارا کہ ایک غول پر پھول برسنے لگے کئی ہزار ساحر مبہوت ہوکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے سامنے بہار اعجاز بیان کے آئے

نظم

قمریان کہتی ہین باہم دیکھکر بالائے سرو
اُس سہی بالائے آگے ہو بلا بالائے سرو

رو سہی قامت کرے گلگشت تیرے ساتھ گر
گلشن عالم مین ہو جائین بگرد پائے سرو

قمریان کہتی پھرین کو کو چمن مین ہر طرف
ہو یہ کاہیدہ ترے آگے کہ گم ہو جائے سرو

رو سہی قد مرغ دل کی قدر کیون کرتا نہین
باغ مین دیکھی ہین اکثر قمریان بالائے سرو

فصل گل مین تو نہین دیتا ہے او بیمروتی
ساغر دل مین بھرونگا بادہ مینا سے سرو

عقل اگر ہوتی تو ہوتین اُس سہی قد پر نثار
جا نورین ایسے ہین قمریان شیدائے سرو

آگیا ہے ورنہ مجھے باز آئے گھر جانے سے آپ
بن گیا ہو اب جو زنجیر ہر پائے سرو

قد وہ بوٹا سا نہین بڑھتا تو اب جی حسن ہے
بس مجھے گلبن ہی کافی ہے نہین پروائے سرو

آج اُس سرو روان کا قصد ہو گلگشت کا
قمریان کہتی پھرینگی جائے کو کو ہائے سرو

باغ عالم مین بھلا موزون رنگین مشہور ہو
مدتون نارنج کے اشکون کا جو پانی پئے سرو

آخر اُس غول کا سامنے بہار کے آیا عرض کی او شہنشاہ اقلیم حسن و جمال او ماہ آسمان کمال پانچ ہزار ساحر میرے ہمراہ ہین جو حکم ہو وہ بجا لاؤن بہار نے اشارہ کیا کہ فوج بہزاد کو قتل کرو پانچ ہزار ساحر جو چلے فوج بہزاد پر جا پڑے بہزاد نے دیکھا کہ ایکطرف فیروزہ دوسری جانب میثاق کو وہ گردان تیسری سمت سردار حسینان چوتھی طرف سکان جادو بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیے ہوئے لڑتی ہو سمجھا کہ اب جان بچنا دشوار ہو شکست فاش کھا کر بھاگا میثاق دور تک تعاقب کرتا ہوا گیا مگر بہزاد شکست خوردہ طرف کوہ تصویر کے گیا میثاق اُس جمعیت کو لیکر اُسی مقام پر آیا فیروزہ سے

باتین محبت کی ہو رہی ہین فیروزہ کو بھی طرف میثاق کے توجہ ہو دل سے کہتی ہو کہ ای فیروزہ
شکر ہو کہ بادشاہ سے ملنے کا طریقہ بن پڑا یہ وزیر اعظم خداوند صاحب مرتبہ ہی پوچھا کیون
صاحب کیا ارادہ ہی میثاق نے کہا ہم بھی میلہ دیکھین گے یا تو ہمراہ جمشید کے آئے
تھے یا برای مقابلہ جمشید جاتے ہین یہ باتین تھین کہ قیصور رجبی آکر سجدہ بجا لایا میثاق
نے کہا ای قیصور کہان سے آتے ہو قیصور نے بیان کیا کہ بادشاہ جمجاہ سعد بن
قباد نے زندان خانۂ طلسمی فتح کیا چار تو تاجدار اُنکے ساتھ ہین انکو بھی لوح نے ہدایت
کی ہو کہ آپ بھی کوہ تصویر پر جائیے میلہ جا کر دیکھیے میلے مین جنگ عظیم ہوگی تو ای میثاق
مین بادشاہ کے خیال سے چلا ہون کوہ تصویر پر ملاقات کرونگا فوج جنات بھی
آئی ہو مین بھی سب شریک جنگ ہونگے حاکم کوہ تصویر کا نقاش جادو بڑا ساحر
زبردست ہی ای میثاق سب سامان اپنا درست رکھنا تاجر بنکر آؤ یہ کہکر قیصور رجبی
رخصت ہوا بس میثاق نے اپنی قطع تاجرون کی بنائی بارگاہ و خیمے جو بہزاد کے لوٹے
ہین اُن سب کو ساتھ لیا اور کوچ کرکے طرف کوہ تصویر کے چلا یہان نقاش جادو
کہ میلے مین اسی کا انتظام ہو رہا ہی جا بجا درست کرا رہا ہی تاجدار جو آئے ہین انکو
اُتار رہا ہو کہ ایک طرف سے فوج کا ہڑ ہوا بہزاد نے آکر نقاش سے ملاقات کی
نقاش نے پوچھا کیون خیر تو ہی بہزاد نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہ میثاق نے
آگ برسا دی مین شکست کھا کر بھاگ آیا ورنہ جان نہ بچتی ای نقاش کیا تعجب ہی کہ میثاق
بھی اس میلے مین آئے نقاش نے کہا میلے مین کسی کی مجال نہین ہی کہ غیر مذہب آکر آتش
اور قدرت خبر نہ رین مین گھیر کر سب کو مار ڈالیگا یہ کہکر بہزاد کو اُتارا آپ برسر کوہ آیا
سامنے تصویر کے کھڑا ہوا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا خداوند بہزاد شکست کھا کر آیا ہی
مین نے اسکو اُتارا ہی یقین ہی میثاق وغیرہ بھی آوین ہر چند نقاش چیخا مگر تصویر نے
کچھ جواب نہ دیا نقاش بہت حیران ہوا سمجھا کہ آج قدرت خفا ہین جو اب نہین دیتے
جب نقاش قدمون پر گرا تو تصویر سنگی سے آواز آئی کہ ای نقاش جو کچھ ہو سکے وہ
انتظام کر اب کا میلہ بڑے فساد کا ہو دریا سے خون جاری ہونگے دیکھیے قدرت بھی

وہین یاد رہین اس جمشید ثانی نے دو آفتین برپا کی ہین کہ اُسکو کچھ کہ نہین سکتا آجتک
بے انتقام بیٹھا ہو جو فکر ہین کہین وہ مٹین جوان عناصر اریان شریک طلسم کشا ہوئین ہم
بنے زید جیوکر کیا ہوگا ایسا کچھ ہوگا کہ قدرت کو بھی تردد ہوگا آج پوجا پاٹ کریو جب
دیر پر انقلاب پڑیگا تو قدرت کہان رہین گے آخر چلے جائین گے نقاش خاموش ہوکر
نکلا زیر کوہ بارگاہین تاجدارون کی استادہ ہین فوجین اُتری ہوئی ہین دوکاندار لوگ
دوکانین لگاے ہوے بیٹھے ہین ایک طرف صرافہ جوہری بازار زیورہاے سیم و
زر سے کمال تکلف سے آراستہ ہو جوہری بیچے بیچے جاتے پہنے ہوے گلنار پگڑیان اپنے
اپنے سرون پر رکھے ہوے کانون مین سونے کے بالے اُنمین مروارید پڑے ہوے
ہر دوکان پر خریدار اُترے ہوے جمع و شرلی ہورہی ہو دوسری جانب بزازہ اطلس
وکمخواب کے تھان کھلے ہوے ہین دلالون کی بول چال ہو خرید و فروخت کا شور ہو
ایک جانب حلوائی خوانچے رنگ برنگ کے لگے ہوے سونے چاندی کے ورق
مٹھائی پر آراستہ شیرین زبانی سے بول رہے ہین کہ حلوا پڑھا میدا ہو پوریان وغیرہ
اُتر رہی ہین خریدار دنکا بھاؤ ہو ایک طرف گلفروشون کی پکار بیلا چنبیلی کے ہار جابجا
لٹکے ہوے ہین آوازین دے رہے ہین کہ بابا جوہی ہین کون البیلا ہو کہ بیلے کے ہار پہنے
پلنگ توڑ بیلا ہو دو جانب درختون کی صف ہو قطار در قطار کھڑے ہین اُسکے نیچے
جانمین مین پالین استادہ ہین بھنگیر نین آباد ہین گوری گوری صورت جبین و جمیل
جوڑے ترچھے بندھے ہوے دوپٹے سینے سے ڈھلکے ہوے بے تکلف بیٹھی ہین
جوانان خوشرو رنگین دوپٹے کاندھون پر ڈالے ہوے آنٹے ترچھے ہوتے ہوے
آئے کسی نے روپیہ پھینکا کسی نے پیسے دیے اور ہنسکر کہا کہ بی ساقن صاحب ہم تو
تمھارے پرانے خریدار ہین کوئی ترتا سا بلمان کا اپنے جوڑے سے نکالکر پلاتا ساقن نے
فوڑا چلم بھر کر تیار کیا سامنے اُس جوان کے پیش کیا جوان نے ہنسکر کہا ذرہ دم تو
لگا دو ساقن نے دم لگایا دھوان پیچ و تاب کھاتا ہوا طرف آسمان کے چلا جوان
نے کہا کہ یہ دود دل عاشقان ہو ایک عاشق تن نے آواز دی او جان جہان واہ

آرام دل مشتاقان ہمکو دم ہی دم مین رکھوگی ذرا اس شعر کو یاد کر وجد مین کہتا ہون فرد
نہ آزاہد کے دم مین کھینچ دم چرس و نکار ندو شیخ یہ پیارے دم ہی کا تو فرق ہو مردے و
زندون مین یہ ساقین نے جلکر جواب دیا شعر نہ آ زاہد کے دم مین تو اگر کچھ دم کا
پکا ہو یہ بہشت ایک باغ ہو دوزخ بھی ایک شرمی دہکتا ہو یہ تمام بازار ہین دھوین کا
آسمان بنا ہوا ہو ہزارہا جوانان خوش رو آوازے پھینکتے پھرتے ہین وہ نازنینان بھی ہین
بھی جواب دیتی ہین ایک طرف کنجڑنین ٹاپٹی کے لہنگے پہنے نیبو کے دوپٹے اوڑھے
ہوے کنگھی چوٹی سے آراستہ ہاتھون مین چاندی کے کڑے انگلیون کی پوریون
کنٹھیری دار چھلے سینہ ابھرا ہوا اپنا اٹھا جوبن دکھا رہی ہین معلوم ہوتا ہو جھبڑیون
مین دو کولے یا انار قندھاری رکھے ہوے ہین دانا لوگ دیکھ دیکھکر یہ شعر پڑھتے
ہین شعر ایجی دکان کنجڑن کیا سبز رنگ میتھی یہ سویا جو پاس ہوتا جیجا جی سوتینی
ایک سمت کبابی سوختہ جگر ان نازنینان مہ جبین کو دیکھ دیکھکر بھن رہے ہین دوسری
جانب کھلونے والے اپنی صناعی دکھا رہے ہین جابجا ہنڈولے اپنی چون وچرا کر رہے
ہین کسی جگہ کنڈ ہو رہے ہین کہین کبت کہنے والون کا جماؤ ہو کچھ لوگ دائرے بجا بجا کر
خراب وخیال مین مصروف ہین چوراہون پر مداری اپنا پتہ مار مار کر تماشا دکھا رہے
ہین نٹون کے ڈھول کا شور گھوسیون کے بہونگا زور سوانگ کے تختون میں لاگ
ڈانٹ جابجا اٹھتے ہوے رنگیلے جوان کھڑے ہوے یہ سیر دیکھ رہے ہین بازار مین
عجب ہنگامہ ہو ایک جانب بھٹی شراب کی اسپر میکش شراب پی رہے ہین اور اپنی
اپنی زینٹ اڑا رہے ہین کچھ دشمن سے مطلب نہین کوئی مصرع آدھا نکلکر رہگیا کوئی ادھورا
رہ گیا عجب برمستون کی للکار ہو بہشتیون کے کٹورون کی جھنکار ہو ایک جوان نشہ
سے ہوشیار ہوکر سب سے آگے بڑھا اور یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

بتا رہے خلد مین ہو یا سقر مین جو سے شراب　　کرو احتکار ہی محشر مین جستجو سے شراب
بہا ہون خاک پر اب تک ہو جستجو سے شراب　　ہما سے روح ہو جیوے گی کوئی سبو سے شراب
نہ پائین زاہد بے آبرو شراب کہین　　ذرا سے ہاتھ کہین گمو مین آبرو سے شراب

بدن شراب کشی ست خم شد اب بنا　　ہو اپنی روح بدن میں برنگ بوے شراب

حضور پھول کے برگ شجر ہوت کیا سرسبز　　بھلا ہو بنگ کی کیا قدر روبرو سے شراب

شرابخوار وہ شیرین دہن ہو اور فرہاد　　منگا بیگا عوض جوے شیر جوے شراب

برنگ جام ہوئین انکھین ساقیا پرخون　　ترسے فراق مین دیکھا جو مین نے سبوے شراب

حساب اب ہو یہی کون جاسے مسجد مین　　شراب خانون مین ہاتھ آسے ہو سبوے شراب

کیا ہو آج تو مجلس کو مست اور مضطرب　　تری ستارے کی تو نبی ہو کیا کدو سے شراب

یہ ناتوان ہوا ہون فراق ساقی مین　　شراب کا ہو سبے دلوا سبوسے شراب

محب ساقی کوثر ہین اے ناسخ　　عدو وہی ہو ہمارا جو ہو عدوے شراب

عجب طرحکا ہنگامہ برپا ہو مثل مشہور ہو کہ دور اول جسکو طوطا برن کہتے ہین دور دیگر بازبرن ہو دور سوم گدھا برن ہو یعنی جہان دور اول پیا ایک کی ایک تعریفین کرنے لگا جب دوسرا دور نوش فرمایا تو دست درازی شروع کی جہان تیسرا دور پیا جا کے مٹہری مین گر پڑے اگرچہ اوندھے پڑے ہوے ہین مگر لاؤ لاؤ کہہ رہے ہین کوئی ناچ رہا ہو کوئی تھرکتا ہو کوئی کسیکی تعریفین کر رہا ہو بعض جوانان وضعدار آمد ورفت کا خوف کرکے نخل کی آڑ پکڑ کر بیٹھے ہوے معشوقونکے ہاتھوں سرخرو ہو رہے ہین مگر نشے مین شراب کے دوہرے ہوے جاتے ہین جب شراب ہوگئی تو سر سے اپنے دوپٹہ کھول کے میفروش کے سامنے لائے کہ اسے رہن رکھ لو مگر ایک اور دو اور بعض نے جوتا اُتار کر پھینکدیا برہنہ دوڑے دوڑے پھرتے ہین بعض جو میخوار وضابطہ ہین وہ نشے کو ضبط کرکے چُپ چاپ کھڑے ہوے ہین اگر کوئی جانور اُڑکر سر پر سے گذرا تو سر جھکا لیا سمجھے کہ کسی نے ڈھیلا مارا بعض نشے کی دھن مین جھکے ہوے جاتے ہین جو کسینے پوچھا کیون برادر جھکے ہوے کیون جاتے ہو کہا بھائی ایسا نہ ہو کہ ہم سر اُٹھائین اور آسمان کی ٹکر لگ جائے بعض غل مچا رہے ہین میفروش اپنی دوکان پر بیٹھا ہو گلابیان چُنی رکھی ہین بوتلین بھری ہوئی ایک ایک کو دیتا جاتا ہو اور کہتا ہو کہ اے بھائی کم پینا شراب نوش جان تمھاری عقلمندی سے بعید ہو دو جام سے زیادہ نہ پینا

وہ جواب دیتے ہین کہ لالہ صاحب ہم ہمیشہ کے پینے والے ہین کہو تو چلو لگا کر خم کے خم
پی جائین اور معلوم نہ ہو شعر پیالہ و جام شراب ساقی کہ بھر دائین کبھی خوردین ہزار ہا خم پیے ہین
خالی گیا لیکن خمار اپناہ جابجا ناچ ہو رہا ہو بھیروین اڑ رہی ہو ستارہ سحری چمک رہا ہو رات
اسی ہنگامے مین گذری اب وہ وقت آیا کہ سائل بالاے کوہ جانے لگے حجرے مین جاکر
نذر و نیاز چڑھا رہے ہین سامنے تصویر سنگی کے پوجا پاٹ کرتے ہین کوئی گڑگڑا رہا ہو
کہ یا خداوند سامری کئی شادیان کر چکا ہون مگر اولاد نہین ہوتی کوئی منت کر رہا ہو
کہ مین کئی سال سے بیکار ہون کوئی کہتا ہو شاہ کی مہربانی کم ہو گئی یا خداوند معاف کیجے
کہ وہی عہدہ ملے کوئی پلٹن مانگ رہا ہو کوئی رسالہ مانگ رہا ہو نقاش سب کی
نذرین پیش کر رہا ہو کشتیان گذر رہی ہین گرد تصویر کے پھولون کے ہارون کا
انبار ہو جو اندر سے نکلا ہار اسکے گلے مین پڑ گیا تنتنا ہوا چلا جاتا ہو کہ میثاق کوہ گردان
بھی بہ شکل تاجر آیا چند کشتیان مزدورون کے سر پر رکھی ہوئی ہمراہ آتے ہی وہ کشتیان
سامنے نقاش کے پیش کین نقاش نے وہ کشتیان سامنے تصویر کے رکھین مگر
میثاق باہر نکل آیا نقاش نے وہ کشتیان جو سامنے تصویر کے کین ایک آواز
ہیبت ناک آئی کہ اے نقاش یہ کشتیان ہٹاؤ ان کشتیون سے بوے دشمنی آتی ہو
بڑے تعجب کی بات ہو کہ مسلمان اندر دیر کے آیا یہ جو تاجر آیا تھا یہ تاجر نہین ہو
قدرت فرماتے ہین کہ یہ میثاق کوہ گردان تھا جانے نہ پائے بالاے کوہ گھیر لو
اور باندھکر ہمارے سامنے لاؤ ہم اس سے دریافت کرین کہ تیرے آنیکا کیا باعث
ہو کچھ مراد مانگتا ہو ہم خداوند ہین دوست دشمن سب کی مراد دیتے ہین اے نقاش جانے
نہ پائے اسکو بھی تو ثابت ہو کہ قدرت کے یہان جانے سے بھی یہ نفع حاصل ہوا کیونکہ
جمشید ثانی ہمارا چھوٹا بھائی ہو جو اس سے برگشتہ ہوا قدرت اسکو اپنا دشمن جانتے
ہین نقاش نے آواز دی کہ ان سوداگر صاحب کو بلا لو میثاق گھاٹیون کے قریب
پہونچا تھا کہ ایک سوار نے گھوڑے سے کود کر ہاتھ میثاق کا تھام لیا میثاق نے
ایک تمانچہ مارا کہ سر اسکا اڑ گیا اب تو غل ہوا بہار اعجاز بیان و مرد احسینان

وفیروزہ تاجدار و ملکہ سکان وچند افسر دیگر گھاٹیون پر کھڑے تھے اول بہار بیان نے گلدستہ مارا کہ پھول برسنے لگے جس پر پھول گرا وہ جلکر خاک ہوا ادھر سردار حسینان نے نیمچہ کمر سے نکالکر پھینکدیا تلوارین برسنے لگین سیکڑون کے سر کٹکر گرے جب معروف جنگ ہوا اُسنے اپنے نام کا نعرہ کیا مگر صاحبقران زمان مع لشکر ظفر اثر ایک طرف آکر اُترے تھے شب بھر میلا دیکھا کیے صبح کو بارگاہ مین آئے خواجہ حاضر خدمت ہین آواز گیر و دار جو سُنی تو صاحبقران نے ہرکارون کو بھیجا کہ خبر تو لاؤ کہ زیر کوہ یہ کیسا ہنگامہ ہی ہرکارے گئے اور واپس آکر عرض پرداز ہوے کہ میثاق کوہ گردان و ملکہ بہار اعجاز بیان و سردار حسینان زیر کوہ جب گھرے ہوے ہین فوج بہزاد و نقاش معروف جنگ ہی صاحبقران یہ سُنکر سوار ہوے امیر کے ہمراہ سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی بھی چلے امیر اشقر پر سوار زیر کوہ پہونچے تو دیکھا کہ میثاق لاکھون کے بیچ مین اکیلا لڑ رہا ہی جدھر رُخ کرتا ہی ساحر بھاگتے ہین اور بہار اعجاز بیان نے جو کئی گلدستے مارے طرف سے ہوا کے آواز آئی کہ چند خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گاتے ہوے آتے ہین

نظم

منظر وہ بُت ہی نور رخسار کے ظہور کا
نقش قدم سے سنگ کو رتبہ ہی طور کا

ساقی سے وصال مین عالم ہی نور کا
چمکا دے چاندنی مین پیالا بلور کا

جس شعلہ رو کو دیکھیے عالم ہی نور کا
ٹیلا ہمارے شہر مین ہی نام طور کا

ہین پانون تک جو بال ترے ہو کے ایچپیچ
جاڑے مین ہو گیا ہی لبادہ سمور کا

دیوان کیون بھرون نہ حسینون کے ذکر سے
قرآن مین بھی تو ذکر ہی غلمان و حور کا

کوثر کی موج کیون نہ ہو اپنی نگاہ پاک
یان چشم تر ہی جام شراب طہور کا

او شہسوار اگر نہ کیا کشتۂ نگاہ
پہونچا دے قبر مین یہ تپنچہ تنبور کا

جھک جھک کے شیشے ملتے ہین ہر مینکشے کا
یہ میکدہ مقام نہین ہی غرور کا

آواز تیری نغمۂ داؤد ہی اگر
عالم ہی صاف مصحف رُخ پر زبور کا

ناسخ لگے جو سنگ تو سو دانے یہ کہا
ہر سنگ مین شرارہ ہی تیرے ظہور کا

اہل نوبہار نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین خوش شمر و گلرخسار محبوب طرحدار پشت بام پر کھڑی ہوئی
تماشائے مذکور دیکھتی ہوئی آتی ہے جسکی نگاہ اُسپر ہوگئی حیران جمال و محو دیدار ہوا ہر طرف سے
یہی صدا ہو کہ او آئینہ رخسار اسطرف آ ہم تمھارے مشتاق ہیں جس طرف وہ نازنین چلتی
پھرتی ہے سکے پرے درہم و برہم کر دیے فیروزہ تاجدار نے سد بادہ کانین الٹ دی ہیں
دوکاندار بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں صرافہ بزاز دولٹنے لگا کوئی تھان لیے بھاگا
جاتا ہے کسی نے صراف کی تھیلی اٹھا لی کوئی حلوائی کی دوکان سے مٹھائی لوٹ کر کھا رہا ہے
امیر نے جو دیکھا لاکھوں ساحروں نے میثاق کو گھیرا ہے مگر وہ شیر صولت بڑے استقلال سے
لڑ رہا ہے فوج بے حد و بے حساب ہے نقاش و بہزاد پہاڑ سے سحر کر رہے ہیں تو اگر اپنے

نام کا نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران

منم اختر برج عز و جلال — منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون نہ ہمیشہ فراری شدہ — زمن دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف — سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد — کہ صاحبقران در جہان نام شد

صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوئے آگے تمام سرداران تہمتن و جوانان صف شکن سحر کے
خوف سے پیچھے پیچھے ایک ایک چلے آتے ہیں کوئی تیر اندازی کر رہا ہے کوئی نیزہ ہلاتا ہے
لندھور کا گرز چل رہا ہے مالک کا نیزہ روز بانہ تمام نیزہ داران عرب نیزہ بازی
کر رہے ہیں ایک طرف نور الدہر یا ایرج سے جنگ میں بھی تکرار ہوتی جاتی ہے اور
ایرج کا ہر مرتبہ للکارتا ہے کہ او کشتی گیر زادے اس غول پر تو آ نور الدہر فرماتے ہیں
کہ او تاجر زادے تو جنگ کیا جانے دوکانداری کرنا بہتر ہے حقیقت میں تجارت سے
تجھکو بڑا نفع ملا کہ اس رتبے کو پہونچا تاک تاک سبکے دونوں جوان افسروں کو مار رہے
ہیں آواز اسم اعظم صاحبقران کی بلند ہوئی نوح نقاش کا نقشہ بگڑ گیا جو ہر شخص مائل لڑائی ہے
نقاش بالائے کوہ سے پکار رہا ہے ارے او نامردو کیوں بھاگے جاتے ہو مسلمانوں
سے چوکتے ہو سب کو گرفتار کر لو ارے تمھارا سحر نہیں چلتا ساحر آواز دیتے ہیں ای

بادشاہ ساحران کیونکر سحر کرین جب سحر منھ سے نکالتے ہین بدن مین آگ لگ جاتی ہی
اسی خوف سے سحر نہین کرتے کہ ایسا نہو سحر کرکے مطعون و بدنام ہون حمزہ کی جو آواز
کان مین آتی ہی قالب تھراتا ہی جو سحر کہ ہمیشہ کیے آج اوسکو بھول گئے دو دو سحر یاد ہین
کہ زمین ہلا دین مگر کوئی زبان بند کیے دیتا ہی اسی ہنگامے مین خواجہ عمرو دوکانون کے
قریب پہونچے جال الیاسی مارکر مال دوکانون کا نذر زنبیل کیا جس دوکان کے قریب
پہونچے اوسکو صاف کردیا صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ آج تو بہت مال پایا عمرو
نے کہا آقا بڑا نقصان ہوا میری کمر مین صندوقچہ جواہرات کا تھا وہ گر پڑا تھا سامنے
زنگی ساجیسی جو کھڑا ہی وہ لیکر بھاگا مین ایک پتھر اوٹھا کر تعاقب مین دوڑا اور دو پتھر
اوس کے کھینچکر مارا زنگی کے سر پر پڑا کہ سر اوسکا پھٹا دوسرا ساحر گھوڑے سے کود کر
صندوقچہ میرا لیکر چلدیا یقین ہی کہ بے حیا دیوانہ ہو جائیگا میرا مال کھا کر سالم نہ رہیگا مگر
حیران ہون کہ صاحبزادون کو کیا جواب دونگا آقا کیا عرض کرون دن بدن قرضہ زیادہ
ہوتا جاتا ہی صاحبقران ہنس پڑے اور فرمایا خواجہ کبھی تمنے یہ نہ کہا کہ مجھے نفع ہوا
عمرو نے کہا آقا نفع میری تقدیر ہی مین نہین ہی یہان یہ ذکر تھا کہ دیر سے آواز آئی ہو نقاش
مانی جادو کو بلاؤ وہ آکر سب کی تصویرین کھینچے حمزہ مالک اسم اعظم ہو اوسی کے اسم
اعظم پڑھنے سے سحر تاثیر نہین کرتا نقاش نے پکارا کہ او مانی جادو جلد آؤ لشکر کا
خاتمہ ہوتا ہی صحرا سے گرد اوڑی نقاش نے دیکھا کہ ایک ساحر تخت پر سوار تصویرون
کے تختے تخت پر رکھے ہین مو قلم ہاتھ مین تصویرین کھینچتا ہوا آتا ہی بہزاد سے متوجہ
ہوا کہ بہزاد کیا حکم ہوتا ہی بہزاد نے کہا لشکر مسلمانان جنگ کر رہا ہی ان سب کی پیکار
روا فسرون کو گھیر کر ہم مارینگے مانی جادو نے مٹھا تصویرون کا ہوا پر اڑا دیا
وہ تصویرین اوڑتی ہوئی چلین بہزاد بھی کوہ سے اوترکر معروف سحر ہوا وہ تصویرین
جو اوڑین گرد لشکر اسلام چرخ مارنے لگین جسپر تصویر اونکا عکس پڑ گیا وہ اوٹھنے
سے محروم ہوا صاحبقران ہر چند پکار پکار کے اسم اعظم پڑھتے ہین مگر کچھ تاثیر نہین
ہوتی بہزاد ہنسا ہی کہ جو صفون کو درہم و برہم کر رہے تھے وہ چپکے کھڑے ہین حریف

اگر سامنے بھی آتا ہو تو منھ پھیر لیتے ہین تلوارین ہاتھ مین روک لیتں صاحبقران نے جو لشکر کا یہ حال دیکھا تو بیقرار ہوگئے پروردگار سے دعائین مانگنے لگے پکارتے ہین کہ اے رحیم و کریم و اے سمیع و علیم اس مشکل کو آسان کر گرد و تصویرین ہوا پر اڑ رہی ہین صاحبقران نے دیکھا کہ لندھور و مالک و بہرام وغیرہ خاموش کھڑے ہین جنگ سے ناچار سوچ رہے ہین کہ کدھر نکلجائین کیونکر جان بچائین فوج کفار کا بلوہ ہو تلوارین مار مار کر بھاگتے ہین اسقدر لندھور پر تلوارین پڑی ہین کہ تمام جسم غربال ہو رہا ہے یہی حال مالک کا ہے علمشاہ نوجوان کثرت زخم سے جھوم رہے ہین قاسم و بدیع الزمان شیران دشت نبرد کہ جس جنگ پر گئے اسکو فتح کر لیا اس جنگ مین حیران کھڑے ہین لشکر کفار کو زور ہے صاحبقران بیقرار ہو کر پکار اٹھے

کہ اے کریم کارساز و اے بندہ نواز یہ مشکل آسان کر نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ از رنج و تاب — دعا سے کند من کنم مستجاب

چو عاجز رہانندہ دانم ترا — درین عاجزی چون نخوانم ترا

دیگر

ہر کس بکسے نازد و ما را تو بسے — من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

صاحبقران نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اڑی اور آواز سعدی آئی کہ باشید اے کافران بے حیا و اے نابکاران پرونما نعرہ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم — بہار گلستان کابل و جم

تجلی دہ بزم اسلامیان — نہال گلستان صاحبقران

جیسے دیکھا کہ چار ہزار تاجدار ساتھ مین آکے لوح کو گردش دی جس تصویر پر لوح کا عکس پڑا وہ تصویر جلگئی تھوڑے ہی عرصے مین جنبش لوح نے یہ مزا دکھایا کہ جسقدر تصویرین مانی نے اڑائی تھین وہ سب جلکر خاک ہوئین اور سب جوان معروف جنگ ہوئے مگر خواجہ کو لوٹنے سے مہلت نہین ملتی میلہ بھر تہ و بالا کر دیا جس دوکان پر پہونچے دوکاندار کو ڈرا دیا کہ ارے بھاگ لوٹنے والے آتے ہین دوکاندار اٹھکر بھاگا خواجہ نے جھپٹ غارے لیا پھر سب مال دوکان کا لوٹ کر نذر زنبیل کیا دوسری

دوکان پر پہونچے دوسرا فقرہ کیا دوکاندار سے کہا بھائی اپنی جان بچاؤ مال تو پھر مل رہیگا جنگل مین جا کر چھپو دوکاندار تو بھاگا خواجہ نے دوکان کو لوٹ لیا پرتے تک کاٹ لیتے ہین ایک حبہ تک نہین چھوڑتے صدہا دوکانین لوٹ لین تلاش کرتے پھرتے ہین کہ اتنے بڑے لشکر کا خزانہ کہان ہو اکثر ساحرون سے پوچھا ایک ساحر نے کہا بڑے میان تمھین خزانے سے کیا مطلب ہو عمرو نے کہا بھائی خزانہ بچا لین گے اُس ساحر نے کہا سامنے گھاٹی مین ہو وہان لالہ دل سنکھ راے بیٹھے ہونگے گماشتے کام کر رہے ہونگے کئی لاکھ روپیہ خزانے مین رہتا ہو جو کچھ باقی ہو اُسکی میزان دے رہے ہونگے خواجہ یہ پتہ سُنکر سامنے خزانچی کے پہونچے مگر چہرہ کی قطع بنے ہوے فرمایا لالہ جی تم ابتک بیٹھے ہو دیکھو کیا آفت برپا ہو اپنی جان بچاؤ اگر طلسم کشا اسطرف آجائیگا تو جان بچنا دشوار ہو گی سب لٹیرے انھین کے ساتھ ہین مال ڈھونڈھتے پھرتے ہین ایسا نہو نقد جان کا نذر دال ہو پھر اُسوقت کہان بھاگو گے خزانچی یہ سُنکر بھاگا گماشتے ایک جانب گئے خواجہ نے قفل کا ٹا کھلا تو ڑے چنے ہوے ہین صندوقچے جواہرات کے پڑے ہین خوش ہو کر جال الیاس زنبیل سے نکالا یہ کہکر جال مارا کہ اے جال جنجال ہو کر پڑیو سوا ہاتھ یہان کی مٹی بھی نہ چھوڑے یہ مٹی نیاز ہو نیا ریون کے ہاتھ بیچ لین گے یہ کہکر خزانہ بھر لوٹ لیا اگر بادشاہ جھاڑ لڑتے ہوے قریب گھاٹیون کے پہونچے لوح کو گردش دی گھاٹیان خالی ہو نے لگین جسپر عکس لوح کا پڑا وہ نابینا ہو گیا ٹٹولنے لگا کہتا ہو یہ کیا ہوا ابھی تو اچھا خاصہ دیکھ رہا تھا اب کیا ہو گیا بادشاہ پہلی گھاٹی کو ویران کر کے دوسری گھاٹی پر چلے مانی جادو کہ بڑا لیم شحیم ہو تلوار کھینچکر قریب بادشاہ کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا سے سے ہاتھ نکالکر مارا کہ مانی کے دو ٹکڑے ہوے مانی کا مرنا کہ بہزاد بیقرار ہوا تیسری گھاٹی پر آکر بہزاد نے جنگ شروع کی سحر کیا کہ تا جدار ہمراہی بادشاہ نامدار جنگ کرنے سے تھکے اللہ سب نے فریاد کی کہ اے شہریار غلامون کو بچائیے بادشاہ نے پلٹ کر لوح کا عکس ڈالا

کہ کل تاجدار بھی مصروف جنگ ہوئے ہزارہا ساحرون کو مار ڈالا ہی بہزاد نے بڑھکر
بادشاہ پر گولہ مارا بادشاہ نے لوح کو آگے کردیا عکس لوح جو پڑا گولہ اُلٹا پلٹا
بہزاد نے اپنے کو بچایا مگر گولہ اوروں پر جاکر پھٹا کئی سو ساحرون کے سر پھٹ گئے
بہزاد نے چاہا بھاگون بادشاہ نے بڑھکر روکا اور ہاتھ تلوار کا مار دیا بہزاد دو
ٹکڑے ہوا جب مانی و بہزاد دونون مرگئے تو دروازہ دیر کا بالکل خالی ہوگیا تصویر سے آواز
آنے لگی کہ ہان بندگان سن جگر جنگ کرو مسلمانون کو بر سر کوہ نہ آنے دو ہرچند
ساحر بلوہ کرتے ہین مگر بادشاہ جنگ کنان ہر گھاٹی پر افسرون کو قتل کرتے ہوئے
چلے جاتے ہین یہ دیکھکر نقاش تو ہٹ گیا زیر کوہ آکر ٹھہرا یہان **امیر** کے سردارونکا
بلوہ ہی ہر طرف سے نعرے کی آواز آرہی ہی زمین تھرا رہی ہی شاہزادیان مصروف
سحر خوانی ہین لکہاے ابر سرخ و سفید و دھانی و گلنار آسمان پر لہرا رہے ہین کسی ابر
سے آگ برستی ہی کسی ابر سے پھول برس رہے ہین کسی ابر سے تلوارین برستی
ہین جسپر تلوار گری اُسکے دو ٹکڑے ہوئے جسپر پھول گرا وہ جلکر رہگیا مگر طلسم کشا
جو قریب دیر پہونچے اندر سے آواز آئی کہ او بندۂ مغضوب یہان نہ آنا ورنہ بہت
پچتائیگا قدرت کو ناگوار ہوگا لہذا مناسب یہ ہی کہ باہر ہی رہو اندر قدم نہ رکھنا
مگر بادشاہ تیغۂ طلسمی کھینچے ہوئے ساحرون کو قتل کرتے ہوئے در دیر پر پہونچے
تصویر سنگی نے بہت غل مچایا کہ اے طلسم کشا ہٹ جاؤ مابدولت کے سامنے نہ آؤ
ورنہ جہنم مین پھنکوادونگا بادشاہ نے فرمایا او مکار مین گھاٹیان طے کرکے یہانتک
آیا ہون بھلا اب مین رکونگا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر خداے ما بزرگ است
یہ کہکر تیزی سے تصویر کی گردن پکڑی ایک جھٹکا مارا کہ تصویر سنگی گری بادشاہ نے لوح
چمکا دی ایک دناتا ہوا شکم سے تصویر کے ایک ساحر سیہ فام نکلا اور پر پرواز پیدا کرکے
اُڑا بادشاہ نے تیر مارا کہ پانون اُس ساحر کا زخمی ہوا کل اہل دید نے دیکھا کہ
ایک ساحر سیاہ رو بدخو پانون سے خون ٹپکتا ہوا اُڑا ہوا جاتا ہی ہر طرف یہی غل
ہی کہ خداوند بھاگے جاتے ہین ادھر بادشاہ نامدار مانی و بہزاد کو مار کے اور تصویر

سنگی کو توڑ کے کوہ سے اُترے مصروف جنگ ہوئے ایک طرف صاحبقران زمان
لڑ رہے ہین اسم اعظم پڑھتے جاتے ہین بادشاہ نے لوح کو گردش دی نقاش نے دیکھا
کہ اب قدم نہ رکیگا فوج کو ہمراہ لیکر بھاگا یہان بادشاہ و صاحبقران نے کوہ تصویر کو
خوب لوٹا ایک ایک سپاہی لکھ پتی ہوگیا دوکانداروں کے لئے خزانہ شاہی لٹا مگر پہلو مین کوہ
کے ایک تالاب کلان ہی کہ اسمین مال جمع ہوتا تھا خواجہ نے جا کر دیکھا کہ وہ تالاب
روپیہ پیسے سے بھرا ہوا ہی منھ مین پانی بھر آیا وہان سے آکے صاحبقران سے کہا حضور
اُسطرف نہ جائیے اور بادشاہ سے بڑھکر کہا کہ آپ بھی اُدھر نہ تشریف لے جائیے مجھکو یہ
خوف ہی کہ ایسا نہ ہو لوح قبضے سے نکل جائے بادشاہ بھی سمجھے کہ خواجہ سمجھاتے ہین مین
اُسطرف نہ جاؤن خواجہ سبکو پھیر کر آپ اکیلے قریب تالاب کے پہونچے جال الیاسی نکالکر
مارا اور وہ سب مال کھینچکر نذر زنبیل کیا مٹی بھی تالاب کی نہ چھوڑی یہان بعد فتح کوہ
صاحبقران زمان بادشاہ کی تعریفین کرنے لگے کہ اے فرزند تمھاری جرأت کا یہ خیال
نہ تھا مجھکو تردد ہوا تھا کہ تمھارے نام فتاحی طلسم نکلی ہی اور طلسم وسیع ہی مگر اے فرزند
کیا کہنا ماشاءاللہ تمھاری جرأت و شوکت دیکھی اے فرزند اب کیا باقی ہی بادشاہ نے فرمایا
مرحلہ ہفتم کسی قدر فتح ہوا ہی کہ یہ تاجدار چھوٹے مگر قید خانہ ملکہ قریشہ و آسمان پری
کا الگ ہی انشاءاللہ اُنکو بھی رہا کرونگا میرے دل کو قلق ہی کہ جدہ و پھوپھی صاحبہ
اس آفت مین رہین اور ہم لوگ رہا ہون مگر اب تدبیر ہو رہی ہی قید خانے پر جنگ
عظیم پڑیگی خدا نے چاہا اور یہ دونو رہائی آسمان پری و ملکہ قریشہ اگر آپ لوگ بھی پہونچ گئیے
تو جنگ کو آسانی ہوگی ورنہ یہ غلام قید خانہ توڑیگا خدا و جنگ عظیم واقع ہو اور خدا
یہ آسانی ہو مگر خواجہ عمرو آج بہت خوش ہین اور خود ہی کہ رہے ہین کہ مین بڑا مجبور
ہوا اگر ایک دن پیشتر آتا تو ساحر جو نکلگیا ہی اسکو گرفتار کرتا تو اڑھائی دن کی خدائی
اس دیر مین کر لیتا بہت کچھ مال پاتا مگر یہ بے حیا ساحر کہان بھاگ کے جائیگا مین
اسکی فکر مین جاتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ آج جلسۂ جشن ہی کچھ بیٹھکر گائیے خواجہ
نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے سب کے گانا شروع کیے نظم

جانکنی بھی سیکھی ہر اک کوہکن استاد سے — یہ صدا آتی ہو ہر دم تیشۂ فرہاد سے
درد سر مجھکو بھی ہو پوچھے کوئی فریاد سے — تو نے یہ تیشہ لیا ہو مول کس حداد سے
پڑ گیا ہو اُسکے ابرو کا مرے اشکوں میں عکس — آ کے تلوارین بجا کہدے کوئی جلاد سے
بندگی میں سرو حاضر ہو تو کہتا ہو وہ شوخ — منع ہو خدمت کا لینا بندۂ آزاد سے
جسطرح سے ہو محبت فاختہ کو سرو کی — طوق والے طفل کو اُلفت ہو مجھ آزاد سے
جوہر ذاتی بشر کا ہو جسے کہتے ہیں عشق — سیکھتا ہو کوئی فن عاشقی اُستاد سے
وہ سہی قد شانہ بنواتا ہو اُسکی چوب کا — اسلیے رکھتی ہو الفت فاختہ شمشاد سے
بادشاہی کیجیے اگر کسی ویرانے میں — چاہیے اُلفت گدا کو کوچۂ آباد سے
دانے کو گر روتے دیکھیں گے وہ بھی سنگدل — ہم نہ باہر ہونگے اے پیر مغاں ارشاد سے
کاٹ دیں اے سرو آویزے زمرد کے نہیں — دانۂ انگور یہ پیدا ہوے شمشاد سے
[illegible] گلزار معطر ہو ہر اک رنگین غزل — آئے میں تاریخ کنارے آب رکن آباد سے

رات بھر لشکر میں عیش و نشاط برپا رہا صبح کو بادشاہ نے عزم مصمم برائے فتح مرحلہ کیا اور حضرت جعفر ان زمان سے فرمایا کہ یہ کوہ تصویر ہو حضور اسے آباد کریں کہ کل مسلمان آباد ہون میں برائے فتح مرحلہ جاتا ہون بادشاہ نواز ہو گئے خواجہ نے عرض کی کہ میں تلاش میں اس ساحر کی جاتا ہون امیر نے فرمایا بسم اللہ خواجہ عمرو بانہاے عیاری لگا کر تلاش میں اُس ساحر کی روانہ ہوئے جست و خیز کرتے ہوئے جاتے ہیں ایک صحرا میں آکر پہونچے دیکھا ایک قصر بنا ہو در قصر پر چند کنیزیں ٹہل رہی ہیں غرض خواجہ عمرو ایک ضعیفہ کی شکل بنکر سامنے اُن کنیزوں کے آئے اور سوال کیا کہ لات و مناة آپکو سلامت رکھیں اس بڑھیا کو کچھ دلوایئے کہ کئی دن سے ماری ماری پھرتی ہے جا بجا مسلمانوں کو پایا وہ لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم لات پرست کو نہ دینگے کہیں سے کچھ نہیں ملا کنیزوں نے کہا بڑی بی صاحب اِس وقت معاف کیجیے ہماری ملکۂ عالم ملکہ مہوش جادو برائے ملاقات خداوند جانے کو ہیں ہم سب لوگ تیاری کر رہے ہیں پھر کسی وقت آیئے گا خواجہ نے جو یہ سنا تو ایک کنیز کو الگ بلا کے

بیہوش کیا اور اُسی کنیز کی شکل بنکر قصر مین آسکے دیکھا ایک جادوگرنی تخت پر بیٹھی ہوئی
کنیزون کو حکم دے رہی ہو کہ جھٹ پٹ تیار ہو مین براے ملاقات خداوند جاؤنگی میں بھی
کہتی ہی ہو کہ براے مقابلہ اسلامیان جاؤن اور جو آتش غالب ہوا ان پر غضب ہے اگر
قدرت نے کوہ تصویر چھوڑا اب باغ نیرنگ مین بھاگ کر آئے ہین عمرو نے یہ دریافت
کرکے مینوش کو کنارے بلوایا اور بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیا اور خود اسکی شکل
بنکر تخت پر سوار ہوے کنیزون سے کہا ہمین باغ نیرنگ مین لے چلو اور تمھین بھی
کرو مین نے قسم کھائی ہو کہ مسلمانون پر سحر کرونگی جبتک مسلمانون سے مقابلہ نہ ہوگا
اُسوقت تک سحر نہ کرونگی کنیزون نے تخت اُٹھا لیا پھر بکامل تخت اُٹھا لگا ایکی آواز
کان مین آئی اور بڑے خروش و دماغ مین پہونچی کنیزون نے کہا لیجیے ملکۂ عالم باغ کے
قریب آپہونچے خواجہ نے کہ جو بشکل ملکہ تھے فرمایا تخت اُتارو سب نے دیکھا کہ ایک
ساحر مہیب مسند پر بیٹھا ہو گرد کنیزین گانا سن رہا ہو مینوش نقلی آکر آتے ہی پہلے دو
انگلیون کی محراب بناکر سجدہ کیا اُس ساحر نے کہا اے مینوش مزاج کیسا ہو بڑے
تعجب کی بات ہو کہ تمھارے جسم سے بوے مسلمانان آتی ہو مینوش نقلی نے تھرا کر
کہا یا خداوند شاید کوئی عیار میرے پاس آیا اُسکا عکس پڑگیا اسی وجہ سے بو آتی
ہوگی اگر حکم ہو تو سامنے کچھ گاؤن کیون قدرت آپ نے کوہ تصویر کیون چھوڑا
کیا معرکہ پڑا اُس ساحر نے کہا اے مینوش بادشاہ اسلام مع لوح طلسم گھس آئے مجکو
کچھ نہ بن پڑا آخر نکل بھاگا اُسپر بادشاہ نے تیر مارا دیکھو پاؤن میرا زخمی ہو اب مجھکو یہ
خوف ہو کہ عمرو عیار میری تلاش مین نکلا ہو مین حیران ہون کہ اپنے کو کہان چھپاؤن
کہ اُسکی عیاری سے بچون خواجہ نے بات کو ٹالکر کہا یا خداوند آپ معجزہ پرداز ہین
آپ پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہو یہ بھی اتفاق کی بات تھی کہ کوہ تصویر چھوٹا اگر یہ لونڈی
وہان ہوتی تو کیا مجال تھی کہ طلسم کشا کو زندہ جانے دیتی یہ بھی اُنکی مجال تھی کہ قدرت
بے تیر ہاتھ اُنکے قلم کرتی مگر جب خواجہ ارادہ کرتے ہین کہ شراب کا چرچا کرین
تب وہ ساحر موسوم بہ نقوش جادو یہی کہتا ہو کہ اے مینوش میرے قریب نہ آؤ تمھارے

جسم سے بوے مسلمانان آتی ہے خواجہ ناچار ہوے اور کنیزین آکر بیٹھین جام کی گردش مین آیا مگر خواجہ نے شراب کو ہاتھ نہ لگایا نقوش جادو نے کنیزون کو اشارہ کیا ایک کنیز شوخ وشنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے بیٹھکر تانین مارنے لگی نظم

دربدر خاک بسر ہوگئے رسوا ہوکر	کیسے برباد ہوئے آپ کے شیدا ہوکر
آ گئے آپ جو ہم خاک نشینوں کی طرف	فرش بچھائیں ابھی دامن صحرا ہوکر
بحر عالم مین یہ پستی و بلندی ہے عیان	کشتی عمر بھی ڈوبی تہ و بالا ہوکر
جیو دوان سال خدا خیر کرے کاٹے تیر	گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پیدا ہوکر
گالیان کوسنے دیتا ہے قمر کو کیا تو	آج جو جو کہ ترے دل مین ارادا ہوکر

مگر خواجہ حیران ہین کہ مین کیا کرون جب اُسکے قریب جاتا ہون تو یہی کہتا ہے کہ تمھارے جسم سے بوے مسلمانان آتی ہے شراب کاہے کو میرے ہاتھ سے پیئے گا آخر دل کو سخت کرکے عمرو نے ایک جام بھرا کہا یا خداوند مین آج شب کو بھی یہین رہونگی امیدوار ہون کہ یہ جام میرے ہاتھ سے نوش فرمائیے یہ کہکر جام آگے بڑھایا نقوش جادو نے جام ہاتھ مین لیا شراب کو بغور دیکھکر کہا کہ او ساربان زادے مین پہلے ہی سے شک کر رہا تھا آخر تجھکو چین نہ پڑا جام شراب بیہوشی آمیختہ مجھکو دیا عمرو نے جب دیکھا کہ اِسنے مجھے پہچان لیا تلوار کھینچکر نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ بجنتک بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

نعرہ کرکے نیمچہ مارا مگر نقوش نے اپنے کو بچایا کچھ پڑھکر ہاتھ ہلا دیا کہ خواجہ کے چہرے سے رنگ و روغن چہرے سے اُڑ گیا کنیزون مین ہلڑ ہوا کہ یا خداوند ہماری بی بی کے ساتھ یہ کیا کیا یہ پھانس کہان سے آگیا مگر نقوش نے عمرو کو گرفتار کیا اور حکم دیا کہ آج شب کو اِسکو رکھو کل اِسکو قتل کرونگا وہ کنیزین خواجہ کو لیکر چلین ایک کمرے مین لاکر چاہا قید کرین کہ خواجہ رونے لگے ایک نے پوچھا کیون خواجہ کیون روتے ہو عمرو نے کہا اِسپر روتا ہون کہ کل قدرےت مجھکو قتل کرینگے میرے پاس کچھ مال ہے وہ کون لیگا

افسوس میری مشقت ضایع ہوئی کنیزون مین آپس مین اشارے ہوے کہ مال اس سے
لے لو کون ہمکو پکڑ سکتا ہو ہم کہدینگے یہ جھوٹا ہو مال ہمکو ہضم ہو جائیگا کہا کیون خواجہ ہم
دیکھین کیا مال ہو عمرو نے کمر سے ایک پوٹلی نکالی ایک کنیز کے روبرو رکھدی اُس
لونڈی نے دیکھا کہ اسمین روپئے ہین خواجہ نے دوسری پوٹلی نکالکر دوسری کے
سامنے رکھی فرمایا دونون بانٹ لو دونون نے دو پوٹلیان کھولین جیسے ہی پوٹلیان
کھولین اُسمین سے دھوان نکلا دونون کنیزین بیہوش ہوئین خواجہ نے ایک کو
اپنی شکل بنایا آپ اُسکی شکل بنکر دوسری کو ہوشیار کیا کہا بوا چلو چلکر خداوند سے
عرض کرین کہ عمرو کو قید کر اسکے جیسے ہی باہر نکلے دیکھا ایک زنگی کھڑا ہوا کہہ رہا ہو
کہ خواجہ کہان چلے مجھکو خداوند نے مقرر کیا ہو تمنے بڑا غضب کیا کہ کنیز کو بیہوش کیا
اُسکی شکل بنکر جاتے ہو عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اے پہلوان دوران مین تو تابعدار
ہون یہی چاہتا ہون کہ خدمت مین قدرت کی رہون باتون مین لگا کر عمرو نے زنگی
کو حباب مارا جیسے ہی وہ بیہوش ہو کے گرا عمرو نے ٹانگ پکڑی گھسیٹکر زنگی کو لو
ایک غار مین ڈالدیا اُلٹے پھر کے نقوش کے چلے مگر دل مین کہتے ہے کہ بڑا ہوشیار ہو
پہر رات باقی ہو اگر عیاری ہو گئی تو خیر اور نہ صبحکو مجھکو قتل کریگا کانپتے ہوے
قریب پلنگ کے آئے بیہوشی کمر سے نکالکر پنجے مین رکھی چاہا بیہوش کر دون کہ
نقوش نے آنکھ کھولدی عمرو کا ہاتھ تھام لیا کہا اوساربان زادے مین نے
سب تدبیرین کر رکھی ہین مگر نہین معلوم سیاہ فام جادو پر کیا گذری کہ تو یہانتک
آیا عمرو نے کہا مین نے اُس زنگی کو فلان غار مین ڈالدیا ہو یقین ہو اب ہوشیار ہوا
ہو نقوش کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہو کیا بلا ہے روز کا رہو کہ سیاہ فام جادو کہ
مدت کا رفیق تھا اُسنے یہ دھوکا کھایا عمرو بڑا ظالم ہو عمرو نے کہا یا خداوند آپ کو سزا
کا اختیار ہو مگر مین تو اسواسطے آیا تھا کہ سجدہ کرون قدرت کے پاس رہون آپکی
خدمت کرون کہ قدرت کو راضی کرون نقوش نے کہا اے عمرو ایسے مقام پر مجھکو
بھیجون کہ تڑپ تڑپ کے مرے اب دو ادھ مجھکو دے یہ کہکر ایک دستک دی

کہ آندھی سیاہ اٹھی ایک ساحر سیاہ فام تخت پر سوار آیا آتے ہی نقوش کو سجدہ کیا
عرض کی یا خداوند غلام کو کیوں یاد فرمایا نقوش نے کہا اے بہمن صحرانشین یہ عمر عیار
بڑا مکار ہے اسکو لیجاؤ اور صحراے ویران میں چھوڑ دو سحر کر دینا کہ یہ جنگل میں دوڑتا
دوڑتا پھرے اور اسکو آب و دانہ نہ ملے بہمن نے عمرو کو تخت پر سوار کیا راہ میں
خواجہ نے بہت سے فقرے کیے مگر بہمن نے کوئی فقرہ نہ مانا ٹھیک دوپہر کو ایک
صحرا میں پہونچا خواجہ نے دیکھا کہ بگولے اٹھ رہے ہیں سوکھے درخت کھڑے ہیں پتوں کا
جا بجا انبار ہے جو کوئی طائر بھٹک کر آیا منقار کھولکر گرا نہ بان نکل آئی پر جل گئے ہیں
بہمن نے عمرو کو مسلسل و مطوق نہ کیا سحر کرکے ویرانے میں جنگل کا بڑھا دیا اور عمرو
سے کہا خواجہ دو دن کی سیاحت ہے اس جنگل کی سیر کرو ہر چند خواجہ چیخے چلے مگر بہمن
نے کچھ جواب نہ دیا اور تخت پر سوار ہوکر چلا گیا اب خواجہ اُس جنگل میں دوڑے
دوڑے پھر رہے ہیں پانی کے واسطے ہونٹوں پر دم ہے جسطرف جاتے ہیں وہی
صحراے ویران نظر آتا ہے حیران و پریشان دوڑتے پھرتے ہیں مگر بہمن جادو
جو اپنے باغ میں آیا مسند پر بیٹھا کنیزوں سے اشارہ کیا جام ارغوانی گردش میں
آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ در
باغ پر ایک نامہ دار کھڑا ہے اور کہتا ہے ملکہ چلہ کش کا نامہ دار ہوں امیدوار ہوں
کہ سامنے بلا لیجیے نامہ لیجیے بہمن نے حکم دیا کہ نامہ دار کو بلاؤ نامہ دار نے سامنے
آکر لال کاغذ پیش کیا بہمن نے پوچھا کیا تقریب ہے نامہ دار نے عرض کیا کہ چلہ کش
کے بیٹے کی شادی ہے مانجھا آچکا ہے زعفرانی جوڑا فرزند اُنکا پہنے ہے آپ کو بھی شادی
میں بلایا ہے بہمن نے رقعہ پڑھا مضمون سے آگاہ ہوکر حکم دیا کہ نامہ دار کو رخصت
کرو اور اُس سے وعدہ کر لیا کہ ہم وقت پر آئیں گے اور کل آکر شریک ہونگے
نامہ دار واپس گیا دوسرے وقت بہمن لباس فاخرہ سے آراستہ ہوکر طرف
چلہ کش کے روانہ ہوگیا آکر شریک صحبت ہوا سب شاہزادیاں شاہزادے
جمع ہیں ناچ ہو رہا ہے مگر صرصر برق فرنگی کہ چمن سے عیار ہے بعد جانے خواجہ کے

نکلا تلاش مین پھرتا ہوا ایک صحرا مین آیا ایک مقام پر دیکھا کہ صدہا خیمے استادہ ہین اور
اندر سے باغ کے گانے کی آواز آرہی ہو صدہا ساحر جا بجا پھر رہے ہین برق فرنگی نے
ایک سے پوچھا کہ یہ کیسی محفل ہو ساحر نے بیان کیا کہ ملکہ چلہ کش کے بیٹے کی شادی ہو
اُسی تقریب مین سب آئے ہین برق فرنگی یہ دریافت کرکے پھرنے لگا مگر یہ خیال
کرکے کہ برات مین جو آیا ہوگا اُسکے پاس کچھ رقم ضرور ہوگی کپڑے سب سے عمدہ
ہونگے ایک خیمے کے قریب آیا تو دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین لباس سے
آراستہ سازندون کو پکار رہی ہو برق فرنگی چوبدار بنکر سامنے آیا کہا چلیے مجرے کا
وقت آگیا اُس نازنین نے حکم دیا ارے بہلی تیار کرو برق نے جھٹ پٹ اُس نازنین
سے کہا بی ذرا کنارے چلو تو مین رنگ صحبت بتھادون اُس نازنین کو لیکر کنارے
آیا وہان اُسکو بیہوش کیا اور کنارے ڈالدیا آپ اُسی کی شکل بنکر باہر نکلا بہلی پر سوار
ہوکر طرف صحبت کے روانہ ہوا در باغ پر پہونچکر بہلی سے اُترا الحمید ان رسالدار
آواز سے پھینک رہے ہین برق سب کو جواب دیتا ہوا اندر باغ کے آیا دیکھا
جلسہ آراستہ ہو داروغہ ارباب نشاط نے کہا اے آفتاب جمال تم شہر مین ابھی تنہا
مجرا کراتا ہون برق ٹہلا کیا بعد تھوڑی دیر کے داروغہ نے طائفہ بدلا یا برق آیا
محفل مین بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

عروسِ فکر رنگین کو خیال آیا جو تزئین کا — تشکافِ خامہ شانہ بنگیا زلفِ مضامین کا
بلا ملتی ہو بخشش سے بہادے چشم تر آنسو — ملے کچھ دامنِ خالی کو صدقہ درجِ رنگین کا
کھلا قرآن تو وہ سمجھے مرے شکوے لکھا دفتر ہو — اُٹھے شرما کے بالین سے جب آیا وقت یٰسین کا
بہار آئی جھکائے سر گلون نے کیف مستی سے — پڑا ہی گردنِ ہر شاخ ترین ہاتھ گلچین کا
سیاہی جگکی مضمون آہِ سرد لکھنے سے — ہوا پیدا ہر قطرہ شگاف کلک رنگین کا
بشکل مرغ بسمل اور بڑھ جاتی ہو بیتابی — دل مضطر کو طعنہ ہو گیا ہو نام تسکین کا
عجب کیفیتین دیتے ہین اپنے داغ پیراہن — گمان ہو دامنِ گلرنگ پر آغوش گلچین کا
لگادے ہاتھ تو تخت سلیمان ہوسکے اُسکا — جنازہ بھی ہمارا اے پری خواہان ہو تمکین کا

نہ پڑھیے شعر ہرگز کچھ سبکدوشی ہی بہتر ہی ۔ اُٹھائے کون احسان دوستون کے شور تحسین کا
نسیم اب قدر دانی اشتیاق سامعین پر ہی ۔ دکھایا لطف جسنے ہر طرح سے طبع رنگین کا

برق فرنگی جب خوب گا چکا تو بہمن سے آنکھ ملا کر کہا اے رکن خدائی خداوند جمشید ثانی تم میرے مطلب کو سمجھ گئے ہو گے کیونکہ راز دان خداوند ہو خداوند خواب مین تشریف لائے تھے مجھکو یہ کمال عطا فرما گئے ہین اسطرح برق نے ہنسکر کہا کہ بہمن بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ شاید یہ مجھپر عاشق ہوئی جواب دیا کہ حقیقت مین تمھارے گانے مین تاثیر ہو دل کو بیقرار کر دیا یہ کہکر صاحب جلسہ سے اشارہ کیا کہ اگر تمھاری مرضی ہو تو اس گائن کو ہم اپنے ساتھ لیجائین دو دن ہماری مہمان رہیگی پھر چلی آئیگی صاحب خانہ نے جواب دیا کہ اے بہمن یہ لو گائن ہو اگر تمھاری خوشی ہو تو کل جلسے کو تمھارے مکان پہ لے چلین صبح ہوتے ہم برات لیکر جائینگے دُلھن کے مکان پر ضرور آنا وہان رسم شربت پلائی ہوگی بہمن نے کہا مین آنکھون سے آؤنگا ہمارے تمھارے بزرگون سے آمد و رفت ہو ایسا بھی ہو سکتا ہو کہ ہم نہ شریک ہون یہ کہکر اُٹھا تخت اپنا کھینچا کہا بی گائن صاحب آؤ برات مین ہمارے ساتھ چلنا تخت پر بٹھلا کے برق کو لیچلا راہ مین برق نے پوچھا کہ صاحب تمنے خبر سُنی تھی کہ تمنے عمرو عیار کو گرفتار کیا اُسکو مار ڈالا یا لنگوڑے کو زندہ رکھا بہمن نے کہا صاحب مجھے منظور یہ ہوا کہ اُسکو تکلیف دیکر مارون مین نے سب انتظام اپنا کر لیا ہو اُسنے بڑے بڑے مکر کیے برق رونے لگا کہا لو صاحب غضب ہوا تمنے اُس لنگوڑے کو زندہ کیون رکھا ایسا نہ ہو تمھاری فکر کرے مین نے سُنا ہی کہ جسکے پاس وہ قید ہوتا ہی اُسی کو مار لیتا ہی مجھے دکھاؤ کہ مین اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کرون بہمن نے تخت کو پھیرا صحراے ویران مین تخت لایا خواجہ کو دکھایا برق نے دیکھا کہ وہ صحراے ویران جنگل سنسان بالکل کف دست میدان خواجہ نے تڑپ تڑپ کر رات کاٹی ہو سارے جنگل مین پھرے راستہ نہ ملا آٹھ پہر کے بھوکے پیاسے ریتی پر بیٹھے ہین آنکھون سے آنسو جاری دعائین مانگ رہے ہین کہ اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز اِس آفت سے نجات دے انسان کا اِس صحرا مین نام نہین مین کیسے

عیاری کردن یقین ہو کل مرجاؤنگا مگر او میرے خالق میرے تیرے کو وسر عندیب پر وعدہ
ہو چکا ہو وعدے کے خلاف تو نہ کریگا برق نے جو استاد کا یہ حال دیکھا تو بہمن سے کہا
ذرا ٹھہرو مین اس مکان سے دو باتین کرونگی اسنے بڑا ستم کیا ہو جس محلے مین مین رہتی ہون
وہان یہ مردود آیا تھا میرا بھانجہ کھیل رہا تھا اسکا طوق گلے سے آتار کرلے بھاگا وہ
لڑکا رو تا رہگیا مین پوچھونگی کہ کیون ظالم وہ طوق تو نے کیا کیا جو میرے بھانجے کا
آتارا تھا اور تین چار جوتیان اپنے ہاتھ سے ماروگی کہ کیون رے بچے کے ستانیکا
نفع پایا آخر اس بلا مین مبتلا ہوا بہمن نے کہا اب چلو بھی ان جھگڑون مین نہ پڑو برق
نے کہا مین تخت سے کود پڑونگی تمھارا کیا حرج ہو مجھے افسوس ہوتا ہو کہ محبت سے
مجھکو اٹھا کر لائے اور ذرا سی میری خاطر نہین کرتے مین اس سے دو باتین کرکے
ابھی چلی چلونگی زیادہ نہ ٹھہرونگی بہمن بھی سوچا کہ حرج کیا ہو معشوقہ کی خوشی ہوجائیگی
تخت آتارا بہمن تو ایک طرف جاکر کھڑا ہوا برق نے سامنے آکر کہا کیون او نگوڑے
سارا بان نہ ادے تین روپے کے پیادے تجھکو یاد ہو کہ تو طوق آتار کر لڑکے کا بھاگا
تھا مین چیختی پیٹتی رہگئی تھی دیکھ تو خداوند جمشید کیسی تجھکو سزا دیتے ہین اب بہتر یہ ہو کہ
وہ طوق بتا دے عمرو نے نگاہ سے برق کو پہچانکر کہا بی بی صاحب اب وہ طوق بھلا
کہان لڑکے بالون کے پیٹ مین پہونچا برق نے ایک لات ماری کہ خواجہ منہ کے
بھل گرے کہا نگوڑے اگر طوق دیدے تو مین تجھکو رہا کردون ورنہ کل روز شکل ہو
تڑپ تڑپ کے مریگا مشکل کو یہان بڑی دھوپ ہوتی ہو وہ جو مشہور ہو کہ سورج روز حشر
سوا نیزے پہ آجائیگا کل نہ بچوگے اسی کا سامنا ہوگا عمرو نے کچھ جواب نہ دیا برق
ہنستا ہوا قریب بہمن کے آیا کہا کیون صاحب یہ سختی تمنے اسکی دیکھی مین بھی سمجھی تھی کہ
شاید طوق لڑکے کا دیدیگا مگر وہ کہتا ہو کہ طوق تو اب پیٹ مین پہونچا بہمن نے کہا ای
نازنین دمے چند بس زیادہ نہ ٹھہرو یہ عیار بڑا دغا شعار ہو مین نے اسی واسطے اسکو یہان
چھوڑا ہو ساری زمانے مین لکھا ہو کہ جہان اسکا خون گریگا وہ زمین آباد نہ ہوگی تو
یہ صحرا بھی ویران ہو کل یہ مرجائیگا کیا مجال ہو جو دھوپ مین رہ سکے پس یہ صحرا اول تو

یونہی ویران ہو اور زیادہ ویران ہو جائیگا اس ظالم سے تو دنیا پاک ہو جائیگی ہزارہا آدمی
اسکے ہاتھوں سے مارے گئے ملک کے ملک ویران کر دیے خداوند تک کو پریشان کر دیا
برق نے چلا کر کہا لو اور غضب دیکھو اس ناعیار کو کوئی لیے جاتا ہے کہتا ہے چل میں اسکو
جنگل سے نکالدوں بہمن نے جیسے ہی پلٹ کر طرف عمرو کے دیکھا برق نے کمر سے
خنجر نکالکر کوکھ پر بہمن کے مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا پہر رات باقی تھی لاشہ بہمن کو گم
کرتے ہی برق نے لباس اسکا اتار لیا خواجہ نے دیکھا کہ مرنے سے بہمن کے ایک
ہوا سے سبزہ زار میں میں کھڑا ہوں اور برق یہ کہکر بھاگا ہے کہ استاد نکلیے اب
نہ ٹھہریے مگر خواجہ فکر میں نقوش جادو کے چند ہی قدم بڑھے تھے کہ وہی باغ نظر
آیا جسمیں نقوش جادو کو صحبت آرا دیکھا تھا چند کنیزیں دروازے پر کھڑی تھیں
ایک کو عمرو نے اشارے سے الگ بلایا اسکو بیہوش کیا آپ اسکی شکل بنکر چلے مگر
واں کتے تھے کہ خواجہ جسکی صورت بنے ہو اسکا نام بھی نہیں معلوم ناگاہ ایک ساتھ والی
پکارا اری گل بہار جلد آ خداوند بلاتے ہیں پہلے تو خواجہ نہ بولے ایک نے اسکے
شانہ پکڑ کر ہلایا اور کہا کیوں خیلا ہم پکارتے ہیں اور تو جواب نہیں دیتی خداوند
نقوش پکار رہے ہیں خواجہ اندر باغ کے آئے جس درخت کے نیچے سے نکلتے
ہیں طائران درخت اڑکر منقاریں کھولکر غل مچاتے ہیں مگر آوازیں انکی سمجھ میں نہیں
آتیں ادھر خواجہ دوڑتے ہوے ہمرتبہ کنیزوں کے ساتھ ہو جاتے ہیں بارہ دری
میں جو پہونچے تو دیکھا نقوش جادو مسند پر بیٹھا ہے اور پکار رہا ہے ارے گل بہار کو
بلاؤ خواجہ سامنے پہونچے جھک کر سلام کیا نقوش نے کہا گلابی لا نشہ کم ہو گیا
اگر شراب نشہ نہیں کرتی تو دم گھبراتا ہے آج کی شراب کم نشے کی تھی وہ گلابی جس میں
شراب سبز رنگ بھری ہے اٹھا کر لا خواجہ دوڑکر وہ گلابی لائے بیہوشی ملا دی گلابی
سامنے رکھی آپ ہٹ کر کھڑے ہوے نقوش سو کر اٹھا تھا جام جو لبریز کیا دیکھا
طائر درختوں پر چیخ رہے ہیں جھولی میں ہاتھ ڈالکر ایک مٹھا ماش کے دانوں کا نکالا
طائروں پر کھینچ مارا اور جھلا کر کہا او نالائقو کیوں غل مچاتے ہو یہاں غیر کون ہے ماش جو

پھینک مارے کئی سو طائر جلکر گرے مگر گرتے گرتے آواز دی کہ موت کو کوئی نہین روک
سکتا ہو نقوش نے کچھ خیال نہ کیا جام اٹھا کر پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اتری ایک
طائر خوش رنگ پیدا ہوا اور آواز دی کہ یا خداوند یہ آپ نے کیا کیا یہ شراب لہٰذا ختہ
بہ دارو سے بیہوشی تھی نقوش گھبرا گیا یہ معلوم ہوتا تھا کوئی آسمان پر لیے جاتا ہو مگر
آنکھین پھاڑ پھاڑ کے چہار جانب دیکھنے لگا خواجہ ستون کی آڑ سے دیکھ رہے
ہین کہ گھبرا کر اری گل بہار گل بہار کہتا ہوا اٹھا چند قدم چلکر لڑکھڑایا اور منھ کے بھل گرا
خواجہ نے نقوش کو اٹھا کر نذر زنبیل کیا زبان مین سوزن دیدی باغ کو لوٹ لیا
کنیزون کے زیور اتروا لیے خوشی خوشی باغ سے نکلے کہ راہ مین برق سے ملاقات
ہوئی برق نے کہا استاد یہ آپ کس آفت مین پھنس گئے تھے عمرو نے سب حال بیان
کیا اور یہ کہا کہ وہ تصویر پر جو خدائی کرتا تھا اسکو لایا ہون برق نے کہا استاد
ذرا مین تو دیکھون خواجہ نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہو اب وہ زنبیل مین پڑا ہو مجھے
کیا ضرورت ہو کہ اسے نکالون برق نے ہرچند کہا مگر خواجہ نے نقوش کو زنبیل
سے نہ نکالا برق ایک طرف چلا ایک صحرا مین دیکھا ایک جادوگر زیر درخت
بیٹھا ہوا کچھ سحر پڑھ رہا ہو برق نے آکر ایک نازنین کی شکل بنائی بیٹھکر رونے لگا
وہ جادوگر آواز رونے کی سنکر اٹھکر وہان آیا صورت دیکھکر حیران جمال و محو دیدار
ہوا پوچھا کہ کیون صاحب تم یہان کیون بیٹھی ہو اسنے جواب دیا کہ قزاقون نے
لوٹ لیا مین اپنی جان سے بیزار بیٹھی ہون اس ساحر نے کہا اگر کوئی رکھے تو
رہوگی نازنین نے کہا مجھ بدنصیب کو جو رکھیگا وہ مارا جائیگا مین اس لایق نہین
ہون کہ مجھکو تم اپنے گھر مین رکھو میرے شوہر و باپ کو قزاق گرفتار کرکے لے گئے
مین تین دن سے یہان پڑی ہون مگر ایسا نہ ہوا کہ شیر بھیڑیا آکر کھا لیتا کہ مین کشاکش
سے نجات پاتی جادوگر چپ ہو گیا برق نے کہا دیکھو صاحب ہاتھیون نے شیرون کو
جنگل سے بھگا دیا سب بھاگے ہوے جاتے ہین جیسے ہی وہ جادوگر پلٹا برق نے
اسکو خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا اندھیرا ہو گیا آواز مہیب آنے لگی اجدا کے آواز

کشتی مرا نام ہین ویرانہ جادو بود خواجہ راہ مین جاتے تھے کہ دیکھا ایکطرف سے برق بھاگتا ہوا آتا ہی اور پیچھے اُسکے آندھی سیاہ ہی اور اُس آندھی مین ایک ساحرۂ مکارہ و بال زمین مین لوٹتے ہوے غل مچاتی ہوئی آتی ہی خواجہ نے اپنے کو ایک جھاڑی مین چھپایا اُدھر اُس ساحرہ نے آکر برق کو پکڑ لیا کہا کیون نگوڑے میرے شوہر نے کیا کیا تھا جو تونے مدام ہوا سے جادو شوہر کو میرے مار کر تو نکلا تا اب چلکر تجھکو ذبح کرونگی اور تیرے کباب کھاونگی تب میرے دل کو آرام آئیگا خواجہ نے جو دیکھا کہ برق کو جادوگرنی لیے جاتی ہی ہر چند کہ قیلیہ ہی مگر ابھی اِسنے جان بخشی کی ہی اگر ہمین کو یہ نہ مارتا تو زندگی نہ ہوتی یہ سوچکر نقوش کی شکل بنے ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوکر آواز دی او عورت اِس قیدی کو کہان لیے جاتی ہی اُسنے جو پلٹ کر دیکھا نقوش کو جھک جھک کر سلام کرنے لگی اور سجدہ کرکے عرض کرنے لگی یا خداوند کو تصویر تو آپ سے چھوٹا اب آپ کہان تشریف رکھتے ہین میرے شوہر کو اِس ظالم نے مار ڈالا مین اِسکی بوٹیان کاٹ کے کھاونگی آپ جانتے ہین کہ شوہر میرا میری زندگی کا سہارا تھا نقوش نقلی نے کہا او بندی مین سامنے سر جھکا کر بیٹھ مین اِسکو قتل کرونگا مجھے بھی بہت ناگوار گذرا کہ تیرے شوہر کو بے خطا مارا یہ عیار گلی گلی پھرتے ہین جہان جادوگر کو پایا مار ڈالا شہرون کو ویران کر دیا جادوگرنی آگے بڑھی برق کو سامنے ڈالدیا نقوش نقلی نے کہا وہ سامنے دیکھو ملک الموت آتا ہی وہ اِسکی روح قبض کریگا مگر تم نہ اُس سے آنکھ ملانا ایسا نہو کہ تمھاری بھی روح قبض کرلے تو مجھکو ناگوار ہوگا تم آنکھین بند کرکے بیٹھو مین تمھارے شوہر کو بھی زندہ کرونگا نام شوہر سنکر ساحرہ نہال ہوگئی دل مین کہتی ہی کہ بقدرت زندہ کرینگے آنکھین بند کرکے بیٹھی برق نے بہ اطمینان حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے اور اپنے نام کا خوشی خوشی نعرہ کیا نعرہ برق زنگی

مرا نام ہی برق خنجر گذار — کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون — کہے کون مکارہ و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے — ارسطو سے ذیعلم شاگرد ہو

بزیر قدم غرب اور مشرق ہی		چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

نعرہ کرکے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا مارکر اُس ساحرہ کو کپڑے اُسکے اُتار لیے
برق ایک جانب چلا خواجہ طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوے بادشاہ اسلام باسے
فتاحی برجا ہفتم جاچکے ہین صاحبقران خواجہ کا انتظار کر رہے ہین کہ خواجہ نے آکے
مجرا کیا اور یہ کہا اے شہریار مین نقوش جادو کو لاتا تھا راہ مین مہاجن مل گئے اُنھون
نے مجھکو مار کر پشتارہ چھین لیا کچھ دلوایئے تو لے آؤن امیر نے پانچہزار روپے منگوا کر دیے
عمرو نے کہا اِس سے کیا ہوتا ہی سب صاحب کچھ کچھ عنایت فرمائین لندھور و مالک
و بہرام و بدیع الزمان و قاسم و شاہزادہ جہانگیر ان سبنے موافق اپنے اپنے حو
سکے دیا جب رستم کے سامنے آئے تو رستم نے کہا چچا جان میرا روپیہ واسطے بیت المال
کے نہین ہی مجھے معاف فرمایئے خواجہ نے کہا مین تجھسے لونگا علمشاہ نے کہا مین ایک
نہ دونگا ہزار خواجہ نے منت و خوشامد کی مگر علمشاہ نے کچھ نہ دیا خواجہ نے کہا اے رستم
انشاء اللہ تم بہشت دو دو مین نہ قبول کرون یہ کہکر نقوش کو نکالا روپیہ جو ملا تھا وہ
نذر زنبیل کر لیا خواجہ نے نقوش کو ہوشیار کیا نقوش نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ مین
دربار امیر مین ہون جملہ سردار و نامدار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین تخت سلطنت خالی
ہی صاحبقران نقوش کو سمجھانے لگے مگر نقوش آنکھین بدل رہا ہی جواب نہین دیسکتا
کیونکہ زبان مین سوزن ہی مگر بہ نگاہ قہر طرف صاحبقران کے دیکھ رہا ہی ہرچند صاحبقران
سمجھاتے ہین مگر راہ راست پر نہین آتا ادھر جمشید ثانی اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ چند
طائر سبز سے اُترے اور جمشید ثانی کے سامنے آکر زمزمہ سرائی کرنے لگے جمشید نے
زانو پر ہاتھ مارا کہا او صاحب غضب ہوا کہ نقوش جادو گرفتار ہو گیا کوہ تصویر
اُسکے باعث سے آباد تھا اب وہان مسلمانون کا عمل ہوا مین خود جاتا ہون جاکر
اُسکو لاتا ہون یہ کہکر اُٹھا ہرچند ساحرون نے سمجھایا کہ اگر طلسم کشا نہین ہین تو عیار
دربار مین موجود ہین جمشید نے کہا مین اسلو سے جاؤن کہ معلوم ہو برق گری
یہ کہکر بلند ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا اُسوقت یہ پہونچا کہ صاحبقران نے

فرمایا کہ یہ مغرور جواب نہین دیتا ذوالخمار عادی کو بلاؤ جلاد و لشکر خنجر کھینچکر آیا نقوش کو
کھینچکر بیرون بارگاہ لایا چاہتا تھا کہ قتل کرے حکم اخیر کا منتظر ہو جمشید نے جو آسمان سے
دیکھا کہ نقوش زیر تیغ بیٹھا ہے اور جلاد قتل کیا چاہتا ہے تڑپ کر گرا نقوش کو اٹھا لے گیا
ذوالخمار عادی نے چاہا تختہ زشند آدمی مارون جمشید نے ہاتھ سے اشارہ کر دیا
کہ ذوالخمار عادی پر برق گری بیثاق وغیرہ اٹھنے لگے یاسمن رنگین پوش نے
چاہا کہ سحر کرون جمشید نے للکارا کہ او معشوقۂ قدرت کیون شامتین آئی ہین یہ
کہکر ایک طائر کو اشارہ کیا کہ اس طائر نے گرد سر یاسمن چرخ مارا کہ یاسمن چکرا کر
گری صاحبقران نے نعرہ کیا کہ او کافر غدار کیون شامتین آئی ہین اور اسم اعظم
پڑھتے ہوے آگے جمشید صاحبقران کو دیکھکر بھاگا مگر نقوش کو لیگیا ادہر بیثاق
نے سینگ کی کمان جھولی سے نکالی اور اسم سحر پڑھکر تیر مارا کہ بازون جمشید کا زخمی
ہوا مگر جمشید نے زخم کا کچھ خیال نہ کیا اڑتا ہوا نکلگیا خواجہ رستم کی فکر مین ہین غرض
رستم پر جو غبار وغیرہ اڑکر پڑا تو اسنے امیر سے عرض کی کہ غلام آپ کا حمام ہو آوے
جیسے ہی رستم نے حمام کا نام لیا خواجہ ایک نائی کی شکل بنکر حمام مین پہونچے اور
داروغہ سے کہا کہ ہم پریشان ہین کچھ کام ہمسے لیجیے ہمارے بزرگ بھی کام کرتے
تھے داروغہ نے حکم دیا کہ حمام مین جاکر بیٹھو جو کوئی آئے اسکو نہلاو بڑے میان
صاحب حمام کا خرچہ نکالکر چہارم تمکو بھی دینگے خواجہ نے کہا بہت خوب یہ کہکے
یہ تو حمام مین پہونچے ادہر سمک نے آکر داروغہ سے کہا کہ رستم نہانیکو آتے ہین داروغہ نے کہا لو
بڑے میان تم بڑے صاحب نصیب ہو کہ فرزند صاحبقران نہانے آتے ہین پانچ
روپے دیتے ہین ابھی تمکو سو روپیہ ملیگا خواجہ لنگی باندھکر کھڑے ہوے رستم جو
اندر آئے فرمایا کہ بڑے میان صاحب کوئی ایسی شے لاؤ کہ گرد دفع ہو جائے عمرو
نے ایک پیالے مین ایک دوا بنائی اور کہا اسکو سارے جسم مین مل لیجیے رگ
رگ کا میل نکلجائیگا رستم نے بہتر سمجھکر سارے منھ مین ملا اور بڑے میان نے سارے
جسم مین رستم کے ملا اور کہا حضور غوطہ لگائیں مین اور دوا لگاؤن یہ کہکر خواجہ

باہر آئے مگر سمک نے جو خواجہ کو باہر جاتے دیکھا تو یہ سمجھ گیا کہ خواجہ حمام سے نکلے ہیں اپنے
جی میں کہتا ہے خدا خیر کرے یہاں خواجہ بھاگ کر دربار صاحبقران میں آئے امیر نے
پوچھا خواجہ کہاں گئے تھے عمرو نے کہا میں تو کہیں نہیں گیا مگر دیکھیے رستم نے مجھکو
کچھ نہ دیا میں بددعا دونگا تو بدن بگڑ جائیگا امیر نے کہا او بد زبان خاموش رہو عمرو
تو یہاں بیٹھا وہاں رستم نے جو پانی میں غوطہ مارا آئینہ سامنے لگا تھا اسپر جو نگاہ
پڑی دیکھا کہ صورت زنگیوں کی سی ہو گئی تمام جسم سیاہ چہرہ سیاہ سمک کو آواز دی اب
سمک جو اندر آیا تو رستم کو اس حال میں دیکھا کہ صورت اپنی دیکھکر رو رہے ہیں
کہا اے سمک دیکھو تو یہ کیا ہوا کہ میری صورت بدل گئی سمک نے کہا خداوند نعمت
جب حمام میں آئے تو بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو ایک ضعیف کی شکل بنے ہوے
حمام سے نکلے میں گھبرا رہا تھا کہ خدا خیر کرے آپ نے جو انکو روپیہ نہ دیا یہ رنگ
لگا گئے اب دربار میں چلیے سامنے صاحبقران زمان کے یہ سب حال بیان کیجیے
امیر با توقیر اسکا فیصلہ کرا دینگے رستم نے کہا اے سمک میں دربار میں جاتا ہوں
تم پانچ توڑے لیکے آؤ خواجہ بیٹھے تھے کہ رستم آکر پہونچے صاحبقران زمان نے
پوچھا تو رستم نے عرض کی خداوند نعمت دیکھیے خواجہ نے میرا کیا حال کیا امیر نے
کہا او ساربان زادے یہ تو نے کیا کیا عمرو نے کہا میں تو حمام میں گیا بھی نہیں مگر
البتہ بددعا دی تھی منھ کالا ہو گیا خدا سے التجا کیجیے کہ سمک پانچ توڑے لیکر آیا رستم
نے کہا اے عم نامدار یہ روپیہ حاضر ہے لیجیے مجھے معاف کیجیے خواجہ نے کہا بیٹا خدا سے
دعا کرو کہ پھر پروردگار اسی صورت پر کر دے اسمین انسان کا کیا اختیار ہے ہاں میں
بھی تدبیر کرتا ہوں مگر پانچ توڑے اور منگاؤ ایک دوا میرے پاس ہے شاید تاثیر
کرے رستم نے فوراً پانچ توڑا اور منگائے خواجہ نے دسوں توڑے لیکر نذر زنبیل
کیے اور ہاتھ اپنا منھ پر رستم کے پھیرا وہی صورت مثل آفتاب کے ہو گئی خواجہ
واسطے سجدے کے جھک پڑے کہ اے پروردگار تو نے رحم کیا اور رستم سے کہا
اے فرزند ہماری بددعا سے ڈرا کرو رستم نے کہا اب جب طلب کیا کیجیے گا میں دیدیا کرونگا

سب سرداران مین غریو ہوا کہ خواجہ سبحان اللہ کیا کارنمایان کیا ہو عمرو نے کہا یارو
میرے منھ سے نکلگیا تھا کہ رستم کا منھ کالا ہو جائے جب وہ تاثیر عطا ہوئی اب پھر میری
دعا کی تاثیر سے رستم پیلتن بصورت اصلی ہو گئے سب سردار اس فعل پر خواجہ کے
شعر ہوگئے یہان تو بارگاہ صاحبقران مین سعد کا انتظار ہو مگر جمشید ثانی جو نقوش
کو لیکر گیا کراہتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا پانؤن سے خون جاری نقوش کو پیچے مین
دبائے ہوے سب نے جمشید کو اس حال سے دیکھا پوچھا یا خداوند صاحبقران
زمان نے پانؤن زخمی کیا ہوگا جمشید نے ایک آہ کی کہ کیا بیان کرون اپنی آفت
اپنے سر پہ پا ہو میثاق کوہ گردان ایسا بانی ہوا ہو کہ ہر مقام پر دشمنی کرتا ہو پانؤن کو
چیتھڑے سے باندھا مرہم لگایا نقوش ہوشیار ہوا قدمون پر جمشید کے گر پڑا کہا
یا خداوند آپ نے بڑا احسان کیا کہ دربار حمزہ مین کیسی کیسی جادوگر نیان جمع تھین
ان مین جانا اور مجھکو اُٹھا لانا آپ ہی کا کام ہو کسکی مجال تھی کہ اُس دربار مین قدم
رکھتا مگر آپ نے بڑی جرأت کی جمشید نے کہا اے نقوش کیا کہون مین اسی سحر پہ امید
کرتا ہون کہ مسلمان طلسم نہ توڑ سکین گے اسی وجہ سے کتاب سامری کو منسوخ کر دیا ہی
نقوش نے کہا مجھکو چین نہ آئیگا مجھکو حکم ہو کہ جاکر طلسم کشا کو روکون جمشید ثانی نے
ہر چند منع کیا مگر نقوش نے نہ مانا یہ جانے ہی پر تھا کہ گرد اُٹھی اور نقاش جادو مع فوج
شکست خوردہ آکر پہونچا سامنے جمشید کے گر پڑا کہا یا خداوند میرا مقام یعنی کوہ تصویر
برباد ہوا نقوش جادو نے نقاش جادو کو گلے سے لگایا اور کہا اے برادر اب جو
گزری وہ گزری مین نے سالہا سال کوہ تصویر پر خدائی کی ہو چلو ہم تم دونون ملکے
طلسم کشا کو قتل کرین کہ مدعائے دلی حاصل ہو نقاش نے جو نقوش کو آمادہ دیکھا کل
فوجین جمع کرکے کئی لاکھ فوج کو ساتھ لیکر دونون تلاش سعد مین چلے کہ ذکر اِنکا کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان پہونچنا بادشاہ کا تا بہ مرحلۂ ہفتم اور پہونچنا نقاش ونقوش کا و عیاریان خواجہ کی بطرز نو و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا عرض ساقی نامہ

دل لگا کر کوئی راحت جو نہ پائی ہوتی
تو گوارا وہ بھی یہ تکلیف جدائی ہوتی
عمر بھر عشق میں ایذا ہی اٹھائی ہوتی
یا مصیبت کی مرے دل میں سمائی ہوتی
یا شب ہجر زمانے میں نہ آئی ہوتی

ہم اسیر آ گئے ہیں یون ترے بس مین صیاد
قید کر لے تجھے خود دی تھین یہ قسمین صیاد
کہ جب چھوٹین بھی تو دس بیس برس ہین صیاد
بال و پر بھنے بلائے نہ قفس مین صیاد
وہ تڑپتا جسے امید رہائی ہوتی

نامے جب اُسنے مرے چاک کیے ای قاصد
پھر کس امید پر اب کوئی جیے ای قاصد
نہ سنے تو نے جو پیغام دیے ای قاصد
دل بیتاب کی تسکین کے لیے ای قاصد
جھوٹ ہی کوئی خبر تو نے سُنائی ہوتی

جذب نے اپنے سنائی نہ نہین کچھ تاثیر
وا رے تقدیر کہ دیکھی نہ کہین کچھ تاثیر
عشق دشمن مین بھی پائی نہ وہین کچھ تاثیر
غیر کی آہ مین بھی ہائے نہین کچھ تاثیر
یہ بھی ہوتا تو کچھ امید رسائی ہوتی

ہنس دیا کرتے تو واللہ ہمیشہ روتا
مر کے ملتے تم اگر جان ابھی مین کھوتا
آ کے ٹھکراتے تو مرقد مین ابھی جا سوتا
اور کیا خاک مین ملجانے سے بہتر ہوتا
یہی ہوتا کہ ذرا اس سے صفائی ہوتی

کیا اگر آپ ہی اک روئے پس مرگ مجھے
روح ہرگز نہین خوش ہوئیگی ہرگز اس سے
نوحہ گر یا کچھ احباب جلال آ کے ہوئے
ہون وہ غم دوست کہ تو اب کچھ آنسو پیتے
میرے ماتم مین اگر ساری خدائی ہوتی

چہرہ رہروان منازل سحر و ساحری و طے کنندگان مراحل افسونگری اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع خیال سخن آفرین ۔ سخن رابکرسی نشاند چنین ۔ توسن طبع کو میدان مدعا مین یون جولان گر کیا جاتا ہے کہ بادشاہ جمجاہ امیر سے رخصت ہو کر لشکر سے نکلے ہین سب ملازم دیکھ رہے ہین کہ ایک تخت کے سامنے مین بادشاہ بیٹھکر اسم جانشینی لوح پڑھنے لگے جیسے ہی تعداد تمام ہوئی قیصور جنی آکر پہونچا بادشاہ کو

سلام کر کے عرض کی کہ شہریار میں فوج جنات کو ساتھ لیے ہوئے آتا تھا راہ میں ایک مقام پر مع لشکر کے اُترا نقوش و نقاش خداوندان کوہ تصویر ایک صحرا میں مخفی ہو کر اُترے ہمکو اُنکے لشکر کی خبر نہیں رات کو نقوش و نقاش نے ملکر سحر کیا کہ سب لشکر جنات مجھسے باغی ہو کر سامنے نقوش و نقاش کے پہونچا اُسنے ایک درہ کوہ میں سبکو بند کر دیا میں نے جو یہ خبر سُنی سوچا کہ اب تنہا کیا کرونگا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اب آپ تشریف لے چلیے بادشاہ نے لوح کو دیکھا اُس میں نوشتہ پایا کہ جو کچھ قیصور کہتا ہے وہی کرو بادشاہ ہمراہ قیصور تلاش میں نقوش و نقاش کی روانہ ہوئے قیصور نے اپنے کاندھے پر سوار کر کے ایک صحرا میں لاکر اُتارا قیصور تو رخصت ہو گیا مگر بادشاہ جمجاہ تنہا حیران کھڑے تھے کہ ہوا سے گرد اُڑی ایک تاجدار تخت پر سوار مع بارہ ہزار سوار و پیدل آتے دکھلائی دیا بادشاہ نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال زیر تخت کھڑا ہے شاطر سے اشارہ کیا کہ جاکر دریافت تو کرو یہ جوان کون ہے شاطر نے آکر شاہ کو سلام کیا مگر دبدبہ و صولت و شوکت دیکھکر نہ بولسکا بادشاہ نے پوچھا او شاطر کیا مطلب ہے شاطر نے دست بستہ عرض کی ہمارا شاہ لمعان تاجدار آپ کا نام نامی پوچھتا ہے شاہ نے فرمایا میں سعد بادشاہ لشکر اسلام ہوں بحکم قتل جمشید میں نکلا ہوں لمعان تاجدار نے جو یہ خبر سُنی افسران فوج سے کہا کہ یہ جوان دشمن خداوند ہے چہار جانب سے گھیر کر گرفتار کر لو افسران فوج لینا لینا کہکر آپڑے بادشاہ تلوار کھینچکر لڑنے لگے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا لڑتے بھڑتے قریب لمعان تاجدار کے پہونچے لمعان نے ہاتھ مارا بادشاہ نے کلائی تھامکر زنجیر میں ہاتھ ڈالدیا نعرہ کر کے فاش زین سے اُٹھا لیا لمعان نے عرض کی الاماں بادشاہ نے فرمایا کہ امان بہ شرط ایمان لمعان تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا بارہ ہزار جوان بھی دائرہ اسلام میں آئے مگر نقوش و نقاش جو جنات کو قید کر کے آگے بڑھے تو قریب اُس درہ کوہ کے آکر اُترے رات کو ہرکاروں نے خبر دی کہ طلسم کشا پار درہ کوہ کے اُترے ہیں لمعان کو زیر کر کے مسلمان کیا ہے نقوش و نقاش یہ سُنکر اپنے مقام سے اُٹھے سر کوہ آکر سحر کرنے لگے لمعان تاجدار کہ جو سر طلایہ

تھا بکا یک کانپا اور ساتھ والون کو ہمراہ لیکر چلا سامنے درہ کوہ جہان جنات بند
تھے اُسی طرف اشارہ کیا لشکر مین جو اُٹھا سیدھا طرف اپنے شاہ کے چلا بادشاہ کی آنکھ
جو کھلی ہنگامہ سنکر باہر نکل آئے آتے ہی دیکھا بارہ ہزار جوان جاتے ہین بادشاہ
حیران تھے کہ مین کیا کرون کہ قیصور جنی آکر پہونچا عرض کی حضور یہ باعث سحر نقاش
ونقوش ہو حضور پڑھکر لوح کا عکس ڈالین بادشاہ آگے بڑھے لمعان کو للکارا کہ
کہان جاتا ہے لمعان آمادہ جنگ ہوا جیسے ہی قریب تلوار کھینچکر آیا بادشاہ نے عکس
لوح ڈالا لمعان نے سب فوج کو پھیرا بادشاہ عکس لوح ڈالتے ہوئے سبکو پھیر لائے
نقاش ونقوش نے رات بھر سحر کیا مگر کوئی مراد حاصل نہوئی آخر مجبور ہوکر صبح کو اپنے
لشکر کو تیار کر کے مقابلہ مین آئے منظور یہ ہے کہ دھوکا دیکر گرفتار کرلین سحر کرنے لگے
وقت سحر بادشاہ نے دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین لشکر مین گاتی پھرتی ہین جس طرف آواز
لگائی لوگ اپنے اپنے خیمون سے نکلنے لگے بادشاہ نے یہ دیکھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھا وہ
عورتین غائب ہوگئین بڑے بڑے سحر نقاش ونقوش نے کیے مگر بادشاہ جب اسم حاشیۂ
لوح پڑھ دیتے ہین اُنکا سحر مٹ جاتا ہے قضائے کار شاہ عیاران عیار کہ تلاش مین شہریار
کی تھے آکر پہونچے اور مجرا کر کے مستفسر ہوے بادشاہ نے سب کیفیت ظاہر کی خواجہ نے فرمایا حضور
نہ گھبرائین مین جاکر دونون کو لاتا ہون یہ کہکر خواجہ روانہ ہوے ایک ضعیفہ کی شکل
بنکر لشکر مین ساحرون کے آئے دیکھا کہ لشکر نقاش نقوش ہوشیار بیٹھے ہین جہان
غیر کو دیکھا اُسے گرفتار کرلیا سامنے نقاش ونقوش کے لے گئے وہ اپنے سحر سے
دریافت کرلیتے ہین اکثر غیر لوگ گرفتار ہوے مگر رہائی پائی خواجہ نے کہ بشکل ضعیفہ
تھے ایک ساحر سے پوچھا کہ نقاش ونقوش کیا کرتے ہین مین جاکر اُنسے دریافت
کرونگی اور کہونگی کہ میرا نواسہ لشکر مین نوکر ہے مجھکو خرچ نہین بھیجتا میری فریاد کو آپ
لوگ پہونچیے کچھ ماہواری مقرر کرا دیجیے ساحرون نے خواجہ کو گرفتار کرلیا ہر چند
خواجہ چیخے چلائے کہ مین غریب بڑھیا ہون مگر ساحرون نے نہ مانا خواجہ کو کشان کشان
لے چلے سامنے نقاش ونقوش کے لائے نقاش نے سحر کیا کہ رنگ روغن چہرے کا

خواجہ کے اثر گیا بصورت اصلی ہو گئے نقاش نے قہقہہ مارا کہا اے نقوش اس غلام کو تو مین نے پہچانا یہ برباد کن خانمان ساحران ہی اگر اسکو قتل کیا تو کل مسلمانون کو مارا ابھی میدان خونی کی تیاری کرو وارین استادہ ہوئین جلاد موجود ہوئے نقاش و نقوش نے نے اشارہ کیا کہ اسکو دار پر کھینچو جلاد خواجہ کو کشان کشان لے چلا مگر ہرکارے لشکر اسلام کے موجود تھے خبر قتل خواجہ لیکر سامنے بادشاہ کے آئے بادشاہ تیغہ ٹیک کر اٹھے لمعان تاجدار ہمراہ ہوا یہان جلاد کا ارادہ ہی کہ خواجہ کو دار پر کھینچے کہ نعرۂ شہریار کی آواز آئی النعرۂ شاہ

منم شاہِ شاہان فریدون حشم
بہارِ گلستانِ کاؤس و جم
تجلی دہِ بزمِ اسلامیان
نہالِ گلستانِ صاحبقران

بادشاہ نعرہ کرکے تلوار کھینچکر گرے ڑتے ہوئے قریب خواجہ کے آئے جلاد کو مارا دار کو قلم کیا خواجہ رہا ہوتے ہی ساحرون کے لباس لوٹنے لگے مگر نقاش و نقوش دور سے دیکھ رہے ہین اہل فوج کو منع کر رہے ہین کہ جنگ نہ کرو انکو نکلجانے دو فوج ساحران الگ ہوئی بادشاہ خواجہ کو لیکر پلٹے مگر خواجہ نے کہا اے شہریار غلام کا بڑا نقصان ہوا جب گرفتار ہوا تو کمر مین میری صندوقچہ جواہرات کا تھا ساحرون نے وہ صندوقچہ لے لیا اب مہاجن مجھپر بدعت کرینگے بادشاہ نے فرمایا نقاش و نقوش کی فکر کیجیے خوشگذاری ہوگی خواجہ بہانہ عیاری لگاکر پھر روانہ ہوئے مگر لشکر ساحران بائین پر چھوڑا ایک طرف کو چلے کوئی دو منزل راستہ طے کیا تھا کہ ایک مقام پر دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہو بہت سی عورتین پھر رہی ہین دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ زوجۂ نقاش گلرنگ جادو ہر اسے ملاقات شوہر جاتی ہو مگر گلرنگ سحر نہین جانتی منزل بمنزل جاتی ہی خواجہ ایک ضعیفہ کی شکل بنکر سامنے سے اسی بارگاہ کے کھیت کی مینڈھ پر چڑھکر چلے گلرنگ نے کنیزون سے کہا کہ اس بڑھیا کو منع کرو کہ مینڈھ سے کھیت کی نہ جائے کنیزون نے بڑھکر کہا بڑی بی صاحب یہ ضعیفی اور مینڈھ پر چڑھکے چلی ہو اگر گر پڑو تو کمر کو لہر ابر ہوا ور چار انگل زمین دھنس جائے بڑھیا نے بگڑکے

جواب دیا کہ تم جوانون شکل چڑیلون کے پھرتی ہو تم خود کر دگی ہین اسی راہ سے روز جاتی ہون
کنیزین خاموش ہو رہین آپس مین کہتی ہین کیا بدزبان ہے جتنے تو نیکی کی وہ گالیان دیتی ہی
چڑیل بناتی ہی خدا ہی جو کرے چند قدم چلکر بڑھیا لڑکھڑائی اور مینڈ سے گر کر ایک چیخ ماری
کہ یہ نوجوانین کل جبھیان ہین مین انھین کے کہنے سے گری ورنہ نہ گرتی مرا مزا دیا اب سب
دیکھ رہی ہین اور آکر اٹھاتی نہین گلرنگ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ اری کیا دیکھ رہی ہو
بڑھیا کو اٹھا لاؤ کنیزون نے آکر بڑھیا کو اٹھایا بڑھیا نے کہا اب تو تم سب خوش ہوئین
تمھاری زبان سے نکلے اور وہ نہ ہووے میرا کولا اتر گیا اب میری زندگی کیونکر ہوگی کنیزین
کشتی پر ڈالکر بڑھیا کو سامنے گلرنگ کے لائین بڑھیا نے جو گلرنگ کو دیکھا تو دعائین
دینے لگی کہتی تھی کہ بور سہاگن اولادے گود بھرے بی بی کیسی بیٹھی ہو بال پریشان منھ کھلا
ہو اٹھو بری کھاؤ کنگھی کر ڈالو کہان جاؤگی گلرنگ نے کہا شوہر میرا اتفاقا بادشاہ مین گیا
ہو اسکو دیکھنے جاتی ہون شوہر نے میرے مجھکو نامہ لکھا تھا کہ ابھی جنگ کو طول ہو تم بھی
آجاؤ تو مجھے آرام ہو آج دس دن گذرے کہ قلعے سے چلی آئی اب سنتی ہون کہ دو منزل
دو مقام باقی ہے اس صحرا مین کل آتی تھی جنگل پسند آیا آج بھی مقام کیا کل روانہ ہونگی عمرو
نے کہا بی بی بخیر و عافیت پہونچو شوہر سے اپنے ملو مجھکو تو بڑا افسوس ہوتا ہے کہ تم ایسی
خوبصورت شوہر سے یہ ن جدا ہو گلرنگ نے کہا وہ برائے جنگ گئے ہین ورنہ
مجھکو دم بھر اپنے سے جدا نہین کرتے بڑھیا نے دعائین دین کہ شوہر کا ہمیشہ پیار رہے
گلرنگ کنیزون کو خفا ہوئی کہ بڑھیا تو بڑی خوش زبان ہے بات بات پر دعائین دیتی
ہے تم ناحق اسکو ستی تھین کنیزون نے کہا واری کیا کہین جیسی بدزبان ہے گلرنگ نے
حکم دیا کہ بڑھیا کی کھٹولی ہمارے چھپر کھٹ کے پاس بچھا دو کھانا پانی اسکو پہونچاؤ کل
جب ہم کوچ کرینگے تو چلی جائیگی بڑھیا ہر بات پر دعائین دیتی ہے کبھی پوچھتی ہے کہ کیون بی بی
کتنا زمانہ تمھاری شادی کو گذرا ابھی کوئی لڑکا نہیں ہے گلرنگ نے جواب دیا کہ مین نے
بہت منتین مرادین کین مگر سامری و جمشید کی مرضی نہین ہے جو بچے کا بچہ بھی نہ پیدا ہوا
بڑھیا نے کہا مین آپکو دعا دونگی سال بھر مین چار لڑکے پیدا ہونگے میرا حال سنیے کہ جب مین

بیاہی گئی تھی تو میری عمر نو برس کی تھی شوہر نے ہم بستر کیا آخر تیسرے مہینے لڑکا پیدا ہوا
اِس بات کو سُن کے گلرنگ بہت خوش ہوئی کہا بڑی بی صاحب تم روز آیا کرو بڑھیا نے
کہا مین تمھاری ملاقات کو روز آؤنگی مگر بی بی تم تو بر سر سفر ہو اور مجھکو پردہ نہ بلاتی ہو
گلرنگ نے کہا بڑی بی تم گھبراؤ نہین مین اگر بن پڑیگا تو تمکو اپنے ساتھ لیتی چلون گی
بڑھیا نے وہ باتین کہین کہ گلرنگ خوش ہوگئی دل مین سوچی کہ یہ بڑھیا تو اکسیر کی پڑیا ہو
بڑھیا نے اپنی جوانی کا بھی ذکر کر کے کہا حضور اِس گاؤن مین کوئی کالے سر کا باقی نہین جو
مجھتک نہ آیا ہو بی بی اولاد کے لیے سب کچھ کرتے ہین سامری و جمشید سے نذر مانو شاہ
خداوند کمند مَن لین گلرنگ نے کہا بڑی بی اپنی ایسی قسمت ہی نہین بڑھیا نے گلرنگ
کو گلے سے لگایا اور کہنے لگی کہ مین اپنی بچی کو جنون کی مسجد لیجاؤنگی نذر و نیاز چڑھاؤنگی
دو پہر رات گئے تک یہ باتین رہین آخر گلرنگ سو گئی خواجہ کہ بشکل بڑھیا تھے
کھٹولی سے اُٹھے اور گلرنگ کو بیہوش کر کے نذر زنبیل کیا اور آپ گلرنگ کی شکل بنکر
پلنگ پر سو رہے صبح کو ملکہ گلرنگ نقلی بد مزاج اُٹھین کنیزون سے کہا بڑھیا کہان گئی
کنیزون نے عرض کی واری ہم جب سے اُٹھے ہین جبسے کھٹولی خالی پائی سارے لشکر مین
ڈھونڈھ چکے معلوم ہوتا ہو کہ وہ بڑھیا چلی گئی گلرنگ نقلی کنیزون پر بہت خفا ہوئی
کہا جو ہماری راحت کی چیز ملتی ہو تم لوگ اُسکو ضایع کر دیتی ہو خیر ناچار ہو کر کوچ کیا
محافے مین سوار ہو کر خواجہ طرف نقاش و نقوش کے چلے یہان نقاش نقوش مقابلہ
شاہ مین آتے ہوے ہین ہر روز سحر کرتے ہین مگر لوح کے سامنے کوئی سحر نہین چلتا کر
ہر کارے دوڑے ہوے آئے نقوش جادو سے عرض کی آپ کی زوجہ ملکہ گلرنگ
آتی ہین نقوش باہر نکلا آکر محافے سے گلرنگ کو اُتروایا بارگاہ مین لے گیا گلرنگ نے
پوچھا صاحب سب طرح خیر و عافیت ہو نقوش نے کہا صاحب کیا کہون روز سحر کرتا ہون
مگر طلسم کشا لوح کا عکس ڈالکر مٹا دیتے ہین صرف اتنا ہوتا ہو کہ ایک دو گھڑی کا ہنگامہ
ہوتا ہو بادشاہ کو کچھ نقصان نہین ہوتا مین سوسو تدبیرین کر رہا ہون مگر کوئی تدبیرین
نہین پڑتی تم اِس زمانے مین کیون آئین ہر روز یہی خوف ہو کہ مقام چھوٹیگا ایکدن عمرو

کو بڑا تنہا سامان قتل کیا بادشاہ لمعان کو ساتھ لیکر آ پڑے مین نے خوف سے جنگ نکی
گلرنگ نے کہا صاحب کچھ مقام افسوس نہین ہو جو تمپر گذریگی وہ مین بھی جھیلونگی نقوش
زوجہ سے باتین کرنے باہر آیا نقاش نے کہا او نقوش ابتو تمھاری زوجہ بھی آگئین
خوب چین کرو کیون او برادر رات کو چلین بادشاہ کو گرفتار کر لائین نقوش نے کہا
یہ صلاح تو اچھی ہو مین آج شب کو جاؤنگا اور رہنے گا تو گرفتار کر لاؤنگا ورنہ لمعان کو تو
ضرور لاؤنگا اسی کی ذات سے بادشاہ صاحب لشکر ہوے اگر اکیلے ہوتے تو ابتک
گرفتار کر لاتے آپس مین صلاحین کر کے نقوش نے چند گلا بیان لین اپنے خیمے مین
آیا گلرنگ نے حکم دیا کہ سب کنیزین باہر جائین مین اپنے شوہر سے تخلیے مین کچھ باتین
کرونگی کنیزین باہر گئین خواجہ نے ایک گلابی اٹھائی اسمین بیہوشی ملا کر جام لبریز
کر کے نقوش کے سامنے کیا نقوش بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا کیون
صاحب اس شراب نے بڑی گرمی کی زوجہ نے کہا اٹھکر ٹہلو ذرا ہوا لگے نشہ کم ہو
نقوش اپنے مقام سے اٹھا لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اسکو بھی اٹھا کر نذر زنبیل کیا
گلرنگ کی صورت تو بنے ہوے ہین ایک کنیز کو بلا کر کہا جا کر نقاش سے کہو تمکو
گلرنگ بلاتی ہین نقوش جادو اسوقت نہین ہین شاید آپ سے وعدہ کیا تھا
برائے گرفتاری لمعان تاجدار گئے ہین دو تین گھنٹے کے بعد آوینگے نقاش کو
جو یہ خبر پہونچی خوش ہو گیا سوچا کہ شاید گلرنگ نے مجھکو دیکھ لیا عین وقت شباب
ہر عورت کیون نہ پھنسے لباس پہنکر ہمراہ کنیز کے خیمۂ گلرنگ مین آیا گلرنگ نے
دروازے پر آکر کہا صاحب آؤ تمسے پردہ کیا ہو فقط آنکھ کا لحاظ تھا وہ اٹھ گیا نقاش
اندر آیا جیسے ہی مسند پر آکر بیٹھا خواجہ نے جام لبریز کیا کہا لو صاحب پیو ہر چند نقاش
کو تردد ہوا کہ یہ کیا باعث ہو کہ زوجۂ نقوش اس محبت سے پیش آئی مگر جام پی گیا اور
پیتے ہی بیہوش ہو خواجہ نے اسکو بھی اٹھا کر نذر زنبیل کیا کنیزین جب اندر آئین انھون
نے پوچھا کیون بی بی میان نقاش کہان گئے خواجہ نے کہا خبردار یہ بات منھ سے
نہ نکالنا بر اسے مدد نقوش گئے ہین جادوخزانے سے منگوچہ جواہرات کے لاؤ منگ

ابھی خواب مین دیکھا کہ جمشید ثانی کہرہے ہین کہ اِس خیمے مین جو کچھ رکھوگی وہ دوناہو جائیگا
کنیزون نے زیور بھی اپنا اُتار کر پیش کیا خواجہ نے سب کا زیور بھی لیکر نذر زنبیل کیا کل
مسند وتکیے جواہرات کے منگائے کنیزون سے کہا چلکر بارگاہ مین بیٹھو مین بھی آتی ہون
جب کنیزین چلی گئین تو خواجہ نے بارگاہ کو لوٹا فرش تک نہ چھوڑا پردے بھی کاٹ لیے
سراچہ چاک کیے باہر نکلے طرف لشکر اسلام کے چلے راہ مین دیکھا برق فرنگی بشکل ساحر لشکر
مین پھر رہا تھا آتے جو خواجہ کو دیکھا کر خوشی خوشی آتے ہین بڑھکر پوچھا کہ اُستاد خیر تو ہے
عمرو نے اشارہ کیا کہ اِسوقت نہ بولو یہان بادشاہ جہجاہ بارگاہ مین بیٹھے ہین اور فرماتے
ہین کہ آج کئی دن کا زمانہ ہوا کہ خواجہ وعدہ کر گئے تھے کہ مین نقاش ونقوش کو لاتا
ہون نہین معلوم کیا اتفاق ہوا کہ ابھی تک نہین آئے لعمان تاجدار نے عرض کی
کہ اے شہریار نقاش ونقوش بڑے ہوشیار ہین اُنکا دام مکر مین پھنسنا بہت دشوار ہے
یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ خواجہ آتے ہین بادشاہ کو بڑا اشتیاق ہوا
باہر نکل آئے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے عمر دراز کہکر عرض کی کہ بارگاہ مین تشریف
لے چلیے مین دونون کو لایا بادشاہ نے کچھ روپیہ پیش کیا عمرو نے کہا میرا بڑا نقصان
ہوا ہے کئی منزل جانا پڑا دوسرے سفر کا خرچ جابجا غلہ منگا اول زوجہ نقوش کو جاکر
گرفتار کیا اُسکی شکل بنکر دونون کو دھوکا دیکر پکڑا بادشاہ نے فرمایا خواجہ جس دن
قمر ہفت رنگ فتح ہوگا بہت کچھ مال پاؤگے خواجہ نے کہا اِسی امید پر تو جیتا
ہون دونون ساحرون کو زنبیل سے نکالا ستون سے باندھ دیا زبان مین سوزن
دیکے دونون کو ہوشیار کیا آنکھ جو نقاش ونقوش کی کھلی اپنے کو دربار شاہ
مین ستون سے بندھا ہوا پایا خواجہ نیچہ کھینچے کھڑے ہین اور فرما رہے ہین اے
نقاش ونقوش اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو شاہ کی اطاعت کرو دونون نے مجبور
ہوکر کہا اے بادشاہ جہجاہ ہم اِسی لیے کوچ کرکے آئے تھے کہ آپ کی رفاقت مین رہین
اب سرکار پر بہت سختیان پڑینگی شہر خطا کار ان مین جانا پڑیگا لہذا غلام ساتھ چلینگے
اُس شہر کے فتح ہونے کے بعد ایک دریائے تمار ملیگا حضور کو اس دریا سے اُترنا

پڑیگا تب میلاد خارہ شکن کا سا منا ہوگا میلاد نے بہت فوج جمع کی ہی خداوند کو بھی عرضی لکھی تھی خداوند نے کئی لاکھ ساحر بھیجے وہ سب وہین جمع ہین حضور سے جنگ عظیم پڑیگی خواجہ نے جو پیشانیان نقاش و نقوش کی دیکھین تو منور پائین زبان سے سوزن نکالی دونون نے قدمون کو شاہ کے بوسہ دیا اور فوج کو بھی اپنی بلالیا سب مسلمان ہوے اب نقاش و نقوش بھی مع لشکر ہمراہ شاہ ہوے رات بھر جلسہ صحبت عیش رہا جگر نقاش و نقوش نے عرض کی کہ حضور ہمارے خزانے خالی پڑے ہین نہ جواہرات کا کہین پتہ ہی نہ روپیہ ہی بادشاہ نے فرمایا کیون خواجہ تم تو کہتے تھے بڑا نقصان ہوا یہ خزانے اور جواہرات کسنے لیے خواجہ نے کہا جہان ہمارا اگذر ہو وہان خزانہ جاسکے بادشاہ نے دونونکو زر و جواہر دیکر لوح کو دیکھا اسمین نکلا کہ اول شہر گمنام مین جانا چاہیے غرض بادشاہ نے نقاش و نقوش سے کہا کہ مین تو جاتا ہون تم لشکر کو لے کے اسی مقام پر ٹھہرو نقاش و نقوش نے عرض کی غلام بھی حاضر ہونگے وہان کے لوگ بڑے مکار ہین ظاہر مین تو حضور کے ساتھ محبت کرینگے مگر باطن مین یہی چاہینگے کہ جس طرح سے بن پڑے لوح چھین لین بندگان عالی کو آزار پہونچائین مگر پروردگار آپ کو بچائے جہانتک ہوسکے لوح کو ملاحظہ کرتے رہیے گا بادشاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ اب ہم تو کل رخصت ہونگے اسی شہر مین جاتے ہین اگر مناسب وقت ہو اور تکلیف نہ ہو تو چند اشعار ہمکو سنائیے خواجہ نے نے زنبیل سے نکالی اور بیچ بارگاہ مین بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ سامنے بادشاہ کے گانے لگے

نظم

بہار آئی بھرون اب شراب شیشے مین
بنی ہی صورت فوارہ گردن مینا
خیال ہی عرق روے یار کا دل مین
جو دور جام ہو ساقی تو مینہ برسنے لگے
ہوا ہی صاف ہماری طرف سے دل اسکا
خم شراب جو چیلے سے محتسب توڑے

اُتارون مثل پری آفتاب شیشے مین
ہی تیرے آگے یہ جوش شراب شیشے مین
بجا ہی کیسے بھرا ہی گلاب شیشے مین
کف شراب نہین ہی سحاب شیشے مین
کہ اسنے لکھا ہی خط کا جواب شیشے مین
تو روز حشر ہو اسیر عذاب شیشے مین

کریگی مست قناعت ہی مجھکو بادہ فروش | اگر شراب نہیں بھر دے آب شیشے مین
جو کوئی جام ہو و مینا تو جلد دے ساقی | عیان ہی صاف ثباتِ حباب شیشے مین
بغیر نشہ جو سوؤن یہ نہین ممکن | بجا ہی گر کہوں ہی بند خواب شیشے مین
یہ معجزہ ہی حسین شہید کا ناسخ | کہ خاک ہو گئی سب خونِ ناب شیشے مین

رات بھر خواجہ ہمراہ بادشاہ کے مصروف عیش و نشاط رہے صبح کو بادشاہ سب سے رخصت ہوے جب لشکر سے باہر آئے تو ایک صحرا ے وسیع دیکھا دو قدم آگے بڑھے تو ایک طرف دیکھا کہ چند کاہ فروش گٹھے گھانس کے لیے جاتے ہین بادشاہ اُنکے عقب مین چلے سمجھ گئے کہ اگر آبادی نہین ہی تو یہ لوگ کہان جاتے ہین تھوڑا ہی صحرا طے کیا تھا کہ سامنے آفتاب کی چمک معلوم ہوئی قریب آکر دیکھا کہ ایک پھاٹک عظیم الشان ہی دروازہ کھلا ہی خلقت کی آمد و رفت ہی بادشاہ بھی داخل شہر ہوے ہرچند کہ بہت سے ساحر خیمون مین اُترے ہوے تھے مگر کوئی بادشاہ سے متعرض نہ ہوا جب سعد شہر مین آئے تو دیکھا دوکانین سب طرح کی آراستہ و پیراستہ ہین حلوائی کی دوکان پر مٹھائی کے خوانچے رکھے ہین خرید و فروخت ہو رہی ہی بادشاہ چونکہ اپنے لشکر سے سویرے چلے تھے دوپہر ڈھل چکی تھی بھوک کی خواہش ہوئی ایک حلوائی کے سامنے جاکر روپیہ پھینکا فرمایا کہ ہمکو مٹھائی دو اُس حلوائی نے بحیرت شاہ کو دیکھا اور کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ اِس شہر مین نو وارد ہین بادشاہ نے فرمایا تمھین نو وارد و غیر نو وارد سے کیا کام ہی جو سودا مانگتے ہین وہ دو حلوائی نے کہا مین یہ روپیہ لیکر کیا کرونگا آپ سکۂ رائج الوقت لائیے تو مین بیچونگا دون بادشاہ سمجھے کہ اِسکے مزاج مین دیوانہ پن ہی نان بائی کو آکر روپیہ دیا اُسنے بھی یہی کہا کہ سکۂ رائج الوقت لائیے بادشاہ کئی دوکانداروں کے پاس گئے مگر سب سے یہی جواب پایا حیران ہوے کہ سکۂ رائج الوقت کہان سے لاؤن کہ دیکھا سامنے ایک تاجر کی دوکان ہی چند کرسیان بچھی ہین اور تاجر بھی دوکان پر بیٹھا ہی بادشاہ مقام معقول دیکھکر ایک کرسی پر بیٹھ گئے تاجر نے بنگاہ حیرت بادشاہ کو دیکھکر کہا اے شخص تو کون ہی کہ بلا تکلف آ بیٹھا یہ کہکر غلام کو

اِشارہ کیا کہ شاہ کو جا کر اطلاع کرو کہ جسکا خوف تھا وہی آئے ہین وہ غلام اُٹھکر گیا بادشاہ
یہان کا مکار شاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا غلام نے جا کر تاجر کا پیغام دیا بادشاہ یہ خبر سنکر
گھبرایا اُٹھکر محل مین آیا زوجہ اِسکی ہنگامۂ جادو اور دختر اِسکی مہ پارہ سامنے بیٹھی تھی
زوجہ نے جو شاہ کو منتشر دیکھا پوچھا کیون حضور خیر تو ہی شاہ نے کہا صاحب کیا کہون
طلسم کشا شہر مین آگئے فلان تاجر کی دوکان پر بیٹھے ہین زوجہ نے کہا مہ پارہ کو تخت پر
سوار کر کے بھیجو کہ شاہ کو باغ زنگار رنگ مین لیجائے اور جسطرح ہوسکے لوح چھینکر
بادشاہ کو گرفتار کرے بادشاہ نے بیٹی کو حکم دیا کہ ہان بی بی جاؤ جسطرح ہوسکے باغ زنگار
مین طلسم کشا کو لیجاؤ مہ پارہ عمدہ کپڑے پہنکر تخت پر سوار ہوئی کئی کنیزین ساتھ ہوئین
نوبت و نقارہ بجتا ہوا طرف بادشاہ کے چلی یہان بادشاہ دوکان پر تاجر کی بیٹھے تھے کہ
تاجر نے کہا صاحب آپ کیدن پرائی دوکان پر آکر بیٹھ گئے یہ کرسیان واسطے خریدارونکے
بچھی ہین اگر کچھ آپکو خریدنا ہو تو بیٹھیے ورنہ چلے جائیے یہ مکان بازار نہین ہی پرائے
ضرورت یہ کرسیان بچھائی ہین سعد کو بہت ناگوار ہوا فرمایا او تاجر تیری صورت سے
تو معلوم ہوتا ہی کہ تو نہایت شریف ہی مگر سیرت ایسی خراب ہی کہ بیہودہ لفظین کہتا ہی
تاجر نے ایک غلام کو اشارہ کیا کہ اِنکو اُٹھا دے غیر شخص کا ہماری دوکان پر بیٹھنا اچھا نہین
غلام نے بڑھکر بادشاہ سے عرض کی کہ اُٹھ جائیے سعد کو بہت ناگوار ہوا غلام کو ایک
تمانچہ مارا کہ وہ مر کر گرا تاجر نے غل کیا کہ یارو دوڑو اِس ظالم نے میرے ملازم کو
مار ڈالا دوکاندار لینا لینا کہکر آپڑے سعد اُنسے لڑنے لگے جس دوکاندار نے ہاتھ اُٹھایا
وہ بھی دوڑا اور قریب شاہ آکر کہنے لگا کہ صاحب کیا زبردستی ہی بس آپ یہان سے
اِسیوقت جائیے پرائی دوکان پر آپ فساد کرتے ہین بادشاہ نے فرمایا او بیحیا تو کیا
کچھ ہمنے تاجر کا نقصان کیا جو ایک رذیل کو اِسنے حکم دیا وہ ہمسے کہنے لگا کہ یہان سے
اُٹھ جاؤ یہی اُسکی سزا تھی جو ہمنے اُسکے ساتھ کیا سب گھبرے کھڑے ہین کوئی بخوف
شمشیر سے قریب نہین آتا دور سے لینا لینا کر رہے ہین کہ نقارے پر چوب پڑی مہ پارہ
اُسطرف سے گذری دور سے دیکھا کہ بادشاہ جمجاہ آفتاب جمال خورشید مثال تیغۂ ہلالی

علم کیے کھڑے ہین گرد سب دوکاندار گھیرے ہوے ہین سامنے آکر تخت سے کود پڑی ہاتھ
بادشاہ کا تھام لیا کہا آپ کیون غصہ کرتے ہین میرے ساتھ باغ مین چلیے وہان تشریف
رکھیے اور دوکاندارون کو جھڑکا کہ نگوڑو ہٹو مسافر کے ساتھ بے اعتدالی کرتے ہو
دوکاندار ہٹے مہ پارہ نے ہاتھ تھامکر بادشاہ کو تخت پر سوار کر لیا آپ پہلو مین بیٹھی
نوبت ونقارہ بجتا ہوا بادشاہ کو لیکر چلی راہ مین جو مکان ملتے ہین کوٹھون پر نازنینان
مہجبین بیٹھی ہین شاہ سے اشارے کر رہی ہین مگر شاہ مہ پارہ کو دیکھ رہے ہین کسی کی
طرف خیال نہین کرتے مہ پارہ بھی باتین کرتی ہوئی راز ونیاز دکھاتی ہوئی بادشاہ کو
لیے جاتی ہو کہ سامنے سے ایک قصر معلوم ہوا بادشاہ نے دیکھا کہ ایک شاہزادی نہایت
حسین وجمیل بیچ مین کنیزون کے بیٹھی ہے جو آمد سواری کا سُنا اپنے مقام سے اٹھی
سر بام پر آکر ٹھہری اشارہ کیا کہ یہان تشریف لائیے مہ پارہ نے منع کیا کہ اے شہریار
ادھر خیال نہ کیجیے باغ رنگارنگ مین وہ تماشہ دیکھیے گا کہ سب جگہ کے عیش بھول
جائیے گا یہ کہکر حکم دیا تخت بڑھاؤ تخت بڑھا پلٹ کر بادشاہ نے کئی مرتبہ اُس نازنین
مہجبین کو دیکھا ایسا جمال نگاہ سے نہ گزرا تھا اُس نازنین نے اشارہ کیا کہ آپ چلیے
مین بھی آتی ہون تھوڑی دور چلے تھے کہ دوسرا قصر دیکھا اور ایک مہجبین اُس
قصر مین کھڑی تھی بادشاہ نے اول سے زیادہ اُسکو حسین پایا خوب نظارہ بازی
ہوئی مگر مہ پارہ نے جب دیکھا کہ بادشاہ سب پر اشارے کر رہے ہین تو کنیزون سے
اشارہ کیا کہ تخت آگے بڑھاؤ تخت آگے بڑھا بوے خوش دماغ مین آئی مہ پارہ نے
کہا باغ قریب آگیا آپ ہمارے مہمان ہین جو خدمت ہمسے ہوسکیگی ہم بجا لائین گے
کسی قسم کی آپ کو تکلیف نہ ہونے دینگے راہ مین جو نازنینان مہجبین کئی مقام پر آپ کو
ملین اور آپ بھی اُنکی جانب متوجہ ہوے مجھکو یہ خوف تھا کہ ایسا نہ ہو آپ کے ساتھ
مکر کرین آپ میرے حال سے آگاہ نہین ہین مین حاکم شہر کی دختر ہون مجھکو اسواسطے
بھیجا ہے کہ آپ کو باغ مین لیجاکر آپسے مکر کرکے لوح لیلون مگر آپ صاحب اقبال ہین جبصورت
سے مین نے آپ کو دیکھا ہے دلمین محبت پیدا ہوگئی مین نہین چاہتی کہ آپ کو آزار

پہونچے کہ دیوار باغ معلوم ہونے لگی مہ پارہ تخت سے اتری شاہ کو ہاتھ تھامکر اتارا دروازہ
پر باغ کے کئی ہزار کنیزیں دُر در گوش مرصع پوش زر و جواہر مین غرق کھڑی گیند اکھیل رہی
تھین مہ پارہ کو دیکھکر ہنسنے سلام کیا کہا حضور آپ کیا تشریف لائین باغین گویا بہار آئی ملکہ
مہ پارہ اندر داخل ہوئی مگر بادشاہ کا ہاتھ تھامے ہوئے بادشاہ جو اندر باغ کے آئے
دیکھا باغ بہشت آئین گلہائے رنگارنگ کھلے ہوئے ہین اور نرگس شہلا آنکھین کھولے
ہوئے باغ کو دیکھ رہی ہے عندلیب خوشنوا ہر مرتبہ پہلوے گل سے اُٹھکر چشم نرگس سے آڑ
کر لیتی ہے کہ ایسا نہو نرگس کی نظر لگ جائے بادشاہ کیفیت باغ دیکھتے ہوئے بارہ دری
مین آکر بیٹھے مہ پارہ نے کنیزوں سے اشارہ کیا کہ باغ سے کچھ پھول لاکر سامنے مہمان
کے رکھو کہ مہمان شگفتہ ہو کنیزوں نے پھول لاکر رکھے بادشاہ حیران بیٹھے ہین کہ چند
کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ملکہ نیلم و ملکہ مرجان آئی ہین مہ پارہ نے کہا اُنکے
آنیکی کیا ضرورت تھی کنیزوں نے کہا یہی فرماتی ہوئی آتی ہین کہ بی مہ پارہ دھگڑے کو
دیکھکر مبہوت ہوگئین اب وہ دخل نہ دین ہم کام کرلین گے مہ پارہ نے کہا کیا مجال
بادشاہ نے پوچھا کیون مہ پارہ یہ نیلم و مرجان کون ہین مہ پارہ نے کہا فلان سرکوچہ
پر جو آپ نے شاہزادی کو دیکھا تھا وہ ملکہ نیلم ہین اور آگے بڑھکر جسکو قصر مین دیکھا
تھا وہی مرجان ہین چند کنیزوں کو حکم دیا کہ دونوں کو استقبال کرکے لاؤ کنیزین براے
استقبال گئین دونوں شاہزادیان دروازے پر ٹھہری تھین کنیزوں نے آکر استقبال
کیا کہا باغ مین تشریف لے چلیے ملکۂ عالم یاد فرماتی ہین اُن دونوں نے نام مہ پارہ
کا سنکر منھ پھیر لیا کہا مہ پارہ کو ہم ایسا نہ سمجھے تھے کہ جاتے ہی دام حسن مین پھنسا لینگی
پہلو مین بیٹھنا تو انکو ملا جو غمزہ چاہین کرین نیلم و مرجان اندر آئین ناز و کرشمے کرتی
ہوئی سامنے شاہ کے پہونچین دونوں نے سلام کیا عرض کی اے شہریار آپ ہمارے
قصر کے سامنے سے گذرے جتنے اشارے کیے آپ نے ہمارے غریب خانے کو اپنے
قدوم سے منور نہ فرمایا جب ہمکو معلوم ہوا کہ حضور باغ زنگار رنگ مین ہین تو ہم
خود حاضر ہوے کہ چلکر زیارت سے مشرف ہون شکر ہے کہ حضور کو با اطمینان پایا اس

شہر میں بڑے بڑے مکار ہیں آپ اُنسے بچیے گا بادشاہ نے فرمایا حافظ حقیقی نگہبان ہر وہ دونوں بیٹھ گئیں کہ پھر آسمان پر برق چمکی دو شاہزادیاں تخت پر سوار لیکن نہایت ہی حسین وجمیل آکر پہونچیں چاروں شاہزادیوں نے شاہ کو گھیر لیا یہ جو دونوں شاہزادیاں آئی ہیں ایک کا نام گل دوسری کا نام بلبل ہر گل نے کہا ارے دریافت تو کرو کہ بی عندلیب کیوں نہیں آئی ہیں کہ سامنے ایک نخل تھا اُسپر طائر بیٹھے ہوے تھے ایک عندلیب خوشنوا نخل سے اُتری زمین پر گر کر غلطک ماری دیکھا سب نے ایک شاہزادی حسین و جمیل دریاے جواہر میں غوطہ زن چاروں نے کہا اے عندلیب خوشنوا ہم تمھارا ہی انتظار کر رہے تھے اب کچھ رنگ جماؤ عندلیب آکر سامنے بیٹھی اور شاہ سے آنکھیں ملا کر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

دی شب تار سے تشبیہ ہمارے دن کو — تیرگی ہی کہ نظر آتے ہیں تارے دن کو
رات کو سب نظر آتے ہیں ستارے بنکر — چڑھتے ہیں جو مری آہ کے شرارے دن کو
کون ایسا ہی چڑھا دے جو مری تربت پر — رات کے ہار جو محبوب اُتارے دن کو
تم اگر چاند نہیں ہو تو بتاؤ مجھکو — کیوں نہاں رہتے ہو پھر نظروں سے پیارے دن کو
غم فرقت کی اگر رات کو ہم روتے ہیں — کہیں ملتے نہیں دریا کے کنارے دن کو
ایک خورشید فلک پر ہی زمین پر ہیں کئی — مشتعل کب ہیں دلا داغ ہمارے دن کو
یہ دعا آٹھ پہر ورد زبان ہی ناسخ — رات کو وصل میسر ہو نظارے دن کو

اِدھر تو یہ گاتی اور بتا رہی تھی اُدھر وہ چاروں شاہزادیاں نیلم و مرجان و گل و بلبل دوڑ دوڑ کر گلابیاں اُٹھا لائیں اور جام لبریز کر کے سامنے شاہ کے پیش کیا مہ پارہ نے اشارے سے منع کیا کہ جام نہ نوش فرمایئے گا عندلیب نے بہ نگاہ قہر طرف مہ پارہ کے دیکھا مگر مہ پارہ نے کچھ خیال نہ کیا بادشاہ نے وہ جام ایک کنیز کو دیدیا کئی مرتبہ عندلیب نے جام پیش کیا اور مہ پارہ نے بالاعلان منع کیا کہ حضور جام نہ نوش کریں عندلیب نے طرف نیلم و مرجان کے دیکھا اور اشارہ کیا کہ مہ پارہ کو منع کرو جام پیں تو ہمارا مطلب نکلے بے جام پیے مراد نہ حاصل ہوگی مہ پارہ بول اُٹھی کہ آپ لوگ

مکر پر مکر کرتے ہین ہم نہین چاہتے کہ مہمان کو صدمہ پہونچے آئندہ آنکو اختیار مگر تعجب ہی
کہ لوح نہین دیکھتے بادشاہ یہ سُنکے گویا سوتے سے جاگے خیال آیا کہ لوح کو دیکھون
جیسے ہی لوح دیکھی نیلم و مرجان پیچھے ہٹین ادھر بادشاہ نے نوشتہ پایا کہ اب کے مرتبہ جو
عندلیب جام دے تو وہ شراب اسی پر پھینک مارنا پھر قدرت کا تماشا دیکھنا بادشاہ نے
خود عندلیب سے اشارہ کیا کہ لاؤ جام پلاؤ عندلیب نے جام لبریز کیا با ناز و کرشمہ اپنے
ہاتھون پر رکھکر یکبارگی اُٹھی فرد ہنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین
نیز ہم نخواہد ماند اس ادا سے عندلیب نے یہ شعر پڑھا کہ بادشاہ کے دل پر تاثیر
ہوئی مگر مہ پارہ نے کہا جو لوح مین ملاحظہ کیا ہو اسی کے پابند رہیے بادشاہ نے جام
لیکر شراب عندلیب پر پھینک ماری قطرے شراب کے جو جسم پر پڑے معلوم ہوا
تو وہ بارود پر کسی نے چنگاری ڈالدی عندلیب تو جلنے لگی چارون شاہزادیان اُٹھکر
بھاگین اور بلند ہوکر کہا کہ خیر بی مہ پارہ عندلیب کو تو قتل کرایا ہم جاکر تمھارے
باپ سے اطلاع کرتے ہین وہ آکر سمجھ لین گے مہ پارہ رونے لگی بادشاہ نے آنسو
پاک کیے فرمایا رونے کا کیا باعث ہو مہ پارہ بعد گریہ و زاری عرض کرنے لگی ای شہریار
باپ میرا مکار جادو ساٹھ ہزار فوج کا حاکم ہی مجھکو خوف یہ ہی کہ ایسا نہ ہووے
کہ بندگان عالی کو آزار پہونچے آپ اکیلے ساٹھ ہزار سے کیونکر مقابلہ کرینگے اور مین
تو اُن سب سے جدا ہوئی افسوس یہ ہی کہ سحر نہین جانتی سعد نے فرمایا ساٹھ ہزار
کیسے اگر ساٹھ لاکھ ہونگے تو حافظ حقیقی سب سے بچائیگا یہان مکار جادو تخت پر بیٹھا
ہوا وزرا سے ذکر کر رہا ہی کہ مہ پارہ برائے گرفتاری طلسم کشا گئی ہین وزرا کہہ رہے
ہین کہ یہ انتظام آپ کا خالی نہ جائیگا کہ ناگاہ وہی چارون شاہزادیان آکر پہونچین اور
عرض کی ای شہنشاہ آج تو مہ پارہ نے بڑا غضب کیا کہ عندلیب خوشنوا کو قتل کروا دیا
ہم لوگون نے جب دام مکر پھیلایا ملکہ نے آگاہ کر دیا آخر یکبارگی طلسم کشا سے کہا کہ لوح
ملاحظہ فرمایئے لوح جو طلسم کشا نے دیکھی اصل حال سے آگاہ ہوے شراب عندلیب
پر پھینک ماری عندلیب جلکر خاک ہوئی یہ سُنکر مکار شاہ بہت جھلایا افسرونسے کہا

جلد تیار ہو اور سب فوج کو تیار کرو ساٹھ ہزار کا لشکر تیار ہوا سکار شاہ سب ساحروں کو
لیکر چلا کہتا ہوا کہ یارو تم بخوبی جانتے ہو کہ مہ پارہ کو جو سحر سے نابلد ہو رہا اکیلا طلسم کشا
اسکا گرفتار کر لینا کتنی بڑی بات ہو وہ کیا اکیلے تم سے لڑسکین گے بہت ہو گا دو چار کو
قتل کرینگے پس آتے ہی باغ کو گھیر لیا یہان سعد شہریار مہ پارہ سے باتین کر رہے
تھے فرماتے تھے کہ مین کیا جانتا تھا ورنہ ساتھ عندلیب کے چارون کو بھی قتل کرتا کہ
چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری غضب ہوا سب طرف سے باغ گھر گیا
اب افسر ارادہ کرتے ہین کہ باغ مین گھس آئین یہ سنکر سعد شہریار اُٹھے تیغہ طلسمی
کے قبضے پر ہاتھ رکھا ایک مادیان بندھی تھی اُسکو کسا اور سوار ہو کر چلے ملکہ رونے
لگی کہتی تھی او شہریار مین نے کوٹھے سے دیکھا گردباغ کے فوج بیحد ہو حضور کس کس سے
لڑینگے بادشاہ نے فرمایا مین پہلے شاہ کی گردن لونگا تم کوٹھے سے تماشہ دیکھو یہان
مکار شاہ چار سو افسرون کو ساتھ لیکر طرف در باغ کے چلا ہو کہ دروازہ باغ کا کھلا
اور شہریار باہر نکلے یا برج اسد سے آفتاب نکل آیا وہین سے للکارے او مکار شاہ کیون
شامت آئی ہو خبردار باغ کیطرف نگاہ اُٹھاکے نہ دیکھنا مکار شاہ نے شہریار کو اس شکوت
سے جو دیکھا تو حیران جمال و محو دیدار ہوا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ صاحبو جمال
طلسم کشا دیکھو ماہ حسن کس اوج پر ہو گرد ہالہ پڑا ہوا ہو ہر چند کہ تم سب لوگ اتنے
ہو اور وہ تنہا مگر شوکت سے شہریار کی یہ معلوم ہوتا ہو کہ شیر رمہ گوسفندان پر آتا ہو
سعد شہریار نے مادیان کو بڑھاکر نعرہ کیا کہ یا شید او کافران بے حیا وا ہو نابکاران

پروردگار آگاہ ہو منم شیر بیشۂ جنگ و خالق نعرہ شاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم تجلی دہ بزم اسلامیان		بہار گلستان کاؤس وجم نہال گلستان صاحبقران	

ملکہ کوٹھے سے دیکھ رہی ہو کہ شاہ سعد فوج پر جا پڑے لاشون کے انبار کر دیے
جس افسر نے بڑھکر وار کیا وار روک کر بادشاہ نے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے
ہوے اسطرح جنگ کر رہے ہین مگر جب بادشاہ غول مین گھر جاتے ہین تو ملکہ دعائین

کرتی ہو کہ ای کریم کارساز وای رحیم بے نیاز شہریار کو دشمنوں سے بچا ناچہار طرف سے کفار
گھیرے ہوئے ہیں پروردگارا دشمنوں سے شہریار کو امان دے اور مجھ خوار کو نظم

الٰہی کا فریدی ز یک قطرہ آب	گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدید آری از لطف جو ہر پدید	بجوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را	تو بر روے جوہر کشی رنگ را
ز بار دہوا تا نہ گوئی بہ بار	زمین نیاورد تا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی	برون ز ان کہ یاری گری ساختی
ز گرمی و سردی و از خشک وتر	سرشتی بہ اندازۂ یکدگر
چنان برکشیدی و بستی نگار	کہ بہ زان نیارد خرد در شمار

بیقرار ہو کر جو ملکہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک ٹکڑا ابر سیاہ آسمان
پر پیدا ہوا اُس ابر سے تلوارین برستی ہوئی بر قین گرتی ہوئی وہ ابر آکے بیٹھا
تمام جادوگر گھبرائے ملکہ نے دیکھا کہ وہ تا جدار تخت پر سوار پشت پر فوج جرار
آتے ہی فوج مکار پر گرے سعد شہر نے پہچانا کہ نقاش و نقوش ہیں عین وقت پر
آکر پہونچے ابر سے اُترتے اُترتے قیامت برپا کر دی اور یہی چاہتے ہیں کہ مکار
کو گھیر کر مار لیں مکار بھاگتا پھرتا ہو چاہتا ہو جان بچا کر نکلجاؤں جسطرف جاتا ہو
نقوش و نقوش سحر کرتے ہوئے پہونچتے ہیں مکار اُدھر سے بھاگتا ہو چاہتا ہو تیسری
طرف سے نکلجاؤں اُسطرف سے دیکھا سعد شہریار جنگ کرتے ہوئے آتے ہیں
سعد کو دیکھکر دل کانپتا ہو مگر سعد نے گھوڑا بڑھایا مکار نے جو بادشاہ کو قریب
پایا ہاتھ تلوار کا مارا پہلے سحر بہت سے کیے جب سحر نے تاثیر نہ کی تو گھبرا کر تلوار کا
وار کیا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر رد کار وک کر کلائی تھامی کمر میں ہاتھ ڈالکر مکار
کو اُٹھا لیا چاہا چرخ دیکر زمین پر ماریں مکار پکارا الامان بادشاہ نے فرمایا امان
بشرط ایمان مکار نے کہا میں تابعدار ہوں بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا مکار
نکر سے مطیع اسلام ہوا افسروں کو اشارہ کیا کہ اسوقت اطاعت کرو پھر جو ہوگا سب

افسر آکر قدمون پر گرے نقوش و نقاش نے عرض بھی کی کہ اے شہریار اسکی اطاعت کو
نہ مانیے بادشاہ نے فرمایا ہمارے طریقے کے خلاف ہو کہ وہ امان مانگے اور ہم نہ دین
ہمارے یہان کا یہ طریقہ نہین بموجب قول شاعر ع حال غیبی کس نمید اند بجز پروردگار
جو جیسا کریگا ویسا پائیگا کل لشکر بیرون قلعہ اترا اسعد شہریار نقاش و نقوش کو لیکر
بیٹھے صحبت عیش آراستہ کی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہین جام پیچ
گردش مین ہی گائنین گا رہی ہین مکار شاہ چوب و چاق ہاتھ مین لیے کام کرتا پھرتا ہی
ایک ایک سے کہتا ہی کہ میری تقدیر نے رسائی کی رفیقون سے اشارہ کر رہا ہی کہ
شراب آغشتہ بہ داروے بیہوشی لاؤ کہ مین ان تینون کو سزا دون ملازم تدبیرین کر
رہے ہین جب مکار نے دیکھا کہ بادشاہ معروف عیش و نشاط ہین صحبت مین ہنگامہ
گرم ہو رقص و سرود ہو رہا ہو اب اسوقت بادشاہ سے مکر کا موقع ہو فورًا جام
شراب آغشتہ بہ داروے بیہوشی بادشاہ کے سامنے پیش کیا بادشاہ ایسے محو
رقص و سرود تھے کہ جام بے اندیشہ انجام مکار سے لیکر پی گئے مکار نے دوسرا جام
بھر کر نقوش کو دیا تیسرا جام نقاش کو دیا نقاش نے جام پیتے ہی جھولی پر ہاتھ
ڈالا مو قلم نکالکر تصویر خیالی کھینچنے لگا نقوش چہار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھ رہا ہی
بادشاہ جمجاہ بھی پریشان ہین بیہوشی تاثیر کرتی جاتی ہی جب شاہ نے دیکھا کہ سر گردش
کرنے لگا فرمایا کیون مکار شاید تو نے مجھکو بیہوشی دی مکار نے پکار کر کہا اے بادشاہ
عالی جاہ اب وقت امتحان ہو سر بازار قتل کرونگا تمام عالم جمع ہوا اور تماشہ دیکھے
ہر ایک کی زبان پر ہو کہ خوب بدلا لیا حقیقت مین بڑا کام کیا بادشاہ جلد اکے اٹھے
نقاش و نقوش نے بھی قصد کیا کہ مکار کو پکڑ لین مگر بیہوشی تاثیر کر چکی تھی اٹھتے اٹھتے
گرے مکار نے آواز دی آہن گردن کو لاؤ نقاش و نقوش کی زبان مین سوزن
دی مگر بادشاہ کو جب مسلسل کیا تو لوح کا اسکو خیال ذرہ بھر بھی نہ آتا رین او تینون
کو مسلسل کرکے زبان مین نقاش و نقوش کی سوزنین دین حکم کیا لشکر تیار کرو
مین ان سب کو لیکر بخدمت خداوند چلونگا لشکر تیار رہوا ان تینون جرا نونکو امادہ

ڈالا مگر لمعان تاجدار کہ بیرون قلعہ آتا تھا اُسکو ہرکارون نے خبر دی کہ مکار نے شاہ
نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا لمعان تاجدار نے کہا مین نہ جانے دونگا قلعہ سے نکلتے ہی
روکونگا مجال کیا ہی جو نکلجائے یہ کہکر لشکر کو تیار کیا یہ نہ سوچا کہ وہ جادوگر ہین مین بھلا اُنکا
کیا کر سکونگا جیسے ہی مکار قلعہ سے نکلا لمعان تاجدار فوج کو لیکر مکار پر گرا مکار
نے پیچھے ہٹکر سحر کیا کہ لمعان تاجدار گھوڑے سے گرا مکار نے گرفتار کر لیا اور ایک
سحر کیا کہ فوج بھاگی یہی دل مین سمائی ہو کر بھاگ کر نکل چلو اپنی جان بچاؤ سب فوج
بھاگ کر دامن صحرا مین چھپی مکار نے لمعان تاجدار کو بھی پکڑ لیا اور کوچ کرکے چلا
کہتا ہوا جاتا ہو کہ لمعان تاجدار کی کیا مجال تھی کہ مجھسے مقابلہ کر سکتا مین نے صرف
دو سحر کیے ایک سحر مین لمعان تاجدار کو پکڑا دوسرے سحر مین فوج کو بھگا دیا جب
بادشاہ کی آنکھ کھلی تو پکار کر آواز دی او مکار ہوشیار تو اسم بامسمیٰ ہو اگر رہائی
پاؤنگا تو تجھکو سزا دونگا مکار نے کہا اب رہائی کی امید نہ رکھو قصر ہفت رنگ
پر چلکر سب کو قتل کرونگا قدرت بھی فرمائینگے کہ مکار نے طلسم نوخیز بچا لیا بادشاہ
خاموش ہو رہے مگر زنجیر مین ہلا رہے ہین چاہتے ہین قید توڑ ڈالون نقاش
ونقوش عرض کرتے ہین حضور تکلیف نہ فرمائین انشاء اللہ پروردگار مدد کریگا
مگر مکار جادو قید لیے ہوے جاتا ہو تیسری منزل ہو ایک صحرا مین آکے اُترا
بارگاہ مین خیمے استادہ کیے یاد آیا کہ وہ گیسو بریدہ چین سے بیٹھی رہی ناظر کو حکم دیا کہ
پچاس سوار لیکر جاؤ محل کو اسکے گھیر لو کوئی باہر نہ نکلنے پائے نہ کوئی اندر جانے
خواجہ سرا پچاس سوار لیکر چلا یہان مہ پارہ محل مین بیٹھی ہوئی خود بخود گھبرا رہی ہو
کہتی ہو آج کئی دن گذرے بادشاہ محل مین تشریف نہین لائے کہ ایک کنیز نے
بڑھکر خبر دی کہ حضور کو کچھ خبر ہو قلعے مین سنا جاتا ہو آپ کے والد نے بادشاہ نجات
ونقاش ونقوش کو گرفتار کر لیا خواجہ سرا پچاس سوار لیکر آیا ہو آپ کا محل گھرا
ہوا ہو حکم ہو کہ کوئی باہر نہ نکلے نہ کوئی اندر جانے یہ مضمون سُنکر مہ پارہ رونے
لگی کہتی تھی اب خاتمہ ہو ہمارے شہریار کو گرفتار کر لیا اب اُنکو کون رہا کریگا یہ کہکر

زار زار رونے لگی یاد مین شاہ کی یہ اشعار زبان پر جاری تھے

نظم

دور کر پردہ دکھا دے روے عالمتاب کو — ماہ تابان سے اٹھا دے چادر مہتاب کو
ہو یہ اس رخسار گلگون کے نظارے کا اثر — سیکھے ہین اے دیدۂ گریان تو خونناب کو
نقل کرے خندۂ دندان نما سے یار کی — مانگے ہین قطرۂ شبنم گل شاداب کو
عشق کی تاثیر سے سوکھا نہ خون کوہکن — بیستون پر دیکھ تا شاخ لالۂ سیراب کو

کنیزون نے سمجھایا کہ واری نہ گھبرایئے ابتداے طلسم سے آجتک بہت آفتین
پڑین ہونگی سنا ہی کئی مرتبہ گرفتار ہوے اور قصر ہفت رنگ مین پہونچگئے
مگر پروردگار نے وہان سے بھی رہا کرایا اب بھی خدا رہا کرائے گا پروردگار سے
یہی دعا ہی کہ وہ رہا ہون جنکے تم کیا ہو اسیر آفت اسکے محل مین پڑی ہی جو باہر جانیکا
ارادہ کرتی ہی سوار پہرے پر بیٹھے ہین للکار دیتے ہین کہ باہر نہ آنا ورنہ تلوار
مار دینگے ایسا نہ ہو کہ ملکہ عالم کے خلاف گذرے ملکہ تو اس حال زار مین ہی مگر
مکار جادو کہ اسی صحرا مین آتا ہی ارادہ ہی کہ کوچ کرے دن کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا
عقلا نے رویٔین تن کہ مکار سے بڑی ملاقات رکھتا ہی بارہ ہزار فوج سے آکر
پہونچا مکار نے استقبال کرکے پوچھا برادر کہان سے آتے ہو عقلا نے کہا مین
براے شکار صحرا مین آیا تھا ہرکارون سے تمھاری خبر سنی پلٹ پڑا اب شکر کرتا
ہون کہ تمکو صحیح و سالم پایا کہان سے آتے ہو کہان کو جاتے ہو مکار نے کہا
مین نے طلسم کشا کو گرفتار کیا ہی طرف قصر ہفت رنگ کے جاتا ہون عقلا
نے کہا ذرا طلسم کشا کو بارگاہ مین بلواؤ مین بھی ذرا انھین دیکھون سنتا ہون کہ وہ
بڑے بہادر ہین مکار نے حکم دیا کہ قید سعد شہریار بارگاہ مین لاؤ ایک افسر
سہراب نامے گیا ہی اور زنجیر تھام کر بادشاہ کو لایا بادشاہ نے دربار مین
آتے ہی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اور غصے مین منھ سے یہ بھی نکلگیا
کہ نامردون کی صحبت ہی مرد کوئی اس محفل مین نہین کس سے بات کرین عقلا نے
کہا اے طلسم کشا مکار جادو آپ کو گرفتار کرکے لایا رسی جل گئی اور بل نہین جلا

بادشاہ نے فرمایا ایک تو پہلوان معلوم ہوتا ہی ورنہ سب نامرد بیٹھے ہین کوئی تم مین ایسا ہو کہ مجھسے مقابلہ کرے مکار نے مکرسے گرفتار کیا حوصلہ جرأت باقی ہی عقلا نے کہا ای مکار انکو رہا کردو مین گرفتار کرکے انکا دعویٰ شاہ ونگا مکار نے کہا ای برادر یہ خیال نہ کرو یہ لوگ فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہین فقط قدرت خداوند جمشید سے یہ گرفتار ہوے ورنہ انپر کون ہاتھ ڈال سکتا ہی عقلا نے اُٹھکر ہتھکڑی پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کٹتے ہی بادشاہ نے نعرۂ زور مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سردار فنا خانۂ عزغاسے من	باک ندارم زدار چوب ستون من است
خانۂ تاریک وتنگ بستہ بزنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر مانند تار عنکبوت کے پھینکدیا عقلا کے ہوش اُڑگئے مگر بہ محبت بادشاہ کا ہاتھ تھام لیا اور مکار سے اشارہ کیا کہ نہ گھبراؤ مین کل گرفتار کرلونگا اپنی بارگاہ مین لایا جب سامان دعوت مہیا کیا تو بادشاہ نے فرمایا کہ ای عقلا ہم کھانا نہ کھا سکینگے ہمارے سردار تو قید خانہ مین ہین ہم کھانا کیونکر کھاوین اپنے رفیقون کا خیال نہ رکھین عقلا نے مکار سے کہا تم تینون سردارون کو بھی لاؤ مگر اُنسے بھی یہی عہد کرنا کہ جب بادشاہ کو عقلا زیر کرے تو تم لوگ سرکشی نہ کرنا اور قید پھر پہن لینا مکار نے جاکر لمعان وغیرہ سے کہا سب نے خوش ہوکر جواب دیا کہ اگر عقلا ہمارے شاہ کو زیر کریگا تو ہم سرکشی نہ کرینگے یہ عقلا کی مجال نہین ہی اگر مکر کریگا تو ہم لوگ جان دینے کو موجود ہین گھرسے جو نکلے سر کو ہتھیلی پر رکھ لیا آٹھ پہر یہی کام ہی غرض تینون سردار بھی رہا ہوکر خدمت شاہ مین آئے عقلا سب کی خاطر کررہا ہی مصروف خدمتگزاری ہی نازنینان مہجبین خوش آواز صاحب کرشمہ وناز رقص کے واسطے طلب کین ناچ ہورہا ہی وہ تانین لگارہی ہین دلون کو اہل محفل کے لبھارہی ہین بادشاہ جمجاہ تعریفین کررہے ہین عقلا نے حکم دیا کہ انکا نقارہ تیار ہو طبل کشتی بج جاے صبحکو عقلا دطلسم کشا سے مقابلہ ہی ملازم عقلا کے انکا نقارہ تیار کررہے ہین یہ خبر مشہور ہوئی

گنواروں کے غول کے غول چلے آتے ہیں بڑے بڑے راجہ و زمینداران قصبہ واسطے
تماشے کے جمع ہو رہے ہیں مگر عقلا نے رات بھر شاہ کی دعوت کی صبح کو سامنے آیا
کہا ای شہریار چلیے میرے آپ کے امتحان ہو کچھ خوف نہ کیجیے گا کہ لشکر میرے ساتھ ہی
بادشاہ نے فرمایا ای عقلا ہم سوائے خدا کے اور کسی سے خوف نہیں کرتے بلکہ اگر آرزو
ہو تو پہلے یہی امتحان کر لو کہ کل فوج کو حکم دو کہ ہم کو گرفتار کر لیں دیکھو تو کیسا تماشا د
کھلاتا ہوں کہ اہل فوج کو بھی ثابت ہو کہ کسی بہادر ہی سے مقابلہ پڑا ہی خدا چاہے تو
لاشوں کے انبار ہو جائیں اہل فوج بھاگتے نظر آئیں عقلا خاموش ہو رہا بادشاہ
نے ہاتھ تھام لیا نقوش و نقاش و لمعان عقب میں شاہ کے آتے ہیں یہاں
اکھاڑے پر کل خلقت کا ہجوم ہی بادشاہ کو جو آتے ہوئے دیکھا ایک غریو بلند ہوا
کہ دیکھو صاحب بادشاہ اسلام آتے ہیں ہر چند کہ غیر کے لشکر میں ہیں مگر کچھ ہراس نہیں
اپنی جرأت کے جوش میں عقلا کا ہاتھ تھامے ہوئے چلے آتے ہیں لوگ بیچ میں سے
ہٹ گئے عقلا نے اکھاڑے پر آکر لنگوٹ وغیرہ کسا اکھاڑے میں کود ا ملازم نے
دوسری کشتی سامنے بادشاہ کے پیش کی بادشاہ نے اُس کشتی پر نگاہ نہ ڈالی اور اکھاڑے
میں پھاند پڑے عقلا کا ہاتھ تھاما فرمایا کہ ہاں برادر ہاتھ ملاؤ کشتی شروع
ہو جس داؤں پیچ پہ تمکو دعویٰ ہو اُنھیں کو پہلے تم صرف کرو عقلا نے گردن پر ہاتھ
رکھکر جھٹکا دیا کہ گردن شاہ کی جھک گئی بادشاہ کو بہت ناگوار ہوا پاؤں جما کر عقلا کی
گردن پر ہاتھ رکھکر ایسا گھسہ مارا کہ سر اُسکا زمین سے ملگیا کشتی ہونے لگی سوال و جواب
کے داؤں پیچ ہو رہے ہیں بڑے بڑے راجہ کھڑے ہوئے بازبان ہو رہے
ہیں ہر ایک کا یہی قول ہی کہ عقلا رگڑ کے مار ڈالے گا دونی اور ڈیوڑھی بازبان
ہو رہے ہیں کسی کے منھ سے یہ نہیں نکلتا کہ بادشاہ غالب آئیں گے مگر نقاش
و نقوش بازوؤں پر سے جواہرات کھول کر رکھ دیتے ہیں اور پکارتے ہیں کہ ہمارے
آقا غالب آئیں گے لوگ ٹوٹے پڑتے ہیں مگر بادشاہ سے کشتی ہو رہی ہی جب پیچ
لاتے ہیں ایسے گھسے مارتے ہیں کہ عقلا عاجز ہو جاتا ہی ماتھے سے خون جاری تمام جسم

پارہ پارہ اُلجھا اُلجھ کے لڑرہا ہو دل مین کہتا ہو مین نے یہ کیا کیا دیکھیے جان کیو نکر بچے اِس
شیر دلیر کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہو مگر جانبازی کر رہا ہو اُستاد سخنور تحریر فرماتے
ہین کہ عقلا تین پہر لڑا پہر دن رہے عاجز ہو کر شاہ کو سے دوڑا اسعد شہریار چند قدم
پر آکر رُک گئے عقلا نے بڑے زور کے کیسے کیسے جھٹکے مارے مگر بادشاہ پیچھے نہ ہٹے
اور دونون مونڈھے عقلا کے آشنا ہزمین ہوے بادشاہ سے کے ہاتھ ڈھیلے
اور دونون مونڈھے عقلا کے آشنا ہزمین ہوے بادشاہ نے ہاتھ ڈھیلے
کر دیے اور فرمایا کہ اے عقلا لنگر اپنا قائم کر لو مین چاہتا ہون کہ کوئی حوصلہ باقی نہ
رہے کہ بعد کو عذر کرو کہ یہ آرزو باقی رہگئی عقلا نے لنگر قائم کیا بادشاہ نے کمر
زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ تکبیر بلند کیا لنگر عقلا کا اُکھڑا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے
زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا عقلا پکار اُٹھا اے شہریار جسکو
سر سے بلند کرتے ہین اُسکو سرفراز فرماتے ہین مین تا بعدار ہون بادشاہ نے
فوراً ہاتھ سے رکھدیا عقلا قدمون پر گرا اگر مکار کے ہوش پراگندہ ہو گئے کہ اب
کیا کرون بادشاہ نے رہائی پائی عقلا مسلمان ہو گیا ہاے وقت پر بھول گیا اگر
وہین قبضے مین کر لیتا تو اِسوقت لیکر بھاگ جاتا مگر وہین نہ اُتارین کچھ دل مین
سوچکر مکار بھی قدمون پر گرا عقلا نے سفارش کی کہ حضور اِس کی خطا معاف کرین
بادشاہ نے مکار کو گلے سے لگایا مکار ازراہ مکاری مسلمان ہوا مگر دلمین یہی سوچ رہا ہو
کہ جسطرح بنے گا شاہ کو پکڑ کر مارونگا میرے ہاتھ سے زندہ بچین گے بادشاہ سب کو ساتھ
لیکر طرف قلعے کے چلے یہان مہ پارہ ملول و حزین نہایت غمگین آنکھ بھر رو دیا کرتی ہو
ایک دن پریشان ہو کر اُٹھی اور بالاے بام آئی طرف صحرا کے دیکھ رہی ہو کہ صحرا
سے گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے بادشاہ اسلام بشوکت تمام اسپ پر پوش پر سوار آتے ہین
کل رفیق ہمراہ ہین اپنے باپ کو دیکھا کہ مثل چاکران کمترین رکاب پر ہاتھ رکھے
ہوے مع فوج آتا ہو ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ صاحبو مین سوتی ہون کہ جاگتی ہون وہ
رنگ دیکھا ہو کہ روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی کنیزون

عرض کی حضور نے جو دیکھا وہی معرکہ ہر بادشاہ آتے ہین معلوم ہوتا ہو فتح ہوئی لیکن
مکار نے وہین سے حکم دیا کہ ہیرا محل سے ہٹ جائے سب سوار ہٹے مکار بادشاہ کو
ساتھ لیے ہوے قلعے مین آیا بادشاہ کو تخت پر بٹھا کر آپ جو اندر گیا زوجہ سے اپنی کہا
کہ عقلا نے بڑا غضب کیا شاہ کو رہا کر دیا مین نے یہی مناسب جانا کہ قلعے مین چلکر
سمجھ لونگا میان عقلا کو بھی سحر مین پھنساؤنگا اب ارادہ ہو کہ شربت بناؤن اُسمین سودہٗ
الماس ملاؤن اور بادشاہ کو پلاؤن کہ کلیجہ کٹ کے گر پڑے پھر اور سب سے سمجھ
لونگا زوجہ نے کہا بہت بہتر ہو اسی مین مطلب نکلیگا سلطنت بھی بچیگی یہ کہکر مکار
نے جام شربت تیار کیا مگر مہ پارہ نے یہ سرگوشی سُن لی بادشاہ کو رقعہ لکھا کہ شہریار
باپ میرا شربت لاتا ہی ہرگز نہ پیجیے گا اُسمین سودہٗ الماس ملا ہو خدا آپ کو بچائے یہ رقعہ
کنیز کو دیا اور کہدیا کہ جا کر شاہ کے ہاتھ مین دینا کنیز نے وہ رقعہ لا کر بادشاہ کو دیدیا
بادشاہ نے عقلا سے کہ قریب بیٹھا تھا رقعہ پڑھکر فرمایا کہ مکار کی مکاری نہین جاتی دیکھو
مہ پارہ نے اطلاع دی ہو کہ جام شربت آمیختہٗ الماس لاتا ہو انشاء اللہ اُسی کو پینا
پڑیگا ہمارے دل مین مکر نہین ہو جتنا زیادہ مکر کریگا ویسا ہی خراب ہوگا عقلا نے
عرض کی جب سامنے آوے اگر حکم ہو تو گردن توڑ ڈالون بادشاہ نے فرمایا بھئی تم
دخل نہ دو مین خود اُس سے کلام کرونگا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے دیکھا مکار جادو
پیالہ شربت کا لیے ہوے آتا ہو سب نے کہا حضور دیکھیے مکار آپہونچا بادشاہ نے
سب کو منع کیا کہ آپ لوگ دخل نہ دین مین سمجھ لونگا کہ مکار نے آکر عرض کی ای شہریار
یہ جام نوش فرمایئے ہمارے خاندان کا طریقہ ہو جب نسبت قائم ہوتی ہو تو بیٹی کا
باپ داماد کو شربت پلاتا ہو بادشاہ نے فرمایا ہم بخوشی حکم دیتے ہین کہ تمھین نوش کرو
مکار نے کہا میری کیا مجال ہو کہ اس شربت کو پی سکون حضور کے نام سے بنا ہو ملکہ
مہ پارہ نے بنایا ہو بادشاہ نے فرمایا مہ پارہ بھی ہمارے زیر حکم ہو وہ دیکھو کوٹھے
پر بیٹھی ہو اُسی سے کہلوا دین کہ شربت آپ نوش کرین ہم معاف کرتے ہین مکار
نے کہا مین تو حضور ہی کو پلاؤنگا جب مکار نے ہاتھ بڑھایا کہ نوش فرمایئے حضور

تکرار نہ کیجیے عقلا کو تاب نہ باقی رہی اپنے مقام سے اٹھکر مکارہ کو ایک لات ماری کہ
شربت زمین پر گرا اُتنا فرش جلگیا زمین سیاہ ہوگئی مکارہ نے چاہا اٹھکر بھاگون لیکن
عقلا نے ایک گھونسہ مارا کہ سر مکارہ کا پھٹ گیا شاہ نے حکم دیا کہ لاش اسکی باہر پھینکدو
یہ خبر مشہور ہوئی کہ آج مکارہ نے جام شربت سودۂ الماس بنا کر ملایا تھا مگر مہ پارہ
نے بادشاہ کو اطلاع کر دی وہ عقلا کے ہاتھ سے آخر مارا گیا یہ خبر زوجۂ مکارہ کو پہونچی
پہلے تو بیٹی سے بگڑی کہ کیوں بیٹا باپ کو قتل کرایا میرا عیش جوانی مٹایا اپنا رنگ جمایا
اب تو رضامند ہوئی ہیں میاں عقلا سے بھونگی مہ پارہ نے یہ بھی شاہ سے اطلاع
کی کہ مادر ناعمہ یہاں بہت بگڑی ہوئی ہیں عقلا سے آمادۂ پیکار ہیں بادشاہ نے سرداروں سے
کہا عقلا نے کہا وہ میرا کیا کر سکتی ہے گردن کھینچکر پھینکدونگا ایک طمانچے میں اسکا کام
تمام ہوگا مگر زوجۂ مکارہ نے سارا دن تڑپ تڑپ کے کاٹا غم میں شوہر کے رات کو
اُٹھی اُڑتی ہوئی چلی جہاں عقلا طلاے کی گشت پر تھی بازاروں میں سوار و پیدل
مقرر کیے کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا مگر نقاش جادوگر اسنے سوتے سوتے ایک
خواب پریشان دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ جاکر عقلا کو بچاؤ ادھر زوجۂ مکارہ اڑتی
ہوئی آسمان پر آئی عقلا کو دیکھا ایک مقام پر کھڑا ہے محبت میں اپنے شوہر کی تاب
نہ آئی تڑپ کر گری عقلا کی کمر میں پنجہ دیا لیکر چلی مگر نقاش جادوگر بارگاہ سے نکل
چکا ہے وسط لشکر میں پہونچا تھا کہ دیکھا آسمان سے برق گری اب جو خیال کرکے
دیکھا تو ظاہر ہوا کہ زوجۂ مکارہ عقلا کو لیے جاتی ہے ہر چند کہ بلند ہو چکی تھی مگر نقاش
نے ایک گولہ مارا ہنگامۂ جادو زوجۂ مکارہ نے چاہا کہ تڑپ کر نکلجاؤن لیکن
ایک ابر سیاہ آسمان پر پیدا ہوا ہنگامۂ جادو حیران ہوئی کہ اب کدھر جاؤن
کہ ابر سیاہ پھٹا نعرہ ہوا کہ منم نقاش جادو او فاحشہ کہاں جاتی ہے ہو سکتا ہے کہ
عقلا کو لیجائے مجھکو خواب میں ہدایت ہوئی کہ جاکر عقلا کو بچاؤ میں تجھکو نہ جانے
دونگا ہنگامہ نے کارد پھینک ماری نقاش نے کارد کو توڑا اور زوجۂ
مکارہ کا پیچھا کیا ایک مقام پر ایک صحرا تھا ہنگامہ نے عقلا کو اس جنگل میں پھینکدیا

مگر نقاش نہ چھوڑا جھپٹ کر ہنگامہ کی گردن لی اور سر کھینچ لیا اب نقاش پلٹا کہ عقلا کی خبر لے
یہان عقلا جو صحرا مین گرا حیران کھڑا تھا کہ ایک طرف سے ایک نازنین آئی اُسنے آکے کہا
کہ اے عقلا کیون حیران کھڑے ہو دیرگاہ صحرانشین میرا نام ہے میرے باغ مین بہار گل
لالہ دیکھو یہ کہکر عقلا کا ہاتھ تھام لیا عقلا ساتھ ساتھ دیرگاہ کے ہولیا تھوڑی دور
چلکر دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہے دیرگاہ عقلا کو ساتھ لیکر
اُس باغ مین آئی چند کنیزون نے آکر گھیر لیا وسط باغ مین فرش بچھا تھا وہان لاکے
دونون کو بٹھایا دیرگاہ نے کنیزون کو اشارہ کیا شراب وکباب لاکر حاضر کیے ایک
کنیز آکر بیٹھ گئی گانا شروع ہوا بصد سوز وگداز یہ اشعار بہ آواز بلند گانے لگی نظم

ڈرتا ہون آپ کی خفگی کا سبب نہ ہو — فریاد سے لحاظ سے ترک ادب نہ ہو
حیرت ضرور ہوگی مری سرگذشت پر — یہ حال وہ نہین جو کسیکو عجب نہ ہو
اے دل ستمگرونکی محبت سے درگذر — وہ یار ڈھونڈھیے جو اذیت طلب نہ ہو
جو کچھ کہا وہ پھر کبھی آئے نہ تا دہن — جو کچھ ہوا ہوا یہ رہے پاس اب نہ ہو
مجنون تو ہو چکا یہ نہین ہے مجھے پسند — میرا وہ نام ہو جو کسی کا لقب نہ ہو
ممکن نہین کہ ساتھ چھٹے رُخ کا زلف سے — ایسا بھی کوئی دن ہے کہ جسدن کی شب نہ ہو
اچھی نہین ہے یار سے بیہودہ چھیڑ چھاڑ — کچھ خیر ہے نسیم بہت بے ادب نہ ہو

عقلا پہلو مین دیرگاہ کے خوش بیٹھا ہے اختلاط ظاہری ہو رہا ہے دیرگاہ کا ارادہ ہے کہ
عقلا کو تخلیے مین لیجا اُن کام دل حاصل کرون کنیزون سے کہ رہی ہے کہ میری خوش نصیبی تھا
کہ ایسا معشوق ملا ہے کیسا رضامند ہے مین بھی اِسی کی خوشی کرونگی وہ زرہ بنا دون کہ
اِسپر کوئی غالب نہ آئے جو مقابلہ کرے اُسکے ہاتھ سے مارا جائے عقلا کہ رہا ہے کہ اے
گل اندام مین روئین تن ہون مجھے کوئی نہین مار سکتا مگر بادشاہ اسلام نے مجھکو اپنا
زیر کیا ہے چاہتا ہون کہ اُنکو قتل کرون دیرگاہ نے کہا مین ایک تختی سحر کی بنا کر پہنا
دونگی کہ جو تمسے مقابلہ کرے اُسکو تمھین زیر کرو تمپر کوئی غالب نہ ہو سکے مگر نقاش
اُس صحرا مین آیا عقلا کو ڈھونڈھتا ہوا در باغ پر پہونچا گانیکی آواز سنکر اندر آیا

ایک نخل کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا دیکھا عقلا کے پہلو میں ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی ہے اختلاط
ہو رہا ہے نقاش جادو نے جھولی سے اپنی کان دسحر نکالی اسم سحر پڑھکر پھینک ماری جسطرح
دیرگاہ نے اپنے کو بچایا مگر نہ بچ سکی وہ کاردا کر سینے پر پڑی توڑ کے پشت سے پار گزری
عقلا کے ہوش درست ہوئے نقاش نے عقلا کو ساتھ لیا اور سب حال بیان کیا
عقلا ونقاش باتیں کرتے ہوئے آتے ہیں کہ سامنے سے آندھی سیاہ اٹھی نعرہ ہوا
کہ منم فتور جادو داوغا ماؤں غضب کیا کہ میری زوجہ کو تم نے مار ڈالا ابھی تمکو زندہ
چھوڑونگا نقاش نے چاہا سحر کرون کہ ابر تڑپ کر گرا نقاش کی زبان بند ہوگئی
ایک ساحر ابر سے نکلا اُسنے نقاش وعقلا کو گرفتار کیا اور لیکر بلند ہوا مگر مہتر
چالاک بن عمرو جنگل میں پھر رہا تھا اسنے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر نے
نقاش وعقلا کو گرفتار کیا ہے زنجاری سے ایکطرف بھاگا جو منظور ہوا وہ صورت
بنا کر ایک مقام پر ٹھہرا فتور نقاش وعقلا کو لیے جاتا ہے کہ کان میں آواز آئی
ارے جانے والے ذرا ٹھہر جا فتور نے پلٹ کر دیکھا کہ خداوند جمشید ثانی کھڑے
ہیں اور بُلا رہے ہیں فرماتے ہیں کہ مجھے کچھ ضرورت ہے فتور جادو اُتر آیا اور کہا
یا خداوند میری زوجہ کو نقاش نے مارا ہے ان دونوں کو قتل کرونگا جمشید نقلی
نے کہا اسی مقام پر قتل کر ملک الموت میرے ساتھ ہیں وہ اِنکی روح قبض کرینگے
مگر اے فتور ایک مشکل ہے کہ میں ملک الموت کو منع کر رہا ہوں وہ کہتا ہے کہ میں فتور
کی بھی روح قبض کرونگا اسکا بھی پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے تم ایک کام کرو کہ آنکھیں
بند کر کے بیٹھو اور نام میرا ورد زبان کرو تین ہزار مرتبہ جبتک نہ پڑھ لینا آنکھ اپنی
نہ کھولنا میں ملک الموت کو سمجھا دونگا کیا مجال ہے کہ سو برس تک تمھاری روح قبض
ہو مگر خبردار اسم پڑھنے میں فرق نہ آئے اور آنکھیں اسطرح بند کرنا کہ تمکو دکھائی
نہ دے اگر صورت قابض ارواح دیکھوگے تو روح جسم سے نکل جائیگی فتور جادو
خوب آنکھیں زور سے بند کر کے بیٹھا چالاک نے حلقہ ہائے کمند گلے میں ڈالکر
ایک خنجر کو کمر پر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا فتور کا مارے جانا کہ نقاش وعقلا کو

ہوش آیا دیکھا لاشہ ایک جادوگر کا پڑا ہو اور ایک عیار کھڑا ہوا اُسکے کپڑے اُتار رہا ہو نقاش نے پوچھا اے شخص تو کون ہو اور یہ کون ساحر تھا چالاک نے کہا مین عیار لشکر اسلام ہون مین جنگل مین پھر رہا تھا کہ مین نے دور سے دیکھا کہ تم دونوں کو اسنے گرفتار کیا طریقے سے معلوم ہوا کہ تم دونوں مسلمان ہو مین نے چھپا کیا جلدی سے مین نے جمشید کی شکل بنائی فتورہ کو فقرہ دیکر مار لیا نقاش چالاک کو دعائین دیتا ہوا عقلا کو ساتھ لیکر طرف لشکر اسلام کے چلا یہان بادشاہ جمجاہ صبح کو جو بارگاہ مین آئے تو ہرکارون نے خبر دی کہ زوجہ مکار ہنگامہ جادو عقلا کو لیگئی مگر نقاش جادو تعاقب مین گیا ہو کہ برق فرنگی سامنے شاہ کے آیا بادشاہ نے فرمایا اے مہتر برق کہان تھے برق نے عرض کی آپ کو تلاش کرتا پھرتا تھا بادشاہ نے فرمایا اے مہتر برق زرا نقاش کو تلاش تو کر دیو برق فرنگی لشکر سے نکلا تھا کہ دیکھا سامنے سے نقاش و عقلا آتے مین پلٹ کر بادشاہ سے خبر کی کہ نقاش و عقلا آتے ہین بادشاہ بہت خوش ہوئے نقاش و عقلا نے آکر قدمون کو بوسہ دیا سب حال اپنا بیان کیا بادشاہ نے دونون کو گلے سے لگایا کہ چالاک بھی آکر پہونچا بادشاہ نے چالاک کو انعام دیا چالاک رخصت ہو کر گیا چالاک تو ایک جانب جاتا ہو منظور یہ ہو کہ اپنے کو خدمت شاہ مین پہونچاؤن مگر برق فرنگی جو لشکر سے نکلا ایک نخل کے سایے مین دیکھا کہ ایک عیارہ بچی کھڑی ہو مگر نہایت آراستہ و پیراستہ دو پیچے حائل تو بڑا گلے مین پڑا ہوا قنتورہ زر بفت و پیتیا دہ سقرلاتی ذات پر آراستہ ایک نخل کی شاخ پکڑے ہوے تانین مار رہی ہو نظم

وہ ستھا تھ دو نور کا سراپا
وہ صبح جبین تھی صبح جنت
آنکھین اُستاد و ساحری تھین
دُنبالۂ کب انکھین سرے کا تھا
بینی کے قریب کب سے تھے ابرو

ایسا نہین حور کا سراپا
ہر چین تھی موجۂ لطافت
نشے مین شباب کے بھری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
شہباز نے واکیے تھے بازو

برق پری جمال بے مثال دیکھتے ہی لپیٹنے لپیٹنے ہوگیا بیتاب ہوکر پکارا کہ ای شہنشاہ خوبی
واو سرو باغ محبوبی نام نامی سے تو آگاہ کرتا کہ اُس نام کو صفحۂ قلب پر لکھوں کہ باعث
تسکین ہو اُس نازنین نے تیغہ کھینچا اور پکار کر آواز دی کہ او مکار منم حقیفہ عیارۂ نامی
سامنے صحرا مین میر لشکر اُترا ہی مین اسواسطے آئی ہون کہ بادشاہ کو مجھ ایلچا ؤن اگر
تم بڑے عیار ہو تو جاکر بچاؤ یہ کہکر جست کرتی ہوئی چلی برق دیکھ رہا ہو کہ مثل آہوے
صحرائی جست وخیز کرتی ہوئی جاتی ہو مگر برق کو بڑا تردد ہو کہ الیسا نہ ہو بادشاہ جمجاہ
کو لیجائے پلٹ کر پیر لشکر شاہ میں آیا مگر رنگ رو متغیر متردد و متحیر بادشاہ نے پوچھا
کیون مہتر صاحب خیر تو ہو برق نے کہا ای شہریار تیر مژگان معشوق کے تودۂ دل
پر کاری پڑے دل کے ٹکڑے ہوگئے لیکن ایک فقرہ کہ گئی ہو کہ مین بادشاہ کو لینے
آؤن گی یہ سنکر مین پلٹ آیا ہون تاکہ در دولت پر حاضر رہ کر حضور کی حفاظت کرون
بادشاہ نے فرمایا بہتر ہو برق نے بادشاہ کو خاصہ اپنے سامنے کھلایا ساتھ ساتھ
خواب گاہ مین آیا بادشاہ کو آرام کرایا آپ بارگاہ سے نکلا خادمون سے کہا اب
تم لوگ ہوشیار رہنا مین معشوق کو دیکھنے جاتا ہون اُس اندھیری رات مین جنگل
کو طے کرتا ہوا چلا اُدھر سے حقیفہ آتی تھی زنگ کی آواز سنکر چھپ گئی برق فرنگی
تو سامنے سے نکلگیا حقیفہ برق کی شکل بنکر طرف لشکر اسلام کے چلی بلا تکلف در
بارگاہ شاہی پر آئی خادمون نے پکارا کون آتا ہو حقیفہ نے جواب دیا کہ مین ہون
برق فرنگی اسوقت دو بارگاہ سے ہٹ جاؤ خادم یہ سمجھکر کہ یہ عیار ہین یہ بھی کوئی
عیاری ہوگی ہٹ گئے حقیفہ اندر آئی دیکھا کہ شاہ آرام کر رہے ہین مقام خواب گاہ
شاہی شمع ہائے موتی و کافوری جل رہی ہین لخلخے عود وسوز و عنبر سوز اپنے اپنے
مقام پر رکھے ہین اول حقیفہ نے شمعین گل کین لخلخے مین بیہوشی رکھکر قریب دماغ
لگا دیا بادشاہ نے جو سانس کھینچی چھینک مارکر بیہوش ہوئے حقیفہ نے پشتارہ
باندھا جو سولیت لیکر نکلی حقیفہ جست وخیز کرتی ہوئی جاتی ہو مگر مہتر برق فرنگی
کنارے پر لشکر حقیفہ کے پہونچا ایک کنیز کو دیکھا حیران کھڑی ہو برق نے ایک

ضعیف بنکر پوچھا کہ ملکۂ عالم کہان ہین اُس کنیز نے کہدیا کہ ملکہ طرف لشکر اسلام کے گئی ہین
برق پیچھے بیٹھا ایک گوشے مین آکر حفیظ کی شکل بنا دوڑا ہوا لشکر مین آیا کنیزون نے
پوچھا واری کیا ہوا برق نے کہا مین گئی وہان عیار میرے پیچھے دوڑے کیونکہ سب
جاگ تھی اب بارگاہ مین چلو آج تو چلی آئی کل خالی نہ پلٹونگی بارگاہ مین آکر برق
نے حکم دیا کہ شراب لاؤ کنیزون نے شراب حاضر کی برق نے سبکو شراب پلا کر بیہوش کیا لباس
سب کے اُتار لیے بڑا گٹھا پشت پر لادا ڈپٹتا دبتا اُٹھتا بیٹھتا لشکر حفیظ سے نکل کر
میدان پکڑا وسط صحرا مین اُدھر حفیظ نے رنگ کی آواز سنی اِدھر برق نے خیال
کرکے دیکھا کہ حفیظ پشتارہ بدوش آتی ہی تو دور ہی سے للکارا کہ ای جان جہان کہان سے
آتی ہو حفیظ نے پکار کر کہا شاہ کو بیچ گئی تھی لے آئی برق نے کہا مین تمکو بچا نہ دونگا
یہ کہکر دونون مین پیچ چلنے لگا مگر برق نے پیچ ہاے ندرت حفیظ کو عاجز کر دیا ہوکر پھرا سے
گرد اُڑی چالیس کنیزین حفیظ کی ظاہر ہوئین حفیظ نے پکار کر کہا ہان صاحبو فوراً
کمندین مار کر اِسکو پکڑ لو چالیسون کنیزین کمندین لیکر چلین برق یہ سوچکر کس کسکو
جواب دونگا ایک جانب بھاگا حفیظ نے کہا گھوڑے کو جانے دو پشتارہ کو دیکھو
حفیظ سعد کو لیگئی اور برق فرنگی اسباب لے گیا مگر برق اسباب ایک گوشے مین
رکھکر پھر بھاگا وہان حفیظ پھرتی پھراتی صبح ہوتے بارگاہ مین آئی باپ اِسکا سے
مفتاح کوہی تخت پر بیٹھا تھا اُسنے پوچھا ای نور نظر کسکو لائی مین حفیظ نے کہا بس
آج ہی جنگ کا خاتمہ کر دیا بادشاہ اسلام کو لائی مفتاح نے کہا اُنکو مسلسل کرکے
ہوشیار کرو حفیظ نے پشتارہ لاکر سامنے رکھا آہنگرون کو بلا کر بادشاہ کو مسلسل و مطوق
کرکے ہوشیار کیا بادشاہ کی جو آنکھ کھلی تو دیکھا ایک تاجدار تخت پر بیٹھا ہو اور ایک
عیارہ قیامت کی پرکالہ نیمچہ لیے سر پر کھڑی ہی چہار جانب حیران دیکھنے لگے
مفتاح کوہی نے پکار کر کہا او سعد شہریار اپنا انجام دیکھا کہ کیا کیفیت ہوئی ہر چند
مفتاح پکارتا ہی مگر بادشاہ جواب نہین دیتے جب حفیظ نے دیکھا کہ بادشاہ رو رہے
ہین اور جواب نہین دیتے تو ایک قہقہہ مارا کہا او بیہودہ بات کا جواب بھی نہین دیتا

جان کا البتہ خوف ہی کہ آنکھون سے آنسو جاری ہین قبضہ تلوار کا جو شانے پر پڑا اور غین غین کرکے بادشاہ رونے لگے ایک کنیز کہ پہلو مین کھڑی تھی ہنسنے ہاتھ تھام لیا اور کہا اے ملکۂ عالم الگ ہٹیے تو مین کچھ عرض کرون حفیظ گوشے مین گئی اُس کنیز نے کہا اے ملکۂ عالم یہ بادشاہ اسلام نہین ہین یہ کہکر تاج سر سے حفیظ کے لیا اور اپنا نعرہ کیا نعرہ برق

مرا نام ہی برق خنجر گزار ۔ کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون ۔ کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی ۔ ارسطوئے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی ۔ چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

اور نادان بے وقوف تجھ جیسے ہی لشکر کا سامنا ہی ہرگز نکا بہرہ یہ کہتا ہوا نکلکر بھاگا ادھر حفیظ نے آکر بادشاہ نقلی کا منھہ دھلایا ایک سردار نے کہا یہ تو میر اسماعیل جو کل سے غائب ہوگیا تھا اتنے مین کنیزین روتی ہوئی آئین اور کہا واری ہم سب لٹ گئے زیور کسی کے پاس نہین رہا لباس تک اُتار کرلے گیا حفیظ بہت شرمندہ ہوئی ادھر ہرکارون نے اس مضمون کا پرچہ بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ اسلام کو برق نے محل مین چھپا رکھا تھا پرچہ دیکھکر بادشاہ نہایت خوش ہوئے جب برق آیا تو بادشاہ نے انعام دیا برق نے کہا اے شہریار دو دن سے بلائے عشق مین مبتلا ہون راتون کو تڑپتا ہون کیا کہون میری تو یہ کیفیت ہی

نظم

بنانے سے یہ مطلب جسنے پایا ۔ ستانے کے لیے ہسکو بنایا
یہ شکل اشک ہون باقدر بے قدر ۔ وہ گوہر ہون کہ کھویا جسنے پایا
سرشک چشم کو بی کہ بلا تھا ۔ جو نشتر نوک مژگان نے لگایا
وہ مشتاق شہادت تھا دم ذبح ۔ گلے سے مجکو خنجر نے لگایا
نہ اُٹھا گر کے آنسو کی طرح سے ۔ عدم کا لطف ہستی مین دکھایا
ہوا سرمہ کی شاید سخن اظہار ۔ جو ایسا تیری آنکھون مین سمایا
مزا جوش محبت نے یہ بخشا ۔ گلہ بھی شکر ہوکر لب پہ آیا

ہوئی جدوئی تسم کھانا جو منظور
خوشا قسمت مین اُنکو یاد آیا
نگر وا اعظا بھی کوئی دم دو دل ہو
کہ بیٹھا آپ اور مجھکو اُٹھایا
نسیم اعدا سے شکوہ کیا اپنی ننگ
ہمین یارون نے مٹی مین ملایا

سب سمجھانے لگے کہ اے مہتر برق تم عیار ہو اسقدر پریشان ہونا نہ چاہیے صبر کرو
دل پر جبر کرو برق فرنگی اُسیوقت بہانے عیاری لشکر نکلا مگر حفیظہ کو بھی تعلق
ہو کنیزون سے کہتی ہو برق نے مجھکو بڑا صدمہ دیا مین نگوڑے کو بہت ذلیل کرونگی
یہ کہکر شام کو چلی برق کو ادھر سے آتا دیکھکر حفیظہ نے اپنے کو ایک رخنے مین چھپایا
حلقے کمند کے خس پوش کیے سرا انتظام کر بیٹھی کہ برق اُدھر سے گذرا جیسے ہی قریب
حلقہ ہائے کمند پہونچا حفیظہ نے شیر کی آواز دی برق رکا حفیظہ نے جھٹکا مارا
برق گرا حفیظہ نے حباب مار کر برق کو بیہوش کیا چادر بچھا کر جب پشتارہ باندھنے
لگی تو کمر سے برق کی ایک ڈبیہ گری حفیظہ نے پشتارہ رکھدیا ڈبیہ کو اُٹھا لیا دیکھا
عقیق کی ڈبیہ ہشت پہل ترشی ہوئی ہو سوچی کہ اس ڈبیہ مین جواہرات ہونگا غرض
یہ سوچکر ڈبیہ کو کھولا جیسے ہی کھولا اسمین سے بیہوشی اُڑی یہ بھی بیہوش ہو کر گری
یہ وقوعہ اکا سناتا دونون بیہوش پڑے ہوے ہین قضا سے کارندہ صحرا اعلم اوری مین
ایک قزاق کی چوکی جسکو معیار قزاق کہتے ہین یہ کوئی قافلہ لوٹنے گیا تھا وہان سے
پلٹا ہوا آتا تھا ناگاہ اس نے دور سے دیکھا کہ ایک مہ جبین حور طلعت بہ حسن و نزاکت
بیہوش پڑی ہو اور ایک طرف ایک انگریز پتلون جاکٹ پہنے ہوے سپید بوٹ
پانؤن مین دونون بیہوش پڑے ہین معیار قزاق عیار بچی کو دیکھکر بدحواس ہوا
کہا اِنکو اُٹھا کر لے چلو کسی قزاق کا یہ کام ہو کہ ان دونون کو بیہوش کیا مگر تعجب یہ ہو
کہ اس انگریز کو اس مہ جبین سے کیا واسطہ نہین معلوم کیا معرکہ گذرا قزاق کی مجال
نہین ہو کہ یہان آسکے غرضکہ یہ کہکر اور دونون کو چارپائی پر اُٹھوا کر بالاے کوہ لیگیا
لا کر ایک مکان مین رکھا اول برق کی آنکھ کھلی روتا ہوا اُٹھا معیار نے پوچھا
کیون روتے ہو برق نے کہا میری معشوقہ کہان ہو معیار نے کہا تمھاری زوجہ

یا معشوقہ برق نے کہا مین نے بڑی مشکل سے اس معشوقہ کو پایا ہو معیارہ نے پوچھا
کیون صاحب بہادر آپ کا نام کیا ہو برق نے کہا مجھکو لٹیل صاحب کہتے ہین پلٹن کا
جرنیل ہون مگر آپ کون ہین معیارہ نے کہا میرا نام معیارہ قزاق ہو برق نے کہا ہم کو
آپ نے کیونکر پایا معیارہ نے کہا مین قافلہ لوٹنے گیا تھا پلٹ کر تم لوگون کو بیہوش
دیکھا اُٹھا لایا مگر یہ تو بتاؤ کہ تمکو کسنے بیہوش کیا برق نے کہا مجھکو شوق عیاری کا ہو
یہ مجھسے آزردہ ہوکر نکلی جنگل مین آکر مین نے اسکو گھیرا اور حباب بیہوشی مارکر بیہوش کیا
اسنے بھی مجھکو گرتے گرتے حباب مار دیا مین بھی بیہوش ہوا آپ نے بڑا احسان کیا
اب مین رخصت ہوتا ہون معیارہ کا ارادہ ہو کہ انکو رخصت کرون اور برق بھی
چاہتا ہو کہ اسکو دم دیکر نکلجاؤن کہ حفیظ بیدار ہوئی آتے اُٹھتے ہی معیارہ کو سلام
کیا کہا او معیارہ قزاق مجھکو نہین پہچانتے ہو مین مفتاح کوہی کی بیٹی ہون میرا نام تم
نہین جانتے حفیظ عیار رفتار میرا نام ہو بحکم خداوند برائے گرفتاری طلسم کشا
آئی ہون اور یہ برق عیار ہو اسنے راہ مین مجھکو بیہوش کیا مگر یہ عیار بلا کے ہین
کمر سے اسکی ایک پڑیہ گری تھی مین نے اُسکو جواہرات کے خیال سے جو کھولا تو
اُسمین بیہوشی تھی مین بیہوش ہوکر گری اب بہتر یہ ہو کہ اس عیار کو میرے حوالے
کرو مین لیکر جاؤن تم سے وعدہ کرتی ہون کہ قدرت سے تعریفین کرونگی کہ معیارہ
قزاق نے آپ کا بڑا پاس کیا اور مین جاکر اسکو قتل کرون برق واویلا کرنے لگا
کہتا تھا او معیارہ یہ زوجہ میری مجھسے ناراض ہو اگر مجھکو اسکے حوالے کروگے تو مجھکو
قتل کر ڈالیگی ہر وقت جب دیکھو دروازے پر کھڑی رہتی ہو دو چار منچلے ڈونڈون سے
نظارہ بازی کیا کرتی ہو مگر معیارہ نے کچھ جواب نہ دیا ساتھ والون سے اشارہ کیا
کہ برق کو مسلسل کرو اور حفیظ کے حوالے کرو اسکو اختیار ہو یقین ہو کہ یہ بات
سنکر قدرت شاد ہون اُنھین کی عنایت سے بچتا رہتا ہون ایسے ایسون کو لوٹا
اُن لوگون نے لشکرکشیان کین اور قدرت نے مجھکو بچایا آجتک مین نے شکست
نہین کھائی قزاقون نے برق کو گرفتار کیا کہا او بلا حفیظ اس مکار کو لیجا حفیظ نے

پشتارہ باندھا اور برق بیہوش کرلیا پہاڑ سے اُتری معیار بہ نگاہ حسرت دیکھا کیا دل مین
کہتا ہوہاے افسوس کا مقام ہو کہ ایسی معشوق ملے اور اُسپر ہاتھ نہ ڈال سکون یہ میری
بدنصیبی ہو ادھر حفیظ نے پہاڑ سے اُتر کر جنگل کا راستہ لیا جست وخیز کرتی ہوئی جاتی ہو کوئی
پاو کوس راستہ طے کیا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اے نور نظر اسطرف آؤ کہو بیٹا کیا
گذری حفیظ نے پلٹ کر دیکھا کہ باپ میرا ایک نخل کے سایے مین بیٹھا ہو خاک
مُنہ پر مل رہا ہو حفیظ نے جو باپ کو دیکھا پوچھا حضور کیونکر آئے مفتاح نقل نے کہا
اے نور نظر مجھکو کنیزون نے خبر دی کہ برق نے تمکو بیہوش کیا اور تم بھی بیہوش ہوئین
معیار قزاق دونون کو اُٹھا کر لے گیا ہو معیار کی سرحد کا ہیرے ملک سے ڈانڈا
لا ہو وہ بخوبی مجھکو جانتا ہو چلا تھا کہ جا کر تمکو لے آؤن حفیظ نے کہا اے والد نامدار اتفاق
اسوقت یہ مکار بیہوش ہو سامنے معیار کے اور ہی کچھ فریب لایا تھا مگر معیار نے
اُسکی دوا دیا کچھ نہ سُنی گرفتار کر کے مجھے کہا کہ تم اس عیار کو لے جاؤ مین لے آئی اب
لشکر مین چلکر اسکو قتل کرونگی اپنے بڑے صدمے پہونچانے مین اُسکا بدلا کرونگی پہلے
اسکو کوڑے مارونگی پھر جلا دے کہونگی کہ اسکا سر کاٹ لے تب یہ نا عیار راضی ہوگا
مگر مفتاح نقل اپنے مقام سے اُٹھتا نہین اسوجہ سے کہ مفتاح کا قد لمبا ہو اور اس
مفتاح نقل کا قد چھوٹا ہو جب حفیظ نے کئی مرتبہ کہا کہ اب اُٹھیے چلیے تو مفتاح نقل نے
کہا لو بیٹا سب لشکر آتا ہو سپہ سالار ہمارا میکال چوب گردان بڑا ہی خیرخواہ ہو
اُسکو تاب نہ ہوئی کہ مالک گئے ہین مین بھی چلون ان سب کو منع کردو کہ پلٹ جائین
حفیظ پلٹی کہ دیکھون یہ کیون آتا ہو جیسے ہی یہ پلٹی چالاک نے بہ چالاکی حلقے کمند کے
گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا نعرہ چالاک

بہ عیاری منم چست و چالاک
نیاید باد گرد تیز گامم

بچشم دشمن اندازم کف خاک
خلیفہ اول چالاک نامم

جھٹکا مارا اور رحباب مار دیا حفیظ گری اور بیہوش ہوئی چالاک نے برق فرنگی
کا پشتارہ قبضے مین کر کے چاہا حفیظ کو اُٹھا لون یہ خیال کر کے طرف حفیظ کے چلا کہ

صحرا سے گرد اڑی دس بیس عیار بچیان ملازمان حفیظ کی جابجا جنگل مین پھرا کرتی ہین
سامنے سے نمایان ہوئین اور دور سے دیکھا کہ ہماری بی بی بیہوش پڑی ہین ایک عیار
ارادہ کر رہا ہی کہ گرفتار کرون وہین سے للکارین کہ او مکار خبردار چالاک پشتارہ برق
کا لیکر بھاگا کنیزون نے آکر حفیظ کو ہوشیار کیا حال پوچھا کہا صاحبہ بڑے ظالمون سے
مقابلہ ہی ہر مقام پر موجود رہتے ہین اسوقت چالاک نے ایسا دھوکا دیا کہ مین اسکو
کرکے رہگئی اگر وہ اٹھ کھڑا ہوتا تو مین پہچان جاتی مگر کہان جائیگا بے گرفتار کیے ہرگز
نہ چھوڑونگی یہان چالاک نے برق کو الگ لاکر ہوشیار کیا برق نے اٹھتے ہی
چالاک کا شکریہ ادا کیا کہا خلیفہ صاحب تمنے اس غلام کو خوب بچایا لیکن اب مین اسکی
فکر مین جاتا ہون گرفتار کرکے لاؤنگا یہ کہکر چالاک سے رخصت ہوا ادھر کنیزون سے
حفیظ رخصت ہوکر تلاش مین برق کی نکلی تھی برق جست وخیز کرتا ہوا جاتا تھا کہ سامنے
سے دیکھا چالاک بن عمرو آتا ہی مگر برق نے خیال کرکے دیکھا کہ چالاک کے تیور پر
بل پڑا ہوا ہی آنکھ جو ملگئی برق سمجھا کہ یہ چالاک نہین ہی چالاک نے پکارکر پوچھا کہ
بھائی صاحب کہان سے آتے ہو اب تو برق کو گمان غالب ہوا کہ چالاک اسطرح سے
مجھسے کلام نہین کرتا کچھ اعضا پر نگاہ ڈالی وہ بھی خلاف پائے پکار اٹھا کہ او ملکۂ عالم آپکے
ایسے فتور تو میرے شاگرد کرتے ہین ان باتون پر دھوکا نکھاؤنگا حفیظ سامنے
سے بھاگی برق نے چاہا پیچھا کرون کہ چند کنیزین حفیظ کی صحرا سے پیدا ہوئین اور
للکارین کہ او مکار ہماری ملکۂ عالم کے ہاتھ سے تیری قضا ہی مگر حفیظ کے دلمین خیال ہوا کہ
پھر اسی کو دھوکا دون راستہ کاٹکر طرف لشکر اسلام کے چلی ناظرین پر واضح ہو کہ
حفیظ بھی فنون عیاری مین طاق شہرۂ آفاق ہی لشکر اسلام مین بشکل چوبدار داخل
ہوئی ایک مقام پر دیکھا ایک خیمہ استادہ ہی ایک مہ جبین کمسن بیٹھی ہوئی تعلیم لے
رہی ہی کہ حفیظ نے بشکل چوبدار آکر کہا کہ بی بی اٹھو تعلیم لے چکین بارگاہ شاہی مین
جلوہ افروز ہین ارباب نشاط نے تمکو بلایا ہی تمتو یہان کئی دن سے اتری ہوئی ہو اور
نوبت مجرے کی نہین آئی وہ نازنین لباس تبدیل کرنے گئی حفیظ اسکے ایک گوشے

مین لائی اور بیہوش کرکے اسکو ایک صندوق مین بند کر دیا چونکہ خود بھی عورت ہو اسکی
صورت جو بنی تو تمام سازندے کہ رہے ہین کہ بی گنّا آج تو ایسا مجرے مین رنگ دکھاؤ
کہ انعام و اکرام ملے حفیظ یہ سنکر گانے لگی برق چونکہ اِس گنّا پر میل کرتا ہو تو پھرتا
ہوا سامنے سے جو نکلا گنّا نے پکارا میان برق فرنگی آج کیا ہو جو ہمارے پاس نہین
آتے ہو ہم تو تمھارا انتظار کر رہے تھے اِس ناز سے حفیظ نے کہا کہ برق تڑپ گیا
جھپٹ کر آیا بیٹھکر دل لگی کرنے لگا حفیظ نے دو چار اشعار گا کر سازندون کو منع کیا
کہ اب ساز نہ بجاؤ بڑے تعجب کی بات ہو کہ میان برق ہم پر مہربان ہین مزاج شاہ مین
دخل رکھتے ہین جب یہ پیروی کرینگے تو ضرور مجرا ہوگا برق نے کہا بی گنّا نہ گھبراؤ مین
ابھی جا کر شاہ سے عرض کرتا ہون آج تمھارا اِسی وقت مجرا ہو جائیگا حفیظ چمک کر
اُٹھی ایک گوشے مین آکر اشارے کرنے لگی کہ میان برق اِدھر آؤ جو آرزو ہو وہ
پوری کرو برق خوشی خوشی قریب پہونچا حفیظ نے باتون مین لگا کر برق فرنگی
کو گلوری دی برق گلوری کھاتے ہی بیہوش ہوا حفیظ نے پشتارہ باندھا اور لیکر
بھاگی لشکر سے نکلکر میدان پکڑا جست و خیز کرتی ہوئی جاتی ہو مگر یہی خیال ہو کہ ایسا
نہ ہو راہ مین کوئی ملجائے مگر چالاک بن عمرو برق سے جدا ہو کر لشکر حفیظ مین آیا
ایک کنیز کی شکل بنکر دربار مین پہونچا مفتاح کو سلام کیا مفتاح نے پوچھا کیون
گلبدن آج تو بہت ہنستی ہو چالاک نے کہا اے شہنشاہ مین ابھی سو رہی تھی اور
خداوند جمشید ثانی کو خواب مین دیکھ رہی تھی کہ کہتے فرما رہے ہین برق کو گرفتار
کرا دینگے اب ملکہ اُسکو لیکر آئین گی خالی نہ پلٹین گی مگر کچھ کمال مجکو مرحمت فرمائے ہین
گانا تو میرا سماعت فرمائیے فرما گئے تھے کہ آواز بھی تمھاری بدل جائیگی یہ کہکر ایک کنیز
سے اِشارہ کیا وہ بایان چھیڑنے لگی چالاک نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے **نظم**

غرق بحر اشک ہین کیا حاجت دامن ہمین
چشم تر ہر روز پہناتی ہو پیراہن ہمین

امتحان تیغ قاتل آج کرنا ہو ضرور
چاہیے ہو اور بھی گردن تہ گردن ہمین

دیکھکر مجھکو گریبان چاک کرتا ہو ہلال
لیجیے ہمسے گریبان دیجیے دامن ہمین

بعد مردن بھی نہیں شان جنون میں کچھ کمی	چاک ہر جا سے ملا ہی پہلو سے مدفن ہیں
فرط کاہش سے یہ حالت ہو کہ برسوں ہو چکے	خواب میں بھی اب نہیں آتا خیال تن ہیں
اب کسے ہو فرصت منت کشی ای باغبان	داغ دل دکھلا رہے ہیں جادہ گلشن ہیں
آہ آتش بار ہو طوق سلاسل ہو گداز	موم سے بھی نرم ہو سنگینی آہن ہیں
غیر ممکن ہو امید صحبت پیمان دوست	کم نہیں رنج تمنا سے منت دشمن ہیں

مفتاح تعریفیں کر رہا ہو اور کہتا ہو ای گلبدن تمھارا بڑا مرتبہ ہوا مگر تمنے فتح جنگ کا سوال نہ کیا چالاک نے کہا میں خداوند کو دیکھکر ایسا گھبرا گئی کہ کچھ کہہ نہ سکی مگر اب یقین ہی کہ پھر خواب میں آدیں چالاک کا ارادہ ہو کہ ساحری کر کے بارگاہ کو لوٹلوں ناگاہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں کہا ای ملکہ گلبدن تمھارے حجرہ میں کمی شکار جب تمنے کہا تھا ہوا ملکہ برق کو لاتی ہیں چالاک کے ہوش اڑ گئے جی میں کہتا ہو کہ اب رہائی برق کی تدبیر کروں جو میں نے ارادہ کیا وہ نہ ہو سکا اس سوچ میں خاموش بیٹھا ہو مگر مفتاح بھی کہہ رہا ہو کہ ای گلبدن تمھارے کہنے کا ظہور ہوا قدرت نے برق کو گرفتار کرا دیا گلبدن جواب دیتی ہو ای شہنشاہ کوہستان جو قدرت نے کہا تھا وہی میں نے یاد رکھا قدرت کے فرمانے میں کہیں فرق پڑتا ہو ہر چند کہ مسلمانوں سے دبے ہوے ہیں لیکن قدرت صاحب کرامت ہیں ایسا نہیں ہو کہ جو کہیں اور وہ نہ ہو جیسا ارشاد فرمایا تھا وہی ہوا کہ ملکہ خالی نہ لیٹیں یہ ذکر تھا کہ حفیظ آکر پہونچی پشتارہ برق کا سامنے باندھے ڈالدیا کہا جلاد کو بلایے اسکو جھٹ پٹ قتل کرے چالاک گھبرا کر اٹھا ایک گوشے میں آکر صورت بدلی جیسے ہی مفتاح نے کہا کہ جلاد کو بلاؤ چالاک بصورت جلاد سامنے حاضر ہوا اور بولا ای شہنشاہ کوہستان سب حکم ایک ہی مرتبہ دیدیجیے کہ میں خنجر ماردوں ایسا نہ ہو کوئی اسکا معین آجائے ان عیاروں میں آپس میں بڑے میل ہیں ایک دوسرے کی فکر لیے رہتا ہو مفتاح نے کہا اب چند ساعت اسکی زندگی میں باقی ہیں ای حفیظ اسے ہوشیار تو کرو حفیظ نے منھ دھلا کر ہوشیار کر دیا برق کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک جلاد خنجر برہنہ لیے سر پر کھڑا ہو گر اشارے کر رہا ہو کہ بھائی

ہوشیار رہو مین تمکو رہا کرتا ہون برق نے چالاک کو دیکھا تا حیران تھا کہ جلاد یہ کیا اشارے کر رہا ہو مگر چالاک نے خنجر کو جنبش دی حفیظہ کہہ رہی ہو کہ کیون او سترِ برق تمنے ہماری عیاری دیکھی گستاخ تمکو گرفتار کیا تمکو گمان بھی نہ ہوا کہ کوئی عیاری ہو رہی ہو اور ایسے ایسے ہزارون شعبدے ہین اب تمھارا پیمانۂ عمر لبریز ہوا اور جلاد سر کاٹ لے یہ بھی ایک فقرہ بنایا ہو کہ مین عاشق ہون اگر گرفتار ہو گئے تو کہا محبت کے پھندے مین پھنسے اور جو اپنا دار چلگیا تو بڑے عیار ہین مین تیرے مطلب کو خوب سمجھگئی ادہر چالاک نے جھپٹکر نیمچہ مارا کہ ہتکڑی برق کی کٹی چالاک نے یہ کار نمایان کیکے برق کو کاندھے پر اُٹھایا اور دربار سے نکلکر بھاگا اور پکارکر کہا کیون بھا بھی صاحب یہ گستاخ کی عیاری سے کچھ کم ہوئی بھائی کو اپنے لیے جاتے ہین یہ کہکر چالاک جست و خیز کرتا ہوا لشکر سے نکلا ادہر حفیظہ نے بیقرار ہو کر کہا ہان یارو لینا یہ جانے نہ پائے ایک کنیز نے پیچھا کیا بڑھکر نیمچہ مارا چالاک سے خم ہو کر خالی دیا جھپٹکر خنجر مارا کہ کنیز کا بازو قلم ہوا کنیز گری مگر کنیز دنکا بلوہ ہوگیا چالاک لڑ رہا ہو کہ پہلو سے کوہ سے ایک آواز آئی قران نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قران

	جہان سر سنگ در رہ خنجر گذاری		سر ربع التبرچون بار بہاری
	منم مہتر قران شیر ژیانم		بمیدان اژدہاء آتش نشانم

نعرہ کرکے مہتر قران نے جو بغدے مارنا شروع کیے تو مہتر قران سے کون مقابلہ کر سکتا ہو چند وار مین کنیزین بھاگین حفیظہ نے جو مہتر قران کو دیکھا کنیز دنکو اشارہ کیا کہ ہٹ آؤ کنیزین ہٹین مہتر قران چالاک کو ساتھ لیکر صحرا مین آئے برق کی قید کاٹی مگر برق قید کٹتے ہی رونے لگا کہا او چالاک مجھکو کیون بچایا مین حفیظہ کے ہجر مین زندہ نگا قتل ہو جاتا تو بہت بہتر تھا چالاک نے کہا بھائی اپنے ہوش درست کرو حفیظہ کو گرفتار کرلا عقد شرعی ہو جائے جو ان رعنا ہو اسکو بھی تمپر توجہ ہو گی برق نے کہا اب جاکر جان اپنی مٹاؤنگا اپنے کو اُسکی صحبت مین پہونچاؤنگا دل مجھسے جدا ہو تو دیکھون ہر چند چالاک و قران نے سمجھایا مگر برق کب مانتا ہو

بیقرار ہو کر جواب دیتا ہو بقول شاعر نظم

کہاں ہو تو ای عشق کاشانہ سوز　　کہاں ہو تو ای شمع پروانہ سوز
جلا دینے مین تو وہ بیباک ہو　　کہ سارا جہان مشت خاشاک ہو
جدا ای عشق دریا سے ہو تجھکو لاگ　　نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو　　لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو
جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین　　بلا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
تجھے جسنے ای عشق دیکھا وہ برق　　کیا بحر آتش مین عاشق کو غرق
کسی کو کوئی شو دکھاتا ہے تو　　اُسے اُسکا شیدا بناتا ہے تو

یہ اشعار پڑھکر بے اختیار رو دیا اور طرف لشکر حفیظ کے چلا حفیظ کو بھی بڑی کد ہو کر
جسطرح جسنے اُس لنگوٹے کو گرفتار کرون یہ سوچکر چالیس کنیزین ساتھ لیکر تلاش مین برق
کی چلی اُدھر سے برق فرنگی آتا تھا دور سے برق نے دیکھا کہ حفیظ آتی ہو فوراً ایک
گوشے مین چھپ گیا مگر حفیظ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ تم اسی جنگل مین ٹھہرو مین لشکر
مسلمانان مین جاتی ہون وزیر زادی اسکی شمعرو یہ کہکر بڑھی کہ مین ڈھونڈھکر لائی
آپ نہ جائیے یہ کہکے چلی برق نے شمعرو کا پیچھا کیا ایک جنگل مین آکر شمعرو تلاش مین
پہونچی جو راہ گیر ملتا ہو اُسے بغور دیکھتی جاتی ہو کہ دیکھا برق فرنگی سامنے سے
آتا ہو آواز دی کہ میان برق ادھر آؤ ملکہ کا حکم ہو کہ برق کو گرفتار کرلاؤ برق نے
کہا ای وزیر زادی مین حاضر ہون میرا ہاتھ باندھ لو اور سامنے اُس سفر دشمن دجال
کے لے چلو یہ کہتا ہوا سامنے آیا کہا ای وزیر زادی یہ خیال نہ کرنا کہ مین تمپر وار کرونگا
تم پہلو مین ملکہ کے بیٹھنے والی ہی غنیمت ہو کہ تمکو دیکھا گویا نظارہ ملکہ ہوا شمعرو نے
کمندین سنبھالیں چاہا برق پر ماردن برق قریب پہونچ چکا تھا دونون ہاتھ
باندھے ہوے سامنے آکر کہا ملکہ ہوشیار ہو جاؤ یہ کہکے دس حباب مارے چند حباب
خالی گئے مگر دو حباب منھ پر شمعرو کے پڑے کہ شمعرو بیہوش ہو کر گری برق نے کنارے
لاکر شمعرو کو درہ کوہ مین چھپا دیا اور آپ شمعرو کی شکل بنا طرف لشکر حفیظ کے چلا

اِس فکر مین ہو کہ کوئی راہ گیر ملے تو اُسکو گرفتار کرون اپنی شکل بناکر لیجاؤن کہ ایک راہگیر
نوجوان آفت کا مارا سامنے دکھائی دیا برق نے بڑھکر اُس جوان کو بیہوش کیا اور اپنی
شکل بناکر پشتارہ باندھ معاطرت لشکر حفیظہ کے چلا راہ مین کنیزین ملین اُنھون نے کہا کہ
کیون وزیرزادی کسکو لائین شمعرو نے کہا اُسی لنگوڑے بھورپیے کو گرفتار کرکے لائی
ہون خوب مجھسے لڑا مگر مین نے کمند مارکے گرفتار کر لیا کنیزین تعریفین کرنے لگین کہ
حفیظہ آکر پہونچی پکار کر پوچھا کیون شمعرو کچھ مطلب نکلا شمعرو نے کہا آپکے اقبال
سے جاؤن اور مطلب نکلے مین برق کو گرفتار کر لائی حفیظہ خوش ہوگئی کہا اِس لنگوڑے
کو لے چلو سب کنیزین آگئین آگے آگے برق بشکل شمعرو حفیظہ کا ہاتھ تھامے ہوے
چلا جارہا ہی ہر مرتبہ یہی کہتا ہو کہ اے ملکۂ عالم بارگاہ مین چلیے آج تو بڑی خوشی ہو ملکہ
حفیظہ نے کہا اگر یہ قتل ہوجائے تو مین شاہ کو لے آؤن اِسی لنگوڑے کے جھگڑے
مین کئی مہینے گذر چکے ہین روز نیا معاملہ درپیش ہوتا ہی برق کہتا ہی آج سب فساد کا
خاتمہ ہی برق کو چلکر قتل کیا اور جنگ فتح ہوئی حفیظہ سب کو ساتھ لیے ہوے اپنی
بارگاہ مین آئی مفتاح کو بھی خبر ہوئی کہ برق گرفتار ہوا مفتاح بھی آکر مقام صدر
پر بیٹھا برق نے پشتارہ برق نقلی کا ڈالدیا کنیزین لات لگی مارنے لگین دلکی بھڑاس
نکالنے لگین برق نے کہا اے ملکۂ عالم آپ کے والد بھی آگئے ساقیان زہرہ مثال
کو طلب فرمایئے اور جلسہ جمایئے آج وہ صحبت ہو کہ جمشید کو بھی رشک ہو غرضکہ جب
سحر گذرا جب مین تلاش برق مین چلی تو دیکھا ایک نخل کے نیچے خداوند کھڑے
ہین مجھسے پوچھنے لگے کہ اے شمعرو کہان جاتی ہو مین نے کہا برق کی تلاش مین ہون
قدرت نے فرمایا وہ سامنے برق آتا ہی تم مقابلہ کرو مین تقدیر کرونگا تم گرفتار کرلینا
مین نے برق کو ٹوکا لڑبھڑکر گرفتار کر لیا قدرت نے یہ بھی فرمایا کہ اے شمعرو گانیکا
شوق کرو یہ کہکر بایان بجانے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند شروع کیے نظم

لبگر ہو دل مین ہوس نظارہ جلوۂ یار کی	آنکھ اپنی آنکھ تو ہر روزن دیوار کی
لطف نظارہ سے پھر آئی نہ آنکھ تک نگاہ	خال بنکر رنگینی دلدار کے رخسار کی

بعد مردن بھی گئی دل سے نہ اپنے آرزو
جام کی ساقی کی رکی یار کی گلزار کی

کر دیا آخر خیال یار نے ایسا نحیف
تار گیسو بنگئی گردن ترے بیمار کی

ربط باہم کا بڑھا ایسا یہانتک دشت مین
نوک جو ٹوٹی نکلی آبلے سے خار کی

کسقدر لذت تھی خون بیگناہی مین ترے
خنجر قاتل نے چلکر حلق پر تکرار کی

خندۂ زخم جگر سے قبر مین آئی نہ نیند
بعد مردن بھی نہ جھپکی آنکھ مجھ بیدار کی

خوب روئے گردن مینا لگا کر ہم گلے
جسگھڑی ساقی نے رخصت کے لیئے تکرار کی

فضل حق ہے بسکہ ہو شاگرد مومن تو تسلیم
دھوم ہو سارے زمانے مین ترے اشعار کی

اس رنگ مین برق نے یہ اشعار گائے کہ حفیظہ حیران ہو گئی خاموش بیٹھی دیکھ رہی تھی مگر شمعرو کو جو برق فرنگی درۂ کوہ مین ڈال آیا تھا تو کاہ فروشون کا اودھر سے گذر ہوا انھون نے دیکھکر اسکو ہوشیار کیا شمعرو ہوشیار ہوتے ہی طرف اپنے لشکر کے چلی یہان برق رنگ جما رہا ہی خاصے کا وقت قریب ہی برق کا ارادہ ہو کہ خاصے مین بیہوشی ملاؤن اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتاح کو بھی یہین کھانا کھائیگا اسوجہ سے شراب وغیرہ کی ترکیب نہین کرتا خود حفیظہ نے کہا کہ بی شمعرو آج تو تم ایسی گا ئین کہ دل بیچین کر دیا جی چاہتا ہو کہ تمھارا اگانا سنتے ہی جائین کہ ایک چوبدار نے بڑھکے سلام کیا حفیظہ نے پوچھا کیون میان مردے ہے صاحب خیر تو ہو مردے ہے نے کہا ملکہ شمعرو آتی ہین برق سے تو ہوش اڑ گئے مگر قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای ملکۂ عالم مین زیرخت بیٹھی ہون میری شکل بنکر کوئی نگوڑا عیار آیا ہوگا سب ملکر گرفتار کر لینا اس نگوڑے کو یہ خبر نہین ہو کہ مین شریک صحبت ہون حفیظہ کو سناٹا آگیا کہا یہ عیار بڑے گستاخ ہین بلکہ جان کا خوف نہین بے تکلف چلے آتے ہین جی مین سوچ رہی ہو کہ یہ کیا فریب ہو کہ شمعرو حیران و پریشان جیسے ہی بارگاہ مین آئی تمام کنیزین لپٹ گئین کوئی کہتی ہی او نگوڑے ہماری وزیرزادی صاحبہ تو موجود ہین تجھکو کچھ خوف نہ آیا بلا تکلف چلا آیا ہرچند شمعرو غل مچاتی ہو کہ ارے کیون دیوانی ہو گئی ہو مین تمھاری وزیرزادی ہون مگر کون سنتا ہو ہاتھون ہاتھ شمعرو کو پکڑ لیا اور رسیون سے باندھا برق نے

تخت کے نیچے سے نکلکر کہا کیون او ناعیار یہ سمجھا کہ وزیرزادی اس صحبت مین ہوگی مین
اسکی شکل بنکر نہ جاؤن شمعرو اپنی ہمشبیہ کو دیکھکر خاموش کھڑی رہگئی جی مین کہتی ہوکہ یہ
کون ہو جو میری شکل بنا ہو کسکو اپنا دوست بناؤن سب کنیزین برہم ہو رہی ہین دیکھیے
میرے لیے کیا ہو مگر سوچتے سوچتے کہا او ملکۂ عالم ایک کام تو کیجیے کہ میرا بھی منھ آپ
دھلا لیجے اور شمعرو کا بھی منھ دھلاییے کیا تعجب ہو کہ مکاری میری تخت نشین ہو یہ
سنکر برق نے سر اپنا سامنے حفیظہ کے جھکا دیا کہا واری مین تو خیر خواہ دولت ہون
مجھکو قتل کر ڈالیے مگر حریف نہ بچے حفیظہ نے کہا او شمعرو مجھکو کچھ بن نہین پڑتا برق
گرفتار ہو گیا مین تھک گئی کیونکہ شمعرو سمجھون ارے گرم پانی تو لاؤ کنیزین دوڑکر گرم پانی
لائین برق فرنگی نے کہا او ملکۂ عالم پہلے مین منھ دھوؤنگی بعد اسکے اسکا منھ دھلاییے
یہ کہتا ہوا بارگاہ مین پھرنے لگا ایکمرتبہ کہا او ملکہ مین کچھ کان مین کہونگی جیسے ہی ملکہ نے
سر جھکایا برق نے تاج سر سے لیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی

مرا نام ہی برق خنجر گذار	کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون	کہے کون مکار و غدار ہون
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے	ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب اور شرق ہی	چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

نعرہ کرکے برق فرنگی بھاگا حفیظہ نے کہا جانے نہ پاوے اسکو لینا یہ سنکر سب کنیزین
برق کے پیچھے دوڑین اور کنیزین تو تھک کر ٹھہر گئین مگر گلبدن نے کہ بہت چالاک ہی برق
کا پیچھا کیا جب برق جنگل مین پہونچا تو گلبدن نے نیچہ مارا برق نے نیچہ خالی دیا
لڑتے لڑتے حباب مار دیا کہ گلبدن بیہوش ہو کر گری برق فرنگی اُس کنیز کو بیہوش
کرکے آپ حفیظہ کی فکر مین چلا یہان حفیظہ کہ رہی ہو ارے دیکھو تو یہ نگوڑا ناعیار برق
کسکو بنا کر لایا ہو اُس راہ گیر کا جو منھ دھلایا حفیظہ نے دیکھا ایک راہ گیر ہو اُس سے
جو پوچھا اُسنے کہا مین راہ مین آتا تھا ایک انگریز نے آکر ہاتھ ہلا دیا پھر مجھکو خبر
نہین کہ کیا گذری حفیظہ نے کہا ساعت نیک تھی ورنہ مین تمکو قتل کرتی حفیظہ نے

اسکو رہا کر دیا اور چالاک کو بڑا ہی خیال ہو کہ ایسا نہ ہو برق پہنچ جاے یہ سوچ لشکر سے نکلا تو سامنے
ایک چشمہ ہو اُسپر آکر ٹھہرا کہ صحرا سے ایک شخص آیا اُسنے چاہا پانی پیوے چالاک نے
منع کیا کہ بھائی یہ پانی نہ پیو اس مین کچھ مار ملا ہو تم کون ہو کہاں سے آتے ہو اُس شخص
نے جواب دیا کہ معین تاجدار جو مفتاح کو ہی کا بھائی ہو اُسکا نامہ لیکر آیا ہون انھون
نے نامے مین لکھا ہو کہ کیون بھائی بیٹی نے تمھاری کیا کیا ہمکو بھی اطلاع دو ہم بھی نیکو
مین چالاک نے درہ کو وے لاکر اُسکو پانی پلایا اُس نامہ دار کو تو بیہوش کر کے درہ
کو مین ڈالدیا نامہ اُسکی کمر سے نکال لیا آپ نامہ دار کی شکل بنکر طرف لشکر حفیظہ
کے چلا راہ مین برق سے ملاقات ہوئی برق نے پوچھا خلیفہ صاحب کہان جاتے
ہو چالاک نے کہا بھائی مجھے بھی قلق ہو کہ تم بیقرار مارے مارے پھرتے ہو مین
جاکر رنگ جماتا ہون تم بھی آنا جسطور سے بن پڑے برق فرنگی تو ایکطرف چلا گیا
مگر چالاک نامہ لیے ہوے لشکر حفیظہ مین آیا دریافت کر کے بارگاہ مین پہونچا
ہاتھ مین مفتاح کے نامہ دیا اس نے سرنامے پر جو بھائی کا نام دیکھا تو نامے کو لیکر آنکھون پر
رکھ لیا مضمون سے آگاہ ہو کر کہا کہ آج تم یہین رہو کل تمہین رخصت کرینگے چالاک
کو تو ایک بیٹھی رہنے کو ملی مگر برق جنگل مین کھڑا تھا کہ اُسنے دیکھا ایک عورت حیران
حیران چہار جانب دیکھتی ہوئی آتی ہو برق نے بڑھکر اُس عورت سے حال جو پوچھا
اُس عورت نے کہا شمیمہ سحر نگار ملکہ حفیظہ کی منھ بولی بہن ہین اُنکا نامہ لیکر آئی ہون
شمیمہ نے لکھا ہو کہ بوا تم جانتی ہو کہ مجھے تمھارا کسقدر خیال ہو جسدن سے سُنا ہو کہ
تم مقابلہ مسلمانان مین گئین آٹھ پہر ڈوبتا ہو لہذا اشتعال خفل فرزانے کنیز نامہ لیکر آئی ہو
مفصل حال بتاؤ کہ مسلمانون سے کیا گذری برق نے یہ سب دریافت کر کے اُس
عورت کو بیہوش کیا اور نامہ کمر سے نکال لیا اُسی عورت کی شکل بنکر چلا کنارے
پر جو لشکر کے آیا دیکھا حفیظہ آتی ہو جُھک کر سلام کیا نامہ بلا تکلف دیدیا حفیظہ نے
سرنامے پر جو شمیمہ کا نام پایا سر پر رکھا آنکھون سے لگا لیا اور کہا بہن ہماری اچھی
تو ہین برق نے سر ہلا دیا کہ سب طرح خیر و عافیت ہو مگر آپ کے واسطے بہت

پریشان ہین حفیظ سے کنیز نے کہا بارگاہ مین جو صحنچیان ہین اُنھین ایک نامہ دار اُترا ہوا ہو اسکو بھی
بلیجا کر وہین اُتارو کنیزون نے لاکر قریب چالاک کے برق کو اُتارا برق نے چالاک کو
پہچانا اشارہ دن مین کچھ باتین ہوئین حفیظ آکر بارگاہ مین بیٹھی کنیزین آکر جمع ہو گئین
رقص و سرود کی باتین ہونے لگین کسی نے بایان چھیڑا کہ نامہ دار مسمین تاجدار نے
نامہ دار شمیمہ سے کہا کہ طبلہ بے سرا بج رہا ہو عورت نے جواب دیا کہ کوئی بے وقوف
بجا رہا ہو حفیظ نے سُنکر دونون آپس مین تکرارین کر رہے ہین پکار کر کہا اُٹھو تم طبلہ
بجاؤ چالاک نے ہاتھ ہی طبلے کے ٹکڑے باندھنا شروع کیے نامہ دار شمیمہ کہتی جاتی ہو
بے سرا پن ظاہر ہو آخر چالاک نے پکار کر کہا بی بی آؤ تم گاؤ تو حال سرے بے سرے
کا کھلے برق جھٹ کر قریب چالاک کے آیا اور گنگنا کر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

دیر کسکا کعبہ مقصود ہو — بُت اگر گم ہو خدا موجود ہو
بُت بھی سجدے کرتے ہین جسکے حضور — وہ مرا نام خدا معبود ہو
سودۂ الماس کھا کر مر رہون — زندگانی ہجر مین بے سود ہو
جل رہا ہون آہ مین کرتا نہین — داغ فرقت آتش بے دود ہو
کیا عوض چاہون وفا سودا نہین — دل جو دے ڈالا تجھے یہ جود ہو
ہو مرا مقصود حاصل ہر جگہ — ہر مقام اب منزل مقصود ہو
شعلہ ور ہونے لگے داغ فراق — دل ہمارا تودۂ بارود ہو
سر جھکا ناسخ اسی کے سامنے — کیا بلا ہین بُت خدا معبود ہو

برق جو یہ غزل گا کر چپ ہوا تو میان چالاک نے کہا خوش آوازی کا باعث ہو ورنہ
بے سری گاتی ہو برق نے کہا میری بی بی نے لاکھون روپیہ صرف کرکے مجھکو کمال
سکھلوائے ہین مگر کیا مجال جو بے سری ہونے پاؤن اِس گانے کے علاوہ اور کمال
بھی مجھکو آتا ہو کہ پانون سے ناچون ہاتھ سے بتاؤن سر سے شراب پلاؤن یہ سنکر
چالاک نے کہا یہ تو بہت دشوار ہو عورت نے کہا کیا کہون غیر جگہ آئی ہون اگر کبھی
میخانے کی مجھکو لیجائے تو ابھی تماشہ دکھاؤن حفیظ نے کبھی میخانے کی پھینکدی کہا لو

بی شعلہ محفل افروز یہ بھی تمہارا ہی کمر ہی جنکی تم کنیز ہو ہر چند کہ وہ میری سمجھ بوجھ میں ہین
مگر آپس مین یہ مجتین ہین کہ مین آئی آنکھ چین نہ پڑا آخر نامہ بھیجا برق نے گھنگرو پانون
مین باندھے اور رجسیٹ کر میخانے مین آیا پکارکر آواز دی کہ صاحبو ہم ساقی ہوتے
ہین کوئی باقی نہ رہے خادم وغیرہ دوڑے گلابیان اُٹھالین برق نے تھوڑے ہی
عرصے مین سارا میخانہ تقسیم کر دیا چالیس پچاس گلابیان و ارغوانی اُس مین بھری
کشتی مین لگا کر محفل مین لایا حفیظ نے کہا دیکھو صاحبو کس سلیقے سے شراب لائی ہی
کہ خواہ مخواہ جی چاہتا ہو کہ شراب پیجیے ہماری بہن کو بڑا شوق ہو کسقدر خرچ کرکے
بی محفل افروز کو تیار کیا ہوگا جس مین کہ ایسا کمال ہو جیسا کہ آنکی صحبت مین جلسہ ہوتا ہی
شاہون کو بھی یہ کیفیت حاصل نہ ہوگی مگر شعلہ محفل افروز گھنگرو باندھکر گت ناچنے
کھڑی ہوئی چالاک کہتا جاتا ہو کہ جب شراب سر پر رکھین گی ضرور شراب سر سے
گریگی برق جواب دیتا ہو کیا مجال ہو کہ قطرہ بھی گرے چالاک کہتا ہو ایسے نقشے
بہت سے سنے ہین یہ مجال نہین کہ جسم کو جنبش نہ ہو برق نے کہا مین توڑے لونگی
اگر ایک قطرہ بھی گرے تو سر کاٹ لو پہنے میںنون برسون کثرت کی ہو یہ کہکر برق
نے جام لبریز کرکے اپنے سر پر رکھا کہا میان نامہ دار دیکھو اگر ایک قطرہ گرے
تو سر کاٹ لینا یہ کہکر توڑے لیتا ہوا منھ سے گاتا ہوا ہاتھون سے بتاتا ہوا سامنے
حفیظ کے آیا سر جھکا کر کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے حفیظ نے
بڑی تعریف کی اور جام پی گئی برق نے دوسرا جام مفتاح کو دیا ایک جام لاکر
نامہ دار کے آگے پیش کیا مگر چالاک اعتراض کیے جاتا ہو کہ ایکے مرتبہ قاعدے
سے پانون نہین اُٹھا شعلہ محفل افروز اُس اعتراض کو دفع کر دیتی ہو چالاک نے
تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلوائی برق لپیٹے لپیٹے آکر محفل مین بیٹھا اشعار
گانے لگا مگر حفیظ کا جام پیتے ہی سر گردش کرنے لگا گھبرا کر کہا کیون بی شعلہ اس
شراب مین کیا تھا جب سے جام پیا ہو سر گردش کر رہا ہو آج تیرے گانے سے
ایسی صحبت ہوئی کہ مین بہن سے تجھے مانگ لونگی یہ کمال مجھکو بہت پسند آیا وزیرزادی

بول اٹھی کہ جتنے متنا ہو عمرو عیار خوب ساقی گری کرتا ہو ایک کنیز نے کہا دیکھیے آپ کی بہن
آتی ہین سارے لشکر مین ہنگامہ ہو دست درازیان ہو رہی ہین کوئی کسیکا دوپٹہ کھینچتی
ہو کوئی خود ناچنے کا ارادہ کرتی ہو ادھر حفیظ آئیے کہکر اٹھی مفتاح تخت سے یہ کہکر اٹھا کہ
یا خداوند آئیے اٹھتے اٹھتے مفتاح و حفیظ دونون گر پڑے اور اہل محفل لینا لینا کہکر
دوڑے جو اٹھا جہان سے اٹھا سب بر لب فرش ہوئے چالاک نے کہا کہ لو
بھائی برق اب معشوقہ کو لیجاؤ برق نے پہلے محفل کو لوٹا چالاک نے بھی زیور وغیرہ
لیا برق پشتارہ باندھکے حفیظ کو لے چلا لشکر سے نکلکر طرف اپنے لشکر کے چلا لیکن
شمیم سحر نگاہ جب اس عورت کو عرصہ گذرا اور جواب لیکر نہ آئی چونکہ عیارہ ہو خود
روانہ ہوئی اسوقت اس صحرا مین پہونچی کہ برق فرنگی پشتارہ بدوش آتا تھا شمیم نے
جو دیکھا للکارا کہ او عیار تو کون ہو کسکا پشتارہ لیے جاتا ہو برق انتہا کا خوش ہو سوچا
کہ سارے لشکر کو بیہوش کرکے آیا ہون یہ کوئی غیر ہو پکارا اٹھا منم منتر برق فرنگی حفیظ
کو لیے جاتا ہون نام اپنی بہن کا سنکر شمیم نیمچہ کھینچکر جھپٹی کہا او لنگوڑے انگریز تیری بھی یہ
مجال ہوئی کہ ہماری بہن کو لیے جاتا ہو اور میرے سامنے یہ کہکر برق پر برس پڑی آخر
برق عاجز ہو رہا ہو چونکہ زیر بار تھا ناچار پشتارہ کھولکر ایک طرف رکھا نیمچہ کھینچکر لڑنے
لگا مگر شمیم نے دو چار نیمچے جو جھپٹ کر مارے برق پیچھے ہٹا شمیم نے پشتارے پر
قبضہ کیا مگر بتاکے سر پر نیمچہ مارا کہ چیلہ سر پر پڑا سر برق کا زخمی ہوا پشت سے شمیم کی
گرد اڑتی کئی سو عیار بچیان نیمچے ہاتھون مین لیے ہوئے آکر پہونچین شمیم نے کہا کہ او
لنگوڑے بھاگ ورنہ یہ سب تجھکو گھیر لینگی برق نے بھی دیکھا کہ اب جان نہ بچیگی آخر
ناچار ہو کر ایک جانب بھاگا مگر بڑا افسوس ہو کہ کس مشقت سے پشتارہ لائے
وہ یون چھن گیا اسی سوچ مین طرف اپنے لشکر کے چلا یہان شمیم نے حفیظ کو ہوشیار
کیا آنکھ جو حفیظ کی کھلی بالین پر اپنی بہن کو پایا مقام صحراے ہول خیز وحشت انگیز
گھبرا کر پوچھا کیون بوا یہان مجھے کون لایا مجھکو بڑا تعجب ہو کہ مین تو اپنی بارگاہ مین تھی
اس جنگل مین کیونکر پہونچی شمیم نے سب حال بیان کیا کہ برق تمکو لیے جاتا تھا مگر

مین نے تمکو یہ ہا کیا حفیظہ نے کہا ہوا تم تو لشکر مین چلو مین نگوڑے برق کو لاتی ہون
یہ کہکر طرف لشکر اسلام کے چلی یہان بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ فرما ہین نقاش و
نقوش ولمعان وغیرہ سب بیٹھے ہین ذکر برق فرنگی ہو رہا ہی بادشاہ فرما رہے ہین
کہ ہمارے میان برق فرنگی دام عشق مین پھنسے ہین تڑپ رہے ہین یہ ذکر تھا کہ برق
آکر پہونچا مگر دریائے خون مین نہایا ہوا بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کیون برق خیر تو
تو برق نے سب حال بیان کیا کہ چالاک بھی آکر پہونچا بادشاہ نے فرمایا آج شب کو
دونون صاحبون کو تکلیف دینگے یعنی گانا سنین گے ای نقاش ونقوش صحبت آراستہ
کرو نقاش ونقوش نے اسی وقت کلاہیان منگا کر رکھین انتظام صحبت مین نقاش
ونقوش دوڑے دوڑے پھر رہے ہین صحبت آراستہ ہو رہی ہی مگر حفیظہ پھرتی ہوئی
لشکر مین اہل اسلام کے آئی ضعیفہ بنی ہوئی ایک دوکان پہ بیٹھ گئی کہ خادم سرکاری
کچھ سودا لینے آیا تھا اُس سے جو حفیظہ نے پوچھا خادم نے کہا آج دربار مین بڑی خوشی
ہو میان برق وچالاک گائین گے بڑا ہی لطف ہوگا یہ خبر سُنکر حفیظہ نے خادم کو
بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر طرف بارگاہ کے چلی راہ مین کسی نے پکارا میان سعادت
کہان جاتے ہو حفیظہ سمجھ گئی کہ میرا سعادت نام ہی خوش خوشی بارگاہ مین آئی دیکھا
تخت پر بادشاہ بیٹھے ہین نقاش ونقوش ولمعان وغیرہ باادب بیٹھے ہوئے ہین
برق وچالاک بیچ صحبت مین چالاک طبلہ درست کر رہا ہی جب صحبت آراستہ ہو چکی
تو بادشاہ نے اشارہ کیا ہان میان برق فرنگی گانا شروع ہو چالاک ٹکڑے باندھنے
لگا برق نے خوب سوچکر غزل جناب ناسخ مرحوم کی شروع کی اور گانے لگا کہ ای شہریار
یہ غزل جناب ناسخ صاحب مرحوم نے بڑے لطف کی کہی ہی چند شعر یاد ہین عرض کرتا ہون نظم

آب وہ ہے وہ گل تر تازہ ہو — لب کی سرخی نہین ہی غازہ ہو
یار ہو کاشانۂ دل مین مقیم — چاک سینے کا جبہ ہی دروازہ ہو
باغ مین آواز چاک جیب گل — صاف ہم دیوانون پر آوازہ ہو
چہرۂ جانان ہو قرآن مجید — خط جسے سکتے ہین وہ شیرازہ ہو

مرگیا ہون وادی غربت مین مین	پر وطن کا شوق بے اندازہ ہو
دیکھتا ہون جب در فردوس کو	جانتا ہون اکبری دروازہ ہو

اس رنگ سے برق فرنگی نے یہ غزل گائی کہ نقاش ونقوش دلیمان تڑپنے لگے مگر حفیظ کا عجیب حال ہو کبھی گھبرا کے آنکھ کھول دیتی ہو کبھی آنکھین بند ہو جاتی ہین جی مین کہتی ہو کیا کامل واکمل ہو کیا آواز مین سوز وگداز ہو بتانے مین ایک تانہ ہو اگر عورت بنا ہوا ہوتا تو سیکڑون کو مار ڈالتا اس صورت پر تو یہ کیفیت ہو کہ سیکڑون لوٹ رہے ہین کوئی بیقرار کوئی بیتاب مردسے سر نگرا رہے ہین بعض نے اٹھ کے برق کی بلائین لین حفیظ کو بھی شوق ہوا کہ اسوقت تو برق کی بلائین لے لون یہ شکل سعادت قریب آئی اور برق کی بلائین لین جب اپنے جسم مین ہاتھ لگایا تو برق کے موے جسم کھڑے ہو گئے برق نے پلٹ کر دیکھا تو نگاہ سے پہچانا کہ یہ تو حفیظ ہو ہاتھ اپنے بڑھا دیے حفیظ نے چاہا ہاتھ چومون برق نے ہاتھ تھام لیا اور ایک جھٹکا مارا کہ حفیظ منھ کے بھل گری برق نے حباب مار دیا حفیظ بیہوش ہوئی برق نے اٹھا کر کہا او شہریار آج تو میرے گانے نے کام ہو کا کیا معشوقہ عاشق ہوئی ہاتھ چومنے آئی تھی مین نے بیہوش کر لیا بادشاہ نے فرمایا ہوشیار کرو برق نے حفیظ کو ہوشیار کیا اب جو حفیظ کی آنکھ کھلی دیکھا برق کے پہلو مین بیٹھی ہون برق نے کہا ای ملکہ عالم مین تو تابعدار ہون اسوقت کیونکر سر فراز فرمایا اور سعادت کو کیا کیا شرما کر حفیظ نے جواب دیا کہ ای برق فرنگی بیں ایسا کامل تھکو سمجھی تھی ورنہ اسقدر جھگڑے نہ ہوتے مین تمھاری اطاعت کرتی ہون اب نہ جاؤنگی مگر بی شمیمہ جو نگاہ ضرور جھگڑا کرینگی ای برق فرنگی میان سعادت فلان دوکان کے پیچھے پڑے ہوے ہین انکو بلوا لو برق نے شاگرد کو بھیجا سعادت حاضر ہوا بادشاہ نے اسی وقت حکم دیا کہ قاضی کو بلاؤ خواجہ عمر دلشکر مین پہونچے تھے بازارون مین پھر رہے تھے کہ خبر سنی ملکہ حفیظ عیار بچی کا عقد ساتھ برق کے ہوتا ہو قاضی کی تلاش ہو فوراً قاضی کی شکل بنکر تیار ہوے اور چوبدار سے کہا کہ

ہمین سے چلو مین اسی لشکر مین رہتا ہون یقین ہو سب خطبے وغیرہ پڑھ دونگا چوبدار نے
خواجہ کو ساتھ لیا بارگاہ مین آکر بیٹھے اول حفیظ سے پوچھا کہ باپ کا نام بتاؤ حفیظ
نے کہا مفتاح کو ہی میرے باپ کا نام ہو برق سے بھی پوچھا دونون سے پوچھکر خطبہ
پڑھا اِنَّ کاتبہ سے آغاز کیا تھوڑے عرصے مین عقد پڑھکر فارغ ہوے نقارے پر چوب
پڑی اور سارے لشکر مین ہلڑ ہوا کہ حفیظ نے بخوشی برق سے عقد کیا ہرکارے جو
لشکر کنارے کے حاضر تھے یہ خبر سن لیکر بھاگے بارگاہ مفتاح مین آئے شمیمہ سحر نگاہ بیٹھی
ہو اور ذکر کر رہی ہو کہ ہماری بہن حفیظ بارگاہ مسلمانان مین گئی ہین انکا طالب کا لیگا
کنی تعین گا نا سنکر اسکو گرفتار کر دونگی بہنے کہا تھا ہم بھی چلین ہمارا کہنا نہ مانا دیکھیے
کیا ہو وہان سب عیار جمع ہین چالاک ایسا طبلہ بجانے والا دیکھتے ہی انکو پہچان
لین گے آج بو اخیر وعافیت سے پلٹ آئین تو بڑی بات ہو یہ ذکر تھا کہ ہرکارے
حاضر ہوے تمام خبر بیان کی کہ بی حفیظ گانے مین ایسی بیہوش ہوئین کہ مسلمان ہوگی
برق کے ساتھ عقد پڑھا لیا شمیمہ سحر نگاہ نے جو یہ سنا ہرکارون سے لفظ لفظ پوچھتی
تھی کہ کیا سانحہ ہوا ہرکارے بیان کر رہے تھے کہ حفیظ سعادت خدمتگار کی شکل
بنکر گئین برق اِس رنگ سے گا رہا تھا کہ ہم لوگ بھی رو رہے تھے تمام اہل دنیا
چشم پر آب تھے کیا قیامت کے اشعار تھے کہ خود بادشاہ بیتاب تھے اسی حال مین
یہ بھی گئین اور برق کے ہاتھ چوے برق نے ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اور رحباب مار کر بیہوش
کیا پھر جب ہوشیار ہوئین تو عقد پر راضی ہوگئین خواجہ عمرو نے آکر عقد پڑھا اور سب
اہل محفل سے انعام لیا یہ سنا شمیمہ سحر نگاہ اپنے مقام سے اُٹھی مفتاح تو رونے لگا
شمیمہ نے کہا ابو الزنا مدار آپ نگھبرایئے مین جا کر بی حفیظ کو لاتی ہون یہ کہکر شمیمہ
چلی لشکر اسلام مین پہونچی دیکھا کہ میان برق فرنگی ہار پھول خرید رہے ہین اور
جدھر سے نکلتے ہین وہ کہتا ہو مبارک ہو برق فرنگی سب کو سلام کرتے ہین شمیمہ یہ حال
دیکھکر بہت جھلائی مگر حوصلہ نہ پڑا کہ برق پر ہاتھ ڈالے فوراً آگے بڑھ گئی برق کی
شکل بنکر کچھ ہار پھول لیے دوڑی ہوئی چلی در خیمہ برق پر آئی خادم دروازے پر

بیٹھے تھے اُنھون نے آواز دی میان برق صاحب آج ہمکو بھی انعام دلوائیے شمیمہ نے
سب سے وعدہ کیا پردہ اُٹھاکر اندر گئی دیکھا بی حفیظہ دولھن بنی بیٹھی ہین گھونگھٹ نکالا ہوا
ہی شمیمہ نے قریب آکر پہلے ہار پہنائے پھر ایک ڈلی مٹھائی کی ہاتھ بڑھا کر دی حفیظہ نے
منھ کھولکر وہ ڈلی کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئی شمیمہ نے پشتارہ باندھا ہار پھول گل
نوچکر پھینکدیے سراچہ چاک کر کے لے بھاگی جب شمیمہ نکل گئی تو برق فرنگی آیا خادمون
نے گھبرا کر کہا ای برق فرنگی پہلے کون آیا تھا برق نے پوچھا کیا ہوا سب نے کہا آپ تو
ابھی اندر گئے تھے برق کا ماتھا ٹھنکا گھبرا کر اندر آیا دیکھا سراچہ چاک ہی پیترا دیکھا
ثابت ہوا کہ عورت کا پیترا ہی سمجھ گیا کہ شمیمہ لیگئی برق گھبرا کر نکلا طرف لشکر کفار کے
چلا مگر بہت پریشان جی مین کہتا ہی دیکھیے کیا ہو مگر شمیمہ پشتارہ لیے جاتی تھی کہ راہ مین
رونے کی آواز آئی صاف معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اسیر دام محبت عاشق تن یہ اشعار گاکر
زار زار رو رہا ہی

نظم

کسقدر خاطر غم دیدہ ہی دشوار پسند	جز اجل کچھ نہین کرتا ترا بیمار پسند
سر و تن دیدہ و دل جان و جگر حاضر ہین	آج محروم نہ رکھ کچھ تو کرا ہو یار پسند
رحم کچھ عیب ہی جس سے کہ خفا ہوتے ہو	یہ خوشی ہی جبر کرین دلبر آزار پسند
کام غلمان سے ہی اسکو نہ غرض حور سے ہے	کچھ نہین کرتا ترا طالب دیدار پسند
خار سے آبلہ پا کو ہی رغبت ایسی	جسطرح حضرت منصور کو تھی دار پسند
خانۂ قید سمجھکر نہ بسر کی اِس مین	اسلیے روح کو آیا نہ تن زار پسند
تم ہٹین لاکھ کرو دل نہین ہٹنے کا مرا	جی مین آئے جو کہو ہی مجھے تکرار پسند
دام الفت سے بجز مرگ رہائی مشکل	کیا کرے غیر قضا تیرا گرفتار پسند
کیا مزے ہم نفس سر دین پاتے ہین نسیم	اسلیے ہی عشق کی ہی گرمی بازار پسند

شمیمہ یہ صداے دردناک سُنکر پلٹی دیکھا ایک نخل کے سامنے مین ایک نوجوان
شاہزادہ بیٹھا ہوا ہی ایک تصویر ہاتھ مین ہی اسکو دیکھ دیکھ کے رو رہا ہی شمیمہ نے
جو یہ حال زار دیکھا صورت دیکھی کہ چاند کا ٹکڑا ہی کرتا آب رواں کا مگر گریبان پھٹا ہوا

پاجامہ مشجر زرباف کا جوتا بھاری مگر ٹکڑے ٹکڑے مختصر سا تاج سر پر سے گر پڑا ہی اُسکو کچھ
ہوش نہین سر برہنہ بیٹھا ہوا اور رو رہا ہی تصویر کو کبھی چومتا ہی کبھی کلیجے سے لگاتا ہی شمیمہ
جو سامنے آگئی اور پکار کر کہا اِی غریق آتش اشتیاق و ای غریق لجۂ فراق کسکی یاد مین
یہ حال کیا ہی اُس جوان نے یہ سُنکر نگاہ اُٹھائی اور وہ کل سراپا کو دیکھنے لگا مگر سراپا دیکھکر
کچھ خوشی کچھ رنج و غم کی ترقی ہوئی دیکھتے دیکھتے بیقرار ہو کر اُٹھا مگر لڑکھڑا کر گرا بیہوش
ہو گیا تصویر چھوٹ کر الگ گری شمیمہ کی پشت پر اُپشتارہ ہی پشتارہ رکھکر تصویر اُٹھائی
تصویر کو بہ نگاہ غور دیکھا حقیقت مین مصور خیال نے تصویر بے نظیر کھینچی ہی لیکن
دیکھتے دیکھتے پہچانا کہ یہ تو میری تصویر ہی حیران ہو گئی کہ ای شمیمہ اِس شاہزادے نے
میری تصویر کہان سے پائی مقام افسوس ہی ایسا حسین و جمیل ایسا طرحدار اِس بلا
مین مبتلا ہی جوش محبت مین بیٹھ گئی اپنا عاشق جانکر سر زانو پر رکھ لیا بوے زلف معنبر
سنگھانے لگی اُس جوان نے جو بوے زلف معنبر پائی اور بو اُس لخلخے کی دماغ مین
پہونچی کہ بوے زلف روح پرور تھی آنکھیں کھولکر حیران حیران جمال شمیمہ دیکھنے لگا
سر کو زانوے محبوب پر پایا ہنسکر کہا آج مین نے یہ کیا خواب دیکھا اپنے بخت واژگون
اور طالع نگون سے یہ امید نہ تھی مگر آج خواب کے خیال مین یہ معرکہ دیکھا خیر شکر ہی
کہ محبوب کو رحم تو آیا شمیمہ نے ہنسکر کہا ای مبہوت محبت و ای گرفتار دام مودت اپنے
حواس درست کر ایسا نہ ہو کہ مجھ پر بھی تاثیر ہو مجھے تیرا حال دیکھکر بہت رحم آیا لیکن
تیرا نام نامی کیا ہی اُسنے کہا خورد سال تاجدار مجھکو کہتے ہین شمیمہ نے کہا اب کیون
زیادہ گھبراتا ہی مین تیرے پاس ہون جو تیری خوشی ہو وہ بجا لاؤن اُسنے شمیمہ کے
گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور بعد گریہ و زاری و نالہ و بیقراری کہنے لگا ای جان جہان مجھے
اپنے بخت سے یہ امید نہ تھی کہ اپنی زندگی مین تمکو دیکھونگا اور بوس و کنار کا
مجھے اختیار ہوگا قیس و فرہاد بدنصیب تھے مین عاشق خوش نصیب ہون کہ معشوق
تسکین دے رہا ہی یہ خوش نصیبی کسی عاشق کو نصیب نہ ہوئی ہوگی شمیمہ اسکی باتین
بھولی بھولی سُنکر اور زیادہ بیقرار ہوتی ہی و مبدم ہاتھ پشت پر پھیرتی ہی اور رکھتی ہی

عمر بھر تیرا ساتھ نہ چھوڑونگی اُسنے کہا مین بھی یہی چاہتا ہون مگر یہ تو بتاؤ کہ اس پٹارے مین کیا ہو
شمیمہ نے بیان کیا کہ حفیظہ تیز رفتار برق فرنگی پر عاشق ہوکر ضد کرکے بیٹھی تھی مین گرفتار
کرکے لائی ہون اُس جوان نے کہا کیون صاحب جو میرا حال ہو رہا ہی اُسکا بھی ہوگا عاشق
کو صدمہ نہ دو بیچارے رہا کر دو کہ اپنے معشوق کے پاس جائے تم میرے ساتھ چلو اب
کہین نہ جانے دونگا عمر بھر خدمت کرونگا پلکون سے جاروب کشی کرونگا خاک پا لیکر
تو تیا ئے چشم بناؤنگا اِسطرح جو اُس جوان نے کہا تو شمیمہ کو خیال آیا کہ سچ کہتا ہی کسی عاشق
دلفگار کو ستانا اچھا نہین فوراً حفیظہ کو ہوشیار کیا حفیظہ کی جو آنکھ کھلی عجب معرکہ دیکھا
کہ ایک نوجوان آفتاب جمال خورشید مثال شمیمہ سے باتین کر رہا ہی حفیظہ نے پوچھا
بوا یہ کیا معرکہ ہی مین کہان اور تم کہان اور یہ کون صاحب ہین شمیمہ نے کہا اے
حفیظہ یہ نوجوان ایک شاہزادہ ہی میری تصویر پر عاشق ہوکر نکلا مین تمکو لیے ہوئے
جاتی تھی کہ اسکے رونے کی آواز میرے کان مین آئی دل تو ہمیشہ سے رحم پسند ہی
پلٹ آئی آکر اِنکو دیکھا مگر یہ مجھکو دیکھکر بیہوش ہوگئے تصویر جو مین نے دیکھی تو یہی
تصویر پائی اب تم اپنے مطلوب پاس جاؤ میری زندگی اِس عاشق صادق کے ساتھ
گذریگی ایسا چاہنے والا کہان ملیگا حفیظہ نے کہا بہت مناسب ہوا کہ جس بیماری
مین مین مبتلا ہوئی تمکو بھی وہی عارضہ ہوا حفیظہ رُخصت ہوگئی شمیمہ نے اُس طفل
کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب جہان کہو وہان چلون اُدھر برق فرنگی خبر گرفتاری ملکہ
حفیظہ سُنکر لشکر مفتاح مین گیا وہان معلوم ہوا کہ شمیمہ ابھی تک پلٹ کر نہین آئی
برق پلٹتا ہوا آتا تھا کہ اسنے دور سے دیکھا ایک نوجوان کمسن مگر عقل کا پُتلا شمیمہ کو ساتھ
لیے ہوئے جاتا ہی جھپٹ کر قریب آیا آنکھ جو ملائی تو معلوم ہوا کہ چالاک بن عمرو ہی
تعریفین کرنے لگا کہتا تھا خلیفہ صاحب کیا کہنا شمیمہ حیران ہوئی کہ برق اِسکو خلیفہ
کیون کہتا ہو گھبرا کر کہا شاہزادے تم اِس عیار کو جانتے ہو چالاک نے جواب دیا
کہ یہ ہمارے گھر کا عیار ہی برق نے کہا ہم اور یہ ایک ہی باغ کے پھول ہین یہ ہمارے اُستاد
کے فرزند ارجمند ہین کہ حیرت جادو پر عاشق ہوئے تھے وہ افراسیاب کی زوجہ تھی

ایسے کار ہاے نمایان کیے اور ایسے ایسے مقام پر مدد کی کہ حیرت کو زندگی کی امید نہ تھی آخر یہ انجام ہوا کہ حیرت نے بخوشی اُنکے ساتھ عقد کیا اُسی طرح تمکو بھی تسخیر کر لیا شمیمہ نے کہا اے چالاک میرے دامن عصمت مین تمنے ہاتھ لگا دیا مین یہ جا ہتی ہون کہ جاکر طبل جنگی بجواؤ اگر میدان مین تم مجھپر غالب آئیگے تو دین اسلام قبول کرونگی اور جو مین غالب آؤنگی تو اُسی وقت قتل کر ڈالونگی چالاک نے قبول کیا دونون اپنی اپنی طرف پلٹے شمیمہ سامنے مفتاح کے آئی کہا اے والد نامدار طبل جنگی بجوائیے مین چالاک سے مقابلہ کرونگی مفتاح کو کچھ نہ بن پڑا طبل جنگی بجوا دیا یہان برق و چالاک سامنے شاہ کے آئے برق نے کہا اے شہریار آج چالاک نے کیا نایاب عیاری کی ہی کہ آہوے وحشی کو رام کیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوے اور مجرا کرکے اول دعا دی قطعہ

	گر تا سبزہ وروئیدہ باشد بہ باغ نگین سعادت بہ نام تو باد		گل سبز و تابد چو روشن چراغ ہمہ کار عالم بہ کام تو باد	

شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو شمیمہ نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ سرمیدان چالاک سے مقابلہ کرے بادشاہ نے کہا کہ ہمارے یہان بھی طبل نوازش بجے کل انشاءاللہ چالاک سرمیدان اُسکو زیر کریگا طبل جنگی بجگیا چالاک تلاش شمیمہ مین چلا ادھر شمیمہ طبل جنگی بجوا کر براے انتقام طلایہ نکلی کہ دور سے دیکھا ایک سیہ پوش دبتا ہوا قریب ایک دوکان تاجر کے پہونچا شمیمہ گوشے سے دیکھ رہی ہی کہ اُس سیہ پوش نے قفل توڑا اندر دوکان کے گیا ہر چند کہ اندر لاکھون روپئے کا مال رکھا تھا مگر اُس دزد نے کوئی شے نہ لی ایک پیٹی کھولکر ایک نیمچہ نکالا اُسکو کمر مین لگا کے نکل آیا شمیمہ نے ہاتھ تھام لیا کہا او دزد تو کون ہی اور یہ نیمچہ کیسا ہی دزد نے کہا مین چور نہین ہون چالاک بن عمرو دن کو اِس دوکان پر آیا تھا اور اِس نیمچے کو دیکھا یا تو تاجر صاحب نے پانچ لاکھ روپیہ قیمت کہی چالاک نے لاکھ روپے تک دینے کو کہے لیکن تاجر صاحب راضی نہ ہوے مین چالاک کا شاگرد ہون چالاک نے مجھکو حکم دیا کہ فلان دوکان سے فلان نیمچہ چرا لاؤ مین لاکھ روپیہ تمکو دونگا اِس نیمچے مین بڑی

صفت ہو کہ جس کسی کے ذرا سا بھی زخم لگ جائے تو سارا جسم پانی ہوکر بہ جائے اگر لقمان
بھی علاج کرے تو کچھ نہ ہو شمیمہ نے کہا یہ نیچہ کسواسطے منگایا ہو سیہ پوش نے کہا کل میدان
شمیمہ سے مقابلہ ہو اسکو منظور یہ ہو کہ شمیمہ کو مار ڈالون کہ وہ بڑی سرکش ہو شمیمہ نے کہا
اوعیار یہ نیچہ مجھکو دے عیار نے کہا میرا لاکھ روپیہ کا نقصان ہوتا ہو شمیمہ نے جواہرات
گلے سے اُتارا ایک تختی الماس کی دی ایک کنٹھا یاقوت احمر کا کہا لے تجھکو نہال کردیا
کل سر میدان اسی نیچے سے چالاک کو قتل کرونگی اُسنے میرے ساتھ بڑی بے ادبی
کی ہو اُس عیار نے ناچار نیچہ دیا مگر رونے لگا کہا او ملکۂ عالم اس راز کو ظاہر نہ کیجیے
ہائے افسوس ہو کہ اُستاد کی جان جائیگی اور مین آنکھوں سے دیکھونگا شمیمہ نے کہا
بس جاؤ ورنہ غل مچاؤنگی گرفتار کرادونگی غلام تاجر کے سو رہے ہین عیار تو روانہ
ہو گیا مگر شمیمہ نے وہ نیچہ کمر سے لگایا دل مین بہت خوش ہو کہ عیار سیکڑون صفتین
بیان کرگیا ہو ایک صفت اسمین یہ بھی ہو کہ اگر حریف چاہے کہ مین اپنے کو زخم سے
بچاؤن تو نیچ کے سر پر پڑے کہ تا دوا بر وپہونچے پھر رات رہے سے آکر تیاری
کرنے لگی سُرخ جوڑا پہنا ہار پھول پہنکر عروس شب اول بنی سات سو کنیزین ساتھ
تخت پر سوار مفتاح کوہی بارہ ہزار فوج لیکر ساتھ ہوا اُدھر سیان چالاک بن عمرو
شاگردون کو ساتھ لیکر میدان مین آئے بادشاہ اسلام بھی تماشہ دیکھنے کو ایکطرف
ٹھہرے کہ شمیمہ بہ عظم وشان آکر پہونچی سب کو حیرت ہو کہ چالاک بن عمرو ہتھیار لگاکر
نہین آیا برق ومیدم پوچھتا ہو کہ خلیفہ صاحب مین تمھاری شکل بنکر مقابلہ کرون اور
شمیمہ کو پکڑ لاؤن چالاک جواب دیتا ہو کہ بھائی صاحب تم دیکھو تو کیا ہوتا ہو کہ بیشن
جمین نقیب نقابت کرکے بٹے بادشاہ کو بھی حیرت ہو کہ دیکھیے چالاک کیا عیاری کرے
مگر جب کہ گیت بٹے اور نقیبون نے یہ اشعار عبرت آمیز پڑھنا شروع کیے

نظم

نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا — کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہی
سکندر نہ باقی رہا دہر مین — یہ آئینہ ہی بات حیرت کی ہی
کدھر کو ہوا افریدون کہان — یہ دنیا سرا رنج و محنت کی ہی

ہوسے زر کی خاطر تو منعم خراب — عبث فکر انھین جاہ و حشمت کی ہے
لحد کوئی اپنی بناتا نہین — جگہ جو کہ آخر مین راحت کی ہے
بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے — سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہے
مکانات عالی بناتے ہین کیون — یہ دیوار و در شکل عبرت کی ہے
شجاعو یہ میدان جنگاوری ہے — جگہ امتحان اور جرأت کی ہے
تم یاد خالق مین کر عمر صرف — گھڑی دو گھڑی جو کہ فرصت کی ہے

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے شمیم مثل شعلۂ جوالہ تخت سے کود کر میدان کارزار مین
آئی للکار کر آواز دی وہ مکار و غدار کہان ہے جسکا چالاک نام ہے میدان مین آئے
تو احوال معلوم ہو یہ سنکر چالاک کپڑے میلے پہنے ہوئے بلا کسی ہتھیار کے بے بیے
قریب شاہ آیا اجازت لیکر طرف میدان کے چلا شمیم نے جو چالاک کو آتے ہوئے دیکھا
پتھر کلا گوپھن مین رکھکر مارا چالاک نے پہلو تہی کرکے خالی دیا مگر شمیم نے تار
باندھ دیا کئی پتھر مارے مگر چالاک خالی دیتا ہے کبھی جست کرکے بلند ہوا کہ پتھر
پانوٗن کے نیچے سے نکلگیا کبھی بیٹھ گیا کہ پتھر سر پر سے نکلگیا اسطرح پتھرون کو خالی
دیتا ہوا قریب شمیم پہونچا شمیم نے کہا نگوڑے بے حیا کیون نیچے خنجر بکف نہین آیا جوب
کیونکر دیگا اسی صحرا مین لاش تیری پڑی ہوگی میرے ہاتھ کا زخمی زندہ نہین بچتا
چالاک نے جواب دیا کہ تمھارے تیر مژگان کے زخم کھائے ہین زندگی بھر یہ نہ
جائینگے اب معاف کرو غلامی مین قبول کرلو شمیم نے کہا او نگوڑے تیری قضا
میرے ہاتھ سے ہے ایسا تیغچہ مارون کہ سر اُڑ جائے او چالاک مین نے بڑے بڑے
عیار مارے کوئی میرے ہاتھ سے بچکر نہین گیا تمھاری تدبیر بھی کرچکی ہون چالاک
نے کہا تدبیر تو ہوگی شمیم نے کہا دیکھ سر اڑائے دیتی ہون یہ کہکر تیغچے پر ہاتھ ڈالا
کہا او چالاک سامنے سے ہٹ جا ورنہ تیری قضا ہے چالاک نے کہا مین سر ہتیلی
پر رکھکر آیا ہون ایک آرزو ہے کہ ہاتھ میرے حمائل گردن ہون تمھارا تیغچہ پڑے
کہ سر کٹکر قدمون پر گرے آرزوے دل حاصل ہے شمیم نے جھلا کر [illegible] ابدال تیغچہ جو

نیام سے کھینچا نیام سے نیچے سے ایک دھوان سا نکلا جیسے ہی غبار اٹھا دماغ و ذہن مین
گیا شمیمہ بیہوش ہو کر گری چالاک نے پشتارہ اٹھایا ساتھ جو عیار بچیان جو ساتھ
کھڑی تھین یہ عیاری دیکھکر حیران ہو گئین اور دوڑ پڑین ادھر سے برق فرنگی اور
مہتر قران نعرہ کر کے جا پڑے پہلے برق فرنگی نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

مرا نام ہو برق خنجر گذار		کہ استاد مین خواجہ نامدار	
تڑپنے مین مین برق رفتار ہون		کہے کون مکار و غدار ہون	
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے		ارسطوے تعلیم شاگرد ہی	
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی		چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی	

ایک طرف سے مہتر قران کا نعرہ ہوا نعرہ مہتر قران

سریع السیر چون باد بہاری		جہان سرہنگ در خنجر گذاری	
بمیدان اژدرہا تش نشانم		منم مہتر قران شیر ژیانم	

مہتر قران جو جا پڑے عیار بچیان بھاگ گئین کسی کی گردن پکڑ کر دے مارا کسیکو
بغدہ مار دیا مفتاح نے جو دیکھا کہ چالاک شمیمہ کو لیے جاتا ہی فوج کو اشارہ کر دیا
جب فوج نے آکر عیارون کو گھیرا بادشاہ نے لمعان کو اشارہ کیا لمعان تاجدار
مع اپنی فوج کے آپڑا لمعان لڑتا بھڑتا قریب مفتاح کے پہونچا مفتاح نے ہاتھ
تلوار کا مارا لمعان نے کلائی تھام کر کمر مین ہاتھ ڈالکر مفتاح کو اٹھا لیا مفتاح
نے آواز دی الامان لمعان مفتاح کو چرخ دیتا ہوا سامنے سعد شہریار کے لایا
سعد نے سمجھا کر مفتاح کو مسلمان کیا سب بارگاہین وغیرہ قبضے مین آئین برنج وغیرہ بجی
بجلئے مگر بادشاہ نے آکر بارگاہ مین شمیمہ کو ہوشیار کیا شمیمہ نے جواب دیا حقیقت
مین اے چالاک تمہارا عیاری مین مثل نہین ہی بادشاہ نے دعوم سے چالاک کا
عقد کیا لیکن جمشید ثانی کو یہ خبر ملی کہ حفیظ و شمیمہ مقابلہ اہل اسلام مین پہونچی ہین
یقین ہی کہ بادشاہ کو گرفتار کرینگی رفیقون سے کہتا ہوا اب کے جو شاہ میرے سامنے
گرفتار ہو کر آجائین تو اپنے ہاتھ سے قتل کرون کہ چند طائر اڑتے ہوئے آئے

سامنے جمشید کے گرے منقارین کھولین جمشید نے جھکر زانون پہ ہاتھ مارا سب نے
پوچھا یا خداوند خیر تو ہی جمشید نے کہا شمیمہ و حفیظ دونون مسلمان ہوگئین مفتاح کو ہی
بھی شریک اسلام ہوگیا وزرا امرا نے عرض کی کہ یا خداوند اب بھی خیر ہی کسی اور طرف
نکل چلیے جمشید نے کہا مین قدم نہ ہٹاؤنگا جسدن سر کرونگا زمین ہلا دونگا ایسے لوگون کے
زیر ہونے سے میرا کیا نقصان ہوتا ہی یہ ذکر تھا کہ جو سے گرد اڑی جسنے دیکھا کہ ایک پہلوان
دیو خصال گینڈے پر سوار ہمرہ تین لاکھ فوج جرار ایک عیار طرار با ہمہ اسباب عیاری سے
آراستہ رکاب پہ ہاتھ رکھے چلا آتا ہی جمشید نے جو اُس سردار کو دیکھا تو خاموش بیٹھا
تھا یا ہنسنے لگا کہا لو صاحبو وہ شخص آیا کہ جسکا کوئی ہم نبرد نہین اُس پہلوان نے آکر
جمشید کو سجدہ کیا اور بہ غرور کہا یا خداوند کون بے ادب ہی کہ قدرت کو ستارہا ہی جاکر
گردن توڑ ڈالون چیر پھاڑ کر کھا جاؤن جمشید نے کہا اے شنکل بن شنکال آدم خوار
مسلمانون نے چہار جانب سے بلوہ کیا ہی صد ہا ملکون پر قبضہ اُنکا ہوگیا مگر بایں دولت
آجتک غافل نہین ہین اور تقدیر بہ جستہ کرچکا ہون کہ طلسم نہ ٹوٹنے کا شنکل بن شنکال
نے کہا یا خداوند جو حریف سخت ہو اُسکا نام بتائیے جمشید نے کہا اول صاحبقران
قتل ہون تو طلسم کشا کا زور کم ہو عیار اسکا شاہ ہو صبا رفتار بول اُٹھا کہ اے منہر
نامی جبتک آپ مقابلہ مین پہونچیے مین صاحبقران کو گرفتار کر لاؤن پہلے اُنکو قتل کردیا
بعد اُسکے بادشاہ پر ہاتھ ڈالیے شنکل نے کہا اب مجکو ٹھیرنا ناگوار ہی اے شاہ ہو تم
آگے روانہ ہو جاؤ مین منزلین طی کرتا ہوا آتا ہون شنکل سوار ہوا جمشید نے چلتے
چلتے کہا اے شنکل یہ نہ سمجھنا کہ مین تجسے غفلت کرونگا ہر وقت تمھاری مدد کرونگا شنکل
شنکل نے کہا یا خداوند مجھے کوئی ضرورت نہین جاتے ہی حمزہ کو پکڑ لونگا شاہ ہو نے
کہا آقائے نامدار آپکو تکلیف نہ ہوگی مین جاتے ہی اُنکو پکڑ لاؤنگا قتل وغیر قتل کا آپکو
اختیار ہی مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکر چلا یہان صاحبقران زمان بادشاہ اسلام کے
انتظار مین ہین کہ خواجہ عمرو آئے سب کیفیت لشکر بادشاہ کی بیان کی کہ میان چالاک
و برق منعقد ہوے ہین اب یقین ہی بادشاہ جمجاہ مقابلہ اسپلادخارہ شکن مین پہونچینگے

یہ کہکر لشکر سے نکلے جنگل مین آکر ایک مسافر کو لوٹا ایسا کچھ مال اُسکے پاس نکلا کہ بہت
خوش ہوے کنوئین پر لیٹ گئے ہوا جو ٹھنڈی چلی آنکھ لگ گئی قضا سے کار زشتا ہود
ادھر سے گذرا صورت عمرو دیکھکر حیران ہوا کہ یہ کون شخص ہی کہ جنگل مین پڑا سو رہا ہی آخر
انگلی مین دیکھا کہ مہر کی انگوٹھی ہی اور اسمین شاہ عمرو لکھا ہی یہ پڑھکر بہت خوش ہو گیا جی
مین کہتا ہی پہلی ہی منزل پر مراد ملی کہ ایسا عیار کہ جو جہان گرد ہی وہ اسطرح ملگیا بیہوشی
دیکر خواجہ کو گرفتار کیا پشتارہ باندھکر چلا راہ مین خیال آیا کہ یہ ایسی نعمت عظمیٰ ملی ہی
کہ صاحبقران سے بھی بہتر ہی یہ بات خلاف عقل ہی کہ ابھی اسکو شکیل کو دیدون بلکہ پہلے
لیجاکر قید کرون اپنے ہی خیمے مین رکھون اور اس سے جاکر وعدہ لون کہ اگر عمرو عیار کو
پکڑ لاؤن تو کیا دیجیے گا یقین ہی کہ خزانہ حوالے کر دین یہ سوچکر اپنے خیمے مین آیا زوجہ
اسکی کنیز شاہی ہی یہی باعث اسکے منظم و شان کا ہی نوجوان حسین جمیل سامنے بیٹھی تھی
شاہور نے ایک صنچی مین عمرو کا پشتارہ رکھدیا اور زوجہ سے کہا صاحب میری جان
اس پیچی مین ہی تم ادھر نہ آنا مین شاہ سے جاکر وعدہ وعید کر آؤن میمونہ گوہر پوش
نے کہا صاحب مجھے کیا مطلب کہ تمھاری بات مین دخل دون یہ باتین کرکے شاہور تو
رخصت ہوا میمونہ مغرور حسن و جمال چھپر کھٹ پر بیٹھی ہو آئینہ دیکھ رہی ہی لیکن یہان
خواجہ کو پسینہ جو آیا بیہوشی اتر گئی آنکھ کھلی اپنے کو کمندون مین بندھا پایا اور کچھ
عورتون کے بولنے کی آواز کان مین آئی حیران ہوے کہ مین کیونکر پکڑا گیا لیکن کہا خیر ہی
بڑے افسوس کی بات ہی کہ عورتون کو بھی نظر نہین دیکھتے ہو دو چار کوڑی کا روزگار
کرو یہ سوچکے روغن عیاری کا نکالا ایک رنگریز کی شکل بنکر تیار ہوے ایک نیلا
کرتا بدن مین اسپر کچھ زرد کچھ سرخ چھینٹین پڑی ہوئین ایک پائجامہ پہنا ہوا کالی
صورت رنگ کی چھینٹین چہرے پر بھی پڑی ہوئین بلک بلک کے رونے لگے اور پکارتے
تھے کہ آبرو میری گئی اب برادری واسطے حقہ پانی بند کر دینگے نذر دینا پڑیگی
ایسی ایسی باتین جو خواجہ نے کہین میمونہ حیران ہوئی کہا ارے یہ کون رو رہا ہی پیشکر
کنیزون نے کہا حضور صاحب جسکو قید کر گئے ہین وہی رو رہا ہی چلکر دیکھیے میمونہ اٹھی

یہان آکر دیکھا کہ ایک ادھیڑ رنگریز بیٹھا رو رہا ہو میمونہ نے پوچھا ارے تو کون ہو خواجہ
نے کہا مین جو آپ کو دکھائی دیتا ہون رہی ہون آپ تو اپنا نام بتایئے کنیزون نے کہا
ملکہ میمونہ گوہر پوش دختر شاہ زوجۂ شاہپور ارے تو کیسا رنگریز ہو کہ ملکہ کا نام نہ سنا
اُنہین کی وجہ سے میان شاہپور کی آبرو ہو جسدن سے ہماری بی بی اِنکے گھر مین
آئین مالا مال ہو گئے تا تجھکو کیون قید کیا ہو اور نام تیرا کیا ہو رنگریز نے کہا بیچ لشکر
مین میری دوکان ہو شعبان رنگریز میرا نام ہو آپ کے کپڑے بھی رنگتا ہون آج
چوتھا دن ہو کہ میان شاہپور صاحب اُدھر سے گذرے میری بیٹی کا ذرا پیلا چہرا ہو
جوانی کا اُبھار ہو میان شاہپور دیکھکر لٹو ہو گئے میری دوکان پر جا بیٹھے مین نے
جو اُسکو گلابو کہکر پکارا میان شاہپور نے اُس کمبخت کو گود مین اُٹھا لیا ایک روپیہ
نکالکر دیا اور مجھسے سوال کیا کہ اپنی لڑکی کی جوڑی ہمارے ساتھ پھر وادو مین نے
جواب دیا کہ حضور مین قوم کا رنگریز ہون اہل برادری رکھتا ہون آپ شاہ داماد
کہلاتے ہین میری لڑکی آپ سے کیونکر پیوند ہو آپ کی بی بی تو بہت خوبصورت
ہین تمام لشکر مین تعریف ہوا کرتی ہو مگر آپ اِسکو لیکر کیا کرینگے یہ تو کچھ ایسی حسین بھی
نہین ہو تب میان شاہپور نے جواب دیا کہ میری زوجہ بڈھی ہو گئی ہو آج مجھکو
راہ سے پکڑ کر لائے اور یہ کہا کہ مین جا کر تیری جورو کو باندھکے ٹانگ دونگا اور
گلابو سے مطلب حاصل کرونگا یہ مضمون سُنکر میمونہ بہت جھلائی کہا او شعبان
مین تو اُسکی بیٹی ہون میرا وہ باپ ہو نگوڑے کی آبرو کیا تھی تین روپیہ کا نوکر تھا
جسدن سے میرے ساتھ شادی ہوئی شاطر صاحب کہلانے لگے اب سب پاس
کرتے ہین مجھکو نگوڑا بڑھیا بناتا ہو مجھے آجتک اُسکی صورت سے نفرت ہو یہ کہکر
خواجہ کی کمندین کاٹین کہا او شعبان جلدی جا جو نگوڑا ملجائے تو خوب ذلیل کرنا
ارے تیرے یہان کچھ نوکر چاکر ہین خواجہ نے کہا کئی نوکر ہین میمونہ نے کہا پکڑ کر خوب
جوتیان مارنا اور اپنی بیٹی کی اور جگہ شادی کر دینا نہ لشکر مین رہیگی نہ میان شاہ
نگاہ ڈالینگے خواجہ نے کہا اگر آپ میری کمک ہون تو ایسا اُنہین ذلیل کرون

کہ وہ بھی یاد کرین اور یہ کہ آپ ایسی پری رخسار کو بڑھیا کہتا ہے وہ لونڈیا کیا ہے جسپر جان
دیتا ہے غریب کی بیٹی کپڑے سیلے کچیلے اسکا کیا اعتبار ایسی شاہزادیون کو چھوڑکر
ایسی شفتلون پر گرتا ہے اسکا منھ کالا ہوگا رذیل پرست ہے جیسی روح ویسے فرشتے لیکن
حضور ناچار ہون کہ ہماری برادری مین تین چار من ماش بھات ہوتے ہین وہ
نہین ہوسکتے ورنہ میرے بھتیجے کا بیٹا لایق شادی کے ہوکر جاتے ہی اسکے ساتھ مین
شادی کردون میان شاہور تڑپ کر رہجائین آپ کی لونڈی کچھ زیور پہنے ہوے
ہو وہ جاکر بیچونگا کیونکہ ناداری سے ناچار ہون میمونہ نے پانچ سو روپے منگا کر دیے
خواجہ نے روپیہ دیکھکر کہا بس اب مطلب ہوجائیگا مگر جیسا حضور جوڑا پہنے ہین
ایسا ایک جوڑا بھی دینا پڑتا ہے میمونہ نے ویسا ہی جوڑا منگا کر دیا خواجہ نے
کہا ایک کسر باقی ہے جیسے کڑے حضور پہنے ہین ایسے ہی ہمارے یہان بھی دیے جاتے ہین
اگر وہ بھی مرحمت ہون تو آج ہی جاکر رخصت کردون جس گانون مین بیاہ کے جائیگی
وہ گانون یہان سے بارہ کوس پر ہے میمونہ نے کڑے بھی دیدیے یہ سب اشیا لیکر خواجہ
تو رخصت ہوے مکان سے نکلے کنیزون نے پکار کر نگہبانون سے کہا خبردار رنگریز
کو روکنا سنے دیکھا کہ ایک رنگریز نکلا اور نکل بھاگا مگر شاہور پاس شتکل کے
آیا کہا اے شہریار مین نے یہ سوچا کہ اگر صاحبقران کو گرفتار کرونگا تو عمرو عیار کوشش
کریگا اگر حکم ہو تو پہلے عمرو کو لاؤن شتکل نے کہا اگر عمرو کو لاؤگے تو بہت کچھ پاؤگے
لاکھ روپے نقد اور ایک خلعت بھاری دونگا شاہور نے کہا اے شہنشاہ مین عمرو کو
پکڑ لایا آپ سے وعدہ کرنے آیا تھا اب آپ نے فرما دیا ہے جاکے لاتا ہون یہ
کہکر خلعت پہنا عطر ملا شاگردون کو ساتھ لیکر چلا راہ مین ان سے کہتا ہوا ار مابھاگ
ادیچی دوکان بیکا دیکھو ان مین سے عمرو کو یون پکڑ لیا کہ کچھ دیر نہ لگی مین تو اسکو پہچانتا
بھی نہ تھا وہ تو مجھ سے بچتا تھا مین اپنے خیمے مین گرفتار کر آیا ہون ابھی لاتا ہون ایک
گدھا بھی لے لو اسپر سوار کرکے لاؤنگا سارے لشکر مین تشہیر کرونگا یہان بعد
جانے عمرو کے میمونہ نے کنیزون سے کہا کہ آج کموڑا آئے تو خوب جوتیان مارو

دیکھوں تو کون کیا کرتا ہو کنیزوں نے کہا واری ہین آپ سے مطلب ہو اُس نگوڑے
سے کیا کام اول دربانوں نے دیکھا کہ بھاری خلعت پہنے ہوے شاہور آتا ہو آپس
مین اشارے ہونے لگے کہ اندر جائین گے تو مزہ اُٹھائینگے یہ کہکر چپکے چپکے ہنسنے لگے
یہان شاہور خوشی خوشی پردہ اُٹھاکر جیسے ہی اندر آیا میمونہ نے دیکھا خلعت
بھاری پہنے ہوے ہو گلوری کلے مین عطر ملا ہوا یہ دیکھکر میمونہ جل گئی پکار کر کہا ہان
صاحبو وہ دشمن خدا آگیا مجھ بڑھیا کی مدد کرو کنیزین چہار طرف سے دوڑین کوئی
پنکھا کوئی دست پناہ لیکر دوڑی کسی نے جلتا ہوا سوختہ اُٹھا لیا میان شاہور
پر مار پڑنے لگی جو سوختہ لیکر آئی تھی اُسنے منہ مین لگا یا ریش و بروت جلگئی منہ پر
آبلے پڑگئے لباس جلگیا میمونہ اپنے مقام سے اُٹھی قریب آئی تیّے پکڑ کر جوتی اپنی
اُتاری پانچ چار جوتیان مار کر کہا کیون نگوڑے مین بڑھیا ہو گئی تیری اتان
معلوم ہوتی ہون رنگریز کی چھوکری سے بھی مین بدتر ہون شاہور نے گھبرا کر
کہا اری بی بی کون رنگریز کسنے بڑھیا کہا میمونہ نے کہا کسکو قید کر گئے تھے وہ سب
حال مجھسے کہ گیا مین نے اُسکو بہت کچھ دیا لیکن تم گلوریان کھاکر آئے ایسے اترا
کر عطر بھی لگایا مین تیرے گھر مین نہ رہونگی مونڈھا بچھا کر کمرے پر بیٹھونگی جب تو
تیری ناک کٹیگی شاہور نے گھبرا کر کہا ارے تونے غضب کیا اُس قیدی کو چھوڑ دیا
میمونہ نے کہا اُس بیچارے کی کیا خطا تھی وہ ہمارا اپنا رنگریز ہو اُسکو معلوم تھا کہ
میری تمھارے ساتھ شادی ہوئی اُسمین مین اُسکی دوکان پہ جاکے بیٹھتی تھی چیز لے دیتا
تھا زوجہ اُسکی مجھکو گود مین کھلاتی تھی شاہور نے کہا اری وہ تو عمرو عیار تھا
تونے غضب کیا اب وہ مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا یہ سُنکے کنیزین گھبرا گئین منتین کرنے
لگین کوئی کہتی ہو حضور مین نے ایک پھکنی ماری ہو ایک کہتی ہو کہ مین نے بدن
مین ہاتھ نہین لگایا دور سے سوختہ مار دیا خوب یاد ہو کہ اُسی سے داڑھی جلی
مگر مین ناچار تھی بی بی نے جو حکم دیا وہ بجالائی میمونہ نے سر جھکا لیا کہا صاحب
جو چاہو سزا دو اتنا مجھ سے نکلا کہ عمرو عیار یہان قید ہو اُسنے تو کہا مین رنگریز ہون

میری بیٹی پر شاہور عاشق ہوے ہین مین نے جھلا کر اُسے چھوڑ دیا پانچسو روپیہ نقد اون
ایک جوڑا اور کپڑے لے گیا شاہور نے کہا اب مجھے شاہ سے بڑی خفت ہوئی مگر
پھر گرفتار کرونگا کہان جاتا ہی ایسا ذلیل کرون کہ آج کی خفت مٹے یہ کہتا ہوا باہر نکلا
شاگردون نے دیکھا کہ اُستاد کا لباس پھٹا ہوا بال نچے ہوے مُنھ پر آبلے پڑے ہوے
سب نے پوچھا اُستاد کیا ہوا شاہور نے سب کیفیت بیان کی کہ چوبدار نے آکے
سلام کیا کہا حضور چلیے شنگل بن شنگال آپ کو بلاتے ہین نام شاہ کا سنکر شاہور
دربار مین آیا شنگل نے کہا کیون شاہور خوب جوتیان کھائین اب خوش ہوے ہمارا
اعتبار نہ کیا شاہور نے کہا اے پہلوان دوران مین عمرو کو گرفتار کرکے لاتا ہون
اب تو میرے دل کو لگی ہی یہ کہکر چند عیارون کو ساتھ لیکے تلاش مین عمرو کی نکلا لیکن
خواجہ جو مکان سے شاہور کے نکلے راہ مین بھٹی شراب کی ملی روپیہ تو مفت کا
پاس تھا ایک روپے کی شراب خریدی بیٹھکر پینے لگے نشے مین کبھی آنکھ بند کر لیتے ہین
کبھی پھر کھول دیتے ہین قضاے کار شاہور تیز رفتار مع چالیس پچاس شاگردون
کے دیکھتا بھالتا ہوا جاتا ہی کہ شاہور کی نگاہ پڑ گئی عمرو بھٹی خانے مین بیٹھا ہوا ہی اپنے
شاگردون سے اشارہ کیا کہ چار جانب سے گھیر لو جب شاگردون نے چار جانب
سے گھیر لیا تو شاہور نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے اب کہان جائے گا
خواجہ اُٹھکر ایک جانب بھاگے شاہور نے مع شاگردون کے پیچھا کیا خواجہ جس کوچے
مین جاتے ہین شاہور بھی پہونچتا ہی خواجہ آگے بڑھ جاتے ہین ایک کوچہ کلان
راہ مین ملا خواجہ اُس کوچے مین داخل ہوے پشت سے شاہور پکارتا ہوا چلا
کہ یارو لینا ہمارا گنہگار ہی جو گرفتار کریگا شنگل اُسکو انعام دیگا مین بھی خدمتگاری
کرونگا سامنے ایک بڑا سا پھاٹک تھا چند سپاہی نگہبان اُس پھاٹک پر بیٹھے تھے
عمرو کو دیکھکر دوڑے عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ پشت سے شاہور آتا ہی اور سامنے سے
وہ نگہبان مکان آتے ہین تو بہت ہی گھبرائے کہ زردوے رفتن نہ جاے ماندن
مگر جست کرکے کوٹھے پر پہونچے شاہور نے پکار کر کہا او ساربان زادے مین کیا

کوٹھے پر نہین اُسکتا کیا مین اس سے عاجز ہون یہ کہکر شاہور بھی کوٹھے پر پہونچا خواجہ
دوسرے کوٹھے پر پہونچے وہ محلہ بہت آباد ہو سب کوٹھے ملے ہوے ہین جس کوٹھے
پر خواجہ جاتے ہین شاہور بھی پہونچتا ہو کئی کوٹھے خواجہ نے طے کیے مگر شاہور
غل مچاتا ہوا جاتا ہو جس کوٹھے پر خواجہ پہونچتے ہین اُس مکان والے کوٹھون پر
چڑھ آتے ہین کوئی لاٹھی دکھاتا ہو کوئی لینا لینا کرتا ہو خواجہ بھر ستے بھرتے کئی کوٹھے
طے کرکے ایک کوٹھے پر پہونچے دیکھا بیچ مین ایک گڑھیا ہو جس مین شہر بھر کا میلا
پڑتا ہو اور گڑھیا کے اُسپار چار دن کے مکان مین وہ بیٹھے جو نے ٹانک رہے ہین
اور ایک مکان کچا گڑھیا کے کنارے ہو شاہور نے پشت پر سے کہا او سار بان بنا ہے
اب کہان جائیگا خوف تو بُری چیز ہو خواجہ نے جست کی گڑھیا کو پھاند گئے کچا مکان
جو کنارے پر گڑھیا کے تھا اُسپر جاکر پانون قایم ہوے شاہور نے جو آکر دیکھا
پکار کر آواز دی او سار بان زادے مین بھی آیا تو گڑھیا کو پھاند گیا تو کیا مین نہ
اُسکو پھاندونگا یہ کہکر نیچہ ٹیک کر جست کی دونون پانون شاہور کے چھجے پر جمے تھے کہ
عمرو نے نیچہ دکھایا شاہور نیچے ہٹا چھجے چھٹتے ہی گڑھیا مین گرا شاہور کو گڑھیا مین
آتے دیکھکر خواجہ کودیپھاند کر غل سے گئے مگر شاہور جو گرا ایک کتا مرا ہوا گڑھیا مین
پڑا تھا پانون جو پڑے کتے کی آنتین گلے مین پڑگئین منھ کو بند کرتا ہو کبھی دانتونکو
نوچتا ہو مگر شاگرد اسکے دوسرے کوچے سے آئے اُسکو ڈھونڈھکر چلے شاہور سوچا
کہ اگر یہ چلے جائین گے تو پھر کیونکر نکلونگا آخر پکارا اُٹھا اے کمبختو کہان جاتے ہو
مجھے تو نکالو عمرو گڑھیا مین گرا کر چلا گیا شاگردون نے قریب آکر کمندین پھینکین شاہور
نے وہ کمندین گلے مین پھنسائین شاگردون نے کھینچکر نکالا کہا یارو مجھے حمام مین
لے چلو جب تم لوگون کو پکارا تو کچھ حلق مین بھی اُتر گیا کتا ایسا گلا ہوا تھا کہ آنتین آنکی
سب بدن مین لپٹ گئین یہ تو حمام چلے لیکن یہان خواجہ راہ مین آکر سوچے کہ اُستاد
جی ضرور دھنائین گے ایک نائی کمسن کی صورت بنکر سامنے وارد ہوے آنکے عمرو
نے پوچھا صاحبزادے کہان چلے خواجہ نے کہا قریب محتاج مزدوری کو آتے ہین

داروغہ نے کہا حمام میں چلکر ٹھہرو جو کوئی آدے اسکو نہلانا ایک روپیہ میں دو آنے
تمھیں بھی ملیں گے خواجہ نے کچھ تکرار نکی حمام میں جا بیٹھے تھوڑی دیر میں داروغہ
نے دیکھا شاہور کو شاگرد پکڑے ہوے لیے آتے ہیں داروغہ اٹھکر کھڑا ہوا پوچھا میاں
مہتر صاحب خیر تو ہے شاہور نے کہا داروغہ صاحب کیا کہوں وہ جو ادن والی گڑھیا
جو ہے اسمیں عمرو گرا کر لگیا مجھے نہلاؤ داروغہ نے لنگی دی شاہور نے کپڑے اُتار کر
باہر رکھے اندر حمام کے پہونچا لڑکے نے اٹھکر سلام کیا شاہور نے کہا بیٹا جلد نہلاؤ
میرے تمام بدن میں گئے کی بو آتی ہے خواجہ نے کہا سے اکر تو ذرا تیار کیا پیالے میں
بھر کر سامنے شاہور کے لائے کہا اسکو ملیے بدن میں خوشبو آنے لگے گی میں اور
دوا لے آؤں یہ کہکر باہر نکلے داروغہ نے پوچھا کہاں جاتے ہو عمرو نے کہا عطر لگایا
ہے اور حکم دیا ہے کہ کپڑے جو ہمارے باہر رکھے ہیں فلاں تالاب سے اُسے غوطہ
دے لاؤ داروغہ صاحب یہ خدمت سخت ہے مگر فاقے کرتے ہیں سب کچھ گوارا ہے لیکن
ایسے کام ہمسے نہ لیا کیجیے داروغہ نے کہا بیٹا حمام میں اکثر ایسی ضرورت پڑتی ہے عمرو نے
وہ کپڑے رومال میں باندھ لیے اور شاہور کا مکان پوچھتے ہوے چلے مکان پر
پہونچکر دیکھا کہ ایک محلدار بیٹھی ہے اُسکے سامنے وہ کپڑے غلیظ بھرے ہوے رکھدیے
کہا مہتر صاحب حمام میں نہا رہے ہیں یہ کپڑے نشانی بھیجے ہیں بھاری جوڑا اور پانچ
اشرفیاں کشتی میں لگا کر لاؤ اور یہ کپڑے رکھ لو اور یہ پرچہ کاغذ کا انھیں کو دینا ہے
سُنکر محلدار نے جا کر میمونہ سے کہا میمونہ نے جوڑا پہننے کا اور پانچ اشرفیاں کشتی میں
لگا کر بھیجیں خواجہ وہ لیکر چلدیے مگر شاہور نے جو بُنا ملکر غوطہ لگایا سارا بدن
کھجانے لگا پکار رہا ہو کہ وہ لڑکا کہاں گیا داروغہ نے کہا آپ ہی کے کام کو گیا ہوا ہے
شاہور نے کہا میں نے تو کسی کام کو نہیں بھیجا غرض جو ہاتھ پھیرا سب ریش کے
بال ہاتھ میں آگئے آئینے پر جو نگاہ پڑی دیکھا بالکل بھدرا ہو گیا حیران ہوا حمام
سے باہر نکلا ایک شاگرد نے کہا گھر سے کپڑے آئے شاگرد جو گھر پہ گیا محلدار نے
کہا ابھی ایک شاگرد آیا تمھارا جوڑا اور پانچ اشرفیاں لے گیا اب کپڑے نہ ملیں گے

شاگرد پاس شاہور کے آیا کہا استاد کونسا شاگرد گیا تھا کپڑے بھی سے آیا پانچ اشرفیان
بھی لے گیا سب شاگرد قسمین کھانے لگے کہ استاد ہم تو نہین گئے شاہور اسی حال مین
چادر رہ باندھے ہوئے مکان پر آیا علمدار نے کپڑے دکھائے اور رقعہ بھی ہاتھ مین دیا
رقعے مین لکھا تھا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو
نامدار او شاہور کیا کیا تو نے ذلتین پائین اور پھر مقابلہ کریگا ہم تمہاری خوب گت
بنا گئے یہ رقعہ پڑھکر شاہور نے پھاڑ ڈالا شاگردون سے کہا مین نے بڑی ذلت
اٹھائی اب جاکر حمزہ یا عمرو کو لاتا ہون یہ کہکر چاہا کہ جائے ناگاہ سامنے سے دیکھا
شمشکل چلا آتا ہو پرچۂ اخبار شمشکل کو گذر چکا تھا شاہور کے منہ پر شمشکل نے تھوک دیا
کہا او بے غیرت تجھکو شرم نہین آتی عمرو نے کیا کیا حرکتین تیرے ساتھ کین پھر نام عیاری کا
لیتا ہو تو کیا عمرو کو لائیگا شاہور کو بڑی غیرت آئی کہا اے شہنشاہ اب حمزہ یا عمرو
کو یا حمزہ کو لاؤنگا یہ کہکر ایک خدمتگار بنکر چلا لشکر اسلام مین آکر دیکھا کہ امیر مقام صدر پر
بیٹھے ہین گرد تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین غرض
شاہور ایک دنگل کے نیچے جاکر چھپا بیٹھا دیکھ رہا ہو شب کو صاحبقران نے دربار
برخاست کیا عمرو نے آکر ساتھ امیر کے کھانا کھایا جب سب چلے گئے تو صاحبقران
چھپر کھٹ پر آئے دوشالہ تان کر آرام کیا شاہور دنگل کے نیچے سے نکلا شمع ہاے
محفل کا فوری گل کرکے قریب صاحبقران کے پہونچا دوشالہ چہرے سے ہٹایا مگر
جمال بے مثال امیر دیکھکر حیران ہوگیا دل مین کہتا ہو ضعیفی مین تو یہ حسن ہو شباب مین کیا
رونق ہوگی کچھے مین داروے بیہوشی رکھی چاہتا تھا کہ دماغ سے لگاؤن امیر نے
عالم خواب مین دیکھا کہ مہر نگار سامنے کھڑی ہین جمال مہر نگار دیکھکر بیقرار ہوگئے
فرمایا صاحب مزاج کیسا ہو مہر نگار نے جواب دیا مین تو اچھی ہون شکر ہو پروردگار
کا مگر جلد آنکھ کھولیے عیار آپ کی فکر مین آیا ہو امیر نے آنکھ کھولدی دیکھا کہ ایک
سیہ پوش کھڑا ہو للکارا کہ ارے تو کون شاہور بھاگا جست کرکے سراچہ فرا گیا
صاحبقران نے آواز دی کہ لینا یہ جانے نہ پائے ہر طرف سے سوار و پیدل دوڑے

خواجہ جو طلاسے پرتھے آواز اپنے آقا کی سنکر دوڑے دور سے دیکھا ایک بیہوش
بھاگا جاتا ہے عمرو سمجھ گئے کہ شاہور ہے گا دوسرے راستے پر چلے شاہور سے آگے
بڑھ گئے شاہور بھاگا ہوا آتا ہے خواجہ جاکر ایک شاہراہ پر بیٹھ گئے کہ اسی طرف
آئیگا کہ دیکھا شاہور آتا ہے خواجہ نے کمندین بچھا دین تھین اور رخس پوش بھی
کرچکے تھے جیسے ہی شاہور قریب پہونچا اسکا دل دھڑکا پکار کر آواز دی کہ او
ساربان زادے شکل آہین سے تجھکو دیکھ لیا سامنے آکر ستا بلکہ خواجہ کو دھوکا ہوا
تھا کہ شاید اسنے مجھے دیکھ لیا مگر خیال کیا کہ دیکھون کیا کرتا ہے شاہور نے دو تین آوازین
دین آخر سوچا کہ یہان عمرو کہان جست کی بیچ حلقہ ہاے کمند مین آگرا خواجہ نے
شیر کی آواز دی شاہور رکا خواجہ نے جھٹکا مارا کہ شاہور گرا خواجہ نے اٹھکر
حباب مار دیا اور بیہوش کرکے پشتارہ باندھا لیکر چلے مگر شاہور کی شکل آپ بنے
اور شاہور کو اپنی شکل بنایا گلے مین شاہور کے گیند عیاری کا ڈھول دیا خواجہ
تھوڑی دور چلے تھے کہ چند شاگردون نے پوچھا استاد کسے لائے
شاہور نقلی نے کہا انھین ساربان زادہ دیکھو لایا جنگلین خوب تلوار چلی آخر مین نے گرفتار کیا
اب سامنے شکل کے چلو شاگرد ساتھ ہین خواجہ پشتارہ لیے ہوے آتے ہین
کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی خوش لحن بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہے نظم

آج کیا انداز بسمل اضطراب نہین ہے ۔ قبضۂ شمشیر شاید پنجۂ قاتل مین ہے
کیا اثر ہے اے پری تیرے گل رخسار کا ۔ سب تلون مین تیل ہے یہ عطر اسکے گل مین ہے
تجھسے کیا مطلب بھلا شیرین کو اے شیرین ادا ۔ تو دلون مین ہے منقش نقش شیرین سل مین ہے
کم نہین دریاے نظر و نہین ہمارا سیل اشک ۔ اپنے دامن مین بھی ہے جو دامن ساحل مین ہے
خیر جاری ختم ہے اے میکش خمار یہ ۔ موج زن دریاے مے ہر کشتی سائل مین ہے
اے پری تونے تو لیلی کو بھی مجنون کردیا ۔ نغمۂ ساز جرس اب پردۂ محمل مین ہے
خال جانان کے تصور مین غضب روتا ہے نجم ۔ جاے روغن کیا سمند چشم تر کے تل مین ہے
اب غزل اک اور پڑھیے بزم مین ناسخ کمر ۔ کسرۂ توجیہ تجھ سے بڑھکے دل مین ہے

خواجہ نے دیکھا دروازے پر اُسی باغ کے چند کنیزین کھڑی ہین کہ جس باغ سے گانیکی
آواز آرہی ہی ایک نے پکار کر کہا میان شاہور صاحب ملکہ مشتری شمائل تمکو طلب
فرماتی ہین خواجہ فوراً داخل باغ ہوے مگر پشتارہ دوش پر ہی کنیزون نے پوچھا
شاہور صاحب کسے لائے شاہور نقلی نے جواب دیا کہ عمرو عیار کو لایا ہون اندر جب
باغ کے آئے دیکھا گلہاے رنگا رنگ کھلے ہوے ہین حوضونکا پانی نایاب نہرون لاجواب
لہرین موج مار رہی ہین مچھلیان اُبھر کر نظارہ باغ کرتی ہین نرگس شہلا کی دیدہ بازی
سوسن کی زبان درازی عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین خواجہ یہ تماشا
دیکھتے ہوے وسط باغ مین پہونچے دیکھا فرش مشجر بچھا ہی ایک نازنین نہایت
حسین مسند پر بیٹھی ہی ایک کنیز چنور کر رہی ہی چند کنیزین گرد پھر رہی ہین پھول اون کی
پنکھیا جھل رہی ہو شاہور نقلی نے آکر سلام کیا ناظرین پر واضح ہو کہ یہ بخت شکل
ہی شاہور مدت سے اسپر مرتا ہی ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ اے شاہور مین عمرو کو دیکھنا
چاہتی ہون شاہور نقلی نے جواب دیا کہ ملکہ دیکھ لو آپنے مسکرا کر جواب دیا کہ مین
یون کیا دیکھون اسکا تماشا سنونگی شاہور نقلی نے جواب دیا حضور یہ شاہ کا گنہگار
ہی مین بے کھول نہین سکتا نہ ہوشیار کر سکتا ہون یہ وہ بلاے روزگار ہی کہ جسنے
مجھکو حیران کر دیا مگر مین اور وقت حاضر ہونگا تو دعاے دلی عرض کرونگا جب تک
مشتری نے کہا اگر خواجہ نے شاہور کو ہوشیار نہ کیا اور یہی کہا کہ مین پھر حاضر ہونگا
مشتری نے کہا جاؤ رہو مین قیدی کا دیکھنا نہین چاہتی کوئی تو صورت ہی کہ
کہ ہم بھی کا تماشا لین گے آج مجھکو بڑا غرور ہی کہ عمرو کو گرفتار کرکے لایا ہی اور جو
ذلتین اُٹھائین اُسکا شمار نہین شاہور نقلی نے جواب دیا حضور عیاری کا یہی
نتیجہ ہی کبھی غالب کبھی مغلوب مین آکر عمرو کا تماشا دونگا حضور یہ ہم نہ ہون یہ
کہکر پشتارہ عمرو نقلی کا اُٹھا لیا بیرون باغ آیا شاگرد سب انتظار مین کھڑے تھے
کہ شاہور نکلا شاگردون نے عرض کی کہ آپ کی خبر پہلوان نوروان کو پہونچ گئی
کئی مرتبہ ارشاد فرما چکے ہین کہ شاہور کو بلاؤ اب بارگاہ مین چلیے کہ حضور جادو بھی

اگر پہونچا اُسنے بھی یہی کہا کہ شنکل یاد فرماتے ہین شاہور نقلی عمرو نقلی کو لیے ہوے مع شاگردونکے چلا مگر راہ کی ہوا جو لگی شاہور کو ہوش آگیا اپنے کو گرفتار دیکھا شاگرد مار رہے ہین کوئی دھول مارتا ہو کوئی بال نوچتا ہو شاہور کے گلے مین کینہ پھنسا ہوا ہو جواب نہین دے سکتا غین غین پر شاگرد اور زیادہ بگڑتے ہین کہ گونگا بہرا بنا ہو اس حال سے ہو مگر کہے نہین چوکتا شنکل دربار مین بیٹھا تھا کہ شاہور نقلی عمرو نقلی کا پشتارہ لیے ہوے آیا شنکل نے حکم دیا کہ جلد اسے قتل کرو شاہور نقلی نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اسکو گدھے پر سوار کرکے تشہیر کرون شنکل نے کہا تمھین اختیار ہو باہر نکلکر شاہور نقلی نے عمرو نقلی کو گدھے پر سوار کیا منھ کالا کر دیا اور تشہیر کرتے ہوے چلے مگر دختر شنکل مشتری شمائل کہ عمرو کے گانیکی مشتاق ہو اسنے جو خبر سنی کہ عمرو کو تشہیر کرتے ہوے لاتے ہین بیقرار ہو گئی کنیزون سے کہا کہ ذرا شاہور کو بلا لو کنیزین دوڑین شاہور نقلی کو آواز دی کہ مہتر صاحب ادھر آؤ ملکہ عالم یاد فرماتی ہین خواجہ عمرو شاہور کو دروازے پر چھوڑ کر کہہ گئے کہ ہوشیار رہنا مین اندر ہو آؤن یہ کہکر باغ کے اندر گئے ملکہ نے کہا اے شاہور تجھے کیا نفع ہوا کہ اتنے بڑے عیار کو تو نے تشہیر کیا بہتر ہو کہ اُسکا گانا مجھے سنوا دے شاہور نقلی نے عرض کی آپ میرا گانا سنیے بالکل عمرو کے گانے کا مزہ ملیگا ملکہ نے اشارہ کیا خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

بہار لالہ و گل سے لگی ہو آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین

چلے تو سیر کو ہین آپ مستی مل کے گلشن مین
اشارے کیسے کیسے ہونگے نافرمان دشمن مین

خزان مین بلبلو نے دیکھیے بحث نار گلشن مین
شرارت کیجیے ماتم زدونکی چلکے شیون مین

لگاتی آگ بجلی کی چمک ہو خانہ تن مین
برستا مینہ نہین بے یار خاک اُڑتی ہو ساون مین

سُنا ہو عاشقون سے برق وش بھی نام جو تیرا
تماشہ دیکھتے ہین وہ لگا کر آگ خرمن مین

نہین روزن جو قصر یار مین پروا نہین کچھ بھی
نگاہ شوخ رخنہ کرتی ہو دیوار آہن مین

طریق عشق مین آتش قدم بھسا نہ گزریگا
گریبان مین بھی ہو جب لگی ہو آگ دامن مین

بلا تا ہی نہین ہون دوستی سے اُس ستمگر کو	چھُری دیتا ہون اپنے ذبح کو مین دست دشمن مین
جنون کے جوش مین یکجا نہین دم بھر قرار آتا	کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین
عذاب گور کا وان سامنا یان رنج دنیا کا	نہ گھر مین چین نہ زندون کو نہ مردونکو ہو مدفن مین
تلا کرتے ہین انکھین اپنے دیوانے رکابون سے	پری کی شوخیان ہین اُس پری پیکر کے توسن مین
کھُلا زلفون کے لہرانے سے اُس رخسار رنگین پر	زر گل کی نگہبانی کو دو کالے ہین گلشن مین
شریعت کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو ہی آتش	بتون کے گھورنے کو جاتے ہین دیر برہمن مین

مشتری گاتا عمرو کا سنکر بہت خوش ہوئی کہا ای شاہور مقام افسوس ہو کہ ایسا عیار قتل ہوتا ہو جسکا دنیا مین مثل و نظیر نہین خواجہ نے کان مین کہا ای ملکۂ عالم منم سپہر چہارمی مجھکو شاہور کیا گرفتار کرے لاتا مین خود اُسکو گرفتار کرکے لایا ہون یہ گلوری تو کھا لیجے کہ نشہ پر سُرخی آئے مشتری نے گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئین خواجہ نے اُٹھا کر مشتری کو نذر زنبیل کیا اور نیچہ کھینچکر باہر نکلے شاہور گدھے پر سوار ہو عمرو نے شاگردون سے کہا ہٹ جاؤ دور دور کھڑے ہو ایسا نہ ہو کہ قطرۂ خون مسلمان کا تمپر پڑ جائے تو بلا مین پھنسو خون مسلمان بڑا نجس ہوتا ہو سب شاگرد الگ کھڑے ہوے خواجہ نے چاہا نیچہ مارون کہ چند بدارنے بڑھکر عرض کی کہ ای متر والا گہر شتکل فرماتے ہین کہ اسکو دربار مین لاکر قتل کرو عمرو نے کہا تم چلو مین آتا ہون اور سب شاگردون سے کہا کہ یارو تم مجکو پہچانتے ہو سب نے کہا آپ ہمارے اُستاد ہین عمرو نے کہا مین تم سب کا باپ ہون یہ کہکر نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	دم سے تیرے کانپتا ہو جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

تمھارے اُستاد شاہور کو تشہیر کرا دیا مشتری شمائل کو لیے جاتا ہون شتکل سے

کہدینا کہ غاشیہ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر صاحبقران
کے حاضر ہو اور اس بے غیرت شاہور کو لیجاؤ اُس سے کہدینا کہ اب نام عیاری کا نہ لے
گوشے مین چھپکر بیٹھے یہ کہکر جست کر کے نکل گئے شاگرد جو دوڑے تو ایک کو عمرو نے نیچے
مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے خوف سے کوئی عیار آگے نہ بڑھا خواجہ نکل گئے اِدھر
شاگردون نے آکر شاہور کا منہ دھلایا گلے سے گنبد نکالا روتا ہوا طرف شنگل
کے چلا اور سامنے شنگل کے آکر تمام کیفیت بیان کی شنگل نے کہا او شاہور پر
تم تو گوشے مین بیٹھو مین طبل جنگی بجوا کر سب کا خاتمہ کرونگا یہ کہکر اُسی وقت طبل جنگی
بجوایا مگر یہان صاحبقران یہ خبر سنکر گھبرا رہے تھے کہ عمرو تشہیر ہو رہا ہی قصد تھا کہ
جا پڑون عمرو کو رہا کرون کہ خواجہ آکر پہونچے امیر نے پوچھا خواجہ خیریت تو ہی
عمرو نے کہا آج بڑا نقصان ہوا مگر آپ ہی اُس نقصان کو پورا کرینگے صاحبقران
نے فرمایا تمھارا روز نقصان ہوتا ہی عمرو نے کہا بہت ناچار ہون ایک شاہزادی
بیچتا ہون پہلے تو مشتری کی تصویر پیش کی ایک طرف لندھور بیٹھے تھے ایکطرف
مالک اُنکی بھی نگاہ پڑی اور لندھور نے بھی دیکھا مالک نے چاہا کہ ہاتھ بڑھاکے
کہ لندھور نے تصویر اُٹھالی مالک نے کہا او ہندی بچی خور یہ معشوقہ مجکو پسند ہی
لندھور نے کہا او بے حرام خور تجھے معشوقہ سے کیا کام جب آپس مین تکرار ہونے
لگی تو صاحبقران نے مالک کو سمجھایا کہ اگر تم تصویر اُٹھالیتے تو کسی کو کلام نہ تھا
اب لندھور کا قبضہ ہوگیا آجکل زمانہ جنگ وجدل کا ہی آپس مین نزاع نہ ہو فرمانے
سے صاحبقران کے مالک خاموش ہوے کہ ہرکارے حاضر ہوے بعد دعا کے
عرض کی کہ شنگل نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرا ہے تیار رہو
صاحبقران نے حکم دیا کہ خواجہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی
بجے خواجہ نے جاکر نقارخانہ سکندری مین طبل پر ڈوال دیا بموجب قول شاعر نظم

چو بر تخت اسکندر آمد زوال — ز ناہید مریخ کرد این سوال
جہان را اگر روز آخر رسید — سرافیل صور قیامت رسید

بلغت کرنا طبل اسکندر راست	گز آواز او گوش گردون کر است

تمام لشکر میں خبر ہوگئی کہ شنکل نے طبل جنگی بجوایا ہو مردان عالم تیاریان کرنے لگے
چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری فلک چہارم پر چمکا مبارز زرین پوش
بصد جوش و خروش سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر مع فوج ضیا و شعاع تخت چرخ زبرجدی
پر جلوہ فرما ہوا تمام عالم نورانی و منور ہوگیا مگر شنکل بن شنکال سلاح جنگ سے
آراستہ ہو کر برآمد ہوا افسران فوج نے سلام کیا فوج بے شمار پشت پر بڑے کر و فر سے
میدان میں آیا اُدھر سے دیکھا کہ صاحبقران زمان مع سرداران تہمتن و جوانان
صف شکن بصد تجمل و شان آتے ہیں خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے جیسے ہی میدان
میں پہونچے شاہور شنکل کے ہمراہ تھا شنکل کے منھ سے نکلا کہ شاہور دیکھو عمرو
عیار صاحبقران کے ساتھ ہو اُسنے تمکو تشہیر کیا اور بیٹی کو میری باغ سے لیگیا اور
تجھے کچھ نہ ہوسکا یہ سُننا تھا کہ شاہور نے رکاب چھوڑی کہا غلام آج مقابلہ کرے گا
یہ کہکے میدان میں آیا پکار کر آواز دی کہ او عمرو مجھسے آکر مقابلہ کر ہمارے بعد پہلوان
دوران بجھ لیں گے امیر نے طرف عمرو کے دیکھا خواجہ رکاب چھوڑ کر بھاگے دم بھر
میں نظروں سے غائب ہوگئے صاحبقران نے فرمایا کہ عمرو کی اس حرکت نے کل
شرمندہ کیا مقترو بیہیم نے کہا ہو شہریار میں اُستاد کی شکل بنکر اُس سے مقابلہ کرون
مگر شاہور نے جو دیکھا کہ عمرو مجھکو دیکھکر بھاگ گیا بلبلانے لگا اور پکار کر آواز دی
کہ یہ میدان کارزار ہو جانبازی کا معاملہ تھا عمرو بھاگ گیا میں ڈھونڈھکر اُسے
مار ونگا و بیہیم وہیں بیٹھ گیا منظور یہ ہوا کہ اُستاد کی شکل بنکر اُسے جواب دون مقام
تعجب ہو کہ عمرو ایسا عیار اور شاہور سے ایسا خائف ہو کے یون رن دہاڑے
بھاگ جائے کہ صحراے گرد اُڑی شاہور نے دیکھا ایک گنوار دھوتی باندھے ہوے
ایک گٹھر کاندھے پر دوڑا ہوا آتا ہو جیسے ہی قریب شاہور کے آیا اپنی زبان میں
بولا کہ تم کون ہو جو تلوار چمکاوت ہو شاہور نے کہا تجھسے کیا مطلب میں عمرو کو پکار رہا ہون
گنوار نے گٹھرا ٹھایا کہا سارے دھرتی وہیں شاہور نے فورًا نیمچہ مار کر گنوار کا

شاہ زخمی ہوا تو وہ بشر پھینک کر بھاگا شاہور دلیر ہوا گنوار کے پیچھے چلا گنوار
تھوڑی دور جا کر ٹھہرا اور ہاتھ باندھ کر بولا گستاخ جانے دیو مین یہ نہ جانت تھا کہ
تلوار سے سامنا پڑیگا ہم لوگ کھیت پر لڑتے ہین لاٹھی چلت ہوگئے تلوار سے آجتک
ناہین لڑے دیکھو تمہرے پیچھے کو ٹھاڑ ہو شاہور پلٹا اُس گنوار نے حلقۂ کمند کے
مارے کہ شاہور جھنکر گرا گنوار نے حباب مار کر بیہوش کیا اور نعرہ کیا نعرۂ عمرو

گزان اُستاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم
بہ باغ دین ز کرشش آبیاری	جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیارہ

اب ہیبت نے دیکھا کہ خواجہ عمرو پشتارہ بدوش چلے آتے ہین یہ دیکھ کر سب خوش ہوئے
مگر شتکل یہ معاملہ دیکھ کر بہت پریشان ہوا مقابلے کا ارادہ نہ کیا طبل بازگشت
بجوا کر پلٹ گیا یہان بھی سب پلٹے خواجہ شاہور کو لیکر بارگاہ مین آئے ہوشیار
کر کے سوال اسلام کیا شاہور قدمون پر صاحبقران کے گر پڑا کہا مین مسلمان
ہوتا ہون میری خطا معاف کیجیے صاحبقران تو رحم دل ہین فورًا شاہور کو گلے
لگا لیا عمرو نے کہا بھی کہ اے شہریار پیشانی اسکی سیاہ ہو مگر امیر نے نہ مانا فرمایا
خواجہ تم مکار ہو یہ جھوٹا نہیین ہو عمرو ناچار ہوا شاہور کی خطا معاف ہوئی
کلمہ پڑھایا عیارون مین رہنے لگا شام کو صاحبقران دربار مین بیٹھے تھے کہ
عادی نے آکر لال کاغذ ہاتھ مین دیا امیر نے اُس مین نشانی بنا کے مقبل کو
حکم دیا کہ تیاری کرو ہم انتظام طلاے کو جائینگے یہان عمرو نے ایک خیمے مین
مشتری شمائل کو رکھا ہو شاہور کو معلوم ہوا کہ فلان خیمے مین مشتری تو شام سے
چھپ رہا جب صاحبقران براے طلایہ گئے تو شاہور نکلا اور یہ بھی اسنے دیکھا
کہ خواجہ عمرو ساتھ صاحبقران کے گئے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا
نکالا عمرو کی شکل بنکر تیار ہوا طرف اُس خیمے کے چلا جس مین مشتری تھی بصورت
خواجہ اندر آیا مشتری نے پوچھا کیون خواجہ اسوقت کیا ضرورت ہو شاہور نے

جو اب و باکہ ہمراہ صاحبقران طلاسے پر تھا خیال مین آیا کہ جا کر شراب پی آؤن
تھارسے ہی خیمے بن چلا آیا مشتری نے شاہور کو ایک جام پلایا اُسنے دوجام
پی کر دوسرا جام لبریز کیا گھاٹی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالکر مشتری کو دیا مشتری نے
لیکر پیا پیتے ہی بیہوش ہوئی شاہور نے پشتارہ باندھا اور لیکر بھاگا خیمے سے
نکلکر اپنے لشکر کا راستہ لیا مگر خواجہ عمرو ہمراہ صاحبقران پھر رہے تھے دور سے
دیکھا ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہو خواجہ عمرو چھپتے ایک زرسے مین آکر
پیچھے مگر شاہور نے کہ مدت سے مشتری پر مائل ہو اب جو اسوقت موقع پایا تو ایک
نخل کے سائے مین آکر پشتارہ رکھا اور بلائین لینے لگا مشتری بیہوش ہو بلکہ
جابجا شاہور نے ہاتھ بھی ڈالا مگر مشتری کو خبر نہ ہوئی خواجہ نے جو زرسے
سے دیکھا کہ مشتری کے ساتھ شاہور اختلاط کر رہا ہو بہت ناگوار ہوا آخر نکل کر
للکارے کہ او بے حیا منم مہر سپہر عیاری غشی مین عورت پہ ہاتھ ڈالتا ہو خواجہ کو جو
شاہور نے دیکھا تو چاہا کہ پشتارہ چھوڑ کے بھاگ جاؤن مگر خواجہ آکر برس پڑے
اسقدر خنجے مارے کہ شاہور کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈالدیا پشتارہ مشتری کا
لیکر چلے ششکل اپنے لشکر مین طلایہ دیتا ہوا اُسجگہ پر جو آیا تو لاشہ شاہور دیکھکر
جلگیا حیران کھڑا دیکھ رہا تھا دل مین کہتا ہو کہ مسلمان بڑے سنگدل ہین یہ مسلمان
بھی ہوا اور پھر اسکو قتل کیا بڑا ستم ہوا اس فکر مین پڑا مگر عمرو نے آکر امیر سے
ذکر کیا کہ آقا ایک نازنین بکاؤ ہو ایک تاجر اپنی دختر کو میرے خیمے مین چھوڑ گیا ہو
کہ جو پسند کرے وہ اسکے ساتھ عقد کرے صاحبقران نے کہا اسوقت تو طلاے
پر ہین مگر کل چلکے دیکھین گے ادھر ششکل لاشہ شاہور دیکھکر آتا تھا صاحبقران کو
جو آتے ہوے دیکھا تاب نہ آئی عیاری کی محبت مین پکار اُٹھا کہ یا صاحبقران زمان
اب اسوقت کوئی بیچ مین نہین ہو میرے آپ کے مقابل ہو جائے صاحبقران
نے مرکب بڑھایا ششکل سے تلوار چلنے لگی مگر ششکل نے لڑتے لڑتے ہاتھ گھوڑے
پر مارا اشقر کی پیشانی پر تلوار پڑی سر اشقر کا زخمی ہوا ایک مرتبہ پھرا اور منھ پھیر لیا

شنکل نے پشت پر سے صاحبقران کو ہاتھ مارا کتا دو ابرو زخمی ہوئے امیر نے بھی
ہاتھ مارا کہ شنکل کے گینڈے کا سر اڑ گیا شنکل گینڈے سے گرا امیر نے اوپر سے
ہاتھ مارا کہ سر شنکل کا بھی زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی شنکل تو بھاگا ادھر صاحبقران
کے زخم کاری تھا اترنے کا ارادہ نہ کر سکے دونوں ہاتھ گردن مین گھوڑے کی
ڈالدیے اور زبان جنی مین فرمایا کہ اے مرکب تو بھی زخمی ہے مجھکو نکال لے چل گھوڑا
صاحبقران کو لے چلا آخر بے زبان ہو طرف صحرا کے گیا مگر خواجہ مشتری کو جنگ
مین بھاگے جو آئے تو دیکھا کہ اس مقام پر خون پڑا ہے آقا کا پتہ نہین عمرو کو بہت
ناگوار ہوا قطرے خون کے جا بجا گرے تھے اُنکو دیکھتا ہوا چلا ادھر شنکل نے
اپنے لشکر مین آکر مشہور کیا کہ مین حمزہ کو قتل کر آیا بڑی خوشیان ہونے لگین مہتر
شاہپور کا بھائی ماہپور کہ قایم مقام شاہپور ہے اُسکے لشکر مین بھی ہر طرف مشہور ہے کہ امیر
مارے گئے بڑی خوشی ہو رہی ہے ماہپور کہتا پھرتا ہے کہ رات کو آقا سے نامدار نے
بھائی صاحب کے خون کا بدلہ لیا حمزہ کو مار ڈالا گھوڑا لاش لیکر کسی طرف نکل گیا
یہ خبر لندھور سے جب الیاس ہندی نے آکر بیان کی کہ لشکر کفار مین یہ مشہور ہے
لندھور کو تاب نہ آئی ڈھونڈھتا ہوا چلا ایک مقام پر آکر دیکھا کہ قطرے خون کے
پڑے مین اُسی نشان پر یہ بھی چلا مگر اشتر صاحبقران کو جو لیکے چلا تو قریب ایک
کوہ کے آیا صبح کا وقت تھا گھاس پر منہ ڈالا بدن کو جو جنبش دی صاحبقران پشت
اشتر سے گرے ریحان قزاق بالائے کوہ ایک قلعہ ہے اُسمین رہتا ہے کسی وجہ سے
کوہ سے اترا صاحبقران کو دیکھکر خوش ہو گیا اور عجائب یہ دیکھا کہ ایک مرکب
حبشی معروف چرا رہا گھوڑا بھی لیا اور صاحبقران کو لیکر بالائے کوہ آیا آکے
زخمون مین ٹانکے دیے انگلی پر جو نگاہ کی تو دیکھا کہ مُہر کی انگشتری ہے اُسکو اتار کے پڑھا تو
یہ مضمون پایا کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان داماد نوشیروان حمزہ صاحبقران اور
داماد شہپال بن شہرخ ریحان اور زیادہ خوش ہوا ساتھ والون سے کہنے لگا
کہ میری خوش نصیبی تو دیکھو کہ حمزہ عرب کو اس حال مین پا گیا اُسی حال مین امیر کو

مسلسل و مطوق کیا قید خانے مین بھیجدیا صاحبقران قید خانے مین بیدار ہوے اپنے کو
اس حال مین دیکھا زنجیرین ہلانے لگے چاہتے ہین قید توڑ ڈالون مگر عمرو پھرتا ہوا زیرکوہ
پہونچا نشان خون دیکھکر عقل سے دریافت کیا کہ آقا یہان سے آگے نہین گئے ایک
گنوار بنکر بالاے کوہ چلے اندر قلعے کے آئے دیکھا ہر جان قزاق گلی گلی پھر رہا ہی اعلان
کرتا پھرتا ہی کہ جو کوئی میری قیدی کو لے گیا ہو بتا دے ورنہ اُسکا گھر وغیرہ قرق کرلونگا
کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا خواجہ تو کنارے ہو گئے دور سے آکر دیکھا کہ مرکب ابلق
اصطبل مین بندھا ہی مگر غل و فساد کر رہا ہی دو دو لتیان مارین کہ سب مرکب وہان سے
نکال دیے گئے اکیلا تھان پر بندھا ہی عمرو نے زبان جنی مین اشقر سے سب حال پوچھا
اشقر نے عمرو سے بیان کیا کہ یہ قزاق آقا کو قید کرکے لے گئے مین دیکھا کیا کچھ زور نہ چلا
خواجہ نے اشارہ کر دیا کہ آج رات کو پتہ لگا لونگا چپکا زیادہ فساد نہ کر دھولیت مین
بسر کر دو دن بھر خواجہ نے پھر بسر کی رات کو ڈھونڈھتے ہوے چلے ایک مقام پر
آکر ایک باغ دیکھا کہ اندر اُس باغ کے کوئی یہ اشعار بآواز بلند گا رہا ہی نظم

کس سے مثال دون مین بیمثال کو — پہونچا کسی خیال نہ میرے خیال کو
ظالم دل اسیر ابھی ہوگا خاک پہ — جنبش اگر ہوئی ترے کاکل کے بال کو
قاتل کے لطف سے ہی بیانک مین فریغ — دست دعا نہین جو اٹھا مین سوال کو
وحشی وہ ہون کہ جان کو تن سے ہو بیگما — مجھسے بھلا مثال کہان ہو غزال کو
زیبا مین آبلے ہین نہ صحرا مین لوک خار — حیرت نہ کس طرح ہو ترے پائمال کو
آنے کے انتظار مین تیرے بسر کیا — انفاس و وقت و روز و شب و ماہ و سال کو
لاغر وہ تھا کہ چشم جہان سے نہان رہا — تھا صاحب کمال نہ پہونچا زوال کو
لذت سے چھٹ سکی نہ سنان خدنگ ناز — پہونچی نہ میرا زخم جگر اندمال کو
ترسان عذاب قبر سے ہوتا ہی کیون نسیم — حامی سمجھ تو اپنا محمد کی آل کو

خواجہ بپشت پہ باغ کی آئے دلکو یقین ہو گیا کہ صاحبقران اسی باغ چمن مین ہین پیچھے
آکر کمند ماری دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ صاحبقران زمان بیٹھے ہین اور ایک حسین مہجبین

پہلو مین بیٹھی ہو سا نزح - یا ہی کنیزین برا سے خدمت حاضر ہین یہی ذکر ہو رہا ہی وہ چھین کر رہی ہو کہ جب باپ نے میرے آپ کو گرفتار کیا اور طرف قید خانے کے بھیجا تو مجھکو تاب نہ آئی رات کو نقب دے کر پہونچی اور آپ کو نکال لائی ہر طرف قزاق ڈھونڈھتے پھرتے ہین اس باغ کے دروازے پر بھی کئی مرتبہ آچکے کنیزون سے پوچھ گئے کنیزون نے نہین بیان کیا ہی ٹکے ٹال دیا کہ یہان ملکۂ عالم رہتی ہین ملکہ دل آرام دختر ریحان قزاق یہ مضمون سنکر قزاق پلٹ گئے خواجہ دیوار سے اُترے گلیم اوڑھکر محفل مین آئے سامنے لالٹین یا قوتی روشن تھی وہ اُٹھالی لالہ سرخ رو وزیرزادی جو قریب ملکہ دل آرام بیٹھی تھی ملکہ کو لپٹ گئی کہ کوئی بھوت پلید اس محفل مین آیا دیکھیے لالٹین اٹھالی ایک کنیز نے کہا میرے سینے پر کسی نے ہاتھ رکھدیا ایک غل مچا تی ہوئی آئی کہ کسی نے میرے ازاربند سے اشرفی کھول لی کسی نے غل مچایا کہ میری گٹھری جاتی رہی کسی نے کہا اور غضب دیکھو ڈھولنا میرے گلے سے اُتار لیا صاحبقران سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو کا گذر ہوا پکار کر آواز دی کہ بھائی آؤ کیون عورتون کو حیران کرتے ہو ایک کنیز نے کہا آپ کے بھائی صاحب بھوت پلید ہین ایک کنیز نے چلا کر کہا ارے دیکھو تو شاخ نخل پر کون بیٹھا ہی یہ تو کوئی بن مانس ہی خواجہ نے ہاؤ جو کیا دخواس گری امیر نے جو نگاہ اُٹھاکر دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو شاخ نخل کو گھوڑا بنائے بیٹھے ہین امیر نے فرمایا خواجہ آؤ خواجہ لالہ عذار وزیرزادی پر عاشق ہوے آتے ہی لالہ عذار سے اشارے کرنے لگے مگر لالہ عذار سہمی ہوئی تھی یہ دیکھکر دل آرام سے شکایت کرنے لگی کہ حضور اس بن مانس کو منع کیجیے کہ میرے ساتھ اشارے کرتے ہین اس طریقے کی آدمی نہین ہون ملکہ نے منع کیا کہ خواجہ سلامت میری وزیرزادی آپ کو نہین پسند کرتی آپ کیون ٹوٹے پڑتے ہین خواجہ نے کہا سبحان اللہ مجھے بڑی حیرت ہو کہ آقا میرا آفتاب عالمتاب تم ایسی بدصورت پر عاشق ہو بڑا افسوس ہو کہ لال میرا پتھر سے ٹوٹا خدا انجام بخیر کرے ملکہ یہ سنکر رونے لگی اس خیال سے کہ مین ایسی بدصورت ہون صاحبقران نے آنسو پونچھے اور فرمایا انکی بات کا برا نہ مانو

کچھ انکو دیو ملک نے کشتی جواہر کی منگا کر خواجہ کے سامنے پیش کی خواجہ تعریفین کرنے لگے فرماتے تھے ای ملکۂ عالم مین بہ قصور کرتا ہون کہ تم ایسی شاہزادی مجاور رخانۂ کعبہ کے صاحبزادے کی معشوق بنے مجھکو بڑا افسوس ہی لالہ عذار کہ عمرو کی باتون سے جل جل کر کٹتی ہو داری یہ تو عجب شخص ہی کبھی تعریف کبھی مذمت خواجہ نے فرمایا آقاے نامدار مین چاہتا ہون کچھ گاؤن صاحبقران نے فرمایا جانتے ہو کہ صورت تو بہت عمدہ ہی شاید معشوق سیرت ہی پر توجہ کرے خواجہ نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار شروع کیے

نظم

آیا نہیں پھر کے آہ قاصد — تکتا ہون مین کب سے راہ قاصد
آتا ہی کبھی جو ہوش مجھکو — کہتا ہون یہی کہ آہ قاصد
ہون دست نگر اسی کا ہر دم — ہین مثل گدا ہون شاہ قاصد
اس ماہ کا لیکے خط کرے جلد — طے راہ کو مثل ماہ قاصد
قاصد قاصد مین کہ رہا ہون — کیا دیر لگائی آہ قاصد
جلد آیا نہین مین مر چلا تھا — جیتا رہے دیر گاہ قاصد
لکھے ہین مرے نصیب مین رنج — تیرا نہیں کچھ گناہ قاصد
طے راہ طلب کو تو کیا کر — مثل پیک نگاہ قاصد
احباب سے اضطراب کہنا — ہی تو ہی مرا گواہ قاصد
میرے تن خشک کا نمونہ — لیجا کوئی برگ کاہ قاصد
مقبول ہوا اب دعاے ناسخ — جلد آئے وہ یار آہ قاصد

خواجہ نے جو یہ اشعار گائے لالہ عذار کو توجہ ہوئی مگر ظاہر انکار کر رہی ہی غرض خواجہ نے اپنی عیاری سے لالہ عذار کو راضی کیا ناگاہ ایک قزاق کہ تلاش مین امیر با توقیر کی چار طرف پھر رہا تھا ادھر سے گذرا گانا خواجہ کا سنکر دیوار باغ پر آیا دیکھا کہ ایک شخص گا رہا ہی صاحبقران بھی بیٹھے ہین اپنے مالک سے جاکر کہا ریحان نے جو یہ حال سنا جل گیا قزاقون کو حکم دیا کہ تیار رہو ساٹھ ہزار قزاق کمرین باندھکر تیار رہے طرف باغ ملک کے چلے یہان صاحبقران نے خواجہ کا عقد پڑھا اور خواجہ نے

صاحبقران کا پڑھا صبح کا وقت ہو دماغ تر جام ارغوانی گردش مین ہی کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ملکۂ عالم غضب ہوا کہ آپ کے باپ کو خبر ہوگئی ساری فوج نے باغ کو گھیر لیا اب وہ اندر آتے ہین اور فرماتے ہین کہ دونون کو قتل کرونگا حمزہ کو یہ کیا سوجھی یہی دل آرام چرا کر لے گئین جاکر باغ مین رکھا اب مزہ چکھاؤنگا امیر تنبیہ ٹھیک کرکے اُٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا صاحبقران نے فرمایا ملکہ نہ گھبراؤ آتا ہو تو آنیدو مین جاکر روکتا ہون ملکہ نے کہا اے شہریار رونا اس بات کا ہی کہ آپ اکیلے ہین اوہاں ساٹھ ہزار قزاق ہین باپ نے میرے انھین ساٹھ ہزار سے لاکھون کو لوٹ لیا لاکھ فوج جسکے ہمراہ ہو اُسپر جا پڑتے ہین اور ایسا گھبرا دیتے ہین کہ حریف پاریچہ دست ہوجاتا ہی اُن جعلسازون سے مقابلہ ہی خدا آپ کی خیر کرے امیر باہر نکل آئے اب سب نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہی اور آفتاب آسمان صاحبقرانی حُسن مین یوسف ثانی اندر سے باغ کے نمایان ہوے ملکہ گھبرا کر کوٹھے پر چڑھ گئین ریحانہ کر ریحان کو اپنی جرأت پر بڑا دعویٰ ہی مگر کل فوج کو اشارہ کیا صاحبقران تلوار کو کھینچکر جا پڑے لڑنے لگے نعرۂ صاحبقران زبان

امیر عرب ضیغم روزگار		بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام		یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد		سر سرکشان جملہ در خاک کرد

خواجہ نے جو دیکھا کہ صاحبقران جاتے ہی گھر گئے قزاق جنگ کرکے عادی چہارجانب سے تلوارین مار مار کر بھاگتے ہین اور جو ٹھہرا وہ مارا گیا لاشون کے صاحبقران نے انبار لگا دیے خواجہ کو کب چین پڑتا نکلکر حقۂ آتشبازی مارا کہ سو دو سو کے منہ جلے ادھر ریحان آواز دے رہا ہی کہ ایک شخص تمھارے گرفتار کیے نہین ہوسکتا کمندین مار کر گرفتار کرلو قزاقون نے کمندین بازوون سے کھولین اور چہار جانب سے کمندین مارنے لگے صاحبقران کمندین کاٹتے ہین آخر بمشکل لڑتے ہوے زیر کوہ پہونچے ایک گھاٹی سے پھاند پڑے سب

قزاقون نے کمندون کی بوچھار کر دی اسقدر کمندین ماریں کہ صاحبقران گرفتار ہوگئے
ریحان نے امیر کو مسلسل و مطوق کیا خواجہ عمرو بھاگ کر ایک غار مین چھپ رہے
ریحان چاہتا ہو کہ صاحبقران کو لیکر کوہ پر جاؤن قلعے مین جا کر قتل کرون ملکہ دل آرام
نے جو بالاے بام سے یہ سب معرکہ دیکھا بیقرار ہوگئی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے
بال کھول دیئے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا دیئے اور پکار اٹھی کہ اے رب بے نیاز
و اے خالق کارساز رحم اپنا شریک کر ہائے اسوقت مین نہین معلوم عمرو کہان چلا
گیا کس بیکسی سے صاحبقران گرفتار ہوئے تو ہی مدد کریگا خداوندا اس آفتاب حسن
کو ان ظالمون سے بچالے بیقرار ہو کر جو ملکہ نے دعا کی تو صحرا سے گرد باریک اڑی کہ
دارا سے ہند لندھور کہ نظر سے خون کے دیکھتے ہوئے آتے تھے دور سے دیکھا
کہ آقاے نامدار تو بیہوش ہین اور قزاق مسلسل کر رہے ہین لندھور کا کلیجہ
منھ کو آگیا کیونکہ لندھور تو صاحبقران پر عاشق ہو نعرہ کیا نعرہ لندھور
جزیرہ ہاے دریابار آگرفتم تا بہ ہندوستان + اگر نام نمیدانی منم لندھور بن سعدان +
نعرہ کر کے آپڑے چند سوار ہمراہیان کمل پوشان کہ عقب مین لندھور کے چلے
تھے بانکے ترچھے اڑے بھڑے کٹے بچھے کلون پر کھنکھور سینے ہوئے یہ وہ
جوان ہین کہ ہزار کو ایک جانتے ہین لندھور کو جو دیکھا کہ غول پر جا پڑے
خواجہ عمرو بھی غار سے نکلے لندھور لڑ رہا ہو مگر دل آرام حیران ہو کہ یہ جوان
کون ہو کہ اکیلا آپڑا کچھ جان کا خوف نہ کیا مگر وہ چند سوار کلیت چھکیت قوم کے
ہندی ململ کے انگرکھے پہنے ہوئے شروع کے گھٹنے زخم چہرون پر کھاے نیچے
کھینچکر آپڑے سپر ہاتھ مین نہین لیتے کہتے ہین سپر عورتون کا گھونگھٹ ہو ہمارے
واسطے عیب ہو اسی تلوار سے لڑتے ہین اسی پر روکتے ہین تھوڑے عرصے مین
لندھور ڈپٹ کر قریب صاحبقران کے پہونچا آواز دی آقاے نامدار غلام
آگیا ڈھکا کھچہ مار کر ہتھکڑی کٹی امیر نے خانۂ زین آکر قید کو توڑ ڈالا ایک
درخت سامنے تھا اُسے اکھیڑ لیا اول اُسکو زمین پر مار کر شاخین ٹوٹ گئین

ڈنڈ اُٹھا لیکر جا پڑے نخل کو جو گردش دی دس دس کے سر چپٹ گئے مگر لندھور آگے
بڑھنے نے قریب ریحان قزاق کے پہونچے ریحان نے ہاتھ تلوار کا مارا لندھور
نے کلائی تھام کر ریحان کو اُٹھا لیا ریحان نے آواز دی الامان لندھور نے
کہا امان بہ شرط ایمان ریحان بصدق دل مسلمان ہوا تمام فوج کو مسلمان کیا اور
نسبت بیٹی کی بخوشی منظور کی امیر نے فرمایا کہ عقد شرعی ہو چکا مگر اے والا سے ہند
تم کیونکر پہونچے لندھور نے کہا جب مجھکو معلوم ہوا کہ مرکب آپ کو نکال لے گیا
اور خبر سنی کہ دشمن آپ کے مارے گئے تو مین بیقرار ہو کر خون کے نشان پر یہانتک
پہونچا شکر کرتا ہون کہ وقت پر پہونچا کہ حضور رہا ہوئے صاحبقران نے فرمایا
شنکل نے کیا کیا لندھور نے عرض کی غلام کو کیا معلوم کہ وہان کیا گذری لیکن
شنکل نے مشہور کیا ہو کہ مین نے صاحبقران کو مار ڈالا لاشہ اُنکا گھوڑا لے کر
نکلگیا صاحبقران نے ریحان کو حکم دیا ہم کوچ کرینگے لشکر ہمارا بے سردار ہو
اور شنکل مکار و غدار ہو ایسا نہو لشکر کو پامال کرے ہر چند کہ میثاق وغیرہ موجود
ہین لیکن اُنکو منادی ہو کہ بغیر ساحر پر ہیز کرنا وہ مجبور ہین ریحان نے عرض کی کہ
غلام بھی ہمراہ چلیگا صاحبقران نے ریحان کو ہمراہ لیا مع لندھور و خواجہ
و ریحان کے دس ہزار آدمی ساتھ لیے باقی فوج قلعے پر چھوڑی ملک کو حاکم کیا
وزیرزادی کو پیش دست قرار دیکر چلے دس ہزار جوان ساتھ ہین منزل و منزل
جاتے ہین ایک صحرا مین جو آکر پہونچے دیکھا شام کا وقت ہو صحرا سے سبزہ زار
و نواح دلکشا درخت جا بجا معقول سرسبز و شاداب نہرین لاجواب کہ جوش
مار رہی ہین چھوٹی مچھلیان چمک کر بلند ہوتی ہین صاحبقران نے فرمایا آج اسی
مقام پر لشکر اُترے لندھور نے بارگاہ استادہ کرائی بارگاہ مین صاحبقران آکر
اُترے دس ہزار جوان اُسی صحرا مین اُتر پڑے جوانون کی چہل پہل قزاقونکی
عقلمندیان کہ بارگاہ صاحبقران کو گھیر لیا ہو طلایہ پر ریحان قزاق حاضر ہے
و ناظر باش کر رہا ہو پہر رات پچھلی باقی تھی کہ ریحان نے دیکھا بائین پر سے صحرا کے

ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا بارگاہ صاحبقران کو ابر نے آکر گھیر لیا ریحان حیران ہی کہ یہ کیا
سحر کہ ہی کہ سارے لشکر سے ابر کو کچھ کام نہین صرف بارگاہ پر ابر نے قبضہ کیا ہی ریحان پیشتر
کہ خواجہ کو ڈھونڈھون اُسنے یہ کیفیت بیان کرون کہ یہ ابر کیسا ہی ناگاہ ابر تڑپا ابر سے
ایک برق گری صاحبقران کو سوتے ہین اُٹھا لیگئی ریحان جو پلٹا دربارگاہ امیری
آکر دیکھا کہ خادم بیہوش پڑے ہین قبہ بارگاہ شکست ہو چی ہین کہتا ہی یہ کیا بندوبست ہی
معلوم ہوتا ہی آقا کو کوئی لے گیا اندر بارگاہ کے جاکر دیکھا چھپر کھٹ خالی پڑا ہی باہر نکلکر
نگہبانون کو جگا کر اُنسے کہنے لگا کہ کیون صاحبو یون ہی نگہبانی کرتے ہین نگہبانون نے
عذر کیا کہ ہمپر عجب سحر گذرا بیٹھے پہرا دے رہے تھے کہ ایک ہوا سے سرد چلی اُس ہوا
سے ہم سب بیہوش ہوگئے ہمکو خبر نہین کہ اُسکے بعد کیا ہوا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو آکر پہنچے
اسواسطے آئے تھے کہ وقت صبح صادق ہی صاحبقران کو جگاؤن نماز پڑھواؤن آکے
دیکھا کہ ریحان حیران کھڑا ہی خواجہ نے پوچھا ای ریحان کیا ہوا ریحان نے عرض کی
کہ صاحبقران کو کوئی لے گیا عمرو نے طریقہ پوچھا ریحان نے بیان کیا کہ باہمین سے
سحر کے ابر اُٹھا اُسنے آکر بارگاہ کو گھیر لیا عمرو سمجھا کہ یہ کام کسی جادوگرنی کا ہی فورًا
اُسی جانب روانہ ہوئے یہان پلنگ صحرائی اس دشت کی حاکم ہی اُسنے جو آمد لشکر
صاحبقران دیکھی پہاڑ سے تماشہ دیکھنے لگی صاحبقران پر جو نگاہ پڑی جمال بیمثال
دیکھکر عاشق ہوگئی رات کو اپنے مقام سے اُٹھی ابر تیار کیا برق بنکر گری صاحبقران
کو اُٹھا لائی اپنے نزدیک امیر کو سحر مین مبتلا کیا ہی جب اپنے باغ مین لائی تو صحبت آراستہ
کی آپ مسند پر بیٹھی امیر کو بیدار کیا کہنے لگی ای جوان رعنا تیری تقدیر نے رسائی
کی کہ مین تجھپر مائل ہوئی وہ مرتبہ تیرا کرون کہ عالم عالم رشک کرے وہ زرہ بنا دون
کہ کوئی تجھپر غالب نہ ہو امیر حیران حیران اُسکی جانب دیکھ رہے تھے یاد کیا تو معلوم
ہوا کہ اسم اعظم یاد ہی کسیقدر تسکین ہوئی جواب دیا کہ او فاحشہ کیا بیہودہ باتین
بک رہی ہی مجھے نہین خواہش کہ تیری بنائی ہوئی زرہ پہنون پروردگار نے مجھکو
ایسا زور عطا کیا ہی کہ ابھی تک تو کوئی مجھپر غالب نہین آیا یہ کہکر تلوار کرسے لگی تھی

صاحبقران نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا پلنگ صحرائی جھلائی کہتی تھی کیون اے شخص
تلوار میری کیا کریگی صاحبقران نے یہ سنکر تلوار کھینچی پلنگ صحرائی نے سحر کیا امیر نے
اسم اعظم پڑھا پلنگ صحرائی کا سحر باطل ہوا سحر باطل ہوتے ہی گبھرائی سمجھ گئی کہ یہ بھی کوئی ساحر
زبردست ہی چاہا تھا کہ اٹھکر بھاگون مگر امیر نے ہاتھ تھام لیا پلنگ صحرائی سحر کرتی
تھی امیر اسم اعظم پڑھدیتے تھے سحر برطرف ہوجاتا تھا جب ہاتھ ساحرہ کا نہ چھوٹا
تو امیر نے جھٹکا مارا کہ منھ کے بل جھکی امیر نے گھونسہ مار دیا کہ پلنگ صحرائی کا
سر پھٹ گیا طائر روح قفس جاننے پرواز کرگیا مرتے ہی پلنگ کے سارا باغ غائب ہوگیا
صاحبقران زبان سے پڑھتے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من پلنگ
صحرائی بود امیر ایک نخل کے سایے مین کھڑے ہوے حیران حیران چہار جانب دیکھ
رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑتی چاہ صاحبقران نے دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر
بارہ چودہ ہزار جوان چلا آتا ہے اس پہلوان کا نام طوفان بلاخیز ہے یا تو گینڈے پر سوار
آتا تھا یا صاحبقران کو جو دور سے دیکھا طرف فوج کے متوجہ ہوکر کہنے لگا یارو یہ بیچارا
خوش نصیبی ہے کہ حمزہ والا شخص یہان یک و تنہا مجھکو ملگیا چہار جانب سے گھیر لو دس بارہ
ہزار جوان جو ساتھ تھے اُن سب نے گھوڑے اُٹھائے صاحبقران پر آپڑے
امیر نے تلوار کھینچی اور نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیباد ای نابکاران پر دغا ہوشیار

شعر صاحبقران زبان نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار	بجز حکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جلد در خاک کرد

نعرہ کرکے لڑنے لگے مگر طوفان بلاخیز دور سے تماشا سے جنگ دیکھ رہا تھا جب دیکھا
کہ صاحبقران لڑتے ہوے اسی طرف آتے ہین تو للکارا کہ او حمزہ مجھکو کیا سمجھا ہے
شم طوفان بلاخیز ہین سے وہ وہ پہلوان مارے ہین کہ جنکا نظیر نہ تھا صاحبقران
نے فرمایا میرے مقابلے مین تو آ کچھ جرأت دکھا طوفان نے بڑھکر تلوار وار کیا

امیر نے بائیں ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈالکے اٹھا لیا طوفان کانپا کہا ای شہریار الامان امیر نے فرمایا امان بشرط ایمان طوفان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ساتھ والون کو بھی مسلمان کیا صاحبقران اسی مقام پر اُترے رات کو جلسہ آراستہ ہوا نازنینان مہ جبین اور زہرہ جبینان نورآگین لشکر طوفان کی حاضر ہوئین اور سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

واعظا جب مذہب تیرا جو مذہب ہوگیا	عیب کیا شرب شراب اپنا بھی مشرب ہوگیا
جلوہ فرمایا مہ پردہ ماہ جبس شب ہوگیا	بدر ایسا گھٹ گیا گویا کہ کوکب ہوگیا
وصل کی شب ہوچکی عالم ہی نظرون مین سیاہ	صبح کا پھٹ کر گریبان دامن شب ہوگیا
فصل گل آئی ہوا بھی بنگئی ساقی شراب	میکدے مین ہر خم خالی لبا لب ہوگیا
کوکب خال ذقن کی روشنی کو سر نہین ہی	آپکا چاہ ذقن بھی چاہ نخشب ہوگیا
دمبدم آواز قلقل کی نہ کیون آیا کرے	ہوگئی پرروح ساقی شیشہ قالب ہوگیا
ہین جو عاشق تربیت سے اوہوتے ہین خراب	باعث دیوانگی مجنون کا مکتب ہوگیا
پھر کسی محبوب معنی فہم سے الفت ہوئی	پھر نیا دیوان ناسخ کا مرتب ہوگیا

رات بھر صحبت عیش وطیش رہی صاحبقران نے آرام فرمایا طوفان بلاخیز بندۂ خلق صاحبقران ہوگیا ہی صبح سے لشکر طلاے پر آیا انتظام لشکر کرنے لگا بازارون مین سوار و پیدل مقرر کیے تاجرون کی دوکانون کے قریب خود بھی پھر رہا ہی حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہی کنارے پر آکر شہر اکہ صحراسے گرد اُڑ رہی اور آواز زنگ کی کان مین آئی طوفان ایک گوشے مین چھپ گیا دیکھا ایک عیار طرار چست و چالاک بیباک جھپٹا ہوا آتا ہی مگر طوفان دیکھ رہا ہی کہ بھاگا ہوا قریب بارگاہ صاحبقران پہونچا جاتے ہی سراپچہ چاک کیا اندر بارگاہ کے پہونچا امیر کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اور لے بھاگا طوفان نے دیکھا یہ تو غضب کر چلا آقا کو لیے جاتا ہی آگے بڑھکر روکا للکارا کہ او نا عیار تو کون ہی کہان سے آیا ہی ہمارے آقا کو کیون لیے جاتا ہی عیار نے جواب دیا کہ منم کنگ تیز رو عیار شہنشاہ زمین ہی

ہمارے شاہ نے جو خبر سنی کہ حمزہ جاتا ہے مجھکو حکم دیا کہ پکڑ لاؤ خبردار اے طوفان مجھکو
نہ چھیڑنا ورنہ تمکو بھی لیجاؤنگا طوفان کب مانتا ہے جیسے ہی طوفان تلوار کھینچکر چلا
کہنگ نے حباب پھینکے کہ پیشانی پر طوفان کی پڑے طوفان بیہوش ہو کے گرا
کہنگ نے آواز دی جنگل سے اور دو تین عیار پیدا ہوئے انھون نے طوفان
کا بھی پشتارہ باندھ لیا کہنگ صاحبقران کو لیے ہوئے اور شاگرد اُسکے طوفان
کو لیے ہوئے جست وخیز کرتے ہوئے طرف قلعۂ زرین پوشان کے چلے کوس بھر
قلعہ باقی ہے صبح کا وقت ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار بادل پوش گھوڑا اُڑاتا
ہوا آیا نیزہ سینے پر کہنگ کے رکھدیا کہا پشتارہ رکھدے کہ دوسرا سوار آیا اُسنے
نیزہ سینے پر شاگرد کے رکھدیا اور کہا پشتارہ رکھدے دونون نے جان کے
خوف سے پشتارے رکھدیے اون سوارون نے پشتارے اُٹھالیے کہنگ
پیچھے پیچھے چلا تھوڑی دور جاکر ایک باغ دکھائی دیا وہ سوار تو باغ مین داخل
ہوگئے کہنگ پلٹا قلعے مین آیا سلطان زرین پوش کے سامنے کلاہ دے ماری
کہا اے شاہ غضب کی بات ہے کہ کئی دن کے رستے پر گیا صاحبقران کو چرا لایا بلکہ
ایک اُنکے رفیق کو بھی لایا اُسنے روکا تھا اُسکو بیہوش کرکے شاگرد کو دیا سب
راستہ طے کرکے قریب قلعہ پہونچ چکا تھا کہ بی غلمان پری پیکر دختر حضور شکار
کھیلتی ہوئی آئین اور برچھا میرے سینے پر رکھدیا مجھکو کچھ نہ بن پڑا ہمراہ اُنکے
اُنکی وزیرزادی تھی اُسنے آکر شاگرد کو ٹوکا آخر پشتارے دیدیے اُنکے سامنے سے
چلا گیا مگر کمین گاہ مین لگا رہا جب وہ روانہ ہوگئین تو پیچھے پیچھے گیا اپنی آنکھ سے
دیکھ آیا کہ باغ مین چلی گئین سلطان زرین پوش اُٹھا کہا او بیحیا تو اسکو عیب جانتا
ہے مجھے فخر حاصل ہوا کہ مین صاحبقران کا بڑا کہلاؤنگا ابھی جاکر قدمبوسی کرتا ہون
یہان غلمان پری پیکر صاحبقران وطوفان کو لیے ہوئے بہ اطمینان اپنے باغ
مین آئی امیر کو ہوشیار کرکے مسند پر بٹھایا امیر نے دیکھا ایک مہ جبین زہرہ
مثال پری تمثال ابرو ہلال عارض ماہ آسمان کمال سامنے بیٹھی ہے ایک طرف

طوفان بلاخیز مودب بیٹھا ہے صاحبقران نے فرمایا او مہ جبین یہانتک کیونکر پہنچی
غلمان نے عرض کی اے شہریار شب کو میرے خواب مین ایک بزرگ آئے تھے انھون نے
مجھکو آپ کا نشان دیا کہ صاحبقران کو کہ تنگ لیے ہوے آتا ہے انکو رہا کرکے لے آؤ انکی
منسوبہ ہوگی اے شہریار مین جا کے بشتار مہ جبین اسکی کنیز بے درم ہون یقین ہے باپ بھی
میرا قبول کرے کہ آسنے آپ کو بضرورت بلایا ہے اور وزیرزادی گلستان جمال پہلو مین
بیٹھی ہے کنیزین سامنے براے خدمت حاضر ہین ایک کنیز خوش آواز واسطے گانے کے
طلب ہوئی اُس کنیز نے آکر سامنے بیٹھکر کچھ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے **نظم**

خوب موزون ہے وصف قد بالا ہو گیا | عالم بالا تک اپنا بول بالا ہو گیا
داغ حسرت کتنے تیرے عہد مین پایا نہین | باغ مین آگے جو گل تھا اب وہ لالا ہو گیا
خوش ہوا بھولے سے گر دل غم وہین یاد آگیا | قہقہہ ہونٹون تلک پہونچا کہ نالا ہو گیا
محتسب پہونچا سکا کچھ بھی نہ مستونکو ضرر | شیشہ جو ٹوٹ کر ساقی پیالا ہو گیا
وصف جو اس ماہ تاباں کے کیے مین نے رقم | یک قلم اشعار کے حرفون پہ ہالا ہو گیا
غم ہوا اسدرجہ مجھ وحشی کی صورت دیکھکر | جو ہرن تھا خشک ہو کر مرگ چھالا ہو گیا
اُس پری کی سرد مہری نے رولایا اسقدر | اشک جو ٹپکا میری آنکھون سے ژالا ہو گیا
کل تلک بے مرفہ ناسخ غم پہ غم کھایا کیا | آج وہ خورد گورے منھ کا نوالا ہو گیا

ہنگامہ عیش و نشاط برپا تھا کہ مخلدار دوڑ کر آئی عرض کی کہ حضور سلطان زرین کمر
آتے ہین مگر تیور سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہ اصلاح آتے ہین صاحبقران براے تعظیم اُٹھے
سلطان نے سامنے آکر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا سلطان قدمون سے
لپٹ گیا کہا اے شہریار حضور کا اس باغ مین آنا باعث میری نصیب وری کا ہوا آج
کئی دن کا زمانہ گذرا کہ مین نہایت متفکر سو گیا عالم خواب مین ایک بزرگ تشریف
لائے اول مجھے کلمہ پڑھایا اور فرمایا کیون گھبراتا ہے صاحبقران کو بلا بھیج میرے
دل مین آیا کہ حضور سے مجھکو تعرف نہین ہے کیونکر بلواؤن آخر یہ ذہن مین آیا کہ عیار کو
بھیجون وہ انکو لے آئے ملکہ نے کہا اے والا میرے بھی خواب مین ایک بزرگ آئے اور

مجھکو مسلمان کر کے نشان بتایا کہ صاحبقران کو عیار لیے جاتا ہی جا کے لے آؤ مین گئی اور
آپ کو لے آئی سلطان بھی آکر بیٹھا کہا اے شہریار مین نے آپ کو اسواسطے طلب کیا ہی
کہ یہان سے قریب ایک درۂ کوہ ہی کہ اُسکو کوہ ماران کہتے ہین اُس درے مین ایک
نقابدار سیاہ پوش رہتا ہی اُسنے بھیر دباؤ ڈالا ہی ملک کے حسن کا شہرہ سُن کے اُسنے کہلا
بھیجا کہ ملک کی شادی میرے ساتھ کر دو مین نے دو چار روز اُسکو ٹالا ایک دن وہ خود
میری بارگاہ مین چلا آیا اور میرا ہاتھ تھام لیا کسی ملازم کو یہ حوصلہ نہ پڑا کہ میرا ہاتھ اُس سے
چھڑائے اُسنے یہ کہا کہ جبتک عہد واثق نہ کرو گے جبتک تمھارا ہاتھ نہ چھوڑونگا مین نے
ناچار ہو کر قبول کیا آٹھ روز کا وعدہ کر لیا لہٰذا حضور اُسکو بھگا دین کہ بھیر دباؤ نہ ڈالے
اور ابتو یہ آپ کی کنیز ہوئی آپ کو حمایت ضرور ہوئی صاحبقران نے فرمایا انشاءاللہ
مین نقابدار کو بھگا دونگا سلطان نے کہا آپ تشریف لے چلیے مین آپ کے ساتھ
ہون صاحبقران اُٹھے سلطان نے مرکب طلب کیا امیر سلطان کو ساتھ لیکر چلے
جب قریب درۂ کوہ ماران کے پہونچے تو آکر پڑے نوبت نقارہ نیز چوب پڑی سیاہ پوش کو
خبر پہونچی کہ صاحبقران تیرے مقابلے مین آئے ہین سیاہ پوش نے کہا کل بھی لونگا سر
میدان زیر کرون تب حال کھلے یہ کہکر ایک گوشے مین آیا ماش کا آٹا بہت سا نکالکے
صاحبقران کے قد کے برابر کا پتلہ بنایا اور سینہ پتلے کا چیر کر دل نکال لیا اُس پتلے کو
ایک گوشے مین کھڑا کر دیا اور طبل جنگی بجوا کر دوسری صبح کو میدان مین آیا صاحبقران زنان
مقابلہ سیاہ پوش مین نکلے بعد نیزہ و تلوار کشتی کی نوبت پہونچی کشتی مین صاحبقران زنان
دیکھتے ہین کہ بدن مین آگ لگی ہوئی ہی جب سیاہ پوش لپٹتا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ انگارہ
آگ کا ہی باوجود کرتے ہین تو اسم اعظم فراموش ہی گرا اُلجھ کے دو پہر ڈھلے بعد دو پہر
کے سیاہ پوش امیر کو ریلکر لے دوڑا سات آٹھ قدم پر لا کر پٹک مارا کہ صاحبقران گر کر
بیہوش ہو گئے سیاہ پوش نے امیر کی مشکین باندھین اور درۂ کوہ مین لے گیا ساتھ
والون سے کہتا تھا کہ رقیب کو تو لے آیا اب جا کر معشوق کو لاتا ہون سا حر زبردست
ہی بے پروانہ پیدا کر کے چلا یہان سلطان مایوس پلٹ کر آیا بیٹی سے سب حال بیان کیا

ملکہ رونے لگی کہتی تھی کہ یہ کیا غضب ہوا خدا انکو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے کہ آسمان پر
سناٹا ہوا سیاہ پوش اُڑتا ہوا آیا تڑپ کر گرا اور ملکہ کو اُٹھا لیگیا ملکہ تمورج ہوا سے بیہوش
ہو گئین مگر سیاہ پوش جمال بے مثال دیکھ دیکھکر خوش ہو رہا ہو جی مین کہتا ہو غضب ہوا
تھا کہ معشوقہ کو حمزہ لے چلا تھا مگر سلطان زرین پوش یہ معرکہ دیکھکر روتا ہوا باہر نکلا
وزرا سے صلاح کی سب نے کہا اب یہ مناسب ہو کہ سیاہ پوش سے چلکر ملیے پیچھے جو کوئی
انتظام ہوگا بیڑے مین دوستی کے ہوگا سلطان زرین پوش روتا ہوا بارگاہ سے
نکلا مگر سیاہ پوش کہ جسکا نام ظلمات سیاہ رو ہو ملکہ کو لیکر باغ مین آیا بہ قدرت پروردگار
پہلے جو ملکہ بارہ دری مین آئی دیکھا ایک کونے مین پتلا کھڑا ہو اپنے کو ٹھہرا کر پوچھا کہ کیون
صاحب یہ پتلا کیسا ہو ظلمات دوست اپنا جانکر کہا اُٹھا کہ یہ پتلا بڑی چیز ہو مین نے دل پر
حمزہ کے قبضہ کیا اب اُنکو عمر بھر اسم اعظم نہ یاد آئیگا اگر کوئی ایسا ہو کہ اِس پتلے کا سر
کاٹ لے تو گویا میرا سر کاٹا اور صاحبقران سامنے ایک گوشے مین پڑے ہین بیہوش
و مدہوش جسوقت سے زیر ہوے اسی طرح پڑے ہین ہوشیار نہین ہوے ملکہ یہ سنکر
خاموش ہو رہی مگر دل دھڑک رہا ہو کہ ایسا نہو یہ جادوگر سیاہ زنجیر دست اندازہو
جان جاتا بہتر ہو مگر اِس سے وصل مناسب نہین ظلمات نے کہا او ملکۂ عالم اب تو اِس
گھر کی تم مالک ہو مین گلابیان شراب کی لاؤن اور گاشتون کو بلاؤن تم یہان بیٹھو
ملکہ نے ظلمات کی دلدہی کو یہ کہدیا کہ میری تقدیر کی خوبصورتی کہ حمزہ کے ہاتھ سے بچی
زبردستی میرے باغ مین گھس آئے تھے مین تو ہمیشہ باپ سے کہتی تھی کہ مجھکو تم پاس
سیاہ پوش کے پہونچا دو جادوگر سے بڑا نفع ملیگا مین بیٹھی ہون آپ شراب لینے
جائیے ظلمات گلابیان لینے گیا ملکہ نے دیکھا کہ میز پہ ایک خنجر رکھا ہو دل مضبوط
کر کے وہ خنجر لیکر قریب اُس پتلے کے آئی دعا کی کہ پروردگارا ہاتھ مین ایسی طاقت عطا کر
کہ ایک ہی وار مین پتلے کا سر اُڑ جائے یہ دعا کر کے تگے بڑھی مگر یہ بھی ڈر ہو کہ ایسا نہو
ظلمات آجائے تو بڑی خرابی ہو ایسا کچھ سوچ سوچ کے پروردگار کو خوب یاد کیا
اور خنجر پتلے کے سر پر مارا پہلے ہی وار مین سر پتلے کا کٹکر گرا ادھر ظلمات گلابیان لیکر

جلا تھا کہ پانون اسکا کانپا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہی مگر یہ سمجھ گیا کہ شاید معشوقہ نے کوئی کام
کیا جھپٹا کہ جا کر اسکو گرفتار کرون وہان سر کٹکر اس سپتلے کا گرا یہان ظلمات پر برق گری
کہ سر اسکا کٹکر دور گرا صاحبقران کو ہوش آیا کئی ہزار جادوگر ملازم سیاہ پوش کے جو
باغ مین تھے انھون نے صدا سنی کہ کشتی مرا نام ہی ظلمات سیاہ رو لو امیر نے
پوچھا ای ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہوا ملکہ نے کہا خدا نے فضل کیا کہ یہ بچیا مارا گیا آپ کی
گرفتاری کے بعد مجھکو اٹھا لایا تھا مین نے آکے اس سپتلے کو مارا تب آپ ہوشیار
ہوے خدا نے آپ کی جان بچائی صاحبقران نے شکرِ پروردگار کیا مگر جادوگرون
نے جو مرنے کی ظلمات کے آواز سنی سب لینا لینا کہکر دوڑے آکر دیکھا کہ سپتلے کا سر
کٹا پڑا ہی اور ایک مہ جبین کھڑی ہی اور صاحبقران ہوشیار بیٹھے ہین ساحرون نے
قصد کیا کہ ملکہ کو پکڑ لین امیر نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ صاحبقران کی آواز بارہ کوس
تک جاتی ہی اور بعض نے لکھا ہی کہ چوبیس کوس تک جاتی تھی ادھر سلطان زرین پوش
قریب درۂ کوہ کے اترا تھا صدا امیر کی سنکر مثل گل شگفتہ ہو گیا اور فوج لیکے چلا
اسوقت آکر پہونچا کہ دیکھا صاحبقران ساحرون مین گھرے ہوے ہین مگر مستانہ
لڑ رہے ہین سلطان زرین پوش آپڑا ایسلیے مٹی پر قبضہ کیا ساحرون کو مار کر بھگایا
جنگ سے صاحبقران کی عاجز ہو رہے تھے کہ جب اسم اعظم پڑھتے تھے تو ساحرونکی
زبان بند ہو جاتی تھی صاحبقران نے وہ شمشیر زنی کی کہ کئی سو ساحر مارے آخر سب
ساحر فریاد کرتے ہوے بھاگے صاحبقران مال و اسباب لیکر بیرون درہ آئے
ملکہ کو محافے مین سوار کرکے داخل قلعہ ہوے سب زرین پوشون کو معلوم ہو گیا کہ
سیاہ پوش مارا گیا صاحبقران ملکہ کو لیکر آئے ہین سلطان زرین پوش کو بھی ساتھ
لیا اور ملکہ سے عقد کرکے کوچ کیا یہان شنکل نے کئی دن انتظار کیا آخر طبل جنگی بجوا کر
میدان مین نکلا للکارا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مالک نے نکلکر مقابلہ کیا
مار دیان نے سکندری کھائی مالک زخمی ہوے عرب درانہ بلیٹ کرلے گیا شنکل نے
پھر آواز دی بدیع الزمان نے قصد کیا تھا چند قدم بڑھے تھے کہ قاسم کو جوش جرات آیا

پکار کر کہا او کشتی گیر تم ایسی باتون سے میرے ہاتھ سے ذلیل ہوتے ہو دیکھتے ہو کہ دست چپ زخمی ہوا ہین کیا شنکل سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر ہاتھ مارا بدیع الزمان زخمی ہوے عوض مین ہاتھ مارا کہ قاسم کا بھی سر زخمی ہوا علمشاہ نے جو دیکھا کہ بیٹا زخمی ہوا استر مالا کبود کو بڑھایا بیچ مین دونون کے آگئے کہا او جاہلو آپس مین لڑتے ہو حریف دبا ڈالیگا یہ کہکر دونون کو ہٹایا شنکل طبل بازگشت بجوا کر پلٹ گیا دوسرے دن پھر میدان مین آیا علمشاہ مقابلے مین نکلے شنکل نے کہا اے فرزند صاحبقران تمھاری جرأت سے بعید ہے کہ ایک جوان ساتھ لیکر آئے ہو وہ مجھکو تیر مارا چاہتا ہے اُسکو منع کرو علمشاہ بیٹے شنکل نے ہاتھ مار دیا رستم بھی زخمی ہوے چار میدان داریون مین اسنے کسی کو تیر سے زخمی کیا کسی کو تلوار سے اب کوئی سردار لڑنے والا باقی نہ رہا پانچوین دن میدان مین آیا مبارز طلبی کر رہا ہے سب سردار زخمی گھر سے ہین جب ارادہ کرتے ہین زخم سے خون جاری ہوجاتا ہے میثاق عرض کر رہا ہے کہ اے رستم مین اسکے مقابلے مین جاؤن رستم منع کرتے ہین کہ غیر ساحر پہ ساحر کا کیا کام ہے مگر شنکل میدان مین للکار رہا ہے کہ جسکو ننگ کی ہو وہ نکلے اب کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا مین خود آتا ہون چاہتا ہے کہ مغلوب کرون مگر میثاق وغیرہ کو دیکھکر سوچتا ہے کہ اگر جاپڑونگا تو یہ ساحر ضرور دخل دینگے گینڈے کو مہمیز کر رہا ہے اہل اسلام حیران و پریشان دعائین مانگ رہے ہین کہ اے رب کارساز و اے خالق بے نیاز تو ہی مالک و مختار ہے کل کا مددگار ہے رحم اپنا شریک کر دے

نظم

تو جلوہ میدہ ای صانع اکبر ز ہر صنعت — تو ظاہر میشوی ای کاتب قدرت ز ہر صورت

توئی بخشی بکمزوران توان و طاقت و قوت — تو میسازی بہ بیدولت عطا گنجینۂ دولت

ترا زیبد خدائی و شہنشاہی و ذیجاہی — ترا شایان چنین فخر و چنین شان و چنین شوکت

توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن — توئی ناظر بہر خلوت توئی حاضر بہر جلوت

توئی محبوب ہر عاشق توئی مطلوب ہر طالب — توئی معبود ہر مذہب توئی مقصود ہر ملت

ترا خوانند ترا دانند ترا خواہد ترا جوید — ترا سجدہ کند ہر بندۂ بر خاک عبودیت

تو بخشیدی بہ ہندی طبع موزون سینۂ روشن — تو بنہادی برین عاجز ترین بندگان منت

سب نے بیقرار ہوکر جو دعا کی رستم بھی پکار اٹھے کہ اے خالق عالم داور رب اکرم تیرے
بندے ذلیل ہوتے ہین زخم سے مجبور ہون ۔ بندہ اس دیو خصال کو سزا دیتا یہ وقت مدد
ہی تیر دعا سب کا ہدف مراد پر پہونچا جو اسے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ آگے صاحبقران
ایکطرف لندھور بن سعدان دوسری جانب ریحان قزاق تیسری سمت سلطان
زرین پوش پشت پر سوار و پیدل امیر نے دیکھا کہ شنکل میدان مین بلبلا رہا ہی
مقبل نے اشقر پہونچایا امیر اشقر پر سوار ہوکر مقابل شنکل مین پہونچے شنکل نے
نیزہ مارا امیر نے نیزہ شنکل کا توڑ ڈالا شنکل نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ
مارا امیر نے سپر گرشاسپ کو اٹھا دیا وہ سپر طلسمی کب کٹتی ہی سپر پہ دھمک جو پہونچی
چار پنجے فولادی پیدا ہوے تلوار کو شنکل کی پکڑ لیا شنکل ہنسا کہا یا صاحبقران
یہ سپر تو آپ نے خوب بنائی ہی کہ حریف کی تلوار پکڑ لیتی ہی امیر نے فرمایا زور کا امتحان
ہی شنکل نے جھٹکا مارا تلوار تو ٹوٹ گئی قبضہ اسکے ہاتھ مین رہگیا اسنے تبغہ کھینچ مارا
صاحبقران نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا شنکل نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن جی
مین کہتا ہی کہ نام اسکا سپر ہی اگر ایک کوہ بھی ہوتا تو وار نہ روکتا تیغ عقرب سلیمانی
جو تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر سر پر آئی سراسر سر کو کاٹتا ہوا
جگرگاہ پہونچی لاشہ شنکل زمین پر گرا ہمراہیان شنکل آپڑے لندھور بھی ادھر سے
جا پڑے ہمراہیان شنکل کو شکست حاصل ہوئی لاشہ اپنے مالک کا اٹھا لیا شکست
خوردہ فرار برقرار کیا مگر صاحبقران جنگ کو ختم کرکے جو لشکر مین آئے تو بدیع و قاسم
وغیرہ کو زخمی دیکھا کیفیت پوچھی سب نے بیان کیا کہ بدیع الزمان و قاسم آپس مین
زخمی ہوے تمام لشکر ہاتھ سے شنکل بن شنکال کے زخمی ہوا امیر نے بنگاہ قہر
طرف قاسم کے دیکھا فرمایا کیون اے قاسم اپنی آتش مزاجی نہین موقوف کرتے اگر
آپس مین زخمی نہ ہوے ہوتے تو شنکل کی کیا حقیقت تھی قاسم نے سر جھکا لیا مگر
چپکے چپکے کہ رہا ہی کہ دادا جان غصہ فرماتے ہین ابھی ہاتھ مروڑ کے تلوار چھین لون
تو معلوم ہو مالک نے ہاتھ باندھکر کہا اے شہریار برائے خدا خاموش رہیے دو تین

کشتی گیر کی طرفداری کرتے ہین مین لشکر مین نہ رہونگا مجھسے یہ باتین نہین سنی جاتین مالک نے
بہت سمجھا کر قاسم کو سمجھایا مگر قاسم آتشخو شعلہ مزاج یہی سوچ رہا ہو کہ کل لشکر سے نکل جاؤن ایسا
نہ ہو کہ یہ کشتی گیر میرے ہاتھ سے مارا جائے یہ سوچ کے دربار سے اُٹھے باہر آکر گھوڑا
مانگا سیارہ نے پوچھا کیون آقا خیر تو ہو قاسم نے کہا ہم لشکر سے نکلے جاتے ہین یہان
نہ رہین گے سیارہ نے کہا غلام ساتھ ہو قاسم نے کہا تیار ہو سیارہ نے کہا یہ وقت
تیار رہتے ہین جہان چاہیے چلیے قاسم گھوڑے پر سوار ہو کر طرف جنوب کے روانہ ہوئے
جنگل کا سناٹا راہ کو طے کرتے ہوئے جاتے ہین چار پانچ دن برابر بیروی کی چوتھے دن
ایک دریا پر پہونچے غصہ تو انتہا کا تھا گھوڑا دریا مین ڈالدیا سیارہ و شنک بھی ساتھ
لگا کر یہ بھی دریا مین اُترا قاسم کے پاس مرکب طلسمی موسوم بہ شبرنگ زہرہ جبین تھا پانی
دریا کو طے کر گیا کہ کان مین توپ کی آواز آئی طرف آواز کے متوجہ ہوے قریب آکے
دیکھا ایک قلعے پر ایک بادشاہ پیر فریاد کر رہا ہو اور ایک زنگی دیو خصال یلغر کیے ہوے
طرف قلعے کے جاتا ہو قاسم نے للکارا کہ او نامرد تجھکو کچھ خوف خدا نہین کہ وہ بادشاہ
فریاد کرتا ہو اور تو فریاد نہین سنتا بس اب آگے نہ بڑھنا زنگی نے دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال صحرا سے آتا ہو جب قریب پہونچے تو زنگی نے نام پوچھا قاسم نے اصلی نام
بتادیا زنگی قہقہہ مار کر ہنسا کہا مین تم لوگون کی تلاش مین تھا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے
کر دونگا یہ کہکر تلوار کھینچی ہاتھ مارا قاسم نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ مارا کہ زنگی کے
دو ٹکڑے ہوے ہمراہیان زنگی آپڑے قاسم نے بھی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ	زخم تیغ برابر تیرہ و بہ ماہ
ز آب دم تیغ شستہ زمین	ہمہ باختر شد بہ زیر زمین

وہ بادشاہ پیر بھی قلعے سے نکل آیا خوب جمکر تلوار چلی آخر ہمراہیان زنگی بھاگ گئے
بادشاہ پیر نے آکر قاسم کو سلام کیا اور عرض کی قلعے مین تشریف لے چلیے آپ نے
جان بچائی ورنہ یہ زنگی زندہ نہ چھوڑتا قاسم نے پوچھا تمہارا نام کیا ہو کہا او شہریار
نام میرا بختیار شاہ کبر وقتی یہ زنگی بھیجا ہوا حیران خجنگ آزما کا تھا کہ اس

اقلیم کا حاکم ہی مگر آپ کے تشریف لانیکا کیا سبب ہوا قاسم نے کل کیفیت اپنی بیان کی بختیار شاہ کو قاسم نے مسلمان کیا کل قلعۂ کبر وتیہ اسلام آباد ہوا بختیار شاہ تخت پر قاسم زنگل شوکت پر جام ہای ارغوانی گردش مین صداے نوشا نوش وہوش ربا نوشا نوش بلند ہی ایک نازنین خوش آواز بصد سوز وگداز یہ اشعار گا رہی ہی

نظم

آگے آنکھون کے تصور مین وہ گلزار ہی
ہر گل بے خار جنت جسکے آگے خار ہی

ای کلیم اپنا دل اُسکا طالب دیدار ہی
آفتاب حشر جسکا روزنِ دیوار ہی

کیون گذرتی ہی بجا کرہمکو وہ کافر نگاہ
جسم زار اپنا مگر پاے نگہ کو خار ہی

کہ رہا ہی باغ مین ہر گل زبانِ حال سے
مبتلاے خار غم رہتا ہی جو زردار ہی

ایک ہین میرے دلِ پر داغ مین سو خارغم
ورنہ جو لالہ ہی باغ دہر مین بے خار ہی

کہدیا تجھکو خبردار ای ہما جل جائے گا
استخوان میرا غذاے مرغ آتشخوار ہی

مانگ سب کہتے ہین جسکو سانپ کی ہی وہ لکیر
کیچلی سو بات ہی اور اسکی چوٹی مار ہی

وہ بت کافر ہی گلدستہ ریاضِ حسن کا
رشتۂ گلدستہ بالاے کمر زنار ہی

چاہیے قاتل کا خنجر زخم پر پھاہے کی جا
زنگ اُس خنجر کا مجھکو مرہم زنگار ہی

تیر بجر کشتے کے پہلو سے نکھینچو یار کا
بعد مردن بوسہ لینے کو لبِ سوفار ہی

غیب سے ہوتی ہی پیدا خاکسار ونکی دوا
زخم کو جادہ کا سبزہ مرہم زنگار ہی

آتش نمرود گلشن بنگئی تھی جسطرح
یون مجھے آتش کدہ بے یار ہر گلزار ہی

دوڑتا ہی جسطرح طاؤس دیکھے سانپ کے
یون دلِ پر داغ میرا گرد زلف یار ہی

ہی خدا کی یاد کا حیلہ بجاے اخفاے راز
ای صنم نا سخ تری فرقت مین شب بیدار ہی

کہ قاسم نے پلٹ کر دیکھا کہ بختیار شاہ رو رہا ہی قاسم نے گانے والی کو اِشارہ کیا دور جام بھی موقوف ہوا قاسم نے پوچھا ای بادشاہ عالیجاہ اِسقدر رونے کا کیا باعث ہی کیا صدمہ پہونچا بختیار شاہ نے کہا اِس حال کو نہ پوچھے میرا فرزند خسرو شیر دل تھا جسدن سے اُسنے ہوش سنبھالا حکم کیا کہ ہم خراج نہ دینگے بادشاہ کو جو لڑا اگر کسی پہلوان کو بھیجتا مگر اِس سال یہ آفت پڑی کہ میرے شہر سے دو کوس پر

ایک صحرا ہی کہ اُسکو صحراے آہوان کہتے ہین ہزارہا آہو اُس صحرا مین رہتے ہین اگر کوئی وہان
جاتا ہی تو وہ آہو اُسے گھیر لیتے ہین طرف آسمان کے دیکھکر روتے ہین جب آگے بڑھو تو ایک
تازمین آتی ہی وہ مرد کو دیوانہ کر کے لیجاتی ہی میرا بیٹا بھی جا کر اُسی بلا مین مبتلا ہوا بڑی بڑی
کد و کوشش کی مگر فرزند سے نہ ملا اگر وہ اسوقت ہوتا تو آنکھون کو فرش کرتا بہادر کا عاشق
تھا قاسم نے کہا انشاء اللہ ہم بہ رہائی خسرو کل جائینگے بختیار شاہ خاموش ہو رہا
مگر قاسم جو رات کو سوئے تو عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین کہ یہ پرچہ لو
اِسمین اسم لکھا ہی یہ اسم دافع سحر ہی اول آہوان صحرا کو انسان بنانا وہ سب آہو شاہزادے
و وزیرزادے ہین اُنکو صحت دیکر بالاے کوہ جانا وہان پہونچکر خسرو کو پاؤگے یقین ہی کہ
تجھسے مصالحہ ہو اِس طلسم کو طلسم گلزار بیخزان کہتے ہین اِسکے سات دربند ہین مشکل دربند اولکی
ہو اگر مناسب جاننا تو اُس سے فیصلہ کر لینا اِس طلسم کا فتاح ابھی پیدا نہین ہوا تمھارے
خاندان سے اِس طلسم کا بھی فتاح ہی ہر چند کہ تمھارے واسطے بھی صورت فتح ہی آئندہ
جو خدا چاہے پرچہ کاغذ کا دیکر وہ بزرگ تو غائب ہوئے قاسم کی آنکھ کھلی تو پرچہ کو
اپنے سرہانے پایا وقت صبح صادق تھا اُٹھکر وضو کیا نماز سحر ادا کی کہ اتنے مین بختیار شاہ
آیا قاسم نے کہا اے بادشاہ مجھکو صحراے آہوان مین لے چلو بختیار شاہ نے کہا اے شہریار
مین نہین چاہتا کہ آپکو رنج پہونچے آئندہ جو رائے ہو قاسم نے کہا مین ضرور جاؤنگا غرض
بختیار شاہ ساتھ ہوا قاسم طرف صحراے آہوان کے چلے دو کوس راستہ طے کرکے ایک
دشت مین پہونچے تو دیکھا کہ چہار طرف آہوان صحرائی پھر رہے ہین قاسم کو دیکھا سب آہوون
نے گھیر لیا دامن تھام کر رونے لگے قاسم کو اُنکے رونے سے اور اشارون سے یہ ثابت
ہوا کہ منع کرتے ہین کہ اسطرف نہ جائیے یہ صحرا سے آفت ہی قاسم نے پرچہ نکالا اسم جو
اُسمین مرقوم تھا اُسے پڑھکر دم کیا تو وہ سب آہو چیخ مارکر زمین پر گرے اور تڑپنے لگے
بعد تھوڑی دیر کے سب انسان ہوگئے نعرہ اللہ اکبر کہکر سب شاہزادے وزیرزادے
وغیرہ اُٹھے اور قاسم کے ساتھ ہوئے قاسم طرف کوہ کے چلے دیکھا ایک جوان بال
بڑھے ہوئے ناخون دراز چہرہ پریشان بہت سی بکریان ساتھ ہین اُنکو چرا رہا ہی جب

جب قاسم پہاڑ پر چڑھنے لگے تو اُس جوان نے منع کیا کہ اِدھر نہ آئیے قاسم نے جواب نہ دیا بالائے کوہ چڑھ گئے اُس جوان نے جو دیکھا کہ شاہزادے ساتھ ہین پوچھا کہ اے شہریار آپ کون ہین کیا تدبیر آپ کو آتی ہو کہ ان حیوانون کو انسان بنایا قاسم نے کہا پروردگار کے نام کی تاثیر سے یہ سب انسان ہوے مگر یہ بتلاؤ کہ تم کون اور بکریان کیسی ہین اُسنے کہا خسرو شبیر دل میرا نام ہو بختیار شاہ میرے باپ کا نام ہو یہ بکریان وغیرہ سب انسان ہین سامنے باغ مین ہمنکال جادو رہتی ہو اُسنے سب کو جانور بنایا ہو اب آپ اُستک چلین قاسم نے اسم پڑھکر دم کیا کہ وہ سب انسان بنے آہو اور بکریان ملاکر پانچسو جوان ہوے قاسم آگے آگے چلے خسرو دوڑتا ہوا ساتھ ہو جیسے ہی قریب در باغ کے پہونچے ایک عقاب گرا خسرو کو اُٹھا لیگیا دوبارہ تڑپ کر سر قاسم پر آیا اُسکو دیکھا قاسم نے اسم پڑھا وہ عقاب ایک جادوگر تھا اسم کی برکت سے بصورت اصلی ہوگیا قاسم نے ایک تمانچہ مارا کہ سر اُسکا اُڑ گیا اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا کہ نام میرا عقاب جادو بود پلٹ کر قاسم نے دیکھا کہ وہ جوان بھی سب غائب ہوگئے وہانسے بارہ دری مین آئے دیکھا خسرو اور سب جوان بندھے ہوے کھڑے ہین اور ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی اور ایک بڑا کاغذ دیکھ رہی ہو مگر چہرے پر حزن و ملال کے آثار ظاہر ہین قاسم کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھی اور کہا اے شہریار آپ کے آنیکی خبر ساحران گذشتہ لکھ گئے ہین مگر آپ طلسم کشا نہین ہین یہ طلسم آپ کے ہاتھ سے فتح نہ ہوگا شاہزادہ بدیع الملک نوجوان فرزند نور الدہر بن بدیع الزمان وہ آکر اس طلسم کو فتح کرینگے امیدوار ہون کہ مجھکو کچھ نشانی دیجیے کہ وہ دکھا کر اُنکی اطاعت کرونگی ہر چند کہ آپکا بھی کوئی کچھ کر نہین سکتا مگر سالہا سال بلاؤن مین مبتلا رہیے گا آپ کی مراد کیا ہو قاسم نے کہا خسرو اور ان شاہزادون کو لیجاؤنگا کہ یہ بندگان خدا آفت مین مبتلا ہین ہمنکال نے کہا بسم اللہ اِنکو لیجائیے اور پہلوے باغ مین ایک کوٹھا ہو کہ خزانے سے بھرا ہو وہ خزانہ بھی آپ ہی کے واسطے ہو قاسم نے ایک رقعہ لکھکر ہمنکال کو دیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے فرزند ہمنکال اطاعت کرتی ہو اُسکو قتل نکرنا یہ تمھاری مددگار ہو خسرو اور پانچسو

شاہزادون کو ساتھ لیکر قاسم وہان سے چلے سمنکال قاسم کو پہونچانے آئی قاسم سب کو
ساتھ لیے ہوے کوہ سے اُترے طرف قلعہ کبر و تیہ کے چلے مگر دور سے دیکھا کہ قلعہ نہین معلوم
ہوتا جب قریب آئے تو دیکھا کہ قلعہ کھُدا پڑا ہو رعایا بھاگی ہوئی خسرو کو دیکھکر اہل رعایا
درہ ہاے کوہ سے اُترے اپنے شاہزادے سے ملے قاسم نے پوچھا قلعہ کسنے کھودا کہا
جس زنگی کو آپ نے مارا تھا اُسکا بھائی دیویل عاد آیا بختیار شاد کو گرفتار کر لیا قلعہ
کھدوا ڈالا ہم لوگ بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے کل شام کو وہ یہان سے چلا گیا مگر
آپ کی تلاش کرتا تھا اُسکا قول تھا کہ قاتل اظلم زنگی کہان گیا جب اُسکو قتل کرونگا تو
مجھکو آرام ملیگا قاسم اُسیوقت مرکب کو پھیر کر خسرو سے کہنے لگے تم تو یہان رہو قلعے کو
آباد کرو مین تلاش مین دیویل عاد کی جاتا ہون انشاءاللہ راہ مین جا کر اُس سے مقابلہ
کرونگا اور سرکشی کا مزہ چکھاؤنگا خسرو نے کہا مین ساتھ چلونگا قاسم نے خسرو کو مع
پانچسو جوانون کے ساتھ لیا اور تلاش مین دیویل عاد کی چلے یہان دیویل عاد رات
بھر منزل چلا صبح کو ایک صحرا مین اُتر پڑا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ قاتل اظلم زنگی آپکی
تلاش مین آتا ہو دیویل عاد باہر نکل آیا دیکھا کہ سامنے سے گرد اُڑی آگے آگے قاسم
پہلو مین خسرو پشت پر پانچسو جوان اور دیویل عاد کے ساتھ بارہ ہزار جوان ہین
ایک خیمے مین بختیار شاہ مع چند وزرا کے قید ہو دیویل عاد کو بڑا انتشار ہو کہ کیسا
بے خوف جوان ہو کہ پانچسو جوانون سے میرے مقابلے مین آیا ہو اور سامنے اُترا ہو
ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ کتنا ہو آگے نہ جانے دونگا دیویل عاد نے طبل جنگی بجوایا
قاسم کو خبر ہوئی قاسم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ رستم زرین پوش اکھاڑے سے مغرب کے
نکلکر میدان چرخ زبرجدی مین جلوہ فرما ہوا

نظم

یکایک ہوا دان سحر کا ظہور ۔۔۔ اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ ۔۔۔ بہت گرم خو اور روشن نگاہ
سپیدہ کی علامت سپیدہ ہوا ۔۔۔ نشان آگے آگے خط صبح کا

کیا دبدبہ خلق پر آشکار ✦		کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

دیویل عاد میدان میں آیا ادھر سے قاسم انہیں چند کس کو ساتھ لیے ہوئے میدان میں آئے دیویل عاد نے میدان میں آکر نعرہ کیا کہ قاتل اظلم کہاں ہو میرے مقابلے میں آئے تو احوال معلوم ہو قاسم نے مرکب بڑھایا سامنے دیویل عاد کے آئے دیویل عاد انکی صورت زیبا کو دیکھکر حیران ہوا دلمیں کہتا ہے کیونکر مجھسے مقابلہ کریگا بار شمشیر کا انکا بازو توڑ دیگا یہ خیال کر کے آواز دی او جوان اظلم کو قتل کر کے تجھے بڑا غرور ہوا کہ ما بدولت کے مقابلے میں آیا ہے قاسم نے کہا او مغرور تو نے بڑا ستم کیا کہ بادشاہ پیر کو گرفتار کر کے لایا اور قلعہ کھد واڈالا رعایا کو آزار پہونچایا دیویل نے نیزہ مارا قاسم نے نیزے کو تیزی کی سنان پر لیا تھوڑی دیر نیزہ بازی رہی قاسم نے نیزہ دیویل کا کاٹا اور تھپیڑا مار دیا نیزہ ہاتھ سے دیویل عاد کے نکلگیا دیویل نے غصے میں تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا قاسم نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا دیویل عاد بھی لپٹ پڑا دونوں جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی قاسم نے دیویل عاد کو تنگ کر دیا ہے جب پکڑ لائے دو چار گھسے ایسے مارے کہ دیویل عاد کے ماتھے سے خون جاری ہے زرہ پارہ پارہ مگر ڈٹے جاتا ہے پھر دن رہے دیویل عاد نے کہا ایک زور آخر کرتا ہوں قاسم نے کہا بسم اللہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہجائے دیویل عاد قاسم کو ریلکر لے دوڑا چند قدم پر لاکر بکر مارا کہ بایاں گھٹنا قاسم کا جھکا تڑپ کر لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق ہوئے دیویل عاد اوپر آکر چھایا کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر وہ زور کیا کہ چہرہ سرخ ہو گیا آنکھوں سے قطرے خون کے ٹپک پڑے تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہوں قاسم اپنے مقام سے اٹھے دیویل عاد کو ریلکر لے دوڑے سترھویں قدم پر لاکر بکر مارا کر دونوں گھٹنے دیویل عاد کے آشنا بہ زمین ہوئے دیویل عاد چاہتا ہے کہ لنگر مارے مگر حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالا اور قاسم نے نعرہ کیا نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری ہے شہسوار لال پوش خاوری ہے نعرہ

کر کے زور کیا دیویل عاد کو اٹھا لیا دیویل عاد بصدق دل مسلمان ہوا بختیار شاہ کو قید سے رہا کیا باپ بیٹے سے ملا قاسم نے فرمایا اب تم سب جا کر قلعے کو آباد کرو ہم مقابلہ حیران جنگ آزما میں جائیں گے سنا ہر کرو بڑا بہادر ہو اپنی جرأت پر بڑا اسکو ناز ہی اسطرف ہمارا گذر ہوا ہو تو کوئی تو ایسا کام کریں کہ نام رہے لوگ اپنے مقام پر کہیں کہ نبیرہ صاحبقران نے دین و اسلام اس اقلیم میں جاری کیا ہو بختیار شاہ نے عرض کی میں تو قدم اقدس نہ چھوڑونگا دیویل عاد نے بھی یہی کہا کہ میں تو ضرور ہمراہ رکاب رہونگا مگر آگے بڑھکر ایک دریاے قہار ملیگا جہاز موجود رہتے ہیں قاسم نے کہا کہ شکر ہی کہ سواری موجود ہو دیویل عاد نے عرض کی کہ دریاے پار اتر کے پھر ڈانڈا اسکی علداری کا ملیگا قاسم نے اُن سب کو ساتھ لیکر کوچ کیا تیسرے دن کنارے دریا کے پہونچے دیکھا دریاے قہار و مواج لطمہ سنج آفت زا کس زور سے بہ رہا ہی کہ اگر تنکا ڈالدیجیے تو تین ٹکڑے ہو جائے قاسم اُسی مقام پر اتر پڑے سیارہ کو حکم دیا کہ جہاز وغیرہ کا سامان کرو تو ہم صبح کو سوار ہونگے سیارہ نے رات ہی رات جہاز کا کرایہ طے کیا صبح کو قاسم سوار ہوے دیویل عاد خسرو و بختیار شاہ و پانچسو شاہزادے سب ہمراہ میں سوار ہو کر جہاز پر چلے میر بحر خلق قاسم کا بندہ ہو گیا ہی کہتا تھا ای شہریار بعد ایک ہفتے کے آپ کو پار اتار دونگا قاسم انعام و اکرام ہر منزل پر دیتے ہیں تیسرے دن میر بحر روتا ہوا آیا عرض کی ای شہریار غضب ہو گیا ایک جھینگا نکلا ہو وہ دیکھیے آتا ہی جہاز کو دیکھ رہا ہی قاسم نے بھی دور سے دیکھا کہ جھینگا پانی کو کاٹتا ہوا آتا ہی قاسم نے کمان کیانی اٹھائی تیر تاک کر مارا کہ جھینگے کی آنکھ پر پڑا جھینگا جو تیر کھا کر تڑپا تو جہاز ٹوٹ گئے بلند ہوا جس جہاز پر خسرو و دیویل عاد تھے وہ جہاز تو بہ گیا جسپر قاسم تھے اُسکے ٹکڑے اڑ گئے ایک تختے پر قاسم بیٹھے ہوے چلے مگر جہانتک نگاہ پڑتی ہی سواے پانی کے کچھ معلوم نہیں ہوتا سب ساتھ والے نگاہوں سے مخفی ہو گئے سیارہ بھی بہ گیا ثابت نہ ہوا کہ کدھر گیا قاسم یکہ و تنہا یاد پروردگار کو یاد کرتے ہوے ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہوے

بہتے ہوئے جاتے تھے دو دن اور دو راتیں قاسم اُسی تختے پر چلے گئے آخر تموج
آب سے بیہوش ہو گئے مگر بقدرت پروردگار ایک موجۂ کلاں اُٹھا تھپیڑا جو پڑا
بیڑا قاسم کا خشکی میں آ لگا گر انکان سے اُلٹی قاسم کو ہوش آگیا شکر پروردگار کر کے
ہتھیار جسم پر لگائے مگر ہر ہیوئیکا جا معلوم ہوا آخر ایکجانب چل نکلے ہر چند کہ پیدل چلنے کے عادی نہین
مگر یہ بھی تقاضائے جرأت ہو کہ جیسی پڑے ویسا جھیلنا مجبور پاپیادہ چلے جاتے ہین
تیسرے دن کچھ خیمے ایستادہ معلوم ہونے لگے اُسی جانب چلے آ کر دیکھا کہ ایک باغ
ہو اُسکے اندر لوگ چلے جاتے ہین اور گرد باغ ہزارہا خیمہ ایستادہ ہو اُن خیموں مین
شاہ و شہریار زادے فروکش ہین قاسم نے دیکھا کہ شاہزادے اور اکثر غیر لوگ اُس
باغ مین جاتے ہین قاسم بھی طرف باغ کے چلے جب باغ مین آئے تو دیکھا حقیقت
مین باغ رشک بہشت برین ہو چہار جانب گل خودرو نے اپنا لطف دکھلایا ہو
کہ جس مین حقیر عرض کرتا ہو فرد دشت جنون مین ہو گل خودرو سے کیا بہار ✤ شاید
کہ پھول قیس غریب الوطن کے ہین ✤ ہر جانب چمن ہائے طولانی نخل بار آور
پھولوں مین وہ مہک ہو کہ دماغ جان معطر ہوتا ہو قاسم تماشا باغ دیکھتے ہوئے
ایک مقام پر آ کر ٹھہرے سارے باغ مین جا بجا فرش بچھا ہو ایک مقام پر ناچ
ہو رہا ہو قاسم کی صورت زیبا دیکھکر ہر شخص محو جمال بیمثال ہو گیا بقول سعدی علیہ الرحمہ
فرد ہر کجا چشمۂ بود شیرین ✤ مردم و مرغ و مور گرد آیند ✤ جس مقام پر قاسم ٹھہرے
شاہزادے بھی سب جمع ہو گئے طائفے بھی وہین موجود ہو گئے طوائفین قاسم کا حسن و
جمال دیکھکر پس رہی ہین سامنے قاسم کے ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار بار بتاتی ہین
دل سامعین کا لبھاتی ہین قاسم جیب مین ہاتھ ڈالکر اشرفیان نکالکر پھینکدیتے ہین
مگر تقاضائے کار آبشار تیغ زن کہ لشکر حیران جنگ آزما کا سپہ سالار ہو اُسکی بیٹی
کی شادی ہو اس باغ کو باغ عشرت کہتے ہین جسکی شادی ہوتی ہو وہ اسی باغ
مین آ کر شادی کرتا ہو آبشار بارہ دری مین شاہزادون کی خاطر کر رہا ہو ہرکارون
نے خبر دی کہ اے آبشار بڑے صاحب اقبال ہو نبیرۂ صاحبقران قاسم نوجوان

آکر شریک صحبت ہوتے ہین آلبشار یہ سنکر خوش ہوگیا کہتا ہوا چلا کہ میری خوش نصیبی
کہ ایسے جلیل آکر میری شادی ہین شریک ہون مگر صحبت عام مین انکا بیٹھنا مناسب
نہین ہی مین جاکر انکو جلسۂ خاص مین لاؤن آلبشار یہ کہکر دوڑتا ہوا آیا دورسے
دیکھا کہ بیچ مین وہ آفتاب تابان گرد ہجوم سیارگان طائفے دمبدم چلے آتے ہین
یہ خبر جو مشہور ہوئی کہ پوتا صاحبقران کا آیا ہی انعام بانٹ رہا ہی کسبیان سب
مالا مال ہوگئین آلبشار جمال قاسم دیکھکر محو دیدار ہوا سامنے آکر مؤدب کھڑا ہوگیا
جب قاسم نے سر اٹھایا تو آلبشار نے سلام کیا عرض کی کیا بندہ نوازی ہی اور کیا
ذرہ پروری ہی کہ مجھکو سرفراز کیا مگر یہ مقام آپ کے بیٹھنے کا نہین ہی بارہ دری
مین تشریف لے چلیے اس عجز سے آلبشار نے عرض کی کہ قاسم کو کچھ نہ بن پڑا ساتھ
آلبشار کے بارہ دری مین آئے سب تاجدار واسطے تعظیم کے اٹھے ادھر قاسم نے
دیکھا کہ وسط باغ مین تخت زبرجدی بچھا ہی گرد تخت پر غاشیہ پڑا ہی آلبشار نے قاسم
کو لاکر برابر تخت کے ایک دنگل زرین بچھا ہوا تھا اُسپر جگہ دی قاسم کے بیٹھنے
سے محفل مین رونق ہوگئی آفتاب رخسار چمک سے دیکھنے والونکی آنکھین خیرہ ہوگئین
آلبشار نے کئی عرضیان بادشاہ کو لکھین کہ حضور بھی آکر شریک جلسہ ہون حیران
نے جواب لکھ بھیجا کہ ای آلبشار مین تو نہین آسکتا مگر میری دختر بلند اختر ملکہ ماہ منیر
برائے شکار گئی ہین مین نے انکو لکھ بھیجا ہی کہ شکار سے پلٹ کر شریک جلسۂ آلبشار
ہونا یقین کامل ہی کہ ملکہ ماہ منیر تشریف لائین آلبشار انتظار کر رہا ہی کہ ہرکارون
نے خبر دی کہ ملکۂ عالم تشریف لاتی ہین آلبشار برائے استقبال دوڑا اور دروازہ پر
آکر دیکھا کہ مرکب پری پیکر پر ملکہ سوار نقاب گلنار چہرے پر پڑی ہوئی مادیان کو
اُڑاتی ہوئی آتی ہین آلبشار نے سلام کیا ماہ منیر نے اشارۂ ابرو سے سلام کیا
پوچھا ای آلبشار والد نے حکم دیا تھا کہ باغ عشرت مین بھی جانا مین کئی منزل کا
پھیر کھا کر تمھاری خاطر سے چلی آئی آج شب کو یہین رہونگی آلبشار نے دست بستہ
عرض کی کہ غلام کو سعادت حاصل ہوئی کہ حضور نے سرفراز فرمایا مادیان سے

ملکہ اُترین کنیزین جو پشت پر تھین اُنھون نے آکر چہار جانب سے گھیر لیا ماہ منیر
پچھون کے بجلی اڑتی ہوئی نقاب کو سنبھالتی ہوئی باغ مین آئی نرگس شہلا نے کہ جمال
کی مشتاق تھی آنکھین کھولدین سوسن بصد زبان گلرخسار کی ثناخوانی کرنے لگی سرو
گلزار پایہ گل تھا سیدھا کھڑا ہوا ہی جمال دیکھکر اپنے مقام سے ہل نہین سکتا عشق پیچان
بھی زلف معنبر دیکھکر ایسا پریشان ہوا کہ الجھن سے گوئی ہر طرف باغ مین ملکہ کی آمد کا شور
ہوا نہرون کو یہ جوش ہوا کہ چشم حباب سے نظارہ کرنے لگین کہ سراپا خوب محبوب مرغوب ہی
مچھلیان چاہتی ہین کہ نہر سے نکل آئین اور قدمبوسی کرین مگر مجبور و ناچار ہین کہ
موج نہر سے پابہ زنجیر ہین مگر قاسم بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ آبشار نے آکر عرض کی اے
شہریار ایک تکلیف دونگا ہمارے شاہ کی دختر آتی ہین جسوقت وہ تشریف لاوین
تو ذرا کھڑے ہوجائیے گا ہرچند کہ آتش شعلہ مزاج ہین مگر آبشار نے اِس خوشامد
سے کہا کہ قاسم نے بہت بہتر کا جواب دیا اول چند کنیزین آئین پکار کر آواز دی
صاحبو ہوشیار ہوجاؤ ملکۂ عالم آپہونچین سب تاجدار اُٹھکر آگے بڑھے قاسم بھی
اپنے مقام سے اُٹھے مگر دنگل کے پاس ہی کھڑے رہے کہ آفتاب عالمتاب حسن
جمال صاحب جاہ و توقیر ملکہ ماہ منیر بارہ دری مین داخل ہوئین آبشار نیچے نیچے
ہاتھ باندھے ہوئے سب تاجدارون کو سلام کرتا ہوا ملکہ کو لاتا ہی جب ملکہ قریب
تخت پہونچین تو نگاہ جمال قاسم پر پڑی دیکھا ایک جوان رعنا غنفص گردن بلند
بالا چہرہ آفتاب عالمتاب قد الو رشمشاد باغ حسن وجمال دونون ابرو ہین یا صاف
ثابت ہوتا ہی کہ تیغہ اصفہانی نیام انتقام سے اُگلے پڑتے ہین گردش چشم لیل و
نہار کو آنکھ دکھاتی ہی آنکھ غزال وحشی کی شرماتی ہی تیغۂ ہلالی کمر سے لگا ہوا پشت پر
سپر کہ جسکو شب فراق عاشقان کہیے اُسپر پھول چمک رہے ہین پانون کو جنبش
ہوئی نقاب چہرے سے ہٹی قاسم کی بھی نگاہ پڑی دیکھا کہ محبوب حور طلعت صاحب
شوکت ولیاقت شکم گرداب دریاے رحمت سینے پر ابھار صاف ثابت ہوتا ہی
کہ سرو گلزار مین پھل آیا یا درج گوہر ہین یلدو درج معجون بھی موے کمر بال سے

باریک جسم مثال خط شعاعی ٹھیک نظم

بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر — ابر ہو جسطرح سے گرد قمر
موے خوش رنگ پیچ کھاتے تھے — سانپ جسطرح غصے مین ہوئے
طاق ابرو کا مرتبہ ہو سوا — جنکی مشتاق ہوئی ہو خلق خدا
ایسے خنجر تھے ابروے کافر — زخم جنکے کبھی نہ ہون ظاہر
یہ بھی کہتے ہین بعضے نکتہ بین — ہین یہ دونون ہلال چرخ برین
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین — یا خط کہکشان یہ ابرو ہین
گورے گورے وہ عارض پر نور — رنگ گل جنکے آگے ہو کافور
مہ کامل جو اُنسے لڑ جائے — صاف منھ پر تمانچہ پڑ جائے
رنگ گل گر مقابلے کو آئے — ہو یقین وہ بھی اپنے منھ کی کھائے
پتلے پتلے وہ ہونٹھ پان سے لال — زرد ہو جائے جنکو دیکھکے لعل
وہ گلا یار کا صراحی دار — پتلی پتلی رگونکا جس سے ابھار
لوح سیمین وہ سینۂ پر نور — صاف و شفاف مثل سینۂ حور
ابھری ابھری وہ چھاتیان اُسپر — قبۂ نور جسکو سمجھین بشر
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے — تو لگالے وہ اپنے سینے سے
وصف موے کمر ہو حد سے فزون — درد سر ہو جو منھ لگائی کرون
طبع نازک نے بھید یہ پایا — آئنے مین شکم کے بال آیا
ساق پا مین تو نور کا ہو ظہور — یا تراشی ہوئی ہو شاخ بلور
پائجامے مین یون ہو جلوہ فگن — شمع فانوس جیسے ہو روشن
لال مہندی سے دونون تھے کف پا — ہاتھ ملتا تھا اپنے رز و حنا
قد کی تعریف مین ہے حیرانی — کلک قدرت کہون کہ سرو سہی
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا — پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

مشاطۂ حسن وعشق نے پیش قدمی کرکے گلہاے عشق دونون کے سامنے پیش کیے

رنگ چہرون کے اُڑ گئے ملکہ نے نقاب کو درست کیا پسینے پسینے ہو گئی ناچار ہو کر تخت پر
بیٹھی وزدیدہ نگاہین کام کر رہی ہین کہ ملکہ نے بیٹھے بیٹھے فرمایا آبشار کو بلاؤ آبشار سامنے
آیا فرمایا کیون آبشار کوئی مقام ایسا ہو کہ ہم تنہائی مین بیٹھکر دل بہلائین آبشار نے
عرض کی حضور یہ مقام باغ عشرت ہو اس باغ مین سب طرح کی کیفیت ہو کوٹھے پر چند
کمرے خالی ہین ملکہ نے صرف وزیر زادی کا ہاتھ تھام لیا اور تخت سے اٹھی لیکن دل
بیٹھا جاتا ہو قلب تھراتا ہو پلٹ پلٹ کے قاسم کو دیکھتی ہو نگاہون سے یہ اشارہ تھا
کہ صاحب ہم کوٹھے پر جاتے ہین تم بھی آنا جب ملکہ چلی گئی اور کمرے مین جاکر بیٹھی تو گلرو
وزیر زادی سے کہنے لگی کہ کیون گلرو ایسے جوانان ماہرو کبھی نگاہ سے گذرے ہین
تمام اعضا موافق اِس جرأت کو تو دیکھو کہ دشمن کے گھر مین اکیلے چلے آئے اور بیخوف
بیٹھے ہین ہرچند کہ آبشار تیغ زن آنکھین ہمارے باپ کی دیکھ چکا ہو اسی صحبت مین
بیٹھا ہو بدی نہ پیش آئیگا مگر انکو یہ مناسب نہ تھا اے گلرو میرا تو عجیب حال ہو قلب پر
ہجوم غم و ملال ہو نظم

رخ پر جو ترے سایۂ گیسو نظر آیا — خورشید تہ سلسلۂ مو نظر آیا
ظلمت مین ہمین نور کا پہلو نظر آیا — رخسار چراغ شب گیسو نظر آیا
قربان اجل تھا کبھی جلاد کے صدقے — ای یار جدھر آنکھ پڑی تو نظر آیا
میزان عدالت مین مرے دیدۂ پر آب — ہم وزن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا
سمجھا مین بہم بدر و ہلال او فلک حسن — رخ پر جو تمھارے خم ابرو نظر آیا
قاتل ادب ذبح سکھایا کیا ہر روز — برسون مرا سینہ تہ زانو نظر آیا
سرے کا جو دنبالہ تری آنکھ مین دیکھا — اک ناوک پران لب آہو نظر آیا

یہان قاسم نوجوان بعد جانے ملکہ کے زانو بدلنے لگے منھ سے دھوان نکلنے لگا ہر
عضو بدن سوزش عشق سے جل رہا ہو گھبرا کر فرمایا او آبشار ہم آج کئی دن سے
صحرا مین تھے کوئی مقام ایسا بتاؤ کہ وہان جاکر بیٹھین اور تھکن اتارین آبشار نے
کہا بالاے بام تشریف لیجایئے کمرے سب سجے ہوے ہین جس مین چاہیے آرام فرمایئے

قاسم بھی دنگل سے اُٹھے اور بام پر آئے دیکھا ایک کمرے مین وہ حور وش وزیرزادی سے باتین کر رہی ہو اُسی کے برابر ایک کمرہ تھا اُس مین جاکر قاسم بھی بیٹھے ہچکیان آنے لگین ہرچند دل کو سمجھاتے ہین مگر طپش قلب دمبدم زیادہ پاتے ہین جب قاسم کا حال غیر ہوا تو دل کو سنبھال کر یہ شعر مصنف کا پڑھا فرد درد و دل درد و جگر روح پہ صدمات فراق او مسیحا ترے بیمار کراہین کیونکر کبھی اُٹھتے ہین کبھی بیٹھتے ہین ادھر ملکہ ماہ منیر نے سامنے گلرو کے جو بیقراری اپنی بیان کی تو وزیرزادی نے عرض کی حضور مین نے اُنکو پہلو والے کمرے مین آتے دیکھا ہو اگر دیتی ہین تو مین لاتی ہون ماہ منیر نے کہا او گلرو تیری کنیز بیدام ہو جاؤنگی مگر اِسکا خیال رہے کہ میری خواہش ثابت نہ ہو اِس حیلے سے لا تا کہ اُنھین کا اشتیاق رہے مجھے بڑے بڑے خیال ہین گلرو نے کہا دیکھیے جاتی ہون یہ کہکر گلرو کمرے سے نکلی کہ رونے کی آواز کان مین آئی دل مین کہتی ہو کہ یہ ضرور قاسم کی آواز ہو حضرت عشق نے دونونکو بیتاب کیا ہو کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہو نظم

عشق وہ گل ہو کہ دامن مین ہین جسکے سو خار	عشق وہ باغ ہو جس مین کبھی آئی نہ بہار
عشق وہ شاخ ہو جسمین نہ لگا پھل اِکبار	عشق وہ میوہ ہو جسمین نہین لذت زنہار
عشق وہ شاخ ہو جسمین نہین پتہ دیکھا	عشق وہ غنچہ ہو جسکو نہ شگفتہ دیکھا

حضرت عشق نے دونون کے دل پر تاثیر کی ہو عاشق بیقرار معشوق اشکبار انجام بہتر ہو کہ عاشق سے معشوق ملے ہو شادی کا ہنگامہ اور اسمین یہ آفت ایسا نہو کہ راز کھلجائے تو کیا انجام ہو آلبشار بد طینت سفاک خو خدا اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے مگر اے گلرو ہم جسکے تابعدار ہین اُنکی خیرخواہی کرینگے خواہ جان رہے خواہ جائے یہ سوچکر گلرو کمرے مین گھس آئی قاسم کو بستر پر تڑپتا ہوا دیکھا یہ محبت پوچھا او شہریار خیر تو ہو یہ تمھارا کیا حال ہو قاسم نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا او مشفق و مہربان ہمارا حال سُننے کی تاب نہ ہوگی یقین ہو بیقرار ہو جاؤگی ہمارا حال نہ پوچھو گلرو نے کہا یہی دنیا کا دستور ہو کہ آدمی سے آدمی حال کہتا ہو قاسم نے رو رو کر بیان کیا کہ ملکہ ماہ منیر سے اُلفت رکھتا ہون دلپر عشق نے اثر کیا ہو افسوس ہو کہ اُنکو ہماری خبر بھی نہ ہوگی حال دل کی

کون جانتا تھا اب یقین ہو کہ طائر روح قفس جسم خاکی کو توڑ کر نکلجائے تو شاید دل کو آرام
آئے گلرو نے کہا میرے ساتھ چلیے دوسرا کمرہ جو پہلو سے ملا ہوا اُسی مین ملکہ ہین حال دل
فرمائیے شاید کچھ ترس آجائے مین حضور کی سفارش کرونگی قاسم بہت خوب کہکر اُٹھ کھڑے
ہوئے ہمراہ گلرو جو کمرے مین آئے تو دیکھا ملکہ کا عجیب حال ہو آنکھوں سے اشک حسرت
جاری دل مائل بیقراری قاسم کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئین اور بے اختیار منہ سے نکلگیا فرد
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ آئیے تشریف
لائیے قاسم کو ایک عید ہوئی ملکہ نے وزیر زادی کا شکریہ ادا کیا وزیر زادی تو ایک
گوشے مین منھ پھیر کر بیٹھی ادھر عاشق و معشوق مین اختلاط ظاہری ہونے لگا ایک
ایک جام شراب دونون پی کے پلنگ پر گئے ایسا نیند کا غلبہ ہوا کہ دونون غافل
سو گئے ادھر آبشار تیغ زن بعد تھوڑی دیر کے ملازمون سے مخاطب ہوا کہ ارے
کمبختو تمنے ملکہ کی بھی خبر لی نوکرون نے جواب دیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا آبشار
کی کمر مین تلوار لگی ہوئی تھی فوراً کوٹھے پر آیا جس کمرے مین ملکہ تھین اُسمین سر ڈالکر
دیکھا تو سناٹا تھا کسی کو نہ پایا دوسرے کمرے کو جو کھولا تو یہ معاملہ دیکھا کہ ماہ منیر
قاسم کے ساتھ سو رہی ہو چونکہ حیران جنگ آنہ ماکی صحبت مین رہا ہو غصے سے
کانپنے لگا ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا ملکہ کی آنکھ جو کھلی جلاد کو سر پر دیکھا چیخنے لگی کہ ارے
تو کیا سمجھا ہو مین نے بدکاری نہین کی آبشار کے ہاتھ مین تیغ کھنچا ہوا ہو ہر مرتبہ
یہی ارادہ کرتا ہو کہ ملکہ کا سر کاٹ لون پھر جی مین کہتا ہو کہ بادشاہ تو کچھ نہ کہین گے یہی
فرمائین گے کہ خوب کیا مگر مان اِنکی آفت برپا کرینگی للکار رہا ہو کہ خاموش رہ ورنہ تجھکو
شہر مین چلکر سزا دونگا آبشار نے جو چلا کر کہا قاسم کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آبشار ملکہ
پر غصہ کر رہا ہو ارادہ کیا کہ اٹھون اور تلوار لون مگر آبشار نے ہاتھ تلوار کا مارا
کہ قاسم کا سر زخمی ہوا لڑکھڑا کر پلنگ پر گرے آبشار نے دوسرا ہاتھ مارا کہ شانہ
بھی جھول پڑا اسطرح کے دو تین ہاتھ مارے کہ قاسم کو غش آگیا آبشار سمجھا کہ مین نے
مار ڈالا جو قالین کہ پلنگ پر بچھا تھا اُس مین قاسم کو لپیٹا ادھر ملکہ بیٹھ رہی ہو کہ او

جلا دیجئے کچھ معلوم ہی کہ اس بیچارے نے کیا خطا کی آبشار نے کچھ جواب نہ دیا اور قاسم
کو چاندنی مین لپیٹا اور گٹھر بنایا اس گٹھر کو اٹھا کر پشت پر باغ کی پھینکدیا ملکہ یہ معاملہ اپنی
آنکھون سے دیکھکر ہزارون کوسنے دینے لگی کہ نگوڑے خدا تجھے غارت کرے اگر وہ جاگتا
ہوتا تو اس سرکشی کا مزہ چکھاتا آبشار نے کچھ نہ سنا محافہ منگوا کر ملکہ کو اس مین سوار کیا
شادی ساری درہم وبرہم ہوگئی ہر ایک جگہ یہی ذکر ہی کہ آبشار نے قاسم کو مار ڈالا
مگر بقول شاعر ہندی مثل سے جا کو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوے ٭ بال نہ بیکا کر سکے
گو دو جگ بیری ہوے ٭ اور اہل زبان فرماتے ہین فرد اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ٭ نبرد
رگے تا نخواہد خداے ٭ آبشار تو ساری برات کو درہم وبرہم کر کے طرف تاوہ حسن خیز
کے چلا کہ اسکا ذکر کرونگا مگر جس صحرا مین آبشار نے پشتارہ قاسم کا پھینک دیا تھا وہ
صحرا عملداری مین ایک قصبے کے ہی کہ اس قصبے کو سعادت آباد کہتے ہین مسعود نامے
زمیندار مردین رسیدہ گرم وسرد عالم دیدہ صبح کو چند پاسیون کو ساتھ لیے ہوے
براے حراست نکلا ہی کہ ایک پاسی نے خبر دی کہ فلان نالے مین ایک پشتارہ پڑا ہی
طریقے سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ چور کہین سے آے تھے مال بانٹ رہے تھے ہمکو آپ کو
دیکھکر بھاگ گئے مسعود زمیندار نے حکم دیا کہ گٹھر اٹھا لیے چلو مکان پر چلکر دیکھینگے
پاسیون نے پشتارہ اٹھا لیا مسعود مکان پر آیا پاسی نے پشتارہ رکھا مسعود نے
پاسیون کو تو رخصت کر دیا جب آپ اکیلا رہگیا تو چاندنی کو کھولا دیکھے خون کے ظاہر
ہونے لگے اب تو گھبرایا بمشکل پشتارہ کھولا چاندنی کے بعد قالین تھا بالکل خون مین
ڈوبا ہوا جب قالین بھی کھولا تو معلوم ہوا کہ آفتاب تابان یا ماہ درخشان پردہ
شفق مین پنہان ہی مگر زخم گہرے جسم پر لگے ہوے ہین ہر زبان زخم سے الامان کی آواز
آرہی ہی مسعود زمیندار گھبرا گیا نوکر کو پکارا اور حکم دیا کہ رمضان جراح کو بلا لے
کہنا تھا کہ صاحب نے بلایا ہی اور بیٹھا ہوا روے زیبا سے قاسم کو دیکھ رہا ہی کہ
آمد وشد نفس ظاہر ہی کلیجہ دھڑک رہا ہی کہ رمضان جراح حاضر ہوا مسعود نے
کہا او رمضان اسکے ٹانکے لگاؤ اگر اسکو صحت ہوگی تو تمکو بہت خوش کرونگا [illegible]

جو تمھاری جورت مین ہو اُسکا پتا معاف کرونگا وہ تمھاری معافی رہی رمضان نے
کہا حضور بڑی بات یہ ہو کہ زخم تو اس جوان نے گہرے کھائے مگر کوئی رگ دیٹھا کٹنے
نہین پایا بہت جلد اسے اچھا کرونگا مسعود خوش ہوگیا کہا اے رمضان بڑی تمھاری
خاطر کرونگا اگر اسنے صحت پائی کیونکہ یہ خود بھی کوئی شاہزادہ معلوم ہوتا ہو نہین معلوم
یہ کس جلاد کا فعل ہو کہ ایسے ماہ تابان کو یون ٹکڑے ٹکڑے کیا ہو کہ دیکھ کے کلیجہ پھٹتا ہو
کیا اس سے خطا سرزد ہوئی کہ جسکا یہ بدلا کیا رمضان نے جھکا زخم دھوئے با احتیاط
ٹانکے دیئے پٹیان مرہم کی چڑھا دین جراح تو چلا گیا مگر مسعود ہر وقت رومال ہاتھ مین
لیے مکھیان جھلا کرتا ہو دوسرے دن قاسم کو ہوش آیا آنکھین کھولکر دیکھا کہ مکان خام
ہو مگر لپا ہوا ہو کا نس کے باندان کی چارپائی بچھی ہو اُسپر ایک گدا بچھا ہو ایک شخص
سن رسیدہ مکھیان جھل رہا ہو قاسم کے آنکھ کھولنے سے مسعود نہال ہوگیا جھک کر
پوچھا مزاج کیسا ہو قاسم کو قوت کلام نتھی اشارے سے جواب دیا کہ اچھا ہون یہ کہکر
پھر غش آگیا مسعود نے حکم کیا دو مرغ ذبح کرو اُسکی یخنی تیار ہو شام کو جو قاسم کی
آنکھ کھلی زمیندار نے وہ یخنی پلائی ہر وقت یہی تدبیر کرتا ہو کیا شی کھلا دون کہ یہ جوان
کلام کرے چوتھے دن جو قاسم کو ہوش آیا تو تکیے کے سہارے اُٹھ بیٹھے مسعود نے
پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہو قاسم نے صاف بتا دیا کہ نبیرۂ صاحبقران قاسم نوجوان
مسعود نے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہو آپ کو کسنے زخمی کیا قاسم نے سب حال مفصل بیان
کیا کہ دختر حیران جنگ آزما پر عاشق ہوا تھا جسکا نام نامی ماہ منیر ہو آلشار نے
مجھکو غفلت مین زخمی کیا مگر انشاء اللہ خدا تمکو جزاے خیر دیگا کہ تم میری باعث حیات
ہوے صحت پا کر شہر مین جاؤنگا اور دربار مین شاہ کے آلشار سے بدلا لونگا
زمیندار کے ہوش اُڑ گئے کہتا تھا کہ میان یہ نام نہ لیجیے حیران جنگ آزما بڑا بہادر
ہو کئی ہزار پہلوان اُسکے ملازم ہین اس اقلیم مین کوئی ایسا نہین کہ اُسپر غالب آئے
قاسم نے کہا جو کچھ ہو حقیر معذرت عرض کرتا ہو کہ ایک مہینے مین سب زخم قاسم کے خشک
ہوگئے قاسم نے [illegible] فرمایا مسعود نے اُسدن بڑا سامان کیا قریب بہر مین

روشنی کرائی جلسہ آراستہ کیا قاسم کو غسل کرایا کئی طائفے بلائے گروہ کسبیان دیہاتین ڈھیلی ڈھیلی وضع گلبدن کے پائجامے انمین توال کی گوٹ زنگاری دوپٹہ برسات کے دھبے پڑے ہوئے انمین چیوٹا چوڑا گوٹا لگا ہو اُن کسبیون نے مجرا کیا قاسم نے سب کو انعام دیا ایک نازنین کمسن کوئی کسبی ہوئی تھی سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی نظم

قصۂ روز گذشتہ انکو کو شرمائیگا
ہمکو لیجاتے ہو کیون انکو لحاظ آجائیگا

حال میرا سُنکے بولے فکر کیا کرنی ضرور
نالے کرتے کرتے اِکدن آپ ہی مرجائیگا

ہاتھ گردن مین اگر ہونگے تو سر آغوش مین
میرا مرنا بھی تجھے قاتل مزے دکھلائیگا

تنگ ہو اطراف عالم جو میلے نکلین گے کیا
فکر ہو عاشق ترا دامن کہان پھیلائیگا

یہ بلا کے پیچ مین مشکل ہو اِن سے خلصی
عقدۂ گیسو مین شانہ آپ ہی رہجائیگا

شکوہ ایسا ہو کہ شرما کر اُسے کرون پسند
ورنہ ناصح کی طرح تجسے بھی دل پھرجائیگا

فصل گل آئی جنونکے بڑھ چلے ہین ولولے
دل دھڑکتا ہو کہ ناصح آکے پھر سمجھائیگا

صبح سے تا شام ہٹ کرتے ہو لاکھون یا تم
اِسقدر کثرت سے دل کوئی کہانتک لائیگا

میرے افسانے مین شکوہ غیر کا بھی ہو شریک
دوستو کہتے ہو کیون غصہ انھین آجائیگا

دیکھکر تر دامنی گھبرا گیا کیون اے نسیم
دیدۂ پرآب دریا سیکڑون برسائیگا

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو قاسم نے مسعود سے کہا اے مہربان والی جان بخش ایک شے ہم اور تجسے مانگتے ہین یہ مادیان جو تمھاری سواری کی بندھی ہی یہ ہمین دو ہم طرف حُسن آباد کے جائین گے اور جاکر آبشار سے ہمین لیکر آبشار کو آبرو بچانا مشکل ہو اور حیران جنگ آزما بھی جانے کر بہادر ایسے ہوتے ہین اے مسعود اسوقت تو ہم سفر مین ہین مگر تمھارے ساتھ بڑا کرینگے یہ گاؤن ہم تمکو معافی مین دینگے مسعود نے عرض کی مین دل و جان سے حاضر ہون مادیان کیسی اگر آپ جان طلب کرتے تو مین حاضر کرتا مگر حُسن آباد نہ جایئے یا تو یہین بسر کیجیے عمر بھر خدمت کرونگا یا پاسبیون کو ساتھ کرون آپ کے [illegible] کا اشکر جہان [illegible]
[illegible] جایئے قاسم نے کہا [illegible]

اُسکے ساتھ بدلا نہ ہو لوگ اپنے مقام پر کہین سے گے کر قاسم نے کچھ نہ کیا مسعود نے کہا
اے شہریار جیران جنگ آزما بڑی فوج رکھتا ہو اُسکے نام سے لوگ کانپتے ہین قاسم
نے فرمایا آپ ہمارے واسطے دعا کیجیے گا خدا انجام بخیر کریگا مسعود نے حکم دیا مادیان
لشکر آئی قاسم اُسپر سوار ہوے راستہ پوچھکر طرف حسن آباد کے چلے راہ کی جفائین
کر دن بھر راستہ چلے شام کو کسی مقام پہ اُتر پڑے کسی نخل کے نیچے آرام فرمایا بعد
ایک ہفتے کے آبادی معلوم ہونے لگی دیہات و قریات زراعتین سرسبز و شاداب
قاسم کو یقین ہوا کہ قریب شہر آپہونچے کوئی چار گھڑی دن پچھلا باقی تھا کہ دروازہ
شہر کا معلوم ہوا پھاٹک عظیم الشان دس ہزار سوار اُس مقام پر اُترے ہین قاسم
سب کو دیکھتے ہوے شہر مین داخل ہوے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد دوکانین آراستہ
کمرون پر کسبیان اُسکے نیچے دوکانین کنجڑون کی بھاری لنگے پہنے ہوے مسّی چندرا
اوڑھے تنزیب کی کرتی جسم مین پھنسی ہوئی آیندہ و روند جوان جو کنجڑون کو دیکھتے
ہین تو کنجڑین بھی آوازہ دیتی ہین شعر سدا اپنے عاشق پہ یون نعرہ زن ہو کہ لے نار
پستان و سیب ذقن ہو گرم بازاری ہو رہی ہے قاسم نے ایک سے پوچھا کہ کاردوالنسرا
کسطرف ہے ایک جوہری نوجوان دوکان سے کود پڑا اور عرض کی کہ مجھکو سرفراز
کیجیے میرے مکان مین بہت جگہ ہے دوسرا تاجر دوکان سے کود کر آیا اُسنے بھی یہی کہا
تھوڑے عرصے مین معاملہ بازار یوسفی نظر آتا تھا ہر شخص یہی تقاضا کرتا تھا کہ ہمارے
مکان پر چلیے قاسم خاموش کھڑے تھے کسی کو جواب نہ دیتے تھے وہان جیران
نے دربار برخاست کیا سب پہلوان اپنے اپنے مکان کو چلے سرشار قوی بازو کہ
نامی پہلوان ہے گھوڑا اُڑاے ہوے آتا تھا دور سے دیکھا ایک مقام پر لوگونکا
جماؤ ہے گھوڑے کو اُڑا کر اُس مقام پر آیا دیکھا ایک جوان شیر صولت رستم شوکت
گھوڑے پر سوار راستہ کاردوالنسرا کا پوچھ رہا ہے سرشار قوی بازو نہایت بہادر
پرست ہے جمال قاسم دیکھکر بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہے کہ یہ کہانکا تاجدار ہے آکر قاسم کو
سلام کیا کہا اے شہریار کاردوالنسرا کی کیا ضرورت ہے غلام کا غریب خانہ موجود ہے

وہاں چلکر آرام فرمائیے قاسم نے فرمایا بھائی مسافرون کا مقام کاروانسرا ہوتا ہو سرشار نے کہا مجھکو بڑا اشتیاق ہی کہ آپ کا حال سنون مجھکو تو معلوم ہو کہ اس شہر مین آپ کیونکر تشریف لائے اور مین نہ مانونگا ضرور آپ کو لے چلونگا شب بھر خدمت کرونگا صبح کو آپ کو اختیار رہیگا اور دو چار دن سرفراز کیجئے قاسم نے کہا سوا ایک شب کے زیادہ مہلت نہین چونکہ ہم سن چکے کہ بادشاہ کا دربار برخاست ہوگیا لہذا کل دربار کے وقت جائینگے قاسم نے پھر کچھ تکرار نکی سرشار کے ساتھ چلے اور بہ محبت فرمایا کہ ای پہلوان دوران تمھارے کلام سے بوے محبت آتی ہی جو تمنے کہا مینے بدل قبول کیا سرشار نے کہا مین تو بندۂ بے زر ہون آپ کا مہمان ہونا باعث سرفرازی ہی قاسم ساتھ ساتھ سرشار کے راستہ طی کرتے ہوے ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک قصر بلند و مرتفع ہی دروازے پر حاجب و دربان و چوبدار وغیرہ حاضر تھے خادمون نے آکر مرکب سرشار کی باگ تھام لی سرشار نے اشارہ کیا کہ دوسرے مرکب کی بھی باگ تھام لو خادمون نے تعمیل حکم کی قاسم بھی گھوڑے سے اُترے ہمراہ سرشار اندر مکان کے آئے مسند بچھی ہوئی تھی اُسپر قاسم کو جگہ دی آپ سامنے آکر بیٹھا عرض کی کہ ای شہریار امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے قاسم نے نام اپنا مفصل بتادیا اور کہا باغ عشرت مین برغا آبشار نے وہ حرکت کی کہ جلاد سے بھی نہ ہو سکتی اور میرا مرکب وغیرہ لایا ہی مین صبح کو جاکر شاہ سے مرکب اپنا لونگا اور کہونگا کہ دختر کو سوار کر دو ورنہ خون کے دریا بہادونگا سرشار حیران ہو کہ یہ کیا کہتے ہین مگر خاموش ہو رہا جی مین کہتا ہی کہ بھلا حیران جنگ آزما کا بیکہ یہ باتین سن سکیگا نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا شاید اس جوان کو کچھ سنک ہی اسباب عیش و نشاط مہیا کیا ایک گائن کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار جناب نسیم دہلوی مرحوم کے بانازو کرشمہ گانے لگی نظم

اشک اُمڈے تو دامن سے ٹپک کر باہر	قعر دریا سے نکل آئے شناور باہر
اسقدر جوش محبت سے گلون نے کھینچا	گھٹتے گھٹتے نکل آیا دم خنجر باہر
چشم دُزدیدہ بھی واہوے نظارے کو	سینۂ تیغ سے ہی دیدۂ جوہر باہر

خاصیت مرگ مین بھی تنگدلی اے قاتل — پانون ڈھانکے بھی کفن نے تو رہا سر باہر
جذب مشتاق شہادت کو نظر کر ظالم — آ نکل آیا ہی کمر سے تری خنجر باہر
منھ فقط اتنے لیے وہ نہین دکھلاتے مین — رہیے آغوش تصور سے بھی باہر باہر
گر نہین ضبط کا یارا ہی تو ہان بسم اللہ — چھوڑ پہلو کو نکل جا دل مضطر باہر
کم نہین ایک گھڑی مشغلۂ بیتابی — وحشت دل سے برابر ہی ہمین گھر باہر
خوف آوارہ مزاجی ہمین آتا ہی نسیم — طفل اشک آنکھ سے رہنے لگے اکثر باہر

شب بھر جلسۂ عیش و نشاط رہا صبح کو قاسم نے کہا ہماری مادیان تیار کرو سرشار قدمون پر گر پڑا کہا اے شہریار مین تو آپ کو تنہا نہ جانے دونگا قاسم نے کہا کیا مجھکو مول لے لیا ہی یا مین تمھارا غلام ہون تمنے دعوت کا نام لیا مین چلا آیا اب کیون روکتے ہو سرشار نے کہا اول تو باعث آپ کی ناراضی کا یہ ہوگا کہ آبشار ہر وقت بلبلایا کرتا ہی اور کہتا ہی مین نے قاسم کو مار ڈالا آپ سے خلاف ہوگا اور اسکے شاہ کا دربار ہی قاسم کسی طرح نہ مانتے تھے آخر سرشار قدمون پر گرا اور کہا اتنا تو قبول کیجیے کہ آجکا دن اور رات تو ضرور رہا کیجیے آج تو مین نہ جانے دونگا قاسم سوچے کہ بہادر ہی سوا اسے بہت اچھا کہکے اور کچھ نہ بن پڑا سرشار کمر کو باندھکر ہتھیار وغیرہ لگائے ہوئے گھوڑے پر سوار ہوکر دربار مین حیران کے آیا تو دیکھا تخت پر بیٹھا ہے جلد پہلوان جمع ہین مگر آبشار وہی ذکر کر رہا ہی کہ نبیرۂ حمزہ کو مین نے یون مارا اور لاش کو باندھکر پھینک دیا سیار وغیرہ کھا گئے ہونگے جیسے ہی آبشار نے یہ ذکر کیا سرشار بول اٹھا کہ جھوٹ کی ایسی تیسی آبشار نے کہا کیون اے سرشار تم کیا جانو سرشار نے کہا ہم اتنا جانتے ہین کہ جیسے ہی اسنے آنکھ کھولی تمنے ہاتھ تلوار کا مارا دیا زخم سر پر کاری پڑا وہ پلنگ پر گرا تمنے اسقدر تلوارین مارین کہ زخمون مین چور چور ہوگیا آبشار نے کہا تم کیا جانو سوا میرے اُس مقام پر کوئی نہ تھا آبشار و سرشار مین تکرار ہونے لگی حیران جنگ آزما نے تکرار کو منع کرکے کہا اے سرشار تمھین کس بات پر قوت ہی کہ جو کہتے ہو اسنے سوتے مین زخمی کیا سرشار سے ضبط نہ ہوسکا کہا اے شہریار قاسم نے صحت پائی رات سے میرے

یہان مہمان ہو وہ دربار شاہ مین آتا تھا مین نے بہ منت روکا ہوا ور میان آتش بار یہ فرماتے
ہین جو ایسا دل رکھتا ہو کر اکیلا دربار مین آنے کو کہتا ہو مین کیونکر یقین مانون کہ تمھارے
جاگتے مین زخمی کیا آلبشارہ کو یہ سنکر پسینہ آگیا مگر جیران جنگ آزما نے کہا اے سرشارہ
تمنے خوب کام کیا کہ اپنے مکان پر روکا اگر وہ یہان ہوتا اور کلام سخت و سست کرتا تو
مجھے کچھ نہ بن پڑتا اکیلے پر ہاتھ اٹھانا میری جرات کے خلاف تھا شاید صبر نہ ہو سکتا اور
مین جواب سخت دیتا جو شخص ایسا بے کلیجے ہو کہ تمام عالم مین مشہور ہو کہ ہزار ہا جوان
پہلوانان زبردست میرے رفیق ہین اور پانچ لاکھ فوج کا مالک ہون مگر اسنے کچھ خوف
نہ کیا اور شہر مین چلا آیا اور دربار مین آنے کو موجود ہو مین اسکو اپنا رفیق بناؤنگا
اے سرشارہ ایک احسان کرو کہ اسکو سمجھا کر پھیر دو اپنے باپ دادا کا لشکر لاوے سر میدان
کلام کرے تو مین جواب دونگا اسوقت میری جرات کا حال کھلے گا اور اپنے گھر پر آئے
ہوئے پر ہاتھ ڈالنا جرات کے خلاف ہو یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ دروازہ
پر وہ جوان آگیا کھڑا ہوا کہ رہا ہو کہ خبر کرو دم بعد اسنے سرشارہ کے قاسم سوار ہو کے
چلے تو ملازمان سرشارہ نے روکا قاسم نے سب کو جھڑک دیا اور کہا کیا مین تمھارا نوکر
ہون مین ضرور جاؤنگا نوکر خاموش ہو رہے قاسم سوار ہو کر جب دربار گاہ جیران
پر پہونچے سامنے مرکب انکا بندھا ہوا تھا شیہے کھینچ رہا ہو اسقدر ٹاپین زمین پر
ماری ہین کہ سامنے ایک غار ہوگیا ہو کئی سائیسون کو مار چکا ہو اپنے آقا کی جدائی مین
رغبت سے گھانس بھی نہین کھاتا ہو آنکھون سے آنسو جاری ہین قاسم نے جو اپنے
مرکب کو دیکھا اور مرکب کی بھی نگاہ پڑی خوشیان کرنے لگا قاسم نے بڑھکر کہا کہ بیٹا
ہم تمھین لینے آئے ہین مرکب بہ حسرت دیکھنے لگا قاسم نے قریب آکر گلے مین گھوڑے
کے دونون ہاتھ حمائل کیے لوگ حیران تھے کہ یہ وہی مرکب ہو جو کسی کو اپنے قریب
نہین آنے دیتا تھا یا وہی گھوڑا کیسا شائستہ کھڑا ہوا اپنے آقا کا سینہ چاٹ رہا ہو مگر
چوبدار نے جو شاہ سے عرض کی جیران نے گھبرا کر کہا اے سرشارہ تمھین باہر جاؤ سمجھا کر
اسکو پھیر دو مابدولت کے سامنے نہ آئے اگر مار ڈالونگا تو بدنام ہو جاؤنگا شل شہرہ

کہ گھر آئے ہوئے کو کچھ نہیں کہتے سرشار نے آلبشار سے کہا اب آپ تو ہٹ جائیے ورنہ
آپ کو دیکھکر اور زیادہ جھلائیگا آلبشار تو ایک گوشے مین جا کر چھپے سرشار باہر آیا آکر
دیکھا قاسم گھوڑے سے باتین کر رہے ہین اور درگہ سالار سے تکرار ہو رہی ہے لیکن
درگہ سالار یہی کہتا ہے کہ مین نہ جانے دونگا جبتک کہ حکم نہ آئیگا قاسم کہتے ہین کیسا حکم
ہم ضرور اندر جائینگے کہ سرشار نے آکر درگہ سالار کو منع کیا اور قاسم کے سامنے
آکر رونے لگا کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ میرے آنے کے بعد بادشاہ نے کج خلقی کی
قاسم نے کہا کسی کی خطا نہین ہے مین جب آنے پر تل گیا تب وہ لوگ خاموش ہو رہے
او سرشار خبردار کسی ملازم کو کچھ نہ کہنا کسی نے ہمارے ساتھ کچھ برائی نہین کی سرشار
نے کہا اب یہ احسان کیجیے کہ پلٹ جائیے مین سو پچاس آدمی ساتھ کردون قاسم نے
کہا او سرشار اب دروازے پر آکر پلٹنا مردان عالم کا کام نہین ہے سر ہتھیلی پر رکھکے
آیا ہون اول تو آلبشار سے سمجھونگا بعد اسکے شاہ سے کلام کرونگا سرشار نے کہا
آلبشار دربار مین نہین ہے شاہ نے اسکو نکالدیا مین نے دروغ گوئی اسکی ثابت کی
شاہ نے آلبشار کو نظرون سے گرادیا اور یہ حکم ہوا کہ بیہودہ باتین نہ کیا کرو زمرے
مین پہلوانون کے نہ بیٹھو مگر اب مہربانی فرمائیے میرے ہی مکان پر چلیے دو چار دن
آرام فرمائیے بعد اسکے آپ کو اختیار ہے قاسم نے جھلا کر جواب دیا کہ او سرشار یہ
باتین تمھاری ہمپر شاق گذرتی ہین بس اب ہٹو ہم اندر جائینگے درگہ سالار اٹھا
سرشار ہان ہان کرتا رہا مگر درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے کلائی تھامکر
ایک طمانچہ مار دیا کہ درگہ سالار کا سر اڑ گیا ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین پہنچا اور قاسم
نے ترق زنجیر کو کاٹا پردہ اٹھاکر اندر آئے دیکھا شاہ تخت پر بیٹھا ہے اور ہزار رفیق
بیٹھے ہین ہر ایک دیوخصال عفریت مثال بیٹھا جھوم رہا ہے قاسم نے کچھ خیال نہ کیا اور
پکار کر آواز دی سلام من درین مجلس و درین راہ بر کسے باد کہ ایشناسد و بداند کہ خدا
یک است و دین پیغمبر برحق یہ آواز سنکر سب پہلوان بگڑنے لگے مگر حیران نے سبکو
منع کیا کہ خبردار یارو دخل نہ دو اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہے ہمارا کیا نقصان ہے مگر

قاسم آتے آتے قریب تخت حیران جنگ آزما کے پہونچے دیکھا ایک پہلوان موسوم
بہ عفریت خونخوار بیٹھا جھوم رہا ہی قاسم نے قریب آکر اُسکو سلام کیا عفریت نے کچھ
خیال بھی نہ کیا قاسم نے کہا ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان ہم تمھارے پاس آئے
ہین اور تمھارے مہمان ہین تھوڑی دیر کے واسطے اِس دنگل سے اُٹھ جاؤ ہم تمھارے
شاہ سے کچھ کلام کرینگے عفریت نے کہا کیا مجھے تمنے سب ہین حقیر دیکھا ہی اور مقام پر
جاکر بیٹھو قاسم نے کہا تم قریب تخت شاہ بیٹھے ہو ہم اسی مقام پہ بیٹھین گے عفریت نے
تبغے پر ہاتھ ڈالا حیران جنگ آزما نے منع کیا کہ ای عفریت اُٹھ جاؤ مہمان کو بیٹھنے دو
عفریت شرمندہ ہوکر اُٹھ گیا قاسم دنگل پر بیٹھے حیران شوکت قاسم دیکھکر حیران جمال
ومحو دیدار ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ کیا جوان بے کلیجہ ہی کہ ہراس کا نام نہین بس فوراً
اشارہ کیا کہ اسباب عیش ونشاط لاؤ ساقی بچون نے گلابیان شراب کی اور کشتیان
کباب کی لاکر رکھین ایک گائن کو اشارہ کیا کہ وہ سامنے بیٹھکر اشعار گانے لگی نظم

ایک شب جو تیری محفل مین نہ پائے بار شمع	صبح ہوتے ہوتے ہو مانند رشتہ زار شمع
رات جو دیکھا ترے رخسار آتش ناک کو	کھا کے غش گر گر پڑی محفل مین سو سو بار شمع
ساق جانان سے جو کی ہمسری اس جرم پر	لگی رہتی ہی دکانون مین سر بازار شمع
تیرے دامن کی ہوا ہی وہ نسیم ای رشک گل	ہوکے گل بنجائیگی شاخ گل بے خار شمع
شام سے تا صبح محفل مین وہ گل آتا نہین	بخت خفتہ مین عبث رہتی ہی شب بیدار شمع
بد عمل جو ہین وہ باز آتے نہین تعزیر سے	چور کو پروا نہین گو ہی ستال دار شمع
طائر مضمون گرے پڑتے ہین پروانو نکیطرح	کنج تنہائی مین ہی یان کلک آتشبار شمع
کیا فقط انسان ہی کافر اس صنم کے عشق مین	رکھتی ہی پنہان بدن مین رشتہ زنار شمع
جلوہ فرما تو اگر ہوگا تو ہوگی طرفہ سیر	بزم سے بھاگے گی لنگڑاتی ہوئی او یار شمع
بزم عالم مین ہی خاموشی سے اہل سخن فروغ	گو سراپا ہی زبان کرتی نہین گفتار شمع

عین گرمی صحبت ہی کہ قاسم نے ہاتھ سے گائن کو منع کیا کہ خاموش رہو طرف حیران کے
متوجہ ہوئے فرمایا ای بادشاہ رستم خصال تیری جرأت کے شہرے مین بڑے بڑے

پہلوان تیرے نام سے کانپتے ہین مین کچھ مانگنا چاہتا ہون جیران جنگ آزما نے باکشادہ
پیشانی جواب دیا کہ جان و مال سب کچھ حاضر ہی قاسم نے کہا اول تو یہ بتائیے کہ آلبشار کہان
ہی مجھکو اُسنے تمانچے مارے کہ مین گر پڑا جیران نے جواب دیا کہ مین نے اُسے صحبت سے نکالدیا
اور جو طلب فرمائیے وہ حاضر کرون قاسم نے کہا اول تو میرا مرکب اور سلاح جو آلبشار
لایا ہی وہ مرحمت ہون جیران نے جلدی سے جواب دیا کہ علاوہ اُن ہتھیارون کے
سلاح خانہ کھلوادون جو مزاج مین آوے وہ ہتھیار پسند کر لیجیے قاسم نے کہا ایک
سوال اور ہی یقین ہی کہ وہ سوال آپ کو ناگوار ہو مگر مجھے کچھ پروا نہین مین سر اپنا
ہتھیلی پر رکھکر آیا ہون یہی چاہتا ہون کہ اس اقلیم والون کو بھی دیکھون کہ کیسے بہادر
ہین جیران نے کہا آپ میرے مہمان عزیز ہین جو طلب فرمائیےگا وہ حاضر کرونگا قاسم نے
کہا ملکہ ماہ منیر کو محافے مین سوار کر کے میرے ساتھ کیجیے ورنہ دریا خون کے بہادونگا
اور معشوقہ کو لیکر جاؤنگا جیران نے شرماکر سر جھکالیا جواب مین کہا اے نبیرہ صاحبقران
آپ نے ایسا کلمہ کہا کہ مجھے پسینہ آگیا مگر سوچیے تو کہ کوئی نامرد سا نامرد بھی ایسا کام نکریگا
مین کیونکر بیٹی کو سوار کر کے آپ کے ساتھ کردون قاسم نے کہا ہزار رفیق آپ کے
بیٹھے ہین اور پانچ لاکھ فوج کے آپ مالک ہین محافہ ملکہ کا میدان مین رکھیے کل فوج کو
تیار کیجیے تب آپ کو معلوم ہو کہ محافہ کون لے گیا اب بہتر اسی مین ہی کہ عرض میری قبول
فرمائیے جیران جنگ آزما مثل آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان باتون مین قاسم کو
ٹال رہا ہی مگر قاسم ہر مرتبہ فرماتے ہین کہ اے رستم وقت یا تو اُٹھیے کہ میرے آپکے امتحان
ہوجاوے یا محافہ منگائیے مگر جیران جنگ آزما باختر سنجان کا حال پوچھ رہا ہی
کہ ان ملکون مین آپ بہت ڈرے یہان دربار مین یہ کیفیت ہی کہ بعض پہلوان دربار سے
اُٹھ گئے کہتے تھے ہمسے نہین سُنا جاتا بھتیجا اسکا منشا سے بلند رکاب کہ رستم قلعہ
حُسن پرستان کہلاتا ہی اپنے محل سے نکلا دیکھا کہ چند پہلوان کھڑے ہین منشا نے پوچھا
کہ آپ لوگ آج دربار مین نہین گئے سب نے کہا اے شاہزادے نہین معلوم آپ کے
چچا صاحب کو کہان کی نامردی سوار ہوئی ہی کہ قاسم نوجوان نبیرہ صاحبقران ایسی

سخت کلامی کر رہا ہو اور ہر مرتبہ کہتا ہو کہ اُٹھیے آپ کے چچا صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہی
مگر باتون مین ٹال رہے ہین ہم لوگون سے نہ سُنا گیا آخر اُٹھکر دربار سے چلے آئے منشا نے
جو یہ باتین سُنین غصے مین کانپنے لگا پھر کہا اے بہادر و چچا صاحب وحید عصر پہلوان ہین ربط
ضبط کو کام فرما رہے ہین مین ابھی چلکر سمجھائے دیتا ہون میرے سامنے لڑکے کہ بہن کو
سوار کر دو زبان تیغ سے جواب دونگا اور اگر کشتی پر راضی ہوا تو ہڈیان اور پسلیان
توڑ ڈالونگا تو یہ توبہ کرکے بھاگے سب پہلوان منشا سے بلند رکاب کے ساتھ ہوے
یہان منشا تنتنا ہوا طرف بارگاہ کے چلا تلوار تولتا ہوا ڈورا کھولتا ہوا جیسے ہی وہ
بارگاہ مین آیا یہ معاملہ دیکھا کہ قاسم اپنی ہی کہے جاتا ہو حیران جنگ آزما پسینے پسینے
ہو مگر اور تذکرون مین ٹال رہا ہو کہ سامنے سے منشا سے بلند رکاب آیا جمال پر قاسم
کے جنگاہ پڑی پسینہ آگیا قریب آکر کہا اے جوان چچا صاحب سے کیا کلام کر رہا ہو مین
ایک بات کہون اگر خلاف مزاج نہ ہو قاسم نے کہا فرمایے منشا نے کہا اول مجھسے
مقابلہ کیجیے ساتھ اِس شرط کے کہ اگر مین غالب آؤن تو میری رفاقت اختیار کیجیے اور
ماہ منیر کا کبھی نام نہ لیجیے قاسم نے کہا بہتر آیئے مین موجود ہون تلوار کھینچیے منشا حیران
ہو کر کیا جوان بے سیکھے ہو ہر بات مین موجود ہو تلوار نیام سے اُگلی پڑتی ہو قبضے پر ہاتھ
پڑا ہوا آمادۂ حرب و پیکار ہو منشا سے بلند رکاب نے ہاتھ تھام لیا کہا آج شب کو
آپ کی دعوت ہو رات کو اکھاڑا تیار ہوگا صبح کو میرے آپ کے کشتی مین امتحان ہو مگر
رفاقت مین اِنکار نہ کیجیے گا قاسم نے کہا رفاقت کیسی ہم تمھاری غلامی کرینگے منشا نے
خوش ہو کر قاسم کا ہاتھ تھام لیا دوسری بارگاہ مین لیکر آیا خاطر و مدارات کرنے لگا
مگر ناظرین پر واضح ہو کہ جب آبشار جلاد صاحب ظلم و فساد محافہ ملکہ کا لیکر آیا تو ملکہ کو
تو محل مین اُتروا دیا اور ماں سے ملکہ کی سب حال بیان کیا ماں نے بیٹی کی بلائین لین
کہا اے نور نظر یہ کیا کیا ملکہ رونے لگی کہا اے مادر مہربان اِس نگوڑے جلاد نے عجب
بدعت کی میری آنکھون کے سامنے اُس یوسف ثانی کو یہ دغا تلوارین مارین اور گٹھری باندھکے
پشت باغ عشرت پر پھینکدیا مین کیا زندہ رہونگی تمام اُسی شہریار کا لے لیکر جان دونگی

پھر آبشار بارگاہ حیران مین آیا سب کیفیت حیران سے بیان کی حیران یہ سُنتے ہی تلوار
کھینچکر چلا کہ جاتے ہی اُسکا سر کاٹتا ہون یہان کنیزون نے مادر ملکہ کو خبر کی کہ شوہر آپ کے
اِس ارادے سے آتے ہین مان نے بیٹی کو کوٹھری مین بند کر دیا حیران محل مین آیا زوجہ
سے پوچھا وہ گیسو بریدہ کہان ہی زوجہ نے کہا کیون صاحب کیا ارادہ ہی حیران نے کہا
اُسکا سر کاٹونگا مان نے کہا صاحب اِسوقت تو تمکو غصہ ہی مگر ماہ منیر منسوبۂ یاقوت شاہ
ہی جو نورچکیدۂ لقا ہی قدرت کی بہو ہوئی تم لوگ جانتے ہو کہ بے حکم لقا پتہ نہین ہلتا
بس اُنکو تو منظور ہوا کہ مسلمان کے پہلو مین بیٹھے اگر تم مار ڈالو اور کل کو قدرت دامن
پکڑین تو کیا جواب دوگے اور قدرت فرمائین کہ ہمنے بہو کا امتحان لیا تھا صاحب وفا
کرو کہ مسلمانون مین بدون عقد طرف فعل اصلی کے رجوع نہین ہوتے انصاف کرو کہ
وہ امتحان مین پوری اُتری آبشار نے جو کچھ کیا وہ خوب کیا بلکہ ہمین دشمن کے بھی
مارے جانے کا خوف ہی کہ مسلمانون نے کیسا کیسا ستایا قدرت نے خفا ہو کر ملک
موروثی چھوڑ دیا مگر یہ نہ کہا کہ مسلمان غارت ہو جائین کچھ تعجب نہین ہی کہ قدرت اُس
زخمی کو بھی بچالین جو کوئی تمپر طعن و تشنیع کرے اُسکو جواب دو کہ قدرت نے جو مناسب
جانا وہ کیا ہم اُنکے حکم کے پابند ہین زوجہ نے اِسطرح شوہر کو سمجھایا کہ حیران جنگ آزما
نے سر نیچا کر لیا اور چُپکا باہر چلا گیا حیران جب باہر جا چُکا تو زوجہ اِسکی قریب بیٹی کے
آئی دیکھا بہوت عشق ہی کنیزین گھیرے بیٹھی ہین قاسم کے ذکر سے خوش ہوتی ہی اور
کنیزون پر تاکید ہی کہ یہی ذکر کرو اب ماہ منیر اپنے پروردگار سے ہاتھ اُٹھا کر دعائین کیا
کرتی ہی کہ ای کس بیکسان و ای حافظ درماندگان اُس غریب کی حفاظت کرنا نظم

ای کہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما — دو بذاتِ تو تصدق دین ما ایمان ما
تازہ و از فیضان حسنت ہر گلِ بستان ما — روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما
با وجود قرب ہستم از بساطِ وصل دور — حیف بر مہجوری ما و اے بر حرمان ما
بس توئی در دین و دنیا ای خبرگیرِ جہان — مالک ما صاحب ما شاہ ما سلطان ما
ہست عجز و انکسار و عذر و تقصیر و سجود — عزت ما حرمت ما عظمتِ ما شان ما

از زبان خامہ عرض حال داغ دل کنم	چون نریزد چو خون خود بچکد از شان ما
گرچہ سرتا پا گنہگاریم یا مولیٰ مگر	حرمت بر فضل و کرامت ہست اطمینان ما

ایک مہینہ کامل اسی طرح گذرا کہ جب ماں آتی ہے تو بیٹی کو دیکھتی ہے کہ دیوانہ وار وحشی مثال
دعائین مانگ رہی ہے ماں کہتی ہے کہ بیٹی صبر کرو ماہ منیر کہتی ہے کہ وہ پروردگار اس غربت
مین انکا حامی و مددگار رہے کنیزون سے آٹھ پہر یہی ذکر ہے کہ آلبشار نے مجھکو کیون نہ مار ڈالا
انکے بھائی بند جب سنین گے تو اس ملک کو آکر برباد و فنا کر ڈالینگے ہائے صاحبو مین کیا
کیون مجھکو نیند آ گئی یہ نہ جانتی تھی کہ فتنہ خوابیدہ بیدار ہونے کو ہے اگر وہ ذرا بھی
ہوشیار ہوتے تو میان آلبشار کو جواب دیتے اس حرامزادے نے اٹھنے بھی نہ دیا
کیا صاحبو تمنے کتابین نہین پڑھی ہین کہ باختر ایسے ملک مین لقا پہ شبخون مارا تھا اور
سنجان مین انکے چچا بدیع الزمان اور یہی قاسم تھے تمام ملک گنجاب سے چھین لیے
دوسرا کمال یہ کیا کہ جب گنجاب سے آخر کا مقابلہ پڑا ہے اور گنجاب نے ہفت سعف
بھائی ہے تو بدیع الزمان نے تو لشکر کشی کی مگر انکے والد نے انکو یہی صلاح دی کہ تم
جاکر اکیلے رہو صفت اول کو بدیع الزمان ویران کرتے تھے اور صاحب ہمارے
یکہ و تنہا لڑتے ہوے جاتے تھے آخر گنجاب کو شکست دی ماں یہ باتین سنکر روتی
ہوئی آتی ہے اپنے جلسے مین آکر ذکر کرتی ہے کہ ملکہ ماہ منیر کو جنون ہو گیا مگر ماہ منیر آٹھ پہر
یہی ذکر کیا کرتی تھی نام لے لیکر قاسم کا روتی تھی اور دعائین کرتی تھی ایک دن بیٹھی
رو رہی ہے کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری آپ کے وارث آگئے ہین
ماہ منیر دلدہی کرکے پوچھنے لگی کنیز نے سب بیان کیا کہ دربار مین آئے اور آپ کے
باپ سے کہا کہ ماہ منیر کو سوار کر دیجیے اور میان آلبشار نے سامنا نہین کیا وہ اکیلے
آمادہ تھے کہ اے حیران جنگ آزما میرا امتحان کر آخر آپ کے بھائی منشا سے بلندی پر جا
پہونچے اپنی بارگاہ مین لے گئے ہین اور طبل کشتی بجا ہے صبح کو مقابلہ پڑیگا اگر یہ غالب
آئینگے تو منشا اطاعت کریگا اور اگر زیر ہونگے تو یہ منشا کی اطاعت کرینگے اپنی بارگاہ
مین دعوت کر رہا ہے دیکھیے آوازۂ صد صد صور اپٹ رہا ہے ماہ منیر یہ سنکر مثل گل کے

شگفتہ ہوگئی اور کنیز سے کہا ذرا مادر مہربان کو بلا لاؤ کہنا کہ وہ بدنصیب آپ کو بلاتی ہو
کنیز نے جاکر ماں سے کہا ماں فوراً اٹھکر دوڑی کہتی ہوئی کہ شکر ہو مہینہ بھر کے بعد مجھکو یاد
کیا آجتک سوا سے ذکر قاسم کے کوئی کام نہ تھا جب سامنے پہونچی تو آکر دیکھا کہ ماہ منیر
خوش بیٹھی ہو ماں کو سلام کیا ماں نے کہا بیٹا برخوردار کہو کس لیے مجھکو یاد کیا ہو ماہ منیر
نے کہا کیوں مادر مہربان آپ نے خدا کی قدرت کو دیکھا وارث میرا آگیا آپ ایک
احسان کیجیے کہ والد کو بلا کے کہئے کہ اکھاڑا سامنے باغچہ حرم سرا کے ہو کہ ہم بھی کشتی
دیکھیں گے آپ کے قربان ہو جاؤں میں بھی اپنے وارث کو دیکھ لوں ماں نے کہا بیٹا
یہ کتنی بڑی بات ہو کیوں بلائیں لیتی ہو آج تمنے بات کی ہو مہینہ بھر کامل گذرا کہ جب
میں بدنصیب آتی تھی تمکو وحشت میں پاتی تھی آج خوش پایا ہو میں جاکر ابھی یہ انتظام
کیے لیتی ہوں تمکو ضرور تماشہ دکھاؤنگی میں بھی تو دیکھوں کہ وہ جوان کیسا ہو ماہ منیر نے
کہا اے مادر مہربان جب دیکھوگی تو انصاف کروگی اصل یہ مثال ہو کہ اسکا تلوا اور میرا چہرہ
برابر ہو خیر اب کل ملاحظہ فرمائیے گا اب جاکر انتظام کیجیے یہ باتیں کر رہی تھی کہ اسنے
خبر سنی کہ حیران جنگ آزما آیا ہو اٹھکر وہاں سے آئی اپنے شوہر کے پہلو میں آکر بیٹھی
کہا کیوں صاحب آج یہ کیا ہنگامہ ہو حیران نے کہا صاحب کیا بیان کروں نبیرہ حمزہ
یکہ وتنہا میری بارگاہ میں آیا اور یہ گستاخی کی مجھ سے کہتا تھا کہ اپنی بیٹی کو سوار کردو کہ
میں لیجاؤں میں نے غصہ کرنا مناسب نہ جانا باتوں میں ٹال رہا تھا کہ منشاء بلند رکاب
آیا اسنے وعدہ کیا کہ میں تمسے مقابلہ کرونگا اپنی بارگاہ میں قاسم کو لے گیا ہو دعوت
کر رہا ہو کل صبح کو دونوں میں کشتی ہوگی یقین ہو کہ منشاء بلند رکاب اسکی ہڈیاں
پسلیاں توڑ ڈالیگا جس مقام پر پکڑ لائیگا نکلنے نہ دیگا معلوم ہوگا کہ جرأت کیا چیز ہو
زوجہ نے کہا تو ایک احسان کیجیے کہ اکھاڑا ہمارے محل کے سامنے کھدے کہ ہم
لوگ بھی کشتی دیکھیں حیران نے قبول کیا معماروں سے حکم دیا کہ کارندوں سے جاکر
کھدوکر سامنے بادشاہ بیگم کے محل کے اکھاڑا تیار ہو حکم کی دیر تھی اکھاڑا سامنے
محل کے درست ہونے لگا تماشہ بین رات سے آنے لگے دوکاندار خوانچے والے

گرد اکھاڑے کے آ کر چھنے لگے حیران جنگ آز بابھی آ کر تخت پر بیٹھا وزراء امراء ارکین سلطنت و وزیران اجہت سب حاضر ہین کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا پہلوان مشرق قلعۂ مشرق سے نکلکر مع شاگردان ضیا وشعاع اکھاڑے مین چرخ زبرجدی کے خم مارنے لگا ادھر مان بیٹی کو لیکر بر سر بام آئی پردے کھنچ گئے کرسیان بچھ گئین انہیین چلبیس ب آ کر بیٹھین دونون مان بیٹیان بھی ایک ایک کرسی پر بیٹھین نگر ماہ منیر بیتاب و بیقرار اسی طرف دیکھ رہی ہو جی مین کہتی ہو کہ تمام عالم کے لوگ بیٹھے ہین اور وہ آفتاب تابان وجہ درخشان کا پتہ نہین کہ یکایک روشن چوکی کی آواز آئی سب اسی طرف دیکھنے لگے دیکھا کہ منشا سے بلند رکاب قاسم کا ہاتھ تھامے ہوے ہو پشت پر مصاحب آگے آگے روشن چوکی بجتی ہوئی اس زور و شور سے جو قاسم کو ساتھ لیے ہوے منشا آیا اور ماہ منیر نے قاسم کو دیکھا مان سے کہا ای مادر مہربان ذرا ملاحظہ فرمایئے دیکھیے آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز جہانداری کی کیا شان وشوکت ہو صاف معلوم ہوتا ہو کہ میان منشا سے بلند رکاب اسکے نوکر ہین مان نے کہا بیٹی تم جوہر شناس ہو خوب جوہر شناسی کی خدا ستعار اور آنکا ساتھ کرے ماہ منیر نے کہا اب مین اسکے ساتھ جاؤنگی اپنے وارثون سے ملونگی محل مین صاحبقران کے کیسی کیسی شاہزادیان ہین میان لقا جو آپ کے خداوند ہین اُنکی صاحبزادیان بھی داخل محل ہین بی گیتی افروز ہمارے شہریار کی زوجہ ہین اور بی جہان افروز انکی چچی ہوتی ہین یعنی زوجۂ بدیع الزمان اور زوجۂ کنجاب ہمچہ خاتون زوجۂ لندھور ہو نوشیروان کی بیٹی کہ جو بعد مہر نگار عقد صاحبقران مین آئین مہر گہر تاجدار اُنکا نام ہو غرض ہفت ملک کی شاہزادیان ہین اُن سب سے ملونگی مان کہتی ہو بیٹیا خاموش رہو ایسا نہ ہو ستمگار ابا پ سن لے تو آفت برپا کرے کہ قریب اکھاڑے کے منشا آ کر پہونچا غرض شاگردون نے کشتیان پیش کین جانگ لنگوٹ منشا نے باندھا اکھاڑے مین کود کر گیا دو ڈنڈ پیلے اور پکار کر آواز دی ای شہریار لیجیے میرے آپ کے امتحان ہو جاؤ سارا شہر مشتاق ہو کر آیا ہو اب حال کھلے گا بازو ون پر اپنے منشا نے مٹی چڑھائی

اکھاڑے مین مثل دیو کے کھڑا جھوم رہا ہی کہ قاسم لباس پہنے ہوے اکھاڑے مین پہنچا
منشا کا ہاتھ تھام لیا اور فرمایا بس اب کشتی شروع کرو منشا نے کہا لنگوٹ تو باندھ لیجیے
قاسم نے کہا ای برادر جو زور کہ خداداد ہی سب طرح ظاہر ہو جائیگا سر باز اور برہنہ ہونا
لیاقت کے خلاف ہی منشا بہت حیران ہوا اور ہاتھ پکڑ کر قاسم کا کھینچا آپس مین کشتی
ہونے لگی ملکہ کا اسوقت عجیب حال تھا کبھی ماں کے پاس آتی تھی کبھی کنیزوں سے
کہتی تھی کہ ای مادر مہربان دیکھو ای کنیزو انصاف کرو کسطرح پکڑ لایا تھا لنگوٹا قسائی کا
کتا معلوم ہوتا ہی کس لطف سے نکلے ہین ای مادر مہربان ذرا اور تماشہ دیکھیے وہ میان
منشا کو پکڑ لائے دیکھیے کس طرح رگڑ رہے ہین اب لنگوٹا ہانپ رہا ہی کیون ای مادر
مہربان ایسے بہادر بھی آپ کی نگاہ سے گذرے ہین دیکھیے کس زور و شور سے لڑتے
ہین جو اس مین فرق نہین ایکمرتبہ قاسم نے دو تین گھسے ایسے دیے کہ منشا کی پیشانی
سے خون جاری ہوا ماہ منیر قہقہہ مار کر ہنسی کہا مادر مہربان دیکھیے بھائی صاحب کا
عجیب حال ہی ماتھے سے خون بہنے لگا اور ہمارے شہریار ماشاء اللہ اسی جواس سے
لڑ رہے ہین اور میان منشا کا چہرہ اترا ہوا ہی بڑی مصیبت پڑی ہی جی مین اپنے
کہتے ہونگے ہین اس شیر سے کیون لڑا کہ اس مصیبت مین پڑا قاسم کو بھی یقین ہی کہ
سامنے محل کے جو کشتی ہوئی ہی کیا عجب ہی کہ معشوقہ بھی ہماری دیکھتی ہو اس خیال
مین چک چک کے لڑ رہے ہین جب منشا کو پکڑ لاتے ہین تو گھڑیون رگڑتے ہین منشا
حیران ہی کہ کیونکر جان بچیگی بڑے بڑے مہاجن و وزرا شرطین بد رہے ہین بعض کا
یہی قول ہی کہ منشا غالب ہوگا مگر جو لوگ سمجھ ہین وہ طرف سے قاسم کے بد رہے ہین
آوازین آ رہی ہین کہ دونی دیتے ہین یہ مسافر غالب آئیگا افسران فوج کہہ رہے
ہین کہ اگر یہ مسافر غالب آیا تو کیا ہم اسکو زندہ جانے دینگے پہلوان لوگ کہہ رہے
ہین کہ شرط کے سراسر خلاف ہی جو کہدیا وہ ہو گیا پہر دن رہے تک منشا الجھا الجھ
کے رہا مگر سرشار پہلوان جسکے یہان قاسم مہمان ہوے تھے بہت سے توڑے
لیکر آیا ہی جو طرف سے منشا کے بدتا ہی سرشار آواز دیتا ہی کہ ہمارا مہمان مارے

آ اور بعض کہتے ہیں ایک جوہری نے جوتوکا کہ میان سرشار صاحب کچھ جواہر ملاحظہ سرشار نے
یاقوت احمر کا کنٹھا گلے سے اُتار کر پھینکدیا کہ جوہری صاحب ہمارا امتحان نہ کرے عجب
طرح کا ہنگامہ ہوا اور ماہ منیر کہہ رہی ہو کہ اے رب بے نیاز و اے خالق کارساز میرے وارث
کا تو معین و مددگار ہو منشا ڈپٹنے ڈپٹنے سنبھلا اور کہا اے شہریار ایک زور آخر کرتا ہوں
اگر اسمین زیر کیا تو فبہا ورنہ زیر ہونیکا اقبال کرونگا قاسم نے کہا بسم اللہ کوئی حوصلہ
باقی نہ رہے منشا سے بلند رکاب دونون مونڈھے قاسم نوجوان کے تھامے اور سینے
مین سر لگا کر لے دوڑا قاسم کوئی پانچ قدم ہٹ کر اسکے تیور پر بل پڑا یہ بھی بیٹھے
دونون مین کشاکش ہونے لگی قاسم چاہتے ہین پیچھے نہ ہٹون اور منشا چاہتا ہے کہ
ریلکر لے دوڑون قاسم نے جو یکبار اٹھا منشا کا کولا اُتر گیا کانپ کر بیہوش ہوا قاسم
نے ہاتھون پر روکا اور للکار کر آواز دی کہ اب تو یہ صید زبون ہے اسیر کیا ہاتھ ڈالون
شاگردون کو ویٹرے منشا کو سنبھالا پالکی مین ڈالکر لے گئے قاسم اکھاڑے سے نکلے
برابر تخت حیران کے آگے کرسی پر بیٹھے حیران نے کہا اے جوان کیا کہنا مگر فیصلہ تو
نہین ہوا قاسم نے کہا مین حاضر رہونگا جب انکو صحت ہو تب پھر مقابلہ کرین حیران
دل سے اپنے باتین کر رہا ہے کہ یہ جوان منشا پر غالب ہے مگر زبان سے اپنے کہنا مناسب
نہین ہے قاسم باتین کر رہے ہین تمام حاضرین وقت قاسم کی تعریفین کر رہے ہین
کہ یکایک قاسم نوجوان کی کرسی کے نیچے سے ایک مار سیاہ پیدا ہوا پاے مین کرسی
کے لپٹا پر پرواز پیدا کر کے لے اُڑا قاسم متوحش ہوا سے بیہوش ہو گئے حیران
نے کہا دیکھو صاحبو قدرت کو بہت ناگوار ہوا چاہ ماران سے مار سیاہ کو بھیجا
وہ قاسم کو اُٹھا لے گیا نظرون سے ناپدید ہوا اس معرکے سے بارگاہ مین عجب ہلڑ تھا
بعض کہتے تھے کہ شاہ ہمارے سچ فرماتے ہین کہ قدرت کی یہ تقدیر تھی مگر قاسم بیہوش
ہو گئے تھے اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک گنبد مین دیکھا اور ایک ساحرہ کو
دیکھا کہ وہ پہلو مین کھڑی ہے اور کہہ رہی ہے کہ صنم ابریق جادو اے قاسم تجھپر عاشق
ہون قلعہ حسن آباد سے اُٹھا لائی دیکھو مین یہان خدائی کرتی ہون اور خداوند

برق غضب میرا نام ہی جو کوئی گنہگار سامنے آتا ہی یا تھہ بلا دیتی ہوں برق چمک کر گرتی ہی اُس
گنہگار کے دو ٹکڑے ہوتے ہیں قاسم نے غصے میں جواب دیا او بیہودہ کیا بکتی ہی میں
تیرے قابل ہوں کہ جو مجھسے سوال وصل کرتی ہی ابریق جادو قاسم کو لیکر اپنے باغ
میں آئی کہا ای شہریار میں فقط صورت دیکھنے کی طالب ہوں آپ کوئی کام اپنا میرے
سپرد کیجیے اسکو بجا لاؤں قاسم نے کہا ای ابریق اگر تو ایک کام کرے تو میں تجھکو
اپنے مشتاقوں میں درج کروں ابریق نے کہا فرمایئے قاسم نے کہا قلعہ حسن آباد
میں میری معشوقہ ہی ماہ منیر دختر حیران جنگ آزما کہ نہایت خوبصورت ہی اگر تو اسکو اٹھا
لائے تو جو کہے وہی قبول کروں ابریق نے کہا میں ابھی جا کر لاتی ہوں یہ کہکر قاسم
کو حصار سحر میں چھپایا آپ اُڑتی ہوئی چلی مگر قضاے کار سیارہ بن عمرو جب دریا کی
تباہی سے نکلا اول قلعہ کبرو تیہ پر آیا وہاں حال سُنا پھرتا پھراتا تا بہ باغ عشرت
پہونچا معلوم ہوا کہ مسعود زنجبار نے شاہزادے کا علاج کیا مگر اب طرف حسن آباد کے
گئے ہیں اُسی طرف چلا راہ طی کرتا ہوا قلعہ حسن آباد میں پہونچا ایک دوکان پر آکر
ٹھہرا دیکھا کہ ستر گرد مرد ایک تخت یاقوتی ساتھ لیے ہوے مع بارہ ہزار
جوانوں کے طرف بارگاہ حیران کے جاتا ہی سیارہ نے دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ عیار لقا اسکے لینے ملک کو آیا ہی سیارہ صورت بدلکر ساتھ ہوا اور
بارگاہ حیران پر پہونچا گردم دنے فرمان لقا حیران کو دیا مضمون یہ تھا کہ جو
گذرا وہ گذرا اسکو ہماری بھیجدو حیران جنگ آزما خوشی خوشی محل میں آیا
زوجہ سے کہا ہاں صاحب بیٹی کو دولھن بناؤ اب وہ اپنے شوہر کے یہاں جائیگی
قدرت کی بیٹی ہی ماں نے اُسی وقت ماہ منیر کا لباس تبدیل کیا مگر ماہ منیر بیقرار
بلک بلک کر روتی ہی اور یہ اشعار زبان پر اُسی گریہ و بکا میں جاری ہیں نظم

رہی ہمیشہ اسیری کے اختیار میں روح — چھٹی بدن سے پھنسی دام زلف یار میں روح
ملال تمکو ہی تم ہو دل مکدر میں — غبار روح میں ہی یا دل غبار میں روح
نہ زندگی سے خوشی ہوں نہ موت سے راضی — نہ اختیار میں دل ہی نہ اختیار میں روح

دکھا دے جلوۂ آخر کہ وقت آخر ہی — ہر میہمان نفس چند جسم زار مین روح
نہین ہین کم ترے مستو نکی مستیان لب گر — بہک رہی ہی ابھی تک اُسی خمار مین روح
پیا ہی بادۂ اُلفت کا ساغر لبریز — اُسی سرور مین دل ہی اُسی خمار مین روح
عجب نہین جو پکار ین تجھے مرے آغوش — ترا خیال ہوا ہی مرے کنار مین روح
خیال گل کبھی خاطر سے کم نہ ہو بلبل — بہار یہ ہی کہ نکلے اِسی بہار مین روح
بہار داغ جگر سے ہوا مزاج نہ سیر — تمام عمر رہی سیر لالہ زار مین روح
خیال کاکل برہم سے حال ہی برہم — پھنسی ہوئی ہی عجب دام انتشار مین روح
عدم ہوا ہی بدن کاہش محبت سے — کنار قبر مین ہی زحمت فشار مین روح
بجوش آئی حادت طفلی پس فنا بھی نسیم — کہ لوٹتی ہی مرے دامن مزار مین روح

ماں نے کہا بیٹی کیوں روتی ہو اب تو تم فخر خاندان ہو مین قدرت کی بہو کہلاؤگی قدرت کے ساتھ تقدیرین کرنا ماہ منیر نے جواب دیا کہ مین تو اُس بدنصیب پر لعنت کرچکی ہوں خدا مجھے صورت یاقوت شاہ کی نہ دکھاوے وہ بھڑوا جبرئیل قدرت کہلاتا ہی ماں نے بمشکل بیٹی کو دلھن بنایا حیران جنگ آزما بیٹی کو ساتھ لیکر باہر آیا تخت پر سوار کیا اختر گردم دنے سفارش کی کہ یہ بیمار رہتی ہی جبرئیل قدرت سے کہہ دینا کہ تھوڑے دنوں اِسکی دلدہی کرین گردم دنے کہا جب قدرت کے سامنے جائیگی سب عارضے دفع ہو جائینگے سیارہ بھی یہ سوچکر ساتھ ہوا کہ آقا کی معشوقہ ہی اگر کسی مقام پر بن پڑا تو عیاری کرکے لے نکلونگا اور قاسم کی خبر تو سُن چکا ہوں غرض تمام شہر کے لوگ قدرت کی بہو کو رخصت کرنے آئے ہین اجماع عالم انبوہ ہی لیکن ماہ منیر کی ہچکیاں لگی ہوئی ہین بلک بلک کے رو رہی ہی کہتی ہی ای خداے جہان آفرین ای مالک زمان و زمین مین باختر تک زندہ نہ پہونچوں اُس منحوس کی صورت نہ دیکھوں کہ جسکا باپ دعوی خدائی کر رہا ہی ادھر حیران جنگ آزما قریب تخت کے آیا کہا بی بی کیوں روتی ہو اُس گھر مین جاتی ہو کہ جس گھر مین خدائی ہی قدرت کے ساتھ تقدیرین کرنا ماہ منیر نے چپکے سے جواب دیا کہ خدائی کو اُسکی پیدا کرنگی

غارت کرے نگوڑا اجھوٹا بھگوڑا ملکون ملکون پھرتا ہو سیکڑون ملک اِسنے برباد کرائے
جب چوک مین سواری پہونچی تو سب اہل شہر غلغلہ کرنے لگے کہ ہم سب قدرت کی
بہو کی زیارت کرلین بی بی اِس شہر کی آبادی کی قدرت سے تقدیر کرانا جو قریب آتا ہی
وہ پانؤن کو بوسہ دیتا ہو ہر ایک کا قول ہو کہ کل قدرت نے کیا مدد کی ہو کہ قاسم کو
چاہ ماران مین پھنکوا دیا ورنہ وہ بڑا طاقت دار تھا حیران جنگ آزما نے کہا تم
لوگ نہین جانتے ہو قدرت مسلمانون کو بہت چاہتے ہین ملکون ملکون بھاگے پھرتے
ہین حمزہ کو سپہ سالار قدرت بنایا ہو اُسکی اولاد سے محبت کرتے ہین کل قدرت کو
غصہ آگیا کہ اژدہا چاہ ماران کا بھیدیا ہر چند کہ ظاہر مین وہ سب مقام غارت ہوے
مگر قدرت نے سب سامان عذاب و ثواب اپنے ساتھ رکھا ہو چوک مین سواری
ٹھہری ہوئی ہو اہالیان شہر زیارت کر رہے ہین اور ماہ منیر کا قلق بڑھتا جاتا ہو کہ
یکایک زمین کانپی اور زمین سے ایک پریزاد نے سر نکالا اور پکار کر آواز دی
منم فرستادۂ خداوند زمرد شاہ باختری نکلتے ہی پریزاد نے تخت ماہ منیر کو اپنے کاندھے
پر اُٹھا لیا اور برروے فلک روانہ ہوئی حیران نے کہا لو صاحبو بی ماہ منیر روتی
تھین قدرت نے پریزاد کو بھیجا اور رخود اُٹھوا لیا یہ لوگ توبہ کرتے ہوے پلٹے مگر
ناظرین سمجھ گئے ہونگے یہ وہی ابریق جادو تھی ملکہ کو مع تخت اُٹھا لیگئی راہ مین
صورت زیبا جو دیکھی حیران جمال و محو دیدار ہو گئی جی مین کہتی ہو حقیقت مین یہ تو
اُسی کے لایق ہو قاسم سے تو وعدہ کر آئی ہون مگر اِس سے بھی بہناپا کرون کہ مجھپر
مہربان رہے یہ سوچکر ایک مقام پر ٹھہری تا کہ ماہ منیر سے عہد و پیمان کرے کہ نگاہ اُٹھا کر
دیکھا سامنے ایک باغ سرسبز و شاداب ہو عجب رہان کے لاجواب تمام نخل بار اثمار
سے سربسجود ہین سب طرح کے میوے اُس باغ مین موجود ہین ابریق جادو تخت
ماہ منیر کا لیکر اُسی باغ مین آتری دامن کی ہوا دیکر ملکہ کو ہوشیار کیا تلوے سہلانے
لگی ملکہ نے آنکھ کھولی دیکھا جادوگرنی قریب بیٹھی تلوے سہلا رہی ہو ملکہ اُٹھ بیٹھین اور
ابریق کو سلام کرنے لگین حیران تھین کہ یہ کون بلا ہو ابریق نے کہا بی بی نہ گھبراؤ

مین تمھارے عاشق کی بھیجی ہوئی آئی ہون قاسم کا نام سُنکر ماہ منیر مثل گل شگفتہ ہو گئی کہا
یہ تمھارا احسان عمر بھر نہ بھولونگی ابریق نے کہا مین تو تمھاری لونڈی ہون مین عمر بھر
خدمتگزاری کرونگی ماہ منیر نے کہا اے ابریق جو مجھسے ہو سکیگا اسطرح قاسم کو سمجھاؤن
کہ تمھارے محل مین دن کو رات کو برابر جایا کرین تمسے روگردانی نہ کرینگے اے ابریق مین نے
بڑے صدمے اُٹھائے ہین کاش مین نابینا پیدا ہوتی شوہر کا قتل ہونا دیکھا پھر خدا نے
اُنھین زندہ دکھایا مگر قاسم کو اچھی طرح رکھا ہی کسی تکلیف مین تو نہین ہین ابریق نے کہا
قریب قلعۂ آفتاب نگار کے ایک باغ ہی اُسمین بٹھا کر آئی ہون مار سیاہ و بیکر مین ہی اُٹھا
لیگئی تھی شہر ابریقیہ مین خدائی کرتی ہون ماہ منیر نے جو وہ باغ سرسبز و شاداب دیکھا
ابریق سے کہا کچھ میوے توڑ لاؤ دو چار پھل کھالون تو پھر چلون ابریق چمنستان مین آئی
لاتین مار کر درختون کو گرانا شروع کیا صدہا درخت گرا دیے قضا سے کار دیو پنجر اس باغ
مین رہتا ہی برائے شکار گیا تھا شکار کر کے پلٹا ہی ایک تیغ آہن مین اژدہے اور فیل
لٹکتے ہوئے بلندی سے دیکھا کہ ایک جادوگرنی باغ کو پامال کر رہی ہی تڑپ کے گرا
ابریق کو گولی بنا کر کھا گیا پیٹ مین گیر و دار کی صدا بلند ہوئی دیو پنجر اپنے پیٹ کو
پیٹتا پھرتا ہی کہ مین یہ کیا کھا گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین ابریق
جادو بود دیو پنجر ٹہلتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا جمال بے مثال دیکھکر جُھک جُھک کر
سلام کرنے لگا اور کہنے لگا کہ بی بی مین تمھارا عاشق ہون ملکہ نے منھ پھیر لیا کہا
مجھے کھالے تب معشوق بن ظاہر ہو خدا کی قدرت کہ تو ہمارا عاشق ہو دیو پنجر نے
کہا مین خدمتگزاری کرونگا کسی طرح آپ کو رنج نہ پہونچیگا یہ کہکر دوڑ گیا پانچ چار
عورتین اُٹھا لایا کہا اس بی بی کی خدمت کرو ملکہ ناچار ہوئی اُسی باغ مین رہنے لگی
دیو پنجر سامنے ناچا کرتا ہی مسخرہ پن کرتا ہی ملکہ آٹھ پہر رویا کرتی ہین مگر یہان ابریق
ماری گئی وہان قاسم جو باغ مین بیٹھے تھے اُنکے ہاتھ پاؤن قابو مین آئے کنیزین
جو خدمت مین حاضر تھین اُنسے کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ابریق پر کوئی آفت
پڑی کسی نے اُسکو مار ڈالا میرے ہاتھ پاؤن مین طاقت آگئی اگر وہ زندہ ہوتی

توحصار قایم رہنا کنیزون کو آزاد کردیا کہ اپنے اپنے مکانون مین جاؤ اور قاسم وہانسے اُٹھے بیرون باغ آئے ایک جانب چل نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی اُس آواز کی جانب متوجہ ہوے تھوڑی دور پر آکر دیکھا ایک شہر رفیع و وسیع ہے پھاٹک اُسکا کھلا ہے ہزارہا بارگاہین استادہین تمام اہالی شہر لباس گلنار پہنے ہوے پھر رہے ہین اُس قلعے کا نام قلعۂ آفتاب نگار ہے وہان کا بادشاہ عالیجاہ آفتاب شاہ بیٹا اُسکا مہتاب شاہ اُسکی شادی کا سامان ہو رہا ہے جابجا دوکانین آراستہ نوبت ونقارہ بج رہا ہے آفتاب شاہ نے جو قاسم کو دیکھا خوش ہوگیا قریب آکر سلام کیا کہا حضور بارگاہ مین چلیے آپ ہمارے مہمان ہین قاسم ساتھ آفتاب شاہ کے بارگاہ مین آئے دیکھا مہتاب شاہ تخت پہ بیٹھا ہے رفیق گلنار جوڑے پہنے ہوے گرد بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہے ایک نازنین خوبرو شعلہ خو یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

خون ٹپک کر آنکھ سے پھر اشک تر پیدا ہوا — معدن لعل بدخشان سے گہر پیدا ہوا
دہر مین بے سایہ کب جسم بشر پیدا ہوا — ہر بدن کے ساتھ اُسکا ہم سفر پیدا ہوا
سر ترا اُٹھا فلک پر تیغ ابرو پڑ گئی — ماہ نو کا ہیکو ہے زخم جگر پیدا ہوا
خود بخود زنجیر کھنچ آئی تعجب ہے مجھے — سنگ مقناطیس کا پا مین اثر پیدا ہوا
کیا غلط فہمی ہوئی تار نظر اپنا جو تھا — جانتے تھے جسکو ہم موے کمر پیدا ہوا
رات دن پڑتے ہین پتھر ایکدم فرصت نہین — وہ شجر دیوانہ ہے جس مین ثمر پیدا ہوا
عمر گذری جستجو مین حوصلہ کچھ کم نہین — بے کمر تو ہے تو مین بھی بے جگر پیدا ہوا
کیا غضب ہے جسم خاکی کے قفس مین جان ہے — یہ وہ طائر ہے جو بام عرش پہ پیدا ہوا
پیس ڈالا آسیاے چرخ نے اُسکو نسیم — جب زمانے مین کوئی صاحب ہنر پیدا ہوا

مہتاب شاہ نے باپ سے کہا اِس جوان کے آنے سے محفل مین رونق ہوگئی آفتاب شاہ نے خاطر کرنا شروع کی ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہے منظور ہے کہ برات لیجائین کہ رونے پیٹنے کا ہلڑ ہوا خرد وکلان از پیر تا جوان دھاڑین مار مار کے رو رہے ہین آفتاب شاہ کا عجیب حال ہے سر دے دے مارتا ہے اور بیٹے سے لپٹے

لپٹ لپٹ کر رو رہا ہو ماہتاب شاہ کا یہ حال ہو کہ نہ آنکھوں سے آنسو نکلتے ہین نہ منھ سے بات
خاموش بیٹھا ہو زانو پر ہاتھ مار رہا ہو قاسم نے آفتاب شاہ کا ہاتھ تھاما پوچھا کیا
معرکہ ہوا کیا دلھن نے انتقال کیا آفتاب نے کہا اے شہریار کیا آپ سے بیان کرون
ایک دیو ہو کہ دیو پنجر اُسکا نام ہو اُسنے یہ بدعت شروع کی کہ قلعے مین گھس آتا تھا
سو سو آدمیون کو کھا جاتا تھا آخر مین نے جا کر فیصلا کیا کہ ایک آدمی روز لے لیا
کرو رعایا مین سبکے نام لکھے گئے ہر گھر سے ایک آدمی روز جاتا ہو دیو پنجر اُس آدمی کو
کھا کر چلا جاتا ہو وہ دیو آیا ہو باہر زیر درخت بیٹھا ہو اور پکار رہا ہو کہ میری خوراک
بھیجو ورنہ مین اندر قلعے کے آتا ہون اگر اندر آئیگا تو ہزارون کو کھا جائیگا اور
کاغذ مین حساب سے میرے ہی بیٹے کی باری ہو سوا اسکے کہ بیٹے کو حوالے کرون
اور کیا چارہ ہو قاسم نے کہا ہم آپ کے مہمان ہین ہمکو اپنے بیٹے پر نثار کیجیے ہمکو
روانہ کر دیجیے ہم دیو سے سمجھ لین گے آفتاب نے کہا کیا غضب کی بات ہو کہ ایک
رات کے مہمان کو ہم یہ تکلیف دین کہ اپنی جان جا کر دے بڑے بڑے رفیق بیٹھے ہین
کہ جنکو دو دو پشتین گذری ہین ہمارے خاندان سے کسی نے قصد نہ کیا آپ نے یہ فرمایا
تو ہم بہت ممنون و شکرگزار ہوے قاسم نے کہا مین نے خالی نہین کہا ہو مین ضرور
جاؤنگا مجھسے غم و الم آپ کا نہین دیکھا جاتا کہ جسکی آج برات ہو اُسکے لیے یہ سامنا
ہو کہ وہ جا کر جان دے اور کوئی سینہ سپر نہ ہو ایسا شاہزادہ حسین و جمیل یون
ضایع ہوتا ہو ابتنی ہی عرصے مین کسقدر چہرہ اُتر گیا ہو معلوم ہوتا ہو برسون کا بیمار ہو
مہتاب اُٹھکر لپٹ گیا کہا اے مہربان تم تو وہ خیرخواہی ظاہر کر رہے ہو کہ جیسے مان
باپ ظاہر کرتے ہین قاسم تلوار ٹیک کر اُٹھے اور کہا مین ابھی جاتا ہون اور جا کر
اُسے سمجھائے دیتا ہون تمام بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر ایک کا یہی
قول تھا کہ کیا جوان ثابت قدم ہو کہ جو کہا ہو اُسکے نباہنے کو موجود ہو قاسم نے
مہتاب شاہ سے کہا آپ تو تشریف رکھیے اور ناچ دیکھیے مین تھوڑے عرصے
مین واپس آتا ہون مہتاب شاہ رونے لگا کہتا تھا اے جان بخش آپ کی کیا

تعریف کرون آپ نے اُس احسان پر کمر باندہی ہی کہ کوئی نہین کر سکتا آپ تشریف رکھین مین خود جا کر جان دیتا ہون قاسم نے ہاتھ تھام کر کہا کہ آپ کیون جان دیتے ہین مین دیو کا سر لیکر آتا ہون مہتاب شاہ ہنس پڑا کہا ای والد نامدار آپ فرماتے ہین کہ مین دیو کا سر لاتا ہون یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ انسان دیو سے لڑسکے آفتاب شاہ دوڑکر لپٹ گیا کہا ای جان بخش بیٹھیے آپ نے جو کہا اُسکا نمونہ دکھا دیا آپ کا نام نامی کیا ہی اتفاق کی بات ہی کہ شب بھر صحبت رہی مگر آپ کا نام نہین پوچھا قاسم نے کہا جب مین پلٹ کر آؤنگا تو نام بتا دونگا کل اہل دربار اس جرأت پر عش عش کر رہے ہین ہر ایک کا یہ قول ہی کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو وہ بھی اس مقام پر کانپ جاتے لیکن اس جوان کو کچھ انتشار نہین قاسم بارگاہ سے باہر نکل آئے اور طرف در شہر کے چلے آفتاب روتا ہوا ساتھ ہی دمبدم بڑھکر روکتا ہی کہ ای مہمان کیون ہمین خفیف کرتا ہی بعض کہتے ہین یہ جوان بڑا عقیل و فہیم ہی دیو کے سامنے کیا جائیگا دروازے سے نکلکر بھاگ جائیگا دیو پھر تقاضا کریگا کہ میری خوراک بھیجو مہتاب شاہ سب کو جواب دیتا ہی کہ یارو کیا بکتے اُس سے کہا تھا کہ جاؤ وہ تو خود ہی ارادہ کر رہا تھا بدون ہمارے کہے نے اُسنے یہ ارادہ کیا ہی خدا اُسکے ارادے کو پورا کرے قاسم شہر سے باہر نکلے آفتاب و مہتاب بام قلعہ پر آئے دیکھا قاسم رستمانہ ٹہلتا ہوا قریب دیو کے آیا دیو بچہ نے جو دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین و جمیل آیا ہی خوب ہنسا کہا ای جوان لقمہ تو بہت چرب ہی مین چاہتا ہون کہ تجھکو تکلیف نہ ہو تجھے مین منھ کھول کر بیٹھون تو منھ مین میرے پھاند پڑیون ہی تجھکو نگل جاؤن ورنہ چبا چبا کے کھاؤنگا قاسم نے کہا بہت خوب آپ منھ کھولکر بیٹھیے تو مین پھاند پڑون دیو جو منھ کھولکر بیٹھا قاسم نے ایک پتھر کوئی سومن کا دیو کے منھ مین ڈالدیا دیو وہ پتھر نگل گیا مگر دو دانت بھی ٹوٹے جب آنکھین کھولین کہا ای جوان یہ تو نے کیا کیا کہ میرے دو دانت توڑ ڈالے آفتاب و مہتاب بام قلعہ سے یہ سب معرکہ دیکھ رہے ہین آپس مین کہتے ہین کہ اس جوان نے بڑا غضب کیا دیو کے دانت توڑے اب وہ بڑی اذیت سے کھائیگا دیو

پنجہ سے ہاتھ قاسم پر مارا اور یہ چاہا کہ گولی بنا کر کھا جاؤں قاسم نے ہاتھ تھام کر ایک جھٹکا
مارا کہ دیو جھکا قاسم نے ایک گھونسا مارا کہ دیو کو چکر آگیا غل مچانے لگا آدمی آدمی کہے جاتا
ہے بالائے قلعہ سے آفتاب و مہتاب شاہ دیکھکر ہنس رہے ہیں کہتے ہیں لو بابا وہ یہ نیا
تماشہ دیکھو کہ دیو چیخ رہا ہے وہ جوان نہیں چھوڑتا دو چار گھونسے قاسم نے ایسے مارے
کہ دیو اور زیادہ چیخنے لگا اب دونوں میں کشتی ہونے لگی قاسم نے دیو کو دے مارا اور
چھاتی پر چڑھ بیٹھے کہا اب شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے دیو پنجر نے کہا میں خداوند
رأس الشیاطین کو نہ چھوڑونگا قاسم نے ہاتھ سر کے نیچے رکھا دوسرا ہاتھ ٹھڈی پر رکھا
ایک جھٹکا مار کر سر دیو کا کھینچ لیا اور بال پکڑ کر سر اٹھایا طرف قلعہ کے سر لیکر چلے ادھر
آفتاب و مہتاب شاہ سب کو ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکل آئے دیکھا لاشہ دیو کا پڑا
تڑپ رہا ہے قاسم سر لیے ہوئے آتے ہیں آفتاب نے دوڑ کر قاسم کو گود میں اٹھا لیا
مہتاب شاہ تصدق ہونے لگا سب اہل شہر تعریف جرأت کر رہے ہیں ہر ایک کا
یہی قول ہے کہ ایسے ایسے بہادر لوگ بھی دنیا میں ہیں کہ دیو کو مارا قاسم نے سر ڈال دیا
کہا اے آفتاب شاہ آگاہ ہو کہ میں نبیرۂ صاحبقران قاسم نوجوان اب تو سب آگاہ
ہوئے کہ یہ صاحبقران کے پوتے ہیں جب تو یہ جرأت ہے دیوکشی اور دیو بندی انہیں کا
کام ہے دادا انکے اٹھارہ برس پردۂ قاف میں رہے صدہا دیو زاد مارے عفریت کو
قتل کیا سمندون کو مارا سب پردے تسخیر کر لیے قاسم نے کہا اے آفتاب شاہ تمکو
مناسب یہ ہے کہ کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کرو لقا پر لعنت کرو آفتاب شاہ و مہتاب
و سب اہل شہر کلمہ پڑھکر بصدق دل دائرۂ اسلام میں آئے قاسم قلعے میں آئے آفتاب
نے تخت خالی کر دیا کہا آپ تخت پر بیٹھیں ہم سب آپ کے تابعدار ہیں آپ نے سب کی
جان بچائی حقیقت میں ایسا مرد کبھی نہ دیکھا تھا کہ آدمی دیو کو قتل کرے آپ نے کل شہر
کی جان بچائی قاسم نے کہا تاج و تخت تمہارا تمکو مبارک رہے مجھے ہوس سلطنت نہیں ہے
یہ کہکر آفتاب کو تخت پر بٹھایا اسوقت کی دربار میں خوشی ہر ایک کا یہ قول تھا کہ اس
شخص کی وجہ سے سب کی جان بچی ورنہ روز آتا تھا ایک آدمی کو کھا جاتا تھا روز ایک

شخص کا غم ہوتا تھا قاسم نے دریافت کیا کہ کیون اے آفتاب شاہ قلعۂ حسن آباد
یہان سے کتنی دور ہے آفتاب شاہ نے پوچھا آپ کو قلعۂ حسن آباد سے کیا کام ہے
قاسم نے کہا کہ دختر حیران جنگ آنہ ما میری معشوقہ ہے مین اُسکو لینے جاؤنگا آفتاب
نے کہا قلعۂ حسن آباد یہان سے بارہ منزل ہے ہم سب آپ کے ساتھ چلین گے لیکن
حیران جنگ آنہ ما بڑا بہادر ہے آپ کے ساتھ فساد کریگا قاسم نے کہا اُنکی بھی جرأت
دیکھ چکے سردربار اکیلے گئے اُسنے مقابلہ نہ کیا بھتیجا اُسکا منشا نے بلند رکاب
مجھسے لڑا اُسکا کولا اُتر گیا میرے اُسکے فیصلہ نہ ہوا مین اُس سے فیصلہ کرونگا اور ماہ منیر
کو لونگا یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کی دروازے پر ایک عیار حاضر ہے سیارہ نام
بتاتا ہے قاسم نے نام سیارہ کا سُنکر باشتیاق حکم دیا کہ بلاؤ سیارہ اندر آیا قاسم کو دیکھکر
بہت شاد ہوا کہا حضور نے بڑی تکلیفین اُٹھائین قاسم نے کہا اے مفترو الا گھر اتنے
عرصے تک کہان رہے سیارہ نے سب حال بیان کیا کہ اول باغ عشرت پر پہونچا
وہان آپ کے قتل کا شہرا سُنا مسعود زمینداری کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ صحت
پاکر طرف حسن آباد کے تشریف لے گئے وہان جو پہونچا تو دیکھا کہ مفترگردم و ملکہ
کے لینے کو آیا تھا چوک مین جب سواری پہونچی تو ایک پریزاد ملکہ کو اُٹھا لے گئی
قاسم نے کہا وہ ابر برق جادو تھی مگر راہ مین اسیر اُفتاد پڑی جب تو مین نے رہائی
پائی آفتاب شاہ نے بڑی دھوم سے اپنے بیٹے کی برات آراستہ کی قاسم کو دین
لیکر ماہتاب شاہ کو فیل پر سوار ہوے تمام رئیسان شہر ہمراہ تھے کوئی سامان ایسا
نہ تھا کہ برات کے ہمراہ نہ ہو چند تخت عمدہ کسے ہوے چند نازنینان مہ جبین اُن تختون پر
سوار ساز نغمے ساز بجاتے ہوے وہ نازنینان مہ جبین با ناز و ادا گاتی ہوئی روان تھین نظم

رنگ کیا کیا نئے چرخ جفا جو بدلا
ہان مگر او دلِ بیتاب نہین تو بدلا

کنج مدفن مین یہ تنہا ہین کہ جیسے سوئے
ایک پہلو سے نہین وہ تو مرا پہلو بدلا

لذتِ ذبح زبان سے نگئی پر سو نتک
سالہا سال نہ جلاد نے ذرا تو بدلا

رہگئی کو لنئی سنت جو نہین کی لیکن
نہ کسی طرح مزاج محبت جو خو بدلا

کیا بلا جوش جنون کو ہو ترقی ہر روز
وسمۂ آب حنا سے نہین ہوتا ہو شباب
ایک سان حال ہو خونتابۂ دل کا میرے
کم ہوا جوش جنون کچھ نہ اطبا سے نسیم

ڈھنگ وحشی کا تر سے کچھ نہ پری رو بدلا
جب ہوے پیر تو رنگ سر ہر سو بدلا
آجتک دیدۂ تر کا نہین آنسو بدلا
آب نارنج کبھی شربت آلو بدلا

آفتاب شاہ روپیہ لٹاتا ہوا چلا اسقدر روپیہ لٹایا کہ آجتک فورے چمک رہے ہین دُلھن کے مکان پر بڑی دعوم سے پہونچے عقد وغیرہ کرکے برات پلٹی تمام شہر خوشیان کر رہا ہو ہر ایک کا قول ہو کہ اس جوان کی ذات سے شہر آباد رہا ورنہ ملک ویران ہوجاتا شب کو مہتاب شاہ نے گوہر مراد حاصل کیا صبح کو قاسم نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو ساٹھ ہزار فوج آراستہ ہوئی سیارہ بھی ساتھ ہو ساٹھ ہزار فوج کو لیکر طرف حسن آباد کے چلے مگر ملکہ ماہ منیر کہ باغ مین دیو پنجر کے داخل تھین دس پانچ کنیزین ہمراہ ہین جب کئی دن گذرے کہ دیو پنجر نہ آیا تو ملکہ نے کہا کیون صاحبو آپ مدجہ معاش کیونکر ہو بڑا تھا یا بھلا تھا کھانیکی تو فکر رکھتا تھا معلوم ہوتا ہو کوئی افتاد پڑی اب اس باغ سے نکلتے ہین مراد جیابان ہمارے مقام ہین آوارگی نے ہمارا ساتھ دیا دیکھیے شہریار سے کیونکر ملین چند عورتین چل گیلین مگر دو کہ نہایت ہی جوان تھین وہ ملکہ کے ساتھ باغ سے نکلین باغ مین مال و اسباب بہت تھا ملکہ نے وہ لدوا کر ساتھ لیا تھوڑی دور چلی تھین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک تاجر بہت بڑا اسم بخورشید بازرگان کاروان اپنا لیے ہوے براے تجارت جاتا تھا دور سے اسنے دیکھا کہ ایک نازنین قمر طلعت نہایت خوبصورت اسباب کے چھکڑے ساتھ لیے ہوے ایکطرف کھڑی ہوئی ہو مرد کو دیکھکر چھپنے لگی مگر تاجر نے گھوڑا بڑھا کر ہاتھ اسکا تھام لیا کہا اے ملکۂ عالم اس جنگل مین کیون کھڑی ہو ملکہ نے کہا مجھسے تعرض نہ کرو مین آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار میرا حال کچھ نہ پوچھو فرد چہ گویم از سر و سامان خود عمر بیست چون کاکل + سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بردوشم یہ اس عرصے مین چند ملازم خواجہ بازرگان کے آگئے خورشید نے جبرا اور قہرا ملکہ کو محافہ مین بٹھا لیا

سب مال اپنے قبضے مین کر لیا تھا خنجر ملکہ نے اپنے پاس رکھا ہو خورشید جب جا کر منزل پر
اُترا تو شب کو اپنے ملکہ کو صحبت مین طلب کیا ملکہ روتی ہوئی آئی خورشید نے چاہا شراب
پلاؤن ملکہ نے انکار کیا اور کہا مجھکو اسکا ذوق نہین ہو خورشید چاہتا تھا کہ یہ شریک
صحبت ہو ملکہ نے خنجر دکھایا کہا اے خورشید تمھاری میری دونونکی جان جائیگی ہاتھ نہ لگانا
الگ بیٹھے رہو خورشید ناچار ہوا ماہ منیر نے کھانا بھی نہ کھایا خورشید دن بھر
راستہ چلتا ہو اور رات کو ملکہ کو صحبت مین بلاتا ہو بجبر دو چار نوالے کھلا دیتا ہو ملکہ
نحیف و نزار ہو گئی ہو لیکن اپنی عصمت کو بچائے ہو ایک دن خورشید بازرگان
ایک صحرا مین آکر اُترا کہ جنگل سے گرد اُڑتی دیکھا آگے آگے ایک جوان آفتاب
جمال تخت پر رو بادشاہ پشت پر ساٹھ ہزار فوج خورشید نے آکر قاسم نوجوان سے
ملاقات کی اور کہا شام کو حاضر ہونگا قاسم بھی اُسی جنگل مین اُتر پڑے شام کو خورشید
آیا کچھ اسباب تجارت پیش کیا قیمت اُسکی طرح نہ ہونے پائی کہ خورشید اُٹھ کھڑا ہوا قاسم
نے کہا کیا جلدی ہو خورشید نے کہا اے شہریار آج چار پانچ دن گذرے ہین کہ مین نے
صحرا سے ایک عورت پائی اسقدر ملول و حزین ہو کہ اِس پانچ دن مین نحیف و نزار
ہو گئی مگر میرا وصل نہین قبول کرتی جا کر اُسکو کھانا کھلاؤنگا ایسا نہ ہو کہ تڑپ تڑپ کے
مر جائے میرا عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو قاسم نے بیقرار ہو کر فرمایا کہ اے
خورشید ہم بھی اُس نازنین کو دیکھ سکتے ہین خورشید نے عرض کی مین ابھی بلواتا
ہون کنیزون کو حکم دیا کہ ملکہ کو لاؤ ملکہ جو آئین قاسم کو دیکھکر شاد ہو گئین لڑکھڑا کے
گرین بیہوش ہو گئین قاسم نے جو ماہ منیر کو اِس حال مین دیکھا کہا اے خورشید ہم تو
اِسی کے واسطے شہر حُسن آباد مین گئے تھے بڑی جفائین اُٹھائین اِنھین کے واسطے
زخمی ہوئے دربار جیران جنگ آزما مین پہونچے وہان تکرار ہوئی منشا سے
بلند رکاب سے مقابلہ پڑا اُسکا کوڑا اُتر گیا اُس سے فیصلہ کرنا چاہتا ہون خورشید
نے وہ مال بھی پیش کیا اور ملکہ کو بھی قاسم کے حوالے کیا دونون عاشق و معشوق ایکجگہ
ہو دونون خوش ہو ہو کر شکریہ ادا کر رہے ہین کہ اے پروردگار تو نے اپنا رحم شریک کر کے

ہم دور اُفتادگان کو ایک جا کیا قاسم نے اِس صحراے کوچ کیا منزل در منزل چلے لیکن
ہرکارے جو جیران جنگ آزما کے واسطے خبر کے حاضر تھے یہ خبرین دریافت کرکے بھاگے
سامنے جیران جنگ آزما کے آکر بعد دعا کے عرض کی کہ وہی جوان مع آفتاب ومہتاب
کے آتا ہو آج کے تیسرے چوتھے دن یہان پہونچ جائیگا یہ سُنکر منشاے بلند رکاب
اپنے مقام سے اُٹھکر کہا چچا جان مجکو رخصت کیجیے یا تو مین اُس جوان کو باندھکر لاؤنگا
یا اُسی کی رفاقت کرونگا حقیقت یہ ہو کہ ایسے بہادر میری نگاہ سے نہین گذرے اور
انصاف کا مقام ہو کہ جیسے ہی میرا گولا اُترا تھا اگر مشکین باندھ لیتا تو مین کیا کرتا واقع
مین وہ خود منصف تھا کہ مجھکو چھوڑ دیا اور یہ کہا کہ بعد صحت سمجھا جائیگا اب مین جاکر اُس کو
سمجھاؤنگا کہ ماہ منیر تو غائب ہوگئی دربار خداوندی مین پہونچی عیش کر رہی ہوگی اور
جبرئیل قدرت اُسکا شوہر ہو مجھکو یقین ہو کہ وہ جوان ایسا جی دار ہو کہ غروبیہ باختر پر
جاے یہ کہکر ساٹھ ہزار جوانون کی فوج لی جیران نے چاہا لاکھ دو لاکھ آدمی ہمراہ کرون
مگر منشا کو جرأت کا دعوی ہو یہی جانتا ہو کہ مین زیر کرونگا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا قاسم
ملکہ کے ساتھ عیش کرتے ہوے آتے ہین اور یہ بھی خبر معلوم ہوئی کہ منشا آتا ہو اب
قلعہ حسن آباد قریب ہو آفتاب ومہتاب شاہ یہ خبر سُنکر بہت گھبرا رہے ہین باپ
بیٹے سے کہتا ہو کہ منشاے بلند رکاب بلاے روزگار ہو اُسپر غالب ہونا دشوار ہو
مہتاب شاہ جواب دیتا ہو کہ دیو سے زیادہ زبردست نہین ہو جس جوان نے دیو
کو مار لیا اُسکے نزدیک منشا کی کیا حقیقت ہو یہ ذکر تھا کہ صحراے گرد اُڑی منشا آکر
پہونچا قاسم دیکھا کیے کہ ساٹھ ہزار فوج ساتھ ہو جرأت کا اُسکے دلکو خیال ہوا
یہ بیشک بہادر ہو ہر چند کہ پانچ لاکھ فوج کا حاکم ہو مگر جتنی فوج میرے ساتھ تھی اتنی ہی
فوج لیکر آیا منشا نے اُترتے ہی طبل جنگی بجوا دیا قاسم نے خبر سُنکر نوازش طبل کا حکم
دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر منشاے بلند رکاب واسطے طلایہ
کے اُٹھا ادھر سے قاسم اُٹھے رات کو کنارے پر سامنا ہوا منشا نے قاسم کو سلام
کیا عرض کی اے شہریار مین آپ سے براے امتحان آیا ہون مگر بہ محبت سمجھتا ہون کہ

مجھسے مقابلہ نہ کیجیے میرے ہاتھ سے آجتک کوئی زندہ نہین بچا جس سے مقابلہ کیا اُسپر
غالب آیا اگر میری رفاقت اختیار کیجیے تو پانچ لاکھ فوج کا افسر کرونگا قاسم نے
جواب دیا کہ تم ایسے ہی ہو مگر مجھے ہوس ہی کہ سر میدان امتحان ہو جائے بدون مقابلہ
فیصلہ نہ ہوگا مین اسوقت بھی موجود ہون منشا خاموش ہو رہا صبح کو دونون لشکر
میدان مین آئے منشا نے گھوڑا اُڑایا میدان مین آکر سلحشوریان کرنے لگا للکارکر
آواز دی کہ میرے مقابلے مین کون آتا ہی مین قاسم کا خواہان ہون قاسم نے مرکب
نکالا مقابلہ منشا مین پہونچے بعد نیزہ و تلوار نوبت کشتی کی پہونچی تین شبانہ روز
مقابلہ رہا تیسرے دن شام ہوتے ہوتے قاسم نے منشا کو اُٹھا لیا منشا نے آواز
دی الامان قاسم نے سوال اسلام کیا منشا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا قاسم
منشا کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے صحبت مین جگہ دی منشا نے کہا اب کیا ارادہ ہی
قاسم نے کہا اب آرزو یہ ہی کہ جیران جنگ آزما سے مقابلہ کرون منشا نے بہت
منع کیا کہ جیران جنگ آزما بڑا بہادر ہی مجھکو اکثر ڈرا دیا ہی اُس سے نہ ارادہ کیجیے
قاسم نے نہ مانا صبح کو کوچ کیا ہرکارون نے یہ خبر جیران کو پہونچائی کہ بھتیجے صاحب
آپ کے مسلمان ہو گئے اور ساٹھ ہزار کا لشکر بھی مسلمان ہوا اب بجمعیت کثیر آپکے
مقابلے کو آتے ہین جیران جنگ آزما اپنے مقام سے اُٹھا کل فوج کو ساتھ لیکر چاہا
کہ مقابلہ قاسم مین جاؤن کہ آلبشار نے عرض کی آپ آج شب کو یہان تامل فرمایئے
مین اُس جوان کو گرفتار کر کے لاتا ہون جیران نے کہا او آلبشار منشا کو تو اُسنے
زیر کر لیا تمھاری کیا حقیقت ہی آلبشار نے نہ مانا تھوڑی فوج ساتھ لیکر چلا یہان
قاسم شکار کھیلتے ہوے آتے ہین ایک آہو پر گھوڑا اڑالا تھوڑی دور پر جاکر
شکار کیا ابھی وہین کھڑے ہوے تھے کہ دیکھا منشا سے بلند رکاب ہنستا ہوا
سامنے آیا کہا او شہریار سبے معلوم ہوا حقیقت مین آپ صاحب اقبال ہین کہ مجھ ایسا
رفیق آپ کو ملا اب جیران آپ کے مقابلے کو آتا ہی مگر مقام افسوس ہی کہ ماہ منیر
کا پتہ نہ ملا قاسم نے ہنسکر کہا او منشا جامع المتفرقین نے اُسکو مجھسے ملا دیا خورشید

آیا تھا وہ ملکہ کو ملا گیا دیو بیجر میرے ہاتھ سے مارا گیا ملکہ باغ سے نکل آئین خورشید نے پایا
وہ میری ملاقات کو آیا اُسنے ملکہ کا ذکر کیا مین نے سامنے بلوایا دیکھتے ہی عجب کیفیت ہوئی
کہ ماہ منیر بیہوش ہوگئی تب مین نے خورشید بازرگان سے کہا کہ یہ وہی مہجبین ہے جو
مجھسے چھوٹی تھی اُسی دن سے ملکہ لشکر مین ہین یہ خبر سُنکر منشا اور زیادہ خوش ہوا کہا
آپ کے خدا کو آپکی اقبالمندی منظور ہے کیا کیا سبب نکلتے ہین جیران جنگ آزما
سے مین مقابلہ کرونگا اگر خدا نے چاہا تو سرمیدان زیر کرکے خدمت مین حضور کی
لا کر حاضر کرونگا اگر آپ کا کہنا مان لے تو مسلمان ہو اگر نہ مانے تو آپکو اختیار ہے
قاسم خاموش ہورہے مگر منشا سے بلند رکاب ہمراہ قاسم شکار کھیلتا ہوا ایک
دشت مین پہونچا ایک آہو تیر خوردہ سامنے آیا اُسکو شکار کیا چاہتا تھا کہ شکار
بند سے باندھون کہ صحرا سے گرد اُڑی آلبشار تیغ زن گینڈا چڑھا ہوے آتا
تھا اُسنے جو شاہزادے کو دیکھا پکار کر آواز دی او شہریار آپ کے چچا آپ سے
بہت خفا ہین چلکر حاضر ہو جیسے مین صفائی کرا دونگا منشا نے کہا کیا دیوانہ ہوا ہے مین
اُس شہریار کی اطاعت کر چکا کہ جسنے سنجان و باختر کو تہ تیغ کیا جیران کی کیا حقیقت
ہے اور تو کیا بے حیا ہے بس سامنے سے چلا جا آلبشار قریب آیا تلوار کا وار کیا مگر
منشا نے تلوار کو روکا چاہا ہاتھ مارون اب جو مرکب کو مہمیز کیا گھوڑے نے ٹھوکر
کھائی آلبشار نے اوپر سے ہاتھ مارا سر منشا کا زخمی ہوا آلبشار نے اُس زخمدار کو
کمند مار کر گرفتار کیا اور لیکر چلا ادھر سیارہ نے دور سے دیکھا کہ منشا کو آلبشار لیے
جاتا ہے پلٹ کر خدمت قاسم مین آیا عرض کی او شہریار مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا
کہ آلبشار تیغ زن نے منشا کو زخمی کرکے کمندون مین باندھ لیا اور لیکر روانہ
ہوگیا یہ سُنکر قاسم کا چہرہ سرخ ہوگیا مرکب پھیر کر طرف آلبشار کے چلے مگر آلبشار
منشا کو لیے ہوے لشکر جیران مین آیا لوگون نے پوچھا انکو کہان پایا آلبشار نے
کہا صحرا مین برائے شکار آئے تھے مجھکو ملگئے مین پکڑ لایا قاسم نے زیر کیا تھا اسیطرح
بلبلاتا ہوا سامنے جیران جنگ آزما کے آیا جیران نے کہا ہوشیار کرو آلبشار نے کہا

پھر ہوشیار کرونگا پہلے آہنگرون کو بلایئے اول اُسکا مسلسل ومطوق کیجیے بعد اسکے دربار سجیے محبت قاسم مین بڑا کامل ہو آٹھ پہر یہی کہتا ہو کہ مین نے آقائے بے نظیر پایا ہو ایسے سرداران عالیوقار کسکو ملتے ہین جیران نے آہنگرون کو بلا کر منشا کو مسلسل و مطوق کرا کے ہوشیار کیا منشا جب ہوشیار ہوا تو مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی جیران نے کہا اوفرزندا ب کسکا خوف ہو میرے دربار مین ہو اگر تمکو زیر کیا تو مین اُسکا بدلا کرونگا یون زیر کرون کہ ہاتھ نہ لگانے دون دانون بیچ کی نوبت نہ آنے پائے منشا نے کہا چچا جان صاحب یہ خیال خام وتصور ناتمام ہو میرا آقا وہ شیر ہو کہ بڑے بڑے جوانمرد اُسکے سامنے سے بھاگتے ہین ابھی آفتاب نگارہ پریدیو کو مارا آفتاب اور ماہتاب ساتھ ہین جیران نے کہا او فرزند اب میرا مذہب اختیار کرو قاسم نوجوانکی کیا حقیقت ہو کہ تمکو ستائے مین سمجھ لونگا منشا نے جواب دیا کہ او عم نامدار مردان عالم کے طریقے سے یہ بہت خلاف ہو کہ کل لقاپرست تھے اب جب مسلمان ہوے تو پھر وہی لقاپرست ہون دنیا دارے کیا کہین گے مین لقا پر لعنت کرتا ہون جیران اسپر بہت جھلایا آلبشار کو اشارہ کیا کہ اسکا سر کاٹ لے آلبشار تلوار کھینچے سر پہ کھڑا ہوا ہو بادشاہ سے حکم پوچھ رہا ہو کہ دربارگاہ پر ہنگامہ ہوا دیکھا سالارہ کا سر ڈھلکتا ہوا سامنے آیا پردہ بارگاہ کا اُٹھا سب نے دیکھا کہ قاسم نوجوان تیغ بکف آکر پہونچا اور آتے ہی للکارا کہ او آلبشارہ مجھکو سب تیرا مکر معلوم ہو جسطرح مجھکو زخمی کیا تھا ہی مگر تو نے ساتھ اس بہادر کے کیا کہ اُسکے گھوڑے نے سکندری کھائی اور تو نے ہاتھ تلوار کا مار دیا اور کندون مین باندھکر لایا ورنہ تجھ ایسے دس پر یہ کافی تھا تیری یہ مجال تھی کہ اِسکو گرفتار کرکے لاتا یہ کہکر قریب آلبشار کے آکے فرمایا کہ وار کر آلبشار نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے چھکٹی کا ہاتھ مار دیا کہ ہاتھ آلبشار کا اڑ گیا دوسرا ہاتھ کمرگاہ پر مارا پایا کہ آلبشار کے دو ٹکڑے ہوے مار کر آلبشار کو منشا کو رہا کیا اور پکار کر کہا او جیران جنگ آزما ہم اپنے رفیق کو لیے جاتے ہین اگر حوصلہ ہو دے تو روک لو جیران نے کچھ جواب نہ دیا قاسم منشا کو ساتھ لیکر باہر نکلے مرکبون پہ

سوار ہوے کہ سامنے نگاہ پڑی دیکھا شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی نگاہ حسرت سے دیکھ رہا ہی
مگر قاسم نے فرمایا ای منشا یہ ہمارا سامرکب ہی بحسرت ہمکو دیکھ رہا ہی اسکو بھی لیلین منشا نے
گھوڑے سے اُتر کر شبرنگ کو کھولا اُسکو کسکر قاسم کے سامنے لایا تمام افسران فوج
دیکھا کیے کسیکا حوصلہ نہ پڑا کہ قاسم کو روکے قاسم مع منشا نکلگئے بعد جانے قاسم کے
لوگون نے حیران پر طعن وتشنیع کی کہ اگر حضور حکم دیتے تو ہم قاسم کو گرفتار کر لیتے
حیران نے جواب دیا کہ میری جرأت مین فرق آتا ہو اب کل میدان مین سمجھ لونگا سر میدان
ٹوکونگا اور منشا کی کیا حقیقت ہو اُسکو تو رگڑے کے مار ڈالونگا یہ کہکر طبل جنگی بجوایا قاسم
جب بارگاہ مین آئے تو ہرکارون نے خبر دی کہ حیران نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا
ارادہ ہو کہ نکلکر معرکہ آرا ے نبرد ہو قاسم نے بھی طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات اسی تیاری مین گزری اب وہ وقت آیا کہ موساے آفتاب عالمتاب
عصاے ضیا وشعاع ہاتھ مین لیکر کوہ چرخ زبرجدی پر آکر قایم ہوا قاسم لشکر لیکے
میدان مین آئے کہ دیکھا سرشار روتا ہوا آتا ہو قریب آکر عرض کی کہ شب کو کوئی
ہمارے آقا کو چرا لے گیا ابھی ہرکارون نے خبر دی ہی کہ اسی صحرا مین ایک پہاڑ ہو
اور شبرنگ قزاق وہان رہتا ہو اُسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ حیران جنگ آزما اس
صحرا مین فروکش ہو آکر چرا لیگیا دو لاکھ روپے مانگتا ہی قاسم نے یہ سنتے ہی گھوڑا پھیرا
کہا مین اُسکو ابھی لاتا ہون سیارہ سے اشارہ کیا کہ آگے بڑھ جاؤ خبر تو لو کہ حیران
پر کیا گزری سیارہ بانہاے عیاری لگاکر بھاگا اُسوقت پہنچا کہ دیکھا زیر کوہ تمام
قزاق جمع ہین اور شبرنگ تیغ کھینچے کھڑا ہی کہہ رہا ہی کہ دو لاکھ روپے منگا دیجیے ورنہ
قتل کرونگا حیران کہہ رہا ہی کہ ایک پیسہ نہ دونگا میرے خون کا بھی کوئی بدلہ لیگا ای
شبرنگ زندہ نہ بچوگے شبرنگ نے کہا کہ تمھاری جان لونگا یا دو لاکھ روپے لونگا
تمام قزاق حیران کو سمجھا رہے ہین کہ ہم لوگ قزاق ہین اسی طرح یہ روپیہ لیتے ہین
تمکو اول جانکر گرفتار کر لاے اب بے روپیہ لیے نہ چھوڑینگے ای حیران کیون اپنی
جان دیتے ہو مگر حیران غصے مین زنجیرین ہلا رہا ہی سیارہ یہ رنگ دیکھکر بھاگا خدمت

قاسم میں آیا عرض کی کہ جلد چلیے ورنہ جیران جنگ آزما قتل ہوا چاہتا ہی غلام کو منظور رہوا تھا کہ دخل دون لیکن یہ یقین تھا کہ آپ آتے ہونگے ایسا نہ ہو کہ آپکے خلاف ہو قاسم نے سیارہ کو ہٹایا مرکب کو بڑھایا گھوڑے پر کود آ گیا گھوڑا اطرار سے بھرتا ہوا چلا شبرنگ چاہتا تھا کہ ہاتھ ماردون کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ — زنم تیغ و برابر نیزہ و بہ ماہ
زآب دم تیغ شستم زمین — ہمہ باختر شد بہ زیر نگین
آفتاب مشرق دین پروری — دیگر — شہسوار لعل پوش خاوری

شبرنگ ٹھٹھر گیا قاسم نوجوان نعرہ کرکے آ پڑے کئی قزاقون کو قتل کیا قتل کرتے ہوے قریب جیران جنگ آزما کے پہونچے ہتھکڑی کاٹی جیران نے خانۂ زورین آکر قید توڑ ڈالی اب جو جیران اُٹھا قزاقون کو قتل کرنے لگا مگر قاسم نوجوان لڑتے بھڑتے قریب شبرنگ قزاق کے پہونچے قزاق نے ہاتھ مارا قاسم نے تلوار روکی اپنا تیغہ کھینچا مثل برق جہندہ نیام انتقام سے نکالا تیغۂ شررفشان یا آہ دل مظلومان یا ابر ہٹ گیا برق تڑپ کر نکلی چمکا کر ہاتھ مارا کہ شبرنگ کے دو ٹکڑے ہوے قزاق تو سب بھاگ گئے مگر جیران جنگ آزما نہایت محجوب ہو جی مین اپنے کہتا ہی ایسے وقت مین کوئی نہ آیا اس جوان نے بڑا قصد کیا کہ اکیلا آ پڑا ایسے کی تو اطاعت کرنا چاہیے یہ تو جان بخش ہی ایسے کی اطاعت نہ کرنا سراسر بے انصافی ہی یہ سوچکر قریب قاسم کے آیا جھک کر سلام کیا قاسم نے سوال اسلام کیا جیران نے شرما کر کہا مین آپ کا تابعدار رہون غلامی اختیار کرتا ہون قاسم نے سر اسکا اپنے سینے سے لگا لیا کہا ای یار اور کیون محجوب ہوتے ہو بہادر کی بہادر مدد کرتا ہی اگر ہم آئے تو کیا نقصان ہوا الغرض جیران قاسم کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین آیا کل فوج کو مسلمان کیا سب کو ساتھ لیکر چلا قاسم نے حکم کیا کہ اے جیران طرف طلسم نوخیز کے چلو ہمارے بادشاہ عالیجاہ مرحلہ جات پر ہونگے انشاء اللہ ایسے وقت پر پہونچین کہ فوج کی ضرورت ہو سب سرداروں نے بدل و جان قبول کیا قاسم کل لشکر ساتھ لیکے

طرف طلسم نوخیز جمشیدی کے چلے کر انکا پہونچنا گذارش ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان معشوقۂ ایرج نوجوان ملکہ سہیل غزال چشم کے اور وزیرزادی اسکی نازک ادا جسپر شاپور عاشق ہوا تھا یہ دونون حاملہ تھین ایرج نوجوان تو خدمت صاحبقران مین چلے آئے انکے بعد دونونکے یہان لڑکے پیدا ہوئے ایرج کے فرزند کا نام نامی ماہ عالم افروز ہوا اور فرزند شاپور کا نام کاؤس صبا رفتار ہوا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مین

پلا ساقیا جام آتش فشان | کہ طبع قمر کا بھی ہو امتحان
چل اے توسن کلک شیرین ادا | کہ چلنے سے تیرے یہ ہے مدعا
تری تیزیان خوب مشہور ہین | مری طبع سے کیا بھلا دور ہین
سناؤن مین فرزند ایرج کا ذکر | ہو دن رات طبع رسا کو یہ فکر
کہ دنیا کے دیکھون نشیب و فراز | کہ ہین جمع اس جا پہ سب فقرہ باز
سکندر کہان اور دارا کہان | یہ سب خاک مین ہوگئے ہین نہان
کہان رستم وقت و افراسیاب | دیا زندگی نے ہر اک کو جواب
یہ ظاہر مین سب چست و چالاک تھے | پھر انجام مین خاک ہی خاک تھے
ہے دنیائے فانی تاسف کی جا | دکھایا کسی کو نہ اسنے مزا
یہ دنیائے دون لایق دید ہے | کبھی رنج ہے اور کبھی عید ہے
کہان قیس و فرہاد خارہ شکن | اٹھائے یہ الفت مین رنج و محن
کہ جس قیس کا نام مجنون ہوا | رہا نجد مین اور جگر خون ہوا
ہوا ہائے فرہاد کا کیا مآل | ہوا عشق شیرین مین وہ پائمال
گئی جان اُس عاشق زار کی | تو بیجان شیرین بھی شیرین نے دی

ہوا شاہ خسرو کو ایسا الم — کہ ہر دم اُٹھاتا تھا وہ رنج و غم
قمر آؤ اب بر سر داستان — کہ لطف سخن ہو تمہارا عیان

چہرہ حنابندان حجلۂ عشرت و جلوہ آرایان محفل فرحت اِس داستان شوکت بیان کو
یون تحریر فرماتے ہین شمشیر مصنف تہور شعار و شجاعت ادا چنین می نگارد کہ کلک
رفتار جب شاہزادہ ایرج نوجوان دخترِ فغفور سے عقد کر کے ہمکنار ہوا تو بادشاہ جنات
فغفور چینی کو بڑی خوشی ہوئی کہ بیٹی میری حاملہ ہو سلسلۂ اولاد صاحبقران میرے گھر مین ہوگا
بعد گذر جانے نو ماہ کے فغفور نے بڑا جشن کیا جب جلسہ برخاست ہوا اور مہمان رخصت
ہو گئے تو فغفور آکر تخت پر بیٹھا اور کہہ رہا ہی کہ خدا خیر و عافیت سے نواسے کو پیدا کرائے
کہ مین امیر سے سرخرو ہون ایرج نوجوان سے شرمندگی نہ ہو کہ خواجہ سرا نے آکے
عرض کی کہ ای شہنشاہ دائی کو بلوائیے ملکہ سہیل و نازک ادا کو درد زہ شروع ہوا ہی
فغفور نے اسی وقت دائیان بلائین خود بھی محل مین آیا سُنا کہ سہیل کا عجیب حال ہی
نازک ادا بھی تڑپ رہی ہی فغفور باہر آیا دربار مین آکر حکم دیا کہ یارو کچھ تعویذ وغیرہ
حکم کر دیا ذکر ہو رہا ہی ملازم دوڑ رہے ہین کہ یکایک ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے
عرض کی کہ دیو منشکال بادشاہ کوہ بلور اپنے تخت پر بیٹھا تھا کہ ایک سوداگر نے اُسکے
ہاتھ ایک صندوقچہ بیچا منشکال نے جو وہ صندوقچہ کھولا تو اُسمین سے تصویر ملکہ سہیل
کی نکلی سترہ ہزار نرہ ہاے دیو سے لشکر کشی کر کے آتا ہی دو تین دن مین قریب قلعہ کے
پہونچ جائیگا فغفور نے قلعہ بند کر لیا پل تختہ اُٹھایا خندق کو پُر آب کر دیا بالاے قلعہ
آکر بیٹھا بہ فقالے عرض کی کہ فرزندان صاحبقران پردۂ قاف مین ہین طلسم کشائی بھی
ہو رہی ہی ایرج نوجوان کو نامہ لکھیے فغفور نے اُسی وقت بنام ایرج نوجوان نامہ
لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ ای فرزند صاحبقران دیو منشکال لشکر کشی کر کے آتا ہی اپنے کو
جلد پہونچائیے اور کیا تحریر کرون ملکہ سہیل کو مانگتا ہی ایک جن کو یہ نامہ دیا اور کہا
اپنے کو جلد بخدمت ایرج نوجوان پہونچا ایرج نوجوان شکار مین تھے کہ جنات
نے آکر نامہ دیا ایرج نے پڑھکر اُسکو حکم دیا کہ تم جاؤ مین ابھی روانہ ہوتا ہون جن نے

کہا میرے کاندھے پر سوار ہو لیجیے تو بہت جلد آپ کو پہونچا دونگا ایرج کاندھے پر جن کے
سوار ہوے گھوڑا بھی جن نے بغل مین دبا لیا لیکر چلا ایرج تماشہ دیکھتے ہوے آتے
ہین پردۂ قاف کے صحرا بڑے بڑے درخت تھالے ندار د بڑے بڑے دیوزاد جنگلون
مین پھر رہے ہین کہین کوہ کلان کہین دریا رواں یہان دیو نہنکال سامنے قلعۂ فغفور
کے پہونچا نہنکال نے پکار آواز دی اے فغفور چینی بہتر اسی مین ہے کہ سہیل کو حوالے
کرو ورنہ کل قلعہ لیلونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا فغفور نے جواب دیا او بیحیا نبیرۂ
صاحبقران کے ساتھ اُسکی شادی ہو گئی اب لڑکا پیدا ہونے کو ہے میری کیا مجال ہے
کہ مین اُسے دے سکون تو خوب جانتا ہے کہ یہ اُس شیر کی زوجہ ہے کہ جسنے کئی مرتبہ پردۂ
قاف مین شمشیر زنی کی اور دیوزاد مارے آیندہ تجھے اختیار ہے دیو نہنکال قلعے کو گھیر کر
اُتر پڑا اب دروازہ بند کیا فغفور چینی حیران ہے مگر کچھ اختیار نہین نہنکال نے شام کو طبل
یورش بجوایا ہرکارون نے فغفور کو خبر کی فغفور چینی نے بھی طبل جنگی بجوایا لشکر مین
نہنکال کے ہنگامہ ہے کہ کل قلعہ توڑین گے ایک ایک پر بیزاد ہم لوگ بھی لین گے
تیاریان ہو رہی ہین فغفور کبھی محل مین جاتا ہے کبھی باہر آتا ہے دیوزاد و قلعے سے تیر
وغیرہ پھینک رہے ہین طرازمان نہنکال آ نہین سکتے چار پہر رات اسی ہنگامے
مین گذری صبح کو نہنکال فوج دیوان ہمراہ لیکر سامنے قلعے کے آکر کھڑا ہوا دار آہنی
ہلا رہا ہے اور کہتا ہے کہ یلغار کرکے جاؤن جو دیو تیر مار رہے ہین مین اُنکی کیا حقیقت سمجھ
ہون گرز اسپر فولادی کا ہاتھ مین ہے دار آہنی ہلاتا ہوا طرف قلعے کے جاتا ہے فغفور کی
بیقراری دعائین مانگ رہا ہے کہ اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر
نہنکال پکارتا ہوا آتا ہے کہ اے فغفور ایک عورت کے واسطے یہ آفت برپا کرتے
ہو کہ جان دینے کا ارادہ ہے مین آکر قلعے کو توڑتا ہون ایک ضرب مین پھاٹک گرےگا
سارے قلعے کو تسخیر کر لونگا مگر فغفور چینی کچھ جواب نہین دیتا پکار رہا ہے کہ اے سمیع و
بصیر و اے علیم و خبیر رحم اپنا شریک کر

نظم

ظہورِ نامہا از نام نامیش	وجود خلق از ذاتِ گرامیش

مکان و لامکان روشن ز نورش — زمین و آسمان نورِ ظہورش
خداے مہربان ذرہ نوازے — بحالِ بے نوایان کارسازے
خدا تن را بجان پیوند بخشد — سخن را با زبان پیوند بخشد
بفرمانش زمانہ سرنگون است — بسجدہ سپہر زمان گردون دونست
کند چارہ گرے بیچارگان را — دہد تاب و توان درماندگان را
خداے ہر فقیر و ہر امیرے — خداے ہر صغیر و ہر کبیرے

سب اہل قلعہ آمین کہ رہے ہین مگر تیغ جو بہت برسے سہیل بھی مبتلاے دردزہ تھی اور نازک ادا بھی تڑپ رہی ہو غلغلہ جو زیادہ ہوا سہیل نے گھبرا کر پوچھا کہ کیون بی بیو خیر تو ہو کنیزون نے عرض کی دیو نہنکال نے بلغر کردیا ملکہ کو اور زیادہ بیقراری ہوئی کہتی تھی کہ یہ بدنصیب کس ساعت سے پیٹ مین آیا کہ یہ مصیبت سُن رہی ہون نازک ادا نے عرض کی واری ہم آپ جان دیدین دونون شاہزادی رونیرزادی راضی ہوئین جام زہر بھر بھر کے رکھے قصد ہوا کہ پی لین سات سو کنیزین بھی آمادہ ہوئین کہ جام زہر پی لین ہم بھی آپ کے ساتھ جان دینگے کرمان نے کہا بی بی جب قلعہ فتح ہوجائے تب تمکو اختیار ہو تمھارے شوہر کو نامہ لکھا ہو کہ فغفور نے بیقرار ہوکے جو دعا کی اور دیو نہنکال قریب خندق پہونچ چکا ہو کہ اہل قلعہ بیقرار ہوکر پکارے کہ یا رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر فرو شاہا نظر کرم بر من درویش نگر ٭ بر حال من خستہ درویش نگر ٭ فغفور نے بیقرار ہوکر پکارا او بے نیاز حضرت خلیل الرحمان کی بہو اس قلعے مین ہو تو معین و مددگار ہو اسکی آبرو تو بچانے والا ہو خیر و عافیت سے اُسکا پیدا ہو کہ مین سرخرو رہون کہ آسمان سے آواز آئی باش او نابکار خبردار آگئے نہ بڑھنا العرہ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر — کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ کین برکشم از غلاف — تزلزل فتد درمیانِ مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم — زگاو زمین تیغ بر بن برکنم

جن نے لاکر ایرج کو اُتارا قلعے پر خوشی کے نقارے بجنے لگے فغفور نے کہا کہ او

نہنکال بھاگ نہنکال نے کہا میں تو فکر مین تھا کہ کسی فرزند حمزہ کو مارون خدا وند
راس الشیاطین کا شکر کرتا ہوں کہ آج فرزند حمزہ کا سامنا پڑا جیپر چھاپا مار کر کھا جاؤنگا کہ
ایرج دروازہ کھولکر نکلے للکارتے ہوے کہ او بے حیا آگے نہ بڑھنا ورنہ ٹکڑے اڑاونگا
نہنکال نے وار چرخ دیکر لگائی ایرج نے وار قلم کر کے ہاتھ تلوار کا مار دیا دیو نہنکال
کے دو ٹکڑے ہوے مارکر نہنکال کو فوج پر جا پڑے قلعے سے بھی جنات نکلے فغفور
جنی نے اشارہ کر دیا دونوں لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی آخر فوج نہنکال نے شکست کھائی
لاش نہنکال کا اٹھا لیا روتے پیٹتے بھاگے ایرج محل میں آئے اسی وقت لڑکے پیدا
ہوے ایرج کا لڑکا نہایت حسین و جمیل شاپور کا لڑکا چوہے کا بچہ معلوم ہوتا تھا
نازک ادا اسنے لڑکے کو پٹک دیا کہا واری دیکھیے یہ لڑکا بھی اپنے دادا کی شکل پر ہے
یہی سنا تھا کہ چوہے کے بچے کی صورت ہوگی انکے دادا جان سات مہینے کے ہوے
تھے دادی نے بڑی مشکل سے پالا گر بچپن سے چور تھے رات کو اٹھکر کنیزون کے
چھڑے اور کڑے چرا لیتے تھے صبح کو کنیزونکو مار پڑتی تھی لڑکا خوب ہنستا تھا دیکھیے
یہ نگوڑا کیسا ہوتا ہے ایرج نے اپنے لڑکے کا نام ماہ عالم افروز رکھا اور فرزند شاپور
کا نام کاوس صبا رفتار رکھا بڑی دھوم سے چھٹی کی جب وقت مرگ مارنے کا آیا
تو فغفور نے قلعہ بنام فرزند ایرج لکھدیا سہیل نے تارے دیکھے بعد فراغ اس رسم کے
پلنگ پر جا کر بیٹھی اپنے باپ سے کہنے لگی کہ او بابا جان یہ قلعہ جو آپ نے بنام فرزند
لکھا یہ تو میری وراثت ہے ایرج بھی پلنگ پر بیٹھے تھے کہنے لگے کہ انشاء اللہ فرزند
صاحب ملک و مال ہوگا مثل اپنے دادا کے نام پیدا کریگا مگر بخدا ہمارے دادا جان
سے جو حرکتیں سرزد ہوئیں اسکا اثر بھی ہمسے نہ ہو سکا مگر یہ طفل ہمشبیہ صاحبقران ہے
صاحب جاہ و جلال ہوگا لو صاحب ہم تو رخصت ہوتے ہیں تمکو خدا کے سپرد کیا طفل
کو اچھی طرح پالنا ایرج تو روانہ ہو گئے فغفور جنی نواسے کو گود میں لیکر تخت پر بیٹھتے
ہیں جب لڑکے کا سن سات برس کا ہوا فغفور جنی تخت پر بیٹھا تھا اور ماہ عالم افروز
کھیل رہا تھا کہ چند سوداگر ناشی آئے کہ برابر کو مقناطیس کے جو قزاق رہتا ہے

مگر نام اسکا دارا ہے دزد زرگوش ہے اُسنے ہمکو لوٹ لیا فغفور نے جواب دیا کہ ہم دارا
سے نہین لڑ سکتے ماہ عالم افروز نے جواب دیا کہ نانا جان بڑے ہتک کی بات ہے کہ آپسے
فریادی فریاد کرے اور آپ اُسکی داد نہ دین فغفور نے کہا کہ بیٹا دارا ہے دزد زرگوش
بڑا قزاق زبردست ہے اُسنے ہمارا بہت اسباب لوٹ لیا ہمنے دخل نہین دیا تم البتہ اسکے
بڑے نامی وگرامی کے پروتے صاحبقران زادے ہو شاید ان کی فریاد کو پہونچو یہ سنکر
ماہ عالم افروز کا چہرہ سرخ ہو گیا نیمچہ چھوٹا سا ہاتھ مین تھا تاجرون سے کہا چلو اب ہم
تمھارے ساتھ چلتے ہین مال تمھارا دلوا دینگے فغفور سمجھے کہ یہ بچہ ہے اسکی بات کا کیا
اعتبار وزرا کو حکم دیا کہ سمجھا کر روکو وزرا نے جو جا کر کہا ماہ عالم افروز نے جھڑک دیا
اور کہا نانا جان نے طعنہ دیا اُسکو پورا کرنے جاتا ہون یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہو کے
کئی سو لڑکے جوان کے ساتھ پرورش پا رہے ہین وہ سب ساتھ ہوئے تاجرونکو ساتھ
لے لیا اور گھوڑا اڑاتے ہوئے چلے دمبدم کہتے ہین کہ دارا ہے دزد زرگوش بڑا
زبردست ہے بتصدق جد عالی تبار جاتے ہی زیر کرونگا انشاء اللہ اُسکی مشکین باندھکر
لاؤنگا وزرا امرا نے پلٹ کر فغفور سے کہا کہ شاہزادہ ہمارے روکے نہ رکا نکل گیا
فغفور گھبرا کر خود اُٹھے سوار ہو کر چلے مگر شاہزادہ نکلگیا تھا دارا ہے دزد زرگوش
زیر کوہ مشغل رہا تھا کہ سامنے سے دیکھا وہی تاجر آتے ہین پکار کر آواز دی کہ تمھارا
لباس بھی اُتروا لونگا جب تم لوگ راضی ہو گے یہ کہتا ہوا گینڈے پر سوار ہوا اور
گینڈے کو بڑھا کر چلا تاجر بھاگ کر سامنے ماہ عالم افروز کے آئے کہا او شہریار وہ
قزاق بڑی سرکشی کرتا ہے کہتا ہے کپڑے بھی اُتروا لونگا ماہ عالم افروز نے گھوڑا بڑھایا
اور سامنے دارا کے آیا للکارا کہ او بے حیا ان غریبون کو کیون ڈراتا ہے میرے مقابلے
مین آ ہرکارے نے دارا کو خبر دی کہ یہ فغفور کا نواسا ہے دارا نے کہا مجھے اِسپر رحم
آتا ہے ورنہ مار ڈالونگا ایک تیر مین اسکا کام تمام ہے نہین معلوم مجھکو کیا سمجھا ہے گینڈے کو
بڑھا کر سامنے ماہ عالم افروز کے آیا کہا او طفل وار تو کرلے کہ حوصلہ تیرا باقی نہ رہے
ماہ عالم افروز نے جواب دیا کہ پیش قدمی کا طریقہ ہمارے خاندان کا نہین ہے وار لگا

تلوار چمکائی جاتی تھا کہ یہ طفل ہی چمک تلوار کی دیکھکر بھاگ جائیگا مگر یہ شیر بیشۂ جرأت و یکتائی
میدان جلالت سپر ہاتھ مین لیکر بڑھا سپر پر تلوار دارا کی کاٹ کر ہاتھ نیچہ کا مارا دارا
کفل پر گینڈے کے پہونچ گیا نیچے پڑا گینڈے کا ہاتھ کٹا دارا نیچے گرا شاہزادہ بھی اندر پڑا
دارا سے لپٹ گیا آپس مین کشتی ہونے لگی دارا چاہتا تھا بہ آسانی زیر کر لون لیکن یہ
فرزند ایرج نوجوان ہین اس کی سے ڈرتے ہین کہ دارا دنگ ہو رہا ہی جب پکڑ کر
لاتے ہین تو گھر یون نکلنے نہین دیتے دارا کی پیشانی سے خون جاری زرہ ٹکڑے ٹکڑے
ایک مقام پر ریلکر لے دوڑا ماہ عالم افروز دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر پیچھے
ہٹتا چلا آتا ہی چند ہی قدم ہٹا تھا کہ بہ زور زر کا اور دارا کے دونون شانے تھامے
سر کو سینے مین اڑا کر اب جو ریلکر لے دوڑا پندرہ قدم پر لاکر بکہ مارا دارا کو خیال
ہوا کہ میرا لنگر اس طفل سے نہ اکھڑ سکیگا دونون ہاتھون سے شاہزادے کا حلقون
گا تھکر لنگر مار کر بیٹھا شاہزادے نے اسی حالت مین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے
اٹھا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے
بلند کیا دارا سے دُرِ نو گوش اس زور کا عاشق ہوگیا پکار کر آواز دی ای شہریار
مین غلام ہون خدا آپ کو نظر بد سے بچائے شباب مین کیا کیفیت ہوگی کون آپ سے
مقابلہ کر سکیگا مین رفیق اول ہوا امید وار ہون کہ جب پروردگار آپ کو صاحب فوج
و لشکر کرے تو مجھے سپہ سالار کیجیے گا شاہزادے نے قبول کیا فرمایا ان سوداگرون کو
مال دیدو دارا نے کہا مین اب ہمراہ رہونگا قزاقی سے توبہ کی اسقدر زمین ہی کہ اگر
اسکا انتظام کشتکاری کرون تو اسقدر غلہ ہوگا کہ میری فوج کو کافی ہوگا یہ کہکر شاہزادے
کے ساتھ ہوا مال سوداگرون کو حوالے کیا قضائے کار احکام تاجدار کہ اسکا مال
دارا نے لوٹ لیا تھا اسکو خبر پہونچی کہ آج دارا فلان صحرا مین جاتا ہی ساٹھ ہزار
فوج سے چڑھ دوڑا ادھر شاہزادہ دارا کو لیے ہوئے جاتا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی
احکام تاجدار للکارتا ہوا آیا کہ او دارا سے دُرِ گوش اس دن کی خبر نہ تھی
آج تمکو زیر کوہ پایا دارا نے چاہا تھا کہ مقابلے مین جاؤن کہ شاہزادے نے فرمایا ای

وارا تم نہ جاؤ اب تم میرے رفیق ہوئے مین سینہ سپر کرتا ہون یہ کہکر مرکب اڑایا مقابلہٴ
احکام مین پہونچے کہ فغفور چینی بھی آکر پہونچا دیکھا اِسنے کہ احکام سے تکرار ہورہی ہی
فغفور گھبرایا کہ یہ تو مقابلے کو دارا کے آئے تھے احکام سے کیونکر سامنا ہوا یہان
تو یہ ہنگامہ ہوا اُدھر ملکہ سہیل غزال چشم نے جو اپنے فرزند ارجمند ماہ عالم افروز کا حال
روانگی بمقابلہٴ دارا استارو نے پیچھنے لگی کاؤس صبا رفتار نے نازک ادا سے پوچھا
کہ اے مادر مہربان خیر تو ہی ملکہٴ عالم اِسقدر کیون بیقرار ہو کر رو رہی ہین نازک ادا نے
کہا شاہزادہٴ ماہ عالم افروز بڑا سے مقابلہٴ دارا اکیلا وتنہا چلا گیا اور بعد کو اُسکے نانا
میان فغفور چینی گئے ہین کاؤس نے جو سُنا شاہزادے کے لیے بیقرار ہو گیا یہ بھی
یہان سے چلا حیران و پریشان جا رہا ہی کہ دیکھا شاہزادہٴ ماہ عالم افروز و احکام
سے بحث ہو رہی ہی شاہزادے کے ساتھ والے چاہتے ہین کہ احکام پر جا پڑین مگر
شاہزادہ منع کر رہا ہی کہ کاؤس صبا رفتار نے آواز دی ای شہریار نہ گھبرائیے گا اِس
مردود کی کیا حقیقت ہی جس نے سنا ہی کہ جب آپ نے دارا ایسے بہادر کو زیر کیا تو
آپ اِسپر بھی غالب آئین گے اِدھر احکام نے شاہزادے کو نیزہ مارا شاہزادے
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی اکیسوین تال مین
شاہزادے نے نیزہ احکام کا نکالا نیزہ نکلتے ہی احکام کے منھ پر ہوائیان اُڑنے
لگین تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ احکام کو قاش زین سے
اُکھیڑ لیا احکام بصدق دل کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا کل فوج کو بھی دائرہ اسلام مین
لایا فغفور چینی خوشی کے مارے پیراہن مین نہین سماتا ساتھ والون سے کہہ رہا ہی
کہ ایک کلمہ جو میرے منھ سے نکلگیا تھا تو دیکھو یارو ابتک غصہ نہین اُترا آتش خو
شعلہ مزاج ہی خدا اِسکو سلامت رکھے یادگار صاحبقران ہی امیر نے سات برس
کے سن مین طاہر و مطاہر کو مارا تھا اِنھون نے قزاق کو زیر کیا احکام تاجدار کو
کیا جھٹ پٹ زیر کیا ہی یہ اِنکے رفیق ہوئے اِس عظم و شان سے طرف قلعے کے چلے

ہین سہیل غزال چشم نے جسوقت سے سُنا ہو کہ شاہزادہ برائے مقابلۂ قزاق گیا ہو دروازہ مین
کھڑی پیٹ رہی ہین کہ صاحبو مین بھی سوار ہونگی کنیزین سمجھا رہی ہین کہ آپ کے والد تشریف
لے گئے ہین وہ فیصلہ کرادینگے وہ قزاق ہمیشہ سے اُنکا پاس کرتا ہو لاکھ دو لاکھ روپیے لیگا
اور شاہزادے پر ہاتھ نہ ڈالیگا سہیل نے زیور اُتار کر پھینکنا شروع کیا کہا صاحبو لیجا
جاکر دو وارا ے ورد رگوش سے کہنا کہ ملکہ نے کہا ہو یہ زیور لے لو مگر شاہزادے کو ہاتھ
نہ لگاؤ بچے کی بات کا بُرا نہ مانو یہ ذکر تھا کہ فرزند شاپور رو دوڑا ہوا آیا نازک ادا نے
کہا کیون نگوڑے شاہزادے کو کہان چھوڑ آیا مین نے سب حال سُنا ہو تو ہی نے
ترغیب دی تھی کہ جاکر قزاق سے مقابلہ کیجیے ارے بے حیا وہ ابھی مقابلے کے لایق
نہین ہو کاؤس نے کہا او مادر مہربان مین نے اُنکو ترغیب نہین دی تھی اُنکو اپنے
نانا کے کہنے سے بڑی غیرت آئی اُسی غصے مین وہ گئے تھے مگر خدا کے فضل و کرم سے
بفتح و فیروزی آتے ہین دیکھیے یہ فتح ہوا یہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہین
ماشاءاللہ جاتے ہی قزاق کو زیر کیا دوسرا بادشاہ احکام تاجدار آتا تھا اُسکو زیر
کیا دونون مع فوج مسلمان ہوے سب کو ساتھ لیکر آتے ہین ملکہ نے کہا ارے سچ
قزاق تو اپنے وقت کا دیو ہو میری سواری ایک دن آئی تھی تو مین نے اُسے دیکھا
تھا گینڈا اُسکا بار نہ اُٹھا سکتا تھا ہر مرتبہ بیٹھ جاتا تھا عیار نے عرض کی اب آپ خود
کوٹھے پر جاکر آمد شاہزادے کی دیکھیے کہ کس دھوم سے آتے ہین احکام تاجدار اور
دارا ے ورد رگوش خیل چاکران کترین ہمراہ ہین آپ دیکھکر بہت خوش ہونگی ملکہ یہ سُنکے
کوٹھے پر آئین نازک ادا سے کہہ رہی ہین کیون وزیر زادی تمھارا فرزند بڑا مفتری
ہو شاہزادے کو تو ترغیب دیکر بھیجدیا اور آپ بعد کو گیا نازک ادا نے جواب دیا کہ ای
ملکۂ عالم یہ بیان کرتا ہو کہ اُنکو اپنے نانا کے کلام کی بجہ غیرت آئی تھی اُسی غصے مین وہ
تنہا چلے گئے تھے یا حضور ہی کا کہنا سچ ہوگا یہ جھوٹا ہو کیونکہ یہ نگوڑا جسکا فرزند ہو
وہ بھی بڑا مکار و جعلساز ہو کہہ گیا تھا کہ میرا فرزند جو ہوگا تو چند کوڑیان دیگیا تھا کہ یہ
میرے فرزند کے بازو پر باندھ دینا ایسا عیار ہوگا کہ قلعے مین بند ہو جائیگا ناکا ملکہ کا نین

نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا آگے آگے ماہ عالم افروز ایک پہلو مین قزاق دوسری طرف احکام تاجدار باتین کرتے ہوے آتے ہین احکام تاجدار و قزاق پروانہ شمع جمال ہین کہ عیار پلٹ کر آیا عرض کی کہ لشکر کو جا کرے چلیے کوٹھے سے آپ کی مادر مہربان دیکھ رہی ہین فرماتی تھین مین بھی سوار ہونگی قزاق سے عذر کرونگی مین نے جا کر سب حال کہا تب انکو تسکین ہوئی آمد سواری کا تماشہ دیکھ رہی ہین ماہ عالم افروز نے گھوڑے کو مہمیز کیا رفیقون کو سامنے سے نکالا در بارگاہ پر آکر اترے فغفور چینی بھی آکر اترے سامان جشن مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آکر جمع ہوے جام ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہو طائفے چست و چالاک گانے مین بیباک سر محفل بیٹھکر بخوش الحانی یہ اشعار گا رہے ہین

نظم

عمر دو روزہ ہی مین ہزار ون جو کھائے گل — بعد فنا بھی خاک نے میری کھلائے گل
سیر چمن نے اور بھی دل کو کیا اداس — بے یار شور زاغ ہوے خندہاے گل
میرے ہی داغ دل کی نہ تدبیر کر سکا — ورنہ اس آسمان نے کیا کیا کھلائے گل
سنتا ہو کون نالہ و فریاد عندلیب — مدہوش ہر چمن مین پیالہ چڑھائے گل
وعدہ وصال کا ہو اندھیرے مین گور کے — شمع حیات جلد کہین ہو بھی جائے گل
بیوجہ یہ جگر مین نہین اسکے چار داغ — دل پر ہین تیری کفش کے لالے لگائے گل
رفع حجاب یار کیا آہ سرد نے — کھولے نسیم صبح نے بند قباے گل
اے عندلیب تجھکو مبارک ہوا چمن — کسکے مزاج سے ہو موافق ہواے گل
آتش بقول مصرعۂ سودا غرض نہین — یکدست اگر زمانہ جہان سے اٹھائے گل

اور عیار قریب سے مگس رانی کر رہا تھا جھک کر کہا کہ آقاے نامدار کل واسطے شکار کے چلیے شاہزادے نے کہا مادر مہربان نہ جانے دینگی کاؤس نے تعلیم کیا کہ آپ ان کے سامنے کہیے گا کہ اگر مین شکار کو نہ جاؤنگا تو کھانا نہ کھاؤنگا مگر یہ نہ فرمائیے گا کہ کاؤس نے مجھکو سکھایا ہے آج صلاح مین ہو رہی تھین کہ عیار بڑا فسادی ہے شاہزادے کے پاس نہ جانے پائے اور مین چاہتا ہون کہ حضور کو لے نکلون اے شہریار یہی زمانہ ہے کہ نام

پیدا کر لیجیے آپ کے والد نادار یا تو تجارت کی دوکان پر بیٹھے رہتے تھے یا خواجہ نے
جو فنون سپہ گری تعلیم کیے تب خروج کیا اگر صاحبقران سے مقابلہ کیا برسوں خواجہ نے
ایرج کو لڑوایا ملک تسخیر کیے پھر خواجہ سے چھوٹ کر اپنے ملک پر آئے صحراے
فرنگو غبیہ میں شکار کھیل رہے تھے کہ لقا پہونچا بختیارک نے شیطنت کر کے تصویر
گیتی افروز ایرج کو دکھا دی ایرج نوجوان نے اُس جوش میں اٹھارہ سو ملک باختر
کی سیر کی اگر خدا نے اپنا فضل کیا تو آپ بھی صاحب فوج و لشکر ہونگے اب ماہ عالم افروز
نے بھانا عیار کا قبول کیا شب کو جو محل میں آئے ماں انکی دسترخوان بچھاے بیٹھی تھیں
شاہزادے نے کہا میں کھانا نہ کھاؤنگا ماں کا دل بے چین ہو گیا قریب آکر کہا اے نور نظر کچھ
تو ہو مزاج تو اچھا ہے ماہ عالم افروز نے کہا کل ہم شکار کو جائینگے ماں نے کہا بیٹا میں کیونکر
گوارا کروں کہ تم صحرا میں جاکر شکار کھیلو خدانخواستہ ایسا نہ ہو کوئی چشم زخم پہونچے
تو میرا راج سہاگ مٹے یہ تمھارے ہی دم سے ہے باپ تمھارے برسوں کے بعد کبھی
پھیرا کرتے ہیں انکو لڑائی سے فرصت نہیں تمھاری ذات سے یہ ملک آباد ہے شاہزادے
نے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہے ملکہ سہیل شمع ہاتھ میں لیے بیٹے کو دیکھ رہی ہیں
نازک ادا نے عرض کی واری آرام فرمائیے سہیل نے کہا اے نازک ادا آج تمھارے
فرزند نے نیا جملہ تعلیم کیا شاہزادہ کھانا نہیں کھاتا کل شکار کو جائینگے نازک ادا نے کہا
حضور کیا حرج ہے یہ شیر بیشہ صاحبقرانی ہیں سفر ہی سے انکا جاہ و جلال بڑھیگا اور یہ تو
ظاہر ہے کہ کاؤس انکا ہمزاد ہے کبھی ساتھ نہ چھوڑیگا ایک ہی دن پیدا ہوے ساتھ
پرورش پائی کاؤس انکا رفیق کامل ہے ہمیشہ عیاروں میں نام پیدا کریگا انہیں کے
ساتھ رہیگا کچھ اسکا تردد نہ کیجیے شکار کو جانے دیجیے ملکہ رضامند ہوئیں نازک ادا
نے کہا جاکر جگاؤ اور شاہزادے کو کھانا کھلاؤ وعدہ کر لو کہ کل شکار کو جانا کاؤس کو
بلا کر حکم دیدو کہ اسباب شکار درست کرے نازک ادا نے آکر شاہزادے کو جگایا
جب شکار جانیکا وعدہ کر لیا تب شاہزادے نے کھانا کھایا کاؤس کو حکم دیا اسباب
شکار درست رکھنا شاہزادے نے اٹھکر انتظام کیا نازک ادا نے کہا میاں تم تو

بڑے ضدی ہو جو کہا تھا جب اسکا ظہور ہو لیا تب خاصہ نوش فرمایا مگر اتنی مہربانی کرنا
کہ شکار سے جلدی پلٹ آنا شاہزادے نے کہا میں فقط کنارے پر شہر کے شکار کھیلونگا
اور بہت جلد واپس آؤنگا یہ کہکر آرام کیا مگر کاؤس نے اسباب شکار دروازے پر
درست کیا پہلے قراول میر شکار دروازے پر حاضر ہوے شاہزادہ نکلکر سوار ہوا مگر
احکام تاجدار اور دارا سے دُر دَر گوش ہمراہ ہوے فغفور نے دونوںکو سمجھا دیا
کہ شاہزادے کو جلدی پھیر لانا دونوں نے اقرار کیا کہ زیادہ دیر نہ ہونے دینگے جلدی
پھیر لاوینگے شاہزادہ بعد ادب اپنے نانا کو تسلیم کرکے روانہ ہوا ماں کوٹھے سے
دیکھ رہی ہیں کہ بیٹا میرا واسطے شکار کے جاتا ہی مگر شاہزادہ صحرا میں آکر پہونچا اور
حکم دیا کہ سب صاحب شہر جائیں ہم نماز پڑھ لیں تو چلیں سب نے حکم کی تعمیل کی اور
شاہزادے نے وضو کیا بعد ادائے نماز حکم دیا کہ طبل باز پر چوب پڑے طبل باز بجا نظم

چو در نالیدن آمد طبلک باز		در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز	
رہا شد بر ہوا بال سبک پر		جہان شد خالی از کبک و کبوتر	

باز و جرہ وغیرہ شکار افگنوں نے چھوڑے جانوران ہوائی کا شکار ہونے لگا غرض
شاہزادے نے ایک ایک تیر سے تین تین چار چار جانور گرائے قزاق و احکام وغیرہ
تعریفیں کر رہے ہیں دو سو من چلا لڑکے ہمراہ کے تمام صحرا میں پھیلے ہوے ہیں اور وہ
تیر اندازی کی کہ جانور بھاگ کر گوشوں میں چھپنے لگے احکام تاجدار نے بڑھکر کہا
کہ اب مکان واپس چلیے نانا جان نے آپ سے کہہ دیا تھا کہ خاصہ یہیں آکر نوش کریں
شاہزادے نے جھلا کر جواب دیا کہ نانا جان تو یہی چاہتے ہیں کہ گھر سے نہ نکلوں مثل
عورتوں کے گھر میں بیٹھا رہوں یہ مجھسے نہ ہو سکیگا اب آج میں نے لطف شکار دیکھا
اب میں روز آؤنگا کہ سامنے سے ایک باغ دکھائی دیا دروازے پر اسکے ایک کاغذ
لگا تھا اسمیں لکھا ہوا تھا کہ جو بہادر یہاں آئے اپنے اقبال کا امتحان کرے مرکب
ابلق مجنون دریائی و خود و زرہ و سپر و شمشیر و گرز و خنجر وغیرہ سلطان زر افشان
ایک پہلوان تھا اُسنے اپنے عہد دولت میں یہ سب سامان نایاب مہیا کیا تھا بعد چندے

خیال گذرا کہ اِن چیزون کے محفوظ رہنے کی تدبیر کرون یہ باغ حکما سے بنوایا ہو اور تدبیر کرکے
مرکب چھوڑ دیا ہو بارہ دری مین صندوق رکھا ہو جسپر تا ابد پروردگار رہیگی وہ ان چیزون
قابض ہوگا لیکن مقام افسوس ہو کہ مین سلطان زرفشان دنیائے فانی کو چھوڑتا ہون
یہ سلاح جسکو دستیاب ہون میری یاد ضرور کرے بڑی محنتون سے یہ چیزین پائی تھین
شاہزادہ یہ مضمون دیکھکر گھوڑے سے کود البسم اللہ کرکے باغ مین قدم رکھا دیکھا
تمام باغ سرسبز و شاداب ہو جو چمن ہو وہ لاجواب ہو مگر ایک چمن مین ایک مرکب ہو
کہ وہ سرین کو وکفل معروف چرا ہو شاہزادے نے جو مرکب دیکھا بیقرار ہو گئے چاہا کہ
طرف مرکب کے جاؤن مگر کاؤس نے کہا او شہریار مرکب بھاگ جائیگا شاخ نخل پر
بیٹھیے جب گھوڑا چرتا ہوا یہان آئے تو شاخ سے کود کر اُسکی پشت پر سوار ہو جیے
تھوڑی دیر مین رام ہو جائیگا ماہ عالم افروز نے یہی قبول کیا ایک درخت پر چڑھکر
بیٹھے مرکب دریائی چرتا ہوا چرا اُس مقام پر آیا ماہ عالم افروز پشت پر اُسکی کود پڑے
گھوڑا بدحواس دوڑنے لگا شاہزادہ یال تھامے ہوے گھونسے مار رہا ہو گھوڑے کا
یہ حال ہو کہ گردن اُسکی سوج گئی ہو دو پہر کامل دوڑا دوڑا پھرا ایک درخت کے نیچے
آکر ٹھہر گیا تھا کہ شاہزادے نے شاخ نخل تھامی مرکب رُکا کاؤس نے پشت سے آکے
مرکب کو باندھا شاہزادہ اور عیار ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرے بعد تھوڑی دیر
کے شاہزادے نے چند مُٹھے گھانس کے ہاتھ مین لیے مرکب نے شاہزادے کو جو
دیکھا کانپنے لگا پیشاب کر دیا شاہزادہ چمکارتا ہوا قریب آیا گھوڑے نے منھ سینے پر
رکھدیا زبان سے سینہ چاٹنے لگا شاہزادے نے کہا او مہتر کاؤس اِسکا زین و لجام
کہان ہو کاؤس نے کہا کہ غلام تلاش کرکے لاتا ہو یہ کہکر باغ مین پھرنے لگا دیکھا ایک
نخل مین لجام و چار جامہ لٹکا ہو کاؤس نے لاکر مرکب کو کسا شاہزادہ سوار ہو کے
سامنے بارہ دری کے آیا پکار کر آواز دی ای سلطان زرفشان تمھارے مرکب کو
تو ہمنے زیر کیا اب سلاح معلوم ہون کہ کہان ہین یہ فرما کر جو نگاہ اُٹھائی دیکھا ایک
صندوق آہنی چھت مین لٹکا ہو صندوق کو جو اُتار کر کھولا دیکھا تو زرہ و خود و چار آئینہ

موزے لاگے و سپر و شمشیر و گرز و خنجر و تیر و کمان سب اُٹھین رکھے ہین شاہزادے نے سب
لباس اپنے جسم پر آراستہ کیا زرہ جو پہنی تو کاؤس نے کہا آپ ہی کے جسم کے لیے بنائی
گئی تھی اسقدر ٹھیک ہو کر نہ تنگ نہ ڈھیلی وہ سلاح آراستہ کرکے گھوڑے پر سوار ہو کر
باغ سے نکلے کاردارانے ذرگوش و احکام سامنے سے آئے لباس و سلاح اور
مرکب کو دیکھکر تعریفین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ مؤید من اللہ ہین ورنہ یہ اختیار نادرہ
کسکو ملتی ہین کہ سامنے سے ایک آہو جست کرتا ہوا نکلا شاہزادے نے اُس آہو کا
پیچھا کیا دو کوس پر جاکے اُس آہو کو نیزے سے شکار کیا گھوڑے سے اُترے آہو کو
ذبح کیا قصد ہوا کہ پلٹین کہ سامنے سے ایک آہو اور جست کرتا ہوا آیا شاہزادے نے
اُسکو بھی تیر مارا وہ آہو گرا تیر نکالکر نام پڑھنے لگے مگر بسبب خون کے نام ثابت نہین
ہوا کہ سامنے سے گرد اُڑی ایک تاجدار نوجوان تیر و کمان ہاتھ مین اپنے شکار کو تلاش
کرتا ہوا پیدا ہوا اپنا شکار جو کشتہ پایا شاہزادے کو دیکھکر بہت جھلایا کہا کیون اے
جوان تو نے یہ آہو کیون شکار کیا شاہزادے نے کہا یہ ہمارے سامنے آیا ہمنے تیر
مار دیا اُس جوان نے کہا کسی کی یہ مجال نہین ہے کہ ہمارے شکار کو شکار کرے لیکن اس
بے ادبی کرنیکا بدلہ یہ ہے کہ آہو کو گردن پر لادیے اور میرے مقام پر پہونچا دیجیے شاہزادے
نے جھلا کر جواب دیا کہ یہ مزدورون کا کام ہے ہم سے نہ ہو سکیگا اُس نوجوان نے بڑھکر تلوار
لگائی شاہزادے نے تلوار روک کر ہاتھ مارا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے چند
سوار اُس جوان کے ہمراہی آئے اُنھون نے پکارکر پوچھا کہ او شخص تو کون ہے کہ تو نے
چراغ افغانستان کا گل کر دیا کاؤس نے جواب دیا کہ افغان بلند پایہ اسکا کون ہے
سوارون نے کہا اسکا باپ جسوقت سنیگا قیامت برپا کریگا تمھارا نام کیا ہے
کاؤس نے کہا کہدینا کہ ماہ عالم افروز نبیرۂ صاحبقران نے اسکو مارا کاؤس یہ کہہ رہا
تھا کہ کاردارانے عرض کی چلیے مقابلے کا یہی انجام ہوتا ہے بہلا کر شاہزادے کو طرف
گھر کے لے چلے مگر احکام تاجدار شہر افغانستان سے واقف ہو دارا سے کہدیا ہے
کہ اب بڑا فساد ہوگا یہ جوان نعمان تاجدار جو مارا گیا ہے ایک ہی اسکا فرزند تھا

کیونکر گوارہ کریگا کہ ایسا بیٹا مارا جائے اور باپ خاموش ہو رہے طلسم آبگینہ مین اسکی
مان انجام جادو رہتی ہو جسوقت اسکو خبر ہوگی تو وہ زمین ہلا دیگی دارا نے کہا ہمارا
شاہزادہ بھی ایسا لڑیگا کہ افغان کو مشکل پڑیگی یہ باتین کرتے ہوے شہر مین آئے اکر
شاہزادہ تو محل مین گیا احکام نے فغفور چینی سے بیان کیا کہ آج غضب ہو گیا ہو کہ
نعمان تاجدار فرزند افغان بلند پایہ ہاتھ سے ہمارے آقا کے مارا گیا فغفور یہ سنکر
روتا ہوا محل مین آیا سہیل سے بیان کیا کہ اے نور نظر اب جان بچنے کی کوئی صورت
نہین ہو کہ نعمان تاجدار مارا گیا افغان ضرور لشکر کشی کریگا ہم اسکو جواب نہین دیسکیے
اور شاہزادے کا بھی بچنا دشوار ہو کوئی تدبیر ایسی کرو کہ شاہزادے کی جان بچے
سہیل نے کہا اے والد نامدار شاہزادے کو تو نکالدیجیے ہم آمادہ مرگ ہیں سے قضا کی
پیشین جو گزرے گی وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے وزیرون کو بھی بلالیا وزیرون
نے بھی یہی صلاح دی کہ شاہزادے کو طرف دریاے بقرہ کے بھجوا دیجیے اور یہ کہیے
کہ وہان جاکر شکار کھیلو جب ہم بلائین گے تب آنا وہ دو شخص کے جنھون نے ساتھ
پرورش پائی ہو وہی ساتھ جائین ہم لوگ سر ہتیلی پر رکھکر بیٹھے رہین گے اب حال افغانستان
گزارش کرتا ہون کہ افغان بلند پایہ یہی ذکر کر رہا ہو کہ فرزند میرا نہین آیا لوگ کہ رہے
ہین ہرکارے گئے ہوے ہین خبر لیکر آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز کان مین
آئی افغان نے پوچھا ارے یہ کون روتا ہو کہ لاشہ نعمان تاجدار ہمراہی اسکے سامنے
لائے باپ نے جو بیٹے کا لاشہ دیکھا تاج دے مارا تخت سے اپنے کو گرا دیا شور گریہ و بکا
بلند ہوا وزرا نے بہ تعجیل ارتھی بنوائی لاشہ اٹھا کر لے گئے مرگھٹ پر جاکر جلایا لیکن
افغان بیہوش پڑا رہا آٹھ پہر ہوش نہ آیا صبح کو جو آنکھ کھلی اپنے کو دربار مین پایا اور
پکار کر کہا یارو تمنے دیکھا کہ نعمان مارا گیا اور دشمن چین مین بیٹھے ہین کوئی تم مین سے
ایسا ہو کہ جاکر اسکا سر لائے کہ جسنے میرے بیٹے کو مارا اور جاکر قلعہ کھدوا ڈالے یہ سنکر
گندم مردم در ایک پہلوان زبردست کئی لاکھ فوج کا افسر اپنے مقام سے اٹھا کہا
اے شاہ عالیجاہ لاشہ نعمان کا دیکھکر میرے کلیجے پر چھری پھر گئی مجکو معلوم ہو کہ کسنے اسکے

فرزند دلبند کو مارا ہے اور حکم ہو کہ میں جاؤں اور ارشاد حضور بجا لاؤں بادشاہ نے حکم دیا کہ
مین تمکو اپنے سحر سے دریافت کیے دیتا ہوں قضا سے کاز وہ ہرکارے جو برائے خبر لینے گئے
تھے اور کل حال دریافت کرکے پلٹے تھے سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے تھے اُٹھے اور بادشاہ
افغان کے آگے عرض کی کہ حضور جب ہم لوگ لاشہ آپکے صاحبزادے کا لیکر آنے لگے
تو راہ میں ایک گھسیارہ ملا اُسنے ہم لوگوں سے پوچھا کہ یہ کسکی لاش ہے ہمنے مقتول کا نام
بتایا پھر آپ کا نام بتایا اُسنے ہمسے صاف صاف بتایا کہ ایک ہرن پر یہ مارا گیا ہمنے اُسسے
پوچھا کہ کسنے مارا اُسنے کہا کہ فغفور چینی کا نواسا ایرج نوجوان کا بیٹا صاحبقران زمان کا
پوتا جسکا نام نامی ماہ عالم افروز ہے اُسنے اسکو قتل کیا ہے وہ بڑا بہادر ہے جسنے دارالاحکام
کو جاکر زیر کیا میں بیٹھا گھاس چھیل رہا تھا یہ کل معاملے میرے سامنے گزرے
ہم لوگ یہ سُنکر روتے پیٹتے لاشہ لیکر بھاگے وہ گھسیارہ اپنی راہ چلا گیا گندم نے
جوشنا ستر ہزار فوج ساتھ لیکر طرف فغفور کے روانہ ہو گیا ہرکارے فغفور کے جو
برائے خبر نکلے تھے خبریں لیکر بھاگے سامنے فغفور کے آکر عرض کی کہ گندم مردم در
بافوج تاہرہ آتا ہے فغفور نے کہا کچھ خوف نہیں شاہزادہ روانہ ہو گیا ہم لوگ قلعہ کھولکر
بیٹھتے ہیں گندم کے سامنے عذر کرینگے اگر ہمکو گرفتار کرکے لیجائیگا تو اُسکو اختیار ہے
احکام ودارا نے بھی اِس بات کو قبول کیا قلعہ کھولدیا خندق کو خشک کیا اپنے
مقام سے بیٹھے کہ گندم مردم در سامنے قلعے کے آیا کچھ سامان جنگ نہ پایا قلعے میں
چلا آیا بادشاہ نے کسی کو اِسکے استقبال کو نہ بھیجا گندم نے کہا یہ کیا مکر کہ ہے کہ نہ کوئی
لینے کو آیا نہ کوئی روکتا ہے بلا تکلف اندر آیا جب سامنے پہونچا تو فغفور نے تعظیم کی
کہا اے پہلوان دوران و اے گرشاسپ جہان کیونکر تکلیف فرمائی گندم نے جواب دیا
اے پیر مکار فساد برپا کرکے بیٹھا ہے ہمکو حکم بادشاہ افغانستان ہے کہ فغفور کا سر لاؤ
بتلاؤ وہ طفل کہاں ہے کہ جسنے نعمان کو مارا فغفور نے کہا اے فخر رستم و اسفندیار
جسنے خبر سُنکر چاہا تھا کہ اُسکو گرفتار کریں مگر وہ بھاگ کر اپنے باپ کے پاس چلا گیا
کیونکہ آجکل اُنکے باپ و دادا بے دو قاف میں طلسم کشائی کر رہے ہیں یہ کہکر تاج اُتار کر

قدمون پر رکھدیا گندم نے ایک ٹھوکر ماری کہ تاج دور گرا احکام کو یہ دیکھکر تاب نہ رہی
اُٹھکر تلوار ماری کہا او مغرور بادشاہ نے تاج تیرے قدمون پر رکھا تو نے ٹھوکر ماری
فغفور ہان ہان کرتا رہا مگر احکام کے تلوار کھینچتے ہی بلوا ہو گیا گندم بارگاہ مین لڑنے
لگا فغفور ضعیف تخت پر کھڑا ہوا منع کر رہا ہو کہ یارو کیون جنگ کرتے ہو مین انکا گنہگار
ہون جو چاہین وہ میرے ساتھ کرین تم لوگ دخل نہ دو مین نہین چاہتا کہ بندگان خدا
کا خون بہے گندم نے آکر ایک ہاتھ مارا فغفور سیار گلشن جنان ہوا نارہ اسقدر لڑا
کہ زخمون مین چور چور ہوا مگر گھوڑا اُسکو نکال لے گیا ادہر گندم نے اُسی وقت فغفور
و احکام کا سر کاٹ لیا لاشے پھکوا دیے حکم کیا قلعہ کھودو قلعہ کھدنے لگا گندم نے
بیرون قلعہ آکر قیام کیا اور ہرکارے براے خبر روانہ کیے کہ جاکر دریافت کرو کہ وہ
ڈکا کہان بھاگ کر گیا ہو ہرکارے روانہ ہوے دیہات و قریات مین ڈھونڈھتے
پھرتے ہین مگر شاہزادہ ماہ عالم افروز صحراے بصرہ مین شکار کھیل رہا ہو ایک مقام
پر بارگاہ استادہ ہو وہین دو سو لڑکے تیر اندازی کر رہے ہین کہ سامنے سے دیکھا چند سوار
چند پیدل بھاگے ہوے آتے ہین لڑکون سے حکم ہوا دیکھو یہ سوار کون ہین لڑکے
اُن سوارون کو بلا کر لاے اُنھون نے جو شاہزادے کو دیکھا گھوڑون سے کود کر
قدمون سے لپٹ گئے کہا او شہریار ہمکو نہین پہچانتا ہم آپ کے نانا کے ملازم ہین
آپ لقمان کو مار کر آئے تھے بادشاہ افغانستان نے گندم مردم درندے پہلوان
کو بھیجا اُسنے آپ کے نانا کو اور احکام کو قتل کیا اور بیرون قلعہ مقیم ہو آپ کی تلاش
ہو ہم لوگ اُسی جنگ سے بھاگے ہوے ہین ایک جوان پر دو دو سو گرے اور
سرپرست ہمارا مارا گیا کون ہماری داد کو پہونچتا اور ہاتھ سے دشمنون کے بچاتا
یہ سنکر شاہزادہ بہت غمگین ہوا پچھاڑین کھاتا تھا اور نانا کو یاد کرکے روتا تھا کہ واہ
نانا جان آپ نے ہمکو بچایا اور آپ سیار گلشن جنان ہوے غلام آپ کو کہان ڈھونڈھے
سوارون سے پوچھا کہ گندم عورات سے کیونکر پیش آیا سوارون نے عرض کی ہمنے
خبر پائی کہ بہران فیلسوار نامے ایک پہلوان ہو گندم نے آپ کی والدہ کو گرفتار کرکے

ہمران کے ساتھ روانہ کیا ہمران قید لیکر گیا ہو دیکھیے کیا ہو شاہزادہ اسی وقت سوار ہو
اُنھین دو سو ڈکون کو ساتھ لیکر طرف قلعے کے چلا یہان گندم اُترا ہوا ہو ہرکارے تلاش
کرتے پھرتے ہین کہ کسی ہرکارے نے خبر دی کہ وہی ڈکا آتا ہو گندم نے کہا شاید بھاگا
جاتا ہوگا گینڈا تو میرا لاؤ گینڈے پر سوار ہو کے کھڑا ہوا فوج جمع ہوئی کھڑی پڑ کے سامنے
سے گرد اڑتی دیکھا وہی خیبر بیٹا جرأت گھوڑا بڑھا کر آیا دو سو ڈکون سے ستر ہزار فوج
پر گرا لڑکے لڑ رہے ہین ہنگامہ ڈالدیا مگر گندم لڑتا ہوا قریب شاہزادے کے
پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تلوار اسکی توڑ ڈالی گندم نے دوسری
تلوار کھینچی اور پھر ہاتھ مارا شاہزادے نے سپر کو گردش دی وہ تلوار بھی ٹوٹی اور
شاہزادے نے اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ برق جہندہ دست زبردست شاہزادہ
ماہ عالم افروز سپر کو کاٹ کر جب تیغہ گرا گینڈے کی گردن قلم ہوئی شاہزادہ تلوار لیکر
سر پر پہونچا گندم نے ناچاری سے دونون ہاتھ اٹھا دیے اور دانت نکالے کر
شاہزادے کو ترس آگیا تلوار روک کر کہا او پہلوان اٹھ اور تلوار لا جسطرح مقابلہ
ہوا اسطرح مقابلہ کر ہمارا دستور نہین کہ گرے ہوئے کو مارین گندم اُٹھتے ہی قدمون سے
لپٹ گیا کہا ہین تو آپ کی جرأت کا قائل ہوا ورنہ کوئی حریف کو پاکر نہین چھوڑتا
ستر ہزار فوج سے مسلمان ہوا شاہزادہ گندم کو ساتھ لیکر طرف قلعے کے آیا دیکھا کہ
شہر کھدا پڑا ہو اور نانا کا لاشہ در قلعہ پر لٹکا ہو مگر لاشہ بے سر گندم رونے لگا کہا اے
شہریار میرے ہاتھ قلم کیجیے مجھسے بڑی خطا سرزد ہوئی کہ آپ کے نانا کا سر اور قید
والدہ ماجدہ طرف افغانستان کے روانہ کردی شاہزادے نے فرمایا اے گندم تم
قلعے پر اُترو اور قلعہ بنواؤ مین والدہ کو لینے جاتا ہون گندم نے کہا اے شہریار قید ملکہ
کی شہر افغانستان مین نہین ہو شہر سے بارہ کوس پر ایک کوہ ہو کہ اُس کوہ کو سب
کوہ مقناطیس کہتے ہین اُس پہاڑ پر ایک دیر بنا ہو ایک بندریا وہان خدائی کرتی
ہو اُسکو خداوند بی بی دم خبیثہ کہتے ہین افغان وہان ملکہ کو لیکر گیا ہو تاکہ قدرت سے تقدیر کرائے
کہ عورت مجھکو قبول کرے شاہزادے نے کہا خیر معلوم ہوا گندم نے چاہا مین ساتھ

چلدین مگر شاہزادے نے گندم کو قلعے مین چھوڑا آپ طرف کوہ مقناطیس کے چلے یہان
افغان بلند پایہ اپنے دربار مین بیٹھا تھا بیٹے کے غم مین بجسد اس سیاہ پوش غم فرزند کا پیچ
وخروش کہ ببران کی عرضی پہونچی کہ ناموس ایرج کو قید کرکے لایا ہون جسوقت حکم ہو
اسیوقت داخل ہون افغان نے حکم دیا کہ شہر آئینہ بند ہو دوکانین رنگی جائین دوکاندارونکو
حکم پہونچ جانے کہ بڑے تکلف سے دوکانون کو آراستہ کرو حکم کی دیر تھی شہر آئینہ بند ہوا
ببران کو حکم گیا کہ قید لیکر داخل ہو ملکہ کو ایک اونٹ پر سوار کیا ہی کنیزین سر برہنہ و
پاپیادہ دوڑتی ہوئی چلی آتی ہین جنکو فرش گل ناگوار تھا اُنکے تلوے خار خار ہو رہے
ہین ملکہ سہیل شہر کو دیکھتی ہوئی دروازے پر افغان کے پہونچین ببران نے قیدی کو
باہر رکھا آپ جاکر سامنے عرض کی کہ گنہگاران حضور دروازے پر حاضر ہین افغان نے
حکم دیا اندر بلاؤ جیسے ہی ملکہ اندر آئین مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی افغان
بہت جھلایا کہا یہ عورت بڑی زبان دراز ہو مگر جمال بے مثال دیکھکر بے حواس ہو گیا ہی
وزیر کو اشارہ کیا کہ اس عورت کو مژدہ ہمارے وصل کا دے اور یہ کہنا کہ تیرے بیٹے کی
بھی خطا معاف کردونگا ورنہ گندم بے قتل کیے نہ رہیگا جو اسکو حکم ملتا ہی وہی کرتا ہی تیرے
فرزند کو قتل ہونے سے بچا لونگا وزیر نے جو یہ آکر کہا تو ملکہ نے جھلا کر جواب دیا او بدکردار کیا بیہودہ
بکتا ہی تو کیا میرے فرزند کو بچا لیگا خدا اُسکو بچا لیگا کیا عجب ہی کہ وہی تیرا قاتل ہو وزیر
نے چپکے چپکے بہت سمجھایا مگر ملکہ نے جواب ہائے سخت دیے ہر مرتبہ یہی قول تھا کہ او ناپاک
یہ بدزبانی تیری تجھکو سزا دلوائیگی میرا نور نظر مخفی نہ ہوگا آخر افغان نے حکم دیا کہ قید کو
طرف کوہ مقناطیس کے لے چلو خداوند بی بی دوم خبیثہ سے تقدیر کرا لونگا طرف کوہ
مقناطیس کے قید چلی افغان بھی سوار ہوا زیر کوہ مقناطیس پہونچا ملکہ نے دیکھا
کہ کوہ بلند ہی اُسپر چہار دیواری کھنچی ہوئی ہی بیچ مین ایک دیر بنا ہی اُسکے آگے لوگ جمع
ہین ملکہ کو کشان کشان بالائے کوہ لے گئے دیکھا ہزاروں گھنٹ نواز ناقوس نواز
جمع ہین گھنٹ و ناقوس بج رہا ہی کہ افغان بھی آیا سامنے دردیر کے پہونچا دروازہ
کھلا دیکھا ایک تخت بچھا ہی اور اُسپر ایک شخص مثل ڈیوٹ کے رکھی معلوم ہوتی ہی اُسپر ایک جنیو

نہایت لحیم و شحیم دُم بہت بھاری اُسمین گیا مقیش کا وہ دُم گردش کرکے سر پر بندریا کے آیا بجرد دیکھنے
ہوا افغان برائے سجدہ جھکا بندریا نے مثل انسان کے آواز دی کہ سرخود را از سجدہ بردار بدکہ
لعنت بر تو نصیب کردم افغان نے سر اُٹھایا بندریا نے کہا کہ ای بندۂ خاص الخاص و طاعت گزار
با اخلاص آج خلاف وقت کیونکر آنا ہوا افغان نے عرض کی آج چاہتا ہون کچھ تقدیر کیجیے
بندر نے کہا ای بندۂ خاص جو تو کہے وہی تقدیر کردون افغان نے کہا یا خداوند لقمان ناجدا
مارا گیا شہر بے چراغ ہوا قاتل کی مان کو گرفتار کرکے لایا ہون امیدوار ہون کہ جب وہ
سامنے آئے تو تقدیر کیجیے کہ مجھکو قبول کرے بندریا نے پکار کر کہا ارے اُس عورت کو
لاؤ جبران سر زنجیر تھامے ہوئے ملکہ کو جو سامنے لایا ملکہ نے بہت لعنت کی بندریا نے
کہا افغان کو قبول کر ملکہ نے جواب دیا کیون جھک مارتی ہی مین زوجۂ ایرج نوجوان
ہون کیا مجال جو کوئی مجھپر ہاتھ ڈالے خوب تکرار ہوئی ملکہ نے ہزارون گالیان دین
اور لعنت ملامت کی آخر کو بندریا نے جھلا کے حکم دیا کہ اِس گنہگار کو لیجاؤ زیر کوہ جاکر
تیرباران کرو ملازمان افغان ملکہ کو زیر کوہ لائے نصف جسم زمین مین دفن کردیا نصف
باقی رہا تیراندازون کو حکم دیا ملکہ نے بیقرار ہوکر دعا کی کہ ای سمیع و بصیر و ای کریم و قدیر رحم
اپنا شریک کر وقت سخت ہی سوائے تیرے کون معین و مددگار ہی کون اِس آفت سے
بچائیگا افغان چاہتا تھا کہ تیرباران بارہ ہزار جوان تیر و کمان لیے کھڑے ہین کہ ناگاہ
لشکر مین تہلکہ ہوا ہزارون سر گر گئے شاہزادہ ماہ عالم افروز مثل شعلۂ جوالہ پہونچا گھوڑے
سے کودا اپنی مان کو اُس خندق سے نکالا کاوس نے اپنی مان کا پشتارہ باندھا لڑتے
بھڑتے لیکر نکل گئے سب حیران تھے کہ کون آیا اور کیونکر لے گیا افغان نے کہا غضب
خداوندی تھا اُس عورت نے بڑی سخت کلامی کی تھی وہ عذاب ہمپر نازل ہوا جب تو
ایسا شخص آیا کہ جلدی آیا اور نکلگیا مین صورت بھی نہ دیکھنے پائی کہ کون تھا اور کس طور سے
آیا اور قیدی کو لے گیا ہم سمجھ گئے کہ قدرت نے کسی فرشتے کو حکم دیا وہ اِس عورت کو لیگیا
جہنم مین پھینکا یہ خیال کرکے رنجیدہ اپنے شہر مین آیا مگر دروازے پر حکم دیا کہ دس آدمی
ہتھیار بند نہ آنے پائین دروازے پر کئی ہزار جوان اُترے ہوتے ہین آجکل روک

ٹوک ہی لیکن داراسے دردرگوش جو زخمداری مین نکلگیا تھا شاہزادے نے اسکو
صحرا مین پایا علاج کیا ادھر رات کو دارا کو غیرت آئی کہ افغان نے بڑا ستم کیا کہ ناموس کو
ہمارے آقا کے دربار مین بلوایا چالیس جوان جو دارا کے ساتھ تھے انکو ہمراہ لیکے
طرف شہر افغانستان کے چلا خیال مین ہی کہ یا تو افغان کو مارونگا یا اپنی جان دونگا
گھوڑا اڑاتے ہوئے قریب در قلعہ آیا چاہا اندر جاؤن سپاہیون نے روکا دارا
نے جنگ آغاز کر دی تھوڑے عرصے مین اِسقدر فوجین آئین ایک ایک جوان کو
سو سو نے گھیر لیا آخر ڈبھڑ کر کئی ہزار جوان قتل کیے اور اپنی جان دی سب ساتھ والے
سیار گلشن جنان ہوے افغان کو خبر پہونچی کہ دارا اسے دردرگوش قزاق ڈبھڑ کے
مارا گیا افغان نے حکم ثانی دیا کہ اب پانچ جوان ہتھیار بند اندر قلعے کے نہ آنے پائین
الغرض شاہزادہ جو صبح کو اٹھا منتر کاؤس نے خبر دی کہ رات کو رفیق آپ کا طرف افغانستان
کے روانہ ہوگیا اور مین نے خبر سنی ہی کہ ڈبھڑ کر سیار گلشن جنان ہوا شاہزادے نے کہا
دیکھو صاحبو غیرت دار ایسے ہوتے ہین ہم زندہ بیٹھے ہین اور دارا نے جان دی غرض
اُسی وقت ایک نامہ بنام گندم لکھا کہ او رنیق وشفیق مان کو تو مین چھوڑ الایا رفیق نے
ہمارے جا کر جان دی اب اُسکے خون کا بدلہ لینا واجب و لازم ہی ہم تو طرف افغانستان
کے جاتے ہین اگر حیات مستعار باقی ہی تو پھر زندہ ملین گے ورنہ ملاقات ہماری تمھاری
قیامت پر گئی اگر ہماری کوئی خبر پاتا تو والدہ سے نہ کہنا اُنکی حفاظت مین مصروف رہنا
یہ نامہ لکھکر سوارون کو دیا جب مان کو بھانے مین سوار کرنے لگے تو سہیل نے کہا
اے فرزند تم بھی چلو ماہ عالم افروز نے جواب دیا کہ آپ تشریف لے چلیے مین بھی حاضر
ہوتا ہون محافہ مان کا روانہ ہوگیا بعد جانے مان کے اُسنے دو سو لڑکون کو ساتھ لیا
طرف قلعۂ افغانستان کے چلے گھوڑے اُڑاتے ہوے تیغے چمکاتے ہوے دلیرانہ
جاتے ہین منتر کاؤس رکاب سے لپٹا ہوا اِس زور و شور سے دوپہر مین راستہ طے کیا
ٹھیک دوپہر کو ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے گھوڑے روکے ساتھ والون سے
متوجہ ہوے کہا بھائیو تمنے میرا خوب خوب ساتھ دیا اب مین جان دینے جاتا ہون

زندہ نہ پلٹونگا پانچ لاکھ فوج کا وہ مالک ہم دو سو جوانوں سے جاتے ہیں زندہ رہنے کی کون
صورت لہذا آپ لوگ رخصت ہو جائیں میں اکیلا جا کر جان دونگا مجھ تو بڑے غیرت
کی بات ہو کہ ناموس قبلہ و کعبہ کا داخل بارگاہ کافرین ہو اور ہم زندہ رہیں اسی غیرت پروانا
نے جان دی سب نے عرض کی ہمارا مردہ اور زندہ آپ کے ساتھ ہو عدم میں بھی آپ کے
ساتھ چلیں گے ہم لوگ ساتھ نہ چھوڑینگے شاہزادے نے جب سب کو ثابت قدم پایا تو
کہا او مہتر کاؤس دریافت تو کر لاؤ در قلعہ پر کتنی فوج ہو مہتر کاؤس گیا تھوڑی دیر
میں پلٹ کر آیا خبر دی کہ پانچہزار جوان دروازے پر قلعے کے ہیں مگر جسدن سے دارا
مارا گیا حکم ہو کہ پانچ جوان ہتھیار بند قلعے میں نہ آنے پائیں یہ فرمائیے کہ آپ دو سو جوان
سے کیونکر جائیے گا شاہزادے نے کہا تم فرزند عمرو ہو کسی تدبیر سے لے چلو مہتر کاؤس
نے طرف سے انجام جادو کے ایک فرمان لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ او افغان میں نے
خبر سنی ہو کہ کوئی قزاق در قلعہ پر آکر لڑا وہ چالیس قتل ہوے تمھارے چار ہزار مارے گئے
یہ دو سو جوان تمھاری حفاظت کو بھیجتی ہوں جہاں تم سوگے وہاں یہ لوگ پہرا دینگے
یہ فرمان مہتر کاؤس لیکر آگے بڑھا دو سو جوان پشت پر جب سامنے دروازے کے پہونچے
تو نگہبانوں نے آواز دی یارو ادھر نہ آنا ورنہ مارے جاؤگے کاؤس نے بڑھکر وہ فرمان
دکھایا افسروں نے وہ فرمان آنکھوں پر رکھ لیا کہا تو ملکۂ عالم کو خیال ہوا جیتے کا مارا
بھولیں شوہر کے بچانے کی فکر کی وہ فرمان سامنے افغان کے آیا افغان نے حکم دیا
کہ انکو کوئی نہ روکے ملکہ کو بڑا خیال ہو اپنی جان کے نگہبان یہاں بھیجدیے ہیں آجکے
آٹھویں دن سب کو رخصت کرونگا یہ کہکے حکم دیا کہ افسر کو اندر لاؤ شاہزادہ مع دو سو
جوانوں کے اندر آیا دربار میں اس گبر کے چار ہزار جوان جمع تھے رفیق و افسر
فوج کے حاضر تھے افغان تخت پر بیٹھا تھا کاؤس نے پھاٹک بند کر دیا اور پچاس
جوان دیوار پر چڑھا دیے کہ جہانتک ہو سکے باہر والوں کو اندر نہ آنے دینا لیکن
شاہزادے نے دربار میں پہونچتے ہی آواز دی کہ سلام من در این مجلس و دربار این
باد و بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا ایک است و مذہب پیغمبر او برحق او افغان آجکا

صنم شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت خرمن عدو سوز نام من ماہ عالم افروز اب سبکو حکم دے کہ مجھکو قتل کرین افغان نے حکم دیا کل جوان اُٹھے تلوار چلنے لگی مگر شاہزادہ رستمانہ لڑتا ہوا آتا ہو جو سامنے آیا الف شمشیر آبدار ہوا کئی سو افسر ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے ادہر افغان تیغہ لیے تخت پر کھڑا ہو ساتھ والون کو للکار رہا ہو کہ ہان یارو بڑھکر دروازہ باغ کا کھولو کل فوج کو بلاؤ دو سو جوان کا مارنا کتنی بڑی بات ہو سب جوان مصروف جنگ ہین مگر جرأت سے ان لڑکون کی تنگ ہین چند جوان جو کاؤس نے دیوارون پر چڑھا دیے ہین وہ تیر مار رہے ہین باہر ہزارہا جو انکے لاشے پڑے ہین تیر دورنگ کی خبر لیتا ہو بعض لوگ تماشہ دیکھنے کو شھون پر چڑھے تھے تیر نے جاکر قضا کا پیغام دیا جسپر تیر جا کر پڑا وہ مر گرا صدہا جوان مکانون کے مارے گئے فوج سب دروازے پر جمع ہو مگر اندر نہین آسکتی تیر چل رہے ہین کل خطا شعار گوشون مین چھپتے پھرتے ہین ضرب تیر سے چلا کے بھاگتے ہین گوشے راہین ڈھونڈھتے پھرتے ہین کہ کیونکر امان پائین کہان چھپ جائین ان تھوڑے جوانون نے قیامت برپا کر دی مگر شاہزادۂ والاقدر لڑتا بڑھتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب تخت افغان پہونچا افغان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے ہاتھ خالی دیکر جست جو کی بالائے تخت پہونچا تخت پر چڑھکر ہاتھ مارا کہ افغان کے دو ٹکڑے ہوے شاہزادے نے حکم دیا بس اب پھاٹک کھول دو پھاٹک کھلا شاہزادہ سب کے آگے دو سو لڑکے پشت پر لڑتے بڑھتے تیغے ہاتھون مین جمے ہوے سپر بھی ہاتھون مین خون کی چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین معلوم ہوتا تھا ہولی کھیلکر سب نکلے ہین بہران فیلسوار و نیران کامگار یہ دونون صلاح کر کے سامنے شاہزادے کے آئے ایک نے داہنے سے ہاتھ مارا دوسرے نے بائین سے تلوار لگائی مگر شاہزادے نے دونون کے ہاتھ تھام لیے تلوارین چھینکر دونون کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا دونون نے امان مانگی شاہزادے نے سوال اسلام کیا دونون صورت زیبا دیکھکر عاشق ہو گئے تھے بصدق دل مسلمان ہوے فوج کو ابھی

اشارہ کیا کہ آکر قدمبوس ہو شاہزادہ بہ فتح وفیروزی پٹھاسا را شہر افغانستان تسخیر ہوا سب
مسلمان ہوئے دوسرے دن شاہزادے نے بہت سا اسباب اور روپیہ نقد چھکڑون پر
لدوایا ایک عرضی مان کو لکھی مضمون اسکا یہ تھا کہ آپ کے دودھ نے تاثیر دکھائی آکے
افغان کو مارا شہر کو تسخیر کیا یہ مال واسطے خرچ کے پہونچتا ہی مین بھی جلد حاضر ہونگا غرض
کاؤس تو اُسطرف روانہ ہوا شاہزادہ دربار مین مقام صدر پر بیٹھا ہی کل افسر حاضر ہوے
کہ یکایک وناٹا ہوا سب اہل شہر ہل گئے شاہزادے نے باہر نکلکر دیکھا کہ سارے شہر
پر دھوان چھایا ہوا ہی برق چمک رہی ہی صداے گیرودار بلند ہی شاہزادے نے
دربار مین آکے افسرون کو حکم دیا کہ دیکھو یہ کیا معرکہ ہی افسرون نے چاہا کہ نکلین ناگاہ
سامنے سے ایک جادوگرنی اژدہے پر سوار آئی ایک مٹھا ماش کے دانون کا مارا دیا
سب اہل دربار و شاہزادہ پتھر کے ہو گئے واضح ہو کہ یہ انجام جادو ہی جب اسنے
خبر سنی کہ شوہر مارا گیا تو جلا کر آئی ایسا گولہ مارا کہ دھوان بلند ہوا جسکی آنکھ مین وہ
دھوان لگا وہ پتھر کا ہو گیا دربار مین آئی اول لاش پر افغان کی خوب روئی اور
پھر لاش افغان اٹھا کر اژدہے پر ڈالی اور کہنے لگی کہ شوہر کو دفن کرکے آتی ہون
او متفنی تجھے بھی لیجاؤنگی اور باغ مقبرہ مین لیجاکر قتل کرونگی لاش لیکر چلی گئی ادھر کاؤس
پاس گندم کے پہونچا سب کاؤس کو دیکھکر خوش ہوے وہ عرضی اسنے سبکو سنائی
سب خوشیان کرنے لگے گندم نے کہا وہ ایسا ہی جری ہی اُس سے کون بھلا مقابلہ
کر سکتا ہی انصاف پسند ہوشمند افغان کی کیا حقیقت تھی فوج کے بھروسے پر
سلطنت کرتا تھا مگر کہا ای مہتر کاؤس تم محل مین جاؤ مان انکی بہت بیقرار ہین دن مین
سو سو مرتبہ فرماتی ہین کہ ای گندم خبر منگاؤ غرض کاؤس اندر آیا اور محل مین غل ہوا
کہ کاؤس آیا ہی ملکہ سہیل اٹھکر دوڑین نازک ادا نے بیٹے کو گلے سے لگایا عرضی
اسنے پیش کی مان نے کہا ای فرزند شاہزادے کو کیون نہ لائے کاؤس نے کہا
ملک نیا تسخیر ہوا ہی انتظام کر رہے ہین ابھی جو آؤنگا تو انکو ساتھ لیتا آؤنگا دیکھیے
خود لکھا ہی کہ ہفتے عشرے مین حاضر ہوتا ہون یہ کہکر ملکہ کو سلام کیا کہا مین خدمت

ہوتا ہون مان نے کہا بیٹا آج رہجاؤ کاؤس نے کہا وہان شاہزادہ اکیلا ہوا ایسا نہ ہو کوئی
مکر کرے تو باعث خرابی ہو اُسی وقت کاؤس باہر نکلا سب سے رخصت ہوکر روانہ
ہوا سامنے شہر افغانستان کے آیا دیکھا شہر مین سناٹا پڑا ہی قلعے پر کچھ لوگ کھڑے
ہین کچھ بیٹھے ہین مگر جنبش نہین اندر قلعے کے آیا دیکھا سب پتھر کے پتلے کھڑے ہوئے
ہین حلوائی کے سامنے گاہک آیا ہی شیرینی تول رہا ہی گاہک بھی پتھر کا ہوکر رہگیا
اور دوکاندار بھی اِسی حالت مین مبتلا ہین کنجڑنین بھی پتھر کی بنی بیٹھی ہین متحیر کاؤس
حیران کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ کیا ستم ہوگیا بھاگا ہوا دربار مین آیا دیکھا خادم خدمتگار اور
چوبدار وغیرہ سب پتھر کے بنے کھڑے ہین کاؤس اندر آیا اکر دیکھا کہ سب سردار
دنگلون پر بیٹھے ہین مگر پتھر کے ہوگئے ہین بیچ مین دنگل زرین پر شاہزادہ پتھر کا بنا ہوا
بیٹھا ہی مگر آنکھین گردش مین ہین کاؤس نے جو شاہزادے کو اِس حال مین دیکھا
دوڑکر لپٹ گیا چیختا تھا کہ ای ماہ اوج صاحبقرانی و ای یوسف ثانی کس حال مین آپکو
پاتا ہون بہت ہی گھبراتا ہون شاہزادہ آنکھین پھرا رہا ہی زبان مین طاقت نہین کہ
کچھ بیان کرے اشارے سے بتایا کہ انجام جادو آئی تھی وہی سحر کرگئی کاؤس بھی
رو رہا ہی کہ انجام جادو شوہر کو دفن کرکے آئی کاؤس کو دیکھکر للکارا کہ ارے تو
کون ہی کہ میرے قیدی سے کلام کر رہا ہی کاؤس نے چاہا کہ بھاگ کر نکلجاؤن
مگر انجام نے سحر کیا کہ کاؤس بھی گرا انجام نے دونون کو اُٹھالیا اور اہل شہر کی
طرف دیکھکر آواز دی کہ تم سب کو سزا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اژدہے کو
اڑاکر روانہ ہوئی باغ مقبرہ مین پہونچی گلچین جادو یہانکا حاکم ہی اُس سے بلاکر
کہا کہ جلاد کو بلاؤ اور آگ سلگاؤ مین اِنکے کباب کھاؤنگی گلچین جادو انتظام
کرنے لگا آگ سلگادی نمک و مرچ لاکر رکھا چھریان سامنے رکھدین شاہزادہ
اور کاؤس حیران بیٹھے ہین شاہزادہ دعائین مانگ رہا ہی کہ ای کریم کارساز ای
رب بے نیاز اِس جلاد کے ہاتھ سے بچالے افسوس ہی کچھ شوکت حاصل کرنے
نپائے کہ پیغام قضا آگیا مگر تجھکو سب طرحکا اختیار ہی بندہ مجبور و ناچار ہی نظم

دیدہ بکشا و ببین ہر چار سو | تا ببینی ذات حق را رو برو
حاضر و ناظر چو ذات کبریاست | ہست لا حاصل تلاش و جستجو
دور کن از دل حجاب ما سوا | تا نماید پردہ دار از غیب رو
از جناب قاضی الحاجات خواہ | ہر چہ داری در دل خود آرزو
درمیان نیک نامان نیک نام | باش با خلق نکوئی نیک خو
کن اگر بخشد ترا حق حوصلہ | با بدان نیکی محبت با عدو

انجام چاہتی ہو کہ شاہزادے کو قتل کروں اور کباب اسکے کھاؤں کہ دلکو تسکین ہو یکایک آسمان پر سناٹا ہوا بہن اسکی ملکہ گلزار جادو خبر سنکر چلی ہو کہ بہنوئی مارے گئے ہمشیرہ صاحبہ قاتل کو گرفتار کر کے لائی ہیں آکر پہونچی گلزار جادو کی چھوٹی بیٹی ملکہ گلشن آرا اسنے سحر نہیں سیکھا ہے یہ بھی ساتھ ہے آتے ہی اپنی خالہ سے لپٹ گئی اور کہا خالہ اماں قاتل کہاں ہے جسنے خالو صاحب کو مارا انجام جادو نے اشارہ کیا کہ سامنے بیٹھا ہے گلشن نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نوجوان سرو باغ خوبی گل گلزار محبوبی اختر برج شرافت گوہر درج لیاقت غمگین و ملول بیٹھا ہے گلشن کے دلپر ایسی تاثیر ہوئی کہ ماں کی گود میں گر کر بیہوش ہو گئی گلزار رونے لگی کہ میری بیٹی کو کیا ہوا انجام نے گلاب و کیوڑہ منگا یا منھ پر چھڑکنے لگی ماں تلوے سہلا رہی ہے کہ گلشن نے آنکھیں کھولیں ماں نے پوچھا کیوں بیٹا خیر تو ہے گلشن کو اور کچھ نہ بن پڑا یہ جواب دیا کہ میں نے کبھی کسی کو اسطرح بندھے نہ دیکھا تھا آج اس شخص کو دیکھکر حیرت ہو گئی اسی وجہ سے بیہوش ہوئی انجام آمادہ ہوئی کہ اسکو قتل کروں کہ آسمان پر پھر سناٹا ہو گیا بسرام جادو کہ اس طلسم کی بزرگ ہے خبر سنکر آ پہونچی انجام سے کہا کیا ارادہ ہے کہ انجام نے کہا جدہ یہ منظور ہے کہ اسکو قتل کر کے کباب کھاؤں کہ میرے دل کو تسکین ہو بسرام نے کہا اے انجام تو نے یہ برا کیا کہ سرحد طلسم میں لے آئی اب چالیس دن تک اسکو قتل نہیں کر سکتی بیٹا قاعدہ طلسم ہمیشہ سے یہی ہے تمھارے بزرگ لکھ گئے اگر اسکے خلاف کرو گی تو بیٹا صدمہ پہونچیگا اور جانتی ہو کہ یہ سال کون ہے

یہ سال انجام طلسم ہو صاف لکھا ہو کہ اس سال طلسم کشا آئیگا اور طلسم کو فتح کر لیگا تم بادشاہ
طلسم ہو تمکو قاعدے کے خلاف نہین چاہیے اور بلا کر گلچین کو حکم دیا کہ ای گلچین ان دونو کو
قید کر بعد چالیس دن کے جب انجام آوے تب قیدی کو دینا بیچ مین اگر مانگے بھی تو ہرگز
قیدی کو نہ دینا یہ قتل نہین ہو سکتا یہ کہکر انجام کو سمجھایا اور اپنے ساتھ لے گئی گلزار
گلشن کو ساتھ لیے ہوے مکان پر آئی مگر گلشن کا عجیب حال ہو کسی پہلو آرام نہین
آتا یہی خیال ہو کہ ہاے وہ معشوق خوبرو خوشخو کس مصیبت مین ہو کیونکر اُسے بچاؤن
ایک گوشے مین آکر بیٹھی رو رہی ہو کہ وزیرزادی اسکی سرو آزاد آئی اُسنے آکر پوچھا کیون
داری مزاج کیسا ہو بیقرار ہوکر رونے کا کیا باعث ہو گلشن نے ایک ٹھنڈی سانس
کھینچی کہا ای سرو آزاد کیا پوچھتی ہو میرا تو یہ حال ہو کہ جینا ایک دم کا وبال ہو **نظم**

کچھ نظر آیا نہ پھر جب تو نظر آیا مجھے	جسطرف دیکھا مقام ہو نظر آیا مجھے
راز دل افشا نہ ہوا ای دل کے رکتا ہو نہین	پھوڑ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے
کہکشان نے ساق پاے یار کا دھوکا دیا	ماہ تابان کاسۂ زانو نظر آیا مجھے
تو وہ گل ہو باغ عالم مین کہ جسکے واسطے	گل بھی آوارہ برنگ بو نظر آیا مجھے
تو نے دکھلائی صنم برقع کی جالی سے جو آنکھ	دام مین صیاد کے آہو نظر آیا مجھے
چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے	سامری ناواقف جادو نظر آیا مجھے
تیرے دندان مین دکھائی دی جو مسی کی لکیر	ای پری در رنجفت مین مو نظر آیا مجھے
یاد کر اُس گل کو آتش مثل شبنم رو دیا	پیرہن کوئی اگر خوشبو نظر آیا مجھے

سرو آزاد نے جو گلشن آرا کا یہ جوش خروش دیکھا گھبرا گئی جی مین کہتی ہو یہ تو بہوت
الفت ہو عرض کی داری کیا چاہتی ہو گلشن نے کہا ای سرو آزاد مجھے ایک نظر دکھا
کہ دل کو تسکین ہو ورنہ یہ رات مجھکو کھا جائیگی زندہ نہ بچونگی تڑپ تڑپ کے جان
دونگی سرو آزاد نے کہا ای ملکۂ عالم مین آپ کو لیے چلتی ہون ایک نظر دیکھ کے
آئیے گا زیادہ پاؤن نہ پھیلائیے گا گلشن نے کہا نہین ایک نظر دیکھکر چلی آؤنگی سرو آزاد نے
کہا داری گلچین جادو جو باغ مقبرہ کا منتظم ہو شاہزادہ اُسی کی قید مین ہو وہ درت

کہا کرتا ہو کہ مین ملکہ گلشن پر جان دیتا ہون ذرا یہ محبت اُس سے باتین کیجیے گا اس حیلے
سے وہان چلیے اُس سے کہیے گا کہ مین تجھکو دیکھنے آئی ہون وہ خاطر کریگا کھانا وغیرہ لاکر
پیش کریگا ایک دو نوالے کھا لیجیے گا ملکہ نے کہا ایسا نہ ہو کہ مجھپر ہاتھ ڈالے سرو آزاد
نے کہا کیا مجال آپ کے بزرگون کا ملازم ہو بدون آپکی رضامندی کے کیا حقیقت رکھتا ہو
کہ بے ادبی کرے یہ صلاحین کرکے بیٹھین جب گلزار جادو آئی تو سرو آزاد نے
کہا بی بی آج صاحبزادی باغ مقبرہ مین جائینگی بہت جلد چلی آئینگی گلزار نے کہا
کیا مضائقہ سرو آزاد نے تخت تیار کیا اُسپر گلشن کو سوار کیا طرف باغ مقبرہ کے
لے چلی یہان گلچین جادوگر ہر وقت حفاظت کرتا ہو اُسنے دیکھا ملکہ گلشن آتی ہین سامنے
آکر کھڑا ہو پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم آئیے مین تو مشتاق تھا جلدی سے فرش
بچھایا ملکہ آکر بیٹھین دیکھا سامنے شاہزادہ آگ کے بیچ مین بیٹھا ہو عیار سے باتین
کر رہا ہو گلشن کو دیکھکر ٹکٹکی بندھ گئی دزدیدہ نگاہ سے دونون کے دلونپر تیر مژگان
پڑ رہے ہین ادھر گلچین نے لاکر دسترخوان بچھایا قابین پلاؤ کی رکھین کہا نوش کیجیے
گلشن نے سرو آزاد سے اشارہ کیا کہ کسی طرح ایک پلیٹ شاہزادے کو کھلا دو
سرو آزاد نے کہا اے گلچین یہ تمنے کیا کیا کہ سامنے قیدی بھوکے بیٹھے ہین اور ملکہ کے
سامنے لاکر کھانا رکھا ایسا نہ ہو ملکہ کو نظر ہو جائے لہذا ایک پلیٹ انکو بھی مین
دے آؤن گلچین نے کہا انکو کھانا دینے کا حکم نہین ہو سرو آزاد ایک پلیٹ
لیکر اُٹھی قریب شاہزادے کے آئی گلچین نے انگوٹھی اپنی دیدی تھی سرو آزاد
نے جاکر اول انگوٹھی چمکائی کہ آگ ہٹ گئی مسکرا کر کہا معشوق نے یہ کھانا آپکو
بھیجا ہو کاؤس نے کہا بیٹھ جاؤ اپنے ہاتھ سے بیٹھکر کھلاؤ اے وزیرزادی تم ہمارا
حصہ ہو وزیرزادی نے ہنسکر کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہو تجھکو بھی یہ لیاقت
ہوئی کہ مجھپر نگاہ ڈالے حضرت کاؤس دل لگی کر رہا ہو سرو آزاد نے کہا اے شاہزادے
اس نگوڑے بن مانس کو منع کیجیے شاہزادے نے منع کیا اور کھانا لیکر رکھا سرو آزاد
تو چلی گئی شاہزادے نے دو ؛ ن کے بعد کھانا کھایا شکر پروردگار کیا مگر سرو آزاد

جو پلٹ کر آئی ملکہ نے کہا اے سرو آزاد کیا باتین ہوئین سرو آزاد نے کہا ملکۂ عالم شاہزادی
تو بے زبان ہی مگر عیارہ اُسکا بڑا استخرہ ہی مجھپر نگاہ ڈالتا ہی ملکہ نے کہا اے سرو آزاد کیا نقصان
ہی ہم تم ایک مقام پر رہین گے سرو آزاد نے کہا واری چلیے ملکہ نے کہا مین تو ہرگز
نہ جاؤنگی سرو آزاد نے کہا مکان پر چلکر صلاح کیجیے کوئی صلاح معقول کرکے اُنکو
رہا کرین گے یہ سُنکر گلشن اُٹھ کھڑی ہوئی سرو آزاد کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوئی
اور روانہ ہوگئی مکان پر جو آئی وزیرزادی کا ساتھ نہین چھوڑتی کہ ماں نے آکے
پوچھا کیوں بیٹا مزاج کیسا ہی ملکہ نے کہا پنڈا اچھا ہی سر مین خلل ہی آپ کہان تشریف
لے گئی تھین گلزار نے کہا مین جدہ سے ملنے گئی تھی بیٹا طلسم مین ہنگامہ ہی ہر ایک کی
زبان پر یہی فقرہ ہی کہ طلسم کشا آیا چاہتا ہی بعضے کہتے ہین آگیا عمر طلسم تمام ہوئی اب یہ
طلسم نہ بچیگا ملکہ بسرام جادو نے لوح محفوظ کو کوٹھری سے نکال لیا اپنے گلے مین
پہنی ہی وہ بھی بہت گھبرائی ہوئی ہین مجھسے عجب فقرہ کہا ہی کہ مین گھبرائی ہوئی ہون کہا
اے گلزار تیرے گھر سے فتور اُٹھیگا پہلے تیرا ہی قلعہ تسخیر ہو جائیگا تو مین نے غور کرکے
قلعے کو نگاہ دیدبانان سے مخفی کیا ہی یہ باتین کرکے گلزار جادو اپنے مقام پر جا بیٹھی
سرو آزاد نے کہا لیجیے واری بہت اچھی بات نکل آئی کہ آپ کی جدہ نے لوح محفوظ
گلے مین پہنی ہی براے ملاقات چلیے رات کو وہین رہیے جب وہ سو جائین تو لوح
اُتار لیجیے اور لاکر شاہزادے کو دیجیے کوئی انکو قوت ہو جائے ملکہ نے کہا اے
وزیرزادی چلو مین لوح لے آؤنگی شاہزادے کو دیکر رہا کرونگی کہ اُنکو قوت
ہو پھر کوئی جادوگر اُنپر ہاتھ نہ ڈال سکیگا جو آئیگا وہ قتل ہوگا سرو آزاد نے جاکر
گلزار سے کہا کہ ملکہ گلشن بسرام کو دیکھنے جاتی ہین گلزار نے کہا جائین مگر جلد چلی آئین
وزیرزادی نے کہا مین جلد واپس لاؤنگی تخت پر سوار ہوکر شاہزادی و وزیرزادی
طرف قصر بسرام کے چلین یہان بسرام جادو بیٹھی ہوئی کنیزون سے کہ رہی ہی کہ اب
بڑا انقلاب ہوگا ساحر قتل ہونگے اور میری موت تو بہت قریب ہی آجکل کوئی
اپنا و بیگانہ نہ آوے کہ گلشن آکر پہونچی بسرام نے گلے سے لگا لیا کہا اے نور نظر

اِسوقت تمھارے آنے سے دل شگفتہ ہوگیا جو جسکو دیکھ لے وہ غنیمت ہی مسلمانوں کے
دور مین ہم لوگون کا کیا حال ہوگا بھاگنا پڑیگا مگر میرے پاس وہ چیز ہی کہ کوئی کچھ ذکر سکیگا
مسلمان بھی میری خواہش کرینگے مگر طلسم کُشا سے میل نہ کرونگی یہی چاہتی تھی کہ گلشن کو دیکھ
لون بیٹا گلشن آج یہین رہجاؤ گلشن تو یہی چاہتی ہی تھی کہا مادر مہربان سے حال سنکر مجھکو
بیقراری ہوئی کہ دادی جان کو دیکھ آؤن آپکے فرمانیکے بموجب یہین رہونگی آپسے جدا نہ ہونگی
بسرام نے گلشن کے واسطے فرش بچھوایا زانو پر سر رکھکر سلا دیا وزیرزادی الگ
جاکر سوئی بسرام نے بیٹھکر خوب شراب پی جب نشہ ہوا تو سوئی گلشن کی جو آنکھ کھلی تو
دیکھا بسرام غافل سو رہی ہی کچھ خوف نہ کیا کہ انجام کیا ہوگا لوح محفوظ گلے سے اُتار لی
وزیرزادی کو آکر جگایا کہا ای سرو آزاد اُٹھو چلکر شاہزادے کو رہا کرین سرو آزاد نے
کہا واری بڑا کلیجہ ہی مین بھی تھی کہ آپ سے نہ ہوسکیگا آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی صبح ہوتے
ہوتے لے بھاگی باغ پر آکر تخت ٹھہرایا گلچین جادو رات بھر تڑپا کی کہ ہائے ملکہ گلشن
آئین اور مجھسے کچھ نہ ہوسکا قدمون پر سر رکھدیتا اور کہتا کہ جان بچائیے کیا یک تخت
گلشن نمایان ہوا گلچین باغ باغ ہوگیا ملکہ کو اُتارا رات کا اپنا حال بیان کیا سرو آزاد
نے کہا ای گلچین تمھاری خدمت کا ملکہ ذکر کیا کرتی ہین شراب وکباب لاؤ ملکہ ابھی اُٹھکر
آئی ہین گلچین دوڑکر شراب وکباب لایا سرو آزاد نے کہا ای گلچین یہ بڑے عیب کی
بات ہی کہ قیدی دیکھ رہا ہی ایک جام نظر کا اُسکو بھی پلادین کہ ہماری ملکہ کو نظر نہ ہو
گلچین نے انگوٹھی دی سرو آزاد جام لیکر چلی لاکر شاہزادے کو دیا کاؤس نے کہا
ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین یہ پڑیا دیتا ہون شراب مین ملاکر گلچین کو
پلادو وہ غافل ہوجائیگا اِسکو قتل کرو ہم تم سب ایک جگہ بیٹھین سرو آزاد نے کہا وہ
شراب سے غافل نہ ہوگا بڑا شراب پینے والا ہی مگر کاؤس نے پڑیا بیہوشی کی دیکر کہا
کہ شراب مین ملاتا تم لوگ اِسمین سے نہ پینا سرو آزاد نے کہا مین اُسی کے سامنے
ملادونگی اور کہونگی کہ یہ زہر قاتل ہی مگر ملکہ ہماری تمکو پلاتی ہین یقین ہی بخوشی پی لے
مگر ملکہ گلشن نے دیکھا کہ آج شاہزادہ بہت بیچین ہی دہتکڑیان بیڑیان سرخ ہوگئی ہین

شاہزادہ چاہتا ہو اپنے کو آگ سے بچاؤن مگر شعلہ آتش بھڑک رہے ہین شعلون کی گرمی سے
شاہزادہ بہت بیچین ہو کہ سرو آزادہ پڑیا ہاتھہ مین لیکر آئی ہنستی ہوئی پکار کر کہا ای گلچین
آج ملکہ نے تمکو تحفہ دیا ہو اس پڑیا مین زہر قاتل ہو مگر حکم دیا ہو کہ پی جاؤ گلچین یہ سُنکر خوش
ہوگیا سوچا کہ ملکہ مجپر مرتی ہو مجھے زہر نہ دیگی سرو آزادہ ہنسی سے کہتی ہو سرو آزادہ نے
شراب مین ملا کر جام دیا گلچین نے بخوشی پی لیا جام پیتے ہی گھبرایا ملکہ کہ رہی ہو کہ اے
سرو آزادہ شاہزادے کا حال بہت ابتر ہو حدت سے آتش کی چہرہ سرخ ہو گیا ہو تمہارا
عاشق بہت بیتاب ہو مین جا کر لوح محفوظ دیتی ہون سرو آزادہ نے کہا تھوڑی دیر ٹھہر
جائیے اب گلچین بیہوش ہوگا ملکہ سے صبر نہ ہو سکا لوح محفوظ بغل سے نکالی اور پکارتی
ہوئی چلی کہ ای شاہزادۂ والاقدر یہ تحفہ نایاب ہو لوح محفوظ اسکا نام ہو جو اپنے پاس رکھے
اُسکی حفاظت سے اِسکو کام ہو اب گلچین نے جو دیکھا کہ ملکہ لوح محفوظ دیے گئی ہین یہ
بیٹھا کانپ رہا تھا یا اپنے مقام سے اُٹھا چاہا جا کر ملکہ کو پکڑون کہ یہ لوح محفوظ کہان سے
لائی کلمات سخت کہتا ہوا دوڑا چند قدم چلا تھا کہ بیہوش نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا ملکہ نے
کمر سے خنجر کھینچکر سر گلچین کا کاٹ لیا ادھر شاہزادے نے لوح ہاتھہ مین لی آگ بالکل بجھ
ہوگئی شاہزادہ اُٹھا ملکہ کا ہاتھہ تھام لیا آکر مسند پر بیٹھے شاہزادے نے پوچھا ملکہ عالم تمہارا
کیا نام ہو ملکہ نے جواب دیا اس کنیز کو گلشن آرا کہتے ہین جسروز آپ کو انجام جادو لائی
تھی مین اپنی ماں کے ساتھ آئی تھی آپ کو دیکھکر ایسی بیحواس ہوئی کہ بیہوش ہو گئی
یکایک لبسرام آکر پہونچی اُسنے لوح محفوظ کا ذکر کیا مین آج رات کو گئی تھی لوح اُسکے
گلے سے اُتار لائی خدا کا شکر کرتی ہون کہ آپ نے رہائی پائی کہ سرو آزادہ نے گھبرا کے
کہا کیون بی بی اب بتلاؤ لبسرام جو بیدار ہوگی تو کیا قیامت برپا کریگی لبسرام تو صبر
نہ کریگی گلشن نے کہا ای سرو آزادہ تم تو جاؤ ہم پاس شاہزادے کے موجود ہین اب تو
جو فلک دکھائیگا وہ دیکھین گے بقول شخصے جب اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا
ڈر سرو آزادہ نے کہا مجھے اپنی جان کا خوف نہین ہو مجھے خیال یہ ہو کہ آپ پر کیا گذریگی
ملکہ نے کہا جو گذرے سو گذرے تم جا کر خبر لاؤ سرو آزادہ نے کہا اگر مین جاؤنگی تو

مجھکو گرفتار کریگی یہ بدی پیش آئیگی اب اسوقت اپنے باغ مین دصوم مچارہی ہوگی حقیقت
مین بسرام جو سوکر اُٹھی اُٹھتے ہی پوچھا گلشن کہان گئی کنیزون نے کہا سرو آزاد
اُسکے ساتھ تھی وہ دونون اُٹھکر چلی گئین جاگون کو بھی نہین جگایا بسرام بکتی جھکتی اُٹھی کہتی
ہوئی کہ راتون کو چھوکری کو ساتھ لیکے بی سرو آزاد پھرتی ہین اگر میری بچی کو کچھ ہوگیا
تو بی سرو آزاد سے سمجھونگی یہ کہکے اُٹھی منھ دھونے نہر پر جو آئی گلے پر خیال کیا ایک
چیخ ماری کہا لو صاحب غضب ہوا لوح محفوظ کیا ہوئی ہائے مجھ کمبخت نے خیال نہ کیا ہرا بر
سامری نامے مین صاف صاف لکھا ہو کہ تمھارے ہی گھر سے آگ لگے گی کنیزون نے
کہا آپ کی صاحبزادی آپ کے پاس سوتی تھین ہم لوگ لوح لیکر کیا کرتے آپ نے
خیال بھی کیا تھا کس حال سے اُٹھین تھین آنکھون مین حلقے پڑے ہوے چہرہ اُداس
کلام کرنے مین یہ حال تھا کہ کہتی کچھ تھین نکلتا کچھ تھا اگر آپ آزردہ نہ ہون تو ہم کچھ عرض
کرین بسرام نے کہا کہو کنیزون نے عرض کی واری طلسم کشا بہت حسین ہو بی گلشن
اُسپر عاشق ہوئین آپ نے یہ بھی دیکھا کہ بات بات مین اشعار پڑھتی تھین ہر مرتبہ یہی
قول تھا کہ ہم ایسونکا کیا ذکر ہو عشق نے گھر کے گھر مٹا دیے مجنون دیوانہ کہلایا
قیس نام تھا عاشق لیلیٰ مین مجنون لقب پایا فرہاد کا عشق شیرین مین کوہکن لقب ہوا کسی
عاشق نے چین نہین پایا بسرام نے کہا ہان صاحب مجھے یاد آیا وہی لوح محفوظ
لیگئی کسی نے بہکا دیا ہوگا کہ لوح محفوظ سے شاہزادہ رہا ہوگا مگر زندہ نہ چھوڑونگی مین
اُسکے قتل سے منھ نہ موڑونگی اس منتقی نے کچھ خوف میرا نہ کیا اُنکی مان صاحب کہا
کرتی تھین کہ میری لڑکی بہت بھولی ہو دیکھو صاحب کیسا بھولا پن صرف کیا اسی تحفے
کی وجہ سے طلسم مین میری آبرو تھی خداوند کہا کرتے تھے ایسا نہ ہو بسرام طلسم کشا
سے لجائے اور لوح محفوظ دیدے مین کبھی لوح محفوظ نہ دیتی جان لگاتی اب مین
جاتی ہون یہ کہکر ہزبر آتشین پر سوار ہوئی اور طرف باغ مقبرہ کے چلی اس باغ
مین ساحرون کی قبرین ہین اسی وجہ سے نام اسکا مقبرہ ہو بسرام بقہر و غضب چلی آتی ہو
یہان وہ وقت ہو کہ شاہزادہ و ملکہ مسند پر بیٹھے ہین مگر متفکر کا اُس نے جو دیکھا کہ

سرو آزاد میری جانب توجہ نہین کرتی کہا ای شہریار اگر حکم ہو تو کچھ گاؤن سرو آزاد نے کہا یہ بن مانس کیا گائیگا نگوڑا کچھ مسخراپن کریگا مگر کاؤس نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

بنتے ہین چاندی کے چھلے حلقۂ زر ہاتھ مین ۔۔۔ بنتے ہین جاسے حنا اکسیر دلبر ہاتھ مین

بدنصیب ایسا محیطِ عشق مین ممکن نہین ۔۔۔ آبلے بنجائین لیلون مین جو گوہر ہاتھ مین

گر یہی ہو آتشِ رنگِ حنا تو بے یقین ۔۔۔ پھلیون کے بدلے پیدا ہون سمندر ہاتھ مین

آتشِ رنگِ حنا سے مشتعل ہو مثل شمع ۔۔۔ نام لکھنے کو جو خامہ لے ستمگر ہاتھ مین

یہ اثر رنگِ حنا سے یار کا ہو ای جنون ۔۔۔ لعل بنجائے اگر لے سنگِ مرمر ہاتھ مین

ہو ازل سے عاشق و معشوق کی قسمت مین فرق ۔۔۔ ہتھکڑی یان لوہے کی وان حلقۂ زر ہاتھ مین

ہو گران مکتوب تو کاتب سبک ہو قاصدا ۔۔۔ پھینک خط لیجیل ہمارا جسم لاغر ہاتھ مین

پنجۂ خورشید تابان مین زحل کا ہو یقین ۔۔۔ گر نجومی دیکھے وہ خالِ معنبر ہاتھ مین

سہل ہو ادا او دنیا سے کہین ادا دشتر ۔۔۔ بابِ خیبر تھا یہان وان جامِ کوثر ہاتھ مین

جب اچکتی ہو طبیعت بہر مضمونِ بلند ۔۔۔ طائر سدرہ کے آجاتے ہین شہپر ہاتھ مین

حشر مین مجھکو ضرر کیا نامۂ اعمال سے ۔۔۔ مدح حیدر کا جو ای ناسخ ہو دفتر ہاتھ مین

کاؤس نے اسطرح یہ اشعار گائے کہ سرو آزاد کو بھی رغبت ہوئی ہنس ہنسکر باتین کرنے لگی چارون شیدائی یک دیگر ملکر بیٹھے لیکن فلک کجرفتار گردون غدار انکو کب چین لینے دیتا ہی نہین چاہتا کہ وہ خوش ہوکر ایک جا بیٹھین جہان دو ملکر بیٹھے اور آپس مین خوش ہوے اسنے سنگ تفرقہ پھینکا معشوق کو عاشق سے جدا کرتا ہی عاشق پر ظلم و بدعت ہی فلک کی عجب کیفیت ہی یہ لوگ بیٹھے ہین اور شاہزادہ کہتا ہی کہ اب طلسم کشائی کرونگا ایک ساحر کو زندہ نچھوڑونگا مگر کاؤس چہار جانب دیکھ رہا ہی یکایک بسرام آکر پہونچی نعرہ کیا کہ او فتنہ پرداز دغاباز دیکھ بیٹھی ہی اب کہان جا کر بچیگی یہ کہکر بہرام آتشین سے آکر سرو آزاد کو بھی گرفتار کرتی مگر کاؤس بھاگ کر ایک غار مین چھپ گیا شاہزادے نے سرو آزاد کو روکا تیغ کھینچکر بڑھا بسرام

سے پیچھے ہٹ گئی اور پکار کر کہا کیون گلشن تو نے اسکو اس لایق کیا کہ مجھکو ہٹنا پڑا اب شاہزادہ دوڑتا ہی تو بسرام ہٹ جاتی ہی جب شاہزادہ کچھ دور بڑھ آیا تو بسرام جست کرکے دونون پر گری ایک چنگل ملکہ پر مارا دوسرے ہاتھ سے سرو آزاد کی گردن لی اور پکار کر کہا او متنفی اب تو اکیلا باغ مین سر ٹکرایا کرین انکو لیجا کر قتل کرونگی کیا اب زندہ چھوڑونگی ہنر برآتشین پرواکرو دونون کو لے چلی شاہزادہ تڑپ کر رہگیا ملکہ نے پکار کر کہا ای شہزادے کنیز رخصت ہوتی ہی یہ مجھکو زندہ نہ چھوڑیگی امید وار ہون کہ مزار غریبان پر آئیے گا ہماری روح بہت شاد ہوگی

نظم

پڑھوں غزل یہ جنون خیز جسکے سننے سے — رہے نہ ایک گریبان عاشقان مین تار
اتاری خاک پہ کہتی تھی گل سے بلبل زار — اٹھو اٹھو کہ چمن مین پھر آئی فصل بہار
پڑھوں مین قصۂ لیلی کو کیا بہ بانگ بلند — عدم کے خواب سے مجنون کہین نہ ہو بیدار
بقول شاعر شیرین کلام سن اک نقل — ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گزار
شہر شہر کے ہر اک آشنا کی تربت پر — جو دیکھتا ہون تو اک قبر پہ ہی نرگس زار
کیا سوال یہ مین نے کہ ای گل نرگس — تو سرنگون ہی بھلا کس لیے بخاک مزار
تب اسنے بہ تبسم جواب مجھکو دیا — عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار
کہ کام ہی گل نرگس کا نرگستان مین — تو اسکا گور غریبان مین کس لیے ہو گزار
مین اسکی آنکھین ہون جس شخص کا یہ مرقد ہی — یہ زیر خاک ہی اتنک بھی حسرت دیدار

شاہزادہ ان اشعار کو سنکر چیخین مار مار کر رو رہا ہی مگر کچھ زور نہین چلتا بسرام بلند ہوکے روانہ ہوگئی شاہزادہ تڑپا کیا یہان گلزار جادو قلعے مین بیٹھی ہی دو بیٹیان اسکی گلچین جادو و برگ جادو وہین آ اسنے کہ رہی ہی کہ بی گلشن کل سے گئی ہین مادری نے بڑی خاطر کی ہوگی خوش ہوگئی ہونگی مگر آج کیا تھا کہ جو بی گلشن وہان جا کر رہین دونون بیٹیون نے جواب دیا کہ ای مادر مہربان آج کئی دن سے بی گلشن کا عجیب حال ہی چہرہ اترا ہوا آٹھ پہر رویا کرتی ہین گلزار نے کہا ارے تمنے دیکھا تھا مجھکو کیون نہ آگاہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میری آنکھونکا تارا اوہ شوہر نے انتقال کیا خدا اسکو زندہ رکھے

اگر مجھکو معلوم ہوتا تو مین پوچھتی کہ کیون بیٹی کیا غم ہے اب وادی سے جا کر کہیگی وہ اسیوقت
گرد ہنگی تو رہجا نیکا سبب بھی کھلگیا جانتی ہین کہ وادی نے پالا ہے جو کہونگی وہ کرینگی مین تو
اٹھو پہر اسکی ضدین اٹھاتی ہون اور کچھ نہین کہتی اسی خیال سے کہ آیندہ امید اولاد
نہین یہ سب کے بعد پیدا ہوئی کیا کیا تکلیفین اٹھائین کئی آتا مین بدلین یہ ذکر تھا کہ آسمان
سے نعرہ کی آواز آئی کہ ہم بسرام جادو ہین گلزار رعنا گل پھولا گلزار نے سر اٹھا کر دیکھا کہ
بسرام ایک ہاتھ سے گلشن کے بال پکڑے ہوے اور دوسرے ہاتھ سے سرو آزاد کی
گردن پکڑے آتی ہے بسرام نے بیٹی کو میری گرفتار کیا ہے اور یہین لاتی ہو کہ بسرام آکے
اتری گلشن و سرو آزاد کو سامنے ڈالدیا کہا لو بی گلزار آج تو صاحبزادی نے بڑا ستم
برپا کیا طلسم کشا پر عاشق ہوئی ہین لوح محفوظ میرے گلے سے اتار لے گئین جاکر
دھگڑے کو دیدی بے خوف بیٹھی تھین جب مین گئی تو وہ تکوڑا تلوار لیکر اٹھا مین انکو
لگا کر ایک چمن مین لے گئی اور جھپٹا مار کر ان دونون کو لیا جو گذرا وہ گذرا اب اسکو
سمجھاؤ کہ محبت سے اسکی توبہ کرے خیر مین معاف کرونگی اور کوئی فکر کرکے لوح لونگی
گلزار پیٹنے لگی کہتی تھی کیون بیٹا تمکو افسوس نہ آیا کہ ہم لوگو نکو قتل کریگا ہم لوگ کیونکر
مقابلہ کرینگے بڑی قوت اسکو حاصل ہوئی بیٹا گلشن وادی کے قدمون پر گرو ہاتھ باندھو
اور یہ کہو کہ مجھسے خطا ہوئی بلکہ اگر بن پڑے تو دم دیکر لوح لے آؤ اپنے گھر مین چین
سے بیٹھو کیون خدمت مین لونگی سرو آزاد اب تمھارے پاس نہ رہینگی مین سمجھ گئی کہ
انھون نے یہ آتش افروزی کی ارے صاحبو یہ کیا جانے کہ عشق و عاشقی کیا چیز ہے بی
سرو آزاد نے سمجھایا ہوگا سرو آزاد بھی خاموش بیٹھی ہے گلزار نے جو بہت کہا کہ بی بی
کچھ جواب نہین دیتین گلشن نے جواب دیا کہ مین نے کیا خطا کی مین کیون قدمو نپر
گرون جو مزاج مین آئے وہ کرین ہر چند سب نے سمجھایا مگر گلشن نے عذر نہ کیا بسرام
نے کہا اسکو لیجا کر قید کرو اور ڈھنڈورا پٹوا کر اشتہار دو کہ کل صبح کو سب آکر سامنے قلعۂ گلزار
کے جمع ہون بی گلشن کو سزا دونگی کیون بی گلزار تمنے اسکا دیدہ دیکھا کہ اتنا بڑا ستم
برپا کیا اور توبہ نہین کرتی یہ کہکر گلزار نے حکم دیا کہ سامان قتل مہیا ہو بیرون قلعہ کر یا

جمع ہونے لگین اور اشتہار جابجا چسپان کیے ہر اشتہار مین یہی مضمون تھا کہ طلسم کشا گلشن آرا نے میل کیا حکم ہو بسرام کا کہ کل سر میدان جلائی جائیگی کنیزین ملکہ کو سمجھا رہی ہین اور گلشن آرا جواب دیتی ہو کہ جان میری اُس شہریار پر نثار ہو مین تو بہ نہ کرونگی ہر میدان جان دونگی تمام شہر مین بلوہ ہو ہر ایک کا قول ہو گلشن آرا ایسی شاہزادی کو بسرام جلاتی ہو بعض کہتے ہین ڈرائیگی بسرام نے گلشن آرا کو پالا ہو ہرچند کہ اُس سے بڑا جرم ہوا مگر ڈرانا منظور ہو ورنہ پری زادی کو جلا دیگی ملکہ کو لے آئیگی گلشن آرا کو کیا جلائیگی مگر سب نے یہ سُنا کہ گلشن آرا کلام مردانہ کر رہی ہو کہتی ہو مین توبہ نہ کرونگی جان دونگی اور شاہزادے کو دعائین دے رہی ہو کہ خدا اُسکو سلامت رکھے وہ میرے خون کا بدلا لیگا اور بی بسرام کو قتل کریگا بسرام کی بھی موت قریب ہو ہر گھر مین یہی چرچے ہو رہے ہین کہ بسرام کا بڑا کلیجہ ہو کہ جس پوتی کو گود مین پالا اُسکو جلانے کا ارادہ ہو بڑی آتشخو ہو دیکھیے انجام کیا ہو پھر رات رہے سے لوگ آکر جمع ہونے لگے صبح ہوتے گلزار اِس گلشن آرا کو تخت پر سوار کرکے لائی مگر گلشن آرا خاموش بیٹھی ہو آنکھون سے آنسو جاری عالم بیقراری مین پکارتی ہوئی آتی ہو کہ اے شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہو اب امیدوار ہون کہ آکر فاتحہ خیر پڑھیے گا روح شاد ہوگی بھول نہ جائیے گا مین عدم مین بھی آپ ہی کو تلاش کرونگی خدا آپ کو سلامت رکھے ہمارے خون کا بدلہ لیجیے گا دیکھنے والے حیران ہین کہ کیا ثابت قدم ہو سرو آزاد دل سے کہتی ہو صاحبو ملکہ ابھی تک بے خطا ہو اہل اسلام مین دستور ہو کہ بدون نکاح وعقد فعل باطنی نہین ہوتا بی بسرام بڑا ظلم کرتی ہین اِس ظلم کا انجام ملیگا وہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہو جسدن باغ مقبرہ سے نکلا زمین ہلا دیگا ایسے شیر کہان ہوتے ہین اُسپر تائید پروردگار ہو جو کیا وہ بن پڑا جس پر جو گذرتی ہو وہ گذرتی ہو اُنکو تو لوح محفوظ ملگئی کس ساحر کی مجال ہو کہ اُنکے قریب جائے یا اُنسے آنکھ ملائے بسرام ایسی ساحرہ آخر بھاگ کر چلی آئی اور ہمارے ساتھ یہ کرتی ہین خدا بدلہ دیگا حاضرین وقت چہرۂ ملکہ دیکھکر افسوس کرتے ہین کہتے ہین دیکھو صاحبو کیا سن وسال ہو مگر ثابت قدم کوسے جاتی ہی اپنی ہی کہے جاتی ہو

رات سے صد ہا کنیزون نے سمجھایا مگر یہی جواب دیا کہ مین نے کوئی خطا نہین کی ہو وہ صاحب اقبال تھا کہ روح اُسکو پہونچ گئی یہ ذکر تھا کہ بسرام جادو آکر پہونچی بسرام قریب تخت آئی کہا کیون گلشن آرا تو یہ بکری گلشن نے منھ پھیر لیا جب بسرام نے بہت کہا تو جواب دیا کہ جدہ جو منظور ہو وہ کرو جو مناسب ہو وہ سزا دو بس بسرام نے حکم دیا تخت اِسکا انبار ہیزم پر رکھو گلزار کو ابتک تسکین ہو گلشن کو بسرام ڈرا رہی ہو مگر بسرام نے حکم دیا کہ لکڑیون پر تیل و بارود ڈالدو منور ال و بارود ور روغن لکڑیون پہ پڑ گیا سرو آزاد تو رو رہی ہو مگر گلشن آرا خاموش بیٹھی ہو جب لوگ بہت کچھ کہتے ہین تو جواب دیتی ہو کہ تم لوگون سے پیغام ہو کہ شاہزادے کو اطلاع دینا اور کہنا کہ ایسے مقام پہ چلا یا ہو کیا عجب ہو کہ روح ہماری اُسی مقام پر رہے جب شاہزادہ آسے تو اُسکی بلا گردان ہو بسرام نے حکم دیا کہ آگ لگادو گلزار تڑپ گئی دوڑ کر قریب لکڑیون کے آئی پکار کر آواز دی کہ ای نور نظر اب خاتمہ ہوتا ہی گلشن آرا نے کہا ای مادر مہربان جاؤ صبر کرو رفاقت طلسم کشا کرنا اور ہمارا پیغام پہونچانا فرد چہ آید بے مروت بعد مردن بر مزار ما ✽ یہ استقبال تو مشتاق ہر خیز دغبار ما ✽ کیا عجب ہو کہ آواز بھی آئے فرد ای شہسوار گور غریبان پہ آنکل ✽ اپنی ہو مشت خاک بھی تیری رکاب مین ✽ مر نیکے بعد بھی سودائے زلف معنبر نہ جائیگا افسوس یہ ہو کہ اُنکا کوئی دل بہلانے والا نہین کیسا گھبراتے ہونگے ہم تو رخصت ہوتے ہین اُنکو خدا کے سپرد کیا یہان بحکم بسرام آگ لگادی اِسقدر دھوان بلند ہوا کہ آسمان تک پہونچا خیال مین ناظرین کے رہے کہ کسی نے جلتے ہوئے گلشن آرا کو نہین دیکھا اکثر دھوئین کے اندر سے آواز آئی کہ شہر یار خدا حافظ و ناصر ہماری یاد فراموش نہ ہو یقین ہو کہ ہم خواب مین آئین گے یہی حال سرو آزاد کا بھی ہوا کہ کسی نے نہ دیکھا کہ دونون پر کیا گذری تھوڑے عرصے مین وہ آگ جلکر خاک ہوئی سب دیکھنے والے روتے ہوئے اپنے اپنے مکان کو پلٹے سب سے زیادہ گلزار کا عجیب حال ہو پیٹتی ہوئی پلٹی ہو دمبدم پکارتی ہو بیٹا گلشن اب آرام ملا ہا سے جو اُس

غریق دریاے عشق کو خبر ہوگی تو وہ اپنا حال کیا کریگا گلبین جادو و برگ جادو دونون
بیٹیان گلزار کی کہتی ہین ای مادر مہربان کیون افسوس کرتی ہو جو کیا تھا اُسکا مزہ پایا اِتنا
بڑا امر کر بیٹھین کچھ خوف نہ کیا مگر سب بسرام کے دشمن ہوگئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ
بسرام نے بڑا ستم کیا اِس ضعیفہ کا پتھر کا کلیجہ تھا کون ضبط کرے شہر بھر مین رونا پڑا ہوا
ہوا اُنکے سِن کو یاد کرتے ہین اور فریاد کرتے ہین کہ کسی کو خدا یہ سامان نہ دکھائے جو کچھ
گلشن پہ گذرا اگر کس ہوش وحواس سے جان دی کس مقام پر اُسکے ہوا اس مین فرق
نہین آیا مردانہ وار کام کیا مردون سے بھی یہ ستم نہ اُٹھایا جاتا حقیقت مین گلشن آرا
عاشق صادق تھی کیا کام کر گئی ہو اگر مجنون و کوہکن ہوتے تو وہ بھی گھبرا جاتے جان دینا
بڑی بات ہو کس مردانگی سے جان دی ہو اگر زلیخا اسکی ثابت قدمی کو دیکھتی کبھی حضرت
یوسف پر نگاہ نہ ڈالتی شب عاشقان ثابت قدم اِسکی ثابت قدمی کا دم بھرتے دفترین
عاشقون کے نام کر گئے دلبرانہ مرگئے کیا اِسکی تعریف کرین ہر گھر مین یہی ذکر ہو اور
ہر ایک کو یہی فکر ہو کر کیا ثابت قدم تھی جو کیا وہ کیا جو کہا وہ کہا شیر زن بد زن ہوئی
جسپر عاشق ہوئین اُسکے نام کا وظیفہ نہین چھوڑا اپنے کو جلا کر خاک کیا مگر معشوق کا
نام لینا موقوف ہوا لیکن شاہزادہ والا قدر بعد جانے بسرام کے باغ مین دیوانہ
وار وحشی مثال پھر رہا ہو کبھی درختون سے سر ٹکراتا ہو کبھی یہ اشعار زبان پر ہین **نظم**

دل ہی قابو مین نہین زور چلے کیا میرا	آج پر خاش پہ ہو مجھے ارادہ میرا
کھینچ شمشیر یہان بھی ہین ارادے کچھ اور	آج جھگڑا ہی چکا جاتا ہو تیرا میرا
نہ اُٹھا منھ سے کفن لوگ سمجھ جاینگے	ہاے رہنے دے پس مرگ تو پردا میرا
حسرتین دید کی جنبش نہین کرنے دیتین	روکے آتے ہین دشمن مرے رستا میرا
ہاے مرنے سے بھی سامنی نہ ہوا کچھ افسوس	حوصلہ کوئی بھی تمنے تو نہ دیکھا میرا

شاہزادہ حیران و پریشان رو رہا ہو دو کنیزین ملکہ کی گلبدن و نسترن کو بعد جل جانے
ملکہ کے خیال آیا کہ چلکر دیکھین تو اُس بہادر کا کیا حال ہو کیسا گھبراتا ہوگا حیرانی و
پریشانی غمگین وملول معشوق کا فراق چاہنے والے کا اشتیاق یہ سوچکر دونون

کنیزین آئین شاہزادے نے اُنکو پہچانا پکار کر آواز دی ای رازداران عاشق ناشاد وای
پیروان ملکہ نامراد کہان سے آتی ہو کنیزون نے عرض کی کہ حضور کے دیکھنے کو آئے ہین
اُس لیلی شمائل نے مجنون وار ثابت قدمی کی بسرام نے اُسکو جلا دیا ہر چند بسرام نے
کہا کہ عشق سے شاہزادے کے توبہ کر مگر اُسکی زبان سے نہ نکلا یہی کہے گئی کہ جو تمہارے
مزاج مین آئے وہ کرو جو چاہو سزا دو مین عاشق صادق ہون محبت سے اُسکی ہرگز منہ
نہ پھیرونگی شاہزادہ مثل تصویر تصویر حیران کھڑا سُن رہا ہی اور اُسکی جرات و ثابت قدمی پر
عش عش کر رہا ہی بیان پر کنیزون کے دریاے الفت کا جوش ہوا دونون آنکھین سحاب
گوہر بار بنگئین کنیزین تو کہکے چلی گئین شاہزادے نے شام کو تجدید وضو کر کے نماز ادا
کی دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے پکار اُٹھا کہ ای خالق کارساز وای رب
بندہ نواز اُس ثابت قدم کو دشمنون نے جلا دیا یہ تو ظاہر ہی کہ ہمہ ہجر تاثیر نہ کریگا مگر اب
کیا کرنا چاہیے شاہزادہ روتے روتے بیہوش ہو گیا خواب مین ایک بزرگ کو دیکھا
کہ فرما رہے ہین ای گل بوستان حسن وجمال وای گوہر بحر جمال وجلال ہوش اپنے درست
رکھو مناسب یہ ہی کہ کل طرف کوہ خیال کے جاؤ انجام بہتر ہوگا بعد جانے کوہ خیال کے
جو امر درپیش ہو اُسکو سمجھکر تا مقدور طلسم سے بے سمجھے قدم نہ رکھنا شاہزادہ چاہتا تھا
کہ کچھ اور پوچھے کہ آنکھ کھلگئی وقت صبح صادق تھا وضو کر کے نماز ادا کی بعد فراغ نماز
چہار جانب دیکھنے لگے مراد یہ تھی کہ کاؤس کہان گیا اگر وہ ہوتا تو اُس سے بھی ہم
صلاح لیتے کاؤس پر یہ گذری کہ جب بسرام آئی تو یہ عیار تیز طرار یہ نکلکر بھاگا باہر آکر
ایک غار مین چھپ رہا شاہزادے نے ہر چند نگاہ دوڑائی مگر کاؤس کو نہ پایا شاہزادہ
خیال مین کوہ خیال کے باغ سے نکلا یکہ و تنہا ایک جانب چلا جس صحرا مین پہونچا
کبھی صحراے ویران ملا کبھی صحراے پُر بہار رنگ بہار بے یار اُسکی آنکھون مین خار خار ہی
خار صحرا انگلیان اُٹھاتے ہین شاہزادے کو راستہ بتاتے ہین شاہزادہ پھرتا ہوا بعد
کئی دن کے ایک مقام پر پہونچا کہ دشت آباد ڈھونڈ ہونکا دشت کے نشان نہین نخل
ہرے بھرے پھلون سے لدے ہوے طائران نغمہ سرا اپنی اپنی زبان مین چہکار رہے

ہین باغبان قضا و قدر کی تعریف مین ہین شاہزادہ بیٹھا دیکھ رہا ہو کہ نوبت نقارے کی
آواز کان مین آئی اُٹھکر دیکھنے لگا دیکھا ایک بادشاہ سن رسیدہ نحیف و ضعیف چہرہ
اُداس عالم یاس پشت پر کئی جوان سرنگون رنجیدہ و کبیدہ ایک تابوت آگے رکھا
ہوا اُسکو دیکھ دیکھ کے روتا ہوا شاہزادہ حیران ہوگیا کہ سامنے ایک کوہ بلند تھا
وہان آکر وہ تابوت رکھدیا تھوڑی دیر ٹھہرا روتا ہوا پلٹا شاہزادہ یہ حال دیکھکر
اُس بادشاہ کے پیچھے چلا تھوڑی دور پر شہر تھا وہ شاہ اُس شہر مین داخل ہوا
جب بادشاہ شہر مین آئے تو دوکانداروں نے دوکانوں سے اُترکر پوچھا کہ کیون
حضور کیا سانحہ ہوا وہ بادشاہ عالیجاہ ہر مرتبہ منہ پیٹ لیتا ہے اور جواب دیتا ہے کہ مین
ناشاد و نامراد اشتیاق مین تڑپ تڑپ کے مرونگا جسطرح گیا نامراد پلٹ آیا اور کیا
نفع ہوتا صورت بھی دیکھنا مشکل ہوگئی اہل شہر سے وہ شاہ یہ باتین کرتا ہوا اپنے
دار الامارہ مین آیا شاہزادہ اُسکے پیچھے داخل بارگاہ ہوا شاہ تو روتا ہوا تخت پر
بیٹھا شاہزادہ ایک دنگل پر بیٹھ گیا جب شاہ کو رونے سے کچھ فراغت ہوئی شاہزادہ
متوجہ ہوا کہا اے بادشاہ عالی جاہ یہ کسکا تابوت لیکر گئے تھے اور کیون روتے ہو
یہ سنتے شاہ نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے مہر سپہر جاہ و جلال اے ماہ آسمان کمال
اسوقت تمنے زخم دل تازہ کردیا کیا بیان کرون دل مین کب طاقت ہے بیان کرنے
کے خیال سے زبان کو لکنت ہے بقول شاعر فرد چہ گویم از سر و سامان عمر دو بست
جوان کامل بود سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بردوشم ؎ اے شہریار اس عمر دو روزہ مین
پروردگار نے مجھکو ایک فرزند عطا کیا تھا کہ منور شاہ نام تھا جب جوان ہوا تو
اُسکی جرأت کے شہرے ہوگئے بڑے بڑے پہلوانونکو زیر کیا کئی ملک فتح کیے جو اُسکے
مقابلے مین آیا وہ اُسکے ہاتھ سے ذلیل ہوا مین نے کل سلطنت اُسکے سپرد کردی
تھی ایسے سلیقے سے اُسنے سلطنت کی کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے گرگ
و چور کا کہین نام نہین معشوقون کو ظلم کرنے سے کام نہین اب جا بجا بادشاہ ہونگے
یہان سے پیغام شادی آنے لگے جس شاہ نے نامہ لکھا کمال خواہش اُس سے ظاہر

ہوتی تھی مگر مین اپنے دل مین سوچتا تھا کہ شادی ہوتے ہی میرا فرزند مجھسے جدا ہوجائیگا
جسوقت زوجہ بیٹے جائیگی ضرور اُسکے ساتھ جائیگا میرے دل کو کیونکر گوارہ ہوگا کہ
مین جدائی اُسکی گوارہ کرون پس انکار کردیتا تھا کہ مین ابھی شادی نہ کرونگا ایک دن
سب وزیرون کو جمع کیا صلاح کرنے لگا ایک وزیر نے صلاح دی کہ حضور کا وزیر
اول پایۂ تخت کا شاہ زمعفت مین ایک گوہر بے بہار کہتا ہے اسکی دختر سے اپنے بیٹے
کو منسوب کیجیے وہ جو حضور کو خیال ہے کہ فرزند کو جدائی نہ ہو اس تقریب مین فراق
نہ ہوگا اگر صبح کو سسرال جائینگے شام کو چلے آئینگے آٹھ پہر شہر مین رہینگے مین نے اس
بات کو بہت پسند کیا وزیر میرا نیک رہا سے تھا اُس سے جو مین نے درخواست کی اُسنے
خوش ہوکر جواب دیا کہ وہ دختر حضور کی کنیز ہے جسطرح مناسب ہو انتظام کیجیے مین دل
وجان سے راضی ہون بیرون شہر ایک باغ ہے کہ اُس باغ کو بہار سا فزا کہتے ہین وہ
باغ لے لیا اور شہر کا انتظام کیا خزانہ وزیر کے سپرد کیا اُس باغ مین جلسے آراستہ ہوے
باجا بجانے لگے کہ اس شادی مین جو شریک نہ ہوگا مین اُس سے نہ ملونگا شاہزادے
و وزیرزادے اور شاہزادیان آکر شریک شادی ہوئین اور شہر بار مین پھولا نہ سماتا
تھا ارادہ تھا کل پرسون برات لیجائینگے اور دولہن کو بیاہ لیجائینگے قضا سے کا
لالہ خونخوار دختر شاہ طلسم بھی آکر شریک ہوئی مگر شاہزادے نے جو شمع جمال اُس
معشوقہ کا دیکھا بیقرار ہوگیا سہرہ وغیرہ نوچ ڈالا کہا مین شادی نہ کرونگا اور اگر کرونگا
تو لالہ خونخوار سے وہ بھی شرما کر چلی جائیگی میرا فرزند اُسی باغ مین رہنے لگا لالہ خونخوار
کا پیغام آتا تھا مگر شاہ طلسم کو ایسی پڑی کہ کسی طرح دریافت کرون کہ لالہ خونخوار
پاس منور شاہ کے جاتی ہے ایک دن ایک ساحرہ نے خبر دی کہ ملکہ تشریف لیگئی ہین
پاس شاہزادے کے بیٹھی ہین بادشاہ طلسم نے شرارۂ جادو کو بھیجا اُسنے آکے
دونون کو گرفتار کیا عجب حسرت سے قید کیا ہے کہ ایک صندوق آئینہ مین میرے
شاہزادے کو قید کیا ہے اور ملکہ کو الگ قید کیا بعد مہینا بھر کے روتا پیٹتا جاتا ہون
دیوار باغ دیکھکر چلا آتا ہون یہ غلام کا حال ہے صدہا عرضیان لکھین مگر شاہ طلسم نے

کچھ رحم نہ کیا اسی غم مین مبتلا ہون آٹھ پہر رویا کرتا ہون اسی پہاڑ کے پہلو مین وہ باغ ہو اور
شہزادہ جادو خود شاہزادے پر عاشق ہو روز سوال وصل کرتی ہو مگر میرے فرزند نے
قبول نہین کیا یہ غلام کا حال ہو کس زبان سے عرض کرون غم نے فرزند کے دنیا سے کھو دیا
لطف زندگی جاتا رہا شاہزادے نے کہا اے لالان شاہ ہم تمھارے فرزند کی رہائی کو
جائین گے مگر پہاڑ کا نام کیا ہو لالان شاہ نے کہا اُسکو کوہ خیال کہتے ہین شاہزادہ نام
سنکر مثل گل شگفتہ ہو گیا کہ مین اسی کوہ کی تلاش مین نکلا ہون شکر ہو کہ پتہ تو ملا کہ کوہ خیال
دنیا مین ہو اب پروردگار مالک ہو جو اُسکے نزدیک مناسب ہو لالان شاہ نے کہا اے
شاہزادہ والا قدر مین کیونکر گوارہ کرون کہ آپ ایسے جری بہادر کو اس بلا مین مبتلا
کرون شاید آپ جا کر کسی آفت مین پھنس جائین مین امیدوار ہون کہ تاج و تخت لیجے
بیٹھکر سلطنت کیجے ہم بڑھیا بڈھے زن و شوہر آپ کے دعاگو رہینگے شاہزادے نے
کہا اے لالان شاہ گھر کی سلطنت کم نہ تھی لیکن ہوس جرأت یہانتک لائی کہ تمسے ملاقی
ہوے بہنے جو کہا ہو وہی کرینگے سب وزرا امرا سمجھاتے تھے مگر شاہزادے نے نہ مانا
شب اُسی مقام پر بسر کی صبح کو کمر باندھی لالان شاہ سے رخصت ہونے لگے اُسوقت
لالان شاہ بہت رویا کہا اے شہریار مجھے آپ کی ذات سے یہ امید نہ تھی کہ آپ یون
جلد ہمارے سر سے ہاتھ اٹھالین گے مگر مین جا کر زوجہ سے ذکر کرتا ہون وہ آپکے
دیکھنے کی بہت مشتاق ہو چلکر اُس سے مل لیجے لالان شاہ نے زوجہ سے کہا بیچاری
مبتلاے رنج و الم گھبرا گئی کہا اُس شہریار کو ذرا بلاؤ شاہزادہ محل مین آیا زوجۂ لالان شاہ
جمال و سن و سال دیکھکر سر سے پا تک بلائین لینے لگی اور کہا اے نور نظر تمکو دیکھکر آنکھین
روشن ہوتی ہین لہذا ملک و مال لو بیٹھکر سلطنت کرو شاہزادے نے کہا اب زیادہ
تکلیف نہ فرمایئے انشاء اللہ تعالیٰ یہ آرزو ہو کہ آپ کے فرزند کو آپ سے ملاؤن تب
میرے دل کو آرام آئے وہ ضعیفہ بہت روئی شاہزادہ کو رخصت کیا جب شاہزادہ چلا
تو تمام باشندگان شہر روتے ہوے ساتھ تھے شاہزادہ جب قریب کوہ پہونچا تو بلا
تکلف داخل کوہ ہو گیا مگر جب اندر درے کے آیا وہ اندھیرا تھا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو

ز سو جھتا تھا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ پردۂ ظلمات ہو جسکے سامنے شب ہجر کی تاریکی بھی مات ہو
آخر ٹھوکرین کھاتا ہوا شاہزادہ اُس در سے کو طی کر کے جب باہر نکلا وہ سہوا ٹھنڈی آئی کہ دل
خوش ہو گیا بوے گل خود رو سے دماغ جان معطر و معنبر ہو گیا سامنے دیکھا کہ نہرین پُر آب
پانی صفائی مین لاجواب کیسا ہی آبرودار ہو مگر صفائی آب دیکھکر دل آب آب ہو یقین ہو
کہ نہایت بے تاب ہو چھوٹے چھوٹے نخل مثل گلدستے کے بعض پھولون سے بھرے ہوے
بعضون مین پھل تمام شاخین بار اثمار سے سر بسجود درگاہ رب ودود ہر سمت جھاڑیان
اُنمین طائر خوش الحان بیچ مین صحرا کے ایک چبوترا خام تکلف سے بنا ہوا گرد اُسکے چہنا سے
طولانی طائران لاثانی نغمہ سرائی کر رہے ہین باغبان ازل کی محبت کا دم بھر رہے ہین
شاہزادہ تماشہ اُس صحرا کا دیکھ رہا تھا کہ سامنے نگاہ اُٹھ گئی دیکھا ایک دریا سے معقول
لہرین مار رہا ہے اکثر مچھلیان جوش مین اُبھرتی ہین جو بہت چھوٹی ہین وہ تڑپ کے بلند
ہو جاتی ہین شاہزادہ دریا کے تماشے مین مشغول تھا کہ سامنے سے ایک کشتی معقول شیروان
نمودار ہوئی شامیانہ کھنچا ایک شاہزادی حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہوئی گرد کنیزین ماہرو لیکن
اُس شاہزادی کی آنکھون سے آنسو جاری ساتھ والیون سے کہتی ہو ہاے میری ہمشیرہ
نے کس ثابت قدمی سے جاندی مگر نہین معلوم اُسکا عاشق صادق کس حال پُر ملال مین
ہو اگر مین اُسکو دیکھتی تو کہتی کہ دو بے مروت عورتون کی تو یہ جرأت مردونکی یہ پست
ہمت ساتھ والیان سمجھا رہی ہین کہ واری اب رونے سے کیا فائدہ جو اُنکی تقدیر مین
تھا وہ ہوا اب سوا سے صبر کے چارہ نہین یہ کہتی ہوئی وہ کشتی کنارے پر آئی شاہزادے
نے اپنے کو ایک جھاڑی مین چھپا دیا مگر کنیزون نے آتے ہی اُس چبوترے پر فرش شجر
بچھایا شامیانہ استادہ کیا وہ نازنین مسند پر آکر بیٹھی کنیزین نوجوان اُنکو کب چین آتا ہو
جنگل مین پھرنے لگین کسی نے پھول توڑ کر حرم مین رکھا کسی نے پھول چنکر کان مین
پہنے کوئی پھل توڑتی پھرتی ہو کوئی اپنے حسن کے غرور مین اکڑ رہی ہو شاہزادہ دیکھ رہا ہو
کہ ایک کنیز کی نگاہ پڑی دوسری ساتھ والی سے کہا دیکھ تو یہ کیا ہو چند کنیزین اُس مقام
پر جمع ہو گئین کوئی کہتی تھی ماہ تابان ہو کوئی کہتی تھی مہر درخشان ہو کوئی کہتی تھی سنتے ہین

حضرت یوسفؑ بہت حسین تھے مگر یہ تو یوسف مصر خوبروئی ہی جمال و قد قامت دیکھو
نقشہ کھینچنے کے لایق ہی ایک کنیز بہت شوخ و شنگ آگے بڑھی کہا کیون صاحب تم نے
سمجھے کہ یہان زنانی محفل ہی بلا تکلف چلے آئے شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم ساحر اسخبال
کی ہیبر کو آئے ہین ایک کنیز نے بڑھکر چھری اوٹھائی شاہزادے نے تلوار کھینچی ہاتھ ڈالا
کہ کنیز کے دو ٹکڑے ہوے اور کنیزین بڑھکر سحر کرنے لگین جسنے سحر کیا شاہزادے نے لوح
چمکا دی الٹا سحر پلٹا اوسی کا کام تمام کیا شاہزادہ تلوار سے لڑ رہا ہی جسپر ہاتھ مارا اوسکے
دو ٹکڑے کیے جب دس پانچ کنیزین قتل ہوئین تو سامنے سے بھاگ کے پاس ملکہ کے
آئین کہا حضور ایک جلاد آیا ہی اوسنے دس بارہ کنیزون کو مارا وہ دیکھیے سامنے تلوار
کھینچے ہوے آتا ہی ملکہ نے سر اوٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال
سرو قد خورشید خد تیغہ ہاتھ مین کھنچا ہوا کنیزون کو قتل کرنے کو آتا ہی ملکہ کو پسینہ آگیا
پکار کر کہا کہ اے شہریار مجھکو قتل کیجیے مین اپنی زندگی سے بیزار ہون ہاے بعد گلشن آرا
کے مین زندہ رہی مجھے قتل کرو کہ مین گلشن آرا تک پہونچون شاہزادے نے پکار کر
کہا آپ کو اوس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق سے کیا مطلب ہی ملکہ نے کہا میری
خالہ زاد بہن تھی ایک ساتھ پرورش پائی ایک ہی مکتب مین پڑھے مگر نہین معلوم اوسکا
معشوق کہان ہی شاہزادے نے کہا وہ تنگ عشق مین ہی ہون کہ معشوق مر جائے
اور مجھکو موت نہ آئے یہ جو ملکہ نے سنا دوڑ کر ہاتھ تھام لیا کہا کیا جوہر شناس تھی نگینہ
ہیرے کا پسند کیا غرض پہ کہکے شاہزادے کو مسند پر بٹھایا کنیزون سے کہا دیکھو صاحب
انھین کے واسطے گلشن آرا نے جان دی ہم کیا صاحب نصیب ہین کہ مطلوب گلشن آرا
کو دیکھا اسوقت روح گلشن آرا کی شاد ہوتی ہوگی اسی جلسے مین باتین ہونے لگین
شاہزادے نے نام پوچھا ملکہ نے کہا مجھ بدنصیب کو الماس نارنجی پوش کہتے ہین بادشاہ
طلسم جوا انجام جادو ہی اوسکی چھوٹی بیٹی ہون آج فلک نے بڑا احسان کیا صاحب
تمھارا آنا کس وجہ مین ہوا شاہزادے نے سب کیفیت بیان کی اور کہا اے ملکۂ عالم
اگر لبسرام کو گھسکر نہ مارا تو نام اپنا ماہ عالم افروز نہ پایا لبسرام گلشن کو قتل کرکے

کیا میرے ہاتھ سے بھینگی الماس نے پوچھا کہ کیا آپ کو سحر آتا ہی شاہزادے نے لوح محفوظ
دکھائی کہ یہ بی گلشن کا صدقہ ہی کہ سحر مجھپر تاثیر نہین کرتا جب جیکا روز کیسا ہی ساحر ہو اور
کیسا ہی زبردست سحر کرے مگر مجھپر تاثیر نہ ہو اس جلسے مین ملکہ نے کئی مرتبہ گلے مین ہاتھ
ڈالدیئے شاہزادہ بھی اختلاط ظاہری کر رہا ہی کنیزون نے جو یہ معرکہ دیکھا آپس مین
کہنے لگین کل گلشن پہ یہ معرکہ گذرا آج بی الماس پہلو مین بیٹھی ہین چلکر بسرام سے اطلاع
کرین ورنہ ہم لوگون پر آفت آئیگی بسرام وہ جلاد ہی کہ ہم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑیگی اور
یہی جرم رکھیگی کہ تمنے ہمسے اطلاع نہ کی چند نے کہا کہ چلو بی بسرام سے یہ اطلاع کرین کہ
شاہزادہ والا قدر صواے خیال مین پہونچا بی الماس سے ملاقات ہو گئی چند کنیزین
بھاگین خدمت مین بسرام کی آئین بسرام ملول و حزین بیٹھی تھی کہ کنیزون نے آکر خبر کی
کہ لو ملکہ عالم غضب ہوا کہ شاہزادہ صواے خیال مین پہونچا اور بی الماس نارنجی پوش
نے بڑے اعزاز و اکرام سے مسند پر بٹھا لیا گلشن کے جلسے سے باتین ہو رہی ہین یہ سنکر
بسرام تھرانے لگی کہتی تھی ارے ان مستانیو ملکو کیا ہو گیا ہی آسمان پھٹ پڑا ہی کہ یہ سب
شاہزادیان اپنی جان دیتی ہین کچھ ہمارا خوف نہین مین نے اسی واسطے گلشن کو جلا دیا
کہ اورون کو خیال ہو اسکا یہ برا ہوا کہ بی الماس شاہزادے کو لیکر بیٹھی ہین مگر اسکا
حُسن بھی عالم افروز ہی جسنے دیکھا وہ دیوانہ ہوا ہر ایک کو خیال ہی کہ جان جائے مگر اس سے
ملین خواہ غنچۂ آرزو کھلے یا نکھلے مین ابھی جا کر بی الماس کو لاتی ہون اور اُنکا بھی یہی
حال کرون ایسا تڑپاؤن کہ عمر بھر یاد کرین اپنے نصیبون کو رو یا کرین یہ کہکر پھر اُتشین
پر سوار ہوئی طرف صواے خیال کے چلی یہان وہ وقت ہی دونون شیدا الیک دیگر
بیٹھے ہین وہی باتین ہو رہی ہین الماس ہر بات مین کہتی ہی کہ مین روح کو بہن کی شاد
کرتی ہون یقین ہی کہ آج شب کو میرے خواب مین آئین شاہزادہ کہتا ہی اے ملکہ الماس
کیتیں سب کہان گئین ملکہ نے کہا جہان چاہین جائین مین اب آپ کا ساتھ نہ چھوڑونگی
روح گلشن کو شاد کرونگی ایک کنیز کہ بانون سے لگی ہی وہ سامنے بیٹھی ہوئی کچھ اشعار
عاشقانہ گا رہی ہی ملکہ نے شراب پیش کی کہ میرے ہاتھ سے جام پیجیے شاہزادے نے

فعل مذہب بیچ مین پیش کیا ملکہ نے کلمہ پڑھا دونون شراب پی رہے ہین آپس مین دل لگی
ہو رہی ہے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے شرم کو اس محفل مین شرم ہے کہ آسمان سے آواز آئی
کیون الماس یہ تو نے کیا کیا اس شقی کو پہلو مین بٹھایا گلشن کا حال سنا اور بہیر یکتائی
یہ کہکر زمین پر اتری شاہزادے نے تیغ کھینچا جب شاہزادہ بڑھا تو لبسرام پیچھے ہٹی شاہزادے
کو دوڑانے لگی جب لبسرام نے دیکھا کہ شاہزادہ دوڑتے دوڑتے تھک گیا ہے چھینکر الماس
کو لیا الماس نے پکار کر آواز دی ای شہریار آرزوے دل پوری ہوئی ہم پاس گلشن کے
جاتے ہین اب گلشن کے ہم پہلو ہونگے وہ بھی جانے کہ ہمین ایسی ہوتی ہین کہ عدم تک
آکر ملاقات کی شاید یہ خیال ہو کہ معشوق کو ہمارے پہلو مین بٹھایا اُسکا جواب یہ ہے کہ
تمھارے نام سے اُنسے ملاقات ہوئی خیال مین آیا کہ ہم جو اُنکی خاطر کرینگے تو روح ملکہ
گلشن آرا خوش ہوگی شاہزادے نے دیکھا کہ لبسرام بلند ہوا چاہتی ہے تیر و کمان کو
اٹھایا اور دعا کرکے تیر مارا تیر جاکر سینے پر لبسرام کے پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا
لبسرام کے ہاتھ سے ملکہ چھوٹی شاہزادے نے دوڑ کر ملکہ کو روکا لبسرام نے تڑپ تڑپکر
جان دی اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من لبسرام جادو بود
مرنا لبسرام کا چند کنیزین جو ساتھ آئی تھین وہ تو یہ کہتی ہوئی بھاگین کہ آج رکن طلسم
آبگینہ گر گیا چلو چلکر ملکہ گلزار سے اطلاع کرین گلزار غمگین بیٹھی ہے گلشن آرا کو یاد کرکے
رو رہی ہے کہتی ہے ہاے میری بچی کو بے خطا قتل کیا لبسرام کو سامری و جمشید غارت کرین
ایسا ستم کیا کہ مین بیکار ہو گئی میرا بات کرنے کو جی نہین چاہتا یہی جی چاہتا ہے کہ منہ لپیٹے
پڑی رہون ہاے بیٹا گلشن تجنے بڑا صدمہ اٹھایا جب آگ بدن مین لگی ہوگی تو کیسی
تڑپتی ہوگی مگر مجبور کیا کرے اُسی مین بیٹھی رہی تڑپ تڑپ کے جان دی جلوۂ عشق
اُسنے دکھا دیا ہاے جب رات کو مین بھجانے گئی تو مجھکو بگڑ کر جواب دیا کہ مادر مہربان
جو کیا وہ کیا اب کیونکر توبہ کرین آپ نہ بھجایئے انشاء اللہ میرے قتل کرنے والے
سب قتل ہونگے آپ اپنے کو بچایئے گا ہاے گلشن اپنی جان پر بنی ہوئی تھی مگر مجھکو
نصیحت کرتی تھین باہر سے جو آتی تھین تو دوڑ کر لپٹ جاتی تھین دونون بیٹیان بھی

سمجھا رہی ہین کہ مادر مہربان اب صبر کیجیے رونے سے گلشن سے ملاقات نہ ہوگی مگر اس
شاہزادے کو گرفتار کرنا بہت دشوار ہی جو کوئی مکر کریگا تو البتہ گرفتار کرلیگا بے مکر وہ گرفتار
نہ ہوگا صاحب طاقت وقوت لوح محفوظ اُسکے ہاتھ مین آئی لوح طلسمی کو بھی تلاش کریگا
صاحب اقبال ہی ایک روز لوح بھی پاجائیگا بقول آپ کے بسرام کو ڈھونڈھ کر مارے گا
یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین آکر پہونچین سامنے گلزار کے سر دے مارا کہ اس شاہزادے کو
نہین معلوم کسنے راستہ بتا دیا کہ وہ جوان صحرا سے خیال مین پہونچا بی الماس عاشق
ہو گئین پہلو مین بٹھا لیا ہم لوگون نے جا کر بسرام سے اطلاع کی بسرام گئین اور ہاتھ
سے شاہزادے کے قتل ہوئین وہ دونون خوش خرم بیٹھے ہین لاش بسرام کی صحرا
مین پڑی ہو دونون بیٹیان گلزار کی اُٹھین مگر گلزار کہتی ہو خوب ہوا جو اس حرامزادی
نے ظلم کیا تھا اُسکا آخر عوض ہوا اُسکی معشوقہ کو مارا تھا اُسنے بدلا لیا گلزار کی دونون
بیٹیان اُٹھین کہ مادر مہربان ہم جا کر دونون کو لاتے ہین اول جا کر لاشہ جدہ کا اُٹھائین
پھر اُن دونون کو گرفتار کرین گلزار نے کہا بیٹا ایسا نہ ہو تم پر بھی ہاتھ چل جائے تو
باعث خرابی ہو گلچین و برگ نے کہا ہم وہ حرکت نہ کرینگے غفلت مین سب کام کرلین گے جب
وہ سو جائین گے تو گرفتار کرینگے بڑے غضب کی بات ہو کہ بزرگ طلسم مارا جائے اور
ہم سے کچھ نہ ہوسکے یہ کہکر دو ہزار کنیزین اپنے ساتھ لین اور یہ دونون چلین یہان یہ
دونون پاس بیٹھے ہین جام چل رہا ہو کسی کی فکر نہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم گلچین و
برگ جادو کیون بی الماس دادی کو قتل کرایا معشوق کو ساتھ لیکر بیٹھی ہو گلشن
کا خوب حیلہ خیال مین آیا اسی حیلے سے ملاقات ہوئی ہم لاشہ جدہ کا لینے آتے ہین لیکن اسکے
آکر تمھاری بھی فکر کرینگے اب بچنا دشوار ہی یہ کہتی ہوئی قریب لاشہ بسرام آئین مگر
الماس نے کہا اے شہریار اب سب کو خبر ہو گئی سب ہمارے آپ کے دشمن ہوئے
اب جان بچنے کی کون صورت ہی شاہزادے نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ مین سب کو جواب دونگا
ادھر گلچین و برگ لاش بسرام کی لیگئین لاش کو جا کر جلایا نار یہ واصل جہنم ہوئی اب
یہ دونون صلاح کرکے چلین صحرا سے خیال مین پہونچین دیکھا دونون بے غم بیٹھے ہین

دونون نے پکار کر آواز دی او شہریار اُٹھیے ہمنے مقابلہ کیجیے یہ کہکر آگ برسانے لگین
شاہزادہ لوح چمکانے لگا تمام آگ پانی ہوکر بہ جاتی ہو گلبن تو شاہزادے سے مقابلہ
کر رہی ہی برگ نے جست کرکے الماس نارنجی پوش کو لیا الماس نے پکار کر آواز
دی او شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہو مزار غریبان پر آئیے گا فاتحہ ضرور پڑھ جائیے گا ورنہ
قبر مین روح بیچین رہیگی اب بہن سے جا کر ملین گے کچھ پیغام دیجیے گا دونون کا رونا
اور بلکنا دیکھکر گلبن نے برگ سے بمکاری پکار کر کہا کیون بہن عاشق و معشوق کو جدا
کرتی ہو ہم انھین کی تابعداری کرینگے برگ یہ سنکر اتر آئی الماس کے قدمون کو بوسہ
دیا کہا واری ہم آپ کے ساتھ ہین انجام سے ڈرینگے لوح کی فکر کرینگے آیندہ خدا کو اختیار
ہو شاہزادہ بھی خوش ہو گیا الماس نے کہا بہنون تمنے ہمکو خوب راضی کیا دیکھین اب
کیا ہوتا ہو گلبن اور برگ نے کہا اب کچھ نہ ہوگا ہم آٹھ پہر حفاظت کرینگے غیر کو آنے
نہ دینگے آیندہ خدا کو اختیار ہو دونون کو ساتھ لیا قریب صحرا کے ایک باغ تھا اسمین
جا کر اتارا خدمت کرنے لگین یہ دونون مسند پر بیٹھے ہین گلبن و برگ خدمت کر رہی
ہین اپنے سامنے کھانا کھلایا پانی پلایا شراب دونون کو پلائی کہا اب آپ آرام فرمائیے
ہم پہرا دیتے ہین دونون نادان غافل از شعبدہ بازی فلک پلنگ پر آکر سو گئے جب
دونون نے آرام کیا تب گلبن نے لوح شاہزادے کے گلے سے اتار لی اور پالکا
کی اور منفی اٹھو جس شی کا تجھکو گھمنڈ تھا وہ ہمنے لے لی شاہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا
سب جادوگرنیان گھیرے ہین گلبن نے شاہزادے پر سحر کیا۔ شاہزادہ بیہوش ہو کر
گرا دیک بہن نے الماس کو گرفتار کیا اور تختون پر دونون کو ڈالکر نوبت نقارے
بجاتی ہوئی طرف قلعۂ گلزار کے چلین انکو تو یہین چھوڑیے اب حال کاوس سنیے یہ رات
بھر غار مین چھپا رہا صبح کو باغ مین آیا شاہزادے کو نہ پایا حیران ہوا کہ میرا آقا کہان گیا
تلاش کرتا ہوا چلا کئی دن مین قریب کوہ مقناطیس کے پہونچا وہانکا میلہ دیکھا پہلو مین
جو پہاڑ کے آیا تو کان مین آواز گانیکی آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

اِس سے مرنا مجھے اپنا تلق جان ہوگا	کر نہ دینگے کا مجھے وہ تو پشیمان ہوگا

گر یہی آپ کے انکار رہیں گے تا صبح
تو سلامت ہو تو عالم کو کرے گا مجھ سا
ہائے میرا یہ ہوا حال کہ تجھ سا بے درد
دم تو نکلا بھی مگر دل سے نہ پیکان نکلا
کیوں ڈراتے ہیں یہ واعظ کہ خبردار رہو
قتل کر رحم کے بدلے کہیں حل ہو مشکل
میں تو مرتا ہوں فقط حشر میں جینے کے لیے
بیٹھے دیکھی نہ کونے میں بھی وحشت مجھکو
دیکھیں کیا اُس پہ گذرتی ہے خدا خیر کرے
کثرت داغ جدائی جو یہی ہے تو نسیم

وصل کی شب یہ گمان شب ہجران ہوگا
ہائے پھر کون مرے حال کا پرسان ہوگا
خاص اسواسطے آتا ہے کہ پرسان ہوگا
یہ بھی شاید اُسی بیرحم کا ارمان ہوگا
کیا جہنم بھی کوئی کوچۂ جانان ہوگا
مجھکو اس جینے سے مرنا بہت آسان ہوگا
کہ مرے ہاتھ میں وان آپ کا دامان ہوگا
صبح کو زیر قدم صحن بیابان ہوگا
ہائے وہ اشک جو میرے تہ دامان ہوگا
اب تو اپنا بھی جگر رشک گلستان ہوگا

کاؤس نے جو یہ آواز سنی دیوار پر چڑھکر دیکھا ایک جادوگرنی بیٹھی ہے اور ایک بندریا کی کھال اُسکے پاس رکھی ہے روپیہ جو رکھا ہے وہ سب کو بانٹ رہی ہے یہ وہی جادوگرنی ہے جو بندریا بنکر تخت پر بیٹھتی تھی کاؤس دیوار سے اُترکر ایک گوشے میں چھپ رہا جب سب سوئے تو چھپٹ کر قریب ساحرہ کے آیا وہ جو بزرگوں کی باتیں ہیں اُسی طرح سے ساحرہ کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر ایک گوشے میں لایا زمین کھودی اُس ساحرہ کو اُسی میں دفن کیا اوپر سے مٹی بہت سی ڈالدی خود اُسی ساحرہ کی شکل بنکر پلنگ پر سو رہا صبح کو جب اُٹھا کنیزوں نے آکر سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا اُسنے کنیزوں سے کہ قدرت کو معلوم ہے کہ جس راہ سے جاتے ہیں مگر آج بھول گئے راستہ بتاؤ کنیزوں نے کہا یہ کھال پہنیے اور گوشۂ باغ میں نقب ہے اُس میں سے نکلکر تخت پر بیٹھیے اور گھنٹ نوازوں کو بلا کر جو حکم دینا ہو وہ حکم دیجیے ہم لوگ مجبور و ناچار ہیں قدرت کے ساتھ نہیں جا سکتے یہ سنکر کاؤس نے کھال پہنی اور جاکر نقب میں داخل ہوا اُسی حجرے میں پہنچا گھنٹ نواز و ناقوس نواز اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں کہ ایک آواز آئی او بندگان من جلد آکر حاضر ہو سب برہمن آپس میں کہتے تھے کہ نہیں معلوم آج کیا معرکہ ہے کہ خداوند خدا

وقت آئے آواز سن سنکے سب برہمن لوگ آکر جمع ہوئے کاؤس نے حکم دیا ہماری
مُہر لیجاؤ اور فرمان لکھو کہ سب آکر حاضر ہون قدرت فیض جاری کرینگے سب کو شراب
پلائینگے کہ عمرین سب کی بڑھجائین فی الحال ہنگامہ ہو رہا ہو کہ طلسم کشتا آتا ہو جب عمر
بڑھجائیگی تو کوئی اُسکو قتل نہ کرسکیگا مٹکے شراب کے جمع کرو برہمن اُسی وقت بھاگے
پہلے گلزار کو خبر کی پھر جا کر انجام کو نامہ دیا اور شاہ و شہریار زادون کو نامے دیے
کاؤس کو منظور یہ ہو کہ بادشاہ طلسم کو مار ڈالون میرا آقا غالب آجائے پھر طلسم مین
کون بول سکیگا یہ تو اس فکر مین ہو مگر گلزار نے بیٹیون کو حکم دیا کہ تم پہلے جلو مین بھی
آتی ہون گلبن و برگ چلین یہان صبح ہوتے ہوتے سب میلہ جمع ہو گیا جسنے یہ خبر
سُنی کہ عمر بڑھائی جائیگی وہ خوشی خوشی آیا اور شریک جلسہ ہوا یہان کاؤس نے
حکم دیا برہمنون نے مٹکے شراب کے اور گھڑے بھر کر رکھدیے کاؤس نے بیہوشی
سب مین ملادی جب سب جلسہ جمع ہو چکا کاؤس کسیکا نام تو جانتا نہین پہلی بیاری
حکم دیدیا کہ سب شراب پیین سب جادوگرون نے شراب پینا شروع کیا میلے کے
لوگ برہمنون کی منتین کر رہے ہین کہ ہمکو بھی ایک جام پلانا برہمنون نے ہزار ہا روپیہ
تحصیل لیا جب شراب پی چکے تو کاؤس نے پکار کر کہا کہ اب سب اُٹھکر قدرت کے
سامنے ناچو اور تماشے کرو قدرت آج بہت خوش ہین اور محفل مین ہنگامہ ہونے
لگا سب پر گدعا برن کا اثر ہوا جو اُٹھا وہ ڈگمگا کر گرا تھوڑے عرصے مین دیکھا کل
اہل محفل بیہوش ہوئے کاؤس کھال اُتار کر حجرے سے نکلا کسی کو پہچانتا نہین ہو خنجر مارنا
شروع کیے جادوگرون کے مرنے کا غلغلہ ہوا کاؤس نے کوہ سے دیکھا کہ حلوائی یا تو
مٹھائی بنا رہا تھا یا اُٹھکر بھٹی مین پاندر پڑا دوسرے نے پکار کر کہا بھائی مین بھی آیا
تھوڑے عرصے مین سارا میلہ بھی بیہوش ہوا اجی مین کہتا ہوا کاؤس تدبیر کو بھی کیا
دخل ہو کہ میرا اکیلے نے سب کو بیہوش کر دیا پھر خنجر برہنہ لیے باہر نکلا جادوگرونکو قتل
کرنے لگا مگر گلبن و برگ دونون راہ مین آتی تھین کان مین جادوگرون کے مرنے کی
آواز آئی گلبن نے برگ سے کہا کہ آج مقام خداوندی پر کیا غدر ہو صدہا جادوگرونکے

مرنے کی آواز آرہی ہے برگ نے کہا قدرت نے تقدیر کی ہوگی سواے بہتری کے اور کیا ہوگا غمومین سب کی بڑھ رہی ہین دونون نے تخت پر جاکے اسوقت پہونچین آسمان سے دیکھا کہ ایک عیار دبلا پتلا جادوگرون کو قتل کر رہا ہے دہین سے آواز دی کہ او مکار یہ کیا کرتا ہے منم گلبن جادو و برگ جادو کاؤس نے چاہا بھاگون گلبن نے گرہ کی آواز دی کاؤس گرا بیہوش ہوگیا گلبن نے آکر سب کو ہوشیار کیا دریافت کرتی تھین کہ خداوند کیا ہوے باغ مین جاکر دیکھا تو کہین نہ پایا یکایک آواز مرنے کی خبیثہ کے سنی سمت آواز کے چلین تو جاکر دیکھا کہ خبیثہ ایک گڑھے مین مری پڑی ہے اُسکا لاشہ اُٹھا یا جاکر دفن کیا سب ساحر افسوس کرتے تھے کہ ہمارا مذہب خوب خراب ہوا ایک جادوگرنی کو سجدہ کیا سامری وجمشید کو بھولے اُسی کا یہ انجام ہوا کہ ہزارہا جادوگر مارا گیا برہمنون کو وہان سے اُٹھا دیا مجرہ کدہ واڈالا کاؤس کو ایک قفس آہنی مین بند کیا قید لیکر گلبن و برگ قلعہ گلزار مین آئین گلنار نے کہا ارے تو کون ہے کہ ہماری خداوند کو مارا صدہا جادوگرون کا خون کیا اب کہ تیرا کیا حال کرین ہنسکر کاؤس نے کہا مین تو ایک گویے کا لڑکا ہون میرا گانا سنیے بہت خوش ہوجیے گا گلزار تنہائی مین لائی کاؤس نے یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانا شروع کیے نظم

حشر کے روز اگر داد طلب دل ہوگا — لب ہلانا مرے جلاد کو مشکل ہوگا
ہاتھ پڑ جائین گے لاکھون کے بہم حشر ایل — چاک غنچون کی طرح دامن قاتل ہوگا
حشر کو کاغذ اعمال دکھائین گے بشر — میرے ہاتھون مین فقط آبلۂ دل ہوگا
کیا عجب چونک پڑے خواب گرانسے دل گل — نالہ کرنے مین بھی احسان عنادل ہوگا
ہوے ہنسکر جو لب یار کے لیتا تھا — ساقیا جام نہ ہوگا وہ کوئی دل ہوگا
کہتے ہین قتل کرینگے وہ لحد پہ آکے — فیصلہ آج ہمارا سر منزل ہوگا
ہوگئی قتل مین تاخیر تو یہ جوش کہان — قصد قاتل کی طرح شوق بھی باطل ہوگا
آج غنچون نے صدائین جو نہین دین شاید — کچھ صبا کو ادب خواب عنادل ہوگا
قدر رہنے کی نہین بات جو بگڑی گی نسیم — قدح مہر بھی اک کاسۂ سائل ہوگا

اِس رنگ سے یہ اشعار گانے لگی گلزار بیقرار ہوگئی کہا مین تجھکو قید سے رہا تو نہ کرونگی
مگر باغ خزان نصیب جو ہمارے بزرگون کا ہے اُسمین چلکر رہون تیرا گانا سنونگی اور
قفس ہاتھ مین لیکر بیٹیون سے کہا کہ شہر سے ہوشیار و خبردار رہنا مین باغ مین جاتی
ہون یہ کہکر قفس لیے ہوے باغ مین آئی بارہ دری مین بیٹھکر گانا کاؤس کا سننے لگی
جب کاؤس کا چکتا ہو تو پھر قفس مین بند کر دیتی ہو قفس سامنے لٹکا رہتا ہی آخر وہ زمانہ آیا
کہ گلبین و برگ نے شاہزادے و ملکہ کو گرفتار کیا لوح محفوظ لیلی قید لیکر شہر مین آئین
مان کو عرضی لکھی کہ اے مادر مہربان ماہ عالم افروز و ملکہ الماس نارنجی پوش کو ہم گرفتار
کرلائے ہین جو حکم ہو وہ بجالائین گلزار نے جواب مین لکھا کہ دونون قیدیون کو لیکر
اِسی مقام پر آؤ ہم تم ملکر حفاظت کرین مسلمانون کے مددگار جابجا ہین ایسا نہو تمکو
صدمہ پہونچے گلبین و برگ قید شاہزادے کی لیکر طرف باغ خزان نصیب کے چلین
چند کنیزون ساتھ مین کچھ دروازے پر چھوڑین کہ خبردار کوئی آنے نہ پائے کسی کو آنے
نہ دینا ہم اندر جاکر حفاظت کرینگے گلزار گانا سن رہی تھی کہ کنیزون نے خبر دی کہ گلبین
و برگ قید شاہزادے کی لاتی ہین مہتر کاؤس نے یہ سب ماجرا سنا یا تو گلزار گانا سنتی
تھی یا کاؤس کو قفس مین بند کر کے مسند پر بیٹھی کہ گلبین و برگ نے لاکر قیدیونکو پیش
کیا گلزار نے حکم دیا دونون کو باندھ دو اے گلبین و برگ تم بھی جاگتی رہو بہت ہوشیار
رہنا اور کنیزون کو حکم دیا کہ سامنے حاضر رہو کنیزین سامنے حاضر ہین گلبین و برگ
آکر سامنے بیٹھین کہ گلزار نے پکار کر آواز دی اے گلبین مین نے دیکھا کہ طلسم کشا سے
تو اشارے کر رہی ہے گلبین نے ہاتھ باندھکر عرض کی مین تو فقط بیٹھی ہون کسی سے اشارہ
نہین کیا گلزار نے کہا میرے قریب آؤ تو مین بتاؤن گلبین جب قریب آئی تو گلزار نے
کہا منھ کھولو جیسے ہی گلبین نے زبان کھولی گلزار نے سوزن دیدی اور ستون سے
باندھا پھر آواز دی اے برگ جادو تم کسی سے میل نہ کرنا دیکھو اسوقت مین خود
حفاظت کر رہی ہون اگر بعد مین کچھ عیب دیکھنا تو برابر گرفتار کر لینا یہ وہ وقت ہو
کہ ایک کو ایک کا پاس نہین کرنا چاہیے ایسا نہو کہ طلسم کشا رہا ہو جائے تو باعث

خرابی ہو برگ نے عرض کی میں خوب ہوشیار ہوں جو مزاج میں آئے وہ انتظام کیجیے
کمشولی پر برگ بیٹھی گلزار نے پھر آواز دی کہ کیوں بی برگ آنکھ سے کیا اشارہ کیا
ہاتھ سے کیا پتہ دیا برگ نے کہا او مادر مہربان میرا تو ہاتھ پانوں نہیں ہلا خاموش
بیٹھی ہوں گلزار نے کہا میرے قریب آؤ جیسے ہی برگ قریب آئی گلزار نے کہا منھ
کھولو برگ نے منھ کھولا گلزار نے برگ کی بھی زبان میں سوزن دی کنیزوں کو بھی
فرداً فرداً باندھا سب گرفتار ہو چکے تو گلزار مسند سے اٹھی ٹہلتی ہوئی شاہزادے
کے قریب آئی کہا اے شہریار غلام کو آپ نے پہچانا میں وہ بندہ بے نظیر فرزند خواجہ عمرو
عیار پرغرور نور نگاہ شاپور شاہزادہ ہنس پڑا پوچھا اے حق روا الگر یہ عیاری کیونکر
کی کاؤس نے بیان کیا جب گلبن کی عرضی آئی اور مجھکو معلوم ہوا کہ حضور قید ہو گئے
اُس وقت میں نے گلزار کو بیہوش کیا اپنی شکل بنا کر قفس میں بند کر دیا یہ کہکر لوح محفوظ
گلے میں ڈالی شاہزادے نے قید توڑی ملکہ کو بھی رہا کیا اور گلزار کو ہوشیار کیا اب
گلزار نے دیکھا کہ بی الماس تخت پر بیٹھی ہیں بیٹیاں بندھی ہوئی ہیں تمام کنیزیں قید
ہوش و حواس اڑ گئے الماس نے قریب آکر کہا خالہ امان اب ہم پر احسان کیجیے دیکھا
آپ نے کہ آپ لوگوں کے مذہب کا یہ انجام ہو کہ ایک ساحرہ بند رہا پکڑ بیٹھی سب نے
سجدہ کیا مناسب یہ ہو کہ پروردگار کو سجدہ کیجیے تو مذہب درست ہو یہ مذہب نہیں ہو
کہ جسنے شعبدہ دکھایا اُسی کو سجدہ کیا گلزار کا دل روشن ہو گیا اشارہ کیا کہ اے نور نظر
میری زبان سے سوزن نکالو تو میں جواب دوں اب مکر نہ کرونگی کاؤس نے بڑھکر
زبان سے گلزار کی سوزن نکالی گلزار قدموں پر شاہزادے کے گری ہاتھ باندھکر
عرض کی میں حضور کی کنیز ہوں آج مترکا ؤس نے کیا کار نمایاں کیا کہ مجھ ایسی سلوہ
کو اور دھوکا دیا اور گرفتار کرکے قفس میں بند کر دیا میں قائل ہوئی کہ آپ بڑے
اقبالمند ہیں اب چلکر قلعے کو اسلام آباد کیجیے شاہزادہ سوار ہوا الماس کو تخت پر
سوار کیا گلزار و گلبن و برگ اہتمام کرتی ہوئی ساتھ ہیں قلعے میں داخل ہوئے
قلعے والوں نے دیکھا کہ ابھی تو قید ہو کر آئے تھے اب رہا ہو کر آئے ہیں گلزار

نے للکار کے کہا کہ میں نے بدل شاہزادے کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو وہ
قلعے میں رہے ورنہ ہمارے قلعے سے نکل جائے سب شہر والے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوکے
گئے دیرکدے مسجدوں کی بنا ہوئی سارے شہر میں مشہور ہوا کہ گلزار مع بیٹیوں کے
مسلمان ہوئی جب دربار کا وقت آیا تخت پر ملکہ الماس نارنجی پوش بیٹھی ایکجانب
گلزار دوسری طرف گلبن و برگ بیٹھی ہیں صحبت عیش و طیش آراستہ ہوئی ایک ساقی
بچہ شوخ و شنگ موسوم بہ ہوشنگ شراب پلاکر سامنے بیٹھا یہ اشعار گارہا تھا نظم

ساقیا دے مجھے شتاب شراب — کب سے کرتا ہوں میں شراب شراب
ہجر میں آگ ہوگیا پانی — دل کو کر دیتی ہے کباب شراب
ہیں قلوب اُسکے نور سے روشن — کیوں نہ کہلائے آفتاب شراب
ہو مزادار عیش آخر عمر — صبح پیری ہے آفتاب شراب
ہو مرا جام زندگی لبریز — ساتھ اپنے پیئیں جناب شراب
ہو مری مستی میں ہشیاری — کہ ہے بے لطف وقت خواب شراب
فصل میں یہ عجب نہیں ہے اگر — ابر برسائے جائے آب شراب
ساقیا ہے تری جدائی میں — داغ دل رشک ماہتاب شراب
نرگس مست یار کے آگے — ہوئی غیرت سے آب آب شراب
داغ دل میں نمک چھڑک اے نیر — کر نہ ہو محتسب خراب شراب
نہیں ساقی تو کیا کروں ناسخ — نہ مطرب ہمیں سحاب شراب

صحبت عیش و نشاط گرم ہے مگر لیبرام جو اِس قلعے میں آئی تھی اور آکر تخت پر بیٹھتی
تھی ایک عصائے مرصع کار سامنے تخت کے رکھا رہتا تھا وہ عصا کنیزوں نے حاشیے
تخت کے رکھدیا ایک جادوگر موسوم بہ تکفیل جادو نے دیکھکر کہا او شاہزادے بس
اب پلٹ جائیے آپ نے طلسم کا کیوں بیجا کیا شاہزادے نے کہا مجھکو ہدایت ہوئی
بزرگان دین خواب میں آئے یہ بہبودی حاصل ہوئی کہ دختر شاہ طلسم قبضے میں آئی
اب لوح طلسم بھی انشاء اللہ ملیگی تکفیل بول اُٹھا وہ ہدایت شیطانی ہوگی شاہزادے کو

بہت ناگوار ہوا وہ عصا سے مرصع کا اٹھا کر تکفیل پر مارا تکفیل تو ہٹ گیا وہ عصا زمین پر
پڑا کر بیچ مین سے ٹوٹ گیا ایک پرچہ کاغذ کا اسمین سے نکلا کاؤس سمجھا کہ کسی خزانے کا نشان
ہو پرچہ اٹھا کر شاہزادے کو دیا اس پرچے کو شاہزادے نے پڑھا بخط جلی یہ مضمون لکھا
تھا کہ اگر قلعہ گلزار قبضے مین آئے تو گلزار کو مناسب ہی کہ طلسم کشا کو ساتھ لیکر کنارے
دریاے محیط کے جائے اور یہ اسم حاشیہ پڑھکر آواز دے کہ ای ماہیار جادو حاضر ہو
لبسرام کا خاتمہ ہوا اور مین نائب طلسم ہوئی لوح طلسمی وہ دیگا شاہزادے نے کہا
او بد اعتقاد دیکھ پروردگار نے ہمارے کیسی مدد کی ای گلزار جادو طرف دریاے محیط
کے چلو تو لوح طلسمی کا پتہ ملے گلزار نے تخت سحر بنایا کیا شاہزادے کو اسپر سوار کر لیا
کاؤس نے کہا مین بھی چلونگا اپنے آقا کو اکیلا نہ چھوڑونگا گلزار نے کاؤس کو بھی سوار
کر لیا کنارے دریاے محیط کے پہونچے شاہزادے نے اسم پڑھکر آواز دی گلزار
برابر کھڑی ہو کر پانی کو جنبش ہوئی دریا مین کھولا پیدا ہوئی ہزار ہا مچھلیان نکلین اور
ایک ماہی کلان نکلی کہ اسپر ایک جادوگر سوار ہے نعرے کرتا ہوا کہ منم ماہیار لوح دار گلے
مین ایک تختی پڑی ہوئی کہ مثل برق چمک رہی ہی گلزار نے بڑھکر کہا کہ ای ماہیار لبسرام
کا خاتمہ ہوا مین نائب طلسم ہوئی جو تحفہ تمھارے پاس ہی وہ حوالے کرو اس ساحر نے
کہا ای گلزار مجھکو سب حال معلوم ہی تم شریک طلسم کشا ہو گئین یہ کہکر ہاتھ ہلایا ایک
برق گری گلزار کے گلے مین ایک زنجیر آہنی پڑ گئی گلزار گری اس جادوگر نے چاہا کہ ایک
ہاتھ تلوار کا مارے دون کر گلزار کے دو ٹکڑے ہون مگر کاؤس جو پہلو مین کھڑا تھا اسنے
دیکھا کہ گلزار کا خاتمہ ہوتا ہی جیدوہ حلقے کمند کے مارے وہ جادوگر گرا کاؤس نے خنجر
مار کر شکم چاک قصہ پاک ہوا سب مچھلیان جلنے لگین آواز آئی کہ گشتی مرا نام من ماہیار جادو
بود شاہزادے نے تختی اسکے گلے سے اتار لی اپنے گلے مین پہنی گلزار نے کاؤس کی
بڑی تعریفین کین کہ ای کاؤس تمنے جان بچائی اگر ذرا بھی ٹھہر جاتے تو میرا خاتمہ ہو جاتا
کاؤس نے کہا عیار کا کام ہی خدا نے اپنا فضل کیا کہ لوح دستیاب ہوئی القصار العذاب
تمامی مرحلہ جات ہوگی ماہیار جو مارا گیا لاشہ اسکا اڑتا ہوا سامنے انجام کے آیا انجام نے

سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا کہ طلسم کشا کو لیوح ملگئی اب کون طلسم کشا کو روکیگا صد ہا ساحر
دربار مین انجام کے بیٹھے ہین انجام نے جو بحسرت کہا کہ اب طلسم کشا کو کون روکیگا
ایک جادو بیٹھا ہو کہ نام اُسکا حصام جادو ہو اپنے مقام سے چمک کر اُٹھا کہ مین جا کے
طلسم کشا کو لاتا ہون وہ صدمہ دون کہ طلسم کشا تڑپ تڑپ کر جان دے یہ کہکر جدولی پر
ہاتھ ڈالا ایک بڑا سا تختہ کاغذ کا نکالا اُسپر بہت سی تصویرین بنی ہوئی تھین اُسکو دیکھتا
ہوا چلا یہان شاہزادے کو گلزار نے صلاح دی کہ لشکر اپنا بیرون قلعہ آتار یے آج
شب کو جشن ہو کل براے فتاحی تشریف لیجایے شاہزادے نے یہ قبول کیا بیرون
قلعہ ایک باغ ہو کہ وہ ملکہ الماس نارنجی پوش کے واسطے بنا ہو اُس باغ مین آکے
ملکہ اُتری شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا گلزار وغیرہ جمع ہین مہجبینان گلگون پوش کا
مجرا ہو رہا ہو یہ اشعار گا رہی ہین نظم

لہرا رہے ہین طرۂ زلف دوتا کے سانپ
اُٹھنے لگے ہین سینۂ سوزان سے پھر دھوئین
لائی صبا ہو زلف مسلسل کی نکہتین
اچھا نہین ہو طول بلا دستم شعار
دل سے خیال زلف کسی وقت کم نہین
آنیکی میرے سُنکے خبر اُٹھ گیا رقیب
شانے نے کیے ہین یار کی زلف سیاہ مین
ہیوجہ کب ہین گنجینہ ترے حلقہ ہاے زلف
زلفین چھپیں گا یار کی یہ منہ تو دیکھیے
انصاف ہو تو جلوۂ حسن سیاہ دیکھ

بل کر رہے ہین پیش نظر کس بلا کے سانپ
اُڑنے لگے زمین سے فلک تک بلا کے سانپ
اُترے ہین آسمان سے زمین پر ہوا کے سانپ
پانو تک آ چکے تری زلف دوتا کے سانپ
نکلے نہین ابھی مرے ماتم سرا کے سانپ
بھاگا کمال خوف سے کیا دم دبا کے سانپ
پالے ہین بجنے ہاتھ پر اپنے کھلا کے سانپ
محفوظ گنج حسن کیا ہی بٹھا کے سانپ
سر پر عدو کے کمیل زبے ہین قضا کے سانپ
پیدا کیے نسیم نے کس کس بلا کے سانپ

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو شاہزادہ مسلح ہوا کہ کاوس نے خبر دی
کہ باغ مین نیا گل کھلا ہو ملکہ الماس نارنجی پوش کے کلیجے مین درد اُٹھا ہو فریاد ہی
ہین کہ شاہزادے کو بلاؤ مین رخصت ہوتی ہون اِس درد سے جانبر نہونگی شاہزادہ

بیقرار ہوکر دوڑا باغ مین آکر دیکھا کہ سب کنیزین رو رہی ہین اور ملکہ بستر پر تڑپ رہی ہین فرماتی ہین شاہزادہ اگر ہم سے رخصت تو ہو لین کیونکہ ہم جانبر نہ ہونگے یہ درد جان نہ چھوڑیگا شاہزادہ نے سر زانو پر رکھ لیا الماس نے آنکھین کھولین کہا اسوقت تو آپ نے مسیحائی کی کہ اب بالکل درد نہین ہے شاہزادہ تسکین دیتے رہا ہی کہ اے ملکہ اب درد نہ ہوگا کہ کاؤس دوڑا ہوا آیا عرض کی بارگاہ مین چلیے ملکہ گلزار و گلبن و برگ کا عجیب حال ہے درد اٹھا ہے جلد تشریف لے چلیے شاہزادہ بیقرار ہوکر اٹھا جیسے ہی دربار مین قدم رکھا اور شاہزادے کا سایہ سر پہ پڑا سب صحیح و سالم ہو گئے عرض کی کہ آپ کے قدم کی برکت سے ہمنے صحت پائی لشکر بھر چین ہو رہا تھا مگر شاہزادے کے آنے سے سب کو تسکین ہوئی کہ پھر کاؤس نے عرض کی کہ باغ مین جلدی تشریف لے چلیے ملکہ کا پھر عجیب حال ہے شاہزادہ اسطرف چلا تھا نصف راستہ طے کیا تھا کہ طرف سے لشکر کے رونیکی آواز آئی شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیاہ فام گلزار و گلبن و برگ کو گرفتار کیے ہوے بلند ہوتا جاتا ہے شاہزادہ پلٹا وہ جادوگر تخت کو اڑا کر باغ مین بھی آیا ملکہ کو اٹھا لیا لیکر بلند ہوا شاہزادہ بیقرار و بیتاب اگر اطرف بارگاہ کے آیا تو وہ ساحر باغ مین پہونچا اور ملکہ الماس کو گرفتار کیا اور اگر طرف باغ کے چلے تو اس ساحر نے بارگاہ مین آکر مصاحبین کو گرفتار کیا اب تخت اڑا کر روانہ ہوا شاہزادہ بیقرار ہو رہا ہے حال گرفتاری ملکہ دیکھکر یہ اشعار زبان پر ہین نظم

عزت و بوالہوسی بخشی مجھے تقدیر نے	طوق نے کی بندگی چومے قدم زنجیر نے
دونون عاشق شمع کے اور دونون قسمت کے جلے	جان پروانے نے دی بوسے لیے گلگیر نے
مدتین گذرین کہ اطمینان اُنکا کر دیا	نالۂ بے سود نے فریاد بے تاثیر نے
ہر زمان خاموش کر دیتا ہے راز دوستی	کچھ نہ حال دل کہا میرا ستان تیر نے
کھل سکین کیا عاشق و معشوق کی سرگوشیان	کہہ دیا کچھ شمع نے کچھ سن لیا گلگیر نے
آبرو رکھ لی گنہگاری کی گو ہم مر گئے	شہر نہ کھلوایا سوال بخشش تقصیر نے

قضائے کار ایک ساحر لشکر کا برائے رفع حاجت گیا تھا پلٹ کر جو آیا تو اسنے دیکھا

کر شاہزادہ بیقرار ہو دیکھکر عرض کی کہ حضور کیون بیقرار ہوتے ہین حصام جادو آیا تھا
سحر کرکے اُن لوگون کو لے گیا حضور لوح دیکھین لوح تدبیر بتاویگی یہ سُنکر شاہزادے
نے لوح کو دیکھا اُس مین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم و ای سیارہ این عجائبات اگر حصام
آکر ایسا سحر کرے کہ سردار آپ کے پکڑے جائین تو مناسب یہ ہی کہ طرف مشرق کے
روانہ ہو جیئے جو سانحہ معلوم ہو لوح کو دیکھکر کام کیجیے ضرور بہ مظفر و منصور ہو جیئےگا اور اگر
لوح کو نہ دیکھا تو بیشک باعث خرابی ہوگی شاہزادہ لوح دیکھکر ایک جانب روانہ ہوا
دن بھر رہروی کی شام کو ایک جنگل مین پہونچے دیکھا آسمان پہ سات ستارے چمک رہے
ہین شاہزادے نے جو ستارے دیکھے لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین مضمون نکلا کہ جہان پہ
ستارے غروب ہون تو اپنے کو اُسی مقام پہ پہونچا لیجے شاہزادہ نشان پر ستاروں کے
چلا سامنے دیکھا ایک باغ ہو اُس مین ستارے اُترے شاہزادہ باغ مین آیا دیکھا باغ
بہشت آئین ایک حجرۂ کلان بنا ہو اُس حجرے کے آگے ایک قبر بنی ہو اور ایک پتھر لگا ہی
اُس پتھر پر لکھا ہی کہ این قبر کشتۂ حسرت و یاس کوچۂ عشق مین یکتا یعنی ملکہ گلشن آرا قبر
ملکہ گلشن آرا دیکھکر شاہزادے کی آنکھ سے آنسو جاری ہوے اور پکار کر آواز دی کہ
ای ملکۂ عالم یہ عاشق تمھارا حاضر ہی کچھ آواز تو دو کہ دل بہت بیقرار ہی آواز کا تمھاری مین
امیدوار ہون شاہزادے کی صدا جو بلند ہوئی دروازہ حجرے کا کھلا چند کنیزین مہتاب
بصورت کنیزان گلشن آرا دکھائی دین شاہزادہ سبکو پہچانتا ہی بیقرار ہوکر پوچھا کیون ای
نرگس تو یہان کہان کنیز نے عرض کی کہ مین اس قبر کی مجاور رہون ایسے چین ملکہ سے
ساتھ کیے کہ خیال مین آیا کہ اِنکی قبر پر بیٹھے روشنی تو کر دیا کرینگے اگرچہ عدم مین کوئی کسی کا
خیر خواہ نہین ہو سکتا ہماری ذات سے یہی آرام ہی آپ تشریف رکھیے مین آپکے واسطے
پانی لاؤن ہاتھ منھ دُھلواؤن ملکہ کو بڑا آپ کا مرتے دم تک انتظار تھا اُنکو خواب
مین آتی ہین یہی فرماتی ہین کہ ای نرگس ہمسے نگاہ نہ پھیرنا نرگس نے تو شاہزادے کو
باتون مین لگایا ایک کنیز اندر گئی ایک تشت خالی لیکر آئی لاکر سامنے شاہزادے کے
رکھا نرگس نے کہا ہاتھ منھ دھو ڈالیے شاہزادے نے پوچھا ای نرگس پانی کہان ہی

کہا سامنے جو حوض بھرا ہی اُسمین ست پانی لیجیے شاہزادہ جو طرف حوض کے چلا حوض کا پانی اتنا
اُبلا کہ تمام باغ ڈوب گیا شاہزادہ بہتے بہتے سر گنبد پر پہونچا کہ اُسی پانی مین ایک کشتی پیدا
ہوئی شاہزادہ کشتی پر سوار ہوا کشتی ایک جانب چلی کہ سامنے دیکھا دریا کے بیچون بیچ ایک
قصر بنا ہی اور اُسمین ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہی اور وہی کنیزین لا لا کر اسباب سحر دیتی ہین ابکی
شاہزادے نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جو جادوگرنی قصر مین بیٹھی ہی اُسکا عجائب جادو
نام ہی اُسکو تیر سے مارو تب پانی سے آبرو بچیگی شاہزادے نے کمان کاندھے سے اُتاری
اور تیر جوڑ کمان مین پیوست کیا تاک کر ساحرہ کو مارا اُسکے سینے پر پڑا تو توڑ کر پشت کو پار
گذرا اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عجائب جادو بود اب شاہزادے نے
دیکھا کہ وہ دریا تو غائب ہوا اپنے کو دیکھا اُسی صحرا مین کھڑا ہون حیران ہو گئے جی مین
کہتے ہین کہ حقیقت مین طلسم ہی ساحر کیا کیا شعبدے دکھاتے ہین دریا مین کسنے پہونچایا
سب پانی کیا ہو گیا اب سامنہ خشکی کا ملا لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بعد قتل ہونے
عجائب جادو کے اپنے کو باغ گلفشان مین پہونچاؤ شاہزادے نے دیکھا سامنے
ایک دروازہ باغ کا کھلا ہی شاہزادہ بسم اللہ کرکے باغ مین داخل ہوا دیکھا ایک
گنبد کلان بنا ہوا ہی اور صدہا تصویرین اُسمین بنی ہین ایک جانب خیال کرکے دیکھا کہ
تصویر گلزار و الماس و گلبن و برگ وغیرہ بنی ہی شاہزادے نے جو یہ تصویرین
دیکھین بیقرار ہو گیا کہ شاید میرے سردار اسی مقام پر قید ہین لوح کو ملاحظہ کیا ابھی
کچھ نوشتہ نہین دیکھنے پائے کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی اور ایک جوان
نے للکارا کہ او طلسم کشا کیا چھپ کر بیٹھا ہی میرے مقابلے مین تو آ شاہزادہ وہ اُتر پڑا مقابلے
مین اُس جوان کے آیا دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی مگر شاہزادہ ہر مقام پر چاہتا ہی کہ
نیزہ مار دے خاتمہ ہو جائے مگر خود ہی شاہزادہ بچاتا ہی وہ جوان جب نیزے سے
تنگ ہوا تو نیزہ پھینک کر تلوار کھینچی اور ہاتھ تلوار کا شاہزادے پر مارا شاہزادے
نے وار اُسکا روک کر سر کو بچایا کمر پر ہاتھ مار دیا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے اور
نوبت نقارے کی آواز آئی دیکھا ایک ساحر کہ یہ منظر تخت پر سوار غصے مین چلا آتا ہی

کئی ہزار ساحر اُسکی پشت پر ہین وہی گھنٹ و ناقوس بجا رہے ہین وہ ساحر قریب گنبد کے
آیا وہ تصویرین کہ کاغذ پر کھنچی ہوئی تھین اُن تصویرون کو جدا کیا اور ایک قفس آہنی
ساتھ تھا اُسمین اُن تصویرون کو بند کیا جیسے ہی وہ تصویرین قفس مین پہونچین تو
شاہزادے کو معلوم ہوا کہ سب سردار میرے اِسی قفس مین بند ہین شاہزادہ پکارتا
ہوا بڑھا کہ او مکار ٹھہر جا مین تیرا علاج کرتا ہون اُس ساحر نے وہ قفس تخت پر اپنے
رکھ لیا اُڑتا ہوا روانہ ہو گیا اور تمام باغ مین اندھیرا ہوا بعد تھوڑی دیر کے جب
روشنی ہوئی تو شاہزادے نے دیکھا کہ وہ گنبد بھی غائب ہو گیا شاہزادہ تو اِس فکر
مین ہو مگر وہ ساحر سب قیدیون کو لیے ہوے دربار مین انجام جادو کے آیا انجام
کے لشکر مین ایک ساحر ہو کہ نام اُسکا ہمدان جادو ہو اُسنے آنکھین کھولکر اشارہ کیا
کہ اِن قیدیون کو لیجاؤ وہ ساحر سب قیدیون کو ساتھ لیکر روانہ ہو گیا بعد تھوڑی دیر
کے پلٹ کر آیا اور عرض کی کہ مین اُنکو قید کر آیا انجام نے حکم دیا ارسطو سے جادو کو
بلاؤ ارسطو آیا سامنے آکر کہا ای ملکۂ عالم جو حکم ہو وہ بجا لاؤن انجام نے کہا ایک
صلاح بتاؤ کہ اب خداوند کس جگہ ہین ارسطو رونے لگا کہا ای ملکۂ عالم آپ نے بڑا
غضب کیا کہ اِس بندر یا کو سجدہ کیا آپ کے خداوند تو بالا ے کوہ عقیق مین اُنہین
کو سجدہ کیجیے بلکہ میرے نزدیک یہ مناسب ہو کہ زمانہ جشن قریب ہو چلکر جشن مین شریک
ہو جیے اور قیدیون کو پیش کیجیے یقین ہو قدرت بہت خوش ہو جائین گے اور اگر
مہربان ہو جائین گے تو سب مشکلین آسان ہو جائینگی بیٹی تمھاری جو دیوانہ وار اور
وحشی مثال یاد مین طلسم کشا کے بیقرار رہتی ہو شاہزادے کا نام بھی نہ لے اور اگر کوئی
ذکر کرے تو اُسکا جواب دے کہ کون شخص ہو مین اسکو نہین جانتی سامری کے متمنہ
ہین وہ کراستین ہین کہ جو سامری مین تھین حقیقت مین اُن ایسا خداوند کوئی نہین ہو
انجام نے کہا ای ارسطو اگر طلسم کشا بھی گرفتار ہو جائے تو خوب بن پڑے مرحلے پر
نام لکھ مجنون جادو کو کہ ای مجنون اب تمھارے مرحلے پر طلسم کشا آیا چاہتا ہو جسطرح
بنے گرفتار کرو اگر اسکو قید کر کے لائین تو وہ مرتبہ دونگی کہ سب اہل طلسم رشک کرینگے

اسی وقت نامہ لکھا مجنون جادو نے جواب بھیجا کہ حضور نہ گھبرائین مین قید طلسم کشا لیکر آتی ہون آپ خوش ہوجائین گی لیکن شاہزادہ ماہ عالم افروز بوح کو دیکھکر ایک جانب چلا تھا کہ پہلو سے کسی نے آواز دی کہ اے شہریار ہمکو رہا کیجیے ہم آپ ہی کی وجہ سے گرفتار ہوے شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک کنیز درخت سے بندھی ہے جب قریب گئے تو پہچانا کہ گلچین نامے کنیز ملکہ الماس کی ہے پوچھا اے گلچین تجھے کسنے باندھا گلچین نے کہا مین نام تو نہین جانتی مگر ایک جادوگرنی کہ جسکا نام ساتھ والے مجنون لیتے ہین ملکہ الماس کو گرفتار کرکے لائی اور ہم لوگ ساتھ پکڑے گئے سامنے ایک باغ ہے کہ اسکو باغ گلنوش کہتے ہین اُس مین کنیزون کو باندھ گئی ہے اور یہ کہہ گئی ہے کہ آکر قتل کرونگی اور باغ مین ملکہ قید ہین شاہزادے نے بخوشی اُس کنیز کو کھولا اور اپنے ساتھ لیکر چلے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ پھر آواز آئی کہ اے شہریار اس کنیز کو بھی رہا کیجیے شاہزادے نے دیکھا کہ نسرین نامے کنیز بھی درخت سے بندھی ہے اُسنے بھی وہی جملہ بیان کیا کہ ملکہ باغ مین قید ہین شاہزادے نے تا جانے در باغ کے پانچ چھ کنیزونکو رہا کیا یہ سب شاہزادے کو ساتھ لیکر چلین باغ مین آکر دیکھا کہ باغ نہایت ویران ہے درخت سوکھے ہوے روشین شکست آمد و خزان کا بندوبست طائر سر جھکاے بیٹھے ہین منقار نہین کھولتے چہکار سے فراموش ہوے عندلیبان خوشنوا منقار کو بند کیے شاخہاے شکستہ پر بیٹھے ہین ایک طرف زاغ و زغن حیران و پریشان کاؤن کاؤن کر رہے ہین شاہزادہ دیکھتا ہوا سامنے بارہ دری کے پہونچا دیکھا ایک کٹہرا ہے اُس مین ملکہ مسلسل بیٹھی ہین آنکھون سے آنسو جاری ہین اشعار زبان پر وِرد ہین نظم

نہین دیکھے یہ تصورین بھی زنجیر کے پیچ　　کس بلا کے ہین تری زلف گرہ گیر کے پیچ
لاکھ انسان ہو ہشیار مگر اے دل زار　　فہم مین آتے ہین کسکے خط تقدیر کے پیچ
خط مین اوصاف لکھے کاکل پرخم کے جو آج　　ہم سمجھتے ہین تنگر تری تحریر کے پیچ
ایک دو ہون تو گلا آپکا زبان پر آئے　　روز ہوتے ہین نئے اُس بت بے پیر کے پیچ
سرگذشت اپنی سنائین تجھے کیا خاک نسیم　　ہمے جانتے ہی نہین اس فلک پیر کے پیچ

شاہزادے نے جو معشوقہ کو اس حال پر ملال مین دیکھا دل بیقرار ہو گیا قلب تھرّایا جوش غضب مین شاہزادہ بڑھا چاہا کہ کٹہرا توڑ ڈالون ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا اے شہریار آپ زور نہ کیجیے گا لوحین میرے پاس پھینک دیجیے مین جسم مین مس کرونگی سب قید دور ہو جائیگی اور آپ ابھی میرے قریب نہ آئیے شاہزادے نے کچھ خیال نہ کیا لوحین اُٹھا کر پھینکدین ملکہ نقلی نے وہ لوحین اُٹھا کر چھپالین اور پکار کر کہا او مفتری ہم مجنون جادو دیکھو یون لوح لے لیتے ہین تمھاری کیا حقیقت ہے کہ میرے دام مکر سے نکل سکو تم ایسے ہزارون مار ڈالے میرے مرحلے پر آ کر کوئی زندہ نہین بچا بڑی بات یہ ہے کہ مین نے ہمیشہ بادشاہ کی خدمتگزاری کی یہ صورتین کتب مین نہین ہین اپنے اپنے طور پر سب سحر کرتے ہین شاہزادے نے کہا ملکہ کیا کہتی ہو ذرا ہوش درست کرو مین نے تو اپنا دوست جانکر لوح طلسمی دیدی تمکو کیا منظور ہے اُس ساحرہ نے ایک چیخ ماری اور آواز دی کہ او برو بار جادو اس حیوان کو لینا پہلو سے ایک جادوگر باریش سفید آیا شاہزادے نے چاہا ہاتھ تلوار کا مارون ہاتھ مین قوت نہ پائی تلوار نہ کھینچ سکی برو بار جادو نے سحر کر کے شاہزادے کو فوراً گرفتار کر لیا مجنون نے آواز دی کئی ہزار جادوگر اس باغ مین تھے آ کر موجود ہوے شاہزادے کو مسلسل و مطوق کیا تخت پر بٹھا کر لے چلے یہان انجام جادو بالاے تخت بیٹھی ہے ارسطو سامان سفر کر رہا ہے کئی لاکھ کا لشکر تیار ہے اس امید پر سب کھڑے ہین کہ جب شاہ حکم دین تو چلین کہ ہرکارون نے آ کے خبر دی کہ اے شہنشاہ طلسم مبارک ہو ملکہ مجنون نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا قید لیکر آتی ہین یہ سنکر ارسطو نے کہا او ملکۂ عالم دیکھو یہ ظہور قدرت ہے تمنے صرف اعتقاد کیا طلسم کشا بھی گرفتار ہو گیا اورون کے مقدمے مین مسلمان سچ کہتے ہین لیکن اگر ان خداوند کو دیکھین تو اپنے قول کے مطابق پائین حیران ہو جائین انجام جادو بہت خوش ہوئی خوشی خوشی باہر نکل آئی سامنے انجام کے پہونچی قید طلسم کشا پیش کی انجام نے کہا او مشغنی بڑا ستم برپا کیا ایسا ستم مین بھی برپا کرون کہ جان سے اپنی عاجز ہو کر مرے شاہزادے نے فرمایا او لکا تا کیا بیہودہ بکتی ہے خبردار زبان نہ کھولنا انشاء اللہ خدا اپنا فضل کریگا

صورت رہائی بھی ہو جائیگی بعد رہا ہونے کے تجھے سمجھونگا انجام نے کہا اب رہائی تو
بہت دشوار ہے مین خداوند سے باغی تھی اسی وجہ سے یہ مصیبتین آتی تھین اب مین راہ پر
آئی بہبودی ہونے لگی تو بھی گرفتار ہوا اور بی الماس بھی قید ہین مگر سب سے زیادہ
بی گلزار و گلچین و برگ انکو بہت تکلیف دونگی شاہزادے نے فرمایا جو تجھے ہو سکے
قصور نہ کر خداے ما بزرگ است وہ کریم و رحیم ہے کوئی سبب تو پیدا کریگا کہ ہم پھر رہائی
پائین انجام نے کہا بس ہو چکا یہ کہکر خود تخت پر سوار ہوئی اور کوچ کیا ارسطو کا فقرہ
ہے مگر فرزند شاپور ہمتر کاؤس تیز رو ایک صحرا مین بیٹھا تھا حیران ہے کہ کیا کرون اور کیونکر
اپنے آقا تک پہونچون کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی پلٹ کر دیکھا انجام تخت
پر سوار ہے دوسرے تخت پر قفس مین شاہزادہ تیسرے مین الماس چوتھے مین گلزار جادو
و گلچین و برگ ہین ہزارہا ساحر تخت کو گھیرے ہوئے کاؤس نے جب یہ ہنگامہ دیکھا ہوش
اڑ گئے جی مین کہتا ہے کہ اے کاؤس یہ کیا معرکہ ہوا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی شاہزادے سے
سے مین کسی مرحلے پر گرفتار ہوے اب مین بھی انھین کے ساتھ چلون شاید شاہزادے کو
رہا کر سکون یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر اُس مجمع مین
آیا ہر ایک سے تقریب کرتا ہے کہ مین نوکری چاہتا ہون ایک ساحر نے کہا ہمین ضرورت
ہے کاؤس نے اُسکی نوکری کی اب منزل بمنزل چلے آتے ہین ساتوین دن لشکر آکر
سامنے ایک قلعے کے پہونچا کہ بڑے بڑے دروازے لگے ہوے تھے ہر دروازے کا
رنگ مختلف مگر دروازے بند ہین اسی کے سامنے آکر لشکر اُترا کاؤس نے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ رات بھر مین شوقین آئینگے صبح کو میلہ جمع ہوگا لایق دید ہوگا کاؤس
کو اشتیاق ہوا ایک مقام پر آکر بیٹھا دیکھ رہا ہے کہ تاجدار امراء و غربا چلے آتے ہین ایکطرف
سے دوکاندار اپنی اپنی دوکانین آراستہ کر رہے ہین کاؤس رات بھر دیکھا کیا سوداگران
چلی آتی ہین اہل میلہ کا ہنگامہ ہے رات بھر یہی تماشہ دیکھا کیا صبح کو اُٹھکر دیکھا کہ ہر دروازے
کے آگے ایک کوتوال بیٹھا ہوا انتظام کر رہا ہے سامنے ایک نہر ہے جنگل سے آ ہو
آتے ہین اُس نہر سے پانی پی کر چلے جاتے ہین مگر دروازۂ اول کہ سرخ رنگا ہوا ہے اُسکا

کوتوال بھی لباس گلنار پہنے کرسی پر بیٹھا ہو دوسرا دروازہ سبز ہو اسکا کوتوال لباس سبز
پہنے ہوے معروف انتظام ہو ساتوں دروازے سات رنگ کے بیچ کا دروازہ بڑنگ
سفید نہایت بلند و مرتفع اُس دروازے کے آگے کوئی کوتوال نہین ہو مگر دروازہ بند
ہو جب سوا پہر دن چڑھا اور نیر اعظم بلند ہوا دروازہ کھلا انجام جادو اپنے مصاحبین
کو ساتھ لیکر اندر چلی کاؤس بھی ساتھ ہو اندر آکر دیکھا ایک میدان وسیع اور سامنے
دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہوا ہو شاہزادے نے قفس سے دیکھا کہ اب
رؤسا و امرا سب اندر جانے لگے مگر کاؤس ہمراہ انجام جادو کے اُس میدان کو
طے کرکے در باغ پر پہونچا ارسطو انجام کو ساتھ لیے ہوے اندر باغ کے آیا دیکھا
باغ نہایت تکلف سے آراستہ بنا ہو چمن آراستہ درخت پودے گل پھول موجود ہین
دل مین کہتا ہو اے کاؤس کس تکلف سے یہ باغ بنا ہو اگر ہمارے قبضے مین آتا تو اسکو آباد
کرتے عندلیبان خوشنوا پہلوے گل مین بیٹھی زمزمہ سرائی کر رہی ہین کاؤس بیٹھا ہوا
دیکھ رہا ہو کہ ایک چبوترہ وسط باغ مین بنا ہو اُس چبوترے پہ ایک ممبر رکھا ہو پہلوے
ممبر مین ایک کرسی جواہر نگار اُسکے آگے طشت رکھا ہو اُسمین کیوڑا بھرا ہو کہ یکایک
ہلڑ ہوا وہ سب کہنے لگے کہ خداوند آتے ہین کاؤس نے پلٹ کر دیکھا ہوا ایک
پیر زمین گیر سیاہ لباس پہنے ہوے جوانان سفید پوش ہوا اُسکو گھیرے ہوے
اہتمام کرتے ہوے آتے ہین سب نے اُٹھکر سجدہ کیا کاؤس بھی مصلحتاً جھک پڑا
اور جی مین کہتا ہو بڑا مکار و غدار ہو خوب رنگ رکھا ہو اے کاؤس اگر بن پڑے
تو انکی گردن لون کہ ایک طرف سے کڑاکے کی تم مرکب کے آواز آئی دیکھا کہ ایک
نقابدار بادلہ پوش مادیان عربی پر سوار گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آتا ہو قبل پہونچنے اُس
مرد ضعیف کے یہ نقابدار آکر کرسی جواہر نگار پہ بیٹھا پانوؤن اپنے اُسی طشت مین ڈالدیے
مگر سب لوگون نے نقابدار کو سلام کیا اور وہ مرد پیر آکر ممبر پہ بیٹھا کتاب اپنی بغل سے
نکالی کچھ فقرے پڑھے کاؤس نے خیال کیا کہ یہ زبان سنسکرت کی ہو ترجمہ کرنے لگا
پکار کر کہا ایہا الحاضرین تم لوگ بخوبی جانتے ہو کہ قدرت کبھی خلاف نہین کہتے نقابدار

سکے طالع مین وہ ستارہ آیا ہو کہ طلسم آبگینہ کی مالک ہوگی اور جو جو نفعے اسکو پہونچین گے
اسکو بیان نہین کر سکتا یہ کہکر بڈھا اتر آکرسی پر بیٹھا تب ارسطو سامنے گیا انجام کو
پیش کیا کہا یا خداوند آپ کی بندی بڑی مصیبت مین ہو امیدوار ہون کہ مشکل کو اسکی
آسان کیجیے سب حال ابتدا سے بیان کیا بڈھے نے جواب دیا کہ بس خاموش رہو
قدرت سمجھ گئے لاؤ الماس کو لاؤ الماس جو سامنے آئی اُس بڈھے پر لعنت کرنے
لگی طشت مین جو کیوڑا بھرا تھا نقابدار نے اُس مین پانوٗن دھوئے تھے اسمین سے
ایک جام لیکر الماس کو پلایا پیتے ہی الماس کا عجیب حال ہوا کہ اول بیہوش ہوگئی
جب ہوشیار ہوئی تو مان کے قدمون پر گری اور کہا مجھے کیون قید کیا ہو انجام نے
توجین ایک اور نقابدار سبزپوش جو کہ اُسوقت پر وہان بیٹھا تھا اسکو دیدین وہ
اُٹھکر چلا گیا الماس کو بٹھا دیا تب انجام سے کہا طلسم کشا کو لاؤ کاؤس نے دیکھا کہ
شاہزادہ مسلسل و مطوق اس محفل مین آیا کچھ خوف نہ کیا پکار کر آواز دی کہ سلام
میرا اس مرتدپر نہو جو جو پروردگار کو وحدہ ولا شریک جانتا ہو اسکو سلام میرا
پہونچے بڈھا بہت بگڑا ایک جوان سیاہ پوش سے کہا اسکو زندان طلسم مین لیجاؤ
اُسنے شاہزادے کی کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اڑ گیا انجام جادو ملکہ گلزار وغیرہ کو حکم دیا
کہ تم لیجا کر اپنے یہان قید کر و جشن آیندہ مین حکم دیا جائیگا یہ لوگ بڑے گنہگار ہین
انکے لیے سزا تجویز ہوگی انجام جادو باہر آئی کاؤس نے دیکھا سب میلے والے
دوکانین اٹھا رہے ہین دروازے بند ہونے لگے انجام نے اُسی وقت سامان
کوچ کیا بچی کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوئی مگر کاؤس سوچنے لگا کہ اب مین انجام
کے ساتھ جا کر کیا کرون میرا آقا تو اسی حوالی مین ہو تلاش کرونگا یہ سوچا اس مقام پر
رہگیا انجام جادو تو روانہ ہو گئی مگر منتر کاؤس سب طرف دوڑا دوڑا پھرا پر ہر
کہین انسان کا نام نہین جدھر جاتا ہو سناٹا پاتا ہو مگر ڈھونڈھتا پھرتا ہو دل سے باتین
کرتا ہو کہ یہ بڈھا جو خداوند بنکر آیا تھا نہین معلوم کہان رہتا ہو دیکھیے کیونکر ہینٹے
کہ اس بڈھے پر ہاتھ ڈالون کبھی بیٹھکر روتا ہو کبھی گویا بنکر اشعار عاشقانہ گاتا ہو عجب

سوز و گداز سے اشعار شروع کیے روتا بھی جاتا ہو اشعار عبرت آثار سے بھی معلوم ہوتا ہو
کہ کوئی درد رسیدہ گا رہا ہو

نظم

سب ستم سارے وہ سامان مصیبت یاد ہین ۔ ہم ابھی کنج قفس سے مرغ نو آزاد ہین
جوش خون کیسا یہان تن خشک ہو مانند بید ۔ اور دیوانے ہین وہ جنکے لیے فصاد ہین
تا کجا فکر اسیری رحم او صیاد کر ۔ مورد بیداد ہین جو صاحب بیداد ہین
حکم ہو مرنے نہ پائین بسمل تیغ جفا ۔ اُس ستم ایجاد کے کیا کیا نئے ایجاد ہین
ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان ۔ مدتون سے مبتلاے زحمت صیاد ہین
ایک سی رہتی نہین ہو گردش لیل و نہار ۔ ساتھ ویرانی ہو اُنکے جو یہان آباد ہین
آسمان و عرش و کرسی ایک بھی خالی نہین ۔ ہر جگہ دو چار اپنے مسکنِ فریاد ہین
ایک جا بیتابی دل سے نہین ہمکو قرار ۔ صورت خاکِ پریشان رات دن برباد ہین
کس تمنا پر کسی پہ بار خاطر ہو جیے ۔ چند دن کو وارد دنیاے بے بنیاد ہین
ہاتھ کھینچا جب جہان سے بے نیازی ہو گئی ۔ کب کسیکے ہم بھلا منت کش امداد ہین
خاکسارون کو غرور طبع بیجا ہو نسیم ۔ اپنے شعرون سے کب کہا ہمنے کہ ہم اُستاد ہین

چھٹے دن کاؤس بیٹھا گا رہا تھا کہ ایک جادوگر آ کر ٹھہرا کاؤس نے باتین کرتے کرتے پوچھا کہ قدرت کہان رہتے ہین ساحر نے کہا کہ قدرت عرش اعلی پر رہتے ہین بعد مہینہ بھر کے اُترتے ہین مگر یہان سے تین کوس پر ایک باغ ہو کہ اُس باغ مین اکثر تشریف لاتے ہین اُس باغ کا گلزار قدرت لقب ہو کاؤس یہ دریافت کر کے خاموش ہو رہا جب وہ ساحر چلا گیا تو بستر کاؤس اُٹھا اور تلاش مین اُس باغ کی چلا ایک مقام پر آ کر دیکھا ایک باغ بہت عمدہ دروازہ کھلا ہوا دیوار درون پر نبیت کاری جا بجا نگینے آراستہ کاؤس پشت باغ پر آیا ایک نخل تھا اُسپر چڑھکر دیکھا کہ وہی بڈھا مسند پر بیٹھا ہو چند غلام چند کنیزین براے خدمت حاضر ہین بیٹھا شراب پی رہا ہو یہ دیکھکر کاؤس کا حوصلہ نہ پڑا کہ باغ مین اُترے آخر درخت سے اُتر آیا اب اِس فکر مین ہوا کہ اِس بڈھے کو کیونکر گرفتار کرون کاؤس کو تو اِس فکر مین چھوڑیے مگر شاہزادے کی

آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک مکان مین پایا کہ ایک بارہ دری بہت عمدہ بنی ہوئی ہو مگر صحنچیان
اُسمین بہت ہین ہر صحنچی مین ایک ایک جوان بیٹھا ہو کھانا پانی شراب و کباب سب سامان
موجود ہو اسباب دو نرش بھی رکھا ہو ڈنڈ کرنے کی نالیان بھی موجود ہین شاہزادے نے
جو اُن سب کو دیکھا اور اُن لوگون کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک جوان خوبصورت صحنچی کے
سامنے بیٹھا ہو سب اُٹھکر قریب شاہزادے کے آئے اور پوچھنے لگے کہ آپ کیونکر قید ہوے
شاہزادے نے جواب دیا یہ قید خانہ ہو کہ عیش خانہ اُن سب نے کہا اے شہریار وہ سامنے
صحن مین دیکھیے درخت مولسری ہو اُس کے نیچے ایک اکھاڑہ بنا ہو صبح کو ایک معشوقہ
آتی ہو نقاب چہرے پر ڈالے ہوے تخت پر آکر بیٹھتی ہو پھر ایک زنگی آتا ہو وہ اکھاڑے
مین آکر خم مارتا ہو اور کہتا ہو جسکی باری ہو وہ آئے وہ دیکھیے شاہزادہ جو سامنے بیٹھا
رو رہا ہو صبح کو اُسکی باری ہو سب آئے مگر وہ آپ کے پاس نہین آیا ہو شاہزادے نے
کہا اُنکو بھی بلاؤ سب نے ملکر اُسکو بھی بلایا وہ جوان جو آیا سامنے شاہزادے کے
رونے لگا اور کہا مین اپنی آنکھ سے دیکھ چکا ہون کہ جسنے اُس زنگی سے مقابلہ کیا فوراً زیر
ہوا وہ زنگی اُسی وقت قتل کر ڈالتا ہو اور خون اُس جوان کا لیکر سامنے اُس نقابدار کے
پیش کرتا ہو وہ خون کی چھینٹین چہرے پر اپنے لگا لیتی ہو تب یہان سے جا کر منھ اپنا
دھوتی ہو ایک شخص روز مارا جاتا ہو کل آپکے اِس غلام کی باری ہو اِسی حسرت مین رو
رہا ہون کہ کل آپ سب صاحبون سے قطع تعلق ہوگا شاہزادے نے کہا آپ سب
صاحب پروردگار کو سجدہ کرین ہم کسی کا غم نہ اُٹھائینگے خود مقابلے مین اُسکے جائینگے
اگر خدا نے چاہا تو زیر کرینگے یا جان دینگے وہ شاہزادہ ہنس پڑا کہا اے شہریار آپکا لڑکپن
جرأت ہو کہ آپ ایسا فرماتے ہین اُسپر کوئی غالب نہین آتا کون کسی کے واسطے اپنی جان
دیتا ہو شاہزادے نے فرمایا بخدا ہم ایسا ہی کرینگے مگر بھائی رو تو نہین اُس شاہزادے
نے کہا کہ آپ کے بعد دوسرے دن کیا ہوگا شاہزادے نے جواب دیا کہ بعد ہمارے
جو کچھ ہو ہم کسی کا غم نہ دیکھینگے سمجھا کر شاہزادے نے سب کو مسلمان کیا پچاس ساٹھ
جوان جرأت پر شاہزادے نامدار کی عش عش کرنے لگے کہ جو کہا ہو وہی کیے جاتا ہو کہ ہم

صبح کو مقابلہ کرینگے چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا وہ جوان سرنگون
بیٹھا اور سب ڈھونڈھ کرنے لگے شاہزادے نے پکار کر کہا کہ بھائی یہان آؤ ہمارے پاس آکر
بیٹھو اُس جوان نے کہا اب اُس جلاد کے آنیکا وقت ہو وہ سب جوان ایک مقام پر آکر
بیٹھے کر آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا تخت پہ ایک نقابدار یا دا پوش سوار چلا آتا ہی کنارے
اکھاڑے کے تخت رکھا گیا سب دیکھ رہے ہین کہ بعد تھوڑی دیر کے وہ زنگی بھی آکر پہونچا
اکھاڑے مین آکر ڈنڈ پیلے مٹی بازوون پر چڑھائی اور آواز دی کہ کس اجل گرفتہ کی باری ہو
شاہزادہ اُٹھکر سامنے اُس زنگی کے آیا وہ سب جوان دیکھ رہے ہین کہ شاہزادے نے
کہا او ظالم میری باری ہو اُس زنگی نے نقابدار سے کہا کہ حضور دیکھیے یہ جوان کل آیا ہو
اور آج مقابلہ کرتا ہو نقابدار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال
سرو قد خورشید خد پیشانی لوح سیمین آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو دونون رشک ہلال
تیر مژگان جو دونون کمان خانۂ ابرو مین پڑے ہوے تھے تو دل دلبر لب معشوق پر ہے
پسینہ آگیا قلب تھرا گیا مگر مسکرا کر کہا ای جوان چند دن کی زندگی کو غنیمت نہین جانتا
آج تیری باری نہین ہو جب یہان کھانا پانی کھانا اور عیش کر لینا تب مقابلہ کرنا شاہزادے
نے کہا تمھین اس سے کیا کام ہو ہم آج اِس زنگی کو پست کرینگے اُس نقابدار نے ہنسکر
کہا تم تو بیچارے کیا ہو اگر رستم و اسفندیار ہوتے تو وہ بھی غالب نہ آتے شاہزادے
نے کہا ہمکو اِس سے کیا کام جب ہمکو زیر کرے تو قتل کرے کون روکنے والا ہو اُس نازنین
نے ہنسکر کہا کہ بے عزتی کرتے ہو ایسا نہ ہو کہ شرمندہ ہو ابھی جا کر عیش کرو تمھارے
باری اِن سب کے بعد آئیگی شاہزادے نے کہا ہمسے یہ نہ ہو سکیگا کہ سب کے داغ
اُٹھائین لہذا پہلے ہی جان دیتے ہین کہ ہم کسی کا غم نہ دیکھین جب تو اُس معشوق نے
اِشارہ کیا کہ او جوان زنگی اِنکو سمجھا دے سپاہ گری کا حوصلہ ہو وہ زنگی متوجہ ہوا شاہزادے
کے گلے مین ہاتھ ڈالا شاہزادہ جو اُس سے لپٹا تمام جسم سے آگ لگنے لگی معلوم ہوتا
تھا کہ شعلۂ آتش سے لپٹا ہوں مگر شاہزادہ ضبط کر کے لڑنے لگا آخر اُس زنگی نے تیسرے
پیچ پر شاہزادے کو زیر کیا اور خنجر کھینچکر چھاتی پر چڑھا وہ نقابدار تخت سے کود پڑا اور

ہاتھ اپنا گلے پر شاہزادے کے رکھدیا زنگی قتل سے رُکا نقابدار نے اشارہ کیا کہ آج
تیرا نیا سر گذرا ہی اسکو قتل نہ کرین والد سے پوچھونگی اگر وہ حکم دینگے تو کل قتل ہوجائیگا
زنگی نے ہاتھ روک لیا شاہزادے کو چھوڑ دیا اُس معشوقہ نے ہاتھ تھام کر کہا کہ اب
تو امتحان ہوگیا اب ایسی حرکت نہ کرنا جب تمھاری میعاد پوری ہوگی اسوقت مین دیکھا
جائیگا شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم تو کسی کا قتل نہ دیکھینگے نقابدار خاموش ہو رہا کنیزونسے
کہنے لگا کہ یہ جوان بڑا ضدی ہی مگر آج امتحان مین مغلوب ہوا اب ایسی حرکت نہ کریگا
تخت پر سوار ہو کے روانہ ہوگئی یہ سب جوان پلٹ کر بارہ دری مین آئے وہ جوان آکر
قدمون پر شاہزادے کے گر پڑا کہا آپ نے میرے بچانیکی تدبیر کی مگر آپ نے دیکھا کہ
کسطرح وہ غالب ہوا کچھ آپ کا زور چلا شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم کل پھر بھی ایسا ہی
کرینگے تمھین نہ قتل ہونے دینگے سب شاہزادے جرأت پر شاہزادے کی تعریفین کرتے
ہین سب نے ایک ہی مقام پر کھانا کھایا ہنسی دل لگی رہی اب وہ وقت آیا کہ لیلی نے شب نے
نقاب سیاہ اپنے چہرے پر ڈالی وہ جوان پھر بیٹھکر رونے لگا شاہزادہ ہاتھ پکڑ کے
صحبت مین لایا کہا بھائی کیون گھبراتے ہو ہم کل بھی یہی کرینگے یا جان دینگے یا اُس زنگی
کو مارینگے وہ شاہزادہ منتین کرتا ہی کہ اب کل دخل نہ دیجیے امتحان تو آپ کر چکے اب تامل
فرمائیے شاہزادہ کہتا ہی ہم کبھی نہ مانینگے یہ نہ ہوسکیگا کہ تم سب کا غم دیکھین پہلے
ہمین جان دینگے سب شاہزادے تعریفین کررہے ہین وہ رات اسی چہل پہل مین بسر ہوئی
گریبان سحر چاک ہوا پھر وہی نقابدار آیا اور اُس زنگی نے آکر نعرہ کیا شاہزادہ اُٹھا
سب جوان پشت پر پھیرون بارہ دری آئے ملکہ نے کنیزون سے کہا دیکھو یہ جوان
سب کا افسر ہی سب کے آگے کھڑا ہوا ہی زنگی نے جو آواز دی شاہزادہ اکھاڑے
مین کود پڑا زنگی نے پکار کر کہا ای ملکۂ عالم یہ تو وہی کل والا جوان ہی کیون او جوان
تو جان کا خوف نہین کرتا ملکہ نے پکار کر کہا ای جوان یہ کیا بے غیرتی ہی کہ پھر تو آج آیا
اب مقابلہ نہ کرنا شاہزادے نے کہا ہم ضرور مقابلہ کرینگے جب تو زنگی نے کہا کہ ہم بھی
مقابلہ کرونگا یہ کہکر اور شاہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا شاہزادہ لپٹ پڑا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ بدن مین

آگ لگ گئی ناچار لڑنے لگا ضبط کرکے دو چار پیچ باندھے مگر بدن پھنک رہا ہے لیکن لڑا
جاتا ہے جیو ستے پیچ پر زنگی نے شاہزادے کو دست مارا اور خنجر کھینچکر چھاتی پر چڑھا ملکہ کو تاب نہ باقی
رہی تخت سے کود پڑی ایسی بیقرار ہو کر کودی کہ نقاب چہرے پر سے ہٹ گئی صاف معلوم
ہوتا تھا کہ ٹکڑا ابر ہٹ گیا ماہتاب نکل آیا شاہزادے کی بھی نگاہ پڑی دل کو تھام لیا ملکہ
نے قریب آکر کہا او زنگی آج پھر سو قوت رکھ میں نے کل والد سے نہیں پوچھا آج پوچھونگی
کہ یہ نیا معرکہ ہے زنگی نے ہاتھ روک لیا نقابدار تخت پر سوار ہو کر مع زنگی روانہ ہو گیا لیکن
راہ میں کنیزوں سے کہتا تھا کہ یہ جوان بڑا ضدی ہے دو دن میں نے اپنے اوپر جبر کیا کہ
منھ نہیں دھویا آج ضرور والد سے پوچھونگی دیکھوں کیا حکم دیتے ہیں کیونکہ نیا معرکہ
گذرا آجتک کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا مگر وہ جوان اپنی ہی کہے جاتا ہے کہتا ہے پھر لڑونگا
کنیزیں عرض کرتی ہیں دو دن سے آپ نے منھ نہیں دھویا قاعدے میں فرق پڑا اب
کل دخل نہ دیجیےگا ملکہ نے کہا کیونکر ہو سکتا ہے کہ قاعدے کے خلاف کوئی قتل ہو وہان
تو میعاد مقرر ہے ایک دن کے بعد ایک لڑتا ہے وہ جوان بڑا جری و بہادر ہے کہ اپنی ہی کہے
جاتا ہے مگر آج پوچھنا ضرور ہے ہر چند ضبط کرتی ہے مگر آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں چہرہ
اداس ملاقات سے عالم یاس مکان پر آئی شام کو پاس اُس بڈھے کے پہونچی کہ جسکا
نام سہیل بن سامری ہے ملکہ نے جاکر پوچھا ای والد نامدار دو دن سے یہ معرکہ گذرا ہے
کہ میں نے منھ نہیں دھویا یہ سُنکر سہیل نے زانو پیٹ لیا کہا ای نور نظر وہ طلسم کشا ہے یہی
کتابوں میں لکھا ہے کہ طلسم کشا کو موت نہیں ہے تو نے کیوں نہ قتل کر ڈالا اگر وہ قتل ہو جاتا
تو میرے دل کو تسکین ہوتی اُسے جاکر قید خانے میں بھی فساد برپا کیا ملکہ یہ مضمون بات
سنکر اپنے باغ میں آئی کنیزوں سے کہا لو صاحبو باپ نے حکم دیدیا کہ قتل کر ڈالو ابھی
ذکر و اگر وہ زندہ رہیگا تو سب کی جان کا خوف ہے اُس شخص کے ہاتھ سے بڑی بڑی بربادیان
ہوئی ہیں جب تو انجام میرے پاس لائی دیکھیے کیا ہو لو صاحبو قدرت کو بھی خوف ہوا
اب کیا کہکر اُسے بچاؤنگی ملکہ تو اس خیال میں یہاں شاہزادے نے سب سے کہا یارو کبھی
نامردی کرتے ہو یہ تو مجھکو ظاہر ہو گیا کہ یہ زنگی جادوگر ہے میں جب لپٹوں تو تم سب کو دوڑ

دس جوان ایک ہاتھ مین لپٹو دس آدمی دونون پیرون مین دس آدمی منھ اسکا بند کرین کہ وہ دم
نہ کرنے پائے مین گھونسہ ماروںنگا سر پھٹ جائیگا جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہو جائیگا یہ تو نہ ہوگا کہ ہم
تمھارا غم دیکھین کل سب ملکر اس زنگی کو مار لو سب کی جان بچے ورنہ روز حرامزادہ آتا ہے ایک نہ
ایک دوست کا غم ہوتا ہے اس تو فراغت پائین سب نے قبول کیا شاہزادے نے مقرر کیے
کہ منھ دابنے واسطے اور پانون تھامنے والے ہاتھ پکڑنے والے یہ سب مقرر کیے شاہزادہ
بیٹھا سب نے ساتھ کھانا کھایا اب وہ سب شاہزادے کو اپنا افسر جانتے ہین چار پہر رات
اسی صلاح مین گذری کہ یہان سحر پاک ہوا اول نقابدار آیا پھر زنگی نے آکر اکھاڑے مین
خم مارا اور پکار کر آواز دی آج کسکی باری ہے شاہزادہ کو وزیر ملکہ نے پکار کر کہا او جوان
ضدی آج تمہارا ذکر ناتمہیر ہوگئی ہے شاہزادے نے کہا آج زنگی کو مارین گے یہان بھی
تدبیر ہو چکی ہے ملکہ ہنس پڑی کہا لو صاحبو انھون نے کیا تدبیر کی ہے اے جوان آج روز قتل ضرور
ہو جائیگا شاہزادے نے کہا ہم یہی چاہتے ہین کہ ہمارا خاتمہ ہو آج اس زنگی کا خاتمہ ہے
ہم تدبیر کر چکے ملکہ نے ہنسکر کہا انھون نے کیا تدبیر کی ہے جہالت کی سب باتین ہین اپنی
جان کا خوف نہین کرتے ہان او زنگی اس جوان کو لینا وہ زنگی جھپٹا قریب شاہزادے
کے آیا شاہزادے نے کلائی پکڑکر آواز دی ہان یارو یہی وقت ہے جو وعدہ کیا اسے پورا
کرو سب جوان اکھاڑے مین کود پڑے دس جوانون نے زنگی کے دہن پر ہاتھ رکھا کچھ
ہاتھون مین لپٹے کچھ پانون مین لپٹے چیونٹیان گویا مردے کو لپٹ گئین اب زنگی کو سانس لینا
دشوار ہوا زبان نہین ہلا سکتا شاہزادے نے اوپر سے گھونسہ مارا کہ سر زنگی کا پھٹ گیا
اٹھکر ایک لات ماری کہ پسلیان چور چور ہو گئین اور ان جوانون نے بھی ہاتھ پانون توڑ ڈالے
زنگی کا مرنا کہ اندھیرا ہو گیا ملکہ تخت پر سوار ہو کر گھبرائی ہوئی بلند ہوئی ہوا سے دیکھ رہی ہے
کہ لاشہ زنگی تڑپ رہا ہے وہ سب جوان خوشیان کر رہے ہین اور شاہزادے کے گرد پھرتے
ہین کہ آواز آئی کشتی مرا نام سن سیہ تاب جادو ہو شاہزادے نے کہا بہت بہتر ہوگا کہ
یہ ملعون مرا ملکہ آسمان سے حیران حیران دیکھ رہی ہے اور کنیزون سے کہتی ہے کہ کیون صاحبو
اب مین کیا کرون زنگی کو سب نے مار ڈالا وہ جو شاہزادہ کہتا تھا کہ تدبیر ہو گئی وہی تدبیر

تھی والد فرماتے تھے کہ وہ جوان طلسم کشا ہی قید خانے مین فساد برپا کریگا اُسکو بہت جلد قتل کرو آج یہ نیا ہنگامہ ہوا اب کیا تدبیر کرون دروازہ کھلا ہی قیدی نکلے جاتے ہین تماشے کا صندل جادوگر بازار صندلی پوشان کی افسر ہی اُڑتی ہوئی جاتی تھی اسنے دیکھا کہ تخت ملکہ کا ہوا پر تھرا رہا ہی اور سر پیٹ رہی ہی صندل نے آکر پوچھا ملکہ عالم کیا ہوا ملکہ نے کہا زنگی پہلوان قتل ہوگیا دروازہ قید خانے کا کھل گیا قیدی نکلے جاتے ہین ارے صندل یہ دردسر ہی اتنا تو روک کہ یہ لوگ باہر نہ نکل سکین صندل جادو نے سحر کیا کچھ ماش کے دانے جھولی سے نکالکر پھینک مارے دروازہ قید خانے کا بند ہوگیا اسباب عیش جسقدر رکھا تھا سب جلگیا چہار طرف آگ پھیل گئی سب نخل مثل شعلۂ آتش ہوگئے یہ سب قیدی صحن مین قید خانے کے کھڑے ہین آگ بڑھتی آتی ہی شاہزادے نے بیقرار ہوکر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور دعائین کرنے لگا کہ ای سمیع و علیم و ای رحیم و کریم اس مشکل کو آسان کر تیرے سوا کون معین و مددگار ہی

نظم

تو کردی ای خداوند جہان ملک جہان پیدا	زمین پیدا مکان پیدا زمین پیدا زمان پیدا
تو لی کز لامکانی کردہ کون و مکان پیدا	تو لی کز بے نشانی ساختی نام و نشان پیدا
بہ فرمانت شود از ذرہ روشن تیر تابان	ز جسم خاک میگردد بحکمت نور جان پیدا
خبر از رنگ و بویت میدہد ور گلشن دولت	ہر آن غنچہ کہ شد در ہر بہار از بوستان پیدا
بہ قدرت ساختی گویا تو ہر تصویر بیجان را	بحکمت در دہان بے زبان کردی زبان پیدا

سب جوان آمین کہ رہے ہین مگر جب صندل نے یہ سحر کیا کہ دروازہ بند ہوگیا اور سارا مکان آتش ہوگیا تو صندل تو سحر کرکے چلی گئی ملکہ بس ناچار پلٹین اپنے باغ مین آئین ایک گوشے مین بیٹھکر رونے لگین وزیرزادی گلرخسار جو سامنے آئی آتے ہی ملکہ کی بلائین لین کہا کیون واری ہین آج کئی دن سے آپ کو اُداس پاتی ہون ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھرکر کہا او گلرخسار میرے منھ سے وہ کلمے نہین نکلتے اُس شہریار پر کیا گذر رہی ہوگی گرد آگ بیچ مین وہ شاہزادہ کیون گلرخسار کیا دل کا حال ہوگا گلرخسار نے عرض کی دن تو گذر نے دیجیے شام کو چلکر سحر کرونگی آگ کو بجھا دونگی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہی

لیکن دل دھڑک رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے بیتابی میں یہ اشعار منھ سے نکل گئے صبر و قرار و شکیبائی نے ساتھ چھوڑا

نظم

مبدل ہے سبب کب ہو احتیار رنگ رو میرا | کسی کی جستجو میں ہے دل پُر آرزو میرا
پریشانی کے پہلو میں دل انگاری کی تسکین ہے | خبر کچھ اور دیتا ہے یہ لطف گفتگو میرا
مہیا ہو مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا | جو آنسو ہی تو ساغر چشم ہے دل ہے سبو میرا
نہیں ممکن جو کچھ ممکن نہ ہو مر جانے والوں کو | لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہے لہو میرا
امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن ہیں | رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
ہوا ہوں پاک دامن اُس ستمگر کی محبت سے | یقین ہے دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا
انہیں رسوا کریگا مجھکو نادم غیر کو دشمن | غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا
محبت کا تعلق عاشقوں سے چھٹ نہیں جاتا | جدا ہونے میں ملجاتا ہے خنجر سے گلو میرا
اجازت تجھکو دیتا ہوں خوشی سے قتل کر لیکن | مناسب ہے رہے قاتل خیال آبرو میرا
نہ چھوٹے گا چھڑانے سے ہزاروں سوزنیں [illegible] | بہار دامن جلاد دیکھے گا لہو میرا
نسیم اس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہے | بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

کنیزیں ہر چند سمجھاتی ہیں اور روز پریزادی گلرخسار کہتی ہے کہ واری نہ گھبراؤ اپنے دن گذر رہے دیکھیے ہیں آپ کو لے چلونگی دکھلاؤنگی گلرخسار نے جو تسکین دی ملکہ خاموش ہو رہیں شام کا انتظار کر رہی ہیں ناگاہ مجنون روز بصد سوز دشت نجد میں پہونچا لیلائے شب نے نقاب سیاہ چہرے پر ڈالی ملکہ نے کہا اے گلرخسار تو نے کیا وعدہ کیا تھا اُس وعدے کو پورا کر گلرخسار نے دیکھا کہ ملکہ کو بڑا جوش و خروش ہے یہ زندہ نہ رہیگی جو ہو سکے وہ اسکے ساتھ خیر خواہی کرو یہ کہکر تخت تیار کیا ملکہ اُسپر سوار ہوئی طرف قیدخانے کے روانہ ہوئی آسمان سے دیکھا کہ شاہزادہ بارہ دری میں حیران و پریشان کھڑا رو رہا ہے چہار جانب سے شعلہائے آتش موج زن ہیں اور ساتھ والے بلاک رہتے ہیں ملکہ کا کلیجہ منہ کو آ گیا گلرخسار سے کہا اے گلرخسار حال شاہزادے کا دیکھتی ہے پھر بتا کہ مجھکو کیونکر چین پڑتا اگر شب گذر جاتی تو یہ پروردۂ مہد ناز و نعم اسیر یہ رنج و غم کیونکر زندہ رہتا خدا نے

انکی جان بچائی گلرخسار نے روئی کا گالا نکالا اسپر چند قطرے پانی کے ڈالکر اڑایا کہ ابر بنکر تیار ہوا پانی برسنے لگا اسقدر پانی برسا کہ سب آگ بجھ گئی شاہزادے نے کہا دیکھو ابر رحمت نے کیا رحم کیا سب ساتھ والے خوشیان کرنے لگے کہ تخت آسمان سے اترا ملکہ نے حکم دیا گلرخسار نے فرش بچھایا شاہزادے کو کھانا کھلایا شاہزادے نے ساتھ والونکو بھی شریک کر لیا بعد کھانے کے ملکہ نے گلرخسار سے کہا اب انکو ہمارے باغ مین لیچلو گلرخسار نے بہت سمجھایا کہ ای ملکۂ عالم نہین معلوم کیا حال ہوگا آپ کے والد آگاہ ہونگے ملکہ نے کہا ای گلرخسار مجھکو تو اب انکی جدائی گوارا نہین گلرخسار نے کہا کہ اگر آپکے باپ کو خبر ہوگی کر سیہ تاب مارا گیا اور قید خانہ ویران ہوا تو قیامت برپا کرینگے ملکہ نے بصد حسرت جواب دیا کہ ای گلرخسار جو کچھ ہوگا وہ جھیلین گے جان پر کھیلین گے مگر انکا یہان چھوڑنا بہتر نہین گلرخسار مجبور ہوئی شاہزادے کو تخت پر سوار کیا ملکہ کہتی ہوئی آئی ہو کہ کیون ای شہریار اب کیا ہوگا شاہزادہ کہتا ہی ای ملکۂ عالم نہ گھبراؤ یہ جو جوان باقی ماندہ ہین انکو جاکر نکالدو گلرخسار نے سحر کیا کہ دروازہ کھل گیا سب جوان نکلکر بھاگے مگر ملکہ شاہزادے کو ساتھ لیے ہوے اپنے باغ مین آئی شاہزادے کو مسند پر بٹھایا کنیزون سے اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط لاؤ جب ملکہ نے جام پیش کیا تو شاہزادے نے عذر مذہب کیا ملکہ مع اپنی کنیزون کے کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئین صحبت مین شریک ہین مگر متر کاؤس کئی دن فکر مین رہا ایک روز شام کو سر جھکا کر بیٹھا اور خواجہ عمرو کو پکارنا شروع کیا بیقرار ہوکر کہنے لگا کہ دادا جان آپ نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہین میری مدد کیجیے کوئی عیاری تعلیم فرمایئے کہ سہیل بن سامری کو پکڑلون روتے روتے سو گیا خواب مین خواجہ عمرو کو دیکھا خواجہ نے ایک عیاری تعلیم فرمائی کاؤس کی جو آنکھ کھلی وہ عیاری یاد تھی فوراً رنگ روغن عیاری کا نکالا پر یاقوت احمر کے بازوون پر لگائے کمسن تو تھا ہی ایک پریزاد کی شکل بنا ایک تھال سنہرا نکالا اسمین چند سیب رکھے اور اسی درخت پر چڑھا دیکھا سہیل بیٹھا ہو متر کاؤس درخت سے پھاند نعرہ کرتا ہوا آکر سنم پریزاد قدرت سہیل کی نگاہ پڑی کہ ایک پریزاد نہایت حسین و جمیل لباس بھاری پہنے ہوے پکے

باقوت کے بازوؤن پر دریاے جواہر مین غوطہ زن حسن مین رشک چمن غنچہ دہن سرو قد خورشید
خد سامنے کھڑی ہو اور عرض کر رہی ہو کہ یا خداوند میرا ایک باغ سیب ہر پردۂ قاف مین
کہ اُسمین اسقدر سیب پیدا ہوتے ہین کہ وہی جاری وجہ معاش ہو مگر سارا باغ خشک ہو گیا
تھا سب خداوندون کا واسطہ دیا جسروز آپ جشن کرتے تھے مین تخت پر جاتی تھی مین نے
آپ سے مراد مانگی اسکے سال اسقدر سیب پیدا ہوے کہ سارے قاف مین تقسیم کیے
یہ چند سیب لیکر آئی ہون کہ قدرت کو کھلاؤن یقین ہو ایسے سیب قدرت نے نکھائے
ہونگے اب سب دیوزاد و پریزاد بھی آپ کو آکر سجدہ کرینگے سہیل یہ مژدہ سُنکر نہال ہو گیا
جی مین کہتا ہو کہ اب ذکر خدائی میرا تا بہ پردۂ قاف پہونچا اب جشن مین سب آیا کرینگے اُن پر
تقدیرین بگھارونگا وہ سب قبول کیا کرینگے تب خدائی کو رونق ہوگی پریزاد سے کہا نذر تیری
قبول ہو پریزاد نے سیب تراشا اول مُنھ مین سہیل کے دیا بعد کو ایک ایک ٹکڑا کنیزون کو
کھلا یا کل اہل جلسہ کو سیب کھلائے سیب کھاتے ہی سب تو آسیب آئے دست و سا زبان
ہونے لگین سہیل گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا کہ یارو سامنے قدرت کے بے ادبی
کر رہے ہو جیسے ہی اُٹھا بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا کاوس نے نئی نئی تو
عیاری کی ہو اور تو کچھ نہین پڑا سہیل کو ایک صندوق مین بند کیا آپ اُسکی شکل بنکر سو رہا
صبح کو ملازمون کی آنکھ کھلی سب نے جگایا منہ کاوس اُٹھا مگر حیران ہو کہ اب کیا کرون اگر
ساحر آگاہ ہو جائین تو جلا کر خاک کر دین اپنے کو کیونکر بچاؤن منھ لپیٹے پڑا رہا شام کو خبر ہوئی
کہ نور چکیدۂ خالص قدرت آتی ہین کاوس اُٹھکر بیٹھا ملکہ جو آئین جھک کر سلام کیا کہ ایک
ہرکارے نے خبر دی کہ یا خداوند قید خانہ ٹوٹ گیا سب قیدی نکل گئے یہ سُنکر سہیل نے کہا
اے ملکۂ عالم مین کیا خدائی کسی کے بھروسے پر کرتا ہون مجھکو معلوم ہو کہ جہان شاہزادہ ہو اب
جسوقت چاہون بتادون اور پکڑ لاؤن مجھکو کون روک سکتا ہو ملکہ کا چہرہ اُداس ہو گیا
مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین کاوس نے آنکھین ملا ملا کر کہنا شروع کیا جو جو کاوس باتین
کرتا ہو ملکہ اُداس ہوتی جاتی ہین کاوس نے آنکھین چار کرکے عقل سے سمجھا کہ کوئی تو بات
ایسا ہو کہ اس ذکر سے اسکو پریشانی ہوتی ہو اور شاہزادہ میرا صاحب اقبال ہو شاید عاشق

ہوئی ہو چند باتین کر کے ملکہ کو رخصت کیا آپ شام کو حکم دیا کہ ہم اپنے لاؤ ہم بیٹی کی ملاقات کو جائینگے یہان ملکہ جو پلٹ کر آئین شاہزادے نے پوچھا کیون ملکہ کیا گذری ملکہ نے کہا آج تو باپ نے ایسی باتین کہین کہ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ مجھپر طعن کرتے ہین مین نے کچھ جواب نہین دیا کہ کیا باعث ہی جو ایسی باتین کرتے ہین یہ ذکر تھا کہ محلدار دوڑی ہوئی آئی عرض کی آپ کے والد تشریف لاتے ہین مگر اکیلے ہین ملکہ نے شاہزادے سے کہا آپ تو کمرے مین ہو جا بیٹھے مین باتین کر کے ٹال دونگی شاہزادہ کمرے مین گیا سہیل باغ مین آیا رنگ باغ دیکھتا ہوا عقل سے کہتا ہوا کیا عجب ہی کہ شاہزادہ یہین ہو بارہ دری مین جو آیا تو دیکھا اسباب عیش و نشاط مہیا ہی گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی رکھی ہین جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ابھی کوئی صحبت سے اٹھ گیا ہی سہیل آکر مسند پر بیٹھا ملکہ نے سلام کیا سہیل نے پوچھا مزاج کیسا ہی ملکہ نے جواب دیا حضور کی پرورش کچھ سر مین خلل ہی پیڑا پھیکا ہو رہا ہی سہیل نقلی نے کہا اے نور نظر ہم کیا خدائی تمھارے بھروسے پر کرتے ہین ہم بخوبی جانتے ہین کہ شاہزادہ جہان ہی ابھی حکم دون تو سر اُسکا کٹ کر گر پڑے اور لانے والے کے بدن مین آگ لگ جائے سہیل نقلی نے جو یہ کہی ملکہ کا رنگ رو اڑ گیا ہی کانپنے لگی اب تو کاوس بخوبی سمجھ گیا کہ اسی کے قبضے مین شاہزادہ ہی کہا اے ملکۂ عالم اب تقدیر کرتا ہون کہ شاہزادے کے لانے والے کے بدن مین آگ لگ جائے ابھی سارا باغ جلکر خاک ہو ورنہ شاہزادے کو بلاؤ کہ آکر سجدہ کرے شاید اُسکی صورت دیکھکر رحم آجائے یہ کہکر تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ تھرا گئی کہ ہاتھ تلوار کا مجھکو ماریگا شاہزادے نے جو کمرے سے دیکھا کہ سہیل تیغ برہنہ لیے ہوے جنبش دے رہا ہی خیال مین گذرا کہ جب یہ ملکہ کو مار ڈالیگا تب دخل دینا تو بیکار ہوگا یہ سوچکر شاہزادہ کمرے سے نکلا آواز دیتا ہوا کہ او مکار و حیلہ ساز مین تجھکو سجدہ نہ کرونگا تیغ کھینچکر شاہزادہ جھپٹا سہیل اٹھکر بھاگا کہتا ہوا کہ منھ کھولو تو مین روح قبض کر لون شاہزادے نے گھبرا کر منھ بند کر لیا سہیل نے کہا جسقدر روزن تمھارے جسم مین ہین اُن روزنون سے روح قبض کرونگا شاہزادے نے گھبرا کر ایک ہاتھ پشت پر رکھ لیا شاہزادہ دوڑا دوڑا پھر رہا ہی سہیل نقلی پلنگ کے

گرد پھر رہا ہو شاہزادے نے جھلا کر ایک ہاتھ مارا کہ پلنگ کے دو ٹکڑے ہوئے جست کرکے
سرپر سہیل کے آیا سہیل نقلی گھبرایا کہ ایسا نہ ہو پہلا میرے سر پر پڑ جائے تو دو ہی ٹکڑے ہونگے
کہا او شہریار آپ نے غلام کو نہین پہچانا نام کاؤس تیز رو شاہزادہ سہیل کے لپٹ گیا اور ایام
مہاجرت کو یاد کرکے رونے لگا ملکہ سمجھین کہ شاہزادہ متحیر ہو گیا اب مجھپر حملہ کریگا بیقرار ہو کر
اٹھی کہا کیون شہریار مزاج کیسا ہو شاہزادے نے کہا یہ میرا عیار ہو اب تو کاؤس نے صورت
اصلی بنائی شاہزادے نے پوچھا کہ کیون مستر صاحب سہیل کو کیا کیا کاؤس نے کہا او شہریار
داداجان خواب مین آئے جو تدبیر بتا گئے تھے اسی عیاری سے سہیل کو پکڑا صندوق مین
بند کر دیا ہو اسکو لاتا ہون یہ کہکر کاؤس پھر سہیل کی شکل بنا اور دروازے پر آکر کہا فلان
صندوق جو رکھا ہو وہ اٹھا لاؤ کہار جا کر وہ صندوق لائے کاؤس صندوق کو اندر لایا اور
سہیل کو ایک ستون سے باندھدیا زبان مین سوزن دے کر سہیل کو ہوشیار کیا سہیل
کی جو آنکھ کھلی دیکھا مین بندھا ہون شاہزادہ کرسی پہ بیٹھا ہو اور ملکہ خاموش کھڑی ہوئی ہو کہ
شاہزادے نے پکار کر کہا او سہیل تو میرا بزرگ ہو مین یہ سمجھاتا ہون کہ تو نے غضب کیا
اس پروردگار کا ہمسر بنا کہ جسکا شریک ممکن نہین اور کیا اسکی وحدانیت بیان کرون اور
میری زبان مین اتنی طاقت کہان کہ اسکی حمد و ثنا عرض کرون مگر یہی اعتقاد ٹھیک ہو کہ وہ وحدہ
لاشریک ہو کیون او سہیل خدا کو کیا جواب دوگے جب وہ پوچھیگا کہ ہماری برابری کی تو
زبان سے کچھ جواب نہ نکلیگا بہت شرمندہ ہوگے گریبان مین منھ دوگے شاہزادے نے حال
حشر و نشر جو سامنے سہیل کے بالتصریح بیان کیا سہیل عرق خجالت مین غرق ہو گیا اشارہ کیا
کہ میری زبان سے سوزن نکالو شاہزادے نے سوزن زبان سے نکالی سوزن زبان سے
نکلتے ہی سہیل قدمون پہ شاہزادے کے گرا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی عرض کی کہ مجھسے بڑی
خطا ہوئی مین توبہ کرتا ہون امیدوار ہون کہ ایک مکان عبادت خانہ بناؤن اسمین بیٹھکر
توبہ کرون شاہزادے نے کلمۂ طیبہ زبان سے پڑھا سہیل نے بھی قصد پڑھنے کا کیا ملکہ نے
کہا او والد ناہنجار انجام ابھی زندہ ہو ایسا نہ ہو کہ حضور کو آزار پہونچائے سہیل نے جواب دیا
اگر اس ماہ مین مارا جاؤن تو جانون کہ میری نجات ہوئی اب آج سے مین یہ نہ کرونگا ہر چند

ملکہ نے سمجھایا مگر سہیل نے نہ مانا کلمہ پڑھکر سحر سے توبہ کی اور اُسی باغ مین ایک گوشہ تھا اُسمین
مسجد بنوانیکا حکم دیا اور تائب ہوکر قصد کیا کہ شغل عبادت گذاردن کے اِس مسجد مین بیٹھکر
عبادت کیا کرون شاید پروردگار قبول کرے اور اِس بدخلائی کی سزا سے بچون حقیقت مین
مجھسے بڑی خطا ہوئی یہ کہکر سہیل دربار مین آیا شاہزادے کو ساتھ لایا جادوگرون نے پوچھا
کہ زمرد جادو نہین آیا ساحرون نے جواب دیا کہ جبسے آپ سے زمرد رخصت ہوا
ایسا بیمار ہوا کہ رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوا سہیل نے کہا یارو مین تو مسلمان
ہوا دعوی خدائی سے باز آیا مگر تم سب کو مناسب یہ ہی کہ اطاعت اسلام کرو سب ساحرون
نے بخوشی اطاعت کی شاہزادے کو سہیل نے حکم دیا کہ گلگون جادو کو حکم دیتا ہون کہ
وہ آپ کو صحراے ابریشم گیا وہین پہونچادے اُس صحرا کو طے کرکے قریب باغ زمرد کے
پہونچیگا دروازے پر باغ کے سدا برت بٹ رہا ہی آپ پشت باغ سے ہوکر باغ مین
جائیگا ایک نخل سرو ہی کہ اُسکی بیخ مین دونون لوحین موجود ہین وہین سے لوحین حاصل
کیجیگا پھر باغ سے نکلیگا وہ ساحر آپ پر بلوہ کرینگے اُنسے فراغت حاصل کرکے تمامی
طلسم مین مصروف ہوجیئےگا مگر اسکا خیال رہے کہ انجام جادو کو میرے مسلمان ہونے کی
خبر نہ ہونے پائے ورنہ فساد برپا کریگی مجھکو اُسکے فساد کا کچھ خوف نہین اگر وہ مجھتک آئے
تو سر جھکا دونگا شاید پروردگار اِس سر جھکانے سے مجھپر رحم کرے اور میری خطاے گذشتہ
بخشدے شاہزادے کو سمجھاکر گلگون جادو کو ساتھ کیا سہیل اُسی حال سے روتا ہوا مسجد
مین آکر بیٹھ رہا صحیفہ خوانون سے صحبت ہی خدا کی تقلیل تسبیح مین اپنے کو تحلیل کیا ہی آٹھ پہر صحیفہ
پڑھا کرتا ہی اِسی پر مرتا ہی کہ اپنی خطا معاف کراؤن پاک ہوکر دنیا سے جاؤن مگر انجام جادو
اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی کنیزون سے کھیل رہی تھی کہ ایک سناٹا ہوا ملکہ گرین بیہوش ہوگئین
انجام حیران ہی کہ یہ کیا ہوا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا وہی بیقراری اور اشکباری
شاہزادے کو یاد کرکے رونے لگی انجام نے بیٹی کو تو قید کیا اور ہرکارون کو حکم دیا کہ
قلعۂ سہیلیہ سے خبر لاؤ کہ سہیل پر کیا گذری ہرکارے روانہ ہوے شہر مین جاکر دیکھا کہ
دوکاندار تک مسلمان ہوگئے باغ مین ملکہ کے ایک گوشے مین مسجد ہی اُس مین سہیل بیٹھ

لیے بیٹھا ہی ہرکارے بھاگے ہوئے سامنے انجام کے آئے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم قلعۂ سہیلیہ کا تو
خاتمہ ہو گیا سب مسلمان ہو گئے اور خداوند سہیل ایک مسجد میں بیٹھے ہیں اور عبادت کر رہے
ہیں انجام نے کہا ابھی جا کر سب کو قتل کروں گی ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گی یہ کہکر ایک طاؤس پر
سوار ہوئی اور طرف سہیلیہ کے چلی شہر میں جو آ کر گری تو وہ تلواریں برسانا شروع کیں کہ تمام
اہل شہر قتل ہوئے یہ خبر ملکہ نے سنی یہ تو نکل بھاگی کاؤس ایک جانب گیا انجام لڑتی بھڑتی آئی
دیوار پر آئی دیکھا کہ سامنے سہیل صحیفہ لیے بیٹھا ہی اور عبادت کر رہا ہی انجام نے للکارا کہ
او مکار دعوی خدائی کا اختتام ہوا اب خدا سے نادیدہ سے عجز کر رہا ہی یہ کہکر دیوار سے کودی
تلوار کھینچی ہوئی ہاتھ میں صحیفہ خوان کو قتل کرنے لگی مگر سہیل محراب عبادت سے نہیں اٹھا
صحیفہ لیے بیٹھا رہا کہ انجام لڑتی ہوئی قریب محراب پہونچی سہیل نے سر جھکا دیا کہ ہاں انجام
میں اسی لایق ہوں انجام نے ہاتھ تلوار کا مارا سہیل کا سر کٹ کر گرا خون گلے سے بہ پڑا
انجام سہیل کو قتل کر کے پھری اور چہار جانب ملکہ کو ڈھونڈھنے لگی جب کہیں دستیاب
نہ ہوئی تو یہ کہکر پلٹی کہ یہ گیسو بریدہ بھاگ گئی آ کر چند ساحر روانہ کیے کہ دختر سہیل کو ڈھونڈھ کر
گرفتار کر لاؤ ادھر شاہزادہ ہمراہ گلگونہ جادو صحرائے ابریشم گیا وہ میں پہونچا گلگونہ تو رخصت
ہو گئی مگر شاہزادہ اس صحرا کو دیکھتا ہوا چلا حقیقت میں جو صحرا کا نام تھا وہی صفت دیکھی
کہ درختوں کی شاخیں لٹک رہی ہیں معلوم ہوتا ہی کہ پتے ریشم کے ہیں صحرا نہایت پر بہار
زیر نخل پھولوں کا انبار طائران نغمہ سرا یاد میں باغبان حقیقی کے چہکار رہے ہیں معلوم
ہوتا ہی کہ گل قدرت دیکھکر اسی کو پکار رہے ہیں یہانتک کہ شاہزادہ سامنے باغ زمرد کے
پہونچا دیکھا ہزارہا آدمی جمع ہیں دروازے کا نگہبان غلہ تقسیم کر رہا ہی کئی ہزار جادوگر دروازے
کو روکے ہوئے بیٹھے ہیں شاہزادہ پھرتا ہوا پشت باغ پر پہونچا کمند مار کر بالائے دیوار آیا
دیکھا ہزارہا طائر غلغلہ کر رہے ہیں گوشے میں ایک درخت سرو کا کہ چڑیا اسکی چہک رہی ہی شاہزادہ
دیوار سے اترا جب طرف درخت کے چلا تب تو طائروں نے غل مچایا کہ اے نگہبان باغ جلد
آ کر خبر لو کہ طلسم کشا آ پہونچا سب ساحر جلوہ کر کے اندر آئے مگر شاہزادے نے جیب کریچ کو
کھود دیکھا لوہیں دفن ہیں انکو نکالکر گلے میں پہنا ساحروں نے سحر کرنا شروع کیا لیکن جو

سحر کرتے ہیں وہ اُلٹا پلٹتا ہے ساحر تمام ہوتے ہیں شاہزادہ سب سے لڑتا ہوا در باغ پر پہونچا
جو ساحر دروازے پر بیٹھے تھے اُنھون نے بھی روکا اور چاہا گرفتار کرلیں مگر شاہزادہ بجرأت
لڑتا ہوا بیرون باغ آیا ساحر پیچھا نہیں چھوڑتے تھے شاہزادے نے لوح طلسمی دیکھی نوشتہ پایا
کہ لوح کو گریبان میں رکھ لو نگاہ سے ساحرون کی مخفی ہو جاؤ گے جب یہ تمکو نہ پائیں گے تو
پلٹ جائیں گے شاہزادے نے ویسا ہی کیا جب ساحرون نے دیکھا کہ شاہزادہ غائب
ہوگیا تو خاک اُڑاتے ہوے پھٹ اپنے مقام پر کہتے تھے کہ دیکھو یارو کیا کمال کی بات
ہے کہ طلسم کشا سامنے سے غائب ہوگیا اب کہان تلاش کرین سامری و جمشید کو اختیار ہے جو
مناسب ہوگا وہی کرینگے مگر شاہزادہ اُسی صحرا مین ہوتا ہوا بموجب ہدایت لوح سامنے
ایک گنبد کے پہونچا دیکھا سامنے گنبد کے فرش بچھا ہے دروازہ گنبد کا کھلا ہوا ہے صدہا
نازنینان مہجبین اُس فرش پر رقص کر رہے ہیں کوئی سازنہ بجاتی ہے ناز و کرشمہ دکھاتی ہے کسی کو
اپنے بتانے پر ناز ایک نازنین حسین نہایت خوبصورت کمسن جوانی کے دن گنبد مین
تخت پر بیٹھی ہے اور ناچنے گانے والیون کو تعلیم کرتی جاتی ہے شاہزادہ جو اُس مجمع مین آکے
بیٹھا تو دیکھا زمین گردش کر رہی ہے بعد عرصے کے وہ تخت نشین اپنے مقام سے اُٹھی طرف شاہزادے
کے متوجہ ہو کر بجوش آوازی یہ اشعار گانے لگی

نظم

تن ضعف سے کہان کہ جو ہوتی بدن میں روح — لپٹی ہوئی ہے جسم جو مثل کفن میں روح
قاتل ضرور چاہیے تکلیف مخلصی — کب سے اسیر دام ہے رگہاے تن مین روح
برسون سے ہین نظارۂ باہم کے مشغلے — ہان روح تن کی دید مین ہے دید تن مین روح
سینہ ہجوم داغ سے گویا ہے لالہ زار — رہتی ہے یاد دلبر گل پیرہن مین روح
ہر سو ہے مثل نکہت گل جوشش انتشار — ہے جستجوے دلبر غنچہ دہن مین روح
پیتا ہے زخم مین اثر جان لعاب تیغ — رکھتا ہے ہر نشان جراحت دہن مین روح
سینہ مین حلقہ ہاے رگ جسم استوار — گویا پڑی ہے بندش تار رسن مین روح
ممکن نہین کہ جاے مصیبت فراق کی — نکلے گی ایک دن اسی رنج و محن مین روح
ہو عشق کچھ غبار بدن جیسے — احباب سے لپٹ نہ سکیگی جہان مین روح

غافل طلسم دہر مقام فریب ہے
کیسا لعاب انکی گیبو دہن زہر تھا
ہر وقت ہو اذیت سینہ حزین میں نسیم

اے کاش تو محبت ہر مرد و زن میں روح
پانی ہوئی ہر دیکھتے ہی ہیر سے تن میں روح
سینہ چیں ہو خیال بت سیمتن میں روح

اسطورسے اُس نازنین نے یہ غزل گائی تمام نازنینین تعریف کرنے لگین وہ شکیل گاتی
ہوئی اور بتاتی ہوئی سامنے شاہزادے کے آئی گاتے گاتے بتانے لگی بتاتے بتاتے
دامن تھاما اشارہ کیا شاہزادے نے خنجر دیدیا دوبارہ جو اُسنے اشارہ کیا شاہزادے نے
نے تلوار دی وہ پیم نے لوح کو اشارہ کرتی ہو جب شاہزادے کے پاس کچھ نہ باقی رہا
اور اُسنے لوح کو اشارہ کیا تو شاہزادے نے لوح اُتار کر دیدی جب اُس شکیل نے لوح
پالی اور شاہزادہ مبہوت ہو گیا تو دوبارہ اُسنے لوح محفوظ مانگی شاہزادے نے لوح محفوظ
بھی دیدی تو شکیل نے پھر اشارہ کیا شاہزادہ مسلسل ہو گیا زنجیر تھام کر وہ نازنین شاہزادے
کو لیچلی شاہزادہ سرنگوں چلا آتا ہو جب گنبد مین وہ پہونچی تو خود تخت پر بیٹھی شاہزادہ سامنے
کھڑا ہو وہ پکار کر تعجب کر رہی ہو کہ کیوں اے طلسم کشا دیکھا میں نے زنیبواز جادو کیونکر تمکو پیچ
گرفتار کیا ہاں صاحب بتا دی کر قید انکی پاس انجام کے لے چلو سب ساتھ والے بھی
تیاریاں کر رہے ہین اور زنیبواز شاہزادے پر غصہ کر رہی ہو کہتی ہو اگر انجام حکم دیتی
تو مین تجھکو ابھی قتل کرتی شاہزادے نے جواب دیا کہ او مکارہ جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر
خدا سے ما بزرگ است فرد سر کی پیم زشمشیر حبیب ہا ہر چہ آید بر سر من یا لغیب ہا یکایک
آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا ایک جادوگر پر منظر ملکہ کو لیے ہوے آیا پکار کر کہا اے زنیبواز
مین اس بانی فساد کو پکڑ لایا صحرا مین بھاگی ہوئی جاتی تھین مین اُٹھا لایا اب اسکو تیرے
وصل پر رضامند کیجیے تو جین کر تخت پر رکھی تھین اُسی تخت پر ملکہ کو بٹھایا ملکہ نے دیکھا کہ
شاہزادہ مسلسل کھڑا ہو آنکھوں مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اداس اُس ساحرہ نے چاہا
ملکہ کے گلے مین ہاتھ ڈالدون ملکہ نے منع کیا کہ اے سرہنگ کیوں گھبراتا ہو اب تو مین تیرے
اختیار مین ہوں جو تو کہیگا وہی مین قبول کرونگی سرہنگ جادو خوش ہو گیا منتین کرنے
لگا کہتا تھا مین غلامی کرونگا ملکہ نے پوچھا یہ تختیان کیسی ہین زنیبواز نے کہا ملکہ انکو نہ چھوو

یہ ہماری جان کی لینے والی ہین ملکہ نے کہا اے نیلوار اب تو ہم تیرے قبضے مین ہین اِس ساحر
سیہ فام کو قبول کیا اب مجھے خوف نہ کرو ہم تمھارے ساتھ ہین معلوم ہوا کہ طلسم کشا کی
محبت کچھ کام نہ آئیگی تمھاری محبت سے جان بچیگی نیلواز خاموش ہو رہی سمجھی کہ یہ اب
ہمارے قبضے مین آئی ہماری اطاعت کریگی مگر ملکہ نے جو شاہزادے کو گرفتار دیکھا ہی دلپر
چھریان چل رہی ہین یہی چاہتی ہو کہ کیونکر شاہزادے کو رہا کرون نیلواز سے کہا دیکھو سب
ساحر تیار ہین آپ بھی تیار ہو جیسے کشان کشان انکو لے چلو مین اب کیا ناز کرونگی باپ
بھی مارا گیا یہ قید ہو گئے اب جو مناسب ہو وہ کرو نیلواز دروازے پر گئی جادوگر سے
کہا تم بھی دیکھو کر سب تیار ہو گئے جادوگر بھی ادھر متوجہ ہوا ملکہ نے دونون لوحین اُٹھاکر
شاہزادے پر پھینکدین شاہزادے نے جیسے ہی لوحین روکین سب قید غائب ہو گئی
قید سے رہا ہوتے ہی شاہزادے نے نعرہ کیا تلوار اُٹھالی نیلواز نے جو دیکھا کہ اب
شاہزادہ رہا ہوا اور ملکہ نے تختیان دیدین پڑھکر ایک گولا مارا شاہزادے نے لوح کو
سامنے کیا گولا اُلٹا پلٹا راہ مین وہ ساحر کھڑا تھا جو ملکہ کو لیکر آیا تھا اُسکے سینے پر پڑا توڑکر
پشت کے پار گذرا اب شاہزادہ طرف نیلواز کے چلا نیلواز نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن
مگر یہ شیر بیشۂ جرأت یکتاز میدان جلالت دروازے کو گنبد کے روکے کھڑا تھا جیسے ہی
نیلواز آئی گردن تھام لی ہرچند نیلواز نے چاہا کہ چھوٹون مگر شیر کے پنجے سے کب چھوٹ
سکتی ہو شاہزادے نے اُٹھاکر دے مارا کہ سر نیلواز کا پھٹ گیا ساحرون نے چاہا بلوہ
کرکے پکڑلین مگر شاہزادہ تلوار کھینچے ہوئے باہر نکلا ساحرون پر جا پڑا ملکہ بالنور رہی
تھی یا بے ساختہ منہ سے نکلگیا کہ اے شہریار رہائی مبارک ہو ایک ساحر بھاگ گئے بھاگتے
پلٹ پڑا آکر قدمون پر گرا عرض کی غلام کا مسمار جادو نام ہی یہان سے آگے غلام کا مکان
ہی وہان تشریف لے چلیے تا بہ انجام جادو پہونچا دونگا شاہزادہ مسمار کے ساتھ ہوا
مسمار جادو شاہزادے کو ہمراہ لیے ہوئے مع ملکہ ایک باغ مین آیا سب ساحر مطیع اسلام
ہوئے مسمار نے بھی ظاہرا اطاعت اختیار کی شاہزادے کو ایک بارہ دری مین لایا
اسباب عیش مہیا کیا شاہزادہ چونکہ تھکا ہوا تھا دو چار جام جو پیے مسند پر سر رکھکر آرام کیا

ملکہ بھی سو گئیں مسمار نے لوجیں گلے سے اتار لیں دونوں کو اپنے سحر میں پھنسایا شاہزادہ جو بیدار ہوا
مسمار نے پکار کر آواز دی کیوں طلسم کشا کس تدبیر سے گرفتار کیا اب کیا تمھیں زندہ چھوڑونگا
سب جادوگر تعریفیں کر رہے ہیں کہ او مسمار کیا کار نمایان کیا ایسے شخص کو گرفتار کر لیا جسنے
نیلنواز کو مارا مسمار شاہزادے کو لیکر چلا سامنے سے گرد اڑی دیکھا ایک جادوگر آتا ہی
پکارتا ہوا کہ مسمار جادو کسکا نام ہی مسمار نے آواز دی او ساحر کہان سے آتا ہی ساحر نے
پکار کر کہا کہ ملکہ انجام نے بھیجا ہی کچھ تنہائی میں کہنا ہی وہ کسی کے سامنے کہنے کی بات نہیں ہی
مسمار کو ساتھ لیکر اسی باغ میں گھسا ایک نخل کی آڑ میں آکر کہا کہ ملکہ نے یہ سحر دیا ہی اور کہا ہی
کہ آگ روشن کر کے اس میں لوبان ڈالونگا ایک پریزاد پیدا ہوگی وہ شاہزادے کو تا بہ انجام
پہونچا دیگی مسمار نے آگ روشن کی ساحر نے لوبان نکالکر ڈالا دھوان جو نکلا مسمار جادو
کے دماغ میں پہونچا ارے کہکر گرا کاؤس نے نعرہ کیا کہ منم مہتر مہتران ساحروں کا قاتل فرزند
شاپور شیر دل مہتر بن مہتر نبیرۂ خواجہ عمرو خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا لوجیں کاؤس نے
لے لیں یہاں شاہزادہ مجمع ساحران میں خاموش بیٹھا ہے اتنا کہ قید غائب ہوئی زنجیریں
ٹوٹ کر گریں ساحروں نے بلوہ کیا شاہزادے نے تلوار کھینچی کہ کاؤس ساحر بنا ہوا باغ
سے نکلا پکار کر کہا تم سب ہٹ جاؤ میں گرفتار کیے لیتا ہوں سب ساحر ہٹے کاؤس نے
قریب آکر اشارہ کیا کہ میں ہوں غلام آپ کا لوجیں لیجیے ساحروں کو شکست دیجیے شاہزادے
نے لوجیں لیکر پہنیں برق شمشیر چمکی چند مارے گئے چند بھاگے شاہزادے نے کہا اے
کاؤس تم ہمراہ ملکہ اسی باغ میں رہو میں بڑھے طلسم کشائی جاتا ہوں چند ساحر بھی اب
مطیع ہوئے تھے ان ساحروں کو اور کاؤس کو پاس ملکہ کے چھوڑ آپ ایک طرف
چلے تھے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا ایک ساحر فیل سوار سات ہاتھ کا ساتوں میں حربے
مثل شمشیر و خنجر و تیر کمان و گرز گران سنگ ہاتھی کو دوڑاتا ہوا آتا ہی اور نعرے کرتا ہوا
کہ منم فیلان فیل پیکر قریب شاہزادے کے آکر ساتوں حربے رہا کیے شاہزادے نے
تیر کاٹا گرز کو قلم کیا تلوار کو روک لیا اور ہاتھ تلوار کا مارا ساحر کے کئی ہاتھ کٹ کر گرے
ساحر نے ایک چیخ ماری کہ ہے ہیہات جادو جلد آؤ ایک غبار بلند ہوا پھر ہاتھ آگئے ساحر

ہو گئے پھر شاہزادے پر حملہ کیا اور پھر کئی ہاتھ شاہزادے نے کاٹے مگر جب وہ حیات کا نام لیتا
ہو اور پکارتا ہو تو غبار بلند ہوتا ہو اور ہاتھ پھر سالم ہو جاتے ہیں جب کئی مرتبہ یہی سحر گذرا
تو شاہزادے نے پیچھے ہٹ کر لوح کو دیکھا اسمین یہ مضمون نکلا کہ ای فتاح طلسم و ای سیار این
عجائبات خیال کرکے دیکھو پیشانی پر اس ساحر کے خال سیاہ ہو اگر قادر انداز بے بدل ہو
تو اسم پڑھکر تیر مارو اگر خال پر پڑا اور تل بھر کا فرق نہ پڑا تو تمنے ساحر کو مارا اگر تیر خال سے
الگ پڑا تو پانی ہوکر بہ جاؤگے شاہزادے نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تیر بھی
کمان میں پیوست کیا اور حاشیۂ لوح کا اسم پڑھکر تاک کر تیر مارا کہ بہ حکم قضا و قدر عین
خال پر پہونچا توڑکر سر کو گدی سے پار گذر گیا جاے خون سر سے شعلہ ہاے آتش نکلے
مع ہاتھی جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام سن فیلان فیل پیکر بود مارا گیا اسکو شاہزادہ
آگے بڑھا تھا کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد لجام
منتر کاؤس کو گرفتار کیے لیے جاتا ہو کاؤس ہر چند تڑپتا ہو مگر وہ ساحر بعض نہیں آتا سامنے
درخت میں ایک رسی لٹکی ہوئی ہو چاہتا ہو کہ پھانسی دیدے شاہزادے نے للکارا
کہ او مکار غدار خبردار ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ زندہ نہ چھوڑونگا یہ میرا یار وفادار ہو مگر
اُس ساحر نے کچھ خیال نہ کیا کاؤس کو درخت میں لٹکا دیا منتر کاؤس کا اُسی دار پر
خاتمہ ہوا شاہزادہ بیقرار ہوکر دوڑا وہ ساحر تو بھاگ گیا شاہزادے نے قریب آکے
منھ پر منھ ملنا شروع کیا پکارکر آواز دیتے تھے کہ ای یار وفادار و ای مونس غمگسار تمنے
ہمارا ساتھ چھوڑا مان سے تمھاری سیاہ رو ہوا جب جاؤنگا تو وہ پوچھینگی کہ غلام
آپ کا کہاں ہو تو کیوں بھائی کس منھ سے کہونگا کہ مہربان ہمارا مارا گیا کہ دوسری طرف سے
آواز آئی کہ ای شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہو دیکھا وہی ساحر ملکہ کو کھینچتا ہوا لایا اور ایک
درخت میں لٹکانے کا ارادہ کیا شاہزادے نے للکارا کہ او بے حیا خبردار کلیجے کے
ٹکڑے تو کرچکا اب دل کو بھی پامال کرتا ہو دیکھنا جہاں جائیگا تلاش کرکے مارونگا زندہ
نہ چھوڑونگا مگر اُسنے ایک نہ سُنی ملکہ کو بھی لٹکا دیا ملکہ کا بھی خاتمہ ہوا ملکہ کا مرنا جو شاہزادے
نے دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا قلب تھرا گیا ساحر تو ملکہ کو دار پر کھینچکر بھاگا شاہزادہ جو قریب

ملکہ کے آیا دیکھا اُس چاند سی صورت پر ہوائیاں اُڑ رہی ہین مُردنی چہرے پر چھائی ہوئی ہی یہ دیکھکر
شاہزادے نے ایک نعرہ مارا گلے مین ہاتھ ڈالدیئے آواز دی کہ اے جان عاشقان و اے آرام
دل مشتاقان تمنے بھی ہمارا ساتھ چھوڑا۔ نظم

غل اگر آہین کرین گی خاک پر — جائین گے نالے مرے افلاک پر
روح عاشق یا حجاب آرزو — ہین گمان کیا کیا تری پوشاک پر
چھپ سکے گا تمسے کیا میرا مزار — حسرتین لوٹا کرینگی خاک پر
تیغ غم کس کسطرح روز فراق — ناز کرتی ہو دل صد چاک پر
داغ دل بیکار جانے کا نہین — پھول لالے کا آگیا خاک پر
کیا عجب مجبور نہ کا آنسو رہے — دانۂ انگور بنکر تاک پر
کچھ تو فرماؤ خطا کیا ہوگئی — قہر کیون ہو عاشق غمناک پر
منتین مانلو اگر ہے آرزو — آکے تم میرے مزار پاک پر
یاد دندان پری رو آگئی — برق چمکی خاطر غمناک پر
جان و دل محو تبسم ہین نسیم — مین فدا ہون صاحب لولاک پر

شاہزادہ بیقرار و اشکبار تھا کہ دیکھا ایک طرف سے ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اُسنے درخت
پر بیٹھکر آواز دی کہ اے فتاح طلسم کیوان اپنے کو ہلاک کرتے ہو لوح کو ملاحظہ کیجیے یا عکس
لوح اُن مردون پر ڈالدیجیے شاہزادے نے عکس لوح جو ڈالا لاش سے دھوان اُٹھا
دیکھا ماش کے آٹے کا مردہ ہی شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ جلاد جادو
سامنے ترے بین رہتا ہی اُسکا یہ فعل ہی تمہارے عیار و معشوق کو ماش کے آٹے کا بنا کر
لایا جانتا تھا کہ اِن دونون کے غم مین شاہزادہ اپنی جان دیدیگا اِس وجہ سے اُسنے یہ
شعبدہ کیا کہ دیکھا وہی ساحر چند ساحرون کو ساتھ لیے ہوے آتا ہی شاہزادے کو جو
دیکھا کہ لوح دیکھ رہا ہی سمجھ گیا کہ شاہزادہ حال سے ماہر ہوا ساحرون کو اِشارہ کیا کہ یارو
اکیلا ہی گھیر کر مار لو سب ساحرون نے بلوہ کیا شاہزادے نے تلوار کھینچی اُن ساحرون
سے لڑنے لگا دیکھا وہی طائر جسنے آواز دی تھی وہ منھ سے شعلۂ آتش چھوڑ رہا ہی

ساحر پر گرا اُسے جلا کر خاک کیا بیگڑ رن ساحر اُس طائر نے جلا دیے تھوڑے عرصے مین
ایک برق گری کہ جلاد جادو کے دو ٹکڑے ہوے مرنا جلاد کا کہ سب ساحر بھاگے شاہزادہ
آگے بڑھا دیکھا ایک مقام پر ایک دریچہ بنا ہوا اُس مین سے آواز رونے کی آتی ہو شاہزادے
نے آکر اُس مکان کو کھولا دیکھا ایک جوان وضع و شکیل زنجیرون مین بندھا پڑا ہوا تڑپ رہا ہی
سینے پر ایک پتھر رکھا ہی شاہزادے نے آکر تیغ سے بازنجیرین کاٹین تب اُس جوان کو ہوش
آیا قدمون سے لپٹ گیا کہتا تھا آپ میرے جان بخش مین شاہزادے نے فرمایا تم کون
ہو اُس جوان نے کہا مجھکو شوکت جادو کہتے ہین باعث یہ ہوا کہ انجام جادو نے مجھکو
پسر خواندہ کیا مگر سر ہنگ جادو کہ مجھسے جلتی تھی مین براے شکار صحرا مین آیا مجھکو مکر سے
گرفتار کر لیا اور اس مقام پر قید کیا اور رات کو آتی تھی طالب وصل ہوتی تھی مین نے
ابتک تو قبول نہین کیا شاہزادہ شوکت جادو کو اُس مکان سے یہان لایا شوکت نے
کہا مین پیاسا ہون اگر حکم ہو تو سامنے جھیل سے پانی پی آؤن شاہزادے نے حکم دیا
شوکت پانی پینے چلا کہ پہلو سے صحراے ایک کرگدن پیدا ہوا شوکت کو اٹھا کر لے گیا
شاہزادے کو یہ بہت ناگوار گذرا کہ ایک طرف سے گرد اُڑی دیکھا ایک قفس لیے ہوے
کہار آتے ہین مگر مہتر کاؤس پایہ قفس کا پکڑے ہوے ساتھ ہو رہے کاؤس نے جو
شاہزادے کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار چند ساحر فکر مین تھے کہ مجھکو اور ملکہ کو
گرفتار کر لین مین ملکہ کو لیکر نکل آیا اور یہبھی دریافت ہوا کہ آپ وادی فرحناک مین
ملین گے شاہزادہ بہت خوش ہوا کاؤس نے وہین خیمہ استاد کیا ملکہ قفس سے اتر ین
شاہزادہ اندر گیا دیکھا ملکہ مسند پر بیٹھی ہین مگر چہرہ اداس آنکھون مین حلقے پڑے ہوے
شاہزادے نے پوچھا کیون ملکہ یہ کیا حال ہو ملکہ نے کہا ای شہریار کاؤس نے خبر دی کہ ایک
ساحر لشکر کشی کیے ہوے آتا ہو اور یہ کہکر چلا ہو کہ ملکہ کو گرفتار کرونگا کاؤس سے یہ خبر سنکر
مین نے کہا کاؤس یہان سے نکل چلو بس مین نکل آئی شکر کرتی ہون کہ آپ تک پہونچی
اب خدا اپنا فضل کرے کہ آپ طلسم پر غالب آئین انجام جادو نے بڑا ستم کیا کہ میرے
باپ کو مار ڈالا مین یتیم ہوگئی اب آپ بدلہ لین گے شاہزادے نے فرمایا ای ملکہ عالم بن

قتل انجام دارو شکاکاؤس نے کہا او اب یہ افکار دفع کیجیے ای ملکۂ عالم خدا نے اپنا فضل کیا کہ
شاہزادے سے ملاقات ہوئی اب رنج وغم کی باتین نہ کرو یہ کہکر کاؤس سامنے آبیٹھا یہ اشعار
عاشقانہ سامنے شاہزادے کے شروع کیے

نظم

قمر ہم داغ بنکر عاشقون کے دل مین رہتے ہین
گل لالہ مین مسکن ہر مہ کامل مین رہتے ہین

خیال مہ جبینان عاشقون کے دل مین رہتے ہین
یہ لیلیٰ وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین

عدم سے شوق مین آنے چلے دنیا سے حسرت مین
نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اِس منزل مین رہتے ہین

ہمارے گھر پر آکر بیٹھکے دمکتے ہین غیرون سے
قمر جبکا تخلص ہے اسی منزل مین رہتے ہین

یہ اشعار سنکر شاہزادے کا چہرہ سرخ ہوگیا کر کاؤس نے جام دیا شاہزادے نے جام نوش
کیا جام پیتے ہی عجب حال ہوا کہ شاہزادے نے بے مانگے دونون آثار کردیے عجب دونون
قبضے مین آئین جس صورت پر ملکہ تھی اُسنے آواز دی کہ او برباد کن ساحران عالم نیرنگ جادو
کاؤس نے نعرہ کیا سنم انتقام جادو دونون لوحین لین اور شاہزادے کو مسلسل و مطوّق
کیا ایک آواز دی کہ کئی ہزار ساحر گوشہ ہاے خیمہ سے نکلے شاہزادے کو اژدہے پر سوار
کرلیا شاہزادہ حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہے جی مین کہتا ہے ای ماہ عالم افروز اس کرے سے
کون نکل سکتا ہے ایک معشوقہ کی شکل بنی ایک پہ شکل عیار کہ جب چپین کا عیار ہے اُس سے کیا انکار
ہو سکتا ہے عجب رنگ مین گرفتار ہوے اب کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم ہوسکتی لیکن
نیرنگ جادو نے دو جادوگرنیون سے اشارہ کیا کہ جاکر انجام سے اطلاع کرو کہ صلاح
ہماری آپ کی پوری ہوئی مین نے لوحین لے لین طلسم کشا کو قید کیے لاتی ہون مناسب
یہ ہے کہ شہر والون کو خبر دیجیے یہ دونون جادوگرنیان چلین اُس وقت پہنچین کہ انجام جادو قلعۂ نگینہ
مین بیٹھی ہے کہ رہی ہے کہ اب ناچار ہوئی کہ طلسم تمام ٹوٹ گیا مگر نیرنگ گئی ہے شاید اُسکا پیچ
قابل ہو تو مطلب نکل آئے سب جادوگر باتون پر انجام کی گھبرا رہے ہین کہتے ہین آخر مین
ایک جنگ کیجیے اُس جنگ پر خاتمہ ہے یا تو ہم لوگ سب مارے گئے یا طلسم کشا کو گرفتار کرلیا
انجام نے کہا انجام برا ہے وہ فقیر جیٹہ جرأت ایسا مرد مردانہ ہے اور ایسا شیر فرزانہ ہے کہ تین
لاکھ جادوگر اُسکی نگاہ مین کیا سماتے ہین کن کن مقاصدون پر جنگ کرچکا لیکن جانبازی سے

سحر کرونگی زمین کو ہلا دونگی رنگ و کیفیت سحر دکھا دونگی سب جادوگر اسباب سحر تیار کر رہے ہین
کہ دونون جادوگرنیان فرستادہ نیرنگ آکر یہ پہنچین انجام کو نذر دی ملکہ سے کہا فتح جنگ
مبارک ہو ملکہ نیرنگ نے جا کر بڑے صدمے اٹھائے دختر سہیل کی شکل بنکر لوجین لیلین
طلسم کشا کو گرفتار کر لیا اب لیکر آتی ہین انجام یہ سنکر مثل گل شگفتہ ہو گیا چند ساحرونکو حکم دیا
کہ گلی کوچے مین قلعہ آبگینہ کے مشتہر کر دو کہ صاحبو مطمئن رہو قید طلسم کشا آتی ہے آئینہ بند ہو دوکانین
رنگی جائین سب دوکاندار بشوکت تمام دوکانون پر بیٹھیں کہ طلسم کشا ہمارا جاہ و جلال دیکھے
چند ساحرون نے جا کر شہر کے گلی کوچون مین مشتہر کیا سب جادوگر اپنے اپنے مکانون سے
نکلکر واسطے تماشے کے بازار مین آئے بازار مین اسقدر ہجوم ہو کر راستہ نہین ملتا مگر اس
دربار مین کوئی ایسا نہین کہ جسکو خوشی نہ ہوئی ہو مگر وزیرزادی انجام کی ملکہ شہرت جادو
کہ عاشق شوکت ہے حال گرفتار طلسم کشا سنکر رنگ رو اڑ گیا مقام پر جلاد جادو کے جا کر
اپنے مددی کی تھی مگر خاموش بیٹھی ہے ساحرہ والیون سے کہ رہی ہے کہ نہین معلوم شوکت پر کیا
گذری یقین ہے شاہزادے نے رہا کیا ہو یہ ذکر تھا کہ گردن جادو شوکت جادو کو لیے
ہوئے آیا انجام سے کہا اے شاہ طلسم جب طلسم کشا نے اسکو رہا کیا تو مین گینڈا بنکر اسکو
اٹھا لایا انجام نے حکم دیا اس مکار کو قفس مین بند کرو ساتھ طلسم کشا کے اسکو بھی قتل
کرینگے وزیرزادی نے جو معشوق کو قید ہوتے دیکھا آنکھون سے آنسو نکل آئے جی
مین کہتی ہے کہ ابھی جو خیال کیا تھا اسکا بھی سامنا ہو گیا اب سوائے موت کے کوئی چارہ
نہین مقام افسوس ہے کہ طلسم کشا کو قتل ہوتے دیکھون اور کچھ نہ کر سکون مین وقت پر
جنگ کرونگی یا تو اپنی جان دونگی یا شاہزادے کو رہا کرونگی شاید تقدیر رسائی کرے
اس سوچ مین بیٹھی رو رہی ہے کہ شہر مین ہلڑ ہوا کہ طلسم کشا کی قید آتی ہے سب اہل شہر خوشیان
کر رہے ہین اور نیرنگ جادو کی یہ سب تعریفین کر رہے ہین نیرنگ جادو کا مزاج نہین
ملتا کہتی ہے بی انجام جادو اس خیر خواہی کا کیا انجام کرینگی سارا طلسم تمام ہوا کسی سے
کیے کچھ نہ ہو سکا مین نے جا کر آفت برپا کر دی اس ظالم کو گرفتار کر لائی شہر والے کہتے
ہین کہ ملکہ نیرنگ نے سب کی جان بچائی نیرنگ ان کلمون کو سنکر پھولے نہین سماتی

انجام خبر سنکر خود سوار ہوئی نیرنگ نے سنا کہ انجام میرے لینے کو آتی ہو تخت سے کود پڑی اور ا بے کے ساتھ ساتھ چلی کہ نوبت نقارے کی آواز آئی اور تخت انجام کا نمایان ہوا فوراً نیرنگ نے بڑھکر آواز دی کہ داری تیغ مبارک ہو یہ گنہگار حاضر ہو انجام نے جو شاہزادہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ خوب طلسم کشائی کی اس دن کی خبر نہ تھی اب کل سر تمھارا اور یہ سلطے کے اٹھا ہوگا اور لاش کو زاغ و زغن کھائین گے ہر چند کہ شاہزادہ اُس حال مین ہو کہ دشمن کو بھی ترس آئے مگر جواب دیا او ملعونہ مین خود تیرا قاتل ہون پروردگار میری مدد کریگا صورت رہائی پیدا ہوگی اگر مجھکو گھسکر نہ مارا تو نام اپنا فرزند صاحبقران نہ پایا انجام نے کہا بس اب خالی زبان درازی ہو مجھے کون مار سکتا ہو جو کاہن کہتے ہین کہ عمر طلسم تمام ہوئی دہ جھک مارتے ہین مین نے خود کتاب سامری مین دیکھا ہی نوشتہ پایا کہ انجام کی سلطنت ثابت ہو جب سامری ایسا لکھ گئے تو کسکی مجال ہو کہ مجھکو قتل کرے اپنی خیر مناؤ دیکھو کیا حال کرتی ہون سب ساحرون کے خون کا بدلہ لونگی زندہ نہ چھوڑونگی شاہزادے نے فرمایا تیری کیا مجال ہو کہ ایک موے جسم بھی کم کر سکے بین سمجھ لونگا وزیرزادی جو انجام کے ساتھ ہی اسکی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے انجام نے کہا کیون وزیرزادی کیون اِسقدر روتی ہو وزیرزادی نے جواب دیا ای ملکۂ عالم کون کون سے ساحر مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا اب اُنکی صورت نہ دیکھین گے یہی بڑا غم ہو انجام خاموش ہو رہی نیرنگ کو حکم دیا کہ وسط قلعہ مین جو چبوترہ ہو اُسپر طلسم کشا کو قید کر دو اور سامنے حجرے مین بھی صورات بسر شراب کی کرو صبح کو طلسم کشا قتل ہوگا انکو قتل کرون تو صاحبزادی کو ڈھونڈھون نیرنگ نے اُسی مقام پر ٹھہری لوحین انجام کو دیدین شاہزادے کو چبوترے پر بٹھایا گرد آگ ہم سے روشن کر دی آپ حجرے مین براے حفاظت بیٹھی یہ تو شرابخواری کر رہی ہو اور کنیزین کہتی ہو کہ اب تو بی انجام میر احمد و زیادہ کرینگی مرحلے بنانے مین بڑی مشقت ہوگی لیکن مین بنا لونگی ایسے مرحلے بناؤن کہ کوئی نہ آسکے جو آئے وہ مارا جائے مگر انجام جادو لوحین لیے ہوے دربار مین آئی خود تخت پر بیٹھی سب مشیر و وزیر آکر بیٹھے انجام نے کہا کیون صاحبو جو لوح طلسم نہ ہوتی تو طلسم کشا کو یہ زور کیونکر ہوتا کیون صاحبو لوح کو توڑ ڈالون اِس

شاہزادے کے باپ اور چچا موجود ہین یقین ہے وہ سب بلوہ کرینگے ایک ایک انمین جری و بہادر ہے طلسمات توڑے ہین وہ سب طرف سے بلوہ کرینگے پس یہ لوحین نابود کرو ایک ساحر کہ عقاب جادو اسکا نام ہے اٹھ کھڑا ہوا کہا اے ملکہ عالم لوح کو نابود کرنیکی یہ تدبیر ہو کہ چہار سوچہ سلیمانی کہ زمین کا طبقہ وہان ٹوٹا ہوا ہے مجھکو یہ لوحین دیجیے کہ مین جا کر وہان انکو پھینک آؤن اگر ہزار جوان براے طلسم کشائی آئین گے تو وہین نہ پائین گے یہ صلاح سب کو پسند آئی انجام نے لوحین نکالکر عقاب جادو کو دین عقاب جادو نے وہ لوحین جھولی مین رکھین اور عقاب بنکر چلا وزیر زادی نے جو یہ معرکہ دیکھا دربار سے اٹھی اپنے مکان مین آئی چھپکر رونے لگی اور یہ اشعار زبان پر جاری ہوے نظم

ناصحا لے راہ اپنی جاتے ہین اب ہمتو دوست
ہمتو بے قابو ہوے دلبر ہوا قابو سے دوست

بے تکلف افعی رہزن کا ہوتا ہے یقین
جب نظر پڑتی ہے میری جانب گیسوے دوست

جان نثاری کے مزے عاشق سے پوچھا چاہیے
اے خوشا وہ سینہ جو آئے تہ زانوے دوست

عاشقونکی آرزو بعد فنا بھی ہے یہی
بدلے جنت کے ملے دو گز زمین کوے دوست

آتی ہے آواز عاشق کی کنار قبر سے
آج خالی دوست کے پہلو سے ہے پہلوے دوست

مجھکو سمجھاتا ہے کیا ناصح تجھکو سمجھانا پڑے
تو بھی دیوانہ ہو ناصح دیکھ لے گر روے دوست

دل تڑپتا ہے طبیعت مین ہے کیا کیا کچھ خیال
دیکھیے کسدن میسر ہو ہمین پہلوے دوست

کلکلی ہو دیدۂ حیران کی ہر لحظہ نسیم
دیکھتے ہین رات دن آئینہ زانوے دوست

وزیر زادی جو بیقرار ہو کر روئی اور یہ اشعار پڑھے کنیزین دوڑی آئین عرض کی واری کیا کیفیت ہے ہمین تو آگاہ کیجیے وزیر زادی نے کہا صاحبو آج زندگی کا خاتمہ ہے طلسم کشا قتل ہوتا ہے اور شوکت جادو بھی گرفتار ہو آیا کیون صاحبو ایسا دل کہان سے لاؤن کہ اپنی آنکھون سے دیکھون کہ معشوق قتل ہوا اور مجھسے کچھ نہ ہو سکے لہذا ارادہ یہ ہے کہ بوقت قتل شاہزادہ سحر کرون اور بی انجام پر جا پڑون اگر انجام کو مارا اور شاہزادیکو رہا کر لیا تو البتہ باعث زندگی ہے ورنہ لڑ بھڑ کر جان دونگی کنیزون نے کہا واری عقاب نگوڑا لوحین لیکر گیا ہے آپ اسکا پیچھا کیجیے جس مقام پر ٹھہرے سحر کرکے اسکو مار لیجیے اور

لوحین لیکر آپنے طلسم کشا کو رہا کیجیے شاید یہ بات بن پڑے وزیرزادی یہ سنتے ہی اٹھی او کبوتر
بنکے تعاقب مین عقاب کے چلی عقاب جادو نہایت تیز پرواز سناٹے مین جاتا ہو دور سے
وزیرزادی نے دیکھا کہ عقاب بڑی تیزی سے جا رہا ہو اُسنے اُسکا پیچھا کیا مگر تھک گئی ہو ڈر ہو کہین
گر نہ پڑون عقاب جادو اُڑتے اُڑتے پیاسا ہوا چہار جانب نگاہ اٹھا کر دیکھنے لگا کہ
پہاڑ پر ایک چشمہ پانی سے بھرا ہوا نظر پڑا عقاب جادو چشمۂ آب دیکھکر گھبرا گیا خیال
مین آیا کہ پہاڑ پر اُترکر پانی پی لون تو آگے بڑھون ایسا نہ ہو شدت عطش سے بدحواس ہو
جاؤن ابھی تو بڑی دور جانا ہو کئی دن اُڑنا پڑیگا یہ سوچکر پہاڑ پر اُترا وزیرزادی آسمان سے
یہ دیکھکر کہ عقاب برسر کوہ اُترا اُترتی ہوئی سرپر آکر لہرائی کارد جھولی سے نکالی اسم
پڑھکر کھینچ ماری عقاب پر پڑی کہ توڑکر پشت کو پار گذری عقاب کا مرنا کہ وزیرزادی
نے آکر سر کاٹ لیا اور لوحین نکالکر رومال مین باندھین اب دل مین قوت ہوئی جی مین کہتی ہو
اب دس لاکھ بھی میرا کچھ نہین کرسکتے لوحین لیکر طرف قلعۂ آبگینہ کے چلی یہان نیرنگ جادو
حفاظت کر رہی ہو راستہ بند کردیا ہو جو کوئی ساحر یا غیر ساحر ادھر سے نکلا کسی کو گولہ مار دیا
کسی پر آتش کے دانے پھینکدیے سیکڑون راہ گیر مار ڈالے چاہتی ہو کہ ادھر سے کوئی راستہ
نہ چلے شراب کے نشے مین بلبلا رہی ہو کنیزون سے کہتی ہو کیون مین نے کیا کام کیا ہو کہ
طلسم کشا کو گرفتار کرلیا ہو اب صبح کو قتل کرینگے کل خاتمہ ہوجائیگا کنیزین خوشامد سے کہتی
ہین واری آپ نے طلسم کو بچا لیا ورنہ ہم لوگ زندہ نہ بچتے آپ سبکی جان بخش ہین آپ کی
وجہ سے سب اہل طلسم بچے کہ سامنے سے دیکھا ایک نازنین شعلہ رخسار اسی جانب چلی
آتی ہو نیرنگ نے پکارا کہ کون آتا ہو اسطرف نہ آؤ مگر اس شعلہ جوالہ نے کچھ جواب نہ دیا طرف
چبوترے کے چلی کہ جہان شاہزادہ قید ہو نیرنگ نے دیکھا کہ وہ نازنین قریب چبوترے
کے پہونچا چاہتی ہو للکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ تو کون ہو یہ کہکر گولہ پھینکا وزیرزادی
نے لوح چمکا دی گولہ پھٹ کر گرا نیرنگ نے پکارا کہ او گیسو بریدہ غضب کیا کہ میرا اسم دفع
کردیا تیری بھی طلسم کشا کے ساتھ موت ہو سامنے دیکھ لے کہ کئی سو مردے پڑے ہوے
تڑپ رہے ہین یہ سب اسی جرم پر مارے گئے ہین منادی ہو کہ کوئی اسطرف سے راستہ

نہ چلے مگر وزیرزادی مردانہ وار چبوترے پر چڑھ گئی اور پکار کر آواز دی اے شہریار یہ کنیز حاضر ہے
توبین لائی ہون گرد شاہزادے کے آگ روشن ہے وزیرزادی نے جیسے ہی توبین پھینکین
سب آگ تو پانی ہوگئی شاہزادے نے جو تختیان اُٹھائین اور گلے مین پہنین سب قید غائب
ہوئی مگر شاہزادہ حیران ہے کہ یہ نازنین کون ہے اسنے کیون مدد کی اُس نازنین نے پکار کے
آواز دی کہ اے شہریار آپ کیون انتشار مین ہین مین آپ کی کنیز ہون آپ کے خدا نے
آپ کی مدد کی نیرنگ نے جو دیکھا کہ وہ نازنین طلسم کشا سے باتین کر رہی ہے غصے مین جھپٹی
قریب آکر للکارا کہ او گیسو بریدہ تو نے بڑی قیامت کی سحر کر کے آگ بجھائی اب تیرا سر کاٹونگی
زندہ نہ چھوڑونگی شاہزادہ جست کر کے قریب آیا اور للکارا کہ او مکارہ تیری بھی یہ حقیقت ہے
کہ ہمارے محسن کو قتل کرے شاہزادے کو جو نیرنگ نے اپنے قریب دیکھا ہاتھ تلوار کا
مارا شاہزادے نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی اُسی ہیچے سے نیرنگ کو قتل کیا کنیزون نے
جو دیکھا کہ نیرنگ قتل ہوئی بلوہ کر کے جھپٹین وزیرزادی نے سحر کرنا شروع کیا کئی سو کنیزون
کو جلا دیا اب جو کنیزین بھاگ کر نکلین تو تمام قلعے بھر مین غل ہو گیا کہ طلسم کشا نے
رہائی پائی نیرنگ قتل ہوئی ہر طرف سے جادوگرون نے بلوہ کیا شاہزادہ ہر دو فر لڑتا ہوا
طرف بارگاہ انجام کے چلا وہان انجام پڑی ہوئی سو رہی تھی کہ چند کنیزون نے آکے جگایا
اور عرض کی کہ حضور غضب ہوا طلسم کشا نے رہائی پائی اور نیرنگ قتل ہوئی طلسم کشا
ساحرون سے لڑتا ہوا آتا ہے نہین معلوم کیا سبب ہے کہ آپ کی وزیرزادی اُسکے ساتھ ہے
ایسے ایسے سحر کر رہی ہے کہ کسی کو قریب طلسم کشا کے نہین آنے دیتی یہان راہ مین ایک حجرہ ملا
جسکو دیکھکر وزیرزادی نے شاہزادے سے کہا کہ اِس حجرے مین غلام آپ کا شوکت جادو قید
ہے اسکو رہا کیجیے وہ بھی ساحر بے نظیر ہے شاہزادے نے بڑھکر چاہا قفل توڑون یکایک
کرگدن جادو کہ نگہبان تھا اُسنے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے جھٹکی کا ہاتھ
مار دیا ہاتھ کٹ کر گرا کرگدن نے منھ سے آگ چھوڑی شاہزادے نے لوح چمکا دی کہ
کرگدن نابینا ہو گیا شاہزادے نے ایک لات ماری کہ سر کرگدن کا پھٹ گیا کرگدن
کو مار کر شاہزادہ حجرے مین آیا شوکت کو رہا کیا شوکت قدمون سے لپٹ کر رونے لگا

کہا اے شہریار حضور نے مجھکو رہا کیا تھا مگر گرگ دن سیر پکڑ لایا شاہزادہ شوکت کو ساتھ لیکر
حجرے سے نکلا تھا کہ ساحرون کا بلوہ ہوا اور ڈنکے پر چوب پڑی آگے آگے انجام جادو
پشت پر سب ساحران غدار سامنے آکر سحر کرنے لگے شاہزادے نے لوح کو جنبش دی
سحر ساحرون کے پلٹنے لگے شوکت و وزیرزادی دونون سحر کر رہے ہین شاہزادے کو
بچاتے ہین شاہزادہ خود بڑھ بڑھ کے لڑ رہا ہے مگر گلزار و گلبین دو برگ دوسرے حجرے
مین قید تھین الماس نارنجی پوش بھی مقید ہے گلزار سے کہ رہی ہے کہ اے گلزار اب خاتمہ ہے
جسقدر رات باقی ہے یہی وقت ہماری زندگی مین باقی ہے اب کوئی صورت ہماری زندگی کی
نہین گلزار نے اشارے سے کہا لو واری خدا نے فضل کیا سارے قلعے مین بلوہ ہو گیا ہے
کہ طلسم کشا آ گئے کہ دروازہ کھلا دیکھا شاہزادہ تیغ بکف آکر پہونچا سب پر عکس لوح کا ڈالا
یہ بھی قیدی نکلے نکلتے ہی آگ برسا دی گلزار کو دیکھکر ہزارون جادوگر شریک ہونے
لگے تھوڑے عرصے مین کئی ہزار جادوگر شریک ہوئے گلزار نے پکار کر آواز دی کہ جو
نہ شریک ہوگا وہ قتل ہوگا بڑا صدمہ اُٹھائیگا قلعے مین رہنے نہ پائیگا انجام جادو نے
دیکھا کہ جادوگر افسرون کو ساتھ لیکر شاہزادے کے شریک ہونے لگے تھوڑے عرصے
مین اسقدر جادوگر جمع ہوئے کہ تمام صحن بھر گیا انجام نے وزرا سے صلاح کی کہ یون
اب فتح ہوتی نہین معلوم ہوتی طرف گنبد ارسطو کے چلتی ہون وہان چلکر حاکم سے صلاح
کرونگی کہ تمھاری کیا رائے ہے اب جنگ کرون یا نکل جاؤن سب نے کہا نکل چلیے انجام نے
سحر کیا کہ اندھیرا چھا گیا اُس اندھیرے مین تڑپ کر گری اپنی بیٹی کو اُٹھا لیا اور تخت پر ڈال لیا
چونکہ بادشاہ طلسم چالاکھون جادوگر اسکے ساتھ ہوئے انجام نے فرار پہ قرار کیا یہان
شاہزادے نے قلعے کو فتح کر لیا مگر تلاش جو کیا تو ملکہ کو نہ پایا گلزار نے کہا اے شہریار نصیب
صبا ملکہ کو انجام لیگئی اسی وجہ سے اُسنے سحر کیا تھا اندھیرے مین لیگئی شاہزادے نے
کہا ہرکارے جائین اور خبر لائین ہرکارے گئے شاہزادے نے تخت پہ گلزار کو بٹھایا
لشکر آراستہ کیا اور فرمایا کہ اے گلزار مین آگے بڑھتا ہون تم لشکر لیکر آؤ طاؤس نے کہا
اے شہریار تامل کیجیے خبر تو آ جائے کہ جا کر انجام نے کیا کیا اور کہان گئی گلزار نے کہا لیکن

یقین یہی ہو کہ یہان سے بھاگ کر گنبد ارسطو پر جائے وہانکا حاکم ارسطو فطرت لقمان حکمت ہی
وہ کوئی ایسی تدبیر بتائیگا کہ جس مین حضور کا نقصان ہو مگر کاؤس صورت بدلکر بھاگا گنبد ارسطو
پر پہونچا دیکھا اصلاح ہو رہی ہو ارسطو کہا ای ملکہ اب کوئی تدبیر نہین بن پڑتی ایک کام کیجیے کہ
سات خندقین کھدوا دیجیے اسمین لکڑیان بھروا کر روشن کرا دیجیے جب شاہزادہ پہونچیگا تو آتش
سحر تصور کر کے اپنے کو گرا دیگا جلکر رہجائیگا اور ملکہ کو قفس مین بند کر کے قفس کو ایک ستون
مین لٹکا دیجیے طلسم کشا معشوق کو دیکھکر بد حواس ہو جائیگا فوراً آنیکا ارادہ کریگا اسی آگ
مین تمام ہو گا انجام نے حکم دیا سات خندقین کھد کر تیار ہوئین لکڑیان اسمین بھروا دین
اور آگ روشن کرائی مگر شاہزادہ ابلق مجنون دریائی پر سوار ہو کر چلنے کو تھا کہ کاؤس آگ
پہونچا یہ سب خبر سنائی شاہزادے نے کہا اگر سات دریا آتش کے ہونگے تو اسکو طی
کر کے جاؤنگا مگر گلزار نے بڑھکر عرض کی کہ حضور تامل کرین پہلے ہم لوگ جاتے ہین
جا کر آگ کو بجھائین تب آپ تشریف لائین آپ کے سوا کسکی مجال ہو کہ اس مقام کو
طی کرے مگر یہ تو ہمہ یقین کہ آتش سحر ہو تو اسکو بجھائین شاہزادے نے کچھ جواب نہین دیا
گھوڑے کو بڑھا کر چلا ابلق مجنون دریائی کا سا مرکب طرارے بھرتا ہوا جاتا ہو اگر کوئی
نخل سامنے پڑگیا تو اسکو ٹھوکر مار کر گرا دیا اور خود آگے بڑھا اسطرح شاہزادہ پہاڑونکی
راہ طی کرتا ہوا ساتویں گنبد ارسطو کے پہونچا دور سے دیکھا کہ شعلۂ آتش آسمان کو پہونچ
رہے ہین شاہزادے نے سامنے خیال کر کے دیکھا ایک تالاب مین پانی جوش مار رہا ہو
گھوڑے کو تالاب مین ڈالدیا گھوڑا پانی مین تر ہو گیا قطرہ ہاے آب ٹپکنے لگے اور شاہزادے
نے یہ بھی دیکھا کہ برابر گنبد ارسطو کے ایک ستون پر پنجرا ملکہ کا ہو ملکہ نے جو شاہزادے کو
دیکھا پکار کر آواز دی کہ ادھر نہ آئیے گا یہ سب آتش اصلی ہو کنیز کی رہائی ہو جائیگی آپ تکلیف
نہ کیجیے اور ہیر النور یہ حال ہو کہ آتش فراق جلاے دیتی ہو قفس آہ سے گرم ہو رہا ہو ہتھکڑیان
بیڑیان شعلۂ آتش بنگئین اصل ہین یہ کیفیت ہو نظم

پہونچی درون سینہ سلگ کر جگر مین آگ	ای اشک دیدہ دوڑ لگی بال و پر مین آگ
باران کے بدلے برق تڑپتی ہو رات دن	کیسی دبی ہوئی تھی دل ابر تر مین آگ

دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
دی شعلہ ہائے حسن نے پائے نظر مین آگ

گر سوز عشق اشک کو اخگر بنائے گا
وہ بھڑکا کریگی شام و سحر چشمۂ تر مین آگ

ہو عمر طول آہ شرربار کی مرے
ہنگام احتیاج ہو موجود گھر مین آگ

بجز نخل عشق اور ہو وہ کونسا شجر
ہو جسکے بیخ و ریشہ و برگ و ثمر مین آگ

پڑتے ہین آبلے جو چھوے کوئی اشک گرم
اے چشم تر نہان ہو مگر اس گہر مین آگ

ہو نار سوز تیر کو جو نکالا ہو مین نے دل
کہتی ہو آہ مین نے لگائی جگر مین آگ

وہ سنگدل بجا ہو جو شعلہ مزاج ہے
جو سنگ ہو ضرور رہے اُسکے جگر مین آگ

مین آپ جلگیا تپش التماس سے
بخشی مری دعا نے خود اپنے اثر مین آگ

بلبل کی گرمیون سے تعجب ہوا مجھے
بھر دی کہان کی عشق نے اِس مشت پر مین آگ

وہ سوختہ نصیب ہون جس جا رہونگا مین
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ

تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہو
ٹھہرے کہان بشر جو لگے اپنے گھر مین آگ

کیا شعر ہو کیا مجال کسی کی ہو اب نسیم
پیدا ہو لطف سے جو ہر اک شعر تر مین آگ

شاہزادے نے یہ اشعار دلسوز جو معشوقہ کی زبان سے سنے بیقرار ہو گیا دل پر قابو نہ رہا مرکب بدلگامیاں کر رہا تھا شاہزادے نے کوڑا مارا وہ مرکب ہوا سے آگے چلنے والا بقول شاعر فرد راکب نے سانس لی کہ وہ کوسون روانہ تھا ۔ تار نفس بھی اُسکے لیے تازیانہ تھا ۔ اسکا مرکب ہوادار تھا کوڑا لگا کے اُسنے جست کی خندق مین جا پڑا پھر شاہزادے نے کوڑا مارا اُس خندق کو فرا کر دوسرے خندق مین جا گرا وہان بھی شاہزادے نے کوڑا مارا شاہزادہ آگ سے محفوظ رہا چونکہ پانی مین ڈوبے ہوئے تھے لباس جلتا نہین چھینٹے خندق مین جو جا گرا اب گھوڑا بہت بے حال ہوا مگر شاہزادے نے دو کوڑے مارے طرارہ بھر کے برہ خندق آیا فوج ساحران ٹوٹ پڑی چاہتے تھے گھیر کر شاہزادے کو مارین مگر یہ نہنگ بحر جرأت نعرہ کر کے لڑنے لگے جو مقابلے مین آیا وہ الف شمشیر آبدار ہوا کئی سو ساحر اُس مقام پر قتل ہوئے مگر پیچھا نہین چھوڑتے انجام اشارے کر رہی ہو کہ گھیر کر گرفتار کر لو مگر یہ برق شمشیر چمک رہی ہو کسکی مجال ہو کہ شاہزادے پر ہاتھ ڈالے یکایک آسمان پر

لکا ابر پیدا ہوا ابر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ سب کے آگے شوکت جادو وادر برابر اُس کے
وزیرزادی پانی برساتے ہوے نمایان ہوے اب جو لشکر شاہزادہ آگرگیا ساحرون سے
سر چلنے لگا بحکم انجام وگلزار نقیب نیچے کے اشعار عبرت پڑھتے ہین بیچ لشکر مین آکر پکارتے
ہین کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید فر و روز جنگ است جنگ باید کرد کوشش
نام و ننگ باید کرد یارو آگاہ ہو کہ موت سے کسی کو چارہ نہین ہی بڑے بڑے شاہان جہان
تاج وتخت چھوڑ کر چل بسے کوئی شی کام نہ آئی فقط اعمال ساتھ ہوے جب قبر مین پہونچے تو منکرین
نے آکر سوال کیا کہ خدا تیرا کون ہی اگر مردہ با اعتقاد ہو تو اُسنے جواب باثواب دیا کہ اللہ جل جلالہٗ
ربی نکیرین نے پوچھا کتاب تیری کیا ہی جواب دیا قرآن دو کتابچہ باب رسالت و امامت مین
بخشکا اگر بوے محبت حیدر کرار غیر فرار قلب سے آئی تو بیڑا پار ہی اگر بوے محبت نہ پائی تو پھیر
فرشتون نے سوال کیا کہ اپنے اعمال لکھو میت نے جواب دیا قلم دوات کاغذ کہان نکیرین
نے کہا انگلی تیری قلم ہی لعاب دہن تیرا دوات ہی کفن کاغذ ہی اب جو اُسنے ارادہ کیا کہ گناہ
لکھون جو جو دنیا مین کیے تھے وہ سامنے آئے سب اعضا دشمن ہوگئے تو یارو یہ دنیا
ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی جھکر لڑو نام روشن کرو طلسم کشا کو گرفتار کروا ورطرفدار طلسم کشا
کہتے ہین کہ اے سرداران نامی و اے پہلوانان گرامی انجام کا خیال کرو جو کچھ کہ گئے ہین یہی قبر
مین پیش آتا ہی نام کفر صفحۂ عالم سے مٹاؤ پروردگار کا اعتقاد کامل کرو دو پہر کامل جنگ رہی
مگر گلزار نے وہ سحر کیے کہ زمین تپنے لگی آسمان سے آگ برس رہی ہی سب سے زیادہ شوکت
بڑھ بڑھ کے شاہزادے پہ سینہ سپر ہوتا ہی کسی ساحر کو قریب نہین آنے دیتا جس ساحر نے
چاہا کہ بڑھکر طلسم کشا پر ہاتھ مارون شوکت نے بڑھکر اُسکو جلا دیا شاہزادہ لڑتا بھڑتا ہوا
قریب انجام پہونچا افسران فوج انجام شاہزادے پر گرے کہ تا بہ افسر اعلی نہ جانے
دین مگر شاہزادہ سب کو قتل کر کے قریب انجام پہونچا انجام نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے
نے تلوار کو تلوار پر روکا لوح کو چمکا دیا انجام نابینا ہوئی شاہزادے نے ہاتھ مارا
سر انجام واصل جہنم ہوئی رہرو راہ عدم ہوئی مرنا انجام کا سب ساحر رومالون سے
ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوے اطاعت اسلام کی شاہزادہ جنگ فتح کر کے جو پلٹا ارسطو

یہان کا جو حاکم ہو وہ بھی بصدق دل مسلمان ہوا شاہزادے سے عرض کی یہ گنبد ارسطو ایک مقام بزرگ ہو اُس مین تشریف لے جائیے جو نیت کیجیے گا وہی سانحہ نظر آئیگا شاہزادہ اول بسم اللہ کرکے داخل گنبد ہوا مگر دل مین خیال گلشن بھرا ہوا ہو کہ اُس حریق آتش اشتیاق نے جان دی اُسکا کیا انجام ہوا ہو گنبد ارسطو بحق اسما سے حسینہ مین گلشن کو دیکھون یہ کہکر شاہزادہ بیٹھا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ دل وا ہوگئے دیکھا گلشن جادو ایک قفس مین بند بیٹھی ہو مقام باغ ہو ایک جادوگر بیبفام جبر کر رہا ہو مگر گلشن شاہزادے کا نام لیکر یہ اشعار پڑھ رہی ہو

نظم

کب مین فارغ قید وحشت سے دکھین مین رہا ... پانؤن مین زنجیر یعنی طوق گردن مین رہا

دل پریشان تھا سو آنسو بھی پریشان ہوگئے ... ایک ٹھہرا آنکھ مین اور ایک گردن مین رہا

تے آتے تا گلو سوز نفس سے جل گیا ... ایک دم بھی کوئی پیراہن نہین تن مین رہا

رنج ناحق فرق کب عصمت مین آیا آپ کی ... پردۂ نظارہ میرا چشم روزن مین رہا

گھٹتے گھٹتے تن لباس رشتۂ باریک تھا ... مدتون مسکن ہمارا چشم سوزن مین رہا

کی صفائی عمر سے لیکن کدورت کم نہین ... بعد صیقل صد رچہ ویسا ہی آہن مین رہا

کافر و دیندار ہم مشرب محبت مین ہوے ... فرق کیا تسبیح و زنار برہمن مین رہا

ابتدا مین راحت راماں مادر تھی نسیم ... انتہا کا پھر فرا آغوش مدفن مین رہا

شاہزادے نے جو یہ حال گلشن کا دیکھا ایک چیخ ماری کہ گنبد ہلگیا کاؤس دوڑ کے اندر آیا عرض کی شہریار خیر تو ہو شاہزادے نے کہا مین نے گلشن کو اس حال مین دیکھا کاؤس نے کہا ارسطو سے پوچھیے اور تقریر کی تصویر کھینچیے کہ ارسطو بتائے کہ یہ مقام کون ہو ارسطو سے جو آکر پوچھا ارسطو نے کہا ایسا مقام طلسم مین نہین ہو کاؤس نے کہا مین تلاش کو جاتا ہون یہ کہکر کاؤس براے تلاش نکلا مگر حال گلشن اب تحریر کرتا ہون کہ جب گلشن کو آگ پر بہرام نے بٹھایا ہو تو دھوان بلند ہوا ایک ساحر سحر مین زبردست بادۂ کفر سے مست اُڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اُسنے آسمان سے دیکھا کہ ایک نازنین آگ پر بیٹھی ہو اور گرد شعلہاے آتش بلند ہین دھوان پیچیدہ عقاب بنکر گرا گلشن کو اٹھا لیگیا

اپنے باغ مین لایا شب کو جلسہ آراستہ کیا گلشن کو بلوایا اور سوال وصل کیا ملکہ نے جوابدیا
او ملعون اپنی صورت دیکھ مین تیرے لایق ہون تیری پوتی معلوم ہوتی ہون ہر چند عقاب
نے کہا مگر گلشن نے نہ مانا عقاب نے پوچھا بھی تمکو کون جلانا چاہتا تھا کسنے آگ پر بٹھایا تھا
گلشن نے کہا ہمسے خطا ہوئی ہمارے بزرگ سزا دیتے تھے تو کیون اٹھا لایا مین زہر کھا کر
اپنی جان دونگی تجھکو قبول نہ کرونگی جب اس مقدمے کو عرصہ گذرا تو اسنے کنیزون سے پوچھا
کیون صاحبو آخر کیا کرون کنیزون نے کہا جب آپ انہین کوٹھری مین بند کرتے ہین تو کسی کا
نام لے لیکر روتی ہین ہم لوگون نے سُنا کہ ماہ عالم افروز کہکر روتی ہین عقاب نے کہا
دریافت کرو کہ ماہ عالم افروز کون شخص ہے مین اسکو پکڑ لاؤن اور سامنے اسکے قتل
کرون تب مجھسے راضی ہو آگاہ ہو جائے کہ معشوق قتل ہوا تو سوا اسے میرے قبول
کرنے کے کیا کر سکیگی یہ سوچکر بالاے بام آکر بیٹھا سحر کو جگایا مگر ابتک نہین معلوم ہوا
کہ ماہ عالم افروز کون شخص ہے کہ سواے رونے کی آواز آئی عقاب نے سر اٹھا کے
دیکھا کہ ایک ضعیفہ سودی کی چادر اوڑھے ہوے سفید اطلس کا پائجامہ پہنے بیٹھی ہوئی
رو رہی ہے اور دمبدم پکارتی ہے اے فرزند تم خاک کا پیوند ہوے آج چوتھا دن ہے کہ یہ
پالنے والی ڈھونڈھتی پھرتی ہے تمھاری صورت نہین دکھائی دیتی صورت اپنی دکھاؤ اس
ضعیفہ کو شاد کر جاؤ عقاب جادو یہ حال دیکھکر بیقرار ہو گیا کوٹھے سے اترا جنگل مین آکر
اُس ضعیفہ کا ہاتھ تھام لیا گوشۂ چادر چہرے سے ہٹایا دیکھا ایک ضعیفہ نہایت گوری
جھریان پڑی ہوئی رونے سے آنکھین سرخ ہو رہی ہین عقاب نے پوچھا اے مادر مہربان
کیون روتی ہو تمھارے رونے سے دل کانپتا ہے بڑھیا نے بنگاہ غور عقاب کو دیکھا
دیکھتے دیکھتے اپنے مقام سے اٹھی عقاب کی بلائین لینے لگی کہا اے نور نظر تمھاری صورت
کا میرا بیٹا تھا بالکل یہی سن و سال یہی حسن و جمال آج چوتھا دن ہے کہ اُسنے انتقال کیا
آج اسکی صورت کا نشان تم مین دیکھا تم بیٹا کون ہو مگر تمکو بکدر پاتی ہون مین محتاج نہین
ہون سب کچھ میرے پاس ہے یہ کہکر گھر سے بٹوا نکالا اُسمین سے نگینے نکالے کہا لو بیٹا یہ صرف
کرو جو ضرورت مین آئے وہ کرو اور گھر مین سب کچھ ہے ایک گانون تمھارا باپ چھوڑ گیا ہے اُسکو

پچھو ناچ وغیرہ دیکھو شراب پیو عیش کرو مین اپنی جان تک تمھارے واسطے صرف کرونگی عقاب نے کہا اے مادر مہربان مجھے خود سب کچھ میسر ہی مین آپ کا خرچ کرنا نہین چاہتا ہی چاہتا ہون کہ چلکر بآرام بیٹھو جو کچھ مجھکو میسر ہوا اُسے تناول کرو بڑھیا نے کہا بیٹا یہ نکہو میرا جان و مال سب تمپر نثار ہی کسی بات مین کمی نکرونگی عقاب بڑھیا کو لیکر کوٹھے پر آیا مگر ملول و حزین ہو رہا ہی بڑھیا نے پوچھا بیٹا چپ کیون بیٹھے ہو عقاب رونے لگا کہا اے مادر مہربان ایک نازنین کو لایا ہون کہ حسن مین بے مثال ابرو رشک ہلال چہرہ ماہ آسمان کمال لیکن مہینون سے قید ہی مجھکو قبول نہین کرتی اُسی غم مین ہون بڑھیا نے کہا بیٹا بیٹھو وہ کون سی عورت ہوگی کہ تجھ ایسے جوان کو نہ قبول کریگی مین تو اُسکو دیکھون ایسا سمجھا دون کہ تمپر عاشق ہوجائے سیکڑون بہو بیٹیون کو آوارہ کر دیا کہ شوہر کو چھوڑکر نکل گئین اور میرا فرزند یون بیقرار رہے ذرا مجھکو اُستک بھیجو ایسے دم انجھر پڑھون کہ تمپر مائل ہوجائے عقاب نے کنیزون کو حکم دیا کہ مادر مہربان کو قفس کے پاس لے جاؤ کنیزین اُس بڑھیا کو بارہ دری مین لیگئین بڑھیا نے جاکر دیکھا کہ گلشن قفس مین بیٹھی رو رہی ہی جھک کر سلام کیا گلشن نے کہا او بڑھیا بے بیٹی تو کون ہی بڑھیا نے چپکے سے کہا آپنے غلام کو نہین پہچانا گلشن نے حیران ہوکر کہا کوئی غلام لونڈی نہین ہی اس مصیبت مین سوائے پروردگار کے کون شریک ہی بڑھیا نے کہا آپ کا غلام کاوس تیز رو عیار فتاح طلسم آبگینہ شاہزادہ ماہ عالم افروز ہون نام شاہزادے کا سنکر گلشن مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا اے کاوس تمھاری منظور نظر بھی قید ہی کاوس نے کہا انشاء اللہ عقاب کو مارتا ہون اتنا کہدینا کہ مین خود تجھپر عاشق ہون گلشن نے کہا یہ کلمہ تو میری زبان سے نہ نکلیگا کاوس نے کہا خیر مین سمجھ لونگا یہ کہکر کاوس باہر نکلا پاس عقاب کے آیا کہا اے فرزند مین راضی کر آئی تمھاری عقل کی کوتاہی ہی وہ تو خود تمپر جان دیتی ہی مگر تمنے ابتدا سے اُسپر ظلم کیا اُسکو بھی ضد ہوگئی تمھارا ہی نام لے لیکر روتی ہی مجھسے سب حال بیان کیا مین نے کہدیا کہ اب تمپر بدعت نہ ہوگی وہ تمسے راضی ہی جلسہ آراستہ کرو مین بلواتی ہون جھیکر گاؤنگی اپنے بچے کا دل بہلاؤنگی یہ کہکر عقاب کو زیر قصر لائی جلسہ آراستہ کیا قفس گلشن کا منگوایا اور قفس سے نکلوا یا سامنے بیٹھکر مرحبی

بہ خوش آوازی یہ غزل گانے لگین **نظم**

تیرے جلوے سے جو یون ہر پھر بیتاب ہو ۔ کیون نہ پھر چاہِ زنخدان بھی چہ سیماب ہو
گورے گورے گال تیرے دیکھکر سیم آب ہو ۔ آب ہو کر جوشِ بیتابی سے پھر سیماب ہو
ہون وہ گریان جو نہ دم بھر اشک کا سیلاب ہو ۔ چشمِ تر بیتاب مثلِ ماہیِ بے آب ہو
کان سے اپنے اُتارے تو جو اے دریا گُشن ۔ بالی کی ہر ایک مچھلی ماہیِ بے آب ہو
برشگال ہجر ساقی مین اگر نالہ کرون ۔ رعد کا زہرہ ہو بر رنگ آب باران آب ہو
بیقراری کا ہون پُتلا مثل موج اے بحر حسن ۔ کیون نہ پھر بازو کی مچھلی ماہیِ بے آب ہو
تم سہی ہشیار ہو غافل سہی اے زاہدو ۔ سمجھے بیداری جو تم ایسا نہ ہو وہ خواب ہو
جوش میرے اشک خونین کا دیکھ لے دریا اگر ۔ کان مین حلقہ غلامی کا وہین گرداب ہو
سرکشی تیری ہو کیا زاہد کہ اس بُت کے حضور ۔ تیری مسجد کا منارہ ہو کے خم محراب ہو
مین بھی کعبے مین یہی اللہ سے مانگون مراد ۔ میری طاعت کو اسی دروازے کی محراب ہو
واعظون سے ملتے ہین ہم زہد مشرب بیطرح ۔ جسطرح آمیختہ باہم شراب و آب ہو
تیرے کوچے کا ہون عاشق یہ تمنا ہے مجھے ۔ روزنِ دیوار جائے دیدۂ بیخواب ہو

بڑھیا نے اِس مزے سے اشعار گائے کہ عقاب جادو بیقرار ہو گیا بڑھیا نے ایک جام لبریز کیا خواصون سے کہا تم بھی شراب پیو مین اپنے فرزند کی شادی کرونگی ایسا جلسہ ہو کہ تمام رئیسان شہر جمع ہون عقاب جادو نے جام لیا اور مادر مہربان کہکر سلام کیا بڑھیا نے کہا بیٹا پی جاؤ مین گالون بجاکر جلسہ کرونگی کہ تم بھی خوش ہو عقاب جادو جام پی گیا اور کنیزین بھی پینے لگین کنیزون نے جو شراب پی اور بیہوشی نے تاثیر کی دست درازیان ہونے لگین ایک نے ایک کا دوپٹہ کھینچا دوسری نے کہا او تمھارے منھ پر سانپ لہرا رہا ہے اُسنے جواب دیا کہ بوا دیکھ رہی ہو کہ موذی لہرا رہا ہے تم مارتی نہین ہو اُس کنیز نے جوتا اُٹھا کر منھ پر کنیز کے مارا اہا ہے کہکر وہ گری دونون بیہوش ہوگئین کنیزون مین دست درازیان ہونے لگین عقاب جادو یہ کہکر اُٹھا کہ مادر مہربان تم دیکھ رہی ہو ان خواصون نے محفل کو میری بازار بنا دیا بیہوشی کام کر چکی

تھی اُٹھتے اُٹھتے گرا کاؤس نے اُٹھتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم منتر بن منتر بہیم کن مغل
فرزند شاپور شیر دل خنجر مار کر عقاب جادو کا شکم چاک قصہ پاک سب کنیزونکو بھی منتر
کاؤس نے قتل کیا محفل کو کربلا قصابان بنا دیا صبح ہوتے ہوتے کاؤس نے صبح کردی
صبح کو ملکہ گلشن اور وزیر زادی کو رہا کیا تخت پر سوار کر کے لے چلا وزیر زادی نے ایک
تخت سحر تیار کر لیا ہی آگے سب کے ملکہ گلشن پہلو مین وزیر زادی پشت پر کاؤس تخت
اُڑتا ہوا چلا یہان ملکہ گلزار جادو خزانہ طلسمی نکلوا رہی ہین کنارے پر لشکر کے اراکین
مال لدوا رہی ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا گلزار نے سر اُٹھا کر بیٹی کو جو دیکھا گلزار نہال غنچۂ
غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا حیران تھی کہ اسکو تو جلا دیا تھا یہ زندہ کیونکر ملی جھپٹ کر شاہزادے
سے خبر کی کہ منتر کاؤس ملکہ کو لیے ہوے آتا ہی شاہزادہ و گلبین و برگ و شوکت و شہرت
سب براے استقبال دوڑے ملکہ گلشن آ کر ملین شاہزادے نے پوچھا ای ملکۂ عالم کیا
سحر تھا کیونکر اُس آگ سے جان بچی گلشن نے بیان کیا کہ عقاب جادو مجھکو اُٹھا کے
لے گیا تھا مگر پروردگار نے اُسکے پنجۂ بدمعت سے بچایا کاؤس خوب وقت پر پہونچا
شاہزادے نے کہا ای ملکۂ عالم مین نے تمہارے دشمنون سے انتقام لیا طلسم فتح ہوا
مگر بجز امل کو آرام نہ تھا جب ارسطو نے بیان کیا کہ گنبد ارسطو مین جا بیٹے پہلے تمہارا
نام لیا معلوم ہوا کہ تم زندہ بیٹھی ہو تو کاؤس کو روانہ کیا کاؤس مثل اپنے باپ کے
نامی و گرامی ہوگا اب جو خزانہ نکلا بارہ ہزار جوانون کے سلاح جنگ مو تیونکی پاکھرین
سب سامان اسی طرح کا طلسمی خزانے سے نکلا اُن سب کو شاہزادے نے بار کروایا
اور کوچ کیا طرف اپنے ملک کے چلے شکار کھیلتے ہوے جاتے ہین کہ ایک آہو سامنے
سے شاہزادے کے بھاگا شاہزادے نے اُسکا تعاقب کیا پہر بھر تک اُسکے تعاقب
مین گئے بعد پہر بھر کے اُس آہو کو شکار کیا اب جو چلے تو راستہ بھولے رات بھر چلا
کی مگر منزل مقصد پر نہ پہونچے صبح کو ایک شہر معلوم ہوا اُس شہر مین داخل ہوے شہر
آباد رعایا دلشاد ایک مقام پر آ کر دیکھا ایک درخت مین کمان لٹکی ہی اور ایک
توڑا اشرفیون کا رکھا ہوا ہی چند سپاہی بیٹھے ہین آوازدے رہے ہین کہ یہ کمان

شہباز یکہ تاز مشرقی کی ہے جو اسکو کھینچے وہ یہ زر اشرفیان لے شاہزادے نے کمان اُتاری سپاہیوں سے کہا بس کر یہ کمان شہباز یکہ تاز مشرقی کی ہے وہ اِس سے کام لیتے ہیں اگر آپ کھینچ سکینگے تو شہباز قید کریگا شاہزادے نے کہا جن لوگون نے نہین کھینچی اُنھون نے کچھ خیال نہین کیا اب انشاء اللہ ہم اسکو کھینچین گے یہ کہکر شاہزادے نے کمان اُٹھائی تیر سے قلابے مین کمان کو توڑ کر پھینکدیا اور کہا اِس گھنی کمان پر یہ گھمنڈ تھا سپاہیون نے وہ توڑا اشرفیونکا سامنے کر دیا کہا اب یہ آپ کا مال ہے غربا آکر جمع ہوگئے شاہزادہ اشرفیان تقسیم کر رہا ہے سپاہیون نے جاکر شہباز سے اطلاع کی کہ ایک شاہزادہ نہایت حسین وجمیل آوارہ ہوکر آیا ہے اُسنے آپ کی کمان توڑ ڈالی شہباز سوار ہوا اُسوقت پہونچا کہ شاہزادہ اشرفیان بانٹ کر جاچکا ہے کہ سوار ہون کہ شہباز نے آکر صورت زیبا کو دیکھا حیران جمال ومحو دیدار ہوگیا کہا اب آپ کہاں جاتے ہیں غلام کو سرفراز فرمایئے مین آپ سے امتحان کرونگا اگر آپ نے مجھکو زیر کیا تو ملک ومال سب نثار کرونگا اور اگر مین غالب آیا تو کل فوج کا سپہ سالار کرونگا شاہزادہ شہباز کے ساتھ دار الامارة مین آیا جو افسر جمال بے مثال دیکھتا ہے حیران ہوجاتا ہے کہتا ہے واہ شہباز اِس صورت کا انسان آجتک نہین دیکھا شہباز کہتا ہے اب کل حال کھلیگا دار الامارة مین لاکر شاہزادے کو مقام صدر پہ جگہ دی صحبت آراستہ ہوئی ملازمون کو حکم دیا کہ طبل کشتی بجواؤ اکھاڑہ درست ہو ملازم اِس خیر خواہی مین مصروف ہوے ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز محفل مین حاضر ہین جام ارغوانی گردش مین صدا سے ہوشا ہوش ونوشا نوش بلند ہے نازنینان مہ جبین ومہ جبینان مہر تمکین یہ اشعار گا رہی ہین

نظم

جلوۂ رخسار جانان سے نکل آتی ہے دھوپ — وصل کی شب میرے ویرانے میں آجاتی ہے دھوپ

کیا شب وصل صنم کی چاندنی آتی ہے یار — روز فرقت جب مری دیوار پر آتی ہے دھوپ

وصل کی شب صبح ہوتے ہی بندھا اُسکو تکا — پیشتر اے چشم تر بارش میں چھپ جاتی ہے دھوپ

وصل کی شب بخت بد اپنا دکھاتا ہے کمال — میرے گھر میں چاندنی آتے ہی بجھ جاتی ہے دھوپ

منکشف خورشید ہوجاتا ہے آتے ہی ادھر — بار کب ظلمت کدے میں ان دنوں پاتی ہے دھوپ

کسقدر یہ پرنور ہی سایہ مرے محبوب کا
ہجر مین تاریک ہی رہتا ہی ویرانہ مرا
ہوتی ہو برپا قیامت مہرومہ ہوتے ہین جمع
جسدن اُٹھ جاتا ہی تو اندھیر ہوتا ہی جہان
بیٹھتا ہون جب مین تیرے سایۂ دیوار مین
ہو منخر آفتاب آسمان حسن بھی +

چاندنی کی کیا حقیقت ہی کہ شرماتی ہی دھوپ
رات کو گر چاندنی تو دنکو ترساتی ہی دھوپ
وصل کی شب ساتھ اپنے چاندنی لاتی ہی دھوپ
سایے کے مانند بس تاریک ہوجاتی ہی دھوپ
چڑھتے چڑھتے ضد کے مارے پھر اُتر آتی ہی دھوپ
کیا عجب ناسخ جو بندش جیسے یون پاتی ہی دھوپ

شاہزادہ شب بھر مصروف صحبت رہا صبح کو شہباز نے شاہزادے سے کہا کہ اکھاڑہ تیار
ہی میرے آپکے امتحان ہوجائے شاہزادے نے کہا بسم اللہ ہمراہ شہباز جو بارگاہ سے
نکلے تمام خلقت کا ہجوم دیکھا گرد اکھاڑے کے لوگ بیٹھے ہین اُنکا انتظار کر رہے ہین
کہ شاہزادہ آکر پہونچا سب اہل شہر جمال بے مثال دیکھکر تعریفین کر رہے ہین اور ہر ایک کا
قول ہی کہ یہ جوان شہباز سے کیا لڑیگا مگر سلطنت ملک کی لیگا شہباز جو کہتا ہو وہی کریگا
کہ شہباز اکھاڑے مین کودا گیارہ ڈنڈ پیلکر مٹی بازوون پر چڑھائی بیچ اکھاڑے مین
کھڑا ہوکر جھومنے لگا پکار کر آواز دی ای شہریار آئیے شاہزادہ بھی اکھاڑے مین کود پڑا
شہباز سے کشتی ہونے لگی شاہزادہ جہان پکڑ لاتا ہی خوب گھسے مارتا ہی شہباز خستہ و شکستہ
ماتھے سے خون جاری بدحواس ہو رہا ہی اُلجھ اُلجھ کے لڑ رہا ہی مگر شاہزادہ بھی دل مین کہتا ہی
کہ ایسے پہلوان سے مقابلہ پڑا تھا حقیقت مین بلاے روزگار ہی دیکھیے کیونکر زیر ہو
الغرض تین پہر شہباز سے لڑتے پھر دن رہے شہباز نے کہا ایک زور آخر کرتا ہون
شہباز سے شاہزادے نے کہا کوئی بات اُٹھ نہ رہے شہباز شاہزادے کو لے دوڑا
آٹھ دس قدم ریلکر لایا وہان آکر ریلہ مارا کہ شاہزادے کا بایان گھٹنا آشنا بزمین ہوا
شہباز اوپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر وہ زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اُسے بھی اُکھیڑ
لیتا مگر لنگر مین شاہزادے کے حرکت نہ پائی ننگ کرکے ہاتھ اُٹھا لیا کہا اب آپکے
زور کا مشتاق ہون شاہزادہ تڑپ کر اُٹھا شہباز کو ریلکر لے دوڑا اکیس قدم تک
ریلکر لایا وہان آکر ریلہ مارا کہ شہباز کے دونون گھٹنے آشنا بزمین ہوے شہباز نے چاہا

لنگر قایم کرون مگر حریف زبردست کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی شاہزادے نے دونون ہاتھ
ستون کیے اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ
سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا داہنا قدم آگے رکھا بایان قدم پیچھے رکھکر چرخ دیا کر
مثل طاؤس آتشبازی کے چرخ کھانے لگا آخر پکارنے لگا ای شہریار الامان شاہزادے
نے ہاتھ سے رکھدیا شہباز قدمون پر گرا کہا امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی سے
آگاہ ہون شاہزادے نے فرمایا ماہ عالم افروز نواسا فغفور چین کا نور نگاہ ایرج نوجوان
نبیرۂ قاسم عالیشان و نبیرۂ صاحبقران زمان حسب و نسب کا حال سنکر شہباز بہت خوش
ہوا جی مین کہتا ہی کہ ایسے کا رفیق ہوا کہ اِس کسنی مین جسکی یہ قوت و طاقت ہی خدا چشم زخم
سے بچائے شباب مین اِنسے کون مقابلہ کر سکیگا عرض کی غلام کے مسلمان ہونے مین
شرط ہی مجھے عہد کیجیے کہ کل فوج کا سپہ سالار فرمایے مجھے بالا دست کوئی نہ بیٹھے شاہزادے
نے قبول کیا شہباز مع اہالی شہر شرق بصدق دل مسلمان ہوا ساٹھ ہزار فوج سے ہمراہ
شاہزادے کے ہوا شاہزادہ بشوکت تمام و کیفیت ما لا کلام شہباز ایسے دلیر کو ساتھ
لیکر لشکر مین آیا یہان پر سب انتظار کر رہے تھے شاہزادے کا استقبال کیا دربار مین
آئے کاؤس نے کہا پہلے چلکر ہان سے ملیے پھر اختیار ہی شاہزادہ کے ہمراہ ساٹھ ہزار جوانان
گلگون پوش و دیگر جوانان پیلتن و پہلوانان تیغ زن بکیفیت تمام ہمراہ ہین اِس شوکت
شان سے اول شاہزادہ اُس شہر مین پہونچا کہ انجام جادو نے جسکے باشندونکو تیمر بنایا
تھا جب وہ مری تو اُن سب نے صحت پائی ہر ایک کہتا تھا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے
آقا نے اُس سحر کرنے والے کو مارا جب تو ہم سب بصورت اصلی ہوے کہ خبر سنی شاہزادہ
آتا ہی سب اہل شہر برائے استقبال آئے شاہزادہ داخل افغانستان ہوا حاکم مقرر کیا
ملک گلزار کو وہ ملک دیا کہا ای گلزار تم اب اِسی مقام پر رہو طلسم کا خراج آیا کریگا وہ
تمھارے پاس جمع ہوگا گلزار جادو و گلچین و برگ شہر افغانستان مین رہے کل اہل
شہر افغانستان حیران تھے کہ شہریار نے کیا کارنمایان کیا ہی کہ طلسم آبگینہ فتح ہوا انجام
و لبسرام کا مارے جانا ایک امر عجیب و غریب ہی اُنسے کون مقابلہ کر سکتا تھا اِسی تیسرا کام

تھا کہ ایسی ساحرہ کو مارا اور طلسم کو فتح کیا شاہزادہ سب سے رخصت ہوکر بعد قطع منازل
وطے مراحل قریب اپنے وطن کے پہونچا ماں نے جب خبر سنی اور رکاؤس نے آکر خبر دی کہ آپکے
فرزند نے طلسم آبگینہ فتح کیا شہر مشرق کے شہریار کو سپہ سالار بنایا ہے اس رعوم سے
آتے ہیں خزانہ بے حساب ساتھ ہے ماں کی محبت مادر رکاؤس سے کہا کہ چلو کوٹھے سے آمد
فوج کا تماشہ دیکھیں شاہزادی و وزیرزادی و دائیں و ددائیان بالائے بام آئیں
آمد فوج کا تماشہ دیکھنے لگیں جو ملازم ملک کے تھے وہ برائے استقبال پہونچے شاہزادہ
بکیفیت تمام داخل شہر ہوا غرا نے جمع ہوئے شاہزادہ محل میں آیا ماں کے قدموں کو
بوسہ دیا کہا اے مادر مہربان اب ڈیڑھ لاکھ کا لشکر میرے ساتھ ہے اگر حکم ہو تو باپ کی
ملاقات کو جاؤں ماں نے کہا اے نور نظر تمھارے باپ ایسے مقام پر ہیں کہ جہاں بڑے
بڑے پہلوان غلامی کرتے ہیں میں کیونکر حکم دوں کہ تم وہاں جاؤ مگر شاہزادے نے
زمانا بہ ماں سے پوچھ لیا کہ قبلہ وکعبہ کس مقام پر ہیں ماں نے کہا بیٹا فی الحال طلسم نوخیز
جمشیدی پر چڑھائی ہے سب سردار اسی کی فتح میں مصروف ہیں تم بھی وہیں جاؤ باپ سے
باادب ملنا یہ غرور نہ کرنا کہ ہمنے طلسم آبگینہ فتح کیا وہ تمھاری کیا حقیقت سمجھتے ہیں مگر
شاہزادے کو یہ خیال ہے کہ میں جاکر باپ سے مقابلہ کروں اس خیال میں شہباز کو حکم
دیا کہ لشکر تیار کرو شہباز نے لشکر تیار کیا شاہزادہ و نقابدار گلگون پوش بنکر برائے
مقابلۂ ایرج نوجوان چلا دو منزل شہر سے نکلے تھے کہ تمام شہروں میں خبر پہونچی قضا کا
نہنگ مردم در ایک پہلوان ہے اسنے جو سنا کہ فغفور چینی کا نواسا بے حساب مال لیکر
آیا ہے اس فکر میں چلا کہ جاکر خزانہ چھین لوں اور ماہ عالم افروز کو ماروں تین لاکھ فوج
سے چلا لشکر شاہزادے کا اترا ہوا ہے شہباز انتظام کر رہا ہے کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا
نہنگ مردم در آکر پہونچا مقابلے میں اترا کہلا بھیجا کہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو
خزانۂ آبگینۂ طلسمی میرے حوالے کرو شاہزادے نے جواب دیا کہ طبل جنگی بجوا کر میدان
میں آؤ نہنگ مردم در نے طبل جنگی بجوایا یہاں بھی طبل جنگی بجا دونوں لشکر میدان
میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کرکیت کڑکا کہ کمر شیخے نہنگ مردم در نے

کنیز انکا لا میدان مین آکر پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے شہباز نیکو تاز شرقی
شاہزادے سے اجازت لیکر میدان مین آیا نہنگ مردم در سے مقابلہ کیا بعد کلام نیزہ
چلنے لگا شہباز نے نیزہ نہنگ کا نکالا نہنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا شہباز نے وار ٹہو بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا نہنگ لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی
دونون لشکر دیکھ رہے ہین شاہزادہ تعریفین شہباز کی کر رہا ہی کہ کس لطف سے لڑ رہا ہی
تین پہر کامل کشتی ہوئی نہنگ بھی عاجز ہو رہا ہی شہباز ریلا دیکر لے دوڑا نہنگ ہٹتا ہوا
چلا جاتا ہی بیس قدم تک ریلا لایا وہان پر آکر نہنگ رکا کہا اب پیچھے نہ ہٹونگا مگر شہباز نے
زور کیا نہنگ بھی پلٹا کشاکش زوروں کی ہونے لگی شہباز نے قدم بڑھایا وہان پر
موش خانہ تھا دونون پانون شہباز کے اسمین جا رہے شہباز کا کولا اتر گیا غش طاری ہوا
سب پہلوانون نے دیکھ لیا کہ شہباز کا کولا اترا مگر نہنگ نے کچھ خیال نہ کیا شہباز کو نہنگ نے
گرا دیا اور مشکین باندھ لین ہرچند شاہزادے نے پکار کر کہا کہ اے نہنگ یہ کیا کرتے ہو
مگر نہنگ نے کچھ جواب نہ دیا اور شہباز کو گرفتار کرکے لے گیا اپنی بارگاہ مین لایا اور
حکم دیا کہ لیجا کر اسکو قید کرو صبح کو دربار مین سمجھونگا مگر مہتر کاؤس تیز رو واسطے بالادوی کے
نکلا طائران ہوائی کا شکار کیا ایک طائر کو ذبح کرکے ایک درخت کے نیچے بیٹھا کباب
لگا رہا تھا قضا سے کار شاپور شبر دل ایک قزاق کی شکل بنا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا
ایک شاطر نخل کے نیچے کباب لگا رہا ہی مرے کو مین کھولا سوا پانچ سیر کا پتھر گلاکہ مین ہین
دیکر للکارا کہ او طفل بے ادب کپڑے اتار دے توبڑا عیاری کا رکھدے کاؤس کو کچھ
بن نہ پڑا توبڑا اتار کر رکھدیا شاپور نے توبڑا اٹھا لیا اور کہا کپڑے اتار دے کاؤس نے
کہا او نامنصف ظالم اظلم جو کچھ نقد و جنس میرے پاس تھا وہ سب اسی توبڑے مین ہی اب
لباس مین کیا رکھا ہی شاپور نے کہا تمھارا لباس نشانی رہیگا کاؤس ناچار ہوا کہ تلوار
کھینچے سر پر کھڑا ہی سر بچانا دشوار ہی ہرچند اپنے فقرے دیے مگر شاپور فقروں مین کب آتا ہی
کاؤس چاہتا تھا کہ منھ پھیرے تو مین نکلکر بھاگون مگر شاپور پیچھے سر پر کھڑا ہی شاپور
نے کہا لباس اتار دو ورنہ سر اڑا دونگا کاؤس کو کچھ نہ بن پڑا ناچار ہوا اول جامہ اتارا

شاپور نے جامہ لیکر ایک غرقی دی کہا اسے باندھ لو اور زیر جامہ بھی اُتار دو کاؤس مجبور ہو ناچار ہوا
بڑے بڑے فقرے کیے مگر شاپور بالاے روزگار ہو خواجہ کا تعلیم کردہ جو بات کہی اُسکو
فقرہ سمجھا زیر جامہ بھی اُتروا لیا بانہا سے عیاری بھی لیے اور کاؤس سے کہا جاؤ خبردار پلٹ کر
نہ دیکھنا ورنہ ایک پتھر مارونگا کہ سر اُڑ جائیگا کاؤس مجبور ہو ناچار طرف اپنے لشکر کے روانہ
ہوا اُسی حال سے دربار میں آیا شاہزادے نے پوچھا اے مہتر کاؤس یہ کیا معرکہ ہے میں تمکو
اِس حال میں دیکھتا ہوں کاؤس نے عرض کی کہ جنگل میں براے شکار گیا تھا ایک قزاق نے
لوٹ لیا کپڑے بھی اُتروا لیے شاہزادہ بہت خفا ہوا فرمایا اے کاؤس وہ قزاق کہاں لیگیا
عرض کی اُسکا وہاں مسکن نہیں ہے راہ گیر تھا مگر جہاں کہیں پاجاؤنگا بدلا لونگا شاہزادے
نے کہا اور لباس پہنو اور جاکر خبر لو کیونکہ شہباز کو نہنگ گرفتار کرکے لیگیا ہے دیکھو
کیا کر رہا ہے ایسا نہ ہو شہباز کو قتل کر ڈالے کاؤس چلا لیکن کاؤس نے اپنا لٹنا جو شاہزادے
سے بیان کیا تو شاہزادے نے سب حال سنکر کہا کہ اے مہتر طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی عیار
تھا کاؤس نے کہا اے شہریار اُسنے عجب ترکیب کی کہ جبتک دو دور رہا پتھر کا گوپھن میں دبا
اُس سے ڈراتا رہا اور کہا ہتھیار ڈالدے جب میں نے ہتھیار رکھدیے تو تلوار کھینچکر
سر پر آیا سب باندھ وغیرہ لے لیے اور کہا کپڑے اُتار دو ورنہ سر اُڑا دونگا میں نے ناچار
کپڑے وغیرہ دیدیے شاہزادے نے کہا میں جاؤں جاکر اُسکو ٹوکوں کاؤس نے کہا
وہ یہاں کا رہنے والا نہیں تھا کپڑے وغیرہ لیکر چلا گیا یہ کہکے براے خبر بھاگا اور یہاں
نہنگ نے صبح کو شہباز کو طلب کیکر دربار بیٹھا شہباز نے جواب دیا میرا کوا ترا تو گرفتار
کرلایا اسپر سوال مذہب کرتا ہے میں تجھسے لڑنے کو موجود ہوں نہنگ نے جھلا کر حکم دیا
کہ جلاد کو بلاؤ جلاد جو آیا اُسنے گردن پر کوئلے کا خط دیا شلنگیں لگانے لگا خنجر چمکاتا تھا
شہباز نے دل کو رجوع کیا پکار اُٹھا کہ اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز اپنا رحم کر نظم

یا لطیف و خبیر یا حافظ	یا سمیع و بصیر یا حافظ
یا قوی یا سلام یا قدوس	یا ولی یا قدیر یا حافظ
یا ملک یا محیط یا باری	یا علی یا کبیر یا حافظ

یا غنی یا لطیف یا شاہد — یا رضی یا نصیر یا حافظ
یا قریب و مجیب یا واحد — یا مجید و منیر یا حافظ
یا رؤف عطوف یا قاضی — یا بشیر و نذیر یا حافظ
یا بدیع و سریع یا واقع — یا ہو ا بعد نظیر یا حافظ
یا جلیل و جمیل یا خالق — یا مبین و مجیب یا حافظ
پھر آئے روز عیش دکھلا دے — رنج میں ہوں اسیر یا حافظ

ارکاوس بشکل مبدل پہونچا یہ حال دیکھکر بھاگا آکر شاہزادے سے اطلاع کی شاہزادہ
اسی وقت سوار ہوا بقہر و غضب تمام چلا مرکب ابلق مجنون دریائی زیر ران طرارے
بھرتا ہوا جاتا ہو شاہزادہ سب راستہ طے کرکے در بارگاہ نہنگ پر پہونچا در بارگاہ پر جاکر
گھوڑے سے اترا درگہ سالار نے روکا شاہزادے نے کہا ہم ضرور اندر جائینگے یہ سنکر
درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے تلوار روک کر ایک تمانچہ مار دیا کہ سر
درگہ سالار کا اڑگیا سر ڈھلکتا ہوا بارگاہ میں پہونچا نہنگ نے گھبرا کر کہا ارے درگہ سالار
کو کسنے مارا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز
جہانداری شاہزادہ ماہ عالم افروز دربار میں آیا اول جلاد کو للکارا جلاد نے چاہا خنجر مارے
شاہزادے نے جلاد کو بھی قتل کیا شہباز کی قید کاٹی شہباز نیا تو رنجیدہ بیٹھا تھا یا اٹھتے ہی
نعرہ کیا اور پکار کر کہا لے اگر اب میں اپنے آقا کے ساتھ جاتا ہوں نہنگ سے کچھ جواب
نہیں دیا شاہزادہ شہباز کو ساتھ لیکر باہر نکلا افسرون نے نہنگ سے کہا ابھی کہ اگر حکم ہو
تو روکیں مگر نہنگ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش بیٹھا رہا یہی کے جاتا ہو کہ سر میدان سمجھ
لونگا مگر شاہزادے کو دیکھکر حیران ہوگیا جی میں کہتا ہو کیا جری و بہادر ہو کس زور و شور سے
آکر اپنے سردار کو لے گیا اگر اکیلے کو روکتا تو بہادر لوگ بدنام کرنے کہ عجب جرأت
دکھائی اکیلے کو یوں گھیر لیا سیدان میں سمجھ لونگا شاہزادہ شہباز کو ساتھ لیے ہوے
اپنی بارگاہ میں آیا ادھر نگل بچھڑی مگر نہنگ بعد جانے شاہزادے کے تخلیے میں جاکر
بیٹھا اور حکم دیا کوئی میرے پاس نہ آئے اکیلا بیٹھا ہوا سوچ رہا ہو کہ میں نے جو سمجھا تھا

اُسکے سراسر خلاف ہوا اگر شہباز کا کوبذ اُترجاتا تو مین نہ لا سکتا اب اگر چلا جاؤن تو بدنامی ہی
اگر لڑون تو کیا سمجھکر لڑون جو ایسا جری و بہادر ہو کہ اکیلا میری بارگاہ مین گھس آیا اور کچھ بھی
جان کا خوف نہ کیا اپنے رفیق کو لے گیا اِس سوچ مین بیٹھا تھا کہ عیار اُسکا سرنگ خنجرگرد
حاضر ہوا مالک کو رنجیدہ دیکھکر پوچھنے لگا کیون اُقائے نامدار آپ کیون خاموش بیٹھے ہین
نہنگ نے کہا اے رفیق و شفیق مین شاہزادے کو ایسا نہ سمجھا تھا وہ تو جرأت کا پتلا نکلا اب
مین سوچتا ہون کہ کیا کرون اگر لڑون تو زیر ہوجاؤنگا اُسکا سردار کہ اُسکا زیر کردہ ہو اُس سے
تو مین عاجز ہو رہا تھا اگر خود شاہزادے سے مقابلہ پڑے گا تو کیا ہوگا سرنگ نے کہا
اگر حکم ہو تو مین گرفتار کر لاؤن فوراً قتل کرڈالیے آپ کو کون روک سکتا ہو نہنگ نے
کہا اے سرنگ اگر یہ کام کرو تو احسان عظیم ہوگا مین طبل جنگی نہین بجواتا تیرا انتظار کرونگا
جب تو شاہزادے کو لے آئیگا اور اُسکو قتل کرلونگا تو دوسرون سے سمجھ لونگا پھر کس کی
مجال ہو کہ مجھسے مقابلہ کرسکے سارے لشکر کو ٹھونک لونگا یہ جوان جو رہا ہوکر گیا ہو اُسکو
دھوکا دیکر مارونگا سرنگ اُسی وقت بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا راہ مین
آکر صورت بدلی سرِ شام کا وقت ہو بازار مین پھرنے لگا ایک ایک سے پوچھ رہا ہی
کہ شاہزادہ ماہ عالم افروز کس بارگاہ مین آرام کرتا ہو ایک شاگرد نے کاؤس کو خبر
دی کہ ایک ضعیفہ بازار مین شاہزادے کو پوچھتی پھرتی ہو کاؤس سمجھ گیا کہ کوئی عیار آیا
جست و خیز کرتا ہوا بازار مین آیا دور سے دیکھا ایک ضعیفہ بازار مین پھر رہی ہو اور
ایک ایک سے پوچھتی ہو کہ شاہزادہ کس بارگاہ مین رہتا ہو کاؤس جھپٹ کر قریب آیا
پکار کر کہا بڑی بی صاحب مجھسے پوچھیے ہم بتادین شاہزادے سے کیا کہوگی یہ کہتا ہوا قریب
آیا باتون مین لگا کر حلقہ ہاے کمند مارے سرنگ بھاگا کاؤس نے پیچھا کیا کہ جنگل
مین پہونچا سرنگ نے زنبیل بجائی اُسکے پانچ شاگرد سامنے سے پیدا ہوئے اب کاؤس
گھبرایا جی مین کہتا ہو کس کسکو جواب دونگا بیقرار ہوکر دعا مانگنے لگا سرنگ نیمچہ کھینچکر سامنے
آیا آپس مین نیمچہ چلنے لگا اب سرنگ کو یقین کامل ہو کہ میرے شاگرد قریب آجائین گے
گھیرکر اُسکو پکڑ لونگا کاؤس نے بیقرار ہوکر دستِ دعا بدرگاہ ربِ نیاز بلند کیا اور پکارا کہ

کر اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر کر ایک طرف سے گرد اڑی منتر شاپور شیر دل
کر بالا دوی کو نکلا تھا نمودار ہوا اُسنے دیکھا کہ جنگل میں نے گیڑے چھینے تھے اُسکو چیہ عیار گھیرے ہوے
ہین مگر وہ سب کو جواب دے رہا ہی شاپور نعرہ کر کے جا پڑا جاتے ہی پانچون عیارون کو
تھوڑے عرصے مین مار کر ڈالدیا سرنگ بھاگا اب شاپور طرف کاؤس کے متوجہ ہوا
کہا کیون منتر صاحب یہ عیار کون تھے کاؤس نے کہا نہنگ نامے ایک پہلوان ہی کہ وہ
مقابلے مین ہمارے آقا کے آیا ہی مگر مکار و جعلساز ہی روز اول شہباز کو لے گیا تھا ہمارے
آقا رہا کر لائے شاپور نے پوچھا تمھارے آقا کا کیا نام ہی کاؤس نے کہا ماہ عالم افروز
فرزند ایرج نوجوان شاپور نے پوچھا تمھارے باپ کا کیا نام ہی کاؤس نے کہا مین ایک
فرزند ہون کہ جو فخر دودمان منتر منتران کہلاتا ہی برہم کرنے والا ساحرون کی محفل کا شاپور
شیر دل کاؤس نے پوچھا آپ کہان رہتے ہین شاپور نے بانہا سے عیاری نکالکر کاؤس
کو دیے کہا یہ اپنے بانے لیجاؤ خیر انشاء اللہ ملاقات ہوگی کاؤس سامنے شاہزادے کے
آیا شاہزادے نے پوچھا یہ بانے کیونکر پائے کاؤس نے کہا اُسی قزاق نے مدد کی پانچ عیار
دم بھر مین مار کر ڈالدیے پھر اُسنے بانے پھیر دیے اور یہ کہ گیا کہ انشاء اللہ ملاقات ہوگی
اب وہ اپنے لشکر کو گیا شاہزادے نے کہا تمنے ہمارا نام کیون بتایا ایسا نہ ہو کہ کوئی
جاسوس ہو مجھے منظور یہ ہی کہ اول نور الدہر سے مقابلہ کرون اُنکو زیر کر کے اپنے باپ
سے ملون اور عہدے لون کہ دنگل رستم کا نام اب نہ لینا کاؤس نے کہا سرکار کو اب اختیار
ہی اب مین کبھی نام نہ بتاؤنگا شاہزادہ خاموش ہو رہا مگر سرنگ نے جا کر سب حال نہنگ
سے کہا نہنگ کو مایوسی ہوئی کہ عیار بھی پلٹ آیا سرنگ نے کہا مین جاؤنگا اور پکڑ کر
اُنکو لاؤنگا ہر چند سرنگ نے کہا مگر نہنگ نے قبول نہ کیا طبل جنگی بجوا دیا ہرکارون نے
شاہزادے کو خبر کی شاہزادے نے بھی طبل جنگی بجوایا چار پہر رات تیاری ہوئی صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے نہنگ گینڈا اُڑا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی مین
شاہزادے سے مقابلے کا خواہان ہون شاہزادے نے مرکب نکالا گھوڑا طرارہ بھر کر
مقابلہ نہنگ مین آیا ہر چند کہ سردار منع کرتے تھے کہ آپ اُسکے مقابلے مین نہ جائیے مگر

شاہزادے نے قبول نہ کیا نہنگ سے مقابلہ پڑا دونون نیزہ چلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے
شاہزادے نے گانٹھکر نیزہ نہنگ کا نکال دیا جب نیزہ نہنگ کا نکلگیا تو گھبرایا دل مین کہتا تھا
کہ یہ تو بہت زبردست ہی مین رفیق کو بھی زیر نہ کر سکا یہ تو افسر اعلیٰ ہی اسکو کیونکر زیر
کر سکونگا تلوار کھینچکر تھم گیا دیکھکر کہا ای شہریار آپ کی پشت پر کون کھڑا ہی جھکا ڈر دار ہاتھ تیغ
گوشے سے مارا چاہتا ہی اور تیغہ برہنہ ہاتھ مین ہی شاہزادے نے جو پلٹ کر دیکھا نہنگ نے
ہاتھ تیغے کا مارا سر شاہزادے کا زخمی ہوا زخمی کر کے حلقہ ہاے کمند مارے شاہزادے کے
سر سے خون جاری ہو حلقہ ہاے کمند مین جو شاہزادہ پھنسا بیہوش ہو گیا نہنگ نے گرفتار
کر لیا اُسی حال مین مسلسل و مطوق کیا شہباز نے چاہا جا پڑون مگر کاؤس نے روکا کہ ذرا
تامل فرمائین مین خبر لاؤنگا نہنگ شاہزادے کو لے گیا اپنی بارگاہ مین آیا افسرونکو اشارہ
کیا کہ چلنے کی تیاری کرو رات ہی کو افسرون نے تیاری کی کاؤس تو اس فکر مین رہا کہ صبح کو
خبر لاؤنگا مگر نہنگ رات ہی رات چل نکلا چاہتا ہی اپنے قلعے مین پہونچ جاؤن صبح کو نہنگ
جو یہ اسے خبر گیا دیکھا سناٹا پڑا ہی چند لوگون سے جو باقی رہ گئے تھے دریافت کیا تو احوال
معلوم ہوا کہ نہنگ کوچ کر گیا کاؤس پلٹ کر لشکر مین آیا شہباز مع افسرون کو لیے ہوے
بارگاہ مین بیٹھا ہوا اسی فکر مین ہی کہ کاؤس پلٹ کر آئے تو مین جا پڑون ہر چند کہ میری کیا مجال
ہی کہ اُس شہریار پر احسان کرون انھون نے مجھکو رہا کیا مین تو انکو رہا کر سکا دن مگر بارے ضرور
کرونگا کہ کاؤس روتا ہوا آیا شہباز نے پوچھا ای منتروالا کہو خیر تو ہی کاؤس نے کہا کہ ای شہباز
ہم تو غافل رہے نہنگ رات ہی کو کوچ کر گیا شہباز نے حکم دیا لشکر تیار ہو جہان ہوگا
وہان جا کر مارونگا شہباز لشکر کو تیار کر کے تعاقب مین نہنگ کے چلا مگر نہنگ بارہ کوس
بڑھ جا کر آرام خیال مین ہی کہ کوئی پیچھے تعاقب مین آئیگا اس خیال مین آتا ہی کہ صحرا سے گرد
اڑی حشام چوب گردان گینڈے پر سوار بارہ ہزار جوان پشت پر سامنے آ کر پہونچا
نہنگ نے پوچھا ای برادر حشام کہان سے آتے ہو حشام نے جواب دیا کہ برائے شہباز
نکلا تھا تمھاری خبر سنکر چلا آیا مگر تم کہان سے آتے ہو نہنگ نے کہا ای برادر حشام مین
برائے گرفتاری نبیرہ حمزہ گیا تھا اسکو گرفتار کر لایا ارادہ یہ ہی کہ اپنے ملک پر جا کر قتل کرون

حشام نے کہا کہ فرزندان حمزہ ایسے نہیں ہین تجنے کسی مکر سے گرفتار کیا ہوگا نہنگ نے
کہا مکر کیسا سر میدان نکلا نبرد کر گرفتار کر لایا اب ارادہ یہ ہی کہ اپنے قلعے پر جا کر قتل کرون
حشام نے کہا ای نہنگ میرے سامنے تو شاہزادے کو بلاؤ مین اُسکو دیکھون اور پوچھون
کہ تم لوگ تو طبل یکتائی بجاتے ہو ہمارے دوست نے تمکو کیونکر گرفتار کیا یہ لوگ جری اور
بہادر ہین انصاف بھی کرتے ہین صاف صاف کہدیگا کہ مین زیر ہوا نہنگ دربار مین
لیکر حشام کو آیا افسرون کو حکم دیا کہ شاہزادے کو بارگاہ مین لاؤ افسر جا کر شاہزادے کو
لائے سر مین زخم مسلسل و مطوق مگر زنجیرین بلاتا ہوا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت
کی حشام نے کہا کیون ای نبیرۂ حمزہ ہمارے دوست نے تمکو زیر کیا شاہزادے کو غصہ آیا
فرمایا ای پہلوان تمہارا دوست مکار ہی سر میدان اسنے مکر کیا زخمی کر کے کمندون مین گرفتار
کر لیا ہر چند کہ زخمدار ہون مگر اسکے امتحان کو موجود ہون حال کھل جائیگا حشام نے کہا ای
نہنگ قید سے رہا کر کے اس جوان سے مقابلہ کر دیمیرے سامنے زیر ہو دیکھون تو کیونکر
اطاعت نہین کرتا اُن لوگون کا دستور ہی کہ اگر یہ زیر ہوتے ہین تو اطاعت مین انکار نہین
کرتے نہنگ نے کچھ جواب نہ دیا حشام نے کہا مین مقابلہ کرون زیر کر کے تمہارے
قدمون پر گراؤن یہ کہکر اُٹھا ہتھکڑی شاہزادے کی کاٹی کہا تامل فرمایئے آہنگر کو بلاتا ہون
بالکل رہا کر دونگا شاہزادے نے کہا ای پہلوان اگر وقت رہائی آگیا تو کچھ آہنگر کی ضرورت
نہین یہ کہکر خانۂ زور مین آکر قید کو توڑ ڈالا حشام تعریفین کرنے لگا کہ ای شہریار کیون
جلدی کی مین تو آہنگر کو بلاتا تھا شاہزادے نے کہا او پہلوان مین تجسے سب طرح موجود
ہون اگر قصد کرون کہ چلا جاؤن تو کوئی روک نہین سکتا مگر تجسے وعدہ کیا ہی برائے مقابلہ
موجود ہون حشام نے حکم دیا کہ جراح کو بلاؤ انکے زخمون مین ٹانکے دے اور مرہم پٹی
تیار کرو جب انکا زخم اچھا ہو لیگا تب اِنسے مقابلہ کرونگا شاہزادے نے کہا مین ابھی
موجود ہون حشام نے کہا آپ کا زخم سر اعلیٰ ہی شاہزادے نے کہا ایسے زخمون کا کیا اعتبار
ہی مین تجسے مقابلہ کرونگا حشام نہ مانتا تھا مگر شاہزادے نے ٹانکے دلوا کے کہا ای حشام
اب مقابلہ کر لو یا تم میری اطاعت کرو یا مین تمہاری اطاعت کرون حشام خوش ہو گیا اور

جی مین کہتا ہو کہ اگر یہ شیر میری اطاعت کریگا تو اپنے لشکر کا بادشاہ کردونگا شاہزادے کو سامنے کر
اکھاڑے پر آیا مگر یہ کہے جاتا ہو کہ آپ ابھی خستہ ہین مین یہی چاہتا ہون کہ بعد دو چار دن کے
مقابلہ کرون مگر شاہزادے نے نہ مانا حشام سے مقابلہ ہوا شاہزادہ اس زور و شور سے
حشام سے لڑا کہ حشام عاجز ہو رہا ہو سر سے خون جاری جہان پکڑا اسے دو چار گھسے مارے
حشام تنگ ہو جاتا ہو بمشکل نکلتا ہو تین پہر کامل شاہزادے سے لڑا پہر دن رہے کہا ایک زور
آخر کرتا ہون بس اسی زور پر خاتمہ ہو شاہزادے نے کہا بسم اللہ کوئی حوصلہ باقی نہ رہے حشام دونون
مونڈھے شاہزادے کے تھام کر لے دوڑا چھ سات قدم تک شاہزادے کو لایا وہان
آکر شاہزادہ پلٹا حشام کو پچیس قدم ریلکر لایا وہان آکر پکہ مارا کہ دونون گھٹنے حشام کے
آشنا بزمین ہوے ہاتھ و پیلے کر دیے فرمایا اے حشام لنگر قایم کر حشام نے تڑپ کر
لنگر مارا زمین کو تھام کر بیٹھا کہا اے شہریار اب تو میرے لنگر کو دیو بھی نہین اکھیڑ سکتا یہ سنکر
شاہزادے نے آستین چڑھا کر ہاتھ بڑھایا کمر زنجیر مین ڈالکر زور کیا پہلے زور مین تا بہ گھٹنہ
دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا حشام نے کہا اے شہریار مین
زیر ہوا اطاعت کو موجود ہون شاہزادے نے ہاتھ سے رکھدیا حشام نے بدل اطاعت
کی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا نہنگ سے کہتا تھا اے نہنگ تم بھی اب امتحان کر لو اگر حوصلہ باقی
رہے نہنگ نے کہا چلکر بارگاہ مین بیٹھیے مجھے اب حوصلہ نہین ہو دونون کو لیکر بارگاہ مین
آیا دو جام شراب آغشتہ بداروے بیہوشی منگا کے ایک جام شاہزادے کے سامنے
لایا دوسرا حشام کو دیا اقرار تو یہی کر رہا ہو کہ مین آپ کا مطیع ہون شاہزادہ و حشام دونون
بیہوش ہوے نہنگ نے دونون کو گرفتار کیا قصد ہوا کہ قتل کرون دارین استادہ کین
جلاد جمع ہوے دونون کو نہنگ لیکر میدان خونی مین آیا دونون کو دار پر کھینچا اور
تیر اندازون کو جمع کیا ارادہ ہو کہ تیر باران کرون کہ ہوا سے گرد اڑی شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان کہ واسطے شکار نکلے تھے دور سے دیکھا ایک جوان آفتاب جمال دار پر
کھنچا ہوا ہو ایک پہلوان چاہتا ہو تیر اندازی کرون شبرنگ سے کہا دریافت تو کر یہ
جوان کون ہو کیون اسکو قتل کرتے ہین شبرنگ جھپٹ کر گیا اور خبر لیکر آیا عرض کی کہ اے

شہریار فرزند ایرج نوجوان ہین نہنگ نے مکر سے گرفتار کر کے دار پر کھینچا ہے نورالدہر نے ارادہ کیا کہ جا پڑون شاہزادے کو رہا کرون کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی شہباز نیک نام مشرقی کہ لشکر لیکر چلا تھا اُسوقت آکر پہونچا کہ شاہزادے کو دار پر دیکھا بیقرار ہو گیا نعرہ کر کے جا پڑا اسکا لشکر ظفر اثر تین لاکھ فوج جوانان صف شکن پہلوانان تیغ زن تلوارین کھینچکر آ پڑے تلوار پر تلوار چلنے لگی اور شہباز لڑتا ہوا قریب قیدیون کے پہونچا شاہزادے کی قید کاٹی حشام کو بھی رہا کیا مگر نہنگ نے جو دیکھا کہ شہباز نے آکر دونون کو رہا کر لیا فوج کو اشارہ کیا کہ ان دونون جوانون کو گرفتار کر لو کل فوج کا بلوہ ہوا یہ دونون شمشیر زنی کر رہے ہین نہنگ کا مقابلہ شہباز سے پڑا مکر سے اسنے شہباز کو زخمی کیا شاہزادے نے دیکھا کہ شہباز زخمی ہوا تلوار کھینچکر جا پڑے چاہا نہنگ کو مارون ایک جوان نے پشت سے آکر ہاتھ مار دیا شاہزادہ بھی زخمی ہو حشام جو آکر لڑا یہ بھی آفتاد سے زخمی ہوا اب یہ جوان زخمون ہین چور ہو رہے ہین مگر مصروف جنگ ہین شبرنگ نے نورالدہر کو خبر دی کہ وہ سب جوان زخمی ہوے نہنگ بڑا مکار ہے شاہزادہ فرزند ایرج نوجوان ہے نورالدہر کو تاب نہ آئی نام فرزند ایرج سنکر بیقرار ہو گئے مرکب کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ با شیدائی کافران بجا داری نابکاران پر دغا منم نبیرۂ صاحبقران زمان فرزند دلبند پہلوان جہان شاہزادۂ بدیع الزمان نعرہ نورالدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش
زطفلی بر جراٗت ہنر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم

دیگر

کشاہش جہانگیر و خاک گیتی ستان خوانده
عدو در رزم کاہش صد ہزاران الامان خوانده
لقا را بیک دست بر داشتم
شہ نو جوانان لقب یافتم

نعرہ کر کے جا پڑے یا تو چہار جانب سے شاہزادے پر حملے پڑ رہے تھے نورالدہر پروانہ وار گرد شاہزادے کے پھرنے لگے جس کسی نے ارادہ کیا کہ شاہزادے پر ہاتھ مارے نورالدہر نے بڑھکر اُسکا سر اُتار دیا کئی سو جوان افسران نامی ہاتھ سے نورالدہر کے مارے گئے نہنگ بھاگا بھاگا پھر رہا تھا افسرون سے کہتا ہے ان بارو گھیر کر اپنی جگہ

مار لو اس جوان نے تو آکر قیامت برپا کی مگر فوج نہنگ کی بہت ہے نور الدہر پہ بلوہ ہے برطرف
یس ہلڑ ہے کہ اس جوان کو گرفتار کر لو سب بلوہ کر کے آتے ہیں مگر نور الدہر کے ہاتھ سے شکست
کھاتے ہیں اسقدر فوج ہے کہ تمام صحرا بھرا ہوا ہے نور الدہر نے جو دور سے دیکھا کہ شاہزادہ
گھرا ہوا ہے ایسا نہ ہو بلوہ کر کے مار لیں تو بڑی بدنامی ہو گی تاجر نے دو دیکھا کہ میرے فرزند کی
خبر لی ہلاک ہمیشہ دست چیپیون کی مدد کیا ایک شکر ہے پہ دو دہکا رہا کبھی ان لوگون سے
مرتے نہیں مجھکا یہ سوچ سوچکر لڑ رہے ہیں مگر نہنگ پشت پر سے آیا ایک نخل کی آڑ پکڑ کر کھڑا ہوا
جب نور الدہر اور حریف سے متوجہ ہوئے تو نہنگ نے پشت پر سے ہاتھ مارا کہ سر
نور الدہر کا بھی زخمی ہوا کہ صحرا سے گرد اڑی نہنگ تو گھبرا گیا کہ شاید مسلمانون کی مدد
آگئی سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان فیل مست پر سوار کئی لاکھ فوج
پشت پر اسنے جو دور سے دیکھا کہ نہنگ لڑ رہا ہے مگر بھاگتا پھرتا ہے نعرہ کر کے اپنا آواز دی
کہ اے نہنگ نہ گھبرانا ما بدولت آپہونچے منم املاک ابلیس پرست ہیں اپنے بیٹے سے
یہی وعدہ کر کے چلا تھا کہ جہان مسلمانون کو پاؤنگا مثل نقش قدم مٹا کے چلا آؤنگا غرض
نہنگ نے جو املاک کو دیکھا کہ فوج بے شمار ہے آتے ہی اسنے ہنگامہ ڈالدیا تین لاکھ
فوج کا آنا اور بلوہ کرنا شاہزادہ بھی زخمی شہباز مشرقی بھی زخمی ہوا نور الدہر بھی زخمی
کثرت فوج سے بیقرار مگر شبرنگ نے جو دیکھا کہ ملازمون نے ماہ عالم افروز کو ہوادار
پر ڈال لیا ہے اور نور الدہر بھی سست لڑ رہے ہیں سر سے اسقدر خون بہا ہے کہ لختے خون کے
سینے پر جمے ہوئے ہیں شبرنگ نے کاؤس سے ملاقات کی پوچھا ای متروالا گہر تمہارے
والد نامدار کا کیا نام ہے کاؤس نے کہا میں نے سنا ہے کہ میرے والد کا نام نامی و اسم گرامی
فخر دودمان خواجہ عمر و متہ شاپور شیر دل ہے میں انکے گلزار کا خوشہ چین ہون شبرنگ نے
کہا سردار سب زخمی ہیں ادھر دو سردار نہنگ و املاک ابلیس پرست ایک ایک انہیں
دیو ہے فوج ہماری ولدہی نہیں کرتی ایک ایک جوان پہ دس دس کا بلوہ ہے کس کس کو روکیں
اب تمہاری صلاح ہو تو نکل چلیں کاؤس نے کہا میں خود اسی فکر میں تھا مگر تمہاری بھی
صلاح چاہی ورنہ ہاتھ سے اغیار کے جان بری نہ ہو گی شبرنگ نے آکر نور الدہر کو بھی

ہوا ادہر پر سوار کیا اور طرف صحرا کے چلے کافرون نے پیچھا کیا آگے آگے اہل اسلام بھاگے
ہوے جاتے ہین کفار تعاقب مین ہر مقام پر یہی چاہتے ہین کہ کوئی قلعہ ملے تو اسمین پناہ لین
بارہ چودہ کوس چلے تھے کہ ایک کوہ بلند دکھائی دیا شبرنگ نے کہا اے کاؤس اس پہاڑ
پر چڑھ چلو کہ ذرا تو مہلت ملے کاؤس نے کہا آپ بڑے ہین جو آپ کی صلاح ہو وہی بہتر ہو
ناچار ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئے ٹھہرنے نہ پائے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا آگے
آگے املاک ایک طرف سے نہنگ فوج کفار مثل مور و ملخ کے نیزے چمکاتے ہوے
آپہونچے اہل اسلام کو جو پہاڑ پر دیکھا نہنگ سے کہا اے پہلوان ان مسلمانون کی قضا
قریب ہے جب تو اس پہاڑ پر چڑھ گئے اور مین عہد کر چکا تھا کہ جہان مسلمان جائین گے
گھیر کر مارونگا زندہ نہ چھوڑونگا خداوند ابلیس نے عہد میرا قبول کیا چہار جانب سے
پہاڑ کو گھیر لو چہار جانب سے پہاڑ کو گھیر لیا اہل اسلام خستہ و شکستہ و پریشان بلوہ کفار
کا دیکھ رہے ہین کاؤس نے کہا کیون مہتر شبرنگ اب کیا کروگے چہار جانب سے
گھر گئے اب دشمنون کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے شبرنگ نے جواب دیا پروردگار
مالک و مختار ہے ادھر کفار نے مورچے اپنے قایم کیے مہتر کاؤس و شبرنگ نے جابجا
گھاٹیون پر تیرانداز بٹھائے ہین زیر کوہ سے بھی تیر چل رہے ہین مگر پہاڑ سے جو تیر آتا
ہے وہ کام کرتا ہے کفار زخمی ہو رہے ہین اور جب ہلا کرتے ہین تو تمام کوہ ہلجاتا ہے مگر دونون
عیار اسطرح کی تیراندازی کر رہے ہین کہ کفار بڑھ نہین سکتے بلوہ کر کے رہجاتے ہین غل
مچاتے ہین چہار طرف سے ہنگامہ ہے کہ مسلمانون کو گرفتار کرو شاہزادہ و نورالدہر بیہوش
پڑے ہین زخمون مین ٹانکے بھی دیے گئے مگر ہوشیار نہین ہوتے پہر رات رہے کفار
نے ایسا غلغلہ کیا کہ نورالدہر کی آنکھ کھلی قریب اپنے ماہ عالم افروز کو پایا جوش محبت سے
گلے لگا لیا شاہزادے نے بھی آنکھ کھولی آپس مین باتین ہونے لگین شاہزادے نے
پوچھا اے فرزند کہان سے آتے ہو شاہزادے نے تمام معرکہ طلسم آبگینہ کا بیان کیا یہ سنکر
نورالدہر نے بہت تعریف کی کہ بڑا امر طے کیا حقیقت مین معرکہ عظیم تھا افغان کو بڑے
زور و شور سے مارا ماشاءاللہ ہمنے اخبار مین دیکھا تھا کہ فرزند ایرج نوجوان طلسم آبگینہ

گئے مین نہین معلوم والد نامدار تمھارے کمان مین اپنے باپ سے جرأت مین بہتر ہو گئے
ماہ عالم افروز نے بگڑ کر کہا یہ آپ نے کیا کلمہ کہا نور الدہر نے کہا کہ تمنے ابتدا سے جس مین
طلسم آبگینہ فتح کیا ایرج نے آجتک کوئی طلسم نہین فتح کیا اسوجہ سے تمھاری جرأت کو ترقی
ہے مین تمکو زیادہ جری جانتا ہون ماہ عالم افروز خاموش ہو رہا چار پہر رات اسی باتون
مین گذری کہ مہر عالم افروز سلح شعاع لیے ہوے میدان چرخ زبرجدی مین آیا چاہتا تھا
تماشہ قتل فنا کا دیکھون مگر املاک و نہنگ سوار ہوے کل فوج کو ساتھ لیا بلوہ کرکے
طرف پہاڑ کے چلے کاؤس و شبرنگ نے تیرونکی بوچھار کی اسطرح کے تیر مارے کہ دس
بارہ ہزار کفار مارے گئے فوج کفار پیچھے ہٹی املاک نے کہا کہ ای نہنگ ہم تم اکیلے
چلین پہاڑ کو فتح کرلین پھر فوج بھی آجائیگی ای نہنگ مین فوج کا بھروسا نہین کرتا مین
لاکھون سے اکیلا لڑچکا ہون اس پہاڑ پر جانا کیا سخت ہے آپس مین صلاح کرکے آخر
دونون نے گینڈے بڑھائے پہاڑ سے تیر پڑنے لگے یہ دونون ہنڈیلے تیرونکو قلم کرتے
ہوے جاتے ہین جو تیر آیا اسے قلم کیا گینڈون کے تیرون کے انبار لگا دیتے ہین
مگر کاؤس و شبرنگ تیراندازون کو اشارہ کر رہے ہین تیرانداز گھاٹیون سے تیراندازی
کر رہے ہین مگر یہ دونون نہین مانتے کل میدان کو طے کرکے قریب کوہ پہونچے گینڈون
اترے دامن گرد اکر جست جو کی پہلی گھاٹی پر آئے سپاہیون سے تلوار چلنے لگی نگران دیو
زادون کا سپاہی کیا کر سکتے ہین جب ادھر سپر کی مار دیتے ہین چار چار چھ چھ سپاہی غار کوہ
مین گر پڑتے ہین یہ دونون لڑتے بڑھتے کئی گھاٹیان طے کرگئے نور الدہر نے جو خبر سنی کہ
املاک و نہنگ گھاٹیون کو طے کرتے ہوے آتے ہین گھبرا کر نکل آئے ماہ عالم افروز
نے جو دیکھا کہ نور الدہر باہر جاتے ہین تلوار ٹیک کر اٹھ کھڑا ہوا پیچھے نور الدہر کے
شاہزادہ بھی باہر نکلا دونون شیر باہر آئے دیکھا گھاٹیون پر تلوار چل رہی ہے نہنگ و
املاک اسطرح لڑ رہے ہین کہ اہل اسلام جان دیتے ہین چاہتے ہین انکو بڑھنے نہ دین
مگر وہ دونون پیل دیو خصال عفریت مثال بڑھتے چلے آتے ہین نور الدہر نے قصد کیا کہ
جا پہونچون ماہ عالم افروز نے دامن تھام لیا کہا پیر و مرشد ایسا ارادہ نہ کیجیے غلام جاتا ہے

نورالدہر نے کہا یہ تو غیر ممکن ہو کہ مین اپنے سامنے تمھین جانے دون ۔ دونون شیر پڑھ کے
مگر جیسے کہ جیو اُٹھے تھے سر کے ٹانکے ٹوٹ گئے تھے خون سر سے جاری ہوا اہل فوج نے
جو یہ معرکہ دیکھا عاجز ہوکر پکارنے لگے اِسطرح سے دعائین کرتے تھے کہ اے کریم کارساز
واے رب بے نیاز ان ظالمونکے ہاتھ سے بچائے **نظم**

توئی کافریدی زیک قطرہ آب — گہرہاے روشن تر از آفتاب
پدیداری از لطف جوہر پدید — بجوہر فروشان تو داری کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را — تو بر روے جوہر کشی رنگ را
غبار و ہوا تازہ گوئی بیار — زمین آوری تا زہ گوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی — بروزان کہ یاری گری ساختی
زگرمی و سردی و از خشک و تر — سرشتی باندازہ یک دگر
چنان بر کشیدی ایستی نگار — کہ بزدان نیارد خرد در شمار
چنان ہین خوان کرم گسترد — کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد

سب نے بلک کر جو دعا کی چند گھاٹیاں باقی ہین کہ املاک ونہنگ سرکوہ پر پہونچین
کہ تیر دعا اہل اسلام کا ہدف مراد پر پہونچا کہ صحرا سے گرد اڑی قضا سے کار نقد روح روان
قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان براے شکار آئے تھے شاپور نے خبر دی کہ
نورالدہر بن بدیع الزمان فلان پہاڑ پر گھرے ہوے ہین کفار کا بلوہ ہی یہ سنتے ہی
ایرج نوجوان کو کب تاب آتی ہو اسی وقت روانہ ہوے اسوقت پہونچے کہ نہنگ
واملاک چند گھاٹیاں طے کرکے بر سر کوہ پہونچے ہین جاہتے ہین کہ قریب کر پہاڑ کو فتح کرلین
کہ صحرا سے نعرہ شیر کی آواز آئی کہ باشید اے کافران بے حیا و اے نابکاران مجھ دعا منم شیر بیشۂ
عربستان نبیرۂ صاحبقران نور نگاہ قاسم نوجوان ایرج عالیشان نعرۂ ایرج
ملک ایرج آن آفتاب منیر ہے کہ صاحبقرا نیم و آفاق گیر ہے او بے حیا خبردار پہاڑ پر نہ جا
اگر دعوی جرأت ہو تو اتر آ ادہر دونون کب اترتے تھے گھاٹیون پر لڑ رہے ہین ایرج
قریب پہاڑ کے پہونچے اور گھوڑے سے اتر کے گھاٹی کو طے کیا نورالدہر دیکھ رہے ہین

کہ ایرج نوجوان گھاٹی کو طے کرتا ہوا آتا ہے اور نعرہ کرتا ہے کہ او بچیا آگے نہ بڑھنا ورنہ کل فوج کو برباد کر دونگا
ایرج نوجوان کی ہمراہی میں جو چار چھ ہزار جوان ہیں وہ پرے باندھے ہوئے کھڑے ہیں
جب ایک گھاٹی قریب رہگئی تو ایرج نے للکارا کہ او نامردو میں میں آتا ہوں انشاء اللہ تم
سب سے سمجھونگا املاک نہایت آتش شعلہ مزاج ہے تلوار کھینچکر کو دپڑا ایرج پر آکر ہاتھ تلوار کا لگا
ایرج فنون سپاہگری سے ماہر بارھہ بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالکر تلوار املاک کی چھین لی اور
کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور نہنگ کو للکارا کہ او بچیا تیرے ساتھ والا تو زمین سے میرے
ہاتھ پر چڑھا ہے ادھر متوجہ ہو تو تجھکو حال کھلے نہنگ نے جو بلندی سے دیکھا کہ املاک
ایسے کو اٹھا لیا سوچا کہ یہ جوان بہت زبردست ہے اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے اسیوقت
املاک اسکے ہاتھ پر ہے جا کر ماروں یہ سوچکر کو دپڑا اور ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے املاک
کو سامنے کر دیا پشت پر املاک کی تلوار پڑی پکار کر آواز دی او نہنگ دشمن کے بدلے
مجھے زخمی کیا نہنگ نے چاہا دوسرا ہاتھ ماروں ایرج نے املاک کو ہاتھ پر تول کر
نہنگ پہ پھینک مارا دونوں پر اٹھا ہو کر گرے اس غار میں پہونچے کہ جہاں کا نشان
نہیں ملتا مار کر ان دونوں کو ایرج چلے زیر کوہ آکر گھوڑے پر سوار ہوئے اور فوج
پر جا پڑے شاپور نے دیکھا کہ آقا سے نامدار فوج کفار پر جا پڑے ساتھ والوں سے
اشارہ کیا کہ ہاں یارو یہی وقت جنگ و جدل ہے آقا تمہارا ایکہ و تنہا لاکھوں پر جا پڑا ہے
تم بھی جانبازی کرو کئی ہزار جوان لیے بڑھے ہمراہیان ایرج نوجوان فوج کفار پر
جا پڑے اول تیر مارے کئی ہزار کفار تیروں سے گرائے بعد تیروں کے نیزے پکڑ کر
ہل گئے جسپر نیزہ مارا اُسے گھوڑے سے گرا دیا مہتر شاپور شیر دل اپنے آقا کے قریب
پشتی بانی کر رہا ہے حقہ ہائے آتشبازی مارتا ہے ہزاروں کو جلا دیتا ہے تمام میدان دھواں
دھار۔ ساتھ والے ایرج کے ڈر رہے ہیں ایرج نے قلب فوج میں ہوکر دیکھا کہ
علمدار لشکر املاک فیل مست پر سوار فوج کو ترغیب دے رہا ہے دمبدم پکارتا ہے کہ
ہاں یارو یہی وقت ہے جانبازی کرو اپنے آقا کو بچاؤ افسر تمہارے مارے گئے
اب جانبازی کر کے دشمن کو مار لو مہلت نہ دو تم لاکھوں ہو وہ چند کس انکا مار لینا کیا

بات ہی یہ دیکھکر ایرج نے للکار کر اونام رکھا تو جلکو ترغیب دے رہا ہی جو اپنی جرأت تو دکھا
علمدار نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے روک کر ہاتھ مارا تیغ دودمہ سکندری
بدست زبردست ایرج نوجوان برق شمشیر تڑپ کر گری علمدار کو مع علم کاٹتا گیا علم کا
گرا علم کو کاٹ کر تلوار نے ہاتھی کو کاٹا اور زمین مین آکر بوسہ دیا شاہزادہ ماہ عالم فروز نے جو دیکھا
کر زخمدار ہو سر سے خون بہ رہا ہی کہا ای شہریار دیکھا آپ نے کہ قبلہ و کعبہ نے کیا ہاتھ مارا
ہی فوج کو شکست حاصل ہوئی جہان قدم اٹھا وہان اٹھا پھر کسیکے روکے سے رکتے
ہین سکان بلند رکاب کہ فوج کا افسر اعلیٰ ہی فوج کو لیکر بھاگا صحرا مین ایک قلعہ ہی کہ
قلعۂ تریاق اُسکو کہتے ہین رواق تریاق نشین وہان کا حاکم ہی اپنے قلعے سے دیکھا کہ
ایک فوج شکست خوردہ آتی ہی سکان بلند رکاب آگے آگے فوج کے پانون نہین
جمتے پشت سے ایک جوان تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے للکارتا ہوا آتا ہی رواق نے
سکان کو پہچانا اور پکار کر آواز دی ای سکان یہ کیا معرکہ ہی سکان نے ہاتھ اٹھائے
اور پکار کر آواز دی کہ ہمکو قلعے مین آنے دو رواق نے قلعہ کھولدیا سکان مع فوج
قلعے مین پہونچا رواق سے سب حال بیان کیا کہ املاک مارے گئے نبیرۂ حمزہ ہمارا پیچھا
نہین چھوڑتا رواق نے جواب دیا کہ یہ قلعہ ایسا نہین ہی دیکھ لو کہ تین تین ضربین چڑھی
ہوئی ہین بڑے بڑے لوگ آئے انھون نے آکر قلعے پر بلوہ کیا مگر ہین قلعے سے نہین
نکلا دم بھر مین شکست دی آخر ناچار ہو کر بھاگے تو تم بہ اطمینان بیٹھو یہان کوئی نہ
آسکیگا یہ ذکر تھا کہ ہوا سے گرد اڑی ایرج نوجوان کرہ بن اشتر پر سوار تلوار علم کیے
پہونچا سکان کو جو بالائے قلعہ دیکھا للکار کر آواز دی کہ او حاکم قلعہ ہمارے چور کو
نکالدو اسی مین بہتر ہو ورنہ مین آتا ہون رواق نے پکار کر آواز دی کہ او نبیرۂ حمزہ
زیادہ جرأت کا خیال نہ کرنا ورنہ بہت پچھتاؤ گے یہ قلعہ ایسا نہین کہ جسکو لے سکو یہ
سنکر ایرج نے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ادا ایسے سے اٹھایا اور گھوڑے
کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ اور رواق مین آپہونچا رواق نے اشارہ کیا گولا اندازون نے
نہین معلوم کان مین تو یون کی کیا کہکر پھونکا کہ توپین گرجین اور گرجین آگ اگلنے لگین

اور ہمراہیان ایرج تو رک گئے مگر ایرج نوجوان شیر بیشہ قاسم عالیشان کب رکتا ہو گھوڑے پر کوڑا کیا وہ مرکب تیز رو طرارے بھرتا ہوا چلا جو گورا داہنے بائین گیا اُسپر توجہ نکی جو گورا سامنے آیا تھا بچہ گرز کا مار دیا کہ گورا اُلٹا پلٹا جا کر خندق مین گرا وہ دنا تا ہوا کہ قلعہ بلگیا ایرج نوجوان راہ کو طے کر کے قریب خندق کے پہونچا آواز دی کہ او رواق مین آگیا اب کوئی آکے روکے سکان نے کہا او رواق آگر کہو تو جا کے روکون قلعے مین نہ آنے دون رواق نے کہا اے سکان غیر ممکن ہو کہ تم جا کر اس جوان سے مقابلہ کرو اول تو خندق مابین مین حائل ہو اگر فرا کر آیا تو ہم قلعے مین اُسکو مار لینگے زندہ نہ چھوڑینگے ادھر ایرج نوجوان قریب خندق کے کھڑا تھا گھوڑے کو جو ایڑ کی تو گھوڑا خندق کو فرا گیا قریب پھاٹک کے ایرج پہونچے گرز پھاٹک پر مارا پھاٹک لہرا کر گرا ایرج نوجوان اندر قلعے کے آیا اہل قلعہ لڑنے لگے ایرج نوجوان بھی شیرانہ لڑنے لگے ہر طرف سے بلوہ ہوا اور ہلڑ ہو رہا ہو کہ اس جوان کو مار لو مگر کوئی قریب نہین آتا ایرج نے اُسی جنگ مین افسرونکو تاک تاک کر مارا جب کئی سو افسر قتل ہوے تو رواق سامنے آیا للکار کر آواز دی او جوان اب کیونکر بچیگا ایک ضرب شمشیر مین دو پرکالے کرونگا ایرج نے کہا او نامرد اتو مردان عالم کی ضرب تو قبول کر دیکھون تو کیسا بہادر ہو رواق نے بڑھکر ہاتھ مارا ایرج نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ رواق کے دو ٹکڑے ہوے رواق کے مارے جاتے ہی سکان نکل بھاگا ایرج نے قلعہ تسخیر کیا شاپور نے بڑھکر عرض کی کہ سکان نکل گیا ایرج نے اہل قلعہ کو مسلمان کر کے سکان کا تعاقب کیا مگر سکان بھاگا ہوا جاتا تھا بارہ کوس پر جا کر سکان کو ایک قلعہ ملا کہ نہایت بلند و مرتفع حاکم وہانکا کوہسار صحرانشین آئنے سکان کو پہچانا بالاے قلعہ سے آواز دی کہ اے سکان ہمارے قلعے مین آؤ ہم تمکو دامن مین پناہ دین یہ سنکر سکان قلعے مین گیا کوہسار حال پوچھ رہا ہو کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم ایرج نوجوان اوبے حیا ہمارے چور کو نکالدے ورنہ قلعہ ویران کر دونگا کوہسار نے کچھ جواب نہ دیا ایرج نے گھوڑا بڑھا یا بالاے قلعہ سے تیر پڑنے لگے ایرج تیرونکو کب مانتا ہو

تیر دن کو قلم کرتا ہوا جاتا ہی تھوڑی دیر مین راہ کوطی وپذکر کے قریب خندق پہونچا کوہسار
کو تاب نہ باقی رہی قلعے سے نکل پڑا ایرج سے آکر مقابلہ کیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے
ایرج نے خالی دیکر ہاتھ مار دیا کوہسار کے دو ٹکڑے ہوے اِس جنگ کا حال
قابل ملاحظۂ ناظرین ہی کہ سکان سات دن برابر بھاگا اور ایرج نے پیچھا نہ چھوڑا
ساتوین دن ساتھ والون سے کہا کہ یارو کہان بھاگ کر جاؤن اب ٹھہرتا ہون اِس
جوان سے عذر کرون دام مکر پھیلاؤن شاید پھنس جائے ایسا شیر دلیر میری نگاہ سے
نہین گذرا آج سات دن گذرے کہ ہمپر آب و دانہ حرام ہو گیا اور وہ نوجوان بھی
گھوڑے سے نہین اترا کلیجہ اور دل تو دیکھو کیا جرأت و شوکت ہی کہ تیور پر بل نہین
بھوکا پیاسا چلا آتا ہی ہمارا تو بھوک سے عجیب حال ہی خیر ٹھہر نے تو پائین گے پھر
جیسا کچھ ہو دیکھ لین گے سب ساتھ والے عاجز ہو رہے تھے سب نے کہا کہ بہت
اچھی صلاح ہی بس سکان نے رومال سے ہاتھ باندھے تلوار گلے مین ڈالی راہ مین اگر
ایرج کی کھڑا ہو ایکار کر آواز دی فرو سر بکفت پیش تواے ظل اکر آمدہ ایم بہ سایۂ
رحمتی وما بہ پناہ آمدہ ایم یہ کہکر طرف قدمون کے چلا یہ فرزند صاحبقران مین خلق
مجسم قدمون پر نہ گرنے دیا سر سینے سے لگا لیا مگر سکان نے شاہزادے کے سامنے
کلمہ مکرے پڑھا ہاتھ باندھکر سامنے آیا اور فوج سے کہا لو صاحبو میری خطا معاف ہوئی
مجھے یقین نہ تھا کہ خطا معاف کرینگے مگر یہ گل گلزار صاحبقرانی حسن مین یوسف ثانی خلق
مجسم ہین کہ مجھ ایسے کی خطا معاف کی مجھے یقین نہ تھا کہ مجھ ایسے نالایق کی خطا معاف
کرینگے مگر سبحان اللہ کیا جری و بہادر ہین بجرأت کے بے بہادر ہین سب اہل فوج
آکر قدمون پر گرے ظاہر مین کلمہ پڑھا ایرج کو اپنی بارگاہ مین لایا خدمت گذاری
کرنے لگا شراب مین بیہوشی ملا کر پلائی شاپور کو کسی کام کے حیلے سے باہر بھیج دیا
اسوقت ایرج کو شراب پلائی ساتھ والون سے اشارہ کر دیا کہ عیار کو باہر ہی رکھو
لو اندر نہ آنے دو شاپور باہر گرفتار ہوا دس کافر ٹوٹ پڑے خنجر بھی نہ کھینچنے پائے
گرفتار ہو گیا سکان نے سب کو گرفتار کرکے اراببے پر سوار کیا اور لیکر چلا یہان

صاحبقران زمان کہ لشکر مین موجود تھے نور الدہر کے پلٹ کر نہ آنیسے بیقرار ہوے اور ہرکارون سے حکم دیا یہان بیٹھے کیا کرتے ہو خبر لاؤ کہ نور الدہر پر کیا گذری ہرکارے لشکر سے نکلے تین کوس گئے تھے کہ صحراے گرد اڑتی دیکھا ایرج نوجوان کو ایک پہلوان لیے جاتا ہو دیکھتے ہی پلٹے آکر صاحبقران کو خبر کی صاحبقران سوار ہو کے چند سوار ہمراہ اسوقت پہونچے کہ سکان ایرج کو لیے ہوے ایک صحرا مین پہونچا ہی ایرج سے کہہ رہا ہو کہ کیا تمھین زندہ چھوڑونگا ایرج نے جواب دیا او نامرد تیری کیا مجال ہو کہ ہاتھ لگا سکے سکان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا ایرج نے ہاتھ اٹھایا ہتھکڑی کٹی خانۂ زور بین آکر قید کو توڑکر پھینکدیا ہتھکڑی گھما کر ایک سپاہی پر ماردی اسکا سر پھٹ گیا اسی کی تلوار اٹھالی لڑنے لگے ہر طرف سے ایرج پر بلوہ ہو کر صحراے گرد اڑتی نعرۂ امیر کی آواز آئی نعرۂ امیر

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال
ہمندون ز چشم فراری شدہ	ز من دیو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد

نعرہ کرکے صاحبقران آپڑے امیر کا لڑنا صفون کو درہم و برہم کر دیا لڑتے ہوے قریب ایرج کے پہونچے آواز دی او نور نظر پارۂ جگر یہ کیا معرکہ تھا ایرج نے کہا عرض کرونگا اسوقت تو مغلوب ہو مگر مقبل وفادار کہ بارہ ہزار تیر انداز لیکر چلا تھا عین وقت پر پہونچا آتے ہی ایک شراکا تیر دیکا مارا بارہ ہزار جوان گرائے تلوار کھینچکر آپڑا ہمراہیان مقبل جہاندیدہ کارآزمودہ اسطرح جمکر لڑے کہ امیر مہلت پاکر قریب سکان کے پہونچے سکان کو اٹھالیا سکان بصدق مسلمان ہوا مگر ایرج نے کہا اے جد عالی تبار نور الدہر ایک پہاڑ پر گھرے ہوے تھے مین نے جاکر بچایا نہین معلوم انپر کیا گذری اگر حکم ہو تو جاکر خبر لون امیر نے فرمایا حریف کو تو تمنے مار لیا اب کیا خوف ہو خدا نے چاہا تو آپہنچینگے صاحبقران ایرج و سکان کو لیکر لشکر مین آئے مگر نور الدہر و ماہ عالم افروز کہ زخمدار تھے صحرا مین اترے دوسرے دن صحراے گرد اڑتی صفاک خونریز نامے پہلوان ساٹھ ہزار

فوج سے پہونچا حال نورالدہر دریافت کرکے آیا اور شریک ہوا اور طوطے کی طرح مسلمان
ہوکر دونون شاہزادون کو گرفتار کرلیا اور اسبے پر ڈالکر لے چلا مگر ایرج نوجوان شب کو
پڑے سورہے تھے دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی وا تھے عالم خواب مین دیکھا کہ مین قلعۂ
ذوالامان مین آیا ہون ملکہ گوہر ملک جو سامنے آئین ایرج نے سلام کیا گوہر ملک نے
سر ایرج کا سینے سے لگایا اور فرمایا ای نور نظر اپنے بھائی کی بھی خبر ہو سفاک خونریز انکو
اور تمھارے فرزند کو لیے جاتا ہی جاکر انکی خبر لو گیتی افروز سامنے سے آئین ایرج کو
گلے سے لگالیا فرمایا نور نظر نورالدہر کی جاکر خبر لو انکو جاکر قید سے چھڑاؤ ایرج نے
چاہا کچھ اور پوچھون کہ آنکھ کھلگئی بیقرار ہوکر اٹھا کہ شاپور سامنے آیا کہا ای شاپور مین نے
یہ خواب پریشان دیکھا ہی دل تڑپ رہا ہی شاپور نے کہا مین جاکر خبر لاؤن ایرج نے
کہا مین خود چلونگا یہ کہکر سوار ہوے شاپور کو ساتھ لیکر چلے کوئی دو کوس راستہ طی کیا
تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان نہایت زبردست ساٹھ ہزار فوج پشت پر
نورالدہر و ایک جوان نوخواستہ کو ایک اراسبے پر ڈالے ہوے چلا آتا ہی اور ایک
عیار کہ صورت سے ظاہر ہوتا ہی کہ بلاے روزگار ہی اُس جوان حسین کے پیچھے ہتھکڑیان
بیڑیان پہنے بیٹھا ہی مگر اپنے آقا کی خیر خواہی کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ آقا رہائی پائین تو
ہم بھی قید سے چھوٹین ایرج نوجوان نے جو یہ معاملہ دیکھا شاپور سے پوچھا کہ یہ کس
کون شخص ہی شاپور نے کہا ای شہریار مین مدت سے خبر سن رہا ہون کہ آپ کے فرزند
نے خروج کیا اور ایسا جری و بہادر ہی کہ شہر افغانستان مین گھسکر افغان بلند قامت
ایسے شخص کو مارا اور شہر تسخیر کرلیا ایک مرتبہ راہ مین وہ عیار مجھکو ملا تھا تو مین نے
قزاق بنکر اُسکا لباس وغیرہ چھین لیا تھا تو عیار نے یہ کہا تھا کہ میان قزاق صاحب
خیر مین اسی لائق تھا جو آپ نے میرے ساتھ کیا مگر بدلا اسکا ملیگا جب لشکر اہل اسلام
مین خبر ہوچکیگی تو کوئی ضرور تمھاری فکر کریگا یہ کہکر چلا گیا مین جانتا ہون یہ جوان وہی
شیر ہی اتفاق کی بات ہی کہ نورالدہر کے ساتھ گرفتار ہوا اب آپ تدبیر رہائی ضرور کرین
ایرج نے کہا مین چاہتا ہون کہ پہلے نورالدہر کو رہا کرون کشتی گیر زادے پر عیاق

ہو کر یہی سمجھا ایرج نے اکر رہا کیا اور یہ اگر میرا فرزند ہے تو اُسنے نفرت کریگا و نگل رستم کی اسکو ضرور فکر ہوگی اسی سے ثابت ہو جائیگا کہ ہمارا نور نظر ہے شاپور نے کہا بہر نوع آپ آ گئے ہیں تو انکی کمک کیجیے ایرج نے کہا اے شاپور جسوقت سے اِس جوان کو دیکھا ہے خون رگون مین جوش مار رہا ہے شاپور نے کہا ہر چند کہ غلام نے قزاق بنکر عیاری کی تھی مگر دل کو بیقراری ہوئی کہ اِسکو کیون ستایا مجھے اُسکا ستانا ناگوار ہوا اب آج سب حال کھلجائیگا ایرج نے گھوڑا بڑھایا اور نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پیر دغا منم نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان نعرہ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
چو تیغ بلے برکشم از غلاف	تزلزل فتد درمیان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارا زنم	زگاو زمین بیخ و بن بر کنم

اور بہت سے اوصاف اپنے بیان کرکے ایرج جا پڑے ماہ عالم افروز نے جو اپنے باپ کے نعرے کی آواز سُنی نہایت خوش ہو گئے مہتر کاوس سے کہا اے رفیق شفیق کس خرابی سے باپ کا سامنا ہوتا ہے ہمنے تو اسباب شوکت پیدا کیا تھا کہ یون سامنے جائینگے سردارعالی مین اپنی آبرو بڑھائینگے مگر ایسے مقام پر سامنا ہوا کہ دل کو شرمندگی حاصل ہوئی یہ کہکر انتظار مین ہوے کہ کیونکر رہائی پاؤن اور چھوٹکر نکلجاؤن اِس سوچ مین شاہزادہ بیٹھا ہے ایرج نوجوان لڑ رہے ہین سفاک خونریز نے حکم دیا کہ یارو قیدیون کا تو سر کاٹ لو مین نے یہ کہ رکھا تھا کہ جب اِنکا کوئی مددگار آئے تو اِنکو قتل کر ڈالنا ایک سپاہی تیغہ لیکر دوڑا قریب شاہزادے کے پہونچا اُسکے ہاتھ تلوار کا مارنا تھا شاہزادے نے جان کے خوف سے ہاتھ اُٹھا دیے تلوار جو پڑی ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کٹتے ہی شاہزادے نے خانۂ زور مین آکے نعرہ کیا اور کہنے لگے نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون دین است
بر سر دارفنا خانۂ غوغاے من است	باک ندارم ز دار چوب صنوبر من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق	بشکنم این بند را از تف زور من است

قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینکدیا بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ منم سرو بوستان
صاحبقران نور نگاہ ایرج نوجوان ایرج نے یہ آواز دور سے سنی مثل گل کے شگفتہ
ہوگئے کہا ای شاپور نعرہ تمنے سنا شاپور نے کہا بڑی بات ہو کہ شاہزادے کو اپنا مخفی
رکھنا منظور نہیں ہو مگر ماہ عالم افروز نے نگہبانوں کو مار کر بھگا دیا پہلے کاؤس کی قید
کاٹی لڑتا ہوا قریب نور الدہر کے آیا کہا اُٹھیے اس احسان کو فراموش نہ کیجیے گا خبردار
اب ونگل رستم کا نام نہ آئے یہ کہکر نور الدہر کی بھی قید کاٹی نور الدہر جو نعرہ کر کے اُٹھے
ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا اور نعرہ کیا نعرہ نور الدہر نظیر حمزہ صاحبقران بہ ختم
بقہر بلا شب ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر بہ نعرہ کر کے لڑنے لگے اب ایرج سے
آنکھ مل رہی ہو ایرج نے جو نور الدہر کو رہا دیکھا پکار کے آواز دی بھائی صاحب
بڑے بے غیرت ہو ایک لڑکے نے تمکو رہا کیا اور پھر لڑائی مین مصروف ہو
جاؤ منھ چھپا کر بیٹھو نور الدہر نے جواب دیا کہ مین نے اُنکی جان بخشی کی اگر اُنھون نے
مجھکو رہا کیا تو کیا کمال ہوا مگر ماہ عالم افروز نے جو دیکھا کہ ایرج و نور الدہر مصروف
جنگ ہین کاؤس سے کہا ای برادر اب نکل چلو باپ سے اِسطرح کا ملنا مجھکو نہین پسند
ہو اور طور سے ملین گے کاؤس نے بھی عرض کی کہ بہت بہتر تجویز ہوا شاہزادہ لڑتا
بھڑتا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا یہان ایرج نوجوان نے اور نور الدہر نے جنگ
کر کے فوج کو شکست دی اِس عرصے مین شبرنگ بن عمرو فوج کو نور الدہر کی بھی لایا
اب جو فوج تازہ دم آکر شریک جنگ ہوئی لاشون کے انبار لگا دیے نور الدہر نے
گھوڑا اپنا طرف سفاک کے بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او نامرد اب مردان عالم سے مقابلہ
نہین کرتا مکر کر کے گرفتار کر لیا تھا اب بھنے رہائی پائی سفاک نے جو نور الدہر کی آنکھ
سنی ساتھ والون سے کہا مین اِس جوان کا سر لاتا ہون یہ کہکر گینڈا بڑھایا اور قریب
نور الدہر کے آیا ایرج نے دور سے دیکھا کہ شاہزادہ نور الدہر مقابلہ سفاک مین
جاتا ہو دور سے للکارا کہ او کشتی گیر زادے خبردار حریف پہ ہاتھ نہ ڈالنا ایسا دہو کہ
مجھکو چشم زخم پہونچے مین اُس سے سمجھ لونگا یہ کہکر گھوڑا بڑھایا مگر سفاک نے ہو کے

نورالدہر پر ہاتھ مارا نورالدہر نے تلوار خالی دیکر تیغ خارا شگاف سلیمانی کو کھینچکر ہاتھ مارا
سفاک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سر کاٹ کر
تا بہ جگرگاہ پہونچی تھی کہ ایرج نے قریب آکر کمر پر ہاتھ مار دیا سفاک کا لاشہ زمین پر گرا
نورالدہر نے کہا او نامو زادے مردے کو مارنا تمہارے بزرگان کا کام ہو یہی حرکت
تمنے بھی کی ایرج نے کہا بس خاموش رہو ورنہ زبان کاٹ لونگا نورالدہر نے کہا اے
ایرج چھوٹے قبلہ وکعبہ کا خیال آتا ہو فرمائینگے کہ میرے فرزند کو مار ڈالا ایرج نے یہ سنکر
ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا آپس میں تلوار چلنے لگی آخر نورالدہر
کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ ایرج کو چشم زخم پہونچے بار مو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایرج
نوجوان آتشخو شعلہ مزاج لپٹ پڑا دونوں لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی فوج
نے جو دیکھا کہ یہ جوان آپس میں لڑ رہے ہیں دباؤ ڈالا مگر نورالدہر دعائیں مانگ رہے
ہیں کہ ایسا نہ ہو ایرج کو میرے ہاتھ سے ذلت فاش ہو تو یقین ہو اپنی جان دیدیگا کہ
ہوا سے گرد اڑی نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی صاحبقران نے آکر نعرہ کیا نعرۂ امیر

امیر عرب متیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام	یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بہن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد
سمندون ز چشم فراری شدہ	زمین رلو عفریت عاری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد

آکر فوج کفار پر گرے کہ شاپور نے بڑھکر عرض کی یا صاحبقران زمان وہ دونوں جوان
لڑ رہے ہیں ہمارے آقائے نامدار بڑا پاس کرتے ہیں اب تک زیر کر لیتے مگر انکو خیال
آتا ہو کہ بڑے قبلہ وکعبہ آزردہ ہونگے اسوجہ سے دیر ہوئی حضور چلکر ان دونوں کو
علیحدہ کریں صاحبقران نے اول فوج کفار کو شکست دی جب وہ سب بھاگ گئے
تو امیر نے سامنے آکر للکارا کہ او جاہلو یہ آپس میں کیوں لڑتے ہو اسکا انجام کیا ہوگا

کسی نے جواب نہ دیا تڑپ تڑپ کے رونے لگے صاحبقران کو ناگوار ہوا نعرہ کر کے
بیچ میں آ پڑے داہنا ہاتھ سینے پر نور الدہر کے رکھا اور بایان ہاتھ سینے پر ایرج کے
اور فرمایا ارے جاہلو آپس مین جنگ کرتے ہو فوج کفار دبا لیتی تو جان بچانا مشکل
پڑتی دشمن پر شوکت نمائی کرو حال جرأت کھل جائیگا ہم جانتے ہین کہ تم دونون بہادر
ہو اب آپس مین ملجاؤ دونون کو بلوا کر صاحبقران نے اپنے ساتھ لیا بہ فتح و فیروزی
لشکر مین آئے جلسہ آراستہ کیا کہ خواجہ عمرو دوڑے ہوئے آئے عرض کی قطران شیر شکار
برائے مقابلہ حضور آتا ہے فوج بھی بہت ساتھ ہے صاحبقران نے فرمایا خدا ہے ناصر آنے دو
جب آئیگا تو دیکھا جائیگا یہ ذکر تھا کہ ہوا سے گرد اڑی قطران شیر شکار گینڈے پر
سوار تین لاکھ فوج پشت پر اکثر سر کٹے ہوئے نوک نیزہ پر رکھے ہوئے اس نمود و
شور سے قطران آکر پہونچا لشکر مقابلے مین صاحبقران کے آکر اتارا پہلے پیغام بھیجا
کہ اس سرحد سے چلے جایئے صاحبقران نے جواب دیا کہ بدون قتل جمشید ثانی قدم
نہ بڑھائینگے قطران نے طبل جنگی بجوا دیا امیر کو خبر ہوئی امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا تمام
شب تیاری ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب للکار
کر کے ہٹے قطران نے گینڈا نکالا للکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے یہ سنکر
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب بڑھا کر سامنے صاحبقران کے آئے اور
عرض کی اجازت میدان ملے صاحبقران نے نور الدہر کو اجازت دی نور الدہر
مرکب بڑھا کر چلے قطران نے جو دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل آتا ہے تین بھال کا تیر ترکش
سے نکالا شانے پر نور الدہر کے بزور مارا قطران نے کئی تیر مارے دونون شانے
نشانے ہوئے ایک تیر پیشانی پر پڑا چاہا کہ گینڈا بڑھا کر گرفتار کر لون ایرج نوجوان
نے وہین سے مرکب بڑھایا مالک سے کہا کہ لیاقت مقابلہ نہین رکھتے سامنے تک
نہ پہونچ سکے آخر زخمی ہوئے تیر کیون نہ قلم کیے یہ کہکر مرکب اڑایا شبرنگ نور الدہر کو
پھیر لایا ایرج مقابلے مین قطران کے پہونچے قطران نے نیزہ مارا ایرج نے چند
تانون مین نیزہ اسکا ہوائی کیا قطران نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے وار بچا کر

کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قطران لپٹ پڑا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آئے کشتی ہونے
لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ ایرج نوجوان نے دنگ کر دیا ہے اِس زور وشور سے
لڑ رہا ہو کہ قطران اپنی جان سے بیزار ہے جب ایرج نوجوان پکڑ لاتے ہین تو دو گھڑی تک
ہر گرتے ہین قطران کے ماتھے سے خون جاری ہے کچھ بن نہین پڑتا کیا کرے دن چار گھڑی
دن رہے قطران نے کہا اے نبیرۂ صاحبقران ایرج نوجوان مین آپ سے ناحق لڑا
اگر آپ میری اطاعت کرین تو کیا تعجب ہے کہ اپنے لشکر کا بادشاہ کرون ایرج نے کہا
اے قطران بڑے بڑون کو یہی حوصلہ رہا مگر یہ دن نصیب نہین ہوا قطران ایرج کو
لے دوڑا سات آٹھ قدم لایا تھا کہ ایرج بیٹھے چاہا رہا کہ پکڑ لے دوڑون قطران نے
دور کیا کہ قدم نہ ہٹاؤن ایرج نے ہکہ مارا قدم بڑھایا قضائے کار وہان پر سوش
سوش خانہ تھا دونون پانون ایرج کے سوش خانے مین جا رہے قطران نے ہکہ
مارا ایرج کا کولا اتر گیا قطران نے اسی حال مین ایرج کو گرفتار کر لیا ہر چند پہلوانون
نے پکارا کہ او قطران یہ کیا کرتا ہے قطران نے کچھ خیال نہ کیا ایرج نوجوان کو گرفتار
کر کے لے گیا صاحبقران نے ہرکارون کو حکم دیا کہ ہمکو خبر پہونچا تا ایسا نہ ہو کہ میرے
فرزند کو قتل کر ڈالے ہرکارے برائے خبر چلے مگر قطران نے ایرج کو سلسل کر کے
رات کو قید خانے مین بھیجدیا صبح کو سرخ لباس پہنکر بیٹھا ایرج کو سامنے بلایا
کہا کیون نبیرۂ صاحبقران اب اطاعت مین کیا دریغ ہے کہ سر میدان مین نے زیر کیا
سب نے دیکھ لیا اب اگر اطاعت نہ کروگے تو قتل کرونگا ایرج نے کہا او بیحیا
کیا بکتا ہے جو تجھسے ہو سکے وہ کر قطران نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ بیرون بارگاہ جلاد
آیا خنجر چمکاتا ہوا شلنگین لگاتا ہوا آواز دیتا ہے فرد سلطنت سلطان کند فریاد دہر
جلاد جیست مرغ رسا از بلا خبر طعمہ برصبا جیست قریب ایرج کے آکر گردن
پر کوسے کا خط کھینچا قطران اشارے سے کر رہا ہے کہ جلد اسکا سر کاٹ لو جلاد کہہ رہا ہے
او گنہگار جو کہنا ہو کہہ لے جو پینا ہو پی لے ساغر عمر تیرا لبریز ہوا رشتۂ حیات منقطع
ہوا ایرج نوجوان سر نگون دعائین مانگ رہے ہین کہ اے کریم و رحیم اسکی برکت سے

بجا سے تیرے اوصاف حمیدہ کون بیان کرسکتا ہی نظم

خداوند ملک جہان کارساز — خدا کارہ فرما و بندہ نواز
بہر حال داناؤ بینا خدا است — نباشد ازو ہیچ پوشیدہ راز
ہمیشہ خدا مہربانی کند — در فیض او ہشت ہر وقت باز
چو خواہد مگس را ہما میکند — بگنجشک بخشد پر و بال باز
کند اہل افلاس را مالدار — گدا را دہد مسند عز و ناز
بہ بخشد بہ دریوزہ گر مملکت — کند صاحب ملک ساماں ساز
دہد دارو سے درد بیمار را — بہ بیچارہ بخشد دوا چارہ ساز
کند عجز ہر مرد عاجز قبول — پذیرد ز ہر بندہ ناز و نیاز
بہر حیلہ حق کارسازی کند — بہر بندہ بندہ نوازی کند

ایرج مصروف دعا تھے در بارگاہ قطران پر درگہ سالار بیٹھا ہوا اُسنے دیکھا کہ سامنے سے نقابدار نیلم پوش گھوڑے کو بگاتے ہوے آتا ہی در بارگاہ پر آکے کود پڑا قصد کیا کہ اندر جائے درگہ سالار نے منع کیا کہ اِس بارگاہ مین پہلوان دوران بیٹھے ہین جب پوچھ لونگا تب جانے دونگا نقابدار نے کہا ہم ضرور جاوینگے غرض درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے بازھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر ایک تمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اُڑگیا سر ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین پہنچا یہ دیکھکر قطران نے کہا ارے یہ کون ہی جسنے درگہ سالار کو مارا کر پردہ بارگاہ کا اٹھا نقابدار بہادر اندر آیا جلاد کو جھڑک دیا ایرج کی ہتھکڑی کاٹی ایرج نے قید توڑکر پھینکدی ہر چند نقابدار نے للکارا کہ او قطران اٹھتا نہین تو تو اِس جوان کو گرفتار کرکے لایا تھا اب روک تو لے مگر قطران نے کچھ جواب نہ دیا پہلوان جو گرد قطران بیٹھے ہوے تھے انھون نے کہا بھی کہ اگر فرمائیے تو نقابدار کو روکین مگر قطران نے کچھ جواب نہ دیا کہا انکو جانے دو میری بارگاہ مین آئے ہین نقابدار نے ایرج کا ہاتھ تھام لیا کہا جا لیے کسکی مجال ہی کہ آپ کو روک سکے یہ کہکے نقابدار ایرج کو باہر لایا

بست کوتل مرکب گھوڑے تھے ایک مرکب پر سوار کیا کہا لیجیے خدا حافظ ہر چند ایرج نے کہا کہ ای
جوان تو کون ہے نام نامی سے آگاہ کر مگر نقابدار نے کچھ جواب نہ دیا مرکب کو اٹھا کر نکل گیا ایرج
نوجوان طرف اپنے لشکر کے چلے جب وسط لشکر مین پہونچے تو فوج نے بلوہ کیا ایرج
نوجوان اُنکے روکے سے کب رکتا تھا ڈپٹ کر نکلا مگر پلٹ پلٹ کر دیکھتا ہوا جب کنارے
پر اپنے لشکر کے پہونچا تو شاپور شیر دل سے ملاقات ہوئی شاپور نے پوچھا آپ نے
کیونکر رہائی پائی ایرج نے آنا نقابدار کا بیان کیا کہا ایسی محبت صرف کی اُسنے کہ خون جوش
مارتا تھا مگر مین نے لاکھ چاہا کہ نقابدار کا نام دریافت کرون صورت دیکھون اُسنے
توجہ نہ کی یہ باتین کرتے ہوے ایرج بارگاہ صاحبقران مین آئے صاحبقران براے
رہائی ایرج نوجوان جانے ہے تھے کہ یکایک ایرج آکر پہونچے مگر دریاے خون مین
نہائے ہوے صاحبقران نے حال پوچھا ایرج نے کل کیفیت بیان کی کہا دادا جان
کیا عرض کرون اُس نقابدار نے ایسی محبت صرف کی کہ دل بیقرار ہو گیا مگر بعد جانے ایرج
کے قطران نے پھر طبل جنگی بجوا دیا صبح کو میدان مین آیا ایرج نوجوان نکلے ہاتھ سے
قطران کے زخمی ہوے قطران نے چاہا سر کاٹ لون کہ طرف سے صحرا کے گرد اُڑی وہی
نقابدار نیلم پوش آکر پہونچا گھوڑا بیچ مین ڈالدیا ایرج کو ہٹا کر مقابل ہوا قطران نے
ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے روک کر قطران کو زخمی کیا طرف صحرا کے روانہ ہو گیا لیکن
قطران پلٹ کر بارگاہ مین آیا کہتا تھا کہ یارو تم سب نے دیکھا یہ نقابدار کون تھا
سرداروں نے عرض کی کہ ہمنے صورت نہین دیکھی کیا بتائین نہین معلوم کون بہادر
ہو یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی وہی نقابدار نیلم پوش با فوج گران آکر پہونچا ایکطرف
لشکر اُتار دیا یہان صاحبقران زمان شام کو بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ عادی نے آکے
لعل کاغذ ہاتھ مین دیا صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا مراد یہ تھی کہ آج طلایہ صاحبقران رینگے
صاحبقران نے مقبل کو حکم دیا کہ اے مقبل تیاری کرو طلایہ لشکر کا ہم دینگے مقبل نے
اپنے غلامون کو تیار کیا صاحبقران بانداز مین آئے جابجا سوارون کو چھوڑا کنارے
پر لشکر کے آکر ٹھہرے کہ سامنے سے قطران آیا ایسر کو دیکھا کہ کنارے پر کھڑے ہوے ہین

دل مین خیال آیا کہ انکو تو مار لون یہ بڈھا افسر لشکر ہی جو اسکو مار لونگا تو سب بھاگ جاینگے
یہ سوچکر امیر پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے امیر نے خالی دیے بعد اُسکے تلوار کھینچی ہاتھ
مارا کہ قطران زخمی ہوا سامنے سے بھاگا امیر نے پیچھا کیا قطران بھاگ کر لشکر نقابدار
مین پہونچا دور سے بارگاہ دیکھی سوچا کہ شاید اپنے لشکر مین آگیا سامنے بارگاہ ہی نکلیلو
مگر نقابدار نیلم پوش اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ عیار نے خبر دی کہ قطران بھاگا ہوا آتا ہی
اور ایک بوڑھا شخص اُسکے تعاقب مین ہی نقابدار بارگاہ سے نکل آیا دور سے دیکھا
کہ قطران آتا ہی وہین سے للکارا کہ او بھگوڑے ادھر کہان آتا ہی قطران نے جو نقابدار
کو دیکھا ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے روک کر ہاتھ مار دیا کہ قطران کے دو ٹکڑے ہوے
کہ سامنے سے صاحبقران آئے امیر نے جو لاشۂ قطران پڑا دیکھا تو نہایت برہم ہوے اور
فرمایا اِسے کسنے مارا نقابدار نے کہا ہمنے اِسکو قتل کیا امیر کو اور زیادہ غصہ آیا فرمایا کہ
کیون نقابدار بڑا جرأت کا خیال ہی نقابدار نے اپنا گھوڑا بڑھایا کہا مین کیا آپ سے
باہر ہون یہ کہکر نیزہ مارا امیر نے نیزہ توڑ ڈالا نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مار دیا امیر نے
باڑھ بچا کر کلائی تھام لی نقابدار لپٹ پڑا امیر گھوڑے سے کود ے نقابدار بھی اترا
آپس مین کشتی ہونے لگی رات تو کم باقی تھی آخر گریبان سحر چاک ہوا سرداران امیر کو
خبر ہوئی لندھور و مالک و بہرام و لنور الدہر و ایرج و جہانگیر تماشہ دیکھنے چلے
اُسوقت پہونچے کہ کل لشکر نقابدار جمع ہی صاحبقران کشتی لڑ رہے ہین اہل لشکر قصد
کرتے ہین کہ صاحبقران پر جا پڑین نقابدار نے منع کیا کہنے لگا کہ یار و جرأت کے خلاف
ہی تم لوگ دخل نہ دو کہ اِن سردارون نے آکر اُس مقام کو گھیر لیا بدیع و قاسم بھی آئے
آپس مین کہتے ہوے کہ آج مدت کے بعد ہمارے قبلہ و کعبہ نقابدار سے مصروف جنگ
ہین جب اُس مقام پر پہونچے تو دیکھا نقابدار بڑے تکلف سے لڑ رہا ہی ہر مرتبہ یہی چاہتا
ہی کہ صاحبقران پر زیادتی کرون مگر امیر با توقیر بجرأت لڑ رہے ہین جب نیچے پکڑ لاتے
ہین تو نقابدار نیلم پوش حیران ہو جاتا ہی بہ مشکل نکلتا ہی بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ قبلہ
و کعبہ ہانپ رہے ہین فرمایا او نقابدار کچھ خوف خدا بھی ہی ہمارے قبلہ و کعبہ نحیف و ضعیف

تو نوجوان معلوم ہوتا ہی قبلہ وکعبہ کو چھوڑ دے مجھ سے مقابلہ کر تو حال جرأت کھلے نقابدار امیر
کو چھوڑ کر طرف بدیع الزمان کے چلا تھا کہ امیر نے ہاتھ تھام لیا فرمایا ای برادر کہاں جاتا ہی
مجھ سے تو فیصلہ کر لے پھر یہ سب تجھ سے لڑینگے نقابدار نے کہا ایسا نہ ہو کہ لوگ مجھے بدنام کریں
کہ بوڑھے کو زیر کیا صاحبقران نے فرمایا کوئی نہ کہیگا بڑا نام ہوگا لوگ کہیں گے کہ نقابدار نے
کوچک سلیمانی کو زیر کیا آجتک کوئی ہم پر غالب نہیں ہوا اگر اس ضعیفی میں شکست تقدیر میں
ہی تو ظاہر ہو جائیگا یہ کہکر ریلکر کے دوڑے کہ رستم آکر پہونچے رستم نے بھی یہی کہا کہ او نقابدار
قبلہ وکعبہ سے کیا لڑتا ہی ہم لوگ موجود ہیں جس سے چاہے امتحان کر لے بھائی بدیع الزمان
فرزند ہمارا قاسم ملازم ہمارے مثل لندھور و مالک موجود ہیں جس سے منظور ہو جسے
امتحان کرے مگر صاحبقران نے نقابدار کو نہ چھوڑا ایک طور پر کشتی ہونے لگی ملازمان
قطران لاشۂ قطران اٹھا لے گئے ارتھی بنا کر مردے کو اٹھایا جاکر ایک مقام پر جلایا
اور روانہ ہو گئے آپس میں کہتے تھے اب ہم کسکے بھروسے پر شہر میں ہمارے آقا تو مارے
گئے یہاں نقابدار دن بھر صاحبقران سے لڑا شام کو چھوڑ کر الگ ہوا کہتا تھا او شہریار
اب رات کو جنگ کا مزا نہیں ہی دن کو آئیے گا میں مقابلہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا ای
نقابدار میرا لقب ستیز زدہ تا زندہ ہوں میں نے کبھی حریف سے منہ نہیں پھیرا یا تم مجھکو زیر کروگے
یا شاید اس بڑھاپے میں پروردگار مدد کرے اور ہم تجھ پر غالب آئیں تو ہماری اطاعت
کر نقابدار نے کہا شب تیرہ و تار میں کون دیکھے گا صاحبقران نے فرمایا رات کا دن
ہونے کتنی دیر لگتی ہی روشنی کراؤ نقابدار نے حکم دیا عیاروں نے سامان روشنی کرایا سرداران
صاحبقران نے بھی روشنی طلب کر لی اب دن سے بہتر ہو گیا سب جوان جگہ بیٹھے تماشہ
دیکھ رہے ہیں فراش ماہتاباں نے فرش چاندنی بچھایا ہی ذرہ ہائے ریگ بیاباں ستارہ
آسمان سے ہمسری کر رہے ہیں سوار و پیدل سب مصروف تماشہ ہیں ہر ایک کا یہی قول
ہو کہ نقابدار کا زیر ہونا بہت دشوار ہی حقیقت میں بلائے روزگار ہو دیکھیں انجام کیا ہی
یہ حقیر مصنف تحریر کرتا ہی کہ تین شبانہ روز صاحبقران کو جنگ میں گذرے تیسرے دن
نقابدار سست جنگ کر رہا ہی یہی چاہتا ہی کہ جنگ ترک ہو کئی مرتبہ صاحبقران سے کہا

کہ حضور رئیس اب کہا نشک اڑ ہے گا تین دن تین راتین گذرین اب پھر مقابلہ کیجیے گا مین نے
تو اکثر کچھ کھایا پیا بھی انصاف کرتا ہون کہ آپ بھوکے ہونگے جا کر خواصہ نوش کیجیے امیر نے
فرمایا جنگ حریف مین کھانے کو لخت دل پینے کو خون جگر کافی ہو نقابدار نے کہا تو مین زور
آخر کرتا ہون امیر نے کہا بسم اللہ کوئی بات اٹھا نہ رکھیے زور آخر بھی کیجیے نقابدار سینے
مین سر اڑا کر ریلکے دوڑا صاحبقران چند قدم ہٹے وہان سے جا کر پلٹے نقابدار کو ریلکر
لے دوڑے نقابدار ہٹتا ہوا چلا آتا ہو وہ بڑا وقت ہو کہ زمین پانون کے نیچے سے نکلی جاتی
ہو پچیس قدم پر لا کر امیر نے ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے نقابدار کے آشنا بہ زمین ہوے امیر نے
ہاتھ ڈھیلے کر دیے نقابدار نے لنگر قایم کر دیا امیر نے فرمایا اے نقابدار مین کو زور کرون
نقابدار نے کہا تین زور رون کا آپ کو اختیار ہو امیر نے فرمایا ایک زور مین نے راہ خدا
مین چھوڑا اتمام بندگان خدا جو دیکھ رہے ہین ایک زور انکی خاطر سے ترک کیا ایک
زور کرتا ہون اگر اٹھا لیا تو غالب آیا اگر نہ اٹھا سکا تو تم غالب ہوے لندھور وغیرہ
حیران ہین کہ آقاے نامدار کیا فرماتے ہین نقابدار لنگر جماے بیٹھا ہو صاحبقران یہ
باتین کر کے قریب نقابدار آے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا لنگر کو نقابدار کے جنبش
ہوئی نقابدار چاہتا ہو لنگر کو جنبش نہ ہو لنگر مار رہا ہو مگر صاحبقران نے نعرہ کیا نظم

یکے نعرہ زد ہمسر منزل صفات — کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف
یکے نعرہ زد آن بہ حلقش بہ در — کہ آہن دلے را دریدہ جگر

زور جو کیا جیسے پھول کو اٹھا لیتے ہین اسطرح نقابدار کو اٹھایا گرد سر کے جب چرخ دیا
نقاب چہرے سے ہٹ گئی چہرہ آفتاب تابان زمین پر جالا پڑ گیا کہ منتر کاؤس نے بڑھکر
عرض کی کہ اے شہریار زمین پر نہ گرایے گا آپ کا نور نظر ہو یعنے فرزند ایرج نوجوان ستارہ
ماہ عالم افروز برجی شوکت سے یہ غلام آپ کا آیا ہو طلسم آبگینہ فتح کیا افغان ایسے بادشاہ
کو افغانستان مین گھسکر مارا کل طلسم آبگینہ بہ جرأت فتح کیا سب مال ہمراہ لایا ہو بارہ ہزار
نیلم پوش ساتھ مین سرداران تہمتن دلاوران صف شکن آکر صاحبقران سے ملے ایرج
نے کلاہ فخر آسمان پر پہونچائی طرف نور الدہر کے دیکھکر کہا کہ کیا خدا نے فضل کیا کہ نور نظر

اس شوکت سے آیا ہی کہ دیکھنے والے دلون مین جلتے ہوگئے آپس مین کہتے ہونگے کہ بیٹا شیر مین
دوسرا شیر آیا اب روباہون کو مہلت نہ ملیگی نورالدہر نے کہا ایسے ایسے چھوکرے بہت
آتے ہین جیسے باپ شیر ہین ویسا ہی بیٹا بھی شیر ہوگا بھاگتے پھرینگے ایرج نے بہ نگاہ قہر
طرف نورالدہر کے دیکھا مگر چونکہ صاحبقران موجود تھے کچھ نہ کہہ سکے خاموش ہو رہے
بیٹے کو اشارہ ہو کہ ای فرزند انکو پہچان رکھو دنگل رستم کے یہی دعویدار ہین اور وہ تمہارے
دادا کا دنگل ہی کشتی گیرنے کیسے کیسے فیل کیے مگر قبلہ وکعبہ نے دنگل نہ دیا آجتک فساد چلا
آتا ہی مگر انشاء اللہ وہ دنگل تمہاری تقدیر کا ہی او نور نظر افسوس ہی کہ تمنے صاحبقران سے
مقابلہ کیا کشتی گیرزادے کو نہ ٹوکا تب مزہ ہوتا کہ سر میدان انکو زیر کرتے ماہ عالم افروز
نے کہا قبلہ وکعبہ آپ خاموش رہیے مین اس مقدمے کو سمجھ لونگا دنگل پھر نوچ لے لونگا
حضور پر واضح ہو جائیگا نورالدہر کہتے ہوے کہ باپ بیٹے دونون میرے ہاتھ سے
مارے جائینگے اور کچھ نہ ہوگا دربار مین آئے صاحبقران نے ایرج کے ماتحت
دنگل ماہ عالم افروز کو دیا اور یہ بھی فرمایا کہ بیٹا یہان دو صفین ہین صف دست راست
وصف دست چپ صف دست چپ کے افسر تمہارے دادا جان ہین اور صف دست
راست کے افسر بڑے دادا بدیع الزمان گرد لشکر شکن ماہ عالم افروز نے کہا مین
دست چپ مین بیٹھونگا ماتحت اپنے باپ کے آکر بیٹھے شاپور نے کاؤس کو گلے سے
لگایا چالاک وغیرہ کاؤس کو دیکھکر بہت خوش ہوے اُس شب کو محفل مین امیر کی
مغنیان خوش آواز وسازندگان افسون ساز حاضر ہوئین نازنینان مہ جبین وجبینان
خوش آئین تانین مارنے لگین نظم

میرا رقیب کشتہ ابرو ہی یار کا | طعمہ ہوا ہی خون شقی ذوالفقار کا
ہر دم خیال ہی رخ تابان یار کا | بس ہی یہی چراغ شب انتظار کا
جب سے پڑا ہی عکس کسی گلعذار کا | صاف آئنے مین طور ہی صبح بہار کا
بازیچہ دل مرا ہی کسی نوسوار کا | کیونکر نہ ہر نفس مین ہو عالم غبار کا
شعلون نے صاف سرو چراغان بنادیا | اُٹھا جو گردباد ہمارے غبار کا

وحشت مین پھر ہی دشت نوردی کا اشتیاق
پھر خار خار ہو مرے تلوؤن کو خار کا

او محتسب سمجھ کے تو شیشے کو توڑیو
دل بھی نہ ٹوٹ جائے کسی بادہ خوار کا

مضمون چشم یار کی ہر دم ہی جستجو
شوق اندنون ہی مجھکو ہرن کے شکار کا

برسات ہی بلائے گلرنگ ساقیا
ہندوستان مین ہی یہی موسم بہار کا

جادے دکھائی دیتے ہین مانند اژدہا
کانٹون مین صاف زہر ہو دندان یار کا

رات بھر صاحبقران جلسۂ عیش و نشاط مین رہے صبح کو دربار مین آئے تھے کہ دہقان کوئی روتا ہوا آیا کہا ای شہریار شاہزادہ بستر خواب سے غائب ہو گیا سارا لشکر پریشان ہوا ایرج رونے لگے کہ فرزند کی کون خبر لائے شاپور نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام خبر لائیگا یہ کہکر شاپور چلا جا بجا پتہ لگا رہا ہی گانون گانون پھر رہا ہی مگر پتہ نہین ملتا ایک دن قریب ایک باغ کے پہونچا کہ گانے کی آواز سنی خیال کیا کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار قمر کے گا رہا ہی

نظم

مین یارن بے سر و پا کس طرح وہانکی خبر
ہمین و تمکو نہ ای دل ملی جہان کی خبر

اگر کسی نے کبھی آ کے پوچھی یہان کی خبر
تو ہنسکے بولے یہ کہنا ہی تو کہانکی خبر

وہ دل مین رہتے ہین پر درد دل سے کام نہین
یہ کیا غضب ہی مکین کو نہین مکان کی خبر

لحد مین روح نے جسم گلی کو چھوڑ دیا
مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

قمر کے حال پہ اب رحم یا علی کیجیے
ضرور لیجیے اب اپنے مدح خوان کی خبر

شاپور نے جو یہ اشعار سنے پشت باغ پر آیا دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ ایک ساحرہ سیاہ فام مسند پر بیٹھی ہی گائنین سامنے گا رہی ہین مگر وہ ساحرہ کہہ رہی ہی کہ ہمشیرہ کی ملاقات کو جاؤنگی دیکھون جا کر گلبدن پر کیا گذری شاپور ایک گوشے مین آ کر چھپا جب گائن واسطے پیشاب کے آئی اسکو بیہوش کیا اور کنارے ڈالدیا اسی کی شکل بنکر سامنے سیمتن کے آیا سیمتن نے کہا کیبدن گلپیرہن تم بھی باغ نیلوفر مین چلوگی شاپور نے عرض کی کہ حضور جہان جائینگی مین وہان ساتھ ہون سیمتن نے تخت سحر تیار کیا اسپر آپ سوار ہوئی شاپور کو بھی برابر بٹھا لیا تخت اڑتا ہوا چلا بعد پہر بھر کے ایک باغ دکھائی دیا کہ جسمین

سناٹا پڑا ہوا ہی کچھ طائر پنجرون مین بند چہکارے مار رہے ہین تخت سیمتن پر اُترا سیمتن نے
پکارا کہ لو اگلبدن کہان ہو پہلو سے آواز آئی کہ لو حاضر ہون دیکھا تو ایک جادوگرنی
بڑے ٹھاٹھ سے سامنے آئی کہا لو سیمتن اسوقت کہان چلین کہا بس تمھاری ملاقات
کو آئی ہون کہو کیا گذری معشوق راضی ہوا گلبدن نے کہا لو آج تین دن گذرے وہ
جاہل نہین مانتا کائن نے پوچھا حضور کیا معرکہ ہی مین تو سنون گلبدن نے کہا باغ کرم
مین ایک جوان کو دیکھا نگوڑا آفت کا پرکالہ ہی مین اُسپر عاشق ہوئی اُسکو اُٹھا لائی تین
دن سے اُسکو وصل پر رضامند کرتی ہون مگر وہ نہین مانتا کائن نے کہا بلائیے ہمارے
سامنے تو بٹھائیے گلبدن نے کنیزون کو آواز دی کنیزین سامنے آئین اُنسے حکم ہوا
فرش بچھاؤ جب فرش بچھا گلبدن آکر مسند پر بیٹھی سیمتن پہلو مین بیٹھی گلبدن نے حکم دیا
کہ قفس اُس جوان کا لاؤ کنیزین قفس اُس جوان کا لائین شاپور نے دیکھا کہ شاہزادہ
ماہ عالم افروز قفس مین بند بیٹھا ہی گلبدن نے کہا لو لیا گلپیرہن فرد امشت کہ خون
کردہ و دل بردہ بیسے را ✦ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را ✦ کائن نے جو شاہزادے کو
دیکھا بیقرار ہو گئی کہا بی گلبدن صاحب مین اسکو راضی کرونگی یہ کہکر اول چند اشعار گاکے
اور قریب شاہزادے کے آکر اشارے سے کہا مین آپ کا غلام شاپور شیردل
ہون آپکی رہائی کو آیا ہون یہ کہدیجیے کہ مین تجہپر عاشق ہون مین ابہی مار لونگا شاہزادے
نے اشارہ کیا کہ ای برادر یہ کلمہ میری زبان سے نہ نکلیگا کہ مین اس فاحشہ سے کہون
کہ مین تجہپر مرتا ہون مگر تمھارے کہنے پر جواب نہ دونگا خاموش ہو رہونگا شاپور
کائن کی صورت پر محفل مین آیا کہا واہ بی گلبدن تمھاری عقل کی خوبی اپنے عاشق کو
دشمن سمجھتی ہو وہ تو تمپر خود مائل ہی بلا کر پہلو مین بٹھاؤ شراب کا چرچا ہو تو وصل بھی
ہو جائیگا گلبدن نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے لاکر گلابیان شراب کی اور کشتیان
کباب کی پیش کین شاپور نے سب شراب مین بیہوشی ملائی اور بیٹھکر یہ اشعار قمر کے
بخوش آوازی گانے لگا **نظم مصنف قمر**

آنکھون نکو جاتے ہین پیالا شراب کا ✦ مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا — کشتی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا
ای ابر حسن آج تو چل موتی جھیل پر — اب کے ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلین گے رندان بادہ خوار — جھیل مین خوب ہوگا تماشا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار — پتلا وہ آگ کا ہی یہ پتلا شراب کا
طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام مے — عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر — دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

شاپور نے یہ اشعار گا کے اور جام لبریز کر کے سامنے گلبدن کے پیش کر دیا گلبدن نے
بے اندیشۂ انجام پی لیا دوسرا جام سیمتن کو دیا اور کنیزون سے بھی کہا کہ تم بھی شراب پیو
کنیزون نے بھی شراب پی دست درازی ہونے لگی تھوڑے عرصے مین سب بیہوش ہو
شاپور خنجر کھینچکر اٹھا گلبدن و سیمتن کو قتل کیا شاہزادے کو رہا کر لیا شاہزادہ و شاپور
باغ سے نکلے طرف لشکر کے روانہ ہوے کئی کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی
افہام تبرزن مع ساٹھ ہزار سوارون کے براے مقابلہ صاحبقران چلا تھا شاہزادے کو
دیکھا اور دریافت کیا کہ پوتا صاحبقران کا ہی فوج کو اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کر لو ساٹھ
ہزار جوانون نے شاہزادے پر بلوہ کیا شاہزادہ نعرہ کر کے جا پڑا تلوار چلنے لگی افہام
نے جو دیکھا کہ تھوڑے عرصے مین چند افسر مارے گئے کوئی قریب شاہزادے کے
نہین آیا ساتھ والون سے اشارہ کیا کمندون مین اسکو گرفتار کر لو سبنے کمندین اور
زنجیرین پھینک کر شاہزادے کو گرفتار کر لیا شاپور یاتو لڑ رہا تھا اسنے جو دیکھا کہ
شاہزادہ گرفتار ہوا حقۂ آتشبازی مار کر نکل بھاگا ایک گوشے مین آکر صورت بدلی
انھین سبھون مین آملا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ افہام کہ رہا ہی کہ بخدمت خداوند
چلو اس قیدی کو قتل کر کے مقابلۂ حمزہ مین جاؤنگا شاپور یہ خبر سنکر بھاگا اس فکر مین کہ
ایرج کو جاکر خبر کرون وہ آکر رہا کر لین گے چشم زدن مین افہام کو شکست دین گے
اس سوچ مین جاتا تھا ایک صحرا مین پہونچا کہ دیکھا گوشۂ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان
گینڈے پر سوار بارہ چودہ ہزار جوان پشت پر ایرج نوجوان کو ارابے پر لادے ہو

وہ پہلوان لیے جاتا ہوا ایرج پر یہ صحرا گذرا کہ بیٹے کی تلاش مین نکلے تھے صحرا مین بھوکے
پھر رہتے تھے کہ قاموس بلند بالا اُس راستے سے گذرا ایرج نے اُسکو زیر کیا وہ اپنے
ساتھ ایرج کو بارگاہ مین لایا شراب پلا کر بیہوش کیا اُسکو بھی یہی فکر ہے کہ بہ حضور حمزہ کو بخدمت
خداوند مین لیجاؤن اب شاپور گھبرایا کہ کیا تدبیر کرون تھوڑی دور چلا تھا کہ پھر صحرا سے
گرد اُڑتی دیکھا قاسم نوجوان ایک اژدہا سے پر ایک پہلوان بارہ ہزار جوان سے قید
قاسم لیے ہوئے جاتا ہے اب شاپور گھبرایا کہ لو اور غضب دیکھیے تینون جوان گرفتار
ہوئے روتا ہوا چلا کہ صحرا مین آکر دیکھا علمشاہ نوجوان شکار کھیل رہے ہین سیارہ
نے عرض کی کہ شاپور آتا ہے رستم نے کہا عجب ہے کا شاپور کو بیقرار پایا پوچھا اے شاپور
خیر تو ہے شاپور نے جملہ مختصر بیان کیا کہ قاسم و ایرج و ماہ عالم افروز گرفتار ہو گئے
کفار لیے جاتے ہین رستم نے مرکب پھیرا چند منچلے قزاول جو ہمراہ تھے انکو ساتھ لیکر
برائے رہائی جوانان چلے راہ مین آکر دیکھا کہ قاسم کو ایک پہلوان قتل کیا چاہتا ہے
نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ رستم از شدادا داد نجیب عرب بیت علمشاہ جو رستم لقب ہو دیگر
علمشاہ رومی شہ ذیل رو دہا آبرات مرزوق افگندہ و فشو دہ ہو جب سے تلوار کھلنے لگی
علمشاہ مصروف جنگ تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی جو پہلوان کہ ایرج کو گرفتار کیے لے چلا تھا
وہ بھی آکر پہونچا قاسم نعرۂ رستم سنکر زنجیرین ہلا رہے ہین ایک سپاہی نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا
قاسم نے ہتھکڑی سامنے کر دی ہتھکڑی کٹتے ہی قاسم نے نعرہ کیا اور قید کو مثل تار
عنکبوت توڑ کر پھینکا نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من	گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر وار فنا خانۂ مو غاسے من	باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق	ابلہم این بند را وقت جنون من است

قاسم نے ایک سوار کو مار کر مرکب لیا باپ کے قریب آکر لڑنے لگے اب ان تینونکو
کون روکے ایرج نوجوان نے جو دیکھا کہ باپ اور دادا لڑ رہے ہین یہ بھی چاہتے ہین
کہ قید توڑ کر جا پڑون مگر قید وہ بھاری ہے کہ نہین ٹوٹ سکتی افسر اعلیٰ نے جو دیکھا کہ دون

جوانون نے قیامت برپا کر دی لاش پر لاش گرا دی ہی گبینہ بڑھا کر قریب رستم کے آیا
کہا ای شیر بیشۂ صاحبقران مین نہین چاہتا کہ آپ کو آزار پہونچے مین بدل اطاعت کرتا ہون
علمشاہ ہنس پڑے پہلوان کو کلمہ پڑھایا وہ دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا ایرج کو بھی
رہا کر دیا تینون کو اپنی بارگاہ مین لایا شراب مین بیہوشی ملائی تینون کو پھر پکڑ لیا شاپور تو
نکل بھاگا مگر سیارہ گرفتار ہوا چارون کو اراب پر ڈالکر یہ دونون پہلوان لے چلے کوئی
دو تین کوس راستہ طی کیا تھا کہ وہ پہلوان بھی آکر پہونچا کہ جسکے پاس ماہ عالم افروز ہی یہ بھی
مین صلاح کر رہے ہین کہ ان مسلمانون کے مددگار بہت ہین اگر کوئی قلعہ ملے تو وہان
چلکر ٹھہرین کہ ہرکارے نے خبر دی تھوڑی دور پر قلعۂ قیلاب ہی قیلاب خارہ شکن
وہانکا حاکم ہی وہان چلکر ٹھہریے بہت آرام پایئے گا یہ تینون پہلوان چارون پانچونکو
لیے ہوے قریب قلعۂ قیلاب آئے قیلاب خارہ شکن کو خبر ہوئی کہ افہام تبرزن
و قتام بلند رکاب و قاموس بلند بالا مسلمانون کی قید لیکر قریب قلعے کے آئے ہین
قیلاب نے پھاٹک کھلوا دیا اور وزیرون کو بھیجا کہ جاکر استقبال کر کے لاؤ مین سب کو
قتل کرونگا شہر آئینہ بند ہوا دوکانین رنگی جانے لگین وزرا برائے استقبال چلے شہر مین
تیاری ہونے لگی بیٹی قیلاب کی سلماے گوہر پوش محل مین بیٹھی تھی کہ کنیز نے آکے
خبر دی کہ مسلمانون کی قید آتی ہی کنیزون کو حکم دیا کہ ہم بھی انکا تماشہ دیکھینگے بالاے
بام آکر بیٹھی قیلاب تخت پر آکر بیٹھا ہی آمد کا پہلوانون کی انتظار کر رہا ہی کہ تینون جوان
آکر پہونچے چارون پانچون قیدی ساتھ ہین سب جوان زنجیرین ہلاتے ہوے آئے
مگر ماہ عالم افروز جل کرتا ہوا یہی چاہتا ہی کہ کوئی بے اعتدالی کرے تو قید توڑ ڈالون
میری بدنصیبی سے قبلہ و کعبہ وجد عالی تبار و بڑے دادا جان گرفتار ہوے کہ افہام
نے بڑھکر سر زنجیر ماہ عالم افروز کو ہلایا شاہزادے نے کہا او بے ادب الگ رہ میرے
قریب نہ آ مگر افہام نے نہ مانا قریب آکر کہا او جوان اگر تو میری اطاعت کرے تو مین
تجھکو رہا کر دون اپنے لشکر کا بادشاہ کر دون ماہ عالم افروز نے کہا قریب آکر سمجھا لیے
افہام قریب آیا شاہزادے نے ہتھکڑی سر افہام پر مار دی کہ افہام کا سر پھٹ گیا اور

بارگاہ مین غروب ہوا سلما نے جھروکون سے دیکھا کہ ایک نوجوان حسین وجمیل قید آہن مین مسلسل ومطوق الیاز بردست ہی کہ اس حال مین افہام کو مارا اور پھر کسی سے خوف نہین کرتا تیر مژگان دل کے پار ہو گئے ابروے خمدار کھینچی ہوئی تلوار تھی کہ دل کے ٹکڑے کر دیے سلما نے کلیجہ تھام لیا پیشانی سے عرق ٹپکنے لگا دیر تک دیکھا کی قیلاب نے پکار کر کہا ای فرزندان حمزہ لات ومنات کو سجدہ کرو جیالون نے جواب دیا او نامرد کیا سمجھ کے سوال مذہب کرتا ہی تیرے دربار مین کوئی ایسا ہی کہ ایک ہاتھ کی ہتھکڑی نکال دے اور پھر پہنا دے قیلاب حیران ہو گیا پہلوانون سے کہا یہ لوگ بڑے زبان دراز ہین جان کا خوف نہین کرتے کسی وزیر نے کہا یہ لوگ ڈھیٹ بیان دیکھے بھالے ہوے ہین جانتے ہین کہ ہمین کوئی قتل نہین کر سکتا انکے بھائی بند سب جری وبہادر اگر خبر پائین تو قلعے کو اڑا دین ایک کو زندہ نہ چھوڑین یہی ان لوگون کو بڑا گھمنڈ ہی قیلاب نے کہا مین انکو قتل کرونگا دیکھون تو کوئی کیا کرتا ہی میرا وہ قلعہ ہی کہ کوئی فتح نہین کر سکتا یہ کہکر حکم دیا کہ ان سب کو لے جاؤ قید خانے مین لیجا کر قید کرو کل سمجھا جائیگا یہ لوگ تو قید خانے گئے مگر سلما حیران وپریشان محل مین آئی دل نہ لگا آخر حکم دیا کہ محافہ منگاؤ ہم اپنے باغ مین جائینگے مان نے منع بھی کیا کہ بی بی آجکل باغ ویران ہوتے ہین بیٹھکر کھیلو مگر سلما نے کہا ای مادر مہربان محل مین دل گھبراتا ہی یہ کہکر سوار ہوئی باغ مین جو پہونچی رنگ باغ دگرگون دیکھا شاخون مین خم روشین ٹوٹی ہوئی زیر نخل سوکھے پتون کا انبار زاغ وزغن کی پکار نرگس نے آنکھ چرائی لالہ نے داغ دل پیش کیا سوسن صد زبان شرمائی پھولون سے خوشبو نہ آئی غنچون کا نام نہین کہ حال پر سلما کے ہنسین حال باغ دیکھکر اور زیادہ مکدر ہوئی بال پریشان مثل آئینہ حیران یہ اشعار عاشقانہ زبان پر

نظم

پاس وہ طفل نے سوار نہین	نور آنکھون مین جز غبار نہین
آمد آمد ہی خود مسافر کی	مجھکو اب خط کا انتظار نہین
ہی شرارت نشان سختی دل	نرم پتھر مین بھی شرار نہین

غیر رنگہاے جسم زار نہان	ای جنون پیرہن کا تار نہین
مثل شبنم جو آگیا ہو عرق	بار سے اب شکر ہو نجار نہین
دو شبون مین ہو جلوہ گر اک روز	دونون زلفون مین روے یار نہین
ہو سپیدے نور دیدہ ناسخ	یاسے وہ گرد رہگذار نہین

ہرچند کنیزین سمجھاتی ہین دلدہی کرکے پوچھتی ہین کہ واری مزاج کیسا ہو سلما جواب دیتی ہو صاحبو دیکھو پنڈا پھیکا ہو سر مین خلل باغ ویران کف دست میدان معلوم دیتا ہو نرگس ہمسے آنکھ چراتی ہو سنبل پریشانی دکھاتی ہو سوسن کلام سے عاجز نسرین و نسترن بدن سے جسم نہین سنگھاتی ہین رنگ پھولون کا اترا ہوا شاخون مین خم ہو میرے واسطے بھی خنجر دودم ہو تیتے تالیان بجاکر درختون سے گرتے تھے طائران خوشنوا خوشی خوشی پھرتے تھے انکی زمزمہ سرائی دل کو بھاتی تھی نسیم باغ انبار نگ جماتی تھی یہی باعث پریشانی ہا ہو آئینہ رخ کی یاد مین حیرانی ہو کنیزون نے گھبراکر کہا باتون سے آپکی ثابت ہوتا ہو کہ آپ کہین عاشق ہوئین گلعذار رونے پر زادی قدمون پر گر پڑی کہا واری آپ کا حال زار دیکھکر ہمارا دل گھبراتا ہو کلیجہ منہ کو آتا ہو ہمسے نہ چھپایئے صاف صاف فرمایئے ہملوگ کس واسطے ہین بچپن سے حضور کے ساتھ رہے مگر آج جو مزاج کا رنگ ہو ہمنے کبھی نہین دیکھا انھین باتون مین دن تمام ہوا شام کو ملکہ سلما بارہ دری مین بیٹھی ہو شمع ہاے مومی وکافوری روشن ہوئین پروانون نے آکر شمع کو گھیر لیا اپنے کو جلاتے تھے یہ حال دیکھکر سلما کو حیرت ہوئی کہا صاحبو دیکھو یہ عاشق صادق ہو جان کی ذرا پروا نکی جل جلکر اپنی جان دی گلعذار نے عرض کی واری آپ نظاہر کیجیے مگر ہم سمجھ گئے کہ آپ کی تو طبیعت پر بڑا بار ہو ان سب مین یہ کنیز خدمت گذار ہو ہمسے تو حال دل کہیے ہم تدبیر کرین جنگل مین نکل جائین معشوق کو آپ کے ڈھونڈھکر لائین آپ کا انتشار دفع کرین کوئی تو کام ہمسے ہو کہ نمک سے ادا ہون سلما نے ٹھنڈی سانس بھرکر کہا صاحبو مین منہ سے کچھ نہ کہونگی تڑپ تڑپ کر جان دونگی گلعذار نے منہ پیٹ لیا کہ واری ایسی بات نہ کہیے آپ کے بعد ہمکو کون پوچھیگا مارے مارے پھرینگے برائے خدا ہمسے نہ چھپایئے

سلما نے کہا صاحبو میں اسوجہ سے منہ سے نہیں نکالتی کہ اڑتے طاق بیٹھے اور ماں باپ کو خبر ہو جائے تو وہ کہیں گے کہ ہماری دشمن ہے کہ ہمارے دشمن پر عاشق ہوئی ہے ذلت کا سامنا ہوگا کنیزوں نے کہا واری کیا مجال جو ہم میں سے کوئی زبان سے نکالے ہم نہیں چاہتے کہ آپ کے دشمنوں کے لیے خرابی ہو ہم لوگوں کو کیا ملجائیگا ہر شخص آپ کا راز چھپائے گا آپ نے ہمارے ساتھ وہ پرورش کی کہ مرتبے عطا کیے چین و آرام سے رکھا جب وزیر زادی نے سلطان کیا تب سلما نے رو رو کر بیان کیا کہ آج جو مسلمان قید ہو کر آئے ہیں ان میں ایک جوان ماہ عالم افروز نام ہے ہوا اسیر جو نگاہ پڑی چھری دل کے پار ہو گئی بادشاہ سے کیا سخت کلامی کی ہے افہام ایسے پہلوان کو مار ڈالا ایسے جری و بہادر نگاہ سے نہیں گذرے آخر بادشاہ نے اُسکو قید کیا اور غضب یہ کیا ہے کہ اُسکے باپ و دادا کو الگ قید کیا ہے اور اُسکو علحدہ مقید کیا ہے میں حیران ہوں کہ باپ و دادا اور پردادا سب قید ہو گئے یہ کیا باعث ہوا ایک کنیز نے کہا واری میں بخوبی جانتی ہوں مجھے سب حال معلوم ہے یہ تینوں جوان قیدی جانتے تھے کہ پردادا اُنکے علمشاہ آ کر اپنے بیٹے کو رہا کیا اُس پہلوان نے اطاعت کی ان جوانوں نے قبول کیا وہ جیسا بہادروں کا دشمن دلیروں کا رہزن سب کو اپنی بارگاہ میں لایا دم دیکر شراب پلائی اسوجہ میں سب قید ہو گئے لیکن وہ پہلوان ڈرے کہ ایسا نہ ہو کوئی اُنکا معین آجائے سب کو قلعۂ قیلاب میں لے آئے آپ کے باپ نے حکم دیا ہے کہ کل صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو سب کو قتل کرونگا آپ کے باغ کے پہلو میں جو مکان ہے جس جوان کا آپ ذکر کرتی ہیں وہ اِس مکان میں قید ہے میں باہر گئی تھی تو میں نے دیکھا تھا کہ کئی افسر اور بارہ سپاہی پہرے پر بیٹھے تھے اُدھر سے راستہ بند کر دیا ہے کوئی آیند و روند نہیں جاتا اگر حکم دیجیے تو کنج باغ سے نقب لگائیں اُس شہریار کو نکال لائیں آپ کے پہلو میں بٹھائیں سلما نے کہا میں بھی چلونگی آٹھ حبشنیں ہمراہ لیں اور چالیس کنیزوں کنج باغ میں آ کر اشارہ کیا حبشنیں نقب لگانے لگیں سلما چاہتی ہے شراکت کروں مگر حبشنیں منع کرتی ہیں پہر رات پچھلی باقی تھی کہ سلما قید خانے میں پہونچی دیکھا شاہزادہ سرنگون

حیران و پریشان فرش خاک پہ بیٹھا ہی شاید جلوۂ معشوق نظر آگیا یا خواب دیکھا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہی اور یاد مین اپنے محبوب کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی نظم

ای جنون ہجر مین کیا نالۂ دمساز نہین ✽ ضعف ایسا ہی کہ زنجیر مین آواز نہین
کیون دو رنگی گل رعنا کیطرح کرنے لگے ✽ گل رخ پر تو ابھی سبزے کا آغاز نہین
کوبکو سرو خرامان نظر آتے ہین سبھے ✽ حسن کو کون کہے صاحب اعجاز نہین
جان پر کھیلنے کو کھیل سمجھتے ہین ہم ✽ یہ نہ کہنا کبھی تم کوئی بھی جانباز نہین
بلبلین چپکے کرتی ہین چمن مین ساقی ✽ طوطی ساغر مے زمزمہ پرداز نہین
مجھے کب فاش ہوا جرم محبت ظالم ✽ تیرے غمزے کے سوا کوئی بھی غماز نہین
رہگیا عشق ہمارا ترے پردے مین نہان ✽ شکر ای جوش جنون فاش کوئی راز نہین
ناز اُسکا ہی کہ عاشق مین ہوا ہون اُسپر ✽ حسن پر اُس بت طناز کو کچھ ناز نہین
مست ناسخ مجھے رکھتا ہی کلام حافظ ✽ میرے ساغر مین بجز بادۂ شیراز نہین

شاہزادے کی زبان سے جو ملکہ نے یہ اشعار سنے اور دہچند محبت ہوگئی آگے بڑھین شاہزادے نے دیکھا کہ ایک معشوقۂ محبوب و مطلوب خوش اسلوب سرو قد غنچہ دہن فخر نسرین و نسترن چہرۂ زیبا ماہ چہاردہ پر طعنہ زن صف مژگان صاف ثابت ہوتا ہی کہ زنگیان بلاخیز صفین جمائے کھڑے ہین ابرو خمدار پلے رہے ہین ناز و کرشمہ مثل کنیزان کمترین ہمراہ رکاب زلفون کو پیچ و تاب چند ذرے افشان کے جو زلفون مین ہین ثابت ہوتا ہی کہ شب تیرہ و تار مین ستارے چمک رہے ہین شاہزادہ بے اختیار یکبار اُٹھا کہ ای محبوب جانی و ای یار جاودانی فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✽ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ✽ یہ فرما کر بے اختیار ہاتھ پھیلا دیے بیقراری مین زبان سے نکلگیا فرد بیا بیا کہ ز آہنگ در کنار کشم ✽ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ✽ ملکہ شرما کر فرش خاک پر بیٹھ گئین پاے نازک سہلانے لگین کہ جستجو نے تعب سے دُکھکر ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین ملکہ نے کہا چلیے مین آپ کو لینے آئی ہون آپ کی تکلیف بیحد شاق ہوئی زیارت جمال بے مثال کی مشتاق ہوئی شاہزادہ ملکہ کے ساتھ ہولیا اُسی

نقب کے راستے سے نکلکر باغ مین پہونچین اب جو ملکہ نے باغ کو دیکھا تو عجب رنگ پر پایا
غنچون کا چٹکنا پھولون کا مہکنا مکان ہائے وسیع تخل سرسبز و شاداب صحن فریب تھی لیلائے
شب نے نقاب سیاہ چہرے سے اُلٹی مجنون مہرافروز کا شانۂ نجد سے چرخ زبرجدی پر
آیا ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین مصروف خدمتگزاری ہوئین گانیین خوش آوازہ سرایانِ
مانند از معروف نغمۂ طرب بین صبا اٹکھڑاتی ہو ہر مینا سے شجر سے سر ٹکراتی ہو ہر گل کا کٹورہ شراب
شبنم سے معمور نرگس شہلا کی آنکھون مین سرور رچا بجا طاؤس ان طناز سرگرم رقص و پیروانہ
ملکہ شاہزادے کو ساتھ لیے ہوئے بارہ دری مین آئین شاہزادے کو مسند پر بٹھایا
گلعذار وزیرزادی نے جو روئے زیبائے شاہزادہ دیکھا رطب اللسان تعریفین
کرنے لگی کہتی تھی واری آپ جوہر شناس ہین حقیقت مین کیا نگینہ چھانٹ لیا جس کا
مثل غیر ممکن جواہر بین الماس ہو حقیقت مین آپ کا کیا قیاس ہو ملکہ خوش بیٹھی ہوئی ہو
رقاصان خوش مزاج و کنیزان خوشرو سامنے حاضر ہین ملکہ خوش بیٹھی ہین محفل درست
ہر ایک چالاک و چست باغ پُر بہار طائران زمزمہ سرا کی پکار بگر قیلاب خارہ شکن
جو بارگاہ مین صبح کو آیا ہرکارے نے پرچہ ہاتھ مین دیا قیلاب نے جو پرچہ پڑھا
اسمین لکھا تھا کہ فلان قیدی رہا ہو گیا کوئی قید خانے سے لے گیا قیلاب نہایت
برہم ہوا کہا یار و کیا غدر ہو کہ اندر سے قلعے کے کوئی قیدی کو لے گیا بڑا داغ دیگیا
ذرا شب آہنگ چرخ زن کو تو بلاؤ شب آہنگ قیلاب کا عیار مکار و طرار
غرض بلائے روزگار ہو وہ جو آیا قیلاب نے کہا اے شب آہنگ کوئی تمہارے
چونا لگا گیا شب آہنگ نے پوچھا کیا ہوا قیلاب نے کہا تمہارا اسکو لوال
بیدار مغز ہو رہکار قلعے مین رہنے نہین پاتا مین قیدی کو تجھسے لونگا شب آہنگ نے
عرض کی غلام پتہ لگائیگا شب آہنگ بھاگا ہوا اپنے گھر مین آیا مان اسکی زلفین
مکارہ بڑی عیارہ ہو شب آہنگ نے اُس سے بیان کیا زلفین نے کہا اے نورنظر
مین کل تمکو خبر دونگی کسکی مجال ہو کہ میرے فرزند کی کوتوالی مین ایسا فتور کرے مین تو
گھرون مین جاؤنگی پتہ لگا لونگی صبح کو زلفین نے ایک چادر بچھائی کچھ کرتیان اور کچھ

مو مین چند پا بجاے سب کا گٹھر باندھکر نکلی گھر مین جاتے ہی اور پکارتی ہو کہ کوئی لیگا اِس حیلے سے سارے شہر کو چھان ڈالا کہین نشان نہ پایا شام کو پلٹ کر آئی شب آہنگ نے پوچھا ای مادر مہربان کہین پتہ ملا زلفین نے جواب دیا کہ سارا شہر چھان ڈالا اب کوئی مقام باقی نہین ہی مگر کل جواب معقول دونگی البتہ ایک مقام کا کھٹکا ہی باغ سلما مین جاؤنگی ملکہ کی کنیزین جوان جوان ہین شاید کسی نے ایسی حرکت کی ہو رات بھر اسی خیال مین رہی جب صبح ہوئی اور ستارۂ سحری چمکا تو وہی گٹھری لیکر نکلی باغ سلما پر آئی دیکھا کہ محلدار دروازے پر بیٹھی ہی محلدار کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کیون عورت کیا ہی کہا بہاری ہر لباس فروخت کرتی ہون اگر حکم دو تو اندر جاؤن محلدار نے حکم دیدیا یہان وہ وقت ہی کہ ملکہ خوش بیٹھی ہین گائن سامنے بیٹھی ہوئی بھیرون گا رہی ہی **نظم**

کیا دیجے گا عاشق دلگیر کا جواب — خاموشی کے سوا نہین تقصیر کا جواب

آئینہ لیکے صنعت اسکندری کو دیکھ — تصویر ہی کھنچی ہوئی تصویر کا جواب

مژگان یار تیر ہین ابرو کمان ہی — ہی اِس کمان کا مثل نہ اُس تیر کا جواب

خط دیکے کھیوا اپنی زبانی پیونامہ بر — تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب

اللہ جانتا ہی اِسے خوب کیا کہون — میرا سوال اُس بت بے پیر کا جواب

زندان مین شب کو ڈر کے جوانے کیا غل — مین نے دیا ہی نالۂ زنجیر کا جواب

لکھتا ہون بیت ابروِ محبوب کی تیغ — شمشیر کھینچتا ہون مین شمشیر کا جواب

گویا زبان شعلے سے ہرگز ہوئی نہ شمع — تدبیر سے محال ہی تقدیر کا جواب

آتش کہانتک اپنے نوشتے کو روئین — لکھا نہ یار نے مری تحریر کا جواب

زلفین نے دور سے دیکھا کہ شاہزادہ پہلو مین سلما کے بیٹھا ہی جی مین کہتی ہی کہ یہ اس خود غدیدہ کا کام ہی شہر مین کیون پتہ ملتا دیکھکر پلٹی چاہا کہ چلی جاؤن جا کر شاہ سے اطلاع کرون اِس گستاخی کی اِسکو سزا ملے جیسے ہی پلٹی ملکہ کی نگاہ پڑگئی کہ ایک عورت غیر آئی تھی ہمکو دیکھکر پلٹ چلی کنیزون سے اِشارہ کیا کہ اِس عورت کو لینا محلدار سے کہنا کہ تو کیسی پہرے پر بیٹھی ہی کہ غیر اندر چلا آیا تو نے نہ روکا چند کنیزین دوڑین زلفین

بھاگی جب دروازے پر پہونچی تو علمدار نے روکا ہاتھ تھام لیا کنیزون نے آکر پکڑا اور گلستان
کشتان سامنے ملکہ کے لائین ملکہ نے کہا ارسے دریافت تو کرو کہ یہ کون ہے اور کس واسطے آئی
تھی ایک کنیز نے کہا واری مین اسکو بخوبی پہچانتی ہون یہ شب آہنگ کی مان ہے زلفین
مکارہ اسکا نام ہے یہ شاہزادے کی تلاش مین نکلی ہے دیکھکر چلی تھی یہ جا کر آگ لگاتی ملکہ نے
کہا گوشۂ باغ مین اسے لیجاؤ مار کر اسکو دفن کر دو کنیزین گلستان کشتان زلفین کو گوشۂ باغ
مین لائین گٹھری وغیرہ چھین لی ایک حبشن نے سر اسکا کاٹ لیا اور اسی مقام پر دفن کر دیا
آکر ملکہ سے خبر کی ملکہ نے دروازہ بند کروا دیا کہ اب کوئی غیر نہ آنے پائے مگر شب آہنگ نے
شام تک اپنی مان کا انتظار کیا جب زلفین مکارہ نہ آئی تو روتا ہوا سامنے فیلاب کے
آیا کہا حضور غضب ہے اماں میری پلٹ کر نہین آئی معلوم ہوتا ہے اسپر کوئی آفت پڑی فیلاب
نے جھڑک دیا کہا او بے حیا یہ سب تیری غفلت ہے کوتوال شہر ہوکر ایسی باتین کرتا ہے پس
تیری حاضری ہے اگر کل تک پتہ نہ لگایا تو کوتوالی نکلجائیگی دوسرے یہ کہ سزا ہوگی جو فکر کرتا ہے اٹھ
کے ابھی کر لو پھر کوئی عذر نہ سنونگا یہان ملکہ نے بعد قتل زلفین شاہزادے سے کہا اب
یہان سے نکل چلیے بڑی تلاش ہے کل شب کو باپ کے سلام کو جو گئی تو انھون نے مجھسے
بیان کیا کہ بڑا غضب ہوا ماہ عالم افروز ایسا شاہزادہ نکل گیا حیران ہون کہ قلعے مین
اسکا دست کون ہے کسنے یہ حرکت کی اب شب آہنگ پر تاکید ہوئی ہے مان اسکی ماری
گئی اسکے بھی دل کو لگی ہے ضرور تلاش کریگا شاہزادے نے کہا ملکہ مین تو نہ جاؤنگا قبلہ
و کعبہ وجد عالی تبار تو یہان قید مین مین اپنی جان بچا کر نکلجاؤن جرأت کے خلاف ہے
انشاءاللہ مین ان سب کو رہا کرونگا ہر چند ملکہ نے سمجھایا کہ نکل چلیے مگر شاہزادے نے
نہ قبول کیا ملکہ خاموش ہو رہین مگر دستور تھا کہ اس باغ مین ملکہ کے میلا ہوتا تھا دوکاندار
عورتین سودا لیکر آتی تھین مگر آج جو گئین تو علمدار نے کہدیا کہ میلہ نہ ہوگا وہ عورتین پلٹی
ہوئی آتی تھین کہ راہ مین شب آہنگ ملا اسنے سب سے پوچھا کیون پلٹ آئین
سب نے کہا مہتر صاحب ملکہ کا مزاج نادرست ہے ہمارا جانے آنے مین نقصان ہوا
بعد مہینہ بھر کے یہ میلا ہوتا تھا کچھ ملجاتا تھا آج بلا وجہ نقصان ہوا اسنے علمدار سے بہت

لگا کہ باہر باغ کے دو کانین لگائین مجلدار نے کہا ظاہر ہوگا ہماری ملکہ کے مزاج کے خلاف ہوگا
اسوجہ سے پھیر دیا شب آہنگ یہ حال سنکر سوچا کہ سارے شہر مین تلاش کر چکا اب
یہی مقام باقی ہی اِسکو بھی دیکھ لو پشت باغ پر آکر چھپا رات کو گانیکی آواز آئی کہ کوئی شخص
خوش آواز بعد سوز و گداز یہ اشعار سرودن مین ڈوبے ہوے گا رہا ہی

نظم

جھڑتے ہین پھول منھ سے اِس تنگیِ دہن پر — غنچے نثار تیری رنگینیِ دہن پر
بعد فنا کو یمن کے پانی سے غسل دینا — کھودی ہی مین نے جان شیرین چہ ذقن پر
دونون کلائیان دو پھولونکی ڈالیان ہین — گل کھائے ہین یہ مین نے خوبان گلبدن پر
ہیہے خلاف ناحق صیاد و باغبان ہی — نالون سے اپنے کسدن بجلی گری چمن پر
کشتون کی تیرے تربین دیکھین تو دیکھ لینا — زندونکو ہوگی حسرت مردونکی انجمن پر
ملنا ہی کیا جب آتش مرتے ہین اہل دنیا — اک دو وجب زمین پر اِک دو گز کفن پر

یہ آواز سنکر شب آہنگ اِسی فکر مین خاموش ہو کے بیٹھا کہ اندھیرا ہو تو دیوار پر چڑھون
جب لیلاے شب نے چادر سیاہ سر پر ڈالی اور محمل مشرق سے نمایان ہوئی اور مجنون روز
بعد سوز دشت نجد مغرب مین داخل ہوا شب آہنگ کمند مار کر دیوار پر آیا اب سر
اٹھا کر دیکھا کہ شاہزادہ پہلو مین ملکہ کے بیٹھا ہی کنیزین مصروف خدمتگزاری ہین اور
یہی ذکر ہو رہا ہی کنیزین کہ رہی ہین کہ زلفین کو ہمنے گوشۂ باغ مین دفن کر دیا ہی وہ مکارہ
پتہ لگانے آئی تھی اگر پلٹ جاتی تو آفت برپا ہوتی یہ باتین سنکر شب آہنگ کو ایک
جوش ہوا چاہے تو خیال مین گذرا کہ جا کر شاہ سے اطلاع کرون فوج جنگی آئے دونونکو
قتل کرے پھر سوچا کہ مین خود شاہزادے کو قتل کر ڈالون اور اُنکا سر لیکر سامنے شاہ کے
جاؤن کہون کہ ملکہ آپ کی دختر ہو اُس سے بدلا آپ لیجیے میری یہ لیاقت نتھی کہ مین انکو
ہاتھ لگاتا اور یہ بھی ظاہر ہے سرکار پر کہ میری مان زلفین مکارہ انھین کے باغ مین
جا کر ماری گئی اور ملکہ نے قتل کرایا اگر یہ حکم نہ دیتین تو کسکی مجال تھی کہ میری مان کو قتل کرتا
اُسکو مار کر کنج باغ مین دفن کر دیا ہی سرکار میری داد دین یقین ہی بادشاہ کو بہت ناگوار
ہوگا یہ باتین دل مین سوچکر باغ مین اترا نخل کی آڑ مین چھپا ایک کنیز جو کسی کام کو اُدھر آئی

اسکو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر محفل مین آیا بیٹھکر باتین کرنے لگا اس سوچ مین ہو کہ یہ لوگ
سوویں تو شاہزادے کو گرفتار کرون عاشق و معشوق ایک جگہ بیٹھے ہین جام ہوا رغوانی
گردش مین ہو جب دونون کو نشہ ہوا اور شاہزادہ انگڑائیان لینے لگا ملکہ نے کہا آرام
فرمائیے دونون عاشق و معشوق ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے ڈگمگاتے ہوے بارہ دری
مین آئے چھپر کھٹ پر جا کر لیٹے نشے مین چور ہو رہے تھے لیٹتے ہی سو گئے شب آہنگ
نے جب دیکھا کہ شاہزادے نے کروٹ لی تو بیہوشی شاہزادے کی ناک مین دی شاہزادہ بیہوش
ہوا شب آہنگ نے پشتارہ باندھا اور دبے پانوں لے نکلا ملکہ نے جو ہاتھ ڈالا
پہلو اپنا خالی پایا گھبرا کر آواز دی اری گلچہرہ دیکھ تو شاہزادہ کہان گیا ملکہ کو گمان ہوا
کہ کنیزین نوجوان ہین شاید کسی سے وعدہ ہوا ہو اور جھلا کر کہا یہ چوری کیا ضرور ہی
سب کنیزین انھین کا مال ہین مجھسے فرماتے کہ مین نے فلان کنیز کو پسند کیا ہو مین کہتی کہ
فوراً خدمت مین حاضر ہو مگر گلچہرہ خبردار اپنی آنکھون سے دیکھکر چلی آنا جس خواص نے
ایسا کیا ہوگا اُسکی ناک چوٹی کٹے گی تب مانے گی خواصین دوڑین تمام باغ کو چھان
ڈالا کہین نشان نہ پایا آکر کہا واری آپ کا صرف گمان ہو باغ مین انکا پتہ نہین ملکہ گھبرا کر
خود انھین ڈھونڈھتی ہوئی کنج باغ مین پہونچین دیکھا ایک کنیز بیہوش پڑی ہوئی ہی
بلڑ ہوا کہ چمن آرا یہان بیہوش پڑی ہو ملکہ نے اُسکو ہوشیار کیا اور پوچھا کیا معرکہ ہی
اُسنے بیان کیا کہ مین براے رفع حاجت آئی تھی پھر مجھکو نہین معلوم کہ کیا معرکہ ہوا
ملکہ وہان سے پھرتی ہوئی قریب دیوار باغ آئی شب آہنگ جلدی مین نکلگیا تھا
مگر کمند چھوٹ گئی تھی کمند جو ملکہ نے دیکھی اور پانوں کا نشان پایا یقین کامل ہو گیا کہ کوئی
شاہزادے کو چرا لے گیا کنیزون سے کہا صاحبو اگر ہو سکے تو دریافت کرو شب آہنگ
نے اگر یہ کام کیا ہو تو سامنے شاہ کے لیجائیگا اور تو کسی پر میرا گمان نہین ہوتا لیکن
شب آہنگ جو شاہزادے کو لیکر بیرون باغ آیا سوچا کہ جنگل مین ہو کر شہر میں چلون
اگر سامنے سے گیا شاید کہ اسکا طرفدار کوئی بیٹھا ہو تو باعث خرابی ہی یہ سوچ کر طرف
صحرا کے چلا اُس جنگل کو طے کرتا ہوا جاتا ہو قضاے کار نعمان قزاق واسطے خبر ایک قافلہ

سے گیا تھا وہان سے پلٹا ہوا آتا ہی یہان سے تین کوس پر اسکا مقام ہی بالائے کوہ رہتا
ہو دور سے دیکھا ایک شخص پشتارہ بدوش جاتا ہی سمجھا کہ اس پشتارے مین مال ہوگا
وہین سے للکارا کہ میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ شب آہنگ نے جو دیکھا کہ ایک
شخص قزاق وضع تیر و کمان ہاتھ مین للکار رہا ہی کہ آگے نہ بڑھنا اگر آگے بڑھیگا تو نشانۂ تیر
آفت ہوگا شب آہنگ کو بجز ٹھہر جانے کے کچھ نہ بن پڑا ناچار ٹھہر گیا لغمان نے قریب
آکر کہا اس پشتارے مین کیا ہی شب آہنگ نے کہا اے لغمان مین تمکو پہچانتا ہون ہمارے
شاہ کی عملداری مین رہتے ہو مگر شاہ نے ہمارے کبھی کچھ خیال نہین کیا ورنہ تمھارا رہنا
دشوار ہوتا اس پشتارے مین شاہ کا دشمن ہی مین اسکو لیے جاتا ہون تم اسمین خلل
نہ دو لغمان نے تلوار کھینچی شب آہنگ نے پشتارہ رکھدیا آمادہ جنگ ہوا دونون
مین تیغ چلنے لگا مگر لغمان قزاق نہایت تیز دست ہی شب آہنگ کو عاجز کر دیا ہوا ہتق
شب آہنگ یہی چاہتا ہی کہ جان بچا کر نکلجاؤن مگر لغمان چہار جانب سے گھیرے
ہوئے ہی بھاگنے نہین دیتا ادھر ملکہ سلما جب واقف ہوئی کہ شاہزادے کو کوئی چرالیگیا
فورًا نقاب چہرے پر ڈالی اور مادیان عربی پر سوار ہوئی کمان کاندھے پر ڈالی تیغچہ
حمائل کیا توکلت اللہ بیرون باغ نکلکر ایک جانب چل نکلی گھوڑے کو ڈالے ہوئے
جاتی ہی خیال مین گذرا کہ صحرا کی طرف چلیں غرض صحرا کی جانب گھوڑی کو ڈالدیا دور سے
دیکھا کہ جنگل مین دو شخص لڑ رہے ہین ایک پشتارہ رکھا ہوا ہی مگر خیال کر کے دیکھا کو شہ چادر
منھ سے شاہزادے کے ہٹ گیا تھا ملکہ نے پہچانا کہ پشتارہ شاہزادے کا ہی مادیان
کو درختون کی آڑ مین لے چلی جب قریب پشتارے کے پہونچی تو کود پڑی اور پشتارہ
اٹھا کر گھوڑی پر رکھا لغمان و شب آہنگ دیکھتے رہگئے لغمان کو گمان مال کا تھا اب
گمان غالب ہوا کہ انسان اس پشتارے مین بندھا ہوا تھا اور شب آہنگ خوف
لغمان سے نہ بڑھ سکا ملکہ نکل گئین کنیزین انتظار مین تھین کہ دور سے دیکھا کہ ملکہ پشتارہ
لیے ہوئے آتی ہی کنیزین نکل پڑین پشتارے کو لیکر باغ مین آئین مگر لغمان قزاق نے
شب آہنگ کو زخمی کیا شب آہنگ زخمی ہو کر بھاگا کہ جا کر شاہ سے اطلاع کرون

اور کل حال کہون بڑا افسوس ہی کہ میرا شکار نکل گیا مین کس مشکل سے گرفتار کر کے لایا تھا معلوم
ہوتا ہی یہ ملکہ تھی کہ نحوست سے دوڑی آئی یہان ملکہ نے شاہزادے کو ہوشیار کیا سب حال
بیان کر دیا کہ آپ کو شب آہنگ نے چلا تھا مگر مین وہان سے اُٹھا لائی اب وہ شاہ
سے اطلاع کریگا تھوڑی دیر مین فوج آئیگی شاہزادے نے کہا مین فوج سے نہین ڈرتا
کسقدر فوج تمھارے باپ کے ساتھ ہی ملکہ نے کہا بارہ ہزار فوج جنگی ہی شاہزادے
نے کہا مین اُنسے سمجھ لونگا تم تردد نہ کرو ملکہ نے کہا بہتر اسی مین ہی کہ یہان سے نکل چلیے آخر
شاہزادے کو کچھ نہ بن پڑا ایک گھوڑے پر سوار ہوا ملکہ بادبان پر سوار ہوئی دونون باغ
سے نکلے طرف صحرا کے چلے وہان شب آہنگ روتا پیٹتا نزدیک تیزرساحت شاہ کے
پہونچا سب حال بیان کیا شاہ کو بڑا غصہ آیا اُسی وقت سوار ہوا بارہ ہزار فوج کو ساتھ
لیا یلغار کر کے باغ پر پہونچا کنیزین گھڑی گھڑی باندھے ہوئی تھین کہ قیلاب پہونچا کنیزون سے
پوچھا کنیزون نے بیان کیا کہ ملکہ ساتھ اُس جوان کے نکل گئین قیلاب نے پوچھا کس طرف
گئین کنیزون نے سمت بتادی قیلاب اُسی جانب چلا یہان تین چار کوس نکلکر ملکہ نے
شاہزادے سے کہا مجھے پیاس لگی ہی سامنے ایک ٹیکرا تھا شاہزادے نے کہا تم تو ایسے
ٹھہرو مین پانی لاتا ہون شاہزادہ پانی لینے گیا ملکہ ٹیکرے پر ٹھہرین کہ شاہزادہ پانی لیکے آوے
تو پھر چلین کہ ہوا سے گرد اُڑی دیکھا قیلاب بارہ ہزار فوج سے آتا ہی خیال مین گذرا کہ اے
سلما جرات سے کام کر جان کا خیال نہ ہو کمان کیانی کاندھے سے اُتاری ترکش سامنے
رکھ لیا جب وہ لوگ قریب پہونچے اور فوج مین غل ہوا کہ ملکہ وہ ٹیکرے پر بیٹھی ہی ملکہ نے
تیر اندازی شروع کی جسکو تیر مارا وہ گھوڑے سے گرا کئی سوار ملکہ نے گرائے تو قیلاب
نے حکم دیا کہ اس ٹیکرے کو گھیر لو چہار طرف سے ملکہ نے تیرون کی بوچھار کر دی ہرچند سب
فوج والے ارادہ کرتے ہین کہ ٹیکرے پر چڑھ جائین مگر ملکہ سب طرف تیر پھینک رہی ہی جس
جسطرف سے کسینے ارادہ کیا ملکہ نے تاک کر اُسکو تیر مارا کہ وہ اُلٹ کر گرا ایک سوار گرا
اور سب خوف سے ہٹے اسی طرح چہار طرف کا بلوہ روک رہی ہی صدہا جوان مار کے
گرا دیے یہان شاہزادہ جو پانی لینے چلا تھا قریب ایک چشمے کے پہونچا چشمے کے سامنے

ایک درۂ کوہ ہوا اُسمین ایک ساحرہ نخل جادو نامے بیٹھی تھی اُسنے جو شاہزادے کو دیکھا
جمال بے مثال دیکھکر بیقرار ہوئی سحر کیا کہ شاہزادہ خود سامنے نخل کے آیا ساحرہ نے کہا او
جوان میرا وصل اختیار کر تو مین تجھکو مرتبۂ اعلیٰ پر پہونچا ؤنگی شاہزادے نے جھڑک دیا کہا
کیا بیہودہ بکتی ہو ساحرہ نے شاہزادے کا ہاتھ تھام لیا درۂ کوہ مین لائی منتین کرنے لگی
شاہزادے کو یاد آیا کہ مشتر کاؤس نے اکثر نصیحت کی ہو کہ ساحرہ سے جرات کرنا سراسر حماقت
ہو کہا مین تجھکو قبول کرونگا دل مین شاہزادہ کہتا ہو کہ تنہا عورت ٹیکرے پر بیٹھی ہو ایسا
نہ ہو کوئی اُسپر اُفتاد پڑے ساحرہ کو شراب پلانا شروع کی اسقدر شراب پلائی کہ نخل جادو
بیہوش ہو گئی شاہزادے نے نخل جادو کو قتل کیا درۂ کوہ مین اندھیرا ہو گیا سامنے سے
ایک جوان زنگی یہ کہتا ہوا آیا منم ایقان زنگی تو نے میری معشوقہ کو مارا مین تجھے زندہ
نہ چھوڑونگا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے بار سپر پر بچا کر کلائی تھام لی ایقان زنگی
لپٹ پڑا شاہزادے نے ایک گھونسہ مارا کہ ایقان کو چکر آگیا کو لے پر لاد کر دے مارا
چھاتی پر چڑھکے سوال اسلام کیا ایقان زنگی بصدق دل مسلمان ہوا نام و نشان بھی
شاہزادے کا پوچھا شاہزادے نے سب نام و نسب مفصل بیان کیا اور یہ بھی کہدیا کہ
یہان سے تھوڑی دور پر ایک ٹیکرا ہو اُسپر میری معشوقہ بیٹھی ہو ایقان زنگی نے کہا
دو سو زنگی میرے ملازم ہین اُنکو بلا کر ساتھ لیتا ہون اُنکو ساتھ لیکر چلیے شاہزادے
نے ایقان کو مع دو سو زنگیون کے ساتھ لیا اور طرف ٹیکرے کے چلا ایقان گینڈے پر
سوار ہو کے چلا دو سو زنگی تیغ برہنہ لیے ہوے ساتھ ہین آمادہ ہین کہ افسر ہمارا کسی سے
لڑنے کا حکم دے تو اُسپر جا پڑین یہان ملکہ نے جب دیکھا کہ تیر ترکش مین ہو گئے بیقرار
ہو کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور بیکار اُٹھی کہ ای کریم و رحیم فوج کا ہلو
ہو میرے قریب دشمن آنا چاہتے ہین مجھکو ان دشمنون سے بچا لے رحم اپنا شریک کر کسکی
مجال ہو کہ تیرے اوصاف حمیدہ بیان کرے نظم

قصب بافِ عروسان بہاری	قیام آموزِ سرو جوے باری
بلندی بخشِ ہر ہمت بلندی	بہ پستی افگنِ ہر خود پسندی

گنہ آمرز رندان قدح خوار	بہ طاعت گیر پیران ریاکار
انیس خلوت شب زندہ داران	رفیق روز در محنت گزاران

قیلاب دیکھ رہا ہے کہ اہل فوج آگے نہیں بڑھتے ہیں حالانکہ قریب موقوف ہیں مگر خوف
انکا غالب ہے ملکہ نیچے چمکا رہی ہیں بیقرار ہو کر جب ملکہ نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا
صحرا سے گرد اڑی دیکھا آگے آگے شاہزادہ پیچھے دو سو زنگی دور سے جو بلوہ فوج کا
دیکھا وہیں سے نعرہ کیا کہ با شیدا ای کافران بیحیا و ای نابکاران پژمردہ غنچہ گل گلزار ایرج
نوجوان نبیرۂ صاحبقران شاہزادۂ ماہ وعالم افروز تلوار کھینچکر آ پڑے دو سو زنگی بارہ
ہزار جوانوں سے مصروف جنگ ہوئے لیکن شاہزادے نے افسروں کو چن چن کر
مارا فوج قیلاب کو درہم وبرہم کر دیا لڑتے ہوئے قریب قیلاب کے پہونچے قیلاب
نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے بڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر میں ہاتھ
ڈالکر قیلاب کو اٹھا لیا قیلاب نے امان مانگی شاہزادے نے سوال اسلام کیا غرض
قیلاب بصدق دل مسلمان ہوا بارہ ہزار جوان دائرۂ اسلام میں آئے شاہزادہ
ان سب کو ساتھ لیکر ملکہ کو محافے میں سوار کر کے طرف قلعے کے چلے مگر ہرکارے نے
دونوں پہلوانوں کو خبر دی کہ قیلاب مسلمان ہو گیا مع فوج اسطرف آتا ہے شاہزادہ
ساتھ ہے دونوں پہلوان لشکر لیکر باہر نکلے اور سوچے کہ قلعے پر قبضہ ہے ہمارا کوئی کیا کریگا
ان خیالات میں لشکر لیکر باہر قلعے کے اترے بعد تھوڑی دیر کے لشکر شاہزادے کا
پہونچا قصام نے جو دیکھا کہ لوگ شاہزادے کے ساتھ کم ہیں فقط قیلاب ساتھ
ہے انکے ساتھ فوج زیادہ ہے قصام نے طبل جنگی بجوا دیا شاہزادے نے فرمایا کہ اے
قیلاب تم بھی طبل جنگی بجواؤ بڑا غضب ہوا کہ قلعہ انکے قبضے میں آ گیا یقین ہے شکست
کھا کر قلعے میں جائیں گے دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجے صبح کو قصام میدان میں
آیا شاہزادہ مقابلے میں نکلا قصام سے نیزہ چلنے لگا بعد چند تانوں کے شاہزادے
نے نیزہ قصام کا نکالا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے روک کر ہاتھ مار دیا
کہ قصام زخمی ہوا اہل فوج نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا زخمی ہوا لینا لینا کہکر جا پڑے شاہزادے

سے غلب فوج مین آکر قاموس کو بھی زخمی کیا جب دونون افسر اعلیٰ زخمی ہوئے فوج بیدل
ہوئی آخر بھاگ کر سب قلعے مین گئے قلعہ بند کر لیا خندق کو پُر آب کر دیا پل تخت اٹھا لیا اور
توپوں میں پلیتہ لگا دین شاہزادے نے قلعے کو گھیر لیا مگر شب آہنگ کہ مکر سے مسلمان ہوا
تھا بھاگ کر ان دونون پہلوانون کے پاس آیا کہا ای شاہزادو جو حکم ہو وہین بجا لاؤن
قیلاب نے تولات و منات کو چھوڑا ہین تو مذہب پر قایم ہون جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن
پہلوانون نے کہا ای شب آہنگ اگر ہو سکے تو شاہزادے کو پکڑ لاؤ شب آہنگ
چلا لشکر مین شاہزادے کے آیا کسی نے دیکھ لیا کہ ایک عیار پھر رہا ہی للکار کر اسکو بھگا یا
شاہزادے نے طبل یورش بجوا دیا تھا صبح کو فوج ساتھ لیکر چلا قلعے سے توپ پڑنے لگی
شاہزادہ گولون کو کب مانتا ہی روکتا ہوا برابر خندق کے پہونچا اب دونون پہلوان گھبرا گئے
وزیرون نے صلاح دی کہ قیدیون کو زیر تیغ بٹھا دیجیے کیونکر شاہزادہ گوارہ کرے گا
کہ باپ اور دادا قتل ہو جائین اور ہمین قلعہ لے لون اس صلاح کو دونون نے پسند کیا
ایرج و قاسم و علمشاہ کو بلوا کر زیر تیغ بٹھا دیا پکار کر آواز دی ای شاہزادے اگر نہ پلٹ
جاؤگے تو ہم انکو قتل کرینگے علمشاہ نے پکار کر کہا ای نور نظر تمنے بڑی مشقت کی ہی ہمین
قتل ہونے دو مگر تم قلعہ لے لو شاہزادے نے منھ پیٹ لیا اور پکار کر کہا ای جد والی تبار
مین کیونکر گوارہ کرون کہ آپ کے دشمن تو قتل ہون اور مین قلعہ فتح کرون یہ کہکر شاہزادہ
پلٹا دونون پہلوانون نے قیدیون کو قیدخانے مین بھیجدیا مگر ایرج نے جو یہ حالات
سنے کہا دادا جان آپ دیکھتے ہین کمسنی مین کیا کیا کام کر رہا ہو اگر یہان آکر دادا جان سے
مقابلہ کرتا کیا تعجب تھا کہ غالب ہوتا اور دست راستیون کو تو خوب ٹھونکتا اسوقت
صاحبقران کو معلوم ہوتا رستم نے کہا ای فرزند یہ حوصلہ دشوار ہی صاحبقران قدرت
پروردگار ہین انپر کوئی غالب نہین آسکتا قاسم نے کہا ای فرزند اصل یہی ہی مین نے
کیا کیا بارہا استحارکی مگر دادا جان کے ہاتھ سے زیر ہوا انپر نہین کوئی غالب ہوئیگا
مگر دیکھیے کیا اس جنگ کا انجام ہوا ادھر دونون پہلوانون نے شب آہنگ کو بلایا
اور بلا کر کہا ای شب آہنگ لشکر اسلام مین جاؤ اگر ہو سکے تو کسی کو جا کر گرفتار کر لاؤ

شب آہنگ بامنا سے عیاری لگاکر نکلا لشکر اسلام مین آیا بارگاہ کلان جو دیکھی اسکی پشت
پر پہونچا سراچہ چاک کیا سر ڈالکر دیکھا کہ قیلاب خارہ شکن پڑا ہوا سو رہا ہی خیال مین گزرا
انھین کو لے چلو آکر قیلاب کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر نکلا طرف صحرا کے چلا نعمان قزاق
کہ جسنے شب آہنگ کو زخمی کیا تھا جسدن سے پلٹ کر آیا تھا اسکو بڑا تردد تھا کہ یہ پشتارہ
کسکا تھا اور یہ عیار کون تھا اور یہ نقابدار کون آیا جو اسکو لے گیا اسی خیال مین کوہ دشت
آتش جنگل مین پھر رہا تھا کہ صدا سے زنگ کان مین آئی ایک نخل کی آڑ مین سے دیکھا کہ یہی
عیار پشتارہ بدوش آتا ہی کمان اسنے کاندھے سے اُتاری تیر جوڑ کر نکلا اور پکار کر آواز
دی او عیار معلوم ہوتا ہی تیرا یہی کام ہی اسدن بھی پشتارہ بدوش دیکھا تھا اور آج بھی
پشتارہ لیے جاتا ہی وہ کون تھا اور یہ کون ہی اور تو نے کسکے حکم سے یہ کام کیا شب آہنگ
نے صاف بیان کر دیا کہا یہ میرا شاہ ہی مگر مسلمان ہو گیا مین اسکو پکڑے لیے جاتا ہون یہ سنکر
نعمان نے پوچھا وہ پشتارہ کسکا تھا شب آہنگ نے بیان کیا کہ وہ شاہزادہ تھا
ماہ عالم افروز نبیرۂ حمزہ اب قلعۂ قیلاب کو گھیرے ہوے اترا ہی نعمان نام نامی سنکر
شاہزادے کا بہت خوش ہوا کہا مین تو مدت سے تلاش مین تھا کسی فرزند حمزہ کی اطاعت
کرون اب بہتر یہ ہی کہ پشتارہ رکھدے اور جان کو اپنی غنیمت جان ورنہ ابھی بہ شکر
ایک تیر مار دونگا کہ سینے کو توڑ کر پار نکل جائیگا شب آہنگ کو کچھ نہ بن پڑا آخر پشتارہ
قیلاب کا رکھدیا اور جان بچا کر بھاگا نعمان نے قیلاب کو ہوشیار کیا قیلاب نے
دیکھا ایک قزاق وضع قریب کھڑا ہی اور مین جنگل مین بیٹھا ہون گھبرا کر کہا یہ کیا مقام ہی مین
تو سو رہا تھا یہان مجھکو کون لایا نعمان نے سب حال بیان کیا اور کہا مین دل سے
آرزو رکھتا ہون کہ تمھارے خویش کی اطاعت کرون قیلاب خوش ہو گیا نعمان نے
اپنے دو ہزار قزاق بلائے قیلاب کو تخت پہ سوار کیا نوبت نقارے بجاتا ہوا برائے
ملاقات ماہ عالم افروز چلا یہان شاہزادہ صبح کو جو اٹھا ہرکارون نے خبر دی کہ قیلاب
کو کوئی چرا لے گیا شاہزادے نے ہرکارون کو حکم دیا کہ دریافت کرو کہ قیلاب کو
کون لے گیا یہ کہتے ہوے شاہزادے بیرون بارگاہ آئے دونون پہلوان بلا سے

قلعہ بیٹھے ہین شب آہنگ نے آکر سب حال بیان کیا کہ نعمان نے پشتارہ قیلاب کا
چھین لیا پہلوانون نے جھلا کر جواب دیا کہ ای شب آہنگ مقام تعجب ہی کہ جب تم جاتے
ہو ایک نہ ایک افتاد پڑجاتی ہی شب آہنگ نے کہا مین ناچار ہون اگر پشتارہ مین
نہ دیتا تو وہ زندہ نہ چھوڑتا میرے قتل سے منھ نہ موڑتا اپنی جان کو غنیمت جان کر چلا آیا
یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی شاہزادہ بھی دیکھ رہا ہی دیکھا قیلاب تخت پر سوار دو تین
ہزار قزاق مرکبون کو مہمیز کرتے ہوے ساتھ ساتھ ہین شاہزادہ بہت خوش ہوا قیلاب
نے آکر نعمان کو شاہزادے سے ملایا شاہزادہ قیلاب و نعمان کے آنے سے بہت
خوش ہوا نعمان نے اپنا اشتیاق بیان کیا کہ مین مدت سے خواستگار تھا کہ کسی فرزند
صاحبقران کی اطاعت کرون شکر پروردگار کرتا ہون کہ آج آپ کی خدمت مین پہونچا
شاہزادہ آنکھون مین آنسو بھر لایا کہا ای نعمان عجب مصیبت مین ہون باپ اور دادا
قلعے مین قید ہین جب مین چاہتا ہون کہ قلعہ لے لون وہ انکو زیر تیغ بٹھاتا ہی مین ناچار
پلٹ آتا ہون اگر نہ پلٹون تو وہ انکو قتل کرتے ہین ای نعمان کوئی تدبیر کر نعمان نے
کہا آج مین تدبیر کرونگا یہ کہکر رات کو ماہ عالم افروز کا پشتارہ باندھا اور در قلعہ پر آیا
پکار کر آواز دی کہ ای نگہبانو اپنے آقا سے اطلاع کرو کہ نعمان قزاق دوستی مین دشمنی
کر رہا ہی شاہزادے کو گرفتار کرکے لایا ہون انکو لے لو اور مجھے بھی قلعے مین آنے دو
نگہبانون نے دونون پہلوانون کو خبر کی اسنے حکم دیا دونون کو لاؤ نگہبانون نے
کھڑکی کھولدی نعمان قزاق شاہزادے کو لیکر اندر گیا شاہزادے کا پشتارہ رکھدیا
پہلوانون سے کہا ان قیدیون کو بھی بلاؤ اگر وہ مذہب ہمارا اختیار کرین تو فبہا ورنہ
ابھی قتل کرین رستم و قاسم و ایرج کو بھی بلایا نعمان نے پکار کر کہا ای جوانون لات و
منات کو سجدہ کرو رستم نے جواب دیا او بے حیا کیا بیہودہ بکتا ہی کسنے ہمکو یہ جرأت زیر
کیا کہ تمھارے لات منات کو سجدہ کرین جیسون خدائیان دیکھین کہین جادوگر کا
انتظام دیکھا کہین دیو جن تھا کیسے کیسے زور رہے ہین مگر ہمنے سب کو مٹایا یہانتک
پہونچے جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی انسان ہوکر دعوی خدائی کرتا ہی بس تمھارے

مذہب کا کیا ٹھیک ہے اس مذہب کو کیا اختیار کریں جسکا سر پیر نہ ہو لغمان نے جھلا کر کہا
جلاد کو بلاؤ پہلے جسکو یہین لایا اُسکو قتل کرونگا اُسکے بعد انکو قتل کرون فوج کو شکست
دون میرے قزاق وہان آمادہ ہین مین نے قلعہ کھولا وہ سب جلوہ کرینگے مسلمانونکو مارینگے
یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا دربار مین سب افسر جمع ہین کہ قریب ماہ عالم افروز آکر لغمان کے
چپکے سے کہا اے شہریار اُٹھیے یہی وقت ہے ماہ عالم افروز اپنے مقام سے اُٹھا نعرہ کرکے
لڑنے لگا لغمان ساتھ ہے فوج نے جو باہر سے نعرہ شاہزادے کی صدا سنی جلوہ کرکے اپنے
تلوار چلنے لگی یہانتک توڑ ڈالا خندق کا پانی نکال دیا اب جو فوج قلعے مین آگئی ہر گلی کوچے
مین تلوار چلنے لگی جابجا لاشون کے انبار علما ے فوج جابجا کٹے پڑے ہین شاہزادے
نے عین گرمی جنگ مین قریب رستم آکر سلام کیا رستم نے برخوردار کہا ایرج نوجوان نے
تعریفین کین کہ اے فرزند ماشاء اللہ خوب جنگ کی کفار کو گھیر لیا ماہ عالم افروز نے اول
رستم کو رہا کیا رستم جو قید توڑ کر اُٹھے تو قاسم کو رہا کیا قاسم نے اُٹھتے ہی ایرج کو رہا
کیا ایرج نے سمک یلداقی کو رہا کر دیا علمشاہ نے اُٹھتے ہی نعرہ کیا کہ منم فرزند رشید

صاحبقران علمشاہ نوجوان نعرۂ علمشاہ

ارشد اولاد امیر عرب		کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور	دیگر	کہ بر تخت مرزوق انگند شور

قاسم نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ		زنم تیغ برابر خیزد بہ ماہ
ز آب دم تیغ شستم زمین		ہمہ باختر شد بہ زیر نگین
آفتاب مشرق دین پروری	دیگر	شہسوار لال پوش خاوری

ایرج نوجوان نے سب سے آگے بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
اگر تیغ کین برکشم از غلاف	تزلزل فتد در میان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم	زگاو زمین بیخ دین برکنم

یہ تینوں شیر جو لڑنے لگے علمشاہ نے بڑھکر ایک پہلوان کو مارا جسکا قصام نام تھا اور
قاموس تیر پہ ایرج پہونچا ایرج لپٹ پڑے اسکو زیر کیا ایسا غصہ تھا کہ سوال اسلام
بھی نہ کیا اور چیر کر پھینک دیا بیٹے کو جو دیکھا کہ مثل شیر غضبناک مصروف جنگ ہی بہت ہی
خوش ہوے فرماتے تھے جناب قبلہ وکعبہ یہ جوان خوردست چپیان ہوگا قاسم عالیشان
بھی تعریفیں کررہے ہیں مگر رستم فرماتے ہیں کہ یارو کیا آپس میں باتیں کرتے ہو افسران
اعلی کو تو مار لو پھر سب کا ل تلوار چلی کئی ہزار کافر مارے گئے یہ جوان شیرانہ لڑنے لگے
جنگ عظیم واقع ہوئی آخر چند افسر کہ جو سرگروہ فوج تھے انھوں نے دیکھا کہ ان جوانوں پر
غالب نہ ہونگے رومالوں سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے پکارتے ہوے کہ ای شہریار
الامان یہ فرزندان صاحبقران ہیں جہان کسی نے عجز کیا دل بیقرار ہوجاتا ہی اُن افسروں کو
گلے سے لگالیا کل فوج نے شمشیر زنی موقوف کی قلعہ تسخیر ہوا سب مسلمان ہوے دیر
گئے مسجدوں کی بنا ہوئی قیلاب کو بادشاہ لشکر کیا مگر شب آہنگ بھاگ کے
نکل گیا سیاہ قلب تھا مسلمان ہونا گوارہ نہ ہوا ایمان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ
اسکو قلعۂ نردبان کہتے ہیں وہاں کا حاکم بادبان تاجدار ہی شب آہنگ وہاں پہونچا
سب کیفیت قلعے کی بیان کی کہا اگر آپ میری کمک کریں تو افسروں کو پکڑ لاؤں حاکم
نے حکم دیا کہ اول علمشاہ کو لاؤ شب آہنگ صورت بدلکر لشکر اسلام میں آیا خدمتگار
بنکر رستم کے ساتھ ہوا رستم اپنی بارگاہ میں آئے تو یہ بے حیا زیر دنگل چھپ رہا جب
علمشاہ خاصہ تناول کرکے سوئے تو شب آہنگ نکلا رستم کو بیہوش کیا پشتارہ
باندھکر لے بھاگا قلعے سے نکلکر صحرا کا راستہ لیا جس قلعے والے سے کہگیا تھا اُس کے
دربار میں رستم کو لایا بادبان نے حکم دیا ہوشیار کرو شب آہنگ نے کہا ای شہریار
یہ جوان شیر دلیر ہیں ہوشیار ہوتے ہی یہ جوان قیامت برپا کریگا آپ کے دربار میں
کوئی ایسا نہیں ہی کہ اسکو روک سکے پہلے مسلسل ومطوق کیجیے تب ہوشیار کرونگا
بادبان نے آہنگر بلائے رستم کو مسلسل کیا شب آہنگ نے رستم کو ہوشیار کردیا
رستم نے ہوشیار ہوتے ہی نعرہ کیا کہ او بے حیا تمنے مکر کیا انشاء اللہ پروردگار رہا کریگا

بادبان نے حکم دیا کہ اسکو قید خانے مین لیجاؤ کل قتل کرونگا شب آہنگ نے کہا مین جاکر
دوسرے کو لاؤن یہان صبح کو قاسم وغیرہ جو دربار مین آئے اور خبر ملی کہ رستم کو کوئی چرا
لے گیا سب سے زیادہ ایرج بیقرار ہوگئے سمک سے کہا کہ جاکر جلد حالی تبار کو تلاش
کرو سمک نے کہا آج کی شب تو تامل فرمایئے کل تلاش کر لاؤنگا خدا نے چاہا تو وہین پہونچون
جہان وہ ہون شام کو طلایہ پر قاسم کے سمک مقرر ہوا طلایہ دے رہا تھا کہ دیکھا سامنے
سے ایک سیہ پوش آتا ہے سمک گوشے مین چھپ رہا وہ سیہ پوش دبتا ہوا قریب بارگاہ
ایرج پہونچا سراپردہ چاک کیا سمک نے دیکھا کیا عیار اندر گیا سمک پیچھے آیا اسنے دیکھا کہ
یہ عیار ایرج نوجوان کو بیہوش کر رہا ہے سمک نے تامل کیا شب آہنگ نے ایرج
کو بیہوش کرکے پشتارہ دوش پر لگایا آگے بڑھکر چلا سمک اُسکے پیچھے پیچھے تعاقب مین
چلا صحرا مین آکر سمک نے حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے اور شب آہنگ کے آنے کی
شاہراہ دیکھکر سمک بیٹھا تھا جو مین شب آہنگ پہونچا اور حلقہ ہاے کمند مین پاؤن
رکھا سمک نے شیر کی آواز دی شب آہنگ رکا سمک نے جھٹکا مارا شب آہنگ
گرا سمک کود کر چھاتی پر سوار ہوا حباب مارکر بیہوش کیا ایرج نوجوان کو بھی ہوشیار
کیا سب حال بیان کر دیا کہ آپ کو یہ عیار لے چلا تھا مین نے اُسکو گرفتار کیا ہے معلوم
ہوتا ہے یہی رستم کو لے گیا اب مین اس سے پوچھتا ہون یہ کہکر سمک نے شب آہنگ
کو درخت سے باندھا اور ہوشیار کیا کوڑہ لیکر کھڑا ہوا کہا بتا تو کون ہے تب اسنے
کہا کہ مین قیلاب کا عیار ہون اُسکے ساتھ مسلمان نہین ہوا جاکر بادشاہ تلکنزدیان
سے ملا ہون رستم کو لے گیا ہون یہ اقرار کر آیا تھا کہ ایک شاہزادے کو اور لاؤنگا
آج ایرج کو لے چلا تھا کہ بدنصیبی سے اپنی گرفتار ہوا سمک نے شب آہنگ کو
پھر بیہوشی دیکر بیہوش کیا آپ اُسکی صورت بنا اور اُسکو اپنی صورت بنایا ایرج
سے کہا آپ اپنے لشکر مین چلیے مین جاکر رستم کو لاتا ہون ہر چند کہ ایرج نے کہا کہ اے
سمک مجھکو لے چل کہ مین دادا جان کو رہا کرونگا سمک نے نہ مانا ایرج لشکر مین آگئے
سمک بصورت شب آہنگ طرف قلعے کے چلا جب قلعے مین آیا تو اکثر نے پوچھا

کہ مہتر صاحب کسے لائے سمک نے کہا اِس عیار سے مقابلہ پڑ گیا اسکو پکڑ لایا یہ کہتا ہوا دربار
بادبان میں پہونچا عرض کی حضور آج بڑا ستم ہوا کہ یہ عیار میری فکر میں تھا میں نے اُسے
گرفتار کر لیا اب آپ کو اختیار ہے مگر بہتر یہ ہے کہ قیدی کو بلوائیے وہ اپنے عیار کو دیکھے کیا
عجب ہے آپ کی اطاعت کرے عیار کا گرفتار ہونا اُسکو بڑا شاق ہوگا فرزندان عمرو میں
یہ نامی و گرامی عیار ہے یقین ہے یہ بھی سمجھا دے مگر اِس مکار کی باتوں پر نہ جائیے گا ہوشیار
ہوتے ہی کہیگا کہ میں شب آہنگ ہوں بادشاہ نے رستم کو بلوایا دار وغہ زندان خانہ
رستم کو لیکر آیا جیسے ہی بادبان نے رستم کو دیکھا کہا ای رستم نوجوان تمھارے عیار کو بھی
ہمارا عیار گرفتار کر لایا ہمارا مذہب اختیار کرو رستم نے جھڑک دیا اور کہا او بے ادب
اگر ہمارا عیار گرفتار ہوا ہے تو ہم رہا ہو جائینگے معلوم یہ ہوتا ہے کہ وقت رہائی آگیا ہے
سمک جلد آتی کا گرفتار ہونا خالی از لطف نہیں ہے یہ وہ عیار ہیں کہ جنھوں نے ہوشربا میں
قیامت کر دی افراسیاب ایسے بادشاہ کو عاجز کر دیا ملک فرنگستان میں تہلکہ اِسنے ڈالا
اِسکا گرفتار ہونا تمھاری سرنوشت کے آثار ہیں سمک نے جو سُنا کہ آقا میری تعریفیں کر رہے ہیں
نہال ہو گیا نیمچہ پکڑ کر جھپٹا کہ میں اِس جوان کو قتل کرونگا بادبان نے منع بھی کیا مگر سمک
نے نہ مانا ہتھکڑی پر نیمچہ مار دیا اور اِشارہ کر دیا کہ میں سمک ہوں علمشاہ شاد ہو گئے مگر
ہتھکڑی کٹتے ہی نعرہ کیا نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب
علمشاہ روی شہ فیل زور

دیگر

کیست علمشاہ چو رستم لقب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

نعرہ کر کے لڑنے لگے سمک نے شب آہنگ کو ایک نیمچہ مار دیا کہ سر شب آہنگ
کا اُڑ گیا بادبان نے جو دیکھا کہ رستم رہا ہو گئے افسروں کو اشارہ کیا سب افسر رستم پر
ٹوٹ پڑے سمک نے ایک حقہ ہاتھ آتشبازی مارا کہ اندھیرا ہو گیا رستم لڑتے ہوئے
بیرون بارگاہ آئے ایک سوار کو مار کر ایک گھوڑا لیا لڑتے ہوئے چلے سمک اپنا بھی
نکل گیا رستم نے دیکھا کہ جنگ فتح نہ ہوگی ایک طرف لڑتے ہوئے چلے فوج نے پیچھا کیا
علمشاہ لشکر اپنے جانب روانہ ہو گئے سمک نے دور جا کر دیکھا کہ رستم میرے ساتھ

نہ آئے الگ نکل گئے ناچار طرف لشکر کے چلا مگر رستم دریاے خون مین نہاے ہوے جاتے تھے کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا ایک بادشاہ تخت پر سوار ادہر چلا آتا ہو رستم کو دیکھکر دریافت کیا مگر وہ تاجدار نہایت حسین وجمیل ہو رستم کا حال سنکر فوج کو اشارہ کیا کہ اس جوان کو گرفتار کرلو فوج نے رستم پر بلوہ کیا رستم لڑتے بھڑتے قریب اس تاجدار کے پہونچے تاجدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اسکی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا وہ جوان بصدق دل مسلمان ہوا اسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی حسین تاجدار نام بتایا جلسہ آراستہ ہوا ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز جمع ہوے رقص ہونے لگا ایک مہجبین نہایت شوخ وشنگ موسوم بہ جلترنگ بتا بتا کر یہ اشعار گانے لگی اہل محفل کو لبھانے لگی

نظم

قیامت پائمال جلوۂ رفتار دلبر ہو
نہ جاوے نامہ بر اسکی گلی مین جان کا ڈر ہو
قیامت کیون نہ ہو جسدم چڑھائے آستین کوئی
رہین ہو چشمۂ آب بقا خط ہو خضر اسپیر
کسیکے خط مشکین کے تصور مین جو رو یا ہون
رہا بیتاب و نالان زندگی بھر وادی غم مین
اڑا جاتا ہون اس کوچے کو مین بے اختیار کوئی
شفا تدبیر سے کیا ہو گی مجھ بیمار ہجران کی
لب وندان جانان کو کہون لعل و گہر کیونکر
بیا بانون مین ہی ریگ روان حکم روانی بنا
نشان اسکے قدم کے پڑگئے جب میری تربت پر
قریب آیا ہی شاید جلوہ گاہ یار او تاریخ

جو اسکا نقش پا ہی پنجۂ خورشید محشر ہو
کہ بال شوق سے نامہ ہمارا خود کبوتر ہو
صفائے ساعد سیمین بیاض صبح محشر ہو
پھرا جو دل مرا محروم یہ گویا سکندر ہو
مرا ہر پارۂ دل اشک کے دریا مین جنبر ہو
خدا وندا جرس شاید مرے طالع کا اختر ہو
دھواں ہون مین سبک اور جذب بار سر ہو
کہ اب زندگی بے یار جنکو آب خنجر ہو
مرے منھ ایک پانی کا ہی قطرہ ایک پتھر ہو
شہ اقلیم وحشت ہون بگولا گرد لشکر ہو
یہ سمجھا مین کہ میری خاک پر پھولونکی چادر ہو
فروزان پاؤن کا ہر آبلہ مانند اختر ہو

نازنین حسین وخوبصورت نیک سیرت خوش آواز صاحب ترنم وناز رستم بھی بدل متوجہ ہین کل اہل محفل گانا سن رہے ہین کہ علمشاہ کے کان مین ہچکیان کی آواز آئی یہ تکلم

دیکھا کہ حسین تاجدار رو رہا ہی علمشاہ نے گانے والی کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی رستم
نے بمحبت پوچھا کہ کیون ای برادر رونے کا کیا باعث ہی حسین تاجدار نے عرض کی حضور
میرا حال نہ پوچھین آپ کو بھی ملال ہوگا رستم نے کہا تمھارے ہنسانے کی فکر کرینگے بیان
تو کرو حسین تاجدار نے بیان کیا کہ ای شہریار میرا ایک بھائی مجھسے بڑا تھا مین اسکو بجای
باپ کے جانتا تھا وہ بھی مجھکو فرزند کہتا تھا غیر جو کوئی آتا تھا وہ کہتا تھا یہ باپ بیٹے ہین
یہان سے قریب ایک صحرا ہی کہ جسکو صحراے فرخار کہتے ہین فرخار دیو کش ایک پہلوان
وہان رہتا تھا کہ بادشاہون کی زمین دبا دبا کر اب وہ بادشاہ بن گیا ہی ہمارے بھائیصاحب
نگین تاجدار واسطے شکار کے گئے اسکی دختر کو دیکھکر عاشق ہوے گھر پر آکر بیمار پڑگئے
مین نہایت ہی بیقرار تھا انکی بیماری مجھپر شاق تھی ایک دن نوجوانون کو بھیجا کہ باعث
دریافت تو کرو اُن نوجوانون مین چند اُنکے ہمسن بھی تھے اُنھون نے جا کر بمحبت و
الفت پوچھا کہ ای نگین تاجدار تم شاہزادے ہو ہرچند کہ چھوٹے بھائی کو تخت پر
بٹھایا ہی مگر سلطنت کا تمکو اختیار ہی جو کہو وہ ہو جاے اگر تخت نشینی منظور ہووے تو
حسین تاجدار کہتے ہین مین تخت سے اُتر جاؤن بھائیصاحب تخت پر بیٹھین مجھکو
گوارہ ہی سلطنت کسی کو دیدین بھائیصاحب کو آپ کی ملالت کا بڑا خیال ہی وہ نہین
چاہتے کہ آپ ملول رہین بھائیصاحب نے مجھکو دعائین دین اور کہا وہ میرا فرزند ہی
مجھکو اُسکی سلطنت کیا ناگوار ہوگی مگر مین جو صحراے فرخار مین گیا اُسکی بیٹی دریچے
مین بیٹھی تھی مین اُسکو دیکھکر مائل ہوا اُسی دن سے بیمار ہوگیا ہون رفقا نے آکے
مجھسے کہا مین نے فرخار کو پیغام دیا اُسنے جواب صاف دیا کہ جو مجھکو سر میدان زیر کرے
مین اُسکے ساتھ بیٹی کی شادی کرونگا بھائی صاحب اُسکے مقابلے مین گئے طبل جنگی
بجے سر میدان نکلکر فرخار نے بھائی صاحب کو زیر کیا گرفتار کرکے لے گیا ایک قفس
آہنی مین بند کیا ہی کئی مہینے گذرے اُنپر دقتین کرتا ہی اسوقت مجھکو وہ یاد آگئے کہ
اگر وہ ہوتے تو آپ کی بہت خاطر کرتے اور آپ سے فنون سپاہ گری حاصل کرتے
اُس ظالم نے میرے بھائی پر وہ دقتین کی ہین کہ وہ پریشان ہوگئے ہین مین نے

اسوجہ سے لشکرکشی نہین کی کرین لایق مقابلے کے نہین ہون رستم نے کہا ای برادر جلو خدا نے
چاہا تو اسکو زیر کرکے تمھارے بھائی کو رہا کرینگے اور معشوق بھی دلا دینگے حسین تاجدار
خوش ہوگیا مثل گل کے شگفتہ ہوا کہا ای شہریار شادی تو دشوار ہی مگر میرا بھائی رہا ہو جائے
تو مین جانون کہ مجھکو دوسرے ملک کی سلطنت ملی رستم نے حسین تاجدار سے وعدہ
کامل کرلیا سب اہل دربار کہتے تھے کہ اس جوان نے رستمانہ کام کیا ہی دیکھیے انجام کار
کیا ہو فرخار دیوکش وہ پہلوان ہی کہ صحراے فرخار کے پہلو مین ایک بیشہ ہی کہ وہان
دیو قاموس رہتا تھا بندگان خدا کو کھا جاتا تھا راستہ بند تھا مگر فرخار اس بیشے مین
گیا دیو قاموس سے لڑا اور اسکو زیر کرکے باندھ کر لایا کئی مہینے اسکو قید رکھا وہ دیو
انھین کی قید مین مرا اسدن سے فرخار دیوبند نام ہوا اس سے کیونکر مقابلہ کرینگے
بعض نے کہا یہ فرزندان صاحبقران ہین دیوبند و دیوکش انکا لقب ہی یہ جو چاہینگے
تو ضرور اسکو زیر کرینگے چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری صبح کو رستم نے ہتھیار لگا
حسین تاجدار کو ساتھ لیا طرف بیشۂ فرخار کے روانہ ہوے جب بیشۂ فرخار مین
پہونچے تو دیکھا بڑے بڑے درخت ہے تھالے سرسبز و شاداب جا بجا چھوٹے چھوٹے
نخل کہ ان مین گل و بوٹے بعض مین پھل اسقدر ہین کہ شاخین بار اثمار سے سرنگون
اظہار سامان قدرت رب ودود ہین سامنے درۂ کوہ ہی حسین تاجدار نے کہا اسی
درے مین فرخار رہتا ہی شاہزادے نے حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر اتارو حسین تاجدار
نے بارگاہ استاد گرامی رستم کو لیکر بارگاہ مین آیا سمجھاتا تھا کہ ای شہریار ابھی وہ آپ کے
مقابلے مین نہین آیا کوئی آپ کو بدنام نہ کریگا پلٹ چلیے رستم نے کہا ای حسین تاجدار
جوان اورہ کیا مردان عالم قول سے نہین پھرتے مگر فرخار دیوبند درۂ کوہ مین بیٹھا تھا
نوبت نقارے کی آواز جو سنی ہرکارون سے کہا دریافت تو کرو یہ کون بے ادب ہی
جو ہمارے صحرا مین نقارہ بجا رہا ہی جاکر نقارہ وغیرہ توڑ ڈالو نگا ہرکارون نے
عرض کی حسین تاجدار فرزند صاحبقران کو ساتھ لیکر آیا ہی فرخار نے حکم دیا کہ
طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رستم نے بھی خبر سنکر طبل جنگی بجوایا سات ہتھیار ان

ہولین جمع کر دو نون لشکر میدان مین آئے فرخار میدان مین نکلا پکار کر آواز دی فرزند صاحبقران کہان ہو مین اگاہ کہ میرا دیو بند لقب ہو دیو قاموس کو مشکین باندھکر لیجا بھلا اسکا زور نہ چلا تو مین ہون میرا مقابلہ دشوار ہو کون فرزند حمزۂ نامدار ہو علمشاہ نے جو آواز نعرۂ فرخار سنی ارادہ کیا کیو دو فرنگی کو بڑھایا سامنے حسین کے آئے کہا ای برادر مین اجازت میدان مانگتا ہون حسین تخت سے کود پڑا قدمون سے لپٹ پڑا کہا ای شہریار آپ نے بڑا قصد کیا ہو اُس دیو خصال سے مقابلہ ہو خدا آپ کی جان بچائے ایسا ہو کہ سرکار کو صدمہ پہونچے آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہون رستم سوار ہو کر طرف میدان کے چلے مرکب باد رفتار بطرارے پھرتا ہوا بقول حقیر اشعار مصنف در صفت مرکب

تمھو صفت توسن رقم کیا کرون	کہ شبدیز خاسے کا یا لنگ ہی
ملا ہی جب رنگ مشکین اسے	اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
تڑپتا ہو میدان مین سیماب وار	صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہی
ہوا نعل ہی نیمچہ بے مثال	قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون	وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی
زکاوے کا محتاج ہو کسطرح	کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تین شیکون مین مرکب مقابلے مین پہونچا فرخار نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا تو حیران جمال و محو دیدار ہو گیا سراپا کو دیکھکر کہتا تھا کہ مقام افسوس ہو ایسا جوان میرے ہاتھ سے مارا جائے بڑا مین چلا ہو کہ میرے مقابلے مین آیا جیسے ہی رستم قریب پہونچے فرخار نے کہا ای فرزند صاحبقران آپ لشکر سے کیونکر آئے کیا کچھ مان باپ سے فساد ہوا اپنی جان سے بیزار ہو آجتک جو میرے مقابلے مین آیا وہ میرے ہاتھ سے مارا گیا لہذا مین معاف کرتا ہون تم پلٹ جاؤ رستم نے کہا ای فرخار زیادہ گھمنڈ نکرو یہ میدان کارزار ہو زبان تیغ سے کلام کرو فرخار نے کہا ای رستم خداوند جمشید ثانی کو سجدہ کرو رستم نے کہا اُسپر تو مین لعنت کرتا ہون مکار و غدار اُسکو کیا سجدہ کرین سوا اسے لعنت اور کیا کہین جب رستم نے لعنت کی تو فرخار نے بگڑکے نیزہ مارا رستم نے

نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا رستم نے بعد تھوڑی دیر کے نیزہ فرخار
کا نکالا نیزہ نکلتے ہی فرخار کو بڑا غصہ آیا قبضے پہ ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا
رستم نے سپر کو سامنے کیا مگر تلوار جو گری فرخار نہایت طاقت دار ہی سپر کے دو ٹکڑے
ہوے سپر کو کاٹ کر تلوار سر تک در آئی رستم زخمی ہوے حسین نے جو دیکھا کہ رستم زخمی
ہوے لینا لینا کہکر جا پڑا فرخار حسین کو کب مانتا ہی گنبد ابڑھا کر آپڑا حسین تاجدار نے
دو چار کو زخمی کیا کہ فرخار کا جو سامنا ہوا حسین نے ہاتھ تلوار کا مارا فرخار نے وار
بچاکر کلائی پکڑ لی اور کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا ملازمون سے کہا اِسکو بھی لے جاؤ جس قفس
مین اِسکا بھائی بند ہی اُسی مین قید کرو حسین کی گرفتاری کے بعد رستم نے بہت کوشش
کی مگر کچھ نہ ہوا سر سے خون اِسقدر جاری ہوا کہ غش آنے لگا گردن مین گھوڑے کی ہاتھ
ڈالدیے فرمایا اے مرکب اصیل مجھکو لے نکل مرکب نے جو راکب کو سست پایا مرکب اصیل
اپنے راکب کا مزاج دان رستم کو لے نکلا کسی کے روکے سے نہ رکا مگر فرخار نے فوجکو
شکست دی بہ فتح و فیروزی پلٹا بیرون در و اُترا دونون بھائی ایک قفس مین جب بند
ہوے تو نگین تاجدار نے کہا اے برادر حسین تمنے کیون اپنے کو مصیبت مین ڈالا ہم
جو گذرتی تھی وہ گذرتی تھی حسین نے کہا اے برادر وہ جوان زخمی ہوا کہ جسنے فرنگستان
فتح کیا تمام عالم مین مشہور ہی کہ لندھور کو مع ہاتھی اُٹھایا مگر جاری تقدیر اِس زور و
شور سے وہ آیا تھا مگر انجام بخیر ہوگا یہ فرزندان صاحبقران ہین کہین جائینگے لیکن
پھر یہین آئینگے مگر فرخار نے قفس سامنے منگوایا دونون کو سمجھانے لگا کہ میری
اطاعت کرو اے نگین تاجدار تم پہلے سے قید ہو بھائی تمھارا آج آیا ہی مین جانتا ہون
کہ میری بیٹی بھی تمپر عاشق ہی اگر اطاعت کرو تو شادی کردون نگین نے کہا میری شادی
اب قبر مین ہوگی اور یا شادی میری رستم کرینگے فرخار بہت جھلایا حکم کیا کل میدان جنگ
کی تیاری کرو یہان تو یہ ذکر ہو مگر گھوڑا رستم کو لیے ہوے ایک صحرا مین آیا کہ اسلم قزاق
وہان کا حاکم کسی ضرورت سے زیر کوہ آیا دیکھا ایک مرکب دریاے خون مین نہایا ہوا
اُسپر ایک شخص بیہوش و مدہوش ہی اسلم نے رستم کو گھوڑے سے اُتارا چارپائی پر ڈالکر

اپنے قلعے مین لایا زخم دوزی کی زخم کو دھلایا رستم کو ہوش آیا دیکھا ایک جوان سپاہی وضع
سرہانے بیٹھا ہوا اور مکھیان جھل رہا ہے رستم اٹھ بیٹھے فرمایا اے جوان تیرا کیا نام ہے اسلم نے کہا
مین تو نام بتا دونگا مگر آپ اپنا نام بتایئے رستم نے کہا ہمارا نام مثل آفتاب کے روشن ہے شاید
کہ ذکر سنا ہو زلزلہ افگن ثانی سلیمان انکا فرزند ہون علمشاہ عالیشان فرخار دیوبند کے
ہاتھ سے زخمی ہوا گھوڑا نکال لایا نام رستم سنکر اسلم قدمون سے لپٹ گیا کہا آقاے نامدار
مین نے شب کو خواب دیکھا تھا کہ رستم میرے گھر مین مہمان آئے ہین میری نصیب وری کہ
خواب کا ظہور ہوا آپ نے سرفراز فرمایا مین چاہتا ہون کہ آپ کی اطاعت کرون رستم
نے کہا مین اپنا بھائی تمکو جانونگا جتنے سردار وہان رہتے ہین انکے مرتبے اعلی ہین مین سبکو
بجاے برادر کے جانتا ہون لہذا تمکو بھی اسی طرح آبرو حاصل ہوگی اسلم قزاق کلمہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوا رات بھر مین رستم کا زخم خشک ہوگیا صبح کو اسلم سے کہا کہ ہم
طرف بیشہ فرخار کے جائین گے اسلم نے کہا اے شہریار براے مقابلہ فرخار نہ جایئے اس
اقلیم مین اسکا مثل نہین ہے اسنے دیو قاموس کو مارا دیوبند لقب ہوا رستم نے کہا اے
اسلم ایسے ایسے صدہا دیو قتل کیے ایک دیو کو اگر مارا تو اسپر نازہ ہوا انشاءاللہ سن لینا
یا دیکھ لینا کہ بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کرونگا اسلم نے کہا مین ہمراہ چلونگا اب سرکار کا
ساتھ نہ چھوڑونگا اسی وقت مرکب رستم کا تیار ہوا اسلم قزاق دو ہزار قزاقونکو ساتھ
لیکر ہمراہ ہوا یہان دو دن ہوئے کہ فرخار نے دونون کو بہت سمجھایا جب دونون نے
نہ مانا تو میدان خونی کی تیاری ہوئی جلادون کو طلب کیا مگر جیجی اسکی شعبدہ سحر ساز
کہ روز شب کو براے ملاقات نگین تاجدار آتی تھی تسکین دے جاتی تھی کہ اے نگین
گھبراؤ زمانہ فراق کا گذر چکا مین نے ایسے ایسے خواب دیکھے کہ جس سے دلکو تسکین ہے
آج شب کو بھی آئی یہی کہہ گئی کہ اے نگین گھبرانا نہین تمکو کوئی قتل نہ کر سکیگا مین نے
ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ فرما گئے ہین کہ نگین کو تسکین دینا وقت پر رستم ضرور
پہونچین گے اسکو رہا کرینگے یہان صبح کو فرخار نے دونون کو بلوایا اور خوب ڈرایا دھمکایا
کہ ہمارے خداوند کو سجدہ کرو دونون نے جواب سخت دیے اور کہا جو تجھسے ہو سکے

قصور نہ کر خدا ہمارا معین و مددگار ہی فرخار نے جھلا کر کہا سید ان مین لیجاؤ دار پر کھینچو اور
آپ تیر و کمان لیکر اُٹھا دونون جوانون کو حکم دیا ملازمون نے پانؤن مین زنجیرین باندھکے
دار پر کھینچ دیا اُسوقت بھی فرخار نے حکم دیا کہ اب بھی یہ لوگ خداوند کو سجدہ کرین تو جان
بخشی کرون حسین نے کہا بھائی بلا سے جمشید کو سجدہ کرکے جان بچاؤ تگین نے کہا میری
معشوقہ کہہ گئی ہی کہ وقت پر رستم آوینگے اگر اُنکے ہاتھ سے کوئی تیر چلگیا تو عقاب خیال تمکا
ہوگا مگر فرخار نے تیر و کمان ہاتھ مین لیا چاہا کہ تیر مارون حسین تاجدار نے دل کو رجوع
کیا پکار اُٹھا ای کس بیکسان ای مددگار گم کردگان اس آفت آسمانی سے بچا لے نظم

بر من مسکین خدایا کن کرم	کن کرم ای شاہ والا کن کرم
لطف کن ای بادشاہ دو جہان	ای شہنشاہ معلی کن کرم
کن کرم ای صاحب جود و سخا	فیض بخش دین و دنیا کن کرم
رحم کن بر بندگان زار خویش	بر دعا گویان رحیما کن کرم
دہ دوا ای چارہ ساز درد دل	بر مریض غم مسیحا کن کرم
کن کرم بر حالت ما بیکسان	بر ہمہ اہل تمنا کن کرم ۱۰
مہر کن بر ذرہ ای ذرہ نواز	خود برین قطرہ چو دریا کن کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امید وار

ناگاہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ہوا سے گرد اُڑی رستم پیلتن علمشاہ نوجوان مع اسلم
قزاق آکر پہونچے دور سے دیکھا کہ تگین و حسین دار پر کھنچے ہوے ہین فرخار ہر چند
چاہتا ہی کہ تیر باران کرون علمشاہ نے وہین سے نعرہ کیا کہ او فرخار خبردار اگر موے
جسم ان دونون جوانون کا کم ہوگیا تو قیامت برپا کرونگا یہ فرما کر گھوڑا بڑھایا کہ طرف
قیدیون کے چلے فرخار نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا گھوڑا بڑھایا چاہا کہ میدان
مین جاکر روکون جیسے ہی فرخار قریب آیا رستم نے تیغ کپتان کھینچا کہا ای فرخار بہتر
اسی مین ہی کہ ان قیدیون کو رہا کردو ورنہ بہت بری طرح پیش آونگا فرخار نے ہاتھ
تلوار کا مارا رستم نے تیغ کپتان پر روکا روک کر جو ہاتھ مارا فرخار نے گرد اسپر کا اٹھایا

مگر تیغہ کپیتان دست زبردست رستم تیغہ جو چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹکر
جو گرا سر امر کلے و جز سے کو کاٹا ذرا فرق نہ کیا تا بہ جگرگاہ پہونچا فرخار کے مرتے ہی
ساتھ والے جو اسکے کھڑے تھے رستم پر آپڑے رستم تلوار کھینچکر لڑنے لگے آخر ان سب نے
شکست کھائی رومال سے ہاتھ باندھکر قدموں پر رستم کے گرے چار ہزار آدمی مسلمان
ہوئے حسین و نمکین کو رہا کیا فرخار کے یہاں مال بہت کچھ نکلا وہ مال اراسپے پر
لدوایا دختر فرخار کو محافے میں سوار کر لیا نمکین تو پروانہ جمال رستم ہو کہتا ہو آپ نے
احسان عظیم کیا کہ معشوقہ بھی ملی قید سے بھی رہائی پائی رستم ان دونوں جوانونکو لیکر
قلعے میں آئے اور تیاری کی کہ میں رخصت ہوں نمکین نے کہا ایک ہفتہ اور آپ
تامل فرمائیے کہ آپ کے سامنے شادی ہو جائے رستم نے منظور کیا بڑی دھوم سے
نمکین کی شادی کی برات لیے ہوئے آتے تھے ہاتھی پر نمکین تاجدار ہو رستم نمکین
کو گود میں لیے بیٹھے ہیں محافہ دلہن کا پیچھے ہو حسین نے اسقدر جہیز دیا ہو کہ اشتر و نیز
لدا ہوا ہو پشت پر چوبدار وغیرہ اہتمام سواری کر رہے تھے کہ آسمان پر برق چمکی ایکبار
شعلہای آتش آسمان سے گرنے لگے گرد محافے کے دھواں بلند ہوا بعد تھوڑی
دیر کے وہ دھواں غائب ہوا کہاریاں روتی پیٹتی ہوئی سامنے رستم کے آئیں اور
عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا جب دھواں بلند ہوا تو ہمنے اپنی آنکھوں سے دیکھا
کہ ایک ساحر سیہ فام بدانجام قریب محافے کے آیا ہم لوگ خوف سے اسکے بھاگ گئے
اسنے ہاتھ ڈالکر ملکہ کو نکال لیا کاندھے پر سوار کر کے لے بھاگا تب دھواں موقوف
ہوا نمکین تاجدار نے سہرہ وغیرہ نوچ ڈالا رستم نے کہا نہ گھبراؤ انشاء اللہ اس
ساحر کا پتہ لگائینگے اور تمھاری معشوقہ کو تمسے ملائینگے نمکین خاموش ہوا رستم
آکر بارگاہ میں بیٹھے ناچ راگ و رنگ موقوف ہو رستم سوچ رہے ہیں کہ کیا تدبیر
کروں کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ایک عیار دروازے پر حاضر ہو کہتا ہو میں رستم
کا عیار ہوں سمک یلداقی نام بتاتا ہو رستم سنکر خوش ہو گئے حکم دیا کہ بلاؤ چوبدار
نے بلایا سمک اندر آیا رستم نے پوچھا [illegible] عالم افروز برج

کی کیا خبر ہی سمک سے بیان کیا کہ تینون جوان طرف لشکر صاحبقران کے جاتے تھے راہ مین بیشۂ فیض ملاگلنار جادو بیشۂ فیض کی حاکم ماہ عالم افروز پر عاشق ہوئی اُٹھا کے لے گئی قاسم و ایرج گئے اُسنے اُنکو بھی پکڑ لیا اپنے باغ مین قید کیا ہی شاپور شیر دل آیا تھا وہ ہمراہے رہائی گیا ہی مین اسطرف آپ کو ڈھونڈھتا ہوا چلا آیا آپ کی خبر سُنی کہ آپ قلعۂ تمکین پر ہین مین حاضر ہوا رستم نے کہا اے سمک ایک کام کرو کہ معشوقۂ تمکین کو ایک ساحر سیہ فام لیگیا ہی اُسکو رہا کر کے لاؤ تو بڑی بات ہی سمک نے عرض کی غلام جاتا ہی اور ساحر کو مار کر معشوقۂ تمکین کو لاتا ہی یہ کہکر سمک چلا پھرتا پھرتا ہوا سامنے ایک باغ کے پہونچا گانے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی خوش آواز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

جو دل ہی ٹوٹ گیا کیا ہو شعر تر پیدا ۔ ہوے ہین شاخ شکستہ سے کب ثمر پیدا

وہ نخل باغ جہان مین ہو کہین کہ ہوتی ہی ۔ ہر ایک شاخ پہ دستۂ تبر پیدا

کیا ہی آتش غم نے مرا یہ خشک لہو ۔ کہ مثل سنگ رگون مین ہوے شرر پیدا

چمن سے اُڑ چلین پاس رشک گل سے کہ جبن ۔ ہوے ہین اِتنے لیے بلبلون کے پر پیدا

شگفتہ غنچہ نہ جبتک ہو یون نہین آتے ۔ ہو چاک چاک اگر دل تو ہو ثمر پیدا

ہین بے خبر ہون مگر ہی جنون عشق نہان ۔ ہوے ہین داغ چھپانے کو موے سر پیدا

نہ داغ یاس سے گھبرا بر آئے گی امید ۔ گلون کے بعد ہوا کرتے ہین ثمر پیدا

یہ سرکشی سے ہی اُفتادگی کی قدر بلند ۔ کہ آگ سے ہوے اور خاک سے اثر پیدا

وہ آفتاب ہی پر تو فگن عجب کیا ہی ۔ ہمارے سنگ لحد سے ہو لعل اگر پیدا

جہان مین جتنے تھے شیوے ادا ہوے خونریز ۔ ہوئی ہی تیرے بناگوش سے سحر پیدا

لگے ہین موتیون کے پھل تو سو نکلے تھے ۔ ہوا جہان مین نہ اُس سرو سا شجر پیدا

بلاے چشم ہی حسن اور نغمہ آفت گوش ۔ کرین وہ چین ہوے ہین جو کور و کر پیدا

سمک نے جو یہ آواز سُنی پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار باغ پر چڑھا دیکھا صحن باغ مین فرش بچھا ہی اور ایک ساحر سیاہ فام بد انجام غصے مین بیٹھا ہی اور کہہ رہا ہی کہ ملکہ تو لاؤ اگر آج نہ مانیگی تو وہ سحر کرونگا کہ مثل میرے عاشق ہو جائے دل اُسکا بے

دیکھیے میرے آرام نہ پائے سمک نے جو یہ باتین سنین دیوار سے اتر ایک گوشے مین
آکر بیٹھا ایک کنیز جو برائے رفع حاجت آئی سمک نے اُسکو بیہوش کیا کنیز کی شکل بنکر
محفل مین آیا کنیزون سے نام دریافت کرلیا بیٹھکر پوچھا کہ ای شہریار کیا غم ہی لونڈی سے بیان
کیجیے مین دفع ملال کرون ارباب جادو نے کہا ای شعلہ رخسار تو دیکھ رہی ہی کہ آج تین
دن گذرے کہ اُس نازنین کو لایا وہ مجھکو قبول نہین کرتی اب ارادہ یہ ہی کہ اُسکے معشوق
کو پکڑ لاؤن اُسکو اُسکے سامنے قتل کرون سمک نے کہا یہ بدعت کیا ضرور ہی آپ مجھکو
اُسکے پاس دریچے مین جاکر دریافت کرون کسوجہ آپ کو قبول نہین کرتی مین باتون مین
سمجھ لونگی عورت سے عورت راز بیان کردیتی ہی کوئی پردہ نہ رہیگا سب حال ضرور
کھلجائیگا ارباب جادو نے کہا بارہ دری مین جاؤ کوٹھری مین بیٹھی ہی ابتک دُلہن
بنی ہی اسقدر روتی ہی کہ آنکھین سرخ ہوگئی ہین سمک جھپٹ کر بارہ دری مین آیا کوٹھری
کے پاس بیٹھ گیا کہا ای ملکۂ عالم آپ کا غلام ہون مین سمک بلداقی عیار رستم نے کہدیا
کہ تدبیر رہائی ملکہ کرو مین آپ کو صحبت مین بلواتا ہون اتنا کہدیجیے گا کہ مین خود تجھپر عاشق
ہون مگر تو نے وہ بدعت کی کہ نفرت ہوگئی مین عقد کرونگی یون مجھے ہاتھ نہ لگا ملکہ نے
کہا ای عیار طرار اگر ہوسکے تو مجھسے کچھ نہ کہواؤ میری زبان سے یہ نہین نکلتا سمک نے
کہا مین سمجھ لونگا اور جاکر جادوگر سے کہا کہ وہ خود تمپر عاشق ہی مگر تمنے کچھ بدعت کی ساحر
نے کہا مجھسے غلطی ہوئی معاف کرین سمک نے کہا رہا کرکے ملکہ کو صحبت مین بلوائیے
ارباب جادو نے ملکہ کو بلوایا کنیزون سے کہا ملکہ کو رہا کرو کنیزین قریب قفس آئین
کہا ای ملکۂ عالم آپنے ہمسے حال دل نہ کہا ہم صفائی کرادیتے آپنے بڑے صدمے
اُٹھائے ہم آپکو پاس ارباب کے لیے چلتے ہین وہ آپ کے ساتھ بڑی محبت صرف
کرینگے ارباب جادو کو آپ سے بہت محبت ہی آج عاشق معشوق ملین گے غنچۂ آرزو
کھلین گے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا کنیزون کے ساتھ محفل مین آئی دیکھا سمک انتظام
کر رہا ہی شراب مین بیہوشی ملا رہا ہی سب اہل جلسہ کو بٹھا رہا ہی اور رقص دے رہا ہی کہ ہم
ساقی ہوتے ہین کوئی باقی نہ رہیگا یہ کہکر جام بھرا اور یہ الحان پکار کے آواز دی

فرد ہوش بادہ کہ انجام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند پھر اور جام لبریز کے
سامنے ارباب کے لایا اور کہا اے شہنشاہ مین کیا جانتی تھی کہ آپ اس غم مین مبتلا ہین نہین
تو مین پہلے ہی تدبیر کرتی کہ عورت سے عورت اپنا راز کہتی ہے مجھسے اسنے صاف صاف کہدیا کہ مین
خود ارباب پر عاشق ہون ارباب جادو خوشی کے مارے پھول گیا کہ معشوقہ کے سامنے
ظاہر کر رہی ہے اگر اسکو کچھ عذر ہوتا تو جواب دیتی ارباب نے جام لیکر بے اندیشہ انجام
پی لیا اتنے مین سمک نے دورا باندھا تھوڑے عرصے مین سب کو شراب پلائی بیہوشی نے
اپنا رنگ دکھادیا آپس مین دست دراز زبان ہونے لگین تھوڑے عرصے مین سارے
اہل محفل بیہوش ہوے سمک خنجر پکڑ کر اٹھا پہلے ارباب کو قتل کیا پھر جسکو مناسب
جانا اسکو قتل کر ڈالا چند کنیزین باقی رکھین کہ انسے حال دریافت کیا جائیگا ملکہ نے کہا
بھتیا اب نکل چلو سمک نے کہا ملکۂ عالم چند کنیزون کو جو چھوڑا ہے اسواسطے باقی رکھا
کہ یہانکا خزانہ مال انکی ذات سے ظاہر ہوگا ملکہ نے کہا بھتیا بلائین لون لگے تمنے آکے وہ
احسان کیا کہ مین عمر بھر تمھاری ممنون رہونگی تمھاری ہی وجہ سے یہ سب معاملے ہوے
کہ فرخار مارا گیا مین نکمین سے ملی مین برات مین سے یہ ملعون اٹھا لایا تھا تمنے اور احسان
عظیم کیا اس دشمن کو مارا کہ جو میری آبرو کا خواہان تھا سمک نے کنیزون کو ہوشیار کیا
انسے پوچھا کوئی سواری بھی یہان ہے کنیزون نے کہا گوشۂ باغ مین ایک مادیان عربی
بندھی ہے اکثر ارباب جادو اسپر سوار ہوکر برائے سیر جاتا تھا اور مال اس باغ
مین بہت ہے اکثر اسنے قافلے لوٹے ہین جو قافلہ ادھر سے نکلا اسنے سحر کیا اور لوٹ لیا
وہ مال سب جمع ہے فلان کوٹھری مین رکھا ہے سمک نے وہ مال نکلوا کر چھکڑے پر لدوایا
ملکہ کو مادیان پر سوار کیا مال کو ساتھ لیکر نکلا صحراؤن کو طے کرتا ہوا جاتا تھا کہ پہاڑ پر ایک
ساحر بیدار بخت جادو نامے بیٹھا ہوا تھا دیکھا ایک نازنین مادیان پر سوار بخت بید
ایک عیار مال لیے ہوے جاتا ہے ساحر نے سحر کیا کہ سمک بیہوش ہوکر گرا ملکہ کی مادیان
چلنے سے رکی چھکڑا بھی رک گیا بیدار بخت جادو پہاڑ سے اترا آکر مال دیکھنے لگا
سمک تو بیہوش پڑا ہے بیدار بخت نے آکر ملکہ سے پوچھا کیون شاہزادی تم کون ہو

یہ تمکو کون لیے جاتا تھا ملکہ ساحر کو دیکھکر ڈر گئی مگر ساحر منتین کر رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم مین یہان
بھی لیے چلتا ہون اور بالاے کوہ میرا قلعہ ہی اس سرحد کی حکومت میرے نام ہی مین اسکو
حاکم کرونگا ملکہ نے جواب دیا او بیہودہ کیا بکتا ہی میری شادی ہو چکی ہی مجھکو ہاتھ نہ لگانا
ورنہ مین اپنی جان دیدونگی ساحر چاہتا ہی کہ سحر کر کے اُسکو لیجاؤن عورت معقول ہی اسپر
قبضہ کرون ملکہ رو رہی ہی کہ اس دشمن خدا سے کیونکر جان بچیگی قضاے کار مہر سپہر عیاری
و قطب فلک خنجر گذاری کس مسافر کی تلاش مین نکلے تھے اس صحرا مین آکر آتے مارا ہی
مال اُنہین کا قبضے مین کر چکے ہین کہ دور سے دیکھا ایک شخص بیہوش پڑا ہی اور ایک
ساحر ایک عورت کی منتین کر رہا ہی اور چھکڑے پہ مال بہت لدا ہی سوچے کہ ای خواجہ
یہ مال کہان سے آیا اور یہ ساحر کون ہی اور یہ بیہوش کون پڑا ہی رنگ روغن عیاری
لگایا اور ایک گویے کی شکل بنکر یہ اشعار گاتے ہوے ہر قدم پر اٹھلاتے ہوے چلے نظم

پنجۂ گلگون چمن کو اب دکھایا چاہیے ۔ رشک سے مہندی کی تہی کو جلایا چاہیے
ٹھوکر اک پاے حنائی سے لگایا چاہیے ۔ پھول کوئی میری تربت پہ چڑھایا چاہیے
چہرۂ جانان ہی مصحف اور مین بیمار ہون ۔ وار کر اُسپر سے اب پانی پلایا چاہیے
دل کو خواہش ہی کہ طفلان حسین گھیرے رہین ۔ آپ کو ان روزون دیوانہ بنایا چاہیے
جسکے ہاتھ آیا خزانہ قصد کر ... ہی یہی ۔ مثل قارون جہان مین سر اُٹھایا چاہیے
داغ فرقت زیست بھر سوز جہنم بعد مرگ ۔ ان جنون کو کس توقع پہ خدایا چاہیے
طالب زینت نہین رنگینی بے ساختہ ۔ پنجۂ مرجان کو کیا مہندی لگایا چاہیے
محفل عشرت مین ناسخ یاد آتا ہی غنی ۔ شمع سان ہنسنے مین یارونکو رلایا چاہیے

ساحر کے کان مین جو آواز گانے کی پہونچی پکار کر آواز دی میان گانے والے ذرا
ادھر آئیے ملکہ پر تو سحر کر دیا کہ ملکہ کی آنکھ بند ہو گئی گویا قریب آیا اب جو دیکھا کہ جو بیہوش
پڑا ہی وہ سمک ہی حیران ہوے کہ یہ یہان کیونکر آیا مگر مال کا چھکڑا جو دیکھا کہ اسباب
ضروری سے معمور ہی منھ مین پانی بھر آیا سوچے کہ بڑے غضب کی بات ہی کہ یہ مفلوک
اتنا مال لیجائے ساحر سے جا پہنچے اُسنے بیان کیا کہ مین بالاے کوہ بیٹھا ہوا تھا

اگر مین نے دیکھا یہ شخص جو بیہوش پڑا ہے مادیان کی رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے جاتا ہے اور پشت
پر یہ چھکڑا ہے مجھکو ناگوار ہوا کہ میری عملداری سے مال گذر جائے اور مین تعرض نہ کرون یہ
اور مین نے سحر کیا کہ یہ تو بیہوش ہو کر گرا چھکڑا چلنے سے رکا مین نے آکر اس محبوب کو دیکھا اور
مال کو بھولا خیال مین آیا کہ اسکو اپنے قبضے مین کرون بڑے لطف سے بسر ہوگی اسی اثنا مین
آپ آگئے اس عورت پر قبضہ کرنا چاہتا ہون عمرو نے کہا میرے پاس سیب باغ سامری
ہے اسکو کھلا دیجیے اور اس نازنین سے باتین کیجیے فوراً مائل ہو جائیگی جو آپ کو خواہش
ہے وہی اسکو بھی کاہش ہوگی ساحر نے کہا بڑے میان صاحب سیب باغ سامری
کیونکر پایا بڑے میان نے کہا مین ایک جنگل مین گا رہا تھا کہ سامری تشریف لائے
میرا گانا بہت پسند کیا پوچھا بڑے میان کیا سن ہے مین نے کہا یا خداوند ایکسو چھبیس
سال کا ہون مگر اس حال مین بھی چھ بیبیان ہین سامری نے جیب مین ہاتھ ڈالا اور سیب
نکالکر کہا کہ جب اسے کھا کر کسی سے کلام کروگے وہ تمپر عاشق ہو جائیگا ابتک مین نے
امتحان نہین کیا مگر تمپر امتحان ہو جائیگا بیدار بخت خوش ہو گیا خواجہ نے جیب سے
سیب نکالا نصف سبز نصف سرخ تھا سرخ کی قاش کاٹی اور بیدار بخت کو کھلائی غرض
بیدار بخت نے بہت خوشی سے سیب کھایا یہ نہ سمجھا کہ سیب کھاتے ہی تہ آسیب
ہو جاؤنگا بے دغدغہ انجام کھا گیا کھا کر بیہوش ہوا خواجہ نے اول وہ مال لیکر نذر زنبیل کیا
کنکر پتھر اس مین بھر دیے آکر ساحر کو قتل کیا مرتے ہی ساحر کے سمک ہوشیار ہوا خواجہ
کو جو سر پر دیکھا گھبرا گیا سمجھا کہ مال نہ بچا ہوگا ہاتھ باندھکر عرض کی قبلہ و کعبہ آپ کہانسے
آتے ہین خواجہ نے کہا مین ایک مسافر کی تلاش مین آیا تھا وہ تو نکل گیا تمکو بیہوش
دیکھا ساحر کو مارا اب تم باتین بناتے ہو سمک نے جھپٹ کر چھکڑے کو دیکھا انمین
کنکر پتھر پائے ہوش اڑ گئے قریب آکر کہا قبلہ و کعبہ اس چھکڑے مین مال تھا خواجہ نے
کہا مین تو چھکڑے کے قریب بھی نہین گیا مین کیا جانون مین کیا جانتا تھا کہ تم احسان
فراموش ہو مین نے تو ساحر کو مارا تمنے یہ جھگڑا نکالا اگر مین ایسا جانتا تو تمکو اسی
آفت مین چھوڑتا جب تمکو آرام آتا کہ ساحر تمپر برچھین کرتا اور قتل کرتا جب تم راضی

ہوتے سمک نے سر جھکا لیا ملکہ نے بھی کہا کہ ای سمک تکرار نہ کرو ایسا نہ ہو خواجہ بگڑ جائیں
خواجہ تو ایک طرف روانہ ہوئے سمک ملکہ کو ہمراہ لیکر چلا مگر سمک نے جو ذکر کیا تھا کہ
شاپور شیر دل برائے رہائی ایرج نوجوان و قاسم عالیشان و ماہ عالم افروز روانہ
ہوا ہی اُسکا حال تحریر کرتا ہون کہ شاپور شیر دل تلاش مین شاہزادون کی نکلا ہی ایک صحرا
مین پہونچا دیکھا چند آہو دوڑے دوڑے پھر رہے ہین ایک آہو نے آکر شاپور کو
گھیرا شاپور نے چاہا بھاگ کر نکل جاؤن مگر اُس آہو نے بھاگنے نہ دیا تڑپ کر گرا شاپور
نے دیکھا ایک ساحر ہی اُسنے نعرہ کیا کہ منم غزال جادو او عیار تو کون ہی جو میرے دشت
مین آیا شاپور رفتین کرنے لگا مگر غزال نے شاپور کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک دو تھپڑ
زمین پر مار کر شاپور زمین پر گرا آہو کی شکل بنکر تیار ہوا اُس ساحر کے پاس ایک
چوب تھی وہ بدن مین چھوا دی شاپور جنگل مین پھرنے لگا مگر بیقرار ہی کہ اس حال
مین کہان جاؤن پھرتے پھرتے سامنے ایک باغ کے پہونچا دروازہ باغ کا کھلا ہوا
تھا شاپور اندر باغ کے آیا دیکھا مسند بچھی ہی ایک ساحرہ مکارہ غدارہ مسند پر بیٹھی
ہوئی سیر باغ کر رہی ہی آہو سامنے آکر ناچنے لگا ساحرہ کہ سامنے بیٹھی تھی ہنسنے لگی
گائن سے متوجہ ہو کر کہا ای گل اندام دیکھو یہ آہو تال سم پہ پانؤن مار رہا ہی یہ کہکر ہاتھ
بڑھائے آہو نے منھ سینے پر رکھ دیا اور لپٹا جاتا ہی وہ ساحرہ بہت خوش ہوئی ہاتھ اُسکی
پشت و پہلو پر ہاتھ پھیر رہی ہی گائن جو گانے لگی آہو پھر ناچنے لگا اُس ساحرہ نے پھر
ہنسکر کہا یہ آہو تعلیم یافتہ معلوم ہوتا ہی یہ کہکر پشت پہ ہاتھ پھیرا کچھ ہاتھ مین چبھا خیال
کر کے دیکھا کہ ایک کیل آہن کی پشت پر اِسکے نصب ہی ساحرہ نے کہ مسمی بہ باغبان جادو
ہی اُسنے وہ کیل کھینچ لی جیسے ہی کیل نکل آئی شاپور بصورت اصلی ہو گیا مگر شاپور شیر دل
نے اُٹھتے ہی آواز دی کہ ع ہمیشہ دل بر جہان مبارک باشد ہ لوگ حیران ہو گئے
ساحرہ نے کہا کہ صاحبو کیسی ساحر کے سحر مین تھا مین نے وہ سحر اُتار دیا مگر ای شخص تو کون ہی
شاپور نے کہا قوم کا گویا ہون مین گا رہا تھا کہ ایک ساحر آیا اُسنے کہا میرے بیٹے کی شادی ہی
تو چل مین تجھکو بہت کچھ دونگا ہم تو اُسی کام کے عادی ہین اُسکے ساتھ محفل مین گئے

رات بھر ایسا گاے کہ کل اہل محفل خوش ہو گئے مگر اُس ساحر نے چار آنے پیسے مجھکو دیے مین نے کہا حضور میرا مقرری مجرا اس سے دچند ہے تو مین نہ لونگا بس اُس ساحر نے سحر کر کے مجھکو آہو بنا دیا مین جنگل مین پھرتا ہوا یہان آیا امید وار ہون کہ میرا گانا سنیے یہ کہکر شاپور نے بایان اٹھایا سید عاسید عا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ اشعار عاشقانہ سامنے اُس ساحرہ کے گانے لگا

نظم

بے رخ یار مجھے جان سے بیزاری تھی
چاندنی رات نہ تھی گور کی اندھیاری تھی

کام ہی ہو گیا امید شفا مین آخر
دل کی بیماری تھی یا چشم کی بیماری تھی

کیا مزہ کالبد خاک مین اور روح ملا
اب نکلتی ہی نہین یا تو وہ بیزاری تھی

[illegible] بالون مین زنجیر تھی اک گردن مین
یار سے مین نے بدی شرط وفاداری تھی

نہ ہوا مین تو ہی قسمت کا قصور اے قاتل
ہاتھ کمزور نہ تلوار تری بھاری تھی

نالہ کرنے سے نہ کم ظرف کہو جلادو ن
ضبط فریاد مین اب آگے دل آزاری تھی

بوسۂ لعل لب یار کی حسرت ہی رہی
مرد مفلس کو جواہر کی خریداری تھی

طور جس برق تجلی نے کیا خاک سیاہ
تیرے آتشکدۂ حسن کی چنگاری تھی

تھا وہ رونا کبھی ہنستا تھا نصیبون پر مین
خواب بد میرے لیے حالت بیداری تھی

چھوٹ کر عشق کے پھندے سے ہوئے تنگ آتش
مجھکو آزادی سے بہتر وہ گرفتاری تھی

گا کر جام لبریز کیا سامنے باغبان جادو کے آکر کہا کہ جام نوش فرمایئے باغبان جادو نے ہاتھ تو بڑھا دیے مگر جام پر تیور ڈالے کہ شراب اڑ گئی شاپور کے سامنے آئینہ لگا تھا شاپور نے جو اُسے دیکھا صورت تبدیل پائی باغبان جادو نے کہا ارے تو کون ہے شاید شراب مین بیہوشی تھی یہ کہکر خنجر لیکر اٹھی کہا کمبخت تجھے قتل کرونگی یہ سنکر شاپور منتین کرنے لگا ساحرہ نے کہا کہ او ظالم اتنا تو مین سمجھ گئی کہ تو کوئی دشمن ہے یہ بتا کہ تیرا مذہب کیا ہے شاپور نے کہا مین خداوند لقا کو خداوند جانتا ہون انکو بخوبی پہچانتا ہون شیطان درگاہ خداوندی نے کہا تھا کہ جب تم فلان صحرا مین پہونچو گے تو ایک ساحرہ گرفتار کریگی وہی ہوا ساحرہ نے کہا اگر تو شیطان تک گیا ہے اور انکی

صورت دیکھ آیا ہی تو ایک کام میرا کر دے تین جوان فرزندان حمزہ کو مین نے گرفتار کیا ہی چاہتی ہون کر اُن تینون کو راضی کر دے کہ میرا وصل قبول کرین تو مین تجھکو بیت نہال کرونگی شاپور نے کہا مین اصل مین ملک بختیارک کا عیار ہون اُنکی خدمت مین رہا کرا تین دیکھین جو فرمایئے وہ بجالاؤن اُن تینون جوانون کو ایسا آراستہ کرا کہ پھر آپ کی خدمت مین رہین آپ کا حکم بجالائین تب آپ پر میری کرامت ظاہر ہو مین خدمت قدرت مین ملون۔ یا قدرت کا نظر کردہ ہون اور ملک بختیارک کا بردہ ہون ساحرہ نے کہا مین اُن تینون جوانون کو لاتی ہون یہ کہکر شاپور پر سحر کیا کہا مجھکو خوف ہی کہ تو بھاگ نہ جائے اس مقام پر حصار کر کے روانہ ہوئی جا کے قفس لائی قفس مین تینون جوان قید تھے وہ تینون پنجرے رکھے شاپور اول قریب ایرج کے آیا کہا ای شہریار مین نے چاہا تھا کہ باغبان جادو کو مار لون مگر اُسنے شراب نہ پی اب مین نے باتون مین رنگ جمایا ہی آپ اتنا کہدیجیے کہ ہم تجھسے راضی ہین جو کہیگی وہ قبول کرینگے ایرج نے کہا او رفیق و شفیق یہ تو میرے منھ سے نہ نکلے گا قبلہ و کعبہ سے کہو یا میرے فرزند سے کہو وہ قبول کرینگے اگر مین کہونگا تو وہ ملعونہ مجھپر ضرور دست اندازہ ہوگی مجھکو ناگوار ہوگا اُسوقت کیا کرونگا شاپور نے کہا اِتنا وہ غافل ہو کر جام پی جائے انجام کا خیال نہ کرے ایرج نے کہا ای شاپور تمنے بہت تنگ کیا ہی خیر تمھارا حکم بجالاؤنگا مگر بنہایت برہم ہین غصے سے چہرہ سرخ ہو رہا ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری آشنا آپ کے فضیل جادو آتے ہین لیکن بہت غصے مین ہین فرماتے تھے کیا باعث ہوا کہ باغبان جادو شب کو نہ آئی مین نے رات بھر انتظار کیا آنکھین پتھرا گئین باغبان جادو نے کہا اسوقت تو وہ خلاف آئے مین اپنی ضرورت مین ہون تین دن سے جسکے لیے بیقرار تھی وہ اب راضی ہوتے ہین ان تینون سے مدعا حاصل کرون اُنکا نو مال ہون جسوقت چاہین بلائین مین حاضر ہونگی یہ ذکر تھا کہ فضیل جادو سامنے سے آیا قفس جو تینون جوانون کے دیکھے برہم ہوکر کہا کیون او فاحشہ رات کو کہان رہی ان دھگڑون سے مصروف تھی باغبان نے

کہا او دیوانے یہ ایسے معشوق نہیں ہین کہ فوراً مان جائین مجھے خود تمہارا آنا ناگوار ہوا اسوقت
چلے جاؤ مین شب کو آونگی فضیل نے کہا مین تجھکو لیکر جاؤنگا باغ مراد مین سب سامان
کر کے آیا ہون شراب وکباب گائنین ساقیان ہمین ساقی ومطربان خوش آواز حاضر ہین
جب رات بھر تیرا انتظار کیا اور تو نہ آئی تو خود دوڑا آیا میرے شغل مین فرق پڑتا ہی
اب اسمین بہتری ہو کہ میرے ساتھ چلی چل بعد تھوڑی دیر کے چلی آنا باغبان جادو نے کہا
اے فضیل کیون تکرار کرتا ہی مین اسوقت نہ جاؤنگی یہانتک تکرار بڑھی کہ فضیل نے
تلوار کھینچی کہا مین تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا معشوق کی مجھکو مشکل نہیں ہو جسکو چاہون
اٹھا لیجاؤن مطلب دلی حاصل کرون مگر تجھسے مدت کی آشنائی ہی اور تو آج ایسا انکار
کرتی ہی کبھی کی جان پہچان نہیں باغبان جادو نے کہا ارے دیوانے اسوقت میرا
مزاج درست نہیں ہی جو تجھے گمان ہی اسکا یہان سامان بھی نہیں یہ فرزندان حمزہ ہین
مگر نظر کردہ خداوند آگیا ہی اُسکی زبان کی تاثیر سے شاید مطلب حاصل ہو فضیل نے
ہاتھ بڑھایا کہ بال اسکے پکڑ لون باغبان جادو نے اُلٹا ہاتھ مارا فضیل نے جھلا کے
تلوار کو جنبش دی اور پکار کر کہا یا سامری وجمشید باغبان جادو کا سر اڑ جائے مین
اسکو قتل کرتا ہون تلوارین برسنے لگین کئی تلوارین گرین ایک تلوار نے سر اڑا دیا
دوسری تلوار گری کہ اُسنے ہاتھ قلم کیے ایک تلوار نے کمر کو کاٹا کئی ٹکڑے جسوقت
باغبان جادو کے ہوے شاپور نے رہائی پائی کود کر بھاگا ایک غار مین جا کر چھپا مگر
فضیل جادو حیران ہی کہ یہ عیار کہان گیا چہار جانب دیکھ رہا ہی کہ ایک طرف سے
رونے کی آواز آئی فضیل نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک کنیز سبزہ رنگ نوجوان سرو قد
خورشید خد سامنے سے آتی ہی کہتی ہوئی کہ صاحب ذرا اِدھر تو آؤ ایک دشمن کو
جادو ان کہ جنسے ہزارون جادوگر مارے آج تمھاری فکر مین آیا دیکھو مجھکو نیچے مار کے
بھاگا مین نے قصد کیا تھا کہ اسکو مار لون مگر وہ تو چھلاوہ ہی وہ جو سامنے کھنچی ہوئی
چھپا ہوا بیٹھا ہوا ہی تم چلو مین تمکو بتا دون تم سحر کرکے پکڑ لو فضیل جادو اُس کنیز کو
دیکھکر بیقرار ہو گیا ساتھ اُسکے چلا راہ مین کہتا ہوا کیون صاحب تم باغبان جادو کی

ملازم تھین اُس مہ جبین نے کہا ہر چند کہ مین ملازم تھی مگر ایسی پرورش فرماتی تھین کہ لباس
اپنا مجھکو پہنایا زیور اپنا اکثر مرحمت فرماتی تھین یہی اُنکا قول تھا کہ گلرخسار میری بہن ہر باتین
کرتے کرتے ایک مقام پر کنیز شہری کہا لو میان فضیل جادو وہ عیار تنجی مین بیٹھا ہے فضیل نے
کہا مین نے تنجی مین نہین دیکھا مفصل بتاؤ کنیز نے ہاتھ اُٹھا کر بڑے تمام سے کہا او احمق
تجھے کیا سوجھے گا تو تو بالکل اندھا ہے دیکھ وہ سامنے بیٹھا ہے لنگا بھیریا ہین رہا ہے بس
تم یہین سے اسم سحر پڑھکر ایک گورمار وزمین پاؤن تمام لیگی جاکر قتل کرنا فضیل نے
گور جھول سے نکالا اسم سحر پڑھکر چاہا پھیکون کنیز نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے
اور ایک جھٹکا مارا کر فضیل گرا شاپور نے حباب مار دیا بیہوش کرکے اُسے قتل کرڈالا
تینون قفس ٹوٹ گئے قاسم وایرج و ماہ عالم افروز نے رہائی پائی جب یہ تینون جوان
رہا ہوے تو شاپور نے آکر سلام کیا سب خوشیان کرنے لگے شاپور نے کہا آقاے
نامدار یہان سے چلیے مگر مال یہان بہت ہے قاسم نے کہا مال موزی نصیب غازی ہے
مال لدوالو شاپور نے چند مزدور لدواے مال وہانکا سب لدوالیا تینون نوجوان بھی
گھوڑون پر سوار مزدور مال لادے ہوے پشت پر شاپور رکاب پر ایرج کی ہاتھ
رکھے ہوے باغ سے نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا ایک پہلوان
گینڈے پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان اسباب جنگ سے آراستہ دور سے
جو اُس پہلوان نے ان شیرون کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا گینڈا بڑھاکر قریب
آیا جھک کر قاسم کو سلام کیا کہا آقاے نامدار آپ کے نام نامی و اسم گرامی کا مشتاق
ہون قاسم نے نام اپنا بتایا ایرج کو پہنوایا ماہ عالم افروز کا بھی ذکر کیا وہ پہلوان
موسوم بہ حسان کوہی بصدق دل مسلمان ہوا کہا یہان سے دو کوس پر غلام کا قلعہ
ہے قلعہ دقیانوسی اُسکا لقب ہے سب کو مسلمان کیجیے جو کچھ حصہ آتش حقیر کو مکن ہو تناول
فرمایئے بعد دو روز کے حضور کے ساتھ مین بھی چلونگا اب بقیہ زندگی ہمراہ رکاب
سعادت انتساب بسر کرونگا تینون جوان حسان کوہی کے ساتھ چلے حسان
اپنے بھائی لقمان کوہی کو اپنی طرف سے نائب کرکے براے شکار نکلا تھا مگر قریب

قلعے کے دشت پرخار ہر وہان کا حاکم سامان کوہی اپنے قلعے مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے
خبر دی کہ حسان کوہی مسلمان ہوگیا فرزندان حمزہ کا مطیع ہوا یہ سنکر سامان کوہی بہت
جھلایا افسرون سے کہا جلد تیار رہو مین انکو روکونگا آگے نہ جانے دونگا سب افسران
فوج تیار رہے ساٹھ ہزار جوانون کا لشکر آگے سب کے افسر کلان بیرون قلعہ آکے
اترے دوسرے دن حسان کوہی پہونچا تینون جوان ساتھ ہین حسان کوہی نے جو
دیکھا کہ بھائی باغی ہوگیا قاسم سے ذکر کیا قاسم نے کہا کچھ خوف نہ کرو مقابلے مین جاکر
اترو انشاءاللہ وہ بھی یاد کریگا کہ مین نے کیون بھائی کو روکا بہت پچتائیگا حسان
نے لشکر مقابلے مین آتارا سامان نے طبل جنگی بجوا دیا بیران بلا افگن سامان کا
پہلوان جو اُسی نے کہکر طبل جنگی بجوایا ہر دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے تیاریان
ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بیران بلا افگن نکلا پکار کر آواز دی
ای حسان کوہی اپنے مددگار کو بھیجو قاسم نوجوان سمند مرکب نکالا مقابلہ بیران مین
پہونچے بیران نے جو جمال بے مثال دیکھا جرأت و شوکت دیکھکر دنگ ہوگیا جی مین
کہتا ہے یہ وہی جوان ہے کہ جسنے دولت گنجاب کو برہم کیا باختر مین بھی خوب لڑا ہے تمام
پر مرکر بڑا کمان کیانی کاندھے سے آتاری قاسم پر تیرون کی بوچھار کرنے لگا جو تیر آیا
قاسم نے اُسے قلم کیا جب قاسم قریب پہونچے تو بیران نے کہا ای نوجوان میرے
پاس تیغہ بلاکش ہے آج اسکو لگاکر نہین آیا ہون کل آپ سے مقابلہ کرونگا یہ تو ان
لوگون کا دستور ہے کہ جو کوئی مہلت مانگے اسکو مہلت دیتے ہین عذر حریف سنا انکا کام
ہے گھوڑے کو روک لیا اور فرمایا کہ ای بیران کل ضرور آکر مقابلہ کرنا ہم تمہارے مشتاق
رہینگے ہمین میدان مین آئین گے انشاءاللہ لطف جرأت ملیگا بیران پلٹ گیا قاسم
اسکے مکر کو نہ سمجھے یہ بھی پلٹ آئے مگر بیران جو لشکر مین آیا افسرون سے کہنے لگا
عجب شخص سے مقابلہ تھا اپنی جان بچاکر چلا آیا اگر مقابلہ کرتا تو بیشک مارا جاتا افسر
خاموش ہو رہے بعض نے کہا اگر حکم دیجیے تو ہم جاکر مقابلہ کرین مشکین باندھکر
اسی شخص کی لائین کیسے سر حاضر کرین کسی بات مین بند نہین ہین آپ رحم دل ہین

اِسوجہ سے پلٹ آئے آپ کو گوارہ نہ ہوا کہ ایسے خوبصورت کو قتل کریں ہم لوگوں سے کوئی
دردمند نہیں ہی بہ یک ضرب شمشیر دو پرکالے کرینگے کیا ہمارے ہاتھ سے بچ سکتا ہی لیکن
بہران نے کسی کو جواب نہ دیا سر جھکا کر خاموش ہو رہا اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا عیار
اِسکا طیران تیز رو آیا آکر پوچھا مزاج کیسا ہی بہران نے کہا ای رفیق کیا پوچھتا ہی
عجب مصیبت میں ہوں میں نہ جانتا تھا کہ فرزندان حمزہ اِسکے شریک ہیں ورنہ لشکر
کشی نہ کرنے دیتا آقا کو منع کرتا کہ ان لوگوں سے مقابلہ نہ کیجیے نکلجانے دیجیے اب معرکہ
الجھ گیا اگر تامل کروں تو لوگ نام رکھینگے میرے لیے بدنامی ہوگی اور اگر مقابلہ
کروں تو جان کا خوف ہی عیار نے کہا ای آقاے نامدار اگر حکم دیجیے تو اِس جوان کو
پکڑ لاؤں تنہائی میں قتل کر ڈالیے بہران نے کہا ای عیار طرار اگر یہ کام کرے تو بڑا احسان
ہو عیار نے کہا غلام فوراً جاتا ہی اور قاسم کو لاتا ہی ہرچند کہ اُن کے لشکر میں بھی اکثر
فرزندان عمرو موجود ہیں لیکن اُنکو خبر بھی نہ ہونے پائیگی اور میں لے آؤنگا یہ کہکر طیران روانہ
ہوا دن ہی کو لشکر اسلام میں پہونچا دریافت کرنے لگا کہ قاسم بارگاہ میں رہتے
ہیں مگر شاپور شیر دل کہ ہر وقت لشکر میں پھرا کرتا ہی ایک دوکاندار نے خبر دی کہ
فلان ضعیف مرد پوچھتا ہی اُسنے نشان خیمۂ قاسم پوچھا تھا شاپور لڑبلا کا عیار ہی
فوراً سمجھ گیا کہ یہ کام کسی عیار کا ہی پکارا کہ مجھے میاں صاحب میرے پاس آیئے
میں آپ کو بتادوں بلکہ خیمۂ قاسم پہ لے چلوں چور کا دل کتنا شاپور نے جو پکار کر
کہا طیران بھاگا سوچا کہ شاید مجھے پہچان لیا شاپور تعاقب میں چلا جنگل میں جا کر
طیران نے صورت بدلی ایک گنوار کی شکل بنکر تیار ہوا لٹھ کاندھے پر دھوتی باندھے
شاپور نے جو دیکھا کہ ایک گنوار آتا ہی سوچا کہ یہ راہ گیر ہی مگر خیال کر کے دیکھا کہ
لشکر اسلام کو بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی اور شاپور کو دیکھتا ہوا آتا ہی ہرچند کہ شاپور نے
نہیں پہچانا مگر راہ کاٹ کے چلا طیران نے جو دیکھا کہ یا تو یہ شخص اِدھر آتا ہی اب اور
راستے پر جاتا ہی زنبیل عیاری بجائی پانچ شاگرد طیران کے کہ جنگل میں چھپے ہوے تھے
اُستاد کی زنبیل سُنکر فوراً حاضر ہوے طیران نے اِشارہ کیا کہ یہ عیار جو جاتا ہی اسکو گھیر کر

مار لو پانچون عیار شاپور پر آ پڑے مگر شاپور نہنگ بحر عیاری و گوہر صدف قلزم طراری ہے نیمچہ کھینچکر لڑنے لگا ایک ایک ہاتھ مین چار چار کو مار لیا ایک زخمی ہو کر بھاگا پلٹکر دیکھا وہ عیار بھی نہین ہے شاپور حیران ہوا کہ یہ کہان گیا مگر طیران ایک غار مین چھپا ہوا ہے کمندین جنس پوش کر دی ہین سرا ہاتھ مین جیسے ہی شاپور وہان پہونچا طیران نے شیر کی آواز دی شاپور رکا طیران نے جھٹکا مارا کہ شاپور گرا طیران نے آکر حباب مارا شاپور کو بیہوش کر کے پشتارہ باندھا چلے تو خیال ہوا کہ اپنے لشکر مین لیجاؤن لیکن خیال مین آیا کہ شاپور کو جنگل مین باندھ دون اسی کی شکل پر چلو شاپور کو ایک درخت مین باندھا بشکل شاپور طرف لشکر اسلام کے چلا مگر شاپور بندھا ہوا ہے کہ ہوا سے گرد اڑی دیکھا ایک جوان بلند و بالا قوم کا زنگی لبندہ ہاتھ مین جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے شاپور نے پہچانا کہ یہ تو جانسوز بن قران ہین پکارا کہ بھائی صاحب تم کہان جاتے ہو جانسوز نے پلٹ کر شاپور کو دیکھا آکر شاپور کو کھولا شاپور فوراً کھلتے ہی طرف اپنے لشکر کے بھاگا مگر طیران بشکل شاپور لشکر اسلام مین آیا طیران کو شاپور جانکر کسی نے نہ روکا اسنے جا کر ایرج نوجوان کو بیہوش کیا سراپردہ چاک کر کے لے بھاگا بیٹھتا اٹھتا لشکر اسلام سے نکلا بھاگا ہوا جاتا تھا کہ ادھر سے شاپور نے دیکھا پکارا کہ او جانے والے ٹھہر جا مگر طیران نہ ٹھہرا بھاگا شاپور نے پیچھا کیا ایک صحرا مین جا کر گھیر لیا طیران لڑنے لگا مگر شاپور نے دیکھ لیا کہ میرے آقا کو لیے جاتا ہے ایک مقام پر ایک ہاتھ مارا کہ طیران کا شانہ لشارہ ہوا تب تو طیران گھبرایا آخر پشتارہ چھوڑ کر بھاگا مگر شاپور نے پیچھا نہ کیا طیران نکل گیا شاپور نے ناچار ہو کر پشتارہ ایرج کا اٹھایا لشکر مین لاکر ہوشیار کیا ایرج نے پوچھا ہے شاپور خیر تو ہے شاپور نے کہا آپ کو عیار لے چلا تھا مگر غلام نے رہا کیا شکر ہے کہ وہ ملعون زخمی ہو کر بھاگا مین حضور کو لے آیا ایرج کو نہایت ناگوار ہوا مگر قاسم وغیرہ بر لے خبر آئے شاپور نے بیان کیا کہ آج دو مرتبہ عیار آیا مگر خدا نے آپ سب کو بچا لیا قاسم نے کہا یہ کیا بات ہے بہران نے ہمسے اقرار کیا تھا کہ کل آپ سے مقابلہ کرونگا

شاپور نے کہا وہ جاہ وجلال آپ کا دیکھکر گھبرا گیا حیلہ کر کے پلٹ گیا اسکا یہ بدلہ کیا انشاءاللہ
اس نامرد سے سمجھونگا یہ فطرتین کہین کر جا کر عیار کو بھیجا اگر شاپور نہ آگاہ ہوتا تو ایرج کو
لے ہی گیا تھا مگر کہان جاتا ہو سر میدان سمجھا جائیگا طیران جو پلٹ کر گیا ہیران سے سب
حال کہا کہ مین ایرج کو لایا تھا مگر زخمی ہوکر بھاگا اب آج شب کو جاؤنگا جسطرح بنے گا
کسی کو لاؤنگا ای شہریار بڑا ستم یہ ہوا کہ شاپور نے مجھکو پہچان لیا اب اگر پھر جاؤنگا اور
دیکھ پائیگا تو رد کریگا شام کو ایک سپاہی کی شکل بنکر چلا قضاے کار کاؤس صبا رفتار
چاندنی کی سیر دیکھتا ہوا جاتا تھا طیران نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار کسن آتا ہو فوراً
خنجر کسن جانکر ایک گوشے مین چھپا کمندین جس پوش کہین کہ مہتر کاؤس پھرتا ہوا اُس
مقام پر پہونچا طیران نے انھین کمندون مین مہتر کاؤس کو پھنسایا اور بیہوش کر کے
لے بھاگا خیال مین ہو کہ اسکو لشکر مین قید کر کے پھر آؤنگا سمجھ لونگا یہ سوچتا ہوا کاؤس
کو لیکر بارگاہ ہیران مین آیا بیان کیا کہ یہ عیار مسلمانون کا ہو اسکو قتل کیجیے یہ سنکر ہیران
نے اول کاؤس کو مسلسل کرایا حکم دیا ہوشیار کرو طیران نے ہوشیار کیا کاؤس کی
جو آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل پایا سر اٹھا کر دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال
بیٹھا ہوا حکم دے رہا ہو کہ اس عیار کو قتل کرو چند جلاد آکر کھڑے ہوے مگر کاؤس کو
دیکھکر انکی آنکھون مین آنسو بھر آئے آپس مین کہتے تھے کہ یارو یہ عیار بلاے روزگار
ہو مگر افسوس کہ اسکی مفت مین جان جاتی ہو مگر ایک جلاد کہ نہایت ہی صاحب بیداد تھا
خنجر کھینچکر قریب کاؤس آیا گردن پر کوے کا خط کھینچا کاؤس بیقرار ہوکر خدا سے دعا
مانگنے لگا کہ ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم اس آفت سے بچالے دشمن سے نجات دے نظم

بر گنہگاران کرم کن یا کریم — بر غریبان رحم فرما یا رحیم
ہر کرا حامی توئی ای کردگار — او نمیندارد ز دشمن خوف و بیم
خاکساران از تو حاصل می کنند — گلشن فردوس و جنات النعیم
تو قدیری و غفوری و شکور — تو قدیمی و علیمی و حکیم
بہر خاصان ہست لطفِ خاص تو — بہر عامان ہر زمان لطف عمیم

مگر قیفاے کار ہرکارے جو لشکر اسلام کے موجود تھے مقدمہ قتل کاؤس دیکھکر بھاگے
شاہزادہ ماہ عالم افروز کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا ہرکاروں کو بدحواس دیکھا پوچھا
کہ بھاگے ہو کہاں سے آتے ہو ہرکاروں کے آنسو ٹپک پڑے کہا ای شہریار غضب ہو گیا
کہ کاؤس دربار بہران میں قتل ہوتا ہی ماہ عالم افروز جوان کمسن نے اپنے عیار کا جو حال
سنا شعلہ کانون سینے میں مشتعل ہوا مرکب کو بڑھایا مرکب دریائی زیر ران ہی طرارے
بھرتا ہوا چلا نشیب و فراز کو طی کرتا ہوا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی پر نہیں کترے ہیں اگر کوئی
نخل سامنے آگیا اور شاہزادے نے ایڑ کی تو نخل کو فرا گیا اگر بلندی ملگئی تو اسپر چڑھگیا
اگر پانی ملا تو طرارہ بھر کر نکلا اس جوش و خروش میں شاہزادہ جاتا ہی مگر ہرکاروں نے
جو دیکھا کہ ماہ عالم افروز اپنے عیار کی محبت میں اکیلا چڑھ دوڑا ہی تو ڈرے کہ ایسا نہ ہو
شاہزادے پر کوئی افتاد پڑے آکر ایرج نوجوان سے اطلاع کی ایرج سنتے ہی
مرکب پری پیکر روبن اشقر پر سوار ہوے اور لشکر سے نکلے یہاں وہ وقت ہی کہ
بہران جلاد کو حکم دے رہا ہی کہ اس عیار کا سر کاٹ لے کاؤس بیقرار و اشکبار دعائیں
مانگ رہا ہی کہ ای خالق کون و مکان و ای رب دوجہان اس آفت ناگہانی و بلاے آسمانی
نجات دے رباعی ای آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی + وز دامن صبح شب نمایندہ
توئی + دست من بیچارہ قوی بستہ شدہ + بکشاے خدایا کہ کشایندہ توئی + بیقرار
ہو کر جو کاؤس نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دربارگاہ پر ہاے ہو ہوا بہران
نے کہا ارے دیکھو تو دروازے پر کیسا غل ہی باعث یہ تھا کہ شاہزادہ ماہ عالم افروز
مرکب کو اڑاتا ہوا قریب دربارگاہ پہونچا درگہ سالار جو دروازے پر بیٹھا ہوا تھا
اسنے روکا یہ کب رکتے ہیں چاہا کہ اندر جاؤں درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مار دیا
شاہزادے نے کلائی تھامکر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر درگہ سالار کا اڑگیا سر ڈھلکتا
ہوا بارگاہ میں پہونچا بہران نے گھبرا کر پوچھا ارے یہ کسکا سر ہی کہ پردہ بارگاہ کا
اٹھا شاہزادہ رستم خصال سہراب جلال نمایان ہوا مثل اہل اسلام کے صاحب
سلامت کی اہل دربار نے چاہا کہ بگڑیں بہران نے منع کیا کہ اپنے مذہب کی تعریف

کرتا ہی سنمار اکیا نقصان ہی شاہزادے نے آتے ہی جلاد کو مارا کاؤس کو رہا کیا اور
للکار کر کہا او ہبران اگر کچھ دعویٰ ہو تو روک لے مین یہ چاہتا ہون کہ اسوقت تلوار
چلے جرأت کا حال کھلے شاہزادہ چاہتا ہی کہ اگر ہبران اُٹھے تو مین اس سے مقابلہ کرون
مگر ہبران نہین اُٹھتا چپکا بیٹھا ہی کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی تقدروح روان قاسم عالیشان
ایرج نوجوان تیغ برہنہ کھینچے ہوے اندر بارگاہ کے آئے دیکھا کہ شاہزادہ کلام
سخت کر رہا ہی مگر کوئی جواب نہین دیتا آکر کہا ای نور نظر یہ کافران باز یگر مقابلہ نکرینگے
تم جس واسطے آئے تھے وہ مطلب ہوچکا کہ کاؤس رہا ہوگیا اب چلو سر میدان
سمجھ لین گے جب ایرج نے اسطرح پر کہا تو شاہزادے نے کاؤس کو اٹھا لیا ماہ عالم افروز
و ایرج و مہتر کاؤس بارگاہ ہبران سے باہر نکلے افسرون نے کہا ای پہلوان جہان
اگر آپ حکم دین تو ان تینون جوانون کا سر کاٹ لین زبان سے ہبران کی بے اختیار
نکلگیا کہ ہان یارو انکو مار لو ایرج و ماہ عالم افروز بیچ لشکر مین پہونچے تھے کہ لینا
لینا کی آواز آئی تمام فوج ان شیرون پر آپڑی اول ایرج نے نعرہ کیا کہ یا شیدای

کافران بے حیا و ای نابکاران پڑھ دعا نعرۂ ایرج

ملک ایرج آن آفتاب سپیر		کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر	
چو تیغم بلے برکشم از غلاف		تزلزل فتد در میان مصاف	
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم		زگاو زمین بیخ و بن برکنم	

ماہ عالم افروز نے بھی نعرہ کیا دونون جوان لڑنے لگے مہتر کاؤس دونون جوانونکی
پشتی بانی کر رہا ہی کئی حقہ ہاے آتشبازی مارے کہ کئی سو سوار جلے غرض ایرج نوجوان
و شاہزادۂ والا قدر لڑتے بھڑتے لشکر ہبران سے نکلے لشکر ناچار پلٹا ہبران نے
جب سنا کہ دونون جوان پلٹ گئے تب گینڈے پر سوار ہو کر آیا کہتا تھا کیون
یارو وہ جوان بھاگ گئے سب نے کہا دونون جوان لڑتے ہوے گئے ہین وہ
جوان بھاگنے والے نہین ہین آپ نے دیر کی ہبران نے کہا اگر وہ ٹھہر جاتے
تو مین انکو گرفتار کر لیتا ایک نے دوسرے سے اشارہ کیا کہ دیکھو یارو افسر کو

کیا جواب دین وہ جوان اسقدر رڑے کہ کئی ہزار جوان مارے گئے جب وہ جا چکے
ہین تب آئے ہین اب اظہار جرأت کرتے ہین لشکر بہران مین تو یہ ذکر ہو مگر یہ دونون
جوان لڑ بھڑ کر لشکر کفار سے نکلکر اپنے لشکر مین آئے قاسم بھی یہ خبر سنکر تیار ہوے
تھے کہ برائے مدد فرزندان جاؤن انکو بچا کر لاؤن لشکر بھی تیار ہوا تھا کہ ساتھ قاسم
کے جائین اور اپنے پہلوانون کو بچائین کہ دونون جوان آکر پہونچے دریاے خون
مین نہائے ہوے تیغہ ہاے خون آلود ہاتھ مین کہنیون سے خون ٹپکتا ہوا گویا کہ
ہولی کھیلکر آئے ہین قاسم نے پوچھا کیا معرکہ گذرا ایرج نے کہا قبلہ و کعبہ اصل یہ ہو
کہ آپ کا فرزند ماہ عالم افروز نہایت جری ہو بارگاہ بہران مین قیامت برپا کردی
بہران نے دخل نہ دیا جب وسط لشکر مین آئے تب فوج نے گھیرا کس زور و شور سے
ماشاء اللہ غلام آپ کا لڑا ہو انسر دن کو چن چن کر مارا یہ غلام آپ کا ہمراہ اسکے مصروف
جنگ تھا کاؤس نے بھی بڑا کام کیا کسی کو ہماری پشت پر نہین آنے دیا قاسم نے
ماہ عالم افروز کو گلے سے لگایا فرمایا ای فرزند یاب تمھارے تعریفین کرتے ہین یہ سنکر
شاہزادہ برائے تسلیم خم ہوا مگر بہران جو بارگاہ مین آیا عیار کو بلا کر کہا تو نے دیکھا
مین نے کیا صبر کیا کہ ان دونون کو جانے دیا اگر تجھسے ہو سکے تو گرفتار کر لا مین فوراً
قتل کرونگا عیار نے کہا مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر با نہاے عیاری لگا کے روانہ
ہوا بہ صورت مبدل لشکر اسلام مین آکر پھرنے لگا ہر ایک سے پوچھتا پھرتا تھا
کہ ماہ عالم افروز کس خیمے مین رہتا ہو اہل باز ادر بتا نہین سکتے بعض نے یہ کہا کہ وہ
سامنے جو بارگاہ ہو برنگ گلنار اسمین ماہ عالم افروز رہتے ہین طیران تیز رو یہ
خبر سنکر پشت بارگاہ شاہزادے پر ہمراہ چاک کیا قضاے کار وہ بارگاہ ایرج کی
تھی دیکھا ایرج پڑے سو رہے ہین طیران نے آکر بیہوش کیا پشتارہ باندھکر اسی
راہ سے لے نکلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہو کہ میر طلایہ پھرتا ہوا آیا اُسنے نگہبانون کو
پکارا کسی نے آواز نہ دی میر طلایہ اندر آیا پلنگ ایرج کا خالی دیکھا گھبرا کے نکلا
شاپور کو آواز دی شاپور بھی پھر رہا تھا آواز سنکر آیا میر طلایہ سے پوچھا میر طلایہ نے

بیان کیا کہ ایرج کو کوئی چرا لے گیا یہ سنکر شاپور گھبرا یا تعاقب مین چلا مگر طیران پشتارہ
لیے ہوے ایک صحرا مین پہونچا وہ وقت ہو کہ صبح ہو چکی ہو صحرا تمام تر بہار طائرونکی
چہکار پھولونکا جا بجا انبار بعض طائر منقارین کہولکر تعریف مین پروردگار کی زمزمہ سرا
ہوتے ہین بعض اُڑتے پھرتے ہین بعض آشیانون سے سر نکالے ہوے تعریف باغبان
قضا و قدر کر رہے ہین پھول دم محبت گل طراز عالم کا بھر رہے ہین طیران بہار صحرا
دیکھکر خوش ہوا سیر کرتا ہوا جاتا ہی پیاس کی شدت ہوئی ایک چشمے پر آکر پہونچا اور
پشتارہ رکھدیا منھ ہاتھ دھویا ٹہلنے لگا مگر پہرہ ایرج کا کھلا ہو معلوم ہوتا ہو آفتاب
عالمتاب مشرق سے بر آمد ہوتا ہو اُس مقام پر روشنی ہو رہی ہو طیران کھڑا ہوا ہی
چاہتا ہی ذرا آنکھین نکلے تو روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک نقابدار
بادل پوش گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہی باز کو تیہو پر چھوڑا تھا باز کب باز آتا ہی پنجہ
مار مار کے تیہو کو زمین پر گرا یا جہان پشتارہ تھا وہین آکر گرا باز بھی اُسی مقام پر
آکر پہونچا سینے پر تیہو کے چڑھ بیٹھا بال و پر شکار کے نوچنے لگا نقابدار بھی آ کے
گھوڑے سے کودا اول تو باز کو اُٹھا لیا پلٹ کر دیکھا کہ ایک جوان رعنا غنچہ گردن
بلند بالا چہرہ آفتاب عالمتاب بیہوش و مدہوش پشتارے مین بندھا ہو اور ایک
عیار ٹہل رہا ہی نقابدار نے پوچھا ارے تو کون ہی کہ اس جوان کو لیے جاتا ہی یہ
سنکر طیران نے کہا بہران بلا فکن جو پہلوان ہی اُس جوان سے لڑائی پڑی بہران
کے حکم سے مین اسکو لیے جاتا ہون وہ انکو قتل کریگا یہ سنکر نقابدار کو غصہ آیا کہا کہ او
نالایق یہ جوان اس لایق ہی کہ اسکو قتل کرے یہ تو اس لایق ہو کہ اسکو پہلو مین بٹھائے
عیار نے کہا کسکی مجال ہی کہ جو اس جوان کو یہان سے لیجاے اگر اپنی جان خیر چاہتا
ہی تو چلا جا یہ سنکر نیزہ نقابدار نے سینے پر عیار کے رکھدیا کہا ہی شرط کہ نیزہ بھونکدون
عیار نے کہا میری جان بخشی کیجیے نقابدار نے نیزہ ہٹا لیا عیار تو ایک طرف چلا
نقابدار نے پشتارہ اُٹھا کر مرکب پر رکھا اور روانہ ہو گیا مگر عیار خستہ و شکستہ حیران
و پریشان بارگاہ بہران مین آیا وہ وقت ہی کہ شاپور شیر دل بصورت خدمتگار

بارگاہ بہران مین موجود ہی بہران نے پوچھا ای طیران کیا کیا طیران نے جواب دیا کہ رات کو
اپنی جان لگا دی ایرج کو لیکر آیا تھا مگر راہ مین نقابدار نے چھین لیا مین ناچار پلٹ آیا
بہران نے کہا او دیوانے یہ نہ ہوسکا کہ مقام نقابدار دیکھکر آتا کہ مین لشکر کشی کر کے جاتا
اُس نقابدار کو ذلیل کرتا بلکہ سر کاٹ لاتا طیران نے کہا مین اب جاکر پتہ لگاتا ہون لیکن
شاپور شہپر ول نے جو یہ حال نقابدار کے لیجانیکا طیران سے سُنا تو اپنے آقا کی خبر سنتے ہی بھاگا
اِس خیال سے کہ چلکر اپنے آقا کو تلاش کرون اول اُس صحرا سے پر بہار مین آیا دیکھا کہ
ایک جادوگرنی آتی ہی اور سحر کرتی پھرتی ہی شاپور نے سوچا کہ اِسی کے سحر کا یہ صحرا ہی اِسکو
مار ڈالون تو شاید مطلب حاصل ہو ایک نازنین کی شکل بنکر ایک درخت کے سایے
مین بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا **نظم**

کر کے تنہا مجھے ای دوست گلفام گیا ۔۔۔ غم الم سونپ گیا طاقت و آرام گیا
کیا اُسے خط مین لکھون کیا مین زبانی کہدون ۔۔۔ قاصد اب تک نہ پھرا لیکے جو پیغام گیا
وعدہ کر کے جو گیا شب کو نہ آیا ہرگز + ۔۔۔ انتظاری مین تری یہ سحر و شام گیا
جسم لاغر کو مرے دیکھکے کہتے ہین طبیب ۔۔۔ زندگی اُسکی کہان جسکا گل اندام گیا
نعرہ کھینچون ہون تصور مین شب و روز مدام ۔۔۔ رونا اِن چشمون کا ہرگز نہ صبح و شام گیا
ذکر واحد علی کر رب کا ملا دیگا وہی ۔۔۔ دام مین لیکے مجھے وہ بت خود کام گیا

اُس ساحرہ نے جو آواز گانے کی سنی پلٹ کر قریب شاپور کے آئی منھ جو دیکھا [illegible]
گھبرا کر پوچھا ای مہ جبین کہان سے آئی ہو اِس صحرا سے تمکو کیا کام وہ نازنین رونے
لگی کہا حضور میرا حال قابل سننے کے نہین جو ساحرہ نے کہا ای نازنین مین ساحرہ ہون
جو حکم دو وہ بجالاؤن ابھی کر کے دکھاؤن آسمان کے تارے لاسکتی ہون تب اُس
نازنین نے کہا ای ملکہ عالم اصل کیفیت یہ ہی کہ میرا شوہر مجھکو لیے جاتا تھا قزاقون نے
آکر لوٹ لیا اور شوہر کو پکڑ لے گئے مین کئی دن سے اِسی مقام پر پڑی ہون شیر اور
بھیڑیے نے نہ کھایا کہ جان جاتی آرام تو پاتی آج کئی دن گذرے اِسی بھوک و پیاس
مین مگر موت نہین آتی شوہر کو گرفتار کر کے میرے سامنے لے گئے اِن آنکھون نے

رہ بہ عجلت دیکھی کہ فلک کسی کو نہ دکھائے ساحرہ نے کہا میرے مکان پر چلیے وہان چلکر کھانا
وغیرہ پیش کرون بھوک و پیاس تمھاری ستاؤن نازنین نے کہا او مہربان کھانے سے
زیادہ شراب کی ہوس ہے شراب ممکن ہو تو جان بچ جائے ساحرہ نے کہا مین ابھی لاتی
ہون یہ کہکر سامنے سے بھاگی بھٹی سے شراب لائی لاکر سامنے نازنین کے رکھدی نازنین
نے اُس شراب کو اُلٹ پلٹ کیا اُس سے مراد یہ تھی کہ شراب مین بیہوشی ملائی جام لبریز
کر کے سامنے ساحرہ کے پیش کیا ساحرہ نے کہا پہلے تم پیو نازنین نے کہا تم جان بخش ہو
پہلے تمکو پلا لونگی تب پیونگی ساحرہ اُس جام کو پی گئی پیتے ہی گھبرا کر بولی کہ یہ شراب
کیسی تھی کلیجہ دھڑکنے لگا معلوم ہوتا ہے بدن مین آگ لگ گئی کوئی آسمان پر لیے جاتا
ہے نازنین نے کہا ذرا اُٹھکر ٹہلیے ہوا لگے تو نشہ کم ہو ساحرہ اُٹھی کہ ٹہلون ہوا کھاؤن
بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی شاپور نے خنجر نکالکر ساحرہ
کا سر کاٹا مرتے ہی ساحرہ کے ہنگامہ ہوا آگ برسنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من
گلزار جادو بود ساحرہ کو مار کر شاپور آگے بڑھا مگر وہ نقابدار بادلپوش ایرج کا
گرفتار وہ لیے ہوے اپنے باغ مین آئی مسند آراستہ کی ایرج کو مسند پر بٹھا کر جمال
دیکھنے لگی حیران جمال و محو دیدار تھی جی مین کہتی ہے یہ جوان کون ہے کہ شعلۂ حسن دلفریب
نے کلیجہ مین آگ لگا دی ایرج کے تلوے سہلانے لگی ایرج نے آنکھ کھولکر دیکھا
ایک نازنین خوبرو و قد سرو لب جو آنکھین رشک دیدۂ آہو ہے سمن برحور پیکر ایرج
بھی مائل ہوے تیغ ابرو کے گھائل ہوے پوچھا او ملکۂ عالم نام نامی و اسم گرامی
کیا ہے مین اپنے فرش خواب پر سوتا تھا یہان کیونکر پہونچا ملکہ نے کہا نام میرا دلفریب
ہے اس جزیرے کو جزیرۂ احراسیہ کہتے ہین احراس زحل پیشانی کہ پہلوان زبردست
ہے اس کنیز کا باپ ہے یہ باغ گلفشان مین نے بنوایا ہے آپ کو عیار لیے جاتا تھا مین
اُس سے چھین لائی یہ کہکر ملکہ نے جام شراب پیش کیا ایرج نے ہاتھ رکھدیا دلفریب
نے کہا مین جانتی ہون کہ آپ سے کسی نے قسم لی ہوگی مگر مین تو ایک غیر آدمی ہون
ایرج نے جواب دیا کہ او ملکۂ عالم یہ تو ثابت ہو کہ مذہب تمھارا کیا ہے دلفریب نے

کہا جمشید ثانی ہمارا خداوند ہے ایرج نے کہا وہ مکار وجعلساز ہمارے شہریار کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہے انشاء اللہ موت اُسکی قریب ہے بادشاہ جمجاہ برائے فتح مرحلہ جات گئے ہیں انشاء اللہ وہان سے وہ پلٹیں تو لشکرکشی ہو ایسے کو خداوند جانتی ہو اُسپر لعنت کرو اُس پروردگار کا مذہب اختیار کرو کہ جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان بنایا اُسکو سجدہ کرو دلفریب نے ایرج کے کہنے سے کلمہ پڑھا اور کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوئیں اب جام چلنے لگا صحبت عیش آراستہ ہوئی آواز ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی اختلاط ظاہری ہونے لگا مگر شاپور ڈھونڈھتا ہوا سامنے اُس باغ کے پہونچا سُنا کہ کوئی خوش آواز بصد سوز وگداز یہ اشعار عاشقانہ چلا چلا کے گا رہا ہے

نظم

رات دن رہتی ہیں محو تماشا آنکھیں	ہیں آفت نہ کریں پھر کوئی برپا آنکھیں
ہمسری یار سے گلشن میں کیا کرتی ہے	کور ہو جائیں تری نرگس شہلا آنکھیں
ہر گھڑی یار پہ پڑتی ہے نظر خوف یہ ہے	کہیں ایسا نہ ہو کردیں مجھے رسوا آنکھیں
سیر دریا کا ارادہ ہو اگر اے یم حسن	ابھی رو رو کے بہا دیتی ہیں دریا آنکھیں
تنگ ہیں چشم اگر یار کی دیکھے ساحل	پھر دکھالے نہ کبھی نرگس شہلا آنکھیں

شاپور شیر دل تھکا ہوا تھا ایک نخل کے نیچے بیٹھکر سو گیا مگر طیران صبار فتار پھرتا ہوا قریب باغ کے پہونچا پشت باغ سے آکر دیوار پر چڑھا ایرج کو پہلوے دلفریب میں دیکھا جلگیا جی میں کہتا ہے کہ یہ شاہزادہ پیرا عاشق ہے اگر بہران سن پائیگا تو قیامت برپا کریگا ان دونوں کو زندہ نہ چھوڑیگا انکے قتل سے منھ نہ موڑے گا مگر یہی بہتر ہے کہ اپنے آقا سے اطلاع کروں کہ دختر احراس زحل پیشانی پشتارہ مجھسے چھینکر لے گئی ہے ایرج کو پہلو میں لیے بیٹھی ہے چلکر دونوں کو گرفتار کر لیجیے جو سزا ہو سزا دیجیے کہ اُسکو بھی سرکشی کا مزا ملے بہران اُسی وقت سوار ہوا بارہ ہزار سواروں کو ساتھ لیکر چلا مگر کہتا ہوا کہ دیکھو تو اس گیسو بریدہ نے کیا گستاخی کی تمام میرا اسنا اور باز نہ آئی دیکھو تو کیا قیامتیں برپا کرتا ہوں جاکر دونوں کو قتل کروں ایک کو زندہ نہ چھوڑوں اگر احراس دخل دیگا تو وہ بھی میرے ہاتھ سے

قتل ہوگا مین کیا کوئی بات اُٹھا رکھونگا اور اگر احراس نے دخل نہ دیا تو مین بھی اُسپر متوجہ نہ ہونگا اکڑتا ہوا بل کرتا ہوا مع کو سامنے باغ کے پہونچا یہان کنیزون نے ملکہ کو خبر دی کہ بیران بلا افگن لشکر کشی کرکے آیا ہی شاہزادے کا مشتاق ہی کہتا ہی کہ اگر اپنی خیر چاہو تو اُس جوان کو نکالدو مین سمجھ لونگا ایرج تیغہ ٹیک کر اُٹھے فرمایا کہ او ملکہ میرا جانا ہی بہتر ہی میرا ٹھہرنا یہان بہتر نہین ہی ملکہ رونے لگین کہا صاحب میرا تو یہ حال ہو دلپر ہجوم غم و ملال ہی کہ جی نہین چاہتا کہ ایک دم آپ کو اپنے سے جدا کرون بجسب اشعار نظم

بہار لالہ و گل سے لگی ہی آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین

یہ سودا ہے شہادت ہی ہمارے سر کو اے قاتل
تری تلوار کا دم بھرتی ہی جو رگ ہی گردن مین

نہین روزن جو قصر یار مین پروا نہین ہمکو
نگاہ شوق رخنہ کرتی ہی دیوار آہن مین

طریق عشق مین آتش قدم مجسا نہ گذریگا
گریبان مین بھی ہی جب لگی ہی آگ دامن مین

جنون کے جوش مین اکجا نہین دم بھر قرار آیا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین

عذاب گور کا دان سامنا یان رنج دنیا کا
نہ گھر مین چین زندون کو نہ مردون کو ہی مدفن مین

شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہمتو اے آتش
بتون کو گھورنے جاتے ہین اب دیر برہمن مین

شاہزادہ ملکہ کو سمجھا رہا ہی کہ او ملکۂ عالم نہ گھبراؤ انشاء اللہ بیران کا سر لاتا ہون تردد نہ کرو میرے فرزند کے ہاتھ سے اِسنے شکستین کھائین مگر عیار کے بھروسے پر یہی چاہتا ہی کہ مقابلہ نہ کرون اور مطلب نکل آئے انشاء اللہ آرزو دل کی دل مین رہیگی یہ فرما کر ایرج نوجوان اسطرف سے چلے کہ نوبت نقارے جو بجے شاپور کی آنکھ کھلی سر اُٹھا کر دیکھا کہ بیران بلا افگن گینڈے پر سوار فوج کو درست کر رہا ہی شاپور گھبرا گیا بیران نے چاہا باغ مین داخل ہون کہ دروازہ باغ کا کھلا شاہزادہ ایرج نوجوان آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری نبیرۂ صاحبقران فرزند قاسم نوجوان برآمد ہوا معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب عالمتاب اپنے برج سے باہر آیا شعشۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی ہوگیا اور للکارا کہ او بیران آگے نہ بڑھنا ہمارا ناموس ہی ہم باغ مین نہ جانے دینگے جسطرح چاہو مقابلہ کرو

ببران نے جو ایرج نوجوان کو مثل شیر غضبناک دیکھا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب جرأت مین بھی
لاجواب طرف ایرج کے چلا گر ہرکارے خبرین لیکر بھاگے سامنے احراس کے آئے
کہا ای بادشاہ غضب ہوا کہ ببران بلا افگن باغ پر ملک کے چڑھ آیا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ باغ
مین چلون احراس نے پوچھا کچھ سبب بھی پوچھا کہ باعث کیا ہی شاید اُسنے تصویر میری بیٹی
کی دیکھلی عشق کے جوش مین آیا ہی ہرکارون نے کہا غلامون کو نہین ثابت کہ مطلب اُسکا
کیا ہی ہمنے جو دیکھا کہ وہ فوج لیکر آیا خبر لیکر بھاگے کہ سرکار خفا ہونگے کہ ہمکو خبر نہ کی
ہماری بیٹی کی رسوائی ہو گئی حضور کے خوف سے چلے آئے جو دریافت کیا وہ عرض
کرتے ہین احراس اسی وقت سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا اُس وقت پہونچا کہ
ایرج سے بعد نیزے اور تلوار کے کشتی ہو رہی تھی دونون لشکر تماشہ کشتی دیکھ رہے ہین
کہ احراس آکر پہونچا احراس نے دیکھا ایک جوان خوبصورت ببران سے لڑ رہا ہی
کہ شعشۂ نور جمال سے تمام میدان نورانی و منور ہی اور ایک عیار طرار خنجر ہاتھ مین
لیے کھڑا ہی کسی کو پشت پر نہین آنے دیتا حیران تھا کہ یہ جوان کون ہی اور اِنکے اُسکے جنگ کا
کیا باعث ہی پکار کر پوچھا ای ببران تُنے اِس باغ کو آکر کیون گھیرا ببران نے کہا ای
شاہ مین متلاشی اس جوان کا آیا ہون میرا عیار اُسکو لاتا تھا آپ کی صاحبزادی نے
بڑی گستاخی کی کہ میرے عیار سے پشتارہ چھین لیا مین خبر سُنکر آیا یہ جوان متعرض ہوا
مین اِس سے لڑ رہا ہون اِسکو زیر کر کے اہل باغ کو سزا دونگا یہ جوان کیون میرے
مقابلے مین آیا ایرج نے پکار کر کہا ای بادشاہ یہان کھڑے ہو کر تماشہ دیکھو تھوڑی
دیر مین حال کھلجائیگا کہ یہ بھاگتے پھرینگے اور یہ لشکر بھاگے گا آپ تماشہ تو دیکھیے کہ کیا
گذرتی ہی ایک جانب یہ بادشاہ بھی ٹھہرا تماشہ دیکھنے لگا دونون جوانون سے کشتی
ہو رہی ہی دونون لشکر دیکھ رہے ہین مگر احراس کو حیرانی ہی کہ اِس جوان کو دلفریب
کیون لائی کیونکر دریافت کرون تین پہر برابر کشتی ہوئی پہر دن رہے ببران اِسقدر
عاجز تھا کہ اپنی جان سے بیزار ہو گیا چاہتا ہی جلدی فیصلہ ہو دونون سونڈے تھا مگر
ایرج کو پکڑے دوڑا ہر چند ایرج چاہتے ہین کہ رکون مگر نہین رک سکتے کوئی

دس قدم ریلکر لایا وہان آکر بکہ مارا ابایان گھٹنا ایرج کا آشنا بہ زمین ہوا تڑپ کر لنگر مارا
کر انگشت پا تک غرق ہوئے بیران نے اوپر جا کر کمر مین ہاتھ ڈالا اسطرح کے زور کیے
کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اسکو اکھیڑ لیتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین جس و حرکت نہ پائی تھک کر
ہاتھ ہٹا لیا اور کہا اب آپکے زور کا مشتاق ہون ایرج نے دونون مونڈھے تھامے
سینے مین سر اڑایا اور ریلکرے دوڑے پچیس تیس قدم ریلکر لائے وہان پر لاکر بکہ مارا دونون
گھٹنے بیران کے آشنا بزمین ہوئے ایرج نے کمر بخیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے زور
مین تا بہ گھٹنہ دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا بیران پکارا
کہ مین مسلمان ہوتا ہون چاہتا ہون آپ کی اطاعت کرون سرکار کے ہمراہ رہون کیونکہ
باطل پرستی مین ساری عمر کٹی اب حق پرستی کرونگا ایرج نے ہاتھ سے رکھدیا بیران قدمون پر
گرا ایرج نے سر اسکا چھاتی سے لگا لیا کل لشکر اسکا مسلمان ہوا ایرج طرف باغ کے
چلے کہ احراس نے بڑھکر کہا ای شہریار باغ مین نہ جانے دونگا ایرج نے کہا مین ضرور
جاؤنگا احراس نے کہا جب تک مجھکو زیر نہ کیجیے گا جبتک نہ مانونگا بیران نے جو دیکھا کہ
میرے آقا کو روکتا ہے تڑپ کر قریب آیا کہا ای احراس آقا کا مرتبہ تو اعلی ہے مین تجھ سے
موجود رہون ابھی جنگ آغاز کر اگرچہ تھکا ہوا ہون مگر تیرے لیے کافی ہون اور آقا
سے تو کیا لڑیگا آقا کو خدا نے زور و قوت جلالت عطا کی ہے خوبصورت ایسے کہ جو دیکھے
وہ حیران ہو جائے دیکھنے والا بھی آرزو کرے کہ پروانہ وار گرد پھرون سایۂ دامن
دولت مین رہون جب احراس نے دیکھا کہ بیران آمادہ ہے کہ لپٹ پڑون اپنے ایرج
کا ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا خیر یہ بھی جبر سہونگا آپ باغ مین جائیں مین باہر رہونگا لیکن
صبح کو آفت برپا کرونگا ایرج نے کہا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر یہ فرما کر ایرج داخل
باغ ہوئے احراس باہر آتا بارگاہ ایستادہ کرائی بارگاہ مین اپنی آکر بیٹھا سردارون
سے کہنے لگا کہ دریافت تو کرو کہ دلفریب اس نوجوان کو کیون لائی اسکو تو مرد کے
نام سے نفرت تھی چند سردار ٹہلتے ہوئے در باغ پر گئے کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ
کیا کر رہی ہین کنیزون نے کہا جبتک شاہزادہ باہر بیران سے لڑا وہ کوٹھے پر دعائین

کرتی تھین جسوقت سے اندر آئے ہین نذرین نیازین ہو رہی ہین اب دونون صحن خانہ مین
ہین اختلاط ظاہری آپس مین ہو رہے ہین لہذا سابق مین نفرت تھی اب مروسے رغبت
ہو مگر وہ جوان ایسا ثابت قدم ہو کہ اُسنے ابتک افعال باطن کی طرف توجہ نہین کی اُنکے
مذہب کا دستور یہ ہو کہ عقد و نکاح ہوتا ہو ابھی تک کوئی صورت عقد کی نہین ہوئی
مگر اقرار ہو رہے ہین سردار نے یہ سب دریافت کرکے احراس سے کہا احراس نے
دریا بار احراسی نامے عیار سے کہا کہ تو ملکہ کو چُرا لا دریا بار نے کہا مین جا کے
لے آؤنگا اور فکر مین نکلا پشت باغ پر آیا کمند کے ذریعے سے باغ مین پہونچا ایک
کنیز کی شکل بنکر محفل مین آیا بیٹھا رہا جب یہ دونون شیدائی یک دیگر محفل سے اُٹھے
اور چھپر کھٹ پر آکر آرام کیا دریا بار اُٹھا کنیزون کو تو بیہوشی دی تھی کہ جو جہان
گری بیہوش ہو گئی دریا بار بے خوف قریب پلنگ ملکہ کے پہونچا ملکہ کو بیہوش کیا اور
پشتارہ باندھکر لے بھاگا باغ سے نکلگیا پشتارہ بدوش جاتا ہو قضائے کار اِس
باغ سے قریب ایک پہاڑ ہو شداد قوی بازو نامے ایک پہلوان وہان رہتا ہو
کہ مدت سے دلفریب پر مائل ہو اُسکو ہرکارون نے خبر دی کہ نبیرۂ صاحبقران یعنی
ایرج نوجوان کو دلفریب لائی اور باغ مین لیے بیٹھی ہو ہمراہ بلا افگن آیا تھا کہ
شہزادون ایرج نے اُسکو زیر کیا وہ مسلمان ہوا اب احراس کوشش کر رہا ہو مگر
ایرج سے کچھ زور نہ چلیگا سامان تیز رو اُسکا عیار ہو اُس سے کہا اب مجھکو نا امیدی
ہوئی ابتک خیال تھا کہ شاید کبھی سرفراز کرے مگر اب دشوار ہو کہ وہ مجھپر توجہ کرے
مین نے سب کتابین مسلمانون کی دیکھی ہین کسی مین یہ نہین دیکھا کہ معشوق اِن کے
قبضے مین آکر نکلجائے ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان والا تبار نے اِسی تکرار پر جان دی
کہ ژوبین کامرانی خواہان تھا اُسنے قصد کیا کہ ملکہ پر قبضہ کرون تب ملکہ نے ناچار ہوکر
جام زہر پی لیا ایسی مزاج کی جلیل تھین کہ شہزادی خواصون نے ساتھ دیا سب نے
جان دی اور ژوبین کے ساتھ جانا گوارہ نہ کیا پس اب غیر ممکن ہو کہ دلفریب
مجھپر توجہ کرے سامان تیز رو بانہ سے عیاری لگا کرتیار ہوا کہا مین جا کر ابھی لاتا ہون

پھرتا پھراتا ہوا اُسوقت پہونچا کہ عیار احراس ملکہ کو لیکر پشت باغ پر آیا ہے سامان
نے اندھیرے مین عیار کا پیچھا کیا جب عیار جنگل مین پہونچا تو سامان نے حلقہ ہاے
کمند سرراہ بچھا دیے گوشے مین بیٹھکر اُسے گرفتار کیا جنگل مین اُسکو باندھکر پشتارہ لیکر
بھاگا مگر صبح کو ایرج نوجوان جو بیدار ہوے ملکہ کو پلنگ پر نہ پایا کنیزون سے پوچھا
کنیزون نے کہا ہم نہین جانتے ایرج نے شاپور سے کہا اے مترد الاگہر مقام افسوس
ہے کہ تم باغ مین موجود تھے اور کچھ فکر نہ کی شاپور نے کہا مین ابھی جا کر پتہ لگاتا ہون
یہ کہکر شاپور بصورت مبدل بارگاہ احراس مین آیا احراس سردارون سے کہہ رہا تھا
کہ رات کو عیار ہمارا گیا تھا نہین معلوم اُسپر کیا گذری لوگ کہ رہے ہین کہ باغ مین
اُس نوجوان کا عیار بھی موجود ہے وہان کیونکر گذر ہوا ہوگا شاپور باہر نکلا طرف
صحرا کے چلا جنگل مین آکر دیکھا کہ ایک عیار درخت سے بندھا ہے شاپور نے اُسکو
آکر کھولا اور پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے بیان کیا کہ مین احراس زحل پیشانی کا عیار
ہون دلفریب کو سے چلا تھا کسی نے مجھکو بیہوش کر کے یہان باندھدیا ملکہ کو لیگیا
شاپور نے کہا کچھ آگاہ ہو کون لے گیا عیار نے کہا سامنے کوہ فلک شکوہ ہے اُسپر
شداد قوی بازو نامے پہلوان رہتا ہے اُسکا عیار سامان تیز رو ہے کیا عجب ہے کہ اُسکا
یہ کام ہو شاپور نے کہا خیر اب تم تو جاؤ کرے خطا ہو مین تدبیر کرلونگا شاپور گھبرایا
ہوا زیر کوہ پہونچا ایک فقیر کی شکل بنکر سوال کیا کہ حضور کئی دن سے بھوکا ہون
شداد غم مین ملکہ کے بیٹھا تھا کہ عیار جو ملکہ کو لایا شداد خوشی خوشی پاس ملکہ کے
پہونچا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اور غیر مکان دیکھا گھبرا گئی شداد جو سامنے آیا منھ چھپا لیا
کہا اے شخص میرے سامنے نہ آنا ورنہ بہت پچھتائیگا مین تیرا قریب بیٹھنا قبول نکرونگی
شداد اس غم مین بیٹھا ہوا تھا کہ فقیر نے سوال کیا جھلا کر کہا بڑے میان صاحب
جاؤ ہم نہین معلوم کس غم مین بیٹھے ہین طبیعت اُداس عالم یاس فقیر نے کہا بابا
کیا فکر ہے دانا پوری کریگا فقیرون سے تو بتاؤ شداد نے کہا بڑے میان صاحب
دلفریب نامے ایک شاہزادی ہے کہ مدت سے اُسپر عاشق ہون عیار میرا لایا

مگر مین جو اسکے پاس گیا تو اسکو مجھسے نفرت ہی کنارے ایک گوشے مین منھ چھپائے بیٹھی ہی
فقیر نے کہا اگر میرا ایسا سنا کرا دیجیے تو ایسے دوا چھر مارون کہ آپ پر مائل ہوکر حلقۂ محبت کان
مین ڈالے اور افعال اصلی سے انکار نہ کرے بے آپ کے چین نہ آئے میرے پاس ایک
تعویذ ہی آپ آگ منگوائیے مین تھوڑا لوبان آگ مین ڈالونگا اُسمین سے دھوان نکلے گا
ایک شعلہ آواز دیگا کہ یہ تدبیر کرو شداد خوش ہوگیا ایک روپیہ نکالکر فقیر کو دیا اور کہا
شاہ صاحب اگر تمھاری کوشش سے میرا مطلب پورا ہوا تو نہال کر دونگا مجھکو بڑا اشتیاق
ہی دل بیقرار ہی کہ کیا تدبیر کرون کہ دلفریب قبضے مین آئے یہ کہکر آگ طلب کی ایک انگیٹھی
مین آگ آئی جب آگ روشن ہوگئی تو بڑے میان نے لوبان جیب سے نکالا وہ لوبان
آگ پر ڈالا شداد جھکا ہوا دیکھ رہا ہی دھوان جو اُسمین سے نکلا دماغ مین پہونچا شداد
بیہوش ہوکر گرا شاپور نے شداد کو اُسی مقام پر چھوڑا آپ بشکل شداد بنکر اُس
مکان مین آیا جسمین ملکہ بیٹھی ہین مگر اتفاق سے سامان پھرتا ہوا قریب شداد کے آیا
دیکھا شداد بیہوش پڑے ہین گھبرا گیا شداد کو ہوشیار کیا کہا اے شہریار آپ کو کسنے
بیہوش کیا تھا شداد نے کہا ایک فقیر آیا تھا اُسنے مجھسے کہا کہ آگ منگواؤ مین نے جو
آگ منگوائی اُسنے لوبان ڈالا اُسی کے دھوئین سے بیہوش ہوا سامان نے کہا اب
آپ جلد جائیے معشوقہ کو دیکھیے ایسا نہ ہو وہ عیار دلفریب کو لے جائے تو باعث
خرابی ہو ترقی پریشانی ہو شداد تیغہ ہاتھ مین لیکر چلا یہان شاپور قریب ملکہ کے آیا
ملکہ نے وہی کہا کہ میرے قریب نہ آنا ورنہ اپنی جان دونگی شاپور نے کہا اے ملکۂ عالم
آپ کا غلام ہون شاپور شیر دل آپ کو لینے آیا ہون ملکہ خوش ہوگئی کہا اے شاپور
جسطرح کہو مین چلون اُسنے عطر بیہوشی نکالا کہ سنگھا کر ملکہ کو بیہوش کرون اور لے
بھاگون کہ دروازہ مکان کا کھلا دیکھا شداد آتا ہی شاپور بدحواس ہوگیا دوسرے
دروازے سے نکلکر بھاگا پہاڑے کو دیڑا خدمت مین ایرج نوجوان کی پہونچا
ایرج برہم بیٹھے تھے شاپور نے آکر خبر دی کہ شداد قوی بازو نامے پہلوان ہی اُسکے
عیار سے چھڑوا منگایا مین لاتا تھا مگر معلوم ہوتا ہی اُسکے عیار نے اُسکو ہوشیار کر دیا

وہ وقت پر آیا غلام بھاگ آیا یہ سنکر ایرج اُسیٹھے مرکب پر سوار ہوے باغ سے نکلے
طرف کوہ کے چلے شاپور نے بہران کو بھی خبر کی بہران بھی چند کس کو لیکر چلا مگر ایرج
نوجوان بڑے غصے مین تھے گھوڑا ڈالے ہوے جاتے ہین یہان عیار شداد نے
سب حال اسکو بتایا کہا اے شہریار طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ عیار ایرج نوجوان کا
تھا آپ کو بیہوش کیا آپ کی شکل بنکر گیا تھا آپ کو دیکھکر بھاگا اب ایرج کو خبر ہوگی وہ
نوجوان شیر دل فنون سپاہ گری سے اور جرأت کی سب کیفیتون سے ماہر ہو مقدمۂ
ناموس کیونکر گوارا کریگا کہ ناموس اُسکا یہان رہے شداد نے کہا اگر یہان آوے تو
اسطرح مارون کہ ماہیان دریا مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجکو
ذرا ترس نہ آئے یہ کہکر عیار پہاڑ پر آیا دور سے دیکھنے لگا کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا
ایرج نوجوان یکہ و تنہا گھوڑے کو ڈالے ہوے آتے ہین مگر غصے مین چہرہ سرخ اور
آنکھین ابلی ہوئین مرکب کرہ بن اشقر ایسا طرارے بھرتا ہوا آتا ہو بقول شاہ صفت کہ

وہ چہ مرکب چو برق یا باد سے		طرفہ دیوانہ و پریزاد سے	
خوشنما سے ز آب نازک تر		تیز گامے ز برق چابک تر	
راکب نے سانس لی کہ وہ کوسون رہ گیا	دیگر	تار نفس بھی اُسکے لیے تازیانہ تھا	

عیار نے بڑھکر شداد سے عرض کی کہ اے شہریار وہ جوان آتا ہو شداد اُٹھا دور سے
اُسنے بھی دیکھا افسرون کو آواز دی کہا یارو گھاٹیون پر جاکر ٹھہرو اِس جوان کو روکو
بر سر کوہ نہ آنے دو چند سردار گھاٹیان روک کر بیٹھے چند سپاہی بھی لے لیے کہ ایرج
نوجوان قریب کوہ آکر پہونچے ایک سردار طاؤس تبر دار نامے پہلی گھاٹی پر تھا
طاؤس نے للکارا ایرج گھوڑے سے کود سے جھنڈی تھام کر جست جو کی سامنے
طاؤس کے پہونچے طاؤس نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کو از حد غصہ تھا بار ڈھر
بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا غار مین کوہ کے ڈالدیا اور
سب سپاہی بے لڑے بھڑے بھاگے ایرج دوسری گھاٹی پر آئے کمیاب سبز گردن
دوسری گھاٹی پر تھا اُسنے کئی تیر مارے ایرج نے تیر قلم کیے کمیاب نے گرز اٹھایا

ایرج نے قریب آکر گرز اُسکا چھین لیا اور وہی گرز مارا کہ کمیاب پر اٹھا ہو کر رہگیا ساتھ والے آسکے لڑنے لگے ایرج نے نعرہ کیا کہ او شداد ان بیچارے پیادو نکو قتل کراتا ہی تو سامنے نہین آتا ہی کہ مزہ شجاعت کا ملے کیسا پہلوان ہی شداد بر سر کوہ کھڑا ہوا جھوم رہا ہی دو تلوارین حمائل سپر آہنی پشت پر مثل دیو کے چنگھاڑ رہا ہی یاد محبوب مین یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری دلکی بیقراری

نظم

ساتھ لائے جو رقیبون کو تو آنا کیا تھا — ہمکو ناحق کا یہ احسان جتانا کیا تھا

خود وہ دل سوختہ تھے عشق مین ای آتش گل — آشیانہ بلبل شیدا کا جلانا کیا تھا

صاف زلفو نکو کیا دل کو مگر اُلجھایا — مجھ پریشان کا دشمن تھا یہ شانا کیا تھا

کیا ہی تیر نگہ ناز پڑا سینے پر — جان لینا تھا صنم آنکھ ملانا کیا تھا

تیغ ابرو سے اگر قتل ہی کرنا تھا مجھے — جنبش لب سے پھر ای جان جلانا کیا تھا

کہتے ہین ہجر کے صدمو سے گئی جان قبول — ایک نادان سے کیا عشق دوانا کیا تھا

ایرج نے للکارا کہ او نامرد یہ کیا بیہودہ بک رہا ہی اگر کچھ دعوی جرات ہی تو آ کہ مزہ شجاعت کا ملے کچھ کیفیت حاصل ہو یہ سنکر شداد کو تاب نہ باقی رہی تیغ کھینچکر دوڑا ایرج نے کہا زیر کوہ اُتر آئیے پہاڑ پر مقابلے مین آپ کو تکلیف ہوگی شداد نے کہا آپ چلیے مین آیا ایرج دامنہ کوہ مین آئے گھوڑے کو مہمیز کرنے لگے کہ شداد گینڈے پر سوار ہو کر آیا ملکہ دلفریب بالائے کوہ سے دیکھ رہی ہین کہ ایرج نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او شداد جلد آ تلوار ہماری بنام انتقام مین تڑپ رہی ہی تیرے خون کی خواہاں ہی شداد درہ کوہ سے نکلا گینڈے پر سوار گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ہاتھ مین غصہ بات بات مین آتے ہی نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو روکا چالیس طعنین رد و بدل ہوئین تھین کہ ایرج نے نیزہ شداد کا نکالا شداد نے دو دستی گرز مارا ایرج نے بھی گرز اپنا قربوس سے اُٹھایا گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی آواز پیدا ہوئی تق گرد بلند ہوا کہ شاپور آکر ہوشیار مگر شداد نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم اگر چھلنی لیکر خاک چھانوگے تو اس جوان کی ہڈیان نہ ملینگی شاپور نے بڑھکر جھینٹا پانی کا مارا

گر دیکھی ایرج کو دیکھا کہ دونوں ہاتھ ستون کر زمین نگر دونوں آنکھیں بند ہیں جسم مین
رعشہ شاپور نے پکارکر آواز دی کہ آقاے نامدار و مولاے قدرشناس غلام کو جواب
دیجیے خدانخواستہ دشمنان حضور راہی ملک عدم ہوے ایرج نے آنکھ کھولدی
ملکہ بالاے کوہ سے دعائین مانگ رہی ہو کہ اے کریم و رحیم تو حافظ حقیقی اور مالک
تحقیقی ہو میرے وارث کو اس دشمن کے ہاتھ سے بچا لیجیو شداد نے جو ایرج کو زندہ پایا
لپٹ پڑا ایرج سے کشتی ہونے لگی کہ ببران بلا افگن دو سو سوارون سے پہونچا اور
دیکھا کہ شاہزادے سے شداد سے کشتی ہو رہی ہو ببران کو بہت ناگوار ہوا گھس پڑا
کہتا تھا اے شہریار آپ ہٹ جایے مین اس بے ادب سے سمجھ لونگا ایرج نے ببران
کو ہٹایا مگر شداد بڑھا کہ ببران کو پکڑ لون اور کہا کہ آپ بیٹھ رہیے مین اسکو سزا دونگا
ایرج نے دونون ہاتھ بڑھاے کہ دونون کو اٹھا لون مگر ببران قدمون پر ایرج کے
گر پڑا کہا آقاے نامدار مجھکو بہت ناگوار ہو کہ آپ ایسے ذلیل سے لڑین شداد کوئی
بادشاہ نہین ہو صرف ایک کوہ پر قبضہ کر لیا ہو شاہون کی زمین دبالی اُن شاہون
نے دخل نہ دیا کہ ایسے حقیر سے کون الجھے مین اسکو ابھی سمجھا دونگا مگر احراس کہ دروازہ
باغ پر اُترا ہوا تھا اسکو ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ کو شداد نے چرا لیا تھا ایرج
نوجوان وہین پہونچے اور اُس سے لڑ رہے ہین احراس بھی سوار ہوا اس خیال سے
کہ اگر شداد کو بھی ایرج نے زیر کر لیا تو مین اطاعت کرونگا ایسا شیر دلیر کہ ناموس کا جانا
اُسکو ناگوار ہوا فوراً اپنے کو پہونچایا دل مین یہ باتین سوچکر سوار ہوا مع فوج کے
چلا اُسوقت پہونچا کہ شداد و ببران مین تکرار ہو رہی ہو ایرج بیچ مین کمر سے ہین
دونون کو روک رہے ہین جب شداد نے زیادتی کی کہ ببران کو تھام لون تو ایرج
نے دونون کو ہٹایا داہنا ہاتھ کمر مین شداد کی اور بایان ہاتھ کمر مین ببران کی ڈالکر
زور کیا اور دونون کو اُٹھا لیا شداد نے آواز دی اے شہریار مین آپ کا تابعدار
ہون اطاعت کرتا ہون ایرج نے دونون کو رکھدیا مگر احراس نے جو یہ زور دیکھا
تخت سے کود پڑا آکر ایرج کو سلام کیا کہا آقاے نامدار یہ خوش نصیبی میری کہ آپ

ایسا خویش ملا مین نہال ہو گیا شداد کو بڑا غرور تھا مین اُس سے مقابلہ کرتا تھا کہ ایک شخص خود رو ہیچ چند سے پیشۂ قزاقی کیا آخر ہم لوگون کی زمین دبالی شاہ بنکر بیٹھا اِس ہمارے تامل نے اُسکو مغرور کیا تھا آج غرور سر سے نکلا شداد کہتا ہو اے آقا سے نامدار مین مدت سے خواہان تھا کہ کوئی فرزند صاحبقران سے ملے تو اُسکی اطاعت کرون آج آرزو حاصل ہوئی جو امید تھی وہ خدا نے پوری کی مین سمجھا تھا کہ احراس سے لڑنا پڑیگا مگر احراس بھی خود مسلمان ہوا اب کوئی کانٹا باقی نہ رہا ایرج نے آکر ملکہ کو سوار کرایا نوبت نقارے بجتے ہوئے باغ مین آئے یہ تینون جوان مع فوج در باغ پر آترے مگر عیار شداد کا نکل کر بھاگا ایک قلعہ تھا کہ وہان کا حاکم دیوانہ چوب گردان ہو سامان نے آکر سلام کیا دیوانہ نے پوچھا کیون اے سامان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا سامان نے کل کیفیت بیان کی اور عرض کی کہ ایک جوان نے آکر معشوقہ پر قبضہ کر لیا تینون سردار مع فوج در باغ پر فروکش ہین اگر آپ قصد کرین تو یہ جنگ فتح ہو دیوانے نے یہ سُنکر ایک چیخ ماری کہ بارہ ہزار دیوانے آکر جمع ہو گئے دیوانے نے اہل فوج سے کہا صاحبو وقت مقابلہ ہو سب دیوانے اُچکنے لگے اور زنجیرین ہلانے لگے عرض کی کہ اے چوب گردان ہم تو جنگ کو رقص جانتے ہین تشریف لے چلیے دیوانہ چوب گردان زنجیرین ہلاتا ہوا چلا اور سامان رہبری کرتا ہوا جاتا ہو اور کبھی کہتا ہو اے پہلوان اے افسر دیوانگان چلتے ہی آفت برپا کر دیجیے پہلے احراس کو مار دیے بہران و شداد بھاگ جائینگے پھر باغ مین گھسکر نرگس پر قبضہ کیجیے ایسی عمدہ نرگس ہو کہ آپ خوش ہو جائینگے اور وہ بھی آپ کو پسند کریگی آپ ایسے جوان کسکو ملتے ہین اُسکی خوش نصیبی کہ آپ کے پہلو مین بیٹھے احراس بھی راضی ہو جائیگا وہ چاہتا ہو کہ کسی زبردست کو بیٹی دون دیوانہ چوبدست ہلاتا ہوا جاتا ہو کہتا ہو اے سامان میری چوبدست بے پناہ چلتی ہو میری چوبدست سے کوئی بچ نہین سکتا ہو یہان وہ وقت ہو کہ ایرج نوجوان باغ مین ہین اور بیرون باغ احراس و بہران و شداد اُترے ہوے ہین کہ ناگاہ ایسے گرد اُٹھی ان سب نے دیوانون کی آمد جو دیکھی گھبرا کر بھاگنے لگے احراس نے جب دیکھا کہ بے لڑے لوگ بھاگے

جاتے ہین تو یہ باغ مین آیا ایرج سے عرض کی اے شہر یار بڑا غضب ہوا دیوانہ چوب گردان
کہ سب شاہ اُس سے ڈرتے ہین طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ سامان عیار اُسکو لیکر آیا ہو
اب لشکر پر آیا چاہتا ہو وہ مرد دیوانہ طرز جنگ کیا جانے اپنے زور پر نازان ہو ایرج
فوراً باغ سے نکلے ملکہ دلفریب رو کر کہتی ہو کہ اے شہر یار شل بہران و شداد وہ نہین ہو
مین بھی مدت سے سنتی ہون کہ اُس دیوانے سے سب ڈرتے ہین کہنیکا تو یہ حال ہو قلب پر
ہجوم غم و ملال ہو ایسا نہ ہو کہ آپ کو دشمنون سے صدمہ پہونچے شداد و بہران ہی سے
کہلا بھیجیے کہ وہ بڑھکر اُسکو روکین باغ مین نہ آنے دین شداد کو اپنے زور پر بڑا دعوی ہو
جب اُنسے کچھ نہ ہو سکیگا تب آپ کو اختیار ہو ایرج نے کہا اے ملکۂ عالم اُن لوگون کے
حال تو کھل گئے کہ اُسکی آمد دیکھکر بھاگے جاتے ہین اُنکے روکے سے وہ رُکیگا اب
انشاء اللہ مین جاکر اُسکو زیر کرونگا یہ فرماکر مرکب پر سوار ہوے باہر جو آئے تو دیکھا کہ
دیوانہ چوب گردان آتا ہو بارہ ہزار دیوانے پشت پر زنجیرون کی جھنکار دیوانون کا
غل و شور فوج مین ایک ہنگامہ ہو کہ بڑا حریف آتا ہو بار و کیا کرین سوا اسکے کہ ہم
سب بھاگ جائین مگر ایرج کو دیکھکر بہران و شداد بھی نکلے ایرج نے کہا تم لوگ ٹھہرو
فوج کی حیرانی و پریشانی مثا و سب سپاہی بھاگے جاتے ہین انکو روکو مین جاکر دیوانے
کو روکتا ہون شداد یہ باتین ایرج کی سُنکر دلیر ہوا سمجھا کہ آقا اُسکو روک لینگے کہا اگر
ارشاد فرمایئے تو مین جاکر اُسکو منع کرون کہ آگے نہ بڑھو سامنے صحرا مین اُترو جو کچھ کہ
رہی ہوگا ایرج نے کہا مین ایسا روکنا نہین چاہتا شداد نے کہا تو مین اکیلا نہ جانے
دونگا مین بھی ضرور ساتھ چلونگا ایرج نے غصے سے کہا اہل فوج کو تسکین دو کہ گھبرائین
نہین انشاء اللہ مطلب دلی پورا ہوگا یہ کہکر ایرج نے گھوڑا بڑھایا سامنے دیوانے
کے اُکے نعرہ کیا کہ او بے ادب خبردار آگے نہ بڑھنا دیوانے نے جو ایرج نوجوان کو
دیکھا خوب ہنسا کہا اے آقائے سرخ آپ کسواسطے آئے ہین بازرک کا پیغام لائے
ہین جو کہیے وہ قبول کرون ایرج نے کہا تمھین روکنے آئے ہین او رنرزک تمھارے
نام پر لعنت کرتی ہو خبردار اب نرزک کا نام نہ لینا ورنہ بہت پچتاؤ گے سب دیوانون نے

غل مچایا اور پکار کر کہا ای افسر ہمکو حکم دیجے کہ اِس جوان کو ابھی بھگا دین سامنے سے آپکے
ہٹا دین دیوا نے نے کہا ای نوجوان مین تیرے حال پر رحم کرتا ہون میری چوبدست کبھی
خالی نہین جاتی ایسا نہ ہو کہ آپ کا کوئی عضو ٹوٹ جائے ایرج نے کہا تجھ ایسے کئی
دیوا نے فرزندان حمزہ کے ساتھ ہین بڑے بڑے بلوے کیے مگر شاہزادون نے انکو
سزا دی لشکر مین رہتے ہین ہوش و حواس درست بہت چالاک و چست ہر کام مین درست
لہذا تو بھی اُن مین شریک ہو گا یہ سُنکر دیوانہ چوب گردان بہت جھلایا کہا کیون آقاے
سرخ مین تو چاہتا ہون تمھاری جان بچے اور تم جان دینے کا ارادہ کرتے ہو ایرج
نے کہا او دیوانے بیہودہ جو تجھسے ہو سکے تقصور نہ کر انشاء اللہ ابھی میدان مین امتحان
ہو جائیگا اپنی سرکشی کی سزا پائیگا دیوانے نے چوبدست آہنی کو چرخ دیا اور ہاتھ چوبدست
کا مارا ایرج نے آڑے ہو کر چوبدست کو تھام لیا کشاکش کے زور ہونے لگے مگر
ایرج نے ایک جھٹکا مارا کہ دیوانہ کھنچتا ہوا چلا ناچار ہو کر چوبدست کو چھوڑ دیا ایرج
نے چوبدست کو پھینکو یا سیدھے کھڑے ہوے تھے کہ دیوانے نے آکر چنگل مارا زرہ
ایرج کی نوچ لے گیا ناخون اِسکے تا بہ اُستخوان پہونچے ایرج کو جو صدمہ ہوا ایک
گھونسہ مار دیا دیوانے کو چرخ آگیا گھڑی بھر تک جھوما کیا سر سے پانون تک ایرج
کو دیکھ رہا ہو کہ پھر ایک چنگل مارا ایرج کا جسم زخمی ہوا ایرج نے دوسرا گھونسہ
مارا کہ دیوانہ کانپ گیا لپٹ پڑا ایرج نے بال اُسکے کہ بڑے بڑے تھے ہاتھ مین
لپیٹ کر دو جھٹکے مارے کہ دیوانہ فریاد کرنے لگا پکارتا تھا کہ ای آقاے سرخ میرے
حال پر رحم کیجے ایرج نے بال چھوڑ دیے کشتی ہونے لگی مگر ایرج جب پکڑ لاتے ہین
تو ایسے گھسے لگاتے ہین کہ دیوانہ گھبرا جاتا ہو بمشکل نکلتا ہو مگر اُٹھتے ہی لپٹ پڑتا ہو ایرج
نوجوان ایک طرح پر رڑے جاتے ہین ایکمرتبہ دیوانے نے شانہ ایرج کا کاٹ کھایا
بوٹی نوچکر لے گیا ایرج نے فوراً تمانچہ مارا کہ بوٹی منھ سے نکلکر گری جب دیوانہ منھ
کھولتا ہو ایرج نوجوان منھ کھولنے پر تمانچہ مار دیتے ہین دیوانہ منھ بند کر لیتا ہو اور
ہاتھ سے اشارہ کرتا ہو کہ اب نہ کاٹونگا اسی طرح تین پہر کامل دیوانہ لڑا پہر دن رہے

بھلا کر ایرج کو ریلکر لے دوڑا آٹھ دس قدم ریلکر لایا وہان لا کر ہکہ مارا ایرج نے لنگر مارا
کہ تا بزانو غرق زمین ہوگئے دیوانے نے کمر مین ہاتھ ڈالکر وہ زور کیے کہ اگر پہاڑ پر کرتا
تو اُسے بھی اُکھیڑ لیتا مگر اُس کوہ وقار کے لنگر کو حرکت نہ ہوئی دیوانے نے تھک کر ہاتھ
ہٹا لیا کہا اے آفتاب سرخ اب آپکے زور کا مشتاق ہون ایرج ریلکر لے دوڑے جب
دیوانہ چاہتا ہے کہ رکوں تب ایرج ہکہ مارتے ہین مثل برگ کاہ اُڑا ہوا جاتا ہے پچیس قدم
پر ایرج ریلکر لائے وہان آکر ایرج نے ہکہ مارا دیوانے کے دونون گھٹنے آشنائے زمین
ہوئے ایرج نے دونون ہاتھ ڈھیلے کر دیے اور فرمایا کہ اے دیوانہ چوب گردان لنگر
اپنا بخوبی قایم کر لے کہ مین اُکھیڑ نے سکون ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین جسم سے ایرج
کے خون جو جاری ہوا اُسکو پیٹ لیا کر دیکھا ایرج نے کمر زنجیر مین دیوانے کی ہاتھ ڈالا
اور نعرۂ شیرانہ کیا

نظم

یکے نعرہ زد میر منزل مصاف	کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف
یکے نعرہ شد آن ز حلقش بدر	کہ آہن دلان را بدرید جگر

پہلے ہی زور مین لنگر اُکھیڑا دیوانہ چیخنے لگا ایرج نے ہکہ دیکر سر سے بلند کیا چرخ دیکے
زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے اور خنجر چمکتا ہوا کمر سے نکالا دیوانے نے
جو چمک خنجر کی دیکھی ہاتھ باندھنے لگا عرض کی ذرا خود تو سر سے ہٹا لیجے ایرج نے جو
خود سر سے اُٹھایا زلفین خلیلی ظاہر ہوئین دیوانے نے کہا آفتاب سرخ کلان خواب
مین آئے تھے آپ کا نشان دیگئے تھے کہ اُنکی اطاعت کرنا مین غلام ہون ایرج نے
چھوڑ دیا دیوانہ قدمون پر گرا اور کھڑا ہو کر دیکھنے لگا دل مین سوچا کہ مین اپنے زور مین
کہ پڑا یہ جوان مجھے کیا زیر کرتا پھر لپٹ پڑا ایرج نے کولے پر لاد کر مارا کہ پھر چارون
شانے چت گرا ایرج کود کر چھاتی پر سوار ہوئے اور کان پکڑ کر کہا کہ کان اُکھیڑ لون دیوانہ
پھر منت کرنے لگا ایرج نے پھر چھوڑ دیا کئی مرتبہ دیوانہ ایرج سے لپٹ گیا اور ایرج
نے پھر زیر کیا پانچ مرتبہ کے بعد بخوبی مطیع ہوا کہتا تھا آفتاب نامدار جو کوئی تمکو آنکھ
دکھائے اُسکی آنکھ نکال لون سامنے خرلیچے والے بیٹھے تھے اُنپر دوڑا خرلیچے والے

خوانچے اپنے چھوڑ کر بھاگے دیوانہ لوٹ مار کر کھانے لگا خوانچے والے فریاد کرنے لگے ایرج نے سب کو روپیہ دیا دیوانہ چوب گردان کو لیکر لشکر مین آئے ایک طرف اُتار دیا باورچیون کو بلا کر حکم دیا کہ دیگین چڑھا دو اور گوشت اونٹ کا بڑے بڑے ٹکڑے کر کے چانولون مین ڈالدو جب اسطرح کھانا تیار ہوا تو ٹاٹ بچھوا کر دیگین اُسپر انڈلوا دین تمام دیوانے آگر گرے دیوانے کھا رہے ہین ایک کے ہاتھ سے ایک دیوانہ نوالے چھین لیتا ہے بعضے ہڈیان چبا رہے ہین بعضے ٹکڑا گوشت کا لیکر بھاگے عجب ہنگامہ ہے ایرج کھانا دیوانون کو کھلوا کر اندر باغ کے آئے ملکہ نے پوچھا اے شہریار دیوانے سے لڑکے بڑا صدمہ اُٹھایا ملکہ نے بہت نذرین نیازین کین ایرج آکر مسند پر بیٹھے ملکہ نے صحبت آراستہ کی جام چلنے لگا ایک خوش آواز قوم کی ڈومنی سامنے آ کے بیٹھی بعد سوز و گداز یہ اشعار گانے لگی نظم

تا بہ ہر اک آنکھ کب لاتی ہے تیرے نور کی	دیدۂ موسیٰ ہو تو دیکھے تجلی طور کی
او پری تجھکو خدا نے دی ہے صورت نور کی	تیری ایڑی پر کرون صدقے مین چوٹی حور کی
بار وہ میان سے خمیدہ ہو گیا ہے قد راست	بوجھ اُٹھانے سے کمر جھک جاتی ہے مزدور کی
اسقدر تجھکو حسین پیدا کیا اللہ نے	او پری تجھپر نہ کیونکر رال ٹپکے حور کی
وہ چھنگلی مجھسے کیونکر ہو کہ ہے میرا خمیر	مجھکو گھٹی مین پلائی ہے شراب انگور کی
خط کے آتے ہی دیا عاشق کو بوسہ یار نے	شام کا وقت آیا اُجرت ملگئی مزدور کی
دل خدا دے اپنا پریزاد و نہ دیوانہ ہو	دیو کی خصلت ہے انہین گو ہے صورت حور کی
جلوۂ دیدار کا اک شوق سے کشتہ ہون رند	میری تربت پر لگانا لوح سنگ طور کی

دیوانون نے جو آواز یہ سنین دیوانہ چوب گردان یہ کہکر اُٹھا کہ آقا نرزک کے پاس بیٹھے ہین اور ہم لوگ یہان پڑے ہین ہم بھی جا کر تماشہ دیکھین گے اور ایک نرزک آقا سے لین گے یہ کہکر افسر آگے چلا پیچھے سو دو سو دیوانے ہوے جب دیوانے نے چاہا کہ اندر جاؤن تو محلدار نے روکا دیوانہ چوب گردان نے محلدار کو اُٹھا کے کاندھے پر سوار کر لیا سب دیوانے اندر باغ کے گھس پڑے کنیزون نے جو آتے ہوے دیکھا

بعض بھاگیں بعض کو دیوانون نے اٹھا لیا اور انکو اپنے کاندھون پر سوار کر لیا ہار انکے گلے سے
اُتار کر اپنے سر پر سہرے باندھ لیے اور سارے باغ مین دوڑے دوڑے پھر رہے ہین
ہلڑ چیو ہوا ایرج نے پوچھا کیا ماجرا ہی ایک کنیز نے خبر دی کہ دیوانے باغ مین گھس آئے ہین
کنیزون کو اُٹھا کر کاندھون پر سوار کر لیا ہی اور باغ مین پھر رہے ہین سب کا افسر چوبی دیوانہ
چوب گردان اسنے محلدار کو لیا ہی ایرج نوجوان اُٹھے ملکہ نے دامن تھام لیا کہا ای شہریار
برائے خدا ان دیوانون مین نہ جائیے ایسا نہو بگڑ جائین ایرج نے کہا بعنایت پروردگار
کیا کر سکتے ہین تم آکر تماشہ دیکھو ایرج نے چمن مین آکر دیوانہ چوب گردان کو للکارا
اور دیوانے تو کنیزون کو چھوڑ کر بھاگے مگر دیوانہ چوب گردان محلدار کو اُتار کر طرف
ایرج کے چلا دوڑ کر چنگل مارا ایرج نے کلائیان تھام لین ایک تماچہ مارا کہ عارض
اسکا سرخ ہو گیا دیوانہ منتین کرنے لگا کہا آقا شکایت کرتا ہون کہ تم تو نرزک کو لیکے
باغ مین بیٹھے اور ہم باہر پڑے رہین ہماری بھی شادی ان کنیزون سے کر دیجیے
ہمارے ساتھ کے لوگ بھی خواہان ہین کہ ہمارے سہرہ باندھا جاوے ایرج نے کہا
اچھا کل تمھاری شادی کر دینگے دیوانہ خوشی خوشی بھاگا بیرون باغ یہی کہتا ہوا آیا
کہ کل ہماری شادی ہوگی سب دیوانے بھی کہنے لگے کہ آقا کے ساتھ ہماری بھی شادی
ہوگی نرزکون کو راضی کر آئے ایرج نوجوان نے بعد کئی دن کے ملکہ سے عقد کیا اور
محلے مین سوار کرا لیا شداد قوی بازو و بیران کو سپہ سالار کیا اعراس زحل پیشانی
کو تخت پر سوار کیا تاجدار لشکر قرار دیا مع دونون سردار سپہ سالار کے دھوم سے کوچ
کیا طرف جمشید ثانی کے چلے کہ داخل انکا گذارش کرینگا مگر قاسم و ماہ عالم افروز کہ
مقابلہ سامان کو یہی مین اُترے ہین جب بیران کو عرصہ گذرا اور خبر پہونچی کہ بیران
مسلمان ہو گیا گھبرایا قاسم کو نامہ لکھا کہ مین حسان سے مقابلہ کرنا چاہتا ہون آپ
دخل نہ دین قاسم نے حسان سے کہا کہ تمھارے بھائی نے یہ نامہ لکھا ہی تم سے مقابلہ
کرنا چاہتا ہی حسان نے کہا خدا کے فضل سے آپ ایسا معین پشت و پناہ ہی پھر مجھے
کیا تردد ہی مین سر میدان مقابلہ کرونگا قاسم نے جواب مین لکھ دیا کہ بسم اللہ جلد جنگی

بجوا ؤ اپنے بھائی سے مقابلہ کرو مین دخل نہ دونگا سامان نے طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل
جنگی بجا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری جسوقت کہ شہنشاہ
خورشید خاور نے علم زرنگار بلند کیا اور ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان قلعۂ مغرب
مین جاکر مخفی ہوا دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت
کی سامان نے گینڈا نکالا میدان مین آکر آواز دی کہ بھائی صاحب آئیے حسان کو بھی
قاسم کے سامنے آیا قاسم نے سمجھا دیا کہ سمجھ کے مقابلہ کرنا حسان گینڈے کو بڑھا کے
سامنے سامان کے آیا سامان نے کہا ای برادر تمنے بڑا غضب کیا کہ مسلمان ہو گئے
اسی وجہ سے مجھکو خیال ہو کہ مذہب بزرگان روشن کرون حسان نے کہا ای بھائی تصور
تو کرو کہ جمشید ثانی جسکے گھمنڈ پر خدائی کرتا ہو پروردگار وہ ہو کہ جسنے ایک کلمۂ کن سے
زمین و آسمان پیدا کیا مین تو جمشید وغیرہ پر لعنت کرتا ہون سامان نے سنکر نیزہ مارا
حسان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا
حسان نے سامان کا نیزہ نکالا سامان نے ہاتھ تلوار کا مارا حسان نے بازو
بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سامان بھی لپٹ پڑا دونون گینڈون سے کودے کشتی ہونے
لگی قاسم بنگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ حسان زیادتیان کر رہا ہو جب سامان کو پکڑ لاتا
ہو وہ دو گھڑی رگڑتا ہو تین پہر کشتی مین گذرے پہر دن باقی تھا کہ حسان سامان کو
ریلکر لے دوڑا بارہ چودہ قدم ریلکر لایا تھا کہ سامان نے چاہا پلٹون کشاکش کے زور
ہونے لگے حسان چاہتا ہو ریلکر لے چلون سامان پیچھے نہین ہٹتا آپس مین ایسے
زور ہوے کہ حسان کا کولا اتر گیا سامان نے حسان کو باندھ لیا ہر چند قاسم نے
آواز دی کہ ای سامان خلاف جرأت ہو کہ جسکا کولا اتر گیا ہو اُسکی مشکین باندھنے ہو
یہ زیر کرنا تمھارا خلاف ہو لیکن سامان نے کچھ جواب نہ دیا اور حسان کو باندھکر لیگیا
اپنے دربار مین لایا حسان کو قید خانے مین بھیجدیا کہا صبح کو دربار جمونگا یہان قاسم
جو واپس آئے فرماتے تھے کہ سامان نے بہت خلاف کیا ہرکارون کو حکم دیا کہ جاکر
خبر لاؤ ہرکارے روانہ ہوے صبح کو سامان کو ہی لباس سرخ پہنکر بیٹھا حسان کو بلایا

کہا ای حسان مین برہمن کو بلواتا ہون بچھیا کا گوبر گھولکر لائے وہ پی لو کہ مذہب قدیم پر قائم ہو جاؤ حسان نے کہا اے بیحیا یہ مذہب ہی کہ بچھیا کا گوبر پیے مین ایسے مذہب پر لعنت کرتا ہون سامان نے جھلا کر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد کا حاضر ہوا ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون خنجر برہنہ لیکر سامنے آیا گردن پر حسان کی کوے کا خط کھینچا سامان نے حکم دیا جلد سر کاٹ لے ایسا نہ ہو اسکے مددگار آجائین مگر ہرکارے جو دربار مین حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے قاسم کے سامنے آئے عرض کی حسان کوہی قتل ہوتا ہی قاسم نے تیوری چڑھا کر فرمایا غیر ممکن ہی کہ حسان کو قتل کرے ارے مرکب لاؤ قاسم مرکب پر سوار ہوے طرف لشکر سامان کوہی کے چلے یہان سامان کوہی حکم دے رہا ہی کہ جلد سر کاٹ لے اور حسان کوہی دعائین مانگ رہا ہی کہ ای کریم و رحیم اس آفت سے نجات دے مین گرفتار مصیبت ہون تو بچانے والا ہی

نظم

بہر یک حالت است آن حافظ کون و مکان حافظ ... بدل حافظ بجان حافظ نہان حافظ عیان حافظ
خبرگیر جہان است آن خبرگیر جہان ہر دم ... بہر دہ بہر زمان است آن بہر دور زمان حافظ
بہر درد و بہر سختی بہر رنج است و ہر آفت ... خداے راحم و ارحم سلیم و مہربان حافظ
بہر حالت توان ناتوانان زور کمزوران ... بہر صورت پے روح و روان و جسم و جان حافظ
نبودی ہر رخ گلزار ہر سبزی و رنگینی ... نبودی گر بہ بستان جہان آن باغبان حافظ
نگہبان ہمہ عالم بہر ملک و بہر موقع ... بہر شہر و بہر قریہ بہر جا و مکان حافظ

کہ دربارگاہ پر بڑا ہوا سامان نے پوچھا یہ کیسا غل ہی خدمتگار نے عرض کی کہ قاسم آتے ہین اور دروگہ سالار روک رہا ہی مگر وہ نہین مانتے یہ ذکر ہی تھا کہ سر دروگہ سالار کا ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین آیا سامان حیران ہوا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا آفتاب آسمان جلالت و تاجدار اقلیم ریاست سردار بہادرون کے شاہ شاہزادون کے خادم سپاہ اندر بارگاہ کے آئے اول جلاد کو مارا فرمایا ای سامان بہادرون کا یہی طریقہ ہی کہ مکر سے زیر کیا اور اسپر جبر کرتے ہو سامان نے کچھ جواب نہ دیا قاسم حسان کو ساتھ لیکر بیرون بارگاہ نکلے پہلو مین بارگاہ سامان کے زنانہ خیمہ ہی بیٹی اسکی سحاب گوہر پوش کنیزون مین بیٹھی

جیسی تھی سحاب نے جو ہر شناشگاف سے خیمے کے دیکھا کہ ایک جوان رستم وقت آفتاب جمال
خورشید مثال تیغ برہنہ ہاتھ مین حسان کو ساتھ لیے ہوے جاتا ہی سحاب خاموش ہورہی
مگر دل تڑپ گیا پسینہ آگیا بے اختیار یکبار ایک نعرہ فرد مراکشتی و تکبیر سے نہ گفتی ¶ عجب سنگین دلی
اللہ اکبر یہ وہ آواز کان مین قاسم کے پڑی قاسم نے پلٹ کر دیکھا ایک مہ جبین دلربا خوش خو
خوشرو شگفتہ پیشانی حسن مین لاثانی بنگاہ حسرت دیکھ رہی ہی قاسم بھی مائل ہوے لیکن
اسوقت محل نہ تھا سوار ہو کے روانہ ہوے پہلوانان مخفل نے سامان سے کہا کہ شہر یا
آپ اگر حکم دیتے تو اس جوان کو گرفتار کر لیتے سامان نے کہا وہ شیر نر ہی کہ لاکھون کو
قتل کیا ہوتا انکا افغانستان فتح کرنے آیا ہی اور طلسم آبگینہ کو شکست کیا جا بجا تعریفین
ہو رہی ہین سامان کہتا ہی یارو نہ گھبراؤ مین اور تدبیر کرونگا وہ فکر کرون کہ انکو خوب
عاجز کرون سب کافر آپس مین یہی کہ رہے ہین کہ وہ فکر کرین کہ مسلمان لوگ عاجز ہو جائین
مگر دختر سامان محبت مین قاسم کی بیقرار ہی کنیزین پوچھتی ہین کہ کیون واری کیسا مزاج
ہی ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ صاحبو مجھسے نہ پوچھو کہ مجھپر کیا گذرتی ہی فلک نے عجب
سامان دکھلایا ہی جسوقت سے اُس جوان کو دیکھا ہی جو حسان کو رہا کر کے لیگیا ہوش
میرے بجا نہین ہین دل بیقرار ہو رہا ہی دیکھو کس آن بان سے دربار مین آیا اور حسان
کو رہا کر کے لے گیا ایسا شیر نر تھا کہ کسی نے دخل نہ دیا اگر کوئی دخل دیتا دریا سے خون
ہو جاتے اسی خوف سے والد نامدار نے دخل نہین دیا سمجھ چکے تھے کہ اگر دخل دونگا
تو تمام بارگاہ لالہ ہو جائیگی جسوقت سے اُس گل بوستان جلالت اور سرو روان
حدیقۂ جرأت کو دیکھا ہی آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی اصل مین یہ حال ہی قلب پہ ہجوم
غم و ملال ہی طبیعت نڈھال ہی

نظم

اک جہان دیوانہ اُس زلف دوتا کا ہوگیا | ابتدا ہی مین یہ سودا انتہا کا ہوگیا
آپ کو لکھو یا مگر جو یا خدا کا ہوگیا | راز جسپر منکشف فقر و فنا کا ہوگیا
ہمکو بھی آخر حضور قلب ہوتا ہی کبھی | عرض کر لین گے جو موقع التجا کا ہوگیا
سجدۂ عاشق سے او بت ہمکو کیا حاصل ہوا | مفت بے ایمان اک بندہ خدا کا ہوگیا

ٹالنا منظور تھا ہر چند بیٹھے سے وہ — حیلہ معقول صاحب کو حنا کا ہو گیا
بلبلیں اُس شوخ کے پر بنگے اُڑنے لگا — بادپا اُس ترک کے نیچے ہوا کا ہو گیا
خار خس ہوتے ہیں پیدا جس جگہ تھے سرو گل — کیا چمن میں اختلاف آب و ہوا کا ہو گیا
پاؤں نہیں اُس راست قامت کے یہ پہنچا تھا وہم — وہ قد بالا الف آخر خدا کا ہو گیا

کنیزوں نے جو یہ اشعار سنے حیران ہو کر کہنے لگیں کہ واری آپ کا جوش و خروش دیکھ گیا دکھاتا ہو آج سارا تڑپ تڑپ کے کاٹا ہر مرتبہ کہتی تھی کہ صاحبو گھڑیال بجا تیرا اے مر گئے آج دن تمام نہ ہوگا یقین ہے کہ نیر اعظم غروب نہ ہو اور میں اسی بلا میں پھنسی رہوں ناگاہ نیر اعظم شکست خوردہ داخل قلعۂ مغرب ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان سپہر نیلگوں پر بکر و فر جلوہ فرما ہوا ملکہ کی بیتابی اور بڑھ گئی پروانوں کو دیکھا کہ لہرا کر آتے ہیں شمع پر جان دیتے ہیں جی میں کہتی تھی کیا جوش و خروش ہے کہ جان کا کچھ خوف نہ کیا اپنے کو گرد پھر کر جلا یا بہتر یہ ہے کہ میں بھی تلاش میں اسکی نکلوں اور معشوق کو ڈھونڈھوں شاید کوئی مطلب نکل آوے یہ سوچکر لباس سیاہ پہنا ایک کنیز کو حکم دیا کہ ایک مادیان تیار کرا کے در دولت پر لاؤ اسی وقت کنیز نے حکم دیا مادیان تیار ہو کر آئی ملکہ روتی ہوئی خیمے سے نکلی مادیان پر سوار ہوئی فقط وزیرزادی ہمراہ ہوئی ہر چند ملکہ نے کہا کہ میرے ساتھ کوئی نہ آوے میں نہیں چاہتی ہوں کہ کسیکو تکلیف پہونچے جو مجھپر گذریگی جھیلونگی میں کسیکو ساتھ لینا نہیں چاہتی ہوں مگر وزیرزادی نے نہ مانا ہمراہ ہوئی ملکہ طرف شہر کے چلیں مگر قاسم حسان کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ میں آئے سمک یلدراقی سے کہا کہ اے مہربان کنارے پر لشکر کے خیمہ استادہ کراؤ اسباب عیش و نشاط وہاں رکھدو سمک نے کنارے پر لشکر کے ایک بارگاہ استادہ کرائی قاسم سے اطلاع کرا دی قاسم اُٹھے آکر بارگاہ میں بیٹھے سمک سے کہا اگر مناسب ہو تو کچھ گاؤ سمک نے دائرہ بجا کر یہ اشعار گانا شروع کیے

نظم

تارے ہیں موتیا تو روش کہکشاں چرخ — یہ چاندنی ہے مہر دگل زعفران چرخ
تلعبلیوں نے صحن چمن میں پھر آخر — او طفل تجھکو دیکھیں گے پیر و جوان چرخ

کوکب ہی چشم ماہ ہی رُخ ابرو ہی ہلال	خط شعاع مہر ہی گویا زبان چرخ
گردش فلکی ہی سر مین تو چکر ہی پانؤن مین	اک قطعہ زمین ہی تو اک داستان چرخ

سماک یلداقی گا رہا ہی قاسم گاؤ تکیہ پر سر رکھے ہوے لیٹے ہین آنکھون کے نیچے دہی صورت پھر رہی ہی گانا سنتے سنتے آنکھ بند ہوگئی دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا ہوے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک صحراے لق و دق وادی بیکنار ہی وہ محبوب خوب اور ایک اُسکی وزیر زادی دونون ایک نخل کے سایے مین کھڑی ہین نام قاسم کا لے رہی ہین اور دمبدم فرماتی ہین کہ ای گلچہرہ مین وہانتک کیونکر پہونچون نہین معلوم کہ اُنکو بھی ہماری یاد ہی یا نہین آنکھین تو لڑگئی تھین اُنھون نے میری جانب دیکھا مین نے اِشارہ بھی کیا مگر اُس سفاک نے کچھ خیال بھی نکیا یہ نسمجھے کہ ہمارا عاشق صادق کیا اِشارہ کر رہا ہی گلچہرہ کہتی ہی کہ واری اگر عشق آپ کا صادق ہی تو ضرور اُنکو خبر ہوگی دلکو دلسے راہ ہوتی ہی شاعر اسی مضمون مین کہتا ہی فرد دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر از سوے کینہ کینہ واز سوے مہر مہر یہ بات نہین ہی کہ آپ گھر بار چھوڑ کر اِس صحراے ہول خیز مین آکر کھڑی ہین اور اُنکو خبر نہو یہ غیر ممکن ہی تقضاے کار سلطان حاکم قلعۂ دود مان رات کو اِسی جنگل مین رہگیا تھا بیٹھے بیٹھے گھبرایا چند سوارون کو ساتھ لیکر براے سیر نکلا دور سے دیکھا کہ ایک نخل کے سایے مین ایک سیاہ پوش کھڑا ہی سلطان گھوڑا بڑھا کر اُس مقام پر آیا پکار کر کہا او سیاہ پوش تو کون ہی کہ رات کے وقت ایسے جنگل مین کھڑا ہی مین حیران ہون کہ تنہائی مین آنیکا کیا باعث ہی ملکہ کی گھوڑی نے بدلگامی کی طرارہ جو بھرا نقاب چہرے سے ہٹ گئی سلطان کی جو نگاہ پڑی پسینے پسینے اور اپنے آپ سے باہر ہوگیا دل تڑپنے لگا بے اختیار پکار اُٹھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین چاہتا ہون کہ میرے ساتھ چلیے مین قلعۂ دودمان کا حاکم ہون میری عجب کیفیت ہی جان دونگا مگر تمھارا پیچھا نچھوڑونگا اسکو خیال کر لو اِسکے خلاف نہوگا مین سب طرح سے حاضر ہون قلعے کی حکومت لیجے آپ کو اختیار ہی میری تو یہ صورت ہی نظم

اُٹھا سکی نہ مصیبت فراق یار مین روح ‏ نکل گئی تن لاغر سے انتظار مین روح
ہزار مرتبہ تجھپر سے مین فدا کرتا ‏ اگرچہ ہوتی مرے پیارے اختیار مین روح
جو آتا ہو تجھے مد نظر تو آ ظالم ‏ نکل نہ جائے کہین تیرے انتظار مین روح
نہین ہی گور کے بننے کی کچھ ہمین حسرت ‏ رہیگی بعد فنا کے بھی کوے یار مین روح
جو آئے نزع کے عالم مین وہ مسیح نفس ‏ مریض ہجر کے آجاے جسم زار مین روح
اسیکے حکم مین ہی موت و زندگی دونون ‏ حقیقتاً ہی دلا دست کردگار مین روح

ہرچند سلطان بیقرار ہوا اور منتین کین مگر ملکہ نے جواب تخت دیا سلطان نے گھوڑا بڑھایا ملکہ نے تیچہ مارا سلطان نے کلائی تھام لی اور کہا چلیے سوارون نے گرد آکر ملکہ کو گھیر لیا اور کہا چلیے اسی مین بہتر ہی ورنہ باعث خرابی ہوگا ملکہ وزیرزادی کو ساتھ لیکر چلی قاسم یہ خواب دیکھکر بیتاب ہوے کہا کہ ای سمک مین نے ملکہ کو اس حال مین دیکھا ہی جلد مرکب تیار کرو مین تلاش مین جاؤنگا سمک نے جو قاسم کو نہایت بیقرار پایا کہا کہ حضور تکلیف نہ کرین مین جاکر خبر لاؤن بلکہ بن پڑے تو عیاری کرون مگر قاسم نے نہ مانا اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوے اور جستجو مین چلے یہان سلطان اُس صحرا کو طی کرکے اُس مقام پر پہونچا ہی کہ جہان اسکا لشکر اترا تھا ملکہ سے کہا کہ بارگاہ مین چلو ملکہ نے کہا کہ ہم تو نہ جائینگے سلطان نے تلوار کھینچی اور کہا کہ ایک ہاتھ مارونگا کہ دو پرکالے ہونگے ملکہ نے کہا ای سلطان مین بھی چاہتی ہون کہ مجھکو قتل کر ڈال مگر مین تنہائی مین نہ جاؤنگی نہین معلوم تو کسطرح پیش آئے تو مرد ظالم ہی جواب وہ وقت ہی کہ سلطان تلوار کھینچے کھڑا ہی اور ملکہ دعائین مانگ رہی ہین کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے تو معین و مددگار ہی تیرے نزدیک سب آسان ہی نظم

میکنند خرد و کلان از حضرت داور خوف ‏ رعب نیکوکار در دل دارد و بدکار خوف
مہربان باشد اگر گل شاد شو ای عندلیب ‏ تو مکن اندر بہار بوستان از خار خوف
این یقین در دل کہ حق بخشد گناہ بندگان ‏ لیک در دل ہر دمی از لاابالی دار خوف
باش اندر دوستی با دوستان ثابت قدم ‏ اندر ان حالت مدار از دشمنان زنہار خوف

ہست شہر وہ طریقت راست تراز ہر طریق		ہست رہزن بہر ہر منزل دگر ہر بار خوف
اصل ایمان است ہندی پیش حق خوف و رجا		اہل ایمان دار دامید قوی بسیار خوف

ملکہ دعائیں مانگ رہی ہیں اور سلطان چاہتا ہی کہ اندر بارگاہ کے سے جاؤن تو بہرت
انداز ہون دیکھون یہ کیا کرتی ہو بڑی سخت عورت ہی مین لاکھ منتین کرتا ہون لیکن خیال
نہین کرتی تنہائی مین پاؤن تو مطلب دلی نکالون ملکہ نے بیقرار ہوکر پھر طرف آسمان کے
دیکھا اور پکاری کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے بچانے
کو صحرا سے گرد اڑی ملکہ نے دیکھا وہی جوان گھوڑے کو ڈالے ہوے آتا ہو وہین سے
نعرہ کیا کہ یا شیدا و سلطان عورت پر یہ بدعت کرتا ہو خبردار تلوار نہ مارنا آگاہ ہو کہ مین
کون ہون یہ کہکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

	ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ		زنم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ	
	زآب دم تیغ شستم زمین		ہمہ باختر شد بہ زیر نگین	
	آفتاب مشرق دین پروری	دیگر	شہسوار لال پوش خاوری	

نعرۂ قاسم نوجوان سے سلطان تھرا گیا حیران تھا کہ یہ جوان کیونکر آیا مگر قاسم گھوڑا
بڑھا کر قریب آئے سلطان نے جو جمال قاسم دیکھا منتین کرنے لگا کہا ای شہریار مین
اس نازنین سے ہاتھ اٹھاتا ہون آپ کا نام نامی کیا ہو قاسم نے فرمایا شاید تمنے
نام سُنا ہو نبیرۂ صاحبقران زمان فرزند رستم نوجوان قاسم عالیشان سلطان قدمون پر
گر پڑا اور گرد پھرنے لگا اور کہا کہ ای شہریار مین مدت سے خواہان تھا کہ آپکی قدمبوسی
کرون سب حالات آپ کے سُنے آپ نے گنجاب کو شکست دی لقا کا دم ناک مین
کر دیا اُسکی دختر بلند اختر ملکہ گیتی افروز آپ کی خدمت مین ہین کہ جسکے فرزند ایرج
نوجوان ہین لہذا مین بھی چاہتا ہون کہ بقیہ عمر ہمراہ رکاب سعادت انتساب بسر
کرون مثل اور سرداروں کے حاضر خدمت رہون قاسم نے سر سلطان کا اپنے
سینے سے لگا لیا ملکہ کو ساتھ لیا سلطان سے وعدہ ہو گیا سلطان نے عرض کی کہ مین
صبح کو مع فوج حاضر خدمت ہونگا قاسم ملکہ کو لیے ہوے طرف لشکر کے چلے لیکن

ساماں کوہی گھبرا کر محل میں آیا کنیزوں نے اطلاع کی کہ آپ کی صاحبزادی نکل گئیں ساماں
یہ سنکر اور زیادہ گھبرایا باہر آکر عیاروں سے کہا ارے جا کر تلاش تو کرو کہ وہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ
کہاں گئی اگر پاؤں تو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں عیار جھپٹا دور سے دیکھا کہ قاسم جاتے ہیں
اور ایک سیاہ پوش ہمراہ ہے پلٹ کر ساماں کوہی سے خبر کی کہ قاسم ملکہ کو ساتھ لیے ہوئے
جاتے ہیں ساماں نے لشکر کو حکم دیا کہ چلکر گھیر لو چہار جانب سے گھیر کر اس حیران کو مار لو
بڑی ذلت کی بات ہے کہ میری بیٹی مسلمانوں میں جائے سننے والے کیا کہیں گے اہل برادری
حقہ پانی بند کر دینگے پس میں حیران ہوں کہ روٹی بھی دینا پڑیگی ہزاروں آدمی برادری
کے ہیں لاکھوں روپیہ صرف ہوگا سب فوج کو تیار کر کے اُسوقت طرف قاسم کے چلا
کہ قاسم قریب لشکر پہونچ چکے تھے ساماں نے حکم دیا کہ سب فوج ملکر قاسم کو گھیر لو
کل فوج نے بلوہ کیا قاسم نے اپنا مرکب بڑھا کے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
زآب دم تیغ شستہ زمین

ز زخم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ
ہمہ باختر شد بہ زیر نگین

قاسم لڑنے لگے ملکہ نے جو دیکھا کہ تمام فوج قاسم پر ہے کمان کاندھے سے اُتاری
گوشے سے تیر اندازی کرنے لگیں قاسم رستمانہ لڑنے لگے قضاے کار بیران شیر سوار
طلاے پر تھا اُسنے جو دور سے دیکھا کہ آقا گھرے ہوئے ہیں فوج لیکر آپڑا بیران نے
آتے ہی فوج کو تہ و بالا کر دیا آخر قاسم لڑتے بھڑتے سامنے ساماں کوہی کے پہونچے
ساماں نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین لی
کمر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا ساماں مسلمان ہوا کل فوج نے جو دیکھا کہ آقا ہمارا مسلمان
ہو گیا رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے عرض کی کہ ہم لوگ اطاعت کرتے ہیں قاسم
نے سب کو مطیع کیا بہ فتح و ظفر پلٹ کر لشکر میں آئے ساماں کو احراس سے ملوایا دونوں
بھائی ملے شکوہ ہاے گزشتہ کیے تمام سرداروں نے عرض کی کہ اب حضور یہاں سے
کوچ کریں شاہزادہ خاور سیاہ نے سب سے کہا کہ کوچ کی تیاری ہو گھوڑے پر سوار
ہوئے لشکر تیار ہوا سب سردار پشت پر قصد ہے کہ آگے بڑھیں کہ صحرا سے گرد اُڑی

سوہان شبر سوار ساٹھ ہزار فوج سے پہونچا قاسم سے کہلا بھیجا کہ یہ مال جو لیے جاتے
ہو میرے حوالے کرو تو جانے دونگا قاسم نے جواب دیا کہ یہ مال تو جان کے ساتھ ہے
سوہان نے طبل جنگی بجوایا قاسم کو خبر پہونچی یہاں بھی طبل جنگی بجا تیاریاں ہونے
لگیں چار پہر رات تیاری میں گزری صبح ہوتے ہی دونوں لشکر میدان میں آئے برابر
صفیں آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیتوں نے کڑکا کہا سوہان نے گینڈا
اپنا نکالا میدان میں آکر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے
مقابلے میں نکلے فرد گران ہر کرا بار سر بر تن است ✦ حکیم علاجش بدست منست ✦
یہ جو سوہان نے آواز دی قاسم نے قصد کیا کہ نکلوں کہ ببران نے گینڈا اپنا نکالا
مقابلۂ سوہان میں پہونچا سوہان نے پوچھا کہ ای ببران شبر سوار تم نے کیونکر
اطاعت کی ببران نے کہا کہ آقا نے زیر کیا تب میں نے اطاعت کی ببران نے کہا
مجھکو یقین نہیں آتا اتنا جانتا ہوں کہ تمھارا آقا بہت خوبصورت ہے تم اسیر عاشق
ہو ببران نے کہا ای سوہان میں قسم کھاتا ہوں کہ آقا نے مجھکو زیر کیا میں انکے
خلق کا عاشق ہوں آخر سوہان نے نیزہ مارا ببران نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں کہ ببران بڑے لطف سے
نیزہ بازی کر رہا ہے کہ سوہان عاجز ہو رہا ہے جی میں کہتا ہے کہ ببران تو بلاے روزگار
ہو دیکھیے کیونکر جان بچے آخر ایک مقام پر ببران نے نیزہ گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ
نیزہ ہاتھ سے سوہان کے نکلگیا جب نیزہ سوہان کا نکلا تو اسنے ہاتھ تلوار کا مارا
ببران نے سپر کو آگے کر دیا مگر سوہان جوان زبردست ہے سپر کٹی سپر کو کاٹکے
تلوار سر پر گری تا دو ابرو پہونچی جب ببران زخمی ہوا سوہان نے ہاتھ روک لیا
پکار کر کہا کہ اس صید زبون کو سامنے سے لیجاؤ ملازمان ببران کہ سامنے کھڑے
تھے دوڑ پڑے مگر مغلوبہ ہونے لگی ببران نے بھی زخم سر باندھا آخر خون اسقدر سر سے
جاری ہوا کہ ببران نے دونوں ہاتھ گینڈے کی گردن میں ڈالدیے گینڈے
نے جو اپنے مالک کو سست پایا لیکر بھاگا ببران کو نکالکر لے گیا ادھر سوہان

جنگ قاسم دیکھکر حیران ہوگیا آخر طبل بازگشت بجوایا پلٹ کر اپنے مقام پر آیا قاسم
نے جو دیکھا کہ ببران پلٹ کر نہین آیا سمک یلداقی سے پوچھا کہ کیا باعث ہوا کہ جو
ببران پلٹ کر نہین آیا سمک نے عرض کی کہ زخمداری مین گینڈا اُسکو نکالے گیا
قاسم نے کہا ای سمک جاکر تلاش کرو سمک یلداقی بانہاے عیاری ستہ آراستہ
ہو کر تلاش مین ببران کی چلا مگر ببران کو گینڈا لیے ہوے رات بھر پھرا صبح ایک
دامنۂ کوہ مین پہونچا پہاڑ پر مرسوم قزاق بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک گینڈا قوی
اُسپر ایک جوان زخمی جنگل مین پھر رہا ہی مرسوم پہاڑ سے اُتر آیا گینڈے کو پکڑا ببران
کو اُتار اپنی بارگاہ مین لایا جراح کو بلا کر ٹانکے دلوائے جراح نے آکے زخم دھوکر
پٹی چڑھائی ببران کو ہوش آیا دیکھا ایک جوان سپاہی وضع سرہانے بیٹھا ہوا ہی
اور رومال سے اُسکی ہوا کر رہا ہی ببران نے پوچھا ای جوان تو کون ہی تیرا کیا نام
ہی مجھے یہان کون لایا اُس جوان نے جواب دیا کہ مرسوم قزاق میرا نام ہی مین اسی
پہاڑ پر رہتا ہون قضاے کار مین اپنے کوہ پر تفریح کے لیے پھر رہا تھا کہ آپ کو
گینڈا لیکر آیا مین نے کوہ سے دیکھا مجھکو خیال آیا کہ بہادر کی بہادری مدد کرنے مین
مین آپ کو زخمدار دیکھکر لے آیا معلوم ہوتا ہی کہ معلوبہ مین آپ زخمدار ہوے آپکا
نام نامی و اسم گرامی کیا ہی ببران نے اپنا نام اصلی بتایا اور کہا کہ قاسم کا ملازم
ہون نام قاسم کا سنکر مرسوم قزاق جلگیا یخنی منگوائی اُسمین بیہوشی ملائی ببران نے
وہی یخنی پی پیتے ہی بیہوش ہوا مرسوم نے ببران کو مسلسل و مطوق کیا اور قیدخانے
مین بھیجدیا ساتھ والون سے کہا کہ مین اس قیدی کو خدمت خداوند مین روانہ
کرونگا انکو اختیار رہی جو مناسب جانین گے وہ کرینگے اُنپر سب حال روشن ہو
جو یہان گذری ہی وہ دیکھ رہے ہونگے مین تو بندۂ جمشید ثانی ہون صبح کو جو
مرسوم قزاق دربار مین آیا ایک قزاق نے خبر دی کہ قیدخانے پر ببران کے
عجب آفت برپا ہوئی سب نگہبان مرے پڑے ہین قیدخانہ خالی ہی ہتھکڑیان اور
بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین یہ سنکر مرسوم گھبرایا عیار اسکا خرطوم صبا رفتار سامنے

حاضر تھا اُس سے کہا کہ دریافت نوکر طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ اِس شہر مین کوئی اُسکا دوست
ہو اُسنے یہ حرکت کی ہو خرطوم تلاش مین چلا مگر ببران پر یہ معرکہ گذرا کہ نائب مرسوم کا محکوم
فیل کش ایک پہلوان زبردست فنون سپاہ گری مین طاق ہو اُسکو فعل مرسوم کا بہت ناگوار
ہوا رات کو کھانا آغشتہ بدارو بیہوشی لایا نگہبانون کو کھلا کر بیہوش کیا سب کے سرہانے
ببران سے آکر ملاقات کی کہا اے پہلوان دوران مجھکو حرکت اپنے آقا کی بہت ناگوار گذری
میرے مکان پر چلو تمھارے لشکر مین تمکو پہونچا دونگا ببران نے قید توڑ ڈالی اور محکوم
کے مکان مین آئے مردانہ مکان تھا اُسکے شاگرد جمع ہوتے تھے کیسے کیسے کشتی گیر محکوم
کو اُستاد کہتے تھے صبح کو وہ سب آئے اکھاڑے مین کشتی ہونے لگی سب نے محکوم سے
پوچھا یہ جوان کون ہو محکوم نے سب حال بیان کیا کہا مین جانتا ہون کہ مرسوم آفت
برپا کریگا مگر اب جو کیا سو کیا سب نے کہا اُستاد مرسوم کی بھلا کیا مجال ہو کہ آپ کو وہ
ستا سکے یا زبان ہلا سکے آپ نے تو بہادر کا ساتھ دیا اگر اُسکے خلاف گذرے گا تو
کیا کریگا چالیس پٹھے اُسکے ساتھ ہوے مگر خرطوم عیار صورت بدلے ہوے گھر
گھر ڈھونڈھتا ہوا دروازے پہ محکوم کے آیا فقیر بنا ہوا ہو اُسنے آکر سوال کیا ببران
کہ صحبت قاسم مین رہ چکا ہو فقیر کی صدا سنکر بیقرار ہو گیا بازو پہ اُسکے سونے کا جوشن
بندھا ہوا تھا وہ بازو سے کھولکر فقیر کو دیا فقیر نے جو ببران کو دیکھا کہا اے پہلوان
دوران آپ یہان کیونکر آئے کل تو آپکو مرسوم لایا تھا ببران نے کہا محکوم نامی
پہلوان مجھکو قید سے نکال لایا مین اُسکا مہمان ہون کل لشکر مین اپنے آقا کے پہونچ
جاؤنگا مگر محکوم کا احسان مند رہا خرطوم یہ خبر سنکر سامنے مرسوم کے آیا کل کیفیت
بیان کی مرسوم نے یہ سنتے ہی حکم دیا کہ محکوم کو بلاؤ محکوم خود ہی حاضر ہوا مرسوم نے
کہا اے محکوم یہ تم نے کیا حرکت کی کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر مین جگہ دی محکوم نے کہا اے
شہریار آپکی جرأت کے سراسر خلاف تھا کہ آپ اُسے اپنے گھر مین لائے مہمان کیا
اور پھر گرفتار کر لیا آپکے غلام کو یقین ہوا کہ بہادرون مین آپ بدنام ہو جاینگے
اِسوجہ سے مین اُسے لے گیا جیسا حکم ہو بجا لاؤن ایک قزاق مرسوم نے محکوم کے

ساتھ کیا اور کہا بہتر یہ ہی کہ اسکے ساتھ قید کر کے بھیجو ورنہ بہت پچھتاؤ گے محکوم قزاق
کو ساتھ لیکر چلا مگر راہ مین سوچتا ہوا کہ اگر اُس جوان کو دیدیا تو کیسی بدنامی کی بات ہی
اگر نہ دون تو مرسوم لشکر کشی کریگا یہ سوچتا ہوا مکان پر آیا بہران سے کہا آپ کی طلب ہی
مرسوم نے بہ قہر و غضب کہا ہی کہ اُس قیدی کو بھیجدو شاگرد محکوم کے بیٹھے ہوئے تھے جنہی
کہا آپ استاد رنگ کیا ہین جواب صاف دیدیجیے ہم لوگ جان دینگے مگر ان کو نہ جانے دینگے
بہران نے کہا ای محکوم مین خدمت قاسم مین رہا ہون ایک اور دو ہزار کو برابر جانتا
ہون اگر مرسوم قزاقون کو لیکر آئیگا تو ہم لوگ ایسے نہین کہ اُس سے ڈر جائین ایسی
جنگ ہو کہ وہ بھی یاد کرے کہ غلامان نبیرۂ صاحبقران ایسے لڑے کہ سارے قلعے
مین ہنگامہ برپا ہو گیا اور ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہو کہ بہران بڑے لطف سے
لڑا کچھ خوف نہ کیا محکوم نے اُس قزاق سے کہا کہ مرسوم سے کہدو کہ قیدی نہ آئے گا
جو آپ سے ہو سکے قصور نہ کیجیے قزاق پلٹ گیا اثنائے راہ مین ایک کوان ملا دیکھا
اُس کوئین پر ایک مسافر بیٹھا ہوا ہی اور ایک گٹھری اُسکے پاس رکھی ہی قزاق نے
قریب کوئین کے پہونچکر مسافر سے کلام کیا کہ ای بھائی تو کون ہی اور تیرا کیا نام ہی
کسلئے چاہ مین بیٹھا ہی اور اِس گٹھری مین کیا ہی مسافر نے کہا ای برادر مین ایک تجارت
پیشہ ہون مال فروخت کرنے گیا تھا اسکے مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ مال واپس لایا ہون
یہان سے چند سال کے راستے پر میرا مکان ہی تو اپنے نام سے آگاہ کر کیونکہ مجھکو یہ
ثابت ہوتا ہی کہ شاید تو کوئی قزاق ہی قزاق نے جواب دیا کہ بیشک مین قزاق ہون
مرسوم کا فرستادہ ہون تو یہ گٹھری مال کی مجھکو دیدے ورنہ مین جان سے ہلاک
کرونگا یہ سُنکر مسافر نے اپنا ڈنڈا اُٹھایا چاہا کہ قزاق کو مارون قزاق نے وہی
ڈنڈا چھینکر مسافر کو مارا اور کوئین مین مسافر کو ڈالدیا یکایک ایک گنوار کا گذر اُس
جانب سے ہوا اُسنے دیکھکر آواز دی کہ تو کون ہی اور کسکو کوئین مین ڈالدیا یہ کہکے
گنوار نے لٹھ اُٹھایا چاہا کہ مارون قزاق پہلوان زبردست تھا اُسنے لٹھ کو پکڑ لیا مارکر
گنوار کو بھی کوئین مین ڈالدیا اور گٹھری کو لیکر طرف مکان مرسوم کے چلا جاکر گٹھری کو مالکا

مین رکھا اور دست بستہ کل حال مرسوم سے بیان کیا مرسوم یہ سنکر اٹھا کئی ہزار قزاق تیار
کیے خود گینڈے پر سوار ہوا طرف مکان محکوم کے قزاقون کو لیکر چلا یہان محکوم کو خبر
ملی کہ مرسوم قزاقون کو لیکر آتا ہی ببران نے جو سُنا باہر نکلکر کھڑا ہوا تیغہ برہنہ لیے ہوے
جھوم رہا ہی چالیسون جوان سونٹے ہاتھون مین لیے ہوے پشت پر ببران کے کھڑے
ہین مگر محکوم گھوڑے پر سوار ہوکر نکلا آمادۂ حرب وپیکار ہوکر سامنے سے مرسوم قزاق
نمایان ہوا آتے ہی قزاقون کو اشارہ کیا کہ اِن سب کو گھیر لو قیدی کو گرفتار کر لو دو
ہزار قزاق لینا لینا کرکے بڑھے ببران نے بڑھکر دو تین قزاق مارے اب کوئی قریب
نہین آنا چاہتے ہین کہ محکوم کو پکڑ لین اور کشتی گیرون کو باندھ لین مگر کشتی گیر جس کے
سونٹا مار دیتے ہین کسیکا سر پھٹا کسیکا ہاتھ ٹوٹا غرض بیکار کر دیتے ہین اِن سب
جوانون نے پانچ سو قزاق قتل کیے ببران چاہتا ہو کہ مین لڑتا ہوا قریب مرسوم
پہ..چون مگر قزاق روکتے ہین اور دمبدم غل کر رہے ہین محکوم دیکھ رہا ہو کہ ببران
نے ہنگامہ ڈالدیا جسطرف پہونچا اُسکو مارا کئی سو جوان ببران کے ہاتھ سے مارے گئے
مرسوم کہتا ہو اے خرطوم کیا تدبیر کرون خرطوم عیار نے کہا آقاے نامدار ایک تدبیر
ہو کہ مین جاکر ببران کو بیہوشی دون تب آپ مقابلہ کیجیے وہ گر کر بیہوش ہوگا اُسوقت
گرفتار کر لیجیے گا مرسوم نے کہا کہ اے عیار اگر یہ کار نمایان تجھسے ہوا تو مین بہت ممنون
ہونگا جو مانگیگا وہ دونگا مرسوم کی ایک بیٹی ہو جسکا نام گل بہار ہو عیار نے کہا مین
اپنی جان لگاتا ہون مگر یہ عہد کیجیے کہ مجھکو اپنی فرزندی مین لیجیے اور گل بہار کو میرے
ساتھ منسوب کیجیے مرسوم یہ کلمہ سُنکر بہت جھلایا مگر ظاہر مین چپ ہو رہا کہا اے خرطوم
مین نے قبول کیا جو تو کہیگا وہ کرونگا خرطوم صورت بدلکر ایک کشتی گیر کہ جو زخمی ہوکر
بھاگ گیا تھا اُسکی شکل بنکر قریب ببران کے آیا تعریفین کرنے لگا کہتا تھا اے ببران
سبحان اللہ کیا خوب لڑے ہو قزاقون کو دنگ کر دیا ہو ببران نے کہا اے برادر بسبب
زخمداری پیاس کی شدت ہو خرطوم نے جام پانی کا لبریز کیا اُس مین بیہوشی ڈالدی
ببران کو پلایا ببران جھومنے لگا اور آنکھین سرخ ہوئین مرسوم گینڈا بڑھاکے آیا

نیزہ مارا بہران نے چار ار دکون لیکن چکر آیا اور گھبرا کر گرا بیہوش ہو گیا ملازمان مرسوم نے بہران کو گرفتار کر لیا بہران کے گرفتار ہوتے ہی سب قزاق ٹوٹ پڑے اور محکوم کو بھی گرفتار کر لیا مکان پر آکے حکم دیا کہ کل انکی عورتون کو گرفتار کرا کے انکا سر بارگاہ بلواؤنگا بہران اور محکوم کو لیے ہوئے آیا دونون کو قید خانے مین بھیجدیا مگر سمک یلداقی جسکو قاسم عالیشان نے بھیجا تھا وہ پھرتا ہوا اس قلعے مین آیا بازار مین یہ سب خبر سنین کہ بہران کا محکوم قزاق نے ساتھ دیا وہ بھی ساتھ بہران کے گرفتار ہی یہ خبر سنکر حیران ہو گیا کہ کیا تدبیر کرون پریشان قلعے سے نکلا پہلو مین قلعے کے ایک باغ تھا اس باغ مین سے آواز گانے کی بہ سوز و گداز آرہی تھی نظم

سب حسینون کی نظر ہی عاشق دلگیر پر	لوٹ ہی ہر صید افگن آپ کے نخچیر پر
قد ہمارا طول سے ایسا خمیدہ ہو گیا	آنکھ کے حلقے پڑے ہین پانو کی زنجیر پر

یہ آواز سنکر سمک یلداقی پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیوار ہی پر سے باغ کو دیکھنے لگا جی مین کہتا ہو کیا باغ ہی جسکے دیکھنے سے دل باغ باغ ہی آنکھون کو بصارت قلب کو قوت ہی گلون کی بھینی بھینی خوشبو آرہی ہی باد بہاری اپنا مزہ دکھا رہی ہی ایکجانب عشق پیچان کی عشقبازی سوسن کی زبان درازی چنبیلی کی مہک طائران زمزمہ سرا کی چہک گھاس پر شبنم مثل گوہر آبدار جیسے عاشق معشوق کے گلے کا ہار نہر لاجواب پانی صاف و شفاف مچھلیون کی آب و تاب سمک یہ تماشہ بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ یکایک چبوترے پر باغ کے نظر پڑی دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار مسند پر بیٹھی ہی گرد کنیزین اسکے سرگوشی ہو رہی ہی ایک کنیز براے ضرورت آئی سمک اس کنیز کو دیکھکر باغ مین آیا فوراً اس کنیز کو درخت کی آڑ سے حباب بیہوشی مارا کنیز کو تو ایک جھاڑی مین ڈالدیا خود اسکی شکل بنکر صحبت مین آیا ملکہ نے کہا کیون صاحب کیسا غضب ہی کل وہ شیر قتل ہو جائگا بہران کیسا ناچار ہو گیا مرسوم کے سامنے بیہوش ہوا ایک کنیز نے کہا خرطوم نے بہران کو بیہوشی دی ورنہ بہران مرسوم ایسے دس کو زیر کرلیتا نیزہ روکتے ہی گر گیا

نیزہ بھی نہ چلنے پایا ملازمان مرسوم نے اُس کو ہاتھوں ہاتھ گرفتار کر لیا ورنہ اُس کی
کیا مجال تھی کہ اُس جوان پر ہاتھ ڈالتا اُس مہ جبین نے کہا کہ ان تعریفون سے
کچھ مطلب نہین نکلتا اب وہ تدبیر بتاؤ کہ وہ جوان قتل سے بچے اور اُس کو رہا
کر لاؤ سمک نے قریب آکر کہا اس کام کو مجھسے کیسے مین بجالاؤن کہا ای گلرخسار
مجھسے کیا پوچھتی ہی جو تجھسے ہو سکے کر مین سامان دینے کو حاضر ہون سمک نے
اُسی وقت کھانا پکوایا سب مین بیہوشی ملائی کھانا خوانون مین لگا کر لیچلا در زندان
پر آیا کہا ہماری ملکہ بیمار تھین نذر مانی تھی کہ قیدیون کو کھانا کھلائین گے مین نے
سُنا کہ دو قیدی یہان بھی ہین دروازہ کھولو تو اُن کو کھانا کھلا دیون ہماری شرط
پوری ہو نگہبانون نے کہا کہ یہ وہ قیدی نہین ہین کہ جنکا دروازہ کھل سکے سمک
نے کہا پھر آپ ہی لوگ کھا لیجیے ہم ملکہ سے کہدین گے کہ اُن قیدیون کو بھی کھلا آئے
سب سپاہیون نے خوشی خوشی کھانا اُتروایا آپس مین کھانا تقسیم کر لیا کنیز نے کہا
اس کھانے کو رکھو نہین کھا ہی لو سب سپاہیون نے خوشی خوشی کھانا کھایا کھاتے ہی
بیہوش ہوے سمک نے خنجر کھینچ کر سب کو قتل کیا اور کنیزین حیران ہین کہ یہ تو
وہ ہی گلرخسار ہی مرد کیونکر بن گئی سمک یلدائی قیدخانے مین آیا دیکھا بہران
و محکوم بیٹھے رو رہے ہین سمک نے آکر سلام کیا بہران نے پوچھا کہ ای مہتر
والا گہر کیونکر آنا ہوا سمک نے سب کیفیت بیان کی محکوم نے حیران ہو کے
کہا کہ ای مہتر جس باغ کا پتہ دیتے ہو اُس باغ مین میری بہن رہتی ہی سنبل گیسو کشا
نام ہی سمک نے بہران و محکوم کی قید کاٹی اُن دونون کو ساتھ لیکر باہر نکلا
یہان ملکہ سنبل دروازے پر کھڑی تھی بہران کو جو آتے ہوے دیکھا بے اختیار
نکل پڑی اور پکار اُٹھی نظم

سامان کیا ہی دورے ابر بہار کا	احسان مجھ غریب پہ شمع مزار کا
سینہ تھا اور ہاتھ تھا دیوار اور سر	عالم نہ پوچھ یار شب انتظار کا
اگلی سی ایک بات بھی مین نے نہین کہی	کیطرح کچھ مزاج پھرا ہی نگار کا

ان انکھڑیوں نے شرم نہ کی مجھسے رات کو	احسان ہر ای شراب یہ تیرے خمار کا
جل جائے پھر تو سینہ گلگیر کو سزا	پیدا کرے جو شمع اثر نوک خار کا
خاک لوٹتا ہی گل سے زمین پر میان ہجر	کیا پوچھتے ہو حال تم اُس خاکسار کا

مگر محکوم کو جو سنبل نے دیکھا تو بہت پریشان ہوئی ببران نے محکوم سے کہا کہ ای برادر تم ہمارے محسن تھے اب عزیز بھی ہوے ملکہ کو کچھ نہ کہنا بخدا مین اس سے واقف نہین ہون مگر اسنے احسان عظیم کیا کہ قید سے چھڑایا صبح کو مرسوم قیامت برپا کرتا زندہ نہ چھوڑتا محکوم نے سنبل کو گلے سے لگا لیا اور کہا تو نے احسان عظیم کیا کہ اس وقت مین مدد کی مگر ای ببران اب باہر نہ نکلنا بعد دو چار روز کے نکل چلین گے سماک بھی موجود ہی یہ رہبری کر کے لے چلیگا سنبل خاموش ہو رہی ببران کو لیکر باغ مین آئی محکوم بارہ دری مین گیا ببران پہلو سنبل مین بیٹھا باتین ہونے لگین سنبل نے حال پوچھا کہ ای پہلوان محکوم سے تمنے کیا کہا ایسا نہ ہو میرے ساتھ یہ بدی پیش آئے تو باعث خرابی ہو ببران نے کہا اگر نہ کہدیتا تو بارہ دری مین نہ جاتا مین نے اُس سے عذر کیا اور یہ کہا کہ تم ہمارے جان بخش تھے اب عزیز بھی ہوے اِسپر محکوم نے کچھ جواب نہین دیا خاموش ہو رہا ہی لیکن بارہ دری مین جاکر بیٹھا ہی اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اُسنے تمھارا ساتھ دینا قبول کیا اور راضی ہوا انشاءاللہ صبح کو سب حال معلوم ہو جائیگا مگر سماک نے کہا مین دربار مرسوم مین جاتا ہون وہانکی خبر لاؤن کہ وہ کیا کریگا اور کیا کر رہا ہی سنبل نے کہا کہ ای بہتر والا گہر اُسکا عیار خرطوم نامے بہت چست وچالاک ہی خوف ہی کہ یہانکا بھی پتہ نہ لگائے ببران نے کہا کہ مین جنگ سے نہین ڈرتا مگر فریب ہم لوگ نہین جانتے لیکن مرسوم قزاق صبح کو دربار مین آیا ایک ہرکارے نے خبر دی آج پھر وہی معرکہ ہوا کہ کسی نے نگہبانون کو آکر قتل کر ڈالا اور قیدیون کو لے گیا مرسوم طرف خرطوم کے متوجہ ہوا کہا ای یار وفادار پتہ لگاؤ خرطوم نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہین دیا مراد اسکی یہ ہی کہ اپنی بیٹی کی

شادی کرتے تو مین جانبازی کو حاضر تھا اب کس امید پر فکر کرون حضور نے اپنا فرمانا
قبول نہین کیا مرسوم نے کہا کہ میدان مین جا کر ببران کو پیالہ پلایا اُسپر یہ گھمنڈ
چاہتا ہی کہ بیٹی کی شادی میرے ساتھ کرین خبردار ایسا خیال نہ رکھنا تنخواہ تیری
دونی کردی جا کر پتہ لگا خبردار ایسا خیال نہ کرنا ہمارے لشکر کے نوکر ہو کر ہماری بیٹی پر
نگاہ ڈالتے ہو جاؤ جا کر پتہ لگاؤ خرطوم یہ سُن کر بہت رنجیدہ ہوا مگر کچھ کہہ نہ سکا
یہ کہکر چلا کہ مین ابھی جا کر پتہ لگاتا ہون دزد کی یہ مجال ہی کہ اس قلعے مین رہ کر
ایسی بغاوت کرے یہ کہکر خرطوم روانہ ہوا پھرتا پھراتا قریب باغ پہونچا لیکن
سمک یلداقی باغ سے نکلا ہی کہ خرطوم پہونچا پشت باغ پر آکر کمند ماری
بس اسنے دیکھ لیا کہ ببران بیٹھا ہی سنبل سے اختلاط ہو رہا ہی دیکھ کر اُترا اگر
حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا جو اسنے اپنے گھر مین جگہ دی سوچ رہا ہی کہ کیا تدبیر
کرون اس گیسو بریدہ نے بڑا ستم کیا کہ چرا کر ببران کو گھر مین لے آئی یہ سوچکر
خرطوم پھر بذریعۂ کمند کے بیرون باغ آیا اور چلا کہ جا کر مرسوم سے خبر کرون سمک
نے جو خرطوم کو جاتے ہوے دیکھا پیچھا کیا ایک صحرا مین آکر کمندین بچھادین آپ
مخفی ہوکر بیٹھا جب خرطوم وہان پر آیا تو سمک نے شیر کی آواز دی خرطوم
رُکا سمک نے جھٹکا مارا خرطوم گرا سمک نے نکل کر حباب مار دیا خرطوم بیہوش ہوا
سمک نے خرطوم کو ایک درخت سے باندھا اور کوڑا لیکر ہوشیار کیا کہا کیون او
بدذات کہانسے آتا تھا خرطوم نے کہا ای حضرت والا گہر مجھکو چھوڑ دو مین اطاعت کرتا ہون
مالک سے بیزار ہون اُسنے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ اگر گرفتار کرلائیگا تو اپنی بیٹی کے
ساتھ تیری شادی کرونگا آج جو مین نے کہا تو بہت بگڑا اور یہ جواب دیا کہ تنخواہ
تیری دونی کی مین آپ سے وعدہ کرتا ہون کہ سب کو نکال لے چلونگا مالک کو ایسا
کیا دخل ہی مین اُسکو دھوکا دونگا یہ سنکر سمک نے خرطوم کو کھولا خرطوم قدمون پر
گرا اور سمک یلداقی کا مطیع ہوا سمک خرطوم کو ساتھ لیکر باغ مین آیا سنبل
نے جو خرطوم کو دیکھا گھبرا گئی سمک نے کہا ای ملکہ نہ گھبراؤ یہ ہمارا مطیع ہوا دعوی

شاگردی رکھتا ہی ملکہ خاموش ہو رہین ببران نے خرطوم سے پوچھا تم نے ہمارا ساتھ دیا
خرطوم نے کہا مجھسے اقرار کامل کیجیے کہ اگر قلعہ آپ کے قبضے مین آوے تو نوبہار کی
شادی میرے ساتھ کیجیو گا ببران نے اقرار کیا خرطوم نے کہا مین جاتا ہون جا کر
مرسوم کو دھوکا دیتا ہون رات کو آپ لوگون کو لیچلونگا در قلعہ پر بڑی روک ٹوک
ہی اگر دروازے سے نکل گئے تو پھر کوئی پوچھنے والا نہین ہی نکل چلیے گا ببران نے کہا
ای خرطوم اگر تیری پیروی سے نکل گئے تو سامنے آقا کے چل کر تیری شادی کسی اور
شاہزادی سے کر دونگا خرطوم نے کہا میری جان تو نوبہار پر جاتی ہی ببران نے
کہا قلعے کا فتح ہونا تو مشکل ہی اگر خدا کو منظور ہو تو شاید کوئی تدبیر ہو جائے مین
عہد کرتا ہون کہ اگر قلعہ قبضے مین آیا تو ضرور تیری شادی نوبہار کے ساتھ کرونگا
بشرطیکہ وہ شاہزادی بھی رضامند ہو خرطوم نے کہا ای شہریار وہ مجھپر عاشق
ہی اکثر اُسنے نامے بھیجے مین نے بھی جواب لکھا مگر آج تک کوئی ایسی وجہ نہوئی کہ
مین اُس سے ملتا ہر چند کہ اُسنے محل مین بلوایا مگر مین خوف سے نہین گیا کہ ایسے
شخص کا محل ہی اگر جا کر گرفتار ہو جاؤن تو کیسی مشکل ہو ببران سے وعدہ پختہ
کر کے خرطوم روانہ ہوا مرسوم دربار مین بیٹھا ہی ہرکارون سے کہ رہا ہی کہ جلد
پتہ لگاؤ ببران کو کون لے گیا آج مین نے کہا تھا کہ ناموس محکوم کا لوٹ لونگا
اب آج تو معطل رہا کل دیکھا جائیگا کہ خرطوم آکر پہونچا مرسوم نے پوچھا کہ ای بہتر
کیا وجہ ہی جو تم خبر نہین لائے کیا مجھسے آزردہ ہو خرطوم نے کہا کہ میری کیا مجال
ہی جو آپ سے آزردہ ہون مین فکر مین گیا تھا ابھی پتہ نہین ملا مگر آج پتہ لگا لونگا
در قلعہ پر حکم دیدیجیے کہ جب مین رات کو جاؤن تو قفل کھولدین طریقے سے معلوم
ہوتا ہی کہ وہ بیرون قلعہ نکل گیا کسی قریے مین جا کر ٹھہرا ہوگا اگر بن پڑیگا تو مین
اُس کو گرفتار کر لاؤنگا صرف محکوم رہجائیگا اُس کی بھی فکر کر لونگا مرسوم نے
کہا مین ببران سے دبتا ہون اور محکوم کو زیر کر سکتا ہون انھین باتون مین
سارا دن گذرا شام کو خرطوم باغ مین آیا ببران سے کہا کہ سوار ہو کر نکل چلیے

ببران سوار ہوا ملکہ کو مادیان پر سوار کر لیا محکوم بھی آمادۂ جانبازی ہے تیغ بقبضۂ
مین ہے ہمراہ رکاب ببران ہے چند کنیزون کو بھی ساتھ لیا خرطوم سب کے آگے آگے
اول بازار مین پہونچے میر طلایہ سے ملاقات ہوئی اُسنے پوچھا اے خرطوم کہان
جاتے ہو خرطوم نے فقرہ دیا کہ آپ دوسری راہ پر جائیے مین برائے کار ضروری
جاتا ہون اگر فراریون کا پتہ مل گیا تو پہلے تمھین کو خبر کرونگا میر طلایہ نے پوچھا پشت
پر کون لوگ ہین خرطوم نے کہا یہ لوگ مخفی میرے ساتھ ہین میر طلایہ یہ سُن کر پلٹ گیا
مگر خرطوم بازار سے گذرا در قلعہ پر آیا جو نگہبانون کا افسر تھا کنجی اُسکے پاس تھی
خرطوم نے جو سپاہی پہرے پر تھا اُس سے کہا اُسنے اپنے افسر کو جگایا افسر نے
اُٹھتے ہی کنجی پھینکی خرطوم نے کنجی اُٹھالی قفل پھاٹک کا کھولا افسر نے دیکھ کر
آواز دی کہ یارو یہ پہلوان تو وہ ہی ہے جو قید خانے سے بھاگا تھا تمام نگہبان
لینا لینا کر کے آپڑے ببران لڑنے لگا محکوم سے کہا تم میری فکر نہ کرو ملکہ کے
ساتھ رہو ملکہ نے جب دیکھا کہ لڑائی ہونے لگی تو کنیزون سے کہا کہ تم لوگ بھی
تیر مارو ملکہ و کنیزین گوشے سے تیر اندازی کر رہی ہین جسپر تیر پڑا وہ گرا اور ببران
رستمانہ مقابلہ کر رہا تھا ایسا غل ہوا کہ چند نگہبانون نے جا کر مرسوم سے خبر کی
مرسوم فوراً سوار ہوا یہان وہ وقت ہے کہ ببران لڑتا بھڑتا بیرون قلعہ
آچکا ہے کسی کے روکے سے نہین رُکتا ہر مرتبہ نعرہ کر کے نگہبانون کو قتل کر رہا ہے
اور محکوم ملکہ کی رکاب تھامے ہوئے ہے کسی کو قریب نہین آنے دیتا جو قریب
آیا اُس کو ہاتھ مار دیا وہ جوان گرا اُسنے ملکہ کی مادیان کو بڑھایا جانتا ہے کہ مین
جسکا مطیع ہوا یہ اُسکا ناموس ہے کہ ڈنکے پر چوب پڑی مرسوم مع بارہ ہزار
قزاقون کے آکر پہونچا اُسنے دور سے دیکھا کہ کچھ لوگ لڑتے بھڑتے بیرون قلعہ
پہونچ گئے ہین اور خرطوم کو بھی دیکھا ساتھ ہی پکار کر آواز دی کہ او نمک حرام
تونے مجکو خوب دھوکا دیا تیرا ابھی حال تباہ کرونگا خرطوم نے آواز دی کہ اے
پہلوان دوران تمنے خود مجکو اپنے پاس سے نکالا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا نہ کیا

ہین ان کا مطیع ہوا اگر خدا نے چاہا تو مراد کو پہونچونگا مگر ملکہ نے جو مرسوم کو آتے ہوے دیکھا گھبراگئین دعائین کرنے لگین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز میرے وارث کو بچالے اس آفت سے نجات دے نظم

ہمہ خلق شاہ و گدا خاص و عام	خدارا پرستش کنند صبح و شام
چہ نام است نام خدا نام حق	کہ ہم نام او نیست در دہر نام
بیاد خدا ہر کہ عادت کند	بماند بہر دو جہان شاد کام
نہ آید بہوش آنکہ اندر جہان	زمینا ے الفت کند نوش جام
کند شغل مرد خدا حق پرست	بفکر شب و روز و ہنگام شام
قدم ہر کہ اندر طریقت نہاد	کند طے رہ حق رسی اندر دو گام
بحکم خدا ہر کہ گردن نہاد	شود خادمش خلق عالم غلام
بحق ہست انجام و آغاز خلق	از و ابتدا و بر و اختتام
خدا واحد و لاشریکست بس	کسے را درین نیست جاے کلام
خدا بے مثال و خدا بے نظیر	خدا حکمران بر قلیل و کثیر

یہان یہ ملکہ دعائین کررہی ہین مرسوم نے کل فوج کو حکم دیا کہ ان سب کو گھیر لو فوج نے بہران کو گھیرا مگر بہران اس فوج سے کیا خوف کرتا ہے اسی طرح لڑرہا جو قریب آیا اُس کو مار لیا لاشون کے پشتے انبار کردیے ہین لڑتا بھڑتا قریب مرسوم کے پہونچا مرسوم نے ہاتھ تلوار کا مارا بہران نے بار ڈھال پر بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر مین ہاتھ ڈال کر مرسوم کو اُٹھا لیا چاہا چرخ دے کر زمین پر مارون مرسوم نے آواز دی الامان بہران نے جواب دیا امان بشرط ایمان مرسوم نے جواب دیا کہ مین دل سے اطاعت کرونگا مجھکو معلوم ہوا کہ آپ صاحب اقبال ہین جسقدر کد کرتا ہون آپ کا اقبال بڑھتا جاتا ہے جو کوئی آپ سے دشمنی کرے اُسکا انجام بُرا ہے کسکی مجال ہے کہ آپ سے مقابلہ کرے آپ کو خدا نے جرأت دی ہے مین تابعدار ہون یہ سُن کر بہران نے مرسوم کو چھوڑ دیا مرسوم کلمہ پڑھکر

بصدق دل مسلمان ہوا ببران نے تلوار روکی ہنگامۂ گیرودار موقوف ہوا مرسوم
نے سب کو منع کیا کہ مین تو مسلمان ہوا تم لوگ سب اطاعت کرو بارہ ہزار قزاق
دائرۂ اسلام مین آئے سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے ببران ان سب کو ساتھ
لیکر قلعے مین آیا مذہب حق پرستی کو جاری کیا مسجدون کی بنا ہوئی صدائے صلوات
بلند ہوئی محکوم خوشی خوشی اپنے مکان پر آیا مگر بیانجام مرسوم کا دیوث شعبدہ باز
بڑا مکار بھا مرسوم سے اقرار کر آیا تھا کہ جس وقت آپ بلوہ کرینگے تو مین
ناموس محکوم کو گرفتار کرا دونگا اسنے جو دیکھا کہ ببران نے سب کو مسلمان کیا
یہ مامون کے کہنے سے بہ مکر مسلمان ہوا دربار مرسوم مین پہونچا دیکھا مرسوم
مصروف خدمت ببران ہی پوچھا کہ آپ مطیع ہوگئے مرسوم نے جواب دیا
کہ جب کوئی چارہ نہ دیکھا آخر کو جان بچائی اگر ایسا نہ کرتا تو جان نہ بچتی ببران بلائے
روزگار ہی کیا تدبیر کرون دیوث نے کہا یہان سے قریب ایک قلعہ ہی اُس
قلعے کو قلعۂ برق اندازان کہتے ہین وہانکا حاکم طولاب برق انداز ہی اُس کے
پاس چلیے اُس سے فریاد کیجیے یقین ہی کہ وہ ان سب کو پامال کرے مرسوم نے
جواب دیا کہ یہ غیر ممکن ہی جو ببران کے خلاف کرون جو کہچکا وہ کہچکا دیوث
گھبراکر قلعے سے نکلا طرف قلعۂ برق انداز کے چلا اس کو بڑا خیال ہی کہ جسطرح
ممکن ہو ببران کو ذلیل کرون مقام افسوس ہی کہ ببران نے سارے قلعے پر
قبضہ کرلیا مسجدین بنین ہماری پرستش گاہین ویران پڑی ہین آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے روتا ہوا بیتاب و بیقرار سامنے طولاب کے آیا طولاب نے پوچھا
کہ ای دیوث خیر تو ہی دیوث نے رو روکر سب حال ببران کا بیان کیا اور یہ
بھی کہدیا کہ سارا قلعہ تسخیر ہوگیا طولاب نے کہا مین لشکرکشی کرکے چلتا ہون
مگر اتنا سمجھ لو جس شخص نے مرسوم کو زیر کرلیا مین اُسکا کیا کرسکونگا ایسا نہو
مین اُس کے سامنے ذلیل ہون دیوث نے کہا مین اُسکے واسطے عیاری کرونگا
اور ببران کو پکڑلاؤنگا مین نے عیاری بھی سیکھی ہی پھر ہمارا جانا خالی از لطف

نہو گا طولاب نے دیوث کو مہمان کیا دوسرے دن چھتیس ہزار فوج لیکر طرف
بیران کے چلا مگر دیوث نے کہا آپ لشکر لیکر آئیے مین آگے بڑھتا ہون بن پڑتا
ہی تو بیران کو لاتا ہون یہ کہکر رنگ و روغن عیاری کا لگا یا صورت اپنی تبدیل
کی ایک مرد ضعیف کی شکل بنا اُسی صورت پر قلعے مین آیا بیران دن بھر بارگاہ
مرسوم مین رہتا ہی شام کو باغ مین جاتا ہی دختر مرسوم کا عقد خرطوم کے ساتھ
کر دیا خرطوم دعائین دیتا ہی مگر دیوث دن بھر پھرا کیا دیکھا کہ بیران باغ مین
گیا یہ پیچھے پیچھے بیران کے آیا بیران دروازے سے داخل باغ ہوا مگر دیوث
پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ سنبل بیران کے پاس بیٹھی ہی
کنیزین پیراستہ خدمتگزاری حاضر ہین اور گاتین سامنے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

خفا تم کسلیے ای رشک حور ہمسے ہوا — ہماری کیا ہی خطا کیا قصور ہمسے ہوا
نہ ہمنے پی ہی شراب محبت ای ساقی — کہ جوش عشق کا جس سے ظہور ہمسے ہوا
گلے سے ہنس کے لپٹ جایے خدا کے لیے — معاف کیجیے جو کچھ قصور ہمسے ہوا
یہ کیا مجال ہی جھٹلائین آپ سچے ہین — خفا نہ ہوجیے اچھا قصور ہمسے ہوا
تمھین بتاؤ کہ تم نے اگر نہین توڑا — تو کیا یہ شیشۂ دل چور چور ہمسے ہوا
ہمیشہ سیکڑون باتین تمھین نے کین شرکی — تمھین بتاؤ کبھی کچھ قصور ہمسے ہوا
تمھارے کہنے سے کیا ہم نہ جائین یار کے گھر — یہ امر حضرت ناصح ضرور ہمسے ہوا
لیا ہی سوتے مین بوسہ خطا ہوئی ہمسے — گناہگار ہین بیشک قصور ہمسے ہوا
قضا نے جان چھڑائی غم جدائی سے — الٰہی شکر کہ یہ روگ دور ہمسے ہوا
گناہگار اگر ہین تو تجکو کیا زاہد — ہوا تو جرم خدا سے غفور ہمسے ہوا
رہا خیال ہمین ہجر یار کا جو ہزبر — تو وصل مین بھی یہ صدمہ نہ دور ہمسے ہوا

دیوث یہ ہنگامہ سُن کر دیوار سے اُترا ایک گوشے مین جا کر چھپا بیران کو جب
نشہ ہوا تو یہ اُٹھا ہاتھ ملکہ کا تھام لیا پلنگ پر آیا لیٹتے ہی سوگیا دیوث گوشے
سے نکلا اسنے آکر بیران کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر بارہ دری سے کودا پشت باغ سے

نکل کر طرف صحرا کے چلا مگر سماک پڑا ہوا سو رہا تھا اسنے خواب مین دیکھا کہ ہبران کو ایک سگ سیاہ لیے جاتا ہی گھبرا کر اُٹھا پہلے بارہ دری مین آیا پلنگ ہبران کا خالی پایا ملکہ سے جگا کر پوچھا کہ آپ کو کچھ معلوم ہی کہ ہبران پر کیا گذری مین نے خواب پریشان دیکھا ہی ملکہ نے کہا کہ مین سوتی تھی مجکو حال نہین معلوم سماک گھبرا کر نکلا ایک بلندی پر چڑھ کر دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش جاتا ہی جھپٹا کہ اس کو گرفتار کر لون مگر دیوث نکل گیا سماک نے دیکھا جنگل مین ایک لشکر اُترا ہوا ہی اُسمین ایک بارگاہ کلان استادہ ہی دیوث پشتارہ لیکر بارگاہ مین گیا سماک بھی پیچھے آیا دیکھا طولاب برق انداز بیٹھا ہی دیوث نے پشتارہ سامنے رکھدیا کہا ای طولاب یہ گناہگار حاضر ہی طولاب نے حکم دیا کہ ہوشیار کرو دیوث نے کہا اگر یہ جوان ہوشیار ہوگا تو پھر کسی کے روکے نہ رکیگا اول اسکو مسلسل کرائیے تب ہوشیار کیجیے طولاب نے حکم دیا آہنگر نے آکر ہبران کو مسلسل و مطوق کیا تب ہوشیار کر دیا ہبران بگڑ کر اُٹھا طولاب نے پکار کر کہا کہ ای ہبران تم کو کچھ خوف نہ آیا پرائی اقلیم مین یہ ہنگامہ برپا کیا اب تم کو مناسب یہ ہی کہ میری اطاعت کرو ہبران نے کہا مین نامردون کی اطاعت نہین کرتا طولاب نے جلا کر حکم دیا جلاد کو بلا کہ جلاد نے آکر گردن پر کوئلے کا خط دیا خنجر چمکانے لگا طولاب حکم دے رہا ہی کہ جلد سر کاٹ لے جلاد چاہتا ہی سر کاٹون مگر پھر رُک جاتا ہی طولاب دمبدم حکم دیتا ہی کہ او جلاد جلدی کر ہبران نے جو دیکھا کہ میرا ساغر عمر لبریز ہوا سررشتۂ حیات منقطع ہوا دعائین مانگنے لگا کہ ای خالق بے نیاز داور رب کارساز رحم اپنا شریک کر **نظم**

چو کرد ذات احد در وجود خاک ظہور	چو خور بمطلع ایجاد گشت روشن نور
گہے بدام ظہورش نمود گاہ بہ دد	گہے بہ مار نمود ارشد گہے در مور
گہے بہ یوسف کنعان بچاہ کرد امداد	نمود گاہ بہ موسےٰ جمال خود بر طور
شناخت ذات خداوند پاک را عارف	گہے ز سنگ دگہے از شرر گہے از حور

گہے زخانہ نمودار شد گہ از بازار ۔۔۔ گہے نمود ز نزدیک چہرہ گہ از دور

سماک نے جو دیکھا کہ بہران قتل ہوتا ہی تاب باقی نہ رہی ایک گوشے مین آکر سر
سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا چرخ دیکر مارا کہ جلاد کا سر اُڑ گیا طولاب
نے کہا ای دیوث دیکھ تو یہ پتھر کسنے مارا دیوث نے کہا وہ سامنے ستون کی
آڑ مین پیادہ کھڑا ہی اُسنے پتھر مارا سماک پیچھے ہٹ کر بیرون بارگاہ چلا دیوث
نے آواز دی یہ پیادہ جانے نہ پائے خدمتگارون نے سماک کو روکا مگر سماک کب
رُکتا ہی کئی کو مار کر گرا دیا مگر کہتا ہی افسوس ای سماک بہران کی رہائی کی کوئی صورت
نہ نکلی ناچار ہو کر لڑتا بھڑتا نکل گیا دروازے پر لاشون کے انبار ہین مگر طولاب
نے دیکھا وہ عیار لڑ بھڑ کر نکل گیا دیوث سے کہا ہو سکتا ہی کہ اس عیار کو تو لائے
بڑی گستاخی کر گیا دیوث نے کہا مین ڈھونڈھ کر اس کو لاؤنگا طولاب نے
کہا بہران کو قید کرو مین جا کر مر سوم کو سزا دون لشکر لے کر مع بہران چلا
مگر بہران ارابے پر زنجیرین ہلا رہا ہی چاہتا ہی قید کو توڑ ڈالون لیکن قید بھاری
ہی زنجیرین نہین ٹوٹتین ہاتھ مین ہتھکڑیان ہین ایک قریے کے سامنے سے گذر ہوا
انور نامے زمیندار ہی بیٹی اسکی گلفام اپنے قصر پر بیٹھی تھی لیکا یک ہلڑ جو سُنا کھڑکی
سے سر نکالکر دیکھا کہ ایک جوان خوبرو دوخونخوار ارابے پر سوار مگر جلالت چہرے
سے آشکار ہی دیکھتے ہی مبہوت ہو گئی مگر ارابے والون نے جو زیادہ ہلڑ کیا بہران
نے لنگر مارا کہ ارابہ اُس مقام پر جم گیا ارابہ لے جانے والے بیلون کو پیٹ
رہے ہین مگر کیا مجال ہی کہ ایک قدم بڑھائین کوٹھے سے گلفام دیکھ رہی ہی
چند عورتین جو پشت پر ہین اُن سے کہہ رہی ہی کہ صاحبو تم لوگ دیکھ رہے ہو
یہ کیسا پہلوان زبردست ہی کہ چلتے ہوے ارابے کو روک لیا کئی سو جوڑی
نرگاؤ کی لگی ہی مگر کیا مجال ہی کہ کوئی قدم بڑھا سکے فتنہ نامے ایک کنیز پشت پر
کھڑی تھی اُس سے کہا دریافت تو کر کہ اس جوان سے کیا خطا ہوئی کیون قید
ہوا کنیز گئی اور خبر لائی عرض کی ای ملکۂ عالم اس جوان سے کوئی خطا نہین ہوئی

عیار نے اس کو گرفتار کیا ہے اب قلعے پر جاتے ہین کہ مرسوم سے لڑین اپنا مطلب حاصل کرین لیکن مرسوم ایسا بہادر ہے کہ وہ انکا دباؤ نہ مانیگا ضرور لڑیگا یقین ہے وہ ہی اس کو رہا کرے گلفام خاموش ہو رہی مگر طولاب سے لوگون نے کہا قیدی بگڑ گیا اب آگے نہ بڑھیگا طولاب نے گینڈا بڑھایا قریب ارابے کے آیا کہا اے جوان کیون نہین چلتا ہیران نے کہا مین پہلے ہی کہتا تھا کہ ہمارا ارابہ سائے مین ٹھہراؤ مگر نگہبانون نے ضد سے ارابہ دھوپ مین ٹھہرایا اب آج اسی مقام پر اُتر پڑو طولاب نے دیکھا کہ ابھی اسکو قتل کرنا منظور نہین ہے جو کہتا ہے وہ ہی کرو طولاب اُسی مقام پر اُتر پڑا ایک خیمے مین ہیران کو قید کیا چند نگہبان مقرر کیے گلفام نے جو یہ خبر سنی کہ سب اسی مقام پر اُتر پڑے ہین رات کو گھبرا کے باپ کو بُلایا کہا حضور یہ بات جرأت کے خلاف ہے آپکے گانؤن کے دروازے پر ایک بندۂ خدا قید ہے اور کوئی خطا نہین کی مناسب جانیے تو شبخون ماریے لطف حاصل ہوگا اگر آپ نے اُس جوان کو رہا کر لیا تو نبیرۂ حمزہ پر احسان ہوگا وہ بہادر نہایت انصاف پسند ہین عیار اُنکا کدو کوشش کر رہا ہے اس طرح بیٹی نے سمجھا کر کہا کہ زمیندار کو جوش جرأت آیا باہر آکر گنوار جمع کی آپ ٹٹو پر سوار ہوا دوپہر رات گئے گنوار کو ساتھ لیکر جو کئی ہزار آدمی تھے چند پاسی کٹھے لیے ہوے آکر گرے اور نگہبانون کو قتل کرنے لگے دلیوث نے جاکر طولاب کو جگایا کہ حضور اُٹھیے اس گانؤن کا زمیندار شبخون آیا ہے طولاب اُٹھا اُس وقت آکر پہونچا کہ اسنے دور سے دیکھا کہ نگہبانون کو قتل کرکے زمیندار کا ارادہ ہے کہ اندر قید خانے کے جاؤن طولاب نے للکارا او گنوار خبردار اُس خیمے مین نہ جانا ورنہ قیامت برپا کردونگا زمیندار رُک گیا طولاب نے فوج کو اشارہ کیا کہ ان گنوارون کو مار لو مگر گلفام نے جب دیکھا کہ باپ نے میرا کہنا مانا تو مردانے کپڑے پہن کر پیچھے باپ کے چلی طولاب کے للکارنے سے زمیندار تو ہٹ گیا مگر گلفام ایک سپاہی کی شکل پر گھٹنا پہنے ہوے انگرکھا

اونچی چولی کا پہنے ہوے تلوار ہاتھ مین ہٹو ہٹو کرتی ہوئی در خیمہ پر آئی نگہبان جو دو چار باقی تھے اُن سے کہا مین جاکر قیدی کا سر کاٹ لون یہ کہکر خیمے مین گھسی سامنے بہران کے آکر کہا ہاتھ اُٹھائیے مین ہتھکڑی کاٹون بہران نے ہنس کر کہا ای جوان مہربانی کا کیا باعث ہی گلفام نے سر جھکا لیا کہا ای بہران جس زمیندار نے شبخون مارا ہی مین اُسکی بیٹی ہون کل تم کو لنگر مارتے دیکھا جرأت تمھاری پسند آئی مین نے باپ کو راضی کرکے برائے شبخون بھیجا تھا مگر وہ آپ کو رہا نہ کر سکے طولاب اُن کے سامنے آگیا اُسنے اُن کو رد کا تب مین نے یہ قصد کیا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کٹتے ہی بہران نے قید توڑ ڈالی اور نعرہ کیا نظم شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من + گرمی بازار عشق از تف خون منست + بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من + باک ندارم ز دار چوب ستون من است + خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق + بشکنم این بندرا وقت جنون منست + گلفام اسکی طاقت پر نثار ہوگئی کہتی تھی ای پہلوان آج ہمنے دیکھا کہ زور تمھارا ایسا ہی کسی پہلوان مین یہ طاقت نہین دیکھی حقیقت مین پہلوان زبردست ہو مگر وہ کیسا شیر ہی کہ جسنے تم ایسے کو زیر کیا اور تم اُسکے مطیع ہوے ای بہران مجکو ہوس ہی کہ مین تمھارے آقا کو دیکھون بہران نے کہا اُنکو خبر نہین ہی کہ مین ایسے مقام پر پھنسا ہون اگر وہ آگاہ ہوتے تو فورًا آتے اور مجکو اس آفت سے بچاتے مگر عیار اُن کا کد و کوشش کر رہا ہی گلفام نے کہا یہ تیغہ لیجیے اور باہر نکلیے نگہبانون کو مار کر مصروف جنگ ہوجیے بہران تیغہ لیکر باہر نکلا نعرہ کرکے لڑنے لگا فوج تمام بہران سنتے ہی بھاگنے لگی مگر طولاب کو اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ ہی گیدڑا چڑھا کے مقابلۂ بہران مین آیا للکارا کہ او جوان ہوشیار ہو منم طولاب برق انداز میری تلوار سے آج تک کوئی نہین بچا ہی آئندہ تجکو اختیار ہی بہران نے کہا او بھیا مین تیری جرأت تو دیکھون طولاب نے ہاتھ تلوار کا مارا بہران نے خالی دیکر تیغہ مارا گینڈے کا طولاب کے سر کٹ گیا طولاب گینڈے سے گرا بہران نے

جھپٹ کر طولاب کو دبوچ لیا چاہا مار ڈالون طولاب منتین کرنے لگا اور کہا ای پہلوان دوران مین تمھاری تابعداری کرتا ہون ببران نے کہا مسلمان ہو تو چھوڑ دون طولاب کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا زمیندار لڑ کر نکل گیا تھا طولاب نے پوچھا ای ببران یہ کون تھا جسنے شبخون مارا ببران نے کہا ای طولاب خدا کی قدرت ہی یہانکے زمیندار کا مین نام بھی نہین جانتا ہون وہ اس مصیبت مین شریک ہوا بیٹی اُس کی گلفام نامے قید خانے مین آئی اُسنے آکر مجھے رہا کیا عورت کی یہ جرأت کہ کچھ خیال نہ کیا لڑ بھڑ کر مجھ تک آئی اور کس آن بان سے مجھکو رہا کیا مین اُسکا ممنون ہون تم لشکر اُتارو مین آتا ہون یہ کہکر ببران طرف قریہ کے چلا راہ مین زمیندار سے ملاقات ہوئی زمیندار نے کہا کہ ای پہلوان کیونکر رہائی پائی مین تو مجبور ہو گیا تھا قید خانے پر پہونچا اور تم کو رہا نہ کر سکا اب آپ کہان جاتے ہین ببران نے کہا تمھاری ملاقات کو جاتا تھا تمھارا شکریہ ادا نہین کر سکتا ہون تم نے اس مصیبت مین ساتھ دیا کیونکر احسان نہ مانون وہ زمیندار بیٹی سے سُن چکا تھا کہا چلیے آج آپ کی دعوت ہی بہ محبت ببران کو اپنے مکان پر لایا سامان دعوت مہیا کیا طائفے عمدہ عمدہ بلوائے ایک گائن سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی نظم

شتاب لکھے ثناے رُخِ نگار قلم + دکھائے قطعۂ گلزار کی بہار قلم +
کہان تلک وہ لکھے حال شہسوار دلکا ہوا کے گھوڑے پہ کب تک ہے سوار قلم
نہ ختم ہو گا کسی طرح خط شوقیہ جو لکھین سیکڑون منشی بنین ہزار قلم

اِن اشعار کو سُن سُن کر ببران تعریفین کر رہا ہی عین گرمی صحبت مین پردہ زنانی ڈیوڑھی کا اُٹھا ایک کنیز آئی ترنج خوشبوئی سینے پر ببران کے مار دیا سب ملازم زمیندار کو نذرین دینے لگے اور کہتے تھے کہ یہ داماد آپ کو مبارک جو طولاب کو خبر پہونچی کہ ببران کا عقد ہو گا طولاب بھی آکر شریک ہوا زمیندار نے بخوشی خاطر اپنی بیٹی کا عقد ساتھ ببران کے کر دیا ببران نے گوہر مراد حاصل کیا وہانسے

کوچ کیا ان سب کو ساتھ لیکر طرف قاسم کے چلے یہان قاسم مقابلہ سوہان
مین اُترے ہوے ہین سوہان نے کئی دن تامل کیا طبل جنگی نہ بجوایا کئی دن کے
بعد طبل جنگی بجوایا میدان مین نکلا ہی گینڈے کو مہمیز کر رہا ہی قاسم کا ارادہ ہی
کہ مین نکلون مگر سرداران قاسم روک رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ آپ مقابلہ
مین نہ جائیے ہم جاکر مقابلہ کرین گے کہ صحرا سے گرد اُڑی ببران بلا افگن گینڈے
پر سوار پشت پر مرسوم قزاق وطولاب برق انداز و چند سردار ہین سوہان
کو جو سب کے آگے دیکھا تیور پر بل پڑ گئے گینڈا بڑھاکر میدان مین آیا پکار کے
آواز دی او مکار خدا کی قدرت ہین عین وقت پر آگیا مین مشتاق تھا کہ تجھ سے
مقابلہ کرون لطف جرأت ملے سوہان نے کہا ای ببران تمھاری قضا لیکر آئی
ہی تم میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے ببران نے کہا اب زیادہ کلام نہ کیجیے زبان
تیغ سے کام لیجیے سوہان نے تلوار کھینچی خبردار کہکر ہاتھ مارا ببران نے
تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر سر کو بچاکر کمر پر ہاتھ مار دیا سوہان
دو ٹکڑے ہو گیا فوج نے سوہان کی بلوہ کیا ببران فوج پر جا پڑا اور پکار کر
آواز دی کہ آقاے نامدار آپ تکلیف نہ فرمائیے گا مین جنگ کو سمجھ لونگا میری
آرزو پوری ہوئی یہ بے حیا میرے ہاتھ سے مارا گیا قاسم نے قصد کیا تھا مگر
ببران کے کہنے سے رُک گئے سب کو منع کیا کہ کوئی مدد ببران کو نہ جائے وہ
منع کرتا ہی کوئی تو سبب ایسا ہو کہ ہمارے سردار کا نام ہو جائے صاحبو اکیلا
زخمی ہو کر گیا تھا وہان سے سردارون کو لایا ہی سب جلیل معلوم ہوتے ہین یقین
ہی کہ یہ ہمارا ساتھ خوب دیوینگے مگر ببران جو فوج پر جاکر گرا تھوڑے ہی عرصے
مین سب کا خاتمہ کیا آخر سب بھاگ گئے چند مسلمان ہوے ببران بفتح و فیروزی
خدمت قاسم مین آیا سب سردارون کو قاسم کے قدمون پر گرایا قاسم نے
سب کو گلے سے لگایا اور ببران سے فرمایا ان سب کے تمھین افسر رہے ببران
بہت خوش ہوا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ تم نے ہمارے آقا کو دیکھا کیا جرأت

ہر کیا شوکت ہر ایسے کا کیون نہ ساتھ دین جو ہماری قدر کرے اُسکے تابعدار ہین قاسم سب کو لیکر بارگاہ مین آئے صحبت جشن آراستہ کی ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز حاضر خدمت ہوے جام مے ارغوانی چلنے لگا صدا اے ہوشنا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی رات بھر جلسہ رہا صبح کو قاسم نے سبکو ساتھ لیکر کوچ کیا مگر شاہزادۂ ماہ عالم افروز قاسم سے رخصت ہوے چند سوار ساتھ لے لیے طرف صاحبقران کے چلے راہ مین ایک صحرا ملا کہ نہایت ویران تھا سوکھے ہوے پتون کا جابجا انبار بونڈلے گرد کے اُٹھ رہے تھے زاغ وزغن کا جابجا جاؤ قاؤن کر رہے تھے ماہ عالم افروز نے جو وہ صحرا دیکھا بہت پریشان ہوے فرماتے تھے یہ صحرا کسقدر ویران ہی حقیقت مین کف دست میدان ہی کہ سامنے سے گرد اڑی ایک ساحرہ کو دیکھا کہ نشے مین شراب کے چور ایک نرگاؤ پر سوار نرگاؤ کو بھگائے ہوے آتی ہی بال سر کے چھوٹے ہوے زمین پر لوٹتے ہوے اُس ساحرہ کی نگاہ جو ماہ عالم افروز پر پڑی عاشق ہوکر پکارنے لگی کہ او جوان میرے پاس آ منم مجنون جادو مین اس صحرا کی حاکم ہون میرے سحر کا یہ باعث ہی کہ صحرا ویران ہو رہا ہی مین روز سحر کرتی ہون تاکہ یہ جنگل آباد نہ ہونے پائے شاہزادے نے جواب دیا کہ او مکارہ کیا بکتی ہی مجنون جادو بلائین لینے لگی اور یہ اشعار پڑھتی تھی نظم

سُنا کیا مجھے وہ باتین بدزبان کیا کیا	کلام آ گئے بے لطف درمیان کیا کیا
بہار آتے ہی چٹکا ہی جب کوئی غنچہ +	تو پھول پھول کے بیٹھا ہی باغبان کیا کیا
وہ کون ہی جو تری گفتگو نہین کرتا	سنے ہین ہمنے ترے تذکرے کہان کیا کیا
الٰہی دیکھیے یہ دیکھنا دکھائے کیا	بُری نظر سے وہ گھورے ہین الامان کیا کیا
شکایتین تھین بہت اور مجال وقت تھی کم	دم اخیر سُناتا یہ نیم جان کیا کیا +
زمین مین گاڑ کے اہل وطن ہوے رخصت	ابھی دکھائیگا نیرنگ آسمان کیا کیا
یہ چرخ پیر کی کیا خصلت نے غافل ہین	گھمنڈ کرتے ہین اللہ نوجوان کیا کیا

ملال و حسرت و اندوہ و یاس و داغ جگر		جہان سے لیکے چلے رند ارمغان کیا کیا

ایسی واہیات باتین کہتی ہوئی وہ شاہزادے کے قریب آئی صورت زیبا دیکھکر حیران ہوگئی دل مین کہتی ہو کہ اگر یہ معشوق پاس رہیگا تو بڑا لطف حاصل ہوگا حقیقت مین تک سکھ سے اچھا ہی مگر مین شاہزادے کی ہاتھ ڈال دیا سحر کر کے اُٹھالیا اور لے بھاگی وہ لوگ جو شاہزادے کے ساتھ تھے بھاگ گئے کوئی نہ ٹھہرا مگر سمک یلداقی ایک غار مین چھپ رہا تھا اُسنے دیکھا کہ وہ ساحرہ شاہزادے کو لے گئی بیتاب و بیقرار ہو کر غار سے نکلا یہ دیکھ لیا کہ جو سامنے درۂ کوہ ہی اُسین لے گئی ہی ایک فقیر کی شکل بنکر گاتا ہوا چلا نظم

نہ طاقت آئی مرے جسم زار کے نزدیک		نہ صبر آیا دل بیقرار کے نزدیک
ہمارے ہاتھ پہونچنے لگے گریبان تک		جنون کے دن گئے فصل بہار کے نزدیک
ہجوم غم نے مرے ملک دلمین آکے کہا		خوشی نہ آئیگی اب اس دیار کے نزدیک
عجیب چہچہے کرتی ہی باغ مین بلبل		دن آگئے ہین جو فصل بہار کے نزدیک
شکست ابلق لیل و نہار کو دینا		یہ ایک کھیل ہی اُس شہسوار کے نزدیک
بھلا فقیر کو کیا بادشاہ سے مطلب		وہ کیو نکر آئینگے مجھ خاکسار کے نزدیک
غبار اُڑکے ہوا سے مرا تصدق ہو		وہ آئین گر کبھی میرے مزار کے نزدیک
پھنسے گا دام مین ایسا کہ پھر نہ چھوٹیگا		جو دل گیا مرا گیسوے یار کے نزدیک
نجف مین دفن وہ ہوتا ہی جاکے ای سطوت		جو نیک بندہ ہی پروردگار کے نزدیک

سمک تانین مارتا ہوا قریب درۂ کوہ کے آیا سامنے بیٹھکر گانے لگا مجنون جادو جو شاہزادے کو درۂ کوہ مین لائی ایک لال چادر اوڑھکر گویا دلھن بنی شاہزادے کو سمجھا رہی ہو کہ پیارے مجھے قبول کر میری تجھپر جان جاتی ہی شاہزادہ سخت و سست کہ رہا ہو کہ او بیحیا دیوانی ہوئی ہو اپنے حواس درست کر میری جان جائیگی مگر تیرا کہنا نہ مانونگا تجکو جو منظور ہو وہ کر مجنون جادو ناچار ہو کر بیٹھی ہی افسوس کر رہی ہو کہ ہاے کیا کرون یہ جوان مانتا ہی نہین اپنی ہی کہے جاتا ہی آخر کیا کرون یکایک

گانے کی آواز کان مین آئی پلٹ کر دیکھا کہ ایک فقیر نحیف وضعیف تانین مار رہا ہی
حیران ہوگئی کہ اس سن مین یہ آواز ہی پکار کر آواز دی بڑے میان صاحب انھین اشعار
کو پھر کہو سمک نے دو چار تانین ایسی مارین کہ مجنون بیقرار ہوگئی تعریفین کرنے لگی
کہتی ہی بڑے میان صاحب تمھارا کیا نام ہی اب تو سمک نے باتون کا تار
باندھ دیا مجنون نے کہا کیون بڑے میان تمھارے کوئی اولاد بھی ہی بڑے میان
نے کہا ایک سو بارہ بیبیان ہین کوئی دن خالی نہین جاتا کہ کسی کے پاس نہ جاتا ہون
کئی سو بیٹے ہین کپڑے عمدہ عمدہ پہنتے ہین جو کچھ کہین سے پاتا ہون مجکو مار کر چھین لیتے
ہین اور گھر مین جاکر کھانا وغیرہ پکواتے ہین بڑے بڑے پہلوان ہین بعضے پھنکیت
ہین بانک بھی سیکھی ہی مگر مین کسی کو اپنا فرزند نہین جانتا ہون یہی جانتا ہون کہ
اُن عورتون کے پیٹ سے پیدا ہوے ہین خیر پڑے رہین مجنون ہنسنے لگی کہا
بڑے میان بڑے زندہ دل ہو عورتون کا تمھاری سن کیا ہی بڑے میان نے کہا
پانچ پانچ برس کے سن مین بیاہ کر لایا اب جو وہ جوان ہوئی ہین مجھسے محبت کرتی ہین
جو سب مین بڑی ہی اُسکو چودھوان سال ہی بڑی بد مزاج ہی ہر وقت مجھسے لڑا کرتی
ہی اُسکو بڑی ضد ہی مجنون نے کہا بڑے میان صاحب تم بڑے حُسن پرست ہو
مین ایک جوان کو لائی ہون وہ نہایت حسین ہی میرا وصل نہین قبول کرتا بڑے میان
نے کہا تم نے اُسکو کچھ ستایا ہوگا مجنون نے کہا مین اس صحرا سے اُسکو اُٹھا لائی
ہون وہ کہتا ہی کہ مجکو مار ڈالو مین نہ مانونگا بڑے میان نے ایک آہ کی اور کہا کہ
ای مجنون جادو کون ایسا مرد ہوگا کہ تم ایسی شکیلہ کو نہ قبول کرے طریقے سے
معلوم ہوتا ہی کہ وہ جوان تمسے بیزار ہی ورنہ تمکو دیکھ کر میرا عجب حال ہی لیکن مشکل یہ
ہی کہ تم اُسپر عاشق ہو ایسا نہ ہو مین قصد کرون اُسکو ناگوار ہو یہ تو ضرور ہی کہ وہ
بھی تم پر جان دیتا ہوگا مگر ضبط کرتا ہی حال دل کو چھپاتا ہی مین ایک تدبیر بتاؤن
میرے مرشد نے مجکو ایک منتر تعلیم کیا ہی اُسمین یہ صفت ہی کہ مین شراب پر دم کر دون
اور تم پیکر اُس سے بات کرو تو مثل تمھارے اُسکو بھی محبت ہو مجنون نے کہا مین ابھی

شراب لاتی ہون یہ کہکر دوڑی اور بھٹی سے شراب لاکر سماک کو دی سماک نے
شراب اونڈیلی کچھ ہونٹھ بھی ہلائے جس سے ثابت ہوتا تھا کہ کچھ پڑھ کر پھونک دیا
مجنون سے کہا لو اسکو پی جاؤ مجنون نے شراب پی اور بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا کہ
بڑے میان صاحب اس شراب نے بڑا نشہ کیا کلیجے مین آگ لگی ہوئی ہی سماک نے
کہا میرے عمل کی تاثیر ہی اب اُسکا بھی دل بیقرار ہوگا بعد تھوڑی دیر کے مدعائے
دلی حاصل کرو بڑا لطف ملیگا مگر اُٹھکر ٹہلو مجنون اُٹھی چند قدم چل کر گری گر کر
بیہوش ہوگئی سماک نے خنجر کھینچا چاہا قتل کرون پہلو سے آواز آئی کہ خبردار خنجر
نہ مارنا ورنہ جلاکر خاک سیاہ کردونگا سماک نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیہ رو
و بدخو دوڑا ہوا آتا ہی اپنے نام کا نعرہ کرتا ہوا کہ منم ممنون جادو شوہر مجنون
سماک نے چاہا کہ کود کر بھاگون مگر کسی طرف راستہ نہ پایا ممنون نے سحر کیا خنجر ہاتھ سے
سماک کے گرا پاؤن زمین نے تھام لیے ممنون نے دیکھا درہ کوہ مین ایک
جوان بیٹھا ہی پوچھا ارے تو کون ہی شاہزادے نے کہا مجکو یہ بیبیا گرفتار کرلائی
ہی اور وصل کی خواستگار ہی ممنون نے مجنون کو ہوشیار کیا جب مجنون کی
آنکھ کھلی تو اُسنے پکار کر کہا کہ کیون پیارے ابتو قبول کروگے ممنون نے ایک
لات ماری اور کہا کہ او لکاتہ تو روز جو غائب ہوتی ہی تو انھین فکرون مین رہتی
ہی مجنون نے کہا کہ ای ممنون یہ تو فیاضی ہی جو جیسا دیگا ویسا پاویگا کیون
اسقدر جھلاتا ہی دیکھ تو یہ جوان کیسا خوبصورت ہی اگر مین اسپر عاشق ہوئی تو
کیا نقصان ہی اسکے بارے مین کچھ نہ کہنا ورنہ تجھسے آشنائی چھوڑدونگی ممنون
نے جلاکر کہا او فاحشہ مدت سے میرے تیرے ملاقات ہی اسپر رضامند نہین میرے
ساتھ چل باغ گلچین مین کیسی تیاری کی ہی چل کر شراب پی باغ کی سیر دیکھ
مجنون نے کہا مین تیرے ساتھ نہ جاؤنگی ممنون نے ہاتھ تھاما کھینچنے لگا مجنون
کو جو صدمہ ہوا تو اسنے سحر کیا ایک تلوار ممنون پر گری ممنون کا شانہ نشانہ ہوا
زخم کھاکر ممنون جادو نے خاک اُڑادی کہ مجنون اندھی ہوگئی ممنون کو گالیان

دینے لگی کہ او لنگوڑے بیہودہ مجکو اندھا کیون کر دیا ممنون نے کہا تو اسی لائق ہی مجنون نے ہاتھ بڑھایا ہاتھ ممنون کا تھام کر ایک چلت ماری کہ ممنون کی بینائی لوٹ چلے گئی ممنون نے جھلا کر کارد سحر ماری مجنون کے سینے کے اُسپار گذری شاہزادہ سحر سے رہا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا کہتا ہوا کہ او ممنون اب کہان جائیگا ممنون نے کہا او جوان تیری قضا میرے ہاتھ سے ہی غنیمت جان کہ اتنی دیر تیری جان بچی شاہزادے نے چاہا ممنون کی گردن پکڑ لون مگر ممنون نے سحر کیا کہ ہاتھ پاؤن شاہزادے کے بے قابو ہو گئے اب ممنون نے لاشہ اپنی معشوقہ کا دیکھا بڑا قلق ہوا دل مین کہتا ہی کہ ایسی عورت کہان ملیگی کبھی کسی بات مین انکار نہین کیا اس جوان کو اور اس عیار کو لے چلون چلکر ان دونون کو باغ گلچین مین قتل کرون جب مین نے اپنی آشنا کو مار ڈالا تو انکو کیون زندہ چھوڑدون اسی کی وجہ سے یہ فتور ہوا ایک پنجہ کر مین شاہزادے کے دیا اور ایک ہاتھ سے سماک کو اُٹھا لیا دونون کو لیکر چلا اُڑا ہوا جاتا ہی کہ کان مین گانے کی آواز آئی کہ جیسے کوئی خوش آواز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

روا ہی کسکے دین مین ہی طریقہ کس مسلمانکا	اکیلے چھوڑنا یون خاک و خون مین صید بیجانکا
پریزادونکا کوچہ ہی تعجب کچھ نہین یارو	ملے مجکو جو کشکول افسر شاہ سلیمانکا
جوانی مین اُسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے	لڑکپن مین جو افسانہ سُنا کرتے تھے طوفانکا
سے ہر وقت دل پہ ہی لکھا مضمون بیتابی	ملنا اب آہ رشتہ ہجران اور اق پریشانکا
وہ غیر وسنے گلے ملتا رہے حق نے بنایا ہی	ہمارے ذبح کرنے کے لیے دن عید قربانکا
عدم کی سیر کو فرہاد و مجنون ہوتے ہین ایکا	قرا لک ہی تو ہی اندلون کو وہ دبیا بانکا

یہ آواز سُنکر ممنون نے پلٹ کر دیکھا کہ بالائے کوہ جلسہ ہی ایک شاہزادی نہایت حسین وجمیل مسند پر بیٹھی ہی کنیزین کام کر رہی ہین دو کنیزین گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار پھولونکی پنکھیان ہاتھ مین داہنے بائین کھڑی جھل رہی ہین مگر نازنین خاموش بیٹھی ہی سامنے گانا ہو رہا ہی ممنون اُس صحبت کو دیکھ کر بہت خوش ہوا پایا تو اُڑا ہوا

جاتا تھا یا اُتر آیا کنیزون نے کہنا شروع کیا ارے یہ کون مرد وا ہی کہ ہم عورتون مین گھس آیا ہی صاحب خانہ نے بدمزاج ہو کر کہا او شخص تو کون ہی کہ ہماری صحبت مین چلا آیا ممنون نے شاہزادے کو ہاتھ سے رکھدیا صاحب خانہ نے جو جمال شاہزادہ دیکھا پسینہ آگیا قلب تھرا گیا کہا او ظالم اس بیچارے کو کہان سے پکڑ لایا شاہزادہ تو کچھ نہ بولا مگر سماک نے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم مین آپکا بھیک ہون مجکو بھی یہ پکڑ لایا ہی رات بھر گوایا صبح کو موٹے پانچ پیسے دیتا تھا مین نے نہ لیے اُس پر بگڑ گیا اور کہا تجکو چل کر قتل کر دونگا مالک صحبت کہ نام اسکا شیرین عذار ہی بول اُٹھی کہ میان گویّے کچھ ہم کو تو سناؤ سماک یلداق تو یہی چاہتا تھا سنبھل کر بیٹھا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

ہی نرالی کشش عشق جفا کار کی راہ	چاہ کنعان مین ملی مصر کے بازار کی راہ
رہنما یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم	پہونچے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ
شہرۂ حسن نے دیدار کا مشتاق کیا	نکہت گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ
حسن کے عشق نے ہستی مین عدم سے کھینچا	شوق یوسف نے دکھائی ہمین بازار کی راہ
عید ہوگی رمضان جائیگا ای بادہ کشو	بند رہنے کی نہین خانۂ خمار کی راہ
غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل	آتش اک دلمین نہین ہوتی ہی دو چار کی راہ

ملکہ نے یہ گانا سنکر کہا کہ میان گویّے صاحب کیا خوب گاتے ہو سماک نے کہا ابھی آپ نے میرا کمال کیا دیکھا ہی اور بہت سے کمال ہین حضور سنکر بہت خوش ہونگی یقین ہی کہ جو مین صحبت مین بیٹھون تو آپ پسند کرین اور حکم دین کہ یہ حاضر رہے ملکہ نے ممنون سے کہا کہ ای ممنون تم جاؤ ہماری صحبت مین نہ ٹھہرو اور ان دونون قیدیون کو چھوڑ جاؤ ہم ان سے دل بہلائینگے ممنون نے کہا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین خدمت مین حاضر رہونگا یہ گویا نہین ہی عیار ہی میری آشنا کو اسنے قتل کرایا ہی مین آپ پر جان دیتا ہون اُس نازنین نے جھلا کر کہا کچھ دیوانہ ہو گیا ہی جا سامنے سے دور ہو ممنون نے جھولی مین

ہاتھ ڈالا ارادہ ہوا کہ گولہ نکالوں شیرین عذار نے ہاتھ ہلادیا ایک برق گری ممنون
کے دو ٹکڑے ہوے ممنون کے مرتے ہی شاہزادہ قید سے چھوٹا اُٹھ کھڑا ہوا
سماک نے بھی ارادہ کیا کہ جست کر کے نکل جاؤن پھر سوچا کہ آقا رہجائین گے
شیرین عذار نے حکم دیا کہ لاش اس گستاخ کی پھینک دو لاشہ ممنون کا پھینکدیا
ابتو سماک نے خوب مسخرہ پن کیا کہ شیرین عذار نے شاہزادے کو اپنے پاس
بٹھالیا شاہزادہ بھی بہ نگاہ محبت شیرین عذار کو دیکھ رہا ہی شیرین عذار نے پوچھا
کہ آپ کا نام نامی کیا ہی شاہزادے نے کہا ماہ عالم افروز نبیرۂ صاحبقران
فرزند ایرج نوجوان پہلے مجکو مجنون جادو نے گرفتار کیا تھا مگر ممنون جادو
نے آکر اپنی آشنا کو مارا عجب ساعت نیک تھی کہ مین تم تک پہونچا شیرین عذار
نے مسکرا کر کہا کہ اگر آپ میرے پاس رہین گے تو بڑے آرام پائین گے ظاہرا کوئی
تکلیف نہ ہوگی آپ کو معلوم ہو گا کہ جمشید ثانی ہمارے خداوند ہین لیکن
آج کل بڑی مصیبت مین گھرے ہین مسلمانون نے چہار جانب سے گھیرا ہی طلسم ظاہر
سے بھاگ کر قدرت طلسم باطن مین آئے مسلمانون نے پیچھا نہ چھوڑا ابھی میرے
پاس نامہ آیا ہی کہ ای شیرین عذار برائے مدد آؤ تو مین چلونگی اور آپ کو بھی
لیچلونگی آپ کو زرہ پہنا دونگی کہ آپ فرزندان حمزہ پر غالب آئیے جو حریف آپکے
سامنے آئیگا وہ گھبرا کر بھاگ جائیگا شاہزادے نے جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم وہ
سب میرے باپ اور چچا ہین میرے والد فرزند قاسم اور قاسم فرزند رستم اور
رستم فرزند امیر حمزہ اسی سال مین مین نے خروج کیا ہی جابجا لڑائیان پڑین
لوحین بہت سی ملکن ہوئین طلسم آبگینہ کو توڑا بڑے بڑے جادوگرون کو مارا اگر
والد سے ملا چچا سے ملاقات ہوئی دادا جان بہت چاہتے ہین تو ای ملکۂ عالم اُن
لوگون کی مدد کرین یا جمشید ثانی کی اُس بیحیا پر لعنت ہی ایک شخص مکار اُس کو
خداوند جانتی ہو اپنے پیدا کرنے والے کو نہین پہچانتین وہ رحیم و کریم و سمیع و علیم
ہی جسنے ایک کلمۂ کن سے تمام عالم کو پیدا کیا آسمان بے ستون قایم کیا زمین کو پانی

پر بچھایا اگر مجھے محبت ہی تو دین اسلام قبول کرو مگر جب سحر سے توبہ کر دگی تب مجھسے
عقد ہوگا شیرین عذار نے دین اسلام قبول کیا آپسمین عہد و پیمان ہوگئے شاہزادہ
شریک صحبت ہوا شیرین عذار خوش بیٹھی ہی سماک بھی صحبت مین حاضر ہی اب
شیرین عذار نے کہا کہ ای شہریار ایک بات کا قلق ہی کہ باپ میرا اسہراب جادو
سامنے قلعہ ہی اُسمین رہتا ہی اگر وہ سُن پائیگا تو بڑی آفت برپا کریگا شاہزادے
نے کہا اگر بغاوت کریگا تو مارا جائیگا ملکہ نے کہا کہ مین یہ بھی نہین چاہتی کہ باپ
میرا قتل ہو شاہزادے نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اگر اُنھون نے مجھپر لشکرکشی کی
تو مین کوئی بات اُٹھا نہ رکھونگا مین چاہونگا کہ میری اطاعت کرین مجبوری سے
قتل کا نام لونگا اگر انشاءاللہ وہ مطیع اسلام ہوے تو بڑا مطلب حاصل ہوگا
مگر ایک کنیز ہی کہ اُسکا نام کیاد بدباطن ہی جسوقت سے ملکہ اور شاہزادے سے
سامنا ہوا ہی اُس وقت سے جلا رہی ہی آپسمین کہتی ہی کہ صاحبو تم نے دیکھا
کیسا جلدی ملکہ دھگڑے سے ملگئین پھولی ہوئی بیٹھی ہین ہم لوگونکا کچھ خوف نہین
نہ یہ دھیان آیا کہ ہمارا باپ نامی وگرامی ہی اس طرف کے جتنے شاہ ہین سب
اُس کو خراج دیتے ہین اور وہ خدمت خداوندمین بھی جاتے ہین یہ نہ سمجھین کہ یہ ذکر
تابہ خداوند پہونچیگا وہ فرمائینگے کہ اِنکو قتل کرو کیون صاحبو جو ہم لوگون سے
پرسش ہوگی تو کیا جواب دینگے غریب کو سب ستاتے ہین ہمپر مار پڑیگی کنیزون
نے کہا کہ ای کیاد خاموش رہ ایسا نہ ہو ملکہ سن لیوین تو باعث خرابی ہو خفا
ہونگی کہ ہمارے فعل پر طعن کرتی ہی پھر ہم لوگ کیا کہین سے مگر کیاد اسقدر بیقرار
ہی کہ بڑبڑاتی پھرتی ہی ایک ایک سے یہی کہتی ہی کہ کیون صاحبو ملکہ سے کہو
کہ اس جوان کو نکال دین باغ مین رہنا بہتر نہین کنیزین کہتی ہین کون اُنسے
کہے کیسی وہ جوش مین بیٹھی ہین ابھی کہین تو رنجیدہ ہوجائین آخر کیاد کو جب نہ
آیا گھر کا حیلہ سوچا سامنے ملکہ کے آئی دست بستہ عرض کی کہ حضور لونڈی کی نواسی
بیمار ہی اگر حکم ہو تو دیکھ آؤن میٹی داماد مین بھی بڑی لڑائی ہوئی ہی جا کر اُنکو سمجھا بھی دون

میل کرادون مین ابھی حاضر ہوتی ملکہ نے کہا ای کیاد جاؤ مگر جلد ہی چلی آنا یہ حکم
پاکر کیاد دروازے پر آئی پکار کر کہا کہ ارے ڈولی لاؤ کہار ڈولی لائے کیاد
سوار ہوئی دل سے باتین کرتی ہوئی جاتی ہی کہ دیکھیے باپ اِنکے کہان ملین ایسا
کہون کہ چل جاوین اور کہین کہ چل کر اُس جوان کو قتل کر دین ملکہ کی بھی سرکشی نکلجاے
قضائے کار باپ ملکہ کا براے شکار گیا تھا پلٹا ہوا آتا ہی کہ دیکھا سامنے سے
کیاد کی ڈولی آتی ہی سہراب جادو ٹھہر گیا پکار کر کہا کہ ای کیاد کہان جاتی ہی
اس وقت تمکو دیکھ کر شیرین عذار یاد آئی وہ کیا کر رہی ہی مین آج کئی دن کے
بعد پلٹا ہون اُس سے کہدینا کہ جلد آکر حاضر ہو سلام کر جائے مین دیکھون
تو خیر و عافیت سے ہی کیاد نے کہا کہ ای شاہنشاہ ساحران مین آپ ہی کی خدمت
مین چلی تھی اسی فکر مین تھی کہ کیونکر ملاقات ہو عجب معرکہ گذرا کہ ممنون جادو نبیرہ
حمزہ کی قید لیکر آیا ملکہ نے ممنون کو مارا لاشہ اُسکا پھنکوا دیا اُس شاہزادے
کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہین ہمنے سمجھایا کہ بی بی تم سہراب جادو کی بیٹی ہو وہ مصاحب
خداوند ہین ایسا نہ ہو کہ اُن کو خبر پہونچے تو وہ بہت رنجیدہ ہونگے آئندہ آپکو
اختیار ہی جھلا کر کہا اِس کو سامنے سے ہٹا دو یہ ہماری ناصح ہی جو ہمارا جی چاہتا
ہی وہ کرتے ہین مین ناچار ہو کر چلی آئی چاہتی تھی مالک کی بُرائی نہ کرون مگر ایسی
مجبور ہوئی کہ حاضر ہوئی آپ جانتے ہین کہ مین نے اُن کو گودیون مین پالا ہی آپ
تدبیر ایسی کیجیے کہ وہ اس فعل سے باز آئین نئی بات یہ ہی کہ وہ جوان تو انکار کرتا
ہی اور ملکہ ٹوٹی پڑتی ہین اُسکا یہ طریقہ ہی کہ بدون عقد فعل باطنی پر توجہ نہین
کرتا ملکہ مطیع اسلام بھی ہو گئین خداوند کو بُرا کہا ہم لوگون کو ناگوار ہوا اب
مجبور و ناچار ہو کر عرض کرتی ہون یہ سُنکر سہراب گینڈے سے کود پڑا اور
کہا تم چلو ہم آتے ہین آکر وہ آفت برپا کرونگا کہ زمین ہلا دونگا شاہزادے کو
تو اس طرح مارون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر رو دئین اور مجھ کو
ترس نہ آئے اور بی ملکہ کی وہ خدمت کرون کہ پھر آئندہ کبھی ایسا ارادہ نہ کرین

غیر شخص مذہب کے خلاف اُس کو پہلو مین بٹھالیا ہمارا کچھ خیال نہ کیا دیکھو اب
ظاہر ہو جائیگا بعنایت خداوند جمشید ثانی وہ آفت بپا کرون کہ وہ جوان ساری
جرأت بھول جائے باعث یہ ہوا ہی کہ چند ساحران ذلیل کو مار لیا ہی اُسی غرور
مین ہوا ابھی کسی ساحر سے مقابلہ نہین پڑا ہو گا کیا دنے کہا ایک ہوشیاری
کیجیے گا کہ ملکہ ضرور سحر کریگی اسکی تدبیر کر لیجیے گا ملکہ کا سحر بلاے روزگار ہی ایسا
نہو کہ آپ کو تکلیف پہونچے سہراب نے کہا مین خوب جانتا ہون کہ اُسنے سحر
قاعدے سے حاصل کیا ہی جشن مین جو گئی تو سند کامل حاصل کی ہی سب ساحر اُسے
مانتے ہین تعریفین کرتے ہین جو ساحر مدت مدید سے اُترے ہوے تھے وہ سب
نامنظور ہوے مگر اسکا سحر منظور ہوا ستارہ بنکر اُڑی تھی اسقدر بلند ہوئی تھی
کہ کرہ تاریک مین پہونچی وہانسے جو اُتر کر آئی بیان کیا کہ دریاے آتش موج
مار رہا ہی مین آگے نہ جا سکی افسر نے اُسی وقت اسکو سند دی اور یہ کہا کہ اب
تمکو ضرورت نہین ہی مگر سمجھ لونگا آسمان سے آؤنگا پہلے سحر کر کے اُس کی زبان
بند کرونگا اور شاہزادے کی تو کیا حقیقت ہی فقط اشارہ کافی ہی غیر ساحرون
کی ہم کچھ حقیقت نہین جانتے کیا دتو ہنستی ہوئی پلٹی باغ مین آئی یہان وہ دقت
ہی کہ گائن یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی نظم

بہار حسن خداداد کو زوال نہین	سدا گلاب کے دو پھول ہین وہ گال نہین
ہمیشہ بدر ہین عارض کبھی ہلال نہین	یہ حُسن تو ہی خداداد اسے زوال نہین
جواب دیکے نہ دل توڑ روز سائل کا	شکستہ حال کی آواز ہی سوال نہین
فلک کو یاس سے ہم دل گرفتہ دیکھتے ہین	کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہین
خدا نہ روز سیہ یہ کسی کو دکھلائے	گہن مین چاند ہی تارے شریک حال نہین
ہمیاز یست کا کھٹکا ہی ہر مہینے مین	نہال عمر کو آرہ ہی یہ ہلال نہین
ریاض حسن کے میوے مین یہ لطافت ہی	عیان ہی سیب کا دانہ ذقن پہ خال نہین
کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک ای بشر	مگر تمھارے عناصر مین اعتدال نہین

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی جام مے ارغوانی گردش مین ہی ملکہ شیرین عذار شاہزادے کے پہلو مین بیٹھی ہین اور سمک یاد اتی ایک طرف گوشے مین بیٹھا ہی کہ کیا دنے آکر عرض کی کہ داری مین کچھ کہا چاہتی ہون ملکہ نے کہا کیا کیا دنے کہا حضور اسطرح بیٹھی ہین کہ بالکل خوف نہین ایسا نہ ہو کہ آپ کے والد کو اطلاع ہو جائے تو باعث خرابی ہو اگر مناسب ہو تو اس جلسے کو موقوف کیجیے شاہزادے کو حکم دیجیے کہ جاکر کسی کمرے مین بیٹھین وقتاً فوقتاً ملاقات کیا کیجیے یہ جلسہ اچھا نہین ملکہ نے یہ سُنکر حکم دیا کہ کیا دکو سامنے سے ہٹا دو یہ ہماری کیا ناصح ہی ہم کچھ نہین خیال کرتے جو مزاج مین آئیگا وہ ہی کرینگے تیرا کہنا نہ مانینگے کیونکر ہو سکتا ہی کہ اپنے مہمان کو تکلیف دین تم لوگ بھی جانتے ہو کہ مین امورات باطنی سے بری ہون جب خدا فضل کریگا اور جمشید ثانی مارا جائیگا اُس وقت عقد ہمارا ہوگا انشاء اللہ جاکر شہزادیون سے ملین گے ہم جاکر جمشید ثانی کو خود گھیرینگے کسی طرح یہ مارا جائے کہ سرحد پاک ہو مکار نے سحر کرکے دعوی خدائی کیا اب اس مکاری کا حال ظاہر ہو جائیگا کیا د تو بڑبڑاتی ہوئی ہٹ آئی مگر سمک نے کہا حضور اسکی باتون سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ کے باپ سے اطلاع کرآئی اب آپ کو سمجھانے آئی ہی شیرین عذار نے کہا کہ مجکو کوئی کیا سمجھائیگا بقول شاعر فرد حضرتِ ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ ۔ پر کوئی مجھکو یہ سمجھائے کہ سمجھائینگے کیا ۔ یہ عشق ایسا نہین ہی کہ کسی کے سمجھانے سے باز آؤن جو کیا سو کیا اگر زمین و آسمان ایک طرف ہو جائے تو مین محبت سے شاہزادے کی ہاتھ نہ اُٹھاؤن یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ابر سیاہ نمایان ہوا شاہزادے نے کہا کہ ای ملکۂ عالم شاید کوئی ساحر آتا ہی ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی ہاتھ ہلا دیا ابر پھٹا اپنے باپ کو دیکھا کہ آسمان پر ٹھہرا رہا ہی ملکہ کے تو ہوش اُڑ گئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا پسینے پسینے ہوگئی گھبراکر کہا کہ ای شہریار ہوشیار ہو جائیے سمک سچ کہتا تھا یہی کیا دنے یہ تدبیرین کین مگر مہراب نے نعرہ کیا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان یہ تو نے کیا کیا

کہ دشمن خداوند کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہی شاہزادے نے ملکہ سے اشارہ کیا کہ باپ پر
سحر کرو مگر سہراب جادو نے پہلے ہی سامان کر لیا تھا ایک شیشہ جو ہاتھ مین تھا
اُسپر سحر دم کر کے لایا تھا دہین سے پھینک مارا وہ شیشہ جو ٹوٹا قطرے پانی کے ملکہ
پر گرے ایک قطرہ شاہزادے پر باقی چند کنیزون پر ملکہ بیہوش ہو کر گری شاہزادہ
بھی بدحواس ہوا تلوار ہاتھ سے چھوٹی سر زمین پر رکھدیا پاؤن دراز ہوگئے اور بیہوش ہوا
کنیزین بھی بیہوش ہو ہو کر گرین سہراب جادو آسمان سے اُتر از مین پر ہاتھ ہلاتا ہوا
آیا اُس ہاتھ ہلانے سے تلوارین گرین کنیزون کے سر اُڑ گئے ملکہ کو اُٹھا کر ستون
سے باندھا شاہزادے کو بھی باندھ دیا منظور ہوا کہ کوڑا ہاتھ مین لیکر اُس نمک حرام
کو مارون اور کھال اُڑا دون کہ ایک طرف سے آواز آئی ای شہریار اسطرف
آئیے ورنہ میری جان نہ بچیگی سہراب نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین گندمی رنگ
جوڑا بھاری پہنے ہوے چیختی ہوئی آتی ہی شانے سے خون ٹپک رہا ہی سہراب نے
کہا کہ ارے یہ کیا ہوا اُسنے پکار کر کہا کہ اِس گوشے مین ایک عیار مکار چھپا بیٹھا
ہی عورت بن رہا ہی جلد آئیے اُسکو گرفتار کر لیجیے ایسا نہ ہو نگوڑا بھاگ جاوے
نگوڑا چھلاوہ ہی مجکو نیمچہ مار کر بھاگا اب جا کر اُس گوشہ مین چھپا ہی رنگ و روغن
نکال رہا ہی ننھگا بہن چکا ہی اب دوپٹہ اوڑھتا ہی سہراب جھپٹا قریب آکے
اُس نازنین کا خون پونچھنے لگا اُس نازنین نے کہا مین حیران ہون کہ آپ ملکہ
کو تو قتل کرینگے یا قید کرینگے مین کدھر جاؤنگی کیونکر بسر کرونگی بچپن سے تو اُنکے
زیر سایۂ دامن رہی اب ہوش و حواس سنبھالا ہر چند کہ جا بجا سے پیغام آئے ہین
مگر مین نے اب تک قبول نہین کیا ایک شاہزادہ شام کو جنگل مین آتا ہی مجھ کو
دیکھ کر چلا جاتا ہی سہراب نے کہا تیرا نام کیا ہی کہا حضور شگوفہ نام ہی مدت
سے آپ کے محل مین ہون مگر آپ نے نہین پہچانا جلد چلیے اُس کو گرفتار کر لیجیے
ان عیارون نے سارے طلسم مین غدر ڈالدیا ہی کل مین نے اخبار دیکھا ہتمم
اودھ اخبار نے لکھا تھا کہ طلسم نوخیز جمشیدی ختم ہوا چاہتا ہی سب دربند

شاہزادون نے فتح کرلیے اب چند مقام باقی ہین سہراب جادو اُس مہجبین سے
باتین کرتا ہوا چلا وہ ہنستی جاتی ہی کبھی شرما کے مُنہ چھپا لیتی ہی اس ادا کو سہراب
دیکھ کر پسپا جاتا ہی جی مین کہتا ہی حقیقت مین یہ شعلۂ جوالہ بس اِسی لائق ہی
کہ اس کو اپنی صحبت مین رکھون خاتون محل بناؤن ہر وقت خدمت مین رہیگی
حقیقت مین بڑے لطف سے گذریگی یکایک چلتے چلتے وہ نازنین رُکی اور ٹھٹکی
کہا اے شہنشاہ وہ عیار سامنے بیٹھا ہی سہراب نے کہا مجکو تو نہین معلوم ہوتا
ہی نازنین نے ہنس کر بٹے پکڑ لیے اور بائین ہاتھ سے ایک تمانچہ مارا کہا او بیحیا
سامنے تیرا باپ بیٹھا ہی تو سحر نہین کرتا سحر کر کہ زمین اُسکے پاؤن تھام لےچلکر
گرفتار کرین خوب جوتیان مارونگی اور پوچھونگی کہ مین نے تیرا کیا کیا تھا کہ تو نے
تیچہ مارا سہراب جادو اس ادا پر لوٹ گیا ہنسنے لگا اب تو نازنین نے
ہر مرتبہ تمانچے مار مار کر سہراب کو راضی کیا سہراب بہت خوش ہی کہ کیا
معشوقہ ملی ہی باتون مین اسکی بڑا مزہ ہی جب یہ گستاخ ہو جائیگی تو اور زیادہ
مزہ ہوگا اُس مہجبین نے کہا اب دیر نہ کیجیے جھولی سے گولہ نکالیے اور یہ کہکر
مار دیجیے کہ فلان شخص گرفتار ہو جائے سہراب نے کہا مین خالی اشارہ کر دون
تو لاکھون آدمی غرق ہو جائین یہ کہکر آگے بڑھا مگر کہے جاتا ہی کہ اے مہجبین
مین نے ابھی اُس عیار کو نہین دیکھا تیرے کہنے سے گولہ پھینکتا ہون نازنین
نے کہا آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک آپ گولہ پھینکیے مین نگوڑے کو
پکڑ لاؤن جوتیان مار کر اُسکو راضی کر دونگی اور یہ بھی پوچھونگی کہ کیون رے
مکار مجکو تیچہ کیون مارا اب تک زخم سے خون جاری ہی ایسا درد ہو رہا ہی
کہ دل کانپتا ہی سہراب نے آگے بڑھ کر گولہ پھینکا وہ گولہ جاکر درخت پر پڑا
مگر وہ نازنین پیچھے ہٹی پیچھے ہٹ کر حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مار کر
سہراب کو بیہوش کیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم مہتر سماک بلد اقی فرزند
خواجہ عمرو مہتر بن مہتر سہراب بیہوش ہو کر گرا سماک نے زبان مین سوزن دی

اور کھینچتا ہوا لایا ایک درخت سے سہراب کو باندھا ملکہ بھی ہوشیار ہو گئی تھیں اب جو باپ کے تئین بندھے ہوئے دیکھا سحر کرکے قید توڑ ڈالی پکار کر کہا کہ ای میرے والا گہر تمنے اس ظالم کو کیونکر پکڑا سماک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہمارے قبلہ و کعبہ نے فرمادیا ہی کہ جہان ساحر کو پانا مار ڈالنا جب مین نے دیکھا کہ آپ بیہوش ہوئین اور چند کنیزین قتل ہو گئین تب مین نے اُسپر عیاری کی شکر کرتا ہون خدا کا کہ عیاری میری پوری ہوئی مین نے اسکو پکڑ لیا اب جیسا کہیے ویسا کرون ملکہ نے سحر کرکے شاہزادے کو ہوشیار کیا مگر ملکہ نے کہا کہ ای سماک بلداقی مین سامنے اسکے نہ ٹھہرونگی ورنہ یہ مجکو دیکھ کر بہت جلائیگا غصے مین بھرا ہوا ہی وہ ہی جو تمنے کہا تھا سچ ہی حقیقت مین کیا دونے جاکر اطلاع کی بعد اُس کے مجکو سمجھانے آئی مگر خدا نے بڑا فضل کیا کہ تمہاری عیاری چل گئی میرا گمان یہ تھا کہ یہ اب سب کو قتل کریگا غصہ مین بجیلانے چند کنیزون کو مار ڈالا نہین معلوم اس سے کیا نفع ہوا شاہزادے کو مسند پر بٹھا کر ملکہ تو بارہ دری مین جا بیٹھی مگر سماک نے سہراب کو ہوشیار کیا سہراب کی جو آنکھ کھُلی اپنے کو بندھا ہوا پایا زبان مین سوزن تھی شاہزادے کو مسند پر بیٹھا پایا ایک عیار کو دیکھا کوڑا لیے کھڑا ہی کہتا ہی مارے کوڑون کے کھال گرا دون شاہزادہ منع کر رہا ہی کہ ای سماک یہ ساحر جلیل ہی اسکو کوڑا نہ مارنا مگر پکار کر آواز دی کہ ای سہراب جادو مجکو تمہارا بڑا خیال ہی ورنہ اس وقت تم میرے قبضے مین ہو ہی شرط کہ تمکو قتل کر ڈالون مگر تمہاری دختر سے واسطہ ہوا ہی مین چاہتا ہون کہ جمشید پر لعنت کرو مذہب اُس پروردگار کا اختیار کرلو کہ جسنے زمین و آسمان بنایا ہی جسکی صفت مین شعرا کہتے ہین **نظم**

قصب بافِ عروسانِ بہاری	قیام آموز سرو جویباری
بلندی بخش ہر ہمت بلندی	بہ پستی افگن ہر خود پسندی
گنہ آمرز رندان قدح خوار	بطاعت گیر پیران ریاکار

انیس خلوت شب زندہ داران		رفیق روز در محنت گذاران	

ای سہراب خدا کو کیا جواب دو گے جب وہ پوچھیگا کہ ہمنے تمکو برائے عبادت
پیدا کیا تھا یہ کب حکم دیا تھا کہ جو شخص ہماری برابری کرے اُسکو سجدہ کرو ہمارا
ہمسر جانو بخوبی پہچانو کہ خدا ایک ہی یہی اعتقاد ٹھیک ہی وہ وحدہٗ لاشریک
ہی اس طرح سے جب شاہزادے نے بفصاحت و بلاغت سمجھایا زنگ کفر
آئینۂ دل سے سہراب کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ اطاعت
کرتا ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا شاہزادے نے طرف سمک کے
دیکھا سمک یلداقی نے بڑھ کر سوزن نکالی سہراب چھوٹا اور سامنے کھڑا ہوا
کہا کیون میان عیار صاحب کہو اب کیا کرون جلا کر خاک کردون سمک نے
ہنس کر کہا کہ ای سہراب یہ کیا کہتے ہو مین نے تم کو قید بھی کیا اور پھر رہا بھی
کردیا اب تمھین اختیار ہی سہراب نے ارادہ کیا کہ برق گراؤن اور اس کے
دو ٹکڑے کرون سمک نے کہا ای سہراب دیکھو تمھاری پشت پر کون کھڑا ہی
سہراب پلٹا سمک نے حلقہاے کمند مار کر حباب مار دیا سہراب جادو
پھر بیہوش ہوا زبان مین سوزن دی درخت سے باندھا سہراب نے پھر
اپنے کو اُسی حال مین دیکھا سمک نے کہا ای سہراب بصدق دل مسلمان ہو
ورنہ ابھی قتل کر ڈالونگا سہراب نے اشارہ کیا کہ مین بصدق دل اطاعت
کرتا ہون سمک نے پھر زبان سے سوزن نکالی سہراب قدمون پر شاہزادے
کے گرا کہا ای شہریار شکر خدا ہی کہ مین راہ راست پر آیا انشاء اللہ آپ کی
خدمتگزاری کرونگا بڑی بات یہ ہی کہ دختر میری آپ پر مائل ہی بڑی ساحرہ ہی
کوئی اُسکا مقابلہ نہین کرسکتا ہی سحر بخوبی حاصل کیا ہی جب سہراب بصدق
مطیع اسلام ہوا تو شاہزادے نے شیرین عذار کو بُلایا اور بیان کیا کہ
لو ملکہ مبارک ہو کہ باپ تمھارے مسلمان ہوے اطاعت اسلام قبول کی ملکہ
نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای والد نامدار خطا میری معاف کیجیے مگر ابھی تک

دامن عصمت میرا غبار ست پاک ہی وعدہ ہو چکا ہی کر جب طلسم فتح ہوگا تو مین سحر سے
توبہ کرونگی ای والدنامدار جب ہی آپ بھی سحر سے تائب ہو جیے گا مجکو بڑا خیال ہی
کہ جمشید ہم لوگون کو دیکھ کر بہت پریشان ہوگا مگر انشاء اللہ ایسے طور سے مقابلہ
پڑے کہ جمشید کو صدمہ پہونچے اور اپنے مقام پر سکے کہ اس زور وشور سے کوئی
نہین آیا جس رنگ سے ان کا پہونچنا ہوا شاہزادے نے کہا ای سہراب جادو
صاحبقران تمھاری بڑی آبرو کرین گے قدرشناس فلک اساس جو سردار اُنکے
قبضے مین ہین اُنکی آبرو کرتے ہین کیسے کیسے لوگ حاضر دربار ہین سب عزیز ہمارے
جادوگرنیون کو ساتھ لیکر آئین گے انشاء اللہ ہم بھی بشوکت پہونچینگے صحرا مین لشکر
اُترا ہی طلسم آبگینہ جو فتح کیا تھا دوسب مال بھی اُسی مقام پر پڑا ہی انشاء اللہ
بروقت روانگی لشکر اُس فوج کو بھی ساتھ لے لیوینگے سہراب نے عرض کی ابتو
غلام رخصت ہوتا ہی جاکر لشکر کو بھی تسخیر کرے وہ لوگ بھی سب آپکی اطاعت کرین
ستر ہزار ساحر ساتھ ہین یہ کہکر سہراب رخصت ہوا ملکہ نے پھر صحبت آراستہ کی
گائن سامنے آکر یہ اشعار گانے لگی نظم

عاشقون پر اسقدر ظلم وستم اچھا نہین	دیکھ ای ظالم کہے دیتے ہین ہم اچھا نہین
ایک خاموشی سے عزت ہی بتو نکی دیر مین	ہر کسی سے بات کرنا ای صنم اچھا نہین
رحم آتا ہی مجھے اس نوجوانی پر تری	ای شہید کر رات دن کا رنج وغم اچھا نہین

رات بھر ہنگامۂ عیش ونشاط گرم رہا دوسرے دن سہراب جادو مع فوج حاضر ہوا
ستر ہزار ساحر سامری عہد جمشید زمان ایک ایک اسباب سحر سے آراستہ آمادہ
ہین کہ کسی سے مقابلہ پڑے تو جان دین وہ سحر کرین کہ زمین کو ہلادین اپنے مقابل
کو خاک مین ملا دین اگر کوئی کہے تو آسمان کے تارے توڑ لائین طبقات زمین
آسمان پر پہونچا دین شاہزادہ بیرون باغ آیا سب ساحرون نے سلام کیا شاہزادے
نے جواب دیا کہ آپ سب صاحب اسی مقام پر اُترین انشاء اللہ تعالےٰ کل کوچ
ہوگا دوسرے دن شاہزادہ باغ مین بیٹھا ہی سہراب بھی حاضر ہی کہ چوبدار نے

بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک عیار حاضر ہی نام اپنا کاؤس بتاتا ہی شاہزادے نے بلوایا کاؤس نے دیکھا کہ در دولت پر ہجوم ساحران ہی اندر باغ کے ملکہ ہین اور سہراب جادو بھی حاضر ہی جام مے ارغوانی گردش مین ہی ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ لشکر تیار رہے کل شاہزادہ کوچ کریگا اُس شب کو ساحر تیاری کرتے رہے صبح کو شاہزادہ اُٹھا بعد فراغ نماز سلاح آراستہ کیے پشت مرکب پر سوار ہوکر باہر نکلے سہراب نے کہا حضور بڑھین مین بھی حاضر ہوتا ہون شاہزادہ لشکر کو لیکر بڑھا مگر سہراب نے ایک ابر تیار کیا کہ ابر گہربار کہنا چاہیے اُس ابر پر دو تخت بچھائے ایک پر خود سوار ہوا ایک تخت پر ملکہ شیرین عذار مع کنیزون کے سوار ہوئین شاہزادہ کو ئی کوس بھر نکلا تھا کہ گڑگڑاہٹ کی آواز آئی دیکھا ایک ابر تیرہ و تار موتی اور پھول برستے ہوے نمایان ہوا جس مقام پر وہ ابر ٹھہر جاتا ہی وہ جنگل آباد ہو جاتا ہی معلوم ہوتا ہی پُر بہار ہی اس دھوم سے یہ شاہزادہ چلا انشاء اللہ ذکر ان کا وقت پر کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان بادشاہ جمجاہ کہ برائے فتح مرحلۂ ہفتم گئے ہین ایک باغ مین اُترے وہانسے روانہ ہونا اور شہر کمیاب مین پہونچنا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

ای ساقی آفتاب طلعت + کردے مے سرخوشی سے بیہوش
سب رند تو اشتیاق مین ہین + پھر تجھسے خدا ہمین ملائے
گلشن کی ہی سیر کسکو بھاتی + رندونکو ہی خوشی کی ہی تاک
مہرونکو ہی ہجر غم کا اک جوش + ہو شرب شراب شکل شربت
ای ساقی ماہ رو کہان ہی + عاجز تیرے فراق مین ہین
ہر وقت اسی خیال مین ہین + بلبل ہی عجب مزے اُڑاتی
سب نخل خوشی سے جھومتے ہین + ہین غم سے الگ خوشی سے مدہوش
مینائے قلم ہی بر سر جوش + آنکھونسے قمر کی کیون نہان ہی
دیکھین یہ فراق کیا دکھائے + دیکھو تو عجب ملال مین ہین
ہر نخل کی اب ہی سبز پوشاک + منھ پھول کا جھک کے چومتے ہین
ہر طائر باغ نغمہ زن ہی

پھولا یہ پھلا ہوا چمن ری +
مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر +
موے سیر گل رخان کیا تک
سلطان سریر ملک ہستی
ہوتے ہین جہاد کو روانہ

ای مالک بے نیاز میرے
ہون فرط قلق سے تار بستر
خاموش قمر کہ کم ہی مہلت
بنیاد نہ بلند و پستی

ای خالق کارساز میرے
اس ضعف نے یہ قلق دیا ہو
جلتے ہین جہاد پر یہ حضرت
یعنے شہ سعد خوش زمانہ

چہرہ کشایان طلسم معانی و رموز دانان معجز بیانی اس
داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شہ مصنف مرے توسن طبع کے
پر لگے + اُڑا کر فلاک پر مجھ لے چلے + جب بادشاہ عجباہ زندانخانۂ طلسمی کو فتح
کر کے باغ نیرنگ مین ٹھہرے کئی سو جوان جو قید سے چھوٹے تھے اُسین کچھ شاہزادے
بھی تھے اُن سب جوانون کو ساتھ لیکر در باغ پر اُترے لیکن نہال جادو کہ یہ اُنکا
نگہبان تھا جب دارو غہ فولاد جادو مارا گیا تو نہال جادو بھاگا ہوا سامنے
جمشید ثانی کے آیا کل کیفیت بیان کی جمشید نے جو سُنا کہ بادشاہ نے زندانخانہ
فتح کر لیا سب شاہزادے چھوٹے پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ جاکر
شاہزادے کو گرفتار کر لائے ہرچند کہ مالک مرحلۂ ہفتم وہ ساحر ہی کہ جس سے کوئی
مقابلہ نہین کر سکتا وہ کوئی بات اُٹھا نہ رکھیگا مگر یہان سے مدد جانا ضرور ہی ایسا نہو
کہ مالک مرحلۂ ہفتم گھبرا جائے اور اپنے مقام پر کہے کہ کسی نے میری مدد نکی یہ
جو پکار کر جمشید نے کہا ہزار ہا ساحر افسون ساز حاضر ہین اپنے اپنے فنون مین کامل و اکمل
ہین ہر ایک کو یہی خیال ہی کہ اگر سامنے کوہ فولا ہووے تو اُس کو بھی پانی کیطرح سے
بہا دیوین کمال سحر دکھا دیوین جب جمشید کی آواز بلند ہوئی اور کسی نے جواب نہ
دیا تب جمشید نے جھلا کر کہا کہ یارو مین تمھارے بھروسے پر خدائی نہین کرتا ہون
مین خود جاتا ہون اور جاکر مدد کرتا ہون یہ سُن کر ایک تاجدار کہ نہایت سلیس مزاج
ہی اپنے مقام سے اُٹھا اور جمشید سے کہا کہ یا خداوند مین جاتا ہون اور بن پڑتا
ہی تو سر بادشاہ کا لاتا ہون یہ کہ کر وہ جادوگر کمر باندھنے لگا اور ہتھیار درست
کر کے سامنے جمشید کے آیا جمشید نے کہا کہ ای شوکت جادو بہت سمجھ کر جانا کہ

بادشاہ کے پاس لوح طلسمی و لوح محفوظ موجود ہین سب شاہزادے رہا ہو چلے ہین
یاقوت جنی ہر بات کی خبر دیتا ہی کبھی اُنھون نے کسی مقام پر دھوکا نہین کھایا
لہذا تم بہت سمجھ کر جانا شوکت نے کہا یا خداوند کیا کوئی بات اُٹھا رکھون گا
ایسے طور سے لڑون کہ اُن کو عاجز کردون اور اگر بن پڑا تو لوح طلسمی چھین لون گا
بادشاہ یہان اُترے ہوے ہین شب کو جو براے آرام گئے رونے کی آواز کانین آئی
چونکہ دل بادشاہ کا نرم ہی آواز سُنکر بیتاب ہو گئے تنہا اُٹھ کر طرف آواز کے چلے
جب صحرا مین پہونچے دیکھا ایک جوان اندوہ ناک بال سر کے بہت بڑھے ہوے
ہین چہرے پر گرد بھی جمی ہوئی ہی بقول شاعر فرد مارا ز خاک کویت پیراہن ست
بر تن + آنہم ز اشک حسرت صد چاک تا بدامن + سر جھکائے ہوے زار زار مثل
ابر نو بہار کے رو رہا ہی اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین نظم

نالے کرینگے جو بندے کو اجازت ہوگی | حشر ہو جائیگا ای جان قیامت ہوگی
ای صنم وصل ترا مجکو میسر ہوگا + | کچھ اگر عشق مجازی کی حقیقت ہوگی
حال انجام کا آغاز مین معلوم نہ تھا | کیا سمجھے تھے محبت مین مصیبت ہوگی
ہی شب وصل مین گھڑیال کا بجنا سر چوٹ | صبح ہو جائیگی تو کیا مری تو بت ہوگی
آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھین | ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی
مجھسے اک روز معلم سے بگڑ جائیگی | بحث ای طفل دبستان تری بابت ہوگی
خون عاشق کی گواہی کے لیے محشر مین | تیغ جلاد کی انگشت شہادت ہوگی
ای صبا عشق حقیقی نہ بتون کو ملجاے | گر ہوا یہ تو امانت مین خیانت ہوگی

سعد شہریار کا دل بیقرار ہو گیا قریب آکر فرمایا ای گرفتار دام مصیبت ہمسے تو
اپنا حال کہو کیا گذرتی ہی تمھارے رونے نے دل بیچین کر دیا ہی جب شاہزادے
نے بہت کہا تب اُس جوان نے سر اُٹھایا جمال جہان آرا دیکھ کر حیران ہو گیا سلام
کیا اور عرض کی کہ آپ میرا حال زار نہ پوچھیے کیا کہون کہ مجھپر کیا گذری حال میرا
لائق عرض کرنے کے نہین ہی سعد نے کہا کہ ای برادر شاید وقت حل مشکل آیا ہو

اور تمھاری مراد حاصل ہو جب سعد نے اس طرح کہا تو اُس جوان نے ٹھنڈی
سانس کھینچی کہا ای شہریار اصل کیفیت یہ ہی کہ مین فرزند ارتضاے جنگ جو کا
ہون ہمارے تاجدار میرا نام ہی اتفاق سے ایک دن براے سیر نکلا قریب شہر
کے صحرا مین ایک پہاڑ ہی اُسپر حسین قزاق رہتا ہی اُسکی بیٹی کو دیکھکر مین عاشق ہوا
آب ودانہ ترک ہوا آخر باپ نے مصاحب بھیجے اُنھون نے آکر دریافت کیا مین نے
بیان کردیا کہ حسین قزاق کی بیٹی پر عاشق ہوا ہون اُسی کے غم مین یہ نوبت ہوئی
ہی آٹھ پہر اُسی کی یاد کرتا ہون مثل بلبل فریاد کرتا ہون مصاحبون نے جاکر باپ سے
کہا باپ نے حسین قزاق کو پیغام دیا وہ خوش ہوا کہ شاہزادہ والا تبار سے میری
بیٹی کی شادی ہوتی ہی وہ پیغام قبول کرلیا حسین قزاق جو آیا باپ نے بلاکر مجکو
دکھلایا اُس دن کی خوشی کا کیا عرض کرون کہ پھولا نہین سماتا تھا بند قبا ٹوٹ گئے
پھر سامان شادی شروع ہوا حسین قزاق نے مانجھا بھیجا زعفرانی جوڑا پہنا
کئی مصاحب جوان جوان حاضر خدمت باپ نے بڑی خوشی کی شہر سے لیکر تابہ کوہ
حسین قزاق روشنی کرائی گئی بازارین آراستہ ہوگئین معلوم ہوتا تھا کہ ایک
میلہ جمع ہوا ہی کٹورا کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین ایک جانب سُرخ
و سبز و زرد پالین استاد ہین اُنین نازنین حسین وجمیل تخت پر بیٹھی ہین سامنے
حقہ رکھا ہی گانہک چلے آتے ہین ہر شخص آواز دیتا ہی کہ ای جان جہان وای
آرام دل مشتاقان یہ روپیہ حاضر ہوتا ہی دم کی خبر رہے اپنے ہاتھ سے حقہ پلائیے
الغرض مین برات لیکر چلا باپ نے خوشی کی مجکو گود مین لیکر بیٹھے روپیہ لٹاتے چلے
فوجون کے ہنگامے جواناں سُرخ پوش ہمراہ مکان پر دُلھن کے پہونچے رسمین
ہونے لگین مین ہاتھی سے اُترا بارگاہ مین آیا تخت پر بیٹھا قاضی نے آکر نکاح پڑھا
بعد اُسکے قاضی رخصت ہوے تھوڑی دیر کے بعد دس عورتین نظر آئین اُن عورتون
کو دیکھ کر مین نے پوچھا کہ ان سے کیا مطلب ہی حسین نے کہا کہ یہ ہماری بیٹی کے
ساتھ رہتی ہین دولھا کو دیکھنے آئی ہین باعث یہ ہی کہ دلھن بہت حسین ہی اگر دولھا

بھی ویسا ہی ہوگا تو یہ جاکر کہدینگی کہ ٹھیک ہی مجکو یقین کامل ہی کہ دولہا بھی ویسا ہی ہوگا
آپ کی عنایت سے اُن عورتون نے جاکر دلھن سے بیان کیا کہ دولہا بے مثل و بے نظیر
ہی حسن مین رشک ماہ منیر ہی غرضکہ رخصت کے وقت حسین قزاق نے بہت کچھ
دیا کئی سو چھکڑے جہیز سے لدے ہوے ساتھ ہوے جب مین نے عروس کو سوار
کرایا تو اُس وقت کی خوشی کیا عرض کرون بادشاہ تو آگے بڑھ گئے مین بدنصیب
تخت پر سوار رہا اباپ نے میرے کوئی بات نہین اُٹھا رکھی خوب روپیہ لٹایا اُس
پہاڑ کے آگے ایک پہاڑ ہی کہ اُسے کوہ قزاقان کہتے ہین تمام ملکون مین مشہور
ہوگیا تھا کہ حسین قزاق کی بیٹی کا عقد ہمارے تاجدار کے ساتھ ہوا ہی اُسی
درۂ کوہ مین مثال نامے قزاق رہتا تھا جب برات اُسکے درے کے قریب پہونچی
تو وہ قزاق گینڈے پر سوار ہوکر نکلا نعرہ کرکے آپڑا ہرچند کہ باپ کے ساتھ بہت
لوگ تھے لڑائی کو روک رہے تھے کہ مثال بڑھا قریب محافے کے آیا مین نے جو دیکھا
تاب باقی نہ رہی پکار کر کہا کہ او نالائق خبردار اُدھر نہ جانا تو مال کے واسطے آیا ہی
جسقدر چاہے مال لیجا اُسنے کچھ جواب نہ دیا پردہ محافے کا اُسنے اُٹھایا مثل مشہور
ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا مین جا پڑا اگر اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا لوگ مجھے ہٹا لائے اُس
بیحیا نے محافے سے ملکہ کو نکال لیا گینڈے پر سوار کیا مین لڑتا بھڑتا پھر سامنے
مثال کے پہونچا اُسنے نیزہ مارا مین نے نیزہ توڑ ڈالا اور ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے
روکا روک کر اُسنے جو ہاتھ مارا تو میرا سر زخمی ہوا مصاحبون نے مجکو پھر ہٹا لیا
مثال قزاق لڑتا ہوا ملکہ کو لیگیا مین بیقرار ہوکر یہ اشعار پڑھتا رہگیا نظم

وہ نازنین یہ نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا ٭ جو پہنی پھولونکی بدھی تو درد شانہ ہوا
شب اُسکے افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا ٭ ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا
نہ زلف یار کا خاکہ بھی کرسکا مانی ٭ ہر ایک بات مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا
تونگرونکو مبارک ہو شمع کافوری ٭ قدم سے یار کے روشن غریبخانہ ہوا
بھرا ہی شیشۂ دل کو مے محبت سے ٭ خدا کا گھر تھا جہان وان شرابخانہ ہوا

نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون	لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا
اثر کیا تپش دل نے آخر اُسکو بھی	رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا
خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کی	کہ بیکسون کے مزارونکا شامیانہ ہوا
یہ آج شام ہی سے دہ سو رہے آتش	ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

والدہ نے جو مجکو بہت بیقرار پایا اُس ظالم کو نامہ لکھا کہ جسقدر کہو تم کو روپیہ دین
مگر ملکہ کو دیدو اُسنے جواب دیا کہ جو کوئی مجکو زیر کرے تب معشوقہ لیوے ملکہ کے
باپ حسین قزاق نے جاکر مقابلہ کیا اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا میرے باپ نے قصد
کیا اور لشکر کشی کر کے گئے مثال قزاق جوشان وخروشان نکلا میرے باپ کو بھی
زخمی کیا مین کئی مہینے بیمار رہا مگر وصل اُس نازنین سے آج تک نہین ہوا اُسی کے
غم مین دیوانہ ہو کر نکل آیا اس نخل کے نیچے آکر بیٹھا ہون یہ میرا حال ہی سعد شہریار
نے کہا کہ ای برادر ہم اُس سے مقابلہ کرین گے اگر خدا چاہیگا تو تمھاری معشوقہ
تم سے ملادین گے ہماے تاجدار یہ سنتے ہی اُٹھ کر گرد پھرنے لگا کہتا تھا ای مسیحای
زمان آپ کی باتون سے دل کو تقویت ہوئی سعد کے ساتھ ہماے تاجدار آیا
اسکا باپ بھی سُنکر پہونچا اور سعد کے قدمون پر گر پڑا باپ بیٹے دونون کلمہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوئے دوسرے دن سعد شہریار نے کوچ کیا قریب کوہ
مثال آکر اُترے مثال قزاق نے خبر سُنی کہ ہماے تاجدار بادشاہ اسلام کو
ساتھ لیکر آیا ہی اُنسے مقابلہ پڑیگا جوشان وخروشان درۂ کوہ سے نکلا میدان
مین آکر آواز دی کہ وہ کون جوان ہی جو ہماے تاجدار کی مدد کو آیا ہی میرے
مقابلے مین آوے تو حال معلوم ہو سعد شہریار نے مرکب بڑھایا سامنے مثال
قزاق کے آئے مگر مثال نے جو صورت زیبا دیکھی عاشق ہو گیا کہتا ہو آپ مجھے مقابلہ
نہ کرین اور ای شہریار مین اُس کی محبت مین دیوانہ ہو رہا ہون کئی مہینے سے میرے پاس
ہی مگر قبول نہین کرتی ہی امیدوار ہون کہ اُسکو سمجھا دیجیے سعد نے فرمایا کہ یہ مجھ سے
نہ ہوگا ہماے تاجدار پیشتر مسلمان ہوا اب مین تمھاری فریاد کیونکر سنون بس اب بہتر

اسی مین ہی کہ صبر کرو مین مشتاق ہون کہ تمھارا زور دیکھون مثال قزاق نے نیزہ مارا
سعد شہریار نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا سعد شہریار نے بڑھ
جاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا تلوار چھین لون مگر مثال لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے
زمین پر آئے کشتی ہونے لگی لشکر جانبین سے تماشا دیکھ رہے ہین کہ سعد نے تنگ
کردیا ہی جان پر لا ٹائے دو چار گھسے ایسے مارے کہ مثال قزاق کی زرہ پارہ پارہ
ہوگئی پیشانی سے خون بہ رہا ہی مگر لڑے جاتا ہی لڑتے لڑتے تین پہر گذرے پہر دن
رہے مثال نے دونون مونڈھے تھامے ریل کرکے دوڑا پانچ چھ قدم پر آکر سعد شہریار
پلٹے پچیس قدم پر ریل کر لائے وہان آکر بکہ مارا کہ دونون گھٹنے اُسکے زمین سے ملے سعد نے
ہاتھ ڈھیلے کردیے اور فرمایا کہ لنگر تو قایم کرلو کوئی عذر باقی نہ رہے مثال نے
لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق زمین ہوا سعد شہریار نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا اور
نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار ۔ منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس جم +
تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + پہلے زور مین لنگر اُکھڑا کر تا بہ
زانو لائے دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا زمین
پر پھینکون مثال نے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار مین تابعدار ہون جو حکم
فرمائیے بجالاؤن سعد نے مثال قزاق کو کلمہ پڑھایا کہا معشوقہ کو لاؤ مثال
رونے لگا کہا اے شہریار سامنے ایک قلعہ ہی کہ مبہوت دراز دندان وہان کا
حاکم ہی بیٹی اُسکی مہتاب رخسار نام ہی مدت سے اُسپر عاشق ہون مین نے بہت
پیغام بھیجے مگر مبہوت نہین قبول کرتا جواب دیتا ہی کہ مین قزاق کے ساتھ اپنی
بیٹی کی شادی نہ کرونگا مین نے ناچار ہوکر عرضیان بھی لکھین مگر وہ مغرور ایسا ظالم
ہی کہ جواب صاف دیے ہر ایک عرضی کی پشت پر یہی جواب لکھدیتا تھا حلوا خوردن
را روے باید + اے مثال قزاق بادشاہون کی بیٹیان قزاقون کے گھر نہین جاتی ہین
یہ خیال خام اور تصور ناتمام دل سے دور کر ناچار ہو گیا اب حضور سے اطلاع کرتا ہون
امیدوار ہون کہ مراد اپنی پاؤن اس معشوقہ سے دل لگایا اُسنے ہمیشہ مجھسے نفرت کی

نے مجھے بھی اسکا ساتھ منظور نہیں ہی یہ کہکر قفس منگوا دیا سعد شہریار نے دھوم سے ہمارے تاجدار کا عقد ساتھ محبوب کے کیا اور مثال کو مع قزاقون کے ساتھ لیا طرف قلعۂ مبہوت کے چلے مبہوت کو خبر ہوئی کہ مثال قزاق طلسم کشا کو ساتھ لیکر آتا ہی رفیقون سے صلاح کی رفیقون نے کہا کہ وہ بڑے بہادر ہین علاوہ ازین صاحب لوح ہین چاہتے ہین کہ اپنے کو تا بمرحلۂ ہفتم پہونچائین اگر وہ یہان تک آئے تو بیشک قلعہ فتح ہو جائیگا مبہوت گھبرایا سب نے کہا قلعے سے نکل چلیے صحرا مین بسر کرینگے جب وہ چلے جاوینگے تو ہم لوگ چلے آوینگے شاید کوئی صورت پیدا ہو مبہوت نے اس بات کو پسند کیا فوراً کچھ اسباب لدوایا دو چار سو خوان کھانے کے بھی ہمراہ لیے اس طرح سے مبہوت نے قلعے سے چلنے کا ارادہ کیا بیٹی کو بھی ساتھ لے لیا اور بھانجے کو اپنے حاکم قلعہ کیا کہا جب بادشاہ آئین تو تم جا کر ملاقات کرنا اور عرض کرنا کہ وہ بیٹی کو ساتھ لیکر برائے شکار گئے ہین مگر اب سال بھر مین آئین گے مین ناچار ہون اگر وہ معشوق میرے قبضے مین ہوتی تو مین فوراً حاضر کرتا یقین ہی کہ ان کو تمھارے حال پر رحم آئے اور کچھ نہین یہ سب سامان کر کے مبہوت روانہ ہو گیا جنگلون مین پھرتا ہوا ایک صحرا مین پہونچا کہ نہایت ویران لق و دق میدان تھا بونڈلے گرد کے ہر طرف اُڑتے پھرتے ہین زاغ و زغن بیحساب ہر طرف اخیق طائر دن کا جاوٗ ہی چونکہ دن کم باقی تھا اسی مقام پر اُتر پڑا ساتھ والون سے کہا اب اسی مقام پر اُترنا مناسب ہی رات یہان بسر کرین گے صبح کو نکل چلین گے سب اُسی مقام پر اُتر پڑے مگر ایسا صحرا گرم ہی کہ کسی کو نیند نہ آئی اپنے اپنے بسترون پر بیٹھے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ صحرا ہی یا کرۂ نار جب ہوا چلتی ہی تو مُنھ پھنک جاتا ہی مبہوت بھی گھبرا کے بارگاہ سے نکل آیا رات قلیل باقی ہی کہ آندھی سیاہ اُٹھی خاک اُڑنے لگی ہر سمت ایسی تاریکی چھا گئی کہ سب لوگ گھبرانے لگے سامنے درخت چنار تھا دیکھا اُسپر سے ایک ساحرہ اُترتی ہوئی آئی ہی بال سر کے پریشان تہمد نیلی باندھے ہوے ایک

چادر سیاہ سر پر درخت پر سے جو مبہوت کو دیکھا کہا اے برادر تم قلعے کے رہنے والے یہان کیونکر آئے مبہوت نے کہا کہ اے ملکہ صحرا نورد عجب مصیبت مین ہون کہ غریب الوطن ہوا جنگلون مین پھر رہا ہون بادشاہ اسلام سعد بن قباد کہ فتاح طلسم جمشیدی ہین قلعے پر آتے ہین اور خواہش یہ ہے کہ میری بیٹی کے ہمراہ مثال قزاق کی شادی کرین ہمارے تاجدار بھی اُن کے ساتھ ہے جب مین نے دیکھا کہ اُن کا مقابلہ نہ کرسکونگا قلعہ ہاتھ سے جائیگا بیٹی قزاق کے گھر مین جائیگی آخر ناچار ہو کر آوارہ وطن ہوا اس صحرا مین پہونچا مجبور ہو کر اُتر پڑا تو اے صحرا نورد اگر ہو سکے تو اس وقت مین ہماری مدد کر و صحرا نورد نے کہا کہ مین چلتی ہون جاتے ہی وہ آفت برپا کرون کہ سب بھاگ جائین سامنے قلعے کے نہ ٹھہر سکین مبہوت نے کہا سحر اُنپر تاثیر نہین کرتا وہ صاحب لوح ہین صحرا نورد نے کہا دوسری تدبیر یہ ہے کہ اُنکے ساتھ والے اُنکے دشمن ہو جائین کیا تعجب ہے کہ وہی سب ملکر اُن کو قتل کرین مبہوت نے کہا اے ملکہ بڑا احسان ہوگا مہتاب رخسار بھی اسی غم مین آٹھ پہر رویا کرتی ہے میرے ساتھ نہ آتی تھی اور کہتی تھی کہ آپ مجکو یہان چھوڑ جاوین جب وہ جبر کرینگے تب مین اپنی جان دیدونگی یہ سنکر صحرا نورد نے کہا آپ چلیے اور چل کر قلعہ کو آراستہ کیجیے مین بھی تھوڑے عرصے مین آتی ہون مبہوت خوش ہو گیا خوشی خوشی پلٹا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ مدد خداوند جمشید ثانی ہے کہ تم لوگ آوارہ ہو کر نکلے تھے اب خوشی خوشی اپنے وطن چلو دیکھا سب نے کہ کس طور سے وہ آئی تھی معلوم ہوتا ہے کہ رات کو یہ اسی صحرا مین رہتی ہے غرض سب نے کوچ کیا پلٹ کر قلعے مین آئے اور یہ خبر سُنی کہ کل وہ سب آجائینگے قلعہ بند کیا خندق پانی سے بھر دی توپین برجون پر لگا دین دوسرے دن دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی بادشاہ جمجاہ آگے آگے پہلو مین مثال قزاق اور ایک طرف ہمارے تاجدار پشت پر لشکر چار ہزار جوان مسلح و مکمل آکر اُترے مبہوت کو نامہ لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے مبہوت ہم تم سے

کہتے ہین کہ مثال قزاق نے قزاقی ترک کی اب وہ ہمارا افسر ہی بہتر یہ ہی کہ اپنی
بیٹی کا عقد مثال کے ساتھ کر دو یہ جو نامہ بادشاہ نے تیار کیا ایکایک آواز دی
کہ تم مین سے ایک جوان چاہتا ہون کہ یہ نامہ لیکر جائے اور مبہوت کو سمجھائے
کہ سلطنت نہ بگاڑو تمھین کو حاکم قایم کرو نکالیا مجال ہی کسی کی کہ تم سے آنکھ ملا سکے
مثال قزاق اپنے مقام سے اُٹھا اور نامہ لیکر چلا اس خوشی مین کہ خیر درِ محبوب
تک تو پہونچونگا جب سامنے قلعے کے پہونچا وہان سے گولے چھوٹنے لگے مثال
نے رومال ہلایا اہل قلعہ کو معلوم ہوا کہ نامہ دار ہی اندر قلعے کے بلالیا مثال نے
جاکر ادب سے مبہوت کو سلام کیا مبہوت مثال قزاق کو دیکھ کر بہت جھلایا
مگر بارگاہ مین جگہ دی مثال قزاق نے وہ نامہ پیش کیا مبہوت نے جو وہ نامہ
پڑھا جھلا کر نامہ چاک کر ڈالا مثال قزاق نے کہا کہ او بے ادب یہ تو نے کیا
کیا ایک پہلوان سرکوب نامے پہلو مین بیٹھا تھا اُسنے کہا کہ ای مثال قزاق
ہمارے شاہ سے سخت گفتگو نہ کرو یہ نامہ اسی لائق تھا مثال قزاق نے کہا کہ
او سرکوب تو کیون دخل دیتا ہی سرکوب نے ہاتھ تلوار کا مارا مثال قزاق
نے وار خالی دیکر ایک طمانچہ مارا کہ سرکوب دنگل سے گرا پھر مثال نے اپنے
مقام سے اُٹھکر سرکوب کو چیر ڈالا قضائے کار مہتاب رخسار بالائے بام
سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی تھی کنیزون سے کہتی تھی کہ دیکھو صاحبو کیسا بہادر ہی
کہ اکیلا نامہ لیکر آیا اور سرکوب کو مارا سرکوب کے مرتے ہی اور پہلوان بگڑ گئے
مثال قزاق اُن سب سے لڑنے لگا دو چار جوان اسنے مار کر ڈالدیے مبہوت
چاہتا ہی کہ اس کو گرفتار کرون مگر کسی کی مجال نہین ہی کہ مثال قزاق کے
قریب آئے جو قریب آیا مثال کے ہاتھ سے مارا گیا مہتاب رخسار کوٹھے سے
دعا کر رہی ہی کہ ای مسلمانون کے خدائے نادیدہ میرے وارث کو بچا لے قطعہ

حق چو ابر میکند پیدا از سنگ	قطرہ را بخشند چو گوہر آب و رنگ
گر بید را ساز [illegible] تا قدان	زور در سرپنجہ بہ بخشند با پلنگ

تازه تازه میدهد هردم شکار +
بردانسان بر ابران عالی مکان
گه کند با صلح اصلاح جهان
میشود تعمیل احکام خدا +
صاحب بینش چو بیند قدرتش
مینوا را سلطنت بخشد خدا
میدهد از ابر رحمت کردگار +
رنگ تازه روز و شب شام و سحر
اہل دولت را فراخی داد حق
جن و انسان جمله وحش و طیر را +
گاه از سبزه نماید آب و تاب
هندی آن صورت کجا آید نظر

رازق روزی بشیر تیز چنگ
مرکب اندیشه بد جاے کہ لنگ
انتظام خلق گہ سازد بجنگ
در زمانہ بیتوقف بید رنگ
صاف ماند صورت آئینہ دنگ
او بہ گم نامان بہ بخشد نام و ننگ
سبزہ و گل را بہ گلشن آب و رنگ
میشود ظاہر ازین کاخ دو رنگ
تنگدستان را بہ تنگی کرد تنگ
روزی ہر روز بخشد بید رنگ
گاہ ظاہر سازد از گل بو و رنگ
تا نگردد دور از آئینہ زنگ

ای کریم و رحیم میرے وارث کو بچالے اس بدعت سے امان دے کیسے ناصعت لوگ ہین کہ ایک اکیلے پر یہ بلوہ گروہ رستانہ لڑ رہا ہی کسی سے نہین دبتا مہبوت جمشید ثانی کو پکارنے لگا کہ یا خداوند میری مدد کیجیے مین نے کیون نامہ پھاڑا کیسے کیسے پہلوان مارے گئے میری طرف ہر مرتبہ قصد کرتا ہی لیکن نمک حلال جمع ہین وہ مجھ تک نہین آنے دیتے حقیقت مین جیسا اسکا سردار ہی ویسا ہی ملازم ہی قیامت برپا کردی تمام بارگاہ خون سے رنگین ہی مہبوت نے جو بیقرار ہوکر آواز دی وہ جو آندھی سیاہ اُٹھی مہبوت نے کہا یاران پہ نہ گھبراو فقط اس کو گھیرے رہو ملکۂ عالم آتی ہین وہ آتے ہی گرفتار کرلیونگی اُس وقت یہ مجبور ہوگا مہبوت نے دیکھا کہ صحرا نورد آسمان سے اُترتی ہوئی آتی ہی مہبوت نے سلام کیا کہا ای صحرا نورد اس جوان نے آفت برپا کردی ہی صحرا نورد نے دیکھا کہ ایک پہلوان رستم وقت بیچ مین گھرا ہوا ہی اُسکے قریب

کوئی نہین جاتا مبہوت سے کہا یہ جوان کون ہی مبہوت نے کہا نامہ دار طلسم کشا
ہی ای ملکۂ عالم اسکو گرفتار کرلو صحرا النورد نے سحر کیا کہ مثال قزاق چرخ مار کر
گرا تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی مبہوت نے اشارہ کیا لوگ ٹوٹ پڑے بیہوشی
مین مثال قزاق کو گرفتار کرلیا آہنگر کو حکم دیا کہ اسکو مسلسل و مطوق کر دے جب
مسلسل و مطوق ہو چکا تو حکم دیا کہ اسکو لیجا کر قید کر دو دیکھو صاحبو تم لوگون نے
ملکہ کا کمال دیکھا کہ ایک اشارے مین یہ جوان گرفتار ہو گیا صحرا النورد نے کہا
آج شب کو سحر روانہ کرونگی ہمراہیان شہریار اُن کے دشمن ہو جائین گے لوح
کام نہ آئیگی مگر ہرکارون نے سعد کے جو وہان موجود تھے بادشاہ سے
آکر سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ مثال قزاق کو سحر کرکے گرفتار کرلیا ہی
بادشاہ نے حکم دیا کہ اسی وقت طبل جنگی بجے اُسی وقت طبل جنگی بجا قزاقون نے
کہا بھی کہ اگر حضور فرما دین تو بلوہ کرکے قلعے کو لے لیوین اپنے افسر کو رہا کرین
بادشاہ نے فرمایا مجکو قلعے مین چلنے مین عذر نہین ہی مگر یہ نہین چاہتا ہون کہ کوئی
ضائع ہو مین خود تم سب کے ساتھ چلونگا اس قلعے کی کیا حقیقت ہی مبہوت
کو خبر پہونچی کہ بادشاہ نے طبل جنگی بجوا دیا صحرا النورد سے کہا کہ بادشاہ نے
طبل جنگی بجوایا ہی صحرا النورد یہ سُن کر ایک گوشے مین جا بیٹھی سحر کرنے لگی
تیاریان ہونے لگین مگر بادشاہ اپنے سردار کے واسطے اسقدر بیقرار ہین
کہ شب بھر نیند نہین آئی بیدار رہے دیکھا کہ ایک ابر آسمان پر آیا برستا
ہوا نکل گیا صبح کو بادشاہ دربار مین آکر بیٹھے اس انتظار مین تھے کہ سردار
آلین تو سوار ہون کہ چند سردار آئے آتے ہی بادشاہ سے گفتگو کرنے لگے
کہ کیون حضور آپ نے مذہب ہمارا کیون لیا ہم آپ سے اسکا بدلہ لین گے
بادشاہ نے فرمایا کہ ای سرداران نامی تم اپنے ہوش مین نہین ہو سب نے
کہا ہم آپ کا کہنا نہ مانین گے اور آپ کو قتل کرین گے تھوڑے ہی عرصے مین
سب قزاق آکر جمع ہوگئے بادشاہ کو گھیر لیا بادشاہ ہرچند لوح چمکاتے ہین

مگر کوئی نہین مانتا چاہتے ہین کہ بادشاہ پر ٹوٹ پڑین اور بادشاہ کو قتل کرین لیکن
بادشاہ قبضے پر ہاتھ رکھے ہوے خاموش بیٹھے ہین ایک ایک کو سمجھا رہے ہین
کہ بھائیو سمجھ کر کلام کرو گستاخ نہ ہو مین تم سب سے باہر نہین ہون ایسا نہین ہون
کہ مین تم سے ہٹ جاؤن کیون بلوہ کرتے ہو مگر ہمارے تاجدار اور باپ اسکا
دمبدم یہی کہ رہا ہے کہ حضور ہم لوگ نہ مانینگے جس طرح سے ممکن ہوگا آپ کو قتل
کرینگے بادشاہ نے فرمایا مجکو قتل کرکے زندہ نہ بچوگے ہمارے تاجدار نے ارادہ
کیا کہ ہاتھ تلوار کا مارون مگر بادشاہ اسی انتظار مین تھے کہ یہ لوگ حملہ کرین تو
مین جواب دون دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز
یہ مین بخوبی جانتا ہون کہ یہ لوگ سحر مین ہین نہایت مشکل ہے کیونکہ یہ لوگ میرا کہنا مانین
دیکھیے انجام کیا ہو بادشاہ اس تردد مین تھے کہ یکایک زمین شق ہوئی اور یاقوت جنی
پرچہ کاغذ کا ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوا وہ پرچہ آکر بادشاہ کے ہاتھ مین دیا کہا
ای شہریار یہ سب سحر صحرا نورد کا ہے اس پرچے مین اسم لکھا ہے اسکو پڑھکر ان
سب پر پھونک دیجیے وہ پرچہ بادشاہ ہاتھ مین لیتے ہی اسم پڑھنے لگے سب کے
پہلے ہمارے تاجدار پر وہ اسم پڑھ کر دم کیا کیونکہ یہ سامنے کھڑا تھا پھر اُس
پرچے کو سب کو دکھایا جسکی نگاہ اُسپر پڑگئی سحر اُتر گیا ہمارے تاجدار قدمون پر
گرا کہا حضور معاف فرمائیے ہم اپنے ہوش مین نہ تھے یہی دل چاہتا تھا کہ آپ کو
قتل کرین لیکن وہ ہاتھ ٹوٹ جائین کہ جن ہاتھون سے آپکے قتل کا ارادہ کیا تھا وہ آنکھین
پھوٹ جائین کہ جن سے آپ کو بہ نگاہ بد دیکھا بادشاہ نے ہمارے تاجدار کو گلے
سے لگا لیا سب قزاق راہ پر آئے اُس پرچے کو بادشاہ نے کمر مین رکھا بارگاہ
سے نکل کر کھڑے ہوے حیران تھے کہ یہ کیا معرکہ تھا سردار بھی سب گرد کھڑے ہین
پھر لکۂ ابر آسمان پر اُٹھا بادشاہ دیکھ رہے ہین کہ وہ لشکر پر آکر محیط ہوا لشکر
اسلام کو گھیر لیا یکایک ہوا چلی بوندیان پڑنے لگین بادشاہ نے لوح محفوظ
کو چمکایا جس مقام پر لوح چمکی اُس مقام سے ابر ہٹ گیا مگر ہر طرف سے ابر سیاہ

کے ٹکڑے اُڑتے ہیں بادشاہ نے شیشہ پانی کا منگایا اُس پر لوح کو جھکایا اور
اسم حاشیہ پڑھ کر پانی پر دم کیا تمام لشکر پر وہ پانی چھڑکوا دیا اب قطرہ پانی کا
نہین برستا ہی ابر رُکا ہوا کھڑا ہی یاقوت جنی نے عرض کی کہ براے چند ساعت
لوح محفوظ مجکو دیجیے تو مین جا کر اس ابر کو مٹاؤن بادشاہ نے لوح محفوظ گلے
سے اُتاری اُتار کر یاقوت جنی کو دی یاقوت جنی لوح محفوظ لیکر بلند ہوا جا کر
ابر سے لوح محفوظ کو مس کیا جیسے ہی لوح ابر سے مس ہوئی ایک د ناٹا ہوا
ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہو گیا ابر کے غائب ہوتے ہی بادشاہ گھوڑے پر
سوار ہوے سب سردار پشت پر ہین مبہوت نے دیکھا کہ ابر بھی مٹا جو لوگ شاہ
کے دشمن تھے وہ ہی سب آتے ہین اور ایسے آمادہ ہین کہ چاہتے ہین جا کر قلعے کو
اُڑا دیوین ٹاپون سے پامال کرین مبہوت نے کہا ای صحرا الورد سحر کا تمہارے
خاتمہ ہو چکا اب مناسب ہی کہ گولہ اندازون کو حکم دو صحرا الورد نے کہا کہ ای
مبہوت مین نے ایسا سحر کیا کہ ہاتھ زخمی ہی گوشت کاٹ کاٹ کر پھینکا مگر کوئی زور
نہ چلا یہ کہکر طرف گولہ اندازون کے پلٹی اور کہا گولے مارو گولہ اندازون نے
توپون کو جھکایا صحرا الورد نے نہین معلوم کیا پڑھ کر پھونکا کہ توپین گرجین اور
کوکین آگ اُگلنے لگین بادشاہ کے ہاتھ مین گرز ہی مگر پشت پر چند لوگ تھے وہ
اُڑ گئے بادشاہ نے یہ معرکہ دیکھ کر سب کو روکا فرمایا تم لوگ ٹھہرو مین اکیلا جاتا ہون
یہ کہکر گھوڑا بڑھایا مہتاب رخسار بام پر سے دیکھ رہی ہی کہ بادشاہ آتے ہین
گولون کو رد کرتے ہوے کہنے لگی ایسے بہادر نگاہ سے نہین گذرے تھے مبہوت
نے کہا ای صحرا الورد اب کیا تدبیر کرون بادشاہ گولون سے نہین ڈرتے ہین
صحرا الورد نے کہا تمہارے یہان مشال قزاق قید ہی اُسکو بالاے قلعہ لاؤ
اور زیر تیغ بٹھاؤ بادشاہ سے کہو مجھے ایک شب کی مہلت دو اگر نہ مانوگے
تو مین مشال قزاق کو قتل کر ڈالونگا قتل ہونا اپنے سردار کا گوارا نہ کرینگے اور
پلٹ جائینگے کوئی صورت جان بچنے کی اور نہین ہی مہتاب رخسار نے بھی کوٹھے سے

دیکھا کہ مثال قزاق کو سب کھینچتے ہوے لائے بادشاہ جماہ قریب خندق کے پہونچ چکے تھے کہ مبہوت نے پکار کر کہا کہ ای شہریار آپکا ملازم قتل ہوتا ہی ہم کو ایک شب کی مہلت دیجیے کل یا تو بیٹی کی شادی کر دینگے یا تو آپ سے لڑینگے مگر مہتاب رخسا کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہین اور یہ اشعار عبرت آثار زبان پر ہین نظم

منزل گور اب مجھے ای آسمان درکار ہی
مردم بیمار کو نقل مکان درکار ہی
ساحل دریاے ہستی ہی کنارہ گور کا
کشتی تن کے لیے کب بادبان درکار ہی
دیکھیے کس کس نظارہ باز کا دل ڈوبجائے
یار کو پیراہن آب رواں درکار ہی
کچھ علاج وحشت عاشق نہین جز خواب مرگ
ایسے دیوانے کو زنجیر گران درکار ہی

مہتاب رخسار نہایت بیقرار ہی اور کنیزون سے کہتی ہی کہ ساحرہ نے کیا مکر کیا مگر مثال نے پکار کر کہا کہ حضور مشقت کرکے آئے ہین اب میرے قتل ہونے کا خیال نہ کرین سعد شہریار نے فرمایا ای مثال کیونکر ہو سکتا ہی کہ تم قتل ہو جاؤ پھر مین معشوقہ کو کسکے لیے لونگا یہ چاہتا ہون کہ قدرت پروردگار سے تم صحیح و سالم رہو اور مین قلعہ فتح کرون ای مبہوت مین پلٹا جاتا ہون میرے سردار کو نہ ستاؤ مجھ پر شاق ہی کہ میرے ملازم کو تکلیف پہونچے مہتاب رخسار نے جو یہ سب باتین بادشاہ کی سُنین کنیزون سے کہا کہ بہادر ایسے ہوتے ہین اپنے نوکر کا کسقدر پاس ہی کہ قلعہ لے کر چھوڑ دیا مگر مین خوب سمجھ گئی کہ باپ میرے اطاعت اُن کی کسی طرح نہ کرین گے ساحرہ کی صلاح مین ہین وہ مکارہ جو کہتی ہی وہ ہی کرتے ہین خیر پر مجھے بن پڑیگا وہ کرین گے خواہ جان جائے خواہ رہے مقام افسوس ہی کہ ہمارا وارث تو قید مین ہی اور ہم آرام سے بیٹھے ہین یہ کھانا بجاے زہر ہی معشوق تک نہ پہونچنا قہر ہی یہ کہکر ایک گوشے مین جاکے بیٹھی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہین صورت مثال کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی کہ وزیر زادی اسکی گل اندام نام سامنے آئی آتے ہی قدمون پر گر پڑی کہا واری جو آپ کے دل مین ہی وہ ہم سے تو کہیے ہم سب آپ کے شریک ہین ملکہ رونے لگی کہا ای گل اندام تمنے دیکھا

کہ صحرا النوردنے سحر کیا اُن کا کوئی حرج نہ ہوا آکر قلعے کو لیا مگر اپنے افسر کو زیر تیغ
دیکھا پلٹ گئے یہ نہ گوارا کیا کہ ہمارا ملازم قتل ہو ایسے جری و بہادر نگاہ سے
نہین گذرے ہونگے ای گل اندام کیا تدبیر کرون کہ اپنے معشوق مثال قزاق
کو رہا کرون یقین ہی کہ ناظرین مجکو بُرا کہین اور اگر کوئی ثابت قدمی ہمسے سرزد
ہوئی تو میان قمر صاحب حال ہمارا کتاب مین لکھین گے کہ ہزارون کی نگاہ سے
گذرے پڑھنے والے کہین کہ عورت نے کمال کیا معشوق کے واسطے اپنی جان
دیدی مین تو مسلمان ہو چکی جمشید ثانی پر لعنت کرتی ہون کنیزون نے کہا آپکے
باغ کے پہلو مین قید خانہ ہی کنج باغ سے نقب دیجیے قید خانے مین پہونچ جائیگی
وہانسے اُن کو رہا کر لائیے اپنے باغ مین رکھیے پھر آگے اور تدبیر بتائین گے
ملکہ خوش ہو گئین اور اس بات کو بہت پسند کیا چند کنیزون کو ساتھ لیا گوشۂ
باغ مین آئی چند کنیزون کو اشارہ کیا اُنھون نے نقب دینا شروع کی ملکہ بھی
شریک نقب ہین تھوڑی دیر کے بعد مہرہ نقب کا قید خانے مین ٹوٹا ملکہ ہمراہ
کنیزون کے قید خانے مین آئین دیکھا مثال قزاق زنجیر پر سر رکھے ہوے پڑا
ہوا ہی پاؤن کی آہٹ سُن کر دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین آفتاب عالمتاب سامنے
سے آئی آتے ہی قید مثال قزاق کی کاٹنے لگی مثال قزاق چہرۂ زیبا دیکھکر
حیران جمال و محو دیدار ہوا اور پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم آپ کا نام نامی و اسم
گرامی کیا ہی جو آپ نے مجھ پر پرورش کی یہ پرورش کا کیا باعث ہی مہتاب رخسار
نے سر جھکا کر کہا کہ مین مبہوت کی بیٹی ہون مہتاب رخسار میرا نام ہی تمہاری
رہائی کو آئی ہون مثال قزاق کو اسقدر جوش ہوا کہ قید توڑ ڈالی زنجیرین توڑ کر
پھینکدین ملکہ نے مثال قزاق کو ساتھ لیا اور نقب سے نکال کر اپنے باغ
مین لائین مسند آراستہ کی اُسپر بٹھایا کھانا سامنے آیا ملکہ ساتھ کھانے بیٹھین مثال
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم جب تک آپ کلمہ نہ پڑھیے گا تب تک کھانا مین آپ کے ہمراہ
نہ کھاؤنگا مہتاب رخسار نے کہا کہ ای پہلوان دوران مین پہلے ہی جمشید ثانی پر

لعنت کر چکی ہون مین نے دین اسلام اختیار کیا چاہتی ہون کہ یہان سے نکل چلیے مشال قزاق نے کہا ملکہ بڑے خرابی کی بات ہی ایسا نہ ہو کہ آقاے نامدار کے خلاف گذرے کہ کیون معشوق کو ساتھ لیکر بھاگے وہ جری و بہادر ہین اُنکے یہان قاعدے مقرر ہین ملکہ نے کہا صبح کو جب مہبوت سُنے گا تو بڑی آفت برپا ہوگی اور لشکر کشی کریگا مشال قزاق نے کہا کہ ای ملکہ عالم مین لشکر سے نہین ڈرتا ہون مین سعد شہریار کا غلام ہون اگر دس لاکھ بھی آئین گے تو اُنسے سمجھ لونگا کسی مقام پر رُکونگا نہین آخر کنیزون نے بھی یہی کہا کہ اسی مقام پر رہیے جب وہ لشکر کشی کریگا تب دیکھا جائیگا گل اندام وزیرزادی نے کہا میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ ایک نامہ لکھیے اور لکھ کر پیکان تیر مین باندھیے طرف بادشاہ کے پھینکیے بادشاہ کو خبر ہوجائیگی مشال قزاق نے کہا کہ ای وزیرزادی یہ بات خوب بتائی مجکو بہت پسند آئی جب بادشاہ کو خبر ہوجائیگی اور یہان جنگ شروع ہوگی خدا اُنکو سلامت رکھے فوراً تشریف لائین گے ملکہ نے کہا صاحب تدبیر ہوچکی بس اب کھانا کھاؤ مشال قزاق نے ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا ساقی بچے حاضر ہوے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی گائین عمدہ عمدہ سامنے آکر بیٹھین اور بجوش الحانی بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

وہ نازنین یہ نزاکت مین کچھ یگانہ ہوا	جو پہنی پھولونکی بدھی تو دردِ شانہ ہوا
شب اُسکے افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا	ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا
نہ زلف یار کا خاکہ بھی کر سکا مانی	ہر ایک بال مین کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا
توانگرون کو مبارک ہو شمع کافوری	قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا
بھرا ہی شیشۂ دل کو مے محبت سے	خدا کا گھر تھا جہان وان شراب خانہ ہوا
نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون	لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا
اثر کیا تپش دل نے آخر اُسکو بھی	رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا
خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کی	کہ بیکسونکے مزارون کا شامیانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسائے سور ہے آتش		ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

مگر صبح کو بادشاہ کو خبر ہوئی کہ ایک تیر مورچے پر پڑا ہی اور پیکان تیر مین نامہ
بندھا ہی سعد شہریار نے حکم دیا کہ وہ نامہ میرے پاس لاؤ ملازم گئے اور جاکر وہ
نامہ لائے لاکر خدمت مین بادشاہ کی پیش کیا سعد بن قباد نے وہ نامہ پڑھا اُس
نامے مین لکھا تھا کہ ای شہریار دختر مبہوت مجھکو اپنے باغ مین لائی ہی امیدوار ہون
کہ آپ تشریف لائیے قلعے کو فتح کیجیے بادشاہ جمجاہ وہ نامہ پڑھتے ہی فوراً ہتھیار
لگا کر تیار ہوے بادشاہ کے تیار ہوتے ہی سب تیار ہوے بادشاہ باہر نکلے
یہان مبہوت کو خبر ہوئی کہ قیدخانہ خالی پڑا ہی ہتھکڑیان اور بیڑیان کٹی پڑی
ہین مبہوت بہت حیران ہوا اور صحرا النورد سے کہا کہ ای صحرا النورد وہ جو گمان
تھا آج غلط ہو گیا کل مثال قزاق کی وجہ سے وہ سب پلٹ گئے تھے اب وہ ہرگز
نہین پلٹین گے کیا تدبیر کرون صحرا النورد نے کہا نہ گھبراؤ مین تدبیر کرونگی بادشاہ
نے گھوڑا بڑھایا مبہوت بالائے قلعہ آکر بیٹھا صحرا النورد بھی برابر بیٹھی ہی بادشاہ
یلغر کرکے چلے خیال ہی کہ ہمارا سردار مثال قزاق آرام سے ہوگا مبہوت نے
توپون کو حکم نہ دیا صحرا النورد سے پوچھا بتاؤ کیا تدبیر کرون صحرا النورد نے کہا کہ
ایک گنہگار کو بلائیے مین اُس کی صورت بدل دون اور مثال قزاق کی صورت
بنا دون مبہوت نے ایک گنہگار کو بلایا ساحرہ نے شکل بدل دی پھر اُسکو زیر تیغ
بٹھایا اور بادشاہ سے پکار کر آواز دی کہ آپ کا سردار قتل ہوتا ہی دو راتون
کی ہمکو مہلت دیجیے بادشاہ نے بڑا افسوس کیا اور پکار کر کہا کہ میرے سردار
کو تکلیف نہ دو مین پلٹا جاتا ہون دو روز مہلت مانگتے ہو مین مہلت دینے کو
موجود ہون بعد دو روز کے یا جنگ کرنا یا اصلاح کر لینا مبہوت نے مناسب
وقت جانکر بہتر کر دیا بادشاہ جو اپنے مقام پر آئے فیروزہ بن عمرو سے کہا کہ
ای یار وفادار خبر تو لاؤ کہ مثال پر کیا گذری فیروزہ نے کہا یہ مشکل ہی کہ
وہان تک جا سکون مگر حکم سرکار بجا لاؤنگا جس طرح سے ممکن ہوگا اپنے کو اندر

قلعے کے پہونچاؤنگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہی نامے مین یہ لکھا ہی کہ مین قید
سے رہا ہو گیا یہ کیا سبب ہوا کہ پھر بالاے قلعہ آیا فیروزہ نے کہا کہ اگر غلام
قلعے تک پہونچ گیا تو سب خبرین لا دیگا یہ کہکر چلا رات کا وقت ہی گرد قلعہ پھرنے لگا
ایک مقام پر دیکھا کہ گہری ہی سلاخین لوہے کی لگی ہین فیروزہ نے بیٹھکر سلاخین
کاٹین اندر آیا کمند مارکر دیوار پر چڑھا اپنی آنکھون سے دیکھا کہ مثال قزاق فرحان
و شادان بیٹھا ہی ایک معشوق خوبرو خوشخو غنچہ دہن رشک چمن پہلو مین بیٹھی ہی
اور چند کنیزین مصروف خدمتگزاری ہین فیروزہ دیکھتے ہی شاد ہو گیا دیوار سے
اُترا اصلی صورت پر سامنے مثال کے آیا مثال نے جو فیروزہ کو دیکھا کھڑا ہو گیا
ہاتھ ہاتھ مین ڈالدیے کہا ای بہتر والا گہر کیونکر آنیکا اتفاق ہوا فیروزہ نے کہا
آپ کا نامہ بملاحظۂ شاہ گذرا یہ کیا باعث تھا کہ پھر تم کو بالاے قلعہ قید مین لکھا
ملکہ نے ہنس کر جواب دیا کہ اسکا یہ باعث تھا کہ صحرانورد جادو صلاح کار
مبہوت ہی اُسنے سحر سے اور ایک گنہگار کو انکی شکل پر بنایا بادشاہ نے بڑا
دھوکا کھایا فیروزہ نے کہا کہ اب مین جاتا ہون صبح کو بادشاہ قلعہ تسخیر کرینگے
جب بادشاہ قلعے پر پہونچین تو ای مثال تم بھی نکل آنا اور جنگ آغاز کرنا مثال
نے سب باتین قبول کین فیروزہ برج سے ملکہ کے نکلا یہان ملکہ نے کہا کہ کیون
ای مثال یہ عیار کیونکر آیا مثال نے کہا ہمارے شاہ ایسے خلیق ہین کہ میرا
قید ہونا اُن پر شاق ہی اپنی سپہ گری بھی دکھائی پھر چین نہ پڑا عیار کو بھیجا عیار
نے آکر مجکو دیکھ لیا اب کوئی خوف نہ رہا یہان صحرانورد کا دستور ہی کہ صبح کو
پھرنے جاتی ہی آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی ہی کہ مثال قزاق پر نگاہ پڑی کہ باغ مین
ملکہ کے ٹہل رہا ہی تڑپ کر گری اور مثال کو لے گئی آکر مبہوت سے کہا کہ تمہاری
بیٹی کے باغ مین یہ تھا مبہوت نے کہا میری بیٹی کو مرد کے نام سے نفرت ہی کسی
کنیز سے یہ حرکت ہوئی ہوگی مگر بادشاہ پھر تمہارے سے صحرانورد نے کہا کل تو فقرہ
تھا آج اصل قیدی موجود ہی جو مزاج مین آے وہ کیجیے یہی کہیے کہ یہ قیدی موجود ہی

مین اسکو قتل کرتا ہون بادشاہ نہ گوارا کرینگے فورًا پلٹ جائینگے یہ ذکر تھا کہ
نقارے پر چوب پڑی بادشاہ گھوڑا بڑھا کر چلے پشت پر سب قزاق مبہوت
نے کہا کہ جس طرح آتے ہین آنے دو خلاصہ یہ ہی کہ بادشاہ راستہ طے کر کے قریب
خندق پہونچے پکار کر آواز دی کہ کیون او مکار کل تو تو نے خوب ہی فقرہ کیا
ایک ساحرہ کے بھروسے پر مکر کر رہا ہی ایک گنہگار کو بصورت مثال بنا کر
یہان لا یا مجھکو دھوکا دیا اب آج کیا کریگا مبہوت نے اشارہ کیا ملازم اسکے
مثال قزاق کو کشان کشان لائے جلاد کو سر پر کھڑا کیا پکار کر آواز دی پہ پلٹیے
ورنہ اس کو قتل کرتا ہون بادشاہ نے یہ جواب دیا کہ اختیار ہی قتل کر ڈالو فیروزہ
دیکھ آیا وہ روبراہ ہوگا انتظار کرتا ہوگا بادشاہ نے گھوڑا بڑھا کر ایڑ جو کی گھوڑا
طرارہ بھر کر خندق کو فرا گیا گرز ہاتھ مین تھا قصد کیا کہ پھاٹک توڑون مبہوت
نے جلاد کو اشارہ کیا کہ اسکا سر کاٹ دے جلاد نے ہاتھ تلوار کا مارا مثال نے
دونون ہاتھ اُٹھائے ہتھکڑی کٹی ہتھکڑی کے کٹتے ہی مثال نے قید توڑ ڈالی
بالائے قلعہ لڑنے لگا سعد شہریار نے گرز سے پھاٹک توڑا اندر آتے ہی نعرہ کیا
نعرہُ بادشاہ اسلام سے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس
وجم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + بادشاہ آگے آگے اور
پیچھے ہمارے تاجدار وغیرہ بھی اندر قلعے کے پہونچے گلی کوچے مین تلوار چلنے لگی عجب
ہنگامہ ہوا قزاقون کی لڑائی لوٹ بھی رہے ہین اور لڑ بھی رہے ہین تب مبہوت
نے کہا کہ ای صحرا النور داب تم بھی سحر کرو مثال کو جانے دو مگر بادشاہ پر کوئی
ایسا سحر کرو کہ وہ بیکار ہو جائین صحرا النور داُتری جس طرف سے بادشاہ آتے
تھے ایک گوشے مین کھڑی ہو کر سحر کیا کہ تلوارین برسنے لگین مگر بادشاہ لوح محفوظ
پہنے ہین اثر سحر تاثیر نہین کرتا مگر گھوڑا بدلگامی کرنے لگا بادشاہ نے لوح محفوظ کو
چمکا یا گھوڑا قایم ہوا مبہوت جو گینڈے پر سوار ہوا لڑتا ہوا چلا بادشاہ نے
مبہوت کو دیکھا کہ جنگ کر رہا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی ایک ایک سے

کہتا ہو کہ یارو اگر یہ جنگ فتح ہوئی تو نہال کر دونگا اسقدر زر و جواہر دون کہ سپرین تمھاری بھر جائین اسکے ساتھ والے مصروف جنگ ہین مثال بھی لڑتا ہوا قلعہ سے نکلا بادشاہ کو دیکھ کر قدمون کو بوسہ دیا کہا جسنے آپ کی غلامی کی اُسنے دولت کونین پائی بادشاہ نے پوچھا ای مثال یہ کیا معرکہ تھا کہ رات کو تنے فیروزہ سے ملاقات کی اور صبح کو بالاے قلعہ پایا مثال نے عرض کی یہی ساحرہ مکارہ مجکو اُٹھا لائی اس وجہ سے مجکو یہ بھیایا گیا لاکر زیر تیغ بٹھایا بادشاہ یہ سُنکر بہت خوش ہوے فرمایا ای مثال ہم کو تمھارا بڑا قلق تھا ہم کو تمھارا قید ہونا بہت شاق تھا شکر ہو کہ تنے رہائی پائی لڑتے ہوے طرف مبہوت کے چلے مبہوت نے دیکھا کہ اب کوئی صورت نجات کی نہین ہی تو سامنے بادشاہ کے آیا تیر مارنا شروع کیے سعد شہریار نے سب وار رد کیے جب قریب پہونچے تو مبہوت نے ہاتھ تلوار کا مارا مثال نے پکار کر کہا کہ حضور تکلیف نہ فرمائین مین اس مکار سے سمجھ لونگا مگر بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا انتہا کا غصہ تھا ہاتھ تلوار کا مار دیا برق شمشیر جو چمک کر گری مبہوت کے دو ٹکڑے کیے فیروزہ بن عمر و ہمراہ تھا اُسنے مبہوت کا سر کاٹ کر بلند کیا سب نے جو سر مبہوت دیکھا تلوارین پھینک پھینک کر حاضر خدمت ہوے مگر صحرا النورد نے دیکھا کہ مبہوت مارا گیا لوگ اطاعت کرنے لگے بادشاہ سب کو سرفراز فرما رہے ہین خلق بادشاہ دیکھ کر رعایا بھی اطاعت کر رہی ہی آپس مین کہتے ہین کہ سردار ایسا ہو کہ اپنے ملازم کے لیے کیا کوشش کی تب صحرا النورد تڑپ کر زمین پر گری ایک عقاب کی شکل بنکر قصد کیا کہ نکل جاؤن مثال نے عرض کی کہ حضور وہ جاتی ہی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تاک کر تیر مارا صحرا النورد کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذر الاشئہ صحرا النورد زمین پر گرا فیروزہ نے اسکا بھی سر کاٹ لیا صحرا النورد کے مرتے ہی سب نے اطاعت کی بادشاہ نے فرمایا ای مثال پاس اپنی معشوقہ کے جاؤ اُسکو بھی خبر فتح سُناؤ مثال نے عرض کی اب تو حضور کے ساتھ ہون

خلق نے حضور کے بندہ کر لیا مین تو وہ ہی تابعدار ہون بادشاہ سبکو ساتھ لیکر
بارگاہ مین آئے وزیر سے کہا کہ عقد کی تیاری کرو مثال کا عقد دختر مبہوت
سے ہوگا وزیر نے ترنج خوشبوئی سینے پر مثال کے مارا بادشاہ کو اُسی وقت
نذرین گذرنے لگین ہر طرف یہی صدا ہی کہ ایسے سردار کی اطاعت کرین کہ جنون
نے اپنے ملازم کے واسطے کیا کیا تکلیفین اُٹھائین مگر اُس کو قید سے رہا کیا شبکو
سامان عقد ہوا مثال نے بعد عقد جا کر گوہر مراد حاصل کیا صبح کو حاضر خدمت
ہوا بادشاہ نے دہائی سلطنت بنام ملکہ مقرر کی کہا نقاب چہرے پر ڈال کر
تخت پر بیٹھا کرو وزرا انتظام کرینگے یہی تدبیر ہوئی اپنے سامنے شاہ نے
ملکہ کو تخت پر بٹھایا وزرا سے کہدیا کہ اچھی طرح انتظام کرنا قلعۂ نوبہار مین بھی
عملداری بادشاہ کی ہوئی ملکہ نے عرض کی کہ اگر خراج نہ پہونچے تو معاف کرنا
چاہیے کہ نئی نئی عملداری ہی اگر مناسب ہو تو میرے وارث کو واسطے تھوڑے
دنون کے اسی مقام پر چھوڑیے ایسا نہ ہو زمیندار روپیہ نہ دین بادشاہ نے کہا
ای مثال تم اسی مقام پر رہجاؤ بعد چند دن کے ہمارے پاس چلے آنا مثال
نے عرض کی کہ مین قدم اقدس نہ چھوڑونگا یہ وقت حضور کے تردد کے ہین
ایسے وقت مین ساتھ چھوڑ دون تو خدا کو کیا جواب دون آپ کی پرورش سے
قید سے چھوٹا معشوقہ پائی کیا شکریہ حضور کا ادا کرون بادشاہ نے فرمایا مین
تو بر سر راہ ہون ٹھہر نہین سکتا ضرور کل جاؤنگا اور طلسم کشائی مین کوئی ساتھ
نہین ہوتا ہی جو لوح کہیگی وہ ہی کرونگا مثال قزاق ناچار ہوا ساتھ ملکہ کے
مصروف انتظام قلعہ ہی دوسرے دن بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای
فتاح طلسم وای سیار این عجائبات اگر خدا فضل کرے اور صحرا النور دقتل ہو تو قلعہ
سے نکل کر بائین پر جو صحرا ہی اُس صحرا مین جھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھو یا قوت جنی
آئیگا کاندھے پر سوار کر کے جزیرۂ کمیاب مین پہونچائیگا کہ جہان کا حاکم و ناظم
میلاد خارہ شکن ہی بدون لوح کے دیکھے کوئی کام نہ کرنا میلاد خارہ شکن

ساحر زبردست ہی بادشاہ صحرا مین آئے فیروزہ پیچھے پیچھے ہی یہی چاہتا ہی کہ بادشاہ کے ساتھ جاؤن ایسے وقت مین ساتھ نہ چھوڑون بادشاہ نے زیر نخل بیٹھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھا یاقوت جنی حاضر ہوا عرض کی کہ غلام کو کیون یاد کیا بادشاہ نے فرمایا کہ لوح نے خبر دی اس وجہ سے تم کو بلایا یاقوت جنی نے عرض کی بسم اللہ میرے کاندھے پر سوار ہوجیے اب صحراہاے مختلف دیر باد ملین گے بادشاہ جھٹ اُسی وقت کاندھے پر یاقوت جنی کے سوار ہوے یاقوت لیکر چلا بڑے بڑے صحرا ملے یاقوت جنی نے وہ سب صحرا طے کیے بعد اُسکے ایک صحرا مین پہونچے دیکھا جابجا درخت خشک لگے ہین پتے تدارد شاخین سرنگون ہین جابجا ریت کے ٹیلے ہین گرد اُڑ رہی ہی یاقوت نے عرض کی کہ غلام کو عرصہ گذرا کچھ کھانا نہین کھایا اگر مناسب ہو تو اس صحرا مین اُتر لیے غلام کچھ کھاکر پھر حضور کو لیچلیگا جزیرہ کیا بہت دور ہی بادشاہ اُتر پڑے یاقوت جنی نظرون سے بادشاہ کی غائب ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے غل مچاتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار مجکو بچائیے دیو نعمان نے میرا پیچھا کیا ہی بادشاہ چلے پشت پر سے دیکھا کہ ایک دیو بلند بالا دوڑا ہوا فکر مین یاقوت کی آیا یاقوت کو ایک چنگل مارا اور اُٹھاکر یاقوت کو کھا گیا بادشاہ نے دیو نعمان پر ایک تیر مارا کہ شانہ نعمان کا نشانہ ہوا زخمی ہوکر نعمان بھاگا یہ کہتا ہوا کہ ای سعد شہریار اس جنگل سے نہ نکل سکوگے تڑپ تڑپ کر مروگے یہ کہکر غائب ہوگیا بادشاہ کو مارا جانا یاقوت جنی کا بہت شاق ہوا ایک طرف ناچار ہوکر روانہ ہوے تھوڑا راستہ طے کرکے ایک مقام پر پہونچے دیکھا سامنے دریا ہی اُسکے کنارے پر ایک درخت عظیم الشان ہی اُسپر ہزارون طائر بیٹھے ہین بادشاہ کو جو دیکھا سب طائر درخت سے اُتر پڑے قدمون کے بوسے لینے لگے اور اشارے کر رہے ہین کہ اپنے مقام پر بیٹھیے بادشاہ ناچار ہوکر زیر نخل بیٹھے وہ طائر پرون سے مگس رانی کر رہے ہین بعض زمین کو صاف کرتے ہین دن بھر اُن طائرون کو اسی خدمت مین گذرا شام کو وہ سب

طائر اُڑ اُڑ کر دریا مین گرے بادشاہ کی آنکھین بند ہو گئین بعد چند ساعت کے جو ہوشیار ہوے دیکھا زیر نخل فرش بچھا ہی مسند پر مین بیٹھا ہون اور بہت سی پریزادین عمدے ہاتھون مین لیے مصروف خدمتگزاری ہین بادشاہ حیران ہوے کہ وہ طائر کہان گئے اور یہ پریزادین کہان سے آئین کچھ خاموش بیٹھی ہین اور کچھ مصروف کاروبار ہین کہ ایک پریزاد دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ اے شہریار ہماری مالکہ شکیل پری آتی ہین بادشاہ نے کہا آنے دو ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی دیکھا کہ ایک پریزاد بھاری جوڑا پہنے ہوے خرامان آتی ہی حقیقت مین بادشاہ کی نگاہ سے ایسی صورت زیبا نہین گذری تھی اُس پریزاد نے آتے ہی بادشاہ کو سلام کیا اور پریزادون سے کہا کہ صاحبو آج وہ دن ہی کہ سامری و جمشید یہ خبر دے گئے تھے کہ طلسم کشا کا یہان گذر ہوگا جو ہین پڑے وہ خدمت کرنا ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کے خلاف گذرے خوش آواز پری کو بلاؤ سامنے شہریار کے رقص و سرود آغاز کرے یہ ذکر تھا کہ سامنے سے ایک پریزاد نہایت حسین و جمیل آکر بیٹھی گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہی	زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہی
زن دنیا ہی عجب طرح کی علامۂ دہر	مرد دیندار کو بھی زیر یہ کر دیتی ہی +
تیرہ بختی مری کرتی ہی پریشان مجکو	تہمت اُس زلف سیہ فام پہ دھر دیتی ہی
بڑھتی جاتی ہی جو مشقِ ستم اُس ظالم کی	کچھ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہی
تپ دل شمع کی جب کم نہین ہوتی اصلا	اُسکو کافور سفیدی یہ سحر دیتی ہی
کوئی غماز نہین میری طرف سے ای ذوق	کان اُسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہی +

بادشاہ بیٹھے سن رہے ہین شکیل پری پہلو مین ہی جام گردش مین ہی بادشاہ نے چاہا کہ جوش محبت مین گلے مین ہاتھ ڈالدون اُس نازنین نے بہ منت کہا کنیز کو معاف فرمائیے ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف ہو اب سحر بھی قریب ہی بادشاہ نے نہ مانا سب پریزادین بھی منع کرتی ہین جیسے ہی بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا وہ پریزادین

اُٹھو کھڑی ہوئیں اور دریا میں پھاند پڑیں بادشاہ کی آنکھ بند ہو گئی بعد تھوڑی دیر
کے یہ دیکھا کہ آفتاب بلند ہو چکا ہی دھوپ نکل آئی ہی ہزار ہا طائر درخت پر بیٹھے
ہیں بادشاہ اُس پریزاد کو یاد کر رہے ہیں فرماتے ہیں **نظم**

ای محبت تجھے جنون کی قسم + قیس کے سر کی تل کے خون کی قسم
جان شیرین کو ہکن کے لیے + نالہ بلبل چمن کے لیے
دل پروانہ لو کے لیے — لالہ باغ آرزو کے لیے
طوق قمری ہیؤا کے لیے — کشش صدق کہربا کے لیے
پے سوز درون کبک دری — شاخ دل ہو مری کبھی نہ ہری
جب تلک حسن کی بہار رہے — عشق پر ہی مرا نثار رہے
خنجر غم سے رکو جگر کو دو نیم — جز غم عشق ہو نہ کوئی ندیم
وحشت انگیز ہو یہ افسانہ — قیس ہو جائے سُنکے دیوانہ
ضبط غم سے مرا لہو دل ہو — متصل خون آرزو دل ہو

بادشاہ یہ اشعار پڑھ رہے ہیں اور یاد میں شکیل پری کی بیتاب و بیقرار ہیں
کہ لوح طلسمی یاد آئی بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا یہ مقدمات
طلسم ہیں سب شعبدے آپ کے واسطے بانیان طلسم نے تیار کیے ہیں یہی چاہتے ہیں
کہ آپ کو دیوانہ کریں اب یہان سے آگے بڑھیے جو سامان دکھائی دے بموجب
حکم لوح کاربند ہوجیے گا اور رات کو جو سانحہ گذرا ہی اُسے دل سے بھلا دیجیے
بادشاہ یہ مضمون دیکھ کر وہان سے اُٹھے کنارے پر دریا کے آئے اسم حاشیۂ لوح
کو یاد کیا پڑھنے لگے تھوڑی دیر اسم پڑھا تھا کہ دریا سے دھوان نکلنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک کشتی خود بخود چلی آتی ہی کشتی کا کوئی کھینے والا نہین
ہی کنارے پر آکر ٹھہر گئی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا یہ مضمون پایا کہ ای کشتی
پر سوار ہوجیے مہنگ دریا نشین آکر پہونچیگا اس صحرا سے کوئی صورت نکلنے کی
نہ تھی مگر آپ صاحب اقبال ہیں جزیرۂ کمیاب مین ضرور پہونچیے گا بادشاہ اُٹھکر

کشتی پر سوار ہوے کشتی چلی جب وسط دریا مین پہونچے کشتی چرخ مارنے لگی بادشاہ
حیران تھے کہ کیونکر اپنے کو بچاؤن دریا سے ایک مچھلی نکلی قریب آکر مثل انسان کے
آواز دینے لگی کہ ای شہریار اپنے تئین دریا مین گرا دیجیے بادشاہ نے لوح کو دیکھا
اُسمین بھی یہی مضمون پایا کہ اپنے کو دریا مین گرا دو بادشاہ نے اُٹھ کر اپنے کو
دریا مین گرایا جیسے ہی دریا مین گرے آنکھین بند ہو گئین بعد تھوڑی دیر کے جو
بیدار ہوے تو دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ہی اور سامنے دروازہ شہر کا کھلا
ہی خلقت کی آمد و رفت ہی بادشاہ بسم اللہ کر کے داخل قلعہ ہوے دیکھا شہر آباد
رعایا دل شاد ہی کوٹھون پر رنڈیان بیٹھی ہین بادشاہ سے اشارے کر رہی ہین
کسی مقام پر مجرا ہو رہا ہی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین نظم

زاہد فریفتہ ہین مرے نونہال کے
عاشق بزرگ لوگ ہین اُس خرد سال کے

ہر شب شب برات ہی ہر روز روز عید
سوتا ہون ہاتھ گردن مینا مین ڈالکے

بے عشق لوگ کہتے ہین ماہ و چہاردہ
منکر مقر ہوے ہین تمھارے کمال کے

سرمہ نہین بنا ہی تجلی سے طور کی
ہم بھی ہین سوختہ تری برق جمال کے

سودائی جان کے تری چشم سیاہ کا
ڈھیلے لگاتے ہین مجھے دیدے غزال کے

آئینے سے کلام یہ کیونکر کیا ہی صاف
حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کے

بادشاہ یہ آوازین سنتے ہوے گلی کوچون کو طی کرتے ہوے جاتے ہین قریب کوتوالی
چبوترے کے پہونچے دیکھا ایک کوتوال ظالم کرسی پر بیٹھا ہی جو راہ گیر نکلتا ہی اُسے
بلوا کر ذلیل کرتا ہی سامنے لال خان کا لکڑا گڑا ہوا ہی اُس مین بندھوا دیتا ہی اور
لازمون سے کہتا ہی اسکو مارو لوگ عاجز ہو رہے ہین کہتے ہین خدا اس کوتوال
کو غارت کرے اسنے راستہ بند کر دیا ہی اب اس طرف سے نہ آوینگے مگر کوتوال
نے جو بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا کرسی سے اُٹھا جھک جھک کر سلام کرنے لگا
کہتا تھا ای شہریار آئیے یہ مقام شاہراہ ہی بیٹھ کر تماشا دیکھیے بادشاہ نے لوح کو
دیکھا نوشتہ پایا کہ جب یہ کوتوال قریب آئے اِسکو قتل کیجیے بادشاہ نے کوتوال کو

قریب بُلایا جب وہ قریب آیا تو بادشاہ نے فرمایا او ظالم تو نے یہ کیا بدعت کر رکھی
ہی کہ راستہ بند کر دیا کوتوال نے کہا حضور کو اس سے کیا مطلب تشریف رکھیے
مین خدمتگزاری کرون آپ کو کوئی آزار نہ پہونچاؤنگا چلیے سرفراز کیجیے دیکھیے کیا
کیا عجائبات دکھائی دیتے ہین بادشاہ کوتوال کے ساتھ تشریف لیگئے کوتوال
نے راہ مین ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ انھین گرفتار کرلو ایک سپاہی نے
کلائی پر ہاتھ ڈالا بادشاہ نے پوچھا خیر تو ہی اُس سپاہی نے کہا کہ آپکی گرفتاری
کا حکم ہی بادشاہ نے ایک طمانچہ مار دیا اور فرمایا ہم کو کون گرفتار کر سکتا ہی
کوتوال نے تلوار کھینچی یہی چاہتا تھا کہ بادشاہ کو گرفتار کرلون مگر بادشاہ نے
ایک ہاتھ مارا کہ کوتوال کا بھی سر اُڑ گیا کوتوال کے مرتے ہی ڈنکے پر چوب پڑی
دیکھا ایک بادشاہ پیر تخت پر سوار مع فوج آتا ہی علمہاے زنگاری کے پھریرے
کھلے ہوے آتے ہی حکم دیا کہ اس ظالم نے کوتوال شہر کو مارا اسکو گرفتار کرلو
سب فوج نے بلوہ کیا بادشاہ نے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران
پُردغا کب تم کو چھوڑتا ہون بادشاہ نے کئی افسرون کو مارا تھوڑے عرصے مین
لاشون کے انبار ہوگئے بادشاہ نے لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ لوح بادشاہ پیر
کو دکھا دو بادشاہ نے لوح کو سامنے کیا وہ بادشاہ پیر تخت سے کود پڑا کہتا
ہوا چلا کہ ای شہریار زہے خوش نصیبی کہ آپ نے سرفراز کیا پہلے ہی کیون نہ
ظاہر کر دیا کہ مین بخدمتگزاری پیش آتا یہ کہکر قریب آیا قدمون کو بوسہ دیا کہا
تشریف لے چلیے تخت پر سوار کیا نوبت و نقارے بجتے ہوے ہمراہ لیچلا سامنے
مکان شاہی تھا اُسمین بادشاہ کو لایا کہا یہ تاج و تخت حضور کے واسطے
ہی حضور تشریف رکھین جیسے ہی بادشاہ تخت پر بیٹھے وزیرون نے نذرین دین
بادشاہ نے سب کی نذرین لیکر سب کو خلعت دیے وزیر تعریف کرتے تھے کہ بادشاہ
عادل ہی دن بھر بادشاہ جلسے مین رہے شام کو اُس بادشاہ پیر نے آکر عرض کی
کہ تشریف لے چلیے سارا محل آپ کا مشتاق ہی بادشاہ اُس شاہ پیر کے ساتھ چلے

جب زنانی ڈیوڑھی پر پہونچے دیکھا چوبدارنیان اور چند کنیزین براے استقبال کھڑی ہین شاہ کو بیچ مین لے لیا ساتھ لیکر چلین جب محل مین آگئے تو دیکھا جابجا فرش بچھا ہی کنیزین ہر مقام پر عرض کرتی ہین کہ جہان مزاج مین آئے ٹھہریے یہ سب مقام آپ ہی کے لیے آراستہ کیے ہین ایک مقام پر چھپر کھٹ بچھا تھا فرش بھی بچھا تھا مسند بھی آراستہ تھی بادشاہ اُس مقام پر بیٹھ گئے کنیزین خدمت کرنے لگین ایک کنیز نہایت شوخ و شنگ سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

عضب ہی اُس بت کافر یہ اپنا دم نکلتا ہی ۔ نیا تابوت جسکے کوچے سے ہردم نکلتا ہی
نرکھو آنکھوں پہ میرے آستین لطف ای ہمدم ۔ کہ اشک سُرخ کے ہمراہ دل کا غم نکلتا ہی
دکھا کر اپنی آرایش پری مجکو نہ دھوکا دے ۔ کسیکے سادہ پن مین اور ہی عالم نکلتا ہی
نہین خاطر مین لاتا وہ مرے آزردہ ہونیکو ۔ یہ سُن رکھا ہی ظالم نے پھنسا دل کم نکلتا ہی
سمجھ کر اجنبی ہین جس سے دلکا راز کہتا ہون ۔ خجل ہوتا ہون کیا کیا جب ترا محرم نکلتا ہی
بنا دیتا ہی کوچہ فقر کا ٹیڑھے کو بھی سیدھا ۔ کھنچا جب جنتری مین تار تو سب خم نکلتا ہی
شہیدی سے نہین واقف اگر آشنا تو واقف ہون ۔ کوئی رات تمکو بیان کرتا ہوا ماتم نکلتا ہی

بادشاہ گانا سن رہے ہین جب نشہ ہوا تو بادشاہ اپنے مقام سے اُٹھے چھپر کھٹ پر آئے ارادہ ہوا کہ آرام کرون ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ ہماری ملکہ یعنے ہمارے مرصع پوش آئی ہین شام سے آپکی مشتاق تھین مگر مشاطہ نے دیر کردی بادشاہ اُٹھ بیٹھے ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی دیکھا کئی سو کنیزین لالٹینین ہاتھ مین لیے ہین بیچ مین ایک ماہ تابان مہر درخشان کمال ناز سے خرامان آتی ہی بادشاہ کی نگاہ جو اُس حُسن و جمال پر پڑی پکار کر آواز دی فرد رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ؎ بیا بیا و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ؎ وہ نازنین یہ آواز سُنکر ہنس پڑی اور پکار کر کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیے مین وہین حاضر ہوتی ہون جلدی قدم بڑھا کر آئی بیٹھ گئی عرض کی کہ مزاج اقدس کیسا ہی بادشاہ نے فرمایا دعاے ترقی حُسن و جمال مین مصروف رہتے ہین گھبرانا نہین انشاءاللہ ہمارا تمھارا ساتھ ہوگا اُس نازنین نے

مسکرا کر کہا کہ شکیل پری میرا اصلی نام ہی اس بڈھے بادشاہ نے میرے ساتھ بڑا
مکر کیا مجکو حیران کر رکھا ہی ہر شب کو آتا ہی اور خواہان وصل ہوتا ہی اب تک تو تنگ
اُس سے انکار کرتی رہی وہ یہی کہتا ہی کہ جبر کرونگا لیکن آج تک تو جبر نہین کیا
منتین کرتا ہی مگر مین نے آج تک اُسکی منت کا خیال نہین کیا آج جب سُنا کہ طلسم کشا
تشریف لائے ہین منظور ہوا کہ چل کر آپ سے تو حال کہون شاید مدد کرین مجکو بچائین
بادشاہ سے فرمایا تمھارا وطن کہان ہی اُس نازنین نے کہا میرا وطن پردہ قاف ہی
ملکہ آسمان پری کی عزیزدار ہون ایک دن برائے سیر نکلی کسی طرح طلسم مین آگئی
اس بادشاہ نے مجکو گرفتار کرلیا بادشاہ نے پوچھا کہ آسمان پری سے کیا رشتہ ہی
شکیل پری سے کہا کہ وہ میری دادی ہوتی ہین بادشاہ نے کہا ای شکیل پری
نہ گھبراؤ کل مین انشاء اللہ اس شاہ پیر کو سزا دونگا ملکہ اُٹھین کہا رخصت ہوتی ہون
زیادہ ٹھہر نہین سکتی کیونکہ وہ ہی بیجیا آیا ہوگا اگر مجکو نہ پائیگا تو فساد برپا کریگا
بادشاہ نے کہا تم بیٹھی رہو اگر وہ یہان آویگا تو سزا دونگا ملکہ بیٹھ گئین تھوڑا
عرصہ نہ گذرا تھا کہ وہی بادشاہ پیر چلاتا ہوا آیا للکار کر کہا کہ کیون شکیل پری
تم یہان کیون آئین تم کو ہمارا خوف نہین ملکہ نے تھرا کر کہا کہ صاحب تمھین نے
کہا تھا کہ طلسم کشا کی ملاقات کر آؤ تب مین آئی تو مین نے کیا خطا کی اُس بادشاہ پیر
نے آکر چاہا کہ ہاتھ تھام لون اور ملکہ کو لیجاؤن سعد شہریار نے منع کیا مگر بادشاہ
نے نہ مانا ہاتھ بڑھایا بادشاہ نے تلوار کھینچی اور ایک ہاتھ مار دیا اُس شاہ پیر کے
دو ٹکڑے ہوے شاہ پیر کو مار کر سعد شہریار نے فرمایا ای ملکہ عالم اب تو مطلب
حاصل ہوا ملکہ نے کہا آپ نے بڑے شخص کو مارا جسکو بڑا ناز تھا کہ مجکو کوئی مار
نہین سکتا مگر آج خاتمہ ہو گیا مرتے رہی اُس شاہ کے نازنین نے کہا اب میرے
قصر مین تشریف لے چلیے بادشاہ اُس نازنین کے ساتھ دوسرے قصر مین آئے دیکھا
اُس قصر مین ہنگامہ ہی چند شاہزادیان بیٹھی ہین اُنھون نے استقبال کیا سعد شہریار
آکر بیٹھے وہ نازنین پہلو مین بیٹھی گریبان کر رہی ہی کہتی تھی ای شہریار آج آپ نے بڑے

ظالم کو مارا مجھپر احسان کامل ہوا ہمیشہ اس ظالم کی بدعت مین رہی پروردگار نے
آپ تک پہونچایا آپ کی زبان سے معلوم ہوا کہ ملکہ آسمان پری سے آپ کو توسل ہی
بادشاہ نے فرمایا ای ملکۂ عالم وہ میری جدہ ہین تمھارا یہان آنا کیونکر ہوا مفصل بتاؤ
اُس پری نے کہا کہ ای شہریار زمانہ بہار کا تھا چارجانب پھول کھلے ہوے تھے
نخل سبزپوش نہرون کو بحر الفت کا جوش عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہے
تھے مین گھبرا کر باغ سلیمان کی سیر کو گئی وہ باغ بہنایت سرسبز و شاداب تھا مین پھر رہی
تھی کہ دیو نعمان جو زبردستان روزگار سے ہی کہین سے لڑ بھڑ کے اُڑتا ہوا آسمان پر
جاتا تھا مجکو پنجے مین دبا کر لے بھاگا اور یہان لاکر رکھا پھر اس شادی پر نے مجھپر
قبضہ کیا اب دیو نعمان اس فکر مین رہتا ہی کہ صحراے ویران مین لیجا کر مجکو آزار
پہونچائے دیو نعمان کا نام سُن کر بادشاہ کو بڑی حیرت ہوئی کہا میرے رفیق
یاقوت جنی کو کھا گیا ہی مین صحراے ویران مین پریشان پھرتا تھا یہانتک پہونچا
تم سے ملاقات ہوئی اب مین چاہتا ہون کہ تم کو پردۂ قاف مین پہونچاؤن تم
وہان رہو انشاء اللہ طلسم فتح کر کے تمھاری ملاقات کو آؤنگا شکیل پری نے
کہا کہ میری چند مصاحبین ہین کہ وہ سحر مین طاق و شہرۂ آفاق ہین انکو بلاؤن
پردۂ قاف چلیے گا بادشاہ نے فرمایا ہر چند کہ مہلت بہت کم ہی مگر اس کام کو
مقدم جانتا ہون یہ سُن کر شکیل پری نے کنیزون کو حکم دیا کہ گلنار و گلپوش
کو بلاؤ وہ دو پریان حاضر ہوئین شاہ اور شکیل پری دونون تخت پر سوار ہوے
گلنار و گلپوش سحر کرتی ہوئین تخت لے چلین اُس صحرا مین پہونچین کہ جس مقام پر
یاقوت جنی مارا گیا تھا بادشاہ نے وہان تخت اُتارا کہ ایک طرف سے آواز
آئی او طلسم کشا کہان جاتا ہی میری معشوقہ کو لیے جاتا ہی تجکو مین کھا جاؤنگا مین
سمجھا تھا کہ تو اس جنگل مین برباد ہوگا مگر تو پھر صحراے ویران مین پہونچا میری معشوقہ
کو ساتھ لیا سعد شہریار نے دیکھا کہ وہی دیو نعمان چلا آتا ہی چوب دست ہاتھ مین
غوستہ بات بات مین آکر چوبدست بادشاہ پر لگائی شکیل پری چلا چلا کر دعا کرنے لگی

کہ اے خالق کون و مکان و اے رب دو جہان میرے شہریار کو اس بیحیا سے بچالے نظم

تازہ درباغ بدن تاکی بود گلزار دم ۔ سبز کی ماند ہمیشہ گلشن بیخارِ دم
از غم گل بلبل اندوہگین یابد خلاص ۔ چون بر آید از گلستان وجودش خارِ دم
گر نباشد دم نباشد ہمدم انسان کسے ۔ زانکہ ہر یارست در دنیاے فانی یارِ دم
ہر زمان ہر وقت ہر دم روز و شب شام و سحر ۔ اہل دم مشغول میباشد بشغل کارِ دم
باش مثل نقطہ اندر حلقۂ طاعت مقیم ۔ ہست تا وقتیکہ اندر گردش اینکار دم
خانۂ عمر است تا روشن بنور فیض حق ۔ روشنی چون شمع می بخشد بدل انوارِ دم
بر ہوا قایم بود بنیاد عمر آدمی ۔ زانکہ باشد زیستش قایم باستقرارِ دم
پیش ناواقف نباشد سرّ معنی آشکار ۔ محرم اسرار داند ہند یا اسرارِ دم

سعد شہریار نے جو بدست نعمان کی چھین لی اُسنے جنگل مارا بادشاہ حجاہ نے کلائی تھام کر ایک جھٹکا مارا کہ دیو نعمان جھکا بادشاہ نے گھونسا مارا کہ دیو نعمان کا سر پھٹ گیا کمال غصے مین سے شکم نعمان کا چاک کیا دیکھا یاقوت جنی گوشۂ شکم نعمان مین بیہوش پڑا ہی بادشاہ نے یاقوت کو نکالا ہوشیار کیا یاقوت اُٹھتے ہی قدمون پر گر پڑا کہا اے شہریار یہ آپ نے بڑا کار نمایان کیا کہ مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچایا مگر اب آپ کہان جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا ہمراہ شکیل پری کے جاتا ہون یہ سنکر یاقوت جنی نے کہا کہ اے شہریار یہ شکیل پری نہین ہی جو کچھ اُسنے آپ سے بیان کیا وہ فریب ہی اسکا نام جنجال جادو ہی جلد اسپر لوح طلسمی کا عکس ڈالیے صورت بدل جائیگی یقین ہی کہ آپ کے سامنے سے بھاگے مگر جانے نہ دیجیے گا یہان شکیل حیران و پریشان کھڑی ہو کر سامنے سے سعد شہریار آئے اُسنے پکار کر کہا کہ خدا نے آپ کو اس ظالم سے بچایا مگر مجھے بڑا خوف تھا اب جلدی چلیے مین وہان چلکر آپ کی بڑی خاطر کرونگی بادشاہ نے قریب آتے ہی لوح طلسمی کو نکالا جیسے ہی اُسپر عکس پڑا سحر چہرے کا اُتر گیا بادشاہ حجاہ نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم نمایان ہوئی بقول شخصیکہ نہ منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت بادشاہ نے فرمایا کہ او

ملعونہ اپنی صورت تو دیکھ اُسنے چاہا کہ سحر کرون مگر حیران ہو کہ کیا معرکہ گذرا کہ بادشاہ برہم ہوے چاہا سحر کرون اور نکل جاؤن بادشاہ جمجاہ نے کلائی تھام لی اور تمانچہ مارا کہ جنجال کا سر اُڑ گیا مرتے ہی جنجال کے دیکھا وہ صحرا سبزہ زار ہو گیا زاغ وزغن مر کر گرے عندلیبان خوشنوا درختوں پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین کہ سامنے سے ایک زاغ سیاہ پیدا ہوا اُسنے آواز دی کہ کشتی مرا نام من جنجال جادو بود زاغ بھی جلکر گرا تڑپ تڑپ کر تمام ہوا یاقوت جنی قریب آیا کہا میرے کاندھے پر سوار ہو جیے صحراے کمیاب مین پہونچا دون بادشاہ یاقوت جنی کے کاندھے پر سوار ہوے یاقوت لے کر چلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے ایک پہاڑ معلوم ہوا یاقوت جنی نے عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا سامنے جو کوہ معلوم ہوتا ہی اسکو کوہ بیتاب کہتے ہین ہین کمیاب کی بیتاب جادو بیابانی حاکم ہی اس پہاڑ پر رہتی ہی اب میری طاقت زائل ہوئی جاتی ہی ایسا نہ ہو کہ آپ میری پشت سے گر پڑین تو باعث خرابی ہی اب اس پہاڑ پر اُتریے جسطرح لوح خبر دے عمل مین لایئے جب اس کو ماریے گا تب راستہ کھُلیگا ورنہ گذرنا یہاں سے دشوار ہی بادشاہ نے فرمایا تم مجکو پہاڑ پر اُتار دو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو یاقوت جنی نے بادشاہ کو ایک گوشۂ کوہ مین اُتارا بادشاہ پہاڑ پر چلے سامنے دیکھا ایک نازنین آتی ہی جام شراب ہاتھ مین جیسے ہی اُسنے بادشاہ کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار مین تو عجب عالم مین ہون بیتاب کا حکم ہی کہ طلسم کشا کو جا کر یہ جام پلا دو مین یہ نہین چاہتی کہ آپ کے لیے باعث خرابی ہونگاہ جو جمال پر حضور کے پڑ گئی دل بیقرار ہی کہ آپ کو کیونکر بچاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ ای مہ جبین اگر اصل مین تیری محبت ہی تو حال کھل جائیگا میرے پاس لوح موجود ہی اگر لوح دیکھ لونگا تو سب حال معلوم ہو جائیگا تیرا مکر نہ چلیگا نازنین نے کہا مین جام پھینکے دیتی ہون آپ لوح ملاحظہ فرمائیے بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا ہر چند کہ یہ ساحرہ بڑی مکارہ ہی مگر تیری مائل ہوئی ہی اسکی دوستی کو غنیمت جانو یہ تا بہ باغ بیتاب تم کو پہونچا دیگی اسکو دشمن نہ جانو بادشاہ نے اُس نازنین سے

باتین کرنا شروع کین فرمایا ای نازنین تیرا نام کیا ہی اُسنے کہا مجکو استحکام جادو کہتے ہین
بادشاہ نے فرمایا کہ ای استحکام تیرا سن کیا ہی اُسنے کہا میرا سن یہی ہی جو ظاہر ہین ہی
لوح مین دیکھ لیجیے مین وہ ساحرہ نہین ہون کہ ظاہر مین کچھ اور باطن مین کچھ صورت
جو شکیل پری بن کر آئی تھی وہ ہی آپ کو گمان ہی بادشاہ نے فرمایا تا یہ بیتاب
کیونکر پہونچون استحکام بولی مین جاکر اُس کو دھوکا دیتی ہون اُسنے یہی کہا تھا کہ
بادشاہ جمجاہ بالاے کوہ آگئے ہین اُن کو جاکر یہ جام پلا دے اس شراب کا نام
مے خانہ خراب ہی جو اس جام کو پیے گا دیوانہ ہو جائیگا جب بادشاہ پی کر حرکات
لغو کرین تو لوح مانگ لینا جب لوح تیرے قبضے مین آجائیگی گرفتار کرنا کتنی بڑی
بات ہی مین نے یہ سب قبول کیا تھا مگر اقبال آپ کا یاور ہی طالع آپ کے مددگار
ہین لہذا مجکو محبت ہوئی اور یہی چاہا کہ آپ کو تکلیف نہ پہونچے مجکو اپنا سچا عاشق
جانیے تا بہ جزیرۂ کمیاب ساتھ دونگی سب حالات یہانکے مجھپر روشن ہین اسوجہ
سے مین آپسے عرض کرتی ہون بیتاب جادو نے مجکو اپنا مصاحب بنایا ہی مین نے
وہ وہ کار نمایان کیے کہ صدہا بندگان خدا میرے ہاتھ سے مارے گئے مگر آپ حقیقت
مین طلسم کشا ہین جو جو علامتین سُنی تھین وہ سب ظاہر ہین کن کن مقامون سے آپ
گذرے چھ مرحلے آپ نے شکست کیے اب یہ ساتوان مرحلہ بہت سخت و صعب ہی
انشاء اللہ تعالےٰ تا بہ کمیاب بھی آپ پہونچ جائین گے مگر کمیاب بڑی شعبدہ باز
ہی بڑے بڑے فتور کریگی مگر آپ لوح سے ہوشیار رہین مین اب رخصت ہوتی
ہون جاکر بیتاب سے کہونگی کہ مین راہ مین گر پڑی جام گر گیا مین نے بادشاہ کو نہین
دیکھا اگر دیکھ پاتی تو گرفتار کرکے لاتی آپ زیر نخل ٹھہریے مین بعد تھوڑی دیر کے پھر
آؤنگی آپسے حال بیان کرونگی کہ یہ تدبیر کیجیے بادشاہ زیر نخل ٹھہرے استحکام جادو
عشق مین بادشاہ کے مبہوت ہو رہی ہی دعائین دیتی ہوئی چلی کہ خدا اس شہریار
کو سلامت رکھے کسی کا مکر اِن پر نہ چلے بعد قتل کمیاب جمشید ثانی پر لشکر کشی ہوگی
تمام فوجین جمع ہو رہی ہین خدا اِس شہریار کو اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے کوئی

صدمہ انکو نہ پہونچے نسیم سبکرو بیٹی بیتاب جادو کی اپنے قصر مین بیٹھی تھی اور کہ رہی تھی کہ لو صاحبو غضب ہوا کہ استحکام جاکر بادشاہ پر عاشق ہوئی استحکام وہ ساحرہ ہو کہ آج تک کوئی اُس کے دام سے نہین بچا کیا باعث ہوا کہ بادشاہ سے میل کیا بیتاب نے کہا کہ ای نور نظر جمال طلسم کشا نمونۂ قیامت ہو جسنے دیکھا وہ دیوانہ ہوا اسی طرح یہ بھی پہونچی جمال پر نگاہ جو پڑی عاشق جمال ہوئی جب بادشاہ نے لوح طلسمی دیکھ لی تو اُسکی بات کے پابند ہوے نسیم نے کہا کہ ای مادر مہربان یہ شاہزادیان بڑی بیوقوف ہین کہ اپنے مذہب کو چھوڑتی ہین پرایا مذہب اختیار کرتی ہین غیر شخص پر مرتی ہین کسی کو کیا غرض ہو کہ غیر شخص سے محبت کرے ناحق کو مرے بیتاب نے کہا کہ ای نور نظر واسطہ سامری و جمشید کا تم ان جھگڑون مین نہ پڑنا نسیم نے کہا کہ ای مادر مہربان مجکو کیا ضرورت ہو کہ اپنے کو آفت مین پھنساؤن دل کو اپنے غیر سے لگاؤن یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سامنے سے استحکام آئی بیتاب کو سلام کیا بیتاب نے پوچھا کہ کیون ای استحکام کیا ہوا لوح چھین لائی کہ جس سے مطلب حاصل ہو استحکام نے کہا کہ جام شراب گر گیا مین نے سارے کوہ پر ڈھونڈھا مگر اُسکا نشان نہ پایا بیتاب نے ہاتھ تھام لیا کہا او مکارہ بادشاہ سے خوب راز و نیاز ہوے ہمارے قتل کی تدبیرین کین کہ چند جادوگرنیان اُٹھ کھڑی ہوئین ہاتھون ہاتھ استحکام کو گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دی ایک قفس آہنی مین بند کیا پھر حکم ملا کہ زندان تاریک مین جاکر لٹکا دو کہ اپنی حرکت کا مزہ پائے مگر نسیم سبکرو بیٹی اسکی جس وقت سے بادشاہ کا نام سُنا ہے بیقرار ہو رہی ہو اُسی بیتابی مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین کہتی ہو کہ قاصد ملے تو مین نامہ روانہ کرون نظم

یا الٰہی جلال کا صدقہ +		اپنے فضل و کمال کا صدقہ	
رحمت عام کی قسم تجکو +		اپنے ہی نام کی قسم تجکو +	
واسطہ شان کبریائی کا +		تجکو صدقہ تری خدائی کا	
جلوۂ کوہ طور کی سوگند		تابش مہر نور کی سوگند	

جلوۂ تو بہار کا صدقہ ترے نورِ نگار کا صدقہ
تجکو اپنی نگاہ کی سوگند اور مری آہ آہ کی سوگند
مان لے تو مری قسم کوئی چشمک پرسشِ نہانی سہی
میری شبہاے تار کی نہ سہی میرے احوال زار کی نہ سہی
دوزخِ سوز عاشقان کی زبان جنت روح شاہدان کی زبان
کاوشِ نیشِ غم کی جانے دے تیغ تیز ستم کی جانے دے
رتبۂ ختم مرسلین کے لیے نالہ خاطر حزین کے لیے
اپنے محبوب کی قسم ہو تجھے اُس رخ خوب کی قسم ہو تجھے
روز محشر کی داوری کے لیے تیری اُس بندہ پروری کے لیے
ہادیانِ رہِ کرم کے لیے سالکانِ رہِ کرم کے لیے
تیرے قربان تیری قدرت کے عین کثرت مین عین وحدت کے
میری سُن لے ذرا مین تیرے نثار نالش آئی ہون سیر دربار
کس سے جز تیرے مین کرون فریاد ایک مین اور سیکڑون بیداد
ایسی غفلت مین کر دیا مجبور قرب سے جا پڑی کہان کی دور

ای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر کوئی تو وجہ ایسی ہو کہ مین اُس ظالم کو دیکھون یہ چہند شاہزادیان جو عاشق ہوئی ہین کونسی ادا ہی جسکی وہ سب شیفتہ ہین یہ بیان کرکے گوشے مین بیٹھی رو رہی تھی کہ وزیرزادی اسکی جہان آرا سامنے سے آئی ملکہ کو جو روتے ہوے دیکھا تو قدمون پر گر پڑی کہنے لگی کہ ای ملکۂ عالم آپ کا کیا حال ہی ملکہ نے کہا کہ ای جہان آرا کیا پوچھتی ہی مجھپر آسمان پھٹ پڑا حقیقت مین مشتاق جمال طلسم کشا ہون دل تڑپ رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی کس سے کہون کون سننے والا ہی اس مصیبت مین کوئی شریک نہین وزیرزادی نے کہا آپ جو فرمائیے مین جاکر پیغام اُنکو پہونچاؤن تسنیم نے کہا کہ ای جہان آرا اگر تو ایسا کرے تو بڑا احسان ہو اور کوئی ایسی تدبیر کر کہ مین ایک نگاہ اُن کو دیکھ لون اسکے کام جادو کیسی مکارہ دیوانی ہوکر آئی آخر

بیتاب نے اُس کو قید کر دیا وہ اپنے ہوش مین نہ تھی مین بھی یہی چاہتی ہون کہ جان جائے
مگر سلسلۂ محبت نہ ٹوٹے یہی امید ہو کہ ایک نگاہ دیکھ لون اور کہدون کہ بس اب ملنچا بیئے
کمیاب جادو وہ بلاے روزگار ہو کہ جیسے شعبدون کے سامنے لقمان و ارسطو طفلان
مکتب ہین سحر مین ایسی ہوشیار ہو کہ جو یہان گذرتا ہو اُسکو خبر ہو جاتی ہو طائر جا بجا بیٹھے
ہین یہی سب خبردار ہین اپنی عملداری بھر مین اُسنے طائر پھیلا دیے ہین وہ ہی خبر دیتے
ہین کیا تعجب ہو کہ میری خبر بھی اُسکو پہونچ جائے مگر مجھے کچھ خوف نہین کیا کریگی اگر جان
لے لے تو خوب ہو یا اُس شہریار کی مدد کرون تو زندہ رہنا بہتر ہو جہان آرا نے کہا مین
جاتی ہون نسیم نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے وزیرزادی مین تیری ممنون ہونگی
جہان آرا نے کہا کہ اگر میری جان بھی کام آئے تو نثار کرون مجھکو کچھ خوف نہین جب
آپ کو بدنامی کا ڈر نہین تو مجھے کیا خیال ہو جو کچھ ہو سکے وہ کر گذرون سر ہتھیلی پر رکھے
ہوے ہون جہان آرا روانہ ہوئی یہان بادشاہ استحکام کا انتظار کر رہے ہین کہ
سامنے سے جہان آرا نے آکر سعد شہریار کو سلام کیا بادشاہ جمجاہ نے پوچھا کہ خیر
تو ہو تیرا کیا نام ہو وزیرزادی بیٹھ گئی کہا اے شہریار آپ انتظار استحکام مین بیٹھے
ہین وہ جاکر قید ہو گئی مگر نسیم سبکرو کہ بیتاب کی بیٹی ہو مین اُسکی وزیرزادی ہون
آپ کی مدد کو آئی ہون آج شب کو باغ گلعذار مین جلسہ ہوگا خرد و کلان پیر و جوان
ساحر و غیر ساحر سب جمع ہونگے آپ بھی تشریف لائین ملکہ آپ کو دیکھ لینگی دوسری صورت
یہ ہو کہ کل روز ہفتہ ہو قصر جہان نما پہلوے کوہ مین ہو ملکۂ عالم یعنے نسیم سبکرو بر سر
قصر جلوہ افگن ہوتی ہین ہزار ہا عاشق جمع ہوتے ہین پہلوے قصر مین باغ ہو کہ اُس مقام
پہ اُن عاشقون کے مزار بنے ہین جو تڑپ تڑپ کر مرے ہین وہان اُن کو دفن کرا دیا اُنکی
قبرون پر حسرت و یاس برستی ہو لہذا زیر قصر آئیے کہ وہ مقام بہتر ہو ملکہ چند ساعت ٹھہرتی
ہین بادشاہ نے فرمایا انشاء اللہ مین زیر قصر کل ضرور آؤنگا جہان آرا یہ باتین کرکے
رخصت ہوئی خدمت مین نسیم کی آئی کہا حضور کل شہریار زیر قصر جہان نما آئینگے آپ کا
جمال دیکھینگے آپ اُن کو دیکھ لیجیے گا نسیم خوش ہو گئی وہ رات تڑپ تڑپکر کاٹی مگر

بیتاب جادو استحکام کو قید کرکے براے ملاقات کمیاب گئی جب سامنے کمیاب
کے پہونچی سب کیفیت استحکام کی بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا میری عملداری مین آگیا اور
یہ بھی خبر مین نے پائی ہو کہ بالاے کوہ پہونچگئے مگر مین نے کوئی تدبیر نہین کی کمیاب نے
کہا کہ ای ہمشیرہ تم کو خبر بھی ہو کہ کیا معرکہ گذرا تمھاری صاحبزادی نسیم سبکرو طلسم کشا
پر بغیر دیکھے عاشق ہوئی ہین کل وہ شہریار زیر قصر جہان نما آویگا ای بیتاب اگر کچھ
انتظام ہوسکے تو زیر قصر مار لو بیتاب نے کہا وہ آفت برپا کردن کہ اُس کو نکلنا
مشکل ہو یہ کہکر بیتاب رخصت ہوئی پہر رات رہے اپنے قصر مین آئی دیکھا نسیم
پلنگ پر بیٹھی ہو پروانون کو دیکھ رہی ہو جی مین کہتی ہو ان پروانون کی جرأت دیکھو
کہ صحرا سے آتے ہین اپنے کو شمع پر گرا دیتے ہین جل کر خاک ہوتے ہین محبت حقیقی کا
کیا کہنا یہ عاشقان صادق ہین اپنے معشوق پر جان دیتے ہین یہ مجال نہین کہ منھ
پھیر لین یا اپنے کو بچائین بیتاب نے پکار کر کہا کہ کیون نسیم مزاج کیسا ہو نسیم نے
کہا کہ آج نیند نہین آتی دل گھبراتا ہو یہ کہتے ہی اُٹھ بیٹھی اور پوچھا کہ آپ کہان
گئی تھین بیتاب نے کہا کہ مین براے ملاقات کمیاب گئی تھی سامری نامہ بھی دیکھا
اور بہت سے حال سُنے کہ اُن کا کہنا مناسب نہین جانتی نسیم یہ سُن کر چپ ہو رہی مگر
سمجھ گئی کہ مان میری میرے عشق سے ماہر ہوئین پھر کہا میرا کیا کرینگی مین کیا اُن سے
کسی بات مین کم ہون خیر کل وہ زیر قصر جہان نما آوینگے جیسا کچھ ہوگا خود ظاہر
ہو جائیگا اگر مجھپر اعتراض کرینگی تو جواب شافی موجود ہو کہ مجمع عام مین وہ بھی آئے
مجھسے کیا واسطہ ہو یقین ہو کہ میرا عذر قبول ہو اور چند کس مان کو قائل کرینگے
کہ اُسنے کیا خطا کی اور اگر وقت بدی آگیا ہو تو یہ سر حاضر ہو اُس شہریار پر نثار کرونگی
یہ سوچ کر پڑ رہی مگر آنکھون سے آنسو جاری ہین اب وہ وقت آیا کہ عاشق زار ماہ تابان
فراق دیدہ آزار کشیدہ گریبان پھاڑے ہوے قلعۂ مغرب مین جا کر چھپا گریبان
سحر چاک ہوا بقول شاعر نظم علم آفتاب نکلا جب وفوج انجم ہوئی گریزان سب +
شہ خاور سپہر گرد ہوا + رونق تخت لاجورد ہوا + ہوا میدان چرخ سے اکبار +

مہرانجم سپاہ رو بہ فرار + نسیم اُٹھی لباس جسم پر آراستہ کیا دریاے جواہر مین غوطہ زن
ہوئی تخت پر سوار ہوکر چلی بیتاب نے کہا کہ ای نورنظر آج قصر جہان نما مین نہ جاؤ
ملکہ نے کہا وہ مشتاق جو مہینہ بھر تڑپ تڑپ کر کاٹتے ہین ایک نگاہ دیکھ کر شاد ہوجاتے
ہین کیا کہین گے بس کیونکر نہ جاؤن آپ کیون منع کرتی ہین بیتاب نے جواب دیا ای
نورنظر کیا کہون دل پر بڑا صدمہ ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی نسیم نے جواب دیا آپ کو ناحق کا
تردد ہی ایسی تدبیر ہوگی کہ طلسم کشا کو پکڑ لیوینگے آپ نہ گھبرائیے بیتاب نے کہا
کہ ای نسیم سبکرو سامری نامہ جو مین نے دیکھا اُس مین صاف لکھا ہی کہ طلسم
فتح ہوجائیگا قدرت لشکرکشی کا سامان کر رہے ہین تمام شاہ و شہریار جمع ہورہے ہین
مین تو جانتی ہون کہ اُن کے لشکر کا کون جواب دیسکتا ہی خیال آتا ہی کہ لاکھ طلسم کشا
کوشش کرے مگر کچھ زور نہ چلیگا وہ وہ ساحر جمع ہونگے کہ زمین ہلا دینگے کسی کی مجال
نہین کہ اُس بلوے کو روک لے مگر نسیم سبکرو قصر جہان نما پر آئی چلمن سے دیکھ رہی
ہی کہ عاشق لوگ آتے جاتے ہین آہین کر رہے ہین بعض پکارتے ہین کہ ای جانِ جہان
و ای آرام دل مشتاقان صورت زیبا دکھاؤ ہم منتظر ہین دل و جان سے مشتاق ہین **نظم**

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی + تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی
نہ کچھ تیزی چلی بادِ صبا کی + بگڑنے مین بھی زلف اُسکی بنا کی
وصال یار سے دونا ہوا عشق + مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی
صبا نے اُسکے کوچے سے اُڑا کے + خدا جانے ہماری خاک کیا کی
ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہی + کہے دیتی ہی شوخی نقش پا کی +
وہ سوتے بے حجابانہ رہے رات + نگاہِ شوق کام اپنا کیا کی +
نہ آیا وصل مین بھی چین ہم کو + گھٹا کی رات اور حسرت بڑھا کی
شب وصل عدو کیا کیا جلا مین + حقیقت کھل گئی روز جزا کی +
کہا اُس بت سے لو مرتا ہی **مومن** + کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی

اِس وقت زیر قصر جہان نما عجب غلغلہ ہی کوئی روتا ہی کوئی گریبان چاک کیے چہرے

پر خاک ڈالے ہوئے ہر کوئی چرخ مار رہا ہے کوئی دھونی لگائے بیٹھا ہے کوئی قبر عاشقوں کی دیکھ رہا ہے یہی سب حجت تھی مگر ملکہ کی نگاہ لگی ہوئی تھی کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا بیٹے سعد شہر یار پشت مرکب پر سوار آئے تاج سر پر شوکت وصولت وحشم چہرے سے نمایان مرکب باد رفتار زیر ران چہرہ مثل آفتاب روشن نسیم نے جو بادشاہ کو دیکھا بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ سبحان اللہ کیا روپ زیبا ہے خدا ان کو سلامت رکھے کس شوکت سے آئے ہین ہاے کیونکر قریب پہونچون اور حال دل کہون بادشاہ چاہتے تھے کہ اُسی مجمع مین آکر ٹھہرین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار تیغہ ہاتھ مین للکارتا ہوا آیا کہا کہ او طلسم کشا خبردار اس مجمع مین نہ جانا ورنہ بہت ذلیل ہوگا سعد شہر یار بھی فوراً پلٹ پڑے اُس پہلوان نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اور ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی وہ سامنے سے بھاگا کہتا ہوا کہ خبردار میرے پیچھے نہ آنا مگر بادشاہ نے اُسکا پیچھا کیا ملکہ نے جو دیکھا کہ سعد شہر یار جاتے ہین چلمن اُٹھا دی سعد کی بھی نگاہ پڑی دیکھا ایک معشوقہ نہایت حسین وجمیل ہے تابش برق رخسار سے کلیجہ جل گیا جتنے کھڑے تھے سب بیہوش ہو گئے مگر اُس پہلوان نے للکارا کہ اے شہر یار میرے عقب مین نہ آؤ میرے وہ وہ ملازم ہین کہ تمھارے ٹکڑے اُڑا دینگے وہاں سے زندہ نہ آؤ گے سعد نے گھوڑا بڑھایا اور تعاقب مین اُسکے روانہ ہوئے ہر چند للکارتے ہین کہ او بھگوڑے ٹھہر جا مگر وہ گینڈا بھگائے ہوئے جاتا ہے یہی منظور ہے کہ اپنے کو صحرا مین پہونچاؤن وہان جاکر سعد کو گھیرون سعد پیچھے پیچھے اُس پہلوان کے چلے جاتے ہین وہ پہلوان ایک صحراے ویران مین پہونچا کہ جہان بونڈلے گرد کے اُڑ رہے ہین ہزارہا زاغ وزغن غل مچا رہے ہین اس پہلوان نے اُن سب سے اشارہ کیا کہ وہ سب زاغ وزغن غلطک مار کر بشکل انسان ہوکے بادشاہ پر ٹوٹ پڑے اور سحر کرنے لگے بادشاہ لوح چمکا رہے ہین جب لوح چمکائی ساحرون کے سحر باطل ہوے بعض اپنے سحر سے زخمی ہوے بعض بھاگتے پھرتے ہین مگر ایک ساحرہ گوشے مین کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا نسیم بیکرو

آسمان پر آئی کچھ اسم سحر پڑھ کر گولہ پھینکا کہ تلوارین برسنے لگین جسکے سر پر پڑی اُسکا سر
اُڑ گیا سب کی افسر ایک زغن اور ایک زاغ ہی غل مچا رہے ہین کہ یارو نہ بھاگو یہ نسیم
سحر کر رہی ہی دیکھو تو ہم کیا کرتے ہین اسنے صدہا جادوگر قتل کیے نسیم نے بے اختیار ہو کر
آواز دی کہ او زاغ و زغن کیون بڑ بڑ کرتے ہو بھلا خیال تو کرو کہ مین کون ہون میرا تو یہ
حال ہی کہ بات کرنا محال ہی اصل مین یہ کیفیت ہی

نظم

غیر کے کہنے سے گو اُسنے چرائین آنکھین | ہو گئی صلح جو الیار لڑائین آنکھین
شعلہ رخسارون کے جا جاکے کیے نظارے | ہمنے خود دیدہ و دانستہ جلائین آنکھین
کشتۂ دیدۂ دلدار سمجھ کر مجھکو | آہوون نے مری تربت پہ چڑھائین آنکھین
اور کیا یار کوئی تم سے توقع رکھے | ایک بوسے کے لیے تمنے چرائین آنکھین
بوسۂ چشم کبھی ہمنے جو مانگا باقر | یار نے چین بجبین ہو کے دکھائین آنکھین

زاغ و زغن مل کر نسیم پر سحر کرنے لگے مگر نسیم ان کے سحر کو کب مانتی ہی دونون کا سحر بیطرف کر کے
کارد سحر مجھولی سے نکالی کچھ اسم سحر پڑھ کر پھینک ماری نہ کارد جوگری سینے کو توڑ کے
پار گذری آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین زاغ و زغن جادو بود دونون کو مار کر نسیم آسمان
سے اُتری اِدھر بادشاہ نے اُس پہلوان کو مارا جنگل مین سناٹا پڑ گیا نسیم نے کہا کہ ای شہریار
مین جانتی تھی کہ دشمن خدا آپ کو لنگا کرلے گیا ہی ضرور فتور برپا کریگا وہی ہوا شکر ہی کہ
مین وقت پر پہونچگئی اب آپ آج شب کو باغ گلفشان مین آئیے یقین ہی کہ بیتاب
میرے ساتھ ہو خدا آپ کو سلامت رکھے مین جو قید ہو جاؤنگی تو آپ ہی رہا کرینگے بادشاہ
نے فرمایا باغ گلفشان کس مقام پر ہی نسیم نے کہا کہ لوح آپ کو بتا دیگی جتنے امور طلسم
کے ہین سب لوح کے متعلق ہین جسدم تصدیع کیجیے گا آپ کو معلوم ہو جائیگا سعد نے فرمایا
مین بہدایت لوح اپنے کو تا بہ باغ گلفشان پہونچاؤنگا نسیم رونے لگی کہا ای شہریار
آج مین نے بڑی گستاخی کی کہ آپکی مدد کو آئی بیتاب کو بہت ناگوار ہوگا ہر مقام پر زاغ
و زغن کا بلوہ ہی ایسا نہین ہی کہ اُسکو خبر نہ ہو یہ طائر جو زمزمہ سرائی کر رہے تھے سب خبردار
ہین ضرور اُس سے جا کر خبر کرینگے اب مین رخصت ہوتی ہون یہ کہتے ہی نسیم بلند ہوئی بادشاہ

نے دیکھا آسمان پر برق چمکی اور نعرہ ہوا کہ منم مہتاب جادو ادگیسو بریدہ خوب تونے آفت برپا کی زاغ دزمن کو قتل کیا پہلوان صحرائی بھی مارا گیا تجکو کچھ ہمارا خیال نہ ہوا ہمنے پہلے ہی منع کیا تھا کہ آج قصر جہان نما پر نہ جا مگر تونے نہ مانا اس شہریار کے دیکھنے کا مزہ اُٹھایا اب عمر بھر چین نہ پڑیگا ملکہ نے پکار کر آسمان سے آواز دی کہ یہ کنیز رخصت ہوتی ہی خدا حافظ تردد نہ فرمایئے گا مجھ ایسی صدہا لونڈیان ہین اگر آپ کوشش کرین گے اور لوح سے غفلت نہ کرین گے تو سب مطلب پورا ہوگا اگر لوح کو فراموش کیا تو باعث خرابی ہی سعد شہریار نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری کئی تیر مارے مگر مہتاب اسقدر بلند تھی کہ کوئی تیر اُسنک نہ پہونچا مہتاب نکل گئی سعد شہریار یاد مین نسیم کی سر جھکا کے بیٹھے اور یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

ای جذب عشق کامل وہ گل کھلا چمن مین ◆ پیدا ہو رنگ بلبل ہر گل کے پیرہن مین
گلزار ہو رہی ہی ہر اک گلی وطن مین ◆ پریونکا جمگھٹا ہی ہر ایک انجمن مین
قلقل گلابیون کی کیا لطف دے رہی ہی بلبل چہک رہا ہی ساقی کی انجمن مین
نو دولتونکو غرہ ہی خوش لباسیون پر پھولے نہین سماتے کمخواب و گلبدن مین
زلفین بکھر گئی ہین اندھیر ہوگیا ہی بالون سے منہ چھپایا یا چاند ہی گہن مین
دیکھین جنون کدھر کی دکھلائے سیر ہمکو گلشن مین گل کھلے ہین پھولا ہی ڈھاک بن مین
قامت مین کیا قیامت نازو ادا بھرے ہین آفت کے پیچ و خم ہین گیسو کے ہر شکن مین
بیتاب ہو نہ ای دل حاضر ہین ڈوبنے کو پائی تو دیکھ لین ہم اُسکے چہ ذقن مین ◆
کیا حسن ناز اُنکا جلوہ دکھا رہا ہی تارے جڑے ہوئے ہین گویا کہ لوزتن مین
بگڑی ہین اُنکی زلفین بن آئی ہی صبا کی کیا کیا بسا رہی ہی نافے خطا ختن مین ◆
آخر غریق رحمت ای بحر ہوگے تم بھی الفت کی سوت پھوٹی ڈوبے چہ ذقن مین

بادشاہ دن بھر اُسی صحرا مین رہے شام کو پشت مرکب پر سوار ہوے تلاش مین چلے کہ دیکھین باغ گلفشان کہان ہی لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ پہلوے کوہ مین ایک قصر ہی اُسکو قصر لعل نگار کہتے ہین وہانسے پتہ نسیم کا ملیگا پہونچ جایئے گا کیا عجب ہی کہ وہان سے

کوئی آپ کو ساتھ لیجائے اور تابہ باغ گلفشان پہونچائے بادشاہ یہ مضمون دیکھ کر طرف قصر لعل نگار کے چلے جب قریب کوہ پہونچے تو دیکھا کہ ایک قصر سُرخ آراستہ ہی اُسمین سے رونے کی آواز آتی ہی کہ جیسے کوئی دردرسیدہ رو رو کر یہ اشعار پڑھ رہا ہی نظم

مست ہوجاتا ہی بلبل جب کھلے دو چار گل ‏ ‏ یہ چراغ عقل ہو جاتا ہی اب ہر بار گل +

داغ مین سب تیرے ہاتھونکے وہ ہین ای یار گل ‏ ‏ کھاتے ہین چھاتی نکے تیرے آتشین رخسار گل

پھر بہار آئی امید رُخ مین دیکھین یار گل ‏ ‏ مثل یوسف باغ سے آوین سر بازار گل

روبرو میرے چنگیر دنمین نہ رکھو یار گل ‏ ‏ یار بن کھٹکین گے آنکھونمین ہر تار خار گل

گر بچھاتا ہو نمین فرش خواب ہر بے یار گل ‏ ‏ خار کا دیتے ہین پہلو کو مرے آزار گل

زخم دل ہون اشک ہو نکلینگے آنکھونسے اگر ‏ ‏ روبرو میرے نہ کاٹو شمع کا زنہار گل ++

غور سے دیکھو سراپا ہی وہ ماک باغ و بہار ‏ ‏ باغ سنبل سرو قد غنچہ دہن رخسار گل

بادشاہ یہ آواز ین سُن کر قریب اُس قصر کے آئے بلا تکلف داخل قصر ہوے دیکھا چند کنیزین رو رہی ہین اور وزیر زادی ایک طرف پڑی تڑپ رہی ہی دمبدم بیقرار ہوکر کہتی ہی کہ ای ملکہ عالم تمنے ہم کو خوب تباہ کیا خدا تم کو قید سے چھڑائے اس آفت سے بچائے سعد شہریار نے آکر وزیر زادی کو قید سے رہا کیا اور پوچھا کہ ملکہ نسیم کہان ہین یہ سُنکر وزیر زادی نے کہا سامنے قصر تاریک ہی اُسمین ملکہ قید ہین جیتاب جادو نے آپکے دھوکا دینے کو بڑے بڑے سامان کیے ہین جو کچھ آپ کے سامنے آئے بدون لوح دیکھے ہوے کسی سے ملاقات نہ کیجیے گا آپ قصر تاریک مین ہو آئیے کہ شام مصیبت قریب ہی مین رہبری کرون آپ کو تابہ باغ گلفشان لیچلون سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ کیا یہ مضمون نوشتہ پایا کہ سامنے قصر تاریک ہی جب اُس مکان مین جائیے گا تو کچھ نہ معلوم ہوگا جب لوح کو چمکائیے گا تب روشنی ہوگی اور قیدی معلوم ہوگا بادشاہ لوح کو دیکھ کر طرف قصر تاریک کے چلے سامنے دیکھا کہ ایک قصر کلان ہی مگر آہن کا بنا ہی اسقدر تاریک ہی کہ نگاہ نہین ٹھہرتی بادشاہ قریب اُس قصر کے پہونچے آکر دیکھا قفل مین مار سیاہ لپٹا ہی بادشاہ سمجھ گئے جیسے ہی لوح چمکائی وہ مار سیاہ گر از زمین مین جذب ہوگیا یہ ماران جادو طرف سے بیتاب

گئے نگہبان تھا بیتاب نے کہدیا تھا کہ جب طلسم کشا آئے تو مجکو خبر کرنا وہ مار سیاہ زمین
مین غرق ہوکر باغ گلفشان مین پہونچا بیتاب جادو مسند پر بیٹھی ہی اور گلفشان جادو
جو سردار آتا ہی اُس سے ملاقات کرتی ہی اور نام پوچھتی ہی کہ ماران نے آکر خبر دی
کہ ای ملکہ عالم طلسم کشا قریب قصر تاریک پہونچ گیا مجپر لوح کا عکس ڈالا تو مین گر پڑا
مگر اپنے کو ظاہر نہین کیا آپ کی خدمت مین پہونچا اب جو تدبیر مناسب ہو وہ کیجیے بیتاب
نے گلفشان جادو کو بُلایا کہا ای گلفشان تو جانتی ہی کہ بعد سال بھر کے یہ دن آتا ہی
جشن سامری مین مین مصروف ہون سردار چلے آتے ہین ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کسی کی
شکل بنکر چلا آوے مین جانتی ہون کہ تم قصر تاریک مین جاؤ نسیم کو اُٹھا لاؤ اور تم نسیم کی شکل
نسیم بن کر بیٹھو اگر طلسم کشا نے دھوکا کھایا اور لوح کو نہ دیکھا تو گرفتار کر لینا اور اگر
لوح دیکھ لین تو بھاگ آنا اپنی جان بچانا گلفشان جادو یہ سُن کر تڑپی اور غرق زمین
ہوکر قید خانے مین پہونچی نسیم کو اُٹھا لائی بیتاب نے بیٹی کو گلے سے لگایا اور کہا بیٹا مین
خوب جانتی ہون کہ تمہارا دل اختیار مین نہین ہی لیکن صبر کرو دیکھو طلسم کشا گرفتار ہوئے
آتے ہین اُدھر گلفشان جادو نسیم کی شکل بن کر قید خانے مین بیٹھی بادشاہ اندر قصر کے
داخل ہوے دور سے دیکھا کہ نسیم سبکرو قید مین بیٹھی ہی بادشاہ نسیم کو دیکھ کر بیقرار ہوگئے
نسیم نقلی کو رہا کیا مگر نسیم کہتی ہی کہ ای شہریار مجھ سے الگ رہیے مجپر بیتاب کا سحر
ہی آپ جو میرے قریب آوینگے تو مین جل جاؤنگی بادشاہ الگ کھڑے ہوے ہین نسیم
نقلی نے ماران سیاہ کو اپنے جسم سے دور کیا اور کہا میرے ساتھ چلیے مین حضور کو باغ
گلفشان مین لیچلون آگے آگے بادشاہ اور پیچھے پیچھے نسیم نقلی جیسے ہی بیرون قصر پہونچے
آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم جہان آرا ای شہریار لوح ملاحظہ فرمائیے یہ نسیم سبکرو نہین ہی
بادشاہ نے لوح پر جو ہاتھ ڈالا نسیم نقلی غرق زمین ہوگئی مگر کہا ای وزیرزادی ملکہ نسیم
تمنے غضب کیا بادشاہ کو ہوشیار کر دیا خیر تم سے اسکا انتقام لیا جائیگا گلفشان تو
بھاگی مگر وزیرزادی آسمان سے اُتری اور بادشاہ سے عرض کرنے لگی ای شہریار اگر
آپ اسکے ساتھ جاتے تو گرفتار ہو جاتے اب باغ گلفشان مین کیونکر جانا ہوگا نسیم اصلی

کو بیتاب نے بلوالیا اپنے پاس بٹھایا ہی اُن کو سمجھا رہی ہی مگر وہ خاموش بیٹھی ہین دن
قلیل باقی ہی بادشاہ حیران کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجر گھوڑے پر سوار آیا
پشت پر چند ملازم ہمراہ بادشاہ کو دیکھ کر تاجر نے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای تاجر
مین نے تجکو نہین پہچانا تاجر نے عرض کی حضور نے مجکو قزاقون سے بچایا تھا اور مال
میرا مجکو دلوایا تھا بادشاہ نے فرمایا خواجہ خورشید تمھارا نام ہی تاجر نے عرض کی اب
حضور نے غلام کو پہچانا آپ کیون صحرا مین حیران کھڑے ہین جو مجکو حکم دیجیے بجا لاؤن بعد
نے فرمایا مین باغ گلفشان کے جانے کی تدبیر مین ہون کوئی صورت بن نہین پڑتی
تاجر نے کہا آپ میرے گماشتے کی شکل بن کر چلیے بادشاہ حیران تھے کہ صورت کیونکر بدلین
کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا فیروزہ بن عمرو حیران و پریشان جست و خیز کرتا ہوا آتا
ہی تلاش مین بادشاہ کی نکلا تھا بادشاہ کو دیکھ کر دوڑا آکر قدمون سے لپٹ گیا بادشاہ
نے فرمایا ای فیروزہ خوب وقت پر آگئے مین ان تاجر کے ساتھ اِن کے گماشتے کی شکل
بن کر جاؤنگا مجکو گماشتے کی شکل بناؤ جہان آرا نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگی فیروزہ
نے جہان آرا کی بھی صورت بدلی ایک دیوان کی شکل بنائی اور آپ خدمتگار بنا
خواجہ خورشید کے ساتھ سب مل کر چلے تاجر نے سامنے باغ گلفشان کے آکر اول
اپنی بارگاہ استاد کی مال وغیرہ رکھا آپ بارگاہ سے نکلا گماشتہ و دیوان و خدمتگار ساتھ
ہین باغ گلفشان مین جو شہر بار نے داخلہ کیا دیکھا باغ سرسبز و شاداب ہی قفسون مین
جانور ہر طرح کے بند ہین بادشاہ جو روش پر سے گذرے طائر پھڑکنے لگے مگر منقار ین
کھول کر رہگئے کوئی آواز نہ دیتا تھا مگر سب تڑپ رہے ہین بیتاب جادو نے کہا کہ
ای گلفشان تمھارا امکر تو خالی گیا دیکھون یہ طائر کیون پھڑکتے ہین گلفشان نے کہا
کہ ای ملکۂ عالم مین تو اپنا رنگ جما چکی تھی مگر جہان آرا نے آکر میرا رنگ مٹایا مین
ناچار ہو گئی آخر جان بچا کر بھاگی شکر ہی کہ آپ تک پہونچگئی لیکن طائرون کا پھڑکنا
چاندنی کے سبب سے ہی بیتاب نے کہا کہ ای گلفشان مین خوب جانتی ہون کہ
بادشاہ یہان نہین آسکتے اگر آئین گے تو گرفتار کرلونگی یہ جادو گر و جادو گرنیان جو اپنی

سعادت جا نظر آئے ہین یہ لوگ کبھی طلسم کشا کو ساتھ نہ لا دین گے کہ خواجہ خورشید آگر
بیٹھا مگر گماشتے کو آگے بٹھا لیا یہ حوصلہ نہ پڑا کہ بادشاہ کو پیچھے بٹھلائے آپ سر جھکائے ہوئے
بیٹھا ہی بادشاہ نے دیکھا کہ نسیم سیکرو مسند پر بیٹھی ہی مگر سرنگون آنکھوں مین آنسو بھرے
ہوے اور کئی سو جادوگرنیان بڑے بڑے ساحر صحبت مین حاضر ہین ایک ساحر نحیف و
ضعیف عمامہ سر پر باندھے ہوے ایکطرف بیٹھا ہی ایک کتاب ہاتھ مین ہی اُس کا
مطالعہ کر رہا ہی مگر بیتاب جادو سب سے کہہ رہی ہی کہ کیون صاحبو قاعدے مین تو
مرقوم ہی کہ طلسم کشا ضرور آئیگا مگر مین نے وہ انتظام کیا ہی کہ وہ یہان نہین آسکتے اب
کتابخوان کو حکم دون کہ ممبر پر جائے اور اوصاف سامری بیان کرے وہ شخص جو کتاب
دیکھ رہا تھا یکایک رونے لگا بیتاب نے کہا کہ کیون خیر تو ہی اُسنے رو کر کہا میری آنکھون
کی بینائی جاتی رہی کوئی حرف مجھکو نہین سوجھتا ساری کتاب معرا ہو گئی اب مین کیا کرون
بیتاب نے کہا کہ کیون صاحبو تم نے سُنا غضب ہو گیا کہ تحریر کتاب ادارا ایسا مجبور ہوا کہ وہ
کہتا ہی کتاب معرا ہی سب نے کہا یہی علامت ہی کہ طلسم کشا باغ مین آگیا پھر سب نے کہا
ای بیتاب جادو تمھارا حکم خلاف نہین ہی جو کہتی ہو یہی ہوا کہ طلسم کشا باغ مین پہونچگیا
نسیم نے جو سر اُٹھایا بادشاہ سے آنکھ مل گئی نسیم آنکھ ملتے ہی سمجھ گئی کہ یہی طلسم کشا ہین
پکار کر بیتاب سے کہا کہ ای مادر مہربان وہ سامنے دیکھیے طلسم کشا بیٹھا ہی خواجہ خورشید
کی روشنی ہی کہ یہ اپنے ساتھ لائے بیتاب نے سب ساحرون کو اشارہ کیا کہ ہان
یارو بادشاہ کو مار لو سب ساحر اُٹھے بادشاہ پر سحر کرنے لگے بادشاہ نے تلوار کھینچی تلوار
کھینچ کر لڑنے لگے جہان آرا بھی پشت پر بادشاہ کے سحر کر رہی ہی بادشاہ کو بچاتی ہی
اور فیروزہ بن عمرو حقہ ہاے آتشبازی مار رہا ہی جب حقۂ آتشبازی مارا دو چار سو کے
مُنھ پھونک دیے جہان آرا بھی جب سحر کرتی ہی دو چار کو جلا دیتی ہی سوداگر نے جو دیکھا
کہ بادشاہ ساحرون مین گھرے ہوے ہین دعائین مانگنے لگا کہ ای پروردگار و ای رحیم و
کریم بادشاہ عالیجاہ کو ان دشمنون سے بچالے ایسا نہ ہو کہ انپر کوئی چشم زخم پہونچے مگر
بیتاب جادو نے جو نعرۂ بادشاہ جمجاہ کی صدا سُنی بیقرار ہو گئی سوچی کہ طلسم کشا میری

فکر میں آتا ہی میں نکل جاؤں میری ہی فکر کرینگے اگر میں قتل ہوئی تو یہ تا یہ ہمشیرۂ کلان پہونچ جائیں گے یہ سوچ کر مہتاب تو نکل گئی مگر سب ساحروں نے دیکھا کہ مہتاب تو چلیگئی اور بادشاہ لڑ رہے ہیں سحر اثر تاثیر نہیں کرتا جو ساحر سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا بادشاہ کے ہاتھ سے کئی سو افسر مارے جاچکے اور ساتھ مہتاب کے گلفشان بھی اسقدر گھبرائی کہ یہ بھی نکل گئی سب بھاگ گئے بادشاہ نسیم سے ملے نسیم لپٹ کر رونے لگی کہتی تھی ای شہریار مجھے یہ امید نہ تھی کہ آپ سے زندگی میں ملونگی مگر قربان اُس کی مصلحت کے کہ آپ یہاں پہونچ گئے بی مہتاب نے مجکو یہاں بلوایا تھا سمجھا رہی تھیں کہ عشق سے ہاتھ اُٹھاؤ میں نے کچھ جواب نہیں دیا مگر یہ ساحر جو بھاگ کر گئے ہیں باغ گلعذار میں سب کا جماؤ ہوگا سب ساحر وقت پر بھاگے ہیں دیکھیے انجام کیا ہو گلعذار جادو سبکا استقبال کر کے لیجائیگی جب تک تحریر کتابدار و حفظ نہ کیگا تب تک ساحروں کو اطمینان نہ ہوگا اب میں حضور کو لیے چلتی ہوں ابتو میری بغاوت ظاہر ہو گئی میں مہتاب سے کہتی تھی کہ میں قید میں نہ رہونگی خدا چاہیگا تو چھوٹ جاؤنگی خدا نے وہ ہی کیا کہ آپ وقت پر آگئے کیوں ای خواجہ خورشید تم بھی ساتھ چلوگے ہم نہیں چاہتے ہیں کہ تمھاری بدنامی ہو تم ہر سال آتے ہو خواجہ خورشید نے کہا میں سب طرح حاضر ہوں مجپر شہریار کا ایسا احسان ہی کہ عمر بھر ادا نہ کرسکونگا میرا مال قزاقوں نے لوٹ لیا تھا بادشاہ نے اُن کو سزا دی مال میرا دلوایا میں زندگی بھر احسان سے گردن نہیں اُٹھا سکتا ہوں اگر شہریار کے واسطے بہتری ہو تو میں اپنی جان لگا دوں مال کیا مال ہی یہ کہکر خواجہ خورشید نے کاروان تیار کیا ملکہ نسیم اپنی صورت تبدیل کر کے ایک تاجدار کی شکل بنی بادشاہ کو سپہ سالار قرار دیا فیروزہ وغیرہ خدمتگاروں میں ساتھ ہی ملکہ نسیم حکم دے رہی ہی سپہ سالار حکم بجالاتے ہیں اس دھوم سے بادشاہ ہمراہ خواجہ خورشید کے چلے مگر خورشید کو اس بات کا بڑا خوف ہی کہ ایسا نہ ہو سعد شہریار کو چشم زخم پہونچے غرضکہ راہ کو طی کرتے ہوے قریب باغ گلعذار پہونچے بادشاہ نے دیکھا دریاغ پر صدہا تاجدار اُترے ہیں ملازم پھر رہے ہیں جابجا اژدرہاے آتش فشان آگ مُنھ سے

چھوڑ رہے ہین کسی جانب درخت پھولون کے لگے ہوے ہین ایک جانب مہتاب جادو
پھر رہی ہی سب ساحرون سے ملاقات کرتی پھرتی تھی ہر ایک سے کہتی ہو کہ صاحبو مین نے کیا
کمال کیا کہ باغ گلفشان سے نکل آئی ہون ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے ماری جاتی ساحرون نے کہا
آپکے آنیکے بعد ہم لوگ بھی سب نکل آئے جانتے تھے کہ جب تک آپ نہ ہونگی تب تک
لڑائی فتح نہ ہوگی یہ بھی ضرور جانتے تھے کہ اب باغ گلعذار مین جلسہ ہوگا مہتاب نے کہا
جب تک وعظ نہ ہوگا اور قاضی طلسم تعریف سامری وجمشید نکریگا تب تک کچھ نہ ہوگا بتاؤ
صاحبو کہ سال کیونکر گذریگا ہزارون آفتین آئینگی ایسا نہ ہو کہ بی نسیم سبکرو نے رہائی
پائی ہو اور وہ طلسم کشا کو لیکر آئین مہتاب یہ باتین کر رہی تھی کہ ایک کمائیر نے خبر دی
خواجہ خورشید بازرگان کاروان ہمیت آئے ہین لیکن دور اُترے ہین مہتاب کا دل
نام اس سوداگر کا سُن کر کانپ گیا دل سے کہتی ہو کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہو گلفشان
سے کہا کہ ای گلفشان جاکر کاروان مین دیکھو کہ خواجہ خورشید کس امید پر آیا ہی اگر
براے تجارت آیا ہی تو ٹھہراؤ اور اگر براے بغاوت آیا ہو تو اُس کی تدبیر کرو اور
ایسی سزا دو کہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے گلفشان جادو واسطے دیکھنے کے چلی جب
کاروان خورشید مین آئی تو اسنے دیکھا کہ خواجہ خورشید اسباب تجارت نکلوا رہے ہین
گلفشان نے آکر پوچھا کہ کیون خواجہ خورشید تم نے بڑا ستم کیا طلسم کشا کو ساتھ لیکر
آئے خواجہ خورشید نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم تاجر پیشہ ہین ہم کو ان باتون سے کیا
کام ہی معلوم ہوتا ہی کہ طلسم کشا کے عیارون نے یہ چالاکی کی تھی مگر بہتر ہوا کہ آپ نکل گئین
اب تو واسطے تجارت کے آیا ہون کچھ خوف نہ کیجیے اگر کہیے تو ٹھہرون ورنہ چلا جاؤن یہ
سُن کر گلفشان نے کہا کہ تمھارا حال ثابت ہوا کہ تم خداوند کے خیر خواہ ہو مگر خبردار کسی
غیر کو اپنے آدمیون مین نہ آنے دینا یہی خوف ہی کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا بھی تمھارے ساتھ
چلے آوین خواجہ خورشید نے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم میری کیا مجال ہی اور مجھے کیا مطلب
ہی کہ طلسم کشا سے میل کرون بدعت مسلمانان سب پر ظاہر ہی کہ تمام ملک لوٹ لیے تباہ و
برباد کر دیے گلفشان جادو نے جواب دیا کہ تم تاجر پیشہ ہو ہر سال آتے ہو اب وہ دقت

قریب ہو کہ تحریر کتا بدار وعظ کہیگا سب مراد مند جمع ہین آپ بھی تشریف لائیے خواجہ خورشید
گلفشان سے وعدہ کرکے خدمت مین سعد شہریار کی آئے اور کہا کہ ای شہریار تشریف
لے چلیے سعد شہریار تیار ہوے کہ یکایک زمین شق ہوئی یاقوت جنی بھی آکر پہونچا اور
عرض کی کہ ای شہریار چلیے مگر تاجر کے ہمراہ رہیے باغ گلعذار مین اسوقت بڑے بڑے
ساحر جمع ہین اور تدبیرین ہو رہی ہین مگر مہتاب کہتی ہو کہ طلسم کشا ضرور آوینگے کل
ساحرون کا قول ہو کہ باغ گلعذار مین بھلا کیا آسکتے ہین وہ وہ مکار جمع ہین کہ اُنکا قول
ہو آج طلسم کشا بچ کر نہ جاسکینگے مگر مہتاب جادو کہتی ہو کہ اگر نسیم سبکرو ساتھ آئے
تو اُس کو زندہ نہ جانے دینا گلفشان نے سب کو مطمئن کیا ہو کہ مین نے سارا میدان
چھان ڈالا کہین طلسم کشا کا پتہ نہین بلکہ سب کی تلاشی لی مگر مہتاب جادو بہت بدحواس
ہو یہی کہے جاتی ہو کہ طلسم کشا ضرور آئیگا صاحبو ہوشیار رہنا یاقوت جنی نے جو جلدی
کی تو سب تیار ہوے ملکہ نسیم سبکرو وزیر زادی جہان آرا و سعد شہریار اور
خواجہ خورشید بازرگان یہ سب ملکر طرف باغ کے چلے جب دروازے پر باغ کے
پہونچے تو دیکھا کل امرا و رؤسا اندر باغ کے جاتے ہین اور ہر ایک کا یہی قول ہو
کہ تحریر کتا بدار کیا وعظ فرماتے ہین سعد شہریار ہمراہ خواجہ خورشید داخل
باغ گلعذار ہوے اور دیکھا سب باغ آراستہ و پیراستہ ہو روشون پر سُرخی کٹی
ہوئی ہو مگر جتنے درخت ہین بار اثمار سے سربسجود ہین جملہ درخت طائرون سے بھرے
ہوے ہین ہر چند کہ رات کا وقت ہو مگر شاخین درختون کی بوجھ سے طائرون کے
جھوم رہی ہین جیسے ہی سعد شہریار اندر آئے اور روشون پر راستہ چلے سب طائر
چہکار اُٹھے اور زبان انسان مین یہ اشعار گانے لگے **نظم**

قمر ہم داغ بنکر عاشقون کے دلمین رہتے ہین
خیال ہر جبینان عاشقون کے دلمین رہتے ہین
عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین
ہمارے گھر پر آکر ہنس کے وہ کہتے ہین غیر و سنے

گل لالہ مین مسکن ہو ہر کا مل مین رہتے ہین
یہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین
نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین
قمر جنکا تخلص ہو اسی منزل مین رہتے ہین +

مگر تحریر کتابدار منبر پر بیٹھا ہوا وعظ کہہ رہا ہے ایک فقرہ کتاب کا پڑھتا ہے اور پھر اُسکا
ترجمہ کرکے کہتا ہے کہ ای حاضرین باغ گلعذار سب آگاہ ہو جاؤ کہ قدرت کی قضا قریب ہے
طلسم کا خاتمہ ہو چکا اب تم سب اپنی اپنی فکر کرو ایسا نہ ہو کہ عبادت میں فرق پڑے لہذا
اپنے اپنے گھروں میں پوجاپاٹ کرو شاید خداوند سامری اپنا فضل و کرم کریں ورنہ بڑی
مشکل درپیش ہے یہ ذکر تھا کہ سعد شہریار مع ہمراہیوں کے داخل صحبت ہوئے سب ساحر
کھڑے ہوگئے مگر سعد شہریار کے ہاتھ میں کشتی ہے اُس میں جواہر رکھا ہے یہ کہتے ہوے
طرف منبر کے بڑھے کہ ای تحریر کتابدار میں نے اگلی سال نذر مانی تھی کہ یہ جواہر تمہاری
خدمت میں حاضر کرونگا تحریر کتابدار نے دیکھا کہ نگینے یاقوت و الماس کے اُس کشتی میں
بھرے ہوے ہیں جواہر کو دیکھ کر منھ میں پانی بھر آیا ہاتھ بڑھایا کہا ای شہریار میں آپسے
بہت راضی ہوں کہ آپ نذر بہت معقول لائے سعد شہریار یہی باتیں کرتے ہوے
قریب منبر کے پہونچے ہاتھ بڑھایا کاہن نے چاہا کشتی لے لوں سعد شہریار نے دوسرے
ہاتھ سے ہاتھ اُس کا تھاما اور ایک جھٹکا مار کر نعرہ کیا نعرہ سعد شہریار سرخیل
شاد شاہان فریدون حشم * بہار گلستان کاؤس و جم * تجلی دہ بزم اسلامیان * نہال
گلستان صاحبقران * نعرہ کرکے تحریر کتابدار کو کھینچ لیا باغ میں غلغلہ ہوا کہ طلسم کشا
آگیا بیتاب جادو طرف نسیم سبکرو کے چلی نسیم سبکرو نے آواز دی کہ ای شہریار
کنیز کو بچائیے ایسا نہ ہو یہ مجکو گرفتار کر لیوے سعد شہریار آواز نسیم سبکرو سنکر
جھپٹے مگر بلوہ ساحروں کا بیحد و بے شمار ہے سعد شہریار طرف بیتاب جادو کے چلے
بیچ میں ہزاروں ساحر آگئے سعد شہریار تلوار کھینچے ہوے اس طرح لڑ رہے ہیں کہ کوئی
ساحر قریب نہیں آتا نسیم سبکرو و جہان آرا سحر کر رہی ہیں آگ برسا دی جسپر پھر گیا
وہ جل گیا مرنے کی ساحروں کے صدا بلند ہے جملہ تاجدار دردمند ہیں ہر ایک کا یہ قول
ہے کہ اگر یہ جانتے تو اس محفل میں نہ آتے آکے پچھتائے یہاں تو موت کا سامنا ہے لیلیٰ
یاقوت جبنی نے جو دیکھا کہ سعد شہریار پر ساحروں کا بڑا بلوہ ہے مجمع سے نکل کر بھاگا
نسیم سبکرو نے پکار کر پوچھا کہ ای یاقوت جبنی کہاں بھاگے جاتے ہو یاقوت جبنی نے

کہا ای ملکۂ عالم کتنی ہی تاجداروں کے لشکر جمع ہین اندر چلے آتے ہین مین جاکر فوج جنات
کو لاؤن کہ یہ لڑائی فتح ہو اس جنگ مین خدا طلسم کشا کو بچالے آج کی جنگ وہ ہی کہ خدا
ہمارے آقا کو بچالے کل ساحر اسپر آمادہ ہین کہ طلسم کشا کو زندہ نہ جانے دین ملکہ بار لین
اب بادشاہ کو لازم ہی لڑتے بھڑتے ہوے باغ سے باہر نکلین سعد شہریار منبر پر چڑھ گئے
خیال کرکے دیکھا کہ سارا باغ جادوگرون سے بھرا ہی اور سب طرف بھی لڑائی ہی کہ جسطرح
بنے طلسم کشا کو گھیر لو مگر یاقوت جنی بھاگ کر نکل گیا فوج جنات کو لے کر آیا دو سعد دیکھا
کہ سعد شہریار منبر پر کھڑے ہوے اذان کہہ رہے ہین یاقوت جنی نے اپنی فوج کو اشارہ
کیا کہ دیوارین باغ کی گرا دو کل فوج نے دیوارین باغ کی گرا دین اور سعد شہریار کو آکر منبر
سے اُتارا سعد شہریار بھی بلک بلک کر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم اس آفت
سے بچالے ان ظالمون سے نجات دے نظم

ہر دو نکتۂ وحدت کس از زبان تشریح • کہ ہست حرف ہمین خارج از بیان تشریح •
نشد زبان تکلم بشرح آن جاری • نگشت نوک قلم آشنا بدان تشریح •
بجاے ہر سر مو گر شود زبان پیدا • بیان ز بندۂ عاجز نہ گردد آن تشریح
بہر طریق بہر مذہب و بہر ملت • کنند اہل زبانش بیک زبان تشریح
ز کنہ ذات الٰہی نہ شد کسے واقف • فرشتہ کردنہ تفصیل انس و جان تشریح
کسیکہ واقف راز حقیقت حق شد • نشد زبان سکوتش روان بدان تشریح
شگفتہ صد گل رعناست اندرین گلزار • کند چہ بلبل کمزور و ناتوان تشریح
پر از نکات عجیب است متن موجودات • چہ طاقت است کہ شارح کند ازان تشریح
ز عام و خاص بپوشد ہر آنکہ زاہد راز • کنند بر سر بازارگان ازان تشریح
شنند گوش بنظم تو اہل حق ہندی • اگر بوحدت و کثرت کنی بدان تشریح

مگر یاقوت جنی فوج جنات کو ساتھ لیکر آ جنون نے وہ جنگ کی کہ کیا عجب تھا بار
تیر و کلۂ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو گر سعد شہریار نے جو بیقرار ہو کر
دعا کی صحراے گرد اڑی ایک نقابدار گلگون پوش بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا نقاب دار نے

آتے ہی مجمع ساحران کو درہم و برہم کر دیا اور سعد شہریار کو اپنے بیچ میں لے لیا عین گرمی جنگ میں نقابدار گلگون پوش کئی مرتبہ گھوڑے سے اپنے کود کود پڑا کہتا تھا ای شہریار گھوڑے پر سوار ہو جیسے سعد شہریار نے فرمایا اب مرکب پر کیا سوار ہوں تم مرکب پر سوار ہو میں پیدل ہی جنگ کرونگا مگر نقابدار گلگون پوش نے شاطر کو حکم دیا کہ اور مرکب لاؤ عیار فوراً جا کر مرکب لایا گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا تھا سجا سجایا زین و لجام سے آراستہ کندہ مثل ماہ نو کیے ہوے قریب سعد شہریار کے لایا سعد شہریار اُسپر سوار ہوے مگر نقابدار گلگون پوش ہمراہ سعد شہریار جنگ کر رہا ہی کسی کو قریب پہنچنے نہیں آنے دیتا یہی چاہتا ہی کہ میں جنگ کروں کافروں کو قتل کر ڈالوں مگر سعد شہریار افسوں سے جنگ کر رہے ہیں چاہتے ہیں گھوڑا نقابدار کے قریب سے بڑھا لوں مگر نقابدار سائے کیطرح سعد ساتھ ہی جو پہلوان سامنے سے آتا ہی اُس کو بڑھ کر قتل کرتا ہی کئی پہلوان اپنے اپنے گینڈے بڑھا کر آئے مگر ہاتھ سے نقابدار گلگون پوش کے مارے گئے سعد شہریار حیران ہیں کہ یہ جوان کون ہی کہ دمبدم میری مدد کرتا ہی جو پہلوان آتا ہی اُس کو بڑھنے نہیں دیتا مگر نقابدار جی داری کر رہا ہی بیتاب جادو نے از روے مکر کے خواجہ خورشید بازرگان و جہان آرا وزیرزادی کو گرفتار کرا لیا اور چند کس سے کہا کہ ان کو کشاں کشاں لیجاؤ ہم لوگ تدبیر کرتے ہیں بی نسیم سیکرو کو گرفتار کیے لیتے ہیں اگر یہ لوگ گرفتار ہو جاویں تو طلسم کشا کا زور کم ہو سعد شہریار نے دور سے دیکھا کہ گلعذار خواجہ خورشید و جہان آرا کو لیے جاتی ہی ادھر خواجہ خورشید نے پکار کے آواز دی کہ ای شہریار غلام کو بچایئے ایسا نہ ہو کہ یہ بے گناہ قتل ہو جاوے سعد شہریار نے خود نقابدار گلگون پوش کو اشارہ کیا کہ گلعذار کو روکو نقابدار گلگون پوش جرأت کے خیال سے بڑھ گیا جیسے ہی سامنے گلعذار کے پہونچا گلعذار نے سحر کیا کہ گھوڑا نقابدار گلگون پوش کا بدلگامی کرنے لگا گلعذار نے پھر دوسرا سحر کیا کہ تلوار ہاتھ سے نقابدار کے گر پڑی نقابدار گلگون پوش نے بہ نگاہ حسرت طرف سعد شہریار کے دیکھا سعد شہریار کا دل بیقرار ہو گیا اور سمجھ گئے کہ نقابدار سحر سے عاجز ہو اور نہ

یہ بہادر ایسا نہین ہی کہ کسی سے رُک جاتا کمان کیانی کاندھے سے اُتاری اور تاک کر گلعذار کو تیر مارا گلعذار کے سینے پر تیر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا گلعذار کے مرتے ہی خواجہ خورشید و جہان آرا نے رہائی پائی مگر لقا بدار گلگون پوش نگہبانون پر جا پڑا گئی سحر جوانون کو قتل کیا جا بجا لاشون کے انبار لگا دیے مگر گلعذار کے مرتے ہی تمام باغ مین آگ لگ گئی ہزارون درخت جلے اور صدہا ساحر جل جل کر مرے مگر بیتاب کو جو یہ معلوم ہوا کہ گلعذار قتل ہو گئی ساحر تندہی نہین کرتے بھاگے جاتے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اپنی جان بچاؤ اپنے عورتون کو اشارہ کیا کہ ہان صاحبو تمھارے اظہار کمال کا یہی وقت ہی چہار جانب سے طلسم کشا کو گھیر لو دم نہ لینے دو ایسا مکر تم سب مل کر کرو کہ طلسم کشا لوح طلسمی حوالے کر دے اگر لوح مل جاوے تو طلسم کشا کو گرفتار کر لیوین وہ عورتین سامنے سے بیتاب جادو کے غائب ہو گئین جس مقام پر سعد لڑ رہے ہین کان مین آواز آئی کہ کچھ عورتین یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہین

نظم

بھولے سے بھی نہ جانب گلزار دیکھیے ۔ ہر وقت تیرے پھول سے رخسار دیکھیے
کرتا ہی کیا چلن ترا ای یار دیکھیے ۔ پامال کرتی ہی کسے رفتار دیکھیے
اب دل مین ہی کہ پرچۂ اخبار دیکھیے ۔ لکھی جو ہو تو کچھ خبر یار دیکھیے
اچھی نہین یہ کاوش بیکار دیکھیے ۔ گالی نہ ہمکو دیجیے ہر بار دیکھیے
بس تجکو جا کے طور پہ ای یار دیکھیے ۔ بیٹھے ہوے الگ ترا دیدار دیکھیے
لیتا ہون دل پہ آپ کی تلوار دیکھیے ۔ اپنی جفائین اور مرا پیار دیکھیے
جلوہ دکھا کے آپ جو اکبار دیکھیے ۔ عالم کو حشر تک بھی نہ ہشیار دیکھیے
لیتا ہی جان عشق کا آزار دیکھیے ۔ دم توڑتا ہی آپ کا بیمار دیکھیے
سمجھا چکے ہین آپ کو سو بار دیکھیے ۔ کیجے نہ بات بات مین تکرار دیکھیے
باغ بہشت کو بھی نہ زنہار دیکھیے ۔ جب تک ہی آنکھ انجمن یار دیکھیے
حسرت ہی تجکو خواب مین ای یار دیکھیے ۔ سوتے ہوے نصیب کو بیدار دیکھیے
لیکر غزل ہزبر کی ای یار دیکھیے ۔ کیا کیا ہی نظم حال دل زار دیکھیے

سعد شہریار نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ چند نازنینان زہرہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین اشعار
مذکور گاتی ہوئی آتی ہیں ایک نازنین اُن میں سے بڑھی اُسنے قریب سعد شہریار آکر
عرض کی کہ ای شہریار باغ بہار احزان میں آپ کی طلب ہے سعد شہریار اُس نازنین
کو دیکھ کر محو ہو گئے ارادہ کیا کہ اس نازنین کے ساتھ چلوں مگر لوح پر نگاہ پڑ گئی اُس میں
نوشتہ پایا کہ ای فتاح این طلسمات و ای سیار این عجائبات اس نازنین کی باتوں پر نہ
جائیے جلد اس کے اوپر عکس لوح کا ڈالیے پھر تماشا قدرت پروردگار کا دیکھیے
بادشاہ عجاہ نے اُس نازنین کو اپنے قریب بُلایا جب وہ نازنین بادشاہ کے قریب
آئی بادشاہ نے عکس لوح ڈالا جیسے ہی عکس لوح طلسمی کا اُس نازنین پر پڑا اُس نے
ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی مثل ہیزم خشک کے جلنے لگی تھوڑی دیر میں جل کر وہ نازنین
خاک سیاہ ہو گئی بعد تھوڑے عرصے کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خوش ادا جادو
بود مہتاب جادو نے جو خوش ادا کے مرنے کی صدا سُنی بدحواس ہو گئی کہتی ہے
کہ صاحبو کیا انقلاب ہے کہ ہماری خیرخواہ ماری گئی طلسم کشا کے مددگار آ گئے
یہ نقابدار گلگون پوش کہاں سے آیا ہے کس طرح سے ساتھ دے رہا ہے مثل ہمزاد
کے ساتھ ہے ای تاجدار صاحبان میں تو اب جاتی ہوں تم لوگ بھی اپنی جان بچا کر نکلو پھر
جیسا کچھ ہوگا ویسا دیکھا جائیگا میں اب جا کر کمیاب جادو سے صلاح کروں دیکھوں
اُن کی کیا رائے ہوتی ہے وہ کوئی تدبیر ایسی کریں کہ طلسم کشا سے لوح لے لیں تب
جنگ فتح ہو گلعذار کا مارا جانا مجھ پر بہت شاق ہوا وہ بیاکی حاکم تھی شاید اور
کوئی تدبیر کرتی میں کیا جانتی تھی کہ گرفتاری خواجہ خورشید و جہان آرا پیام موت
گلعذار ہے اُسکا قتل ہونا کہ باغ کا جلنا سب ساحر کہہ رہے ہیں کہ ای ملکۂ عالم
اب دیر نہ کیجیے جلدی سے نکل جائیے ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے
مہتاب جادو نے تخت منگوایا تخت پر سوار ہو گئی سب تاجدار تخت پر آ گئے ادھر
نسیم سبکرو نے دیکھا کہ مہتاب جادو نکلی جاتی ہے اُسنے پڑھ کر سحر کیا اور گولہ مارا
تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا مہتاب جادو تخت سے گری اپنے تئیں بمشکل سنبھالا اور

پلٹ کر دیکھا معلوم ہوا کہ بیٹی نے گولہ مارا بہت دیر تک چیخیں مار مار کر روتی کہتی تھی صاحبو
دیکھا تم نے کہ صاحبزادی ہماری ایسی دشمن ہو گئی ہین چاہتی ہین کہ مان قتل ہو جاوے
افسوس صد ہزار افسوس یہ انقلاب زمانہ ہی خیر ہین اس کی کچھ نہ کچھ تدبیر کرونگی یہ کہکر
سحر کیا یکایک بازوون پر پر پیدا ہوے اڑکر چلی نسیم سبکرو نے ایک پتھر پھینکا وہ پتھر طرف
بیتاب جادو کے چلا بیتاب نے چاہا بلند ہو جاؤن وہ پتھر قریب سر آکر لہرایا اسکی
ٹکر جو سر مین بیتاب کے لگی بیتاب جادو زمین پر گری سعد شہریار قریب تھے جلدی
سے گھوڑے سے کود پڑے بیتاب جادو کا ہاتھ تھام لیا ساحرون نے چاہا قبضے سے
سعد شہریار کے بیتاب جادو کو رہا کر لیوین نسیم سبکرو نے سحر کر کے کئی سو ساحرون
کو مارا اور بیتاب پر سحر کیا کہ بیتاب جادو سحر بھول گئی بادشاہ اسلام نے فرمایا ای
بیتاب جادو تو میرے قبضے مین ہی اب بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر اور لات و مناة
پر لعنت کر وہ وحدہ لاشریک برحق ہی جسنے ایک کلمۂ کن سے زمین و آسمان پیدا کیے یہ سنکر
بیتاب نے جھلا کر جواب دیا کہ یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا کہ دین سامری کو ترک کرون اور
دین خداے نادیدہ اختیار کر لون کہ یکایک یاقوت جنی سامنے سے آیا بادشاہ سے
اشارہ کیا کہ ای شہریار اتنا بڑا دشمن آپ کے قبضے مین آیا ہی اور آپ اسکے قتل مین
تاخیر کرتے ہین جلد اس کو قتل کیجیے فیروزہ بن عمرو پشت پر کھڑا تھا اُسنے خنجر ماردیا کہ
بیتاب جادو کا شکم چاک قصہ پاک ہو گیا آندھی سیاہ چلی اندھیرا ہو گیا صداے
دار و گیر بلند ہوئی برفباری و سنگباری ہوئی ساحر جو لڑ رہے تھے بدحواس ہو ہو کر بھاگنے لگے
آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بیتاب جادو بود تاریکی دفع ہوئی بادشاہ نے دیکھا
وہی نقابدار گلگون پوش سامنے کھڑا ہی اُسنے قریب آکر عرض کی کہ حقیقت مین حضور بڑے
جری و بہادر ہین آپ کا عدیل و نظیر نہین مگر مین جو آکر شریک جنگ ہوا مراد یہ ہی کہ
حضور نے طلسم آبگینہ فتح کیا اور یہ طلسم بھی آپ کے قبضے مین ہی امیدوار ہون کہ اس
طلسم کا مال مجکو مرحمت ہو یہ سُن کر بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ ای محسن یہ تو غیر ممکن ہی مناسب
یہ ہی کہ اب مین فکر مین کمیاب جادو کی جاؤنگا بعد اُس کے جمشید ثانی پر لشکر کشی ہوگی

اس لشکرکشی مین تم بھی آؤ وہان امتحان ہوجاویگا ویسا مجمع پھر کبھی نہ ملیگا کیونکہ وہان
صاحبقران عالیشان بھی ہونگے ایکطرف لشکر جمشید ثانی ہوگا جیسا کہوگے ویسا
ہوگا نقابدار گلگون پوش نے کہا کہ مین آپ کو آگے نہ بڑھنے دونگا اب مین برسرِ راہ
ہون یہین میرے آپ کے مقابلہ ہو بادشاہ حجاہ نے ہرچند سمجھایا مگر نقابدار گلگون پوش
نے نہ مانا لشکر اپنا لے کر مقابلے مین سعد شہریار کے اُتر پڑا بادشاہ حجاہ تیغ و فیروزی
پلٹے یاقوت جنی بھی مع فوج ہمراہ ہی بادشاہ حجاہ نے پوچھا کہ ای یاقوت جنی تم
جانتے ہو کہ یہ نقابدار گلگون پوش کون ہی یاقوت جنی نے عرض کی مین صرف اتنی
بات جانتا ہون کہ یہ نقابدار پردۂ قاف مین جابجا جنگ کر رہا ہی کئی مرتبہ جب
دیو قہقہۂ سہ چشمی لشکرکشی کر کے ملک آسمان پری پر آیا تو اسی نقابدار گلگون پوش
نے اُس کی فوج کو شکست فاش دی یہ بڑا جری و بہادر ہی ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ یہ
اہلِ اسلام کا خیرخواہ ہی نہین معلوم کیا سبب ہی کہ حضور کو روکتا ہی سعد شہریار نے
محل مکان بیتاب جادو کے ضبط کرائے بہت سا مال نکلا کئی سو چکڑے معمور ہوگئے
کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد
بہ باغ + گلِ سرخ تابد چو روشن چراغ + نگین سعادت بنامِ تو باد + ہمہ کارِ عالم بکامِ تو باد
شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو ہمیشہ سوز و گداز ہو لشکر مین نقابدار کے طبل جنگی بجگیا
کل کے روز اُس کا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو آتشِ کینہ و عناد و فساد کو
دوبالا کرے بادشاہ اسلام نے یہ سُن کر حکم دیا کہ ای فیروزہ کہدو ہمارے لشکر مین
بھی بفضلِ ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے لشکر سعد شہریار مین بھی نقارۂ رزمی
پر چوب پڑی نقارۂ جنگی گڑگڑایا چار پہر رات تیاری حرب و پیکار مین گذری جس وقت
کہ نقابدار زرین پوش سلطان فلک چہارم کا خانۂ مشرق سے نکلا تمام عالم روشن ہوا نظم

علم آفتاب نکلا جب + + فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا + رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار ہو انجم سیاہ رو بفرار

تمام عالم منور و روشن ہوا سعد شہریار جب سوار ہونے لگے تو ملکہ نسیم سبکرو نے آگر
رکاب کو بوسہ دیا اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار آپ کیون تکلیف فرماتے ہین
مجکو حکم دیجیے کہ مین جاکر سحر کرون ایک سحر مین لشکر نقابدار گلگون پوش بھگا دون
سعد شہریار نے فرمایا ای نسیم سبکرو کبھی ایسا ارادہ نہ کرنا کہ غیر ساحر کے لشکر پر
سحر کرو ہمارے دادا جان کا یہ قانون ہو کہ ساحر سے ساحر لڑے اور غیر ساحر سے
غیر ساحر لڑے غیر ساحر کے لشکر پر ساحر سحر نہ کرے اگر اُس کی طرف بھی کوئی ساحر ہوگا
اور وہ سحر کریگا تو خیال رکھنا نقابدار گلگون پوش پہلوان زبردست ہو وہ کبھی
اس بات کو گوارا نہ کریگا کہ ساحر کے سحر سے ہم سے مقابلہ کرے یہ فرماکر بادشاہ
سوار ہوے نسیم سبکرو کنارے آئی ساتھ والون سے کہتی تھی بادشاہ کے مزاج
مین جہالت ہو اتنے بڑے لشکر پر کیا ضرور تھا کہ تشریف لیے جاتے ہین مین ایک
سحر مین لشکر نقابدار گلگون پوش منتشر کرتی کہ سب کو بھاگتے راستہ نہ ملتا بادشاہ
بعد گرد فرمیدان کارزار مین پہونچے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا سب نے کہ نقابدار
گلگون پوش جوشان و خروشان مع لشکر گران میدان جنگ مین آیا اور مرکب اپنا
سب سے آگے بڑھا کے ٹھہرا صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی **نظم**

کڑکیتون نے جب کہا یہ کڑکا ✣ ✣	دل مردون کا بہر جنگ پھڑکا
ہان نامور وہ نام کرنا ✣	رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا ✣
رستم ہو نہ اب ہو سام باقی	مردون کا فقط ہو نام باقی ✣

نقابدار گلگون پوش نے یہ آواز سن کر مرکب اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا
سلحشوری دکھانے لگا جب خوب عرق عرق ہوا تو پکار کر آواز دی کہ جس کو تمنا
مرگ کی ہو وہ نکلے سعد شہریار نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے نقابدار گلگون پوش
کے پہونچے نقابدار گلگون پوش نے بعد ادب سلام کیا بادشاہ جمجاہ نے جواب
سلام دیا نقابدار گلگون پوش نے عرض کی کہ ای شہریار آپ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے
ایسا نہ ہو کہ آپ کو سر میدان ملال پہونچے سعد شہریار نے فرمایا ای نقابدار

بس اب زیادہ یادہ گوئی نہ کیجیے زبان تیغ و کلہٴ عمود سے کام لیجیے یہ سُنکر نقابدار گلگون پوش نے قصد کیا کہ نیزہ اُٹھاؤن یکایک صحرا سے گرد اُڑی بادشاہ نے دیکھا ایک دیو خونخوار جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی ایک کاغذ ہاتھ مین تھا آتے ہی نقابدار گلگون پوش کو دیا نقابدار نے وہ کاغذ پڑھ کر اپنے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا ای شہریار مین مجبور و ناچار ہون کیا کہون میرے ملک پر ایک دیو نے بلوہ کیا ہی میرے ملازم نے مجکو طلب کیا ہی لہذا مین تو رخصت ہوتا ہون انشاء اللہ پھر کبھی کسی مقام پر آؤنگا آپ سے ضرور ضرور مقابلہ کرونگا بادشاہ جمجاہ کو بڑا صدمہٴ عظیم ہوا فرمایا ای نقابدار خدا حافظ نقابدار گلگون پوش پلٹا لشکر کو ساتھ لے کر طرف صحرا کے روانہ ہوا بادشاہ جمجاہ بھی پلٹے اپنے لشکر مین آئے اُسی مقام پر اُتر پڑے بارگاہ مین آکر محفل عیش و نشاط آراستہ کی ساقیان سیمین ساق اور مطربان خوش آواز آکر حاضر ہوے ایک گائن نہایت حسین و جمیل سامنے بیٹھکر بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

اس نصیحت نے مجھے اور ستا رکھا ہی +
سر مرا ناصح مشفق نے پھرا رکھا ہی

لطف ہی نصف ملاقات کا حاصل اس سے
خط کو اُنکے جو کلیجے سے لگا رکھا ہی +

ای گلو تمنے تو اتنا وہ ہنسایا تھا کبھی
جسکے بدلے مجھے اسدرجہ رُلا رکھا ہی

آئی ہی نکہتِ گل لیکے صبا کیا صیاد
شور بلبل نے قفس مین جو مچا رکھا ہی

کیون پرستان مین نہ افسانہ ہو وحشت کا مری
کس پریزاد نے دیوانہ بنا رکھا ہی

آہ کرتے ہین کہ مشتاق نہ صورت دیکھے
آئنہ سامنے منگوا کے لگا رکھا ہی

تو کہان ہی جو گلے تجکو لگاؤن ای گل +
ہان ترا داغ کلیجے مین لگا رکھا ہی

چار دن مین سب اُجڑ جائیگا گلزار جہان
باغِ عالم مین وہ گُل تم نے کھلا رکھا ہی

مستعد جان ہی دینے کو ہون تنہائی مین
زہر کھانے کے لیے مین نے منگا رکھا ہی

عشق کی تیغ سے ٹکڑے جگر و دل تو ہوے
جھوٹی قسمون کے لیے سر کو لگا رکھا ہی

دونون عالم ترے دیدار پہ غش کھاتے ہین
اسقدر ساری خدائی کو لُبھا رکھا ہی

مُنھ دکھانے کے بھی لائق نہ رہے عالم مین ایک محبوب نے وہ حال بنا رکھا ہی
واہ کیا تیری دھوان دھار مسی ہی ای شوخ رنگ سوسن کا گلستان مین اُڑا رکھا ہی
سامنے یار کے خود رفتہ نہ ہو جائے ہزبر دل بیتاب کو پہلے سے سکھا رکھا ہی

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو بادشاہ جمجاہ نے لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا اُس مین نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا جب بیتاب جادو قتل ہو جائے تو آپ کو مناسب ہی کہ طرف صحراے مشک افشان کے جائیے مشک افشان جادو بڑی مکار ساحرہ ہی اُس کے مکر و فریب سے بچیے گا وہ بڑے بڑے مکر کریگی اگر آپ نے مشک افشان کو مار لیا تو آگے صحراے کمیاب ہی کمیاب جادو سے مقابلہ پڑیگا بعد قتل ہونے کمیاب کے سامان لشکر کشی ہوگا مقابلۂ جمشید ثانی مین بہت ہوشیار رہیے گا کیونکہ ہزارون ساحران غدار جمع ہونگے اپنا اپنا کمال سب دکھائین گے وہ وقت نہایت سخت دشعب ہوگا مگر آپ لوح سے ہوشیار رہیے گا بادشاہ جمجاہ یہ حکم لوح دیکھ کر فورًا اپنے مقام سے اُٹھے سرداروں سے رخصت ہوے ملکہ نسیم سبکرو آنکھون مین آنسو بھر لائین عرض کی کہ ای شہریار آپ کی دوری مجکو گوارا نہین اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

کب تک تری جدائی کے صدمے اُٹھائے دل آفت مین مبتلا ہوا بیٹھے بٹھائے دل
الفت مین ان بتون کی مزے تو نے پائے دل جاتی ہی جان کون یہ صدمے اُٹھائے دل
اُس شمع رو کی بزم مین عاشق ہو اُسکا نام پروانے کی طرح سے جو اپنا جلائے دل
سنبل کیطرح کھائے شب و روز جو کہ پیچ پھندے مین زلف کے وہ ہی اپنا پھنسائے دل
تیر نگہ سے کھیل رہا ہی وہ اب شکار صید اجل گرفتہ کہتا ہی ہائے دل
وہ گلبدن جو آئے مرے پاس رات کو پھولون نہ اپنے جامۂ تن مین سمائے دل
مذبوح کیطرح یہ تڑپتا ہی خاک پر ای غیرت مسیح تو اب کر دوا ئے دل
دشمن کو بھی نہ ہو مرض لا دوا کبھی یارب نہ اپنا کوئی کسی سے لگائے دل
ہمدم نہین ہی کوئی مرا شہر عشق مین تو ہی بتا کہ پھر کسے عاشق دکھائے دل
ہرگز کرے کسی سے نہ الفت کوئی بشر آئی ہی میرے پہلو سے یہ اب صدائے دل

مجکو خیال اُسکا جو رہتا ہو رات دن	تصویر یار پہلو مین ہو اب بجاے دل
ساقی نہین ہو بادہ نہین ہو چمن نہین	کسطرح ای رفیق یہ بہلا چین پائے دل

سعد شہریار نے ملکہ نسیم سبا رو سے کہا کہ ای ملکہ عالم اب مین صحراے مہتاب افشان کی طرف جاؤنگا تم اطمینان رکھو انشاء اللہ وقت پر ملاقات ہو گی لوجنے مجکو خبر دی ہی یہ کہکر سعد شہریار نے سب کو اُسی مقام پر چھوڑا اور آپ یکہ و تنہا روانہ ہوے لیکن فیروزہ بن عمرو عقب مین بادشاہ جمجاہ کے مخفی ہوکر چلا دل مین کہتا ہو کہ شہریار کا ساتھ نہ چھوڑونگا مگر سعد شہریار تھوڑا راستہ طی کرکے سامنے ایک قصر کے پہونچے دیکھا کہ وہ قصر مثل آفتاب کے چمک رہا ہی بادشاہ جمجاہ نے جو وہ قصر دیکھا حیرت مین تھے کہ یہ قصر کیسا عمدہ بنا ہی مثل برق چمک رہا ہی کہ جسپر آنکھ نہین ٹھہرتی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ یہ قصر برقان رعد آواز ہی تم کو مناسب ہی کہ اسم جامع لوح سو مرتبہ وردزبان کرو اور لوح کو قصر سے مس کردو پھر تم تماشاے قدرت پروردگار عالم دیکھو دیکھو تو کیا ہوتا ہو سعد شہریار نے ایسا ہی کیا جیسے ہی عکس لوح قصر پر پڑا اور لوح مس ہوئی ایک دہماکا ہوا اور قصر گر پڑا دیکھا ایک ساحرہ قصر کے بیچ مین بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی بادشاہ جمجاہ نے اُس ساحرہ کو دیکھتے ہی للکارا کہ او برقان رعد آواز اب مجھسے بچ کر کہان جائیگی تیری قضا قریب آگئی وہ ساحرہ یہ سُن کر اپنے مقام سے اُٹھی اور بادشاہ جمجاہ پر سحر کرنے لگی کچھ تلوارین برسائین کچھ خنجر گرائے پانی برسایا آگ گرائی مگر سعد شہریار پر کسی سحر نے تاثیر نہ کی تب تو برقان رعد آواز نے پکار کر آواز دی کہ ای معین و مددگار جلد آکر طلسم کشا کو کھالے بڑا غضب ہوا کہ اِسنے میرا قصر تک گرا دیا مین ظاہر ہو گئی یہ کہکر پھر پکار کر برقان نے آواز دی کہ ای خونخوار کیون دیر لگائی ہی جلدی آ مجھسے اور طلسم کشا سے مقابلہ ہی کہ یکایک صحرا سے صداے مہیب آئی کہ تمام صحرا کانپ گیا اور گرد اُڑی بادشاہ نے دیکھا کہ ایک دیو قوی تن و قوی من جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی اور چوبدست فولادی ہاتھ مین سرکشی بات بات مین وہین سے للکارتا ہوا آیا کہ ای جاد

طلسم کشا آگاہ ہو کہ موت تیری دامنگیر ہوا ب تیرے قتل کی تدبیر ہی یہ کہتا ہوا قریب پہونچا
دار شمشاد جو ہاتھ مین لیے ہوے تھا اول اُس کو چرخ دیا چرخ دے کر بادشاہ جمجاہ
پر لگائی بادشاہ اسلام نے آڑے کھڑے ہو کر چوبدست کو تھام لیا اور ایک جھٹکا
مارا دابد دیو خونخوار سے چھین لی دیو خونخوار غصے مین لپٹ پڑا اسعد شہریار سے
اور دیو خونخوار سے کشتی ہونے لگی بادشاہ جمجاہ نے دو چار گھونسے ایسے مارے
کہ دیو خونخوار چیخنے لگا ہر مرتبہ یہی کہتا تھا کہ او آدم زاد میری خطا کو معاف کر اب
مین کبھی کسی کے ساتھ ایسا قصد نہ کرونگا اب تو مجھے چھوڑ دے مگر بادشاہ اسلام
نے دیو خونخوار کو کولے پر لاد کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سوال دین اسلام کیا
دیو خونخوار نے سعد کے منھ پر تھوک دیا بادشاہ جمجاہ کو بہت ناگوار ہوا بسبب
غصے کے کانپنے لگے اُسی غصے مین ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا اور ایک ٹھوڑی پر
رکھ کر جھٹکا مارا مع نرخرے دیو خونخوار کی گردن گھسیٹ لی برقان رعد آواز نے
جو یہ معرکہ دیکھا اور دیو خونخوار کو کشتہ پایا بدحواس ہو گئی چہرے پر ہوائیان چھٹنے لگین
دل مین خیال کیا کہ اب طلسم کشا بر زور نہ چلیگا یہ بڑا جری و بہادر ہی یہ دلمین سوچکر
پر پرواز پیدا کر کے بھاگی اول مشک افشان کے پاس پہونچی مشک افشان
نے برقان رعد آواز کو بدحواس دیکھ کر پوچھا کہ ای برقان رعد آواز خیر تو ہی
برقان نے کہا کہ ای ملکہ عالم کیا عرض کرون عجب آفت برپا ہو گئی طلسم کشا کا مجھ
تک گذر ہو گیا دیو خونخوار ہاتھ سے اُس کے مارا گیا مین اپنی جان بچا کر بھاگ آئی ہون
اب آپ کے صحرا مین آویگا راستہ کھل گیا مشک افشان نے کہا اگر یہان آوینگے
تو وہ مزہ چکھاؤنگی کہ کچھ دنون کو یاد کرین گے کہ قدرت کی دشمنی مین یہ حاصل ہوا
مگر برقان رعد آواز نہایت بیتاب و بیقرار ہی اس کے خیال مین گذرا کہ جا کے
کمیاب جادو سے اس امر کی اطلاع کرون یقین ہی کہ وہ ساحرۂ زبردست ہے
کوئی نہ کوئی تدبیر کرے یہ سوچ کر چلی مگر کمیاب جادو یہان اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی
ہی رفیق و شفیق جمع ہین جام شراب چل رہا ہی کہتی ہی صاحبو دیکھا تم نے کہ کس

مدت مدید سے طلسم کشا کی آمد ہی مگر مجھ تک کسی طرح نہین پہونچ سکتا سب سردار متفق ہو کر کہ رہے ہین کہ ای ملکۂ عالم حقیقت مین یہ راستے ایسے سخت ہین کہ کوئی یہان گذر نہین سکتا طلسم کشا کی کیا تاب و طاقت ہی کہ آپ تک آسکے تمام عمر یونہی بھٹکا بھٹکا پھریگا کمیاب جادو کہ رہی ہی کہ اول تو وہ مجھ تک پہونچینگے نہین اگر پہونچین گے تو سالہا سال مین مجھ تک آوین گے یہ ذکر تھا کہ برقان رعد آواز آگر پہونچی کمیاب جادو برقان رعد آواز کو دیکھ کر گھبرا گئی گھبرا کر پوچھا کہ ای برقان خیر تو ہی اسقدر بد حواس کیون ہو تمھارا رنگ رو متغیر ہو رہا ہی برقان رعد آواز نے کہا کہ ای ملکہ کمیاب جادو غضب ہوا طلسم کشا لڑتا بھڑتا میرے مقام تک پہونچ گیا مین نے بڑی کد و کوشش کی مگر کچھ نہ ہوا یہان تک کہ دیو خونخوار کو اسکے سامنے کر دیا مگر طلسم کشا بڑا ماہری و بہادر و صف شکن و تیغ زن ہی اُسکی مین تعریف نہین کر سکتی بڑی دلیری سے اُسنے دیو خونخوار کو مار لیا تب مین بد حواس ہو کر بھاگی اگر نہ بھاگتی تو وہ مجکو بھی مار لیتا اول مین نے آکر مشک افشان سے اطلاع کی پھر بعد اُس کے آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی جو انتظام کرنا ہو وہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا آپ تک آجائے تو مشکل ہو یہ سُن کر کمیاب جادو نے کہا کہ طلسم کشا کی کیا مجال ہی کہ مجھ تک آسکے اگر آئیگا تو سزا پائیگا ایسی تدبیر کرون کہ مشک افشان تک نہ آسکے وہین بھٹک بھٹک کر رہے یہ کہ کے میر منشی کو حکم دیا کہ ایک نامہ قنطور آہن کلاہ کو لکھو کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ جہان طلسم کشا قریب صحرائے مشک افشان کے آپہونچا ہی یہ وقت مدد ہی اُسکو گرفتار کر کے میرے پاس روانہ کر دیا جس وقت قبضے مین آوے تو فورًا اُسے قتل کر ڈالنا دیر نہ کرنا کوئی باز پرس نہ کریگا میر منشی یہ نامہ لکھ کر لایا کمیاب نے اپنے دستخط اُسپر کیے دستخط کر کے ایک ساحرہ کو دیا اور حکم کیا کہ یہ نامہ صحرائے کمخواب مین لیجا کر وہان کی گھانس دیکھ کر یہ معلوم ہو گا کہ فرش کمخواب بچھا ہوا ہی اُسی صحرا مین قنطور آہن کلاہ رہتا ہی نامہ دے کر زبانی بھی کہنا کہ ای قنطور رہی

وقت جانبازی و سرفروشی کا ہی تمھارے زور و طاقت کا ملکون مین شہرہ ہے لہذا ایہی وقت ہی کہ جانبازی کرو اور طلسم کشا کو گرفتار کرکے میرے پاس روانہ کردو یا سر بھیجو تا بہ صحراے مشک افشان تم کو علداری ملے گی اور خداوند تم سے بہت راضی ہونگے طرۂ پیغمبری ملیگا کیا عجب ہی کہ بالاے آسمان لیجاوین وہانکے عجایب و غرائب تم کو دکھلائین ساحرہ یہ نامہ لے کر چلی کہ اُس ساحرہ کا متین جادو نام ہی نہایت نوجوان اپنے حسن و جمال پر نازان کہ مجھسے بہتر کوئی اس جہان مین نہین ہی ہر طرف دیکھتی بھالتی ہوئی آتی ہی کہ ایک پہاڑ پہ آکے ٹھہری کوہ دخان اس پہاڑ کا نام ہی دخان جادو اپنی صحبت مین بیٹھا تھا صحبت عیش و نشاط آراستہ تھی کہ متین جادو آکر پہونچی دخان جادو نے پوچھا کہ ای مصاحب ملک کمیاب جادو تمھارا یہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا متین جادو نے کہا کہ مین صحراے کمخواب مین جاؤنگی دخان جادو نے کہا آؤ بیٹھو کہان جاؤگی مجکو خبر ملی ہی کہ طلسم کشا کا اسی طرف سے گذر ہوگا متین دخان جادو کے کہنے سے بیٹھ گئی دخان جادو نے جام شراب متین کے آگے پیش کیا متین جادو شراب پینے لگی مگر سعد شہریار دیو خونخوار کو مار کے آگے بڑھے تھے کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی دارا ے زرین ترکش کہ صحراے مشک افشان کا رہنے والا ہی یہ واسطے شکار کے صحرا مین آیا ہی اُسنے دور سے جو سعد شہریار کو دیکھا اپنے عیار سے کہا کہ جاکر دریافت تو کر کہ یہ کون شخص ہی کہ جو بے خوف و خطر اس صحرا مین کھڑا ہی کچھ ہمارا اس کو خوف نہین ہم کو دیکھا اور سلام نہ کیا اب اس کو مزہ چکھاؤنگا غربا کو مناسب ہی بلکہ واجب و لازم ہی کہ جب کسی رئیس کو دیکھین تو باادب کھڑے ہون اُس کی تعظیم کرین شاطر قریب سعد شہریار کے آیا جاہ و جلال دیکھ کر دنگ ہو گیا رعب چھا گیا جھک کر سلام کیا پوچھا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی بادشاہ جمجاہ نے جواب دیا کہ سعد بن قباد نبیرۂ صاحبقران میرا نام ہی فتاح طلسم نوخیز جمشیدی سرکوب جمشید ثانی ہون شاطر یہ سُنکر سامنے اپنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار یہ جوان

طلسم کشا ہی دارا ے زرین ترکش نے یہ سنتے ہی اپنی فوج کو حکم دیا کہ چہار جانب سے
اس جوان کو گھیر کر گرفتار کر لو یہ سن کر کل فوج لینا لینا کہکر بڑھی بادشاہ اسلام نے جو فوج
کو آتے ہوے دیکھا تلوار کھینچ کر نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ سعد شہریار سے متمم شاہ
شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان
صاحبقران + نعرہ کرکے جا پڑے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا سوار ہوکر لڑتے ہوے
چلے کئی سو افسرون کو مار کر سامنے دارا ے زرین ترکش کے پہونچے دارا نے
جو سعد شہریار کو اپنے قریب آتے ہوے دیکھا اور افسرون کو اپنے کشتہ پایا سمجھا
کہ یہ شخص صاحب اقبال ہی جرأت و شوکت و لیاقت اسکے چہرے سے نمایان ہی مین
اس سے لڑکر سر بر نہ ہونگا بوجہ خوف کے تخت سے کودا ہاتھ باندھ کر سامنے آیا عرض
کی کہ اے شہریار مین آپ کی اطاعت کرتا ہون بادشاہ جمجاہ نے دارا ے زرین ترکش
کو گلے سے لگا لیا کل لشکر دارا ے زرین ترکش کا بصدق دل مسلمان ہوا اُسی مقام
پر بادشاہ اُتر پڑے محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی گائنین حاضر ہوئین ایک گائن آئین
سے سامنے آکر بیٹھی اور یہ اشعار گانے لگی نظم

کیا تری الفت مین ہین ہر نالہ اے عندلیب
مثل پروانہ جو اس محفل مین جلائے عندلیب
تو ہی ایسا گل کہ تیری خاک پاکے نقش کا
دست جانان مین جو دیکھے طائر رنگ حنا
ساعد بازوے جانان ہین برنگ شاخ گل +
ایک دم بیٹھی تھی وہ آکر تری دیوار پر
گر مشابہ تیری زلفون سے نہو اے رشک گل
ہو چلا ہو خشک ہر گل رشک روے یار سے
چھوڑ دے گلشن مین اے صیاد اپنے دام سے
رشک اُسے آتا ہو سوتا ہو جو وہ گل مجھ ساتھ

ہو شکستہ رنگ گل مین بھی تو اے عندلیب
آگ اپنے آشیانے کو لگائے عندلیب
عارض گل کے لیے غازہ بنائے عندلیب
اپنے سر پر بازوؤن سے خاک اڑائے عندلیب
مرغ دل کا دم پھڑکتا ہی بجاے عندلیب
چومتے ہین غنچۂ گل آج پاے عندلیب
دام مین کیون آپکو ناحق پھنسائے عندلیب
اپنے آنسو گل کے تھالون مین بہائے عندلیب
یہ زر گل ہی کف گل مین بہاے عندلیب
وصل کی شب کیون نہ نالون سے جگائے عندلیب

گل پہ مرتے مرتے اُس خورشید پر بھی غش ہو ئی	ابتو گلگفت آفتابی ہی دواے عندلیب
ہو یہی مغموم گلبانگ صریر کلک سے	ہی ابھی باقی بہت سا ماجراے عندلیب

رات بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو بادشاہ اسلام نے کوچ کیا داراے زرین ترکش نے کہا کہ مین بھی حضور کے ساتھ چلونگا پہلو مین جو کوہ دخان کے دشت ہی وہان بھی میری عملداری ہی وہانکے بھی باشندون کو مسلمان کرتے چلیے سعد شہریار تخت پر سوار ہوے داراے زرین ترکش اپنے گھوڑے پر سوار ہوا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھ لیا اسطرح ہمراہ چلا بعد قطع منازل و طی مراحل کے زیر کوہ دخان پہونچے دخان جادو متین کو ساتھ لیے ہوے تماشا لشکر کا دیکھ رہا ہی اول کچھ شتر سوار گذرے اُن کے بعد کئی ہزار مرکب کوتل پاکھرین موتیون کی پڑی ہوئین دو دو سائیس ایک ایک مرکب کے ہمراہ مگس رانی کرتے ہوے جاتے ہین متین بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہی کہ دیکھا چوبدار آوازین لگاتے ہوے سامنے سے گذرے نقیبون کے بعد متین نے دیکھا کہ تخت پر سعد شہریار سوار ہین چہرہ مثل آفتاب عالمتاب حسن مین لاجواب متین نے جو یہ جمال دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا بے اختیار مُنھ سے آہ نکل گئی تھرانے لگی آنکھون مین اندھیرا آیا بیساختہ مُنھ سے نکل گیا کہ ای دخان کیا کہون اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

ای فلک مدت سے اپنا حال زارا چھا نہین	درد دل رہتا ہی ہر دم ہجر یارا چھا نہین
خواب آتا ہی نہین کسکا خیال دیدہ ہی	میری چشم منتظر یہ انتظار اچھا نہین
خاکسارون کی طرف سے عالم ایجاد مین	دلمین رکھنا ای پری بیکہ غبار اچھا نہین
جان جائیگی تو جائیگی بلا سے ناصحا	کوچۂ سفاک مین کیونکر قرار اچھا نہین
بیمروت ہین ستمگر ہین بڑے بیرحم ہین	ای دل نادان بتون کا اعتبار اچھا نہین
گردش تقدیر کیا کم ہی ستانے کے لیے	دل کی لیتا ہے تیرا زلف یار اچھا نہین
دل تری آواز سے ہلتا ہی گلچین کا بہت	بولنا گلشن مین تیرا ای ہزار اچھا نہین
ہوگی بدنامی کہین گے عاشق پروانہ ہی	بزم مین ای شمع ہونا اشکبار اچھا نہین
ضبط کہتا ہی نہ تڑپو گور ہو جائے گی شق	حشر برپا ہوگا ہونا بیقرار اچھا نہین

عارض آفاق چپ کی داد دیتا ہی ضرور
دیکے ٹھوکر ناز سے کہتے ہین وہ ہشیار ہو
ناز سے ٹھوکر لگا کے یہ کہا اُس شوخ نے
مین ہوا جاتا ہون دزدیدہ نگاہوں سے ہلاک
سو رہا ہی بے خبر گلشن مین میرا گلبدن
تجکو آنا ہی اگر تو آ فراقِ یار مین
ٹھوکرین غیر دنکی پڑتی ہین ہماری قبر پر +

روندنا تربت کسی کی شہسوار اچھا نہین +
بیخبر ہونا تہِ خاکِ مزار اچھا نہین +
رہگذر مین ہونا عاشق کا مزار اچھا نہین
کھیلنا پردے مین ای ظالم شکار اچھا نہین
غُل مچانا شور کرنا ای ہزار اچھا نہین +
ای اجل ہر روز کا یہ انتظار اچھا نہین
کوچۂ جانان مین بنوانا مزار اچھا نہین

دخان نے کہا کہ ای متین جادو یہ تمنے اشعار کیسے پڑھے معلوم ہوتا ہی طلسم کشا پر عاشق ہوئین ایسا نہ ہو کہ قدرت کو معلوم ہو جائے تو خرابی ہو متین نے کہا جو خوبی جس مین ہو کیونکر نہ بیان کرون دل اندر سے تعریفین کر رہا ہی حقیقت مین شاہزادیان جو اِنپر عاشق ہوئین اور گھر بار اپنا برباد کرایا بہت جا سے کیا دخان جادو نے کہا کہ ای متین تمھاری باتون سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ تم ضرور بادشاہ پر عاشق ہوئی ہو متین نے کہا کہ ای دخان مین تو اُن کے حُسن کی تعریفین کرتی ہون عشق و عاشقی کیا چیز ہی دخان نے کہا مین ابھی اس لشکر کو پراگندہ کیے دیتا ہون متین نے کہا ای دخان یہ شخص بڑا صاحب اقبال ہی کن کن مقامون سے گذرا دشمن انکے دوست ہو گئے کل مقام فتح ہوے اب یہ کمیاب ہو جاتے ہین مگر دخان جادو نے بلند ہو کے سحر کیا آگ برسنے لگی بادشاہ جابجا وہ لوح کو چمکار رہے ہین مگر داغ ہو کر نسیم سبکرو کو تاب ہجر نہ تھی یہ بھی تعاقبِ بادشاہ مین چلی آئی ہین یہ پشت پر دو رتین اُنھون نے دیکھا کہ لشکر پر آگ برس رہی ہی آتے ہی سحر کیا کہ آگ برسنا موقوف ہوئی پھر نسیم نے طرف آسمان کے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ رو آسمان پر سے سحر کر رہا ہی نسیم نے للکارا کہ ادمکا کیون تیری قضا آئی ہی دخان نے جو نسیم کو دیکھا یہ بت سے نام پر عاشق ہی بیتاب و بیقرار ہو کے پکار اُٹھا نظم

ساقی ہون تیس روز سے مشتاق دید کا
دِکھلا دے جام مئے مین مجھے چاند عید کا

موقع ہوا نہ اُس رُخِ روشن کی دید کا
افسانہ ہی سُنا کیے ہم صبح عید کا +
افسانہ سُنیے یار کا ذکر اُسکا کیجیے
مقصود ہی یہی مرے گفت و شنید کا
حاضر ہی مل نگے جو کوئی نعمت فقیر سے
شیرین کلام اپنا ہی توشہ فرید کا +
مریخ کا ہی ظلم و ستم کس شمار مین
پیر فلک کو رتبہ ہی تیرے مرید کا
دیتا ہی بوسہ لے کے وہ سیمین عذار دل
یہ حال عاشقون کا ہی جو زر خرید کا +
بندِ قبائے یار کے عقدے ہون لا کھ قفل
گستاخ ہاتھ کام ہین کرتے کلید کا
دل بیچتے ہین عاشقِ بیتاب لیجیے
قیمت وہ ہی جو مول ہو مال مزید کا
سودائیون کو حاکم ظالم سے ڈر نہین
داغ جنون ہر ایک نگین ہی حدید کا
کنجِ قفس مین پہونچی صبا لیکے بوئے گل
خط آگیا بہار چمن کی رسید کا +
شادی بے محل سے بھی ہوتا ہی دلکو غم
اندوہ طفل جمعہ کو ہوتا ہی عید کا +
موسے کی طرح ہمکو بھی دیدار کا ہی شوق
آنکھون کو حوصلہ ہی تجلی کے دید کا
چسپان بدن سے یار کے ہو کر قبائے ناز
حیران کار رکھتی ہی قطع دبرید کا +
بے جرم تیغ عشق سے دل ہو گیا دو نیم
سینہ مرا مقام ہی مرد شہید کا +
دیوانہ زلف یار کی زنجیر کا ہی دل
رہتا ہی صدمہ روح کو قید شدید کا
خونریزی جسقدر رکھو اس سے عجب نہین
آتش فراق یار ہو ثانی یزید کا +

جب دخان جادو نے یہ اشعار عاشقانہ پکار کر پڑھے تو نسیم سبکرو کو بہت ناگوار ہوا جواب دیا کہ او کل موسے تیری بھی یہ لیاقت ہی کہ تو مجھپر مائل ہو آمین تیرے ساتھ چلون آ سُن کر دخان جادو خوش ہو گیا جانتا ہی کہ میرے حال پر اس کو رحم آیا زمین پر آیا اور دست بستہ ادب سے کھڑا ہوا نسیم سبکرو نے پکار کر آواز دی کہ ای ہوائے آفت خیز جلد آؤ میان دخان جادو کو تمھاری بڑی خواہش ہی آواز آئی کہ ای ملکۂ عالم مین حاضر ہوتی ہون دخان جادو نے دیکھا کہ پہلوے نخل سے ایک مہ جبین نہایت حسین جمیل حُسن و جمال مین یکتا صنوبر قد خورشید خد سامنے آکر موجود ہوئی دخان جادو کا ہاتھ تھام لیا اور ہنس کر اُس نازنین نے کہا کہ ای دخان جادو ہم تو مدت سے تمھارے

مشتاق تھے لیکن فلک کج رفتار کی نیرنگی سے تم تک نہ آسکتے تھے مگر آج مین نے ایسا جبر
کیا کہ تم تک آئی اب مین یہ چاہتی ہون وہ تدبیر کرو کہ ہمارے تمہارے تاقیامت
جدائی نہ ہو دخان جادو یہ سُن کر بہت ہنسا کہا ای پری جمال مجھے بھی یہی خیال ہی سامنے
کوہ دخان ہی وہان چلو وہان چل کر عیش و عشرت کرین آفت خیز نے جواب دیا کہ ای
دخان جادو یہ بات سچ کہتے ہو مگر کوہ دخان پر آتش افروز جمع ہونگے ہمارے تمہارے
جدائی پڑیگی باغ غم فراق مین چلو وہان سوا ہمارے تمہارے کوئی دوسرا اور
نہ ہوگا دن رات عیش کرنا نہایت لطف سے بسر ہوگی دخان جادو ہمراہ آفت خیز
کے ہمراہ ہوا نسیم سبکرو نے ایک دستک دی اور پکار کر کہا ای ہمراہ آفت خیز
کیا کہنا خوب ہوا بندھی اس یادہ گو کو لیجاؤ باغ غم فراق مین لیجا کر ڈال دو کہ یہ سر
ٹکرا کر جان دے اور اسکو مزہ تو ملے کہ صاحبان عصمت و عفت کو ایسے کلمات نامناسب
کہتا ہی ہمراہ آفت خیز نے پلٹ کر جواب دیا ایسا ہی ہوگا آپ اطمینان رکھین
ہمراہ آفت خیز دخان جادو کو لگا کر لے چلی کوئی کوس بھر راستہ طی کیا تھا کہ ایک
باغ دکھائی دیا چند کنیزین دروازے پر کھڑی ہین اُنھون نے پکار کر آواز دی کہ
ای ملکہ عالم کہان تشریف لے گئی تھین ہمراہ آفت خیز نے جواب دیا کہ گنہگار کو
لائی ہون اس کو باغ مین لے چلو کنیزون نے دخان جادو کو گھیر لیا اندر باغ کے
لے چلین دخان جادو جانتا ہی کہ اب باغ مین چل کر باغ باغ ہونگا مطلب دلی
حاصل ہوگا معشوق سے ملونگا یہ نہ سمجھا کہ باغ کا نام غم فراق رکھا گیا ہی عیش نہ
ملیگا کنیزون کے ساتھ دخان جادو باغ مین آیا دروازہ باغ کا بند ہو گیا دخان
نے پلٹ کر دیکھا ہمراہ آفت خیز کو وہان نہ پایا کنیزون کو دیکھا ہنس رہی ہین اور
یہ کہتی ہین کہ اب باغ کی سیر کرو ہم بھی جاتے ہین یہ کہکر وہ سب کنیزین بھی یکایک
غائب ہو گئین دخان جادو نے جو سر اُٹھا کر دیکھا وہ باغ یا تو پُر بہار تھا یکایک
ویران ہو گیا نخل خشک جابجا لگے ہین روشین برباد زاغ و زغن کا ہر سمت ہجوم ہی
دخان گھبرا گیا کہ معشوقہ کہان گئی اُسی بیقراری مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

کیون دکھائی ای فلک بے یار صبح — ہو شفق سے مجھ پہ آتشبار صبح
یان کسی خورشید رو کی یاد مین — ہوتی ہی ہر رات سو سو بار صبح
زلف کو رخسار سے ہوتا ہی ربط — کیون شب فرقت سے ہی بیزار صبح
کھینچکر فرقت مین تیغ آفتاب + — ہی ہماری جان کو خونخوار صبح
وصل کا سامان ہی آج ای فلک — شام سے کر پیشتر تیار صبح
حُسن کا عالم بھی کیا عالم ہو واہ — زلف جانان شام ہی رخسار صبح
سینۂ پُر داغ چاک پیرہن — ہی وصال یار مین گلزار صبح
وصل مین تھا صبح سے بیزار مین — ہجر کی شب مجھسے ہی بیزار صبح +
قہر ہو گر شملۂ پر زر ترا + — دیکھ پائے ای پری رخسار صبح
چاک کرتی ہی گریبان دیکھکر — کارچوبی مہر کی دستار صبح
شام کیا ہو تیرے گھر مین باریاب — نور سے ہی سایۂ دیوار صبح
وصل مین حاضر تو غائب ہجر مین — دیتی ہی ہر شب نیا آزار صبح
ہی سیان کسکو شب فرقت مین ہوش — ہو چکی ہوگی ہزارون بار صبح
وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب — شام کو کرتا ہی نور یار صبح
ہی دعا ای خالق لیل و نہار + — ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

دخان جادو یہ اشعار پڑھتا ہوا دوڑا کہ باغ سے نکل جاؤن دروازہ نہین ملتا چاہا دیوارین پھاند کر نکل جاؤن جس طرف جاتا ہی زاغ و زغن اس کے پیچھے پیچھے غل و شور مچاتے پھرتے ہین دخان جادو اپنی جان سے بیزار ہی کہ کس بلا مین آکر پھنسا ہون پکارتا پھرتا ہی کہ ہاے معشوقہ کہان گئی کس سے پوچھون کسی درخت مین پھل نہین بھوکا پیاسا مارا مارا پھرتا ہی کبھی بیجہاے نخلستان سے سر دھنتا ہی اور داڑھین مار مار کے روتا ہی کہتا ہی ای جان جہان کہان گئین کیون صاحب یہ بے اعتنائی کوئی اپنے عاشق سے ایسا سلوک کرتا ہی کہ اپنے شیدائی کو تنہا چھوڑکر چلی گئین ہم تمھاری جستجو مین مرتے ہین ارے وہ کنیزین کہان گئین ہاے دروازہ باغ کا نہین ملتا ہی مگر متین جادو کہ بلا کے

کو وہ بیٹھی ہوئی یہ سب معرکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی کہ دخان جادو نے جاکر لشکر
طلسم کشا پر سحر کیا طلسم کشا نے لوح کو چمکایا چند کس جل گئے نسیم سحر رو نے نکل کر سحر کیا
ایک نازنین نہایت حسین و جمیل پیدا ہوئی وہ دخان جادو کو اپنے ساتھ لگا کے
لے گئی ہر چند کہ متین بھی درد الفت میں سعد شہریار کے مبتلا ہی مگر اپنے تئین بمشکل
سنبھال کر اُٹھی حیران و پریشان تھی کہ دخان جادو کو وہ نازنین لگا کر کہان لے گئی
نا مہ کمیاب جادو کا اس کے پاس ہی اسنے ہر چند سحر کیا مگر کچھ نہ معلوم ہوا آخر کو
مجبور ہو کر پر پرواز پیدا کر کے چلی اُڑتی ہوئی جاتی تھی کہ یکا یک دخان جادو
کی آواز کان مین آئی اسنے سر جُھکا کر دیکھا کہ ایک باغ ویران مین دخان جادو
بدحواس مارا مارا پھر رہا ہی چہرے پر ہوائیان چھُوٹ رہی ہین متین نے پکار کر
آواز دی کہ ای دخان جادو کس حالت مین ہو اور ارادہ کیا کہ مین بھی اُس باغ مین
جاؤن دخان جادو نے پکار کر آواز دی کہ ای متین جادو خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا
یہان آنیکا قصد نہ کرنا ورنہ تم بھی اسی بلا مین مبتلا ہو گی دیکھو مین کیسا مجبور اس باغ
مین مارا مارا پھر رہا ہون کسی کا نام و نشان نہین معشوقہ یہان آکر غائب ہو گئی ای
متین جادو تم جاکر قدرت سے اطلاع کرو وہ مجکو آکر اس بلا سے نکالین متین جادو
نے ہر چند سحر کیا کہ مین کسی طرح اس باغ مین جاؤن اور جاکر دخان جادو کو اس
باغ سے نکالون مگر کسی طرح سے دخان جادو کے پاس نہ جا سکی آخر مجبور و ناچار ہو کے
متین جادو طرف جمشید ثانی کے چلی کہ جاکر قدرت سے اس امر کی اطلاع کرون مگر
یہان وہ وقت ہی کہ جمشید ثانی ظلم و بدعت کا بانی اپنے دربار مین بیٹھا ہوا ہی مصاحب
و رفیق جمع ہین شاہزادیان بھی خدمت مین حاضر ہین دل اس کا بہلا رہی ہین چند طائر
اُڑ اُڑ کر سامنے جمشید ثانی کے آتے ہین اور کچھ زبان مین اپنی کہ رہے ہین مگر جمشید
کہ رہا ہی کہ اس وقت قدرت کی تمام طلسم پر نگاہ ہی کوئی بندہ میرا کسی مصیبت سخت
مین پھنسا ہی مگر ایسی آفت مین ہی کہ میرا نام بھُول گیا ہی افسوس ہی کہ مجکو نہین یاد
کرتا یہ ذکر تھا کہ متین جادو آکر پہونچی مگر رنگ چہرے کا اُڑا ہوا ہی حیران و پریشان

چہار جانب دیکھتی ہوئی آکر جمشید ثانی کو سجدہ کیا اور عرضی کمیاب جادو کی پیش کی
جمشید ثانی نے وہ عرضی پڑھ کر کہا کہ ای متین جادو جاؤ مین تدبیر طلسم کشا کی کرونگا
یہ سُن کر متین جادو نے کہا یا خداوند عجب معرکہ گذرا مین کچھ عرض نہین کر سکتی مین
کوہ دخان پر بیٹھی تھی دخان جادو سے باتین کر رہی تھی کہ لشکر طلسم کشا آ کے اُترا
دخان جادو نے کہا کہ مین ابھی اس لشکر کو تباہ و برباد کیے دیتا ہون یہ کہکر فوراً
بلند ہوا اُس شہریار کے لشکر پر سحر کرنے لگا چند آدمی چلے تھے کہ نئی ہوا بندھی
بی نسیم سبکرو نکلین اُنھون نے ایسا سحر کیا کہ ایک نازنین نہایت حسین و جمیل آئی
میان دخان جادو اُسپر شیفتہ ہوگئے وہ نازنین دخان کو لگا کر لے گئی مین نے اپنی
آنکھون سے دیکھا کہ ایک باغ ویران مین دخان پھر رہا ہو اور معشوقہ کو پکارتا پھرتا
ہو مگر نہایت حیران و پریشان ہو اپنی جان سے بیزار ہو مین نے ہر چند چاہا کہ پاس
اُس کے جاؤن اور اُس کو باغ سے نکالون مگر اُسنے منع کیا اور کہا کہ ای متین
جاکر خداوند سے اطلاع کر جمشید ثانی نے گھبرا کر کہا کہ نسیم سبکرو تو دختر بلند اختر
مہتاب جادو ہو اُس کو لشکر طلسم کشا سے کیا مطلب متین نے کہا بی نسیم طلسم کشا پر
عاشق ہوئین اور مہتاب کو قتل کرا یا اب طلسم کشا کے ساتھ ہین اس جوش و خروش
سے اُسنے سحر کیا کہ دخان جادو جاکر باغ مین گرفتار ہوا یہ سُن کر جمشید اپنے مقام
سے اُٹھا متین پیچھے پیچھے ہو اُس باغ پر آکر جمشید ثانی نے دیکھا کہ دخان جادو
بھوکا پیاسا سوکھے درختون کے نیچے بیٹھا ہوا پکار رہا ہو کہ یا خداوند جمشید ثانی
میری مدد کو جلد تشریف لائیے جمشید ثانی نے پکار کر کہا کہ ای بندۂ خاص کس آفت
مین مبتلا ہو کہ جو مجکو پکار رہا ہو دخان جادو نے سر اُٹھا کر جمشید ثانی کو دیکھا
منتین کرنے لگا عرض کی کہ ای خداوند مین معشوقہ کے ساتھ آیا تھا مگر یہان آ کے
عجب مصیبت مین پھنسا اور معشوقہ غائب ہوگئی اب یہان سے کسی طرح نکل نہین سکتا
مگر جمشید ثانی کی جو آواز بلند ہوئی لوگون نے طلسم کشا سے اطلاع کی طلسم کشا
بھی بارگاہ سے نکل آئے جمشید کو للکارا کہ او بھیا اسطرف آ کہان تک تو مجھسے

بھاگیگا مجھے تجھسے مقابلہ ہو جائے اور نسیم بھی پشت پر کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی کہ دخان جادو کو
نہ نکلنے دون مگر جمشید تڑپ کر گرا دیوارین بلند ہونے لگین جمشید نے آواز دی ای دیوار
کیا تو میرے حکم سے باہر نہین ہی خبردار بلند نہ ہونا دیوارین گرین جمشید نے دخان کو
اٹھا لیا اور پکار کر آواز دی او طلسم کشا جب تو میرے مقام پر آئیگا تب مزہ طلسم کشائی
کا ملیگا وہ فوجین جمع ہین کہ جب وہ لوگ غل مچائین گے تو یہ نوبت ہوگی کہ تمھارے ساتھ
کے لوگون کے کلیجے پھٹ جائین گے کسکی مجال ہی کہ ما بدولت سے مقابلہ کرے آگ
لگا دون زمین تپنے لگے اہل اسلام سرگردان پھرین تب معلوم ہوگا کہ قدرت کے مقابلے
مین پہونچے اور یہ انجام ہوا یہ کہکر دخان جادو کو لیگیا مگر متین جادو کہ بدحواس ہو
رہی ہی جمشید جب دخان کو لے گیا تو کھڑے ہو کر سوچنے لگی کہ خدمت طلسم کشا مین
جاؤن یقین ہی وہ جلیل ضرور مجھکو جگہ دے پھر سوچی کہ یہ سب معرکہ چلکر کمیاب سے بیان
کرون دیکھون اُنھون نے کیا تدبیر کی ہی اُس تدبیر سے طلسم کشا کو آگاہ کرون کہ طلسم کشا
کو نفع ہو یہ سوچکر طرف کمیاب کے چلی مگر کمیاب نے جو قنطور آہن کلاہ کو نامہ لکھا
تھا وہ ساٹھ ہزار فوج سے آیا کمیاب نے اول حکم دیا کہ ای قنطور مقابلہ طلسم کشا مین
جاؤ مین وقتاً فوقتاً تمکو اطلاع دونگی اور جو کچھ خرچ پڑیگا وہ بھی میرے ذمہ ہی مین اب
سب طرح سے تمھاری مدد کرونگی قنطور نے جواب دیا کہ آپ کا تابعدار ہون جو حکم
کیجے وہی بجا لاؤن کمیاب نے کہا ای قنطور جاتے ہی فوج شاہی پر گر پڑنا جہانتک
ہوسکے طلسم کشا سے مقابلہ کرنا اگر تم غالب آئے تو تمام طلسم مین تمھارا نام ہوگا اور اگر
مارے گئے تو مین اور فکر کرونگی قنطور نے کہا مجھسے آنکھ ملانا ہی دشوار ہی طلسم کشا کی
کیا مجال ہی کہ مجھپر غالب ہو یہ کہکر روانہ ہوا اگر متین جادو چاہتی ہی کہ شاہ کی خیرخواہی
کرون کہ میری طرف سے دل مین جگہ ہو ایک پرچہ کاغذ کا لکھا اُسمین یہی مضمون تھا
کہ ای شہریار قنطور آہن کلاہ آپ کے مقابلے مین آتا ہی ہوشیار رہیے گا کنیز متین
مصاحب کمیاب مین بھی چاہتی ہون کہ حضور کی فتح ہو دشمن آپ کے مارے جائین
آپ فتح و ظفر سے رہین یہ نامہ ایک طائر کو دیا کہا یہ نامہ جاکر نسیم کو دینا اور نسیم کو

لکھا کہ خبردار یہ نامہ خدمت شاہ میں پیش کر دینا وہ طائر چلا خدمت نسیم میں آیا نامہ سامنے ڈالدیا نسیم نے وہ نامہ پڑھا مطلب سے آگاہ ہو کر نامہ تو جھولی میں ڈال لیا خدمت شاہ میں حاضر ہوئی کیفیت آمد قنطور بیان کی بادشاہ نے وارا سے زرین ترکش کو حکم دیا کہ اپنے لشکر میں حکم کر دو کہ قنطور آہن کلاہ آتا ہے سب فوج ہوشیار رہے افسرون نے عرض کی حضور مطمئن رہیں قنطور کی کیا مجال ہے کہ ہمپر آسکے افسرون نے لشکر کو تیار رکھا ہر وقت انتظار کیا کرتے ہین کہ قنطور کب آئیگا کہ اس سے مقابلہ پڑے کہ ہوا سے گرد اڑتی دیکھا قنطور آہن کلاہ گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار جوان پشت پر آیا آتے ہی فوج کو اشارہ کیا کہ ہاں انبر جا پڑو اہل اسلام کو قتل کرو میں طلسم کشا کو گھیر کر مار لونگا سب فوج آپڑی ادھر والے بھی ہوشیار تھے فوج قنطور سے لڑنے لگے ہنگامہ جو ہوا بادشاہ کو خبر ہوئی بادشاہ بھی بارگاہ سے نکل آئے مرکب طلسمی پر سوار ہوکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ اسعد شہریار

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس وجم
تجلی دہ بزم اسلامیان	نہال گلستان صاحبقران

جب نعرہ شاہ کی صدا بلند ہوئی فوج اسلام کو قوت حاصل ہوئی مگر کفار گھبرا گئے جانتے ہین کہ شاہ کو تاب قنطور نہ جانے دین مگر شاہ جنگ کرتے ہوے سامنے قنطور سے کے پہونچے اور للکارا کہ او مکار جنگ کا یہی طریقہ ہے یہان کے لوگ غافل تھے تو آپڑا قنطور نے بڑھکر کئی افسرون کو قتل کیا اور مقابلہ شاہ مین پہونچا شاہ کے قنطور نے نیزہ مارا اسعد نے نیزہ قنطور کا توڑ ڈالا قنطور نے ہاتھ تلوار کا مارا اسعد نے روک کر ہاتھ مار دیا قنطور کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا قتل ہوا پھر کر لاش قنطور کی اٹھائی آپس مین صلاح کرلی کہ چلکر ملکہ کمیاب سے اطلاع کرین کہ قنطور کو قدرت نے بلوالیا دیکھیے اب وہان کیا ہو لاشہ قنطور کا لیکر چلے جب قریب قصر کمیاب پہونچے کمیاب نے حکم دیا کہ لاشہ میرے سامنے لاؤ چند کنیزین آکر لاشہ قنطور کا سامنے کمیاب کے لیگئین

کمیاب نے سحر کیا کہ قنطور کی شکل کا ماش کے آٹے کا پتلا بنایا اور گینڈے پر سوار کر دیا
بزور سحر قنطور بنکر تیار ہوا تیغہ ہاتھ مین کھنچا ہوا باہر نکلا اہل فوج نے اپنے آقا کو زندہ
پایا سب قریب آئے حیران ہوکر پوچھتے تھے کہ ای قنطور کیونکر صحت پائی پتلے نے کچھ
جواب نہ دیا اور گینڈا بڑھا کر آگے بڑھا سب افسر پشت پر آگئے قنطور نقلی طرف لشکر
اسلام کے چلا مگر بادشاہ اسلام کہ کنارے پر لشکر کے کھڑے تھے دیکھا کہ وہی قنطور
جو میرے ہاتھ سے مارا گیا تھا وہی پھر آتا ہی حیران حیران دیکھ رہے ہین قنطور نقلی
آکر مقابلے مین اترا مگر کمیاب جادو قنطور نقلی کو روانہ کر کے دربار مین آئی متین
نے پوچھا ای ملکۂ عالم قنطور کو جو لوگ لائے تھے اُسکا حضور نے کیا انجام کیا کمیاب
نے ہنسکر کہا ای متین مین نے حیران کرنے کے لیے بادشاہ کے یہ تدبیر کی ہی کہ ماش
کے آٹے کا پتلا بنا کر اُنکی طرف روانہ کر دیا ہی کہ بادشاہ ناواقف ہونگے اور پتلے سے
مقابلہ کرینگے پتلا اُنکو لوٹ لیگا اگر اُسکا وار چلگیا تو بادشاہ کو قتل کر ڈالیگا ورنہ مردہ
تو ہی ہی لشکر کشی ٹھیک ہوگئی ایسے ہی تعبدے کرونگی متین نے جھٹ پٹ گوشے مین
آکر ایک عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ ای شہریار اب جو قنطور آپ کے مقابلے مین آوے
تو لوح طلسمی سامنے کر دیجیے گا سارا سحر کمیاب کا کٹ جائیگا تلوار وغیرہ نہ لگائیےگا
یہ نامہ لکھکر طائر کے گلے مین باندھا اور الگ لاکر چھوڑا مراد یہ ہی کہ بادشاہ کو خبر ہو
طائر اُڑتا ہوا جاتا تھا مگر کمیاب جادو قنطور نقلی کو روانہ کر کے بالاے بام آکر
بیٹھی تھی سناٹا جو طائر کے پرون کا ہوا سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک طائر سفید رنگ
نامہ گلے مین بندھا ہوا اُڑتا ہوا جاتا ہی سحر کر کے طائر کو اپنے پاس بلایا نامہ کھولکر
دیکھا حکم کیا کہ بی متین کو بلاؤ بی متین سامنے آئین نامہ سامنے ڈالدیا کہا کیون
ای متین یہ کیا حرکت ہی جو ہم فکر کرین اُس سے دشمن کو آگاہ کرو متین جادو نے
جواب دیا ای ملکۂ عالم مین نہین جانتی یہ نامہ کسنے لکھا ہی مین تو حضور کی خیرخواہ
ہون مین کب چاہتی ہون کہ آپ کا راز دشمن پر کھلے مگر کمیاب نے نہ مانا اُسیوقت
متین کی زبان مین سوزن دی کنیزون سے کہا اِسکو قید خانہ میں لے جاؤ

وہان جاکر قید کرو کنیزین منتین کو لیکر چلین قضاے کار فیروزہ بن عمرو بالا دری کو
نکلا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین وجمیل عجب آفت مین
مبتلا ہی کہ زبان مین سوزن مبتلاے قید و بند چند عورتین لیے جاتی ہین جی مین کہتا ہی ای
فیروزہ یہ بیچاری کس بلا مین مبتلا ہی ای فیروزہ اگر بن پڑے تو اسکو رہا کرو یہ سوچکر
کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک شکل مہیب بنائی کہ دو سر دو ہاتھ کا نخچ
پر بچے ہوے سامنے آکر نعرہ کیا کہ ای عورتو ٹھہر جاؤ کنیزین ٹھہر گئین مگر صورت دیکھکر
کانپنے لگین فیروزہ نے پکار کر کہا کہ منم ملک الموت قدرت اس گنہگار کی روح قبض
کرنے آیا ہون یہ بتاؤ کہ اسنے کیا خطا کی کنیزون نے بیان کیا کہ ہماری ملکہ کمیاب جادو
نے پتنگ قسطور آہن کلاہ کا بناکر براے مقابلہ سعد شہریار روانہ کیا ہی اسنے شاہ کو نامہ
لکھا کہ ملکہ کمیاب کا اظہار کر دیا ملکہ کمیاب نے حکم دیا ہی کہ اسکو لیجاکر قصر جہان پیما
مین قید کرو تو ہم اسکو وہین لیے جاتے ہین اگر آپ کو حکم خداوندی ہی تو اسکی روح قبض
کر لیجیے فیروزہ بولا اور حکم آگیا کہ تم سبکی روح قبض کرلون مگر خیال کرتا ہون کہ آپ
لوگ بے خطا ہین اسوجہ سے تمکو چاہتا ہون کہ بری کرون اور اسکی روح قبض
کرلون لیکن تم لوگون کو تکلیف پڑیگی سو سو برس عمر تمھاری بڑھادون کہ تمکو کوئی نہ
مار سکے سب نے کہا ای ملک الموت قدرت تمھارا احسان ہی ہم لوگ بندۂ حقیر خداوند
ہین ہمپر احسان واجب و لازم ہی لہذا جیسا مناسب جانیے ویسا ہمارے مستحق ہین
کیجیے ہم آپکے تابعدار و مطیع فرمان ہین یہ سنکر ملک الموت نے کہا مجھکو بڑا افسوس
ہی کہ تم لوگون کے واسطے کیون حکم آیا مگر مصلحت خداوندی مین کسکو دخل ہی نہین معلوم
کیا مناسب سمجھا کہ حکم بھیجدیا مین ناچار ہون مین نے عرض بھی کی مگر حکم ہوا کہ حکم خداوندی
مین تکرار نہ کیا کر تمکو معلوم نہین کئی لاکھ فرشتے میرے ساتھ ہین انکو سمجھانا پڑیگا
ورنہ میری یہ مجال نہین ہی کہ حکم خداوندی کے خلاف کرون لیکن تم سب لوگ آنکھین
بند کرکے بیٹھو مین سب کو سمجھاؤن کہ یہ لوگ بے قصور ہین اور جاکر باغ سامری سے
سیب حیات لاکر تم سب کو کھلاؤن سب نے کہا ای ملک الموت تمھارا سراسر احسان

ہوگا ہم ہمیشہ خداوند کو یاد کرینگے خداوند کا بوجہ یاد کرینگے ملک الموت نے کہا سو برس سے
زیادہ کا مجھکو اختیار نہین ہو اُن سب نے کہا ای ملک الموت اسی قدر بہتر ہی جو مناسب جانو
وہ ہمارے حق مین کرو ہم سب آنکھین بند کرکے بیٹھتے ہین تم سیب حیات باغ سامری سے
لاؤ وہ سب کی سب آنکھین بند کرکے بیٹھین فیروزہ نے سیب کمر سے نکالا اُسکے ٹکڑے
کیے وہ سب آنکھین بند کیے بیٹھی رہین کہ فیروزہ نے ایک ایک ٹکڑا سیب کا سب کے
منھ مین دیا سب کھا گئین فیروزہ نے کہا اب اسی طرح آنکھین بند رکھو کوئی ذرا بھی آنکھ
کھولدیگا اور مجھکو دیکھ لیگا تو ابھی روح قبض ہو جائیگی پھر میرا اختیار نہ چلیگا اُن سب نے
سیب کھاتے ہی کہا کہ اے ملک الموت ہمارا دل گھبراتا ہو ملک الموت نے کہا جب زندگی
بڑھیگی تب سب اعضا بھی ترقی کرینگے زندگی بڑھنے کی یہی علامت ہو وہ سب آنکھین بند کیے
رہین فیروزہ نے بہ اطمینان تمام سب کے سر کاٹ ڈالے متین حیران ہو کہ یہ کون شخص
ہو یا تو ہماری روح قبض کرنے آیا تھا یا اِن سب کو قتل کیا فیروزہ قریب متین کے آیا زبان
سے اُسکی سوزن نکالی اور حال پوچھا متین نے سب کیفیت بیان کی کہ اِسطرح سے سعد
کو دیکھا مجھے یہ خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو سعد شہریار کو دھوکا ہو مین نے نامہ لکھا وہ نامہ میرا
کمیاب کو ملگیا اُسنے مجھکو قید کرکے روانہ کیا تھا لہذا اُسی جرم مین گرفتار ہون تم اپنے نام
نامی سے مجھے آگاہ کرو کہ تمنے بڑا احسان کیا کہ مجھکو قید سے رہا کر لیا فیروزہ نے سر ذیرو
گرا دیئے ہاتھ شانوں سے گرا نے نام اپنا بتایا کہ مین عیار ہون شہریار کا متین نے کہا
اے عیار طرار جا کر شاہ سے اطلاع کرو کہ قنطور آہن کلاہ جو مقابلے مین آیا ہو وہ تلوار سے
قتل نہ ہوگا لوح محفوظ کا عکس اُسپر آپ ڈالیے گا تب وہ معدوم ہوگا یہ کہکر متین جادو
لرزان و ترسان چلی مگر حیران تھی کہ کمیاب سے جا کر کیا فقرہ کرون وہ ساحرہ جہاندیدہ
گرم و سرد عالم چشیدہ ہو فوراً سمجھ جاویگی کہ یہ فقرہ کرتی ہو اِس سوچ مین جاتی تھی کہ اسکا ذکر
ہوگا مگر قنطور آہن کلاہ نے شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین نقارے
بجے تیاریان ہونے لگین صبح کو قنطور آہن کلاہ نقلی بڑے زور و شور سے میدان
مین آیا للکار کر آواز دی کہ طلسم کشا میرے مقابلے مین نکلین بادشاہ جمجاہ نے مرکب بڑھایا

سامنے قنطورہ کے پہونچے قنطورہ نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
بادشاہ ہر چند چاہتے ہین کہ نیزہ اسکا نکالون مگر ممکن نہین ہوتا پہر پہر کا ل گذر گیا بادشاہ
سوسو تدبیرین کر رہے ہین کہ نیزہ اسکا نکالون مگر ناممکن ہو جب نیزہ گانٹھتے ہین ایسی وجہ
ہوتی ہو کہ نیزہ نہین نکلتا بادشاہ حیران ہو رہے ہین کہ کیا تدبیر کرون یہ پہلوان ایسا کامل
واکمل نہ تہا آج تو ایسے رنگ سے نیزہ بازی کر رہا ہو کہ نیزہ نہین نکلتا بادشاہ کو خوف ہو
کہ ایسا نہ ہو میرا نیزہ نکلجائے شاہ بڑے انتشار مین ہین کہ صحرا سے گرد اڑی دیکہا فیروزہ
بن عمرو آتا ہو جست وخیز کرتا ہوا قریب شاہ کے پہونچا شاہ نے فرمایا ای عیار وفادار
پہر پہر کا زمانہ گذر رہا کہ اس سے نیزہ بازی ہو رہی ہو کیا کیا تدبیرین کر رہا ہون لیکن اسکا
نیزہ نہین نکلتا فیروزہ نے کہا ای شہریار آپ صاحب اقبال ہین پروردگار نے پہلے ہی
سامان اسکا مقرر کیا کہ متین جادو وزیرزادی کمیاب کی بندگان عالی پر عاشق ہوئی
مگر کمیاب بلائے روزگار ہو اسکو معلوم ہو گیا متین کو اسنے گرفتار کر لیا کنیزین اسکو لیے
جاتی تہین آپ کے تصدق سے مین نے انکو مار کر اسکو رہا کیا اب حضور لوح محفوظ
جسکا دین تب اسکا خاتمہ ہوگا ادہر قنطورہ آہن کلاہ بادشاہ کے ساتھ نیزہ بازی کر رہا ہی
کہ بادشاہ نے لوح محفوظ گلے سے اتاری اور قنطورہ نقلی پر عکس لوح کا ڈالا جیسے ہی عکس
لوح کا قنطورہ پر پڑا نیزہ ٹوٹ گیا اور قنطورہ نے آہ کی منہ سے شعلہائے آتش نکلے مثل
ہیزم خشک جلنے لگا اور جلکر خاک ہوا ساتھ والون نے جو دیکہا کہ افسر ہمارا قتل ہوا
ناچار و مجبور پلٹ گئے یہی ارادہ ہو کہ رات کو طلسم مین جاکر کمیاب سے اطلاع کرین
غرض رات کو یہ سب رنجیدہ و کبیدہ تیار ہوئے خیمے وغیرہ اکہاڑ کر طرف کمیاب کے
چلے مگر کمیاب جادو کہ آٹھ پہر اسی فکر مین رہتی ہو کہ سعد شہریار کو نہ آنے دون جسوقت
یہان قنطورہ جلگیا کمیاب کے سامنے ایک طائر آکر یہ اشعار پڑھنے لگا

نظم

پہینکدونگا مین ابہی چیر کے پہلو اپنا	تجہپہ قابو نہین دلبر تو ہو قابو اپنا
نہین معلوم مجہے کس سے خصوصیت ہو	اہل ایمان ہے مجہے اپنا کہین ہندو اپنا
بوسے گل سے ہے مجہے دہوکا نہ دے اسکی بو کا	جو نچلا رہنے دے ای باد سحر تو اپنا

جان جان جب سے ہو تجھسے مرا خالی آغوش	گو ربھی مجھسے تہی کرتی ہو پہلو اپنا
یاد کرکے لب پان خوردہ کی تیرے سُرخی	خون دل آج پیا ہو کئی چلو اپنا
پشت پا مارین نہ کیون ہمت گردون پر رند	شل نہین فضل خدا سے ابھی بازو اپنا

کمیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو غضب ہو گیا کہ مکر میرا طلسم کشا پر کھل گیا تمام
اہل دربار افسوس کر رہے ہین کہ حضور نے کیا تدبیر معقول کی تھی جسکا یہ انجام ہوا کمیاب
نے کہا کہ کیا مین کسی بات مین عاجز ہون مگر بی متین کا قید سے چھوٹنا مجھپر شاق ہوا
لیکن اب کہان جائینگی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی اور پر پرواز پیدا کرکے چلی متین اپنے
باغ مین آئی کنیزون سے کہ رہی ہو کہ صاحبو مجھسے خطا سرزد ہوئی دیکھیے کمیاب میرے
ساتھ کیا کرے سب نے عرض کی اب آپ کا کیا ارادہ ہو متین نے کہا اصل تو یہ ہو
کہ جان سے جانا قبول جہان سے جانا قبول مگر یہ مشکل ہو کہ عشق سے بادشاہ کے
ہاتھ اُٹھاؤن تم لوگون کو آگاہ کرتی ہون کہ اگر کمیاب مجھکو قتل کرے اور جنازہ
میرا اُٹھانا تو طرف سے اُس شہریار کے لیجانا اور کہدینا کہ آپ کے جرم عشق مین
یہ قتل ہوئی اگر ہو سکے تو مسیحائی فرمایے اِس کشتۂ حسرت و یاس کو زندہ کیجیے ورنہ
قبر مین پشت نہ لگے گی شاید سعد شہریار کو رحم آجائے اور مسیحائی فرمائین کنیزین بھی
کہ رہی ہین کہ واری ایسے کلمات زبان سے نہ فرمایئے ہمارے کلیجے پھٹے جاتے ہین
یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی کمیاب جادو غصے مین بھری ہوئی آسمان سے اُتری
آتے ہی آواز دی کیون بی متین تمنے ہمارا راز کھولدیا ورنہ قنطور اسطرح نہ مارا جاتا
متین نے ہاتھ باندھکر کہا ای ملکۂ عالم اگر مین ایسی خطا کرتی تو پھر یہان نہ آتی خدمت
مین اسی طلسم کشا کے چلی جاتی میرے ساتھ لشکر کیجیے مین جاکر بادشاہ پر سحر کرون بیسکر
کمیاب نے کہا ای متین اب میرا دل تیری بات کو قبول نہین کرتا متین نے کہا پھر آپکو
اختیار ہو جو مناسب جانیے وہ میرے ساتھ کیجیے اسطرح یاس سے یہ کلمہ کہا کہ کمیاب
نرم ہو گئی ولیکن کہا کیا تعجب ہو کہ سحر نے میرے کمی کی ہو یہ وزیرزادی میرے سامنے پرورش
ہوئی بجاے فرزند کے مین نے پالا یہ میرے ساتھ کیون برائی کرنے لگی متین کو گلے سے

لگا لیا اور کہا کہ اے متین جو کچھ ملال ہو اُسکو دفع کر ڈالو مین چلکر ہٹر بر جادو کو روانہ کرتی ہون وہ ایسے سحر کریگا کہ بادشاہ اپنی جان سے بیزار ہو جائین جو تجسے ہو سکے تم بھی اُسکی مدد کرنا اے نور نظر مراد یہ ہو کہ طلسم کشا گرفتار ہو جائین تا کہ طلسم جمشیدی بچے اور اگر یہ طلسم فتح ہو گیا تو باعث خرابی ہی یہ کہکر کمیاب نے کہا اے متین مین تو اب جاتی ہون ہٹر بر جادو کو جا کر روانہ کرتی ہون وہ اِسی طرف سے آئیگا اُسکی خاطر کرنا اور شب کو اپنے یہان مہمان رکھنا جب وہ کوچ کرے تو تم بھی ساتھ جانا اے متین خیال تو کر کہ مین نے بچپن سے تجھکو کس محنت سے پرورش کیا کہ اپنی اولاد سے زیادہ تیرے ساتھ محبت کی اِسطرح پر جو کمیاب نے کہا متین کا دل تو بھرا ہوا تھا چیخین مار کر روئی اور ہاتھ باندھکر کہا کہ اے ملکۂ عالم مین آپ کے ساتھ بُرائی نکرونگی جہانتک مجسے ہو سکیگا جان لگاؤنگی ہر دم یہی فکر کرونگی کہ طلسم کشا کو مٹاؤن اور آپ کو بچاؤن کمیاب مطمئن ہو کر اپنے قصر مین آئی ہٹر بر کو حکم دیا کہ جسقدر فوج مناسب ہو لے لو مقابلہ اسعد شہریار مین جاؤ مگر طرف سے باغ متین کے جانا شب کو وہین رہنا صبح کو اُسکو ساتھ لیکر کوچ کرنا مقابلہ شاہ وہین پہونچکر جو تجسے بن پڑے وہ کرنا ہٹر بر جادو نے کمیاب سے کہا مجھکو فوج کی کیا ضرورت ہو اکیلا جا کر لاکھون کو پراگندہ کر دون گا طبقۂ زمین کا آسمان پر پہونچا دونگا کمیاب نے کہا لشکر کا ہونا ضرور ہی ساٹھ ہزار ساحر ہٹر بر جادو کے ساتھ کیے ہٹر بر جادو تخت پر سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر چلا متین جادو اپنے باغ مین بیٹھی ہی مگر سوچ رہی ہی کہ اے متین آج تو کمیاب نے ایسی باتین کین کہ دل بیقرار کر دیا لیکن اے متین کیا کرون کہ دل نہین مانتا کہ شہریار کی محبت سے ہاتھ اُٹھاؤن ایسی ہی یہ باتین کر رہی تھی کہ چند کنیزون نے آکر عرض کی کہ ہٹر بر جادو ساٹھ ہزار فوج سے آیا ہی قریب باغ کے اُترا ہی اب حضور کی ملاقات کو آتا ہو قریب دروازے کے آچکا ہو ہرچند کہ متین کا دل نہ چاہتا تھا کہ برائے استقبال جاؤن لیکن یہ خیال یہ ہو کہ ایسا نہو کہ کمیاب سے شکایت کرے یہ سوچکر برائے استقبال اُٹھی دروازے پر آکر ہٹر بر سے ملاقات کی ہٹر بر نے جو متین پر نگاہ ڈالی دیکھا محبوب مرغوب ہی سر سے پا تک دریائے جواہر مین

غوطہ زن رشک چمن ہین لطلسم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن اجل کا نشان گوشۂ چشم مین	بھوین دست بازوے جلاد حسن قیامت نہان گوشۂ چشم مین

جمال بے مثال دیکھکر ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا پسینے پسینے ہوگیا عرض کی ملکۂ عالم مین مدت سے
مشتاق ملاقات تھا آج تقدیر سے پہونچا خدمت مین حاضر ہوا یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا
مثتین جادو کو بہت ناگوار ہوا تیور اسکے دیکھ رہی ہو چاہتا ہو کہ گلے مین ہاتھ ڈالدون
ملکہ مثتین سر جھکائے ہوے ساتھ ساتھ ہزبر کے باغ مین آئی ہزبر نے دیکھا باغ کیسا
آراستہ و پیراستہ ہو نخل سر سبز و شاداب چمن پھولے پھلے طائرون کے پنجرے درختون
مین لٹکے ہوے ہین چونکہ شب ماہ ہو اکثر چہک اُٹھتے ہین فرو رنگ لائی تھی چاندنی کی
بہار ہو زاغ پر تھا گمان بوتیمار ہو یہ تماشہ دیکھتا ہوا وسط باغ مین آیا مسند پر آکے بیٹھا
ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا جام و سبو لیکر حاضر ہوئین جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے
ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک کنیز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

ما گرفتاریم و داغ عشق شد گلزار ما	از غم گل دارد این زینت سر دستار ما
بسکہ لذت دارد از درد جراحت دمبدم	سودۂ الماس خواہد سینۂ افگار ما
شمع مہرت تا درون سینۂ من بر فروخت	طعنہ بر خورشید دارد سایۂ دیوار ما
شکل زاہد نیستم کو قبلہ دارد در نماز	صد شرف بر سبحہ دارد رشتۂ زنار ما
ہمت مخفی درین وادی کہ از تاثیر عشق	در بغل دارد بہار چشم گوہر بار ما

اسطرح اُس نازنین نے یہ اشعار گائے کہ ہزبر جادو اور بیقرار ہوا آخر ضبط نہ ہوسکا
بیقرار ہوکر کہا اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی میرا عجب حال ہو قلب پہ ہجوم غم و
ملال ہو امیدوار ہون کہ مجھکو غلامی مین قبول فرمایئے ملکہ نے بدمزاج ہوکر جواب دیا
کہ اے ہزبر جادو کس کام کو آئے ہو جب تم اپنے ہوش مین نہ ہوگے تو کیا مکر سحر کروگے
بڑے جلیل سے مقابلہ ہو لوح طلسم اُسکے پاس موجود ہو جسپر سحر تاثیر نہین کرتا ہزبر نے کہا
آپ مجھے قبول فرمائین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ وہ سحر کرون کہ بادشاہ حیران ہوجائین

متین نے کہا ای نہر بر خیال تو کرو ملکہ کمیاب نے بڑے بڑے شاہون کے نامے میرے
واسطے منگوائے اور میرے سامنے پیش کیے مین نے نہین منظور کیا تم ایسی بات کہتے
ہو کہ جسکو قبول نہین کر سکتی ای نہر بر اب مین تمھارے ساتھ بھی نہین جا سکتی نہر بر نے کہا
ایک انتظام کیجیے کہ تشریف لے چلیے جب مین بادشاہ کو پکڑ لاؤن تب مجھکو قبول کیجیے
متین نے کہا ای نہر بر اب مین ساتھ چلونگی رات بھر نہر بر منتین کرتا رہا مگر متین نے
جواب سخت دیے اور یہی کہا کہ ای نہر بر اب چلکر اصل کام مین مصروف ہو اگر تم بادشاہ کو
گرفتار کر لوگے تو مین ضرور تمہین قبول کرونگی نہر بر نے بھی قبول کیا صبح کو لشکر تیار ہوا
نہر بر سوار ہوا ایک تخت پر ملکہ متین سوار ہوئی گرد کنیزون نے گھیر لیا نقارے پر
چوب پڑی لشکر چلا یہان بادشاہ بعد فیصلا قنطور بارگاہ مین داخل ہین صبح کا وقت
ہی کنارے پر لشکر کے ٹہل رہے ہین کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا نہر بر جادو مع ساٹھ ہزار
فوج کے اور ایک تخت پر ملکہ متین مقابلے مین آکر پہونچے لشکر اپنا اتارا بادشاہ کو معلوم
ہوا کہ یہ ساحر میرے روکنے کو آیا ہی آکر بارگاہ مین بیٹھے مگر فیروزہ نے جو متین جادو
کو دیکھا پہچان گیا کہ یہ وہی نازنین ہی جسکو مین نے رہا کیا تھا اِسکے آنیکا کیا باعث ہی
ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے متین کے آیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ مین کچھ عرض کرونگی
متین کنارے آئی فیروزہ نے کہا ای ملکۂ عالم آپ نے غلام کو پہچانا مین نے حضور کو
رہا کیا تھا آپ اِس جادوگر کے ساتھ کیون آئی ہین متین نے کہا ای فیروزہ بن بہرو
مین اپنا حال کیا کہون دم دلاسا دیکر کمیاب کے ہاتھ سے بچی مگر نہر بر جادو دشمن خدا
رات سے یہی کہ رہا ہی کہ مجھکو قبول کیجیے مین نے اِس سے یہ عہد کیا ہی کہ اگر بادشاہ کو
گرفتار کر لوگے تو مین تمہین قبول کرونگی تم بادشاہ کو سمجھا دینا کہ کسی وقت لوح سے
غافل نہ رہین اگر حضور لوح سے غافل نہ رہین گے تو کسیکی مجال نہین ہی کہ سرکار پر ہاتھ
ڈال سکے اگر لوح سے غفلت کرینگے تو البتہ حیرانی ہوگی فیروزہ کو متین نے سمجھا دیا
اور یہ کہا کہ مین بہ مجبوری اِسکے ساتھ آئی ہون احوال معلوم ہوگا مگر نہر بر جادو طبل
جنگی بجوا کر بیٹھا دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین مگر نہر بر نے کہا

ای ملکہ متین مین تو سحر تیار کرتا ہون تم بھی کوئی شعبدہ بناؤ متین نے کہا مین وقت پر
سحر کرونگی جب بادشاہ میدان مین ہونگے چار پہر رات تیاری مین گذری جسوقت
شاہ زرین پوش آسمان سمت خانۂ مشرق سے نکلا اور برسر آسمان آیا تمام دنیا کو منور و
روشن کیا ہزبر جادو بھی سب کو ساتھ لیکر میدان مین آیا ادھر بادشاہ جمجاہ مع فوج
میدان مین پہونچے متین ایک آہو پر سوار الگ کھڑی ہوئی ہزبر نے اشارہ
کیا ایک جادوگر موسوم بہ کلکال جادو میدان مین آیا اور پکار کر آواز دی کہ طلسم کشا
کہان ہین نکلیں تو حال معلوم ہو بادشاہ جمجاہ نے مرکب بڑھایا مرکب صبا رفتار طرارے
بھرتا ہوا طرف میدان کے چلا کہ ہزبر نے پکار کر آواز دی کہ ای ساکنان صحرا جلد آؤ
صدہا شیر و پلنگان صحرا آہوان صحرا نورد جنگل سے پیدا ہوے ہزبر نے پکار کر متین
سے کہا ای ملکۂ عالم اس سحر کو زور دو متین نے ماش کے دانے پھینکے جسقدر جانور
آتے تھے آتے آتے زرگ سے گئے ہزبر نے کہا ای ملکۂ عالم یہ کیا کیا ملکہ متین نے پکار کر کہا
ای ہزبر بادشاہ لوح چمکا رہے ہین اسیوجہ سے جو میرا اثر سحر اتنا نہین کرتا ای ہزبر
ایسے ایسے شعبدون کو وہ کب مانتے ہین کہ جنکے پاس لوح محفوظ اور لوح طلسمی دونون
موجود ہون ہزبر نے کئی مرتبہ سحر کیے مگر شیر نہ بڑھے متین نے شاہ کو اشارہ کیا کہ یہ
جو سب سامنے کھڑے ہین گھوڑا اٹھا کر انہین جا پڑیے بادشاہ نے گھوڑا بڑھایا
وہ شیر وغیرہ حملہ کرکے چلے بادشاہ نے لوح محفوظ گلے سے اتاری اُن جانورون پر
جو عکس ڈالا سب جلنے لگے ہزبر نے پکار کر کہا ای ملکہ متین اب بادشاہ تو جانورون کو
جلا رہے ہین لشکر پر اُنکے سحر کرو متین نے کہا مین تمسے زیادہ کیا سحر کرونگی اب
تمہین سحر کرو ہزبر نے کچھ ماش کے دانے نکالکر طرف لشکر کے پھینکے لشکر مین تلوارین
برسنے لگین بادشاہ نے جو غلغلہ سنا پلٹ کر دیکھا کہ لشکر پر تلوارین برس رہی ہین
متین جادو نے جو دیکھا کہ بادشاہ پریشان ہوکر پلٹے کہ جاکر لشکر کو بچاؤن بیقرار
ہوگئی جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ سیاہ کاغذ کا نکالا اُسکی سپرین کاٹ کر طرف لشکر
کے پھینکین وہ سپرین لہرانے لگین جو تلوار گری سپرون نے سینہ سپر کیا تلوارین اُچٹ

اوپر روک لیں نہر بر نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ صاحبو کیا غضب ہی بی متین میرے سحر کو دفع کر رہی ہین جنگل کے جو شیر وغیرہ آئے اُنکو بھی متین ہی نے روکا ابتو کھلا ہوا سحر کیا مین آج رات کو اسکو پکڑ لونگا اسکو لیجا کر قید کرون تب لشکر شاہ تباہ کرون نگر شاہ نے جب دیکھا کہ لشکر میر المحفوظ ہی مقابلہ کلکال مین آئے اُسنے سحر کر کے دیکھا کہ بادشاہ پر سحر تاثیر نہین کرتا مگر گھوڑا البتہ بدلگامی کرنے لگا بادشاہ نے عکس لوح گھوڑے پر ڈالا گھوڑا قریب کلکال کے آیا کلکال نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو روکا روک کر ہاتھ مار دیا کہ کلکال کے دو ٹکڑے ہوئے نہر بر نے جو دیکھا کہ کلکال مارا گیا دوسرے جادوگر کو اشارہ کیا اُسکا نام شہپال تھا بڑے جوش وخروش سے مقابلۂ شاہ مین آیا اور کئی سحر کیے متین جادو سحر شہپال کے روک رہی ہی جو سحر شہپال نے کیا متین نے اُسے دفع کر دیا نہر بر نے کئی مرتبہ پکار کر کہا کہ اے ملکۂ عالم تم تو دشمنی کر رہی ہو شہپال کا رنگ نہین جمنے دیتین مین ناچار ہو چلا ہون کمیاب سے تمھاری شکایت کرونگا مگر کمیاب جادو اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ چند طائر آکر کاندھے پر بیٹھے اور اپنی زبان مین یہ اشعار پڑھنے لگے

نظم

وصف دہن مین محو جو ذہن رسا ہوا — ہاتھ آیا دام فکر مین عنقا پھنسا ہوا
مرنے کے بعد پھر گیا منہ سوئے کوے یار — لاشے کو میرے رتبۂ قبلہ نما ہوا
یہ پست طالعی نے ملایا ہی خاک مین — سر سے کہین بلند مرا نقش پا ہوا
پرسان نہ ہوتا پھر کبھی بندونکے حال کا — صد شکر ہی بتون کا نہ عاشق خدا ہوا
بس کھلگئی صفائی کفِ دست یار کی — ظاہر جو پشت دست سے رنگِ حنا ہوا
عقل وحواس وہوش وہے تونے ای کریم — کیا کیا نہ تیری ذات سے مجھکو عطا ہوا
روتا ہوں راجہ غم مین جو حسن ملیح کے — دریاے شور کا مرا دل آشنا ہوا

کمیاب جادو نے جو یہ اشعار سنے زانوون پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو بی متین نہر بر کے سحر کو مٹا رہی ہین یہ کہکر اُٹھی اور چلی مگر چلتے وقت کہگئی کہ جا کر بی متین کو لاتی ہون ایسے مقام پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کر مرے دیکھون تو اُنکو کون رہا کرتا ہی

کمیاب اُسوقت پہونچی کہ بادشاہ نے شہپال کو بھی قتل کیا ہزبر جادو نے ناچار ہوکر طبل
بازگشت بجوایا اور رنجیدہ ہوکر کہا ای شہریار آج تو پلٹ جائیے کل آپ سے سمجھونگا بادشاہ پلٹے
متین جادو ہمراہ ہزبر پلٹی ہی مگر ہزبر شکایتین کرتا آتا ہی کہ ای ملکہ یہ جو چند ساحر مارے گئے
تمہاری تدبیر سے قتل ہوے متین نے کہا تم میرے روبرو ایسی باتین کرتے ہو ایسا نہو
کہ کمیاب کے سامنے بھی یہی بیان کرو ہزبر کہتا ہی ای ملکۂ عالم مین تو کمیاب سے نہ کہونگا
مگر کمیاب ہمہ دان و ہمہ گیر ہی وہ طائر اُسنے بنا رکھے ہین کہ ہر مقام کی خبر دیتے ہین انکو خود
معلوم ہوجائیگا یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا متین بھی کرسی پر بیٹھی ہو اور یہی بات
کہہ رہی ہو کہ کمیاب سے کوئی راز چھپ نہین سکتا ہی یہ ذکر تھا کہ زمین سے کمیاب نے
سر نکالا اور پکار کر آواز دی کہ ای متین مین نے سب حرکتین تمھاری دیکھین مجھکو معلوم
ہوا کہ تم درپے بربادی کے ہو مگر کچھ نہ ہوسکیگا وہ سحر کرون کہ لشکر شاہ انھین کا دشمن ہوجا
یہ کہتی ہوئی زمین سے نکلی متین نے کہا ای شہنشاہ سرحد کمیاب مجھکو کیا ضرورت تھی کہ
سحر ہزبر کا مثاتی طلسم کشا خود صاحب لوح ہین ہر وقت لوح کو ملاحظہ کرتے ہین ہزبر بھی
اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای ملکہ کمیاب متین کی کوئی خطا نہین میرے سحر نے کمی کی آج
تو انکو معاف کیجیے کل مین اُنکا خاتمہ کردونگا اگر طلسم کشا پر سحر تاثیر نہ کریگا تو فوجون کو
مٹا دونگا جب بادشاہ اکیلے رہجائینگے تو بآسانی گرفتار کرلونگا تب آپکو احوال
معلوم ہوگا کہ کیسا سحر کرتا ہون کمیاب تو خاموش ہوگئی اور رفعت اُتر گیا کہا ای ہزبر مین
جانتی ہون کہ تم متین پر عاشق ہو اور یہ عاشق شاہ ہو جو کچھ کرنا سمجھکر کرنا ہزبر نے
آنکھ سے اشارہ کیا کہ خاموش رہیے آپ تشریف لیجائیے مین سمجھ لونگا کمیاب تو چلی گئی
مگر ہزبر جادو متین کی خدمت کرنے لگا کبھی جام بھر کر دیتا ہی کبھی کہتا ہی کہ حضور نے
دیکھا کہ مین نے کمیاب کو کیسا سمجھا دیا کسطرح غصے مین آئی تھین متین نے کہا ہم جانتے
ہین بی کمیاب یہی چاہتی ہین کہ مجھکو ذلیل کرین لیکن مین اپنی جان دینے کو آمادہ ہون
ہزبر نے کہا کیا مجال کہ ملکہ کمیاب تمکو تکلیف پہونچائین مین کبھی شکایت نہ کرونگا
یہ کہکر ہزبر نے جام شراب لبریز کیا بیہوشی ملا کر ملکہ متین کو دیا متین نے بلا تکلف

پی لیا مگر جام پیتے ہی پسینے پسینے ہوگئی گھبرا کر کہا کیون ای نہر برابس جام مین کیا تھا کیا
انجام بد ہوا نہر بر نے پکار کر کہا ای ملکۂ عالم اب بھی خیر ہی کہ جو مجھکو قبول کیجیے ورنہ وہ
حال کرونگا کہ تڑپ تڑپ کر مروگی متین اُٹھی کہ نہر بر پر سحر کرون جام ہاتھ سے ٹوٹ گیا
ٹکڑا اگر گرین اور بیہوش ہوئین نہر بر جادو نے متین کی زبان مین سوزن دی اور
متین کو لیکر بھاگا آتے آتے قریب قلعے کے پہونچا کہ اُس قلعے کا حاکم مینوش شراب خوار
تھا اُسکے پاس آیا کہا کہ ای مینوش یہ معشوقہ ہی میری مگر برا سے چشم نمائی قید کرتا ہون
لہٰذا ہوشیار رہنا مینوش نے قید متین لیلی اور نہر بر کو رخصت کیا نہر بر پھر بارگاہ
مین آکر بیٹھا تعناے کار فیروزہ بن عمرو بصورت خدمتگار بارگاہ نہر بر مین آیا دیکھا
جابجا ذکر ہو رہا ہی کہ متین سے کوئی خطا نہ کی تھی نہین معلوم میان نہر بر اُسکو کہان
لے گئے فیروزہ نے ایک ساحر کو اشارے سے بُلایا اُس سے سب حال پوچھا
کہا بھائی مین تو باہر تھا مجھکو نہین معلوم ہوا کہ ملکہ متین پر کیا گذری اُس ساحر نے
بھی اتنا حال بیان کیا فیروزہ سنکر باہر نکلا چاہتا تھا کہ نہر بر سے دریافت کرون کہ
متین کو کہان قید کیا مگر وہان نہر بر جادو پاس مینوش کے قید متین کی چھوڑ کر
آیا مینوش متین پر عاشق ہوا قید خانے مین آکر سوال وصل کرنے لگا لیکن متین
کہ عاشق سعد شہریار ہی سر جھکاے بیٹھی رہی جب مینوش نے بہت منتین کین تب
متین نے جواب دیا کہ ای مینوش کیسے عاشق ہو کہ ہمین تکلیف مین دیکھ رہے ہو
اور رہا نہین کرتے ہو مینوش نے سوزن زبان سے نکال لی متین کی زبان سے
جو سوزن نکلی کہا او بے حیا کیا کہتا ہی مینوش گھبرایا کہ اب تو یہ اپنے اختیار مین ہوگئی
کیا تدبیر کرون سحر کرنے لگا مگر متین تڑپ کر بلند ہوئی ہر چند مینوش نے روکا مگر
متین نہ رکی آسمان پر آکر ایک مٹھا ماش کے دالون کا قلعے پر پھینکا ہزارون ساحر
جلکر خاک ہوے مینوش منتین کرتا ہوا آتا ہی کہ ای ملکۂ عالم مین بد نام ہو جاؤنگا
مگر متین نہین سنتی اُڑتی ہوئی جاتی ہی ادھر کمیاب اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ ایک
طائر نے آکر کچھ کان مین کہا کمیاب کانپنے لگی کہا لو صاحبو ستم ہوا ہمین نہر بر جادو کو

سمجھا آئی تھی جو کچھ کرنا سمجھ کر نا اس نالائق نے متین کو قلعہ مینوش مین قید کیا اسنے
وہان سے رہائی پائی اب اڑتی ہوئی جاتی ہو یہ کہکر چلی اسوقت پہونچی کہ متین سرحد
قلعہ سے نکل چکی ہو اور مینوش گھبرایا ہوا جاتا ہو پکارتا ہوا کہ ای ملکہ عالم مین بدنام
ہو جاؤنگا پلٹ آئیے متین نے آواز دی کہ او بے حیا اب مین خدمت سعد شہریار
مین جاؤنگی دیکھون تو کمیاب میرا کیا کرتی ہو کہ ایک آواز مہیب آئی کہ او متین تو
اب کہان جاتی ہو متین نے جو کمیاب کو دیکھا گھبرا گئی چاہا نکلجاؤن مگر کمیاب بلاے
روزگار ہو ایک موے سر توڑ کر جھٹکا دیا کہ زنجیر جاکر گلے مین متین کے پڑ گئی کمیاب
نے کھینچ لیا اور بہت غصے سے کہا کہ کیون ای متین تمنے ہمارا پاس نہ کیا او مسلمانون
کی شریک ہوئین مین تمھین زندہ نہ جانے دونگی متین کی زبان مین سوزن دی اور
کھینچتی ہوئی لے چلی تھوڑی دور چلی تھی کہ آواز آئی کہ ای بندی خاص ذرا ادھر خیال
کرو زیادہ بدعت نہ کرو کمیاب نے سر اٹھا کر دیکھا کہ جمشید ثانی ایک نخل کے نیچے
کھڑا ہوا پکار رہا ہو کہ ای کمیاب جلد میرے پاس آؤ کمیاب نے جو اپنے خداوند کو
دیکھا کچھ خیال نہ کیا اور آسمان سے اتر آئی جمشید نے متین کی پشت پر ہاتھ پھیرا
اور کچھ زبان سے کہا متین سمجھ گئی کہ فیروزہ بن عمرو ہین اشارہ کیا کہ مجھکو کیون
قید کیا ہو مجھکو رہا کیجیے کہ مین جاکر سعد کا سر لاؤن کمیاب خوش ہو گئی کہ قدرت نے
کیا خوب تقدیر کی ہو متین کی زبان سے سوزن نکال لی اور کہا او زہرہ زادی
جاکر شاہ سے جنگ کرو متین جادو اڑتی ہوئی روانہ ہو گئی لیکن یہان وہ وقت
ہو کہ نہر بر جادو طبل جنگی بجوا کر آیا ہو میدان مین للکار رہا ہو سعد کا ارادہ ہو کہ مین
میدان مین نکلون کہ آسمان پر برق چمکی اور آواز آئی کہ ای نہر بر جادو کہین کتائین
آئی ہین ہم متین جادو یہ کہکر ہاتھ چمکایا ایک برق گری کہ نہر بر کے دو ٹکڑے ہوے
اور چند دانے ماش کے پھینکے کہ ہمراہیان نہر بر جلنے لگے کئی ہزار آدمی جلے آخر لاش
نہر بر کا اٹھا لیا اور سامنے سے بھاگے بادشاہ نے آکر خیمے وغیرہ لوٹ لیے خزانہ
لدوا کر لائے مگر متین جادو شرمائی ہوئی سامنے سعد کے آئی کہا شہریار آپ کے

اقبال سے رہا ہوئی اور آپ تک پہونچی اب چاہتی ہون کہ خدمت مین رہون آپکے
عیار نے کیا کیا احسان کیے ہین بادشاہ نے متین کا ہاتھ تھام لیا متین نے کہا اب
سرکار کا کیا ارادہ ہو بادشاہ نے فرمایا اے متین یہی چاہتا ہون کہ تا بہ کمیاب پہونچ جاؤن
اور اِس مرحلے کو فتح کرون اور جمشید ثانی پر لشکر کشی ہو یہ بھی خبر سُن چکا ہون کہ لشکر
بیشمار جمع ہوا ہو مگر حافظ حقیقی مالک ہو وہی نگہبانی کریگا اور تمہارے بھائی بھتیجے سب
آینگے جو آئیگا اِس شان و شوکت سے پہونچیگا کہ جمشید بھی عاجز ہو متین نے کہا آج
شب کو باغ ہمیشہ بہار مین جلسہ ہوگا مین وہان حضور کو لیجاؤنگی اگر حضور کا پنجہ قابل
ہو تو کمیاب کو قتل کیجیے اگر حضور نے کمیاب کو مار لیا تو مرحلۂ ہفتم کا خاتمہ ہو بادشاہ
نے فرمایا اے متین مین ضرور چلونگا بادشاہ بارگاہ مین آئے سب سردار جمع ہوے
محفل عیش آراستہ ہوئی شب بھر جلسہ رہا صبح کو متین نے کہا اے شہریار تشریف لے چلیے
دن بھر مین راستہ طے ہوگا شام کو قریب باغ ہمیشہ بہار پہونچیےگا بادشاہ نے لوح
کو دیکھا اُسمین بھی یہی نوشتہ پایا کہ ہمراہ متین باغ ہمیشہ بہار مین جاؤ اگر کمیاب کو
مار لیا تو مرحلۂ ہفتم بھی فتح ہوا بادشاہ جمجاہ اپنے مقام سے اُٹھے ہمراہ متین کے چلے
لشکر سے نکلے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا فیروزہ بن عمرو جست و خیز کرتا ہوا
آتا ہو بادشاہ کو جو دیکھا برائے تسلیم خم ہوا عرض کی حضور کہان جاتے ہین بادشاہ
نے فرمایا اِرادہ ہو کہ باغ ہمیشہ بہار مین جاؤن فیروزہ نے عرض کی کہ حضور نے
لوح کو ملاحظہ کر لیا بادشاہ نے فرمایا جو متین نے کہا وہی نوشتہ بھی نکلا مجھکو خود
خیال تھا کہ ایسا نہ ہو کام نہ نکلے کمیاب کسی بات مین عاجز نہین ہو چھ مرحلے شکست دیے
لیکن مرحلۂ کمیاب پر کئی مہینے سے جنگ کر رہا ہون نہین معلوم صاحبقران زمان
وغیرہ کہان ہین فیروزہ نے کہا جس وقت آپ لشکر کشی کرینگے مین سب کو خبر دونگا
غرض بادشاہ جمجاہ ہمراہ متین جادو روانہ ہوے راہ مین ایک قریہ ملا کہ وہان بڑا
ہنگامہ تھا بادشاہ نے فرمایا اے متین ذرا یہان بھی دیکھ لین کہ کیا معرکہ ہو یہ فرماکر
قریے مین آئے دیکھا ایک اکھاڑا گڑھا ہوا ہو ایک پہلوان دیو خصال جست و خیز

کر رہا ہو گرز ہاتھ مین لیے ہوے کہہ رہا ہو کوئی ایسا ہو کہ ایک ضرب مین سلاخ آہن کو پیوند
زمین کرے یہ گرز ہمین سے لے منم سماق عمو وزن سالہا سال مین یہ کمال پیدا کیا ہو کہ
ایک ضرب گرز مین میخ آہن پیوند زمین کرتا ہون بادشاہ کو اِسکی یاوہ گوئی بہت ناگوار
ہوئی فرمایا ای سماق گرز اپنا ہمین دو ہم میخ آہن پیوند زمین کرین تم آگے بڑھ لیا سماق نے
جو دیکھا کہ ایک جوان حسین وجمیل جو موتیون کے مالے پہنے ہوے کنٹھے یاقوت احمر کے
گلے مین سماق نے کہا اگر یہ میخ آہن پیوند زمین نہ ہووےگی تو سب اسباب آپ کا اُتار لیا
جائیگا بادشاہ نے قبول کیا اور گرز ہاتھ سے سماق کے لیا میخ آہن جو زمین مین نصب
تھی بسم اللہ کہکر گرز لگایا وہ میخ آہن اِسقدر پیوند زمین ہوئی کہ نشان نہ معلوم ہوتا تھا
سماق حیران ہوا کہا مجھسے مقابلہ کیجیے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ یہ فرماکر اکھاڑے مین
داخل ہوے سماق سے کشتی ہونے لگی بادشاہ نے شروع سے سماق کو رگید لیا جب پکڑ لاے
دو چار گھسّے مارے کہ پیشانی سماق کی غربال ہوگئی لباس پارہ ہوا تب سر سے اونچا کر
بادشاہ نے سماق کو اُٹھا لیا چاہا زمین پر پھینکون سماق نے آواز دی کہ مین غلامی
اختیار کرتا ہون بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا سماق قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی
کہ مین امیدوار ہون کہ نام نامی سے آگاہ ہون بادشاہ نے فرمایا ای سماق ذکر سنا ہوگا
کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران ہین مین اُنکے فرزند کا فرزند ہون اور لشکر اسلام
کا بادشاہ ہون براے فتح طلسم نوخیز جمشیدی آیا ہون یہ حال سنکر سماق قدمون سے
لپٹ گیا کہا تقدیر غلام کی کہ حضور سے مشرف ہوا اب کہان جائیے گا بادشاہ نے فرمایا
باغ ہمیشہ بہار مین جاؤنگا فکر مین کمیاب کی ہون سماق نے عرض کی حضور تشریف
لے چلین در باغ پہ میرا پہرا ہوگا نامہ کمیاب کا میرے پاس آچکا ہے مین آپ کو اندر
پہونچا دونگا بادشاہ ہمراہ سماق کو ساتھ لیکر چلے سماق نے کہا پہلے غلام کو جانے دیجیے
بعد اِسکے آپ تشریف لائیے بادشاہ ٹھہر گئے سماق روانہ ہوا جب قریب باغ ہمیشہ بہار
پہونچا تو ملازمان کمیاب سماق کو ڈھونڈھ رہے تھے جیسے ہی سماق کو دیکھا کہا اے پہلوان
دوڑان چلکر پہرے پر بیٹھو سب تاجدار و ساحران غدار جمع ہین پئے تمھارے حکم کے

کوئی جا نہین سکتا سماق جاکر پہرے پر بیٹھا اور تاجداروں کو حکم دیا تاجدار اندر جائینگے
کہ سامنے سے کمیاب آئی کہا او سماق آج کا دن عجب ملال کا ہو کتاب مین تو لکھا ہو کہ طلسم کشا
ضرور آئیگا مگر تم ایسا پہلوان پہرے پر ہو تو غیر شخص کیونکر آسکتا ہو سماق نے کہا کیا مجال کہ
کوئی غیر آجائے کمیاب خوب تاکید کر کے محفل مین جا بیٹھی سب تاجدار جمع ہین ہر ایک کی
زبان پر یہی ذکر ہو کہ ای کمیاب اگر طلسم کشا آگئے تو کیا تدبیر ہوگی کمیاب کہتی ہو اگر بادشاہ
آگئے تو فوجین جمع ہین بلوہ کر کے گرفتار کرلونگی اور جو میرا سحر چلگیا تو اسطرح گرفتار کردون
کہ تم لوگ حیران ہو جاؤ مین نے وہ تدبیر کی ہو کہ تم لوگ سُنکر پسند کروگے اگر مجھکو ثابت
ہو جائے کہ طلسم کشا آگئے تو مین انتظام کرلونگی لیکن سماق دروازے پر باغ کے بیٹھا ہو
جو تاجدار آیا اُسنے اُسکی تعظیم کی پہچان لیا نام پوچھا حکم دیا کہ اندر جاؤ اندر باغ کے فرش
بچھا ہو کمیاب مسند پر بیٹھی ہو جو آتا ہو اُسکو بنگاہ غور دیکھ لیتی ہو اور دمبدم کہتی جاتی ہو کہ
تحریر کتابدار کو آج کیون دیر ہوئی ناگاہ ایک تخت آسمان سے ظاہر ہوا ایک شخص ضعیف
باریش سفید عمامہ سر پر باندھے ہوے ایک کتاب بڑی موٹی بغل مین دبی ہوئی آکر پہنچا
اول کمیاب اپنے مقام سے اُٹھی سب اہل صحبت کھڑے ہو گئے سب نے اُس سے مصافحہ
کیا تحریر کتابدار جس سے مصافحہ کرتا ہو اُسکو بغور دیکھکر کہتا جاتا ہو کہ آپ کا نام نامی کیا ہو
کسی تاجدار نے نام اپنا یاقوت تاجدار بتایا کسی نے نام اپنا الماس تاجدار بتایا کوئی
نیلم تاجدار ایک ہندو مہاجن لالہ چینی لال تھے مگر کمیاب کہتی ہو ای تحریر کتابدار ابتک
تو طلسم کشا کا پتہ نہین اور کتاب سامری مین صاف صاف لکھا ہو کہ طلسم کشا ضرور تشریف
لائینگے کمیاب نے کہا او تحریر بالائے مہر جاؤ تحریر سامری کا کچھ اعتبار نہین قلم ہاتھ
مین تھا جو ذہن مین آیا وہ لکھ دیا دروازے پر باغ کے وہ نگہبان ہو کہ جس سے رُستم و
اسفندیار بھی مقابلہ نہین کرسکتے اگر طلسم کشا آیا تو سماق عمود زن پسلیان توڑ ڈالیگا
اور اگر باغ مین آگئے تو تم لوگ موجود ہو مین آفت برپا کرونگی لالہ پنالال نے مجھکو
خبر دی تھی کہ سماق زیر ہوا سراسر غلط ہو اگر وہ زیر ہوتا تو برائے نگہبانی نہ آتا مگر یہان
سماق عمود زن نے خبر سُنی کہ تحریر کتابدار آگیا مہر پر بیٹھا ہو ابھی وعظ شروع نہین کی

سماق گھبرا رہا ہی کہ وقت شام آگیا اور بادشاہ جمجاہ ابھی تک تشریف نہین لائے ایسا نہو کہ راستہ بھول جائین اگر نہ تشریف لائے تو باعث خرابی ہی کہ سامنے سے دیکھا آگے آگے بادشاہ عالیجاہ ایک طرف متین جادو دوسری طرف فیروزہ بن عمرو بادشاہ کو دیکھکر سماق کھڑا ہو گیا جھک کر سلام کیا عرض کی کہ حضور نے کہان دیر لگائی تشریف لے چلیے بادشاہ جمجاہ داخل باغ ہوئے متین و فیروزہ بھی ساتھ ہین سماق بھی ہمراہ ہوا چند شاگرد سماق کے جو ساتھ آئے تھے ایک کو اپنے مقام پر بٹھا دیا اور دس شاگرد ساتھ لیے سونٹے سب کے ہاتھون مین پشت پر بادشاہ کی مگر بادشاہ اُسوقت محفل مین آئے کہ تحریر کتابدار ممبر پر اور سامنے طائفہ گائن کا حاضر ہی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

شب وصلت جو ہین پچھلے پہر تدبیر ہوتی ہی	موذن کی صدا حق مین ہمارے تیر ہوتی ہی
جو بہر فاتحہ آتا ہی وہ گور غریبان پر	تو اُٹھ اُٹھ کر ہماری خاک دامنگیر ہوتی ہی
خفا ہوکے مریجانب سے کیون منہ پھیر لیتے ہو	سوا بوسے کے مجھسے کون سی تقصیر ہوتی ہی
مرے پُر درد نالے سنکے پتھر تک پگھلتے ہین	مگر دل پر بتون کے کچھ نہین تاثیر ہوتی ہی
قلم کرتا ہی سرکس جرم پر تو شمع محفل کا	خطا سرزد یہ تجھسے ناحق ای گلگیر ہوتی ہی
بناتے ہین ادھر اک میکدہ ہم رند ای سطوت	ادھر زاہد مین مسجد اگر تعمیر ہوتی ہی

تحریر کتابدار نے چاہا کہ کچھ شروع کرون دل کانپنے لگا زبان مین لکنت دل مین حیرت رنگ گیا کمیاب نے پکار کر کہا کہ ای تحریر سب تمہاری آواز کے مشتاق ہین جانتے ہو کہ بعد سال بھر کے یہان جلسہ ہوتا ہی یہ وہ باغ ہی کہ جہان سامری رہتے تھے اور سامرن پھرا کرتی تھین اکثر درختون کے سایے مین سامری و سامرن سے رمز و کنایے ہوا کرتے تھے تحریر نے سنکر جواب دیا کہ ای ملکۂ عالم میرا برا حال ہی کتاب ہاتھ مین ہی مگر ورق تک پڑھا نہین جاتا مین تو جانتا ہون کہ طلسم کشا آگیا اُنھین کے آنیکی یہ ہیبت ہو دیکھو تو میرے منہ سے لفظ نہین نکلتا کہ بادشاہ نے بڑھکر نعرہ کیا اور متین نے سحر کیا فیروزہ نے حقہ ہاے آتشبازی مارے سماق نے بڑھکر ممبر کو اُٹھا لیا تحریر کو واقعہ کیا کہ بھاگ جاؤن کہ سماق نے وہی ممبر اُٹھا کر پھینک مارا کہ تحریر کتابدار کی ہڈیان

ٹوٹ گئیں اور نعرہ شاہ کی صدا بلند ہوئی شاہ کی صدا سے دیواریں کانپنے لگیں طائر جو قفس
میں بند تھے قفس توڑ توڑ کر نکلے اور آوازیں دیتے تھے کہ ای کمیاب تجربہ کتابدار تو
مارا گیا تم اپنی جان بچاؤ ایسا نہ ہو کہ تم بھی قتل ہو جاؤ تو ہماری قدر کون کریگا ہماری
زندگی کا ثمرہ تمھارے دم سے ہی بہار اس باغ کی تمھارے قدم سے ہی کمیاب غلغلہ
کر رہی ہی کہ ای ساحران نامی وای بندگان خداوند گرامی طلسم کشا کو کمبیز نو بہر سحر کرتی ہی
تو سماق و فیروزہ ڈرتے ڈرتے ختم جاتے ہیں اسی سبب سے کہ سحر پالذین تھام لیتا ہی
فیروزہ آواز دیتا ہی کہ شہریار غلام کو بچائیے سحر نے ہمکو روکا ہی بادشاہ لوح کو چمکا دیجے
ہیں لیکن متین نے سحر کرکے کئی ہزار ساحروں کو مارا سرداروں کے سر جا بجا پڑے
ہوئے تڑپ رہے ہیں مگر بادشاہ اکبر نے سماق و فیروزہ پہ لوح چمکا کر ایک مادیان
گھوڑی تھی اسپر سوار ہوئے اور نعرہ شیرانہ بآواز بلند کیا نعرہ سعد شہریار

منم شاہ شاہان فریدون حشم
تجلی دہ بزم اسلامیان

بہار گلستان کاؤس و جسم
نہال گلستان صاحبقران

اسطرح شاہ نے نعرہ کیا کہ درخت جڑ سے اکھڑ گئے اور طائر ہوا سے تھرتھرا کر گرے
کہ جانوروں کے سر پھٹ گئے جام شراب الٹ گئے کمیاب نے قصد کیا کہ نکلجاؤن
مگر تاجداروں نے بڑھکر کمیاب کو روکا کہا ای ملکہ عالم آپکی وجہ سے سب لڑ رہے ہیں
مگر سماق کو دیکھیے کہ کتابدار کو مارا اور کس زور و شور سے لڑ رہا ہی اور ربی متین
تو عاشق صادق ہیں آگ برسا دی ہی عیار نے ہزاروں کو جلا دیا یہ ہنگامے ہو رہے
ہیں کہ آسمان پر نعرہ ہوا کہ ای کمیاب منم فیلان جنگی تیرے لینے کو آیا ہوں دیکھا
سب نے ایک مست ہاتھی چوب آہنی سونڈ میں دبی ہوئی آکر پہونچا اور زمین پر
قایم ہوا طرف کمیاب کے چلا کمیاب نے جو دیکھا کہ فیل مست میری جانب آتا ہی
اور اشارے کر رہا ہی کہ مجہپر سوار ہو تو میں نکال لے چلوں کمیاب جست کرکے فیل
کی پشت پر آئی فیل نے چاہا بڑھوں کہ سعد بن قباد نے مادیان کو بڑھایا مادیان
فیل کو دیکھکر بے لگامی کرنے لگی بادشاہ پشت مادیان پر سے کود پڑے اور طرف فیل کے

چلے فیل نے جو دیکھا کہ شاہ قریب آگئے بھسونڈ اُٹھا کر مارا بادشاہ نے سونڈ اُسکی پکڑ کر لوح کا عکس ڈالا عکس جو پڑا ہاتھی چیخین مارنے لگا اور مثل انسان کے کہتا تھا کہ اے طلسم کشا مجھکو چھوڑ دے کمیاب حیران ہے کہ یہ کیا معرکہ ہے تھوڑے ہی عرصے مین اُس فیل کے سر سے آگ پیدا ہوئی آخر کمیاب پشت پر سے کود پڑی طلسم کشا نے چاہا کمیاب کو قتل کرون کہ زمین شق ہوئی ایک عقاب پیدا ہوا کمیاب عقاب پر سوار ہوئی عقاب اُڑتا ہوا کمیاب کو لے چلا متین نے پکار کر کہا بھی کہ اے شہریار کمیاب جاتی ہے طلسم کشا نے کئی تیر مارے مگر عقاب کمیاب کو لیکر نکلگیا تمام ساحر کچھ قتل ہوے کچھ بھاگ گئے تھوڑے عرصے مین باغ مین سناٹا ہوگیا لاشین ساحرون کی جا بجا پڑی ہین نخل سب خشک ہوگئے وہ جانور جو قفس مین سب بند تھے قفس توڑ کر نکل گئے بادشاہ جہاہ متین و سماق و فیروزہ کو ساتھ لیے ہوے باغ سے نکلے متین نے کہا اب کمیاب کا ملنا دشوار ہے جیسے ہی ہاتھی چلا تھا اگر حضور کوشش کرتے تو کیا عجب تھا کہ کمیاب دستیاب ہوجاتی اب کمیاب کسی جلسے مین نہ جائیگی اور وہ اپنے کو مخفی کریگی اب حضور لوح ملاحظہ فرماوین میری واقف کاری کا تو خاتمہ ہوگیا بادشاہ آگے بڑھکر کھڑے ہوکے متین سماق سے باتین کر رہی تھی کہ زمین سے دھوان نکلا بادشاہ لوح کو ملاحظہ فرماتے تھے کہ متین نے آواز دی کہ کنیز کو بچائیے بادشاہ طرف متین کے چلے تھے کہ سماق نے آواز دی کہ غلام کو بچائیے بادشاہ طرف سماق کے چلے کہ اُس دھوئین نے متین کو بلند کیا بادشاہ نے دیکھا کہ متین و سماق کی گردنون مین زنجیرین پڑین اور بلند ہوگئے بادشاہ ناچار ہو کر لوح کو ملاحظہ فرمانے لگے لوح مین حکم نکلا کہ اگر متین و سماق غائب ہون تو اے طلسم کشا پریشان نہ ہو آتشبار جادو متین و سماق کو لیگئی لہٰذا سامنے جائیے ایک صحرا ویران ملیگا اُسمین ایک گنبد ہے اُس گنبد مین دونون رفیق آپ کے قید ہین اُنکو جا کر رہا کیجیے بادشاہ نے فیروزہ کو رخصت کیا کہا اے فیروزہ تم لشکر مین چلو انشاء اللہ ہم بھی آتے ہین فیروزہ کو یہ منظور نہین کہ شہریار کا ساتھ چھوڑے مگر بموجب ارشاد ایک نخل کی آڑ پکڑ کر بیٹھا کہ باغ سے رونیکی آواز آئی کہ کوئی شخص

بلک بلک کر رو رہا ہے اور یہ آواز دیتا ہے نظم

پھر دل میں کرکے سیر دل داغدار دیکھ ۔۔۔ ای جان خانہ باغ کی آکر بہار دیکھ
مین کیا دہان گور تلک بول اٹھے ابھی ۔۔۔ تربت پہ میری آکے ذرا تو پکار دیکھ
بعد فنا بھی وا رہین آنکھیں نہ آیا تو ۔۔۔ وعدہ خلافی اپنی مرا انتظار دیکھ
تو تیغ تیز کھینچے ہی مین سر جھکائے ہوں ۔۔۔ اپنے ستم کو دیکھ مرا انکسار دیکھ
درپا ہوئے ہین جان کے ایمان تو لیچکے ۔۔۔ بت کرتے ہین ستم مرے پروردگار دیکھ
کوتاہ عمر ہو گئی اور یہ نہ کم ہوئی ۔۔۔ ای جان آکے طول شب انتظار دیکھ
بجلی گرائی غیر پہ رو برائے فلق ۔۔۔ تاثیر آہ گرم دل بیقرار دیکھ

فیروزہ نے جو یہ آواز سنی خیال کیا کہ باغ مین کوئی رو رہا ہے ایک ساحر کی شکل بنکے باغ مین آیا دیکھا جس مقام پر لاشہ تحریر کتابدار کا پڑا ہے ایک ساحر سیاہ فام بدانجام لاش پر تحریر کی رو رہا ہے فیروزہ نے پکارکر آواز دی ای بھائی کیون اسقدر روتے ہو صبر کرو قدرت کو تحریر پسند آئے تحریر کی تقدیر مین یہی تحریر تھا کہ اس باغ مین مارے جائین دیکھو کمیاب کسطرح نکل گئی طلسم کشا نے لاکھ جستجو کی مگر نہ روک سکے یہ کہتا ہوا قریب آیا اس ساحر نے کہا بھائی مین نے تمکو نہین پہچانا فیروزہ نے قریب آکر کہا ای بھائی اسوقت تمھارے ہوش درست نہین ہین مین ہون سکان جادو ہر وقت تحریر کی صحبت مین رہتا تھا آج برسون کا ساتھ چھوٹا اس جادوگر نے کہا ای سکان سنو لکات جادو ہمیشہ تحریر کا ساتھ رہا آج اسکے مارے جانے سے تنہا ہو گئے دیکھیے انجام کیا ہو فیروزہ نے جام میت پانی بھرکر پڑیا بیہوشی کی اسمین ڈالدی کہا لو بھائی پانی پی لو کہ طبیعت ٹھہرے لکات نے وہ پانی پیا پیتے ہی گھبرایا کہتا تھا ای سکان دل میرا گھبرا رہا ہے آنکھون کے نیچے اندھیرا ہے لشکر غم والم نے گھیرا ہے فیروزہ نے کہا اٹھو کر ٹہلو لکات جادو اٹھا بیہوشی نے تمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا فیروزہ نے لکات کا سر کاٹ لیا مرتے ہی لکات کے زمین سے ایک ساحر پیدا ہوا اسنے نکلتے ہی فیروزہ کو پکڑ لیا گرفتار کرکے لے چلا ہر چند فیروزہ عذر کرتا ہے کہ مین ہمراہیان تحریر سے ہون

مجھکو کیون گرفتار کرتے ہو مگر اُس ساحر نے نہ سنا اور فیروزہ کو لاکر ایک گنبد مین قید کیا
جہان بڑا اندھیرا تھا فیروزہ ایک گوشے مین پڑا ہے تاریکی سے دم خفا چہار جانب نگاہ
اٹھا کر دیکھتا ہی کچھ معلوم نہین ہوتا بعد عرصے کے جو نگاہ قایم ہوئی تو دیکھا کہ متین و
سماق پہلوان ایک طرف قید ہین فیروزہ نے پکار کر کہا اے متین و سماق ہم بھی تمھارے
پاس آگئے متین نے اشارہ کیا کہ کشش جادو نے تمکو گرفتار کرلایا ہی مگر یقین ہی کہ شہریار
یہان ضرور آوین یہ ذکر تھا کہ دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا ایک ساحرہ ایک خوان مین
کچھ روٹیان تین آبخورے پانی کے لیکر آئی تینون کے آگے رکھدیے کہا اے قیدیو
کھاؤ تمھارے حال پر ملکہ کو رحم آیا مجھکو حکم دیا کہ قیدیون کو کھانا پہونچا دو ورنہ بھوکے
پیاسے مرینگے فیروزہ نے پوچھا ملکہ کون ہین ہمسے مفصل حال بتاؤ کہ اُنکا نام لیکر دعا دیتے
رہین اُس ساحرہ نے کہا سامنے گنبد کے باغ ہی کہ اُسکو باغ گلرنگ کہتے ہین ہماری
ملکہ گلرنگ اُس باغ مین تشریف رکھتی ہین یہان کا قیدی کبھی رہائی نہین پاتا ملکہ کو جو
خبر معلوم ہوتی ہی کہ فلان شخص یہان آکر قید ہوا تو اُسکو کھانا بھجوا دیتی ہین اسوقت
بیٹھے بیٹھے ارشاد فرمایا کہ اے دفتر جادو کشش جادو نے تین ملازم طلسم کشا کے پکڑے
ہین اُنکو قید کر گیا ہی لہذا اُنکو کھانا پہونچا دو تو مین کھانا لیکر آئی ورنہ یہان کے
قیدی کا آب و دانہ بند رہتا ہی فیروزہ نے ہر چند فقرہ دیا کہ اے دفتر بیٹھ جاؤ مین
کچھ باتین کرونگا مگر دفتر نے کہا مین ملکہ کے حکم کی پابند ہون مین نہ ٹھہرونگی یہ کہکر چلی
گئی ان لوگون نے کھانا کھایا مگر سعد بن قباد جب لوح طلسمی کو دیکھکر چلے اور قریب
اُس باغ کے پہونچے ملکہ گلرنگ بالاے بام بیٹھی تھی اپنے بام سے دیکھا کہ ایک
جوان آفتاب جمال در باغ پر آکر ٹھہرا ہی کنیزون سے کہا ذرا جاکر دریافت تو کرو
کہ یہ کون شخص ہی کیا امید رکھتا ہی دو کنیزین بام سے اُترین قریب شاہ کے آئین اور
جھک کر سلام کیا جاہ و جلال دیکھکر حیران تھین بات نہ کرسکتی تھین بادشاہ نے پوچھا
نیکبختو تم کون ہو کنیزون نے کہا ہماری ملکہ پوچھتی ہین کہ آپ کا نام نامی کیا ہی سعد نے
فرمایا سرکوب جمشید ثانی فتاح طلسم نوخیز جمشیدی کنیزین یہ سنکر بھاگ گئین آکے

گلرنگ سے کہا کہ حضور جنکا ذکر کرتی تھین وہی تشریف لائے ہین نام سعد شہریار ہے گلرنگ
گلرنگ اپنے مقام سے اٹھی دربار خیمہ پر آئی بادشاہ کو سلام کیا عرض کی کہ اندر تشریف
لائیے گھڑی دو گھڑی بیٹھیے مشتاق کو سرفراز کیجیے پھر آپ کو اختیار ہے بادشاہ نے فرمایا
مین گنبد تاریک مین جاتا ہون میرے رفیق وہان قید ہین ملکہ نے کہا آپ تشریف لائے
ہین مین آپ کے قیدیون کو بلوا دونگی بادشاہ یہ مژدہ سنکر ساتھ گلرنگ کے باغ مین آئے
دیکھا باغ سرسبز وشاداب ہر نخل لاجواب ہر روشون پر سرخی کٹی ہوئی سب چمن ہرے بھرے
ہر جانب پھولون کی مہک ہوا کی سنک طائرون کے چہکارے بادشاہ ہمراہ گلرنگ
کے وسط باغ مین آکر بیٹھے گلرنگ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے گلابیان شراب
کی کشتیان کباب کی پیش کین اور سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین **نظم**

میرا نامہ اثر کے حال شوق تشہیر ہوگیا   گر نہین قاصد نہ ہو نامہ کبوتر ہوگیا
جب اُڑے اپنے منہ سے پھونک کر اُس خط نے   جان اُٹھین آگئی ہر پر کبوتر ہوگیا
ہے یہ بیضا نہین ہے ہاتھ مین جام بلور   معجزہ ہاتھ آگیا ساقی پیمبر ہوگیا
اے بہار عمر آخر ہوگیا وقت خزان   یہ بھی جلسہ گلشن عالم کا دم بھر ہوگیا
قطرۂ مے کی طرح آنسو نکل آئے مرے   دل بھر آیا ساقیا خالی جو ساغر ہوگیا
ملگئے سب خاک مین کیسے کو و دینے لیے   کوئی دارا ہوگیا کوئی سکندر ہوگیا
آفتاب حشر کا اب اے متین کچھ ڈر نہین   سر پہ میرے سایۂ ساقی کوثر ہوگیا

بادشاہ جوش مین بیٹھے ہین کہ ایک نازنین نے جام دیا بادشاہ نے مذہب کی تکرار
کی گلرنگ نے کہا اے شہریار مین کئی دن سے آپ کا ذکر کر رہی ہون یہی چاہتی تھی
کہ صورت زیبا دیکھون مین اطاعت اسلام کر چکی ہون مجھکو نام جمشید سے نفرت ہے
اپنے دل مین یہ سوچی کہ اگر جمشید کچھ اختیار رکھتا ہوتا تو بھاگ کر کیون گیا معلوم
ہوا کہ بے اختیار ہے پس مین نے اطاعت کی بادشاہ نے جام نوش کیا اور فرمایا کہ اے
ملکہ گلرنگ تمنے وعدہ کیا تھا کہ آپ کے قیدیون کو بلوا دونگی لہذا وعدہ اپنا پورا
کیجیے ملکہ نے ایک کنیز کو اشارہ کیا کہ تینون قیدیون کو لے آؤ کنیز روانہ ہوئی خانہ

فرمایا قیدی دو ہین تیسرا کون ہی ملکہ نے کہا کہ آپ کا عیار بھی آکر قید ہوا ہی بادشاہ جہاد کو بڑا افسوس ہوا اور فرمایا کہ ای ملکہ عالم مین اپنے عیار کو یہ آرام چھوڑ کر آیا تھا ملکہ نے کہا اُسنے باغ مین ایک ساحر کو مارا دفتر کشا پہونچ گیا اُسکو گرفتار کر لیا کنیز تو اُسطرف چلی بادشاہ کے قریب گلرنگ بیٹھی ہوئی ہی کنیز گنبد تاریک مین پہونچی سماق وسنین وفیروزہ کو رہا کر کے لائی یہ تینون بھی آکر بیٹھے شہ یک صحبت شاہ ہوے مگر رنگ روے ملکہ اُڑا ہوا ہی خاموش بیٹھی ہی کہ آسمان پہ سناٹا ہوا دفتر کشا آکر پہونچا اپنے ہمقیدیونکو صحبت ملکہ مین دیکھا نعرہ کیا کہ ای گلرنگ یہ کیا حرکت کی کہ قیدیون کو قیدخانے سے بلوا لیا اور بادشاہ پر جو نگاہ پڑی جھلا کر کہا کیون ای ملکہ عالم تمنے یہ کیا غضب کیا کہ دشمن خداوند کو اپنے باغ مین جگہ دی ملکہ گلرنگ منتین کرنے لگی کہتی تھی ای دفتر کشا کچھ مروت بھی شرط ہی مگر دفتر کشا کا غصہ دمبدم زیادہ ہوتا جاتا تھا کلمات سخت کہنے لگا جھلاتا ہوا زمین پر آیا چاہتا تھا ملکہ کے بال پکڑ لیوے سعد نے نعرہ کیا کہ او بے حیا وہ تو منت کرتی ہی اور تو ظلم کرتا ہی دفتر کشا نے کہا مین تمکو چھوڑونگا قصد کیا کہ بادشاہ کی گردن پکڑ لیوے بادشاہ نے کلائی اسکی تھام لی کہ دفتر کشا چیخنے لگا اور کہتا تھا کہ میری زندگی پر حرف آتا ہی عبارت تحریر تقدیر مٹی جاتی ہی مگر بادشاہ نے کلائی تھام کر ایک تمانچہ مارا کہ دفتر کشا کا سر اُڑ گیا مرنا دفتر کشا کا کہ ملکہ نے گھبرا کر کہا ای شہریار آپنے غضب کیا یہ گنبد تاریک کا حاکم ہی اسکے مرنے سے آفت برپا ہوگی بادشاہ نے فرمایا تمھارے ساتھ گستاخی کرتا تھا تمنے نہ دیکھا گیا اُس گستاخی کا یہ انجام ہوا کہ مارا گیا اور جو کوئی آئیگا سمجھا جائیگا ملکہ نے کہا اور ساحر جو متعلقین گنبد تاریک باقی ہین وہ ضرور آئینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا اے گلرنگ تونے بڑا ستم کیا کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر مین جگہ دی اور ہمارے افسر کو قتل کرا دیا اب ہم تجھے کیا زندہ چھوڑینگے یہ کہکر آواز دی کہ ای نگہبانان باغ اِن گناہگارون کو گھیر لو کئی ہزار ساحر گوشہ باغ سے پیدا ہوے جب بادشاہ نے دیکھا کہ ساحرون نے چہار طرف سے بلوہ کیا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ سعد شہریار

منم شاہ شاہان فریدون حشم
تجلی دہ بزم اسلامیان
بہار گلستان کاؤس و جم
نہال گلستان صاحبقران

بادشاہ نعرہ کر کے لڑنے لگے ملکہ متین جادو بھی سحر کر رہی ہی فیروزہ نے حقہ ہاے آتشبازی مارے بادشاہ لڑتے ہوے سامنے افسر کے پہونچے اسکا نام کشش جادو ہی بادشاہ پر کئی سحر کیے مگر بادشاہ نے لوح طلسمی کو چمکایا سحر اُسکا باطل ہوا آخر اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر ہاتھ مار دیا کشش جادو کے دو ٹکڑے ہوے افسر جو مارا گیا سب ساحر خوف کھا کر بھاگنے لگے تھوڑے عرصے مین وہ باغ ساحرون سے خالی ہو گیا بادشاہ بہ فتح و فیروزی پلٹے ملکہ گلرنگ نہایت خوش ہو کہتی ہی ای شہریار مجھے یہ امید نہ تھی کہ آپ اِن ساحرون پر غالب ہونگے بادشاہ نے فرمایا ای ملکہ جب سے اِس طلسم مین آیا ہون ایسے ایسے معرکے بہت پڑے اور انشاء اللہ معرکۂ عظیم باقی ہی جسدن لشکر کشی ہوگی اُسدن معرکۂ عظیم پڑیگا مگر ہمارے بھائی بھتیجے جا بجا لڑ رہے ہین خود صاحبقران زمان دربندون کو فتح کرتے ہوے آتے ہین جمشید ثانی فوجین جمع کر رہا ہی انشاء اللہ تعالیٰ اب لشکر کشی ہوگی فقط قتل کمیاب کا انتظار ہی کمیاب کے مرحلۂ ہفتم نے بڑا طول کھینچا کئی مہینے سے اِسی مرحلے پر لڑ رہا ہون گلرنگ نے کہا ہر چند کہ میرا حال کھلگیا مگر قصر جہان پیما مین ایک جلسہ ہونے کو ہی وہان جا سکتی ہون آپ بھی تشریف لے چلین کمیاب بھی آئیگی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا یہی نوشتہ پایا کہ گلرنگ بہت ٹھیک کہتی ہی اِس سے وعدہ کر لیجیے کیا عجب ہی کہ قصر جہان پیما مین کوئی قصور نہ ہو ہر چند کہ کمیاب جادو بڑی ہوشیار ساحرہ ہی مگر آپ اُسکے قریب پہونچ جائیے گا اگر اُسکی موت آگئی ہی تو زیادہ ہوشیاری نہ کریگی مگر تنہا جائیے کوئی ساتھ نہین جا سکتا بادشاہ نے گلرنگ و متین کو رخصت کیا گلرنگ سے وعدہ کر لیا کہ قصر جہان پیما مین ملاقات ہوگی گلرنگ اور متین صورتین اپنی بدلکر تخت پر سوار ہوئین اور طرف قصر جہان پیما کے چلین بادشاہ نے سماق و فیروزہ سے کہا تم لشکر مین چلو سماق پہلوان تو طرف لشکر کے روانہ ہوا

مگر فیروزہ بن عمرو ظاہر مین تو بادشاہ سے رخصت ہوا مگر ایک غار مین چھپ رہا جب
بادشاہ آگے بڑھ گئے تو فیروزہ بھی پیچھے پیچھے چلا دل مین یہ خیال ہے کہ عجائب و غرائب
طلسم دیکھون اور جہان کہین شاہ رعد کا کھائین بادشاہ کو آگاہ کرون آفت مین پھنسنے
دون پیچھے پیچھے شہریار کے چلا مگر بادشاہ راہ کو طے کیتے ہوئے جاتے ہین کہ صحراے
وسیع مین پہونچے دیکھا ہزارہا تماشہ بین جمع ہین دوکاندار اپنی اپنی دوکانون مین
بیٹھے ہین جابجا فرش بچھے ہین رؤسا و امرا اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین تماشہ دیکھ رہے
ہین اور بیچ مین میلے کے انبار ہیزم ہے لکڑیان جل رہی ہین شعلہ ہاے آتش آسمان
کو پہونچ رہے ہین میلے کا ہنگامہ گاہکون کا دوکانون پر وہ ہلڑ کہ ایسا جما بادشاہ نے اس
طلسم مین نہین دیکھا تھا یکایک سب دوکاندار اٹھ کھڑے ہوئے تماشہ بین دیکھ رہے ہین
کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی دیکھا آگے کچھ لوگ اہتمام کرتے ہوئے
آتے ہین کہ کوئی بیچ مین نہ آوے بادشاہ ایک گوشے سے دیکھ رہے ہین کہ ایک
تاجدار سر برہنہ پا پیادہ ہاے فرزند ہاے فرزند کہتا ظاہر ہوا لوگ اُس تاجدار کو
سمجھاتے ہین کہ اے کریم تاجدار موت مین کسیکا اجارہ نہین ہے صبر کرو تمھارے
فرزند کے لیے بڑا فخر ہوا کہ بہو تمھاری ساتھ تمھارے فرزند کے ستی ہوتی ہے کل
خاندان مین تا بروز قیامت فخر رہیگا بعد اس تاجدار کے بادشاہ نے دیکھا ایک
تخت اور آتا ہے اسپر حسین جادو سوار ہے لباس عروسانہ پہنے ہوئے بال کھلے ہوئے
پانون پھیلاے ہوئے زیر پا انگیٹھی جسمین آگ روشن ہے پانون پر دیگچی رکھی ہوئی
انمین کھیر پک رہی ہے اُسی کھیر کو ہاتھون سے بانٹ رہی ہے اور گلے سے ہار پھول توڑ
توڑ کر پھینک رہی ہے اور ایک نوجوان کے لاشے کو لیے ہے اُسکا سر زانو پر رکھا
ہوا ہے ست کئی ہوئی آتی ہے بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا کہ مین نے تو ستین کو
رخصت کیا ہے یہ موکر کیا ہے مگر مین گوارا نہ کرونگا کہ مطیع اہل اسلام آگ مین جلے یہ
سوچکر بڑھے کہ کسی نے دامن پکڑ لیا بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ فیروزہ بن عمرو ہے
بادشاہ نے فرمایا کیا کہتا ہے فیروزہ نے عرض کی کہ اے شہریار یہ سراسر مکر ہے آپ کہان

جاتے ہین یا تو لوح کو ملاحظہ فرمایئے یا اسکو جانے دیجیے بادشاہ رُک گئے مگر وہ تخت کہارون نے قریب آگ کے لا کر رکھا متین نقلی نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو یہ میلہ آخر کا ہو اب یہان کا ہیکو آوینگے مقام افسوس ہے کہ مین طلسم کشا پر عاشق تھی مگر میرا عقد ساتھ مفتاح تاجدار کے کیا مجھ ایسی بدنصیب کون ہوگی کہ مین تو سو گئی جب صبح کو آنکھ کھلی تو شوہر کو مردہ پایا مین اُسکے ساتھ جلجاؤنگی جسکو روکنا ہو وہ روکے مگر بادشاہ جب قصد کرتے ہین فیروزہ دامن تھام لیتا ہے بادشاہ کو نہین جانے دیتا مگر متین نقلی دیر تک پکارا کی کہ کوئی مجھکو نہ بچائیگا مین جلجاؤن بادشاہ کو بہت غصہ ہے ہر چند چاہتے ہین کہ جاؤن مگر فیروزہ بادشاہ سے عرض کرتا ہے کہ لوح کو ملاحظہ کیجیے اگر لوح حکم دے تو تشریف لیجایئے وہ جو خبر ملی تھی کہ کمیاب جادو بڑی مکارہ ہے اب اُسنے یہ فریب پھیلایا ہے فیروزہ کے کہنے سے بادشاہ نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اگر متین جلتی ہو تو دخل نہ دینا اے مفتاح طلسم یہ متین اصلی نہین ہے متین کب گوارا کرتی کہ مطیع اسلام ہو کر اُنکے رسم مین شریک ہو اور یون جان دے بادشاہ لوح کو دیکھکر مطمئن ہوے اور فیروزہ کو گلے سے لگالیا فرمایا اے فیروزہ اسوقت تو نے بڑا کام کیا تیری وجہ سے مین رُک گیا ورنہ جا پڑتا فیروزہ نے عرض کی کہ غلام بھی اسی امید مین ساتھ ہے کہ کمیاب کو قتل کرون بادشاہ نے فرمایا اب قہر جہان پیا مین سامنا پڑیگا انشاءاللہ اب کے بچکر نہ جانے پائیگی یہ فرما کر گوشے مین ٹھہر گئے بعد تھوڑی دیر کے پھر ہنگامہ ہوا ایکمرتبہ گلرنگ کو دیکھا کہ تخت پر سوار ست پکارتی ہوئی آتی ہے ہزارہا آدمی تخت کو گھیرے ہوے ہین کسی نے پھول پایا تو وہ نہال ہوگیا ایک ایک کو دکھاتا ہے کہ ستی نے مجھکو پھول دیا بعض پر کھیر اُٹھا کر پھینکی جسنے ہاتھ ڈالدیا اُسکا ہاتھ جلا ٹیڑھی کھیر ہوگئی پھینک کر بھاگا گلرنگ بھی ایک جوان کا لاشہ زانو پر رکھے ہوے قریب آگ کے پہونچی اور آگ مین پھاندپڑی پکار کر کہا کہ یہ طلسم اب نہ بچیگا فتح ہوجائیگا قدرت کی موت قریب ہے طلسم کشا صاحب نصیب ہے یہ کہکر جلگئی سب میلے والے چیخین مار مار کر روتے تھے اور ہر ایک کا یہی قول تھا

کہ تنی حکم دیگی اب طلسم نہ بچیگا یہ کہتے ہوئے سب اہل میلہ غائب ہوئے سعد بن قباد کھڑے
دیکھا کیے تھوڑی دیر میں سناٹا ہوگیا مگر فیروزہ نے کہ پشت پر بادشاہ کی کھڑا ہوا تھا
آواز دی کہ اے شہریار غلام کو بچائیے بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک مار سیاہ گردن
میں فیروزہ کی لپٹا ہوا ہے اور ایک طائر سفید رنگ سر پر فیروزہ کے یہ اشعار عبرت
آثار بہ آواز پڑھ رہا ہے نظم

طریق عشق میں مارا پڑا جو دل بھٹکا ۔۔۔ یہی وہ راہ ہے جس میں ہے جان کا کھٹکا
نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو ۔۔۔ ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیا چھپر کھٹ کا
کہوں جو عرش بریں بھی تو کہہ نہیں سکتا ۔۔۔ بہت بلند ہے پایہ ترے چھپر کھٹ کا
پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین دکھلا ۔۔۔ حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا
کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو میں ۔۔۔ کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا
عجیب بھول بھلیاں ہے غفلت ہستی ۔۔۔ کہ جس کو راہ ہوئی اس سے خوب ہی بھٹکا
عجب نہیں ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے ۔۔۔ خراب کرتا ہے آتش زبان کا چسکا

ہر چند بادشاہ نے دوا دوش کی مگر وہ مار سیاہ فیروزہ کو لے ہی گیا بادشاہ کو
بڑا افسوس ہوا پشت پر پلٹ کر دیکھا کہ ایک قصر تعمیر ہے چند شاہزادیاں سر کھلے
کھڑی ہیں اور بادشاہ کو اشارے کر رہی ہیں بادشاہ نے لوح کو دیکھا تو نوشتہ پایا کہ
یہی قصر جہاں پناہ ہے بسم اللہ داخل ہو جیے مگر دمبدم لوح کو دیکھیے گا جب بادشاہ نے
لوح کو دیکھا ان شاہزادیوں نے سر کھینچ لیے بادشاہ حیران کھڑے تھے اول تو فیروزہ
کے جدا ہونیکا انتشار ہے دوسرے جلنا متین وگلرنگ کا آنکھوں کے نیچے پھر رہا
کر دیکھا سامنے سے متین وگلرنگ آکر آتریں شاہ کو سلام کیا بادشاہ دونوں کو
دیکھکر بہت خوش ہوئے فرمایا اے متین وگلرنگ مجھے انتشار تھا کہ تمکو جلتے
ہوئے دیکھا مگر شکر ہے کہ تمکو زندہ پایا متین وگلرنگ نے عرض کی کہ حضور کیا آپ
کوئی شعبدہ اٹھا رکھیگی مگر حضور کو مناسب ہے کہ لوح سے غفلت نہ ہو بسم اللہ
قصر میں تشریف لے چلیے مگر لوح میں اپنے سے جدا کیجیے کہ ہم آپ کی صورت بدلیں

بادشاہ نے تو میں اُتاریں جیسے ہی زمین پر رکھیں کہ متین وگلرنگ نے کہا حضور
اودھر سے منھ پھیرلیں تو ہم سحر کرکے صورت حضور کی بدلیں جیسے ہی بادشاہ نے منھ پھیرا
ایک قہقہے کی آواز آئی کسی نے کہا کہ اے طلسم کشا اسی شعور پر دعویٰ طلسم کشائی کرتا ہے ہم زلفین
جادو دوسری نے نعرہ کیا کہ منم پریشان جادو دونوں نے سحر کیے سحر کرکے بادشاہ کو
گرفتار کرلیا کشاں کشاں لے چلیں اور آواز دی کہ اے ساکنان قمر جہان پیارے
طلسم کشا کو گرفتار کرلیا تو میں بھی چھین لیں ہم جانتے تھے کہ متین وگلرنگ کی صورت پر
دھوکا کھائینگے اول زر کثیر صرف کیا سیل جمع کیا اور صورت متین وگلرنگ پہنتی ہو
اپنے کو آگ میں جلایا اُس بیلے ہی میں یہ دھوکا کھاتے مگر ایک عیار ساتھ تھا اُسنے
دمبدم آگاہ کیا تب ہم سوچے کہ اب در قصر پر چلکر انھیں کی صورت پر انکو دھوکا دیں
خداوند نے مدد کی یہ جو زلفین نے آواز دی کئی سو شاہزادیوں نے قصر سے سر نکالا
ان شاہزادیوں میں متین وگلرنگ بہ صورت مبدل شریک تھیں بادشاہ کو جو
گرفتار دیکھا بیقرار ہو گئیں پکار کر آواز دی کہ اے زلفین بڑا کام کیا طلسم کو بچا لیا کہ
آسمان پہ سنّاٹا ہو الکمیاب جادو بھی آکر پہونچی آواز دی کہ اے زلفین میں تمھاری
جانبازی دیکھ رہی تھی اول اپنے کو بصورت متین وگلرنگ بیلے میں پہونچایا پھر
یہاں بھر کیں تمنے طلسم کو بچا لیا اب میں تو خدمت خداوند میں جاتی ہون یہ خوشخبری
پہونچاتی ہون کہ یا خداوند اب جشن کیجیے یہاں آج جلسہ موقوف رہیگا تم انکو لیکر
آنا اور لوح طلسمی بھی پہونچانا اگر مناسب جانتا تو لوح طلسمی کو مٹا کر آتا کہ قدرت کو
کوئی اختیار نہ رہے زلفین نے جواب دیا کہ اے کمیاب ہماری سفارش کرنا کہ سرکار
قدرت سے کوئی عہدۂ جلیل ملے کمیاب نے کہا اے زلفین اطمینان رکھو میں اپنے
عہد سے دست بردار ہونگی میرا عہدہ تمکو ملیگا تب غنچۂ آرزو کھلیگا کئی ہو تھا بہ یہاں
موجود ہیں جو آپکی صلاح میں آئے وہی کرنا مگر لوح ہی کو مٹا کر آنا یہ کہکر کمیاب تو
چلی گئی مگر زلفین و پریشان جادو بادشاہ کو لیکر قصر میں آئیں سب شاہزادیاں
جمع ہو گئیں زلفین و پریشان کی تعریفیں کرتی تھیں مگر متین وگلرنگ حیران تھیں

کہ فیروزہ بن عمرو کیا ہوا کہ ایک ساحرہ آئی فیروزہ کو پنجے مین دبا کے ہوا ہوئے اور رفو چکر
کر گئے سرمست جادو زلفین نے کہا او سرمست تو نے بڑا کام کیا کہ اس شقی کو شاہ سے
جدا کر دیا ورنہ ہر مقام پر یہ بادشاہ کو آگاہ کرتا تھا کہ لوح کو دیکھیے اگر یہ ساتھ ہوتا تو
ہمسے کچھ نہ ہو سکتا تھا تین رنگ نے کہا کیون صاحب اب تو شاہ گرفتار ہوئے عیار
بھی پکڑا گیا لوحین تمھارے پاس موجود ہین لہذا ابی کمیاب لگ گئی ہین کہ لوحون کو منگا کر
آنا لوحین توڑ ڈالین سب نے کہا لوحین توٹ نہین سکتین زلفین نے کہا مین اپنے
پاس رکھونگی سب نے کہا او زلفین سب تمھارے ہی دشمن ہو جائینگے اور ساری
کارگزاری مٹیگی لوحین تجھسے لے لینگے اور تمھین جان بچانا مشکل ہوگی وہ تدبیر کرو
کہ لوحین مٹ جائین اور طلسم بچے کسیکی جان پر نہ کچھ سب نے ایک سے کہا جبل اعلیٰ جو
پہاڑ ہے کہ اسطرف پردۂ دنیا اسطرف پردۂ قاف ہے اور نیچے پہاڑ کے دریاے قہار
بہ رہا ہے کہ جسکا آجتک کسی نے کنارہ نہین دیکھا وہان جاکر لوحین پھینکو کوئی مچھلی
نگل جائیگی کوئی لاکر پیروی کریگا مگر لوحین دستیاب نہ ہونگی ہم خوب جانتے ہین کہ بعد قتل
طلسم کشا آرام نہ ملیگا جتنے انکے بھائی بھتیجے آئے ہین وہ سب یہی تدبیر کرینگے کہ طلسم
توڑین اور لوح حاصل کرین قاعدۂ طلسم سے وہ مقام خلاف ہے کون انکو نشان دیگا
کہ جبل اعلیٰ پر جاکر لوح کو تلاش کرو زلفین و پریشان و سرمست جادو بڑی خوشیان
کر رہی ہین مگر تین نے گلرنگ سے کہا کیون اے گلرنگ اب کیا ہوگا بادشاہ تو
آفت مین پھنس گئے فیروزہ بھی گرفتار ہوا اگر یہ رہا ہوتا تو شاید کوئی عیاری کرتا
وہ بھی قید مین بیٹھا ہے فلک نے ہمین لوٹ لیا ہمارا تو یہ حال ہے قلب پر ہجوم الم ہے نظم

سنگھا دی لا کے بو زلف رسا کی
یہ کیا تو نے قیامت اے صبا کی

کریں سے وہ پیشانی عطا کی
نظر آنے لگی قدرت خدا کی

نہ پہونچے منزل مقصود تک ہم
بہت کچھ تھین کہین رہنما کی

مریض عشق کی بھی کچھ خبر ہے
کہا ہے وہ نگاہوں مین قضا کی

جگہ دی اسنے خود پہلو مین مجکو
اطاعت سے جدا ہے لین جا کی

ہمارا دل وہ آئینہ ہو جسکو — نہین صیقل سے کچھ حاجت جلا کی
ترے دامن سے لپٹے خاک ہوکر — محبت کی یہ سمجھے انتہا کی
ہمیشہ میری آنکھون مین رہے تم — تمھاری آرزو دل مین رہا کی
الگ بیٹھو ادب سے اے نکیرین — کہ آمد ہو یہان شیر خدا کی
جدھر مہکا گل داغ محبت — صدا آنے لگی صل علےٰ کی
مقابل جب کیا میرے لہو سے — نہ ٹھہری اُڑگئی رنگت حنا کی
مقام ہو ہو گویا عالم دل — نظر آئی نہ صورت ما سوا کی
چبھا نشتر تو مژگان یاد آئے — نہ کم کی فصد نے وحشت سوا کی
نہ کیونکر ہو ہنر برامید بخشش — محبت دل سے ہو شیر خدا کی

گلرنگ نے کہا اے حتین دیکھین اب تقدیر کیا دکھائے جسوقت دشمن شاہ کے قتل ہونگے صورتین ہماری بدل جائینگی سب اہل طلسم ہمارے نام کے دشمن ہین دیکھیے ہمارے ساتھ کیا کرین تمام مردمان طلسم پر ظاہر ہو کہ حتین و گلرنگ نے بادشاہ کا ساتھ دیا ہر آفت سے اُنکو بچاتی ہین اپنا سینہ سپر کرتی ہین لہذا کیا کرین ادھر ایک شاہزادی نے کہا یہی تدبیر معقول ہو کہ جبل اعلیٰ پر جا کر لوحین پھینکر بجا دین کون دریا مین جستجو کریگا کسکی مجال ہو کہ دریا مین پتہ لگاسکے مگر لوحین لے جانیوالا بھی معتبر ہو ایسا نہ ہو کہ بادشاہ سے ملجائے زلفین نے کہا مین خود لوحین لیجاؤنگی اور اپنے ہاتھ سے پھینکونگی مجھے کسیکا اعتبار نہین ہو مین نے بڑی جستجو سے لوحین لی ہین میلے مین روپیہ صرف ہوا اور جان بھی اپنی لگائی تب لوحین ہاتھ آئین تدبیر مین کوئی کمی نہ ہونے پائے سب نے کہا اے زلفین تمھارا سب پر احسان ہو حقیقت مین تمنے بڑا کام کیا اب ویسا طلسم کیونکر تیار ہوگا زلفین نے کہا کہ اگر قدرت نے انتظام میرے سپرد کیا تو مین ایک ہفتے مین سب مرحلے تیار کر دونگی بلکہ اُس سے بہتر سامان ہوگا کہ کوئی نہ آسکے جو آئے وہ گرفتار ہو جاوے دیو جو مارے گئے ہین اُنکے عوض اور دیو گرفتار ہونگے اور اُنکو مقرر کرینگے کوئی انتظام اُٹھ نہین رہیگا اور جو اگر قدرت نے اور کسیکے سپرد کیا

تو سالہا سال مین یہ انتظام نبہے گا مین واقف کار طلسم ہون وہ انتظام کرون کہ قدرت یہ
فرمائین کہ تونے کار نمایان کیا جسطرح لوحین چھینین اُسی طرح انتظام بھی کیا سب وجد کرینگے
اور کہین گے کہ بنانا طلسم کا دشوار تھا مگر مجھے کچھ بھی مشقت نہ پڑیگی ساحرون کو مقرر کرونگی
وہ انتظام کر لینگے سب نے کہا ای ملکہ زلفین جو کرنا ہو وہ جلدی کرو زلفین نے کہا مین خود
جاؤنگی آخر سب نے سمجھا کر کہا کہ ای ملکہ زلفین ہم طلسم کشا کی حفاظت کرتے ہین تم جا کر لوح
پھینک آؤ زلفین و پریشان اُٹھین متین و گلرنگ کو سناٹا آگیا اُدھر بادشاہ و فیروزہ پر
سحر کر دیا تھا کہ ہاتھ پاؤن انکے قابو مین نہ رہین ہماری زندگی مین کوئی ہاتھ نہ لگا سکے
یہ کہکر تخت پر سوار ہوئین اور قصر سے نکلین مگر جب یہ چلین تو متین و گلرنگ پریشان
ہوئین متین نے کہا ای گلرنگ جو فکر کرنا ہو وہ کرو پھر متین نے کہا ای گلرنگ میرا ارادہ
یہ ہے کہ مچھلی بنکر دریا مین رہون جب یہ لوحین پھینکے تب لوحونکو منھ مین لے لون اور دریا سے
لیکر نکلون اور بادشاہ کو لوحین پہونچاؤن گلرنگ نے کہا وہ تخت اڑائے جاتی ہین جلدی
چلو ایسا نہ ہو کہ وہ پہونچ جائین تو پھر کچھ نہ بن پڑے دونون شاہزادیان بیقرار ہو کر
چلین آگے آگے زلفین و پریشان جاتی ہین پیچھے پیچھے متین و گلرنگ آپس مین
صلاحین کرتی ہوئی جاتی ہین اور یہی ارادہ ہے کہ لوحون پر قبضہ کرین اور بادشاہ کو قید
سے چھڑائین متین کہتی ہے ای گلرنگ بادشاہ نے بڑی غفلت کی گلرنگ نے کہا کہ ای
متین انصاف کرو کہ ایک شخص کی فکر مین سارا طلسم ہو وہ کس کس سے بچے ایک
ایک سے زیادہ شعبدہ باز سحر ساز آخر کو پھنس گئے ہمکو تو وہ اپنا دوست جانتے
تھے اسی وجہ سے پھنسے ورنہ لوحین نہ دیتے مگر زلفین نے ایسا شعبدہ کیا کہ شہریار کو
کچھ نہ بن پڑا آخر لوحین حوالے کر دین دونون روتی ہوئی جاتی ہین اور دعائین کرتی
ہین کہ ای کس بیکسان و ای حامی دو جہان ہماری آرزو پوری ہو جاوے نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب — دعاے کند من کنم مستجاب
چو عاجز رہا شدہ دانم ترا — درین عاجزی چون نخوانم ترا

دیگر

ہر کس بہ کسے نازد و ما را تو بسے — من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسے

اے رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر لوجین ہمکو ملجا دین کہ ہم شہریار کو رہا کرین یہ سوچتی ہوئین
جاتی ہین مگر جبرشتا شہزادیان قصر جین ہین انھون نے آگ روشن کی ہو بیچ مین بادشاہ
و فیروزہ کو بٹھا دیا ہو اور آپ بعد نگہبانی بیٹھی ہین اسی خیال مین ہین کہ زلفین جادو
پلٹ کر آئے تو خدمت خداوند مین جائین آج دربار خداوندی مین کیسا جلسہ ہوگا
کہ دیکھنے والے حیران ہو جائینگے مگر کمیاب جادو خوش خوش سامنے جمشید کے
آئی جمشید نے پوچھا اے کمیاب آج کس فکر مین آئی ہو طلسم کشا نے کیا کیا کمیاب نے
کہا یا خداوند مبارک ہو کہ طلسم کشا گرفتار رہے لوجین دستیاب ہوئین جمشید نے
کہا اے کمیاب بڑا دھوکا کھایا کہ قیدی کو لیکے نہ آئین تم جا کر ستین و گلرنگ کو دریافت
کرو کہ یہ دونون کہان ہین یقین کامل ہوا کہ قصر جہان پیما مین آ دین اسی فکر مین ہونگی
کہ بادشاہ کو قید سے رہا کرین کمیاب نے کہا یا خداوند مین تو یہ حکم دے آئی ہون
کہ لوجین معدوم کرو طلسم کشا و عیار کی قید لیکر قصر ہفت رنگ مین آؤ یہان انکو
قتل کرینگے جمشید نے کہا اے کمیاب ایک مرتبہ یہی انجام ہو چکا ہو کہ لوح کو طرف
قصر البحورین کے روانہ کیا خفا بی گلگونہ عاشق شہرت نے جا کر عقاب کو مارا اور
لوح کو پہونچا یا ویسا ہی سامان آج بھی معلوم ہوتا ہو جتنی شاہزادیان نوجوان
ہین سب سعد شہریار پر عاشق ہین کس کس کو روکون جو گئی پھر پلٹ کر نہ آئی سعد کا
حسن سحر ہو جسنے دیکھا وہ پھنسا کون کون شاہزادیان جا جا کر شریک ہوئین اے
کمیاب جلدی جاؤ لوجین اور طلسم کشا کو لے آؤ کمیاب پلٹی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ اے
کمیاب خداوند ایسی تقدیر کرین کہ زلفین و پریشان قصر مین موجود ہون اگرچہ
کہنے کے موافق کیا تو باعث خرابی ہو کیسی دل کو بیتابی ہو کمیاب تڑپتی ہوئی آتی ہو
پہر بھر کی راہ کو تھوڑی دیر مین طے کرتی ہو مگر راستہ طول و طویل ہو گھبرا رہی ہو کہ اے کمیاب
راستہ دور ہو کیونکر پہونچون اور طلسم کشا کو اٹھا لاؤن تا بہ خداوند پہونچاؤن غرض
کمیاب تو اس فکر مین جاتی ہو مگر زلفین و پریشان راہ کو طے کر کے جبل اعلیٰ پر یہ دونون
جادوگرنیان پہونچین اب آپس مین صلاح کر رہی ہین کہ لوح کو کیونکر پھینکین کہ ستین

وگلرنگ بھی پہنچین دیکھا دونون جادوگرنیان کھڑی ہین متین نے کہا مین مچھلی بنکر دریا مین
گرتی ہون گلرنگ نے کہا ایسا نہ ہو تم دریا مین مچھلی بنکر گرو اور لوحین الگ گرین اور تم
اُنکو نہ پاؤ لوحین ڈوبجائین اِس دریا سے فنا رہین یہ لیاقت نہین ہو کہ تہ آب تک پہونچ
سکو بہوا جو کچھ کرو سمجھکر دونون آپس مین صلاحین کر رہی ہین ایک کہتی ہو مچھلی بنکر
گرو دوسری کہتی ہو کہ نہنگ بنکر گرو کہ وار خالی نہ جاوے لیکن زلفین وپریشان نے
لوحین جھولی سے نکالین اور پہاڑ پر کھڑین اب ٹہل رہی ہین ایک سے ایک کہتی ہو کہ بوا
لوحین پھینک دو اور یہان سے چلو ایسا نہ ہو کہ کوئی اُفتاد پڑجائے زلفین نے کہا
اب یہ مقام اُفتاد نہین ہو ہم تم ہزار ہا کوس نکل آئے اب یہان کون آسکتا ہو پریشان
نے حیران ہو کر کہا کہ اے زلفین میرا کلیجہ دھڑک رہا ہو ضرور کوئی خرابی پڑیگی یہی دعا
مانگو کہ ہم تم لوحین پھینک کر بخیر وخوبی قصر جہان پیما مین پہونچین اور شاہزادیون سے
جاکر ملین زلفین وپریشان یہ صلاحین کر رہی ہین مگر متین وگلرنگ نے اِس صلاح
کو موقوف کیا متین نے کہا کہ اے گلرنگ دریا مین گرنا تو مناسب نہین ہو اگر تم بھی
آمادہ ہو تو ایک ایک کار دوحرابن دونون کو مارو اگر مرگئین تو مار لیا اور اگر وار
ہمارا خالی گیا تو تڑپ کر گرینگے اگر لوحین قبضے مین آگئین تو پھر کوئی ہمارا مقابلہ
نہین کر سکتا جو کوئی روکیگا ہم کیا سومے کے ہین کسی سے نہ دبین گے سر سے لڑینگے
متین نے کہا اے گلرنگ تم سحر کرو اور مین تڑپ کر گرون اگر لوحون پہ ہاتھ پڑگیا تو پھر کوئی
ہمسے مقابلہ نہین کر سکتا گلرنگ نے کہا اچھا تڑپ کر گرو اور لوحین اُٹھالو آپس مین یہی
صلاح کرکے گلرنگ نے دو کاردین نکالین خوب سحر کرکے وہ چھریان پھینک مارین
مگر نعرہ کیا منم گلرنگ جادو زلفین نے پلٹ کر دیکھا ساحرہ زبردست ہو اپنے ہاتھ
ہلایا دونون کاردین لوٹین اور دریا مین تڑپ کر گلرنگ پہ جا پڑون جیسے ہی منھ پھیرا
متین تڑپ کر گری اور لوحین اُٹھالین زلفین نے سحر کیا کہ متین کو جلادون پہاڑ
سے شعلہاے آتش نکلنے لگے مگر متین نے جو لوحون کو چمکایا ایک شعلہ کہ قریب متین
آگیا تھا پلٹ کر طرف زلفین کے چلا پریشان نے آواز دی کہ اے زلفین اپنے کو بچانا

دونون نے دو منتر مارا کہ وہ شعلہ پلٹا دو چار سحر آپس مین ہوے مگر متین نے سحر پر
نگاہ نہ کی جب سحر قریب آیا لوحون کو چمکا دیا سحر الٹا پلٹا قریب تھا کہ زلفین و پریشان وغیرہ
جلجائین مگر جادوگرنیان زبردست ہین اپنے کو بچاتی ہین اور یہی ارادہ ہو کر ذرا بڑھ کے
لوحین چھین لین گلرنگ نے آسمان سے دیکھا کہ متین ہٹتی جاتی ہو ایسا نہ ہو کہ زلفین
لپٹ پڑے کود کر برابر متین کے آئی کہا ای ہمشیرہ جھکر سحر کرو اگر یہ بچکر نکل گئین تو جا کے
آفت برپا کرینگی خوف یہ ہو کہ جا کر شاہ کو ستائین متین نے کہا ستا نا کیسا قتل کر ڈالین
تو عجب نہین ای گلرنگ مجہیر عالم پاس ہو گلرنگ نے کہا لو اب بڑھکر لوحین اُنکے سامنے کرو
عکس اُنکا اُنپر ڈالو زلفین و پریشان جھپٹین کہ یہ جادوگرنیان کمزور ہین لپٹ کے
لوحین چھین لین جیسے ہی دونون بڑھین متین نے لوح طلسمی سامنے کر دی ایک شعلہ
چمکا زلفین پر گرا کہ زلفین جلنے لگی پریشان نے جو دیکھا کہ زلفین جلنے لگی ہر چند
اپنے کو بچاتی ہو مگر بچنا ممکن نہین دوسرا شعلہ چمکا کہ وہ جا کر پریشان پر گرا یہ بھی جلنے
لگی دونون جادوگرنیان جلکر خاک ہوئین متین و گلرنگ بہت خوش ہوئین بعد
تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زلفین و پریشان جادو بود متین نے کہا
مین تو بڑھتی ہون گلرنگ نے کہا مین بھی چلتی ہون یہ دونون کی دونون پریروانہ
پیدا کر کے طرف قصر جہان بیما کے چلین مگر کمیاب جادو راہ کو طی کرتی ہوئی آتی تھی
کہ دیکھا چند طائر پرون سے سر پیٹتے ہوے آتے ہین کمیاب نے پکار کر آواز دی
کہ ارے تم کسکے سوگ مین ہو کہ پرون سے سر پیٹ رہے ہو مفصل احوال مجھسے کہو
اُن طائرون نے خوب سر پیٹا اور آواز دی کہ ای ملکۂ غالم کیا کہین کہ کیا ستم برپا ہوا
متین و گلرنگ نے زلفین و پریشان کو مارا اور لوحین لیے ہوے آتی ہین یہ کہکر
ایک چیخ ماری کہ وہ طائر جلگئے جلکر خاک ہوے مگر کمیاب حیران ہو کہ طائرون نے
ایسی خبر کہی کہ ہوش اُڑ گئے اب کچھ بن نہین پڑتا کہ قصر جہان بیما مین جاؤن یا نہ جاؤن
اس سوچ مین کمیاب کھڑی تھی کہ سامنے سے دیکھا متین و گلرنگ آتی ہین کمیاب
نے متین و گلرنگ کو دیکھا گھبرا گئی مگر للکارا کہ او نا لاالقو تم دونون کہانسے آتی ہو

متین نے آواز دی او کمیاب بعنایت پروردگار زلفین و پریشان کو مارا اگر سحر کا دعوی
ہو تو کھڑی رہو ہم تمھارے مقابلے مین آتے ہین آج امتحان ہو جائے کہ ہمارا تمھارا سحر
کیسا ہے کمیاب ڈری کہ انکے پاس لوح طلسم موجود ہے اسی کے گھمنڈ پر یہ میرا مقابلہ چاہتی
ہین مین کیا کر سکونگی آخر کو انکے سامنے سے بھاگنا پڑیگا بڑی خرابی ہوگی یہ غالب آجائینگی
یہ سوچکر بھاگی مگر سوچی کہ مین اپنے کو قصر جہان پیما مین پہونچاؤن جاتے ہی بادشاہ کو
قتل کر ڈالون تو پھر یہ بیکار رہین گی یہ کہکر طرف قصر کے چلی اور متین و گلرنگ بھی
جھپٹین اسی خیال مین ہین کہ اپنے کو قصر مین جلد پہونچائین اور جاتے ہی بادشاہ کو چھین
بھاگین کہ بادشاہ بچ جائین یہان بادشاہ و فیروزہ آگ کے بیچ مین بیٹھے تھے جسوقت
زلفین مری اور لوہین ہاتھ مین متین کے آئین تمام آگ بجھگئی شاہزادیان گھبرائین کہ
یہ کیا معرکہ ہوا ایک نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ زلفین پر کچھ افتاد پڑی ایک نے کہا انتک
کون پہونچیگا انھون نے خود ہی اپنا ستایا مگر بادشاہ نے جو دیکھا کہ آگ بجھ گئی فیروزہ نے
کہا سنبھلیے بادشاہ اپنے مقام سے اٹھے اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ سعد شہریار

منم شاہ شاہان فریدون حشم		بہار گلستان کاؤس و جم	
تجلی دہ بزم اسلامیان		نہال گلستان صاحبقران	

جیسے ہی نعرہ کرکے اٹھے شاہزادیون نے سحر کیا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی پاؤن
زمین نے تھام لیے شاہزادیان حیران کھڑی ہین کہ اب کیا کرین ہمارے سحر مین بادشاہ
مبتلا ہین مگر حیران کھڑے ہین اگر انھین قتل کرین تو کمیاب کے خلاف ہوگا اس تصور
مین تھین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم کمیاب جادو اے شاہزادیو جسطرح تمسے ہوسکے
طلسم کشا کا سر کاٹ لو ایک زنگن تیغ کھینچکر بڑھی آواز دیتی ہوئی کہ او طلسم کشا تیرا وقت
قریب آگیا مناسب یہ ہے کہ سر جھکا کر بیٹھ کہ مین تجھے قتل کرون بادشاہ نے سر جھکا دیا
زنگن تلوار کھینچے بڑھی بادشاہ تو خاموش ہین زنگن تلوار کھینچے ہوئی آتی ہے کہ پہلو سے
آواز آئی کہ او سیہ فام خبردار ہاتھ تلوار کا نہ مارنا متین جادو و کمیاب بھاگنا
نہین کھڑی رہنا یہ کہکر لوح طلسمی جھولی سے نکالی کمیاب تو خوف جان سے بھاگی

متین نے تڑپ کر اپنے کو گرا دیا زنگن کو ایک تمانچہ مار دیا کہ وہ لڑکھڑا کر گری متین نے
لوحین گلے مین شاہ کے ڈالدین بادشاہ نے پھر نعرہ کیا تلوار ہاتھ مین لیکر اُن سب
شاہزادیون سے لڑنے لگے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی شاہزادیان قتل ہوئین
گلرنگ بھی آکر آسمان سے اُتری سحر کرنے لگی آگ برسا دی مگر کمیاب جادو والی بھاگی
اُلٹ کے بھی نہ دیکھا سوچی کہ اگر ٹھہر جاؤنگی تو قتل ہونگی مگر حیران ہے کہ متین و گلرنگ نے
زلفین کو کیونکر پایا کیا اُفتاد پڑی کہ زلفین قتل ہوگئی طائرون کی زبانی سُن لیا مگر احوال
مفصل نہ معلوم ہوا ایک جنگل مین جاکر ٹھہری کہ چند شاہزادیان بھاگی ہوئی جلد آئین
کمیاب نے پوچھا کہ تمکو کچھ معلوم ہے کہ زلفین کو ان باغیون نے کہان جاکر گھیرا ایسنکر
شاہزادیون نے کہا ہمنے دیکھا نہین مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب قصر مین صلاح
ہوئی تو متین و گلرنگ موجود تھین یہ صلاح انھون نے سُن لی کہ زلفین لوحون کو
لیکر جبل اعلیٰ پر جاتی ہے اُن دونون نے پیچھا کیا وہان جاکر زلفین و پریشان کو مارا
یہ حال معلوم ہوتا ہے کمیاب نے منھ پیٹ لیا اور کہا تم لوگون نے بڑا غضب کیا یہ
صلاح کیون دی کہ لوح کو جبل اعلیٰ پر لے جاؤ اب قصر جہان پیما مین جلسہ نہ ہوگا
تم لوگ باغ ہمیشہ بہار مین جاؤ مین بھی وہین آتی ہون اگر خداوند نے تقدیر مین لکھی
کی اور بن پڑا تو اُسی باغ مین شاہ کو دیوانہ کر دونگی تم مین کوئی ایسا ہے کہ فیروزہ
بن عمرو کو گرفتار کر لائے سرمست جادو تو اس بلوے مین مارا گیا مگر بدمست اُسکا
بھائی کھڑا ہوا اور رہا تھا یہ آواز سُنتے ہی روبرو کمیاب کے آیا کہا آپ باغ ہمیشہ بہار
مین چلیے مین فیروزہ کو لیکر آتا ہون کمیاب اُن شاہزادیون کو ساتھ لیکر طرف باغ
ہمیشہ بہار کے چلی بدمست جادو یہ اقرار کرکے برائے گرفتاری فیروزہ چلا یہان
جب سعد کے سامنے سے سب بھاگ گئے تب بادشاہ قصر سے نکلے فیروزہ نے
عرض کی کہ اس مکان کی تلاشی لیجیے یقین ہے کہ مال بہت نکلے بادشاہ نے فرمایا کہ تم
ڈھونڈھو فیروزہ پھرنے لگا ایک مقام پر دیکھا بوتل شراب کی پڑی ہے فیروزہ نے
اُس بوتل کو اُٹھایا جیسے ہی وہ بوتل فیروزہ نے ہاتھ مین اُٹھائی اور اُسمین سے

شراب گری اُس مین سے ایک مار سیاہ پیدا ہوا اور فیروزہ کو لپٹ گیا فیروزہ بہت چیخا رویا پیٹا مگر بادشاہ کے کان مین آواز نہ آئی جب وہ مار سیاہ فیروزہ کے جسم مین لپٹا ہوا باہر نکلا تو بادشاہ نے دیکھا کہ فیروزہ کو ایک مار سیاہ لیے جاتا ہی بادشاہ چیخے لیکن مار سیاہ فیروزہ کو لیکر نکل گیا بادشاہ نے چاہا پیچھا کرین متین نے دامن پکڑ لیا کہا ای شہریار لوح ملاحظہ فرمائیے بدون ملاحظہ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا حکم نکلا کہ ای فتاح طلسم وہ مار سیاہ این عجائبات نعد خالی ہونے تعرض جہان پنہا کے اگر فیروزہ کو مار سیاہ لیجائے تو فیروزہ اسکو مار لیگا اور رہا ہوکر تم سے ملیگا اور کسیاب جادو باغ ہمیشہ بہار مین گئی ہو وہین تشریف لیجائیے لیکن راہ مین روکنے والے ملین گے اُن سب سے بچکر جائیے گا ایسا نہ ہو کہ ساحر راہ مین ملین اور آپ کو روکین جو ساحر ملین لوح کو ملاحظہ کرکے اُن سے مقابلہ کیجیے گا اور اگر لوح سے غفلت کی تو دھوکا کھائیے گا بہت پچتائیے گا بادشاہ نے متین و گلرنگ سے کہا کہ تم لوگ ہمارے لشکر مین جاؤ دونون نے بادشاہ سے بہت خوب کہا اور ایکطرف چلی گئین لیکن خیال مین یہی ہی کہ بادشاہ کا ساتھ نہ ہی ایسا نہ ہو بندگان عالی کسی آفت مین پھنسجائین یہ کہکر ایک گوشے مین چھپ رہین بادشاہ لوح دیکھکر باغ سے نکلے تلاش مین باغ ہمیشہ بہار کی چلے مگر فیروزہ کو جو بدمست جادو لیکر چلا تھا جب بدمست جادو در باغ ہمیشہ بہار پر پہونچا فیروزہ رونے لگا بدمست نے پوچھا او مکار کیون روتا ہی فیروزہ نے کہا ای صاحب ایک بدنصیب کی تقدیر کو روتا ہون بدمست نے پوچھا کسکی تقدیر کو روتا ہی فیروزہ نے کہا ایک بیٹی ہی اُسکی شادی کے لیے کچھ روپیہ جمع کیا ہی کئی دفعہ ایسا اتفاق ہوا ایک مرتبہ قزاقون نے لوٹ لیا ایک مرتبہ چوری ہوئی ایسے بدبخت کا ہاتھ لگا کہ آجتک اصلاح نہ ہوئی اب جان پر بنی ہی یہ بتاؤ کہ اب میری جان بچنے کی کیا تدبیر ہی بدمست نے کہا تجھے ملکہ اسطرح بیزار رہین کہ فوراً تجھکو قتل کریگی لیکن جو تو روپیہ مجھکو دے تو مین تیری سفارش کرون فیروزہ نے کہا گوشہ مین چلیے روپیہ کا مقدمہ نازک ہی ایسا نہ ہو کوئی دیکھے تو میرا اعتبار ادشمن ہوجائے

بدمست جادو بہت خوش ہوا جی مین کہتا ہو کہ اسکے روپے کو کون پوچھیگا گوشے مین لاکر
سحر اُتارا ہاتھ پانون فیروزہ کے کھولدیے فیروزہ نے کمر سے ایک رومال نکالکر دیا
کہا اس مین روپیہ بندھا ہوا اور کچھ کنکر پتھر بھی ہین یہ سُنکر بدمست نے کہا مین اسکو کھولکر
گن لونگا تمہاری بیٹی کو بھی دونگا لیکن پتہ بتادو فیروزہ نے کہا وہ ایسی معروفہ ہو کہ جب
لشکر مین جاکر پوچھوگے جوان بڈھے لڑکے سب بتا دینگے میری بیٹی مین ایک بڑا کمال
ہو کہ کسی سے انکار نہین کرتی مین بھی منع نہین کرتا کہ کیا نقصان ہو اور چار آدمیون سے
ملاقات ہوتی ہو مین نے بھی کہدیا ہو کہ ای فرزند جسطرح ہوسکے چار پیسے پیدا کیا کرو
بدمست ان باتون پر ہنس رہا ہو کہتا ہو میان فیروزہ بڑے دل لگی باز ہو اپنی بیٹی
کے مقدمے مین ایسا کہتے ہو اگر اور کوئی کہیگا تو بُرا مانوگے فیروزہ نے کہا بُرا ماننے
کی کون سی بات ہو جو کوئی آئیگا کچھ دیجائیگا مین نے تو یہی سمجھا دیا ہو کہ گھر کا خرچ اب
تمہارے ذمے ہو جہانتک ہوسکے پیدا کرو واقعی دیر کی باتون مین بدمست جادو
راضی بھی ہوا اور قسمین کھا رہا ہو کہ ای فیروزہ مین تیری سفارش کرونگا اگر ملکہ مان
گئین تو تجھکو بچا لونگا ای فیروزہ مجھے تیری غریبی پر رحم آتا ہو مین تجھے ضرور قید سے رہا
کراؤنگا یہ کہکر پوٹلی کھولنے لگا دیکھا گرہ مضبوط بندھی ہو زور کرکے جو کھولا رومال سے
دھوان نکلا دماغ پر بدمست کے پہونچا بدمست بیہوش ہوکر گرا فیروزہ نے خنجر
کمر سے نکالا خنجر مارا کہ شکم چاک تتمہ پاک ہوا فیروزہ نے جو دیکھا کہ مرنے سے بدمست
کے غلغلہ ہونے لگا ایک غار مین چھپ گیا دیکھا چند کنیزین باغ سے نکلین بدمست
کا لاشہ کھینچتی ہوئی اندر باغ کے لے گئین اس خیال سے کہ کمیاب کو لاشہ اسکا دکھا
دینگے اور کہینگے کہ آپ کے تشریف لانے کی یہ برکت ہوئی کہ وزیر باغ ہمیشہ بہار بدمست
مارا گیا مگر کمیاب جو طرف باغ ہمیشہ بہار کے روانہ ہوئی تھی راہ مین آتی تھی قریب
کوہ نیرنگ پہونچی کان مین آواز آئی کہ کوئی شوقین خوش آوازیہ اشعار عاشقانہ
بآواز گا رہا ہو

نظم

اسی سے ڈھونڈھتے ہم تجھکو بکو نکلے		کہ تو کہین نظر آئے تو آرزو نکلے

گھروں سے سنگ لیے طفل خوبرو نکلے
جو تیری زلف کے سودے میں کو بکو نکلے

دیار حسن میں یہ سوچتے ہیں ہم جاکر
دل اُسکو دیوین محبت کی جس میں بو نکلے

ابھی ہوں شوق سے عشاق سر بکف حاضر
سر وہی او بُت قاتل جو لیکے تو نکلے

شب وصال یہ ارمان مجھے کہتا ہے
ابھی ہیں دل میں سماؤں جو آرزو نکلے

عجیب سیر ہو جائے جو شیخ رندوں میں
کچھ اُسکا بس نہ چلے کھو کے آبرو نکلے

سحر نمود ہوئی پیری کی چونک اے غافل
اخیر عمر ہوئی اب سفید مو نکلے

گواہ حشر میں اعضا ہوئے گناہوں کے
جنہیں سمجھتے تھے ہم دوست وہ عدو نکلے

فلک بھی آپ بھی دونوں عدوے عاشق ہیں
یقین ہے نہ مرے دل کی آرزو نکلے

ہماری جان نکلتی ہے یوں جدائی میں
بہار میں گلِ تازہ سے جیسے بو نکلے

اسی کی مجھکو شب و روز فکر ہے سطوت
نجف کو جاؤں تو پھر دل کی آرزو نکلے

یہ آواز سنکر کمیاب جادو پہاڑ پر اتری دیکھا محفل عیش آراستہ ہے اور ایک شاہزادی نہایت حسین و جمیل مسند پر بیٹھی ہے گرد کنیزوں کا جماؤ ہے گانیں سامنے گا رہی ہیں بجا بجا کر بتاتی جاتی ہیں کمیاب کو وہ جلسہ بہت پسند آیا قریب آکے دیکھا کہ ملکہ سرخمو بے گیسو دراز مسند پر بیٹھی ہے کنیزیں نوجوان جمع ہیں جام مے ارغوانی گردش میں ہے کنیزوں نے ملکہ سرخمو کو خبر دی کہ ملکہ کمیاب تشریف لائی ہیں سرخمو نے استقبال اُٹھی کمیاب کو لاکر پہلو میں جگہ دی اور پوچھا کہ ملکہ کہاں سے آتی ہو کمیاب نے کہا اے ملکہ عالم تمکو کچھ خبر بھی ہے کہ سارا طلسم ٹوٹ گیا آج باغ ہمیشہ بہار میں جاتی ہوں اے ملکہ عالم اگر ہو سکے تو آج پیروی کرنا طلسم کشا آج اسی راستے سے آئیگا اگر ہو سکے تو اُسکو روکنا ہم تک نہ آنے پاوے تمکو آگاہ کرتی ہوں کہ تم جہان پیما خالی ہو گیا سرخمو نے کہا آپ تشریف لیجایئے کیا مجال ہے کہ یہاں سے آگے بڑھ جائے کمیاب بخوبی سرخمو کو سمجھا کر طرف باغ کے روانہ ہوئی سرخمو نے سحر کیا کہ سحر سے راستہ بند کیا کہ اگر طلسم کشا اس راستے سے آئے تو بیشک کہ اسی مقام پر رہے ایسی ہی فکر کر رہی ہے مگر سعد شہریار رہبری کرتے ہوئے آتے ہیں

جب اُس صحرا میں پہونچے ایک جانب روانہ ہوے دن بھر رہروی کی شام کو قریب ایک
نخل کے پہونچے شب اُسی مقام پر بسر کی صبح کو اُٹھکر چلے پھرتے پھرتے پھر اُسی مقام پر
پہونچے پھر رات وہین بسر کی مگر صبح کو خیال کر کے دیکھا کہ یہی درخت روز ملتا ہو آخر کو
ایک تیر ترکش سے نکالا اُسی درخت پر تیر کو نصب کیا شام کو پھر اُسی مقام پر پہونچے
اب یقین کامل ہوا کہ مین کئی دن سے اسی مقام پر پھر پھر کے آتا ہون لوح کو نکالکر دیکھا
نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا سرخمو کے گیسو دراز نے راستہ روکا ہو مناسب یہ ہو کہ یہ
اسم پڑھتے ہوے راستہ طے کرو تب اِس راستے سے نکلو گے بادشاہ اِس سوچ مین
تھے کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا فیروزہ بن عمرو جست وخیز کرتا ہوا آتا ہو قریب
آکر پہونچا عرض کی کہ اے شہریار آج کئی دن سے اسی صحرا مین پھر رہا ہون مگر اِس صحرا
سے نہین نکلتا بادشاہ نے فرمایا اے فیروزہ تمنے کیونکر رہائی پائی فیروزہ نے حال
بتاکر کہا اِس صحرا سے کیونکر نکلنا ہو بادشاہ نے فرمایا مین نے لوح کو دیکھا اُس مین
حکم نکلا اب مین اسم پڑھتا ہوا چلتا ہون تم بھی میرے ساتھ چلے آؤ انشاءاللہ رستہ
مل جائیگا فیروزہ بادشاہ کے ساتھ ہوا بادشاہ اسم پڑھتے ہوے چلے مگر سرخمو بالاے
کوہ بیٹھی ہو کہ ایکطرف سے معلوم ہوا کہ روشنی چمکی حیران تھی کہ یہ روشنی کیسی ہو نگاہ
غور دیکھنے لگی دیکھا کہ آگے آگے ایک جوان رعنا نہایت حسین وجمیل تہمتن شیر ابرو ود
سنبل گیسو خال عارض ہندو سر جھکاے ہوے چلے آتے ہین پشت پر ایک عیار
طرار ہو اِس جاہ وجلال سے آتے ہین کہ چہرۂ انور سے جھوٹ پڑ رہی ہو زمین پر بال
پڑا ہو جمال بے مثال دیکھکر سرخمو کو پسینہ آگیا کنیزین جو قریب بیٹھی تھین اُنسے
کہا دیکھو صاحبو یہی طلسم کشا ہین کس جاہ وجلال سے آتے ہین کئی دن سے اُس صحرا
مین پریشان رہے آج اُس صحرا سے رہائی پائی ہو اگر باغ ہمیشہ بہار مین جائینگے
تو بہت پریشان ہونگے یہ کہکر کچھ سحر کیا ایک جھیل تھی ہاتھ دھونے کے لیے بادشاہ
بیٹھ گئے اب سرخمو بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہو آخر کنیزون سے اشارہ کیا کہ مجھکو انکے
حال پر رحم آتا ہو اگر اسی طرح باغ ہمیشہ بہار مین جائینگے تو وہان پریشان ہونگے

کمیاب نے بڑی بڑی فکر کی ہوگی مجھے گمان نہ تھا کہ اس صحرا سے اب نکلین گے اگر تمسے ہو سکے تو یہان بلا لو یہی خیال ہے کہ کہین ایسا نہو باغ مین جائین اور جا کر کانٹون مین پھنسین کسی بندۂ خدا کو کیون آزار پہونچے یہ نہ کہنا کہ ملکہ نے یاد فرمایا ہے اور حیلے سے بُلانا بادشاہ ہاتھہ دھو کر اُسی مقام پر بیٹھہ گئے کہ سامنے سے چند کنیزین آئین انھون نے آکر سلام کیا سامنے کھڑی ہین رعب سے کچھہ کہہ نہین سکتین بادشاہ نے پوچھا اے تم کون ہو کسواسطے آئی ہو ایک اُنمین بہت طرار و فرار تھی اُسنے ہنسکر کہا کہ بالا کوہ تشریف لے چلیے آپ کو نفع ہوگا بادشاہ نے لوح کو دیکھا لوشتہ پایا کہ بیخوف جاؤ کچھہ مقام تردد نہین ہے سر خمو کے دل مین تمھاری جگہ ہے بادشاہ اُنکے ساتھہ چلے مگر فیروزہ نے اُس کنیز کا ہاتھہ پکڑ لیا ہنسکر کہا تمھارے دل مین ہماری جگہ ہے اُس کنیز نے ہاتھہ چھڑا لیا اور غصے سے کہا ارے اپنی صورت تو دیکھہ بن مانس معلوم ہوتا ہے فیروزہ نے کہا مین تو خاصہ بھلا مانس ہون مگر تمھین بُرا معلوم ہوتا ہون بادشاہ نے فرمایا او فیروزہ بالاے کوہ چلو چلکر دیکھو کن صاحب نے یاد کیا ہے کنیز نے کہا وہ بالاے کوہ تشریف رکھتی ہین بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک نازنین سرکش حسن مین مہوش نہایت غرور سے اُنکی طرف دیکھہ رہی ہے بادشاہ کو بھی توجہ ہوئی بالاے کوہ تشریف لائے سر خمو بر اے استقبال اُٹھی بادشاہ کو لاکر مسند پر جگہ دی اور سامنے کنیز جو بیٹھی تھی اُسنے فوراً ساز کو چھیڑا اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

دل بہت تنگ رہا کرتا ہے | رنگ بے رنگ رہا کرتا ہے
دل مرا پی کے محبت کی شراب | نشے مین بھنگ رہا کرتا ہے
جوہر تیغ دکھاتا ہے حسن | عشق جو رنگ رہا کرتا ہے
گفتنی حال نہین ہے اپنا | کچھہ عجب ڈھنگ رہا کرتا ہے
حلبی رخ مین ترے خالونکے | لشکر زنگ رہا کرتا ہے
منزل گور کے دیوانون کے | سینے پر سنگ رہا کرتا ہے
بندش چست سے تیری آتش | قافیہ تنگ رہا کرتا ہے

بادشاہ کا نام سن رہے ہین کہ سرخمو نے جام مرارغوانی پیش کیا بادشاہ نے ہاتھ رکھدیا
سرخمو نے کہا مین سمجھ گئی کسی نے قسم لیلی ہوگی کہ کسیکے ہاتھ کی شراب نہ پینا بادشاہ نے
فرمایا یہ بات نہین فقط مذہب کا اختلاف ہو اگر اطاعت اسلام قبول کرو تو مین شراب
پیون سرخمو نے جواب دیا فرد کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست ٭ ہر رگ من
تار گشتہ حاجت زنار نیست ٭ بادشاہ نے جام ہاتھ سے سرخمو کے لے لیا سرخمو نے
مسکرا کر کہا مین نے اطاعت اسلام قبول کی بادشاہ نے جام نوش فرمایا سرخمو نے
پوچھا حضور کا کیا قصد ہو بادشاہ نے فرمایا طرف باغ ہمیشہ بہار کے جاتا ہون ملکہ
سرخمو نے کہا آپ کے واسطے وہان دام مکر بچھے ہین ایسا نہ ہو کہ بندگان عالی وہان
گرفتار ہو جائین مین بھی چلتی ہون میرے ساتھ چلیے یقین ہو کہ محفوظ رہیے گا یہ کہکے
ایک تخت تیار کیا اور عیار سے کہا تم کیسے عیار ہو بادشاہ کی صورت بدلو فوراً
فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بادشاہ کی صورت تبدیل کی اور اپنی
صورت ایک کنیز کی بنائی تخت اُڑتا ہوا چلا تھوڑی دور بڑھے تھے کہ آگ برسنے
لگی پھر پانی برسا آگ بجھ گئی اور آگے بڑھے تلوارین برسنے لگین کچھ سپرین پیدا
ہوئین اُن سپرون نے تلوارون کو روکا سرخمو نے کہا یہ کیا معرکہ ہو کون سحر کرتا ہو
اور کون مٹا دیتا ہو بادشاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ متین وگلرنگ سحر کرتی ہوئی
آتی ہین بادشاہ نے فرمایا یہ ہماری خیر خواہ ہین کہ باغ ہمیشہ بہار معلوم ہوا ملکہ
گلمیاب مسند پر بیٹھی ہو صدہا تاجدار جمع ہین گلمیاب یہی ذکر کر رہی ہو کہ بادشاہ آتے
ہین مگر بڑا غضب ہوا کہ سرخمو شریک ہو گئی مین ابھی آتی ہون یہ کہکے اُٹھکر چلی اور
ایک طرف روانہ ہو گئی جب بادشاہ اُس دربار مین پہونچے سب تاجدار کھڑے ہوگئے
بادشاہ ایک جانب بیٹھے سرخمو نے پوچھا ملکہ گلمیاب کہان گئین تاجدارون نے
کہا ابھی تشریف لے گئی ہین تھوڑی دیر مین آتی ہین بادشاہ نے فرمایا اے تاجداران
جلیل انصاف کرو کہ جمشید ثانی کو سجدہ کرتے ہو ایک شخص مکار جعلساز سجدہ با
خداوند بنکر بیٹھا ہو تم لوگون کو مطیع کیا ہو سنا سب یہ ہو کہ اُسپر لعنت کرو جسنے بے اعتبار

پکار کر آواز دی ہم آپ کا حکم مانتے ہین سب تاجدار مطیع اسلام ہوے بادشاہ نے اپنے کو ظاہر کیا جمال بادشاہ دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہم تو آپ کے تابعدار ہین اب رخصت ہوتے ہین جنگ مین حاضر ہونگے یہی آرزو رکھتے ہین کہ آپ کے ہمراہ رہین لیکن اب حضور تشریف لائے بی کمیاب جادو تو چلی گئین انکو یقین ہوا کہ طلسم کشا آتے ہین ای سر خمو یہی کہ گئین کہ سر خمو شریک ہو گئین یہی سوچکر چلی گئین انکو خیال تھا کہ بادشاہ آکر آفت برپا کرینگے مگر ہمکو تشریف آوری آپکی باعث فخر و افتخار ہوئی بادشاہ نے ان سب کو مطیع کیا مسند پر بیٹھے سب تاجدار بھی گرد بیٹھے اب فیروزہ کو اشارہ کیا فیروزہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگا **نظم**

تو نے شہباز نظر کو جو ادہر چھوڑ دیا
ہمنے بھی طائر دل باندھ کے پر چھوڑ دیا

قفس تن مین رہیگا نہ مرا طائر روح
دام کاکل سے مجھے تو نے اگر چھوڑ دیا

آگیا کچھ جو زبان پر اثر زہر فراق
غم نے چکھتے ہی مزہ خون جگر چھوڑ دیا

سایہ سان اب پس دیوار گرونگا جاکر
مین نے گو کینہ و بد بار سے در چھوڑ دیا

اثر زہد و قناعت نے بنایا اخگر
ہاتھ مین لیتے ہی بس مین نے تو زر چھوڑ دیا

ذبح کر ڈالونگا اسکے تو بولا شب وصل
مین نے سو بار تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا

خط نکلتے ہی ہوا اور بھبھوکا چہرہ
حسن نے کاہ کو شعلے پہ مگر چھوڑ دیا

تو نے جبر و زمے قاتل مرے کوچے کہانے
بوالہوس نے ترے کوچے کا گذر چھوڑ دیا

قتل کرتا رہا اغیار کو قاتل ناسخ
نہ کوئی ہاتھ سروہی کا ادہر چھوڑ دیا

سب نے گانا فیروزہ کا بہت پسند کیا پھر سب نے کہا پہلو پر اس باغ کے ایک باغ ویران ہی کیا عجب ہی کہ بی کمیاب وہان جاکر ٹھہری ہون کچھ انتظام کرتی ہون بادشاہ اٹھے سب تاجدار ساتھ ہین پہلو پر اسی باغ ہمیشہ بہار کے ایک دروازہ ملا اس دروازے مین داخل ہوے تاجدار آگے بڑھے ایک قصر شکستہ اس باغ مین تھا تاجدارون نے کہا کہ بی کمیاب ایک گوشے مین بیٹھی ہی مگر کاتب یہ ہی چند کنیزین جو ساتھ ہین اُنسے کہ رہی ہی کہ صاحبو حیران ہون کہ کہان جاکے

چھپون بڑا غضب ہوا کہ سب تاجدار بھی مطیع ہوگئے کہ تاجداروں نے آکر سلام کیا کمیاب کھڑی ہوگئی کہا صاحبو مین تمسے ملنا نہین چاہتی تمھارے جسم سے بوے اسلام آتی ہی بس الگ رہو میرا تو یہ حال ہی کہ زندگی میری مجھکو وبال ہی نظم

دم ہی بند آگے ترے تیغ صفاہانی کا | قائل خلق ہی عالم تری عریانی کا
جاؤن وحشت مین کہان وادی ایمن کے سوا | ہوش مین دیوانہ کسی چہرۂ نورانی کا
ہیونہ بچے کیا گوشہ نشینون کو فرز شمع بچے | آتش سنگ کو کچھ خوف نہین پانی کا
کھینچتا تھا وہ بہت قامت جاناں کی شبیہ | حال آخر کو کیا دار نے کیا مانی کا
کسکے کوچے مین جبین سا تو ہوا ہی ناسخ | چاند سا داغ ہی روشن تری پیشانی کا

سب تاجداروں نے کہا اے ملکۂ عالم آپ کا خیال خام و تصور ناتمام ہی ہمنے اطاعت نہین کی ہم آپ کے تابعدار ہین کہ پہلو سے آواز آئی کیون او کمیاب تو کہان جائیگی یہ کہکر شاہ نے نعرہ کیا نعرۂ شاہ

شہنشاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس و جم
تجلی دہ بزم اسلامیان | نہال گلستان صاحبقران

کمیاب نے جو شاہ کو دیکھا گھبرا کر آواز دی کہ او مہیب آتش ریز جلد آ کر شاہ کو روکو کہ پہلو سے ایک پہلوان پیدا ہوا اُسنے آکر شاہ سے کہا آگے نہ بڑھیے بادشاہ نے نہ مانا اُس پہلوان نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے اُسکی تلوار رد کر کے عکس لوح کا اُسپر ڈالا جیسے ہی عکس لوح کا پڑا وہ پہلوان جلنے لگا بادشاہ اُس پہلوان کو چھوڑ کر طرف کمیاب کے متوجہ ہوئے کمیاب اتنے عرصے مین اشتعال پا کر کہی فوراً غرق زمین ہوگئی سب تاجداروں نے عرض کی کہ حضور نے غضب کیا کمیاب نکلگئی اب کمیاب کا ملنا دشوار ہی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لوشتہ پایا کہ اے نکلو جو عجائب و غرائب نظر آئین بمصداق بلا حفظ لوح حکم مفتی کا امر نہ کرو یہ بڑا وقت ہی اگر ذرا بھی غفلت کیجیے گا تو بلا مین پھنس جائیگا ادھر سب نے کہا کہ حکم جمشید ہی جو بادشاہ کو گرفتار کرے اُسی وقت قتل کر ڈالے سب ساحر اسی فکر مین ہین کہ

بندگان عالی کو قتل کرین بادشاہ نے فرمایا اگر قضا میری اُنکے ہاتھ سے ہی تو نہ
بچونگا اور اگر موت نہین ہی تو اُنکی کیا مجال ہی کہ مجھکو قتل کر سکین اب آپ لوگ
رخصت ہون مین فکر کمیاب مین جاتا ہون سب تاجدار تو رخصت ہوگئے لیکن
وعدہ کر گئے کہ جنگ مین آکر شریک ہونگے بادشاہ نے سب کو رخصت کیا جب
سب تاجدار جا چکے تو بادشاہ نے سرخمو سے بھی کہا کہ تم بھی اب رخصت ہو جاؤ
سب تاجدار جا چکے اور ہم حسب حکم لوح تلاش کمیاب مین جاتے ہین سرخمو کی
آنکھون مین آنسو بھر آئے عرض کی مجھکو آرزو تھی کہ حضور کے ساتھ رہون مگر کنیز
کو آپ جدا کرتے ہین ناچار جاتی ہون یقین ہی کہ کمیاب میرے ساتھ فتور کرے
بادشاہ نے فرمایا کیا مجال ہی کہ تجھے کوئی آنکھ ملا سکے لوح ضرور خبر دیگی مین تمھاری
رہائی کو پہونچونگا اگر شاید گرفتار ہوگئین تو مین رہا کر لونگا سرخمو روتی ہوئی
رخصت ہوئی مگر دل پر بڑا جبر ہوا ناچار طرف کوہ کے چلی فیروزہ نے شاہ کا
ساتھ نہین چھوڑا عقب مین آتا ہی اور ہمیں کے جاتا ہی کہ حضور لوح سے غفلت
نہ کرین بادشاہ جو باغ سے باہر نکلے ایک طرف سے گرد اُڑتی دیکھا ایک نقابدار
گلگون پوش بارہ ہزار جوانون سے آکر ٹھہرا اور بادشاہ سے کہا میرے مکان پر
چلیے کہ دوسری طرف سے گرد اُڑتی دیکھا کہ نقابدار زمرد پوش آیا وہی بارہ ہزار
فوج اُسکے بھی ہمراہ ہی اُسنے بھی آکر کہا کہ مجھے سرفراز کیجیے مین نے سامان دعوت
مہیا کیا ہی نقابدار گلگون پوش نے تلوار کھینچی کہا او بے حیا مین تو آیا تھا تو کیون
آیا زمرد پوش نے کہا مین تو مدت سے مشتاق تھا آج صورت زیبا دیکھی چاہتا
ہون کہ اپنے کلبۂ احزان مین لیجاؤن آخر دونون مین تلوار چلنے لگی شاہ کھڑے
دیکھ رہے ہین زمرد پوش کہتا ہی کہ مین شاہ کو اپنے ساتھ لیجاؤنگا گلگون پوش
کہتا ہی کیا مجال مین پہلے دعوت کو لون پھر تجھے اختیار ہی زمرد پوش کہتا ہی ایسا
نہ ہوگا فوجون نے جب دیکھا کہ افسر ہمارے لڑنے لگے سب نے تلوارین کھینچین
مغلوب ہونے لگی تھوڑے عرصے مین صدہا لاشے گر گئے آخر گلگون پوش ہاتھ سے

زرہ پوش کے مارا گیا زمرد پوش دریائے خون مین نہایا ہوا سامنے شہریار کے آیا
عرض کی غلام نے اُس مغرور کو مار ڈالا اب امیدوار ہون کہ سرفراز فرمایئے فیروزہ
نے عرض کی کہ حضور لوح ملاحظہ فرمائین جو لوح حکم دے وہ کیجیے بادشاہ نے لوح کو
ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ ہمراہ زمرد پوش جاؤ مگر دمبدم لوح کو ملاحظہ کرنا لوح سے
غفلت نہ ہو بادشاہ ہمراہ زمرد پوش کے روانہ ہوئے تھوڑی دور چلکر ایک دروازہ
باغ کا دکھائی دیا بقول شاعر نظم

باغ کا در لبسان دیدۂ وا — محو نظارۂ گل رعنا
اُس گلستان روح افزا کا — باغبان ازل چمن پیرا
جتنے گل ہین جہان کے اندر — سب ہین اُس بوستان کے اندر
ہر خیابان مین دوڑتی ہی نسیم — لیے کاندھے پہ اپنے بار شمیم
اکطرف حوض ہین پر آب و تاب — دیدۂ عاشقان کی طرح پر آب
نہین فوارہ یہ اُچھلتا ہی — حوض کا حوصلہ نکلتا ہی
اکطرف کو منو بر طناز — سر بسر جلوۂ سراپا ناز
سنبل اسطرح گرد عارض گل — جیسے رخسار یار پر کاکل
تاک انگور ہر دو طرفہ بہار — جیسے خمیازہ کش کوئی میخوار
خوشے جھومنے ہوا سے لیتے ہین — میکشون کو نوید دیتے ہین
سرو آراستہ ہین دوش بدوش — ق — شکل مینائے سبز پر مدہوش
ہین جو مشتاق سیر باغ بڑے — دیکھ لو ایک پانون سے ہین کھڑے
نہین کوئی درخت طالب آب — صورت نخل شمع خود سیراب
داغ لالہ مین لیک پیدا ہی — حسن اور عشق سب ہویدا ہی
اکطرف کو وہ لطف ریحان پر — سبزۂ خط یار سے بہتر
کہین گلشن مین نخل داؤدی — کہین بلبل کی لحن داؤدی
کیا گل اشرفی کا کیجے بیان — ہی لٹاتا چمن مین اشرفیان

غزل

عندلیبون کا شاخ گل پہ ہجوم — اس غزل کی پڑھی ہو ہر جا دھوم
باغ مین آمد بہار ہو آج — چشم نرگس کو انتظار ہو آج
پا بہ زنجیر موج آب سے کیون — باغ مین سرو جوئبار ہو آج
آئیگا کیا کوئی صنوبر قد — قمریون کا مگر شکار ہو آج

بادشاہ تماشہ دیکھتے ہوے وسط باغ مین تشریف لائے دیکھا فرش بچھا ہو کمیاب مسند پر بیٹھی ہین بادشاہ نے للکارا کہ او بھگوڑی کہانتک بھاگے گی منم سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام کمیاب نے آواز دی اے بادشاہ اب نہ بھاگونگی تمسے مقابلہ کرونگی بادشاہ حیران ہین کہ یہ کیا سحر کیہ یہ تو مجھکو دیکھکر بھاگ گئی تھی آج کیا سبب ہو کہ برائے مقابلہ آتی ہو لوح کو ملاحظہ فرمایا اُس مین نوشتہ نکلا کہ یہ کمیاب جادو نہین ہو اپنے ہمشبیہ کو بٹھا دیا ہو لیکن سمجھکر مقابلہ کرنا بادشاہ نے کمیاب نقلی کا سامنا کیا کمیاب نقلی نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے مگر بادشاہ نے خالی دیے خالی دیکر لوح کو چمکا دیا عکس لوح کا جو کمیاب نقلی پر پڑا مثل ہیزم خشک جلنے لگی تھوڑی دیر مین جلکے خاک ہوئی بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا نقابدار زمرد پوش کو بھی نہ پایا باغ سے نکلے جب بادشاہ نے قدم باہر رکھا باغ بھی جلکر خاک ہوا مگر دیکھا کہ سامنے ایک دروازہ بلند و مرتفع کھلا ہوا ہو ہزارہا شاہزادیان ایک سے ایک زیادہ حسین اور جمیل مشتاق کھڑی ہین بادشاہ کو دیکھکر بلانے لگین بادشاہ نے وہ مجمع دیکھکر قصد کیا کہ اُنکے قریب جاؤن اُدھر متوجہ ہوے تھے کہ فیروزہ بیقرار ہو گیا آخر تاب نہ آئی پکار اُٹھا کہ اے شہریار بدون ملاحظہ لوح قدم نہ بڑھائیے بادشاہ ہوشیار ہو گئے لوح کو جو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ سراسر مکر ہو اپنے کو مکر سے بچاؤ لوح کو اُنکے بیچ مین پھینکدو پھر تماشہ قدرت پروردگار کا دیکھو بادشاہ نے لوح گلے سے اُتاری اور پکار کر کہا کہ تمکو مجھسے کیا کام ہو یہ لوح حاضر ہو اسکو لے لو وہ عورتین لوح پر گرین جنھنے ہاتھ ڈالدیا وہ جلکر خاک ہوئی سب شاہزادیان جلتین اور آواز دیتی ہین کہ او سنگدل جلاد تجھکو ہمارے مرنے کا افسوس نہ ہوا خدا اور جمشید تجھسے سمجھین گے

یہ کہتے کہتے سب جل گئیں کہ نقارے پر چوب پڑی دیکھا ایک بادشاہ تخت پر سوار
فوج بے انتہا ہمراہ آیا آتے ہی اشارہ کیا کہ یارو اسنے بڑی حسین عورتوں کو قتل
کیا اسکو مار لو ہمارا سارا شہر ویران ہو گیا کوئی اب حسین عورت شہر میں نہ رہی کل فوج نے
بادشاہ پر حملہ کیا مگر وہ بادشاہ ترغیب دے رہا ہی کہ یارو بخوبی جانتے ہو کہ اگر ہم قتل ہوئے
تو تم لوگ بھی نہ بچوگے جہانتک ہوسکے یہی کوشش کرو کہ انکو گھیر کر مار لو اگر انکو مار لیا تو
بڑے نیکنام ہوگے کل فوج نے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ تلوار کھینچکر لڑنے لگے جسکو
ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے بادشاہ لڑتے ہوئے طرف اُس بادشاہ کے
چلے لوح کو جو گردش دی دیکھا وہ بادشاہ نہیں ہو کمیاب تخت پر بیٹھی ہی اور سب کو
بہکا رہی ہی کہ ہاں یارو جنگ کرو بادشاہ نے ایک سوار کو مارا اور گھوڑا اُسکا لیا
سوار ہو کر لڑتے ہوئے چلے کمیاب نے جو دیکھا کہ بادشاہ اسی جانب آتے ہیں
آئینہ اُٹھا کر دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا زانوؤں پر ہاتھ مار لیا مصاحب جو
قریب بیٹھے تھے اُسنے کہنے لگی کہ دیکھو صاحبو کیا خرابی ہی میں نے اپنے بچانیکو
صورت بدل لی تھی مگر عکس لوح جو پڑا بصورت اصلی ہو گئی اب طلسم کشا اسطرف
آتا ہی پرے باندھ لو جگر کھڑے ہو اہل فوج جگر کھڑے ہوئے بادشاہ حیران ہیں کہ تا
کمیاب کیونکر پہونچوں اگر ایک صف کو توڑا تو چار صفیں جمجاتی ہیں اے رحیم و کریم
تو اس مشکل کو آسان کر بادشاہ دعائیں مانگ رہے ہیں دمبدم مجمع بڑھتا جاتا ہی
اندر سے قلعے کے جادوگر آتے ہیں بادشاہ نے بیقرار ہو کر دست دعا بلند کیے کہ اے

رحیم و کریم فضل اپنا شریک کر نظم

جادوگر برا اوج خوبی نیّر اکبر یکے است	روشن اندر برج محبوبی مہ انور یکے است
بندہ پرور خالق اکبر کرم گستر یکے است	شہ یکے حاکم یکے صاحب یکے داور یکے است
ہست یک جانان بجسم جزو کل مانند جان	مثل دل در پہلوے ہر اہل دل دلبر یکے است
مالک وحش و طیور و والی جن و بشر	صانع نیک و بد و خلاق خیر و شر یکے است
موجد ایجاد موجودات عالم واحد است	بے گمان و ریب بیشک خالق اکبر یکے است

جیسے ہی بادشاہ نے بیقرار ہوکر دعا کی طرف سے صحرا کے گرد آڑی بادشاہ نے دیکھا
کئی سو تاجدار تختوں پر سوار پشت پہ فوج بیشمار آکر پہونچے نعرہ کرکے لڑنے لگے
کمیاب نے جو ان تاجداروں کو دیکھا گھبرا گئی ساتھ والے جو بیٹھے تھے اُسکے کہنے
لگی کیوں صاحبو تمنے اِن تاجداروں کو پہچانا کہ یہ کون لوگ ہیں سب نے کہا حضور
نے پہچانا ہوگا کمیاب نے کہا یہ وہ تاجدار ہیں کہ جو باغ ہمیشہ بہار میں جمع ہوئے
تھے سب مطیع اسلام ہوگئے دیکھو میری فوج کو قتل کر رہے ہیں اب سعد بن قباد
کے معین بہت ہوگئے جسوقت اپنے خداوند سے مقابلہ پڑیگا اسوقت یہ سب اِنکی
مدد کو آئینگے مجھے یہ خیال تھا کہ شاید اِن لوگوں نے مکر سے اطاعت کی ہی مگر آج
ظاہر ہوگیا کہ یہ بادشاہ کے دل سے شریک ہوئے ہر چند فوج کو ترغیب دیتی ہو مگر
فوج ولد ہی نہیں کرتی جب سعد بڑھتے ہیں اور لوح کو گردش دیتے ہیں تو ساحر
دیوانے ہوجاتے ہیں بہت سے نابینا ہوگئے ٹٹولتے پھرتے ہیں بادشاہ صفونکو
توڑتے ہوئے سامنے کمیاب کے پہونچے کمیاب نے بیقرار ہوکر آواز دی یا
خداوند جمشید ثانی کیا آج میری موت ہی میں ہاتھ سے طلسم کشا کے قتل ہوجاؤنگی
یا خداوند بچا لیجے بیقرار ہوکر جب کمیاب نے پکارا زیر تخت کمیاب سے ایک طائر
پیدا ہوا اشتل انسان کے آواز دیتا ہوا کہ اے کمیاب کیوں بدحواس ہوتی ہے
تجھکو کون قتل کر سکتا ہے میرا تو یہ حال ہے

نظم

حصول مطلب دل کی طرح محال نہیں — وہ بے نیاز ہیں عادت سوال نہیں
گئے فراق میں ہوش وحواس وتاب وتوان — عجیب وقت ہے کوئی شریک حال نہیں
تمھارے عشق نے وارستہ کردیا ایسا — خوشی خوشی کی نہیں رنج کا ملال نہیں
سمائیں کیا مہ و خورشید اپنی آنکھوں میں — ہم اس حسین کے ہیں عاشق جسے زوال نہیں
بتونکے عشق میں پھرتا ہو کیا خراب اے گل — فدائے ذرے تجھے اندیشۂ مآل نہیں

وہ طائر زمین سے یہ آواز دیتا ہوا اُٹھا کمیاب کے لپٹ گیا اور کمیاب کو لیکے
اڑ گیا کمیاب کا غائب ہونا کہ ایک رونا تھا ہوا وہ فوج اور سارا قلعہ غائب ہوگیا

بادشاہ حیران تھے کہ یہ کیا شعبدہ ہوا یا تو سب لڑ رہے تھے یا سب غائب ہو گئے
حقیقت میں یہ جمشید ثانی بڑا شعبدہ باز ہی نہیں معلوم کیا حکمت کی کہ کمیاب جادو
کو بلوا لیا اب دیکھیے کیا کیفیت ہو یہ فرما کر لوح کو ملاحظہ کیا لوح میں نوشتہ پایا کہ سامنے
ایک قریہ ہی اُس میں مسعود زمیندار رہتا ہی وہان جا کر کمیاب چھپی ہی آپ اپنے کو
وہان پہونچائیے یقین ہی کہ مسعود زمیندار آپکی بہت خاطر کرے اور جو آپ کے
سامنے خاصہ لا کر چنے وہی کمیاب ہی جسوقت سامنے آوے اُسکا ہاتھ پکڑ لیجیے گا
سب کھانے میں اُسنے سودۂ الماس ملایا ہی کہ بندگان عالی تڑپ تڑپ کر مرین بادشاہ
یہ حکم دیکھکر وہان سے بڑھے مگر مسعود زمیندار اپنے کھیت پر کھڑا استعجاب زراعت
کر رہا تھا کہ کمیاب آ کر پہونچی کہا اے مسعود آج میری مدد کر وہ طلسم کشا آتے ہین
اور ضرور آج اِس قریے مین آوینگے یہ پڑیا دیتی ہون سب کھانون مین اِسکو ملا دو
جب آئین تم براے استقبال جاؤ جا کر اطاعت کرو اور عرض کرو کہ غلام آپ کی
دعوت کریگا مین بشکل خدمتگار حاضر رہونگی آج بادشاہ کو یہ کھانا کھلاؤ لا کہ تدبیر
کرینگے مگر دسترخوان سے نہ اُٹھ سکینگے مسعود زمیندار چند آدمیون کو ساتھ لیکر
براے استقبال چلا دیکھا بادشاہ آتے ہین جھک کر سلام کیا بادشاہ نے دیکھا
ایک زمیندار وضع ہی چند کس ساتھ ہین کہ اُسنے عرض کی اے شہریار غلام اطاعت
اسلام کرتا ہی بادشاہ نے کلمہ پڑھایا جب مسعود کلمہ پڑھ چکا تو خاموش کھڑا ہو گیا
بادشاہ نے فرمایا کہ کیون اے مسعود کیون خاموش کھڑے ہو مسعود نے عرض کی
کہ حضور کی میرے یہان دعوت ہی بادشاہ نے فرمایا بہت اچھا مسعود روکے
کہا اے شہریار آپ ایسے صاف باطن کو مٹانے کا ارادہ کرون کمیاب میرے پاس
آئی تھی سودۂ الماس دیگئی ہی اور کہتی تھی کہ دعوت کرکے بادشاہ کو کھلانا مین تو یہ
جانتا تھا کہ حضور دعوت کو نہ قبول کرینگے ضرور لوح کو ملاحظہ فرماوینگے مگر حضور
ایسے صاف باطن ہین کہ میرے کلمہ پڑھتے ہی آپ نے اقرار کر لیا مجھکو بہت گران
معلوم ہوتا ہی کہ آپ ایسے بزرگ کو آفت مین پھنساؤن لہذا عرض کرتا ہون کہ جب

کھانا حضور کے سامنے آوے تو کمیاب بشکل خدمتگار حاضر ہوگی اُسکا ہاتھ تھام
لیجیےگا مین جانتا ہون کہ آپ خبر دلیر ہین آپ کے پنجے سے کب نکل سکیگی اگر اُسکی ہتھ
آگئی ہو تو آپ کے ہاتھ سے ماری جاویگی بادشاہ نے مسعود کو گلے سے لگایا فرمایا
تم مسلمان کامل ہو اے مسعود یہ خوب تصور کرلو کہ مین طلسم کشا ہون میری مدد غیب
سے پیدا ہوتی ہے کئی مرتبہ لوح طلسمی چھین لیگئی مگر خدا نے اپنا فضل کیا کہ معین پہلے
سے پیدا کردیے اُن لوگون نے لوح لاکر پہونچائی اور مجھکو قید سے رہا کیا میرے
محسن بہت ہین اے مسعود تمھارا بھی ذکر ہمارے احسان کرنیوالون مین ہوگا اور
صاحبقران تجسے بہت خوش ہونگے مسعود زمیندار بادشاہ کو ساتھ لیکر اپنے
مکان مین آیا بادشاہ نے دیکھا مکان خام بنا ہوا ہے مگر چھوئی مٹی سے لیپا ہوا ہے بادشاہ
کو لاکر مسعود زمیندار نے مسند پر بٹھایا حکم دیا کھانا تیار ہو مگر کمیاب اندر موجود
تھی اُسنے پوچھا اے مسعود درہ سودۂ الماس ملادیا مسعود نے کہا اے کمیاب جبتک
ہم بادشاہ کے ساتھ نہ بیٹھینگے تنہا کھانا بادشاہ کیونکر کھائینگے کمیاب نے کہا بہت
بجا کہتے ہو لیکن مسعود نے کہا مین وقت پر بادشاہ کے آگے ملادونگا کمیاب
خاموش ہو رہی کھانا تیار کرا رہی ہو شام کو جب کھانا تیار ہو چکا تو مسعود نے
کہا مین جاکر بیٹھتا ہون اور دسترخوان بچھواتا ہون تم کھانا لیکر آؤ مسعود نے جاکر
دسترخوان بچھایا اور بادشاہ کو اشارہ کر دیا کہ اب کمیاب بشکل خدمتگار آتی ہے
حضور ہوشیار رہین بادشاہ نے لوح طلسمی ہاتھ مین لیلی کہ کمیاب جادو کھانا
لیکر آئی مسعود نے اشارہ کیا بادشاہ نے فرمایا او خدمتگار میرا ہاتھ دھلادے
کمیاب آفتابہ لیکر آئی بادشاہ کا ہاتھ دھلانے لگی بادشاہ نے کمیاب کا ہاتھ فوراً
تھام لیا اور لوح کو چمکایا صورت کمیاب کی بدلی ہوئی تھی سحر ٹوٹ گیا اور
بصورت اصلی ہوگئی چاہتی تھی کہ ہاتھ چھڑالون مگر شیر کے قبضے مین آئی بادشاہ نے
فرمایا اے کمیاب بڑے بڑے مکر کرتی رہی اب کہانتک مکر کریگی مناسب یہ ہے کہ
اطاعت اسلام اختیار کرو ورنہ اب تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل سے ہرگز منہ

نہ سوڑونگا کمیاب قدمون پر گر پڑی کہتی تھی مین کنیزی اختیار کرونگی میری کیا مجال ہی
کہ اطاعت سے منھ پھیرون بادشاہ نے ہاتھ چھوڑ دیا کمیاب جادو وہان سے نکلی
بادشاہ کو ایک عرضی لکھی خدمتگار کو دی کہ یہ کاغذ بادشاہ کو جاکر دیدے خدمتگار
نے عرضی لاکر بادشاہ کو دی بادشاہ نے دیکھا تو یہ مضمون تحریر تھا کہ اے شہریار ہیچ
کیا فقرہ کیا کیونکر رہائی پائی اب آپ مجھکو نہ پاسکینگے مین اب جاتی ہون اور آپ کے
عزیزون کو جاکر قتل کرونگی بادشاہ نے عرضی پڑھکر زانوون پر ہاتھ مارا مسعود نے
پوچھا اے شہریار اس کاغذ مین کیا مندرج ہی بادشاہ نے فرمایا اے مسعود کمیاب نے
پھر دھوکا دیا خدمتگار سے پوچھا کمیاب کہان ہی اُسنے عرض کی کہ مجھکو کاغذ دیکے
چلی گئی ہزار ہاکوس پہونچی ہوگی دیکھیے انجام کیا ہو بادشاہ نے فرمایا اے مسعود اگر
مین لوح سے غفلت کرونگا تو اُسکا شعبدہ چل جائیگا مگر مین نے یہ فکر رکھی ہی کہ بدون
ملاحظہ لوح کوئی کام نہین کرتا بادشاہ اسی تردد مین بیٹھے ہین خاصہ بھی نہین نوش فرمایا
مسعود نے عرض کی حضور نے خاصہ نہین نوش فرمایا غلام کو بڑا تردد ہی بادشاہ نے
ہاتھ بڑھایا کہ خاصہ نوش کرین کہ چند خدمتگار دوڑے ہوے آئے عرض کی اے شہریار
اس علاقے کا ناظم صفدر جنگ آزما ساٹھ ہزار فوج سے آیا ہی اور اہل قریہ پر
بدعت کر رہا ہی کہ تم لوگون نے دشمن خداوند کو کیون آنے دیا اب بہ ارادہ گرفتاری
حضور آتا ہی بادشاہ تلوار ٹیک کر اُٹھے باہر نکلکر دیکھا کہ فوجین چلی آتی ہین ایک
شخص نہایت بلند بالا گھوڑے پر سوار سب سے کہتا ہوا آتا ہی یارو ہوشیار رہو
جسمین اشارہ کرون چہار جانب سے گھیر لینا بادشاہ نے بھی صفدر کو دیکھا
مادیان زرین‌ِ زر چندار کسی ہوئی تھی بادشاہ اُسپر سوار ہوے اور نعرہ کیا نعرہ مسعود شہریار

منم شاہ شاہان فریدون حشم
تجلی دہِ بزم اسلامیان

بہار گلستان کاؤس وجم
نہال گلستان صاحبقران

بادشاہ نعرہ کرکے جا پڑے صفدر ہر چند غل مچاتا ہی کہ ہان یارو طلسم کشا کو گھیر لو فوج
کے لوگ نہین بڑھتے بلکہ اور پیچھے ہٹتے جاتے ہین بادشاہ قتل کرتے ہوے جاتے

ہین کہ صفدر قریب آگیا بادشاہ نے للکارا کہ او نامردان بیچارون غریبونکو جو تعذیب
دیتا ہی تو سامنے نہین آتا کہ صفدر نے گینڈا بڑھایا قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا
بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کہ صفدر کے دو ٹکڑے ہوے
اہل قریہ نے چہار جانب سے صفدر کے ساتھ والون کو گھیر لیا آخر وہ سب
فریاد کرنے لگے کہتے تھے ای طلسم کشا امان ہی بادشاہ نے سب کو امان دی دس
ہزار جوان اور وہ افسر کلان مطیع اسلام ہوے بادشاہ نے سب کو امان دی
اور ساتھ لیکر مکان پر مسعود کے آئے سب کو اتارا آپ اندر تشریف لائے
لوح کو ملاحظہ کیا اب بادشاہ کو دمبدم تردد ہوتا ہی ہر مرتبہ لوح کو ملاحظہ فرماتے
ہین اب نوشتہ پایا کہ اپنے کو صحراے خشک مین پہونچایئے یقین ہی کہ کمیاب سے
ملاقات ہو کمیاب لشکر جمع کر رہی ہی بادشاہ خاصہ نوش کر کے اپنے مقام سے
اُٹھے باہر نکلے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑتی دیکھا فیروزہ بن عمرو حاضر ہوا اور
بادشاہ کو بصحت و عافیت دیکھکر بہت خوش ہوا عرض کی کہ ای شہریار راہ مین
کمیاب سے ملاقات ہوئی تھی مین نے اُس سے ساحر کی شکل بنکر پوچھا اُسنے
بیان کیا کہ بادشاہ کو مسعود زمیندار مار لیگا ناظم سے بھی کہہ آئی ہون یقین ہی
کہ بادشاہ کا خاتمہ ہوا ہو مین نے حضور کو بصحت و عافیت دیکھا اب حضور کہان
جاتے ہین وہ کہتی تھی کہ صحراے خشک مین جا کر لشکر کشی کرونگی اب وہ سامان ضرور
کر رہی ہوگی بادشاہ نے فرمایا لوح نے بھی خبر دی ہی کہ صحراے خشک مین جایئے
کمیاب سے ملاقات ہوگی تو مین وہین جاتا ہون فیروزہ نے پھر عرض کی کہ لوح
سے بہت ہوشیار رہیے گا مناسب یہ ہی کہ دمبدم لوح کو ملاحظہ فرمایئے کسی مقام
پر غفلت نہ ہو مین یہ چاہتا ہون کہ اب انجام طلسم ہی حضور کو تکلیف نہ پہونچے
اور ایسا نہو وہ مکارہ کوئی ایسا مکر کرے کہ حضور اُسکے دام مکر مین پھنسین بادشاہ
نے فرمایا مین دمبدم لوح دیکھتا ہون مگر دیکھیے اِس صحرا مین کیا انتظام ہو کہ لوح
خبر دے چکی ہی کیا عجب ہی کہ کمیاب سے ملاقات ہو ایکمرتبہ لو مکر سے رہا ہوئی

مگر اب اُسکا عذر نہ مانونگا اگر اُسکی قضا میرے ہاتھ سے ہو تو اُسی صحرا مین قتل کرونگا
فیروزہ نے عرض کی غلام بھی ساتھ چلیگا بادشاہ نے فرمایا الگ رہو جب
وقت کسی دھوکے کا ہو تب خبر دو انشاء اللہ فوراً لوح ملاحظہ کرونگا یہ فرماکے
بادشاہ بڑھے تھوڑا ہی راستہ طے کیا تھا کہ دور سے دیکھا ایک صحراے ویران کف دست
میدان ہے درخت سوکھے ہوے خشک پتون کا جابجا انبار زاغ و زغن کی پکار صحراے
پُرخار بادشاہ نے گھوڑا آگے بڑھا کے دیکھا کہ فوجین چلی آتی ہین اُسی صحرا مین سب
جمع ہوتی جاتی ہین مگر کمیاب جادو کو دیکھا کہ لشکر آراستہ کر رہی ہے اور ترغیب دیتی
جاتی ہے کہ صاحبو ایسی جنگ کرو کہ طلسم کشا عاجز ہو جاے تحریر کرو کیونکہ وہ صاحب
لوح ہین سحر اُنپر تاثیر نہ کریگا مگر ایسا بلوہ کرو کہ بادشاہ جنگ سے عاجز ہون بادشاہ
نے جو دیکھا کہ کمیاب پھر رہی ہے آواز دی کہ او کمیاب مین آپہونچا کمیاب نے
فوج کو اشارہ کیا کئی لاکھ ساحر تھے لینا لینا کہکر دوڑے مگر اُس نہنگ بحر جرأت نے
کچھ خوف نہ کیا بے خوف جا پڑے جنگ کرنے لگے مگر ساحر تو سحر کے عادی ہین ہر چند
چاہتے ہین کہ نیزے اور تلوار سے لڑین مگر قبضے ہاتھ سے نکلے جاتے ہین اور کمانین
کاندھے سے گری پڑتی ہین جب سحر کرتے ہین تب بادشاہ لوح چمکا دیتے ہین وہ سحر اُلٹا پلٹتا
ہے اور سحر کرنیوالے کا کام تمام ہوتا ہے کئی سو ساحر اسطرح مارے گئے کئی افسر نامی
بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوے کمیاب نے دیکھا کہ اس انتظام سے بھی کوئی نفع
نہ ہوا منظور ہوا نکلجاؤن پر پرواز پیدا کیے اُڑتی ہوئی چلی اِدھر بادشاہ نے لوح کو
دیکھا نوشتہ پایا کہ اب اگر نکلجائیگی تو آفت برپا کریگی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے
سے اُتاری تیر کو بھر کمان مین پیوست کیا اسم حاشیہ پڑھکر تاک کر مارا کمیاب نے
چاہا اپنے کو بچاؤن مگر موت گھیرے ہوے تھی تیر نے خطا نہ کی سینے پر کمیاب کے
پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گزرا بادشاہ نے دیکھا اندھیرا ہو گیا غل اور شور برپا ہوا
آوازین آنے لگین کشتی مرا نام من کمیاب جادو بود قطرے خون کے جو اُسکے جسم
سے گرے سب ساحر جلنے لگے چند زاغ تڑپ کر گرے لاش کمیاب کا اٹھا کر لے چلے

پرون سے اپنا سر پیٹتے ہوے مگر جمشید ثانی قصر ہفت رنگ مین بیٹھا تھا کہ کمیاب کا
لاشہ آکر بہو بجا زاغون سنے وہین ڈالدیا جمشید ثانی نے جو لاشہ کمیاب دیکھا گھبرا گیا
شاہزادیون سے کہنے لگا کہ آج وہ ساحرہ قتل ہوگئی جو اس طلسم کی پشت و پناہ تھی اب
شاہون کو اور پہلوانون کو نامہ لکھون کہ سب آکر جمع ہون وزرا نے فرمان روانہ کیے
ہر ایک کے نام یہی حکم تھا کہ اپنے مقام سے مع فوج کوچ کرو اور آکر جمع ہوجاؤ مین یہ
چاہتا ہون کہ تا آنے بادشاہ کے لشکر سب جمع ہوجائے ایسا مقابلہ پڑے کہ بادشاہ کو
بھی شاق ہو اُنکے ساتھ اُنکے بھائی بھتیجے بھی ہین سب لشکر لیکر آئینگے نامے روانہ
ہوگئے جا بجا سے پہلوان آنے لگے سامنے قصر ہفت رنگ کے اُتر رہے ہین جو
ملاقات جمشید کو آتا ہو سجدہ کر کے کہتا ہو یا خداوند مین طلسم کشا کو مار لونگا جمشید کچھ
جواب نہین دیتا خاموش ہو رہتا ہو ایک ہفتے مین لشکر بے حساب جمع ہوگیا چوتھے
دن ایک پہلوان آیا کہ مینائے سر جوش اُسکا نام ہو جمشید کو سجدہ کر کے اُسنے کہا کہ یا
خداوند مجھکو بہت شاق ہو کہ بادشاہ زندہ ہین اگر حکم ہو تو سر کاٹ لاؤن جمشید نے
کہا اے مینائے سر جوش صبح و شام مین وہ بھی آیا چاہتے ہین جلدی نہ کر مینا نے
کہا یا خداوند مجھے بہت شاق ہو کہ آپ کو شگفتہ نہین پاتا یہ وہ قصر ہو کہ آٹھ پہر عیش و
عشرت رہتا تھا اب اُس مکان مین سناٹا پڑا ہو آپ کے بندے کو بہت ناگوار ہو کہ آپ
پریشان ہین ہرچند جمشید نے سمجھایا مگر مینائے سر جوش اپنی ہی کہے گیا آخر جمشید
نے کہا اے مینائے سر جوش اچھا تم روانہ ہو جو خوشی تمھاری مگر بہت ہوشیاری سے مقابلہ کرنا
مینائے سر جوش گینڈے پر سوار ہوا اور طرف سعد بن قبا دکے چلا مگر بادشاہ
نے بعد قتل کمیاب لوح کو جو ملاحظہ کیا تو نوشتہ پایا کہ اب قصر ہفت رنگ پر لشکر کشی
کیجیے بادشاہ نے سب فوج کو جمع کیا اور صاحبقران کو عرضی لکھی کہ جد عالی تیار رہین
طرف قصر ہفت رنگ کے جاتا ہون آپ کے اقبال سے کمیاب کو بھی قتل کیا اگر
حضور یہ اطمینان ہون تو قصر ہفت رنگ پر تشریف لائیے جو سردار جمع ہو رہے
قریب ہین اُن سب کو بھی خبر ہو بجے عمر نامدار رستم پیلتن سے عرض کرتا ہون کہ اقبال

پروردگار ساتون مرحلہ جات فتح کیے آپ کے اقبال سے کمیاب بھی قتل ہوئی اب
امیدوار ہون کہ قریب قصر ہفت رنگ کے تشریف لایئے شتر سوار نامہ لیکر چلا
صحرا سے نو بہار مین رستم فروکش ہین کہ نامہ دار نے لاکر نامہ دیا رستم پڑھکر بہت خوش
ہوئے ہرچند کہ آتشخو شعلہ مزاج جاہلون کے سرتاج ہین مگر سعد نے اپنا بزرگ جانکر
ایسے فقرات لکھے تھے کہ رستم نے سمک کو حکم دیا کہ لشکر تیار کراؤ ہم آج ہی کوچ
کرینگے حکم کی دیر تھی لشکر تیار ہوا رستم استر مالا کبود فرنگی پر سوار ہوئے طرف
قصر ہفت رنگ کے چلے کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا
آگے آگے ایک پہلوان پشت پر کئی لاکھ کا لشکر گینڈا بڑھائے ہوئے آتا ہے رستم
کو معلوم ہوا کہ مینائے سرجوش نامی پہلوان ہے برائے مقابلۂ بادشاہ جاتا ہے آگے
مقام پر گھوڑا روک لیا مینائے سرجوش نے بادشاہ کو نہین دیکھا تھا سمجھا کہ یہی
بادشاہ اسلام ہین اِسنے بھی لشکر مقابلے مین اُتار دیا جب فروکش ہو چکا اور بارگاہ
مین آکر بیٹھا تب اِسکو معلوم ہوا کہ طلسمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران طرف قصر
ہفت رنگ کے جاتے ہین یکایک سوچا کہ اب تو بدولت نے قصد کیا جو سامنے پڑیگا
اُسکو قتل کرتا ہوا جاؤنگا یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی بجے ہرکارون نے رستم کو خبر دی
رستم نے بھی طبل جنگی بجوا دیا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گذری
اب وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش شہنشاہ فلک اول کو شکست دیکر بالائے چرخ
آیا تمام عالم منور و روشن ہوا نظم

یکایک ہوا وان سحر کا ظہور — اُڑا آشیانے سے طاؤس نور
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ — بہت گرمجو اور روشن نگاہ
سپہ کی علامت سپیدہ ہوا — نشان آگے آگے خط صبح کا
کیا دبدبہ خلق پر آشکار — کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی اور
کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے مینا نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای

رستم میرے مقابلے مین آؤ مین برا سے مقابلہ شاہ چلا تھا مگر تم راہ مین ملگئے خیال مین
آیا کہ تمھارا بھی خاتمہ کرتا چلون اب میرے مقابلے مین آؤ تو احوال معلوم ہو رستم
کو بہت ناگوار ہوا ہرچند کہ رفقا ساتھ ہین او روعرض کرتے ہین کہ حضور میدان مین ہرگز
نہ جائین ہم جا کر مقابلہ کرینگے مگر رستم نے نہ قبول کیا سب کو روک کر مرکب بڑھایا مینا
نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا کئی تیر مارے رستم نے تیر خالی دیے جب قریب پہنچے
مینا نے کہا ای رستم تونے میرا حال سنا ہو کہ بڑے بڑے پہلوانون کو مارا ہو کئی قلعے
فتح کیے تم میرے مقابلے مین چلے آئے کچھ خوف نہ کیا رستم نے فرمایا او مغرور کیون
زیادہ غرور کرتا ہو زبان تیغ سے کلام کر کہ حال جرأت کھلے مینا نے نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا نیزہ آپس مین چلنے لگا بعد چند طعنون کے رستم
نے گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مینا کے سر جوش کے نکلگیا مینا نے سر جوش
سے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار خالی دیا اسیطرح متواتر کئی ہاتھ تلوار کے
مینا نے مارے مگر رستم نے سب خالی دیے مینا کو معلوم ہوا کہ یہ جوان فنون
سپاہ گری سے خوب واقف ہو تلوار روک کر کہا ای رستم کسے ساتھ لیکر آئے ہو وہ
پشت پر کھڑا ہو تیر مارا چاہتا ہو رستم نہایت آتشخو و شعلہ مزاج ہین بےجھجت مین کوئی
سردار چلا آیا غصے مین پلٹے مینا نے ہاتھ مارا کہ سر رستم کا زخمی ہوا انکو بہت غصہ آیا
کہا او مکار یہ کیا تونے فریب کیا یہ کہکر تیغ کیبتان کھینچی تلوار جو چمکی مینا گھبرایا
آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا گھوڑے کی باگ پھیری گھوڑے کو
بھگایا رستم کے سر سے خون تو جاری ہو تعاقب مین چلے آگے آگے مینا جاتا ہو
اور پیچھے رستم جاتے ہین جب وہ قریب فوج کے پہونچا تو للکار کر آواز دی
کہ ہان یارو اس جوان کو مار لو کل فوج نے رستم پر بلوہ کیا مگر رستم سب کو درہم
و برہم کرتے ہوے جاتے ہین ملازمان رستم نے جو دیکھا تلوارین کھینچ جا پڑے
فوج نے فوج کو روکا مگر رستم کی نگاہ طرف مینا کے ہو اور فرمایا کہ بے مارے
تجھکو نہ پلٹونگا آگے آگے مینا جا رہا تھا آخر لشکر سے نکلا اور طرف صحرا کے چلا خیال یہ

بینا کے گذر راکر ہفت کوہ زلازل قریب ہو زلازل مردار خوار وہان رہتا ہو سات پہاڑ درمیان مین ہین وہان جاکر جان بچیگی یہ سوچکر بھاگا کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا زلازل مردار خوار شکار سے پلٹ کر آیا ہو اور اپنے گینڈے سے اتر رہا ہو بینا گھبرایا ہوا پشت پر زلازل کے آیا مگر خوف سے کانپ رہا ہو زلازل نے پوچھا او بینا خیر تو ہو بینا نے کہا او زلازل فرزند حمزہ میرے تعاقب مین آتا ہو جلد انتظام کرو یہ کہکر طرف پہاڑون کے بھاگا زلازل نے ہنسکر کہا او بینا اسقدر گھبراتے ہو کسکی مجال ہو کہ میرے ہفت کوہ کے سامنے آئے سب جانتے ہین کہ زلازل مردار خوار وہانکا حاکم ہو ابھی کل کا ذکر ہو کہ کاروان تاجران یہان آکر اترا شب کو قزاق آئے کاروان لوٹنے لگے اہل کاروان نے فریاد کی کہ زلازل مردار خوار کی دوہائی ہو مین کوہ سے نکل آیا آتے ہی نعرہ کیا کہ او قزاقو تم کیون غریبون کو لوٹتے ہو میرا نام سنکر سب قزاق بھاگ گئے اور مال بھی چھوڑ گئے میرا نام ایسا روشن ہو کہ پہلوانان عالم اس پہاڑ کی جانب رُخ نہین کرتے ہین پسر حمزہ کی کیا لیاقت ہو کہ یہانتک آسکے نام سے میرے بھاگیگا مگر بینا سے سرجوش ایسا خائف تھا کہ ساتون درے طے کر گیا آٹھوان کوہ کہ مقام بارگاہ زلازل ہو وہان جاکر ٹھہرا مگر فوج سے کہ رہا ہو کہ صاحبو جاؤ دیکھو وہ جوان آیا کہ نہین آیا یہان زلازل گینڈے کو چمکار رہا ہو بارہ چودہ ہزار جوان جمع ہین اُنسے کہ رہا ہو کہ اگر پسر حمزہ آئے تو تم لوگ دخل نہ دینا مین اکیلا اُس سے سمجھ لونگا سب کہ رہے ہین کہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ آپ کے سامنے حریف آئے اور ہم تامل کرین یہ ذکر تھا کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا رستم پیلتن تیغ کھینچا ہوا ہاتھ مین گھوڑا اڑائے ہوئے آتے ہین زلازل نے نعرہ کیا کہ او پسر حمزہ یہان نہ آنا ایک وار مین کام تمام کر دونگا مگر رستم کو نہایت غصہ تھا جواب بھی نہ دیا اُسی طرح گھوڑے کو اُٹھائے ہوئے روبرو زلازل کے آکر نعرہ کیا نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب
علمشاہ رومی شہ فیل زور

دیگر

کیست علمشاہ چو رستم لقب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

زلازل نے بڑھکر نیزہ مارا رستم کو نہایت غصہ تھا تلوار سے نیزہ اُسکا قلم کیا زلازل
نے تلوار کھینچی کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے وار خالی دیئے آخر تلوار کا ہاتھ مارا
برق شمشیر جو چمک کر گری خرمن حیات زلازل کو جلا دیا کر زلازل کے دو ٹکڑے ہوئے
جب فوج نے دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا سب رستم پر لوٹ پڑے رستم لڑ رہے ہیں
مگر فرماتے ہیں کہ مینائے سرجوش کہاں گیا بعض جواب دیتے ہیں کہ وہ اندرون
ہفت کوہ ہی آخر سب سامنے سے رستم کے بھاگے رستم نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ بالائے
کوہ ہفتم مینا کھڑا ہی اور پکار رہا ہی کہ صاحبو خبردار رستم کو یہاں نہ آنیدو وہین روکو
رستم طرف کوہ کے چلے اور آواز دی کہ او مینا مکار رہین رہین آتا ہون مینا سمجھا کہ
اِن درون کو کیونکر طی کرینگے کہ دیکھا سب بھاگے ہوے آئے اور عرض کی کہ اے
پہلوان دوران ہمنے رستم سے شکست کھائی زلازل مارے گئے باہر جاکر رستم
سے مقابلہ کرو تم تو بڑی آفت لیکر آئے اُس جوان کی شمشیر زنی ایسی ہی کہ ہمنے کبھی
اِسطرح کسیکو لڑتے ہوے نہین دیکھا پشت و پہلو سے خبردار جو کوئی سامنے آیا
علف شمشیر آبدار ہوا کئی سو افسر اُسکے ہاتھ سے قتل ہوے مینا نے کہا مین تو سامنے
نہ جاؤنگا اگر یہان آوے گا تو سمجھ لونگا چند آدمی سامنے کھڑے ہوے تھے ایک نے
کہا اے پہلوان دوران ایک تدبیر ہی اگر کہو تو کرون مینا نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہی
اُس جوان نے کہا ایک فیل مست ہی کہ وہ ہمیشہ مست رہتا ہی ہمارے افسر جو مارے
گئے وہ اکثر اُس ہاتھی کو شکار مین لیجاتے تھے جہان صحرائے شیران ہوتا تھا وہان
چھوڑ دیتے تھے اکثر ایسا اتفاق ہوا کہ چار چار شیرون نے آکر اُس فیل کو گھیرا
مگر اُس فیل نے اُن شیرون کو مارا تین درے تو رستم طی کر چکے ہین چوتھے درے
پر اگر کہیے تو ہاتھی کو جاکر کھڑا کر دون رستم دیکھکر پلٹ جائین گے مینا نے حکم دیا
کہ جلد فیل کو لیجاؤ درۂ چہارم پر لیکر کھڑے ہو وہ جوان بھاگا آکر فیل کو زنجیرون
سے کھولا ایک فیل بان اُسکی پشت پر سوار ہوا کجک ہاتھ مین لیے درۂ چہارم
پر آکر ٹھہرا سامنے سے دیکھا کہ رستم گھوڑا اُڑاتے ہوے آتے ہین فیلبان نے

للکارا کہ او جوان پلٹ جا اگر یہان آئیگا تو فیل کے ہاتھ سے مارا جائیگا مگر رستم نے
کچھ اُسکے کہنے کا خیال نہین کیا اور فرمایا کہ او بے حیا یہ ہاتھی مجھکو کیا روکیگا اگر دیوار
لوہے کی ہوتی تو اُسکو توڑ کر نکلجاتا یہ فرما کر گھوڑے سے کود ے فیلبان نے فیل
کو اشارہ کیا فیل نے سونڈ بڑھائی رستم نے سونڈ اُسکی پکڑلی ہاتھی تو سمجھا کہ پیچ
سونڈ مین لپیٹ لیا اور رستم دونون ہاتھون سے سونڈ اُسکی سنبھالے ہوسے ہین
ہاتھی نے اپنی طرف کھینچا رستم نے دونون پانؤن ہاتھی کے پانؤن مین اڑا کے
ٹکر مارا کہ مع نرغرے گرون گھسیٹ لی ہاتھی چرخ مار کر گرا رستم پھر گھوڑے پر
سوار ہوے مینا نے جو یہ خبر سُنی اور زیادہ بدحواس ہوا ہر ایک سے کہتا ہو کہ یارو
جا کر روکو لیسر حمزہ میری فکر مین آتا ہی بیس پچیس ہزار جوان ساتوین درے پر آکے
ٹھہرے کہ نعرہ شیر کی آواز آئی دیکھا کہ وہی جوان آتا ہی کچھ فوج کا خوف نہ کیا اور
رستم جا پڑے جو سامنے آیا وہ مارا گیا چند کو مار کر صفون کو درہم و برہم کرکے رستم
نکلے دیکھا مینا سے سرجوش دربارگاہ پر کھڑا ہی مگر خوف سے کانپ رہا ہی رستم نے
للکارا او مینا کنا تنک بھاگیگا مینا نے جو رستم کو آتے ہوے دیکھا فوج کو ہر چند
اشارہ کرتا ہی مگر فوج والے آگے نہین بڑھتے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ ملک الموت
کے سامنے کون جائے جو اُس جوان کے سامنے گیا وہ زندہ نہ پلٹا جب مینا ناچار
ہوا تب گینڈا بڑھایا بڑھا کر سامنے رستم کے آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار
خالی دی نہایت غصہ تھا ہاتھ تیغے کا مار دیا کہ مینا سے سرجوش کے دو ٹکڑے
ہوے سر مینا کا کاٹ کر شکاربند سے باندھا چاہا کہ پلٹون کہ وزرا امرا دوڑے
ہوے آئے عرض کی کہ اے شہریار افسر ہمارا مارا گیا ہم لوگ بے سردار ہین اور
چاہتے ہین کہ حضور کی اطاعت کرین زیر سایہ دامن دولت بسر کرین رستم نے
اُن سب کو مسلمان کیا وزرا نے چاہا دعوت کرین رستم نے کہا مین میدان جنگ
سے یہان آیا ہون ساتھ والے کیسے پریشان ہونگے انتظار کر رہے ہونگے
بہر نوع سب کو سمجھا کر رستم درہ ہائے کوہ سے نکل آئے وزرا نے کہا کہ چند

سواروں کو ساتھ لیتے جائیے کہ آپ کا سر زخمی ہی رستم نے نہ قبول کیا اکیلے چلے
مگر خون اسقدر سر سے جاری ہوا ہی کہ آنکھ بند ہوئی جاتی ہی مگر چلے جاتے ہین راہ
مین دیکھا دروازہ ایک باغ کا کھلا ہی خیال مین گذرا کہ اس باغ مین چلکر ٹھہوین
چند ساعت بسر کرین جب زخم مائل بخشکی ہو تب طرف لشکر کے چلین یہ سوچکر گھوڑے
سے اترے باغ مین آئے دیکھا گلہاے رنگارنگ وشگوفہاے بوقلمون مین چمن
سرسبز وشاداب سارا باغ نایاب قضاے کار یہ باغ ملکہ شمس مہر طلعت کا ہی بیٹی
مہران تاجدار کی برسر بام بیٹھی ہی نظارہ باغ کر رہی ہی کہ اسکی نگاہ پڑی کہ ایک جوان
دریاے خون مین نہایا ہوا آگے آگے آپ پشت پر مرکب ٹہلتا ہوا آتا ہی لیکن
عجیب آن بان دیکھی کہ تیور پہ بل چڑھے ہوے ہین مگر نہایت سست ہی ہر مقام پر یہی
چاہتا ہی کہ کسی جگہ بیٹھ جاؤن پتھر کی ایک چوکی بچھی ہوئی تھی رستم اسپر بیٹھتے ہی
بیہوش ہوگئے ملکہ شمس مہر طلعت بام سے اتری ٹہلتی ہوئی قریب رستم کے
آئی اور بخوبی جمال دیکھا بقول شاعر نظم

جمالی دید از حد بشر دور	ندیده از پری نشنیده از حور
کمل نرگسش از سرمۂ ناز	ز مژگان بر جگر ہا ناوک انداز
مقوس ابروش محراب پاکان	معنبر سائبان بر خوابشاکان

جمال بے مثال دیکھتے ہی شمس مہر طلعت کو پسینہ آگیا قلب تھرا گیا وہین بیٹھ گئی
سر زانو پر رکھ لیا کنیزون سے کہا کہ جراح کو بلا لو اسکے ٹانکے لگائے مین اُس سے
دریافت کرونگی کہ تجھکو کسنے زخمی کیا بڑی خرابی کی بات ہی کہ ہماری عملداری مین
آکر زخمی ہوا اور ہم کوشش نہ کرین کنیزون جراح کو بلا کر لائین رستم کے ٹانکے لگائے
حکم دیا کہ سب سامان تیار رہے کنیزون نے یخنی وغیرہ تیار کر رکھی رستم کی جو آنکھ
کھلی ایک مہ جبین کو دیکھا کہ سرھانے بیٹھی ہوئی مگس رانی کر رہی ہی مگر خورشید
جمال ابرو ہلال عارض ماہ کمال سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار سراپا
خوب محبوب مطلوب ہی نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حُسن	بھوین دست و بازوے جلاد حُسن
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین	قیامت نہان گوشۂ چشم مین

رستم دیکھتے ہی اُٹھ بیٹھے اُس نازنین سے کنیزون سے کہا کہ یخنی لاؤ اِس جوان کو پلاؤ کنیزین یخنی لیکر آئین رستم نے اِنکار کیا ملکہ نے پوچھا کیا باعث ہو کہ آپ نہین نوش فرماتے رستم نے کہا تمھارا مذہب کیا ہو ملکہ نے کہا ہمارا خداوند جمشید ثانی ہو جاگتی جوت کا خداوند ہو رستم نے کہا اِی ملکہ انصاف تو کرو کہ انسان خدا ہو سکتا ہو ایک شخص مکار و جعلساز شعبدہ باز سحر کے زور سے خدائی کر رہا ہو پروردگار وہ ہو کہ جسنے زمین و آسمان پیدا کیا چاند سورج آسمان پر انسان زمین پر سب کو رزق دیا ہر ایک کے حال سے خبردار ہو قریب رگِ گردن اُسکا مقام ہو وحدہ لاشریک نام ہو اِس فصاحت سے رستم نے بیان کیا کہ شمس مہر طلعت کے آئینۂ دل سے زنگ کفر دور ہوا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئین تب رستم نے یخنی پی ملکہ نے کہا کہ ای شہریار باپ میرا مہران تاجدار ہو نام جمشید کا پہونچا تھا کہ اب طلسم کشا سے مقابلہ ہو تو باپ نے میرے لشکر گران جمع کرکے کوچ کا ارادہ کیا ہو مجھسے کہا تھا کہ تم بھی چلنا مین نے تو اقرار نہین کیا مگر کل باپ میرے قریب اِس باغ کے آکے اُترینگے ایسا نہو کوئی دراندازآنکے ذکر کردے تو وہ بڑے بہادر ہین فوراً آفت برپا کرینگے رستم نے کہا ہمارے فرزند سے مقابلہ ہو سعد بن قباد فتاح طلسم نوخیز جمشیدی براے مقابلہ جمشید ثانی جاتے ہین ہمارا ابھی ارادہ ہو کہ اُنکی کمک کو جائین انشاء اللہ ایسا مقابلہ پڑے کہ جمشید عاجز ہو جائے طلسم ظاہر سے بھاگا طلسم باطن مین آیا مگر شہریار نے بیچانہ چھوڑا ملکہ نے پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہو رستم نے نام اپنا بتایا کہ رستم میرا نام ہو لقب علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران مین اُسی شہریار کی مدد کو جاتا ہون ملکہ نے پوچھا آپ زخمی کہان ہوے رستم نے کہا میناے سر جوش نامے پہلوان تھا اُسنے مکر سے مجھکو زخمی کیا پھر بھاگا کاہفت کوہ زلازل پر چھپا مین نے جاکر زلازل کو مارا اور وہین مینا کو بھی قتل کیا وہان سے

بیٹا تھا سر سے اسقدر خون بہا کہ یہان آکر بیہوش ہوا تمنے مردکی تو گویا جان بخش ہو
مین تمھارا ممنون ہون ملکہ نے حکم دیا کہ باہر وسط باغ مین فرش بچھاؤ وسط باغ مین
فرش بچھا جلسہ آراستہ ہوا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہو تھا ہوش اور
نوشا نوش بلند ہوئی ایک خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

برنگ آئینہ یان رہ نہین عشق مجازی کو
صفاے قلب نے حاصل کیا ہو پاکبازی کو

ہماری خاک کو اے شہسوار درش دکھلایا
خدا ہمت زیادہ دے تمھاری ترکتازی کو

مآل کار ہو دعواے باطل کا پشیمانی
صداے ای بتو سیکھو طریق کارسازی کو

جلا کرتی ہو گھل گھل کر ہمیشہ شمع کافوری
یہ کس گورے بدن کی اسنے دیکھا ہو گدازی کو

نہین غم تیغ ابروے صنم سے قتل ہونیکا
شہادت بھی بجاے فتح کے ہو مرد غازی کو

بتون سے کج ادائی کی تو کی شکوہ نہین اسکا
خدا بھی کام فرماتا ہو ہمسے بے نیازی کو

خیال زلف مشکین روح کو قالب مین آفت ہو
مکان تنگ مین کوڑا غضب ہو اسپ تازی کو

دلا دین یاد خورشید قیامت کو وہ رخسار
بھلا دے زلف شبگون روز محشر کی درازی کو

کفن خلعت ہو دولہا کا جنازہ تخت دامادی
براتی نوحہ گر ہمراہ ہین شہنا نوازی کو

زبان کو بند کر آتش بس ابلیس یاوہ گوئی سے
گوارہ کیجیے تا کی تری بے امتیازی کو

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ اے ملکۂ عالم
آپ کے والد نامدار مع لشکر قریب در باغ اترے ہین یہ سنکر ملکہ کے منھ پر ہوائیان
اڑنے لگین گھبرا کر کہا کیون اے شہریار بڑی خرابی کی بات ہو کہ آپ تشریف رکھتے
ہین ایسا نہو کہ وہ یہان تشریف لائین اور آپ کو دیکھ لین تو بہت بدمزاج
ہونگے رستم نے فرمایا پھر مین چلا جاؤن ملکہ نے کہا یہ گوارا نہین کہ آپ یہان سے
تشریف لے جائیے اب رستم نے کہا مین تمھارے والد کی ملاقات کو ضرور جاؤنگا
ملکہ نے دامن تھام لیا اور رونے لگین کہا اے شہریار انکے مزاج مین بڑا غصہ ہو
ایسا نہو کہ آپ کے ساتھ بدی پیش آوین رستم نے کہا جیسا سوال کرینگے ویسا
جواب پائینگے جب رستم نے بہت کہا تو ملکہ نے کہا کہ کنیز کو قتل کرتے جائیے ورنہ

جھکر آرام نو نڑ بگا ر رستم تیغہ ٹیک کر اٹھے اور فرمایا اے ملکۂ عالم کچھ نہ کہو خدا سے
دعا کرو ملکہ بہت روئین رستم نے جھڑک دیا اور فرمایا کہ اے ملکۂ عالم صبر کرو ہم پروردگار
پر تکیہ رکھتے ہین اگر حیات باقی ہے تو اسپر غالب آئینگے اگر موت دامنگیر ہے تو ہین جان
جانیکی تدبیر ہے یہ فرما کر رستم روانہ ہوئے مگر جسدن سے رستم آئے ہین ایک کنیز
ملکہ سے جل رہی تھی قریب آکر کہنے لگی کہ اے شہریار تھوڑی دیر اور ٹھہر جائیے اور
اشارے سے ملکہ سے کہا کہ آپ شاہزادے کو سمجھائیے مین ابھی تدبیر کرتی ہون
رستم کہنے سے کنیز کے بیٹھ گئے مگر وہ کنیز بے تمیز خیال کرتی ہوئی کہ جا کر شاہ سے
اطلاع کرون کہ یہ جوان قتل ہو دوڑی ہوئی باہر پہونچی دیکھا لشکر مہران تاجدار
کا اترا ہے ایک سپاہی سے کہا کہ جا کر شاہ سے عرض کرو کہ کنیز ملکہ کی حاضر ہے کچھ عرض
کیا چاہتی ہے سپاہی نے جا کر شاہ سے کہا مہران تاجدار نے حکم دیا کہ بلا لو یہ کنیز
سامنے پہونچی شاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا اے زرد رخسار اسوقت آنیکا
کیا باعث ہوا اسنے دست بستہ عرض کی کہ حضور اٹھئین تو مین عرض کرون مہران
تاجدار اٹھا کنیز نے دست بستہ عرض کی کہ کل سے باغ مین بڑا اندھیر ہے مہران نے
پوچھا کہ کیا ہنگامہ ہے کنیز نے کہا فرزند صاحبقران کین سے زخمی ہو کر آئے تھے
ملکہ نے انکو باغ مین اتارا ہے خود پہلو مین بیٹھی ہوئی ہین ہمنے جو منع کیا تو ہمپر خفا ہوتی
ہین اور فرماتی ہین تمھین کیا کام ہے کیا تم ہماری ناصح ہو مین نے کہا حضور سے
جاکر اطلاع کرون اب سرکار کو اختیار ہے یہ سنکر مہران تاجدار بہت جھلایا کہا
تم جاؤ مین ابھی آتا ہون یہ کہکر تلوار ہاتھ مین لیے ہوئے جھومتا ہوا طرف
باغ کے چلا محلدار نے چاہا جا کر اطلاع کرون مہران تاجدار نے للکارا کہ خبردار
کہان جاتی ہے محلدار تھرا کر بیٹھ گئی مہران تاجدار محلدار کو مار کر اندر آیا اور شور و غل
کرتا ہوا سامنے پہونچا رستم کو دیکھا پہلو مین شمس مہر طلعت کے بیٹھے ہین دیکھتے ہی
للکارا کہ او دلیر حمزہ تو نے غضب کیا کہ ناموس شہنشاہی مین دست انداز ہوا
یہان تیری قضا لیکر آئی ہے او گیسو بریدہ دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون یہ کہکر تلوار

کھینچکر جھپٹا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار مہران
کی چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھالیا چاہا زمین پر پھینک مارون کہ مہران تاجدار
نے آواز دی اے شہریار مین اطاعت کرتا ہون رستم نے مہران کو زمین پر رکھدیا
مہران قدمون سے لپٹ گیا قدمون کو بوسے دیتا تھا عرض کرتا تھا کہ کیا عنایت
کی ہے کہ مین سرفراز ہوا رستم نے مہران کو کلمہ پڑھایا مہران تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق
دل مسلمان ہوا رستم کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا سب سے کہا کہ صاحبو مین نے
انکی اطاعت کی تم لوگ بھی اب مسلمان ہوجاؤ سب نے قدمون کو بوسے دیے
رستم نے سب کو کلمہ پڑھایا سب لوگ بصدق دل مسلمان ہوے رستم پیلتن نے
دوسرے دن مہران تاجدار کو ساتھ لیکر کوچ کیا منزلین طے کرتے ہوے طرف
اپنے لشکر کے چلے یہان لشکر کا یہ معرکہ گذرا کہ جسدن رستم نکل گئے دو پہر تلوار
چلی لیکن افسر کلان میقات چوب گردان طبل امان بجوا کر پلٹا سب سے صلاح
کرنے لگا کہ اگر تم سب کی راے ہو تو مین طبل جنگی بجوا کر لشکر مسلمانان سے مقابلہ
کرون سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بجوایے میقات چوب گردان طبل جنگی
بجوا کر میدان مین آیا طرف سے لشکر رستم کے جو پہلوان نکلا زخمی ہوا کئی پہلوان
نکلکر زخمی ہوے شام کو طبل بازگشت بجا مگر میقات بلبلایا ہوا کہتا ہے ہمارے
آقا ناحق بھاگ گئے مین سمجھ لیتا دوسرے دن پھر طبل جنگی بجوایا رات بھر
تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صفوف آرائی میقات
میدان مین نکلا ہرچند پکارتا ہے مگر مقابلہ مین کوئی نہین آتا یہ چاہتا ہے کہ مین لشکر پر
جا پڑون مگر پھر خوف کرتا ہے کہ ایسا نہ ہو مغلوبہ مین کوئی صدمہ پہونچے یہان
اہل اسلام دعائین مانگ رہے ہین کہ اے پروردگار رحم اپنا شریک کر اس
آفت سے بچالے اس ظالم کی بدعت سے نجات دے بیقرار ہوکر جو سب نے
دعا کی صواے گرد اڑی میقات نے دیکھا کہ آگے آگے رستم تخت پر مہران
پشت پر فوج ظفر موج ہے اور رستم نے بھی دیکھا کہ ایک پہلوان میدان مین

مبارز طلبی کر رہا ہے مگر ہمارے لشکر سے کوئی نہیں نکلتا چند پہلوان ہمارے لشکر کے زخم دار کھڑے ہیں پٹیاں مرہم کی سروں پر چڑھی ہیں رستم نے وہیں سے گھوڑا اپنا بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او مغرور منم رستم پیلتن نعرہ کر کے سامنے میقات کے پہونچے میقات نے جو رستم کو دیکھا مثل بید کانپنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای رستم تمکو تو ہمارے مالک نے مار ڈالا تھا تم کیونکر زندہ بچے رستم نے کہا اُسکو قتل کیا اور زلزل بھی ہمارے ہاتھ سے مار اگیا بعنایت پروردگار مہران تاجدار مطیع اسلام ہوا میرے ساتھ ہے میقات نے نیزہ مارا رستم نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو کاٹھی کر اُلجھا دے سے ہاتھ نکالا ہاتھ تلوار کا مار دیا میقات کے دو ٹکڑے ہوئے میقات کو مار کر فوج پر جا پڑے اہل فوج نے دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا رستم پر آ پڑے ادھر فوج رستم نے جو بلوہ کیا کل فوج والے گھبر گئے آخر سب نے اطاعت کی بارہ ہزار آدمی مسلمان ہوئے کچھ مارے گئے اور کچھ بھاگے رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوئے سب سردار حاضر خدمت ہیں کہ سماک نے سامنے آکر عرض کی فیروزہ بن عمرو در دولت پر حاضر ہے حکم دیا کہ فیروزہ کو بلاؤ فیروزہ سامنے آیا رستم کو نامہ دیا رستم نے نامہ سعد کا آنکھوں سے لگا لیا پڑھا تو یہ مضمون لکھا تھا کہ ای قبلہ و کعبہ آپ کے اقبال سے اس حقیر نے گویا طلسم نوخیز جمشیدی کو فتح کر لیا طرف تمرہفت رنگ کے جاتا ہوں امیدوار ہوں کہ آپ بھی سرفراز فرمائیے لیکن خبر سن چکا ہوں کہ جمشید ثانی نے بڑی فوجیں جمع کی ہیں بر وقت مقابلہ آپ کے حقیر کو مشکل ہو اور راہ میں جو سردار ملجاویں اُنکو بھی ساتھ لیجیے امیدوار ہوں کہ جب آپکا لشکر آئے تو جمشید کو بھی معلوم ہو کہ طلسم کشا کے قبلہ و کعبہ تشریف لائے اور داداجان کو بھی اطلاع دیجیے یہ مضمون پڑھکر رستم بہت خوش ہوئے فیروزہ کو خلعت دیا اور فرمایا کہ میری جانب سے عرض کرنا کہ امیر کو بھی خبر پہونچا دونگا یہ کہکر فیروزہ کو رخصت کیا سماک کو حکم دیا کہ جلسہ آراستہ ہو اُسی وقت جلسہ

درست ہوا اور سمک عیار یلداقی سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگا **نظم**

کوچۂ یار مین چلیے تو غزلخوان چلیے — بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے
دن کو ملنا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا — رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے
پانوُن مین تاب ہے رفتار کی طاقت باقی — پیچھے پیچھے ترے اے عمر گریزان چلیے
زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہو دل — ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے
شوق صحرا کا جو ہوتا ہو تو کہتا ہو جنون — تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے
دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ — ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے
کافر عشق فرشتہ کی نہین سنتے ہین — کس سے کہتا ہو وہ غارتگر ایمان چلیے
ہاتھ سے ہاتھ جھٹکا کر وہ گئے ہین جب سے — قصد و منا ہو یہی پانونکو یان وان چلیے
رہتا جوش جنون سا ہو بہار گل مین — طوق و زنجیر پہن لیجیے زندان چلیے
زلف کے سودے مین اک عمر بسر کی آتش — بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

رات بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو رستم نے کوچ کیا اول راہ مین شاہزادہ جہانگیر سے ملاقات ہوئی جہانگیر نے جو رستم کو دیکھا یہ تو ناظرین پر واضح ہو کہ شاہزادہ جہانگیر دست چپ مین رستم کو جو بہ عظم و شان دیکھا برائے استقبال نکلے رستم کو لاکر بارگاہ مین جگہ دی آپ پائین بیٹھے جام ارغوانی گردش مین آیا جہانگیر نے کہا کیون بھائی صاحب کیا قصد ہو میرے پاس نامہ سعد شہریار کا پہونچ گیا جس سے مراد یہ تھی کہ قصر ہفت رنگ پر آؤ مگر نہین معلوم شاہزادہ ایرج نوجوان و قاسم عالیشان و نور الدہر بن بدیع الزمان کہان ہین رستم نے کہا جابجا گئین پڑے ہین وہ خیر غالب آئے کئی ملک فتح کیے بہت لطف سے لڑے اب مین سمک کو روانہ کرتا ہون کہ انکو بھی خبر پہونچ جائے اسی وقت ایک نامہ بنام ایرج دوسرا بنام قاسم سمک کو دیا اور فرمایا ان نامون کو بہ خیر و خوبی پہونچاؤ مگر سمک کو بڑا خیال ہو کہ آقائے نامدار کو اکیلا نہ چھوڑون دو شتر سوار دونکو نامے دیدیے آپ لشکر مین رہا شتر سوار نامے لیکر روانہ ہو گئے انکے جانے کے بعد سمک

وہ مہتر چابک طلاسے پر آئے چابک جہانگیر کی حفاظت کر رہا ہی سمک بلداقی اپنے
آقا رستم کی حفاظت مین ہی دو پہر شب گذری تھی کہ صحرا سے گرد اڑی چابک نے دیکھا
ایک عیار طرار آتا ہی پہلے تو خیال ہوا کہ سمک سے اطلاع کرون پھر سوچا کہ سمجھون
تو یہ کون ہی کہان سے آتا ہی یہ سوچکر ایک جھاڑی مین چھپا کمندین خس پوش کین
جب وہ عیار وہان پہونچا تو چابک نے شیر کی آواز دی وہ عیار رُکا چابک نے
جھٹکا مارا کہ وہ عیار گرا چابک جست کر کے سینے پر سوار ہوا عیار کے ہاتھ مین
حباب بیہوشی تھے اُسنے مار دیے چابک گرا اُسنے چابک کو گرفتار کیا سوچا
ابتو آسان ہی اسیکی شکل بنکر چلون جہانگیر کو چرا لاؤن یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری
کا لگایا چابک کی شکل بنا چابک کو درخت سے باندھ دیا طرف لشکر کے چلا راہ
مین سمک سے ملاقات ہوئی اُسنے قریب آکر پوچھا کہ بھائی کہان سے آتے ہو
اُس عیار نے کہا طلایہ پھرتا ہوا آتا ہون سمک خاموش ہوکر ایک طرف چلا گیا
عیار وہان سے در دولت جہانگیر پر آیا نگہبانون سے کہا تم لوگ طرف بازار
کے جاؤ مین آقا کی حفاظت کرتا ہون سب جانتے ہین کہ مہتر چابک عیار زبردست
ہی اُسنے جو ہمکو حکم دیا ہی تو کچھ مطلب ہوگا وہ سب لوگ طرف بازار کے گئے عیار
اندر آیا جہانگیر کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر نکلا طرف صحرا کے چلا جست و خیز کرتا
ہوا جاتا ہی قضاے کار ایک صحرا مین پہونچا پشتارے کو ایک تختہ سنگ پر رکھا
آپ ٹہلنے لگا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک نقابدار بادل پوش گھوڑا اُٹھائے
ہوے آتا ہی قضاے کار چادر چہرے سے جہانگیر کے ہٹ گئی نقابدار کی نگاہ
پڑی جمال دیکھکر بیقرار ہوگیا عیار سے پوچھا ارے یہ کون ہی اور تو اسکو کہان لیے
جاتا ہی عیار نے کہا سفاک تیز رو میرا نام ہی بیداد سرکش کہ سامنے قلعے کا حاکم
ہی اُسنے حکم دیا تھا کہ جہانگیر بن حمزہ کو گرفتار کر لاؤ مین جاکر گرفتار کر لایا تھک گیا
تھا اسوجہ سے یہان ٹھہرا اب جو یہان سے اُٹھونگا تو قلعے مین پہونچ جاؤنگا
نقابدار نے کہا تو بردہ فروش ہی جا دور ہو اِسکے لیجانے کا ارادہ نہ کر عیار نے کہا

غلام نے تو بڑی مشقت کی ہی یہان سے گیا اُسکے عیار نے قصد کیا تھا کہ مجھکو گرفتار کرلے مگر مین نے اُسکو گرفتار کیا اُسکی شکل بنکر گیا اُسکو گرفتار کرلایا ایسا نہ فرمایئے نقابدار نے نیزہ اُٹھایا کہ مارے دون عیار پیچھے ہٹا نقابدار نے گھوڑے سے اُترکے جہانگیر کو مرکب پر رکھ لیا عیار دور سے دیکھا کیا نقابدار جاکر ایک باغ مین داخل ہوا عیار نے دیکھ لیا کہ اِس باغ مین نقابدار گیا حیران ہی کہ یہ نقابدار کون تھا کہ جو میرے آقا کے نام سے نہ ڈرا آخر نہ جین پڑا پشت باغ پر آیا دیوار پر چڑھکر دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر مسند پر بیٹھا ہوا ہی اور ایک مہ جبین پہلو مین ہی اور ایک نازنین خوش آواز یہ اشعار گا رہی ہی **نظم**

گیسوئے مشکین رُخِ محبوب تک آنے لگے — چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے
چال لیلی کی کنارے جو وہ خوش قد چلا — بید مجنون کیطرح سے سر و تھرانے لگے
لیکے دل کو چار بوسوں پر دیا اِک یار نے — بیٹھے بیٹھے چار دن کے ہاتھ چار آنے لگے
رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیم نوبہار — اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے
ظلم گردن پر کیا مشق خرام یار نے — ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے
کم نہین کالی گھٹا سے یار کی زلف سیاہ — دیکھ لے طاؤس کا فرکو تو چلانے لگے
گلا مستی کی دھڑی ہو گیا لکھوتا پان کا — رنگ عاشق سے تمھارے لعل اڑانے لگے
آنکھ پھیری تو نے جس سے دم فنا اُسکا ہوا — مُردے کے آثار زندے مین نظر آنے لگے
مشک کی بو سونگھکر اِک بد دماغی ہی ہوئی — یاد زلفِ یار آئی سر کو ٹکرانے لگے
دم فنا کرنے لگی تیری کمر کی جستجو — عاشق جانباز ہستی سے عدم جانے لگے
مر بھی جاؤن تو نہ آتش گور پر آئے وگل — کام تمکین کو غرورِ حسن فرمانے لگے

عیار بہت عقلمند تھا دیوار سے اُترا کنیزون مین ملکر دریافت کیا کہ حسن آرا سے شہر مین کلام اِسکا نام ہی کلیم تاجدار کی بیٹی ہی جہانگیر کو شکار گاہ سے لیکر آئی ہی جہانگیر پر عاشق ہوئی اب صحبت مین لیکر بیٹھی ہی مگر عیار نے کنیزون کو دیکھا کہ بہت ناگوار ہوا ہی آپس مین کھسر پھسر کر رہی ہین سب حال بخوبی دریافت کرکے عیار

باغ سے نکلا طرف قلعہ بیداد کے روانہ ہوا بیداد سرکش کہ عیار کے انتظار مین تھا
بیٹھے ہی یہ سامنے آیا بیداد نے پوچھا او سفاک کہو کیا کیا سفاک نے کہا ای پہلوان
دوران مین جہانگیر کو پکڑ لایا تھا مگر سامنے قلعے کے آکر شہر حسن آرا دختر کلیم
تاجدار مجھسے چھین کر لے گئین باغ مین لیکر بیٹھی ہین دونون خوش ہین غلام نے سب
کد و کوشش کر کے کل احوال دریافت کر لیا یہ سنکر بیداد سرکش بہت جھلایا کہا اسکا
باپ ہمیشہ مجھسے دبا کرتا تھا اسکی دختر کی یہ مجال ہوئی کہ میرے عیار سے گستاخی کی
ابھی جاکر باغ کو پامال کرونگا اور قیدی کو لے آؤنگا یہ بھی مین نے سنا ہے کہ وہ بہت
حسین و جمیل ہے اسپر بھی قبضہ کرونگا ستر ہزار فوج ساتھ لیکر گینڈے پر سوار ہوا طرف
باغ کے چلا مگر یہی مشہور کیا کہ بیداد سرکش حسن آرا پر عاشق ہوا اسی کو لینے جاتا
ہو ہرکارے کلیم تاجدار کے جو براے خبر گئے تھے انھون نے آکر کلیم تاجدار سے
اطلاع کی کہ بیداد سرکش آپکی دختر کو لینے کو آتا ہو مگر ستر ہزار فوج ساتھ ہو کلیم نے
حکم دیا اسی ہزار فوج تیار ہوئی تخت پر سوار ہوا بیداد آتے آتے جب سامنے
باغ کے پہونچا تو اسی مقام پر اتر پڑا کہا اب تو شام ہو گئی صبح کو باغ مین جاؤنگا مگر
خضاب تیار کرو جوڑا بھاری نکالو کہ معشوق جو دیکھے تو اسکو بھی توجہ ہو
مصاحبون نے کہا حضور آپکا ایسا جمال ہو کہ دیکھتے ہی عاشق ہو گی پسر حمزہ کو بھول
جائیگی بیداد تو تیاری کرنے لگا خضاب لگایا کپڑے بھاری پہنے تاج زرین سر پر
رکھا ارادہ ہو کہ صبح کو جاؤنگا اُس قیدی کو اُسی کے سامنے قتل کرونگا اور کہونگا
کہ تجھکو خاتون محل قرار دونگا کل قلعہ بیداد تیرے قبضے مین رہیگا پردے بارگاہ
کے اُٹھے ہوے ہین خوشی خوشی تیاری کر رہا ہو کہ نوبت نقارے کی آواز کان
مین آئی باہر نکل آیا دیکھا کلیم تاجدار با فوج جرار آتا ہو ہنسکر کہا کہ اسکی کیون شامت
آئی ہو کلیم تاجدار بھی آکر مقابلے مین اترا جانبین مین جب طبل جنگی بجے تو چند کنیزین
خبر لیکر آئین اور سامنے ملکہ کے آکر عرض کی کہ بیداد سرکش بالشکر آیا ہو آپکے
باپ با فوج قاہرہ آئے ہین دونون طرف طبل جنگی بجے ہین ملکہ تو گھبرا گئین مگر

جہانگیر نے کہا کیون اِسقدر گھبراتی ہو اگر کوئی تمھارا قصد کریگا تو اُس سے سمجھ لونگا تم
مت گھبراؤ وہ خواصین جنکو آنا جہانگیر کا ناگوار ہوا تھا کہتی پھرتی ہین کہ جہانگیر کی
تلوار برسا رہے تھے مگر فوجون کا تمام لشکر گھبرا گئے گروہ خواصین جو کہ موافق ہین
وہ کہہ رہی ہین کہ یہ جوان نہایت بہادر ہی آتی بڑی خبر تھی مگر کچھ انتشار نہین ہی وہان
لشکرون مین تیاریان ہو رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بیداد سرکش نے
گینڈا اُنکا للکار کر آواز دی ای کلیم تاجدار بڑے تعجب کی بات ہی کہ بیداد اماد ہونا
نہین قبول کرتے غیر شخص کو گوارا کرتے ہو کلیم تاجدار کو بہت ناگوار ہوا کہ سر
میدان بیٹی کا نام لیتا ہی تخت سے اُتر گھوڑے پر سوار ہوا مقابلہ بیداد مین آیا
بیداد نے دیکھتے ہی نیزہ مارا کلیم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ
چلنے لگا بیداد نے جھلا کر نیزہ کلیم تاجدار کا توڑ ڈالا تلوارین کھینچ آخر کلیم ہاتھ سے
بیداد سرکش کے زخمی ہوا لوگ کلیم کو پھیر لائے کلیم نے آکر زخم کو باندھا اور یہ
کہہ رہا ہی کہ یارو اِس مغرور کو جواب دو ہر ایک کو یہ خیال ہی کہ جب خود کلیم زخمی
ہوا تو ہم کیا کر سکتے ہین اگر جائین گے تو ہاتھ سے اُسکے قتل ہونگے لا کھ بیداد
پکارتا ہی کوئی مقابلے مین نہین آتا کلیم کہہ رہا ہی کہ کیا بدنامی کی بات ہی کہ وہ پکار رہا
ہی کوئی مقابلے کو نہین نکلتا ہی آخر وہ آپڑیگا مغلوبہ مین بڑی خرابی ہوگی مگر کنیزون نے
یہ خبر سامنے جہانگیر کے بیان کی جہانگیر نے حکم دیا کہ ملکہ ایک مرکب چاہیے ہی کہ
مین باہر نکلون اُس مغرور کو جواب دون کہ بڑا غرور کر رہا ہی ملکہ رونے لگین کہا
ای شہریار آپ کے دونون دشمن ہین ایسا نہو کہ حضور کی جانب پلٹ پڑین مگر
جہانگیر نے جواب دیا کہ جو مجھے مقابلہ کریگا اُسکو جواب دونگا کنیزین مرکب تیار
کر کے لائین شاہزادہ سوار ہوا ملکہ دعائین دینے لگین کہ پروردگار آپ کو مظفر و
منصور کرے دیکھیے اِن دشمنون سے کیا گذرے جہانگیر گھوڑا اُڑا کر چلے ملکہ پیچھے
پیچھے روتی چلین ہر مرتبہ پکارتی ہین کہ ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر شاہزادہ
کو مظفر و منصور کرنا

نظم

کجا سکندر و دارا و بہمن و جمشید | کہ نیست نام و نشان زان ہمہ بہ دہر پدید
نہ نیک ماند بہ ملکِ جہان نہ بد باقی | نہ پاک ماند درین دار بے بقا نہ پلید
بدار دہر امید قیام خویش مدار | کہ فانی است درین باب خانۂ امید
نہ شد زیادہ زیک ہفتہ اش قیام نصیب | مسافری کہ ز غربت درین سرائے رسید
چو ابر رحمتِ حق چار سو ہمین بارد | چہ است بندۂ عاصی ز فضل نا امید
چرا نگرد بہ آغاز کار خود کاری | کہ کار بندۂ نادان بہ انتہاست رسید
بجاست ناظم ہندی کہ نظم نو باشد | پسند اہل بصیرت چو سلک مروارید

تا کلیم تاجدار گھبرا رہا ہے کہ بیدا دنے آواز دی ای کلیم مین آتا ہون اگر یہان نہ آؤ گے تو میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤ گے بدون قتل کیے ہوے نہ جاؤنگا کلیم تاجدار گھبرایا کہتا ہے کیون یارو اگر مغلوبہ ہوئی تو اِس مغرور کو کون جواب دیگا ساتھ والے کہ رہے ہین کہ فوج تو آپکی بہت زیادہ ہے اگر مغلوبہ ہوگی تو آپ غالب رہینگے کلیم کہتا ہے کہ یارو وہ خود زبردست ہے ہماری فوج کو شکست ہوگی آخر مین ایسا جانتا تو لشکرکشی کرکے نہ آتا یہ شکست مشہور ہو جائیگی تمام تاجدار اپنے اپنے مقام پر ذکر کرینگے کہ بیداد سرکش لشکرکشی کرکے گیا اور کلیم تاجدار کی دختر کو لیگیا تو کیسی بڑی ہوگی اِس فکر مین کلیم رو رہا تھا کہ دروازہ باغ کا کھلا سب نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت افروز جہانداری شاہزادہ بے نظیر حسن مین ماہ منیر پشت مرکب پر سوار در باغ سے نکلا للکار کر آواز دی کہ او بیداد یہ کیا بیداد ہے اگر تیرے مقابلے مین کوئی نہین آتا تو کیون بلبلاتا ہے ہم صاحب عظم و شان جہانگیر بن صاحبقران یہ نعرہ کرکے سامنے بیداد کے پہونچے کلیم تاجدار حیران ہوگیا کہ یہ جوان کون ہے جسنے وقت پہ میری مدد کی آکر شریک ہوا مگر معشوق وضع ہے بیداد سے کیا مقابلہ کریگا مگر نہایت جی دار ہے مرد جرار ہے کہ مقابلہ بیداد مین جاتا ہے خداوند اِسکو مظفر و منصور کرین کلیم تاجدار تو اِس تردد مین ہے مگر شاہزادہ جہانگیر مقابلہ بیداد مین پہونچے بیداد نے جمال بے مثال دیکھا حیران جمال و محو دیدار رہا

دیکھکر کہا اے جوان تو کون ہے مگر جمال دیکھکر دل میں اپنے سمجھا کہ یہ وہی جوان ہے کہ جسکو
سفاک گرفتار کرکے لاتا تھا معلوم ہوتا ہے کہ خبر شکست سُنکر یہ جوان آیا ہے لیکن
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا جہانگیر نے کہا او مغرور کیا حیران حیران دیکھ رہا ہے تو
وار کر کر لطف جرأت سے تو تو مغلوبہ کا مشتاق تھا چاہتا تھا ان غربا پر چاہ پڑون پھر
کیون دیر کرتا ہے یہ سُنکر بیداد نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزہ اسکا رد کیا اب
نیزہ بازی ہونے لگی مگر شاہزادے نے بیداد کو تنگ کر دیا ہے ہر مقام پر یہی چاہتا
ہے کہ نیزہ اسکا اُٹھکر نکالدون بیداد ہٹ جاتا ہے اپنے کو بچاتا ہے مگر جہانگیر نے نیزہ
اُسکا اُٹھا تھا پیٹ مار دیا نیزہ جو ہاتھ سے بیداد کے نکلا غصے مین تلوار کھینچی خبردار
خبردار کہکر ہاتھ مارا جہانگیر نے وار اُسکا خالی دیا برق شمشیر نیام انتقام سے نکلی
صاف ظاہر ہوتا تھا کہ لکۂ ابر سے یہ برق جہندہ چمک کر نکلی للکار کر آواز دی کہ او بیداد
ہوشیار ہوجا یہ کہکر ہاتھ اُٹھایا بیداد نے گردہ سپر کا سر پر کھینچا مگر تلوار جو تڑپ کر
گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹکر جو تلوار گری مع کمینڈے بیداد کے چار
ٹکڑے ہوے بیداد کا مارے جانا کہ فوج کے رنگ کٹ گئے کسی کی یہ لیاقت
نہ ہوئی کہ مقابلہ جہانگیر مین آتا ہر ایک کا قول تھا کہ آج وہ شخص مارا گیا جسکا مثل و
نظیر نہ تھا ہم لوگ ایسکے مقابلے کی تاب نہین رکھتے ملکہ حُسن آرا نے بھی دیکھا کہ
بیداد مارا گیا کنیزون سے کہا صاحبو خدا نے بڑا فضل کیا کہ بیداد سرکش اُنکے ہاتھ
سے قتل ہوا اب خدا اُنکو بہ فتح و ظفر باغ مین بھیجے کہ مجھکو تسکین ہو مگر شاہزادہ تو
میدان مین تھا دو چار آوازین دین جب کوئی مقابلے مین نہ آیا تو گھوڑا اُڑاتا ہوا
پلٹا سامنے کلیم تاجدار کے آکر سلام کیا کلیم نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ آپ کا نام
نامی کیا ہے شاہزادے نے فرمایا مین آپ کا تابعدار ہوں مجھکو جو معلوم ہوا کہ بیداد
بلبلا رہا ہے اور آپ زخمی ہوے تاب نہ رہی شکر ہے پروردگار کا کہ آپ کا دشمن قتل ہوا
اب مناسب یہ ہے کہ باغ مین تشریف لے چلیے سب احوال آپ کو ظاہر ہو جائیگا
کلیم تاجدار شاہزادے کے ساتھ ہوا ملکہ نے بام سے دیکھا کہ شاہزادہ مع کلیم تاجدار

آتا ہو ایک سفید رو لائی اور غل دروازے پر آکر کھڑی ہوئی کہ شاہزادہ مع کلیم تاجدار
اندر آیا کلیم نے جو بیٹی کو دیکھا کر برائے استقبال کھڑی ہو دعاے جان درازی شاہزادہ
کلیم کو ساتھ لیے ہوے محفل مین آیا کل کیفیت عرض کی کلیم تاجدار جرأت وجلالت کو
شاہزادے کی دیکھکر محو دیدار ہو رہا ہر حال سنکر قدمون پر گرا شاہزادے نے کلمہ
پڑھایا کلیم تاجدار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور باہر جاکر کل فوج کو مسلمان
کیا تین دن شاہزادہ قلعے مین رہا چوتھے دن فرمایا کہ بھائی صاحب میرے واسطے
پریشان ہونگے اب مین جاؤنگا کلیم تاجدار نے عرض کی کہ غلام ساتھ چلیگا شاہزادے
نے کلیم تاجدار کو ساتھ لیا اور طرف رستم کے کوچ کر دیا یہان صبح کو جو رستم نے
سنا کہ جہانگیر چوری گئے بڑا افسوس ہوا فرمایا کیون سمک یلداقی تمنے نگہبانی
نہ کی کہ میرے قوت بازو کو بچا لیتے سمک نے عرض کی کہ غلام بالکل نہین آگاہ ہوا
چابک کو تلاش کرنے جاتا ہون مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ اول چابک پر
کوئی افتاد پڑی ورنہ چابک بہت فہیم ہو اپنے آقا کا خیر خواہ جانثار صادق رستم
نے کہا جلد جاؤ اور چابک کو ڈھونڈھکر لاؤ یہان سفاک جو چابک کو درخت
سے باندھ گیا تھا جب صبح ہوئی اور کاہ فروش جنگل مین آئے اور چابک ہوشیار
ہوا بیہوشی اتر گئی کاہ فروشون کو دیکھکر پکارا کاہ فروش بھاگے دور جاکر گھاس
چھیلنے لگے ہر چند چابک پکارتا ہو مگر کوئی قریب نہین آتا سب آپس مین کہتے ہین کہ
آج اس جنگل مین کوئی بھوت پلید آیا ہو کہ ہمکو پکار رہا ہو ہم اسطرف نہ جائین گے
کہ چابک نے سمک کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب ادھر آئیے مین یہان
بندھا ہون سمک نے جو چابک کی آواز سنی قریب آکر کھولا سب حال سمک سے
کہکے کہا معلوم ہوتا ہو مجھکو گرفتار کرکے وہ عیار میری صورت بنکر گیا اور آقا کو
گرفتار کر لے گیا سمک یلداقی چابک کو سامنے رستم کے لایا چابک بہت روتا تھا
اور کہتا تھا کہ اپنی بیوقوفی پر روتا ہون کہ جب وہ عیار گرا تو مین نے کیون نہ
حباب مارا اسیکا یہ انجام ہوا رستم نے فرمایا جاکر تلاش کرو مجھکو بڑا قلق ہو اگر

قبلہ وکعبہ اگر سنیں گے تو فرماوینگے کہ چھوٹے بھائی کی مدد نہ کی مجھکو بڑا حجاب ہوگا یہ سنکر
چابک نے کہا اے شہریار غلام کو بڑا حجاب ہو کر عیار کہیں گے اپنے آقا کی حفاظت
نہ کی یہ کہکر چابک روانہ ہو جاؤں یکایک ہوا سے گرد اڑی منقار تیر زن پہلوان
بارہ ہزار فوج سے مقابل رستم میں پہونچا ایسا بلبلایا ہوا تھا کہ طبل جنگی بجوادیا یہاں
رستم نے بھی طبل جنگی بجوادیا تیاریاں ہونے لگیں صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے
مگر چونکہ رستم جانتے تھے کہ دشمن کے ساتھ بارہ ہزار فوج ہے صرف پانچ ہزار فوج
اپنے ساتھ لی اور میدان میں آئے بعد صفوف آرائی منقار میدان میں آیا اور
پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے رستم نے مرکب نکالا مقابلے میں
منقار کے پہونچے اُسنے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اور چند
طعنوں کے بعد نیزہ اُسکا جیسے ہی نکلا اُسنے تلوار کھینچی اور رستم کو دھوکا دیا کہ
آپ کی پشت پر کون ہے رستم پلٹے اُسنے ہاتھ مار دیا سر رستم زخمی ہوا سردار رستم
کو پھیر لائے منقار نے پھر نعرہ کیا دوسرا اور آئے انکو بھی زخمی کیا اب کوئی مقابلہ
میں اُسکے نہیں آتا گینڈے کو مہمیز کر رہا ہے اور نعرے کر رہا ہے کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا سب نے کہ جہانگیر بن صاحبقران گھوڑا اڑاتے
ہوئے آتے ہیں دور سے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال میدان کارزار میں
گینڈا مہمیز کر رہا ہے وہیں سے مرکب کو بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او بے حیا کیوں غرور
کرتا ہے جناب قبلہ وکعبہ کے زخمی کرنے پر اسقدر مغرور ہے کہ عقل و فراست سے
دور ہو گیا میں تجھکو سمجھائے دیتا ہوں بکتے ہوئے سامنے منقار کے آئے
منقار نے جو رعب جہانگیر دیکھا ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا نیزہ مارا جہانگیر کو بڑا
غصہ تھا نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر
روکا اُبھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا کہ منقار کے دو ٹکڑے ہوئے منقار
کو مار کر جہانگیر فوج پر جا پڑے اور پلٹ کر رستم سے کہا کہ آپ تکلیف نفرمایئے اگرچہ
رستم کو بہت ناگوار ہوا جہانگیر نے تھوڑے عرصے میں سب کو شکست دی

گھوڑا اُڑاتے ہوئے بیٹے آکر رُستم کو نذر دکھائی اور یہ کلمہ کہا کہ چونکہ آپ زخمدار
تھے اسوجہ سے غلام نے اُسکو مار لیا رُستم کو یہ سب حرکتین ناگوار گذرین خیال یہ
یہ ہو کہ یہ کسی مقام پر پہنچے تو مین جا کر اُسکو رہا کرون تب اسکا غرور مٹے اِس خیال
مین بیٹھے تھے کہ عرض ہوئی در دولت پر ایک بادشاہ حاضر ہی خدمت مین آنا چاہتا ہی
رُستم نے بلوایا بادشاہ اندر آیا دیکھا ایک بادشاہ سیاہ پوش ہی کئی صندوقچے بھی
جواہر کے اُسنے لاکر سامنے رُستم کے پیش کیے عرض کی کہ سامنے کوہ فنا ہی مشہور
ہی کہ کوہ فنا مین طلسم فنا ہی غلام کا نام احمر گلگون پوش تھا جبدن سے فرزند
سے جدا ہوا احمر سیاہ پوش نام رکھا آج خبر ملی کہ فرزند صاحبقران اِس مقام
پر فروکش ہین یہ صندوقچے مملو از جواہر ہین خدمت مین پیش کرتا ہون کہ ملازمان سرکار
کو بطور انعام تقسیم فرمایئے غلام کا فرزند سعید گلگون پوش جو قید ہو گیا ہی اُسکو رہا
کرا دیجیے رُستم یہ حال سُنکر خاموش ہوئے سوچ رہے تھے کہ اِسکو کیا جواب دون
کہ جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے ہاتھ باندھکر سامنے رُستم کے کھڑے ہوئے عرض کی
کہ غلام کو حکم ہو کہ جا کر اِسکے بیٹے کو رہا کر دون وہانکے شاہ کو سزا دون رُستم کو اور
ناگوار ہوا مگر سوچے کہ اِسکو جانیدو یہ جا کر آفت مین مبتلا ہوگا مین جا کر رہا کر دونگا
مگر جہانگیر نے ملک احمر سے کہا کہ چلکر مقام بتادو کہ مین تمھارے فرزند کو رہا کرلاؤن
شاہزادہ رُستم کو یہ بھی ناگوار ہوا برہم ہو کر کہا اچھا بھائی جاؤ اُس بیچارے کی
مشکل آسان کر دو احمر سے کہا یہ جواہر ہم نہ لین گے یہ کہکر صندوقچے پھیر دیے مگر سب سے
زیادہ چابک صبا رفتار خوشیان کر رہا ہی کہ جب آقاے نامدار طلسم فتح کرنے
جاوینگے تو مین بھی جاؤنگا طلسم مین جا کر ہنگامہ ڈالدونگا دیکھو کیا کیفیت کرتا ہون
جلیے کے جلیے جادوگرون کے درہم و برہم کردون سمک بلداقی خاموش کھڑا ہی
رُستم سے اِشارے سے کر رہا ہی کہ آقاے نامدار انکو روکیے آپ جایئے رُستم نے
پکار کر کہا کہ ای یار وفادار یہی مطلب تمھارا اچھا مگر انکو جانے دو انکے بعد مین جاؤنگا
اُس شاہ نے کہا ای شاہزادہ والاقدر اب شام ہو چکی ہی طلسم کی علامت صبح کو معلوم

ہوگی بس یہ کہکر جہانگیر کو بٹھایا ملک احمر بھی بیٹھا مگر منتر چاپک کہ بہت ہی خوش تھا سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا

نظم

دل کی تڑپ دکھاتی نہین کچھ اثر مجھے — ہنستے ہین بیشتر مرے زخم جگر مجھے
خود گم کریگی یاد کسی کی اگر مجھے — ڈھونڈھیگی بیکسی مری جا کر کدھر مجھے
تم نے جو خط شوق لکھا تھا رقیب کو — دھوکے سے دیگیا ہو وہ اک نامہ بر مجھے
جب آنکھ لگ گئی شب فرقت جگا دیا — سمجھا تھا فتنہ کیا یہ دل فتنہ گر مجھے
کہتا ہے دل کہ ہوتی تھی شب یون وہان بسر — پہلو مین رکھ کے سوتے تھے بازو پہ سر مجھے
تقدیر کہتی ہے ابھی لا دون جواب خط — تم آپ ہی بناتے نہین نامہ بر مجھے
کیا پاس غیر ہے کہ وہ کہتے ہین اے جلال — ملجاؤ اُس سے چاہتے ہو تم اگر مجھے

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو جہانگیر نے ملک احمر کو ساتھ لیا طرف کوہ کے چلے جب سامنے اُس پہاڑ کے آئے ایک گنہگار کو حکم دیا کہ اس کوہ کے درے مین جاؤ وہ جوان چلا جیسے ہی سایۂ کوہ مین پہونچا درۂ کوہ کے اندر سے آواز آئی کہ اے عاشق صادق مین خود تیری مشتاق تھی پہلے دو کنیزین آئین اُنھون نے دو کرسیان بچھائین جیسے ہی گنہگار قریب پہونچا ایک کنیز نے اُس گنہگار کو کرسی پر بٹھایا کہ درۂ کوہ مین روشنی ہوئی ایک نازنین خورشید جمال نکلی دوسری کرسی پر آکر بیٹھی کنیزون سے اشارہ کیا وہ گلابی اور جام لیکر آئین جام لبریز کرکے گنہگار کو دیا وہ جوان بلاتکلف پی گیا پیتے ہی وہ جوان حرکتین خلاف کرنے لگا وہ نازنین منع کرتی ہو مگر اُس جوان نے چاہا کہ گلے مین ہاتھ ڈالکر بوسہ لون کا اندر سے کوہ کے آواز آئی اے جوان خبردار بوسہ نہ لینا اُس جوان نے کچھ خیال نہ کیا اور بوسہ لے لیا ایک زنگی اندر سے نکلا تلوار چمکاتا ہوا للکارتا ہوا کہا او نامرد اُٹھ تو سہی وہ جوان بھی اُٹھا کہ زنگی نے ہاتھ مارا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے اور اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا بعد تھوڑی دیر کے آسمان سے ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوا لاشہ اُس جوان کا اُٹھا کر لے گیا ملک احمر نے کہا اے شہریار یہی ساتھ

میرے فرزند پر گذرا مین مایوس تھا کہ فرزند میرا مارا گیا مگر نجومیون نے مجھسے بیان
کیا کہ طلسم کا یہی طریقہ ہو وہ جوان زندہ ہو جہانگیر یہ دیکھکر خود بڑے مگر چابک ساتھ
ہو ملک احمر وبکھر رہا ہو کہ جہانگیر جو سایہ کوہ مین پہونچے ایک جوان کوہ سے نکلا آخر
نفیر بجائی وہین دو کنیزین کرسی لیکر آئین لاکر بچھا دین جہانگیر و چابک بیٹھے بعد تھوڑی
دیر کے وہی نازنین آئی تیسری کرسی اور بچھگئی ایک جام اُسنے جہانگیر کو پلایا اور ایک
چابک کو دیا چابک نے ہاتھ باندھکر کہا اے آقاے نامدار آپ اِس مہ جبین پر
نگاہ نہ ڈالیے جہانگیر نے کہا او بے ادب دیکھتا ہو کہ وہ مجھپر میل کر رہی ہو تو ایسا کلمہ
کہتا ہو چابک نے نیچہ کھینچا جہانگیر نے اُٹھکر ایک ہاتھ مار دیا کہ چابک کے
دو ٹکڑے ہوے کہ اندر سے آواز آئی او جوان تو نے اِسکو کیون مارا وہی
زنگی نکلا اُسنے جہانگیر کو قتل کیا دونون لاشے پڑے تڑپ رہے ہین کہ دو مہری
پنجے آسمان سے گرے دونون لاشے اُٹھا لے گئے ملک احمر وغیرہ روتے ہوے
پلٹے جہانگیر و چابک بعد تھوڑی دیر کے جو ہوشیار ہوے دیکھا چند زنگی ہمکو ساتھ
لیے ہوے جاتے ہین جہانگیر نے چابک سے کہا کہ کیون او بے ادب تو نے
بڑا ستم کیا کہ میری معشوقہ پر نگاہ ڈالی چابک نے کہا اے آقاے نامدار اب کچھ
نہ فرمایے یہ مقدمۂ طلسم تھا اب اپنی رہائی کی فکر کیجیے جہانگیر نے کہا پروردگار
رہا کرائیگا کہ سامنے ایک دروازہ شہر کا معلوم ہوا وہ زنگی شاہزادے کو لیے
ہوے شہر مین آئے دیکھا شہر آباد رعایا دلشاد ہو دکانداروں نے جو جہانگیر کو
دیکھا اپنی اپنی دکانون سے اُٹھ اُٹھکر سلام کرنے لگے اور زنگیون سے پوچھتے
تھے کہ یہی جوان طلسم کشا ہو زنگی کہتے تھے کہ یہ جوان طلسم کشا تو نہین ہو لیکن بڑا
بہادر ہو ہمنے اِسکو بہ مشکل گرفتار کیا اب اوبادشاہ کے پاس لیے جاتے ہین
کہ مالک دربند اول ہو وہ اِنکو سزا دیگا تب اِنکا احوال کھلیگا وہ زنگی شاہزادیکو
لیے ہوے ایک دربار مین آئے دیکھا ایک بادشاہ پیر تخت پر بیٹھا ہو اور کئی
ہزار جوان گرد اُسکے بیٹھے ہین جہانگیر نے آتے ہی مثل اہل اسلام صاحب سلامت

کی ساحر بگڑنے لگے ادبارشاہ نے کہا تم سب خاموش رہو مین اِسکو سزا دیتا ہون کتاب سوانحات تو لاؤ ایک وزیر جاکر کتاب لایا ادبارشاہ نے کتاب کو دیکھکر اپنے زانو پر ہاتھ مار لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا یہ جوان طلسم کشا ہی اِسکا قتل ہونا دشوار ہی مگر جلاد کو بلاؤ ایک زنگی تلوار کھینچے ہوے آیا اُسنے آکر گردن پر شاہزادے کی کوے کا خط دیا شلنگین لگانے لگا ادبارشاہ نے کہا کیون دیر کرتا ہی اِسکو جلد قتل کر جلاد نے چاہا ہاتھ مارے ادن شاہزادہ دعائین مانگ رہا ہی کہ اے خالق بے نیاز وای رب کارساز رحم اپنا شریک کر **نظم**

خداوندا دو عالم را تو خلاق	کریم و باسط و فتاح و رزاق
خدا را ای پرستند جملہ عالم	شب و روز و صباح و شام و اشراق
خدا دارد بہر وقت و بہر حال	کشادہ بر جہان ابواب ارزاق
تعلق دین نمید ارد بہ دنیا	کہ با حق غیر حق را نیست الحاق
مئے بیرون ز صدق و راستی پا	کہ باشی بہر دیگر خلق مصداق
ز نا پرہیزی ای دانا بپرہیز	کہ باشی تندرست و چابک و چاق

شاہزادے نے بیقرار ہو کر دعا کی آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک نازنین تخت اُڑائے ہوے آتی ہی ادبار نے کہا لو یارو ملکہ ماہ رخسار آتی ہین سب ساحر کھڑے ہو گئے وہ نازنین آکر اُتری ادبارشاہ نے فرزند کہکر گلے سے لگا لیا ملکہ ماہ رخسار تخت پر بیٹھی پوچھا ای والد نامدار آج کیا ہنگامہ ہی صبح کو جو مین اُٹھی طائرون نے بہت غلغلہ کیا اور ایک طائر نے کہا کہ دربار مین باپ کے جلد جائیے تو آپ کو حال معلوم ہو ادبارشاہ نے کہا ای نور نظر یہ جوان جو سامنے بیٹھا ہی مع عیار آیا ہی کتاب سوانحات مین لکھا ہی کہ یہ جوان طلسم کشا ہی تو مین اِسکو قتل کرتا ہون کہ نام طلسم کشا یہ دہ دنیا سے مٹ جائے نہ طلسم کشا زندہ ہوگا نہ طلسم فتح ہوگا ماہ رخسار نے سر اُٹھا کر جو جمال بے مثال جہانگیر دیکھا ہاتھ پانوٗن مین رعشہ آگیا دیکھا ایک جوان حسین و جمیل غزال چشم شیر خشم بیٹھا ہوا

زنجیر مین بلا رہا ہو ماہ رخسار جمال دیکھکر بیہوش ہوگئی ادبار شاہ رونے لگا کہا کہ
میری نور نظر کو کیا ہوا تلوے سہلائے گلاب وکیوڑہ چھڑکا تب ماہ رخسار کو ہوش
آیا آنکھ کھولتے ہی طرف جہانگیر کے دیکھنے لگی ادبار شاہ نے پوچھا ای نور نظر خیر تو
ہو ماہ رخسار نے کہا ای والد نامدار مین نے کبھی اسطرح قیدی کو نہین دیکھا تھا
اس حال مین دیکھکر دل بیقرار ہوگیا اسی وجہ سے غش آیا آپ اسکو قتل نہ کیجیے مجھے
عنایت فرمائیے کہ مین باغ مین لیجا کر دقت سے اسکو قتل کرون کہ اسکو بھی مزہ ملے
اور معلوم ہو کہ یہان آنے سے کیا نفع ہوا ارادہ طلسم کشائی رکھتے تھے آخر تڑپ
تڑپ کے مرے تیسرے دن اسکی لاش بھیجونگی پہلے دن ہاتھ قلم کرون پھر پانون
کاٹون جب یہ صدمہ اٹھا چکے تب سر کاٹون اور یہ بہتر نہین ہو کہ آج ہی اسکو قتل
کر ڈالیے اسکو صدمہ کیا ہوگا جو شخص ایسا ہو کہ جس سے خوف جان ومال ہو اسکو
تڑپا کر قتل کرین کہ یہ بھی یاد کرے کہ طلسم کشائی کا مزہ پایا ادبار شاہ نے کہا بیٹا
لیجاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ اگر یہ زندہ رہا تو سب اہل طلسم مردہ ہین اور یہی لکھا
ہو کہ اس جوان کو موت نہین ہو مین یہ چاہتا ہون کہ سر اسکا مجھکو ملے تو خدمت
شاہ طلسم مین بھیجون انھون نے بھی اس سال لکھا تھا کہ زمانہ انتشار ہو اور آمد
طلسم کشا کی دھوم ہو ہمکو بخوبی معلوم ہو طلسم کی حفاظت کرو جو اس ارادے سے
آئے اسکو قتل کر ڈالو ماہ رخسار نے کہا ای والد نامدار آپ مجھکو کیون اسطرح
سمجھاتے ہین جیسا مین نے عرض کیا وہی کرونگی تیسرے دن سر بھیجونگی یہ کہکر کنیزون
سے اشارہ کیا کنیزون نے جہانگیر وچابک کو تخت پر ڈالا کہا تم انکو لیکر چلو مین
بھی آتی ہون جب چلنے لگی تو باپ سے پوچھا کہ کیون والد اگر کوئی طلسم کشائی کا
ارادہ کرے تو کیا تدبیر کرے ادبار شاہ نے منھ پھیر لیا کہا ای نور نظر خبردار ایسی
بات پھر نہ پوچھنا ماہ رخسار خاموش ہوکر روانہ ہوگئی باغ مین آکر جہانگیر اور
چابک کی قید کاٹی کہا ای شہریار آپ کا حسب ونسب کیا ہو جہانگیر نے کہا میرا
جہانگیر نام ہو فرزند صاحبقران ہون ملکہ خوش ہوگئین کہا ای شہریار در حقیقت

سامری نامے مین بھی یہی لکھا ہو کہ طلسم کشا فرزند صاحبقران ہوگا چابک کہ رہا ہو کہ
او شہریار فتاحی طلسم کی تدبیر کیجیے جہانگیر فرماتے ہین کیا مین غفلت کرونگا کیون ای
ملکہ ماہ رخسار اب کیا کرنا چاہیے چابک باغ مین ٹہلنے لگا ماہ رخسار نے کہا اتنا
جانتی ہون کہ اگر اظلم جادو قتل ہو تو راستہ کھلے لیکن آپ بیٹھیے مین تدبیر کرونگی ایک
کنیز نکو اشارہ کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز سامنے آکر حاضر ہوے
ایک کنیز خوش آواز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگی **نظم**

دکھاکے زلف جو کل شب کو وہ روانہ ہوا — اندھیری گور کی صورت غریب خانہ ہوا
ہمیشہ تنکے چنے ہین سنے ہین وہ بلبل ہون — ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
ہمیشہ آفت مرصر ہین پر آیا کی — وہ شاخ ٹوٹ پڑی جسپر آشیانہ ہوا
فراق چشم مین آنکھین جو ہین ہماری کور — اک آنسو دنکے بہانے کا بھی بہانہ ہوا
قمر نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو — صدا جرس کی سنی قافلہ روانہ ہوا

شاہزادہ بیٹھا سن رہا ہو چابک سامنے ٹہل رہا ہو کہ زمین شق ہوئی ایک جادوگر
نکلا اُسنے چابک کو پکڑ لیا اور نعرہ کیا کہ او ماہ رخسار تُنے غضب کیا کہ دشمن شاہ طلسم
کو اپنے گھر مین جگہ دی چابک کو لیکر چلا ماہ رخسار نے بھی سحر کیا مگر اظلم نہ رُکا
اور چابک کو لے گیا ایک پہاڑ پر لاکر ٹھہرایا چابک رونے لگا اظلم نے
پوچھا کیون روتا ہو چابک نے کہا اپنی تقدیر کو روتا ہون اظلم نے پوچھا آخر
مطلب تو کہو چابک نے کہا میرے پاس کچھ جواہرات ہین وہ لے لو مجھکو رہا کرو
اظلم سوچا کہ اسکا مال اگر لے لونگا تو کون پوچھیگا چابک نے کمر سے ڈبیہ نکالی
اظلم کو دی اظلم نے پوچھا اِس مین کیا ہو چابک نے کہا اِس مین تمھاری موت ہی
یہ کہکر چابک بہت ہنسا کہا اسکو کھولکر دیکھ لیجیے آپ کو معلوم ہوگا اظلم جادو نے
جو وہ ڈبیہ کھولی بیہوشی اُڑی اظلم جادو بیہوش ہوکر گرا چابک نے خنجر مارکر
شکم چاک تمہ پاک ہوا اظلم کو مارکر اظلم کی شکل بنا اور کوہ سے اُترا ملازمان
اظلم جو پھر رہے تھے اُن سب نے آکر سلام کیا چابک نے کہا تخت لاؤ تخت آیا

اظلم نقلی نے کہا تم سب میرے ساتھ چلو اب تخت بڑھتا جاتا ہے اور ملازم آتے جاتے ہیں سب ملازموں کا جماؤ ہے پوچھ رہے ہیں کہ اے افسر تم پر اسے گرفتاری طلسم گئے تھے چابک نے کہا میں فکر میں گیا تھا مگر طلسم کشا کو نہیں پایا سب کے نام باتوں میں دریافت کر لیے اس دھوم سے چابک قلعے میں آیا کہ سب دوکاندار سلام کر رہے ہیں سب کا سلام بندگی لیتا ہوا دربار میں آیا تخت پر بیٹھا امورات ضروری دیکھا کیا رات کو سو یا صبح کو تخت پر آیا بیٹھکر رونے لگا سرداروں نے پوچھا آقا کیوں روتے ہو چابک نے کہا میں نے رات کو خواب دیکھا کہ پونے دو سو خداوند جمع ہیں بصورت ہائے مختلف کوئی گدھے کی شکل پر کوئی ہاتھی بنا ہوا ہے کوئی گھوڑا مگر لنگڑا اناہوا اس صورت میں سب آکر جمع ہوئے مجھسے کہا اے اظلم اب زمانہ انقلاب ہے تمکو مناسب یہ ہے کہ اپنی جان بچاؤ اپنے قلعے کی خیر مناؤ سب کو مسلمان کرو ہیں فی قدرت سے بہت عجز کیے کہ آپ کا پرانا مذہب مثل ہولات و منات بہت روئے اور کہا کہ ایسا وقت خلاف ہے کہ ہم خود تمکو ہدایت کرتے ہیں کہ اطاعت اسلام قبول کرو ہیں نے قدرت سے اقرار کر لیا ہے لہذا تم سب صاحب بدل اطاعت کرو اور طلسم کشا کا انتظار کرتے رہو جب طلسم کشا آئے تو اسکے ساتھ ہو کر رہبری کرو فنا شاہ جو بادشاہ طلسم ہے اسکے قتل کی جستجو کرو تب جان بچیگی یارو صاف صاف یہ ہے کہ اپنی اگر زندگی ہے تو سب زندہ ہیں اگر خود مردہ ہوئے تو گویا جہان مردہ ہے سب نے کہا جو آپ کی رائے ہو چابک نے سب کو مطیع اسلام کیا اور کہا قلعے کے پھاٹک پر لکھدو کہ قلعہ اظلم اسلام آباد ہے کوئی غیر ساحر یہاں نہ آئے ہم انتظار میں طلسم کشا یعنی شاہزادہ جہانگیر کے ہیں ادھر جب اظلم جادو چابک کو لے گیا تو ملکہ نے کہا اے شہریار اب اظلم جاکر والد نامدار سے اطلاع کریگا وہ ضرور فساد برپا کرینگے لہذا اب یہاں سے نکل چلیے جہانگیر نے کہا میں فکر میں ہوں کہ تمہارے باپ کو قتل کروں یہاں سے جانا نہیں گوارا کرتا ہوں ملکہ نے بہت کہا مگر شاہزادے نے نہ قبول کیا وہاں چابک نے جب دیکھا کہ سب سردار دل

مطیع ہو چکے تو دیکھکر کہا یار و میرا ارادہ یہ ہو کہ چلکر بادشاہ دربند اول کو سمجھاؤن اُسکو
بھی مطیع کرون کہ اُسکی جان بچے اگر اُسنے میرا کہنا مان لیا تو بہتر ہو اگر اُسنے کہنا نہ مانا تو مین
اُس سے جنگ کرونگا سب نے کہا جو سرکار کی خوشی ہو وہی کیجیے ہملوگ آپ کے ساتھ
ہین جس سے جنگ کیجیے گا اُس سے جنگ کرینگے کسی بات مین کمی نہ کرینگے سبکو خوب
سمجھا کر چابک چلا ستر ہزار ساحر ساتھ تھے بعد قطع منازل و طے مراحل قریب قلعے کے
پہونچا اوبارشاہ کو اطلاع ہوئی کہ اظلم جادو مجھپر لشکر کشی کرکے آیا ہو حیران ہو کہ کیا
معرکہ ہو کہ اظلم تو خیر خواہ ہو یہ بھی خبر سنی تھی کہ اُسکا ارادہ ہو کہ طلسم کشا کو ڈھونڈھ کر قتل
کرون یہان ملکہ ماہ رخسار نے تیسرے دن سر جہانگیر روانہ کیا ایک راہگیر کو بہت
سے پکڑ لائے اُسکو بہ شکل جہانگیر بنا کر سر اُسکا روانہ کیا اوبارشاہ بہت خوش ہوا
سر اُسنے در قلعہ پر لٹکا دیا اُسکے بعد خبر ہوئی کہ اظلم جادو آیا ہو اوبارشاہ بھی نکلا اور
آپس مین طبل جنگی بجے رات کو چابک اکیلا اُٹھا اور لشکر اوبارشاہ مین آکر پوچھا
اوبارشاہ کہان ہین لوگون نے کہا بارگاہ مین بیٹھے ہین چابک بلا توقف اندر آیا
اوبارشاہ نے جو اظلم کو دیکھا کھڑا ہو گیا کہا اظلم یہ کیا سرکشی ہو کہ لشکر کشی کرکے آئے
ہو چابک نے کہا اے اوبارشاہ میرے خواب مین سب خداوند آئے اور فرما گئے
کہ اپنی جان بچاؤ مسلمان ہو جاؤ مین اِسی واسطے تمپر لشکر کشی کرکے آیا ہون مناسب ہو
کہ طلسم کشا کا ساتھ دو اوبارشاہ نے کہا اب طلسم کشا کہان ہو طلسم کشا تو مارا گیا غرض
چابک نے کہا اگر اِس حال مین طلسم کشا زندہ نکلے تو آگاہ ہو کہ مذہب بھی اُسکا سچ
ہو اوبارے نے کہا مین کیونکر کہون کہ وہ زندہ ہین چابک نے کہا ہم تمھین زندہ دکھا دینگے
اوبارشاہ نے کہا اگر مین طلسم کشا کو زندہ دیکھون تو اُسکے مذہب کا اعتقاد کرون اور
اطاعت بھی اُسکی قبول کرون چابک نے ہاتھ بڑھایا کہ پختہ وعدہ کیجیے اُسنے ہاتھ پر
ہاتھ مارا اقرار کامل کیا چابک وعدہ کرکے وہان سے نکلا دوڑا ہوا باغ ملکہ مین
آیا شاہزادے نے جو اپنے رفیق کو دیکھا بے قرار ہو کر اُٹھے چابک کو گلے سے
لگا لیا فرمایا اے برادر کہان تھے چابک نے سب حال بیان کیا کہ غلام نے ستر ہزار

ساحر مسلمان ہے اب تشریف لے چلیے ادبار شاہ سے ملاقات کیجیے شاہزادۂ جہانگیر
دربار مین ادبار شاہ کے پہونچے ادبار نے جو جہانگیر کو دیکھا بے اختیار اٹھکے
کہا حضور آپ کیونکر بچے جہانگیر نے کہا میری قضا نہ تھی خدا نے بچایا چالاک نے
کہا ای ادبار شاہ تمنے ظہور مذہب اسلام دیکھا کبھی لات پرستون مین بھی اسطرحکا
اتفاق ہوا ہی ادبار شاہ نے اٹھکر جہانگیر کے قدمون کو بوسہ دیا عرض کرتا تھا
ای شہریار حقیقت مین آپ طلسم کشا ہین مگر ایک مقدمے مین حیران ہون کہ آپ
کیونکر بچے جہانگیر نے کہا یہ بھی حال مفصل معلوم ہو جائیگا کیون گھبراتے ہو یہ
کہکر جہانگیر روانہ ہو گئے مگر چلتے وقت چالاک نے کہا ای شہریار ہوشیار رہیے گا
طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ادبار شاہ کو بہت ناگوار ہوا پھر پلٹ کر دیکھا کہ ایک
ساحر ایک گوشے مین بیٹھا سحر کر رہا ہی چالاک نے ادبار شاہ سے پوچھا کہ یہ ساحر
جو گوشے مین بیٹھا سحر کر رہا ہی یہ کون ہی ادبار شاہ نے کہا سرخ فام جادو اسکا
نام ہی اسکو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہی کہ جاکر ادبار کی مدد کرو تو یہ سحر تیار کر رہا ہی
یقین ہی کہ لشکرون پر آگ برسائے چالاک نے کہا بس جائیے سمجھ مین آگیا جہانگیر
تو طرف باغ کے روانہ ہوے مگر ادبار شاہ نے کہ اسکو طرف سے بیٹی کے شک ہوا
تھا ایک ساحر کو حکم دیا کہ جاکر باغ مین ماہ رخسار سے دیکھو کہ بیٹی میری کیا کرتی
ہی یہان چالاک نے جہانگیر کو رخصت کرکے اپنی صورت بہ شکل ادبار بنائی
سامنے سرخ فام کے آیا سرخ فام نے کہا ای ادبار شاہ مین نے وہ سحر تیار کیا ہی
کہ طلسم کشا جہان ہوگا وہ جلا آئیگا چالاک نے کہا مین اسواسطے آیا ہون کہ
تم جب سے آئے ہو تمنے شراب نہین پی ایک جام شراب میرے ہاتھ سے پی لو
تب سحر تیار کرو یہ کہکر جام بھرا سرخ فام نے سلام کرکے جام پی لیا جام پیتے ہی
گھبرایا چالاک نے پوچھا کہ کیون گھبراے ہوئے ہو سرخ فام نے کہا ای شاہ
مجھکو پسینہ چلا آتا ہی چالاک نے کہا ذرا اٹھ کھڑے ہو ہوا لگے تو پسینہ خشک ہو
سرخ فام اٹھا اٹھکر گرا چالاک نے اسکو خنجر مارا کہ شکم چاک نقشہ پاک ہوا

مار کر اُسکو چابک تو بھاگا مگر بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرخ فام
جادو لبو داد بادشاہ نے جو یہ آواز سنی گھبرا کر اُٹھا اُس مکان مین آیا دیکھا لاشہ
سرخ فام پڑا ہے داد بادشاہ نے اپنا منھ پیٹ لیا اور اپنے سردارون سے آکر
کہا کہ لو صاحبو غضب ہوا کسی نے سرخ فام کو بھی مار ڈالا اظلم جادو ٹھیک کہتا
تھا کہ اب یہ طلسم نہ بچیگا جسکا سر مین نے کنگرۂ قلعہ پر رکھا اُسکو زندہ دیکھا کہ اسی
عرصے مین وہ ساحر پلٹ کر آیا جسکو برائے خبر ماہ رخسار بھیجا تھا اُسنے جا کر یہ دیکھا
کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہین گانا ہو رہا ہے جام گردش مین ہے ملکہ و کنیزین عیش کی کوشش مین ہین
ساحر نے آکر داد بادشاہ سے بیان کیا کہ ملکہ کے باغ مین کوئی نہین ہے داد بادشاہ
بہت حیران تھا کہ جہانگیر کیونکر بچا مگر اظلم کا کہنا قبول کر چکا ہون صبح کو اُسی سے
ملجاؤنگا یہ سوچکر خاموش بیٹھا سردارون کو اپنے سمجھا رہا ہے کہتا ہے کہ یارو اظلم نے
ٹھیک کہا اب مذہب قدیم چھوڑو شریک طلسم کشا ہو صبح کو جو لشکر میدان مین آئے
اظلم نقلی تخت پر سوار آگے آگے فوج کے جہانگیر بن صاحبقران ستر ہزار ساحر
پشت پر داد بادشاہ نے اظلم کو سلام کیا کہا اے نظر کردۂ بزرگان ہم تمھارے
کہنے کے قایل ہوے اظلم نے کہا ملک الموت کہتے تھے کہ مین نے سرخ فام
کی بھی روح قبض کی داد بادشاہ نے کہا حقیقت مین سرخ فام مارا گیا مگر قاتل
اُسکا ثابت نہ ہوا اظلم نے کہا جب قدرت محو و مثا رہے ہین تو کون اُنکو روک
سکتا ہے اسی وجہ سے فرما گئے کہ بندے ہمارے زندہ رہین اگر ہمپر لعنت کرینگے
تو نام تو زبان پر آئیگا جو شوال دیکھین گے تو یہ لوگ کہین گے کہ سامری و جمشید یہان
رہتے تھے داد بادشاہ بھی جب مطیع و منقاد ہو چکا تب چابک نے پکار کر آواز
دی کہ کیون صاحبو پہچانا سب نے کہا آپ ہمارے آقا ہین چابک نے کہا آگاہ
ہو کہ آقا تمھارے مارے گئے مین ہون مہتر چابک صبا رفتار فرزند عمرو
نامدار شکر ہے پروردگار کا کہ تم سب بہ دل و جان مطیع اہل اسلام ہوے ہو اب
مین نے اپنے کو ظاہر کیا یہ کہکر تخت سے اُٹھا صورت اصلی سب کو دکھائی بیٹھے

بخوشی قدمون کو بوسہ دیا اور جہانگیر سے گر دپھر سے عرض کی حقیقت مین حضور کے عیار نے بڑا کار نمایان کیا ہم سب اسی کے کہنے سے مطیع ہوے اب جہانگیر مقام صدر پر بیٹھے ادیارشاہ نے عرض کی اب حضور کو مناسب ہو کہ آپ صحراے عشرت خیز مین جائین وہان سے لوح محفوظ ملیگی جب لوح محفوظ دستیاب ہو اُسکے بعد لوح طلسمی کی فکر ہو آپ صاحب اقبال ہین ہر چند کہ عشرت خیز جادو بلاے روزگار ہو مگر یقین کامل ہو کہ آپ کا داخلا ایسے لطف سے ہو کہ فتنا شاہ کو بھی معلوم ہو کہ طلسم کشا تشریف لائے اُسنے طلسم مین بڑے لطف سے حکومت کی ہو جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے چابک اُٹھکر قدمون سے لپٹ گیا کہ مین بھی حضور کے ساتھ چلونگا جہانگیر نے کہا یہ تو مخالفت ہو کہ دوسرا شخص ساتھ ہو چابک نے کہا غلام دور دور رہیگا اتنا مجھکو ثابت ہوتا رہے کہ حضور پر کیا گذری شاید مجھسے کوئی تدبیر بن پڑے جہانگیر آگے آگے چابک دور دور مگر دیکھتا ہو کہ آقا جاتے ہین جب جہانگیر سرحد لشکر سے نکلا ایک صحرا مین پہونچے دیکھا کہ وہ صحرا نہایت سرسبز و شاداب ہو سب نخل سبز پوش ہین عندلیبان چمن کا پہلوے گل مین جوش و خروش ہو ہر طرف سے یہی آوازین آتی ہین

نظم

اُس لب پہ الٰہی مرے رنگینی دعا ہو
جس منھ سے عنایت کا تری شکر ادا ہو
احسان ہو اُسکا ترے در پر جو گرا دے
سینے مین فقط یار کا دم بھرتی رہی سانس
آتی ہو یہی سنکے مرے گھر شب فرقت
دل مانگتے ہین منھ سے مگر کچھ نہین کہتے
سنتا نہین فریاد جو کرتا ہون بتونکی
کیا غم مرے پہلو کو کیا دل نے جو خالی
رہ سکتے نہین غیر کے دلمین بھی وہ چھپکر

مین سنتے کہون کو سنے والے کا بھلا ہو
شکوہ وہ کرے پھر تو ہین اُس سے گلا ہو
ٹھوکر ہو کوئی ضعف ہو یا لغزش پا ہو
تار ایک ہو بس ایک ہی تار ایک ہی اُسمین صدا ہو
آفت ہو تو ٹالے کوئی رد ہو جو بلا ہو
انسان ہو تم یا کوئی شوخی ہو ادا ہو
اللہ بھی اُنپر کہین عاشق نہ ہوا ہو
اندیشہ ہو کچھ یار کو جا کر نہ بھرا ہو
مین ڈھونڈھ نکالون جو مری آہ رسا ہو

کیا جانئے کہان سے تھے ابھی کچھ پوچھو نہ ہمدم — کہدینگے ٹھکانے کی ذرا ہوش بجا ہو
کیا عشق کی سرکار مین ڈھونڈھو تو نہ نکلے — جو دیکھو مجھے آرام دے جو درد دوا ہو
بیباک ہی ہونا نگہ یار کا اچھا — ملتی ہے جلال آنکھ وہ کب جبین حیا ہو

جہانگیر سیر دیکھتے ہوے ایک محل کے سامنے ہین کھڑے ہین کہ دیکھا چند مہ جبین
ایک بارگاہ لیکر آئین اُسی صحرا مین استادہ کی بعد تھوڑی دیر کے غول کے غول
اور غٹ کے غٹ نازنینان مہ جبین و کنیزان سحر تکین آکر پہونچین چند نے آکر
جہانگیر کو سلام کیا اور کہا حضور یہان کیون کھڑے ہین بارگاہ مین تشریف لیچلیے
ملکہ عشرت خیز کی آمد ہے ہی فرمایا تھا کہ طلسم کشا کو با آرام بٹھانا تم لوگون کو بھی
معلوم ہو کہ ہم طلسم کشا کی بہتری چاہتے ہین جہانگیر ان کنیزون کے ساتھ بارگاہ
مین آئے اور مقام صدر پر بیٹھے کنیزین عہدے لیے ہوے حاضر خدمت ہین
دمبدم کہتی ہین کہ اب ملکہ آتی ہونگی جہانگیر حیران ہین کہ دیکھیے عشرت خیز سے
کیا گذرتی ہے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ چند کنیزون نے عرض کی وہ سامنے دیکھیے
ابر آتش فشان پیدا ہوا ہماری ملکہ آتی ہین وہ ابر قریب بارگاہ آکر رکا اور
پھٹا دیکھا تخت پر ایک نازنین چہاردہ سالہ بتکلف سوار ہے اور سحر کرتی ہوئی
آتی ہے کنیزون نے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو ملکہ کا استقبال کیجیے جہانگیر نے کہا
مجھے کیا ضرورت ہے کہ ساحرہ کا استقبال کرون کہ وہ تخت زمین پر اُترا اور بارگاہ
پر عشرت خیز ٹھہری کنیزون سے پوچھا طلسم کشا بڑا مغرور ہے کنیزون نے کہا نہین
حضور غرور کا تو اُنکے سامنے ذکر نہین بڑے خلیق و حلیم ہین جبھی سے ہم لوگ خدمت
مین آئے یہی فرما رہے تھے کہ ملکہ کے تشریف لانے مین کیا دیر ہے ہم لوگ عرض
کر دیتے تھے کہ تشریف لایا چاہتی ہین ہمنے جو استقبال کو کہا تو یہ فرمایا کہ مجھے
کیا ضرورت ہے کہ مین ساحرہ کا استقبال کرون عشرت خیز نے کہا تم لوگ سحر کر کے
گرفتار کر لو مین سامنے نہ جاؤنگی ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا کو غرور رہے کنیزون نے
عرض کی حضور کوہ نیرنگ پر چلین ہم طلسم کشا کو لیکر آتے ہین عشرت خیز

تخت پر سوار ہو کر طرف کوہ نیرنگ کے روانہ ہو گئی مگر چابک دور سے دیکھ رہا تھا
کہ آقا ہمارے فلان بارگاہ مین گئے ہین نہین معلوم کیا کر رہے ہین طرف اُسی بارگاہ
کے چلا ایک کنیز کو نقرہ دیکر بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر اندر آیا دیکھا شاہزادہ مسند پر
بیٹھا ہے اور کنیزین شراب درست کر رہی ہین اُسمین بیہوشی ملاتی ہین چابک بھی اُنکے
ساتھ شریک ہوا اور دسے داغ بیہوشی ملادی کنیزون نے جام بھر کر سامنے شاہزادے
کے کیا جہانگیر نے وہ جام پیا اور گلابیان جو رکھی تھین چابک اُنکے قریب
گیا اور سب مین بیہوشی ملائی کہا صاحبو تم لوگ بھی پیو اب طلسم کشا نوش فرما چکے
کنیزون بھی شراب پینے لگین تھوڑے عرصے مین سب پی کر بیہوش ہو گئین چابک
نے جہانگیر سے کہا غلام آپ کا حاضر ہے اب کسی کی صورت پر طرف کوہ کے چلیے
مین اُن سب کو ہوشیار کر دون یہی سب آپ کو لے چلین گی جہانگیر نے چابک
کو گلے سے لگا لیا فرمایا اے چابک تُنے خوب بچایا مگر نہین معلوم کوہ نیرنگ کون
مقام ہے چابک نے کہا جب تشریف لے چلیے گا تب معلوم ہو جائیگا شاہزادے
نے کہا جس صورت پر چاہو مجھکو بنا لو اُن سب کنیزون کی افسر گلپوش تھی اُسکی
شکل جہانگیر کو بنایا اور گلپوش کو ایک صندوق مین بند کر دیا سب کو ہوشیار کیا
سب ہوشیار ہو کر اُٹھین حیران حیران کہتی تھین کہ کیا معرکہ ہوا کہ ہم لوگ بیہوش
ہو گئے باہم سب نے کہا کوہ نیرنگ پر چلو مگر طلسم کشا کہان گیا چابک نے کہا
جب تم لوگ بیہوش تھے تب طلسم کشا نکل گیا اب چلکر ملکہ سے اطلاع کرو کہ طلسم کشا
گرفتار نہین کیا گیا لہذا وہین سب حال کھل جائیگا ملکہ طلسم کشا کو بلوا لینگی سب نے
کہا ملکہ گلپوش تخت پر سوار ہون تو ہم تخت لے چلین مگر کنیزین بڑا افسوس کر رہی
ہین اور کہتی ہین کہ ہمسے بڑی غفلت ہوئی کہ طلسم کشا نکل گئے گلپوش کو تخت پر
سوار کر لیا اور چابک بھی ایک کنیز کی صورت پر حاضر خدمت ہے تخت اُڑتا
ہوا چلا مگر رستم چہلتن بعد جانے جہانگیر کے سمک سے فرمانے لگے کہ جہانگیر کے
مزاج مین غرور ہے اے سمک میرا ارادہ ہے کہ جاکر اُنکو قید سے رہا کرون علامت

انکو لے گئے ہین جاکر قید کیا ہوگا میں ایسے وقت پر پہونچون کہ جا کر رہا کر دون
تب سارا غرور نکل جائیگا یہ کہکر سوار ہوے سماک نے عرض کی کہ یہ مقدمہ طلسم ہی
اگر ذرا بھی فرق پڑیگا تو اور مقام پر پہونچیے گا رستم نے جھلا کر جواب دیا کہ مجھے
اس مین کیا دخل ہی یہ فرما کر سوار ہوے سماک بھی پیچھے پیچھے رستم کے ساتھ چلا
مگر سوچ رہا ہی کہ شاہزادہ بے قاعدے جاتا ہی دیکھیے کہان پہونچے مگر رستم جو
صحرا مین آئے جو درخت سامنے ملا اُسکو قلم کیا سایے سے پہاڑ کے بچے ہوے
جاتے ہین ایک نخل کلان چنار کا تھا رستم نے اُسکو بھی قلم کیا جب نخل گرا تو وہان
ایک غار تھا دیکھا ایک شیشہ رکھا ہوا ہی اُسپر موم کی ڈاٹ مضبوطی سے
لگی ہی ایک مار سرخ اُس شیشے مین بیٹھا ہی جیسے ہی رستم کو دیکھا فریاد کرنے لگا
کہ اے شہریار شیشہ نہ توڑیے گا ڈاٹ کھو لیے تو مین نکل آؤن رستم نے ڈاٹ
کھولی وہ مار سرخ تڑپ کر نکلا زمین مین گر کر غلطک مارنے لگا بعد تھوڑی دیر
کے رستم نے دیکھا ایک جوان خوشرو تاج شہریاری سر پر مگر چہرہ اُداس سامنے
کھڑا ہی رستم کو دعائین دے رہا ہی کہتا ہی اے شہریار مین شہنشاہ جنات ہون
مجھسے کچھ خطا ہوئی تو ایک شاہ صاحب نے مجھکو سحر کیکے بند کر دیا آج کئی سو
برس کے بعد مین نے رہائی پائی آپ کو دعا دیتا ہون اب آپ میرے باغ
مین چلیے جو مراد آپ کی ہوگی وہ پوری کرونگا ہمیشہ حاضر خدمت رہونگا میرا
نام سرخ پوش جنی ہی رستم ہمراہ سرخ پوش کے چلے مگر سماک دور سے دیکھ
رہا ہی سمجھا کہ یہ فرزند صاحبقران مین مرضی شریک حال ہو لی یہ بھی پیچھے
پیچھے چلا تھوڑی دور جا کر دیکھا ایک دروازہ باغ کا دکھائی دیا سرخ پوش
رستم کو ساتھ لیے ہوے اُس باغ مین آیا رستم نے دیکھا کہ باغ ویران پڑا ہی
سرخ پوش نے عرض کی غلام کے نہ ہونے سے یہ باغ ویران ہو گیا کہ یہ کہتے ہی
باغ سے دو جوان پیدا ہوے اُنھون نے آکر سرخ پوش کو سلام کیا اپنے
تاجدار کو دیکھکر بہت خوش ہوے کہا اے شاہ کیونکر رہائی پائی سرخ پوش نے

اشارہ کیا کہ اسکے تصدق سے رہا ہوا کیون شہریار آپ کی کیا آرزو ہی رستم نے
کہا اے سرخ پوش یہ آرزو ہی کہ اس طلسم کو تسخیر کرون اور جو قیدی یہان ہون انکو
رہا کرون سرخ پوش نے سر جھکایا خیال کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ فتاح طلسم
اور شخص ہی مگر یہ جوان بد مزاج ہی اگر کہونگا کہ آپ فتاح نہین ہین تو رنجیدہ ہونگے اور جہالت
کرینگے پھر سوچکر عرض کی کہ غلام فکر کریگا آپ دونون جوانون سے سرخ پوش نے
حکم دیا کہ کوہ نیرنگ پر جاؤ دیکھو وہان کیا سامان ہی دونون جوان روانہ ہوگئے
بعد تھوڑی دیر کے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ اے شہریار کوہ نیرنگ پر
میلہ ہی دیر کا دروازہ کھلا ہی یقین ہی کہ عشرت خیز میلہ دھوم سے کریسے یہ سنکر
سرخ پوش نے کہا لو آقا چلیے یہ نقش آپ کو دیتا ہون اسکو اپنے پاس رکھیے
آپ پر سحر تاثیر نہ کریگا رستم سوار ہوے سرخ پوش ساتھ لیکر چلا تھوڑی دور
راستہ طی کیا تھا کہ آدمیون کی آواز کان مین آئی سرخ پوش نے کہا آقاے نامدار
آپ بالاے کوہ جائیے گا ایک تصویر سنگ مرمر کی ہی سب کو آواز دیتی ہی آپ
تصویر کو توڑ ڈالیے گا یقین ہی اس مین سے ایک ساحر نکلے آپ پر سحر کریگا آپ یہی
نقش چمکائیے گا اسکا سحر تاثیر نہ کریگا اس ساحر کا نقش نگار جادو نام ہی حضور
پہاڑ سے اتر آئین وہ ساحر نکل جائیگا آپ پہاڑ سے اتر کر جب قصد کرینگے کہ نکل جاؤن
تو اہل میلہ روکین گے انسے مقابلہ پڑیگا غلام شرکت کریگا بخوبی رستم کو سمجھا کے
بالاے کوہ لایا رستم نے دیکھا کہ زیر کوہ میلہ جمع ہی ہر طرف دوکاندار بیٹھا مکر رہے
ہین بازارین ناچنے والیان ناچتی پھرتی ہین جو کوئی سامنے آیا اسکا دامن تھام
لیا کسی نے پیسہ دیا کسی فیاض نے چھاتی دوانی دیدی ہر طرف تماشیون کے ہجوم
ہین یہی ہلڑ ہی کہ ظہور خداوند ہوا چاہتا ہی رستم قصد کر رہے ہین کہ دیر مین جاؤن
کہ آسمان سے برق چمکی ملکہ عشرت خیز آکر پہونچی دروازہ کھلا ہوا ہی تصویر سے
آواز آئی کیون عشرت خیز طلسم کشا کو لائین عشرت خیز نے جواب دیا کنیزین
لاتی ہونگی کہ آسمان سے برق چمکی گلفروش نقلی تخت پر سوار کنیزین تخت کو گھیرے

سے آکر پہونچی عشرت خیز نے پوچھا طلسم کشا کہاں ہو گلفروش نقلی نے جواب دیا کہ
طلسم کشا نکل گیا یہ کہکر گلفروش نقلی کو ڈیڑی قریب تصویر کے پہونچی عشرت خیز نے کہا
اے گلفروش تصویر کے قریب نہ جانا مگر گلفروش نقلی نے نہ مانا طرف تصویر کے چلی اب
سماک نے رستم سے کہا آپ اپنے کو قریب تصویر کے پہونچائیے دیکھیے گلفروش
ہاتھوڑا لئے سیاہی ہو مگر یہ گلفروش نہیں ہو آنکھوں سے معلوم ہوتا ہو کہ شاہزادہ جہانگیر
ہو رستم نے جو نام جہانگیر کا سنا بڑا غصہ آیا جھپٹ کر بڑھے عشرت خیز نے چاہا روکے
مگر رستم کب رکتے ہیں قریب تصویر کے پہونچے اور تصویر پر ہاتھوڑا الکر جھٹکا مارا کہ
تصویر ٹوٹی ایک دھواں نکلا مگر عشرت خیز نے پکار کر آواز دی کہ اے اہل میلہ یہیں
طلسم کشا آگئے یقین تھا کہ وہ دھواں رستم کو گھیرے رستم نے نقش چھپکایا سحر باطل
ہوا اور رستم باہر نکلے عشرت خیز نے پکار کر آواز دی سب میلے والے آمادہ رہیں کہ
یہ شخص نیچے اترے تو اسکو ماریں لیکن شاہزادہ جہانگیر نے دیکھا کہ رستم نے اگر
تصویر توڑی بہت ناگوار ہوا چابک سے کہا کہ دیکھا تمنے بھائی صاحب وقت پر
آئے اپنے نزدیک بڑا کام کیا مگر اس میلے میں جاکر گھر ینگے جب رستم کو وے
اترے کل اہل میلہ نے گھیر لیا رستم لڑنے لگے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ کہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب علمشاہ رومی شہ فیل زور	دیگر	کیست علمشاہ جیو رستم لقب کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

مگر جہانگیر نے جو دیکھا کہ بھائی صاحب گھرے ہوے ہیں تاب نہ رہی پہاڑ سے
اترے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا نعرہ کرکے جا پڑے سماک و چابک بھی
لڑ رہے ہیں مگر رستم میں گرمی جنگ میں انتہا کے زخمی ہوے آخر ناچار ہو کر
ایک جانب لڑتے ہوے چلے ادھر عشرت خیز نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا جنگ
میں ہمثال ابر و رشک ہلال عارض ماہ کمال شیرانہ لڑ رہا ہو عشرت خیز کو بڑی
حیرت ہوئی کہ طلسم کشا یہانتک کیونکر پہونچا مگر دل بیقرار ہو رہا ہو سوچی کہ اے
عشرت خیز ایسا نہ ہو کہ اہل میلہ گھیر کر اس جوان کو مار لیں تو بڑی خرابی ہو گی اے

عشرت خیز اگر ہو سکے تو دشمنون کے ہاتھ سے اِس جوان کو بچاؤن یہ سوچکر بھاگی
باغ محفوظ مین پہونچی لوح محفوظ کو وہان سے لائی عین گرمی جنگ مین ایک کنیز سے
کہا یہ تختی لیجاؤ گلے مین اِس جوان کے جو لڑ رہا ہو ڈالدو ایسا نہ ہو کہ ساحر اسکو گرفتار
کرلین تو بڑی بات ہو وہ کنیز مثل چابک شغا تختی لیکر خوشی خوشی قریب جہانگیر کے
آیا کہا اے شہریار اِس تختی کو گلے مین ڈال لیجیے دشمن کو خدا نے زیردست کیا یہ تحفہ
ملا جہانگیر نے لوح محفوظ کو گلے مین ڈالا مصروف جنگ ہوئے مگر رستم لڑتے
ہوئے اُس میدان سے نکلے ایک صحرا مین پہونچے گوشے مین جہیل تھی گھوڑے
سے اترے کہ زخمون کو دھوؤن خون پاک کرون جب قریب نہر کے آئے چاہا
زخمون کو دھوؤن کہ ہاتھ کانپا گر کر بیہوش ہوگئے مگر سرخ پوش جنی کہ تلاش مین
رستم کی نکلا تھا ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر پہونچا دور سے دیکھا کہ رستم بیہوش
پڑے ہین اور گھوڑا چرا مین مصروف ہو جھپٹ کر قریب آیا رستم کے زخمون مین ٹانکے
دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین تب رستم کو ہوش آیا سرخپوش رستم کو ساتھ لیکر طرف
اپنے باغ کے چلا راہ مین کہا اے شہریار ایک بڑی مشکل یہ ہو کہ آپ فتاح طلسم نہین
ہین مین لاکہ کوشش کرون مگر لوح طلسم انہین کو ملیگی رستم نے جھلا کر جواب دیا کہ
کیا بیہودہ بکتے ہو جب تلوار کھینچیگی تب ساری فتاحی رہجائیگی تلوار کے آگے کسیکا
زور نہین چلتا یہ باتین کرتے ہوئے جاتے تھے کہ رستم کے کان مین آواز توپ کی آئی
کہا اے سرخپوش کہین کوئی قلعہ لڑ رہا ہو کہ توپ موقوف ہوئی رستم نے کہا اے
سرخپوش توپ موقوف ہوئی اُسی طرف چلو سرخ پوش نے ہرچند روکا مگر
رستم اُسی جانب روانہ ہوئے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا بالائے قلعہ ایک
بادشاہ پیر فریاد کر رہا ہو کہ اے قہار زنگی مین مجبور و ناچار ہون خراج میرے
کیے ادا نہین ہو سکتا زنگی جواب دیتا ہو کہ یہ پیام پہلے کیا ہوتا اول مین تو سرکشی
کی اب عاجز ہوئے تو یہ کلام ہی بدون فتح قلعہ باز نہ آؤنگا رستم کو بہت ناگوار ہوا
وہین سے للکارے کہ او مغرور خبردار آگے نہ بڑھنا وہ بیچارہ عذر کرتا ہو تو عذر کا

جواب سخت دیتا ہو اُس زنگی نے رستم کی آواز سنی للکار کر آواز دی کہ تم آکر و دو کو
مابدولت کو کون روک سکتا ہو رستم نے گھوڑا بڑھایا سامنے اُس زنگی کے پہنچے
مگر بادشاہ پیر نے جو بالائے قلعہ سے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال میری مدد کو
آتا ہو اور زنگی کے مقابلے مین پہونچا قلعے کو کھولکر نکل آیا فوج کو ساتھ لیے ہوے
صفین باندھکر کھڑا ہوا اُس زنگی نے نیزہ مارا رستم نے تلوار سے نیزے کو قلم کیا
ایسا غصہ تھا کہ ہاتھ تلوار کا مارا کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوے فوج والون نے
جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا تلوارین کھینچکر آپڑے رستم تلوار کھینچکر فوج سے
لڑنے لگے وہ بادشاہ پیر بھی شریک ہوا آخر وہ شکست کھا کر بھاگے رستم نے
مال وغیرہ لوٹ لیا بادشاہ پیر کے ملازمون نے خوب ہاتھ صاف کیے بعد فتح وفیروزی
رستم بیٹھے اُس بادشاہ پیر نے آکر سلام کیا کہا حضور سب کے جان بخش ہین آج
دعوت قبول فرمایئے رستم نے کہا دعوت ہماری یہ ہو کہ مذہب اسلام قبول کرو
اگر کوئی انکار رہو تو بیان کرو سوال کرو کہ مین جواب دون وہ بادشاہ پیر کلمہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوا افسران فوج کو مسلمان کیا رستم ساتھ اُس بادشاہ کے
قلعے مین آئے سب اہل قلعہ رستم کو سلام کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ آپ نے بڑا
احسان کیا ہم سب کی جان بچائی ورنہ نہین معلوم تھا زنگی کیا قیامت برپا کرتا
ہم سب آپ کے آزاد کردہ ہین رستم کہتے ہوے چلے کہ اب تم سب صاحب اعتقاد
اسلام کرو لات و منات پر لعنت کرو سب وہ کافر اب اسلام اختیار کر رہے
ہین دارالامارہ مین آئے رستم آکر مقام صدر پر بیٹھے وہ بادشاہ پیر کہ نام جسکا
نیز تاجدار ہو رستم کی خدمت کر رہا ہو جام بوار غوانی گردش مین ہو بے پاکون
کے جام چل رہا ہو ایک خوش گلو سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی **نظم**

پھول سے عارض جو تیرے دیکھ پائے مرغ باغ	چھوڑکر گلشن ترے کوچے مین آئے عندلیب
غنچے کہتے ہین جھک کر ہو سحر گلزار مین	کیا ہنسی آتی ہو سنکے نالہائے عندلیب
کیا بادہ وصل بھر کے بیٹھی تھی تری دیوار پر	چومتا ہر غنچہ و گل ہو جو پائے عندلیب

کر رہا کنج قفس سے ظلم یہ اچھا نہیں — جلسے گلشن کی ہوا صیاد دکھائے عندلیب
قید سے کر دے رہا صیاد کو آجائے رحم — داستان غم اگر دم بھر سنائے عندلیب
فصل گل آئی ہو مجھکو اے ستمگر چھوڑ دے — روز یہ ہے صیاد سے یہ التجائے عندلیب
ہوگئے خوش چھوٹنا پچھایا میرے داغ دکھا آج — ارمغان لیجاؤنگا میں یہ برائے عندلیب
روضۂ شبیر بھی مسطوت ہے اک باغ بہشت — نالہ ہر زنا اثر کا ہو گویا صدائے عندلیب

رستم خوش بیٹھے ہین مگر سرخپوش نے عرض کی کہ حضور یہان آرام فرمائین غلام جاتا ہو جا بجا ملازمان حقیر مقید ہین مین انکو جاکر رہا کرون رستم نے رخصت دی سرخپوش روانہ ہوا اسی قلعے کے پہلو مین ایک گنبد تھا اسپر ایک طائر بیٹھا زمزمہ سرائی کر رہا تھا سرخپوش نے پہلو مین ایک درخت کے آکر تیر مارا کہ طائر گرا بڑی دیر تک ہنگامہ رہا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طیران جادو بود سرخ پوش نے بڑھکر دروازہ کھولا کئی سو جوان قید آہن پہنے بیٹھے تھے سرخپوش کو دیکھکر خوش ہوگئے عرض کی کہ آقائے نامدار آپ نے کیونکر رہائی پائی سرخپوش نے کہا فرزند صاحبقران نے مجھکو رہا کیا اب مین انہین کے پاس جاتا ہون تم لوگ آراستہ ہو کر آنا رستم تو قلعۂ تیر تاجدار مین ہین کہ انکا ذکر ہوگا مگر شاہزادہ جہانگیر نے جب لوح محفوظ پائی جس ساحر نے سحر کیا وہ خود مارا گیا لوح محفوظ چمکا رہے ہین آخر سب شکست کھا کر بھاگے مگر عشرت خیز کہ عاشق جمال ہمیتال ہوئی ہو جب جہانگیر لڑتے بھڑتے نکل گئے تو عشرت خیز اپنے باغ مین آئی مگر بنہایت اداس سر جھکا کر بیٹھی کنیزون نے پوچھا کیون واری کیسا مزاج ہی ملکہ نے کہا مین اپنا کیا حال بیان کرون فلک دریئ آزار ہے دل بیقرار ہے آنکھین اشکبار ہزار طرح کے خوف مین فنا شاہ کے حال سے تم لوگ بخوبی واقف ہو کہ کیسا جابر و قاہر ہے اگر خبر سن پائیگا تو آفت برپا کریگا تم لوگون نے ایسی غفلت کی کہ طلسم کشا تابکدہ پہونچ گیا آخر کو مجھ بدنصیب نے آنکھ دیکھا حقیقت مین حسن طلسم کشا عابد کش زاہد فریب ہے جس وقت سے دیکھا ہے طبیعت قابو مین

نہین ہی آخر جوش محبت مین لوح محفوظ حوالہ کی اسی خیال سے کہ اُنپر کوئی زوال نہ آجائے
اب اُنکے پاس لوح محفوظ ہی کوئی ساحر کچھ نہین کر سکتا چاہتی ہون کہ خبر معلوم ہو
ایک کنیز نے کہا اگر حکم ہو تو مین جا کر خبر لاؤن ملکہ نے کہا تمھین اختیار ہی لیکن اگر
ملاقات کرنا تو میرا اشتیاق نہ بیان کرنا اُنکو غرور ہوگا مشہور کرینگے کہ عشرت خیز
مجھپر عاشق ہی کنیز واسطے خبر کے چلی یہان جہانگیر جو جنگ میلہ سے پلٹے چاپک
ساتھ ہی راہ مین شاہزادے نے ذکر کیا کہ کیون چاپک یہ لوح محفوظ کیونکر ملی ہی
چاپک نے کہا اے شہریار ملکہ عشرت خیز آپ پر عاشق ہوئین آپ کو جنگ کرتے
دیکھا گھبرا گئین کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر تسخیر کرکے گرفتار کرلے تو باعث خرابی ہوگا
مجھکو بلا کر لوح محفوظ دی کہا جا کر اپنے آقا کے گلے مین پہنا دو اُسپر سحر تاثیر نہ کریگا
مین لوح لیکر آیا حضور تک پہونچائی مین دیکھون کہ وہی تختی ہی شاہزادے نے
بلا تکلف حوالے کی جیسے ہی لوح چاپک کے ہاتھ مین آئی زمین سے دُھوان نکلا
چاپک کودکر الگ ہوا شاہزادہ خاموش کھڑا رہا کہ اُسی دھوین سے ایک
ساحرہ سیاہ فام بدانجام پیدا ہوئی شاہزادے نے چاہا کہ قبضے پر ہاتھ ڈالون
کہ اُس ساحرہ نے سحر کیا تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی ہاتھ پاؤن بیکار ہوے
ساحرہ نے کمر مین پنجہ دیا اور لے اُڑی چاپک رونے لگا لشکر والے سب
دوڑے کہ کیون چاپک کیا ہوا چاپک سب سے بیان کر رہا ہی کہ شاہزادہ کو
ایک ساحرہ لے گئی لوح محفوظ میرے پاس تھی سب سردار رو رہے ہین کہ اب
وہ کنیز فرستادہ عشرت خیز آئی اور مہتر چاپک سے ملاقات کی اور شاہزادے کی
خیر و عافیت پوچھی چاپک نے سب حال بیان کیا وہ کنیز بھی حیران ہوگئی لیکن
پلٹ کر خدمت مین عشرت خیز کی آئی تمام کیفیت بیان کی کہ لشکر مین اُنکے رونا
پڑا ہی کہ اسطرح سے ایک ساحرہ آئی اور شاہزادے کو اُٹھا کر لے گئی مگر پہلے
دھوان اُٹھا تھا عشرت خیز نے کہا مین سمجھ گئی کہ دُخان لوحدار تھی اُسی نے
یہ کام کیا کیون صاحب اب کیونکر مجھکو چین پڑے دخان لوحدار جوان ساحرہ ہی

وہ ضرور اسپر عاشق ہوگی نہین معلوم کیا صدمہ انکو پہونچائے لہذا جاتی ہون کچھ
جاکر تدبیر کرون انکو قید سے چھڑاؤن لوح کے ملنے کی تدبیر ہو کہ دخان ہی کے
پاس لوح ہی معلوم ہوتا ہی کہ پہلے سے وہ ساتھ آئی جب لوح محفوظ انھون نے
جدا کی تب وہ اٹھا لیگئی لیکن تم لوگ بہ اطمینان رہنا مین جاتی ہون اگر بن پڑے
تو جاکر رہا کرون یا اپنی جان دون یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جانتی ہی
کہ دخان ضرور پوچھیگی کہ لوح محفوظ طلسم کشا نے کیونکر پائی اتنو عیار کے پاس
ہی خیر جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا ایسی باتین کرتی ہوئی طرف قصر دخان کے چلی
یہان دخان جادو شاہزادے کو لیکر چلی جب بلند ہو چکی تو دیکھا کہ نہایت حسین
وجمیل ہی قلب تیر آگیا دخان کا کلیجہ جلنے لگا چونکہ شاہزادہ بیہوش تھا راہ مین خوب
گلے سے لگایا تلوون کے بوسے لیے جی مین کہتی ہی اب بڑے لطف سے گذریگی
فناشاہ کو کون خبر کریگا کہلا بھیجونگی کہ مین نے طلسم کشا کو مار ڈالا ایسے معشوق
کے ملتے ہین ایسی ایسی باتین سوچتی ہوئی اپنے قصر مین آئی پہلے سب کنیزون کو
جمع کیا کہا دیکھو صاحبو باہر اسکا ذکر نہ کرنا کہ دخان جادو طلسم کشا کو لیکر بیٹھی ہی
میرے واسطے بدنامی ہوگی سب نے کہا حضور کیا مجال جو زبان سے نکالین ہم
جہانتک ہو سکیگا چھپائینگے نہ ذکر کرینگے یہ اقرار لیکر اور کنیزون کو ہٹایا
آپ بنکر بیٹھی کر نیلی کرتی پہنی ایک کھاروے کی تہمد باندھی اور گھونگھٹ نکال لیا
شاہزادے کو ہوشیار کیا شاہزادے نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہی اپنے کو
آراستہ کر رہی ہی چراغ کا تیل سر مین ڈالا ہی لہسن وپیاز کی گٹھیون کے ہار بنائے انکو
پہنا ہی آخر اسنے ہنسکر ہاتھ بڑھایا اور کہا کن نگاہون سے تو مجھے دیکھ رہا ہی دیکھ
میرا دل دھڑکتا ہی میرا سن بہت کم ہی تخمیناً تین سو چالیس برس کا ہی میرے پاس
غنچۂ ناشگفتہ ہی ابھی تک کسی مرد کی شکل نہین دیکھی ای جوان مین تجھپر عاشق ہون
وہ مرتبہ تجھکو دون کہ عالم عالم رشک کرے ایسی زرہ تجھکو بنا دون کہ جس سے
مقابلہ کرو وہ تمہین زیر نہ کر سکے جہانگیر نے کہا آپ کی کمسنی پر مین نثار ہوا کیا بیہودہ

جلتی ہو غنچۂ ناشگفتہ پر تیرے آفت پڑے مین ایسا غنچہ نہین چاہتا دخان بہت جھلائی
کبھی منتین کرتی ہو کبھی غصہ کرتی ہو آخر جھلا کر ایک قفس آہنی منگوایا اسمین جہانگیر کو
بند کر کے قفس لٹکا دیا بیٹھی سوچ رہی ہو کہ کیا کرون کہ برق چمکی عشرت خیز آگے
پہونچی عشرت خیز نے بڑا جانکر سلام کیا دخان نے پوچھا ای عشرت خیز مین تو
تمھاری فکر مین تھی یہ بتاؤ کہ لوح محفوظ طلسم کشا تک کیونکر پہونچی عشرت خیز نے
کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ کوئی کنیز ہماری طلسم کشا سے ملگئی ہین اسی فکر مین تمھارے
پاس آئی ہون جو کہو وہ کرون کیونکر لوح محفوظ ملے دخان نے کہا ای عشرت خیز
جس دن میلے مین یہ جوان لڑا اور مین نے دیکھا کہ اسپر سحر تاثیر نہین کرتا تو مین
ناچار ہو کر بھاگی لیکن ساتھ ساتھ اسکے تا بہ لشکر گئی جب اسنے لوح محفوظ عیار
کو دی تب مین اسکو لے بھاگی مگر راہ مین جو اس ظالم کی صورت دیکھی تو دیوانی
ہو گئی وہ مجھسے انکار کرتا ہو عشرت خیز نے کہا مجھکو حکم ہو کہ مین جا کر اسکو سمجھاؤن
دخان جادو نے عشرت خیز سے کہا کہ اگر کہین یہ خبر پاس بادشاہ طلسم کے پہونچ
گئی کہ لوح محفوظ طلسم کشا پا گیا تو وہ مجھسے بہت بگڑینگے یہی کہین گے کہ لوح محفوظ
کی حفاظت نہ کی مگر مین تمھارا راز چھپاؤنگی تم جلدی جا کر سمجھاؤ عشرت خیز قریب
قفس آئی شاہزادہ ملول و حزین بیٹھا تھا عشرت خیز کا دل بیقرار ہو گیا قریب
آکر کہا کیون ای شہریار آپ دخان کو کیون نہین قبول کرتے ہین کسقدر کمسن
ہو کہ ابتک مرد کی صورت نہین دیکھی شاہزادے نے جھلا کر کہا ای عشرت خیز
تم مجھکو نہ سمجھاؤ دیکھو شاعر کیا خوب کہتا ہو **فرد** حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل
فرش راہ + یہ تو کوئی مجھکو سمجھا دے کہ سمجھائینگے کیا + ای عشرت خیز تمھارا البتہ
مجھپر احسان ہو کہ تمنے لوح محفوظ دی عشرت خیز نے کہا مین آپ کی رہائی کے
لیے آئی ہون جسطرح سے کہیے وہ تدبیر کرون جہانگیر نے کہا جو مزاج مین
آئے مگر لوح طلسمی کسی طریقے سے ملے عشرت خیز جہانگیر سے باتین کیے پلٹی
اور دخان لوحدار سے کہا کہ طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ جوان تمپر مائل ہو

لگرعشق کو اپنے مخفی کرتا ہی یہ سنکر دخان خوش ہو گئی اور کہنے لگی ای عشرت خیز
تم جانتی ہو کہ اس کوٹھری مین لوح طلسم رہتی ہی کسکی مجال ہی کہ اس کوٹھری مین قدم
رکھے جلکر خاک ہو جائے عشرت خیز نے پوچھا وہ کیا صورت ہی دخان نے کہا
اس کوٹھری مین مار ان سیاہ بھرے ہین جو کوئی جائیگا اُسکو لپٹ جائین گے یہ سنکر
عشرت خیز نے پوچھا لوح کس مقام پر رکھی ہی دخان نے کہا بوا عشرت خیز
تم تو اسطرح پوچھتی ہو کہ معلوم ہوتا ہی لوح لو گی عشرت خیز نے کہا ای دخان
یہ خیال خام ہی مین بادشاہ طلسم کی برائی چاہونگی یہ کہکر کہا مین جاتی ہون دخان
نے کہا تمنے اقرار کیا تھا کہ اُس نوجوان کو راضی کر دونگی عشرت خیز نے کہا مین
آتی ہون تمسے کہونگی مگر یہ مقدمہ میری رائے پر چھوڑ دو مین اقرار کرتی ہون کہ
اُسکو تمھارے پہلو مین بٹھا دونگی اور تمسے راضی کر دونگی دخان نہ راضی ہوتی تھی
اور کہتی تھی کہ ای عشرت خیز بیٹھو شراب وغیرہ کا جرچا ہو عشرت خیز نے کہا مین
فکر مین لوح محفوظ کی جاتی ہون مین نے کچھ خبر پائی ہی کہ ایک کنیز نے قریب آکر کہا
کہ کیون ملکہ عشرت خیز کیسا مزاج ہی اور چٹکی لیکر کہا کہ مین ہون شاہزادے کا
عیار آپ جلسہ جمائیے مین وعدہ کرتا ہون کہ عشرت خیز کو بیہوش کرونگا غرض
عشرت خیز نے دخان سے کہا کہ اِسوقت تمھاری کنیز نے یہ کہا کہ مین لوح محفوظ
کا پتہ لگا دونگی لہذا مین حاضر ہون کہ جلسہ آراستہ کیجیے دخان نے خوش ہو کر
کہا ای عشرت خیز بڑا احسان ہوگا جو یہ جوان راضی ہو گیا مین اقرار کرتی ہون
کہ بادشاہ طلسم سے اِسکو چھپا ؤنگی راز نہ کھلنے دونگی کیا تعجب ہی کہ اگر بادشاہ طلسم
بمعہ لشکر کشتی کرین تو لوح اِس جوان کو دیدون اور اسی سے طلسم کشائی کراؤن
یقین تو یہی ہی جب سب لکھ گئے ہین کہ یہ جوان طلسم کشا ہی یقین ہی کہ بادشاہ طلسم
نہ بادہ مجبیر دیا ؤنہ ٹالین مین صاف صاف کہدونگی کہ مین اُس جوان پر عاشق
ہون مین نے اپنے پاس رکھا ہی یہ کہکر دخان مسند پر بیٹھی کنیزون نے لاکر
اسباب عیش و نشاط مہیا کیا چابک صیارہ فتار دوڑ دوڑ کر کام کرنا عشرت خیز

کو اطمینان ہی کہ عین وقت پر عیار آیا حقیقت میں اسنے بڑا احسان کیا کیونکہ یہانتک آیا حقیقت مین بڑا عیار عیار ہی مگر چابک صبا رفتار شراب مین بیہوشی ملا کر لاتا ہی گلابیان رنگ رہا ہی کشتیان کباب کی آراستہ کر رہا ہی دخان نے کہا کیون شیشو تجھکو کیا خوشی ہی کہ دوڑ دوڑ کر کام کر رہی ہی چابک نے جواب دیا کہ کنیز کو یہ خوشی ہی کہ آپ معشوق کو لیکے بیٹھین تو ہم راضی ہون دخان نے ہنسکر کہا تیرے منہ مین گھی شکر کنیز نے عرض کی کہ لونڈی کا امتحان تو کیجیے خواب مین سامری و جمشید آئے تھے یہی کہ گئے ہین کہ دخان نوجدار کو طلسم کشا مبارک ہو طلسم کشائی تو موقوف رہیگی اور مجھے فرمایا کہ ہم تجھکو علم موسیقی کا بادشاہ کرتے ہین یہ کہکر سامنے آبیٹھی بابایان بجانے لگی اور یہ اشعار عاشقانہ بآواز بلند گانے لگی

نظم

چین اک دم نہین گردش مین برابر مین ہون ۔ یار کی آنکھ ہون یا اپنا مقدر مین ہون
لے چکے دل تو جتلاتے ہو ستمگر مین ہون ۔ اب بتا دو کوئی شکل ایسی کہ جانبر مین ہون
کیون گلے سے مجھے لپٹاتے ہو کہتا ہی وہ در ۔ تیغ بین ہون نہ چھری بن ہون نہ خنجر مین ہون
حشر مین کیسے ستم کی مین کرونگا فریاد ۔ مجھے کہتا ہی وہ محبت داور محشر مین ہون
ہون وہ حیران کہ سب دیکھ رہے ہین مجھکو ۔ آپ کی بزم مین آج آپ سے بہتر مین ہون
پوچھیے اسکا ٹھکانا تو یہ کہتا ہی وہ ماہ ۔ چاند سورج کی طرح دیکھ لو گھر گھر مین ہون
چھٹے قاصد سے وہ آنے مجھے سنا حال مرا ۔ مضطر انکو بھی کیا جسنے وہ مضطر مین ہون
آرزو ہی یہ کہ جو اٹھ کے کیے میت پر ۔ دیکھ لو کھول کے آنکھین تو بسے سر مین ہون
یون مجھے شوق ہے تجھ دیکھو کیا کیا حاصل ۔ آپ پہلو مین ہون اور آپ سے باہر مین ہون
کہ وہ بھی لائے تری برق تجلی کی نہ تاب ۔ طور سے آئے صدا دل نہین پتھر مین ہون
ایسے مینجانے کے مینوش ہین ہم ای زاہد ۔ جسکے ہر خم کا اشارہ ہی کہ کوثر مین ہون
روک لون اپنا گلا کاٹتے ہین ہاتھ کہین ۔ یار کہتا ہی کہ زیر دم خنجر مین ہون
موج دریا سے الگ ہو نہین سکتی ہی حباب ۔ آشنا ہو کے جدا یار سے کیونکر مین ہون

عشرت نے وجد کر رہی تھی جی مین کہتی ہی کیا گستاخ ہی کس لطف سے باتین کر رہا ہی کسی

مقام پہ تامل نہیں کرتا کس لطف سے گا رہا ہو کہ دخان لوحدار جھوم رہی ہو چابک نے
عرض کی کہ اے ملکۂ عالم ایک کمال مجھکو اور مرحمت ہوا ہو کہ جسطرح عمرو ساقی گری کرتا ہو
اسی طرح ساقی گری کرون کہ مزے سے شراب پلاؤن دخان نے کہا اے شبو یہ تو بہت ہی
مشکل ہو چابک نے عرض کی ابھی ملاحظہ فرمایئے اگر خداوند نے عطا فرمایا ہو تو ہرگز
شراب نہ گریگی اور جو میرے دل مین فرق تھا تو کمال نہیں ملا یہ کہکر گھنگرو پانوئن مین
باندے اور سامنے کھڑا ہو کر گت ناچنے لگا سب تعریفین کر رہے ہین کہ چابک
نے جھک کر جام لبریز کیا اور جام کو لبریز کر کے سرپر رکھا توڑے لیتا ہوا سامنے
دخان کے آیا سر جھکا کر کہا ایسی شاہزادیون کو مزے سے شراب پلانا چاہیے دخان
نے جام پی لیا اب تو چابک نے دورہ باندھا عشرت خیز کو جام سادہ پلایا اور کل
محفل کو آغشتہ بدار وے بیہوشی جام پلایا تھوڑے عرصے مین سب کو پلا کر بیہوش
کیا جب دخان جادوگر بیہوش ہوئی تو چابک نے عشرت خیز سے کہا کہ طلسم کشا
کو قید سے رہا کرو لوح محفوظ میرے پاس ہو شاہزادے کو دیکہ کوٹھری مین بھیجدو
عشرت خیز نے اُٹھکر ایسا سحر کیا کہ قفس ٹوٹ گیا شاہزادہ نکلا چابک نے لوح محفوظ
گلے مین ڈالی شاہزادہ دروازہ کھولکر جو اندر آیا تو دیکھا کہ ہزار ہا مار ان سیاہ بھرے
ہوے ہین شاہزادے نے لوح محفوظ چمکائی ماران سیاہ سب جل گئے مگر لوح طلسم
کہین پتہ نہین معلوم ہوتا ہو کوئی صندوق وغیرہ بھی نہین ہو شاہزادے نے کہا اے
عشرت خیز لوح کہان ہو عشرت خیز نے کہا یہ پتھر جو لگا ہو اِسکو اُٹھایئے کیا عجب ہی
کہ اسکے نیچے لوح ہو شاہزادے نے بہ قوت صاحبقرانی اور برکت سے لوح محفوظ
کی وہ سنگ اکھیڑا جیسے ہی پتھر ہٹا ایک روشنی ثابت ہوئی شاہزادے نے دیکھا
دوسرا تختہ سنگ رکھا ہو اُسپر لوح طلسم فنا چمک رہی ہو شاہزادے نے وہ لوح
اُٹھالی ملاحظہ جو فرمایا اُسمین لکھا تھا کہ لوح طلسم فنا شاہزادہ لوح کو گلے مین ڈالکر
باہر نکلا عشرت خیز کہتی تھی بس اب نکل چلیے مگر شاہزادے نے نہ مانا لوح پا کر چابک
سے کہا کہ اِسکو ہوشیار کرو چابک نے نہ مانا ایک خنجر مار دیا کہ دخان لوحدار کے

دو ٹکڑے ہوئے عشرت خیز نے کہا لیجیے حضور چابک سے خاتمہ ہی کر دیا اب برائے
طلسم کشائی جائیے شاہزادے نے کہا اے عشرت خیز تمھاری جستجو سے لوح ملی اب
مین جاتا ہون مرحلہ جات کو شکست کرون عشرت خیز نے کہا قریب باغ سرخیوش
جنی کے فوج گران لیکر فناشاہ آئیگا مین بھی وقت پر پہونچونگی مین جاکر لشکر جمع کرونگی
یہ کہکر عشرت خیز تو روانہ ہوگئی شاہزادے نے باہر آکر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا
کہ صحرائے باد انگیز مین جاؤ مگر لوح دمبدم ملاحظہ کرنا اگر لوح سے غفلت کی تو بڑی
خرابی ہوگی شاہزادہ طرف صحرائے باد انگیز کے چلا اُس صحرا مین پہونچا کر دیکھا ہوا
زور سے چل رہی ہو کہ قدم نہین بڑھتا شاہزادے نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ
سامنے قصر ہو باد انگیز جادوگنی سحر کر رہی ہو شاہزادہ سامنے قصر کے پہونچا باد انگیز
نے جو قصر سے دیکھا کہ طلسم کشا آتا ہو گھبرا گئی ہر چند کہ ساٹھ ستر ہزار ساحر پشت قصر
پر موجود تھے مگر اپنے مقام سے اُٹھی ساحرون کو تو اشارہ کیا کہ طلسم کشا آتا ہو اسکو
گھیر لو اگر ہو سکے تو قتل کرو مین جاکر بادشاہ سے اطلاع کرون وہ فوج لیکر آئینگے
اور شعبدے کرینگے تو کیا عجب ہو کہ طلسم کشا عاجز ہو یہ کہکر پرواز پیدا کیے اُڑتی
ہوئی چلی یہان فناشاہ اپنے قصر مین بیٹھا تھا کئی سو افسر گرد بیٹھے ہین کئی لاکھ ساحر
قریب قصر اُترے ہوے ہین اُنکو ابتک نہین معلوم کہ طلسم کشا آگیا کہ باد انگیز آکر
پہونچی کہا اے بادشاہ طلسم فنا آپ کو کچھ خبر ہو کہ کیا معرکہ ہوا طلسم کشا میرے صحرا مین
پہونچ گیا وہ صحرائے باد انگیز جس مین کوئی قدم نہین رکھ سکتا طلسم کشا کو آتے ہوے
مین نے دیکھا مین بھاگی کہ آپ سے اطلاع کرون فناشاہ نے پوچھا کہ دخان پر
کیا گذری باد انگیز نے کہا آپ کو کچھ خبر ہو فناشاہ نے کہا مین نے اتنی خبر پائی ہو کہ
یہ عشرت خیز یہ بادی طلسم کی تدبیر کرتی ہو اور بھائی طلسم کشا کا باغ سرخیوش
جنی مین فروکش ہو یہی چاہتا ہو کہ لوح طلسم مین حاصل کرون اور طلسم کو توڑ دون
بھائیون مین چشمک ہو اپنی اپنی جرأت کے خواہان ہین باد انگیز نے کہا مین ابھی
جاکر تدبیر کرتی ہون فناشاہ نے کہا تم لشکر لیکر آنا مین جاکر باغ سرخیوش مین

آفت برپا کرون پھر طلسم کشا کو بھی گرفتار کرلون یہ کہکر فناشاہ اُٹھا طرف باغ سرخپوش کے
چلا مگر سمک بلداقی بیرون باغ ٹہل رہا تھا فناشاہ نے اول آکر سمک بلداقی کو گرفتار
کیا اور ایک گوشے مین ڈالدیا سمک کی شکل بنکر باغ مین آیا دیکھا رستم مسند پر بیٹھے ہین
سرخپوش جنی عرض کر رہا ہو کہ غلام جاکر اپنے لشکر کو لائے اب وقت اختتام طلسم ہو نقش
دیا ہوا امیر آپ کے پاس ہو سحر کسیکا آپ پر تاثیر نکریگا جہات مین آپ کسی سے پایہ
کمی کا نہین رکھتے غلام بہت جلد آئیگا رستم نے کہا اے سرخپوش تمنے بڑی کی کی کہ لوح
طلسم ہمکو نہ دلوائی سرخپوش نے عرض کی آپ نے اکثر طلسم فتح کیے ہین طلسم کشا کی مدد غیب
سے ہوتی ہو آپ کے واسطے یہی بڑا مرتبہ ہوا کہ آپ بہ آرام بیٹھے ہین نقش کسی کو نہ دیجیے گا
یہ فہمایش کرکے سرخپوش روانہ ہوگیا فناشاہ نے دیکھا اب رستم اکیلے بیٹھے ہوے
ہین بصورت سمک سامنے آیا کہا اے شہریار مین زرا نقش دیکھون رستم سوچے کہ
سمک مانگتا ہو نقش حوالے کیا جیسے ہی نقش پاس سمک نقل کے آیا پکار کے
آواز دی منم فناشاہ بادشاہ طلسم فنا یہ کہکر آواز دی چند جادوگر گوشۂ باغ سے نکلے
رستم کو سحر کرکے گرفتار کرلیا رستم نے ارادہ کیا تھا کہ تلوار کھینچون فناشاہ نے سحر کیا
کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی ہاتھ پاؤن بیکار ہوگئے فناشاہ نے کہا تم لوگ
اس جوان کو لیکر طرف قلعے کے چلو مین طلسم کشا کو بھی لیکر آتا ہون یہان جہانگیر
جب برابر قصر بادانگیز کے پہونچے ستر ہزار ساحر نے آکر گھیر لیا جہانگیر نعرہ کرکے
لڑنے لگے لوح کو جو چمکایا ہزار ہا ساحر نابینا ہوے ہوا سے جادوگر سبکا افسر تھا
اسنے بہت سحر کیے مگر طلسم کشا پر تاثیر نہ ہوئی ناچار ہوا چاہا بھاگ کر نکل جاؤن مگر
خیال ہو کہ بادانگیز کہیگی کہ ستر ہزار ساحر تمھارے ساتھ تھے ایک شخص کو گرفتار نہ
کرسکے اور یہان سحر تاثیر نہین کرتا سحر کرنے والے نابینا ہوے جاتے ہین یہ سوچکر
سحر کرتا ہوا بڑھا جہانگیر نے قریب آکر چاہا کہ اسکو گرفتار کرلون ہوا سے جادو
نے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار دین برسنے لگین مگر جہانگیر نے بڑھ کر کلائی پکڑلی ہاتھ
ہوا سے جادو فریاد کرنے لگا کہ اے شہریار اطاعت کرتا ہون عکس لوح کا جو

جلا جاتا ہوں ایسا نہ ہو کہ استخوان جل جائیں میں غلامی اختیار کرتا ہوں شاہزادے نے
ہاتھ چھوڑ دیا ہوا سے جادو قدموں پر گرا اطاعت اسلام بصدق دل قبول کی ساحر دنگ
منع کیا کہ اب نہ لڑو میں نے بدل اطاعت کی سب ساحر شاہزادے کے قدموں پر گرے
شاہزادہ ان سب کو تسخیر کر کے ٹہل رہا ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا رستم پیلتن ایک
مرکب پر سوار آتے ہیں پکارتے ہوئے کہ بھائی صاحب مجھے تمسے کچھ کہنا ہے جہانگیر آگے
بڑھے جابک نے کہا اے شہریار لوح کا خیال رکھیے گا اگر مانگیں تو نہ دیجیے گا طلسم کا
خاتمہ ہے ایسا نہ ہو کہ شاہ طلسم نے کوئی فریب کیا ہو جہانگیر نے کہا اے جابک مجھے بھی
خیال ہے کہ بھائی صاحب آتشخو شعلہ فراج ہیں آج کیا سبب ہوا کہ اس مہربانی سے
تشریف لاتے ہیں کہ مجھکو بھائی صاحب کہا مجھکو اسکا خیال ہے لیکن شاید اصل میں ہوں
تو آزردہ نہ ہو جائیں جو فرمائیں وہ بجا لاؤں حکم سے خلاف نہ کروں یہ کہتے ہوئے
قریب پہنچے رستم نقلی گھوڑے سے کود پڑے کہا بھائی مقام شکر ہے کہ تمنے لوح
پائی ذرا لوح مجھے دو ایک ساحر نے سحر کیا ہے میرے کلیجے میں درد ہو رہا ہے جہانگیر نے
لوح تو گلے سے اُتاری مگر لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ خبردار لوح نہ دینا یہ رستم
نہیں ہیں تمکو آگاہ کیا جاتا ہے کہ رستم گرفتار ہو گئے یہ فناشاہ ہے انہیں کی شکل بنکر
آیا ہے جانتا ہے لوح لے لوں مگر اے طلسم کشا جب لوح دیکھ لو گے کیسا مکر نہ چلے گا
ہر چند کہ جہانگیر نے لوح دیکھ لی اور مطلب سے ماہر ہوئے مگر خاموش کھڑے ہیں
رستم نقلی نے پھر کہا کہ بھائی صاحب لوح مجھے دیجیے جہانگیر نے ہاتھ بڑھا کر لوح کا مس
ڈالا تا خیر جبری موقوف ہوئی جہانگیر نے للکارا او مکار اپنی صورت تو دیکھ یہ سنکر
فناشاہ بھاگا سمجھ گیا کہ طلسم کشا ہوشیار ہے اب فوج لاکر اسکو گرفتار کراؤنگا مگر
جہانگیر نے ہوا سے جادو سے کہا کہ لشکر تیار کر دیں برائے ملاقات رستم جاؤنگا
جابک نے کہا آقا آپ لشکر تیار کرا لیجیے میں آگے بڑھکر دیکھتا ہوں کہ کیا رنگ
ہے یہ کہکر آگے بڑھا ایک مقام پر آکر شہر ابلندی سے دیکھا کہ چند ساحر قید رستم لیے
ہوئے جاتے ہیں اور رستم مسلسل اور اسپ پر بیٹھے ہیں مگر زنجیریں ہلا رہے ہیں رستم کو

بڑا قلق ہو کہ ای رستم اگر جہانگیر نے مجھکو رہا کیا تو اور رویا وہ ضرور کریگا مگر سمک بلیاقی
پر نہین معلوم کیا گذری کہ فناشاہ اسکی شکل بنکر آیا اور نقش نے لے گیا اب مین کیا کرون
مگر چابک قید رستم دیکھکر بلبلا اٹھا جہانگیر سے کہا کہ بھائی صاحب آپ سے قید ہوگئے
مگر یہ ہم ادا سے پر بیٹھے ہین جہانگیر نے کہا یہ بڑی بات ہوئی سرخوش جنی انکا مددگار
تھا کچھ نہ ہو سکا آخر گرفتار ہوے یہ کہکر گھوڑا بڑھایا چاہو اسے جادو نے کہا ابھی کر
حضور ٹھہر جایئے لشکر کو لیکر چلتا ہون ساحر تیار ہو رہے ہین جہانگیر نے کچھ جواب
نہ دیا اور گھوڑا اڑاتے ہوے چلے سامنے آکر پہونچے نعرہ کیا کہ بھائی صاحب آپ
نہ گھبرایئے گا غلام آپ کا آپہونچا رستم کو بہت شاق ہوا ہر چند زور کرتے ہین لیکن
زنجیرین نہین ٹوٹتین کہ سحر فناشاہ کا ہو جہانگیر آکر کے ساحرون کو قتل کرنے لگے جسپر
ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوے لوح کو جو گردش دی ساحر نابینا ہونے لگے کہ
ہوا سے گرد اڑی دیکھا فناشاہ ایک تخت پر سوار آتا ہو بادانگیز لشکر کی منتظر ہو
یہ جو دیکھا کہ طلسم کشا کھڑے ہین کہ بھائی کو رہا کرون فناشاہ نے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی
مگر جہانگیر پہ تاثیر نہین کرتی ساحر جلے جاتے ہین سب نے آواز دی کہ ای شاہ کیا
خوب سحر آپ نے کیا ہو کہ ہم لوگ مٹے جاتے ہین فناشاہ نے ہاتھ روک لیا مگر
تین لاکھ فوج کا بلوہ ہو جہانگیر ہر چند چاہتے ہین کہ لڑتا بھڑتا قریب رستم پہونچون
اور بھائی صاحب کو رہا کرون مگر ساحرون نے پرے باندھے ہین جہانگیر کو نہین
جانے دیتے ہین ہر صف مین روکے جاتے ہین جہانگیر نے جو مجمع ساحران دیکھا متفکر
ہو کر دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کر دے کہ مین اس
آفت سے نجات پاؤن

نظم

سیلند تو دو کلان از حضرت داور خوف — رعب نیکوکار در دل دار و بدکار خوف
گل اگر باشد بحالت مہربان ای عندلیب — نیست اندر بہار بوستان از خار خوف
کن یقین در دل کہ حق بخشد گناہ بندگان — لیک در دل زان جناب لاابالی دار خوف
باش اندر دوستی با دوستان تا جان قدم — اندر ان حالت بدار از دشمنان زنہار خوف

آنکہ از خوفش ہمی لرزد زمین و آسمان — دارد و رد ول زان خداوند جہان ای یار خوف
ہست شہراہ طریقت راست تا زہر طریق — ہست از رہزن بہر منزل مگر ہر بار خوف
اصل ایمان است ہندی پیش حق خوف و رجا — اہل ایمان دارد امید قوی بسیار خوف

جہانگیر نے جو بیقرار ہوکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا لکہ ابر گلنار آسمان پر پیدا ہوا جہانگیر نے دیکھا کہ ملکہ عشرت خیز تخت پر سوار کئی ہزار کنیزین پشت پر آتی ہین نعرہ کیا اور لڑنے لگی وہ سحر کیا کہ زمین سے دہوان نکلنے لگا ہر نخل مثل شمع کافوری جلنے لگا کئی ہزار ساحر جلکر خاک ہوے مگر جہانگیر نے اشارہ کیا کہ اے ملکہ اپنے کو قریب بہائی صاحب کے پہونچاؤ انکو قید سے رہا کرو عشرت خیز یہ سنتی ہوئی صفون کو چیرتی ہوئی طرف رستم کے چلی اور آگ برساتی جاتی ہو ساحرون نے جو عشرت خیز کو آتے ہوے دیکھا اوس کو چھوڑکر بھاگے مگر ساحرون کا بلوہ بیحد و بیشمار ہوا فناشاہ کہکر آیا ہو کہ یارو یہ جنگ آخر ہوا کر تماشہ دیکھو لو دشمنون نے اپنا کام کیا کہ لوح طلسی رہوائی دخان کو قتل کرایا کہ ساحر بادشاہ عشرت خیز کو دیکھئے اوسکے سہرے ہم بچلے جاتے ہین مگر فناشاہ جو کہکر آیا تہا رعایا والے سب چلے آتے ہین پانچ چھ لاکھ ساحر جمع ہین مگر ساحرون نے جو فناشاہ سے فریاد کی یہ جھپٹ کر قریب اوس کے آیا پکار کر کہا اے عشرت خیز ہٹ جاؤ برا ہے رہائی رستم نہ آؤ ورنہ تمکو مشاہدہ ہوگا عشرت خیز نے نہ مانا فناشاہ نے سحر کیا کہ زمین سے پاؤن عشرت خیز کے تہام لیے ایک طوق آہنی گلے مین پڑگیا فناشاہ نے پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا تمہاری معین کو تو مین نے گرفتار کرلیا انکو تو قتل کرتا ہون پہر تمسے بھی سمجھ لونگا آج اس جنگ مین خاتمہ کردونگا کیا مجال ہو کہ اس جنگ کو چھوڑکر جاؤن اب جہانگیر نے سر اوٹھاکر دیکھا کہ ملکہ عشرت خیز ایک مقام پر حیران کہڑی ہو طوق آہنی گلے مین پڑا ہو آنکھین نکلی آتی ہین حیران چہار جانب دیکھ رہی ہو سحر یاد نہین آتا ہو گھبرا رہی ہو جہانگیر جو بڑہے کہ جاکر عشرت خیز کو رہا کرون ساحرون نے جہانگیر کو روکا جہانگیر کو بہت شاق ہوا کہ مقام افسوس ہو جو ہماری معین تھی وہ مدین

گرفتار ہوئی کیسی ناچار ہو رہی ہو۔ ہر چند کہ کوشش کر رہے ہین مگر ساحر نہین جانے
دیتے ہین جہانگیر نے پھر دعا کی کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا سرخیدوش جنی مع بارہ ہزار
فوج کے آکر پہونچا دیکھا مغلوبہ ہو رہی ہو آکر شریک جنگ ہوا جہانگیر نے جو ذرا سی
مہلت پائی جنگ رستمانہ کرتے ہوئے قریب عشرت خیز کے پہونچے جب لوح عکس
ڈالا طوق آہن کنگر گرا عشرت خیز نے رہائی پاکے وہ سحر کیا کہ کئی ہزار ساحر مرے
ہرکارون نے فنا شاہ کو خبر دی کہ طلسم کشا نے عشرت خیز کو رہا کر لیا اب آسنے آفت
برپا کی ہو سرخیدوش جنی کے جنات عجب رنگ سے لڑ رہے ہین کہ ساحر کو مارا اور
غرق زمین ہوئے دوسرے مقام پر جا کر نکلے دوسرے ساحر کو مارا بارہ ہزار
نے ساٹھ ستر ہزار جادوگر مارے مگر عشرت خیز لڑتی بھڑتی سامنے رستم کے پہونچی
رستم نے جھلا کر کہا میرے قریب نہ آنا مین رہائی قبول نہ کرونگا عشرت خیز
رک گئی جہانگیر نے دور سے دیکھا کہ عشرت خیز قریب بھائی صاحب کے پہونچگئی
تھی کیا سبب ہوا کہ رک گئی چابک سے کہا اے چابک دریافت تو کر کہ عشرت خیز
نے بھائی صاحب کو کیون نہ رہا کیا اب چابک صبا رفتار ساحر کی شکل بنا ہوا
بیچ سے ساحرون کے نکلتا ہوا قریب عشرت خیز کے پہونچا پوچھا اے ملکہ عالم شاہزادہ
پوچھتا ہو کہ بھائی صاحب کو کیون نہ رہا کیا عشرت خیز نے کہا وہ منع فرماتے ہین
کہ میرے قریب نہ آؤ چابک نے آکر جہانگیر سے کہا ہر چند کہ جہانگیر کو ناگوار ہوا مگر
جانتا ہو کہ بھائی صاحب انتہا کے آشفتہ ہین جہانگیر لڑتا ہوا چلا مگر سرخیدوش جنی ہمراہ
رکاب ہی بڑھ بڑھ کر ساحرون کو قتل کر رہا ہو اور کیا مجال ہو کہ کوئی ساحر قریب آسکے
جو پشت سے آیا اسکو مار لیا اور جو سامنے آیا چاہا بڑھون مگر جہانگیر نے بڑھکر اسکو
مار لیا کئی سو ساحر ایک مقام پر مارا گیا اب کوئی قریب طلسم کشا کے نہین آتا ہو
دور سے لینا لینا کر رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ دور سے طلسم کشا کو مار لین مگر جہانگیر
کو یہ خیال ہو کہ بھائی صاحب کو رہا کرون جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب آیا یہ پہونچا
رستم نے کہا اے جہانگیر میرے قریب نہ آنا مجھکو اپنی رہائی منظور نہین جہانگیر نے

کچھ جواب نہ دیا اور قریب پہونچکر عکس لوح کا ڈالا رستم جو زنجیرین پہنے ہوسے تھے وہ
زنجیرون توڑین رستم اُٹھے جہانگیر نے تلوار ہاتھون پر رکھکر بطور نذر پیش کی مگر رستم کا
غصہ نہ اُترا تلوار اُٹھالی اور اُٹھتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ رستم پیلتن

ارشد اولاد امیر عرب — کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ نیل زور — کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

سامنے ایک پہلوان آتا تھا اُسکو چیر کر پھینکدیا فرمایا ای برادر دیکھو یون لڑتے ہین
جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا ایک جانب سرخیپوش جنی لڑ رہا ہو ایک طرف سے ملکہ
عشرت خیز نے سحر کیا ہو جس غول کو زیادہ دیکھا اُسی غول پر سحر کیا ہزارون کو عشرت خیز
نے جلایا تیغ سحر سے قتل کیا مگر عشرت خیز یہی چاہتی ہو کہ طلسم کشا لڑتے بھڑتے قریب
فناشاہ پہونچین کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر سے آگ برسنے لگی اور آواز
آئی کہ منم نقش نگار جادو جیسے ہی نقش نگار کا نعرہ ہوا اجنات جلنے لگے مگر عشرت خیز
نے جو سر اُٹھاکر نقش نگار کو دیکھا مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین حیران تھی کہ دیکھیے اب
کیا ہو یہ وہ جادوگر ہو کہ کئی سال سے بالاے کوہ پر خدائی کرتا ہو طلسم کشا کے آنے سے
حال کھلا کہ جادوگر اندر تصویر سنگ کے رہتا تھا ناچار ہوکر نکلا اب مدد فناشاہ کو
آیا ہو دیکھیے کیا آفت برپا کرے طلسم کشا سے اشارہ کیا کہ آپ کسی پر توجہ نہ کرین اسم
لوح پڑھکر نقش نگار پر تیر مار دیجیے یہان طلسم کشا خود حیران ہین کہ کئی سو جنات جلگئے
سرخیپوش آگے نہین بڑھتا اشارہ سے عشرت خیز کے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اسم
حاشیہ لوح پڑھکر تیر مار دو کیا عجب ہو کہ یہ مارا جائے نہایت ساحر زبردست ہو مگر اسم کو
بصحت پڑھنا جہانگیر نے اسم حاشیہ لوح ورد کیا اور کمان کاندھے سے اُتاری تیر پر
اسم دم کرکے طرف نقش نگار کے تیر پھینکا نقش نگار نے اپنے کو بچایا مگر عشرت خیز
نے دیکھا کہ شاہزادے نے کئی تیر مارے اور تیر خالی گئے ایک سحر کیا کہ ایک سنگ
کلان قریب سر نقش نگار آکر ٹھیرا شاہزادے نے پھر تیر مارا نقش نگار نے
چاہا کہ بلند ہون پتھر کی ٹھوکر لگی کہ اُلٹ گیا تیر نے خطا نہ کی سینہ پر کینہ پر پڑا کہ توڑ کر

پشت کو پار گذر االنقش نگار زمین پر گرا لاشہ جلنے لگا اندھیرا ہوگیا اسی اندھیرے مین
جہانگیر لڑتے بھڑتے قریب فناشاہ کے پہونچے فناشاہ نے جو دیکھا کہ النقش نگار
مارا گیا بہت گھبرایا چاہا کہ کلجاؤن مگر ایسا بلوہ تھا کہ اسے موقع نہ دیکھا جہانگیر برابر
پہونچ گئے فناشاہ نے پہلوانون کو اشارہ کیا پہلوانون نے بڑھ بڑھکر جہانگیر کو روکا
مگر جو روبرو جہانگیر کے آیا وہ مارا گیا چند پہلوان جب مارے گئے تو فناشاہ نے
تلوارین برسائین مگر جہانگیر پر تاثیر نہ ہوئی آخر جہانگیر لڑتے بھڑتے سامنے فناشاہ
کے پہونچے ایک طرف سے عشرت خیز سحر کرتی ہوئی آئی ایک طرف سے سرخپوش
نے گھیرا جب فناشاہ نے دیکھا کہ کسی طرف سے نکلنے کا موقع نہین ہی تب ہاتھ تلوار کا
مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا دے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مار دیا ادھر
عشرت خیز نے بھی سحر کیا سرخپوش جنی نے وار کیا مگر تلوار جہانگیر کی جو تڑپ کے
گری فناشاہ کی سپر کٹی سپر کو کاٹکر جو تلوار گری فناشاہ کے دو ٹکڑے ہوئے فناشاہ
کا فنا ہونا کہ ساحر گھبرا گئے اطاعت کے خواہان ہوئے سب ساحر جمع ہوگئے جمع
ہو کر قریب عشرت خیز کے آئے کہا ای ملکۂ عالم آپ تو ہماری افسر ہین اب ہماری
خطا معاف فرمائیے ہم فناشاہ کے ملازم تھے اسکی طرف سے لڑے اب جو
حضور سے لڑیگا اس سے لڑینگے جہانگیر نے سب کو گلے سے لگایا کئی لاکھ ساحر
تھے کچھ مارے گئے کچھ بھاگ گئے اسی نوے ہزار ساحر مطیع ہوئے مگر رستم نے
جو دیکھا کہ جہانگیر غالب آیا خداوند طلسم بھی مارا گیا بادشاہ بھی قتل ہو جہانگیر
نے چاہا تھا کہ بھائی صاحب کو نذر دون کہ لڑائی فتح ہوئی مگر رستم نے جہانگیر سے
ملاقات نہ کی لڑتے ہوئے ایکطرف نکل گئے راہ مین سماک سے ملاقات ہوئی
سماک بلداقی نے دیکھا کہ رستم بڑے غصے مین ہین پوچھا اسنے کہ ای شہریار آپکا
مزاج کیسا ہی رستم نے کہا جہانگیر نے طلسم فتح کرلیا سرخپوش جنی بھی جہانگیر کے
ساتھ ہوگیا اسی نے مجھکو محروم رکھا ورنہ مین ہی طلسم فتح کرتا سماک نے عرض کی
طلسم جسکے نام کا ہوتا ہی اسی سے فتح ہوتا ہی مگر حضور اسکے معین تو رہے اگر آپ

اعانت نہ کرتے تو لڑائی فتح نہ ہوتی رستم خوش ہوگئے فرمایا اے سماک یہ تو تونے ٹھیک کہا خیر چھوٹا بھائی ہی جو اُسنے کیا اچھا کیا مین تو لشکر مین جاتا ہون دیکھون جہانگیر کدھر آتا ہی اگر بن پڑیگا تو اُسکو مین روکونگا چاہتا ہون کہ مال طلسمی چھین لون دیکھون کیا کرتا ہی سماک تو اُدھر واسطے خبر کے چلا رستم لشکر مین آئے مگر سماک بصورت مبدل قلعہ طلسمی پر آیا دیکھا بڑی گہما گہم ہو لشکر اُترا ہوا ہی جہانگیر داخل بارگاہ ہین عشرت خیز پہلو مین ہی چابک بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی وہ لوٹ رہا ہی نظم

روز و شب ہنگامہ برپا ہو میان کوے دوست
فریون پہ میری لٹتے ہین سگان کوے دوست

حور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی
ذکر کو جنت کے ہین سمجھا بیان کوے دوست

تشنۂ خون جہان ہی یہ تو وہ قتال خلق
آفت جان ہین زمین و آسمان کوے دوست

قاصد کشتہ نظر آتا ہی ہر مردہ سے مجھے
مجھکو گورستان کے اوپر ہی گمان کوے دوست

ہمنشین کہتے ہین افسانے آجاتی ہی نیند
دہر کی شب مین سنونگا داستان کوے دوست

رشک سے کٹتے ہین مین سے ماتم کے نگار
صورت دیوار اگر دیکھی بیان کوے دوست

نقش پاے غیر پاتا ہون پس دیوار مین
آشنا سے در نکلا پاسبان کوے دوست

قاصد دیکھے پانون توڑے بدگمانی نے کہا
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست

آتش اہل کربلا سے چلکے اب کہتا ہون مین
او خوشا طالع تمہارے ساکنان کوے دوست

سماک رات بھر لشکر مین پھرا کیا ادھر طلسم سے مال بہت نکلا چھکڑے لدے ہوے کھڑے ہین صبح کو جہانگیر اُٹھے لشکر کو تیار پایا قصد ہوا کہ روانہ ہون مگر سماک کو بڑا تردد ہی کہ جب یہ چلین گے تب رستم روکین گے جہانگیر ایسے نہین ہین ضرور مقابلہ کرینگے خدا دوستون کی آبرو رکھے کہ ہوا سے گرد اُڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر فوج بیحساب سامنے جہانگیر کے آیا پکار کر کہا کہ آپنے بڑی بے ادبی کی کہ طلسم فنا کو فتح کیا مثل شہباز بلند پرواز اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو مال طلسمی حوالے کر دو جہانگیر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نکرو سامنے آکر مقابلے مین اُتر پڑا سماک بھاگا کہ اب جا کر رستم سے کہون کہ شہباز نامے پہلوان مقابلہ

جہانگیر میں آیا ہی اگر ہو سکے تو جلد اُسے قتل کیجیے جہانگیر کو بچایئے یقین ہی کہ جہانگیر بہت
شرمندہ ہونگے یہ سوچکر خدمت رُستم میں آیا سب کیفیت بیان کی رُستم نے حکم دیا کہ لشکر
تیار رہے ہم پہر رات رہے سوار ہونگے یہان شہباز نے طبل جنگی بجوایا جہانگیر کے
لشکر مین بھی طبل جنگی بجا رات بھر تیاریان رہین صبح کو شہباز میدان مین آیا عشرت خیز
نے عرض کی کہ آپ کیون تکلیف فرمایئے مین ایک سحر کر کے اِن سب کو بھگائے دیتی
ہون جہانگیر نے کہا خبردار ایسا ارادہ نہ کرنا ہمارے لشکر مین یہ قاعدہ ہی کہ غیر ساحر
سے ساحر مقابلہ نہین کرتا بھائی صاحب رنجیدہ ہو رہے ہین اور طعن و تشنیع کرینگے
فرمائین گے ساحرہ کے بھروسے پر مقابلہ کیا مین کیا جواب دونگا وہ پکارے تو مین
مقابلے مین جاؤن اے عشرت خیز تم لشکر سے الگ رہو ایسا نہ ہو کہ یہ بھی باعث
بدنامی ہو لاکھ تم کہو گی کہ مین نے سحر نہین کیا مگر وہ نہین مانین گے مین یہ نہین چاہتا
کہ تانون مین قبلہ و کعبہ کے فرق پڑے بھائی صاحب اور زیادہ غصہ کرینگے جہانگیر
تو یہ باتین کر رہے ہین مگر شہباز نے گینڈا مہمیز کیا اور پکار کر کہا کہ جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے جہانگیر نے قصد کیا تھا کہ مقابلہ شہباز مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اُٹھی
جہانگیر نے دیکھا کہ رُستم آتے ہین مگر نہایت برہم تیور پر بل پڑے ہوئے ہین آ کر
مقابلہ شہباز مین پہونچے شہباز نے جو جمال رُستم دیکھا مثل آئینہ حیران ہو کے
پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی فرمایا او مغرور تو مال طلسمی لینے آیا ہی وہ میرا چھوٹا
بھائی ہی مین کب گوارا کرونگا کہ تو اُسے قتل کرے یہی فکر تھی کہ تجھکو جا کر سزا دون
شکر ہی کہ وقت پر پہونچا وار کر باتین نہ بنا شہباز نے نیزہ مارا رُستم سے نیزہ چلنے
لگا بعد تھوڑی دیر کے نیزہ رُستم نے شہباز کا نکالا شہباز نے غصے مین تلوار
کھینچی خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا رُستم نے بائین بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا شہباز
لپٹ پڑا آخر دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے رُستم نے اُترتے ہی دنگ کر دیا
جب پکڑ لاتے ہین تو دو دو گھڑی نہین نکلنے دیتے تین پہر کشتی ہوئی پہر دن رہے
شہباز نے کہا اے جوان دونون لشکر پریشان ہو رہے ہین ایک زور آخر کرتا ہون

رستم نے کہا بسم اللہ کوئی بات اٹھانہ رکھیے شہباز رستم کو ریلکرے دوڑا چند قدم پر
لاکر بکہ مارا کہ رستم کا بایان گھٹنہ جھکا شہباز اوپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا
لنگر رستم کو جنبش نہ ہوئی تھک کر ہاتھ اٹھالیا سوچا کہ جو مین نے لنگر نہین اکھیڑا
تو میرا لنگر بھی یہ نہ اکھیڑ سکین گے آواز دی کہ ای رستم اب تمھارے زور کا مشتاق
ہون رستم اپنے مقام سے اٹھے دونون مونڈھے شہباز کے تھامے ریلکر لیے دوڑے
پندرہ سولہ قدم پر لاکر بکہ مارا کہ دونون گھٹنے شہباز کے آشنا بہ زمین ہوے
رستم نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب	کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی تنہ فیل زور	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

زمین تھرا گئی درخت کانپے شہباز کو اٹھالیا چاہا زمین پر مارین کہ شہباز نے
عرض کی کہ مین تابعداری کرتا ہون امیدوار ہون کہ مجھکو اسلام تعلیم فرمائیے رستم
نے رکھدیا شہباز کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا جہانگیر نے آکر نذر دی رستم
بہت خوش ہوے کہا ای فرزند حقیقت مین کیا کار نمایان کیا ہی اور وہ بادشاہ جو
اپنے فرزند کی فریاد لیکر آیا تھا بیٹے کو باپ سے ملوایا رستم نے کہا ای ملک احمر تمنے
دیکھا کہ ہمارے بھائی نے کیا کار نمایان کیا جہانگیر عذر کر رہے ہین کہ آپ کے
بھروسے پر یہ سب کام ہوا جانتا تھا کہ اگر کوئی مشکل پڑیگی تو بھائی صاحب آکے
شریک ہونگے اسوجہ سے طلسم ٹوٹا ہر مقام پر آپ ہی کو یاد کرتا تھا سرخ پوش
جن نے بھی قدمون کو بوسہ دیا جہانگیر نے کہا یہ مال طلسم موجود ہی اپنی فوج کو
تقسیم کیجیے رستم نے کہا مین نے شہباز کو زیر کیا ہو وہ بھی ضرور خراج دیویگا اب
رستم بہت خوش ہوے سمجھے کہ جہانگیر اپنو مجھے دیتا ہی فوج گران ساتھ شکار
کھیلتے ہوے چلے ایک دشت مین آکر پہونچے کہ وہ صحرا نہایت گرم ہی کہ درخت
سوکھے ہوے کھڑے ہین پتونکا جا بجا انبار زاغ و زغن کی پکار بونڈھے گرد کے
اٹھ رہے ہین رستم نے فرمایا آگے بڑھ چلو یہ صحرا اس لایق نہین ہی کہ رات یہان

بسر کریں کہ سامنے سے رستم کے ایک آہو نکلا جست وخیز کرتا ہوا چلا رستم نے گھوڑا
پیچھے اسکے ڈالا فرمایا ای جہانگیر تم میرے پیچھے نہ آنا جہانگیر تو اطاعت منظور رہی جاتے
ہیں کہ بڑے بھائی بجائے باپ کے ہیں انکا حکم ماننا ضرور رہی جہانگیر تو رک گئے مگر رستم
آہو کے پیچھے چلے ہر مقام پر یہی چاہتے ہیں کہ تیر ماروں مگر آہو نکلجاتا ہے اتنا راستہ طے
کیا کہ سوا اسکے سمک کے اور کوئی نہ جا سکا سمک الگ چلا آتا ہے مگر حیران ہے کہ
شاہزادے کو کیونکر روک لوں کہ اس آہو کا ناحق تعاقب کرتے ہیں مگر جانتا ہے
کہ اگر عرض کرونگا تو خلاف گذریگا خاموش چلا آتا ہے مگر آہو بھاگتا ہوا سامنے ایک
باغ کے پہونچا باغ میں گھس گیا رستم غصے میں گھوڑے سے کود پڑے باغ میں آکر
داخل ہوے دیکھا آہو روش پر جاتا ہے تیر مارا کہ آہو شکار ہوا آکر اسکو ذبح کیا کہ
سامنے سے ایک مرد پیر دھوتی باندھے ہوے بیلچہ ہاتھ میں انتظام کرتا ہوا سامنے
سے آیا جمال رستم دیکھکر بہت خوش ہوا کہا آپ کا نام نامی کیا ہے رستم نے نام اصلی نہ
بتایا کہا میں ایک تاجر کا نوکر تھا اسکو قزاقوں نے لوٹ لیا میں اسطرف نکل آیا
مگر تمھارا کیا نام ہے اور یہ باغ کسکا ہے باغبان نے کہا میرا نام فولاد باغبان ہے میں
اس باغ کا منتظم ہوں یہ سرحد قلعہ صفدریہ ہے حاکم یہاں کا صفدر جنگ آزما ہے
بیٹی اسکی گلچیرہ ہیں ہے اسی کے نام سے یہ باغ ہے میں نے ملکہ کو پرورش کیا ہے اسوجہ
سے یہ باغ میرے سپرد ہے ملکہ شکار کو آئی ہوئی ہیں یقین ہے تشریف لائیں مگر ملکہ جب
تشریف لائیں تو کنج باغ میں جو بنگلہ پڑا ہے وہ میرے رہنے کا ہے وہاں جاکر اپنے کو
مخفی کیجیے گا آپ بیٹھیے میں نے آپ کو اپنا فرزند کیا رستم بھی بہتر ہے کہہ رہے ہیں کہ
دروازے پر غل ہوا کہ او فولاد کیا مر گیا دروازہ نہیں کھولتا فولاد نے جو سنا
کہا آپ تو نکلجائیے بنگلے میں جاکر بیٹھیے رستم تو گئے فولاد نے جاکر دروازہ کھولدیا
ملکہ داخل ہوئیں کنیزیں ساتھ میں کنیزوں نے کہا کہ او فولاد ایسا غافل رہتا ہے کہ
آواز بھی نہیں سنتا فولاد تو کنارے ہو گیا مگر کنیزیں نوجوان چہلیں کرتی ہوئیں باغ
میں پھرنے لگیں کوئی کسی سے گیند کھیلتی ہے کوئی چھپی چھپایا کوئی آنکھ مچولا کھیل رہی ہے رستم

قریب بارہ دری کے پہونچے تھے کہ چند کنیزون کو دیکھا قریب بارہ دری کے پہونچگئی
ہین رستم کو بچہ ٹھہرنا پڑا بارہ دری مین سے چلے گئے پردہ اُٹھا کر جو اندر آئے تو دیکھا
کہ تخت بچھا ہے اسباب عیش و نشاط مہیا جھاڑ وغیرہ لگے ہین رستم خاموش کھڑے تھے
کہ کنیزین پردے باندھنے لگین رستم گھبرائے پلٹ کر دیکھا کہ سیڑھیان بنی ہین ناچار
ہوکر چند سیڑھیان طے کین وہان پر موڑ تھا روشندان بنا ہوا تھا وہان رستم ٹھہرے
روشندان سے دیکھنے لگے کہ دیکھا گلپیرہن گھٹنہ چست پہنے ہوے نیمچہ ہاتھہ مین
اکڑتی ہوئی بارہ دری مین آئی رستم کی جو نگاہ پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوے
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین گلچینی گلشن جمال کی کررہے ہین ملکہ نے قصد کیا
کہ جا کر تخت پر بیٹھون کہ آندھی سیاہ اُٹھی جھاڑ وغیرہ ٹکرانے لگے ملکہ غل مچاتی ہین کہ
روشنی لاؤ کنیزین جو لالٹینین لیکر چلتی ہین جھونکے سے ہوا کے گل ہوجاتی ہین
ملکہ ناچار ہو کر طرف کوٹھے کے چلین ایک ہاتھہ دیوار پر ایک ہاتھہ آگے اُدھر بھی
رستم بھی کھڑے تھے ایک ہاتھہ دیوار پر ایک ہاتھہ آگے بڑھا ہوا رستم کا ہاتھہ تو سینے
پر پڑا اور ملکہ کا ہاتھہ چہرۂ زیبائے رستم پر پڑا ملکہ نوارے چھوڑ کر پیچھے ہٹین رستم
کود کر بھاگے اسی بنگلے مین آئے آکر بیٹھے مگر جوش محبت مین ملکہ کے کانپ رہے ہین
وہان آندھی دفع ہوگئی کنیزون نے دیکھا ملکہ بگڑی ہوئی بیٹھی ہین اور کہہ رہی ہین
نگوڑے فولاد کو بلاؤ کوٹھے سے چور اترا میرا طوق اُتارتا تھا مگر مین نے نیمچہ
جو چمکایا بڑا نامرد تھا کہ بھاگ گیا ورنہ ٹکڑے اُڑا دیتی ایک کنیز نے کہا واری یہان
چور کہان کسی درخت وغیرہ کا سایہ پڑ گیا ہوگا ملکہ نے ایک نیمچہ مار کر اُس کنیز کے
دو ٹکڑے ہوے اب کوئی کنیز قریب نہین آتی دور سے کہہ رہی ہین کہ حضور فولاد
کی یہ غفلت ہے حکم ہوا کہ فولاد کو لاؤ حبشیون نے آکر فولاد کو گرفتار کیا فولاد
روتا ہوا سامنے آیا ملکہ نے کہا کہ اسکو قتل کرو ایک حبشی نے تلوار کھینچی فولاد
گھبرایا دست بستہ عرض کی کہ حضور چند ساعت کی مجھکو مہلت دین مین بال بچون سے
رخصت ہو آؤن ملکہ نے کہا تو تو کہتا تھا کہ میرے کوئی اولاد نہین یہ فرزند کہان سے نکلا

فولاد بولا طہران مین نوکر تھا نوکری چھوڑ کر آیا ہو مگر حضور نہایت خوبصورت ہو ملکہ نے کہا
جا دور ہو اسکی خوبصورتی سے مجھے کیا کام ہو جاؤ جا کر مل آؤ فولاد روتا ہوا سامنے
رستم کے آیا رستم نے جو فولاد کو روتے ہوئے دیکھا بے اختیار ہنس پڑے فولاد
نے کہا آپ تو ہنس رہے ہین میری جان پر بنی ہو رستم نے پوچھا کیا ہوا کہا ملکہ فرماتی
ہین کہ چور کہیں سے اترا میرا طوق اتارتا تھا تو فرماتی ہین کہ تونے چور بٹھا رکھے
اب آپ تو نکل جائیے آپ بڑے مبارک قدم ہین کہ آپ کے آتے ہی میرے قتل کا حکم
ہوا لہٰذا اب آپ رخصت ہون رستم نے کہا تم جا کر کہو کہ میرا فرزند طہران مین کوتوال
رہا ہو چور اونکو ڈھونڈھ کر لائیگا فولاد نے کہا وہ نہایت بدمزاج ہو ایسا نہ ہو کہ مجکو
قتل کر ڈالے رستم نے کہا مجکو گوارا ہو کہ مین قتل ہون مگر آپ بچ جائیے فولاد نے
کہا مین جا کر کہتا ہون فولاد آنسو پوچھتا ہوا سامنے ملکہ کے آیا کہا ایک غلام کی
عرض ہو کہ میرے فرزند کو بلا کر خلعت کوتوالی باغ دیجیے وہ مجرا نظر باز ہو چور کو پکڑ
لائیگا ملکہ نے حکم دیا چلمن ڈالدو مین چاہتی تھی کہ فولاد قتل نہ ہو خیر سبب نکل آیا اگر
اسکا بیٹا کار نمایان کریگا تو اسکو نوکر رکھواؤنگی فوج شاہی مین رہیگا فولاد نے
آکر رستم سے کہا چلیے آپ کو ملکہ نے بلایا ہو رستم ہتھیار لگا کر روانہ ہوئے ملکہ نے
جو دیکھا کہ دیر ہوئی چند کنیزون سے اشارہ کیا کہ دیکھو تو فولاد دم دیکر چلا گیا بیٹا
اسکا آتا ہو یا نہین چند کنیزین جوان چلین راہ مین آکر دیکھا کہ رستم آگے
آگے فولاد پیچھے پیچھے کمر ہاتھ باندھے ہوئے آتا ہو کنیزین حیران ہوگئین آپس مین
کہتی تھین کہ ارے یہ فولاد کا بیٹا ہو ایک نے کہا مان کا پیٹ اور کمہار کا چاک
ایک ہوتا ہو ایک نے کہا بوا دیکھو مثل غلامون کے آتا ہو یہ اسکا بیٹا نہین ہو
فقرہ بنایا ہو مگر ایسا حسین ہو کہ ملکہ دیکھکر بلبلا جائیگی ایک نے آکر ہاتھ تھام لیا
کہا میان تمھارا کیا نام ہو باپ پیچھے اور بیٹا آگے رستم نے کہا او خبیلہ تیرا ہی باپ
ہوگا کنیز پیچھے ہٹی دوسری نے کہا میان کیون خفا ہوتے ہو بڑے تعجب کی بات ہو
کہ بیٹا آگے باپ پیچھے رستم نے اسکو بھی جھڑک دیا سب سے باتین کرتے ہوئے جب

سامنے بارہ دوری کے آئے ملکہ نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال ہزسپاہی
پیشہ تلوار ہاتھ مین حسن کی چھوٹ پڑ رہی ہو جمال بیمثال دیکھکر ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا قلب
تھرا گیا پسینے پسینے ہوگئی مگر جی کڑا کیا رستم جب سامنے ملکہ کے آئے کنیزون نے کہنا شروع کیا
کہ سلام کرو ملکہ نے کہا کیون اسکا پیچھا لیے ہو وہ سلام و بندگی کیا جانے رستم کرسی پر بیٹھ
گئے ملکہ نے نام پوچھا رستم نے حسین نوجوان بتایا ملکہ نے کہا تم چور کو پکڑ لاؤ گے رستم نے
کہا حضور کا اقبال گرفتار کریگا ملکہ نے خلعت منگایا رستم کو خلع کیا رستم خلعت پہنکر بیٹھے
ہاتھ باندھکر رستم نے عرض کی کہ مین اب رخصت ہوتا ہون ملکہ نے کہا باہر جاکر بستر لگاؤ
رستم جب چلے تو ملکہ کا دل دھڑکنے لگا کنیز سے کہا کہ اس جوان کو پھر بلا تو بخوبی اسکو
سمجھادون رستم قریب آئے اور تنکر کھڑے ہوے ملکہ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرنا کہ کسی
کانون مین خبر سنو کر چور رہو اور وہان اکیلے چلے جاؤ کیونکہ گنوار گھیر لیتے ہین ایسا نہ ہو
کہ کچھ صدمہ پہونچے رستم نے کہا گنوارون کی کیا مجال ہو کہ ہم کو گھیر لین سبکو بھگا دونگا
ملکہ نے کئی مرتبہ اسی طرح رستم کو بلایا کوئی بات کہدی رستم یہی جواب دیتے ہین کہ مگر
نہ گھبرائین غلام سمجھ جائیگا ملکہ اس شائستگی پر تڑپی جاتی ہین وزیرزادی سے کہتی ہین
کہ زبان تو اسکی اچھی ہو نہ زبان سے تو نہین معلوم ہوتا کہ فولاد کا بیٹا ہو وزیرزادی نے
عرض کی کہ بہت بجا ارشاد ہوا بلکہ کنیز کو تو یہ جوان بڑا عالی خاندان معلوم ہوتا ہو غرضکہ
رستم رخصت ہوکر باہر آئے سپاہیون نے سلام کیا رستم کرسی پر بیٹھے فرمایا صاحبو تمکو
بیدار رہنا چور نہ آنے پائے سب عرض کر رہے ہین بسر و چشم آپ کی خدمت مین حاضر
رہینگے اب ایسا افسر ہمکو ملا ہم سب خوش ہوگئے جو حکم دیجیے گا وہ بجا لائین گے رستم
انتظام کر رہے ہین مگر بعد جانے رستم کے ملکہ کی بیقراری بڑھی یہ اشعار زبان سے
بیساختہ بیقراری مین نکل گئے

نظم

شب فراق صنم مختصر نہین ہوتی + یہ شمع آہ چراغ سحر نہین ہوتی
عدم کو جاتے ہین کیون لوگ ادھر کے حیران ہین + کبھی اُدھر کی تو دنیا ادھر نہین ہوتی
غم فراق سے فارغ ہین محو وصلت دوست + کہ بلبلون کو خزان کی خبر نہین ہوتی

اثر لبوں کا نہ پائے نگاہ زہر آلود	کر سنکھیا کبھی مثل شکر نہیں ہوتی
بیان میں نہیں آتی کشش کچھ اسکی صفیر	لبسان دام کمند نظر نہیں ہوتی

وزیرزادی نے گھبرا کر پوچھا کیوں حضور کا مزاج کیسا ہی یہ کیا فرمایا میں اسکا مطلب نہیں سمجھی ملکہ نے کہا اے گلپاش میں کیا بیان کروں جس جوان کو خلعت کوتوالی دیا ہی جب سے اسکو دیکھا ہی دل تڑپ رہا ہی یہی خیال آتا ہی کہ باغبان کا بیٹا اسیر طبیعت مائل ہوئی کل کو اگر یہ ظاہر ہوا تو تم لوگ کہوگے کہ باغبان بچے کو لیکر بیٹھی ہیں کیسی ذلیل مزاج ہیں وزیرزادی نے کہا واری آپ کو اختیار ہی جو چاہے فرمائیے مگر یہ فولاد کا بیٹا نہیں ہی نہیں معلوم کیا اتفاق ہوا کہ یہ طائر عنقا دام میں پھنسا ہی آخر کو حال کھلیگا کہ یہ کسکا فرزند ہی ملکہ نے کہا اے گلپاش یہی مجھکو بھی خیال ہی لیکن جو امر ظاہر ہی اسپر خیال کرتی ہوں چاہتی ہوں کہ کوئی ایسی صورت ہو کہ میں اسکو دیکھوں وہ مجھکو نہ دیکھے ایک کنیز بول اٹھی کہ آجکل آپ کے والد نامدار لشکر کشی کا سامان کر رہے ہیں پہلوان کو دیکھکر خوش ہونگے اسکو افسر کرینگے آپ جاکر باپ سے کہیے کہ ایک جوان اسطرح آیا ہی اسکو نوکر رکھ لیجیے آپ کے والد کو ضرورت ہی وہ ضرور نوکر رکھ لینگے کوٹھے سے آپ دیکھا کیجیے گا وہ آپ کو نہ دیکھ سکے گا ملکہ نے اس رائے کو قبول کیا حکم ہوا کہ جلد سواری لاؤ محافہ در باغ پر آیا رستم کو جو معلوم ہوا کہ ملکہ جاتی ہیں اٹھ کھڑے ہوئے ملکہ سوار ہوئیں اور محافہ چلا رستم بھی ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں ملکہ نے جو چلمن سے دیکھا کہا وزیرزادی منع کر دے کہ تم کیوں آتے ہو تم ٹھہرو ملکہ تمکو بلوا لینگی رستم ٹھہر گئے محافے کو دیکھا کیے محافہ نظر سے مخفی ہوا رستم آکر بیٹھے ملکہ جاکر محل میں اتریں ناظر سے حکم دیا کہ ابا جان کو بلاؤ ناظر نے جاکر شاہ سے کہا شاہ فورًا تشریف لائے کہ بیٹی کو بہت چاہتے تھے جیسے ہی اندر تشریف لائے ملکہ نے سلام کیا ملکہ نے گلے میں ہاتھ ڈالدیا اور کہا میرے اچھے ابا ایک جوان نہایت حسین وجمیل میرے باغ میں آیا ہی میں نے اسکو عہدہ کوتوالی دیا اسنے ایسا انتظام کیا کہ پھر چور نہیں آیا لہذا آپ سامان لشکر کشی کر رہے ہیں اگر مناسب ہو تو اسکو بھی نوکر رکھ لیجیے وقت پر کام آئیگا

بادشاہ نے ارشاد کیا کہ مین ابھی بلوا تا ہون باہر آکر چوبدار کو حکم دیا کہ حسین نوجوان کو
بلا لاؤ چوبدار طرف باغ کے چلا یہان رستم انتظار مین تھے کہ چوبدار آکر پہونچا رستم
سے کہا اے حسین نوجوان چلو تمکو شاہ نے بلایا ہی رستم گھوڑے پر سوار ہوے ہتھیار
لگا کر چلے یہان بادشاہ دربار مین بیٹھا ہی سب سردار جمع ہین کہ رستم آکر پہونچے ملکہ
چلمن مین بھی جھروکون سے دیکھ رہی ہی مگر رستم جب دربار مین آئے تو بادشاہ خود ہی
کھڑے ہو گئے کل اہل دربار اُٹھے سب نے استقبال کیا ملکہ نے کنیزون سے کہا کہ
الہٰی المندی دیکھو بادشاہ نے استقبال کیا صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہ شخص بادشاہزادہ
ہے سب ملازم ہین کنیزون نے کہا واری جسپر طبیعت آتی ہی یہی رنگ ہوتا ہی کہ وہ سب
بہتر معلوم ہوتا ہی ملکہ نے کہا اری بیوقوفو تم ہی انصاف کرو کہ وہ قریب تخت بیٹھے ہین
کیسے رعنا و زیبا معلوم ہوتے ہین آخر بتاؤ کہ بادشاہ نے استقبال کیون کیا لیکن
بادشاہ یعنی صفدر جنگ آزما رستم سے باتین کر رہا ہی کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض
کی کہ دروازے پر ایلچی حاضر ہوا امیدوار باریابی ہی مگر بہت جلدی کر رہا ہی بادشاہ نے
پوچھا نامہ کہانسے لایا ہی چوبدار نے عرض کی کہ شداد قوی ترکیب اپنا نام بتاتا ہی اور
تیغ ہاتھ مین جھلا رہا ہی اور آپ جس بادشاہ کے خراج گذار ہین اُسکا نامہ لایا ہی بادشاہ
نے حکم دیا بلا لو پہلوے تخت مین دنگل ہی اُسپر رستم بیٹھے ہین کہ شداد نے آتے ہی
بغرور سلام کیا ہر چند کہ بادشاہ کو ناگوار ہوا مگر جانتا ہی کہ جسکا مین خراج گذار ہون
وہان سے نامہ لیکر آیا ہی سوچا کہ طرح دینا چاہیے بر وقت ملاقات اُسی شاہ سے شکایت
کرینگے اُسنے جواب معقول ملیگا یہ شخص مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی مگر ایلچی
نے بیٹھتے ہی فرمان سر سے کھولا بادشاہ کیطرف پھینک دیا کہا اِسکو ملاحظہ فرمائیے
اور جو اِس مین تحریر ہی اُسپر کاربند ہو جیسے ملک آفاق شاہ اِسقدر بیقرار تھا کہ
دو دن خاصہ نہ نوش فرمایا تھا مجھکو حکم تھا کہ جلد جانا اور جلد آنا لہٰذا تحریر شاہی ملاحظہ
فرمائیے اور بہت جلد کاربند ہو جیے باتین ایلچی کی رستم کو بہت ناگوار ہین مگر خاموش
بیٹھے ہین بادشاہ نے نامہ کھولا جس مین القاب و آداب شاہی کچھ نہین صرف سرنامہ

سلامت لکھا ہی بعد اُسکے لکھا ہی کہ ای بادشاہ عالیجاہ تمھاری بیٹی کی تصویر ایک تاجر سے میں نے لی جسوقت سے تصویر پر نگاہ پڑی ہوش وحواس پراگندہ ہوگئے ہر چند چاہا کہ ضبط کرون مگر نہ ہوسکا لہذا آپکو لکھتا ہون کہ نامۂ ہذا ملاحظہ فرماکر بطور ڈولے کے ملکہ کو ہمراہ پہلوان مذکور روانہ کرو رستم قریب شاہ بیٹھے ہین نامے پر نگاہ پڑی اور معشوق کا نام دیکھا نہایت غصہ آیا اور بادشاہ خود سوچ مین تھا کہ مین کیا جواب دون ایسے ظالم کے ساتھ تو بیٹی کی شادی نہ کرونگا کرون تو باعث خرابی نہ کرون تو باعث خرابی بادشاہ یہ سوچ رہا تھا کہ رستم نے نامہ ہاتھ سے شاہ کے لے لیا اور پھاڑ کے سامنے شداد کے پھینکدیا شداد نے جو نامہ پھٹا ہوا دیکھا کہا او جوان تو نے ہمارے شاہ کا نامہ پھاڑ ڈالا مین تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا بادشاہ ہان ہان کر رہا ہی کہ شداد نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا شداد لپٹ پڑا ریل پیل کے زور ہونے لگے جب شداد ریلا دے جاتا ہی تو رستم چار پانچ قدم سے زیادہ نہین ہٹتے اور جب خود ریلا دے جاتے ہین تو پندرہ بیس قدم تک لیجاتے ہین شداد عاجز ہو رہا ہی ماتھے سے خون بہ رہا ہی زرہ پارہ پارہ ہوکر اُڑے جاتا ہی یہی چاہتا ہی کہ زیر کرون مگر جو پیچ باندھتا ہی رستم اُسکا توڑ کرتے ہین دیکھنے والے تعریفین رستم کی کر رہے ہین کہتے ہین حسین نوجوان بڑا طاقت دار ہی شداد کو دنگ کر دیا ہی مگر ایک مقام پر رستم نے ٹکر مارا کہ دونون گھٹنے اُسکے زمین پر گرے شداد کو یقین ہو چینیان نکل گئین ہین مگر ضبط کیا رستم نے کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا کہ منم رستم پلتن کشندہ

قول و دویل ہندی نعرۂ رستم

ار شداد اولاد امیر عرب
علمشاہ رومی شہ فیل زور

کہ بیست علمشاہ چو رستم لقب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

نعرے سے رستم کے بارگاہ تھرا گئی سر کھینچکر شداد کا پھینکدیا ہمراہیان شداد جو بارگاہ مین آنے لگے بڑھکر رستم نے روکا ملکہ کو ٹھے پر خوشی کر رہی ہین کہتی ہین صاحبو تمنے سُنا وہ جو مین کہتی تھی میرا قول تخت نشین ہوا کنیزین کہتی ہین کہ واری ہم تو پہلے کہتے تھے

کہ نگوڑے سے فولاد کی کیا حقیقت ہی یہ جوان کسی نسل اعلیٰ سے ہو رُستم جو لڑنے لگے ملازمان شاہی
بھی شریک ہوے جب رُستم لڑتے ہوے باہر نکلے تو دوکاندارون نے بھی رُستم کا ساتھ
دیا جنہون نے دُکانین بند کین پتھرون سے سپاہیون کو مارنا شروع کیا آخر سپاہی گھبرا کے
لاش شداد کی لیکر بھاگے یہان شاہ نے وزرا سے کہا کیون صاحبو اب کیا ہوگا ایلچی
شاہ کا مارا گیا اور آفاق تاجدار نہایت زبردست ہی اور مغرور اتنا کا ہی اُسکو بہت
ناگوار ہوگا ملک نکال لیگا مین کیا تدبیر کرون سب نے کہا جب یہ جوان لڑکر پلٹے تو
اسکی خوب خاطر کیجیے اب وہ جو لاش ایلچی کا لیکر گئے ہین یقین ہی کہ آفاق تاجدار خود
آئے اور فساد برپا کرے اس وقت آپ اِسی جوان کو پیش کر دیجیے گا کہ یہ ہمارا نوکر
نہین اِسنے شداد کو مارا ہی یا گرفتار کرکے دیدیجیے گا بادشاہ خوش ہو جائیگا آپ کی خطا معاف
کریگا اور بیٹی کو سوار کرکے دیدیجیے گا بیشک بادشاہ کچھ نہ کریگا سلطنت آپ کی قایم
رہیگی بادشاہ اِسی پر آمادہ ہوا گر جب رُستم لڑ بھڑ کر پلٹے تمام افسران فوج رُستم کی تعریف
کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کس دبدبہ خصال کو آپ نے مارا فوج کو آپ نے شکست
دی بادشاہ نے رُستم کی تعظیم کی اور برابر اپنے بٹھالیا کہتا تھا زہے نصیب وری کہ
آپ نے مجھکو سرفراز کیا آپ فرزند صاحبقران ہین مگر اب مین آپ کو جانے نہ دونگا
سامنے کمرہ ہی اُس مین آرام فرمایئے خادم خدمتگار براے خدمت حاضر ہین کوئی بیچینی
آپ کو نہ ہوگی مگر ملکہ نے جو یہ خبر سُنی کہ بادشاہ کا یہ ارادہ ہی بیقرار ہوکر کہا مین اپنے باغ
مین جاؤنگی ملکہ سوار ہوئین رُستم نکل آئے مگر ہمراہ جانے کے نہ جاسکے کہ ملازمان شاہی
گھیرے تھے بحسرت دیکھتے رہگئے پلٹ کر آئے کمرے مین بیٹھے مگر صورت زیبا سے
گلپیر ہین آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین نظم

جلوۂ مہر جو پھیلا ترے رُخسارون سے — روشنی اُڑگئی جگنو کی طرح تارونسے
ہو چلا یار پسینہ ترے رُخسارون سے — پاس پھولون کی نہ جائیگی ترے ہارونسے
لپٹے رہتے ہین گلے سے ترے ایجان شب بھر — رشک ہی دست تمنا کو ترے ہارونسے
عشق کے واسطے ہم لوگونکی خلقت ہی صغیر — بس یہی کام تو بن پڑتا ہی بیکارونسے

آخر رستم اسقدر بیقرار ہوئے کہ نیند نہ آئی آنکھ نہ بند ہوئی آخر اُٹھے کمندین ہاتھ مین لیکر قصر سے اُترے طرف باغ ملکہ کے چلے یہان ملکہ باغ مین بیقرار ہو رہی ہو کنیزون سے کہہ رہی ہو کہ کیا مشکل کی بات ہو کہ جس شخص نے مدد کی ان سبھون کا ارادہ ہو کہ اُسکو گرفتار کرکے حوالے کرین اگر باپ ایسا کرینگے تو مجکو بھی صبر نہ آئیگا اپنی جان دونگی زہر کھا کے مرونگی مگر فراق نہ سہونگی

نظم

رو رہا ہون الم زلف دوتا سے پہلے	سینہ برستا ہو مرے گھر مین گھٹا سے پہلے
سر موعشق نہ تھا زلف دوتا سے پہلے	سابقہ دل کو نہ تھا کالی بلا سے پہلے
ہاتھ اُٹھنے بھی نہین پاتے کہ آجاتا ہو پاس	میری امید بر آتی ہو دعا سے پہلے
لسل سی جان دی اور دکے لہو عاشق نے	اڑ گیا طائر جان رنگ حنا سے پہلے
اے طبیبو ہو تجھین بیمار خط سبز صنم	زہر دو گھول کے شربت مین دوا سے پہلے
اشہب ذہن رسا اُڑ کے دم فکر سخن	باغ مضمون مین پہونچتا ہو صبا سے پہلے
نور کیون مثل کتان چاک مرا دل ہوتا	ربط ہوتا جو نہ اُس ماہ لقا سے پہلے

اسقدر بیقرار ہوئی کہ آخر دروازے پر آکر کھڑی ہوئی انتظار کر رہی ہو کنیزین کہتی ہین واری رات کا وقت ہو اسوقت وہ کہان یہان آوینگے مگر ملکہ کی بیقراری نہین کم ہوتی ہو ہر مرتبہ فرماتی ہین جو میرا عشق صادق ہو تو اسی وقت آوینگے یہ کہہ ہی رہی تھین کہ سامنے سے روشنی معلوم ہوئی کنیز سے کہا جاکر دیکھ تو یہ روشنی کیسی ہو معلوم ہوتا ہو کہ جنگل مین چاند نکل رہا ہو کنیز دوڑی ایک نخل کے قریب پہونچی تھی کہ دیکھا رستم آتے ہین کنیز نے جھک کر سلام کیا رستم نے پوچھا کیون گلرو تو اسوقت کہان تھی کنیز نے عرض کی ملکہ حضور کا انتظار کر رہی ہین اور فرماتی تھین کہ اگر میرا عشق صادق ہو تو اسی وقت آئینگے حقیقت مین واری وہ عاشق صادق ہین جو وہ فرماتی تھین وہی ہوا رستم نے پوچھا ملکہ کیا کرتی ہین کنیز نے عرض کی دروازے پر کھڑی ہین اور آپ کو یاد کر رہی ہین رستم ہنسے مگر کنیز بھاگی سامنے ملکہ کے آئی کہا واری آپ سچ کہتی تھین وہ جو سُنا تھا وہ آنکھون سے دیکھ لیا فرد دل بابدل رہت دین گنبد پہونچ

لے

از سوے کنیز کنیز واز سوے مہ جبین ملکہ یہ سنکر گھبرا گئین کہا اگر وہ یہان مجھکو دیکھ لینگے تو عاشق صادق جانین گے اور چار مین مشہور کرینگے کہ ملکہ مجھپر مرتی ہے مین یہ نہین چاہتی کہ مجھکو مطعون کرین یہ ذکر تھا کہ رستم آپہونچے ملکہ براے استقبال اُٹھین رستم کو لاکر مسند پر بٹھایا پوچھا اسوقت آپ کیونکر تشریف لائے ہین اس اندھیری رات مین رستم نے کہا اے ملکۂ عالم جب مین آنکھ بند کرتا تھا تو دل آواز دیتا تھا کہ باغ کو چلو مین نے دن کو دیکھا تھا کہ آپ ہاتھی پر سوار ہوکر آئین ملکہ نے کہا اے شہریار مجھکو اسوجہ سے آپ کی ملاقات کی ضرورت تھی کہ آپ یہانسے نکلجایئے دشمنون نے صلاح کی ہے کہ جب آفاق شاہ آوے تو آپکو اُسکے سامنے گرفتار کرکے بھیجین اور اپنی سلطنت بچالین لہذا آپ نکلجایئے جہان جاییے گا مین اپنے کو پہونچا دونگی رستم نے کہا مین بھاگونگا نہین شاہ سے کہدونگا کہ جب آفاق شاہ آوے تو مجھکو اُسکے مقابلے مین بھیجدیجے اور کہدیجیے کہ انھون نے ایلچی کو مارا ہے اس سے سمجھ لیجے جب مقابلہ پڑیگا تب حال کھلجائیگا ملکہ نے کہا مین تو آپکے بھلائی کے کہتی ہون آیندہ آپ کو اختیار ہے یہ کہکر کنیز کو اشارہ کیا کنیزین اسباب عیش و نشاط لیکر آئین گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر پیش کین اور ایک خوش آواز سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

نقاب اٹھاؤ کہ لطف شراب کیا ہوگا　　پڑا نہ عکس تو جام آفتاب کیا ہوگا
ابھی سے قہر ہے فتنہ ہے اک قیامت ہے　　جو کمسنی مین یہ عالم شباب کیا ہوگا
ابھی نگاہ شرق نہین ہے گالون پر　　عروج حسن مین وہ آفتاب کیا ہوگا
برنگ زلف اُلجھنے سے فائدہ اے دل　　خموش وہ بت حاضر جواب کیا ہوگا
کریگے مست کسے کج کسکو تاکا ہے　　طلب جو شیشے مین شغل شراب کیا ہوگا
جو دوگے عارض رنگین کا اک ہمین بوسہ　　خسارہ اے صنم لاجواب کیا ہوگا
فراق یار مین تنگ آکے چھٹے وطن چھوٹا　　اب اور اے دل خانہ خراب کیا ہوگا
ذرا سے رنج کی اے جسم حسن تاب نہین　　دل غریب سے نازک حباب کیا ہوگا
نہین ہو ڈر ہمین روز شمار کا اے نور　　حساب پاک ہے اپنا حساب کیا ہوگا

رستم بیٹھے کانا سن رہے ہین جب دو پہر شب گذری رستم نشے مین اُسکے ملکہ کا بانہہ تھاما
نشے مین ڈگمگاتے ہوے پلنگ پر جا لیٹے لیٹتے ہی سو گئے ملکہ نے بھی آرام کیا سوتے
سوتے آنکھ جو کھلی تو دیکھا کہ آفتاب بلند ہو آیا ہو رستم نے فرمایا او ملکہ بڑا غضب ہوا کہ
تمنے ہمکو جگایا بھی نہین دن چڑھ آیا ہو یقین ہو کہ بادشاہ تلاش کرتا ہوگا کیا تعجب ہو کہ
لشکر کشی کرے ملکہ کو بھی سناٹا آگیا کہا او شہریار باعث خرابی ہو یہان تو یہ ذکر تھا اُدھر
صفدر رجنگ آزما جو دربار مین آیا خدمتگارون سے پوچھا کہ رستم کہان ہین سب
خدمتگارون نے عرض کی غلام سو گئے رستم نہین معلوم کہان گئے صفدر نے اپنے
عیار کو کہ برقان تیز رو نام ہو حکم دیا کہ او برقان دریافت تو کر کہ رستم کہان گئے ہین
برقان چلا گھر تلاش کرتا پھرتا ہو جب سارے شہر مین پھرا اور کہین نشان نہ پایا تو
خیال مین گذرا کہ باغ ملکہ مین بھی دیکھ لون شاید کسی کنیز نے بلایا ہو یہ سوچکر پشت باغ
پر آیا کمند مارکر دیوار پر چڑھا برقان نے دیکھا کہ رستم بیٹھے ہین ملکہ سے باتین کر رہے
ہین برقان کو نہایت ناگوار ہوا دیوار سے اُترا مگر سمک بلداقی اپنے آقا کی تلاش
کرتا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا کہ ایک عیار وضع دیوار باغ سے اُتر رہا ہو مگر غصے مین
کانپ رہا ہو سمک سوچا کہ شاید اپنے کہ ایسا دیکھا کہ نہایت غصے مین ہو صورت اپنی
تبدیل کرکے سامنے برقان کے آیا جھک کر سلام کیا کہا مترصاحب کہانسے آتے ہو
برقان نے کہا او یہ اور کیا کہون عجب زمانے کا رنگ ہو بیٹی نے باپ کے دشمن کو گھر
مین جگہ دی ہو سمک نے پوچھا وہ کون شخص ہو برقان نے کہا رستم فرزند صاحبقران
ہمارے ملک مین مکر سے آیا ایلچی کہا آفاق شاہ کے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اسکی
خاطر کرون جب آفاق شاہ آوین اُسوقت رستم کو حوالے کر دون اور آفاق شاہ
سے یہ کہدون کہ یہ قاتل ایلچی ہو شاہ سزا دیگا ہماری سلطنت بچ جائیگی رات کو وہ جوان
غائب ہوا اب آکر مین نے دیکھا کہ گلپیرہن کے پہلو مین بیٹھا ہو اب جاکر شاہ سے اطلاع
کرونگا کہ وہ آکر اُسکو سزا دین سمک نے کہا مترصاحب وہ شخص فرزند صاحبقران ہو
کسی سے نہ دبیگا چلو ہم تم چلین دونون ملکر گرفتار کر لین سامنے بادشاہ کے لے چلین

بادشاہ کو اختیار ہی جو چاہے سو کرین برقان نے کہا کہ خوب بات بتائی برقان آگے بڑھا
سمک نے پیچھے سے حلقہ ہائے کمند مارے برقان گرفتار ہوا سمک نے برقان
کو درخت سے باندھا اور طرف باغ کے چلا کمند مار کر دیوار پر آیا دیکھا رستم پہلوے
گلبیرہن مین بیٹھے ہین سمک بصورت اصلی سامنے آیا کہا ای شہریار بڑے افسوس
کی بات ہی کہ آپ تو یہان شادان و فرحان بیٹھے ہین اہل لشکر انتشار مین ہین یہان کی
بھی کچھ آپ کو خبر ہی عیار صفدر جنگ آزما کا آیا تھا مین نے اسکو گرفتار کیا ورنہ وہ
جا کر شاہ سے اطلاع کرتا اب بہتر یہ ہی کہ یہان سے نکل چلیے مین نے عیار کو درخت سے
باندھ دیا ہی رستم تلوار ٹیک کر اُٹھے کہا ملکہ عالم نکل چلو ملکہ نے کہا مین آپ کے ساتھ
ہون سمک نے گھوڑا رستم کا تیار کیا ملکہ نے مادیان کسوائی چند کنیزین ساتھ ہوئین
سمک بلدائی تو رستم کو ساتھ لیکر چلا کہتا ہوا کہ اپنے لشکر مین چلیے وہ لوگ سب
انتظار مین ہین ایسا نہ ہو کہ اُنپر کوئی افتاد پڑے مگر یہان برقان کو جو ہوش آیا غل
مچانے لگا کہ مجھکو کوئی رہا کر دے ایک رحم دل کا اُدھر سے گذر ہوا اُسنے آکر برقان
کو کھولدیا برقان رہا ہوتے ہی بھاگا سامنے صفدر کے آیا کہا ای شہریار رستم باغ
گلبیرہن مین بیٹھے ہین بڑے افسوس کی بات ہو کہ آپ کی بیٹی کے پہلو مین بیٹھے ہین
یہ سنکر صفدر نے حکم دیا کہ تیار ہو بارہ ہزار جوان تیار کر کے گینڈے پر سوار ہوا
طرف باغ کے چلا برقان آگے آگے جاتا ہی دور سے اِسنے دیکھا کہ ایک نقابدار
پشت پر آگے آگے رستم جاتے ہین برقان پلٹا آکر صفدر سے کہا کہ وہ سامنے
دیکھیے رستم جاتے ہین صفدر نے گینڈا بڑھایا اور للکار کر آواز دی کہ ای رستم تم
کہان بھاگے جاتے ہو میرے مقابلے مین آؤ سمک نے عرض کی کہ حضور جواب
نہ دین اور نکل چلین مگر رستم کو تاب نہ آئی گھوڑا بڑھایا صفدر کا لشکر جم گیا جیسے ہی
رستم قریب پہونچے صفدر نے یہ کہکر نیزہ مارا کہ او جوان تیری وجہ سے میری سلطنت
جاتی ہی رستم نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی چالیس وار رد و بدل
ہوے تھے کہ رستم نے نیزہ صفدر کا نکالا صفدر نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا

رستم اسکی تلوار کب کہاتے ہین خالی دیکر ہاتھ مار دیا صفدر کا سر زخمی ہوا لوگ صفدر کو سامنے سے لے گئے اب رستم نے مرکب مہمیز کیا سماک بھی کتنا ہی پلٹ پیچلے مگر رستم کو انتہا کا غصہ ہو آواز دے رہے ہین کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے کوئی پہلوان مقابلہ رستم مین نہین آتا ہو ملازمان صفدر بیقرار ہو رہے ہین کہ بالات ومنات بچاہے کوئی سامری وجمشید کو پکارتا ہو کوئی پکارتا ہو کہ یا خداوند جمشید ثانی آ کے بچانے سب بیقراریان کر رہے ہین اور رستم نعرہ کر رہے ہین کہ مین وہین آتا ہون وہان ہم سب کو قتل کرونگا صفدر نے ٹوکا اور زخمی ہو کر پلٹ گیا کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا سب نے کہ آفاق شاہ ایک فیل پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوان مگر سب مسلح ومکمل وہ لوگ جو ایلچی کے ساتھ تھے اُنھون نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہنشاہ یہی جوان ایلچی کا قاتل ہو آفاق نے پوچھا کہ یہ جوان تو طرفدار صفدر کا نظر آتا ہو اسکی شخص نے بڑھکر عرض کی کہ گلپیرہن کو لیے جاتا ہو اسی بات پر فساد ہوا اور آفاق شاہ نے یہ بھی دیکھا کہ رستم تو میدان مین ہین اور ایک نقابدار ایک طرف کھڑا ہوا ہو رستم کو پکار رہا ہو کہ ای شہریار پلٹ آئیے رستم جواب نہین دیتے آفاق نے کہا بڑے غضب کی بات ہو کہ میری معشوقہ کو لیے جاتا ہو مین اسکو بتاؤنگا یہ کہکے گینڈے کو بڑھایا مقابلہ رستم مین آیا آتے ہی نیزہ مارا رستم نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا اسنے ہاتھ تلوار کا یہ کہکے مارا کہ اپنی پشت سے تو خبردار ہو جیسے رستم سمجھے کہ کوئی پشت پر آ گیا رستم پلٹے آفاق نے ہاتھ مار دیا کہ سر رستم کا زخمی ہوا فوج نے جو آفاق کی دیکھا کہ ہمارے آقا نے حریف کو زخمی کیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے رستم نے جو دیکھا کہ فوج آتی ہو گھوڑا بڑھایا اور اپنے نام کا نعرہ کیا مصروف جنگ ہوے نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب
طلمشاہ ردی شبہ فیل زور

دیگر

کیست طلمشاہ چو رستم لقب
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

مغلوبہ مین لڑتے لڑتے قریب آفاق کے پہونچے للکار کر کہا کہ او مکار اب تو میرے مقابلے مین آ آفاق نے بڑھکر پھر ہاتھ مارا رستم نے خون چہرے کا پونچھکر ہاتھ تلوار

کا مار دیا کہ آفاق بھی زخمی ہوا فوج آفاق کو ہراس ہوا مگر ملک نے جو دور سے دیکھا کہ رستم انتہا کے زخمی ہیں سوچی کہ یہ لوگ رستم کو گرفتار کرکے پھر بلوہ کرینگے باگ کو پھیر اگر سمک حیران ہی کہ میں کیا تدبیر کروں آفاق کے ساتھ رہوں کہ ملک کے ساتھ جاؤں ایک درہ کوہ میں جاکر چھپ گیا یہاں رستم جو دیر تک لڑے زخم سر اور گلا گیا آخر رستم نے گھوڑے کی گردن میں ہاتھ ڈالدیے اور فرمایا کہ او مرکب اصیل مجھکو لے نکل مرکب دولتیاں مارتا ہوا اور پشتکیں اچھالتا ہوا رستم کو لے نکلا جسنے راہ میں روکا اسکو لپٹک ماردی وہ ٹھوکر کے بھل گرا گھوڑا آگے نکل گیا اسطرح لڑتا بھڑتا رستم کو لے نکلا سمک نے دیکھا کہ رستم کو گھوڑا لیے جاتا ہی پیچھے پیچھے چلا ایک صحرا میں جاکر پشت مرکب سے رستم گرے گھوڑا ٹہلنے لگا سمک نے آکر جو رستم کو اس حال میں دیکھا تانکے لگائے رستم نے آنکھ کھولی اپنے یار وفادار کو بالین پر پایا پوچھا اے سمک تم کیونکر پہنچے سمک نے کہا میں درہ کوہ سے دیکھ رہا تھا جب آپ کو گھوڑا لیکر نکلا میں پیچھے پیچھے آیا شکر ہی کہ آپ کو پا گیا اب گھوڑے پر سوار ہوجیے طرف اپنے لشکر کے چلیے رستم نے کہا میں گھوڑے پر سوار ہونے کے لایق نہیں ہوں اگر کسی مقام پر رہنے کی جگہ ملے تو میں صحت پاکر چلنے کے لایق ہونگا قضائے کار آفاق شاہ کا بھائی وفاق تیغ زن کہ آفاق شاہ اسکو اپنے ملک کا حاکم کر آیا تھا کسی کام کو نکلا تھا اسنے دور سے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال زیر نخل بیٹھا ہی اور ایک عیار خدمتگزاری کر رہا ہی گھوڑے کو بڑھا کر قریب آیا رستم کی شوکت دیکھکر گھوڑے سے اترا اور پوچھا مزاج آپ کا کیسا ہی رستم نے کہا میں زخمدار ہوں میرے عیار نے تانکے لگا ہیں مگر میں ابھی اٹھنے کے لایق نہیں ہوں وفاق نے کہا غریب خانہ قریب ہی مجھکو سرفراز فرمایے میں خدمت کرونگا یہ کہکر وفاق نے ہوادار منگایا رستم کو سوار کرکے لے چلا سمک بھی ساتھ ہی راہ میں وفاق نے پوچھا کہ شاید آپ کو قزاقوں نے گھیر لیا تھا مگر آپ نے بڑا کام کیا اسقدر زخمی ہوئے مگر مال اپنا بچایا رستم نے کہا اے تاجدار قزاقوں کی کیا مجال تھی کہ مجھکو گھیرتے مگر آفاق شاہ سے مقابلہ پڑا اسنے

مگر سے مجھکو زخمی کیا وفاق کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہی بڑے غضب کی بات ہی بہا ہیبہ تعجب
کینگے کہ میرے دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی کہا ای شہریار آپ کو مین قلعۂ آفاقیہ مین لیے چلتا
ہون کسی سے ذکر نہ کیجیے گا کہ مین آفاق کے ہاتھ سے زخمی ہوا ہون ورنہ آپ کے ساتھ
لوگ دشمنی کرینگے رستم نے کہا کیا فخر کی بات ہی کہ مین ذکر کرونگا مقابلہ پڑا اُسکا مکر چلگیا مین
زخمی ہوا مگر وہ ادھر نکال لایا مگر وفاق کو غیرت آئی کہ اپنے ساتھ لیکر آیا ہون اب کیونکر
پھیر دون اس غیرت مین رستم کو لیکر قلعے مین آیا مقام معقول پر رستم کو لاکر اُتارا اسباب
عیش و نشاط مہیا کیے خدمتگزاری مین مصروف ہوا جب کئی دن گذرے تو رستم نے
کہا ہم براے شکار جاوینگے وفاق نے کہا ایسا نہ ہو کہ آپ کسی بلا مین مبتلا ہو جائین
تو غلام کو بڑی ذلت ہوگی رستم نے کہا مین شکار کھیلکر بہت جلد پلٹ آؤنگا وفاق ناچار
ہوا رستم کو حکم دیا رستم سوار ہوکر براے شکار چلے صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے سمک سے
اشارہ کیا کہ پانی پینے کو لاؤ سمک ادھر گیا کہ ایک آہوے نیز خورد رو سامنے آیا رستم نے
اُسکو بھی شکار کیا کہ سامنے سے گرد اُٹھی دیکھا ایک نقابدار بادرپوش گھوڑا اُڑاے
ہوے آتا ہی قریب پہونچکر آواز دی کہ او جوان تو نے غضب کیا کہ میرے شکار کو شکار
کیا ہی شرط کہ مجھکو بھی شکار کرون رستم نے کہا کیون دیوانہ ہوا ہی جو ہو سکے وہ کر نقابدار
نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بار رد بچا کر کلائی تھام لی کمر مین ہاتھ ڈالکر نقابدار کو اُٹھالیا
مگر بند نقاب چہرے سے اُٹھ گیا رستم کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین حور تمثال پری تمثال نظم

جبین مطلع صبح ایجاد حسن ۔ بھوین دست اعجاز سے جلاد حسن
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین ۔ قیامت نہان گوشۂ چشم مین

حسین و جمیل اپنے عاشقون کی کفیل ہی رستم کا ہاتھ کانپا وہ نازنین ہاتھ سے چھوٹی اور
زمین پر گری رستم بھی غش کھاکر گرے اُس نازنین نے سر رستم کا زانو پر رکھ لیا آنکھون
سے آنسو گرنے لگے عارض پر جو رستم کے پڑے اُن اشکون نے کام گلاب کا کیا رستم
کی آنکھ کھل گئی سر اپنا زانوے محبوب کے پایا چاہا آنکھین بند کریون وہ نازنین شرمائی
زانو سر کے نیچے سے ہٹا لیا سامنے سے دیکھا ایک عیار آتا ہی شرماکر اُٹھی اور اپنے

مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہو گئی مگر سمک سنے آکر دیکھا کہ رستم خاموش بیٹھے ہین کچھ کلام نہین کرتے سمک سنے پوچھا اے شہریار مزاج کیسا ہے رستم نے کہا اے یار وفادار فرو نہ پوچھ حال کہ مین چوب خشک ہوا ہون + لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا + حقیر نے بھی اسی قافیے مین عرض کیا ہے لایق ملاحظہ ناظرین ہے فرد قمر نے آہ جو کھینچی شباب پر سے آنسو + صدا جرس کی سنی قافلہ روانہ ہوا + سمک نے عرض کی کہ غلام نہین سمجھا کہ حضور نے کیا ارشاد فرمایا رستم نے کہا اے سمک کیا پوچھتا ہے عجب رنگ ہے اگر معشوق سامنے ہوتی تو کہتا فرد زبس کہ حسن تو زود عشق گداخت مرا + نہ من شناختم او را نہ او شناخت مرا + حقیر نے اس شعر کا بھی بہ رنظم کیا ہے لایق ملاحظہ ہے فرد چھپایا انکو حسن نے ہم غم سے ڈھل گئے وہ بھی کچھ اور ہو گئے ہم بھی بدل گئے + ایک شاعر نے مصرعہ لگایا ہے اسی مصرعہ پر حقیر نے بھی مصرعہ لگایا ہے وہ یہ ہے فرد دو دوپٹہ تم اپنا ململ کا + ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا + اور حقیر مصرعہ اول یہ عرض کرتا ہے فرد مکس ڈالو تم اپنے آنچل کا + ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا + مطلب سے الگ ہوا جاتا ہون الغرض رستم نے جو اسطرح کے اشعار پڑھے تو سمک سمجھا کہ وہی نازنین جو مادیان پر سوار ہو کر گئی ہے اسیر آفایل ہین اور یہ درد بھی زبان پر جاری ہے نظم

یہین پاؤن ہے منصرو پا کسطرح وہان کی خبر	پھیرون کو نہ اے دل ملی جہان کی خبر
وہ دل مین رہتے ہین پہ دردرسے کام نہین	یہ کیا غضب ہے مکین کو نہین مکان کی خبر
لحد مین روح نے جسم کو چھوڑ دیا	مکین کو خاک نہین اپنے اب مکان کی خبر

سمک یلدا قی نے عرض کی حضور اسی مقام پر تشریف رکھین مین خبر لاتا ہون یہ کہکے سمک روانہ ہوا نقش پا دیکھتا ہوا سامنے باغ کے پہونچا چند کنیزون کو در باغ پر دیکھا ان مین ایک کو بیہوش کر کے اسکی شکل بنکر اندر باغ کے آیا مگر حیران تھا کہ اپنا نام نہین دریافت کیا کہ ایک خواص نے پکار کر کہا او غنچہ دہن ایسی مغرور ہے کہ بات کا جواب نہین دیتی سمک نے کہا خاموش رہو مین نہین معلوم کس فکر مین ہون یہ سوچتا ہوا سامنے ملکہ کے پہونچا دیکھا ملکہ خاموش بیٹھی ہین اور یہ اشعار زبان پر ہین نظم

مول لیجے اِسے یہ مال ہے سستا ٹھہرا | دل کا اک بوسۂ گیسو پہ ہے سودا ٹھہرا
بھیجکر خط مین گنہگار رہا پا ٹھہرا | میرا نامہ کوئی اخبار کا پرچا ٹھہرا
مبتلاے غم جانکاہ رہا فرقت مین | درد سینے مین اُٹھا درد جگر کا ٹھہرا
باہمی بحث عنادل سے ہمین کیا مطلب | قصۂ عشق نہ ٹھہرا کوئی جھگڑا ٹھہرا
چاند شرما گیا رُخ کے جو مقابل آیا | اے حسین حسن مین تو بدر سے اچھا ٹھہرا
توڑ کر جوڑتے ہین شیشۂ دل کو میرے | اُنکے نزدیک تو یہ کھیل تماشا ٹھہرا
یار کی حشر پہ موقوف ملاقات رہی | آج مشکل سے مگر وعدۂ فردا ٹھہرا
دل مرا لیکے وہ کس ناز سے فرماتے ہین | اب تمھارا تو نہین مال ہمارا ٹھہرا
تور آنے کا کیا یار نے وعدہ کیونکر | کسطرح طالع برگشتہ ہوا اب کیا ٹھہرا

غنچہ دہن نقلی نے عرض کی جب سے حضور شکار سے پلٹ کر آئی ہین حضور کو بہت پریشان پاتی ہون لونڈی سے تو بیان کیجیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا اے غنچہ دہن کیا بیان کرون کہ دل کی کیا کیفیت ہے عجب صورت ہے کہ اگر ضبط کرتی ہون تو دل بیقرار نہین مانتا راز محبت کو کیونکر چھپاؤن اور کیونکر ظاہر کرون دل مثل ماہی بے آب طپان ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دلپر ہجوم غم و الم ہے کچھ عجب عالم ہے غنچہ دہن نقلی نے عرض کی حضور نہ چھپائین کنیز سے ظاہر کر دین کنیز علاج کر دیگی دامن مدعا گوہر ہاے مدعا سے بھر دیگی یقین ہے کہ کنیز کے عرض کرنے سے حضور کو تسکین ہو ملکہ رونے لگین کہا اے غنچہ دہن مین جو واسطے شکار کے گئی خود شکار ہو کے آئی ایک جوان آفتاب جمال سے دوچار ہوئی لیکن اُسکو بھی نیم بسمل چھوڑا مین بھی تڑپتی ہوئی آئی اُسی بیقراری مین دل کو چین نہین یہ جی چاہتا ہے کہ گریبان پھاڑ ڈالون اُسی جنگل مین جاؤن اور پہاڑون سے سر ٹکراؤن مثل فرہاد جان شیرین تڑپ تڑپ کر دون غنچہ دہن نقلی نے کہا ذرا گوشے مین چلیے تو مین عرض کرون ملکہ گوشے مین آئین سماک نے دست بستہ عرض کی کہ مین آپ کا غلام ہون ملکہ گھبرا گئین کہ یہ لونڈی ہے غلام کیسا گھبرا کر کہا مین نہین سمجھی سماک نے کہا جس شہریار کو آپ دیکھا

آئی ہون رُستم یلتن علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران ہین مین اُنکا عیار ہون مہتر سمک میرا
نام ہی آقا کو جو بیقرار دیکھا آپ کی تلاش مین نکل آیا آپ کو اُنسے زیادہ بیقرار پایا حضور کا
نام نامی و اسم گرامی کیا ہو ملکہ نے کہا محبوب گیسو دراز میرا نام ہی بیٹی آفاق شاہ کی
ہون مدہ سفر ہین مین براے شکار گئی تھی تو یہ سودا لیکر آئی مگر او مہتر دلالگر اگر ہوسکے
تو شاہزادے کو یہان لاؤ ہرچند کہ باپ کا یہ حکم ہی کہ پہلو مین اِسی باغ کے ایک کوہ فلک
شکوہ واقع ہی اُسپر ایک طائر صبح کو آکر بیٹھتا ہی زمزمہ سرائی کر کے مثل اِنسان کے آواز دیتا ہی
کہ افسوس صد افسوس دنیا مقام عبرت ہی نہ مقام عشرت باپ نے اکثر حکیم نجیم بھیجے جو
گیا وہ پلٹ کر نہ آیا تو باپ نے یہ شرط مقرر کی ہی کہ جو کوئی مجھکو خبر دے کہ یہ طائر کون ہی اور
کیا آواز دیتا ہی تو اپنی بیٹی کی شادی کر دون اسباب جہیز وغیرہ اُسی مقام پر رکھوا دیا ہی
کئی ہزار سپاہی مقرر ہین اکثر جوان آئے شاہزادے وزیرزادے بڑے بڑے تاجر
جو گیا وہ پلٹ کر نہ آیا میری مجال نہین ہی کہ بے طائر کی خبر دیے کسی سے ملون مگر اُنکے
واسطے اِس شرط کو موقوف کرونگی جو فرماینگے وہ بجالاؤنگی سمک نے کہا مین جا کے
شاہزادے کو لاتا ہون مگر اِس شرط کی رُستم کے سامنے تشریح نہ کرنا ورنہ وہ فوراً
آمادہ ہونگے مین اُنکو آپ کے پاس پہونچاؤن اور مین طائر کی فکر مین جاؤن اگر
خدا چاہے تو خبر مفصل لاؤن ملکہ نے کہا مین ذکر نہ کرونگی سمک جو پلٹا خدمت مین
رُستم کی آیا دیکھا فرش خاک پر بیٹھے ہوے ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین سمک نے
قریب آکر کہا چلیے تشریف لے چلیے ملکہ سے ملاقات کر آیا حضور صاحب نصیب ہین
رُستم نے سمک کو گلے سے لگا لیا اور بیقرار ہو کر فرمایا فرد قاصد رسید و نامہ رسید و
خبر رسید * در حیرتم کہ جان بکدام کنم نثار * اے سمک تو نے وہ خوشخبری سنائی ہی
کہ غنچۂ دل شگفتہ ہو گیا یہ کہکر اُٹھے ساتھ سمک بلدائی کے چلے یہان ملکہ نے بعد جانے
سمک کے جلسے کو آراستہ کیا کنیزون سے کہدیا کہ ساتھ ادب کے کام کرنا ایک آدمی
صحبت مین آتا ہی ملکہ انتظار مین بیٹھی ہین کہ سمک نے آکر خبر دی کہ شاہزادہ آگیا ملکہ
براے استقبال اُٹھین دیکھا رُستم روشون کو طی کرتے ہوے آتے ہین ملکہ نے جو

رستم کو آتے ہوئے دیکھا چند قدم آگے بڑھ گئیں ہاتھ میں ہاتھ ڈالدیا رستم کو دولت کی تین ہاتھ آگئی سراپا کو دیکھتے ہوئے آکر مسند پر بیٹھے ایک کنیز خوش گلو سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز گانے لگی نظم

دن کی امید نہیں ہوتی جو شب ہوتی ہی — ہجر محبوب میں تکلیف غضب ہوتی ہی
آشنا لب سے اگر منت عنب ہوتی ہو — بیخودی لذت وصلت کا سبب ہوتی ہی
چشم عاشق میں نہ کیونکر ہو زمانہ اندھیر — الفت گیسوے شبرنگ غضب ہوتی ہی
گالیان دیتے ہیں میں لیتا ہوں بوسے سوگند — سخت گوئی سبب ترک ادب ہوتی ہی
ذائقہ تادم مردن نہیں جاتا دل سے — وصل کی شب بھی عجب لطف کی شب ہوتی ہی
دن نکل آتا ہی رخ سے جو اٹھاتے ہیں نقاب — زلف عارض پہ جو آجاتی ہی شب ہوتی ہی
خوف عشاق کے نالونسے تمھین لازم ہی — آہ مظلوم کی واللہ غضب ہوتی ہی
آبلہ دل کا ٹپکتا ہی خدا خیر کرے — ٹیس اس پھوڑے میں رہ رہ کے غضب ہوتی ہی
خاک کاٹے سے کٹے نور شب تار فراق — غیرت عمر خضر ہجر کی شب ہوتی ہی

ملکہ نے باتیں کرتے کرتے کوہ طیران کا ذکر کیا کہ صاحب یہان پہاڑ پر ایک طائر آکے بیٹھتا ہی وہ آواز افسوس دیتا ہی آخر کو پکارتا ہی کہ دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بڑے بڑے شاہ پیدا ہوکر نابود ہوے دروغ گو معبود ہوے اسکی خبر پدر یاب نے بیرے مقرر کیا ہی کہ جو کوئی اسکی خبر لاے اسکے ساتھ بیٹی کی شادی کرون رستم پیلتن نے طرف سمک کے دیکھا سمک نے عرض کی کہ غلام ابھی جاتا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی ساحر کا مسکن ہی غلام جاکر اسکو مارتا ہی یہ کہکر سمک چلا اسی صحرا میں آیا دیکھا بالاے کوہ روشنی ہورہی ہی اور دررہ کوہ سے گانے کی آواز آتی ہی کہ کوئی خوش آواز بہ صد سوز وگداز یہ اشعار گا رہا ہی نظم

طالب نہ دفن کے ہیں نہ جویا کفن کے ہیں — ای ترک ہم شہید ترے بانکپن کے ہیں
وحشت جنون میں ہی گل خود روے کیا بہار — شاید کہ پھول قیس غریب الوطن کے ہیں
جگنون اڑے جو کوہ سے شیرین نے دی صدا — شعلے بلند آہ دل کوہکن کے ہین

سماک بیلداقی پیچھے لگا کر چند کنیزین نکلین سماک نے ایک ساحر کی صورت بنا کر ایک کنیز
کو اشارے سے بلایا الگ لا کر اُسکو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر اندر آیا دیکھا ایک جادوگرنی
سیاہ فام بد انجام مسند پہ بیٹھی ہی گرد کنیزین ہین سماک نے آتے ہی سلام کیا اُس جادوگرنی
نے دیکھتے ہی کہا ای گلفروش کیا خبر لائین سماک نے دست بستہ عرض کی کہ آج وہ طائر یہان
پر نہین آیا ساحرہ نے ہنسکر کہا کیون گلفروش تجھے کیا کام ہی مین تیرا مطلب سمجھی جسواسطے
تو پوچھتی ہی مین خبر پا چکی کہ طلسم کشا کا بھائی باغ محبوب گیسو دراز مین آیا ہی تحقیقات
کو وہ ہو رہی ہو تو کوئی مضائقہ ہی سماک نے کہا حضور مین تو آپ کی کنیز ہون یہ کہکے چاہا
کہ اُٹھکر بھاگون کہ اُس جادوگرنی نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور زبان سے کہا کنیزین نے
پانؤن سماک کے تھام لیے اور رنگ در وغن چہرے کا اُڑ گیا کنیزون مین غل ہوا
کہ ارے یہ تو بنی مانس ہی طیران جادو جو مسند پہ بیٹھی ہی اُسنے حکم دیا کہ اسکو لیجا کے
قید کرو کنیزون نے سماک کو لیجا کر ایک مکان مین قید کیا رستم نے رات بھر سماک
کا انتظار کیا صبح کو ملکہ سے کہا شاید ہمارے عیار پر کوئی اُفتاد پڑی کہ پلٹ کر نہین آیا
ای ملکہ مین جاتا ہون ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار اکثر لوگ گئے اب تک پلٹ کر نہین
آئے مین افسوس کرتی ہون کہ ایسا نہ ہو کسی بلا مین آپ پھنس جائین تو کیسی مشکل ہوگی
رستم نے کہا ای ملکۂ عالم مت گھبراؤ انشاءالله ساحرہ کا سر لیکر آتا ہون یہ کہکے رستم
روانہ ہوے سامنے درۂ کوہ کے آئے طیران جادو نے دور سے دیکھا کہ ایک جوان
آفتاب جمال اسطرف آتا ہی اپنے مقام سے اُٹھی اور درۂ کوہ پر آکر طائر بنی پہلے تو خوب
زمزمہ سرائی کی پھر پکار کر آواز دی کہ ای مردمان دنیا دنیا عجب مقام ہی گذرگاہ اسکا
نام ہی یہ کہکر تڑپ کر گری رستم کو اُٹھا لائی درۂ کوہ مین لا کر مسند پر بٹھایا پوچھا کہ ای
شہریار آپ کا نام نامی کیا ہی رستم نے بگڑکر جواب دیا کہ او بیحیا مجھکو نام بتانے سے
کیا [illegible] طیران نے کہا ای جوان میری تجھپر جان جاتی ہی اگر میرا وصل اختیار کریگا تو وہ
مرتبہ تیرا ہوگا کہ بڑے بڑے پہلوان رشک کرین جو تجھسے مقابلہ کرے تیرے ہاتھ
سے مغلوب ہو تو سب پر غالب رہے رستم نے کہا او بیحیا کیا بکتی ہی جو مجھسے ہو سکے

قصور نہ کر طیران نے جھلا کر حکم دیا کہ اِس جوان کو اُسی مکان میں لیجا کر قید کرو جہان وہ عیار
قید ہی کنیزین رُستم کو کشان کشان اُسی مکان مین لائین سماک نے جو رُستم کو دیکھا بیتاب
ہو گیا کہا ای شہریار اکثر قبلہ و کعبہ نے آپ سے سمجھایا ہی کہ جادوگرنی سے تکرار نکیجیے اگر
کیجیے تو فکر کرون ظاہر مین کہدیجیے کہ مین تجھپر مرتا ہون اور علحدہ لیجا کر اُسکا علاج کیجیے
رُستم سر جھکائے سُن رہے ہین کہ طیران جادو خود آئی کہا ای جوان مین بہت بیقرار
ہون مجھکو قبول کر رُستم نے کہا مجھکو تجھپر توجہ ہی لیکن ڈرتا ہون کہ تو ساحرہ ہی ایسا نہو
فتنہ برپا کرے طیران قدمون پر گر پڑی کہا ای جوان کبھی تجھپر بدعت نہ کرونگی ہمیشہ
محبت صرف کرونگی رُستم نے کہا پھر مجھے جیل کیون قید رکھا ہی مین نے جس وقت سے
تجھکو دیکھا ہی کیا کہون کہ دل کا کیا حال ہی تجھ ایسی خوبصورت کہان ملیگی طیران بحال
ہوئی نہال ہو گئی رُستم کو قید سے رہا کر کے محفل مین لائی کنیزون سے کہا ہٹ جاؤ
اب میرا معشوق راضی ہوا لطف زندگی حاصل ہوگا کنیزین ہٹین رُستم نے طیران کو
شراب پلانا شروع کی طیران کہتی ہی آپ بھی شراب پیجیے رُستم جواب دیتے ہین کہ تم
خوب پی لو پھر مین بھی پیونگا دو چار جام بڑے بڑے طیران کو پلائے طیران کی
آنکھین نکل آئین رُستم نے ہاتھ تھاما کہا ملکہ کنارے چلو طیران لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھی
مگر شاد ہو رہی ہی کہ اب رُستم سے وصل ہوگا رُستم اُسکو گوشے مین لائے طیران نے
اپنے کو گرا دیا کہا دیکھو صاحب مجھکو ہاتھ نہ لگانا ایسا نہو کہ میرا دم نکلجائے رُستم نے
قاعدے سے بیٹھکر ارادہ کیا طیران نے مُنھ ڈھانپ لیا مگر ہائے واے کیے جاتی ہی
رُستم نے گلے پر ہاتھ رکھکر ایک گھونسہ مارا کہ سر طیران کا پھٹ گیا سماک بلیداقی
بھی قید سے چھوٹا آتے ہی طیران کا سر کاٹ لیا رُستم سے کہا چلیے رُستم بیابان جو
سر طیران کا لیکر نکلے کئی ہزار سپاہی جو اُترے تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ ایک جوان
سر لیکر ساحرہ کا نکلا کوہ پر جو درخت تھا وہ بھی جلگیا اور سپاہیون نے یہ بھی دیکھ لیا
کہ اِسی جوان نے جا کر طیران کو مارا عیار سر لیے ہوے ساتھ ہی سب سپاہیون نے
آکر رُستم کو سلام کیا کہا ای شہریار ہم لوگ آپ کے چاکر ہین متعدیون نے سب

اسباب نکالا باجا بجنے لگا یہان وفاق شاہ رات سے انتظار کر رہا تھا کہ ہرکارے نے
آکر خبر دی کہ آپ کے مہمان نے جاکر ساحرہ کو مارا سب جہیز نکالا ہو وہ جوان طرف باغ
ملکہ کے جاتا ہو وفاق یہ خبر سنکر گھبرا گیا کہا لو صاحبو غضب ہوا اگر بھائی صاحب یہ خبر سنینگے
تو بہت رنجیدہ ہونگے مگر اشتہار عام دیچکے ہین کہ جو اس طائر کو مٹائے محبوب کے
ساتھ نکاح کر دون اسباب جہیز بھی رکھوا دیا ہو ادھر کنیز نے یہ خبر ملکہ کو پہونچائی کہ اُس
جوان نے جاکر جادوگرنی کو مارا اب برات لیے ہوے آتے ہین ملکہ تیاری کرنے لگین
کہ رستم آکر پہونچے ارادہ ہوا کہ اندر جاؤن کہ وفاق شاہ آکر دروازے پر کھڑا ہوا
کہا اے شہریار ملکہ محبوب گیسو دراز بیشک آپ کا ناموس ہو مگر مین نے خدمت کی ہو
معاوضہ خدمت یہ چاہتا ہون کہ مین شاہ کو عرضی لکھون کہ فرزند صاحبقران نے آکر
اُس طائر کو مٹایا ایک ساحرہ تھی کہ وہی آواز دیا کرتی تھی دیکھون وہ کیا لکھتے ہین
رستم نے کہا اے وفاق تمھاری خاطر ہو ورنہ شرط تو مین پوری کر چکا سپاہی کہنے لگے
آپ مقابلہ کیجیے ہم آپ کے ساتھ ہین کئی جوان یہان مارے گئے جنھے اُنکو قتل کیا
اب کیون نہ اطاعت کرین جو حکم دیجیے وہ بجا لائین رستم نے کہا یہ جوان محسن ہو
جو کہیگا وہ کرونگا وفاق شاہ اُسی وقت کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور کہا مین بھی
آپ کے ساتھ ہون برات لیکر چلیے راہ مین آفاق شاہ آجائیگا جیسا چاہیے لیا
کیجیے یہان فساد نہ ہو مین نہین چاہتا کہ آپسے جنگ ہو مگر مجھے بدنامی سے بچائیے
یہ کہکر عرضی لکھی مضمون یہ تھا کہ بھائی صاحب آپ تو معشوق لینے گئے ہین مگر رستم نے
یہان آکر طائر کو مٹایا برات لیے ہوے آتا ہو ہر چند کہ کوئی کلام آپ کو نہین ہو
مگر اطلاعاً گذارش کی شتر سوار کو نامہ دیا شتر سوار نامہ لیکر چلا یہان آفاق شاہ
خواہش مین معشوق کی آتا ہو باپ کو ملکہ کے پیغام بھیجا ہو شاہ نے ناچار ہوکے
جواب دیا ہو کہ مین بیٹی دونگا مگر ملکہ نے جو سنا تو پیٹنے لگین کہتی تھین مین اِسکے ساتھ
نہ جاؤنگی کہ شتر سوار نے آکر نامہ دیا آفاق شاہ نے نامہ پڑھا جلگیا کہا او غضب
دیکھو کہ وہ جوان زخمی ہوکر میرے ملک مین پہونچا اُسنے شرط پوری کی مگر مین نے

شرط واسطے مسلمان کے نہ کی تھی اور سے گینڈا اسیر اتنا پیار کرو مین راہ مین اُسے مارونگا
یہ کہکر سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر چلا رستم برات لیے ہوے آتے تھے وہی جوان
جہیز واسطے ساتھ مین اسباب جہیز ہمراہ سونیکا پلنگ چھپر کھٹ وغیرہ اور باقی جملہ
اسباب بڑی بڑی دیگین اور تانبے کے مٹکے اونٹون پر لدے ہوے کشتیون مین
اسباب چنا ہوا صندوق پٹارون کے چھکڑے ہمراہ آفاق نے جو دیکھا گینڈا اسیر
کیا میدان مین آیا پکار کر آواز دی او جوان مین نے تیرے واسطے شرط نہین مقرر
کی تھی اب تو میرے مقابلے مین آ رستم نے مرکب بڑھایا آکر آفاق کو سلام کیا آفاق
اور بھی جلگیا کہا کیون سلام کرتا ہی مین کوئی عذر تیرا نہ مانونگا اور تجھکو قتل کرونگا
رستم نے کہا آپ بزرگ ہین جو چاہیے سزا دیجیے مین عذر نہ کرونگا مگر انصاف شرط
ہی کہ جو آپ نے شرط مقرر کی تھی وہ مین نے پوری کی اسباب سب ساتھ ہی آفاق نے
کہا مجھسے مقابلہ کر اگر مجھپر غالب آئیگا تو ملکہ کو لیجانا کہ سامنے سے بونڈا گرد کا اُڑا
دیکھا خواجہ عمرو رستم کو تلاش کرتے ہوے آکر پہونچے یہ حال جو سُنا اور رستم کو
دیکھا کہ سامنے آفاق کے چپ کھڑے ہین آفاق کہتا ہی وار کیجیے رستم کہتے ہین کہ
میری کیا مجال ہی کہ آپ پر وار کرون عمرو نے کہا او جوانا مرگ پرائی بہو بیٹی پر
نگاہ ڈالتا ہی کچھ تجھکو شرم نہین آتی آفاق شاہ انکو قتل کردو ہم انکے باپ سے
سمجھ لینگے آفاق شاہ نے ہاتھ تلوار کا اُٹھایا رستم نے سر جھکا دیا کہ آفاق رُک گیا
عمرو نے کہا بیٹا اب کیون دبتے ہو مقابلہ کرو اگر اسیر غالب آؤگے تو معشوقہ ملیگی
ورنہ تڑپتے رہوگے رستم نے مرکب میز کیا کہا او آفاق بسم اللہ جنگ شروع ہو
وفاق نے قریب آکر کہا بھائی صاحب آپ بدنام ہوجایئے گا اور یہ بھی عرض کرتا
ہون کہ آپ اسیر غالب نہ آیئے گا اسنے جاکر ساحرہ کو مارا اور رطائر سے کوہ کو پاک
کیا اب عذر نہ کیجیے بلکہ اگر مناسب ہو تو مسلمان ہوجایئے آفاق سمجھ گیا کہ اب
معشوق بھی گئی اور بیٹی بھی گئی اسی جوان کی اطاعت کرو کہ جان بچے قدمون پر
گر پڑا کہا مین اطاعت کرتا ہون معشوق بھی لیجیے اور بیٹی بھی لیجیے مین آپکا تابعدار

ہوئی رستم نے آفاق و وفاق کو مسلمان کیا بالاے قلعہ آئے دونوں معشوقوں سے
عقد کیا خواجہ نے عقد پڑھا اور ریت کچھ ادا کرکے لیا بیٹی کے باپ سے الگ لیا اور
رستم سے الگ لیا نامۂ صاحبقران دیا رستم نے جو پڑھا یہ مضمون تھا کہ اے فرزند ارجمند
سعادتمند ہر بار طرف قصر ہفت رنگ کے جاتے ہیں ہم بھی کوچ کرچکا تم بھی اپنے کو پہنچا
ایسا نہ ہو کر بادشاہ سے مقابلہ پڑجائے سنا ہے کہ جمشید ثانی نے فوجیں بہت جمع کی ہیں معرکہ
عظیم پڑیگا رستم نے خواجہ کو خلعت دیا خواجہ رخصت ہوئے رستم نے حکم دیا سب
سردار ہشیار رہیں ہمارا کوچ طرف قصر ہفت رنگ کے ہوگا جہانگیر نے کہا بھائی تھکا
میں پہلے جاؤنگا اسباب طلسمی بھی مجھکو تقسیم کرنا ہے یہ کہکر اول جہانگیر روانہ ہوئے بعد
اسکے رستم چلے مگر فوج بے حساب ساتھ ہے منزل درمنزل جاتے تھے ایک صحرا میں
پہونچے تھے کہ پہر رات رہے لشکر میں بڑ ہوا کہ آدمخوار لشکر میں گھس آئے ہیں لوگوں کو
مار رہے ہیں چند آدمیوں کو کھا گئے رستم جلا کر اٹھے تیغہ پکڑکر چلے سامنے آکر دیکھا کہ
دو آدمخوار لشکر کو تباہ کر رہے ہیں رستم نے للکارا ایک آدمخوار طرف رستم کے چلا
آکر چنگل مارا رستم نے دونوں ہاتھ اسکے قلم کیے ہاتھ کٹوا کر خون بہتا ہوا وہ آدمخوار
بھاگا دوسرے نے جو دیکھا کہ ایک کے دونوں ہاتھ کٹے وہ بھی بھاگا رستم پیچھے نے
گھوڑا اڑا لا لوگ منع کر رہے ہیں کہ آگے نہ جائیے وہاں بیشۂ آدمخواران ہے رستم نے
کہا وہاں بیشۂ آدمخواران ہے تو یہ بھاگ کیوں گئے ہیں کہ میرے لشکر پر آگرے یہ فرماکر مرکب
بڑھایا وہ دونوں آدمخوار سامنے اپنے افسر کے پہونچے اخلاق آدمخوار اپنے مقام پر
بیٹھا جھوم رہا تھا دونوں نے عرض کی کہ وہ جوان آتا ہے اخلاق اپنے مقام سے اٹھا
جھومتا ہوا سامنے رستم کے آیا بڑھکر چنگل مارا رستم نے کلائی تھام لی گھوڑے سے
کود کے اخلاق لپٹ پڑا تمام زرہ وغیرہ نوچ ڈالی مگر رستم نے تمام بال اسکے نوچکر
پھینک دیے ہیں اخلاق بھی عاجز ہو رہا ہے مگر لڑے جاتا ہے رستم نے دونوں مونڈھے
تھام کر پٹکا مارا کہ اخلاق گرا رستم چھاتی پر چڑھ بیٹھے فرمایا حالا و رشناختن بر در رد گا ر
چہ میگوئی اخلاق نے عرض کی تا زندہ ایم بندہ ایم دل سے اطاعت کرتا ہوں رستم نے

کلمہ پڑھایا اخلاق آدمخوار کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اخلاق نے ایک چیخ ماری کہ بارہ ہزار آدمخوار آکر جمع ہوگئے رستم کو ڈرانے لگے چینے ڈرایا رستم اُسپر جا پڑے تمام جسم مین اُن سب کے بال ہین کہ وہی ستر جسم مین جب دو چار زیر ہوے سب ڈرگئے آپس مین کہتے ہین کہ یہ آدم زاد بڑا زبردست ہے یہان اہل لشکر سب رو رہے تھے اور غلغلہ تھا کہ آقا نے غضب کیا بیٹھے آدمخواران مین گھس گئے وہ تو آدمخوار ہین چیر پھاڑ کر کھا جاینگے اس انتظار مین کھڑے تھے یہ کسی کا حوصلہ نہین پڑتا کہ مدد کو جاے گرسمک بیقرار ہوکر گھس گیا دیکھا رستم آتے ہین سارے بدن سے خون بہتا ہے اخلاق مع کل آدم خوارون کے ساتھ ہے سب آدمخوار خاموش چلے آتے ہین اب جو لشکر کو دیکھا پھریریان لینے لگے کہتے تھے یہ سب ہماری خوراک ہین رستم نے تلوار کھینچکر سبکو ڈرایا اور فرمایا کہ اگر ایک کو انہین سے کھاؤگے تو سب کو مار ڈالونگا آدمخوار سب سے ملنے لگے ہاتھ پھیلایا اور لپٹ گئے رستم نے لاکر سب کو اُتارا اور فرماتے تھے کہ یہ فوج خوب ملی یقین ہے کہ جمشید ثانی پرست ان سب کو دیکھکر بھاگین جو نہ بھاگیگا اُسکو یہ کھا جائینگے رستم نے شب کو اُسی مقام پر مقام کیا اخلاق کو لاکر محفل مین بٹھایا جام جو گردش مین آیا اور ساقی نے جام اخلاق کو دیا اخلاق نے اُس شراب کو پھینکدیا اور ساقی بیچے کو ڈرانے لگا رستم نے اخلاق کی پھر گردن پکڑی اور کہا یہ کیا حرکت ہے پھر گائن سے اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

کسیدن سیر کرنے کو جو وہ گلزار مین آئے	گلون مین بو بصارت نرگس بیمار مین آئے
ظلم کرتے ہین وہ سر عاشقون کے اس صفائی سے	یہ کیا ممکن جو دھبا خون کا تلوار مین آئے
ہمین جلوہ دکھا وہ طور پر بھی تم نے دکھلایا	یہان تک ہم تمھاری حسرت دیدار مین آئے
عدم مین آکے پہونچے سیر کی شہر خموشان کی	کہان تسے ہم کہان گھبرا کے ہجر یار مین آئے
اگر تو شربت دیدار کا اُس سے کرے وعدہ	ابھی صحت ہو وہ طاقت ترے بیمار مین آئے
شہادت چاہیے دنیا میں دو گلے اگر تجھ پہ ہو نیکی	ابھی تو خون کی بو سرخی سوفار مین آئے
ملک پر بحث اُنکے سرو قد تعظیم کی خاطر	ہوئی یہ منزلت عاشق جو بزم یار مین آئے

سنا ہو جنھے یان اکثر دعا مقبول ہوتی ہی
مسیحا سے حقیقت درد دل کی کہنے جاؤنگا
تلاطم ہوگیا ہر سمت اُنکی آمد آمد سے
یہان تو اِی ہنر پر اکثر قیامت رہتی ہو برپا

مرادین ہم بھی لینے کو تری سرکار مین آئے
ذرا ہوش آئے مجھکو جان مجھ بیمار مین آئے
قیامت ہوگئی برپا جو وہ دربار مین آئے
ہمارا سا جگر کرلے تو کوئے یار مین آئے

سب آدمخوار اُٹھکر ناچنے لگے اور گائن کو لپٹے جاتے ہین وہ گائن بھاگ کر پیچھے رُستم کے چھپی رُستم نے سب کو منع کیا رُستم جب دیکھتے ہین کہ یہ لوگ نہین مانتے تو اُٹھ کھڑے ہوئے ہین کسیکو سے مار اب وہ لوگ مانتے ہین سردارون نے عرض کی کہ اِنکو صحبت مین جگہ دیجیے رُستم نے کہا ہم چاہتے ہین کہ اِنکو انسان بنائین یہ سب چلکر لشکر جمشید ثانی سے مقابلہ کرین دوسرے دن رُستم نے کوچ کیا سب کو ساتھ لیکر چلے مگر شاہزادہ جہانگیر جو آگے بڑھ گئے تھے اِنکو ایک صحراے ویران ملا اُستخوان انسان جابجا پڑے ملے ہین ہڈی سڑکی پڑی ہو کہین اُستخوان پاپڑے ہین بوے بد آرہی ہو چابک نے لشکر کو اشارہ کیا کہ اِسی مقام پر اترو جہانگیر نے کہا بھی کہ یہ مقام اترنیکا نہین ہو مگر چابک نے عرض کی کہ یہ صحراے غولان ہو یہان لشکر کو آزار نہ پہونچیگا آپ شیر بیشۂ جرأت ہین آپ کے لشکر مین غول نہ آئیگا اور اگر آئیگا تو صدمہ اُٹھائیگا لشکر اتر پڑا سب سردار شغل رہے ہین دیکھا چند غول درۂ کوہ سے نکلے دور سے دیکھکر پھر بھاگ گئے کہ چابک نے عرض کی حضور دیکھیے غول نکلے تھے مگر آپ کو دیکھکر بھاگ گئے جہانگیر نے کہا اے چابک تم بے بناتے ہو چابک نے عرض کی میری کیا مجال ہو کہ خلاف ادب عرض کرون آپ نے اِس سِن مین کیا کیا کار ہاے نمایان کیے جسکا ذکر مصنف طلسم نوخیز جمشیدی لکھ رہے ہین اب وہ کتاب شائع ہوگی آپ نے طلسم فنا فتح کیا ایسا فتح کیا کہ آپ کے بھائی صاحب شرمندہ ہوے جہانگیر نے کہا کارہاے نمایان بھائی رُستم سے سرزد ہوے کہ جسکا آجتک ذکر ہوتا ہو لندھور ایسے شخص کو مع ہاتھی اُٹھا لیا تمام فرنگستان کے لوگ نام سے رُستم کے کانپتے ہین یہ باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آکر بیٹھے صحبت آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق

و مطربان خوش آواز حاضر ہوے گائین خوش آواز سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگین نظم

دانا کیا ہی تونے جدا ای آسمان سے مجھے
پیسینگی دانت دیکھکے سب چکیان مجھے

در پردہ قہر ہی ستم آسمان سے مجھے
معشوق بھی دیا ہو تو ایذا رسان مجھے

رشک و حسد سے دیکھتے ہین آسمان مجھے
اللہ نے دیا ہی جو نام و نشان مجھے

سودا ہو زلف یار کے عاشقونکا خود ہون قید
حداد ہین پہناتے عبث بیڑیان مجھے

ای دل کسی نے یاد کیا ہی مجھے ضرور
بیوجہ آج آتی نہین ہچکیان مجھے

بلبل سے ہی غرض نہ کسی گل سے کام ہی
یکسان فراق مین ہی بہار و خزان مجھے

جب تو نہ ہو تو سیر گلستان نہین پسند
سم ہی ترے بغیر مے ارغوان مجھے

کیونکر رہون مین چشم حسینان مین حسن ہی
سرمہ بنائے پیس کے گر آسمان مجھے

تقدیر مین لکھی تھین اٹھانی جو سختیان
بیٹھے بٹھائے ہو گیا عشق بتان مجھے

پہلو سے چھینکر دل بیتاب اٹھ گئے
لیکن بتا گئے نہ وہ نام و نشان مجھے

بلبل پھڑک کے کہتی ہی فصل بہار مین
گلشن سے تو نکال نہ ای باغبان مجھے

ای یار اٹھو آنکھون سے کچھ سوجھتا نہین
اندھیر ہی فراق مین سارا جہان مجھے

ہی خوف مثل گرد کہین رہ نہ جاؤن مین
رکھا ہی ضعف نے جو پس کاروان مجھے

تیر نظر سے دل کو بچانا ضرور ہی
غصے سے دیکھتا ہی وہ ابرو کمان مجھے

بلبل وہ ہون کہ قید مین برسون گزر گئے
تھا کس چمن مین یاد نہین آشیان مجھے

کہتی ہی ہر گل مین ہر اک بلبل نحیف
لیجائیگی اڑا کے ہواے خزان مجھے

زلفین دکھا دکھا کے یہ کہتی ہی چشم یار
رنگ سیاہ کیون نہ سدا یاد دھوان مجھے

سطوت کی یہ دعا ہی کہ دوزخ سے حشر مین
آکر بچالے شاہ انس و جان مجھے

جہانگیر مصروف عیش و نشاط تھین زلف لیلائے شب کمر سے گزر چکی ہی کہ لشکر سے فریاد فریاد کی آواز آنے لگی جہانگیر نے کہا ارے دریافت تو کرو یہ کیسا غل ہو رہا ہی کہ چابک دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ ای آقاے نامدار جلد چلیے ہزار ہا غولان بیابانی لشکر مین گھس آئے ہین سیکڑون بندگان خدا کو غیطا مار ڈالا ہر چند کہ پہلوان ارتجے

سیکڑون غول بھی مارے گئے مگر وہ بھاگتے نہین اور صحرا سے تار بندھا ہوا ہی کہ جب وہ غل مچاتے ہین تو اور غول چلے آتے ہین اسوجہ سے مجاؤ بہت ہوگیا ہی غلام نے بھی آپ کے دس بیس غول مارے مگر وہ کسیطرح بھاگتے نہین جہانگیر تیغہ ٹیک کر اُٹھے باہر آکر دیکھا کہ ہزار ہا غول بیابانی موے جسم لٹکتے ہوے چوبدستین ہاتھ مین جسکے چوب ماردی وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا مگر سرداران جہانگیر آپسمین لڑ رہے ہین جہانگیر نے فوراً آتے ہی نعرہ کیا نعرے سے زمین تھرائی غول حیران ہوے جہانگیر کو جو آتے ہوے دیکھا ایک اُنمین غول کلان تھا اُسنے ایک چیخ ماری سب جمع ہوکر اُسی کے قریب آگئے وہ غول بھاگا سب اُسکے پیچھے چلے جہانگیر نے پیچھا کیا وہ غول بھاگ کر طرف صحرا کے نکل گئے جب قریب درۂ کوہ کے پہونچے تب رونے کی آواز کان مین آئی کہ کوئی دردرسیدہ بلک بلک کر رو رہا ہی ہر مرتبہ آواز دیتا ہی کہ ای کریم کارساز وای رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر

نظم

بندہ ام پابند صد رنج و الم — عاجز و مسکین اسیر درد و غم
ای شہ فریاد رس فریاد رس — نفس و شیطان میکند بر من ستم
ز آتش غم سینہ سوزد مثل برق — دیدہ مثل ابر گرید دمبدم
وای صد حسرت کہ در دنیای دون — نقد عمر خویش ضایع کردہ ام
از رجوع دل نماندم ای دریغ — بر طریق بندگی ثابت قدم
بر مآل کار خود واحسرتا — در دل اندیشہ نکردم بیش و کم
نیست اندیشہ ز بدخواہان مرا — تو کنی بر من اگر فضل اتم
دار چون گردون دون ای کردگار — گردنم در سجدۂ اخلاص خم
کن عطا ای مصدر جود و عطا — کن کرم ای صاحب لطف و کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار — بر کمال فضل تو امیدوار

جہانگیر نے یہ صدائے دردناک جو سُنی سوچے کہ کوئی اہل اسلام فریاد کر رہا ہی گھوڑے سے اُتر کر جیسے ہی اندر آئے دیکھا ایک جوان تاجدار زنجیرون مین بندھا پڑا ہی

اور بلک بلک کر رعائین کر رہا ہی سر جھکاے ہوے [illegible] بارہی جہانگیر نے پکارا ای جوان
اس مصیبت مین ہو جیسے ہی اس جوان نے سر اٹھایا پکار کر آواز دی کہ ای فرزند صاحبقران
خوب وقت پر آپہونچے مین تو آپ ہی کو یاد کر رہا تھا جہانگیر نے قریب آکر زنجیرین
کھولین کچھ توڑ ڈالین وہ جوان اٹھتے ہی قدمون سے لپٹ گیا اسقدر رویا کہ پاؤن
جہانگیر کے تر ہوگئے کہتا تھا ای شہریار مفتون تاجدار میرا نام ہی مین برا سے شکار
آیا تھا ان غولون نے گرفتار کر لیا بیتالک غول کہ سب کا افسر ہو اسنے یہ کہکر سب سے
لے لیا کہ اسکو مین کھاؤنگا مگر اسکی مادہ خبیثہ غولنی مجھپر عاشق ہی جب بیتالک نے
ارادہ کیا کہ مجھکو ذبح کرے خبیثہ نے آکر ہاتھ تھام لیا اور کہا کیون غریب کو مارتا ہی
ابھی قید مین رہنے دے کل آکر کھائین گے تب بیتالک باز آیا کل شب کو جو تڑپتے
تڑپتے سو گیا عالم خواب مین ایک بزرگ آئے انھون نے مجھکو مسلمان کیا اور
آپ کے آنے کی خبر سنائی کہ فرزند صاحبقران تمکو آکر رہا کریگا آپ ہی کی یاد مین
بیقرار تھا شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ آپ تشریف لائے مذہب اسلام بھی اختیار
کیا جہانگیر نے مفتون تاجدار کو ساتھ لیا باہر نکلے لشکر والون نے جو جہانگیر کو
آتے ہوے دیکھا سب نے دوڑ کر قدمونکو بوسہ دیا عرض کرتے تھے ای شہریار ہم لوگ
خوب خوب لڑے اور غولون کو مارا لیکن نہ بھاگتے تھے آپ کے ایک نعرے کی
آواز سے بھاگ گئے یہ ذکر تھا کہ پھر ہوا سے گرد اڑی آگے آگے بیتالک و خبیثہ
پشت پر ہزارہا غول بیابانی بیتالک پکارتا ہوا او جوان خبردار ہماری خوراک
کو کہان لیے جاتا ہی جہانگیر نے پھر نعرہ کیا تلوار کھینچکر بڑھے بیتالک نے آگے
بڑھکر چوبدست لگائی جہانگیر نے چوبدست کو قلم کیا دوسرا ہاتھ مارا کہ بیتالک کے
دو ٹکڑے ہوے خبیثہ چیخ مارکر دوڑی کہتی ہوئی کہ او جوان بڑا غضب کیا میرے ہمدرد
کو مارا اب تجھکو کھا جاؤنگی قریب آکر جہانگیر سے لپٹ گئی جہانگیر نے ایک طمانچہ
مارا کہ خبیثہ کانپ گئی دوسرا گھونسہ مارا کہ خبیثہ کی پسلیان ٹوٹ گئین منھ کے بل
گری جہانگیر نے اسکا بھی سر کاٹ لیا سب غول بھاگ گئے جہانگیر مفتون کو ساتھ

سیاہ مسہری پہ شاہ گاہ مین نے پھر بارگاہ آراستہ ہوئی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صدا
نوشا ہوش ربا نوشا نوش بلند ہوئی ایک گائن سامنے بیٹھکر یہ اشعار گانے لگی **نظم**

مضمون آہ کیون میرے لبانسے دور ہون ۔ ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون
قاتل سے اپنے مرتبۂ عشق ہی سبب مجھے ۔ میرے لہو کے داغ تہ دامان سے دور ہون
صاف اسقدر ہی چہرۂ تر ادیکھکر جسے ۔ رنج و ملال خاطر انسان سے دور ہون
پاتا ہون اسقدر دل عالم سیاہ مین ۔ شمع و چراغ گور غریبان سے دور ہون
روباہ بازیون سے فلک کے فریب ہی ۔ شیرون کے نام دفتر سلطان سے دور ہون
پست و بلند شعر نیر اردون ہی ڈھل گئے ۔ کیونکر یہ آسمان و زمین بیان سے دور ہون
آتش غم حسین مین رو رہا ہی کیا ۔ سطرین کی سطرین نامۂ عصیان سے دور ہون

سب خوش بیٹھے ہین گانے والی کی تعریفین کر رہے ہین کہ پلٹ کر جہانگیر نے دیکھا
مفتون تاجدار بیٹھا ہوا رو رہا ہی جہانگیر نے پلٹ کر پوچھا کہ کیون ای مفتون خیر تو
ہی مفتون اور زیادہ بیقرار ہوا کہا ای شہریار سامنے درہ کوہ ہی اور نیلم نامے قزاق
بالا رے کوہ رہتا ہی بیٹی اسکی بادرہ روزگار ہی کوٹھے پر آتی تھی مین دیکھکر چلا جاتا
تھا ایک دن جو آیا نظارۂ معشوق کر رہا تھا اور اشارون مین باتین ہو رہی
تھین طریقے سے معلوم ہوا کہ وہ بھی مجھکو چاہتی ہی جب غولون نے آکر مجھکو گھیرا اور
مین معروف جنگ ہوا تو وہ سر پیٹ رہی تھی اور چاہتی تھی کہ بام سے اتر آئے
اور مجھکو بچائے مگر ہزار ہا غول مجھپر ٹوٹ پڑے تلوار چھین لی گھوڑے کو چیر پھاڑ کر
کھا گئے بیتا لک نے مجھکو لے لیا کہ حضور نے مجھکو رہا کیا اسوقت جو گائن نے اشعار
عاشقانہ گائے غلام کو معشوقہ یاد آئی نام اسکا ماہ رخسار ہی حقیقت مین اسم بامسمیٰ
ہی ایسی حسین عورت میری نگاہ سے نہین گذری اسوقت میری آنکھون کے نیچے
پھر رہی ہی اسی خیال سے روتا ہون یہ چاہتا ہون کہ اپنی جان دون جہانگیر نے
کہا ای مفتون نہ گھبراؤ کل ہم تمکو ساتھ لیکر چلین گے قزاق سے پیغام کرینگے اور
کہین گے مفتون تاجدار شاہزادہ ہی اسکو بہ دامادی قبول کرو اگر نہ قبول کریگا

تو اُس سے مقابلہ کرینگے اور بیٹی کو اُسکی لینگے تمھارے ساتھ عقد کرینگے انشاء اللہ تمھارا
مطلب پورا ہوگا مفتون تاجدار خوش ہوگیا شب بھر عیش و آرام مین بسر ہوئی صبح کو
جہانگیر مسلح ہوے مفتون سے کہا چلو وہ مقام ہمین بتاؤ مفتون نے عرض کی غلام
نہین چاہتا کہ آپ کو آفت مین پھنسائے وہ قزاق بلاے روزگار ہی اُسکو اپنی جرات پر
بڑا ناز ہی جہانگیر نے کہا وقت پر معلوم ہوجائیگا دو تین سو جوان ساتھ لیے اور مفتون
کو تخت پر سوار کیا سامنے درہ کوہ خلیم قزاق کے آئے اور اُتر پڑے خلیم نے بالاے
کوہ سے جو فوج کم دیکھی پہاڑ سے اُتر ا بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر مقابلے مین آگیا
جہانگیر نے نامہ تیار کیا نامہ جو کی پر رکھا پکار کر آواز دی ای سرداران نامی وای پہلوانان
گرامی ایک بہادر نامہ میرا لیکر جائے مگر نامہ ذلیل نہ ہو شرطین پوری کر آئے کسی نے
جواب نہ دیا دوبارہ جہانگیر نے کہا ہان یارو مین ایک جوان چاہتا ہون کہ نامہ میرا
لیکر جائے اور جواب باصواب لائے چابک صبا رفتار کرسی سے اُٹھا جام پیا
نامہ سر سے باندھا جہانگیر نے کہا ای مشہر مین پہلوان کو چاہتا تھا تمسے نہین کہا تم
کیون اُٹھے چابک نے عرض کی اسنو غلام اُٹھ چکا جام بھی پی گیا اسنو ضرور جاؤنگا
آپ کے اقبال سے شرطین پوری کراؤنگا کوئی بات باقی نہ رہیگی یہ نہ ہوگا کہ آپ کا
نامہ ذلیل ہو بہت آبرو سے لیکر جاؤنگا جہانگیر ناچار ہوے آخر اجازت دی چابک
نامہ لیکر چلا جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی نامہ سر سے بندھا ہوا دیکھا قلعے سے ایک
جوان آتا ہی گینڈے پر سوار اسباب شکار ساتھ چابک نے بڑھکر اُس جوان کو
سلام کیا پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہی اور خلیم قزاق سے آپ کو کیا واسطہ ہی اُس جوان
نے کہا وِلیم قزاق میرا نام ہی اور خلیم کا بھائی ہون براے شکار جاتا ہون تو کسکا
عیار ہی چابک نے کہا شاید آپ نے نام سنا ہو چابک بن عمرو عیار جہانگیر وِلیم
گینڈے سے کود پڑا کہا ای منتر والا گھر مین نے شب کو تمکو خواب مین دیکھا ایک
بزرگ نے آکر تمسے ملوایا اور مجھکو کلمہ پڑھایا فرمایا تھا کہ تم براے شکار جاؤگے راہ
مین چابک سے ملاقات ہوگی جو وہ کہے سو کرنا ای منتر والا گھر کہان جاتے ہو چابک نے کہا

نامہ آقا کا لیے ہوئے جاتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ طریقے مین فرق نہ پڑے ویلم نے کہا
آج شب کو میرے یہان مہمان رہیے صبح کو جب مین بارگاہ مین جاؤنگا تب آپ آئیے گا
مین نیلم کو منع کر دونگا کہ سرکشی نہ کرو ایسا تمکو جہانگیر نے حقیر جانا کہ عیار کو بجاے ایلچی کے
بھیجا ہی یقین ہی کہ میرے کہنے سے سرکشی نہ کرے اور نامہ داری تمھاری حسب شروط
پوری ہو جائے چابک نے ویلم کا کہنا قبول کیا ساتھ ویلم کے اسی مقام پر اُتر پڑا
ویلم نے بارگاہ استادہ کرائی بڑی دھوم سے شب کو چابک کی دعوت کی جس وقت جلسہ
آراستہ ہوا تو چابک سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بہ آواز بلند گانے لگا نظم

باتین نکالنے لگے خورشید و ماہ مین — جیتا نہین ہی کوئی تمھاری نگاہ مین
مشتاق قتل کے ابھی کتنے ہین راہ مین — کتنے سسک رہے ہین پڑے قتل گاہ مین
ظالم خدا کے واسطے کیون چھیڑتا ہی تو — ہلنے لگین گے ارض و سما ایک آہ مین
ہر روز کون کتنا ہی آنے کے واسطے — ای جان کیا مضائقہ ہی گاہ گاہ مین
کیونکر بچیگا خرمن صبر اپنا دیکھیے — ہی قہر کی تڑپ تری برق نگاہ مین
کوٹھے پہ جلوہ گر تمھین ای جان دیکھکر — پھرتی ہی کوہ طور کی بجلی نگاہ مین
قاتل نگاہ بد سے بچائے خدا تجھے — دریا لہو کا بہنے لگا قتل گاہ مین
اک دم کے دم نہ جاؤ تو کچھ اور لطف ہو — بسمل کا رقص دیکھ تو تو قتل گاہ مین
لازم ہی جستجو سے نہ ہون ہم بھی دست کش — ملجائین گے کبھی نہ کبھی وہ بھی راہ مین
مین بھی بغل مین بیٹھا ہون ظالم ادھر تو دیکھ — قصہ تمام ہی تری ترچھی نگاہ مین
مشکل نہین ہی چاہ ہزار و نشے بن پڑی — ہی لطف ای صفیر تو اسکے نباہ مین

رات بھر مکان پر ویلم کے جلسہ رہا صبح کو ویلم نے کہا مین بارگاہ مین جاتا ہون
آپ میرے بعد آئیے یہ کہکر ویلم روانہ ہوا اُسکے بعد مختصر چابک صبا رفتار قنطورا
وغیرہ لگا کر نامے کو سر سے باندھکر طرف بارگاہ نیلم کے چلا مگر ویلم جب بارگاہ مین آیا تو
نیلم نے پوچھا بھائی صاحب آج آپ سویرے کیون چلے آئے سنتا ہون کہ لشکر
کو نہین گئے مین نے خبر پائی ہی کہ آپ مکان ہی پر رہے ہرکارے نے مجھکو خبر دی ہی

دیلم نے کہا غلام آپ کا برائے شکار جاتا تھا راہ مین فرزند صاحبقران کے ایلچی سے
ملاقات ہوئی مین نے دریافت کرکے اسکو روک لیا شب کو اپنے مکان پر اتارا
اب آتا ہوگا مین آپ سے یہ عرض کرتا ہون کہ پسر حمزہ نے آپ کو ایسا حقیر سمجھا کہ عیار
کی معرفت نامہ روانہ کیا اب آپ کی جلالت بہ ہی اور سب پر ظاہر ہی ہر شخص آپ کی
جرأت سے ماہر ہی عیار کی کیا حقیقت ہی اگر آپ کا جی نہ چاہے تو وہ کیا کر سکتا ہی
اندر نہ بلائیے دروازے پر کھڑا رہے ذلیل ہو کر جائے مگر جرأت یہ چاہتی ہی کہ اسکو
سامنے بلوائیے جو کہے وہ شرط پوری کیجیے اور خلعت دیکر روانہ کیجیے کہ فرزند حمزہ
کو بھی معلوم ہو کہ نیلم قزاق نہایت جری و بہادر ہی یہ سنتے ہی نیلم نے کہا ای برادر
سب کچھ تو مجھکو گوارا ہی لیکن دروازے پر جو درگ سالار بیٹھا ہی اس سے کہدو
کہ اگر ایلچی آئے تو اسکو روکے پہر چار گھڑی نہ اندر آنے دے اگر اسکو آنا منظور ہوگا
تو اس صورت مین ورنہ یقین ہی کہ بہت خفیف ہوگا دیلم نے کہا ای برادر یہ بھی بات
ٹھیک ہی نیلم نے کہا اب تو مین حکم دیتا کہ زنبور نامے پہلوان دروازے پر بیٹھا ہی
خدمتگار کو اشارہ کیا کہ جاکر زنبور سے کہو کہ اگر کوئی جوان بطور ایلچی آوے تو
اسکو دروازے پر روکنا بدون اطلاع نہ آنے دینا خدمتگار نے جاکر زنبور سے
کہا زنبور نے جواب دیا کہ میرا بھی یہی ارادہ تھا اب تو حکم آیا اگر خود فرزند حمزہ آئے
تو نہ آنے دون خدمتگار تو چلا گیا مگر زنبور بیٹھا جھوم رہا ہی کہ سامنے سے دیکھا کہ
مہتر چابک صبا رفتار جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی زنبور اور زیادہ تنا کہ چابک نے
آکر سلام کیا زنبور نے جواب بھی نہ دیا چابک سمجھا کہ یہ مغرور ہی عقل و فراست
سے دور ہو کہا ای پہلوان دوران مین اپنے آقا کا نامہ لیکر آیا ہون چاہتا ہون
اندر جاؤن زنبور نے کہا ٹھہر جاؤ کوئی معقول آدمی آئے تو اس سے کہلا بھیجین یہ سنکر
چابک ٹھہر گیا اکثر چوبدار اندر سے آئے کچھ باہر سے اندر گئے چابک نے کہا
ای پہلوان یہ چوبدار جو اندر گئے انسے نہ کہلا بھیجا یہ سب نامعقول تھے دیکھین
معقول کون آتا ہی ہم تو جاتے مین ہین دیر ہوتی ہی یہ کہکر چابک چلا زنبور نے

ہاتھ تلوار کا مارا چابک نے خالی دیا وار جو خالی گیا زنبور جھکا چابک نے ہاتھ مارا
کر زنبور کا سر کٹ کر گرا اور ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین پہونچا نیلم نے کہا ارے درگہ سالار
کو کسنے مارا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا چابک اندر آیا پکار کر آواز دی ایہا الناس سلام
میرا اسپر ہو جو خدا کو واحد جانتا ہو مین مشرک پر سلام نہین کرتا نیلم بہت جھلایا
دیلم نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ آپ کیون غصہ کرتے ہین ایسا نہ ہو کہ آپ کو ملال پہونچے
مگر چابک ٹہلتا ہوا قریب دیلم کے آیا کہا اے پہلوان دوران آپ ذرا دنگل سے تھوڑی
دیر کے واسطے اٹھ جایئے کہ مین آپکے مالک سے کلام کرونگا نیلم نے اشارہ کیا
دیلم اٹھنا مگر دیلم نے اپنے مقام پر بیٹھنے کی جگہ دی چابک نے بیٹھتے ہی اپنے نام کا
نعرہ کیا نعرۂ چابک بن عمرو

منم چابک خوش میان خوش لقب　　گلِ باغِ اسلام شاہِ عرب
غلام جہانگیر والاشان　　کہ او ہست دلبند صاحبقران
مین عیار وطرار و فرار ہون　　مین ابنِ عمرو شاہ عیار ہون

یہ نعرہ کرکے آواز دی کہ منم نامہ دار و منم نامہ دار نیلم نے کہا نامہ لاؤ
چابک نے کہا پہلے شرط یہ ہی کہ جو تمکو میسر ہو موافق اپنی حیثیت کے اس نامہ پر
نثار کرو تفصیلے کار خواجہ عمرو پاس جہانگیر کے آئے جہانگیر کو بارگاہ مین دیکھا
چابک کو نہ پایا پوچھا کہ آپ کا عیار کہان ہی جہانگیر نے کہا برسم سفارت دربار
نیلم مین گیا ہی خواجہ نے کہا یقین ہی کہ ہمارا ابھی کچھ حق ہو فوراً روانہ ہوئے
خدمتگارون مین ملکر کھڑے ہوئے چابک نے کہا اس نامے پر زر نثار کیجیے
نیلم نے دیلم سے پوچھا دیلم نے جواب دیا جو کہتا ہی وہی کیجیے آپ کی جرات مین
فرق نہین پڑتا نیلم نے چند کشتیان جواہرات کی منگائین سامنے چابک کے
رکھین چابک نے کہا انکو لٹا دیجیے مین کیا محتاج ہون خدمتگارون نے کشتیان
اٹھائین کہ لٹائین کہ خواجہ نے جال الیاسی مارا اور آواز دی کہ اے جال تو
بنجال ہو کر گرنا ایک حبہ باہر نہ جانے پائے جیسے ہی جال مارا سب کشتیان مع

جواہر جالی مین اور خادم خدمتگارون کی پگڑیان بھی جالی مین آگئین خواجہ سنے ایک مٹھ مٹر کے دانون کا اور چند کنکر تیغ بارگاہ مین پھینک دیئے لوٹنے والے اسیر گیے ایک نے کہا مین نے تو کچھ گول گول پایا ہی دوسرے نے کہا میرے ہاتھ مین تو کچھ چوڑا سا آیا ہی کہا بھائیو تم ہاتھ کھولو جسنے گول گول پایا تھا اُسنے جو ہاتھ کھولا تو مٹر کا دانہ ہاتھ مین تھا اور جسنے چوڑا کہا تھا اُسنے جو ہاتھ کھولا کوری ٹھیکری اُسکے ہاتھ مین تھی دونون نے سر پیٹ لیے کہا یارو جواہرات لُٹا ہماری تقدیر مین کنکر پتھر لکھے تھے مگر تم ننگے سر کھڑے ہو اُسنے کہا بس اب باتین نہ بناؤ میری پگڑی دیدو آپس مین جوتی پیزار ہونے لگی نیلم نے جھلا کر کہا اِن سب کو نکالو تم سب ننگے سر ہو چابک سے کہا اب نامہ دیجیے چابک نے کہا سونے کا ممبر بچھوائیے پڑھنے والا اُسپر بیٹھے تو نامہ دون نیلم طرف دیلم کے متوجہ ہوا دیلم نے کہا اے شاہ آپکو یہی مناسب ہی جو ایلچی کہتا ہی وہی کیجیے نیلم نے دیلم کو اشارہ کیا چابک نے دیلم کو نامہ دیا دیلم ممبر پر جا کے پڑھنے لگا مگر خواجہ مال لوٹ کر چلے گئے فرزند کی خبر بھی نہ لی آکر جہانگیر سے کہا کہ آپ کا عیار دربار نیلم مین بڑی گستاخی کر رہا ہی ایسا نہو کہ مارا جائے جہانگیر نے کہا آپ نہ ٹھہر گئے خواجہ نے کہا مجھے کیا مطلب ہی کہ ایسے نالائقون کے واسطے ٹھہرون آپ کو غرض ہو جائیے جہانگیر گھوڑے پر سوار ہو کے چلے یہان دیلم نے نامہ شروع کیا اول تعریف پروردگار مرقوم تھی **نظم**

طغرا است بنام بادشاہی … کور است چو عرش بارگاہی
سلطان سریر ملک ہستی … بنیاد نہ بلند و پستی

اے نیلم آگاہ ہو کہ مفتون تاجدار بادشاہ جلیل ہی تمھاری دختر پر عاشق ہی اور مین نے مفتون کو فرزند کہا ہی بہتر اِسی مین ہی کہ اپنی بیٹی کی شادی ساتھ مفتون تاجدار کے کر دو ورنہ سمجھ لونگا **نظم**

دو شاہ زیک تیغ دارم جنگ … بیکے نور صلح و دو دم تا جنگ
ترا ہر چہ بایست کردم پیام … حکایت برین ختم شد والسلام

نیلم سے نے چاہا کہ نامہ ہاتھ سے ولیم کے لیکر چاک کردن کہ چابک اپنے مقام سے اُٹھا اور جست کرکے نامہ لیا نیلم نے کہا اسکو مار لو تمام اہل دربار تلوارین لیکر طرف چابک کے چلے ولیم ہر چند منع کرتا ہو کوئی نہین مانتا آخر ولیم نے دیکھا کہ چابک لڑنے لگا اور دربار بارگاہ پر انتہا کا مجمع ہو مگر چابک مثل برق چمک رہا ہو نیلم کہتا ہو بار و ایک شخص ہو اسکو گرفتار کر لو مگر چابک مثل برق جہندہ لڑ رہا ہو جو قریب آیا اُسکو ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے کبھی جھککر نیمچہ مارا اور دو تین تین کے پانٗون اُڑا دیے کبھی جست جو کی کسی کے کاندھے پر پانٗون رکھا دوسرے کا سر اُڑا دیا صدہا جوان مار کر چابک نے گرا دیے ولیم بھی بدحواس بلوے مین لڑ رہا ہو اسقدر زخمی ہوا کہ غش کھا کر گرا اب چابک کو بڑی مشکل پڑی دل مین کہتا ہو کہ ایک ہمین تھا وہ بھی بیکار ہوا نیلم کہتا ہو کہ ولیم کا سر کاٹ لو مین کیا جانتا تھا کہ ہمارا دشمن ہو اسی نے اپنے گھر مین شب کو مہمان رکھا مجھکو سمجھا کے زر وغیرہ لٹوایا استقبال کرایا یہ تو میرا دشمن ٹھہرا مگر چابک گرد ولیم پھر رہا ہو کہ دربارگاہ پر بلڑ ہوا سوارون کے گھوڑے جراغ پا ہونے لگے پیدل منہ کے بل گرے سُنا سب نے کہ نعرے کی شاہزادہ جہانگیر کے آواز آئی نعرۂ جہانگیر

بشوکت جوان و بتدبیر پیر	سکندر حشم شاہ گردن سریر
جہانگیر نامم بہر انجمن	منم تاج بخش شہان زمن

نعرہ کرکے جہانگیر لڑنے لگے دور سے دیکھا کہ ایک جوان زخمی پڑا ہو اور چابک اُسکے گرد پھر رہا ہو انتہا کا زخمی ہوا ہو مگر قریب سے اُس جوان کے نہین ہٹتا ہو جو چاہتا ہو کہ اُسکا سر کاٹ لے چابک جھککر نیمچہ مار دیتا ہو کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوتے ہین گرد چابک لاشے بہت سے پڑے ہین مگر چابک آقا کو دیکھکر چمک چمک کر لڑنے لگا جہانگیر لڑتے بڑھتے قریب چابک پہونچے گھوڑے سے کود پڑے چند جوانون کو مار کر چابک کا ہاتھ تھام لیا فرمایا ای چابک تمنے بڑا کار نمایان کیا چابک انتہا کا زخمی تھا غش آنے لگا جہانگیر نے چابک کو گود مین اُٹھایا اور گھوڑے پہ سوار ہونے لگے چابک نے آنکھ کھول کر کہا حضور مجھکو چھوڑ دیجیے

مگر دیلم کو بچا سکے جہانگیر نے آ کر دیلم کو بھی اُٹھایا دونون کو گھوڑے پر ڈال لیا اور
خود بھی گھوڑے پر سوار ہوے لڑتے ہوے چلے قضاے کار دیلم کا ایک بیٹا تھا
تدبیر جنگ آزما دور سے دیکھ رہا تھا کہ باپ میرا زخمی ہوا اور زخمی ہو کر گرا اور
جہانگیر ڈپٹ کر قریب اُسکے پہونچے اور اُسکو اُٹھا کر گھوڑے پر ڈال لیا ملازمان
نیلم چاہتے ہین کہ اُسکو چھین لین زندہ نہ جانے دین اپنے باپ کا یہ حال دیکھ کے
تدبیر جنگ آزما بیقرار ہو گیا نعرہ کر کے لڑنے لگا لڑتا ہوا قریب جہانگیر کے
آیا رکاب پر ہاتھ رکھدیا کہا آقاے نامدار باپ میرا غلام ہوا مین نے بھی اطاعت کی
لڑتے ہوے باہر نکلیے غلام کے ہمراہی بارہ ہزار جوان دروازے پر مسلح کھڑے
ہین وہ سب شریک ہونگے مگر یہان سے نکلیے یہ کہکر آگے مرکب کے بڑھا نعرہ
کر کے آواز دی اے جوانو سنو مین تمھارا افسر ہون میرے شریک ہو ایسا آقا ملا ہی
کہ اپنے ملازم کے واسطے اپنی جان دیتا ہے تم بھی شریک ہو بارہ ہزار جوان سب
تلوارین کھینچکر آ پڑے تھوڑا عرصہ نگذرا تھا کہ ملازمان جہانگیر بھی آ گئے اب
مغلوبہ ہوئی تھوڑے ہی عرصے مین ہزار ہا لاشے گر گئے کسی نے جہانگیر کو نہ روکا اب
جہانگیر لڑتے بھڑتے اپنے ملازمون مین پہونچے سب نے شاہزادے کو گھیر لیا اور
جنگ کرتے ہوے نکلے نیلم کی یہ مجال نہ ہوئی کہ جہانگیر کو روک سکے جہانگیر نے
جنگ رستمانہ کی جو قریب آیا وہ مارا گیا لشکر مین اپنے پہونچے مگر نیلم کو بڑا قلق ہے کہ
دیلم و تدبیر جنگ آزما زندہ نکل گئے رفقا سے کہ رہا ہے کہ اس جوان سے جنگ
مین مشکل پڑیگی کیون صاحبو تم سب کی کیا صلاح ہے سب نے کہا ظاہر مین اطاعت
کیجیے باطن مین گرفتار کر لیجیے خدمت خداوند مین پہونچا دیجیے وہان جاکے یہ قتل
ہو جائینگے نیلم کو یہ فریب پسند آیا چند تحفہ جات ساتھ لیے تلوار گلے مین ڈالے
خدمت مین شاہزادے کی حاضر ہوا عرض کی میری دعوت قبول کیجیے مین مسلمان
ہوتا ہون جہانگیر نے نیلم کو گلے سے لگا لیا نیلم نے عرض کی کلمہ تعلیم فرمائیے
جہانگیر نے کلمہ بتایا نیلم بمکر مسلمان ہوا عرض کی کہ دعوت قبول فرمائیے بے تکلف

جہانگیر کو اپنے قلعے مین لایا سامان دعوت مہیا کیا جام ہوا رغوانی گردش مین آیا ایک گائن کو اشارہ کیا کہ اسنے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

حسرتون کا اسقدر مجمع ہو میرے دل کے ساتھ — سانس اب سینے مین آتی ہو بڑی مشکل کے ساتھ
ایک بوسہ مانگنے پر سیکڑون دین گالیان — یہ کلام سخت کچھ اچھے نہین سائل کے ساتھ
اسقدر روز جا محبت ہو کہ بعد مرگ بھی — روح بھی میری رہیگی دیکھنا قاتل کے ساتھ
پاس لیلی کے ہوا کا بھی گذر ہوتا نہین — آہ مجنون اسطرح ہو نجد مین محمل کے ساتھ
کوئی او ظالم خطا ثابت مری تو نے نہ کی — حکم دیکر قتل کا بھیجا مجھے قاتل کے ساتھ
ہین تجھے جاہل دو سطرین جو لطافت سے — شعر گوئی کا مزہ کچھ ہی تو اس کامل کے ساتھ

نیلم نے چابک کو تو کسی فقرے سے باہر بھیجا جام شاہزادے کو آغشتہ بدارو دے بیہوشی دیا پیتے ہی شاہزادہ گھبرایا کہا کیون او نیلم اس جام مین کیا تھا کہ پیتے ہی دل گھبرانے لگا نیلم نے کہا او جہانگیر وقت مرگ تمہارا قریب آگیا جہانگیر تیغ تیک کے اٹھے کہتے ہوئے کہ او بے حیا تیری کیا مجال ہو کہ ہمکو روک سکے یہ کہکر جب اٹھے ڈگمگا کر گرے گرتے ہی بیہوش ہوئے ملازمون نے چابک کو گرفتار کر لیا آقا و ملازم دونون گرفتار ہوگئے نیلم نے لشکر تیار کیا لشکر جہانگیر پر شبخون مارا سب جوان زخمی ہوئے آخر شکست کھا کر بھاگے نیلم جہانگیر و چابک کو اسپ پر ڈالکر لے چلا ایک صحرا مین جاکر پہونچے دھوپ پڑ رہی تھی جہانگیر نے کہا ہمارا ابھی زہر قتل شہراؤ مگر ملازمون نے دمانا جہانگیر نے عاجز ہوکر لنگر مارا نیلم کو خبر ہوئی کہ جہانگیر نے لنگر مارا اور ابر شہر گیا لاکھ نگہبان کوشش کرتے ہین مگر ابر نہین بڑھتا اسنے ملازم کو اشارہ کیا کہ جہانگیر کا سر کاٹ لے ایک سپاہی تلوار کھینچکر بڑھا کہ جہانگیر کو قتل کرون چابک گھبرا گیا دعائین مانگنے لگا کہ اے کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر نظم

خداوند دو عالم ہست خلاق — کریم و باسط و فتاح و رزاق
خدا را ای پرستد جملہ عالم — شب و روز و صباح و شام و اشراق
خدا دارد بہر وقت و بہر حال — کشادہ بر جہان ابواب ارزاق

تعلق دین شمید ار دید خبیا — کہ با حق غیر حق را نیست الحاق
منہ بیرون ز صدق و راستی پا — کہ باشی بہر دیگر خلق مصداق
ز نا پرہیزی اے دانا بہ پرہیز — کہ باشی تندرست و چابک و چاق
شود این نظم دلچسپ و تو ہندی — بہ فضل ایزدی مشہور آفاق

وہ سپاہی ہشو ہشو کرتا ہوا قریب جہانگیر پہونچا دیلم و تدبیر تڑپ گئے اور پکارتے تھے کہ او جلاد صاحب بیداد پہلے ہمکو قتل کر آقا کے قریب نہ جا مگر سپاہی نے اسکے جہانگیر کو ہاتھ مارا جہانگیر نے ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑیاں کٹیں بس شاہزادے نے وہی ہتھکڑی سپاہی پر پھینک ماری کہ اُسکا سر پھٹا نعرہ کر کے قید توڑ ڈالی لڑتے ہوے قریب دیلم پہونچے دیلم نے کہا بھی کہ آقاے نامدار پہلے میرے فرزند کو رہا کیجے جہانگیر نے کہا تم پہلے شریک ہوے لہذا اشعار ارہا ہونا واجب ولازم ہی یہ کہکر دیلم کو رہا کیا مگر نیلم نے جو دیکھا کہ دیلم بھی رہا ہو گیا ایک سوار کو اشارہ کیا کہ تدبیر جنگ آزما کا سر کاٹ لے وہ سوار نیزہ اُٹھا کر چلا باپ نے جب دیکھا کہ بیٹا قتل ہوتا ہی بیقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگا کہا اے کریم و رحیم میرے فرزند کو بچالے مین یہ چاہتا ہون کہ آقاے نامدار کے ساتھ رہے راہ خدا مین جہاد کرے نظم

بود مرد خدا مشہور آفاق — بہ خلق نیک والطاف و باشفاق
عزیز خالق و مخلوق گردد — بنی آدم بہ آداب و باخلاق
بہر نامہ نوشتہ حمد باری — بہر نسخہ بہ از توحید اوراق
زمانہ ہر زمان محکوم فرمان — جہان حلقہ بگوش خلق شتاق

مگر سوار نے بڑھکر چاہا کہ ہاتھ مارون دیلم کلیجہ تھام کر جا پڑا اُس سوار کو مار ا بیٹے کو رہا کیا مگر ملازمان نیلم نے گھیرا ہی تلوار چل رہی ہی اور جہانگیر بن صاحبقران بیچ مین گھرے ہین مگر چابک جو چیدہ ساختہ ہاے آتشبازی مارنے لگا سیکڑون کو جلا دیا جہانگیر نے خیال کر کے دیکھا کہ فوج بیحساب ہی فرمایا اے دیلم انتہا کا بجاؤ ہی اگر تا نیلم جھکو پہونچاؤ تو لڑائی کو فتح کرون دونون باپ بیٹے کوشش کر رہے ہین لیکن نیلم

دور سے فوج کو اشارہ کر رہا ہی کہ اس جوان کو گھیر کر مار لو چہار طرف سے فوج کا بادہ
ہی نقیب آواز لگا رہے ہین کہ یارو دنیا نا پائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی بقول شاعر نظم

گئے کل سوئے گورستان جو ہم باخستہ حالی سے ۔ مقابر خفتہ ہنے دیکھے حقیقی یا خیالی سے
یہ دو مصرعے لکھے تھے جا بمضمون خیالی تھے ۔ کہ یا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی سے تھے

سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر ۔ دیگر ۔ ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر ۔ یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست و ما بے خبریم

ہر طرف یہی ہنگامہ ہی جہانگیر نے جو بلوہ فوج کا دیکھا بیقرار ہو کر طرف آسمان کے
متوجہ ہوئے پکار اُٹھے کہ ای خالق لیل و نہار و ای مالک دیر و روزگار نظم

خداوندا شہم ادار و زگردان ۔ چو روز از ندر جہان غیر زرگران
شبی دارم سیہ چون بخت امید ۔ درین شب رو سپیدم کن چو خورشید
نوئی یاری دہ فریاد ہر کس ۔ بہ فریاد من فریاد گن رس

بیقرار ہو کر جہانگیر نے جو دعا کی ہوا سے گرد اُٹھی دیکھا رستم پاپیادہ آگے آگے آتے
ہین اور لشکر پشت پر رستم نے جو دور سے دیکھا کہ جہانگیر گھرے ہوئے ہین نعرہ
کرکے آپڑے نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب ۔ دیگر ۔ کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور ۔ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

رستم جو آ کر گرے تلوار چلنے لگی رستم کو بڑی خوشی ہوئی کہ جہانگیر کو گھرا ہوا پایا
لڑتے بھڑتے قریب جہانگیر پہونچے فرمایا ای برادر یہ کیا ہوا جہانگیر نے کہا
مکر کفار سے گرفتار ہوا خدا نے آپ کو وقت پر پہونچایا آپ نہ مدد کرینگے تو کون
مدد کریگا آپ بجائے باپ کے ہین رستم بہت خوش ہوئے لیکن کہنے لگے کہ برادر

یہ کلمات خوشامد ہین یا دراصل شاہزادہ جہانگیر نے کہا قبلہ و کعبہ مین تو آپ کا تابعدار ہون
بلکہ اکثر خواہش رکھتا ہون کہ آپ سے فنون سپاہ گری حاصل کرون مگر ایسا موقع
نہین آیا کہ آپ کو تکلیف دیتا رستم نے گلے سے لگا لیا کہا ای بھائی تمکو ایرج سے
محبت ہی مین بھی چاہتا ہون کہ ہر مقام پر تمھاری شوکت بڑھے اب بڑھو نیلم کو لو
جہانگیر نے مرکب بڑھایا صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے قریب نیلم پہونچے
نیلم نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے بارہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور کمر مین
ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نیلم کو اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا اور رستم سے آنکھ ملائی رستم
نے کہا ای سمک تو نے دیکھا کہ ابھی خوشامد ین کرتا تھا اب جو الگ ہوا جرأت
دکھاتا ہی سمک نے کہا آپ اسکا خیال نکیجے آپ کے فرزند نے کیا
کیا جرأتین دکھائین ہوشربا مین کس زور و شور سے راستہ طی کیا عجائب وغیرہ
سناتے ہوے ہوشربا مین پہونچے جہانگیر کا قول تھا کہ کوکب کی کیا حقیقت
ہی ایک مرتبہ لوح لے چکا ہون پھر جا کر دبا دونگا مگر سب مجبور و ناچار ہوکے
جب حضور پہونچے ہین تب آپ کو دیکھکر نہ وجہ کوکب نے ساتھ دیا آخر کی عیاری
خواجہ کی حقیقت ین کرامت تھی کس تکلف سے کوکب کو تسخیر کیا اور طلسم
فتنۂ نور افشان مین کیا کیا کارنمایان کیے آپ کا بڑا مرتبہ ہی یہ صاحبزادے آپکا
کیا سامنا کر سکتے ہین جس مقام پر کام بن پڑیگا آپ کو شوکت نہ دکھائین تو پھر کیسے
دکھائین آپ انکے باپ ہین رستم خاموش ہو رہے مگر جہانگیر نے نیلم کو قتل
کیا اور لڑتے بھڑتے طرف قلعے کے چلے یہان فوج والے بھاگ کر چاہتے
ہین کہ قلعے مین جائین نگہبانان قلعہ نے توپین مارنا شروع کین ہمراہیان نیلم طرف
صحرا کے بھاگے مگر شاہزادہ جہانگیر لڑتا بھڑتا برابر خندق کے پہونچا اہل قلعہ
فریاد کرنے لگے کہ ای شہریار ہم بصدق دل اطاعت کرتے ہین ہمارا افسر مارا گیا
اب آپ ہمارے مالک ہین جہانگیر نے گھوڑا روک لیا لیکن مفتون تاجدار
شاہزادے کے ساتھ ہی وہ ہمدم عرض کرتا ہی کہ آقا سے نامدار قلعے مین جانیکا ارادہ

نہ کیجیے ایسا نہ ہو حضور کو کچھ صدمہ پہونچے کہ باعث خرابی ہو جہانگیر نے کہا ای مفتون
مجھکو تمھاری پریشانی کا خیال ہی ادھر ماہ رخسار دختر نیلم اپنے قصر مین بیٹھی تھی کہ چند کنیزین
روتی ہوئین سامنے آئین عرض کی واری بڑا غضب ہوا باپ آپ کے مارے گئے
مگر مفتون تاجدار جہانگیر کے ہمراہ آیا ہی نگہبانون نے نفرہ کر کے روکا ہی مفتون
تاجدار عاشق جمال جہانگیر ہی منع کر رہا ہی کہ قلعے مین نہ جایئے مگر شاہزادہ ہرگز نہین
مانتا ماہ رخسار یہ سنکر اپنے مقام سے اُٹھی نقاب چہرے پر ڈال لی نیمچہ ہاتھ مین
لیے ہوے بالاے قلعہ آئی نگہبانون سے کہا کیون صاحبو تمنے بصدق دل اطاعت
کی ہی یا کچھ مکر منظور ہی سب نے کہا ہم تو آپ کے تابعدار ہین جو فرمایئے وہ بجا لاوین
ملک نے پکار کر کہا ای شہریار آپ بلا تکلف تشریف لایئے مین آپ کی تابعدار ہون
مفتون نے جو آواز معشوق کی سُنی بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای یار جانی وا ای
محبوب جادو دانی اپنا تو یہ حال ہی کہ اسکا بیان محال ہی جینا وبال ہی

نظم

ای شہ حسن اگر بوسۂ رخ مل جاتا ۔۔۔ کیا دعا دیتا ہوا آج یہ سائل جاتا
ساتھ ہو لیتے کہ معلوم نہین راہ ہمین ۔۔۔ قافلہ ملک عدم کا جو کوئی مل جاتا
بھیجتا اُسکو خط شوق جو قاصد کے ہاتھ ۔۔۔ چین آتا نہ کبھی ساتھ مرا دل جاتا
پہلوے غیر مین کیون بیٹھنے کو جاتے تم ۔۔۔ کیا مرے دل کے دکھانے سے تمہین مل جاتا
شعر کہنے کا کبھی شوق نہ ہوتا سطوت ۔۔۔ اگر لطافت سا نہ اُستاد مجھے مل جاتا

ملک نے جو معشوق کی زبان سے یہ اشعار عاشقانہ سُنے دل پکڑ لیا نقاب چہرے سے
اُٹھا دی مفتون نے جو معشوقہ کو دیکھا شاہزادے سے کہا قلعے مین چلیے اب کچھ
مقام خوف نہین ہی مین حضور سے عرض کرتا تھا کہ معشوق عاشق مزاج ہی اُسکو بھی
بضمیر توجہ ہی جہانگیر نے بڑھکر پھاٹک توڑا اندر قلعے کے چلے ملک نے آکر استقبال
کیا کل نگہبان پشت پر وار الامارۂ شاہی مین تشریف لائے ملک کو شاہزادے نے
تخت پر بٹھایا طرف وزرا کے دیکھکر فرمایا کہ صاحبو یہ انتظام تمام ملک کا ہو کہ تم
سب کا نام ہو اگر کوئی حریف چڑھ آوے تو قلعہ بند کر لینا ہمکو نامہ لکھنا ہم آینگے

اور روشن ست تمہیں بچائینگے کل کی تاریخ عقد مفتون تاجدار ہوگا مفتون یہ باتیں سُن
سنکر شاہزادے کے نثار ہو رہا ہے کہتا ہے اے شہریار آپ نے کیا احسان کیا ہے یہ وہ وقت
تھا کہ کسی نے ساتھ نہ دیا گر حضور نے کیا بندہ نوازی کی کہ اگر عمر بھر خدمت میں رہوں
تو بھی احسان ادا نہ ہو شاہزادے نے فرمایا تم ہمارے رفیق ہو جو ہمسے ہو سکے
اسمیں قصور نہ کریں وزرا طرف ملکہ کے ہوئے شاہزادہ طرف مفتون تاجدار کے
ہوا بڑی دھوم دھام سے مانجھا آیا مفتون تاجدار زعفرانی جوڑا پہنکر بیٹھا شاہزادہ مصروف
اہتمام ہے جام ارغوانی گردش میں محفل عیش آراستہ ہے ایک خوش گلو بصد ناز و ادا
یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

وہ دل میں آئے اور ہمیں کچھ خبر نہ ہو — کیوں جان مضطرب کہیں درد جگر نہ ہو
نالہ ہر اک ایسا ہو کہ پیدا کرے یہ وصف — بس تو ہی تن سے اور کسیکو خبر نہ ہو
کہتے ہیں ہنسکے آپ ہی پردہ اٹھا دیا — تیری سی بیقرار کسیکی نظر نہ ہو
اللہ ری بیخودی کہ وہ پہلو میں بیٹھکر — لیجائیں دل نکال کے ہمکو خبر نہ ہو
لے ڈالے خاک کشتے کی یاد پر کی جلال — کوشش کرے وہ لاکھ ترے دلمیں گھر نہ ہو

لیکن ملکہ ماہ رخسار مانجھے کا جوڑا پہنے ہوئے باغ میں پھر رہی ہیں چند کنیزیں ساتھ ہیں
کہ زمین باغ کی شق ہوئی ایک جادوگر نکلا اور ملکہ کو اٹھا لے گیا باغ میں غل ہوا
کہ ایک جادوگر آیا اور ملکہ کو اٹھا لے گیا چند کنیزیں روتی ہوئیں سامنے شاہزادے
کے آئیں اور عرض کی کہ اے شہریار بڑا غضب ہوا ایک جادوگر زمین سے نکلا اور
ملکہ کو اٹھا کر لے گیا یہ سنکر مفتون تاجدار دیوانہ ہو گیا شاہزادہ جہانگیر نے کہا
کہ اے مفتون تاجدار کیوں گھبراتے ہو کسکی مجال ہے کہ تمہاری معشوقہ پر قبضہ
کرے چابک صبا رفتار کو حکم ہوا کہ مشر صاحب جاؤ اور دریافت تو کرو یہ کیسی
بے ادبی کی اچھو سا حرمت بڑے بڑے فساد برپا کرینگے کیونکہ اب وقت لشکر کشی
ہے چابک صبا رفتار اول باغ میں آیا کنیزوں سے دریافت کیا کنیزوں نے
کہا چمن لالہ زار میں ملکہ عالم پھر رہی تھیں کہ زمین شق ہوئی اور ایک جادوگر نکلا

ملکہ کو اتنی جلدی لے گیا کہ ہم لوگ قریب نہ پہونچ سکے چالاک نے پوچھا پھر وہ جادوگر
کس طرف گیا کنیزون نے اشارہ کیا کہ طرف مغرب کے گیا چالاک باغ سے نکلا اور
تلاش مین ملکہ کی چلا دور سے دیکھا کہ ایک جادوگر ریہ منظر بھاگا ہوا جاتا ہی ایک نخل
کے سائے مین ٹھہرا اور پھر بھاگا چالاک نے پکارا میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ
مین تم سے کچھ بات کرونگا وہ جادوگر ٹھہر گیا چالاک قریب آیا کہا بھائی یہ دھوپ شدت
کی پڑ رہی ہی اور لون چلتی ہی ابھی ایک راہگیر گرا تھا گاؤن والے اُٹھا کر لے گئے ایسا
نہ ہو کہ جان پر بنے ایسی کیا ضرورت ہی اُس جادوگر نے کہا کہ ہمارے آقائے نامدار
بہزاد زمین کن ایک شاہزادی پر عاشق ہین لاکھ تدبیرین کین مگر وہ نہین مانتی اُنھون نے
اپنے بھائی کو نامہ لکھا تھا کہ کوئی سحر ایسا بھیجو کہ وہ عورت مجھسے راضی ہو جائے اُنھون نے
خط لکھا ہی وہی جواب لیے جاتا ہون اگر دیر ہوگی تو آزردہ ہونگے تو ای بھائی ہمکو دھوپ
اور سایہ سب برابر ہی چالاک نے باتون مین لگا کر ایک حباب مار دیا کہ وہ جادوگر
بیہوش ہوا نامہ اُس کی کمر سے نکال لیا اُسی جادوگر کی شکل بن کر طرف بہزاد زمین کن کے
چلا قلعے مین جو پہونچا ہر شخص سلام کرتا ہی اور پوچھتا ہی کہ ہمارا جواب نامہ لائے چالاک اشارہ
کر دیتا ہی کہ تمھارا خط نہین ملا وہ دکاندار خاموش ہو رہتا ہی اب لوگون سے پوچھتا ہوا
چالاک چلا کہ بہزاد زمین کن کہان ہی لوگ کہتے ہین سامنے باغ ہی اُسی مین سیر کر رہے
ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین لیکن دیکھیے انجام کیا ہو چالاک پوچھتا ہوا در باغ پر
آیا نگہبانون نے کہا کہ کیون میان خط رسان تم نے تو بڑی دیر لگائی بادشاہ ہمارے
تمھارا انتظار کر رہے ہین کئی مرتبہ پوچھ چکے کہ خط رسان نہین آیا جلد جاؤ مگر کوئی بات
معقول بھی لائے چالاک نے جواب دیا ایسا فقرہ لایا ہون کہ فوراً فیصلہ ہو جائے یہ کہکر
اندر باغ کے آیا دیکھا باغ بہت معقول سرسبز و شاداب ہی نہرین لاجواب ہین سامنے
بہزاد زمین کن ایک چمن کی سیر کر رہا ہی چالاک نے جھک کر سلام کیا اور بڑھکر خط دیا
بہزاد زمین کن نے فوراً کھول کر پڑھا سر ہلانے لگا چالاک نے کہا حضور زبانی بھی مجکو
ایک فقرہ بتایا ہی اور یہ فرمایا ہی کہ معشوق عاشق ہو جائے بے تمھارے دیکھے چین نہ پڑے

بہزاد زمین کن نے کہا کہ وہ کون بات ہو چابک نے کہا کہ انگیٹھی منگوا ئیے مین اُس مین
آگ روشن کرون تو آپ کو معلوم ہو خاص سحر سامری ہو فرمایا ہو کہ ایک پریزاد دھوئین
سے نکلے گی ایسا فقرہ بتائیگی کہ معشوق کے دل پر تاثیر ہو تمھاری محبت کا دم بھرے وہ
سحر ہو کہ جس سے سامری سامرن کو لائے سامرن ہمیشہ تابعدار رہین بہزاد یہ سُنکر
خوش ہو گیا اور انگیٹھی منگوائی چابک نے آگ سلگائی لوبان کمر سے نکالا کہا یہ لوبان
آگ مین ڈالیے اور بغور دیکھتے رہیے پریزاد پیدا ہوگی اور آپ کو کوئی سحر تعلیم کریگی
بہزاد زمین کن نے وہ لوبان لے کر آگ پر ڈالا اب جو دھوان اُس کا بلند ہوا مُنھ پر
بہزاد کے پڑا بہزاد بیہوش ہو کے گرا چابک نے اُسی مقام پر زمین کھودی اور
بہزاد زمین کن کو زندہ درگور کیا آپ بہزاد کی شکل بن کر بارہ دری مین آیا کنیزون کو
بلایا کہا قفس اُس نامنصف کا لاؤ کنیزین جو کمرے مین گئین دیکھا ملکہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہین کنیزون
نے کہا چلیے آپ کے واسطے ہمارے مالک نے سحر تیار کیا ہو آپ کا رونا وغیرہ سب موقوف
ہو جائیگا ملکہ اور زیادہ بیقرار ہوئین دعائین مانگنے لگین کہ ای کریم ورحیم فضل وکرم اپنا
شریک کر اس ظالم کے مکر و فریب سے مجھے بچالے مگر کنیزین قفس لے کر بہزاد نقلی کے پاس
آئین بہزاد نقلی نے سب کو بٹھایا کہا سب مل کے شراب پیو کنیزون نے شراب پی
سب کی سب شراب پی کر بیہوش ہوئین بہزاد نقلی نے سب کنیزون کو بھی قتل کر ڈالا ملکہ کو قفس
سے نکالا کہا ای ملکہ عالم آپ کے عاشق کا عجب حال ہو غلام اُنھین سمجھا کر آیا ہو اب آپ
تشریف لے چلیے دیر نہ کیجیے ملکہ نے کہا بھیا باعث یہ ہوا کہ اس ظالم نے آکر سحر کیا کہ تمام
قلعہ آگ سے بھر گیا والد گھبرا رہے تھے کہ بہزاد سامنے سے آیا کہا ای نیلم اپنی بیٹی کی
شادی میرے ساتھ کر دو ورنہ تم سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دونگا بسبب خوف میرے
باپ نے اُس بے حیا سے وعدہ کیا تھا کہ بعد سال بھر کے شادی کرین گے اب جو اُسنے
سُنا کہ ملکہ کی شادی ہوتی ہو دوڑ پڑا مجھکو اُٹھا لایا جب لایا تب مین بیقرار ہوئی ہر چند
اُسنے کہا کہ میری تیر جان جاتی ہو مگر مین نے کہا کہ او بے حیا اگر مجھے ہاتھ لگائیگا تو مجکو
زندہ نہ پائیگا اُس کو بھی یقین ہوا کہ یہ اپنی جان دے دیگی تب میری آبرو بچی ای چابک تمنے

بڑا کمال کیا چلو اب نکل چلیں در باغ سے نکلے چابک نے ایک مادیان ملکہ کی ملکہ کو اُسپر سوار کیا آپ رکاب پر ہاتھ رکھا تھوڑی دور چلا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار کو دیکھا کہ بارہ ہزار جوان ساتھ ہین شکار کھیلتا ہوا آتا ہی دور سے ملکہ کو جو دیکھا دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی کہ ای شہسوار ذرا ٹھہر جائیے چابک نے کہا کہ ای ملکۂ عالم بڑا غضب ہوا کہ یہ تاجدار تمپر عاشق ہوا اب یہاں سے کیونکر نکاسی ہو ملکہ نے کہا کہ ای چابک اگر جان سے لے تو اختیار ہی مین تو تیر مارتی ہون یہ کہکے ملکہ نے کمان کیانی اپنے کاندھے سے اُتاری مگر اُس تاجدار نے جو کمان دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای معشوقۂ سرکش اب تو میرا یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم وملال ہی نظم

روز رہا ہون الم زلف دوتا سے پہلے ۔ مینھ برستا ہی مرے گھر مین گھٹا سے پہلے
سر مو عشق نہ تھا زلف دوتا سے پہلے ۔ سابقہ دلکو نہ تھا کالی بلا سے پہلے
قصد تو دلمین یہی ہی کہ بروز پرسش + ۔ شکوہ اُس بت کا کرونگا مین خدا سے پہلے
ای طبیبو ہون مین بیمار رخ سبز صنم ۔ زہر دو گھونٹ کے شربت مین دوا سے پہلے
نور کیون مثل کتان چاک مرا دل ہوتا ۔ ربط ہوتا جو نہ اُس ماہ لقا سے پہلے +

مگر ملکہ نے تیر مارا اُس تاجدار نے قلم کیا چابک نے بھی گوشے سے تیر اندازی کرنا شروع کی اب یہ دونون تیر مار رہے ہین تاجدار نے جو دیکھا کہ معشوقۂ سرکش یون قبضے مین نہ آئیگی فوج کو اشارہ کیا سب بلوہ کرکے چلے ملکہ نے جو سوارون کو آتے ہوے دیکھا گھبرا گئی اور بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگی پکارتی تھی کہ ای رب بے نیاز ذوالکریم کارساز رحم اپنا شریک کر اس بلا کو رد کر نظم

گر از عذاب غم و رنج بایدت تخفیف • ۔ مکن ریاضت دنیائے دون مباش خفیف
رضائے خالق اکبر چو در نکوکاری است ۔ مباش بد دل و بد خو و بد مزاج و کثیف
بزور و شور جوانی و قوت بازو + + ۔ مپیچ پنجۂ ہر زیردست و طفل و ضعیف
رفیق راہ تو در راہ آخرت آخر • ۔ بود نہ یار نہ ہمدم نہ مونس و نہ الیف
شود زمانہ مسخر بجس اخلاقت • • ۔ جہان مطیع تو گردد بجا دوے تالیف

آن نیک ندارد چو مال و دولت و جاہ	چرا برائے حصولش تو میبری تکلیف
نوشت ناظم ہندی بپارسی دیوان	کہ خلق فائدہ حاصل کند ازین تصنیف

ملکہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اُڑی ایک نقابدار تاجدار تخت پر سوار اور چند کس پشت پر شکار کھیلتا ہوا آتا تھا اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک عورت کو ہزارہا آدمی گھیرے ہوے ہین وہ ناچار مادیان کو بھگاتی پھرتی ہی ایک عیار حقہ ہاے آتشبازی مارہا ہی مگر جب مالک حکم دیتا ہی تب سوار گھوڑے بڑھاتے ہین وہ عورت فریاد کرتی ہی کہ او تاجدار مین صاحب شوہر ہون میرے قریب نہ آنا مگر وہ تاجدار نہین مانتا نقابدار تاجدار نے جو یہ معرکہ دور سے دیکھا پکار کر آواز دی او بادشاہ یہ کیا زبردستی ہی عورت فریاد کرتی ہی کہ مین صاحب شوہر ہون اور تو نہین مانتا تاجدار نے جواب دیا او مغلوک تو کون ہی جو اس مقدمے مین دخل دیتا ہی تو ہی آکر اس کی حمایت کر یہ سُنتے ہی نقابدار نے گھوڑا طلب کیا اور ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ ہان یارو اس کو مارلو اور گھوڑا بڑھا کر نعرہ کیا کہ منم پشت پناہ لشکر اسلام بس اب ہٹ جا کیون قضا دامنگیر ہی ہر چند کہ نقابدار کے ساتھ چند کس تھے مگر نیزے اُٹھا کر جا پڑے قتل کرنا شروع کیا جسکو نیزہ مارا گھوڑے سے گرا دیا دوسرے نے آکر سر کاٹ لیا مگر نقابدار لڑتا بھڑتا سامنے تاجدار کے پہونچا تاجدار نے نعرہ کیا کہ او نقابدار میرے قریب نہ آنا میری ضرب سے حریف نہین بچتا مگر نقابدار نے کچھ خیال نہ کیا جا ہی پڑا ہر چند تاجدار پکارا کیا کہ منم شبدیز تاجدار اسقدر فوج رکھتا ہون کہ گاو زمین جسکا بار نہ اُٹھا سکے مگر نقابدار نے قریب آکر اشارہ کیا کہ تلوار کھینچ کیون باتین بناتا ہی تاجدار نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ قلم کیا تاجدار نے تلوار کھینچی وار تلوار کا کیا نقابدار نے تلوار کو تلوار سپرد کا جھکائی دے کر ہاتھ مار دیا تاجدار کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ والے کچھ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگ گئے چالاک نے آکر نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا تو کسکا عیار ہی چالاک نے جواب دیا کہ مین شاہزادہ جہانگیر کا ملازم ہون یہ نازنین اُن کے رفیق کی معشوق ہی نقابدار نے ہنس کر کہا کہ ای مہتر چالاک ہماری طرف سے جہانگیر کو دعا کہنا اور یہ خبر دینا کہ ہم بھی تمھاری لشکر کشی مین آوینگے وجہ یہ ہی کہ

کہ شہریار لشکر اسلام فتاح طلسم ہین اُن کی مدد کرنا ضرور ہی تم لوگون نے طلسم مین آکے
بڑے بڑے کارہاے نمایان کیے خود صاحبقران طلسم مین موجود ہین سب بھائی بھتیجے آ گئے
آگئے سب نے مل کر طلسم فتح کرایا لہذا ہم بھی مدد کو ضرور آئینگے چالاک نے خیال کیا کہ
سامنے نقابدار کے سر جھکا جاتا ہی وہ رعب ودبدبہ ہی کہ سر نہ اُٹھ سکا نقابدار چند باتین
کر کے رخصت ہوا کہا اے چالاک جاؤ تا بہ لشکر پہونچنے کا تمھارا خیال رکھونگا جہانگیر
سے کہنا کہ اپنے کو جلد قصر ہفت رنگ تک پہونچاؤ ایسا نہ ہو کہ سعد بن قباد وہان
پہونچ جائین اور جنگ آغاز ہو جمشید ثانی نے فوجین بےحساب جمع کی ہین ایسا معرکہ پڑیگا
کہ بہت مشکل پڑیگی یہ کہکر نقابدار روانہ ہو گیا چالاک ملکہ کو لیکر چلا دن بھر رہروی
کی شام کو باغ مین پہونچا ملکہ جو باغ مین آئین سب کنیزین دوڑ پڑین کہتی ہوئین کہ کیون
واری یہ جادوگر کون تھا جو آپ کو لے گیا تھا ملکہ نے کہا یہ اُس لائق تھا جو چالاک نے
اُس کے ساتھ سلوک کیا ملعون واصل جہنم ہوا خدا نے مجھکو بخیر و عافیت یہان تک
پہنچایا مگر چالاک جو سامنے جہانگیر کے آیا سب کیفیت عرض کی جب حال نقابدار پر
آیا تو کہا اے شہریار یہ شوکت وجلالت کسی مین نہین دیکھی جو اُس نقابدار مین تھی یہ جو کہا
کہ وہ نقابدار کہ گیا ہے کہ مین براہ مدد سعد بن قباد آؤنگا جہانگیر کو بہت ناگوار
معلوم ہوا کہا وہ نقابدار کیا مدد کریگا ہم لوگ اُن کی خدمت کو حاضر ہین جادوگریان
بھی وہ وہ سیکھا ہین کہ جنکے سحر کا کوئی جواب نہ دیسکیگا ایسا معرکہ پڑے کہ جمشید ثانی
بھی یاد کرے اور ہمارے شہریار زور مین طاقت مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتے ہین یہ سنکر
چالاک نے کہا اے شہریار اُس کی باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ سے بڑا ہی اور آپکے
بزرگون مین ہی جہانگیر نے کہا خیر کسی مقام پر ملیگا تو سمجھا جائیگا یہان دوسرے دن
رسم حنا بندی ہوئی بعد ساچق ہفتون تاجدار کو دولہا بنایا خود جہانگیر گود مین لیکر
بیٹھے طرف باغ کے چلے راہ مین آتشبازیان چھوٹتی ہوئین روپیہ لٹتا ہوا اُس دھوم سے
جاکر در باغ پر پہونچے دیکھا بیرون باغ ایک بارگاہ کلان استادہ ہی وزرا جو منتظم ہین براے
استقبال کھڑے ہین جہانگیر نے آگے دولہا کو اُتارا قضاے کار خواجہ عمرو راہ مین تھے کہ

خبر ملی کہ رفیق جہانگیر کی شادی ہوتی ہی قاضی بن کر بیٹھے قاضی اصلی کو نکال دیا اُس سے
ایسے ایسے سوال کیے کہ وہ عاجز ہو گیا پوچھا قاضی صاحب یہ تو بتائیے کہ جب قاضی گھر سے
چلتا ہی تو کیا پڑھتا ہی اور جب قریب مکان دلھن پہونچتا ہی تو کیا پڑھتا ہی قاضی نے کہا یہ
تو مین نے کسی کتاب مین نہین دیکھا خواجہ عمرو نے کہا تم قاعدہ نہین جانتے ہو ہماری کتاب
مین لکھا ہی تم کو خطبہ بھی نہ یاد ہوگا آخر قاضی بیچارے نکالے گئے اور سب نے کہا یہ جو
قاضی نو آیا ہی سب کچھ جانتا ہی خواجہ عمرو نے کہا چند نقل اُس کو بھی دیدو تا کہ محروم
نہ جائے اُس کے لڑکے بالے انتظار کر رہے ہونگے کہ بادا جان عقد پڑھنے گئے ہین غرضکہ
خواجہ عمرو نے قاضی بیچارے کو رخصت کرا کر خوب رنگ جمایا جہانگیر سے کہا مجھ مین اور
ایک کمال ہی قاضی لوگ گانے سے بھاگتے مین مجکو سب کچھ یاد ہی چابک سمجھ گیا مگر ہان
ہان کیے جاتا ہی پہچان گیا کہ یہ قبلہ و کعبہ ہین اگر کچھ دخل دونگا تو آزردہ ہونگے حکم ہوا
کہ اندر جاؤ دلھن سے اجازت لے کر آؤ خواجہ عمرو اندر گئے شاہزادیان بھری ہوئی تھین
کسی سے چوڑی مانگ لی کسی کا کنگن اُتار لیا کسی کا ازار بند کاٹا آخر اُس مقام پر آئے کہ جس
مقام پر دُلھن بیٹھی تھی پکار کر پوچھا کہ مفتون تاجدار سے تمھارا عقد ہوتا ہی صاف صاف کہو
رضامند ہو ماہ رخسار کہ خود مفتون تاجدار پر عاشق ہی بول اُٹھی کہ مجکو قبول ہی
اِدھر شاہزادیون مین ہلڑ ہوا کوئی کہتی ہی کہ میری چوڑی جاتی رہی کوئی کہتی ہی کنگن کی
جوڑی کیا ہوئی کوئی کہتی ہی ازار بند کٹ گیا قاضی صاحب ہنسے کہا صاحبو آخر تم سب
شربت پلائی دیتین کہ نہ دیتین ہمرا ہیان دولھا نے قبل سے لے لی زیادہ غلغلہ نہ کرو
ایسا نہ ہو بدنام ہو جاؤ سب خاموش ہوئین خواجہ عمرو باہر آ کے مفتون تاجدار
سے آکر کہا کہ ملکہ ماہ رخسار دختر شاہنشاہ نیلم سے تمھارا عقد ہوتا ہی تم کو قبول ہی
مفتون مدت کا عاشق ہی بے اختیار بول اُٹھا کہ مجکو بدل و جان قبول ہی خواجہ
نے جلد کر عقد پڑھا شاہزادہ جہانگیر نے چند کشتیان پیش کین خواجہ عمرو نے ہنسکر
کہا کہ فرزند صاحبقران ہو کر ایسی خست نکرو اور سب صاحب کچھ نہ دینگے سب سے
لڑ لڑ کر خواجہ نے لیا جب عقد پڑھ چکے اور رقم بھی حاصل ہوئی تو نذر زنبیل کرنے لگے

تب چابک نے ہاتھ تھام لیا عرض کی کہ قبلہ و کعبہ یہ نہ کہیے گا کہ مجکو کسی نے نہین پہچانا
غلام اول ہی پہچان چکا تھا مگر اس وجہ سے دخل نہین دیا کہ حضور کے نفع مین فرق پڑیگا
اب تو کل اہل بارگاہ کو ظاہر ہوا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کچھ گائیے خواجہ عمرو نے سامنے
بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے **نظم**

عہد و پیمان کے مضمون تو اکثر اُلٹے
بعد مدت کے رقیبون کے مقدر اُلٹے
مے کشی کی نہ رہی فصل ہی میخانہ اُداس
کوئی افسانہ نہین تجرے فسانے کی طرح
باغبانون کو یہ گلشن مین ہوا ہی کھٹکا
ہم بھی حاضر ہین تہ تیغ گلا رکھنے کو
ٹوٹتا ہی کوئی تارہ تو سمجھتا ہون مین
غم فرقت سے کوئی دم نہین تسکین ہجر بر

وصل کے نام سے اب پڑتے ہین تیور اُلٹے
خط یہان آئے وہان شکوون کے دفتر اُلٹے
سرنگون رکھے ہین شیشے تو ہین ساغر اُلٹے
ساری تاریخین پڑھین سیکڑون دفتر اُلٹے
فرش گل کو نہ کہین آتے ہی صرصر اُلٹے
آستینین تو وہ جلاد ستمگر اُلٹے
چرخ سے ہو کے شرر آہ کے اخگر اُلٹے
خفقان سے نہ کہین یہ دل مضطر اُلٹے

خواجہ عمرو کے گانے سے سب تعریفین کرنے لگے مگر خواجہ عمرو نے جہانگیر سے کہا کہ اب
اپنے کو جلد تا بہ قصر ہفت رنگ پہونچاؤ صاحبقران کوچ کر چلے صحراؤن کو طے کرتے
ہوے جاتے ہین جہانگیر نے کہا آج ہی کوچ کرونگا مگر ای عمر نامدار یہ تو فرمائیے آجکل
ایرج نوجوان کہان ہین اور نورالدہر کیا کر رہے ہین خواجہ عمرو نے کہا اب مین
سب کے پاس جاؤنگا تب حال معلوم ہوگا مگر سُنتا ہون نورالدہر نے کارہاے نمایان کیے
ایرج کے ساتھ فوج کم ہی جہانگیر نے کہا ایرج نوجوان کو فوج کی کیا ضرورت ہی
وہ اکیلے کافی ہین خواجہ نے کہا ان جھگڑون کو تو مین نہین جانتا سب کے لیے خطا لے کر
نکلا ہون یہ فرما کر خواجہ عمرو جہانگیر سے رخصت ہوے ایک مقام پر دیکھا چند سپاہی
جمع ہین سولی پھانس رہی ہی خواجہ ایک شہدے کی شکل بن کر شریک جلسہ ہوے اور
اپنی کوڑیان نکال کر ڈالین سب کو جیت لیا جب تہمت مین روپیے نہ رہے تو کہا ہم
کھیل چکے جواری بگڑے کہ یہ کیسا کھلاڑی ہی مال موجود ہی اور نہین کھیلتا ہم نہ جانے دینگے

جواریون سے تکرار ہونے لگی سب نے مل کر خواجہ عمرو کو گھیر لیا چاہا مال چھین لین خواجہ عمرو
فریاد کرنے لگے دہائی ہی جہانگیری کی بچاؤ یہ سب لوٹے لیتے ہین کہ چالاک آیا اُس نے
پہلے ہی پہچان لیا سب کو منع کر دیا کہ خبردار اِن سے تعرض نہ کرو سب ٹرے خواجہ عمرو
نکل کر بھاگے چالاک نے چلتے وقت کہہ دیا کہ آپ قبلہ و کعبہ ہین یہ نہ فرمائیے گا کہ کسی
نے نہین پہچانا خواجہ نے کہا وہ دیکھو سامنے جہانگیر آتے ہین چالاک جیسے ہی پلٹا
خواجہ نے کلاہ چالاک کی لی اور جست کر کے بھاگے چالاک غل مچاتا رہگیا جواریون
نے کہا مہتر صاحب ہمارا بدلہ آپ کو ملا کہ آپ کی بھی کلاہ لے گیا چالاک نے کہا وہ میرے
قبلہ و کعبہ تھے جو مناسب جانا وہ کیا چالاک رنجیدہ پلٹا مگر خواجہ جو لشکر سے نکلے سامنے
سے دیکھا ایک مسافر آتا ہی مگر کمر اسقدر بھاری ہی کہ آہستہ آہستہ چل رہا ہی سمجھے کہ اس کی کمر
مین روپیہ بہت کچھ ہی ایک مسافر کی شکل بن کر دوڑے ہوئے آئے کمر پر مسافر کی ہاتھ مارا کہا
بھائی مین آتا تھا ایک بیل نے دھکا مارا جس مقام پر مین نے تمھارے ہاتھ رکھا تھا اُسی مقام
پر دھکا لگا تھا دیر تک بیہوش پڑا رہا جب دن چڑھا تو اُٹھا کنوئین پر پانی پی لو خواجہ نا مسافر کو
کنوئین پر لائے کپڑے اُسکے اُتار کر رکھے لوٹا پانی کا کنوئین مین ڈالا خواجہ عمرو نے اُس
مسافر کو ڈھکیل دیا کپڑے اُسکے لیکر بھاگے مسافر بیچارہ کنوئین مین ڈوبا خواجہ عمرو
نکل گئے لیکن جمشید ثانی کہ بیرون قصر ہفت رنگ آکر اُترا ہی فوجین چلی آتی ہین جمشید
بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ابر ہفت رنگ آسمان پر آیا جمشید دیکھنے لگا کہ وہ ابر آکر پھٹا دیکھا
ایک شاہزادی نہایت حسین و جمیل تخت پر سوار ہی تاج سر پر چند کنیزین گھیرے ہوے
بیچ مین وہ آفتاب تابان گرد کنیزین مثل سیارگان ہنستی ہوئی آتی ہین جمشید نے جو اُس
مہ جبین کو دیکھا بیقرار ہو گیا گھبرا کے پوچھنے لگا کہ یہ بندی قدرت کون ہی وزیر اعظم اُسکا
ہمہم آسمان جو کہ پہلو مین بیٹھا ہوا ہی بول اُٹھا کہ یا خداوند یہ شاہزادی حسین و جمیل
طلسم زعفران زار کی رہنے والی ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہان کے شاہ کو آپ کی پریشانی
معلوم ہوئی اُسنے برائے مدد بھیجا ہی جمشید ثانی بڑی خوشی مجلس مین کھڑا ہو گیا اور پکار کے
آواز دی کہ ای سردار حسینان آؤ تشریف لاؤ اُس نازنین نے سب سے پوچھا کہ تھا —

خداوند کہاں ہیں سب شاہزادیاں بول اُٹھیں کہ یہی خداوند ہیں کہ جو تمھارے استقبال کے
لیے اُٹھے وہ نازنین ہنسی اور مسکرا کر کہا یہی تمھارے خداوند ہیں کہ ہمارے استقبال کے
واسطے اُٹھے ہمارے خداوند کو کوئی دیکھ نہیں سکتا ہی جب لوگ جمع ہوتے ہیں تب آواز آتی
ہی اُسی پر لوگ سجدہ کرتے ہیں ایسے خداوند نہیں دیکھے کہ سامنے بیٹھے ہیں جمشید ثانی نے
ہنس کر کہا ای ملکۂ عالم قدرت نے تم کو کیسا جمال دیا کہ اگر زاہد صد سالہ دیکھے تو لوٹ جائے
ٹپک پڑے وہ نازنین خاموش ایک کرسی پر بیٹھی گئی کہ تاجدار جمع ہیں مگر شمیم آسمان سیر
بہت بیقرار ہی ہر مرتبہ جمال دیکھتا ہی اور ٹھنڈی سانسیں بھر رہا ہی ادھر جمشید نہایت
پریشان ہی دمبدم سراپا دیکھتا ہی اور سر جھکا لیتا ہی آخر تاب نہ آئی کہہ بیٹھا کہ ای معشوقہ
قدرت تجھپر مائل ہوئے یہ سب شاہزادیاں جو بیٹھی ہیں یہ سب قدرت کی معشوق ہیں دیکھو
ان کے کیا مرتبے ہیں لہذا تم بھی ان میں شریک ہو کہ تم کو بھی مرتبۂ معشوقی ملے اور تمھارے
خداوند میرے بندے ہیں میں نے ان کو یہی حکم دیا ہی کہ کسی کو صورت نہ دکھاؤ پردے
میں رہو اور مایہ دولت سامنے اپنے بندوں کے بیٹھتے ہیں کہ سب بندے زیارت سے
مشرف ہوں مگر آپ کا نام نامی کیا ہی اُس نازنین نے ہنس کر کہا یا خداوندا ہی زبان
سنبھالیے ایسے کلمات زبان سے نہ نکالیے میں آپ کی بندی نہیں ہوں آپ نہیں جانتے
نام میرا گلفام ہفت رنگ ہی در دولت پر اپنے قدرت کے نگہبان رہتی ہوں
کہ اگر کوئی حریف آنیکا ارادہ کرے تو اُس کو قتل کروں کیسا ہی سرکش ہو مگر میرے
ہاتھ سے نہیں بچ سکتا آج قصر سے آواز آئی تھی کہ ای گلفام جا کر جمشید ثانی کی مدد کر
ورنہ آخر میں بھاگ کر یہاں آئیگا تب حال کُھل جائیگا میں تو آپ کی مدد کو آئی ہوں اور آپ
ایسا فرماتے ہیں میں رخصت ہوتی ہوں مجھسے یہ باتیں نہیں سُنی جاتیں یہ کہہ کر اُٹھی ارادہ کیا
کہ تخت کو اُڑا دوں شمیم آسمان سیر اپنے مقام سے اُٹھا دامن پکڑ لیا کہا ای ملکۂ عالم کہاں
چلیں ملکہ گلفام نے کہا کہ ای وزیر اعظم یہ دربار بیٹھنے کے لائق نہیں ہی ہمارے خداوند
کے یہاں کیا مجال ہی کہ کوئی بات کرے جسکو قدرت آواز دیتے ہیں وہ اندر جاتا ہی یہ
کیسے قدرت ہیں کہ بندوں سے اپنے باتیں کرتے ہیں ہم جا کر الگ اُتریں گے یہ دربار

قابل بیٹھنے کے نہین ہو معلوم ہوا اسی وجہ سے تمھارے قدرت نے شکست کھائی اور بھاگ کر یہان آئے مگر شنتی ہون کہ مسلمانون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا سب یہان بھی چلے آئے اور دربند فتح کر لیے مین یہ چاہتی ہون کہ اب لڑائی میرے سپرد کیجیے مین سمجھ لونگی طلسم کشا کا سر لاؤنگی یہ کہتی ہوئی باہر نکلی مگر شمیم ساتھ ساتھ ہو ہر مرتبہ قصد کرتا ہو کہ مطلب دل کہون مگر پھر سوچتا ہو کہ قدرت کا تو اسنے ادب نہین کیا مجکو بھی جواب صاف دیگی بڑی مغرور ہو عقل و فراست سے دور ہو باہر آکر اشارہ کیا کہ آپ اس مقام پر اُترئیے گلفام نے دیکھا کہ مین براے مدد آئی ہون میرے خداوند نے حکم دیا تھا کہ مدد کرنا اب یہان ٹھہرنا ضرور ہو گلفام نے اشارہ کیا کنیزون نے بارگاہ استادی گلفام جاکر اپنی بارگاہ مین بیٹھی اور دروازے پر کنیزون کو مقرر کیا کہ کوئی اندر نہ آنے وزیر نے ارادہ کیا کہ اندر جاؤن کنیزون نے روکا اب شمیم ناچار ہوا اپنی بارگاہ مین آیا ملازم سب جمع ہوے سب کے سامنے یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

نظم

اثر پیدا کیا ہو پیرہن نے جسم بیجان کا
نہین دیتا لہو تک زخم تو چاک گریبان کا

جنون کی فصل مژدہ چاک پیراہن کا دیتی ہو
گلے ملنے کو آیا اسلیئے حلقہ گریبان کا

گلون کی زخم بو دینے لگے اٹھو باغبان جلدی
بڑا ہی جلوۂ رخسار کس ماہ درخشان کا

لحد مین بھی نہ پھیلا پاؤن تک احسان کا کم سے
مزہ بخشا مزار تنگ نے آغوش زندان کا

کدورت سے تعلق کیا انھین جو پاک طینت ہین
نہین ممکن جو الجھے خار سے دامن بیابان کا

بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہین ہوتا
اثر ہو وعدۂ دلدار مین خواب پریشان کا

نہ کیونکر بلبلین چہکین دو زور گریہ سے میرے
نسیم اب دامن رنگین مین عالم ہو گلستان کا

مصاحبون نے پوچھا حضور کا مزاج کیسا ہو وزیر نے جواب دیا جس وقت سے گلفام آئی ہو ہوش میرے درست نہین ہین مین اُس کی بارگاہ مین گیا تھا وہان روک ٹوک ہو ارادہ یہ ہو کہ شب کو جاکر اُسے اُٹھا لاؤن زبان مین سوزن دیکر اُس سے مدعاے دلی حاصل کرون سب نے کہا بہت مناسب ہو شمیم آسمان سیر نے تمام دن تڑپ تڑپ کر کاٹا رات کو اُٹھا دونون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوا نقب کاٹتا ہوا بارگاہ گلفام

مین آیا دیکھا ملکہ پڑی سو رہی ہین سحر کیا کہ سوتے مین بیہوش ہو گئی شمیم نے ملکہ کو اٹھا لیا
طرف صحرا کے روانہ ہوا ایک صحراے سبزہ زار مین آکر سر کوہ ٹھہرا ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ
کی جو آنکھ کھلی زبان مین سوزن پائی اور شمیم ہاتھ باندھے ہوے کھڑا ہی کہہ رہا ہی کہ اس
غلام کو اپنی غلامی مین قبول کیجیے عمر بھر تابعداری کرونگا ملکہ نے ہنس کر اشارے سے کہا
کہ کیون شمیم تم کیسے عاشق صادق ہو ہماری زبان مین سوزن دی کون عورت ایسی ہوگی
کہ تم کو نہ قبول کرے ہم نے جس وقت سے تم کو دیکھا ہوش درست نہین رہے شب کو کھانا
بھی نہین کھایا تڑپتے تڑپتے آنکھ لگ گئی تھی کہ تم گرفتار کر لائے زبان سے سوزن نکالو تو
باتین کرون اشتیاق میرا ظاہر ہو تم بھی بخوبی ماہر ہو یہ کیا حرکت ہی کہ جو زبان مین میرے
سوزن دی یہ سنتے ہی شمیم کا جوش و خروش بڑھ گیا اور زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی
سوزن نکلی ملکہ نے سحر کیا تمام قید بدن سے دور ہوئی طرف شمیم کے دیکھا پکار کر آواز دی
کہ او بےحیا دور ہو کوئی خیال خام دل مین نہ لا مجھے مرد کے نام سے نفرت ہی مین یہ نہین
چاہتی کہ کسی کی تابعدار بن کر رہون لے مین جاتی ہون اب تو مجھ کو روک دیکھون تو کیسا
وزیر خداوندی یہ کہہ کر اٹھی ادھر شمیم منتین کر رہا ہی کہ مین تو غلام ہون مگر ملکہ مین تمکو ہرگز
جانے نہ دونگا دیکھیے میٹھ جلیے میرا سحر غضب خداوندی گلفام نے کہا کہ وہ غضب تیری ہی
جان پر ٹوٹیگا کیا آپ کے خداوند ہین کہ سب کے سامنے بیٹھے ہین سب بندے دیکھ رہے
ہین ہمارے خداوند کو کوئی نہین دیکھ سکتا سال بھر کے بعد باہر نکلتے ہین سب دیکھ لیتے
ہین اگر تم کو میرا روکنا منظور ہی تو اپنے مقام سے اٹھو یہ کہہ کر جست کی زیر کوہ ایک نخل
تھا اسپر جا کر بیٹھی شمیم سحر کرنے لگا مگر گلفام پر تاثیر نہین ہوتی ایک مقام پر وزیر نے
سحر کیا گلفام نے ہاتھ ہلا دیا برق چمکی تڑتڑی وزیر کے دو ٹکڑے ہوے وزیر کو مار کر
چاہا روانہ ہو جاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت و نقارے کی آواز کان مین آئی گلفام
دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے چند شتر سوار اہتمام کرتے ہوے سامنے سے نکل گئے بعد
ان کے کئی ہزار مرکب تازی و بجلی و یمنی و عراقی پشت پر ان کے پاکھرین موتیون کی
پڑی ہوئین دو دو سائیس مگس رانی کرتے ہوے سامنے سے گذر گئے ان کے بعد

دیکھا کہ گئی سو تاجدار تاج شاہی بر سر چار قب شہنشاہی در بر سب کے آگے ایک نوجوان ہی
تاج الماس سر پر چہرہ آفتاب عالمتاب دمنع مین لاجواب صاحب جاہ و جلال ابرو ہلال
عارض ماہ آسمان کمال آنکھین رشک نرگس شہلا پشت مرکب پر سوار تیغۂ ہلالی داہنے ہاتھ
مین سپر مدور پشت پر ہلال اور بدر کا ساتھ ہی کمر چست ارادہ درست گلفام نے جو چہرۂ زیبا
شاہ دیکھا مثل زلف پریشان و بشکل آئینہ حیران ہوگئی دیکھنے لگی حیران تھی کہ یہ کون شخص
ہی جسنے متاع صبرو شکیب لوٹ لیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرانے لگا پیشانی عرق
عرق ہوگئی چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین درد مگر اپنے کو سنبھالا وہ لشکر بھی آکر اُسی
صحرا مین اُتر آئی سو شاہزادیان سحر وساحری مین طاق حسن مین شہرۂ آفاق بارگاہون
مین داخل ہوئین وہ شہریار انتظام کرتے پھرتے ہین مگر گلفام حیران جمال و محو دیدار
ہو کر نخل سے اُتری صورت اپنی سحر سے تبدیل کی کسی سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی اور یہ جوان
جو سب کو اُتار رہا ہی یہ کون ہی اس کا کیا نام ہی اُس شخص نے بیان کیا کہ یہ لشکر طلسم کشا
کا ہی اور یہ شہریار سعد بن قباد ہین چراغ لشکر اسلام برسر جمشید ثانی جانتے ہین یہ سب
جادوگرنیان شاہزادیان ہین عاشق ہو کر ساتھ آئی ہین یہ دریافت کر کے گلفام سامنے
کوہ تھا اُسپر ٹھہری دو پہر رات گئے دیکھا کوہ سے آگ نکلنے لگی تمام صحرا آتش بہار ہو گیا
گلفام نے دیکھا کہ آگ کو دمبدم ترقی ہوتی جاتی ہی اہل لشکر جل رہے ہین فریاد فریاد کی
صدائین آتی ہین گھبرا کر بادشاہ بھی نکل آئے ہین لوح طلسمی چمکاتے پھرتے ہین گلفام نے
جو بہ نگاہ غور دیکھا دیکھا درے سے اُسی کوہ کے آگ نکل رہی ہی آخر ناچار ہو کر پہاڑ پر سے
اُتری درۂ کوہ مین آکر دیکھا ایک ساحرہ جو اس صحرا کی حاکم ہی لیلاے شبگر دا اُسکا نام
ہی بال کھلے ہوے آگ سامنے روشن سحر کر رہی ہی اسی وجہ سے شعلے نکل رہے ہین گلفام
نے قریب آکر کہا کہ کیون ای لیلا تم کو اس سے کیا فائدہ ہی کہ بے گناہون کو جلا رہی ہو لیلا
نے کہا ارے تو کون ہی مین دشمنان خداوند کو ہلاک کر دونگی تو کیون منع کرتی ہی گلفام کو
غصہ آیا کہا ای لیلا بس اب سحر موقوف کر دو لیلا نے کہا مین تجکو بھی جلا دونگی یہ وہ آگ ہی
کہ جسے سامری روشن کر گئے ہین اس آگ کو کوئی بجھا نہین سکتا ہی گلفام نے لپک کر ایک

ٹھوکر ماری انگیٹھی گری اور زیادہ شعلے بھڑکے لیلا اپنے مقام سے اُٹھی کہا مین نے تمھین سمجھایا کہ تم طلسم زعفران زار کی رہنے والی ہو مین تم کو بھی جلا دونگی گلفام نے ایک تمانچہ مارا اور کہا ہمارا کہنا نہین مانتی ہی مین مدد جمشید کو آئی تھی مگر جمشید نالائق ہی مین نے طلسم کشا کا ساتھ دیا یہان تو آپسمین تکرار ہو رہی ہی وہان سعد شہریار لوح چمکاتے پھرتے ہین کہ فیروزہ سامنے آیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای مہتر دالا گہر ذرا دریافت تو کرو یہ کسکا سحر ہو لو لوح محفوظ پہن لو کہ آگ تم پر تاثیر نہ کرے فیروزہ لوح پہن کر درہ کوہ کی طرف چلا اُسوقت اُکر پہونچا دیکھا ایک شاہزادی حورمثال پری تمثال ایک ساحرہ سیہ فام سے کلام کر رہی ہی فیروزہ نے للکارا کہ او بے حیا شاہزادی سمجھاتی ہی اور تو نہین مانتی لیلا نے کہا ارے تو کون ہی فیروزہ نے بیخوف قریب آکر خنجر مارا کہ لیلا کا شکم چاک قصہ پاک ہوا گلفام نے فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا اور پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہی فیروزہ نے کہا کہ مین عیار فاتح طلسم ہون مجکو چھوڑ دو ورنہ مین تم کو بھی قتل کرونگا گلفام نے ہنس کر کہا ای مہتر مہتران دوست و دشمن کو نہین پہچانتے ہو مگر بہن لیلا کی کہ اس کا شب ہجر نام ہی اپنے مقام پر بیٹھی تھی کہ اس کو دریافت ہوا سحر نے اس کے خبر دی کہ کسی نے لیلا کو قتل کیا اپنے مقام سے اُٹھی اُس وقت آکر پہونچی کہ گلفام فیروزہ سے باتین کر رہی ہی اور عشق اپنا سعد سے ظاہر کر رہی ہی فیروزہ کہ رہا ہی کہ بارگاہ مین تشریف لائیے بادشاہ سے ملاقات کیجیے گلفام کہتی ہی ای فیروزہ مین اُس خداوند کی معتقد ہون کہ تمام عالم کا حال جانتا ہی اُس کو معلوم ہو جائیگا کہ گلفام نے یہ حرکت کی فیروزہ نے کہا چالیس شاہزادیان حسین وجمیل سحر مین مشاق اپنے کمال مین طاق بادشاہ پر عاشق ہین جمشید نے کیسے کیسے زور مارے اکثر کو قید بھی کیا لیکن یہ عاشقان صادق اپنے قول سے نہین پھرین آخر رہا ہوئین اور آکر بادشاہ سے ملین اگر آپ ایسا قصد کرینگی تو ہم آپ پر ظاہر کرتے ہین کہ ضرور طلسم زعفران زار کا جو خداوند ہی ساحر زبردست ہوگا اُس کے علاج کو صاحبقران زمان موجود ہین کہ مالک اسم اعظم الٰہی ہین اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا جس وقت وہ پہونچین گے تمھارے خداوند بھاگتے پھرینگے مگر گلفام کہتی ہی ای عیار طرار وہ مقام ایسا نہین ہی

کہ کوئی وہان جا سکے یا زبان ہلا سکے کہ شب ہجر آکر پہونچی دیکھا بہن کا لاشہ پڑا ہی اور ایک
شاہزادی اور ایک عیار کھڑے ہوے باتین کر رہے ہین شب ہجر نے للکارا کہ اوے تم کون
ہو کہ میری بہن کو مار کر پھر یہان کھڑے ہو مین تم دونون کو قتل کرونگی یہ سُن کر فیروزہ بنِ عمرو
خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے سامنے شب ہجر کے آیا کہا سحر کر کہ حوصلہ نہ باقی رہے
شب ہجر نے پنجہ کھینچ مارا فیروزہ نے لوح محفوظ جمکا کی تلوار ٹوٹ کر گری فیروزہ نے کہا
اور سحر کر شب ہجر حیران ہی کہ یہ کون شخص ہی جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اور خود کہتا ہی کہ سحر کر وہ جو
سحر کرتی ہون وہ مٹ جاتا ہی مگر فیروزہ نے کہا دیکھ تیرے پیچھے کون کھڑا ہوا ہی
شب ہجر پلٹی فیروزہ نے پنجہ مارا شب ہجر کے بھی دو ٹکڑے ہوے کہا ای ملکۂ عالم اب مین
رخصت ہوتا ہون مگر آپ کچھ خوف نہ کیجیے گا ضرور تشریف لائیے گا مین بادشاہ سے اس
بات کا ذکر کر دونگا وہ خود انتظار کرین گے یہ کہ کر فیروزہ درۂ کوہ سے نکلا دیکھا سب
لشکر آرام مین ہی آگ وغیرہ موقوف ہوئی بادشاہ خود اہتمام کر رہے ہین سب شاہزادیان
خیمون سے نکل آئی ہین اور افسوس کر رہی ہین کہ حقیقت مین یہ کوئی ساحر زبردست
تھا کہ جسنے یہ برائی کی ہم لوگ بیخبر رہے کہ فیروزہ نے لا کر دونون سر قدمون پر بادشاہ
کے ڈال دیے اور سب حال بیان کیا مگر بادشاہ نے فرمایا ای فیروزہ اس وقت مین تم کو
عجب حال مین پاتا ہون کچھ کہنے کا ارادہ کرتے ہو مگر رُک جاتے ہو فیروزہ نے کہا
بارگاہ مین چلیے تو مین عرض کرون بادشاہ بارگاہ مین تشریف لائے تخلیہ ہوا فیروزہ
نے سب کیفیت عرض کی کہ ایک شاہزادی طلسم زعفران زار سے آئی ہی مگر شکر ہی کہ
آپ پر عاشق ہوئی اول اُسی نے جا کر لیلا کو روکا تھا مگر مین نے جاتے ہی اُس بے حیا کا
خاتمہ کر دیا دوسری بہن اُس کی آئی وہ بھی میرے ہاتھ سے قتل ہوئی مگر اُس شاہزادی
نے وعدہ کیا ہی یقین ہی کہ حاضر ہو بادشاہ نے فرمایا یہان جادوگرنیون کی کیا کمی
ہی کیسی کیسی شاہزادیان موجود ہین کیا کوئی ان مین سے سحر مین کم ہی فیروزہ نے عرض کی
جو مجھے عرض کرنا تھا وہ کہ چکا آئندہ حضور کو اختیار ہی مگر آج بارگاہ مین تخلیہ رہے
وہ ضرور تشریف لائین گی بادشاہ نے دوسرے دن شب کو جلسہ آراستہ کیا فیروزہ سامنے

بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

اُنکے آنیکے بھروسے پر جو شادان دل ہوا
زندگی خوش ہو کہ اب مرنا مجھے مشکل ہوا

راحت مرگ محبت اُس سے پوچھا چاہیے
جو بہت مجھے اپنے جی مین بھی اس قابل ہوا

موت بھی قسمت نے کھوئی کیا بُری ٹھہری امید
جب جھکی گردن مری وہ اور کا قاتل ہوا

نوجوانی کا بُرا ہو اُس کو ہرجائی کیا
جی ہٹا جاتا ہے جب وہ پیار کے قابل ہوا

قدر مینا عزت جام و سبو جاتی رہی
جو تمھاری بزم مین ٹوٹا وہ میرا دل ہوا

بیمروت تند خو نا آشنا برہم مزاج
روئیے اُس شخص پر جو تجھسے کچھ سائل ہوا

گھیرے رہتے ہین عزیز و اقربا اُنکے اُنھین
ای نسیم اب دیکھنا بھی یار کا مشکل ہوا

محفل عیش و نشاط آراستہ ہو کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی در دولت پر ایک شاہزادی آئی ہین امیدوار باریابی ہین سعد شہریار نے حکم دیا بلا لو گلفام اندر آئی بادشاہ جمجاہ کو جُھک کر سلام کیا بادشاہ نے سراپا دیکھا کہ سراپا خوب محبوب مرغوب طالب مطلوب زلفین پرشکن فخر سنبل عارض رشک گل غنچہ دہن سیمتن رشک چمن بھولی بھولی صورت دریاے جواہر مین غوطہ زن سامنے کھڑی ہو مگر گھبرائی ہوئی بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کیون ملکہ عالم بدحواس کیون ہو یہان کوئی نہین آسکتا گلفام نے جواب دیا ای شہریار ہمارے خداوند کو سب خبرین گذرتی ہین بعض خداوندون نے مقرر کیا ہو کہ طائر آتے ہین وہ خبر دیتے ہین مگر ہمارے خداوند حسین قصر مین رہتے ہین کیا کسی کی مجال ہو کہ اُس قصر کے سامنے مین جائے زمین سے دھوان نکلا کرتا ہو معلوم ہوتا ہو کہ وہی دھوان خبر دیتا ہو خبرون کی خبرین قدرت کو دیا کرتا ہو نہ کہ مین تو صحبت کی بیٹھنے والی اکثر ایسا اتفاق ہوا ہو کہ قصر مین گھس گئی دیکھا تخت پر ایک جوان بیٹھا ہو مگر چہرے پر نگاہ نہین ٹھہرتی صاف معلوم ہوتا ہو کہ آفتاب عالمتاب کی ضو ہو کرنین کلی ہوئی ہین ہزارہا بندے کہ جنکو ہم نہین پہچانتے سجدے کر رہے ہین انکا خداوند خورشید تابان لقب ہو جسنے سر سجدے سے اُٹھایا اُسکا سر کٹ کر گرا اور پھر سر جسم سے مل گیا وہ جوان سجدے کرنے لگا اور بہت سے پتلے پتھر کے چھت مین لٹکے ہوے ہین فریاد فریاد کر رہے ہین اور قدرت ہنس ہنس کے فرماتے ہین تم لوگون نے

دعوی باطل کیا اُسی کی سزا پائی ایک شخص گران ڈیل چھت مین لٹکا ہی اور پُکار رہا ہی کہ ہم
زبرجد شاہ مالک زبرجد نگار یا خداوند معاف کیجیے قدرت کہتے ہین اور بیجا اب دعوی
خدائی نہین کرتا ایک طرف قیطول لقا بنے ہوے ہین لقا بھی توبہ توبہ کر رہا ہی ایک طرف کو
فرعون شکاکی کے قیطول آراستہ ہین وہ بھی فریاد کر رہا ہی ادھر جو لوگ بیٹھے ہوے ہین اُنکے
سر گر رہے ہین اور پھر زندہ ہوتے ہین ایک باغ ہی جنت نظیر ایک جانب آگ جل رہی ہی ہزارہا
انسان سیہ فام اُس مین جل رہے ہین اور پکارتے ہین یا خداوند برحق ہماری خطا معاف کیجیے
فرشتے اُنکو گرز مار رہے ہین ایک جانب ایک بندریا بیٹھی ہی مگر کانپ رہی ہی چہرہ سیاہ حال
تباہ دھوان جو زمین سے نکل رہا ہی اُس مین سے آواز آتی ہی کہ یا خداوند فلان بندہ آپ کا
جو برائے شکار گیا تھا اُس کو شیر نے مارا دوسری طرف سے آواز آئی اُس شیر کو ہاتھی نے مارا
مگر ہاتھی سر ٹکرا کر مرا جنگل مین عجب قیامت برپا ہوئی سارا جنگل ویران ہوگیا خداوند نے جواب دیا
کہ ایک بندہ بے گناہ مارا گیا اُس کا بدلہ یہ ہوا کہ سارا جنگل ویران ہوگیا اب کسکی مجال ہی
کہ اُس جنگل کو آباد کرے اس طرح خبرین دھوان دیتا رہتا ہی اور بہت سے عجائب وغرائب
ایسے ہین کہ جنکے بیان کرنے مین طول ہی یہ مقام وہ نہین ہی کہ اُن سب کو اس وقت حضور
کے سامنے بتفصیل عرض کرسکون اگر حضور کی نظر پرورش کنیز پر ہوگی اور حضوری کا افتخار
حاصل ہوگا تو عرض کرونگی بس اے شہریار مجکو خوف ہی ایسا نہ ہو کہ وہ دھوان خداوند سے
کہدے کہ گلفام ہفت رنگ محفل مین بادشاہ اسلام کی بیٹھی ہی تو ابھی آفت برپا ہو
بادشاہ نے فرمایا اے ملکۂ عالم مین نے بھی تم کو بہت پسند کیا اب اسی مقام پر رہو وہان نہ جاؤ
گلفام نے کہا کہ میری کیا مجال ہی جو وہان نہ جاؤن قدرت بلا بھیجینگے اور آپ روک
نہ سکینگے بادشاہ نے فرمایا یہ خیال خام و تصور ناتمام دل سے دور کرو یقین ہی یہان
تمپر کوئی دست انداز نہ ہوسکیگا گلفام نے کہا کہ اگر مین قلعہ آہن مین چھپونگی تو بھی قدرت
کو معلوم ہوجائیگا مجکو کوئی نہ روک سکیگا جس وقت سے دربار حضور مین آئی ہون خوف
سے قلب کانپ رہا ہی یہی خیال ہی کہ اب کوئی لینے کو آتا ہوگا وہی تیمر کے پتلے جا کر لے
آتے ہین اُس شخص کو پہونچا دیتے ہین جو کہ قدرت سے بھاگا اُس کا کہین ٹھکانا نہ لگا مین کہان

جاکر چھپون مجھسے بڑی گستاخی ہوئی دیکھیے اسکا انجام کیا ہو بادشاہ نے ہرچند سمجھایا مگر گلفام روروکر کہتی تھی کہ ای شہریار اپنا تو یہ حال ہی کہ بیان اُسکا اِسوقت میری زبان سے محال ہی نظم

پھر غلغلہ ہی آمدِ فصلِ بہار کا + بگڑا مزاج میرے دلِ بیقرار کا
آرام کی ہوس دلِ بیتاب اس مین کیون کیا پہلوِ مزار بھی پہلو ہی یار کا +
بوسے فریب سے جو لبِ یار کے لیے برہم معاملہ ہی مرے اعتبار کا
رحم آچکا تھا شرم نے سمجھا دیا کچھ اور بگڑا نصیب پھر کسی امیدوار کا
گر جانتے جگائے گی بر خیز حشر کی + احسان نہ لیتے راحتِ خوابِ مزار کا
یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو کھٹکا نہ جائیگا مژہ آبدار کا +
وصلت کی راحتون نے شبِ غم نہ بھولنا ای دل رہے ضرور لحاظ انتشار کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر میرا سا اتبو حال ہوا روزگار کا
دم بھر کے دیکھنے کی تمنا ہین نہین + شرمندہ ہو گناہ بھی کیا ایک بار کا
تیرے ستم عدو کی دعا نے کیا اثر بدلا ہوا ہی حال کچھ اس خاکسار کا
آتے نہین وہ ہاے یہان حال غیر ہی اقبال اوج پر ہی شبِ انتظار کا
پابوس آسمان سے شرف ہوتے ہین نصیب پھر حوصلہ بلند ہی اپنے غبار کا +
وحشت مین بھی نہ ترکِ محبت ہوا نسیم منھ آبلون نے چوم لیا نوکِ خار کا

آخر محفلِ عیش سے اُٹھی سعد شہریار سے رخصت ہوئی مگر چہرے پر ہوائیان اُڑتی ہوئین کہا ای شہریار مین رخصت ہوتی ہون مگر خیال رہے کہ اگر کنیز کے آنے مین دیر ہو تو آپ جانیے گا کہ کنیز رخصت ہوئی راہی ملک عدم ہوئی امیدوار ہون کہ دریافت کرکے قبر پر اس کنیز کی تشریف لائیے گا قبر پر فاتحۂ خیر پڑھیے گا بقول شاعر فرد چو آید بوقت بعد مردن بر مزار ما + باستقبال او مستانہ برخیزد غبار ما + بلکہ کیا عجب ہی کہ قبر سے کنیز کی آواز آئے فرد ای شہسوار گورِ غریبان پر آنکل + اپنی بھی مشتِ خاک ہو تیری رکاب مین + شاہزادے نے فرمایا ای ملکۂ عالم تم تو انتہا کی بدحواس ہو کیون گھبراتی ہو کچھ نہوگا مگر جمشید ثانی بعد جانے ملکہ گلفام کے اسقدر پریشان ہوا کہ عیار سے کہا ارے جاکر

خبر تولا کہ ملکہ کہان چلی گئین اِس عیار طرار کا نام بہرام تیز رو ہی بہرام بارگاہ سے نکلا
باہر آکر خبر سُنی کہ وزیر اعظم اُسپر عاشق تھے وہ کہین لے گئے بہرام ڈھونڈھتا ہوا اُس مقام پر
آیا کہ جہان لاشہ وزیر کا پڑا تھا لاش وزیر دیکھ کر بہرام بہت گھبرایا ایک بلندی کے اوپر
چڑھ کر دیکھا کہ سامنے ایک لشکر اُترا ہی ٹہلتا ہوا لشکر مین آیا سعد شہریار کا لشکر سات
لاکھ غیر ساحر ہین سردارون کے نام ناظرین کو یاد ہونگے غیر ساحر چالیس شاہزادیان ہین
ایک ایک بلائے روزگار ہین وہ ایک طرف اُتری ہوئی ہین ایک شخص کو کون دیکھے یہ پھرتا
پھراتا در بارگاہ شاہی پر پہونچا خدمتگار بنکر اندر آیا دیکھا ملکہ گلفام پہلو مین سعد شہریار
کے بیٹھی ہین باتین رخصت کی کر رہی ہین بہرام یہ دیکھ کر لپٹا سامنے جمشید کے آیا تمام کیفیت
بیان کی کہ وزیر صاحب آپ کے مارے گئے گلفام کو دیکھا کہ پہلو مین سعد شہریار کے بیٹھی ہین
بادشاہ طلسم زعفران کو نامہ لکھیے یہ سُن کر جمشید بہت جھلایا اُسی وقت نامہ لکھا کہ ای بادشاہ
عالیجاہ بی گلفام جو میری مدد کو آئی تھین ہین سنے اُنھین لڑنے سے منع کیا میرا وزیر اعظم یعنی
شمیم آسمان سیر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ اُن کو اُٹھا کر لے گیا برابر کوہ نینواز کے
آپس مین مقابلہ پڑا دہین لاشہ وزیر کا پڑا ہی بی گلفام نے وزیر کو مارا اور آپ جاکر خدمت
سعد شہریار مین پہونچین اطلاعاً تحریر کیا نامہ کو ملفوف کرکے بہرام کو دیا کہا ای بہرام برابر
قلعۂ زعفران زار کے جانا آگے قلعے کے چمن زعفران زار ہی خبردار اُس طرف نہ دیکھنا
ایک نخل کے نیچے خیال کرنا کہ زمین سے دھوان نکل رہا ہی وہان اِس نامہ کو ڈال دینا اور
آواز دینا کہ یہ نامہ بخدمت خداوند زعفران زار پہونچے نامہ ڈال کر تو چلا آنا عیار نامہ لیکر
چلا جب سامنے قلعے کے پہونچا تو اول نگاہ اِس کی چمن پر پڑی بے اختیار ہنسنے لگا مگر پلٹ کر
دیکھا کہ نخل کے نیچے دھوان زمین سے نکل رہا ہی نامہ اِسنے پھینکا اور ہنستا ہوا بھاگا جب
لشکر مین اپنے آیا جو کوئی پوچھتا ہی کہ مہتر صاحب کہانسے آتے ہو بہرام ہنستا ہی اور کچھ جواب
نہین دیتا شاگرد اِس کے بھاگے سامنے جمشید کے آئے کہا عیار آپ کا ہنستا ہوا آتا ہی ہر بات
پر ہنستا ہی بات کا جواب نہین دیتا جمشید نے کہا اُس کو میرے پاس لے لیو ورنہ ہنس ہنس کر
اپنی جان دیدیگا لوگ بہرام کو پکڑ کر سامنے جمشید کے لائے جمشید نے بہرام کا بازو پکڑ کر

یا خداوند طلسم زعفران زار کہا بہرام کو فوراً ہوش آگیا جمشید ثانی نے کہا صاحبو نام
خداوند زعفران زار مین کیا برکت ہی مین تو اُسی کا معتقد ہون مگر گلفام ہفت رنگ
سعد شہریار سے رخصت ہوکر بیرون بارگاہ چلی بادشاہ بھی اشتیاق مین چلے آتے ہین پلٹ پلٹ کر
گلفام بادشاہ جمجاہ سے کہہ رہی ہی کہ آپ تشریف لیجائیے بادشاہ فرماتے ہین ای
ملکہ گلفام ہفت رنگ تمھارا جانا دل پر بہت شاق ہی مگر جلدی آنا ہم کو فراموش نہ کرنا
ہم کو تمھاری بڑی یاد رہیگی تمھارا جانا بہتر نہین دل یہی چاہتا ہی کہ پلٹ چلو ہم چاہتے ہین کہ ہم
اور تم ایک جگہ بیٹھین کچھ حال دل کہین ملکہ گلفام جواب دیتی ہین کہ ای شہریار اگر آنیکی
مہلت پاؤنگی تو ضرور حاضر ہونگی یہ کہکر گلفام ہفت رنگ نے قصد کیا کہ آگے بڑھین
یکایک زمین سے دھوان نکلا کمر مین گلفام کی لپٹ گیا گلفام نے آواز دی کہ ای شہریار
یہ کنیز رخصت ہوتی ہی امیدوار ہون کہ کنیز کو بچائیے ورنہ کنیز کا خاتمہ ہوتا ہی آپ کا فرمانا
کنیز کو بہت پسند آیا کہ سراسر سامان سحر ہی مگر ایسا انتظام بندھا ہی کہ اس کو کوئی سحر نہین
کہتا اب کنیز سامنے اُسی شعبدہ باز کے پہونچیگی جسنے یہ سب سامان بنا رکھے ہین دیکھیے
میرے ساتھ کس طرح پیش آتے بادشاہ جمجاہ دوڑے جادوگر نیون نے بڑھکر سحر کیے مگر
اُس دھوئین نے گلفام ہفت رنگ کو نہ چھوڑا جس شاہزادی نے زیادہ بہادری کی
کہ جاکر گلفام کو لپٹ جاؤن جب قریب پہونچی تو خود غل مچانے لگی کہ کنیز کو بچائیے کنیز جلی جاتی
ہی دوسری شاہزادی نے آکر اُس کو کھینچ لیا اگرچہ چالیس شاہزادیان ہین ایک سے ایک
سحر مین زیادہ ہی مگر کسی کا زور نہ چلا اپنی جان بچانا دشوار تھی بڑی دور تک شاہزادیون نے
پیچھا کیا مگر اُس دھوئین پر کوئی غالب نہ آیا اور ایک آواز مہیب آئی کہ ای جادوگر نیو کیون
شامت آئی ہی جو لپٹ جاؤ یہ مقدمۂ طلسم زعفران زار ہی کسکی مجال ہی کہ مقدمۂ قدرت مین
دخل دے اگر قریب آؤگی تو تم سب جل جاؤگی یہ صدا سنکر جادوگرنیان پلٹین اور وہ دھوان
گلفام کو لے کر نکل گیا مگر کچھ حال مختصر گلفام کا عرض کرتا ہون کہ وہ دھوان لیے ہوے
اول چمن ہاے زعفران زار مین پہونچا ایک قہقہے کی آواز آئی اُسمین یہ صدا تھی کہ ای گلفام
یہ طلسم زعفران زار ہی در بند اول پر پہونچی ہو دیکھا دو پتلے پتھر کے کھڑے ہوے ہین پکار پکار کر

آواز دے رہے ہین کہ ای گلفام تمنے غضب کیا خداوند آفتاب تابان سے مُنھ پھیرا ہم نافرمانی
کرکے شرمندہ ہین دیکھو لٹکے ہوے ہین وہ دھوان لیے ہوے گلفام کو دوسرے دربند پر
پھونچا دیکھا زبرجد شاہ بھی فریاد کر رہا ہی قفس آہنی مین بند ہی اُس کے بعد قیلول لقا ملے
اُسنے بھی یہی آواز دی کہ ای گلفام خداوند آفتاب تابان سے بغاوت کی توبہ کر و اور
آگے بڑھی نمرود مردود شکا کی ملا اُسنے یہی یہی سمجھایا گلفام خاموش ہی کسی کو جواب نہین
دینی چاہتی ہی سحر کردن مگر سب سحر فراموش ہو گیا اسی طرح سات دربند طی کرکے اُس قصر تاریک
مین دھوان پھونچا گلفام کو ڈالدیا گلفام نے دیکھا تخت پر ایک شخص بیٹھا ہی صورت اُسکی
ظاہر نہین ہوتی اسقدر روشنی ہی کہ چہرے پر نگاہ نہین ٹھہرتی ہزارہا ساحر جمع ہین سرکٹ کٹکر
اُن کے گر رہے ہین اور پھر سر جل جاتے ہین ایک جانب آگ جل رہی ہی اُس مین ہزارون آدمی
جل رہے ہین اور پھر زندہ ہوتے ہین ایک طرف ایک باغ بنا ہی اُس مین جو لوگ بیٹھے ہین وہ
فرحان و شادان ہین دمبدم پکارتے ہین کہ یا خداوند آفتاب تابان تیری قدرت کے صدقے
ہم آرام کر رہے ہین بہشت کے میوے کھاتے ہین اور تجکو یاد کرتے ہین اُس تخت نشین نے
ایک آواز دی کہ او گلفام جب تونے وزیر کو جمشید کے مارا ہی تو ہم دیکھ رہے تھے
یہان تک تو صمت دارتی تیرے سر نے وہ تاثیر کی کہ شمیم آسمان سیر نہ بچ سکا پھر
کیا حماقت کی کہ بارگاہ سعد مین پھونچی اب توبہ کر اور سجدے کو جھک ورنہ جہنم مین پھنکوادونگا
گلفام کے تمام اعضا کانپ رہے ہین مگر کچھ جواب نہ دیا اُسی تخت سے ایک قفس آہنی نکلا
اُس مین گلفام بند ہو گئی حکم ہوا کہ اس کو باغ شداد مین لیجاؤ تکلیف بھی اُٹھائیگی اور راحت
بھی پائیگی وہ قفس بلند ہوا ایک مکان مین جاکر قایم ہوا اُس قصر کو گلفام نے دیکھا کہ جواہر
کے مکان بنے ہوے ہین اور جواہر کے درخت لگے ہین قفس آکر ایک درخت مین لٹک گیا
ایک جھونکا ہوا کا آتا ہی کہ بدن مین آگ لگ جاتی ہی دوسرا جھونکا آکر فرحت دیتا ہی گلفام
تو اس مصیبت مین ہی مگر بعد جانے گلفام کے بادشاہ حجاہ دیوانے ہو گئے دوڑے دوڑے
پھر رہے ہین اور یہ اشعار پڑھتے ہین نظم

عضو تن میرے دیکھنے سے اخگر ہو کر	پرورش روح نے پائی تو خنجر ہو کر

اب تو بدخواہ بھی پیش آتے ہیں کمتر ہو کر — تیغ ملتی ہے گلے سے مرے خنجر ہو کر +
کیسا پایا قفس تنگ الٰہی توبہ ++ — طائر روح رہا جسم میں بے پر ہو کر
ہاتھ بڑھ بڑھ کے بڑھے پر نہ بڑھے یہ قاتل — رہ گئے زخم جگر حد متشدد ہو کر ++
روح بھی کوئی دلھن تھی کہ مرے قالب سے — منھ چھپائے ہوئے نکلی تہ خنجر ہو کر +
یہ تمنا ہے کہ وہ بھی مری آغوش میں ہوں + — جی میں ہے خلق کو لوں دامن محشر ہو کر
غیرت آتی ہے شب ہجر میں مرنے سے مجھے — رنج دیتی ہے اجل طعنۂ دلبر ہو کر +
خواہش وصل سے خط پڑھنے کے قابل نہ رہا — لپٹے الفاظ سے الفاظ مکرر ہو کر +
اب تو شمشیر سے محروم نہ رکھ اے قاتل — سوکھے جاتے ہیں لب زخم مرے تر ہو کر
کسقدر حسرت پرواز بھری ہے دل میں — روح نکلی بدن زار سے شہپر ہو کر
دود پیچیدہ جو اٹھے تھے مری آہ سے — مدتوں چرخ سے لپٹے رہے اژدر ہو کر
کیا اثر ہے لب شیرین جو ترے چھو سکے — زہر گھلتا ہے دہن میں مرے شکر ہو کر
مر کے ہٹ کرتے ہیں دیکھو تو عدم کے سفری — حشر تک قبر سے اٹھتے نہیں بستر ہو کر
ذبح کے بعد بھی کم حسرت دیدار نہو — گھورے روے قضا دیدۂ جوہر ہو کر
سر کٹا کر تجھے دکھلائیں گے جلوے قاتل + — شمع بن جائیں گے ہم قامت بے سر ہو کر
کبھی خالی کبھی لبریز بسر کی ہے نسیم — شکل خم شکل سبو صورت ساغر ہو کر

گرد بادشاہ کے تمام جادوگرنیاں جمع ہیں مگر بادشاہ جمجاہ دیوانہ وار وحشی مثال حرکات خلاف کر رہے ہیں جادوگرنیاں چاہتی ہیں سحر کریں اور بادشاہ کو ہوش میں لائیں لیکن ممکن نہیں ہوتا دمبدم بیقراری کی ترقی ہے فیروزہ حیران ہے کہ کیا تدبیر کروں کچھ بن نہیں پڑتا سب تاجدار رو رہے ہیں ورنہ بادشاہ چاہتے ہیں کہ گریبان پھاڑ کر طرف جنگل کے نکل جاؤں مگر تاجدار نہیں چھوڑتے فیروزہ بن عمر دعائیں مانگ رہا ہے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز رحم اپنا شریک کر تیری صفت کیا بیان کروں تو رحیم و کریم و سمیع و علیم ہے نظم

بردلت نقش است چون نقش نگار ++ — سر نگون کن تا بہ بینی روے یار +
سیر این گلزار بہ انوار کن + — ورنہ روزی بگذرد وقت بہار

چند روز است آب و تاب این چمن
ہست چون امروز و فت کار تو
از متاع زندگی بردار سود
میکند آخر سفر در چند روز +
فکر امروز و غم فردا مکن ++
ناگہان رحلت ازین دنیا کنی ++
از عزیزان برزبان نارد کسے
کس نیابد از نشان تو نشان ++

بار نابید در نظر جز نوک خار
کار کن صبح و مسا ای کردگار
زانکہ این سودا نگردد بار بار
جان شیرین از سراے جسم زار
نیست چون یکدم دمت را اعتبار
با غم و افسوس و رنج و اضطرار
نام تو بار دگر اے نامدار +
بار دیگر تا قیامت در جہان ++

سب سردار بیقرار ہین کہ کیونکر بادشاہ کو اس آفت سے بچائین اور بادشاہ چاہتے ہین کہ
سب سے لڑبھڑ کر نکل جاؤن جنگل مین پہونچون فرماتے ہین کہ یارو مجھے کون روک سکتا ہی مین
گلفام کے پاس جاؤنگا اُس کو قید سے چھڑاؤنگا مین سامنے دیکھ رہا ہون کہ گلفام قفس مین
گرفتار ہی مجکو پکار رہی ہی اگرچہ وہ مقام ایسا نہین ہی کہ مین پہونچ سکون مگر تا امکان کوشش
نہ کرون سب تاجدار بلک رہے ہین کہ ای رحیم و کریم رحم اپنا شریک کر سب نے جو بیقرار ہو کر
دعا کی صحراسے گرد اڑتی دیکھا سب نے کہ صاحبقران زمان اشقر پر سوار گھوڑا اُڑاتے ہوے
آتے ہین سب سردارون نے بڑھ کر عرض کی کہ ای شہریار ہمارے بادشاہ کا عجب حال ہی یہ سنکر
صاحبقران قریب آئے اسم اعظم پڑھ کر ہاتھ تھام لیا اور فرمایا ای فرزند تم فتاح طلسم ہو
اپنے کو سنبھالو معلوم ہوا کہ طلسم زعفران زار پر بھی جانا واجب و لازم ہو گا وہانکے حاکم
نے یہ شعبدہ دکھایا ہی مگر انشاء اللہ مین وعدہ کرتا ہون کہ تمہاری معشوقہ کو چھڑا لاؤنگا اور
تم سے ملاؤنگا بادشاہ ہوش مین آگئے صاحبقران بادشاہ کو اپنے ساتھ لیے ہوے بارگاہ
مین آئے بادشاہ سر جھکائے ہوے بیٹھے ہین صاحبقران نے فرمایا ای نور نظر سارا طلسم تمنے
فتح کیا مگر آسمان پری رہا نہین ہوئین لوح ملاحظہ کرو بادشاہ نے لوح دیکھی مگر نہایت باد دل
وحزین ہین ہر مرتبہ یہی فرماتے ہین کہ وہ قیدخانہ میری آنکھون سے مخفی ہو گیا مجکو بڑا
قلق ہی اُسنے میری محبت مین یہ آفتین اُٹھائین مگر گو چہ عشق سے قدم نہ ہٹایا لوح کو جو ملاحظہ کیا

اُس مین نوشتہ پایا کہ ای فتاح طلسم دای سیار این عجائبات طرف مشرق جاؤ مگر لوح کو قدم قدم پر دیکھنا اگر دھوکا پڑ گیا تو لوح نکل جائیگی کچھ زور نہ چلیگا بادشاہ اُٹھے مگر فیروزہ بن عمرو کہ عیار کامل ہی اور عاشق جمال ہزبر پیچھے پیچھے چلا صاحبقران نے خواجہ عمرو کو حکم دیا کہ تم بھی ساتھ جاؤ خواجہ بھی چلے مگر الگ الگ جاتے ہین اور دیکھ رہے ہین کہ بادشاہ ایک جنگل مین پہونچے وہان ایک بارگاہ استادہ تھی اُس بارگاہ مین داخل ہوے فیروزہ گھبرایا کہ اندر کا حال کیونکر کھلے خواجہ عمرو نے فرمایا تم جاؤ مین دیکھ رہا ہون فیروزہ جیسے ہی بڑھا ایک شیر سامنے سے پیدا ہوا فیروزہ نے چاہا بھاگون مگر زمین نے پاؤن تھام لیے وہ شیر فیروزہ کو لے کر غائب ہو گیا خواجہ عمرو پیچھے شیر کے چلے آگے بڑھ کر ادر ایک بارگاہ استادہ تھی وہ شیر فیروزہ کو لیکر اُس بارگاہ مین گیا اب خواجہ عمرو حیران ہین کہ کیا کرون اسی حیرانی مین کھڑے ہوے تھے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا یاقوت جنّی ظاہر ہوا قریب خواجہ کے آکر عرض کی کہ اب جلدی کیجیے اپنے کو بارگاہ مین پہونچایئے ورنہ بادشاہ کے پاس سے لوح نکل جائیگی یہ کہکر یاقوت جنّی تو چلا گیا خواجہ عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک بڈھے گوّیے کی شکل بنکر اُسی مقام پر بیٹھے اور یہ اشعار گانے لگے نظم

کہو تو کیا ای چارہ گر تجکو ہوا منظور آج + گھورتا ہی بیطرح کچھ دیدۂ ناسور آج +
کچھ عجب تاثیر کی تیغ نگاہ مست نے زخم کے منھ سے ٹپکتی ہی مئے انگور آج
ای خوشا قسمت کہ ہی پہلو مین وہ رشک قمر جلوہ گر ہی بعد مدت خانۂ بے نور آج +
حشر کے سامان سے کم سامان فرقت بھی نہین آرہی ہی میرے نالو نسے صدائے صور آج
ہٹ پر آئے ہین اگر وہ آئین تو کچھ غم نہ کھا ہم بھی ای دل کب کمی کرتے ہین تا مقدور آج
پوچھتے کیا ہو تپ فرقت کی ای جان گرمیان ہاتھ ہی رکھنے نہین دیتا تن محرور آج +
برچھیان کھاتین نظر کی اسقدر بیہم نسیم + دل ہمارا ہو گیا ہی خانۂ زنبور آج + +

خواجہ کی جو آواز بلند ہوئی جانور درختون سے اُترنے لگے خواجہ عمرو کو گھیر لیا کہ اندر سے بارگاہ کے ایک جادوگر نکلا خواجہ کا گانا بیٹھ کر سننے لگا جب خواجہ نے نَے کو ہاتھ سے رکھا اُس جادوگر نے کہا بڑے میان صاحب آپ کا کیا نام ہی خواجہ عمرو نے کہا اُستاد دل کشا میرا نام ہی

صحرائے پر بہار میں بیٹھا تھا کہ خداوند جمشید ثانی آئے اور فرمایا کہ فلان صحرا میں جادوگر کا بندے وہان موجود ہیں انکو شراب پلاؤ کہ سب کی عمر سو سو برس بڑھ جائے وہ جادوگر قدمون پر گر پڑا کہتا تھا کہ ای اُستاد دلکشا مجکو دو جام پلائیے گا میں فکر کر رہا ہون کہ طلسم کشا سے لوح چھین لیجائے اب وقت قریب ہی خواجہ عمرو اُس جادوگر کے ساتھ اُٹھے اور بارگاہ میں آئے دیکھا سعد بن قباد بیٹھے ہیں ایک نازنین مسند پر بیٹھی باتیں کر رہی ہی کبھی گاتی ہی کبھی بتاتی ہی اور کہتی جاتی ہی کہ دونون لوحین مجکو دیدیجیے بادشاہ جمجاہ فرماتے ہین کہ میرے ساتھ چلو بعد وصل تختیان دیدونگا کہ خواجہ عمرو نے آکر اُس نازنین کو سلام کیا اُس جادوگر نے کہا کہ ای ملکۂ عالم اُستاد کو حکم ہوا ہی کہ شراب پلاکر سب کی عمر بڑھاؤ یہ وہ شخص ہی کہ سامنے خداوند کے گاتا ہی قدرت کو شراب پلاتا ہی یہ کہکر گلابیان لایا خواجہ عمرو نے سب میں بیہوشی ملائی اور کھڑے ہو کر ناچنے لگے پھر جام بھر کر سر پر رکھا اُس نازنین کے قریب آئے یہ کہکر جام دیا کہ ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے مگر وہ جادوگر جو خواجہ عمرو کو ساتھ لے کر آیا ہی دمبدم کہہ رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم پی جائیے ای اُستاد دلکشا مجھے بھی جام دیجیے میں دو جام پیونگا مجکو زندگی کی بڑی ہوس ہی اب شادی کرونگا اُستاد تم بھی شریک ہونا خواجہ عمرو فرماتے ہیں پہلے ملکہ پی لین تو تمکو بھی دون آج کوئی محروم نہ رہیگا قدرت نے حکم دیا ہی میں یہ دن حکم نہیں آیا اُس نازنین نے جام ہاتھ میں لیکر کہا کیون اُستاد پی جاؤن خواجہ عمرو نے کہا قدرت نے تو یہی حکم دیا ہی کہ پہلے مالک صحبت کو پلانا میں نام تمہارا بھول گیا قدرت نے بتایا تھا کئی سو کوس کا راستہ جو طے کیا بھول گیا نازنین نے کہا اُستاد میرا نام دلفریب ہی میں طلسم کشا سے لوح لیا چاہتی ہون یہ کہکر جام پی گئی دوسرا جام بھر کر اُس جادوگر کو دیا وہ تو جام لیکر بہت اُچھلا اور کودا کہتا تھا جب میری شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے میں باہر بیٹھا ہونگا دوست جمع ہونگے کہ پردہ اُٹھا کے لڑکا نکلے گا کہیگا ابا جان ایک پیسہ دیجیے میں کہونگا دور ہو یہ کہکر جام پھینکدیا خواجہ نے کہا یہ کیا غضب کیا تمہاری عمر گھٹ گئی میرا مطلب تو ہو چکا میں قدرت سے کہدونگا کہ اُس نے جام پھینکدیا وہ جادوگر زمین سے شراب اُٹھانے لگا زمین کو چاٹتا تھا خواجہ عمرو نے دوسرا جام

اور دیا اب تو وہ جادوگر بھی پی گیا کہا کیوں اُستاد اب تو مطلب ہوا جو تمھاری خوشی ہو وہ
کرون مگر زندگی بڑھے بڑی بڑی حسرتین دل مین ہین خواجہ عمرو نے کہا اب سب حسرتین تمھاری
نکل جائینگی دیکھو تو کیا ہوتا ہی یہ کہکر خواجہ نے دورہ باندھا مگر بادشاہ سر جھکائے ہوے
بیٹھے ہین کچھ زبان سے نہین فرماتے کہ اُس نازنین کو نشہ ہوا پکار کر کہا کہ ای شہریار مین لوح
نہ لونگی قدرت منع کر رہے ہین اب مین جاتی ہون قدرت سے پوچھ آؤن دیکھون اب کیا
حکم دیتے ہین خواجہ نے کہا جلدی جائیے وہ جادوگر تو کودتے کودتے گرا بیہوش ہو گیا مگر
وہ نازنین کچھ بکتی ہوئی اپنی مقام سے اُٹھی لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی خواجہ نے بادشاہ
سے اشارہ کیا اس کو قتل کیجیے بادشاہ نے فرمایا ای عمر نامدار بیہوشی مین جادوگرنی کو
قتل کرون ایسا نہ ہو کہ دادا جان کے خلاف ہو عمرو نے کہا ای شہریار یہ مقدمۂ طلسم ہی یہان
پابندی قانون نہ چلیگی مناسب یہ ہی کہ اس کو جلد قتل کیجیے ورنہ مجکو حکم دیجیے کہ مین خنجر
مارون اس کے دو ٹکڑے ہون کہ زمین شق ہوئی یاقوت جنی نے زمین سے سر نکالا کہتے ہی
اُس ساحرہ کو قتل کیا مرتے ہی اُس ساحرہ کے ہنگامہ برپا ہوا اندھیرا ہو گیا ایک پہلو سے فیروزہ
بن عمرو نکلا بادشاہ کے قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار خدا نے آپ کو بچایا قبلہ وکعبہ
نے بڑا کام کیا خواجہ نے سب مُردون کے کپڑے اُتار لیے وہ خیمہ بھی جل گیا اور سب جادوگر
شعبدے کے بنے ہوے تھے صرف دلفریب دعویٰ کر کے آئی تھی اُسی کا لاشہ پڑا ہی جب
بادشاہ اُس مقام سے اُٹھے تو خواجہ نے گلیم اوڑھ لی بادشاہ کی نظرون سے مخفی ہوے
بادشاہ جمجاہ آگے بڑھے فیروزہ بھی الگ ہوا کہ بادشاہ جاتے تھے کان مین رونے کی آواز
آئی دیکھا سامنے سے ایک ضعیفہ کمر خم کوزۂ آب لیے ہوے روتی ہوئی آتی ہی بادشاہ
نے پکارا کہ او ضعیفہ تھوڑا پانی ہمین پلا دے ضعیفہ نے کوزہ ہاتھ سے رکھدیا اور غل وشور
مچانے لگی کہ کیسا ستم ہی پانی لیکر گھر نہین جاسکتی ہون اور چند مسافر جمع ہوگئے سعد کو
سمجھانے لگے کہ اس ظلم سے کیا فائدہ غریب کو کیون ستاتے ہو مگر بادشاہ نے آکر کوزہ کو
اُٹھا لیا ضعیفہ غل مچا رہی ہی کہ خبردار پانی نہ پینا ورنہ کلیجہ کٹ کر بہ جائیگا بادشاہ نے چاہا
کوزہ دہن سے لگائین کہ زمین شق ہوئی یاقوت جنی نکلا بادشاہ کا ہاتھ تھام لیا کہا پانی نہ

پیجیے گا ورنہ پناہ پانی مشکل ہو گی آبرو نہ بچیگی دریاے مکر کا جوش و خروش ہی دیکھیے وہ مکارہ بھی
غائب ہو گئی سمندر جادو اسکا نام ہی غلام بھی اپنی جان لگا رہا ہی مگر اب حضور پر بڑی سختی
پڑیگی زندان طلسمی قریب ہی خدا آپ کو مظفر و منصور کرے یہ کہکر یاقوت جنی نے وہ کوزہ
توڑ ڈالا پانی جو زمین پر گرا زمین سیاہ ہو گئی دھوان نکلنے لگا چند کیڑے جو ریگ سے نکلے
چہرے اُن کے جلے ہوے سر پٹک پٹک کر مرے بادشاہ اسلام نے یاقوت جنی کو گلے سے
لگا لیا یاقوت جنی نے قدمون سے لپٹ کر عرض کی کہ حضور لوح سے غفلت نہ کرین بیچ
مین کئی مکار آئین گے سو سو طرح کے دھوکے دین گے مگر حضور کو مناسب یہ ہی کہ بدون
ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا اگر ایکی مرتبہ لوح گئی تو بڑی خرابی ہو گی بادشاہ نے فرمایا
اے یاقوت جنی دل مین یہی سوچ لیتا ہون مگر وقت پر کچھ ایسا اختلاف ہوتا ہی کہ لوح
دینے کا ارادہ کرتا ہون یہ فرما کر آگے بڑھے دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک لڑکا بیٹھا رو رہا ہی
مان سے کہتا ہی کہ اپنی جان دونگا ورنہ لوح طلسم مجھکو دیجیے مان اُسکی بہ نگاہ حسرت طرف
بادشاہ کے دیکھنے لگی بادشاہ نے لوح اُتاری چاہا طفل کو دیدون وہ لڑکا ہاتھ پھیلاے
ہوے کھڑا ہی مگر روئے جاتا ہی بادشاہ کو رونا اُس کا ناگوار ہی کہ پہلو سے آواز آئی اے
شہریار خبردار لوح نہ دیجیے گا یہ طفل نہین ہی پیران جادو ہی لوح کو ملاحظہ فرمائیے ایسے
غافل نہو جیے بادشاہ نے فوراً لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ لڑکے پر لوح پھینک ماریے بادشاہ
نے لوح اُس طفل کے سر پر رکھدی اُس طفل نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی پیر ہاتھون
سے شعلہ ہاے آتش نکلے وہ لڑکا جلنے لگا جل جل کر خاک ہوا مگر بادشاہ حیران تھے کہ یہ صدا
کسنے دی پلٹ کر دیکھا کہ یاقوت جنی پکار رہا ہی پھر یاقوت قریب آیا قدمون کو شاہ
کے بوسہ دیا عرض کی براے خدا حضور کے ہوش و حواس درست رہین بہت چالاک و
چست رہین ایسا نہو کہ لوح نکل جائے اب زندان طلسم قریب ہی کئی لاکھ جادوگر جمع ہین
غلام نے جاکر دیکھا تو جمشید ثانی نے الکن مردار خوار کو بھیجا ہی وہ ملعون دعوی کرکے
آیا ہی جادوگرنیون کو بھیج رہا ہی جب مین گیا تھا تو کہ رہا تھا کہ کسکی مجال ہی جو قریب اس
قصر کے آئے مگر خدا آپ کو سلامت رکھے اگر آپ ہوشیار رہے تو کوئی کچھ نہین کر سکتا

آپ نے ساتون مرحلے شکست کیے ساحرون سے کیا کیا مکر کیے مگر آپ ہوشیار رہے اب کیا
ہی کہ حضور بیقرار ہو جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا ای یاقوت جنی گلفام ہفت رنگ کا
قید ہونا مجھپر بڑا شاق ہوا ہی مشتاق ہون کہ اپنے کو وہان تک پہونچاؤن اور اُس کو
چھڑاؤن یاقوت جنی نے عرض کی یہ بسا دشوار ہی کوشش بیکار ہی بادشاہ نے فرمایا
ہم جان دین گے ہجر مین گلفام کے زندہ نہ رہین گے اُس کی جدائی ہم کو بہت بیتاب کرتی
ہی اُس کی مجبوری و ناچاری دیکھیے کیا دکھاتی ہی اپنا تو یہ حال ہی کہ ضبط اُسکا محال ہی نظم

لازم ہی کہ آغاز ہو انجام سے پہلے ٭ لے لینے دو بوسہ مجھے دشنام سے پہلے
پھر طاقت پرواز مری پوچھنا صیاد ٭ آزاد تو کر بہر خدا دام سے پہلے
اب منھ سے نہ کچھ کہیے گا ہم کہ چکے تو یہ ٭ تدبیر بیان ہو گئی الزام سے پہلے

یاقوت نے عرض کی کہ حضور صبر کرین اتنا عرض کرتا ہون کہ وہ معشوقہ حضور کو ملیگی مگر
بڑی کوشش پڑیگی طلسم زعفران زار عجب مقام سخت ہی اب بادشاہ مجاہد یاقوت جنی
سے بخوبی باتین کرکے بہدایت لوح ایک جانب چلے مگر خواجہ عمرو دور دور آتے تھے
کہ راہ مین ایک طفل سے ملاقات ہوئی اُسنے قریب آکر کہا کہ میرے مان باپ مرگئے مجھے
اپنی غلامی مین لیجیے خواجہ عمرو نے اُس لڑکے کا ہاتھ تھاما مگر اُسنے خواجہ کی کمر مین ہاتھ
دیا خواجہ ہان ہان کرتے رہے مگر اُسنے نہ چھوڑا پر پرواز پیدا کرکے لے اُڑا نعرے کرتا ہوا
جاتا تھا کہ منم پرواز جادو اُدھر سے گذرا کہ جدھر سعد شہریار ایک نخل کے سائے مین کھڑے
تھے خواجہ عمرو نے جو سعد شہریار کو دیکھا پکار کر آواز دی کہ اس غلام کو بچائیے بادشاہ
نے دیکھا کہ ایک جادوگر بڈھا خواجہ کو لیے ہوے جاتا ہی بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے سے
اُتاری اور تین پھال کا تیر بجر کمان مین پیوست کیا اسم حاشیہ لوح پڑھا تاک کر تیر مارا
اُس ساحر نے چاہا بلند ہوکر اپنے کو بچاؤن مگر تیر قضا کب خطا کرتا ہی سینے پر اُس ساحر
کے پڑا کہ توڑ کر پشت کو پار گذرا خواجہ عمرو اُس کے پنجے سے چھوٹے بادشاہ ہاتھ پھیلاکے
دوڑے کہ خواجہ زمین پر نہ گرنے پائین ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم یاقوت جنی خواجہ عمرو کو
روک لیا سعد شہریار تو بڑھ گئے لوح مین جو حکم دیکھا ہی اُسی راہ پر جاتے ہین مگر یہ

خواہش ہو کہ آج جدہ کو رہا کردن مگر الکن مردار خوار تین لاکھ فوج لیکر آیا اندر قید خانے
کے گھسا ہوا آسمان پری سے کہتا ہو مین آپ پر عاشق ہون مجکو قبول کیجیے آسمان پری
نے غصے مین جواب دیا اور مردود کیا بیہودہ بکتا ہو الکن نے کہا ایسا سحر تیار کرون کہ تم بھی
مجبور عاشق ہوجاؤ یہ کہہ کے جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ برگ سبز کچھ غنچہ کچھ گل نکالے سحر کرنے لگا
گلدستہ بنا رہا ہو اور کہتا جاتا ہو کہ ای ملکۂ عالم یہ تم کو سنگھا دونگا جب اسکی بو دماغ مین
پہونچیگی مثل میرے عاشق ہو جاؤگی ملکہ آسمان پری نے گھبرا کر طرف قریشہ سلطان کے
دیکھا قریشہ سلطان بیقرار ہوگئی خیال کیا کہ ساحر بہانکے غضب کے ہین اگر اس بیحیا نے
ملادر مہربان کو گلدستہ سنگھایا تو بیشک اِن کا قلب اُلٹ جائیگا قبلہ و کعبہ کو کیا مُنھ دکھاؤنگی
وہ فرمائینگے تو نے ہماری آبرو نہ بچائی ای کریم و رحیم اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے آبرو
مین فرق نہ آئے تیری ہی ذات کا سہارا ہو نظم

دلش ہمیشہ بہ نور صفاست نورانی — بخاک عجز ہر آنکس کہ سود پیشانی
خدا بہ روح بہ بخشد کمال روحانی + — کند بجسم عنایت جمال جسمانی ++
خدا بہ بندہ کمزور زوری بخشد — خدا بہ مور دہد رتبۂ سلیمانی ++
خدا بآدمی او صاف آدمیت داد — عطا نمود بانسان کمال انسانی ++
خدا حکومت و دولت دہد بخادم زار — کند بہ بندہ عطا تاج و تخت سلطانی
خداست مالک املاک ملک ہر دو جہان — کہ ہست قصر دو عالم بنائے یزدانی
رسد بہ مطلب خود طالب خدا ہندی — ز مدح گوئی و وصافی و ثنا خوانی +

سب سردار بیقرار ہین جو کہ ملکہ کے ساتھ قید ہین سب دعائین مانگ رہے ہین الکن جادو
چاہتا ہو کہ گلدستہ ملکہ آسمان پری کو سنگھا دون ملکہ نے ناک بند کرلی ہو کہ بو پھولون کی ہرگز
دماغ مین نہ جائے مگر الکن جادو گلدستہ لیے ہوئے پھر رہا ہو چاہتا ہو سنگھا دون مگر ملکہ اپنے
کو بچا رہی ہین کہ بیرون قصر غلغلہ ہوا الکن جادو نے گھبرا کر کہا ارے دریافت تو کرو یہ
ہنگامہ کیسا ہو کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا آیا اُسنے عرض کی ای افسر اعلےٰ طلسم کشا آگئے
جنگ کر رہے ہین آپکے لشکری فریاد والغیاث کر رہے ہین الکن جادو گلدستہ پھینک کر باہر نکلا

مگر جھلاتا اور کہتا ہوا کہ اگر چند ساعت طلسم کشا اور نہ آتا تو میرا مطلب ہو جاتا لیکن یہ سلطان
بڑے صاحب اقبال ہیں باہر نکل کر دیکھا کہ طلسم کشا لڑ رہے ہیں اور لوح چمکاتے جاتے
ہیں لوح کا عکس جو ساحروں پر پڑتا ہے تو سحر فراموش ہوتا ہے دریائے حیرت کا جوش ہوتا ہے
بھاگتے پھرتے ہیں الکن جادو نے سحر کرنا شروع کیا آگ برساتا جاتا ہے غل مچاتا ہے کہ ہاں
یار دتم بحساب ہو طلسم کشا کو گھیر کر مار لو سعد شہریار نے دیکھا کہ فوج کا اسقدر بلوہ ہے کہ
مرکب بڑھ نہیں سکتا جب لوح چمکاتا ہوں تب راستہ ملتا ہے گھبرا کر درگاہ خدا میں دعا مانگنے لگے
کہ ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم مشکل کو آسان کر **نظم**

تازہ در باغ بدن تا کی بود گلزار دم + سبز کی ماند ہمیشہ گلشن بگذار دم ++
از غم گل بلبل اندوہگین یابد خلاص + چون برآید از گلستان دجو دش خار دم
گر نباشد دم نباشد ہمدم انسان کسے + زانکہ ہر یار است در دنیاے فانی یار دم
ہر زمان ہر وقت ہر دم روز و شب شام و سحر + اہلِ دم مشغول میباشد بشغل کار دم +
باش مثل نقطہ اندر حلقۂ طاعت مقیم + ہست تا وقتیکہ اندر گردش این پرکار دم
خانۂ عمر است تا روشن بنور فیض حق + روشنی چون شمع می بخشد بدل انوار دم
بر ہوا قایم بود بنیاد عمر آدمی + زانکہ باشد زیستش قایم باستقرار دم
پیش نا واقف نباشد سر معنی آشکار + محرم اسرار داند ہست یا اسرار دم +

ناگاہ صحرا سے گرد اڑی نقابدار زرہ پوش بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا تلوار کھینچ کر جا پڑا
بارہ ہزار جوان نے جو آکر حملہ کیا چند حملوں میں فوج کو درہم برہم کر دیا مگر سعد شہریار جنگ
رستمانہ کرتے ہوے سامنے الکن جادو کے پہونچے الکن نے بہت سحر کئے مگر کسی سحر نے
سعد شہریار پر تاثیر نہ کی جب سب سحر کر چکا تو ناچار ہو کر تلوار کھینچی اور ہاتھ مارا سعد
نے لوح کو چمکا دیا تلوار ہاتھ سے الکن کے گری ادہر سے شاہزادے نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ
الکن مردار خوار کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی الکن کے سب ساحر بھاگے چند کس جو
گھرے ہوے تھے وہ اسباب سحر پھینک پھینک کر قدموں پر سعد شہریار کے گرے اطاعت
اختیار کی سعد شہریار اندر قید خانے کے آئے ملکہ آسمان پری کو سلام کیا آسمان پری نے

گلے سے لگالیا فرمایا ای فرزند مین جانتی تھی کہ میرا قید ہونا آفت برپا کریگا خدا تم کو سلامت رکھے
کہ تم نے آکر رہا کیا سعد شہریار نے قید کاٹی ملکہ قریشہ سلطانہ کو سلام کیا قریشہ سلطانہ
نے سعد شہریار کی بلائین لین اور زنجیرین توڑ ڈالین سعد شہریار ان سب کو ساتھ لیکر باہر نکلے
ملکہ آسمان پری کو تخت پر سوار کیا قریشہ سلطانہ مرکب پر سوار ہوئین پایۂ تخت آسمان
پر ہاتھ رکھ لیا کہ صحرا سے گرد اُڑی صاحبقران مع فوج آکر پہونچے اتنا بڑا لشکر آیا کہ تمام صحرا
فوج سے مملو ہو گیا ملکہ آسمان پری نے جو صاحبقران کو دیکھا ہنسکر کہا کہ کیون ای
عرب طوطا چشم ہماری رہائی کو تم نہ آئے ہمارے فرزند نے ہم کو رہا کیا صاحبقران نے
فرمایا وہ فتاح طلسم ہی لیکن ملکہ بخدا جس وقت مین نے خبر پائی کہ تم گرفتار ہو گئین اور
طلسم نوخیز جمشیدی والون نے تمھارے ساتھ بے ادبی کی کئی دن تک کھانا نہین کھایا
محلات مین نہین گیا شکر ہی پروردگار کا کہ تم نے رہائی پائی اب ایک جنگ اور باقی ہی
کہ جمشید ثانی قصر ہفت رنگ پر فوجکش ہی بائیس لاکھ فوج جمع کی ہی اور آٹھ
نو سو تاجدار مین بڑے بڑے پہلوان جمشید نے بلوائے ہین کہ وہ سب دعوی رکھتے ہین کہ سبکو
گھیر کر مار لینگے اس جنگ مین البتہ لڑائی کا انتظام ہوگا تمام فرزندان نامی و سرداران گرامی
کو مین نے نامے لکھے ہین خواجہ سب کو نامے پہونچا آئے ہین وقت پر وہ سب آئینگے سبکی
جرأت کا امتحان ہوگا مگر یقین ہی کہ فرزند میرا رستم بڑے جاہ و جلال سے اسکے بدیع الزمان
و قاسم و ایرج و نورالدہر و جہانگیر و لندھور و مالک وغیرہ یہ سب وقت پر آئینگے
جمشید کو معلوم ہوگا کہ اہل اسلام لشکرکشی کر کے آئے ہر چند کہ فوج اُس کے پاس بہت ہی
مگر حال جرأت کھلیگا ملکہ آسمان پری باتین صاحبقران کی سنکر بہت خوش ہوئین کہا
آپ کے دم سے پردۂ قاف مین میری سلطنت ہی ہمیشہ قہقہہ سہ چشمی لشکرکشی کر کے آتا ہی
مگر پھر بھاگتا ہی ابکی مرتبہ قلعۂ بلور پر سے ایسی شکست کھائی کہ کئی دن جنگل مین پڑا رہا مگر
نقابدار زرین پوش بڑے زور و شور سے جا کر قہقہہ سہ چشمی پر گرا اور نقابدار زرین پوش
کو بڑا غرور ہی اُس نے نعرہ کر کے اپنے کو صاحبقران عصر کہا ملکہ کو بہت ناگوار ہوا گھوڑا
اُڑا کر سامنے نقابدار کے پہونچی اور کہا ای بہادر ہر چند کہ آپ نے ہماری مدد کی مگر اپنے کو

صاحبقران مت کہیے ہمکو ناگوار ہوتا ہی خدا صاحبقران کو سلامت رکھے جنکی ذات سے تمام دنیا مین اسلام ہوا نوشیروان ایسے شاہ سے لڑے آخر کو شکست دی پھر بربر ایسا ملک فتح کیا گنجاب کو شکست دی عجم ہوتے ہوے باختر مین پہونچے لقا ایسے شخص کو شکست فاش دی آپ مجھسے مقابلہ کیجیے لقا بدار نے سر جھکا لیا اور کہا میری کیا مجال کہ آپ سے مقابلہ کرون صاحبقران نے فرمایا وہ بڑا معقول شخص ہی مگر مجھی سے لڑنے کا دعوی رکھتا ہی اکثر میرے فرزندون نے بھی اُس کو ٹوکا مگر اُسنے اُن سب کو یہی جوابدیا کہ مین آپ لوگو نسے نہ لڑونگا مجھسے کہتا ہی بانی صاحبقرانی کے مجکو دے دیجیے مجھسے مقابلہ نہ کیجیے کسی دن مقابلہ ہوگا تو حال کھل جائیگا قریشہ سلطان نے کہا قبلہ و کعبہ آپ مجکو اُس سے لڑوائیے صاحبقران نے فرمایا مین خود مقابلہ کرونگا حوصلہ اُس کا نکل جائیگا بادشاہ نے حکم دیا لشکر اُسی مقام پر اُترا بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی بادشاہ جمجاہ آکر تخت پر بیٹھے آسمان پری کے لیے تخت الگ بچھا سب سردار آکر بیٹھے آسمان پری نے فرمائش کی کہ خواجہ عمرو سے کہیے کچھ گائین صاحبقران نے فرمایا خواجہ کچھ گاؤ خواجہ عمرو نے کہا کسی گویے کو حکم دیجیے مین گویا نہین ہون میرا تو اور کام ہی اگر حکم ہو تو ساری محفل کو بیہوش کرون سب کے کپڑے اُتار لون آسمان پری نے کئی لاکھ روپیے کا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا خواجہ عمرو نے کہا حمزہ دیکھ فیاض ایسے ہوتے ہین اب مین ضرور گاؤنگا یہ کہکر بیچ مین آبیٹھے زنبیل سے نکالی یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

یقین ہو ذرون کو ہو آفتاب شیشے مین ⁂ ہنوز ہی کئی ساغر شراب شیشے مین

وہ میرزا منش آ نکلے شاید اے ساقی ⁂ شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے مین

ہمارے گھر مین ہی شب کو بھی روشنی دن کی ⁂ کرم سے ساقی کے ہی آفتاب شیشے مین

زلال نوش ہون مین مست دور مین میرے ⁂ رہیگی دُرد کی مٹی خراب شیشے مین

وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے ⁂ بھرا نہ دیکھا ہو جسنے شہاب شیشے مین

ہر ایک مست کی ہو حق ہی نالۂ بلبل ⁂ شراب شیشے مین ہی یا گلاب شیشے مین

بنا کے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہیے ⁂ سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے مین

سفید مو ہوے ترک قدح کشی کیجے / عوض شراب کے رکھیے خضاب شیشے مین
پڑے نشے مین ہوویگی بے محل حرکت / شراب پی کے بھرینگے کباب شیشے مین
وہ ترک آکے تو دورے مین اپنے حاضر ہی / کباب سیخ پر آتش شراب شیشے مین

رات بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو بادشاہ سب کے پہلے کوچ کر گئے اُنکے ساتھی اُنکے ساتھ گئے یہان جمشید ثانی اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی فوجین چلی آتی ہین کہ رہا ہی کہ ان فوجون کا کون مقابلہ کر سکیگا اشقال مردم در و میکال فیلسوار یہ دونون پہلوان بجمعیت کثیر آئے ہین جمشید ثانی نے حکم دیا کہ ایک طرف اُترو بجا یہ اب جرأت کا کام ہی ایسے لڑو کہ طلسم کشا کو قتل کرو اشقال کہہ رہا ہی یا خداوند میری تلوار کی پناہ نہین ہی دوسرا بھائی کہتا ہی کہ مین نے بڑے بڑے پہلوان مارے میری عملداری مین کوئی ایسا نہین بچا کہ جسکو زیر نہ کیا ہو دیکھیے چالیس پہلوان ساتھ ہین اور تاجدار آتے ہین راہ مین تمام جنگل فوجون سے بھرے ہین سب یہین آتے ہین اور سب یہی چاہتے ہین کہ طلسم کشا کو مارین جمشید ثانی خوش بیٹھا ہی کہتا ہی جسکے اسقدر بندے ہون اُس کو طلسم کشا سے کیا خوف ہی کسقدر فوج لائین گے جنگل میرے بندون سے بھر گئے اور باقی کی آمد ہی مین حیران ہون کہ یہ سب کہان اُترین گے نمبردارون کو حکم دے رہا ہی کہ جنگل کاٹو میری فوج کیواسطے جگہ ہو جنگل کٹ رہے ہین خیمے بارگاہین استادہ ہو رہی ہین دکاندار دکانین درست کر رہے ہین معلوم ہوتا ہی کہ ایک میلہ عظیم الشان ہی سب طرح کے لوگ موجود ہین ایک طرف گل فروش بسے ہوے آوازین دے رہے ہین کہ بیلا پلنگ توڑ ہی البیلا اس کو لے ہار پہنے تو دماغ معطر ہو جائے ایک جانب ایک دیر بنا ہی اُس مین تصویر جمشید رکھی ہی پوجا پاٹ کرنے والے صبح کو نہا دھو کر لٹیا پانی کی ہاتھ مین لیکر آئے ہین برہمن وغیرہ سنکھ بجا رہے ہین یا خداوند جمشید ثانی کا ہلڑ ہی کسبیون نے جو سنا کہ فلان مقام پر بڑی لشکر کشی ہی لاکھون آدمی جمع ہین بہلیان چلی آتی ہین پالین استادہ ہو رہی ہین جابجا طبلہ ٹھنک رہا ہی زنٹا سارنگی کا بلند ہی تماشبینون کے جاؤ ہین کوئی جا کر بیٹھ گیا نائکہ نے نوچی کو اشارہ کیا وہ سامنے بیٹھکر مجرا کرنے لگی اور یہ اشعار زبان پر تھے نظم

بزم مین سرخوش جو وہ پی کر گلابی ہوگیا ✦ صاف رنگ چہرۂ انور گلابی ہوگیا

مجھسے کہدین کیون گل احمر گلابی ہوگیا ✦ لعل لب کے سامنے آکر گلابی ہوگیا

کسقدر خوش رنگ ہے ساقی مئے رنگین عشق ✦ شیشے گلگون ہوگئے ساغر گلابی ہوگیا

سرخ دامن سے جو میرے اشک پونچھے یار نے ✦ ہے غضب وہ جامۂ احمر گلابی ہوگیا

جسمین لکھا حال تیرے عارض گلرنگ کا ✦ واہ ری تاثیر وہ دفتر گلابی ہوگیا

جس نے شیدائے رخ گلرنگ کو زخمی کیا ✦ یار کی اُس تیغ کا جوہر گلابی ہوگیا

آئنہ خانے مین آیا وہ گلابی پوش جب ✦ یک بیک چارون طرف وہ گھر گلابی ہوگیا

دیدۂ مخمور کی رنگت یہ آنکھوں مین کھپی ✦ روئے جب ہم رنگ چشم تر گلابی ہوگیا

اُسکو خط لکھنے مین ٹپکے اشک خونی اسقدر ✦ لکھتے لکھتے کاغذ پر زر گلابی ہوگیا

کون گلگون پیرہن تھا شبکو پہلو مین ہزبر ✦ صبح کو دیکھا کہ سب بستر گلابی ہوگیا

جمشید یہ ہنگامے سن کر مغرور ہو رہا ہے کئی سو تاجدار گرد بیٹھے ہین پہلوان دنگلون پر بیٹھے ہوے جھوم رہے ہین قبضون پر ہاتھ رکھے ہوے لاف وگزاف کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ اسی تلوار سے طلسم کشا کو مارین گے ہمارا وار خالی نہین جاتا جمشید کے سامنے دعوی کر رہے ہین کہ یا خداوند ہم کو بتا دیجیے گا کہ وہ طلسم کشا ہے ہم اُسی کو مار لین گے جمشید نے جواب دیا کہ طلسم کشا خود ظاہر ہو جائیگا کہ سب کے آگے ہوگا لوحین گلے مین ہونگی یہی طلسم کشا کی پہچان ہے سب کہہ رہے ہین کہ یا خداوند اس لڑائی کو یون فتح کرین کہ مسلمانون کو بھاگنے کو راستہ نہ ملیگا بارگاہ مین جمشید کے عجب ہنگامہ ہے بڑے بڑے پہلوان جمع ہین اپنا اپنا دعوی کر رہے ہین کہ ہم طلسم کشا کو مار لینگے صبح کا وقت ہے کہ صحرا سے گرد اڑی جمشید نے دیکھا کہ سعد شہریار آگے آگے پشت پر تمام لشکر چالیس شاہزادیان ایک جانب سو تاجداران کی پشت پر ایک ابر پر ملکہ ہمائے نازک ادا اور ایک ابر کے اوپر میثاق کوہ گردان کہ وزیر جمشید ہے سعد شہریار کا مطیع ہوا ہے جمشید ثانی نے جو اپنے وزیر کو ہمراہ سعد شہریار دیکھا سبھون سے کہنے لگا کہ دیکھو صاحبو میرا وزیر طلسم کشا کا شریک ہوگیا لشکر سعد نہ ٹھہرنے پایا تھا کہ پھر گرد اڑی سب نے دیکھا صاحبقران زمان

استقر دیوزاد پر سوار پشت پر تمام پہلوان اور کئی دیوانے زنجیرین ہلاتے ہوئے ہمراہ
ہین اور یہی چاہتے ہین کہ صاحبقران اشارہ کرین تو ہم لوگ جا پڑین جنگ شروع ہو جائے
خواجہ عمرو رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اس کروفر سے صاحبقران بھی ایک جانب آکر فروکش
ہوئے ایک طرف لشکر طلسم کشا اُتر رہا ہی ہر چند کہ جمشید کانپ گیا مگر کہ رہا ہی کہ دیکھو صاحبقرانِ
طلسم کشا کو دیکھا یہ شاہزادیان جو ساتھ آئی ہین جا بجا ٹہل رہی ہین سب کی بارگاہین الگ
الگ استادہ ہوئی ہین سب ہمارے ساتھ کی ہین ہماری صحبت مین بیٹھتی تھین بس اسی قدر
لشکر مسلمانون کا ہی ہرکارون نے عرض کی اب سب شاہزادے آتے ہین فرداً فرداً آئین گے
آنے کا مقام نہ ملیگا بھائی بھتیجے بھی سعد کے سب آئین گے جمشید نے کہا یارو تم مین کوئی
ایسا نہین ہی کہ سعد کو گرفتار کر لائے اشراق کوہ شکن ایک بادشاہ بیٹھا ہی کہ جیا
اُس کا طرار تیز رو تھا اُسنے بڑھکر عرض کی اگر غلام کو حکم ہو تو غلام سعد کو لائے یہان بادشاہ
کی جو بارگاہ استادہ ہوئی تو ملکہ قمر عذار و ملکہ لالہ عذار اور چند شاہزادیان پہرے پر
آکر بیٹھین لالہ عذار نے کہا بہن قمر عذار بادشاہ کی حفاظت واجب و لازم ہی ایک
بالائے بارگاہ جا کر بیٹھی اور ایک مثل نگہبانون کے در بارگاہ پر بیٹھی فیروزہ بن عمرو نے جو
یہ نگہبانی دیکھی کہ جملہ شاہزادیان کمر باندھے پھر رہی ہین فیروزہ نے سب کی تعریفین کین
اور اطمینان ہوا کہ بادشاہ کی بارگاہ کے قریب کوئی نہین آسکتا لشکر مین پھرنے لگا مگر طرار تیز رو
جو بہر گرفتاری بادشاہ آیا تھا دور سے دیکھا کہ جادوگرنیان گرد بیٹھی ہین اور کچھ پھر رہی ہین
کیا مجال ہی کہ ہوا کا بھی گذر ہو حیران تھا کہ کیا کرون دور سے اِسنے فیروزہ بن عمرو کو دیکھا
پہچانا کہ یہ عیار بادشاہ ہی ایک ہرکارے کی شکل بن کر سامنے آیا کہا حضرت صاحب مین ایک
خبر دینے آیا ہون ایک عیار جنگل مین چھپا ہی چلیے اُس کو بتا دون آپ گرفتار کر لیجیے فیروزہ
نے کچھ خیال نہ کیا اس کے ساتھ چلا جب فیروزہ لشکر سے نکل آیا تب طرار تیز رو نے حلقہ ہائے
کمند مار کر فیروزہ بن عمرو کو گرفتار کیا اور آپ فیروزہ کی شکل بن کر در بارگاہ پر آیا ملکہ
لالہ عذار کہ دروازے پر بارگاہ کے بیٹھی تھی فیروزہ نقلی کو دیکھ کر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا
حضرت صاحب کہان سے آتے ہو طرار تیز رو کہ یہ بڑا عیار مکار ہی تعریفین کرنے لگا کہتا تھا

ای ملکۂ عالم آپ نے خوب انتظام کیا اب کسی کی مجال نہین ہی کہ آسکے لیکن ایک غفلت کی ساحر
تو کوئی نہین آسکتا اگر کوئی عیار نقب دے کر اندر جائے تو شہریار کو گرفتار کرے آپ کو خبر
بھی نہ ہو لالہ عذار نے جواب دیا کہ اس کا بھی کچھ انتظام کرد فیروزہ نقلی نے کہا مین
اندر جاکر بیٹھون حفاظت شہریار کردن لالہ عذار نے کہا بسم اللہ اندر جاؤ تمسے زیادہ
کون نگہبانی کریگا طرار تیز رو اندر آیا بادشاہ جمجاہ کو بیہوش کیا اب سوچا کہ باہر کدھر سے نکلون
سب طرف سے بارگاہ گھری ہی آخر نقب کھودنے لگا ایک درخت کے سائے مین ٹھہرا نقب
کا توڑا قضائے کار میثاق کوہ گردان وزیر اعظم پھرتا ہوا آتا تھا اسنے دور سے دیکھا
کہ ایک شخص زمین سے نکلا مگر پشتارہ بدوش ہی پکار کر آواز دی کون جاتا ہی طرار تیز رو
بھاگا میثاق کوہ گردان سمجھا کہ یہ کوئی دزد ہی اسنے سحر کیا کہ طرار تیز رو مُنھ کے بل گرا
میثاق کوہ گردان نے آکر پشتارہ بادشاہ کا کھولا بادشاہ کو دیکھ کر حیران تھا کہ یہ لوگ
کیونکر لایا بادشاہ کو طرف بارگاہ کے روانہ کیا مگر طرار تیز رو کے مُنھ پر ہاتھ پھیر دیا
طرار تیز رو دیوانہ ہو گیا کہتا تھا ای وزیر اعظم کیا حکم ہی کہ بجالاؤن میثاق نے کہا
بہتر یہ ہی کہ جمشید کو چرا لاؤ طرار یہ کہکر چلا کہ حضور تامل کرین مین ابھی لاتا ہون سحر مین
میثاق کے پھنسا ہوا بھاگا لشکر جمشید مین آیا پھرتا ہوا پشت بارگاہ جمشید ثانی
پر پہونچا آکر جمشید کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کرلے بھاگا طلائے پر وزیر جمشید ثانی کا کہ
ابلیس آوازہ زن نام ہی جب آواز دیتا ہی زمین تھرا جاتی ہی طلایہ پھرتا تھا کہ طرار کو
آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ کون جاتا ہی طرار نے چاہا کہ بھاگون ابلیس نے سحر کیا
طرار کے پاؤن زمین نے تھام لیے ابلیس قریب آیا پشتارہ کھولا جمشید ثانی کو پشتارے
مین پایا حیران تھا کہ یہ عیار ہمارے لشکر کا قدرت کو کیون لیے جاتا ہی طرار سے باتین جو کین
طریقے سے معلوم ہوا کہ یہ کسی کے سحر مین مبتلا ہی اُس کے پاؤن کی خاک اُٹھائی اُس پر
سحر کیا کہ اُس خاک سے آواز آئی کہ یہ سحر میثاق کوہ گردان کا ہی ابلیس آوازہ زن
سوچا کہ میثاق نے تو فقرہ کیا اب مین بھی کوئی تدبیر کردن یہ سوچ کر اس نے پشت پر
طرار کے ہاتھ رکھا اور کہا جاکر میثاق کو لاؤ طرار تیز رو روانہ ہوا لیکن یہان

فیروزہ بن عمرو درخت سے بندھا ہوا تھا کاہ فروشون نے فیروزہ کو کھولا فیروزہ حیران
کھڑا تھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا وہی عیار آتا ہی حلقے کمند کے بچھا دیے ایک
گوشے مین آپ چھپ کر بیٹھا جب طرار وہان آیا تو فیروزہ نے شیر کی آواز دی طرار زکا
فیروزہ نے جھٹکا مارا طرار تیزرو گرا فیروزہ نے نکل کر حباب مار دیا کہ طرار تیزرو
بیہوش ہوا فیروزہ نے اس کو درخت سے باندھا کوڑا پکڑ کر کھڑا ہوا طرار کو ہوشیار کیا
پوچھا ای عیار تو کون ہی یہ سحر مین ابلیس کے تھا بول اٹھا حضرت صاحب مین ملازم خداوند ہون
سعد شہریار کو چھڑانے آیا تھا مگر میثاق کوہ گردان نے پشتارہ چھین لیا اور مجھے
کہا کہ خداوند کو لاؤ مین نے جا کر خداوند کو بیہوش کیا راہ مین ابلیس مل گیا اُسنے حکم دیا ہی کہ
میثاق کو لاؤ مین براے گرفتاری میثاق جاتا ہون فیروزہ نے پھر اس کو بیہوش کیا
اور پشتارہ باندھ کر چلا قضائے کار بیٹی اسکی نمکین شیرین ادا اسنے جو خبر سُنی کہ باپ میرا برائے
گرفتاری طلسم کشا گیا ہی سوچی کہ ایسا نہ ہو اُن پر کوئی افتاد پڑے بہانے عیاری سے آراستہ
ہو کر چلی تھی اسی وقت پہونچی کہ فیروزہ پشتارہ لیے جاتا ہی شب ماہ تھی نمکین شیرین ادا نے
پہچانا کہ میرے باپ کو کوئی لیے جاتا ہی پکار کر آواز دی او جانے والے ٹھہر جا فیروزہ نے
جو یہ آواز سُنی ٹھہر گیا دیکھا سامنے سے ایک عیارہ آفت جان نہایت حسین وجمیل نیچہ تھامے
ہوے آتی ہی اور یہی نعرہ ہی کہ پشتارہ رکھ دے فیروزہ کو کچھ بن نہ پڑا پکار کر آواز دی کہ معشوق
کی خاطر واجب ولازم ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان یہ کون ہی جو پشتارے
مین ہی نمکین شیرین ادا نے کہا میرا باپ ہی مجکو خبر معلوم ہوئی کہ دو وزیرون نے اسیر
سحر کیے یا اپنے ہوش وحواس مین نہین ہی مین اس کو قدرت کے سامنے لیجاؤنگی وہ اسیر
سے سحر اُتارین گے اب مین خود آمادہ ہون طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤنگی مگر تم طلسم کشا کے
کون ہو فیروزہ نے کہا مین اُن کا عیار ہون ہر چند کہ اس مکار نے میرے ساتھ یہ حرکت
کی لیکن جو مجھے کہیے وہ کر سکتا ہون نمکین شیرین ادا نے کہا اس کو سامنے خداوند کے
لیے جاتی ہون دیکھون وہ کیا تقدیر کرتے ہین اُن کی تقدیر ہماری تدبیر جمشید ثانی نے کے
سامنے طرار تیزرو کو جو لائی جمشید نے اس کی پشت پر ہاتھ رکھا طرار ہوش مین آیا کہا

ای خداوند فیروزہ نے مجکو پکڑ لیا تھا گر مین رہا ہو کر لشکر مین حضور کے آیا اب جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن
جمشید ثانی نے کہا یا تو میثاق کو لاؤ یا سعد کو گرفتار کرو طرار نے کہا مین ابھی جاتا ہون
یہ کہکر روانہ ہوا یہان فیروزہ بعد جانے نمکین شیرین ادا کے جنگل مین دیوانہ پن کر رہا ہی
کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا وہی عیار پھر آتا ہی فیروزہ نے پھر حلقے کمند کے خس پوش
کیے ایک گوشے مین چھپ کر بیٹھا کہ طرار تیز رو اُس مقام پر پہونچا فیروزہ بن عمرو نے شیر کی
آواز دی طرار رُکا فیروزہ نے جھٹکا مارا طرار گرا فیروزہ نے آتے ہی حباب مار کر اسکو
بیہوش کیا اور طرار تیز رو کو درخت سے باندھکر ہوشیار کیا کہا ای طرار مسلمان ہو طرار نے
کہا مین جاگتی جوت کے خداوند کو نہ چھوڑونگا فیروزہ نے طرار کو قتل کیا کپڑے اُس کے
اُتارنے لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی اب دیکھا وہی معشوقۂ خوبرو جست و خیز کرتی ہوئی آئی
ہی اپنے باپ کا جو لاشہ دیکھا خنجر کھینچ کر لڑنے لگی مگر فیروزہ وار روک رہا ہی اپنا وار
نہین کرتا کہ ابلیس کو جو خبر ہوئی کہ ملکہ نمکین شیرین ادا بھی برائے گرفتاری سعد شہریار
گئی ہین یہ بھی نمکین پر عاشق ہی مگر بخیال جمشید ثانی آج تک خاموش رہا جب اس کو یہ
معلوم ہوا کہ ملکہ بھی گئی ہین تو اس فکر مین چلا کہ جاکر معشوقہ کی مدد کرون اُسوقت پہونچا
اور دور سے دیکھا کہ نمکین شیرین ادا فیروزہ پر برس رہی ہی مگر فیروزہ کہتا ہی ای
جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین سر جھکا دُون تو ہاتھ تلوار کا مار میرا سر کٹ کر قدمون
پر گرے کہ سر کو قدمبوسی نصیب ہو مگر نمکین کب مانتی ہی جھلا کر جواب دیتی ہی کہ او بیحیا
تونے غضب کیا کہ میرے باپ کو مار ڈالا مین ضرور تجھسے بدلہ لونگی ابلیس نے دور سے اپنے
نام کا نعرہ کیا کہ ملکہ تامل کر دین اس کو آکر سحر سے گرفتار کیے لیتا ہون فیروزہ نے جو ابلیس
کو دیکھا جست کر کے بھاگا نمکین نے آواز دی کہ او مکار کہان جائیگا تجھکو تلاش کر کے
مارونگی ابلیس نے قریب آکر نمکین شیرین ادا کا ہاتھ تھام لیا کہا ای ملکۂ عالم مین فیروزہ
کو لاتا ہون اپنے باپ کے قاتل کو قتل کرنا تم مت تکلیف کرو نمکین شیرین ادا نے ہاتھ
چھڑا لیا کہا ای ابلیس جو تمھارے دل مین خیال ہی اُس کو نکال ڈالو مین کیا کسی سے پایہ کم
کا رکھتی ہون مین اُس کو گرفتار کر لاؤنگی ہر چند ابلیس نے روکا کہ ای ملکۂ عالم تم نہ جاؤ مینہ

ابھی اُسے لاتا ہون لیکن نمکین شیرین ادا نے نہ مانا ابلیس کو رخصت کیا کہا ای وزیر اعظم
مین غم مین اپنے باپ کے ہون مجھسے زیادہ مسخرہ پن نہ کرو مین قبول نہ کرونگی دل چاہے تو خداوند
سے کہنا مین سامنے خداوند کے گفتگو کرلونگی ابلیس ناچار ہو کر پلٹ گیا مگر نمکین باپ کا لاشہ
جلوا کر تلاش مین فیروزہ کی چلی فیروزہ کو کب چین پڑتا ہی لشکر جمشید مین داخل ہوا کسبیون
کی بالون مین جاکر ایک نازنین گلنار پوش نامے کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بن کر بیٹھا کہ داروغہ
نے آکر حکم دیا کہ گلنار پوش جاؤ فیروزہ اُس کے ساتھ ہوا ڈھولنے بجنے ساتھ ہین دربار
مین جمشید کے آیا سامنے جمشید ثانی کے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گانے لگا نظم

درد سر کی مرے دوا کیا ہی +
نہین کھلتا ہی ماجرا کیا ہی
کچھ نفس کا شمار باقی ہی +
ابھی کمسن ہی وہ نہین واقف
نکلی جاتی ہی کیون یہ قالب سے
جان لیتی ہی کیون شب فرقت
مین نے چھیڑا تو کس ادا سے کہا
جان لینی تھی لے چکے صاحب
محتسب گر نہین ہی شیشہ کو مے +
کیون ہو زیر آہ و نالہ کرتے ہو

خاک پا کے سوا بھلا کیا ہی +
دل پھڑکتا ہی کیون ہوا کیا ہی
تیرے بیمار مین رہا کیا ہی +
ناز کیا چیز ہی ادا کیا ہی
روح کو آج ہو گیا کیا ہی +
مین نے اس کا گنہ کیا کیا ہی +
جان کی خیر ہی ہوا کیا ہی
جائیے اب یہان دھرا کیا ہی
یہ بغل مین تری چھپا کیا ہی
خیر تو ہی تمھین ہوا کیا ہی

فیروزہ گا رہا ہی کہ نمکین پلٹ کر آئی دیکھا کل اہل دربار گانے پر مبہوت ہو رہے ہین
آنکھ ملائی پہچان گئی کہ یہ تو وہی مکار ہی مگر گانا سُن کر بیقرار ہو گئی دل سے کہتی ہی گانا تو
اس کمبخت کا سحر ہی کیا خوش آواز ہی صدا مین سوز و گداز ہی مگر تاب نہ باقی رہی پکار اُٹھی
کہ او مکار مین نے تجھکو پہچانا اب کہان جائیگا فیروزہ اُٹھ کر بھاگا نمکین شیرین ادا لینا
لینا کرتی ہوئی چلی مگر فیروزہ خود کہتا جاتا ہی کہ چور آگے گیا ہی جانے نہ پائے لوگ جانتے
ہین کہ کوئی آگے گیا ہوگا فیروزہ نکل جاتا ہی نمکین آکر کہتی ہی کیون صاحبو تمنے گرفتار نہ کیا

وہ جواب دیتے ہین کہ وہ تو خود چور ہے چوری کرتا ہوا اجلتا ہے کسکو گرفتار کرین اسی وجہ سے ہم نے
اُس پر ہاتھ نہین ڈالا کہ چور آگے گیا ہوگا تمکین حیران ہوتی ہے اور دل سے کہتی ہے بڑا مکار
ہے حقیقت مین فرزندان عمرو بلاے روزگار ہین ان کا باپ کیسا چالاک ہوگا جیسے ہی اسنے
عمرو کا نام لیا خواجہ عمرو براے بالا دوی نکلے تھے دور سے دیکھا کہ ایک نازنین زیر نخل
کھڑی ہے اور سوچ رہی ہے سمجھے کہ فیروزہ اسی کے غم مین پریشان ہے ایک ضعیفہ فقیرنی کی شکل
بن کر سامنے آکر سوال کیا کہ حسن وجمال کو ترقی ہو عاشقون کی زیادتی ہو دشمن پامال ہون یہ
فقیرنی کئی دن سے بھوکی ہے تمکین نے جیب سے روپیہ نکالا چاہا فقیرنی کو دون فقیرنی نے
کہا واری آپ کے پیچھے کون کھڑا ہے تمکین پلٹی خواجہ عمرو نے حلقہ ہاے کمند مارکر تمکین
کو بیہوش کیا فیروزہ گوشے سے یہ سب معرکے دیکھ رہا تھا روتا ہوا سامنے آیا کہا قبلہ و
کعبہ اس کو چھوڑ دیجیے عمرو نے کہا تیری معشوقہ ہے اس کو لیجا فیروزہ نے کہا مین اسکو
گرفتار کر لونگا یہ نہین چاہتا کہ حضور کے ہاتھ سے گرفتار ہو اور مین قبضہ کرون خواجہ نے
تمکین کو ہوشیار کر دیا تمکین جو اُٹھی دیکھا باپ بیٹے دونون کھڑے ہین فیروزہ نے کہا ای
ملکۂ عالم مجھے قتل کیجیے مجھسے بے ادبی ہوئی لیکن خواجہ عمرو نے کہا ای تمکین یہ تیرے
اوپر عاشق ہے ایسا نہ ہو گرفتار کرلے تمکین نے کہا کہ تم دونون مجھپر حملہ کر دیں تم دونون
کو گرفتار کرلونگی خواجہ عمرو نے کہا بی بی یہ بہت دشوار ہے یہ تمھارا کہنا سراسر بیکار ہے
کہ تم ہم دونون کو گرفتار کر لوگی تمکین نے کہا ای فیروزہ ایک شرط میری محبت مین ہے
کہ ابلیس آوازہ زن جو وزیر جمشید ثانی کا ہے وہ مجھپر جان دیتا ہے آج چل کر مین اپنی
محفل مین جلسۂ عیش ونشاط آراستہ کرتی ہون تم اپنے کو پہونچاؤ اور اُس کو گرفتار کرکے
لیجاؤ اگر تم نہ پہونچوگے تو مین گرفتار کر لونگی پھر مجھسے دعوی عشق نہ کرنا فیروزہ نے کہا
جائیے مین آؤنگا جب تمکین چلی گئی تو خواجہ نے کہا مین جاؤن فیروزہ نے کہا نہین
مین گرفتار کر لاؤنگا یہ کہکر روانہ ہوا مگر تمکین نے اپنی بارگاہ مین آکر جلسۂ جشن آراستہ کیا
طائفون کو حکم دیا کہ حاضر ہون ابلیس سے کہلا بھیجا کہ آج آکر صحبت مین شریک ہو ہمنے
تمھاری دعوت کی ہے ابلیس یہ سنکر خوش ہوگیا فوراً روانہ ہوا صحبت مین تمکین کی آیا

مسند پر بیٹھا ایک نازنین مہ جبین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

لہو سر رکھ کے قدموں پر آنکھیں سے
کسی شکوہ ہی بخت شرمگین سے
مری آنکھیں تری صورت کو ترسین
جھکانی ہی جو میری آنکھ تم کو +
ترا کشتہ ابھی ہی خلد سے دور
خبر لے لیگا بام یار کی بھی +
چلا گھر سے جو میں دشت جنون کو
کبھی دست جنون کو جز گریبان
مرا خط دے کے کہنا اُس سے قاصد
ہمارا کام آخر ہو گیا تھا +
جلال اُتری نہ مر کر بھی تپ عشق +

مٹا دو میرے لکھے کو جبین سے
لڑی کیون آنکھ اُس پردہ نشین سے
گلہ ہی مجکو صورت آفرین سے
اِدھر دیکھو نگاہ شرمگین سے
بلائین لیتی ہین حورین وہین سے
اگر نالہ پھرا عرش برین سے
پکارے ہوش ہم رخصت یہین سے
نہین دیکھا نکلتے آستین سے
کہ پڑھ لو اسکو تم کچھ تو کہین سے
کسی بت کی نگاہ اولین سے
بخار اُٹھتے ہین مرقد کی زمین سے

وہ نازنین اس زور و شور سے گا رہی ہی اور بتاتی جاتی ہی کہ سب محو ہو رہے ہین ہر چند کہ تمکین نے پہچانا مگر خاموش ہو رہی خیال مین یہ ہی کہ دیکھون یہ کیا کرتا ہی اُس نازنین نے گاتے گاتے کہا ای ملکۂ عالم ایک دن مین دربار مین صاحبقران کے گئی تھی خواجہ عمرو نے ساقی گری کی ساری محفل کو شراب سر سے پلائی بڑی تعریف ہوئی مین نے بھی گھر مین آکر کثرت کی معلوم ہوا کچھ بات نہین جب چاہون اس کام کو کر لون لہذا میخانہ میرے سپرد ہو کہ مین بھی یہ کمال دکھاؤن آپ کو راضی کردن تمکین نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو دی فیروزہ میخانے مین آیا سب شراب کو خراب کیا اُس مین بیہوشی ملائی اور پکار کر آواز دی کہ صاحبو ہم ساقی ہوتے ہین آج کوئی باقی نہ رہے کنیزین اور خدمتگار دوڑے گلابیان اُٹھا کر لے گئے سارے لشکر مین شراب تقسیم ہوئی فیروزہ بن عمرو نے سو گلابیان تیار کین کشتی مین لگا کر محفل مین لایا تمکین نے دیکھا کہ بڑے سلیقے سے شراب لایا ہی کہ جو جس رنگ کی گلابی ہی اُسی رنگ کی اُسمین شراب بھری ہی گھوڑے اُن کے تامی سے باندھے ہین کس تکلف سے

شراب لایا ہی کہ دیکھنے والون کا دل للچاتا ہی کہ ضرور شراب پئین فیروزہ نے لاکر کشتی رکھی اور کھڑے ہوکر گت ناچنا شروع کی

نظم

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا	وجد کرنے لگا تدرو ادا
توڑا لئے آسمانکا تھا غول	ایسا نہ تھا بار مُد بھی لاحول
کُنج مرقد مین نازنینوں کی روح	تڑپی مانند طائر مذبوح
سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل	ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
جسکی جانب بتا کے سسکی لی	جان اُسنے سسک سسک کر دی

پہلے جام فیروزہ سامنے ابلیس کے لایا ابلیس نے اسم سحر پڑھ کر جام پر ہاتھ ڈالا جیسے ہی جام ہاتھ مین لیا شراب چرخ مارنے لگی اور شعلہ بن کر اُڑ گئی رنگ و روغن عیاری کا بھی چہرے سے فیروزہ کے اُڑ گیا ابلیس نے للکارا کہ او ناعیار مین نے تجکو پہچانا فیروزہ بھاگا ابلیس پیچھے پیچھے چلا جب فیروزہ لشکر کفار سے نکلا ابلیس نے اپنے شانون پر سحر کیا پر پیدا ہوے اُڑکر آسمان پر آیا فیروزہ ذرا رُکا تھا کہ ابلیس کڑک کر گرا پنجہ کمر مین دے کر لے اُڑا لیکن خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا کہ فرزند کو ابلیس نے گرفتار کیا اور لیے جاتا ہی رنگ و روغن عیاری کا لگا یا تمکین کی شکل بن کر تیار ہوے ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہو کر آواز دی ای عاشق صادق وا ی یار موافق اس نگوڑے کو کہان لیے جاتے ہو تمھارا رقیب ہی مین نے اسی واسطے جلسہ آراستہ کیا تھا کہ تمھارے سامنے عیاری نہ کر سکیگا تم نے خوب پہچانا اسی نگوڑے نے صورت بنائی کہ مین نہ پہچان سکی مگر تم نے خوب پہچانا ابلیس نے جو معشوقہ کو دیکھا خوش ہوگیا آسمان سے اُترا یا فیروزہ کو ڈال دیا معشوق سے لپٹنے لگا ملکہ نقلی نے کہا او دیوانے کیون گھبراتا ہی مین نے تجکو قبول کیا عمر بھر ساتھ رہیگا لیکن اور مزہ دیکھو قدرت بھی آتے ہین ابلیس پلٹا مگر فیروزہ بن عمرو کی آنکھین کھلی ہین یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی جیسے ہی خواجہ عمرو نے حلقہ ہاے کمند مارے ابلیس گرا خواجہ نے حباب مارکے کہا ای فیروزہ بھاگو فیروزہ نے کہا مین تو اس کے سحر مین ہون بغیر اسکے مرے رہائی نہ پاؤنگا خواجہ عمرو نے پہلے ابلیس کے کپڑے اُتارے موتیون کے مالے پہنے تھا وہ سب

آثار بیے اور خنجر مارا کہ ابلیس کا شکم چاک قصہ پاک ہوا مگر تمکین بعد جانے ابلیس کے
جو چلی تھی کان مین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ابلیس آوازہ زن بود سمجھی کہ عیار نے اُسکو
مار لیا اُسی آواز کے نشان پر چلی اُس وقت آکر پہونچی کہ فیروزہ و خواجہ کھڑے ہین اور لاشہ
ابلیس کا پڑا ہے خواجہ عمرو تو ہٹ گئے سمجھے کہ یہ دونون باتین کرین گے فیروزہ کا حال غیر ہے
ہم دو چار کوڑی کا روزگار کر چکے صبح جنی تو ہوئی تمکین شیرین ادا نے آکر کہا کہ اے
فیروزہ تونے بڑا کام کیا کہ اتنے بڑے جادوگر کو مارا دربار مین جمشید کے اسکا بڑا نام
تھا مجھے یقین نہ تھا کہ یہ یون مارا جائیگا اب یقین ہوا کہ جمشید ثانی بد اقبال ہے مگر مین
اور چلی آتی ہین فیروزہ نے کہا ملکہ بھائی بھتیجے شہریار کے سب آئین گے مگر تم ہم کو کب
سرفراز کروگی تمکین شیرین ادا نے وعدہ کیا کہ مین کوئی کام کرکے آؤنگی یہ کہکر تمکین
روانہ ہوئی فیروزہ پلٹ کر لشکر مین آیا سعد شہریار نے حال پوچھا فیروزہ نے سب
حال بیان کیا اور عرض کی کہ ملکہ تمکین وعدہ کرکے گئی ہین مین بھی جاکر دیکھون کہ وہ کیا کرتی
ہین یہ کہکر فیروزہ چلا لشکر سے نکلا تھا کہ زنگ کی آواز کان مین آئی دیکھا خواجہ عمرو آتے
ہین فیروزہ نے سلام کیا خواجہ نے کہا بیٹا اب تو معشوقہ تمھاری راہ پر ہے دربار مین
جمشید ثانی کے ہنگامۂ جشن ہے آج تو خود تمکین گا رہی ہے جمشید بیٹھا سن رہا ہے مین بھی
وہین سے آتا ہون لیکن تم کیا عیاری کروگے فیروزہ نے کہا وقت پر جو بن پڑیگا وہ کرونگا
خواجہ عمرو نے سمجھا دیا کہ جو کچھ کرنا وہ سمجھ کر کرنا آج جمشید بہت آراستہ ہے اور تمکین پر
توجہ کر رہا ہے اسی فقرے مین وہ جمشید کو لیگی یہ کہکر خواجہ عمرو روانہ ہوے مگر تمکین
نے دربار مین بیٹھ کر سامنے جمشید ثانی کے یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے نظم

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا ✦ نہین تو دوست دشمن کا گلا کیا
بہت اچھی نہایت خوب گذری ✦ اجی آفت زدون کا پوچھنا کیا
ندو مجکو مبارکباد بے سود ✦ بُری تقدیر والون کا بھلا کیا
بڑھا کر ہاتھ لین اُن کو یہ مشکل ✦ نصیب ایسے مبارک پھر دعا کیا
نہ گھبراؤ اجی گردش نہ بدلو ✦ ارادے ہین ابھی خاطر مین کیا کیا

یہ کب تک پارسائی عاشقون سے
جگر پانی ہی صدمون سے لہو دل
نہین ممکن کہ تجھکو رحم آئے
معاذ اللہ گر ہی نوجوانی *
کہان ہی درد دل مین جو کہون ہائے
کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی *
نسیم آؤ ذرا تم بھی سُنو تو *

محبت ہی تو پھر ہم سے حیا کیا
مرے سینے مین او ظالم رہا کیا *
وہ مین کیا اور میری التجا کیا
رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا
مزہ دیگا ہمارا ماجرا کیا
تعجب ہی یہ مجکو ہو گیا کیا *
یہ چرچا ہو رہا ہی جا بجا کیا

نمکین یہ اشعار اس طرز سے گائی کہ جمشید اشارے کرنے لگا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر دیا نمکین نے بھی اشارہ کیا کہ خلوت مین چلیے میری بھی یہی مراد ہی کہ آپکی خدمت مین رہون لوگ مجکو بھی سجدہ کرین جمشید ثانی خوش ہو گیا نمکین کو ساتھ لیکر خلوے مین آیا نمکین کی ادائین اور عیاری کی باتین سن کر جمشید دیوانہ ہو رہا ہی اشارہ کیا کہ ای نمکین شراب پیو نمکین نے گلابی اُٹھائی اور اشارہ کیا کہ ایک جام میرے ہاتھ سے پیجیے بڑی فرحت حاصل ہو گی جمشید خوشی مین جام پی گیا نمکین نے باتون مین ٹالنا شروع کیا تھوڑی دیر مین بیہوشی نے تاثیر کی گھبرا کر اُٹھا کہتا ہو کہ مین آسمان پر جاتا ہون نمکین نے کہا جائیے جاکر آسمان پر بیٹھیے زمین کی خبر لائیے جمشید گھبرا کر اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا انھین نے پشتارہ باندھا اسقدر پشتارہ بھاری تھا کہ نمکین سے نہ اُٹھ سکا گھبرا کر کہا مقام افسوس ہی پشتارہ نہین اُٹھ سکتا کہ پہلو سے فیروزہ آیا پکار کر کہا کہ ای شہنشاہ ملک حسن و خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی یہ گنہگار حاضر ہی مین پشتارہ اُٹھاؤنگا یہ کہکر فیروزہ نے پشتارہ اُٹھایا نیچے لیکر نمکین ساتھ ہوئی سراپچہ چاک کر کے فیروزہ پشتارہ لیکر چلا کہ سامنے سے دیکھا اہل طلایہ آتے ہین فیروزہ نے کہا ملکہ بڑھکر ان کو منع کرو کہ اس طرف نہ آئین ورنہ حال کھل جائیگا نمکین نے بڑھکر آواز دی کہ میر طلایہ کا کیا نام ہی سپاہیون نے آواز دی عشاق شبگرد کوتوال ہی نمکین نے کہا کوتوال صاحب سے کہو اسی جانب پلٹ جائین کچھ ضرورت ہی طلایہ والے اُس طرف ہٹے فیروزہ آگے بڑھا جاتا ہی

خبر کرتا ہوا لشکر سعد مین پہونچا میثاق کوہ گردان طلائے پر تھا پکار کر آواز دی کہ کون چلا
ہی فیروزہ نے کہا منم فیروزہ بن عمرو ای وزیر اعظم جمشید کو مین لایا جاکر بادشاہ کو خبر کرو
یہ سنتے ہی میثاق کوہ گردان خوش ہو گیا جاکر بادشاہ کو جگایا سعد شہریار اُٹھکر بارگاہ
مین آئے سب سردار جمع ہونے لگے سب شاہزادیان بھی آئین اپنے اپنے مقام پر بیٹھین
جب دربار آراستہ ہو چکا تو فیروزہ آکر پہونچا غمگین نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے
کہا ای غمگین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا غمگین نے کہا آپ کے دشمن کو لائی ہون اور منظور یہ ہی
کہ خدمت مین حضور کی رہون بادشاہ جمجاہ نے فرمایا یہ تمھارا گھر ہی جس طرح چاہو رہو
ہم چاہتے ہین کہ تم کو تکلیف نہ پہونچے فیروزہ نے پشتارہ ڈال دیا میثاق نے کہا اسکو
درخت یا ستون سے باندھو جمشید کو ستون سے باندھا یہان لشکر جمشید مین خدمتگارون
نے ہلڑ کیا کہ قدرت کو کوئی لے گیا لشکر مین ہلڑ جو زیادہ ہوا سب تاجدار دوڑکر آئے
مختار تاجدار کہ ہم تاجدار و ہم عیار ہے ہمراہ ہے خبر دوڑا تھوڑی دیر مین آکر خبر دی کہ قدرت
باندھے گئے ہین جسکو جانبازی منظور ہو وہ جائے مگر دربار شاہی جما ہوا ہی یہ سنکر بڑے بڑے
ساحر کوئی غرق زمین ہوکر چلا کوئی پر پرواز پیدا کرکے اُڑا یہان بادشاہ نے فرمایا کیون ای
جمشید خدائی کرنے کا مزہ ملا اب بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کرو اپنے اوپر لعنت کرو
ورنہ ای فیروزہ جلاد کو بلاؤ سب شاہزادیان دیکھ رہی ہین کہ آسمان سے برقین چمکین سقدر
اندھیرا ہوا کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہ سوجھتا تھا تاجدار زمین سے نکلے اور چند آسمان سے اُترے
جمشید کو اُٹھا لیا مگر میثاق کوہ گردان نے سحر کیا کہ اکلیل تاجدار کا سر اُڑ گیا لاشہ
جو اکلیل کا گرا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین سب جمشید کو لیکر نکل گئے جمشید ثانی نے
راہ مین کہا ای اندھو غمگین بھی کھڑی تھی اُس کو نہ اُٹھا لیا سب نے کہا یا خداوند ہم کو آپ کی
جان کی پڑی تھی جلاد آچکا تھا ہم کو یہ خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو آپ پر ہاتھ مار دے مگر جب
حکم دیجیے گا تب غمگین کو اُٹھا لائین گے جمشید قریب لشکر آکر رُکا کہا یارو جب تک معشوقہ
نہ آئیگی مین بارگاہ مین نہ جاؤنگا طیفور تاجدار کہ یہ ساتھ گیا تھا اسنے کہا یا خداوند مین
ابھی جاتا ہون غمگین شیرین ادا کو لیکر آتا ہون یہ کہکے طیفور روانہ ہوا یہان غمگین دربار مین

حاضر ہے بادشاہ حمجاہ فرما رہے ہیں کہ مین اپنے عیار کا دھوم سے نکاح کرونگا فیروزہ نے
عرض کی کہ جب سب سردار آلین تب اس غلام کا عقد ہو بادشاہ نے فرمایا ای غمگین ہم تمھارے
طرفدار ہین میثاق کوہ گردان نے عرض کی کہ فیروزہ ہمارا فرزند ہے ایسی دھوم ہو کہ سرکار
بھی فرمائین کیا خوب سامان کیا سعد شہریار نے فرمایا بعد قتل جمشید یہ سامان زیبندہ ہوگا
مگر غمگین شیرین ادا یہ سُن کر دل مین خوش ہو رہی ہے کہتی ہے کیا قدر دانون کے جاؤن ایک
سے ایک بہتر ہے ملازمون کے ان کے کیا خوش نصیب ہین اتفاقاً غمگین کسی کام کو باہر نکلی
تھی کہ طیفور آکر پہونچا کڑک کر گرا اور غمگین شیرین ادا کو اٹھا کر لے گیا خدمتگارون نے
بڑھ کر عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوا ایک ساحر آیا ملکہ غمگین شیرین ادا کو اٹھا لے گیا یہ سنکر
میثاق کوہ گردان نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور سامنے سے جمشید کے غمگین شیرین ادا
کو لاتا ہون یہ کہکر میثاق نے روانہ ہونے کا ارادہ کیا بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا فرمایا
ہو وزیر اعظم ہم خود چلتے ہین اور جیتا ہے تو غمگین کو لاتے ہین میثاق نے کہا غلام ضرور
آئیگا میرے فرزند کی شادی کسکے ساتھ ہوگی یہ سُن کر بادشاہ حمجاہ سوار ہوے سب شاہزادیاں
رو رہی ہین اور کہتی ہین کیا غضب کی بات ہے کہ ہمارے حضور بارگاہ دشمن مین جاتے ہین
کل خبر پائی تھی کہ سترہ ہزار تاجدار و پہلوان دربار مین جمشید کے بیٹھے ہین وہ سب شاہ پر
حملہ کرینگے فیروزہ مرکب تیار کرکے لایا بادشاہ سوار ہوے طرف لشکر کفار کے چلے
ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران زمان کو پہونچائی صاحبقران بھی سوار ہوے فرماتے
تھے کہ سعد کے مزاج مین بڑی جہالت ہے مین بھی جاتا ہون اشقر پر سوار ہو کر چلے مرکب
باد رفتار ایسا عمدہ سوار گھوڑا طرارے بھرتا ہوا جاتا ہے اگر راہ مین کوئی نخل مل گیا تو
اُسے ٹھوکر مار کر گرا دیا اگر کوئی نالہ ملا تو اُسے فرا گیا اس طرح جاتا ہے کہ ہوا پیچھے رہی جاتی ہے
سایہ مرکب کا پیچھے رہا جاتا ہے بقول مصنف نظم

قمر وصف توسن رقم کیا کرون	کہ شبدیز خامہ کا پا لنگ ہے
ملا ہے عجب رنگ مشکین اسے	اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہے
تڑپتا ہے میدان مین سیماب وار	صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہے

ہر اک نعل ہی بیچ بے مثال + قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

لیکن طیفور تمکین شیرین ادا کو لیے ہوے سامنے جمشید ثانی کے آیا جمشید تخت پر بیٹھا ہوا ہی تمام امراو وزرا حاضر ہین تمکین کو طیفور نے سامنے بٹھا دیا جمشید ثانی نے پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان قدرت بُرے ہین کہ تجنے یہ مکر کیا اگر قدرت تقدیر کرتے تو سب مسلمانون کو پتھر کا بنا دیتے مگر پھر رحم آیا کہ ان کو پیدا کیا ہی ان کو کیا مٹاؤن تمکین شیرین ادا نے کہا یا خداوند خاموش رہیے آپ کے سب مکر کھل گئے اگر آپ کا کچھ بھی اختیار ہوتا تو آپ سعد شہریار کو زندہ نہ چھوڑتے لیکن اُن کا خدا نگہبان ہی میرا ابھی کچھ نہ کر سکیے گا یقین ہی کہ بادشاہ جمجاہ تشریف لائین اور مجھ کو رہا کر کے لیجائین جمشید ثانی نے کہا کیا مجال یہ وہ مقام ہی کہ اگر مسلمان آئین تو سب گرفتار ہو جائین یا قتل ہون مین نے وہ لشکر جمع کیا ہی کہ گاو زمین بار نہین اُٹھا سکتی اگر میرا لشکر غل مچائے تو لشکر اسلام کے کلیجے پھٹ جائین وہ زمانہ نکل گیا کہ بارگاہ مین گھس آتے تھے اب مشکل پڑیگی وہ جاؤ ہین کہ پیک صبا کا نکلنا دشوار ہی ہان سردارو اپنا اپنا لشکر تیار کرو اور ساحرون کو حکم دیا کہ جو ابر شہزادہ میثاق کو بڑا گھمنڈ ہی اگر وہ ہوا پر آئے تو اُس کو روک لینا سب سردار اُٹھے لشکر تیار کر کے کھڑے ہوے اور بڑے بڑے پہلوان دعوی کر رہے ہین کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا بادشاہ جمجاہ مرکب اُڑاتے ہوے آتے ہین لو ہین گلے مین پڑی ہو ئین تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین وہین سے نعرہ کیا کہ ای کافران بے حیا و ای نابکاران پُر دغا سامنے سے ہٹ جاؤ نعرہ سعد شہریار سے منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاوس وجم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران + نعرہ کر کے فوج پر آپڑے دو چار کو جو قتل کیا سب سامنے سے ہٹے لڑتے ہوے بادشاہ صف اول سے گذرے دو پہلوان مریخ تیغزن و عقاب جنگ جو صف سے نکلے اول مریخ نے للکارا کہ ای سعد آگے نہ بڑھنا سعد شہریار پلٹ پڑے مریخ نے

ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ جمجاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر تلوار علم کی اور للکارے کہ او
نامرد پیچھے نہ ہٹنا دوسری طرف سے عقاب جنگ جو آیا کہ صف اول پر نعرۂ امیر ہوا
نعرۂ صاحبقران سے امیر عرب ضیغم روزگار ۔ بحکم خدا بستہ شمشیر چار ۔ ایک تیغ صمصام
و قمقام نام ۔ ایک تیغ عقرب یکے ذوالنجام ۔ دور سے آواز دی کہ او عقاب خبردار آگے نہ بڑھنا
اے شہریار ہوشیار رہیے بادشاہ جمجاہ پلٹے سامنے سے تو مرزیخ نے وار کیا پشت پر سے
عقاب نے ہاتھ مارا بادشاہ نے جب دیکھا کہ صاحبقران نعرہ کرتے ہوئے آتے ہیں دونوں
کی کلائیاں پکڑلیں تلواریں چھین کر پھینکدیں اور پکار کر آواز دی دادا جان آپ تکلیف نہ کیجیے
میں ان سے سمجھ لونگا یہ فرما کر دونوں کو اُٹھا لیا اور طرف آسمان کے پھینکا اُترتے وقت تلوار
ماردی دونوں کو چورنگ کیا صف اول کو درہم و برہم کر کے دوسری صف پر آئے کئی
پہلوانوں کو مارا صاحبقران زمان بھی لڑتے ہوئے آئے انھوں نے آکر صف دوم کو
درہم و برہم کیا ایک طرف سے نعرۂ سرداران صاحبقران ہوا امیتاق کوہ گردان
مع چالیس شاہزادیوں کے لڑتا ہوا آیا آکر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی شاہزادیوں نے سحر کیا
کہ ایک ابر آسمان پر آیا پانی برسنے لگا جسپر قطرہ پڑا پانی ہو کر بہ گیا کئی لاکھ آدمی شاہزادیوں
کے سحر سے مارے گئے مگر سعد شہریار لڑتے بڑھتے تا بہ دربارگاہ جمشید ثانی پہونچے جمشید
بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ سعد شہریار لڑتے ہوئے دربارگاہ
پر پہونچ گئے ہیں اور شاہزادیوں کے سحر نے لشکر میں قیامت برپا کی ہو جمشید جھلا کر باہر
نکلا سعد شہریار کی جو نگاہ پڑی سعد نے للکارا کہ او نامرد کہانتک دعوی خدائی کریگا
بندگان خدا کو گمراہ کر چکا آج تیری قضا ہی جمشید ثانی نے دیکھا لشکر پر پانی برس رہا ہی فوراً
سحر کیا کہ پانی برسنا موقوف ہوا امیتاق کے سحر سے آگ برس رہی تھی وہ آگ اہل اسلام
پر پلٹی اہل اسلام جلنے لگے کل لشکر آگیا ہی خوب جم کر تلوار چل رہی ہو ہزارہا اہل اسلام
جل جل کر گر رہے ہیں خواجہ عمرو لڑتے ہوئے قریب صاحبقران کے آئے عرض کی اے
شہریار غضب ہوا سب اہل اسلام جل رہے ہیں صاحبقران نے پکار کر اسم اعظم الٰہی
پڑھا اور بادشاہ نے لوح طلسمی کو گردش دی تب وہ آگ موقوف ہوئی اہل اسلام بچے امیر نے

سعد کو اشارہ کیا کہ بارگاہ مین گھس جاؤ مین تمھارے ساتھ ہون مین بھی آتا ہون سعد نے پردہ بارگاہ کا اٹھا یا دیکھا نمکین سامنے بیٹھی ہو مگر ماران سیاہ نمکین کو لپٹے ہوے ہین نمکین دعائین مانگ رہی ہو کہ ای مالک لیل و نہار و ای پروردگار مجھے اس آفت سے بچالے نظم

خدا ہستی باقلیم خداوندی خداوندا ۔ توئی شاہنشہ ملک شہنشاہی شہنشاہا
جہان محکوم فرمانت چہ در پست و چہ در بالا ۔ چہ در شہر و چہ در قریہ چہ در کوہ و چہ در صحرا
تو رزاقی تو خلاقی خدائے جملہ آفاقی ۔ تو ہستی والی عقبےٰ تو ہستی مالک دنیا
بہر مسجد تو مسجودی بہر بتخانہ معبودی ۔ تو موجودی بہر خانہ تو مقصودی بہر یک جا
توئی حاضر بہر محضر توئی ناظر بہر منظر ۔ توئی ساکن بہر مسکن توئی قایم بہر ماوا
تو غفاری تو ستاری تو دلداری تو غمخواری ۔ عطا پوشی خطا پوشی کرم گستر کرم فرما
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن ۔ نباشد صورتے خالی ز نورت در جہان اصلا

نمکین نے جو بادشاہ کی صورت دیکھی پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ کنیز آپ کی بلا مین مبتلا ہو بادشاہ نے بڑھ کر لوح کا جو عکس ڈالا وہ سب ماران سیاہ جسم سے نمکین کے گرے بادشاہ نے فرمایا چلو نمکین خود عیار بھی ہو تڑپ کر جو اٹھی کئی ساحر قتل کیے پیچھے پیچھے بادشاہ کے نیمچہ لیے ہوے پشتی بانی کر رہی ہو جو پشت پر بادشاہ کی آیا اُسے نیمچہ مار کر گرا دیا کہ امیر بھی لڑتے ہوے اندر آئے فرمایا ای سعد کیا جرأت کی ہو تمھاری جرأت کا مین قائل ہون حقیقت مین کس زور و شور سے آئے ہو صاحبقران زمان نے جو سعد شہریار کی تعریف کی اور زیادہ چمک کر لڑنے لگے مگر جمشید نے دور سے دیکھا کہ میرا سحر باطل ہوا میری فوج کے لوگ چلے جاتے ہین آخر طبل بازگشت بجوایا پلٹ کر بارگاہ مین آیا دیکھا تمام بارگاہ لاشون سے معمور ہو دریاے خون بہ رہا ہو بعضے تڑپ رہے ہین پکارتے ہین یا خداوند فریاد ہو جمشید نے آکر زندون کو اٹھوایا مردون کو جلوایا افسرون سے صلاح کرنے لگا کہ کیون یارو کیا صلاح ہو کیا صورت فلاح ہو سب نے عرض کی طبل جنگی بجوائیے ابھی فقط دو سردار آئے ہین اول صاحبقران زمان دوسرے سعد بن قباد دونون کے ساتھ فوج بہت کم ہو ہم لوگ بلوہ کر کے مار لین گے آج کی جنگ کا خیال نہ فرمائیے ساحرون نے کہا وہ سحر کرین کہ کل لشکر کو

جلا دین پھر دو کس کا مارنا کتنی بڑی بات ہے جمشید بھی غصے مین تھا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکاردن
سے پوچھا کہ فوج ہماری کسقدر ہے ہرکارون نے عرض کی کہ فوج خداوند اس وقت پچاس لاکھ
ہے اور مسلمان دس لاکھ ہین جب ہم لوگ سحر کرین گے تو اہل اسلام کے کلیجے پھٹ جا دین گے
پہلوانون نے عرض کی ہم لوگ دعویٰ کرتے ہین کہ صاحبقران وسعد کو مارلین گے اس گھمنڈ
پر جمشید نے طبل جنگی بجوا دیا یہ ایک مرد مغرور ہے عقل و فراست سے دور ہے سب نے یہ بھی کہا
کہ آج ہم لوگ بے سامان تھے جب تک تیار ہون تب تک وہ پلٹ گئے یا خداوند حکم دیجیے
کہ دس دس لاکھ کی پانچ صفین ہین جب اہل اسلام آئین تو ہر صف پر روکے جائین اُنکی جرأت
ہم دیکھین کہ کیونکر گذرتے ہین ہر صف مین چار چار سردار نامی موجود رہین جمشید کو یہ صلاح
پسند آئی اور حکم دیا کہ پانچ صفین جمین اہل اسلام کو بھی معلوم ہو کہ خداوند کے بندون
نے بڑا سامان کیا ہے وہ تلوار چلے کہ اہل اسلام بھی دنگ ہون اپنی زندگی سے تنگ ہون
لیکن ہرکارے لشکر اسلام کے جو برائے خبر حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار صاحبقران
مین آئے دیکھا بادشاہ تخت پر جلوہ گر ہین اور صاحبقران زمان دنگل آصفی پر ہین تمام سردار
بیٹھے ہین جن دیوانون کو صاحبقران زیر کرکے لائے ہین بیٹھے جھوم رہے ہین زنجیرین ہلا رہے
ہین کہ ہرکارون نے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی قطعہ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ + گل سرخ تابد
چو روشن چراغ + نگین سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد + شہریار کی عمر دراز ہو
دشمن کو سوز و گداز ہو جمشید ثانی نے طبل جنگی بجوایا ہے اور پانچ صفین جمین گی صاحبقران
نے فرمایا خدائے ما بزرگ است ہان خواجہ عمرو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے خواجہ عمرو
نقارخانے مین آئے داروغہ نقارخانے کے قلابہ چینی وکبابہ چینی برائے استقبال عمرو
اُٹھے دو دو اشرفیان نذر کی دین خواجہ عمرو نے نذرین اُٹھالین اور فرمایا مین جانتا ہون
کہ تمھاری آمد کم ہے اور خرچ زیادہ ہے جو تم نے پیش کیا وہ ہی ہم نے بھی قبول کر لیا یہ کہہ کے
چوب اُٹھائی نقارے پر لگائی سات سو نقارہ بجا بقول شاعر نظم

چو بر طبل اسکندر آمد دوال +	ز ناہید مریخ کرد این سوال +
جہان را اگر روز آخر رسید +	سرافیل صور قیامت دمید

بگفتا کہ نہ طبل اسکندر است
کز آواز او گوش گردون کر است

تمام لشکر مین آواز پہونچگئی سب کو معلوم ہوا کہ کل جمشید سے مقابلہ ہو دیکھین کل گردون دون وانقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھے اور تختۂ تابوت کسکے واسطے ہو نظم

در اندیشہ گردن کشان یک بیک
کہ فردا بکام کہ گردد فلک *
کرا تاج اقبال بر سر نہند
کرا تخت تابوت در بر کشند

دیکھین کل کون نام پیدا کرتا ہو طلسم کشا کی مدد مین کون کون مرتا ہو حقیقت مین لشکر اسلام کا بڑا نام ہو مگر مقام افسوس ہو کہ رستم و جہانگیر و ابرج و نور الدہر و بدیع و قاسم و مالک دلند ہور وغیرہ سب اسیطرف آئے ہین مگر یہان نہین پہونچے لشکرون مین تیاریان ہو رہی ہین اور تلوارین چرخ چڑھ رہی ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہو بعض لوگ تیرون کو زہر سے آبداری دے رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ کل ایسا لڑین کہ دشمن کو بھی معلوم ہو ایسے ایسے سردار ہین کہ جی چھڑوا دیے بعض جو کہ نامرد ہین ڈنڈبیل پہل سے اپنے کو تیار کیا ہو اپنی زندگی بہت عزیز جانتے ہین کہہ رہے ہین بھائیو یہ نوکری تو جان کی آفت ہو ابھی دن کو لڑ چکے ہین تمنے دیکھا ہوگا کہ ہم بیس جوان تھے چار کو گھیر کر بار لیا ایک نے نیزہ مارا لیکن مین نے دور سے تیر ہی مارے مین حریف کے قریب نہین جاتا یہ ضرور نہین ہو کہ تلوار سے جنگ کرے چاہیے کہ دشمن کو خوب تنگ کرے ہم تو ہراسے سیر جاتے ہین دوسرے نے کہا بھائی ہم بھی چلین گے اور لڑنے والا باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہو کہ ای نور نظر قدم پیچھے نہ ہٹانا میرے سامنے سرخرو ہو کر آنا تب مین راضی ہونگا نمک شاہی ادا کرو مدت سے نمک کھاتے ہین ہمارے شاہ بہت آبرو کرتے ہین پس بات مین فرق نہ آنے پائے آج تک خدا نے بات رکھی ہر مقام پر سرخرو رہے اب ایسا نہ ہو کہ بدنام ہو جائین بیٹا کہہ رہا ہو ای والد نامدار آپ ضعیف ہین ایسا نہ ہو کہ آپ زخمی ہو جائین مین لڑونگا غرضکہ سب طرح کے لوگ جمع ہین بقول شاعر فرد کند ہم جنس با ہم جنس پرواز *
کبوتر با کبوتر باز با باز * لشکر کفار مین تلاطم ہو رہا ہو ایک سے ایک کہتا ہو کہ بھائی ہم تو سحر جانتے ہین تلوار کی لڑائی کو ہم کیا جانین اور اہل اسلام اسی جنگ کے عادی ہین دیکھیے کیا کیفیت ہوتی ہو کیسی کیسی مشقت کی ہو تب شانون پر گوشت چڑھا ہو سپاہی بیدرد ہاتھ مار دیتے ہین سیر دن خون

بھجا تا ہی لہذا ہم تو دور سے لڑتے ہین اگر سحر چل گیا تو سبحان اللہ اگر تاثیر نہ ہوئی تب بھی دور
رہے تلوار کی لڑائی سے خداوند بچائین وہ وقت نہ دکھائین مگر سحر تیار کر رہے ہین اگر سحر بن گیا تو
کل آگ برسا دین گے مسلمانون کو جلا دین گے بعضے بھاگے جاتے ہین کمیدان نے پوچھا خانصاحب
کہان جاتے ہو خانصاحب نے جواب دیا کہ ہمارے پیٹ مین درد ہی دوا کھانے جاتے ہین بروقت
جنگ آجائین گے کمیدان نے کہا بھائی وقت جنگ ضرور آجانا قدرت نے تاکید کی ہی ورنہ
روزگار جاتا رہیگا وہ جوان بڑبڑاتا ہوا چلا گیا یہ کلمہ زبان پر تھا کہ ہم نوکری سے باز آئے
ہم وقت جنگ نہ آئین گے سامنے گاؤن ہی وہان ہمارے چچا رہتے ہین حال ہمکو دریافت ہوجائیگا
اگر فتح ہوئی تو پھر آکر شریک ہونگے دونون لشکرون مین یہی ہنگامے ہین چار پہر رات تیاری
مین گذری اب وہ وقت آیا کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نظم

علم آفتاب نکلا جب ++		فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہِ خاور سپہر گرد ہوا +		رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار		ہوا انجم سپاہ رو بفرار

لشکر طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے ہین مگر صاحبقران جو بارگاہ سے نکلے لشکر
کفار کا جماؤ دیکھ کر دل ہل گیا در دولت شاہنشاہی پر آئے تسبیح خاک شفا ہاتھ مین ہی یہی
دعائین مانگ رہے ہین کہ ای کریم و رحیم فضل و کرم اپنا شریک کر نظم

نیست این حاجت کہ باشد در خزانہ مال جمع		بلکہ کن در دار دولت مخزن اعمال جمع +
بعد مرگت وارثان غارت بیک لحظہ کنند		انچہ کردی گنج سیم و زر بماہ و سال جمع
چون نداری در جہان یک لحظہ امید حیات		چیست حاجت مال کردن بہر استقبال جمع
کی بماند با وجود حیلہ و مکر و فریب		مال در دست سخی و آب در غربال جمع
چون سفر در پیش میداری تو پس دور و دراز		زاد رہ نزد تو می باید بہر یک حال جمع +
ہندیا روز قیامت پیش پیش حق شود +		انچہ ز افعال تو گردد دفتر اعمال جمع +

چوبدار جو باہر آیا صاحبقران نے پوچھا برآمد ہونے مین سلطان گیتی ستان کے کیا دیر ہی
چوبدار نے عرض کی حمام کر چکے اب برآمد ہوا چاہتے ہین صاحبقران کھڑے ہوگئے تاجدار و

سردار آکر جمع ہوے کہ سامنے سے خواجہ عمرو دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ ای شہریار نورالدہر آتے ہین فوج کثیر ساتھ ہی تبلیغ قزاق بار ہزار قزاقون سے ہمراہ ہی اور قرطاس بھی دم در ساٹھ ہزار فوج سے ساتھ ہی یقین ہی کہ وقت جنگ پہونچ جائین کہ لالا پردہ جبر خیون پر کھنچا اور سعد شہریار اس رنگ سے ہوئی کہ آگے آگے طفلان مہ صورت اشعار حمد الٰہی پڑھتے ہوے وہ اشعار یہ ہین

نظم

در چمن ہر شاخ خاک و برگ خاک و بار خاک
خاک سنبل خاک ریحان خاک سبزہ خار خاک

فی الحقیقت ہست خاکت ابتدا و انتہا
خاک بودی و دگر بارہ شوی ای یار خاک

جسم خاکی را چگونہ باشد امید قیام
زانکہ گردد جوہر این خاک آخر کار خاک

در تلاش مال دنیا بندۂ خاکی چرا
میکند برباد در ہر کوچہ و بازار خاک

خاک جسمت حق برای کار کردن آفرید
حیف باشد گر بود یک لحظہ این بیکار خاک

سرمۂ چشم دل و جان میکند از صدق دل
ہر کہ حاصل کرد زان دربار گوہربار خاک

ماندہ روز و شب بدرد و محنت و رنج و الم
فائدہ زین خاک بیزی یافت دنیادار خاک

قطرہ گوہر گردد بہ تاثیر نگاہ اولیا
زر شود در دست مردان خدا ہربار خاک

دولت عقبی اگر خواہی در کنج صفیست
بر سر دنیا بیفشان ہند یا ہربار خاک

سامنے سے وہ طفلان باہر گذر گئے ان کے بعد چند کہاریان تخت شاہنشاہی کا ندھون پر رکھے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن سنہری پھولیان سرون پر لگی ہوئین پیدا ہوئین اول صاحبقران نے سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ آپ کی ہمارے دل مین ہی باقی جملہ سردارون نے سلام کیا سب کا سلام لیتے ہوے سوارن کوچہ سلامت سے چلی فردوس دشت شہ کی سواری چلی وہ کے توکہ باد بہاری چلی طبل سکندر بجتا ہوا اس دھوم سے بادشاہ لشکر کو لیکر میدان مین آئے اور ایک جانب میثاق کوہ گردان چالیس شاہزادیان مثل ستارہ سحری چمکتی ہوئین اسباب سحر جھولیون مین گاتیان باندھے ہوے ملازم ان کے ڈیڑھ لاکھ ساحر پشت پر کھڑے ہین مگر صاحبقران نے دیکھا کہ لشکر کفار مثل مور و ملخ نکلے ہی ہر صف کے آگے چار چار پہلوان گینڈون پر سوار چوڑے تیغے ہاتھ مین مثل فیل جھوم رہے ہین

مگر صاحبقران مجمع کفار دیکھ کر متردد ہین خواجہ عمرو سے فرماتے ہین کہ لشکر کفار بیحساب ہو دیکھیے کیا ہو مجھکو بڑا خیال سعد شہریار کا ہی اب لشکر سے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی اور یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے نظم

تخت جمشید و خطِ جام ہوا نقش فنا + نہ سکندر ہی نہ آئینۂ حیرت افزا +
نفسِ بادِ سحر سے یہ صدا آتی ہی + کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا +
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے + گرد اُڑتے کبھی دیکھی نہ سُنی بانگ درا +
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال + جسکو گل کر نہ گئی جنبشِ دامانِ قضا +
وہ گلِ تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا + ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے بادِ صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخلِ ماتم + کفِ افسوس ہر اک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار + جنکی رفتار سے ہر گام سے تھے فتنے برپا +
اُنکی صورت کو ترستی ہی نگاہِ افسوس + صورتِ نورِ نظر آنکھون مین ہی وہ نقشا
جنکی آواز مین تھا مایۂ اعجاز مسیح + خواب مین بھی کبھی سُنتے نہین ہم اُنکی صدا
ہو ملاقات تو یہ اہلِ فنا سے پوچھین + کیون مقیمانِ عدم حال کہو کیا گذرا
ہمدمو کیا ہوئین چہلین جو بہم رہتی تھین + کیا ہوا ہم نفسو رابطۂ صبح و مسا
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہی نہ وہ بزم نشاط + نہ وہ اندازِ سخن ہی نہ زبان گویا +
ربط و اخلاص کے باہم جو تھے معمول گئے + دفعۃً ہم سفرو ایسا ہمین بھول گئے

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے غازیون کے چہرے سرخ ہو گئے قبضون پہ ہاتھ پڑے کڑکیتون نے کڑکا کہکر آواز دی کہ کون ایسا بہادر ہی کہ میدان مین نکلے اور نام رستم و سام کا صفحۂ ہستی سے مٹا دے یہ کہکر کڑکیت ہٹے جمشید کا تخت صف آخر پر ہی کئی سو پہلوان اسکو گھیرے کھڑے ہین جشب نے سر اُٹھایا اشتغال خارہ شگاف نامے پہلوان گینڈا بڑھا کر سامنے جمشید کے آیا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یا خداوندا اجازت میدان جمشید نے کہا جا تجھکو اپنے یہ قدرت کے سپرد کیا اشغال گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ جس کو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سعد نے قصد کیا تھا نکلون کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ آگے آگے

نور الدہر بن بدیع الزمان ایک طرف فیروزہ تاجدار ایک طرف قحطاس مردم دراور ایک جانب دیوانہ بلند بالا زنجیرین ہلاتا ہوا ایک سمت اسلم قزاق پشت پر دو لاکھ فوج آنے دور سے دیکھا کہ ایک پہلوان میدان مین مجہوم رہا ہی نورالدہر نے مرکب بڑھایا مقابلے مین اشغال کے پہونچے اشغال نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال سامنے آیا اشغال نے نیزہ مارا نورالدہر نے نیزہ اُس کا روکا آپس مین نیزہ چلنے لگا ایک مقام پر نورالدہر نے نیزہ اشغال کا کانٹا تھپیڑا مار دیا نیزہ اُس کا ہوائی ہوا اشغال نے تلوار کھینچی اور ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار سپر رو کا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا نورالدہر نے ہاتھ تیغ خارہ شگاف سلیمانی کا مارا تیغہ جو چمک کر گرا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے مصاحبین نے جمشید سے کہا کیون یا خداوند جنگ مغلوبہ کا سامان کرین کہ لشکر اہل اسلام پامال ہو جائے کوئی مسلمان بچنے نہ پائے جمشید چاہتا ہی کچھ جواب دوے کہ ایک پہلوان ہی جسکو شاہور بلند قد کہتے ہین گینڈا بڑھا کر سامنے جمشید کے آیا کہا یا خداوندا اجازت میدان جمشید نے کہا اے شاہور جلدی کیا ہی یہی صلاح ہو رہی ہی کہ ابھی مغلوبہ نہ کرو بعد چند ساعت دیکھا جائیگا اچھا میدان مین جاؤ مگر الگ سے مقابلہ کرو جہانتک ہو سکے قریب اُس جوان کے نہ جاؤ بلکہ مناسب یہ ہی کہ جا کر بادشاہ کو للکارو یقین ہی کہ تمھارے مقابلے مین آئینگے پھر تمھین اختیار ہی جس طرح سے چاہنا مقابلہ کرنا ہر طرح غالب آؤگے اگر لوح کے حملے سے بچنا شاہور نے کہا کہ یا خداوند آپ طرز جنگ میرا جانتے ہین کہ حریف کو حربہ نہین کرنے دیتا فورًا مار لیتا ہون صدہا پہلوان میرے ہاتھ سے قتل ہوے مجھپر کوئی وار نہ کر سکا ہین جا کر طلسم کشا کو للکارتا ہون یہ کہ کر آگے بڑھا پکار کر آواز دی کہ او طلسم کشا ان جوانون کے بھروسے پر طلسم کشائی کو آیا ہی میرے مقابلے مین تو آمین بھی تو امتحان کرون کہ تمھاری جرأت کیسی ہی نورالدہر نے جو آواز شاہور کی سُنی جواب دیا کہ او مغرور تجھے بادشاہ سے کیا کام ہی مین تیرا مقابل موجود ہون میدان مین تو آ یہ سُن کر شاہور نورالدہر پر جا پڑا تلوارین جھپٹ جھپٹ کر مارنے لگا نورالدہر رو کے رہے ہین جب کئی وار کر چکا تب نورالدہر نے بھی تیغ کھینچا پکار کر کہا او پہلوان تجکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی کئی وار کر چکا دستور یہ ہی کہ ایک وار کرتے ہین

دوسرا حریف کا چاہتے ہین اب میرا وار تو قبول کر یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شاہور نے اپنا سر
آگے کر دیا تلوار جو پڑی شاہور کے دو ٹکڑے ہوے وہ ٹکڑے زمین پر تڑپے بعد تھوڑی دیر کے
ویسے ہی دو پہلوان پیدا ہوے اور نورالدہر سے لڑنے لگے نورالدہر نے پھر ایک کو مارا
وہ بھی مر کر گرا اب تین ہوے جون جون نورالدہر قتل کرتے ہین وہ جوان بڑھتے جاتے ہین
بادشاہ نے جو یہ معاملہ دیکھا لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین نوشتہ پایا کہ یہ جوان ساختہ سحر جمشیدی
مناسب ہے تم خود مقابلے مین جاؤ لوح چمکا دو تب ان جوانون سے مہلت ملیگی بادشاہ نے مرکب
بڑھایا دیکھا نورالدہر گھرے ہوے ہین چار طرف سے وہ جوان حرب کر رہے ہین نورالدہر
اپنے کو بچاتے ہین کہ بادشاہ نے آتے ہی نعرہ کیا نعرۂ سعد شہریار ○ منم شاہ شاہان
فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + تجلی دہ بزم اسلامیان + نہال گلستان صاحبقران +
اُن جوانون نے جو صدائے نعرۂ سعد شہریار سُنی طرف صحرا کے بھاگنے لگے بادشاہ نے گھوڑا
بڑھایا ایک پر عکس لوح کا ڈالدیا جیسے ہی عکس لوح کا اُسپر پڑا ایک چیخ ماری اور جلنے لگا
سب جوان دوڑکر اُسی سے لپٹ گئے سب جل کر خاک ہوے جمشید نے حکم دیا کہ ان جوانون کو
گھیر کر مار لو گھٹا کفر کی چلی بادشاہ نے جو فوج کو آتے ہوے دیکھا مرکب بڑھا دیا تیغہ کھینچکر
جا پڑے نورالدہر کے برابر پہونچے صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ سعد گھرے ہوے ہین
اشقر بڑھا کر نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران ○ امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا بستہ شمشیر جان
بیکے تیغ صمصام دلتقام نام + بیکے تیغ عقرب کجے ذوالحجام + بن کافران از جہان پاک کرد + سر
سرکشان جملہ درخاک کرد + نعرہ کرتے ہی فوج کفار پر جا پڑے مگر ساحرون نے آگ برسائی
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا آگ برسنا موقوف ہوئی جمشید ثانی نے پکار کر آواز دی کہ
ہان یارو سحر سے نہ لڑو جنگ شمشیر و نیزہ کرو سب ساحر سحر کرنا موقوف کر کے تلوار سے جنگ
کرنے لگے مگر دیوانۂ بلند بالا جو کہ ساتھ نورالدہر کے آیا ہی اُسنے جو یہ ہنگامہ دیکھا
کہ آقا گھر گئے ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو غضب ہوا ہمارے آقا کے شرخ کو گھیر لیا ہی چل کر
اُن کو بچاؤ یہ کہکر جو بدست ہلاتا ہوا بڑھا بارہ ہزار دیوا نے اس کی پشت پر جو بدستین ہلاتے
ہوے غل مچاتے ہوے فوج مخالف پر دبا پڑے جسپر جو بدست پڑی وہ پیوند زمین ہوا ان

بارہ ہزار اسنے جو بیس ہزار جوان مارے جمشید نے ایک پہلوان کو اشارہ کیا کہ اس دیو اسنے
کو تو پکڑ لا وہ جوان جھومتا ہوا سامنے دیوانے کے آیا جیسے ہی دیوانے نے چوبدست لگائی اس
پہلوان نے چوبدست تھام لی ایک جھٹکا مارا کہ دیوانے نے چوبدست چھوڑ دی اُس پہلوان نے
دیوانے کی کمر مین ہاتھ ڈالا اور زور کر کے اُٹھالیا چرخ دیتا ہوا بیچلا دیوانہ غل مچاتا ہی کہ اے
آقاے سُرخ یہ مجکو لیے جاتا ہی تمام افسوس ہی کہ تم دیکھ رہے ہو اور مجکو رہا نہین کرتے یقین
ہی کہ قتل ہو جاؤن نورالدہر نے جو دیکھا کہ دیوانے کو ایک جوان لیے جاتا ہی گھوڑا بڑھا کر
قریب آئے چاہا اُس جوان پر ہاتھ مارون اُس جوان نے کلائی نورالدہر کی تھام لی اور کمر
مین ہاتھ ڈال کر اُٹھالیا اور لیکر چلا قحطاس مردم دریہ معرکہ دیکھ رہا تھا دیکھا آقا کو لیے جاتا
ہو بڑھ کر قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا اُس جوان نے قحطاس کی بھی تلوار چھین لی اور قحطاس کو
بھی اُٹھالیا بادشاہ نے بھی دیکھا کہ تینون جوان گرفتار ہو گئے اور وہ جوان نعرے کرتا ہوا
جاتا ہی کہ مَین پہلوان قدرت خداوند مجکو کون مار سکتا ہی میری قضا ہی نہین کوئی کیونکر قتل
کریگا اُدھر سے لڑتے ہوے صاحبقران آنے تھے دیکھا کہ نورالدہر و قحطاس و دیوانے
کو اُٹھائے ہوے وہ جوان جاتا ہی صاحبقران نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا جیسے ہی صاحبقران
نے اسم اعظم پڑھ کر آواز دی وہ جوان رُک گیا اور خود گینڈا بڑھا کر سامنے صاحبقران کے
آیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر ہاتھ مارا کہ اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوے اور پکار کر
آواز دی او جمشید ان مکرون سے کیا ہوتا ہی خدا بادشاہ کو سلامت رکھے صاحب لوح
ہین کوئی مکر تیرا مخفی نہ رہیگا سب حال کُھل جائیگا جمشید نے للکار کر آواز دی او حمزہ میرے
اپنا تجکو نام بتا دیا کہ یہ جرأت نصیب ہوئی ورنہ کیا مجال تھی کہ میرے سحر مین دخل دیتا لے یہ
سامنے آتا ہی اس سے تو مقابلہ کر ایک پہلوان آہو پر سوار پہلو مین کھڑا تھا اشارہ کیا کہ حمزہ
کو ٹوک لے وہ جوان بڑھا صاحبقران نے اُس کو دیکھ کر چاہا کہ اسم اعظم پڑھون اسم اعظم
فراموش ہو گیا صاحبقران حیران حیران چار جانب دیکھ رہے ہین مگر سعد شہریار نے دور
سے دیکھا کہ دادا جان حیران کھڑے ہین یقین کامل ہوا کہ دادا جان اسم اعظم بھول گئے اسکا وجہ
سے حیران کھڑے ہین گھوڑا بڑھا کر قریب صاحبقران آئے لوح کا عکس ڈالا جیسے ہی لوح

عکس پڑا امیر کو اسم اعظم یاد آگیا اسم اعظم پڑھ کر اُس جوان پر ہاتھ تلوار کا مارا اُس جوان کے دو ٹکڑے ہوئے جمشید یہ معرکہ دیکھ کر نہایت اُداس ہوا اور کہا یہ تقدیر قدرت نے ایسی کی تھی کہ حمزہ بیکار ہو جائیگا مگر لوح سے کوئی چارہ نہین لوح کا جو عکس پڑا اسم اعظم کُھل گیا اب دوسری تدبیر کرونگا یہ کہکر اسم سحر پڑھنے لگا ایک دستک دی کہ صحرا سے آواز آئی معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہے اُس آواز مین یہ صدا آئی **نظم**

بنانے سے یہ مطلب جنکے پایا	مٹانے کے لیے ہم کو بنایا
بشکلِ اشک ہون با قدر و بیقدر	وہ گوہر ہون کہ کھو کے جسنے پایا
نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام	عجب ہے تیرے لب پر کیونکر آیا
ہماری چشم کوئی آبلہ تھی	جو نشتر نوک مژگان سے لگایا
وہ مشتاقِ شہادت تھا دم ذبح	گلے سے مجکو خنجر نے لگایا
نہ اُٹھا گر کے آنسو کی طرح سے	عدم کا لطف ہستی مین دکھایا
ہوا سرمہ بھی شاید حُسن اغیار	جو ایسا تیری آنکھون مین سمایا
مزہ جوشِ محبت نے یہ بخشا	گلہ بھی شکر ہو کر لب پر آیا
ہوئی جھوٹی قسم کھائی جو منظور	خوشا قسمت مین اُنکو یاد آیا
مگر واعظ بھی کوئی درد دل ہے	کہ بیٹھا آپ اور مجکو اُٹھایا
نسیم اعدا سے شکوہ کیا پس از مرگ	ہمین یارون نے مٹی مین ملایا

صاحبقران نے دیکھا کہ چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہرنگین اشعار مذکور گاتی ہوئی آتی ہین بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا جو سب کے آگے ہو اُسپر لوح کا عکس ڈالو یہ نمود بے بود ہے بادشاہ نے لوح چمکائی اُس نازنین نے ہنس کر کہا کہ اے شہریار آپ مجکو کیا سمجھے ہین میرا نام ہے جام محبت جسنے میرے ہاتھ سے جام پیا وہ دیوانہ ہوا بادشاہ نے فرمایا جو لوح مجکو حکم دیگی وہی کرونگا وہ نازنین رونے لگی کہا اے شہریار آپ ایسا ظلم فرماتے ہین میری محبت دل مین نہین سمائی اگر میری محبت آپ کے دل مین رہیگی تو ہمیشہ آباد رہیے گا لیکن آپ نے نوشتۂ لوح پر عمل کیا جو خوشی آپ کی مگر لوح کا عکس جو اُس نازنین

پھر پڑا مثل ہیزم خشک جلنے لگی اور سب عورتین اُس سے لپٹ گئین وہ بھی جلکر خاک سیاہ ہوئین اور آواز آئی کشتی مرا نام من جام محبت بود مرتے ہی جام محبت کے کل لشکر بل گیا یہ جمشید شعبدے کر رہا ہی مگر جو شعبدہ کیا حکم نے لوح سے اُس کو مٹایا آخر جمشید نے حکم دیا کہ سب کو گھیر کر مار لو پچاس لاکھ فوج نے بلوہ کیا بادشاہ بہت متفکر ہین فرماتے ہین کہ فوج بیحساب ہی خدا ان کی بدعت سے بچائے دیکھیے انجام کیا ہو ای کریم و رحیم فضل و کرم اپنا شریک کر ایسا نہ ہو کہ سرداروں کو انتشار ہو ای بے نیاز وقت مدد ہی نظم

چون ید بیضا چو آید در ضیا روشن چراغ	روشنی بخشد دلِ تاریک را روشن چراغ
صورت خورشی شود نورش محیط سرزمین	چون برافروزد ز حسن بو لقا روشن چراغ
کی بود انوار ذات از دیدۂ مردم نہان	ماند اندر پردہ پوشیدہ کجا روشن چراغ
ہست ز انوار الٰہی در شبستان جہان +	ابتدا روشن چراغ و انتہا روشن چراغ
سرزمین را حق عطا فرمود زان سان روشنی	کرد از خورشید بر اوج سما روشن چراغ +
زین تجلی مطلع انوار ہر روز و شب است	ہست زین خورشید ہر صبح و مسا روشن چراغ
این غزل موزون نوشتی در زبان پارسی +	کردہ از طبع روشن ہند یا روشن چراغ

بادشاہ نے جو بیقرار ہو کر دعا کی صحرا سے گرد اڑی دیکھا رستم پیلتن مع اپنے سرداروں کے آ کے پہونچے ایک ساحرہ موسوم بہ گلپوش ابر پر سوار ساٹھ ہزار ساحر دو لاکھ غیر ساحر اور بہت سے آدمخوار غل مچاتے ہوے آکر پہونچے آدمخواروں نے جو مجمع انسان دیکھا منھ کھول کر جا پڑے اور آدمخواروں نے جو آواز سنی کہ آقا نے نعرہ کیا سمجھے کہ ہم کو بھی حکم جنگ ہی جو سامنے آیا اُسکو چیر پھاڑ کر کھانے لگے رستم نے جھڑکا کہ تم کو منع کر دیا ہی کہ آدمیون کا گوشت نہ کھایا کرو آدمخوارون نے کہا آقائے نامدار بڑے افسوس کی بات ہی کہ ہمیں گوشت کھانے کو منع کرتے ہین ہم کیونکر باز رہین ہماری تو یہ خوراک ہی یہ کہہ کر لڑنے لگے کسکی مجال ہی کہ آدمخوارون سے مقابلہ کرے رستم پیلتن نے آکر صفون کو توڑا اور اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ رستم ــــ ارشد اولاد امیر عرب + کیست جلشاہ چو رستم لقب + دیگر جلشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + جس صف پر پہونچے پہلوانون کو مارا اور آدمخوار غل مچاتے پھرتے ہین یار دیہ نعمت کبھی نہین پائی تھی آدمی کو

چیرا اور چیر کر کھا لیا مگر رستم کو دیکھکر مخالف بھاگتے ہین جسطرف حملہ کیا صفون کو درہم و برہم
کر دیا ہر طرف یہی ہلڑ ہو کر آدمخوارون سے کون مقابلہ کرے یا خداوند بچائیے کہ دوسری گرد
صحرا سے اُڑی دیکھا کہ شاہزادۂ جہانگیر مع اپنی فوج کے آکر پہونچے اور نعرہ کر کے لڑنے لگے
پھر ایک طرف سے گرد اُڑی شاہزادۂ خاور سپاہ بڑے زور و شور سے آکر پہونچے کئی سو
سردار ساتھ ہین آتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ قاسم ؎ ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ ٭
ز نم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ ٭ ز آب دم تیغ شستم زمین ٭ ہمہ باختر شد بزیر نگین ٭ دیگر آفتاب
مشرق دین پروری ٭ شہسوار لال پوش خاوری ٭ ہمراہ ان کے نیرنگ تاجدار اور
آزر بت شکن و شاخسار جادو و سیماے گوہر پوش ہین و ہلال دیوانہ بھی زنجیر ہین
ہلاتا ہوا آتا ہی دونون شاہزادیون نے جو دیکھا کہ جنگ سحر ہو رہی ہی بڑھ کر سحر کیا کہ آگ
برسنے لگی اس کے بعد پھر گرد اُڑی سب نے دیکھا شاہزادہ بدیع الزمان بھی ڈیڑھ لاکھ فوج
سے آکر پہونچے ملکہ میمونہ نازک ادا ایک آہو پر سوار آتے ہی سحر کرنے لگی ایک طرف
بدیع الزمان کے ہلال دیوانہ ایک پہلو پر بہمن بلند بالا مع ساٹھ ہزار جوانون کے ساتھ
جو سحاب ابر شکن باپ ملکہ کا و مواج قطرہ زن ماں ملکہ کی شریک تھے یہ بھی آتے ہی سحر
کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے مالک و لندھور بھی آئے پہلے لندھور نے اپنے نام کا نعرہ
کیا نعرۂ لندھور ؎ جزیرہ ہاے دریا را اگر فتم تا بہ ہندوستان ٭ اگر نامم نمیدانی منم
لندھور بن سعدان ٭ مالک نے جو نعرۂ لندھور کی آواز سُنی بڑھ کر نعرہ کیا نعرۂ مالک ؎
منم مالک اژدر خشمگین ٭ سپہ دار در لشکر اہل دین ٭ مگر شاہزادۂ بدیع الزمان جو جنگ کرتے
ہوے آتے تھے قاسم و جہانگیر کو جو دیکھا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان ؎
بدیع الزمانم کہ در روز کین ٭ کشم آسمان را برو سے زمین ٭ ز تیغم بسے ملک اسلام شد ٭
کہ سر فتنۂ باختر نام شد ٭ دیگر ہو برج خوبی شہ انجمن ٭ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ٭ بدیع الزمان
کے نعرے کی صدا سُن کر قاسم نے جہانگیر کو اشارہ کیا کہ کشتی گیر کو آگے نہ بڑھنے دو جہانگیر تلوار
کھینچ کر جھپٹے مگر ہمراہ بدیع الزمان جو جادوگرنیان ہین اُنھون نے بڑھ کر سحر کیا کہ مجمع ہٹ گیا
بدیع الزمان بیچ صف مین لڑ رہے ہین اور جہانگیر کنارے پر ہو گئے قاسم نے اشارہ کیا ان

عمر نامدار بڑھ جاؤ جہانگیر نے اشارہ کیا کہ ای فرزند دیکھتے ہو فوجون کے کس قدر جماؤ ہین
گھوڑا بڑھ نہین سکتا قاسم کو بہت ناگوار ہوا سیارہ سے فرمایا کہ ای یار وفادار دیکھتے ہو کہ یہ
کشتی گیر تو وسط صف مین پہونچ گیا اور شاہزادہ جہانگیر کنارے پر لڑ رہے ہین سیارہ نے کہا
ای آقاے نامدار جرأت بدیع الزمان کا آپ ہی جواب دیکھتے ہین ادہر جمشید نے بلندی پر سے
دیکھا کہ فرزندان صاحبقران کس زور و شور سے لڑ رہے ہین ایک طرف رستم ایک طرف بدیع
و قاسم و جہانگیر و مالک کل دست چیپون کا جماؤ ہی اور جس طرف بدیع الزمان لڑ رہے
ہین لندھور بن سعدان ان کی پشت پر لڑتے ہوئے آتے ہین ایک طرف صاحبقران زمان
لڑ رہے ہین اسقدر تیر کھائے ہین کہ تمام بدن غربال بنا ہی مگر مصروف جنگ ہین جس غول پر
ارادہ کیا جا پڑے بڑے بڑے ساحرون کو صاحبقران نے قتل کیا جو سامنے آیا ہاتھ سے
صاحبقران کے مارا گیا کئی دیوانے امیر نے زیر کیے ہین وہ دیوانے بھی لڑ رہے ہین ہر طرف
یہی ہنگامہ ہی کہ جنگ مسلمانان کا کون جواب دے یا تو سب سردار الگ الگ تھے یا وقت پر
آ کر شریک جنگ ہو گئے جو سردار آیا اسی طلسم کے تاجدارون اور پہلوانون کو مطیع کر کے
لایا وہ ہی ہماری جان کے دشمن ہین جمشید نے جو طرز جنگ مسلمانان دیکھا کہا کیون صاحبو اب
تم سب کی کیا صلاح ہی لڑائی تو یہ فتح نہ ہو گی رستم کے آدمخوارون نے قیامت برپا کی ہی جس
غول پر گرے ہزارون کو کھا گئے پرے کے پرے درہم و برہم کر دیے اور جنگ دیوانون کی وہ
آفت ہی کہ کوئی ان کو روک نہین سکتا جس غول پر گرے مارے چوبدستون کے پامال کر دیا یہ کہکر
بہت گھبرایا آخر سب نے کہا یا خداوند ہم آپ کی وجہ سے لڑ رہے ہین مسلمانون کا سامنا نہین
کر سکتے کہ سامنے گئے اور قتل ہوئے آپ نکل جائیے ہم لوگ سمجھ لین گے خواہ اطاعت کرین گے
خواہ بھاگین گے جمشید نے جھولی سنبھالی پر پرواز پیدا کیے تخت کو اڑایا مگر میثاق کوہ گردان
نے جو دور سے دیکھا روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شہریار غضب ہوا جمشید جاتا
ہی اگر یہ نکل گیا تو بڑا فساد کریگا حضور تیر ماریں مین جا کر گھیرتا ہون چالیسون شاہزادیونکو اشارہ
کیا سب شاہزادیان و میثاق متفرق ہوئے سب نے الگ الگ سحر کیے ان شاہزادیون کا
سحر ادہر میثاق کوہ گردان کا سحر جمشید کو معلوم ہوا کہ سامنے دیوار سنگ کھنچی ہوئی ہی اور

…وازآتی ہو کہ اے شہنشاہ کہان جاتے ہو ہم تمھاری تلاش مین آگئے ہین اور تمھارے
…جمشید نے پلٹ کر دیکھا کئی سو شاہزادیان زیور رنگ پھولون کا پہنے ہوے اور یہ اشعار
عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہین

نظم

…بابِ بسمل کا ذرا رقص	کرتے ہین پس ذبح بھی مشتاق قضا رقص
…ے افعی گیسو کا تصور	کرتی ہو مرے پیش نظر روز بلا رقص
…علیم جو اُتری ہو کمر سے	سیکھے گی قدم سے ترے کیا زلف دوتا رقص
…ب لطف طوافِ در ایجاب	کرتی ہو تمنا مری ہنگام دعا رقص
…ئے ہین دم مرگ تمھارے	فرشِ سر مقتول پہ کرتی ہو جفا رقص
…و تری بے پردگیون سے	کرنے لگے بسیا ختہ پابند حیا رقص
…لھایا تری انداز غضب خیز	زیبا ہو جو عیب چھپ کے کرے دزد حنا رقص
…ت محبت سے خبر کیا	مزدور کے نزدیک ہو حالِ فقرا رقص
…بیعت کو نہین عیش سے مطلب	کیا دیکھنے آئیگا گرفتار عزا رقص
…یتابیِ دل ضبط سے خالی	بسمل ترے کرتے ہین دم ذبح نیا رقص
…اشارے کشش دلکو غضب ہین	ہر بہر تری انداز سے ہوتا ہو نیا رقص
…متاب بچھاتی ہو سحر تک	کرتی ہو بیان پیش لحد آکے صبا رقص
…م آپ کی کس لطف سے گذری	برسون ہی سرِ شام سے تا صبح رہا رقص

…ب دیکھا کہ چارون طرف بلا نازل ہو کس طرف جاؤن جس طرف جاؤنگا بلا مین
…آخر طرف زمین کے چلا گر میثاق کو للکارا کہ او نمک حرام تو نے بڑا فتور کیا
…ون میثاق نے کہا طلسم کشا سے مقابلہ کیجیے آپ خداوند ہو کر بھاگے جاتے ہین
…ہا طلسم کشا کو شاکے جاؤنگا یہ کہتا ہوا زمین پر آیا سحر کرنے لگا وہ آندھی چلی
…ہو گیا درخت اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے سعد بن قباد نے جو دیکھا کہ اندھیرے مین کچھ
…ال لوح کو چمکایا جب لوح چمکی تب روشنی ہوئی بادشاہ نے دیکھا کہ جمشید زمین پر کھڑا
…ا ہو آگ برس رہی ہو بادشاہ نے پھر لوح کو چمکایا آگ برسنا موقوف ہوئی اب

جمشید نے پہلوانون کو اشارہ کیا کہ ہان یارو گھیر کر سعد کو مار لو اول اشقال مردم درگیندڑا
جھپٹ کر آیا بادشاہ نے ہاتھ مار دیا اشقال کے دو ٹکڑے ہوئے اسکے بعد میکال تیغ زن
آیا اسنے مکر سے ہاتھ مارا کہ سعد شہریار کا شانہ نشانہ ہوا سعد زخم کھا کر مثل شعلۂ جوالہ مرکب کو جست
کرنے لگے آواز دی او بے حیا دیکھ تیری پشت پر کون کھڑا ہے وہ پہلوان پلٹا سعد شہریار نے
ہاتھ مارا اس کے بھی دو ٹکڑے ہوئے ایک طرف سے آواز آئی ای سعد بس اب شمشیر زنی کر چکے
تلوار پھینکدو سعد نے پلٹ کر دیکھا ایک زنگی سیہ رو للکارتا ہوا آتا ہے فیروزہ برابر کھڑا تھا
آواز دی ای شہریار لوح ملاحظہ کر کے اس سے مقابلہ کیجیے سعد شہریار نے لوح کو ملاحظہ کیا
نوشتہ پایا کہ یہ زنگی سحر ساختۂ جمشید ہے لوح کو اسکے بدن سے مس کرو جل جائیگا کہ زنگی برابر
آیا سعد حیران ہین کہ کیونکر لوح مس کرون وہ زنگی برس پڑا مہلت نہین لینے دیتا آخر سعد نے
بمشکل تمام لوح کو اُس کے جسم سے مس کیا زنگی جل جل کر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من
سیہ تاب جادو بود واضح ہو کہ اسی پہلوان اسی طور سے مقابلۂ سعد مین آئے اور مارے گئے
جمشید کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے اور سحر پڑھنا موقوف نہین کرتا سعد گھوڑے کو تھکا کر قریب جمشید
کے پہونچے جمشید نے آگ منہ سے چھوڑی صدہا شعلے بھڑک بھڑک کر گرے سعد پر تاثیر نہوئی
جمشید نے نعرہ کیا ای اژدران جادو یہ وقت سخت ہے جلد آؤ یہ کہتے ہی صحرا مین روشنی ہوئی
ایک اژدہا مثل کوہ منہ سے آگ چھوڑتا ہوا سامنے آیا فیروزہ نے پھر پکارا ای شہریار لوح
کو ملاحظہ کیجیے سعد نے لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ اژدہے پر لوح پھینک مارو جب وہ اژدہا
قریب آیا تو سعد نے لوح پھینکی جمشید نے چاہا مین لوح کو روک لون جیسے ہی ہاتھ ڈالا ہاتھ
پر آبلہ پڑگیا اُف کر کے لوح کو چھوڑا لوح کے گرتے ہی جھکا کہ اُٹھا لون سعد نے اوپر سے ہاتھ
مارا جمشید نے ہاتھ سے اشارہ کیا کئی سپرین فولادی سر پر اس کے جم گئین گویا سینہ سپر
ہو مین مگر کیا ہوسکتا تھا تیغ طلسمی نے سپرون کو کاٹا تڑپ کر جو وہان سے گرا جمشید ثانی نے
سر آگے کر دیا جمشید کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی جمشید کے ہنگامۂ عظیم ہوا اگر ایک
وزیر اسکا بیران فیل کش باقی تھا اسنے لاشہ جمشید کا اُٹھایا طرف طلسم زعفران زار کے بھاگا
بعد مرنے جمشید کے سب تاجدار آکر قدمون پر سعد کے گرے کچھ بھاگ گئے کچھ ساتھ بیران کے گئے

سب طرف امن وامان ہوگیا جنگ برطرف ہوئی اب بادشاہ وہانسے بفتح وفیروزی قلعۂ طلسمی
مین آئے یہانکے عجائب وغرائب ملاحظہ کیے یہ ہلڑ لشکر میں اسکی ملکہ نہنگ دریانشین محل سے
نکل آئی اور سعد شہریار پر عاشق ہوئی اسنے خزانے بتائے مال نکلوایا کئی ہزار چھکڑا اسباب
سے ہمراہ اس سب سامان کو ساتھ لیکر صاحبقران زمان مع اپنے سردارون اور جان نثارون
کے طرف ویہ باختر کے روانہ ہوگئے ادھر سعد شہریار نے انتظام کیا کہ سارے طلسم مین
جسقدر [illegible] تھے اُن سب کو منہدم کرادیا اور اُنھین مقامات پر مسجدین تعمیر کرائین جابجا حاکم وناظم
مقرر کیے [illegible] انتظام سے فراغت فرما کے فیروزہ بن عمرو کا عقد ساتھ ملکہ نمکین شیرین کلام کے
[illegible] کیا اب یہ حقیر عرض کرتا ہو کہ اگر فیروزہ کی شادی کا بیان تفصیل تحریر کرتا تو طول ہوتا
اور ناظرین کا وقت عزیز فضول رائگان جاتا اس وجہ سے یہانپر تیسری جلد کو ختم کرتا ہون فقط

تقریظ [illegible] زادہ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین صاحب متخلص بہ سہیل فرزند مصنف

بعد حمد معبود کل عالم معبود جن وملائک ونبی آدم ونعت جناب سرور انبیا حبیب خدا صاحب
کتاب [illegible] وادنی ومنقبت شیر بیشۂ ہیجا معین ومددگار اشرف انبیا جناب علی مرتضے علیہم السلام
یہ حقیر [illegible] عرض کرتا ہو کہ جناب قبلہ وکعبہ حقیقت مین بمثل دو حید ہین ناظرین تصور کرین کہ
[illegible] ہوشربا دو جلدین اُسی ہوشربا کی بقیۂ طلسم ہوشربا نام رکھ کر تحریر کین جو کہ ناظرین
[illegible] مین اس بقیہ مین کوئی مضمون نہین چھوٹا احباب کو حیرت تھی فرماتے تھے کہ بعد ہوشربا
[illegible] قلم اُٹھائیے گا اُسکا بدلہ یہ ہوا کہ قبلہ وکعبہ نے تار باندھ دیا کہ فتنۂ نورافشان تین جلدون
مین لکھا بعد فتنہ طلسم ہفت پیکر تین جلدون مین تحریر فرمایا بعد اسکے طلسم خیال سکندری تین
جلدون مین تصنیف فرمایا ہومان نامہ کا ترجمہ کیا طلسم نوخیز جمشیدی یہ بھی کس آب وتاب سے
تین جلدون مین نئے رنگ پر تحریر کیا لطف یہ کہ ہر جلد اور ہر داستان کا نیا مضمون ہے ایک کا
دوسری سے [illegible] بعدہ افسوس صد ہزار افسوس کہ ایسے ذی کمال کا انتقال ہوگیا حقیر کے نزدیک
تو داستان گوئی اور سخن طرازی کا چراغ گل ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون نئے نئے مضامین
اور عیارون کی عیاریان اور بہادرون کی نبرد آزمائیان اس طرح قلم برداشتہ تحریر فرماتے تھے